13007

بیان القرآن

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ناظرین قبل مطالعہ تفسیر کے ان امور کا ملاحظہ فرمالیں

ذکر بعضے امور رعایت ملتزمہ در تحریر تفسیر ھذا

ان میں بعضے امور تو خطبۂ تفسیر میں مذکور ہوئے ہیں اور بعض امور اسکے علاوہ ہیں +

(۱) اس تفسیر کے لکھنے کیوقت یہ کتابیں میرے پاس رہتی تھیں۔ بیضاوی۔ جلالین۔ تفسیر رحمانی۔ اتقان۔ معالم التنزیل۔ روح المعانی۔ مدارک۔ خازن۔ تفسیر فتح المنان۔ تفسیر ابن کثیر۔ درمنثور۔ کشاف۔ قاموس۔ بعضے تراجم قرآن۔ ان میں سے بعض کتابیں اول سے پاس رہیں اور بعض کچھ لکھنے کے بعد آئیں اور بعض بالکل اخیر میں آئیں چنانچہ حوالوں سے اسکی تفصیل معلوم ہو سکتی ہے اور ضرورت کیوقت کتب حدیث وفقہ وتفسیر کی مراجعت بھی کیجاتی تھی +

(۲) قرآن مجید کے اول سے آخر تک ہر سورت و ہر آیت کا ربط ماقبل کے ساتھ نہایت سہل اور قریب تقریر میں لا التزام بیان کیا گیا اور اکثر سورتوں کے شروع میں ان سورتوں کا خلاصہ بھی بیان کر دیا

(۳) بعضی آیتوں کی تفسیر بوجہ اتحاد یا تقارب یا تناسب مضامین کے ایک جگہ مجتمع کر کے لکھی گئی ہے اسکے اول میں ان مضامین کا ایک جامع عنوان بطور سرخی کے لکھ دیا گیا ہے جس سے اجمالاً ان تمام آیات کا ذہن میں مستحضر ہونا ہے بعد مفصل تفسیر سے جو کچھ نفع اور حظ حاصل ہوگا اسکو ناظرین خود دیکھیں گے۔ پھر ان آیات کی تفسیر ایسے طور پر کی گئی ہے کہ سب ایک مسلسل تقریر معلوم ہوتی ہے +

(۴) جن روایات پر تفسیر کو مبنی کیا ہے ان میں التزام کیا گیا ہے کہ وہ صحیح روایتیں ہوں البتہ جہاں تفسیر کسی روایت پر مبنی نہ تھی اور لفظ قرآنی فی نفسہ بھی اس کا محتمل تھا تقویت احتمال کیلئے اس تفسیر کی صحت میں تسامح

(۵) شبہات کے جواب دینے میں صرف ان شبہات کو خاص کیا ہے جن کا منشا کوئی دلیل صحیح تھی جیسے کوئی آیت یا کوئی حدیث یا کوئی امر ثابت بالعقل یا بالحس۔ اور جن کا منشا کوئی امر بلا دلیل ہے بلکہ محض سفسطہ و دعویٰ بلادلیل ہے اسکے جواب میں چونکہ طلب دلیل کافی ہے اس لئے اس سے تعرض نہیں کیا گیا اور بہت سے شبہات نفس تقریر ترجمہ سے مندفع ہوگئے ہیں +

(۶) کوئی مضمون ضرورت سے زائد نہیں لکھا۔ مگر شاذ و نادر کسی خاص فائدہ کے لئے +

(۷) ترجمے میں ترکیب کی رعایت زیادہ کی گئی ہے بنسبت اتباع محاورہ کے +

(۸) چونکہ احقر کو مباحث متعلقہ کتب سماویہ سابقہ پر کامل نظر نہیں ہے اس لئے ایسے مضامین میں تفسیر حقانی سے نقل کر دیا گیا ہے +

(۹) خاتمہ تفسیر میں تاریخ ختم ایسے ہر کی دن عیسوی جو بتا تھا اسکا شرح نہیں ہوا اس موقع پر احقر نے اسکی تصریح کر دی ہے تاکہ اگر کسیکو اس سے اچھی تقریر تفسیر میسر ہو جاوے اسی کو ترجیح دے

(۱۰) مسائل فقہیہ کلامیہ کی ہر آیت کے متعلق اسیقدر تحقیق پر اکتفا کیا گیا ہے جس پر تفسیر قرآن کی موقوف تھی +

(۱۱) جو مضامین قابل زیادہ تفصیل و تحقیق کے کئی جگہ آئے ہیں انکو ایک جگہ مفصل لکھ کر دوسری جگہ اس پہلی جگہ کا حوالہ دیدیا گیا ہے یا پہلی جگہ اس دوسری جگہ کا وعدہ کیا گیا ہے

(۱۲) ہر جگہ تفسیر میں اتباع سلف صالح کا کیا ہے۔ متأخرین کے اقوال کو جو سلف کے خلاف تھے نہیں لیا +

(۱۳) جہاں مفسرین کے متعدد اقوال دیکھے ان میں سے جو کو روایت یا ذوق یا درایت سے راجح سمجھا صرف اسیکو اختیار کر لیا گیا ہے البتہ کہیں کہیں کوئی معتد بہ تساوی معلوم ہوئی دونوں کو نقل کر

(۱۴) تقریر مدلول آیات میں قواعد میزانیہ منطقیہ کی پوری طور سے مراعات کی گئی ہے جس کا لطف اذکیا اور علماء کے جی سے پوچھنا چاہئے +

(۱۵) مجھکو معلوم ہے کہ کہیں کہیں تقریر کسیقدر تنگ ہے لیکن اسکی کفایت میں کوئی خلل نہیں البتہ کم استعداد لوگوں کو اہل علم سے اسکے حل اور توضیح کی حاجت ہوگی اسیطرح بعض جگہ ایسے آگئے ہیں کہ ان کا سمجھنا مخصوص اہل علم کے ساتھ ہے اس لئے میرے نزدیک عوام کا قطعاً ضروری ہے کہ اس تفسیر کو اول سے آخر تک کسی عالم سے سبقاً سبقاً پڑھ لیا جاوے اور جو مضمون اوپر بھی سمجھ میں نہ آوے اسکو علوم درسیہ پر موقوف سمجھا جاوے اور یہ امر تحقیقی ہے کہ اس سے پورا لطف حاصل ہونیکی شرط علوم متعارفہ میں مہارت اور اس میں بھی کسی مقام کے مراجعت تفاسیر کے بعد اس تفسیر کا

(۱۶) ادبیت سے امور ضروریہ و لطیفہ ترجمہ و تفسیر میں ایسے ملیں گے جو بیان سے خیال میں نہیں آسکتے مطالعہ پر انکو حوالہ کیا جاتا ہے +

(۱۷) لطائف اور نکات جن کو تفسیر میں دخل نہ تھا اور مقصود القرآن نہ تھے بالکلیہ مہجور کر دیئے گئے مقصود اصلی حل قرآن کو رکھا گیا ہے +

(۱۸) جن آیات کی تفسیر میں حدیث مرفوع آئی ہے اسکے مقابلہ میں کسیکا قول نہیں لیا گیا +

(۱۹) چونکہ التزامات مذکورہ کی ضرورت خیال میں تدریجاً آتی رہی اس لئے ممکن ہے کہ اول کے اجزاء میں بعض التزامات کی رعایت متروک ہو گئی ہو نیز چونکہ اسکی اول جلد اول بیج ہر جلد الحاق پارہ کی ہے کہیں تحقیقاً کہیں جلد بعد بہت کے کسیقدر کم یا کسیقدر زیادہ۔ اول جلد منتصلاً نہیں لکھی گئی بلکہ درمیان میں بے فترات مختلفہ اتفاق ہوئے ہیں اسکے اجزاء میں ادر یہ سے پہلے اور بقیہ جلدوں میں طرز وضع کے اعتبار سے کسیقدر تفاوت بھی ہے جو بنظر غائر سے معلوم ہو سکتا ہے۔

(۲۰) باقی جو مضامین حواشی عربیہ میں لکھے ہیں وہ مخصوص ہیں اہل علم کے ساتھ انکے اصطلاحات پر عبور کرنا کسی اس مقام بہ حاجت نہیں۔ باقی ان سب مرجحات کے معلوم ہونے کے ساتھ اپنی خاص حالت کے اعتبار سے یہ معروض ہے *نہ نقش بستہ مشوشم نہ بحرف ساختہ سرخوشم * نفسے بیاد تو میکشم چہ عبارت و چہ معانیم* +

کتبہ

محمد اشرف علی عفی عنہ

قال الله تعالى إن علينا جمعه وقرآنه فإذا قرأناه فاتبع قرآنه ثم إن علينا بيانه

چون راس و اساس علوم حکمیه علوم قرآن ست. و ازین مر توجه علمای امت مبذول بجد و همتش از قدیم زمان ست واز جمله علوم خادمه قرآن حسب آیت مذکوره علم تفسیر و تبیان ست. و باوجود توفر و تکثر کتب این فن تجدد ضرورت و مذاق اهل عصر مقتضی تالیفے جدید در تبیان فرقان ست. و کتاب هذا که مسمّی به

بیان القرآن

است بعیان و برهان کافل و حاوی آن طرز و عنوان ست و این **جلد اول** از آن ست. بنا بر علیه کتاب مذکور بامستحسن رعایات داخل التزامات مثل وضع متن قرآنی مع ترجمه بین السطور در اول حصه صفحه و تکریر متن مع تکریر ترجمه و نقل تفسیر بقید امتیاز ما بین ترجمه و تفسیر در دومی حصه، حواشی عربیه سومی حصه که مجموعش مفید تالیان و قاریان و شائقان درک معانی اجمالاً یا تفصیلاً و طالبان تحقیق مزید علمیان و خاصان است باہتمام محمد عبد الاحد عفی عنه

در مطبع مجتبائی واقع دہلی که مقبول عالمیان است طبع کرده شد
۱۳۲۶ھ ۱۹۰۸ء

خطبۂ تفسیر بیان القرآن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الرحمن علم القرآن خلق الانسان علمه البیان هو الذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین کله وکفی بالله شهیدا محمد رسول الله والذین معه اشداء علی الکفار رحماء بینهم ترٰهم رکعا سجدا یبتغون فضلا من الله ورضوانا سیماهم فی وجوههم من اثر السجود ذٰلک مثلهم فی التورٰاة ومثلهم فی الانجیل کزرع اخرج شطاه فاٰزره فاستغلظ فاستوی علی سوقه یعجب الزراع لیغیظ بهم الکفار وعد الله الذین اٰمنوا وعملوا الصٰلحٰت منهم مغفرة واجرا عظیما اما بعد یہ ابجد خوان مکتب قرآنی مظہر مدعا ہے کہ بہت روز سے خود بھی اور احباب کے اصرار سے بھی گاہ گاہ خیال ہوا کرتا تھا کہ کوئی مختصر تفسیر قرآن مجید کی لکھی جاوے جو ضروریات کو حاوی اور زوائد سے خالی ہو مگر تفاسیر و تراجم کی کثرت دیکھ کر اس کو امر زائد سمجھا جاتا تھا اسی اثنا میں نئی حالت یہ پیش آئی کہ بعض لوگوں نے محض تجارت کی غرض سے نہایت بے احتیاطی سے قرآن کے ترجمے شائع کرنے شروع کیے جن میں بکثرت مضامین خلاف قواعد شرعیہ بھر دیے جن سے عام مسلمانوں کو بہت مضرت پہونچی ہر چند کہ چھوٹے چھوٹے رسالوں سے اُن کے مفاسد پر اطلاع دیکر اُن مضرتوں کی روک تھام کرنے کی کوشش کی گئی مگر چونکہ کثرت سے ترجمہ بینی کا مذاق پھیل گیا ہے وہ رسالے اس غرض کی تکمیل کے لیے کافی ثابت نہ ہوئے تا وقتیکہ ابنار زمانہ کو کوئی ترجمہ بھی نہ تبلایا جاوے جس میں مشغول ہو کر ان تراجم مبتدعہ مخترعہ سے بے التفات ہو جاویں ہر چند کہ تراجم و تفاسیر محققین سابقین کے بالخصوص خاندان عزیزیہ کے ہر طرح کافی و وافی ہیں مگر ناظرین کی حالت و طبیعت کو کیا کیا جاوے کہ بعض تفاسیر میں عربی یا فارسی نہ جاننے کی مجبوری بعض تراجم میں اختصار یا زبان بدل جانے کا عذر مانع دلچسپی ہوا تامل و مشورے سے یہی ضرورت ثابت ہوئی کہ ان لوگوں کو کوئی نیا ترجمہ دیا جاوے جس کی زبان و طرز بیان و تقریر مضامین میں اُن کے مذاق و ضرورت کا حتی الامکان پورا لحاظ ہے اور ساتھ ہی اس کے کوئی ضروری مضمون خواہ جزو قرآن ہو یا اُس کے متعلق ہو رہ نہ جاوے چند روز تک یہ رائے صورت تجویز و پیرایہ تذکرہ میں رہی آخر جب احباب کا تقاضا زیادہ ہوا اور خود بھی اُس کی ضرورت روزانہ مشاہدہ و معائنہ میں آنے لگی آخر بنام خدا محض توکلا علی اللہ پھر اس اطمینان پر کہ اگر میں کسی قابل نہیں ہوں تو کیا ہوا بزرگان عصر اصلاح فرما کر اس کو دیکھنے کے قابل کر دینگے آخر ربیع الاول سنہ ۱۳۲۳ھ میں اس کو شروع[1] کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے امید تمام اور نفع انام رکھتا ہوں اب جن امور کی اس میں رعایت اور لحاظ کیا گیا ہے اُن کو اختصار کے ساتھ عرض کرتا ہوں **اول** قرآن مجید کا آسان ترجمہ کیا ہے جس میں قابل فہم ہونے کے ساتھ تحت[2] لفظی کی بھی رعایت ہے **دوم**

---

[1] بعد دس کا من پارہ لکھنے کے بعد انقلابات وقت کے درمیاں میں توقف مدید واقع ہو کر دوبارہ وسط محرم سنہ ۱۳۲۴ھ سے سلسلہ تحریر کا شروع ہوا وباللہ التوفیق ۱۲ منہ

[2] قوله تحت لفظی کی بھی رعایت ہے لکن الذی اماللتراد مرة واحدا با حاصل اخری و لقد جرانی علیہ صنیع شیخ مشائخنا لسلم عند اصحابنا الشاہ عبد القادر الدہلوی رحمہ اللہ تعالی ولنذکرلہ امثلة من ترجمة قوله تعالی ما انزل الیک ترجمة جو کچھ اترا فوئے للمومن المعترف للازم قوله تعالی اولئک علی هدی من ربهم ترجمة انھوں نے پائی ہے راہ اپنے رب کی فعبر عن الخبر الاسمی بالفعل ثم هذه الصدان غیر مذکورة فی القرآن ثم لم یقع مدی مضاف سے اریب فی القرآن قوله تعالی هم المفلحون ترجمة مراد کو پہنچے فعبر عن اسم الفاعل بالماضی قوله تعالی انما نحن مصلحون ترجمة ہمارا کام تو سنوارنا ہے فعبر عنه بالمصدر ... الاصل سوکم من بوں مثہا ولسنان لکن کثیر فی ترجمة رحمہ اللہ تعالی لمن تتبعها ۱۲

ترجمہ مین خالص محاورات استعمال نہین کیے گئے دو وجہ سے اول تو مین قصباتی ہون محاورات پر عبور نہین۔ دوسرے یہ کہ محاورات ہر مقام کے جُدا جُدا ہوتے ہین اگر دہلی کے محاورات لیے جاتے اہل لکھنؤ نہ سمجھتے یہان کے محاورات وہان نہ سمجھتے ان دونون کے محاورے حیدرآباد اور مدراس والے نہ سمجھتے غرض ایسے محاورات عام فہم نہین ہوتے اور اُردو ترجمہ کم از کم ایسا تو ہو کہ قریب قریب ہندوستان کے سب حصے تو اُس کو سمجھ جاوین اس لیے کتابی زبان لی ہے کہ فصاحت کے ساتھ اُس مین سلاست بھی ہے **سوم** نفس ترجمہ کے علاوہ جس مضمون کو بہت ضروری دیکھا کہ اُس پر توضیح ترجمہ کی موقوف ہے یا کوئی شبہ خود قرآن کے مضمون سے ظاہراً پیدا ہوتا تھا اُس کا جواب یا مضمون قرآنی کسی مشہور تحقیقات کے خلاف معلوم ہوتا تھا اُس کی تحقیق یا اسی قسم کی کوئی ضروری بات ہوئی اُس کو **ف** بنا کر بڑھا دیا باقی لطائف و نکات یا طویل عریض حکایات یا فضائل یا بہت سے مسائل وغیرہا سے تفسیر کو طویل نہین کیا گیا غرض یہ کہ مضامین کا جمع کرنا مقصود نہین بلکہ محض حل قرآن و رفع ضرورت لیکن باوجود اتنی رعایت کے بھی غیر علماء و طلبہ کے لیے بہت سے مقامات مین علماء سے استغنا نہین ہو سکتا۔ لہذا مناسب بلکہ واجب یہ ہے کہ ایسے حضرات صرف اپنے مطالعہ و فہم پر اعتماد نہ فرماوین بلکہ حسب ضرورت علماء یا منتہی طلبہ سے اس کو سبقاً سبقاً سمجھ کر پڑھ لین ورنہ اقل درجہ اتنا تو ضرور ہے کہ مطالعہ کے وقت جہان ذرہ برابر بھی اشتباہ ہے وہان خود غور کر کے نہ نکالین بلکہ پنسل سے نشان کر کے علماء سے وہ عبارت دکھلا کر حل کر لین اور بدون اس کے احتمال بلکہ یقین غلط فہمی کا ہے **چہارم** جس آیت کی تفسیر مین بہت سے اقوال مفسرین کے ہین اُن مین سے جس کو ترجیح معلوم ہوئی صرف اُس کو لے لیا بقیہ سے تعرض نہین کیا **پنجم** مطلب قرآنی کی تقریر کہین تو اس طرح کی ہے کہ مضمون کا ارتباط خود ظاہر ہو جائے اور کہین ایک سُرخی ربط کی لکھ کر اُس کی تقریر کر دی گئی ہے **ششم** اختلافیات کی تفسیر مین صرف مذہب حنفی لیا گیا ہے اور دوسرے مذاہب بشرط ضرورت حاشیہ مین لکھ دیے گئے ہین **ہفتم** چونکہ نفع عوام کے ساتھ افادۂ خواص کا بھی خیال آگیا اس لیے اُن کے فائدہ کے واسطے ایک حاشیہ بڑھایا ہے جس مین مکیت و مدنیت سور و آیات و غیر مشہور لغات و ضروری وجوہ بلاغت و متعلق ترکیب و خفی الاستنباط فقہیات و کلامیات و اسباب نزول و روایات و اختلاف قرارت مغیرہ ترکیب یا حکم و توجیہ ترجمہ و تفسیر ایجاز کے ساتھ مذکور ہین جس کو متوسط درجہ کا طالب علم بے تکلف سمجھ سکتا ہے۔ یہ حاشیہ درس یا تدریس کے وقت بہت کام آسکتا ہے اس حاشیہ کی عبارت عربی اس لیے تجویز کی ہے کہ عوام اُس کے دیکھنے کی ہوس ہی نہ کرین ورنہ جب زبان سمجھتے اور مضامین نہ سمجھتے بہت پریشان ہوتے اب اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ یہ تفسیر مختصر یا ترجمہ مطول کہہ دیجیے عوام و خواص سب کے کام کا ہوگا اور اگر اہل علم اول صرف قرآن کا مطالعہ کر کے بطور خود غور کرین اور اس مین جو امور ذہن مین مجمل رہین یا جو اشکالات واقع ہون اُن کو مستحضر کر کے پھر اس تفسیر کا ملاحظہ فرماوین تو انشاء اللہ تعالیٰ دوبالا لطف اور حظ حاصل ہو۔ امید ناظرین سے یہ ہے کہ اس کو مطالعہ فرما کر میرے واسطے مغفرت و رحمت کی دعا مانگین کہ بڑا لالچ اس مشقت سے یہی ہے

ایکہ بر ما میروی دامن کشان ✦ از سر اخلاص الحمدے بخوان۔ اصطلاحات اس تفسیر کے یہ ہین کہ جو عبارت خطوط ہلالیہ سے خارج ہے وہ ترجمہ ہے اور جو خطوط ہلالیہ کے اندر محصور ہے وہ ترجمہ سے زائد ہے اور باوجود کافی ہونے اس فارق کے زیادہ احتیاط و توضیح کے لیے ترجمہ پر خط بھی کھینچ دیا ہے جو علامت متن کی ہے اور ترجمہ مین اسی پر اکتفا نہین کیا بلکہ اُوپر جہان قرآن لکھا ہے اُس کے نیچے ترجمہ لکھ دیا ہے۔ اور ایک التزام یہ بھی کیا گیا ہے کہ تفسیر کے اندر جہان آیت کی علامت ہے وہان نمبر شمار آیات کا بالترتیب لکھ دیا ہے کہ آیت کے حوالہ دینے مین عنایت سہولت ہو جاوے۔ اور حاشیہ عربیہ مین جہان کسی کتاب کی بعینہ عبارت لی گئی وہان اُس کتاب کا نام لکھ دیا ہے اور جہان کچھ مناسب تصرف ہوا ہے وہان نام کتاب کے قبل من بڑھا دیا ہے۔ جہان استاذی لکھا ہے اُس سے مراد حضرت

ف ومنها نكات اختلاف العنوانات مع اتحاد المعنون كما تكلموا في قوله تعالى في البقرة واذ قلنا ادخلوا هذه القرية الآية وقوله تعالى في الاعراف واذ قيل لهم اسكنوا هذه القرية الآية من بيان النكات في اختلاف العنوانات بين الآيتين فمن امثال هذه النكات تكلفات وتعسفات والجواب الحق البحث الصحيح في جميع هذه الامور ما حاكاه ما نقله في روح المعاني عن الزمخشري من انه لا بأس باختلاف العبارتين اذا لم يكن ثمه تناقض ولا تناقض بين هذه العنوانات۔ وبالجملة التفنن في التعبير لم يزل دأب البلغاء وفيه من الدلالة على رفعة شان المتكلم ما لا يخفى والقرآن الكريم مملوء من ذلك ومن رام بيان سر لكل ما وقع فيه منه فقد رام ما لا سبيل اليه الا بالكشف الصحيح والعلم اللدني والله يوتي فضله من يشاء۔ وسبحان من لا يحيط باسرار كتابه الا هو ١٢ **ف** سبق مني اعتبار الارتباط والمناسبة فيما بين الآيات والدليل المتفق عليه عندي انه لو لم تعتبر المناسبة بينها لما اختلف ترتيب التلاوة عن ترتيب النزول واللازم منتف بالتوقيف كما نصوا عليه ويؤيده ما في روح المعاني تحت آية واتقوا يوما ترجعون فيه الى الله في رواية اخرى انه صلى الله عليه وسلم قال جاءني جبرائيل فقال اجعلها على راس مائتين وثمانين آية من البقرة وروي انه صلى الله عليه وسلم قال اجعلوها بين آية الربوا وآية الدين ونحوه في التفسير المظهري ودلالته على ما ادعينا من التوقيف ظاهر كذا الارتباط بين السور المرتبة منه لكن لا بالتوقيف بل باجتهاد الصحابة باقي حاشيه صفحه ٢ مين ملاحظه ہو

مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہیں جہاں مرشدی لکھا ہے اُس سے مقصود حضرت مولانا الحاج محمد امداد اللہ صاحب قدس اللہ سرہ ہیں جہاں کوئی ماخذ نہیں لکھا وہ احقر نے اپنی رائے و یادداشت سے لکھ دیا ہے سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العلمین ۔ فقط

الراقم

محمد اشرف علی التھانوی عفی عنہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳ کا ملاحظہ ہو)

ت باجماعہم علیہ [illegible] والدلیل الکافی علیہ ما اخرجہ احمد والترمذی وابو داؤد والنسائی وابن حبان والحاکم عن ابن عباس قال قلت لعثمان ما حملکم علی ان عمدتم الی الانفال وہی من المثانی والی براءۃ وہی من المئین فقرنتم بینہما ولم تکتبوا بینہما سطر بسم اللہ الرحمن الرحیم ووضعتموہا فی السبع الطوال الحدیث فہذا یدل علی ان للاجتہاد لہ دخل فی ترتیب السور وایضا وردت روایات مرفوعۃ وموقوفۃ مختلفۃ فی ترتیب السور فدل علی کونہ غیر توقیفی ترک الشارع سکوت عنہا تم اجمعوا علی ہذا الترتیب والآن لا یجوز خلافہ السنۃ ۲ ؎ ومن البلاغۃ عند بعض المتاخرین [illegible] المعانی فی صورۃ المتشابہات فان صاحب التلویح عدہا کنایات کما قال واما عند علماء البیان فلان الکنایۃ لفظ قصد بمعناہ [illegible] لفظ یستعمل فی معناہ الموضوع لکن لا للتعلق [illegible] الیہ الصدق والکذب بل لینتقل منہ الی ملزومہ فیکون ہو مناط الاثبات والنفی مرجع الصدق [illegible] فقولہ تعالی والسموات مطویات بیمینہ وقولہ تعالی الرحمن علی العرش استوی [illegible] ماہو المقصود بالانتقال منہ الی ملزومہ [illegible] الکنایۃ مستلزمۃ للمعنی الثانی [illegible] فلت لو ورد المتشابہات کما ذہب الیہ اکثر المتاخرین تسہیلا للامر علی الاذہان لصعبتہ فالذی ذکرہ مد العلامۃ [illegible] ہو مذہب السلف اخذا بالاحوط والسلف ہم فانہم ۳ ؎ اعلم انہ ربما یقع اختلاف من الروایات فی سبب النزول ووجہ الجمع بینہما ان السبب [illegible] لا یمین السبب کما نقل السیوطی فی لباب النقول عن الزرکشی قال فی البرہان قد عرف من عادۃ الصحابۃ والتابعین ان احدہم اذا قال نزلت ہذہ الآیۃ فی کذا فانہ یرید بذلک انہا تتضمن ہذا الحکم لا ان ہذا کان السبب فی نزولہا [illegible] الاستدلال علی [illegible] ۴ ؎ حق کہ اس خطبہ کے متعلق بھی بعض مضامین اسی قسم کے حاشیہ میں لکھے گئے ہیں +

سورة الفاتحة مكية وهي سبع ايات

آياتها ٧ ركوعها ١ كلماتها ٢٥ حروفها ١٢٣

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہون اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہین

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝

سب تعریفین اللہ کو لائق ہین جو مربی ہین ہر ہر عالم کے | جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہین | جو مالک ہین روز جزا کے | ہم آپ ہی کی عبادت کرتے ہین اور آپ ہی سے درخواست اعانت کی کرتے ہین

ع ١

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۵ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝

بتلا دیجیے | ہم کو رستہ سیدھا | رستہ اُن لوگون کا جن پر آپ نے انعام فرمایا ہے نہ رستہ ان لوگون کا جن پر آپ کا غضب کیا گیا اور نہ ان لوگون کا جو رستہ سے گم ہوگئے

سورۃ الفاتحہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ شروع کرتا ہون اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہین اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (١) سب تعریفین اللہ کو لائق ہین جو مربی ہین ہر ہر عالم کے **ف** مخلوقات کی الگ الگ جنس ایک ایک عالم کہلاتا ہے مثلاً عالم ملائکہ عالم انسان عالم جن الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ (٢) جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہین مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ (٣) جو مالک ہین روز جزا کے **ف** روز جزا سے مراد قیامت کا دن ہے کہ اسمین سب اپنے کیے ہوے کا بدلہ پاوینگے اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ (٤) ہم آپ ہی کی عبادت کرتے ہین اور آپ ہی سے درخواست اعانت کی کرتے ہین **ف** یہ بندے کی طرف سے جناب باری مین خطاب ہے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ (٥) بتلا دیجیے ہمکو رستہ سیدھا **ف** مراد دین کا رستہ ہے صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ (٦) رستہ ان لوگون کا جن پر آپ نے انعام فرمایا ہے **ف** مراد دین کا انعام ہے ان انعام والون کا پتہ اللہ تعالی نے قرآن شریف مین دوسری جگہ بتلا دیا ہے کہ وہ انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین ہین وہ آیت یہ ہے ومن يطع الله والرسول فاولئك مع الذين انعم الله عليهم من النبيين والصديقين والشهداء والصلحين غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ (٧) نہ رستہ اُن لوگون کا جنپر آپ کا غضب کیا گیا اور نہ اُن لوگون کا جو رستہ سے گم ہوگئے **ف** راہ ہدایت کے چھوڑنے کی دو وجہ ہوا کرتی ہین۔ ایک تو یہ کہ اس کی پوری تحقیقات نہ کرے ضالین سے مراد ایسے لوگ ہین دوسری وجہ یہ کہ باوجود تحقیقات کے اس پر عمل نہ کرے مغضوب علیہم سے مراد ایسے لوگ ہین کیونکہ اچھی طرح جان بوجھ کر خلاف کرنے مین زیادہ ناراضی ہوا کرتی ہے۔

اللغات قوله تعالى اهدنا ابن عيسى بن شد هداه الله لا يصل الى الرافية اختلف المتأخرين من اهل اللسان ففرق خصها بالدلالة الموصلة وآخرون بالدلالة على ما يوصل ١٢ روح المعاني قلت راعيت في ترجمتي كلا المعنيين فتفكر ١٢

النحو قوله تعالى الحمد لله اللام للاستحقاق كما مثل به عبد الرسول في حواشيه على شرح العوامل لنفسه ١٢

البلاغة قوله تعالى الحمد لله ارتفاع الحمد بالابتداء وخبره الظرف الذي هو لله واصله النصب باضمار فعله على انه من المصادر التي تنصبها العرب بافعال مضمرة في معنى الاخبار كقولهم شكرا وكفرا وعجبا ومنها سبحنك ومعاذ الله والعدل بها عن النصب الى الرفع على الابتداء للدلالة على ثبات المعنى واستقراره ومنه قوله تعالى قالوا سلاما قال سلام رفع السلام الثاني للدلالة على ان ابراهيم عليه السلام حياهم تحية احسن من تحيتهم لان الرفع دال على معنى ثبات السلام لهم دون تجدده وحدوثه قوله تعالى الرحمن الرحيم في الكشاف فان قلت فلم قدم ما هو ابلغ من الوصفين على ما هو دونه والقياس الترقي من الادنى الى الاعلى كقولهم فلان عالم نحرير وشجاع باسل وجواد فياض قلت لما قال الرحمن فتناول جلائل النعم وعظائمها واصولها اردفه الرحيم كالتتمة والرديف ليتناول ما دق منها ولطف ١٢ قوله تعالى اياك نعبد تقديم المفعول لقصد الاختصاص كقوله قل افغير الله تامروني اعبد قل اغير الله ابغي ربا والمعنى نخصك بالعبادة ونخصك بطلب المعونة فان قلت لم عدل عن لفظ الغيبة الى لفظ الخطاب قلت هذا يسمى الالتفات في علم البيان وذلك على عادة افتنانهم في الكلام وتصرفهم فيه ولان الكلام اذا نقل من اسلوب الى اسلوب كان ذلك احسن تطرية لنشاط السامع وايقاظا للاصغاء اليه من اجرائه على اسلوب واحد وقد تختص مواقعه بفوائد ومما اختص به هذا الموضع انه لما ذكر الحقيق بالحمد واجرى عليه تلك الصفات العظام تعلق العلم بمعلوم عظيم الشان فخوطب ذلك المعلوم ١٢ الكشاف قوله تعالى اياك نستعين في الآية ايجاز حذف لقصد العموم اي على العبادة وعلى امورنا كلها ١٢ اتقان قوله تعالى الصراط المستقيم فيه استعارة تحقيقية ١٢ اتقان قوله تعالى صراط الذين انعمت بدل من الصراط المستقيم وهو في حكم تكرير العامل كما قال للذين استضعفوا لمن آمن منهم فان قلت ما فائدة البدل وهلا قيل اهدنا صراط الذين انعمت عليهم قلت فائدته التوكيد والاشعار بان الصراط المستقيم تفسيره صراط المسلمين ليكون ذلك شهادة لصراط المسلمين بالاستقامة على ابلغ وجه وآكده قوله تعالى ولا الضالين فان قلت لم دخلت لا في ولا الضالين قلت لما في غير من معنى النفي كانه قيل لا المغضوب عليهم ولا الضالين تقول انا زيدا غير ضارب مع امتناع قولك انا زيدا مثل ضارب لانه بمنزلة قولك انا زيدا لا ضارب

اختلاف القراءة قوله تعالى مالك يوم الدين وفي قراءة ملك معناه ظاهر ١٢

الروايات سورة الفاتحة مكية عند الاكثر وهو المروي عن علي وابن عباس وقتادة واكثر الصحابة ١٢ روح المعاني عن ابن عباس الحمد لله الشكر لله رب العالمين له الخلق كله ١٢ اتقان - اخرج احمد والترمذي وحسنه وابن حبان في صحيحه عن عدي بن حاتم قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان المغضوب عليهم هم اليهود وان الضالين النصارى ١٢ اتقان

سورة البقرة مدنية وهى مائتان وست وثمانون اٰية

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

شروع کرتا ہون اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہین

الٓمّٓ ○ ذٰلِکَ الۡکِتٰبُ لَا رَیۡبَ ۚۛ فِیۡہِ ۚۛ ھُدًی لِّلۡمُتَّقِیۡنَ ○ الَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡغَیۡبِ وَ یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ

یہ کتاب ایسی ہے جسمین کوئی شبہ نہین　راہ بتلانیوالی ہے خدا سے ڈرنیوالون کو　وہ خدا سے ڈرنیوالے لوگ ایسے ہین کہ یقین لاتے ہین چھپی ہوئی چیزون پر اور قائم رکھتے ہین نماز کو

وَ مِمَّا رَزَقۡنٰھُمۡ یُنۡفِقُوۡنَ ○ وَ الَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡکَ وَ مَاۤ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلِکَ ۚ

اور جو کچھ دیا ہے ہمنے انکو اسمین سے خرچ کرتے ہین　اور وہ لوگ ایسے ہین کہ یقین رکھتے ہین اس کتاب پر بھی جو آپکی طرف اتاری گئی ہے اور ان کتابون پر بھی جو آپ سے پہلے اتاری جاچکی ہین۔

سورة البقرة سورہ فاتحہ سے اس سورت کا ربط یہ ہے کہ اسمین راہ ہدایت کی درخواست کی گئی تھی اور اسمین اس درخواست کی منظوری ہے کہ یہ کتاب ہدایت ہے سو اسپر چلو بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○ شروع کرتا ہون اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہین الٓمّٓ (۱) **ف** ان حروف کے معانی سے عام لوگون کو اطلاع نہین دی گئی شاید رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بتلا دیا گیا ہو کیونکہ اللہ ورسول نے اہتمام کے ساتھ وہی باتین بتلائی ہین جنکے نہ جاننے سے کوئی حرج دین مین واقع ہوتا ہو اور ان کے نہ جاننے سے کوئی حرج نہ تھا اسلیئے ہمکو بھی ایسے امور کی تفتیش نہ چاہیے ذٰلِکَ الۡکِتٰبُ لَا رَیۡبَ ۚۛ فِیۡہِ ۚۛ یہ کتاب ایسی ہے جسمین کوئی شبہ نہین **ف** یعنی قرآن مجید ایسی کتاب ہے جسکے منجانب اللہ ہونے مین کچھ شک نہین۔ مطلب یہ کہ یہ بات واقع مین یقینی ہے **گو کوئی نافہم** اسمین شبہ رکھتا ہو کیونکہ یقینی بات کسی کے شبہ کرنے سے بھی حقیقت مین یقینی ہی رہتی ہے **صفات مومنین** ھُدًی لِّلۡمُتَّقِیۡنَ (۲) راہ بتلانیوالی ہے خدا سے ڈرنے والون کو **ف** کیونکہ جسکو خوف خدا نہو وہ قرآن کا بتلایا ہوا طریقہ نہین دیکھتا الَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡغَیۡبِ وہ خدا سے ڈرنے والے لوگ ایسے ہین کہ یقین لاتے ہین چھپی ہوئی چیزون پر **ف** یعنی جو چیزین انکے حواس وعقل سے پوشیدہ ہین صرف اللہ ورسول کے فرمانے سے انکو صحیح مان لیتے ہین وَ یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ اور قائم رکھتے ہین نماز کو **ف** قائم رکھنا یہ ہے کہ اسکو پابندی سے ہمیشہ ادا کرتے ہین اور اسکے شرائط اور ارکان کو پورا پورا بجالاتے ہین وَ مِمَّا رَزَقۡنٰھُمۡ یُنۡفِقُوۡنَ (۳) اور جو کچھ ہمنے انکو دیا ہے اسمین سے خرچ کرتے ہین **ف** یعنی نیک کامون مین وَ الَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡکَ وَ مَاۤ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلِکَ ۚ اور وہ لوگ ایسے ہین کہ یقین رکھتے ہین اس کتاب پر بھی جو آپ کی طرف اتاری گئی ہے اور ان کتابون پر بھی جو آپ سے پہلے اتاری جاچکی ہین **ف** مطلب یہ کہ ان کا ایمان قرآن پر بھی ہے اور پہلی کتابون پر بھی ہے مثل توریت وانجیل کے **مسئلہ** ایمان سچا سمجھنے کو کہتے ہین عمل کرنا دوسری بات ہے پس جتنی کتابین اللہ تعالے نے پہلے انبیاء علیہم السلام پر نازل کی ہین سب کو سچا سمجھنا **فرض** اور شرط ایمان ہے

اللغات الریب مصدر رابنی اذا حصل منک الریبة وحقیقة الریبة قلق النفس واضطرابها ومنه حدیث الکذب ریبة لانه ما یتملق له النفس ولا تستقر وکونه صادقا مما تطمئن له وتسکن ومنه ریب الزمان وهو ما یقلق النفوس ویشخص بالقلوب من نوائبه۔ المتقی اسم فاعل من قولهم وقاه فاتقی والوقایة فرط الصیانة ویکون من الخوف فاستعمل فیه کما فی قوله تعالی الا ان تتقوا منهم تقاة وقوله تعالی اتقوا الله ۱۲ کشاف

البلاغة ذٰلِکَ الۡکِتٰبُ الاشارة بذلک لتعظیم وجلالته والطف الوجوه فی کون الاشارة للبعید ان البعد قد رتبة ولکثرمن فیها الیهود وقد بخبروا فی التوراة بنزول هذا القرآن فاشیر بذلک الی ذاک الکتاب الموعود لما کان ذکره وخبره فمعنی هذا البعید کذا بلغنی عن مولانا رشید احمد المحدث الگنگوهی دام فیضهم هدی للمتقین فیه مجاز التقدیر ای الصالین الصائرین بعد الضلال الی التقوی وفیه نوع من انواع الحذف ولا اکتفاء وهو ان یقتضی المقام ذکر شیئین بینهما تلازم وارتباط فیکتفی باحدهما عن الآخر لنکتة والتقدیر هدی للمتقین و للکافرین ویؤیده قوله هدی للناس قلت هو علی بعض التفاسیر یؤمنون بالغیب ای والشهادة لان الایمان بکل منهما واجب واثر الغیب لانه امدح ولانه یستلزم الایمان بالشهادة من غیر عکس ۱۲ من اتقان للسیوطی۔

الروایات سورة البقرة وهی مدنیة ۱۲ روح المعانی۔ فی لباب النقول اخرج الفریابی وابن جریر عن مجاهد قال اربع آیات من اول البقرة نزلت فی المومنین وآیتان فی الکافرین وثلث عشرة آیة فی المنافقین ۱۵ قوله تعالی الٓمّٓ قال البغوی عن ابی بکر الصدیق رضی الله تعالی عنه فی کل کتاب سر وسر الله تعالی فی القرآن اوائل السور وقال علی رضی الله عنه ان لکل کتاب صفوة وصفوة هذا الکتاب حروف التهجی وحکاه الثعلبی عن ابی بکر وعن علی وکثیر وحکاه السمرقندی عن عمر وعثمان وابن مسعود رضی الله عنهم ۱۲ مظهری عن ابن عباس لا ریب فیه لا شک فیه للمتقین للمومنین الذین یتقون الشرک ویعلمون بطاعتی یؤمنون یصدقون عن ابن عباس یقیمون الصلوة اتمام الرکوع والسجود والتلاوة والخشوع والاقبال علیها فیها ۱۲ اتقان

آیاتها　رکوعاتها　کلماتها　حروفها ۲۵۰۰۰　الجزء الاول

وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اور آخرت پر بھی وہ لوگ یقین رکھتے ہیں۔　بس یہ لوگ ہیں ٹھیک راہ پر جو ان کے پروردگار کی طرف سے ملی ہے اور یہ لوگ ہیں پورے کامیاب۔　بیشک جو لوگ کافر ہو چکے ہیں

سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝

برابر ہے اُن کے حق میں خواہ آپ ان کو ڈرائیں یا نہ ڈرائیں　وہ ایمان نہ لاویں گے۔

یعنی یوں سمجھے کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح نازل فرمائی تھیں وہ صحیح ہیں خود غرض لوگوں نے جس قدر اُن میں تبدل و تغیر کر دیا وہ غلط ہے۔ رہ گیا عمل سو وہ صرف قرآن پر ہوگا پہلی کتابیں منسوخ ہو گئی ہیں اس لیے ان پر عمل جائز نہیں وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ④ اور آخرت پر بھی وہ لوگ یقین رکھتے ہیں اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ق پس یہ لوگ ہیں ٹھیک راہ پر جو ان کے پروردگار کی طرف سے ملی ہے وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ⑤ اور یہ لوگ ہیں پورے کامیاب **ف** یعنی ایسے لوگوں کو دنیا میں یہ نعمت ملی کہ راہ حق نصیب ہوا اور آخرت میں یہ دولت نصیب ہوگی کہ ہر طرح کی کامیابی ان کے لیے ہے یہاں تک ان لوگوں کا ذکر تھا جو زبان اور دل سے قرآن اور دین کو مانتے ہیں آگے اُن لوگوں کا بیان فرماتے ہیں جو نہ زبان سے مانتے تھے نہ دل سے ایسے لوگ اصطلاح قرآن میں کافر کہلاتے ہیں **خصائل کافرین** اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ⑥ بے شک جو لوگ کافر ہو چکے ہیں برابر ہے اُنکے حق میں خواہ آپ اُنکو ڈرائیں یا نہ ڈرائیں وہ ایمان نہ لاویں گے **ف** کوئی یوں شبہ نہ کرے کہ کافر تو بہت سے ایمان لے آتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ اس آیت میں سب کافروں کا بیان نہیں ہے بلکہ خاص اُن کافروں کا ذکر ہے جنکی نسبت خدا تعالیٰ کو معلوم ہے کہ ان کا خاتمہ کفر پر ہوگا

اللغات المفلح الفائز بالبغية كانه الذي انفتحت له وجوه الظفر ولم تستغلق عليه والمفلح بالجيم مثله ومنه قولهم للمطلقة استفلحي بامرك بالحا والجيم والتركيب دال على معنى الشق والفتح وكذلك اخواته في الفاء والعين نحو فلق وفلذ وفلي ١٢ كشاف

النحو قوله سواء عليهم سواء بمعنى الاستواء وصف به كما يوصف بالمصادر ومنه قوله الى كلمة سواء وارتفاعه على انه خبر ان وانذرتهم ام لم تنذرهم في موضع المرتفع به على الفاعلية كانه قيل ان الذين كفروا مستوعليهم انذارك وعدمه كما تقول ان زيدا مختصم ابوه وابن عمه ويكون انذرتهم ام لم تنذرهم في موضع الابتداء وسواء خبر مقدما بمعنى سواء عليهم انذارك وعدمه والجملة خبر لان فان قلت كيف صح الاخبار عن الفعل قلت هو من جنس الكلام المهجور فيه جانب اللفظ الى جانب المعنى وقد وجدنا العرب يميلون من مواضع من الكلام مع المعاني ميلا بينا من ذلك قولهم لا تاكل السمك وتشرب اللبن معناه لا يكن منك اكل السمك وشرب اللبن وان كان ظاهر اللفظ على ما لا يصح من عطف الاسم على الفعل والهمزة وام مجردتان لمعنى الاستواء وقد انسلخ عنهما معنى الاستفهام راسا ومعنى الاستواء استواؤهما في علم المستفهم عنهما لانه قد علم ان احد الامرين كائن اما الانذار واما عدمه ولكن لا بعينه وكلاهما معلوم بعلم غير معين فان قلت ما موقع لا يؤمنون قلت اما ان يكون جملة مؤكدة للجملة قبلها او خبرا لان والجملة قبلها اعتراض ١٢ كشاف

البلاغة قوله اولئك على هدى وفي اسم الاشارة التي هو اولئك ايذان بان ما يرد عقيبه فالمذكورون قبله اهل لاكتسابه من اجل الخصال التي عددت لهم ومعنى الاستعلاء في قوله على هدى مثل لتمكنهم من الهدى واستقرارهم عليه وتمسكهم به حيث شبهت حالهم بحال من اعتلى الشيء وركبه ونحوه هو على الحق وعلى الباطل وقد صرحوا بذلك في قولهم جعل الغواية مركبا وامتطى الجهل واقتعد غارب الهوى ونكر هدى ليفيد ضربا مبهما لا يبلغ كنهه ولا يقادر قدره كانه قيل على اي هدى كما تقول لو ابصرت فلانا لابصرت رجلا وفي تكرير اولئك تنبيه على انهم كما ثبتت لهم الاثرة بالهدى فهي ثابتة لهم بالفلاح فجعلت كل واحدة من الاثرتين

في تميزهم بها عن غيرهم فان قلت لم جاء مع العاطف وما الفرق بينه وبين قوله تعالى اولئك كالانعام بل هم اضل اولئك هم الغافلون قلت قد اختلف الخبران ههنا فلذلك دخل العاطف بخلاف الخبرين ثمه فانهما متفقان لان التسجيل عليهم بالغفلة وتشبيههم بالبهائم شيء واحد فكانت الجملة الثانية مقررة لما في الاولى فهي من العطف بمعزل ١٢ كشاف **قوله** تعالى ان الذين كفروا الآية فان قلت لم قطعت قصة الكفار عن قصة المؤمنين ولم تعطف كنحو قوله ان الابرار لفي نعيم وان الفجار لفي جحيم وغيره من الآي الكثيرة قلت ليس وزان هاتين القصتين وزان ما ذكرت لان الاولى فيما نحن فيه مسوقة لذكر الكتاب وانه هدى للمتقين وسيقت الثانية لان الكفار من صفتهم كيت وكيت فبين الجملتين تباين في الغرض والاسلوب وهما على حد لا مجال فيه للعاطف ١٢ كشاف۔ والتعريف في الذين كفروا يجوز ان يكون للعهد ويراد بهم ناس باعيانهم كابي لهب وابي جهل والوليد بن المغيرة واضرابهم وان يكون للجنس متناولا كل من صمم على كفره تصميما لا يرعوي بعده ودل على تناوله للمصرين الحديث عنهم باستواء الانذار وتركه ١٢ كشاف

الكلام قوله تعالى اولئك هم المفلحون المراد به الفلاح الكامل المستفاد من الاطلاق فالحصر للفلاح المطلق لا مطلق الفلاح فلا ينافي مدح المخلين بالاعمال فلا حجة فيه للمعتزلة كما في المظهري تمسك المعتزلة بان الحصر يدل على خلود مرتكب الكبيرة في النار ورد بان المراد المفلحون الكاملون في الفلاح ويلزم منه عدم كمال الفلاح لمن ليس مثلهم لا عدم الفلاح مطلقا ١٢

(الروايات)

اخرج ابن جرير من طريق ابن اسحق عن محمد بن ابي محمد عن عكرمة عن سعيد بن جبير عن ابن عباس في قوله ان الذين كفروا الآيتين انهما نزلتا في يهود المدينة واخرج عن الربيع بن انس قال آيتان نزلتا في قتال الاحزاب ان الذين كفروا الى قوله عذاب عظيم ١٢ لباب

نازل فرمائی تھیں

ملحقات الترجمة

له قوله پورے کامیاب دلیل ہے اس کی کہ فلاح الکامل مراد ہے ١٢

ع

خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ ؕ وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ز وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ

بند لگادیا ہے اللہ تعالیٰ نے اُنکے دلوں پر　اور اُن کے کانوں پر -　اور اُن کی آنکھوں پر پردہ ہے　اور اُن کے لیے سزا　بڑی ہے -

اور اس آیت سے یہ غرض نہین کہ اُن کو عذاب الٰہی سے ڈرانے اور احکام سنانے کی ضرورت نہین یہ تو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص منصبی کام تہا بلکہ مطلب یہ ہے کہ آپ اُن کے ایمان لانے کی فکر نہ کرین اور اُن کے ایمان نہ لانے سے مغموم نہ ہون اُن کے ایمان لانے کی امید نہین اور اس سے یہ لازم نہین آتا کہ پھر ایسون کو احکام سُنانا عبث ہوا تو عبث فعل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کیون سپرد ہوا - بات یہ ہے کہ عبث اس کو کہتے ہین جسمین کوئی بھی فائدہ نہ ہو یہان اگر اُن لوگون کو فائدہ نہ ہوگا نہ ہو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو تو فائدہ ہوگا کہ ادائے پیغام کا ثواب ملیگا پھر عبث کیسے ہوا **تنبیہ** کوئی یون نہ سمجھے کہ جب اللہ تعالیٰ نے انکی نسبت یون خبر دیدی اور خدا تعالیٰ کی خبر کے خلاف واقع ہونا محال ہے تو اب ایمان نہ لانے مین اُن کو معذور سمجھنا چاہیئے بات یہ ہے کہ یہ فرمانا تو ایسا ہے جیسے طبیب حاذق کسی مریض مبتلائے دق کے نسبت کہے کہ اسکی دق درجہ چہارم مین پہونچ گئی ہے یہ اب اچھا نہ ہوگا سو ظاہر ہے کہ وہ مریض اس طبیب کے اس کہنے سے مدقوق نہین ہو گیا مدقوق تو اپنی کسی بے احتیاطی کے سبب پہلے سے ہے بلکہ طبیب کا یہ کہنا خود اس کے مدقوق ہونے کی وجہ سے ہوا ہے اسیطرح یہان سمجھنا چاہیئے کہ اس کافر کا ناقابل ایمان ہونا اللہ تعالیٰ کی اس خبر دینے سے نہین ہوا بلکہ خود اللہ تعالیٰ کا یہ خبر دینا اس کافر کے ناقابل ایمان ہونے کی وجہ سے واقع ہوا ہے اور یہ ناقابل ایمان ہونے کی صفت خود اس کی شرارت وعناد ومخالفت حق کے سبب پیدا ہوئی ہے جیسا کہ مشاہدہ مین آتا ہے کہ جب آدمی کسی کی مخالفت پر آمادہ کمربستہ ہو جاتا ہے اور ہر وقت اُسی کی کوشش مین رہتا ہے تو صلاحیت واستعداد وموافقت ومصالحت کی گھٹتی جاتی ہے حتے کہ بالکل نیست ونابود ہو جاتی ہے اسیطرح اللہ تعالیٰ نے ہر شخص مین اس کی پیدائش کے ساتھ استعداد قبول حق کی رکھی ہے جیسا حدیث مین آگیا ہے مگر یہ شخص خود اپنی ہوائے نفسانی وخود غرضی کی وجہ سے حق کی مخالفت کرتا ہے حتے کہ ایک روز وہ استعداد فنا ہو جاتی ہے اُس وقت وہ ایسی حالت مین ہوتا ہے کہ طبیب روحانی یون کہہ سکتے کہ اب یہ حق کو قبول نہ کریگا کیونکہ اس کی استعداد درست نہین رہی پس اب اسمین کوئی اشکال عقلی نہ رہا خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ ؕ وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ز وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ⑦ بند لگا دیا ہے اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلون پر اور اُن کے کانون پر اور اُن کی آنکھون پر پردہ ہے اور اُن کے لیے سزا بڑی ہے **ف** اس مین بھی کوئی شبہ کی بات نہین کہ اللہ تعالےٰ نے جب خود اُن کے حواس کو ماؤف کر دیا تو پھر وہ معذور رہون گے - بات یہ ہے کہ اُوپر بیان ہو چکا ہے کہ انہون نے شرارت وعناد کر کے باختیار خود اپنی استعداد برباد کر لی ہے سو اس تباہی استعداد کے کاسب وفاعل تو وہ خود ہی ہین مگر چونکہ بندون کے جمیع افعال کا خالق اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہے اس لیے اس آیت مین اپنے خالق ہونے کا بیان فرما دیا کہ جب وہ تباہی استعداد کے فاعل ہوئے اور اُس کو بقصد خود اختیار کرنا چاہا ہم نے بھی وہ بد استعدادی کی کیفیت اُن کے قلوب وغیرہا مین پیدا کر دی بند لگانے سے اسی بد استعدادی کا پیدا کرنا مراد ہے سو یہان بھی اُن کا یہ فعل اس ختم کا سبب ہوا ختم الٰہی اس فعل کا سبب نہین ہوا پس اُن کی معذوری کی کوئی وجہ نہین اس فرمانے کی ایسی مثال ہے جیسے کسی امیر کریم نے براہ ترحم کسی مفلس کی سو روپیہ تنخواہ مقرر کر دی ہو مگر وہ ناقدر شناس وہ سو روپے آتے ہین فوراً ہی اُن کو کسی کنوے یا دریا مین پھینک آتا ہے جس مین نہ اُس کے کام آوین نہ دوسرون کے اُس امیر نے چند بار اس نامعقول حرکت سے منع بھی کیا مگر اُس نے ایک نہ سُنی اور نہ امید رہی کہ وہ مانے گا چونکہ ایسے شخص کو روپیہ دینے سے کوئی بھی فائدہ نہ دیکھا اس لیے اُس نے وہ تنخواہ بند کر لی اور افسوس ہے کہ اس شخص کو اس تنخواہ بند کرنے کا بھی کچھ غم وافسوس نہ ہوا نہ اُس نے کچھ معذرت کی اُسوقت

تبلیغ ان لوگوں کو جو ایمان نہ لائیں … فائدہ

کافر اپنے کفر میں معذور نہیں

مثال استعداد اور بد استعدادی

اللغات

الختم والكتم اخوان ۱۲ كشاف

البلاغة

فان قلت ما معنى الختم على القلوب والاسماع وتغشية الابصار قلت لا ختم ولا تغشية ثمه على الحقيقة وانما هو من باب المجاز ويحتمل ان يكون من كلا نوعيه وهما الاستعارة والتمثيل ۱۲ كشاف قوله تعالى على قلوبهم الآية جمع القلوب والابصار ووحد السمع لان الاسماع لما كانت مجتمعة في ادراكها كانت كشئ واحد بخلاف الباقيين فانهما تعاقب ادراكهما اوستناني لما كان درك السمع والقلب من الجهات جعل مانعهما من جنس واحد وهو الختم بخلاف البصر فانه مختص بالمقابلة فجعل مانعها الغشاوة المختصة بجهة المقابلة ۱۲ مظهري

الكلام

قوله تعالى ختم الله الآية في الآية رد على المعتزلة حيث نفوا اسناده الى الله تعالى الا مجازا فان الاصل في الاسناد هو الحقيقة حيث لا صارف ولا صارف ۱۲

الروايات

عن ابن عباس ختم الله على قلوبهم طبع عليها ۱۲ اتقان

وہ امیر اپنی رعایا کو اطلاع دینے کے لیے کہے کہ اُس نمک حرام نے ہمارے عطیہ کی جب ایسی بے قدری کی ہم نے بھی دو تنخواہ بند کر کی یہ شبہیں سمجھ سکتا ہے کہ اس مثال میں مورد ملامت وہی نمک حرام ہوگا نہ آقائے کریم اسی طرح اس مضمون کو سمجھ لیسنا چاہیئے۔ اب فعل کو خلق کی حقیقت اور اُن میں جو فرق ہے اُس کو دریافت کرنا ضرور ہے اُس کو ایک محسوس مثال میں سمجھو کہ ایک بڑا بھاری پتھر ہے کہ زید جو کہ آقا ہے اُس کو تنہا آسانی سے اُٹھا سکتا ہے مگر عمر جو کہ غلام ہے اُس سے ہلتا تک بھی نہیں زید نے عمرو سے کہا کہ اس پتھر کا اُٹھانا ہمارے قانون میں جرم ہے اور تو اُس کو کوئی اُٹھا نہیں سکتا مگر ہم نے امتحان کے لیے اپنا معمول مقرر کیا ہے کہ جو اُس کے اٹھانے کے ارادہ سے اس کو ہاتھ لگا تا ہے ہم اٹھوا دیتے ہیں مگر یہ اٹھانا اُس کی طرف باین وجہ منسوب کیا جاتا ہے کہ اُس نے ارادہ کیوں کیا جس پر ہمارا اُٹھانا مرتب ہوا اگر وہ ارادہ نہ کرتا ہم اُس پتھر کو نہ اُٹھاتے اور وہ مجرم نہ قرار دیا جاتا غرض زید کے اس قانون اور معمول پر مطلع ہونے کے بعد عمرو نے پتھر کے پاس پہونچ کر اُس کو بارادہ اٹھانے کے ہاتھ لگایا اور اُٹھانے پر آمادہ ہوا زید نے حسب اپنے معمول کے فوراً وہ پتھر اُٹھوا دیا اب ظاہر ہے کہ ہر عاقل اس صورت میں عمرو ہی کو مجرم قرار دیگا زید پر کسی قسم کا الزام نہیں رکھ سکتا۔ بس اسی طرح حق سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے بندے کو ارادہ و قوت کسب عطا فرمائی مگر وہ ایجاد فعل کیلئے کافی نہیں اللہ تعالیٰ نے اپنا معمول مقرر کیا ہے کہ جب بندہ کسی فعل کا ارادہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُس فعل کو پیدا کر دیتا ہے پس مطابق مثال مذکور کے جو کچھ اعتراض ہے عبد پر ہے اللہ سُبحانہ وتعالیٰ منزہ و پاک ہے۔ اگر یہ شبہ ہو کہ قبیح کا فاعل ہونا اگر قبیح ہے تو خالق ہونا بھی قبیح ہونا چاہیئے اُسکا حل یہ ہے کہ یہ قیاس غلط ہے فعل قبیح اس لیے قبیح ہے کہ اُس میں مفاسد غالب ہیں اور اُس کے فعل میں کوئی حکمت واقعیہ صحیحہ نہیں بخلاف خلق قبیح کے کہ اُس میں ہزاروں مصلحتیں اور حکمتیں ہوتی ہیں البتہ اُن حکمتوں کا مفصلاً علم ہر ایک کو نہیں ہوتا مگر کسی شے کے علم نہ ہونے سے اُسکا معدوم ہونا لازم نہیں آتا فعل قبیح میں حکمت نہ ہونے اور خلق قبیح میں حکمت ہونے کے لیے صرف یہ اجمالی دلیل کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ باتفاق اہل عقل ونقل حکیم ہے اور حکیم کا فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا اور فعل قبیح کو اُس نے منع کیا ہے تو ضرور فعل قبیح خالی از حکمت ہے اسیواسطے حکیم نے منع کر دیا اور خلق قبیح خود اُن کا فعل ہے تو ضرور اس خلق میں کوئی حکمت ہوگی اسی لیے اس کو اختیار کیا۔ اس فرق کے دریافت کرنے سے بہت شبہات با سانی دفع ہو جاتے ہیں۔ اگر یہ شبہ ہو کہ اگرچہ خلق قبیح ارادہ عبد پر مرتب ہے اور اس لیے خالق پر الزام نہیں مگر اس فعل کے ساتھ جو ارادہ خداوندی کا تعلق ہے وہ تو ارادہ عبد پر مرتب نہیں بلکہ ارادہ عبد خود اس پر مرتب ہے تو اب اشکال پھر عود کر آوے گا سو یہ شبہ بھی اسی تقریر بالا سے جو عنقریب مذکور ہوئی زائل ہوگیا کیونکہ وہ ارادہ خداوندی مشتمل ہزاراں ہزار مصالح پر ہے اس لیے وہ قبیح نہیں بخلاف فعل عبد کے کہ بوجہ مفاسد کے قبیح ہے اگر یہ شبہ ہو کہ گو ارادہ و خلق خداوندی میں کوئی قباحت نہیں لازم آئی مگر بندہ کا غیر مختار ہونا تو لازم آگیا تو اُس کا دفعیہ یہ ہے کہ ارادہ خداوندی خاص اس طریق سے متعلق ہوا ہے کہ بندہ باختیار خود یہ فعل کرے گا سو اختیار عبد تو اور زیادہ مؤکد ثابت الوجود ہوگیا یہ نہیں کہ مسلوب و معدوم ہوگیا ہو جیسا خود ارادہ خداوندی افعال خداوندی کے ساتھ یقیناً متعلق ہے اور پھر بھی باتفاق اہل ملت اللہ تعالیٰ اپنے افعال میں غیر مختار نہیں ہے پس بفضلہ تعالیٰ سب اشکالات متعلق تقدیر کے رفع دفع ہوگئے مگر فہم و انصاف وطلب حق شرط ہے۔ یہ تفصیل اُس شخص کی رعایت سے لکھی گئی ہے جس کو از خود شبہ پیدا ہو جاوے ورنہ خالی الذہن کے لیے اس تفصیل کی حاجت نہیں اسی طرح اس تفصیل کے بعد بھی جس کو وسوسہ آوے اُس کو بھی آگے تفتیش جائز نہیں بلکہ ان دونوں قسم کے شخصوں کے لیے اجمالاً اس قدر اعتقاد کر لینا کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ مالک ہے اور مالک کو بحیثیت مالک ہونے کے اپنے ملک میں ہر طرح کے تصرف کا اختیار کامل حاصل ہے جیسے کوئی شخص کسی قطعہ زمین میں کوئی مکان بنا دے جس میں مختلف درجات ہوں کسی حصہ میں اپنی نشستگاہ بنائے جس کو ہزاروں آلات و فروش سے آراستہ کرے دوسرے حصہ میں پاخانہ بنا دے جہاں سینکڑوں من نجاست روزمرہ ڈالی جاوے پاخانہ یہ سوال نہیں کرتا کہ میں نے کیا جرم کیا تھا جو اس سزا کا مستحق ہوا اور فلاں حصہ زمین نے کیا انعام کا کام کیا تھا جو اس عنایت کا مورد بنا ہر عاقل اس سوال کا جواب یہی دیگا کہ مالک کو اختیار ہے۔ یہاں پہونچ کر اُن لوگوں کا بھی ذکر ختم ہوگیا جو قرآن و دین کو نہ زبان سے مانتے تھے نہ دل سے اب آگے اُن لوگوں کا بیان آتا ہے جو کسی مصلحت یا دباؤ کے سبب زبان سے مانتے تھے مگر دل سے بالکل نہ مانتے تھے ایسے لوگوں کو شریعت کے محاورہ میں منافق کہا جاتا ہے +

وقف لازم

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ

اور لوگوں میں بعضے ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں ہم ایمان لائے اللہ پر اور آخری دن پر حالانکہ وہ بالکل ایمان والے نہیں چالبازی کرتے ہیں اللہ سے اور اُن لوگوں سے جو ایمان لا چکے ہیں

وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ

اور واقع میں کسی کے ساتھ بھی چالبازی نہیں کرتے بجز اپنی ذات کے اور وہ اسکا شعور نہیں رکھتے انکے دلوں میں بڑا مرض ہے سو اور بھی بڑھا دیا اللہ تعالیٰ نے انکو مرض اور اُن کے لیے سزائے دردناک ہے

بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ ۙ قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ۝ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ۝

اسوجہ سے کہ وہ جھوٹ بولا کرتے تھے اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ فساد مت کرو زمین میں تو کہتے ہیں ہم تو اصلاح ہی کرنیوالے ہیں یاد رکھو بیشک یہی لوگ مفسد ہیں لیکن وہ اسکا شعور نہیں رکھتے

احوال منافقین وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ⑧ اور لوگوں میں بعضے ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں ہم ایمان لائے اللہ پر اور آخری دن پر حالانکہ وہ بالکل ایمان والے نہیں **ف** بلکہ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ چالبازی کرتے ہیں اللہ سے اور اُن لوگوں سے جو ایمان لا چکے ہیں **ف** یعنی محض چالبازی کی راہ سے ایمان کا اظہار کرتے ہیں وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝ اور واقع میں کسی کے ساتھ بھی چالبازی نہیں کرتے بجز اپنی ذات کے اور وہ اسکا شعور نہیں رکھتے **ف** یعنی اس چالبازی کا انجام بد خود اپنے ہی کو بھگتنا پڑے گا فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ ان کے دلوں میں بڑا مرض ہے سو اور بھی بڑھا دیا اللہ تعالیٰ نے اُن کو مرض **ف** مرض میں انکے بداعتقادی و حسد اور ہر وقت کا اندیشہ و خلجان سب آگیا چونکہ اسلام کو روزانہ رونق ہی جاتی تھی اسلئے اُن کے دلوں میں ساتھ ساتھ یہ امراض ترقی پاتے جاتے تھے وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ⑩ اور اُن کے لیے سزائے دردناک ہے اسوجہ سے کہ وہ جھوٹ بولا کرتے تھے **ف** یعنی ایمان کا جھوٹا دعوے کیا کرتے تھے وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ ۙ قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ⑪ اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ فساد مت کرو زمین میں تو کہتے ہیں ہم تو اصلاح ہی کرنیوالے ہیں **ف** یعنی ان کی ان منافقانہ کارروائیوں سے جب انواع انواع فساد و فتنہ وقوع میں آنے لگے جیسا کہ مشاہدہ کیا جاتا ہے کہ دو رویہ شخص سے ہمیشہ فساد ہی بڑھتا ہے اور کسی خیر اندیش نے فہمایش کی کہ ایسی کارروائی موجب فساد ہوا کرتی ہے اس کو چھوڑ دو تو اس کے جواب میں اپنے کو مصلح بتلاتے ہیں غرض اُن کی غباوت یا شرارت اس حد کو پہونچ گئی ہے کہ فساد کو اصلاح سمجھتے ہیں اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ⑫

اللغات قوله تعالى يخادعون الله الخدع ان يوهم صاحبه خلاف ما يريد به من المكروه من قولهم ضب خادع وخدع اذا امر الحارش يده على باب جحره اوهمه اقباله عليه ثم خرج من باب آخر ۱۲ کشاف

البلاغة قوله تعالى بالله وباليوم الآخر فان قلت لم اختص بالذكر الايمان بالله وباليوم الآخر قلت اختصاصها بالذكر كشف من افراطهم في الخبث لان القوم كانوا يهودا وايمان اليهود بالله ليس بايمان لقولهم عزير ابن الله وكذلك ايمانهم باليوم الآخر لانهم يعتقدونه على خلاف صفته فقولهم هذا لو صدر عنهم لا على وجه النفاق فهو كفر فكيف اذا قالوه على وجه النفاق كان كفرا الى كفر ۱۲ کشاف قوله تعالى وما هم بمؤمنين انكار لما ادعوه وكان اصله وما آمنوا حتى يطابق قولهم في تصريح الفعل دون الفاعل لكنه عكس مبالغة في التكذيب لان اخراجهم من المؤمنين ابلغ من نفي الايمان في ماضي الزمان ولذلك اكد النفي بالباء ۱۲ مظهري فان قلت فلم جاء الايمان مطلقا في الثاني وهو مقيد في الاول قلت يحتمل ان يراد التقييد ويترك لدلالة المذكور عليه وان يراد بالاطلاق انهم ليسوا من الايمان في شيء قط لا من الايمان بالله وباليوم الآخر ولا بغيرهما ۱۲ کشاف قوله تعالى يخادعون الله فان قلت كيف ذلك مخادعة الله والمؤمنين لا تصح لان العالم الذي لا تخفى عليه خافية لا يخدع والحكيم الذي لا يفعل القبيح لا يخدع والمؤمنون وان جاز ان يخدعوا لم يجز ان يخدعوا قلت كانت صورة صنعهم مع الله تعالى حيث يتظاهرون بالايمان وهم كافرون صورة صنع الخادعين وصورة صنع الله معهم حيث امر باجراء احكام المسلمين عليهم وهم عنده في عداد شرار الكفرة واهل الدرك الاسفل من النار صورة صنع الخادع وكذلك صورة صنع المؤمنين معهم حيث امتثلوا امر الله فيهم فاجروا احكامهم عليهم ۱۲ من کشاف قلت ولا يبعد ان يقال بتقدير همزة الاستفهام للانكار والتوبيخ والمعنى ايخادعون الله فارتفع الاشكال رأسا واساسا قوله تعالى وما يخدعون الا انفسهم فان قلت ما المراد بقوله وما يخدعون الا انفسهم قلت يراد وما يعاملون تلك المعاملة المشبهة بمعاملة المخادعين الا انفسهم لان ضررها يلحقهم ومكرها يحيق بهم كما تقول فلان يضار فلانا وما يضار الا نفسه ۱۲ من کشاف قوله تعالى انما نحن مصلحون انما لقصر الحكم على شيء ومعنى انما نحن مصلحون ان صفة المصلحين خلصت لهم وتمحضت من غير شائبة قادح فيها من وجه من وجوه الفساد ورد الله ما ادعوه من الانتظام في جملة المصلحين ابلغ رد وادله على سخط عظيم والمبالغة فيه من جهة الاستئناف وما في كلتا الكلمتين الا وان من التاكيد وتعريف الخبر وتوسيط الفصل ۱۲ کشاف

اختلاف القراءة قوله تعالى وما يخدعون في قراءة وما يخادعون اي هم في ذلك يخدعون انفسهم حيث يمنونها الاباطيل ويكذبونها فيما يحدثونها به وانفسهم كذلك تمنيهم وتحدثهم بالاماني او يراد به ما يخدعون فجيء على لفظ يفاعلون للمبالغة ۱۲ من الكشاف قوله تعالى يكذبون وفي قراءة يكذبون من التكذيب اي يكذبون الله والرسول ۱۲

الفقه دل على حرمة الكذب الذي شانه هذا ولا دلالة فيه على حرمته مطلقا لان من الكذب مباحا ومستحبا وواجبا كما فصلوا

الروايات عن ابن عباس مرض نفاق عذاب اليم نكال موجع يكذبون يبدلون يحرفون ۱۲ اتقان

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ؕ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ ○

اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ تم بھی ایسا ہی ایمان لے آؤ جیسا ایمان لائے ہیں اور لوگ تو کہتے کیا ہم ایمان لاویگے جیسا ایمان لے آئے ہیں یہ بیوقوف یاد رکھو بیشک یہی ہیں بیوقوف لیکن اس کا علم نہیں رکھتے

وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚۖ وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ○

اور جب ملتے ہیں وہ منافقین اُن لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے ہیں اور جب خلوت میں پہونچتے ہیں اپنے شریر سرداروں کے پاس تو کہتے ہیں کہ ہم بیشک تمہارے ساتھ ہیں ہم تو صرف استہزا کیا

اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ○

اللہ تعالیٰ ہی استہزا کرتے ہیں اُنکے ساتھ اور ڈھیل دیتے چلے جاتے ہیں اُنکو کہ وہ اپنی سرکشی میں حیران سرگردان ہو رہے ہیں ۔

یاد رکھو بیشک یہی لوگ مفسد ہیں لیکن وہ اس کا شعور نہیں رکھتے **ف** بوجہ اپنی غباوت یا شرارت کے ان لوگوں کی ایک جہالت تو اس سے معلوم ہوئی کہ اپنے عیب کو ہنر سمجھتے ہیں آگے اُن کی دوسری جہالت کا بیان ہے کہ اوروں کے ہنر کو کہ وہ ایمان خالص ہے عیب اور حقیر سمجھتے ہیں چنانچہ ارشاد ہے وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ؕ اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ تم بھی ایسا ہی ایمان لے آؤ جیسا ایمان لائے ہیں اور لوگ تو کہتے ہیں کیا ہم ایمان لاوینگے جب ایمان لے آئے ہیں یہ بیوقوف اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ ⑬ یاد رکھو بیشک یہی ہیں بیوقوف لیکن اسکا علم نہیں رکھتے **ف** منافقین ایسی بے باکانہ گفتگو غریب مسلمانوں کے روبرو کر گذرتے تھے جن سے اُنکو کچھ اندیشہ نہ تھا اور باوجاہت مسلمانوں کے سامنے تو وہی نفاق و خوشامد کی باتیں کرتے رہتے تھے اس تقریر سے یہ شبہ رفع ہو گیا کہ وہ لوگ تو اپنے کفر کو چھپاتے تھے پھر ایسی کفر کی باتیں مسلمانوں سے کیونکر کر سکتے تھے وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚۖ وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ⑭ اور جب ملتے ہیں وہ منافقین اُن لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے ہیں اور جب خلوت میں پہونچتے ہیں اپنے شریر سرداروں کے پاس تو کہتے ہیں کہ ہم بیشک تمہارے ساتھ ہیں ہم تو صرف استہزا کیا کرتے ہیں **ف** یعنی مسلمانوں سے براہ تمسخر کہدیتے ہیں کہ ہم ایمان لاتے ہیں ورنہ ہم دل سے تو تمہارے ہی مشرب میں ہیں اس سے پہلے بھی اللہ تعالیٰ نے اُنکا یہ قول کہ "ہم ایمان لے آئے" نقل فرمادیا ہے اور یہاں پھر نقل کیا ہے سو اسکو تکرار نہ سمجھیں تکرار وہ ہے کہ جہاں اعادہ میں کوئی اور غرض جدید نہو سو یہاں ایسا نہیں ہے پہلے مقام میں صرف اُنکا عقیدہ بیان کرنا مقصود تھا کہ گو وہ زبان سے ایمان کا دعوی کرتے ہیں مگر دل میں اُنکے ایمان نہیں ہے اور یہاں اُنکا برتاؤ مسلمانوں سے اور اپنے مجمع سے بتلانا منظور ہے غرض ایک جگہ اُنکا اعتقاد مذکور ہے دوسری جگہ اُن کا عمل سو تکرار نہ ہوا اور قرآن مجید بھر میں جہاں جہاں تکرار معلوم ہوتا ہے وہاں ایسا ہی تفاوت اغراض میں ہے آگے اُن کے اس استہزا کا جواب دیا ہے کہ وہ بیچارے مسلمانوں سے کیا استہزا کرتے ہیں اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ⑮ اللہ تعالیٰ ہی استہزا

اللغات قولہ تعالیٰ هم السفهاء السفه سخافة العقل وخفة الحلم ۱۲ کشاف قولہ مستهزءون الاستهزاء السخرية والاستخفاف واصل الباب الخفة من الهزء وهو القتل السريع ۱۲ کشاف قولہ تعالیٰ يعمهون العمه مثل العمى الا ان العمى عام في البصر والعمه في الرأي خاصة وهو التحير والتردد ۱۲ کشاف

البلاغة قولہ تعالیٰ ولكن لا يعلمون فان قلت فلم فصلت هذه الآية بلا يعلمون والتي قبلها بلا يشعرون قلت لان امر الديانة والوقوف على ان المؤمنين على الحق وهم على الباطل يحتاج الى نظر واستدلال واما النفاق وما فيه من البغي المؤدي الى الفتنة والفساد في الارض فامر دنيوي مبني على العادات معلوم عند الناس فهو كالمحسوس المشاهد ۱۲ کشاف قولہ تعالیٰ انا معكم فان قلت لم كانت مخاطبتهم المؤمنين بالجملة الفعلية وشياطينهم بالاسمية محققة بان قلت ليس ما خاطبوا به المؤمنين جديرا باقوى الكلامين واوكده لانهم في ادعاء حدوث الايمان منهم ونشئه من قبلهم لا في ادعاء انهم اوحديون في الايمان غير مشقوق فيه غبارهم وذلك اما لان انفسهم لا تساعدهم عليه اذ ليس لهم من عقائدهم باعث ومحرك وهكذا كل قول لم يصدر عن اريحية وصدق رغبة واعتقاد واما لانه لا يروج عنهم لو قالوه على لفظ التاكيد والمبالغة وكيف يقولونه ويطمعون في رواجه عنهم وهم بين ظهراني المهاجرين والانصار واما مخاطبة اخوانهم فهم فيما اخبروا به عن انفسهم في الثبات على اليهودية والقرار على اعتقاد الكفر والبعد من ان يزالوا عنه على صدق رغبة ووفور نشاط وارتياح للتكلم به وما قالوه من ذلك فهو رائج عنهم متقبل منهم فكان مظنة للتحقيق ومئنة للتاكيد ۱۲ کشاف قولہ تعالیٰ الله يستهزئ بهم فهلا قيل الله مستهزئ بهم ليكون طبقا لقوله انما نحن مستهزءون قلت لان يستهزئ يفيد حدوث الاستهزاء وتجدده وقتا بعد وقت وهكذا كانت نكايات الله فيهم وبلاياه النازلة بهم اولا يرون انهم يفتنون في كل عام مرة او مرتين وما كانوا يخلون في اكثر اوقاتهم من تهتك استار وتكشف اسرار يحذر المنافقون ان تنزل عليهم سورة تنبئهم بما في قلوبهم ۱۲ کشاف

الكلام

قولہ تعالیٰ يمدهم وقولہ تعالیٰ ذهب الله بنورهم في الآيتين رد على المعتزلة لان الاصل في الاسناد الحقيقة ۱۲

الروايات

عن ابن عباس السفهاء الجهال طغيانهم كفرهم يعمهون يتمادون وفي رواية عنه يعمهون يلعبون يترددون من ...

أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى ص فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ○ مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِى

یہ وہ لوگ ہین کہ انہون نے گمراہی لے لی　بجاے ہدایت کے　توسودمند نہ ہوئی اُن کی یہ تجارت اور نہ یہ ٹھیک طریقہ پرچلے۔　انکی حالت اُس شخص کی حالت کے مشابہ ہے جس نے

اسْتَوْقَدَ نَارًا ج فَلَمَّآ اَضَآءَتْ مَا حَوْلَهٗ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِىْ ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُوْنَ ○ صُمٌّ بُكْمٌ

کہین آگ جلائی ہو　پھرجب روشن کردیا ہو اُس آگ نے اُس شخص کے گرد اگرد کی سب چیزون کو ایسی حالت مین سلب کرلیا ہو اللہ تعالی نے انکی روشنی کو اور چھوڑ دیا ہو انکو اندہیرون مین کہ کچھ دیکھتے بھالتے

عُمْىٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ○

اندھے ہین　سو یہ اب رجوع نہ ہون گے۔

کررہے ہین اُن کے ساتھ اور ڈھیل دیتے چلے جاتے ہین اُن کو کہ وہ اپنی سرکشی مین حیران سرگردان ہورہے ہین **ف** وہ استہزاء یہی ہے کہ اُن کو مہلت دی گئی ہے کہ جب خوب کفر مین کامل ہوجاوین اور جرم سنگین ہوجاوے اُس وقت دفعتاً پکڑلیے جاوین چونکہ یہ معاملہ اُن کے استہزاء کے مقابلہ مین تھا اس لیے اس کو بھی کہہ دیا گیا اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى ص فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ⑯ یہ وہ لوگ ہین کہ انہون نے گمراہی لے لی بجاے ہدایت کے تو سودمند نہ ہوئی اُن کی یہ تجارت اور نہ یہ ٹھیک طریقہ پر چلے **ف** یعنی اُن کو تجارت کا سلیقہ نہ ہوا کہ ہدایت کیسی اچھی چیز چھوڑی اور گمراہی کیسی بُری چیز لی **مثال اوّل منافقین** مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِى اسْتَوْقَدَ نَارًا ج فَلَمَّآ اَضَآءَتْ مَا حَوْلَهٗ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِىْ ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُوْنَ ⑰ اُن کی حالت اُس شخص کی حالت کے مشابہ ہے جس نے کہین آگ جلائی ہو پھر جب روشن کردیا ہو اُس آگ نے اُس شخص کے گرد اگرد کی سب چیزون کو ایسی حالت مین سلب کرلیا ہو اللہ تعالے نے اُن کی روشنی کو اور چھوڑ دیا ہو اُن کو اندھیرون مین کہ کچھ دیکھتے بھالتے نہون **ف** تو جس طرح یہ شخص اور اُس کے ہمراہی روشنی ہونے کے بعد اندھیرے مین رہ گئے اسی طرح منافقین حق واضح ہونے کے بعد ظلمۃ ضلالت مین جا پھنسے اور جس طرح اُس اندھیرے مین ان آگ جلانے والون کے چشم و گوش و زبان سب بیکار ہوگئے اسی طرح ظلمت ضلالت مین پھنسکر ان لوگون کی یہ حالت ہوگئی کہ صُمٌّ بُكْمٌ عُمْىٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ⑱ بہرے ہین گونگے ہین اندھے ہین سو یہ اب رجوع نہ ہون گے **ف** یعنی حق سے بہت بعید ہوگئے ہین کہ اُن کے کان حق بات سُننے کے قابل نہ رہے زبان اُن کی حق بات کہنے کے لائق نہ رہی آنکھین حق دیکھنے کے کام کی نہ رہین سو اب ان کے حق کی طرف رجوع ہونے کی کیا امید ہے۔ منافقین مین دو قسم کے لوگ تھے بعضے تو خوب دل کھولکر کفر کو اختیار کیے ہوے تھے یہ مثال مذکور تو اُن کی تھی کہ بالکل اندھیرون مین رہ جانے والون کے مشابہ قرار دیے گئے۔ بعضے ایسے تھے کہ ابھی اُن کو اسلام کے حق ہونے مین کبھی کبھی تردد ہوتا تھا اور اُس کی خوبیان دیکھ کر کچھ کچھ اُدھر میلان ہونے لگتا تھا مگر پھر جب اغراض نفسانی کا غلبہ ہوتا پھر وہ میلان مبدل بہ انکار ہوجاتا آگے اُن کی مثال دیتے ہین۔

ملحقات الترجمہ: ملحقا اُنکی یہ حالت ... علی الاصناف علی الجنہ

اللغات

قولہ تعالے اشتروا و معنی اشتراء الضلالۃ بالہدی اختیارہا علیہ و استبدالہا علی سبیل الاستعارۃ لان الاشتراء فیہ اعطاء بدل واخذ آخر ۱۲ کشاف قولہ تعالی فما ربحت تجارتہم فان قلت کیف اسند الخسران الی التجارۃ و ہو لاصحابہا قلت ہو من الاسناد المجازی ۱۲ کشاف قولہ تعالی ذہب اللہ بنورہم فان قلت ہلا قیل ذہب اللہ بضوئہم لقولہ فلما اضاءت قلت ذکر النور ابلغ لان الضوء فیہ دلالۃ علی الزیادۃ فلو قیل ذہب اللہ بضوئہم لاوہم الذہاب بالزیادۃ و بقاء ما یسمی نورا والغرض ازالۃ النور عنہم راسا و طمسہ اصلا ۱۲ کشاف فی تمام الدرایۃ للسیوطی فی اقسام الاستعارۃ او قرنت بما یلایم المستعار منہ فمرشحۃ کقولہ تعالی اولئک الذین اشتروا الآیۃ استعیر الاشتراء للاستبدال ثم فرع علیہا ما یلایم الاشتراء من الربح والتجارۃ آہ قال صاحب الکشاف والصحیح

الذی علیہ علماء البیان لا یتخطونہ ان التمثیلین جمیعا من جملۃ التمثیلات المرکبۃ دون المفرقۃ لا یتکلف لواحد واحد شیئا یقدر شبہہ بہ وہو القول الفحل والمذہب الجزل بیانہ ان العرب شبہت حیرتہم و شدۃ الامر علیہم بما یکابد من طفئت نارہ بعد ایقادہا فی ظلمۃ اللیل وکذلک من اخذتہ السماء فی اللیلۃ المظلمۃ مع رعد و برق و خوف من الصواعق آہ قولہ تعالی صم بکم الآیۃ فان قلت ہل یسمی ما فی الآیۃ استعارۃ قلت مختلف فیہ والمحققون علی تسمیتہ تشبیہا بلیغا لا استعارۃ لان المستعار لہ مذکور وہم المنافقون والاستعارۃ انما تطلق حیث یطوی ذکر المستعار لہ و یجعل الکلام خلوا عنہ صالحا لان یراد بہ المنقول عنہ والمنقول الیہ لولا دلالۃ الحال و فحوی الکلام ۱۲ کشاف قولہ رفعہا علی انہا خبر بحذف المبتدا ای ہم او المنافقون صیانۃ للسان عن ذکرہ تحقیرا لہ ۱۲ من اتقان

أَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِيهِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ وَّبَرْقٌ ۚ يَجْعَلُونَ أَصَابِعَهُمْ فِىٓ ءَاذَانِهِم مِّنَ الصَّوَٰعِقِ حَذَرَ

یا ان منافقون کی ایسی مثال ہے جیسے بارش ہو آسمان کی طرف سے اُسمین اندھیری بھی ہو اور رعد و برق بھی ہو جو لوگ اس بارش مین چل رہے ہین وہ ٹھونسے لیتے ہین اپنی انگلیان اپنے کانون مین کڑک کے سبب اندیشہ

الْمَوْتِ ۚ وَاللَّهُ مُحِيطٌۢ بِالْكٰفِرِينَ ○ يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ أَبْصَارَهُمْ ۖ كُلَّمَآ أَضَآءَ لَهُم مَّشَوْا فِيهِ ۙ وَإِذَآ

موت سے۔ اور اللہ تعالیٰ احاطہ مین لیے ہوئے ہین کافرون کو برق کی یہ حالت ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی انکی بینائی اُسنے لی۔ جہان ذرا انکو بجلی کی چمک ہوئی تو اُس کی روشنی مین چلنا شروع کیا اور جب

أَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوا ۚ وَلَوْ شَآءَ اللَّهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَأَبْصٰرِهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ قَدِيرٌ ○ ع ۱۴

ان پر تاریکی ہوئی پھر کھڑے کے کھڑے رہ گئے اور اگر اللہ تعالیٰ ارادہ کرتے تو اُن کے گوش و چشم سب سلب کر لیتے۔ بلاشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہین۔

مثال دوم منافقین أَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِيهِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ وَّبَرْقٌ ۚ يَجْعَلُونَ أَصَابِعَهُمْ فِىٓ ءَاذَانِهِم مِّنَ الصَّوَٰعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ۚ وَاللَّهُ مُحِيطٌۢ بِالْكٰفِرِينَ ⑲ يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ أَبْصَارَهُمْ ۖ كُلَّمَآ أَضَآءَ لَهُم مَّشَوْا فِيهِ ۙ وَإِذَآ أَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوا ۚ وَلَوْ شَآءَ اللَّهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَأَبْصٰرِهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ قَدِيرٌ ⑳ یا اُن منافقون کی ایسی مثال ہے جیسے بارش ہو آسمان کی طرف سے اُسمین اندھیری بھی ہو اور رعد و برق بھی ہو جو لوگ اُس بارش مین چل رہے ہین وہ ٹھونسے لیتے ہین اپنی انگلیان اپنے کانون میں کڑک[2] کے سبب اندیشہ موت سے اور اللہ تعالیٰ احاطہ مین لیے ہوئے ہین کافرون کو برق کی یہ حالت ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی ان کی بینائی اُس نے لی جہان ذرا ان کو بجلی کی چمک ہوئی تو اُس کی روشنی مین چلنا شروع کیا اور جب ان پر تاریکی ہوئی پھر کھڑے کے کھڑے رہ گئے اور اگر اللہ تعالیٰ ارادہ کرتے تو ان کے گوش و چشم سب سلب کر لیتے بلاشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہین **ف** سو جس طرح یہ لوگ طوفان باران مین کبھی چلنے سے رُک جاتے ہین کبھی موقع پا کر آگے چلنے لگتے ہین اسی طرح یہ تردد منافقین ہجوم آثار غلبۂ اسلام مین کبھی نور اسلام کی جھلک دیکھ کر اُدھر کو بڑھنے لگتے ہین اور کبھی خودغرضی کی ظلمت مین پڑ کر پھر حق سے رُک جاتے ہین اسی مضمون کے ضمن مین اور اخیر مین ان کو ایک دھمکی بھی دیتے گئے کہ اللہ تعالیٰ سب کو احاطہ قدرت مین لیے ہوئے ہین اور انکے چشم و گوش کے

ملحقات الترجمة

[1] قوله جو لوگ اس بارش مین قدر وجهه فی النحو فی قوله جاز رجوع الضمير ۱۲

[2] قوله کڑک کے سبب قدمر الیه فی النحو فی قوله ای من اجل الصواعق ۱۲

النحو

قوله تعالىٰ يجعلون اصابعهم جاز رجوع الضمير فى يجعلون الى اصحاب الصيب مع كونه محذوفا قائما مقامه الصيب لان المحذوف باق معناه وان سقط لفظه ۱۲ الكشاف قوله تعالىٰ من الصواعق متعلق بيجعلون اى من اجل الصواعق ۱۲ الكشاف

البلاغة

قوله تعالىٰ وكصيب الآية فان قلت لم عطف احد التمثيلين على الآخر بحرف الشك قلت او فى اصلها لتساوى شيئين فصاعدا فى الشك ثم اتسع فيها فاستعيرت للتساوى فى غير شك فمعناه ان القصتين سواء فى استقلال كل واحد منهما بوجه التمثيل فبايتهما مثلتها فانت مصيب وان مثلتها بهما جميعا فكذلك وتنكير صيب لانه اريد نوع من المطر شديد هائل كما نكرت النار فى التمثيل الاول فان قلت قوله من السماء ما الفائدة فى ذكره قلت الفائدة فيه انه جاء بالسماء معرفة فنفى ان يتصوب من سماء اى من افق واحد من بين سائر الآفاق لان كل افق من آفاقها سماء كما ان كل طبقة من الطبقات سماء فى قوله تعالىٰ واوحى فى كل سماء امرها والدليل عليه قوله ومن بعد ارض بينها وسماء ... الآفاق ۱۲ الكشاف قوله تعالىٰ يجعلون اصابعهم فان قلت رؤس الاصابع هى التى تجعل فى الآذان فهلا قيل اناملهم قلت هذا من الاتساعات فى اللغة التى لا يكاد الحاصر يحصرها كقوله تعالىٰ فاغسلوا وجوهكم وايديكم فاقطعوا ايديهما اراد البعض الذى هو الى المرفق والرسغ وايضا فى ذكر الاصابع من المبالغة ما ليس فى ذكر الانامل ۱۲ كشاف قوله كلما اضاء لهم فان قلت كيف قيل مع الاضاءة كلما ومع الاظلام اذا قلت لانهم حراص على وجود ما همهم به معقود من امكان المشى وتأتيه فكلما صادفوا منه فرصة انتهزوها وليس كذلك التوقف والتحبس ۱۲ الكشاف

الكلام

قوله تعالىٰ من السماء لا يحتاج الى كونه معارضا لقول الحكماء ان المطر من السحاب لانا نقول يمكن ان ينزل علينا من السماء ينزل فى السحاب من السماء بطريق غير مشاهد وان تشكلت بان السحاب يتكون بالبخارات الصاعدة من الارض قلت لا تنافى فيمكن ان يكون المطر تارة من هذا وتارة من ذلك وكذا ما ورد من ان الرعد ملك وصوته تسبيح والبرق سوط من نار يزجر به السحاب لا ينافى ما تعارف من حقيقتهما لامكان الاجتماع بين القولين بان يكون هذا الصوت واللمعان تارة بهذا وتارة بذلك فافهم حق الفهم او يقال ان لكل شىء صورة ولها حقيقة ما وردت به الروايات كما ان المتكلم والسامع هو نفس الناطقة واللسان والاذن هو الآلة ۱۲

الروايات اخرج ابن جرير من طريق السدى الكبير عن ابى مالك وابى صالح عن ابن عباس وعن مرة عن ابن مسعود وناس من الصحابة قالوا كان رجلان من المنافقين من اهل المدينة هربا من رسول الله صلى الله عليه وسلم الى المشركين فاصابهما هذا المطر الذى ذكر الله فيه رعد شديد وبرق فجعلا كلما اصابهما الصواعق جعلا اصابعهما فى آذانهما من الفرق ان تدخل الصواعق فى مسامعهما فتقتلهما واذا لمع البرق مشيا الى ضوئه واذا لم يلمع لم يبصرا اقاما مكانهما لا يمشيان فجعلا يقولان ليتنا قد اصبحنا فنأتى محمدا فنضع ايدينا فى يده فاصبحا فاتياه فاسلما ووضعا ايديهما فى يده وحسن اسلامهما فضرب الله شان هذين المنافقين الخارجين مثلا للمنافقين الذين بالمدينة وكان المنافقون اذا حضروا مجلس النبى صلى الله عليه وسلم جعلوا اصابعهم فى آذانهم فرقا من كلام النبى صلى الله عليه وسلم ان ينزل فيهم شىء او يذكروا بشىء فيقتلوا كما كان ذلك المنافقان الخارجان يجعلان اصابعهما فى آذانهما كلما اضاء لهم مشوا فيه فاذا كثرت اموالهم وولدهم واصابوا غنيمة او فتحا مشوا فيه وقالوا ان دين محمد صدق واستقاموا عليه كما كان ذلك المنافقان يمشيان اذا اضاء لهما البرق واذا اظلم عليهم قاموا فكانوا اذا هلكت اموالهم وولدهم واصابهم البلاء قالوا هذا من اجل دين محمد وارتدوا كفارا كما قام ذانك المنافقان حين اظلم البرق عليهما ۱۲ الباب وعن ابن عباس كصيب المطر ۱۲ اتقان

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ○ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا

اے لوگو عبادت اختیار کرو اپنے پروردگار کی جس نے تمکو پیدا کیا اور ان لوگون کو بھی کہ تم سے پہلے گذر چکے ہین عجب نہین کہ تم دوزخ سے بچ جاؤ۔ وہ ذات پاک ایسی ہے جسنے بنایا تمہارے لیے زمین کو فرش

وَّالسَّمَآءَ بِنَآءًص وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○

اور آسمان کو چھت اور برسایا آسمان سے پانی پھر پردۂ عدم سے نکالا بذریعہ اس پانی کے پھلوں کی غذا کو تم لوگون کے واسطے اب تو مت ٹھیراؤ اللہ پاک کے مقابل اور تم تو جانتے بوجھتے ہو

وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○

اور اگر تم لوگ کچھ خلجان مین ہو اس کتاب کی نسبت جو ہمنے نازل فرمائی ہے اپنے بندۂ خاص پر تو اچھا پھر تم بنالاؤ ایک محدود ٹکڑا جو اسکا ہم پلہ ہو اور بلا لو اپنے حمایتیون کو جو خدا سے الگ ہین اگر تم سچے ہو

ساب کر لینے پر پوری قدرت ہے سوحق کو چھوڑ کر اُن کو مطمئن نہ ہونا چاہیے۔ یہان تک تینون قسم کی جماعتون کا بیان ہو چکا اب سب کو خطاب مین جمع کرکے وہ کام بتلایا جاتا ہے جس کے انجام دینے کے لیے یہ کتاب مقدس نازل کی گئی ہے جسکے دو اصول ہین توحید اور تصدیق رسالت اول توحید کا مضمون ارشاد ہوتا ہے **تعلیم توحید** يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (۲۱) اے لوگو عبادت اختیار کرو اپنے پروردگار کی جس نے تمکو پیدا کیا اور اُن لوگون کو بھی کہ تم سے پہلے گذر چکے ہین عجب نہین کہ تم دوزخ سے بچ جاؤ **ف** شاہی محاورہ مین "عجب نہین" کا لفظ وعدہ کے موقع مین بولا جاتا ہے الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ وہ ذات پاک ایسی ہے جس نے بنایا تمہارے لیے زمین کو فرش اور آسمان کو چھت اور برسایا آسمان سے پانی پھر پردۂ عدم سے نکالا بذریعہ اُس پانی کے پھلون کی غذا کو تم لوگون کے واسطے فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (۲۲) اب تو مت ٹھیراؤ اللہ پاک کے مقابل اور تم تو جانتے بوجھتے ہو **ف** یعنی اس بات کو جانتے ہو کہ ان تصرفات کا بجز خدا تعالیٰ کے کوئی کرنے والا نہین تو اس صورت مین کب زیبا ہے کہ خدا کے مقابلہ مین دوسرون کو معبود بناؤ اسکے بعد رسالت کا مسئلہ بیان فرماتے ہین یہ بات قابل لحاظ ہے کہ نبوت کی صاف بے غبار دلیل معجزہ ہوا کرتا ہے چنانچہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بے شمار معجزے عطا ہوئے تھے جن مین سے سب سے بڑا معجزہ قرآن شریف ہے کہ اثبات نبوت کی بڑی دلیل ہے اسکے معجزہ ہونے مین مخالفین کو یہ شبہ تھا کہ شاید اسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود تصنیف کر لیا کرتے ہون تو اس صورت مین اسکا معجزہ ہونا محل کلام مین ہو گیا پس دلیل نبوت مشتبہ ہو گئی اس لیے اللہ تعالیٰ اس اشتباہ کو اگلی آیت مین رفع فرماتے ہین تاکہ اسکا معجزہ ہونا ثابت ہو جاوے پھر نبوت پر قطعی دلیل بن سکے **برہان رسالت** وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (۲۳) اور اگر

اللغات

قوله بناء البناء مصدر سمی به المبنی بیتا کان او قبة او خباء او طراف و ابنیة العرب اخبیتهم و منه بنی علی امرأته لانهم کانوا اذا تزوجوا ضربوا علیها خباء جدیدا ۱۲ کشاف قوله شهداءکم والشهداء جمع شهید بمعنی الحاضر او القائم بالشهادة او الناصر ۱۲ ابو السعود لان کلا منهم شهید ای یحضر الواقعة واصل المادة الحضور ۱۲

النحو

قوله تعالیٰ الذی جعل لکم الارض وهو فی محل النصب علی انه صفة ثانیة لربکم او فی محل الرفع علی المدح والتعظیم بتقدیر المبتدأ ۱۲ ابو السعود قوله من الثمرات للتبعیض ویجوز ان تکون للبیان قوله تعالیٰ من مثله صفة سورة ای کائنة من مثله والضمیر لما نزل ومن للتبعیض او للتبیین او زائدة ای مثله فی البلاغة وحسن النظم او لعبدنا ومن للابتداء او صلة فأتوا والاول اولی کیلا یوهم امکان صدوره من غیر الامی والقرآن معجز فی نفسه لئن اجتمعت الانس والجن الآیة ۱۲ مظهری قوله تعالیٰ من دون الله متعلق بادعوا وشهداءکم فان علقته بشهداءکم فمعناه ادعوا الذین اتخذتموهم آلهة من دون الله او ادعوا شهداءکم من دون اولیاءه ومن غیره لتشهدوا لکم وان علقته بالدعاء فمعناه ادعوا من دون الله شهداءکم یعنی لا تستشهدوا بالله ولا تقولوا الله یشهد ان ما ندعیه حق کما یقول العاجز عن اقامة البینة علی صحة دعواه وادعوا

شهداء من الناس الذین شهادتهم تصح بها الدعاوی عند الحکام وهذا تعجیز لهم ۱۲ کشاف

البلاغة

قوله تعالیٰ مما نزلنا یعنی نجما نجما بحسب الوقائع وهذا موجب لریبهم قیاسا علی کلام الشعراء وقولهم لولا نزل علیه القرآن جملة واحدة فکان الواجب تحدیهم علی هذا الوجه ازاحة للشبهة والزاما للحجة ۱۲ مظهری فلذا لم یقل انزلنا قوله تعالیٰ علی عبدنا وفی ذکره صلی الله علیه وسلم بعنوان العبودیة مع الاضافة الی ضمیر الجلالة من التشریف والتنویه ما لا یخفی ۱۲ ابو السعود

الکلام

قوله تعالیٰ جعل لکم الارض فراشا فان قلت هل فیه دلیل علی ان الارض مسطحة ولیست بکریة قلت لیس فیه الا ان الناس یفترشونها ویقعدون علیها وینامون ویتقلبون کما یتقلب احدهم علی فراشه وبساطه ومهاده وسواء کانت علی شکل السطح او شکل الکرة فالافتراش غیر مستنکر ولا مدفوع لعظم حجمها واتساع جرمها وتباعد اطرافها ۱۲ من کشاف

الروایات

عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما اندادا الاشباه والامثال ۱۲ من اتقان

ملحقات الترجمہ

لـه قوله شاہی محاورہ مین فی الکشاف وانه من دیدن الملوک ما علیه نمط الرمز والایماء من التقیة واف ... موالعید الّتی یوعدون نفسهم علی انجازها علی ان یقع واعنی لعل نحوها من الکلمات ونحلوا اخالها و یعقونهم بارزة الالتقاء والنظرة الحلوة فاذا عثر علی شیء من ذلک لم یبق للطالب ما عنده شک فی النجاح والفوز بالمطلوب فعلی مثله ورد کلام مالک الملک ذی العزة والکبریاء ۱۲

ـه قوله وہ ذات پاک ایسی ہے حملا الذی علی تقدیر المبتدأ کما مر ۱۲

ـه قوله پھلون کی غذا حملا من فی من الثمرات علی التبیین ۱۲

فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۖ أُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ۝ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ

پھر تم اگر یہ کام نہ کر سکے اور قیامت تک بھی نہ کر سکو گے تو پھر ڈرتے رہیو دوزخ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں تیار ہوئی رکھی ہے کافرون کے واسطے اور خوشخبری سنا دیجیے آپ اے پیغمبر ان لوگون کو

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ أَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ ۖ كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوْا هٰذَا

جو ایمان لائے اور کام کیے اچھے اس بات کی کہ بیشک اُن کے واسطے بہشتین ہین کہ چلتی ہونگی اُنکے نیچے سے نہرین جب کبھی دیے جاوینگے وہ لوگ اُن بہشتون مین سے کسی پھل کی غذا تو یہی کہین گے کہ یہ

الَّذِيْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ ۙ وَأُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا ۖ وَلَهُمْ فِيْهَا أَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۙ وَّهُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

وہی ہے جو ہمکو ملا تھا اس سے پیشتر اور ملیگا بھی اُنکو دونون بار کا پھل ملتا جلتا اور اُنکے واسطے ان بہشتون مین بیبیان ہونگی صاف پاک کی ہوئی اور وہ لوگ ان بہشتون مین ہمیشہ کو بسنے والے ہونگے۔

تم لوگ کچھ خلجان مین ہو اس کتاب کی نسبت جو ہم نے نازل فرمائی ہے اپنے بندۂ خاص پر تو اچھا پھر تم بنا لاؤ ایک محدود ٹکڑا جو اسکا ہم پلہ ہو کیونکہ آخر تم بھی عربی زبان دان ہو بلکہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم تو مشاق بھی نہین اور تم مشاق ہو جب باوجود اس کے نہ بنا سکین گے تو بشرط انصاف بلا تامل ثابت ہو جاوے گا کہ یہ معجزہ منجانب اللہ ہے اور بلاشبہ آپ پیغمبر ہین اور یہی مقصود تھا اور بلا لو اپنے حمایتیون کو جو خدا سے الگ تجویز کر رکھے ہین اگر تم سچے ہو **انذار کافرین** فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۖ أُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۴﴾ پھر تم اگر یہ کام نہ کر سکے اور قیامت تک بھی نہ کر سکو گے تو پھر ذرا بچتے رہیو دوزخ سے جس کا ایندھن ہین آدمی اور پتھر ہین تیار ہوئی رکھی ہے کافرون کے واسطے **ف** یہ سنکر کہ قیامت تک بھی نہ کر سکو گے کیسا کچھ جوش و خروش و پیچ و تاب نہ آیا ہوگا اور کوئی دقیقہ سعی کا کیون اٹھا رکھا ہوگا پھر عاجز ہو کر اپنا سا منہ لے کر بیٹھ رہنا قطعی دلیل ہے کہ قرآن مجید معجزہ ہے اور یہ امر عادۃً محال ہے کہ کسی نے کچھ لکھا ہو اور گم ہو گیا ہو کیونکہ قرآن مجید کے حامی ہر زمانہ مین کم رہے ہین جب یہ محفوظ چلا آتا ہے تو اس تحریک کے حامی مددگار تو قرآن کی مخالفت مین ہر زمانہ مین حامیانِ قرآن سے تعداد مین زائد ہی رہتے وہ کیسے ضائع ہو سکتا اس لیے یہ احتمال بالکل لغو ہے اس آیت مذکورہ مین منکرین قرآن کے لیے وعید مذکور تھی اب آگے تسلیم کرنے والون کو بشارت سنائی جاتی ہے **بشارت مومنین** وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ أَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ ۖ كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوْا هٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ ۙ وَأُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا ۖ وَلَهُمْ فِيْهَا أَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۙ وَّهُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۵﴾ اور خوشخبری سنا دیجیے آپ اے پیغمبر اُن لوگون کو جو ایمان لائے اور کام کیے اچھے اس بات کی کہ بے شک اُن کے واسطے بہشتین ہین کہ چلتی ہون گی اُنکے نیچے سے نہرین جب کبھی دیے جاوین گے وہ لوگ اُن بہشتون مین سے کسی پھل کی غذا تو ہر بار مین یہی کہین گے کہ یہ تو وہی ہے جو ہمکو ملا تھا اس سے پیشتر اور ملے گا بھی اُن کو دونون بار کا پھل ملتا جلتا اور اُنکے واسطے

النحو

قوله تعالى فان لم تفعلوا ذكر ان الذي هو للشك مكان اذ فانه تعالى لم يكن شاكا في عجزهم او خطابهم على حسب ظنهم فان العجز قبل التامل لم يكن محققا عندهم ۱۲ مظهری قوله تعالى النار فان قلت لم جاءت النار الموصوفة بهذه الجملة منكرة في سورة التحريم وهنا معرفة قلت تلك الآية نزلت بمكة فعرفوا منها نارا موصوفة بهذه الصفة ثم نزلت هذه بالمدينة مشارا بها الى ما عرفوه اولا ۱۲ قوله تعالى كلما رزقوا كلما منصوب على الظرف ومنها ومن ثمرة ورزقا مفعول به ومن الاولى للابتداء والثانية للبيان اي كل حين رزقوا اي اطعموا من الجنة من ثمرة كان ذلك المرزوق ثمره ۱۲ مظهری قوله تعالى واتوا به الضمير يرجع الى الرزق ۱۲ كشاف۔

البلاغة

قوله تعالى وبشر فان قلت علام عطف هذا الامر ولم يسبق امر ولا نهي يصح عطفه عليه قلت ليس الذي اعتمد بالعطف هو الامر حتى يطلب له مشاكل من امر او نهي يعطف عليه انما المعتمد بالعطف هو جملة وصف ثواب المؤمنين فهي معطوفة على جملة وصف عقاب الكافرين كما تقول زيد يعاقب بالقيد والارهاق وبشر عمرا بالعفو والاطلاق ۱۲ كشاف قوله تعالى جنت تجري من تحتها الانهار فان قلت لم نكرت الجنات وعرفت الانهار قلت اما الجنة اسم لدار الثواب كلها وهي مشتملة على جنان كثيرة مرتبة مراتب على حسب مراتب العاملين لكل طبقة منهم جنات من تلك الجنان واما تعريف الانهار فان يراد الجنس كما تقول لفلان بستان فيه الماء الجاري والتين والعنب والوان الفواكه تشير الى الاجناس التي في علم المخاطب او يراد انهارها فعوض التعريف باللام من تعريف الاضافة ۱۲ من الكشاف قوله تعالى ازواج مطهرة فان قلت هلا قيل طاهرة قلت في مطهرة فخامة لصفتين ليست في طاهرة وهي الاشعار بان مطهرا طهرهن وليس ذلك الا الله عز وجل ۱۲ كشاف

اختلاف القراءة

مطهرة وفي قراءة مطهرة من الافعل بمعنى التفعل ومعناه ظاهر ۱۲

الكلام

ولن تفعلوا هذه معجزة باهرة حيث اخبر بالغيب الخاص علمه به عز وجل وقد وقع الامر كذلك كيف لا ولو عارضوه بشيء يدانيه في الجملة لتناقله الرواة خلفا عن سلف ۱۲ ابو السعود قوله تعالى اعدت في الآية دليل على ان النار موجودة الآن ۱۲ مظهری

الروايات

اخرج ابن مردويه والحاكم وصححه من طريق ابي نضرة عن ابي سعيد الخدري عن النبي صلى الله عليه وسلم في قوله ولهم فيها ازواج مطهرة قال من الحيض والغائط والنخامة والبزاق وعن ابن عباس مطهرة من القذر والاذى ... لا يحدثون ... ۱۲ اتقان

ملحقات الترجمة

لہ قوله کچھ خلجان ۔۔ تفتیش ریب علی التقلیل

۲ے قوله بندۂ خاص لکون الاضافة للتشریف

۳ے قوله قیامت تک ۔۔ یعنی افاده لن تابید النفی

۴ے قوله ذرا بچتے رہیو حاصله علی التعریض ... حاصل صاحب الکشاف علی الکنایة عن ترک العناد وتحقیق الایمان

۵ے قوله تو ہر ۔۔ مین یعنی عموم کلما ۱۲

۶ے قوله دونون بار کا پھل اعادة للضمیر الی مجموع ما رزقوا فی الدارین ۱۲

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيٖٓ اَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ

ہاں واقعی اللہ تعالیٰ تو نہیں شرماتے اس بات سے کہ بیان کردیں کوئی مثال بھی خواہ مچھر ہو خواہ اس سے بھی بڑھی ہوئی ہو سو جو لوگ ایمان لائے ہوئے ہیں خواہ کچھ ہی ہو وہ تو یہی یقین کرینگے کہ بیشک مثال بہت

وقف لازم

وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَيَقُوْلُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۘ

اور رہ گئے وہ لوگ جو کافر ہو چکے ہیں سو چاہے کچھ ہی ہو جائے وہ یوں ہی کہتے رہینگے وہ کون مطلب ہوگا جسکا قصد کیا ہوگا اللہ تعالیٰ نے اس حقیر مثال سے

ان بہشتوں میں بیبیاں ہوں گی صاف پاک کی ہوئی اور وہ لوگ ان بہشتوں میں ہمیشہ کو بسنے والے ہونگے **ف** شروع صورت میں جو اہل ایمان کا ذکر تھا وہاں قرآن مجید کی بزرگی و برکت کا بیان کرنا مقصود تھا کہ اس کتاب پاک سے ایسے ایسوں کو ہدایت ہوتی ہے تو ایمان کے فضائل کا ضمناً بیان آگیا تھا اور اس مقام پر خود ایمان کے فضائل و ثمرات کا قصداً بیان فرمانا مد نظر ہے پس مضمون میں حقیقۃً تکرار نہ رہا۔ اور یہ جو فرمایا کہ ان کو ملتا جلتا پھل ملے گا سو اسکہ لطف کیواسطے ایسا ہوگا کہ دونوں بار کی پھلوں کی صورت ایک سی ہوگی جس سے وہ یوں سمجھیں گے کہ یہ پہلی ہی قسم کا پھل ہے مگر کھانے میں مزا دوسرا ہوگا جس سے حظ و سرور مضاعف ہو جاوے گا۔ یہاں تک قرآن مجید کا کلام الٰہی ہونا مع اس کے متعلقات کے ثابت ہو گیا اب سمجھنا چاہیئے کہ مدعی کے ذمہ دو حق ہوتے ہیں ایک اپنے دعوے پر دلیل قائم کرنا دوسرے مخالف کی دلیل کا جواب دینا سو یہاں قرآن کے کلام الٰہی ہونے کا دعوے کیا گیا اس پر دلیل تو قائم ہو چکی کہ اس کے مقابلہ سے تمام افراد بشر عاجز ہیں اس سے معلوم ہوا کہ اللہ ہی کا کلام ہوگا اب بعض مخالفین اس کے کلام الٰہی نہ ہونے پر یوں استدلال کرتے تھے کہ اس میں بعضی بہت ہی حقیر چیزوں کا ذکر ہے جیسے مکھی مکڑی کہ بتوں اور بت پرستوں کی تمثیل میں ان کا ذکر آیا ہے اگر یہ اللہ کا کلام ہوتا تو ایسی ذلیل خسیس چیزوں کا اس میں کیوں ذکر آتا سو مقتضے مقام کا یہ ٹھیرا کہ اپنی دلیل قائم کرنے کے بعد مخالفین کی اس دلیل کا جواب دیا جاوے اور چونکہ معترضین نے اس عنوان سے اعتراض کیا تھا کہ توبہ توبہ محمد کے رب ایسی چیزوں کے ذکر کرنے سے شرماتے نہیں اس لیے اللہ تعالیٰ نے جواب بھی اسی عنوان سے دیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں **تحقیق ضرب المثل** إِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيٖٓ اَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا ہاں واقعی اللہ تعالیٰ تو نہیں شرماتے اس بات سے کہ بیان کردیں کوئی مثال بھی خواہ مچھر ہو خواہ اس سے بھی بڑھی ہوئی ہو **ف** یعنی حقیر ہونے میں فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ سو جو لوگ ایمان لائے ہوئے ہیں خواہ کچھ ہی ہو وہ تو یہی یقین کرینگے کہ بیشک یہ مثال بہت ہی موقع کی ہے انکے رب کی جانب سے **ف** وجہ اسکی ظاہر ہے کہ مثال کو مناسبت اس چیز سے ہونا چاہیئے جسکی وہ مثال ہے نہ کہ مثال دینے والے سے مناسبت ہونا ضروری کہا جاوے کیونکہ مثال سے غرض کسی شئے کی حالت کی توضیح ہوا کرتی ہے سو جبتک اس شے کے مناسب نہو گی اسکی حالت کی توضیح کے لیے کافی نہو گی سو قرآن شریف میں جہاں مکھی مکڑی کا ذکر آیا ہے وہاں بت پرستی کا لچر ہونا اور بتوں کا عاجز درماندہ ہونا بیان کیا ہے سو اسکی مثال میں حقیر ضعیف چیزوں کا لانا مناسب ہوگا یا عرش و کرسی کا لانا زیبا ہوگا جو مناسب عظمت شان حق سبحانہ و تعالیٰ کے ہیں جو مثال دینے والے ہیں جسکو ذرا بھی عقل ہوگی اُسکے نزدیک یہ بات بدیہی ہے اس تقریر سے جو "انہ الحق" کی تفسیر ہے معترضین کا شبہ کافور ہو گیا اور دعوے حقانیت قرآن کا معارض سے سالم و محفوظ رہا وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَيَقُوْلُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۘ اور رہ گئے وہ لوگ جو کافر ہو چکے ہیں سو چاہے کچھ ہی ہو جاوے وہ یونہی کہتے رہینگے

ملحقات الترجمة سے تو بہت ہی موقع کی ہے دلیلہ تفسیر سیوطی لحق ثابت لواقع موقعہ

اللغات قوله تعالىٰ يضرب ضرب المثل اعتماده وصنعه من ضرب اللبن وضرب الخاتم ۱۲ كشاف وصلة مرتبتى على آخره ۱۲ مظهرى قوله بعوضة من البعض وهو القطع كالعضب منه بعض الشئ لانه قطعة منه والبعوض فى اصله صفة على فعول كالقطوع فغلبت ۱۲ كشاف واتاركوحه قد ۱۲ مظهرى

النحو قوله تعالىٰ ان يضرب مثلا ما الخ ان بصلتها جر عند الخليل باضمار من ومنصوب عند سيبويه بايصال الفعل اليه بعد حذفها وما ابهامية تزيد للنكرة ابهاما او مزيدة وضعت لان يذكر مع غيرها فتزيد به قوة ۱۲ وبعوضة عطف بيان لمثلا ۱۲ مظهرى قوله تعالىٰ ماذا اراد الله الخ ما استفهامية مبتدا وذا بمعنى الذى مع صلته خبره ومثلا منصوب على التميز ۱۲ مظهرى

البلاغة قوله تعالىٰ فاما الذين آمنوا الخ اما حرف فيه معنى الشرط ولذلك يجاب بالفاء وفائدته فى الكلام ان يعطيه فضل تاكيد تقول زيد ذاهب فاذا قصدت توكيد ذلك قلت اما زيد فذاهب وانه بصدد الذهاب وانه منه عزيمة

قلت ما نحن فيه من نفى ايراد التقسيمين مصدرتين باحماد عليهم المؤمنين واعتدادا بعلمهم انه الحق ونعى على الكافرين اغفالهم حظهم عنادهم ورميهم بالكلمة الحمقاء ۱۲ قوله تعالىٰ بهذا ادنى بهذا استحقار ۱۲ مظهرى

اختلاف القراءة قوله بعوضة وفى قراءة بعوضة بالرفع على انه خبر مبتدأ محذوف اى هو بعوضة ۱۲ ابو السعود

الكلام فى اسناد يستحيى اليه تعالىٰ والاصل فيها الحقيقة رد على المعتزلة ۱۲

الروايات اخرج ابن جرير عن السدى باسانيده لما ضرب الله هذين المثلين للمنافقين قوله مثلهم قوله او كصيب قال المنافقون الله اعلى واجل من ان يضرب هذه الامثال فانزل الله ان الله لا يستحيى الى قوله هم الخاسرون و قال عبد الرزاق فى تفسيره اخبرنا معمر عن قتادة لما ذكر الله العنكبوت والذباب قال المشركون ما بال العنكبوت والذباب يذكران فانزل الله هذه الآية واخرج ابن ابى حاتم عن الحسن نحوه قلت القول الاول اصح اسنادا وانسب بما تقدم اول السورة وذكر المشركين لا يلائم كون الآية مدنية وما اوردنا من قتادة والحسن حكاه عنهما الواحدى بلا اسناد بلفظ قالت اليهود وهو انسب ۱۲ لباب اقول لا نسلم كون ذكر المشركين غير ملائم لكون الآية مدنية لان القرآن يمكن ان يطير كل مطالبه مشتهر كل اشتهار فلا غرو ان المشركين قالوا لما سمعوه ويكون قولهم قد بلغ ۱۲ كانوا يقولون اما يستحيى رب محمد ان يضرب مثلا ۱۲ ابو السعود

يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِىْ بِهٖ كَثِيْرًا ۭ وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ

گمراہ کرتے ہین اللہ تعالیٰ اُس مثال کی وجہ سے بہتون کو اور ہدایت کرتے ہین اسکی وجہ سے بہتون کو اور گمراہ نہین کرتے اللہ تعالیٰ اس مثال سے کسیکو مگر صرف بیحکمی کرنیوالونکو جوکہ توڑتے رہتے ہین اُس معاہدہ کو جو اللہ تعالیٰ سے

مِيْثَاقِهٖ ۠ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝

استحکام کے بعد اور قطع کرتے رہتے ہین اُن تعلقات کو کہ حکم دیا ہی اللہ نے اُن کو وابستہ رکھنے کا اور فساد کرتے رہتے ہین زمین مین بس یہ لوگ ہین پورے خسارہ مین پڑنے والے۔

وہ کون مطلب ہوگا جس کا قصد کیا ہوگا اللہ تعالیٰ نے اس حقیر[1] مثال سے **ف** چونکہ غرض اور مقصد ایسی مثال کی کہ توضیح مثال والی چیز کی ہو بہت بدیہی ہے اور وہ لوگ اُس سے ناواقف نہ تھے نہ اس غرض سے یہ سوال تھا بلکہ محض شرارت کی راہ سے حکمت مثال کا نفی کرنا اور اسکے ساتھ تمسخر کرنا مقصود تھا اسوجہ سے جواب مین حکمت کا بیان کرنا جس کا بیان جملہ انہ الحق مین ہو بھی چکا ہے ضروری نہ تھا اس لیے اللہ تعالیٰ نے جواب مین دوسرا طرز اختیار فرمایا ہے جسکا اختیار کرنا ایسے ضدی معاند لوگون کے مقابلہ مین مناسب ہے سو فرماتے ہین کہ تم یہ پوچھتے ہو کہ ایسی مثالون کے بیان کرنے سے اللہ تعالیٰ کا کیا مطلب ہی سو ہم سے مطلب سنو وہ یہ ہے يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِىْ بِهٖ كَثِيْرًا ۭ گمراہ کرتے ہین اللہ تعالیٰ اُس مثال کی وجہ سے بہتون کو اور ہدایت کرتے ہین اسکی وجہ سے بہتون کو **ف** اس مضمون کی ایسی مثال ہے کہ کسی طبیب شفیق نے عینک کے بہت سے شیشے تراش کر رکھے کہ اپنے ضعیف البصر مریضون کو تقسیم کرے گا کہ باریک چیز و نکے اور دور کی چیزون کے دیکھنے مین معین ہون گے اُن مریضون مین سے ایک کوڑ مغز مریض نے یہ کہنا شروع کیا کہ چشمے تو کسی کام ہی کے نہین بلکہ یہ ٹکڑے شیشے کے آنکھ کو پھوڑ دیتے ہین طبیب نے یہ سنکر اُسے سمجھا دیا کہ یہ اُس کام کے ہین مگر پھر بھی وہ اپنی ہی گائے جاتا ہے اور جان بوجھ کر طبیب کی ضد مین یہی پوچھے جاتا ہے کہ صاحب ان شیشون کے بنانے سے آپ کا کیا مطلب ہے اس صورت مین اس جاہل بدمغز کو یہی جواب دیا جاے گا کہ مطلب ان شیشون سے یہی ہے کہ فلانے کی آنکھ کی روشنی بڑھا دین اور تیری آنکھین پھوڑ دین حالانکہ غرض اصلی صرف روشنی ہی ہے اسی طرح مقصود اصلی یہان صرف ہدایت ہی ہے جسکے واسطے قرآن نازل ہوا مگر یہ دوسرا نتیجہ اُس بدمغز کی عناد وجہالت کا جواب ہے وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ ۝۲۶ الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ ۠ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝۲۷ اور گمراہ نہین کرتے اللہ تعالیٰ اس مثال سے کسی کو مگر صرف بے حکمی کرنے والون کو (کہ بے حکمی کی نحوست سے حق طلبی کی عادت نہین رہتی) جو کہ توڑتے[2] رہتے ہین اُس معاہدہ کو جو اللہ تعالیٰ سے کر چکے تھے اسکے استحکام کے بعد (جسکا ذکر قرآن مجید مین دوسری جگہ آیا ہے کہ آدم علیہ السلام کی پشت سے سب کو نکال کر ان کو فہم و گویائی عطا کر کے اُنسے توحید کا اقرار لیا) اور قطع کرتے رہتے ہین اُن تعلقات کو کہ حکم دیا ہے اللہ تعالیٰ نے اُن کو وابستہ رکھنے کا (اسمین تمام تعلقات شرعیہ جو درمیان عبد اور رب کے ہین یا باہم اقارب مین ہین یا عام اہل اسلام یا بنی آدم سے ہین یا باہم انبیاء علیہم السلام مین ہین جنکا اعتقاد رکھنا واجب ہی لا نفرق بین احد من رسلہ سب داخل ہو گئے) اور فساد کرتے رہتے ہین زمین مین (ویسے ظاہری فساد بھی کرتے تھے کسی پر ظلم کر گذرے کسی کی بے آبروئی کردی کسی کی حق تلفی کردی اور باطنی فساد مین تو تمام وقت ہی صرف کرتے تھے کفر کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عداوت وحسد کرنا تو مسلمون کو بھکاتے رہنا) بس یہ لوگ ہین پورے خسارہ مین پڑنے والے (کہ دنیا کی راحت و آخرت کی نعمت سب ہاتھ سے دے بیٹھے کیونکہ عداوت وحسد مین دنیا کا عیش بھی تلخ ہوجاتا ہے ہر وقت اسی اُدھیڑ بُن مین رہتا ہے کہ اپنے دشمن کو کسی طرح گزند پہونچاؤن اس کی ترقی کسی طرح روکون) **ربط** یہان تک اس شبہ کے جواب کا سلسلہ تھا جو کہ کفار نے پیش کیا تھا کہ کلام الٰہی مین ایسی

اللغات قوله تعالىٰ من بعد ميثاقه الميثاق اما اسم لما يقع به الوثاقة والاحكام واما مصدر بمعنى التوثقة كالميعاد بمعنى الوعد فعلى الاول ان رجع الضمير الى العهد كان المراد بالميثاق ما وثقوه به من القبول والالتزام ان رجع الى لفظ الجلالة يراد آياته وكتبه وانذار رسله عليهم السلام والمضاف محذوف على الوجهين اى من بعد تحقق ميثاقه وعلى الثانى ان رجع الضمير الى العهد الميثاق مصدر من المبنى للفاعل فالمعنى من بعد ان وثقوه بالقبول والالتزام او من ان وثقه الله عزوجل بانزال الكتب وانذار الرسل وان كان مصدرا من المبنى للمفعول فالمعنى من بعد كونه موثقا اما بتوثيقهم اياه بالقبول او بتوثيقه تعالى اياه بانزال الكتب وارسال الرسل ۱۲ ابو السعود قوله تعالى امر الله الامر هو القول الطالب للفعل وبه سمى الامر الذى هو واحد الامور تسمية للمفعول بالمصدر فانه مما يؤمر به كما يقال له شان وهو القصد والطلب لما انه اثر للشان وكذا يقال له الشئ وهو مصدر شاء لما انه اثر للمشية ۱۲ ابو السعود

النحو قوله تعالىٰ ان يوصل محله اما النصب على انه بدل من الموصول او الجر على انه بدل من ضميره والثانى اولى لفظا ومعنى ۱۲ ابو السعود

البلاغة قوله تعالىٰ ينقضون النقض الفسخ وفك التركيب فان قلت من اين ساغ استعمال النقض فى ابطال العهد قلت من حيث تسميتهم العهد بالحبل على سبيل الاستعارة لما فيه من ثبات الوصلة بين المتعاهدين ۱۲ كشاف وفى هذه الآية استعارة تخييلية ومكنية ۱۲ اتقان

ملحقات الترجمة

[1] قوله حقير مثال سے لان فى هذا استحقار الكامر ۱۲

[2] قوله توڑتے رہتے ہین لافادة الجملة الفعلية التجدد ۱۲

كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ۚ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِىْ خَلَقَ لَكُمْ

بھلا کیونکر ناسپاسی کرتے ہو اللہ کے ساتھ حالانکہ تھے تم محض بیجان سو تمکو جاندار کیا پھر تمکو موت دینگے پھر زندہ کرینگے پھر اُن ہی کے پاس لیجائے جاوگے وہ ذات پاک ایسی ہے جسنے پیدا کیا تمہارے فائدہ کے لئے

مَّا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۚ ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ۭ وَھُوَ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ ۝ ع ۹

جو کچھ بھی زمین میں موجود ہے سب کا سب پھر توجہ فرمائی آسمان کی طرف سو درست کرکے بنا دیے اُن کو سات آسمان۔ اور وہ تو سب چیزوں کے جاننے والے ہیں۔

کم قدر چیزوں کا ذکر کیوں آیا جس کو جواب مذکور سے خوب صاف کر دیا گیا اب اُس مضمون کی طرف رجوع کرتے ہیں جو اُس سے اوپر آیت یا ایہا الناس اعبدوا میں متعلق توحید کے مذکور ہوا تھا جس میں ساتھ ساتھ توحید کی دلیل بھی بیان فرمائی گئی تھی اس آیت میں الذی جعل لکم الارض الخ بس اُسی مضمون پر کلام کو مرتب فرماتے ہیں اور اس دلیل کو بھی دوسرے رنگ میں پھر اعادہ فرماتے ہیں **انکار بر کفر** یعنی جب اللہ تعالیٰ کا مربی اور خالق اور رازق اور محسن ہونے میں یکتا و یگانہ ہونا تم کو دلائل سے ثابت ہو چکا تو پھر كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ۚ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ (۲۸) بھلا کیونکر ناسپاسی کرتے ہو اللہ کے ساتھ کہ اس کے مسالون کو بھلا دیتے ہو اور غیروں کا کلمہ پڑھتے ہو حالانکہ اس کے استحقاق عبادت میں یکتا ہونے پر دلائل قائم ہیں کہ تھے تم محض بے جان (نطفہ میں جان پڑنے سے پہلے) سو تم کو جاندار کیا پھر تم کو موت دیں گے پھر زندہ کریں گے (یعنی قیامت کے دن) پھر اُن ہی کے پاس لیجائے جاوگے (یعنی میدان قیامت سے حساب و کتاب کے لیے اجلاس پر حاضر کیے جاوگے) **ربط** اس کے بعد کچھ اپنے انعام و احسان کا مذکور فرماتے ہیں کہ اگر دلائل سے کام نہیں لیتے جس میں قوت عقلیہ صرف کرنے کی حاجت ہے اور یہ محنت کا کام کون کرے تو خیر محسن کا حق ادا کرنا تو طبعی امر ہے یہی سمجھ کر خدا تعالیٰ کی طرف رجوع ہو جاؤ اسلیے اپنے عام اور خاص نعمتوں کو یاد دلاتے ہیں سو عام نعمت تو یہ ہے **بیان نعم عامہ** هُوَ الَّذِىْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۚ ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ۭ وَھُوَ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ (۲۹) وہ ذات پاک ایسی ہے جسنے پیدا کیا تمہارے فائدہ کے لیے جو کچھ بھی زمین میں موجود ہے سب کا سب (خواہ کسی قسم کا فائدہ ہو کھانے پینے کا یا نگاہ کو تازگی بخشنے کا یا نفس یا روح کو حظ دینے کا کسی چیز کو دیکھ کر عبرت حاصل ہونے کا اس تقریر پر کوئی چیز ایسی نہ رہی جس میں کوئی فائدہ نہ معلوم ہو اور فرضاً اگر معلوم بھی نہ ہو تو کیا ہوا بہت چیزیں ایسی ہوتی ہیں کہ ایک شخص کو اس کا فائدہ معلوم نہیں ہوتا دوسرے کو معلوم ہوتا ہے سو ممکن ہے کہ کوئی ایسی بھی چیز ہو جس کا فائدہ کسی مخلوق کو نہ معلوم ہو اور خالق سبحانہ و تعالیٰ کو معلوم ہو اور بدون ہمارے معلوم کرائے ہوئے ہم کو اس کا فائدہ پہونچ رہا ہو کیا بچہ کو جن چیزوں سے فائدہ پہونچایا جاتا ہے سب کا معلوم ہونا کچھ ضرور ہے ہرگز نہیں۔

اور اس پر کوئی یوں شبہ نہ کرے کہ جب سب چیزیں حلال ہونا چاہیے کیونکہ سب میں کچھ نہ کچھ تو فائدہ ہے ہی بات یہ ہے

اللغات قولہ تعالیٰ استوی الاستواء الاعتدال والاستقامۃ یقال استوی العود وغیرہ اذا قام واعتدل ثم قیل استوی الیہ کالسہم المرسل اذا قصدہ قصدا مستویا من غیر ان یلوی علی شئ ومنہ استعیر قولہ ثم استوی الی السماء ای قصد الیہا بارادتہ ۱۲ الکشاف قولہ تعالیٰ فسوٰھن ومعنی تسویتہن تعدیل خلقہن وتقویمہ واخلاءہ من العوج والفطور واتمام خلقہن ۱۲ الکشاف

النحو قولہ تعالیٰ فسوٰھن ضمیر مبہم وسبع سموات تفسیرہ کقولہم ربہ رجلا وقیل الضمیر راجع الی السماء والسماء فی معنی الجنس ۱۲ الکشاف

البلاغۃ

قولہ تعالیٰ کیف تکفرون باللہ معنی الہمزۃ التی فی کیف مثلہ فی قولک اتکفرون باللہ ومعکم ما یصرف عن الکفر ویدعو الی الایمان وہو الانکار والتعجب ونظیرہ قولک اتطیر بغیر جناح وکیف تطیر بغیر جناح ۱۲ کشاف قولہ تعالیٰ فاحیاکم ثم الخ فان قلت لم کان العطف الاول بالفاء والاعقاب بثم قلت لان الاحیاء الاول قد تعقب الموت بغیر تراخ واما الموت فقد تراخی عن الاحیاء والاحیاء الثانی کذلک متراخ عن الموت ۱۲ کشاف

الکلام دل اکثر الآیات علی خلق السموات والارض وما بینہما فی ستۃ ایام وحدیث مسلم الذی فیہ خلق آدم بعد العصر من یوم الجمعۃ فی آخر الخلق وآخر ساعۃ النہار فیما بین العصر الی اللیل یدل علی کون المدۃ سبعۃ ایام والجواب ما قالہ المظہری لا دلیل فی الحدیث علی ان المراد بالجمعۃ التی خلق فیہا آدم اول جمعۃ من خلق الارض لعل ذلک الجمعۃ بعد الدہور قلت ویزال بہ اشکال آخر انہ کیف یتصور مکث الجن زمانا طویلا فی الارض بعد خلق الارض والسموات وقبل خلق آدم علیہ السلام ۱۲

الفقہ

قولہ تعالیٰ خلق لکم استدل بہ علی ان الاشیاء خلقت فی الاصل مباحۃ مطلقا ۱۲ الکشاف

الروایات عن الحسن خلق اللہ الارض فی موضع بیت المقدس کہیئۃ الفہر علیہا دخان ملتزق بہا ثم اصعد الدخان وخلق منہ السموات وامسک الفہر فی موضعہا وبسط منہا الارض فذلک قولہ تعالیٰ کانتا رتقا وہو الالتزاق ۱۲ کشاف قلت ہذا مؤید صریح لما قلت فی ترتیب خلق السموات والارض وما بینہما والحمد للہ تعالیٰ ۱۲

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ؕ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ

اور جسوقت ارشاد فرمایا آپ کے رب نے فرشتون سے کہ ضرور مین بناؤن گا زمین مین ایک نائب فرشتے کہنے لگے کیا آپ پیدا کرینگے زمین مین ایسے لوگون کو جو فساد کرینگے اسمین اور خون ریزیان کرینگے

وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ؕ قَالَ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

اور ہم برابر تسبیح کرتے رہتے ہین بحمد اللہ اور تقدیس کرتے رہتے مین آپکی حق تعالی نے ارشاد فرمایا کہ مین جانتا ہون اس بات کو جسکو تم نہین جانتے

کہ صرف کوئی سا فائدہ ہونے سے اُس چیز کا قابل استعمال ہونا لازم نہین آتا کیا سمیات قاتلہ مین بھی کچھ نہ کچھ نفع نہین ہوتا پھر اطبا اُن کے استعمال سے کیون روک دیتے ہین فقط اسی واسطے تو کہ گو اس مین نفع غیر ہو مگر غالب ضرر ہے اسی واسطے محرمات شرعیہ کو سمجھیے کہ گو اس مین کچھ نفع بھی سہی مگر چونکہ غالب ضرر تھا جس کے لیے اللہ تعالی کا جاننا کافی ہے ہمارے جاننے کی ضرورت نہین جسطرح یہان طبیب کا جاننا کافی ہے عوام کا آگاہ ہونا ضرور نہین اسلیئے اللہ تعالی نے اسکو ممنوع الاستعمال ٹھیرا دیا) پھر توجہ فرمائی آسمان کی طرف (یعنی اُسکی تکمیل تخلیق کی طرف) سو درست کرکے بنا دیئے اُنکو سات آسمان اور وہ تو سب چیزون کے جاننے والے ہین **ف** یون تو زمین و آسمان کی پیدایش کا قرآن مجید مین صدہا مقام پر ذکر آیا ہے مگر ترتیب کا بیان کہ پہلے کیا بنا پیچھے کیا بنا یہ صرف غالبا تین جگہ آیا ہے اس آیت مین حٰم السجدہ مین والنازعات مین اور سرسری نظر مین ان سب کے مضامین مین کچھ اختلاف سا بھی موہوم ہوتا ہے سو سب آیتون مین غور کرنے سے میرے خیال مین توجیہ آسان ہے کہ یون کہا جاوے کہ اوّل زمین کا مادہ بنا اور ہنوز اُس کی ہیئت موجودہ نہ بنی تھی کہ اُسی حالت مین آسمان کا مادہ بنا جو صورۃ دخان مین تھا اس کے بعد زمین ہیئت موجودہ پر پھیلا دی گئی پھر اس پر پہاڑ و درخت وغیرہ پیدا کیئے گئے پھر اُس مادہ دخانیہ سیالہ کے سات آسمان بنا دیئے امید ہے کہ سب آیتین اس تقریر پر منطبق ہو جاوینگی آگے حقیقت حال سے اللہ تعالیٰ ہی خوب واقف ہین اگر کسی کو اس کا افسوس ہو کہ مفصل کیفیت پیدائش زمین و آسمان کی بیان نہ فرمادی تو اس سورت کے شروع مین الٓم کے متعلق جو مضمون لکھا گیا ہے وہ ملاحظہ فرمالین باوجود نہ سمجھنے کے اشارات نعمات مین تسکین بخش ہوگا ربط جاننا چاہیے کہ نعمت دو قسم کی ہوتی ہے ایک صوری یعنی محسوس جیسے کھانا پانی روپیہ پیسہ مکان جائداد دوسری معنوی جیسے عزت آبرو مسرت علم سو یہان تک نعمت صوریہ کا بیان تھا کہ تمہارے متاع کے لیئے یون زمین و آسمان بنائے آگے نعمت معنویہ کا ذکر فرماتے ہین کہ ہم نے تمہارے باپ آدم علیہ السلام کو دولت علم دی اور مسجود ملائکہ بنایا اور تمکو اُن کی اولاد مین ہونے کا فخر دیا اس ترتیب سے اس قصہ کو شروع سے ختم تک پورا بیان فرماتے ہین **قصہ آدم علیہ السلام** وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ؕ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ؕ قَالَ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (۳) اور جسوقت ارشاد فرمایا آپ کے رب نے فرشتون سے (تاکہ وہ اپنی رائے ظاہر کرین ورنہ اللہ تعالیٰ تو باطن کو بھی جانتے ہین اور حقیقت مین اُن سے مشورہ لینا نہ تھا اسکی حاجت ہی کیا ہے بلکہ اسکا تو احتمال بھی محال ہے غرض اللہ تعالی نے فرشتون سے یہ فرمایا) کہ ضرور مین بناؤنگا زمین مین ایک نائب یعنی وہ میرا نائب ہوگا کہ اپنے احکام شرعیہ کے اجرا و انفاذ کی خدمت اُسکے سپرد کرونگا فرشتے کہنے لگے کیا آپ پیدا کرینگے زمین مین ایسے لوگون کو جو فساد کرینگے اسمین اور خونریزیان کرینگے اور ہم برابر تسبیح کرتے رہتے ہین بحمد اللہ اور تقدیس کرتے رہتے ہین آپکی (مطلب یہ کہ ہم تو سب آپکے مطیع و فرمانبردار ہین اور انمین کوئی کوئی مفسد و سفاک بھی ہوگا سو اگر یہ کام ہمارے سپرد کیا جاوے تو ہم سب لگ لپٹ کر اسکو انجام دینگے اور وہ لوگ سب اس کام کے نہ ہون گے البتہ جو مطیع ہونگے وہ تو جان و مال سے اسمین لگ جاوینگے مگر جو مفسد و ظالم ہونگے اُنسے کیا امید ہے کہ وہ اسکو انجام دین خلاصہ یہ کہ جب

اللغات

قولہ تعالی للملٰئکۃ جمع ملاک علی الاصل کالشمائل فی جمع شمال والحاق التاء لتانیث الجمع ۱۲ کشاف و اشتقاقہ من ملک لما فیہ من معنی الشدۃ فالہمزۃ مزیدۃ وقیل علی انہ مقلوب من مألک من الالوکۃ وہی الرسالۃ ۱۲ ابو السعود

النحو

قولہ تعالی واذ قال نصب باضمار اذکر ویجوز ان ینتصب بقالوا ۱۲ کشاف قولہ تعالی ونحن الواو للحال کما تقول احسن الی فلان وانا احق منہ بالاحسان ۱۲

البلاغۃ قولہ تعالی ونحن نسبح الآیۃ اورد التقدیس بعد التسبیح الفرق لطیف بینہما وہو ان التسبیح فی مرتبۃ الاعمال والطاعات والتقدیس فی مرتبۃ الاعتقاد فحاصل المجموع التنزیہ لساما وارکانا وجنانا ۱۲

الروایات

عن ابن عباس التقدیس التطہیر ۱۲ اتقان

ملحقات الترجمہ

ف قولہ ممنوع الاستعمال قیدنا بحسب غور قولہ واثمہما اکبر من نفعہما

نفعہ و انسان... ونا

معنی خلافت

خلاصہ مطلب

کام کرنے والون کا ایک گروہ موجود ہے تو ایک نئی مخلوق کو جن مین کوئی کام کا ہوگا کوئی نہ ہوگا اس خدمت کے لیے تجویز فرمانے کی کیا ضرورت ہے یہ بطور اعتراض کے نہین کہا نہ اپنا استحقاق جتلایا جو اُن مقدس خدمت گذارون پر شبہات پیدا ہون بلکہ یہ ایسی بات ہے کہ کوئی حاکم کوئی نیا کام تجویز کر کے اس کے لیے ایک مستقل عملہ بڑھانا چاہے اور اپنے قدیمی عملہ سے اس کا اظہار کرے وہ لوگ اپنی جان نثاری کی راہ سے عرض کرین کہ حضور جو لوگ اس نئے کام کے لیے تجویز ہوے ہین ہم کو کسی طرح پر تحقیق ہوا ہے کہ بعض بعض تو اُس کو بخوبی انجام دے سکین گے اور بعض بالکل ہی کام بگاڑ دین گے جس سے حضور کا مزاج ناخوش ہوگا آخر ہم کس مرض کی دوا ہین ہر وقت حضور پر جان قربان کرنے کو تیار ہین اور حضور کی جان و مال کو دعا دیتے رہتے ہین کیسا ہی کام کیون نہ ہو حضور کے اقبال سے اُس کو انجام دے نکلتے ہین کبھی کسی خدمت مین ہم غلامون نے عذر نہین کیا اگر وہ نئی خدمت بھی ہم کو عنایت ہوگی تو ہم کو کیا عذر و انکار ہوگا اور حضور کی مرضی موافق اس کو انجام دین گے اسی طرح فرشتون کی عرض معروض اظہار نیازمندی کے واسطے تھی اور یہ بات اُن کو کسی طرح اللہ تعالے نے معلوم کرا دی ہوگی کہ بنی آدم مین بھلے بُرے سب طرح کے ہون گے) حق تعالے نے ارشاد فرمایا کہ مین جانتا ہون اُس بات کو جس کو تم نہین جانتے (یعنی جو امر تمہارے نزدیک مانع تخلیق بنی آدم ہے یعنی اُن مین سے بعض کا مفسد و سفاک ہونا وہی امر واقع مین باعث اُن کی تخلیق کا ہے کیونکہ اجرای احکام و انتظام تو جب ہی وقوع مین آسکتا ہے جب کوئی اعتدال سے تجاوز کرنے والا بھی ہو ؎ ہر کجا پستی است آب آنجا رود ✤ ہر کجا مشکل جواب آنجا رود ✤ ہر کجا دردے دوا آنجا رود ✤ ہر کجا رنجے شفا آنجا رود ✤ تو یہ مقصود خاص تم فرمان بردارون کے جمع ہونے سے پورا نہین ہوسکتا۔ اب رہی یہ بات کہ جن تو پہلے سے موجود تھے اور اُن مین نافرمان بھی تھے تو یہ مجموعہ اُن کے موجود ہونے سے حاصل تھا پھر انسان مین نئی بات کیا ہوئی سو بات یہ ہے کہ اصلاح کے لیے جیسے کسی محل کی ضرورت ہے کہ موصوف بفساد ہو اسی طرح اُس محل کی قابلیت قریبہ کی بھی ضرورت ہے ورنہ زیادہ حصہ اصلاح و سعی کا بیکار جاتا ہے سو یہ قابلیت جنون مین بہت ضعیف ہے پس ملائکہ مین تو فساد ہی نہ تھا اور جنون مین اصلاح کی قابلیت ضعیف تھی انسان ایک ایسی چیز ہے جس مین فساد اور قابلیت تامہ اصلاح دونون مناسب طور سے موجود ہین اس لیے اس مقصود کی تکمیل کے لیے انسان کو پیدا کیا اور ملائکہ اور جن ہر دو ناکافی قرار دیے گئے۔ اب رہی یہ بات کہ خود ایسی اصلاح ہی کی کیا ضرورت ہے جو موقوف ہو وجود فساد پر سو اس سوال کا حاصل حکمت تکوین کا دریافت کرنا ہے سو یہ دریائے خون ہے اس مین قدم رکھنا اپنے کو ہلاکت عظیم مین سپرد کرنا ہے اور اس کی وجہ یہ نہ سمجھی جاوے کہ اس مین کوئی حکمت معقول نہین ہے ضرور ہے اور بے شک ضرور ہے مگر ہماری عقلین اُس کے ادراک سے عاجز ہین ؎ اسیلے بدریا در منافع بے شمار است ✤ اگر خواہی سلامت برکنار است ✤ اس لیے شریعت نے براہ شفقت ایسے امور کی تفتیش سے روک دیا ہے اور ضروری کامون مین لگا دیا ہے ؎ حدیث مطرب و مے گو و رازِ دہر کمتر جو ✤ کہ کس نہ کشود و نکشاید بہ حکمت این معمارا ✤ شروع سورت بقرہ مین الم کے ذیل مین یہی مضمون اختصار سے عرض کیا ہے وہ پھر ملاحظہ کر لیا جاوے۔ یہان تک یہ تو معلوم ہوا کہ تخلیق انسان مین یہ حکمت ہے کہ اُن کے ہونے سے اصلاح و انتظام شرعی متحقق ہوگا گو کوئی مخالف اس قوۃ و استعداد کی جو اس کو کامل مقدار کے ساتھ عطا ہوئی ہے بے قدری کر کے اس سے منتفع نہ ہو مگر سامان کے جمع کر دینے مین کوئی کسر نہین چھوڑی گئی اب اس مین فرشتون کی جانب سے اس احتمال کی گنجایش رہ گئی تھی کہ خیر انسان کو پیدا کر دیا جاوے اور ان کی اصلاح کی خدمت ہم کو دیدی جاوے اس لیے اب اس بات کو ثابت کرنا چاہتے ہین کہ ان آدمیون کی اصلاح بھی آدمی ہی سے ہوسکتی ہے کیونکہ مصلح کے لیے علم کی ضرورت ہے اور جس خاص علم کی ضرورت ہے وہ ملائکہ کی استعداد سے خارج ہے اگلی آیت مین یہی حکایت ہے۔

ملحقات الترجمہ

۵ قولہ معلوم کرا دی ہوگی ولا یبعد ان فہموا من قولہ تعالی المذکور فی سورۃ الحجر انی خالق بشرا من طین فقاسوا الفرع علی الاصل الطانی ۱۲

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الۡاَسۡمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمۡ عَلَى الۡمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنۡۢبِـُٔوۡنِىۡ بِاَسۡمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ○ قَالُوۡا

اور علم دیدیا اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو سب چیزون کے اسما کا پھر وہ چیزین فرشتون کے روبرو کردین پھر فرمایا کہ بتلاؤ مجکو اسمار ان چیزون کے اگر تم سچے ہو۔ فرشتون نے عرض کیا

سُبۡحٰنَكَ لَا عِلۡمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمۡتَنَا ؕ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَلِيۡمُ الۡحَكِيۡمُ ○

کہ آپ تو پاک ہین ہمکو ہی علم نہین مگر وہی جو کچھ ہم کو آپ نے علم دیا بیشک آپ بڑے علم والے ہین حکمت والے ہین۔

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الۡاَسۡمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمۡ عَلَى الۡمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنۡۢبِـُٔوۡنِىۡ بِاَسۡمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ (۳۱) قَالُوۡا سُبۡحٰنَكَ لَا عِلۡمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمۡتَنَا ؕ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَلِيۡمُ الۡحَكِيۡمُ (۳۲) اور علم دیدیا اللہ تعالےٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو (انکو پیدا کرکے) سب چیزون کے اسمار کا مع ان چیزون کے خواص و آثار کے غرض تمام موجودات روئے زمین کے اسمار و خواص کا علم دیدیا پھر وہ چیزین فرشتون کے روبرو کردین پھر فرمایا کہ بتلاؤ مجکو اسمار ان چیزون کے (یعنی مع اُن کے آثار و خواص کے) اگر تم سچے ہو ف یعنی اپنے اس خیال مین کہ ہم اصلاح طبائع و انتظام شرائع کی خدمت جسکے لیے نائب کی تجویز ہورہی ہے انجام دے سکینگے تحقیق مقام کی یہ ہے کہ ہر منتظم اور مصلح کو ضرور ہے کہ جس چیز کا انتظام اور اصلاح کرنا چاہے اسکی اصل و حقیقت اور اسکے ہر قسم کے نشیب و فراز سے پورا واقف و ماہر ہو یہی وجہ ہے کہ اگر حاکم اپنی رعایا کی عادات و رسوم و مزاج اور مصالح و مضار سے واقف نہو کبھی اُسکے ہاتھون اُنکا انتظام درست نہین ہوسکتا اسیطرح یہان خلیفہ خداوندی کو جب طبائع کی اصلاح کا کام کرنا پڑیگا تو لابد طبائع کی کیفیات و خصوصیات اور اُنکے تغیر و تبدل سے اُسکو پورا آگاہ ہونا چاہیے یہ تو باطنی انتظام ٹھیرا اور ظاہری انتظام شریعت کا کہ فلان چیز حلال ہے اور فلان چیز حرام ہے اسمین بھی ضرورت ہوگی اُن چیزون کے بہت سے حالات و خواص و منافع و مضار دریافت کرنیکی مثلاً نشہ کی چیز حرام ہے تو اب جو شخص نشہ کی حقیقت اور آثار کو نہ جانتا ہوگا اسکے سامنے کوئی شراب پیکر مست بھی ہوجاوے تو وہ اسکو زجر و تنبیہ و نہی عن المنکر نہین کرسکتا کیونکہ وہ عذر کرسکتا ہے کہ مجکو نشہ ہی نہین ہوا اور یہ شخص اُسکی تکذیب نہین کرسکتا بخلاف اُس شخص کے جو جانتا ہو کہ نشہ دار چیز کی کیا خاصیت ہے اور اُسکے پینے سے کیا حالت ہوجاتی ہے وہ شخص اسیر احتساب و احتجاج کرسکتا ہے یا مثلاً رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتدا مین جو برتن شراب رکھنے کے تھے اسمین شربت رکھنے کو بھی منع فرمادیا کیونکہ آپ طبائع کی حالت جانتے تھے کہ بعضے چالاک شربت کے بہانہ سے شراب پینے لگین گے پھر آپ کو جب اطمینان ہوگیا کہ اب لوگون کے دلون مین اس سے نفرت ہوگئی ہے آپ نے اجازت دیدی سو اگر آپ طبائع کے ان خواص سے واقف نہ ہوتے تو ہرگز یہ احکام خاص صادر نہ فرماسکتے تھے اس سے ثابت ہوگیا کہ مصلح کو اس جماعت کے احوال متعلقہ سے پوری واقفیت ہونا ضروری ہے اسی طرح لغات و محاورات کے تغیر و تبدل سے احکام مین تفاوت ہوجاتا ہے جسکی واقفیت کے لیے اُن سے اختلاط کی ضرورت ہے اور ظاہر ہے کہ احوال بشریہ سے جسقدر بشر واقف ہوسکتا ہے ملائکہ یا جن ہرگز واقف نہین ہوسکتے ملائکہ تو اسلیے کہ وہ خود طبائع متغیرہ سے منزہ ہین وہ اُسکے انقلابات سے کیونکر آگاہ ہوسکتے ہین مثلاً فرشتہ کو جب بھوک نہین لگتی تو وہ بھوک کی حقیقت و خاصیت کو کیسے جان سکتا ہے رہ گئے جن سو گو وہ طبیعت متغیرہ رکھتے ہین مگر چونکہ اُنکے طبائع مین شر غالب ہے اسلیے انسان مین جو قوی جاذب الی الخیر ہین اُنکی کشش و رجحش سے انسان کے برابر ماہر نہین ہوسکتے تو ان قوی کی تعدیل و تربیت و ترقی کے متکفل وہ کب ہوسکتے ہین اسلیے انسان کی کامل اصلاح انسان ہی کرسکتا ہے اگر کوئی کہے کہ اگر ملائکہ اصلاح انسان کیلئے بوجہ فقدان طبائع کے کافی نہین تو اُنکے متعلق وحی کا لانا کیونکر کیا گیا کہ وحی تو مبدأ اصلاح کا ہے۔ اور دوسرا سوال یہ ہے کہ جیسے جن اصلاح کیلئے بوجہ مخالف طبائع کے کافی نہین اسیطرح انسان جنکی اصلاح کے لیے

اللغات قولہ تعالیٰ وعلّم التعلیم حقیقۃ عبارۃ عن فعل یترتب علیہ العلم بلا تخلف عنہ ولا یحصل ذلک بمجرد افاضۃ المعلم بل یتوقف علی استعداد المتعلم لقبول الفیض وتلقیہ من جہتہ وھو السر فی ایثارہ علی الاعلام والانباء فانہما یتوقفان علی سماع الخبر الذی یشترک فیہ البشر والملک ۱۲ ابو السعود قولہ تعالیٰ الاسماء کلہا اسم الشیٔ بالکسر والضم وسمہ وسماہ مثلثتین علامتہ ۱۲ قاموس قال صاحب الکشاف فان قلت فما معنی تعلیم اسماء المسمیات قلت اراہ الاجناس التی خلقہا وعلمہ ان ھذا اسمہ فرس وھذا اسمہ بعیر وھذا اسمہ کذا وھذا اسمہ کذا وعلّمہ احوالہا وما یتعلق بہا من المنافع الدینیۃ والدنیویۃ ۱۲

النحو قولہ سبحانک قیل ھو علم للتسبیح ولا یکاد یستعمل الا مضافا وقیل انہ مصدر منکر کغفران لا اسم مصدر معناہ علی الاول نسبحک وعلی الثانی تنزہت عن ذلک ۱۲ ابو السعود اقول الاسہل ان یقال اصلہ نسبحک سبحانا فحذف العامل واضیف السبحان الی الکاف ۱۲ البلاغۃ قولہ الاسماء ای اسماء المسمیات فحذف المضاف الیہ لکونہ معلوما مدلولا علیہ بذکر الاسماء لان الاسم لابد لہ من مسمی ۱۲ کشاف قولہ تعالیٰ عرضہم ای المسمیات وانما ذکر لان فی المسمیات العقلاء فغلبہم ۱۲ کشاف

ملحقات الترجمہ: لہ قولہ سب چیزون ... مبنی علی حذف المضاف ... ۵۳ قولہ تمام اسمار کا مع آثار مبنی علی ان المراد بالاسماء المعنی اللغوی بالمعاینات والصفات ۱۲

قَالَ يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۚ فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۙ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّىْٓ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ

حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے آدم تم بتلا دو انکو ان چیزون کے اسما سو جب بتلا دئے انکو آدم علیہ السلام نے اُن چیزون کے اسما تو حق تعالیٰ نے فرمایا مین تم سے کہتا نہ تھا کہ بیشک مین جانتا ہون تمام پوشیدہ چیزین آسمانون کی

وَالْاَرْضِ ۙ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ○

اور زمین کی اور جانتا ہون جس بات کو تم ظاہر کردیتے ہو اور جس کو دلمین رکھتے ہو

کیسے کافی ہوگا کیونکہ تخالف طبائع تو باقی ہے۔ پہلے شبہ کا جواب یہ ہے کہ یہ علم خاص یعنی مہارت تامہ مذکورہ اسی مصلحت کے لیے ضروری ہے جو تالیفی کی حالت رکھتا ہو جیسے حضرات انبیاء علیہم السلام کی شان ہے کہ امم کی خصوصیات اصلاح و تربیت اُن کی رائی و اجتہاد پر مبنی کی گئی ہے اور ملائکہ علیہ السلام کی شان محض سفارت کی ہے کہ ایک معین عبارت یا مضمون انبیاء علیہم السلام کو پہونچا دیا اسمین اس مہارت کی ضرورت نہین۔ دوسرے شبہ کا جواب یہ ہے کہ انسان اور جن مین قوۃ غضبیہ و شہوتیہ مشترک ہے صرف غلبہ قوۃ نفسیہ مین تخالف ہے اسلیے جنون کی طبیعت کے آثار سے انسان ناواقف نہین ہے وہ ان کی تربیت کرسکتا ہے اگر یہان کسی کو خلجان ہو کہ جسطرح آدم علیہ السلام کو تعلیم فرما دینے سے انکو وہ علم خاص حاصل ہوگیا اور صلاحیت خلافت کی حاصل ہوگئی اگر ملائکہ کو تعلیم فرما دیتے تو انکو بھی وہ علم اور اسکے ساتھ صلاحیت خلافت میسر ہوجاتی سو آدم علیہ السلام پر اسکا ظاہر فرمانا اور فرشتون سے پوشیدہ کرنا آدم علیہ السلام کو ترجیح دینے کے لیے کافی نہین ہوسکتا۔ بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت تو ہر چیز پر حاصل ہے مگر عادۃ اللہ یون جاری ہے کہ اکثر حوادث کو اسباب و شرائط کے ساتھ مرتبط و متعلق فرمایا ہے سو جس علم کی یہان بحث ہے اسکے حصول کے لیے ایک استعداد خاص کی ضرورت ہے جیسا ہر علم مین اسکا مشاہدہ ہوتا ہے لذت جماع کے علم کے لیے استعداد رجولیت کی شرط ہے عنین مادرزاد کو اُس لذت کا حاصل ہونا عادۃً ممتنع ہے سو اُس علم خاص کی استعداد آدمی مین تو پیدا کی گئی ہے اور ملائکہ مین پیدا نہین کیگئی اوپر کی تقریر مین اجمالاً اسکا بیان بھی ہوا ہے کہ احوال طبائع بشریہ کے ادراک کے لیے طبائع بشریہ کا ہونا ضروری ہے جو خاصہ بشر کا ہے اور ملائکہ مین وہ مفقود ہے سو آدم علیہ السلام کی تعلیم کے وقت ملائکہ سے اُس علم کے پوشیدہ کرنے کی کوئی ضرورت نہین نہ اس دعوی کی کوئی دلیل ہے جب ان مین اس علم کی استعداد ہی نہین اگر تعلیم آدم کے وقت اول سے آخر تک وہ حاضر بھی رہے ہون تو ان کو اسکا حاصل ہونا کب ممکن ہے اگر کسی طالب علم کو اقلیدس کی کوئی شکل سمجھائی جاوے اور عام مجمع ہو مگر جو اُس فن سے مناسبت نہین اس تقریر سے کچھ بھی نہین سمجھ سکتے اگر یہ کہا جاوے کہ پھر وہ استعداد جو شرط حصول اس علم خاص کی ہے فرشتون کو کیون نہ دیدی بات یہ ہے کہ وہ استعداد خاصہ بشر کا ہے اگر ملائکہ مین وہ استعداد پیدا کردیجاتی تو وہ فرشتے فرشتے نہ رہتے جیسے حس و حرکت خاصہ حیوان کا ہے سو اللہ تعالیٰ کو قدرت ہے کہ جماد مین یہ صفت پیدا کردین مگر یہ ظاہر ہے کہ وہ اُس وقت جماد نہ رہیگا حیوان ہوجاویگا تو اس سوال کا حاصل گویا یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اُن فرشتون کو بشر کیون نہ بنادیا سو ظاہر ہے کہ یہ سوال بالکل بے معنی ہے اور اسکا جواب صاف ہے کہ اس صورۃ مین جو حکمت تخلیق ملائکہ مین ہے وہ معطل ہوجاتی۔ غرض تقریر بالا سے ثابت ہوگیا کہ فرشتے فرشتے ہی رہ کر اُس علم کو حاصل نہین کرسکتے اسی وجہ سے **ترجمہ** فرشتون نے عرض کیا کہ آپ تو پاک ہین (اس الزام سے کہ آدم علیہ السلام پر اُس علم کو ظاہر فرما دیا ہم سے پوشیدہ رکھا آپکی طرف سے تو کوئی اخفا یا دریغ نہین ہوا مگر) ہمکو ہی علم نہین مگر وہی جو کچھ ہمکو آپنے علم دیا (یعنی جسقدر ہماری پیدائش مین استعداد رکھی ہے اور اسکے موافق ہمکو علم عنایت ہوا اسکے سوا ہمکو دوسرے علم سمجھنے کی قوۃ نہین ہے) بیشک آپ بڑے علم والے ہین (کہ آپ کو سب علوم حاضر ہین ہمارے اور آدمیون کے معلومات سب حضور پر منکشف ہین) حکمت والے ہین (کہ جسقدر جسکے لیے مصلحت جانا اسی قدر فہم و علم عطا فرمایا) ربط اس گفتگو سے فرشتون کو اپنے عاجز ہونے کا تو مشاہدہ ہوگیا اب حق سبحانہ و تعالیٰ کو منظور ہوا کہ آدم علیہ السلام مین اس علم خاص کی قوۃ و مناسبت کا ہونا بھی ملائکہ عیانا دیکھ لین اسلیے قَالَ يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۚ فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۙ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّىْٓ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۙ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ (۳۳) حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے آدم تم بتلا دو ان کو ان چیزون کے اسماء یعنی سب حالات کے۔ اور یہ خلجان نہ ہو کہ جب ملائکہ مین اُس علم خاص کی مناسبت ہی نہ تھی تو بتلانے سے کیا فائدہ اور اگر بتلانے سے وہ سمجھ سکتے ہین تو یہ دعوے صحیح نہ رہا کہ ان کو اس سے مناسبت نہ تھی بات یہ ہے کہ بعض اوقات خود تو آدمی ایک علم کو نہین سمجھتا مگر دوسرے کو تقریر کرتے ہوئے دیکھ کر قرائن مقام سے یہ یقینا سمجھ لیتا ہے کہ یہ شخص واقعی اس علم مین بڑا ماہر ہے مثلاً اُستاد نے

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ ۭ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ ۫ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ ۝

اور جس وقت حکم دیا ہم نے فرشتوں کو کہ سجدے میں گر جاؤ آدم کے سامنے سو سب سجدہ میں گر پڑے بجز ابلیس کے اس نے کہنا نہ مانا اور غرور میں آگیا اور ہو گیا کافروں میں سے

ہند و طالب علموں کے روبرو کسی دقیق مسئلہ کی تقریر کی پھر دونوں کا امتحان لیا ایک تو بیان نہ کر سکا دوسرے نے وہ تقریر شروع کردی ممکن ہے کہ وہ دوسرا طالب علم باوجودیکہ اب بھی اس مسئلہ کو نہ سمجھا ہو مگر اس کی برجستگی اور کہیں نہ رکنے سے یہ یقینا سمجھ سکتا ہے کہ یہ اس مسئلہ کو واقعی خوب سمجھ گیا ہے پس بتلادو کے معنی یہ نہیں ہیں کہ ان کے ذہن میں یہ پہنچادو ان کو سمجھادو بلکہ مراد یہ ہے کہ ان کے روبرو اسکا اظہار اور بیان کر دو گو بوجہ مناسبت نہ ہونے کے اس کو سمجھ نہ سکیں اب یہ خلجان جاتا رہا کہ اگر مناسبت نہ تھی تو بتلانے سے کیا فائدہ ہم بھی کہیں گے کہ مناسبت تو نہ تھی مگر فائدہ تو یہ ہوا کہ ملائکہ اس قدر سمجھ گئے کہ آدم علیہ السلام ضرور اس علم سے ماہر ہو گئے **ترجمہ** سو جب بتلا دیئے اُن کو آدم علیہ السلام نے اُن چیزوں کے اسما تو حق تعالیٰ نے فرمایا دیکھو میں تم سے کہتا نہ تھا کہ بے شک میں جانتا ہوں تمام پوشیدہ چیزیں آسمانوں کی اور زمین کی اور جانتا ہوں جس بات کو تم ظاہر کر دیتے ہو اور جس کو دل میں رکھتے ہو **ف** کیونکہ ہر شخص کے تمام حالات انہیں دو میں منحصر ہیں مطلب یہ ہے کہ تمام حالات آفاقی و انفسی پر مجھ کو اطلاع ہے یہ مضمون انی اعلم ما لا تعلمون کی تفصیل ہے وہاں اور الفاظ تھے یہاں اور الفاظ ہیں مطلب دونوں کا ایک ہی ہے جب دلائل سے یہ امر ثابت ہو گیا کہ صلاحیت خلافت کے لیے جن علوم کی ضرورت ہے وہ آدم علیہ السلام میں سب مجتمع ہیں اور ملائکہ کو ان میں سے صرف بعض علوم حاصل ہیں اور جنوں کو تو بہت ہی کم حصہ اُن علوم کا حاصل ہے جیسا اوپر تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا ہے اور اس حیثیت خاص سے کہ ملائکہ و جن ہر دو گروہ کے علوم کے یہ جامع ہیں ان کا شرف ہر دو گروہ پر ظاہر ہو گیا اب حق تعالیٰ کو منظور ہوا کہ اس مقدمہ کو معاملہ سے بھی ظاہر فرما دیا جاوے اور ملائکہ اور جنوں سے انکی کوئی خاص تعظیم کرائی جاوے جس سے یہ ظاہر ہو کہ یہ ان دونوں سے کامل اور مصداق آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری کے ہیں اور آدم علیہ السلام اُن علوم خاصہ میں ملائکہ اور جن ہر دو گروہ سے کامل اور دونوں کے علوم و قوی کو جامع ہیں جیسا مفصل طور پر مذکور ہوا اب حق تعالیٰ کو منظور ہوا ان غیر کاملوں سے اُس کامل کی کوئی ایسی تعظیم کرائی جاوے کہ عملاً بھی یہ امر ظاہر ہو جاوے کہ یہ ان دونوں سے کامل اور جامع ہیں جب تو یہ دونوں ان کی تعظیم کر رہے ہیں اور گویا بزبان حال کہہ رہے ہیں کہ جو ہم میں الگ الگ ہیں وہ ان کے اندر یکجا ہیں اس لیے جو عمل تعظیمی تجویز فرمایا گیا اس کی حکایت ذکر فرماتے ہیں وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ ۭ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ ۫ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ ۝ اور جس وقت حکم دیا ہم نے فرشتوں کو اور جنوں کو بھی جیسا کہ روایات میں آیا ہے مگر غالباً فرشتوں کو بلا واسطہ حکم کیا ہوگا اور جنوں کو کسی فرشتہ وغیرہ کے ذریعہ سے کہا گیا ہوگا اور قرآن مجید میں بجز ابلیس کے دوسرے جنوں کے مامور بالسجود ہونے کے ذکر کا اہتمام شاید اس لیے نہ کیا گیا ہو کہ عقلاً سمجھ ہی جاویں گے کہ جب فرشتے ایسے مقربین سے آدم علیہ السلام کی تعظیم کرائی گئی تو جن جو ان کے سامنے کچھ بھی رتبہ نہیں رکھتے اس تعظیم کے مکلف کیوں نہ ہوتے ہوں گے غرض ان سب کو یہ حکم ہوا) کہ سجدہ میں گر جاؤ آدم کے سامنے سو سب سجدہ میں گر پڑے بجز ابلیس کے کہ اُس نے کہنا نہ مانا اور غرور میں آگیا اور ہو گیا کافروں میں سے **ف** اس پر تکفیر کا فتوے اس لیے دیا گیا ہے کہ اس نے حکم الٰہی کے مقابلہ میں تکبر کیا اور اس کے قبول کرنے میں عار کیا اور اس کو خلاف حکمت و خلاف مصلحت ٹھہرایا جیسا دوسرے مقام پر اس کا قول مذکور ہے کہ میں ناری الاصل ہونے کی وجہ سے اس ترابی الاصل سے افضل ہوں اور افضل سے مفضول کی تعظیم کرانا بے موقع ہے **مسئلہ** جو شخص اس طرح حکم شرعی کے ساتھ رد و انکار سے پیش آوے وہ کافر ہے۔

ویجوز ان یجعل منقطعا ۱۲

النحو

قوله الا ابلیس استثناء متصل لانه کان جنیا واحدا بین اظهر الالوف من الملائکة مغمورا بهم فغلبوا علیه فی قوله فسجدوا ثم استثنی منهم استثناء واحد منهم

الفقه

سجدة التحیة کان مشروعا فی من قبلنا ونسخ فی شرعنا ۱۲

ملحقات الترجمة

ل قوله یعنی یہ نہیں کہ انکے ذہن تک الی قوله بیان کردو وهو السر فی ایثار الانباء علی التعلیم [illegible] علی [illegible] من ابی السعود

ل قوله کیوں کہ للاستفهام للتقریر کما قاله ابو السعود ۱۲

ل قوله تمام پوشیدہ چیزیں ہو الغیب ۱۲

ل قوله یہ مضمون انی اعلم الخ دلیله ما فی الکشاف قوله الم اقل لکم انی اعلم ما لا تعلمون الا انه [illegible] ذلک الشیء له اول فذکر علی کونه تعریضا للملائکة فی اثبیتهم عقیبهم للعاقبة وکتابهم لکونهم اکرم عند الله ۱۲

ل قوله اور جنوں کو بھی الخ استیا لقول من قال ان الجن یحتکالوا موسوین بالسجود لکن استغنی بذکر الملائکة عن ذکرهما فی ابی السعود ویؤیده ما رواه عن ابن عباس ان من الملائکة جنسا یوالدون [illegible]

وَقُلْنَا يَآ اٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ○

اور ہم نے حکم دیا کہ اے آدم رہا کرو تم اور تمہاری بی بی بہشت میں پھر کھاؤ دونوں اُسمیں سے بافراغت جس جگہ سے چاہو اور نزدیک نہ جائیو اس درخت کے ورنہ تم بھی انہیں میں شمار ہو جاؤ گے جو اپنا نقصان

فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ ۖ وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ

پس لغزش دیدی آدم وحوا کو شیطان نے اُس درخت کی وجہ سے سو برطرف کر کے رہا اُن کو اس عیش سے جسمیں وہ تھے اور ہمنے کہا کہ نیچے اترو تم میں سے بعضے بعضوں کے دشمن ہیں اور تمکو زمین پر چندے

مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ○

ٹھہرنا ہے اور کام چلانا ایک میعاد معین تک۔

وَقُلْنَا يَآ اٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۵﴾ اور ہم نے حکم دیا کہ اے آدم رہا کرو تم اور تمہاری بی بی (حوا جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے آدم علیہ السلام کی پسلی سے کوئی مادہ لے کر بنا دیا تھا) بہشت میں پھر کھاؤ دونوں اُس میں سے بافراغت جس جگہ سے چاہو اور نزدیک نہ جائیو اس درخت کے ورنہ تم بھی انہیں میں شمار ہو جاؤ گے جو اپنا نقصان کر بیٹھتے ہیں **ف** خدا جانے وہ کیا درخت تھا مگر اُس کے کھانے سے منع فرما دیا اور ہر آقا کو اختیار ہوتا ہے کہ اپنے گھر کی چیزوں میں سے غلام کو جس چیز کے برتنے کی چاہے اجازت دیدے جس چیز کو چاہے منع کر دے۔ فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ ۖ وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۳۶﴾ پس لغزش دیدی آدم وحوا کو شیطان نے اُس درخت کی وجہ سے سو برطرف کر کے رہا انکو اُس عیش سے جس میں وہ تھے **ف** شیطان انکارِ سجدہ کے جرم میں ملعون و مردود ہو چکا تھا اور اُس جماعت ملائکہ سے نکال دیا گیا تھا اور چونکہ یہ زخم اُس کو آدم علیہ السلام کی وجہ سے پہونچا تھا اسلیئے ان کا جانی دشمن ہو گیا تھا جب اُس نے دیکھا کہ میں تو یوں مردود کیا گیا اور ان کا یوں اعزاز ہوا ہے اب اس فکر میں لگا کہ کسی طرح آدم کو مع اُن کی بیوی کے اس عیش و عشرت سے جدا کرنا چاہیئے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو بھی اسکی عداوت و فکر آزار رسانی سے آگاہ فرما دیا تھا غرض یہ آدم علیہ السلام کے پیچھے پڑا اور ان کو جس طرح بن پڑا بہکانا شروع کیا کہ اصل میں اس درخت کی خاصیت یہ ہے کہ اس کے کھانے سے حیات ابدی یا ملکیت حاصل ہو جاتی ہے مگر جس وقت اللہ تعالیٰ نے تمکو منع کیا تھا اس وقت تمہاری حالت کے مناسب یہی تھا کہ ملکیت یا خلود کے اسباب کا ارتکاب نہ کیا جاوے اُس وقت استعداد ضعیف تھی ضعیف المعدہ کو غذائے قوی سے ممانعت ہوا ہی کرتی ہے اور اب ماشاء اللہ تمہاری استعداد اپنی کمال قوت کو پہونچ گئی ہے اس حالت کے لیے ممانعت بھی نہیں ہے کیونکہ جب علت نہیں رہتی معلول بھی نہیں رہا کرتا جیسے ضعف معدہ رفع ہونے کے بعد پھر وہ ممانعت سابقہ باقی نہیں رہتی اور اس مضمون پر قسمیں کھا گیا چونکہ تاویل بڑی نمکین تھی اُدھر اللہ کی قسمیں کھا گیا جس کا نام سُنکر محبت والے تو گھُل ہی جاتے ہیں پھر لالچ دلایا حیات دائمی و ملکیت کا جس کا کمالات موجودہ پر مزید ہو جانا نعم العدلان و نعم العلاوہ کا اور نور علی نور کا مصداق تھا خط برخسار کا لطف دیتا تھا اور پھر ممکن ہے کہ اس موذی ظالم کو پہچانا بھی نہ ہو کسی نئی شکل میں ملا ہو یا عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد کو پیش نظر رکھ کر انظر الی ما قال ولا تنظر الی من قال کو دستور العمل بنایا ہو یا اس کے بے ملے ہی اپنی قوت بنیہ سے سمریزم والوں کی طرح دور ہی سے اثر پہونچایا ہو جس سے آدم علیہ السلام کے خیال میں یہ بات پڑ گئی ہو اور یہ کھٹکا بھی نہ ہوا ہو کہ یہ خیال کسی بدخواہ کا اثر پہونچایا ہوا ہے غرض اسباب ایسے جمع ہو گئے کہ اس درخت کے کھانے کو اس وقت احاطۂ ممانعت سے خارج سمجھ گئے اور کھا لیا یہ حقیقت ہے لغزش میں آجانے کی بفضلہ تعالیٰ اس تقریر کی بنا پر اس قصہ میں کوئی عقلی و نقلی اشکال باقی نہ رہا الحاصل درخت کا کھانا تھا اور سب عیش و آرام کا رخصت ہونا اسوقت بہشت سے باہر آنے کا حکم ہوا چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں۔

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ ورنہ دلیلہ احتمال کونہ جوابا للنہی فہو منصوب والتقال للآخر انہ مجزوم عطفا علی تقربا ۱۲ من کشاف

سے قولہ اُس درخت کی وجہ سے دلیلہ مامر من کون عن للسببیۃ

سے قولہ جس طرح بن پڑا استعادہ بوسایل للوسوسۃ من الارض ولا ینکرہ الا من لم یعرف کیفیۃ التصرف النفسانی ۱۲

اللغات قولہ تعالیٰ رغدا وصف للمصدر ای اکلا رغدا واسعا رافہا قولہ متاع تمتع بالعیش ۱۲ کشاف

النحو

قولہ تعالیٰ عنہا الضمیر للشجرۃ ای فحملہا الشیطان علی الزلۃ بسببہا وتحقیقہ فاصدر الشیطان زلتہا عنہا وعن ہذہ مثلہا فی قولہ وما فعلتہ عن امری وقیل فازلہما عن الجنۃ بمعنی اذہبہا عنہا وابعدہما ۱۲ کشاف

اختلاف القراءۃ

قولہ تعالیٰ فازلہما وفی قراءۃ فازالہما من الازالۃ فمن للمجاوزۃ ای بعدہما ۱۲

الروایات عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ رغدا سعۃ المعیشۃ ۱۲

فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا ۚ فَاِمَّا

بعد ازاں حاصل کر لیے آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے چند الفاظ تو اللہ تعالیٰ نے رحمت کے ساتھ توجہ فرمائی ان پر بیشک وہی ہیں بڑے توبہ قبول کرنیوالے بڑے مہربان ہم نے حکم فرمایا کہ نیچے جاؤ اس بہشت سے سب کے سب پھر اگر

يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّىْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَاىَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

آوے تمہارے پاس میری طرف سے کسی قسم کی ہدایت سو جو شخص پیروی کریگا میری اس ہدایت کی تو نہ تو کچھ اندیشہ ہوگا ان پر اور نہ ایسے لوگ غمگین ہونگے

ترجمہ اور ہم نے کہا کہ نیچے اترو تم میں سے بعضے بعضوں کے دشمن رہینگے **ف** یعنی ایک سزا تو ظاہری ہوئی کہ یہاں سے زمین پر جاؤ دوسری سزا باطنی ہے کہ بعضوں میں باہم عداوتیں بھی قائم رہینگی جس سے لطف زندگی بہت کچھ کم ہو جاویگا اگر شیطان اسوقت تک زمین پر نہیں آیا ہے جیسا کسی نوکر کو نوکری سے برطرف کر دیا جاوے مگر جو آقا کریم ہوتے ہیں اسکا بوریہ بستر فوراً نہیں پھکوا دیا کرتے بتدریج نکال دیتے ہیں تب تو اس خطاب میں وہ بھی داخل ہے اور آدم و حوا کو خطاب کا شامل ہونا ظاہر ہی ہے اور اگر زمین پر آچکا ہے تو یہ خطاب آدم و حوا کو مع اُن کی اولاد کے ہے چونکہ اُنکی اولاد ہونے والی تھی ہی اسلیے آدم و حوا کو سنانا منظور ہے کہ تمہاری اولاد میں بھی احیاناً باہم عداوت ہوگی چونکہ اولاد کی نااتفاقی سے والدین کو ضروری صدمہ پہونچتا ہے اسلیے ان کو یہ بات سنانا مقتضائے حالت موجودہ کا تھا۔ اگر کسی کو خلجان ہو کہ جو خطا نادیل سے ہو وہ اس قدر دار و گیر کے قابل نہیں جواب یہ ہے کہ جسقدر فہم و خصوصیت زیادہ ہوتی ہے اس پر ملامت زیادہ ہوتی ہے اور حاصل اس کا یہ ہوتا ہے کہ تم نے زیادہ غور سے کیوں نہیں کام لیا تو یہ دار و گیر عین دلیل کمال آدم اور اُنکی مقبولیت کی ہے **ترجمہ** اور تم کو زمین پر چندے ٹھہرنا ہے اور کام چلانا ایک میعاد معین تک **ف** یعنی وہاں بھی جاکر دوام نہ ملے گا بعد چندے وہ گھر بھی چھوڑنا پڑے گا آدم علیہ السلام نے یہ خطاب و عتاب کہاں سُنے تھے نہ ایسے سنگدل تھے کہ اسکی سہار کر جاتے بیچین ہو گئے اور فوراً ہی معافی کی التجا کرنے لگے چنانچہ ارشاد ہے فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ (۳۷) بعد ازاں حاصل کر لیے آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے چند الفاظ یعنی معذرت کے کلمات کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ ہی سے حاصل ہوئے تھے اور ایسے موقع پر جب خطاوار اپنی خطا پر سخت نادم و بیچین ہو کلمات معذرت کا تلقین کر دینا دنیا میں رائج ہے بعض اوقات دیکھا جاتا ہے کہ نوکر اپنی خطا پر نادم ہو کر مُنہ بناکر ہاتھ جوڑ کر گردن جھکا کر روبرو خاموش کھڑا ہو جاتا ہے اور مارے ہیبت و انفعال کے کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کہے ڈرتا ہے کہ خدا جانے مُنہ سے کوئی ایسی بات بے تمیزی کی نہ نکل جاوے جس سے اور زیادہ عتاب ہونے لگے یا اُس خطا کو اس قدر عظیم سمجھتا ہے کہ الفاظ معذرت کے اُسکے لیے کافی نہیں ملتے اُس وقت آقا کو جوش کرم ہوتا ہے اور مہربان ہو کر کہتا ہے کہ کیا چاہتا ہے کچھ مُنہ سے تو کہہ وہ جب پھر بھی کچھ نہیں کہتا تو کہتے ہیں کہ اچھا عہد کر کہ پھر ایسی حرکت نہ کرونگا وہ اس کی تلقین کے موافق وہی الفاظ عرض کرتا ہے اس وقت کہدیتے ہیں کہ جا معاف کیا پھر مت کرنا اسی طرح یہاں ندامت آدم علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کی رحمت متوجہ ہوئی اور خود اُس معذرت کے الفاظ تلقین فرما دئیے چنانچہ آدم علیہ السلام نے وہ کلمات عرض کیے تو اللہ تعالیٰ نے رحمت کے ساتھ توجہ فرمائی ان پر یعنی توبہ قبول کر لی بیشک وہی ہیں بڑے توبہ قبول کرنے والے بڑے مہربان اور حضرت حوا کی توبہ کا بیان سورۂ اعراف میں ہے قالا ربنا ظلمنا انفسنا الخ سو وہ بھی توبہ میں اور اُسکے قبول ہونے میں آدم علیہ السلام کے ساتھ شریک ہیں **ف** مگر چونکہ انکے روئے زمین پر آنے میں اور بھی ہزاروں حکمتیں اور مصلحتیں مثل اقامت حدود و اجراء احکام شرعیہ مضمر تھیں چنانچہ قبل تخلیق ہی یہ امر تجویز فرما دیا گیا تھا جاعل فی الارض خلیفہ اسلیے معاف فرمانے کے بعد بھی اس حکم ہبوط کو منسوخ نہیں فرمایا البتہ طرز اسکا بدل دیا کہ وہ پہلا حکم حاکمانہ طرز پر تھا اور یہ دوسرا حکم حکیمانہ طرز پر ہوا چنانچہ ارشاد ہے قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّىْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَاىَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (۳۸)

ملحقات الترجمة

لہ قوله دشمن رہینگے لدلالة الجملة الاسمية بعضكم لبعض عدو على الاستمرار الثبات ۱۲

سلہ قوله توبہ خطاب آدم و حوا کو ظاہر القرآن یرجحه لقوله تعالیٰ فی طٰہٰ قال اہبطا منہا جمیعا الآیة ۱۲

اللغات قوله فتلقى معنى تلقى الكلمات استقبالها بالاخذ والقبول والعمل بها حين علمها ۱۲ كشاف

البلاغة قوله فتلقى واكتفى بذكر توبة آدم دون توبة حوا لانها كانت تبعا له كما طوى ذكر النساء في اكثر القرآن والسنة لذلك وقد ذكرها في قوله قالا ربنا ظلمنا انفسنا ۱۲ كشاف قوله تعالى قلنا اهبطوا فان قلت لم كرر قلنا اهبطوا قلت للتاكيد ولما نيط به من زيادة قوله فاما ياتينكم ۱۲ كشاف قلت لا بل الحق ان يقال ان الاول للقدر والثاني للقضاء كما هو داب الملوك او الاول حكما والثاني حكمة كما اختير في المتن ۱۲

اختلاف القراءة في قراءة نصب آدم ورفع الكلمات على انها استقبلته بان بلغته واتصلت به ۱۲ كشاف

وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَکَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَآ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ۝ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اذْکُرُوْا

اور جو لوگ کفر کرینگے اور تکذیب کرینگے ہمارے احکام کی یہ لوگ ہونگے دوزخ والے وہ اسمین ہمیشہ کو رہینگے اے بنی اسرائیل یاد کرو تم لوگ

نِعْمَتِیَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتُ عَلَیْکُمْ وَاَوْفُوْا بِعَھْدِیْٓ اُوْفِ بِعَھْدِکُمْ وَاِیَّایَ فَارْھَبُوْنِ ۝ وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا

میرے اُن احسانون کو جو کیے ہین مین نے تمپر اور پورا کرو تم میرے عہد کو پورا کرونگا مین تمہارے عہد کو اور صرف مجھی سے ڈرو۔ اور ایمان لے آؤ اس کتاب پر جو مین نے نازل کی ہے ایسی حالت مین

لِّمَا مَعَکُمْ وَلَا تَکُوْنُوْٓا اَوَّلَ کَافِرٍ بِہٖ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا وَّاِیَّایَ فَاتَّقُوْنِ ۝

بتلانیوالی ہے اُس کتاب کی جو تمہارے پاس ہے اور مت ہو تم سب مین پہلے انکار کرنیوالے اُس قرآن کے اور مت لو بمقابلہ میرے احکام کے معاوضہ حقیر کو اور خاص مجھی سے پورے طور پر ڈرو

ہم نے حکم فرمایا نیچے جاؤ اس بہشت سے سب کے سب پھر اگر آوے تمہارے پاس میری طرف سے کسی قسم[1] کی ہدایت (یعنی احکام شرعیہ بذریعہ حضرات انبیا علیہم السلام کے) سو جو شخص پیروی کرے گا میری[2] اُس ہدایت کی تو نہ تو کچھ اندیشہ ہوگا اُس پر اور نہ ایسے لوگ غمگین ہون گے **ف** یعنی قیامت کے روز یہ ثمرہ ان کو ملیگا اور یہ خلجان نہ ہو کہ حدیثون سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس روز بڑے بڑے مقبول و مقرب لوگ خوف زدہ ہون گے بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یون نہین فرمایا کہ وہ خوف ناک نہ ہون گے تاکہ اس شبہ کی گنجایش ہو بلکہ اس طرح فرمایا ہے کہ اُن پر کچھ اندیشہ و خوف نہ ہوگا یعنی اُن پر کوئی خوف ناک واقعہ نہ پڑے گا خود اپنے دل مین وہ کتنا ہی ڈرا کرین اس کی ایسی مثال ہے کہ کسی شخص کا مقدمہ کسی حاکم کے اجلاس مین ہو اور وکیل قانون دان یون کہے کہ اس مقدمہ مین کوئی خطر و اندیشہ نہین ہے تو مطلب یہی ہے کہ اُس شخص پر کوئی آفت ایسی آنے والی نہین جس کا اندیشہ ہو اور یہ ہرگز مطلب نہین ہوتا کہ خود اس کے دل مین خوف طبعی بھی نہین ہے اور چونکہ اُن پر کوئی آفت و کلفت واقع نہ ہوگی اسلیے حزن و غم کی مطلقا نفی فرما دی کیونکہ حزن اسی کیفیت کو کہتے ہین جو بعد وقوع کسی مضرت کے قلب مین پیدا ہوتی ہے بخلاف خوف کے کہ ہمیشہ وقوع کے قبل ہوا کرتا ہے گو وقوع کبھی بھی نہو غرض یہان لوگون کا حال ہوا جو ہدایت کی پیروی کرنے والے ہونگے اب اُنکے مقابلین کا حال بیان فرماتے ہین وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَکَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَآ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ﴿۳۹﴾ اور جو لوگ کفر کرینگے[3] اور تکذیب کرینگے ہمارے احکام کی یہ لوگ ہون گے دوزخ والے وہ اسمین ہمیشہ کو رہینگے **ربط** یہان تک بیان تھا نعمت عامہ معنویہ کا جسکے ضمن مین حضرت آدم علیہ السلام کا پورا قصہ بیان فرمایا گیا ہے آگے نعمت خاصہ کا بیان فرماتے ہین جو خاص اُسوقت کے علمار کو عطا ہو رہی تھی اور مشرکین عرب مین تو اہل علم تھے نہین اہل کتاب مین البتہ لکھے پڑھے لوگ موجود تھے ان مین بھی بنی اسرائیل کی کثرت تھی جن پر پشتہا پشت سے انعام و احسان ہوتے آئے تھے اور ان کو حسب و نسب و ریاست و پیرزادگی سب طرح کا فخر و امتیاز حاصل تہا اسلیئے بنی اسرائیل کی طرف متوجہ ہوتے ہین اور وہ نعمتین اُن کو یاد دلاتے ہین تاکہ شرما کر ایمان لاوین اور چونکہ یہ اہل علم تھے اُن کے ایمان لانے سے دوسرے عوام پر اچھا اثر پڑے سوان نعمتون کو اولاً اجمالاً یاد دلاتے ہین پھر اگلے رکوع سے تفصیلاً ان کا ذکر ختم پارہ کے قریب تک چلا جاوے گا اور فہرست انعامات کی خاتمہ پر بھی اسی قسم کی عبارت ہوگی کیونکہ قاعدہ ہے کہ جو مقصود اعظم ہوتا ہے کلام کو شروع بھی اُسی سے کیا کرتے ہین اور دلائل وغیرہ قائم کرکے پھر نتیجہ کے طور پر اسکو ختم پر بھی لایا کرتے ہین سو ارشاد ہے **تذکیر نعم بنی اسرائیل** یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اذْکُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتُ عَلَیْکُمْ وَاَوْفُوْا بِعَھْدِیْٓ اُوْفِ بِعَھْدِکُمْ وَاِیَّایَ فَارْھَبُوْنِ ﴿۴۰﴾ اے بنی اسرائیل (یعنی اولاد حضرت یعقوب علیہ السلام کی) یاد کرو تم لوگ میرے اُن احسانون کو جو کئے ہین مین نے تم پر (تاکہ ایمان لانا کہ اُس نعمت کا حق ادا کرنا ہے آسان ہو جاوے آگے اس یاد کرنے کی مراد بتلاتے ہین) اور پورا کرو تم میرے عہد کو (یعنی تمنے جو مجھ سے عہد کیا تھا تورت مین جسکا بیان اس آیت مین ہے ولقد اخذ اللہ میثاق بنی اسراءیل وبعثنا منہم اثنی عشر نقیبا الی قرضا حسنا) پورا کرونگا مین تمہارے عہد کو (یعنی مین نے جو عہد تم سے کیا تھا ایمان لانے پر جیسا آیت مرقومہ مین مذکور ہے لاکفرن عنکم سیاتکم الی قولہ سواء السبیل) اور صرف مجھی سے ڈرو **ف** اپنے عوام الناس معتقدین سے مت ڈرو کہ انکو اعتقاد نہ رہیگا اُن سے آمدنی بند ہو جاوے گی آگے اس ایفاء عہد کا مطلب صاف لفظون مین بیان فرماتے ہین **نہی از کفر و دین فروشی** وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَکُمْ وَلَا تَکُوْنُوْٓا اَوَّلَ کَافِرٍ بِہٖ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا وَّاِیَّایَ فَاتَّقُوْنِ ﴿۴۱﴾

ملحقات الترجمہ

[1] قولہ کسی قسم کی ہدایت حملا للتنوین علی الاطلاق والابہام ۱۲

[2] قولہ میری اس ہدایت کی لکون الاضافۃ للعہد ۱۲

[3] قولہ کفر کرینگے دلیلہ قرینۃ المقام من مقابلتہ بقولہ فمن تبع ہدی بہذا الکلام قبل الایمان والکفر ۱۲

البلاغۃ قولہ وایای فارھبون وھو اوکد فی افادۃ الاختصاص من ایاک نعبد ۱۲ کشاف قولہ تعالیٰ ولا تشتروا استعارۃ للاستبدال ۱۲ کشاف

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ وَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوا

اور مخلوط مت کرو حق کو ناحق کے ساتھ اور پوشیدہ بھی مت کرو حق کو جس حالت میں کہ تم جانتے ہو۔ اور قائم کرو تم لوگ نماز کو اور دو زکوٰۃ کو اور عاجزی کرو

مَعَ الرّٰكِعِينَ ۝ أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ وَأَنْتُمْ تَتْلُونَ الْكِتٰبَ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝

عاجزی کرنیوالوں کے ساتھ کیا غضب ہے کہ کہتے ہو اور لوگون کو نیک کام کرنے کو اور اپنی خبر نہین لیتے حالانکہ تم تلاوت کرتے رہتے ہو کتاب کی تو پھر کیا تم اتنا بھی نہین سمجھتے

اور ایمان لے آؤ اس کتاب پر جو مین نے نازل کی ہے (یعنی قرآن مجید پر اور تم کو تو اس سے وحشت نہ ہونا چاہیئے کیونکہ اس کو تو نازل کیا ہے ایسی حالت مین کہ وہ سچ بتلانے والی ہے اُس کتاب کی جو تمہارے پاس ہے (یعنی توریت کے کتاب الٰہی ہونے کی تصدیق کرتی ہے چنانچہ جابجا قرآن مجید مین امنا بالذی انزل الینا والیکم وما اوتی موسی وعیسی اور یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک اور اس قسم کی آیات بکثرت موجود ہین ہان جسقدر اس مین تحریف ہو گئی ہے وہ خود توریت وانجیل ہونے ہی سے خارج ہے) اور مت بنو تم سب مین پہلے انکار کرنے والے اس قرآن کے (یعنی تمہارے دیکھا دیکھی جتنے انکار کرتے جاوین گے اُن سب مین اول بانی تم ہوگے تو قیامت تک تمام کے انکار کا وبال تمہارے نامہٴ اعمال مین بھی درج ہوتا رہے گا) اور مت لو بمقابلہ میرے احکام کے معاوضہ حقیر کو اور خاص مجھی سے پورے طور پر ڈرو ف یعنی میرے احکام چھوڑ کر اور ان کو بدل کر اور چھپا کر عوام الناس سے دنیائے ذلیل وقلیل کو وصول مت کرو جیسا کہ اُن کی عادت تھی چنانچہ آگے تصریح فرماتے ہین وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ (۴۲) اور مخلوط مت کرو حق کو ناحق کے ساتھ اور پوشیدہ بھی مت کرو حق کو جس حالت مین کہ تم جانتے بھی ہو ف کہ یہ بُری بات ہے۔ خود غرض لوگ احکام شرعیہ کی تبدیل دو طرح کیا کرتے ہین ایک تو یہ کہ اگر قابو چلا تو اسکو ظاہر ہی نہ ہونے دیا یہ کتمان ہے اور اگر اُن کے چھپائے نہ چھپ سکا اور ظاہر ہی ہو گیا تو پھر اسمین خلط ملط کرنا چاہتے ہین کہین سہو کاتب بتلا دیا کہین مجاز کا بہانہ پیش کر دیا کہین محذوف ومقدر نکال دیا یہ لبس ہے حق تعالیٰ نے دونون سے منع کر دیا ربط یہان تک تو ایمان لانے کا اور کفر کی باتین چھوڑنے کا حکم تھا جو کہ منجملہ اصول ہے اب بعض عظیم الشان فروع اسلامیہ کا حکم فرماتے ہین تاکہ مجموعہ سے تکمیل اسلام کا مقصود وماموربہ ہونا حاصل ہو جاوے امر بعبادات فرعیہ وَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوا مَعَ الرّٰكِعِينَ (۴۳) اور قائم کرو تم لوگ نماز کو (یعنی مسلمان ہو کر) اور دو زکوٰۃ کو اور عاجزی کرو عاجزی کرنے والون کے ساتھ ف فروع اسلامیہ یعنی اعمال دو قسم کے ہین اعمال ظاہری اعمال باطنی پھر اعمال ظاہری دو قسم کے ہین عبادت بدنی عبادت مالی تو یہ تین کلیات ہوئین ان تینون کلیات مین سے ایک ایک جزئی کو ذکر کر دیا نماز عبادت بدنی ہے زکوٰۃ عبادت مالی ہے خشوع وخضوع عمل باطنی ہے چونکہ تواضع باطنی مین اہل تواضع کی معیت کو بڑا دخل اور تاثیر عظیم ہے اس لیے مع الرکعین کا بڑھانا نہایت برمحل ہوا یہ تینون عمل علاوہ عظیم الشان ہونے کے بنی اسرائیل کی حالت کے بہت مناسب تھے اسلیے ذکر مین انکی تخصیص فرمائی کیونکہ نماز سے انکی حب جاہ کم ہو گی زکوٰۃ سے حب مال گھٹے گی تواضع باطنی سے حسد وغیرہ مین کمی آوے گی یہی مرض اُن مین زیادہ تھے چنانچہ اس کا مستقل علاج بھی آگے ان کو بتلا دین گے اس آیت مین واستعینوا بالصبر الآیۃ یہان تک اصول اسلامی وفروع سب کی تاکید اور ترغیب اُن کو دی گئی اب یہان موقع ہے کہ کسی کو یہ خیال ہو کہ شاید مخاطبین کو حضور پر نور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوۃ ورسالت کا ثبوت اور علم ہی نہ ہوا ہو اور اس لیئے کسی درجہ مین معذور ہو سکین اس لیے اس خیال کے رفع کرنے کے واسطے اُن لوگون کا اس مسئلہ صدق دعویٰ رسالت سے آگاہ ہونا ظاہر فرماتے ہین۔ قصہ یہ ہے کہ ان علماء بنی اسرائیل کے بعض اقارب اسلام قبول کر چکے تھے تو ان سے جب کبھی اس مقدمہ مین گفتگو آتی تو خفیہ طور پر اُن سے یہی کہتے کہ بے شک حضور پر نور پیغمبر برحق ہین ہم لوگ تو کسی مصلحت سے اسلام قبول نہین کر سکتے مگر تم اس مذہب اسلام کو مت چھوڑنا اس سے صاف ثابت ہوا کہ یہ لوگ مسئلہ صدق دعوئے رسالت سے بخوبی آگاہ تھے اللہ تعالیٰ اسی بنا پر فرماتے ہین زجر عالم بےعمل أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ وَأَنْتُمْ تَتْلُونَ الْكِتٰبَ أَفَلَا تَعْقِلُونَ (۴۴) کیا غضب ہے کہ کہتے ہو اور لوگون کو نیک کام کرنے کو

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ پورے طور پر ڈرو لان التقوی غایۃ الرہبۃ کما ان الرہبۃ مقدمۃ التقوی بدأ بالمقدمۃ ثم ترقی الی الغایۃ ۱۲ من المظہری قلت وہو ظاہر من اللغۃ لان التقوی من الوقایۃ فیختص بالخوف الذی یکون معہ الوقایۃ من المعاصی ولا یکون الا لکمال الخوف ہمہ ۲ قولہ عاجزی کرو لان الرکوع الخضوع قال الاضبط بن قریع السعدی ۔ لا تہین الضعیف علک ان ۔ ترکع یوما والدہر قد رفعہ ۱۲ من ابی السعود ۳ قولہ کیا غضب ہے لان الہمزۃ للتقریر مع التوبیخ والتعجیب من حالہم ۱۲ کشاف

البلاغۃ قولہ تعالیٰ ولا تلبسوا فان قلت لبسہم وکتمانہم لیسا بفعلین متمیزین حتی ینہوا عن الجمع بینہما لانہم اذا لبسوا الحق بالباطل فقد کتموا الحق قلت بل ہما متمیزان لان لبس الحق بالباطل کتبہم فی التوراۃ ما لیس منہا وکتمانہم الحق ان یقولوا لا نجد فی التوراۃ صفۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم او حکم کذا او یمحوا ذلک ویکتبوہ علی خلاف ما ہو علیہ ۱۲

الروایات عن ابن عباس رضی اللہ عنہ تلبسوا تخلطوا ۱۲ اتقان

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ

اور مدد لو صبر اور نماز سے۔ اور بیشک وہ نماز دشوار ضرور ہے مگر جنکے قلوب میں خشوع ہو ان پر کچھ دشوار نہیں وہ خاشعین وہ لوگ ہیں جو خیال رکھتے ہیں اسکا کہ وہ بیشک ملنے والے

وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۟

اور اس بات کا بھی خیال رکھتے ہیں کہ وہ بیشک اپنے رب کی طرف واپس جانیوالے ہیں۔

ربع ۵

(نیک کام سے مراد ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ہے) اور اپنی خبر نہیں لیتے حالانکہ تم تلاوت کرتے رہتے ہو کتاب کی (یعنی توریت کی اور اسمیں جا بجا ایسے عالم بے عمل کی مذمتیں مذکور ہیں جو تلاوت کے وقت تمہاری نظر سے گذرتی ہیں) تو پھر کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے (کہ ہم بھی ان مذمتوں کے مصداق بنے جاتے ہیں) **ف مسئلہ** اس سے یہ نہیں نکلتا کہ بے عمل کو واعظ بننا جائز نہیں بلکہ یہ نکلتا ہے کہ واعظ کو بے عمل بننا جائز نہیں ان دونوں باتوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے غرض یہ بات ثابت ہو گئی کہ انکے پاس کوئی معقول عذر ایمان نہ لانیکے باب میں نہیں ہے اور ایمان لانا بلاشبہ انکے ذمہ واجب ہے اب سمجھنا چاہیئے کہ گو اُن کے پاس کوئی عذر قابل پذیرائی نہ تھا مگر دو خصلتیں اُن کو ایمان نہ لانے دیتی تھیں ایک حُبِّ مال دوسرے حُبِّ جاہ اور انہیں دو سے حسد بھی پیدا ہو گیا تھا بار بار یہی خیال ہوتا تھا کہ اگر ہم نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کا اتباع اختیار کر لیا پھر کہاں تو یہ آمدنی اور کہاں یہ قدر و منزلت خود آپ کی غلامی کرنی پڑیگی اور چونکہ مال و جاہ کی محبت خوب جی میں گھس گئی تھی آپ کے فتوحات و شوکت کی ترقی کو اپنے تنزل کا سبب سمجھ کر مارے حسد کے جلے مرتے تھے۔ غرض اصل مرض یہ دو تھے اور ان کی وجہ سے ایمان لانا دشوار ہو رہا تھا اس لیے اللہ تعالیٰ اس مشکل کے آسان ہو جانے کا طریقہ بتلاتے ہیں **علاج حب مال وجاہ** وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ﴿۴۵﴾ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۴۶﴾ اور مدد لو (اگر تم کو حب مال و جاہ کے غلبہ سے ایمان لانا دشوار معلوم ہو) صبر اور نماز سے (کہ صبر سے حب مال گھٹ جاویگی کیونکہ مال اسی وجہ سے محبوب ہے کہ ذریعہ حصول لذات و شہوات کا ہے جب ان ہی کے ترک کی ہمت باندھ لوگے تو مال بھی محبوب نہ رہیگا اور نماز سے حب جاہ کم ہو گی کیونکہ نماز میں ہر طرح کی پستی و خاکساری ہی ہے جب یہ عادۃً پختہ ہو جاوے گی تو حُبِّ جاہ گھٹے گی یہی مادہ فساد کا تھا اس کی اصلاح سے اب ایمان میں دشواری معلوم نہ ہوگی۔ اب سمجھو کہ صبر میں بعض شہوات کو صرف ترک کرنا پڑتا ہے اور نماز میں بہت سے افعال کا واقع کرنا ہے اور ہمیشہ عقلی و طبعی قاعدہ سے ترک سے فعل دشوار ہوتا ہے خصوص نماز کہ بوجہ انتشار خیالات کے اُس کی تقییدات بہت ہی گران گذرتی ہیں اس لیے صبر میں تو چنداں مشقت نہ ہوگی البتہ نماز میں ضرور دشواری ہوگی اور اُس کو معالجہ قرار دیا ہے حُبِّ جاہ کا مگر خود اس کی دشواری کا کیا علاج ہونا چاہیئے سو اُسکے نسبت فرماتے ہیں) **ترجمہ** اور بیشک وہ نماز دشوار ضرور ہے مگر جن کے قلوب میں خشوع ہو اُن پر کچھ بھی دشوار نہیں (اس میں تدبیر بتلا دی نماز کے آسان ہونے کی کہ اسکے سبب کی تشخیص کر کے اسکے ازالہ کا طریق بتلا دیا حاصل یہ ہے نماز میں دشواری کا سبب دیکھنا چاہیئے کہ کیا ہے سو ظاہر ہے کہ انسان کا قلب خوگر ہے میدان خیال میں آزاد پھرنیکا اور جوارح تابع قلب کے ہیں تو وہ جوارح کے آزاد رہنے کا بھی متقاضی ہوتا ہے اور نماز میں پوری پوری تقیید کہ نہ ہنسو نہ بولو نہ کھاؤ نہ پیو نہ چلو نہ پھرو وغیرہ وغیرہ ان تقییدات سے اول جوارح مقید ہوتے ہیں اور ان کی قید کا اثر قلب پر ہوتا ہے کہ وہ تنگ ہوتا ہے غرض علت اس گرانی و دشواری کی قلب کی حرکت فکریہ ہے تو اس کا علاج سکون سے ہونا چاہیئے چنانچہ خشوع کو کہ حقیقت اُس کی سکون قلب ہے علت آسانی کی فرمایا گیا اور خود سکون قلب کی حقیقت حرکت قلب کے مقابلہ سے معلوم ہو گئی جب فکر یعنی سوچنا اس کی حرکت ہے تو قطع فکر اسکا سکون ہے۔ اب یہ سمجھیئے کہ یہ بات تجربہ سے ثابت ہو گئی ہے کہ اگر افکار مختلفہ و خیالات متفرقہ کو کوئی شخص براہ راست قلب سے نکالنا چاہے قریب محال ہے اس کی صرف ایک تدبیر ہے وہ یہ کہ چونکہ نفس ایک آن میں دو طرف متوجہ نہیں ہو سکتا اس لیے اسکو اگر کسی ایک خیال میں مستغرق کر دیا جاوے تو دوسرے خیالات و افکار از خود منعدم و فنا ہو جاتے ہیں اس لیے خشوع کے بعد اس خیال کو بتلاتے ہیں جس میں غرق ہو جانے سے دوسرے خیالات دفع ہوں اور اُن کے دفع ہونے سے

ملحقات الترجمة

ل قولہ دشوار ضرور ہے افادہ للام فی لکبیرۃ ۱۲

ک قولہ سکون قلب ہے ہذا ہو المعنی اللغوی للخشوع قال تعالیٰ تری الارض خاشعۃ ۱۲

الروایات عن ابن عباس الخشعین المصدقین بما انزل اللہ ۱۲ اتقان

فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا ۚ فَاِمَّا

بعد ازاں حاصل کر لیے آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے چند الفاظ تو اللہ تعالیٰ نے رحمت کے ساتھ توجہ فرمائی ان پر بیشک وہی ہیں بڑے توبہ قبول کرنیوالے [illegible]

يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّىْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَاىَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

سو اگر تمہارے پاس میری طرف سے کسی قسم کی ہدایت سو جو شخص پیروی کریگا میری اس ہدایت کی تو [illegible]

ترجمہ اور ہم نے کہا کہ نیچے اترو تم میں سے بعضے بعضوں کے دشمن رہینگے **ف** یعنی ایک [illegible] دوسری [illegible] باطنی ہے کہ بعضوں میں باہم عداوتیں بھی قائم رہینگی جس سے لطف زندگی بہت کچھ کم ہو جاویگا اگر شیطان اس وقت [illegible] کسی نوکر کو نوکری سے برطرف کر دیا جاوے مگر جو آقا کریم ہوتے ہیں اسکا بوریہ بستر فوراً نہیں پھکوا دیا کرتے تدریجاً نکال دیتے ہیں تب [illegible] اور آدم و حوا کو خطاب کا شامل ہونا ظاہر ہی ہے اور اگر زمین پر آچکا ہے تو یہ خطاب آدم و حوا کو مع ان کی اولاد کے ہے [illegible] آدم و حوا کو سنانا منظور ہے کہ تمہاری اولاد میں بھی احیاناً باہم عداوت ہوگی چونکہ اولاد کی نا اتفاقی سے والدین کو [illegible] سنانا مقتضاء حالت موجودہ کا تھا۔ اگر کسی کو خلجان ہو کہ جو خطا تاویل سے ہو وہ اس قدر دارو گیر کے قابل نہیں [illegible] ہوتی ہے اس [illegible] زیادہ ہوتی ہے اور حاصل اس کا یہ ہوا کہ تم نے زیادہ خوبی سے کیوں نہیں کام [illegible] مقبولیت کی [illegible] **ترجمہ** اور تم کو زمین پر چندے ٹھہرنا ہے اور کام چلانا ایک میعاد معین تک **ف** [illegible] وہ گھر بھی چھوڑنا پڑے گا آدم علیہ السلام نے یہ خطاب و عتاب کہاں سنے تھے نئے سلسلہ تھے [illegible] کی التجا کرنے لگے چنانچہ ارشاد ہے فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ بعد ازاں حاصل کر لیے آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے چند الفاظ یعنی معذرت کے کلمات وہ بھی اللہ تعالیٰ ہی سے حاصل [illegible] ہو کلمات معذرت کا تلقین کر دینا دنیا میں رائج ہے بعض اوقات دیکھا جاتا ہے کہ [illegible] کھڑا ہو جاتا ہے اور مارے ہیبت و انفعال کے کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کہے [illegible] جس سے اور زیادہ عتاب ہونے لگے یا اس خطا کو اس قدر عظیم سمجھتا ہے کہ الفاظ معذرت کے اسکے لیے کافی نہیں ملتے اس وقت آقا کو جو [illegible] کریم ہوتا ہے اور مہربان ہو کر کہتا ہے کہ کیا بیٹھا ہے کچھ منہ سے تو کہہ وہ جب پھر بھی کچھ نہیں کہتا تو [illegible] نہ کرونگا وہ اس کی تلقین کے موافق وہی الفاظ عرض کرتا ہے اس وقت کہہ دیتے ہیں کہ جا معاف کیا [illegible] آدم علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کی رحمت متوجہ ہوئی اور خود اس معذرت کے الفاظ تعلیم فرمائے چنانچہ آدم علیہ السلام نے وہ کلمات عرض کیے تو اللہ تعالیٰ نے رحمت کے ساتھ توجہ فرمائی ان پر یعنی توبہ قبول کر لی بیشک وہی ہیں بڑے توبہ قبول کرنے والے [illegible] اور حضرت حوا کی توبہ کا بیان سورۂ اعراف میں ہے قالا ربنا ظلمنا انفسنا الخ سو وہ بھی توبہ میں اور اسکے قبول ہونے میں آدم علیہ السلام کے [illegible] **ف** گو توبہ انکی [illegible] آنے میں اور بھی ہزاروں حکمتیں اور مصلحتیں مثل اقامت حدود و اجراء احکام شرعیہ مضمر تھیں چنانچہ قبل تخلیق ہی یہ امر تجویز فرما دیا گیا تھا جاعل فی الارض خلیفہ اسلیے معاف فرمانے کے بعد بھی اس حکم ہبوط کو منسوخ نہیں فرمایا البتہ طرز اسکا بدل دیا کہ وہ پہلا حکم حاکمانہ طرز پر تھا اور یہ دوسرا حکم حکیمانہ طرز پر ہوا چنانچہ ارشاد ہے قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّىْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَاىَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝۳۸

ملحقات الترجمہ

۱۔ قولہ دشمن رہینگے لدلالۃ الحال [illegible] بعضکم لبعض [illegible] علی الاستمرار الثابت

۲۔ قولہ تو یہ خطاب آدم و حوا کو [illegible] القرآن یرجحہ [illegible] تعالیٰ فی طه قال اهبطا منها جميعا الآیۃ ۱۲

[illegible]

اللغات قولہ فتلقی معنی تلقی الکلمات استقبالها بالاخذ والقبول والعمل بها حین علمها ۱۲ کشاف

البلاغۃ قولہ فتلقی واکتفی بذکر توبۃ آدم دون توبۃ حوا لانها کانت تبعا له کما طوی ذکر النساء فی اکثر القرآن والسنۃ لذلک وقد ذکرها فی قولہ قالا ربنا ظلمنا انفسنا ۱۲ کشاف قولہ تعالیٰ قلنا اهبطوا فان قلت لم کرر قلنا اهبطوا قلت للتاکید ولما نیط به من زیادۃ قولہ فاما یاتینکم

[illegible] ان یقال ان الاول للقدر والثانی للقضا کما هو داب الملوک [illegible] الاول [illegible] والثانی حکمۃ کما اختیر فی المتن ۱۲

انتشراف [illegible] الکلمات علی انها استقبلته بان بلغته [illegible] کشاف

ع ۴

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا

اور جو لوگ کفر کرینگے اور تکذیب کرینگے ہمارے احکام کی یہ لوگ ہونگے دوزخ والے وہ اسمین ہمیشہ کو رہینگے اے بنی اسرائیل یاد کرو تم لوگ

نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ ۚ وَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ۝ وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا

میرے اُن احسانوں کو جو کیے ہیں میں نے تم پر اور پورا کرو تم میرے عہد کو پورا کرونگا میں تمہارے عہد کو اور صرف مجھی سے ڈرو۔ اور ایمان لے آؤ اس کتاب پر جو میں نے نازل کی ہے ایسی حالت میں

لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍۢ بِهٖ ۠ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۡ وَّاِيَّايَ فَاتَّقُوْنِ ۝

بتلانیوالی ہو اُس کتاب کی جو تمہارے پاس ہے اور مت ہو تم سب میں پہلے انکار کرنیوالے اُس قرآن کے اور مت لو مقابلہ میرے احکام کے معاوضہ حقیر کو اور خاص مجھی سے پورے طور پر ڈرو

ہم نے حکم فرمایا نیچے جاؤ اس بہشت سے سب کے سب پھر اگر آوے تمہارے پاس میری طرف سے کسی قسم کی ہدایت (یعنی احکام شرعیہ بذریعہ حضرات انبیا علیہم السلام کے) سو جو شخص پیروی کرے گا میری اُس ہدایت کی تو نہ تو کچھ اندیشہ ہوگا اُس پر اور نہ ایسے لوگ غمگین ہونگے ف یعنی قیامت کے روز یہ ثمرہ ان کو ملیگا اور یہ خلجان نہ ہو کہ حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس روز بڑے بڑے مقبول و مقرب لوگ خوف زدہ ہونگے بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یون نہین فرمایا کہ وہ خوف ناک نہ ہونگے تاکہ اس شبہ کی گنجایش ہو بلکہ اس طرح فرمایا ہے کہ اُن پر کچھ اندیشہ و خوف نہ ہوگا یعنی اُن پر کوئی خوف ناک واقعہ نہ پڑیگا خود اپنے دل میں وہ کتنا ہی ڈر کرین اس کی ایسی مثال ہے کہ کسی شخص کا مقدمہ کسی حاکم کے اجلاس مین ہو اور وکیل قانون دان یون کہے کہ اس مقدمہ مین کوئی خطر و اندیشہ نہین ہے تو مطلب یہی ہے کہ شخص پر کوئی آفت یعنی آنیوالی نہین جس کا اندیشہ ہو اور یہ ہرگز مطلب نہین ہوتا کہ خود اس کے دل مین خوف طبعی بھی نہ ہو ۔۔۔ اور حزن ۔۔۔ فوت و مصیبت واقع نہ ہو گی اسلیے حزن و غم کی مطلقاً نفی فرمادی کیونکہ حزن اسی کیفیت کو کہتے ہین جو بعد وقوع کسی مصیبت کے قلب مین پیدا ہوتی ہے بخلاف خوف کے کہ ہمیشہ وقوع کے قبل ہوا کرتا ہے گو وقوع کبھی ہو بھی نہ ہو غرض یہ ان لوگون کا حال ہوا جو ہدایت کی پیروی کرنے والے ہونگے اب انکے مقابلین کا حال بیان فرماتے ہین وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۳۹﴾ اور جو لوگ کفر کرینگے اور تکذیب کرینگے ہمارے احکام کی یہ لوگ ہونگے دوزخ والے وہ اسمین ہمیشہ کو رہینگے **ربط** یہان تک بیان تھا نعمت عامہ معنویہ کا جسکے ضمن مین حضرت آدم علیہ السلام کا پورا قصہ بیان فرمایا گیا ہے آگے نعمت خاصہ کا بیان فرماتے ہین جو خاص اُسوقت کے علمار کو عطا ہو رہی تھی اور مشرکین عرب مین تو اہل علم تھے نہین اہل کتاب مین البتہ لکھے پڑھے لوگ موجود تھے ان مین بھی بنی اسرائیل کی کثرت تھی جن پر پشتہا پشت سے انعام و احسان ہوتے آئے تھے اور ان کو حسب نسب و ریاست و بزرگی سب ۔۔۔ حاصل تھا اسلیے بنی اسرائیل کی طرف متوجہ ہوتے ہین اور وہ نعمتین اُن کو یاد دلاتے ہین تاکہ شرما کر ایمان لاوین اور چونکہ یہ اہل علم تھے اُن کے ایمان لانے سے دوسرے عوام پر اچھا اثر پڑے سو ان نعمتون کو اوّلاً اجمالاً یاد دلاتے ہین پھر اگلے رکوع سے تفصیلاً ان کا ذکر ختم پارہ کے قریب تک چلا جاوے گا اور فہرست انعامات کی خاتمہ پر بھی اسی قسم کی عبارت ہوگی کیونکہ قاعدہ ہے کہ جو مقصود اعظم ہوتا ہے کلام کو شروع بھی اُسی سے کیا کرتے ہین اور دلائل وغیرہ قائم کرکے بطور نتیجہ کے پھر اسکو ختم پر بھی لایا کرتے ہین سو ارشاد ہے **تذکیر نعم بنی اسرائیل** يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ ۚ وَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ﴿۴۰﴾ اے بنی اسرائیل (یعنی اولاد حضرت یعقوب علیہ السلام کی) یاد کرو تم لوگ میرے اُن احسانوں کو جو کیے ہین مین نے تم پر (تاکہ ایمان لانا کر اس نعمت واحق کو آسان ہو جاتا ہے آگے اس یاد کرنے کی مراد بتلاتے ہین) اور پورا کرو تم میرے عہد کو (یعنی تم نے جو مجھ سے عہد کیا تھا توریت مین جیسا بیان اس آیت مین ہے ولقد اخذ اللہ میثاق بنی اسرائیل وبعثنا منہم اثنی عشر نقیبا الی قرضاً حسنا) پورا کرونگا مین تمہارے عہد کو (یعنی مین نے جو عہد تم سے کیا تھا ایمان لانے پر جیسا آیت مرقومہ مین مذکور ہے لاکفرن عنکم سیاٰتکم الی قولہ سواء السبیل) اور صرف مجھی سے ڈرو ف اپنے عوام الناس معتقدین سے مت ڈرو کہ انکو اعتقاد نہ رہیگا اُن سے آمدنی بند ہو جاوے گی آگے اس ایفاء عہد کا مطلب صاف لفظون مین بیان فرماتے ہین **نہی از کفر و دین فروشی** وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍۢ بِهٖ ۠ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۡ وَّاِيَّايَ فَاتَّقُوْنِ ﴿۴۱﴾

ملحقات الترجمہ
ل قولہ کسی قسم کی ہدایت حمل للتنوین علی الاطلاق والابہام ۱۲
۲ قولہ میری سی ہدایت کی لکون الاضافۃ للعہد ۱۲
۳ قولہ کفر کرینگے ولیلہ قرینۃ المقام من مقابلتہ بقولہ فمن تبع ہدای بذا الکلام قبل الایمان والکفر ۱۲

البلاغۃ قولہ وایای فارہبون وہو اوکد فی افادۃ الاختصاص من ایاک نعبد ۱۲ کشاف قولہ تعالیٰ ولا تشتروا استعارۃ للاستبدال ۱۲ کشاف

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا

اور مخلوط مت کرو حق کو ناحق کے ساتھ اور پوشیدہ بھی مت کرو حق کو جس حالت مین کہ تم جانتے ہو۔ اور قائم کرو تم لوگ نماز کو اور دو زکوٰۃ کو اور عاجزی کرو

مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ○ اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○

عاجزی کرنیوالون کے ساتھ کیا غضب ہے کہ کہتے ہو اور لوگون کو نیک کام کرنے کو اور اپنی خبر نہین لیتے حالانکہ تم تلاوت کرتے رہتے ہو کتاب کی تو پھر کیا تم اتنا ہی نہین سمجھتے

اور ایمان لے آؤ اس کتاب پر جو مین نے نازل کی ہے (یعنی قرآن مجید پر اور تم کو تو اس سے وحشت نہ ہونا چاہیئے کیونکہ اس کو تو نازل کیا ہے) ایسی حالت مین کہ وہ سچ تبلانے والی ہے اُس کتاب کی جو تمہارے پاس ہے (یعنی توریت کے کتاب الٰہی ہونے کی تصدیق کرتی ہے چنانچہ جابجا قرآن مجید مین اٰمنا باللّٰہ الذی انزل الینا والیکم وما اوتی موسیٰ وعیسیٰ اور یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک اور اس قسم کی آیات بکثرت موجود ہین ہان جس قدر اس مین تحریف ہوگئی ہے وہ خود توریت وانجیل ہونے ہی سے خارج ہے) اور مت بنو تم سب مین پہلے انکار کرنے والے اس قرآن کے (یعنی تمہارے دیکھا دیکھی جتنے انکار کرتے جاوین گے اُن سب مین اول بانی تم ہوگے تو قیامت تک تمام کے انکار کا وبال تمہارے نامۂ اعمال مین بھی درج ہوتا رہے گا) اور مت لو بمقابلہ میرے احکام کے معاوضہ حقیر کو اور خاص مجھی سے پورے طور پر ڈرو **ف** یعنی میرے احکام چھوڑ کر اور ان کو بدل کر اور چھپا کر عوام الناس سے دنیائے ذلیل وقلیل کو وصول مت کرو جیسا کہ ان کی عادت تھی چنانچہ آگے تصریح فرماتے ہین وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۲﴾ اور مخلوط مت کرو حق کو ناحق کے ساتھ اور پوشیدہ بھی مت کرو حق کو جس حالت مین کہ تم جانتے بھی ہو **ف** کہ یہ بُری بات ہے۔ خودغرض لوگ احکام شرعیہ کی تبدیل دو طرح کیا کرتے ہین ایک تو یہ کہ اگر قابو چلا تو اسکو ظاہر ہی نہ ہونے دیا یہ کتمان ہے اور اگر اُن کے چھپائے نہ چھپ سکا اور ظاہر ہی ہوگیا تو پھر اسمین خلط ملط کرنا چاہتے ہین کہین سہو کاتب بتلا دیا کہین مجاز کا بہانہ پیش کردیا کہین محذوف ومقدر نکال دیا یہ لبس ہے حق تعالیٰ نے دونون سے منع کر دیا **ربط** یہان تک تو ایمان لانے کا اور کفر کی باتین چھوڑنے کا حکم تھا جو کہ منجملہ اصول ہے اب بعض عظیم الشان فروع اسلامیہ کا حکم فرماتے ہین تاکہ مجموعہ سے تکمیل اسلام کا مقصود دو ماموربہ ہونا حاصل ہوجاوے **امر بعبادات فرعیہ** وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿۴۳﴾ اور قائم کرو تم لوگ نماز کو (یعنی مسلمان ہوکر) اور دو زکوٰۃ کو اور عاجزی کرو عاجزی کرنے والون کے ساتھ **ف** فروع اسلامیہ یعنی اعمال دو قسم کے ہین اعمال ظاہری اعمال باطنی پھر اعمال ظاہری دو قسم کے ہین عبادت بدنی عبادت مالی تو یہ تین کلیات ہوئین ان تینون کلیات مین سے ایک ایک جزئی کو ذکر کردیا نماز عبادت بدنی ہے زکوٰۃ عبادت مالی ہے خشوع وخضوع عمل باطنی ہے چونکہ تواضع باطنی مین اہل تواضع کی معیت کو بڑا دخل اور تاثیر عظیم ہے اس لیے مع الراکعین کا بڑھانا نہایت برمحل ہوا یہ تینون عمل علاوہ عظیم الشان ہونے کے بنی اسرائیل کی حالت کے بہت مناسب تھے اسلیے ذکر مین انکی تخصیص فرمائی کیونکہ نماز سے انکی حب جاہ کم ہوگی زکوٰۃ سے حب مال گھٹے گی تواضع باطنی سے حسد وغیرہ مین کمی آوے گی یہی مرض اُن مین زیادہ تھے چنانچہ اس کا مستقل علاج بھی آگے ان کو بتلا دین گے اس آیت مین واستعینوا بالصبر الآیۃ یہان تک اصول اسلامی وفروع سب کی تاکید اور ترغیب اُن کو دی گئی اب یہان موقع ہے کہ کسی کو یہ خیال ہو کہ شاید مخاطبین کو حضور پرنور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوۃ ورسالت کا ثبوت اور علم ہی نہ ہوا ہو اور اس لئے کسی درجہ مین معذور ہوسکین اس لیے اس خیال کے رفع کرنے کے واسطے اُن لوگون کا اس مسئلہ صدق دعوی رسالت سے آگاہ ہونا ظاہر فرماتے ہین۔ قصہ یہ ہے کہ ان علماء بنی اسرائیل کے بعض اقارب اسلام قبول کر چکے تھے تو ان سے جب کبھی اس مقدمہ مین گفتگو آتی تو خفیہ طور پر اُن سے یہی کہتے کہ بے شک حضور پرنور پیغمبر برحق ہین ہم لوگ تو کسی مصلحت سے اسلام قبول نہین کرسکتے مگر تم اس مذہب اسلام کو مت چھوڑنا اس سے صاف ثابت ہوا کہ یہ لوگ مسئلہ صدق دعوی رسالت سے بخوبی آگاہ تھے اللہ تعالیٰ اسی بنا پر فرماتے ہین **زجر عالم بےعمل** اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۴۴﴾ کیا غضب ہے کہ کہتے ہو اور لوگون کو نیک کام کرنے کو

البلاغة قوله تعالیٰ ولا تلبسوا فان قلت لبسهم وکتمانهم لیسا الفعلین متمیزین حتی ینهوا عن الجمع منهما لانهم اذا لبسوا الحق بالباطل فقد کتموا الحق قلت بل هما متمیزان لان لبس الحق بالباطل کتبهم فی التوراة ما لیس منها وکتمانهم الحق	ان یقولوا لا نجد فی التوراة صفة محمد صلی اللہ علیه وسلم او نحکم کذا او یمحوا ذلک ویکتبوا علی خلاف ما هو علیه ۱۲ **الروایات** عن ابن عباس رضی اللہ عنه تلبسوا تخلطوا ۱۲ اتقان

ملتقار
لہ ۱
مددرو ما
ا ر ہ ک
تتنوی۔
ترقی الی لہ
امطی قد
من اللعنة لان
وقاية تختص
الذی یکون ہ
من المعاصی دا
الاکمال الخوف
قوله عاجزی کرو
ارکوع الخضوع
الانبساط بن تریبا
سہ دتحقرن الله
علاٰن مدترکہ
والدعة رفعہ
ابی السعود سہ قوله
کیا غضب ہے لان
للتقریر مع التوبیخ
التعجیب من حالهم
کشاف

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ

اور مدد لو　　صبر اور نماز سے۔　　اور بیشک وہ نماز دشوار ضرور ہے مگر جن کے قلوب میں خشوع ہو ان پر کچھ بھی دشوار نہیں وہ خاشعین وہ لوگ ہیں جو خیال رکھتے ہیں اسکا کہ وہ بیشک ملنے والے

وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝

اور اس بات کا بھی خیال رکھتے ہیں کہ وہ بیشک اپنے رب کی طرف واپس جانیوالے ہیں۔

ربع ۵

(نیک کام سے مراد ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ہے) اور اپنی خبر نہیں لیتے حالانکہ تم تلاوت کرتے رہتے ہو کتاب کی (یعنی توریت کی اور اسمیں جابجا ایسے عالم بے عمل کی مذمتیں مذکور ہیں جو تلاوت کے وقت تمہاری نظر سے گذرتی ہیں) تو پھر کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے (کہ ہم بھی ان مذمتوں کے مصداق بنے جاتے ہیں) **ف مسئلہ** اس سے یہ نہیں نکلتا کہ بے عمل کو واعظ بننا جائز نہیں بلکہ یہ نکلتا ہے کہ واعظ کو بے عمل بننا جائز نہیں ان دونوں باتوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے غرض یہ بات ثابت ہو گئی کہ انکے پاس کوئی معقول عذر ایمان نہ لانے کے باب میں نہیں ہے اور ایمان لانا بلاشبہ انکے ذمہ واجب ہے اب سمجھنا چاہیئے کہ گو ان کے پاس کوئی عذر قابل پذیرائی نہ تھا مگر دو خصلتیں ان کو ایمان سے مانع ہو رہی تھیں ایک حب مال دوسرے حب جاہ اور انہیں دو سے حسد بھی پیدا ہو گیا تھا بار بار یہی خیال ہوتا تھا کہ اگر ہم نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کا اتباع اختیار کر لیا پھر کہاں تو یہ آمدنی اور کہاں یہ قدر و منزلت خود آپ کی غلامی کرنی پڑیگی اور چونکہ مال و جاہ کی محبت خوب جی میں گھس گئی تھی آپکے فتوحات و شوکت کی ترقی کو اپنے تنزل کا سبب سمجھ کر مارے حسد کے جلے مرتے تھے غرض اصل مرض یہ دو تھے اور ان کی وجہ سے ایمان لانا دشوار ہو رہا تھا اس لیے اللہ تعالیٰ اس مشکل کے آسان ہو جانے کا طریقہ بتلاتے ہیں **علاج حب مال وجاہ** وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ﴿۴۵﴾ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۴۶﴾ اور مدد لو (اگر تم کو حب مال و جاہ کے غلبہ سے ایمان لانا دشوار معلوم ہو) صبر و نماز سے (کہ صبر سے حب مال گھٹ جاویگی کیونکہ مال اسی وجہ سے محبوب ہے کہ ذریعہ حصول لذات و شہوات کا ہے جب ان ہی کے ترک کی ہمت باندھ لی گئی تو مال بھی محبوب نہ رہیگا اور نماز سے حب جاہ کم ہو گی کیونکہ نماز میں ہر طرح کی پستی و خاکساری ہی ہے جب یہ عادۃ پختہ ہو جاوے گی تو حب جاہ گھٹے گی یہی مادہ فساد کا تھا اس کی اصلاح سے اب ایمان میں دشواری معلوم نہ ہو گی۔ اب سمجھو کہ صبر میں بعض شہوات کو صرف ترک کرنا پڑتا ہے اور نماز میں بہت سے افعال کا واقع کرنا ہے اور ہمیشہ عقلی وطبعی قاعدہ سے ترک سے فعل دشوار ہوتا ہے خصوص نماز کہ بوجہ انتشار خیالات کے اس کی تقییدات بہت ہی گراں گذرتی ہیں اس لیے صبر میں تو چنداں مشقت نہ ہو گی البتہ نماز میں ضرور دشواری ہو گی اور اس کو معالجہ قرار دیا ہے حب جاہ کا مگر خود اس کی دشواری کا کیا علاج ہونا چاہیئے سو اُسکے نسبت فرماتے ہیں **ترجمہ** اور بیشک وہ نماز دشوار[1] ضرور ہے مگر جن کے قلوب میں خشوع ہو اُن پر کچھ بھی دشوار نہیں (اس میں تدبیر بتلا دی نماز کے آسان ہونے کی کہ اسکے سبب کی تشخیص کر کے اسکے ازالہ کا طریق بتلا دیا حاصل یہ ہے نماز میں دشواری کا سبب دیکھنا چاہیئے کہ کیا ہے سو ظاہر ہے کہ انسان کا قلب خوگر ہے میدان خیال میں آزاد پھرنیکا اور جوارح تابع قلب کے ہیں تو وہ جوارح کے آزاد رہنے کا بھی متقاضی ہوتا ہے اور نماز میں پوری پوری تقیید کہ نہ ہنسو نہ بولو نہ کھاؤ نہ پیو نہ چلو نہ پھرو وغیرہ وغیرہ ان تقییدات سے اول جوارح مقید ہوتے ہیں اور ان کی قید کا اثر قلب پر ہوتا ہے کہ وہ تنگ ہوتا ہے غرض علت اس گرانی و دشواری کی قلب کی حرکت فکریہ ہے تو اس کا علاج سکون سے ہونا چاہیئے چنانچہ خشوع کو کہ حقیقت اُس کی سکون[2] قلب ہے علت آسانی کی فرمایا گیا اور خود سکون قلب کی حقیقت حرکت قلب کے مقابلہ سے معلوم ہو گئی جب فکر یعنی سوچنا اس کی حرکت ہے تو قطع فکر اسکا سکون ہے۔ اب یہ سمجھیئے کہ یہ بات تجربہ سے ثابت ہو گئی ہے کہ اگر افکار مختلفہ و خیالات متفرقہ کو کوئی شخص براہ راست قلب سے نکالنا چاہے قریب محال ہے اس کی صرف ایک تدبیر ہے وہ یہ کہ چونکہ نفس ایک آن میں دو طرف متوجہ نہیں ہو سکتا اس لیے اسکو اگر کسی ایک خیال میں مستغرق کر دیا جاوے تو دوسرے خیالات و افکار از خود منعدم و فنا ہو جاتے ہیں اس لیے خشوع کے بعد اس خیال کو بتلاتے ہیں جس میں غرق ہو جانے سے دوسرے خیالات دفع ہوں اور اُن کے دفع ہونے سے

ملحقات الترجمۃ
[1] قولہ دشوار ضرور ہے افادہ للام فی لکبیرۃ ۱۲
[2] قولہ سکون قلب ہو ہذا ہو المعنی اللغوی للخشوع قال تعالیٰ تری الارض خاشعۃ ۱۲

الروایات عن ابن عباس الخشعین للمصدقین بما انزل اللہ ۱۲ اتقان

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ○ وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ

اے اولاد یعقوب علیہ السلام کی تم لوگ میری اُس نعمت کو یاد کرو جو مین نے تمکو انعام مین دی تھی اور اسکو کہ مین نے تمکو تمام دنیا جہان والون پر فوقیت دی تھی اور ڈرو تم ایسے دن سے کہ نہ تو کوئی شخص

عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ○ وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ

کسی شخص کیطرف سے کچھ مطالبہ ادا کرسکتا ہے اور نہ کسی شخص کیطرف سے کوئی سفارش قبول ہوسکتی ہے اور نہ کسی شخص کیطرف سے کوئی معاوضہ لیا جاسکتا ہے اور نہ اُن لوگوں کی طرفداری چل سکیگی اور جبکہ رہائی دی ہمنے تمکو

يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ۭ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَاۗءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ○

جو فکر مین لگے رہتے تھے تمہاری سخت آزاری کے گلے کاٹتے تھے تمہاری اولاد ذکور کے اور زندہ چھوڑ دیتے تھے تمہاری عورتون کو اور اسمین ایک امتحان تہا تمہارے پروردگار کی جانب سے بڑا بھاری

حرکت قلب منقطع ہو اور اُسکے انقطاع سے قلب کو سکون ہو اور اسکے سکون سے نماز مین آسانی ہو اور اسمین آسانی ہونے سے وہ ہمیشہ ادا ہوا کرے اور اسکے ہمیشہ پڑہنے سے حب جاہ کم ہو اور اُسکی کمی سے مانع ایمان مرتفع ہو اور مانع کے مرتفع ہونے سے ایمان کی توفیق ہو سبحان اللہ کیسا باقاعدہ مرتب علاج اور مطب ہے اسلیئے اُس خیال مذکور کی تعیین کی تعلیم فرماتے ہین) ترجمہ وہ خاشعین وہ لوگ ہین جو خیال رکھتے ہین اسکا کہ وہ بیشک ملنے والے ہین اپنے رب سے (تو اُسوقت اس خدمت کا خوب انعام ملیگا) اور اس بات کا بھی خیال رکھتے ہین کہ وہ اپنے رب کی طرف واپس جانیوالے ہین (تو اسوقت اسکا حساب وکتاب بھی دینا ہوگا ان دونون خیالون سے رغبت اور رہبت پیدا ہوگی اول تو ہر خیال محمود مین غرق ہوجانا قلب کو نیک کام کے لیے مجتمع کردیتا ہے خصوصًا رغبت اور رہبت کا خیال کہ اس کو تو خاص طور پر دخل ہے نیک کام مین مستعد وسرگرم کردینے کے لیے) ربط یہی مضمون جسکا بنی اسرائیل کو مخاطب بنایا ہے کہ اپنی نعمتین یاد دلائین انکی ناسپاسیان تبلائین یہان تک بالکل اجمالی ہے اب اسی کو خوب تفصیل سے بیان فرماتے ہین يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۷﴾ (یعنی) اے اولاد یعقوب علیہ السلام کی تم لوگ میری اُس نعمت کو یاد کرو (تاکہ شکر اور اطاعۃ کی تحریک ہو) جو مین نے تمکو انعام مین دی تھی اور اس (بات) کو (یاد کرو) کہ مین نے تمکو (خاص خاص برتاؤ مین) تمام دنیا جہان والون پر فوقیت دی تھی (اور یہ ترجمہ بھی ہوسکتا ہے کہ مین نے تمکو ایک بڑے حصہ مخلوق پر فوقیت دی تھی (مثلاً اُس زمانہ کے لوگون پر) ف ان خاص برتاؤن کا بیان ایک آیت کے بعد سے شروع ہوا ہے اور زیادہ حصہ ان برتاؤن کا ان مخاطبین کے باپ دادا کے ساتھ ہوا ہے لیکن یقینی بات ہے کہ باپ کے ساتھ جو احسان کیا جاوے ایک گونہ انتفاع اُس سے اولاد کو ضرور ہوتا ہے چنانچہ مشاہد ہے اور اس آیت مین تو اطاعت نہ کرنے پر ترہیب یعنی دھمکی بتلاتے ہین وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۸﴾ (یعنے اور ڈرو تم ایسے دن سے کہ نہ تو کوئی شخص کسی شخص کی طرف سے کچھ مطالبہ ادا کرسکتا ہے اور نہ کسی شخص کی طرف سے کوئی سفارش قبول ہوسکتی ہے (جبکہ خود اس شخص مین ایمان نہو جسکی سفارش کرتا ہے) اور نہ کسی شخص کی طرف سے کوئی معاوضہ لیا جاسکتا ہے اور نہ اُن لوگون کی طرفداری چل سکیگی ف یہ دن قیامت کا ہوگا مطالبہ ادا کرنا یہ کہ مثلاً کسی کے ذمہ نماز روزہ کا مطالبہ ہو دوسرا کہدے کہ میرا نماز و روزہ لیکر اسکا حساب بے باق کردیا جاوے اور معاوضہ یہ کہ کچھ مال وغیرہ داخل کرکے بچالاوے سو دونون باتین نہ ہونگی اور بدون ایمان کے سفارش قبول نہ ہونے کو جو فرمایا ہے اور آیتون سے معلوم ہوا کہ اسکی صورت یہ ہوگی کہ ایسون کی خود سفارش ہی نہ ہوگی جو قبول کی گنجایش ہو اور طرفداری یہ کہ کوئی زوردار حمایت کرکے نکال لاوے مطلب یہ کہ دنیا مین جتنے طریقے مدد کرنے کے ہوتے ہین بدون ایمان کے کچھ نہ ہوگا اب یہان سے دور تک اُن مذکور خاص برتاؤن کا بیان چلا ہے معاملہ اول وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَ يَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ۭ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَاۗءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ﴿۴۹﴾

اللغات قال القفال الاصل فی جزی عند اہل اللغۃ قضی آہ واصل العدل من معادلۃ الشی تقول ما معل لفلان احدای لا اری لہ نظیرا ۱۲ کبیر السوم اصلہ من سام السلعۃ اذا طلبہا کانہ بمعنی یبغونکم السوء الخ ومعنی اشدہ ۱۲ من الکشاف البلاء اصلہ الاختبار وہو تارۃ تکون بالمسار لیشکروا وتارۃ بالمضار لیصبروا والمراد علی الاول النعمۃ وعلی الثانی المحنۃ ۱۲ روح المعانی
النحو قولہ شیئا مفعول بہ او مصدر ای قلیلا من الجزاء والعائد الی الموصوف محذوف ای فیہ ولا ہم ای دلت علیہ النفس المنکر من النفوس الکثیرۃ والتذکیر بمعنی العباد ۱۲ کشاف

البلاغۃ قولہ نفس الخ معنی التنکیر ان نفسا من الانفس لا تجزی عن نفس کافرۃ شیئا من الاشیاء وہو الاقناط الکلی ۱۲ قولہ یذبحون قدم الذبح لانہ اصعب الامور عند الناس وان کان ذلک الاستحیاء اعظم من القتل لدی الغیور روح المعانی ویذبحون بیان لقولہ یسومونکم ولذلک ترک العاطف ۱۲ کشاف قولہ بکم سببکم ۱۲ جلالین
الکلام استدل المعتزلۃ بقولہ تعالی لا تقبل منہا شفاعۃ علی نفی الشفاعۃ واجیب بان ہذا النفی فی حق الکفار خاصۃ کما اشرت الیہ فی الترجمۃ ۱۲

ملحقات الترجمة

سلہ قولہ خاص خاص
زاد من غلا برہم خصلہم فی القرب للقبول عند اللہ تعالی علی من ثبت فضلہ علیہم الرسل التی علی الانبیاء والامۃ المحمدیۃ لاحاجۃ الی ہذا القید فی الترجمۃ الثانیۃ لعدم لزوم المحذور علیہ وماخذہا التفسیر الکشاف المعتذر بانہم الغفیر من الناس یقال رایت عالما من الناس یراد الکثرۃ کقولہ تعالی بارکنا فیہا للعالمین

سلہ قولہ لیکن یقینی بات ہے
فاندفع الاشکال بانہم کیف خوطبوا بنعمۃ انعم بہا علی غیرہم ۱۲

وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنٰكُمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ○ وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰٓى اَرْبَعِيْنَ

اور جب شق کر دیا ہم نے تمہاری وجہ سے دریائے شور کو پھر ہم نے بچا لیا تم کو اور غرق کر دیا متعلقین فرعون کو اور تم معائنہ کر رہے تھے۔ اور جبکہ وعدہ کیا تھا ہم نے موسیٰ سے چالیس

لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ○

رات کا پھر تم لوگوں نے تجویز کر لیا گوسالہ کو موسیٰ کے بعد اور تم نے ظلم پر کمر باندھ رکھی تھی۔

اور (وہ زمانہ یاد کرو) جبکہ رہائی دی ہم نے تم (لوگوں کے آباء و اجداد) کو متعلقین فرعون سے جو فکر میں لگے رہتے تھے تمہاری سخت آزاری کے گلے کاٹتے تھے تمہاری اولاد ذکور کے اور زندہ چھوڑ دیتے تھے تمہاری عورتوں کو (یعنی لڑکیوں کو کہ زندہ رہ کر بڑی عورتیں ہو جائیں) اور اس (واقعہ) میں ایک امتحان تھا تمہارے پروردگار کی جانب سے بڑا بھاری ف کسی نے فرعون سے پیشین گوئی کر دی تھی کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا ایسا پیدا ہوگا جس کے ہاتھوں تیری سلطنت جاتی رہیگی اس لیئے اُس نے نوزائیدہ لڑکوں کو قتل کرنا شروع کر دیا اور چونکہ لڑکیوں سے کوئی اندیشہ نہ تھا اس لیئے اُن سے کچھ تعرض نہیں کیا دوسرے اپنا ایک مطلب بھی تھا کہ اُن سے ماماگری اور خدمتگاری کا کام لیتا تھا سو یہ عنایت بھی اپنے مطلب کے لیئے تھی اور مراد اس واقعہ سے یا تو یہ ذبح و قتل مذکور ہے مصیبت میں صبر کا امتحان ہوتا ہے اور یا رہائی دینا مراد ہے جو کہ ایک نعمت ہے نعمت میں شکر کا امتحان ہوتا ہے اور اس نجات دینے کی تفصیل آیندہ آیت میں ہے معاملہ دوم وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنٰكُمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ (۵۰) اور (وہ زمانہ یاد کرو) جبکہ شق کر دیا ہم نے تمہارے (رستہ دینے کے) وجہ سے دریائے شور کو پھر ہم نے (ڈوبنے سے) بچا لیا تم کو اور غرق کر دیا متعلقین فرعون کو (مع فرعون کے) اور تم (اُس کا) معائنہ کر رہے تھے ف یہ قصہ اُس وقت ہوا کہ موسےٰ علیہ السلام پیدا ہو کر پیغمبر ہو گئے اور مدتوں فرعون کو سمجھاتے رہے جب کسی طرح نہ مانا تو حکم ہوا کہ بنی اسرائیل کو خفیہ لے کر یہاں سے چلے جاؤ راستہ میں سمندر ملا اور اُسی وقت پیچھے سے فرعون مع لشکر آپہونچا حق تعالیٰ کے حکم سے دریا شق ہو گیا اور بنی اسرائیل کو راستہ مل گیا یہ تو پار ہو گئے فرعون کے پہونچنے تک دریا اسی طرح رہا وہ بھی تعاقب کی غرض سے اندر گھس گیا اُس وقت سب طرف سے پانی سمٹ کر دریا اپنے حال سابق پر ہو گیا اور فرعون اور فرعونی سب وہاں ہی ختم ہو گئے معاملہ سوم وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰٓى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ (۵۱) اور (وہ زمانہ یاد کرو) جبکہ وعدہ کیا تھا ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) سے (توریت دینے کا ایک مدت گذرنے پر جس میں دس رات کا اضافہ ہو کر) چالیس رات کا (زمانہ ہو گیا تھا) پھر تم لوگوں نے (پرستش کے لیئے) تجویز کر لیا گوسالہ کو موسیٰ (علیہ السلام) کے (جانے کے) بعد اور تم نے (اس تجویز میں صریح ظلم پر کمر باندھ رکھی تھی (کہ ایسی بیجا بات کے قائل ہو گئے تھے) ف یہ قصہ اسوقت ہوا جب فرعون کے غرق ہونے کے بعد بنی اسرائیل بقول بعض مصر میں واپس آ کر رہنے لگے یا بقول بعض کسی اور مقام پر ٹھہر گئے تو موسےٰ علیہ السلام سے عرض کیا کہ اب ہم بالکل مطمئن ہو گئے اگر کوئی شریعت ہمارے لیئے مقرر ہو تو اس کو اپنا دستور العمل بناویں موسےٰ علیہ السلام کی عرض پر حق تعالیٰ نے وعدہ فرمایا کہ تم کوہ طور پر آ کر ایک مہینہ ہماری عبادت میں مشغول رہو ایک کتاب تمکو دینگے آپ نے ایسا ہی کیا اور توریت مل گئی مگر دس روز اور عبادت میں مشغول رہنے کا اس لیئے حکم ہوا کہ موسےٰ علیہ السلام نے ایک ماہ روزے رکھنے کے بعد کہیں مسواک کر لی تھی اللہ تعالیٰ کو روزے دار کے مُنہ کا رائحہ جو کہ خلوے معدہ کی تبخیر سے پیدا ہو جاتا ہے پسند ہے اس لیئے موسےٰ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ دس روزے اور رکھیں تاکہ وہ رائحہ پھر پیدا ہو جاوے اُن کے واسطے یہی حکم شرعی تھا ہماری شریعت محمدیہ میں مسواک کی روزہ میں اجازت ہے اس طرح یہ چالیس روز ہو گئے موسیٰ علیہ السلام تو یہاں رہے اور وہاں سامری ایک شخص تھا اُس نے چاندی یا سونے کا ایک بچھڑے کا قالب بنا کر اُس کے اندر ایک مٹی جو حضرت جبرئیل علیہ السلام کے گھوڑے کے قدم کے نیچے سے اُٹھائی ہوئی اُس کے پاس تھی ڈال دی اُس میں جان پڑ گئی جہلائے بنی اسرائیل نے اس کی پرستش شروع کر دی۔

ملحقات الترجمة

لہ قولہ ایک مدت گذرنے پر لقوله تعالیٰ وواعدنا موسیٰ ثلثين ليلة واتممناها بعشر فهم مستفاد به اربعين ليلة ۔۔ لہ قولہ مصر میں اخ کذا في معالم التنزيل

لہ قولہ توریت ملگئی هكذا نقل المولوی محمد علی المرادآبادی فی کتابه لطف المبين عن نسخ التورة ايتاءها بعد شهر وعليه فلا يلزم الخلف فی وعد الثلثين لازالة موسیٰ الخلوف ۱۲

النحو بعده حتم العجل ای الها ۱۲ معالم

اختلاف القراءة

قرأ ابو عمرو واعدنا بغير الف ... لان المواعدة ... كقولهم عاقبت اللص ۱۲ معالم

الكلام

دل فلق البحر على صحة الخوارق من الانبياء عليهم السلام ولا حجة على امتناعها عند الملحد كما انكرها متفلسفوا زماننا تقليد الملاحدة الاورباويين ۱۲

ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○ وَاِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ○

پھر بھی ہم نے درگذر کیا تم سے اتنی بڑی بات ہوئے پیچھے اس توقع پر کہ تم احسان مانوگے۔ اور جب دی ہم نے موسیٰ کو کتاب اور فیصلہ کی چیز اس توقع پر کہ تم راہ پر چلتے رہو۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ

اور جب موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اپنی قوم سے کہ اے میری قوم بیشک تم نے اپنا بڑا نقصان کیا اپنے اس گوسالہ کی تجویز سے سو تم اب اپنے خالق کی طرف متوجہ ہو پھر بعض آدمی بعض آدمیوں کو قتل کرو

ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ ؕ فَتَابَ عَلَيْكُمْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ○ وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى

یہ تمہارے لیے بہتر ہوگا تمہارے خالق کے نزدیک پھر حق تعالیٰ تمہارے حال پر متوجہ ہوئے بیشک وہ تو ایسے ہی ہیں کہ توبہ قبول کر لیتے ہیں اور عنایت فرماتے ہیں اور جب تم لوگوں نے کہا کہ اے موسیٰ ہم ہرگز نہ

نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ○

ہم دیکھ لیں اللہ تعالیٰ کو علانیہ طور پر سو آپڑی تم پر کڑک بجلی اور تم آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔

معاملہ چہارم ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۵۲﴾ پھر بھی ہم نے (تمہاری توبہ کرنے پر) درگذر کیا تم سے اتنی بڑی بات ہوئے پیچھے اس توقع پر کہ تم احسان مانوگے **ف** اس توبہ کا بیان اس آیت سے تیسری آیت میں مذکور ہے اور اس توقع کا یہ مطلب نہیں کہ نعوذ باللہ خدا تعالیٰ کو شک تھا بلکہ مطلب یہ ہے کہ یہ درگذر کرنا ایسی چیز ہے کہ دیکھنے والوں کو مظنہ توقع شکرگذاری کا ہو سکتا ہے **معاملہ پنجم** وَاِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۵۳﴾ اور (وہ زمانہ یاد کرو) جب دی ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب (توریت) اور فیصلہ کی چیز اس توقع پر کہ تم راہ پر چلتے رہو **ف** فیصلہ کی چیز یا تو اُن احکام شرعیہ کو کہا جو توریت میں لکھے ہیں شرع سے تمام تر اعتقادی اور عملی اختلافات کا فیصلہ ہو جاتا ہے اور یا معجزوں کو کہا کہ اُن سے سچے جھوٹے دعوے کا فیصلہ ہوتا ہے یا خود توریت ہی کو کہہ دیا کہ اس میں کتاب ہونے کی بھی صفت ہے اور فیصل ہونے کی صفت بھی **معاملہ ششم** وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ ؕ فَتَابَ عَلَيْكُمْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۵۴﴾ اور (وہ زمانہ یاد کرو) جب موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اپنی قوم سے کہ اے میری قوم بیشک تم نے اپنا بڑا نقصان کیا اپنے اس گوسالہ (پرستی) کی تجویز سے سو تم اب اپنے خالق کی طرف متوجہ ہو پھر بعض آدمی (جنہوں نے گوسالہ پرستی نہیں کی) بعض آدمیوں کو (جنہوں نے گوسالہ پرستی کی) قتل کرو یہ (عملدرآمد) تمہارے لیے بہتر ہوگا تمہارے خالق کے نزدیک پھر (اس عملدرآمد کرنے سے) حق تعالیٰ تمہارے حال پر (اپنی عنایت سے) متوجہ ہوئے بیشک وہ تو ایسے ہی ہیں کہ توبہ قبول کر لیتے ہیں اور عنایت فرماتے ہیں **ف** یہ بیان ہے اُس طریق کا جو انکی توبہ کے لیے تجویز ہوا یعنی مجرم لوگ قتل کیے جاویں جیسا ہماری شریعت میں بعض گناہوں کی سزا باوجود توبہ کے بھی قتل و جان ستانی مقرر ہے مثلاً قتل عمد کے عوض میں قتل اور ثبوت زنا بالشہادۃ پر رجم کہ توبہ سے ساقط نہیں ہوتا چنانچہ ان لوگوں نے اسپر عمل کیا اس سے آخرت میں مورد رحمت و عنایت ہو گئے **معاملہ ہفتم** وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۵۵﴾ اور (وہ زمانہ یاد کرو) جب تم لوگوں نے (یوں) کہا کہ اے موسیٰ ہم ہرگز نہ مانیں گے

اللغات العفو الدرس المحو مدح المعانی البارئ ہو الذی خلق الخلق بریا من التفاوت فہو اخص من الخالق ۱۲ روح المعانی **البلاغۃ** ثم لتفاوت ما بین تعلیم القبیح و لطفہ تعالیٰ فی شانہم فلا یکون من بعد ذلک تکرارا و ذلک موضوع موضع ذلکم و الیثار ہا لکمال العنایۃ تمییزہ کانہ یجعل ظلمہم مشاہدا لہم و صیغۃ البعد مع قربہ لتعظیمہ ۱۲ روح المعانی لعل لانشاء توقع امر متردد بین الوقوع و عدمہ مع رجحان الاول و ذلک قد یعتبر تحققہ بالفعل اما من جہۃ المتکلم و ہو الشائع و اما من جہۃ المخاطب تنبیہا لہ منزلۃ المتکلم فی التلبس بالکلام فقد یعتبر تحققہ بالقوۃ بضرب من التجوز ایذانا بان ذلک الامر فی نفسہ مئنۃ للتوقع ۱۲ روح المعانی الکتاب و الفرقان یعنی الجامع بین کونہ کتابا منزلا و فرقانا یفرق بین الحق و الباطل یعنی التوراۃ کقولک رایت الغیث و اللیث ترید الرجل الجامع بین الجود و الجرءۃ ۱۲ کشاف قولہ فتوبوا الخ فان قلت ما الفرق بین الفاءات قلت الاولی للتسبیب لا غیر لان الظلم سبب التوبۃ و الثانیۃ للتعقیب لان المعنے فاعزموا علی التوبۃ فاقتلوا او یجوز ان یکون القتل تمام توبتہم فیکون المعنے فتوبوا فاتبعوا التوبۃ القتل تتمۃ لتوبتکم و الثالثۃ متعلق بمحذوف ای ففعلتم فتاب علیکم و فی ذکر الباری دون الخالق تقریع بما کان منہم من ترک عبادۃ الحکیم الذی براہم ابریاء من التفاوت الی عبادۃ البقر التی ہی مثل فی البلادۃ ۱۲ کشاف

الکلام استدل المعتزلۃ بوقوع الصاعقۃ علیہم علی استحالۃ رؤیۃ اللہ تعالیٰ و الا لما عوقبوا و الجواب انہم عوقبوا علی سوالہم او بہم ا لکون الرؤیۃ لا تحملہا القوی الدنیویۃ و لم یلزم منہ الاستحالۃ لا فی الدنیا و لا فی الآخرۃ کما اشرت الیہ فی ف بقولی چونکہ ۱۲

ملحقات الترجمۃ
لہ قولہ پھر بھی و قولہ اتنی بڑی بات ماخذہما فی روح المعانی فی تحقیق البلاغۃ ۱۲ منہ
قولہ راہ پر چلتے رہو مستفاد من صیغتہ الاستمرار التجدد ۱۲

ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○ وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ

پھر ہمنے تمکو زندہ کر اُٹھایا تمہارے مرجانے کے بعد اس توقع پر کہ تم احسان مانو گے اور سایہ فگن کیا ہم نے تمپر ابر کو اور پہونچایا ہم نے تمہارے پاس ترنجبین اور بٹیرین۔ کھاؤ نفیس چیزون سے

مَا رَزَقْنٰكُمْ ؕ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ○ وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ

جو کہ ہمنے تمکو دی ہین اور اُنہون نے ہمارا کوئی نقصان نہین کیا لیکن اپنا ہی نقصان کرتے تھے اور جب ہمنے حکم کیا کہ تم لوگ اس آبادی کے اندر داخل ہو پھر کھاؤ اُس سے جس جگہ تم رغبت کرو

رَغَدًا وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ ؕ وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ○

بے تکلفی سے اور دروازے مین داخل ہونا جھکے جھکے اور کہتے جانا کہ توبہ ہے ہم معاف کر دینگے تمہاری خطائین اور ابھی ابھی مزید بران اور دینگے دل سے نیک کام کرنیوالون کو۔

تمہارے کہنے سے (کہ یہ کلام اللہ تعالیٰ کا ہے) یہان تک کہ ہم (خود) دیکھ لین اللہ تعالیٰ کو علانیہ طور پر سو (اس گستاخی پر) آپڑی تمپر کڑک بجلی اور تم (اسکا آنا) آنکھون سے دیکھ رہے تھے ف یہ قصہ اس طرح ہوا تھا کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور سے توریت لاکر پیش کی کہ یہ کتاب ہے اللہ تعالیٰ کی تو بعض گستاخون نے کہا کہ اللہ تعالیٰ خود ہم سے کہدین کہ یہ ہماری کتاب ہے تو بیشک ہمکو یقین آجاوے موسیٰ علیہ السلام نے باذن الٰہی فرمایا کہ چلو کوہ طور پر یہ بات بھی ہو جاویگی بنی اسرائیل نے ستر آدمی اس کام کے لیے منتخب کر کے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کوہ طور پر روانہ کیے وہان پہونچنے پر اللہ تعالیٰ کا کلام اُن لوگون نے خود سنا تو اُسوقت اور رنگ لائے کہ ہمکو تو کلام سُننے سے قناعت نہین ہوتی خدا جانے کون بول رہا ہوگا اگر خدا کو دیکھ لین تو بیشک مان لین چونکہ دنیا مین کوئی شخص اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کی قوت نہین رکھتا اسلیے اس گستاخی پر ان پر بجلی آپڑی اور سب ہلاک ہو گئے جیسا آیت آیندہ مین ہے معاملہ ۵۶ ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۵۶﴾ پھر ہمنے (موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے) تمکو زندہ کر اُٹھایا تمہارے مرجانیکے بعد اس توقع پر کہ تم احسان مانو گے ف لفظ موت سے ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ اس بجلی سے مر گئے تھے اور اسکا یہ قصہ ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ بنی اسرائیل یون ہی بدگمان رہتے ہین یون سمجھینگے کہ کہین یجاکر غصہ مین خود مین نے کسی تدبیر سے انکا کام تمام کرادیا ہوگا مجکو اس تہمت سے محفوظ رکھیے اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے ان لوگون کو پھر زندہ کر دیا معاملہ ۵۷ وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ؕ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ؕ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۵۷﴾ اور سایہ فگن کیا ہمنے تمپر ابر کو (میدان تیہ مین) اور (خزانہ غیب سے) پہونچایا ہمنے تمہارے پاس ترنجبین اور بٹیرین (اور تمکو اجازت دی کہ) کھاؤ نفیس چیزون سے جو کچھ ہمنے تمکو دی ہین (مگر وہ لوگ اسمین بھی خلاف بات کر بیٹھے تھے) اور (اس سے) انہون نے ہمارا کوئی نقصان نہین کیا لیکن اپنا ہی نقصان کرتے تھے ف یہ دونون قصے وادی تیہ مین ہوئے ہین وادی تیہ کی حقیقت یہ ہے کہ بنی اسرائیل کا اصلی وطن ملک شام ہے حضرت یوسف علیہ السلام کے وقت مین مصر آئے تھے اور یہان ہی رہ پڑے اور ملک شام پر ایک قوم تھی عمالقہ انکا تسلط ہو گیا جب فرعون غرق ہو چکا اور یہ لوگ مطمئن ہو گئے تو اللہ تعالیٰ کا انکو حکم ہوا کہ عمالقہ سے جہاد کرو اور اپنی اصلی جگہ کو انکے قبضہ سے چھڑا لو بنی اسرائیل مصر سے اس ارادہ سے چلے اُن حدود مین پہونچکر عمالقہ کے زور و قوت کو تحقیق کر کے ہمت ہار بیٹھے اور جہاد سے صاف انکار کر دیا اللہ تعالیٰ نے اسکی یہ سزا دی کہ چالیس برس تک ایک میدان مین سرگردان پریشان پھرتے رہے گھر بھی پہونچنا نصیب نہوا تیہ کے معنے ہین سرگردانی اُس میدان کو وادی تیہ کہتے ہین وہ کھلا میدان تھا نہ عمارت نہ مکان بنی اسرائیل نے دھوپ کی شکایت کی تو اللہ تعالیٰ نے ایک سفید رقیق ابر کا سایہ کر دیا اور بھوک کا تقاضا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے درختون پر ترنجبین جو ایک شیرین چیز ہے بکثرت پیدا کر دی یہ لوگ اسکو جمع کر لیتے اور بٹیرین اُنکے پاس جمع ہو جاتین اور ان سے بھاگتی نہ تھین یہ انکو پکڑ لیتے اور دونون لطیف چیزون سے پیٹ بھر لیتے چونکہ ترنجبین کی کثرت معمول سے زاید تھی اور بٹیرون کا وحشت نہ کرنا یہ بھی معمول کے خلاف ہے لہٰذا اس حیثیت سے دونون چیزین خزانہ غیب سے قرار دی گئین اور ان لوگون کو یہ بھی حکم ہوا تھا کہ بقدر خرچ لے لیا کرین آیندہ کے لیے جمع کر کے نہ رکھین مگر ان لوگون نے حرص کے مارے اسمین بھی خلاف کیا تو رکھا ہوا گوشت سڑنا شروع ہوا اسی کو فرمایا ہے کہ اپنا ہی نقصان کرتے تھے معاملہ ۵۸ وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ ؕ وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۸﴾ اور (وہ زمانہ یاد کرو) جب ہم نے حکم کیا کہ تم لوگ اس آبادی کے اندر داخل ہو پھر کھاؤ اُس (کی چیزون مین) سے

ملحقات الترجمة

لہ قولہ آپڑی ماخذہ ما فی سعح المعانی السکوت علیکم واحاطت بکم ۱۲

سہ قولہ خزانہ غیب سے کان من اصل النزال نقل نسخہ من الاعلی الی الاسفل کما فی البیضاوی توجیہ بہ ما قال المن فی حدوثہ بکثرۃ والسلوی فی عدم توحشہ اخران خارقان للعادۃ و الخوارق منتسب الی عالم الغیب الذی ہو اعلی حسا و معنی کما اشیر الیہ فی ف ۱۲

اللغة حطة فعلة من الحط کالجلسة وہی خبر مبتدأ محذوف ای مسئلتنا حطة ہو والاصل النصب و انما رفعت لتعطی معنی الثبات ۱۲ | اختلاف القراءة قولہ نغفر لکم وفی قراءۃ بالیاء و بالتاء مبنیا للمفعول فیہا فالخطایا نائب الفاعل ۱۲

فَبَدَّلَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَیْرَ الَّذِیْ قِیْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا

سو بدل ڈالا ان ظالموں نے ایک اور کلمہ جو خلاف تھا اس کلمہ کے جس کی ان سے فرمایش کی گئی تھی اس پر ہم نے نازل کی ان ظالموں پر ایک آفت سماوی [illegible]

یَفْسُقُوْنَ ۞ وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَیْنًا قَدْ

عدول حکمی کرتے تھے اور جب موسیٰ نے پانی کی دعا مانگی اپنی قوم کے واسطے اس پر ہم نے حکم دیا کہ اپنے اس عصا کو فلاں پتھر پر مارو [illegible] اس سے پھوٹ نکلے بارہ چشمے

عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ ۞

معلوم کر لیا ہر شخص نے اپنا پانی پینے کا موقع کھاؤ اور پیو اللہ تعالیٰ کے رزق سے اور حد سے مت نکلو [illegible]

جس جگہ تم رغبت کرو بے تکلفی سے اور یہ بھی حکم دیا کہ جب اندر جانے لگو تو [illegible] میں داخل ہونا [illegible] جھکے جھکے اور زبان سے یہ کہتے جانا کہ توبہ ہے توبہ ہے ہم معاف کر دینگے تمہاری پچھلی خطائیں توبہ کی [illegible] اور دیتے دل سے نیک کام کرنے والوں کو **ف** بقول شاہ عبد القادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ یہ قصہ بھی زمانہ وادی تیہ کا ہے کہ جب من و سلویٰ کھاتے کھاتے اکتا گئے اور اپنے معمولی کھانوں کی درخواست کی جیسا اس آیت سے چوتھی آیت میں آویگا تو ان کو حکم ہوا تھا ایک شہر میں جانے کا کہ وہاں وہ معمولی چیزیں کھانے پینے کی ملیں گی سو یہ حکم اس شہر کے اندر جانے کے متعلق ہوا ہے قولی اور فعلی ادب داخل ہونے کا تعلیم کیا گیا اور اندر جا کر کھانے پینے میں توسیع کی گئی اس قول پر بہت سے بہت یہ کہنا پڑیگا کہ آگے کا قصہ پیچھے اور پیچھے کا قصہ آگے بیان ہوا سو اس میں اشکال اس وقت ہوتا جب قرآن مجید میں خود قصوں کا بیان کرنا مقصود اصلی ہوتا اور سب کا نظر نتائج پر ہے تو اگر ایک قصہ کے اجزا میں ہر ایک جزو کا جدا نتیجہ ہو اور ان نتائج نے کسی اثر کا اعتبار کر کے جزو مقدم کو متاخر اور جزو متاخر کو متقدم کر دیا جاوے تو اس میں کوئی مخالفت و اشکال نہیں اور دوسرے مفسرین نے اس حکم کو شہر کے متعلق سمجھا ہے جس پر جہاد کرنے کا حکم ہوا تھا اور بعد مدت تیہ کے پھر اس پر جہاد ہوا اور وہ فتح ہوا اس وقت یوشع علیہ السلام نبی تھے بکہ ان کی معرفت اس شہر کے بارہ میں ہوا تھا اور قول اول پر پچھلی خطاؤں میں وہ درخواست بھی داخل کر لینا مناسب ہے جو کہ من و سلویٰ چھوڑ کر معمولی کھانوں کے متعلق کی گئی تھی مطلب یہ ہوگا کہ یہ درخواست تھی تو گستاخی لیکن خیر اگر اس ادب اور حکم کو بجا لاؤ گے تو اس کو معاف کر دینگے اور ہر قول پر یہ معافی توبہ کہنے والوں کے لیے عام ہوگی اور جو اخلاص سے اعمال صالحہ کرینگے ان کا انعام اس کے علاوہ ہے **معاملہ یازدہم** فَبَدَّلَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَیْرَ الَّذِیْ قِیْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا یَفْسُقُوْنَ (۵۹) سو بدل ڈالا ان ظالموں نے ایک اور کلمہ جو خلاف تھا اس کلمہ کے جس کی ان سے فرمایش کی گئی تھی اس پر ہم نے نازل کی ان ظالموں پر ایک آفت سماوی اس وجہ سے کہ وہ عدول حکمی کرتے تھے **ف** یہ تتمہ ہے آیت سابقہ کا اور وہ کلمہ خلاف یہ تھا کہ حطۃ یعنی توبہ کی جگہ بطور تمسخر حبۃ فی شعرۃ یعنی غلہ درمیان جو کے کہنا شروع کیا اور وہ آفت سماوی طاعون تھا جو بروی احادیث بے حکمون کے لیے عذاب اور حکم برداروں کے لیے رحمت ہے اس شرارت پر ان میں طاعون پھوٹ پڑا اور بہت آدمی فنا ہو گئے **معاملہ دوازدہم** وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَیْنًا قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ (۶۰) اور (وہ زمانہ یاد کرو) جب (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) نے پانی کی دعا مانگی اپنی قوم کے واسطے اس پر ہم نے (موسیٰ علیہ السلام کو) حکم دیا کہ اپنی اس عصا کو فلاں پتھر پر مارو (اس سے پانی نکل آویگا) بس (مارنے کی دیر تھی) فوراً اس سے پھوٹ نکلے بارہ چشمے

اللغات الرجز فی الاصل ما یعاف عنه وکذلک الرجس [illegible] بیضاوی والمراد به العذاب والمراد به الطاعون [illegible] السعاثی لعثی الاعتداء وقد یغلب فیما یدرک بالحس [illegible] حاشیہ بیضاوی [illegible] البیضاوی وروح المعانی وقال ان الحال علی هذا غیر مؤکدة قلت بل احتراز عما لیس بافساد کمقابلة الظالم المعتدی بفعله ۱۲

البلاغة وفی تکریر الذین ظلموا زیادة فی تقبیح امرهم وایذان بان انزال الرجز علیهم لظلمهم ۱۲ کشاف وفیه [illegible] حیث وضع الظاهر موضع المضمر ۱۲ انتصاف حاشیة الکشاف فانفجرت الفاء متعلقة

بمحذوف ای فضرب فانفجرت او فان ضربت فقد انفجرت دعی علی هذا فاء فصیحة لا تقع الا فی کلام بلیغ ۱۲ کشاف

الروایات

روی الترمذی عن ابی هریرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم دخلوا [illegible] علی اوراکهم وقالوا حبة فی شعیرة ۱۲

ملحقات الترجمہ

۵ قولہ بے تکلفی سے [illegible] المسود [illegible] علی المصدر او الحالیة [illegible]

ف قولہ جھکے جھکے [illegible] ای قلیلین [illegible] متعاملین بخشتین [illegible]

۵ قولہ اول [illegible]

[illegible] ان [illegible] تعالیٰ کانک [illegible]

۵ قولہ [illegible] ظالموں پر [illegible] الموصول علی [illegible]

۵ قولہ [illegible] اسبه یهان هذه الکلمة فی لساننا [illegible] التعقیب [illegible]

قولہ عصا کو فلاں پتھر پر [illegible]

۵ قولہ [illegible] للتعقیب [illegible]

وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ مِنْۢ بَقْلِهَا وَقِثَّآئِهَا

اور جب تم لوگوں نے کہا کہ اے موسیٰ ہم ایک ہی قسم کے کھانے پر کبھی نہ رہیں گے آپ ہمارے واسطے اپنے پروردگار سے دعا کریں کہ وہ ہمارے لیے ایسی چیزیں پیدا کریں کہ جو زمین میں اگا کرتی ہیں ساگ ککڑی

وَفُوْمِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا ؕ قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِيْ هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ ؕ اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ

گیہوں مسور پیاز آپنے فرمایا کیا تم عوض میں لینا چاہتے ہو ادنیٰ درجہ کی چیزوں کو ایسی چیز کے مقابلہ میں جو اعلیٰ درجہ کی ہو کسی شہر میں اترو البتہ تم کو وہ چیزیں ملیں گی

مَّا سَاَلْتُمْ ؕ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ ۗ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ

جنکی تم درخواست کرتے ہو اور جم گئی ان پر ذلت اور پستی اور مستحق ہوگئے غضب الٰہی کے یہ اسوجہ سے کہ وہ لوگ منکر ہو جاتے تھے احکام الٰہیہ کے

وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۠

اور قتل کر دیا کرتے تھے پیغمبروں کو ناحق۔ اور یہ اسوجہ سے کہ ان لوگوں نے اطاعت نہ کی اور دائرہ سے نکل نکل جاتے تھے

ع ۲

(او بارہ ہی خاندان تھے بنی اسرائیل کے چنانچہ معلوم کرلیا ہر شخص نے اپنے پانی پینے کا موقع (اور ہمنے یہ نصیحت کی کہ کھانے کو) کھاؤ اور (پینے کو) پیو اللہ تعالیٰ کے رزق سے اور حد اعتدال سے مت نکلو فساد (وفتنہ) کرتے ہوئے سرزمین میں **ف** یہ قصہ بھی وادی تیہ میں ہوا وہاں پیاس لگی تو پانی مانگا موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی تو ایک خاص پتھر سے صرف عصا کے مارنے سے بارہ چشمے بقدرت خداوندی نکل آئے اور بارہ خاندان اسطرح تھے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ فرزند تھے ایک ایک کی اولاد ایک ایک خاندان تہا اور انکو انتظامی معاملات میں علیحدہ علیحدہ ہی رکھا جاتا تہا اور سبکے افسر بھی جدا جدا تھے اسلیے چشمے بھی بارہ نکلے اور کھانے سے مراد من وسلویٰ کا کھانا ہے اور پینے سے یہی پانی پینا ہے اور فساد وفتنہ فرمایا نافرمانی اور ترک احکام کو **فائدہ** قاضی بیضاوی فرماتے ہیں کہ ایسے خوارق کا انکار کرنا بڑی غلطی ہے جب بعضے پتھروں میں خلاف قیاس وبعید العقل اللہ تعالیٰ نے یہ تاثیر رکھی ہے کہ لوہے کو جذب کرتا ہے تو اگر اس پتھر میں یہ تاثیر پیدا کردی ہو کہ اجزاء زمین سے پانی کو جذب کرلے اور اس سے پانی بہنے لگے تو کیا محال ہے بہمارے زمانہ کے عقلاء کو اس تقریر سے منتفع ہونا چاہیے اور یہ نظیر بھی محض سطحی نظر والوں کے لیے ہے ورنہ خود اگر اس پتھر کے اجزا ہی میں [illegible] **معاملہ** [illegible] وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ مِنْۢ بَقْلِهَا وَقِثَّآئِهَا وَفُوْمِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا ؕ قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِيْ هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ ؕ اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ ؕ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ ۗ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ (۶۱)

اور (وہ زمانہ یاد کرو) جب تم لوگوں نے یوں کہا کہ اے موسیٰ ہم ایک ہی قسم کے کھانے پر نہیں (یعنی من وسلویٰ پر) آپ ہمارے واسطے اپنے پروردگار سے دعا کریں کہ وہ ہمارے لیے ایسی چیزیں پیدا کریں جو زمین میں اگا کرتی ہیں ساگ [illegible] آپنے فرمایا کیا تم عوض میں لینا چاہتے ہو ادنیٰ درجہ کی چیزوں کو ایسی چیز کے مقابلہ میں جو اعلیٰ درجہ کی ہے (اچھا اگر یہیں مانتے تو کسی شہر میں رہا کرو) اتر (وہاں) البتہ تمکو وہ چیزیں ملیں گی جنکی تم درخواست کرتے ہو اور (ایسی ایسی گستاخیوں سے ایک زمانہ میں جاکر نقش کی طرح) جم گئی ان پر ذلت (کہ دوسروں کی نگاہ میں قدر نہ رہی) اور پستی (کہ خود ان کی طبائع میں اولوالعزمی نہ رہی) اور مستحق ہوگئے غضب الٰہی کے (اور) یہ (ذلت وغضب) اس وجہ سے (ہوا) کہ وہ لوگ منکر ہو جاتے تھے احکام الٰہیہ کے اور قتل کردیا کرتے تھے پیغمبروں کو (کہ وہ قتل خود ان کے نزدیک بھی) ناحق (ہوتا تھا) اور (نیز) یہ (ذلت وغضب) اسوجہ سے (ہوا) کہ ان لوگوں نے اطاعت نہ کی اور (دائرہ اطاعت) سے نکل نکل جاتے تھے **ف** یہ قصہ بھی وادی تیہ کا ہے من وسلویٰ سے اکتا کر ان ترکاریوں اور غلوں کی درخواست کی اس میدان کے داخل حدود میں کوئی شہر آباد تہا وہاں جاکر رہنے کا حکم ہوا کہ بوجہ تو کماؤ کھاؤ اور منجملہ ذلت ومسکنت کے یہ بھی ہے کہ یہودیوں سے سلطنت

ملحقات الترجمہ

۱۵ قولہ داخل حدود [illegible] الکشاف [illegible] التیہ [illegible]

اللغات

ضربت [illegible] العقوبة [illegible] بالمسکنة [illegible] الحقائق [illegible] ذاکان حقیقتاً [illegible] البیضاوی۔

البلاغة قولہ ضربت علیہم ہہنا استعارة تبعیة تصریحیة فی ضربت شبہ الزوم الذلة [illegible] علی الدرہم وقیل استعارة مکنیة تشبیہ الذلة بالقبة [illegible] فی اللزوم واثبات الضرب تخییل [illegible] قولہ اہبطوا الہبوط یستعمل فی الانتقال من حد الی ما دونہ کما فی الروح تحت قولہ تعالیٰ اخرج منہا [illegible]

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالنَّصَارَىٰ وَالصَّابِئِينَ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا

یہ تحقیقی بات ہے کہ مسلمان اور یہودی اور نصاری اور فرقہ صابئین جو شخص یقین رکھتا ہو اللہ تعالی پر اور روز قیامت پر اور کارگذاری اچھی کرے

فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

ایسوں کے لیے ان کا حق الخدمت بھی ہے اُنکے پروردگار کے پاس اور کسی طرح کا اندیشہ بھی نہیں اُنپر اور نہ وہ مغموم ہونگے۔

قرب قیامت تک کے لیے چھین لی گئی البتہ بالکل قیامت کے قریب محض لٹیروں کا سا بے ضابطہ تھوڑا زور و شور دجال یہودی کا کل چالیس دن کے لیے ہوجاویگا اسکو کوئی عاقل سلطنت نہیں کہہ سکتا اور اُن سے یہ امر موسیٰ علیہ السلام کی معرفت جتلا دیا گیا تھا کہ اگر بے حکمی کروگے تو ہمیشہ دوسری قوموں کے محکوم رہوگے جیسا سورۂ اعراف میں مذکور ہے واذ تاذن ربك ليبعثن عليهم الى يوم القيمة من يسومهم سوء العذاب الآیۃ اور بہت سے پیغمبر مختلف اوقات میں یہودیوں کے ہاتھ سے قتل ہوئے جسکو وہ لوگ بھی دل میں سمجھتے تھے کہ ہمارا یہ فعل ناحق ہے لیکن عناد اور ضد نے اندھا بنا رکھا تھا اور انتزاع سلطنت یہود کے متعلق ایک شبہ کا جواب سورۂ آل عمران کی آیت اذ قال اللہ یعیسی انی متوفیك کے تحت میں مذکور ہے وہاں ملاحظہ کرلیا جاوے **ربط** اس مقام میں یہود کی شرارتوں کا حال معلوم کرکے سامعین کو یا خود کسی یہودی کو خیال گذر سکتا ہے کہ اب تو شاید اگر معذرت کرکے ایمان بھی لانا چاہیں تو حق تعالی کے نزدیک خالبا قبول نہو اس خیال کے دفع کے لیے آیت آیندہ میں اسکے متعلق ایک قانون کلی ارشاد فرماتے ہیں **قانون** إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالنَّصَارَىٰ وَالصَّابِئِينَ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿۶۲﴾ یہ تحقیقی بات ہے کہ مسلمان اور یہودی اور نصاریٰ اور فرقہ صابئین (ان سب میں) جو شخص یقین رکھتا ہو اللہ تعالی (کی ذات و صفات) پر اور روز قیامت پر اور کارگذاری اچھی کرے (موافق قانون شریعت کے) ایسوں کے لیے انکا حق الخدمت بھی ہے انکے پروردگار کے پاس (پہونچکر) اور (وہاں جاکر) کسی طرح کا اندیشہ بھی نہیں اُن پر اور نہ وہ مغموم ہونگے **ف** حاصل قانون کا ظاہر ہے کہ ہمارے دربار میں کسی کی تخصیص نہیں جو شخص پوری اطاعت اعتقاد اور اعمال میں اختیار کریگا خواہ وہ پہلے سے کیسا ہی ہو ہمارے یہاں مقبول اور اسکی خدمت مشکور ہے اور ظاہر ہے کہ بعد نزول قرآن کے پوری اطاعت محمدی یعنی مسلمان ہونے میں منحصر ہے تو مطلب یہ ہوا کہ جو مسلمان ہوجاویگا مستحق اجر و نجات اخروی ہوگا اسمیں اُس خیال کا جواب ہوگیا یعنی ان شرارتوں کے بعد بھی اگر مسلمان ہوجاویں ہم سب معاف کردینگے اور صابئین ایک فرقہ تھا اسکے معتقدات و طرز عمل کے باب میں اسقدر کہ کسی کو پورا پتہ نہیں لگا مختلف اقوال ہیں واللہ اعلم اور اس قانون میں مسلمانوں کے ذکر کی ظاہر میں ضرورت نہیں کیونکہ وہ تو مسلمان ہیں ہی لیکن اس کلام میں ایک خاص بلاغت اور مضمون میں ایک خاص وقعت پیدا ہوگئی اسکی ایسی مثال ہے کہ کوئی حاکم یا بادشاہ کسی ایسے ہی موقع پر یوں کہے کہ ہمارا قانون عام ہے خواہ کوئی موافق ہو یا مخالف جو شخص اطاعت کریگا وہ مورد عنایت ہوگا اب ظاہر ہے کہ موافق تو اطاعت کر ہی رہا ہے سنانا ہے اصل میں مخالف کو لیکن اس میں نکتہ یہ ہوتا ہے کہ ہمکو جو موافقین پر عنایت ہے سو اسکی علت اُن سے کوئی ذاتی خصوصیت نہیں بلکہ انکی صفت موافقت مدار ہے ہماری عنایت کا سو مخالف بھی اگر اختیار کرے وہ بھی اس موافق کے برابر ہو جاویگا اسلیے مخالف کے ساتھ موافق کو بھی ذکر کردیا گیا اور ہمارے ترجمہ میں اس قید سے کہ (وہاں جاکر) یہ شبہ بھی دفع ہوگیا کہ مقبول بندے تو اکثر خائف اور حزین رہا کرتے ہیں وجہ دفع کی ظاہر ہے کہ یہ خوف اور حزن نہ ہونا قیامت کے دن بوجہ بشارت ملائکہ کے ہوگا جیسا سورۂ انبیا میں ارشاد ہے لا يحزنهم الفزع الاكبر وتتلقهم الملئكة سو اگر قبل بشارت کسی وقت کچھ خوف وغیرہ قیامت میں بھی ہوجاوے تو اشکال لازم نہیں آتا اور اس آیت کے ربط اور مضمون کی ایک اور تقریر بھی ہوسکتی ہے اسکا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن مجید میں معمول ہے کہ کفار کے ذکر کے ساتھ تتمیم مضمون اور تسلی مومنین کے لیے اہل ایمان کا بھی ذکر کیا جاتا ہے اسلیے بعد ذکر کفار مذکورین کے اہل ایمان کا بیان ہوتا ہے کہ ان مختلف فرقوں میں اپنی اپنی شریعت کے زمانے میں جو شخص دین حق پر علما و عملا قائم تھا وہ ماجور اور ناجی ہوگا باقی اب شریعت محمدیہ سے اور سب منسوخ ہوگئے اب بعد بیان قانون یا تتمیم مضمون پھر بنی اسرائیل کے معاملات کا بقیہ مذکور ہوتا ہے۔

اللغات الصابئين طائفة من اليهود او النصارى ۱۲ جلالين قوم بين النصارى والمجوس وقيل هم عبدة الملائكة وقيل عبدة الكواكب ۱۲ بيضاوى۔ ومنهم عبدة الاصنام ۱۲ روح المعانى وتهوان كان عربيا فمن صبا اذا خرج وقرء نافع بالياء اما لانه خفف الهمزة او لانه من صبا اذا مال لانهم مالوا من سائر الاديان الى دينهم ۱۲ بيضاوى

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ○

اور جب ہم نے تم سے قول و قرار لیا اور ہم نے طور کو تمہارے اوپر لا کھڑا کیا کہ قبول کرو جو کتاب ہم نے تمکو دی ہے مضبوطی کے ساتھ اور یاد رکھو جو احکام اس میں ہیں جس سے توقع ہے کہ تم متقی بن جاؤ

ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَكُنْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ○ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ

پھر تم اس کے بعد بھی پھر گئے سو اگر تم لوگون پر خدا تعالیٰ کا فضل اور رحم نہ ہوتا تو ضرور تم تباہ ہو جاتے اور تم جانتے ہی ہو اُن لوگون کا حال

اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ ○ فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا

جنہون نے تم مین سے تجاوز کیا تھا ہفتہ کے روز کے بارہ میں سو ہم نے انکو کہدیا کہ تم بندر ذلیل بن جاؤ پھر ہم نے اس کو ایک عبرت بنا دیا اُن لوگون کے لیے بھی جو اُس قوم کے معاصر تھے اور اُن لوگون کے لیے بھی

خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ○

جو مابعد زمانہ میں آتے رہے اور موجب نصیحت ڈرنے والون کے لیے

معاملہ چہاردہم وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (۶۳) اور وہ زمانہ یاد کرو جب ہم نے تم سے قول و قرار لیا کہ توراۃ پر عمل کرینگے اور (اس قول و قرار لینے کے لیے) ہمنے طور پہاڑ کو اٹھا کر تمہارے اوپر محاذات مین معلق کر دیا اور اسوقت کہا کہ (جلدی) قبول کرو جو کتاب ہمنے تمکو دی ہے (یعنی توراۃ) مضبوطی کے ساتھ اور یاد رکھو جو (احکام) اُس (کتاب) مین ہین جس سے توقع ہے کہ تم متقی بن جاؤ **ف** جب موسیٰ علیہ السلام کو طور پر کتاب توریت عطا ہوئی اور آپنے واپس تشریف لاکر قوم کو دکھلائی سنائی تو اسمین ذرا احکام شدید تھے اور اُن لوگون کی حالت کے مناسب ہی تھے ایسے ہی احکام تو اول تو یہی کہا تہا کہ ہمسے خود اللہ تعالیٰ کہدین کہ یہ میری کتاب ہے تب مانین گے جسکا قصہ اوپر بیب ہی گذرا ہے کہ اس کام کے لیے ستر آدمی منتخب کیے گئے غرض اُن ستر آدمیون نے جب شہادۃ دی گو اس شہادت مین اتنی آمیزش بھی کر دی کہ اللہ تعالیٰ نے اخیر مین یہ بھی فرما دیا تھا کہ تمسے جسقدر عمل ہو سکے کرنا جو نہ ہو سکے معاف ہے تو کچھ تو جبلی شرارت کچھ احکام کی مشقت کچھ اس آمیزش سے ایک حیلہ ملا غرض صاف کہدیا کہ ہمسے تو اس کتاب پر عمل نہیں ہوتا حق تعالیٰ نے فرشتہ کو حکم دیا کہ طور پہاڑ کا ایک بڑا ٹکڑا اٹھا کر اُن کی سرون پر معلق کر دیا کہ یا تو مانو ورنہ یہی گرا آخر چار و ناچار ماننا پڑا اور یہان کسیکو یہ شبہ نہ ہو کہ دین مین تو اکراہ نہیں یہان اکراہ کیسے کیا گیا جواب نہایت واضح ہے کہ دین مین اکراہ نہونیکے معنی تو یہ ہین کہ ہندار قبول دین مین اکراہ نہیں یعنی عام کافرون پر یہ اکراہ نہ کرینگے کہ تو مسلمان ہو ورنہ تجکو مار ڈالینگے اسی لیے جہاد مین ایک جزو جزیہ بھی ہے کہ اسکے قبول کرنے سے بھی جہاد ترک کیا جاتا ہے جس سے معلوم ہوا کہ مقصود بالجہاد قبول اسلام نہیں بلکہ ایک امر مشترک بین الاسلام والجزیہ ہے اور وہ اطاعت قانون عدل شرعی ہے جو مومنین اور کفار سب کے حق مین عام ہے اور اس مقام میں یہ لوگ پہلے بطوع و رغبت ایمان لا چکے تھے ایسے شخص کو بقاء علی الایمان اور بجا آوری احکام پر ضرور مجبور کیا جاویگا جسکی نفی پر کوئی دلیل نقلی یا عقلی قائم نہیں **معاملہ پانزدہم** ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَكُنْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ (۶۴) پھر تم اس قول و قرار کے بعد بھی (اُس سے) پھر گئے سو اگر تم لوگون پر خدا تعالیٰ کا فضل اور رحم نہ ہوتا تو (اس عہد شکنی کا مقتضا تو یہ تھا کہ) ضرور تم (فوراً) تباہ (اور ہلاک) ہو جاتے **ف** مگر ہماری عنایت و رحمت عامہ ہے کہ حیات مستعار کے ختم ہونے تک مہلت دے رکھی ہے لیکن کب تک آخر بعد مرگ وبال اعمال مین مبتلا ہو گے اور یہ رحمت الٰہیہ عامہ دنیا مین مومن کافر سب پر ہے جسکا اثر عافیت و راحت دنیوی ہے اور آخرت مین رحمت خاصہ کا ظہور ہوگا جسکا اثر نجات و قرب ہے (اور ظاہراً مخاطب اس آیت کے اخیر جزو کے وہ یہودی ہین جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین موجود تھے چونکہ حضور پر ایمان نہ لانا بھی منجملہ عہد شکنی ہے اسلیے انکو بھی عہد شکنون مین داخل کر کے امتناناً فرمایا گیا کہ اسپر بھی ہم نے تمپر دنیا مین کوئی ایسا عذاب نازل نہیں کیا جیسا پہلے بے ایمانون پر ہوتا رہا ہے یہ محض خدا کی رحمت ہے اور چونکہ اب ایسے عذابون کا نہ آنا برو‌ئے احادیث برکت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس لیے بعض مفسرین نے فضل و رحمت کی تفسیر بعثت محمدیہ سے کر دی ہے اور اس مضمون کی تائید کے لیے اگلے بے ایمانون کا ایک واقعہ بطور نظیر کے آیت آیندہ مین پیش کیا جاتا ہے کہ اس کو مستبعد نہ سمجھین ایسا ہو چکا ہے اور تمکو بھی خبر ہے **معاملہ شانزدہم** وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ (۶۵) فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ (۶۶) اور تم جانتے ہی ہو ان لوگونکا حال

ملحقات الترجمة
لہ قولہ نہ ف عام کافرون پر یعنی کفار ... العرب علی مذہب ابی حنیفۃ ... الاسلام ... دلیل ... بعض ... ملائکہ ... فاخذ ...

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖٓ اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً ؕ قَالُوْٓا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ؕ قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ

اور جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا کہ حق تعالیٰ تمکو حکم دیتے ہین کہ تم ایک بیل ذبح کرو وہ لوگ کہنے لگے کہ کیا آپ ہم کو مسخرہ بناتے ہین موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا نعوذ باللہ جو مین ایسی جہالت والون

مِنَ الْجٰهِلِیْنَ ○ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ یُبَیِّنْ لَّنَا مَا هِیَ ؕ قَالَ اِنَّهٗ یَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ وَّلَا بِكْرٌ ؕ عَوَانٌۢ

کا ساکام کرون — وہ لوگ کہنے لگے کہ آپ درخواست کیجیے اپنے رب سے ہم سے بیان کردین کہ اسکے کیا اوصاف ہین آپنے فرمایا کہ وہ یہ فرماتے ہین کہ وہ ایسا بیل ہو کہ نہ بالکل بوڑھا ہو نہ بہت بچہ ہو پٹھا ہو دونون

بَیْنَ ذٰلِكَ ؕ فَافْعَلُوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ ○ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ یُبَیِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا ؕ قَالَ اِنَّهٗ یَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ

عمرون کے وسط مین سو اب کر ڈالو جو کچھ تم کو حکم ملا ہے — کہنے لگے کہ درخواست کر دیجیے ہمارے لیے اپنے رب سے کہ یہ بیان کردین کہ اسکا رنگ کیسا ہو آپنے فرمایا کہ حق تعالیٰ یہ فرماتے ہین کہ وہ ایک زرد رنگ کا

صَفْرَآءُ ۙ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النّٰظِرِیْنَ ○

بیل ہو جسکا رنگ تیز زرد ہو کہ ناظرین کو فرحت بخش ہو —

جنہون نے تم مین سے (شرع سے) تجاوز کیا تھا دربارہ (اس حکم کے جو) یوم ہفتہ کے (متعلق تھا کہ اس روز مچھلی کا شکار نہ کرین) سو ہمنے انکو اپنے حکم قہری تکوینی سے مسخ کرنیکے لیے کہدیا کہ تم بندر ذلیل بنجاؤ (چنانچہ وہ بندرون کے قالب مین مسخ ہو گئے) پھر ہمنے اسکو ایک (واقعہ) عبرت (انگیز) بنادیا اُن لوگون کے لیے بھی جو اس قوم کے معاصر تھے اور اُن لوگون کے لیے بھی جو مابعد زمانہ مین آتے رہے اور (نیز اس واقعہ کو) موجب نصیحت (بنایا خدا سے) ڈرنے والون کے لیے **ف** یہ قصہ بھی بنی اسرائیل کا حضرت داود علیہ السلام کے وقت مین ہوا بنی اسرائیل کے لیے ہفتہ کا دن معظم اور عبادت کے لیے مقرر تھا اور مچھلی کا شکار بھی اس روز ممنوع تھا یہ لوگ سمندر کے کنارے آباد تھے مچھلی کے شوقین ہزار جال ڈالکر شکار کرنا تھا سو کیا اسپر اللہ تعالیٰ کا یہ عذاب شکل کے مسخ کرنے کا نازل ہوا اور تین دن پیچھے وہ سب مر گئے اور دیکھنے سننے والے اس واقعہ کے دو قسم کے لوگ تھے نافرمان تو انکو تو یہ واقعہ نافرمانی سے توبہ کرنیوالا تھا اسکو نکال فرمایا اور دوسرے فرمان بردار اُن کو یہ واقعہ فرمان برداری پر قائم رکھنے والا تھا اسکو موعظت فرمایا واللہ اعلم اور اس مسخ کو اگر کوئی محال سمجھے دلیل استحالہ کی پیش کرے اور جب فلاسفہ جدیدہ بندر کا ترقی کر کے آدمی بنجانا ممکن کہتے ہین تو آدمی کا تنزل کر کے بندر بنجانا کیون محال ہوگا اور آنی اور زمانی ہونے کا فرق قابل التفات نہین **معاملہ ہفدہم** وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖٓ اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً ؕ قَالُوْٓا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ؕ قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ ﴿٦٧﴾ اور (وہ زمانہ یاد کرو) جب (حضرت) موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا کہ حق تعالیٰ تمکو حکم دیتے ہین کہ (اگر اس لاش کے قاتل کا پتہ لگانا چاہتے ہو تو) تم ایک بیل ذبح کرو وہ لوگ کہنے لگے کہ کیا آپ ہمکو مسخرہ بناتے ہین (کہان قاتل کی تحقیق کہان جانور کا ذبح کرنا) موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا نعوذ باللہ جو مین ایسی جہالت والون کا ساکام کرون (کہ احکام خداوندی مین تمسخر کرنے لگون) **ف** یہ قصہ اس طرح ہوا کہ بنی اسرائیل مین ایک خون ہو گیا تھا جسکی وجہ مرقاۃ شرح مشکوۃ مین یہ لکھی ہے کہ کسی شخص نے اس مقتول سے اسکی لڑکی کے ساتھ درخواست شادی کی کی تھی اسنے انکار کیا اسنے اسکو قتل کر ڈالا لیکن اسوقت قاتل کا پتہ نہ لگتا تھا معالم مین کلبی کا قول ہے کہ اُسوقت تک اسکے متعلق توریت مین کوئی قانون شرعی ہی نازل نہ ہوا تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قصہ نزول توراۃ کے قبل کا تھا غرض بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا کہ ہم چاہتے ہین کہ قاتل کا پتہ لگے آپنے بحکم خداوندی ایک بیل کے ذبح کا حکم فرمایا جس سے قاتل کے سراغ لگنے کا طریقہ آخر قصہ مین معلوم ہوگا اسپر انہون نے اپنی جبلت کے موافق حجتین نکالنا شروع کین چنانچہ آیات آیندہ مین اس کی تفصیل آتی ہے **تفتیش بنی اسرائیل** قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ یُبَیِّنْ لَّنَا مَا هِیَ ؕ قَالَ اِنَّهٗ یَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ وَّلَا بِكْرٌ ؕ عَوَانٌۢ بَیْنَ ذٰلِكَ ؕ فَافْعَلُوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ ﴿٦٨﴾ وہ لوگ کہنے لگے کہ آپ درخواست کیجیے ہمارے لیے اپنے رب سے کہ ہمسے بیان کردین کہ اس (بیل) کے کیا اوصاف ہین آپنے فرمایا کہ وہ (میری درخواست کے جواب مین) یہ فرماتے ہین کہ وہ ایسا بیل ہو کہ نہ بالکل بوڑھا ہو نہ بہت بچہ ہو (بلکہ) پٹھا ہو دونون عمرون کے اوسط مین سو اب زیادہ حجت مت کیجیو بلکہ کر ڈالو جو کچھ تمکو حکم ملا ہے **ف** حدیث مین ہے کہ اگر وہ یہ حجتین نہ کرتے تو اتنی قیدین اُن کے ذمہ نہ ہوتین جو بقرہ ذبح کر دیتے کافی ہوجاتا **مکرر تفتیش** قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ یُبَیِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا ؕ قَالَ اِنَّهٗ یَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَآءُ ۙ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النّٰظِرِیْنَ ﴿٦٩﴾

ملحقات الترجمة

سلہ قولہ ایک بیل بقرینة قولہ تعالیٰ لا ذلول تثیر الارض والبقرة فی الاصل یعم الذکر والانثی ن حسن **سلہ قولہ** سنہ و ماتی الجلالین بنو ابنا ۱۲ **سلہ قولہ** کیا اوصاف ہین لما فی البیضاوی ای ما حالها وصفتها وکان حقہ ان یقولوا ای بقرة ہی وکیف ہی لان ما یسئل بہ عن الجنس غالبا لکنہم لما رأوا ما امر واہ علی حال لم یوجد بہا شیٔ من جنسہ اجروہ مجری ما لم یعرفوا حقیقتہ ولم یروا مثلہ

البلاغة	
فان قلت ہلا قیل صفراء فاقعة واے فائدة فی ذکر اللون قلت الفائدة فیہ التوکید لان اللون اسم للهیئة وہی الصفرة فکانہ قیل شدید الصفرة صفرتہا فہو من قولک جد جدہ وجنونک مجنون ۱۲	**اللغات** قولہ تعالیٰ فاقع فی الکشاف الفقوع اشد ما یکون من الصفرة وانصعہ یقال فی التاکید اصفر فاقع و وارس کما یقال اسود حالک وحانک وابیض یقق ولہق واحمر قانی وذریحی واخضر ناضر ومدہام واورق خطبانی وارمک ردانی ۱۲ **النحو** ارتفع اللون بفاقع ارتفاع الفاعل ۱۲ کشاف

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ إِنَّ الْبَقَرَ تَشَابَهَ عَلَيْنَا وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَمُهْتَدُونَ ۝ قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ

کہنے لگے کہ ہماری خاطر اپنے رب سے دریافت کر دیجیے کہ سب بیان کر دیں کہ اسکے اوصاف کیا کیا ہیں کیونکہ ہمکو اس بیل میں اشتباہ ہے اور ہم ضرور انشاء اللہ تعالیٰ ٹھیک سمجھ جاویں گے موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ حق تعالیٰ

إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُولٌ تُثِيرُ الْأَرْضَ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيهَا ۚ قَالُوا الْآنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ ۚ فَذَبَحُوهَا

کہ وہ نہ تو ہل میں چلا ہوا ہو جس سے زمین جوتی جاوے اور نہ اس سے زراعت کی آب پاشی کیجاوے سالم ہو اور اس میں کوئی داغ نہ ہو کہنے لگے کہ اب آپ نے پوری بات فرمائی۔ پھر اس کو ذبح کیا

وَمَا كَادُوا يَفْعَلُونَ ۝ وَإِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادَّارَأْتُمْ فِيهَا ۖ وَاللَّهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنتُمْ تَكْتُمُونَ ۝ فَقُلْنَا اضْرِبُوهُ

اور کرتے ہوئے معلوم ہوتے نہ تھے۔ اور جب تم لوگوں نے ایک آدمی کا خون کر دیا پھر ایک دوسرے پر اسکو ڈالنے لگے اور اللہ تعالیٰ کو اس امر کا ظاہر کرنا منظور تھا جسکو تم مخفی رکھنا چاہتے تھے اسلیے ہمنے حکم دیا کہ اسکو اسکے

بِبَعْضِهَا ۚ كَذَٰلِكَ يُحْيِي اللَّهُ الْمَوْتَىٰ وَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ۝

ٹکڑے سے چھوا دو۔ اسی طرح حق تعالیٰ مردوں کو زندہ کر دیںگے اور اللہ تعالیٰ اپنے نظائر قدرت دکھلاتے ہیں اسی توقع پر کہ تم عقل سے کام لیا کرو۔

کہنے لگے کہ (اچھا یہ بھی) درخواست کر دیجیے ہمارے لیے اپنے رب سے ہم سے یہ (بھی) بیان کر دیں کہ اسکا رنگ کیسا ہو آپنے فرمایا کہ (اسکے متعلق) حق تعالیٰ یہ فرماتے ہیں کہ وہ ایک زرد رنگ کا بیل ہو جسکا رنگ تیز زرد ہو کہ ناظرین کو فرحت بخش ہو **سہ بارہ تفتیش** قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ إِنَّ الْبَقَرَ تَشَابَهَ عَلَيْنَا وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَمُهْتَدُونَ (۷۰) کہنے لگے کہ (ابکی بار اور) ہماری خاطر اپنے رب سے دریافت کر دیجیے کہ (اول بار کے سوال کا جواب ذرا اور وضح) ہمسے بیان کر دیں کہ اسکے اوصاف کیا کیا ہوں کیونکہ ہمکو اس بیل میں (قدرے) اشتباہ (رہ باقی) ہے کہ وہ معمولی بیل ہوگا یا کوئی اور عجیب غریب جسمیں تحقیق قاتل کا خاص اثر ہو) اور ہم ضرور انشاء اللہ تعالیٰ (ابکی بار ٹھیک سمجھ جاویںگے **جواب تفتیش اخیر** قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُولٌ تُثِيرُ الْأَرْضَ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيهَا ۚ قَالُوا الْآنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ ۚ فَذَبَحُوهَا وَمَا كَادُوا يَفْعَلُونَ (۷۱) موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ حق تعالیٰ یوں فرماتے ہیں کہ وہ (کوئی عجیب غریب جانور نہیں سے یہی معمولی ہے البتہ عمدہ ہونا چاہیے کہ اوصاف مذکورہ کے ساتھ) نہ تو ہل میں چلا ہوا ہو جس سے زمین جوتی جاوے اور نہ (کنوئیں میں جوڑا گیا ہو کہ) اس سے زراعت کی آب پاشی کیجاوے (غرض ہر قسم کے عیب سے) سالم ہو اور اس میں (کسی طرح کا) کوئی داغ نہو (یہ سنکر) کہنے لگے کہ (ہاں) اب آپنے پوری (اوصاف) بات فرمائی (القصہ ایسا جانور تلاش کر کے خریدا) پھر اسکو ذبح کیا اور (انکی حجتوں سے ظاہرا) کرتے ہوئے معلوم ہوتے نہ تھے **معاملہ شد ہم تمہ مقدمہ** وَإِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادَّارَأْتُمْ فِيهَا ۖ وَاللَّهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنتُمْ تَكْتُمُونَ (۷۲) فَقُلْنَا اضْرِبُوهُ بِبَعْضِهَا ۚ كَذَٰلِكَ يُحْيِي اللَّهُ الْمَوْتَىٰ وَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ (۷۳) اور (وہ زمانہ یاد کرو) جب تم لوگوں (میں سے کسی) نے ایک آدمی کا خون کر دیا پھر (اپنی اپنی برارت کے لیے) ایک دوسرے پر اسکو ڈالنے لگے اور اللہ تعالیٰ کو اُس امر کا ظاہر کرنا منظور تھا جسکو تم (میں کے مجرم و مشتبہ لوگ) مخفی رکھنا چاہتے تھے اسلیے (ذبح بقرہ کے بعد) ہمنے حکم دیا کہ اس (مقتول کی لاش) کو اُس (بقرہ) کے کوئی سے ٹکڑے سے چھوا دو (چنانچہ چھوانے سے وہ زندہ ہو گیا۔ آگے اللہ تعالیٰ بمقابلہ منکرین قیامت کے اس قصہ سے استدلال اور نظیر کے طور پر فرماتے ہیں کہ) اسی طرح حق تعالیٰ (قیامت میں) مردوں کو زندہ کر دینگے اور اللہ تعالیٰ اپنے نظائر (قدرت) تمکو دکھلاتے ہیں اس توقع پر کہ تم عقل سے کام لیا کرو (اور ایک نظیر سے دوسری نظیر کی انکار سے باز آؤ) **ف** اس مقتول نے زندہ ہو کر اپنے قاتل کا نام تبلا دیا اور فوراً پھر مر گیا۔ اور جو شخص مضغہ بے جان میں جان پڑنے کے طریق میں غور کریگا کہ اسکی کل حقیقت ایک بخار لطیف کا مضغہ سے مس کرنا اور متصل ہو جانا ہے وہ اس طریق خاص مذکور فی القصہ کو کسی طرح قدرت حق سے مستبعد نہ سمجھے گا اور دونوں الصالون میں کوئی معقول فرق عقلی بیان نہ کر سکیگا اور اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ محض مقتول کا بیان تعیین قاتل کے باب میں کافی دلیل ہے بلکہ اس موقع خاص پر وحی سے معلوم ہو گیا تھا کہ اسکا بیان مطابق واقع کے ہوگا اور دوسرے مواقع پر یہ مطابقت للواقع کسی دلیل صحیح سے ثابت نہیں خافترقا اور اس آیت کا مضمون آیات بالا کے قصہ کی ابتدا ہے ترتیب بدلنے میں ایک خاص نکتہ ہے وہ یہ کہ دور سے بنی اسرائیل کی بے عنوانیوں کا ذکر چلا آ رہا ہے اور یہی ذکر مقصود اصلی ہے اور اس قصہ کے ضمن میں دو بے عنوانیوں کا ذکر کرنا مقصود ہے۔

النحو	
قوله مخرج فان قلت كيف عمل مخرج وهو في معنى المضي قلت وقد حكى ما كانت مستقبلا في وقت	التدارء ۲ كشاف اضربوه الضمير فيه اما ان يرجع الى النفس والتذكير على تاويل الشخص والانسان واما الى القتيل لما دل عليه من قوله ما كنتم تكتمون ۱۲

ع ۸

ملحقات الترجمة

۱ قوله اول بار کے سوال کا جواب لما في الكشاف والبيضاوي ماهي مرة ثانية تكرير لسؤال الاول من حالها وصفتها وهكشاف كذا

۲ قوله پوری اوصاف ای في الكشاف المعاني الحق جئت بالحق تعني حقيقته وعلم يريدوا ان هاسبق لم تكن حقا

۳ قوله تم لوگوں میں سے کسی في الكشاف خطبت الجماعة لوجود القتل فيهم

۴ قوله ایک دوسرے پر ہلادے ایہمین المذکورین فی الکشاف نصه وقد اختصم بمعنى طرح قتلها بعضكم على بعض فيدفع المطروح عليه الطارح اولان الطارح في نفسه دفع او دفع بعضكم بعضا عن البراءة

۵ قوله ... في ترتيب ...

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ؕ وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا

ایسے ایسے واقعات کے بعد تمہارے دل پھر بھی سخت ہی رہے تو ان کی مثال پتھر کی سی ہو بلکہ سختی میں زیادہ سخت اور بعضے پتھر تو ایسے ہیں جن سے نہریں پھوٹ کر چلتی ہیں اور انہیں پتھروں میں بعضے ایسے ہیں

لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ

کہ جوشق ہو جاتے ہیں پھر اُنسے پانی نکل آتا ہے اور اُنہی پتھروں میں بعضے ایسے ہیں جو خدا تعالیٰ کے خوف سے اوپر سے نیچے لڑھک آتے ہیں۔ اور حق تعالیٰ تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں ہیں۔

ایک قتل کرکے اخفاء واردات کی کوشش کرنا دوسرے احکام خداوندی میں خواہ مخواہ کی حجتیں نکالنا سو اگر قصہ بالترتیب بیان کیا جاتا ممکن تھا کہ ناظرین جزو اول کو مقصود سمجھتے اور جزو دوم کو محض قصہ کی تتمیم خیال کرتے اور ترتیب بدلنے سے صاف معلوم ہو گیا کہ دونوں ہی جزو مقصود ہیں ورنہ دونوں کے مقصود نہ ہونیکے تقدیر پر ترتیب کیوں بدلی جاتی اور کوئی شخص یہ شبہ نہ کرے کہ حق تعالیٰ کو تو ویسے ہی زندہ کرنے کی قدرت تھی یا بے زندہ کیے ہوئے قاتل کو بتلا سکتے تھے پھر اس سامان کی کیا ضرورت ہے بات یہ ہے کہ حق تعالیٰ کا کوئی فعل ضرورت اور مجبوری کی وجہ سے نہیں ہوتا بلکہ مصلحت اور حکمت کے لیے ہوتا ہے اور پوری حکمتیں ہر واقعہ کی حق تعالیٰ ہی کے احاطہ علمی میں آسکتی ہیں دوسروں کو اس فکر میں پڑنا اضاعت عمر عزیز ہے کیونکہ جو حکمت بیان کیجاویگی وہ بھی ایک فعل ہوگا اور یہی سوال اس میں بھی ہوگا اسلیے طریق اسلم سکوت و تسلیم ہے ؎ حدیث از مطرب و مے گو و راز دہر کمتر جو ٭ کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت این معما را آگے ان واقعات سے متاثر نہ ہونے پر شکایت فرماتے ہیں **شکایت** ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ؕ وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۷۴﴾ ایسے ایسے واقعات کے بعد (چاہیے تھا کہ تم لوگوں کے دل بالکل نرم اور حق تعالیٰ کی عظمت سے پُر ہو جاتے لیکن) تمہارے دل پھر بھی سخت ہی رہے تو (یوں کہنا چاہیے کہ) ان کی مثال پتھر کی سی ہے[1] بلکہ سختی میں (پتھر سے بھی) زیادہ سخت (کہا جاوے تو زیبا ہے) اور (زیادہ سخت اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ) بعضے پتھر تو ایسے ہیں جن سے (بڑی بڑی) نہریں پھوٹ کر چلتی ہیں اور اُنہی پتھروں میں بعضے ایسے ہیں کہ جوشق ہو جاتے ہیں پھر اُن سے (اگر زیادہ نہیں تو تھوڑا ہی) پانی نکل آتا ہے اور اُنہی پتھروں میں بعضے ایسے ہیں جو خدا تعالیٰ کے خوف سے اوپر سے نیچے لڑھک آتے ہیں (اور تمہارے قلوب میں کسی قسم کا اثر ہی نہیں ہوتا) اور (اس قساوت سے جو اعمال بد صادر ہوتے ہیں) حق تعالیٰ تمہارے (اُن) اعمال سے بے خبر نہیں ہیں (بہت جلد تمکو سزا کو پہونچا دینگے) **ف**[2] پتھروں کے تین اثر اس مقام پر بیان کیے ہیں۔ ایک اُن سے زیادہ پانی نکلنا۔ دوسرے کم پانی نکلنا اسمیں تو کسی کو شبہ نہیں پڑتا۔ تیسرے خدا تعالیٰ کے خوف سے نیچے آگرنا اسمیں شاید کسی کو شبہ ہو کیونکہ اُن کو عقل اور حس نہیں ہے سو سمجھ لینا چاہیے کہ خوف کیلیے عقل کی تو ضرورت نہیں چنانچہ حیوانات لا یعقل میں خوف کا مشاہدہ کیا جاتا ہے البتہ حس کی ضرورت ہے لیکن جمادات میں اتنی حس بھی نہ ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے کیونکہ حس موقوف ہے حیات پر اور ممکن ہے کہ اُن میں ایسی حیاتِ لطیفہ ہو جسکا ہمکو ادراک نہوتا ہو جیسا جوہرِ دماغ کے احساس کا بہت عُقلاء کو ادراک نہیں ہوا لیکن بہت سے عقلاء دلائل سے اسکے قائل ہوئے تو ظاہر نص قرآن اُن دلائل طبیہ سے دلالۃً اور قوت میں کم نہیں ہے اور ہمکو اس دعوے کی ضرورت نہیں کہ ہمیشہ پتھر کے گرنے کی علت یہی خوف ہے کیونکہ حق تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ بعضے پتھر اس وجہ سے گر جاتے ہیں سو ممکن ہے کہ گرنے کے اسباب مختلف ہوں اُن میں بعض طبعی ہوں اور ایک سبب یہ ہو۔ اور اس مقام پر ان پتھروں کے اقسام[3] سہ گانہ میں ترتیب نہایت لطیف اور افادہ مقصود میں نہایت بلیغ ہے یعنی بعض پتھروں سے مخلوق کو انہار کا بڑا نفع پہونچتا ہے انکے قلوب ایسے بھی نہیں بعض پتھروں سے تھوڑے پانی کا کم نفع پہونچتا ہے تو یہ پتھر بہ نسبت اول قسم کے کم مفید اور نرم ہوئے لیکن ان کے قلوب ان سے بھی سخت ہیں اور بعض پتھروں سے گو کسی کو نفع نہیں پہونچتا مگر خود تو اُن میں ایک اثر ہے تو یہ قسم بوجہ اسکے کہ قسمین اولین میں آثار ندکورہ کے ساتھ خوف بھی موجود ہے سب سے اسفل اور انزل اور انفعال میں اضعف اور اقل ہے مگر انکے قلب میں یہ انفعال اضعف بھی نہیں۔ سبحان اللہ حقیقت میں بڑی پاکیزہ ترتیب اور بیان ہے یہاں تک یہود کے حالات دکھلا سنا کر مسلمانوں کو جو انکے مومن بنانے کی فکر و کوشش میں کلفت پیش آتی تھی اُن کی اس امید کو قطع کرکے

ملحقات الترجمۃ

[1] قولہ فی ترجمۃ ہے بلکہ کذا فی روح المعانی ۱۲

[2] قولہ فی ف اقسام سہ گانہ میں ترتیب۔ ماخذہ روح المعانی۔

البلاغۃ قولہ تعالیٰ اشد قسوۃ والمام یقل اقسیٰ لما فی اشد من المبالغۃ والدلالۃ علی اشتداد القسوتین واشتمال المفضل علی زیادۃ ۱۲ کذا فی البیضاوی

اختلاف القراءۃ

فی قراءۃ عما یعملون بیاء الغیبۃ ۱۲

أَفَتَطْمَعُونَ أَن يُؤْمِنُوا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُونَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ يُحَرِّفُونَهُ مِن بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ

کیا اب بھی تم توقع رکھتے ہو کہ یہ تمہارے کہنے سے ایمان لے آوینگے حالانکہ ان میں سے کچھ لوگ ایسے گذرے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا کلام سنتے تھے اور پھر اس کو کچھ کا کچھ کر ڈالتے تھے اُس کو سمجھنے کے بعد

وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۝ وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ قَالُوا أَتُحَدِّثُونَهُم بِمَا فَتَحَ اللَّهُ

اور جانتے ہیں اور جب ملتے ہیں مسلمانوں سے تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے ہیں اور جب تنہائی میں جاتے ہیں یہ بعضے دوسرے بعضے یہودیوں کے پاس تو وہ ان سے کہتے ہیں کہ تم کیا مسلمانوں کو وہ باتیں بتلا

عَلَيْكُمْ لِيُحَاجُّوكُم بِهِ عِندَ رَبِّكُمْ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝ أَوَلَا يَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ۝

دیتے ہو جو اللہ نے تم پر کھولی ہیں نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ لوگ تم کو حجت میں مغلوب کر دینگے کہ یہ مضمون اللہ کے پاس ہے کیا تم نہیں سمجھتے کیا انکو اسکا علم نہیں ہے کہ حق تعالیٰ کو سب خبر ہے اُن چیزوں کی بھی جنکو وہ مخفی رکھتے ہیں اور انکی بھی جنکا

انکی کلفت دفع کرتے ہیں آیت آیندہ میں **معاملہ نوزدہم متضمن دفع کلفت مومنین** أَفَتَطْمَعُونَ أَن يُؤْمِنُوا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُونَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ يُحَرِّفُونَهُ مِن بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿۷۵﴾ (اے مسلمانو کیا یہ سارے قصے سنکر) اب بھی تم توقع رکھتے ہو کہ یہ (یہودی) تمہارے کہنے سے ایمان لے آوینگے حالانکہ (ان سب مذکورہ قصوں سے بڑھکر ایک اور بات بھی اُن سے ہو چکی ہے کہ) انہیں کے کچھ لوگ ایسے گذرے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا کلام سنتے تھے اور پھر اسکو کچھ کا کچھ کر ڈالتے تھے (اور) اُسکو سمجھنے کے بعد (ایسا کرتے) اور (لطف یہ کہ یہ بھی) جانتے تھے (کہ ہم برا کر رہے ہیں محض اغراض نفسانی اس کارروائی کا باعث ہوتی ہیں) **ف** مطلب یہ کہ جو لوگ ایسے بیباک و راغراض نفسانیہ کے اسیر ہوں وہ کسیکے کہنے سے کب باز آنیوالے اور کسی کی کب سننے والے ہیں اور کلام اللہ سے مراد یا تو توریت ہے اور سماع سے مراد بواسطہ انبیاء علیہم السلام کے اور تحریف سے مراد اسکے بعض کلمات یا تفاسیر یا دونوں کو بدل ڈالنا اور یا کلام سے مراد وہ ہے جو اُن ستر آدمیوں نے تصدیق موسیٰ علیہ السلام کے مقدمہ میں طور پر سنا تھا اور سماع سے مراد بلاواسطہ اور تحریف سے مراد قوم سے یہ نقل کر دینا کہ اخیر میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرما دیا تھا کہ جو حکم تم سے ادا نہو سکے وہ معاف ہے جیسا آیت واذ اخذنا میثاقکم کی تفسیر میں بیان ہو چکا اور گو بعض امور مذکورہ کا صدور یہود معاصر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے نہوا ہو لیکن یہ لوگ بھی اپنے اسلاف کے اُن اعمال پر انکار اور نفرت نہ رکھتے تھے اسلیے حکماً یہ بھی ویسے ہی ہوئے **معاملہ بستم متضمن دفع کلفت مومنین** وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ قَالُوا أَتُحَدِّثُونَهُم بِمَا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَاجُّوكُم بِهِ عِندَ رَبِّكُمْ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿۷۶﴾ اور جب ملتے ہیں (منافقین یہود) مسلمانوں سے تو (اُنسے) کہتے ہیں کہ (ہم بھی) ایمان لے آئے ہیں اور جب تنہائی میں جاتے ہیں یہ بعضے (منافق یہودی) دوسرے بعضے (علانیہ یہودیوں) کے پاس (تو اُن سے انکی معیت و ہم مشربی کے مدعی ہوتے ہیں اُسوقت) وہ (دوسرے یہودی) اُنسے کہتے ہیں کہ تم (یہ) کیا غضب کرتے ہو کہ مسلمانوں کو (خوشامد میں) وہ باتیں بتلا دیتے ہو جو (اُنکے مفید مذہب) اللہ تعالیٰ نے (توریت میں) تم پر منکشف کر دی ہیں (مگر ہم مصلحت پوشیدہ رکھتے ہیں) نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ لوگ تمکو حجت میں مغلوب کر دینگے کہ (دیکھو) یہ مضمون اللہ کے پاس (سے تمہاری کتاب میں آیا) ہے کیا تم (اتنی موٹی بات) نہیں سمجھتے **ف** منافقین کبھی ایک آدھ بات خوشامد میں اپنا صدق ایمان جتلانے کے لیے مسلمانوں سے کہدیتے کہ توریت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت ہے یا قرآن مجید کی خبر ہے بخوذلک اسپر دوسرے لوگ ملامت کرتے اسمیں توجیہ دفع کلفت کی یہ ہے کہ جو لوگ ایسے چالاک اور چاند پر خاک ڈالنے والے ہیں وہ تمہاری کیا مانیں گے اور منافقین کا یہ قول سورہ بقرہ کے شروع میں بھی آیا ہے لیکن چونکہ وہاں الکابر اوز مومنین کے ساتھ بتلانا منظور تھا اور یہاں قطع امید ایمان کرانا مقصود ہے اختلاف مقصود سے تکرار دفع ہو گیا اور اکثر جگہ مکررات قرآنی اسی قبیل سے ہیں اور اگر کہیں مقصود واحد بھی ہو جب بھی تاکید خود ایک گونہ مقصود جدید اور مطمح نظر بلغا اور مہتم بالشان ہی آیت آیندہ میں اللہ تعالیٰ ان منافقین اور ان ملامت گروں کی حماقت پر تنبیہ فرماتے ہیں **تحمیق یہود** أَوَلَا يَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ﴿۷۷﴾ کیا ان کو اسکا علم نہیں ہے کہ حق تعالیٰ کو سب خبر ہے اُن چیزوں کی بھی جنکو وہ مخفی رکھتے ہیں اور اُن کی بھی جنکا وہ اظہار کر دیتے ہیں **ف** تو اگر اُن منافقین نے

ملحقات الترجمة
لے قولہ لوگوں سے ان کی معیت الخ ... [illegible]

العربیة فی البیضاوی ان یؤمنوا لکم ان یصدقوکم او یومنوا لاجل دعوتکم فی حاشیة الشیروانی علی الاول الایمان معناه اللغوی وهو التصدیق واللام صلة بتضمین معنی الاقرار او الاستجابة وعلی الثانی بمعناه المشرعی واللام للتعلیل ۱۲ عقد مابکم فی روح المعانی اسنی کتابه وحکمه وهو عند عصابة بدل من به وحتی کونه بدلا منه ان عائد الذی هو نائب عنه بدل منه اما بدل الکل ان قدر صیغة اسم الفاعل او بدل اشتمال

ان قدر مصدرا وفائدته بیان جهة الاحتجاج بما فتح الله تعالی فان الاحتجاج به متصور علی وجوه شتی کانه قیل لیحاجوکم به لکونه فی کتابه سے یقولوا انه مذکور فی کتابه الدینی آمنتم به ۱۲ قوله اولا یعلمون الواو بعد الهمزة للعطف تقدیر الکلام ایفعلون کذا وکذا ولا یعلمون ۱۲ استاذی مولانا محمد یعقوب رح
البلاغة قوله بما فتح الله فی روح المعانی والتعبیر عنه بالفتح ایذان بانه سر مکتوم وباب مغلق ۱۲

نصف

وَمِنْهُمْ أُمِّيُّونَ لَا يَعْلَمُونَ الْكِتَابَ إِلَّا أَمَانِيَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ ○ فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ

اور ان میں بہت سے ناخواندہ بھی ہیں جو کتابی علم نہیں رکھتے لیکن دل خوش کن باتیں اور وہ لوگ کچھ نہیں خیالات پکا لیتے ہیں تو بڑی خرابی ہوگی جو لکھتے ہیں کتاب اپنے ہاتھوں سے

ثُمَّ يَقُولُونَ هَٰذَا مِنْ عِندِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۖ فَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا

پھر کہدیتے ہیں کہ یہ خدا کی طرف سے ہے غرض صرف یہ ہوتی ہے کہ اس ذریعہ سے کچھ نقد قدرے قلیل وصول کر لیں سو بڑی خرابی آوے گی ان کو اس کی بدولت جسکو ان کے ہاتھوں نے لکھا تھا اور بڑی خرابی ہوگی ان کو اس کی بدولت

يَكْسِبُونَ ○ وَقَالُوا لَن تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَّعْدُودَةً ۚ قُلْ أَتَّخَذْتُمْ عِندَ اللَّهِ عَهْدًا فَلَن يُخْلِفَ

جسکو وہ وصول کر لیا کرتے تھے اور یہودیوں نے یہ کہا کہ ہرگز ہمکو آتش چھوئے گی بھی نہیں مگر تھوڑے روز جو شمار کر لئے جا سکیں آپ یوں فرما دیجئے کیا تم لوگوں نے حق تعالیٰ سے کوئی معاہدہ لیا ہے جس پر

اللَّهُ عَهْدَهُ ۖ أَمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ○

اللہ تعالیٰ اپنے معاہدہ کے خلاف نہ کریں گے - یا اللہ تعالیٰ کے ذمہ ایسی بات لگاتے ہو جس کی کوئی علمی سند اپنے پاس نہیں رکھتے

اپنا کفر مومنین سے چھپایا تو کیا اور اگر ان ملامت گروں نے حضور کی بشارت وغیرہ کے متعلق مضامین چھپائے تو کیا حق تعالیٰ کو تو سب خبر ہی چنانچہ حق تعالیٰ نے دونوں مضمونوں سے مسلمانوں کو جابجا مطلع فرما دیا ان آیات میں یہود کے خواندہ لوگوں کا ذکر ہو چکا تو آیت آئندہ میں ان کے ناخواندوں کا ذکر فرماتے ہیں **حال عوام یہود** وَمِنْهُمْ أُمِّيُّونَ لَا يَعْلَمُونَ الْكِتَابَ إِلَّا أَمَانِيَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ (۷۸) اور ان یہودیوں میں بہت سے ناخواندہ بھی ہیں جو کتابی علم نہیں رکھتے لیکن بلا سند دل خوش کن باتیں بہت یاد ہیں اور وہ لوگ اور کچھ نہیں ویسے ہی بے بنیاد خیالات پکا لیتے ہیں **ف** وجہ یہ کہ کچھ تو ایسے علما کی تعلیم ناقص و مخلوط اور تورات ان میں فہم کی کمی کچھ بے بنیاد خیالات کے حقائق واقعیہ کی تحقیق کہاں تعصب بقول شخصے کریلا اور نیم چڑھا اس پر یہ شیخی کہاں اور چونکہ ان کی اس توہم پرستی کا بڑا سبب ان کے علما کی خیانت تھی اس لئے ان کی شناعت میں ان عوام سے بعد کو آیت آئندہ میں بیان فرماتے ہیں گو پہلے کچھ ان کا حال بھی آچکا ہے **شناعت علما یہود** فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَٰذَا مِنْ عِندِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۖ فَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا يَكْسِبُونَ (۷۹) جب عوام کا ذکر ہو چکا جو بڑے جاہل ہیں اور جن کا سبب جہل کا ان کے علما ہیں تو بڑی خرابی ان کی ہوگی جو لکھتے ہیں بدل بدل کر کتاب (توریت) کو اپنے ہاتھوں سے (اور پھر عوام سے) کہدیتے ہیں کہ یہ حکم خدا کی طرف سے یوں ہی آیا ہے (اور) غرض (صرف) یہ ہوتی ہے کہ اس ذریعہ سے کچھ نقد قدرے قلیل وصول کر لیں سو بڑی خرابی آوے گی ان کو اس (مبدل کتاب) کی بدولت بھی جسکو ان کے ہاتھوں نے لکھا تھا اور بڑی خرابی ہوگی ان کو اس (نقد) کی بدولت (بھی) جسکو وہ وصول کر لیا کرتے تھے **ف** عوام کی منہ جوئی کیواسطے غلط سلط مسئلے بتا دیتے تھے ان سے کچھ وصول بھی ہو جاتا تھا اور ان کی نظر میں رفعت و وجاہت بھی رہتی تھی اسی غرض سے لفظاً یا معنی توریت میں کچھ ہیر پھیر بھی کرتے رہتے تھے آیت میں اسی حرکت پر وعید سنائی ہے **معاملہ سبت وکیم** وَقَالُوا لَن تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَّعْدُودَةً ۚ قُلْ أَتَّخَذْتُمْ عِندَ اللَّهِ عَهْدًا فَلَن يُخْلِفَ اللَّهُ عَهْدَهُ أَمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ (۸۰) اور یہودیوں نے (یہ بھی) کہا کہ ہرگز ہمکو آتش (دوزخ) چھوئے گی (بھی) نہیں (ہاں) مگر بہت تھوڑے روز جو انگلیوں پر شمار کر لئے جا سکیں (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ (ان سے) یوں فرما دیجئے کیا تم لوگوں نے حق تعالیٰ سے اس کے متعلق کوئی معاہدہ

ملحقات الترجمة

۵ تو رداں سوال ابھا فی لیضاوی یعنی الحروف ۲

اللغات امانی جمع امنیة واصلها امنوية افعولة وهو فى الاصل ما يقدر الانسان فى نفسه من منى اذا قدر ولذلك تطلق على الكذب وعلى ما يتمنى وما يقرأ ۱۲ روح المعانى

الظن وقد يطلق الظن على ما يقابل العلم اليقينى عن دليل قاطع سواء قطع بعده دليل وبدليل صحيح اولم يقطع فلا ينافى نسبة الظن اليهم ان كانوا جازمين ۱۲ روح المعانى

الكتب الكتابة او التوراة ۱۲ بيضاوى واشرت الى الجمع بينهما فى الترجمة ۱۲

النحو ام تقولون فى البيضاوى هى ام معادلة لهمزة الاستفهام بمعنى اى الامرين كائن على سبيل التقرير للعلم بوقوع احدهما او منقطعة بمعنى بل اتقولون على التقرير والتقريع ۱۲

البلاغة بايديهم تاكيد لقولهم كتبته بيمينى ۱۲ بيضاوى وفى الانتصاف ان فائدته تصوير الحالة فى النفس كما وقعت حتى يكاد السامع لذلك ان يكون مشاهدا للهيئة ۱۲

الكلام هى بيل للدرس آية ... على عدم حجية الظن فى الشرعيات قلنا قد ... هى الآية عدم حجية الظن بالمعنى الذى اريد فيها من عدم الاستناد الى دليل صحيح مع خلاف الدليل القطعى والكلام على ... هذا الظن فلا يلزم منه عدم حجية حسب القواعد الثابتة فى الشرع ۱۲

وقالوا لن تمسنا الآية - دلت الآية على بطلان الخلف فى العهد وعدا كان او وعيدا ... من التخلف فى بعض الوعيد فلا ان الوعيد مقيد بعدم مشية العفو فبمشيته يرتفع القيد ويرتفع الوجه فلا وعيد ولا خلف ۱۲

بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓئَتُهٗ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○ وَالَّذِيْنَ

کیوں نہیں جو شخص قصداً بُری باتیں کرتا رہے اور اُسکو اُسکی خطا احاطہ کرلے　سو ایسے لوگ اہل دوزخ ہوتے ہیں۔　وہ اُس میں ہمیشہ رہیں گے۔　اور جو لوگ

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ

ایمان لاویں اور نیک کام کریں　ایسے لوگ اہل بہشت ہوتے ہیں　وہ اُس میں ہمیشہ رہیں گے۔　اور جب لیا ہم نے قول و قرار بنی اسرائیل سے

لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ ۣ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا

کہ عبادت مت کرنا بجز اللہ تعالیٰ کے اور ماں باپ کی اچھی طرح خدمتگزاری کرنا اور اہل قرابت کی بھی اور بے باپ کے بچوں کی بھی اور غریب محتاجوں کی بھی اور عام لوگوں سے بات اچھی طرح کہنا

وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۭ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ○

اور پابندی رکھنا نماز کی　اور ادا کرتے رہنا زکوٰۃ۔　پھر تم اُس سے پھر گئے　بجز معدودے چند کے　اور تمہاری تو معمولی عادت ہے اقرار کر کے ہٹ جانا

لے لیا ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنے معاہدے کے خلاف نہ کرینگے یا معاہدہ نہیں لیا بلکہ ویسے ہی اللہ تعالیٰ کے ذمہ ایسی بات لگاتے ہو جسکی کوئی علمی سند اپنے پاس نہیں رکھتے **ف** یہود کے اس قول کی مفسرین نے مختلف تقریریں کی ہیں لیکن حقر کے قلب میں یہ تقریر آتی ہے کہ امر محقق ہے کہ مومن اگر عاصی ہو تو گو معاصی سے دوزخ میں معذب ہو لیکن ایمان کی وجہ سے خلود نہ ہوگا بعد چندے نجات ہو جاوے گی۔ پس حاصل دعویٰ یہود کا یہ تھا کہ چونکہ دین موسوی بزعم اُنکے منسوخ نہیں ہے لہٰذا وہ مومن ہیں انکار نبوت حضرت عیسیٰ علیہ السلام و جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کافر نہیں ہوئے پس اگر کسی عصیان کے سبب دوزخ میں چلے بھی گئے پھر نکال لیے جاوینگے اور چونکہ یہ دعویٰ محض بناء الفاسد علی الفاسد ہے کیونکہ دعویٰ تابید شریعت موسویہ کا خود غلط ہے اسلیے انکار نبوت مسیحیہ و محمدیہ سے وہ لوگ کافر ہونگے اور کفار کے لیے بعد چندے نجات ہو جانا کسی کتاب سماوی میں نہیں جسکو حق تعالیٰ نے عہد سے تعبیر فرمایا پس ثابت ہوا کہ دعویٰ بے دلیل بلکہ خلاف دلیل ہے آگے رد کے ساتھ ایک ضابطہ کا بیان ہے جسکی رو سے یہ لوگ خالد فی النار ہونگے **ضابطہ** بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓئَتُهٗ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ⑧١ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ⑧٢ (بجز چند روز کے تمکو آتش دوزخ) کیوں نہیں (لگے گی بلکہ ابد الآباد تک اُس میں رہنا ضرور ہے کیونکہ ہمارا ضابطہ یہ ہے کہ) جو شخص قصداً بُری باتیں کرتا رہے اور اُسکو اُسکی خطا (وقصور اس طرح) احاطہ کرلے (کہ کہیں نیکی کا اثر تک نہ رہے) سو ایسے لوگ اہل دوزخ ہوتے ہیں (اور) وہ اُس میں ہمیشہ (ہمیشہ) رہینگے اور جو لوگ (اللہ و رسول پر) ایمان لاویں اور نیک کام کریں ایسے لوگ اہل بہشت ہوتے ہیں (اور) وہ اُس میں ہمیشہ (ہمیشہ) رہینگے **ف** خطاؤں کے احاطہ کرنیکے جو معنی حقر نے ترجمہ میں ظاہر کر دیئے ہیں احاطہ بایں معنی کفار کے ساتھ مخصوص ہے کیونکہ کفر کی وجہ سے کوئی عمل صالح مقبول نہیں ہوتا بلکہ اگر کچھ کفر کے قبل کے اعمال ہوں وہ بھی حبط او ضبط ہو جاتے ہیں اسوجہ سے کفار میں سب بدی ہی بدی ہوگی بخلاف اہل ایمان کے کہ اولاً انکا ایمان خود ایک اعظم اعمال صالحہ ہے ثانیاً اور اعمال فرعیہ بھی انکے نامۂ اعمال میں درج ہوتے ہیں اسلئے وہ نیکی کے اثر سے خالی نہیں پس یہ احاطہ ان کی حالت پر صادق نہیں آتا خوب سمجھ لو۔ حاصل استدلال استحقاق یہود للخلود کا اس ضابطہ سے یہ ہوا کہ جب اس ضابطہ کی رو سے کفار کا خالد ہونا ثابت ہے اور موسیٰ علیہ السلام خاتم النبیین نہیں ہیں بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی نبی ہیں اور یہود ان حضرات کی نبوت کے منکر ہیں اور انکار نبوت انبیاء کفر ہے پس یہودی کافر ٹھیرے اسلئے اس ضابطہ کی رو سے خالد فی النار ہونگے تو انکا دعویٰ مذکور دلیل قطعی سے باطل ٹھیرا اور جاننا چاہیئے کہ اس مقام پر کافر و مومن نیک عمل کا ضابطہ بیان ہوا ہے اور مومن بدعمل کا ضابطہ دوسری آیات و احادیث میں ہے مثلاً اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ اور اس مشیت کا وقوع اس آیت میں مذکور ہے فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ اور احادیث تو بہت ہی صریح ہیں اور فی نفسہ صحیح ہیں **معاملہ بست و دوم** وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ ۣ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ

ملحقات الترجمہ: لے تو لا ایمان لاویں و نیک — الموصول یتضمن معنی الشرط وہو یجعل الماضی مستقبلا ۱۲

معنی احاطت خطیئتہ

ظہور معنی احاطہ

العربیۃ قولہ لا تعبدون اخبار فی معنی النہی وہو ابلغ من صریح النہی لما فیہ من ایہام ان المنہی سارع الی الانتہاء فہو یخبر عنہ قولہ احسانا متعلق بمضمر تقدیرہ وتحسنون او احسنوا قولہ المسکین مفعیل من السکون کان الفقر اسکنہ قولہ حسنا سماہ حسنا للمبالغۃ ثم تولیتم علی طریقۃ الالتفات قولہ انتم معرضون قوم عادتکم الاعراض عن الوفاء والطاعۃ واصل الاعراض الذہاب عن المواجہۃ الی جہۃ العرض ۱۲ بیضاوی لے الناحیۃ۔

الکلام بلیٰ من کسب الآیۃ استدل المعتزلۃ بالآیۃ علی خلود العاصی فی النار لان القسمۃ ثنائیۃ فمن لم یعمل الصالحات دخل فی من کسب الذی یستحق الخلود وانا اشرت الی الجواب بتفسیر الاحاطۃ وجعل القسمۃ ثلاثیۃ ذکر منہا اثنان ولم یذکر الثالث ہہنا ۱۲

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ

اور جب ہم نے تم سے یہ قول و قرار لیا کہ باہم خوں ریزی مت کرنا — اور ایک دوسرے کو ترک وطن مت کرانا — پھر تم نے اقرار بھی کر لیا اور تم

تَشْهَدُوْنَ ۝ ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ ۡ تَظٰهَرُوْنَ

شہادت دیتے ہو — پھر تم یہ ہو — باہم قتل و قتال بھی کرتے ہو — اور ایک دوسرے کو ترک وطن بھی کراتے ہو — ان اپنوں کے مقابلہ میں

عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ؕ وَاِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ ؕ

امداد کرتے ہو گناہ اور ظلم کے ساتھ — اور اگر ان لوگوں میں سے کوئی گرفتار ہو کر تم تک پہنچ جاتا ہے تو ایسوں کو کچھ خرچ کرا کر رہا کرا دیتے ہو حالانکہ یہ بات بھی معلوم ہے کہ تمکو ان کا ترک وطن کرا دینا بھی ممنوع ہے

ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝۸۳ اور (وہ زمانہ یاد کرو) جب لیا ہم نے (توریت[1] میں) قول و قرار بنی اسرائیل سے کہ عبادت مت کرنا (کسی کی) بجز اللہ تعالیٰ کے اور ماں باپ کی اچھی طرح خدمت گزاری کرنا اور اہل قرابت کی بھی اور بے باپ کے بچوں کی بھی اور غریب محتاجوں کی بھی اور عام لوگوں سے (جب کوئی) بات (کہنا ہو تو) اچھی طرح (خوش خلقی سے) کہنا اور پابندی رکھنا نماز کی اور ادا کرتے رہنا زکوٰۃ پھر تم (قول و قرار کر کے) اس سے پھر گئے بجز معدودے چند کے اور تمہاری تو معمولی عادت ہی اقرار کر کے ہٹ جانا ف یہ معدودے چند وہ ہیں جو توریت کے پورے پابند رہے کہ قبل نسخ توریت شریعت موسویہ پر قائم رہے اور بعد نسخ توریت شریعت محمدیہ کے متبع ہو گئے تتمہ میثاق مذکور وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ۝ اور (وہ زمانہ بھی یاد کرو) جب ہم نے تم سے یہ قول و قرار (بھی) لیا کہ (خانہ جنگی کر کے) باہم خونریزی مت کرنا اور ایک دوسرے کو ترک وطن مت کرانا پھر (ہمارے اس اقرار لینے پر) تم نے اقرار بھی کر لیا اور (اقرار[2] بھی ضمناً نہیں بلکہ ایسا صریح جیسے) تم شہادت دیتے ہو ف چونکہ بعض اوقات کسی تقریر سے کسی امر کا اقرار منشیح و مفہوم ہوا کرتا ہے صاف اقرار نہیں ہوتا گو عقلاً و عرفاً وہ بھی اقرار ہی ہوتا ہے لیکن یہاں اس قید اخیر سے اس شبہ کو بھی رفع کر دیا اور بتلا دیا کہ اقرار مذکور ایسا صریح تھا جیسے شہادت واضح اور صاف ہوا کرتی ہے اور ترک وطن کرانے کی ممانعت کے معنی یہ ہیں کہ کسیکو ایسا تنگ مت کرنا کہ بیچارہ ترک وطن پر مجبور ہو جاوے آگے اس حکم خاص کے متعلق انکی عہد شکنی کا ذکر فرماتے ہیں عہد شکنی ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ ۡ تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ؕ وَاِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ

پھر (اس اقرار صریح کے بعد) تم (جیسے ہو یہ آنکھوں[3] کے سامنے موجود ہی) ہو کہ باہم قتل و قتال بھی کرتے ہو اور ایک دوسرے کو ترک وطن بھی کراتے ہو (اس طور پر کہ) ان اپنوں کے مقابلہ میں (انکی مخالف قوموں کی) امداد کرتے ہو گناہ اور ظلم کے ساتھ (سو ان دونوں حکموں کو تو یوں غارت کیا) اور (ایک تیسرا[4] حکم جو سہل سا سمجھا اس پر عمل کرنیکو خوب تیار رہتے ہو کہ) اگر ان لوگوں میں سے کوئی گرفتار ہو کر تم تک پہنچ جاتا ہے تو ایسوں کو کچھ خرچ کرا کر رہا کرا دیتے ہو) حالانکہ یہ بات[5] بھی معلوم ہے کہ تمکو ان کا ترک وطن کرا دینا اور قتل[6] تو اور بھی بدرجۂ اولیٰ) نیز ممنوع ہے ف اس باب میں ان پر تین حکم واجب تھے — اول قتل نہ کرنا دوم اخراج نہ کرنا سوم اپنی قوم میں سے کسیکو گرفتار و بندی دیکھیں تو روپیہ خرچ کر کے چھڑا دینا سو ان لوگوں نے حکم اول و دوم کو تو ضائع کر دیا تھا اور سوم کا اہتمام کیا کرتے تھے اور صورت اسکی یہ ہوئی تھی کہ اہل مدینہ میں دو قومیں تھیں اوس اور خزرج اور ان میں باہم عداوت رہتی تھی اور کبھی کبھی قتال کی نوبت بھی آتی تھی اور مدینہ کے گرد و نواح میں دو قومیں یہود کی بستی تھیں بنی قریظہ اور بنی نضیر اور اوس اور بنی قریظہ باہم دوست تھے اور خزرج اور بنی نضیر باہم یار تھے تو جب اوس اور خزرج کی باہم لڑائی ہوتی تو دوستی کیوجہ سے بنی قریظہ تو اوس کے مددگار ہوتے اور بنی نضیر خزرج کے حامی بنتے تو جہاں اوس و خزرج مارے جاتے اور خانماں آوارہ ہوتے انکے دوستوں کو بھی یہ مصیبت پیش آتی اور ظاہر ہے کہ بنی قریظہ کے قتل و اخراج میں بنی نضیر کا خاص ورثا اور دخل ہوتا تھا اور بالعکس بھی البتہ یہود کی دونوں جماعتوں میں سے اگر کوئی جنگ میں اسیر ہو جاتا تو ہر جماعت اپنے دوستوں کو مال سے راضی کر کے اس اسیر کو رہائی دلاتے اور جو کوئی پوچھتا تو کہتے کہ اسیر کو رہا کرا دینا ہم پر واجب ہے اور اگر قتل و اخراج کے معین بننے پر کوئی اعتراض کرتا تو کہتے کیا کریں اپنے دوستوں کا ساتھ نہ دینے سے عار آتی ہے حق تعالیٰ نے اسی کی شکایت فرمائی ہے اور جن مخالف قوموں کی امداد کا ذکر فرمایا ہے مراد ان

العربیۃ۔ ثم انتم ھٰؤلاء فی البیضاوی ثم استبعاد لما ارتکبوہ بعد المیثاق والاقرار ۱۲

ملحقات الترجمہ

[1] قولہ توریت میں لما فی روح المعانی ھو للقول میثاق اخذ علیہم فی التوراۃ

[2] قولہ اقرار بھی ضمناً الخ لما فی روح المعانی وانتم تشہدون حال مؤکدۃ رافعۃ احتمال ان یکون الاقرار ذکرا آخر لکنہ یقتضیہ ۱۲

[3] قولہ آنکھوں کے سامنے الخ فی الکشاف ثم انتم بعد ذلک ھٰؤلاء المشاہدون یعنی انکم قوم آخرون غیر اولٰئک المقرین تنزیلا لتغیر الصفۃ منزلۃ تغیر الذات کما تقول رجعت بغیر الوجہ الذی خرجت بہ ۱۲

[4] قولہ تیسرا حکم الخ فی روح المعانی روی محی السنۃ عن السدی ان اللہ تعالیٰ اخذ علی بنی اسرائیل فی التوراۃ ان لا یقتل بعضہم بعضا ولا یخرج بعضہم بعضا من دیارہم وایما عبد او امۃ وجدتموہ من بنی اسرائیل فاشتروہ بما قام من ثمنہ فاعتقوہ ۱۲

[5] قولہ یہ بات الخ فی الکشاف ضمیر الشان ۱۲

[6] قولہ اور قتل تو اور بھی الخ اشارۃ الی حرمۃ القتل بدلالۃ النص لما فی روح المعانی وتخصیصہ بالتقیید دون القتل الی قولہ لکونہ اقل خطرا بالنسبۃ الی القتل فکان مظنۃ التساہل ۱۲

أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ

کیا تم کتاب کے بعض پر تم ایمان رکھتے ہو اور بعض پر ایمان نہیں رکھتے ۔ سو اور کیا سزا ہو ایسے شخص کی جو تم لوگوں میں سے ایسی حرکت کرے بجز رسوائی کے دنیوی زندگانی میں ۔

وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

اور روز قیامت کو بڑے سخت عذاب میں ڈالدیئے جاویں اور اللہ تعالیٰ بے خبر نہیں ہیں تمہارے اعمال سے ۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ انھوں نے

اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ؗ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ○ وَلَقَدْ

دنیوی زندگانی کو لے لیا ہے بعوض آخرت کے سو نہ تو انکی سزا میں تخفیف دیجاویگی اور نہ کوئی انکی طرفداری کرنے پاوے گا ۔ اور

اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ ؗ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ

ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی اور ان کے بعد یکے بعد دیگرے پیغمبروں کو بھیجتے رہے اور ہم نے عیسیٰ بن مریم کو واضح دلائل عطا فرمائے اور ہم نے انکو روح القدس سے تائید دی

قوم ہے اوس اور خزرج ہیں کہ اوس بنی قریظہ کی موافقت میں بنی نضیر کے مخالف تھے اور خزرج بنی نضیر کی موافقت میں بنی قریظہ کے مخالف تھے اور گناہ اور ظلم دو لفظ لانے میں اشارہ ہو سکتا ہے کہ اس میں دو حق ضائع ہوتے ہیں حق اللہ بھی کہ حکم الٰہی کی تعمیل کی اور حق العبد بھی کہ دوسرے کو آزار پہنچا آگے اس عہد شکنی پر شکایت و ملامت کے مع بیان سزا تصریح ہے **ملامت و وبال** اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۸۵﴾ یا تو اس لیوں کہو کہ کتاب (توریت) کے بعض (احکام) پر تم ایمان رکھتے ہو اور بعض (احکام) پر ایمان نہیں رکھتے سو اور کیا سزا ہونا چاہئے ایسے شخص کی جو تم لوگوں میں سے ایسی حرکت کرے بجز (اسکے کہ) رسوائی ہو دنیوی زندگانی میں اور روز قیامت کو بڑے سخت عذاب میں ڈالدیئے جاویں اور اللہ تعالیٰ (کچھ) بے خبر نہیں ہیں تمہارے اعمال (زشت) سے **ف** ہر چند یہ یہودی جنکے قصہ کیطرف اس آیت میں اشارہ ہے بوجہ انکار نبوت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کافر ہی تھے لیکن اس مقام پر یہ کفر مذکور نہیں بلکہ بعض احکام پر عمل نہ کرنیکو کفر سے تعبیر فرمایا ہے حالانکہ جب تک حرام کو حرام سمجھے آدمی کافر نہیں ہوتا سو وجہ اسکی یہ ہے کہ جو گناہ بہت شدید ہوتا ہے اس پر محاورات شرعیہ میں تغلیظاً کفر کا اطلاق کردیا جاتا ہے جس طرح ہمارے محاورات عرفیہ میں کسی ذلیل حرکت کرنیوالے کو کہدیں کہ تو بالکل چمار ہے حالانکہ مخاطب یقیناً چمار نہیں مقصود اس سے تنفیر شدید اس امر سے اور اسکی سخت تقبیح ہوتی ہے یہی معنی ہیں ایسی حدیثوں کے مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ كَفَرَ وغیر ذلک اور اس مقام پر دو سزاؤں کا ذکر ہے ایک دنیوی یعنی رسوائی و ذلت سو اس کا وقوع اس طرح ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت ہی میں مسلمانوں کے ساتھ نقض معاہدہ کرنیکے سبب بنی قریظہ قتل و قید کئے گئے اور بنی نضیر ملک شام کیطرف بڑی خواری کے ساتھ نکالدیئے گئے چنانچہ بنی قریظہ کا قصہ سورہ احزاب کے نصف پر اور بنی نضیر کا قصہ سورہ حشر کے آغاز میں قرآن ہی میں وارد ہے **تتمہ وبال مع علت** اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ؗ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۸۶﴾ (اور وجہ اس سزا کی انکے لئے یہ ہے کہ) یہ وہ لوگ ہیں کہ انھوں نے (احکام کی مخالفت کرکے) دنیوی زندگانی (کے حظوظ) کو لے لیا ہے بعوض (نجات) آخرت کے (جس کا ذریعہ اطاعت ہے) سو نہ تو مجوزہ کی طرف سے انکی سزا میں (کچھ) تخفیف دیجاویگی اور نہ کوئی (وکیل مختار یا دوست رشتہ دار) انکی طرفداری (پیروی) کرنے پاویگا ۔ **معاملہ سبت و سوم** وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ ؗ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ

اللغات قوله يردون اي يصيرون اليه فلا يلزم كونهم قبل ذلك في اشد العذاب ۱۲ روح المعاني

العربية اَفَتُؤْمِنُوْنَ الاستفهام للتهديد وهو عطف على محذوف اي تفعلون ذلك فتؤمنون ولا هم ينصرون تقديم المسند اليه لرعاية الفاصلة والتقوي لا للحصر اذ ليس المقام مقامه ولذا لم يقل فلا عنهم يخفف العذاب ۱۲ روح المعاني. قفينا يقال قفاه اذا اتبعه وقفاه به اتبعه اياه (بيضاوي)

اصل الكلام وقفينا موسى بالرسل فحذف المفعول واقيم من بعده مقامه ۱۲ حاشية البيضاوي

بروح القدس بالروح المقدسة كقولك حاتم الجود ورجل صدق ۱۲ (بيضاوي)

الكلام وتوجيهي للتسمية المعصية كفرا اندفع اشكال المعتزلة على كون العاصي غير مؤمن واعان على ... كافرا السوال من الرازي كيف يكون عذاب اليهود اشد من الدهرية الجواب من روح المعاني المراد به الخلود في النار واشديته من حيث انقطاع الرجاء المراد اشد جميع انواع العذاب ولكن بالنسبة الى عذاب من يفعل هذا العصيان ويدل عليه قوله تعالى من يفعل ذلك منكم ۱۲

ملحقات الترجمہ: لہ تو دو مجوز کی طرف سے قوم دیکھ حفظا ... لمقام النفی

أَفَكُلَّمَا جَاءَكُمْ رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَىٰ أَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيقًا تَقْتُلُونَ ۝ وَقَالُوا

کیا جب کبھی کوئی پیغمبر تمہارے پاس ایسے احکام لائے جن کو تمہارا جی نہ چاہتا تھا تم نے تکبر کرنا شروع کر دیا سو بعضوں کو تو تم نے جھوٹا بتلایا اور بعضوں کو قتل ہی کر ڈالتے تھے اور وہ کہتے ہیں

قُلُوبُنَا غُلْفٌ ۚ بَلْ لَعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيلًا مَا يُؤْمِنُونَ ۝ وَلَمَّا جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَهُمْ

کہ ہمارے قلوب محفوظ ہیں بلکہ ان کے کفر کے سبب ان پر خدا کی مار ہے سو بہت ہی تھوڑا سا ایمان رکھتے ہیں اور جب ان کو ایک ایسی کتاب پہنچی جو منجانب اللہ ہے اس کی بھی تصدیق کرنے والی ہے جو پہلے سے ان کے پاس ہے

وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ ۚ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ ۝

حالانکہ اس کے قبل بیان کیا کرتے تھے کفار سے — پھر جب وہ چیز آ پہنچی جس کو وہ پہچانتے ہیں تو اس کا انکار کر بیٹھے — سو خدا کی مار ہو ایسے منکروں پر

استکبرتم ففریقا کذبتم وفریقا تقتلون ۝ اور ہم نے (اے بنی اسرائیل تمہارے [illegible]) سب سے اول موسیٰ علیہ السلام کو کتاب (توراۃ) دی اور ان کے بعد [illegible] اور پھر اس خاندان کے سلسلہ [illegible] (حضرت عیسیٰ بن مریم کو [illegible]) روح القدس (جبریل علیہ السلام) سے (جو [illegible]) تائید دی [illegible] کرتے رہے اور جب کبھی (بھی) کوئی پیغمبر تمہارے پاس ایسے احکام لائے [illegible] شروع کر دیا سو ان پیغمبروں میں سے بعضوں کو تو (نعوذ باللہ) تم نے جھوٹا بتلایا [illegible] **ف** [illegible] و حدیث میں جا بجا حضرت جبریل علیہ السلام کو کہا گیا ہے جیسے قل نزلہ روح القدس [illegible] رسول اللہ فینا + و روح القدس لیس لہ کفاء [illegible] جبریل علیہ السلام [illegible] شیطان سے حفاظت کی گئی [illegible] عیسیٰ [illegible] آخر میں ان کے ذریعہ سے آسمان پر بلوا لیے گئے [illegible] السلام کو قتل بھی کیا **معاملہ سب و بیجا** [illegible] ہیں کہ ہمارے قلوب (ایسے) محفوظ ہیں (کہ اس [illegible]) [illegible] اور نہیں ہیں بلکہ ان کے کفر کے سبب ان پر خدا کی مار ہے [illegible] رکھنے میں (اور تھوڑا ایمان مقبول نہیں [illegible]) **ف** [illegible] قیامت کا قائل ہونا کران امور کے [illegible] تھوڑے ایمان کو لغت کے اعتبار سے ایمان کہا [illegible] واردۃ فی الشرع کا یقین کرنا ہے **معاملہ سب و بیجا** [illegible] مصدق لما معھم وکانوا من قبل یستفتحون [illegible] فلما جاءھم ما عرفوا کفروا بہ فلعنۃ اللہ علی الکافرین ۝۸۹ اور جب ان کو ایسی کتاب پہنچی (یعنی قرآن) جو منجانب اللہ ہے اور [illegible] کی بھی

ملحقات الترجمہ: [illegible] الی الجلالین ای انما ہم رسولا فی [illegible] رسول ۱۲

اللغات غلف جمع اغلف مستعار من الاغلف الذی لم یختن ای ہی مغشاۃ باغشیۃ [illegible] یعنی ایمانا جاریا محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی قولہ قال الکلبی [illegible] الاصل [illegible] ولوکان فی حدیثک خیر لوعتہ الیہ وحاصل الرد [illegible] فلذلک لا یقبلون حق [illegible] الیہا من ابی [illegible] یستفتحون یفتحون علیہم من قولہ فتح علیہ [illegible] فتح اللہ علیکم۔

العربیۃ افکلما [illegible] المراد [illegible]

[illegible] فی النعوت [illegible] فی یستفتحون [illegible] لما [illegible] التفسیر روح المعانی۔

قولہ ولما جاءھم جواب لما محذوف [illegible] جواب الثانیۃ

قولہ علی الکافرین [illegible] فیکون اللام للعہد (بیضاوی) قلت [illegible] الی العہد فی الترجمۃ ۱۲

بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰي مَنْ يَّشَاۗءُ

وہ حالت بُری ہے جسکو اختیار کرکے وہ اپنی جانوں کو چھڑانا چاہتے ہیں کہ کفر کرتے ہیں ایسی چیز کا جو حق تعالیٰ نے نازل فرمائی محض ضد پر کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جس بندہ پر اسکو منظور ہو نازل فرماوے

مِنْ عِبَادِهٖ ۚ فَبَاۗءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰي غَضَبٍ ۭ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا

سو وہ لوگ غضب بالائے غضب کے مستحق ہو گئے اور ان کفر کرنیوالوں کو ایسی سزا ہوگی جس میں ذلت ہے اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تم ایمان لاؤ ان تمام کتابوں پر جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہیں کہتے ہیں

نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَاۗءَهٗ ۤ وَھُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ ۭ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْۢبِيَاۗءَ اللّٰهِ

کہ ہم اس کتاب پر ایمان لاوینگے جو ہم پر نازل کی گئی ہے اور جو اسکے علاوہ ہیں انکا انکار کرتے ہیں حالانکہ وہ بھی حق ہیں اور تصدیق کرنیوالی بھی ہیں اس کی جو انکے پاس ہے آپ کہیے کہ پھر کیوں قتل کیا کرتے تھے اللہ کے پیغمبروں کو

مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝

اس سے قبل کے زمانے میں اگر تم ایمان رکھنے والے تھے۔

تصدیق کرنیوالی ہے جو (پہلے سے) انکے پاس ہے (یعنی توراۃ) حالانکہ اسکے قبل (خود بیان کیا کرتے تھے (اور) کفار سے (یعنی مشرکین عرب سے کہ ایک نبی آنے والے ہیں اور ایک کتاب لانیوالے ہیں) پھر جب وہ چیز آپہنچی جسکو وہ (خوب جانتے) پہچانتے ہیں تو اس کا (صاف) انکار کر بیٹھے سو (بس) خدا کی مار ہو ایسے منکروں پر کہ جان بوجھکر محض تعصب کے سبب انکار کریں ف قرآن کو جو مصدق توراۃ فرمایا اسکی وجہ یہ ہے کہ توراۃ میں جو پیشین گوئیں متعلق بعثت محمدیہ اور نزول قرآن کے تھیں نزول قرآن سے انکا صدق ظاہر ہو گیا سو توراۃ کا ماننے والا تو قرآن اور صاحب قرآن کی تکذیب کر ہی نہیں سکتا ورنہ تکذیب توراۃ کی لازم آتی ہے جیسا ظاہر ہے اور اگر کسیکو شبہہ ہو کہ جب حق کو حق جانتے تھے تو انکو مومن کہنا چاہیے پھر انکو کافر کیسے کہا گیا جواب یہ ہے کہ جس طرح حق کو باطل جاننا کفر ہے اسیطرح باوجود حق جاننے کے انکار کرنا بھی کفر ہے بلا شہادت عقل و شرع بلکہ یہ اول سے بھی قبیح تر ہے دوسرے یہ جاننا اضطراری تھا جس سے وہ کافر تھے اور ایمان تصدیق اختیاری کا نام ہے جس میں طوع و تسلیم ہو کیونکہ مامور بہ ہے اور مامور بہ کا اختیاری ہونا ضرور ہے آگے اس کا بھی بیان ہے کہ جان بوجھکر امر واقعی کا انکار کیوں کیا اور حاصل جواب یہ ہے کہ حسد انکا سبب ہے چنانچہ ارشاد ہے سبب انکار یہود بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰي مَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۚ فَبَاۗءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰي غَضَبٍ ۭ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝

وہ حالت (بہت ہی) بُری ہے جسکو اختیار کرکے (وہ بزعم خود) اپنی جانوں کو (عقوبت آخرت سے) چھڑانا چاہتے ہیں (اور وہ حالت) یہ (ہے) کہ کفر (و انکار) کرتے ہیں ایسی چیز کا جو حق تعالیٰ نے (ایک سچے پیغمبر پر) نازل فرمائی (یعنی قرآن اور وہ انکا یہ کفر (محض) ضد پر (ہے) کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جس بندہ پر اسکو منظور ہو (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کچھ) نازل فرماوے سو (اس حسد بالائے کفر سے) وہ لوگ غضب بالائے غضب کے مستحق ہو گئے اور (آخرت میں) ان کفر کرنیوالوں کو ایسی سزا ہوگی جس میں (علاوہ تکلیف کے) ذلت (بھی) ہے ف ایک غضب تو کفر پر تھا ہی دوسرا غضب انکے حسد پر ہو گیا اور عذاب میں مہین کی قید سے تخصیص کفار کی ہوگئی مؤمنین عاصی کو عذاب تطہیر عن الذنوب ہو گا آگے انکا ایک قول بیان فرماتے ہیں جس سے کفر ثابت ہوتا ہے اور حسد بھی مترشح ہوتا ہے دلیل الکفر جس بیان و معہ رد وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَاۗءَهٗ ۤ وَھُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ ۭ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْۢبِيَاۗءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ اور جب ان (یہودیوں) سے کہا جاتا ہے کہ تم ایمان لاؤ ان (تمام) کتابوں پر جو اللہ تعالیٰ نے

النحو واللغۃ بئسما ما نکرۃ بمعنی شئ ممیزۃ لفاعل بئس المستکن واشتروا صفتہ ومعناہ باعوا انفسہم واختیار بہذا فانہم ظنوا انہم خلصوا انفسہم من العقاب بما فعلوا۔

ان یکفروا ہو المخصوص بالذم بغیا طلبا لما لیس لہم حسدا وہو علۃ یکفروا دون اشتروا للفصل ان ینزل اللہ ای لان ینزل ای حسدوا علی ان ینزل ۱۲ بیضاوی۔

قلت واخترت فی اشتروا المعنی الثانی وفی حاشیۃ البیضاوی قولہ فانہم ظنوا الخ علی ماہو علیہ حالہم من انہا المتعلب وارد ما الحکایۃ فلا یرد انہم ما ظنوا ذلک بدلالۃ قولہ تعالیٰ بغیا وقولہ تعالیٰ اسنوا فان عدم ظنہم فی الواقع لا ینافی کون ظاہر حالہم کذلک قولہ طلبا لما لیس لہم

یعنی ان البغی فی اللغۃ مطلق الطلب علی ای الکوا شی استعمل ہہنا فی الطلب الخاص وہو طلب ما لیس لہم بقرینۃ المفعول اعنی ان ینزل اللہ فان طلبہم تنزیل الوحی الذی اختارہ لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم طلب لما لیس لہم فیؤول الی معنی الحسد فلاجل ہذا الاستلزام فسر البغی ہہنا بالحسد وجعل التنزیل محسودا علیہ قولہ لان ینزل اللہ قدر اللام لتقویۃ المصدر اشارۃ الی انہ مفعول لبغیا فیکون محسودا علیہ فلذا قال لے حسدوہ علی ان ینزل اللہ تعالیٰ ۱۲

وراء فی الاصل مصدر جعل ظرفا ویضاف الی الفاعل فیراد بہ ما یتواری وہو خلفہ والی المفعول فیراد بہ ما یواریہ وہو قدامہ ولذلک عد من الاضداد ۱۲ بیضاوی۔

وَلَقَدْ جَآءَكُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ۝ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام تم لوگوں کے پاس صاف صاف دلیلیں لائے اس پر بھی تم لوگوں نے گوسالہ کو تجویز کر لیا موسیٰ علیہ السلام کے بعد اور تم ستم ڈھا رہے تھے اور جب ہم نے تمہارا قول و قرار لیا تھا

وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ؕ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاسْمَعُوْا ؕ قَالُوْا سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا ٭ وَاُشْرِبُوْا فِىْ قُلُوْبِهِمُ

اور طور کو تمہارے اوپر لا کھڑا کیا تھا لو جو کچھ ہم تم کو حکم دیتے ہیں ہمت کے ساتھ اور سنو انھوں نے کہدیا کہ ہم نے سن لیا اور ہم سے عمل نہ ہوگا اور ان کے قلوب میں

الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ ؕ قُلْ بِئْسَمَا يَاْمُرُكُمْ بِهٖٓ اِيْمَانُكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝

وہی گوسالہ پیوست ہو گیا تھا انکے کفر کی وجہ سے آپ فرما دیجئے کہ یہ افعال تو بہت برے ہیں جن کی تعلیم تمہارا ایمان تم کو کر رہا ہے اگر تم اہل ایمان ہو

(متعدد پیغمبروں پر نازل فرمائی ہیں (اور ان تمام کتابوں میں قرآن بھی ہے) تو (جواب میں) کہتے ہیں کہ ہم (تو صرف) اس (ہی) کتاب پر ایمان لاوینگے جو ہم (لوگوں) پر بواسطہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نازل کی گئی ہے (یعنی توراۃ) اور (باقی جتنی کتابیں) اسکے ماسوا ہیں (جیسے انجیل اور قرآن) ان (سب) کا وہ انکار کرتے ہیں حالانکہ وہ (توراۃ کے ماسوا کتابیں) بھی (فی نفسہ حق) اور واقعی ہیں اور (فی نفسہ حق ہونیکے علاوہ) تصدیق کرنے والی بھی ہیں اس کتاب کی جو انکے پاس ہے (یعنی توراۃ کی) آپ (یہ بھی) کہیئے کہ (اچھا تو پھر کیوں قتل کیا کرتے تھے اللہ کے پیغمبروں کو اس کے قبل کے زمانہ میں اگر تم (توراۃ پر) ایمان رکھنے والے تھے **ف** یہود کے اس قول کا کفر ہونا تو صریح ہے کہ اقرار کر لیا کہ ہم صرف توراۃ پر ایمان لاوینگے دوسری کتب پر ایمان نہ لاوینگے اور اس عنوان سے کہ ہم پر نازل کی گئی حسد بھی مترشح ہے جس سے مفہوم ہوتا ہے کہ اور کتابیں چونکہ ہم پر نازل نہیں کی گئیں اس لئے ایمان نہیں لاتے اور اللہ تعالیٰ نے ان پر اس قول میں تین طرح رد فرمایا۔ اول یہ کہ جب اور کتابوں کی حقیت اور واقعیت بھی دلیل قطعی سے ثابت ہے پھر انکے انکار کی کیا وجہ البتہ اس دلیل میں اگر کچھ کلام تھا اسکو پیش کر کے تشفی کر لیتے باقی انکار محض کی کیا وجہ۔ دوسرے جب اور کتابیں مثلاً قرآن ہی کو لو جب توراۃ کی مصدق ہیں تو اسکے انکار و تکذیب سے تو خود توراۃ کا انکار و تکذیب بھی لازم آتا ہے جیسا اوپر عنقریب آیت وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ کی تفسیر میں بھی اسکی تقریر آچکی ہے تیسرے یہ کہ انبیاء علیہم السلام کو قتل کرنا تمام کتب سماویہ کی رو سے کفر ہے پھر تمہارے گروہ کے لوگوں نے جو بہت سے نبیوں کو قتل کیا جنکی تعلیم بھی توراۃ ہی کے احکام کے ساتھ خاص تھی اور قاتلین کو تم مقتدا اور پیشوا سمجھتے ہو یہ تو براہ راست توراۃ کے ساتھ کفر ہے اس سے تو دعویٰ ایمان بالتوراۃ کا بھی غلط ٹھہرتا ہے غرض ہر پہلو سے تمہارا یہ قول و فعل برے ٹھکانے ہے آگے یہود کے اسی قول کے اور وجوہ سے رد فرماتے ہیں تتمہ رد دعویٰ ایمان یہود وَلَقَدْ جَآءَكُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۹۲﴾ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام تم لوگوں کے پاس صاف صاف دلیلیں (توحید و رسالت کی) لائے (مگر) اس پر بھی تم لوگوں نے گوسالہ کو (معبود) تجویز کر لیا موسیٰ علیہ السلام کے (طور پر جانیکے) بعد اور تم (اس تجویز میں) ستم ڈھا رہے تھے **ف** اس بینات سے مراد وہ دلائل ہیں جو اس قصہ سے پہلے کہ اس وقت تک توراۃ نہ ملی تھی صدق حضرت موسیٰ علیہ السلام پر قائم ہو چکی تھیں مثلاً عصا اور ید بیضا اور فلق بحر وغیرہ ذلک حاصل تقریر رد کا ظاہر ہے کہ تم دعویٰ کرتے ہو ایمان کا اور یہ فعل صریح شرک تھا جس سے موسیٰ علیہ السلام کی تکذیب خدا کی تکذیب صریحاً لازم آئی جس طرح اوپر کے عمل سے توراۃ کی تکذیب لازم آتی تھی اور چونکہ اسکے قبل اتخاذ عجل کے قصہ سے صرف انکے معاملات قبیحہ کا بیان کرنا مقصود تھا اور یہاں انکے دعوے کی تکذیب کرنا لہٰذا اتحاد و تعدد فائدے کے سبب تکرار نہیں ہے اور یہی تقریر سمجھو آیت آئندہ میں جسمیں اخذ میثاق کا ذکر ہے جو اوپر بھی آچکا ہے اور حاضرین زمانہ نزول قرآن پر اتخاذ عجل سے رد کرنا اسی بنا پر مذکور ہے کہ یہ لوگ انکے طرفدار اور حامی رہتے تھے۔ اور خواہ مقصود کی تقریر اس طرح کیجائے کہ جنکے سلف نے کفر بموسیٰ کیا ہے انکے خلف سے کفر بمحمد چنداں عجیب نہیں تتمہ رد مذکور وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ؕ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاسْمَعُوْا ؕ قَالُوْا سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا ٭ وَاُشْرِبُوْا فِىْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ ؕ قُلْ بِئْسَمَا يَاْمُرُكُمْ بِهٖٓ اِيْمَانُكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۹۳﴾ اور (وہ زمانہ یاد کرو) جب ہم نے تمہارا قول و قرار لیا تھا اور (اس قول و قرار لینے کے لیئے) طور کو تمہارے (سروں کے) اوپر لا کھڑا کیا تھا (اور اس وقت حکم دیا تھا کہ) لو جو کچھ (احکام) ہم تم کو دیتے ہیں ہمت (اور پختگی)

اللغات قولہ اشربوا تداخلہم حبہ ورسخ فی قلوبہم صورتہ لفرط شغفہم بہ کما یتداخل الصبغ الثوب والشراب اعماق البدن ۱۲ بیضاوی

قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ

آپ کہہ دیجئے کہ اگر عالم آخرت محض　تمہارے ہی لئے　نافع ہے　بلا شرکت غیرے　تو تم　موت کی تمنا کرو　اگر تم

صٰدِقِيْنَ ۝ وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝

سچے ہو -　اور وہ ہرگز کبھی اس کی تمنا نہ کرینگے بوجہ ان اعمال کے جو اپنے ہاتھوں سمیٹے ہیں　و حق تعالیٰ کو خوب اطلاع ہے ان ظالموں کی -

کے ساتھ اور (ان احکام کو دل سے) سنو (اس وقت) انھوں نے ڈر کے مارے زبان سے تو کہدیا کہ ہم نے قبول کرلیا اور سن لیا اور (چونکہ واقع میں یہ بات دل سے نہ تھی اسلیئے گویا بزبان حال یوں بھی کہہ رہے تھے کہ ہم سے عمل نہ ہوگا اور (وجہ انکی اس بددلی کی یہ تھی کہ) انکے قلوب (کے رگ وریشہ) میں وہی گوسالہ پیوستہ ہوگیا تھا انکے کفر (سابق) کی وجہ سے (جبکہ دریائے شور سے اتر کر انھوں نے ایک بت پرست قوم کو دیکھکر درخواست کی تھی کہ ہمارے لیے کوئی ایسا ہی مجسم معبود تجویز کردیا جائے) آپ فرما دیجئے کہ (دیکھ لیا تم نے اپنے ایمان کو جو حسب افعال کو سو یہ افعال تو بہت بُرے ہیں [illegible] اگر تم [illegible] خود اب بھی [illegible] ایمان [illegible] **ف** [illegible] ترتیب اسباب مسببات [illegible] کا یہ ہوا [illegible] ایک کلمہ کفر صادر ہوا ہر چند حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جدوجہد سے توبہ کرلی لیکن توبہ کے مراتب بھی [illegible] ظلمت کچھ قلب میں باقی رہ گئی وہ ترقی پاکر گوسالہ پرستی کا سبب ہوا پھر اسکی توبہ میں بعض تو قتل ہی ہوئے اور شاید بعضوں کی بلا قتل معافی ہوگئی ہو جیسا بعض مفسرین نے نقل کیا ہے تو بھی کچھ ضعیف ہوئی ہوگی اور جو گوسالہ پرستی سے محفوظ رہے تھے انکو [illegible] سے بقدر نفرت واجب تھی اس میں کوتاہی ہوئی یہ ایک گونہ اثر اس معصیت شرکیہ کا سبب ایک شعبہ نفاق کے قلب میں باقی تھا [illegible] ضعف توبہ یا انتفائے اثر عدم نفرت نے چند قلوب میں سستی دین پیدا کی جس سے اخذ میثاق میں رفع طور کی نوبت آئی اور قبول میں بھی نفاق اور حال موافق نہ ہوئے **معاملہ لسبت وششم** قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِالظّٰلِمِيْنَ بعض یہودی دعویٰ کرتے تھے کہ آخرت کی نعمتیں خاص ہمارے ہی [illegible] حق تعالیٰ نے اسکے باطل کرنیکے لیے فرمایا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ (ان لوگوں سے) کہدیجئے کہ اگر (بقول تمہارے) عالم آخرت محض تمہارے ہی لئے نافع ہے بلا شرکت غیرے تو تم (اسکی تصدیق کے لئے ذرا) موت کی تمنا کر کے (دکھلا) دو اگر تم (اس دعوے میں) سچے ہو اور [illegible] ساتھ ہی یہ بھی کہے دیتے ہیں کہ وہ خاص مدعی ہرگز کبھی اس (موت) کی تمنا نہ کرینگے بوجہ (خوف سزا) ان اعمال (کفریہ) کے جو اپنے ہاتھوں سمیٹے ہیں اور حق تعالیٰ کو خوب اطلاع ہے ان ظالموں (کے حال) کی (جب تاریخ مقدمہ کی آئیگی فرد قرارداد جرم سنا کر سزا کا حکم کردیا جاوے گا) **ف** یہود کا یہ دعویٰ ان آیات سے بھی مفہوم ہوتا ہے لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً وَقَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ وغیرہا حاصل ان سب دعووں کا یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہم دین حق پر ہیں لہذا آخرت میں ہمکو نجات تو ضرور ہوگی پھر جو ہم میں گنہگار ہیں انکو چند سے زائد دوزخ بھگتنا نہ پڑیگی اور جو تائب یا فرم ہیں وہ ابتدا ہی جنت میں داخل ہوجاوینگے اور جو مطیع ہیں مثل پیاروں اور احباب کے محبوب و مقرب ہیں اور یہ سب دعوے قطع نظر قبح بعض عنوانات کے فی نفسہ کسی شخص کے دین حق پر قائم ہونیکی صورت میں صادق ہیں چونکہ وہ لوگ بوجہ منسوخ ہوجانے انکے دین کے واقع میں دین حق پر نہ تھے اس لئے حق تعالیٰ نے جابجا مختلف وجوہ و طرق سے انکی تکذیب فرمائی ہے منجملہ ان طرق کے ایک طریق یہ ہے جو یہاں مذکور ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ تم لوگ اگر طریق معتاد یعنی مناظرہ سے فیصلہ نہیں کرسکتے تو ایک طریق غیر معتاد و خارق عادت سے فیصلہ کرلو جس میں علم و فہم و نظر غائر کی بھی ضرورت نہیں صرف زبان ہلانے کا کام ہے وہ یہ کہ ہم پیشین گوئی کرتے ہیں کہ تم لوگ ہرگز زبان سے اتنا نہیں کہہ سکتے کہ ہم موت کے متمنی ہیں - اس پیشین گوئی کے ساتھ اب ہم تم سے درخواست کرتے ہیں کہ بھلا اتنا کلمہ کہہ تو دو اگر کہدیا تو ہمارے تم جیتے اور اگر نہ کہہ سکے تو پھر تو ہمارا صادق تمہارا کاذب ہونا ثابت ہوجاوے گا - اور یہ طریق اس تقریر پر اگر شرط و جزا میں مناسبت بھی نہ ہوتی

وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ ۚۛ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚۛ يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ وَمَا هُوَ

اور آپ اُن کو حیات کا حریص اور آدمیوں سے بڑھکر پاوینگے اور مشرکین سے بھی اُن میں کا ایک ایک اس ہوس میں ہو کہ اُسکی عمر ہزار برس کی ہو جاوے اور یہ امر

بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۝

عذاب سے تو نہیں بچا سکتا کہ عمر ہو جاوے اور حق تعالیٰ کے سب پیش نظر ہیں انکے عمال ۔

تب بھی کافی تھا لیکن مُناسبت سے احتجاج کے علاوہ لطافت اور بلاغت اور مزید ہوگئی وجہ مناسبت ظاہر ہو کہ جس شخص کو آخرت میں قرب یا اقل درجہ نجات ہی کا یقین ہو جیسا دینِ حق کے ہونیکا مقتضا ہی تو اُسکو آخرت میں پہنچنا فی نفسہ ضرور مرغوب محبوب ہونا چاہیئے جسکی سڑک صرف موت ہی اس لئے اِس سڑک پر پڑجانا بھی اِس اعتبار خاص سے ضرور اس کا متمنی ہوگا گو طبعًا موت سے وحشت کرتا ہو یا سزائے معاصی سے خائف ہو سو اس وحشت طبعیہ یا خوف عقوبت کا اثر اتنا ضرور ہو سکتا ہو کہ بے ضرورت تمنائے موت نکریگا لیکن جب کوئی ایسا ضروری داعی پیش آوے کجو اپنی قوت واثر سے طبع پر غالب آجاوے اور اُس عقوبت کی طرف ملتفت نہ رہنے دے یا اِس معصیت کا کفارہ ہو جانا متوقع ہو تو اُس وقت وہ توحش طبعی اور وہ خوف ضرور زائل ہو جاویگا اور اُس مرغوبیت ومحبوبیت فی نفسہ کا ظہور ہو پڑیگا چنانچہ یہی وجہ ہو کہ جن حضرات پر کوئی کیفیت باطنی مثل شوق وغیرہ کے غالب ہو جاتی ہو تو اُسوقت وہ بیدھڑک موت وغیرہ کے آرزومند ہو جاتے ہیں اور یہی وجہ ہو کہ جس کو عین موت کیوقت حسب بشارت رحمت ومغفرتِ ورضای حق کی مکشوف ہوتی ہو اُسوقت بھی مشتاق موت کا ہو جاتا ہو جیسا احادیث میں ہو اور یہی وجہ ہے کہ ایسے اسباب سے تمنائے موت کی شرعًا ممانعت بھی نہیں ہے جیسا حدیثوں میں ممانعت کو بضر نازل بہ کے ساتھ مقید کرنا صاف اِس پر دال ہو جب یہ سب ذہن نشین ہوگیا تو اب سمجھئے کہ یہود اگر بزعم خود حق پر ہیں تو گو موت کی کراہت و وحشت طبعیہ پر وہ قابل الزام نہیں لیکن جب ہی تک کہ کوئی داعی قوی پیش نہ آوے اور اس سے بڑھکر کیا داعی ہوگا کہ دلائل عقلیہ وسمعیہ سے فیصلہ نہونے پر مدار فیصلہ صرف اتنا امر قرار پایا ہو کہ زبان سے اظہار تمنا کردو تو اول تو دین حسب درجہ اہل دین کو محبوب ہوتا ہو اس کا مقتضا تو یہ ہو کہ اگر اعلاء دین اور اُسکے اثبات حقیت و وجوہ غلبہ کے لئے سچ مچ جان نذر ہو جاوے تو عین سعادت وغایت مطلوب ہو جیسا جان باز ایسے اوقات میں جان بازی کر ہی گزرتے ہیں تو اگر سچ مچ وہ مر بھی جاتے مگر دین کا بول بالا ہو جانا جب بھی کوئی وجہ پس وپیش کی نہ تھی اور یہاں تو صرف زبان ہی ہلانا پڑتا تھا مگر چونکہ اضطرارًا اپنا باطل اور کفر پر ہونا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومومنین کا حق اور ایمان پر ہونا خوب جانتے جیسا کہ بما قدمت ایدیھم میں یہی مراد ہو اسلئے کچھ ایسی ہیبت چھائی کہ زبان ہی نہ اُٹھی ورنہ جس درجہ حضور سے اُنکو عداوت ومخالفت تھی اس پیشین گوئی پر بڑا جوش آنا چاہیئے تھا اور ضرور کہہ ڈالتے لیکن کچھ ایسے کھوئے گئے کہ دیوار بولے تو وہ بولیں درحقیقت یہ بڑا ہی معجزہ ہو جو اثبات حقانیت اسلام کے لئے نہایت کافی ہو اور اس تقریر سے بفضلہ تعالیٰ مقام میں کوئی اشکال نہ رہا مثلًا یہ کہ موت سے تو کراہت طبعیہ ہوتی ہو یا بعد موت خوف سزائے معصیت ہوتا ہو اسلئے تمنا نہ کی ہو یا یہ کہ تمنائے موت تو ممنوع ہو پھر ان سے کیوں درخواست کی گئی سو تقریر بالا سے واضح ہوگیا کہ جو حالت درپیش تھی اُس میں نہ طبعی کراہت ہو نہ اُس خوف کی طرف التفات ہو نہ شرعی ممانعت ہو اب دو امر اور سمجھ لیجئے ایک تو یہ کہ یہ احتجاج خاص اُن یہودیوں کے ساتھ تھا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مخاطب تھے ہر زمانہ کے یہودیوں سے یہ خطاب نہیں ہو اور ابدا اُنہیں کی عمر کے اعتبار سے فرمایا ہو۔ دوسرے یہ کہ یہ شبہ نکیا جاوے کہ شاید کسی نے اظہار تمنا کیا ہو مگر ہمکو خبر نہ پہنچی ہو جواب یہ ہو کہ مخالفین قرآن ہمیشہ ناصرین سے زیادہ رہے ہیں اگر ایسا ہوتا منقول ومشہور ہونا ضرور تھا آگے اُنکے تمنا نہ کرنیکے تتمہ مضمون کا ذکر ہو مع اشارہ ثبوت اُنکے کذب دعوی کے **تتمہ مضمون سابق**

وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ ۚۛ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚۛ يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا

النحو ومن الذين اشركوا في الكشاف محمول على المعنى لان معنى احرص الناس من الناس وماهو قيل الضمير لما دل عليه يعمر من مصدره وان يعمر بدل منه ويجوز ان يكون مبهما وان يعمر موضحه فان قلت يود احدهم اموقعه قلت هو بيان لزيادة حرصهم على طريق الاستيناف فان قلت كيف اتصل لو يعمر بيود احدهم قلت هو حكاية لودادتهم ولو في معنى التمني وكان القياس لو اعمر الا انه جرى على لفظ الغيبة لقوله يود احدهم كقولك حلف بالله ليفعلن ۱۲

معٌ غنه المتأخرين

عٌ ۱۰

ملحقات الترجمة

قوله في آخرہ بالاحتجاج خاص اُن یہودیوں کے ساتھ تھا الخ لما في روح المعاني في قصة طويلة عن ابن عمر رضي الله عنه قال لو ہم ہذا الكلب اللعين الجاہل ان ہذا لكل یہودي او لليہود في كل وقت لا انما ہو اولئك الذين كانوا يعاندون ويجحدون بعدان عرفوا الخ ۱۲

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَّبُشْرٰى

آپ یہ کہئے کہ جو شخص جبریل سے عداوت رکھے سو انھوں نے یہ قرآن آپکے قلب تک پہنچا دیا ہے خداوندی حکم سے اسکی یہ حالت ہے کہ تصدیق کر رہا ہے اپنے سے قبل والی کتابوں کی اور رہنمائی کر رہا ہے اور خوشخبری سنا رہا ہے

لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰىلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ۝

ایمان والوں کو۔ جو شخص خدا تعالیٰ کا دشمن ہو اور فرشتوں کا اور پیغمبروں کا اور جبریل کا اور میکائیل کا تو اللہ تعالیٰ دشمن ہے ایسے کافروں کا۔

یعلمون⁽⁹⁶⁾ اور (وہ لوگ موت کی تمنا کیا خاک کرتے) آپ (تو) انکو حیات (دنیویہ) کا حریص اور (عام) آدمیوں سے (بھی) بڑھکر پاوینگے اور دوسروں کا تو کیا ذکر حیرت تو یہ ہے کہ ¹بعض مشرکین سے بھی (بڑھکر آپ انکو حریص حیات کا دیکھیں گے جنکی یہ کیفیت ہے کہ) ان میں کا ایک ایک (شخص) اس ہوس میں ہے کہ اسکی عمر ہزار برس کی ہو جاوے اور (بھلا بالفرض اگر اتنی عمر ہو گئی بھی تو کیا) یہ امر عذاب سے تو بچا نہیں سکتا کہ (کسیکی بڑی عمر ہو جاوے اور حق تعالیٰ کے سب پیش نظر ہیں انکے اعمال (جسپر انکو عذاب ہونیوالا ہے) **ف** حیرت اور استبعاد کی وجہ یہ ہے کہ مشرکین عرب آخرت کے منکر تھے اسلیے انکی بہار اور عیش جو کچھ ہے دنیا ہی ہے وہ اگر طولِ عمر کی تمنا کریں عجیب نہیں مگر یہود تو آخرت کے قائل اور بزعم خود اسکی نعمت کے خود مستحق پھر دنیا میں ہمیشہ رہنا چاہیں یہ نہایت مستبعد ہے پس باوجود اعتقادِ آخرت کے طول عمر کی تمنا صاف دلیل ہے کہ یہ اختصاص استحقاق نعمتِ آخرت کا دعویٰ ہی دعویٰ ہے دل میں خوب سمجھتے ہیں کہ وہاں پہنچکر جہنم ہی نصیب ہونا ہے اسلیے جب تک بچے رہیں جب ہی تک سہی **معاملہ لسبت وتتمہ** قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ⁽⁹⁷⁾ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰىلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ⁽⁹⁸⁾ ²بعض یہود نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنکر کہ جبریل علیہ السلام وحی لاتے ہیں کہا کہ ان سے تو ہماری عداوت ہے احکام شاقہ اور واقعات ہائلہ ان ہی کے ہاتھوں آیا کیے ہیں میکائیل خوب ہیں کہ بارش اور رحمت انکے متعلق ہے اگر وہ وحی لایا کرتے تو ہم مان لیتے حق تعالیٰ اس پر رد فرماتے ہیں کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ (ان سے) یہ کہیے کہ جو شخص جبریل سے عداوت رکھے (وہ جانے لیکن اس امر کو قرآن کے نہ ماننے میں کیا دخل کیونکہ اس میں تو وہ سفیر محض ہیں) سو (سفارت کے طور پر) انھوں نے یہ قرآن آپکے قلب تک پہنچا دیا ہے خداوندی حکم سے (نزولانیوالے کی خصوصیت کیوں دیکھی جاتی ہے البتہ خود قرآن کو دیکھو کہ کیسا ہے سو اسکی (خود) یہ حالت ہے کہ تصدیق کر رہا ہے اپنے سے قبل والی (سماوی) کتابوں کی اور رہنمائی کر رہا ہے (مصالح ضروریہ کی) اور خوشخبری سنا رہا ہے ایمان والوں کو (اور کتب سماویہ کی یہی شان ہوتی ہے پس قرآن ہر حال میں کتاب سماوی قابل اتباع ٹھہرا پھر جبریل علیہ السلام کی عداوت سے اسکو نہ ماننا پوری حماقت ہے اب رہا خود مسئلہ عداوت جبریل کا سو اسکا فیصلہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ کے نزدیک خود اللہ تعالیٰ سے عداوت رکھنا یا اسکے دوسرے ملائکہ سے یا اسکے دوسرے رسولوں سے یا خود میکائیل سے جنکی دوستی کا دم بھرتے ہیں ان سب سے عداوت رکھنا اور جبریل سے عداوت رکھنا یہ سب ہم پلہ شمار کیے جاتے ہیں اور ان سب عداوتوں کا قانون یہ ہے کہ) جو (کوئی) شخص خدا تعالیٰ کا دشمن ہو (تو) اور فرشتوں کا (ہو تو) اور پیغمبروں کا (ہو تو) اور جبریل کا (ہو تو) اور میکائیل کا (ہو) تو (ان سب کا وبال یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ دشمن ہے ایسے کافروں کا **ف** آیت اول کی تقریر کا تتمہ یہ ہے کہ سفارت کے صادق ہونیکے لیے سفیر میں دو صفتوں کا ہونا کافی ہے اول مامور ہو دوسرے امین ہو سو امین ہونے سے تو یہود کو ظاہری انکار بھی نہ تھا صرف عناداً ظاہر میں اسکا انکار کرتے تھے کہ قرآن کی تنزیل من اللہ ہوئی ہو اس لیے یہاں اسی کا اثبات کیا گیا اور نیز ایک دوسرے نکتہ سے بھی یہ تخصیص اس مقام کے مناسب ہے کیونکہ مامور سے کوئی معاملہ کرنا عرفاً آمر تک متعدی ہوتا ہے سو اسکی عداوت کا مستلزم عداوت مع اللہ ہونا خوب مؤکد ہو گیا اور یہ بھی مقاصد مقام سے ہے اور آیت ثانیہ میں علیٰ قلبک سے کسیکو یہ وسوسہ نہ ہو کہ الفاظ قرآنی منزل من اللہ نہیں صرف معانی ہی منزل ہیں جسکا دفع کی یہ ہے کہ قلب جسطرح معانی کا ادراک کرتا ہے اسیطرح الفاظ کا بھی

ملحقات الترجمة

¹ قولہ بعض مشرکین وجہ البعض ان بعض المشرکین من منکری البعث وعبدوا یقولون بالثواب والعقاب بعد الموت ۱۲

² قولہ وہ جانے اشارۃ الی حذف جزاء من کان وحذف جملہ معللۃ بقولہ فانہ نزلہ وہو اسما لمرضی عندی ۱۲

البلاغة نزلہ الضمیر للقرآن ونحو ہذا الاضمار فیہ فخامۃ لشان صاحبہ حیث یجعل لفرط شہرتہ کانہ یدل علی نفسہ ۱۲ قولہ علی قلبک فان قلت کان حق الکلام ان یقال علی قلبی قلت جارت علی حکایۃ کلام اللہ تعالیٰ کما تکلم بہ کانہ قیل قل ما تکلمت بہ من قولی من کان عدوا لجبریل فانہ نزلہ علی قلبک ۱۲ کشاف

الروایات قولہ بعض یہود نے الخ اخرجہ فی لباب النقول عن احمد والترمذی والنسائی و اسحق بن راہویہ وابن جریر بالفاظ مختلفۃ ۱۲

وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۚ وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ ○ اَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ

اور ہم نے تو آپ کے پاس بہت سے دلائل واضح نازل کئے ہیں اور کوئی انکار نہیں کیا کرتا مگر صرف وہی لوگ جو عدول حکمی کے عادی ہیں۔ کیا اور جب کبھی بھی ان لوگوں نے کوئی عہد کیا ہوگا اسکو نہیں ہے کسی نہ کسی فریق نے

مِّنْهُمْ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○ وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ

نظر انداز کر دیا ہوگا بلکہ ان میں زیادہ تو ایسے ہی نکلیں گے جو یقین ہی نہیں رکھتے اور جب انکے پاس ایک پیغمبر آئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو تصدیق بھی کر رہے ہیں اُس کتاب کی جو اُن لوگوں کے پاس ہے

فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ۙ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ○

ان اہلِ کتاب میں سے ایک فریق نے خود اس کتاب اللہ ہی کو پس پشت ڈال دیا　　جیسے اُنکو گویا اصلا علم ہی نہیں۔

تو ادراک کرتا ہی بلکہ واقع میں مدرک یہی ہے اور کان وغیرہ حواس تو محض اسکے آلات ہیں جس طرح آنکھ کے سامنے عینک کہ آنکھ کی معین تو ضرور ہے لیکن مدرک تو آنکھ ہی ہے۔ خوب سمجھ لو اور بالخصوص حالت وحی میں کہ بیخودی کے طاری ہونے سے حواس ظاہری فاعل نہیں رہتے۔ اُس وقت بلا واسطہ گوش کے الفاظ بھی قلب ہی پر وارد ہونگے جس طرح سے اُونگھتے یا سوتے میں کوئی خواب دیکھے اور اُس میں کسی سے کچھ سُنے تو ظاہر ہے کہ گوش ظاہری معطل محض ہے ورنہ اور باتیں بھی سنائی دیتیں مگر یقینی بات ہے کہ اُس میں الفاظ بھی ہوتے ہیں چنانچہ بعض اوقات خواب بیان کرنے کے وقت یہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ یہ الفاظ سنے تھے بلکہ بعض اوقات بعض الفاظ غیر معروف المعنی بھی ہوتے ہیں جنکی نسبت پوچھا جاتا ہے کہ خدا جانے اِس لفظ کے کیا معنی ہونگے۔ خواب سے زیادہ کشف وریاضت والے اسکو سمجھ سکتے ہیں اور وحی کی شان تو ان سب سے ارفع اور اتصال عالمِ باطن میں وہ سب سے اقوی ہے کہ ہم لوگ اسکی پوری حقیقت بھی نہیں سمجھ سکتے پس ایسے امر غیب کے باب میں کسی شئے ثابت بالنص کی نفی محض قیاس یا عدم فہم سے کرنا غلطی عظیم ہے اور قرآن میں خود جابجا نزول کے ساتھ لسانِ عربی کی قید مذکور ہے اس لئے اِس وسوسہ کی ہرگز گنجایش نہیں **معاملہ بست وہشتم** وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۚ وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ (۹۹) اور بعض یہود نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ آپ پر کوئی ایسی دلیل واضح نازل نہوئی جسکو ہم بھی جانتے پہچانتے اسکے جواب میں کہا جاتا ہے کہ وہ تو ایک ہی واضح دلیل کو لیے پھرتا ہے ہم نے تو آپ کے پاس بہت سے دلائل واضح نازل کیے ہیں (جنکو وہ[1] بھی خوب جانتے پہچانتے ہیں سو انکا انکار نہ جاننے سے نہیں بلکہ یہ انکار عدول حکمی کی عادت کیوجہ سے ہے) اور (قاعدہ کلیہ ہے کہ) اور کوئی انکار نہیں کیا کرتا (ایسے دلائل کا) مگر صرف وہی لوگ جو عدول حکمی کے عادی ہیں **معاملہ بست ونہم** اَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ (۱۰۰) بعض یہود کو جو وہ عہد یاد دلایا گیا جو ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانیکے باب میں توراۃ میں لیا گیا تھا تو اُنہوں نے خود عہد لینے سے صاف انکار کر دیا اسکے متعلق ارشاد ہوتا ہے کہ کیا (اِس عہد[2] لینے سے انکو انکار ہے) اور (اُنکی تو یہ حالت ہے کہ اُنھوں نے اپنے مسلم عہدوں کو بھی کبھی پورا نہیں کیا بلکہ) جب کبھی بھی اُن لوگوں نے (دین کے متعلق) کوئی عہد کیا ہوگا (ضرور ہے) اسکو اُن میں سے کسی نہ کسی فریق نے نظر انداز کر دیا ہوگا بلکہ ان (تعمیل عہد نکرنے والوں) میں زیادہ تو ایسے ہی نکلیں گے جو (سرے سے اُس عہد کا) یقین ہی نہیں رکھتے (سو تعمیل نکرنا تو فسق ہی تھا یہ یقین نکرنا اُس سے بڑھکر کفر ہے) **ف** اور ایک جماعت کی تخصیص اس لیے کی گئی کہ بعضے ان میں کے ان عہود کو پورا بھی کرتے رہے حتیٰ کہ اخیر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ایمان لے آئے آگے ایک خاص عہد شکنی کا ذکر فرماتے ہیں جس کا اِس مقام پر کلام تھا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لانا **تتمہ سابق** وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ۙ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ (۱۰۱) اور جب اُنکے پاس ایک (عظیم[3] الشان) پیغمبر آئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو (رسول ہونیکے ساتھ) تصدیق بھی کر رہے ہیں اُس کتاب کی جو ان لوگوں کے پاس ہے (یعنی توراۃ کی کیونکہ اُس میں آپ کی نبوت کی خبر ہے

ملحقات الترجمة

[1] قولہ جنکو وہ بھی خوب جانتے پہچانتے ہیں لقولہ تعالیٰ یعرفونہ کما یعرفون ابناءہم ۱۲

[2] قولہ اس عہد لینے سے اشارۃ الی تقدیر المعطوف علیہ ای اکفروا وکلما عٰہدوا الخ ۱۲

[3] قولہ عظیم الشان افادہ تنوین رسول ۱۲

اللغات قولہ نبذہ اصل النبذ الطرح لکنہ یغلب فیما ینسی ۱۲ بیضاوی۔

الروایات فی لباب النقول اخرج ابن ابی حاتم من طریق سعید او عکرمۃ عن ابن عباس قال قال ابن صوریا للنبی صلی اللہ علیہ وسلم یا محمد ما جئتنا بشیء نعرفہ وما انزل اللہ علیک من آیۃ بینۃ فانزل اللہ فی ذلک ولقد انزلنا الیک آیات بینات الآیۃ وقال مالک بن صیف حین بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وذکر ما اخذ علیہم من المیثاق وما عہد الیہم فی محمد واللہ ما عہد الینا فی محمد ولا اخذ علینا میثاقا فانزل اللہ تعالیٰ اوکلما عاہدوا الآیۃ

وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ

اور اُنھوں نے ایسی چیز کا اتباع کیا جس کا چرچا کیا کرتے تھے شیاطین حضرت سلیمان علیہ السلام کی سلطنت میں اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے کفر نہیں کیا مگر شیاطین کفر کیا کرتے تھے اور حالت یہ تھی

النَّاسَ السِّحْرَ ۚ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ۭ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا

کہ آدمیوں کو بھی سحر کی تعلیم کیا کرتے تھے اور اُس کا بھی کہ جو ان دونوں فرشتوں پر نازل کیا گیا تھا بابل میں جن کا نام ہاروت ماروت تھا اور وہ دونوں کسی کو نہ بتلاتے جبتک نہ کہدیتے کہ ہمارا وجود بھی

نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ۭ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ۭ وَمَا هُمْ بِضَاۗرِّيْنَ بِهٖ مِنْ

ایک امتحان ہے سو تو کہیں کافر مت بن جائیو سو لوگ ان دونوں سے اس قسم کا سحر سیکھ لیتے تھے جسکے ذریعے سے کسی مرد اور اُسکی بیوی میں تفریق پیدا کردیتے تھے اور یہ لوگ اُسکے ذریعے سے کسی کو بھی ضرر

اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّھُمْ وَلَا يَنْفَعُھُمْ ۭ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ڜ

نہیں پہنچا سکتے مگر خدا ہی کے حکم سے اور ایسی چیزیں سیکھ لیتے ہیں جو انکو ضرر رساں ہیں اور انکو نافع نہیں ہیں اور ضرور یہ بھی اتنا جانتے ہیں کہ جو شخص اسکو اختیار کرے ایسے شخص کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔

وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَھُمْ ۭ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَلَوْ اَنَّھُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ ۭ

اور بیشک بری ہے وہ چیز جس میں وہ لوگ اپنی جان دے رہے ہیں کاش انکو عقل ہوتی۔　اور اگر وہ لوگ ایمان اور تقویٰ کرتے　تو خدا تعالیٰ کے یہاں کا معاوضہ بہتر تھا۔

لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ۧ

کاش اُن کو عقل ہوتی۔

ع ۱۲

تو اس حالت میں آپ پر ایمان لانا عین توارت پر عمل تھا جسکو وہ بھی کتاب اللہ جانتے ہیں مگر باوجود اسکے بھی) ان اہل کتاب میں کے ایک فریق نے خود اس کتاب اللہ ہی کو اس طرح پس پشت ڈالدیا جیسے انکو اُسکے مضمون کا یا کتاب اللہ ہونیکا) گویا اصلاً علم ہی نہیں **تاکید تتمہ بیان اتباع** وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۚ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ۭ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ۭ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ۭ وَمَا هُمْ بِضَاۗرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّھُمْ وَلَا يَنْفَعُھُمْ ۭ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ڜ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَھُمْ ۭ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَلَوْ اَنَّھُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ ۭ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ **اس مقام کی خصوصیت مقتضی** ہے کہ ترجمہ وتفسیر سے پہلے ایک مضمون بطور مقدمہ کے لکھدوں تاکہ فہم تفسیر میں سہولت ہو اور ذہن میں گنجلک پڑنے کی نوبت ہی نہ آوے **مقدمہ** ایک زمانہ میں جسکی تعیین کی پوری تحقیق مجکو نہیں دنیا میں بالخصوص بابل میں جادو کا زیادہ چرچا ہوگیا تھا اور اُسکے آثار عجیبہ دیکھکر جہلا کو اُسکی حقیقت اور معجزات انبیاء علیہم السلام کی حقیقت میں خلط واشتباہ ہونے لگا اور **بعضے** ساحروں کو مقدس ومتبوع سمجھنے لگے اور **بعضے** اسکو نیک عمل سمجھ کر سیکھ سیکھ کر اُس پر عمل کرنے لگے جیسا بعینہ یہ سب معاملے مسمریزم کے مقدمہ میں واقع

اللغات تتلو من التلاوۃ تقرأ او من التلو تتبع شروا یحتمل المعنیین البیع و الشراء ۱۲ بیضاوی وحاشیۃ۔

النحو واتبعوا عطف علی نبذ ای نبذوا کتاب اللہ واتبعوا کتب السحر علی ملک سلیمان ای عھدہ وما انزل عطف علی السحر والمراد بھما واحد والعطف لتغایر الاعتبار او ھو نوع آخر اقوی منہ او علی ما تتلوا ببابل ظرف او حال من الملکین او الضمیر فی انزل لمثوبۃ جواب لو وانما جعلہ لا ثیبوا مثوبۃ ۱۲ (بیضاوی)

البلاغۃ علی ملک بمعنی فی ۱۲ الحاشیۃ علی البیضاوی تتلوا حکایۃ حال ماضیۃ لمثوبۃ حذف الفعل ورکب الباقی جملۃ اسمیۃ لیدل علی ثبات المثوبۃ والجزم بخیریتھا

وحذف المفضل علیہ (مما شروا بہ) اجلالا للمفضل من ان ینسب الیہ وتنکیر المثوبۃ لان المعنی شئ من الثواب خیر لو کانوا یعلمون جھلھم لترک التدبر او العمل بالعلم ۱۲ بیضاوی قولہ خیر ذھب بوحیان الی ان خیر ھنا للتفضیل لا للافضلیۃ علی حد فخیر کما الشر کما فداء اھ فلا یتوھم الخیریۃ فیما شروا بہ ۱۲ روح المعانی

الکلام الا باذن اللہ دل علی ان الاسباب غیر موثرۃ بالذات بل بامرہ تعالٰی وجعلہ ۱۲ من البیضاوی وبہ اتضح غلط متفلسفۃ زماننا المتحلین الی الاسلام ہداھم اللہ تعالٰی۔

الروایات اخرج ابن جریر عن شھر بن حوشب قال قالت الیھود انظروا الی محمد یخلط الحق بالباطل یذکر سلیمان مع الانبیاء انما کان ساحرا یرکب الریح فانزل اللہ تعالٰی واتبعوا ما تتلوا الشیاطین الآیۃ ۱۲ لباب

ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس خلط اور غلطی کے رفع کرنے کے لئے بابل میں دو فرشتے ہاروت ماروت نام اس کام کے لئے بھیجے کہ لوگوں کو سحر کی حقیقت اور شعبدوں سے مطلع کردیں تاکہ اشتباہ رفع ہوجاوے اور سحر پر عمل کرنے سے اور ساحروں کی اتباع کرنے سے اجتناب کرسکیں اور جس طرح انبیا کی نبوت کو معجزات و دلائل سے ثابت کردیا جاتا ہے اسی طرح ان کے فرشتہ ہونے پر دلائل قائم کردیئے گئے تاکہ ان کے ارشاد کی اطاعت ممکن ہو اور یہ کام حضرات انبیا علیہم السلام سے اسواسطے نہیں لیا گیا کہ اول تو خود ان کا ساحر ہی سے فصل کرنا مقصود تھا اس حیثیت سے گویا وہ ایک فریق تھے سو حکم علاوہ فریقین کے کوئی ثالث ہونا مناسب تھا دوسرے اس کام کی تکمیل بدون نقل و حکایت ان اقوال و افعال سحریہ کے عادۃً ہو نہ سکتی اور ہرچند کہ نقل کفر کفر نباشد عقلاً و نقلاً مسلم ہے لیکن پھر بھی ان حضرات کا مظہر ہدایت ہونا کسیقدر اس کام کے لینے سے آبی تھا لہٰذا فرشتے تجویز کئے گئے کیونکہ کارخانہ تکوین میں جو کہ مشتمل ہے خیر و شر سب پر ایسے ایسے کام بھی لیے جاتے ہیں جو مجموعۂ عالم کے اعتبار سے تو بوجہ تربیت مصالح عامہ خیر ہوں لیکن فی ذاتہٖ بوجہ لزوم مفسدہ خاص شر ہوں جیسے کسی ظالم کا نشو و نما دینا یا کسی موذی جانور کا تربیت کرنا کہ تکوینًا محمود ہے اور تشریعًا مذموم بخلاف انبیا علیہم السلام کے کہ ان سے خاص تشریعیات کا کام لیا جاتا ہے جو خصوصًا و عمومًا خیر ہی خیر ہیں اور یہ ہرچند کہ یہ نقل و حکایت غرض مذکور سے ایک تشریعی کام تھا لیکن تاہم بوجہ احتمال قریب اس امر کے کہ اس میں عمل بالسحر کا تسبب نہو جائے جیسا کہ واقع میں ہوا ان حضرات کو سبب بواسطہ بنانا بھی پسند نہیں کیا گیا۔ البتہ کلیات شرعیہ سے حضرات انبیا علیہم السلام سے بھی اس مقصود کی تکمیل کردی گئی چنانچہ وہ قواعد کلیہ بعد تفسیر آیت کے سحر کی حلت و حرمت کے بیان میں احقر بھی نقل کریگا تفصیل جزئیات بوجہ احتمال فتنہ کے ان کے ذریعے سے نہیں کی گئی اسکی ایسی مثال ہے جیسے انبیا علیہم السلام نے یہ بتلادیا ہے کہ رشوت لینا حرام ہے اور اسکی حقیقت بھی بتلادی لیکن یہ جزئیات نہیں بتلائے کہ طریقہ رشوت کا یہ ہے کہ صاحب معاملہ سے یوں چال کرکے فلاں بات کہے وعلیٰ ہذا کیونکہ اس سے تو لوگ اور ترکیبیں سیکھ سکتے ہیں یا مثلاً اقسام سحر ہی میں مثال ذہن کیجیے کہ قواعد کلیہ سے یہ بتلادیا گیا کہ دست غیب کا عمل جس میں زیر تکیہ یا جیب میں روپیہ ملجاوے ناجائز ہے لیکن یہ نہیں بتلایا کہ فلاں عمل اس طرح پڑھنے سے روپے ملنے لگتے ہیں آگے اللہ تعالیٰ صاحب حکمت و قدرت ہیں محض تفہیم کے لئے ظنًا اتنا لکھ دیا گیا۔ حاصل یہ کہ انھوں نے بابل میں آکر اپنا کام کرنا شروع کیا کہ سحر کے اصول و فروع ظاہر کرکے لوگوں کو اسکے عمل بد سے بچنے کے اور ساحرین سے نفرت و دوری رکھنے کی تنبیہ و تاکید کی جیسے کوئی عالم دیکھے کہ جہلا اکثر نادانی سے کفر کے کلمات بک جاتے ہیں اسلئے وہ تقریرًا یا تحریرًا ان کلمات کو جو اسوقت شائع ہیں جمع کرکے عوام کو مطلع کردے کہ دیکھو یہ کلمات بچنے کے قابل ہیں ان سے احتیاط رکھنا۔ اب وقتًا فوقتًا مختلف لوگوں کی انکے پاس آمد و رفت شروع ہوئی اور درخواست کرنے لگے کہ ہمکو بھی ان اصول و فروع سے مطلع کردیجیے تاکہ ناواقفی سے کسی اعتقادی یا عملی فساد میں مبتلا نہوجائیں اسوقت انھوں نے احتیاطًا و ارشادًا و اصلاحًا یہ التزام کرلیا کہ قبل از اطلاع ان اصول و فروع کے یہ کہدیا کرتے کہ دیکھو حق تعالیٰ کو ہماری اس اطلاع کے ذریعہ سے اپنے بندوں کی آزمایش بھی منظور ہے کہ دیکھیں اس پر مطلع ہوکر کون شخص اپنے دین کی اصلاح اور حفاظت کرتا ہے کہ شر سے آگاہ ہوکر اس شر سے بچے اور کون شخص اپنا دین خراب کرتا ہے کہ اس شر سے مطلع ہوکر خود ہی اس شر کو اختیار اور اسپر عمل کرنے لگے جس کا انجام کفر ہے خواہ اعتقادًا ہو یا عملًا سو دیکھو ہم تمکو نصیحت کئے دیتے ہیں کہ اچھی نیت سے اطلاع حاصل کیجیو اور پھر بھی اس نیت پر ثابت رہیو ایسا نکرنا کہ ہم سے تو یہ کہکر کہ میں بچنے کی غرض سے مطلع ہونا چاہتا ہوں دریافت و تحقیق کرلو پھر اسکی خرابی میں خود ہی مبتلا ہوکر ایمان برباد کردو اور ظاہر ہے کہ وہ اس سے زیادہ اور کیا خیر خواہی کرسکتے تھے۔ غرض جو کوئی اس طرح ان سے عہد پیمان کرلیتا وہ اسکے روبرو سب اصول و فروع سحر کے بیان کردیتے اور کام ہی انکا یہ تھا اب اگر کوئی عہد شکنی کرکے اپنے ارادہ اور اختیار سے فاجر یا کافر بنے وہ جانے چنانچہ بعض اس عہد پر قائم نرہے اور اس سحر کو ذریعہ ایذا رسانی خلق کا بنا لیا جو فسق تو یقینًا ہے اور بعضے طریقے اسکے استعمال کے کفر بھی ہیں اس طرح سے فاجر کافر بن گئے اس ارشاد و اصلاح اور پھر مخاطب کے خلاف کرنیکی ایسی مثال ہے جیسے کوئی شخص کسی جامع عالم باعمل کے پاس جاوے کہ مجکو فلسفہ قدیمہ یا جدیدہ پڑھا دیجیے تاکہ خود بھی شبہات سے محفوظ رہوں اور مخالفین کو جواب دے سکوں اور اس عالم کو یہ احتمال ہو کہ کہیں ایسا نہو کہ مجکو مثلاً دھوکا دیکر پڑھ لے پھر خود ہی تقویت باطل میں اسکا استعمال کرنے لگے اور اس احتمال کیوجہ سے اسکو نصیحت کرے کہ ایسا مت کرنا اور وہ وعدہ کرلے اور اس لئے اسکو پڑھا دیا جائے لیکن پھر وہ شخص درحقیقت قصدًا اسی سوء استعمال محتمل میں مبتلا ہوجاوے تو ظاہر ہے کہ سوء استعمال سے اس معلم پر کوئی ملامت یا قبح عائد نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح اس اطلاع سحر سے ان فرشتوں پر شبہہ و وسوسہ کی گنجایش نہیں اور اس خدمت کی تکمیل کے بعد غالبًا وہ فرشتے آسمان پر بلا لیے گئے ہونگے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال اب بعونہ تعالیٰ آیت کی تفسیر لکھتا ہوں

تفسیر

یہودی بہت بے عقل ہیں کہ انہوں نے کتاب اللہ کا اتباع تو نہ کیا اور ایسی چیز کا یعنی سحر کا اتباع اختیار کیا جس کا چرچا کیا کرتے تھے ... حضرت سلیمان علیہ السلام کے عہد سلطنت میں اور بعضے بے وقوف جو حضرت سلیمان علیہ السلام ...
... یا عملاً کفر ہے اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے نعوذ باللہ کبھی ...
... یعنی سحر کیا ہو ... تھے ...

بھی (اس) سحر کی تعلیم کیا کرتے تھے (سو وہی سحر متوارث چلا آ رہا ہے اس کا اتباع یہ یہودی کرتے ہیں) اور (اسی طرح اس (سحر) کا بھی (یہ لوگ) اتباع کرتے ہیں) جو کہ ان دونوں فرشتوں پر (ایک خاص حکمت کے واسطے) نازل کیا گیا تھا (جو شہر) بابل میں (رہتے تھے) جن کا نام ہاروت وماروت تھا اور وہ دونوں (وہ سحر) کسی کو نہ بتلاتے تھے جب تک (احتیاطاً پہلے) یہ (نہ) کہہ دیتے کہ ہمارا وجود بھی (خلق کے لیے) ایک امتحان (خداوندی) ہے کہ ہماری زبان سے سحر پر مطلع ہو کر کون پھنستا ہے اور کون بچتا ہے سو تو (اس پر مطلع ہو کر) کہیں کافر مت بن جائیو (کہ اس میں پھنس جاوے سو) بعضے لوگ ان دونوں (فرشتوں) سے اس قسم کا سحر سیکھ لیتے تھے جس کے ذریعہ سے (عمل کر کے) کسی مرد اور اس کی بیوی میں تفریق پیدا کر دیتے تھے اور (اس سے کوئی وہم اور خوف میں نہ پھنس جاوے کیونکہ یہ یقینی بات ہے کہ) یہ (ساحر) لوگ اس (سحر) کے ذریعے سے کسی کو (ذرہ برابر) بھی ضرر نہیں پہنچا سکتے مگر خدا ہی کے (تقدیری) حکم سے اور (ایسا سحر حاصل کر کے بس) ایسی چیزیں سیکھ لیتے ہیں جو (خود) انکو (بوجہ گناہ کے) ضرررساں ہیں اور (کسی معتدبہ درجہ میں) انکو نافع نہیں ہیں (تو یہودی بھی اتباع سحر سے بڑے ضرر میں ہونگے) اور (یہ بات کچھ ہمارے ہی کہنے کی نہیں بلکہ) ضرور یہ (یہودی) بھی اتنا جانتے ہیں کہ جو شخص اس (سحر) کو (کتاب اللہ کے عوض) اختیار کرے ایسے شخص کا آخرت میں کوئی حصہ (باقی) نہیں اور بیشک بری ہے وہ چیز (یعنی سحر و کفر) جس میں وہ لوگ اپنی جان دے رہے ہیں کاش انکو (اتنی) عقل ہوتی اور اگر وہ لوگ (بجائے اس کفر و بدعملی کے) ایمان اور تقوی (اختیار) کرتے تو خدا تعالیٰ کے یہاں کا معاوضہ (اس کفر و بدعملی سے ہزار درجہ) بہتر تھا کاش انکو (اتنی) عقل ہوتی **ف۱** یہ بے وقوف لوگ جو حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف سحر کی نسبت کرتے تھے یہود ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے بیچ میں انکی برأت بھی ظاہر فرما دی **ف۲** مقصود ان آیتوں سے تقبیح ہے یہود کی کیونکہ ان میں سحر کا بھی چرچا تھا۔ اور ان آیتوں کے متعلق ایک لمبا چوڑا زہرہ کا قصہ مشہور ہے جو کسی معتبر روایت سے ثابت نہیں جن علماء نے اسکو قواعد شرعیہ کے خلاف سمجھا ہے رد کر دیا ہے اور بعضوں نے کسی تاویل سے خلاف نہیں سمجھا رد نہیں کیا۔ احقر کو اسکے صحیح اور غلط ہونے سے اسوقت قصداً کچھ بحث نہیں البتہ اسقدر ضرور کہتا ہے کہ ان آیات کی تفسیر اس قصہ پر موقوف نہیں جیسا ناظرین نے تفسیر مع مضمون مقدمہ پڑھکر دیکھ لیا ہوگا **ف۳** اور سحر کے فسق یا کفر وغیرہ ہونے میں تفصیل یہ ہے کہ اگر اس میں کلمات کفریہ ہوں مثل استعانت بہ شیاطین یا کواکب وغیرہ تب تو کفر ہے خواہ اس سے کسی کو ضرر پہنچایا جاوے یا نفع پہنچایا جاوے اور اگر کلمات مباحہ ہوں تو اگر کسی کو خلاف اذن شرعی کسی قسم کا ضرر پہنچایا جاوے یا اور کسی غرض ناجائز میں استعمال کیا جاوے تو فسق و معصیت ہے اور اگر ضرر نہ پہنچایا جاوے نہ اور کسی غرض ناجائز میں استعمال کیا جاوے تو اسکو عرف میں سحر نہیں کہتے بلکہ عمل یا عزیمت یا تعویذ گنڈہ کہتے ہیں اور ساحر ہے البتہ لغت میں لفظ سحر اسکو بھی شامل ہے کہ ہر تصرف عجیب کو کہا جاتا ہے اور اگر کلمات مفہوم نہ ہوں تو وہ بوجہ احتمال کفر ہونیکے واجب الاحتراز ہے۔ اور یہی تفصیل ہے تمام تعویذ گنڈوں اور نقش وغیرہ میں کہ غیر مفہوم نہ ہوں اور غرض ناجائز میں استعمال نہوں انہی شرطوں سے جائز ہیں۔ و نہ ناجائز اور کفر عملی کا اطلاق ہرنا جائز پر صحیح ہے **ف۴** اور ان آیات سے بعض لوگ یہ سمجھ گئے کہ سحر میں تفریق زوجین یا اسی کی مثل اور سبب ذیب آثار سے زیادہ اثر نہیں ہے اور یہ سمجھنا بالکل غلط ہے کیونکہ تخصیص ذکر سے نفی غیر مذکور کی لازم نہیں۔ تخصیص ذکر کی نسبت اسباب اور وجہات سب اختلاف مقام ہوا کرتے ہیں۔ چنانچہ ممکن ہے کہ یہ سحر خاص ایسا ہی ہوا اور مدعی کے پاس اس پر کوئی عقلی دلیل بھی نہیں **ف۵** اور یہود باوجود سب باتوں کو جاننے کے چونکہ عمل خلاف علم کرتے تھے اور تدبر نہ کرتے تھے اس لئے اول انکے جاننے کی ... آخر میں یہ کہکر اسکی نفی بھی کر دی کہ کاش ان کو علم و عقل ہوتا کیونکہ جس علم پر عمل نہ ہوا ور تدبر نہ ہو وہ مثل جہل کے ہے

ملحقات الترجمہ

ف۱ قولہ فی ترجمۃ لما بہما ... وجودھی ... باعتبار استعمال سیبھا علی الحکم ... ذکورۃ فی مقدمتہ تفسیر الآیۃ ... المعتقد وصرح فی روح المعانی فی تفسیر انما نحن ... یعلمون عن السوال ... ولم یدل علیہ ... ویوصف علی ... ایضاً ... الی تجویز السحر ... المقتل ... تعلیمنا ... فلا ینفی الحکم المذکورۃ ...

ف۲ قولہ فی ترجمۃ ... لس ... لیست نص فی العموم ... حملت علی الخصوص ...

ف۳ قولہ فی ترجمۃ بلاذن اللہ تقدیری ... لان السحر ... ہاروت ... عالم ... التکوین کما ...

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اے ایمان والو تم ... ذرا اعنا مت کہا کرو ... اور انظرنا کہدیا کرو اور سن لیجیو اور کافروں کو سزائے دردناک ہوگی۔ ... ذرا بھی پسند نہیں کرتے کافر لوگ

مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ

[illegible]

وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝

اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والے ہیں۔

معاملہ سی ام يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۱۰۴ بعضے یہودیوں نے ایک شرارت ایجاد کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آکر لفظ راعنا سے آپ کو خطاب کرتے جسکے معنی اُن کی عبرانی زبان میں بُرے ہیں اور وہ اسی نیت سے کہتے اور عربی میں اسکے معنی بہت اچھے ہیں کہ ہماری مصلحت کی رعایت فرمایئے۔ اِس لیئے عربی دان اِس شرارت کو نہ سمجھ سکتے اور اس اچھے معنی کے قصد سے بعضے مسلمان بھی حضور کو اس کلمہ سے خطاب کرنے لگے اِس سے اِن شریروں کو اور گنجایش ملی۔ حق تعالیٰ نے اِس گنجایش کے قطع کرنے کو مسلمانوں کو یہ حکم دیا کہ اے ایمان والو تم لفظ راعنا مت کہا کرو اور اگر اسکے ظاہری مطلب عرض کرنے کی ضرورت پڑا کرے تو لفظ انظرنا کہدیا کرو (کہ اسکے بھی یہی معنی ہیں کہ ہماری مصلحت پر نظر فرمایئے) اور (اِس حکم کو اچھی طرح) سُن لیجیو (اور یاد رکھیو) اور (ان) کافروں کو (تو) سزائے دردناک ہو (ہی) گی (جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ایسی گستاخی اور وہ بھی چالاکی کے ساتھ کرتے ہیں)۔ **ف** اِس حکم سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ اگر اپنے کسی فعل مباح سے کسیکو گنجایش گناہ کرنے کی ملے تو وہ فعل خود اسکے حق میں بھی مباح نہیں رہتا جیسے مثلاً عالم کے کسی فعل سے کوئی جاہل سند لیکر خلاف شرع کام کرنے لگے تو اگر وہ فعل ضروری نہو گا تو خود اُس عالم کے لئے بھی منع ہو جائیگا۔ **ربط** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہود کا برتاؤ بیان کرکے مسلمانوں کے ساتھ اُن کا برتاؤ بتلاتے ہیں۔ **معاملہ سی و یکم** مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝۱۰۵ بعضے یہودی بعض مسلمانوں سے کہنے لگے کہ بخدا ہم دل سے تمہارے خیر خواہ ہیں اور ہزار جان سے پسند کرتے ہیں کہ تم کو دینی احکام ہمارے دینی احکام سے بہتر عنایت ہوں تو ہم بھی اُنکو قبول کریں مگر کیا کیا جاوے کہ تمہارا دین ہمارے دین سے اچھا ثابت نہیں ہوا۔ حق تعالیٰ اِس دعویٰ خیر خواہی کی تکذیب فرماتے ہیں کہ ذرا بھی پسند نہیں کرتے کافر لوگ (خواہ) اُن اہلِ کتاب میں سے (ہوں) اور (خواہ) مشرکین میں سے اِس امر کو کہ تم کو کسی طرح کی بہتری (نصیب) ہو حالانکہ (اُن کے اِس حسد سے کچھ بھی نہیں ہوتا کیونکہ) اللہ تعالیٰ اپنی رحمت (و عنایت) کے ساتھ جسکو منظور ہوتا ہے مخصوص فرما لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل (کرنے) والے ہیں۔ **ف** اُنکے دو دعوے تھے یہودیت کا بہتر ہونا اسلام سے۔ یہ اوّل تو ثابت نہیں کر سکے اور نرے دعوے سے کیا ہوتا ہے۔ دوسرے یہ بھی فضول بات۔ کیونکہ ناسخ کے آنے سے منسوخ چھوڑ دیا جاتا ہی فضل غیر فضل کے فرق پر موقوف نہیں لہذا اسکا جواب بوجہ نہایت ظاہر ہونیکے یہاں ذکر نہیں کیا گیا صرف دوسرے دعوے خیر خواہی میں کلام کیا گیا اور مشرکین کا یہاں تقویت مضمون کے لئے ذکر کیا کہ جس طرح وہ یقیناً تمہارے خیر خواہ نہیں اسیطرح اُنکو سمجھو

ملحقات الترجمۃ
لہ قولہ بعضے یہودی الخ یہ ذکر معالم تنزیل ۱۲
سلہ قولہ حالانکہ اشارہ الی ان الواو للحال ۱۲

اللغات (راعنا) ای راقبنا و تان بنا فی ما تلقینا حتی نفہمہ و سب بالکلمۃ العبرانیۃ من الرعن و الرعونۃ یعنے الحمق ۱۲ من البیضاوی)
الفقہ نہی للمؤمنون سد اللباب و قطع للالسنۃ وابعاد عن المشابہۃ ۱۲ روح المعانی ودلت الآیۃ علی ذم اشتمال ہذہ الامور مما یجر الی المفاسد کذلک ۱۲

الروایات فی روح المعانی حج ابو نعیم فی الدلائل عن ابن عباس رضہ ان الیہود کانوا یقولون ذلک سرا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہو سب قبیح بلسانہم فلما سمع اصحابہ علیہ السلام الصلوۃ یقولون اعلنوا بہا فکانوا یقولون ذلک ویضحکون فیما بینہم فانزل اللہ تعالیٰ ہذہ الآیۃ ۱۲

مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا ؕ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ اَلَمْ تَعْلَمْ

ہم کسی آیت کا حکم جو موقوف کر دیتے ہیں یا اس آیت کو فراموش کر دیتے ہیں تو ہم اس آیت سے بہتر یا اس آیت ہی کی مثل لے آتے ہیں کیا تجھکو یہ معلوم نہیں کہ حق تعالیٰ ہر شئے پر قدرت رکھتے ہیں کیا تجھکو یہ معلوم نہیں

اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ○ اَمْ تُرِيْدُوْنَ

کہ حق تعالیٰ ایسے ہیں کہ خاص ان ہی کی ہے سلطنت آسمانوں کی اور زمین کی۔ اور تمہارا حق تعالیٰ کے سوا کوئی یار و مددگار بھی نہیں۔ ہاں کیا تم یہ چاہتے ہو

اَنْ تَسْئَلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ؕ وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ○

کہ اپنے رسول سے درخواستیں کرو جیسا کہ اسکے قبل حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بھی درخواستیں کی جاچکی ہیں اور جو شخص بجائے ایمان لانے کے کفر کرے بلاشک وہ شخص راہ راست سے دور جا پڑا۔

معاملہ سی و دوم مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا ؕ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۰۶﴾ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۰۷﴾ (یہود نے قبلہ کا حکم بدلجانے پر جس کا ذکر عنقریب آتا ہے طعن کیا تھا۔ اور اسکے قبل بھی بعضے حکموں کے منسوخ ہوجانے پر زبان درازی کرتے تھے حق تعالیٰ اس طعن اور اعتراض کا جواب دیتے ہیں کہ) ہم کسی آیت کا حکم جو موقوف کر دیتے ہیں (خواہ وہ آیت قرآن میں یا ذہنوں میں باقی ہے) یا اس آیت (ہی) کو (ذہنوں سے) فراموش کر دیتے ہیں تو (یہ کوئی بات اعتراض کی نہیں کیونکہ اس میں بھی مصلحت ہوتی ہے چنانچہ) ہم اس آیت سے بہتر یا اس آیت ہی کی مثل (بجائے اسکے دوسری چیز) لے آتے ہیں (اے معترض) کیا تجھکو یہ معلوم نہیں کہ حق تعالیٰ ہر شئے پر قدرت رکھتے ہیں (پس ایسے قادر کو رعایت مصالح کیا مشکل ہے) اور کیا تجھکو معلوم نہیں کہ حق تعالیٰ ایسے ہیں کہ خاص ان ہی کی ہے سلطنت آسمانوں کی اور زمین کی (جب انکی اس قدرت و سلطنت میں کوئی شریک وسہیم نہیں ہے تو ان مصلحتوں کی رعایت کر کے دوسرا حکم دیدینے میں کون مزاحمت کرسکتا ہے غرض حکم ثانی کی تجویز سے بھی کوئی مانع نہیں اور اس حکم کے جاری کردینے میں بھی کوئی مانع نہیں) اور (یہ بھی سمجھ رکھو کہ) تمہارا حق تعالیٰ کے سوا کوئی یار و مددگار بھی نہیں (پس جب وہ یار ہیں تو احکام میں مصلحت کی ضرور رعایت کرینگے اور جب مددگار ہیں تو ان احکام پر عمل کرنیکے وقت تمہارے مخالفین کے ضرر رسانی سے بھی محفوظ رکھیں گے البتہ اگر اس ضرر سے بڑھکر کوئی نفع اخروی ملنے والا ہو تو ظاہراً مخالف کا تسلط ہو جانا اور بات ہے ف۱ حکم ثانی کا مصلحت میں بہتر یا مثل ہونا کبھی باعتبار ثواب کے ہوتا ہے کبھی باعتبار آسانی کے کبھی دوسرا حکم یہی تجویز ہوتا ہے کہ بالکل ہی معاف کردیا یہ بھی ایک حکم ہے اگر حدیث سے کوئی حکم قرآنی منسوخ ہو وہ بھی خدا ہی کی دی ہوئی ہے غرض نسخ کی سب قسمیں اس میں آگئیں ف۲ حکم ثانی کے لئے یہ امور عقلاً ضروری ہیں اس کا قرین مصلحت ہونا حاکم کا قادر ہونا دوسرے کسیکا مزاحم نہ ہوسکنا حاکم کا محکومین کے لیے خیر خواہ ہونا اگر کوئی ان سے مزاحمت کرے تو انکی امداد کرنا ان آیتوں میں حق تعالیٰ نے سب شرطوں کو جمع فرمادیا واللہ اعلم ف۳ قانون بدلنا کا ہے اسوجہ سے ہوتا ہے کہ اول بانی قانون سے کوئی فروگذاشت ہوگئی تھی ایسی تبدیل اور نسخ احکام الٰہیہ میں محال ہے اور گاہے اسوجہ سے ہوتا ہے کہ محکوم کی حالت بدلنے سے مصلحت بدل گئی جیسے مریض کی حالت بدلنے پر نسخہ بدلدیا جاتا ہے ایسا نسخ واقع اور جائز ہے اور کوئی اشکال عقلی یا نقلی اس میں نہیں ہے **معاملہ سی و سوم** اَمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَسْئَلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ؕ وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿۱۰۸﴾ (بعض یہود نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عناداً عرض کیا کہ جس طرح موسیٰ علیہ السلام پر دفعۃً واحدۃً توریت نازل ہوئی اسی طرح آپ قرآن مجموعی طور پر لائیے اس پر ارشاد ہوتا ہے کہ) ہاں کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اپنے رسول (وقت) سے بیجا بیجا درخواستیں کرو جیسا کہ اسکے قبل (تمہارے بزرگوں کی طرف سے) حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بھی (ایسی ایسی) درخواستیں کی جاچکی ہیں (مثلاً خدا تعالیٰ کو علانیہ دیکھنے کی درخواست کی تھی جس کا پہلے ذکر آچکا ہے) اور ایسی درخواستیں جس سے صرف رسول پر اعتراض کرنا اور مصالح الٰہیہ میں مزاحمت کرنا ہی مقصود ہو۔ اور

ملحقات الترجمۃ ف۱ قولہ موقوف ... ف۲ قولہ ... ف۳ قولہ معاف ... ف۴ قولہ ... الاضافۃ ... ف۵ بیجا بیجا فالتنبیہ فی ... [illegible]

اللغات النسخ فی اللغۃ ازالۃ الصورۃ عن الشی واثباتہا فی غیرہ کنسخ الظل للشمس ... الولی ... النصیر ... فقد یکون اجنبیا عن المنصور ۱۲ (بیضاوی)۔
النحو قولہ ما ننسخ ... جازمۃ للنسخ منتصبۃ به علی المفعولیۃ ۱۲ (بیضاوی) ام تریدون ...
منقطعۃ بمعنی بل للاضراب عن الکلام السابق والہمزۃ بمعنی الانکار ... کما یخفی علی اہل اللسان ... ۱۲
اختلاف القراءۃ قرء ابن عامر ننسخ من انسخ ... وقرء ابن کثیر وابو عمرو ننسأہا ... ۱۲ (بیضاوی)

وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُم مِّن بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِندِ أَنفُسِهِم مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ

ان اہل کتاب میں سے بہتیرے دل سے یہ چاہتے ہیں کہ تمکو تمہارے　ایمان لائے پیچھے　پھر کافر کر ڈالیں　محض حسد کی وجہ سے جو کہ خود انکے دلوں ہی سے ہے　حق واضح ہوئے پیچھے

لَهُمُ الْحَقُّ ۖ فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ ۚ

ثلثة ارباع

خیر معاف کرو　اور درگزر و　جب تک حق تعالیٰ اپنا حکم بھیجیں　اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہیں۔　اور نمازیں پابندی سے پڑھے جاؤ　اور زکوٰۃ دیے جاؤ

وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُم مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِندَ اللَّهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝

اور جو نیک کام بھی اپنی بھلائی کے واسطے جمع کرتے رہو گے حق تعالیٰ کے پاس اسکو پالو گے کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہارے سب کئے ہوئے کاموں کو دیکھ بھال رہے ہیں۔

ایمان لانیکا پھر بھی ارادہ نہ ہو نری کفر کی باتیں ہیں اور) جو شخص بجائے ایمان لانیکے کفر (کی باتیں) کرے بلاشک وہ شخص راہ راست سے [له] دور جا پڑا **ف** یہ درخواست بیجا اسواسطے تھی کہ ہر فعل میں حق تعالیٰ کی حکمتیں جدا ہوتی ہیں پھر بندے کو ان میں تعیین طریق کا کیا استحقاق ہے کہ اس طرح ہو اس طرح نہ ہو بلکہ اس کا فرض تو یہ ہے ۵ زبان تازہ کردن باقرار تو ✽ نینگیختن علت از کار تو ✽ **معاملہ سی وچہارم** وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُم مِّن بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِندِ أَنفُسِهِم مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۖ فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿١٠٩﴾ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ ۚ وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُم مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِندَ اللَّهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿١١٠﴾ (بعض یہود شب و روز مختلف تدبیروں سے دوستی اور خیر خواہی کے پیرایہ میں مسلمانوں کو اسلام سے پھیرنے کی کوشش کیا کرتے تھے۔ اور باوجود ناکامی کے اپنی دھن سے باز نہ آتے تھے۔ حق تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس پر متنبہ فرما دیا کہ) ان اہل کتاب (یعنی یہود) میں سے بہتیرے دل سے [عه] یہ چاہتے ہیں کہ تمکو تمہارے ایمان لائے پیچھے پھر کافر کر ڈالیں (اور یہ چاہنا کچھ خیر خواہی سے نہیں جیسا وہ اظہار کرتے ہیں بلکہ) محض حسد کی وجہ سے جو کہ (تمہاری جانب سے کسی امر کے سبب پیدا نہیں ہوا بلکہ) خود ان کے دلوں ہی سے (جوش مارتا) ہے (اور یہ بھی نہیں کہ ان کو حق واضح نہ ہوا ہو بلکہ) حق واضح ہوئے پیچھے (یہ حالت ہے اب ہر مسلمانوں کو ان پر غصہ آنے کا محل تھا اس لیئے ارشاد ہوتا ہے کہ) خیر (اب تو) معاف کرو اور درگزر کرو جب تک حق تعالیٰ (اس معاملہ کے متعلق) اپنا حکم (قانون جدید) بھیجیں (اشارۃً بتلا دیا کہ انکی شرارتوں کا علاج قانون انتظام امن عام یعنی قتال و جزیہ سے ہم جلدی کرنے والے ہیں اس پر مسلمانوں کو اپنا ضعف اور انکی قوت دیکھکر اس قانون کے اجرا کے متعلق تعجب کا موقع تھا اس لئے ارشاد ہوتا ہے کہ تم تعجب کیوں کرتے ہو) اللہ تعالیٰ ہر چیز پر (خواہ وہ معمولی ہو خواہ عجیب ہو) قادر ہیں اور (سر دست صرف) نمازیں پابندی سے پڑھے جاؤ اور (جن پر زکوٰۃ فرض ہے) زکوٰۃ دیے جاؤ (اور جب وہ قانون آجاوے گا ان اعمال کے ساتھ اسکو اضافہ کر لینا) اور (یہ [عه] سمجھو کہ جب تک جہاد کا حکم نہ آوے صرف نماز روزہ سے کچھ ثواب میں کمی رہے گی نہیں بلکہ) جو نیک کام بھی اپنی بھلائی کیواسطے جمع کرتے رہو گے حق تعالیٰ کے پاس (پہنچکر) اس کو (پورا پورا مع صلہ کے) پالو گے کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہارے سب کئے ہوئے کاموں کو دیکھ بھال رہے ہیں (ان میں کا ایک ذرہ بھی ضائع نہ ہونے پاویگا۔)

ف اس وقت حالت موجودہ کا یہی مقتضا تھا پھر حق تعالیٰ نے اس وعدہ کو پورا فرمایا اور آیات جہاد نازل فرما دیں جسکے بعد یہود کے ساتھ بھی وہ قانون برتا گیا اور ناشائستہ لوگوں کے ساتھ حسب حیثیت انکے فساد کے قتل یا اخراج وطن یا تقرر محصول عملدرآمد کیا گیا +

ملحقات الترجمہ

[له] قولہ دور جا پڑا لما فی البیضاوی الضلال العدول عن الطریق السوی عمداً و خطأً ۱۲

[عه] قولہ دل سے لدلالة ود علیہ ۱۲

[عه] قولہ پھر کافر ای لدلالة یردونکم علیہ

[عه] قولہ یہ سمجھو کہ جب تک قید بہذہ الغایة لا دلما نزل الحکم بالقتال فلا بد من العمل به اذا فضیع الیہ و الا لا تنقص الاجر بدونہ ۱۲

اللغات العفو ترک عقوبة المذنب والصفح ترک تثریبه ۱۲ بیضاوی۔

النحو - لو ینوب عن ان فی المعنی دون اللفظ من عند انفسهم یجوز ان یتعلق بحسدا بالغا منبعثا من اصل نفوسهم ۱۲ بیضاوی

الروایات فی لباب النقول اخرج ابن ابی حاتم من طریق سعید او عکرمة عن ابن عباس قال کان حیی بن اخطب و ابو یاسر بن اخطب من اشد یهود حسدا للعرب اذ خصهم الله برسوله و کانا جاهدین فی رد الناس عن الاسلام ما استطاعا فانزل الله فیهما ود کثیر من اهل الکتاب ۱۲

وَقَالُوا لَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ كَانَ هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ ۗ تِلْكَ أَمَانِيُّهُمْ ۗ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ

اور یہود اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ بہشت میں ہرگز کوئی نجانے پاویگا بجز اُن لوگوں کے جو یہودی ہوں یا اُن لوگوں کے جو نصرانی ہوں یہ دل بہلانیکی باتیں ہیں آپ کہئے کہ اپنی دلیل لاؤ اگر تم

صَادِقِينَ ○ بَلَىٰ ۚ مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهُ أَجْرُهُ عِنْدَ رَبِّهِ ص وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ○ ع

سچے ہو۔ ضرور دوسرے لوگ جاوینگے جو کوئی شخص بھی اپنا رخ اللہ کی طرف جھکادے اور وہ مخلص بھی ہو تو ایسے شخص کو اسکا عوض ملتا ہے پروردگار کے پاس پہنچکر اور نہ ایسے لوگوں پر کوئی اندیشہ ہوا ور

وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصَارَىٰ عَلَىٰ شَيْءٍ ص وَقَالَتِ النَّصَارَىٰ لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلَىٰ شَيْءٍ ص وَهُمْ يَتْلُونَ الْكِتَابَ ط

اور یہود کہنے لگے کہ نصاریٰ کسی بنیاد پر نہیں اور نصاریٰ کہنے لگے کہ یہود کسی بنیاد پر نہیں حالانکہ یہ سب کتابیں پڑھتے ہیں۔

كَذَٰلِكَ قَالَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ ۚ فَاللَّهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ○

اسی طرح یہ لوگ جوکہ بے علم ہیں ان کا سا قول کہنے لگے سو اللہ تعالیٰ ان سب کے درمیان فیصلہ کر دینگے قیامت کے روز اُن تمام امور میں جن میں وہ باہم اختلاف کر رہے تھے۔

معاملہ سی و پنجم وَقَالُوا لَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ كَانَ هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ ۗ تِلْكَ أَمَانِيُّهُمْ ۗ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿١١١﴾ بَلَىٰ مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهُ أَجْرُهُ عِنْدَ رَبِّهِ ص وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿١١٢﴾ (اس مضمون میں یہود کے ساتھ نصاریٰ بھی شریک تھے اس لئے انکو بھی ذکر میں لے لیا گیا) اور یہود اور نصاریٰ (یوں) کہتے ہیں کہ بہشت میں ہرگز کوئی نہ جانے پاویگا بجز اُن لوگوں کے جو یہودی ہیں (یہ تو یہود کا قول ہے) یا اُن لوگوں کے جو نصرانی ہوں (یہ نصاریٰ کا قول ہے۔ حق تعالیٰ رد فرماتے ہیں کہ) یہ (خالی) دل بہلانیکی باتیں ہیں (اور حقیقت کچھ بھی نہیں) آپ (ان سے یہ تو) کہئے کہ (اچھا) اپنی دلیل لاؤ اگر تم (اس دعوے میں) سچے ہو (سو وہ تو کیا دلیل لاوینگے کیونکہ دلیل تو ہی نہیں اب ہم اسکے خلاف کا اول دعویٰ کرتے ہیں کہ) ضرور دوسرے لوگ جاوینگے (پھر اس پر دلیل لاتے ہیں کہ ہمارا قانون جو باتفاق اہل ملل سماویہ کے پایۂ ثبوت کو پہنچ چکا ہے یہ ہے کہ) جو کوئی شخص بھی اپنا رخ اللہ تعالیٰ کی طرف جھکادے (یعنی فرماں برداری اختیار کرے عقائد میں بھی اعمال میں بھی) اور (اسکے ساتھ) وہ مخلص بھی ہو (کہ دل سے فرماں برداری اختیار کی ہو محض خالی مصلحت سے ظاہرداری نہ ہو) تو ایسے شخص کو اُس (کی اس فرماں برداری) کا عوض ملتا ہی پروردگار کے پاس پہنچکر اور نہ ایسے لوگوں پر (قیامت میں) کوئی اندیشہ (ناک واقعہ پڑنے والا) ہی اور نہ ایسے لوگ (اس روز) مغموم ہونے والے ہیں (کیونکہ فرشتے انکو بشارتیں سُنا کر بے فکر کر دینگے) **ف** حاصل استدلال کا یہ ہوا کہ جب یہ قانون مسلم ہے تو اب صرف یہ دیکھ لو کہ یہ مضمون کس پر صادق آتا ہی سو ظاہر ہی کہ بعد منسوخ ہو جانے کسی حکم سابق کے اُسپر چلنے والا کسی طرح فرماں بردار نہیں کہا جا سکتا پس یہودی نصرانی فرماں بردار نہوئے بلکہ حکم ثانی پر عمل کرنا فرماں برداری شمار ہوگی اور یہ شان مسلمانوں کی ہی کہ نبوت و شریعت محمدیہ کو قبول کر لیا پس یہی جنت میں داخل ہونیکے لئے ثابت ہوئے اور مخلص کی قید سے منافقین نکل گئے کہ وہ شرعاً کفار ہی میں داخل اور مستحق نار ہیں **معاملہ سی و ششم** ایضاً باشتراک نصاریٰ و مشرکین وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصَارَىٰ عَلَىٰ شَيْءٍ ص وَقَالَتِ النَّصَارَىٰ لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلَىٰ شَيْءٍ وَهُمْ يَتْلُونَ الْكِتَابَ ۗ كَذَٰلِكَ قَالَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ ۚ فَاللَّهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿١١٣﴾ اور ایکبار کچھ یہود کچھ نصرانی جمع ہو کر مذہبی مباحثہ کرنے لگے یہود تو اپنے اعتقاد کے موافق نصاریٰ کے دین کو اصل سے باطل بتلاتے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رسول ہونیکا اور انجیل کے کتاب اللہ ہونیکا انکار کرتے تھے مگر نصاریٰ بھی تعصب میں آکر یہود کے دین کو اصل سے باطل کہنے لگے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے رسول ہونیکا اور توریت کے کتاب اللہ ہونیکا انکار کرنے لگے خدا بچاوے ایسے تعصب سے اللہ تعالیٰ اس قصہ کو نقل کر کے رد فرماتے ہیں کہ) یہود کہنے لگے کہ نصاریٰ (کا مذہب) کسی بنیاد پر

کفارا - وان لا یدخل الجنۃ غیرہم اریدا منال تلک الامنیۃ علی حذف المضاف ۱۲

الروایات اخرج ابن ابی حاتم من طریق سعید او عکرمۃ عن ابن عباس قال لما قدم اہل نجران من النصاریٰ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتتہم احبار یہود فتنازعوا فقال رافع بن خزیمۃ ما انتم علی شئی وکفر بعیسیٰ والانجیل فقال رجل من اہل نجران للیہود ما انتم علی شئی وجحد نبوۃ موسیٰ وکفر بالتوراۃ فانزل اللہ فی ذلک وقالت الیہود لیست النصاریٰ الآیۃ۔

البلاغۃ قالوا لف بین الفریقین ثقۃ بان السامع یرد الی کل فریق قولہ امنا من الالتباس لما علم من التعادی بین الفریقین وتضلیل کل واحد منہا لصاحبہ نحوہ وقالوا کونوا ہودا او نصاریٰ تہتدوا والہود جمع ہائد کعائذ وعوذ وحد الاسم علی لفظ من وجمع الخبر علی معناہ فان قلت تلک امنیۃ واحدۃ فلم قیل تلک امانیہم قلت اشیر بہا الی الامانی المذکورۃ من ان لا ینزل علی المؤمنین من خیر وان یردوہم

لغات الترجمہ
ف قولہ ضرور دوسرے الخ معنی البیضاوی بلیٰ اثبات لما نفوہ من دخول غیرہم جنۃ ۱۲ ف قولہ مخلص بھی ہو لقولہ علیہ السلام سئل عن الاحسان ان تعبد اللہ کانک تراہ وحاصلہ الاخلاص علی اختلاف مراتبہ ودناہ الاعتقاد القلبی والاحسان فی اللغۃ نیکو کردن وادناہ فی العبادۃ الا فی الایمان ۱۲
ف قولہ حاصل استدلال الخ فالمذکور فی القرآن کبری ولما کانت الصغری محسوسۃ طرحت اعتمادا علی المشاہدۃ ۱۲
ف قولہ ایسے تعصب تقیید التعصب بہذا القید واقعی نہ حفظا لاذہان العوام الذین لا یفرقون بین التعصب والتصلب والاول مذموم والثانی محمود فی الحق ۱۲
ف قولہ جیسا مشکل ان المہود بالشئی ما یحصل ۱۲

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِىْ خَرَابِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ

اور اُس شخص سے زیادہ اور کون ظالم ہوگا جو خدا تعالیٰ کی مسجدوں میں اُنکا ذکر کیے جانے سے بندش کرے اور انکے ویران ہونے میں کوشش کرے ان لوگوں کو کبھی بے ہیبت ہوکر اُن میں قدم بھی

يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ ؕ لَهُمْ فِى الدُّنْيَا خِزْىٌ وَّلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝

نہ رکھنا چاہیئے تھا — اِن لوگوں کو دنیا میں بھی رسوائی ہوگی — اور انکو آخرت میں بھی سزائے عظیم ہوگی۔

(قائم ہنیں (یعنی سرے ہی سے غلط ہی) اور (اسی طرح) نصاریٰ کہنے لگے کہ یہود (کا مذہب) کسی بنیاد پر (قائم) ہنیں (یعنی سرے ہی سے غلط ہی) حالانکہ یہ سب (فریقین کے لوگ آسمانی) کتابیں (بھی) پڑھتے (پڑھاتے) ہیں (یعنی یہودی توریت کو اور عیسائی انجیل کو پڑھتے اور دیکھتے ہیں اور دونوں کتابوں میں دونوں رسولوں کی اور دونوں کتابوں کی تصدیق موجود ہی جو کہ دونوں مذہب کی اصل بنیاد ہی گو بوجہ منسوخ ہونیکے وہ معمول بہ نہوں یہ اور بات ہی اور اہل کتاب تو ایسے دعویٰ کرتے ہی تھے اُن کو دیکھکر مشرکین کو بھی جوش ہوا اور) اسی طرح سے یہ لوگ (بھی) جو کہ (محض ہی) بے علم ہیں اُن (ہی اہل کتاب) کا سا قول کہنے لگے (کہ ان یہود و نصاریٰ سب کا دین بے بنیاد ہے ہم ہی حق پر ہیں) سو (یہاں سب اپنی اپنی ہانک لیں) اللہ تعالیٰ ان سب کے درمیان (عملی) فیصلہ کردیں گے قیامت کے روز اُن تمام (مقدمات) میں جن میں وہ باہم اختلاف کر رہے تھے **ف**

عملی فیصلہ یہ کہ اہل حق کو جنت میں اور اہل باطل کو دوزخ میں بھیجدیں گے اور قید اس لیئے لگائی کہ قولی اور برہانی فیصلہ تو حق و باطل کے درمیان میں دلائل نقلیہ عقلیہ سے دنیا میں بھی ہوچکا ہی **معاملہ سی و** منعہم ایضًا باشتراک نصاریٰ و مشرکین وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِىْ خَرَابِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ ؕ لَهُمْ فِى الدُّنْيَا خِزْىٌ وَّلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۱۴﴾

(یہود تو حکم قبلہ بدلنے کے وقت طرح طرح کے اعتراض کرکے کم سمجھ لوگوں کے دلوں میں شبہات پیدا کرتے تھے اگر وہ شبہات عام طور سے قلوب میں اثر کرتے تو نتیجہ لازمی اُنکا انکار رسالت و ترک صلوٰۃ ہوتا اور ترک صلوٰۃ سے مسجد کی ویرانی ظاہر ہی تو گویا یہ یہودی اس طور پر ترک صلوٰۃ اور ویرانی مساجد خصوصًا مسجد نبوی میں بھی ساعی تھے۔ اور بعض سلاطین روم کے کہ نصاریٰ کے اسلاف تھے اور نصاریٰ اُنکے فعل پر انکار نکرتے تھے گو وہ نصرانی نہوں کسی وقت یہود شام پر چڑھ آئے تھے قتل و قتال جو ہوا تو بعض جہلا کے ہاتھ سے مسجد بیت المقدس کی بیحرمتی بھی ہوئی اور بوجہ بد انتظامی کے نماز وغیرہ کا بھی اس میں اہتمام نہ ہوا اس طور پر نصاریٰ کے اسلاف ترک صلاۃ و ویرانی مسجد کے بانی ہوئے اور نصاریٰ پر بوجہ عدم انکار اس کا الزام دیا گیا اس بادشاہ کا نام طیطس تھا مفصل قصہ اس کا شروع سورہ بنی اسرائیل کی تفسیر میں آویگا اور نصاریٰ کو یہ قصہ اس لیئے ناگوار نہ تھا کہ اس میں یہود کی تذلیل ہوئی تھی اور یہود سے یہ عداوت رکھتے تھے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل فتح مکہ جب عمرہ کرنیکے لئے مکہ معظمہ میں داخل ہوکر جانا کہ مسجد الحرام میں طواف اور نماز ادا فرماویں تو مشرکین مکہ نے آپکو نجانے دیا یہانتک کہ اس سال آپ واپس تشریف لائے پھر سال آئندہ بوجہ صلح و معاہدہ کے عمرہ ادا فرمایا تو اس طرح سے مشرکین ویرانی مسجد حرام میں ساعی ہوئے حق تعالیٰ صیغۂ عموم سے اسکی قباحت ظاہر فرماتے ہیں یعنی) اور اُس شخص سے زیادہ اور کون ظالم ہوگا جو خدا تعالیٰ کی مسجدوں میں (جس میں مکہ کی مسجد مدینہ کی مسجد بیت المقدس کی مسجد اور سب مسجدیں آگئیں) اُن کا ذکر (اور عبادت) کیئے جانے سے بندش کرے اور اُن (مساجد) کے ویران (اور معطل) ہونے (کے بارہ) میں کوشش کرے اِن لوگوں کو تو کبھی بے ہیبت (اور بے باک) ہوکر اُن (مساجد) میں قدم بھی نہ رکھنا چاہیئے تھا (بلکہ جب جاتے تو نہایت عظمت و حرمت و ادب سے جاتے جب بے باک ہوکر اندر تک جانیکا استحقاق نہیں تو اُنکی ہتک حرمت کا تو کب حق حاصل ہے اسیکو ظلم فرمایا گیا) اِن لوگوں کو دنیا میں بھی رسوائی (نصیب) ہوگی اور انکو آخرت میں بھی سزائے عظیم ہوگی +

البلاغة قال ابو السعود وانما وقع المنع على المساجد وانما المنوع ہو الناس لما ان فعلہم من طرح الاذی و التخریب و غوہا متعلق بالمساجد لا بالناس مع کونہ علی حالہ ۱۲ قال فی روح المعانی و استشکل بان ہذا الترکیب قد تکرر فی القرآن لکن اظلم ممن کذب بآیات ربہم ممن عرض عنہا وکنہذہ الآیۃ مثلاً فعلی ہذا لزم التناقض و یجاب بان ذلک لا یدل علی نفی التسویۃ فی الاظلمیۃ و تصاری ما علیہم من للآیات اظلمیۃ اولئک المذکورین فیہا من عداہم وان جملت ذلک الکلام مخرجاً مخرج المبالغۃ فی التہدید و الزجر مع قطع النظر عن نفی المساواۃ لعاالزیادۃ

فی نفس الامر کما قیل محکما العرف ایضًا زال الاشکال وارتفع القیل والقال ۱۲

الفقہ - قال البیضاوی قیل معناہ النہی عن تمکینہم من الدخول فی المسجد واختلف الائمۃ فیہ فجوزہ ابو حنیفۃ ومنع مالک وفرق الشافعی بین المسجد الحرام وغیرہ ۱۲ قال المحشی فجوزہ ابو حنیفۃ بدلیل ہذہ الآیۃ فانہا تفید جواز دخولہم بخشیۃ و خشوع ۱۲

ملحقات الترجمہ

سلہ قولہ تڑپتے پڑھاتے زاد اللفظ الثانی توضیحا لمعنے یتلون والا فاللفظ الاول یستعمل فی محاورتنا فی معنی التعلم و المراد ۱۲

سلہ قولہ یہود زعم قبلہ الخ ذکر امر الیہود ہٰہنا لقول الامام الرازی فی الکبیر وقصۃ غزو نصاری الروم یہود الشام بعد رفع عیسیٰ علیہ السلام مولانا عبد العزیز فی تفسیرہ وقصۃ منع قریش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام الحدیبیۃ فی لباب النقول عن ابن عباس

سلہ قولہ بعض جہلا وقولہ بوجہ بد امنی کے کما وقع من جیش یزید مسجد النبوی بایدی عسکر یزید عام الحرۃ مع کونہم مسلمین فلا یرد ان اددفی الکبیر ان النصاری تیقدون فی تعظیم بیت المقدس مثل اعتقاد الیہود واکثر فکیف اعانوا علی تخریبہ ایضًا فقصۃ النصاری معاونہم غزو بخت نصر بیت المقدس فلا یرد ایضا ما اورد ان بخت نصر کان قبل المسیح والنصاری بعد المسیح فانہم وطنی التنزیل لقول لو ثبت انتقار البعض الوجوہ لکفی فی للارتیاب ثبوت بعضہا ۱۲

وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

اور اللہ ہی کے مملوک ہیں مشرق بھی اور مغرب بھی کیونکہ تم لوگ جس طرف منہ کرو اُدھر اللہ تعالیٰ کا رُخ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ محیط ہیں کامل العلم ہیں۔

ف یہ رسوائی دنیا میں تو یہ ہوئی کہ یہ سب قومیں سلطنت اسلام کی رعایا اور باجگذار ہوئیں اور آخرت میں کافر ہونیکی وجہ سے معذب ہونا ظاہر ہے اور سعی ویرانی مساجد سے وہ عذاب اور شدید ہو جاویگا اور اُوپر کی آیت میں جو ان تینوں فرقوں کے دعوے اپنے اپنے حق پر ہونے کے مذکور ہیں اس قصہ سے اس دعوے کا بھی ایک گونہ رد مفہوم ہو گیا کہ ایسے افعال کر کے صاحب حق ہونے کا دعویٰ کرنا شرم کی بات ہے اور جن نصاریٰ نے ایسا کیا تھا وہ اگرچہ گزر گئے تھے لیکن ان کے خلف اُنکے اس فعل سے نفرت و انکار ظاہر نہ کرتے تھے جو ایک طور پر رضا و شرکت رائے کی دلیل ہے اس لئے ملامت کرنا بالکل بجا اور برمحل ہے جیسا یہود کے معاملات کے ضمن میں چندبار یہ مضمون مذکور ہو چکا ہے

معاملہ سی و ہشتم وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ﴿۱۱۵﴾ یہود نے حکم تبدیل قبلہ پر اعتراض کیا تھا کہ مسلمان اس جہت سے دوسری جہت کی طرف کیوں بدل گئے۔ حق تعالیٰ جواب دیتے ہیں یعنی) اور اللہ ہی کی مملوک ہیں[۱] (سب جہتیں) مشرق بھی اور مغرب بھی (جب وہ مالک ہیں جس جہت کو چاہیں قبلہ مقرر کر دیں کیونکہ حکمت تعیین قبلہ میں مثلاً اتفاق ہیئت و اجتماع خاطر عابدین ہے اور یہ حکمت ہر جہت سے حاصل ہو سکتی ہے جس کا حکم کر دیں وہ متعین ہو جاوے گی۔ البتہ اگر معبود کی ذات نعوذ باللہ کسی جہت خاص کے ساتھ مقید ہوتی تو بالضرور قبلہ عبادت بننا اُسی جہت میں منحصر ہونا زیبا تھا لیکن وہ ذات پاک کسی جہت کے ساتھ مقید و محدود نہیں) کیونکہ تم لوگ جس طرف بھی منہ کرو اُدھر (ہی) اللہ تعالیٰ (کی ذات پاک) کا رُخ ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ (خود تمام جہات اور اشیاء کو) محیط ہیں[۲] (جس طرح کا احاطہ اُنکی شان کے لائق ہے۔ لیکن باوجود محیط و غیر محدود ہونیکے پھر بھی جہت عبادت کو متعین اسلئے فرمایا کہ وہ) کامل العلم ہیں (کہ ہر شئے کے مصالح کو خوب جانتے ہیں چونکہ اُنکے علم میں یہ تعیین متضمن مصالح تھی اس لیئے اس کا حکم دیدیا +

ف۱ احقر نے جو تعیین قبلہ کی ایک خاص حکمت مثال کے طور پر بیان کی ہے اس سے بعض مخالفین اسلام کا یہ اعتراض کہ مسلمان کعبہ پرست ہیں بالکل اُٹھ گیا حاصل جواب یہ ہوا کہ پرستش تو خاص حق سبحانہ و تعالیٰ کی ہے لیکن چونکہ پرستش کیوقت یکسوئی قلب کی ضرورت ہے و نیز عابدین کی ہیئت اجتماعیہ کو بھی اس یکسوئی میں دخل ہے چنانچہ دونوں امر تجربہ و مشاہدہ سے ثابت ہیں اس یکسوئی اور اجتماع ہیئت کی تحصیل کے لیئے تعیین جہت مشروع ہوئی پس اس شبہہ کی ذرہ برابر گنجایش نہیں اور اگر اس پر کوئی اپنی برارت کے لیئے یہ دعویٰ کرے کہ ہم بھی اصنام کو سامنے رکھنے سے یہی قصد رکھتے ہیں سو اول تو اس برارت کے دعوے سے اہل اسلام پر اعتراض مذکور عود نہیں کرتا وہ بحالہ مرتفع رہا جو کہ اس مقام پر مقصود اصلی ہے ثانیاً عام مسلمانوں اور عام کفار کی حالت تفتیش کرنے سے اس عدم پرستش کی نیت کے دعویٰ میں مسلمانوں کا راست گو اور دوسروں کا دروغگو ہونا ہر وقت ہر شخص کو معلوم ہو سکتا ہے تیسرے علیٰ سبیل التنزل کہا جاتا ہے کہ بر تقدیر راستی اس دعوے کے پھر بھی اس تعیین اور تقیید کے لئے کسی شریعت غیر منسوخہ کا حکم پیش کرنا لازم ہے اور یہ بجز اہل اسلام کے دوسروں کے پاس مفقود ہے اور احقر نے جو بیان حکمت میں ترجمۂ تفسیر کے ضمن میں لفظ مثلاً اضافہ کیا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ احکام خداوندی کی حکمتیں انحصار او راستیعاب کے ساتھ کسی کے ادراک میں نہیں آسکتیں سو اس حکم میں بھی ہزاروں حکمتیں ہونگی ایک دو کے سمجھ جانے سے اُن میں انحصار اور دوسروں کی نفی نہیں ہو سکتی **ف۲** اور یہ جو فرمایا ہے کہ اُدھر ہی اللہ تعالیٰ کا رخ ہے اور اسی طرح یہ جو فرمایا ہے کہ وہ محیط ہیں اور ایسے مضامین جو ہوں ان سب میں زیادہ کھود کرید نہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ جیسے حق تعالیٰ کی ذات کا پورا ادراک کسی بندہ سے ممکن نہیں۔

الروایات۔ فی لباب النقول اخرج ابن جریر و ابن ابی حاتم من طریق علی بن ابی طلحۃ عن ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما ہاجر الی المدینۃ امرہ اللہ ان یستقبل بیت المقدس ففرحت الیہود فاستقبلہا بضعۃ عشر شہرا وکان یحب قبلۃ ابراہیم وکان یدعو اللہ وینظر الی السماء فانزل اللہ فولوا وجوہکم شطرہ فارتاب فی ذلک الیہود وقالوا ما ولّٰہم عن قبلتہم التی کانوا علیہا فانزل اللہ قل للہ المشرق والمغرب وقال فاینما تولوا فثم وجہ اللہ اسنادہ قوی والمعنے ایضا یساعدہ فلیعتمد ۱۲ اقول لا ینافی ہذا السبب ما ورد فیہ من روایات اخری فقد قال فی لباب النقول عن الزرکشی قد عرف من عادۃ الصحابۃ والتابعین ان احدہم اذا قال نزلت ہذہ الآیۃ فی کذا فانہ یرید بذلک انہا تتضمن ہذا الحکم لا ان ہذا کان السبب فی نزولہا فہو من جنس الاستدلال علی الحکم بالآیۃ لا من جنس النقل لما وقع آہ فافہم فانہ نافع جدا ۱۲

ملحقات الترجمۃ

[۱] قولہ مملوک ہیں سب جہتیں یرید ان تعبیر الجہات کلہا بالمشرق والمغرب کما فی تفسیر البیضاوی یرید بہما ناحیتی الارض ای الارض کلہا ۱۲

[۲] قولہ محیط ہیں جس طرح کا احاطہ۔ اطلق الاحاطۃ سواء کانت ذاتا وصفۃ۔ ماخذ ہذا الاطلاق قول البیضاوی واسع باحاطتہ بالاشیاء او برحمتہ و اسماء بقولہ سطرح الی ما ذہب الیہ المتعمقون فی المتشابہات من حملہا علی حقائقہا مع وجوب اعتقاد ما سیجیئ محملہ کما رسوخا

وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ بَلْ لَّهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ۞ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اولاد رکھتا ہے سبحان اللہ بلکہ خاص اللہ تعالیٰ کی مملوک ہیں جو کچھ بھی آسمانوں اور زمین میں ہیں سب ان کے محکوم ہیں ... موجد ہیں آسمانوں اور زمین کے

وَاِذَا قَضٰۤى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۞

اور جب کسی کام کو پورا کرنا چاہتے ہیں تو بس اس کام کی نسبت فرما دیتے ہیں کہ ہو جا بس وہ ہو جاتا ہے

ممکن نہیں اسیطرح آگی صفات کی حقیقت فہم سے خارج ہے اجمالاً ان سب پر ایمان لے آوے اس سے زیادہ ... پیچھے نہ پڑنا چاہیے ۵ عنقا شکار کس نشود دام باز چین * کاینجا ہمیشہ باد بدست است دام را * معاملہ سی ونہم ایضاً باشتراک نصاریٰ ومشرکین وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ بَلْ لَّهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِذَا قَضٰۤى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۱۱۷﴾ (بعض یہود نے حضرت عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے اور نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اور مشرکین عرب ملائکہ کو خدا کی بیٹیاں جیسا مختلف آیات میں ان اقوال کی خبر دی گئی ہے حق تعالیٰ اس قول کی قباحت اور بطلان کا بیان فرماتے ہیں) اور یہ لوگ (مختلف عنوانوں سے) کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اولاد رکھتا ہے سبحان اللہ (کیا مہمل بات ہے) بلکہ (اُنکے تو اولاد ہونا عقلاً ممکن نہیں کیونکہ دو حال سے خالی نہیں یا تو اولاد غیر جنس ہوتی اور یا ہمجنس ہوتی اگر غیر جنس ہو تب تو غیر جنس اولاد ہونا عیب ہے اور حق تعالیٰ عیب سے پاک ہیں عقلاً بھی جیسا مسلم ہے اور نقلاً بھی جیسا سبحانہ مذکور کا بھی مدلول ہے اور اگر ہمجنس ہو تو اسلیے باطل ہے کہ حق تعالیٰ کا کوئی ہمجنس نہیں کیونکہ جو صفات کمال لوازم ذات واجبہ سے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص اور غیر اللہ میں معدوم ہیں اور انتفاء لازم دلیل ہے انتفاء ملزوم کی اسلیے غیر اللہ ذات واجب نہوگا اور وجوب خود عین حقیقت یا لازم حقیقت ہے پس کوئی غیر اللہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مشارک فی الحقیقت نہ ہوا پس مجانست باطل ہوگئی اب صفات کمال کے حق تعالیٰ کے ساتھ مختص ہونیکی دلیلیں مذکور ہوتی ہیں اول یہ کہ خاص اللہ تعالیٰ کے مملوک ہیں جو کچھ بھی آسمانوں اور زمین میں (موجودات) ہیں (اور دوسرے یہ کہ مملوک ہونیکے ساتھ) سب انکے محکوم (بھی) ہیں (بایمعنی کہ انکے تصرفات قدرت کو جیسے مارنا جلانا بیمار کرنا وغیرہ کوئی نہیں ہٹا سکتا گو احکام شرعیہ کو کوئی ٹال دے اور تیسرے یہ کہ حق تعالیٰ) موجد (بھی) ہیں آسمانوں اور زمین کے اور (چوتھے یہ کہ ایجاد کی بھی قدرت ایسی عظیم اور عجیب ہے کہ) جب کسی کام کو (مثلاً پیدا ہی کرنا ہے) پورا کرنا چاہتے ہیں تو بس (اتنی بات ہے کہ) اس کام کی نسبت (اتنا) فرما دیتے ہیں کہ ہو جا بس وہ (اسیطرح) ہو جاتا ہے (آلات واسباب اور صناعوں اور معینوں کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اور یہ چاروں امر بجز حق تعالیٰ کے کسی میں نہیں پائے جاتے اور یہ مدعیان اولاد بھی مسلمات سے تھا پس دلیل سے مقدمہ اختصاص بھی ثابت ہو کر حجت تمام ہوگئی) **ف** اس کن کہنے میں دو احتمال ہیں ایک یہ کہ مجاز ہو سرعت تکوین اور جلدی بنا دینے سے دوسرے یہ کہ حقیقۃً حق تعالیٰ کی یہی عادت ہو اسپر دو شبہے کیے گئے ہیں ایک یہ کہ جب وہ شئی موجود نہیں تو کن کسکو کہا جواب یہ ہے کہ علم میں موجود ہے دوسرے یہ کہ خود کن بھی حادث ہے ورنہ قدم تکون کا لازم آویگا اور اسکے لیے اگر کن ہو تو تسلسل لازم ہے۔ جواب یہ ہے کہ صرف لفظ کن کو بدون کن کے پیدا کر دیا ہو اور اگر قدیم بھی مان لیا جاوے تب بھی تعلق کے حدوث سے تکون محدث رہیگا رہا خود اس تعلق حادث کے لیے ایک دوسرا تعلق حادث ہونا اسلیے ضرور نہیں کہ تعلق لاموجود ولامعدوم ہے لہذا نہ ایجاد کی ضرورت ہے اور نہ علت ایجاد بننے میں کوئی اشکال رہا کلام اس تعلق کے مرجح میں سو وہ ذات حق ہے اور بوجہ وجود صفت ارادہ کے جسکی ذاتیات یا لوازم سے ترجیح وتخصیص متی شاء ہے یہ ترجیح وتخصیص بلا مرجح ومخصص بھی نہیں بلکہ وجہ ترجیح کا سوال کرنا تخلل جعل بین الذات والذاتی یا بین الملزوم واللازم کا تجویز کرنا ہے وہو باطل *

التماس عام حضرات ناظرین اس مقام پر مجکو اس خاص طرز پر طالب علمانہ تحریر میں بوجہ ضرورت تفہیم فلسفی مزاج صاحبوں کے معذور فرماویں اور خود صرف ترجمہ کے ملاحظہ فرمانے پر قناعت کریں ان الفاظ میں غور نہ کریں **ف** اور خاص خاص کاموں پر خاص خاص ملائکہ کا مقرر فرمانا

اللغات قانتون منقادون بدیع الابداع اختراع الشئی لاعن شئی ونحتہ قضی اے اراد شیئا واصل القضاء اتمام الشئی قولاً کقولہ وقضی ربک او فعلاً کقولہ فقضاہن سبع سموات ۱۲ بیضاوی

اختلاف القراءۃ قرأ ابن عامر فیکون بالنصب ۱۲ بیضاوی قال المحشی وہو مشکل لان جواب الامر یقتضی ان یکون للمکون کونان احدہما سبب للآخر فنصبہ حملا علی صورۃ اللفظ وان کان معناہ الخبر ۱۲

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ بعض یہود کی فلا یرد قیل لم یوجد ہذا القول فی کتب الیہود لامکان یقول بعض الیہود ذلک علی خلاف مذہبہم ۱۲

۲ قولہ سبحان اللہ لتسبیح انہ للتعجب ۱۲

۳ قولہ سبحانہ مذکور کا بھی مدلول ہے لتسبیح الیحون التنزیہ مدلولا باشارۃ النص اما عبارۃ النص فللتعجب ۱۲

۴ قولہ کام کے نسبت کما فی قولہ تعالی قال الذین کفروا للذین آمنوا لو کان خیرا

۱۲

وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ اَوْ تَاْتِيْنَآ اٰيَةٌ ؕ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ ؕ تَشَابَهَتْ

اور جاہل یون کہتے ہین کہ ہم سے کیون نہین کلام فرماتے اللہ تعالیٰ یا ہمارے پاس کوئی اور ہی دلیل آجاوے اسیطرح وہ لوگ بھی کہتے چلے آئے ہین جو ان سے پہلے ہوگذرے ہین انہی کا سا قول ان سب کے قلوب باہم ایکدوسرے کے مشابہ ہین

قُلُوْبُهُمْ ؕ قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۝ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۙ وَّلَا تُسْئَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ ۝

ہمنے توبہت سی دلیلین صاف صاف بیان کردی ہین اُن لوگونکے لیے جو یقین چاہتے ہین۔ ہمنے آپکو ایک سچا دین دیکر بھیجا ہے کہ خوشخبری سُناتے رہیے اور ڈراتے رہیے اور آپ سے دوزخ مین جانیوالون کی بازپرس نہوگی۔

اور اسیطرح اسباب اور مواد اور قوی سے کام لینا یہ سب حکمت کے لیے ہی حاجت و استعانت کے لیے نہین **ف** بیضاوی نے کہا ہے کہ پہلی شرائع مین اللہ تعالےٰ کو سبب اول ہونے سے باپ کہا کرتے جاہلون نے ولادت کے معنے سمجھ لیے اسلیے کفر ٹھیرا اب دفع فساد کے لیے اصلا اسکی اجازت نہین **معاملہ جہلہ ایضاً باشتراک نصاریٰ ومشرکین** وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ اَوْ تَاْتِيْنَآ اٰيَةٌ ؕ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ ؕ تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ ؕ قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ اور (بعضے) جاہل (یہودی اور نصرانی اور مشرکین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ مین) یون کہتے ہین کہ (خود) ہم سے کیون نہین کلام فرماتے اللہ تعالےٰ (خواہ بلا واسطہ فرشتون کے جس طرح خود فرشتون سے کلام فرماتے ہین یا بواسطہ فرشتونکے جسطرح پیغمبرون سے بطور وحی کے کلام فرماتے ہین اور اُس کلام مین یا تو ہمکو احکام بتلادین تو دوسرے رسول کی ہمکو ضرورت ہی نرہے یا کم از کم اتنا ہی کہدین کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے رسول ہین تو ہم انکی ہی رسالت کے قائل ہوکر انکی اطاعت کرنے لگین) یا (کلام نہین کرتے تو) ہمارے پاس کوئی اور ہی دلیل (ثبوت رسالت کی) آجاوے (حق تعالےٰ اولا اس بات کا جاہلانہ رسم ہونا بتلاتے ہین کہ) اسیطرح وہ (جاہل) لوگ بھی کہتے چلے آئے ہین جو ان سے پہلے ہوگذرے ہین انہی کا سا (جاہلانہ) قول (سو معلوم ہوا کہ یہ قول کوئی باوقعت اور باریک بینی پر مبنی نہین یون ہی ہانک دیا جاتا ہے پھر ثانیاً اس قول کا منشا اور سبب بیان فرماتے ہین کہ) ان سب (اگلے پچھلے جاہلون) کے قلوب (کج فہمی مین) باہم ایک دوسرے کے مشابہ ہین (اسلیے سب سے بات بھی ایک ہی سی پیدا ہوئی پھر ثالثاً اُس قول کا جواب دیتے ہین اور چونکہ اس قول کا جزو[۵] اول حماقت محض تھا کہ اپنے کو اس لیاقت پر ہم پلہ ملائکہ اور انبیا کا بنانا چاہتے تھے جو بالکل ہی بدیہی البطلان ہے اسلیے بقول مسلم **ف** پس جواب احمقی آمد سکوت ؛ اسکا جواب نظر انداز کرکے صرف دوسرے جزو کا جواب ارشاد ہوتا ہے کہ تم تو ایک دلیل کو لیے پھرتے ہو) ہمنے توبہت سی دلیلین (رسالت محمدیہ کے ثبوت مین) صاف صاف بیان کردی ہین (مگر وہ) اُن لوگونکے لیے (نافع و کافی ہوسکتی ہین) جو یقین (اور اطمینان حاصل کرنا) چاہتے ہین (اور چونکہ معترضین کو محض ضد اور کد ہی مقصود ہے اسلیے نظر حق طلبی سے انکو تحقیق ہی منظور نہین سو ایسونکی تسلی و تشفی کا کون ذمہ دار بنے **ف** یہود و نصاریٰ کو باوجود اہل کتاب و اہل علم ہونے کے جاہل اسلیے کہدیا گیا کہ یہ بات جاہلون کی سی کہی تھی کہ باوجود دلائل قویہ قطعیہ کثیرہ قائم ہوچکنے کے ابھی تک جحود کیے جاتے ہین **ربط** چونکہ یہان اسکا محل تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انکی اس جہالت او عناد سے تنگی ہوجاتی اور اُنکے ایمان لانے کی کوئی صورت سمجھ مین نہ آنے سے غم ہوتا اسلیے حق تعالےٰ آیت آیندہ مین آپکی تسلی فرماتے ہین **تسلیہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم** اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۙ وَّلَا تُسْئَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ ﴿۱۱۹﴾ (اے رسول) ہمنے آپ کو ایک سچا دین دیکر (خلق کیطرف) بھیجا ہے کہ (ماننے والون کو) خوشخبری سناتے رہیے اور (نہ ماننے والون کو سزا سے) ڈراتے رہیے او آپ سے دوزخ مین جانے والون کی بازپرس نہوگی (کہ ان لوگون نے کیون نہین قبول کیا اور کیون دوزخ مین گئے آپ اپنا کام کرتے رہیے آپ کو کسی کے ماننے نہ ماننے کی کیا فکر **ربط** یہانتک یہود کی چالیس قباحتین جنمین سے بعض مین نصاریٰ بھی شریک ہین بیان فرمائی گئین آگے یہ بتلانا مقصود ہے کہ ایسے ہٹ دھرم لوگون سے امید ایمان نرکھنا چاہیے سو یہ مضمون ماسبق کا نتیجہ بھی ہے جس سے اُنکے قبائح مذکورہ کی اور تاکید ہوگئی کہ جو شخص ایسا کج طبع ہو اُسکی کجی کم جاتی ہے اور اسمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ازالۂ فکر و غم بھی ہے

ملحقات الترجمۃ [۵] **قولہ** جزو اول حماقت الخ مانندہ رجح الخ ۱۲

العربیۃ۔ قال البیضاوی یوقنون یطلبون الیقین واشرت الیہ فی الترجمۃ۔ فی روح المعانی قد بینا الأیت اونزلنا ہا بینۃ بان جعلنا ہا کذلک فی انفسہا فہو علیٰ حد سبحان من صغر البعوض وکبر الفیل فی المعالم کل ما فی القرآن لولا فہو بمعنی ہلا الا واحدا وہو قولہ فلولا انہ کان من المسبحین معناہ فلولم یکن ۱۲

اختلاف القراءۃ قرأ نافع ولا تسئل علیٰ صیغۃ النہی ایذانا بکمال شدۃ عقوبۃ الکفار وتہویلا لہا اوانہ لغایۃ فظاعۃ ما حل بہ لا یستطاع ان یسمع ۱۲ روح المعانی

الروایات الذین لا یعلمون فی معالم قال ابن عباس رض الیہود وقال مجاہد النصاری وقال قتادۃ مشرکو العرب ۱۲

وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ؕ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ

اور کبھی خوش نہونگے آپ سے یہ یہود اور نہ نصارے جبتک کہ آپ انکے مذہب کے پیرو نہو جاوین آپ کہدیجیے کہ حقیقت مین تو ہدایت کا وہی راستہ ہے جسکو خدا نے بتلایا ہے اور اگر آپ اتباع کرنے لگین انکے

بَعْدَ الَّذِيْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ؕ

غلط خیالات کا علم آچکنے کے بعد تو آپ کا کوئی خدا سے بچانیوالا نہ یار نکلے نہ مددگار ۔ جن لوگون کو ہم نے کتاب دی بشرطیکہ وہ اُسکی تلاوت کرتے رہے

اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝

جسطرح کہ تلاوت کا حق ہے ایسے لوگ اسپر ایمان لے آتے ہین اور جو شخص نہ مانیگا خود ہی ایسے لوگ خسارہ مین رہینگے ۔

ع ۱۴ / ۹

کہ آپ انکے عام طور پر ایمان لانے سے مایوس ہو جائیے اور پریشانی اور کلفت دل سے دور کیجیے تو اس مین مضمون تسلی کی بھی تاکید ہوگئی اور علاوہ ان مضامین کے تاکید ہونے کے خود مستقل انکی ایک قباحت کا اور بھی بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرینگے تو انکو کیا توقع ہوتی وہ یہانتک بلند پروازی کرتے ہین کہ نعوذ باللہ آپکو اپنی راہ پر چلانیکی فکر محال مین ہین اور قالاً یا حالاً انکی زبان یا معاملہ سے بھی انکی یہ کوشش ظاہر اور مفہوم ہوتی ہے تو اس تقریر پر یہ انکا انتہا لیسوان معاملہ قبیحہ ہوگا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو بعض امور مباحہ مین اول اول اہل کتاب کی بغرض انکی ملاطفت و تالیف قلب کے موافقت فرما لیتے تھے ۔ اس مین اس پر بھی دلالت ہے کہ آپ اس قصہ کو جانے دیجیے اس سے جو آپکی غرض ہے کہ کچھ نرم ہو کر اسلام لے آوین وہ بنجیہ ہے بہرحال یہ مضمون آیندہ چند فوائد پر مشتمل ہے اور قدر مشترک مایوس کرنا ہے ان خاص لوگون کے مسلمان ہونے سے پس ارشاد ہے **مایوسی کلی از ایمان مخالفین خاص** وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ؕ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ الَّذِيْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۲۰﴾ اور کبھی خوش نہونگے آپ سے یہ یہود اور نہ یہ نصارے جبتک کہ آپ (خدانخواستہ) انکے مذہب کے (بالکل) پیرو نہ ہو جاوین (اور یہ محال ہے پس انکا راضی ہونا محال ہے اور اگر کبھی اس قسم کی بات انکی زبان یا حال سے مترشح ہو تو) آپ (صاف) کہدیجیے کہ (بھائی) حقیقت مین ہدایت کا تو وہی راستہ ہے جسکو خدا نے (ہدایت کا راستہ) بتلایا ہے (اور دلائل سے ایسا راستہ صرف اسلام ہونا ثابت ہو چکا ہے پس راہ ہدایت وہی رہا) اور (یہ امر کہ آپ نعوذ باللہ انکے مذہب کے پیرو ہو جاوین محال اسلیے ہے کہ اس سے ایک محال لازم آتا ہے کیونکہ) اگر آپ اتباع کرنے لگین انکے غلط خیالات کا (جسکو وہ اپنا مذہب سمجھتے ہین مگر کچھ تحریف سے اور کچھ منسوخ ہو جانے سے اب وہ محض چند غلط خیالات کا مجموعہ رہگیا ہے اور پھر اتباع بھی کیسی حالت مین کہ) علم (قطعی ثابت بالوحی) آچکنے کے بعد تو (ایسی حالت مین تو) آپکا کوئی خدا سے بچانے والا نہ یار نکلے نہ مددگار (بلکہ تو بہ توبہ پنجہ قہر مین گرفتار ہو جانا لازم آوے اور یہ لازم محال ہے کیونکہ دلائل قطعیہ سے دوام رضائے حق تعالے آپ سے ثابت ہے پس غضب محال ۔ اور اتباع مذکور سے یہ لازم آیا تھا اس لیے اتباع مذکور بھی محال اور بدون اتباع کے انکا راضی نا ممکن تو ایسے امر کی امید کرنیکی کوئی گنجایش نہین اس لیے اس سے دلکو خالی کر لینا چاہیے **ربط** یہانتک معاندین اہل کتاب کا ذکر تھا اسکے بعد حسب عادۃ قرآن منصفین اہل کتاب کا بیان ہے جنہون نے بعد وضوح حق کے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی اور آپکا اتباع اختیار کر لیا پس ارشاد ہے ۔ **ذکر منصفین اہل کتاب** اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ جن لوگون کو ہمنے کتاب (توراۃ و انجیل) دی بشرطیکہ وہ اسکی تلاوت (اصلی) کرتے رہے

اللغات فی روح المعانی الملۃ فی الاصل اسم من املت الکتاب بمعنی املیتہ ثم نقلت الی اصول الشرائع باعتبار انہا یملیہا النبی ویقع علی الباطل ایضا ۱۲

البلاغۃ فی روح المعانی وحدت الملۃ وان کان لہم ملتان للایجاز اولانہما یجمعہما الکفر وہو ملۃ واحدۃ ۱۲

الروایات المتعلقۃ بربط آیت ولن ترضی الخ فی المعالم وذلک انہم کانوا یسئلون النبی صلی اللہ علیہ وسلم الہدنۃ ویطمعونہ ان امہلہم اتبعوا فانزل اللہ تعالی ہذہ الآیۃ معناہ انک ان ہادنتہم فلا یرضون بہا وانما یطلبون ذلک تعللا وقال ابن عباس رض ہذا فی القبلۃ وذلک ان یہود المدینۃ ونصاری نجران کانوا یرجون النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین کان یصلی الی قبلتہم فلما صرف اللہ القبلۃ الی الکعبۃ ایسوا ان یوافقہم علی دینہم فانزل اللہ تعالی ولن ترضی الآیۃ ۔ فی روح المعانی روی انہ کان یلاطف کل فریق رجاء ان یسلموا فنزلت ۱۲

ملحقات الترجمۃ

۵۰ قولہ یہ یہود اشار الی کون اللام للعہد فلا یشکل بہ بیمان کثیر من النصاری والیہود ۱۲

۵۱ قولہ انکی زبان یا حال سے ماخذہ ما فی روح المعانی ثم ان ہذا لیس ابتداء کلام منہ تعالی لعدم رضاہم بل ہو حکایۃ لمعنی کلام لہم بدلیل قولہ قل ... لیطابقہ قولہ قل ویحتمل انہم قالوا ذلک فیما بینہم الامر بہذا القول لہم لا یجب ان یکون جوابا لعین ملک العبارۃ بل جواب ... ولما ... مستور ... من الجواب الیہودیۃ والنصرانیۃ وان ... [illegible] ... ان یکون ... عما یمنونہ ... بجواب ۱۲

۵۲ قولہ بشرطیکہ اشارۃ الی کون الجملۃ حالیۃ لکنہا مقدرۃ لا محققۃ وما بعدہ خبر الموصول ۱۲

يٰبَنِيٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ

اے اولاد یعقوب علیہ السلام　میری اُن نعمتون کو یاد کرو جنکا مین نے تمپر انعام کیا　اور اسکو کہ مین نے تمکو بہت لوگون پر فوقیت دی　—　اور تم ڈرو ایسے دن سے جسمین کوئی شخص

نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝

کسی شخص کیطرف سے نہ کوئی مطالبہ ادا کرنے پاویگا اور نہ کسیکی طرف سے کوئی معاوضہ قبول کیا جاویگا اور نہ کسیکو کوئی سفارش مفید ہوگی اور نہ اُن لوگونکو کوئی بچا سکیگا —

جسطرح تلاوت کا حق ہے (کہ قوۃ علمیہ کو تو فہم مضامین مین صرف کیا اور قوۃ ارادیہ کو عزم اتباع حق مین استعمال کیا) ایسے لوگ (البتہ آپ کے) اُس[ل] (دین حق اور علم وحی) پر ایمان لے آتے ہین اور جو شخص نہ مانیگا (اسکا نقصان کریگا) خود ہی ایسے لوگ خسارہ مین رہینگے (کہ جو ثمرات ایمان پر عطا ہوتے اُن سے محروم رہینگے) **ربط** اس مقام پر بنی اسرائیل کے متعلق جن مضامین خاصہ کا بیان کرنا مقصود تھا اُنکا خاتمہ ہوا اب ان مضامین کی جو آغاز مین تمہید تھی جسکے اجمال کے یہ سب مضامین تفصیل تھے ختم پر اسکو پھر مکرر لاتے ہین جسمین اسکا مضمون خاص یعنی ترغیب کیلیے انعام عام وخاص کا یاد دلانا اور ترہیب کے لیے قیامت کا پیش نظر کر دینا بوجہ تکرار کے خوب ذہن نشین ہو جاوے کیونکہ مقصود اعظم کلیات ہوتے ہین جنکا خود استحضار بوجہ انکے اختصار کے سہل ہوتا ہے اور بوجہ جامعیت اور انطباق کے انکے ذریعہ سے انکے جزئیات کا محفوظ رکھنا آسان ہوتا ہی اور محاورات مین یہ طرز بلیغ بھی اعلی درجہ کا سمجھا جاتا ہی کہ مفصل اور مطول بات کرنیکے قبل اول ایک مجمل عنوان سے اُسکی تقریر کر دی جسکا قدر مشترک تمام تفاصیل کے فہم مین معین ہو اور اخیر مین بطور خلاصہ اور نتیجہ تفصیل مذکور کے اسی مجمل عنوان کا پھر اعادہ کر دیا مثلاً یہ کہا جاوے کہ تکبر بڑی مضر خصلت ہے دیکھو اسمین ایک ضرر یہ ہی دوسرا یہ ہی تیسرا یہ ہی دس بیس مضرتونکی تقریر کرکے پھر آخر مین کہدیا کہ غرض تکبر بڑی مضر خصلت ہی اسیطور یہ آیت یابنی اسرائیل کا اعادہ فرمایا جاتا ہی **اعادہ تمہید بطور تخصیص** يٰبَنِيٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٢٢﴾ وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿١٢٣﴾ اے اولاد یعقوب علیہ السلام میری اُن نعمتون کو یاد کرو جنکا مین نے تمپر (وقتاً فوقتاً) انعام کیا اور اسکو (بھی یاد کرو) کہ مین نے تمکو بہت لوگون پر (بہت سی باتون مین) فوقیت دی اور تم ڈرو ایسے دن سے (یعنی روز قیامت سے) جسمین کوئی شخص کسی شخص کیطرف سے نہ کوئی مطالبہ (اور حق واجب) ادا کرنے پاویگا اور نہ کسیکی طرف سے کوئی معاوضہ (بجاے حق واجب کے) قبول کیا جاویگا اور نہ کسیکو کوئی سفارش (جبکہ ایمان نہو) مفید ہوگی اور نہ اُن لوگونکو کوئی (بزور) بچا سکیگا **ف** اسکے متعلق ضروری امور اوپر اس آیت کی تفسیر مین گذر چکے ہین اگر ضرورت ہو وہان ملاحظہ فرما لیے جاوین۔ **ربط** یہان تک بنی اسرائیل کے قبائح اور بے عنوانیونکا بیان تھا جنمین سے ایک نئی بے عنوانی یہ بھی تھی کہ بعض احکام کے نسخ پر خصوصاً حکم تحویل قبلہ پر انکا اعتراض جسکا جواب اوپر کی بعض آیات مین بضمن تقریر معاملہ سی ودوم وسی وہشتم بقدر کافی مذکور بھی ہوا ہی چونکہ اس حکم خاص مین اُن لوگونکا شور وشغب زیادہ تھا نیز ضعیف الاعتقاد لوگون پر اس مخالفت کا اثر ہو جانا بھی چندان عجیب نہ تھا اور نماز خود رکن اعظم اسلام کا ہی اس مبحث کو اُس سے تعلق تھا اسلیے یہ اسباب مقتضی تھے کہ اس مادہ خاص مین کسیقدر مفصل ومطول کلام کیا جاوے وہ مفصل کلام یہان سے شروع ہو کر تقریباً چار رکوع تک ممتد ہوا ہے جسکی ترتیب بھی نہایت خوش اسلوب واقع ہوئی ہی کہ اول بانی کعبہ کی فضیلت اور اُنکا امام خلق ہونا بیان کیا پھر کعبہ کی فضیلت اور اُسکی بنا کا قصہ ذکر فرمایا اور اُسکے سیاق وسباق مین بہت سے مضامین اسکے مناسب اور مؤید لائے گئے پھر حاکمانہ اختیار سے اس کعبہ کا قبلہ بنانا بیان کیا پھر اُسمین جو حکیمانہ مصالح مرعی ہین اُنکو ذکر فرمایا اور درمیان درمیان مین اور مضامین مناسب مقام ارشاد ہوئے جن مین امام الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق وخصوصیت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ اور آپ کا نہ خلق کے لیے نعمت عظمی ہونا بھی بتلادیا گیا تاکہ ہر مذاق پر ہر پہلو سے مضمون کی تتمیم ہو جاوے۔

ملحقات الترجمة
[ل] قولہ اس دین حق یکدا اعا[د] الضمیر الی الحق المذکور فیما قبل فی قولہ انا ارسلنٰک بالحق وقولہ بعد الذی جاءک من العلم فی التفسیر العزیزی ۱۲

البلاغة سئل اُستاذی رحمۃ اللہ علیہ عن النکتۃ فی تقدیم الشفاعۃ فی ابتدا[ئ]ہا وتاخیرہا ہہنا فاجاب رح بان القوم کانوا اولاد الانبیاء والائمۃ فکانوا یشفعون بان شفاعۃ اکثر من التقۃ لنفسہا فکان الابتداء بہا والانتہاء بہا الی حسم لرجائہم واللہ اعلم ۱۲

وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِىْ ؕ قَالَ

اور جسوقت امتحان کیا ابراہیم علیہ السلام کا اُن کے پروردگار نے چند باتون مین اور وہ اُنکو پورے طور سے بجالائے حق تعالی نے فرمایا کہ مین تمکو لوگون کا مقتدا بناؤنگا انہون نے عرض کیا اور میری اولاد مین سے بھی کسی کسی کو ارشاد ہوا

لَا يَنَالُ عَهْدِى الظّٰلِمِيْنَ ○

کہ میرا یہ عہدہ خلاف ورزی کرنیوالون کو نہ ملیگا۔

فضیلت حضرت ابراہیم علیہ السلام بانی کعبہ وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِىْ ؕ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِى الظّٰلِمِيْنَ (١٢٤) اور جسوقت امتحان کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اُن کے پروردگار نے چند باتون مین (اپنے احکام مین سے) اور وہ اُنکو پورے طور سے بجالائے (اُسوقت) حق تعالے نے (اُن سے) فرمایا کہ مین تمکو (اسکے صلہ مین نبوت دیکر یا اُمت بڑہا کر) لوگون کا مقتدا بناؤنگا انہون نے عرض کیا اور میری اولاد مین سے بھی کسی کسی کو (نبوت دیجیے) ارشاد ہوا کہ (آپ کی یہ درخواست منظور ہے مگر اسکا ضابطہ سُن لیجیے کہ) میرا (یہ) عہدہ[عہ] (نبوت) خلاف ورزی[عہ] (قانون) کرنے والون کو نہ ملیگا (سو ایسے لوگونکو تو صاف جواب ہے البتہ اطاعت کرنے والون مین سے بعض کو نبوت دیجاویگی) **ف** امتحان دو غرض سے ہوتا ہے کبھی تو اسواسطے کہ امتحان کرنے والا خواس شخص کی حالت لیاقت یا نالیاقت کو جاننا چاہتا ہی سو یہ امتحان لینا تو ذات حق مین محال ہے کیونکہ اُنکو سب کچھ پہلے ہی معلوم ہے اور کبھی امتحان لینے والا خود تو جانا کرتا ہے لیکن اور دیکھنے والونکی نظر مین اُس حالت کا پیش کرنا منظور ہوتا ہی تاکہ امتحان دینے کی عظمت مثلاً ثابت ہوجاوے اور دوسرونکو شکایت محرومی یا ترجیح کا موقع نرہی یا اگر امتحان کسی مجرم کا ہی تو خود وہ بھی اپنے دلمین انصاف کرلے اور دوسرے بھی شبہہ جور و تعدی کا نہ کرسکین تو ایسا امتحان لینا حقتعالی کی شان کے خلاف نہین جہان کہین حق تعالی کا بندونکو امتحان کرنا مذکور ہی وہان یہی دوسری قسم مراد ہے چنانچہ اس مقام پر بھی یہی دوسری قسم مراد ہی۔ اور وہ باتین کتابون مین کئی طرح لکھی ہین بہرحال کچھ احکام تھے اور یہ امتحان اگر ایسے وقت تہا کہ ہنوز خلقت کو احکام پہونچانے کا آپکو حکم نہوا تھا تو امامت للناس کے معنی یہ ہین کہ آپکو احکام پہونچانے کا کام دیا جاوے گا جو حاصل ہی نبوت کا پس اس قول پر اُسوقت وحی تو نازل ہوگئی تھی لیکن اُس وحی کی تبلیغ کا امر نہوا تھا اور اگر یہ امتحان ایسے وقت تھا کہ تبلیغ وحی کا کام بھی کرنے لگے تھے تو امامت للناس کے معنے یہ ہونگے کہ اب جتنی امت ہے اس سے اور ترقی دونگا مثلاً آپکے زمانہ ہی مین اور لوگ بھی ایمان بکثرت لاوینگے یا یہ کہ آپکی شریعت آپکے بعد بھی مدتون تک رہیگی جوکہ سبب ہی تضاعف اجر و ثواب کا کیونکہ نیک راہ پر چلنے کے ثواب مین اُس راہ کا بتلانے والا بھی شریک ہوتا ہی جیسا احادیث مین بھی ہے تو یہ امر بھی اسی نبوت کے آثار سے ہی بہرحال ہرصورت مین حاصل اسکا نبوت کی تکمیل ہی اور اسمین یہ قید لگانا کہ جسکو نبوت ملیگی وہ ظالم نہو دلیل ہی حضرات انبیاء علیہم السلام کے معصوم اور بیگناہ ہونے کی کیونکہ ہر گناہ خلاف ورزی ہے احکام کی اور یہی حقیقت ہے ظلم[عہ] کی اور دونون کا جمع نہونا صراحتہ ارشاد ہوا ہی پس جو حضرات نبوت سے مشرف ہوچکے ہین یقیناً وہ گنہگار نہ تھے نہ قبل نبوت نہ بعد نبوت اور جب قصون مین ایسے امور مذکور ہین وہ واقع مین گناہ نہین ہین چنانچہ انشاءاللہ تعالی ہر قصہ کے موقع پر اُسکی تفسیر دیکھنے سے معلوم ہوسکتا ہی جنمین ایک قصہ حضرت آدم علیہ السلام کا گذر بھی چکا ہی وہان دیکھکر اُسکی تصدیق کیجاوے اور لفظ عصیان یا ظلم وغیرہ جو کہین وارد ہوا ہے اُسکے معنے مجازی مراد ہین کیونکہ یہ قاعدہ مسلمہ ہے کہ جب حقیقی معنی کسی دلیل سے متعذر ثابت ہون تو مجاز پر محمول کرنا واجب ہے اور دلیل تعذر کی جس سے عصمت انبیاء علیہم السلام ثابت ہی ابھی بیان ہوچکی خوب سمجھ لو **ربط** فضیلت بانی کے بعد آگے فضیلت بناء کا بیان فرماتے ہین

ملحقات الترجمة
له قوله ف ... فاتمهن اور ان لاستعمالها فی لساننا موقع الغاء احساناً ١٢
له قوله فی ترجمة عهدی، عهده لان معنی العهد فی لساننا بمعنی العهدت فی العرفی بعینه ١٢
له قوله فی ترجمة الظلم خلاف ورزی لان الظلم وضع الشی فی غیر محله وهو حاصل منه الکلمة ١٢
له قوله فی ف نه قبل نبوت نه بعد نبوت ثم انتفاء الکبائر والصغائر متفق علیه بین اهل الحق ثم اختلفوا فی الصغائر قبل النبوة فقلنا بمعنی حملت الظلم نفعته والظلم مرتب ١٢

اللغات قال البیضاوی والکلمت قد یطلق علی المعانی ذریتی نسل الرجل فعلیة او فعولة قلبت راؤها الثالثة یاء کما فی تقضیت من الذر بمعنی التفریق او فعولة او فعلیة قلبت همزتها یاءً من الذرء بمعنی الخلق۔
النحو قال البیضاوی قال انی وان نصبت اذ بقال فالمجموع جملة معطوفة علی ما قبلها ٢
قوله ومن ذریتی عطف علی الکاف ای وبعض ذریتی کما تقول وزید فی جواب سأکرمک اه ١٢

الکلام - احتج بعض اهل البدع بالآیة علی عصمة الائمة من اهل البیت وانت تعلم انه مع تفسیر الامامة بالنبوة او توفی مرتبة الامامة لا یصح الاستدلال بها وقد ثبت التفسیر ولذا ملت فی الفاظ الآیة تحققت بذا المعنی لان الله تعالی اسند الجعل الی نفسه ... وهو شیء ... ان الامامة المتنازع فیها اسند الی علی الناس لانها شوری ١٢

وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ۭ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ۭ وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ

اور جسوقت ہمنے خانہ کعبہ کو لوگون کا معبد اور امن مقرر رکھا اور مقام ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ بنا لیا کرو اور ہمنے حضرت ابراہیم وحضرت اسمٰعیل علیہما السلام کیطرف حکم بھیجا

اَنْ طَهِّرَا بَيْتِىَ لِلطَّاۗىِٕفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ۝ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ

کہ میرے گھر کو خوب پاک رکھا کرو بیرونی اور مقامی لوگون کے واسطے اور رکوع اور سجدہ کرنیوالون کے واسطے اور جسوقت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار اسکو ایک شہر بنا دیجیے امن والا اور اسکے بسنے والونکو

مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗٓ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝

پھلونسے بھی عنایت کیجیے انکو جوکہ انمین سے اللہ تعالے پر اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہون۔ حق تعالے نے ارشاد فرمایا اور اس شخص کو بھی جوکہ کافر رہے سو ایسے شخص کو تھوڑے روز خوب آرام برتاؤنگا پھر اسکو کشان کشان عذاب دوزخ مین پہونچادونگا اور وہ پہنچنے کی بری جگہ ہے

فضیلت کعبہ وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ۭ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ۭ وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِىَ لِلطَّاۗىِٕفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿۱۲۵﴾ اور (وہ وقت بھی یاد کرنیکے قابل ہے کہ) جسوقت ہمنے خانہ کعبہ کو لوگونکا معبد[۱] اور (مقام) امن (ہمیشہ سے) مقرر رکھا اور (آخر مین امت محمدیہ کو حکم دیا کہ برکت[۲] حاصل کرنیکے لیے) مقام ابراہیم[۳] کو (کبھی کبھی) نماز پڑھنے کیجگہ بنا لیا کرو اور ہمنے (بناء کعبہ کے وقت) حضرت ابراہیم وحضرت اسمٰعیل علیہما السلام کیطرف حکم بھیجا کہ میرے (اس) گھر کو خوب پاک[۴] (صاف) رکھا کرو بیرونی اور مقامی لوگونکی (عبادت کے) واسطے اور رکوع اور سجدہ کرنے والون کے واسطے **ف** مقام امن دووجہ سے فرمایا ایک تو یہ کہ اسمین حج وعمرہ ونماز وطواف ادا کرنے سے عذاب دوزخ سے امن ہوجاتا ہے دوسرے اس وجہ سے کہ اگر کوئی خونی حدود کعبہ مین جسکو حرم کہتے ہین جا گھسے تو وہان اسکو سزاے موت نہ دینگے البتہ رسد وغیرہ اسکی بند کر دینگے جب وہ بھاگ کر باہر آئیگا تب پکڑ لینگے اور سواخونی کے اور مجرمونکا بھی یہی حکم ہے اور یہ مذہب امام ابوحنیفہ رح کا ہے دوسرے اماموں کے کچھ اور اور قول ہین تو اس صورت مین اس امن کا وقوع نہین بتلاتے بلکہ قانون بتلاتے ہین۔ اور مقام ابراہیم ایک خاص پتھر کا نام ہے جسپر کھڑے ہوکر آپنے کعبہ کی عمارت بنائی ہے وہ کعبہ کے پاس ایک محفوظ جگہ رکھا ہے اور وہان نفلین پڑھنا ثواب ہے اور جب طواف کرے تو اسوقت دو رکعت پڑھنا امام ابوحنیفہ کے نزدیک واجب ہے اسکے حدود حرم اور اسکے سکان کے لیے دعاء ابراہیمی کا ذکر ہے کہ وہ بھی دلیل ہے اسکی فضیلت کی **دعاء ابراہیمی برای حرم واہل حرم** وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗٓ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۲۶﴾ اور (وہ وقت بھی یاد کرنیکے قابل ہے کہ) جسوقت ابراہیم علیہ السلام (دعا مین) کہا کہ اے میرے پروردگار اس (موقع) کو ایک (آباد) شہر بنا دیجیے (اور شہر بھی کیسا) امن (امان) والا اور اسکے بسنے والونکو پھلون (کی قسم) سے بھی عنایت کیجیے (اور مین سب بسنے والونکو نہین کہتا بلکہ خاص) انکو (کہتا ہون) جوکہ ان مین سے اللہ تعالی پر اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہون (باقیونکو آپ جانین) حق تعالے نے ارشاد فرمایا (کہ چونکہ رزق ہمارا خاص نہین ہے اسلیے ثمرات سبکو دونگا مومن کو بھی) اور اس شخص کو بھی جوکہ کافر رہے (البتہ نعمات آخرت چونکہ اہل ایمان کیساتھ خاص ہین) سو (اسواسطے) ایسے شخص کو (جوکہ کافر رہے) تھوڑے روز (یعنی دنیا مین) تو خوب آرام برتاؤنگا (لیکن) پھر (بعد مرگ) اسکو کشان کشان عذاب دوزخ مین پہونچا دونگا

ملحقات الترجمة

۱ قوله فی ترجمة مثابة معبد ہذا اللفظ جامعة لمعنی المثابة محل الثواب والمرجع لان المعبد یکون مرجعا للعابدین ۱۲ ش

۲ قوله برکت حاصل اشار الی استحباب الاتخاذ والدلیل علی تخصیصه برکعتی الطواف لسرد النص بوجوبه علی الاستحباب ۱۲ ش

۳ قوله مقام ابراہیم کو سار الی کون من زائدة [illegible] فی روح المعانی [illegible] ۱۲

۴ قوله پاک صاف رکھا کرو [illegible] ان التطہیر کما یتعلق [illegible] ۔۔۔ [illegible] قوله تعالی [illegible]

۵ قوله [illegible] فی [illegible]

۶ قوله [illegible]

اللغات مثابة مرجعا یثوب الیه اعیان الزوار او موضع ثواب یثابون بحجه واعتماره ۱۲ بیضاوی عهدنا العهد الموثق واذا عدی بالی کان معناه التوصیة کذا فی التاج ولما کان فی التوصیة بطریق الامر سرالمرتع الطائفین والعاکفین فی روح المعانی احد الاقوال الغرباء الوافدون واہل البلد الحرام المقیمون ۱۲

النحو امنا موضع امن واتخذوا علی ارادة القول ۱۲ بیضاوی ومن کفر عطف علی من آمن ای وارزق من کفر الخ فالطلب بمعنی الخبر علی عکس ومن فریتی فاندفع ان هذا العطف لا یصح لانه یقتضی التشریک فی العامل فیصیر قال ابراہیم وارزق فیناقضه ما بعد ذلک الآن یحمل العطف علی محذوف ای ارزق من آمن ومن کفر بلفظ الخبر من لا یقول بالعطف التلقینی بوجہ ذلک قلیلا صفة لمحذوف ای متاعا او زمانا قلیلا ۱۲ کله من روح المعانی

الروایات فی روح المعانی اخرج ابونعیم من حدیث ابن عمر ان النبی صلی الله علیه وسلم اخذ بید عمر فقال یا عمر هذا مقام ابراہیم فقال عمر افلا نتخذه مصلی فقال لم اومر بذلک فلم تغب الشمس حتی نزلت هذه الآیة وقال الامر فیها للاستحباب اذ المتبادر من المصلی موضع الصلوة مطلقا وقراءته علیه الصلوة والسلام هذه الآیة حین اداء الرکعتین بعد الطواف لا یقتضی تخصیصه لهما وقال فی المقام هو الحجر الذی ارتفع علیه ابراہیم علیه السلام حین ضعف من رفع الحجارة التی کان ولده اسمٰعیل یناوله ایاها فی بناء البیت وفیه اثر قدمیه قاله ابن عباس وجابر

وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا

اور جبکہ اُٹھارہے تھے ابراہیم علیہ السلام دیواریں خانہ کعبہ کی اور اسمعیل علیہ السلام بھی اے ہمارے پروردگار ہم سے قبول فرمائیے بلاشبہ آپ خوب سننے والے جاننے والے ہیں۔ اے ہمارے پروردگار اور ہمکو ہمارا

مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۪ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ رَبَّنَا

اور زیادہ مطیع بنالیجیے اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک ایسی جماعت کیجیو جو آپکی مطیع ہو اور ہمکو ہمارے حج کے احکام بھی بتلا دیجیے اور ہمارے حال پر توجہ رکھیے [illegible]

وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

اور اُس جماعت کے اندر اُن ہی میں کا ایک ایسا پیغمبر بھی مقرر کیجیے جو ان لوگوں کو آپکی آیتیں پڑھ پڑھ کر سنایا کرے اور انکو کتاب کی اور خوش فہمی کی تعلیم دیا کرے اور انکو پاک کردے بلاشبہ آپ ہی ہیں غالب القدرة کامل الانتظام

اور ایسی ہونچنے کی تو جگہ بہت بُری (اللہ بچاوے) **ف** شہر ہونے کی دعا اسواسطے کی تھی کہ اسوقت یہ موقع بالکل جنگل تھا پھر اللہ تعالےٰ نے شہر کر دیا اور اس مقام پر امن اور آبادی کے متعلق دعا قبول ہونیکا ذکر تصریحاً نہیں فرمایا کیونکہ قانون امن کا منظور ہوجانا تو اس سے اوپر کی آیت میں مذکور ہوچکا ہی اور جب یہ فرمایا کہ یہانکے رہنے والوں میں جو کافر ہوگئے انکو بھی تمتع ملیں گے اس سے خود مفہوم ہوگیا کہ یہ جگہ لوگونکے رہنے کی ہوگی جو حاصل ہے شہر آباد ہونیکا۔ اور پھلونکے ملنے کی یہ صورت کردی کہ دور دور سے ہر قسم کی چیز اس شہر میں آتی ہے اور خاص نزدیک ہی دو منزل پر طائف ہی اُس سرزمین کو خوب سبز و شاداب بنایا ہی وہاں سے سب طرح کی چیزیں میوے ترکاری بکثرت روز کی رفتہ پونچی رہتی ہیں اور ابراہیم علیہ السلام نے جو کافرونکے لیے دعاے رزق نہیں مانگی غالباً وجہ اسکی یہ ہوئی کہ پہلی دعا کے جواب میں حق تعالیٰ نے ظالمین کو [illegible] سے خارج فرمادیا تھا اسلیے ادباً اس دعا میں انکو شامل نہیں کیا کبھی مرضی کے خلاف ہو۔ **ربط** آگے بناء کعبہ اور اُس بنا میں بانی کے اخلاص اور [illegible] میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکی امت کے خصائل کا بانی کعبہ کے ساتھ کا ذکر ہوتا ہی۔ **قصہ بناء کعبہ و اخلاص و دعاء بانی** [illegible] ابرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (١٢٧) اور (وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے) جبکہ اٹھا رہے تھے ابراہیم علیہ السلام دیواریں خانہ کعبہ کی اور (انکے ساتھ) اسمعیل علیہ السلام بھی (اور یہ کہتے جاتے تھے کہ) اے ہمارے پروردگار (یہ خدمت) ہم سے قبول فرمائیے بلاشبہ آپ خوب سننے والے جاننے والے ہیں (ہماری دعا کو سنتے ہیں ہماری نیتوں کو جانتے ہیں) **ف** حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی شرکت دو طرح ہو سکتی ہی یا تو پتھر گارا دیتے ہوں گے یا کسی وقت چنائی بھی کرتے ہوں **تتمہ دعاے مذکور** رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۪ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ (١٢٨) رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (١٢٩) اے ہمارے پروردگار اور (ہم دونوں یہ بھی دعا کرتے ہیں کہ) ہمکو اپنا اور زیادہ مطیع بنالیجیے اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک ایسی جماعت (پیدا) کیجیو جو آپکی مطیع ہو اور (نیز) ہمکو ہمارے حج (وغیرہ) کے احکام بتلا دیجیے اور ہمارے حال پر (مہربانی کے ساتھ) توجہ رکھیے اور حقیقت آپ ہی ہیں توجہ فرمانے والے مہربانی کرنے والے اے ہمارے پروردگار اور (یہ بھی دعا ہی کہ) اس جماعت کے اندر (جسکے پیدا ہونے کی دعا اپنی اولاد میں سے کررہے ہیں) اُن ہی میں کا ایک ایسا پیغمبر بھی مقرر کیجیے جو اُن لوگونکو آپکی آیتیں پڑھ پڑھ کر سنایا کریں اور انکو (آسمانی) کتاب (کے مضامین) کی اور (اُسمیں) خوش فہمی (کا سلیقہ حاصل کرنے) کی تعلیم دیا کریں اور انکو (اس تلاوت و تعلیم کے ذریعہ سے جہالت کے خیالات اور اعمال سے) پاک کردیں بلاشبہ آپ ہی ہیں غالب القدرة (کہ سب درخواستیں پوری کرسکتے ہیں) کامل الانتظام (کہ جو کام کرتے ہیں اس میں کوئی فروگذاشت نہیں ہوتی) **ف** جس جماعت کا اس آیت میں ذکر ہی وہ صرف بنی اسمٰعیل ہیں جنمیں جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے پس یہاں جس پیغمبر کے لیے دعا ہے اُس سے مراد صرف آپ ہوئے کیونکہ یہ دعا دونوں صاحبوں کی ہی تو وہی جماعت مراد ہوسکتی ہے جو دونوں کی اولاد میں اور پیغمبر کے ذکر میں کہا گیا ہی کہ وہ اس جماعت سے ہوں تو وہ جماعت بنی اسمٰعیل ہوئی اور پیغمبر آپ ہوئے کہ بنی اسمٰعیل میں سے ہیں اسیواسطے حدیث صحیح میں ارشاد نبوی ہ

لمحقات الترجمة

لـه **قوله** زیادہ مطیع کما فی البیضاوی المراد طلب الزیادة فی الاخلاص ۱۲

سـه **قوله** حج وغیرہ زاد اللفظ الاخیر جمعا بین الاقوال المختلفة فی تفسیر المناسک ۱۲

سـه **قوله** توجہ رکھیے فلا حاجة الی التاویل بتعلیم الامة او الحمل علی الترک الاصلح ۱۲

سـه **قوله** یہ بھی دعا ہے اشارة الی کونہ معطوفا علی ما قبلہ من الدعاء ۱۲

سـه **قوله** کامل الانتظام لما فی البیضاوی المحکم لما یریدہ ۱۲

اللغات القاعدة ہی الاساس ورفعها البناء علیها فانہ ینقلها عن ہیئة الانخفاض الی ہیئة الارتفاع ویحتمل ان یراد بها [illegible] ساقات البناء فان کل ساق قاعدة ما یوضع فوقہ ویرفعها بناؤها ۱۲ بیضاوی

البلاغة یرفع حکایة حال ماضیة ۱۲ بیضاوی وفی الکشاف فان قلت ہلا قیل قواعد البیت وای فرق بین العبارتین قلت فی ابهام القواعد وتبیینها بعد الابهام ما لیس فی اضافتها لما فی الایضاح بعد الابهام من تفخیم لشان المبین ۱۲

وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ۭ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝

اور ملت ابراہیمی سے تو وہی روگردانی کرے گا جو اپنی ذات ہی سے احمق ہو۔ اور ہم نے اُن کو دنیا میں منتخب کیا اور وہ آخرت میں بڑے لائق لوگوں میں شمار کیے جاتے ہیں

اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗٓ اَسْلِمْ ۙ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

جبکہ اُنسے اُنکے پروردگار نے فرمایا کہ تم اطاعت اختیار کرو انہوں نے عرض کیا کہ مینے اطاعت اختیار کی رب العالمین کی

کہ مین اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا ظہور ہون اور ہر چند کہ یہ لقب اور صفت مسلم کی تمام امت محمدیہ کے لیے حاصل ہے جیسا مشاہد ہے اور سورۂ انبیا کے آخر مین ہو سماکم المسلمین کی توجیہ بھی ہے لیکن تخصیص اولاد کی اسلیے ہے کہ اور لوگون مین یہ اسلام ان مولاد کی بدولت شائع ہوگا اطور اس صفت مین یہ اصل ہوے چنانچہ واقع بھی ایسا ہی ہوا کہ بنی اسماعیل سے اسلام کی اشاعت ہوئی اُنکی سعی بدنی سے بھی اور تدبیر انتظامی سے بھی اور یہی حکمت ہے خلافت کے خاص ہونے مین قریش کے ساتھ جو کہ بنی اسماعیل ہین اور خوش فہمی کا سلیقہ یہ ہے کہ بات مین سے بات نکال لین اصل سے فرع کا حکم سمجھ لین ایک نظیر کو دوسری نظیر پر برعایت اصول صحیحہ قیاس کرین جسکو اصطلاح مین اجتہاد اور تفقہ کہتے ہین چنانچہ اتباع محمدیہ مین بہت اکابر اس صفت سے ممتاز ہوئے اور انکی برکات سے آج عامہ مسلمین دین مین منتفع ہو رہے ہین اور اسیطرح جو پیغمبر مین تخصیص کی گئی کہ اُن ہی مین سے ہون اسمین بھی یہ مصلحت معلوم ہوتی ہے کہ وہ لوگ بہ نسبت دوسرے خاندانون کے ایسے پیغمبر کو جو اُن ہی کے خاندان سے ہون دیانت و امانت و صدق و نیز دوسرے آثار جمیلہ و مفاخر جلیلہ کو زیادہ سمجھین گے اسلیے اون کی تصدیق اور اتباع کو دوسرون کے اطمینان و یکسوئی خیالات و رفع خلجان و شبہات مین زیادہ دخل ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ عام عرب قریش کے ایمان کے منتظر تھے انہون نے جو اطاعت اختیار کی جوق جوق اسلام مین داخل ہونے لگے جسکی طرف اذا جاء مین بھی اشارہ ہوا ہے ربط اوپر کی ان آیتون سے ضمناً حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مذہبی طریقہ بھی معلوم ہو گیا کہ اسلام اور اطاعت حق ہے جیسا وجعلنا مسلمین مین منصوص ہے اس مناسبت سے آیت آیندہ مین اُن لوگونکی غلط کاری بیان فرماتے ہین جو باوجود دعوی اتباع ابراہیمی کے انکے اس مذہبی طریقہ کو چھوڑے بیٹھے ہین اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونیکے بعد آپکا اتباع اختیار نہین کرتے اور اس سے دوسرے طریقہ کا چھوڑنا اسطرح لازم آیا کہ حاصل اس طریقہ کا یہ ہے کہ احکام الٰہیہ کی اطاعت کیجاوے اب جس زمانہ کے لیے جو حکم ہو سو دلائل نقلیہ یعنی شہادت کتب سابقہ و وصایا انبیاء سابقین اور دلائل عقلیہ برہانیہ جب سب متفق ہین ثبوت رسالت محمدیہ پر تو اب حکم کی اطاعت یہی ہے کہ آپکا اتباع اختیار کیا جاوے جب بعد قیام برہان و وضوح حق کے بھی اتباع اختیار نہ کیا سو ظاہر ہے کہ اس طریقہ کا ترک لازم آیا چنانچہ سبب نزول بھی اس آیت آیندہ کا ایسا ہی قصہ ہے جیسا لباب النقول مین ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام نے جو کہ یہود سے مسلمان ہوئے تھے اور بڑے عالم تھے اپنے دو بھتیجون سے جنکا نام سلمہ اور مہاجر تھا یہ فرمایا کہ تمکو خوب معلوم ہے کہ اللہ تعالی نے توراۃ مین فرمایا ہے کہ مین بنی اسماعیل سے ایک نبی برپا کرنیوالا ہون جنکا نام احمد ہوگا اور جو شخص آپ پر ایمان لاویگا وہ راہ ہدایت پر ہوگا اور جو ایمان نہ لاویگا وہ ملعون ہوگا یہ سنکر سلمہ نے تو اسلام قبول کر لیا اور مہاجر نے انکار کر دیا اس باب مین یہ آیندہ آیت نازل ہوئی سو اس اعتبار سے یہانتک بھی سلسلہ قبائح یہود کا جاری ہے ۔ **غلط کاری تارک ملت ابراہیمی کہ در اسلام منحصر شدہ** وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ۭ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۳۰﴾ اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗٓ اَسْلِمْ ۙ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۳۱﴾ اور ملت ابراہیمی سے تو وہی روگردانی کریگا جو اپنی ذات ہی سے احمق ہو اور (ایسی ملت کے تارک کو کیونکر احمق نہ کہا جاوے جسکی یہ شان ہو کہ اسی کی بدولت) ہمنے اُن (ابراہیم علیہ السلام) کو (عہدہ رسالت کیلیے) دنیا مین منتخب کیا اور (اُسکی بدولت) وہ آخرت مین بڑے لائق لوگون مین شمار کیے جاتے ہین (جنکے لیے سب ہی کچھ ہے اور یہ انتخاب عہدہ رسالت کے لیے اسوقت ہوا تھا) جبکہ اُنسے اُنکے پروردگار نے (بطور الہام کے) فرمایا کہ تم (حق تعالی کی) اطاعت اختیار کرو انہون نے عرض کیا کہ مینے اطاعت اختیار کی رب العالمین کی (پس اس اطاعت کے اختیار کرنے پر ہمنے انکو شرف نبوت دیدیا خواہ اسیوقت ہو یا بعد چندے) ف اس سے کوئی یہ شبہہ نکرے کہ

اللغات ۔ الاصطفاء اختیار صفوۃ الشی اے خالصہ ۱۲ روح المعانی ۔ ولقد اصطفیناہ الخ فی روح المعانی ایراد الجملۃ الاولی ماضویۃ لمضیہ	من دفعہ الاخبار والثانیۃ اسمیۃ لعدم تقییدہا بالزمان لان انتظامہ فی زمرۃ صالحی اہل الآخرۃ امر مستمر فی الدارین لا انہ یحدث فی الآخرۃ ۱۲

وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ ۭ يٰبَنِىَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝

اور اسی کا حکم کر گئے ہیں ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹوں کو اور یعقوب بھی علیہ السلام کہ میرے بیٹو اللہ تعالیٰ نے اس دین کو تمہارے لیے منتخب فرمایا ہے سو تم بجز اسلام کے اور کسی حالت پر جان مت دینا

اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاۗءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ ۙ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِيْ ۭ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ

کیا تم خود موجود تھے جس وقت یعقوب علیہ السلام کا آخری وقت آیا جس وقت انہوں نے اپنے بیٹوں سے پوچھا کہ تم لوگ میرے بعد کس چیز کی پرستش کرو گے انہوں نے جواب دیا کہ ہم اسکی پرستش

وَاِلٰهَ اٰبَاۗىِٕكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰــهًا وَّاحِدًا ښ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝

کرینگے جسکی آپ اور آپکے بزرگ ابراہیم و اسمٰعیل و اسحٰق پرستش کرتے آئے ہیں یعنی وہی معبود جو وحدہ لا شریک ہے اور ہم اسکی اطاعت پر رہیں گے

جب اُسوقت اطاعت اختیار کی تو نعوذ باللہ کیا اس سے پہلے مخالف اور عاصی تھے جواب یہ ہے کہ حضرات انبیا علیہم السلام پر مخالفت کا تو کسی وقت بھی احتمال نہیں البتہ ایک مسئلہ مانہ گذرنا اُنپہ بھی ممکن ہے جسمین وہ خالی الذہن رہے ہوں مثلاً جسوقت ہوش نہ سنبھالا ہو یا دلائل کیطرف التفات نہ فرمایا ہو اور خلو ذہن کو مخالفت عصیان کہنا سراسر باطل ہے مخالفت کہتے ہیں وضوح حقیقت کے بعد اسپر عمل نکرنے کو پھر جب ذہن میں حق کا ورود ہوتا ہے وہ خلو زائل ہوجاتا ہے اور وہ حضرات فوراً اسکو قبول کر لیتے ہیں اس ورود اور قبول کو اطاعت فرمایا گیا ہے پس وقت اطاعت کے قبل غایت مافی الباب خلو ذہن لازم آیا اور اسمین کوئی اشکال نہیں عصیان و خلاف معاذ اللہ منہ لازم نہیں آیا خوب سمجھ لو ربط جس ملت کا فضل و شرف اوپر مذکور ہوا ہے اُسکے فضل و شرف کی تاکید کے لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام و حضرت یعقوب علیہ السلام کا اپنی اولاد کو اسی ملت کی وصیت فرمانا آیت آیندہ میں ارشاد فرماتے ہیں جسمین یہود کی خود ایک تقبیح بھی ہے کہ تم مثل ابراہیم علیہ السلام کے خود یعقوب علیہ السلام کے بھی خلاف کر رہے ہو **قصہ وصیت یعقوب بہ اسلام** وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ ۭ يٰبَنِىَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (١٣٢) اور اسی (ملت مصوفہ پر قائم رہنے) کا حکم کر گئے ہیں ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹوں کو اور (اسیطرح) یعقوب علیہ السلام بھی (اپنے بیٹوں کو جسکا مضمون یہ تھا کہ) میرے بیٹو اللہ تعالیٰ نے اس دین (اسلام اطاعت حق) کو تمہارے لیے منتخب فرمایا ہے سو تم (دم مرگ تک اُسکو مت چھوڑنا اور) بجز اسلام کے اور کسی حالت پر جان مت دینا **ربط** اوپر ثابت کیا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے مثل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اپنے بیٹوں کو اسلام پر قائم رہنے کی وصیت فرمائی تھی چونکہ یہود بلکہ نصاریٰ بھی ان دونوں حضرات کو اور انکی وصیت کے موافق انکی اولاد کو یہودی یا نصرانی بتلاتے تھے جیسا چند آیات کے بعد مذکور ہے اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ كَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى اور یہ دعویٰ اس مضمون مذکور اخبار وصیت کے خلاف تھا اسلیے حق تعالیٰ آیت آیندہ میں اسکی نفی ایک خاص طرز سے فرماتے ہیں اور اسمین صرف یعقوب علیہ السلام کی تخصیص ذکر میں باین وجہ کہ بنی اسرائیل انکی خاص اولاد ہیں فرماتے ہیں **تاکید وصیت مذکورہ** اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاۗءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ ۙ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِيْ ۭ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَاۗىِٕكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰــهًا وَّاحِدًا ښ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ (١٣٣) کیا (تم لوگ کسی معتبر صحیح النقل سے دعویٰ مذکورہ کرتے ہو یا) تم خود (اُسوقت) موجود تھے جسوقت یعقوب علیہ السلام کا آخری وقت آیا (اور) جسوقت اُنہوں نے اپنے بیٹوں سے (تجدید معاہدہ کے لیے) پوچھا کہ تم لوگ میرے (مرنے کے) بعد کس چیز کی پرستش کرو گے انہوں نے (بالاتفاق) جواب دیا کہ ہم اُس (ذات پاک) کی پرستش کرینگے جسکی آپ اور آپ کے بزرگ (حضرات) ابراہیم و اسماعیل و اسحٰق علیہم السلام پرستش کرتے آئے ہیں

اللغات قال البیضاوی التوصیۃ ہو التقدم الی الغیر بفعل فیہ صلاح و قربۃ واصلہا الوصل یقال وصاہ اذا وصلہ وفصاہ اذا فصلہ کالموصی یصل فعلہ بفعل الموصی قال المحشی سواء کان حالۃ الاحتضار او لا وسواء کان ذلک التقدم بالقول او الدلالۃ وان کان الشائع فی العرف استعمالہ فی القول المخصوص حال الاحتضار ۱۲

النحو ام کنتم شہداء قال البیضاوی منقطعۃ او متصلۃ آہ واخترت المتصلۃ وقدرت المستندون الی النقل ام لا بل الی للمشاہدۃ ۱۲

البلاغۃ فلا تموتن معناہ فلا یکن موتکم الا علی حال کونکم ثابتین علی الاسلام فالنہی فی الحقیقۃ عن کونہم علی خلاف حال الاسلام اذا ماتوا کقولک لا تصل الا وانت خاشع فلا تنہاہ عن الصلوۃ ولکن عن ترک الخشوع فی حال صلوتہ فان قلت فای نکتۃ فی ادخال حرف النہی علی الصلوۃ ولیس منہی عنہا قلت النکتۃ فیہ اظہار ان الصلوۃ التی لا خشوع فیہا کلا صلوۃ فکانہ قال انہاک عنہا اذا لم تصلہا علی ہذہ الحالۃ وکذلک المعنی فی الآیۃ ۱۲ کشاف الٰہا واحدا فائدۃ التصریح بالتوحید ونفی التوہم الناشی من تکریر المضاف الذی وقع لتعذر العطف علی المجرور ۱۲ بیضاوی

ملحقات الترجمۃ

ف۱ قولہ خلو ذہن لازم آیا فلا حاجۃ الی ارتکاب المجاز فی الکلام ولا دلیل علی امتناع حملہ علی الحقیقۃ ای احداث الاسلام بناء علی عصمۃ الانبیاء علیہم السلام کما قالہ فی روح المعانی وجہ عدم الاستیحاش ان اللازم ہو الخلو والذہول الذی لا ینافی العصمۃ الکبریٰ فافہم ہو اللازم معاذ اللہ ولم یلزم فافہم ۱۲ ف۵ قولہ بزرگ لان الآبا ہہنا یعم العم لکون اسمٰعیل علیہ السلام عماً لیعقوب علیہ السلام ۱۲ ف۵ قولہ پرستش کرتے آئے ہیں لان الآل فی اللغۃ ۱۲

تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُم مَّا كَسَبْتُمْ ۖ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ○

یہ ایک جماعت تھی جو گذر چکی — انکے کام انکا کیا ہوا آویگا اور تمہارے کام تمہارا کیا ہوا آویگا اور تم سے انکے کیے ہوئے کی پوچھ بھی تو نہو گی

یعنی وہی معبود جو وحدہ لاشریک ہے اور ہم (احکام مین) اُسیکی اطاعت پر (قائم[1]) رہینگے **ف** کسی امر منقول کے دعوی کی صحت دو ہی طریق سے ہوسکتی ہے یا نقل صحیح یا اپنا مشاہدہ یہان دونون مفقود تو دعوی محض بلا دلیل بلکہ خلاف دلیل عقلا بھی نقلا بھی دلیل عقلی کے خلاف تو اسواسطے کہ یہودیت نصرانیت حضرت موسی علیہ السلام حضرت عیسی علیہ السلام کے وقت سے شروع ہوئین اور یہ حضرات سابقین ان دونون صاحبون سے بزمانہ دراز متقدم ہین جیسا آیت یا اہل الکتاب لم تحاجون فی ابراھیم وما انزلت التوراة والانجیل الا من بعدہ افلا تعقلون مین یہی مضمون ہے اور دلیل نقلی کے خلاف اسلیے کہ خبر صادق یعنی قرآن کے خلاف اور جو صادق کے خلاف ہو کاذب ہے چنانچہ آیت قل ءانتم اعلم ام اللہ مین جو عنقریب آتی ہے یہی مضمون ہے اگر کسیکو شبہہ ہو کہ اسیطرح اسلام شروع ہوا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سے اور آپ اُن حضرات سے بہت بعد ہین پھر اسلام اُن حضرات کی ملت کب ہوسکتی ہے جواب اسکا اوپر جو اسلام کے معنے اطاعت حق کے کہے گئے ہین اُس سے ظاہر ہے جس سے تمام انبیاء علیہم السلام کا ملت اسلام پر ہونا ثابت ہے بخلاف یہودیت یا نصرانیت کے کہ وہ خاص مذہب توراة یا مذہب انجیل کا نام ہے اور اگر اُسکو کوئی لغۃً یا اصطلاحًا عام کہنے لگے جس سے مرادف اسلام کا ہوجاوے تو ہم مناقشہ نہین کرتے لیکن یہ معنی علم اتباع محمدی کے منافی نہ ہونگے پس اس دعوی سے ترک اتباع محمدی مین یہود و نصاری کو کچھ نفع نہوگا اور نہ محمدیونکو وجوب اتباع محمدی کے دعوی مین کوئی ضرر ہوگا خوب سمجھ لو **ربط** اوپر ان سب حضرات انبیاء ممدوحین کا ملت اسلام پر ہونا اور یہود و نصاری کا بوجہ ترک اتباع محمدی اس ملت سے اعراض کرنا ثابت ہوچکا تو اس سے انکا عنداللہ غیر مقبول ہونا بھی لازم آگیا مگر ان لوگونکو پیغمبرونکی اولاد مین ہونیکا یا مذہبًا اُن سے نامزد ہونے کا زعم اور اسپر فخر تھا اور اس انتساب کو باوجود مخالفت طریقہ کے قالًا یا حالًا اپنی نجات آخرت مین کافی سمجھتے تھے جیسا آیت وقالت الیہود والنصاری نحن ابناء اللہ واحباءہ کا یہی مدلول ہے اسلیے اس خیال کا غلط ہونا اور انتساب محض کا ناکافی ہونا آیت آیندہ مین ارشاد فرماتے ہین **عدم کفایت انتساب بمقبولین درنجات** تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُم مَّا كَسَبْتُمْ ۖ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ یہ (اُن بزرگون کی) ایک جماعت تھی جو (اپنے زمانہ مین) گذر چکی اُنکے کام انکا کیا ہوا آویگا اور تمہارے کام تمہارا کیا ہوا آویگا اور تم سے اُنکے کیے ہوئے کی پوچھ بھی تو نہوگی (اور خالی تذکرہ بھی تو نہوگا اُس سے تمکو نفع پہونچنا یہ تو بڑی دور ہے) **ف** انتساب بالمقبولین کا نافع ہونا اُس شخص کیلیے ہے جو عقائد قطعیہ مین بھی اُن مقبولین کا مخالف ہو گو طبعًا ان حضرات سے محبت بھی رکھتا ہو اور یہود و نصاری ایسے ہی تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت جو عقائد قطعیہ سے ہے اور سب انبیاء اسکے مصدق تھے یہ لوگ اسی مین مخالف تھے اور جو شخص ایسے عقائد مین موافق ومتبع ہو گو کسی امر جزئی مین عاصی بھی ہو ایسے شخص کو اس انتساب کا کسی درجہ مین نافع ہونا خواہ شفاعت سے یا محبت سے یا بنا بر معیت کے محض مشیت سے بہ نصوص صحیحہ سے ثابت ہے اور اسی انتساب کو نسب سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے خلاصہ یہ کہ یہ انتساب مومنین کو نافع ہوگا نہ کہ کفار کو اور نسب اس معنی کے اعتبار سے نافع ہے نہ کہ نسب لغت بالمعنی العرفی کے اعتبار سے خوب سمجھ لو اب سب نصوص و دلائل متطابق ومتوافق ہوگئے مثل آیت والذین آمنوا واتبعتہم ذریتہم بایمان الحقنا بہم ذریتہم وآیت فلا انساب بینہم یومئذ وآیت ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم وحدیث شفاعت وحدیث المرء مع من احب وحدیث یا فاطمة انقذی نفسك من النار لا اغنی عنك من اللہ شیئا رہا دنیا مین تفاوت انساب اپنے آثار کے اعتبار سے بلاشبہہ متضمن مصالح کثیرہ مشاہدہ ہے لیکن اسپر تفاخر اور دوسرے کی تحقیر حرام ہے **ربط** اوپر ملت اسلام کا حق ہونا اور یہودیت و نصرانیت کا دور نبوت محمدیہ مین موجب نجات نہ ہونا مذکور ہے آیت آیندہ مین یہودیت و نصرانیت کیطرف بلانے والونکے قول کا جواب ارشاد ہے

حاشیہ: بیان ہے مضمون خصوصی اسلام وعموم یہودیت ونصرانیت

ملحقات الترجمة [1] قولہ قائم رہینگے افادہ الجملة الاسمیة للدوام والثبات ۱۲

حاشیہ: تحقیق انتفاع انتساب در آخرت یا دنیا

اللغات فی روح المعانی الامة انتستعمل فی معان والمراد بہا ہہنا الجماعة من ام بمعنے قصد ۱۲

البلاغة فی روح المعانی وتقدیم المسند لقصر المسند الیہ علے المسند کان تحمل الجملة الاولے علے معنے لہا ما کسبتہ لا تتخطاہا الے غیرہا والثانیة علے معنے ولکم ما کسبتموہ لا ما کسبہ غیرکم فیختلف القصران لاقتضاء المقام ذلک ۱۲

وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا ؕ قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۞ قُوْلُوْٓا

اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ تم لوگ یہودی ہوجاؤ یا نصرانی ہوجاؤ تم بھی راہ پر پڑجاؤ گے آپ کہدیجیے کہ ہم تو ملت ابراہیم پر رہینگے جسمین کجی کا نام نہین اور ابراہیم علیہ السلام مشرک بھی نہ تھے - کہہ

اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى

کہ ہم ایمان رکھتے ہین اللہ پر اور اسپر جو ہمارے پاس بھیجا گیا اور اسپر بھی جو حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل اور حضرت اسحق اور حضرت یعقوب علیہم السلام اور اولاد یعقوب کیطرف بھیجا گیا اور اسپر بھی جو حضرت موسیٰ

وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۖ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۞

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیا گیا اور اسپر بھی جو کچھ دیا گیا انبیا علیہم السلام کو دیا گیا انکے پروردگار کیطرف سے اس کیفیت سے کہ ہم انمین سے کسی ایک مین بھی تفریق نہین کرتے اور ہم تو اللہ تعالیٰ کے مطیع ہین -

جواب داعیان یہودیت ونصرانیت وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا ؕ قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (۱۳۵) اور یہ (یہودی ونصرانی) لوگ (مسلمانون سے) کہتے ہین کہ تم لوگ یہودی ہوجاؤ (یہ تو یہود نے کہا تھا) یا نصرانی ہوجاؤ (یہ نصاریٰ نے کہا تھا) تم بھی راہ (حق) پر پڑ جاؤ گے (اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم) آپ (جواب مین) کہدیجیے کہ ہم تو (یہودی نصرانی کبھی نہونگے بلکہ) ملت ابراہیم (یعنی اسلام) پر رہینگے جسمین کجی کا نام نہین (بخلاف یہودیت ونصرانیت کے جسمین علاوہ محرف ہونیکے اسکے منسوخ ہوچکنے کے سبب اب اسمین کجی آگئی) اور ابراہیم علیہ السلام مشرک بھی نہ تھے **ف** اس اخیر کے جملہ سے یا تو یہ مقصود ہے کہ علاوہ منسوخ ہونے کے یہودیت نصرانیت مین ایک خرابی یہ بھی ہے کہ اب اسمین شرک کی آمیزش ہوگئی جیسا آیت وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ وغیرہا سے مفہوم ہوتا ہے اور حضرت ابراہیم موحد خالص تھے اسلیے بھی یہودیت ونصرانیت قابل اختیار کرنیکے نہین رہی اس صورت مین یہ جملہ خود ایک مستقل دعوی کی دلیل ہوجاویگا - اور یا مشرکین عرب پر رد کرنا مقصود ہے جو کہ بعض اعمال ملت ابراہیمی مثل ختنہ وحج وغیرہ کی وجہ سے اپنے کو متبع ملت ابراہیمی کا سمجھتے تھے تو یہود ونصاریٰ کے ساتھ استطرادا انپر بھی رد فرمادیا کہ تم مین اور انمین جب شرک و توحید کا تفاوت ہے سو صرف بعض اعمال فرعیہ کی شرکت سے اتباع کا دعوی کب صحیح ہوسکتا ہے **ف۲** اور کوئی شخص یہ شبہ نکرے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو نبی مستقل صاحب شریعت مستقلہ ہین پھر آپکے ملت ابراہیمی پر ہونیکے کیا معنی - اور اس سے بڑھکر بعض آیات مین جو آپکو امر ہے اتباع ابراہیم کا اسکے کیا معنی - جواب یہ ہے کہ ملت ابراہیم کی تفسیر اوپر آچکی ہے کہ اطاعت حق ہے جو کہ ملت مشترکہ ہے جمیع انبیاء علیہم السلام مین اور اطاعت حق کے خصوصیات ہر شریعت جدیدہ کے زمانہ مین بدلتے رہے حتے کہ اب شریعت محمدیہ مین آکر منحصر ہوگیا پس ملت ابراہیم ایک لقب ہے شریعت محمدیہ کا سو یہ کہنا کہ ہم ملت ابراہیم پر رہینگے یا یہ کہنا کہ تم ملت ابراہیم کا اتباع کرو مرادف اور ہم معنی اسکا ہے کہ کہا جاوے کہ ہم شریعت محمدیہ پر رہینگے اور تم شریعت محمدیہ کا اتباع کرو چنانچہ ایک آیت مین اسی توجیہ سے سب انبیاء کے اتباع کا حکم فرمادیا فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ پس کوئی اشکال نہ رہا رہا یہ امر کہ جب ملت ابراہیم یعنی اسلام ملت مشترکہ بین الانبیاء ہے تو اسکو ملت موسیٰ اور ملت عیسیٰ سے بھی ملقب کرسکتے ہین پھر اس لقب کی تخصیص کیون کیگئی اسکی وجہ دو ہین ایک یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہود اور نصاریٰ اور مشرکین سب مانتے تھے سو دوسری تعبیر مین بعض کو وحشت ہوتی دوسرے یہ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وحضرت ابراہیم علیہ السلام کا بہت سے فروع عملیہ مین بھی ایک سا طریق ہے بخلاف اور شرائع کے کہ ان سے اصول وعقائد مین تو اتحاد ہے اور فروع مین اکثر تفاوت ہے خوب سمجھ لو - **ربط** آگے اس ملت ابراہیمی کا خلاصہ بعنوان اقرب الی التسلیم ارشاد فرماتے ہین **خلاصۂ ملت ابراہیم ع** قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۖ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ (۱۳۶) (مسلمانو یہود ونصاریٰ کے جواب مین جو تم نے

ملحقات الترجمة

۱ قوله رہینگے لما فی البیضاوی نکون ملة ابراہیم ای اہل ملته ۱۲

۲ قوله کجی کا نام نہین جمع فیه بین الحنیفین المذکورین فی روح المعانی مستقیما او مائلا عن الباطل الی الحق ۱۲

اللغات الاسباط جمع سبط وہو الحافد يريد به حفدة يعقوب او ابناءه وذراريهم فانهم حفدة ابراہیم واسحق ۱۲

النحو ملة ای نکون ملة ابراہیم ای اہل ملته حنيفا حال من المضاف او المضاف اليه ۱۲ بیضاوی ویجوز مجیٔ الحال من المضاف اليه عند صحة اقامته مقام المضاف كما ههنا فانه يصح ۱۲ كمالين ۱۲

البلاغة اوتی موسی وعیسی افردہما بالذکر لان النزاع وقع فیهما احد لوقوعه فی سیاق النفی علم فساغ ان یضاف الیه بین ۱۲

الروایات فی لباب النقول اخرج ابن ابی حاتم من طریق سعید او عکرمة عن ابن عباس قال قال ابن صوریا للنبی صلی اللہ علیه وسلم ما الهدی الا ما نحن علیه فاتبعنا یا محمد تهتدوا وقالت النصاری مثل ذلك فانزل اللہ فیهم ۱۲

فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ ۚ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ

سو اگر وہ بھی اسی طریق سے ایمان لے آویں جس طریق سے تم ایمان لائے ہو تب تو وہ بھی راہ پر لگ جاوینگے اور اگر وہ روگردانی کریں تو وہ لوگ تو برسر مخالفت ہین ہی تو تمہاری طرف سے عنقریب ہی نمٹ لینگے اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ

الْعَلِيْمُ ۝ صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ۚ وَّنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ ۝

سنتے جانتے ہیں ۔ ہم اس حالت پر رہینگے جسمیں اللہ تعالیٰ نے رنگ دیا ہے اور کون ہے جسکے رنگ دینے کی حالت اللہ تعالیٰ سے خوبتر ہو اور ہم اسکی غلامی اختیار کیے ہوئے ہیں

حاصل کہنا کہ ہم ملت ابراہیم پر رہینگے اس ملت کی تفصیل بیان کرنیکیلیے) کہدو کہ (اس ملت پر رہنے کا حاصل یہ ہی کہ ہم ایمان رکھتے ہین اللہ پر اور اُس (حکم) پر جو ہمارے پاس (بواسطہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے) بھیجا گیا اور اُس (حکم) پر بھی جو حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل اور حضرت اسحٰق اور حضرت یعقوب علیہم السلام اور اولاد یعقوب (جو بھی گذرے ہین ان) کی طرف (بواسطہ وحی کے) بھیجا گیا اور اُس (حکم اور معجزہ) پر بھی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیا گیا اور اُسپر بھی جو کچھ اور انبیا علیہم السلام کو دیا گیا اُنکے پروردگار کیطرف سے (سو ہم ان سب پر ایمان رکھتے ہین اور ایمان بھی) اس کیفیت سے کہ ہم ان (حضرات) مین سے کسی ایک مین بھی (دوسرے سے ایمان لانے مین) تفریق نہین کرتے (کہ کسی پر ایمان رکھین کسی پر نہ رکھین) اور ہم تو اللہ تعالیٰ کے مطیع ہین (اُنہون نے ہمکو یہ دین بتلایا ہم نے اختیار کرلیا پس یہ حاصل ہی اُس ملت کا جسپر ہم قائم ہین جسمین کسیکو اصلا انکار و سرتابی کی گنجایش نہین، **ف** حکم مین صحیفے اور کتابین اور خالی وحی سب داخل ہین سو ان حضرات مین سے بعض تو صاحب کتاب ہین جیسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و حضرت موسیٰ علیہ السلام و حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کچھ صحیفے ملے ہین جیسا اس آیت مین ہے صحف ابراہیم الخ حاصل مضمون یہ ہوا کہ دیکھو ہمارا دین کیسا انصاف اور حق کا ہے کہ سب انبیاء کو مانتے ہین سب کی کتابون کو سچا جانتے ہین سب کے معجزات کو حق سمجھتے ہین گو بوجہ منسوخ ہونے اکثر احکام کے دوسری مستقل شریعت محمدیہ پر عمل کرتے ہین لیکن انکار اور تکذیب کسی کی نہین بخلاف یہودیت و نصرانیت کے کہ منسوخ ہونے کے علاوہ اُنمین کسیکی تصدیق کسیکی تکذیب اور اخیر جملہ مین پھر اس ملت کے عنوان لقبی (اسلام) کیطرف اشارہ کردیا و نحن لہ مسلمون سوائے حق اور انصاف کا دین تو ہمارے مخاطبین کو بھی قبول کرلینا چاہیے **ربط** یہانتک دین حق کا ملت ابراہیمی مین منحصر ہونا ثابت ہو چکا آگے اس انحصار پر تفریع اور اسکے ساتھ ہی مخالف کے قبول حق نکرنیکی صورت مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی فرمائی جاتی ہی **تفریع بر مضمون سابق**

فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ ۚ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (۱۳۷) (یعنی جب اوپر طریق اسلام مین دین حق کا منحصر ہونا ثابت ہو چکا) سو اگر وہ (یہود و نصاریٰ) بھی اسی طریق سے ایمان لے آویں جس طریق سے تم (اہل اسلام) ایمان لائے ہو تب تو وہ بھی راہ (حق) پر لگ جاوینگے اور اگر وہ (اس سے) روگردانی کریں تو (تم انکی روگردانی سے کچھ تعجب نکرو کیونکہ) وہ لوگ تو (ہمیشہ سے) برسر مخالفت ہین ہی (اور اگر انکی مخالفت سے کچھ اندیشہ ہو) تو (سمجھ لو کہ) تمہاری طرف سے عنقریب ہی نمٹ لینگے اُن سے اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ (تمہاری اور انکی باتین) سنتے ہین اور (تمہارے اور انکے برتاؤ سے) جانتے ہین (تمہاری فکر و غم کی کوئی ضرورت نہین) **ف** چنانچہ تھوڑے ہی دنون مین یہود اور نصاریٰ اور بھی سب کفار کو مغلوب کردیا جیسا تواریخ متواترہ مین بھی منقول ہے **ربط** اس دین حق کا لقب اوپر جو ملت ابراہیمی آیا ہی اسمین اضافہ ایک نبی کیطرف ہے آگے اسکا مزید شرف ظاہر کرنے کیلئے اسکی اضافت اللہ تعالیٰ کیطرف فرمائی جاتی ہے ۔ اسمین توحید کا بھی زیادہ اہتمام ہے کہ دین کا حقیقی مضاف الیہ حق تعالیٰ ہی ہین اور نبی کیطرف اضافت محض اسکے مبلغ ہونیکے سبب ہے **مزید اظہار شرف اسلام** صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ۚ وَّنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ (۱۳۸)

ملحقات الترجمۃ
لے قولہ جو گذرے ہین تدرج للتحرز عن الاستلاع فی نبوۃ بنی یعقوب اجمعین ۱۲
سے قولہ اس کیفیت سے اشارۃ الی کونہ حالا من آمنا ۱۲
سے قولہ تعجب نکرو اشارۃ الی حذف الجزاء ۱۲
سے قولہ ... اشارۃ الی ... ۱۲

الحاشیۃ ... فی نفس قوی فی فرد من الافراد ۱۲ ... البیضاوی ... للایمان) دون التعدیۃ ... الحق ... لعقت هذا الوجه فی الترجمۃ فلا نا... النعوان ... او اکمل و حقیقۃ هذا الوجه ان المومن به متوجه متعدد والایمان ہ متعدد لانه عرض متعدد بتعدد المحال الذین هم المومنون فایمان زید مثلا لیس

عین ایمان عمرو بل شلہ وکذا کیفیة کل من الایمانین تماثلان من غیر اتحاد فافہم ۱۲ صبغة اللہ قال البیضاوی نصبها قیل علی البدل من ملة ابراہیم آہ قلت واخترت هذا الوجه کما دلت علیه الترجمة ۱۲ فی روح المعانی الصبغة بالکسر فعلة من صبغ وهی الحالة التی یقع علیها الصبغ عبر بها عن التطهیر بالایمان بما ذکر علی الوجه الذی فصل لانه ظهر اثره علیهم ظهور الصبغ علی المصبوغ وتداخل فی قلوبهم تداخله فیه فصارت حلیة فهناک استعارة تحقیقیة تصریحیة والقرینة الاضافة والجامع ما ذکر له قلت و دعی هذا کله فی الترجمة

قُلْ اَتُحَاجُّوْنَنَا فِی اللّٰهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۚ وَلَنَاۤ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۚ وَنَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ ۝ اَمْ تَقُوْلُوْنَ

آپ فرما دیجئے کہ کیا تم لوگ ہم سے حجت کیے جاتے ہو حق تعالیٰ میں حالانکہ وہ ہمارا اور تمہارا رب ہے اور ہمکو ہمارا کیا ہوا ملیگا اور تمکو تمہارا کیا ہوا ملیگا اور ہم نے صرف حق تعالیٰ کے لیے آپ کو خالص کر رکھا ہے یا کہے جاتے ہو

اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ كَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ؕ قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ ؕ

کہ ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور اولاد یعقوب یہود یا نصاریٰ تھے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] حق تعالیٰ

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝

اور ایسے شخص سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو ایسی شہادت کا اخفا کرے جو اسکے پاس منجانب اللہ پہنچی ہو اور اللہ تعالیٰ تمہارے کیے ہوئے سے بے خبر نہیں

اے [illegible] جو تم لوگوں کے جواب میں کہا تھا کہ ہم ملت ابراہیم پر رہینگے اس کلام کی حقیقت [illegible] اس حالت پر [illegible] [illegible] رنگ کیطرح ہمارے رگ و ریشہ میں بھر دیا ہے) اور (دوسرا) کون ہے جس کے رنگ سے [illegible] [illegible] جواب اور کوئی دوسرا ایسا نہیں تو ہمنے اوسیکا دین بھی اختیار نہیں کیا) اور (اسلیے) ہم اسی کی اطاعت اختیار کیے ہوئے ہیں [illegible] انہوں نے [illegible] نصاریٰ [illegible] طور پر حجت قائم ہوچکی پھر بھی وہ لوگ یہی دعویٰ بلا دلیل برابر کیے جاتے تھے کہ [illegible] [illegible] آخرت میں نجات نہ ملی اور ہم حق پر ہیں کیونکہ اسی طریقہ پر ہمارے بزرگ سب انبیا تھے حق تعالیٰ نے پہلے ان دونوں امر کی تحقیق فرما کر جواب [illegible] کی تعلیم ہوتی ہے **تعلیم جواب دعویٰ اہل کتاب** قُلْ اَتُحَاجُّوْنَنَا فِی اللّٰهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ وَلَنَاۤ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ ۝ اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ كَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى [illegible] اَمِ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ [illegible] آپ ان یہود و نصاریٰ سے) فرما دیجئے کہ کیا تم لوگ (اب بھی) ہم سے حجت کیے جاتے ہو حق تعالیٰ کے معاملہ میں (کہ [illegible] بتلاتے ہو) حالانکہ وہ ہمارا اور تمہارا (سبکا) رب اور مالک ہے (سو ربوبیت میں تو [illegible] خصوصیت نہیں جیسا تمہاری [illegible] خصاص مفہوم ہوتا ہے مثل نحن ابناء اللہ) اور ہمکو ہمارا کیا ہوا ملیگا اور تمکو تمہارا کیا ہوا ملیگا [illegible] تو تمہارے شرک بھی مسلم ہے [illegible] تعالیٰ کا شان [illegible] ہمنے صرف حق تعالیٰ کی (خوشنودی کے) لیے اپنے (دین) کو (شرک وغیرہ سے) خالص کر رکھا ہے [illegible] تمہارے طریقہ [illegible] کہ علاوہ منسوخ ہونیکے خود شرک سے بھی مخلوط ہے جیسا انکے اقوال عزیر ابن اللہ اور المسیح ابن اللہ [illegible] اسمیں ہمکو اللہ نے ترجیح دی ہے پھر ہمکو نجات نہ ہونیکے کیا معنے) یا (اب بھی اپنے حق پر ہونے کے ثابت [illegible] [illegible] اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور اولاد یعقوب (یعنی جو انبیا گذرے ہیں یہ سب حضرات) یہود یا نصاریٰ [illegible] اپنا حق پر ہونا ثابت کرتے ہو سو اسکے جواب میں) اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم (ایک [illegible] بات ان [illegible] اچھا بتلاؤ کہ تم زیادہ واقف ہو یا حق تعالیٰ (اور ظاہر ہے کہ خدا ہی زیادہ واقف ہیں اور [illegible] ان انبیاء کا ملت اسلام پر ہونا ثابت کرچکے ہیں جیسا ابھی اوپر گذر چکا ہے اور (جانتے وہ بھی ہیں مگر چھپاتے ہیں سو) ایسے شخص سے زیادہ ظالم کون ہوگا [illegible] شہادت کا اخفا کرے جو اسکے پاس منجانب اللہ پہنچی ہو اور (اے اہل کتاب) اللہ تعالیٰ تمہارے کیے ہوئے سے بے خبر نہیں [illegible] حضرات یہود و نصاریٰ کے [illegible]

ملحقات الترجمہ لے قولہ رنگ [illegible] اشارہ الی التقدیر [illegible] لہ الدین ۱۲

النحوی [illegible] المعانی فی اللّٰه فی دینہ والحمۃ للانہ [illegible] المحاجۃ فی ام النعماء قلت ایضا ولم اخذ الی الآیۃ [illegible] انک لو کنت نبیا لکنت منا لاصطفائنا بالنبوۃ [illegible] روح المعانی ام تقولون ام اما متصلۃ معادلۃ للہمزہ و اما منقطعۃ [illegible] والدال علی الاخراب والانتقال [illegible]

[illegible] اختلاف القراءۃ [illegible] ۱۲

ع ١٦ ١٢

تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ

یہ ایک جماعت تھی جو گذر گئی انکے کام انکا کیا ہوا آویگا اور تمہارے کام تمہارا کیا ہوا آویگا اور تم سے اُنکے کیے ہوئے کی پوچھ بھی تو نہ ہوگی ۔ اب تو (یہ) بیوقوف لوگ ضرور کہین ہی گے

مِنَ النَّاسِ مَا وَلَّاهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوا عَلَيْهَا ۚ قُلْ لِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝

کہ ان (مسلمانون) کو اُنکے (سابق سمت) قبلہ سے (کہ بیت المقدس تھا) جسطرف پہلے متوجہ ہوا کرتے تھے کس (بات) نے بدلدیا آپ فرمادیجیے کہ سب مشرق اور مغرب اللہ ہی کی ملک ہین جسکو خدا ہی چاہین سیدھا طریق بتلا دیتے ہین ۔

پھر تمہارا حق پر ہونا بھی ثابت نہ ہوا **ف** اخبار اخلاص سے دعوی کمال کا مقصود نہین بلکہ مناظرہ مذہبی مین اپنے طریق دین کا اظہار مقصود ہے جو کہ امر ضروری ہی **ربط** اوپر آیات ومن یرغب سے الٰھا واحدا ونحن لہ مخلصون تک جیسا ان حضرات انبیاء علیہم السلام کا ملت اسلام پر ہونا اور یہود ونصاری کا اس ملت سے اعراض کرنا اور اسوجہ سے انکا عنداللہ غیر مقبول ہونا بیان ہوا تھا اور اسکے بعد ان لوگونکے اس فخر وزعم کا کہ ان مقبولین سے انتساب نجات آخرت کے لیے کافی ہی جواب دینے کے لیے آیۃ تلک الامۃ ارشاد فرمائی گئی تھی وہی مضمون بوجہ اختلاف غرض کہ سابق مین انکو ابتدائی جواب دینا مقصود تھا اور یہان آخری جواب جیسا تقریر بالا سے واضح ہوا اس مقام پر بھی وارد ہوا ہی جسپر اُسی فخر وزعم مذکور کا یہ موقع تھا اسلیے تاکید اور اُنکے اس زعم مین غلط کاری کی تجدید کیلئے وہی آیۃ تلک امۃ مکرر[۱] ارشاد فرماتے ہین **تکرار مضمون عدم کفایت انتساب بمقبولین درنجات آخرت** تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ (١٣١) یہ (ان لوگون کی) ایک جماعت تھی جو (اپنے زمانہ مین) گذر گئی اُنکے کام انکا کیا ہوا آویگا اور تمہارے کام تمہارا کیا ہوا آویگا اور تم سے اُنکے کیے ہوئے کی پوچھ بھی تو نہ ہوگی (اور جب خالی تذکرہ بھی نہوگا تو اُس سے تمکو کچھ نفع پہونچنا تو درکنار ہے) **ف** اس مضمون کے متعلق فائدہ پہلے مقام پر گذرچکا **ربط** احقر نے اوپر آیت واذ ابتلی ابراھیم کی وجہ ربط مین بیان کیا ہی کہ اعتراض تحویل قبلہ کا جواب چند اجزا پر مشتمل ہی انمین سے بعض اجزا تو یہانتک مع اپنے مضامین متعلقہ کے بیان ہوتے ہوئے آئے اور بعض اجزا باقی ہین انمین سے ایک جزو ہی حاکمانہ جواب سو وہ آیت آیندہ سیقول السفہاء مین مذکور ہوتا ہے اور اُس جواب کی تمہید مین اُنکے جاہلانہ اعتراض کی بھی تصریح فرمائی گئی ہی **جواب حاکمانہ شبہہ تحویل قبلہ** سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلَّاهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوا عَلَيْهَا ۚ قُلْ لِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ (١٣٢) جب کعبہ قبلہ نماز مقرر ہوکر یہود کا قبلہ متروک ہوگیا تو بوجہ ناگواری کے) اب تو (یہ[۲]) بے وقوف لوگ ضرور کہین ہی گے کہ ان (مسلمانون) کو اُنکے (سابق سمت) قبلہ سے (کہ بیت المقدس تھا) جسطرف پہلے متوجہ ہوا کرتے تھے کس (بات) نے (دوسری سمت کیطرف) بدل دیا آپ (جواب مین) فرمادیجیے کہ سب (سمتین خواہ) مشرق (ہو) اور (خواہ) مغرب (ہو) سب اللہ ہی کی ملک ہین (خدا تعالی کو مالکانہ اختیار ہی جس سمت کو چاہین مقرر فرمادین کسیکو منصب علت دریافت کرنیکا نہین ہی اور سیدھا طریق احکام شرعیہ کے باب مین یہی اعتقاد ہی لیکن بعضونکو اس راہ کے اختیار کرنیکی توفیق نہین ہوتی خواہ مخواہ علتین ڈہونڈھتے پھرا کرتے ہین البتہ) جسکو خدا ہی (اپنے فضل سے) چاہین (یہ) سیدھا طریق بتلادیتے ہین **ف** جس امر کو اس مقام پر صراط مستقیم کہا گیا ہی فی الحقیقت سلامتی اور امن اسی طریق مین ہی اسوقت مین اکثر تو خیر طبائع نے اس صراط مستقیم کو چھوڑ دیا ہی اور احکام کی علل کی تفتیش مین لگ گئے ہین جنمین بعض کی غرض تو نعوذ باللہ احکام شرعیہ کی توہین یا تکذیب اور اُسپر اعتراض کرنا ہوتا ہے اور بعض کو اسی بہانہ سے اپنی جان عمل سے بچانا مقصود ہوتا ہے اور بعض کی گو غرض فاسد نہین ہوتی

ملحقات الترجمة

[۱] قولہ فی ربطھا مکرر ارشاد الخ اختیرت کون الآیۃ للتاکید وذکروا فیھا وجوھا اُخر ۱۲

[۲] قولہ یہ حملا للام السفہاء علی العہد وفسرتہ بالیہود لروایۃ البخاری ۱۲

اللغات ولّٰھم سرفھم واصلہ من الولی وھو حصول الثانی بعد الاول من غیر فصل ۱۲ روح المعانی ولایخفی مافی الترجمۃ من رعایۃ اصل الماخذ مع الفصاحۃ محاورۃ وللہ الحمد ۱۲

النحو فی روح المعانی عن القفال ان لفظ سیقول مرادمنہ الماضی وان الآیۃ نزلت بعد تحویل القبلۃ قلت ویساعدہ الروایۃ التی اسوق کما ستری والسین لمجرد التاکید وادرت بتوفیقہ تعالی فی ترجمۃ ما ھو مستقبل لفظا والماضی معنا وللتاکید زدت لفظ ضرور ۱۲

الروایات فی روح المعانی روی البخاری عن البراء رضی اللہ تعالی عنہ قال لما قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ فصلی نحو بیت المقدس ستۃ عشر شھرا او سبعۃ عشر شھرا وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحب ان یتوجہ الی الکعبۃ فانزل اللہ تعالی قد نری تقلب وجھک فی السماء الی آخر الآیۃ فقال السفہاء وھم الیہود ما ولٰھم عن قبلتھم الی آخر الآیۃ وفی روایۃ ابی اسحق وعبید بن حمید وابی حاتم عنہ زیادۃ فانزل اللہ تعالی سیقول السفہاء الخ ۱۲

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ط

اور ہمنے تمکو ایسی ہی ایک جماعت بنادی ہی جو نہایت اعتدال پر ہی تاکہ تم لوگون کے مقابلہ مین گواہ ہو اور تمہارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گواہ ہون

لیکن فہم عالی اور دقیق وکافی نہ ہونے سے نتیجہ اُسکا اکثر بددینی اور بداعتقادی ہوتی ہے اس مقام پر پھر وہ شعر دہراتا ہون ۔ زبان تازہ کردن باقرار تو ۔ نینگیختن علت از کار تو ۔ واللہ الموفق ربط قبول احکام شرعیہ کے باب مین جس امر کو اوپر صراط مستقیم فرمایا گیا ہے چونکہ جماعت محمدیہ نے بے چون وچرا اُسکو اختیار کرلیا اسلیے آیت آیندہ کے آغاز پر بطور جملہ معترضہ کے اس جماعت کی مدح اور فضیلت بیان فرماتے ہین اور پھر مطلب اصلی کیطرف رجوع فرماوین گے مدح امت محمدیہ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ط اور (اے متبعان محمد صلے اللہ علیہ وسلم) ہمنے تمکو ایسی ہی ایک جماعت بنادی ہے جو (ہر پہلو سے) نہایت اعتدال پر ہے تاکہ (دنیا مین شرف وامتیاز حاصل ہونے کے علاوہ آخرت مین بھی تمہارا اثر اشرف ظاہر ہو کہ) تم (ایک بڑے مقدمہ ہین جس مین ایک فریق حضرات انبیاء علیہم السلام ہونگے اور فریق ثانی اُنکی مخالف قومین ہونگی اُن مخالف) لوگون کے مقابلہ مین گواہ (تجویز) ہو اور (شرف بالاے شرف یہ ہو کہ) تمہارے (قابل شہادت اور معتبر ہونے کے) لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گواہ ہون (اور اس شہادت سے تمہاری شہادت معتبر ہونے کی تصدیق ہو پھر تمہاری شہادت سے اس مقدمہ کا حضرات انبیاء علیہم السلام کے حق مین فیصلہ ہو اور مخالفین مجرم قرار پاکر سزایاب ہون اور اس امر کا اعلے درجہ کی عزت ہونا ظاہر ہے) **ف** حدیثون مین اسکی یہی تفسیر آئی ہے کہ اُمم سابقہ کے کفار حق تعالے سے کہدینگے کہ ہمکو آپکے احکام ہی کی اطلاع نہین ہوئی انبیاء علیہم السلام دعوی کرینگے کہ ہمنے اطلاع دیدی تھی انبیاء سے گواہ طلب کیے جاوینگے وہ حضرات امت محمدیہ کو اپنا گواہ بتلادینگے اس امت کو بلاکر پوچھا جاویگا یہ انبیاء کے موافق گواہی دینگے ان سے پوچھا جاویگا تمکو کیونکر واقفیت ہوئی وہ کہین گے کہ ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے اس واقعہ کے ثبوت کے دلائل قطعیہ پہونچے ہمکو اسلیے واقفیت ہے پھر انسداد جرح مدعا علیہ کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلاکر اُن گواہون کے معتبر ہونے کے متعلق سوال ہوگا آپ اُنکے معتبر وقابل شہادت ہونے کی تصدیق فرماوین گے اسپر اجلاس احکم الحاکمین سے فیصلہ کردیا جاوے گا اس روایت پر جو مبنی تفسیر کا ہے بظاہر چند شبہے ہوسکتے ہین اول یہ کہ امت محمدیہ انبیاء سے زائد معتبر نہین ہین پھر اُن کے صدق کو اِن کی شہادت سے ثابت کرنا کیا معنی۔

النحو وكذلك فی روح المعانی اعترض بین کلامین وقعا خطابا له صلے الله علیه وسلم استطرادا المدح المومنین بوجه آخر وقوله كذلك كثیرا ما یقصد بها تثبیت ما بعدها وذلك لان وجه الشبه یكون كثیرا فی النوعیة والجنسیة كقولك هذا الثوب كهذا الثوب فی كونه خزا او بزا وهذا التشبیه یستلزم وجود مثله وثبوته فی ضمن النوع فارید به علی طریق الكنایة مجرد الثبوت لما بعده ولما كانت الجملة تدل علی الثبوت كان معناها موجودا بدونها وهی موكدة له فكانت كالكلمة الزائدة وهذا معنی قولهم ان الكاف مقحمة لا انها زائدة كما یوهمه كلامهم آه قلت هو تحقیق عجیب ینشط منه الاذهان ولو تاملت فی ترجمتی لوجدتها فیها هذا التحقیق والاخصر عندی ان یقال ان المشبه به هو الجعل الكلی والمشبه هو الجعل الجزئی لهذا الكلی تامل ۔ اے كما ان جعلا كلیا فی ذهنك حصل هذا الجعل مثل ذلك بحیث یصدق ذلك الكلی علی هذا الجزئی كما یقال فی لساننا اب تو ایسا انتظام كردیا ہے مكان قوله یہ انتظام كردیا ہے علیكم فی روح المعانی فكلمة الاستعلاء لما فی الشهید من معنی الرقیب او لمشاكلة ما قبله واخرت صلة الشهادة

اولا وقدمت آخرا لان المراد فی الاول اثبات شهادتهم علی الامم وفی الثانی اختصاصهم بكون الرسول شهیدا علیهم آه

الروایات فی روح المعانی اخرج الامام احمد وغیره عن ابی سعید قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یجیی النبی یوم القیامة ومعه الرجل والنبی ومعه الرجلان واكثر من ذلك فیدعی قومه فیقال لهم هل بلغكم هذا فیقولون لا فیقال له هل بلغت قومك فیقول نعم فیقال له من یشهد لك فیقول محمد وامته فیدعی محمد وامته فیقال لهم هل بلغ هذا قومه فیقولون نعم فیقال وما علمكم فیقولون جاءنا نبینا صلی الله علیه وسلم فاخبرنا ان الرسل قد بلغوا فذلك قوله تعالے وكذلك جعلناكم امة وسطا ۔ وفی روایة فیوتی بمحمد صلے الله علیه وسلم فیسال عن حال امته فیزكیهم ویشهد بعدالتهم وذلك قوله عز وجل ویكون الرسول علیكم شهیدا واسند نحوه فی فتح العزیز عن البخاری وغیره قلت وتعیین التفسیر به بعد ثبوت الروایة ۱۲

وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِی كُنْتَ عَلَیْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ یَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ یَّنْقَلِبُ عَلٰی عَقِبَیْهِ ؕ وَاِنْ كَانَتْ

اور جس سمت قبلہ پر آپ رہ چکے ہیں وہ تو محض اسکے لیے تھا کہ ہمکو معلوم ہو جاوے کہ کون تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع اختیار کرتا ہے اور کون پیچھے کو ہٹتا جاتا ہے اور یہ قبلہ کا بدلنا ہوا

لَكَبِیْرَةً اِلَّا عَلَی الَّذِیْنَ هَدَی اللّٰهُ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیُضِیْعَ اِیْمَانَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ

بڑا ثقیل مگر جن لوگون کو اللہ تعالے نے ہدایت فرمائی ہو　اور اللہ تعالی ایسے نہیں ہیں کہ تمہارے ایمان کو ضائع کر دیں واقعی اللہ تعالی تو لوگون پر بہت ہی شفیق مہربان ہیں

جواب یہ ہے کہ زیادہ معتبر تو وہی حضرات ہیں لیکن چونکہ اس مقدمہ میں فریق ہوگئے لہذا دوسرے گواہ درکار ہونگے گو وہ ان سے ادنے ہوں البتہ معتبر ہوں چنانچہ دنیاوی عدالتوں میں شب و روز یہی قصہ ہوتا ہے کہ اگر تحصیلدار جو خود بھی صاحب اجلاس ہوتا ہے کسی گستاخ مخالفت پیشہ [illegible] مقدمہ میں فریق بنجاوے تو حاکم اعلے کے اجلاس میں تحصیلدار سے گواہ طلب کیے جاوینگے گو وہ تحصیلدار سے ادنی درجے کے ہوں [illegible] لوگ امت محمدیہ کی شہادت پر بھی تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم [illegible] نہیں سمجھتے تو ان لوگوں کو لیوں انکو تہمت لگے جواب یہ ہے کہ یہ امر بھی دنیوی عدالتوں کے معاملے سے سمجھ میں آسکتا ہے کہ گواہوں پر ایسا اجمالی جرح کرنیکا مدعی علیہ کو اختیار حاصل نہیں مثلاً اسی مفروض میں وہ گستاخ پیشہ اس حاکم اعلے سے یہ نہیں کہہ سکتا کہ جیسے ان تحصیلدار صاحب کو سچا نہیں سمجھتا تو ان گواہوں کو بھی سچا نہ سمجھونگا بالخصوص اگر وہ گواہ بھی سرکاری ہو جیسا کہ اس روز امت محمدیہ کی حیثیت سے گواہی پیش کیے جاوینگے تنبیہ شبہہ یہ کہ جب امت محمدیہ نے اس واقعہ کو معائنہ نہیں کیا تو اول تو یہ شہادت کیسے دینگے پھر دونوں [illegible] صحیح کر سکتے ہیں جواب یہ ہے کہ مدار شہادت کا طریق صحیح مفید یقین سے یقین حاصل ہو جاتا ہے چونکہ محسوسات عینیہ ثابت بالوحی ہیں [illegible] لہذا اسکا مدار شہادت کا اور جس نزاع میں گو واقعہ محسوس [illegible] لیکن ثابت الوحی ہونیکی وجہ سے بواسطہ [illegible] حاصل ہو جو اصل مدار ہے شہادت کا لہذا گواہی برمحل ہے اور اسمیں خیال جرح نہیں جیسے کوئی [illegible] مردہ کو کسی کے بدن پر کوئی ظاہری علامت نہ دیکھ کر اپنی مہارت فن کے ذریعہ سے اظہار دے کہ یہ شخص مرض سے نہیں مرا بلکہ کسی ضرب شدید سے [illegible] اور اس بنا پر قاتل کی تحقیقات کا سرکاری حکم ہو جاوے سو خود اس مقام پر گواہی ڈاکٹر کی بنا بر معائنہ واقعہ کے نہیں لیکن چونکہ قواعد صحیحہ کے ذریعہ سے ضرب شدید تشخیص کیگئی لہذا اسکا اعتبار کیا گیا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شہادت کا فائدہ معلوم ہو ہی چکا ہے اسمیں کوئی سوال کی بات نہیں رہی اور یہ بہلو جو تہدل جو کہا گیا اسکا مصداق اس حکم خاص تحویل قبلہ میں مثلا یہ ہو کہ ایسے عامی کہ اگر احکام کی حکمت بتلائی جاوے تب بھی نہ سمجھیں ایسے فلسفی کہ اگر نہ بتلائی جاوے تو بدون اسکے طے کیے ہوئے حکم ہی کو نہ مانیں چنانچہ یہاں علت نہیں بتلائی ایسے مان لیا آگے بعض حکمتیں بتلا دیں انکو بھی مان لیا اور جو شخص ایسا معتدل الطبع ہوگا وہ ضرور اچھا ہوگا اسلیے دنیا و آخرت میں صاحب شرف ہوگا رجوع بمطلب سابق بحث قبلہ وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِی كُنْتَ عَلَیْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ یَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ یَّنْقَلِبُ عَلٰی عَقِبَیْهِ ؕ وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِیْرَةً اِلَّا عَلَی الَّذِیْنَ هَدَی اللّٰهُ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیُضِیْعَ اِیْمَانَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ (۱۴۳) (اور اصل میں تو شریعت محمدیہ کے لیے ہمنے کعبہ ہی کو قبلہ تجویز کر رکھا تھا) اور جس سمت قبلہ پر آپ (سولہ سترہ ماہ) رہ چکے ہیں (یعنی بیت المقدس) وہ تو محض اس (مصلحت) کیلیے تھا کہ ہمکو (ظاہری طور پر بھی) معلوم ہو جاوے کہ (اسکے

ملحقات الترجمة ملے قولہ محض اس مصلحت ہذا الحصر اضافی اضافی ای تبعا لما فیہا شرعہ اللہ تعالی حکم اخری [illegible] الافہام [illegible] [illegible] والملائم [illegible] المتروک الی التحویل [illegible] تقدیر [illegible] لتعلق [illegible] ودہ انتقلی من کون بیان حکم التحویل بتمییز من قولہ قد نری ۱۲ ملے قولہ ظاہری طور پر الخ حصل ہذا الوجہ ان المراد بالعلم ہہنا علم تعلیم العباد بحیث لا یمنعون [illegible] یعلمون [illegible] اعتقادا وکلیا وان استنزلت الوجوہ المذکورۃ فی ہذہ الحکمۃ [illegible] الابتداء [illegible] تکون [illegible] والله اعلم ۱۲

التحوی التوجیہ وما جعلنا القبلة فی روح المعانی ان الوجہ فی تحویلہ بیت المقدس الی مفعول ثان یجعل لا صفة القبلة والمفعول الثانی محذوف [illegible] یعنی ان اصل امرک ان تستقبل الکعبة وان استقبالک بیت المقدس کان [illegible] لغرض وما جعلنا القبلة الجہة التی کنت علیہا قبل [illegible] بیت المقدس لیتمیز الناس [illegible] من یتبع الرسول [illegible] وان کانت لکبیرة ہی ان المخففة التی تلزمہا اللام الفارقة والضمیر فی کانت لما دل علیہ قولہ وما جعلنا القبلة التی کنت علیہا من الردة او التحویلة او الجعلة ویجوز ان یکون للقبلة [illegible] منقلب فی

روح المعانی [illegible] الفصل بالنفی فی قولہ تعالی واللہ یعلم المفسد من المصلح ۱۲

البلاغة قدم رءوف علی رحیم لان الرافة مبالغة فی رحمة خاصة ہی رفع المکروہ وازالة الضرر والرحمة اعم [illegible] من الانفصال ودفع الضرر اہم من جلب النفع روح المعانی ۱۲ والکلام باب الاستعارة التمثیلیة بجامع ان المنقلب [illegible] [illegible] علی اسوء الاحوال [illegible] ۱۲

الروایات فی لباب النقول عن ابن اسحق عن البراء قال مات من المسلمین [illegible] لو علمنا علم من مات منا قبل ان نصرف الی القبلة وکیف بصلاتنا قبل بیت المقدس فانزل اللہ وما کان اللہ لیضیع ایمانکم الآیة ۱۲

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاۗءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىھَا ۠ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۭ وَحَيْثُ

ہم آپکے منہ کا بار بار آسمان کیطرف اُٹھنا دیکھ رہے ہیں اسلیے ہم آپکو اُسی قبلہ کیطرف متوجہ کر دینگے جسکے لیے آپکی مرضی ہو یہ اپنا چہرہ مسجد حرام کیطرف کیا کیجیے۔ اور تم سب لوگ

مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْھَكُمْ شَطْرَهٗ ۭ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ○

جہاں کہیں بھی موجود ہو اپنے چہرونکو اسیکی طرف کیا کرو۔ اور یہ اہل کتاب بھی یقیناً جانتے ہیں کہ یہ بالکل ٹھیک ہے انکے پروردگار ہی کی طرف سے۔ اور اللہ تعالیٰ انکی ان کارروائیوں سے کچھ بیخبر نہیں ہیں

مقرر ہونے سے یا بدلنے سے یہود۱ اور غیر یہود میں سے) کون تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع اختیار کرتا ہے اور کون پیچھے کو ہٹتا جاتا ہے (اور بغرت اور مخالفت کرتا ہے) اس امتحان کے لیے اس عارضی قبلہ کو مقرر کیا تھا پھر اصلی قبلہ سے اسکو منسوخ کر دیا) اور یہ قبلہ کا بدلنا (منحرف لوگوں پر) ہوا بڑا بھاری (ہاں) مگر جن لوگونکو اللہ تعالےٰ نے (سیدھے طریق کی) ہدایت فرمائی ہے (جسکا بیان اوپر آچکا ہے کہ احکام الٰہیہ کو بے چون وچرا قبول کرلینا) انکو کچھ بھی گران نہیں ہوا جیسا پہلے اُسکو خدا کا حکم سمجھتے تھے اب اسکو سمجھنے لگے) اور (ہم نے کہا ہے کہ بیت المقدس قبلہ غیر اصلی تھا اس سے کوئی شخص یہ وسوسہ نہ لادے کہ بس تو جتنی نمازیں اُدھر پڑھی ہیں انکا ثواب بھی کم ملا ہوگا کیونکہ اصلی قبلہ کیطرف نہ تھیں سو اس وسوسہ کو دل میں نہ لانا کیونکہ) اللہ تعالیٰ ایسے نہیں ہیں کہ تمہارے ایمان۲ (کے متعلق اعمال مثلاً نماز کے ثواب) کو ضائع (اور ناقص) کر دیں (اور) واقعی اللہ تعالےٰ تو (ایسے) لوگوں پر بہت ہی شفیق (اور) مہربان ہیں (تو ایسے شفیق مہربان پر یہ گمان کب ہو سکتا ہے کیونکہ کسی قبلہ کا اصلی یا غیر اصلی ہونا تو ہم ہی جانتے ہیں تم نے تو دونوں کو ہمارا حکم سمجھکر قبول کیا اس لیے ثواب بھی کسیکا کم نہ ہوگا) ف مفسرین نے لکھا ہے کہ بیت المقدس کا قبلہ بننا تو بعض عرب پر گران ہوا تھا کہ وہ کعبہ کو مانتے تھے اور اُسکا منسوخ ہونا یہود پر گران ہوا کہ وہ کعبہ کو نہ مانتے تھے حتیٰ کہ بعضے خام اعتقاد لوگ اسلام ہی سے پھر گئے۔ اور یہ جو کہا گیا کہ تا کہ ہم معلوم کریں [illegible] حق تعالےٰ کو تو سب [illegible] ازل ہی حق اجمالاً [illegible]

ہی سکتے ہیں لیکن [illegible] اسلیے [illegible]

[illegible] علم الٰہی میں تھا [illegible] طاہر ہی طور پر معلوم ہونے سے یہ مراد ہے [illegible] کا اشکال بڑا رکھا تھا حکیمانہ جواب دیکر اب حکیمانہ جواب شروع ہوتا ہے [illegible] طرف اشارہ ہے حکمت اول قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاۗءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىھَا ۠ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۭ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْھَكُمْ شَطْرَهٗ ۭ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ (۱۴۴) آپ جو دل سے کعبہ کے قبلہ ہونے کی خواہش رکھتے ہیں اور اسید وحی میں بار بار آسمان کیطرف نگاہ اُٹھا کر بھی دیکھتے ہیں کہ شاید فرشتہ حکم لے آوے سو) ہم آپکے منہ کا (یہ) بار بار آسمان کیطرف اُٹھنا دیکھ رہے ہیں (اور چونکہ ہم آپ کی خوشی پوری کرنا منظور ہے) اسلیے ہم (وعدہ کرتے ہیں کہ) آپکو اُسی قبلہ کیطرف متوجہ کر دینگے جسکے لیے آپکی مرضی ہے (لو پھر حکم ہی دیدیتے ہیں کہ) اب سے اپنا چہرہ (نماز میں) مسجد حرام (کعبہ) کی طرف کیا کیجیے اور (یہ حکم کچھ تخصیص نہیں بلکہ قانون عام ہے) اور تم سب لوگ (پیغمبر بھی امتی بھی) جہاں کہیں بھی موجود ہو (خواہ مدینہ میں یا اور جگہ حتیٰ کہ خود بیت المقدس کے اندر بھی ہر جگہ نماز کے اندر) اپنے چہرونکو اُسی (مسجد حرام) کیطرف کیا کرو اور (اس قبلہ کے مقرر ہونیکے متعلق) یہ اہل کتاب بھی (بالعموم اپنی کتابوں کی پیشین گوئی کی وجہ سے کہ نبی آخر الزمان کا قبلہ اخیر میں [illegible])

اللغات

فلنولينك فلنمكننك من استقبالها من قولك ولّيته كذا اذا جعلته واليا او فلنجعلنك تلي جهتها دون جهة بيت المقدس من وليه اذا مشه ودنى اياه او نبعدنه منه والتولية اذا كانت متعدية بنفسها الى تمام المفعولين كانت مستعملية بأحد المعنيين المتقدمين واذا كانت متعدية الى واحد فمعناها الصرف [illegible] اوالے الشئ ۱۲ روح المعانی

البلاغة

فلنولينك وجاء بهذا الوعد قبل الامر لفرح النفس بالاجابة ثم بانجاز الوعد فيتوالى السرور مرتين ۱۲ روح المعانی

الروايات

في روح المعاني اخرج النسائي عن ابي سعيد بن المعلى [illegible] بعد فمررنا يوما ورسول الله صلى الله عليه وسلم قاعد على المنبر [illegible] رسول الله صلى الله عليه وسلم قد نرى تقلب وجهك في السماء الآية فصليت [illegible] ركعتين قبل ان ينزل رسول الله صلى الله عليه وسلم [illegible] اول من صلى فصليناها ثم نزل رسول الله صلى الله عليه وسلم فصلى للناس الظهر [illegible] الصلوة وتحويله في اسلام فيها الاسبل [illegible] روح المعانی [illegible]

ملحقات الترجمة

۱ قولہ یہود اور غیر یہود میں سے الی قولہ اختیار کرتا ہے ماخوذ من في البيضاوي لما امر بالصلوة الى الصخرة تالفا لليهود ۱۲

۲ قولہ ایمان کے متعلق اشارة الى ان في الكلام مجازا بتسمية الصلوة ايمانا للملابسة ۱۲

۳ قولہ [illegible] الكبير او اخذت الانقلاب [illegible] في الارتداد وبقاء على الكفر كما يفهم من الكبير [illegible] باعتبار كل الناس كانت الآية علامة لميز بين الثابتين على الكفر لا سيما اليهود وكان من اجزاء المعنى باعتبار هولاء ان هذا الجعل انما كان لامتحان اليهود انهم يؤمنون بناء على الموافقة في اعظم امورالدين فلما لم يوافقوه انهم [illegible] منهم قبول الاسلام [illegible] الى ملة الاصلية ۱۲

۴ قولہ [illegible] فلنولينك [illegible] التعقيب ۱۲

۵ قولہ یہ اہل کتاب اشارہ الی ان الموصول [illegible] تعالى [illegible] فلا [illegible] بالعموم [illegible] ۱۲

وَلَئِنْ أَتَيْتَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ بِكُلِّ آيَةٍ مَّا تَبِعُوا قِبْلَتَكَ ۚ وَمَا أَنتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ ۚ

اور اگر آپ اہل کتاب کے سامنے تمام دلیلین پیش کردین جب بھی یہ آپکے قبلہ کو قبول نہ کرین اور آپ بھی اُن کے قبلہ کو قبول نہین کرسکتے

وَمَا بَعْضُهُم بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ ۚ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُم مِّن بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ إِنَّكَ

اور ان کا کوئی بھی دوسرے کے قبلہ کو قبول نہین کرتا اور اگر آپ اُنکے نفسانی خیالات کو اختیار کرلین آپ کے پاس علم آئے پیچھے تو یقیناً

إِذًا لَّمِنَ الظَّالِمِينَ ۝

آپ ظالمون مین شمار ہونے لگین

وقف لازم

یقیناً جانتے ہین کہ یہ (حکم بالکل ٹھیک ہے (اور) اُنکے پروردگار ہی کی طرف سے (ہے مگر عناداً مانتے نہین) اور اللہ تعالےٰ ان کی ان کارروائیون سے کچھ بیخبر نہین ہے **ف** اس آیت سے بیت المقدس کا منسوخ کرنا اور کعبہ کو مقرر کرنا منظور ہے اور باوجودیکہ یہ حکم اُسمین موجود بھی ہے پھر بھی اُسکے جزو اول مین وعدہ فرمایا گیا تاکہ وعدہ سُنکر اول وعدہ کی خوشی ہو اور بعد انتظار کے ساتھ ساتھ ایفا ہونے سے پھر دوسری خوشی ہو تو دوگونہ مسرت ہووے اور یہ طرز مسرت انگیز اس مقام کے کہ اُسمین ایک حکم کی بنا آپ کی رضا پر بیان کیگئی ہے زیادہ مناسب ہی۔ حاصل اس حکمت کا یہ ہوا کہ ہمکو آپ کی خوشی منظور تھی اور آپکی خوشی کعبہ کے قبلہ مقرر ہونے مین دیکھی اس لیے اُسکو قبلہ مقرر کردیا رہا یہ کہ آپ کی خوشی اُسمین کیون تھی وجہ اسکی یہ معلوم ہوتی ہے کہ آپ کی علامات نبوت مین سے ایک علامت یہ بھی تھی کہ آپ کے قبلہ کی یہ جہت ہوگی اللہ تعالےٰ نے آپکے نورانی قلب مین اُسی کے موافق خواہش پیدا کردی۔ **ربط** اوپر فرمایا ہے کہ وہ اہل کتاب اس قبلہ کا حق اور منجانب اللہ ہونا دل مین جانتے ہین آگے اُن کا عنادانہ ماننا بیان فرمایا جاتا ہے **عناد اہل کتاب درباب حکم قبلہ** وَلَئِنْ أَتَيْتَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ بِكُلِّ آيَةٍ مَّا تَبِعُوا قِبْلَتَكَ ۚ وَمَا أَنتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ ۚ وَمَا بَعْضُهُم بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ ۚ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُم مِّن بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ إِنَّكَ إِذًا لَّمِنَ الظَّالِمِينَ ﴿١٤٠﴾ اور (باوجود ان لوگون کے سب کچھ سمجھنے کے انکی ضد کی یہ حالت ہے کہ اگر آپ (ان) اہل کتاب کے سامنے تمام (دنیا بھر کی) دلیلین (جمع کرکے) پیش کردین جب بھی یہ (کبھی) آپکے قبلہ کو قبول نہ کرین اور (انکی موافقت کی امید اسلیے نہ رکھنا چاہیے کہ آپ کا قبلہ بھی منسوخ ہونے والا نہین اسلیے) آپ بھی اُنکے قبلہ کو قبول نہین کرسکتے (پس کوئی صورت موافقت کی باقی نہین رہی) اور (جیسا ان اہل کتاب کو آپ سے ضد ہے انمین باہم بھی موافقت نہین کیونکہ) انکا کوئی (فریق) بھی دوسرے (فریق) کے قبلہ کو قبول نہین کرتا (مثلاً یہود نے بیت المقدس لے رکھا تھا اور نصاریٰ نے مشرق کی سمت کو قبلہ بنا رکھا تھا) اور (خدانخواستہ آپ تو کسیطرح اُنکے قبلہ منسوخہ غیر مشروعہ کو لے ہی نہین سکتے کیونکہ) اگر آپ اُنکے (ان) نفسانی خیالات کو (گو وہ اصل مین حکم آسمانی رہے ہون لیکن اب بوجہ منسوخ ہونیکے انپر عمل کرنا محض نفسانی تعصب ہی سو اگر آپ ایسے خیالات کو) اختیار کرلین (اور وہ بھی) آپ کے پاس علم (قطعی یعنی وحی) آئے پیچھے تو یقیناً آپ (نعوذ باللہ) ظالمون مین شمار ہونے لگین (جو کہ تارکین حکم ہین اور آپ کا ظالم ہونا بوجہ معصوم ہونے کے محال ہے اسلیے یہ امر کہ آپ اُنکے خیالات کو کہ منجملہ اُنکے اُنکا قبلہ بھی ہے قبول کرلین نیز محال ہے) **ربط** اوپر اہل کتاب کا قبلہ مسلمین کو دل مین حق جاننے اور زبان سے نہ ماننے کا ذکر تھا آگے ان ہی اہل کتاب کا صاحب قبلہ یعنی جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اسیطرح دل مین حق جاننے اور زبان سے نہ ماننے کا مذکور ہی

ملحقات الترجمۃ
لہ قولہ لے رکھا تھا الی قولہ بنا رکھا تھا یعنے ان ہذا کان قبلتہم واختلفوا ہل کان بتعیین عندہم اوا جتہادا منہم

النحو ولئن اتیت الذین الخ عطف علی وان الذین وما اللہ بغافل عما یعملون اعتراض بین الکلامین ۱۲ روح المعانی

البلاغۃ فے الکشاف فان قلت کیف قال وما انت بتابع قبلتہم ولہم قبلتان قلت کلتا القبلتین مخالفۃ لقبلۃ الحق فکانتا بحکم الاتحاد فے البطلان قبلۃ واحدۃ ۱۲

الَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَھُمْؕ وَ اِنَّ فَرِیْقًا مِّنْھُمْ لَیَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَ ھُمْ یَعْلَمُوْنَ

جن لوگون کو ہمنے کتاب دی ہے وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا پہچانتے ہین جسطرح اپنے بیٹونکو پہچانتے ہین اور بعضے اُن مین سے امر واقعی کو باوجودیکہ خوب جانتے ہین اخفا کرتے ہین

اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِیْنَ ۝ وَ لِكُلٍّ وِّجْھَةٌ ھُوَ مُوَلِّیْھَا فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرٰتِ ؕ اَیْنَ مَا تَكُوْنُوْا یَاْتِ

یہ امر واقعی من جانب اللہ ہے سو ہرگز شک و شبہ لانیوالون مین شمار نہ ہونا اور ہر شخص کے واسطے ایک ایک قبلہ رہا ہے جسکی طرف وہ منہ کرتا رہا ہے سو تم نیک کامون مین لگا پوکرو خواہ کہین تم ہو اللہ تعالیٰ

بِكُمُ اللّٰهُ جَمِیْعًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ وَ مِنْ حَیْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْھَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَ اِنَّهٗ

تم سبکو حاضر کر دینگے ۔ بالیقین اللہ تعالیٰ ہر امر پر پوری قدرت رکھتے ہین ۔ اور جس جگہ سے بھی آپ باہر جاوین تو اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف رکھا کیجیے ۔ اور یہ

لَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝

بالکل حق ہے من جانب اللہ اور اللہ تعالیٰ تمہارے کیے ہوئے کامونسے اصلا بیخبر نہین

وقف منزل

ع ۱۷ وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عناد اہل کتاب در باب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْكِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَھُمْ ؕ وَ اِنَّ فَرِیْقًا مِّنْھُمْ لَیَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَ ھُمْ یَعْلَمُوْنَ ﴿۱۴۶﴾ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِیْنَ ﴿۱۴۷﴾ جن لوگون کو ہم نے کتاب (توراۃ وانجیل) دی ہے وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (بحیثیت رسالت بوجہ بشارات مندرجہ) ایسا (بے شک و شبہ) پہچانتے ہین جسطرح اپنے بیٹون کو (انکی صورت سے) پہچانتے ہین (کہ بیٹے کی صورت دیکھکر کبھی شبہہ نہین ہوتا کہ یہ کون شخص ہے مگر پہچانکر بھی سب مسلمان نہین ہوئے بلکہ بعض تو ایمان لے آئے) اور بعضے اُنمین سے (ایسے ہین کہ اس) امر واقعی کو باوجودیکہ خوب جانتے ہین (مگر) اخفا کرتے ہین (حالانکہ) یہ امر واقعی من جانب اللہ (ثابت ہوچکا) ہے سو (ایسے امر واقعی ثابت من اللہ مین ہر ہر فرد کو کہا جا سکتا ہے کہ) ہرگز شک و شبہہ لانیوالون مین شمار نہ ہونا **ف** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہچاننے کو جو بیٹونکے پہچاننے سے تشبیہ دی ہے اس مین ایک بنا پر اہل علم کو اور ایک بنا پر غیر اہل علم کو ایک شبہہ ہوسکتا تھا وہ یہ کہ بعض کسیوجہ سے بیٹے کے بیٹا ہونے مین شبہہ ہوجاتا ہے چنانچہ واقعات اسپر شاہد ہین چنانچہ حضرت عبداللہ بن سلامؓ نے جو پہلے بڑے علماء یہود سے تھے اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابیت کا شرف حاصل کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سوال کے جواب مین فرمایا تھا کہ بیوی مین تو احتمال خیانت کا بھی ہے جس سے بیٹا ہونے مین شبہہ ہوسکتا ہے اور آپکی نبوت مین تو اتنا بھی شبہہ نہین ہے پس یہ تشبیہ امر یقینی کی امر محتمل مشتبہ کے ساتھ ہوئی جس سے مشبہ کا یقینی ہونا سست ہوگیا۔ احقر نے اس شبہہ کے دفع کرنیکے واسطے بین القوسین اس قید کا (انکی صورت سے) اضافہ کردیا جس سے تقریر جواب کی ظاہر ہوگئی کہ تشبیہ مین بیٹے کا بیٹا ہونا ملحوظ نہین بلکہ بیٹے کی صورت ملحوظ ہے سو چونکہ بیٹا گود مین پرورش پاتا ہے ہر وقت آدمی اسکو دیکھتا ہے اسلیے اسکی صورت مین عادۃً شبہہ نہین ہوتا کہ یہ فلان لڑکا ہے یا فلان لڑکا چنانچہ اثنائے تفسیر مین خود اسکی توضیح بھی کردی گئی اور اسی نکتہ کی وجہ سے بیٹونکی معرفت سے تشبیہ نہین دی کیونکہ عرفاً بیٹا زیادہ پیارا ہوتا ہے اسکو باپ اپنے ساتھ زیادہ رکھتا ہے اور اسی نکتہ سے یہ نہین فرمایا کہ جیسا اپنی ذات کو جانتے ہین کیونکہ انسان پر ایسا زمانہ تو گذرتا ہے جسمین اسکو اپنی معرفت حاصل نہین ہوتی جیسا بالکل بیہوشی کی عمر بخلاف اپنے بیٹے کے کہ وہان اسکی نوبت نہین آتی یہ سب روح المعانی مین ہے **حکمت دوم تحویل قبلہ** وَ لِكُلٍّ وِّجْھَةٌ ھُوَ مُوَلِّیْھَا فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرٰتِ ؕ اَیْنَ مَا تَكُوْنُوْا یَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِیْعًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۱۴۸﴾ وَ مِنْ حَیْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْھَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَ اِنَّهٗ لَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۹﴾ اور (دوسری حکمت تحویل قبلہ مین یہ ہے کہ عادۃ اللہ جاری ہے کہ) ہر (مذہب والے) شخص کیواسطے ایک ایک قبلہ رہا ہے جسکی طرف وہ (عبادت مین) منہ کرتا رہا

النحو یعرفونه الضمیر لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وان لم یسبق ذکرہ لدلالة الکلام علیه والتشبیه یشهد له ویؤیده قول عبداللہ بن سلام انا اعلم به منی والحق من ربک کلام مستانف والحق مبتدا خبره من ربک واللام للعهد والمراد بالنهی عن الامتراء تحقیق الامر وانه بحیث لایشک فیه ناظر ۱۲ من البیضاوی قلت واشرت الی ہذا کله فی تقریر التفسیر

فانهم هو مولیها قال البیضاوی احد المفعولین محذوف ای مولیها وجهه ۱۲ **البلاغة** کما یعرفون ابناءهم فی روح المعانی هو تشبیه للمعرفة العقلیة الحاصلة من مطالعة الکتب السماویة بالمعرفة الحسیة فی ان کلا منهما یتعذر الاشتباه فیه ۱۲

وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ

اور آپ جس جگہ سے بھی باہر جاوین اپنا چہرہ مسجد حرام کیطرف رکھیئے۔ اور تم لوگ جہان کہین ہو اپنا چہرہ اسی کیطرف رکھا کرو تاکہ لوگون کو تمہارے مقابلہ مین

عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِي وَلِأُتِمَّ نِعْمَتِي عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ○

گفتگو نرہے مگر اُن مین جو بے انصاف ہین تو ایسے لوگون سے اندیشہ نکرو اور مجھ سے ڈرتے رہو اور تاکہ تم پر جو میرا انعام ہے اسکی تکمیل کردون اور تاکہ تم راہ پر رہو

(چونکہ شریعت محمدیہ بھی ایک مستقل دین ہے اسکا قبلہ بھی ایک خاص ہوگیا جب حکمت سب پر ظاہر ہوچکی) سو (مسلمانو) تم (اب اس بحث کو چھوڑ کر اپنے دین کے) نیک کامون مین لگا کرو (کیونکہ ایک روز اپنے مالک سے سابقہ پڑنا ہی چنانچہ) تم خواہ کہین ہوگے (لیکن) اللہ تعالیٰ تم سبکو (اپنے اجلاس مین) حاضر کردینگے (اسوقت نیکیون پر جزا اور اعمال بد پر سزا ہوگی اور) بالیقین اللہ تعالیٰ ہر امر پر پوری قدرت رکھتے ہین اور (اس حکمت کا مقتضا بھی یہی ہے کہ سب لوگ نماز مین کعبہ کیطرف رخ ہوتا ہے اسیطرح اگر مدینہ سے یا اور کہین سے) جس جگہ سے بھی (کہین سفر مین) آپ باہر جاوین تو (بھی) اپنا چہرہ (نماز مین) مسجد حرام (یعنی کعبہ) کیطرف رکھا کیجیے (غرض حضر و سفر سب حالتون کا یہی قبلہ ہے) اور یہ (حکم عام قبلہ کا) بالکل حق (اور صحیح) ہی (اور) منجانب اللہ (ہے) اور اللہ تعالیٰ تمہارے کیے ہوئے کامون سے اصلا بیخبر نہین **حکمت سوم تحویل قبلہ** وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِي وَلِأُتِمَّ نِعْمَتِي عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿۱۵۰﴾ اور (مکرر یہ کہا جاتا ہے کہ) آپ جس جگہ سے بھی (سفر مین) باہر جاوین (اور حضر مین تو وجہ اسکے کہ تجویز قانون کے وقت آپ مقیم ہی تھے بدرجہ اولیٰ) اپنا چہرہ (نماز مین) مسجد حرام (یعنی کعبہ) کیطرف رکھئے اور [illegible] اور یہ حکم اسلیے [illegible] آخر الزمان [illegible] اسیطرح بھی [illegible] تحویل قبلہ [illegible] کعبہ کیطرف نماز پڑھتے ہین لیکن جب ایسے مہمل اعتراضون سے دین حق کو کوئی ضرر نہین پہونچ سکتا) تو ایسے لوگون سے (اصلا) اندیشہ نکرو (اور انکے اعتراضون کے جواب کی فکر مین مت پڑو) اور مجھ سے ڈرتے رہو (کہ میرے احکام کی مخالفت نہونے پاوے کہ یہ مخالفت البتہ تمکو مضرت ہے) اور (مینے ان سب احکام مذکورہ پر عمل کرنیکی توفیق بھی دی) تاکہ تم پر جو (کچھ) میرا انعام (اکرام متوجہ) ہی (تمکو آخرت مین داخل بہشت کرکے) اسکی تکمیل کردون اور تاکہ (دنیا مین) تم راہ راست (حق) پر (کہ اسلام ہے قائم رہنے والے مین) رہو (جسپر وہ تکمیل نعمت مرتب ہوتی ہے) **ف** چونکہ امر قبلہ نہایت مہتم بالشان تھا اور نیز اسمین مخالفین کا شغب بھی زیادہ تھا اور نیز اسکے بعض جزئیات خاصہ کی تعیین احکام مین تردد بھی ہوسکتا تھا اسلئے کئی کئی پہلو سے بیان کیا اور حکمتین بھی متعدد ارشاد ہوئین اور حضر و سفر کیلیے عام عنوان حیثما کنتم بھی لائے اور حکم حضر کی تخصیص کا اشارہ الگ کیا اور اسکے ساتھ سفر کے حکم کی الگ تصریح کی تاکہ حضر مین توجہ الی الکعبہ کے حکم سے وہم مقصودیت جہت جنوب کا جسطرف مدینہ سے کعبہ واقع ہے نہ پڑجاوے اور سفر کا موقع زیادہ شبہہ کا تھا کہ شاید راہ کا حکم جدا ہو منزل کا جدا ہو اس لیے اسکو مکرر لائے۔ اور عربی مین کلمہ من ابتدا کیلیے ہی جسکے مدلول سے واضح ہوگیا کہ شروع سفر سے یہی حکم ہی راہ اور منزل سب کا حکم معلوم ہوگیا پھر خطاب خاص الگ کیا اور خطاب عام الگ کیا حضر کے متعلق بھی اس خاص و عام کو لائے اور سفر کے متعلق بھی لائے اور آیہ قد نری مین ایک بار اسکے حق ہونیکی تصریح فرمائی پھر رکوع کے ختم پر دوبارہ یہی تصریح کی

النحو ومن حيث خرجت في روح المعاني من ابتدائية لان الخروج اول الفعل (روح المعاني)۱۲ على محمد دينه فتوجه لقبلته الكريم علم انكم اهدى منه سبيلا وليوشكان يدخل في دينكم فانزل الله لئلا يكون للناس عليكم حجة الا الذين ظلموا الآية قلت اي فالمراد بالظالمين هولاء وكان نزاعهنا

الروايات في لباب النقول اخرج ابن جرير من طريق السدي باسانيده قال لما صرف النبي صلى الله عليه وسلم نحو الكعبة بعد صلوته الى بيت المقدس قال المشركون من اهل مكة تحير من المشركين واما غيرهم من اليهود فمن هولاء الظالمين ايضا كذا في التفسير۱۲

ملحقات الترجمة

له قوله حجت کا موقع نرہے اخذته من روح المعاني۱۲

له قوله پوری قدرت افاده صيغة المبالغة۱۲

له قوله حكم عام اشارة الى عدم التكرار۱۲

له قوله اصلا افاده البائي خبر ليس۱۲

له قوله مكرر اشارة الى حمل على التكرار للتاكيد للاعتناء بشان القبلة۱۲

له قوله اتنے نبیون کے قبلہ ہونا لان بعض الانبياء كابراهيم عليه السلام كان قبلته الكعبة هو نصلي هو ابا انه ولجه انطليته وانه عليه السلام اصل لاولاد الانبياء الذين كان قبلتهم الصخرة۱۲

له قوله توفیق بھی دی اشارة الى تقدير عامل في لاتم اي وفقكم بقبول الحق والعمل لاتم۱۲

له قوله بہشت لحديث معاذ بن جبل ان تمام النعمة دخول الجنة ذكره في روح المعاني من الادب المفرد للبخاري۱۲

له قوله تاکہ دنیا میں ماخذه تفسير البيضاوي باراده اي ابتداء الكلام باستعاره لعل للارادة كما صرح به عبد الحكيم۱۲

كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِّنْكُمْ يَتْلُوا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا

جسطرح تم لوگوں مین ہمنے ایک رسول کو بھیجا تم ہی مین سے ہماری آیات پڑھ پڑھکر تمکو سناتے ہین اور تمہاری صفائی کرتے رہتے ہین اور تمکو کتاب اور فہم کی باتین بتلاتے رہتے ہین اور تمکو ایسی باتین

لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ ۝ فَاذْكُرُونِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ ع

[illegible]

تعلیم کرتے رہتے ہین جنکی تمکو خبر بھی نہ تھی - ان پر مجکو یاد کرو مین تمکو یاد رکھونگا اور میری شکرگزاری کرو اور میری ناسپاسی مت کرو -

پھر آیہ ومن حیث خرجت موقع اول مین سہ بارہ بھی تصریح فرمائی اور اس حکم کے قبول کرنے والون کے بادایت ہونیسے اس مضمون کو شروع بھی فرمایا یھدی من یشاء اور اسی پر ختم بھی فرمایا لعلکم تھتدون اور فاستبقوا الخیرات اور لا تخشوھم مین مجادلہ ومنازعت سے یکسو اور بےغم ہونے کی طرف اشارہ سے دلالت کرکے اس حکم کی غایت وضوح پر بھی دلالت فرمادی جیساکہ تقریر تفسیر سے معلوم ہوا اور اسکے ضمن مین یہ تعلیم بھی ہوگئی کہ جب معترض کا عناد قرائن سے معلوم ہوجاوے پھر اسکا جواب دینا لاحاصل ہے اگر کسی طالب حق کو اس اعتراض سے شبہہ ہوجاوے اسکی اصلاح ضرور کردیجاوے **ربط** یہانتک بحث قبلہ کی چلی آرہی ہے اب اسکو ایسے مضمون پر ختم فرمانا چاہتے ہین جو اس بحث کی تمہید کے آغاز مین بضمن دعای ابراہیم علیہ السلام بانی کعبہ کے مذکور ہوا تھا یعنے مبعوث ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اولاد ابراہیم مین سے ایک خاص شان کے ساتھ پس آغاز وانجام کی اتحاد مین اشارہ ہوگیا کہ کعبہ کا ان نبی کی شریعت مین قبلہ مقرر ہونا مقام تعجب نہین کیونکہ کعبہ بناء ابراہیم ہے اور یہ نبی ابن ابراہیم ہین اور اس بنا کے قبول ہونیکی اور اس ابن کے رسول ہونیکی انہون نے دعا بھی کی تھی تو نے انکی دونون دعائین منظور فرمائین اور کعبہ کو اس نبی کی شرع موبد الی القیامۃ مین قبلہ مقرر کردیا جو کہ منجملہ آثار عظیمہ قبول بناء ہے اور اس اشارہ سے یہ اتحاد آغاز وانجام کا نہایت ہی مستحسن ہوگیا پس ارشاد ہے **واخبار بعثت محمدیہ** كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِّنْكُمْ يَتْلُوا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ ﴿۱۵۱﴾ (یعنے ہمنے کعبہ کو قبلہ مقرر کرکے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ایک دعا جو درباب مقبولیت بنا کعبہ تھی اسطرح قبول کی) جسطرح (انکی دوسری دعا جو درباب بعثت محمدیہ کے تھی قبول کی کہ) تم لوگون مین ہمنے ایک (عظیم الشان) رسول کو بھیجا (جوکہ) تم ہی مین سے (ہین اور وہ) ہماری آیات (واحکام) پڑھ پڑھ کر تمکو سناتے ہین اور (خیالات ورسوم جہالت سے) تمہاری صفائی کرتے رہتے ہین اور تمکو کتاب (الہی) اور فہم کی باتین بتلاتے رہتے ہین اور تمکو ایسی (مفید) باتین تعلیم کرتے رہتے ہین جنکی تمکو خبر بھی نہ تھی (اور نہ کتب سابقہ یا عقل انکے لیے کافی تھی اور اسی شان کے رسول کے مبعوث ہونیکی ابراہیم علیہ السلام کی دعا تھی سو اسکا ظہور ہوگیا) **ف** اس آیت کے اکثر الفاظ پہلی آیت مین ہین وہان تفسیر دیکھ لینا چاہیئے **ربط** چونکہ اوپر کی آیات مین حق تعالے کی بڑی بڑی نعمتون کا مذکور ہے یعنی کعبہ کا قبلہ بنانا - اسوجہ سے ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ تعلق ہونا ملت مین ابراہیم علیہ السلام وجمیع انبیاء علیہم السلام کے ساتھ موافقت یا تحویل قبلہ کے وقت طریق اطاعت پر ثابت رہنا - ایسے رسول کی امت اور تابع ہونا اس لیے آیت آیندہ مین منعم کے ذکر اور انکی نعمت کے شکر کا حکم فرماکر آیات مذکورہ کے مضمون کی بوجہ احسن تکمیل اور تتمیم فرماتے ہین **حکم ذکر وشکر** فَاذْكُرُونِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ ﴿۱۵۲﴾ ان (مذکورہ نعمتون) پر مجکو (منعم ہونیکی حیثیت سے) یاد کرو مین تمکو (عنایت سے) یاد رکھونگا اور میری (نعمت کی) شکرگزاری کرو اور (انکار نعمت یا ترک اطاعت سے) میری ناسپاسی مت کرو **ربط** تحویل قبلہ پر جو مخالفین کیطرف سے اعتراض تھا اسکے دو اثر تھے ایک یہ اسلام پر کہ اعتراض

ملحقات الترجمۃ

۵۱ قولہ اسطرح قبول کی اشارۃ الی تعیین المشبہ وہو العامل فی الکاف ای استجبنا دعاء ابراہیم فی قبول بناءہ بجعلہ قبلۃ مستمرۃ کما استجبنا دعاءہ فی بعثتہ ہذا الرسول الذی ہو صاحب تلک القبلۃ بارسالنا ایاہ ۱۲

۵۲ قولہ عظیم الشان افادہ تنوین الرسول ۱۲

۵۳ قولہ ان مذکورہ نعمتون پر لان محصلہ الترتیب المستفاد من الفاء ۱۲

۵۴ قولہ عنایت سے فاندفع الاشکال باستحالۃ النسیان علیہ تعالی وجہ الدفع ظاہر لان انتفاء الذکر المقید لا یستلزم انتفاء الذکر المطلق وانتفاء المطلق ہو النسیان فلم یلزم النسیان ۱۲

اللغات واشکروا لی واشکرونی بمعنی ولی افصح ۱۲ روح المعانی -

البلاغۃ فی روح المعانی فیکم متعلق بارسلنا وقدم علے المفعول الصریح تعجیلا بادخال السرور ولما فی صفاتہ من الطول وایثار صیغۃ المتکلم مع الغیر (فی ارسلنا) بعد التوحید (فی اتم) افتنان وجریان علی سنن الکبریاء واشارۃ الی عظمۃ نعمۃ ہذا الارسال وہذا الرسول صلی اللہ علیہ وسلم یتلو صفۃ رسولا وفیہ اشارۃ الی طریق اثبات نبوتہ صلے اللہ علیہ وسلم لان تلاوۃ الامی الآیات الخارجۃ عن طوق البشر باعتبار بلاغتہا واشتمالہا علی الاخبار بالمغیبات والمصالح التی ینتظم بہا امر المعاد والمعاش اقوی دلیل علی نبوتہ آہ فاذکرونی واختتام ہذا الکلام الذی امتد من قولہ واذ ابتلی بما ختم بہ الکلام السابق علیہ فی خطاب بنی اسرائیل المفتتح بہ ایضا من الامر بالذکر المراد بہ الشکر فیہ من الحسن ما لا یخفی ۱۲

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ

اے ایمان والو صبر اور نماز سے سہارا حاصل کرو بلاشبہ حق تعالیٰ صبر کرنیوالونکے ساتھ رہتے ہین اور جو لوگ اللہ کی راہ مین قتل کیے جاتے ہین

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۝

اُنکی نسبت یون بھی مت کہو کہ وہ مردے ہین بلکہ وہ لوگ زندہ ہین لیکن تم حواس سے ادراک نہین کر سکتے۔

مذہب کی حقانیت مین شبہہ پیدا کیا جایا کرتا ہی اوپر کی آیتون مین اس اعتراض کا جواب دیکر اس اثر کا دفع کرنا مقصود تھا۔ دوسرا اثر طبائع اہل اسلام پر کہ اعتراض سے بالخصوص جواب دینے کے بعد بھی اسپر بیجا اصرار کرنے سے قلب مین رنج اور صدمہ پیدا ہوتا ہی آیت آیندہ مین تخفیف حزن کا طریقہ کہ صبر و صلوٰۃ ہی بتلا کر اس دوسرے اثر کو زائل فرماتے ہین **تعلیم صبر و صلوٰۃ** يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ اے ایمان والو (طبیعتون مین سے غم ہلکا کرنے کے بارہ مین) صبر اور نماز سے سہارا (اور مدد) حاصل کرو بلاشبہہ حق تعالیٰ (ہر طرح سے) صبر کرنے والونکے ساتھ رہتے ہین (اور نماز پڑھنے والونکے ساتھ تو بدرجۂ[ل] اولے) **ف** وجہ یہ کہ نماز سب سے بڑی عبادت ہی جب صبر مین یہ وعدہ ہی تو نماز جو اُس سے بڑھکر ہے اُسمین تو بدرجۂ اولی یہ بشارت ہوگی اور صبر کو تخفیف حزن مین دخل اور اثر ہونا تو ظاہر اور مشاہد ہی رہا یہ کہ نماز کو اسمین کیا دخل ہی سو اول تو جیسے بعض ادویہ فاعل بالخاصہ ہوتی ہین اور تجربہ سے اُس خاصیت کا حکم کیا جاتا ہی اسیطرح سے اگر بعض اعمال بھی فاعل بالخاصہ ہون تو اسمین تعجب کیا ہی چنانچہ نماز جو حضور قلب کے ساتھ ہو جسکے بدون نماز مثل دوا ہی کہنہ کے ہی اسمین جسکا جی چاہے اس خاصیت کا تجربہ کرکے دیکھ لے کہ مشاہدہ کے بعد سوال ہی کی گنجایش نرہیگی اور اگر مثل ادویہ فاعلہ بالکیفیۃ کے نماز مین اس اثر کی لم اور علت ہی تحقیق کرنیکا شوق ہو تو اسکی توجیہ بھی سمجھ مین آسکتی ہے کہ مدار تخفیف حزن کا قلب کو دوسری شئے کیطرف متوجہ کر دینے پر ہی اس سی بہت جی بہل جاتا ہی پس جب نماز مین حضور قلب کے ساتھ مشغولی ہوگی اُس سے عبادت و معبود کی طرف یکسوئی اور توجہ ہوگی اور اس عمل کی تکرار سے وہ واقعہ غم انگیز تخیلہ سے غائب اور اُسکا اثر ضعیف ہونا شروع ہوگا ربط اور پر ایک خاص ناگوار واقعہ مین صبر کی تعلیم اور صابرین کی فضیلت بیان فرمائی تھی آیات آیندہ مین اور بھی بعض واقعات خلاف طبع کی تفصیل اور اُنمین صبر کی ترغیب اور فضیلت بیان فرماتے ہین جنمین قتل و قتال مع الکفار کا مضمون مقدم فرماتے ہین دو وجہ سے اول بوجہ اعظم ہونیکے کہ اعظم پر صبر کرنے والا اصغر پر بدرجۂ اولے صبر کریگا دوسرے خاص طور پر مناسب مقام ہونیکی وجہ سے کیونکہ معترضین مذکورین کے ساتھ یہ معاملہ پیش آتا تھا **فضیلت قتل فی سبیل اللہ** وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۝ اور جو لوگ اللہ کی راہ مین (یعنے دین کیواسطے) قتل کیے جاتے ہین اُن کی ایسی فضیلت ہی کہ اُن[ل] کے نسبت یون بھی مت کہو کہ وہ (معمولی مردون کیطرح) مردے ہین بلکہ وہ لوگ (ایک ممتاز حیات کے ساتھ) زندہ ہین لیکن تم (ان) حواس سی (اُس حیات کا) ادراک نہین کر سکتے **ف** ایسے مقتول کو شہید کہتے ہین اور اسکی نسبت گو یہ کہنا کہ وہ مرگیا صحیح اور جائز ہے لیکن اُسکی موت کو دوسرے مُردونکی سی موت سمجھنے کی ممانعت کیگئی ہی وجہ اُسکی یہ ہی کہ بعد مرنیکے گو برزخی حیات ہر شخص کی روح کو حاصل ہی اور اُسی سی جزا و سزا کا ادراک ہوتا ہی لیکن شہید کو اس حیات مین اور مُردون سے ایک گونہ امتیاز ہی اور وہ امتیاز یہ ہی کہ اسکی یہ حیات آثار مین اوروں سے قوی ہی جسطرح انملہ یعنی سر انگشت مین ذکا حس کہ آثار حیات سے ہی بہ نسبت عقب یعنی پاشنہ کے طبًّا و حسًّا قوی ہی حتی کہ شہید کی اُس حیات کی قوت کا ایک اثر برخلاف معمولی مُردونکے اُسکے جسد ظاہری تک بھی پہونچا ہی کہ اُسکا جسد باوجود مجموعہ گوشت و پوست ہونیکے خاک سے متاثر نہین ہوتا اور مثل جسد زندہ کے صحیح سالم رہتا ہی جیسا کہ احادیث اور مشاہدات شاہد ہین پس اس امتیاز کی وجہ سے شہداء کو احیاء کہا گیا اور انکو دوسرے اموات کے برابر اموات کہنے کی ممانعت کیگئی اور یہی حیات ہی جسمین حضرات انبیاء علیہم السلام شہداء سے بھی زیادہ امتیاز

تعلیم صبر و صلوٰۃ در تخفیف غم

ملحقات الترجمۃ

[ل] قولہ بدرجۂ اولی ہکذا فی روح المعانی فلا حاجۃ الی ادخال الصلوۃ فی الصبر کما ہو المشہور ۱۲

[ل] قولہ اُنکی نسبت فاللام فیہ کاللام فی قولہ قال الذین کفروا للذین آمنوا لو کان خیرا ۱۲

اللغات الشعور الاحساس و مشاعر الانسان حواسہ و اصلہ الشعر و منہ الشعار ۱۲ بیضاوی
النحو اموات ای ہم اموات ۱۲ بیضاوی

الروایات۔ فی روح المعانی اخرج ابن مندۃ عن ابن عباس رضہ فی شہداء بدر و کانوا عدۃ لیالیہ ثمانیۃ من الانصار و ستۃ من المہاجرین رضہ و نزلت الآیۃ فیہم ۱۲

وَلَنَبْلُوَنَّكُم بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ۗ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ۝ الَّذِينَ

اور ہم تمہارا امتحان کرین گے کسیقدر خوف سے اور فاقہ سے اور مال اور جان اور پھلون کی کمی سے اور آپ ایسے صابرین کو بشارت سنا دیجیے

إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۝ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۖ

ان پر جب کوئی مصیبت پڑتی ہی تو وہ کہتے ہین کہ ہم تو اللہ تعالی ہی کی ملک ہین اور ہم سب اللہ تعالی ہی کے پاس جانے والے ہین ان لوگون پر خاص خاص رحمتین بھی انکے پروردگار کیطرف سے ہونگی اور عام رحمت بھی ہوگی

وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ۝

اور یہی لوگ ہین جنکی رسائی ہو گئی

اور قوت رکھتے ہین حتی کہ بعد موت ظاہری کے سلامت جسد کے ساتھ ایک اثر اس حیات کا اس عالم کے احکام مین یہ بھی ظاہر ہوتا ہی کہ مثل ازواج احیاء کے انکی ازواج سے کسیکو نکاح جائز نہین ہوتا اور انکا مال میراث مین تقسیم نہین ہوتا پس اس حیات مین سب سے قوی تر انبیاء علیہم السلام ہین پھر شہداء پھر اور معمولی مُردے البتہ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہی کہ بعض اولیاء و صالحین بھی اس فضیلت مین شہداء کے شریک ہین سو مجاہدہ نفس مین مرنے کو بھی معنی شہادت مین داخل سمجھینگے اس طور پر وہ بھی شہداء ہوئے یا یون کہا جاوے کہ تخصیص شہداء کی عام مردون کے اعتبار سے اضافی ہی ان خواص کے اعتبار سے حقیقی نہین اور اگر کسی شخص نے کسی شہید کی لاش کو خاک[1] خوردہ پایا ہو تو سمجھ لے کہ ممکن ہی اسکی نیت خالص نہو جسپر مدار ہی قتل کے شہادت ہونیکا اور صرف قتل شہادت نہین ہی اور چونکہ برزخ حواس سے مدرک نہین ہوتا اسلیے لا تشعرون فرمایا گیا **ربط** مواقع صبر مین سے بڑے واقعہ کو بیان کر کے اس سے چھوٹے واقعات کا آگے بیان فرماتے ہین جس سی یہ بھی معلوم ہو جاویگا کہ ہمارے دربار مین صبر کی اعلی قسم کیطرح اس سے ادنی قسم کی بھی قدر ہی **فضیلت صبر و بعضے از مواقع آن** وَلَنَبْلُوَنَّكُم بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ۗ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ﴿١٥٥﴾ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ﴿١٥٦﴾ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ﴿١٥٧﴾ اور (دیکھو) ہم (صفت رضا و تسلیم مین جو کہ مقتضا ایمان کا ہے) تمہارا امتحان کرینگے کسیقدر[2] خوف سے (جو کہ ہجوم مخالفین یا نزول حوادث و شدائد سے پیش آوے) اور (کسیقدر فقر و) فاقہ سے اور (کسیقدر) مال اور جان اور پھلون کی کمی سے (مثلاً مواشی مر گئے یا کوئی آدمی مر گیا یا بیمار ہو گیا یا پھل اور کھیتی کی پیداوار تلف ہو گئی) اور (جو لوگ ان امتحانون مین پورے اتر آوین اور مستقل رہین تو) آپ ایسے صابرین[3] کو بشارت سنا دیجیے (جنکی یہ عادت ہے) کہ ان پر جب کوئی مصیبت پڑتی ہی تو وہ (دل سے سمجھکر یون) کہتے ہین کہ ہم تو[4] (مع مال و اولاد حقیقۃً) اللہ تعالی ہی کی ملک ہین (اور مالک[5] حقیقی کو اپنی ملک مین ہر طرح کے تصرف کا اختیار حاصل ہی اس سے مملوک کو تنگ ہونا کیا معنے) اور ہم سب (دنیا سے) اللہ تعالی ہی کے پاس جانے والے ہین (سو یہان کے نقصانون کا بدلہ وہان جاکر مل رہیگا اور جو مضمون بشارت کا انکو سنایا جاویگا وہ یہ ہی کہ) ان لوگون پر (جدا جدا) خاص خاص[6] رحمتین بھی انکے پروردگار کی طرف سے (مبذول) ہونگی اور (سب پر بالاشتراک) عام رحمت بھی ہوگی اور یہی لوگ ہین جنکی (حقیقت حال تک) رسائی ہو گئی (کہ حق تعالی کو مالک اور نقصان کا تدارک کر دینے والا سمجھ گئے) **ف** اللہ تعالی کیطرف سے جو بندون کا امتحان ہوتا ہے اسکی حقیقت آیت و اذ ابتلی ابراہیم ربہ کی تفسیر مین گذر چکی ہے اور قبل وقوع واقعات خبر دینے مین یہ فائدہ ہوا کہ صبر آسان ہو جاتا ہی ورنہ دفعۃً کوئی صدمہ پڑنے سے زیادہ پریشانی ہوتی ہے اور یہ خطاب ساری امت کو ہے تو سب کو سمجھ لینا چاہیئے کہ دنیا دار المحن ہی یہان کے حوادث کو عجیب اور بعید نہ سمجھنا چاہیئے تو بے صبری نہوگی اور چونکہ یہ لوگ نفس عمل صبر مین سب مشترک ہین اسلیے اسکا صلہ مشترکہ تو عام رحمت ہی جو نفس صبر پر موعود ہے اور چونکہ مقدار اور شان اور خصوصیت ہر صابر کی جدا ہی ان خصوصیات کا صلہ جدا جدا خاص عنایتون سے ہوگا جو ان خصوصیات پر موعود ہین جیسے دنیا مین مواقع انعام پر دعوت طعام تو عام ہوتی ہی پھر روپیے اور جوڑے ہر ایک کو علی قدر الحیثیت والخدمت دیے جاتے ہین اور جو مضمون صابرین کیطرف سے نقل فرمایا ہی حقیقت مین مقصود اسکی تعلیم ہے اور یہ مضمون علاوہ مثمر ثواب ہونیکے اگر دل سے سمجھا جاوے تسکین قلب مین بھی نہایت قوی الاثر ہے **ربط** آیات متقدمہ مین و اذ ابتلی سے دور تک خانہ کعبہ کا مفصل مذکور ہوا ہی جسکے اول مین خانہ کعبہ کے معبد ہونیکا بیان تھا اور اس سے آگے دعاے ابراہیمی کی حکایت تھی کہ انہون نے اسکے متعلق

ملحقات الترجمہ

[1] **قولہ** خاک خوردہ پایا ہو الخ واندفع بہذا الجواب نفی صاحب روح المعانی ہذا الاثر من حرمۃ اجسادہم علے الارض الوارد بہ الاحادیث ۱۲

[2] **قولہ** کسیقدر مرادا لان العطف حکمۃ تکریر العامل ۱۲

[3] **قولہ** ایسے صابرین فاللام للعہد ۱۲

[4] **قولہ** ہم تو مع مال و اولاد اشارۃ الی ان المتکلم مع الغیر شمل کل ما یہمنا ۱۲

[5] **قولہ** مالک حقیقی فلا یرد ان مع کوننا مالکین لبعض الاشیاء لا یجوز لنا ان نتصرف فیہ کیف نشاء کقتل عبدنا مثلا ۱۲

[6] **قولہ** خاص خاص الی قولہ عام فلم یقع التکرار والقرینۃ علے حمل الاول علی خاص خاص حسب استعداد الصابرین والثانی علے العام جمع الصلوات ووحد الرحمۃ ولم یغیر معنی الصلوۃ عن الرحمۃ کما علیہ اکثر اہل اللغۃ ان اصل الصلوۃ الدعاء ومن اللہ الرحمۃ ولکان ان تقول کما قال صاحب الکشاف ان الصلوۃ الحنو والتعطف فوضعت موضع الرافۃ وجمع بینہا وبین الرحمۃ کقولہ تعالی رافۃ ورحمۃ رؤف رحیم والمعنی علیہم رافۃ بعد رافۃ ورحمۃ ای رحمۃ اطلقت علیہا صلوۃ ان النظر فی الصلوات ۱۲

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰہِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَیْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْہِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِہِمَا ؕ وَمَنْ

تحقیقا صفا اور مروہ منجملہ یادگار خداوندی ہین سو جو شخص حج کرے بیت کا یا عمرہ کرے اسپر ذرا بھی گناہ نہین ان دونون کی آمدورفت کرنے مین ۔ اور جو شخص

تَطَوَّعَ خَیْرًا ۙ فَاِنَّ اللّٰہَ شَاکِرٌ عَلِیْمٌ ۞ اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَالْہُدٰی مِنْۢ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰہُ

خوشی سے کوئی امر خیر کرے حق تعالےٰ قدردانی کرتے ہین خوب جانتے ہین جو لوگ اخفا کرتے ہین اُن مضامین کا جنکو ہمنے نازل کیا ہی جو کہ واضح ہین اور ہادی ہین بعد اسکے کہ ہم اُن کو کتاب مین

لِلنَّاسِ فِی الْکِتٰبِ ۙ

عام لوگون پر ظاہر کر چکے ہون ۔

تعلیم مناسک کی درخواست کی تھی اور مناسک مین حج وعمرہ بھی داخل ہی پس بیت اللہ کا معبد ہونا جیسے اُسکے قبلۂ نماز بننے سے ہی ایسے ہی اُسکے مقصد حج و عمرہ ہونے سے بھی پس جب آیات متقدمہ کے آخر مین جو ابھی گذری ہین اُسکے قبلہ ہونے کی بحث مذکور ہوئی اور اسی سلسلہ مین فضائل صابرین کے بیان کر دیے گئے اب آیت آیندہ مین اُسکے مقصد حج وعمرہ بننے کے متعلق ایک مضمون کا بیان ہے وہ یہ کہ صفا و مروہ دو پہاڑیان مکہ مین ہین حج وعمرہ مین کعبہ کا طواف کرکے انکے درمیان مین دوڑتے چلتے ہین جسکو سعی کہتے ہین چونکہ زمانہ جاہلیت مین بھی یہ سعی ہوتی تھی اس لیے بعض مسلمانون کو شبہہ ہوگیا کہ شاید یہ افعال جاہلیت سے ہو اور موجب گناہ ہو اور بعض جاہلیت مین ہی گناہ سمجھتے تھے انکو یہ شبہہ ہوا کہ شاید اسلام مین بھی گناہ ہو اللہ تعالےٰ کو یہ شبہہ دفع فرمانا مقصود ہے پس مضمون سابق کعبہ کے قبلۂ نماز ہونے پر اعتراض کفار کا دفع کرنا تھا اور مضمون لاحق کعبہ کے مقصد حج وعمرہ ہونے کے ایک متعلق امر یعنی صفا و مروہ کی سعی پر شبہہ مومنین کا ازالہ فرمانا ہی یہ وجہ دونون مضمونون مین ربط کی ہی **ازالہ شبہہ سعی صفا و مروہ** اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰہِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَیْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْہِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِہِمَا ؕ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا ۙ فَاِنَّ اللّٰہَ شَاکِرٌ عَلِیْمٌ ۞ (صفا و مروہ کی سعی مین کوئی شبہہ نکرو کیونکہ) تحقیقا صفا اور مروہ (اور انکے درمیان مین سعی کرنا) منجملہ یادگار (دین) خداوندی ہین سو جو شخص حج کرے بیت (اللہ) کا یا (اسکا) عمرہ کرے اسپر ذرا[۱] بھی گناہ نہین (ہوتا جیسا تمکو شبہہ ہوگیا) ان دونون کے درمیان (حسب قاعدہ معلومہ) آمدورفت کرنے مین (جسکا نام سعی ہے اور گناہ کیا بلکہ ثواب ہوتا ہی کیونکہ یہ سعی تو شرعا امر خیر ہے) اور (ہمارے یہان کا ضابطہ ہے کہ) جو شخص خوشی سے کوئی امر خیر کرے حق تعالےٰ (اُسکی بڑی) قدردانی[۲] کرتے ہین (اور اُس خیر کرنیوالے کی نیت وخلوص) خوب جانتے ہین (پس اس ضابطہ کی رو سے سعی کرنے والے کو علی قدر الخلوص ثواب عنایت ہوگا) **ف** حج اور عمرہ اور سعی کا طریقہ فقہ کی کتابون مین مذکور ہے اور یہ سعی امام احمد رح کے نزدیک سنت مستحبہ ہے اور مالک رح و شافعی رح کے نزدیک فرض ہی اور امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک واجب ہی کہ ترک سے ایک بکری ذبح کرنا پڑتی ہے **ربط** اوپر بحث قبلہ کے ضمن مین صاحب قبلہ کی نبوت کے متعلق اہل کتاب کے کتمان حق کرنے کا مضمون مذکور تھا اس آیت مین الذین اٰتینٰھم الکتاب یعرفونہ الی قولہ لیکتمون الحق آگے اس مضمون کی تتمیم کے واسطے کتمان حق کرنے والون کی اور اسپر اصرار کرنے والون کی وعید اور توبہ کرنے پر معافی کا وعدہ ارشاد فرماتے ہین **وعید کتمان حق و اصرار برآن مع وعدہ عفو تائب** اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَالْہُدٰی مِنْۢ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰہُ لِلنَّاسِ فِی الْکِتٰبِ ۙ

ملحقات الترجمہ

[۱] قولہ ذرا افادہ لا التی لنفی الجنس ۱۲

[۲] قولہ قدردانی کرتے ہین حملا للاسم الفاعل علی الحال ۱۲

النحو قولہ تطوع خیرا قال البیضاوی خیر النصب علی انہ صفۃ مصدر محذوف او بحذف الجار وایصال الفعل الیہ او بتعدیۃ الفعل لتضمنہ معنی اتی او فعل ۱۲

الفقہ استدل احمد علی الندب بنفی الجناح والمتبادر منہ عدم اللزوم وعلم کونہ مندوبا بقولہ شعائر اللہ والجواب ان فائدۃ ہذا العنوان نفی ظنہم الجناح فیہ وعلم وجوبہ بدلیل آخر کما اخرج الطبرانی عن ابن عباس قال سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان اللہ تعالی کتب علیکم السعی فاسعوا غیر ان الشافعی ومالکا حملاہ علی الرکنیۃ وابو حنیفۃ لظنیۃ سندہ حملہ علی الوجوب ۱۲ من روح المعانی

الروایات فی لباب النقول عن البخاری قال عاصم بن سلیمان سألت انسا عن الصفا والمروۃ قال کنا نری انہما من امر الجاہلیۃ فلما جاء الاسلام امسکنا عنہما فانزل اللہ تعالی ان الصفا والمروۃ وعن البخاری فی حدیث طویل عن عائشۃ ان الانصار قبل ان یسلموا کانوا یہلون لمناۃ الطاغیۃ وکان من اہل لہا یتحرج ان یطوف بین الصفا والمروۃ فسالوا عن ذلک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا یا رسول اللہ انا کنا نتحرج الی قولہ فانزل اللہ تعالی آہ قلت قد اشرت فی تقریر الربط الی کلا التوجیہین فافہم وفی لباب النقول اخرج ابن جریر وابن ابی حاتم من طریق سعید او عکرمۃ عن ابن عباس قال سال معاذ بن جبل وسعد بن معاذ وخارجۃ بن زید نفرا من احبار یہود عن بعض ما فی التوراۃ فکتموہم ایاہ وابوا ان یخبروہم فانزل اللہ فیہم ان الذین یکتمون الآیہ ۱۲

أُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ ۝ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَبَيَّنُوا فَأُولَٰئِكَ أَتُوبُ عَلَيْهِمْ

ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ بھی لعنت فرماتے ہیں اور لعنت کرنے والے بھی ان پر لعنت بھیجتے ہیں مگر جو لوگ توبہ کرلیں اور اصلاح کردیں اور ظاہر کردیں تو ایسے لوگوں پر میں متوجہ ہو جاتا ہوں

وَأَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ۝ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ

اور میری تو بکثرت عادت ہے توبہ قبول کرلینا اور مہربانی فرمانا البتہ جو لوگ اسلام نہ لاویں اور اسی حالت غیر اسلام پر مر جاویں ایسے لوگوں پر لعنت اللہ تعالیٰ کی اور فرشتوں کی

وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ۝ خَالِدِينَ فِيهَا ۖ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ ۝ وَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ

اور آدمیوں کی بھی سب کی وہ ہمیشہ ہمیشہ کو اسی میں رہینگے ان سے عذاب ہلکا نہ ہونے پاوے گا اور نہ ان کو مہلت دیجاویگی - اور جو تم سب کے معبود بننے کا مستحق

وَاحِدٌ ۖ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَٰنُ الرَّحِيمُ ۝ | ع ۱۹ / ۱۱

وہ تو ایک ہی معبود ہے اسکے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں رحمن ہے رحیم ہے

أُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ ۝ ۱۵۹ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَبَيَّنُوا فَأُولَٰئِكَ أَتُوبُ عَلَيْهِمْ ۚ وَأَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ۝ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ۝ ۱۶۱ خَالِدِينَ فِيهَا ۖ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ ۝ ۱۶۲ جو لوگ اخفا کرتے ہیں ان مضامین کا جنکو ہمنے نازل کیا ہے جو کہ (اپنی ذات میں) واضح ہیں اور (دوسروں کو) ہادی ہیں (اور اخفا بھی) اس (حالت) کے بعد کہ ہم ان (مضامین) کو کتاب (الٰہی توراۃ و انجیل میں نازل فرماکر) عام لوگوں پر ظاہر کر چکے ہوں ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ بھی لعنت فرماتے ہیں (کہ اپنی رحمت خاصہ سے انکو بعید کر دیتے ہیں) اور (دوسرے بہتیرے) لعنت کرنے والے بھی (جنکو اس فعل سے نفرت ہے) انپر لعنت بھیجتے ہیں (کہ انپر بد دعا کرتے ہیں ہاں) مگر جو لوگ (ان اخفا کرنے والوں میں اپنی اس حرکت سے) توبہ (یعنی حق تعالیٰ کے روبرو گذشتہ سے معذرت) کرلیں اور (جو کچھ انکے اس فعل سے خرابی ہوگئی تھی آیندہ کیلیے اسکی) اصلاح کردیں اور (اس اصلاح کا طریقہ یہ ہے کہ ان اخفا کیے ہوئے مضامین کو عام طور پر) ظاہر کردیں (تاکہ سبکو اطلاع ہوجاوے اور انپر بار اضلال نرہے اور اظہار معتبر عند الشرع یہ ہے کہ اسلام لے آویں کیونکہ اسلام نہ لانے میں نبوۃ محمدیہ کے متعلق عوام پھر بھی حق مخفی رہیگا وہ یہی سمجھینگے کہ اگر نبوۃ حق ہوتی تو یہ کتاب جاننے والے لوگ کیوں نہ اعتقاد لاتے خلاصہ یہ کہ یہ لوگ مسلمان ہو جاویں) تو ایسے لوگوں (کے حال) پر میں (عنایت سے) متوجہ ہو جاتا ہوں (اور انکی خطا معاف کر دیتا ہوں)

اور میری تو بکثرت عادت ہے توبہ قبول کرلینا اور مہربانی فرمانا (کوئی توبہ کرنے والا ہونا چاہیئے) البتہ جو لوگ (ان میں سے) اسلام نہ لاویں اور اسی حالت غیر اسلام پر مر جاویں ایسے لوگوں پر (وہ) لعنت (مذکورہ) اللہ تعالیٰ کی اور فرشتوں اور آدمیوں کی بھی سبکی (ایسے طور پر برسا کریگی کہ) وہ ہمیشہ ہمیشہ کو اسی (لعنت) میں رہینگے (حاصل یہ کہ وہ جہنم میں ہمیشہ کیلیے داخل ہونگے اور ہمیشہ کا جہنم میں رہنے والا ہمیشہ ہی خدا کی خاص رحمت سے دور بھی رہیگا اور ہمیشہ ملعون رہنا یہی ہے اور ہمیشگی لعنت کے ساتھ یہ بھی ہے کہ داخل ہونیکے بعد کسیوقت) ان (پر سے (جہنم کا) عذاب ہلکا (بھی) نہونے پاویگا اور نہ (داخل ہونیکے قبل) انکو (کسی میعاد تک) مہلت دیجاویگی (کیونکہ میعاد اسوقت دیجاتی ہے جبکہ مقدمہ میں کچھ گنجایش ہو اور گنجایش نہ ہونیمیں اول ہی پیشی میں حکم سزا ہو جاتا ہے - ربط آیت بالا میں کتمان حق پر جو وعید مذکور ہوئی ہر چند کہ ہر امر حق کے باب میں لفظاً عام ہے لیکن بقرینہ جملہ یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم اسکی مذکور تفسیر کے اعتبار سے باقتضا خصوصیت مقام زیادہ مقصود بالنظر مسئلہ رسالۃ محمدیہ علی صاحبہا الف الف سلام وتحیہ ہے پس اس لحاظ سے آیت بالا میں اثبات ہوا مسئلہ رسالت کا چونکہ اعتقاد توحید واعتقاد رسالت دونوں اعتبار شرع میں متلازم ہیں اس لیے آیت آیندہ میں مسئلہ توحید کی تقریر فرمائی جاتی ہے **تقریر توحید** وَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَٰنُ الرَّحِيمُ ۝ ۱۶۳ اور (ایسا معبود) جو تم سب کے معبود بننے کا مستحق ہے وہ تو ایک ہی معبود (حقیقی) ہے اسکے سوا کوئی عبادت کے لایق نہیں (وہی) رحمان ہے رحیم ہے (اور کوئی ان صفات میں کامل نہیں اور بدون کمال صفات معبودیت کا استحقاق باطل پس بجز معبود حقیقی کے کوئی اور مستحق عبادت نہوا - ربط مشرکین

ملحقات الترجمۃ

۵۱ قولہ جو اپنی ذات میں الخ اشارۃ الی الفرق بین البینات والہدی بان الاول صفۃ للکتاب باعتبار نفسہ والثانی باعتبار غیرہ من المکلفین فی المکان الدلائل الواضحۃ ظرفاً الی الہدی والمقصود یکون احدا وان تعدد الطرق تحسن وحدۃ الہدی وجمع البینات ویقولہ جو اشارۃ الی کون من بیانیۃ ویقولہ ہادی اشارۃ الی ان الہدی بمعنی اسم الفاعل ۱۲

۵۲ قولہ ان مضامین ترجمۃ ضمیر الواحد فی انزلناہ باعتبار لفظ الی معنی ما ۱۲

۵۳ قولہ بہتیرے اشارۃ الی کون الاستغراق عرفیاً ۱۲

۵۴ قولہ طریقہ یہی اشارۃ الی کون العطف تفسیریاً

۵۵ قولہ اسلام لے آویں الخ علیہ مقابلۃ بقولہ کفروا وایضا مع قیام الدلائل الشرعیۃ علیہ

۵۶ قولہ مذکورہ حملا للاضافۃ علی العہد

۵۷ قولہ سبکی بکون اجمعین مفیدا للجمیع لاشاملا للافراد بما ہو المجموع ہو المراد بقولہ الآتی ۱۲

۵۸ قولہ ایسے طور پر راعی فیہ کونہ حالا ۱۲

۵۹ قولہ برسا کریگی حملا للجملۃ الاسمیۃ علی الثبات والدوام ۱۲

۶۰ قولہ جہنم کا عذاب بکون اللام للعہد والمعہود ہو المدلول بقولہ لعنۃ فانہا ملزومۃ لہا ۱۲

۶۱ قولہ تم سب کے معبود بننے کا مستحق قال البیضاوی خطاب

[illegible]

اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَالنَّهَارِ وَالۡفُلۡكِ الَّتِیۡ تَجۡرِیۡ فِی الۡبَحۡرِ بِمَا یَنۡفَعُ النَّاسَ

بلاشبہ آسمانون کے اور زمین کے بنانے مین اور یکے بعد دیگرے رات اور دن کے آنے مین اور جہازون مین جو کہ سمندر مین چلتے ہین آدمیون کی نفع کی چیزین لے کر

وَمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنۡ مَّآءٍ فَاَحۡیَا بِهِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا وَبَثَّ فِیۡهَا مِنۡ کُلِّ دَآبَّةٍ ص وَّتَصۡرِیۡفِ الرِّیٰحِ

اور پانی مین جسکو اللہ تعالے نے آسمان سے برسایا پھر اُس سے زمین کو تر و تازہ کیا اُسکے خشک ہوئے پیچھے اور ہر قسم کے حیوانات اُسمین پھیلا دیے اور ہواؤن کے بدلنے مین

وَالسَّحَابِ الۡمُسَخَّرِ بَیۡنَ السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یَّعۡقِلُوۡنَ ○

اور ابر مین جو زمین و آسمان کے درمیان مقید رہتا ہے دلائل ہین ان لوگون کے لیے جو عقل رکھتے ہین۔

عرب نے جو آیت والٰھکم الٰہ واحد اپنے عقیدہ کے خلاف سنی تو تعجب سے کہنے لگے کہ کہین سارے جہان کا ایک معبود بھی ہوسکتا ہے اور اگر یہ دعوے صحیح ہے تو کوئی دلیل پیش کرنا چاہیے حق تعالے آگے دلیل توحید فرماتے ہین **دلیل توحید** اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَالنَّهَارِ وَالۡفُلۡكِ الَّتِیۡ تَجۡرِیۡ فِی الۡبَحۡرِ بِمَا یَنۡفَعُ النَّاسَ وَمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنۡ مَّآءٍ فَاَحۡیَا بِهِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا وَبَثَّ فِیۡهَا مِنۡ کُلِّ دَآبَّةٍ ص وَّتَصۡرِیۡفِ الرِّیٰحِ وَالسَّحَابِ الۡمُسَخَّرِ بَیۡنَ السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یَّعۡقِلُوۡنَ ○ ۱۶۴ بلاشبہ آسمانونکے اور زمین کے بنانے مین اور یکے بعد دیگرے رات اور دن کے آنے مین اور جہازون (کے چلنے) مین جو کہ سمندر مین چلتے ہین آدمیونکے نفع کی چیزین (اور اسباب) لیکر اور (بارش کے) پانی مین جسکو اللہ تعالی نے آسمان سے برسایا پھر اُس (پانی) سے زمین کو تر و تازہ[۵] کیا اُسکے خشک ہوئے پیچھے (یعنے اُسمین نباتات پیدا کیے) اور (اُن نباتات سے) ہر قسم کے حیوانات اُس (زمین) مین پھیلا دینے (کیونکہ حیوانات کی زندگی اور توالد و تناسل اسی غذاے نباتی کی بدولت ہے) اور ہواؤن کی (سمتین اور کیفیتین) بدلنے مین (کہ کبھی پُروا ہے کبھی پچھوا کبھی گرم ہے کبھی سرد) اور ابر (کے وجود) مین جو زمین و آسمان کے درمیان مقید (اور معلق) رہتا ہے (ان تمام چیزونمین) دلائل (توحید کے موجود) ہین اُن لوگون کے (استدلال کے) لیے جو عقل (سلیم) رکھتے ہین **ف** اس استدلال عقلی کا مختصر طریق یہ ہے کہ یہ اشیاء مذکورہ سب ممکن الوجود ہین بعض تو بداہۃً بسبب مشاہدہ وجود بعد العدم یا تغیر و تبدل احوال کے اور بعض بدلیل ترکیب من الاجزاء یا افتقار بعض الی البعض کے اور ممکن بوجہ متساوی الوجود والعدم ہونیکے محتاج ہوتا ہے کسی مرجح کا وہ مرجح اگر ممکن ہے تو اُسمین پھر یہی کلام ہوگا تو قطع تسلسل محال کیلیے انتہاء واجب ہے کسی واجب الوجود کیطرف یہ تو دلیل ہے وجود صانع کی آگے رہا اُسکا واحد ہونا سو اُسکی تقریر یہ ہے کہ اگر نعوذ باللہ متعدد مثلاً دو فرض کیے جاوین تو اُنمین سے کسیکا عاجز ہونا ممکن ہے یا دونون کا قادر ہونا ضرور ہے شق اول محال ہے کیونکہ عجز منافی ہے وجوب وجود کے اور شق ثانی پر اگر اُنمین سے ایک نے کسی امر کا مثلاً ایجاد زید کا ارادہ کیا تو دوسرا اسکے خلاف کا ارادہ کرسکتا ہے یا نہین اگر نہین کرسکتا تو اُسکا عجز لازم آویگا جو منافی وجوب وجود کے ہے اور اگر کرسکتا ہے تو اُسپر ترتب مراد کا ضروری ہے یا نہین اگر ضرور نہین تو تخلف مراد کا ارادہ قادر مطلق سے لازم آویگا جو کہ محال ہے اور اگر ضروری ہے تو دو مختلف مرادون کا اجتماع لازم آویگا کیونکہ ایک واجب کے ارادہ پر ایک مراد مرتب ہوا دوسرے واجب کے ارادہ پر دوسرا مراد اس مراد اول کی ضد مرتب ہوا تو اجتماع ضدین لازم آیا اور وہ محال اور مستلزم محال کو محال ہے تو تعدد واجب کا محال ہے پس وحدت واجب ہے اور یہی مطلوب تھا خوب سمجھ لو **ف۲** اسلام کے اصول یعنی توحید و رسالت کے مسائل عقلی ہین جیسا آیت مین یعقلون اسطرف اشارہ ہے اور فروع عقلی کا ہونا ضرور نہین البتہ کسی دلیل عقلی قطعی کے خلاف نہونا ضرور ہے افسوس ہے آجکل نوخیز طبائع ان دونون کو مخلوط کرکے عجب چکر مین پڑجاتے ہین جسکا اخیر انجام بددینی ہے خوب سمجھ لو **ف۳** آسمانون کا وجود ثابت ہے اور نفی کی دلیل کسی کے پاس نہین ہان یہ ممکن ہے کہ نظام طلوع و غروب مین آسمان کو دخل نہو لیکن اس سے نفی وجود کی لازم نہین آتی۔ **ربط** اوپر کی آیات مین توحید کا اثبات تھا آگے مشرکین کی غلطی اور وعید کا بیان فرماتے ہین۔

تقریر دلیل عقلی توحید

ملحقات الترجمہ

[۵] قولہ تر و تازہ کیا - حملا علی المجاز

مسئلہ اصول اسلام عقلی ہین

غلطی بعض اہل زمان

وجود آسمان

الروایات فی لباب النقول اخرج سعید بن منصور فی سننہ والفریابی فی تفسیرہ والبیہقی فی شعب الایمان عن ابی الضحی قال لما نزلت والٰھکم الٰہ واحد لا الٰہ الا ھو الرحمن الرحیم تعجب المشرکون وقالوا الٰھا واحدا لئن کان صادقا فلیاتنا بآیۃ فانزل اللہ ان فی خلق السمٰوات والارض الی قولہ لقوم یعقلون ثم اورد لہ شاہدین عن ابن ابی حاتم وابی الشیخ وابن مردویہ ۱۲

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ

اور ایک آدمی وہ ہیں جو علاوہ خداتعالیٰ کے اوروں کو بھی شریک قرار دیتے ہیں ان سے ایسی محبت رکھتے ہیں جیسی محبت اللہ سے ہو اور جو مومن ہیں انکو اللہ تعالیٰ کیساتھ نہایت قوی محبت ہے اور کیا خوب ہوتا

ظَلَمُوْٓا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ ○ اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِيْنَ

اگر یہ ظالم جب کسی مصیبت کو دیکھتے تو یہ سمجھ لیا کرتے کہ سب قوت حق تعالیٰ ہی کو ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب سخت ہوگا جبکہ وہ لوگ جنکے کہنے پر دوسرے چلتے تھے ان لوگوں سے صاف الگ ہو جاوینگے

اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ ○ وَقَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ

جو انکے کہنے پر چلتے تھے اور سب عذاب کا مشاہدہ کرلینگے اور باہم ان میں جو تعلقات تھے اسوقت سب قطع ہو جاوینگے اور یہ تابع لوگ یوں کہنے لگینگے کسیطرح ہم سبکو ذرا ایکدفعہ جانا مل جاوے توہم بھی ان سے

مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا ؕ كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ ؕ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ ○

صاف الگ ہو جاویں جیسا یہ ہمسے صاف الگ ہو بیٹھے اللہ تعالیٰ یوں ہی انکی بداعمالیوں کو نرالی ارمان کرکے انکو دکھلاوینگے اور انکو دوزخ سے نکلنا کبھی نصیب نہ ہوگا۔

ذم مشرکین وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ ○[165] اور ایک آدمی وہ (بھی) ہیں جو علاوہ خداتعالیٰ کے اوروں کو بھی شریک (خدائی) قرار دیتے ہیں (اور انکو اپنا کارساز سمجھتے ہیں اور) انسے ایسی محبت رکھتے ہیں جیسی محبت اللہ سے (رکھنا ضروری) ہو (یہ حالت تو مشرکین کی ہے) اور جو مومن ہیں انکو (صرف) اللہ تعالیٰ کے ساتھ نہایت قوی محبت ہے (کیونکہ اگر کسی مشرک کو یہ ثابت ہو جاوے کہ میرے معبود سے مجھپر کوئی ضرر پڑیگا تو فوراً محبت منقطع ہو جاوے اور مومن باوجود اسکے کہ نافع وضار حق تعالیٰ ہی کو اعتقاد کرتا ہے لیکن پھر بھی محبت ورضا اسکی باقی رہتی ہے و نیز اکثر مشرکین مصیبت شدیدہ کے وقت اپنے شرکاء کو چھوڑ دیتے تھے اور مومنین من حیث الایمان مصیبت میں بھی خدا کو نہ چھوڑتے تھے اور محاورات میں ایسے قضایا باعتبار حالت غالبہ کے بھی صادق ہوتے ہیں) اور کیا خوب ہوتا اگر یہ ظالم (مشرکین) جب (دنیا میں) کسی مصیبت کو دیکھتے تو (اسکے وقوع میں غور کرکے) یہ سمجھ لیا کرتے کہ سب قوت حق تعالیٰ ہی کو ہے (اور دوسرے سب اسکے سامنے عاجز ہیں چنانچہ اس مصیبت کو نہ کوئی روک سکا نہ ٹال سکا اور ایسے وقت میں کوئی یاد رہا) اور (اس مصیبت کی شدت میں غور کرکے) یہ (سمجھ لیا کرتے) کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب (آخرت میں کہ دار الجزا ہے اور بھی) سخت ہوگا (تو اسیطرح غور کرنے سے تراشیدہ معبودوں کا عجز اور حق تعالیٰ کی قدرت وعظمت منکشف ہوکر توحید وایمان اختیار کرلیتے) **ف** غور کرنیکے واسطے جو مصیبت کا وقت ذکر میں خاص کیا گیا اسکی وجہ یہ ہے کہ ایسے ہی وقت میں غیر اللہ کو چھوڑ کر خداتعالیٰ کیطرف رجوع ہو جاتے تھے اسلیے اسوقت کو یاد دلا کر متنبہ فرماتے ہیں کہ جیسے اسوقت کسیقدر روبراہ ہو جاتے ہو اگر قدرے نظر صحیح سے کام لو تو اسوقت ضرور توحید کا حق ہونا منکشف ہو جاوے اور توحید پر ثبات نصیب ہو۔

ربط اوپر عذاب آخرت کو سخت فرمایا ہے آگے اس سختی کی کیفیت کا بیان فرماتے ہیں **شدت عذاب آخرت** اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ ○[166] وَقَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا ؕ كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ ؕ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ ○[167] (وہ سختی عذاب کی اسوقت معلوم ہوگی) جبکہ (ان مشرکین میں سے) وہ (ذی اثر) لوگ جنکے کہنے پر دوسرے (عوام) چلتے تھے ان (عام) لوگوں سے صاف الگ ہو جاوینگے جو انکے کہنے پر چلتے تھے اور سب (خواص وعوام) عذاب کا مشاہدہ کرلینگے اور باہم ان میں جو تعلقات تھے (کہ ایک تابع تھا دوسرا متبوع تھا وغیرہ وغیرہ اسوقت) سب قطع ہو جاوینگے (جیسے دنیا میں بھی دیکھا جاتا ہے کہ جرم میں سب شریک ومتفق ہوتے ہیں اور تنقیح مقدمہ کے وقت سب الگ الگ بچنا چاہتے ہیں حتیٰ کہ باہم گرشناخت تک کے منکر ہو جاتے ہیں) اور (جب) یہ تابع

النحو ولو یری الذین ظلموا فی قراءۃ ولو تری بالفوقانیۃ ای تبصر یا محمد الذین ظلموا مفعول اذ یرون بالبناء للفاعل المفعول یبصرون العذاب لرأیت امراً عظیماً واذ بمعنی اذا ان ای لان القوۃ الخ ۱۲ من الجلالین وقرأ یعقوب ان بالکسر علی الاستیناف او اضمار القول ای قائلین ذلک ۱۲ **الکلام** قولہ تعالیٰ وما ھم بخارجین دل تقدیم المسند الیہ علی معنی الفعل متصلا بحرف النفی علی تخصیص النفی بالمسند الیہ واثباتہ لغیرہ علی خروج العصاۃ من النار کما صرح الحواشی ما انا قلت کذا قال مولانا عبد العزیز ۱۲ **الفقہ** استدل بقولہ اعمالھم علی کون الکفار مخاطبین بالفروع واجیب تخصیص الاعمال بالشرکیۃ والکفریۃ ۱۲

ملحقات الترجمة

ف۱ قولہ جیسی محبت اللہ سے ضروری ہے یعنی مثل الحب الذی یجب ان یحصل کما قالوا فی قولہ تعالیٰ الذین اتخذوا دینھم لھوا ای الدین الذی کان یجب ان یکونوا علیہ وھذا التشبیہ ۲ باعتبار حالۃ النفع لانھم کانوا لا یذکرون اللہ فی النفع فلا یرد ان الحب الذی یجب حصولہ ہو ما ذکر فی التفسیر الاشدیۃ من الرضا فی الشدائد ایضاً ولم یکونوا محبین للانداد بھذہ المثابۃ فکیف شبہ محبتھم للانداد بالحب الذی یجب حصولہ وجہ عدم الورود ان المشبہ بہ لیس مطلق الحب الواجب بل الحب الواجب فی حالۃ النفع خاصۃ فکان المعنی ان المشرکین یحبون اندادھم فی حالۃ النفع کما یجب ان یحبوا اللہ تعالیٰ فی ھذہ الحالۃ واما حالۃ الضر فلیس فیھم حبھم وانما ھو للمومنین خاصۃ فافھم وامعن ۱۲

ف۲ قولہ کیا خوب ہوتا حملا لکلمۃ لو علی التمنی الکثیر الاستعمال ہکذا فسر استاذی رحمہ اللہ تعالیٰ فلا حاجۃ الی تقدیر فافہم ۱۲

ف۳ قولہ دنیا میں یہ فقرہ مولانا عبد العزیز کما فی قولہ ولنذیقنھم من العذاب الادنی دون العذاب الاکبر وفی قولہ وما کان اللہ

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِى الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝

اے لوگو جو چیزین زمین مین موجود ہین اُن مین سے حلال پاک چیزون کو کھاؤ اور شیطان کے قدم بقدم مت چلو۔ فے الواقع وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔

اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْۗءِ وَالْفَحْشَاۗءِ وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَي اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

وہ تو تمکو اُن ہی باتونکی تعلیم کرے گا جو کہ بُری اور گندی ہین اور یہ کہ اللہ کے ذمہ وہ باتین لگاؤ کہ جسکی تم سند بھی نہین رکھتے۔

لوگ (ان متبوعونکی یہ طوطا چشمی دیکھینگے تو بڑے جھنجھلاوینگے اور تو کچھ ہو نہ سکے گا مگر جھلا کر) یون کہنے لگین گے کسیطرح ہم سبکو (دنیا مین) بس ذرا ایک دفعہ جانا ملجاوے تو ہم بھی ان سے (اتنا بدلہ تو لیلین کہ اگر یہ پھر ہمکو اپنے تابع ہونیکی ترغیب دین تو ہم بھی انسے) صاف (ٹکا سا جواب دیکر) الگ ہوجاوین جیسا یہ ہمسے (اسوقت) صاف الگ ہو بیٹھے (اور کہدین کہ جناب آپ وہی ہین کہ عین موقع پر دیدہ شوئی کی تھی اب ہمسے کیا غرض حق تعالی فرماتے ہین کہ ان تجویزون اور سوچ بچارون سے کیا ہاتھ آویگا فقط) اللہ تعالی یون ہی انکی بداعمالیون کو خالی ارمان (کے پیرایہ مین) کرکے انکو دکھلا دینگے اور اُن (تابعین و متبوعین سب) کو دوزخ سے نکلنا کبھی نصیب ہوگا (کیونکہ شرک کی سزا خلود فی النار ہے) **ف** اس عذاب مین کئی طرح کی شدت ثابت ہوئی اول عذاب دوزخ کا خود حسًا شدید ہے دوسرے ان متبوعین کے خشک جواب دیدینے سے اور اُسوقت تابعین کو بجز غیظ و غضب اور تمناے انتقام کے کچھ نہ بن پڑنے کی وجہ سے اور بالاشتراک سب پر حسرت واقع ہونے سے جو کہ روحانی عذاب ہے اس عذاب جسی مین معنوی شدت اور بڑھ گئی **ربط** اوپر اہل شرک کے عقیدہ کا ابطال تھا آگے اہل شرک کے بعض اعمال کا بطلان ہے جیسے سانڈ کی تعظیم وغیرہ **ابطال تعظیم سوائب** يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِى الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝۱۶۸ اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْۗءِ وَالْفَحْشَاۗءِ وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَي اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۱۶۹ بعض مشرکین بتونکے نام پر جانور چھوڑتے تھے اور انسے منتفع ہونیکو باعتقاد اُنکی تعظیم کے حرام سمجھتے تھے اور اپنے اس فعل کو حکم الٰہی اور موجب رضاء حق و وسیلہ تقرب الی اللہ بواسطہ شفاعت اُن بتونکے سمجھتے تھے حق تعالے اس باب مین خطاب فرماتے ہین کہ) اے لوگو جو چیزین زمین مین موجود ہین اُن مین سے (شرعی) حلال پاک چیزون (کے نسبت اجازت ہے کہ اُن) کو کھاؤ (برتو) اور (اس نامزد کرنے سے انکی تحریم کا ارتکاب کرکے یا تحریم بطریق تعظیم کو حکم حق اور موجب قرب و رضاء حق الٰہی اعتقاد کرکے) شیطان کے قدم بقدم مت چلو فی الواقع وہ (شیطان) تمہارا صریح دشمن ہی (کہ ایسے ایسے خیالات و جہالات سے تمکو خسران ابدی مین گرفتار کر رکھا ہے اور دشمن ہونے کی وجہ سے) وہ تو تمکو اُن ہی باتون کی تعلیم کریگا جو کہ (شرعًا) بُری اور گندی ہین اور یہ (بھی تعلیم کریگا) کہ اللہ کے ذمہ وہ باتین لگاؤ جسکی تم سند بھی نہین رکھتے (مثلاً یہی کہ ہمکو خدا تعالے کا اسیطرح حکم ہے) **ف** سانڈ وغیرہ جو بتون وغیرہ کے نام چھوڑ دیے جاتے ہین یا اور کوئی جانور بکرا مرغا وغیرہ کسی بزرگ یا اور کسی غیر اللہ کے نامزد کردیا جاتا ہے اُسکا حرام ہونا ابھی چار آیتون کے بعد وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ مین آتا ہے اس آیت یا ایہا الناس مین ایسے جانور کے حرام ہونے کی نفی کرنا منظور نہین جیسا بعضون کو شبہہ ہوگیا ہے بلکہ اس آیت مین ایک خاص طور پر حرام کرنیکی نہی کرنا مقصود ہی یعنی تم جو ایسا فعل کرتے ہو جس سے حرمت ہوجا یا اس تحریم سے غیر اللہ کی تعظیم کرتے ہو اور اس عمل کو موجب برکت و تقرب سمجھتے ہو اور اس سے منتفع ہونے کو موجب بے ادبی سمجھتے ہو پھر اس تحریم کو غیر قابل رفع یعنی مؤبد جانتے ہو یہ سب ممنوع اور منہی عنہ ہے پس نہ ایسے فعل کا جیسے خود سانڈ وغیرہ بتونکے نام چھوڑنا یا کسی اور غیر اللہ کے نامزد کرنا ارتکاب کرو بلکہ اسکے حال پر رکھکر کھاؤ پیو اور نہ اُسکو مشروع سمجھو اور اگر ایسی حرکت جہالت سے ہوجاوے تو ایمان و توبہ و اصلاح نیت سے اس تحریم کو مرتفع سمجھو اور ظاہر ہے کہ تحریم للکرامۃ مسمّٰی نہی اور تحریم للنجاست کے اثبات مین

اللغات حلالا طیبا یستطیبہ الشرع ۱۲ بیضاوی فہو توضیح للحرام ۱۲ عصام خطوات وہو ما بین قدمی الخاطی ۱۲ بیضاوی ثم استعمل فی الاقتداء وان لم یکن ثمۃ خطوۃ ۱۲ حاشیہ السوء والفحشاء ما انکرہ العقل واستقبحہ الشرع والعطف لاختلاف الوصفین فان سوء لاغتمام العاقل بہ وفحشاء لاستقباحہ ایاہ ۱۲ بیضاوی

البلاغۃ یأمرکم استعیر الامر لتزیینہ وبعثہ لہم علی الشر ۱۲ بیضاوی۔ **الروایات** فی روح المعانی نزلت فی المشرکین الذین حرموا علی انفسہم البحیرۃ والسائبۃ والوصیلۃ والحام کما ذکرہ ابن جریر وابن عباس رض ۱۲

ملحقات الترجمۃ ۱۵ قولہ کسیطرح یہ کلمۃ موضوعۃ فی لساننا للتمنی ۱۲ ۲۵ قولہ کبھی اخذہ والباء فی جزاؤہا ۱۲ ۳۵ قولہ بارخصت حلالا للامر فی الاباحۃ لان المقصود النہی عن التحریم والنفی ثابت بالآیۃ ۱۲ ۴۵ قولہ قدم بقدم راعی فیہ کون الخطوات جمعا ۱۲ ۵۵ قولہ فی الواقع ہذہ الکلمۃ مستعملۃ فی لساننا بمعنی التحقیق ۱۲ ۶۵ قولہ مثلا یہی الخ لقولہ تعالی واذا فعلوا فاحشۃ قالوا وجدنا علیہا آباءنا واللہ امرنا بہا ۱۲ ۷۵ قولہ ف تم جو ایسا فعل کرتے ہو فالتحریم یستعمل تارۃ بمعنی مباشرۃ امر لوجب الحرمۃ کما فی قولہ لم تحرم ما احل اللہ لک وتارۃ یستعمل بمعنی اعتقاد الحرمۃ کما فی قولہ تعالی لایحرمون ما حرم اللہ ورسولہ فالمراد ہہنا ان کان المعنی الاول فلا اشکال ولا یعارض التحریم المستفاد من قولہ تعالی وما اہل بہ لغیر اللہ وان کان الثانی فیخصص باعتقاد الحرمۃ لنجاستہ التی منشاؤہا التعظیم فلا ینافی اعتقاد حرمۃ التی منشاؤہا الاہانۃ والنجاسۃ وانہم فان المقام دلالۃ الالتزام ۱۲

وَاِذَا قِیْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَیْنَا عَلَیْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ

اور جب کوئی اُن لوگوں سے کہتا ہے کہ اللہ تعالے نے جو حکم بھیجا ہے اُسپر چلو تو کہتے ہین بلکہ ہم تو اسی پر چلین گے جسپر ہمنے اپنے باپ دادا کو پایا ہے کیا اگرچہ اُنکے باپ دادا نہ کچھ سمجھ رکھتے ہون

شَیْئًا وَّلَا یَهْتَدُوْنَ ۝ وَمَثَلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِیْ یَنْعِقُ بِمَا لَا یَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً ؕ

اور نہ ہدایت رکھتے ہون۔　اور ان کافرون کی کیفیت اُس کیفیت کے مثل ہے کہ ایک شخص ہے وہ ایسے جانور کے پیچھے چلا رہا ہے جو بجز بلانے اور پکارنے کے کوئی بات نہین سنتا

صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ۝

یہ کفار بہرے ہین گونگے ہین اندھے ہین　سو سمجھتے کچھ نہین۔

کچھ تعارض نہین احقر نے تفسیر کی جو تقریر کی ہے اُسمین بھی اسکو صاف کر دیا ہے اسمین جو حلال اور گندی چیز وہین شرعا کی قید لگا دی ہے اس سے کسیکو قیاس دوڑانے کی گنجایش نہین رہی ربط آیت گذشتہ مین بطلان طریق مشرکین کا بیان تھا آگے بطلان اس طریق کے برہان کا بیان ہے **بطلان دلیل مشرکین** وَاِذَا قِیْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَیْنَا عَلَیْهِ اٰبَآءَنَا اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ شَیْئًا وَّلَا یَهْتَدُوْنَ ۝ اور جب کوئی ان (مشرک) لوگون سے کہتا ہے کہ اللہ تعالے نے جو حکم (اپنے پیغمبر کے پاس) بھیجا ہے اُسپر چلو تو (جواب مین) کہتے ہین کہ (نہین) بلکہ ہم تو اسی (طریقہ) پر چلین گے جسپر ہمنے اپنے باپ دادا کو پایا ہے (کیونکہ وہ لوگ اس طریقہ کے اختیار کرنے مین ما مور من اللہ تھے حق تعالے اُن پر رد فرماتے ہین کہ) کیا (ہر حالت مین یہ لوگ اپنے باپ دادا ہی کے طریقہ پر چلین گے) اگرچہ اُنکے باپ دادا (دین کی) نہ کچھ سمجھ رکھتے ہون اور نہ (کسی آسمانی کتاب کی) ہدایت رکھتے ہون **ف** مطلب یہ کہ خود وہ باپ دادا ہی تمسک بامر اللہ نہ تھے اور تمسک کی دو صورتین ہوتی ہین صریح لفظ کتاب جسکو ہدایت سے تعبیر فرمایا اور علت حکم کتاب بواسطہ قیاس کے جسکو عقل سے تعبیر فرمایا سو وہ دونون سے عاری تھے پس ایسے شخص کی تقلید کی کیا گنجایش ہے اور یہ تقلید بھی محل مسکوت عنہ مین نہین بلکہ مورد دلیل مین خلاف دلیل کے اور اس سے یہ بھی مفہوم ہوگیا کہ اگر کسی بزرگ کی نسبت دلیل صحیح معتبر سے یہ ثابت ہو جاوے کہ اسکا قول مستند الی الدلیل الشرعی ہوتا ہے خواہ وہ دلیل شرعی نص ہو یا قیاس وہ شخص شرعا اتباع اور تقلید کے قابل ہوتا ہے جبتک کہ اسکے قول کا کسی دلیل صحیح صریح سے معارض ہونا ثابت نہو جاوے پس تقلید ائمہ مجتہدین کی مذمت مین اس آیت کو پڑھ دینا محض بے محل ہے بلکہ اس سے تو اور اس تقلید مجتہدین فی الدین کی تائید اور تقویت ہوتی ہے جیسا ابھی تقریر کر چکا ہون ربط اوپر ان مشرکین کی بدفہمی کا بیان تھا جو منشا ہے حق قبول نہ کرنیکا آگے اس بدفہمی کے باب مین انکی ایک مثال مذکور ہوتی ہے **مثال سوء فہم مشرکین** وَمَثَلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِیْ یَنْعِقُ بِمَا لَا یَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً ؕ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ۝ اور ان کافرون کی کیفیت (نا فہمی مین) اس (جانور) کی کیفیت کے مثل ہے (جسکا ذکر اس مثال مین کیا جاتا ہے) کہ ایک شخص ہے وہ ایسے (جانور) کے پیچھے چلا رہا ہے جو بجز بلانے اور پکارنے کے کوئی (بامضمون) بات نہین سنتا (اسیطرح) یہ کفار (بھی ظاہری بات جیسے تو سنتے ہین لیکن کام کی بات سے بالکل) بہرے ہین (گویا سنا ہی نہین) گونگے ہین (کہ کبھی ایسی بات زبان پر بھی نہین آتی) اندھے ہین (کہ نفع نقصان نظر ہی نہین آتا) سو (جب سارے ہی حواس مختل ہین تو) سمجھتے (سمجھاتے) کچھ نہین۔ ربط اوپر اکل طیبات کے امر مین مشرکین کی غلطی ظاہر فرمانے سے اُنکی اصلاح مقصود تھی آگے اہل ایمان کو اس غلطی مین اُن کفار کی موافقت کرنے سے

النحو اولو کان آباؤھم لو وصلیۃ والجملۃ مقدرۃ قبلھا بعد الھمزۃ ای اتتبعونھم وان کان آباؤھم الخ وقیل غیر ذلک ۱۲

البلاغۃ واذا قیل لھم قال البیضاوی الضمیر للناس وعدل عن الخطاب عنھم للنداء علی ضلالھم کانہ التفت الی العقلاء وقال لھم انظروا الی ھؤلاء الحمقی ماذا یجیبون آہ

الروایات قال البیضاوی نزلت فی المشرکین امروا باتباع القرآن وسائر ما انزل اللہ من الحجج والآیات فجنحوا الی التقلید وقیل فی طائفۃ من الیھود آہ قلت الاول اوفق بالنظم والثانی اقوی

روایۃ کما فی لباب النقول اخرج ابن ابی حاتم من طریق سعید او عکرمۃ عن ابن عباس قال دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الیھود الی الاسلام ورغبھم فیہ وحذرھم عذاب اللہ ونقمتہ فقال رافع بن حرملۃ ومالک بن عوف بل نتبع یا محمد ما وجدنا علیہ آباءنا فھم کانوا اعلم وخیرا منا فانزل اللہ فی ذلک واذا قیل لھم اتبعوا ما انزل اللہ الآیۃ قلت ولا یبعد نزولھا فی الفریقین فان اللفظ عام والمحاجۃ کانت مع الفریقین واللہ اعلم ۱۲

ملحقات الترجمۃ

۵ قولہ گنجایش نہین الخ الان الحلۃ والحرمۃ منھ بیان ۱۲

۵ قولہ کیونکہ وہ لوگ الخ قولہ مامورین من اللہ مدلیل قولہ تعالی فی الاعراف واذا فعلوا فاحشۃ قالوا وجدنا علیھا آباءنا واللہ امرنا بھا وفسرہ البیضاوی لیعین ھذا التفسیر فقولھم بل لیس لنفی الاتباع لما انزل اللہ مطلقا بل لما انزل اللہ علی نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم خاصۃ لاسیما اذا کانت الآیۃ فی الیھود فانھم کانوا اہل التوراۃ وانما نفی اللہ تعالی عن آباء الیھود العقل والاھتداء لعدم تمسکھم فی ھذہ المذاھب الباطلۃ والاعمال الفاسدۃ بذلک الکتاب لکونھا علی خلاف سنۃ الکونھم الاکتاب لھم ولو کانت فی المشرکین فعلی ظاھرھا علی عدم کون الکتاب عندھم ۱۲

۵ قولہ جسکا ذکر اس مثال مین ہے فیہ اشارۃ الی توجیہ الکلام بوجہ غریب حاصلہ ان مثل الذین کفروا کمثل ھذا المجموع باعتبار احد اجزاءہ والمجموع ھو رجل ینعق بالبھیمۃ فذلک الجزء ھو البھیمۃ وھذا اشبہ السبیل فی جمیع الامثلۃ فلا یحتاج الی تقدیر شیء فتدبر ولنشکر ۱۲

۵ قولہ جانور کے پیچھے ای فیہ معنی اللفظ ففی روح المعانی النعیق التصایح فی التصویت علی البھائم للزجر ۱۲

۵ قولہ بامضمون بات نہین سنتا فالنفی یکون للمسموع کما ھو

[illegible]

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلَّهِ إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ ۝ إِنَّمَا حَرَّمَ

اے ایمان والو جو پاک چیزین ہمنے تمکو مرحمت فرمائی ہین اُن مین سے کھاؤ اور حق تعالے کی شکر گذاری کرو اگر تم خاص اُنکے ساتھ غلامی رکھتے ہو اللہ تعالے نے تو تمپر صرف

عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ ۖ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ

حرام کیا ہے مردار کو اور خون کو اور خنزیر کے گوشت کو اور ایسے جانور کو جو غیر اللہ کے نامزد کر دیا گیا ہو۔ پھر بھی جو شخص بیتاب ہو جاوے بشرطیکہ نہ تو طالب لذت ہو اور نہ تجاوز کرنیوالا ہو تو اس شخص

عَلَيْهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝

کچھ گناہ نہین ہوتا واقعی اللہ تعالے ہین بڑی مغفرت رحیم

مناسبت اور اس ضمن مین کسی امر سے اہل ایمان پر اپنا انعام ظاہر فرمانا اور اس انعام پر انکو اداء شکر کا حکم فرمانا مقصود ہی **اظہار نعمت بر مومنین مع حکم شکر** يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلَّهِ إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ ۝ اے ایمان والو (ہماری طرف سے تمکو اجازت ہے کہ) جو (شرع کی رو سے) پاک چیزین ہمنے تمکو مرحمت فرمائی ہین اُن مین سے (جو چاہو) کھاؤ (برتو) اور (اس اجازت کے ساتھ یہ حکم بھی ہے کہ) حق تعالے کی شکر گذاری کرو (زبان سے بھی ہاتھ پاؤن سے بھی خدمت طاعت بجا لاکر بھی اور دل سے ان نعمتونکو منجانب اللہ سمجھکر بھی) اگر تم خاص اُنکے ساتھ غلامی (کا تعلق) رکھتے ہو (اور یہ تعلق ہونا مسلم اور ظاہر ہے پس وجوب شکر بھی ثابت ہے) **ربط** اوپر تو اسکا بیان تھا کہ حلال کو حرام مت کرو آگے یہ مذکور ہوتا ہے کہ حرام کو حلال مت سمجھو جیسا کہ مشرکین اسمین بھی مبتلا تھے چنانچہ میتہ و مذبوح باسم غیر اللہ وغیرہ کھایا کرتے تھے اور ان حرام چیزونکے بیان کرنے سے مضمون مذکور کی بھی تائید مقصود ہے کہ دیکھو حرام یہ چیزین ہین اپنی طرف سے حلال چیزونکو حرام مت کرو **ماکولات محرمہ** إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ ۖ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ اللہ تعالے نے تو تمپر صرف (اُن چیزونکو) حرام کیا ہے (نہ یہ کہ تم اپنی طرف سے حلال چیزونکو حرام کرلو جیسا گذرا یعنی) مردار (جانور) کو (جو باوجود واجب الذبح ہونیکے بلا ذبح شرعی مرجاوے) اور خون کو (جو بہتا ہو) اور خنزیر کے گوشت کو (اسیطرح اُسکے سب اجزاء کو بھی) اور ایسے جانور کو جو (بقصد تقرب) غیر اللہ کے نامزد کر دیا گیا ہو (ان سب کو بیشک حرام کیا ہے) پھر بھی (اسمین اتنی آسانی رکھی ہے کہ) جو شخص (بھوک سے بہت ہی) بیتاب ہو جاوے بشرطیکہ نہ تو (کھانے مین) طالب لذت ہو اور نہ (قدر ضرورت و حاجت سے) تجاوز کرنے والا ہو تو (اس حالت مین ان حرام چیزون کے کھانے مین بھی) اُس شخص پر کچھ گناہ نہین ہوتا واقعی اللہ تعالی ہین بڑے غفور رحیم (کہ ایسے وقت مین یہ رحمت فرمائی کہ گناہ کی چیزین گناہ اُٹھا دیا) **ف** اس مقام کے متعلق چند مسائل فقہیہ ہین **مسئلہ** جس جانور کا ذبح کرنا شرعاً ضروری ہو اور وہ بلا ذبح ہلاک ہو جاوے وہ حرام ہوتا ہی اور جس جانور کا ذبح کرنا ضروری نہین ہے وہ دو طرح کے ہین ایک ٹڈی اور مچھلی دوسرے وحشی جیسے ہرن وغیرہ جبکہ اُسکے ذبح پر قدرت نہو تو اُسکو دور ہی سے تیر یا اور کسی تیز ہتھیار سے اگر بسم اللہ کہکر زخمی کیا جاوے تو حلال ہو جاتا ہی البتہ بندوق کا شکار بدون ذبح کیے ہوئے حلال نہین کیونکہ گولی مین دھار نہین ہوتی **مسئلہ** خون جو بہتا نہو اُس سے دو چیزین مراد ہین جگر اور طحال یہ حلال ہین **مسئلہ** خنزیر کے سب اجزا لحم و شحم و پوست و اعصاب سب حرام بھی ہین اور نجس بھی ہین **مسئلہ** جس جانور کو غیر اللہ کے نامزد اس نیت سے کر دیا ہو کہ وہ ہم سے خوش ہونگے اور ہماری کار روائی کر دینگے جیسا اکثر عام جاہلون کی عادت ہے کہ اسی نیت سے بکرا مرغا وغیرہ مقرر کر دیتے ہین وہ حرام ہو جاتا ہے اگرچہ ذبح کے وقت اُسپر اللہ تعالے کا نام لیا ہو البتہ اگر اس طرح نامزد کرنے کے بعد اس سے توبہ کرلے پھر وہ حلال ہو جاتا ہی **تنبیہ** اس مسئلہ مین بعض خواندہ لوگونکو غلطی ہو گئی ہی اور وجہ غلطی کی دو ہین اول یہ کہ آیت سابقہ يَا أَيُّهَا النَّاسُ کا شان نزول یہ لکھا ہی کہ جو لوگ سانڈ وغیرہ کی تحریم کرتے تھے اُنکی رد مین یہ آیت نازل ہوئی ہی اس سے معلوم ہوا کہ سانڈ وغیرہ حلال ہی اسکا جواب یہ ہی کہ ان لوگونکی تحریم اور اس تحریم مدعی مین چند فرق ہین۔ اول یہ کہ وہان تحریم کے معنے ہین ایسا فعل کرنا جس سے حرمت پیدا ہو جاوے جیسے خود سانڈ وغیرہ چھوڑنا اور یہان تحریم کے معنی ہین کہ جب کوئی ایسا فعل کرے تو حرمت کا حکم

البلاغة ان کنتم ایاہ تعبدون فی روح المعانی بمنزلة التعلیل لطلب الشکر کانہ قیل واشکروا لانکم تخصونہ بالعبادة الخ ۱۲

ملحقات الترجمة ۵۱ قوله برتو کما فی روح المعانی کلوا للعموم بمبیح وجوه الانتفاع دلالة وعبارة ۱۲ ۵۲ قوله اجازت حملا اللام علی الاباحة ۱۲ ۵۳ قوله حکم ہے حملا الامر علی الایجاب ۱۲ ۵۴ قوله بی سے بھی الخ لعموم مفهوم الشکر ۱۲ ۵۵ قوله نہ یہ کہ الخ اشارة الی کون الحصر اضافیا لا حقیقیا لیرد المنع بحرمة اشیاء لم تذکر ۱۲ ۵۶ قوله جو باوجود واجب الذبح الخ ۔ قوله بہتا ہو دلیلهما الاجماع المستند الی الحدیث الذی اخرجه ابن ماجة و الحاکم من حدیث ابن عمر رضی الله تعالی عنهما و فیما احلت لنا میتتان و دمان السمک والجراد والکبد والطحال وحل الصید منصوص علیه فی القرآن کذا تقیید الدم بالمسفوح وتقیید المطلق خاصة بالاجماع ۱۲ ۵۷ قوله سب اجزاء للاجماع المستند الی قوله تعالی فانه رجس ای عینا و انما خص اللحم بالذکر لکونه معظم المقصود منه ۱۲ ۵۸ قوله طالب لذت الخ کذا فی المدارک وهو مبنی علی مذهب الحنفیة ونقل البغوی وقول من قال غیر باغ علی الامام ولا عاد فی سفر حرام ضعیف لان سفر الطاعة لا یبیح بلا ضرورة فاذا تحقق بالضرورة یبیح بلا سفر ولان بغیه لا یخرج عن الایمان فلا یستحق الحرمان اه قلت وقد مثل العسیر الحنفیة نهاه الحسن و قتادة والربیع ومجاهد وابن زید کما فی الکبیر ویقع البیضاوی ان یفسر منطبقا علی المذهب الحنفی بما فسر صاحب الکشاف غیر باغ علی مضطر آخر بالاستئثار علیه ۱۲

اِنَّ الَّذِیۡنَ یَکۡتُمُوۡنَ مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ مِنَ الۡکِتٰبِ وَ یَشۡتَرُوۡنَ بِہٖ ثَمَنًا قَلِیۡلًا ۙ اُولٰٓئِکَ مَا یَاۡکُلُوۡنَ فِیۡ بُطُوۡنِہِمۡ اِلَّا النَّارَ

اسمین کوئی شبہ نہین کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی کتاب کا اخفا کرتے ہین اور اسکے معاوضہ مین متاع قلیل وصول کرتے ہین ایسے لوگ اور کچھ نہین اپنے شکم مین آگ بھر رہے ہین

وَ لَا یُکَلِّمُہُمُ اللّٰہُ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ وَ لَا یُزَکِّیۡہِمۡ ۚۖ وَ لَہُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ﴿۱۷۴﴾ اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ اشۡتَرَوُا الضَّلٰلَۃَ بِالۡہُدٰی وَ الۡعَذَابَ

اور اللہ تعالیٰ انسے نہ تو قیامت مین کلام کرینگے اور نہ انکی صفائی کرینگے اور انکو سزاے دردناک ہوگی - یہ ایسے لوگ ہین جنہون نے ہدایت چھوڑ کر ضلالت اختیار کی اور مغفرت

بِالۡمَغۡفِرَۃِ ۚ فَمَاۤ اَصۡبَرَہُمۡ عَلَی النَّارِ ﴿۱۷۵﴾ ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ نَزَّلَ الۡکِتٰبَ بِالۡحَقِّ ؕ وَ اِنَّ الَّذِیۡنَ اخۡتَلَفُوۡا فِی الۡکِتٰبِ لَفِیۡ شِقَاقٍۭ بَعِیۡدٍ ﴿۱۷۶﴾

چھوڑ کر عذاب - سو دوزخ کے لیے کیسے باہمت ہین - یہ اسوجہ سے ہین کہ حق تعالیٰ نے کتاب کو ٹھیک ٹھیک بھیجا تھا اور جو لوگ ایسی کتاب مین بے راہی کرتے ہین وہ بڑی دور کے خلاف مین ہین

ع ۲۱ ربع ۵

ہو جاویگا دوسرے انکی تحریم اس جانور کی تعظیم اور ادب کے اعتقاد سے تھی اور یہ تحریم اس جانور کے خبث و نجاست کی وجہ سے نہ تھی اور وہ تحریم انکے اعتقاد مین موبد تھی کہ کسیطرح قابل ارتفاع نہ تھی اور یہ تحریم غیر موبد ہے کہ جب توبہ کر کے مرتفع ہو جاوے اور مع لفظ دیا جاوے تب بھی حلال ہو جاتا ہے پس اس تحریم کی نفی یا نہی یا انکار سے اس تحریم کی نفی لازم نہین آتی - دوسری وجہ غلطی کی یہ ہے کہ اکثر مفسرین نے اہل کی تفسیر ذبح علی اسم غیر اللہ کی ہے معلوم ہوا کہ وہی جانور مراد ہے جسکو بجائے بسم اللہ کے غیر اللہ کا نام لیکر ذبح کیا ہو جواب اسکا یہ ہے کہ اس تفسیر سے حصر لازم نہین آتا بلکہ یون کہا جاویگا کہ یہ حرام کی ایک فرد یہ بھی ہے چونکہ جاہلیت مین اسکا زیادہ رواج تھا اسلیئے یہ تفسیر کر دیگئی غایت ما فی الباب یہ تفسیر بطور تمثیل ہے سو اس مین کچھ ضرر نہین جبکہ اور دلائل حرمت کے موجود ہین جنمین ایک تو یہی آیت ہے کیونکہ اہلال لغتہً عام ہے مطلق نامزد کر دینے مین خواہ کسی کے نام پر ذبح ہو دوسری آیت اس سے زیادہ صریح ہے سورہ مائدہ مین کہ بعد ما اہل لغیر اللہ بہ کے ما ذبح علی النصب جدا فرمایا ہے اس سے صاف معلوم ہوا کہ جس ذبح سے تقرب و تعظیم غیر اللہ مقصود ہو وہ حرام ہو جاتا ہے تیسرے صحیح مسلم مین حدیث مرفوع لعن اللہ من ذبح لغیر اللہ اور ظاہر ہے کہ ایسی ذبح متنازع فیہ پر ذبح لغیر اللہ صادق آتا ہے چنانچہ کتب مذہب مین یہانتک تصریح ہے کہ اگر کسی حاکم کے آنے پر بطور بھینٹ کے ذبح کرے گو اسپر اللہ کا نام لیا گیا ہو مگر وہ ما اہل لغیر اللہ مین داخل ہو کر حرام ہو جاتا ہے کذا فی الدر المختار وغیرہ اور نووی نے بھی حدیث مذکور کی شرح مین ایسے مذبوح لقدوم الامیر کی حرمت اسی بنا پر شیخ ابراہیم مروزی شافعی سے نقل کی ہے - بعض لوگونکو تفسیر احمدی کی عبارت سے یہ شبہہ ہو گیا ہے اسکا جواب اسکے منہہ سے ظاہر ہے کہ انہون نے تاویل ایصال ثواب کی بنا پر حلت کا حکم فرمایا ہے اور بلا تاویل حلال نہین کہتے جیسا اسی قسم کی تاویل سے نووی نے ابراہیم مروزی کے قول کے بعد رافعی کا قول نقل کیا ہے تو جہان یہ تاویل یقیناً منفی ہو اسکو کیسے حلال کہا جاویگا اور عوام کا فعل یقیناً قابل تاویل نہین دلیل اسکی یہ ہے کہ اگر اس جانور کے بدلے اس سے دونی قیمت کی چیز انکو دیکر کہا جاوے کہ بجاے اس جانور کے اس چیز سے ایصال ثواب کر دو ہرگز وہ گوارا نہ کرین اور استدلال مین اندیشہ ناراضی ان بزرگونکا کرین جس سے فساد نیت یقینی ہے اور یہی مدار تھا حرمت کا خوب سمجھ لو [ربط] اوپر محرمات حسیہ کا مذکور تھا آیت آیندہ مین محرم معنوی کا بیان ہے جو عادت تھی علماء یہود کی کہ احکام غلط بیان کرکے عوام سے رشوت لیتے اور کھاتے تھے نیز اسمین تعلیم ہے علماء امت محمدیہ کو کہ ہم نے جو کچھ احکام بیان کیے ہین کسی نفسانی غرض[1] اور منفعت کے لیے انکے بیان و تبلیغ مین کوتاہی مت کرنا

تحریم دین فروشی اِنَّ الَّذِیۡنَ یَکۡتُمُوۡنَ مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ مِنَ الۡکِتٰبِ وَ یَشۡتَرُوۡنَ بِہٖ ثَمَنًا قَلِیۡلًا ۙ اُولٰٓئِکَ مَا یَاۡکُلُوۡنَ فِیۡ بُطُوۡنِہِمۡ اِلَّا النَّارَ وَ لَا یُکَلِّمُہُمُ اللّٰہُ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ وَ لَا یُزَکِّیۡہِمۡ ۚۖ وَ لَہُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ﴿۱۷۴﴾ اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ اشۡتَرَوُا الضَّلٰلَۃَ بِالۡہُدٰی وَ الۡعَذَابَ بِالۡمَغۡفِرَۃِ ۚ فَمَاۤ اَصۡبَرَہُمۡ عَلَی النَّارِ ﴿۱۷۵﴾ ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ نَزَّلَ الۡکِتٰبَ بِالۡحَقِّ ؕ وَ اِنَّ الَّذِیۡنَ اخۡتَلَفُوۡا فِی الۡکِتٰبِ لَفِیۡ شِقَاقٍۭ بَعِیۡدٍ ﴿۱۷۶﴾

ملحقات الترجمة

[1] قوله فی وجہ ربطها غرض ومنفعت اشارة الى جواز الكتمان لخوف ضرر شديد كما هو المقرر فی كتب الفقه ١٢ -

اللغات اختلفوا فی روح المعانی تخلفوا عن طریق سلوک الحق فیہا ١٢ قلت وبہ ترجمت ١٢

البلاغة الا النار اما فی الحال کما ہو اصل المضارع لانہم اکلوا ما یتلبس بالنار وہو الرشی لکونہا عقوبۃ لہا فیکون فی الآیۃ استعارۃ او السببیۃ والمسببیۃ واما فی المآل ای لا یاکلون فی الآخرۃ الا النار ١٢

الروایات فی لباب النقول اخرج الثعلبی من طریق الکلبی عن ابی صالح عن ابن عباس قال نزلت ہذہ الآیۃ فی رؤساء الیہود وعلمائہم کانوا یصیبون من سفلتہم الہدایا والفضل وکانوا یرجون ان یکون النبی المبعوث منہم فلما بعث اللہ محمدا صلی اللہ علیہ وسلم من غیرہم خافوا ذہاب ماکلتہم وزوال ریاستہم فعمدوا الی صفۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فغیروہا ثم اخرجوہا الیہم وقالوا ہذہ نعت النبی الذی یخرج فی آخر الزمان لا یشبہ نعت ہذا النبی فانزل اللہ ان الذین یکتمون ما انزل اللہ من الکتب الآیۃ ١٢

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ

کچھ سارا کمال اسی میں نہیں کہ تم اپنا منہ مشرق کو کر لو یا مغرب کو لیکن کمال تو یہ ہے کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ پر یقین رکھے اور قیامت کے دن پر

وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ

اور فرشتوں پر اور کتب پر اور پیغمبروں پر اور مال دیتا ہو اللہ کی محبت میں رشتہ داروں کو اور یتیموں کو اور محتاجوں کو اور مسافروں کو

وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ

اور سوال کرنے والوں کو اور گردن چھڑانے میں اور نماز کی پابندی رکھتا ہو اور زکوٰۃ بھی ادا کرتا ہو

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی کتاب (کے مضامین) کا اخفا کرتے ہیں اور اس (خیانت) کے معاوضہ میں (دنیا کی) متاع قلیل وصول کرتے ہیں ایسے لوگ اور کچھ نہیں اپنے شکم میں آگ (کے انگارے) بھر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ انسے نہ تو قیامت میں (لطف کے ساتھ) کلام کرینگے اور نہ (گناہ معاف کرکے) انکی صفائی کرینگے اور انکو سزاے دردناک ہوگی یہ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے (دنیا میں تو) ہدایت چھوڑ کر ضلالت اختیار کی اور (آخرت میں) مغفرت چھوڑ کر عذاب (سر پر لیا) سو (شاباش ہے انکی ہمت کو) دوزخ (میں جانیکے) کے لیے کیسے باہمت ہیں (اور) یہ (ساری مذکورہ سزائیں انکو) اسوجہ سے ہیں کہ حق تعالیٰ نے (اُس) کتاب کو ٹھیک ٹھیک بھیجا تھا اور جو لوگ (ایسی ٹھیک ٹھیک بھیجی ہوئی) کتاب میں بے راہی (اختیار) کریں وہ (ظاہر ہے کہ) بڑی دور (دراز) کے خلاف (ورزی) میں (مبتلا) ہونگے (اور ایسی خلاف ورزی پر ضرور ایسی سخت سزاؤں کا استحقاق ہوگا) ربط شروع سورت سے یہانتک کہ تقریبا نصف سورہ بقرہ ہے زیادہ روی سخن منکرین کیطرف تھا کیونکہ سب سے اول قرآن کی حقانیت کا اثبات کیا اس ضمن میں اسکے ماننے نہ ماننے والے فرقوں کا ذکر کیا پھر توحید و رسالت کو ثابت کیا پھر نعم عامہ و خاصہ بنی اسرائیل کا اذ ابتلی ابراهیم تک بیان فرمایا وہاں سے قبلہ کی بحث چلی اور اسکو بیان کرکے صفا و مروہ کی بحث پر ختم کیا پھر توحید کے اثبات کے بعد شرک کے اصول و فروع کا ابطال کیا اور یہانتک یہی بیان ہوا اور ان سب مضامین میں ظاہر ہے کہ منکرین کی زیادہ تنبیہ ہے اور ضمناً کوئی خطاب مسلمانوں کو ہو جانا اور بات ہے اب آیات آئندہ میں کہ بقیہ نصف بقرہ ہے زیادہ مقصود مسلمانوں کو بعض اصول و فروع کی تعلیم کرنا ہے گو ضمناً غیر مسلمین کو کوئی خطاب ہو جاوے اور یہ مضمون ختم سورت تک چلا گیا ہے جسکو شروع کیا گیا ہے ایک مجمل عنوان بر سے جو کہ تمام طاعات ظاہری و باطنی کو عام ہے اور اول آیت میں الفاظ جامعہ سے مثل ایمان بالکتاب و ایتاء مال و وفاء عہد و صبر حین الباس جو تمام احکام کتاب و انواع انفاق و عہود نکاح و معاملات و جہاد وغیرہا کو شامل ہیں ایک کلی تعلیم کیگئی ہے آگے اس بر کی تفصیل چلی ہے جس میں سے بہت سے احکام باقتضای وقت و مقام مثل قصاص و وصیت و صیام و جہاد و حج و انفاق و حیض و ایلاء و یمین و طلاق و نکاح و عدت و مہر و نکاح پھر ذکر جہاد و انفاق فی سبیل اللہ و بعض معاملات بیع و شرا و شہادت بقدر ضرورت بیان فرما کر بشارت و وعدہ رحمت و مغفرت پر ختم فرمادیا سبحان اللہ کیا بلیغ ترتیب ہے پس چونکہ ان مضامین کا حاصل بر کا بیان ہے اجمالاً و تفصیلاً اسلیے اگر اس مجموعہ کا لقب ابواب البر رکھا جاوے تو نہایت زیبا ہے۔ واللہ الموفق **ابواب البر** - اصول بر لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ

ملحقات الترجمة
۱ قوله اس میں کوئی شبہ نہیں ہذا اللفظ یستعمل بمعنی ان فی لساننا ۱۲
۲ قوله لطف کے ساتھ۔ لیدفع المعارضة الا ان لکلام بعضہم ای بقوله تعالیٰ قال اخسؤا فیها ولا تکلمون ۱۲
۳ قوله شاباش ہذا یستعمل فی لساننا للتعجب والتعجیب ۱۲

اللغات البر کل فعل مرضی ۱۲

النحو علی حبه فی موضع الحال ۱۲ بیضاوی

البلاغة قوله قبل المشرق والمغرب فی روح المعانی احد الاقوال المراد من ذکر المشرق والمغرب التعمیم لا مخصص بہین تعریف البر اما للجنس فیفید للقصد والقصود نفی اختصاص البر شان انه لہ مطلقا علی ما یقتضیه الحال من کثرة الاشتغال والاهتمام بذلک والذهول عما سواه واما للعهد ای لیس البر العظیم الذی اکثرتم الخوض فیه الخ ولکن البر علی حذف مضاف ای بر من آمن ابن السبیل

والفقراء لیشیر الی انهم ان کانوا جمعا ینبغی ان یعتبروا کنفس واحدة فلا یفرق من اعطائهم لعدم معرفتهم ولعدم منعتهم الی الزکوة المراد حقوق فی المال غیر مقدرة سوی الزکوة اخرج الترمذی مرفوعا فی المال حق سوی الزکوة ثم قرا الآیة قدمت علی الفریضة مبالغة فی الحث علیها قلت واشرت الی هذا المراد فی ترجمة آتی الزکوة ۱۲

الروايات فی لباب النقول قال عبد الرزاق انبانا معمر عن قتادة قال کانت الیہود تصلی قبل المغرب والنصاری قبل المشرق فنزلت لیس البر ان تولوا وجوهکم الآیة

وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَالصّٰبِرِيْنَ فِى الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ۗ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ۗ

اور جو اشخاص اپنے عہدونکو پورا کرنیوالے ہوں جب عہد کرلیں اور وہ لوگ مستقل رہنے والے ہوں تنگدستی میں اور بیماری میں اور قتال میں یہ لوگ ہیں جو سچے ہیں

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِى الْقَتْلٰى ۗ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى ۗ

اور یہی لوگ ہیں جو متقی ہیں۔ اے ایمان والو تم پر قصاص فرض کیا جاتا ہے مقتولین کے بارہ میں آزاد آدمی آزاد آدمی کے عوض میں اور غلام غلام کے عوض میں اور عورت عورت

وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَالصّٰبِرِيْنَ فِى الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ۗ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ۗ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝ کچھ سارا کمال اسی میں نہیں (آگیا) کہ تم اپنا منہ مشرق کو کرلو یا مغرب کو (کرلو) لیکن (اصلی) کمال تو یہ ہے کہ کوئی شخص اللہ تعالے (کی ذات وصفات) پر یقین رکھے اور (اسیطرح) قیامت کے دن (آنے) پر (بھی) اور فرشتوں (کے وجود) پر (بھی) اور (سب) کتب (سماویہ) پر (بھی) اور (سب) پیغمبروں پر (بھی) اور (وہ شخص) مال دیتا ہو اللہ کی محبت میں (اپنے حاجتمند) رشتہ داروں کو اور (نادار) یتیمونکو (یعنی ان بچوں کو ان کا باپ نابالغ چھوڑ کر مرگیا ہو) اور (دوسرے غریب) محتاجوں کو (بھی) اور (بے خرچ) مسافروں کو اور (لاچاری میں) سوال کرنیوالوں کو اور (قیدی اور غلاموں کی) گردن چھڑانے میں (بھی مال خرچ کرتا ہو) اور (وہ شخص) نماز کی پابندی (بھی) رکھتا ہو اور (مقررہ) زکوۃ بھی ادا کرتا ہو اور جو اشخاص (کہ ان عقائد واعمال کے ساتھ یہ اخلاق بھی رکھتے ہوں کہ) اپنے عہدونکو پورا کرنے والے ہوں جب (کسی امر جائز کا) عہد کرلیں اور (اس صفت کو خصوصیت کے ساتھ کہونگا کہ) وہ لوگ (ان مواقع میں) مستقل (مزاج) رہنے والے ہوں (ایک تو) تنگدستی میں اور (دوسرے) بیماری میں اور (تیسرے معرکہ) قتال (کفار) میں (یعنی پریشان اور کم ہمت نہوں بس) یہ لوگ ہیں جو سچے (کمال کے ساتھ موصوف) ہیں اور یہی لوگ ہیں جو (سچے) متقی (کہے جاسکتے) ہیں (غرض اصلی مقاصد اور کمالات دین کے یہ ہیں نماز میں کسی سمت کو منہ کرنا ان ہی کمالات مذکورہ میں سے ایک کمال خاص یعنی اقامت صلوۃ کے توابع اور شرائط میں سے ہے اور اسکے حسن سے اسمیں بھی حسن آگیا ورنہ اگر نماز نہ ہوتی تو کسی خاص سمت کو منہ کرنا بھی عبادت نہوتا) **ف** خاص سمتونکا قصہ یہاں اسلیے مذکور ہوا کہ تحویل قبلہ کے وقت تمامتر بحث یہود ونصاری کی اسی میں رہگئی تھی اسلیے متنبہ فرمایا کہ اس سے بڑھکر کام اور ہیں انکا اہتمام کرو **ف** شریعت میں کل احکام کا حاصل تین چیزیں ہیں عقائد اعمال اخلاق اور تمام جزئیات ان ہی کلیات کے تحت میں داخل ہیں اور اس آیت میں اقسام ثلاثہ کے بڑے بڑے شعبے ارشاد فرمائے گئے ہیں اس اعتبار سے یہ آیت منجملہ جوامع کلم کے ہی ربط ان اصول کے بعد آگے کچھ فروع پر یعنے احکام جزئیہ کا بیان ہوتا ہے حسب ضرورت واقعات کے جو اسوقت پیش آئے تھے **فروع** پر یعنی بعضے احکام جزئیہ **حکم اول قصاص** يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِى الْقَتْلٰى ۗ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى ۗ

اللغات اَلْبَاْسَآءُ والضراء عن الازہری الباساء فی الاموال کالفقر والضراء فی الانفس کالمرض آہ بیضاوی ۱۲

البلاغۃ والموفون لم یعل داوفی کما قبلہ اشارۃ الی وجوب استقرار الوفاء والصابرین نصب علی المدح بتقدیر اخص او امدح وغیر سبکہ عما قبلہ تنبیہا علی فضیلۃ الصبر ومزیتہ علی سائر الاعمال حتی کانہ لیس من جنس الاول قلت واشرت الی ہذا المعنی فی توضیح الترجمۃ وحین الباس ہذا من باب الترقی فی الصبر من الشدید الی الاشد لان الصبر علی المرض فوق الصبر علی الفقر والصبر علی القتال فوق الصبر علی المرض وعدی الصبر علی الاولین بفی لانہ لا یعد الانسان من الممدوحین لو صبر علی شئی من ذلک الا اذا صار الفقر والمرض کالظرف لہ والا اذا اصابا وقتا ما وصبر فلیس فیہ کثیر مدح اذ اکثر الناس کذلک واتی بحین فی الاخیر لان القتال حالۃ لا تکاد تدوم فی اغلب الاوقات لہ ۱۲

الفقہ استدل بعض الشافعیۃ بالآیۃ علی ان لا یقتل الحر بالعبد والذکر بالانثی وفیہ النصف البیضاوی فیما قال ولا تدل علی ان لا یقتل الحر بالعبد والذکر بالانثی کما لا تدل علی عکسہ فان المفہوم حیث لم یظہر للتخصیص غرض سوی اختصاص الحکم وقد بینا ما کان الغرض ای المنع من التعدی واثبات المساوات بین حر وحر وعبد وعبد ولقد اجاد صاحب روح المعانی فی جوابہ بقولہ ومقتضی ہذا ان لا یقتل العبد الا بالعبد ولا تقتل الانثی الا بالانثی والمخالف لم یذہب الیہ واستدلت الحنفیۃ بقولہ تعالے ان النفس بالنفس وقولہ علیہ السلام المسلمون تتکافأ دماءہم رواہ اصحاب الصحاح ۱۲

الروایات فی المعالم عن سعید بن جبیر کانت بین الاوس والخزرج وکان لاحد الحیین علی الآخر طول فی الکثرۃ والشرف فاقسموا لنقتلن بالعبد منا الحر منہم وبالمراۃ منا الرجل منہم وبالرجل منا الرجلین منہم وبالرجلین منا اربعۃ رجال منہم الی قولہ فانزل اللہ تعالی ہذہ الآیۃ وامر بالمساواۃ فرضوا آہ قلت وکان النظر الاصلی الی المساواۃ نفیا لقولہم بالرجل منا الرجلین الخ لا نفیا للقصاص بین الرجل والمرأۃ فافہم او یقال لما کان المقصود لقولہم بالعبد منا الحر منہم وبالمراۃ منا الرجل منہم ان لا یقتل بالعبد منہم الحر منا وبالمرأۃ منہم الرجل منا صح نفی ہذا القول ایضا فافہم ۱۲

فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَآءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ ؕ ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ ؕ

ہان جسکو اُسکے فریق کی طرف سے کچھ معافی ہوجاوے تو معقول طور پر مطالبہ کرنا اور خوبی کے ساتھ اُسکے پاس پہونچا دینا یہ تمہارے پروردگار کیطرف سے تخفیف اور ترحم ہے

فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝

پھر جو شخص اسکے بعد تعدی کا مرتکب ہو تو اس شخص کو بڑا دردناک عذاب ہوگا۔ اور فہیم لوگو قصاص مین تمہاری جانونکا بڑا بچاؤ ہے ہم امید کرتے ہین کہ تم لوگ پرہیز رکھوگے۔

فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَآءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ ؕ ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ ؕ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ اے ایمان والو تم پر (قانون) قصاص فرض کیاجاتا ہے مقتولین (القتل عمد) کے بارہ مین (یعنی ہر) آزاد آدمی (قتل کیاجاوے ہر دوسرے) آزاد آدمی کے عوض مین اور (اسیطرح ہر) غلام (دوسرے ہر) غلام کے عوض مین اور (اسیطرح ہر) عورت (دوسری ہر) عورت کے عوض مین (گویہ قاتلین بڑے درجے کے اور مقتولین چھوٹے درجہ کے ہون جب بھی سبکو برابر سمجھکر قصاص لیاجاویگا یعنی قاتل کو سزا مین قتل کیا جاویگا) ہان جس (قاتل) کو اُسکے فریق (مقدمہ) کیطرف سے کچھ معافی ہوجاوے (مگر پوری معافی نہو) تو (اس سے سزائے قتل سے تو بری ہوگیا لیکن دیت یعنی خونبہا کے طور پر ایک معین مقدار سے مال بذمہ قاتل واجب ہوجاویگا تو اسوقت فریقین کے ذمہ ان دو امر کی رعایت ضروری ہے مدعی یعنی وارث مقتول کے ذمہ تو) معقول طور پر (اُس مال کا) مطالبہ کرنا (کہ اُسکو زیادہ تنگ نکرے) اور (قاتل مدعی علیہ یعنی قاتل کے ذمہ) خوبی کے ساتھ (اُس مال کا) اُس (مدعی) کے پاس پہونچا دینا (کہ مقدار مین کمی نکرے خواہ مخواہ ٹالے نہین) یہ (قانون دیت عفو) تمہارے پروردگار کیطرف سے (سزا مین) تخفیف ہے اور (شاہانہ) ترحم ہے (ورنہ بجز سزائے قتل کے کوئی گنجایش ہی نہوتی) پھر جو شخص اس (قانون) کے مقرر ہوئے بعد تعدی کا مرتکب ہو (مثلاً کسی پر جھوٹا یا اشتباہ مین خونی قتل کا دعوے یا معاف کرکے پھر قتل کی پیروی کرے) تو اس شخص کو (آخرۃ مین) بڑا دردناک عذاب ہوگا اور فہیم لوگو (اس قانون) قصاص مین تمہاری جانونکا بڑا بچاؤ ہے (کیونکہ اس قانون کے اجرا کے خوف سے ارتکاب قتل سے ڈرینگے تو کتنی جانین بچینگی) ہم امید کرتے ہین کہ تم لوگ (ایسے قانون امن کی خلاف ورزی سے) پرہیز رکھوگے **ف** اس مقام کے متعلق چند مسائل ہین مسئلہ قتل عمد وہ ہے کہ ارادہ کرکے کسیکو کسی آہنی سلاح سے یا ایسی چیز سے جس سے گوشت پوست کٹکر خون بہ سکے قتل کیاجاوے قصاص یعنی سزای قتل اسی قتل کے جرم مین خاص ہے مسئلہ ایسے قتل مین جیسا آزاد آدمی آزاد کے عوض مین قتل کیا جاتا ہے ایسا ہی غلام کے عوض مین بھی اور جس طرح عورت کے عوض مین [illegible] اسیطرح مرد بھی عورت کے مقابلہ مین [illegible] مسئلہ اگر قتل عمد مین قاتل کو پوری معافی ہوجاوے مثلاً مقتول کے وارث صرف اُسکے دو بیٹے تھے اور دونون نے اپنا حق معاف [illegible] کوئی مطالبہ نہین رہا اور اگر پوری معافی نہو مثلاً صورت مذکورہ مین دو بیٹون مین سے ایک نے معاف کیا دوسرے نے معاف نہین کیا تو [illegible] سے تو قاتل بری ہوگیا لیکن معاف نکرنے والے کو نصف دیت یعنی خونبہا دلایا جاویگا اور خونبہا شرع مین سو اونٹ یا ہزار دینار یا دس ہزار درم ایک دینار دس درم کا ہوتا ہے اور درم کی مقدار سکہ مروجہ حال سے سوا چار آنہ اور ساڑھے چار آنہ کے درمیان ہے [illegible] اونٹون [illegible] فقہ مین مفصلاً مذکور ہین مسئلہ جسطرح ناتمام معافی سے مال واجب ہوجاتا ہے اسیطرح اگر باہم کسی مقدار مال پر صلح [illegible] ہوجاوے تو بھی قصاص ساقط [illegible] قاتل واجب ہوجاتا ہے لیکن اسمین یہ شرط ہے کہ اگر اونٹ یا اشرفیون یا روپیون پر صلح ٹھیرے تو ان [illegible] جو مقدار اوپر مذکور ہوئی اُس سے زیادہ [illegible] معاملہ نہو البتہ اگر اور کسی جنس پر صلح ہوجاوے مثلاً کوئی غلہ یا کپڑا یا گھوڑا تو جسقدر قیمت کی بھی ہو ان صلح جائز ہے یعنی مقررہ چیزین دے اور چاہے ان مقررہ چیزونکے عوض مین برضامندی اشرفیان یا روپیہ گو یہ اشرفیان یا روپیہ اس اوپر والی مقدار سے زیادہ ہو لیلے سب جائز ہے مسئلہ قتل عمد مین جو دیت یا صلح سے مال واجب ہو وہ صرف قاتل کے مال مین واجب ہوتا ہے مسئلہ مقتول کے جتنے وارث شرعی ہون گے اُن ہی سہامون پر قصاص

ملحقات الترجمہ

سلہ قولہ ہان فی ترجمۃ فاء فہمت فان ہذہ الکلمۃ یستعمل تارۃ فی لساننا لمعنے التعقیب الذکری ۱۲

سلہ قولہ فی ترجمۃ اخیہ [illegible] المذکورین فی الکشاف قال واخوہ ہو ولی المقتول وقیل لہ اخوہ لانہ لابسہ من قبل انہ ولی الدم ومطالبہ بہ [illegible] المقتول [illegible] قتل [illegible] کذا [illegible]

سلہ قولہ بڑا بچاؤ ہذا بمعنی البقاء للحیوۃ لا بمعنی الحفظ والتفخیم دل علیہ التنوین ۱۲

العربیۃ فمن عفی لہ من اخیہ شیء فی الکشاف معناہ فمن عفی لہ من جہۃ اخیہ شیء من العفو کقولک سیر بزید بعض السیر لا یصح ان یکون فی معنی المفعول بہ لان عفا لا یتعدی الی مفعول بہ الا بواسطۃ وتعدیتہ بعن الی الجانی والی الذنب فاذا تعدی الی الذنب والجانی معا قیل عفوت لفلان عما جنی کما تقول غفرت لہ ذنبہ فکانہ قیل فمن عفی لہ عن جنایتہ فاستغنی عن ذکر الجنایۃ فاتباع فلیکن اتباع الخ ۱۲

كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا ۖ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ ۖ حَقًّا عَلَى

تم پر فرض کیا جاتا ہے کہ جب کسی کو موت نزدیک معلوم ہونے لگے بشرطیکہ کچھ مال بھی ترکہ میں چھوڑا ہو تو والدین اور اقارب کے لیے معقول طور پر کچھ کچھ بتلا جاوے جنکو خدا کا خوف ہے

الْمُتَّقِينَ ۝ فَمَنْ بَدَّلَهُ بَعْدَمَا سَمِعَهُ فَإِنَّمَا إِثْمُهُ عَلَى الَّذِينَ يُبَدِّلُونَهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝ فَمَنْ

اُنکے ذمہ یہ ضروری ہے پھر جو شخص سن لینے کے بعد اسکو تبدیل کریگا تو اسکا گناہ انہی لوگوں کو ہوگا جو اسکو تبدیل کرینگے اللہ تعالیٰ تو یقیناً سنتے جانتے ہیں۔ ہاں

خَافَ مِنْ مُوصٍ جَنَفًا أَوْ إِثْمًا فَأَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝

جس شخص کو وصیت کرنیوالے کی جانب سے کسی بے عنوانی کی یا کسی جرم کے ارتکاب کی تحقیق ہوئی ہو پھر یہ شخص انمیں باہم مصالحت کرادے تو اسپر کوئی گناہ نہیں واقعی اللہ تعالیٰ تو معاف فرمانیوالے ہیں اور رحم کرنیوالے ہیں

اور اسیطرح مال دیت سب میں مشترک ہوگا یہ سب مسائل ہدایہ میں ہیں حکم دوم وصیت كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا ۖ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ ۖ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ ۝ فَمَنْ بَدَّلَهُ بَعْدَمَا سَمِعَهُ فَإِنَّمَا إِثْمُهُ عَلَى الَّذِينَ يُبَدِّلُونَهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝ فَمَنْ خَافَ مِنْ مُوصٍ جَنَفًا أَوْ إِثْمًا فَأَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ (شروع اسلام میں جب تک میراث کے حصے شرع سے مقرر نہوئے تھے یہ حکم تھا کہ ترکہ کے ایک ثلث تک مردہ اپنے والدین اور دوسرے رشتہ داروں کو جتنا جتنا مناسب سمجھے بتلا جاوے اتنا تو اُن لوگوں کا حق تھا باقی جو کچھ رہتا وہ سب اولاد کا حق ہوتا تھا اس آیت میں یہ حکم مذکور ہے یعنی) تم پر فرض کیا جاتا ہے کہ جب کسیکو (آثارسے) موت نزدیک معلوم ہونے لگے بشرطیکہ کچھ مال بھی ترکہ میں چھوڑا ہو تو (اپنے) والدین اور (دیگر) اقارب کے لیے معقول طور پر (کہ مجموعہ ایک ثلث سے زیادہ نہو) کچھ کچھ بتلا جاوے (اسکا نام وصیت ہے) جنکو خدا کا خوف ہے اُنکے ذمہ یہ ضروری (کیا جاتا) ہے پھر (جن لوگوں نے اس وصیت کو سنا ہے انمیں سے) جو شخص (بھی) سن لینے کے بعد اُس (کے مضمون) کو تبدیل کرے گا (اور باہمی تقسیم و فیصلہ کے وقت غلط اظہار دیگا اور اُسکے موافق فیصلہ دینے سے کسی کا حق تلف ہوجاویگا) تو اُس (حق تلفی) کا گناہ اُن ہی لوگوں کو ہوگا جو اُس (مضمون) کو تبدیل کرینگے (حاکم عدالت یا ثالث کو گناہ نہوگا کیونکہ) اللہ تعالیٰ تو یقیناً سنتے جانتے ہیں (تو تبدیل کرنیوالے کے اظہار بھی سنتے ہیں اور حاکم کا بیخبر اور معذور ہونا بھی جانتے ہیں) ہاں (ایک طرح کی تبدیل کی اجازت بھی ہے وہ یہ کہ) جس شخص کو وصیت کرنیوالے کی جانب سے (وصیت کے بارہ میں غلطی سے) کسی بے عنوانی کی یا (قصداً قانون وصیت کے کسی دفعہ کی خلاف ورزی سے) کسی جرم کے ارتکاب کی تحقیق ہوئی ہو (اور اس بے ضابطہ وصیت کی وجہ سے اُس مردے کے پس ماندوں سے یعنی مستحقان ترکہ و مستحقان مال وصیت میں نزاع کا احتمال یا وقوع معلوم ہو) پھر یہ شخص اُن میں باہم مصالحت کرادے (گو وہ مصالحت اُس مضمون وصیت کے خلاف ہو جو ظاہراً تبدیل وصیت ہے) تو اس (شخص) پر کوئی (بار) گناہ نہیں ہے (اور) واقعی اللہ تعالیٰ تو (خود گنہگاروں کے) معاف فرمانے والے ہیں اور (گنہگاروں پر) رحم کرنے والے ہیں (اور یہ شخص تو اس اصلاح میں مطیع حکم ہے تو اسپر تو کیوں نہ رحمت ہوگی) **ف** اس حکم کے تین جزو تھے ایک تو اولاد کے دوسرے ورثہ کے حصص حقوق کا معین نہونا دوم ایسے اقارب کے لیے وصیت کا واجب ہونا تیسرے ثلث مال سے زیادہ وصیت کی اجازت نہونا پس پہلا جزو تو آیت میراث سے منسوخ ہے دوسرا جزو حدیث سے جو کہ مؤید بالاجماع ہے منسوخ ہے اور وجوب کیسا جواز بھی منسوخ ہوگیا یعنے وارث شرعی کیلئے وصیت مالیہ باطل ہے تیسرا جزو اب بھی باقی ہے ثلث سے زائد میں بدون اذن ورثہ وصیت نافذ نہ ہوگی

اللغات الجنف مطلق الميل المراد به من غير قصد بقرينة مقابلة الاثم الخوف بمعنى توقع وعلم وتحقيقه ان الخوف حالة تعتري عند انقباض من شر متوقع وهو قد يكون معلوم الوقوع فاستعمل في كليهما ۱۲ من روح المعاني ❊ **النحو** لما كان الوصية مصدراً اذ التاء جاز تذكير الضمائر الراجعة اليه وبالاولى تذكير الفعل المنصوب اليه حقا قال البيضاوي مصدر مؤكد اي حق ذلك حقا قلت واشرت الى تقدير الفعل في الترجمة وكذا كتبته بين الهلالين ۱۲

البلاغة في روح المعاني خيرا اي مالا وقيل اختيار ه ايذانا بانه ينبغي ان يكون الموصي حلالا طيبا لا خبيثا لان الخبيث يجب رده الى اربابه ويأثم بالوصية فيه ۱۲ **الروايات** في الكمالين عن البخاري عن ابن عباس قال كان المال للولد والوصية للوالدين فنسخ الله من ذلك ما احب وجعل عزوجل للذكر مثل حظ الانثيين - وفي الجلالين عن الترمذي حديث لا وصية لوارث - في الكمالين قال الشافعي ان هذا المتن متواتر ۱۲

ع ۶ ۲۲

ملحقات الترجمة

لـ قوله في ترجمة فانما اثمه تو اس حق تلفی کا گناہ . وانما كان التبديل الذي هو سبب لهذا الاتلاف مذكورا كان كذكر هذا المسبب وانما قدرت الكلام كذلك لانه اظهر من كون المرجع المقصود به التبديل لان الحصر مطول يقتضي شيئا محتملا هناك لا يجري وقوع اثم التبديل على غير المبدل نعم يكون المحتمل وقوع اثم الاتلاف على الحاكم او الحكم فنفاه بالحصر اشرت الى هذا المحل في تقرير الترجمة فافهم ۱۲

لـ قوله تحقیق ہوئی ہو الی قوله احتمال یا وقوع ہو . راعيت في خاف معناه المجازي ثم كما نقل في الكمالين عن ابن عباس وقتادة والربيع معناه الحقيقي تقريره انه لما كان فعل الموصي سببا للنزاع المخوف علقه بالخوف مع كونه معلوما مقطوعا لما بين السبب والمسبب من الملابسة ۱۲

لـ قوله في آخر الترجمة اسپر کیوں نہ رحمت ہوگی ذکر هذا الوجه من اللطيفة

روح المعاني ۱۲

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝ أَيَّامًا مَّعْدُودَاتٍ ۚ

اے ایمان والو　تم پر　روزہ　فرض کیا گیا　جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا　اس توقع پر کہ تم متقی بنجاؤ　تھوڑے دنوں روزہ رکھ لیا کرو

فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۚ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ ۖ

پھر جو شخص تم میں بیمار ہو　یا سفر میں ہو　تو دوسرے ایام کا شمار رکھنا ہے　اور جو لوگ روزے کی طاقت رکھتے ہوں انکے ذمہ فدیہ ہے کہ وہ ایک غریب کا کھانا ہے

فَمَن تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ ۚ وَأَن تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝

اور جو شخص خوشی سے خیر کرے تو یہ اس شخص کے لیے اور بھی بہتر ہے اور تمہارا روزہ رکھنا زیادہ بہتر ہے اگر تم خبر رکھتے ہو

حکم سوم صوم يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝ أَيَّامًا مَّعْدُودَاتٍ ۚ فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۚ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ ۖ فَمَن تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ ۚ وَأَن تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ اے ایمان والو تم پر روزہ فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلے (امتوں کے) لوگوں پر فرض کیا گیا تھا اس توقع پر کہ تم (روزہ کی بدولت رفتہ رفتہ) متقی بن جاؤ (کیونکہ روزہ رکھنے سے عادت پڑیگی نفس کو اسکے متعدد تقاضوں سے روکنے کی اور اسی عادت کی پختگی بنیاد ہے تقوی کی سو) تھوڑے دنوں روزہ رکھ لیا کرو (ان تھوڑے دنوں سے مراد رمضان ہے جیسا اگلی آیت میں آتا ہے) بعد (اسمین بھی اتنی آسانی ہے کہ) جو شخص تم میں (ایسا) بیمار ہو (جسمین روزہ رکھنا مشکل یا مضر ہو) یا (شرعی) سفر میں ہو تو (اسکو رمضان میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے اور بجاے ایام رمضان کے) دوسرے ایام کا (اتنا ہی) شمار (کرکے ان میں روزہ) رکھنا (اسپر واجب) ہے اور (دوسری آسانی جو بعد میں منسوخ ہوگئی یہ ہے کہ) جو لوگ روزے کی طاقت رکھتے ہوں (اور پھر بھی روزہ رکھنے کو دل نہ چاہے تو) انکے ذمے (صرف روزے کا) فدیہ (یعنی بدلہ) ہے کہ وہ ایک غریب کا کھانا (کھلا دینا یا دیدینا) ہے اور جو شخص خوشی سے (زیادہ) خیر (خیرات) کرے (کہ زیادہ فدیہ دیدے) تو یہ اس شخص کیلیے اور بھی بہتر ہے اور (گو ہمنے آسانی کے لیے ان حالتوں میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت دیدی ہے لیکن) تمہارا روزہ رکھنا (اس حال میں بھی) زیادہ بہتر ہے اگر تم (کچھ روزے کی فضیلت کی) خبر رکھتے ہو **ف** پہلی امتوں میں سے نصاری پر روزہ فرض ہونیکا بیان ایک حدیث میں اسطرح آیا ہے کہ نصاری پر ماہ رمضان کا روزہ فرض ہوا انکا کوئی بادشاہ بیمار ہوا تو اسکی قوم نے نذر مانی کہ اگر بادشاہ کو شفا ہو جاوے تو ہم دس روزے اور اضافہ کردینگے پھر اور کوئی بادشاہ بیمار ہوا اسکی صحت پر سات کا اور اضافہ ہوا پھر تیسرا بادشاہ ہوا سو اسنے تجویز کیا کہ پچاس میں تین ہی کی کسر رہگئی ہے لاؤ تین اور بڑھالیں اور ایام ربیع میں سب کو رکھ لیا کریں ذکرہ فی روح المعانی بروایۃ ابن حنظلۃ والنحاس والطبرانی عن معقل بن حنظلۃ مرفوعا اور لعلکم تتقون میں روزہ کی ایک حکمت کا بیان ہے جسکی تقریر اثناء ترجمہ میں کردیگئی لیکن حکمت کا اسی میں انحصار نہیں ہوگیا خدا جانے اور کیا کیا ہزاروں حکمتیں ہونگی پس کسیکو یہ کہنے کی گنجایش نہیں کہ جب مقصود روزہ کا معلوم ہوگیا تو یہ مقصود اگر دوسرے طریق سے حاصل کرلیں تو روزہ کی یا قید رمضان کی کیا ضرورت ہے وجہ گنجایش نہ ہونیکی یہ ہے کہ ممکن ہے کہ روزے میں کچھ خاص حکمتیں اور ثمرات ایسے ہوں کہ وہ بدون ان خاص قیود مقررہ شرعیہ کے حاصل نہو سکیں

ملحقات الترجمۃ

۵ قولہ متقی بن جاؤ اخذ من روح المعانی ان یکون الفعل نسزلا منزلۃ اللازم ای لکے تصلوا بذلک الی رتبۃ التقوی ۱۲

۵۲ قولہ خیر کرے الی قولہ بہتر ہے اخذ اللجز بر الاول مصدرا والثانی اسم تفضیل فیفید الحمل بلا مرۃ کذا فی روح المعانی

اللغات الصیام کالصوم مصدر صام ۱۲ روح المعانی **النحو** ایاما معدودات فی روح المعانی انتصاب ایاما لیس بالصیام کما قیل لوقوع الفصل بینہما باجنبی بل بمضمر دل ہو علیہ ای صوموا فعدۃ ایام اخر ای فعلہ صوم عدۃ ایام المرض والسفر من ایام آخر ان افطر فحذف الشرط والمضافان للعلم بہما ۱۲ روح المعانی **البلاغۃ** لما کتب فیہ تاکید للحکم وترغیب فیہ وتطییب لانفس المخاطبین فان الامور الشاقۃ اذا عمت طابت ایاما معدودات قلیلات لان القلیل یسہل عدہ فیعد والکثیر یوخذ جزافا علی سفر رکب سفر مستعل علیہ بان اشتغل بہ قبل الفجر ففیہ ایماء الی ان من سافر فی اثناء الیوم لم یفطر ولہذا المعنی اوثر علی مسافرا ۱۲ روح المعانی

اختلاف القراءۃ قرأ نافع وابن عامر باضافۃ فدیۃ الی طعام وجمع المسکین والاضافۃ حینئذ من اضافۃ الشئ الی جنسہ کخاتم فضۃ لان طعام المساکین یکون فدیۃ وغیرہا وجمع المسکین لانہ جمع فی الذین یطیقونہ مقابل الجمع بالجمع ولم یجمع فدیۃ لانہا مصدر ۱۲ روح المعانی **الروایات** اخرج البخاری ومسلم وابو داود والترمذی والنسائی والطبرانی وآخرون عن سلمۃ بن الاکوع رضی اللہ تعالی عنہ قال لما نزلت ہذہ الآیۃ وعلی الذین یطیقونہ کان من شاء منا صام ومن شاء افطر ویفتدی فعل ذلک حتی نزلت الآیۃ التی بعدہا فنسختہا فمن شہد منکم الشہر فلیصمہ ۱۲ روح المعانی

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ

ماہ رمضان ہے جسمین قرآن مجید بھیجا گیا جسکا وصف یہ ہے کہ لوگونکے لیے ہدایت ہے اور واضح الدلالہ ہے منجملہ ان کتب کے جو کہ ہدایت ہین اور فیصلہ کرنیوالی ہین سو جو شخص اس ماہ مین

الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ط وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ط يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ز

موجود ہو اسکو ضرور اسمین روزہ رکھنا چاہیے اور جو شخص بیمار ہو یا سفر مین ہو تو دوسرے ایام کا شمار رکھنا ہو　اللہ تعالیٰ کو تمہارے ساتھ آسانی کرنا منظور ہے اور تمہارے ساتھ دشواری منظور نہین

خوب سمجھ لو اور اس مقام پر چند مسائل ہین **مسئلہ** جس بیماری مین روزہ رکھنا نہایت شاق ہو یا مضر مرض ہو اُسمین روزہ نہ رکھنا جائز ہے **مسئلہ** سفر شرعی حنفیہ کے نزدیک یہ ہی کہ اپنے مقام سے تین منزل کے قصد سے سفر کرے تو رستہ مین تو یہ مسافر ہو گیا اب منزل مقصود پر پہونچکر اگر پندرہ روز یا زیادہ قیام کا ارادہ کر لیا تو مسافر نہ رہا اور اگر پندرہ روز سے کم کے قیام کا ارادہ کیا تو پھر بھی مسافر ہے غرض جو شخص شرعی مسافر ہو اُسکو جائز ہے کہ باوجود روزہ رکھ سکنے کے روزہ نہ رکھے لیکن ایسی حالت مین زیادہ افضل یہی ہے کہ رکھے **مسئلہ** یہ مریض اور مسافر جنکا ذکر کیا گیا اگر اُس روز کے روزے کی نیت نہ کر چکے تھے تو روزہ نہ رکھنا درست ہی اور اگر نیت کر چکے ہون تو بلا تکلیف شدید روزہ توڑنا جائز نہین **مسئلہ** یہ مریض اور مسافر جے دن روزہ نہ رکھین اُن دنون کا شمار یاد رکھین اور جب مرض اور سفر ختم ہو جاوے بعد رمضان گذر جانیکے اُتنے دنون کا روزہ بہ نیت قضا رکھین اور یہ قضا روزے خواہ ایک دم سے رکھین اور خواہ ایک ایک دو دو کر کے ہر طرح رکھین اور بعد ختم ہونے سفر اور مرض کے اگر کچھ رمضان بھی باقی ہی تو بقیہ رمضان کا روزہ ادا کرکے اُسکے گذرنے کے بعد یہ قضا روزے رکھین **مسئلہ** شروع اسلام مین جب لوگونکو بتدریج روزہ کا خوگر کرنا منظور تھا یہ حکم ہو گیا تھا کہ باوجود استطاعت روزہ کے فدیہ کی اجازت تھی اب یہ حکم منسوخ ہے البتہ جو شخص بہت بوڑھا ہو یا ایسا بیمار ہو کہ اب صحت کی توقع نہین ایسے لوگون کے لیے یہ حکم اب بھی ہے کہ فی روزہ یا تو ایک مسکین کو دو وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلا دین یا خشک جنس دینا چاہین تو فی روزہ انسی کے سیر سے ایک مسکین کو پونے دو سیر گیہون دیدیا کرین اگر اتنے گیہون دو مسکین کو دینگے درست نہین یا ایک تاریخ مین ایک مسکین کو دو دن کا فدیہ دینگے تب بھی درست نہین اور اگر فدیہ دینے کے بعد اس شخص مین طاقت آگئی یا وہ مرض جاتا رہا تو اُن روزونکو پھر قضا کرنا ہوگا اور اس فدیہ کا ثواب الگ ملیگا مگر یہ فدیہ بجاے روزونکے نہ رہے گا اور اگر کسیکو فدیہ دینے کی بھی وسعت نہو تو بجاے فدیہ کے وہ صرف استغفار کرے اور نیت رکھے کہ جب ہو سکے ادا کر دیگا **ربط** اوپر ارشاد ہوا تھا کہ تھوڑے دنون روزہ رکھ لیا کرو آگے اُن تھوڑے دنون کا بیان ہے

تعیین ایام صیام شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ط وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ط يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ

النحو شهر رمضان خبر مبتدأ محذوف تقدیره ذلکم الوقت ۱۲ روح المعانی قلت واشرت الیہ فی الترجمۃ هدی وبینات حالان لازمان من القرآن والعامل فیها انزل ۱۲ روح المعانی واشرت الیه فی الترجمة بقولی وصف الخ شهد منکم الشهر فی روح المعانی ذهب اکثر النحویین الی ان الشهر مفعول فیه لفا للسببیة او التعقیب لا للتفصیل ۱۲ قلت والیه اشرت فی الترجمة ۔

البلاغة شهر رمضان هو المراد بالایام واختار ذلک ابن عباس والحسن وابو مسلم فیکون الله سبحانه قد اخبرا ولا انه کتب علینا الصیام ثم بینه بقوله عز وجل ایاما معدودات فزال بعض الابهام ثم بینه بقوله عز من قائل شهر رمضان تطمینا النفس علیه ۱۲ روح المعانی قوله هدی للناس وبما ذکرت فی ترجمته لم یلزم التکرار فی الهدی وظهر ان البینات والفرقان متحد ان مقصودا ولهذا غیر العنوان اشارة الی ان کون الشئ بینا لا یقصد الا لکونه فرقانا بخلاف کونه هدی فانه مقصود بنفسه ولذا لم یغیر فیه العنوان واشرت الی النکتة فی ایراد البینات جمعا بقولی فی الترجمة جزو جزو وقد فسر صاحب الکشاف وروح المعانی الهدی والفرقان بالکتب المتقدمة لقوله تعالی وانزل التوراة والانجیل من قبل هدی للناس وانزل الفرقان الذی انزل فیه قال البیضاوی فیه اشعار بان الانزال فیه سبب اختصاصه بوجوب الصوم فیه او صحه عبد الحکیم بانه لما خص هذا الشهر باعظم النعم کان لک صالحا لاختصاصه باعظم انواع العبودیة شکرا علیه ۱۲ قوله ومن کان مریضا تخصیص لمن شهد تکراره لذلک التخصیص اولئلا یتوهم نسخه کما نسخ قرینه ۱۲ روح المعانی ۔

الکلام استدل المعتزلة بقوله تعالی یرید الله الخ علی انه قد یقع من العبد ما لا یریده الله تعالی وذلک لان المریض والمسافر اذا صاما حتی اجهدهما الصوم فقد فعلا خلاف ما اراد الله تعالی ورد بان التیسیر باباحة الفطر وقد حصل من غیر تخلف ۱۲ روح المعانی

وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ط

اور تاکہ تم لوگ شمار کی تکمیل کر لیا کرو اور تاکہ تم لوگ اللہ تعالیٰ کی بزرگی بیان کیا کرو کہ تمکو طریقہ بتلا دیا اور تاکہ تم لوگ شکر ادا کیا کرو اور جب آپ سے میرے بندے میری متعلق دریافت کریں تو مین قریب ہی ہون

وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝۱۸۵ (وہ تھوڑے ایام جن مین روزے کا حکم ہوا ہے) ماہ رمضان ہی جسمین ایسی برکت ہی کہ اس مین یعنی اسکے ایک خاص حصہ مین کہ شب قدر ہے) قرآن مجید (لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر) بھیجا گیا ہی جسکا (ایک) وصف یہ ہی کہ لوگونکے لیے (ذریعہ) ہدایت ہے اور (دوسرا وصف یہ ہی کہ ہدایت کے طریقے بتلانے مین اُسکا جزو جزو) واضح الدلالۃ ہی (اور ان دونون صفونمین منجملہ ان کتب (سماویہ) کے (ہے) جو کہ (ان ہی دو صفونسے موصوف ہین یعنی ذریعہ) ہدایت (بھی) ہین اور (وضوح دلالۃ کی وجہ سے حق و باطل کے درمیان) فیصلہ کرنے والی (بھی) ہین سو جو شخص اس ماہ مین موجود ہو اُسکو ضرور اسمین روزہ رکھنا چاہیئے (اور وہ فدیہ کی اجازت جو اوپر مذکور ہوئی منسوخ یہ موقوف ہوئی) اور (مریض اور مسافر کے لیے جو اوپر قانون تھا وہ البتہ اب بھی اُسیطرح باقی ہے کہ) جو شخص (ایسا) بیمار ہو (جسمین روزہ رکھنا مشکل یا مضر ہو) یا (شرعی) سفر مین ہو تو (اُسکو رمضان مین روزہ نرکھنے کی اجازت ہی اور بجای ایام رمضان کے) دوسرے ایام کا (اتنا ہی) شمار (کرکے انہین روزہ) رکھنا (اُسپر واجب) ہی اللہ تعالیٰ کو تمہارے ساتھ (احکام مین) آسانی (کی رعایت) کرنا منظور ہی (اسلیے ایسے احکام مقرر کیے جنکو تم آسانی سے بجا لاسکو چنانچہ سفر اور مرض مین کیسا آسان قانون مقرر کر دیا) اور تمہارے ساتھ (احکام و قوانین مقرر کرنے مین) دشواری منظور نہین (کہ سخت احکام تجویز کر دیتے) اور (یہ احکام مذکورہ ہمنے خاص خاص مصلحتون سے مقرر کیے چنانچہ اولاً روزہ ادا رکھنے کا اور کسی شرعی عذر سے رہ جاوے تو اور ایام مین قضا کرنیکا حکم تو اسلیے کیا) تاکہ تم لوگ (ایام ادا یا قضا کی) شمار کی تکمیل کر لیا کرو (تاکہ ثواب مین کمی نرہے) اور (خود قضا رکھنے کا حکم اسلیے کیا) تاکہ تم لوگ اللہ تعالیٰ کی بزرگی (اور ثنا) بیان کیا کرو اسپر کہ تمکو (ایک ایسا) طریقہ بتلا دیا (جس سے تم برکات و ثمرات صیام رمضان سے محروم نرہو ورنہ اگر قضا کا حکم دیا نہوتا تو بہت کم لوگ اُسکا اہتمام کرتے) اور (عذر سے خاص رمضان مین روزہ نرکھنے کی اجازت اسلیے دیدی) تاکہ تم لوگ (اس نعمت آسانی پر اللہ تعالیٰ کا) شکر ادا کیا کرو (ورنہ اگر یہ اجازت نہ ہوتی تو سخت مشقت ہوتی) **ف** قرآن مجید مین دوسری آیت مین آیا ہے کہ ہمنے قرآن مجید شب قدر مین نازل فرمایا اور یہان رمضان شریف مین نازل کرنا فرمایا ہے سو وہ شب قدر رمضان کی تھی اسلیے دونون مضمون موافق ہوگئے اور اگر یہ وسوسہ ہو کہ قرآن مجید تو کئی سال مین تھوڑا تھوڑا کرکے حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہی پھر رمضان یا شب قدر مین نازل فرمانے کے کیا معنی اس وسوسے کے جواب کیطرف احقر نے اثناء ترجمہ مین اشارہ کر دیا ہی یعنی لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر دفعۃً رمضان کی شب قدر مین نازل ہو چکا تھا پھر آسمان دنیا سے دنیا مین بتدریج کئی سال مین نازل ہوا پس اس مین بھی تعارض نرہا چنانچہ روح المعانی مین حضرت ابن عباس اور ابن جبیر اور حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا یہی قول نقل کیا ہے انه نزل فيه جملة الى السماء الدنيا ثم نزل منجما فى ثلث وعشرين ترجمہ اسکا وہی ہے جو احقر اوپر لکھ چکا ہے اور یہی معنی ہین اُس حدیث کے جو امام احمد اور طبرانی نے بروایت واثلۃ بن الاسقع کے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کی ہے کہ صحف ابراہیم رمضان کی اول شب مین اور توراۃ چھٹی شب مین اور انجیل تیرہوین شب مین اور قرآن مجید چوبیسوین شب مین اُسی رمضان کی نازل کیے گئے کذا فی روح المعانی واللہ اعلم۔ **ربط** اوپر احکام صوم مین جن مصلحتون کی رعایت فرمائی گئی ہے اسیطرح آیندہ بھی بعض احکام کے مصالح اور رعایت سہولت کا مذکور ہے ان سب سے حق تعالیٰ کا بندی کے حال پر توجہ اور عنایت فرمانا معلوم ہوتا ہے لہذا مضمون قرب و اجازت کا ذکر بمناسب مقام فرماتے ہین **قرب واجابت باریتعالیٰ** وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ط

اللغات استجاب اجاب واحد و معناہ قطع مسئلتہ بتبلیغہ مرادہ من الجوب بمعنی القطع ۱۲ روح المعانی
النحو ولتكملوا علل الفعل محذوف دل عليه فمن شهد الخ اى وشرع لكم جملة ما ذكر الخ ۱۲ روح المعانی قلت واشرت اليه اليضم فى الترجمة
البلاغة ولتكملوا فى روح المعانى هذا نوع من اللف لطيف المسلك قلما يهتدى اليه الا ان مقتضى الظاهر ترك الواو ولكونها علا لا لما سبق ووجه اختياره لما فيه من مزيد الاعتناء بالاحكام السابقة مع عدم التكلف - قلت وجه الاعتناء انه فصل الافعال اولا ثم اجمل ذلك المفصل بالفعل المقدر اى شرع ثم فصل علل تلك الافعال كما هو ظاهر ۱۲ لتكبروا الله على فى روح المعانى المراد من التكبير الحمد والثناء مجازا لكونه فرداً منه ولذلك عدى بعلى ۱۲
الروايات فى لباب النقول اخرج ابن جرير وابن ابى حاتم وابن مردويه وابو الشيخ وغيرهم من طرق ان جاء اعرابى الى النبى صلى الله عليه وسلم فقال اقريب ربنا فنناجيه ام بعيد فنناديه فانزل الله تعالى

أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ○ أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ

منظور کرلیتا ہوں عرضی درخواست کرنیوالے کی جبکہ وہ میرے حضور مین درخواست دے سو انکو چاہیے کہ میرے احکام کو قبول کیا کرین اور مجھپر یقین رکھین امید ہے کہ وہ لوگ رشد حاصل کرسکینگے تم لوگون کے واسطے روزہ کی شب مین

الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ ۚ هُنَّ لِبَاسٌ لَكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَهُنَّ ۗ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُونَ أَنْفُسَكُمْ

اپنی بیبیون سے مشغول ہونا حلال کردیا گیا کیونکہ وہ تمہارے اوڑھنے بچھونے ہین اور تم انکے اوڑھنے بچھونے ہو۔ خدا تعالیٰ کو اسکی خبر تھی کہ تم خیانت کے گناہ مین اپنے کو مبتلا کررہے تھے

فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ ۖ فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ ۚ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ

خیر الله نے تم پر عنایت فرمائی اور تم سے گناہ کو دھو دیا سو اب اُن سے ملو ملاؤ۔ اور جو تمہارے لیے تجویز کردیا ہے اسکا سامان کرو اور کھاؤ اور پیو اُس وقت تک کہ تم کو

الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ

سفید خط سے متمیز ہوجاوے سیاہ خط

أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) جب آپ سے میرے بندے میرے (قرب اور بعد کے) متعلق دریافت کرین تو (آپ میری طرف سے اُنسے فرمادیجئے کہ) مین قریب ہی ہون (اور باستثناء نامناسب درخواست کے) منظور کرلیتا ہون (ہر) عرضی درخواست کرنے والے کی جبکہ وہ میرے حضور مین درخواست دے سو (جسطرح مین انکی عرض معروض کو منظور کرلیتا ہون) انکو چاہیے کہ میرے احکام کو (بجاآوری کے ساتھ) قبول کیا کرین (اور چونکہ ان احکام مین کوئی حکم نامناسب نہین اسلیے اسمین استثناء ممکن نہین) اور مجھپر یقین رکھین (یعنی میری ہستی پر بھی میرے حاکم ہونے پر بھی میرے حکیم ہونے اور رعایت مصالح پر بھی اسطرح) امید ہے کہ وہ لوگ رشد (وفلاح) حاصل کرسکینگے **ف** یہ جو فرمایا کہ جب دریافت کرین سو ایک شخص نے دریافت کیا تھا اور یہ جو فرمایا کہ مین قریب ہون تو جیسے حق تعالیٰ کی ذات کی حقیقت بیچون وچگون ہونیکی وجہ سے ادراک نہین کیجاسکتی اسیطرح انکی صفات کی حقیقت بھی معلوم نہین ہوسکتی لہذا ایسے مباحث مین زیادہ تفتیش جائز نہین اجمالاً اتنا سمجھ لین کہ جیسی انکی ذات ہے انکی شان کے مناسب انکا قرب بھی ہے۔ اور احقر نے جو "باستثناء نامناسب درخواست" کی قید ظاہر کردی اس سے وہ مشہور وسوسہ اجابت دعا کے متعلق دفع ہوگیا کہ بعض اوقات دیکھا جاتا ہے کہ دعا قبول نہین ہوتی حاصل جواب یہ ہے کہ وہ دعا اس شخص کے مناسب حال نہین ہوتی اور یہ ضرور نہین کہ جو چیز واقع مین نامناسب ہو اُسکے نامناسب ہونیکی اطلاع خود اس شخص کو بھی ہوجایا کرے۔ اور کسی ملحد کو اس شبہ کے نکالنے کی بھی گنجایش نہین ہے کہ جیسے وہ ہماری صرف بعض باتین قبول کرتے ہین ہم بھی انکے صرف بعض احکام مان لینگے وجہ گنجایش نہونیکی یہ ہے کہ ہماری تو بعض درخواستین نامناسب ہوتی ہین اور انکے احکام تو سب مناسب ہین چنانچہ احقر نے ترجمہ مین بھی اسکو ظاہر کردیا ہے **حکم چہارم منع مفطرات در شب صیام** أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَهُنَّ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُونَ أَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ

ملحقات الترجمة

۵۱ قوله یعنی ... بیان لنکتة عنوان الجواب ۱۲

۵۲ قوله میرے احکام کو لما کان المقدر کالملفوظ اظهر فی الترجمة ۱۲

۵۳ قوله رشد وفلاح عطف تفسیری اخذا مما فی روح المعانی ان اصل الباب اصابة الخير ۱۲

النحو قال عبد الحكيم ناصب ليلة الرفث المقدر الدال عليه الرفث المذكور اذ المصدر لا يتقدم معموله عليه قوله وكلوا عطف على باشروهن فالغاية للثلث ۱۲

البلاغة قال البيضاوي الرفث كناية عن الجماع لانه لا يكاد يخلو من رفث وهو الافصاح بما يجب ان يكنى عنه وعدي بالى لتضمنه معنى الافضاء وايثاره ههنا لتقبيح ما ارتكبوه ولذلك سماه خيانة هن لباس قال البيضاوي لما كان الرجل والمرأة يعتنقان ويشتمل كل منهما على صاحبه شبه باللباس او لان كلا منهما يستر حال صاحبه ويمنعه من الفجور اه قلت ولقلة الصبر عنهن اشدة الملابسة الخيط الابيض شبه اول ما يبدو من الفجر المعترض في الافق وما يمتد معه من الغبش بخيطين واكتفى ببيان الخيط الابيض لدلالة على الآخر وبذلك عدل عن الاستعارة الى التمثيل اه فاندفع ما قيل ان الصبح الصادق مستطير فكيف شبه بالخيط وجه الدفع ان اول ما يبدو يشبه الخيط وكذا ما قبل الظلام كثيرة فكيف يشبه الخيط وجه الدفع ان ما يقارن خيط الصبح هو الذي يشبه الخيط ۱۲

الروايات في لباب النقول اخرج البخاري عن البراء قال لما نزل صوم شهر رمضان كانوا لا يقربون النساء رمضان كله فكان رجال يخونون انفسهم فانزل الله علم الله انكم الآية واخرج احمد وابن جرير وابن ابي حاتم من طريق عبد الله بن كعب بن مالك عن ابيه قال كان الناس في رمضان اذا صام الرجل فامسى فنام حرم عليه الطعام والشراب والنساء حتى يفطر من الغد فرجع عمر من عند النبي صلى الله عليه وسلم وقد سمر عنده فاراد امرأته فقالت اني قد نمت قال ما نمت ووقع عليها وصنع كعب مثل ذلك فغدا عمر الى النبي صلى الله عليه وسلم فاخبره فنزلت الآية. وفي روح المعاني عن

ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ۚ وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِي الْمَسٰجِدِ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا ؕ

پھر رات تک روزہ کو پورا کیا کرو۔ اور اُن بیبیوں سے اپنا بدن بھی مت ملنے دو جس زمانہ مین کہ تم لوگ اعتکاف والے ہو مسجدوں مین یہ خداوندی ضابطے ہین سو انسے نکلنے کے نزدیک بھی مت ہونا

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝

اسیطرح اللہ تعالےٰ اپنے احکام لوگونکے واسطے بیان فرمایا کرتے ہین اس امید پر کہ وہ لوگ پرہیز رکھین

ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ج تم لوگونکے واسطے روزہ کی شب مین اپنی بیبیون سے مشغول ہونا حلال کردیا گیا (اور پہلے جو اس سے ممانعت تھی وہ موقوف کیگئی) کیونکہ (بوجہ قرب والتصال کے) وہ تمہارے (بجاے) اوڑھنے بچھونے (کے) ہین اور تم انکے (بجاے) اوڑھنے بچھونے (کے) ہو خدا تعالےٰ کو اسکی خبر تھی کہ تم (حکم الٰہی مین) خیانت کرکے گناہ مین اپنے کو مبتلا کررہے تھے (مگر خیر جب تم معذرت سے پیش آئے تو) اللہ تعالےٰ نے تم پر عنایت فرمائی اور تم سے گناہ کو دہو دیا سو (جب اجازت ہوگئی تو) اب انسے ملو ملاو اور جو (قانون اجازت) تمہارے لیے تجویز کردیا ہے (بے تکلف) اسکا سامان کرو اور (جسطرح شب صیام مین بی بی سے ہمبستری کی اجازت ہے اسیطرح یہ بھی اجازت ہے کہ) کھاؤ (بھی) اور پیو (بھی) اسوقت تک کہ تمکو سفید خط (کہ عبارت ہے نور) صبح (صادق) سے (جبکہ وہ بالکل شروع ہی شروع مین طلوع ہوتی ہے) متمیز ہوجاوے سیاہ خط سے (کہ عبارت ہے تاریکی کی اس حدفاصل سے جوکہ خط نور صبح سے ملاہوا محسوس ہوتا ہے مراد متمیز ہونے سے یہ کہ صبح صادق طلوع ہوجاوے) پھر (صبح صادق سے) رات (آنے) تک روزہ کو پورا کیا کرو **ف** شروع اسلام مین یہ حکم تھا کہ رات کو ایک دفع نیند آجانے سے آنکھ کھلنے کے بعد کھانا پینا بی بی کے پاس جانا حرام ہوجاتا تھا بعض صحابہ سے غلبہ مین اس حکم کے امتثال مین کوتاہی ہوگئی پھر نادم ہوکر حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے اطلاع کی انکی ندامت اور توبہ پر حق تعالےٰ نے رحمت فرمائی اور اس حکم کو منسوخ کردیا اور حضرت نے جو خط تاریکی اور خط نور کے ملنے کو محسوس ہونے سے تعبیر کیا ہے وجہ اس تعبیر کی یہ ہے کہ واقع مین وہ دو خط نہین بلکہ ایک ہی خط ہے جو سطح نور و سطح ظلمت دونوں کا منتہا اور دونوں کے درمیان مین مشترک اور فاصل ہی جیسا اہل ریاضی جانتے ہین **حکم پنجم اعتکاف** وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِي الْمَسٰجِدِ اور اُن بیبیون (کے بدن) سے اپنا بدن بھی (شہوت کے ساتھ) مت ملنے دو جس زمانہ مین کہ تم لوگ اعتکاف والے ہو (جوکہ مسجدون مین (ہوا کرتا ہے) **ف مسئلہ** حالت اعتکاف مین بی بی کے ساتھ صحبت اور اسیطرح بوس و کنار سب حرام ہے پھر اگر بوس و کنار مین انزال بھی ہوگیا تو وہ اعتکاف جاتا رہیگا اور بجاے اُسکے دوسرا قضا کرنا ہوگا اور اگر بلاشہوت اسنے اُسکو یا اُس نے اسکو ہاتھ لگادیا یا بدن دبادیا تو درست ہے **مسئلہ** اعتکاف صرف ایسی مسجد مین جائز ہے جسمین پانچون وقت جماعت سے نماز کا انتظام ہو **مسئلہ** جو اعتکاف رمضان مین نہو اس مین بھی روزہ شرط ہے **مسئلہ** اعتکاف والے کو مسجد سے کسیوقت باہر نکلنا درست نہین البتہ جو کام بہت ہی لاچاری کے ہین جیسے پیشاب پاخانہ یا کوئی کھانا لانے والا نہو تو گھر سے کھانا لے آنا یا جامع مسجد مین جمعہ کی نماز کے لیے جانا بس ایسی ضرورت کے لیے باہر جانا درست ہے لیکن گھر مین یا رستہ مین ٹھیرنا درست نہین **مسئلہ** اگر عورت اعتکاف کرنا چاہے تو جو جگہ اُسکی نماز پڑھنے کی مقرر ہے اُسی جگہ اعتکاف بھی درست ہے۔ **تاکید احکام مذکورہ** تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝ یہ (سب احکام مذکورہ) خداوندی ضابطے ہین سو ان (ضابطون) سے (نکلنا تو کیا) نکلنے کے نزدیک بھی مت ہونا (اور جس طرح اللہ تعالےٰ نے یہ احکام بیان کیے ہین) اسیطرح اللہ تعالےٰ اپنے (اور) احکام (بھی) لوگون (کی اصلاح) کے واسطے بیان فرمایا کرتے ہین اس امید پر کہ وہ لوگ (احکام پر مطلع ہوکر ان احکام کے خلاف کرنے سے) پرہیز رکھین۔

البلاغۃ حدود اللہ الحد المنع ومن کان فی طاعۃ اللہ والعمل بشرائعہ فہو متصرف فی حد الحق فنہی ان یتعداہ ان یقرب الحد الذی ہو الحاجز بین حیز الحق والباطل لئلا یدانی الباطل وان یکون فی الواسطۃ متباعدا عن الطرف فضلا عن ان یتخطاہ فالمراد الاحکام

ویجوز ان یرید بحدود اللہ محارمہ ۱۲ من الکشاف قلت واشرت الی ہذا کلہ فی الترجمۃ۔ **الروایات** فی لباب النقول اخرج ابن جریر عن قتادۃ قال کان الرجل اذا اعتکف فخرج من المسجد جامع ان شاء فنزلت ولا تباشروہن وانتم عاکفون فی المساجد ۱۲

ملحقات الترجمۃ ۱؎ قولہ معذرت سے کذا فی البیضاوی ۱۲ ۲؎ قولہ اوڑھنا بچھونا لماق العضو من ثوبہ للاثر وبعبر بلبسانہ بہ ۱۲ ۳؎ قولہ ملو ملاو نہی اصل لغۃ المباشرۃ فانہا الاق البشرۃ بالبشرۃ کنی عن الجماع ۱۲ ۴؎ قولہ تمہارے لیے تجویز کیا ہو اخذا محامی من المعانی عن قتادہ ان المراد ابتغوا الرخصۃ التی کتب اللہ لکم فان اللہ تعالیٰ یحب ان تؤتی رخصہ کما یحب ان تؤتی عزائمہ قلت ویؤیدہ اللام فی صلۃ کتب وقد اشرت الی کون الامر للاباحۃ بقولی بے تکلف ۱۲ ۵؎ قولہ مت ملنے دو لوثہ بالمعنی الحقیقی لعموم الحکم علم قید الشہوۃ بالاجماع ۱۲ ۶؎ قولہ جس زمانہ مین فی مدتہ لکون الجواب جماد وان یعتکف اذا خرج من المسجد فباشر خارجا یلزم جوازہ لانہ حد المنع من المباشرۃ حال کونہ فیہ حیۃ الجواب خلاصہ بلا حجۃ فحاصل المعنی لا تباشروہن حال ما یقال لکم انکم عاکفون فی المساجد وان خرجتم من المسجد لقضاء الحاجۃ فہذا القول باق ۷؎ قولہ مسجدون اشرت بہذا الی ان القید للاشتہار علیہ الاجماع ۱۲ ۸؎ قولہ فی ترجمۃ الایات احکام اطلاقا للدال علے المدلول ۱۲

وَلَا تَأْكُلُوٓا۟ أَمْوَٰلَكُم بَيْنَكُم بِٱلْبَٰطِلِ وَتُدْلُوا۟ بِهَآ إِلَى ٱلْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا۟ فَرِيقًا مِّنْ أَمْوَٰلِ ٱلنَّاسِ بِٱلْإِثْمِ وَأَنتُمْ

اور آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق مت کھاؤ۔ اور ان کو حکام کے یہاں اس غرض سے رجوع مت کرو کہ لوگوں کے مال کا ایک حصہ بطریق گناہ کے کھا جاؤ اور تم کو

تَعْلَمُونَ ۞ يَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلْأَهِلَّةِ ۖ قُلْ هِىَ مَوَٰقِيتُ لِلنَّاسِ وَٱلْحَجِّ ۗ

علم بھی ہو۔ آپ سے چاندوں کی حالت کی تحقیقات کرتے ہیں آپ فرما دیجیے کہ وہ چاند آلۂ شناخت اوقات ہیں لوگوں کے لیے اور حج کے لیے۔

حکم ششم منع مال حرام وَلَا تَأْكُلُوٓا۟ أَمْوَٰلَكُم بَيْنَكُم بِٱلْبَٰطِلِ وَتُدْلُوا۟ بِهَآ إِلَى ٱلْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا۟ فَرِيقًا مِّنْ أَمْوَٰلِ ٱلنَّاسِ بِٱلْإِثْمِ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ (اور آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق (طور پر) مت کھاؤ اور ان (کے جھوٹے مقدمہ) کو حکام کے یہاں اس غرض سے رجوع مت کرو کہ (اس کے ذریعہ سے) لوگوں کے مال کا ایک حصہ بطریق گناہ کے (یعنی ظلم سے) کھا جاؤ اور تم کو [illegible]

حکم ہفتم اعتبار حساب قمری در حج وغیرہ يَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلْأَهِلَّةِ ۖ قُلْ هِىَ مَوَٰقِيتُ لِلنَّاسِ وَٱلْحَجِّ (بعضے آدمی) آپ سے (ان) چاندوں کی (یعنی ان کے گھٹنے بڑھنے کی) حالت (اور وجہ) کی تحقیقات کرتے ہیں آپ فرما دیجیے کہ (فائدہ اس کا یہ ہے کہ) وہ چاند (اپنے اس گھٹنے بڑھنے کے اعتبار سے ذریعہ یا سہولۃ) آلۂ شناخت اوقات ہیں لوگوں کے (اختیاری) معاملات مثل عدۃ وغیرہ وغیرہ کے) لیے اور (غیر اختیاری) عبادات مثل حج (وزکوٰۃ وروزہ وغیرہ) کے لیے **ف** مطلب یہ کہ سورج تو اپنے شکل کے اعتبار سے ہمیشہ ایک ہی سیر پر ہے گو طلوع وغروب کے اعتبار سے [illegible] مختلف ہوتا رہتا ہے لیکن وہ اختلاف [illegible] اس کا فرق ظاہر نہیں ہوتا اور کسوف وغیرہ اور معین نہیں بخلاف چاند کے کہ جلد جلد اس کے تشکلات مختلف ہوا کرتے ہیں پھر ہر ماہ میں ایک ہی ضابطہ پر ہوتے رہتے ہیں اور وہ اختلاف ایسا ہیں کہ ہر کہ ومہ بے تکلف اس کو محسوس کر رہا ہے اسلیے عام طور پر مختلف طبقات اور درجات کے آدمیوں کو جیسا قمری حساب سے اوقات کا انضباط اور انتظام سہل ہے شمسی حساب سے ممکن نہیں لہذا شریعت نے بالاصالۃ قمری حساب پر احکام وعبادات کا مدار رکھا ہے کہ سب کا اتباع واتفاق ان امور میں سہولت سے ممکن ہو پھر بعض احکام میں تو اس حساب کو لازم کر دیا ہے کہ انمیں دوسرے حساب پر مدار رکھنا جائز ہی نہیں جیسے حج وروزہ رمضان وعیدین وزکوٰۃ وعدت طلاق وامثالہا اور بعضے میں گو اختیار دیا ہے جیسے کوئی چیز خریدی [illegible] اور مدت [illegible] ایک سال شمسی گذرنے پر زر ثمن بیباق کرینگے اسمیں شرع نے مجبور نہیں کیا کہ سال قمری ہی پر مطالبہ کا حق ہو جاویگا لیکن اسمیں کچھ شک نہیں کہ اگر یہاں بھی قمری پر مدار رکھا جاوے تو عام طور پر بہت سہولت اس میں ہے اسی لئے حرف ذریعہ یا سہولت اثنائے ترجمہ میں لکھ دیا ہے وہ اسی مضمون مفصل کا اجمال ہے اور اختیاری وغیر اختیاری جو اثنائے ترجمہ میں واقع ہوا ہے اس سے مراد شرعاً ان کا موقت یا غیر موقت ہونا ہے [illegible] اللہ تعالیٰ ہی [illegible] نہ ہونا خوب سمجھ لو۔ اور جاننا چاہیے کہ اپنے روزمرہ کے مکاتبات ومخاطبات میں ہرچند کہ شمسی حساب کا استعمال گو شرعاً جائز تو ہے [illegible]

اللغات الادلاء فی الاصل ارسال الحبل فی البیر ثم استعیر للترصیل الی الشیء او الالقاء والباء صلۃ الادلاء ای لا توصلوا اولا تلقوا بحکومتہا والی [illegible] الحکام [illegible] المعانی المواقیت جمع میقات من الوقت صفۃ آلۃ ای ما یعرف بہ الوقت ۱۲ من البیضاوی وعبد الحکیم قلت واشرت الیہ فی الترجمۃ ۱۲

النحو بینکم وبالباطل متعلقان بلا تاکلوا والباء فی بالاثم للسببیۃ ۱۲ من روح المعانی

البلاغۃ جمع الاہلۃ مع ان الہلال کل یوم بزیادۃ ونقصہ کانہ ہلال آخر غیر الاول اما لانہ متعدد باعتبار تعدد الشہور واخترت الوجہ الثانی فی الترجمۃ لرجحانہ عندی وفی عطف الحج یمکن ان یبنی علی تغایر بینہ وبین المعطوف علیہ بان یقال ان قولہ للناس بیان للمواقیت التی ہی باختیارہم وقولہ والحج اشارۃ الی المواقیت التی عینہا اللہ للعبادات الموقتۃ الا انہ خص الحج بالذکر من بینہا لکونہ اعی شیء الی الوقت لانہ یحتاج الی اداء

وفیہا ۱۲ من البیضاوی وعبد الحکیم قلت وعطفت فی الترجمۃ الصوم علی الحج مناسبۃ لتلبس الصوم بالصوم المتصل ۱۲

الروایات فی اسباب النزول اخرج ابن ابی حاتم عن سعید بن جبیر قال ان امرأ القیس بن عابس وعبدان بن اشوع الحضرمی اختصما فی ارض واراد امرؤ القیس ان یحلف ففیہ نزلت ولا تاکلوا اموالکم بینکم الآیۃ۔ فی لباب النقول اخرج ابن ابی حاتم عن ابی العالیۃ قال بلغنا انہم قالوا یا رسول اللہ لم خلقت الاہلۃ فانزل اللہ تعالیٰ یسئلونک عن الاہلۃ قلت ظاہر السؤال کان عن الحکمۃ وہو الظاہر من الجواب فلا یحتاج الی التکلف لیکون الجواب علی اسلوب الحکیم وما روی ان معاذ بن جبل سال ما بال الہلال یبدو دقیقا ثم یزید الخ فسندہ علی ما فی روح المعانی ضعیف علی انہ یمکن حملہ علی السوال عن الحکمۃ کما لا یخفی۔

ملحقات الترجمہ قولہ ایک دوسرے کے مال قولہ ذریعہ تا سہولت قولہ جھوٹے مقدمہ [illegible] ان یکون مالہ [illegible] یکون الاکل الکل [illegible] حال الاکل وسطا بینہما [illegible] علی المعنے المذکور [illegible] تمام تحقیق بیان الاعلی الآیۃ فی الآیۃ ۱۲

وَلَيْسَ الْبِرُّ بِأَنْ تَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ ظُهُورِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى ۚ وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ

اور اس مین کوئی فضیلت نہین کہ گھرونین انکی پشت کیطرف سے آیا کرو ہان لیکن فضیلت یہ ہے کہ کوئی شخص حرام سے بچے اور گھرونمین انکے دروازونسے آؤ اور خدا تعالےٰ سے ڈرتے رہو امید ہے کہ

تُفْلِحُونَ ۝ وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا ۚ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ۝ وَاقْتُلُوهُمْ

تم کامیاب ہو اور تم لڑو اللہ کی راہ مین اُن لوگونکے ساتھ جو تمہارے ساتھ لڑنے لگین اور حد سے مت نکلو واقعی اللہ تعالےٰ حد سے نکلنے والونکو پسند نہین کرتے۔ اور اُن کو قتل کرو

حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأَخْرِجُوهُمْ مِنْ حَيْثُ أَخْرَجُوكُمْ ۚ وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ وَلَا تُقَاتِلُوهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ

جہاں اُن کو پاؤ اور اُن کو نکال باہر کرو جہان سے اُنہون نے تمکو نکلنے پر مجبور کیا ہے اور شرارت قتل سے بھی سخت تر ہے اور اُنکے ساتھ مسجد حرام کے قریب مین قتال

الْحَرَامِ حَتّٰى يُقَاتِلُوكُمْ فِيهِ ۖ فَإِنْ قَاتَلُوكُمْ فَاقْتُلُوهُمْ ۗ كَذٰلِكَ جَزَاءُ الْكٰفِرِينَ ۝

مت کرو جب تک کہ وہ لوگ وہان تمسے خود نہ لڑین ہان اگر وہ خود ہی لڑنے کا سامان کرنے لگین تو تم اُنکو مارو ایسے کافرونکی ایسی ہی سزا ہے۔

لیکن غور کرنے سے اسمین کوئی شبہ نہین کہ بوجہ خلاف ہونے وضع صحابہ وسلف صالحین کے خلاف اولیٰ ضرور ہے ونیز چونکہ مدار احکام شرعیہ کا حساب قمری پر ہے اسلیے اُسکا محفوظ ومنضبط رکھنا یقیناً فرض علی الکفایہ ہے اور سہل طریق انضباط کا یہ ہے کہ روزمرہ اسیکا استعمال رکھا جاوے اور ظاہر ہے کہ فرض کفایہ عبادت ہے اور عبادت کی حفاظت کا آلہ یقیناً ایک درجہ مین عبادت ہے پس حساب قمری کا استعمال اس درجہ مین مطلوب شرعی ٹھیرا پس مسلمان سے بہت بعید ہے کہ ایک جانب ایک امر مطلوب شرعی ہو دوسری جانب دوسرا امر کسی درجہ مین مزاحم اُس شرعی کا ہو پھر مطلوب کو چھوڑ کر بلا ضرورت اُسکے مزاحم کو اختیار کرے خصوصاً اس طور پر کہ اُس مطلوب سے کوئی خاص تعلق اور دلچسپی بھی نہ رہے اور غیر مطلوب کو راجح قرار دینے لگے **حکم ہشتم اصلاح طریقۂ بخانہ در آمدن در احرام** وَلَيْسَ الْبِرُّ بِأَنْ تَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ ظُهُورِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى ۚ وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝۱۸۹ (بعض لوگ قبل اسلام کے حالت احرام حج مین اگر کسی ضرورت سے گھر جانا چاہتے تو دروازہ سے جانا ممنوع جانتے تھے اسلیے پشت کی دیوار مین نقب دیکر اُسمین سے اندر جاتے تھے اور اس عمل کو فضیلت سمجھتے تھے حق تعالیٰ اُسکے متعلق بعد ذکر حج کے ارشاد فرماتے ہین) اور اسمین کوئی فضیلت نہین کہ گھرونمین انکی پشت کیطرف سے آیا کرو ہان لیکن فضیلت یہ ہے کہ کوئی شخص حرام (چیزون) سے بچے اور (چونکہ گھرون مین دروازہ کیطرف سے آنا حرام نہین ہے اسلیے اُس سے بچنا بھی ضرور نہین سو اگر آنا چاہو تو) گھرونمین انکے دروازون سے آؤ اور (اصل الاصول تو یہ ہے کہ) خدا تعالےٰ سے ڈرتے رہو (اس سے البتہ) امید ہے کہ تم (دارین مین) کامیاب ہو **ف** اس سے ایک بڑے کام کی بات معلوم ہوئی کہ جو شئے شرعاً مباح ہو اُسکو طاعت وعبادت اعتقاد کرلینا اسیطرح اسکو معصیت اور محل ملامت اعتقاد کرلینا شرعاً مذموم ہے اور بدعت مین داخل ہے چنانچہ گھرونمین دروازے سے آنا مباح تھا اسکو ان لوگون نے معصیت سمجھا تھا اور دروازہ چھوڑ کر کسی اور طرف سے آنا بھی فی نفسہ مباح اُسکو ان لوگون نے عبادت وفضیلت سمجھا تھا اس پر حق تعالیٰ نے اُن پر رد فرمایا اور اُنکے اس اعتقاد کو باطل اور مخالف تقویٰ کے ٹھیرایا اور تقویٰ کو واجب فرمایا تو ضرور جس چیز سے واجب کا ترک اور خلاف لازم آویگا وہ گناہ ہوگی پس اُنکے یہ دونون اعتقاد گناہ ہوئے اس قاعدہ سے ہزارون اعمال کا حکم معلوم ہوگیا جو کہ عوام بلکہ بعض خواص مین بھی شائع ہین اللہ تعالیٰ رحم فرماوین **حکم نہم متعلق قتال کفار** وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا ۚ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ۝۱۹۰ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأَخْرِجُوهُمْ مِنْ حَيْثُ أَخْرَجُوكُمْ وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ وَلَا تُقَاتِلُوهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى يُقَاتِلُوكُمْ فِيهِ ۚ فَإِنْ قَاتَلُوكُمْ فَاقْتُلُوهُمْ ۗ كَذٰلِكَ جَزَاءُ الْكٰفِرِينَ ۝۱۹۱

الروایات روی البخاری عن البراء قال کانوا اذا احرموا فی الجاہلیۃ اتوا البیت من ظہرہ فانزل اللہ ولیس البر الخ ۱۲ لباب المنقول۔ فی لباب النقول من طریق الکلبی عن ابی صالح عن ابن عباس قال نزلت ہذہ الآیۃ فی صلح الحدیبیۃ وذلک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما صد عن البیت ثم صالح المشرکون علی ان یرجع عامہ القابل فلما کان العام القابل تجہز واصحابہ عمرۃ القضاء اخافوا ان لا تفی قریش بذلک ان یصدوہم عن المسجد الحرام ویقاتلوہم وکرہ اصحابہ قتالہم فی الشہر الحرام فانزل اللہ ذلک ۱۲

فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ۭ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ

پھر اگر وہ لوگ باز آجاویں تو اللہ تعالی بخشدینگے اور مہربانی فرماوینگے اور انکے ساتھ اس حد تک لڑو کہ فساد عقیدہ نرہے اور دین اللہ ہی کا ہوجاوے اور اگر وہ لوگ باز آجاویں تو سختی کسی پر

اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ۝ اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ۭ فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ

نہیں ہوا کرتی بجز بے انصافی کرنیوالوں کے حرمت والا مہینہ ہے بعوض حرمت والے مہینہ کے اور یہ حرمتیں تو عوض معاوضہ کی چیزیں ہیں سو جو تم پر زیادتی کرے تو تم بھی اس پر زیادتی کرو

بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ۝

جیسی اس نے تم پر زیادتی کی ہے اور اللہ تعالی سے ڈرتے رہو اور یقین کرلو کہ اللہ تعالی ان ڈرنیوالوں کے ساتھ ہوتے ہیں

فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۱۹۲ وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ۭ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ۝۱۹۳ اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ۭ فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ۝۱۹۴ (ذی قعدہ سنہ ۶ ہجری مین حضور صلے اللہ علیہ وسلم ادای عمرہ کے قصد سے مکہ معظمہ تشریف لیجلے اُسوقت تک مکہ معظمہ مشرکین کے قبضہ اور حکومت مین تھا ان لوگون نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے ہمراہیونکو مکہ کے اندر نہ جانے دیا اور عمرہ رہگیا آخر بڑی گفتگو کے بعد یہ معاہدہ قرار پایا کہ سال آیندہ تشریف لاکر عمرہ ادا فرماوین چنانچہ ذیقعدہ سنہ ۷ مین پھر آپ اسی قصد سے تشریف لیجلے لیکن اسکے ساتھ ہی مسلمانونکو یہ اندیشہ ہوا کہ شاید مشرکین اپنا معاہدہ پورا نکرین اور آمادہ مقابلہ ومقاتلہ ہوجاوین تو ایسی حالت مین نہ تو سکوت مصلحت ہے اور اگر مقابلہ کیا جاوے تو ذیقعدہ مین کہ اُسوقت تک اسمین اور ذی الحجہ اور محرم اور رجب مین قتل وقتال ممنوع تھا اور اسلیے یہ چار مہینے اشہر حرم کہلاتے تھے قتل لازم آتا ہے غرض مسلمان اس تردد سے پریشان تھے حق تعالے نے یہ آیتین نازل فرمائین کہ گو اُن کفار کی طرح ان خاص معاہدہ کرنے والونکے ساتھ بوجہ باہمی معاہدہ کے تمکو اپنی جانب سے ابتداءً قتال کرنیکی اجازت نہین لیکن اگر وہ لوگ خود عہد شکنی کرین اور تمسے لڑنے کو آمادہ ہوجاوین تو اُسوقت تم کسیطرح کا اندیشہ دلمین مت لاؤ) اور (بے تکلف) تم (بھی) لڑو اللہ کی راہ مین (یعنی اس نیت سے کہ یہ لوگ دین کی مخالفت کرتے ہین) اُن لوگونکے ساتھ جو (نقض عہد کرکے) تمہارے ساتھ لڑنے لگین اور (ازخود) حد (معاہدہ) سے مت نکلو (کہ عہد شکنی کرکے لڑنے لگو) واقعی اللہ تعالے حد (قانون شرعی) سے نکلنے والونکو پسند نہین کرتے اور (جس حالت مین وہ خود عہد شکنی کرین تو اُسوقت دل کھولکر (خواہ) اُنکو قتل کرو جہان اُنکو پاؤ اور (خواہ) انکو (مکہ سے) نکال باہر کرو جہان اُنھون نے تمکو (تنگ کرکے اور ایذائین پہونچاکر نکلنے (اور ہجرت کرنے) پر مجبور کیا ہے اور (تمہارے اِن قتل واخراج کے بعد بھی عقلاً الزام اُن ہی پر رہیگا کیونکہ عہد شکنی جو ان سے واقع ہوگی بڑی شرارت کی بات ہے اور ایسی) شرارت (ضرر مین) قتل (واخراج) سے بھی سخت تر ہے (کیونکہ اس قتل واخراج کی نوبت اس شرارت ہی کی بدولت پہونچی ہی پس یہ شرارت اصل اور قتال واخراج اسکی فرع ہے) اور (علاوہ معاہدہ کے انکے ساتھ ابتداءً قتال کرنے سے ایک اور امر بھی مانع ہے وہ یہ کہ حرم شریف یعنی مکہ اور اسکا گرداگرد ایک واجب الاحترام جگہ ہے اور اسمین قتال کرنا اسکے احترام کے خلاف ہے اسلئے بھی حکم دیا جاتا ہے کہ) انکے ساتھ مسجد حرام (یعنی کعبہ) کے قرب (ونواح) مین (کہ حرم کہلاتا ہے) قتال مت کرو جبتک کہ وہ لوگ وہان تمسے خود نہ لڑین ہان اگر وہ (کفار) خود ہی لڑنے کا سامان کرنے لگین تو (اُسوقت پھر تمکو اجازت ہے کہ) تم (بھی) انکو مارو (دہاڑو) ایسے کافرونکی (جو حرم مین لڑنے لگین) ایسی ہی سزا ہے پھر اگر (بعد شروع قتال کے بھی) وہ لوگ (اپنے کفر سے) باز آجاوین (اور اسلام قبول کرلین) تو (انکا اسلام بے قدر نہ سمجھا جاویگا بلکہ) اللہ تعالے (اُنکے گذشتہ کفر کو) بخشدینگے اور (مغفرت کے علاوہ انواع نعم دیکر اُن پر مہربانی (بھی) فرماوینگے اور (اگر وہ لوگ اسلام نہ لاوین تو گو اور کفار سے جزیہ دینے کے اقرار پر قتال سے دستکش ہونے کا حکم ہے لیکن یہ خاص کفار چونکہ اہل عرب ہین اُنکے لیے قانون جزیہ نہین ہی بلکہ اُنکے لیے اسلام ہے یا قتل اسواسطے) ان کے ساتھ اس حد تک لڑو کہ

الشہر الحرام بحذف المضاف ومتعلق الجار تقدیرہ حرمة الشہر الحرام متقابل بالشہر الحرام قولہ قصاص بحذف المضاف ای الحرمات ذات قصاص ۱۲

ملحقات الترجمة

۵۱ قولہ ان خاص معاہدہ کرنے والون الخ فلا حاجة الی القول بکون الآیة منسوخة بجواز ابتداء القتال مع الکفار بعد ان حملة علی المعاہدین فافہم ۱۲

۵۲ قولہ فی ترجمة والفتنة ایسی شرارت وقولہ فی ترجمة جزاء الکفرین ایسی کافرونکی للعہد فیہما ۱۲

۵۳ قولہ علاوہ معاہدہ فلا یتوہم ان التفسیر دال علی کون المانع عہدا مع قطع النظر عن نوعہم فی الحرم فالمعنی مانعیة الحرم ۱۲

۵۴ قولہ فی ترجمة عند قرب فاشمل الحرم کلہ ۱۲

۵۵ قولہ سامان کرنے لگین حملہ علے المجاز لعند ورة الاجماع علی عدم توقف جواز قتالہم علے بدین القتال منہم ۱۲

وَاَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْكُمْ اِلَی التَّهْلُكَةِ ۛ وَاَحْسِنُوْا ۛ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ

اور تم لوگ خرچ کیا کرو اللہ کی راہ میں اور اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں تباہی میں مت ڈالو اور کام اچھی طرح کیا کرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ پسند کرتے ہیں اچھی طرح کام کرنے والوں کو

[illegible] مسائل [illegible] (یعنی [illegible]) [illegible] اور (اکل) [illegible] (فاعل) [illegible] کافرانہ الٰہی کے لیے مہمان [illegible]

[illegible] قبول [illegible] اسلام [illegible] (اکل) [illegible]

تو (اذ) [illegible] بیکسا [illegible] آنکھ لیتا [illegible] [illegible] اکرنی

تخریب الصمد [illegible] الانصاف [illegible] احسانات کو بول [illegible] لوگ سلام

لے آئے تو بے انصاف نہ ہے لہذا ان پر سزائے قتل کی [illegible] اور مسلمانوں [illegible] عہد کی صورت میں بہتر دیتے کہ

شہر حرام یعنے ذیقعدہ میں (ثنا) پڑیگا سواس سے بھی بے فکر ہو کیونکہ) حرمت والا مہینہ (تمہا قتال کفار سے مانع ہو سکتا) ہے

بعوض انکے [illegible] حرمت والے مہینہ کے (سبب وہ بھی تمہے قتال نہ کرین) اور [illegible] معاوضہ کی چیزین

ہین سو (جو تم سے انکی رعایت کرے تو تم بھی رعایت رکھو اور) جو تم پر (ایسی حرمتوں کی رعایت نہ کرکے) زیادتی کرے تو تم بھی

اسپر زیادتی کرو جیسی اسنے تم پر زیادتی کی ہے اور (ان سب احکام مذکورہ کے برتاؤ میں) [illegible] رہتے ہو (کہ کسی امر میں حد

اتفاق سے تجاوز نہونے پاوے) اور یقین کرلو کہ اللہ تعالیٰ [illegible] بہت ورحمت سے [illegible] منقول

چند مسائل ہین مسئلہ اول کفار کے ساتھ جبکہ شرائط جواز کے پائے جاوین ابتداء قتال شروع کرنا درست ہے اور [illegible] جو ابتدا بالقتال

سے ممانعت فرمائی ہے تو وہ صرف بوجہ معاہدہ کے ہے تو معاہدہ مین ابتدا ناجائز ہے البتہ اگر معاہدہ کا باقی رکھنا مصلحت نہو تو صاف

اطلاع کردیجاوے کہ ہم وہ معاہدہ باقی نہین رکھتے پھر قتال جائز ہے اسیطرح اگر وہ لوگ خود معاہدہ توڑدین تب بھی قتال جائز ہے چنانچہ

جن لوگوں کے باب مین یہ آیات نازل ہوئی ہین انہون نے آخر مین جب نقض عہد کردیا تو ان سے یہانتک قتال ہوا کہ مکہ فتح ہو کر دارالاسلام

بن گیا مسئلہ دوم جزیرہ عرب کے اندر جس مین حرم بھی آگیا کفار کو وطن بنانیکی اجازت نہین اور اگر بزور رہنا چاہین تو غیر حرم مین تو

قتال کرکے بھی دفع کردینا جائز ہے اور حد حرم کے اندر اولاً قتال نہ کرینگے بلکہ انکو دوسری طرح تنگ کرینگے جس مین وہ خود چھوڑ دین اور

اگر کسی طرح نہ چھوڑین اور دفع کرنے سے آمادہ قتال ہوجاوین تو اسوقت قتال جائز ہے [illegible]

کے اندر جا گھسے اسکو تنگ کرکے باہر نکال کر قصاص وغیرہ لینگے اور اس مقام مین جو نقض عہد نہ کرینکی صورت مین انسے تعرض نہ کرنیکا حکم مفہوم ہوتا

سو اسوقت یہ ممانعت جزیرہ عرب مین بسنے کی نہ ہوئی تھی پھر آخر مین یہ حکم مقرر ہوگیا مسئلہ سوم جمہور آئمہ دین کا اجماع ہے کہ اشہر حرم مین اب قتل و

قتال جائز ہے اور جن آیات سے ممانعت معلوم ہوتی ہے وہ منسوخ ہین لیکن افضل اب بھی یہی ہے کہ اشہر حرم مین ابتدا بالقتال نکرے مسئلہ چہارم

کفار عرب اگر اسلام نہ لاوین تو انکے لیے صرف قتل کا قانون ہے اگر وہ جزیہ دینا چاہین نہ لیا جاوے [illegible] مختار و رد المحتار وغیرہما کتب فقہ حنفی

سے منقول ہین حکم دہم انفاق فی الجہاد وَاَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْكُمْ اِلَی التَّهْلُكَةِ ۛ وَاَحْسِنُوْا ۛ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ۱۹۵

اللغات التهلكة في الاصل انتهاء الشئ في الفساد والالقاء طرح الشئ وعدی بالى لتضمن معنى الانتهاء ۱۲ بيضاوی

البلاغة الباء مزيدة۔ المراد بالايدی الانفس ای لا توقعوا انفسكم فی الهلاك وقيل معناه لا تجعلوها اخذة بايديكم (فالايدی بالمعنى الحقيقی ای لا تجعلوا التهلكة اخذة بايديكم) او لا تلقوا بايديكم انفسكم اليها فحذف المفعول ۱۲ بيضاوی۔ قلت واخترت الوجه الآخر في الترجمة ۱۲

الروايات في لباب النقول روى البخاری عن حذيفة قال نزلت هذه الآية في النفقة واخرج ابوداؤد والترمذی وصححه ابن حبان والحاكم وغيرهم عن ابی ايوب الانصاری قال نزلت هذه الآية فينا معشر الانصار لما اعز الله الاسلام وكثر ناصروه قال بعضنا لبعض سرا ان اموالنا قد ضاعت وان الله اعز الاسلام فلو اقمنا في اموالنا فاصلحنا ما ضاع منها فانزل الله علينا يرد علينا ما قلنا وانفقوا في سبيل الله ولا تلقوا بايديكم الى التهلكة فكانت التهلكة الاقامة على الاموال واصلاحها وتركنا الغزو ۱۲

نتائج [illegible]

تنقیحات التشریح

[illegible] قوله [illegible]

[illegible]

وترک المقاتلة ولو بقبول الجزية ۱۲ ۵۲ قوله الی نقص [illegible]

روح المعانی [illegible] قوله [illegible] المنقص [illegible]

مطلق العطف نظرا الی قوله فان انتهوا الاول ويصح العطف نظرا الی قاتلوهم ۱۲ ۵۴ قوله وجه یہ ہے قال البيضاوی و احتجاج عليه ای بانه لا احتجاج فيه لانه مقصود بالذات والالماح الواقع ۱۲ من عبد الحكيم

۵۵ قوله [illegible] ويلوی کرومن [illegible] ان يقيد بقوله الیسی ہی حملا للباء على الزيادة كما في المدارك وتقديره عدوانا مثل عدوانهم آه ای فی نفس كونه عدوانا لان المراد نفس القتال بقرينة المقام ولا يجب فيه المماثلة اجمالا

فلا تعرض للآية لمسئلة الضمان او المماثلة فی القصاص بالكيفية كما ذهب اليه الشافعی فافهم ۱۲

قتال در شہر حرم

[illegible]

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ؕ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ

اور حج وعمرہ کو اللہ تعالیٰ کے واسطے پورا پورا ادا کیا کرو پھر اگر روک دیے جاؤ تو قربانی کا جانور جو کچھ میسر ہو اور اپنے سروں کو اس وقت تک مت منڈاؤ جب تک کہ قربانی اپنے موقع پر نہ پہنچ جاوے

مَحِلَّهٗ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖۤ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ۚ فَاِذَاۤ اَمِنْتُمْ

البتہ اگر کوئی تم میں سے بیمار ہو یا اسکے سر میں کچھ تکلیف ہو تو فدیہ دیدے روزہ سے یا خیرات دینے سے یا ذبح کر دینے سے پھر جب امن کی حالت میں ہو

فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِى الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا

تو جو شخص عمرہ سے اسکو حج کے ساتھ ملا کر منتفع ہوا ہو تو جو کچھ قربانی میسر ہو پھر جس شخص کو قربانی کا جانور میسر نہ ہو تو تین دن کے روزے ہیں حج میں اور سات ہیں جبکہ

رَجَعْتُمْ ؕ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ

حج سے تمہارے لوٹنے کا وقت آجاوے یہ پورے دس ہوئے یہ اس شخص کے لیے ہے جسکے اہل مسجد حرام کے قرب میں نہ رہتے ہوں

اور تم لوگ (جان[1] کے ساتھ مال بھی) خرچ کیا کرو اللہ کی راہ (یعنی جہاد) میں اور اپنے آپکو اپنے ہاتھوں تباہی میں مت ڈالو (کہ ایسے مواقع میں جان ومال خرچ کرنے سے جبن یا بخل کرنے لگو جسکا نتیجہ تمہارا ضعیف اور مخالف کا قوی ہوجانا ہے جو کہ عین تباہی ہے) اور (جو کام (کرو) اچھی طرح کیا کرو (مثلاً اسی موقع پر خرچ کرنا ہے دل کھول کر خوشی سے اچھی نیت کے ساتھ خرچ کرو) بلاشبہ اللہ تعالیٰ پسند کرتے ہیں اچھی طرح کام کرنے والوں کو **ف** اور یہ جو فرمایا کہ اپنے ہاتھوں الخ اس قید کا حاصل یہ ہے کہ باختیار خود کوئی امر خلاف حکم نکرے اور جو بلا قصد واختیار کچھ ہوجاوے وہ معاف ہے کذا فی روح المعانی **حکم یازدہم متعلق حج وعمرہ** وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ؕ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖۤ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ۚ فَاِذَاۤ اَمِنْتُمْ ۛ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِى الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ ؕ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ

ملحقات الترجمہ

[1] قولہ جان کے ساتھ ولیل العطف علے قاتلوا کما فی روح المعانی وہو الدلیل فی ہو تفسیر قولہ تعالیٰ لا تلقوا الخ لترتب القتال الانفاق فہو متعلق بمجموع المعطوف والمعطوف علیہ کما فی روح المعانی الخ ۱۲

النحو قولہ ففدیۃ وقولہ فما استیسر فی موضعین وقولہ فصیام مبتدأ محذوفۃ الخبر ای علیہ قولہ فمن تمتع ای انتفع بالتقرب الی اللہ تعالیٰ بالعمرۃ الی وقت الحج ای قبل الانتفاع بالحج فی اشہرہ کذا فی روح المعانی ویجوز ان یکون تقدیرہ تمتع بالعمرۃ مقرونۃ مضمومۃ الی الحج وقد اشرت الیہ فی الترجمۃ ۱۲

البلاغۃ تلک العشرۃ فان قلت فما فائدۃ الفذلکۃ قلت الواو قد تجیٔ للاباحۃ فی نحو قولک جالس الحسن وابن سیرین ففذلکت نفیا لتوہم الاباحۃ وایضا ففائدۃ الفذلکۃ فی کل حساب ان یعلم العدد جملۃ کما علم تفصیلا لیحاط بہ من جہتین کذا فی الکشاف قولہ حاضری المراد من حضور الاہل حضور المحرم وعبر لان الغالب علی الرجل کما قیل ان یسکن حیث اہلہ ساکنون ۱۲

الفقہ استدل الشافعیۃ بقولہ اتموا علی وجوب العمرۃ کالحج والجواب ان وجوب الاتمام لا یستلزم وجوب الابتداء ثم یمکن ان یجعل الامر فیہ متوجہا الی القید اعنی تامین بمعنی جعلہما لوجہ اللہ خالصتین کما فی قولہ علیہ السلام سواء قلت واشرت الیہ فی ترجمتی ودلیل الحنفیۃ ما اخرجہ الترمذی وصححہ کما فی روح المعانی ان رجلا سأل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن العمرۃ اواجبۃ ہی قال لا وان تعتمروا خیر لکم واستدل بقولہ امنتم علی کون ہذا الحکم خاصا بالعدو لا المرض فلا بد فیہ من الاشتراط بناء علی کون المراد ہہنا حصر العدو فان الامن لغۃ فی مقابلۃ الخوف ویراد عند ابی حنیفۃ بایہما لما اخرج ابو داود والترمذی وحسنہ النسائی وابن ماجۃ والحاکم کما فی روح المعانی من حدیث الحجاج بن عمرو من کسر او عرج فعلیہ الحج من قابل واما قولہ امنتم فقال للمریض اذا زال مرضہ برئ امن کما روی ذلک عن ابن مسعود وابن عباس رضی اللہ عنہم من طریق ابراہیم کما فی روح المعانی بل الاکثر ما یستعمل الاحصار فی المرض کالحصر فی العدو واما حدیث الامر بالاشتراط فلا یدل علی کون الاشتراط شرطا وقولہ تعالیٰ حتی یبلغ الہدی محلہ حملہ الشافعی علی الزمان لانہ صلی اللہ علیہ وسلم ذبح بالحدیبیۃ وہو من الحل والحنفیۃ علی المکان بقولہ ثم محلہا الی البیت العتیق والموجہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الحدیبیۃ فمسلم قولہ وہو من الحل ممنوع وقد قال الواقدی کما فی الکشاف ہی طرف الحرم علی تسعۃ امیال من مکۃ وقد روی فی روح المعانی عن الزہری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نحر فی الحرم اما قولہ تعالیٰ والہدی معکوفا ان یبلغ محلہ یراد المحل المعہود وہو منی واللہ اعلم قولہ فی الحج استدل بعضہم بہ علی صوم ایام التشریق لانہا ایام الحج والحنفیۃ عولوا علی احادیث النہی وقدموہا علی روایات الاباحۃ والجواب عن الاستدلال بالایام ظاہر لان الحج منتظم الوقوف ومنتہی یوم النحر فما بعدہ لیست ایام الحج الا مجازا فافہم قولہ اذا رجعتم استدل الشافعی بہ علی عدم اجزاء ہذہ الثلثۃ ما لم یرجع الی وطنہ نعم لو نوی الاقامۃ بمکۃ فلہ حکم الراجع قلنا معنی الرجوع کما فی الکشاف الاخذ فی الرجوع وانہ وقت الفراغ فلا یتم الاستدلال قولہ لمن لم یکن قال الحنفیۃ دل اللام التی للجواز علی ان المشار الیہ بذلک التمتع بمعنی الجمع بینہما العلم للقران ۱۲

الروایات فی لباب النقول اخرج ابن ابی حاتم عن صفوان بن امیۃ قال جاء رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم متضمخا بالزعفران علیہ جبۃ فقال کیف تامرنی یا رسول اللہ فی عمرتی فانزل اللہ واتموا الحج والعمرۃ للہ فقال این السائل عن العمرۃ قال ہا انا ذا فقال لہ الق عنک ثیابک ثم اغتسل واستنشق ما استطعت ثم ما کنت صانعا فی حجک فاصنعہ فی عمرتک وروی البخاری عن کعب بن عجرۃ انہ سئل عن قولہ ففدیۃ من صیام قال حملت الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم والقمل یتناثر علی وجہی فقال ما کنت اری ان الجہد بلغ بک ہذا اما تجد شاۃ قلت لا قال صم ثلثۃ ایام واطعم ستۃ مساکین لکل مسکین نصف صاع من طعام واحلق راسک فنزلت فی خاصۃ وہی لکم عامۃ وفی روایۃ احمد عنہ قال کنا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالحدیبیۃ

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ۟

اور اللہ تعالے سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ بلاشبہ اللہ تعالے سزاے سخت دیتے ہین۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ۟ اور (جب حج یا عمرہ کرنا ہو تو اُس) حج اور عمرہ کو اللہ تعالے کے (خوش کرنے کے) واسطے پورا پورا ادا کیا کرو (کہ افعال و شرائط بھی سب بجالاؤ اور نیت بھی خالص ثواب ہی کی ہو) پھر اگر (کسی دشمن کیجانب سے یا کسی مرض کے سبب سے حج و عمرہ کے پورا کرنے سے) روک دیے جاؤ تو (تو اس حالت مین یہ حکم ہو کہ) قربانی کا جانور جو کچھ میسر ہو (ذبح کرے اور حج و عمرہ کی جو وضع اختیار کر رکھی تھی موقوف کرے اسکو احرام کھولنا کہتے ہین جسکا طریقہ شرع مین سر منڈانا ہی اور بال کٹا دینے کا بھی یہی اثر ہے) اور (یہ نہین کہ فوراً روک ٹوک کے ساتھ ہی تمکو احرام کھولنا درست ہو جاوے بلکہ) اپنے سرونکو (احرام کھولنے کی غرض سے) اُسوقت تک مت منڈاؤ جب تک کہ (وہ) قربانی (کا جانور جسکے ذبح کا اس حالت مین حکم تھا) اپنے موقع پر نہ پہونچ جاوے (اور وہ موقع حرم ہے کہ قربانی کا جانور وہان اگر خود نہ جاسکے تو کسیکے ہاتھ بھیجا جاوے اور ذبح کیا جاوے) البتہ اگر کوئی تم مین سے (کچھ) بیمار ہو یا اُسکے سر مین کچھ (زخم یا درد یا جوؤن وغیرہ کی) تکلیف ہو (اور اس بیماری یا تکلیف کی وجہ سے پہلے ہی سر منڈانے کی ضرورت پڑجاوے) تو (اُسکو اجازت ہی کہ وہ سر منڈاکر) فدیہ (یعنی اُسکا شرعی بدلہ) دیدے (خواہ تین) روزے سے یا (چھ مسکینونکو فی مسکین صدقہ فطر کی برابر یعنے نصف صاع گیہون) خیرات (کے طور پر) دیدینے سے یا (اقل درجہ ایک بکری) ذبح کر دینے سے پھر جب اُن کی حالت مین ہو (خواہ تو پہلے ہی سے کوئی خوف و مزاحمت پیش نہین آیا یا ہو کر جاتا رہا) تو (اس صورت مین حج و عمرہ کے متعلق قربانی کرنا ہر ایک کے ذمہ نہین ہے بلکہ خاص) جو شخص عمرہ سے اُسکو حج کے ساتھ ملاکر منتفع ہوا ہو (یعنے ایام حج مین عمرہ بھی کیا ہو) تو (اُسکو فقط ضرور ہے کہ) جو کچھ قربانی میسر ہو (ذبح کرے اور جس نے صرف عمرہ کیا ہو یا صرف حج کیا ہو اُسپر حج یا عمرہ کے متعلق کوئی قربانی نہین) پھر (ایام حج مین حج و عمرہ کو جمع کرنے والون مین سے) جس شخص کو قربانی کا جانور میسر نہو (مثلاً غریب ہے) تو (اُسکے ذمے بجاے قربانی کے) تین دن کے روزے ہین (ایام) حج مین (کہ آخر ان ایام کا نوین تاریخ ذیحجہ کی ہے) اور سات (دن کے) ہین جبکہ حج سے تمہارے لوٹنے کا وقت آجاوے (یعنی حج کر چکو خواہ لوٹنا ہو یا کہ وہان رہنا ہو) یہ پورے دس (دن کے روزے) ہوئے (اور یہ بھی یاد رکھو کہ ابھی جو حج و عمرہ کے ملانے کا ذکر ہوا ہے) یہ (ملانا ہر ایک کو درست نہین بلکہ خاص) اُس شخص کے لیے (درست) ہی جسکے اہل (و عیال) مسجد حرام (یعنی کعبہ) کے قرب (و نواح) مین نہ رہتے ہون (یعنی قریب ہی کا وطن دار نہو) اور (ان سب احکام کی بجاآوری مین) اللہ تعالی سے ڈرتے رہو (کہ کسی امر مین خلاف نہو جاوے) اور (خوب) جان لو کہ بلاشبہ اللہ تعالی (بیباکی اور مخالفت کرنے والونکو) سزاے سخت دیتے ہین **ف مسئلہ** جس شخص کو استطاعت ہو اُسپر تو حج ابتدا ہی فرض ہی اور جس شخص کو استطاعت نہو اور وہ شروع کر دے یعنی احرام باندھ لے اُسپر پورا کرنا فرض ہو جاتا ہی اور عمرہ کرنا فرض و واجب نہین بلکہ سنت مؤکدہ ہے البتہ شروع کرنے سے اسکا بھی پورا کرنا واجب ہو جاتا ہی اسیواسطے احقر نے آیت کی تفسیر مین کہا ہی (جبکہ حج یا عمرہ کرنا ہو) تاکہ فرض و واجب نہونیکی صورت بھی اسمین آجاوے اور حج اور عمرہ اور احرام کا طریق کتب فقہ مین دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہی **مسئلہ** اگر حج و عمرہ کسی عذر سے پورا نکرسکے خواہ راہ مین بدامنی ہو گئی یا بیماری نے مجبور کر دیا ایسے شخص کو چاہیے کہ کسی معتبر شخص سے کہدے کہ فلان تاریخ حد حرم کے اندر میری طرف سے ایک جانور کہ اقل درجہ ایک بکری ہی اور قران و تمتع مین جنکا ذکر عنقریب آتا ہی دو بکری ذبح کر دینا اور جب وہ تاریخ آوے گو ایام قربانی سے پہلے کی تاریخ ہو اور گمان غالب ہو کہ اب جانور ذبح ہو گیا ہو گا تو سر منڈادے یا بال کٹادے اس سے احرام کھل جاویگا اور جو امور احرام باندھنے سے ممنوع ہو گئے تھے سب درست ہو جاوینگے پھر اس حج یا عمرہ کو قضا کرنا پڑیگا **مسئلہ** عورت کو سر منڈانا حرام ہی وہ صرف ایک ایک انگل بال کاٹ ڈالے **مسئلہ** اگر حج و عمرہ پورا کرنیسے مجبوری نہین ہوئی یا نہین رہی لیکن اور کسی عذر سے سر منڈانے کی ضرورت پڑی تو اُسکو تین باتونکا برابر اختیار ہی خواہ سر منڈاکر تین روزے رکھلے خواہ چھ مسکینونکو ہر ہر مسکین کو بقدر صدقہ فطر دیدے یعنی گیہون پونے دو سیر اسی کے سیر سے یا جس برتن مین اتنے گیہون سما جاوین اُس برتن کو دو بار بھر کر جو دیدے یا ایک بکری ذبح کر کے مسکینونکو تقسیم کر دے اور گو یہ حکم اس جگہ محصر کے بیان کیساتھ

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا

حج چند مہینے ہین جو معلوم ہین سو جو شخص ان مین حج مقرر کرلے تو پھر نہ کوئی فحش بات ہے اور نہ کوئی بےحکمی ہے اور نہ کسی قسم کا نزاع زیبا ہے۔ اور جو نیک کام

مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ؕ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ؗ وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ۞

کروگے خداتعالے کو اسکی اطلاع ہوتی ہے اور خرچ ضرور لے لیا کرو کیونکہ سب سے بڑی بات خرچ مین بچا رہنا ہے اور اے ذی عقل لوگو مجھ سے ڈرتے رہو۔

مذکور ہے مگر عموم لفظ سے عام ہے اور ذبح کے لیے تو حد حرم معین ہے اور روزہ اور صدقہ کے لیے معین نہین اور ایک مسکین کو ایک ہی حصہ دینا چاہیئے اگر دو حصے دیے تو ایک ہی ہوگا **مسئلہ** حج تین طرح کا ہوتا ہے افراد کہ ایام حج مین صرف حج کیا جاوے اور تمتع اور قران جنمین ایام حج مین عمرہ اور حج دونون کیے جاوین تمتع اور قران مین ایک جانور ذبح کرنا ایام قربانی مین حد حرم کے اندر واجب ہوتا ہے اور جسکو مقدور نہو تو اسکے عوض مین دس روزے رکھنے ضرور ہین سات روزے تو دسوین ذیحجہ سے پہلے ختم کردے اور جب حج کر چکے تین اسوقت رکھ لے خواہ وطن آکر رکھ لے یا وہان ہی رکھلے اور اگر دسوین سے پہلے سات روزے نرکھ سکا تو اب قربانی ہی کرنا پڑیگی **مسئلہ** افراد ہر شخص کو جائز ہے اور تمتع اور قران صرف ان لوگون کو جائز ہے جو میقات کے حدود سے باہر رہتے ہون اور جو لوگ میقات کے اندر رہتے ہین انکے لیے تمتع وقران کی اجازت نہین ہے اب میقات کی حقیقت سمجھو اپنے ملکون سے چلکر جب مکہ کو جاتے ہین تو راہ مین ہر طرف کے لوگون کو کچھ معین مقامات ملتے ہین جنکی نسبت شرعی حکم ہے کہ ان مقامات پر سے حج یا عمرہ کی نیت باندھ کر آگے مکہ کا ارادہ کیا جاوے ان مقامات کا نام میقات ہے آیت مین ان حدود سے باہر کے لوگون کو اس عنوان سے تعبیر فرمایا گیا ہے کہ "اسکے اہل وعیال مسجد حرام کے قرب ونواح مین نہ رہتے ہون" اس قرب ونواح سے مراد یہی میقات ہین اور یہ سب مسائل فقہ حنفی کے موافق ہین **تتمہ سابق وقت حج وتاکید زاد راہ** اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ؕ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ؗ وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ۞ (زمانہ افعال) حج (کا) چند مہینے ہین جو (مشہور و) معلوم ہین (ایک شوال دوسرا ذی قعدہ تیسرا دس تاریخین ذی الحجہ کی) سو جو شخص ان (ایام) مین (اپنے ذمہ) حج مقرر کرلے (کہ حج کا احرام باندھ لے) تو پھر (اس شخص کو) نہ کوئی فحش بات (جائز) ہے اور نہ کوئی بےحکمی (درست) ہے اور نہ کسی قسم کا نزاع (وتکرار) زیبا ہے (بلکہ اسکو چاہیئے کہ ہر وقت نیک ہی کامون مین لگا رہے) اور جو نیک کام کروگے خداتعالی کو اسکی اطلاع ہوتی ہے (سو اسکا ثمرہ تمکو عنایت ہوگا) اور (جب حج کو جانے لگو تو) خرچ ضرور (ساتھ) لیلیا کرو کیونکہ سب سے بڑی بات (اور خوبی) خرچ مین (گداگری سے) بچا رہنا ہے اور اے ذی عقل لوگو (ان احکام کی تعمیل مین) مجھ سے ڈرتے رہو (اور کسی حکم کے خلاف مت کرو) **ف مسئلہ** افعال حج شروع ہوتے ہین احرام سے سو شوال کے مہینے سے احرام باندھ لینا بلاکراہت درست ہے اور اس سے پہلے مکروہ ہے اسی لیے شوال سے حج کے مہینے شروع سمجھے گئے اور افعال حج مین جو چیزین فرض ہین انمین اخیر فعل طواف زیارت ہے وہ دسوین تاریخ ذیحجہ کی ہوتا ہے اس لیے اس تاریخ کو ختم قرار دیا گیا اور بعضے افعال واجب پھر بھی رہ جاتے ہین جو بعد کی تاریخون مین ادا ہوتے ہین **مسئلہ** فحش بات دو طرح کی ہے ایک وہ جو پہلے ہی سے حرام ہے وہ حج کی حالت مین زیادہ حرام ہوگی دوسرے وہ کہ پہلے سے حلال تھی جیسے اپنی بی بی سے بےحیائی اور بےحجابی کی باتین کرنا حج مین یہ بھی درست نہین اسیطرح بےحکمی دو طرح کی ہے ایک وہ جو پہلے سے بھی حرام ہے جیسے تمام گناہ یہ حج کی حالت مین زیادہ حرام ہو جاویگی دوسرے امور جو خاص حج کی وجہ سے ممنوع ہوگئے جیسے خوشبو لگانا بال کٹانا وغیرہ سو حج مین یہ امور ناجائز ہوتے ہین۔ اسیطرح رفیقون سے لڑائی جھگڑا یون بھی برا ہے مگر حج مین اور زیادہ برا ہے **مسئلہ** بے خرچ لیے ہوئے ایسے شخص کو

ملحقات الترجمۃ
لہ قولہ خوبی خرچ مین الخ فالتزود بمعناہ الحقیقی والتقوی بالمعنی اللغوی کما فی روح المعانی قلت والخیر مصدر والمعنی ظاہر

النحو الحج ای وقتہ ۱۲
البلاغۃ فی الحج والاظہار فی مقام الاضمار لاظہار کمال الاعتناء بشانہ والاشعار بعلۃ الحکم فان زیارۃ البیت المعظم من موجبات ترک الامور المذکورۃ وفی قولہ من خیر حث علی الخیر عقیب النہی عن الشر ولہذا اخص متعلق العلم مع انہ تعالی عالم بجمیع ما یفعلونہ من خیر او شر کذا فی روح المعانی ۱۲
الروایات روی البخاری وغیرہ عن ابن عباس قال کان اہل الیمن یحجون ولا یتزودون ویقولون نحن متوکلون فانزل اللہ وتزودوا فان خیر الزاد التقوی کذا فی لباب النقول ۱۲

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ص

تمکو اسمین بھی ذرا گناہ نہین کہ معاش کی تلاش کرو جو تمہارے پروردگار کیطرف سے ہے۔ پھر جب تم لوگ عرفات سے واپس آنے لگو تو مشعر حرام کے پاس خدا تعالےٰ کی یاد کرو

وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ ۚ وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ ○ ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ

اور اسطرح یاد کرو جسطرح تمکو بتلا رکھا ہے اور حقیقت مین قبل اسکے تم محض ہی ناواقف تھے۔ پھر تم سبکو ضرور ہے کہ اُسی جگہ ہو کر واپس آؤ جہان اور لوگ جا کر وہان سے واپس آتے ہین

وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

اور خدا تعالےٰ کے سامنے توبہ کرو یقیناً اللہ تعالےٰ معاف کر دینگے اور مہربانی فرماوینگے

حج کو جانا ایسے شخص کو درست نہین جسکے نفس مین قوت توکل نہو اور اُسکو غالب گمان ہو کہ مین شکایت و بےصبری مین مبتلا ہو جاؤنگا اور سوال کرکے لوگونکو پریشان کرونگا **تجارت در حج و وقوف عرفات و مزدلفہ** لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ص وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ ج وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ ○ [۱۹۸] ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ [۱۹۹] (اور اگر حج مین کچھ اسباب تجارت ہمراہ لیجانا مصلحت سمجھو تو) تمکو اسمین بھی ذرا گناہ نہین کہ (حج مین) معاش کی تلاش کرو جو (تمہاری قسمت مین) تمہارے پروردگار کیطرف سے (لکھی) ہے پھر جب تم لوگ عرفات (مین ٹھیر کر وہان) سے واپس آنے لگو تو مشعر حرام کے پاس (یعنی مزدلفہ مین آکر شب کو وہان قیام کر کے) خدا تعالےٰ کی یاد کرو اور (یاد کرنے کے طریقہ مین اپنی رائے کو دخل مت دو بلکہ) اسطرح یاد کرو جسطرح تمکو (اللہ تعالےٰ نے) بتلا رکھا ہے اور حقیقت مین قبل اس (بتلانے) کے تم محض ہی ناواقف تھے پھر (اس مین اور بات بھی یاد رکھو کہ جیسا قریش نے دستور نکال رکھا تھا کہ تمام حجاج تو عرفات ہو کر پھر وہان سے مزدلفہ کو آتے تھے اور یہ مزدلفہ ہی مین رہجاتے تھے عرفات نہ جاتے تھے یہ جائز نہین بلکہ) تم سبکو (خواہ قریش ہو یا غیر قریش) ضرور ہے کہ اُسی جگہ ہو کر واپس آؤ جہان اور لوگ جا کر وہان سے واپس آتے ہین اور (احکام حج مین پرانی رسوم پر عمل کرنے سے) خدا تعالےٰ کے سامنے توبہ کرو یقیناً اللہ تعالےٰ معاف کر دینگے اور مہربانی فرماوینگے **ف** حج کے واسطے مکہ سے عرفات کو جا کر نوین کو وہان ٹھیرتے ہین راہ مین منیٰ اور مزدلفہ پڑتے ہین پھر اس راہ کو لوٹتے ہین اور شب دہم کو اول مزدلفہ ملتا ہے اسمین صبح تک ٹھیرتے ہین اور یہان مغرب و عشاء دونون نمازین عشاء کے وقت اکٹھی پڑہی جاتی ہین اور یہ جمع کرنا واجب ہے آیت مین جو حکم یاد کا فرمایا ہے اُس مین یہ نمازین بھی داخل ہین پس یہ ذکر تو واجب ہی باقی ذکر جو کچھ کرے مستحب ہی۔ اور یہ جو کہا گیا کہ جسطرح بتلا رکھا ہے اس طرح یاد کرو اس سے یہ فائدہ ہے کہ مثلاً اس جمع کرنے ہی مین کوئی شخص قیاس کو دخل دینے لگتا اس سے روک دیا مشعر حرام اسی مزدلفہ مین ایک پہاڑ ہی اُسکے پاس سے اور سارا مزدلفہ ہے باستثناء ایک خاص میدان کے جسکو وادی محسر کہتے ہین اور جس جگہ ٹھیر جاوین درست ہی زمانہ جاہلیت مین قریش چونکہ اپنے کو مجاور حرم سمجھتے تھے اور مزدلفہ حرم مین ہے اور عرفات حرم سے باہر ہے اسلیے یہ لوگ عرفات مین نہ جاتے تھے مزدلفہ ہی مین ٹھیر کر وہانسے لوٹ آتے تھے اسلیے اللہ تعالےٰ نے اس آیت مین ان احکام کا عام ہونا بتلادیا اور تجارت کی اجازت کی تصریح اسلیے فرمائی کہ قبل اسلام کے

النحو ان کنتم اے وان کنتم مخففۃ ان وحذف الاسم واہملت عن العمل ولزم اللام فیما بعدہا کذا فی روح المعانی ۱۲

البلاغۃ واذکروہ کما ھدٰکم والتشبیہ لبیان الحال وافادۃ التقیید اے اذکروہ علی ذلک النحو لا تعدلوا عنہ والمصدریۃ وتحمل ان تکون کافۃ وذہب بعضہم الی ان الکاف للتعلیل قولہ ثم افیضوا ثم اتی ثم ایذانا بالتفاوت بین الافاضتین فی الرتبۃ بان احدہما صواب والاخری خطاء کذا فی روح المعانی قلت ویصح ان یکون للتراخی الذکری کما حملت علیہ فی الترجمۃ۔

الروایات فی لباب النقول روی البخاری عن ابن عباس قال کانت عکاظ ومجنۃ وذو المجاز اسواقا فی الجاہلیۃ فتاثموا ان یتجروا فی الموسم فسألوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن ذلک فنزلت لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلا من ربکم فی مواسم الحج آہ وفی روح المعانی اخرج البخاری ومسلم عن عائشۃ رض قالت کانت قریش ومن دان دینہا یقفون بالمزدلفۃ وکانوا یسمون الحمس وکانت سائر العرب یقفون بعرفات فلما جاء الاسلام امر اللہ تعالیٰ نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یاتی عرفات ثم یقف بہا ثم یفیض منہا

فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ؕ فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا

پھر جب تم اپنے اعمال حج پورا کر چکا کرو تو حق تعالیٰ کا ذکر کیا کرو جسطرح تم اپنے آبا کا ذکر کیا کرتے ہو بلکہ یہ ذکر اس سے بڑھکر ہو سو بعضے آدمی ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہمکو دنیا میں دیدیجیے

وَمَا لَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۝ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِى الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ

اور ایسے شخص کو آخرت میں کوئی حصہ نہ ملیگا　اور بعضے آدمی ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہمکو دنیا میں بھی بہتری عنایت کیجیے اور آخرت میں بھی بہتری دیجیے اور ہمکو عذاب دوزخ

النَّارِ ۝ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِىْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ تَعَجَّلَ

سے بچائیے　ایسے لوگوں کو بڑا حصہ ملیگا بدولت انکے اس عمل کے اور اللہ تعالیٰ جلدی ہی حساب لینے والے ہیں　اور اللہ تعالےٰ کا ذکر کرو کئی روز تک۔ جو شخص

فِىْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰى ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝

دو دن میں تعجیل کریگا اسپر بھی کچھ گناہ نہیں اور جو شخص دو دن میں تاخیر کریگا اسپر بھی کچھ گناہ نہیں اُس شخص کیواسطے جو ڈرے اور اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہو اور خوب یقین رکھو کہ تم سبکو خدا ہی کے پاس جمع ہونا ہے۔

ان ایام میں تجارت کیا کرتے تھے بعد اسلام کے شبہہ ہوا کہ شاید گناہ ہوا سلیے گناہ نہ ہونا بتلا دیا بس مباح تو یقیناً ہے اب رہی یہ بات کہ اخلاص کے خلاف تو نہیں سو یہیں اسکا حکم مثل اور مباحات کے ہے کہ دار و مدار نیت پر ہوتا ہے اگر اصلی مقصود حج سے تجارت ہی ہے یا حج اور تجارت دونوں مساوی درجہ میں ہیں تو بیشک اخلاص کے خلاف ہے اور حج کا ثواب کم ہوجاویگا اور اگر اصلی مقصود حج ہی ہے اسطور پر کہ اگر سامان تجارت کا نہ ہے تب بھی حج کو ضرور جائے اور تجارت محض تابع ہے تو اخلاص کے خلاف نہیں بلکہ اگر اسکے ساتھ یہ نیت ہو کہ تجارت کے نفع سے حج میں اعانت ہوگی تو اور اوپر سے تجارت میں ثواب ملیگا۔ **وقوف منیٰ واقسام حجاج** فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ؕ فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۝ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِى الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِىْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِىْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰى ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ (جاہلیت میں بعضوں کی تو عادت تھی کہ حج سے فارغ ہوکر منیٰ میں جمع ہوکر اپنے آبا اجداد کے مفاخر و فضائل بیان کیا کرتے حق تعالیٰ بجائے اس بیہودہ شغل کے اپنے ذکر کی تعلیم کے لیے فرماتے ہیں کہ) پھر جب تم اپنے اعمال حج پورا کر چکا کرو تو حق تعالیٰ کا (شکر و عظمت کے ساتھ) ذکر کیا کرو جسطرح تم اپنے آبا (واجداد) کا ذکر کیا کرتے ہو بلکہ یہ ذکر اس سے (مدرجہا) بڑھکر ہو (ناچاہیے اور بعضوں کی عادت تھی کہ حج میں ذکر تو اللہ تعالیٰ ہی کا کرتے تھے لیکن چونکہ آخرت کے قائل نہ تھے لہذا تمامتر ذکر انکا صرف دنیا کے لیے دعا مانگنا ہوتا تھا حق تعالیٰ صرف دنیا طلبی کی مذمت بیان فرما کر بجائے اسکے خیر دارین طلب کرنیکی ترغیب دینے کے لیے فرماتے ہیں) سو بعضے آدمی (جو کہ کافر ہیں) ایسے ہیں جو (دعا میں یوں) کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہمکو (جو کچھ دینا ہو) دنیا میں دیدیجیے (وبس سو انکو جو کچھ ملنا ہوگا دنیا ہی میں مل رہیگا) اور ایسے شخص کو آخرت میں (بوجہ انکار آخرت کے)

اللغات - الحشر الجمع ۱۲

النحو - او اشد ذکرا فی الانتصاف حاشیۃ الکشاف یحتمل ان یکون من باب ماذکرہ سیبویہ قال یقولون ہو اشجع الناس رجلا وتنصب الرجل کما انتصب الوجہ فی قولک ہو احسن منہ وجہا فکانہ قال او اشد الاذکار ذکرا کخشیۃ اللہ او اشد خشیۃ آہ قلت وہو احسن الوجوہ وہو عطف علی الکاف ای اذکروا اللہ ذکرا اشد الاذکار فی کونہ ذکرا فافہم قولہ واذکروا اللہ عطف علی فاذکروا اللہ فہو تخصیص بعد تعمیم کما اشرت الیہ فی الترجمۃ بقولی منی میں خاص طریقہ سے بھی الخ قولہ لمن اتقی خبر حذف مبتداہ ای الذی ذکر من الاحکام لمن اتقی لانہ الحاج علی الحقیقۃ والمنتفع بہ ۱۲ من البیضاوی

البلاغۃ اٰتنا فی الدنیا قال البیضاوی اجعل ایتاءنا ومنحتنا فی الدنیا قال عبدالحکیم یعنی ان المفعول الثانی متروک منزلۃ اللازم ذہابا الی لعموم العقلی آہ قلت واشرت الیہ فی ترجمتی مما کسبوا قال البیضاوی من اجلہ کقولہ مما خطیئٰتہم اغرقوا ۱۲

الروایات فی لباب النقول اخرج ابن جریر عن مجاہد قال کانوا اذا قضوا مناسکہم وقفوا عند الجمرۃ وذکروا آباءہم فی الجاہلیۃ وفعال آبائہم فنزلت ہذہ الآیۃ واخرج ابن ابی حاتم عن ابن عباس قال کان قوم من الاعراب یجیئون الی الموقف فیقولون اللہم اجعل لی عام غیث وعام خصب وعام ولاد حسن لا یذکرون من امر الآخرۃ شیئا فانزل اللہ فیہم فمن الناس من یقول ربنا آتنا فی الدنیا ومالہ فی الآخرۃ من خلاق ویجیئی بعدہم آخرون من المومنین فیقولون ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ الخ ۱۲

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ۝ وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى

اور بعضا آدمی ایسا بھی ہے کہ آپکو اسکی گفتگو جو محض دنیوی غرض سے ہوتی ہے مزہ دار معلوم ہوتی ہے اور وہ اللہ کو حاضر ناظر بناتا ہے اپنے مافی الضمیر پر حالانکہ وہ مخالفت میں شدید ہے اور جب پیٹھ پھیرتا ہے تو اس

فِي الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ

دوڑ دھوپ میں پھرتا رہتا ہے کہ شہر میں فساد کردے اور کھیت یا مواشی کو تلف کردے اور اللہ تعالے فساد کو پسند نہیں فرماتے اور جب اس سے کوئی کہتا ہے کہ خدا کا تو خوف کر تو نخوت اسکو اس گناہ پر آمادہ

بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ۭ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝

کردیتی ہے سو ایسے شخص کی کافی سزا جہنم ہے اور وہ بری ہی آرامگاہ ہے۔

کوئی حصہ ملیگا اور بعضے آدمی (جو کہ مومن ہیں) ایسے ہیں جو (دعا میں یوں) کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہمکو دنیا میں بھی بہتری عنایت کیجیے اور آخرت میں بھی بہتری دیجیے اور ہمکو عذاب دوزخ سے بچائیے (سو یہ لوگ اوپر کے لوگوں کی طرح بے بہرہ نہیں بلکہ) ایسے لوگوں کو (دونوں جہان میں) بڑا حصہ ملیگا بدولت انکے اس عمل (یعنی طلب خیر دارین) کے اور اللہ تعالیٰ جلدی ہی حساب لینے والے ہیں (کیونکہ قیامت میں حساب ہوگا اور قیامت نزدیک آتی جاتی ہے جب حساب جلدی ہونیوالا ہے تو وہاں کی بہتری کو مت بھولو) اور (منیٰ میں خاص طریقہ سے بھی) اللہ تعالے کا ذکر کرو کئی روز تک (وہ خاص طریقہ کنکریوں کا خاص تین پتھروں پر مارنا ہے اور وہ کئی روز دسویں گیارہویں بارہویں تاریخیں ذیحجہ کی ہیں یا تیرہویں بھی کہ ان میں کنکریاں ماری جاتی ہیں) پھر جو شخص (کنکریاں مار کر دسویں تاریخ کے بعد) دو دن میں (مکہ واپس آنے میں) تعجیل کرے اسپر بھی کچھ گناہ نہیں اور جو شخص (ان) دو دن میں (واپسی مکہ میں) تاخیر کرے (یعنے بارہویں کو نہ آوے بلکہ تیرہویں کو آوے) اسپر بھی کچھ گناہ نہیں (اور یہ سب باتیں) اس شخص کے واسطے (ہیں) جو (خدا سے) ڈرے (اور نہ ڈرنے والے کو تو گناہ ثواب ہی سے غرض نہیں) اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور خوب یقین رکھو کہ تم سبکو خدا ہی کے پاس جمع ہونا ہے **ف** اس آیت سے ہمارے زمانہ کے طالبان دنیا کو شبہ ہوگیا ہے کہ اللہ تعالے نے طالبان دنیا کی مدح کی ہے جبکہ وہ طالب آخرت کے بھی ہوں اور یہ بڑی غلطی ہے کیونکہ آیت میں آتنا کا مفعول حسنہ ہے اور دنیا مفعول فیہ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ دنیا ظرف طلب ہے خود مطلوب نہیں بلکہ مطلوب حسنہ ہے خلاصہ یہ کہ وہ لوگ اسکے طالب ہیں کہ ہمکو دنیا میں رہتے ہوئے حسنہ یعنی وہ حالت جو آپکے نزدیک مستحسن اور پسندیدہ ہو عنایت کیجائے اور اصل پسندیدہ اعمال حسنہ ہیں پس بالذات وہ مطلوب ہوئے اور دنیا کے جسقدر حصہ کو ان اعمال حسنہ میں دخل ہے خواہ مال ہو یا صحت ہو وہ البتہ اس حسنہ کے تابع ہو کر بالعرض بالغیر مطلوب ہوجاویگا بخلاف اسوقت کی تعلیم وطرز عمل کے جس میں دنیا کو مطلوب بالذات اور آخرت کو محض برائے نام قرار دے رکھا ہے حاشا وکلا اسکو آیت سے مس بھی نہیں غایت مافی الباب اگر طلب دنیا میں حلال وحرام کے حدود شکستہ نہ کیے جاویں تو اباحت کا حکم کردیا جاویگا لیکن مباح شرعی ہونیسے مطلوب شرعی ہونا لازم نہیں آتا خوب سمجھ لو **مسئلہ** مزدلفہ سے منیٰ میں دسویں تاریخ اگر وہاں تین پتھر ہیں انمیں بڑا پتھر جو جمرہ عقبے کہلاتا ہے اسکو سات کنکریاں مارے اور ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہنا مستحب ہے اور اس کنکری مارنیکا وقت طلوع صبح صادق سے شروع ہوجاتا ہے پھر گیارہویں بارہویں تاریخوں میں تینوں پتھروں کو سات سات کنکری مارے اور ان دونوں میں کنکری مارنیکا وقت زوال آفتاب سے شروع ہوتا ہے پھر اگر چاہے مکہ چلا آوے جائز ہے اور اگر وہاں تیرہویں تاریخ کی صبح ہوگئی تو اس روز پھر تینوں پتھروں کو کنکریاں مارنا ضرور ہے البتہ مثل پہلے دنکے اسمیں بھی بعد طلوع صبح صادق کے اسکا وقت آجاتا ہے آیت میں تعجیل اور تاخیر اسکو فرمایا ہے **ربط** اوپر کی آیت میں دعا مانگنے والے آدمیوں کی دو قسمیں ٹھیرائی تھیں ایک کافر کہ منکر آخرت ہے اسلیے صرف دنیا مانگتا ہے دوسرا مومن کہ معتقد آخرت ہے اسلیے دنیا کی بھلائی کے ساتھ آخرت کی بھلائی بھی مانگتا ہے اب اگلی آیت میں اسیطرح کی تقسیم نفاق واخلاص کے اعتبار سے فرماتے ہیں کہ بعض منافق ہوتے ہیں اور بعض مخلصین **بیان منافق** وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ ۙ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ۝ وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ۭ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ ٢٠٦

العربیة الخصام المخاصمة کذا قال البیضاوی اخذته العزة بالاثم قال البیضاوی حملته الانفة علی الاثم الذی یؤمر باتقائه لجاجا من قولک اخذته بکذا اذا حملته علیه والزمته ایاه وفی روح المعانی ولبئس المهاد فیه تهکم ١٢

الروایات فی لباب النقول اخرج ابن جریر عن السدی قال نزلت فی الاخنس ابن شریق اقبل الی النبی صلی اللہ علیه وسلم واظهر له الاسلام فاعجبه ذلک منه ثم خرج فمر بزرع لقوم من المسلمین وحمر فاحرق الزرع وعقر الحمر فانزل اللہ تعالے الآیة ١٢

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ۝ يٰٓاَيُّھَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا

اور بعضا آدمی ایسا ہی کہ اللہ تعالی کی رضا جوئی مین اپنی جان تک صرف کر ڈالتا ہی اور اللہ تعالی ایسے بندونکے حال پر نہایت مہربان ہین اے ایمان والو

فِي السِّلْمِ كَاۗفَّةً ۠ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝

اسلام مین پورے پورے داخل ہو اور شیطان کے قدم بقدم مت چلو واقعی وہ تمہارا کھلا دشمن ہے

(کوئی شخص تھا اخنس بن شریق بڑا فصیح و بلیغ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آکر قسمین کھا کھا کر جھوٹا وعدہ اسلام کا کیا کرتا اور مجلس سے اٹھکر جاتا تو فساد و شرارت و ایذا رسانی خلق مین لگ جاتا اس منافق کے باب مین فرماتے ہین) اور بعضا آدمی ایسا بھی ہی کہ آپ کو اسکی گفتگو جو محض دنیوی[۵۱] غرض سے ہوتی ہے (کہ اظہار اسلام سے مسلمانون کیطرح قرب و خصوصیت کے ساتھ رہونگا اسکی فصاحت بلاغت کیوجہ سے) مزہ دار معلوم ہوتی ہے اور وہ (اپنا اعتبار بڑہانے کو) اللہ تعالی کو حاضر ناظر بتاتا ہے اپنے مافی الضمیر (کے راست ہونے) پر حالانکہ (بالکل جھوٹا ہی کیونکہ واقع مین) وہ (آپ کی) مخالفت مین (نہایت[۵۲]) شدید ہی اور (جسطرح آپکا مخالف ہے اسیطرح اور مسلمانونکو بھی ایذا پہونچاتا ہی چنانچہ جب آپکی مجلس سے) بیٹھ پھیرتا ہے تو اس دوڑ دہوپ مین پھرتا رہتا ہے کہ شہر[۵۳] مین (کوئی) فساد کردے اور (کسیکی) کھیت یا مواشی کو تلف کردے (چنانچہ ایک مسلمان کا اسیطرح نقصان کردیا تھا) اور اللہ تعالی فساد (کی باتون) کو پسند نہین فرماتے اور (اس مخالفت و ایذا رسانی کے ساتھ مغرور اس درجہ ہے کہ) جب اس سے کوئی کہتا ہی کہ خدا کا تو خوف کر (اس سے نخوت کرتا ہے اور وہ) نخوت اسکو اس گناہ پر (دونا) آمادہ کردیتی ہی سو ایسے شخص کی کافی سزا جہنم ہے اور وہ برا ہی آرام گاہ ہی **بیان مخلص** وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ۝

اور بعضا آدمی ایسا بھی ہے کہ اللہ تعالے کی رضا جوئی مین اپنی جان[۵۴] تک صرف کر ڈالتا ہے اور اللہ تعالے ایسے بندون کے حال پر نہایت مہربان ہین **ربط** اوپر مخلص کی مدح تھی لعبض اوقات اس اخلاص مین غلطی سے غلو اور افراط ہوجاتا ہی یعنی قصد تو ہوتا ہی زیادہ اطاعت کا مگر وہ اطاعت بنظر غائر حد شریعت و سنت سے متجاوز ہوتی ہی اسکو بدعت کہتے ہین چنانچہ حضرت عبداللہ بن سلام رضہ وغیرہ جو پہلے علماء یہود سے تھے اور اس مذہب مین ہفتہ کا روز معظم تھا اور اونٹ کا گوشت حرام تھا ان صاحبونکو بعد اسلام کے یہ خیال ہوا کہ شریعت موسوی مین ہفتہ کی تعظیم واجب تھی اور شریعت محمدیہ مین اسکی بے تعظیمی واجب نہین اسیطرح شریعت موسویہ مین اونٹ کا گوشت کھانا حرام تھا اور شریعت محمدیہ مین اسکا کھانا فرض نہین سو اگر ہم بدستور ہفتہ کی تعظیم کرتے رہین اور اونٹ کا گوشت باوجود حلال اعتقاد رکھنے کے صرف عملا ترک کردین تو شریعت موسویہ کی بھی رعایت ہوجاوے اور شریعت محمدیہ کے بھی خلاف نہو اور اسمین خدا تعالی کی زیادہ اطاعت اور دین کی زیادہ رعایت معلوم ہوتی ہی اللہ تعالے اس خیال کی اصلاح آیت آیندہ مین کسی قدر اہتمام سے فرماتے ہین جسکا حاصل یہ ہی کہ اسلام کامل فرض ہی اور اسکا کامل ہونا جب ہی کہ جو امر اسلام مین قابل رعایت نہو اسکی رعایت دین ہونیکی حیثیت سے نہ کیجاوے اور ایسے امر کو دین سمجھنا یہ ایک شیطانی لغزش ہے اور بہ نسبت ظاہری معاصی کے اسکے اشد ہونے کے سبب یہ عذاب کا زیادہ مظنہ ہے **اصلاح مبتدع** يٰٓاَيُّھَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَاۗفَّةً ۠ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝

النحو فی روح المعانی کافۃ فی الاصل صفۃ من کف بمعنی منع استعمل بمعنی الجملۃ بعلاقۃ انہا مانعۃ للاجزاء عن التفرق والتاء للتانیث او للنقل من الوصفیۃ الی الاسمیۃ کعامۃ وخاصۃ او للمبالغۃ وہو ہہنا حال من الضمیر فی ادخلوا ای ادخلوا فی الاسلام بکلیتکم ولا تدعوا شیئا من ظاہرکم وباطنکم الا والاسلام یستوعبہ بحیث لا یبقی مکان لغیرہ من شریعۃ موسی علیہ السلام ۱۲

الروایات فی لباب النقول اخرج الحرث بن ابی اسامۃ فی سندہ وابن ابی حاتم عن سعید بن المسیب قال اقبل صہیب مہاجرا الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاتبعہ نفر من قریش فنزل عن راحلتہ وانتشل ما فی کنانتہ ثم قال یا معشر قریش لقد علمتم انی من ارماکم رجلا وایم اللہ لا تصلون الی حتی ارمی بما فی کنانتی ثم اضرب بسیفی ما بقی فی یدی منہ شئی ثم افعلوا ما شئتم وان شئتم دللتکم علی مالی بمکۃ وخلیتم سبیلی قالوا نعم فلما قدم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ قال ربح البیع ابا یحیی ربح ابا یحیی ونزلت ومن الناس من یشری نفسہ الآیۃ فی لباب النقول اخرج ابن جریر عن عکرمۃ قال قال عبد اللہ بن سلام وثعلبۃ وابن یامین واسد واسید ابنا کعب وسعید بن عمرو وقیس بن زید کلہم من الیہود یا رسول اللہ یوم السبت یوم نعظمہ فدعنا فلنسبت فیہ فنزلت یا ایہا الذین آمنوا ادخلوا الآیۃ وزاد فی روح المعانی وکرہوا لحمان الابل ۱۲

ملحقات الترجمۃ

[۵۱] قولہ دنیوی غرض سے ماخذہ قولہ البیضاوی فی معنی الدنیا فانہا مرادہ من ادعاء الایمان والمحبۃ وروح المعانی من قبیل قولہم الکلام فی کذا ای المقصود منہ ذلک ۱۲

[۵۲] قولہ نہایت شدید زاد کلمۃ نہایت لاقتضاء المحاورۃ الہندیۃ ذلک لا لکون الد اسم تفضیل فان مؤنثہ لداء وجمعہ لد کما قال عصام ۱۲

[۵۳] قولہ شہر مین حمل اللام الارض علی العہد ای المدینۃ ۱۲

[۵۴] قولہ جان تک ای فضلا عن المال فحملت الشری علی البیع ومع ذلک طابق شان النزول اولیقال ان ہذا الاعتداء وان کان اشترا او بظاہرہ لکن کان المقصود منہ البدل فی محل آخر من مرضیاتہ تعالی فکان بیعا بہذا المعنی وانما لم احملہ علی الاشتراء لان الممدوح علیہ بذل النفس لا تخلیصہ فافہم ۱۲

فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ

پھر اگر تم بعد اسکے کہ تمکو واضح دلیلین پہونچ چکی ہین لغزش کرنے لگو تو یقین رکھو کہ حق تعالی زبردست ہین حکمت والے ہین یہ لوگ صرف اس امر کے منتظر ہین کہ حق تعالے اور فرشتے

فِیْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَقُضِیَ الْاَمْرُ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝

بادل کے سائبانون مین اُنکے پاس آوین اور سارا قصہ ہی ختم ہوجاوے اور یہ سارے مقدمات اللہ تعالے ہی کیطرف رجوع کیے جاوینگے

ع ۲۵ | ۱۳

فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝۲۰۹ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِیْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَقُضِیَ الْاَمْرُ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝۲۱۰ اے ایمان والو اسلام مین پورے پورے داخل ہو (یہ نہین کہ کچھ کچھ یہودیت کی بھی رعایت کیا کرو) اور (ایسے خیالات مین پڑکر) شیطان کے قدم بقدم مت چلو واقعی وہ تمہارا کھلا دشمن ہے (کہ ایسی پٹی پڑھا دیتا ہے کہ ظاہر مین تو سراسر دین معلوم ہو اور فی الحقیقت بالکل دین کے خلاف) پھر اگر تم بعد اسکے کہ تمکو واضح دلیلین (احکام وشرائع اسلام کی) پہونچ چکی ہین (پھر بھی صراط مستقیم سے) لغزش کرنے لگو تو یقین کر رکھو کہ حق تعالی (بڑے) زبردست ہین (سخت سزا دینگے گو چندے سزا نہ دین تو اس سے دہوکہ مت کھانا کیونکہ وہ) حکمت والے (بھی) ہین (کسی حکمت ومصلحت سے کبھی سزا مین دیر بھی کر دیتے ہین معلوم ہوتا ہے) یہ لوگ (جو کہ بعد وضوح دلائل حق کے کجراہی اختیار کرتے ہین) صرف اس امر کے منتظر (معلوم ہوتے) ہین کہ حق تعالے اور فرشتے بادل کے سائبانون مین اُنکے پاس (سزا دینے کے لیے) آوین اور سارا قصہ ہی ختم ہوجاوے (یعنی کیا اُسوقت امر حق قبول کرینگے جسوقت کا قبول کرنا مقبول بھی نہوگا) اور یہ سارے (جزا وسزا کے) مقدمات اللہ تعالی ہی کیطرف رجوع کیے جاوینگے (کوئی دوسرا صاحب اختیار نہ ہوگا سو ایسے زبردست کے ساتھ مخالفت کرنے کا انجام بجز خرابی کے کیا ہوسکتا ہے) **ف** روح المعانی مین بسند ابن مردویہ بروایت ابن مسعود پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے حدیث نقل کی ہے کہ قیامت کے روز اللہ تعالے تمام اولین وآخرین کو جمع فرماوینگے اور سب منتظر حساب کتاب کے ہونگے اللہ تعالے ابر کے سائبانون مین عرش سے تجلی فرماوینگے اور ابن عباسؓ کی روایت نقل کی ہے کہ ان سائبانون کے گرداگرد ملائکہ ہونگے سو آیت مین اس قصہ کیطرف اشارہ ہے مطلب یہ ہوا کہ کیا قیامت کے منتظر ہین پھر اُسوقت کیا ہوسکتا ہے **ف۲** اللہ تعالے کے لیے آنا وغیرہ جہان مذکور ہے اُسکی تفتیش حقیقت کے درپے ہونا جائز نہین کیونکہ جسطرح اُنکی ذات کی حقیقت کسیکو مدرک نہین ہوئی اسیطرح اُنکی صفات وافعال کی کنہہ معلوم نہین ہوسکتی البتہ وجود اور وقوع پر اجمالاً بلا تعیین کیفیت ایمان لے آنا چاہیے کہ اس سے زیادہ کی فکر مین پڑنا مالایطاق کا قصد کرنا ہے خوب کہا ہے ؎ عنقا شکار کس نشود دام باز چین ؏ کاینجا ہمیشہ باد بدست است دام را **ف۳** آیت کی تفسیر ملاحظہ فرمانے سے معلوم ہوا ہوگا کہ بدعت پر کسدرجہ ملامت ومذمت ورد وانکار فرمایا گیا ہے اور حدیثون مین اس سے زیادہ صاف الفاظ مین سخت سخت وعیدین آئی ہین اور واقع مین اگر غور سے کام لیا جاوے تو بدعت ایسی ہی مذموم چیز ہونا چاہیے کیونکہ خلاصہ حقیقت بدعت کا غیر شریعت کو شریعت بنانا ہے اور شریعت کا من اللہ ہونا ضرور اور لازم ہے تو یہ شخص ایسے امر کو جو من اللہ نہین ہے اپنے اعتقاد مین من اللہ بناتا ہے اور دعوی سے من اللہ بتاتا ہے جسکا حاصل اور مرجع افترا علی اللہ اور ایک گونہ ادعاء نبوت ہے سو اسکے عظیم وثقیل ہونے مین کیا شبہ ہے یہ تو شناعت ہے اسکی حقیقت کے اعتبار سے اور آثار کے اعتبار سے ایک بڑی شناعت اسمین یہ ہے کہ اُس سے توبہ کمتر نصیب ہوتی ہے کیونکہ جب وہ اُسکو مستحسن سمجھ رہا ہے تو توبہ کیون کریگا البتہ اگر اللہ تعالے اپنے فضل سے اس جہل ہی سے نجات بخشدین کہ اُسکی نظر مین وہ استحسان مبدل باستہجان ہوجاوے تو اور بات ہے اور پھر توبہ سہل ہے افسوس ہے جہلاے صوفیہ اس بلاے بدعت مین بکثرت مبتلا ہین بہت سے اُن مین عابد زاہد تارک دنیا بھی ہین مگر برکات سنت سے محروم ہین **ربط** اوپر فرمایا تھا کہ بعد دلائل واضحہ آجانے کے حق کی مخالفت کرنا موجب سزا ہے آگے اسکی دلیل بیان فرماتے ہین کہ جیسے بعض بنی اسرائیل کو ایسی ہی مخالفت پر سزا دیگئی

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ فی ترجمۃ هل ینظرون صرف اس امر کے افادۃ النفی المفہوم من الاستفہام والاستثناء ۱۲

سلہ قولہ سارا قصہ یعنی فی لساننا کنایۃ عن الہلاک ماخذہ فی الجلالین تم امر اہلاکہم ۱۲

سلہ قولہ رجوع کیے جاوینگے لما فی الخازن ای الی اللہ تصیر امور العباد فی الآخرۃ والمراد انہ المجازی علی الاعمال بالثواب والعقاب واشرت الی ہذا کلہ فی الترجمۃ واللہ اعلم ۱۲

سَلْ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ کَمْ اٰتَیْنٰھُمْ مِّنْ اٰیَةٍ بَیِّنَةٍ ؕ وَمَنْ یُّبَدِّلْ نِعْمَةَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ

آپ بنی اسرائیل سے پوچھیے ہمنے انکو کتنی واضح دلیلین دی تھین۔ اور جو شخص اللہ تعالے کی نعمت کو بدلتا ہو اسکے پاس پہنچنے کے بعد تو یقیناً حق تعالے سخت سزا دیتے ہیں

الْعِقَابِ ۝ زُیِّنَ لِلَّذِیْنَ كَفَرُوا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا وَیَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۘ وَالَّذِیْنَ اتَّقَوْا فَوْقَھُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ

دنیوی معاش کفار کو آراستہ پیراستہ معلوم ہوتی ہے اور ان مسلمانون سے تمسخر کرتے ہین حالانکہ یہ جو کفر و شرک سے بچتے ہین ان کافرون سے اعلےٰ درجہ مین ہونگے

وَاللّٰهُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ۝

قیامت کے روز۔ اور روزی تو اللہ تعالے جسکو چاہتے ہین بے انداز دیدیتے ہین۔

عقوبت مخالفت حق سَلْ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ کَمْ اٰتَیْنٰھُمْ مِّنْ اٰیَةٍ بَیِّنَةٍ ؕ وَمَنْ یُّبَدِّلْ نِعْمَةَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ۝ [۲۱] آپ (علماء) بنی اسرائیل سے (ذرا [۵۱]) پوچھیے (تو سہی) ہمنے انکو (یعنے انکے بزرگونکو) کتنی واضح دلیلین دی تھین (مگر ان لوگون نے بجاے اسکے کہ اس سے ہدایت حاصل کرتے اور الٹی گمراہی پر کمر باندھی پھر دیکھو سزائین بھی بھگتین [۵۲] مثلاً توراۃ ملی چاہیے تھا اسکو قبول کرتے مگر انکار کیا آخر طور گرانیکی انکو دھمکی دی گئی اور مثلاً حق تعالے کا کلام سنا چاہیے تھا سر آنکھون پر رکھتے مگر شبہات نکالے آخر بجلی سے ہلاک ہوئے اور مثلاً دریا کو شگافتہ کر کے فرعون سے نجات دی گئی احسان مانتے مگر گوسالہ پرستی شروع کی سزا اے قتل دی گئی اور مثلاً من وسلوی نازل ہوا شکر کرنا چاہیے تھا نے حکمی کی وہ سڑنے لگا امد اس سے نفرت ظاہر کی تو وہ موقوف ہو گیا اور کھیتی کی مصیبت سر پر پڑی اور مثلاً انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ ان مین جاری رہا غنیمت سمجھتے انکو قتل کرنا شروع کیا انتزاع سلطنت کی سزا دی گئی و علےٰ ہذا بہت سے معاملات اسی سورہ بقرہ کے شروع مین بھی مذکور ہو چکے ہین) اور (ہمارا قانون ہی یہ ہے کہ) جو شخص اللہ تعالے کی (ایسی بڑی) نعمت (یعنی دلائل واضحہ) کو بدلتا ہی اسکے پاس پہنچنے کے بعد (یعنی بجای اسکے کہ اس سے ہدایت حاصل کرے اور الٹا گمراہ بنتا ہے) تو یقیناً حق تعالے (ایسے شخص کو) سخت سزا دیتے ہین [۵۳]۔ **ف** یہ سزا کبھی دنیا مین بھی ہو جاتی ہی کبھی آخرت مین ہو گی **ربط** اوپر مخالفت حق کا بیان تھا آگے اسکی اصلی علت اکثر یہ فرماتے ہین کہ دنیا کی محبت ہے جسکے آثار مین سے اہل دین کو حقیر سمجھنا بھی ہے کیونکہ حب حب دنیا کا غلبہ ہوتا ہی دین کی طلب نہین رہتی بلکہ جب دین کو مخل دنیا دیکھتا ہے تو دین کو بھی ترک کر بیٹھتا ہے اور دوسکر طالبان دین پر ہنستا ہی چنانچہ بعض رؤساے بنی اسرائیل مثل جہلاے مشرکین کے غرباء مسلمین کے ساتھ باستہزاء پیش آیا کرتے تھے ان لوگون کا بیان فرماتے ہین **آثار حب دنیا** زُیِّنَ لِلَّذِیْنَ كَفَرُوا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا وَیَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۘ وَالَّذِیْنَ اتَّقَوْا فَوْقَھُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ وَاللّٰهُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ۝ [۲۲] دنیوی معاش کفار کو آراستہ پیراستہ معلوم ہوتی ہے اور (اسی وجہ سے) ان مسلمانون سے تمسخر کرتے ہین حالانکہ یہ (مسلمان) جو کفر و شرک سے بچتے ہین ان کافرون سے اعلےٰ درجہ (کی حالت) مین ہون گے قیامت کے روز (کیونکہ کفار جہنم مین ہونگے اور مسلمان جنت مین) اور (آدمی کو محض فراغ معاش پر مغرور نہ ہونا چاہیئے کیونکہ) روزی تو اللہ تعالی جسکو چاہتے ہین بے انداز (یعنی بکثرت) دیدیتے ہین (پس اسکا مدار قسمت پر ہے نہ کہ کمال اور مقبولیت پر سو یہ ضرور نہین کہ جو روزی مین بڑا ہو وہ اللہ کے نزدیک بھی معزز ہو اور بڑی عزت وہی ہی پھر محض اسکے اوپر اپنے کو معزز اور دوسکر کو ذلیل سمجھنا بے وقوفی ہے) **ربط** اوپر دین حق سے اختلاف کرنے کی علت حب دنیا کو بتایا ہے آگے اسی مضمون کی تائید فرماتے ہین کہ مدت سے یہی قصہ چلا آرہا ہے کہ ہم دلائل واضحہ دین حق پر قائم کرتے ہین اور طالبان دنیا اپنی دنیوی اغراض کے سبب اُس کے خلاف کرتے رہے

البلاغۃ قولہ من بعد ما جاءتہ فی روح المعانی فائدۃ ہذہ الزیادۃ وان کان تبدیل الآیات مطلقاً مذموماً التعریض بانہم بدلوہا بعد ما عقلوہا وفیہ تقبیح عظیم لہم ونعی علی شناعۃ حالہم والاستدلال علی استحقاقہم العذاب الشدید حیث بدلوا بعد المعرفۃ وبہذا یندفع ما یتراءی من ان التبدیل لا یکون الا بعد المجئ فما الفائدۃ فی ذکرہ ۱۲

ملحقات الترجمہ

[۵۱] قولہ ذرا پوچھیے تو سہی اشارۃ الی کون السوال للتقریع کما قال البیضاوی

[۵۲] قولہ سزائین بھگتین کما فی التفسیر الکبیر تنبیہ لہولاء الحاضرین علی انہم لو زلوا عن آیات اللہ لوقعوا فی العذاب کما وقع اولئک المتقدمون ۱۲

[۵۳] قولہ فی تفسیر یبدل یعنی بجاے اسکے کہ اس سے ہدایت کما فی البیضاوی بجعلہا سبب الضلالۃ وازدیاد الرجس ۱۲

[۵۴] قولہ فی ترجمۃ ان اللہ شدید العقاب ایسے شخص کو کما فی روح المعانی ہو الجواب بتقدیر الضمیر ای شدید العقاب لہ ۱۲

[۵۵] قولہ فی وجہ الربط چنانچہ بعض رؤساء الخ کما فی المعالم قیل نزلت فی مشرکی العرب ابی جہل واصحابہ وقال مقاتل نزلت فی المنافقین عبد اللہ ابن ابی واصحابہ وقال عطاء نزلت فی رؤساء الیہود من بنی قریظۃ والنضیر وبنی قینقاع سخروا من فقراء المہاجرین فوعدہم اللہ ان یعطیہم اموال بنی قریظۃ والنضیر بغیر قتال ویسخرون من الذین آمنوا الفقراء ۱۲

[۵۶] قولہ ان مسلمانون سے الخ حملا للموصول علی العہد کما فی المعالم عن ابن عباس اراد بالذین آمنوا عبد اللہ بن مسعود وعمار بن یاسر وصہیبا وبلالا وخبابا وامثالہم ۱۲

[۵۷] قولہ جو کفر و شرک سے الخ اشارۃ الی اتحاد المومن والمتقی مصداقاً

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ

سب آدمی ایک ہی طریق کے تھے ۔ پھر اللہ تعالے نے پیغمبرون کو بھیجا جو کہ خوشی سناتے تھے اور ڈراتے تھے ۔ اور انکے ساتھ کتابین بھی ٹھیک طور پر نازل فرمائین

بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ؕ وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ

اس غرض سے کہ اللہ تعالی لوگون مین انکے امور اختلافیہ مین فیصلہ فرمادوین ۔ اور اس کتاب مین اختلاف اور کسی نے نہین کیا مگر صرف ان لوگون نے جنکو وہ کتاب ملی تھی بعد اسکے کہ انکے پاس دلائل

الْبَيِّنٰتُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۚ فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ ؕ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

واضحہ پہونچ چکے تھے باہمی ضدا ضدی کی وجہ سے ۔ پھر اللہ تعالی نے ایمان والونکو وہ امر حق جسمین اختلاف کیا کرتے تھے بفضلہ تعالے بتلادیا ۔ اور اللہ تعالی جسکو چاہتے ہین اسکو راہ راست بتلادیتے ہین

تائید اثر حب دنیا كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۖ فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۖ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ؕ وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۚ فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ ؕ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ (ایک زمانہ مین) سب آدمی ایک ہی طریق کے تھے (کیونکہ اول دنیا مین حضرت آدم علیہ السلام مع اپنی بی بی کے تشریف لائے اور جو اولاد ہوتی گئی انکو دین حق کی تعلیم فرماتے رہے اور وہ انکی تعلیم پر عمل کرتے رہے ایک مدت اسی حالت مین گذر گئی پھر اختلاف طبائع سے اغراض مین اختلاف ہونا شروع ہوا حتے کہ ایک عرصہ کے بعد اعمال وعقائد مین اختلاف کی نوبت آگئی) پھر (اس اختلاف کے رفع کرنیکو) اللہ تعالے نے (مختلف) پیغمبرون کو بھیجا جو کہ (حق ماننے والون کو) خوشی (کے وعدے) سناتے تھے اور (نہ ماننے والون کو عذاب سے) ڈراتے تھے اور ان (پیغمبرونکی مجموعی جماعت) کے ساتھ (آسمانی) کتابین بھی ٹھیک طور پر نازل فرمائین (اور ان پیغمبرونکا بھیجنا اور کتابون کا نازل فرمانا) اس غرض سے (تھا) کہ اللہ تعالی (ان رسل وکتب کے ذریعے سے اختلاف کرنیوالے لوگونمین انکے امور اختلافیہ (مذہبی) مین فیصلہ فرمادوین (کیونکہ رسل وکتب امر واقعی کا اظہار کردیتے ہین اور امر واقعی کے متعین ہونے سے ظاہر ہے کہ غیر واقعی کا غلط ہوجانا معلوم ہوجاتا ہے اور یہی فیصلہ ہے اور ان پیغمبرونکے ساتھ کتاب اللہ آنے سے چاہیئے تھا کہ اس کتاب کو قبول کرتے اور اسپر مدار کار رکھکر اپنے سب اختلافات مٹادیتے مگر بعضون نے خود اس کتاب ہی کو نہ مانا اور خود اسی مین اختلاف کرنا شروع کردیا) اور اس کتاب مین (یہ) اختلاف اور کسی نے نہین کیا مگر صرف ان لوگون نے جنکو (اولا) وہ کتاب ملی تھی (یعنی اہل علم واہل فہم نے کہ اول مخاطب وہی لوگ ہوتے ہین دوسرے عوام انکے ساتھ لگ لیا کرتے ہین اور اختلاف بھی کیسے وقت کیا) بعد اسکے کہ انکے پاس دلائل واضحہ پہونچ چکے تھے (یعنی انکے ذہن نشین ہوچکے تھے اور اختلاف کیا کسوجہ سے صرف) باہمی ضدا ضدی کی وجہ سے (اور اصلی وجہ ضدا ضدی کی حب دنیا ہوتی ہی حب مال ہو یا حب جاہ پس مدار علت مخالفت حق کا وہی حب دنیا ٹھیری اور یہی مضمون تھا سابق مین) پھر (یہ اختلاف کفار کا کبھی اہل ایمان کو مضر نہین ہوا بلکہ) اللہ تعالے نے (ہمیشہ) ایمان والون کو وہ امر حق جسمین (مختلفین) اختلاف کیا کرتے تھے بفضلہ تعالے (رسولون اور کتابون پر ایمان لانے کی بدولت) بتلادیا اور اللہ تعالے جسکو چاہتے ہین اسکو راہ راست بتلادیتے ہین **ربط** اوپر کی آیت مین کفار کا ہمیشہ سے انبیاء و مومنین کے ساتھ اختلاف اور خلاف کرتے رہنے کا مذکور تھا جسمین ایک گونہ مسلمانون کو اس طور پر تسلی دینا بھی مقصود تھا جنکو استہزا کفار

النحو فے الجلالین من بعد ماجاء تہم متعلقۃ باختلف وہی وما بعدہا مقدم علے الاستثناء فے المعنی آہ فے الکمالین لاباوتوہ ولما کان یرد علیہ ان ماقبل الا لایعمل فیما بعدہا دفعہ لقولہ وہی اہ قلت فتقدیر الکلام کما فی الکمالین وما اختلف فیہ من بعد مجی البینت لاجل البغی احد من الکافرین الا الذین اوتوا الکتاب فلا یقال ان الا استثنی بہا شیئان آہ والاقرب ماقالہ الشاہ ولی اللہ رح فے الفوز الکبیر ادخل وما اختلف فیہ الا الذین اوتوہ فی تضاعیف الکلام المنتظم بعضہ ببعض بیانا لضمیر اختلفوا وایذانا بان المراد من الاختلاف ہہنا ہو الاختلاف الواقع فی امۃ الدعوۃ بعد نزول الکتاب بان آمن بعض وکفر بعض آہ ۱۲

ملحقات الترجمة

۵۱ قولہ مجموعی فلا یرد ان بعضہم لم ینزل علیہ الکتاب ۱۲ ۵۲ قولہ کتابین اشارۃ الے کون اللام للجنس ۱۲ ۵۳ قولہ فی ترجمۃ بالحق ٹھیک طور پر اشارۃ الی انہ متعلقۃ بانزل ۱۲ ۵۴ قولہ ان پیغمبرونکا بھیجنا الخ اشارۃ الی دفع ایراد وہو انہ لما کان الغرض من بعث الرسل رفع الاختلاف فکیف ارسل بعضہم قبل الاختلاف وجہ الجواب ان کون رفع الاختلاف غرضا لبعث النبیین المعہودین لاینافی بعث بعضہم لمصالح آخر کآدم علیہ السلام بعث لئلا یختلفوا ثم لما وقع الاختلاف بعث بعضہم لیرفعوا الاختلاف فافہم ۱۲ ۵۵ قولہ اس غرض تھا ایرادہ فی لساننا یعنی العرفی لے الفائدۃ لا تحقیق الراجع الی الفاعل ۱۲ ۵۶ قولہ اس کتاب مین یہ اختلاف الخ اشارہ الے دفع ایراد وہو ان المفہوم من اول الآیۃ ان الاختلاف مقدم علی البعث ومن آخر الآیۃ ان الاختلاف وقع بعد البعث وجہ الجواب ان الاختلاف المقدم کان فی بعض الامور والاختلاف المتاخر کان فی الکتاب فالاختلاف نوعان فکان البعث الجواب عن الایراد الاول نوعین فافہم وتشکر وتبصر ۱۲ ۵۷ قولہ یعنی اہل علم وفہم ماخذہ روح المعانی والحصر فیہم باعتبار کونہم بامین ولا فالاختلاف عام لکلہم ۱۲ ۵۸ قولہ بفضلہ تعالے لمافی روح المعانی باذنہ بتوفیقہ ۱۲

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا یَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ؕ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ

دوسری بات سنو کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ جنت میں جا داخل ہوگے حالانکہ تمکو ہنوز اُن لوگوں کا سا کوئی عجیب واقعہ پیش نہیں آیا جو تم سے پہلے ہوگذرے ہیں۔ اُنپر ایسی ایسی تنگی اور سختی واقع ہوئی

وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى یَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ ۝

اور انکو یہانتک جنبشین ہوئین کہ پیغمبر تک اور جو اُنکے ہمراہ اہل ایمان تھے بول اُٹھے کہ اللہ تعالےٰ کی امداد کب ہوگی۔ یاد رکھو بیشک اللہ تعالیٰ کی امداد نزدیک ہے۔

یَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ ؕ قُلْ مَاۤ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَیْرٍ فَلِلْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ وَالْیَتٰمٰى وَالْمَسٰكِیْنِ

لوگ آپسے پوچھتے ہین کہ کیا چیز خرچ کیا کرین۔ آپ فرما دیجیے کہ جو کچھ مال تمکو صرف کرنا ہو سو مان باپ کا حق ہے اور قرابت داروں کا اور بے باپ کے بچون کا اور محتاجون کا

وَابْنِ السَّبِیْلِ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ ۝

اور مسافر کا اور جون سا نیک کام کروگے سو اللہ تعالےٰ کو اُسکی خوب خبر ہے۔

ایذا ہوتی تھی کہ یہ خلاف تمہارے ساتھ نیا نہیں ہے ہمیشہ سے ہوتا آیا ہے آگے اُن کفار مخالفین نے انبیاء و مومنین کو انواع انواع ایذائین اور شدائد پہونچنے کی حکایت بیان فرماتے ہین اور اُس سے بھی مسلمانونکو تسلی دلاتے ہین کہ تمکو بھی کفار سے جو ایذائین پہونچی ہین اُنپر صبر کرنا چاہیے کیونکہ کامل راحت آخرت کی محنت ہی اٹھانے سے ہے **ترغیب مسلمانان بر تحمل شدائد** اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا یَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ؕ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى یَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ [1] دوسری بات سنو کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ جنت مین (بے مشقت) جا داخل ہوگے حالانکہ (ابھی کچھ مشقت تو اٹھائی ہی نہین کیونکہ) تمکو ہنوز اُن (مسلمان) لوگوں کا سا کوئی عجیب [2] واقعہ پیش نہین آیا جو تم سے پہلے ہوگذرے ہین اُن پر (مخالفین کے سبب) ایسی ایسی تنگی اور سختی واقع ہوئی اور (مصائب سے) انکو یہانتک جنبشین ہوئین کہ (اُس زمانہ کے) پیغمبر تک اور جو اُنکے ہمراہ اہل ایمان تھے (بیقرار ہوکر) بول اُٹھے کہ اللہ تعالےٰ کی امداد (موعود) کب ہوگی (جسپر انکو جواب سے تسلی کی گئی کہ) یاد رکھو بیشک اللہ تعالےٰ کی امداد (بہت) نزدیک (ہونے والی) ہے **ف** انبیاء اور مومنین کا اسطرح کہنا نعوذ باللہ شک کی وجہ سے نہ تھا بلکہ وجہ یہ تھی کہ وقت امداد اور غلبہ کا بمقابلہ مخالفین مین اُن حضرات کو نہ بتلایا گیا ابہام وقت سے انکو جلدی ہونیکا انتظار رہتا تھا جب انتظار سے تھک جاتے تب اسطرح عرض معروض کرنے لگتے جسکا حاصل دعا ہے الحاح کے ساتھ اور الحاح خلاف رضا و تسلیم کے نہین ہے بلکہ جب الحاح کا پسندیدہ ہونا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ثابت ہے تو الحاح عین رضا حق سے رضا ہے البتہ خلاف رضا وہ دعا ہے جسکے قبول نہونے سے دعا کرنیوالا ناراض ہو سو معاذ اللہ اسکا انبیاء و مومنین کاملین مین نہ ثبوت ہے نہ احتمال۔ اور یہ جو فرمایا ہے کہ کیا جنت مین بے مشقت چلے جاؤگے سو مشقت کے درجات مختلف ہین جسکا ادنیٰ نفس اور شیطان سے مزاحمت کرکے یا مخالفین دین کے ساتھ خلاف کرکے عقائد کا درست کرنا ہے جو ہر مومن کو حاصل ہے آگے اوسط اور اعلیٰ درجات ہین اسیطرح دخول جنت کے مختلف مراتب ہین پس جس درجہ کی مشقت اسی درجہ کا دخول جنت پس آیت مین یہ اشکال نہین لازم آتا کہ بعضے عاصی محض فضل سے داخل جنت ہوجاوینگے اُنپر کوئی مشقت بھی نہوگی تقریر جواب یہ ہے کہ انکو بھی ادنیٰ درجہ کی مشقت ہوئی ہے البتہ صحابہ چونکہ درجات عالیہ کے طالب تھے اور ہر مسلمان کو ہونا چاہیے اس لیے ان درجات کے لیے بڑی مشقتین جھیلنے کو شرط فرمایا گیا فقط۔ آگے پھر سلسلہ احکام کا شروع ہوتا ہے **حکم دوازدہم مصارف انفاق** یَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ ؕ قُلْ مَاۤ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَیْرٍ فَلِلْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ وَالْیَتٰمٰى وَالْمَسٰكِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ ۝ ٢١٥

النحو مثل الذین علی حذف المضاف ای مثل مثل الذین کسر المیم وسکون المثلثة فی الاول وفتحتین فی الثانی ١٢ **البلاغة** یسئلونك ماذا ینفقون قال عبد الحکیم وانما لم یذکر السوال عن المصرف فی الآیة للایجاز فی النظم تعویلا علی الجواب والاقتصار فی بیان المنفق علی البیان الاجمالی الذی تضمنه قوله خیر وہم کونه حلالا فان المتنفق انما یلیق خیرا اذا کان حلالا من غیر تعریض للتفصیل کما فی بیان المصرف للاشارة الی کونه اہم فعلی ہذا الیضم لا یخرج عن اسلوب الحکیم حیث اجیب عن المتروک صریحا وعن المذکور تبعا ١٢

الروایات قال عبد الرزاق ابنا نا معمر عن قتادة قال نزلت ہذہ الآیة (ام حسبتم ان تدخلوا الخ) فی یوم الاحزاب اصاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم یومئذ بلاء وحصر کذا فی لباب النقول۔ اخرج ابن جریر عن ابن جریج قال سال المومنون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم این یضعون اموالہم فنزلت یسئلونک ماذا ینفقون قل ما انفقتم من خیر الآیة واخرج ابن المنذر عن ابن حیان ان عمرو بن الجموح سال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ماذا ننفق من اموالنا واین نضعہا فنزلت

ملحقات الترجمة

[1] قوله دوسری بات اشارة الی کون ام منقطعة بمعنی بل والهمزة وبل للاعراض المفسر بقوله المذکور ١٢

[2] قوله عجیب واقعہ لان المثل الحال العجیب ١٢

توجیہ اجتماع دعا و رضا کاملین

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسَىٰ أَن تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ وَعَسَىٰ أَن تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ

جہاد کرنا تمپر فرض کیا گیا ہے اور وہ تمکو گران ہے اور یہ بات ممکن ہے کہ تم کسی امر کو گران سمجھو اور وہ تمہارے حق مین خیر ہو اور یہ ممکن ہے کہ تم کسی امر کو مرغوب سمجھو اور وہ تمہارے حق

لَّكُمْ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۝ يَسْأَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيهِ ۖ قُلْ قِتَالٌ فِيهِ كَبِيرٌ ۖ وَصَدٌّ

مین خرابی ہو اور اللہ تعالی جانتے ہین اور تم نہین جانتے ۔ لوگ آپسے شہر حرام مین قتال کرنیکے متعلق سوال کرتے ہین آپ فرما دیجیے کہ اسمین خاص طور پر قتال کرنا جرم عظیم ہے اور

ع ٢٦

عَن سَبِيلِ اللَّهِ وَكُفْرٌ بِهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَإِخْرَاجُ أَهْلِهِ مِنْهُ أَكْبَرُ عِندَ اللَّهِ ۚ وَالْفِتْنَةُ أَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ۗ

اللہ تعالی کی راہ سے روک ٹوک کرنا اور اللہ تعالی کیساتھ کفر کرنا اور مسجد حرام کیساتھ اور جو لوگ مسجد حرام کے اہل تھے انکو اس سے خارج کر دینا جرم عظیم ہین اللہ تعالی کے نزدیک اور فتنہ پردازی کرنا قتل سے بدرجہا بڑھکر ہے

لوگ آپ سے پوچھتے ہین کہ (ثواب[۵۱] کے واسطے) کیا چیز خرچ کیا کرین (اور کس موقع[۵۲] پر صرف کیا کرین) آپ فرما دیجیے کہ جو کچھ مال تمکو صرف کرنا ہو سو (اسکی تعیین تو تمہاری ہمت پر ہی مگر ہان موقع ہم بتلائے دیتے ہین کہ) مان باپ کا حق ہی اور قرابت دارونکا اور بے باپ کے بچون کا اور محتاجون کا اور مسافر کا اور جون سا نیک کام کروگے (خواہ راہ خدا مین خرچ کرنا ہو یا اور کچھ ہو) سو اللہ تعالے کو اسکی خوب خبر ہے (وہ اُسپر ثواب دینگے) **ف** مسئلہ مان باپ کو زکوۃ اور دوسرے صدقات واجبہ دینا درست نہین اس آیت مین نفل خیرات کا بیان ہی **حکم سیزدہم فرضیت جہاد** كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسَىٰ أَن تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسَىٰ أَن تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۝ ٢١٦ جہاد کرنا تمپر فرض کیا گیا ہی اور وہ تمکو (طبعا) گران (معلوم ہوتا) ہے اور یہ بات ممکن ہے کہ تم کسی امر کو گران سمجھو اور (واقع مین) وہ تمہارے حق مین خیر (اور مصلحت) ہو اور یہ (بھی) ممکن ہے کہ تم کسی امر کو مرغوب سمجھو اور (واقع مین) وہ تمہارے حق مین (باعث) خرابی (کا) ہو اور (ہر شئے کی حقیقت حال کو) اللہ تعالی جانتے ہین اور تم (پورا پورا) نہین جانتے (اسلیے اپنی رغبت و کراہت پر کبھی عمل نکرو جو کچھ حکم ہو جائے اُسیکو اجمالاً مصلحت سمجھکر اُسپر کاربند رہا کرو) **ف** جہاد فرض ہے جبکہ اُسکے شرائط پائے جاوین جو کتب فقہ مین مذکور ہین اور فرض دو طرحکا ہوتا ہے فرض عین اور فرض کفایہ سو اعداء دین جب مسلمانون پر چڑھ آوین تب تو فرض عین ہی ورنہ فرض کفایہ اور طبعاً کی قید اس لیے ظاہر کر دی گئی کہ مسلمان کو احکام شرعیہ مین عقلاً کراہت کبھی نہین ہوتی اس آیت سے ہمارے نوخیز مسلمان فلسفیون کو سبق لینا چاہیے کہ ہر حکم کی مصلحت باوجود واقعیت کے ہمارے احاطہ علمی سے خارج ہی **حکم چہاردہم تحقیق قتال در شہر حرام** يَسْأَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيهِ ۖ قُلْ قِتَالٌ فِيهِ كَبِيرٌ ۖ وَصَدٌّ عَن سَبِيلِ اللَّهِ وَكُفْرٌ بِهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَإِخْرَاجُ أَهْلِهِ مِنْهُ أَكْبَرُ عِندَ اللَّهِ ۚ وَالْفِتْنَةُ أَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ۗ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چند صحابہ کا ایک سفر مین اتفاق سے کفار کے ساتھ مقابلہ ہو گیا ایک کافر اُنکے ہاتھ سے مارا گیا اور جس روز یہ قصہ ہوا رجب کی پہلی تاریخ تھی مگر صحابہ اُسکو جمادی الاخری کی تیس سمجھے تھے اور رجب اشہر حرم سے ہی کفار نے اس واقعہ پر طعن کیا کہ مسلمانون نے شہر حرام کی حرمت کا بھی خیال نہین کیا مسلمانون کو اسکی فکر ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اور بعض روایات مین ہی کہ خود بعض کفار قریش نے بھی حاضر ہو کر اعتراضاً سوال کیا اسکا جواب ارشاد ہوتا ہی **لوگ آپسے شہر حرام مین قتال کرنیکے**

ملحقات الترجمة

[۵۱] قولہ ثواب کیواسطے اشارة الی کون الآیة فی التطوع ۱۲

[۵۲] قولہ کس موقع کما دل علیہ سبب النزول ۱۲

[۵۳] قولہ حق ہے حملاً للام علی الاستحقاق ۱۲

[۵۴] قولہ بچون لان الیتیم قبل الاحتلام ۱۲

اللغات کرہ مصدر نعت بلمبالغة اوفعل بمعنی مفعول کالخبز ۱۲ بیضاوی

البلاغة ۔ قال البیضاوی وانما قال عسی لان النفس اذا ارتاضت ینعکس الامر علیہا اکبر عند اللہ والمفضل علیہ محذوف ای مما فعلتہ السریة خطأً فی الاجتہاد وجود اصل الفعل فی ذلک الفعل مبنے علی الزعم کذا فی روح المعانی ۱۲

الفقہ قال عبد الحکیم حرمة القتال مع المشرکین منسوخ بقولہ تعالی فی سورة براءة فاذا انسلخ الاشہر الحرم فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموہم فان المراد الاشہر الحرم المعینة التی ابیح للمشرکین السیاحة فیہا بقولہ فسیحوا فی الارض اربعة اشہر والتقیید بہا یفید ان قتلہم بعد انسلاخہا مامور بہ فی جمیع الامکنة ۱۲

الروایات فی لباب النقول اخرج ابن جریر وابن ابی حاتم والطبرانی فی الکبیر والبیہقی فی سننہ عن جندب بن عبد اللہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعث رہطا وبعث علیہم عبد اللہ بن جحش فلقوا ابن الحضرمی فقتلوہ ولم یدروا ان ذلک الیوم من رجب او من جمادی فقال المشرکون للمسلمین قتلتم فی الشہر الحرام فانزل اللہ تعالی یسئلونک عن الشہر الحرام قتال فیہ الآیة وفی البیضاوی عن ابن جریر کما قالہ عبد الحکیم کان ذلک من غرة رجب وہم یظنونہ من جمادی الآخرة آہ وفی روح المعانی بروایة الزہری عن عروة انہ لما بلغ کفار قریش تلک الفعلة رکب وفد منہم حتے قدموا علے النبی صلے اللہ علیہ وسلم فقالوا أیحل القتال فی الشہر الحرام فانزل اللہ تعالی الآیة قلت واشرت الی الروایات کلہا فی تقریر ترجمة الآیة ۱۲

وَلَا يَزَالُونَ يُقَاتِلُونَكُمْ حَتَّىٰ يَرُدُّوكُمْ عَن دِينِكُمْ إِنِ اسْتَطَاعُوا ۚ وَمَن يَرْتَدِدْ مِنكُمْ عَن دِينِهِ فَيَمُتْ

اور یہ کفار تمہارے ساتھ ہمیشہ جنگ رکھینگے اس غرض سے کہ اگر (خدا نخواستہ) قابو پاوین تو تمکو تمہارے دین سے پھیر دین۔ اور جو شخص تم میں سے اپنے دین سے پھر جاوے پھر کافر ہی

وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۖ وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ○

ہونے کی حالت میں مرجاوے تو ایسے لوگونکے اعمال دنیا اور آخرت میں سب غارت ہوجاتے ہین اور ایسے لوگ دوزخی ہوتے ہین ایسے لوگ دوزخ میں ہمیشہ رہینگے۔

متعلق سوال کرتے ہین آپ فرما دیجیے کہ اسمین خاص طور پر (یعنی عمداً) قتال کرنا جرم عظیم ہے (مگر اسطور پر قتال کرنا مسلمانوں سے صادر نہین ہوا البتہ تاریخ تحقیق نہونیکے سبب غلطی سے ایسا ہوگیا یہ تو تحقیقی جواب ہے) اور (الزامی جواب یہ ہے کہ کفار مشرکین کا تو یہ منہ ہی نہین کہ مسلمانون پر اعتراض کرسکیں کیونکہ اگرچہ شہر حرام میں لڑنا جرم عظیم ہے لیکن ان کفار کی جو حرکتین ہین یعنی) اللہ تعالے کی راہ (دین) سے (لوگون کو) روک ٹوک کرنا (یعنی اسلام پر تکلیفین پہونچانا کہ ڈر کے مارے لوگ مسلمان نہون) اور اللہ تعالے کے ساتھ کفر کرنا اور مسجد حرام (یعنی کعبہ) کے ساتھ (جو کہ اللہ تعالے کا معبد ہے کفر کرنا کہ بہت سے بت رکھ چھوڑے تھے اور بجائے خدا کی عبادت کے انکی عبادت اور طواف کرتے تھے) اور جو لوگ مسجد حرام کے اہل تھے (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے مومنین) انکو (تنگ اور پریشان کرکے) اس (مسجد حرام) سے خارج (ہونے پر مجبور) کر دینا (جس سے نوبت ہجرت یعنی ترک وطن کی پہنچی یہ حرکتین) شہر حرام میں قتال کرنے سے بھی (زیادہ) جرم عظیم ہین اللہ تعالے کے نزدیک (کیونکہ یہ حرکتین دین حق کے اندر فتنہ پردازی کرنا ہے) اور (یہ) فتنہ پردازی کرنا (اس) قتل (خاص) سے (جو مسلمانون سے صادر ہوا) بدرجہا (قباحت میں) بڑھ کر ہے (کیونکہ اس فعل سے دین حق کا تو کوئی مضرت نہین ہوتی بہت سے بہت کوئی جان گئی سو خود ہی گنہگار ہوگا اور ان حرکتون سے تو دین حق کو ضرر پہونچتا ہے کہ اسکی ترقی رکتی ہے) ف خلاصہ جواب یہ ہوا کہ اول تو مسلمانون نے کوئی گناہ نہین کیا اور علی سبیل الفرض اگر کیا ہی تو تم خود اس سے بڑے بڑے گناہ یعنی مزاحمت دین حق مین مبتلا ہو پھر ان کو مسلمانون پر اعتراض کرنیکا کب منہ ہے۔ ف روح المعانی اور کبیر مین اس آیت کے ذیل مین اور بیضاوی مین سورہ براءت کے پہلے رکوع کی تفسیر مین اشہر حرم مین حرمت قتال کے منسوخ ہونے پر اجماع امت کا نقل کیا ہے رابط اوپر دین حق مین انکی مزاحمت کرنیکا بیان تھا آگے تاکید فرماتے ہین تاکید مضمون مزاحمت دین وَلَا يَزَالُونَ يُقَاتِلُونَكُمْ حَتَّىٰ يَرُدُّوكُمْ عَن دِينِكُمْ إِنِ اسْتَطَاعُوا اور یہ کفار تمہارے ساتھ ہمیشہ جنگ (وجدل کا سلسلہ جاری) رکھینگے اس غرض سے کہ اگر (خدا نخواستہ) قابو پاوین تو تمکو تمہارے دین (اسلام) سے پھیر دین (انکی اس فعل سے دین کی مزاحمت ظاہر ہے) رابط آگے مسلمانونکو احتیاطاً متنبہ فرماتے ہین کہ یہ کفار جو دین کی مزاحمت مین سعی کر رہے ہین اگر اس سعی کا کوئی اتباع کر بیٹھے یعنی دین حق سے پھر جاوے تو اسکا کیا انجام ہے انجام ارتداد وَمَن يَرْتَدِدْ مِنكُمْ عَن دِينِهِ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۖ وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ اور جو شخص تم مین سے اپنے دین (اسلام) سے پھر جاوے پھر کافر ہی ہونے کی حالت مین مرجاوے تو ایسے لوگونکے (نیک) اعمال دنیا اور آخرت مین سب غارت ہوجاتے ہین اور ایسے لوگ دوزخی ہوتے ہین (اور) یہ لوگ دوزخ مین ہمیشہ رہینگے ف دنیا مین اعمال کا ضائع ہونا یہ کہ اسکی بی بی نکاح سے نکلجاتی ہے اگر اسکا کوئی مورث مسلمان مرے اس شخص کو میراث کا حصہ نہین ملتا حالت اسلام مین کا زورروزہ جو کچھ کیا تھا سب کالعدم ہوجاتا ہے مرنے کے بعد جنازہ کی نماز نہین پڑھی جاتی مسلمانونکے مقابر مین دفن نہین ہوتا اور آخرت مین ضائع ہونا یہ کہ عبادات کا ثواب نہین ملتا ابدالآباد کے لیے دوزخ مین داخل ہوتا ہے مسئلہ اگر یہ شخص پھر مسلمان ہوجاوے تو آخرت مین دوزخ سے بچ جانا اور دنیا مین آیندہ کے لیے احکام اسلام کے جاری ہونا تو یقینی ہے لیکن دنیا مین اگر حج کرچکا تھا تو بشرط وسعت پھر دوبارہ اسکا فرض ہونا ہوگا اور آخرت مین [illegible]

الفقہ مسئلہ اولی احتج الحنفیۃ باطلاق قولہ تعالی فی المائدۃ ومن یکفر الخ وان میل لماکان مطلق الارتداد سبباً لحبط الاعمال فما الفائدۃ فی التقیید بالموت قلت فائدتہ ان مجموع	الاحباط والخلود مرتب علی الموت مرتدا الا علی مطلق الارتداد فافہم مسئلہ تانیہ للحدیث اسلمت علی ما اسلفت من خیر رواہ مسلم ۱۲

ملحقات الترجمۃ

ل۵ قولہ خاص طور پر اشارۃ الی ان التنکیر فی موضع الاساس لاتبہم [illegible] بالوصف لان الوصف یعتبر [illegible] بذا بالکر ودرنج معانی فافہم فانہ مفید ۱۲

م۵ قولہ الزامی فالواو فی وصد لعطف الجواب علی الجواب فافہم ۱۲

ن۵ قولہ دین سے روک ٹوک کرنا ولم یحمل علی صد المسلمین عام الحدیبیۃ لان الحدیبیۃ بعد بدر وہذہ الآیۃ قبل بدر ۱۲

ع۵ قولہ اور مسجد حرام کے ساتھ کفر کرنا اشارۃ الی عطف المسجد علی الضمیر المجرور فی بہ العائد الی اللہ علی خلاف ما اشتہر من [illegible] العطف بلا اعادۃ الجار علی الضمیر المجرور وان لم یجوزہ البصریون الا باعادۃ الجار فقد اجازہ ذلک الکوفیون ویونس والاخفش وابو علی وما معلوم ان لاہل البصرۃ بل ثبت الدلیل فقد ثبت ذلک فی لسان العرب نظما ونثرا باختلاف حروف العطف کما فی الکشاف علی قولہ تعالے تساءلون بہ والارحام وامدہ فی [illegible]

ف۵ قولہ اہل تھے کقولہ تعالی ان اولیاؤہ الا المتقون ۱۲

ص۵ قولہ فتنہ پردازی [illegible] والالعموم وہو [illegible] علی من [illegible] قتل ۱۲

ق۵ قولہ پھر کر رجعتی [illegible] بیضاوی فی التعلیل [illegible] احتمال حیثۃ اولہ ان استطاعوا [illegible] قال الالوسی بعدما حمل ان علی [illegible] ظاہر فی قلاہم علی ایذائہ [illegible] الی [illegible] الاستبعاد العقلی خذ انکر

ر۵ قولہ فی وجہ الربط احتیاطا لئلا یعارض الاستبعاد المستفاد من قولہ ان استطاعوا ۱۲

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ يَرْجُونَ رَحْمَتَ اللَّهِ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ

حقیقۃً جو لوگ ایمان لائے ہوں اور جن لوگوں نے راہ خدا میں ترک وطن کیا ہو اور جہاد کیا ہو ایسے لوگ تو رحمت خداوندی کے امیدوار ہوا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ معاف کردینگے

رَّحِيمٌ ۝ يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ۖ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِن نَّفْعِهِمَا ۗ

اور رحمت کرینگے ـ لوگ آپ سے شراب اور قمار کی نسبت دریافت کرتے ہیں ـ آپ فرما دیجیے کہ ان دونوں میں گناہ کی بڑی بڑی باتیں بھی ہیں اور لوگوں کو فائدے بھی ہیں اور گناہ کی باتیں ان فائدوں سے زیادہ بڑھی ہوئی ہیں

کے ثواب کا عود کرنا نہ کرنا اسمیں اختلاف ہے امام ابوحنیفہ رح دوبارہ حج کو فرض کہتے ہیں اور گذشتہ نماز و روزہ پر ثواب ملنے کے قائل نہیں اور امام شافعی دونوں امر میں اختلاف کرتے ہیں **مسئلہ** لیکن جو کافر اصلی ہو اور اس حالت میں کوئی نیک کام کرے اسکا ثواب معلق رہتا ہے اگر کبھی اسلام لے آیا سب ثواب ملتا ہے اور اگر کفر پر مرگیا تو سب بیکار جاتا ہے حدیث میں اسلمت علی ما اسلفت من خیر اسی معنی میں وارد ہے **مسئلہ** غرض مرتد کی حالت کافر اصلی سے شنیع تر ہے اسیواسطے کافر اصلی سے جزیہ قبول ہوسکتا ہے اور مرتد اگر اسلام نہ لاوے اگر مرد ہے قتل کردیا جاتا ہے اگر عورت ہے تو دوام حبس کی سزا دیجاتی ہے کیونکہ اس سے اسلام کی اہانت ہوئی ہے سرکاری اہانت اسی سزا کے لائق ہے **ربط** شہر حرام میں قتال کرنیکے بارہ میں مسلمانوں کو جواب مذکور سنکر گناہ نہونیکا تو اطمینان ہوگیا تھا مگر اس خیال سے دل شکستہ تھے کہ ثواب تو ہوا ہی نہوگا آگے اسمیں تسلی کیگئی **وعدہ ثواب بر اخلاص نیت** إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ يَرْجُونَ رَحْمَتَ اللَّهِ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ حقیقۃً[ا] جو لوگ ایمان لائے ہوں اور جن لوگوں نے راہ[ا] خدا میں ترک وطن کیا ہو اور جہاد کیا ہو ایسے لوگ تو رحمت خداوندی کے امیدوار ہوا کرتے ہیں (اور تم لوگوں میں یہ صفات علی[۲] سبیل منع الخلو موجود ہیں چنانچہ ایمان اور ہجرت تو ظاہر ہی رہا اس جہاد خاص میں شبہ ہوسکتا ہے سو چونکہ تمہاری نیت تو جہاد ہی کی تھی لہذا ہمارے نزدیک وہ بھی جہاد ہی میں شمار ہے پھر ان صفات کے ہوتے ہوئے تم کیوں ناامید ہوتے ہو) اور اللہ تعالیٰ (اس غلطی کو) معاف کردینگے اور (ایمان و ہجرت و جہاد سے تم پر) رحمت کرینگے **حکم پانزدہم متعلق شراب و قمار** يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ۖ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِن نَّفْعِهِمَا ۗ لوگ آپ سے شراب اور قمار کی نسبت دریافت کرتے ہیں آپ فرما دیجیے کہ ان دونوں (چیزوں کے استعمال) میں گناہ کی بڑی[۳] بڑی باتیں بھی (پیدا ہوجاتی) ہیں اور لوگوں کو (بعضے) فائدے بھی ہیں اور (وہ[۴]) گناہ کی باتیں اُن فائدوں سے زیادہ بڑھی ہوئی ہیں (اسلیے دونوں قابل ترک ہیں) **ف** پہلے یہ دونوں چیزیں حلال تھیں سب سے پہلی آیت شراب و قمار کے متعلق یہ نازل کیگئی اور اسکا یہ مطلب نہیں تھا کہ ان دونوں چیزوں کا استعمال خود گناہ ہے بلکہ مطلب یہ تھا کہ ان کے استعمال سے اکثر اوقات دوسری باتیں گناہ کی پیدا ہوجاتی ہیں کیونکہ شراب سے عقل جاتی رہتی ہے اور وہی مانع تھی ارتکاب معاصی سے اور قمار سے مال کی حرص بڑھتی ہے اور حرص سے چوری وغیرہ کی عادت پیدا ہوجاتی ہے اور منافع انمیں تحصیل لذت و تحصیل مال ہیں پس اس آیت سے اُن دونوں کی حرمت فی نفسہ کا بیان کرنا مقصود نہیں تھا بلکہ محض بعض عوارض[۵] غیر لازمہ سے ان دونوں کے ترک کا مشورہ دینا مطلوب تھا کہ جتنا نقصان ہوجاتا ہے اتنا نفع نہیں ہوتا کیونکہ نفع تو حالی اور غیر باقی اور لازمی ہے اور ضرر مآلی اور ممتد اور متعدی ہے یہی وجہ تھی کہ اس آیت کو سنکر بعض نے تو فوراً دونوں کو ترک کردیا کہ گو حرام نہیں کہا مگر شر در و مفاسد کا ذریعہ ہونا تو ثابت ہوا اور بعض نے کہا کہ جب حرام نہیں ہے تو ان مفاسد کا ہم کچھ انتظام کرکے تحصیل منافع کے لیے استعمال کیا کرینگے اگر یہ عنوان مفید حرمت کو ہوتا تو اہل لسان بکثرت اتنی بڑی غلطی میں نہ پڑتے پھر اس آیت کے بعد بعض نے شراب پیکر نماز پڑھی اور غلط پڑھی تو نماز کے اوقات میں پینا بالکل ممنوع ہوگیا

ملحقات الترجمۃ

[ا] قولہ راہ خدا میں اشار الی ان فی سبیل اللہ متعلق بکلا قولیہ ہاجروا وجاہدوا ۱۲ [۲] قولہ علی سبیل منع الخلو زادہ لان فی السریۃ من ہو غیر مہاجر عسی ۱۲ [۳] قولہ گناہ کی بڑی بڑی باتیں الخ اطلاقہا للسبب علی المسبب لذا لم یقل بہما اثم کبیر کما قال قتال فیہ کبیر بل قال فیہما اثم ۱۲ [۴] قولہ اور وہ گناہ کی الخ حملا للاضافۃ علی العہد ۱۲ [۵] قولہ عوارض غیر لازمہ قید بہذا الوصف لان ہذہ العوارض اذا کانت لازمۃ عقلا او عادۃ اثرت فی تحریم المعروض ویسمی ہذا النوع حراما لغیرہ وہو فی الحرمۃ کالحرام لعینہ سواء فافہم ۱۲

الروایات فی لباب النقول تتمۃ ما سبق فقال بعضہم ان لم یکونوا اصابوا وزرا فلیس لہم اجر فانزل اللہ ان الذین آمنوا الی رحیم ـ فی لباب النقول روی احمد عن ابی ہریرۃ قال قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ وہم یشربون الخمر ویاکلون المیسر فسالوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عنہما فانزل اللہ تعالیٰ ویسئلونک عن الخمر والمیسر الآیۃ فقال الناس ما حرم علینا انما قال فیہما اثم کبیر وکانوا یشربون الخمر حتی کان یوم من الایام صلی رجل من المہاجرین ام اصحابہ فی المغرب فخلط فی قراءتہ فانزل اللہ آیۃ اغلظ منہا یا ایہا الذین آمنوا لا تقربوا الصلوۃ وانتم سکاری حتی تعلموا ما تقولون ثم نزلت آیۃ اغلظ من ذلک یا ایہا الذین آمنوا انما الخمر والمیسر الی قولہ فہل انتم منتہون قالوا انتہینا ربنا الحدیث ۱۲

وَيَسْـَٔلُونَكَ مَاذَا يُنْفِقُونَ ۖ قُلِ الْعَفْوَ ۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ ۝ فِي الدُّنْيَا

اور لوگ آپ سے دریافت کرتے ہین کہ کتنا خرچ کیا کرین آپ فرما دیجیے کہ جتنا آسان ہو اللہ تعالیٰ اسیطرح احکام کو صاف صاف بیان فرماتے ہین تاکہ تم دنیا و آخرت کے معاملات مین سوچ لیا کرو

وَالْآخِرَةِ ۗ وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الْيَتَامَىٰ ۖ قُلْ إِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ۖ وَإِنْ تُخَالِطُوهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ

اور لوگ آپ سے یتیم بچونکا حکم پوچھتے ہین۔ آپ فرما دیجیے کہ انکی مصلحت کی رعایت رکھنا زیادہ بہتر ہی اور اگر تم انکے ساتھ خرچ شامل رکھو تو وہ تمہارے بھائی ہین اور اللہ مصلحت کے ضائع

الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ۚ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَأَعْنَتَكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝

کرنیوالیکو اور مصلحت کی رعایت رکھنے والیکو جانتے ہین اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو تمکو مصیبت مین ڈالدیتے اللہ تعالیٰ زبردست ہین حکمت والے ہین۔

پھر بعد چندے مطلقاً حرام کردی گئی اور یہی آخری حکم ہے جسنے پہلے احکام کو منسوخ کردیا **حکم شانزدہم مقدار انفاق** وَيَسْـَٔلُونَكَ مَاذَا يُنْفِقُونَ ۖ قُلِ الْعَفْوَ ۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ ۝ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۗ اور لوگ آپ سے دریافت کرتے ہین کہ (خیر خیرات مین) کتنا خرچ کیا کرین آپ فرما دیجیے کہ جتنا آسان ہو (کہ اُسکے خرچ کرنے سے خود پریشان ہوکر دنیوی تکلیف مین یا کسیکا حق ضائع کرکے اخروی تکلیف مین نہ پڑجاوے) اللہ تعالیٰ اسیطرح احکام کو صاف صاف بیان فرماتے ہین تاکہ تم (کو اُن احکام کا علم حاصل ہوجاوے اور اُس علم کی وجہ سے ہر عمل کے کرنے سے پہلے) دنیا و آخرت کے معاملات مین (اُن احکام کو)[۱] سوچ لیا کرو (اور سوچکر ہر معاملہ مین اُن احکام کے موافق عمل کیا کرو) ف[۱] مثلاً خرچ ہی کرنے کے باب مین جسکو دنیا و آخرت دونون کے ساتھ تعلق ہے دنیا کے ساتھ بوجہ آلہ حوائج ہونے کے اور آخرت کے ساتھ بوجہ آلہ ثواب ہونیکے، پہلے سوچ لیا کہ یہ خرچ کرنا موافق حکم الٰہی کے ہے یا نہین اگر ہوا خرچ کیا ورنہ نہ کیا اور اُس حکم کی تفصیل یہ ہے کہ اگر کسی معصیت مین خرچ کرتا ہے تو مطلقاً ناجائز اور اگر طاعت مین خرچ کرتا ہے تو اگر وہ طاعت حد وجوب و فرضیت تک پہونچی ہے مثلاً زکوٰۃ وغیرہ تو خرچ کرنا فرض و واجب ہے اور اگر حد نفل تک ہے جیسے معمولی خیر خیرات تو اگر کسی عیال وغیرہ کا اُسمین حق ضائع ہوتا ہو تو خرچ کرنا ناجائز اور اگر کسیکا حق ضائع نہین ہوتا لیکن خود پریشان ہوکر صبر نکرسکے گا تو بھی ناجائز ورنہ جائز اور اگر وہ محل نہ طاعت ہے نہ معصیت بلکہ مباح ہے جیسے فواکہ و لذائذ مین تو اگر نیت تقویت علی الطاعۃ کی ہے تو ثواب ہے اور اگر نیت تقویت علی المعصیت کی ہے تو گناہ ہے اور اگر محض دل ہی خوش کرنا ہے تو مباح ہے اس آیت مین نفل صدقات کا حکم مذکور ہے اسکی جو شرطین ہین احقر نے اثناء ترجمہ مین بھی انکی طرف اجمالاً اشارہ کردیا ہے اور اس تقریر مین تفصیلاً لکھ دیا ہے واللہ اعلم ف[۲] اور پہلے جو حکم دوازدہم مین اس قسم کا سوال آچکا ہے اور جواب مین بیان مصارف کے ساتھ ضمناً اسکا حکم بھی معلوم ہوچکا ہے کہ جو کچھ ہمت ہو صرف کرو اسمین یہ بات پوچھنے کے قابل تھی کہ اگر جوش مین آکر سب دے ڈالنے کی ہمت ہو تو اس ہمت کا اعتبار ہے یا نہین یہان اُسکے متعلق تحقیق مقصود ہے **حکم ہفدہم مخالطت یتیم** وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الْيَتَامَىٰ ۖ قُلْ إِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ۖ وَإِنْ تُخَالِطُوهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ۚ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَأَعْنَتَكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ (چونکہ ابتدا مین مثل ہندوستان کے عرب مین بھی یتیمونکا حق دینے پر پوری احتیاط نہ تھی اسلیے یہ وعید سنائی گئی تھی کہ یتیمونکا مال کھانا ایسا ہی جیسا دوزخ کے انگارے پیٹ مین بھرنا تو سننے والے ڈر گئے اور ڈر کے مارے اتنی احتیاط کرنیلگے کہ انکا کھانا بھی الگ پکواتے الگ رکھواتے اور اتفاق سے اگر بچہ کم کھاتا تو کھانا بچتا اور سڑتا اور پھینکنا پڑتا اسطرح بالکل علحدہ اُٹھانے رکھنے مین تکلیف بھی ہوتی اور یتیم کے مال کا بھی نقصان ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا اُسکے متعلق ارشاد ہوتا ہے) اور لوگ آپ سے یتیم بچون (کے خرچ

ملحقات الترجمہ

[۱] قولہ اُن احکام کو سوچ لیا کرو الخ حاصلہ تتفکرون فی الآیات فی امور الدنیا والآخرۃ فالجار بعد تقدیر المضاف متعلق بتتفکرون بعد تفسیرہ بالاول کذا فی روح المعانی فافہم ۱۲

اللغات العفو قال البیضاوی العفو نقیض الجھد ومنہ یقال للارض السہلۃ وہو ان ینفق ما تیسر لہ بذلہ ولا یبلغ منہ الجہد قال ربخذی العفو منی تستدیمی مودتی ۱ھ قلت وشمل التفسیر بالفضل ایضا **الروایات** فی لباب النقول اخرج ابن ابی حاتم من طریق سعید او عکرمۃ عن ابن عباس ان نفرا من الصحابۃ حین امروا بالنفقۃ فی سبیل اللہ اتوا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا لا ندری ما ہذہ النفقۃ التی امرنا فی اموالنا فما ننفق منہا فانزل اللہ ویسئلونک ماذا ینفقون قل العفو، واخرج ایضا عن یحیی انہ بلغہ ان معاذ بن جبل وثعلبۃ اتیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالا یا رسول اللہ ان لنا ارقاء واہلین فما ننفق من اموالنا فانزل اللہ ہذہ الآیۃ (ای ویسئلونک ماذا ینفقون الخ) فی لباب النقول اخرج ابوداؤد والنسائی والحاکم وغیرہم عن ابن عباس قال لما نزلت ولا تقربوا مال الیتیم الا بالتی ہی احسن ان الذین یاکلون اموال الیتامی الآیۃ انطلق من کان عندہ یتیم فعزل طعامہ من طعامہ وشرابہ من شرابہ فجعل الفضل لہ الشئ من طعامہ فیحبس لہ حتی یاکلہ او یفسد فاشتد ذلک علیہم فذکروا ذلک لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فانزل

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ؕ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ

اور نکاح مت کرو کافر عورتوں کے ساتھ جبتک کہ وہ مسلمان نہوجاویں اور مسلمان عورت لونڈی بہتر ہے کافر عورت سے گو وہ تمکو اچھی ہی معلوم ہو اور عورتوں کو کافر مردوں کے نکاح میں مت دو

حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ؕ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۖۚ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا

جبتک کہ وہ مسلمان نہوجاویں اور مسلمان غلام بہتر ہے کافر مرد سے گو وہ تمکو اچھا ہی معلوم ہو۔ یہ لوگ دوزخ کی تحریک دیتے ہین　اور اللہ تعالےٰ جنت

اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝

اور مغفرت کی تحریک دیتے ہین اپنے حکم سے اور اللہ تعالیٰ سواسطے آدمیون کو اپنے احکام بتلا دیتے ہین تاکہ وہ لوگ نصیحت پر عمل کرین۔

علحدہ یا شامل رکھنے) کا حکم پوچھتے ہین آپ فرما دیجئے کہ (اصل مقصود ہمارا انکے اموال کھانے کی ممانعت سے یہ ہے کہ انکی مصلحت کو ضائع نہ کیا جاوے اور جب خرچ شامل رکھنے مین انکی مصلحت ہے تو) انکی مصلحت کی رعایت رکھنا (علحدہ خرچ رکھنے سے جو کہ خلاف مصلحت ہے) زیادہ بہتر ہے اور اگر تم انکے ساتھ خرچ شامل رکھو تو (کچھ ڈر کی بات نہین کیونکہ) وہ (یتیم) تمہارے (دینی) بھائی ہین (اور بھائی بھائی شامل رہا ہی کرتے ہین) اور اللہ مصلحت کے ضائع کرنے والے کو اور مصلحت کی رعایت رکھنے والے کو (الگ الگ) جانتے ہین (پس مخالطت اس قسم کی نہونا چاہیئے جسمین انکی مصلحت ضائع ہوجاوے مثلاً اسکے نام پر فضول اسباب لادیا باقی سب ان ہی کا کھایا جو [illegible] اگر کیا [illegible] مخفی نہین رہ سکتی اور جو مخالطت مین انکی مصلحت کی رعایت ہے [illegible] ہر بلا علم و بلا قصد کچھ کمی بیشی بھی ہوجاوے تو چونکہ اللہ تعالےٰ کو اسکی خوش نیتی معلوم ہے اسلیے اسپر مواخذہ نہوگا) اور اگر اللہ تعالےٰ چاہتے تو [illegible] مقرر کرکے [illegible] (کیونکہ) اللہ تعالےٰ زبردست ہین (جو حکم چاہین [illegible] نہین کرسہل [illegible] حکمت والے [illegible]

[illegible] ف جو چیزین مٹنے لٹنے والی ہو [illegible] اپنے ساتھ یتیم کا خرچ [illegible] شامل [illegible] چیزون کا حساب الگ [illegible] ف چونکہ اسوقت اکثر مسلمانون کے پاس مسلمان ہی یتیم تھے اسلیے [illegible] اور اگر دوسرے مذہب کا بچہ بھی اپنی تربیت مین ہو اسکا بھی بعینہ یہی حکم ہے اور اسکی دلیل دوسری آیات و احادیث ہین جو الفاظ عامہ سے وارد ہین مثلاً لا تقربوا مال الیتیم الا بالتی ھی احسن اور اس سے ہونا مخالطت کا بشرط رعایت مصلحت ظاہر ہے بلکہ اسکے ساتھ مذہبی رعایت اتنی اور زیادہ ہے کہ اس بچہ پر بعد بلوغ کے قبول اسلام کے لیے جبر نہین کیا جاتا مذہبی آزادی دیجاتی ہے [illegible]

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ؕ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ؕ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۖۚ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝

[illegible] یتذکرون ۵۲ اور نکاح مت کرو کافر عورتون [illegible] جبتک کہ وہ مسلمان نہوجاوین اور مسلمان عورت (یا ہی) لونڈی

النحو ولو اعجبتکم جملۃ حالیۃ قال البیضاوی [illegible] قال عبد الحکیم ہذا ما اختارہ صاحب الکشاف فی الواو الداخلۃ علی ان ولو وصلیتین کلمۃ ان ولو لمجرد الفرض مجردۃ عن معنی الشرطیۃ ولہذا [illegible] فانتقی برمقہ فما اعجبہا [illegible] بالحسن التسامل وعند البعض للعطف علی مقدر [illegible] وجواب الشرط محذوف دل علیہ الجملۃ السابقۃ ومن البعض اعتراضیۃ [illegible] التقادیر اثبات للحکم فی نقیض الشرط بطرق الاولی لیثبت فی جمیع التقادیر اہ ملخصا ۱۲

الروایات فی لباب النقول قولہ تعالیٰ ولا تنکحوا الآیۃ اخرج ابن المنذر وابن ابی حاتم والواحدی عن مقاتل قال نزلت ہذہ الآیۃ فی ابن ابی مرثد الغنوی استاذن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی عناق ان یتزوجہا وہی مشرکۃ وکانت ذات حظ من جمال فنزلت

قولہ تعالیٰ ولامۃ مؤمنۃ الآیۃ اخرج الواحدی من طریق السدی عن ابی مالک عن ابن عباس قال نزلت ہذہ الآیۃ فی عبد اللہ بن رواحۃ کانت لہ امۃ سوداء وانہ غضب علیہا فلطمہا ثم انہ فزع فاتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرہ وقال لاعتقنہا ولاتزوجنہا ففعل فطعن علیہ ناس وقالوا [illegible] امۃ [illegible] ہذہ الآیۃ واخرجہ ابن جریر عن السدی منقطعا آہ قلت [illegible] علی الروایۃ الاولیٰ بان ہذہ القصۃ سبب لنزول آیۃ النساء [illegible] علی الروایۃ الثانیۃ بانہا اذا اعتقت لم تبق امۃ ولذا فسر بعضہم الامۃ بالمرأۃ مطلقا فانہن اماء اللہ [illegible] الاول بانہ [illegible] فانہ یصح ان تکون القصۃ الواحدۃ سببا لنزول الآیتین جمیعا وعن الثانی بانہا سمیت امۃ باعتبار ما کانت او حسب قول الناس محتقرین لہا انہا امۃ فافہم ۱۲

ملحقات الترجمۃ

۵۱ قولہ الگ الگ لان قیل ہذا الترکیب یفید [illegible] کما حال البیضاوی فی قولہ تعالیٰ لنعلم من یتبع الرسول ممن ینقلب علی عقبیہ [illegible] الیہ المسبب عنہ ۱۲

۵۲ قولہ فی ترجمۃ المشرکت - المشرکین ہو ما عین الکتابی وغیر الکتابی [illegible] ثم نسخ حکمہ بسورۃ المائدۃ والا احتیج الی دلیل مستقل لبطلان نکاح المؤمنۃ مع الکتابی [illegible] قلت کیف یصح ہذا التفسیر مع ان الکتابی لیس بمشرک قلت [illegible] لقرینۃ مقابلۃ المؤمن ومقابل المؤمن [illegible] الکتابی [illegible] ہو مشرک لقولہ تعالیٰ وقالت الیہود عزیر ابن اللہ وقالت النصاری المسیح ابن اللہ فالشرک اذا قسمان [illegible] والنسخ فی بعض [illegible] فافہم

۵۳ قولہ جبتک کہ وہ مسلمان نہوجاوین - راد کلمۃ النفی لاصدقہا فی ترجمۃ حتی بلسانہ ۱۲

(کیون نہو وہ ہزار درجہ) بہتر ہی کافر عورت سے (چاہے وہ آزاد بی بی ہی کیون نہو) گو وہ (کافر عورت بوجہ مال یا جمال کے) تمکو اچھی ہی معلوم ہو (مگر پھر بھی واقع مین مسلمان ہی عورت اُس سے اچھی ہے) اور (اسیطرح اپنے اختیار کی) عورتون کو کافر مردون کے نکاح مین مت دو جب تک کہ وہ مسلمان نہو جاوین اور مسلمان مرد (چاہے) غلام (ہی کیون نہو وہ ہزار درجہ) بہتر ہے کافر مرد سے (چاہے وہ آزاد ہی کیون نہو) گو وہ (کافر مرد بوجہ مال یا جاہ کے) تمکو اچھا ہی معلوم ہو (مگر پھر بھی واقع مین مسلمان ہی مرد اُس سے اچھا ہی اور وجہ ان کافرونکے بُرا ہونے کی اور یہی اصل سبب ہے اُنسے نکاح کرنیکی ممانعت کا یہ ہے کہ یہ (کافر) لوگ دوزخ (مین جانے) کی تحریک دیتے ہین (کیونکہ کفر کی تحریک دیتے ہین اور اُسکا انجام دوزخ ہے) اور اللہ تعالی جنت اور مغفرت (کے حاصل کرنے) کی تحریک دیتے ہین اپنے حکم (مناسب صادر فرمانے) سے (اسلیے کفار کے باب مین یہ حکم مناسب صادر فرمادیا کہ اُنسے نکاح نہ کیا جاوے تاکہ انکی تحریک کے اثر سے پوری حفاظت رہ سکے اور اُس سے محفوظ رہکر جنت اور مغفرت حاصل ہو جاوے) اور اللہ تعالے اسواسطے آدمیونکو اپنے احکام بتلادیتے ہین تاکہ وہ لوگ نصیحت پر عمل کرین (اور مستحق جنت و مغفرت کے ہو جاوین) **ف** اس آیت مین دو حکم ہین ایک یہ کہ کافر مردون سے مسلمان عورت کا نکاح نہ کیا جاوے سو یہ حکم تو اب بھی باقی ہے حتے کہ مرد کے کافر اور عورت کے مسلمان ہونیکی صورت مین پہلا نکاح جائز بھی قائم نہین رہ سکتا مثلاً کوئی مسلمان نعوذ باللہ کافر ہو جاوے اور اُسکے نکاح مین پہلے سے کوئی مسلمان عورت تھی نکاح فوراً ٹوٹ جاویگا اور یہ عورت عدت پوری کرکے دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے اور مثلاً کوئی کافر عورت ہدایت الٰہی مسلمان ہو جاوے اور وہ پہلے سے کسی کافر مرد کے نکاح مین تھی اور وہ مرد اسلام قبول نکرے اُسیوقت وہ نکاح ٹوٹ جاویگا اسمین اتنی تفصیل ہے کہ اگر وہ جگہ دار الاسلام ہے تو مرد سے تصریحاً پوچھین گے کہ تو اسلام قبول کرتا ہے یا نہین اگر وہ قبول کرلے تو نکاح نہ ٹوٹے گا اور اگر انکار کرے تو اب ٹوٹ جاویگا اور اگر وہ جگہ دار الحرب ہو تو خاوند سے پوچھنے کی کوئی ضرورت نہین بلکہ عورت کے اسلام لانے کے بعد جب تین حیض گذر جاوین یا اگر اُسکو حیض نہ آتا ہو تو جب تین مہینے گذر جاوین اور اگر حاملہ ہو تو جب بچہ پیدا ہو جاوے اس شوہر کے نکاح سے باہر ہو جاتی اور ہر صورت مین نکاح ٹوٹنے کے بعد پھر عدت واجب ہوگی کذا فی الدر المختار ورد المحتار بہرحال جسوقت سے نکاح ٹوٹا ہی اُسوقت سے عدت طلاق کی پوری کرکے دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے اور یہ جو اکثر لوگونکی عادت ہے کہ ایسی عورت کے مسلمان ہوتے ہی فوراً کسی سے نکاح کر دیتے ہین اور عدت واجبہ کو پورا نہین کرتے یہ محض ناجائز ہے اور یہ دوسرا نکاح صحیح نہین ہوتا غرض یہ کہ ایک حکم تو آیت کا اسطرح باقی ہے دوسرا حکم یہ کہ مسلمان مرد کا کافر عورت سے نکاح نہ کیا جاوے۔ اس حکم مین دو جزو ہین ایک جزو یہ کہ وہ کافر عورت کتابی یعنی یہودی یا نصرانی نہو اور کوئی مذہب کفر کا رکھتی ہو سو اس جزو مین بھی اس آیت کا حکم باقی ہے چنانچہ ہندو عورت یا آتش پرست عورت سے نکاح مسلمان کا نہین ہو سکتا دوسرا جزو یہ کہ وہ کافر عورت کتابیہ ہو یعنی یہودیہ یا نصرانیہ ہو اس خاص جزو مین اس آیت کا حکم باقی نہین بلکہ ایک آیت سورہ مائدہ مین اس مضمون کی ہے کہ کتابی عورتون سے نکاح درست ہی سو اُس آیت سے اس آیت کا یہ خاص جزو منسوخ ہو گیا چنانچہ یہودیہ یا نصرانیہ سے نکاح درست ہو جاتا ہی **مسئلہ** گو کتابی عورت سے نکاح درست ہی لیکن اچھا نہین حدیث مین دیندار عورت کے حاصل کرنیکا حکم ہے تو بددین عورت کا حاصل کرنا اس درجہ مین ناپسند ہوگا **مسئلہ** جو قوم اپنی وضع و طرز سے اہل کتاب سمجھے جاتے ہین لیکن عقائد تحقیق کرنیسے کتابی ثابت نہوان اُس قوم کی عورتون سے نکاح درست نہین جیسے آجکل عموماً انگریزونکو عام لوگ عیسائی سمجھتے ہین حالانکہ تحقیق سے بعض کے عقائد بالکل ملحدانہ ثابت ہوئی ہین کہ نہ خدا کے قائل نہ عیسے علیہ السلام کی نبوت کے معتقد نہ انجیل کی نسبت کتاب آسمانی ہونیکا اعتقاد رکھین ہو ایسے لوگ عیسائی نہین ہین اور ایسی جماعت مین کی جو عورت ہو اُس سے نکاح درست نہین لوگ بڑی غلطی کرتے ہین کہ بے تحقیق ولایت سے میمین بیاہ لاتے ہین **مسئلہ** اسیطرح جو مرد ظاہری حالت سے مسلمان سمجھا جاوے لیکن عقائد اُسکے کفر تک پہونچے ہون اُس سے مسلمان عورت کا نکاح درست نہین اور اگر نکاح ہونیکے بعد ایسے عقائد ہو جاوین تو نکاح ٹوٹ جاتا ہے جیسے آجکل بہت سے آدمی اپنے مذہب سے ناواقف سائنس کے اثر سے اپنے عقائد تباہ کر لیتے ہین لڑکی والون پر واجب ہے کہ پیغام آنیکے وقت اول عقائد کی تحقیق کر لیا کرین جب اس سے اطمینان ہو جاوے تب زبان دین اور عورتون کو چاہیے کہ اگر بعد نکاح کے ایسے عقائد شوہر کے ثابت ہون تو اُن سے کنارہ کرین اور جسطرح بن پڑے انکو ہمبستر نہونے دین اور سرپرستونکو بھی اسمین عورتون کی امداد واجب ہے **سوال** جیسا کافرون کا مسلمانون کو کفر کی طرف بلانا علت ہو سکتا ہے کفار سے مناکحت کی ممانعت کی جسکا اعتبار فرمانا اس آیت سے مفہوم ہوتا ہی اسیطرح مسلمانونکا کافرونکو

ملحقات الترجمہ

ـ قولہ ہزار درجہ بہتر مستعملۃ فی التفضیل بلساننا وقد افاد خیر التفضیل ۱۲

ـ قولہ اپنے اختیار کی ای عرفا فلا یصح الاحتجاج بالآیۃ علی اشتراط الولی فی نکاح النساء مطلقا ۱۲

ـ قولہ مال یا جاہ ذکر فی النساء مال وجمال لان العرف ہکذا فی النساء والرجال ۱۲

ـ قولہ فی ترجمۃ باذنہ اپنے حکم مناسب صادر فرمانے سے۔ لم یحمل الاذن علی الرخصۃ کما ہو المتبادر لانہ لا دلیل علی التخصیص بہ ونظیرہ فی حکم اللازم کما فی الکبیر ولو تکوینا وما کان لنفس ان تؤمن الا باذن اللہ وفسرہ فی المدارک بامرہ فحملت الامر علی التشریعی لمناسبۃ المقام کما قررت فی الترجمۃ

ـ قولہ فی ترجمۃ لعل تاکہ ماخذہ البیضاوی لکنہ لم یذکرہ فی حاشیتہ ای یعنی ان لعل مستعار بمعنی الطلب آہ ۱۲

ـ قال علیہ السلام فاظفر بذات الدین ۱۲

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ۭ قُلْ ھُوَ اَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَاۗءَ فِي الْمَحِيْضِ ۙ وَلَا تَقْرَبُوْھُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۚ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ

اور لوگ آپ سے حیض کا حکم پوچھتے ہیں آپ فرما دیجیے کہ وہ گندی چیز ہے تو حیض میں تم عورتون سے علحدہ رہا کرو۔ اور اُنسے قربت مت کیا کرو جبتک کہ وہ پاک نہوجاوین پھر جب وہ اچھی طرح پاک ہوجاوین

فَاْتُوْھُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّـوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ○

تو اُنکے پاس آؤ جاؤ جس جگہ سے تمکو خدا تعالی نے اجازت دی ہے یقیناً اللہ تعالی محبت رکھتے ہین توبہ کرنے والونسے اور محبت رکھتے ہین صاف پاک رہنے والونسے۔

اسلام کیطرف بلانا علت ہوسکتی ہے کفار سے مناکحت کی اجازت کی تو اسکا اعتبار کیون نہین فرمایا گیا تھا **جواب** شارع چونکہ علیم حکیم و قادر و مختار ہے ایک علت کو دوسری پر اعتبار مین ترجیح دینا اسیطرح تمام علل و مصالح کا احاطہ کرنا اور مجموعہ کا جو مقتضا ہو اسپر حکم کو بنا فرمانا یہ سب اُنکے کمالات خاصہ سے ہے کسیکو حق سوال و مقال نہین پہونچتا اور ثانیاً عقلاً جلب منفعت سے دفع مضرت اہم اور اقدم ہے جہان دونون کا حکم ہون وہان بہ نسبت دوسرے کی اصلاح کے اپنی حفاظت زیادہ ضروری ہے ثالثاً ایمان مقتضا ہے عقل کا اور کفر مقتضا ہے نفس کا اور عقل جب ضعیف ہوتی ہے نفس اُسپر غالب آجاتا ہے اور ابتداے اسلام مین اکثر کی قوت عقلیہ ضعیف تھی اسلیے بہ نسبت اصلاح کفار کے افساد مومنین کا احتمال زیادہ تھا اسلیے اکثر کی حالت کے اعتبار سے ممانعت کی گئی اجازت نہین دی گئی **دوسرا سوال** اس آیت کا جو جزو منسوخ ہوچکا ہے علت ممانعت تو اب بھی بظاہر باقی ہے یعنے تحریک کفر کی کرنا پھر بقاء علت کے ساتھ ارتفاع حکم کی کیا صورت ہے **جواب** علت کا باقی رہنا مسلم نہین کیونکہ علت صرف تحریک نہین بلکہ اُس تحریک سے متاثر ہونے کا احتمال اور اس تاثر کی علت ہے ضعف جب اسلام کے قواعد اصول و فروع خوب گوش زد و ذہن نشین ہوگئے تو قوت عقلیہ اکثر کی قوی ہوگئی اور اب احتمال نرہا کہ نفس اُسپر غالب آکر کفر کی طرف مائل کرسکے لہذا وہ جزو منسوخ ہوگیا **تیسرا سوال** پھر چاہیے تھا کہ عورت کافرہ سے نکاح جائز ہوتا اسیطرح مسلمان عورت کا کافر مرد سے نکاح جائز ہوتا **جواب** ایک علت یہ بھی ہے کہ محل نکاح مین شر ہے اور شر مین دو مرتبے ہین کتابی کے شر کو شرع نے خفیف سمجھا ہے غیر کتابی کے خبث و شر سے اسلیے غیر کتابیہ کو شرف نکاح مسلم کا محل ہی قرار نہین دیا یہ تو وجہ ہے غیر کتابیہ سے نکاح درست نہونیکی او ضعف جیسا داخلی ہوتا ہے جسکو عقلی کہا گیا ہے اسیطرح خارجی بھی ہوتا ہے اور زوجہ طبعاً و فطرۃً مرد کے زیر حکومت ہے پس یہ ضعف بھی علت تاثر کی ہوسکتا ہے اسلیے مسلمہ کا نکاح کافر سے جائز نہین کیا گیا اور مسلم کے نکاح مین کافرہ کے ساتھ یہ ضعف مفقود ہے لہذا وہ جائز قرار پایا اور چونکہ اکثر کی حالت کا یہ مقتضا تھا اور قانون مین ہمیشہ ایسی ہی حالت کا اعتبار ہوتا ہے لہذا قانون اصلی تو یہ مقرر ہوا لیکن اگر کہین مسلم کو کتابیہ سے نکاح کرنے مین غالب ظن بگڑ جانے کا ہو وہان بغیرہ کے درجہ مین اسکو بھی شدت کے ساتھ ممنوع کہینگے **حکم نوزدہم حرمت جماع در حیض و شرائط اجازت دریا کی**

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ۭ قُلْ ھُوَ اَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَاۗءَ فِي الْمَحِيْضِ ۙ وَلَا تَقْرَبُوْھُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۚ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْھُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّـوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ؁۲۲۲

اللغات قال البیضاوی المحیض مصدر کالمجی والمبیت وفی روح المعانی اصلہ السیلان او قلت فالمسئول عنہ حقیقۃ اتیان النساء فی الحیض ولا یحتاج الی حذف المضاف لانے السوال ولانے الجواب ۱۲

البلاغۃ فاعتزلوا و لا تقربوا کنایۃ عن ترک مجامعتہن وانما اسند الفعل الی الذات للمبالغۃ وانما لم یقتصر ایہاما الاعتزال وعدم القرب مطلقا لان التعلیل بالاذی کاف فی عدم کون ہذا الا قتران مرادا فان کل بدنہا لیس محلا للاذی فافہم فانہ عزیز ۱۲

الفقہ حتی یطہرن ہی عند الشافعیۃ الاغتسال بعد الانقطاع قالوا ویدل علیہ صریحا قراءۃ حمزۃ والکسائی یطہرن بالتشدید ای یتطہرن وصیغۃ المبالغۃ یستفاد منہ الطہارۃ الکاملۃ ویدل علیہ فاذا تطہرن بالفاء وصیغۃ المبالغۃ وقالت الحنفیۃ ان القراءتین بمنزلۃ الآیتین فحملوا احدہما علی ما دون العشرۃ والاخری علی ما تمام العشرۃ والفاء لمجرد الارتباط من غیر وجود معنے التاخر فیہ وایضا لانسلم ان التطہر لیس الا بالاغتسال فانہ یمکن حملہ علی تیقن الانقطاع وعدم بقاء الریب فیہ کما اشرت الیہ فی الترجمۃ وکذا الطہارۃ لا یدل علی الاغتسال کما زعم البعض ففی روح المعانی عن تاج البیہقی طہرت خلاف طمثت وعن شمس العلوم امرأۃ طاہر بغیر ہاء انقطع دمہا وعن الاساس امرأۃ طاہر و نساء طواہر طہرن من الحیض ۱۲

الروایات فی لباب النقول روی مسلم والترمذی عن انس ان الیہود کانوا اذا حاضت المرأۃ منہم لم یواکلوہا ولم یجامعوہا فی البیوت فسأل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فانزل اللہ ویسئلونک عن المحیض الآیۃ فقال اصنعوا کل شیء الا النکاح ۱۲

نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنّٰى شِئْتُمْ وَقَدِّمُوا لِأَنْفُسِكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ مُّلٰقُوهُ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ۝

تمہاری بیبیاں تمہارے لیے کھیت ہیں سو اپنے کھیت میں جس طرف سے ہو کر چاہو آؤ اور آئندہ کے واسطے اپنے لیے کچھ کرتے رہو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور یقین رکھو کہ بیشک تم اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونے والے ہو اور ایسے ایمانداروں کو

وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّأَيْمَانِكُمْ أَنْ تَبَرُّوا وَتَتَّقُوا وَتُصْلِحُوا بَيْنَ النَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝

اور اللہ کو اپنی قسموں کے ذریعے ان امور کا حجاب مت بناؤ کہ تم نیکی کے اور تقویٰ کے اور اصلاح فیمابین خلق کے کام کرو۔ اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سنتے جانتے ہیں۔

نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنّٰى شِئْتُمْ وَقَدِّمُوا لِأَنْفُسِكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ مُّلٰقُوهُ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ۝٢٢٣ اور لوگ آپ سے حیض (کی حالت میں صحبت وغیرہ کرنے) کا حکم پوچھتے ہیں آپ فرما دیجیے کہ وہ (حیض) گندی چیز ہے تو (حالت) حیض میں تم عورتوں (کے ساتھ صحبت کرنے) سے علیحدہ رہا کرو اور (اس حالت میں) ان سے قربت مت کیا کرو جب تک کہ وہ (حیض سے) پاک نہ ہو جاویں پھر جب وہ (عورتیں) اچھی طرح پاک ہو جاویں (کہ ناپاکی کا شک و شبہ نہ رہے) تو ان کے پاس آؤ جاؤ (یعنی ان سے صحبت کرو) جس جگہ سے تم کو خدا تعالیٰ نے اجازت دی ہے (یعنی آگے سے) یقیناً اللہ تعالیٰ محبت رکھتے ہیں توبہ کرنے والوں سے۔ (مثلاً اتفاقاً یا بے احتیاطی سے حالت حیض میں صحبت کر بیٹھا پھر متنبہ ہو کر توبہ کر لی) اور محبت رکھتے ہیں صاف پاک رہنے والوں سے (جو حالت حیض میں صحبت کرنے اور دوسرے منہیات سے بچتے ہیں اور حالت پاکی میں اجازت صحبت کی دینا پھر اس قید سے اجازت دینا کہ آگے کے موقع میں صحبت ہو اسلیے ہے کہ) تمہاری بیبیاں تمہارے لیے (بمنزلہ) کھیت (کے) ہیں (جسمیں نطفہ بجائے تخم کے اور بچہ بجائے پیداوار کے ہے) سو اپنے کھیت میں جس طرف سے ہو کر چاہو آؤ (اسیطرح بیبیوں کے پاس پاکی کی حالت میں ہر طرف سے آنے کی اجازت ہے خواہ کروٹ سے ہو یا پیچھے یا آگے بیٹھکر ہو یا اوپر یا نیچے لیٹ کر ہو یا جس ہیئت سے مگر آنا ہو ہر حال میں کھیت کے اندر کہ وہ خاص آگے کا موقع ہے کیونکہ پیچھے کا موقع کھیت کے مشابہ نہیں انہیں صحبت نہ ہو) اور (ان لذات میں ایسے مشغول مت ہو جاؤ کہ آخرت ہی کو بھول جاؤ بلکہ) آیندہ کے واسطے (بھی) اپنے لیے کچھ (اعمال صالحہ) کرتے رہو اور اللہ تعالیٰ سے (ہر حال میں) ڈرتے رہو اور یہ یقین رکھو کہ بیشک تم اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونے والے ہو اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ایسے ایمانداروں کو (جو نیک کام کریں خدا سے ڈریں خدا تعالیٰ کے سامنے جانیکا یقین رکھیں) خوشی کی خبر سنا دیجیے (کہ انکو آخرت میں طرح طرح کی نعمتیں ملینگی) **ف مسئلہ** حالت حیض میں ناف سے گھٹنے تک عورت کے بدن کو دیکھنا اور ہاتھ لگانا بھی درست نہیں **مسئلہ** اگر حیض پورے دس دن گذرنے پر موقوف ہو تو فوراً ہی صحبت درست ہے اور اگر دس دن سے پہلے حیض موقوف ہو جاوے مگر عادت کے موافق موقوف ہو تو صحبت جب درست ہوتی ہے کہ عورت یا تو غسل کر لے یا ایک نماز کا وقت ختم ہو جاوے اور اگر دس دن سے پہلے موقوف ہوا اور ابھی عادت کے دن بھی نہیں گذرے مثلاً سات دن حیض آیا کرتا تھا اور چھ ہی دن میں موقوف ہو گیا تو بدون ایام عادت کے گذرے ہوئے صحبت درست نہیں **مسئلہ** اگر غلبہ شہوت سے حالت حیض میں صحبت ہو گئی تو خوب توبہ کرنا واجب ہے اور اگر کچھ خیر خیرات بھی دیدے تو زیادہ بہتر ہے **مسئلہ** پیچھے کے موقع میں اپنی بی بی سے بھی صحبت کرنا حرام ہے **حکم بستم منع سوگند بر ترک خیر** وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّأَيْمَانِكُمْ أَنْ تَبَرُّوا وَتَتَّقُوا وَتُصْلِحُوا بَيْنَ النَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝٢٢٤

اللغات قال فی روح المعانی الحرث القاء البذر فی الارض وہو غیر الزرع لانہ انباتہ وہو خبر عما قبلہ اما بحذف المضاف ای مواضع الحرث او التجوز والتشبیہ البلیغ ۱۲

العربیۃ العرضۃ فعلۃ بمعنی المفعول کالقبضۃ والغرفۃ وہی ہہنا اسم من عرض الشیٔ من باب نصر او ضرب جعلہ معترضا والایمان علی حقیقتہا واللام للتعلیل وان تبروا فی تقدیر لان ویکون صلتہ للفعل او لعرضۃ والمعنی لاتجعلوا اللہ حاجزا لاجل حلفکم بہ عن البر والتقوی والاصلاح اھ ہکذا فی روح المعانی واشرت الی ہذا کلہ فی الترجمۃ وفی الآیۃ توجیہات اخر لم اذکرہا للاختصار ۱۲

البلاغۃ نساءکم حرث لکم فی روح المعانی ہذہ الجملۃ مبینۃ لقولہ تعالی فأتوہن من حیث امرکم اللہ وقد اشرت الی نحو ہذا فی الترجمۃ ۱۲

الفقہ قولہ تعالی فأتوا حرثکم دل علی تحریم الاتیان فی الادبار ولا یرد الامناء فی الساق والفخذ بناء علی انہ لیس بحرث لان التقیید بالحرث لیس لمطلق الاستمتاع بل للاتیان فقط والامناء فی الساق او الفخذ لیس اتیانا عرفا بمعنی الوطی۔ واما استدلال الخصم بقولہ تعالی انی شئتم فلا ینتہض مع ہذہ القرینۃ المانعۃ عن حمل انی علی تعمیم المواضع فہو اذا لتعمیم الجہات من القدام والخلف والفوق والتحت والیمین والشمال ومع احتمال کون انی بمعنی کیف ومتی کما روی عن مجاہد والضحاک لاسیما وقد تقدم قبل وجوب الاعتزال فی الحیض وعلل بانہ اذی مستقذر والعلۃ مشترکۃ ولا ایقاس ما فی المحاش من الفضلۃ بدم الاستحاضۃ لان التفاوت بین الیف فی وجوب الاعتزال عن الاستحاضۃ من الحرج مالیس فی الحیض الی کما لا یخفی وما روی عن بعض السلف فغیر مسموع فی مقابلۃ النص والاجماع ہذا کلہ من روح المعانی وسانح خاطری

الروایات روی الشیخان وابوداود والترمذی عن جابر قال کانت الیہود تقول اذا جامعہا من ورائہا جاء الولد احول فنزلت نساءکم حرث لکم فأتوا حرثکم انی شئتم اھ فی لباب النقول اخرج ابن جریر من طریق ابن جریج قال حدثت ان قولہ تعالی ولا تجعلوا اللہ عرضۃ لایمانکم الآیۃ نزلت فی ابی بکر فی شان مسطح وفی روح المعانی قال الکلبی نزلت فی عبد اللہ بن رواحۃ حین حلف علی ختنہ بشیر بن النعمان ان لا یدخل علیہ ابدا ولا یکلمہ ولا یصلح بینہ وبین امراتہ بعد ان کان طلقہا واراد الرجوع الیہا والصلح معہا اھ۔

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝

اللہ تعالے تمپر دارو گیر نفرماوینگے تمہاری قسمون مین بیہودہ قسم پر لیکن دارو گیر فرماوینگے اُسپر جسمین تمہارے دلونے ارادہ کیا ہی اور اللہ تعالے غفور ہین حلیم ہین۔

لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَاۗىِٕهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ ۚ فَاِنْ فَاۗءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَاِنْ عَزَمُوا

جو لوگ قسم کھا بیٹھتے ہین اپنی بیبیون سے اُن کے لیے چار مہینے تک کی مہلت ہے۔ سو اگر یہ لوگ رجوع کرلین تب تو اللہ تعالی معاف کردینگے رحمت فرماوینگے۔ اور اگر بالکل

الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝

چھوڑ ہی دینے کا پختہ ارادہ کرلیا ہی تو اللہ تعالی سُنتے ہین جانتے ہین۔

اور اللہ (کے نام) کو اپنی قسمون کے ذریعے ان امور کا حجاب مت بناؤ کہ تم نیکی کے اور تقوی کے اور اصلاح فیمابین خلق کے کام کرو (یعنی اللہ کے نام کی یہ قسم کھاؤ کہ ہم یہ نیک کام نکرینگے) اور اللہ تعالی سب کچھ سنتے جانتے ہین (تو زبان کو سنبھالکر بات کرو اور دلمین برے خیالات مت لاؤ) **ف** جس بات کے آدمی قسم کھالیتا ہی اُس سے رک جاتا ہی تو جب اُسنے ایسے امور مین اللہ کی قسم کھائی تو گویا قسم کھاکر ان کامونکا حجاب اللہ کے نام کو بنادیا حالانکہ اللہ کے نام سے تو نیک کام زیادہ کرنے چاہین اُسکا اُلٹا برتاؤ کیا اسلیے ایسی بات پر قسم کھلانا اور زیادہ برا ہوا اور یون نیک کام کا ترک کرنا ویسے بلا قسم بھی برا ہی **حکم لست وکم گناہ سوگند دروغ** لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝۲۲۵ اللہ تعالی تمپر (آخرت مین) دارو گیر نفرماوینگے تمہاری قسمون مین (ایسی) بیہودہ قسم پر (جسمین بلاقصد جھوٹ بولا گیا) لیکن دارو گیر فرماوینگے اُس (جھوٹی قسم) پر جسمین تمہارے دلون نے جھوٹ بولنے کا ارادہ کیا ہے اور اللہ تعالی غفور ہین (کہ ایسی بیہودہ قسم پر دارو گیر نہ فرمائی) حلیم ہین (کہ قصداً جھوٹی قسم کھانیکی سزا مین آخرت تک مہلت دی) **ف** لغو قسم کے دو معنی ہین ایک تو یہ کہ کسی گزری ہوئی بات پر جھوٹی قسم بلا ارادہ نکلگئی یا نکلی تو ارادہ سے مگر اُسکو گمان مین راست سمجھتا ہی جیسے زید واقع مین آیا تھا اُسکو خبر نہ تھی اور قسم کھا بیٹھا کہ وہ نہ آیا تھا یا آیندہ بات پر اسطرح قسم نکلگئی کہ کہنا چاہتا تھا کچھ اور بے ارادہ مُنہ سے قسم نکل گئی اسمین گناہ نہین ہوتا اور اسکو اسواسطے لغو کہتے ہین کہ مواخذہ اُخروی یعنی گناہ کے بارہ مین یہ ساقط الاعتبار ہی اور اسکے مقابلہ مین جسپر مواخذہ ہونیکا ذکر فرمایا ہی یہ وہ قسم ہی جو قصداً جھوٹی سمجھکر کھائی ہو اسکو غموس کہتے ہین اسمین گناہ ہوتا ہی مگر امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک کفارہ نہین آتا اور لغو بالمعنی المذکور مین بدرجہ اولی کفارہ نہین اس آیت مین ان ہی دونون کا بیان ہی دوسرے معنی لغو کے یہ ہین جسپر کفارہ نہو اور اُسکو لغو اسواسطے کہین گے کہ مواخذہ دنیوی یعنی کفارہ کے بارہ مین یہ ساقط الاعتبار ہی اور لغو بایمعنی غموس کو بھی شامل ہی کیونکہ اُسمین کفارہ نہین گو گناہ ہو اور اسکے مقابلہ مین وہ قسم ہی جسمین کفارہ آتا ہی اسکو منعقدہ کہتے ہین یہ وہ صورت ہی کہ قصداً یون قسم کھاے کہ مین فلانا فعل کرونگا یا فلان کام نکرونگا اسمین خلاف کرنے سے کفارہ آتا ہی ان دونونکا یعنی لغو بالمعنی الثانی اور منعقدہ کا بیان سورہ مائدہ مین مع تفصیل کفارہ مذکور ہی پس غموس ہمیشہ امر ماضی پر ہوتا ہی اور لغو بالمعنی الاول کبھی ماضی پر ہوتا ہی کبھی آیندہ پر اور منعقدہ ہمیشہ امر آیندہ پر ہوتی ہی اور لغو بالمعنی الثانی کوئی جدا قسم نہین اسکی ایک قسم لغو بالمعنی الاول ہی اور دوسری قسم غموس ہی اور ان دونونکا مفہوم اور حکم معلوم ہوچکا **حکم لست ودوم ایلاء** لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَاۗىِٕهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ ۚ فَاِنْ فَاۗءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۲۲۶ وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝۲۲۷ جو لوگ (بلا قید مدت یا چار ماہ یا زائد مدت کے لیے) قسم کھا بیٹھتے ہین اپنی بیبیون (کے پاس جانے) سے اُنکے لیے چار مہینے تک کی مہلت ہی سو اگر (ان چار ماہ کے اندر) یہ لوگ (اپنی قسم کو توڑ کر عورت کی طرف) رجوع کرلین تب تو (نکاح باقی رہیگا اور) اللہ تعالی (ایسی قسم کے توڑنیکا گناہ کفارہ سے) معاف کردین گے (اور چونکہ اب بی بی کے حقوق کو ادا کرنے لگا اُسپر) رحمت فرماوینگے

اللغات فی القاموس فاء من امراتہ کفر عن یمینہ ورجع الی امراتہ آہ قلت یتعدی بعن والی کقولہ تعالی تفییٔ ظلالہ عن الیمین وقولہ تفیٔ الی امر اللہ واخذت فی ترجمۃ معنی کلیہما ۱۲
الفقہ اختلف الشافعی رح فی معنی اللغو وایدما روی عن عائشۃ رض انہ قول الرجل کلا واللہ وبلی واللہ ودلیل الحنفیہ ما رواہ مالک فی الموطأ احسن ما سمعت فی ہذا ان اللغو الحلف علی الشئی یستیقن انہ کذلک ثم یوجد علی غیر ذلک وبہ قال احمد ونسبہ فی الکمالین الی عائشۃ وابن عباس ومجاہد والزہری والحسن والنخعی ومعنی الحدیث المرفوع حملہ علے الخاطی الذی سبق علی لسانہ من غیر قصد کما فی فتح القدیر او تقییدہ بالماضی جمعا بین الادلۃ فافہم ۱۲ تعبیر عدم النفی علی ما یقتضیہ التقابل بعزم الطلاق یعنے القطع والجزم لا القصد ودلیل علی ان عدم الفئی تطلیق وبہ قالت الحنفیۃ ونقلہ فی فتح القدیر بسند عبدالرزاق وابن ابی شیبۃ والدارقطنی عن عثمان وزید بن ثابت وعلی وابن مسعود وابن عباس وابن عمر وکثیر من التابعین ۱۲

ملحقات الترجمۃ

۵۱ قولہ نی ف بلا ارادہ نکل گئی ذکرہ فی روح المعانی ولا بد منہ ان لم یعتبر ضرورۃ فی کتب الفقہ والتفسیر ولتقصیہ القواعد وکذا قولہ یا آیندہ بات پر الی قولہ بے ارادہ ذکرہ فی فتح القدیر بحثاً ولا بد منہ ۱۲ **۵۲ قولہ** فی وبیان سبب اللغو ساقط الاعتبار ذکرہ فی الکشاف ۱۲ **۵۳ قولہ** اس آیت مین ان ہی دونون کا الخ ولم ادخل المعقودۃ فی ما کسبت لانہ لا مدخل رد فیہ فالاقرب ان یراد بالمواخذۃ الاثم بقرینۃ عدم تقییدہ بانتفاء الکفارۃ والمطلق یصرف الی الکامل وہو الاخروی وہو فی الغموس دون اللغو بالمعنی الاول وعلی ہذا التقدیر لم یصح ادخال المعقودۃ فیما کسبت لانہا بنفسہا غیر موثمۃ وانما الاثم فیہا یکون لعدم الحنث بخلاف الغموس فانہا بنفسہا موثمۃ ۱۲ **۵۴ قولہ** چار مہینے تک کی اشارۃ الی وجہ تقدیر العبارۃ ای التربص الی اربعۃ اشہر بان یکون الغایۃ خارجۃ وسلم تقدیرہ بالتربص فی اربعۃ اشہر لما افہم الحنفیۃ لانہ لا دلالۃ علی الاستیعاب ودلیل علی عدم الاستیعاب قراءۃ ابن مسعود فان فاؤا فیہن والناطق مقدم علی الساکت ۱۲ **۵۵ قولہ** سو اگر الخ اشارۃ الی کون الفاء للتعقیب الذکری وتفصیل الحکم لا للتعقیب الوقوعی

وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ؕ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ

اور طلاق دی ہوئی عورتین اپنے آپکو روکے رکھین تین حیض تک - اور ان عورتون کو یہ بات حلال نہین کہ خدا تعالے نے جو کچھ انکے رحم مین پیدا کیا ہو اسکو پوشیدہ کرین اور اگر وہ عورتین

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا ؕ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۪

اللہ تعالے پر اور یوم قیامت پر یقین رکھتی ہین اور ان عورتونکے شوہر انکے پھر لوٹا لینے کا حق رکھتے ہین اس عدت کے اندر بشرطیکہ اصلاح کا قصد رکھتے ہون اور عورتونکے لیے بھی حقوق ہین جو کہ مثل انہی حقوق کے ہین جو ان عورتون پر ہین قاعدہ کے موافق

وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝

اور مردون کا انکے مقابلہ مین کچھ درجہ بڑھا ہوا ہے - اور اللہ تعالے زبردست ہین حکیم ہین -

۲۸ ع ۱۲

اور اگر بالکل چھوڑ ہی دینے کا پختہ ارادہ کر لیا ہی (اور اسلیے چار ماہ کے اندر قسم توڑ کر رجوع نہین کیا) تو (چار ماہ گذرتے ہی قطعی طلاق پڑ جاویگی اور) اللہ تعالیٰ (انکی اُس قسم کو بھی) سُنتے ہین (اور انکے اس پختہ ارادہ کو) جانتے ہین (اسلیے اسکے متعلق حکم مناسب ارشاد فرمادیا) **ف** اگر کوئی قسم کھالے کہ اپنی بی بی سے صحبت نکرونگا اسکی چار صورتین ہین - ایک یہ کہ کوئی مدت معین نکرے - دوم یہ کہ چار مہینہ کی مدت کی قید لگادے - سوم یہ کہ چار ماہ سے زیادہ کی مدت کی قید لگادے - چہارم یہ کہ چار ماہ سے کم کی مدت کا نام لے - پس صورت اول و دوم و سوم کو شرع مین ایلا کہتے ہین اور اسکا حکم یہ ہی کہ اگر چار ماہ کے اندر اپنی قسم توڑ ڈالے اور بی بی کے پاس چلا آوے تو قسم کا کفارہ دے اور نکاح باقی ہی اور اگر چار ماہ گذر گئے اور قسم نہ توڑی تو اس عورت پر قطعی طلاق پڑ گئی یعنی بلا نکاح رجوع کرنا درست نہین رہا البتہ اگر دونون رضامندی سے پھر نکاح کرلین درست ہی اور حلالہ کی ضرورت نہوگی اور چوتھی صورت کا حکم یہ ہی کہ اگر قسم توڑے تو کفارہ لازم ہوگا اور اگر قسم پوری کرلی جب بھی نکاح باقی ہی - **حکم بست و سوم و چہارم عدت مطلقہ ومدت رجعت** وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ؕ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا ؕ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۪ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝۲۲۸ اور طلاق دی ہوئی عورتین (جنمین اتنی صفتین ہون خاوند نے اُن سے صحبت یا خلوت صحیحہ کی ہو - انکو حیض آتا ہو آزاد ہون یعنی شرعی قاعدہ سے لونڈی نہون) اپنے آپکو (نکاح سے) روکے رکھین تین حیض (ختم ہونے) تک (اور اسکو عدت کہتے ہین) اور ان عورتون کو یہ بات حلال نہین کہ خدا تعالیٰ نے جو کچھ اُنکے رحم (بچہ دان) مین پیدا کیا ہو (خواہ حمل یا حیض) اسکو پوشیدہ کرین (کیونکہ اسکے پوشیدہ کرنے سے عدت کا حساب غلط ہو جاویگا) اور اگر وہ عورتین اللہ تعالیٰ پر اور یوم قیامت پر یقین رکھتی ہین (تو وجہ اسکے کہ اس یقین کا مقتضا یہ ہی کہ اللہ تعالے سے ڈرین کہ قیامت مین نافرمانی پر سزا نہ ہو جاوے) اور ان عورتونکے شوہر (جبکہ انکو طلاق رجعی ملی ہو جسکا بیان آگے آوےگا) ان کے (بلا تجدید نکاح) پھر لوٹا لینے کا حق رکھتے ہین اس عدت کے اندر (اور اس لوٹا لینے کو رجعت کہتے ہین) بشرطیکہ (رجعت کرنے سے) اصلاح کا قصد رکھتے ہون (ورنہ تنگ کرنیکے لیے رجعت کرنا حاصل ہی گو رجعت تو ہو ہی جاویگی) اور (یہ حکم اصلاح کا اسلیے کیا گیا کہ) عورتون کے بھی حقوق ہین (مردون پر) جو کہ (نفس وجوب مین) مثل اُن ہی حقوق کے ہین جو اُن عورتون پر ہین (مردون کے کہ انکو) قاعدہ (شرعی) کے موافق (ادا کیا جاوے) اور (اتنی بات ضرور ہے کہ) مردون کا اُنکے مقابلہ مین کچھ درجہ بڑھا ہوا ہے (اسلیے اُنکے حقوق کی نوعیت عورتونکے حقوق کی نوعیت سے بڑھی ہوئی ہے) اور اللہ تعالے زبردست (حاکم) ہین (جو احکام چاہین مقرر کرنیکا حق رکھتے ہین اور) حکیم (بھی) ہین (کہ نہایت مصلحت کے ساتھ احکام مقرر فرماتے ہین) **ف** ان مطلقات مذکورہ مین جو چند صفتونکی قید لگائی گئی اسکی وجہ یہ ہے کہ جس مین یہ صفتین نہ ہون گی اُن کا اور

ملحقات الترجمۃ

۱ قولہ اسلیے اسکے متعلق اشارالی تقدیر الجزاء ای فان عزموا الطلاق فان لہ تبینت حکمہ لان اللہ سمیع علیم فاقام مقام الجزاء علتہ ۱۲

۲ قولہ فی ترجمۃ ولا یحل لھن ان عورتون یعود الضمیر الی المطلقات ۱۲

۳ قولہ بوجہ اسکے کہ اس یقین کا مقتضا الخ اشارۃ الی فائدۃ التقیید بالشرط من التنبیہ علی انہ ینافی الایمان لا التقیید لنفی الحل بالایمان کذا قال البیضاوی ۱۲

۴ قولہ ورنہ تنگ کرنے کے لیے الخ ایضًا فیہ اشارۃ الی فائدۃ التقیید من التحریض علیہ والمنع من قصد الضرار لا کون قصد الاصلاح شرطا لصحۃ الرجعۃ ۱۲

اللغات البعولۃ جمع بعل والھاء زائدۃ والاولیٰ سماعیۃ کذا فی روح المعانی ۔ **البلاغۃ** اصل باب الرجال القوۃ والغلبۃ واتی بالمظہر بدل المضمر للتنویہ بذکر الرجولیۃ التی بہا ظہرت المزیۃ للرجال علی النساء کذا فی روح المعانی احق بمعنی حقیق عبر عنہ بصیغۃ التفضیل للمبالغۃ والظاہر کما فی الکمالین ما قال التفتازانی انہم احق بالرجعۃ منہن بالآباء والبعولتہن الضمیر بعد اعتبار قید الرجعی اخص من المرجوع الیہ لا امتناع فیہ کما ذکر المظاہر ۱۲

الروایات فی لباب النقول اخرج ابوداؤد وابن ابی حاتم عن اسماء بنت یزید بن السکن الانصاریۃ قالت طلقت علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولم یکن للمطلقۃ عدۃ فانزل اللہ العدۃ للطلاق والمطلقات یتربصن بانفسہن الآیۃ ۱۲

الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ

وہ طلاق دو مرتبہ ہے　پھر خواہ رکھ لینا قاعدہ کے موافق خواہ چھوڑ دینا خوش عنوانی کے ساتھ

حکم ہے چنانچہ ان مسائل سے واضح ہے **مسئلہ** جس عورت سے شوہر نے صحبت یا خلوت صحیحہ نہ کی ہو اور اُسکو طلاق دیدے اوسپر بالکل عدت لازم نہین اور خلوت صحیحہ کی توضیح کتب فقہ مین مذکور ہی **مسئلہ** جس مطلقہ کو حیض نہ آتا ہو اُسکی تین صورتین ہین یا تو نابالغ ہے اسلیے حیض نہین آیا یا بہت بوڑھی ہی اسلیے حیض آنا موقوف ہوگیا سو ان دونون کی عدت تین مہینے ہین اور یا اُسکو حمل ہی اسکی عدت یہ ہی کہ بچہ پیدا ہو جاوے اور جو جوان غیر حاملہ ہو مگر مرض احتباس وغیرہ سے اُسکو حیض نہ آتا ہو تو اُسکے حکم کی تفصیل کتب فقہ مین مذکور ہے **مسئلہ** جو مطلقہ شرعی قاعدہ سے لونڈی ہو اُسکو اگر حیض آتا ہو تو اُسکی عدت دو حیض ہی اور اگر عدم بلوغ یا پیرانہ سالی سے حیض نہ آتا ہو تو اُسکی عدت ڈیڑھ ماہ ہے **مسئلہ** عدت کے اندر نکاح دوسرے شوہر سے درست نہین **مسئلہ** مطلقہ پر واجب ہے کہ اپنے حائضہ یا حاملہ وغیرہ ہونیکی حالت ظاہر کردے تاکہ اُسکے موافق عدت کا حساب ہو **مسئلہ** طلاق کی کئی قسمین ہین ایک اُنمین رجعی ہی یعنے خاوند ایکبار یا دو بار صریح لفظ سے طلاق دے اسکا بیان اگلی آیت مین آویگا اُسکا حکم یہ ہی کہ اگر شوہر اس عورت سے صحبت یا خلوت صحیحہ کرچکا تھا تو عدت گذرنے سے پہلے اس عورت سے رجعت کرلے یعنی زبان سے کہدے کہ مینے تجھسے رجعت کی یا اُس سے ہمبستری یا بوس وکنار کرے اس رجعت سے پہلا ہی نکاح قائم رہتا ہے **مسئلہ** مرد پر خاص حقوق عورت کے یہ ہین اپنی وسعت کے موافق اُسکو کھانا کپڑا رہنے کا گھر دے مہر دے اُسکو تنگ نکرے۔ اور عورت پر مردون کے خاص حق یہ ہین۔ اُسکی اطاعت کرے۔ اُسکی خدمت کرے اُس قاعدہ شرعی سے یہی تفصیل مراد ہے ۔ پس صرف اتنے امر مین تو مرد و عورت دونون برابر ہین کہ اُسکا حق اُسپر واجب اور اُسکا حق اُسپر واجب۔ احقر نے جو نفس وجوب کہا ہے اُسکا یہی مطلب ہے لیکن حقوق کے نوع مین اور اُنکے چھوٹے بڑے ہونے مین فرق ہے چنانچہ تفصیل مذکور سے دونون امر ظاہر ہین احقر نے تفاصیل نوعیت اسکو کہا ہے **حکم نسبت ونجم عدد طلاق رجعی** الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ ص فَاِمْسَاكٌ م بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ ط وہ طلاق (جسمین رجوع کرنا درست ہے) دو مرتبہ (کی) ہے پھر (دو مرتبہ طلاق دینے کے بعد دو اختیار ہین) خواہ (رجعت کرکے عورت کا) رکھ لینا قاعدہ کے موافق خواہ (تیسرا طلاق آیندہ طہر مین دے کر یا عدت کے اندر رجعت نکرکے اُسکا) چھوڑ دینا خوش عنوانی کے ساتھ **ف** اس طلاق کو رجعی کہتے ہین کہ دو مرتبہ سے زائد نہو اور اس مین یہ بھی قید ہے کہ صاف لفظون سے ہو اور قاعدہ سے مراد یہ ہے کہ طریقہ بھی اسکا شرع کے موافق ہو جیسا اس سے پہلے کی آیت مین بضمن مسائل مذکور ہوا ہے اور نیت بھی اس مین شرع کے موافق ہو یعنی رجعت سے یہ قصد ہو کہ اُسکے حقوق ادا کرینگے یہ مقصود نہو کہ بی بی رکھکر تنگ کرینگے اور خوش عنوانی سے بھی مراد یہ ہے کہ طریقہ اُسکا شرع کے موافق ہو جیسا کہ اثناء ترجمہ مین بیان ہوا یعنی یا تو اور طلاق نہ دے حتے کہ عدت گذر جاوے وہ خود نکاح سے نکل جاویگی یا تیسرا طلاق اسطرح دے کہ دو طلاقون کے بعد جب حیض آکر پاک ہو جاوے اور اُسکو طہر کہتے ہین اسوقت تیسرا طلاق دیدے بلکہ یہ دونون طلاق بھی اسیطرح ہونا مسنون ہے کہ اول طہر مین ایک طلاق دے پھر اگر دوسرا طلاق دینا چاہے تو دوسرے طہر کا انتظار کرے اور اگر ایک ہی طلاق دیکر پھر دوسرا تیسرا نہ دے تو سب سے احسن ہے اور نیز خوش عنوانی سے چھوڑنے کے لیے ضرور ہے کہ نیت بھی شرع کے موافق ہو یعنے دفع نزاع مقصود ہو یہ قصد نہ ہو کہ اُسکی دلشکنی کرین اسکو ذلیل کرین اسلیے نرمی و دلجوئی کی رعایت ضروری ہے

ملحقات الترجمۃ

۱؎ قولہ فی المسئلۃ الاخیرۃ فی ف خاص حقوق زادہ لان الحقوق المشترکۃ من قصد النصح والاعانۃ علی الدین و نحوہما ما لا یجری فیہ التفاضل ۱۲ **۲؎** قولہ وہ طلاق حمل اللام علی العہد والمعہود الرجعی ۱۲ **۳؎** قولہ رجعت نہ کرکے لا ینافی ما رواہ ابوداؤد ان رجلا قال یا رسول این الثالثۃ فقال التسریح باحسان ہو الثالثۃ آہ لانہ لا یدل علی الحصر بل التسریح عام احد نوعیہ الطلقۃ الثالثۃ والآخر عدم الرجعۃ ۱۲ **۴؎** قولہ صاف لفظون مین یمکن ان یستدل علی ہذا القید بقولہ الطلاق المتبادر منہ الصریح ۱۲

الروایات فی لباب النقول اخرج الترمذی والحاکم وغیرہما عن عائشۃ قالت کان الرجل یطلق امرأتہ ما شاء ان یطلقہا وہی امرأتہ اذا ارتجعہا وہی فی العدۃ وان طلقہا مائۃ مرۃ واکثر حتے قال رجل لامرأتہ واللہ لا اطلقک فتبینی منی ولا آویک ابدا قالت وکیف ذلک قال اطلقک فکلما ہمت عدتک ان تنقضی راجعتک فذہبت المرأۃ فاخبرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فسکت حتی نزل القرآن الطلاق مرتان الآیۃ ۱۲

وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْـًٔا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا

اور تمہارے لیے یہ بات حلال نہین کہ کچھ بھی لو اُنسے جو تمنے اُنکو دیا تھا　مگر یہ کہ میان بیوی دونو نکو احتمال ہو کہ اللہ تعالےٰ کے ضابطونکو قائم نکر سکینگے　سو اگر تم لوگونکو یہ احتمال ہو کہ وہ دونون

حُدُوْدَ اللّٰهِ ۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ وَمَنْ يَّتَعَدَّ

ضوابط خداوندی کو قائم نکر سکینگے　تو دونون پر کوئی گناہ نہوگا اُس مین جسکو دیکر عورت اپنی جان چھڑالے　یہ خدائی ضابطے ہین سو تم ان سے باہر مت نکلنا۔　اور جو شخص

حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

خدائی ضابطون سے باہر نکل جاوے　سو ایسے ہی لوگ اپنا نقصان کرنیوالے ہین۔

حکم بست وششم خلع وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْـًٔا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ [۱۲۹]
اور تمہارے لیے یہ بات حلال نہین کہ (بیبیونکو چھوڑنیکے وقت ان سے) کچھ بھی لو (گو وہ لیا ہوا) اُس (مال) مین سے (کیون نہو) جو تم (ہی) نے انکو (مہر مین) دیا تھا مگر (ایک صورت مین البتہ حلال ہے وہ) یہ کہ (کوئی) میان بی بی (ایسے ہون کہ) دونونکو احتمال ہو کہ اللہ تعالیٰ کے ضابطونکو (جو دربارہ اداے حقوق زوجیت ہین) قائم نکر سکینگے سو اگر تم لوگونکو (یعنی میان بی بی کو) یہ احتمال ہو کہ وہ دونون ضوابط خداوندی کو قائم نکر سکینگے تو دونون پر کوئی گناہ نہوگا اُس (مال کے لینے دینے) مین جسکو دیکر عورت اپنی جان چھڑالے (بشرطیکہ مہر سے زیادہ نہو) یہ (سب احکام) خدائی ضابطے ہین سو تم ان سے باہر مت نکلنا اور جو شخص خدائی ضابطون سے باہر نکل جاوے سو ایسے ہی لوگ اپنا نقصان کرنیوالے ہین **ف** عورت سے مال ٹھیرا کر چھوڑنا اسکی دو صورتین ہین۔ ایک خلع۔ دوسرا طلاق علی مال خلع یہ کہ عورت کہے کہ تو اتنے مال پر مجھ سے خلع کرلے اور مرد کہے مجھکو منظور ہے اسکے کہتے ہی گو لفظ طلاق نہ کہے طلاق بائن واقع ہوجاویگا جسکو مسائل ایلا مین قطعی طلاق کے عنوان سے بیان کیا گیا ہے اور اسقدر مال عورت کے ذمہ واجب ہوجاویگا۔ اور طلاق علی مال یہ کہ مرد عورت سے کہے کہ تجھکو اسقدر مال کے عوض طلاق ہے۔ اسکا حکم یہ ہے کہ اگر عورت منظور نکرے تو طلاق واقع نہین ہوتا اور اگر منظور کرلے منظور کرتے ہی طلاق بائن واقع ہوجاویگا اور اسقدر مال عورت کے ذمہ واجب ہوجاویگا **مسئلہ** اگر ناموافقت زوجین مین تصور عورت کا ہے اور خود ہی درخواست خلع کی کرتی ہے گنہگار ہوگی اور مرد مال لینے مین گنہگار نہوگا البتہ مہر سے زیادہ لینا مکروہ ہوگا **مسئلہ** اور اگر ناموافقت مین قصور مرد کا ہے تو خلع کا مال مطلقاً لینے سے مرد گنہگار ہوگا جیساکہ احقر نے مما اٰتیتموھن مین اشارہ بھی کردیا ہے کہ مہر لینا بھی مکروہ ہے چہ جائیکہ اتنا مال لینے لگے کہ اُسنے دیا بھی نہین اور عورت مال دینے سے گنہگار نہ ہوگی **مسئلہ** اور اگر مرد تو عورت کا قصور سمجھتا ہے اور عورت مرد کا قصور سمجھتی ہے اور ہر شخص اپنی راے مین اپنے کو مظلوم اور دوسرے کو ظالم سمجھتا ہے تو نہ مرد کو لینے مین گناہ ہوگا لیکن مہر سے زیادہ لینا مکروہ ہے جیسا احقر نے اثنائے ترجمہ مین ظاہر بھی کردیا ہے اور نہ عورت کو خلع کی درخواست کرنے مین گناہ ہوگا اور اس آیت مین دونوں کے احتمال کے معنی احقر کے نزدیک یہی ہین کیونکہ یہ احتمال مظلوم ہی کو ہوا کرتا ہے اس سبب سے کہ دوسرے کا ظلم دفع کرنا اختیار سے خارج ہوتا ہے اور اسمین احتمال ہوتا ہے

ملحقات الترجمۃ
۵ قولہ بیبیون کو چھوڑنے کے وقت۔ عبر بالعنوان العام لیشمل الخلع والطلاق والطلاق علی مال ۱۲
۵۲ قولہ تم لوگونکو یعنے میان بی بی کو اشارۃ الی ان الخطاب للازواج والتی بصیغۃ الجمع المذکر تغلیباً کما فی ماقبلہ فی الخطاب للازواج لاالحکام کذا فی الجلالین فلا یحتاج الی توجیہات بعیدۃ ۱۲
۵۳ قولہ فی ترجمۃ لاجناح گناہ نہوگا ترجمہ بالمستقبل لکونہ جزاء ۱۲

الفقہ الخلع فسخ عند الشافعی رحمہ واحتج بقولہ تعالیٰ فان طلقہا فان تعقیبہ للخلع بعد ذکر الطلقتین یقتضی ان یکون طلقۃ رابعۃ لو کان الخلع طلاقاً والاظہر انہ طلاق والیہ ذہب اصحابنا وہو قول للشافعیۃ فحینئذ یکون فان طلقہا متعلقاً بقولہ سبحانہ الطلاق مرتان تفسیر القولہ تعالیٰ او تسریح باحسان لا متعلقاً بآیۃ الخلع لیلزم المحذور ویکون ذکر الخلع اعتراضاً لبیان ان الطلاق یقع مجاناً تارۃ وبعوض اخرے والمعنی فان طلقہا بعد الثنتین او بعد الطلاق الموصوف بما تقدم آہ روح المعانی قلت ای مع قید کونہ ثنتین ایضاً وقلت قد روی عبد الرزاق عن سعید بن المسیب ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم جعل الخلع تطلیقۃ قالہ فتح القدیر فی حاشیۃ الہدایۃ

قولہ فیما افتدت بہ قلت مادۃ الفداء وہو الموضوع للمساوات یدل علی کون بدل الخلع مساویاً للنفس وقیمۃ النفس ہو المہر شرعاً فدل علی کراہۃ الزیادۃ علی المہر فافہم وہو من سوانح خاطری واللہ اعلم ۱۲

اختلاف القراءت فی قراءۃ یخافا بالبناء للمفعول فان لا یقیما بدل اشتمال من الضمیر آہ جلالین

الروایات فی لباب النقول اخرج ابن جریر عن ابن جریج قال نزلت ہذہ الآیۃ فی ثابت بن قیس وفی حبیبۃ وکانت اشتکتہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال اتردین علیہ حدیقتہ قالت نعم فدعاہ فذکر ذلک لہ فقال وتطیب لی بذلک قال نعم قال قد فعلت فنزلت ولا یحل لکم الآیۃ

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ؕ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ

پھر اگر کوئی طلاق دیدے عورت کو تو پھر وہ اسکے لیے حلال نہ ہوگی اسکے بعد یہانتک کہ وہ اسکے سوا ایک اور خاوند کے ساتھ نکاح کرے پھر اگر یہ اسکو طلاق دیدے تو ان دونون پر اسمین کچھ گناہ نہیں کہ بدستور پھر مل جاوین بشرطیکہ دونون غالب گمان رکھتے ہون

اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝

کہ خداوندی ضابطون کو قائم رکھینگے۔ اور یہ خداوندی ضابطے ہین حق تعالی انکو بیان فرماتے ہین ایسے لوگونکے لیے جو دانشمند ہین۔

کہ شاید یہ ظلم سے باز نہ آوے اور انتقام لینے مین مجھ سے کوئی زیادتی نہ ہوجاوے بخلاف ظالم کے کہ اسکو اس احتمال کی نوبت نہین آتی اس سبب سے کہ ظلم کا ترک کردینا ہر وقت اختیاری ہے پھر حقوق زوجیت کے ضائع ہونے کے اندیشہ کے کچھ معنی نہین۔ اسی واسطے اللہ تعالی نے اس صورت مین فرمایا کہ دونون پر گناہ نہوگا بخلاف پہلے دو مسئلون کے کہ ان مین ایک ایک کو گناہ ہوتا ہے اور یہ جو فرمایا ہے کہ البتہ ایک صورت مین حلال ہے وہ یہ کہ دونون کو ایسا احتمال ہو اس سے مقصود نفی حلت کی مرد کے ظالم ہونے کی صورت مین ہے نہ کہ عورت کے ظالم ہونے کی صورت مین کہ اسمین تو بدرجہ اولے حلال ہے پس حصر اضافی ہے حقیقی نہین خوب سمجھ لو **مسئلہ** اور مال کے لینے مین گناہ ہونا یا نہونا اسمین طلاق مال کا حکم بھی مثل خلع کے ہے **مسئلہ** جس صورت مین مرد گنہگار ہو یا عورت گنہگار ہو خلع جب بھی صحیح و نافذ ہوجاویگا گو گناہ کے ساتھ سہی **حکم بست و ہفتم حلالہ در طلاق ثالث** فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ؕ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ ۲۳۰

پھر اگر (دو طلاقون کے بعد) کوئی (تیسری) طلاق (بھی) دیدے عورت کو تو پھر وہ (عورت) اس (تیسرے طلاق دینے والے) کے لیے حلال نہ رہے گی اس کے بعد یہان تک کہ وہ اس (خاوند) کے سوا ایک اور خاوند کے ساتھ (عدت کے بعد) نکاح کرے (اور اس سے ہم بستری بھی ہو) پھر اگر یہ (دوسرا خاوند) اس (عورت) کو طلاق دیدے (اور عدت بھی گذر جاوے) تو ان دونون پر اسمین کچھ گناہ نہین کہ (دوبارہ نکاح کر کے) بدستور پھر مل جاوین بشرطیکہ دونون غالب گمان رکھتے ہون کہ (آیندہ) خداوندی ضابطون کو قائم رکھینگے (ورنہ پھر دوبارہ منازعت و اتلاف[ا] حقوق کے گناہ مین مبتلا ہونا کیا فائدہ) اور یہ خداوندی ضابطے ہین حق تعالے انکو بیان فرماتے ہین ایسے لوگون کے (کارآمد کے) لیے جو دانشمند ہین (کیونکہ دانشمند ہی عمل کرتے ہین اور جو بے دانشی سے عمل نہین کرتے انکے لیے یہ ضوابط الٹے ثبوت[۲] جرم کے دلائل ہو جاتے ہین) **ف** اسکو حلالہ کہتے ہین۔ جب کوئی شخص اپنی بی بی کو تین طلاق دیگا پھر دوبارہ اسکے ساتھ نکاح کرنے کے لیے یہی حلالہ کا طریق شرط ہی اور جن دو طلاق کے ساتھ یہ تیسری طلاق ہوگی خواہ وہ دونون طلاق رجعی ہون یا بائن یا ایک رجعی ایک بائن پھر یہ تیسری بھی خواہ صریح لفظ سی ہو یا غیر صریح لفظ سے جسکو کنایہ کہتے ہین اور اسمین عند اللہ نیت کی ضرورت ہی پھر یہ تینون طلاق خواہ بدفعات ہون یا دفعۃ ہون اور ایک ہی کلمہ سے ہون یا متعدد کلمات سے سبکا حکم یہی ہے **ربط** اوپر آیہ الطلاق مرتان مین امساک بالمعروف اور تسریح باحسان کا ذکر فرمایا ہے آیت آیندہ مین اسکو مکرر اس لیے ذکر فرماتے ہین کہ ایام جاہلیت مین اسمین بہت کوتاہی کرتے تھے پس تکرار سے اہتمام اور تاکید اور مبالغہ حاصل ہوگیا اور نیز ایک مقصود مستقل بھی ہے وہ یہ کہ آیت بالا مین گو امساک اور تسریح مذکور ہے مگر وہ ذکر تبعا ہے اور مقصود اصلی بیان کرنا عدد طلاق رجعی کا ہے اور آیت آیندہ مین مقصود اصلی امساک اور تسریح کا مقید کرنا ہے معروف کے ساتھ پس مقصود متغایر ہوگیا پس ارشاد ہے

ملحقات الترجمۃ

[ا] قولہ اتلاف حقوق کے گناہ مین الخ اشارۃ ان الاشتراط لنفی الاثم فانہ ان لم یوجد الشرط یلزم الاثم لا لنفی صحۃ النکاح ۱۲

[۲] قولہ ثبوت جرم الخ اشارۃ الی ان اللام فی لقوم للنفاعۃ لا للصلۃ فان التبیین عام للکل احد لکن فائدۃ تختص باولی العلم ۱۲

الروایات فی لباب النقول اخرج ابن المنذر عن مقاتل بن حیان نزلت ہذہ الآیۃ فی عائشۃ بنت عبد الرحمن کانت عند رفاعۃ فطلقہا بائنا فتزوجت عبد الرحمن الزبیر فطلقہا فاتت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالت انہ طلقنی قبل ان یمسنی افارجع الی الاول قال لا حتی یمس ونزل فیہا فان طلقہا الآیۃ ۱۲

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ص وَّلَا تُمْسِكُوْهُنَّ

اور جب تمنے عورتون کو طلاق دی ہو پھر وہ اپنی عدت گذرنے کے قریب پہونچ جاوین تو تم انکو قاعدہ کے موافق نکاح مین رہنے دو یا قاعدہ کے موافق انکو رہائی دو۔ اور اُن کو تکلیف پہونچانے کی

ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ج وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ط وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ

غرض سے مت رکھو اس ارادہ سے کہ انپر ظلم کیا کروگے اور جو شخص ایسا کریگا سو وہ اپنا ہی نقصان کریگا اور حق تعالے کے احکام کو لہو ولعب مت سمجھو اور حق تعالے کی جو تمپر نعمتین ہین انکو

عَلَيْكُمْ وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ ط وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ○

یاد کرو اور اُس کتاب اور حکمت کو جو اللہ تعالے نے تمپر اس حیثیت سے نازل فرمائی ہین کہ تمکو انکے ذریعہ سے نصیحت فرماتے ہین اور اللہ تعالے سے ڈرتے رہو اور یقین رکھو کہ اللہ تعالی ہر چیز کو خوب جانتے ہین

حکم بست وہشتم تتمہ مضمون حکم بست وپنجم مع نہی از لعب بالاحکام وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ص وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ج وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ط وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا ز وَّاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ ط وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ○ ۲۳۱

اور جب تمنے عورتون کو (رجعی) طلاق دی ہو پھر وہ اپنے عدت گذرنے کے قریب پہونچ جاوین (اور عدت ختم نہ ہوئی ہو) تو تم (پر واجب ہے کہ یا تو) انکو قاعدہ کے موافق (رجعت کر کے) نکاح مین رہنے دو یا قاعدہ کے موافق انکو رہائی دو اور انکو تکلیف پہونچانے کی غرض سے مت رکھو اس ارادہ سے کہ انپر ظلم کیا کروگے اور جو شخص ایسا (برتاؤ) کریگا سو وہ (آخرت[1] مین) اپنا ہی نقصان کریگا (کیونکہ ظلم کی سزا بھگتے گا) اور حق تعالے کے احکام کو لہو ولعب (کیطرح بے وقعت) مت سمجھو (کہ جسطرح چاہا کرلیا اور چاہے نہ کیا) اور حق تعالی کی جو تمپر نعمتین ہین انکو یاد کرو اور (خصوصاً[2]) اس کتاب اور (مضامین) حکمت کو جو اللہ تعالے نے تمپر اس حیثیت سے نازل فرمائے ہین کہ تمکو انکے ذریعہ سے نصیحت فرماتے ہین (اور یہ سب سے بڑی نعمت ہے پس ان نعمتو نکے یاد کرنے سے احکام منعم کی وقعت قلب مین ہوگی) اور اللہ تعالے سے ڈرتے رہو اور یقین رکھو کہ اللہ تعالی ہر چیز کو خوب جانتے ہین (جب یہ خوف اور یقین ہوگا تو احکام پر عمل ہوگا) **ف** قاعدہ کے موافق رکھنا اور قاعدہ کے موافق چھوڑنا اسکا بیان آیہ الطلاق مرتان کی تفسیر مین آچکا ہی ملاحظہ فرمالیا جاوے اور احکام پر عمل نکرنیکو جو لہو ولعب بنانا فرمایا ہی یہ مجاز ہی جو کہ صرف معصیت ہی گو شدید ہی اور اگر حقیقۃً کوئی شخص احکام الٰہیہ کے ساتھ استہزا کرے وہ کافر ہو جاتا ہے خواہ عقیدہ بھی فاسد ہو یا عقیدہ صحیح رہے کیونکہ دین کی تحقیر تو دونون حالتون مین کی اور یہی علت ہی اسکے کفر ہونے کی اور بعض مفسرین نے لا تتخذوا آیات اللہ ہزوا کی اور طور پر تفسیر کی ہے وہ یہ کہ بعض لوگ ایسا کرتے تھے کہ طلاق دیدیا پھر کہدیا کہ ہمنے یون ہی دل لگی مین کہدیا تھا اسیطرح غلام آزاد کردیا پھر کہدیا کہ ویسے ہی براہ ہزل کہدیا تھا اسکی ممانعت اللہ تعالی نے فرمائی یعنی یہ احکام[3] محل ہزل نہین ہین حدیث مین اسکو زیادہ مفصل فرمادیا گیا کہ طلاق اور ۔۔ اور بھی بعضے امور فرمائے یہ ایسے ہین کہ اگر انکو کوئی براہ ہزل بھی زبان سے کہدیگا تو بھی صحیح واقع ہو جاوینگے پھر غیر واقع سمجھنا اور بدستور سابق اُس عورت سے برتاؤ رکھنا گناہ ہوگا اسیواسطے آگے اتقوا اللہ وغیرہ فرمایا پس اس تفسیر پر مناسب ہے کہ حکم بست وششم اسکو کہا جاوے اور تفسیر سابق پر حکم بست وہشتم بیان امساک وتسریح استقلالاً ہو جاویگا اسیواسطے احقر نے عنوان اس مضمون کا ذو وجہین لکھا ہی **مسئلہ** ہزل اُسکو کہتے ہین کہ لفظ تو کہے ارادہ سے لیکن اسکے ساتھ یہ مقصود ہو کہ اس لفظ کا اثر واقع نہو سو بعض عقود ایسے ہین کہ ان مین اس مقصود کا ارادہ بیکار ہے اور وہ عقود محض تکلم سے واقع ہو جاوینگے انہین سے طلاق بھی ہی اور ایک صورت خطا کی ہے وہ یہ کہ منہ سے کہنا چاہتا تھا کچھ اور نکل گیا طلاق فتح القدیر مین لکھا ہی کہ اسمین عند اللہ طلاق واقع نہوگی

ملحقات الترجمۃ

[1] قولہ آخرت مین لان الام فی الدنیا کونہ ظالما غیرہ ۱۲

[2] قولہ خصوصاً اشارۃ الی ان عطف ما انزل علی النعمۃ من الخاص علی العام

[3] قولہ فی ت التفسیر الثانی للہزویۃ احکام محل ہزل نہین۔ اشارۃ الی ان الاضافۃ للعہد فان البیع والشراء وغیرہما مما یؤثر فیہ الہزل ۱۲

البلاغۃ قولہ بلغن قال البیضاوی البلوغ ہو الوصول الی الشئ وقد یقال للدنو منہ علی الاتساع وہو المراد فی الآیۃ لیصح ان یترتب علیہ فامسکوہن لتعتدوا اللام متعلقۃ بضرارا اذ المراد تقییدہ ۱۲ بیضاوی انہ الامساک والضرار للاصلاح لیس منہی عنہ بل امر بہ لک عفی ۱۲

الروایات فی لباب النقول اخرج ابن جریر عن السدی قال نزلت فی رجل من الانصار یدعی ثابت بن یسار طلق امرأتہ حتی اذا انقضت عدتہا الا یومین او ثلاثۃ راجعہا ثم طلقہا مضارۃ فانزل اللہ ولا تمسکوہن ضرارا الآیۃ واخرج ابن ابی عمر فی مسندہ وابن مردویہ عن ابی الدرداء قال کان الرجل یطلق ثم یقول لعبت ویعتق ثم یقول لعبت فانزل اللہ ولا تتخذوا آیات اللہ ہزوا ۱۲

وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَن يَنكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ إِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُم بِالْمَعْرُوفِ

اور جب تم مین ایسے لوگ پائے جاوین کہ وہ اپنی بیبیونکو طلاق دیدین پھر وہ عورتین اپنی میعاد بھی پوری کرچکین تو تم انکو اس امر سے مت روکو کہ وہ اپنے شوہرون سے نکاح کرلین جبکہ باہم سب رضامند ہوجاوین قاعدہ کے موافق

ذٰلِكَ يُوعَظُ بِهِ مَن كَانَ مِنكُمْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذٰلِكُمْ أَزْكَىٰ لَكُمْ وَأَطْهَرُ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ

اس مضمون سے نصیحت کیجاتی ہے اس شخص کو جو تم مین سے اللہ تعالیٰ پر اور روز قیامت پر یقین رکھتا ہو۔ اس نصیحت کا قبول کرنا تمہارے لیے زیادہ صفائی اور زیادہ پاکی کی بات ہے اور اللہ تعالیٰ جانتے ہین اور تم نہین جانتے

حکم بست و نہم نہی منع زن از نکاح ثانی وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَن يَنكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ إِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُم بِالْمَعْرُوفِ ؕ ذٰلِكَ يُوعَظُ بِهِ مَن كَانَ مِنكُمْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ؕ ذٰلِكُمْ أَزْكَىٰ لَكُمْ وَأَطْهَرُ ؕ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۝ ۲۳۲ اور جب تم مین[1] ایسے لوگ پائے جاوین کہ وہ اپنی بیبیون کو طلاق دیدین پھر وہ عورتین اپنی میعاد (عدت)[2] بھی پوری کرچکین (اور عدت پوری کرکے کسی سے نکاح کرنا چاہین خواہ پہلے ہی شوہر سے یا کسی دوسری جگہ) تو تم انکو اس امر سے مت روکو کہ وہ اپنے (تجویز کیے ہوئے) شوہرون سے (خواہ وہ اول ہو یا ثانی ہو) نکاح کرلین جبکہ باہم رضامند ہوجاوین قاعدہ کے موافق اس مضمون سے نصیحت کیجاتی ہے اس شخص کو جو تم مین سے اللہ تعالیٰ اور روز قیامت پر یقین رکھتا ہو (یعنے ماننے کی اُن ہی سے امید ہے اور یون تو نصیحت سب ہی کو ہے) اس نصیحت کو[3] قبول کرنا تمہارے لیے زیادہ صفائی[4] اور زیادہ پاکی کی بات ہے اور اللہ تعالیٰ (مصلحتونکو) جانتے ہین اور تم نہین جانتے (اسلیے اللہ تعالیٰ کے حکم کے سامنے اپنی رائے پر عمل مت کیا کرو) **ف** بعضی جگہ تو خود شوہر ہی طلاق دیدینے کے بعد جب وہ کہین دوسری جگہ نکاح کرنا چاہتی تو اپنی ذلت سمجھکر نکاح نکرنے دیتا اور بعضی جگہ عورت کے اور عزیز قریب اپنی کسی نہ کسی غرض سے اسکو نکاح نہ کرنے دیتے اور ایک جگہ ایسا ہوا کہ وہ عورت اور اسکا پہلا شوہر پھر نکاح کرنے پر رضامند ہوگئے تھے مگر اس عورت کے بھائی نے غصہ مین آکر روکا تھا اس آیت مین سب صورتین داخل ہین اور ہر صورت مین روکنے کو منع فرمایا ہے اور یہ جو فرمایا کہ رضامندی قاعدہ کے موافق ہو اس قاعدہ کی تفصیل ان مسائل سے معلوم ہوگی **مسئلہ** جس شخص سے عورت نے نکاح تجویز کیا ہے وہ غیر کفو ہو یا مہر مثل سے کم مہر مقرر ہو ورنہ عورت کے ولی کو روکنے کا حق حاصل ہے اور اگر عورت نے اسطرح نکاح کرلیا تو ولی کو یہ حق حاصل ہے کہ قاضی یعنی مسلمان حاکم سے رجوع کرے اور وہ حاکم اس نکاح کو توڑ دے **مسئلہ** اگر بدون شرعی گواہون کے کوئی نکاح کرنے لگے یا نابالغہ بدون ولی کے نکاح کرے یا کسی ایسے شخص سے نکاح کرے جس سے نکاح جائز نہین یہ سب نکاح باطل ہین ہر مسلمان کو خواہ وہ شوہر اول ہو یا عورت کے عزیز قریب ہون یا محض اجنبی ہون شرعًا اس نکاح سے روکنے کا حق حاصل ہے **مسئلہ** پہلے شوہر سے نکاح جب درست ہے جبکہ اس نے تین طلاق نہ دی ہون ورنہ بدون حلالہ درست نہین اور اسوقت بھی سب کو روکنے کا حق حاصل ہے **مسئلہ** دوسرے نکاح کے لیے عدت کا گذرنا اسوقت شرط ہے جبکہ کسی دوسری جگہ نکاح کرنا چاہے اور اگر پہلے ہی شوہر سے نکاح کرنا چاہتی ہے تو عدت کے اندر بھی درست ہے اور اللہ تعالیٰ نے جو عدت گذرنیکی قید لگائی ہے یا تو دوسرے خاوند

البلاغة قولہ من کان خصصہ لانہ المتعظ بہ والمنتفع واشرت الیہ فی الترجمۃ ویمکن ان یبنی علی عدم کون الکفار مخاطبین بالفروع فافہم قولہ ذلک یوعظ قال البیضاوی الخطاب للجمع علی تاویل القبیل او لکل واحد وان الکاف لمجرد الخطاب والفرق بین الحاضر والمنقضی دون تعیین المخاطبین او لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الدالۃ علی ان حقیقۃ المشار الیہ امر لا یکاد یتصورہ کل احد آہ ای بالاستقلال وانما یفہم من الشارع ۱۲

الفقہ استدل الشافعیۃ باسناد العضل الی الاولیاء علی توقف نکاحہا علیہم واجابت الحنفیۃ بانہ لا دلیل علی کون ہذا العضل شرعیا بل ربما یکون حسیا بالظلم والتعنت خصوصا مع اسناد النکاح الیہن فی ینکحن فانہ بحقیقتہ یقتضی کون امر النکاح الیہن لا الی الاولیاء فافہم ۱۲

الروایات فی لباب النقول روی البخاری وابو داؤد والترمذی وغیرہم عن معقل بن یسار انہ زوج اختہ برجل من المسلمین فکانت عندہ ثم طلقہا تطلیقۃ ولم یراجعہا حتی انقضت العدۃ فہویہا وہویتہ فخطبہا مع الخطاب فقال لہ یا لکع اکرمتک بہا وزوجتکہا فطلقتہا واللہ لا ترجع الیک ابدا فعلم اللہ حاجتہ الیہا وحاجتہا الیہ فانزل اللہ واذا طلقتم النساء الآیۃ فلما سمعہا معقل قال سمعا لربی وطاعۃ ثم دعاہ وقال ازوجک واکرمک اہ قلت ہذا العضل من الاولیاء مع الزوج الاول واما العضل من الزوج الاول فذکرہ فی روح المعانی عن الامام حیث کانوا یعضلون مطلقاتہم ظلما وحمیۃ الجاہلیۃ واما العضل من غیر الازواج الاولین بالازواج الآخرین فیشہد لہ قولہ تعالی ولا تعضلوہن لتذہبوا ببعض ما آتیتموہن الآیۃ ۱۲

ملحقات الترجمة

[1] **قولہ** تم مین سے ایسے لوگ الخ اشارۃ الی اتحاد المخاطبین فی طلقتم ولا تعضلوہن لئلا یلزم انتشار الضمائر والوجہ انہ خطاب لجمیع الناس ای اذا وجد فیکم التطلیق فلا یوجد فیکم العضل کذا یفہم من کلام الزمخشری ۱۲

[2] **قولہ** عدت بھی پوری کرچکین فالبلوغ ہہنا محمول علی الحقیقۃ کما فی ما قبلہ علی المجاز کما نقل الزمخشری عن الشافعی دل سیاق الکلامین علی افتراق البلوغین ۱۲

[3] **قولہ** اس نصیحت کا قبول کرنا مشار الیہ ذلکم ہو المشار الیہ بذلک علی حذف المضاف ای العمل بما ذکر ۱۲

[4] **قولہ** صفائی اور زیادہ پاکی۔ کذا اختارہ الزمخشری ویکون فائدۃ التوکید واخذہ بعضہم من الزکاۃ بمعنی النمو لا بمعنی التزکیۃ ای النفع ۱۲

وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ۭ وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ

اور مائین اپنے بچون کو دوسال کامل دودھ پلایا کرین یہ مدت اُسکے لیے ہے جو کوئی شیرخوارگی کی تکمیل کرنا چاہے اور جس کا بچہ ہے اُسکے ذمہ ہے اُن کا کھانا اور کپڑا

بِالْمَعْرُوْفِ ۭ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَا تُضَاۗرَّ وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِھَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ ۤ وَعَلَي الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ ۚ فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا

قاعدہ کے موافق کسی شخص کو حکم نہین دیا جاتا مگر اُسکی برداشت کے موافق کسی ماں کو تکلیف نہ پہنچانا چاہیے اُسکے بچہ کی وجہ سے اور نہ کسی باپ کو تکلیف دینی چاہیے اُسکے بچہ کی وجہ سے اور مثل طریق مذکور کے اُسکے ذمہ ہے جو وارث ہو۔ پھر اگر دونون دودھ چھڑانا چاہین

عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ۭ وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ

اپنی رضامندی اور مشورہ سے تو دونون پر کسی قسم کا گناہ نہین اور اگر تم لوگ اپنی بچون کو کسی اَنا کا دودھ پلوانا چاہو تب بھی تم پر کوئی گناہ نہین جبکہ اُنکے حوالہ کردو

مَّآ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝

جو کچھ اُن کو دینا کیا ہے قاعدہ کے موافق اور حق تعالے سے ڈرتے رہو اور یقین رکھو کہ حق تعالی تمہارے کیے ہوئے کامونکو خوب دیکھ رہے ہیں۔

کے ساتھ نکاح کرنے کے اعتبار سے ہے اور اگر پہلے ہی خاوند کے اعتبار سے کہا جاوے تو وجہ یہ ہے کہ اس قصہ مین اتفاق سے عدت گزرچکی تھی اسلیے واقعہ کے طور پر بیان فرمادیا اور یہ جو فرمایا کہ اسمین پاکی اور صفائی زیادہ ہے اُسکی وجہ عموماً تو یہ ہے کہ احکام الٰہیہ کا ماننا سبب ہے گناہ ہوتے پاک ہوئے اور پاک رہنے کا اور خصوصاً وجہ یہ ہے کہ ایسے موقع پر کہ مرد وعورت باہمدگر ایک دوسرے کیطرف راغب ہون وہان صفائی اور پاکی اسی مین ہے کہ نکاح سے نہ روکا جاوے ورنہ خرابی اور فتنہ اور آلودگی کا اندیشہ ہے البتہ اگر نے قاعدہ نکاح ہوتا ہو وہ نکاح ہی نہین اُس سے روکنا نکاح سے روکنا نہین ہے **حکم سی ام رضاع** وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ۭ وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَا تُضَاۗرَّ وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِھَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ ۤ وَعَلَي الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ ۚ فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ۭ وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝۲۳۳ اور مائین اپنے بچون کو دوسال کامل دودھ پلایا کرین (خواہ نکاح باقی ہو یا طلاق ہوچکا ہو) یہ مدت اُسکے لیے ہے جو کوئی شیرخوارگی کی تکمیل کرنا چاہے (اور جو تکمیل نکرنا چاہے دوسال سے کم مین بھی چھڑا دینا درست ہے جیسا عنقریب آتا ہے) اور جسکا (شرعاً نسب کے اعتبار سے) بچہ ہے (یعنی باپ) اُسکے ذمہ ان (ماؤن) کا کھانا اور کپڑا قاعدہ کے موافق (جبکہ وہ نکاح یا عدت مین ہون اور زوجہ کے نان ونفقہ کا قاعدہ اور مسئلے مشہور ہین) کسی شخص کو (خدا کیطرف سے کوئی) حکم نہین دیا جاتا مگر اُسکی برداشت کے موافق (سو عورتون کو دودھ پلانا سہل تھا انکو اسکا حکم دیا گیا اور مردون کو خرچ کرنا آسان ہے اسلیے انکو اسکا حکم دیا گیا) کسی ماں کو تکلیف نہ پہونچانا چاہیے اُسکے بچہ کی وجہ سے اور نہ کسی باپ کو تکلیف دینی چاہیے اُسکے بچہ کی وجہ سے (یعنی بچہ کے ماں باپ آپس مین کسی بات پر ضدا ضدی نکرین مثلاً ماں دودھ پلانے سے معذور ہو اور باپ اسپر یہ سمجھکر زبردستی کرے کہ آخر اسکا بھی تو بچہ ہے جھک مارے گی اور پلاوے گی یا کہ باپ مفلس ہے اور ماں کو کوئی معذوری بھی نہین پھر دودھ پلانے سے یہ سمجھکر انکار کرے کہ اسکا بھی تو بچہ ہے جھک مارکر کسی سے پلوائے گا) اور (اگر باپ زندہ نہو تو) مثل طریق مذکور کے (بچہ کی پرورش کا انتظام) اُس (محرم قرابت دار) کے ذمہ ہے جو (شرعاً بچہ کے) وارث (ہونیکا حق رکھتا) ہو (عنقریب اسکی تفصیل

النحو ان تسترضعوا اولادکم بحذف المفعول الاول ای المراضع اولادکم کذا فی روح المعانی قلت ولما کان المحذوف کالملفوظ اظہرته فی الترجمة ۱۲
البلاغة اٰتیتم ای ضمنتم والتزمتم ففیه مجاز ۱۲
الفقه قوله فان اردتم لما استدل ابوحنیفة رح علی کون مدة الرضاع حولین ونصفا بقوله تعالی وحمله وفصاله ثلثون شہرا الاعلی التقریر المشہور بل علی تفسیر الحمل بالحمل بالاکف

الذی یکون فی زمان الرضاع الی الفصال صح عنده کون الفاء للتعقیب اما قوله تیم الرضاعة فکون الحولین تاما لاینافی کون الحولین والنصف اتم وقال البعض ان الحولین للارضاع بلا اجرة وعند الفاء لتفصیل الحکم المذکور اجمالا فی قوله یتم الرضاعة قوله وعلی الوارث استدل الحنفیة به علی وجوب الانفاق علی فقیر ذی رحم بقدر الارث بشرط کونه محرما لقراءة ابن مسعود وعلی الوارث ذی الرحم المحرم مثل ذلک
اختلاف القراءة قرا ابن کثیر اتیتم من اتی الیه احسانا اذا فعله کذا فی روح المعانی ۱۲

ف مین آتی ہے) پھر (یہ سمجھ لو کہ) اگر دونون (مان باپ دو سال سے کم مین) دودھ چھڑانا چاہین اپنی رضامندی اور مشورہ سے تو (بھی) دونون پر کسی قسم کا گناہ نہین (مشورہ کی یہ ضرورت ہی کہ بچہ کی مصلحت مین نظر کرلین) اور اگر تم لوگ (مان کے ہوتے ہوئے بھی کسی مصلحت ضروریہ سی مثلا یہ کہ مان کا دودھ اچھا نہین بچہ کو ضرر ہوگا) اپنے بچہ کو کسی اور انا کا دودھ پلوانا چاہو تب بھی تم پر کوئی گناہ نہین جبکہ اُنکے حوالہ کردو (خواہ پیشگی یا بعد مین جسطرح معاہدہ ٹھیر جائے) جو کچھ انکو دینا کیا ہے قاعدہ کے موافق (اور اگر اجرت نہ آگے دے نہ پیچھے تو یہ بات نہ رہے گی کہ تم پر کوئی گناہ نہین ہے بلکہ اُجرت نہ دینے کا گناہ لازم رہے گا) اور حق تعالے سے (ان سب احکام کے بارہ مین) ڈرتے رہو اور یقین رکھو کہ حق تعالے تمہارے کیے ہوئے کامون کو خوب[ف] دیکھ رہے ہین **ف مسئلہ** مان اگر کسیوجہ سے معذور نہو تو اُسکے ذمہ دیانۃً یعنے عند اللہ واجب ہی کہ بچہ کو دودہ پلاوے جبکہ وہ منکوحہ ہو یا عدت مین ہو اور اجرت لینا درست نہین والوالدات یرضعن مین یہی مسئلہ مذکور ہی اور اگر طلاق کے بعد عدت گذر چکی تو اُسپر بلا اُجرت دودہ پلانا واجب نہین چنانچہ دونون صورتون مین اُجرت مانگنے کا حکم آگے آتا ہے اور والوالدات اگرچہ لفظا اس دوسری صورت کو بھی عام ہے مگر اگلے جملہ وعلی المولود لہ رزقهن وکسوتهن کے سبب سے یہ وجوب ارضاع مقید ہوگیا وجوب رزق وکسوت کے ساتھ اور وجوب رزق وکسوت دو حالت مین ہے نکاح مین اور عدت مین لہذا یہ وجوب ارضاع بھی نکاح اور عدت کی حالت مین ہوگا کذا فی فتح القدیر **مسئلہ** اگر مان دودہ پلانے سے انکار کرے تو ہم یون سمجھین گے کہ یہ غالبا معذور ہوگی اس لیے اسپر جبر نہ کیا جاوے گا لاتضار والدۃ مین یہ مسئلہ بھی ہے البتہ اگر بچہ کسی کا دودہ نہین لیتا نہ اوپر کا دودہ پیتا ہے تو مان کو مجبور کیا جاویگا لامولود لہ مین یہ مسئلہ بھی داخل ہے **مسئلہ** مان دودہ پلانا چاہتی ہے اور اُسکے دودہ مین کوئی خرابی بھی نہین تو باپ کو جائز نہین کہ اُسکو نہ پلانے دے اور دوسری انا کا دودہ پلوا دے اور یہ مسئلہ بھی لاتضار والدۃ مین داخل ہے **مسئلہ** مان دودہ پلانے پر رضامند ہے لیکن اُسکا دودہ بچہ کو مضر ہوگا باپ کو جائز ہے کہ اُسکو دودہ نہ پلانے دے اور کسی انا کا پلوا دے وان اردتم ان تسترضعوا مین یہی مسئلہ ہی **مسئلہ** مان دودہ پلانے کی اُجرت مانگتی ہی سو اگر ابھی شوہر کے نکاح مین ہی یا یہ کہ طلاق ہوگئی لیکن عدت نہین گذری ان دونون حالت مین اجرت لینا جائز نہین بلکہ قضاءً بھی مجبور کیجاویگی کہ دودہ پلاوے ولا مولود لہ بولدہ مین یہ مسئلہ داخل ہے **مسئلہ** اور اگر طلاق کے بعد عدت گذر گئی پھر اُجرت مانگتی ہے تو باپ کو اُجرت دینا پڑیگی **مسئلہ** اسی صورت مین یعنی جبکہ طلاق کے بعد عدت گذر جاوے اور وہ اجرت مانگتی ہے اگر باپ دوسری انا سے اتنی ہی اُجرت پر پلوانا چاہے تب تو مان مقدم ہے دوسری انا سے پلوانے کا حق نہین ہی لاتضار والدۃ مین یہ مسئلہ بھی داخل ہے اور اگر دوسری انا اس مان سے کم اجرت پر راضی ہی تو مان کو یہ حق حاصل نہین کہ خود پلاوے اور زیادہ اجرت لے لامولود لہ مین یہ مسئلہ بھی ہے البتہ اگر مان درخواست کرے تو اتنا حق رکھتی ہے کہ اس انا کو اسکے پاس رکھا جاوے گا تاکہ بچہ سے جدائی نہو **مسئلہ** باپ کے ہوتے ہوئے بچہ کی پرورش کا خرچ صرف باپ کے ذمہ ہے اور جب باپ مر جاوے اُسمین تفصیل یہ ہی کہ اگر بچہ مالک مال کا ہے تب تو اسی مال مین اسکا خرچ ہوگا اور اگر مالک مال کا نہین تو اُسکے مالدار عزیزون مین جو اُسکے محرم ہین یعنے اس بچہ سے اُنکا ایسا رشتہ ہے کہ اگر اس رشتہ دار اور بچہ مین سے ایک کو مرد ایک کو عورت فرض کرین تو باہم نکاح درست نہو اور محرم ہونے کے علاوہ شرعاً اسکے مستحق میراث بھی ہین یعنے اگر یہ بچہ مر جاوے تو محرم رشتہ دارون مین دیکھا جاوے کہ اسکا مال میراث مین کس کس کو کتنا کتنا پہونچتا ہے پس ایسے محرم وارث رشتہ دارون کے ذمہ اسکا خرچ واجب ہوگا اور ان رشتہ دارون مین مان بھی داخل ہی مثلاً ایک ایسے بچہ کی ایک مان ہے ایک دادا ہے تو اُسکے خرچ کا ایک ثلث مان کے ذمہ ہی اور دو ثلث دادا کے ذمہ کیونکہ دونون محرم بھی ہین اور بچہ کی میراث اسی نسبت سے پاسکتے ہین **مسئلہ** کھانے کپڑے پر کسیکو نوکر رکھنا درست نہین لیکن دودہ پلائی کو اسطرح نوکر رکھنا درست ہے لیکن پھر بھی کھانے کپڑے کی حیثیت اچھی طرح کھول کر ٹھیرا لے اور حیثیت کی تصریح نہ کرنے مین اوسط درجہ واجب ہوگا اور اگر نقد ٹھیرا ہے تو اُسکی مقدار آگے پیچھے دینے کی شرط خوب صاف صاف بیان کردے بالمعروف کا یہی مطلب ہی یہ سب مسئلے ہدایہ و درمختار مین ہین بجز مسئلہ مستنبطہ آیت وان اردتم کے

ملحقات الترجمہ

[ف] قولہ خوب دیکھ رہے ہین لان البصیرۃ للمبالغۃ

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۚ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ

اور جو لوگ تم میں وفات پا جاتے ہیں اور بیبیاں چھوڑ جاتے ہیں وہ بیبیاں اپنے آپ کو روکے رکھیں چار مہینے اور دس دن پھر جب اپنی میعاد ختم کرلیں تو تمکو کچھ گناہ نہوگا

عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ

ایسی بات میں کہ وہ عورتیں اپنی ذات کیلئے کچھ کارروائی کریں قاعدہ کے موافق اور اللہ تعالیٰ تمہارے تمام افعال کی خبر رکھتے ہیں اور تم پر کوئی گناہ نہیں ہوگا جو ان مذکورہ عورتوں کو پیغام دینے کے بارہ میں کوئی

النِّسَاۗءِ اَوْ اَكْنَنْتُمْ فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ۭ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ سَتَذْكُرُوْنَهُنَّ وَلٰكِنْ لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا اِلَّآ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ڛ

بات اشارۃً کہو یا اپنے دل میں پوشیدہ رکھو اللہ تعالیٰ کو یہ بات معلوم ہے کہ تم اُن عورتوں کا ذکر مذکور کروگے لیکن اُنسے نکاح کا وعدہ مت کرو مگر یہ کہ کوئی بات قاعدہ کے موافق کہو۔

وَلَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰي يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ ۭ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝

اور تم تعلق نکاح کا ارادہ بھی مت کرو یہانتک کہ عدت مقررہ اپنی ختم کو نہ پہونچ جاوے۔ اور یقین رکھو اسکا کہ اللہ تعالیٰ کو اطلاع ہے تمہارے دلونکی بات کی سو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو اور یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ معاف بھی کرنیوالے ہیں حلم والے بھی ہیں

ع ۱۴

کبیرہ سے ہی مگر ہمارے قواعد بھی اُس سے آبی نہیں **حکم سی و نہم عدت وفات زوج** وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۚ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ ۲۳۴ اور جو لوگ تم میں وفات پا جاتے ہیں اور بیبیاں چھوڑ جاتے ہیں وہ بیبیاں اپنے آپکو (نکاح وغیرہ سے) روکے رکھیں چار مہینے اور دس دن پھر جب اپنی (عدت کی) میعاد ختم کرلیں تو تم کو (بھی) کچھ گناہ نہوگا ایسی بات (کے جائز رکھنے) میں کہ وہ عورتیں اپنی ذات کے لیے کچھ کارروائی (نکاح کی) کریں قاعدہ کے موافق (البتہ اگر کوئی بات خلاف قاعدہ شرع کے کریں اور تم باوجود روک سکنے کے نہ روکو تو تم بھی شریک گناہ ہوگے) اور اللہ تعالیٰ تمہارے تمام افعال کی خبر رکھتے ہیں **ف** یہ عدت اُس بیوہ کی ہے جسکو حمل نہو اور اگر حمل ہو تو بچہ پیدا ہونے تک اُسکی عدت ہی خواہ جنازہ لیجانے سے پہلے ہی پیدا ہو جاوے یا چار مہینے دس دن سے بھی زیادہ میں ہو یہ مسئلہ سورۂ طلاق میں آویگا **مسئلہ** جسکا خاوند مرجاوے اُسکو عدت کے اندر خوشبو لگانا۔ سنگار کرنا۔ سرمہ اور تیل بلا ضرورت دوا لگانا۔ مہندی لگانا رنگین کپڑے پہننا درست نہیں اور صریح گفتگوے نکاح ثانی بھی درست نہیں جیسا اگلی آیت میں آتا ہی اور رات کو دوسرے گھر میں رہنا بھی درست نہیں ترجمہ میں نکاح کے ساتھ جو وغیرہ کہا گیا ہے اُس سے یہی امور مراد ہیں اور یہی حکم ہی اس عورت کا جسپر طلاق بائن واقع ہو یعنی جس میں رجعت درست نہیں مگر اُسکو اپنے گھر سے دن کو بھی بدون سخت مجبوری کے نکلنا درست نہیں **مسئلہ** اگر چاندرات کو خاوند کی وفات ہوئی ہو تب تو یہ مہینے خواہ اُنتیس کے ہوں خواہ تیس کے چاند کے حساب سے پورے کیے جاوینگے اور اگر چاندرات کے بعد وفات ہوئی ہے تو یہ سب مہینے تیس تیس دن کے حساب سے پورے کیے جاوینگے پس کل ایک سو تیس دن پورے کرینگے اس مسئلہ سے بہت لوگ غافل ہیں اور جس وقت وفات ہوئی ہو جب یہ مدت گذر کر وہی وقت آویگا عدت ختم ہو جاویگی اور یہ جو فرمایا کہ عورتیں قاعدہ کے موافق کچھ کریں تو تمکو بھی گناہ نہوگا اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص کام خلاف شرع کرے تو اوروں پر بھی واجب ہوتا ہی کہ بشرط قدرت اُسکو روکیں ورنہ یہ لوگ بھی گنہگار ہوتے ہیں اور قاعدہ کے موافق سے یہ مراد ہی کہ جو نکاح تجویز ہو وہ شرعاً صحیح اور جائز ہو تمام شرائط حلت کے وہاں جمع ہوں **حکم سی و دوم پیغام نکاح در عدت** وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاۗءِ اَوْ اَكْنَنْتُمْ فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ۭ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ سَتَذْكُرُوْنَهُنَّ وَلٰكِنْ لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا اِلَّآ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ڛ وَلَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰي يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ ۭ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝ ۲۳۵

اللغات سرا کناعا فانہ غیر بہ او لاعن الوطی لانہ یسر ثم عن العقد لانہ سبب فیہ لہ بیضاوی الکتب المکتب من العدۃ ۱۲ بیضاوی العقدۃ موضع العقد وہو ما یعقد علیہ ۱۲ روح المعانی قلت فالاضافۃ بیانیۃ ۱۲ **النحو** الذین یتوفون مبتدأ و یتربصن خبرہ والرابط محذوف ای لہم اربعۃ اشہر عشر ذکر الوجہ ان

ان قاعدۃ تذکیر العدد وتانیثہ انما ہی اذا ذکر المعدود اما عند حذفہ فیجوز الامران مطلقاً کذا فی روح المعانی ۱۲ تقدیر الکلام ستذکرونہن فاذکروہن ولکن لا تواعدوہن سرا مواعدۃ الا مواعدۃ معروفۃ مذکورۃ بقولہ ان تقولوا قولا معروفا ۱۲

لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ مَا لَمْ تَمَسُّوهُنَّ أَوْ تَفْرِضُوا لَهُنَّ فَرِيضَةً ۚ وَمَتِّعُوهُنَّ عَلَى الْمُوسِعِ

تم پر کچھ مواخذہ نہیں اگر بیبیوں کو ایسی حالت مین طلاق دیدو کہ انکو تمنے ہاتھ لگا یا ہے اور نہ انکے لیے کچھ مہر مقرر کیا ہے اور انکو ایک جوڑا دیدو صاحب وسعت کے ذمہ اسکی

قَدَرُهُ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهُ ۚ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوفِ ۖ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِينَ ○

حیثیت کے موافق ہو اور تنگدست کے ذمہ اسکی حیثیت کے موافق ہو جوڑا دینا قاعدہ کے موافق واجب ہے خوش معاملہ لوگون پر

اور تمپر کوئی گناہ نہین ہوگا جوان مذکورہ[۱] عورتون کو (جوکہ عدت وفات مین ہین) پیغام (نکاح) دینے کے بارہ مین کوئی بات اشارۃً کہو (مثلاً یہ کہ مجکو ایک نیک عورت سے نکاح کی ضرورت ہے اور مثل اسکے) یا اپنے دلمین (آیندہ نکاح کر لینے کے ارادہ کو) پوشیدہ رکھو (جب بھی گناہ نہین اور وجہ اس اجازت کی یہ ہے کہ) اللہ تعالی کو یہ بات معلوم ہے کہ تم ان عورتونکا (ضرور) ذکر مذکور کروگے (سو خیر ذکر مذکور کرو) لیکن ان سے (صاف لفظون مین) نکاح کا وعدہ (اور گفتگو) مت کرو مگر یہ کوئی بات قاعدہ کے موافق کہو (تو مضائقہ نہین اور وہ بات قاعدہ کے موافق یہی ہے کہ اشارۃً کہو) اور تم تعلق نکاح (فی الحال) کا ارادہ بھی مت کرو یہانتک کہ عدت مقررہ اپنے ختم کو نہ پہونچ جاوے اور یقین رکھو اسکا کہ اللہ تعالے کو اطلاع ہے تمہارے دلونکی بات کی سو اللہ تعالے سے ڈرتے رہا کرو (اور ناجائز امر کا دل مین ارادہ بھی مت کیا کرو) اور (یہ بھی) یقین رکھو کہ اللہ تعالے معاف بھی کرنیوالے ہین (سو اگر کسی ناجائز امر کا ارادہ کیا تھا پھر توبہ کر لی تو معاف کر دیتے ہین اور) حلیم بھی ہین (سو اگر توبہ نکرنیوالے کو سردست سزا نہ دین تو اسکی وجہ حلم سمجھو دہوکہ مت کھاو) **ف** یہان عدت کے اندر چار فعل مذکور ہین دو زبان کے اور دو دل کے اور ہر ایک کا جدا حکم ہے اول زبان سے تصریحاً پیغام دینا یہ حرام ہے لا تواعدوھن سرا مین اسکا ذکر ہے۔ دوم زبان سے اشارۃً کہنا یہ جائز ہے لاجناح[۲] علیکم اور قولاً معروفا مین اسکا ذکر ہے۔ سوم دل سے یہ ارادہ کرنا کہ ابھی یعنی عدت کے اندر ہی نکاح کر لینگے یہ بھی حرام ہے کیونکہ عدت کے اندر نکاح کرنا حرام ہے اور ارادہ حرام کا حرام ہے لا تعزموا مین اسکا ذکر ہے۔ چہارم دل سے یہ ارادہ کرنا کہ عدت[۳] کے بعد نکاح کرینگے یہ جائز ہے اکننتم فی انفسکم مین اسکا ذکر ہے **مسئلہ** جو عورت طلاق بائن کی عدت مین ہو اسکا بھی یہی حکم ہے **حکم سی وسوم وجوب یا عدم مہر در طلاق قبل الدخول** طلاق قبل الدخول کی دو صورتین ہین یا تو اس نکاح کے وقت مہر مقرر نہین ہوا یا ہوا ہے صورت اولی کا حکم او لا مذکور ہے لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ مَا لَمْ تَمَسُّوهُنَّ أَوْ تَفْرِضُوا لَهُنَّ فَرِيضَةً ۚ وَمَتِّعُوهُنَّ عَلَى الْمُوسِعِ قَدَرُهُ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهُ ۚ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوفِ ۖ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِينَ ۝۲۳۶ تمپر (مہر[۴] کا) کچھ مواخذہ نہین اگر بیبیون کو ایسی حالت مین طلاق دیدو کہ نہ انکو تمنے ہاتھ لگایا ہے اور نہ ان کے لیے کچھ مہر مقرر کیا ہے (سو اس صورت مین مہر[۵] اپنے ذمہ مت سمجھو) اور (صرف) انکو ایک جوڑا دیدو صاحب وسعت کے ذمہ اسکی حیثیت کے موافق ہے اور تنگدست کے ذمہ اسکی حیثیت کے موافق (اور یہ) جوڑا دینا قاعدہ کے موافق (ہو اور یہ) واجب (ٹھیر چکا) ہے خوش معاملہ لوگون پر (یعنی سب مسلمانون پر کیونکہ خوش معاملگی بھی سب ہی کو حکم ہے) **ف مسئلہ** اگر نکاح کے وقت مہر مقرر نہ کیا جاوے نکاح ہو جاتا ہے **مسئلہ** اگر ایسی عورت کو قبل صحبت اور خلوت صحیحہ کے طلاق دیدے تو مہر کچھ دینا نہین پڑتا بلکہ ایک جوڑا تین کپڑون کا جس مین ایک کرتہ ہو ایک سربند اور ایک اتنا بڑا چادر جسمین سر سے پاؤن تک لپٹ سکے واجب ہوتا ہے **مسئلہ** ہدایہ مین صحیح اسی قول کو کہا ہے کہ اس جوڑہ مین حیثیت مرد کی معتبر ہے عورت کی حیثیت کا لحاظ نہین اور کرخی نے عورت کے حال کا اعتبار کیا ہے تو وہ آیت کو وصول بالفعل پر محمول کرتے ہین اور باقی کو وین رکھتے ہین **مسئلہ** ایسی عورت کو ایسا جوڑا دینا واجب اور قائم مقام مہر کے ہے **مسئلہ** یہ جوڑہ قیمت مین پانچ درہم سے کم نہو اور ایسی عورت کے مہر مثل کے

اللغات فریضۃ بمعنے مفعول والتاء لنقل اللفظ من الوصفیۃ الی الاسمیۃ ویحتمل المصدر ۱۲ بیضاوی

النحو او تفرضوا ای اولم تفرضوا جلالین عطف علی الفعل المجزوم ولم ح لنفی احد الامرین لا بعینہ وہو نکرۃ فی سیاق النفی فیفید العموم ای مالم یکن منکم المسیس

ولا فرض علی حد ولا تطلع منہم آثما او کفورا ولا حاجۃ الی القول بان او بمعنی الواو اھ روح المعانی قلت قد اخذت بحاصلہ فی الترجمۃ۔ قولہ متاعا ای تمتیعا مفعول مطلق ۱۲

الفقہ استدل مالک علی استحباب ہذہ المتعۃ بقولہ المحسنین سماہا احسانا ونحن نقول ان الامر وکلمۃ علی ومتاعا مصدرا موکدا وحقا تدل علی الوجوب فیاول المحسنین بما اولت بہ فی الترجمۃ ۱۲

ملحقات الترجمۃ

[۱] قولہ مذکورہ عورتونکو حمل اللام فی النساء علی العہد ۱۲

[۲] قولہ نفی لاجناح علیکم اور قولا معروفا وانما ذکر مرتین للتاکید لان المحل لاجل تعلق حق الزوج السابق کان ضیقا فناسب ذکر الاباحۃ بالتکریر والنہی فی التقیید بالتعریض مرۃ وبالمعروف مرۃ تنبیہا علی وجوب الاحتیاط البالغ فی ہذا الامر فان التعریض نفی الاذن فی التصریح والمعروف دل علی کون التصریح غیر معروف ہذا ما سنح لی واللہ اعلم وفی روح المعانی ما نصہ وفی الکلام الی الا ان تقولوا قولا معروفا تصریح بما فہم من ولا جناح علی وجہ تاکید ذلک الرفع وہو نوع من الطرد والعکس حسن اھ لکنی لم افہم الکلام حق الفہم فمن فہم فلیہد الی ولکتف بما ہیا ۱۲

[۳] قولہ عدت کے بعد نکاح کرینگے وانما صرح بنفی الجناح فیہ مع انہ لا یحتمل ظاہرا لزوم الجناح فیہ لان المحل لما کان ضیقا کان غلیظا ان یحسب احد ان الکلام النفسی عسی ان یکون فی حکم الکلام اللفظی وہذا لا یجوز بصیغۃ الصریحۃ فلعل ذلک لا یجوز ایضا فافہم ۱۲

[۴] قولہ مہر کا کچھ مواخذہ فالجناح دنیوی کما صرح بہ المفسرون بقرینۃ مقابلتہ لقولہ نصف ما فرضتم

[۵] قولہ مہر اپنے ذمہ مت سمجھو اشار الی تقدیر المعطوف علیہ

فَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۫ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝ وَاَمَّا الَّذِيْنَ

تفصیل یہ ہے کہ جو لوگ کافر تھے سو اُنکو سخت سزا دونگا دنیا مین بھی اور آخرت میں بھی اور اُن لوگون کا کوئی حامی نہوگا اور جو لوگ

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۝

مومن تھے اور اُنہون نے نیک کام کیے تھے سو اُنکو اللہ تعالےٰ اُنکے ثواب دینگے اور اللہ تعالیٰ محبت نہین رکھتے ظلم کرنیوالون سے

نص ہی رفع مع الجسد مین اور بلا تعذر معنی حقیقی کے مجازی لینا ممتنع ہی اور دلیل تعذر مفقود ہی اور حیات احادیث و اجماع سے ثابت ہی چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہی ان عیسی لم یمت وانہ راجع الیکم قبل یوم القیامۃ اورد السیوطی فی الدر المنثور اور اجماع نہایت ظاہر ہی کہ کسی مستند عالم سے سلفاً و خلفاً اسکے خلاف منقول نہین اور اگر وفات کے معنی نہ لیے جاوین جیسے اور علماء اسطرف گئے ہین کہ توفی کے معنے پورا لے لینے کے ہین مراد اس سے یہ کہ مین تمکو آسمان پر پورا یعنی مع الجسد لیلونگا تو جواب مین استدلال کی بنا ہی منہدم ہو جاویگی یا وفات کے معنے لین اور پھر بعد رفع حیات کے قائل ہون جیسا بعض اسطرف بھی گئے ہین تو بھی حیات فی الحال کی نفی لازم نہین آتی۔ اور عقلی دلیل کے جواب کے لیے ان اللہ علی کل شیٔ قدیر کافی ہی البتہ جو امور ممتنع بالذات ہین وہ عموم شئے سے مستثنے ہین یا جو ممتنع شرعاً ہین انکا عدم وقوع یقینی ہی اور رفع مجسد کا امتناع نہ ثابت ہوا اور نہ ثابت ہو سکے پس دعوی مدعی کا محض باطل اور گمراہی ہی اور تحریف احادیث کی بناء الفاسد علی الفاسد ہی پھر تعیین مصداق ترجیح بلا مرجح ہی کیا دوسرا شخص ایسے مثیل ہونیکا اپنے لیے دعوی نہین کرسکتا۔ یہ تقریر اس بحث مین اجمالی ہی مگر انشاء اللہ تعالےٰ کافی ہی اور مفصل بحث مین بہت سے رسالے اور کتابین ہمارے زمانہ کے علماء اہل حق نے شائع فرما دیے ہین اگر شوق ہو مطالعہ فرمایا جاوے لیکن ذہین آدمی اس اجمالی تقریر سے سب شبہات کا جواب سمجھ سکتا ہی ربط اوپر کی آیت مین مذکور تھا کہ مین ان اختلاف کرنے والونکے درمیان قیامت کے روز عملی فیصلہ کرونگا۔ اینے آئندہ مین اُس فیصلہ کا بیان ہی

فیصلہ اہل حق و اہل باطل روز جزا فَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۫ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۷﴾ تفصیل[۵۱] (فیصلہ کی) یہ ہی کہ جو لوگ (ان اختلاف کرنیوالون مین) کافر تھے سو اُنکو (اُنکے کفر پر) سخت سزا دونگا (مجموعہ دونون جہان مین) دنیا مین بھی (کہ وہ تو ہو چکی) اور آخرت مین بھی (کہ وہ باقی رہی) اور اُن لوگونکا کوئی حامی (طرفدار) نہوگا اور جو لوگ مومن تھے اور اُنہون نے نیک کام کیے تھے سو اُنکو اللہ تعالےٰ اُنکے (ایمان اور نیک کامونکے) ثواب دینگے اور کفار کو سزا ملنے کی وجہ یہ ہے کہ) اللہ تعالےٰ محبت نہین رکھتے (ایسے[۵۲]) ظلم کرنیوالون سے (جو خدا تعالےٰ یا پیغمبرون کے منکر ہون یعنی چونکہ یہ ظلم عظیم ہے معافی کے قابل نہین اسلیے مبغوض شدید ہوکر سزایاب ہو جاتا ہے) **ف** اس آیت کے مضمون مین ایک خفیف سا اشکال ہی کہ قیامت کے فیصلہ کے بیان مین اس کہنے کے کیا معنی کہ مین دنیا و آخرت مین سزا دونگا کیونکہ اُسوقت تو سزاے دنیوی نہین ہوگی۔ حل اسکا یہ ہی کہ اس کہنے کی ایسی مثال ہی جیسے کوئی حاکم کسی مجرم کو یہ کہے کہ اسوقت تو ایک سال کی قید کرتا ہون اگر جیلخانہ مین کوئی شرارت کی تو دو سال کی کر دون گا فقط اسکا مطلب یہ ہوتا ہی کہ یہ دو سال آج کی تاریخ سے شروع ہونگے پس اس بنا پر یہ یقینی ہے کہ شرارت کے بعد دو سال مراد نہین بلکہ اُس شرارت کے وقت اگرچہ کچھ مدت گذر چکی ہو مگر پھر بھی یہ کہا جاتا ہی کہ شرارت کے بعد دو سال کا حکم ہو جاویگا حاصل یہ ہوتا ہی کہ شرارت پر اس مجموعہ کی تکمیل بطور انضمام ایک سال زائد کے مرتب ہو جاویگی اسیطرح یہان سمجھنا چاہیئے کہ دنیا مین تو سزا ہو چکی اسکے ساتھ سزائے آخرت منضم ہوکر یہ مجموعہ قیامت کے روز مکمل کر دیا جاویگا یعنے سزاے دنیا کا کفارہ نہوگا سزاے آخرت کے لیے بخلاف اہل ایمان کے کہ اگر اُنپر دنیا مین کوئی مصیبت وغیرہ آتی ہے تو گناہ معاف ہوتے ہین اور آخرت کی عقوبت خفیف یا دفع ہو جاتی ہے۔ اور اسکی وجہ کی طرف لا یحب الظالمین مین اشارہ فرمایا گیا ہی یعنی اہل ایمان بسبب ایمان کے محبوب ہین محبوب کے ساتھ ایسے معاملات ہوا کرتے ہین اور اہل کفر بسبب کفر کے مبغوض ہین مبغوض کے ساتھ ایسا معاملہ نہین ہوتا۔ اور کفار مین دو احتمال ہین یا تو خاص کفار یعنے یہودی یا مطلق کفار جسمین اور فرقے بھی داخل ہو جاوینگے سبکی سزائے آخرت تو ظاہر ہے اور دنیوی سزا یہود کے لیے تو یہی کافی ہی جسکا اوپر ذکر ہے یعنے ہمیشہ

ملحقات الترجمة

[۵۱] قوله تفصيل افاد هذا مفهوم الفاء واما قوله عز فصل في الفائدة ماخذه الذوق والحمد لله وتايده بالوجه الرابع من الوجوه المذكورة في روح المعاني ۱۲

[۵۲] قوله ايسے اشارة الى كون الظالمين بالمعنى الخاص وهو الظلم العظيم المذكور في القرآن بمعنى الشرك والكفر وان اريد العهد باراده اليهود كفى كلمة (ايسے) ايضا ۱۲

البلاغة قوله فاعذبهم بالتكلم وفيوفيهم بالغيبة في روح المعاني للايذان بان توفية الاجر مما لا يقتضي لها نصب نفس لانها من آثار الرحمة الواسعة ولا كذلك العذاب اھ ۱۲

ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ مِنَ الْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ۝ اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ

یہ ہم تمکو پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں جو کہ منجملہ دلائل کے ہے اور منجملہ حکمت آمیز مضامین کے ہے۔ بیشک حالت عجیبہ عیسیٰ کی اللہ تعالے کے نزدیک مشابہ حالت عجیبہ آدم کے ہے کہ انکو مٹی سے بنایا پھر

قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ ۝

انکو حکم دیا کہ ہو جا بس وہ ہو گئے۔ یہ امر واقعی آپکے پروردگار کیطرف سے ہے سو آپ شبہ کرنیوالوں میں سے نہ ہو جیے

مغلوب رہینگے اور دیگر کفار کی سزا بھی مختلف اوقات میں ہوتی رہتی ہے کبھی مسلمانوں کے جزیہ گذار ہوتے ہیں کبھی ہلاک کیے جاتے ہیں کبھی دوسرے امراض و مصائب میں مبتلا ہوتے ہیں اور گو یہ واقعات اہل اسلام کو بھی پیش آتے ہیں مگر اُنکے لیے وہ بطور سزا و مبغوضیت کے نہیں ہوتے بلکہ اُنکے لیے رحمت اور کفارہ سیئات ہوتا ہے فقط **ربط** یہ قصہ یہانتک ختم ہو گیا آگے اس اخبار کا دلیل نبوت محمدیہ ہونا بوجہ خارق عادت ہونیکے بیان فرماتے ہیں جیسے اوپر آیت ذٰلِكَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَيْبِ میں اسکی تقریر گذر چکی اور آگے بھی آتی ہے **استدلال بر نبوت محمدیہ بقصہ مذکورہ** ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ مِنَ الْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ۝۵۸ یہ (قصہ مذکورہ) ہم تمکو (بذریعہ وحی کے) پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں جو کہ (آپ کے) منجملہ دلائل (نبوت) کے ہے اور منجملہ حکمت آمیز مضامین کے ہے **ف** یعنی فی نفسہ بھی مشتمل ہے علم و حکمت کی باتوں پر بوجہ اسکے دال ہے قدرت الٰہیہ اور دیگر علوم پر اور آپکے اعتبار سے بھی دلیل ہے صدق دعویٰ نبوت پر کیونکہ آپکو یہ قصہ مثل دیگر قصص ماضیہ کے اور کسی ذریعہ سے دریافت نہیں ہوا ایسی حالت میں خبر دینا خارق عادت ہے جو کہ دلائل ثبوت نبوت سے ہے **ربط** بعد ختم قصہ کے آگے عود ہے محاجہ اہل کتاب کی طرف جیسے شروع سورت میں نصاریٰ پر نفی الوہیت عیسیٰ علیہ السلام پر دلائل قائم کیے تھے آگے بھی اسی مضمون کا بیان ہے جو منجملہ شبہات نصاریٰ کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بے باپ پیدا ہونا تھا انکو آپکی الوہیت یا ابن اللہ ہونیکا شبہہ ہو گیا تھا اسلیے اس استدلال کا ناکافی ہونا بتلاتے ہیں **جواب استدلال نصاریٰ بولادت عیسیٰ علیہ السلام بے پدر** اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝۵۹ بیشک حالت عجیبہ (حضرت) عیسیٰ (علیہ السلام) کی اللہ تعالے کے نزدیک (یعنی انکی تجویز ازلی میں) مشابہ حالت عجیبہ (حضرت) آدم (علیہ السلام) کے ہے کہ ان (آدم علیہ السلام) کو (یعنی انکے قالب کو) مٹی سے بنایا پھر ان (کے قالب) کو حکم دیا کہ (جاندار) ہو جا بس وہ (جاندار) ہو گئے **ف** حاصل تقریر کا یہ ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام کا بے باپ پیدا ہونا قدرت الٰہیہ سے کوئی بعید نہیں چنانچہ انکے قبل حضرت آدم علیہ السلام بے باپ اور بے ماں کے محض مٹی ہی سے پیدا ہو چکے ہیں پس بے باپ کے پیدا ہونے میں دونوں شریک ہیں اور بے ماں کے پیدا ہونے میں مشبہ بہ زیادہ عجیب ہیں کیونکہ آدمی کا صرف ماں کے خون سے بننا اتنا عجیب نہیں جتنا مٹی سے بننا زیادہ عجیب ہے پھر جسم آدم علیہ السلام کی عدم الوہیت سب کے نزدیک مسلم ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت کا شبہہ اس بنا پر کیسے ہو سکتا ہے۔ اور تجویز ازلی کا مطلب یہ ہے کہ پیدا کرنیکے قبل علم الٰہی میں یوں ہی مقدر تھا کہ ان حضرات کی پیدائش اس کیفیت سے ہوگی **ربط** آگے مضمون مذکور کے حق ہونیکو مؤکد فرماتے ہیں **تاکید مضمون مذکور** اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ ۝۶۰ یہ امر واقعی (جو اوپر مذکور ہوا) آپ کے پروردگار کیطرف سے (بتلایا گیا) ہے سو آپ شبہ کرنے والوں میں سے نہ ہو جیے **ف** اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ نعوذ باللہ آپ میں احتمال شبہہ کرنیکا تھا اصل یہ ہے کہ نہی سے فائدہ کبھی خصوصیت مخاطب کی ہوتی ہے کہ تم ایسا کام نہ کرنا جبکہ احتمال ہو اُس کام کے کرنے کا اور کبھی اس سے قطع نظر کر کے نفس مضمون کا مؤکد و مہتم بالشان ہونا مقصود ہوتا ہے جیسے کوئی بادشاہ اپنے وفادار وزیر سے کہیں جانے کے وقت اپنے پرانے احکام و معمولات کی جنکو ہمیشہ سے وقع پر پہلے سے بھی وہ وزیر برتتا آیا ہے تاکید کرے گو یہ بھی اطمینان ہو کہ یہ بے تاکید کے بھی حسب معمول عمل کریگا وہاں یہی مقصود ہوتا ہے پس آیت میں بھی امر ثانی مراد ہے خوب سمجھ لو **ربط** اوپر کی تقریر تو طالبان حق کی

ملحقات الترجمة
۵۱ قوله منجملہ ہو ترجمہ من کرہ للطف۔
۵۲ قوله یہ امر واقعی اشارۃ الی ان اللام للعہد۔

النحو قوله ذلک بتلاوہ نتلوہ خبرہ من الآیات حال من الضمیر المنصوب کذا فی روح المعانی۔ قوله خلقه قال البیضاوی جملۃ مفسرۃ للتمثیل مبنیۃ لما له الشبہ۔
البلاغة قوله ذلک نتلوہ الاتیان بما یدل علی البعد للاشارۃ الی عظم شان المشار الیه وبعد منزلته فی الشرف والمراد نتلوہ الا انه عبر بالمضارع استحضارا للصورۃ الحاصلۃ اعتناء بها کذا فی روح المعانی۔

قوله الحکیم فی الکشاف الذکر الحکیم القرآن وصف بصفۃ من هو من سببه او کانه ینطق بالحکمۃ لکثرۃ حکمه۔ قوله فیکون قال البیضاوی حکایۃ حال ماضیۃ۔ فی روح المعانی التعبیر بالمضارع مع ان المقام مقام المضی لتصویر ذلک الامر الکامل بصورۃ المشاهد الذی یقع الآن ایذانا بانه من الامور المستغربۃ العجیبۃ الشان وجوز ان یکون التعبیر بذلک لما ان الکون مستقبل بالنظر الی ما قبله۔

فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ

پس جو شخص آپ سے عیسے علیہ السلام کے باب مین حجت کرے آپ کے پاس علم آئے پیچھے تو آپ فرما دیجیے کہ آجاؤ ہم بلا لین اپنے بیٹونکو اور تمہارے بیٹونکو اور اپنی عورتونکو اور تمہاری عورتونکو

وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ ○

اور خود اپنے تنونکو اور تمہارے تنونکو پھر ہم خوب دل سے دعا کرین اس طور پر کہ اللہ کی لعنت بھیجین اُن پر جو ناحق پر ہون

تفہیم کے لیے بھی آگے معاندین کے ساکت کرنیکا طریقہ بتلاتے ہین **طریق اسکات معاندین** فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ (۶۰) پس جو شخص آپ سے عیسے علیہ السلام کے باب مین (اب بھی) حجت کرے آپ کے پاس علم (واقعی) آئے پیچھے تو آپ (جواب مین یون) فرما دیجیے کہ (اچھا اگر دلیل سے نہین مانتے تو پھر) آجاؤ ہم (اور تم) بلا (کر جمع کر) لین اپنے بیٹونکو اور تمہارے بیٹون کو اور اپنی عورتونکو اور تمہاری عورتونکو اور خود اپنے تنون کو اور تمہارے تنون کو پھر ہم (سب ملکر) خوب دل سے دعا کرین اس طور پر کہ اللہ کی لعنت بھیجین اُنپر جو (اس بحث مین) ناحق پر ہون **ف** مطلب یہ کہ دلیل سے گفتگو ختم نہ ہو تو یون کرلو کہ سب ملکر اللہ تعالے سے دعا کرو کہ جو اس امر مین باطل پر ہو اُسپر خدا تعالی کیطرف سے وبال اور ہلاکت پڑے کیونکہ لعنت کے معنی رحمت حق سے بعید ہو جانا اور رحمت سے بعید ہونا قہر سے قریب ہونا ہے پس حاصل معنی اسکا یہ ہوا کہ جھوٹے پر قہر نازل ہو سو جو شخص جھوٹا ہو گا وہ اسکا خمیازہ بھگتے گا اسوقت پوری تعیین صادق کاذب کی اہل عناد کے نزدیک بھی واضح ہو جاویگی اسطور پر بددعا کرنیکو مباہلہ کہتے ہین اور اسمین اصل خود مباحثہ کرنیوالونکا جمع ہو کر مضمون مذکور بددعا کرنا ہے اپنے اعزہ و اقارب کو جمع کرنیکی ضرورت نہین لیکن اس سے اور اہتمام بڑھ جاتا ہے کیونکہ ایسے لوگونکے ضرر یا ہلاکت سے خود طبعاً انسان کو رنج ہوتا ہے پس اس مضمون سے کہ جو ہم مین جھوٹا ہو اُسکے یہ لوگ بھی ہلاک ہو جاوین اور مصیبت مین مبتلا ہون اپنے دعوی کی راستی کا اور زیادہ کامل یقین ہونا ثابت ہوتا ہے یہ آیت اُسوقت نازل ہوئی تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نجران کے رہنے والے نصاری کو دعوت اسلام کا فرمان لکھا تھا اور اُسکا خلاصہ مضمون تین امرون مین ترتیب تھی یا اسلام یا جزیہ یا قتال اُنہون نے باہم مشورہ کرکے شرحبیل اور عبد اللہ بن شرحبیل اور جبار بن قیص کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین بھیجا ان لوگون سے آپ کی مذہبی گفتگو ہوئی یہانتک کہ حضرت عیسے علیہ السلام کے مقدمہ مین کلام کی نوبت پہونچی اُسوقت یہ آیت نازل ہوئی آپنے انکو اس مضمون کی خبر دی اور خود مع حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا و حضرت علی رضی اللہ عنہ و امام حسن رضی اللہ عنہ و امام حسین رضی اللہ عنہ کے تشریف لا کر مباہلہ کے لیے مستعد ہوئے شرحبیل نے یہ دیکھکر اپنے دونون ہمراہیون سے کہا کہ تمکو انکا نبی ہونا معلوم ہے نبی سے مباہلہ کرکے فلاح نہین ہو سکتی ہم سب بلاشبہ ہلاک ہو جاوینگے ان دونون نے کہا جیسی رای ہو شرحبیل بولا کہ رائے یہی ہے کہ ان ہی کی رای کے موافق ان سے صلح کر لو چنانچہ آپسے عرض کیا گیا آپنے اُنپر جزیہ مقرر فرما دیا اور اُنہون نے منظور کیا اوردہ فی روح المعانی عن دلائل البیہقی الا انجی علی والجزم بالنبوۃ فانہ عن دلائل ابی نعیم و صحیحین مین ان دو شخصونکا آنا مذکور ہے عاقب اور سید ممکن ہے کہ سب ہون **ف** آیت مین اپنے تن سے مراد تو خود اہل مباحثہ ہین اور نساء سے خاص زوجہ مراد نہین بلکہ اپنے گھر کی جو عورتین ہون جسمین دختر بھی داخل ہے چنانچہ آپ بوجہ اسکے کہ حضرت فاطمہ سب اولاد مین زیادہ عزیز تھین انکو لائے اسیطرح ابناءنا سے خاص صلبی اولاد مراد نہین بلکہ عام ہے اولاد کی اولاد کو بھی اور جو مجازاً اولاد کہلاتے ہون یعنی عرفاً مثل اولاد کے سمجھے جاتے ہون اس مفہوم مین نواسے اور داماد بھی داخل ہین چنانچہ آپ حضرت حسنین اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کو لائے پس بعض شیعہ کا اس سے یہ سمجھنا کہ حضرت علی نساءنا مین تو یقیناً داخل نہین اور ظاہر ہے کہ ابناءنا مین بھی داخل نہین کیونکہ داماد بیٹا نہین ہوتا پس انفسنا مین داخل ہونگے تو عین رسول ہوئے اسلیے خلافت بلا فصل کے مستحق ہوئے انتہے

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ فی ترجمۃ ندع اور تم مبناہ کون الصیغۃ للمتکلم مع الغیر ۱۲ **۲ قولہ** فی ترجمۃ فنجعل اس طور پر مبناہ ما فی روح المعانی انہ معطوف علے نبتہل مفسر للمراد منہ ۱۲ **۳ قولہ** فی ف جمع کرنے کی الخ ماخذہ روح المعانی ۱۲

اللغات فی القاموس الابتہال الاجتہاد فی الدعاء واخلاصہ اھ وفیہ البہل المال القلیل واللعن اھ قلت واتم منہ ما فی المدارک البہلۃ بالفتح والضم اللعنۃ واصل الابتہال ہذا ثم یستعمل فی کل دعاء یجتہد فیہ وان لم یکن التعانا اھ ۱۲

البلاغۃ قولہ نساءنا المراد الجنس فلا یشکل بکون فاطمۃ رضی واحدۃ ۱۲

الروایات اوردہ فی لباب النقول عن ابن ابی حاتم من طریق العوفی عن ابن عباس والیضا عن البیہقی من طریق سلمۃ بن عبد یوشع عن ابیہ عن جدہ والیضا عن طبقات ابن سعد عن الازرق بن قیس روایات متقاربۃ فی نزول قولہ تعالی ان مثل عیسے عند اللہ الے قولہ وان اللہ لہو العزیز الحکیم ولما ذکرت ملخصہا فی المتن لم اعدہا فی الحواشی ۱۲

ع ۶

إِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ ۚ وَمَا مِنْ إِلٰهٍ إِلَّا اللّٰهُ ۚ وَإِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ بِالْمُفْسِدِينَ ۝

بے شک یہ مذکور وہی ہے سچی بات اور کوئی معبود ہونیکے لائق نہیں بجز اللہ تعالے کے اور بلا شک اللہ تعالی ہی غلبہ والے حکمت والے ہیں پھر اگر سرتابی کریں تو بیشک اللہ تعالی خوب جاننے والے ہیں فساد والوں کو

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلٰى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا

آپ فرما دیجیے کہ اے اہل کتاب آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو کہ ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے یہ کہ بجز اللہ تعالے کے ہم کسی اور کی عبادت نکریں یا اللہ تعالے کیساتھ کسیکو شریک نہ ٹھیرائیں اور ہم میں سے کوئی کسی

بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللّٰهِ ۚ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ۝

دوسرے کو رب نہ قرار دے خدا تعالے کو چھوڑ کر پھر اگر وہ لوگ اعراض کریں تو تم لوگ کہدو کہ تم اسکے گواہ رہو کہ ہم تو ماننے والے ہیں

بالکل بناء الفاسد علی الفاسد ہے اول تو ہمنے انکا ابناء میں داخل ہونا صحیح ثابت کر دیا دوسرے اگر انفسنا میں بھی داخل مان لیا جاوے تو محاورہ میں اپنے متعلقین پر گو وہ تعلق کسی درجہ کا ہو انفسنا کا اطلاق صحیح ہے خود قرآن میں تقتلون انفسکم آیا ہے اور مراد تقتلون قومکم ہے ف ۳ رد المختار باب الرجعۃ بحث حلالہ میں بحر سے بحوالہ غایۃ البیان کے نقل کیا کہ مباہلہ اب بھی حاجت کے وقت جائز اور مشروع ہے میں کہتا ہوں کہ لعان کا مشروع ہونا مشروعیۃ مباہلہ کی کافی دلیل ہے اور باب اللعان بحث صفۃ اللعان میں جواز کے لیے یہ شرط بھی لگائی ہے کہ مباہلہ کرنے والا صادق ہو میں کہتا ہوں کہ صدق سے مراد صدق قطعی ہے ظنی نہیں تو مسائل اختلافیہ ظنیہ میں ناجائز ہوگا اور مباہلہ کا انجام کہیں تصریحاً تو نظر سے نہیں گذرا اگر حدیث میں قصہ مذکورہ کے متعلق اتنا مذکور ہے کہ اگر وہ لوگ مباہلہ کر لیتے تو انکے اہل اور اموال سب ہلاک ہو جاتے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ جل جاتے اور وہ فے الجلالین بروایۃ احمد عن ابن عباس اس سے قیاساً یہ معلوم ہوتا ہے کہ اب بھی اسکا اثر یہی ہلاکت یا ضرر عظیم وصریح ہو لیکن لحوق ضرر میں توقف ہونا یا ظہور نہونا موجب اشتباہ نہونا چاہیئے کیونکہ تعیین حق و باطل کے لیے دلائل شرعیہ بس ہیں مباہلہ پر موقوف نہیں زیادہ غرض اسکی نزاع لسانی کا ختم کرنا ہے واللہ اعلم **ربط** اوپر عیسے علیہ السلام کے بے باپ پیدا ہونے سے انکی الوہیت پر استدلال کر نیکا ابطال اور جواب پورا ہو گیا آگے اہتمام کے لیے اس مضمون کا حق ہونا اور نتیجہ کے طور پر حق تعالے کا الٰہ واحد ہونا بیان فرماتے ہیں **تاکید حقیت مضمون مذکور و اثبات توحید** إِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ ۚ وَمَا مِنْ إِلٰهٍ إِلَّا اللّٰهُ ۚ وَإِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝۶۲ بے شک یہ (جو کچھ) مذکور (ہوا) وہی ہے سچی بات اور کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں بجز اللہ تعالے کے (یہ توحید ذاتی ہوئی) اور بلاشک اللہ تعالے ہی غلبہ والے حکمت والے ہیں (یہ توحید صفاتی ہوئی) **ربط** آگے فساد و عناد والوں سے جو کہ اتنی حجتوں کے بعد بھی نہ مانیں گفتگو کرنے سے باز رکھتے ہیں اور انکا معاملہ اپنے حوالہ ہونا بتلاتے ہیں **انجام اہل فساد** فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ بِالْمُفْسِدِينَ ۝۶۳ پھر (ان سب حجتوں کے بعد بھی) اگر (حق قبول کرنے سے) سرتابی کریں تو (آپ[1] ان کا معاملہ حوالہ بخدا کیجیے کیونکہ) بے شک اللہ تعالے خوب جاننے والے ہیں فساد والوں کو **ربط** اوپر تو اہل کتاب سے محاجہ تھا جسکو با حسن وجوہ ختم کر دیا گیا آگے ملاطفت کے ساتھ انکو پھر دعوت الی الحق کیجاتی ہے اور اوپر روی سخن زیادہ نصاری کیطرف تھا اور آگے بوجہ عموم الفاظ یہود و نصارے دونوں کی طرف عام ہے **دعوت اہل کتاب بلطف** قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلٰى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللّٰهِ ۚ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ۝۶۴ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ فرما دیجیے کہ اے اہل کتاب آؤ ایک ایسی بات کیطرف جو کہ ہمارے اور تمہارے درمیان (مسلم ہونے میں) برابر ہے (وہ) یہ (ہے) کہ بجز اللہ تعالے کے ہم کسی اور کی عبادت نکریں اور اللہ تعالے کے ساتھ کسیکو شریک نہ ٹھیرائیں اور ہم میں سے کوئی کسی دوسرے کو رب نہ قرار دے خدا تعالی کو چھوڑ کر

ملحقات الترجمہ

[1] قولہ آپ انکا معاملہ الخ اشارۃ الی کون الجزاء محذوفا ای فاعرض عنہم وکل امرہم الی اللہ المذکور ہو علۃ المحذوف ۱۲

اللغات قولہ القصص فی روح المعانی القصص ہو الخبر ای ان ہذا ہو الحق لا ما یدعیہ النصاری من کون المسیح علیہ السلام الٰہا او ابن اللہ تعالوا الخ سواء مصدر بمعنے مستویۃ لا اختلاف فیہا بکل الشرائع ۱۲

الروایات فی روح المعانی نزلت فی وفد نصاری نجران قالہ السدی والحسن وابن زید ومحمد ابن جعفر بن الزبیر وروی عن قتادۃ والربیع وابن جریج انہا نزلت فی یہود المدینۃ وذہب ابو علی الجبائی انہا نزلت فی الفریقین من اہل الکتاب واستظہرہ بعض المحققین لعمومہ وروی الترمذی وحسنہ انہ لما نزلت اتخذوا احبارہم ورہبانہم اربابا من دون اللہ قال عدی بن حاتم ما کنا نعبدہم یا رسول اللہ قال الیس کانوا یحلون لکم ویحرمون فتاخذون بقولہم قال نعم قال ہو ذاک ۱۲

يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْۤ اِبْرٰهِيْمَ وَمَآ اُنْزِلَتِ التَّوْرٰىةُ وَالْاِنْجِيْلُ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِهٖ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ هٰٓاَنْتُمْ

اے اہل کتاب کیون حجت کرتے ہو ابراہیم کے بارہ مین حالانکہ نہین نازل کیگئی توراۃ اور انجیل مگر ان کے بعد کیا پھر سمجھتے نہین ہو ہان تم

هٰٓؤُلَاۗءِ حَاجَجْتُمْ فِيْمَا لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

ایسے ہو کہ ایسی بات مین تو حجت کرہی چکے تھے جس سے تمکو کسیقدر تو واقفیت تھی سو ایسی بات مین کیون حجت کرتے ہو جس سے تمکو اصلا واقفیت نہین اور اللہ تعالی جانتے ہین اور تم نہین جانتے

پھر اگر (اسکے بعد بھی) وہ لوگ (حق سے) اعراض کرین تو تم (مسلمان) لوگ کہدو کہ تم (ہمارے) اس (اقرار) کے گواہ رہو کہ ہم تو (اس بات کے) ماننے والے ہین (اگر تم نہ مانو تم جانو) **ف** اس مضمون کو مسلم اسلیے کہا گیا کہ سب شرائع مین اسکی تعلیم ہوئی ہی اور اجمالا اور کلیا اہل کتاب بھی اسکو مانتے ہین کہ توحید فرض ہے اور شرک کفر ہے اور کسی مخلوق کو رب قرار دینا شرک ہے لیکن باوجود اسکے وہ لوگ شرک مین اسلیے مبتلا تھے کہ وہ اسکو شرک اور خلاف توحید نہ سمجھتے تھے پس اس تقریر مین لطف یہ ہوا کہ انکو کلیات مسلمہ یاد دلانے کے بعد جزئیات مختلف فیہا کا ان کلیات مین داخل ہونیکا اثبات سہل ہوگیا اور وجہ انکے مشرک ہونیکی یہ تھی کہ وہ لوگ بعض صفات خاصہ حق تعالی کو جیسے الوہیت ہی حضرت عیسے علیہ السلام یا حضرت عزیر علیہ السلام کے لیے ثابت کرتے تھے جسکو آیت مین عبادت غیر اللہ کہا گیا اسیطرح مطاع علے الاطلاق ہونے کو جو کہ خواص باریتعالی سے ہی اپنے احبار اور رہبان کیلیے مانتے تھے جسکو آیت مین ربوبیت من دون اللہ فرمایا گیا کیونکہ انکی تحلیل وتحریم کو گو کہ وہ نصوص قطعیہ محکمہ معمولہ بالاجماع کے بھی خلاف ہو حجت واجب العمل سمجھتے تھے اور حقیقت شرک کی یہی ہی کہ خواص واجب کو ممکن کے لیے ثابت مانا جاوے لیکن انکو اشتباہ اس سے ہوگیا تھا کہ وہ بالذات اور بالعرض کا فرق کرتے تھے حالانکہ یہ فرق صفات غیر مختصہ مین صحیح ہی اور صفات مختصہ مین غیر صحیح اور غیر دافع شرک ہے۔ اور یہ جو فرمایا کہ خدا کو چھوڑ کر اول تو اسوجہ سے کہ احبار و رہبان کی ایسی اطاعت مین خدا تعالی کے احکام متروک ہوئے جاتے تھے دوسرے اسلیے کہ مراد یہ ہی کہ خدا کی توحید چھوڑ کر اور ظاہر ہے کہ شرک کے ساتھ توحید چھوٹ ہی جاتی ہی اور چونکہ ظاہر مین مشرک خدا اور غیر خدا دونون کو مانتا ہی اسلیے بعض جگہ مع اللہ آلہۃ اخری فرمادیا۔ اور یہ کہنے کو جو فرمایا کہ تم گواہ رہو آہین تعلیم ہی کہ جب وضوح کے بعد بھی کوئی حق کو نہ مانے تو اتمام حجت کے لیے اپنا مسلک ظاہر کرکے کلام ختم کردینا چاہیے **تنبیہ** اس آیت سے ایسی تقلید کا ابطال ہوتا ہی جیسی اہل کتاب کرتے تھے جسکا ابھی بیان ہوا اور جو تقلید جمہور اہل اسلام مین اب شائع ہی وہ مشروع ہی اور اس آیت کے مضمون مین داخل نہین جسکا محل مسائل ظنیہ محتملۃ الطرفین ہین جب تک کہ نص قطعی محکم مجمع علیہ یا اجماع کے خلاف ہونا ثابت نہو ورنہ نص و اجماع کو مقدم رکھا جاتا ہی **ربط** اوپر کے محاجہ مین حضرت عیسے علیہ السلام کے متعلق گفتگو تھی کہ نصاری انکے خوارق سے انکی الوہیت کا اثبات کرتے تھے اسکو بدلائل باطل کردیا کہ گو خوارق حق ہین مگر یہ دلیل الوہیت کی نہین ہوسکتی آگے محاجہ مین حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق گفتگو ہی جسکا سبب یہ ہوا کہ ایکبار نصاری نجران کے اور کچھ علماء یہود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین جمع ہوگئے اور ہر فریق حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنے طریق پر بتلانے لگا اور وہ فی لباب النقول عن ابن اسحق وعن البیہقی بروایۃ ابن عباس رض جس سے مقصود اپنے طریق کی حقانیت وبقاء مشروعیت ثابت کرنا تھا اور انکے اس مقصود باطل سے رسالت محمدیہ مین قدح لازم آتا تھا کیونکہ آپ کی شریعت دوسرے طرق کو منسوخ بتلا رہی ہی اور ناسخ و منسوخ مشروعیۃ مین مجتمع نہین ہوسکتے اسلیے حق تعالی انکے قول کو باطل فرماتے ہین اور گو بفرض تقدیر مطابقت ملت ابراہیمی و یہودیت و نصرانیت بھی بوجہ تاخر شریعت محمدیہ ناسخہ کے مشروعیۃ یہودیت و نصرانیت لازم نہین لیکن چونکہ خود دعوی مطابقت ہی غلط تھا اسلیے سرے سے اسی کی تغلیط فرمائی پس اس قصہ پر محاجہ سالفہ مین اتفاق ہی مسئلہ توحید کا اور اس محاجہ مین اتفاق ہی مسئلہ رسالت کا **رد دعوی اہل کتاب درباب ملۃ ابراہیم علیہ السلام** يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْۤ اِبْرٰهِيْمَ وَمَآ اُنْزِلَتِ التَّوْرٰىةُ وَالْاِنْجِيْلُ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِهٖ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۵﴾ هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَاۗءِ حَاجَجْتُمْ فِيْمَا لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۶﴾

ملحقات الترجمہ

۵ قولہ تم نہ مانو تم جانو حملا لقولہ اشہدوا علی معنے الاعراض و یتایدہ فی البیضاوی من قولہ اعرض عن ذلک قال اشہدوا بانا مسلمون اھ دحل غیری علی الوجوہ لاخ ۱۲

النحو قولہ افلا تعقلون الہمزۃ داخلۃ علی مقدر ای اتدعون المحال فلا تعقلون ورعیت معناہ فی الترجمۃ واخذت کونہ محالا اخلاف لنقل من البیضاوی۔ قولہ ھانتم ھؤلاء فی البیضاوی ھا حرف تنبیہ وانتم مبتدا وھؤلاء خبرہ وحاججتم جملۃ اخری مبنیۃ للاولی اھ قلت ورعیت کل ہذا فی الترجمۃ **الروایات** مرفی وجہ الربط فانظر ۱۲

مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ

ابراہیم علیہ السلام نہ تو یہودی تھے اور نہ نصرانی تھے لیکن طریق مستقیم والے صاحب اسلام تھے۔ اور مشرکین میں سے نہ تھے۔ بلاشبہ سب آدمیوں میں زیادہ خصوصیت رکھنے والے

بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

ابراہیم کے ساتھ البتہ وہ لوگ تھے جنہوں نے انکا اتباع کیا تھا اور یہ نبی ہیں اور یہ ایمان والے اور اللہ تعالے حامی ہیں ایمان والوں کے

مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۶۷﴾ اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۶۸﴾ اے اہل کتاب کیوں حجت کرتے ہو (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کے بارہ میں (کہ وہ طریق یہودیت پر تھے یا نصرانیت پر تھے) حالانکہ نہیں نازل کی گئی توراۃ اور انجیل مگر اُنکے (زمانہ کے بہت) بعد (اور یہ دونوں طریق ان دونوں کتابوں کے نزول کے بعد سے ظاہر ہوئے پہلے سے اُنکا وجود ہی نہ تھا پھر حضرت ابراہیم ان طریقوں پر کسطرح ہو سکتے ہیں) کیا (ایسی خلاف عقل بات مُنہ سے نکالتے ہو اور پھر) سمجھتے نہیں ہو ہان تم ایسے ہو کہ ایسی بات میں تو حجت کر ہی چکے تھے جس سے تمکو کسیقدر تو واقفیت تھی (گو اسمیں ایک غلط مقدمہ لگا کر نتیجہ غلط نکالتے تھے مراد اس سے خوارق ہیں عیسے علیہ السلام کے کہ یہ مطابق واقعہ کے ہے البتہ اسمین یہ مقدمہ غلط ملا لیا گیا کہ ایسے خوارق والا آلہ یا ابن الآلہ ہوگا لیکن ایک مقدمہ منشاء اشتباہ تو تھا اسلیے اسکو ناکافی واقفیت کہیں گے جب اسی میں تمہاری غلطی ظاہر ہوگئی) سو ایسی بات میں (پھر) کیون حجت کرتے ہو جس سے تمکو اصلا واقفیت نہیں (کیونکہ اس دعوی کے لیے تو کوئی منشاء اشتباہ کا بھی تمہارے پاس نہیں کیونکہ ان کے اور ابراہیم علیہ السلام کے فروع شریعت میں موافقت بھی نہ تھی) اور اللہ تعالی (ابراہیم علیہ السلام کے طریق کو خوب) جانتے ہیں اور تم نہیں جانتے (جب تو ایسے بے سروپا دعوے کرتے ہو جس سے علم بھی مثل عدم علم کے سمجھا جاتا ہے تو اب اللہ تعالے سے اُنکا طریق سنو کہ) ابراہیم علیہ السلام نہ تو یہودی تھے اور نہ نصرانی تھے لیکن (البتہ) طریق مستقیم والے (یعنی) صاحب اسلام تھے اور مشرکین میں سے (بھی) نہ تھے (سو یہود و نصارے کو تو نہ ہی طریق کے اعتبار سے اُن کے ساتھ کوئی مناسبت نہ ہوئی ہاں) بلاشبہہ سب آدمیوں میں زیادہ خصوصیت رکھنے والے (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کے ساتھ البتہ وہ لوگ تھے جنہوں نے (اُنکے وقت میں) اُنکا اتباع کیا تھا اور یہ نبی (محمد صلے اللہ علیہ وسلم) ہیں اور یہ ایمان والے (جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہیں) اور اللہ تعالی حامی ہیں ایمان والوں کے (کہ اُنکو اُنکے ایمان کا ثواب دینگے) **ف** اگر ان یہود و نصاری کا یہ دعوی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسبت بلا تاویل تھا خواہ براہ جہل یا براہ عناد تب تو رد ظاہر ہے اور اُنکی غلطی بدیہی اور اگر اس تاویل سے تھا کہ اُنکا جو طریق تھا وہی ہماری شریعت میں مقرر ہوا تو حاصل تقریر رد کا یہ ہے کہ موافقت فی الفروع نہ ہونا تو ظاہر ہے اور اگر موافقت فے الاصول مراد ہے تو یہودیت کی حقیقت اصول مع الفروع المخصوصہ ہے اسیطرح نصرانیۃ کی بھی اور یہ مجموعہ عہد ابراہیمی میں متحقق نہ تھا اسلیے یہ دعوی بالمعنے المتبادر غلط ہوا اور اگر جدید اصطلاح مقرر کیجاوے تو اول تو الفاظ شرعیہ کو معانی لغویہ پر محمول کرنا غلط دوسرے ابہام باطل کی وجہ سے منہی عنہ اور موہم غلط اس تقدیر پر غلطی نظری ہوگی۔ رہا یہ اشکال کہ اسیطرح اسلام بھی متاخر ہے زمانہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پھر وہ صاحب اسلام کیسے ہوئے۔ اسکا جواب سورۂ بقرہ آیت ام کنتم شہداء کی تفسیر میں جو پارہ الم کے آخر رکوع میں ہے مفصل گذر چکا ہے۔ اور یہاں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکی امت کی زیادہ خصوصیت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ثابت کیگئی وجہ اسکی مطابقت فی الاصول وکثیر من الفروع ہے چنانچہ یہ مضمون بھی سورہ بقرہ کے مقام مذکور آیت وقالوا کونوا ہودا کی تفسیر میں گذر چکا ہے وہیں یہ اشکال بھی رفع کر دیا گیا ہے کہ اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے استقلال نبوت میں قدح نہیں آپڑا اور اسی سے یہ بھی مفہوم ہو جاویگا کہ الذین اتبعوہ کی خصوصیت بطور امت ہونیکے ہے اور مابعد کی بطور موافقت کے اور جملہ ماکان من المشرکین کی تقریر بھی اسی جگہ گذر چکی ہے دیکھ لیا جاوے پس گویا یہ اخیر کا مضمون تتمہ ہے جواب محاجہ کا کہ موافقت طریق ابراہیمی کا دعوی یہود و نصاری نہیں کر سکتے البتہ امت محمدیہ کو زیبا ہے ربط اوپر کی آیتوں میں اہل کتاب کے ضلال یعنی گمراہی کا بیان تھا کہ اس درجہ گمراہ ہو گئے ہیں کہ باوجود ایسی حجتوں کے الزام و اتمام کے حق کو قبول نہیں کرتے آگے اُنکے ضلال

اللغات فے القاموس الحنف الاستقامۃ الخ ۱۲

ملحقات الترجمۃ

۱ قولہ فی ترجمۃ فیما لکم بہ علم و فیما لیس لکم بہ علم کسیقدر و اصلا بناء علی ان النکرۃ تخص فے الاثبات وتعم فے النفی ۱۲

۲ قولہ فی ترجمۃ فلم تحاجون پھر کیون حجت کرتے ہو پھر قولہ غلطی ظاہر ہوگئی باشارۃ الی معہ الترتیب بالفاء ماحصلہ ترتب الانکار للمحاجۃ علی ظہور الغلط ۱۲

۳ قولہ تحت ترجمۃ لا تعلمون جس سے علم بھی فاندفع بہذا التوجیہ ان نفی العلم عنہم اذا کان اعتبار اشکل ۱۲

۴ قولہ فی ترجمۃ اولی خصوصیت والے کما فی روح المعانی ای اقرب الناس واخصہم بابراہیم ۱۲

۵ قولہ فی ترجمۃ الذین اٰمنوا یہ ایمان والے اشارۃ الی العہد ۱۲

وَدَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ ؕ وَمَا يُضِلُّوْنَ إِلَّآ أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝ يٰٓأَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ

دل سے چاہتے ہیں بعضے لوگ اہل کتاب میں سے اس امر کو کہ تمکو گمراہ کر دیں اور وہ کسیکو گمراہ نہیں کر سکتے مگر خود اپنے آپ کو اور اسکی اطلاع نہیں رکھتے۔ ای اہل کتاب کیون کفر کرتے ہو

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَأَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ۝ يٰٓأَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

اللہ تعالے کی آیتوں کے ساتھ حالانکہ تم اقرار کرتے ہو۔ اے اہل کتاب کیون مخلوط کرتے ہو واقعی کو غیر واقعی سے اور چھپاتے ہو واقعی بات کو حالانکہ تم جانتے ہو۔

ع ۸ / ۱۵

وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِيْٓ أُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ

اور بعضے لوگوں نے اہل کتاب میں سے کہا کہ ایمان لے آؤ اسپر جو نازل کیا گیا ہے مسلمانوں پر شروع دن میں اور انکار کر بیٹھو آخر دن میں عجب کیا وہ

يَرْجِعُوْنَ ۝ وَلَا تُؤْمِنُوْٓا إِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ ؕ

پھر جاوین اور کسی کے روبرو اقرار مت کرنا مگر ایسے شخص کے روبرو جو تمہارے دین کا پیرو ہو۔

بیان اضلال اہل کتاب کا ذکر فرماتے ہیں یعنی خود تو گمراہ تھے ہی مزید برآن یہ ہے کہ اوروں کے بھی گمراہ کرنے کی فکر میں ہیں وَدَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ ؕ وَمَا يُضِلُّوْنَ إِلَّآ أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۶۸﴾ دل سے چاہتے ہیں بعضے لوگ اہل کتاب میں سے اس امر کو کہ تمکو (دین حق سے) گمراہ کر دیں اور وہ کسیکو گمراہ نہیں کر سکتے مگر خود اپنے آپ کو (وبال اضلال میں گرفتار کر رہے ہیں) اور اسکی اطلاع نہیں رکھتے **ف** اگر مخاطب ضمیر خطاب یضلونکم کے خاص صحابہ ہیں تب تو یہ فرمانا کہ کسیکو گمراہ نہیں کر سکتے بالکل ظاہر ہے کیونکہ یہاں بھی مراد یہی ہوگی کہ تم میں سے کسیکو گمراہ نہیں کر سکتے سو بفضلہ تعالی اُن خاص حضرات میں سے کسیکو گمراہ نکر سکے اور اگر مراد مطلق اہل اسلام ہیں تو اُس فرمانے کے یہ معنی ہونگے کہ یہ امر اُنکے اختیار و قدرت سے خارج ہے اور یوں خود ہی کوئی گمراہ ہو جاوے تو اور بات ہے مایضلون بالمعنی المذکور کے منافی نہیں۔ اور یہ جو فرمایا کہ اسکی اطلاع نہیں رکھتے اسکا مطلب یہ ہے کہ اسطرف التفات نہیں کرتے ورنہ اُنمیں جو علماء تھے وہ چونکہ اسلام کی حقانیت کا علم رکھتے تھے جیسا آگے ہی تشہدون و تعلمون سے مفہوم ہوتا ہے اسلیے اس اضلال کے وبال سے بھی آگاہ تھے اور اگر طائفہ سے جہلا مراد ہوں تو مایشعرون میں کوئی اشکال نہیں **ربط** آگے اُنکے ضلال اور ضلال پر اُنکو ملامت فرماتے ہیں **ملامت بر ضلال و ضلال اہل کتاب** يٰٓأَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَأَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ﴿۶۹﴾ يٰٓأَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۷۰﴾ ای اہل کتاب کیون کفر کرتے ہو اللہ تعالی کی (اُن) آیتوں کے ساتھ (جو کہ توراۃ و انجیل میں نبوت محمدیہ پر دلالت کرتی ہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا انکار کرنا اُن آیات کی تکذیب کرنا ہے اور آیات اللہ کی تکذیب کفر ہے) حالانکہ تم (اپنی زبان سے) اقرار کرتے ہو (کہ وہ آیات حق ہیں یہ تو ملامت ہوئی اُنکے ضلال پر آگے اضلال پر ملامت فرماتے ہیں کہ) ای اہل کتاب کیون مخلوط کرتے ہو واقعی (مضمون یعنی نبوت محمدیہ) کو غیر واقعی (مضمون یعنی عبارت تحریف شدہ یا تفسیر فاسد) سے اور (کیون) چھپاتے ہو واقعی بات کو حالانکہ تم جانتے ہو (کہ حق بات کو چھپا رہے ہو) **ف** دونوں جگہ جو تشہدون اور تعلمون فرمایا اسکی یہ وجہ نہیں ہے کہ عدم اقرار اور عدم علم کی حالت میں کفر وغیرہ جائز ہے قبیح ذاتی تو کسی حال میں جائز ہو ہی نہیں سکتا بلکہ وجہ یہ ہے کہ اقرار اور علم کے وقت کفر اور زیادہ قبیح اور زیادہ قابل ملامت ہے اور لبس و کتمان کی حقیقت کا حاصل پارہ الم کے ربع کے قریب جہاں اسی قسم کی آیت ہے بیان ہو چکا ہے **ربط** اوپر مذکور تھا کہ بعض اہل کتاب مسلمانوں کے اضلال کی فکر میں رہتے ہیں آگے انکی ایک تدبیر کا بیان فرماتے ہیں جسکو اضلال مومنین کے لیے اُنہوں نے تجویز کیا تھا **بیان خدعۂ اہل کتاب برای تشکیک نومسلمانان** وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِيْٓ أُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۷۱﴾ وَلَا تُؤْمِنُوْٓا إِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ ؕ

النحو قوله لو بمعنی ان المصدریة ۱۲

البلاغة قال العصام فی لمن تبع جعل الایمان بمعنی الاقرار توجیها للام لمن تبع فان الایمان متعد بنفسه ولیس المقام مقام لام التعدیة والحاصل لا تصدقوا عن قلب الا لمن تبع دینکم ۱۲

الروایات فی لباب النقول روی ابن اسحق عن ابن عباس قال قال عبد اللہ بن الصیف وعدی بن زید والحرث بن عوف بعضهم لبعض تعالوا نؤمن بما انزل علی محمد واصحابه غدوة ونکفر به عشیة حتی نلبس علیهم دینهم لعلهم یصنعون کما نصنع فیرجعون عن دینهم فانزل اللہ فیهم یا اہل الکتاب لم تلبسون الحق بالباطل الی قوله واسع علیم اھ ۱۲

ملحقات الترجمة

ل۱ قوله گمراہ نہیں کر سکتے نفی للاحتمال لا للامکان فان ہذہ المادة فی الہندیة مستعملة لکلا المعنیین فاحفظ فانه ینفعک فی کثیر من المباحث کمسئلة امکان الکذب المتنازع فیه فی عصرنا فان المقدوریة صحیحة والاحتمال باطل فیالتیسیر بسیاق المواضع ۱۲

ل۲ قوله وبال اضلال الخ فیه الکلام مجاز مشاکلة ظاہرا فانہم کانوا ضالین فکیف یصح تحصیل الحاصل ۱۲

ل۳ قوله فی ترجمة آیت اللہ اوران اشارة الی العهد ۱۲

ل۴ قوله اقرار کذا فی حاشیة البیضاوی ۱۲

ل۵ قوله یعنی عبارت تحریف شدہ الخ فی الترجمة اشارة الی کونہم محرفین بکلا الطریقین ۱۲

ل۶ قوله فی ترجمة تکتمون اور کیون عطفا علی تلبسون فیکرر کلمة لم ۱۲

ل۷ قوله فی وجه الربط مومنین کے لیے اعم من مطلق المومنین او من آمن منهم کما یدل علیه تفسیر بعضهم لقوله تعالی لمن تبع دینکم قوله عند ربکم ای فی دینه کما یقال عند ۱۲

قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ اَنْ يُّؤْتٰٓى اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ اُوْتِيْتُمْ اَوْ يُحَاجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ ۭ قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کہہ دیجیے کہ ہدایت اللہ کی ہے یہ باتیں اسلیے کرتے ہو کہ کسی اور کو بھی ایسی چیز ملی ہے جیسی تمکو ملی تھی یا وہ اور لوگ تم پر غالب آ جاویں تمہارے رب کے نزدیک اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کہہ دیجیے

يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۚ يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝ وَمِنْ اَھْلِ الْكِتٰبِ

اسکو جسے چاہیں عطا فرما دیں ۔ اور اللہ تعالی بڑی وسعت والے ہیں خوب جاننے والے ہیں خاص کر دیتے ہیں اپنی رحمت کے ساتھ جسکو چاہیں اور اللہ تعالے بڑے فضل والے ہیں اور اہل کتاب میں سے بعض شخص

مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ ۚ وَمِنْھُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ

ایسا ہے کہ اگر تم اسکے پاس انبار کا انبار مال بھی امانت رکھدو تو وہ اسکو تمہارے پاس لا دیوے اور ان ہی میں سے بعضے وہ شخص ہے کہ اگر تم اسکے پاس ایک دینار بھی امانت رکھدو تو وہ بھی تمکو ادا نہ کرے

قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ اَنْ يُّؤْتٰٓى اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ اُوْتِيْتُمْ اَوْ يُحَاجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ ۭ قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝ اور بعضے لوگوں نے اہل کتاب میں سے (بطور مشورہ باہم کہا کہ (مسلمانونکو گمراہ کرنے کی ایک تدبیر ہے کہ ظاہرا) ایمان لے آؤ اُس (کتاب) پر جو نازل کیا گیا ہے (بواسطہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے) مسلمانوں پر (مراد یہ کہ قرآن پر ایمان لے آؤ) شروع دن میں (یعنی صبح کے وقت) اور (پھر) انکار کر بیٹھو آخر دن میں (یعنی شام کو) عجب کیا (اس تدبیر سے مسلمانوں کو بھی قرآن اور اسلام کے حق ہونے میں شبہہ پڑ جاوے اور) وہ (اپنے دین سے) پھر جاویں (اور یہ خیال کریں کہ یہ لوگ علم والے ہیں اور بے تعصب بھی ہیں کہ اسلام قبول کر لیا اسپر بھی جو پھر گئے تو ضرور اسلام کا غیر حق ہونا انکو دلائل علمیہ سے ثابت ہو گیا ہوگا اور ضرور انہوں نے اسلام میں کوئی خرابی دیکھی ہوگی جب تو اس سے پھر گئے اور اہل کتاب نے یہ بھی باہم کہا کہ مسلمانوں کے دکھلانے کو صرف ظاہری ایمان لانا) اور (صدق دل سے) کسی کے روبرو (دین کا) اقرار مت کرنا مگر ایسے شخص کے روبرو جو تمہارے دین کا پیرو ہو (اُسکے روبرو تو اپنے قدیم دین کا اقرار خلوص سے کرنا چاہیئے باقی غیر مذہب والونکے یعنی مسلمانوں کے روبرو ویسی ہی بصلحت مذکورہ زبانی اسلام کا اقرار کر لینا حق تعالی اُنکی اس تدبیر کے لچر ہونے کا اظہار فرماتے ہیں کہ) اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ کہہ دیجیے کہ (ان چالاکیوں سے کچھ نہیں ہوتا کیونکہ) یقینا ہدایت (جو بندونکو ہوتی ہے وہ) ہدایت اللہ کی (طرف سے ہوتی) ہے (پس جب ہدایت قبضہ خداوندی میں ہے تو وہ جسکو ہدایت پر قائم رکھنا چاہیں اُسکو کوئی مغوی کسی تدبیر سے نہیں ہلا سکتا آگے اُنکے اس مشورہ و تدبیر کی علت بتلاتے ہیں کہ اے اہل کتاب تم) ایسی باتیں اسلیے کرتے ہو کہ کسی اور کو بھی ایسی چیز مل رہی ہے جیسی تمکو ملی تھی (یعنی کتاب اور دین آسمانی) یا وہ اور لوگ تم پر غالب آ جاویں (اُس دین حق کی تائید میں جو) تمہارے رب کے نزدیک (ہے حاصل علت کا یہ ہوا کہ تمکو مسلمانوں پر یہ حسد ہے کہ انکو آسمانی کتاب کیوں ملگئی یا یہ لوگ ہم پر مذہبی مناظرہ میں کیوں غالب آ جاتے ہیں اس حسد کی وجہ سے اسلام اور اہل اسلام کے تنزل کی کوشش کر رہے ہو آگے اس حسد کا رد ہے کہ) اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ کہہ دیجیے کہ بیشک فضل تو خدا کے قبضہ میں ہے وہ اسکو جسے چاہیں عطا فرما دیں اور اللہ تعالے بڑی وسعت والے ہیں (اُنکے یہاں فضل کی کمی نہیں اور) خوب جاننے والے ہیں (کہ کسوقت کسکو دینا مناسب ہے اسلیے) خاص کر دیتے ہیں اپنی رحمت (و فضل) کے ساتھ جسکو چاہیں اور اللہ تعالے بڑے فضل والے ہیں (پس اسوقت برعایت حکمت مسلمانوں پر فضل رحمت فرما دیا اس میں حسد کرنا فضول اور جہل ہے) **ربط** اوپر کی آیتوں میں اہل کتاب کی خیانت فی الدین کا ذکر تھا یعنی اُنکا کفر کرنا آیات اللہ کے ساتھ اور خلط کرنا حق اور باطل کا اور کتمان حق کا اور تدبیر کرنا اضلال مومنین کی آیت آیندہ میں اُنکی خیانت فی الاموال کا ذکر ہے اور چونکہ بعضے امین بھی تھے اسلیے دونوں قسموں کا ذکر فرمایا

بیان اہل امانت واہل خیانت از اہل کتاب

وَمِنْ اَھْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ ۚ وَمِنْھُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ

ملحقات الترجمة

لـه قوله فی ترجمة ان يؤتى ایسی باتیں اشارة الی العامل ای و برتم المحذوف او قلتم المدلول علیه بقوله وقالت طائفة کانه التفات من الغیبة الی الخطاب ولما کان المحذوف والمدلول علیه بالمذکور کالمذکور جعله جزء للترجمة ۱۲

لـه قوله فی ترجمة یختص برحمته اپنی رحمت و فضل اشار بالمعطوف الی ان المراد بالترجمة هو الفضل المذکور فی السباق والسیاق ۱۲

اللغات القنطار فی القاموس بوزن اربعین اوقیة من ذهب او الف و مائتا دینار او الف ومائتا اوقیة او سبعون الف دینار و ثمانون الف درهم او مائة رطل من ذهب او فضة او الف دینار او ملأ مسک ثور ذهبا او فضة قوله تامنه فی روح المعانی من امنته بمعنی ائتمنته والباء قیل بمعنی علی وقیل بمعنی فی ای فی حفظ قنطار ۱۲

النحو قوله ان یؤتی ای لان یؤتی والظرف متعلق بالمحذوف فهو من کلام الله تعالی ویؤیده قراءة ابن کثیر ان یؤتی علی الاستفهام للتقریع تقدیره احسدتم او برتم لان یؤتی ۱۲

البلاغة قوله احد ای یحاجوکم قال احمد علی الکشاف فی هذا اشکال وهو وقوع احد فی الموجب لان استفهام الانکار فی مثله اثبات ویمکن ان یقال روعیت صیغة الاستفهام وان لم یکن المراد حقیقة فحسن لذلک دخول احد فی سیاقه والضمیر فی یحاجوکم لاحد لانه فی معنی الجمع حیث کان نکرة فی سیاق النفی ام ای فی بعض الوجوه حقیقة وفی بعضها صورة ۱۲

اِلَّا مَادُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِى الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝

مگر جب تک کہ تم اُسکے سر پر کھڑے رہو　یہ اس سبب سے ہو　کہ وہ لوگ کہتے ہین کہ ہم پر غیر اہل کتاب کے بارہ مین کسیطرح کا الزام نہین　اور وہ لوگ اللہ تعالےٰ پر جھوٹ لگاتے ہین　اور وہ بھی جانتے ہین

بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا

الزام کیون نہوگا جو شخص اپنے عہد کو پورا کرے اور اللہ تعالی سے ڈرے تو بیشک اللہ تعالی محبوب رکھتے ہین متقیون کو　یقیناً جو لوگ معاوضۂ حقیر لے لیتے ہین بمقابلہ اس عہد کے جو اللہ تعالےٰ سے کیا ہے اور اپنی قسمون کے

اِلَّا مَادُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِى الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾ اور اہل کتاب مین سے بعض شخص ایسا ہو کہ (اے[1] مخاطب) اگر تم اُسکے پاس انبار کا انبار مال بھی امانت رکھدو تو وہ (مانگنے کے ساتھ ہی) اُسکو تمہارے پاس لار کھدے اور اُن ہی مین سے بعض وہ شخص ہو کہ اگر تم اُسکے پاس ایک دینار بھی امانت رکھدو تو وہ بھی تمکو ادا نکرے (بلکہ امانت رکھانے کا بھی اقرار نکرے) مگر جبتک کہ تم (امانت رکھکر) اُسکے سر پر (برابر) کھڑے رہو (اسوقت تک خیر مکرے نہین اور جہان الگ ہوئے پھر ادا کرنیکا تو کیا ذکر ہی سرے سے امانت ہی سے مکر جاوے) یہ (امانت کا ادا نکرنا) اس سبب سے ہو کہ وہ لوگ کہتے ہین کہ ہم پر غیر اہل کتاب کے (مال کے) بارہ مین (اگرچہ جس طرح ایسا جاوے ہضم کیا) کسیطرح کا الزام نہین (یعنی غیر اہل کتاب مثلاً قریش کا مال چورالینا چھین لینا سب جائز ہی اللہ تعالے آگے اُنکے اس دعوی کی تکذیب فرماتے ہین) اور وہ لوگ اللہ تعالی پر جھوٹ لگاتے ہین (کہ اس فعل کو حلال سمجھتے ہین) اور (دل مین) وہ بھی جانتے ہین (کہ اللہ تعالی نے اسکو حلال نہین کیا محض تراشیدہ دعوی ہی) **ف** جس بعض کی امانت کی مدح کی گئی ہو اگر اس بعض سے وہ لوگ مراد ہین جو اہل کتاب مین سے ایمان لے آئے تھے (جیسا معالم مین بروایت ضحاک حضرت ابن عباس رض سے نقل کیا ہو کہ اس بعض سے مراد عبد اللہ بن سلام رض ہین کہ کسی شخص نے اُنکے پاس بارہ سو اوقیہ سونا امانت رکھا تھا اور انہون رض نے بعینہ ادا کر دیا جیسا کہ دوسرے بعض سے فنحاص بن عازورا یہودی مراد ہو کہ کسی قریش نے ایک دینار امانت رکھا اور اُس نے خیانت کی اھ) تب تو مدح مین کوئی اشکال نہین اور اگر خاص مومن مراد نہون بلکہ مطلقاً اہل کتاب مین امین اور خائن دونونکا ہونا بیان کرنا مقصود ہو تو مدح باعتبار قبول عند اللہ کے نہین کیونکہ بدون ایمان کے کوئی عمل صالح مقبول نہین ہوتا تو اُسپر ثواب ملتا ہی لقولہ تعالے فی سورۃ ہود من کان یرید الحیٰوۃ الدنیا وزینتھا نوف الیھم الی قولہ یعملون بلکہ مدح اس اعتبار سے ہو کہ اچھی بات گو کافر کی ہو کسی درجہ مین اچھی ہو جسکا اثر دنیا مین نیک[2] نامی وغیرہ اور آخرت مین اُس عذاب کی کمی ہو جو اُسکے ضد کے ارتکاب سے ہوتا اور عدم ثواب جو آیت ہود سے معلوم ہوتا ہی منافی عدم عذاب کے نہین۔ اور اس تقدیر پر اسلام کی غایت انصافی ثابت ہوتی ہے کہ مخالف کے ہنر کی بھی بقدر واقعی داد دیجاتی ہے **ربط** اور یقولون مین اُنکے دعوی کی تکذیب تھی آگے اُسی تکذیب کی تاکید اور وفای عہد کی فضیلت اور نقض عہد کی مذمت کی تصریح ہو **رد قول اہل کتاب و فضل وفای عہد و قبح غدر**

بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۷۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا

ملحقات الترجمہ

[1] قولہ فی ترجمۃ تا منہ ای مخاطب اشارۃ الی عدم تعیین المخاطب وقولہ تم ہو محاورۃ انسانا یراد بہ الواحد ۱۲ [2] قولہ فی آخرت نیکنامی وغیرہ ہو المراد بقولہ تعالے نوف الیہم اعمالہم واراد نہ بالخیر سعۃ العیش والکثرۃ فی المال والولد

اللغات سبیل فی روح المعانی عتاب وذم اھ قلت ہذا حاصل المعنی لانہا مطلق الطریق لغۃ فارید بہ طریق العتاب عرفا اطلاقا للمطلق علی المقید ۱۲

النحو الا مادمت استثناء من مقدر ای وانکرہ المدلول علیہ بقولہ لا یؤدہ لان الاداء آنی لا یتجدد بالزمان بخلاف الاقرار ۱۲

الروایات فی روح المعانی اخرج ابن جریر عن ابن جریج قال بایع الیہود رجال من المسلمین فی الجاہلیۃ فلما اسلموا تقاضوہم عن بیوعہم فقالوا لیس علینا امانۃ ولا قضاء لکم عندنا لانکم ترکتم دینکم الذی کنتم علیہ وادعوا انہم وجدوا ذلک فی کتابہم فقال اللہ تعالی ویقولون الخ فی روح المعانی اخرج الستۃ وغیرہم عن ابن مسعود رض فی قصۃ الاشعث بن قیس مع یہودی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للیہودی احلف فقال الاشعث اذا یحلف فیذہب بمالی فانزل اللہ تعالی ان الذین یشترون واخرج البخاری وغیرہ عن عبد اللہ بن ابی اوفی ان رجلا اقام سلعۃ لہ فی السوق فحلف باللہ لقد اعطی بہا مالم یعطہ لیوقع فیہا رجلا من المسلمین فنزلت ہذہ الآیۃ۔ واخرج ابن جریر عن عکرمۃ قال نزلت ہذہ الآیۃ فی ابی رافع ولبابۃ بن ابی الحقیق وکعب بن الاشرف وحیی بن اخطب حرفوا التوراۃ وبدلوا نعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وحکم الامانات وغیرہما واخذوا علی ذلک رشوۃ ۔ وروی غیر ذلک ولا مانع من تعدد سبب النزول لما حققوہ اھ فی لباب النقول قال الحافظ ابن حجر الآیۃ محتملۃ لکن العمدۃ فی ذلک ما ثبت فی الصحیح اھ قلت نعم لکن الالصق بالسباق والسیاق ما اخرجہ ابن جریر وقد سمعت عن روح المعانی ان لا مانع من تعدد سبب النزول ونقل فی اللباب ایضا عن الحافظ انہ لا منافاۃ بین الحدیثین بل یحمل علی ان النزول کان بالسببین معا اھ قلت الاحسن فی ذلک ما قال استاذی رحمہ اللہ تعالی انہ قد یکون السبب احدا لکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد یتلو تلک الآیۃ فی مقام آخر مناسب فیزعم الراوی نزولہا فی ذلک اھ

فائدۃ - لا یریبنک ما سمعت من اباحۃ المال الحربی ولو بعقد فاسد لانہ مشروط بہما وعدم الغدر فشتان ما بینہما ولا کون الغنیمۃ حلالا لانہ لا ایمان ولا عہد بخلاف الیہود حیث غدروا مع الامن والعہد فافہم ۱۲

اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ص وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

ان لوگون کو کچھ حصہ آخرت مین نہ ملیگا اور نہ خدا تعالیٰ اُن سے کلام فرماوینگے اور نہ اُن کی طرف دیکھین گے قیامت کے روز اور نہ اُنکو پاک کرینگے اور اُنکے لیے دردناک عذاب ہوگا۔

وَاِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيْقًا يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتٰبِ لِتَحْسَبُوْهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتٰبِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ

اور بیشک اُن مین سے بعضے ایسے ہین کہ کج کرتے ہین اپنی زبانون کو کتاب مین تاکہ تم لوگ اُسکو کتاب کا جزو سمجھو حالانکہ وہ کتاب کا جزو نہین اور کہتے ہین کہ یہ خدا تعالیٰ کے پاس سے ہے

وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝

حالانکہ وہ خدا تعالیٰ کے پاس سے نہین اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولتے ہین اور وہ جانتے ہین۔

اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ص وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ (خائن پر) الزام کیون نہ ہوگا (ضرور ہوگا کیونکہ اسکے متعلق ہمارے یہ دونون قانون ہین ایک یہ کہ) جو شخص اپنے عہد کو (خواہ وہ عہد اللہ تعالیٰ سے ہوا ہو یا بشرط جواز کسی مخلوق سے) پورا کرے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرے تو بیشک اللہ تعالیٰ محبوب رکھتے ہین (ایسے) متقیون کو (اور دوسرا قانون یہ ہے کہ) یقیناً جو لوگ معاوضہ حقیر (یعنی نفع دنیوی) لے لیتے ہین بمقابلہ اُس عہد کے جو (انہون نے) اللہ تعالیٰ سے کیا ہے (مثلاً انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانا) اور (بمقابلہ) اپنی قسمون کے (مثلاً حقوق العباد و معاملات کے باب مین قسم کھالینا) ان لوگون کو کچھ حصہ آخرت مین (وہان کی نعمت کا) نہ ملیگا اور نہ خدا تعالیٰ اُن سے (لطف کا) کلام فرماوینگے اور نہ اُنکی طرف (نظر محبت سے) دیکھین گے قیامت کے روز اور نہ اُنکو (گناہون سے) پاک کرینگے اور اُنکے لیے دردناک عذاب (تجویز) ہوگا **ف** عہد مخلوق مین احقر نے بشرط جواز اسلیے کہا کہ اگر وہ عہد ناجائز ہے تو اسکا ایفاء حرام ہے اور عہد اللہ کی مثال مین ایمان بالانبیاء علیہم السلام کو اسلیے ذکر کیا کہ یہود ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے منکر تھے باقی تخصیص نہیں ہے ورنہ عہد اللہ مین سب احکام آگئے جیسے عموم مین عہد مالی بھی داخل ہے اور ایمانہم مین زیادہ تصریح ہوگئی اور نزکیہم کا ایک ترجمہ صحیح اور بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ انکی تعریف نکرینگے جیسے مومنین کی کرینگے۔ اور یہ شبہ نکیا جاوے کہ وفاء عہد پر جو محبت کی بشارت ہے اسمین ایمان کی شرط نہین بات یہ ہے کہ عہد اللہ کے عموم مین ایمان بھی داخل ہے اور اتقی کے عموم سے اور زیادہ تاکید ہوگئی۔ اور یہ جو کہا گیا کہ کچھ حصہ نعمت کا نہ ملیگا الخ اگر یہ آیت کفار کے حق مین لیجاوے تو یہ سب وعیدین ابدالآباد کے لیے ہین اور اگر فجار کے لیے بھی عام کہا جاوے تو معنی یہ ہین کہ چندے وہ ان وعیدون کے مستحق ہونگے نہ ابدیت ہے نہ یقیناً وقوع ہے کیونکہ اہل سنت کے نزدیک عفو بلا عقوبت بھی صحیح ہے **ربط** اوپر خیانت کی مذمت کا بیان تھا آگے انکی خیانت کی ایک عادت کہ ایک خاص طریق سے تحریف کتاب اللہ ہے بیان فرماتے ہین **بیان عادت اہل کتاب مر قسمی از تحریف** وَاِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيْقًا يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتٰبِ لِتَحْسَبُوْهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتٰبِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ اور بے شک اُن مین سے بعضے ایسے ہین کہ کج کرتے ہین اپنی زبانون کو کتاب (پڑھنے) مین (یعنی اسمین کوئی لفظ یا کوئی تفسیر غلط ملا دیتے ہین اور غلط پڑھنے کو زبانی کہلاتا ہے) تاکہ تم لوگ (جو اسکو سنو تو) اُس (ملائی ہوئی چیز) کو (بھی) کتاب کا جزو سمجھو حالانکہ وہ کتاب کا جزو نہین اور (صرف دھوکہ دینے کے لیے اُس عملی طریق ہی پر اکتفا نہین کرتے بلکہ زبان سے بھی) کہتے ہین کہ یہ (لفظ یا مطلب) خدا تعالیٰ کے پاس سے (جو الفاظ یا قواعد نازل ہوئے ہین اُنسے ثابت) ہے حالانکہ وہ (کسیطرح) خدا تعالیٰ کے پاس سے نہین (پس اُنکا جھوٹا ہونا لازم آگیا آگے تاکید کے لیے اسکی پھر تصریح ہے) اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولتے ہین اور (اپنا جھوٹا ہونا دل مین خود بھی) وہ جانتے ہین **ف** ممکن ہے کہ تحریف لفظی کرتے ہون اور ممکن ہے کہ تفسیر غلط بیان کرتے ہون تحریف لفظی مین تو دعویٰ ہوتا ہے کہ یہ لفظ ہی منزل من اللہ ہے اور غلط تفسیر مین یہ تو نہین ہوتا لیکن یہ دعویٰ ہوتا ہے کہ یہ تفسیر قواعد شرعیہ سے ثابت ہے اور قواعد شرعیہ کا منجانب اللہ ہونا ظاہر ہے ایک صورت مین صورۃً جزو ہونیکا دعویٰ ہوگا ایک صورت مین

ملحقات الترجمة

۱ قوله ایسے متقیون اشارة الى كون اللام للعهد والى دخول الوفاء بالعهد فى عموم التقوى فلا يشكل الاكتفاء بذكر المتقين دون الموفين والى وضع المظهر موضع المضمر ۱۲ **۲ قوله** فى ترجمة عهد الله جو اللہ تعالیٰ سے کیا ہے جعل المصدر مضافا الى المفعول ليناسب ما قبله من قوله العهده فان الظاهر فيه عود الضمير الى من فالمعاهد هنا فالموضع هو العهد فافهم ۱۲ **۳ قوله** لطف ومحبت قيدهما لان مطلق الكلام انتفاءه غير واقع ومطلق النظر انتفاءه غير ممكن ۱۲ **۴ قوله** ایک ترجمہ اور بھی ہے اثر المذكور على هذا الزيادة شهرته ۱۲ **۵ قوله** ملائی ہوئی چیز کو اشارة الى كون الضمير للمحرف المدلول عليه بقوله يلوون ۱۲ **۶ قوله** جزو سمجھو اشارة الى كون من للتبعيض ۱۲

اللغات اللى عطف الشئ ورده عن الاستقامة الى الاعوجاج يقال لويت يده والتوى الشئ اذا انحرف والتوى فلان على اذا غير خلاقه عن الاستواء الى ضده ولوى لسانه عن كذا اذا غيره اه كبير ۱۲ **النحو** قوله بالكتب قال (رح على البيضاوى) على حذف المضاف اى بقراءته والباء للاستعانة او الظرفية قلت وبه ترجمت فالكتاب على معناه لا المحرف ـ وقال (فتح) المضاف المحذوف هو الشبه ولواه عطفه والباء صلة ۱۲ **فائدة**. اثبت صاحب روح المعانى التحريف اللفظى فى الكتب المتقدمة تحت هذه الآية (اى ان منهم لفريقا الخ) ۱۲

مَاكَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا

کسی بشر سے یہ بات نہین ہوسکتی کہ اللہ تعالےٰ اُسکو کتاب اور فہم اور نبوۃ عطا فرماوین پھروہ لوگون سے کہنے لگے کہ میرے بندے بن جاؤ خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر ولیکن کہے گا کہ تم لوگ

رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ۙ وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا ؕ

اللہ والے بن جاؤ بوجہ اسکے کہ تم کتاب سکھاتے ہو اور بوجہ اسکے کہ پڑھتے ہو اور نہ یہ بات تبلادے گا کہ تم فرشتون کو اور نبیون کو رب قرار دے لو

اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۧ

کیا وہ تمکو کفر کی بات تبلاویگا بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو

ع ۹/۱۶

معنیٰ جزو کتاب ہونیکا دعوی ہوگا بایمعنی کہ جزو ثابت بالشرع ہی اور ہر ثابت بالشرع حقیقۃً ثابت بالکتاب ہی کیونکہ دیسے دلائل شرعیہ مظہر احکام ہوتے ہین نہ کہ مثبت احکام اسلیے احقر نے ترجمہ مین دونون احتمالون کی رعایت رکھی۔ ملحدون نے اس امت مین بھی حدیث مین تحریف لفظی بھی اور قرآن مین صرف تحریف معنوی کی ہی کیونکہ الفاظ قرآنیہ نصًّا محفوظ من اللہ ہین ربط اوپر کی آیتون مین اہل کتاب کے افعال و اقوال پر اعتراض تھا اگلی آیت مین اہل کتاب کے ایک لغو اعتراض کا ابطال ہی جو اُنہون نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا تھا جیسا کہ لباب النقول مین بروایت ابن اسحٰق و بیہقی کے حضرت ابن عباس سے نقل کیا ہی کہ حضور اقدس کی خدمت مین جب یہود اور نجران کے نصاریٰ جمع ہوئے اور آپنے انکو اسلام کیطرف بلایا تو ابو رافع قرظی یہودی نے کہا کہ کیا آپ یہ چاہتے ہین کہ ہم آپکی عبادت کرین جیسا نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عبادت کرتے ہین آپنے فرمایا معاذ اللہ اُسپر یہ آیت نازل ہوئی **نفی احتمال معبودیت خویش از انبیاء علیہم السلام** مَاكَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا ؕ اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۸۰﴾ کسی بشر[1] سے یہ بات نہین ہوسکتی کہ اللہ تعالیٰ (تو) اسکو کتاب اور (دین کی) فہم اور نبوت عطا فرماوین (جنمین ہر ایک کا مقتضا ہی کفر و شرک سے ممانعت اور) پھر وہ لوگون سے (یون) کہنے لگے کہ میری بندگی (یعنی عبادت کرنیوالے) بن جاؤ خدا تعالیٰ (کی توحید) کو چھوڑ کر[2] (یعنی نبوت اور امر بالشرک جمع نہین ہوسکتے) ولیکن (وہ نبی یہ تو) کہیگا کہ تم لوگ اللہ والے بن جاؤ (یعنے صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو) بوجہ اسکے کہ تم کتاب (الٰہی اورون کو بھی) سکھاتے ہو اور بوجہ اسکے کہ (خود بھی اسکو) پڑھتے ہو (اور اس کتاب مین تعلیم ہی توحید کی) اور نہ (وہ بشر موصوف بالنبوت) یہ بات تبلادیگا کہ تم فرشتون کو اور (یا دوسرے) نبیون کو رب قرار دے لو کیا (بھلا) وہ تمکو کفر کی بات تبلاوے گا بعد اسکے کہ تم (اس عقیدہ خاص مین خواہ فی الواقع یا بزعم خود) مسلمان ہو ف شاید اس معترض نے براہ عناد اطاعت اور عبادت مین فرق نکیا ہو اسلیے اعتراض کردیا ہو جواب مین تصریح فرمادی کہ نبی سے امر بعبادت غیر اللہ شرعًا منفی و محال ہی اور عبادت و اطاعت کا فرق ظاہر تھا۔ اور یہ شبہہ نہ کیا جاوی کہ علت موحد ہونیکی تعلیم و درس کتاب کو فرمایا حالانکہ عوام مین یہ مفقود ہی اور امر بالتوحید موجود ہی۔ جواب یہ ہی کہ یہ علت محض مقتضی ہی شرط نہین سو عوام مین دوسرا مقتضی یعنی علم

ملحقات الترجمۃ
[1] قولہ نے ترجمۃ ماکان لبشر کسی بشر سے یہ بات نہین ہوسکتی بناء علے انہ نفی لانہی ولذا اقتدت بالحاصل فی ترجمۃ الکلام
[2] قولہ نی ترجمۃ دون اللہ توحید کو چھوڑ کر لان المتجاوز یعم ماکان اخراکا او افرادا ۱۲

اللغات الربانی فی روح المعانی ہو لفظ عربی لا سریانی علی الصحیح وہو منسوب الی الرب کالہی والالف والنون یزادان فی النسب للمبالغۃ کثیرا کلحیانی لعظیم اللحیۃ ورقبانی بمعنی غلیظ الرقبۃ **النحو والبلاغۃ** ماکان لبشر المعنی مایصح لاحد وعبر بالبشر ایذانا بعلۃ الحکم فان البشریۃ منافیۃ للامر الذی اسندہ الکفرۃ الی اولئک الکرام علیہم السلام وعطف الفعل علی منصوب ان بثم تعظیما لہذا القول فانہ اذا انتفی بعد مہلۃ کان انتفاءہ بدونہا اولی واحری فکانہ قیل ان ہذا الایتاء العظیم لایجامع ہذا القول اصلا وان کان بعد مہلۃ من ہذا الانعام (قلت ولو حمل علی الاستبعاد کان اوجہ ۱۲) ولکن کونوا علی تقدیر القول ای لکن یقول کونوا ولا یامرکم بالنصب عطفا علی یقول (ای ولا کان لہ ان یؤتیہ اللہ ثم یامر ای انہما تنافیان کالسابق ۱۲) وفی قراءۃ لا یامرکم بالرفع علی الاستیناف وقدم التعلیم علی الدراسۃ لوفور شرفہ علیہا او لان الخطاب الاول لرؤسائہم والثانی لمن دونہم اہ من روح المعانی ۱۲
اختلاف القراءۃ فی روح المعانی قرأ نافع وابن کثیر ویعقوب وابو عمرو ومجاہد تعلمون بمعنی عالمین ۱۲
الروایات قد ذکرت روایۃ فی وجہ الربط والاخری ما فی لباب النقول اخرج عبد الرزاق فی تفسیرہ عن الحسن قال بلغنی ان رجلا قال یا رسول اللہ نسلم علیک کما یسلم بعضنا علی بعض افلا نسجد لک قال لا ولکن اکرموا نبیکم واعرفوا الحق لاہلہ فانہ لاینبغی ان یسجد لاحد من دون اللہ فانزل اللہ ماکان لبشر الی قولہ بعد اذ انتم مسلمون اہ قلت وعلی ہذا لا اشکال فی قولہ انتم مسلمون حتی قال بعضہم بتعیین ہذا سبب النزول لکنہ ضعیف بعد توجیہہ بما اخترت فی الترجمۃ وبما فی روح المعانی ای منقادون مستعدون للدین الحق ارخاء للعنان واستدراجا ۱۲

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ

اور جبکہ اللہ تعالیٰ نے عہد لیا انبیاء سے کہ جو کچھ مین تمکو کتاب اور علم دون پھر تمہارے پاس کوئی پیغمبر آوے جو مصداق ہو اسکا جو تمہارے پاس ہے تو تم ضرور اس رسول پر اعتقاد بھی لانا

وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝

اور اسکی طرفداری بھی کرنا فرمایا کہ آیا تمنے اقرار کیا اور اس پر میرا عہد قبول کیا۔ وہ بولے ہمنے اقرار کیا ارشاد فرمایا تو گواہ رہنا اور مین اس پر تمہارے ساتھ گواہون مین سے ہون

موجود ہونا کافی ہے اور تخصیص اسکی بوجہ اسکے اتم ہونیکے اور دوسرے بوجہ اقتضاء مقام کے کہ مخاطب ذی علم تھا تیسرے بوجہ اسکے کہ اکثر عوام مقلد خواص کے ہوتے ہین پس انکے ایمان کا مقتضی انکے لیے بھی علۃ مقتضیہ ہوجاتا ہے اور انبیاء وملائکہ کے ذکر سے تاکید مضمون مقام کی ہوگئی کہ اسمین کسی کی تخصیص نہین عموم علت یعنی منافات نسبت وامر بالشرک سے مضمون عام ہے نیز دوسرے مشرک فرقون پر بھی تعریض ہوگئی کہ سبکا عقیدہ خلاف تعلیم نبوت ہے اور احقر لیے جو یہ تخصیص کی کہ اس عقیدہ خاص الخ وجہ یہ کہ مخاطب بالجواب یہود ہین نہ کہ مسلمان اور اعتراض کے وقت وہ مدعی توحید کے تھے اس خاص امر کی نسبت اسلام کہہ یا یہ خواہ وہ معترض واقع مین بھی موحد ہو یا انکا زعم ہی زعم ہو کیونکہ بعض یہود شرک کے عقیدے بھی رکھتے تھے واللہ اعلم ربط اوپر دور تک طائفہ سے اہل کتاب کی اُن کارروائیون کا ذکر تھا جو اسلام کے خلاف واضرار مین اُن سے صادر ہوتی تھین آگے ترقی کرکے یہ بتلاتے ہین کہ مخالفت ومضارت کی تو انکو کب اجازت ہوسکتی ہے اُن پر تو خود اسلام کا قبول کرنا واجب تھا کیونکہ اس مضمون کا عہد سب انبیاء علیہم السلام تک سے لیا گیا ہے انکی امم پر تو بدرجہ اولےٰ واجب ہوگا اور اسی سلسلہ مین ترک اسلام پر زجر آیۃ افغیر دین اللہ مین اور اسلام کی حقیقت کا خلاصہ آیۃ قل آمنا باللہ مین اور غیر اسلام کا مقبول نہونا آیۃ ومن یبتغ مین اور مذمت وعقوبت معرضین عن الاسلام کی باستثناء تائبین کے آیۃ کیف یہدی اللہ مین من ناصرین تک مذکور فرماتے ہین اور یاد رکھنا چاہیے کہ اسلام کی حقیقت اطاعت ہے احکام الٰہیہ کی ہر زمانہ مین جیساکہ آیۃ ام کنتم شہداء واقعہ آخر پارہ الم کی تفسیر مین اس معنی کے اعتبار سے تمام حضرات انبیاء علیہم السلام کا ملت اسلام پر ہونا ثابت کیا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ وہ اطاعت اب منحصر ہوگئی ہے اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین کیونکہ آپکا نبی ناسخ الشرائع ہونا دلائل صحیحہ سے ثابت ہے پس آپکا انکار ضرور منافی اطاعت الٰہیہ کے ہے اسلیے اب لفظ اسلام کا اطلاق صرف دین محمدی پر ہوتا ہے اس تقریر سے تمام اشکالات وشبہات جو اس مقام پر ظاہر نظر مین واقع ہوسکتے تھے دفع ہوگئے **ذکر اخذ میثاق از انبیاء علیہم السلام بتصدیق دیگر رسل** وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ اور (وہ وقت بھی قابل ذکر ہے) جبکہ اللہ تعالیٰ نے عہد لیا (حضرات) انبیاء (علیہم السلام) سے کہ جو کچھ مین تمکو کتاب اور علم (شریعت) دون (اور) پھر تمہارے پاس کوئی (اور) پیغمبر آوے جو مصداق (اور موافق) ہو اس (علامت) کا جو تمہارے پاس (کی کتاب اور شریعت مین) ہے

ملحقات الترجمۃ
۱ قولہ فی ترجمۃ میثاق النبیین انبیاء سے اشارۃ الی الاضافۃ الی المفعول ۱۲
۲ قولہ فی ترجمۃ مصدق مصداق اشارۃ الی اکتفاء التصدیق الحال من غیر توقف علی المقال ولا یخفی لطفہ کما ورد فی الکبیر الخ وہذا انفع مما یتوہم من ان مجرد تصدیق رجل بما بین یدیہ من الکتب لا یکفی لاثبات نبوتہ فیحتاج الی انضمام مقدمات غیر مذکورۃ سوا کان المراد برسول مطلق الرسول کما حملۃ علیہ او الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کما اختارہ غیری ولاضلاعۃ لاحتمال التخصیص الذکری متیلا لاقتضاء المقام ۱۲

اللغات الاصر العہد والذنب والثقل کذا فی القاموس ۱۲

النحو مع اختلاف القراءۃ فی الجلالین لما بفتح اللام للابتداء وتوکید معنی القسم الذی فی اخذ المیثاق وکسرہا متعلقۃ باخذ وما موصولۃ علی الوجہین اتیتکم ایاہ وفی قراءۃ اتینا کم لتؤمنن جواب القسم اہ فی الکمالین علی ایاہ یشیر الی ان العائد الی الموصول محذوف وفیہ علی قول الجلالین مصدق لما معکم من الکتب والحکمۃ یشیر الی ان ہہنا اقامۃ المظہر مقام المضمر فی روح المعانی عن الروض الانف للامام السہیلی ان الجملۃ المعطوفۃ لما کانت مشتملۃ علی ما ہو بمعنی المبتدا الموصول ولذلک استغنی عن ضمیرہ فیہا مع لزومہ فی الصلتین المتعاطفتین فی المشہور وکان ضمیرہ راجعا الی الرسول مع ملاحظۃ مصدق لما معکم القائم مقام الضمیر العائد علی ما اکتفی بمجرد ذلک عن ضمیر فی خبرہا لارتباط الکلام بعضہ ببعض اہ وبہ اندفع ما یرد ان الجملۃ التی ہی خبر خالیۃ عن العائد ۱۲

الروایات اورد فی روح المعانی بروایۃ ابن جریر عن علی رضہ قال لم یبعث اللہ تعالیٰ نبیا آدم فمن بعدہ الا اخذ علیہ العہد فی محمد صلی اللہ علیہ وسلم لئن بعث وہو حی لیؤمنن بہ ولینصرنہ ویامرہ فیاخذ العہد علی قومہ ثم تلا الآیۃ اہ قلت ولا ینافی تفسیری بالعام کما قررتہ فی توضیح القولی مصداق ویتاید العموم بما فی روح المعانی تحت آیۃ قل آمنا اخرج عبد الرزاق وغیرہ عن طاؤس انہ قال اخذ اللہ تعالیٰ میثاق النبیین ان یصدق بعضہم بعضا۔ ویمکن توجیہ التخصیص بذکرہ صلی اللہ علیہ وسلم لمزیتہ علی غیرہ باخذ العہد لہ من کل نبی لتاخرہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الجمیع واما غیرہ فالظاہر ان ہذا العہد لم یوخذ من المتاخر للمتقدم کما یدل علیہ قولہ تعالیٰ ثم جاءکم والظاہر ان المتقدم لا یحتمل المجئ ثانیا فافہم فانہ لطیف اما ان ہذا العہد مع علمہ تعالیٰ بانہم لا یدرکون وقتہ فجوابہ علی ما فی روح المعانی ان فیہ تعظیما لہ صلی اللہ علیہ وسلم واما علی تقدیر العموم فلاظہار اہتمام شان الایمان بکل رسول ۱۲

فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

سو جو شخص روگردانی کریگا بعد اسکے　تو ایسے ہی لوگ بے حکمی کرنے والے ہیں -　کیا پھر دین خداوندی کے سوا اور کسی طریقہ کو چاہتے ہیں حالانکہ حق تعالیٰ کے سامنے سب سرافگندہ ہیں جتنے آسمانوں میں اور زمین میں ہیں

طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ۝ قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ

خوشی سے اور بے اختیاری سے اور سب خدا ہی کی طرف لوٹائے جاوینگے ۔ آپ فرما دیجئے کہ ہم ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور اس پر جو ہمارے پاس بھیجا گیا اور اس پر جو ابراہیم و اسمٰعیل و اسحٰق و یعقوب اور اولاد یعقوب

وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِىَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۖ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝

کی طرف بھیجا گیا اور اس پر بھی جو موسیٰ و عیسیٰ اور دوسرے نبیوں کو دیا گیا انکے پروردگار کی طرف سے اس کیفیت سے کہ ہم ان میں سے کسی ایک میں بھی تفریق نہیں کرتے اور ہم تو اللہ ہی کے

(یعنی دلائل معتبرہ عند الشرع سے اسکی رسالت ثابت ہو) تو تم ضرور اس رسول (کی رسالت) پر دل سے اعتقاد بھی لانا اور (ہاتھ پاؤں سے) اسکی طرفداری بھی کرنا (پھر یہ عہد بیان کرکے ارشاد) فرمایا کہ آیا تم نے اقرار کیا اور اس (مضمون) پر میرا عہد (اور حکم) قبول کیا وہ بولے ہم نے اقرار کیا ارشاد فرمایا تو (اپنے اس اقرار کے) گواہ (کے طور پر) رہنا کہ گواہی سے پھر نکو برا سمجھا بخلاف منکر کے کیونکہ صاحب غرض ہونیکے ادعا پر یا نا چیدان مستبعد نہیں ہوتا اسیطرح تم اقرار سے مت پھرنا) اور میں (بھی) اس (مضمون) پر تمہارے ساتھ گواہ ہوتا ہوں (یعنی واقعہ کی اطلاع اور علم رکھنے والا ہوں **ف** انبیاء علیہم السلام سے تو اس عہد کا لیا جانا قرآن مجید میں مصرح ہے باقی انکی امم سے یا تو اسیوقت لیا گیا ہوگا یا انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ سے لیا گیا ہو اور چونکہ اسکا اہتمام ہوا بہت ظاہر ہے اسلئے اسکا انکار مضر نہیں اور محل اس عہد کا یا تو اول عالم ارواح ہو یا صرف دنیا میں وحی سے لیا گیا ہو حاصل اس عہد کا ظاہر ہے کہ جو رسول ثابت الرسالۃ بالدلیل ہو اسکی تصدیق و نصرت کی فرضیت ہے آخر میں اسکے مصداق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پس اہل کتاب کو یہ عہد اس لیئے سنایا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت دلائل سے ثابت ہے تو لامحالہ اس عہد کے مضمون میں داخل ہیں پس یقینا آپکی تصدیق اور نصرت فرض ہے اور یہی حاصل ہے اسلام کا - اور کتاب اور حکمت جو دو چیزیں ارشاد فرمائیں شاید یہ وجہ ہو کہ بعض نبیا صاحب کتاب اصالۃً نہیں ہوئے البتہ صاحب حکمت تھے اور اگر اصالۃً کی قید نہ لگاویں تو یہ مفہوم بھی عام ہوگا - اور یہ وسوسہ کہ عالم ارواح کا عہد تو یاد نہیں پھر بطور فرع ہونے کے بدکر سکو اگر کوئی معتبر شخص بیان کردے وہ مثل اپنی یاد کے موجب الایفاء ہو جاتا ہے اور بیان دلائل قطعیہ سے بیان کردیا **ربط** اوپر عہد کا بیان تھا اب نقض عہد پر وعید ہے **وعید مخالفت عہد مذکور** فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝۸۱ سو جو شخص (امم میں سے) روگردانی کریگا (اس عہد سے) بعد اسکے (کہ انبیاء تک سے عہد لیا گیا اور امم تو کس شمار میں ہیں) تو ایسے ہی لوگ (پورے) بے حکمی کرنیوالے (یعنی کافر) ہیں **ف** چونکہ روگردانی کرنے والے امم ہی کے لوگ تھے اور صیغہ خطاب وغیرہ بھی نہیں اسلئے آیۃ کو عام لینے کی ضرورت نہیں **ربط** اوپر عہد اسلام کے وفا کا وجوب اور اسکے نقض کی حرمت مذکور تھی آگے اس نقض پر وجہ ہی **زجر بر ترک اسلام** اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ۝۸۲ کیا (دین اسلام سے جسکا عہد لیا گیا ہے روگردانی کرکے) پھر (اس) دین خداوندی کے سوا اور کسی طریقہ کو چاہتے ہیں حالانکہ حق تعالیٰ (کی یہ شان ہے کہ ان) کے (حکم کے) سامنے سب سرافگندہ ہیں جتنے آسمانوں میں (ہیں) اور (جتنے) زمین میں ہیں (بعضے) خوشی (اور اختیار) سے اور (بعضے) بے اختیاری سے اور (اول تو اس عظمت ہی کا مقتضا یہ تھا کہ کوئی انکے عہد کی مخالفت نہ کرے خاصکر جبکہ آیندہ سزا کا بھی ڈر ہو چنانچہ) سب خدا ہی کیطرف (قیامت کے روز) لوٹائے (بھی) جاوینگے (اور اسوقت مخالفین کو سزا ہوگی) **ف** حق تعالیٰ کے احکام دو قسم کے ہیں تکوینی یعنی جنپر آثار مرتب ہونا باختیار عبد نہیں جیسے جلانا مارنا بیمار کرنا ونحو ذالک - اور تشریعی یعنی جنکے آثار باختیار عبد ہیں جیسے نماز پڑھنے کو فرمانا کہ اسکا اثر امتثال یعنی نماز پڑھنا ہی اور وہ باختیار عبد ہی پس حاصل مقام یہ ہوا کہ حق تعالیٰ کے احکام تکوینیہ کے تو سب مسخر ہیں اور کرہًا سے یہی مراد ہی اور بہتیرے احکام تشریعیہ کے بھی مطیع ہیں اور طوعًا کا یہی مطلب ہی تو ایک قسم حکم کی تو سب ہی پر جاری ہے اور دوسری قسم کو بھی بہتوں نے قبول کر رکھا ہے جس سے حاکم کی عظمت نمایاں ہے اب بعضے جو دوسری قسم میں خلاف کرتے ہیں تو کیا کوئی اور اس عظمت کا ہے جسکی موافقت کے لیے یہ مخالفت کرتی ہیں **ربط** اوپر اسلام کی حقیقت کا بیان تھا آگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اسکی حقیقت کا حاصل ظاہر کردینے کا ارشاد ہی **حاصل حقیقت اسلام** قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِىَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۖ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝۸۳

ملحقات الترجمة

۱ قوله یعنی دلائل معتبرہ عند الشرع نقل ذیہ لیعقل الذی سبب اشتباہ النقلی الیسفی باب اثبات الرسالۃ واعتبارہ عند الشرع ثابت فلا یشکل انہ کیف یکون نبی مصدقا لما معہم من الشرع ثانیہم ۱۲ **۲ قوله** طرفداری لم یکرر ترجمۃ اللام للانسحاب علی المعطوف علیہ ۱۲ **۳ قوله** عہد و حکم عطف تفسیری ۱۲ **۴ قوله** گواہ کے طور پر لیکون موافقا لقولہ تعالیٰ فی الاعراف واشہدہم علی انفسہم ۱۲ **۵ قوله** اول عالم ارواح الخ زادکلمۃ اول لاعادۃ التذکیر ثانیا فی الدنیا فیراد فی قسیمہ عدم کونہ فی عالم الارواح بمن تم زید لفظ صرف ۱۲ **۶ قوله** امم میں سے نہ بہذا الفید لا ینسطر الی توبیہ صحۃ الشرطیۃ بدون وقوع المقدم کمانی لبعض الآیات التی لا محیص منہ فیہا وفی روح المعانی والمشہور عدم دخول الانبیاء علیہم السلام فی حکم ہذہ الشرطیۃ اوما ہی فی حکمہا بل ہذا الحکم بالنسبۃ الی اتباعہم ومن ان یراد العموم والآیۃ کقیل لئن اشرکت لیحبطن عملک الآیۃ **۷ قوله** پوری بناء علی ارادۃ الکامل بالمطلق فیصح تفسیرہ بالکافر ان خصوصیۃ المقام تقتضی ہذا لا مطلق العصیان ۱۲ **۸ قوله** فی ترجمۃ افغیر روگردانی کرکے اشارۃ الی تقدیر المعطوف علیہ ای یتولون فغیر دین اللہ الخ ۱۲

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ○ كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا

اور جو شخص اسلام کے سوا کسی دوسرے دین کو طلب کریگا تو وہ اس سے مقبول نہوگا　اور وہ آخرت مین تباہ کارون مین سے ہوگا۔　اللہ تعالی ایسے لوگونکو کیسے ہدایت کرینگے جو کافر ہوگئے

بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ○ اُولٰۗىِٕكَ جَزَاۗؤُهُمْ

بعد اپنے ایمان لانیکے　اور بعد اپنے اس اقرار کے کہ رسول سچے ہین اور بعد اسکے کہ انکو واضح دلائل پہونچ چکے تھے اور اللہ تعالی ایسے بے ڈھنگے لوگونکو ہدایت نہین کرتے۔　ایسے لوگون کی سزا یہ ہو

اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰۗىِٕكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ○ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ○

کہ ان پر اللہ تعالی کی بھی لعنت ہوتی ہے اور فرشتون کی بھی اور آدمیون کی بھی سب کی　وہ ہمیشہ ہمیشہ کو اسمین رہینگے ان پر سے عذاب ہلکا بھی نہونے پاویگا اور نہ انکو مہلت ہی دیجاویگی

اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۣ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

ہان مگر جو لوگ توبہ کرلین　اسکے بعد　اور اپنے کو سنوارلین سو بیشک خدا تعالی بخشدینے والے رحمت کرنیوالے ہین

(ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ (حاصل دین اسلام کے اظہار کے لیے) فرما دیجیے کہ ہم ایمان رکھتے ہین اللہ پر اور اس (حکم) پر جو ہمارے پاس بھیجا گیا اور اس (حکم) پر جو (حضرت) ابراہیم و اسمعیل و اسحق و یعقوب (علیہم السلام) اور اولاد یعقوب (مین جو نبی گذرے ہین ان) کی طرف بھیجا گیا اور اس (حکم و معجزہ) پر بھی جو (حضرت) موسی و عیسی (علیہما السلام) اور دوسرے نبیون کو دیا گیا ان کے پروردگار کی طرف سے (سو ہم ان سب پر ایمان رکھتے ہین اور ایمان بھی) اس کیفیت سے کہ ہم ان (حضرات) مین سے کسی ایک مین بھی (دوسرے سے ایمان لانے مین) تفریق نہین کرتے (کہ کسی پر ایمان رکھین اور کسی پر نرکھین) اور ہم تو اللہ ہی کے مطیع ہین (انہون نے یہ دین ہمکو بتلایا ہمنے اختیار کرلیا) **ف** بعینہ یہی مضمون کی آیت آخر رکوع پارہ الم مین گذرچکی ہے جو بعنوان تلک اصلات ابراہیم شروع ہوئی ہے اسکے ضروری متعلقات وہان الحمد للہ لکھے ہین ملاحظہ کرلیا جاوے [illegible] اسکی [illegible] ظاہر ہو گئی اسکو ترک کرنا سخت بد دینی اور بے انصافی ہے **ربط** آگے دین اسلام کے غیر کسی دوسرے طریقہ کا عند اللہ مقبول نہونا بتلاتے ہین **عدم قبول غیر اسلام**

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (۸۵) اور جو شخص اسلام کے سوا کسی دوسرے دین کو طلب کریگا تو (وہ دین) اس شخص سے (خدا تعالی کے نزدیک) مقبول (و منظور) نہوگا اور وہ (شخص) آخرت مین تباہ کارون مین سے ہوگا (یعنی نجات نہ پاویگا) **ربط** آگے معترضین عن الاسلام مین سے ان لوگونکا بیان ہے جو اسلام کو قبول کرکے پھر اس سے پھر گئے پھر ان مین بھی دو طرح کے ہین بعضے تو اس کفر پر قائم رہے اور بعضے پھر تائب ہوکر اسلام لے آئے دونون کا بیان آتا ہے **بیان مرتدین** كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ (۸۶) اُولٰۗىِٕكَ جَزَاۗؤُهُمْ اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰۗىِٕكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ (۸۷) خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ (۸۸) اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۣ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (۸۹) اول ان مرتدین کا بیان ہے جو کفر پر قائم رہکر اسکو ہدایت سمجھتے رہے چونکہ انکا اعتقاد یا دعوی یہ تھا کہ خدا تعالی نے ہمکو اب ہدایت فرمائی ہے لہذا انکی مذمت مین اسکی نفی بھی فرماتے ہین کہ

اللغۃ اجمعین تاکید لجمیع المعطوفات لا الناس وحدہ فلا حاجۃ الی التکلف بتوجیہ جمع الناس قولہ وشہدوا فی البیضاوی عطف علی ما فی ایمانہم من معنی الفعل ونظیرہ فاصدق واکن او حال باضمار قد اھ قلت واخترت الاول لظہور معناہ ۱۲

البلاغۃ کیف یہدی اللہ قد ذکرت وجہ البلاغۃ فیہ فی المتن وہو ما شہد بہ ذوقی ثم تاملت بما فی روح المعانی من قولہ وقیل ان الآیۃ علی طریق التبعید کما یقال کیف اہدیک الی الطریق وقد ترکتہ ای لا طریق یہدیہم بہ الی الایمان الا من الوجہ الذی ہداہم بہ لا طریق غیرہ اھ

الکلام ومن یبتغ الخ استدل بعضہم بہا علی اتحاد الاسلام والایمان لانہ لو کان غیر الاسلام لزم کونہ غیر مقبول وہو کما تری قلت المراد بالغیر فی الآیۃ المعارض لا مطلق المتعدد مفہوما ومصداقا والا لزم ان تکون الصلوۃ والزکوۃ وغیرہما غیر مقبولین وہو کما تری فلم یثبت بہا الاتحاد فافہم فانہ لطیف ۱۲

الروایات فی لباب النقول روی النسائی وابن حبان والحاکم عن ابن عباس قال کان رجل من الانصار اسلم ثم ارتد ثم ندم فارسل الی قومہ ارسلوا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہل لی من توبۃ فنزلت کیف یہدی اللہ قوما کفروا الی قولہ فان اللہ غفور رحیم فارسل الی قومہ فاسلم ونقل عن مسدد فی مسندہ وعبد الرزاق عن مجاہد فی قصۃ الحرث بن سوید ما یقاربہ وفی الکبیر تحت ہذہ الآیۃ عن ابن عباس رض نزلت ہذہ الآیۃ فی عشرۃ رہط کانوا آمنوا ثم ارتدوا ولحقوا بمکۃ ثم اخذوا یتربصون بہ ریب المنون فانزل اللہ تعالی فیہم ہذہ الآیۃ وکان فیہم من تاب فاستثنی التائب منہم بقولہ الا الذین تابوا اھ قلت وراعیت روایۃ الکبیر فی تقریر ترجمتی ۱۲

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوا كُفْرًا لَّن تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الضَّالُّونَ ۝ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا

بے شک جو لوگ کافر ہوئے اپنے ایمان لانیکے بعد پھر بڑھتے رہے کفر میں انکی توبہ ہرگز مقبول نہوگی اور ایسے لوگ پکے گمراہ ہیں بے شک جو لوگ کافر ہوئے

وَمَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَن يُقْبَلَ مِنْ أَحَدِهِم مِّلْءُ الْأَرْضِ ذَهَبًا وَلَوِ افْتَدَىٰ بِهِ ۗ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ وَمَا لَهُم مِّن نَّاصِرِينَ ۝

اور وہ مر بھی گئے حالت کفر ہی میں سو ان میں سے کسی کا زمین بھر سونا بھی نہ لیا جاویگا اگرچہ وہ معاوضہ میں اسکا دینا بھی چاہے ان لوگوں کو سزاے دردناک ہوگی اور انکے کوئی حامی بھی نہ ہونگے

(اسلام) اسد [illegible] ایسی قوم کو [illegible] جو کافر ہوگئے بعد اپنے ایمان لانیکے (دل سے) اور بعد اپنے اس اقرار کے (زبان سے) کہ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی رسالت میں [illegible] اور انکو واضح دلائل (صداقت اسلام کے) پہونچ چکے تھے اور اللہ تعالیٰ ایسے بے ڈھنگے لوگوں کو ہدایت نہیں کیا کرتے (یہ مطلب نہیں کہ [illegible] توفیق اسلام کی نہیں دیتے بلکہ مقصود انکے اس دعوی مذکورہ کی نفی کرنا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ ہمنے جو اسلام چھوڑ کر یہ طریق اختیار کیا ہے [illegible] ہدایت دی ہے خلاصہ نفی کا یہ ہوا کہ جو شخص کفر کا بے ڈھنگا رستہ اختیار کرے وہ ہدایت خداوندی پر نہیں اس لیے وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ مجکو خدا نے ہدایت دی ہے کیونکہ کفر ہدایت کا رستہ نہیں بلکہ ایسے لوگ یقیناً گمراہ ہیں اور ایسے لوگوں کی سزا یہ ہے کہ ان پر اللہ تعالیٰ کی بھی لعنت ہوتی ہے اور فرشتوں کی بھی اور (بہتیرے) آدمیوں کی بھی (غرض) سب کی (اور پھر وہ لعنت بھی ایسے طور پر رہیگی کہ) وہ ہمیشہ ہمیشہ کو اسی لعنت میں رہینگے (اور چونکہ اس لعنت کا [illegible] ہے حاصل یہ ہوا کہ وہ جہنم میں ہمیشہ رہینگے اور) ان پر سے عذاب ہلکا بھی نہ ہونے پاویگا اور نہ (داخل ہونیکے قبل) انکو (کسی میعاد تک) مہلت دی جاویگی (آگے انکا بیان ہے جو پھر مسلمان ہوگئے انکو اس حکم سے مستثنے فرماتے ہیں یعنی) ہاں مگر جو لوگ توبہ کرلیں اس (کفر) کے بعد (یعنی مسلمان ہوجاویں) اور اپنے (دل) کو (بھی) سنوار لیں (یعنی منافقانہ طور پر صرف زبان سے توبہ کافی نہیں) سو بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والے رحمت کرنیوالے ہیں **ف** ایسی ہی آیت پارہ سیقول کے تیسرے رکوع میں گذری ہے اسکے ضروریات کی تفسیر وہان دیکھ لی جاوے اور [illegible] اور لا یہدی میں جو نفی ہدایت مزعومہ کی فرمائی اسکی مثال ہمارے محاورات میں ایسی ہے جیسے کسی بدمعاش کو کوئی حاکم اپنے ہاتھ سے سزا دے اور وہ کہے کہ مجکو آپ نے اپنے ساتھ خصوصیت عنایت فرمائی ہے اور اسکے جواب میں کہا جاوے کہ ایسے بدمعاش کو ہم خصوصیت نہیں دینے لگے یعنی یہ امر خصوصیت ہی نہیں اور یہ مطلب نہیں ہوتا کہ ایسا شخص کسیطرح قابل خصوصیت نہیں ہوسکتا اگرچہ شایستہ بن جاوے پس اس سے یہ اشکال جاتا رہا کہ بسا اوقات ارتداد کے بعد بھی ہدایت ہوجاتی ہے **ربط** اوپر توبہ کرنے والوں کو سزا سے مستثنے فرمایا تھا اور ظاہر ہے کہ حقیقت اس توبہ خاص کی اسلام قبول کرنا ہے چونکہ لفظ توبہ کو سنکر اور اسکی اس حقیقت میں غور نکرنے احتمال تھا کہ کوئی مرتد کہنے لگے کہ میں بھی تو توبہ کیا کرتا ہوں یعنی ان امور سے جو اسکی ملت کفریہ میں قبیح ہیں تو میں بھی مستحق نجات ہونگا اسلیے اگلی آیت میں بدون اسلام کے محض توبہ عن الذنوب کا مقبول نہونا بیان فرماتے ہیں **عدم قبول توبہ بدون ایمان** إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوا كُفْرًا لَّن تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الضَّالُّونَ ۝ بیشک جو لوگ کافر ہوئے اپنے ایمان لانے کے بعد پھر بڑھتے رہے کفر میں (یعنی کفر پر دوام [illegible] اور ایمان نہیں لائے) انکی توبہ (حرکات اور گناہوں سے کرتے ہوں) ہرگز مقبول نہوگی (کیونکہ توبہ عن المعاصی ایک طاعت فرعیہ ہے) اور طاعات فرعیہ [illegible] کی شرط ایمان ہے) اور ایسے لوگ (اس توبہ کے بعد بھی بدستور) پکے گمراہ ہیں **ف** جو کافر اصلی ہو اسکا بھی شرع میں یہی حکم ہے **ربط** اوپر کی آیت میں ازدیاد کفر آیا ہے جسکی تفسیر دوام علی الکفر الی الموت یعنی موت علی الکفر ہے آیت آیندہ میں اس تفسیر کی تصریح ہے اور نیز اوپر کی آیت ظاہراً مرتد کے باب میں تھی حالانکہ حکم مذکور عام ہے اسلیے آیت آیندہ میں عام لفظوں میں اسکو بیان فرماتے ہیں۔ نیز اوپر کی آیت میں نفی قبول توبہ کی تھی احتمال باقی رہا کہ شاید خالی توبہ قبول نہو کچھ فدیہ یعنی معاوضہ منظور ہوجاوے آیت آیندہ میں اسکی بھی نفی ہے پس آیت آیندہ میں جدید امر کو مفید ہوئی **عدم قبول فدیہ از مطلق کافر الی الموت** إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَن يُقْبَلَ مِنْ أَحَدِهِم مِّلْءُ الْأَرْضِ ذَهَبًا وَلَوِ افْتَدَىٰ بِهِ ۗ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ وَمَا لَهُم مِّن نَّاصِرِينَ ۝ بے شک جو لوگ کافر ہوئے اور وہ مر بھی گئے حالت کفر ہی میں سو ان میں سے کسیکا زمین بھر

النحو۔ فی روح المعانی کفرا تمییز محول عن فاعل اھ قلت ذا الازدیاد لازم لا متعد الی المفعول ۱۲

ملحقات الترجمۃ

۱ے قولہ فی ترجمۃ ایمانہم دل سے لیحصل التغایر بین الایمان والشہادۃ ۱۲ **۲ے قولہ** فی ترجمۃ الظلمین ایسے بے ڈھنگے اشارۃ الی کون الالام للعہد وکون [illegible] [illegible] واعلاہ [illegible] [illegible] **۳ے قولہ** فی ترجمۃ اصلحوا دل کو ماخذہ اللبیب حیث قال اصلحوا باطنہم ۱۲ **۴ے قولہ** فی تفسیر ازدادوا دوام [illegible] کما فی [illegible] المرتد یکون [illegible] الازدیاد بان یستمر ویعیر فیکون الاستمرار کالزیادۃ ۱۲ **۵ے قولہ** فی ترجمۃ توبتہم حرکات اور گناہوں سے الخ ماخذہ روح المعانی حیث قال وقیل ان ہذہ التوبۃ لم تکن عن الکفر وانما ہی عن ذنوب کانوا یفعلونہا مع اقامتہم علی الکفر فردت علیہم لذلک ویؤیدہ ما اخرجہ ابن جریر عن ابی العالیۃ قال ہولاء الیہود والنصارٰی کفروا بعد ایمانہم ثم ازدادوا کفرا بذنوب اذنبوہا ثم ذہبوا یتوبون من تلک الذنوب فی کفرہم فلن تقبل توبتہم ولو کانوا علی الہدی قبلت ولکنہم علی ضلالۃ اھ قلت فزال توہم التعارض بین القبول ہاہنا وما قبلہ وبین عدم القبول ہذا **۶ے قولہ** فی ترجمۃ الضالون توبہ کے بعد بھی پکے الخ ماخذہ کما فی البیضاوی من قولہ الثابتون علی الضلال وما فی روح المعانی الحصر باعتبار انہم کاملون فی الضلال فلا ینافی وجود الضلال فی غیرہم اھ ۱۲

ع ۱۱

الجزء الرابع

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۬ؕ وَ مَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ ۝ كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا

تم خیر کامل کو کبھی نہ حاصل کر سکو گے یہاں تک کہ اپنی پیاری چیز کو خرچ نہ کرو گے اور جو کچھ بھی خرچ کرو گے اللہ تعالیٰ اس کو خوب جانتے ہیں سب کھانے کی چیزیں نزول تورات کے قبل

لِّبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِیْلُ عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَاۤ اِنْ كُنْتُمْ

باستثناء اس کے جس کو یعقوب نے اپنے نفس پر حرام کر لیا تھا بنی اسرائیل پر حلال تھیں فرما دیجیے کہ پھر تورات لاؤ پھر اس کو پڑھو اگر

صٰدِقِیْنَ ۝ فَمَنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

سچے ہو سو جو شخص اس کے بعد اللہ تعالیٰ پر جھوٹی بات کی تہمت لگائے تو ایسے لوگ بڑے بے انصاف ہیں

ملحقات الترجمة

سونا بھی نہ لیا جاوے گا اگرچہ وہ معاوضہ میں اس کا دینا بھی چاہے (اور یہ تو ظاہر ہے کہ وہاں کون دے سکتا ہے) ان لوگوں کو سزائے دردناک ہوگی اور ان کے کوئی حامی (مددگار) بھی نہ ہوں گے۔ ف لفظ اگرچہ مبالغہ کے لیے ہے اور مبالغہ کی یہ وجہ ہے کہ تو دینے کی درخواست کرنے میں احتمال زیادہ قبول کی ہوتی ہے بخلاف اس حالت کے کہ تبرعاً کے طور پر دیں ... اس سے زیادہ نفع میں بعد ہے پس حاصل یہ ہوا کہ جب ان کا ذکر یہ بدل مال کا ہونا اقرب بھی ... مقبول میں تجویز کیا جاوے گا تو اس کا طریق بعد تو بدرجۂ اولیٰ غیر نافع و غیر مقبول ہوگا خوب سمجھ لو۔ اور یہ جو فرمایا کہ زمین بھر سونا بھی نہ لیا جاوے گا مطلب یہ کہ ... اس کے پاس ہو جیسا دوسری آیت میں ہے ولو ان للذین ظلموا ما فی الارض الخ اور وہاں نہ ہونا معلوم ہی ہے ربط اوپر انفاق کا کفار کے لیے نافع نہ ہونا ذکر فرمایا تھا آگے بتلاتے ہیں کہ اہل ایمان کو دنیا میں انفاق فی سبیل اللہ نافع فی الآخرۃ ہو سکتا ہے اس میں یہ بھی اشارہ ہو گیا کہ اگر کفار ... سے آخرت میں منتفع ہونا چاہیں تو مسلمان ہو کر یہاں دنیا میں فی سبیل اللہ خرچ کریں **ترغیب انفاق و ادب آن** لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۬ؕ وَ مَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ (۹۲) (اے مسلمانو) ترجمہ تم خیر کامل (یعنی عظیم الشان ثواب) کو کبھی نہ حاصل کر سکو گے یہاں تک کہ اپنی پیاری چیز کو (اللہ کی راہ میں) خرچ نہ کرو گے اور (یوں) جو کچھ بھی خرچ کرو گے (گو غیر محبوب چیز ہو) اللہ تعالیٰ اس کو بھی خوب جانتے ہیں (تو اس پر بھی ثواب ... لیکن کمال ثواب حاصل کرنے کا یہی طریقہ ہے) ف آیت سے معلوم ہوا کہ ثواب تو ہر خرچ کرنے سے ہوتا ہے جو اللہ کی راہ میں کیا جاوے مگر زیادہ ثواب محبوب چیز کے خرچ کرنے سے ہوتا ہے ربط اوپر کی آیتوں میں اہل کتاب سے محاجہ چلا آتا ہے کہیں یہود سے کہیں نصاریٰ سے کہیں دونوں سے ایک محاجہ کا آگے بیان ہوتا ہے جس کا قصہ روح المعانی میں بروایت واحدی کے کلبی سے منقول ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ملت ابراہیمی پر ہونا باعتبار اصول شریعت بتلایا اور اکثر فروع کے بیان فرمایا تو یہود نے اعتراضاً کہا کہ آپ اونٹ کا گوشت اور دودھ کھاتے ہیں حالانکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر حرام تھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ نہیں ان پر حلال تھا یہود نے کہا جتنی چیزیں ہم حرام سمجھتے ہیں یہ سب حضرت نوح و حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت سے حرام چلی آتی ہیں یہاں تک کہ ہم تک وہ تحریم پہونچی اللہ تعالیٰ نے آیت آئندہ تکذیب یہود کے لیے نازل فرمائی **تکذیب یہود در دعوی تحریم لحوم ابل بر ابراہیم علیہ السلام و آل شان** كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِیْلُ عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَاۤ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ (۹۳) فَمَنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (۹۴) (جن کھانے کی چیزوں میں گفتگو ہے یہ) سب کھانے کی چیزیں (حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت سے ہرگز حرام نہیں چلی آرہیں بلکہ یہ چیزیں) نزول تورات کے قبل باستثناء اس کے (یعنی گوشت شتر کے) جس کو (حضرت) یعقوب (علیہ السلام) نے (ایک خاص وجہ سے) اپنے نفس پر حرام

اللغات فی القاموس المبر الخیر ۱۲

النحو مما تحبون قال البیضاوی یحتمل التبیین الخ فیکون المفعول المحذوف شیئا واختلفت الروایات السلف فی ذلک انہم انفقوا مما ... ہذہ الآیۃ احب اعندہم لابعضا منہ ... من قبل ان تنزل متعلق بقولہ کان حلا و تقدیرہ ما فی ملحقات الترجمۃ حیث

ذکر فائدۃ ہذا العبد الا قولہ رم اسرائیل لعدم ظہور فائدۃ فیہ ۱۱

فائدۃ قد وقع التقدیم والتاخیر فی اجزاء الترجمۃ ہہنا تحصیلاً لسہولۃ ... قد فاق ہہنا ... فی تحریر المقام ۱۲

قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ تف فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○ اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ

آپ کہدیجیے کہ اللہ تعالیٰ نے سچ کہدیا سو تم ملت ابراہیم کا اتباع کرو جسمین ذرا کجی نہین اور وہ مشرک نہ تھے۔ یقیناً وہ مکان جو سب سے پہلے لوگون کیواسطے مقرر کیا گیا وہ مکان ہے جو کہ

بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ○ فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ؕ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ

مکہ مین ہے جسکی حالت یہ ہے کہ وہ برکت والا ہے اور جہان بھر کے لوگون کا رہنما ہے اسمین کھلی نشانیان ہین منجملہ انکے ایک مقام ابراہیم ہے اور جو شخص اسمین داخل ہو جاوے وہ امن والا ہو جاتا ہے اور اللہ

حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ؕ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ○

واسطے لوگون کے ذمہ اس مکان کا حج کرنا ہے (یعنی) اس شخص کے جو کہ طاقت رکھے وہان تک کی سبیل کی اور جو شخص منکر ہو تو اللہ تعالیٰ تمام جہان والون سے غنی ہین۔

کر لیا تھا اور پھر وہ انکی اولاد مین بھی حرام چلا آیا باقی سب چیزین خود بنی اسرائیل (تک) پر (بھی) حلال تھین (تو ابراہیم علیہ السلام کے وقت سے انکی تحریم کا دعوی کب صحیح ہو سکتا ہے اور نزول توراۃ کے قبل اسواسطے فرمایا کہ نزول توراۃ کے بعد ان مذکورہ حلال چیزون مین سے بھی بہت سی چیزین حرام ہو گئی تھین جسکی کچھ تفصیل سورہ انعام کی اس آیت مین ہے وعلی الذین هادوا حرمنا کل ذی ظفر الی اٰخرها اور اگر اب بھی یہود کو تحریم قدامت مذکورہ کا دعوی ہے تو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اُن سے) فرما دیجیے کہ (اچھا تو) پھر توراۃ لاؤ پھر اسکو (لا کر) پڑھو اگر تم (دعوی مذکورہ مین) سچے ہو (تو اسمین کوئی آیت وغیرہ اس مضمون کی نکال دو کیونکہ امور منقولہ مین نقل کی ضرورت ہے اور دوسری نصوص یقیناً منفی ہین صرف توراۃ باقی ہے سو اسی مین دکھلا دو چنانچہ اس مین بھی نہ دکھلا سکے تو کذب انکا اس دعوی مین ثابت ہو گیا آگے اسپر مرتب کر کے فرماتے ہین) سو جو شخص اس (ظہور کذب بالدلیل کے بعد بھی) اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بات کی تہمت لگائے (جاوے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت سے گوشت شتر وغیرہ کو حرام فرمایا ہے) تو ایسے لوگ بڑے بے انصاف ہین **ف** وہ خاص وجہ یہ ہوئی تھی کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو عرق النساء کا مرض تھا آپنے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ اس سے شفا دین تو سب مین زیادہ جو کھانا مجکو محبوب ہو اسکو چھوڑ دون انکو شفا ہو گئی اور سب مین زیادہ محبوب آپکو اونٹ کا گوشت تھا اسکو ترک فرما دیا اخرجہ الحاکم وغیرہ بسند صحیح عن ابن عباس کذا فی روح المعانی واخرجہ الترمذی فی سورۃ الرعد مرفوعا پھر یہی تحریم جو نذر سے ہوئی تھی بنی اسرائیل مین بھی بحکم وحی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ انکی شریعت مین نذر سے تحریم بھی ہو جاتی ہوگی جسطرح ہماری شریعت مین مباح کا ایجاب ہو جاتا ہے مگر تحریم کی نذر جائز نہین بلکہ اسمین حنث پھر اس حنث کا کفارہ واجب ہے کما قال اللہ تعالیٰ لم تحرم ما احل اللہ لک الآیۃ اسیطرح تفسیر کبیر مین ہے ربط اوپر دعوی یہود کا کذب ثابت ہو گیا اور قرآن اسکا مناقض ہے تو اسکا صدق عقلاً ثابت ہوا آیت آیندہ مین اس صدق کی تصریح اور اسپر ایک تفریع مذکور ہے **ترتب دعوۃ اسلام بر ظہور صدق قرآن** قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ آپ کہدیجیے کہ اللہ تعالیٰ نے سچ کہدیا سو اب تم (کو چاہیے کہ بعد ثبوت حقیت قرآن کے) ملت ابراہیم (یعنی اسلام) کا اتباع (اختیار) کرو جسمین ذرا کجی نہین اور وہ (ابراہیم علیہ السلام) مشرک نہ تھے **ف** آخر پارہ الم مین ایسی آیت آچکی ہے وہان تفسیر لکھدی ہے ربط اوپر سے محاجہ چلا آتا ہے منجملہ اُن محاجون کے ایک محاجہ یہ تھا کہ یہود نے بیت المقدس کو خانہ کعبہ سے افضل بتایا تھا مسلمان کعبہ کو افضل کہتے تھے اللہ تعالیٰ نے مناظرہ مین مسلمانون کا حق پر ہونا بیان فرمایا اور دہ فی روح المعانی بروایۃ ابن المنذر وغیرہ عن ابن جریج فی بلاغاتہ۔ اور کبیر مین یہود کے اس کہنے کی غرض یہ لکھی ہے کہ تحویل قبلہ پر اعتراض کرنا مقصود تھا کہ افضل قبلہ کو چھوڑ کر غیر افضل کو اختیار کیا **افضلیت بیت اللہ بر دیگر معابد** اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ۚ فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ؕ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ؕ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ یقیناً وہ مکان جو سب (مکانات عبادت) سے پہلے لوگون (کی عبادت گاہ بننے) کے واسطے (منجانب اللہ) مقرر کیا گیا وہ مکان ہے جو کہ (شہر) مکہ مین ہے (یعنی خانہ کعبہ)

اللغات بکۃ فی الجلالین لغۃ فی مکۃ سمیت بذلک لانہا تبک اعناق الجبابرۃ ای تدقہا ۱۲ **الروایات** فی لباب النقول اخرج سعید بن منصور عن عکرمۃ قال لما نزلت ومن یبتغ غیر الاسلام دینا الآیۃ قالت الیہود فنحن مسلمون فقال لہم النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ فرض علی المسلمین حج البیت فقالوا لم یکتب علینا وابوا ان یحجوا فانزل اللہ ومن کفر فان اللہ غنی عن العالمین **النکتۃ** المذکورۃ فی الآیۃ خمس آیات اربع تشریعیۃ و واحد تکوینی فما احسن ایراد التکوینیۃ فی عین وسط التشریعیات کانہ اشارۃ الی کون التشریعیۃ اہم واعظم حیث ابتدأ منہا الکلام وختم علیہا ۱۲

ملحقات الترجمۃ

۱ قولہ فی ترجمۃ حرمہ اسرائیل اُن کی اولاد مین آگے لما فی الکبیر ظاہر ہذہ الآیۃ تدل علی ان الذی حرمہ اسرائیل علی نفسہ فقد حرمہ اللہ علی بنی اسرائیل وذلک لانہ تعالیٰ قال کل الطعام کان حلا لبنی اسرائیل فحکم بحل کل انواع المطعومات لبنی اسرائیل ثم استثنی عنہ ما حرم اسرائیل علی نفسہ فوجب بحکم الاستثناء ان یکون ذلک حراما علی بنی اسرائیل واللہ تعالیٰ اعلم

۲ قولہ اور نزول توراۃ کے قبل اسلئے فرمایا الخ کما فی الکبیر اما قولہ تعالیٰ من قبل ان تنزل التوراۃ فالمعنی ان قبل نزول التوراۃ کان حلا لبنی اسرائیل کل انواع المطعومات سوی ما حرمہ اسرائیل علی نفسہ اما بعد التوراۃ فلم یبق کذلک بل حرم اللہ تعالیٰ علیہم انواعا کثیرۃ

۳ قولہ بعد ترجمہ صادقین کوئی آیت وغیرہ الخ وفی الکبیر فطلب الرسول علیہ السلام احضار التوراۃ لیستخرج منہا المسلمون من علماء اہل الکتاب آیۃ موافقۃ لقول الرسول وفی الحقائق ما تعریضا ذ تمسکوا الی التوراۃ فاتوہا وارو فیہا ما قلت حاصلہا وجعد ۱۲

جسکی حالت یہ ہی کہ وہ برکت والا ہی (یعنی اسمین دینی نفع یعنی ثواب ہی) اور (عبادت خاص یعنی نماز کا رخ بتلانے مین) جہان بھر کے لوگون کا رہنما ہی (مطلب یہ کہ حج وہان ہوتا ہی اور مثلاً نماز کا ثواب بروی تصریح حدیث وہان بہت زیادہ ہوتا ہی دینی برکت تو یہ ہوئی اور جو وہان نہیں ہین انکو اس مکان کے ذریعہ سے نماز کا رخ معلوم ہوتا ہی دیہ رہنمائی ہوئی غرض) اسمین (کچھ تشریعی کچھ تکوینی) کھلی نشانیان (اسکی افضلیت کی موجود) ہین (چنانچہ تشریعی نشانیون مین اسکا مبارک اور ہدی ہونا تفسیر مذکور تو بیان ہوچکا اور کچھ مقام ابراہیم کے بعد مذکور ہین یعنی اسمین داخل ہونیوالے کا مستحق امن ہوجانا اور اسکا حج بحکم اللہ فرض ہونا جو کہ متعلق [illegible] حج مذکورہ سابق پر زائد مفہوم ہی یہ چار نشانیان تو تشریعی اسجگہ مذکور ہین اب درمیان مین تکوینی کا ذکر فرماتے ہین کہ) منجملہ ان (نشانیون) کے ایک مقام ابراہیم (نشانی) ہی اور (ایک تشریعی نشان یہ ہی کہ) جو شخص اُس (کے حدود متعلقہ) مین داخل ہوجاوے وہ (شرعاً) امن (والا ہوجاتا ہی اور (ایک تشریعی نشان یہ ہی کہ) اللہ کے (خوش کرنے کے) واسطے لوگون کے ذمہ اس مکان کا حج کرنا (فرض) ہی (مگر سب کے ذمہ نہیں بلکہ خاص [illegible] اس شخص کے جو کہ طاقت رکھے وہان تک (پہونچنے) کی سبیل کی اور جو شخص (احکام خداوندی کا) منکر ہو تو (خدا تعالیٰ کا کیا نہ کیونکہ) اللہ تعالیٰ تمام جہان والون سے غنی ہین (کسی کے ماننے پر انکا کوئی کام اٹکا نہیں پڑا بلکہ خود اُس منکر ہی کا ضرر ہی) **ف** سب عبادت گاہون سے پہلے اسکے مقرر ہونے سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ [illegible] سب سے بھی پہلے بنا ہی چنانچہ حدیث صحیحین مین اسکی تصریح بھی ہی اور [illegible] کا عموم [illegible] شرائع سابقہ مین [illegible] برکت اور [illegible] بالزیارت رہا ہی اور مقام ابراہیم ایک پتھر ہی جس پر کھڑے ہوکر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ کی تعمیر کی تھی اور اُس پتھر مین آپکے قدمون کے نشان بنگیا اور ورد فی روح المعانی عن سعید بن جبیر [illegible] کا نشان [illegible] اس نشان کا کعبہ کی طرف منسوب ہونا بدین وجہ ہی کہ یہ بات عمارت کعبہ کے تعلق سے اُسمین پیدا ہوئی اور اب وہ پتھر [illegible] کعبہ [illegible] میں رکھا ہوا [illegible] ان آیات مذکورہ مین [illegible] مقام ابراہیم کا نشان ہونا تو محسوس ہی باقی احکام تشریعیہ کا نشان فضیلت ہونا [illegible] ہونیکے اسلیے ہی کہ [illegible] احکام دلائل صحیحہ سے ثابت [illegible] استدلال [illegible] دیکھو [illegible] ثابت ہی اور [illegible] احکام بیت المقدس کے متعلق شریعت مین کیے گئے پس افضلیت ثابت ہوگئی اور ان کے متعلق تفسیر [illegible] آخری رکوع سے پہلے رکوع مین لکھی [illegible] کی تفسیر [illegible] اسلیے کے ساتھ آئی ہی رواہ الحاکم وصحت بدن وسلامت [illegible] بعد تحقق اسلام [illegible] اور دلائل سے ثابت [illegible] باقی آیات یہان شرعی ہین لیکن [illegible] اور [illegible] بھی [illegible] اس تائید [illegible] فضول [illegible] بعض امور بعض جگہ [illegible] تعطف الخ وقولہ لایلاف قریش وقولہ ضرب اللہ مثلاً قریۃ کانت آمنۃ مطمئنۃ [illegible] اقوال کا رد چلا آتا ہی [illegible] ان کے ایک فعل پر رد و ملامت ہی جسکا خلاصہ قصہ یہ ہوا تھا کہ [illegible] رکھتا تھا اس نے ایک مجلس مین انصار کے دو قبیلون یعنی اوس اور خزرج [illegible] سخت [illegible] تفریق ڈالنے کی تدبیر لگا آخر یہ تجویز کیا کہ ایک شخص [illegible] پہلے جو ایک مدت لڑائی ہوچکی ہی اور اسکے متعلق فریقین کے فخریہ اشعار ہین وہ اشعار ان کی [illegible] کا پڑھنا تھا کہ فوراً ایک آگ سی بھڑک اوٹھی اور آپس مین چنانچہ جنگی ہونے لگی یہانتک [illegible] اور وقت [illegible] مقرر ہوگیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جو اطلاع ہوئی آپ ان کے پاس تشریف لائے اور [illegible] یہ کیا [illegible] پھر مسلمان ہونے کے اور باہم ملتفق و مخالف ہونے کے بعد یہ واہیات کیا اُس حالت [illegible] منتبہ ہوئے اور سمجھا کہ یہ شیطانی حرکت تھی اور ایک دوسرے کے گلے لگ کر بہت روئے اور [illegible] کی اس واقعہ [illegible] نازل ہوئین [illegible] روح المعانی بروایۃ ابن اسحق وجماعۃ عن زید اسلم یہ مضمون کئی آیتون تک چلا گیا ہی جسمین اول ملامت ہی ان اہل کتاب پر جنہون نے یہ کارروائی کی تھی اور یہ ملامت بڑی بلاغت سے کی گئی کہ اس فعل پر ملامت سے پہلے انکو کفر پر بھی ملامت کی جسکا [illegible] یہ ہو کہ [illegible] تو یہ تھا کہ خود بھی مسلمان ہوجاتے نہ یہ کہ دوسرون کے گمراہ کرنیکی فکر مین لگ رہی ہو پھر خطاب فہمائش ہی مسلمانون کو

ملحقات الترجمہ

[illegible] قولہ قبل تولہ فیہ [illegible] غرض [illegible] قولہ فیہ آیات کانہ [illegible] ماقبلہ وباعتبارت [illegible] مسافت [illegible] فیہ کالاشکال [illegible] ماذکروا فی تفسیر [illegible] التعلوہ [illegible] تایید لتفسیر [illegible] روح اللہ الی [illegible] سناہی دینہا و دنیاہا [illegible] ودخلہ ناقہم [illegible] قولہ [illegible] آیۃ تشریعیۃ [illegible] تکوینیۃ [illegible] الآخرۃ [illegible] الدلیل [illegible] الآیات التشریعیۃ [illegible] قولہ [illegible] المعانی فی حمایۃ الافواہ

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا تَعْمَلُوْنَ ۝ قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ

آپ فرما دیجیے کہ ای اہل کتاب تم کیون انکار کرتے ہو اللہ تعالی کے احکام کا حالانکہ اللہ تعالی تمہارے سب کامون کی اطلاع رکھتے ہین آپ فرمایئے ای اہل کتاب کیون ہٹاتے ہو اللہ تعالی کی راہ سے

اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَّاَنْتُمْ شُهَدَآءُ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا

ایسے شخص کو جو ایمان لا چکا اس طور پر کہ کجی ڈھونڈتے ہو اس راہ کے لئے حالانکہ تم خود بھی اطلاع رکھتے ہو اور اللہ تعالی تمہارے کامون سے بیخبر نہین ای ایمان والو اگر تم کہنا مانوگے کسی فرقہ کا

مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ يَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ كٰفِرِيْنَ ۝ وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَفِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ ۭ

ان لوگون مین سے جنکو کتاب دی گئی ہے تو وہ لوگ تمکو تمہارے ایمان لائے پیچھے کافر بنا دینگے اور تم کفر کیسے کر سکتے ہو حالانکہ تمکو اللہ تعالی کے احکام پڑھکر سنائے جاتے ہین اور تم مین اللہ کے رسول

وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

اور جو شخص اللہ تعالی کو مضبوط پکڑتا ہے تو ضرور راہ راست کی ہدایت کیا جاتا ہے۔

ملامت بر اہل کتاب در کفر و اغوا قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا تَعْمَلُوْنَ ۝ قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَّاَنْتُمْ شُهَدَآءُ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ (ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ذاتِ اہل کتاب سے) فرما دیجیے کہ ای اہل کتاب (بعد ظہور حجت حقانیت اسلام کے) کیون انکار کرتے ہو اللہ تعالی کے احکام کا (جس مین اصول و فروع سب آ گئے) حالانکہ اللہ تعالی تمہارے سب کامون کی اطلاع رکھتے ہین (تمکو اس سے بھی ڈر نہین لگتا اور ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان سے یہ بھی) آپ فرمایئے کہ ای اہل کتاب کیون ہٹانے کی کوشش کرتے ہو اللہ کی راہ (یعنی اسکے دین حق) سے ایسے شخص کو جو اس (دین) کے حق ہونے پر ایمان لا چکا اس طور پر کہ کجی (کی باتین) ڈھونڈتے ہو اس راہ کے (زائد مزید الٰہیکی) (جیسا کہ قصہ مذکورہ مین کوشش کی تھی کہ اس کارروائی سے ان کے دین کے اندر بوجہ نااتفاقی کہ گناہ بھی ہے اور مزیل قوت و ترقی بھی ہے خلل پڑ جاویگا اور ان کیطرف نہین پڑکر دین حق سے انکو بعد ہو جاویگا) حالانکہ تم خود بھی (اس حرکت کے قبیح ہونے کی) اطلاع رکھتے ہو اور اللہ تعالی تمہارے کامون سے بے خبر نہین (وقت معین پر اسکی سزا دینگے) ف ہر چند کہ سبب نزول خاص ہے لیکن الفاظ کے عام ہونے سے اہل کتاب مین نصاری بھی آ گئے اور اللہ تعالی کی راہ سے باز رکھنے کے مضمون مین ان لوگون کا بشارات محمدیہ کو چھپانا یا بدلنا بھی داخل ہو گیا چنانچہ حسن اور قتادہ اور سدی نے یہی تفسیر اختیار کی ہے کذا فی روح المعانی (ربط) واقعہ مذکورہ کے متعلق مسلمانون کو فہمائش ہے تفہیم مسلمانان يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ يَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ كٰفِرِيْنَ ۝ وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَفِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ ۭ وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ ای ایمان والو اگر تم کہنا مانوگے کسی فرقہ کا ان لوگون مین سے جن کو

اللغات شہید مطلع ۱۲ روح تصدون فی القاموس صدہ منعہ وصرفہ اھ قلت لو اخذ الایمان بالفعل ناسب الثانی ولو اخذ بالقوۃ بمعنی من اراد الایمان ناسب الاول ۱۲ النحو تبغونہا عوجا استئناف جی بہا کالبیان لذلک الصد کذا فی روح المعانی نقلت وعینت ہذا فی الترجمۃ ـ وفیہ عوجا احد مفعولی تبغون فان بغی یتعدی لمفعولین احدہما بنفسہ والآخر باللام کما صرح بہ اللغویون وتعدیتہ للہاء من باب الحذف والایصال ای تبغون لہا اھ ـ **البلاغۃ** فی روح المعانی قیل لما کان کفرہم ظاہرا ناسب ذکر الشہادۃ معہ فی الآیۃ السابقۃ لانہا تکون لما یظہر ویعلم او ما ہو بمنزلتہ وصدہم من سبیل اللہ وما معہ لما کان بالمکر والخدیعۃ الخفیۃ التی تروج علی الغافل ناسب ذکر الغفلۃ معہ فی ہذہ الآیۃ فلہذا اختتم کلا من الآیتین بما ختم ـ قولہ یا اہل الکتاب قلت صیغۃ العموم وکان المحرش واحدا او اثنین کما یظہر من سبب النزول بنا علی معنی الجنس او انہ کان ہذا التحریش مرضیا عند جمیعہم ۱۲ فی روح المعانی خاطبہم اللہ تعالی بنفسہ بعد ما امر رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم بخطاب اہل الکتاب اظہارا بجلالۃ قدرہم واشعارا بانہم ہم الاحقاء بان یخاطبہم اللہ تعالی وفیہ ایراد ای قولہ بعد ایمانکم مع عدم الحاجۃ الیہ لان الرد انما یکون بعد الایمان ولتوسیطہ بین المفعولین لاظہار کمال شناعۃ الکفر وغایۃ بعدہ من الوقوع لانہ قبل بعد ایمانکم الراسخ ـ وفیہ وقدم توبیخ الکفار لان الکفار کانوا کالعلۃ الداعیۃ الیہ وفیہ قولہ تعالی وکیف قیل المراد التعجیب ای لا ینبغی لکم ان تکفروا فی سائر الاحوال لا سیما فی ہذہ الحال اھ قلت وعلیہ ترجمت ـ وفیہ ولم یسند سبحانہ التلاوۃ الی رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم اشارۃ الی استقلال کل من الامرین ـ فی اللباب وایذانا بان التلاوۃ کافیۃ فی الغرض من ای قال کانت ـ فی الکشاف فقد ہدی فقد حصل لہ الہدی لا محالۃ کما تقول اذا جئت فلانا فقد افلحت کان الہدی قد حصل فہو مخبر عنہ حاصلا اھ قلت فالجزاء فلیتیقن اونحوہ ۱۲

الروایات فی لباب النقول اخرج الفریابی وابن ابی حاتم عن ابن عباس قال کانت الاوس والخزرج فی الجاہلیۃ بینہم شر فبینما ہم جلوس ذکروا ما بینہم حتی غضبوا وقام بعضہم الی بعض بالسلاح فنزلت وکیف تکفرون الآیۃ والآیتان بعدہا اھ ای الی قولہ تعالی لعلکم تہتدون ۱۲

ملحقات الترجمۃ

۱ قولہ فی ترجمۃ قل ان اہل کتاب سے اشارۃ الی العہد لقرینۃ سبب النزول ۱۲

۲ قولہ فی ترجمۃ امن دین کے حق ہونے پر کما فی روح المعانی فی جملۃ اقوال ای من صدق بتلک السبیل وآمن بذلک الدین بالفعل او بالقوۃ لقرینۃ منہ ۱۲

۳ قولہ کسی فرقہ کا ای غیر معین فشمل شماس بن قیس وغیرہ وفیہ مبالغۃ ای ان کل واحد منہم متشابہ فی الاضلال فضلا عن جمیعہم ۱۲

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ○ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَ

اى ایمان والو　اللہ تعالیٰ سے ڈرا کرو ڈرنے کا حق اور بجز اسلام کے اور کسی حالت پر جان مت دینا　اور مضبوط پکڑے رہو اللہ تعالیٰ کے سلسلہ کو اس طور پر کہ باہم سب متفق بھی رہو

لَا تَفَرَّقُوا ۚ وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا وَكُنْتُمْ

باہم نااتفاقی مت کرو　اور تم پر جو اللہ تعالیٰ کا انعام ہے اسکو یاد کرو جبکہ تم دشمن تھے پس اللہ تعالیٰ نے تمہارے قلوب میں الفت ڈالدی سو تم خدا تعالیٰ کے انعام سے آپس میں بھائی بھائی ہوگئے اور تم لوگ

عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِنْهَا ۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ○

دوزخ کے گڑھے کے کنارہ پر تھے　سو اس سے خدا تعالیٰ نے تمہاری جان بچائی اسیطرح اللہ تعالیٰ تم لوگونکو اپنے احکام بیان کرکے بتلاتے رہتے ہیں تاکہ تم لوگ راہ پر رہو

کتاب دی گئی ہے (یعنی اہل کتاب میں سے) تو وہ لوگ تمکو تمہارے ایمان لائے پیچھے (اعتقاداً یا عملاً) کافر بنا دینگے اور (بھلا) تم کفر کیسے کرسکتے ہو (یعنی تمہارے لئے کب روا ہوسکتا ہے) حالانکہ (اسباب مانع کفر کے پورے جمع ہیں کیونکہ) تمکو اللہ تعالیٰ کے احکام (قرآن میں) پڑھ کر سنائے جاتے ہیں اور (پھر) تم میں اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) موجود ہیں (اور دونوں قوی ذرائع ہیں ایمان پر قائم رہنے کے پس تمکو چاہیے کہ ان دونوں ذریعوں کی تعلیم و تلقین کے موافق ایمان پر اور ایمان کی باتوں پر قائم رہو) اور (یاد رکھو کہ) جو شخص اللہ تعالیٰ کو مضبوط پکڑتا ہے (یعنی ایمان پر پورا قائم رہتا ہے کیونکہ اللہ کو مضبوط پکڑنا یہی ہے کہ اسکی ذات و صفات کی تصدیق کرے اُسکے احکام مانے کسی دوسرے مخالف کی موافقت نہ کرے) تو (ایسا شخص) ضرور راہ راست کی ہدایت کیا جاتا ہے (یعنی وہ راہ راست پر ہوتا ہے اور راہ راست پر ہونا اصل ہے صلاح و فلاح کی پس اس میں ایسے شخص کے لیے صلاح و فلاح کی بشارت و وعدہ ہے **ف** اشارہ ترجمہ میں تعمیم کفر کے لئے جو اعتقاداً و عملاً کہا گیا اسکا حاصل یہ ہے کہ ایک معنی کفر کے تو متعارف ہیں اور وہ کفر اعتقادی ہے اور ایک معنی یہ ہیں کہ اعتقاداً تو مومن ہو مگر کام کافروں کے سے کرے اسکو بھی مجازاً کفر کہدیتے ہیں کفر عملی سے یہی مراد ہے قرآن و حدیث میں اسکا بھی استعمال بہت آیا ہے پس مطلب آیت کا یہ ہے کہ اہل کتاب کی اطاعت سے کفر کا ڈر ہے اگر اطاعت عقائد میں کیجاوے تو کفر اعتقادی ہوگا اور اگر اطاعت اعمال و معاصی میں کیجاوے جیسے اُنکے اشتعال سے لڑنے کو تیار ہوگئے تو یہ عمل کافروں کا سا ہوگا۔ اور یہ آیت اگر خاص صحابہ کو خطاب ہو جیسا قصہ سے معلوم ہوتا ہے تب تو فیکم رسولہ میں کوئی تکلف نہیں اور اگر عام ہو جیسا مضمون کا عموم مقتضی ہے تو آپکی نبوت کے آثار و شواہد کا قیامت تک موجود رہنا بمنزلہ آپ ہی کے تشریف رکھنے کے ہے کیونکہ زمانہ رونق افروزی ظاہری میں بھی آپ کا ہادی ہونا اسی وصف کے اعتبار سے تھا پس اصل موثر وصف ٹھہرا فقط ربط اوپر مسلمانوں کو فہمایش تھی آگے بھی اسکا تتمہ بیان ہوتا ہے

تتمہ تفہیم مذکور يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ○ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا ۚ وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِنْهَا ۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ○ اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے (ایسا) ڈرا کرو (جیسا) ڈرنے کا حق (ہے کامل ڈرنے کا مطلب یہ ہے کہ جسطرح شرک و کفر سے بچے ہو کل معاصی سے بھی بچا کرو اور بلا وجہ شرعی لڑنا معصیت ہے تو اس سے بھی بچنا فرض ہے) اور بجز اسلام (کامل) کے (جسکا حاصل وہی ہے جو کامل ڈرنیکا حاصل تھا) اور کسی حالت پر جان مت دینا (یعنی اسی کامل تقوی اور کامل اسلام پر تادم مرگ قائم رہنا) اور مضبوط پکڑے رہو اللہ تعالیٰ کے سلسلہ کو (یعنی اللہ کے دین کو جسمیں اصول اور فروع سب آگئے) اس طور پر کہ باہم سب متفق بھی رہو (جسکی اسی دین میں تعلیم بھی ہے) اور باہم نااتفاقی مت کرو (جسکی اسی دین میں ممانعت بھی ہے) اور تم پر جو اللہ تعالیٰ کا انعام (ہوا) ہے اُسکو یاد کرو جبکہ تم (باہم) دشمن تھے (یعنی قبل اسلام کے چنانچہ اوس و خزرج میں ایک مدت طویل سے جنگ چلی آتی تھی اور عام طور پر اکثر عرب کے لوگوں کی یہی حالت تھی) پس اللہ تعالیٰ نے (اب) تمہارے قلوب میں (ایک دوسرے کی) الفت ڈالدی سو تم خدا تعالیٰ کی (اس) انعام (تالیف بین القلوب) سے (اب) آپس میں بھائی بھائی

ملحقات الترجمة
له قوله نت اسکو بھی مجازاً فیکون فی الآیۃ عموم المجاز فلا یرد الجمع بین الحقیقة والمجاز
٢ه قوله فی ترجمة حبل سلسلہ وعی فیہ کما تری المعنے الحقیقی والمجازی معا لانه یطلق ہذا اللفظ فی محاوراتنا بمعنے السلاسل والصلة وما یتعلق للطفه ١٢

البلاغة قوله یا ایها الذین امنوا فی روح المعانی کرر الخطاب بهذا العنوان تشریفا لهم ولا یخفی ما فی تکراره من اللطف بعد تکرار خطاب الذین اوتوا الکتاب قوله بحبل الله قال البیضاوی استعارة الحبل من حیث ان التمسک به سبب النجاة عن الردی کما ان التمسک بالحبل سبب السلامة من التردی واستعار للوثوق به والاعتماد علیه الاعتصام ترشیحا

للمجاز آه فی روح المعانی شبهت حالة المومنین بحالة متمسک المتدلی من مکان رفیع بحبل وثیق اه قوله منها فی روح المعانی عود الضمیر الی الحفرة اتم لانها التی یمتن بالانقاذ منها حقیقة فیکون الانقاذ من الشفا انقاذا من الحفرة التی یتوقع الهوی فیها فاضافة المنة الی الانقاذ من الحفرة ابلغ واوقع آه

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ○

اور تم مین ایک جماعت ایسی ہونا ضرور ہے کہ خیر کی طرف بلایا کرین اور نیک کامون کے کرنے کو کہا کرین اور برے کامون سے روکا کرین اور ایسے لوگ پورے کامیاب ہونگے

کی طرح، ہوگئے اور (ایک انعام جوکہ انعام مذکور کی بھی اصل ہے یہ فرمایا کہ) تم لوگ (بالکل) دوزخ کے گڑھے کے کنارہ (ہی) پر (کھڑے) تھے (یعنی بوجہ کافر ہونیکے دوزخ سے اتنی قریب تھے کہ بس دوزخ مین جانے کے لیے صرف مرنے کی دیر تھی) سو اس (گڑھے) سے خدا تعالی نے تمھاری جان بچائی (یعنی اسلام نصیب کیا جس سے دخول جہنم کی علت زائل ہوگئی سو تم ان انعامون کی قدر کرو اور آپس کے جدال و قتال سے جوکہ معصیت ہے ان انعامون کو ضائع مت کرو کیونکہ اس جدال و قتال سے انعام تالیف تو بالکل ہی زائل ہو جاویگا اور انعام اسلام مختل اور ناقص ہو جاویگا یہ بھی ایک گونہ ضائع ہونا ہے) اسیطرح اللہ تعالی نے یہ حکم واضح طور پر بیان فرمایا ہے) اسیطرح اللہ تعالی تم لوگون کو اپنی (اور) احکام (بھی) بیان کرکے بتلاتے رہتے ہین تاکہ تم لوگ راہ (راست) پر قائم رہو [1] **ف** ڈرنے کے حق کا یہ مطلب نہین کہ جیسی حق تعالے کی عظمت کا حق ہے کیونکہ یہ تو کسی سے ہو نہین سکتا بلکہ مطلب یہ ہے کہ جتنا تمھارے ذمہ حق مقرر اور واجب ہے جسکی تفسیر اثناء ترجمہ مین لکھدی گئی اسکے مقابل ایک تقوی ادنی درجہ کا ہے یعنی کفر و شرک سے بچ جانا گو معصیت مین مبتلا رہے آیت کا مطلب یہ ہے کہ ادنی تقوی پر اکتفا مت کرو بلکہ اعلی اور کامل درجہ کا تقوی اختیار کرو جسمین معاصی سے بھی بچنا آگیا **ربط** اوپر کی آیتون مین مسلمانونکو ہدایت پر قائم رہنے کا حکم تھا آگے حکم ہے کہ دوسرونکو بھی ہدایت کرنیکی کوشش کرو جیسا کہ اس مجموعہ کے قبل کفار کو اول خود گمراہ ہونے پر ملامت تھی پھر دوسرونکو گمراہ کرنیکی برائی تھی **امر بہدایت ناس** وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

اور تم مین ایک جماعت ایسی ہونا ضرور ہے کہ (اور لوگون کو بھی) خیر کی طرف بلایا کرین اور نیک کامون کے کرنیکو کہا کرین اور برے کامون سے روکا کرین اور ایسے لوگ (آخرت مین ثواب سے) پورے کامیاب ہونگے **ف** تفصیل اس مسئلہ کی یہ ہے کہ جو شخص امر بالمعروف و نہی عن المنکر پر قادر ہو یعنی قرائن سے غالب گمان رکھتا ہے کہ اگر مین امر و نہی کرونگا تو مجھکو کوئی ضرر معتدبہ لاحق نہوگا اُسکے لیے امور واجبہ مین امر و نہی کرنا واجب ہے اور امور مستحبہ مین مستحب مثلاً نماز پنجگانہ فرض ہے تو ایسے شخص پر واجب ہوگا کہ بے نمازی کو نصیحت کرے اور نوافل مستحب ہین انکی نصیحت کرنا مستحب ہوگا اور جو شخص بالمعنی المذکور قادر نہو اسپر امر و نہی کرنا امور واجبہ مین بھی واجب نہین البتہ اگر ہمت کرے تو ثواب ملیگا پھر اس امر و نہی مین قادر کے لیے امور واجبہ مین یہ تفصیل ہے کہ اگر قدرت ہاتھ سے ہو تو ہاتھ سے اسکا انتظام واجب ہے جیسے حکام محکومین کے اعتبار سے یا ہر شخص خاص اپنے اہل و عیال کے اعتبار سے اور اگر صرف زبان سے قدرت ہو تو زبان سے کہنا واجب ہے۔ اور غیر قادر کے لیے صرف اتنا کافی ہے کہ تارک واجبات و مرتکب محرمات سے دل سے نفرت رکھے پھر قادر کے لیے منجملہ شرائط کے ایک ضروری شرط یہ ہے کہ اس امر کے متعلق شریعت کا پورا حکم اسکو معلوم ہو اور منجملہ آداب کے ایک ضروری ادب یہ ہے کہ مستحبات مین مطلقاً نرمی کرے اور واجبات مین اول نرمی اور نہ ماننے پر سختی کرے اور ایک تفصیل قدرت مین یہ ہے کہ دستی قدرت مین تو کبھی امر و نہی کا ترک جائز نہین اور زبانی قدرت مین مایوسی نفع کے وقت ترک جائز ہے لیکن مودت و مخالطت کا بھی ترک واجب ہے مگر بضرورت شدیدہ قادر کے ذمہ اسکا وجوب علی الکفایہ ہے اگر اتنے آدمی اس کام کو کرتے ہون کہ بقدر حاجت کام چل رہا ہو تو دوسرے اہل قدرت کے ذمہ سے ساقط ہو جاویگا یہ کل چھ مسئلے اس مقام پر ذکر کیے گئے اور علم کی شرط ہونے سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ آج کل جو اکثر جاہل یا کالجاہل وعظ کہتے پھرتے ہین اور بے دھڑک روایات و احکام بلا تحقیق بیان کرتے ہین سخت گنہگار رہتے ہین اور سامعین کو بھی انکا وعظ سننا جائز نہین **ربط** اوپر بعد امر بالتقوی کے باہم اتفاق فی الدین کا حکم تھا اور تفرق سے نہی تھی آگے اسی مضمون کی تفصیل ہے

ملحقات الترجمة
[1] قوله ترجمہ تھمند وت قائم رہو وجہہ ان الخطاب للمومنین الذین کانوا علی الہدی [2] قوله ڈرنے کے حق کا آخ فلا یلزم النسخ فی الآیۃ وما ورد فی بعض الروایات من نسخہا بنحو فاتقوا الله ما استطعتم فالمعنی الاول الحق الذی نفسیہ نفسیت بالآیۃ الاخری ای لا ادعی استقط الحکم لاحق بخفتہ تعالی حسبی التفسیر بالنسخ کما کان عادۃ السلف من اطلاق النسخ علی اعم من الاصطلاحی فانہم فی بعض اطلاقہم من حق الشئ بمعنی وجب وثبت ولا اضافہ من باب اضافۃ الی موصوفہا و ان الاصل اتقوا الله اتقاء حقا ای ثابتا واجبا علی حد ضربت زیدا شدید الضرب ای الضرب الشدید اھ وھذا سوا یدکما تری لما الحقت ۱۲

اللغات فی روح المعانی الامۃ الجماعۃ التی تؤم ای تقصد لامر ما وتطلق علی اتباع الانبیاء لاجتماعہم علی مقصد واحد وعلی القدوۃ ومنہ ان ابراہیم کان امۃ۔ وعلی الدین والملۃ ومنہ انا وجدنا آباءنا علی امۃ۔ وعلی الزمان ومنہ وادکر بعد امۃ الی غیر ذلک من معانیہا ۱۲
النحو منکم قیل من تبعیضیۃ لوجوب ہذا الامر والنہی علی الکفایۃ وقیل تبیینیۃ ولا یعارض وجوبہ علی الکفایۃ لان عموم الخطاب لا یقتضی الوجوب علی الاعیان کما ان خطابات الجہاد عامۃ و مع ھذا فہو واجب علی الکفایۃ وایضا المخاطب جمیع المؤمنین ویدخل فیہم الاوس والخزرج دخولا اولیا ۱۲
البلاغۃ یدعون الی الخیر عام و مجمل والامر بالمعروف والنہی عن المنکر تفصیل لہ المفلحون الکاملون فلا یلزم نفی الفلاح عن غیرہم بغرہم فالتفوق علی غیرہم فی الاجر لان خیر الناس من ینفع الناس ۱۲

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ ۚ وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ يَوْمَ

اور تم لوگ اُن لوگوں کی طرح مت ہوجانا جنہوں نے باہم تفریق کرلی اور باہم اختلاف کرلیا اُن کے پاس احکام واضحہ پہونچنے کے بعد اور ان لوگوں کے لئے سزای عظیم ہوگی اُس روز

تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ ۚ فَأَمَّا الَّذِينَ اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ أَكَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ فَذُوقُوا الْعَذَابَ

کہ بعضے چہرے سفید ہوجاوینگے اور بعضے چہرے سیاہ ہونگے سو جنکے چہرے سیاہ ہوگئے ہونگے اون سے کہا جاویگا کیا تم لوگ کافر ہوئے تھے اپنے ایمان لانے کے بعد سزا چکھو

بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ۝ وَأَمَّا الَّذِينَ ابْيَضَّتْ وُجُوهُهُمْ فَفِي رَحْمَةِ اللَّهِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ نَتْلُوهَا

بسبب اپنے کفر کے | اور جنکے چہرے سفید ہوگئے ہونگے وہ اللہ کی رحمت میں ہونگے وہ اُسمیں ہمیشہ ہمیشہ رہینگے | یہ اللہ تعالیٰ کی آیتیں ہیں جو صحیح صحیح طور پر ہم

عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۗ وَمَا اللَّهُ يُرِيدُ ظُلْمًا لِلْعَالَمِينَ ۝

تمکو پڑھکر سناتے ہیں اور اللہ تعالیٰ مخلوقات پر ظلم کرنا نہیں چاہتے

نہی من التفرق و وعید برآن وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ ۚ وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ ۚ فَأَمَّا الَّذِينَ اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ أَكَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ۝ وَأَمَّا الَّذِينَ ابْيَضَّتْ وُجُوهُهُمْ فَفِي رَحْمَةِ اللَّهِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ اور تم لوگ اُن لوگوں کی طرح مت ہوجانا جنہوں نے (دین میں) باہم تفریق کرلی اور (نفسانیت سے) باہم اختلاف کرلیا اُن کے پاس احکام واضحہ پہونچنے کے بعد اور ان لوگوں کے لیے سزای عظیم ہوگی اُس روز یعنی قیامت کے روز جسمیں (کہ) بعضے چہرے سفید (روشن) ہوجاوینگے اور بعضے چہرے سیاہ (اور تاریک) ہونگے سو جنکے چہرے سیاہ ہوگئے ہونگے اُن سے کہا جاویگا کیا تم (ہی) لوگ کافر ہوئے تھے اپنے ایمان لانیکے بعد تو (اب) سزا چکھو بسبب اپنے کفر کے اور جنکے چہرے سفید ہوگئے ہونگے وہ اللہ کی رحمت یعنی جنت میں (داخل) ہونگے (اور) وہ اُسمیں ہمیشہ ہمیشہ رہینگے **ف** آیت میں جو تفریق و اختلاف کی مذمت ہے مراد اس سے وہ تفریق ہے جو اصول دین میں ہو یا فروع میں براہ نفسانیت ہو جیسا اہل اہوانے اہل سنت کے ساتھ اختلاف کیا چنانچہ آیت میں خود یہ قید کہ احکام واضحہ آئے پیچھے اسکا قرینہ موجود ہے کیونکہ اصول سب واضح ہوتے ہیں اور فروع بھی بعضے ایسے واضح ہوتے ہیں کہ اگر نفسانیت نہو تو اختلاف کی گنجائش نہیں ہوتی پس جو فروع غیر واضح ہیں یا تو بوجہ عدم نص صریح کے یا بوجہ ظاہری تعارض نصوص کے جنمیں وجہ تطبیق صریح نہو ایسے فروع میں اختلاف ہوجانا اس آیت میں داخل نہیں اور مذموم نہیں بلکہ امت مرحومہ میں واقع ہے اور یہ حدیث اُسکی اجازت کے لئے کافی ہے جسکو شیخین نے عمرو بن عاص رضؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ جب کوئی حاکم حکم شرعی اپنے اجتہاد سے کرے اور وہ حکم ٹھیک ہو تو اُسکو دو اجر ملتے ہیں اور جب حکم اجتہاد سے کرے اور وہ غلط ہوجاوے تو اُسکو ایک اجر ملتا ہے اور اس اختلاف کی مشروعیت پر امت کا اجماع ہی کافی ہے اور روح المعانی میں بیہقی سے قاسم بن محمد کا قول اور مدخل سے عمر بن عبد العزیز کا قول اس مضمون کا نقل کیا ہے کہ اصحاب کا اختلاف لوگوں کے لیے موجب رحمت و رخصت ہوگیا۔ اور الذین تفرقوا و اختلفوا کے مصداق میں بوجہ کفرتم کے مفسرین کے اقوال مختلف منقول ہیں جامع تر یہ ہے کہ کفر سے مراد عام ہے انکار توحید و رسالت یا اعتقاد بدعت یہ سب بعد وضوح دلائل کے ہوتا ہے پس معنی یہ ہونگے کہ ای صحابہ یا ای سب مسلمانو تم ان اہل تفریق و اہل کفر و اہل عذاب کے مشابہ مت بننا گو مشبہ میں معصیت عملی تھی اور مشبہ بہ میں معصیت اعتقادی مگر تشبیہ کے لیے یہ تفاوت قادح نہیں اور جب تفاوت وجہ تشبیہ میں ہے اتنا ہی تفاوت وعید میں بھی ضرور ہے کیونکہ مماثلت طرفین من کل الوجوہ لازم نہیں آتی **ربط** اوپر مرحوم اور مغضوب دونوں کی جزا و سزا کا بیان تھا آگے اس جزا و سزا کی خبر کا صحیح ہونا جملہ نتلوہا علیک بالحق میں اور اس جزا و سزا کا مناسب ہونا جملہ ما اللہ یرید ظلما میں اور ان لوگوں کا مملوک خداوندی ہونا جسکا مقتضا وجوب اطاعت ہے جملہ للہ ما فی السموات الخ میں اور کسی غیر کا بالکل اختیار نہونا جملہ الی اللہ ترجع میں بیان فرماتے ہیں اور وعدہ اور وعید کا باوقعت ہونا ان ہی امور کے اثبات پر موقوف ہوتا ہے جیسا کہ ظاہر ہے **صادق و حکیم و منفرد بودن حق تعالیٰ در حکم** تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ نَتْلُوهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۗ وَمَا اللَّهُ يُرِيدُ ظُلْمًا لِلْعَالَمِينَ ۝

البلاغۃ واما الذین ابیضت قال البیضاوی کان حق الترتیب ان یقدم ذکرہم ولکن قصد ان یکون مطلع الکلام ومقطعہ حلیۃ المؤمنین وثوابہم اھ رحمۃ اللہ ای الجنۃ فہو من التعبیر بالحال عن المحل

ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ ف مفسرین کے اقوال مختلف ہیں کما فی روح المعانی والنطاقِ السیاق والسیاق انہم اہل الکتاب کفروا بعد ایمانہم کفرہم برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد الایمان بہ قبل مبعثہ والیہ ذہب عکرمۃ وقیل ہم جمیع الکفار لاعراضہم عما وجب علیہم من الاقرار بالتوحید حین استشہدہم علی انفسہم و روی ذلک عن ابی بن کعب وقال الحسن انہم المنافقون وروی عن علی کرم اللہ وجہہ وابی امامۃ رضہ وابن عباس رضہ وابی سعید الخدری رضی اللہ عنہم اہل البدع ۱۲

لہ روح المعانی فی البیضاوی وہم المرتدون الخ ۱۲

ع ۸ | ۲

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ

اور اللہ ہی کی ملک ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے　اور اللہ ہی کی طرف سب مقدمات رجوع کیے جاوینگے تم لوگ اچھی جماعت ہو کہ وہ جماعت لوگوں کے لئے ظاہر کی گئی ہے تم لوگ نیک کاموں کو

وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۭ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّھُمْ ۭ مِنْھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُھُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

بتلاتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ تعالے پر ایمان لاتے ہو اور اگر اہل کتاب ایمان لے آتے تو ان کے لیے زیادہ اچھا ہوتا انمیں سے بعضے تو مسلمان ہیں اور زیادہ حصہ انمیں کافر ہیں

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ اِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝ یہ (جو اوپر مذکور ہوئیں) اللہ تعالیٰ کی آیتیں ہیں جو صحیح صحیح طور پر ہم تمکو پڑھکر سناتے ہیں (اس سے تو مضمون بالا کا صحیح ہونا معلوم ہوا) اور اللہ تعالیٰ مخلوقات پر ظلم کرنا نہیں چاہتے (پس جو کچھ کسی کے لیے جزا و سزا تجویز کی ہے وہ بالکل مناسب ہے اس سے تجویز مذکور کا مناسب ہونا معلوم ہوا) اور اللہ ہی کی ملک ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے (پس جب سب انکی ملک ہے تو ان سب کے ذمہ طاعت واجب تھی اس سے انکا مملوک ہونا اور جو لوگ طاعت نہ کریں انکا مستحق عقوبت ہونا معلوم ہوا) اور اللہ ہی کی طرف سب مقدمات رجوع کیے جاوینگے (کوئی دوسرا صاحب اختیار نہ ہوگا) **ف** جاننا چاہیے کہ ظلم کے دو معنی ہیں ایک یہاں معنی حقیقی نہیں ہیں کیونکہ حق تعالیٰ تو جو کچھ بھی کریں وہ ظلم ہو ہی نہیں سکتا تو اسکی نفی سے جو مقصود ہے مقام کا یعنی اعمال پر جزای مذکور کا مترتب ہونا وہ حاصل نہیں ہو سکتا کیونکہ مرتب نہ ہونیکی تقدیر پر بھی بالمعنی المذکور ظلم نہ ہونا صادق آتا ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ عقلاً و شرعاً بندوں کے افعال میں جو ظلم کہلاتا ہے وہ بھی وہاں نہ ہوگا اس سے مقصود مقام کا بخوبی حاصل ہو گیا ربط اوپر کی آیات میں مسلمانوں کو ثبات علی الایمان اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا حکم فرمایا تھا آگے اوسی کو موکد کرنے کے لئے یہ بتلاتے ہیں کہ تم لوگوں کی وجہ خیریت میں امور مذکورہ بھی ہیں پس انمیں کمی نہ آنے پاوے **بیان خیریت امت محمدیہ** كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۭ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّھُمْ ۭ مِنْھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُھُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ (اے امت محمدیہ) تم لوگ (سب اہل مذاہب سے) اچھی جماعت ہو کہ وہ جماعت (عام) لوگوں کے (نفع رسانی اور ہدایت پہونچانے کے) لیے ظاہر کی گئی ہے (اور نفع پہونچانیکی صورت کہ وہی وجہ سب سے اچھی ہونیکی بھی ہے یہ ہے کہ) تم لوگ (بمقتضای شریعت زیادہ اہتمام کے ساتھ) نیک کاموں کو بتلاتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور (خود بھی) اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے پر دوام کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے میں ساری دین کی باتوں پر ایمان لانا آگیا کیونکہ وہ سب اللہ کی بتلائی ہوئی ہیں جس نے ان کا انکار کیا اسکا ایمان اللہ پر بھی نہ ہوا) اور اگر (یہ) اہل کتاب (بھی جو تم سے مخالفت کر رہے ہیں تمھاری طرح) ایمان لے آتے تو انکے لئے (انکی حالت موجودہ سے جسکو بزعم خود اچھی سمجھتے ہیں) زیادہ اچھا ہوتا (کیونکہ یہ بھی اسی مذکورہ اچھی جماعت میں داخل ہو جاتے مگر واے برحال ایشان کہ سب مسلمان نہیں ہوئے بلکہ) ان میں سے بعضے تو مسلمان ہیں (اور اچھی جماعت میں داخل ہیں) اور زیادہ حصہ ان میں سے کافر ہیں (اور اس جماعت سے خارج اور طرفہ یہ کہ جو بیچارے اسلام لے آئے ہیں ان کے اضرار دینی و دنیوی کی فکر میں ہیں) **ف** یہ خطاب تمام امت محمدیہ کو عام ہے جیسا کمالین میں حضرت علی رض کی روایت مرفوعاً بسند احمد بن حنبل رح منقول ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت خیر الامم ہے پھر انمیں سے صحابہ اول اور اشرف مخاطبین ہیں پس اوس وخیریت کے قصہ سے مناسبت بھی ظاہر ہو گئی اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں جو زیادہ اہتمام کی قید نکالدی گئی مراد اس سے امر و نہی بالید ہے جو اعلی درجہ اسکا ہے یہ درجہ اس امت میں اور امم سے دو وجہ سے زیادہ ہے اولاً جہاد کا مشروع ہونا جس سے دفع کفر و دفع فساد مقصود ہے ثانیاً بوجہ عموم دعوت محمدیہ جیسا کہ سب اقوام کے لیے عام ہونا جیسا اللناس میں عام کا لفظ نکال دیا گیا ہے بخلاف شرائع سابقہ کے کہ بعض میں جہاد نہ تھا اور بعض میں بوجہ خصوص بعثت انبیاء سابقین کے سب اقوام کے لیے عام نہ تھا اور ظاہر ہے کہ زیادہ عمل سے زیادہ اجر ہے بلکہ صرف وجہ ثانی بھی کافی ہے پس یہ بھی منجملہ اسباب خیریت اس امت کے ہے اور اسی میں منحصر نہ سمجھا جاوے اور وجوہ بھی خیریت کے وارد ہوئے ہیں چنانچہ وجہ ربط میں احقر نے اس عبارت میں کہ امور مذکورہ بھی ہیں اس عدم انحصار کی طرف اشارہ بھی کر دیا ہے رہا ثبات علی الایمان کا وجہ خیریت ہونا حالانکہ یہ بظاہر سب شرائع والومنین میں مشترک معلوم ہوتا ہے اسکی توجیہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ یہ شریعت دوسری شرائع سے اکمل ہے اور اکمل پر ایمان لانا اوروں سے

ملحقات الترجمة

ف۱ قولہ ظلم دو معنی کی ہیں کیونکہ حق وان قولہ یرید قرینۃ علی ان المراد من المعنی الذی یصلح کونہ متعلقا للارادۃ وما لم یکن الظلم الحقیقی صالحا لتعلق الارادۃ لاستحالتہ لا یصح ان یکون مرادا فی الآیۃ بخلاف المعنی الثانی فانہ یمکن ان یتعلق بہ لو فرض ممکنا فیصح کونہ مرادا فی العبارۃ فافہم ۱۲

ف۲ قولہ زیادہ اہتمام کی قید اخذ ذلک التفسیر من الکبیر و یتایدہ بما فی روح المعانی اخرج ابن المنذر وغیرہ عن ابن عباس فی الآیۃ ان المعنی تامرونہم ان یشہدوا ان لا الہ الا اللہ ویقروا بما انزل اللہ وتقاتلونہم علیہ ولا الہ الا اللہ ہو اعظم المعروف وتنہونہم عن المنکر والمنکر ہو التکذیب وہو انکر المنکر اھ ۱۲

ف۳ قولہ دفع کفر و دفع فساد الاول فی بعض کالمشرکین وکفار العرب والثانی فی سائرہم والکفر والفساد کلاہما منکر ۱۲

البلاغۃ قولہ کنتم فی روح المعانی قد تستعمل للزوم الشیء وعدم انفکاکہ نحو وکان الانسان اکثر شیء جدلا قولہ اخرجت صفۃ لامۃ تامرون استئنافات مبین لکونہم خیر امۃ لکان	خیرا فالخیریۃ انما ہی باعتبار زعمہم اھ قلت واشرت الی کونہا بزعمہم فی الترجمۃ ۱۲

لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ اَذًى ؕ وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ ۟ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ○ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ اَيْنَ مَا ثُقِفُوْٓا اِلَّا بِحَبْلٍ

وہ تمکو ہرگز کوئی ضرر نہ پہونچا سکینگے مگر ذرا خفیف سی اذیت اور اگر وہ تم سے مقاتلہ کرین تو تمکو پیٹھ دکھا کر بھاگ جائینگے پھر کسی کی طرف سے انکی حمایت بھی نہ کی جاویگی جما دی گئی اُنپر بیقدری جہان کہین بھی پائے جاوینگے

مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ

ایک تو ایسے ذریعہ کے سبب جو اللہ کی طرف سے ہے اور ایک ایسے ذریعہ سے جو آدمیونکی طرف سے ہے اور مستحق ہو گئے غضب الٰہی کے اور جما دی گئی اُن پر پستی یہ اسوجہ سے ہوا کہ وہ لوگ منکر ہو جاتے تھے احکام آلٰہیہ کے

وَيَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ○

اور قتل کر دیا کرتے تھے پیغمبرون کو ناحق اور یہ اسوجہ سے ہوا کہ اُن لوگون نے اطاعت نہ کی اور دائرہ سے نکل نکل جاتے تھے

قائم رہنا ظاہر ہی کہ اکمل ہوگا پس اس اعتبار سے اشتراک نرہا اور یہ جو فرمایا کہ بعضے مسلمان ہین ان سے وہ لوگ مراد ہین جو ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے تھے **ربط** پہلی آیت مین اہل کتاب کا مسلمانون کے ساتھ اعتقاداً مخالف ہونا اور اس سے پہلے انکا مسلمانونکو دینی ضرر پہونچانیکی تدبیر کرنا مذکور تھا آگے انکا مسلمانونکو دنیوی ضرر پہونچانیکی فکر کرنا اور اُسکے ساتھ اُنکی ناکامی کی پیشین گوئی سے تسلی کر دینا مذکور ہوتا ہی **خبر ناکامی اہل کتاب در اضرار مسلمین** لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ اَذًى ؕ وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ ۟ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ○ وہ (اہل کتاب) تمکو (اے مسلمانو) ہرگز کوئی ضرر نہ پہونچا سکینگے مگر ذرا خفیف سی اذیت (یعنی بائی برا بھلا کہکر دل دکھانا) اور اگر وہ (اس سے زیادہ کی ہمت کرین اور تم سے مقابل ہو کر) تم سے مقاتلہ کرین تو تمکو پیٹھ دکھا کر بھاگ جائینگے پھر اس سے بڑھکر یہ ہو گا کہ کسی کی طرف سے انکی حمایت بھی نہ کیجاویگی **ف** بڑھ کر اس لیے کہا گیا کہ خالی حمایت و طرفداری کیا جانا بہ نسبت غالب آجانیکے سہل ہی کیونکہ غالب آنے کے لئے بڑا سامان چاہیے اور خالی حمایت کے لیے صرف زبان ہلانا یا ذرا دوڑ دھوپ کر لینا پڑتا ہی پس جب وہ لوگ ایسے مخذول ہین کہ زبانی بھی کوئی انکا ساتھ نہین دیتا تو غالب آنا تو بدرجہ اولی منفی ہوگا۔ یہ ایک پیشین گوئی ہی جو اسیطرح واقع ہوئی چنانچہ اہل کتاب زمانہ نبوت مین کسی موقعہ مین بھی صحابہ پر جو کہ بقرینہ مقام اس مضمون کے خاص مخاطب ہین غالب نہ آئے خصوص یہود جنکے قبائح خصوصیت سے اس جگہ مذکور ہین چنانچہ اوپر وہ قصہ صحابہ مین رنج ڈلوانے کا انہی کی کاروائی تھی یہ بہت ہی ذلیل وخوار کیے گئے بعضون پہ جزیہ ہوا بعضے قتل ہوئے بعضے نکالے گئے چنانچہ آیت آیندہ مین یہی مضمون مجملاً مذکور ہے **ربط** ابھی تقریر بالا کے آخر مین مذکور ہوا **بیان ذلت یہود** ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ اَيْنَ مَا ثُقِفُوْٓا اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ⑪ (نقش سکہ کی طرح) جما دی گئی اُن پر (خاص) بیقدری (یعنی بے امنی جان کی) جہان کہین بھی پائے جاوینگے مگر ہان دو ذریعون سے امن میسر ہو جاتا ہی) ایک تو ایسے ذریعہ کے سبب جو اللہ کی طرف سے ہے اور ایک ایسے ذریعہ سے جو آدمیون کی طرف سے ہی (اللہ کی طرف کا ذریعہ یہ کہ کوئی کتابی اللہ تعالی کی عبادت مین ایسا مشغول ہو کہ مسلمانون سے لڑتا بھڑتا نہ ہو وہ جہاد مین قتل نہین کیا جاتا گو عبادت اُسکی آخرت مین نافع نہ ہو اور اللہ کی طرف کے ذریعہ مین یہ بھی آگیا کہ وہ کتابی نابالغ یا عورت ہو یہ صفت غیر مکتسبہ بھی جو محض منجانب اللہ ہی فی نفسہ موجب امن عن القتل ہی اور آدمیون کی طرف کے ذریعہ سے مراد معاہدہ و صلح ہی جو مسلمانون کے ساتھ ہو جاوے چنانچہ ذمی مستامن بھی مامون ہی یا کسی قوم کا ان سے لڑنیکا قصد نہ کرنا جیسا بعض زمانون مین واقع ہوا یا ہوگا جسکا ذکر آیت اذ قال اللہ یا عیسی انی متوفیک کی تفسیر مین ہوا ہی یہ امن بھی آدمیون ہی کی جانب سے ہی باقی اور کسی کو امن نہین) اور مستحق ہو گئے (یہ لوگ) غضب الٰہی کے اور جما دی گئی اُن پر پستی (کہ ان کے طبائع مین بھی اولوالعزمی نرہی اور جزیہ و اخراج وطن بھی داخل مسکنت ہی) یہ (ذلت و غضب) اسوجہ سے ہوا کہ وہ لوگ منکر ہو جاتے تھے احکام آلٰہیہ کے اور قتل کر دیا کرتے تھے پیغمبرونکو (اسطرح سے کہ وہ قتل خود اُنکے نزدیک بھی) ناحق (ہوتا تھا) اور (نیز) یہ (ذلت و غضب) اسوجہ سے ہوا کہ اُن لوگون نے اطاعت نہ کی اور دائرہ (اطاعت) سے نکل نکل جاتے تھے **ف** اسی کے مثل ایک آیت پارہ الم کے نصف سے ذرا پہلے گذر چکی ہی اسکی تفسیر کے ضروری متعلقات وہان دیکھ لین۔ اور اس ذلت و مسکنت کی تفصیل پارہ الم کے نصف کے بعد رکوع واذ اخذنا میثاق بنی اسرائیل کے ختم پر بیان ہو چکی ہی وہان دیکھ لیا جاوے اور روح المعانی مین آیت بلا کے ذیل میں ہے کہ اس اخبار بالغیب مین دلیل نبوت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چنانچہ یہود بنی قینقاع و بنی قریظہ و نضیر و خیبر مسلمانونکے محاربہ مین ناکام رہے اور پھر وہ زیر و زبر و ذلیل ہی ہو گئے

ملحقات الترجمة
سلہ قوله کوئی ضرر دنیکا لعموم استثنی منہ المقدر ای شیئا
سلہ قوله خفیف یدل علیه التنکیر للتقلیل وکونه ایذاء قولیا منقول عن قتادہ وغیرہ کذا فی روح المعانی واذی یہم مثل کعب وابی رافع وابی یاسر وکنانة وابن صوریا مونینہم کعبد اللہ بن سلام واصحابه الایذاء ونزلت فیه الآیة کما قاله مقاتل اھ من روح المعانی
سلہ قوله کسی کی طرف سے ای لاحد لا من اللہ ولا من الناس یدل علیه العموم والفصل بحرف لاغیر کر فیه الفاصل .. سلہ قوله نقش سکہ الخ
الذلة خاص سیقدری اللہ انہم یکونہم نسیین لم ینالوا عزا وعدم الورود ظاہر لان مراد الاستثناء رفع قتل خاص ورفعه لا یستلزم رفع العلم سلہ قوله فی تفسیر حبل من اللہ کوئی کتابی الخ ہذا ما یستحسنه ذوقی ہو اطمانت بیا لعدم مخالفته العربیة والشرع والمفسرین فیه وجوه اخر کالذمة او کتاب الذی آتاہم وغیر ذلک ولکنا فیہا یستشکلون مذاہب ویمکن ان یستانس بما اخترته بتفسیر بعضهم بکتاب الذی آتاہم فان المشتغل بالعبادة کما امرہم کتابہم داخل فی الاعتصام بالکتاب واللہ اعلم ونی الکبیر بالعہد انما سمی بالحبل لان الانسان کان لخوف یتا من الوصول الی مطلوبه فصار ذلک العهد سببا بالحبل الذی من تمسک به تخلص من خوف اھ
سلہ قوله تحت تفسیر حبل من الناس ذی نفسه منه الاشارة الی دخال

لَيْسُوْا سَوَآءً ۭ مِنْ اَھْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَاۗىِٕمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَاۗءَ الَّيْلِ وَھُمْ يَسْجُدُوْنَ ○ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ

یہ سب برابر نہیں ان اہل کتاب مین سے ایک جماعت وہ بھی ہی جو قائم ہین اللہ کی آیتین اوقات شب مین پڑھتے ہین اور وہ نماز بھی پڑھتے ہین۔ اللہ پر اور قیامت والے دن پر ایمان

الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ○ وَمَا يَفْعَلُوْا

رکھتے ہین اور نیک کام بتلاتے ہین اور بری باتون سے روکتے ہین اور نیک کامون مین دوڑتے ہین اور یہ لوگ شایستہ لوگون مین ہین اور یہ لوگ جو نیک کام

مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ○

کرین گے اوس سے محروم نہ کیے جاوینگے اور اللہ تعالی اہل تقوی کو خوب جانتے ہین

ربط اوپر اہل کتاب کے قبائح کے ذکر مین منھم المؤمنون مین اجمالاً اُن لوگونکو مستثنی فرما دیا تھا جو اہل کتاب مین سے مسلمان ہوگئے تھے جیسے عبد اللہ بن سلام اور اُن کے بھائی اور ثعلبہ بن شعبہ کذا فی روح المعانی، آگے اسی استثناء اجمالی کی تفصیل ہی مدح مؤمنین اہل کتاب لَيْسُوْا سَوَآءً ۭ مِنْ اَھْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَاۗىِٕمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَاۗءَ الَّيْلِ وَھُمْ يَسْجُدُوْنَ ؁ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ؁ وَمَا يَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ؁ یہ (اہل کتاب) سب برابر نہین (بلکہ، ان ہی) اہل کتاب مین سے ایک جماعت وہ بھی ہی جو (دین حق پر) قائم ہین (اور) اسد کی آیتین (یعنی قرآن) اوقات شب مین پڑھتے ہین اور وہ نماز بھی پڑھتے ہین (اور) اللہ پر اور قیامت والے دن پر (پورا پورا) ایمان رکھتے ہین اور (دوسرونکو) نیک کام بتلاتے ہین اور بری باتون سے روکتے ہین اور نیک کامون مین دوڑتے ہین اور یہ لوگ (اللہ کے نزدیک) شایستہ لوگون مین (شمار کیے جاتے) ہین اور یہ لوگ جو نیک کام کرینگے اُس (کے ثواب) سے محروم نہ کیے جاوینگے اور (محروم ہونیکا احتمال کب ہی کیونکہ) اللہ تعالے اہل تقوی کو خوب جانتے ہین (اور یہ لوگ اہل تقوی ہین پس ان کے اعمال و اخلاص کی خوب اطلاع ہی اور وعدہ ہو ہی چکا پس وعدہ اور علم کے بعد نہ خفا کا احتمال نہ تخلف کا احتمال)، **ف** یہ ضرور نہین کہ اس مقام پر جتنے امور مذکور ہین سب فرض ہی ہون بلکہ ظاہر یہ ہی کہ بعض امور ان مین نفل بھی ہین جیسے شب بیدار رہکر قرآن کی تلاوت کرنا یا تہجد کی نماز پڑھنا جو خصوصاً یا عموماً یسجدون سے مراد ہی اور فائدہ اسکا یہ ہوگا کہ جب وہ لوگ نفل تک کے پابند ہین تو فرائض اعمال وعقائد کو تو کیون ضائع کرین گے حاصل آیت کا مدح ہی اُن لوگون کی کہ اُنھون نے اُن صفات کو اختیار کیا ہی جو کہ اس اُمت کی خیریت کے اسباب سے ہین اسیلیے یؤمنون اور یامرون کو تخصیص کے ساتھ لائے جسکی وہان وجہ خیریت مین تصریح کفی ورنہ قائمۃ کے عموم مین یہ سب امور داخل ہوگئے تھے۔ **ربط** اوپر مدح تھی اُن کی جو اہل کتاب مین سے مسلمان ہوگئے تھے آگے مذمت ہی اُن کی جو اہل کتاب مین سے مسلمان نہین ہوئے۔

اللغات قائمۃ من قام اللازم بمعنے استقام علی مستقیمۃ علی طاعۃ اللہ ثابتۃ علی امرہ لم تنزع عنہ ولم تترکہ کما ترکہ آخرون آناء ساعات واحدہ انا بوزن عصا وقیل کمعا وقیل بالفتح والسکون یسارعون المبادرۃ وتستعمل بمعنے الرغبۃ والمفاعلۃ للمبالغۃ قیل ولم یعبر بعجلۃ للفرق بینہا وبین السرعۃ فان السرعۃ التقدم فیما یجوز ان یتقدم فیہ وہی محمودۃ وضدہا الابطاء والعجلۃ التقدم فیما لا ینبغی ان یتقدم فیہ وہی مذمومۃ وضدہا الاناۃ کلہ فی روح المعانی لن یکفروہ اصلہ الستر وتضمینہ معنے المنع والحرمان عدی الی مفعولین ۱۲ من الکبیر والبیضاوی

البلاغۃ فی الآیۃ استغنا بذکر احد الفریقین من الآخر علی عادۃ العرب ای ومنہم من لیسوا کذلک قولہ فی الخیرات ایثار علی الی للایذان بانہم مستقرون فی اصل الخیر متقلبون فی فنونہ لا انہم خارجون منتہون الیہا روح المعانی قولہ من الصلحین رد لقول الیہود ما آمن بہ الا شرارنا کما فی بیان الروایات ۱۲ روح المعانی **اختلاف القراءۃ** فی قراءۃ یفعلوا ویکفروہ بالتحتیۃ وفی قراءۃ بالخطاب

الروایات اخرج ابن اسحق والطبرانی والبیہقی وغیرہم عن ابن عباس قال لما اسلم عبد اللہ بن سلام وثعلبۃ بن شعبۃ واسید بن شعبۃ واسید بن عبید ومن اسلم من الیہود معہم فآمنوا وصدقوا ورغبوا فی الاسلام قالت احبار یہود واہل الکفر منہم ما آمن بمحمد وتبعہ الا شرارنا ولو کانوا من خیارنا ما ترکوا دین آبائہم وذہبوا الی غیرہ فانزل اللہ تعالی لیسوا الی الصالحین وروی النسائی عن ابن مسعود رضہ نزولہا فی تاخیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ صلوۃ العشاء وانتظار الناس لہ فخرج صلی اللہ علیہ وسلم وانزلت ہذہ الآیۃ آھ روح المعانی
قلت والظاہر ہو الاول ویحتمل الثانی قراءتہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ ذاک لاقتضاء المقام ۱۲

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْئًا ؕ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

بیشک جو لوگ کافر رہے ہرگز ان کے کام نہ آویں گے ان کے مال اور نہ انکی اولاد اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں ذرا بھی اور وہ لوگ دوزخ والے ہیں وہ ہمیشہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے

مَثَلُ مَا يُنْفِقُوْنَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيْحٍ فِيْهَا صِرٌّ اَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَاَهْلَكَتْهُ ؕ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ

وہ لوگ جو کچھ خرچ کرتے ہیں اس دنیوی زندگانی میں اس کی حالت اس حالت کے مثل ہے کہ ایک ہوا ہو جس میں تیز سردی ہو وہ لگ جاوے ایسے لوگوں کی کھیتی کو جنہوں نے اپنا نقصان کر رکھا ہو پس وہ اسکو برباد کر ڈالے اور اللہ

وَلٰكِنْ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝

تعالیٰ نے ان پر ظلم نہیں کیا لیکن وہ خود ہی اپنے آپکو ضرر پہنچا رہے ہیں

۱۵

تم مصرین علی الکفر اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْئًا ؕ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ بیشک جو لوگ کافر رہے ہرگز ان کے کام نہ آویں گے ان کے مال اور نہ انکی اولاد اللہ تعالیٰ کے (عذاب کے) مقابلہ میں ذرا بھی اور وہ لوگ دوزخ میں رہنے والے ہیں (اور) وہ ہمیشہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے (کبھی نجات نہ ہوگی)، **ف** ایسی ہی ایک آیت آل عمران کے دوسرے رکوع کے شروع پر آچکی ہے اور چونکہ الفاظ عام ہیں اسلئے سب کفار کے لئے یہ حکم ہے **ربط** اوپر فرمایا ہے کہ کفار کے اموال واولاد کام نہ آوینگے چونکہ بعض کفار بزعم خود طاعات میں بھی خرچ کیا کرتے ہیں خواہ وہ طاعت اتفاقی ہو جیسے اطعام مساکین یا اختلافی ہو جیسے اپنے مذہب کی نصرت اور ظاہر نظر میں اسکے بعض مواقع محتمل قبول و نفع کے تھے اسلئے آگے عام الفاظ سے اس احتمال کو قطع فرماتے ہیں کہ انکا کوئی انفاق عند اللہ معتد بہ نہیں خواہ کسی طرح ہو اور وجہ اسکی ظاہر ہے کیونکہ اگر وہ مصرف واقع ہی میں طاعت نہیں تب تو ظاہر ہے اور اگر واقع میں طاعت ہے تو اسکے لئے ایمان شرط تھا اور وہ مفقود ہے اور اولاد کا نافع ہونا دوبارہ بیان نہیں فرمایا کیونکہ اسمیں انفاق فی الطاعۃ کا سا احتمال نہیں تھا بلکہ اگر وہ اولاد بھی کفار ہیں تو خود ہی ہالک ہیں اور اگر مؤمن ہیں تو اور زیادہ دشمن ہونگے اور یہ دونوں امر بدیہی تھے بخلاف انفاق فی الطاعۃ کے کہ اسکا نافع ہونا واضح نہ تھا بلکہ بدون اس شرط سے استدلال کیا جاتا ہے **بیان ضیاع انفاق کفار** مَثَلُ مَا يُنْفِقُوْنَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيْحٍ فِيْهَا صِرٌّ اَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَاَهْلَكَتْهُ ؕ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ وہ (کفار) جو کچھ خرچ کرتے ہیں اس دنیوی زندگانی میں اس کی حالت (برباد و ضائع ہونے میں) اس حالت کے مثل ہے کہ ایک ہوا ہو جس میں تیز سردی (یعنی پالا) ہو (اور) وہ لگ جاوے ایسے لوگوں کی کھیتی کو جنہوں نے (کفر کر کے) اپنا نقصان کر رکھا ہو پس وہ (ہوا) اس (کھیتی) کو برباد کر ڈالے اسی طرح ان لوگوں کا خرچ کرنا برباد ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا لیکن وہ خود ہی (کفر کر کے) اپنے آپ کو ضرر پہنچا رہے ہیں جو کہ مانع قبول ہو گیا (ورنہ اسکے سب نفقات مسابق جاتے) **ف** ظاہراً صحت تشبیہ کے لئے مشبہ بہ میں اس قید کی حاجت نہ تھی ظلموا انفسہم بلکہ جو شخص ظالم اور بددین نہ ہو ایسے ہی ہوتے نقصان تو اسکی کاشت کو بھی پہونچ سکتا ہے اور غرض تشبیہ کی حاصل ہو سکتی ہے سو نکتہ اس تقیید میں یہ ہے کہ یہاں مقصود ہے تشبیہ دینا ضیاع محض میں اور ضیاع محض بددین آدمی کے ساتھ مخصوص ہے کیونکہ دنیا میں ضائع ہو گیا اور آخرت میں کچھ بدلا بھی نہ ملیگا بخلاف مسلمان کے کہ اسکا دنیا میں جو کسی قسم کا نقصان ہوتا ہے اسکو اسکے عوض ثواب اور گناہوں کی معافی عطا ہوتی ہے جیسا حدیثوں میں تصریح ہے **ربط** اوپر اہل کتاب کے خصوص یہود کے مختلف قبائح و ذمائم مذکور ہوئے ہیں آگے اہل ایمان کو خطاب کرتے ہیں کہ جب ایسے ہیں تو ان سے دوستی یا دوستانہ برتاؤ مت رکھو۔

ملحقات الترجمۃ

۵۷ قولہ بعد ترجمہ یظلمون سب نفقات اھ فائدۃ صرف العموم ان ضیاع بعض النفقات مشترک بین المسلم وغیرہ مثلا اذا کان فی غیر وجہ الشرع ۱۲

اللغات فی القاموس اغنی منہ ناب منہ واجزا مجزاہ - فی روح المعانی ای لن یجزی عنہم ذلک من عذاب اللہ تعالیٰ شیئا من الاجزاء ومن للبدل او الابتداء اھ قلت وعلیہ ترجمت الفعل والمفعول المطلق - فی القاموس الصرّ بالکسر شدۃ البرد او البرد کالصر فیہما واشد الصیاح ریح صر وصرصر شدید الصوت او البرد اھ قلت فالعہ تعلیق علی البرد نفسہ علی الریح البارد کلیہما وفیہ الحرث الزرع ۱۲

البلاغۃ فی روح المعانی وہذا من التشبیہ المرکب الذی توجد فیہ الزبدۃ من الخلاصۃ والمجموع ولا یلزم فیہ ان یکون ما یلی الاداۃ ہو المشبہ بہ کقولہ تعالیٰ انما مثل الحیوۃ الدنیا کماء انزلناہ والانفاق کمثل حرث لانہ المشبہ بہ للمنفق اھ قلت وکن علی ذکر مما ذکرت فی الآیۃ الواقعۃ علی ربع جزء سیقول من قولہ تعالیٰ مثل الذین کفروا کمثل الذی ینعق الخ فتبصر وتشکر ۱۲

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ؕ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۚ وَمَا تُخْفِيْ

اے ایمان والو اپنے سوا کسی کو صاحب خصوصیت مت بناؤ وہ لوگ تمہارے ساتھ فساد کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھتے تمہاری مضرت کی تمنا رکھتے ہیں واقعی بغض انکے منہ سے ظاہر

صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ؕ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ هٰٓاَنْتُمْ اُولَآءِ تُحِبُّوْنَهُمْ وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ ۚ وَاِذَا

ہو پڑتا ہے اور جسقدر انکے دلوں میں ہے وہ تو بہت کچھ ہے ہم علامات تمہارے سامنے ظاہر کر چکے اگر تم عقل رکھتے ہو ہاں تم ایسے ہو کہ ان لوگوں سے محبت رکھتے ہو اور یہ لوگ تم سے اصلا محبت نہیں رکھتے حالانکہ تم

لَقُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۖ وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ؕ قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ

تمام کتابوں پر ایمان رکھتے ہو اور یہ لوگ جب تم سے ملتے ہیں کہدیتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے اور جب الگ ہوتے ہیں تو تم پر اپنی انگلیاں کاٹ کاٹ کھاتے ہیں مارے غیظ کے آپ کہدیجئے کہ تم مر رہو اپنے غصہ میں بیشک خدا تعالی خوب جانتے ہیں دلوں کی باتوں کو

تَسُؤْهُمْ ۡ وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا ؕ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ۝

اگر تمکو کوئی اچھی حالت پیش آتی ہے تو انکے لئے موجب رنج ہوتی ہے اور اگر تمکو کوئی ناگوار حالت پیش آتی ہے تو اس سے خوش ہوتے ہیں اور اگر تم استقلال و تقوی کے ساتھ رہو تو ان لوگوں کی تدبیر تمکو ذرا بھی ضرر نہ پہنچا سکے گی بلاشبہ اللہ تعالی انکے

رکوع ۱۲ ع ۳

نہی مومنین از اختصاص با کفار

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ۚ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۚ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ۚ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ هٰٓاَنْتُمْ اُولَآءِ تُحِبُّوْنَهُمْ وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ ۚ وَاِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ۚ قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ ۚ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۚ وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا ۚ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـًٔا ۚ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ۝

اے ایمان والو اپنے (لوگوں کے) سوا (اور مذہب والوں میں سے) کسیکو (محبت میں یا برتاؤ میں) صاحب خصوصیت مت بناؤ (کیونکہ) وہ لوگ تمہارے ساتھ فساد کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھتے (اور دل سے بھی) تمہاری مضرت (دنیوی و دینی) کی تمنا رکھتے ہیں (دلوں میں تمہاری طرف سے اسقدر بغض بھرا ہے کہ) واقعی (وہ) بغض (بعض اوقات) انکے منہ سے (بے اختیار بات چیت میں) ظاہر ہو پڑتا ہے اور جسقدر ان کے دلوں میں ہے وہ تو بہت کچھ ہے (چنانچہ) ہم (ان کی عداوت کے) علامات (اور قراین) تمہارے سامنے ظاہر کر چکے اگر تم عقل رکھتے ہو تو ان یقینی علامات سے دیکھ لو، ہاں (سمجھو) تم ایسے ہو کہ ان لوگوں سے محبت (کا برتاؤ) رکھتے ہو اور یہ لوگ تم سے اصلا محبت نہیں رکھتے (نہ دل سے نہ برتاؤ سے) حالانکہ تم تمام (آسمانی) کتابوں پر ایمان رکھتے ہو (جنمیں انکی کتابیں بھی آگئیں اور وہ تمہاری کتاب یعنی قرآن پر ایمان نہیں رکھتے مگر وہ تو باوجود اس تمہارے ایمان کے بھی تم سے محبت نہیں رکھتے اور تم باوجود ان کے اس عدم ایمان کے بھی ان سے محبت رکھتے ہو) اور (تم انکے اس ظاہری دعوی ایمان سے شبہ مت کرنا کہ وہ بھی تو ہماری کتاب پر ایمان رکھتے ہیں کیونکہ) یہ لوگ جب تم سے ملتے ہیں (صرف تمہارے دکھانیکو منافقانہ طور پر) کہدیتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے اور جب (تم سے) الگ ہوتے ہیں تو تم پر اپنی انگلیاں کاٹ کاٹ کھاتے ہیں مارے غیظ (و غضب) کے (یہ کنایہ ہے شدت غضب سے جو مجبوری کے وقت ہو)

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ فی ترجمۃ الانامل انگلیاں ہذا اخذ بسبیل المحاورۃ وہی فی الاصل رؤس الاصابع ۱۲

اللغات فی القاموس البطانۃ بالکسر السریرۃ و وسط الکورۃ والصاحب الولیجۃ و من یختص خلاف ظہارتہ الالوفی روح المعانی التقصیر وہو لازم یتعدی الی المفعول بالحرف وقد یستعمل متعدیا الی مفعولین فی قولہم لا آلوک نصحا ولا آلوک جہدا علی تضمین معنی المنع والخبل الفساد

النحو فی الروح ہا انتم اولاء قیل انتم مبتدأ و اولاء خبرہ والجملۃ بعدہ مستانفۃ اہ ای للبیان قلت وہا للتنبیہ علی خطاء المخاطبین فی اتخاذہم بطانۃ و راعیت کل ذلک فی الترجمۃ

البلاغۃ عضوا علیکم فی روح المعانی عض الانامل عادۃ النادم الآسف العاجز ولہذا اشیر الی حال ہولاء ولیس المراد ان ہناک عضا بالفعل ۱۲

اختلاف القراءۃ قرا ابن کثیر و نافع و ابو عمرو و یعقوب لا یضرکم بکسر الضاد و جزم الراء علی انہ جواب الشرط من ضارہ یضیرہ بمعنی ضرہ یضرہ ۱۲

الروایات فی روح المعانی اخرج ابن اسحق وغیرہ عن ابن عباس قال کان رجال من المسلمین یواصلون رجالا من یہود لما کان بینہم من الجوار و الحلف فی الجاہلیۃ فانزل اللہ تعالی فیہم ینہاہم عن مباطنتہم تخوف الفتنۃ علیہم ہذہ الآیۃ واخرج عبد بن حمید انہا نزلت فی المنافقین من اہل المدینۃ نہی المومنون ان یتولوہم اہ قلت والجمع بینہما ممکن ولا یذہب علیک ان سبب النزول اوضح دلیل علی ان المراد الموالاۃ و اتخاذ البطانۃ وان لم یکن عن قلب فانہ نہی عنہ مطلقا کالتصدق و نحوہا اللہم الا عن ضرورۃ تبیحہا الشرع ۱۲

آپ (اُن سے) کہدیجیے کہ تم مر رہو اپنی غصہ مین (مراد یہ کہ اگر تم مر بھی جاؤ گے تب بھی تمھاری مراد پوری نہ ہوگی) بے شک خدا تعالیٰ خوب جانتے ہین دلون کی باتون کو (اسی لیے ان لوگون کے دلون مین جو رنج و غبار اور عداوت تمھاری طرف سے بھری ہے سب بتلا دی اور اُنکا یہ حال ہے کہ) اگر تمکو کوئی اچھی حالت پیش آتی ہے (مثلاً تم مین باہم اتفاق ہو یا غیر دن پر غلبہ ہو جاوے) تو اُن کے لیے موجب رنج ہوتی ہے (جسکا سبب اشد درجہ کا حسد ہے) اور اگر تمکو کوئی ناگوار حالت پیش آتی ہے (جو اُس اچھی حالت کی ضد ہو) تو اُس سے (بڑے) خوش ہوتے ہین (جس سے اُن کی شماتت ثابت ہے سو جب یہ حالات ہین تو وہ اس قابل کب ہین کہ اُن سے دوستی یا دوستی کا برتاؤ کیا جاوے یہ تقریر سننے والے کے دل سے دوستی کا خیال خشک کرنیکے لیے تو بس ہے لیکن اُسکے ساتھ ہی ان مخالفات پر آگاہ ہو کر اس فکر مین پڑ سکتا ہے کہ جب یہ ایسے دشمن ہین تو کہین ہمکو کسی طرح کا ضرر نہ پہونچاوین اسلیے آگے تسلی ہے) اور اگر تم استقلال اور تقوی کے ساتھ رہو تو اُن لوگون کی تدبیر تمکو ذرا بھی ضرر نہ پہونچا سکے گی (تم اس سے بے فکر رہو دنیا مین تو انکو یہ ناکامی نصیب ہوگی اور آخرت مین سزای دوزخ ہوگی کیونکہ) بلاشبہ اللہ تعالیٰ اُن کے اعمال پر (علمی) احاطہ رکھتے ہین (کوئی عمل ہم سے مخفی نہین اسلیے وہان سزا سے بچنے کے لئے کسی حیلہ حوالہ کی گنجایش نہین)۔ **ف** یہان جو غیر مذہب والون سے خصوصیت کی ممانعت فرمائی ہے اسمین یہ بھی داخل ہے کہ انکو اپنا ہمراز بنالیا جاوے چنانچہ روح المعانی مین حضرت حسن کا تائید کرنا ایک حدیث کی جو بروایت بیہقی مشرکین کو ہمراز بنانے کی ممانعت مین آئی ہے اس آیت سے منقول ہے۔ اور اسمین یہ بھی داخل ہے کہ اپنے خاص امور انتظامی مین اُسکو دخل دیا جاوے چنانچہ کبیر مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا انکار فرمانا ایک نصرانی کو منشی بنانے سے اسی آیت کی بنا پر مذکور ہے اور گو شان نزول خاص ہے مگر عموم الفاظ سے حکم عام ہے چنانچہ سلف کا استدلال اسکا مؤید بھی ہے اور باقی تفصیل ضروری اس مسئلہ کی پارہ تلک الرسل کے نصف کے بعد آیت لا یتخذ المؤمنون الکافرین کی تفسیر مین گذر چکی ہے ملاحظہ کر لیا جاوے اور ما عنتم کے ترجمہ مین جو احقر نے مضرت دینی و دنیوی لکھی ہے دینی مضرت تو وہ ہے جسکو اس پارہ کے اول رکوع مین فرمایا ہے یردوکم بعد ایمانکم کفرین اور دنیوی مضرت بہت سے امور ہین اور یہود نے جو مؤمنین مین تفریق پیدا کرنا چاہا تھا اسمین دونون مضرتین ہین۔ اور یہ جو فرمایا گیا کہ بات چیت مین بغض ظاہر ہو پڑتا ہے سو یہ امر شاہد ہے کہ جب دلمین بہت غبار ہوتا ہے کتنا ہی زبان کو سنبھالے مگر کچھ نہ کچھ منہ پر آہی جاتا ہے۔ اور یہ کہنے کو جو فرمایا موتوا بغیظکم اسمین ایک فن اخلاق کے متعلق ایک عظیم فائدہ بھی ہے وہ یہ کہ جب کسی سے علایق قطع کرنا کسی مصلحت واجب الرعایت سے ضروری ہو تو کوئی دلخراش بات اُس شخص کو کہدینا قطع علایق مین نہایت مؤثر ہے مگر یہ ایذاء حد اباحت شرعیہ سے متجاوز نہو تو یہان یہ نفع بھی ہے۔ اور ہر چند کہ یہان کہنے کا حکم ظاہرا صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے مگر آپکے تابعین اس خطاب مین بھی تابع رہین گے۔ اور یہ جو اخیر مین فرمایا کہ انکے کید سے کچھ ضرر نہو گا اگر اس خطاب کی خصوصیت پر نظر کیجاوے تب تو کوئی اشکال ہی نہین کیونکہ یہ یہود صحابہ کو کوئی ضرر نہ پہونچا سکے اور اگر عام لیا جاوے جیسا صبر و تقوی کے ساتھ اسکو معلل فرمانا عموم کے مناسب بھی ہے تو اگر کہین صبر و تقوی کی کمی سے مخالف کو غلبہ ہو گیا ہے تب بھی اشکال نہین اور اکثر ایسا ہی ہوا ہے اور اگر با وجود استقلال و تقوی کے کہین غلبہ ہوا ہے گو ایسا قلیل ہوا ہے اور وہ بھی بمصلحت ابتلا تو دفع اشکال کی یہ تقریر ہے کہ نفی ضرر حقیقی کی ہے نہ ضرر صوری کی سو چونکہ مؤمنین کو اسمین منافع دنیویہ مثل تہذیب اخلاق وغیرہ و منافع دینیہ مثل ثواب و قرب اُس ضرر ظاہری سے زائد مل رہتے ہین اور نیز اس سے بوجہ رضا و توکل کے انکے قلوب مشوش نہین ہوتے اور تشویش قلب ہی روح ضرر ہے اس لئے وہ ضرر معتد بہ اور حقیقی نہین محض صورۃً ضرر ہے جسکا حقیقت کے مقابلہ مین اعتبار نہین جیسا کہ کسی جماعت کا ایک شخص قتل ہو جاوے باقیون کو فتح ہو جاوے عرف مین اسکو اسی بنا پر ضرر نہین کہتے خوب سمجھ لو **ربط** یہانتک مجاہدہ باللسان کا مضمون تھا آگے مجاہدہ بالسنان کا مضمون مذکور ہوتا ہے جسکے ضمن مین تین قصون کی طرف اشارہ ہے غزوہ احد اور یہی زیادہ ہے اور غزوہ بدر ان آیاتمین ولقد نصرکم اللہ ببدر الخ اور غزوہ حمراء الاسد اس رکوع مین الذین استجابوا للہ والرسول الخ اور علاوہ مناسبت مذکورہ مقابلہ کے ایک خاص مناسبت اگلے مضمون کی اوپر والے مضمون سے یہ بھی ہے کہ اوپر فرمایا ہے وان تصبروا وتتقوا لا یضرکم کیدھم شیئا آگے کا مضمون بطور اُسکی دلیل کے ہے کہ تم اپنے قصے مقاتلہ کفار کے یاد کرو جہان صبر و تقوی پورا پورا کیا جیسے بدر وہان کید کفار سے کچھ ضرر نہ پہونچا اور تم غالب رہے اور جہان اسمین کسیقدر کمی کی گئی تھی وہان ضرر ہو گیا جیسے احد مین مغلوب ہو گئے پھر حمراء الاسد مین باوجودیکہ واقعہ احد سے تازہ زخم خوردہ تھے لیکن استقلال و تقوے سے کام لیا پھر کامیاب ہوئے اس سے مضمون بالا کی پوری تائید ہو گئی **قصہ غزوہ احد** ۱۷ رمضان یوم جمعہ ۲ سنہ ہجری مین جب غزوہ بدر جو کہ اول جہاد ہے کفار قریش کو شکست ہوئی تو نصف شوال ۳ سنہ مین پھر بدلا لینے کی غرض سے مدینہ پر چڑھ کر آئے تین ہزار آدمیونکا مجمع تھا رسول اللہ

ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ تی ترجمہ حسنۃ اچھی حالت فالمراد بحسنۃ ما فی الدنیا لا الاخرۃ بقرینۃ الطاعات صرح بہ فی الکبیر

ہے قولہ ان عموم الفاظ سے ولا ینجا بحتک ان آخر الآیۃ خاص بالمنافقین لقولہ تعالیٰ اذا لقوکم قالوا آمنا بخوہ لمانے الکبیر انہ شبہۃ فی اصول الفقہ ان اول الآیۃ اذا کان عاما وآخرہا خاصا لم یکن خصوص آخر الآیۃ مانعا من عموم اولہا

وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌۙ اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا

اور جبکہ آپ صبح کے وقت اپنے گھر سے چلے مسلمانونکو مقاتلہ کرنے کے لئے مقامات پر جما رہے تھے اور اللہ تعالیٰ سب سُن رہے تھے سب جان رہے تھے جب تم مین سے دو جماعتون نے دل مین خیال

وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَاؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ۝

اور اللہ تعالیٰ تو اُن دونون جماعتونکا مددگار تھا اور پس مسلمانونکو تو اللہ تعالیٰ ہی پر اعتماد کرنا چاہئے

صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہزار آدمیون کو لیکر میدان مین مقابلہ کے لئے تشریف لائے میدان مین پہونچنے کے بعد عبداللہ بن ابی منافق جو دبا دبایا ساتھ ہو لیا تھا اپنے تین سو آدمیون کو لیکر میدان سے واپس ہو گیا بعض صحابہ نے سمجھایا بھی مگر وہ کہنے لگا کہ اگر لڑائی کا موقع ہوتا تو ہم شریک ہوتے بیفائدہ کون اپنی جان دے بنی سلمہ اور بنی حارثہ دو قبیلے ہین انصار کے اُسکو واپس ہوتے دیکھکر اُنکی ہمت مین بھی کچھ سستی پیدا ہونے لگی اور واپسی کا وسوسہ گذرنے لگا لیکن اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا اور اوس وسوسہ کو دفع کیا غرض سات سو آدمی رہ گئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سکی موقع سے میدان مین احد پہاڑ کے قریب صف آرائی کی اور عبداللہ بن جبیر صحابی کو پچاس تیراندازون پر افسر کرکے ایک مورچہ پر پشت لشکر کی طرف مقرر فرمایا کہ اس مورچہ کی حفاظت رکھو تاکہ ہماری پشت کی طرف سے غنیم نہ آجاوے اور یہان ہی سے تیراندازی کرتے رہو چنانچہ بڑی موقع سے لڑائی شروع ہوئی اور مسلمان غالب آگئے عبداللہ بن جبیر کے ساتھی یہ سمجھکر کہ یہان پر ٹھہرنا معلل تھا خوف ضرر کے ساتھ اب تو ہمارے بھائی غالب ہوگئے اب کیا اندیشہ رہا اس لئے وہ حکم ختم ہو گیا باستثنا بارہ آدمیون کے سب اُس جگہ سے جدا ہوکر کفار کے تعاقب مین چلے اور غنیمت کے جمع کرنے مین مشغول ہوگئے کفار نے موقع پاکر مورچہ پر قبضہ کرلیا اور مسلمانون کے پیچھے سے حملہ کیا اب آگے بھی کفار پیچھے بھی کفار اور اُسی حالت مین حضور کا دندان مبارک بھی یعنی اسکا ایک ریزہ شہید ہوگیا اور کسی کافر نے اُسمین پکار دیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم قتل ہوگئے ان ناگہانی حوادث اور پریشانیون سے اُسوقت مسلمان سراسیمہ ہوکر باستثنا ایک جماعت کے سب کے پانو اُکھڑ گئے جو کہ ان اسباب قویہ پر نظر کرکے چندان مستبعد نہین قصہ اتنا ہی لکھا گیا جسکی ضرورت تفسیر مین واقع ہوگی **شروع قصہ احد** وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌۙ اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَاۙ وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَاؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ اور (وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے) جبکہ آپ صبح کے وقت اپنے گھر سے (میدان کوہ احد کی طرف) چلے (کہ وہان پہونچکر) مسلمانون کو (کفار سے) مقاتلہ کرنے کے لئے (مناسب) مقامات پر جما رہے تھے اور اللہ تعالیٰ (اُس وقت کی باتین) سب سُن رہے تھے (اور اُسوقت کے حالات) سب جان رہے تھے جب (اسی کے ساتھ یہ قصہ بھی ہوا کہ) تم (مسلمانون) مین سے دو جماعتون نے (کہ وہ بنی سلمہ و بنی حارثہ ہین) دل مین خیال کیا کہ ہمت ہار دین (اور ہم بھی عبداللہ بن ابی کی طرح اپنے گھر جا بیٹھین) اور اللہ تعالیٰ تو اُن دونون جماعتون کا مددگار تھا (بھلا اُنکو کب ہمت ہارنے دیتا چنانچہ خدا تعالیٰ نے انکو اس خیال پر عمل کرنے سے محفوظ رکھا) اور (ہم آیندہ کے لئے ان جماعتون کو اور سب کو بھی نصیحت کرتے ہین کہ جب تم مسلمان ہو) پس مسلمانون کو تو اللہ تعالیٰ ہی پر اعتماد کرنا چاہئے (اور ایسی کم ہمتی کبھی نہ کرنا چاہئے) **ف** صحابہ پر خدا تعالیٰ کی کیسی عنایت ہے کہ بیان جرم کے ساتھ انکو بشارت ولایت بھی سنا دی جسمین وعدۂ معافی مفہوم ہوتا ہے اور جرم بھی کتنا خفیف بتلایا کہ واپسی نہین صرف کم ہمتی پھر اُسکا بھی وقوع نہین بلکہ خیال ہی یا تو صدور اتنا ہی ہوا ہو یا بعض صادر کو ذکر نہین فرمایا اور تقدیر اول پر عتاب کی وجہ ان حضرات کا غایت تقرب ہے ع نزدیکان را بیش بود حیرانی" اور اسی بشارت کی وجہ سے ان مین سے بعض صحابہ کا یہ قول صحیح مین آیا ہے کہ ہم باوجود اظہار عتاب کے اس آیت کے نازل نہ ہونے کے متمنی نہین کیونکہ عتاب کے ساتھ عنایت کا کلمہ واللہ ولیہما بھی تو ہے خوب کہا گیا ہے- اگر یکبار گوید بندۂ من "از عرش بگذرد خندۂ من فقط **ربط** تقریر ربط اوپر آیت

ملحقات الترجمة
لہ قولہ ریزہ کذا فی حاشیۃ البخاری عن المجمع ۱۲

الاغات تبوئ فی القاموس بواہ منزلا وفیہ انزلہ مقاعد محل القعود ثم توسع فیہ فاطلق بطریق المجاز علی المکان مطلقا وان لم یکن فیہ قعود کالمقام لایلزم ان یکون فیہ قیام من روح المعانی تفشلا فی القاموس فشل کفرح فہو فشل کسل وضعف وتراخی وجبن اھ قلت انظاہر فی الآیۃ ان تتراخیا کما فی روح المعانی وکان المراد بہ ہنا الازم مسلانہ الفعل الاختیاری الذی یتعلق الہم بہ لکنہ

النحو تبوئ حال لکن لایحتاج الی السوال بانھا مقدرۃ لکون المقصود تذکیر الزمان المتسع لابتداء الخروج والتبوئۃ وما یترتب علیہا اذہو المذکر للقصۃ من روح المعانی للقتال فی روح المعانی متعلق بالفعل قبلہ (ای تبوی) او بمحذوف وقع صفۃ لمقاعد لا بالمقاعد لان المکان لا یعمل اذ ہمت فی روح المعانی قیل بدل من اذ غدوت مبین لما ہو المقصود بالتذکیر ۱۲

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ

اور یہ بات محقق ہے کہ حق تعالیٰ نے تمکو بدر میں منصور فرمایا حالانکہ تم بے سروسامان تھے سو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو تاکہ تم شکرگذار رہو جبکہ آپ مسلمانوں سے یوں فرما رہے تھے کہ کیا تمکو یہ امر کافی نہوگا کہ تمہارا

رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ ۝ بَلٰٓى ۙ اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ

رب تمہاری امداد کرے تین ہزار فرشتوں کے ساتھ جو اوتارے جاوینگے ہاں کیوں نہیں اگر مستقل رہوگے اور متقی رہوگے اور وہ لوگ تم پر ایکدم سے آپہونچینگے تو تمہارا رب تمہاری امداد

ربع

رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ۝

فرماویگا پانچ ہزار فرشتوں سے جو کہ ایک خاص وضع بنائے ہونگے

واذ غدوت کی تمہید میں مذکور ہو چکی اب قصہ بدر کی نصرت کا صبر و تقویٰ کی بدولت ہونا بیان فرماتے ہیں قصہ نصرت بدر وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝۱۲۳ اور یہ بات محقق ہے کہ حق تعالیٰ نے تمکو (غزوہ) بدر میں منصور فرمایا حالانکہ تم (محض) بے سروسامان تھے کیونکہ مجمع بھی کفار سے مقابلہ میں کم تھا وہ ایک ہزار تھے اور مسلمان کل تین سو تیرہ تھے اور ہتھیار وغیرہ بھی بہت کم تھے، سو (جونکہ یہ منصور ہونا بدولت تقویٰ کے تھا جسمیں استقلال و صبر بھی داخل ہے تو تم پر لازم ہے کہ آیندہ بھی) اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو (اسی کا نام تقویٰ ہے) تاکہ تم (اس نعمت نصرت کے) شکرگذار رہو کیونکہ شکرگذاری صرف زبان کے ساتھ خاص نہیں بلکہ پورا شکر یہ ہے کہ زبان و قلب بھی مشغول ہو اور طاعات کی بھی پابندی ہو بالخصوص جبکہ اس طاعت کو اس نعمت میں دخیل ہونا بھی ثابت ہو جاوے) **ف** بدر اصل میں ایک کنوی کا نام ہے جو بدر بن قریش نے کھودا تھا کذا فی القاموس لڑائی اس کے قرب میں ہوئی تھی اس لئے اس نصرت کی کسیقدر تفصیل ہے تتمہ **قصہ بدر** اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ ۝۱۲۴ بَلٰٓى ۙ اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ (یہ نصرت اسوقت ہوئی تھی) جبکہ آپ (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) مسلمانوں سے (جبکہ وہ یہ خبر سنکر کہ مشرکین کی اور مدد آرہی ہے پریشان تھے بوحی الٰہی یوں فرما رہے تھے کہ کیا تمکو (تقویت قلب کے لئے) یہ امر کافی نہوگا کہ تمہارا رب تمہاری امداد کرے تین ہزار فرشتوں کے ساتھ جو (اسی کام کے لئے آسمان سے) اوتارے جاوینگے (اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑے درجہ کے فرشتے ہونگے ورنہ جو فرشتے پہلے سے زمین پر موجود تھے ان سے بھی یہ کام لیا جاسکتا تھا اور اسکے قبل مسلمانوں کی دعا و استغاثہ پر اظہار ملائکہ کے بھیجنے کا وعدہ ہو چکا تھا جیسا سورہ انفال میں ہے تو یہ مکرر وعدہ زیادت اور زیادہ تقویت قلب میں مؤثر ہو چنانچہ اور پر کے استفہام کا جواب خود ہی ارشاد ہوتا ہے کہ) ہاں کیوں نہیں (کافی ہوگا یعنی کافی ہوگا اب آگے ایک زیادت کا اور وعدہ ہے ایک خاص شرط سے وہ یہ کہ) اگر (مقابلہ کے وقت) مستقل رہوگے اور متقی (رب) رہوگے (یعنی کوئی اختلاف اطاعت نہ کروگے) اور (اگر) وہ لوگ تم پر ایک دم سے (بھی) آپہونچینگے (جسمیں عادۃً خلق سے مدد پہونچنا مشکل ہوتا ہے مگر جب بھی) تو تمہارا رب تمہاری امداد فرماویگا پانچ ہزار فرشتوں سے جو کہ ایک خاص وضع بنائے ہونگے (جیسی عادت متعارفہ ہے کہ فوج کی کوئی خاص وردی ہوتی ہے اسمیں اشارہ ہے کہ وہ فرشتے خاص اسی کام کے لئے بھیجے جاوینگے اس خبر دینے سے یہ فائدہ ہے کہ جو شخص کسی خاص کام کے لئے آتا ہے عادۃً اس کام کی اس سے زیادہ امید ہوتی ہے اس مکرر در مکرر وعدے سے اور زیادہ قلوب کی تقویت کا فائدہ ہوا) **ف** یہ تین وعدے تھے اول ایک ہزار کا دوسرا تین ہزار کا تیسرا پانچ ہزار کا سو اول کا سبب تو آیت انفال میں استغاثہ و دعا کا ہونا مصرح ہے دوسرے کا سبب مشرکین کے لئے امداد آنے کی خبر سنکر پریشان ہونا روایت سے معلوم ہوتا ہے چنانچہ روح المعانی میں ہے کہ ابن ابی شیبہ اور ابن المنذر وغیرہما نے شعبی سے روایت کیا کہ مسلمانوں کو بدر کے دن خبر پہونچی کہ کرز بن جابر محاربی مشرکین کی امداد کر نیکا ارادہ رکھتا ہے یہ خبر بہت شاق معلوم ہوئی تو یہ آیات نازل ہوئی اور گو سبب یہ پریشانی ہے لیکن صحیح ...

اللغات فی روح المعانی الفور مصدر من فارت القدر اذا اشتد غلیانها ویطلق علی الغضب لانہ یشبہ فور القدر وعلی اول کل شیء ثم استعیر للسرعۃ ثم اطلق علی الحال التی لا بطء فیها ولا تراخی والمعنی یاتوکم فی الحال قولہ مسومین فی القاموس السومۃ بالضم والسیمۃ والسیماء والسیمیاء بکسرھن العلامۃ البلاغۃ قولہ اذلۃ جمع قلۃ لذلیل واختیر علی ذلائل لیدل علی قلتہم مع ذلتہم والمراد بہا عدم العدۃ لا الذل المعروف فلا یشکل دخول النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی ہذا الخطاب ان قلنا بہ کذا فی روح المعانی قولہ الن یکفیکم فی روح المعانی اتی بلن لتاکید النفی بناء علی ما ذہب الیہ البعض وفیہ اشعار بانہم کانوا کالآیسین من النصر لقلۃ عددہم وعددہم ۱۲ اختلاف القراءۃ مسومین قرأ ابن کثیر وابو عمرو وعاصم بکسر الواو ...

وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ ؕ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۙ لِيَقْطَعَ طَرَفًا

اور اللہ تعالی نے یہ امداد محض اسلئے کی کہ تمہارے لیے بشارت ہو اور تاکہ تمہارے دلونکو قرار ہوجاوے اور نصرت صرف اللہ ہی کی طرف سے ہے جو کہ زبردست ہین حکیم ہین تاکہ کفار مین سے ایک گروہ کو

مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا خَآئِبِيْنَ ○

ہلاک کردے یا انکو ذلیل و خوار کردے پھر وہ ناکام لوٹ جاوین

جیسا کہ اس آیت کی وجہ ارتباط سے آیات بالا یعنی ان تصبروا وتتقوا لا یضرکم کیدھم کے ساتھ جسکی تقریر شروع تمہید از ندہ ونین کندر چکی ہے ظاہر ہوتا ہی یہی کہ صبر و تقوی جسکے ساتھ یہ حضرات پہلے سے موصوف تھے وہ سبب ہوا ان پر رحمت متوجہ ہونیکا اور پریشانی رفع کرنیکا بلکہ اگر وعدہ اول کا سبب اصلی بھی اسی صبر و تقوی سابق کو کہا جاوے تو از بس مناسب ہی کیونکہ تقوی کی برکت قبول دعا مین بھی ظاہر ہوتی ہی اور ثانی وعدہ کا سبب خود اس آیت مین مذکور ہی یعنی صبر و تقوی وقت قتال کا پس ظاہراً تینون وعدونکا سبب متعدد ہی اور اسی سے وعدے بھی متعدد ہوے مگر حقیقت مین سبکا سبب ایک تقوی ہی جس کے اثبات کے لیے یہ آیات لائی گئی ہین۔ اور اسمین اختلاف ہوا ہی کہ آیا تیسرا وعدہ واقع ہوا یا نہیں تو شعبی رح کا قول تو یہ ہی کہ اسمین ایک شرط یا تو کم من فورہم بھی تھی اور وہ واقع نہیں ہوئی چنانچہ کرز مذکور کا گروہ نہیں آیا اسلئے فوت شرط سے مشروط بھی فوت ہوگیا تو واقع مین بدون اس شرط کے وعدہ ہی نہ ہوا تھا اور بعض نے کہا ہی کہ وہ وعدہ یاتوکم کے ساتھ مشروط نہیں بلکہ مقصود اس سے تاکید و مبالغہ وعدہ کا ہی جیسا کہ تقریر ترجمہ مین احقر نے اشارہ کر دیا ہی اس لئے یہ وعدہ بھی واقع ہوا۔ اور اسمین بھی اختلاف ہی کہ ہر وعدہ لاحقہ کا عدد مع عدد وعدہ سابقہ کے ہی یا اس کے علاوہ ہی یہ دونون اختلاف روح المعانی سے نقل کیے ہین اور اسی مین ابن عباس رض کا قول ابن اسحق و طبرانی سے منقول ہی کہ یہ وصف ملائکہ کی یوم بدر مین سفید عمامے تھے جنکا شملہ کمر پر پڑا تھا اور یوم حنین مین سرخ عمامے تھے فقط اور احد کے قصہ مین نصرت بدر کا قصہ یاد دلانا القرینہ مقابلہ اشارہ ہی ذکر احد مین عدم نصرت بسبب اختلال تقوی کے ہوا اور یہ اختلال ایک تو واقعہ سے پہلے ہوا کہ بدر مین کفار کو فدیہ لیکر چھوڑ دیا جسکا قصہ سورۂ انفال مین ہی اور بعض مفسرین نے بعض ما کسبوا کی جو کہ اس پارہ کے نصف پر واقع ہی یہی تفسیر کی ہی اور ہو من عند انفسکم کی تفسیر حسن سے منقول ہی کما فی روح المعانی۔ اور دوسرا اختلال مورچہ سے ہٹ جانا ہی پس اس بنا پر حاصل مضمون کا یہ ہوا کہ واقعہ بدر مین تقوی سابق و لاحق دونون کی برکت سے نصرت ہوئی اور احد مین تقوی کے اختلال سابق و لاحق کے اثر سے بے نصرتی ہوئی اور احد مین نزول ملائکہ کا قول کسی قوی دلیل پر مبنی نہیں اور یون ملائکہ معین طور پر ساتھ رہتے ہی ہین لیکن کلام اس غرض کے لیے نزول مین ہی اور اس امداد بالملائکہ کی نسبت جو شبہہ کیا گیا ہی اسکا جواب عنقریب آتا ہی۔ آور نکتہ اس عدد مین یہ ممکن ہی کہ کافر ایک ہزار تھے اس لئے ایک ہزار فرشتے آئے پھر جیسے کافر مسلمانون سے تین گونہ تھے اسلئے فرشتے تین ہزار ہوگئے کہ کافرون سے تین گونہ رہین پھر پانچہزار مین یہ رعایت ہی کہ لشکر پانچون حصون کے ساتھ ایک ایک ہزار رہین واللہ اعلم **ربط** آگے امداد و نصرت مذکور کی حکمت کا بیان ہی **حکمت واقعہ بالا** وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ ؕ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۱۲۵ لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا خَآئِبِيْنَ اور اللہ تعالی نے یہ امداد (مذکور جو ملائکہ سے ہوئی) محض اس (حکمت) کے لئے کی کہ تمہارے لیے (غلبہ کی) بشارت ہو یعنی غلبہ کی توقع سے خوشی ہو جاوے اور تاکہ تمہارے دلون کو (اضطراب سے) قرار ہوجاوے (پس ایک فائدہ جلب منفعت ہوا دوسرا دفع مضرت چونکہ طبعاً اسباب سے تسلی ہوتی ہی اس لئے اس سبب کا سامان کیا گیا) اور (واقع مین تو نصرت (او غلبہ) صرف اللہ ہی کی طرف سے ہی جو کہ زبردست ہین (کہ ویسے بھی غالب کرسکتے ہین لیکن) حکیم (بھی) ہین (بحسب حکمت جا ہین اسباب سے غلبہ دیتے ہین یہ تو حکمت ہوئی امداد بالملائکہ کی آگے حکمت ہی منصور و مظفر فرمانے کی کہ اللہ تعالی نے بدر مین تمکو غلبہ اس لیے دیا تا کہ کفار مین سے ایک گروہ کو (جان سے) ہلاک کردے

اللغات فی القاموس الطرف الطائفۃ من الشیء والرجل الکریم فی روح المعانی القطع الاہلاک قولہ یکبتہم فی القاموس کبتہ صرعہ واخزاہ وصرفہ واذلہ النحو بشری مفعول لہ والاستثناء مفرغ من اعم العلل ای لشیء من الاشیاء الا للبشارۃ بانکم تنصرون قولہ ولتطمئن معطوف علی بشری باعتبار المعنی قولہ لیقطع متعلق بقولہ تعالی ولقد نصرکم اللہ وما بینہما تحقیق لحقیقتہ ۱۲

البلاغۃ قولہ لکم کذلک فی روح المعانی وجہ الخطاب نحو المؤمنین تشریفا لہم وایذانا بانہم المحتاجون الی البشارۃ لما ذکروا مارسولہ صلی اللہ علیہ وسلم فغنی عنہا بما من بہ علیہ من التائید الروحانی والعلم الربانی۔ قولہ او یکبتہم قلت فیہ استخدام لان المقتول غیر المنہزم ۱۲

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ ۝ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ يَغْفِرُ

آپ کو کوئی دخل نہیں یہانتک کہ خدا تعالیٰ انپر یا تو متوجہ ہو جاوین اور یا انکو کوئی سزا دیدین کیونکہ وہ ظلم بھی بڑا کر رہے ہین ۔ اور اللہ ہی کی ملک ہی جو کچھ بھی آسمانون مین ہی اور جو کچھ کہ زمین مین ہی وہ

لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

جسکو چاہین بخشدین اور جسکو چاہین عذاب دین ۔ اور اللہ تعالیٰ تو بڑے مغفرت کرنیوالے بڑی رحمت کرنیوالے ہین

ع ۱۳ ۴

(چنانچہ ستر کافر رئیس قتل کیے گئے) یا اُن (مین سے بعض) کو ذلیل خوار کر دے (یعنی شکست دیدے) پھر وہ ناکام لوٹ جاوین (یعنی انمین سے کوئی نہ کوئی بات ضرور ہو جاوے اور اگر دونون ہو جاوین تو اور بھی بہتر چنانچہ دونون باتین ہوئین بلکہ تیسری ایک اور ہوئی کہ ستر قید ہوئے) **ف** یہان امداد کی حکمت بنہایت تصریح کے ساتھ فرمائی جسمین غور کرنے سے اس مضمون پر کوئی شبہ باقی نہین رہتا کیونکہ حاصل اسکا یہ ہوا کہ اُن فرشتون کے نزول سے اصلی مقصود یہ تھا کہ مسلمانون کے قلب کو سکون ہو باقی طریق سکون کا کیا تھا سو سورہ انفال مین اس قصہ مین ہی فثبتوا الذین آمنوا اور منجملہ وجوہ تثبیت کے یہ بھی ہی کہ اپنے روحانی تصرف سے قلوب مومنین مین قوت پہونچاوین جیسا کہ مشائخ اہل تصرف کیا کرتے ہین اور جیسا کہ ابتدا نزول وحی مین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت جبرئیل علیہ السلام کے دبانیکی یہ بھی توجیہ کیجاتی ہی پس اس بنا پر نہ تو فرشتون کا لڑنا ضروری ہی اور نہ یہ شبہ ہو سکتا ہی کہ ایک ہی فرشتہ سب کفار کو ہلاک کر سکتا تھا پھر کئی ہزار کی کیا ضرورت تھی اور پھر کئی ہزار نے بھی سب کفار کو ہلاک نہ کیا وجہ دفع یہ ہی کہ اصلی کام اُن کا قتال نہ تھا جیسا کہ حنین اور احزاب مین بھی ملائکہ آئے اور قتل انکا منقول نہین گو آیت انفال فاضربوا فوق الاعناق الخ کی ایک تفسیر مین ملائکہ کو خطاب کہا گیا ہی اور بعض روایات مین آیا بھی ہی کہ بعض مشرکین کو قتل کا ارادہ کیا مگر اُسکا سر از خود جدا ہو گیا اور وہ فی الکمالین عن سہل بن حنیف بروایۃ الحاکم وتصحیح البیہقی جس سے کچھ قتال کرنا بھی معلوم ہوتا ہی مگر یہ اصلی کام نہ تھا بلکہ اسمین یہ حکمت ہو سکتی ہی کہ ایک آدھ واقعہ ایسا ہو جاوے تو صحابہ کو آثار خارجیہ سے معیت ملائکہ کا اور زیادہ یقین ہو کر زیادہ قوت قلب کو پہونچے چنانچہ بعض صحابہ نے اقدم حیزوم حضرت جبرئیل علیہ السلام کی آواز بھی سُنی اور بعض نے خود بعض ملائکہ کو دیکھا بھی رواہ مسلم اور گو اس مقصود یعنی تصرف روحانی کا حاصل ہونا اسپر موقوف نہ تھا کہ اُن کے نزول کی خبر بھی دیجاوے لیکن ظاہر ہی کہ اس سے اور زیادہ تقویت قلب کو ہوتی ہی خوب سمجھ لو اور اوپر بیان تھا سبب نصرت کا کہ تقوی ہی اور یہان بیان ہی حکمت کا کہ بشری ہی پس باہم کچھ تعارض نہین ربط آگے پھر عود ہی قصہ احد کی طرف درمیان مین مجملاً قصہ بدر کا بمناسبت مقام کے مذکور ہو گیا تھا اور سبب اس کے نزول کا یہ ہوا کہ اس غزوہ احد مین حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا دندان مبارک جو کہ سامنے کے دو اوپر دو نیچے کے دانتون کی کروٹون مین چار دانت ہوتے ہین دو اوپر داہنے بائین دو نیچے داہنے بائین ان چارون مین نیچے داہنی طرف کا دانت تھا شہید ہو گیا اور چہرہ مبارک مجروح ہو گیا تو آپ نے یہ فرمایا کہ ایسی قوم کو کیسے فلاح ہوگی جنہون نے اپنی نبی کے ساتھ ایسا کیا حالانکہ وہ نبی اُنکو خدا کی طرف بلا رہا ہی اُسوقت یہ آیت نازل ہوئی اخرجہ فی لباب النقول عن احمد ومسلم عن انس اور بخاری سے ایک قصہ اور بھی نقل کیا ہی کہ آپ نے بعض کفار کے لئے بد دعا فرمائی تھی اسپر یہ آیت نازل ہوئی اور وہ سب مسلمان ہو گئے یہ دونون قصے تو احد کے واقعہ کے متعلق ہوئے اور ایک روایت مسلم سے نقل کی ہی کہ رعل و ذکوان وعصیہ قبائل کفار کے لئے بد دعا فرمایا کرتے تھے اُسوقت یہ آیت نازل ہوئی پھر اس مین اشکال کیا ہی کہ رعل و ذکوان کا واقعہ بعد احد کے ہوا ہی تو تطبیق نہین ہو سکتی پھر خود جواب دیا ہی کہ اس روایت مین اتنا مضمون مدرج منقطع ہی کہ یہ آیت نازل ہوئی پس پہلی روایات صحیح ہین اھ لیکن یہ اشکال باقی رہا کہ پھر آپ نے کیون بد دعا فرمائی اس لئے جواب صحیح یہ ہی کہ ممکن ہی آپ نے بقرینہ تخصیص ضمائر اس حکم کو اہل احد کے ساتھ خاص سمجھا ہو خصوصاً یتوب علیہم سے اشارہ اُنکے احتمال ایمان کا بھی معلوم ہوتا ہی رعل و ذکوان مین موانع ظاہرانہ تھے اسلئے بد دعا فرمادی ہو اور وہی آیت دوبارہ وحی کر دی گئی ہو تاکہ آپکو حکم کا عموم معلوم ہو جاوے باشتراک علت یعنی احتمال ایمان اگرچہ غیر ناشی من دلیل ہو اور جاننا چاہیے کہ آپکا بد دعا فرمانا یا اسکا قصد کرنا اجتہاداً تھا نہ وحی سے اور نہ بین تھا نہ مانعت پس عصمت کے متعلق کوئی اشکال لازم نہین آتا عود بقصہ احد لیس لک من الامر شیء او یتوب علیہم او یعذبہم فانہم ظالمون وللہ ما فی السموات وما فی الارض یغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء واللہ غفور رحیم

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُّضَاعَفَةً ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي

اے ایمان والو　سود مت کھاؤ　کئی حصے زائد　اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو امید ہے کہ تم کامیاب ہو　اور اس آگ سے بچو جو

لِلْكَافِرِينَ ۝ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝

لئے تیار کی گئی ہے اور خوشی سے کہنا مانو اللہ تعالیٰ کا اور رسول کا امید ہے کہ تم رحم کیے جاؤ گے

(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپکو (اُنکے مسلمان ہونے یا کافر رہنے کے متعلق خود) کوئی دخل نہیں (خواہ علم کا دخل ہو یا قدرت کا بلکہ یہ سب اللہ تعالیٰ کے علم اور قبضہ میں ہے آپکو صبر کرنا چاہیے) یہانتک کہ خدا تعالیٰ اُنپر یا تو (رحمت سے) متوجہ ہو جاویں (یعنی اُنکو اسلام کی توفیق دیدیں تو اُسوقت مسرت اللہ ... وسرور ہو جاویگا) اور یا اُنکو (دنیا ہی میں) کوئی سزا دیدیں (تو اُسوقت صبر مبدل بہ تشفی قلب ہو جاویگا اور سزا دینا کچھ بیجا بھی نہیں) کیونکہ وہ ظلم بڑا کر رہے ہیں (مراد اس سے کفر و شرک ہے جیسا فرمایا ان الشرک لظلم عظیم آگے اس مضمون کی تاکید ہے) اور اللہ ہی کی ملک ہے جو کچھ بھی آسمانوں میں ہے اور جو کچھ کہ زمین میں ہے وہ جسکو چاہیں بخشدیں (یعنی اسلام نصیب کر دیں جس سے مغفرت ہوتی ہے) اور جسکو چاہیں عذاب دیں (یعنی اسلام نصیب نہ ہو اور اس وجہ سے عذاب دائمی ہو) اور اللہ تعالیٰ تو بڑے مغفرت کرنے والے (اور) بڑے رحمت کرنے والے ہیں (تو بخشنے کا تو ذرا بھی تعجب نہیں کیونکہ رحمت تو انکی سابق ہے اسی لیے عذاب دینے کی وجہ اوپر بیان فرمائی فانہم ظلمون **ف** صبر کی حد اور انتہا دو چیزوں کو فرمایا ان کا مسلمان ہو جانا یا کسی ہلاکت و وبال میں مبتلا ہو جانا کیونکہ دونوں حالتوں میں صبر ختم ہو جاتا ہے وجہ یہ کہ صبر ناگوار حالت پر ہوتا ہے اور یہ دونوں حالتیں موافق طبیعت کے ہیں اور مطلب نفی دخل کا یہ ہے کہ بدون اعلام الٰہی علم نہیں اسلیے احتمال مسلمان ہونیکا رہا پھر بددعا کب مناسب ہے چنانچہ بعضے مسلمان ہوئے اور بدون مشیت الٰہی بددعا میں اثر نہیں اسلیے اسکی فکر بھی نہ چاہیے اور اس فکر اصلاح ہی سے غصہ وغم پیدا ہو جاتا تھا فقط **ربط** آیہ واذ تقول للمومنین کے ذیل عنوان فائدہ میں لکھا گیا ہے کہ احد میں عدم نصرت بسبب اختلال تقویٰ کے ہوا ایک اختلال قبل واقعہ کے دوسرا عین واقعہ میں الخ اس سے یہ ثابت ہوا کہ بعض اوقات خطایاے سابقہ دوسری اور خطاؤں کے صدور اور بعض طاعات میں خلل ہو جانیکا سبب ہو جاتی ہیں چنانچہ روح المعانی میں بھی تحت آیہ انما استزلہم کے اسکی تصریح ہے اور تجربہ بھی ہے اسلیے آگے تقویٰ کی تاکید اور اُسکے بعض فروع مہمہ کی تصریح اور بعض بڑے معاصی سے شمول پر اُسکے اجتناب کا حکم فرماتے ہیں تاکہ پابند حدود شرعیہ رہیں تو آیندہ پھر کسی موقع پر کوئی مضرت پیش آوے

امر ببعض شعب تقویٰ ونہی از بعضے معاصی

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُّضَاعَفَةً ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿١٣٠﴾ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ ﴿١٣١﴾ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿١٣٢﴾ اے ایمان والو سود مت کھاؤ (یعنی مت لو اصل سے) کئی حصے زائد (کرکے) اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو امید ہے کہ تم کامیاب (یعنی جنت نصیب ہو اور دوزخ سے نجات ہو) اور اُس آگ سے بچو جو (دراصل) کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے (یعنی سود وغیرہ گناہ دوزخ میں لیجانیوالے ہیں) اور خوشی سے کہنا مانو اللہ تعالیٰ کا اور (اُسکے) رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا امید ہے کہ تم رحم کیے جاؤ گے (یعنی قیامت میں **ف** یہ جو فرمایا کہ اصل سے کئی حصے زائد کرکے الخ سود کے حرام ہونے کی یہ قید نہیں کیونکہ سود قلیل ہو یا کثیر سب حرام ہے بلکہ اُس زمانہ کا دستور بیان ہے جیسا شان نزول سے معلوم ہوتا ہے جو لباب النقول میں تخریج فرمایا مجاہد سے مروی ہے کہ لوگ باہم معاملہ بیع کا ایک میعاد معین پر کیا کرتے جب وہ میعاد معین آجاتی اور دام ادا نہ ہوتے تو دام بڑھا کر اور مہلت دیدیا کرتے اور عطا سے مروی ہے کہ جاہلیت میں ثقیف قبیلہ بنی نضیر سے معاملہ دین کا کرتے جب میعاد آجاتی تو کہتے کہ ہم تمکو بڑھا کر دیدینگے تم اور مہلت دیدو اسپر یہ آیت نازل ہوئی ... بار بار کرتے چنانچہ روح المعانی میں یہ لفظ بھی ہے وہلم جرا عند کل اجل ... اسلیے اس آیت میں اسکا بیان کر دیا اور دوسری آیت میں مطلق ... جیسے سورہ بقرہ کی آیت وحرم الربوا گذر چکی ہے پس دونوں آیتوں کے ملانے سے معلوم ہوا کہ یہ صورت بھی حرام ہے اور دوسری صورتیں ... وہ بھی حرام ہیں خوب سمجھ لو آجکل بعضے ہوا پرست اس قید سے جو کہ واقعی ہے احترازی نہیں عام مسلمانوں کو دھوکہ میں ڈالنا چاہتے ہیں ... گناہوں کی وجہ سے بعضے مسلمان بھی جاوینگے لیکن اُنکا اصل مسکن نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ بعد سزا کے آخر میں ببرکت ایمان کے اُس سے نکل آوینگے ... **ربط** ... تتمہ ہے مضمون سابق کا جسمیں ترغیب ہے تحصیل شعب تقویٰ کی مع وعدہ ثمرہ تقویٰ کے کہ مغفرت اور جنت ہے پس اوپر دوزخ سے بچنے کو فرمایا تھا یہاں ...

وَسَارِعُوٓا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا ٱلسَّمَٰوَٰتُ وَٱلْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ ۝ ٱلَّذِينَ يُنفِقُونَ فِى

اور دوڑو طرف مغفرت کی جو تمہارے پروردگار کی طرف سے ہو اور طرف جنت کے جسکی وسعت ایسی ہی جیسے سب آسمان اور زمین وہ تیار کی گئی ہے خدا سے ڈرنیوالوں کے لیے ایسے لوگ جو کہ خرچ کرتے ہین

ٱلسَّرَّآءِ وَٱلضَّرَّآءِ وَٱلْكَٰظِمِينَ ٱلْغَيْظَ وَٱلْعَافِينَ عَنِ ٱلنَّاسِ ۗ وَٱللَّهُ يُحِبُّ ٱلْمُحْسِنِينَ ۝ وَٱلَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا۟ فَٰحِشَةً

فراغت مین اور تنگی مین　اور غصے کے ضبط کرنے والے　اور لوگون سے درگذر کرنے والے　اور اللہ تعالی ایسے نکوکارون کو محبوب رکھتا ہے　اور ایسے لوگ کہ جب کوئی ایسا کام کر گذرتے ہین جسمین

أَوْ ظَلَمُوٓا۟ أَنفُسَهُمْ ذَكَرُوا۟ ٱللَّهَ فَٱسْتَغْفَرُوا۟ لِذُنُوبِهِمْ وَمَن يَغْفِرُ ٱلذُّنُوبَ إِلَّا ٱللَّهُ وَلَمْ يُصِرُّوا۟ عَلَىٰ مَا فَعَلُوا۟ وَهُمْ

زیادتی ہو یا اپنی ذات پر نقصان اٹھاتے ہین تو اللہ تعالی کو یاد کر لیتے ہین پھر اپنے گناہون کی معافی چاہنے لگتے ہین اور اللہ تعالی کے سوا اور ہے کون جو گناہون کو بخشتا ہو اور وہ لوگ اپنے فعل پر اصرار نہین کرتے

يَعْلَمُونَ ۝ أُو۟لَٰٓئِكَ جَزَآؤُهُم مَّغْفِرَةٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَجَنَّٰتٌ تَجْرِى مِن تَحْتِهَا ٱلْأَنْهَٰرُ خَٰلِدِينَ فِيهَا ۚ وَنِعْمَ أَجْرُ ٱلْعَٰمِلِينَ ۝

اور وہ جانتے ہین　ان لوگون کی جزا بخشش ہے انکے رب کی طرف سے اور ایسے باغ ہین جنکے نیچے سے نہرین چلتی ہونگی کہ اونکے　اور اچھا حق الخدمت ہے ان کام کرنے والون کا

امر بہ شعب تقوی و وعدہ جزای او وَسَارِعُوٓا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا ٱلسَّمَٰوَٰتُ وَٱلْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ ۝۱۳۳ ٱلَّذِينَ يُنفِقُونَ فِى ٱلسَّرَّآءِ وَٱلضَّرَّآءِ وَٱلْكَٰظِمِينَ ٱلْغَيْظَ وَٱلْعَافِينَ عَنِ ٱلنَّاسِ ۗ وَٱللَّهُ يُحِبُّ ٱلْمُحْسِنِينَ ۝۱۳۴ وَٱلَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا۟ فَٰحِشَةً أَوْ ظَلَمُوٓا۟ أَنفُسَهُمْ ذَكَرُوا۟ ٱللَّهَ فَٱسْتَغْفَرُوا۟ لِذُنُوبِهِمْ وَمَن يَغْفِرُ ٱلذُّنُوبَ إِلَّا ٱللَّهُ وَلَمْ يُصِرُّوا۟ عَلَىٰ مَا فَعَلُوا۟ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۝۱۳۵ أُو۟لَٰٓئِكَ جَزَآؤُهُم مَّغْفِرَةٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَجَنَّٰتٌ تَجْرِى مِن تَحْتِهَا ٱلْأَنْهَٰرُ خَٰلِدِينَ فِيهَا ۚ وَنِعْمَ أَجْرُ ٱلْعَٰمِلِينَ ۝۱۳۶ اور دوڑو طرف مغفرت کے جو تمہارے پروردگار کی طرف سے (نصیب) ہو اور (دوڑو) طرف جنت کے (مطلب یہ کہ ایسے نیک کام اختیار کرو جس سے پروردگار تمھاری مغفرت کر دین اور تمکو جنت عنایت ہو) اور وہ جنت ایسی ہے جسکی وسعت ایسی (تو) ہے (ہی) جیسے سب آسمان اور زمین (اور زیادہ کی نفی نہین چنانچہ واقع مین زائد ہونا ثابت ہے اور) وہ تیار کی گئی ہے خدا سے ڈرنے والون کے لئے (یعنی مسلمانون کے لیے جنمین ایک تو اعلی درجہ کے مسلمان) ایسے لوگ (ہین) جو کہ (نیک کامون مین) خرچ کرتے ہین (ہر حال مین) فراغت مین (بھی) اور تنگی مین (بھی) اور غصہ کے ضبط کرنیوالے اور لوگون (کی تقصیرات) سے درگذر کرنے والے اور اللہ تعالی ایسے نکوکارون کو (جنمین یہ خصال ہون بوجہ اکمل) محبوب رکھتا ہے اور (ایک ان مذکورین کے اعتبار سے دوسرے درجہ کے مسلمان) ایسے لوگ (ہین) کہ جب کوئی ایسا کام کر گذرتے ہین جسمین (دوسرون پر) زیادتی ہو یا (کوئی گناہ کر کے خاص) اپنی ذات پر نقصان اٹھاتے ہین تو (معا) اللہ تعالی (کی عظمت اور عذاب) کو یاد کر لیتے ہین پھر اپنے گناہون کی معافی چاہنے لگتے ہین (یعنی اس طریقہ سے جو معافی کے لئے مقرر ہے کہ دوسرون پر زیادتی کرنے مین ان اہل حقوق سے بھی معاف کرائی اور خاص اپنی ذات کے متعلق گناہ مین اسکی حاجت نہین اور اللہ تعالی سے معاف کرانا دونون مین مشترک ہے) اور (واقعی) اللہ تعالی کے سوا اور ہے کون جو گناہون کو بخشتا ہو (رہا اہل حقوق کا معاف کرنا سو وہ گو اسکا اختیار تو نہین رکھتے کہ عذاب سے بھی بچالین اور حقیقی بخشش اسیکا نام ہے) اور وہ لوگ اپنے فعل (بد) پر اصرار (اور ہٹ) نہین کرتے اور وہ (ان باتون کو) جانتے (بھی) ہین (کہ فلان کام ہم نے گناہ کا کیا اور یہ کہ توبہ ضروری ہے اور یہ کہ خدا تعالی غفار ہے مطلب یہ کہ اعمال کی بھی درستی کر لیتے ہین اور عقائد بھی درست رکھتے ہین) ان لوگون کی جزا بخشش ہے ان کے رب کی طرف سے اور (بہشت کے) ایسے باغ ہین کہ ان کے (درختون اور مکانون کے) نیچے سے نہرین چلتی ہونگی (اور اسی مغفرت اور جنت کی تحصیل کا شروع آیتون مین حکم تھا بیچ مین طریقہ اسکا بتلایا ختم پر اسکا وعدہ فرمایا) اور (یہ) اچھا حق الخدمت ہے ان کام کرنیوالونکا (وہ کام استغفار اور حسن اعتقاد ہے اور استغفار کا متمم آیندہ طاعات کی پابندی ہے جسپر عدم اصرار دلالت کرتا ہے **ف** ان آیتون مین دو درجون کے مسلمانون کا بیان ہے ایک اعلی درجہ کے ایک ان سے کم اور خدا سے ڈرنے والون مین سب آگئے کیونکہ توبہ بھی خدا کے ڈر ہی سے ہوتی ہے اور یحب کے ترجمہ مین بوجہ اکمل اس لئے قید لگائی کہ نفس محبوبیت سب اہل اسلام مین مشترک ہے البتہ اعلی درجہ کے لوگون کے لئے اکمل درجہ کی محبوبیت خاص ہے باقی ضروری قیود اور فوائد خود تقریر ترجمہ سے واضح ہین **ربط** آگے پھر عود ہے قصہ غزوہ احد کی طرف بطور تسلی (کہ) مسلمانون کے کہ ہمیشہ سے طریقہ الٰہی چلا آیا ہے کہ انجام کار کفار ہی خائب و خاسر ہوتے ہین سو تم گو اسوقت اپنی بے عنوانی سے مغلوب ہو گئے لیکن اگر تم اپنے مقتضیات ایمان یعنی ثبات و تقوی پر قائم رہے تو خیر ین

ملحقات الترجمة

۱ قوله فی ترجمة سارعوا الی مغفرة ایسے نیک کام الخ فاستقدیر الی موجبات المغفرة لذا صرح ۲ قوله فی ترجمة السموات سب آسمان فاللام للاستغراق ۳ قوله فی ترجمة عرضها زیادہ کی الخ فالتعبیر للتفهیم ۴ قوله فی ترجمة المتقین یعنی مسلمانون الخ لان کل مومن خائف بتفاوت المراتب ۵ قوله فی ترجمة المحسنین ایسے الخ اشارة الی کون اللام للعهد ۶ قوله فی ترجمة الفاحشة زیادتی ہو الخ ہذا الفرق فی البیضاوی ۷ قوله فی توضیح ومن یغفر الذنوب اس کا اختیار نہین رکھتے محصله ان ابراء العباد لیس للمغفرة لا مغفرة فانها خاصة بالله تعالی ۸ قوله فی ترجمة نعم یہ الخ اشارة الی حذف المخصوص بالمدح انتہی کذا فی البیضاوی ۹ قوله فی ترجمة یعلمون حسن اعتقاد فالحال مفید قولہ لا للتقیید احتراز لان التوبة لا تقبل الا من حسن الاعتقاد ۱۲

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ فَسِيْرُوْا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ○ هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى

بالتحقیق تم سے قبل مختلف طرق گذر چکے ہین تو تم روی زمین پر چلو پھرو اور دیکھ لو کہ اخیر انجام تکذیب کرنے والون کا کیسا ہوا ۔ یہ بیان کافی ہی تمام لوگون کے لیے اور ہدایت

وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ○ وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○ اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ

اور نصیحت ہی خاص خدا سے ڈرنیوالون کیلیے اور تم ہمت مت ہارو اور رنج مت کرو اور غالب تم ہی رہوگے اگر تم پورے مومن رہے اگر تمکو زخم پہونچ جاوے تو

مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ ؕ وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ ؕ

اُس قوم کو بھی ایسا ہی زخم پہونچ چکا ہی اور ان ایام کو ان لوگون کے درمیان ادلتے بدلتے رہا کرتے ہین اور تاکہ اللہ تعالیٰ ایمان والونکو جان لیوین اور تم مین سے بعضون کو شہید بنانا

وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ○ وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ ○

تھا اور اللہ تعالیٰ ظلم کرنے والون سے محبت نہین رکھتے اور تاکہ میل کچیل سے صاف کردے ایمان والونکو اور مٹادیوے کافرون کو

کفار ہی مغلوب ہونگے عود بسوی **قصہ احد و تسلیہ مسلمانان** قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۱۳۷ هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ۱۳۸ وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۱۳۹ بالتحقیق تم سے قبل (زمانون مین) مختلف طرق کے لوگ گذر چکے ہین (ان مین مسلمان بھی تھے کفار بھی تھے اور اُن مین اختلاف ومقابلہ ومقاتلہ بھی ہوا لیکن انجام کار کفار ہی ہلاک ہوئے چنانچہ اگر تم آثار کا مشاہدہ کرنا چاہو) تو تم روی زمین پر چلو پھرو اور دیکھ لو کہ اخیر انجام تکذیب کرنے والونکا (یعنی کفار کا) کیا ہوا (یعنی ہلاک وبرباد ہوئے چنانچہ اُن کی ہلاکت کے آثار اسوقت تک بھی باقی تھے جسکو دوسری آیات مین فرمایا ہی فتلك بيوتهم خاوية الخ فتلك مساكنهم لم تسكن الخ وانهما لبامام مبين الخ) یہ (مضمون مذکور) بیان کافی ہی تمام لوگون کے لئے (کہ اگر اسمین غور کرین تو عبرت حاصل کرسکتے ہین) اور ہدایت اور نصیحت ہی خاص خدا سے ڈرنیوالون کے لئے (یعنی ہدایت اور نصیحت یہی لوگ حاصل کرتے ہین ہدایت یہ کہ حق وباطل کو سمجھین اور نصیحت یہ کہ اُس کے موافق عمل کرین) اور تم (اگر اسوقت مغلوب ہوگئے تو کیا ہوا) ہمت مت ہارو اور رنج مت کرو اور (آخر کو) غالب تم ہی رہوگے اگر تم پورے مومن رہے (یعنی اُسکے مقتضیات پر ثابت رہے) **ف** بقیہ تقریر مضمون آیت کی بیان ربط مین لکھی جاچکی ہی دیکھ لیا جاوے **ربط** آگے بھی تسلی ہی دوسرے طور پر جسکی تقریر ترجمہ ہی سے معلوم ہوجاویگی **تسلی مسلمانان بتقریر دیگر** اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ ؕ وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۱۴۰ وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ ۱۴۱ اگر تمکو زخم (وصدمہ) پہونچ جاوے (جیسا احد مین ہوا) تو (کوئی گھبرانے کی بات نہین کیونکہ اس مین چند حکمتین ہین ایک تو یہ کہ) اُس قوم کو بھی (جو کہ تمھارے مقابل تھی یعنی کفار) ایسا ہی زخم (وصدمہ) پہونچ چکا ہی (چنانچہ گذشتہ سال بدر مین وہ صدمہ اٹھا چکے ہین) اور (ہمارا معمول ہی کہ) ان ایام کو (یعنی غالب ومغلوب ہونیکے زمانہ کو) ان لوگون کے درمیان ادلتے بدلتے رہا کرتے ہین (یعنی کبھی ایک قوم کو غالب اور دوسری کو مغلوب کردیا کبھی اس کا عکس کردیا سو اسی معمول کے موافق پار سال وہ مغلوب ہوئے تھے اب کی تم ہوگئے ایک حکمت تو یہ ہوئی) اور (دوسری حکمت یہ ہی) تاکہ اللہ تعالیٰ ایمان والون کو (ظاہری طور پر بھی) جان لیوین (کیونکہ مصیبت کے وقت مخلص اور منافق کا امتحان ہوجاتا ہی) اور (تیسری حکمت یہ ہی کہ) تم مین سے بعضون کو شہید بنانا تھا (بقیہ حکمتین آگے آتی ہین درمیان مین جملہ معترضہ کے طور پر فرماتے ہین) اور اللہ تعالیٰ ظلم (یعنی کفر وشرک) کرنے والون سے محبت نہین رکھتے (پس اسکا احتمال نہ کیا جاوے کہ شاید انکو محبوب ہونیکی وجہ سے غالب فرمادیا ہو ہرگز نہین) اور (چوتھی حکمت یہ ہی) تاکہ (گناہون کے) میل کچیل سے صاف کردے ایمان والون کو (کیونکہ مصیبت سے اخلاق واعمال کا تصفیہ

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ فی ترجمۃ فسیروا اگر تم مشاہدہ کرنا چاہو فی روح المعانی قیل المعنی علی الشرط ای ان شککتم الخ فسیروا المراد انظروا الامۃ کذا فی الکبیر ۱۲ ۲ قولہ بیان کافی فالتنوین للتعظیم ۳ قولہ ہدایت یہ کہ آخر یحصل الفرق بین کل من الثلاثۃ ۱۲ ۴ قولہ وصدمہ عطف تفسیری لان لوائق امور الجرح والقتل و الانہزام ویؤیدہ ما فی روح المعانی من البعض تفسیر القرح بالانہزام وفیہ ان المثلیۃ باعتبار کثرۃ القتلی فی الجملۃ من غیر مساوات فی العدد ۵ قولہ گھبرانیکی بات نہین اشارۃ الی حذف الجزاء ای تسلوا کذا فی روح المعانی ۱۲ ۶ قولہ اور دوسری حکمت الخ اشارۃ الی کونہ معطوفا علی ما تضمنہ الجزاء المحذوف فتقدیر الکلام تسلوا لان عاقبتنا المداولۃ ولیعلم ولیتخذ ولیمحص ولیمحق ۱۲ ۷ قولہ فی ترجمۃ منکم بعضون کی اشارۃ الی کون من تبعیضیۃ

اللغات فی القاموس دالت الایام دارت ۔ والسدیدا ولہا بین الناس ۔ وفیہ محص الذہب ملحنا اخلصہ مما یشوبہ ۱۲

النحو والبلاغۃ قولہ ان یمسسکم فی روح المعانی ان ان قد تجئ لمجرد التعلیق من غیر نقل فعلہ من الماضی الی المستقبل ۔ قولہ تعالی وتلک الایام فی روح المعانی اسم الاشارۃ مشار بہ الی ما بعدہ کما فی الضمائر المبہمۃ التی یفسرہا ما بعدہا نحو ربہ رجلا ونعتہ یفید التفخیم والتعظیم والایام بمعنی الاوقات لا الایام العرفیۃ وتعریفہا للعہد اشارۃ الی اوقات الظفر والغلبۃ الجاریۃ فیما بین الامم الماضیۃ والآتیۃ کیوم بدر واحد داخلان فیہا دخولا اولیا واسم الاشارۃ مبتدأ والایام صفۃ وندا ولہا ہو الخبر وبین الناس ظرف لنداولہا ۱۲

أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصَّابِرِينَ ۝ وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ

ہاں کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ جنت میں جا داخل ہو گے حالانکہ ہنوز اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو تو دیکھا ہی نہیں جنہوں نے تم میں سے جہاد کیا ہو اور نہ اُنکو دیکھا جو ثابت قدم رہنے والے ہوں اور تم تو

الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَأَيْتُمُوهُ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ ۝ ع

مرنے کی تمنا کر رہے تھے موت کے سامنے آنے کے پہلے سے سو اُسکو تو کھلی آنکھوں دیکھ لیا تھا۔

ہو جاتا ہے اور (پانچویں حکمت یہ ہے کہ) مٹا دیوے کافروں کو (یہ دو طور پر ہے ایک یہ کہ غالب آجانے سے جرأت بڑھے گی پھر مقابلہ میں آوینگے اور ہلاک ہونگے دوسرے یہ کہ مسلمانوں پر ظلم کرنے سے قہر خداوندی میں مبتلا ہو کر ہلاک ہونگے **ف** اس اخیر وجہ کا مضمون خوب ادا کیا گیا ہے ۔ دیدی کہ خونِ ناحق پروانہ شمع را چندان امان ندا د کہ شب راسحر کند ۔ اور اول حکمت جو نداول کو فرمایا خود اس نداول میں بہت سے مصالح و حکم ہیں جنمیں سے ایک بڑی حکمت یہ معلوم ہوتی ہے کہ اس عالم میں مکلف کا ابتلا باقی رہے اور اگر ہمیشہ مسلمان ہی غالب رہتے تو ایمان لانا کچھ بھی کمال اور مبنی بر بصیرت نہوتا اور عکس میں بھی ضعفا فتنہ شدیدہ میں پڑجاتے جیسا سورہ زخرف میں فرمایا ولولا ان یکون الناس امۃ واحدۃ الی قولہ وزخرفا الآیۃ اور لیعلم کے ترجمہ میں جو یہ قید لگائی کہ ظاہری طور پر اسکی توضیح پارہ سیقول کے رکوع اول تفسیر لنعلم من یتبع الرسول کے فائدہ میں گذر چکی ہے **ربط** اوپر کی آیتوں میں تسلی تھی گذشتہ مصائب کے بارہ میں آگے تقویت قلوب مؤمنین کی فرماتے ہیں آیندہ مشقتوں کے وقوع پر **تقویت قلوب بر مشاق** أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصَّابِرِينَ (۱۴۲) ہاں (اور سنو) کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ جنت میں (خصوصیت کے ساتھ) جا داخل ہو گے حالانکہ ہنوز اللہ تعالیٰ نے (ظاہری طور پر) اُن لوگوں کو تو دیکھا ہی نہیں جنہوں نے تم میں سے (خوب) جہاد کیا ہو اور نہ اُنکو دیکھا جو (جہاد میں) ثابت قدم رہنے والے ہوں **ف** ظاہری طور پر کی قید کا موقع بیان تو ابھی اوپر کی آیت کے فائدہ میں مذکور ہو چکا ہے اور خصوصیت کے ساتھ داخل ہونیکا مطلب یہ ہے کہ اول ہی چلا جاوے اور درجات عالیہ پر بھی پہونچ جاوے یہ بدون مشقت کے نہیں ہوتا جیسا کہ دوسری نصوص سے معلوم ہوتا ہے اور باقی نفس دخول بعض مؤمنین کے لیے محض فضل و کرم سے بھی ہو سکتا ہے جیسا یغفر لمن یشاء سے اہل حق نے سمجھا ہے اور جہاد میں خوب کی قید اسلیے لگائی کہ تھوڑا بہت تو جہاد ہوا ہی تھا اور ناتمام ثبات بھی رہا مطلب آیت کا یہ ہوا کہ ابھی تم سے زیادہ جہاد اور ثبات قدم واقع نہیں ہوا اور خصوصیت کے ساتھ جنت میں جانا اس پر موقوف ہے پس آیندہ کے لیے اسمیں کوشش کرنا ضرور ہے **ربط** اوپر نصیحت تھی آگے ایک گونہ ملامت ہے انہزام پر **ملامت بر انہزام** وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَأَيْتُمُوهُ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ (۱۴۳) اور تم تو (شہید ہو کر) مرنے کی (بڑی) تمنا کر رہے تھے موت کے سامنے آنے کے پہلے سے سو (تمنا کے بعد) اُس (کے سامان) کو تو کھلی آنکھوں دیکھ لیا تھا (پھر اُسکو دیکھکر کیوں بھاگنے لگے اور وہ تمنا کہاں بھول گئے) **ف** شان نزول اس آیت کا یہ ہے کہ سال گذشتہ بعض صحابہ جو بدر میں شہید ہوئے اور اُن کے بڑے فضائل معلوم ہوئے تو بعض نے تمنا کی کہ کاش ہمکو بھی کوئی ایسا موقع پیش آوے کہ اس دولت شہادۃ سے مشرف ہوں آخر یہ احد کا غزوہ واقع ہوا تو پاؤں اُکھڑ گئے اسپر یہ آیت آئی کذا فی لباب النقول بسند ابن ابی حاتم عن ابن عباس **ربط** جب اس غزوہ احد میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دندان مبارک شہید ہوا اور سر مبارک زخمی ہوا اسوقت کسی دشمن نے پکار دیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) قتل کیے گئے مسلمان لڑائی بگڑ جانے سے بدحواس و منتشر ہو ہی رہے تھے اس خبر سے اور بھی کمر ٹوٹ گئی کسی نے تو یہ تجویز کیا کہ اب کفار سے امن لے لینا چاہیے

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ فی ترجمۃ ہاں. تحریر اشارۃ الی کون ام منقطعۃ بمعنی بل للانتقال من کلام الی کلام والہمزۃ للاستفہام الانکاری فان کلمۃ ہاں فی لساننا تفید الانتقال ۱۲

۲ قولہ فی ترجمۃ لما یعلم دیکھا ہی نہیں مبناہ علی ان الرویۃ الفعلیۃ مرادۃ بالعلم ولما کان مادۃ جاننا موحشا عند العامۃ ترکہ ۱۲

۳ قولہ فی ترجمۃ رأیتموہ اُس کے سامان ای لان الموت لیس بمرئی ففی الکلام مجاز ۱۲

رکوع ۵

النحو قولہ ویعلم الصابرین فی روح المعانی نصب باضمار ان وقیل بواو الصرف و الکلام من باب لاتاکل السمک وتشرب اللبن ای ام حسبتم والحال انہ لم یتحقق منکم الجمع بینہما اہ قلت لنفی الجمع قد یکون بنفی کل واحد من الجزئین وقد یکون لنفی احدہما والمقام یحتمل کلیہما فان الثبات لم یتحقق واما الجہاد فقد وقع لکن لو نظر الی الغایۃ صح الانتفاء ۱۲

البلاغۃ قولہ تعالیٰ لما یعلم فی روح المعانی فی اختیار لما علی لم اشارۃ الی ان الجہاد متوقع منہم فیما یستقبل بناء علی ما یفہم من کلام سیبویہ ان لما تدل علی توقع الفعل المنفی بہا و ایثار الصابرین علی الذین صبروا للایذان بان المعتبر ہو الاستمرار علی الصبر وللمحافظۃ علی رؤس الآی اہ قلت بخلاف الجہاد فانہ ینکشف عن قریب اما عن الفرح او عن الترح و ۔ نتم

تنظرون ای رأیتموہ معاینین لہ وہذا علی حد قولک رأیتہ ولیس فی عینی علۃ ای رأیتہ رؤیۃ حقیقیۃ لاخفاء فیہا ولا اشتباہ ۱۲

الکلام باقررت معنی دخول الجنۃ لم یبق مساغ للمعتزلۃ ان یتمسکوا بالآیۃ علی امتناع دخول الجنۃ بدون العمل ۱۲

الفقہ فی روح المعانی المقصود من ہذا الکلام تمنیہم الشہادۃ و الحرب ثم جبنہم لا علی تمنی الشہادۃ نفسہا لان ذلک مما لا عتاب علیہ کما وہم ۱۲

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَا۟ئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ ؕ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى

اور محمد نرے رسول ہی تو ہین آپ سے پہلے اور بھی بہت رسول گذر چکے ہین سو اگر آپ کا انتقال ہو جاوے یا آپ شہید ہی ہو جاوین تو کیا تم لوگ الٹے پھر جاوٴگے اور جو شخص الٹا پھر بھی

عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ۝ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ؕ

جاویگا تو خدا تعالی کا کوئی نقصان نہ کریگا اور خدا تعالی جلدی ہی عوض دیگا حق شناس لوگونکو اور کسی شخص کو موت آنا ممکن نہین بدون حکم خدا کے اس طور سے کہ اسکی میعاد معین

وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۚ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا ؕ وَسَنَجْزِى الشّٰكِرِيْنَ ۝

اور جو شخص دنیوی نتیجہ چاہتا ہی تو ہم اسکو دنیا کا حصہ دیدیتے ہین اور جو شخص اخروی نتیجہ چاہتا ہو تو ہم اسکو آخرت کا حصہ دین گے اور ہم بہت جلد عوض دینگے حق شناسونکو

بعضے ہمت ہار کر بیٹھ رہی اور ہاتھ پانو چھوڑ دئے اور بعضے بھاگ کھڑے ہوئے بعضے منافق بولے کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہین رہی تو پھر اپنا پہلا ہی دین کیون نہ اختیار کر لیا جاوے بعض نے کہا کہ اگر نبی ہوتے تو قتل کیون ہوتے اور بعض نے کہا کہ اگر آپ ہی نہ رہی تو ہم رہکر کیا کرین گے جس پر آپنے جان دی اسپر ہم بھی جان دیدینا چاہیے اور اگر آپ قتل ہوگئے تو کیا ہی اللہ تعالی تو قتل نہین ہوئی اس پریشانی مین اول آپکو حضرت کعب بن مالک نے دیکھ کر پہچانا اور پکار کر کہا کہ ای مسلمانو یہ ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ صحیح سلامت غرض اسوقت پھر مسلمان مجتمع ہوئی آپنے انکو ملامت فرمائی عرض کیا یا رسول اللہ خبر سنکر ہمارے دلون مین ہول بیٹھ گئی اسلئے ہمارے پانو اکھڑ گئے اس موقع پر یہ آیت آیندہ نازل ہوئی کذا فی روح المعانی و لباب النقول عن ابن ابی حاتم وغیرہ **تتمہ ملامت بر انہزام** وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَا۟ئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ ؕ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ۝۱۴۴ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ؕ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۚ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا ؕ وَسَنَجْزِى الشّٰكِرِيْنَ ۝۱۴۵ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نرے رسول ہی تو ہین (خدا تو نہین جسپر موت یا قتل ممتنع ہو) آپ سے پہلے اور بھی بہت رسول گذر چکے ہین (اسیطرح آپ بھی ایک روز آخر گذر ہی جاوین گے) سو اگر آپ کا انتقال ہو جاوے یا آپ شہید ہی ہو جاوین تو کیا تم لوگ (جہاد یا اسلام سے) الٹے پھر جاوٴگے (چنانچہ اس واقعہ مین بعضے مسلمان میدان جنگ سے بھاگ پڑے تھے اور منافقین ترغیب ارتداد کی دے رہی تھے) اور جو شخص (جہاد سے خواہ اسلام سے) الٹا پھر بھی جاویگا تو خدا تعالی کا کوئی نقصان نہ کریگا (بلکہ اپنا ہی کچھ کھوویگا) اور خدا تعالی جلدی ہی (نیک) عوض دیگا حق شناس لوگون کو (جو ایسے موقع پر اللہ تعالی کے انعامات کو یاد رکھکر اسکی اطاعت پر قائم مستقل رہتے ہین اور قیامت کو ملنا جلدی ہی ملنا ہی کیونکہ روزانہ قریب ہو رہی ہی) اور (نیز کسی کے مرنے سے اتنا گھبرانا بھی فضول ہی کیونکہ اول تو) کسی شخص کو موت آنا ممکن نہین (خواہ طبعًا خواہ قتلًا) بدون حکم خدا کے (پھر جب خدا کے حکم سے ہی تو اسپر راضی رہنا ضرور ہی دوسرے یہ کہ جسکی موت آئی ہی تو) اس طور کہ اسکی میعاد معین لکھی ہوئی رہتی ہی جسمین تقدیم و تاخیر نہین ہو سکتی تو پھر ارمان اور حسرت محض بیکار ہی وہ تو وقت پر ضرور ہوگی اور وقت سے پہلے ہرگز نہ ہوگی) اور (دیکھو یہ کہ اس توحش پر بھاگنے کا آخر نتیجہ کیا بجز اس کے کہ یہ ایک ناکافی تدبیر ہے چند روزہ زندگی دنیوی کی سو ایسی تدبیر کا اثر سن لو کہ) جو شخص (اپنے اعمال و تدبیرات مین) دنیوی نتیجہ چاہتا ہے تو ہم اسکو دنیا کا حصہ (بشرط اپنی مشیت کے) دیدیتے ہین (اور آخرت مین اس کے لئے کچھ حصہ نہین) اور جو شخص اپنی (اعمال و تدبیرات مین) اخروی نتیجہ چاہتا ہی (مثلًا جہاد مین اسلیے ثابت قدم رہا کہ یہ تدبیر ہی ثواب آخرت کی) تو ہم اسکو آخرت کا حصہ (وعدہ اور ذمہ کر کے) دین گے اور ہم بہت جلد (نیک) عوض دین گے (ایسے) حق شناسون کو (جو اپنے اعمال مین آخرت کی نعمت کہ رضا و لقا ہے چاہین)، **ف** پہلی جگہ اعمال نیک پر قائم رہنے کو شکر کہا تھا یہان ان اعمال مین آخرت کی نیت کرنے کو شکر کہا تو کلام مین تکرار نہین ہے **فائدہ** قد خلت من قبله الرسل سے عیسی علیہ السلام کے انتقال فرما چکنے پر استدلال کرنا محض باطل ہی کیونکہ آسمان پر زندہ اوٹھ جانا یہ بھی دنیا سے گذر جانا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر اسطرح بھی اٹھ جاتی تب بھی صحابہ کو صدمہ موت ہی کا سا ہوتا اسلئے التسلی مین اسکو دخل تام ہے ربط آگے بھی تتمہ ہی ملامت کا مخلصین امم سابقہ کا حال یاد دلا کر کہ وہ کیسے مستقل رہے کبھی ہمت نہین ہارے

وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ ۚ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا ۭ

اور بہت نبی ہو چکے ہیں جنکے ساتھ ہو کر بہت بہت اللہ والے لڑے ہیں سو نہ تو ہمت ہاری انہوں نے ان مصائب کی وجہ سے جو ان پر اللہ کی راہ میں واقع ہوئیں اور نہ ان کا زور گھٹا اور نہ وہ دبے

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ۝ وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا

اور اللہ تعالیٰ کو ایسے مستقل مزاجوں سے محبت ہے اور انکی زبان سے بھی تو اسکے سوا اور کچھ نہیں نکلا کہ انہوں نے عرض کیا کہ اے ہمارے پروردگار ہمارے گناہوں کو اور ہمارے کاموں میں ہمارے حد سے نکل جانے کو بخشدیجیے اور ہمکو ثابت قدم

وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

رکھیے اور ہمکو کافروں پر غالب کیجیے سو انکو اللہ تعالیٰ نے دنیا کا بھی بدلا دیا اور آخرت کا بھی عمدہ بدلا اور اللہ تعالیٰ کو ایسے نیکوکاروں سے محبت ہے اے ایمان والو

اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَرُدُّوْكُمْ عَلٰٓي اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ۝ بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَھُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ۝

اگر تم کہنا مانو گے کافروں کا تو وہ تمکو الٹا پھیر دینگے پھر تم ناکام ہو جاؤ گے بلکہ اللہ تعالیٰ تمہارا دوست ہے اور وہ سب سے بہتر مدد کرنیوالا ہے

ذکر استقلال مخلصین امم سابقہ وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اور بہت نبی ہو چکے ہیں جنکے ساتھ ہو کر بہت بہت اللہ والے (کفار کے ساتھ) لڑے ہیں سو نہ تو ہمت ہاری انہوں نے ان مصائب کی وجہ سے جو ان پر اللہ کی راہ میں (یعنی جہاد میں) واقع ہوئیں اور نہ (ان کے سب یا بدن) کا زور گھٹا اور نہ وہ (دشمن کے سامنے) دبے (کہ ان سے عاجزی اور خوشامد کی باتیں کرنے لگے ہوں) اور اللہ تعالیٰ کو ایسے مستقل مزاجوں سے محبت ہے (جو دین کے کام میں ایسے ثابت رہیں) اور (افعال میں تو انکی کیا لغزش ہوتی) انکی زبان سے بھی تو اسکے سوا اور کچھ نہیں نکلا کہ انہوں نے جناب باری میں عرض کیا کہ اے ہمارے پروردگار ہمارے گناہوں کو اور ہمارے کاموں میں ہمارے حد سے نکل جانے کو بخشدیجیے اور ہمکو (کفار کے مقابلہ میں) ثابت قدم رکھیے اور ہمکو کافر لوگوں پر غالب کیجیے سو (اس استقلال اور دعا کی برکت سے) انکو اللہ تعالیٰ نے دنیا کا بھی بدلا دیا [illegible] اور آخرت کا [illegible] بدلا دیا یعنی ثواب جنت) اور اللہ تعالیٰ کو ایسے نیکوکاروں سے محبت ہے (ف اس میں تعلیم ہے کہ جب مصیبت آوے [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] دعا کرے اور اپنے گناہ بخشوائے کہ اکثر مصیبت کا سبب گناہ ہوتا ہے اور غم جو بنی زود استغفار لکن چونکہ [illegible] مصیبت بوجہ عدول حکم کے ہوئی اور اگر یہ اشکال ہو کہ وہ لوگ تو اللہ والے تھے پھر ان کے گناہ کیا [illegible] ہو ہی جاتا ہے اور ایسے اتفاقیات سے اللہ والے ہونے میں خلل نہیں پڑتا خصوص اس وجہ کہ وہ فوراً معذرت کر [illegible] مرتب فرمانا [illegible] کہ یہ امور در اصل اس کے اسباب سے ہیں اور کسی عارض سے تخلف ہو جانا منافی سببیت کے نہیں [illegible] وقت بعض منافقین مسلمانوں سے کہنے لگے تھے کہ جب آپ ہی نہ رہے تو اپنا پہلا ہی دین کیوں نہ اختیار کر لیا [illegible] اور انکی دشمن بدخواہ ہونا ظاہر ہے اسلئے اگلی آیت میں مسلمانوں کو کسی امر میں انکے مشورے کے اتباع سے ترہیب ہے جیسا [illegible]

تہدید از اتباع مشورہ کفار و منافقین يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوا [illegible] فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ۝ بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَھُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ۝ اے ایمان والو اگر تم کہنا مانو گے [illegible] مطلب یہی ہو کیونکہ وہ صراحۃً انکی طرف

ملحقات الترجمہ: ۱ قولہ فی ہمت نہ ہاری [illegible] الوہن ضعف القلب [illegible] اللسان [illegible] ۲ قولہ فی تغییر اسراف [illegible] الاستکانۃ [illegible] ۳ قولہ فی ترجمۃ ثواب الدنیا یعنی [illegible] الغنیمۃ [illegible] ۴ قولہ تمکو الٹا پھیر دینگے لم نخصصہ کما خصصہ بعض [illegible] المفسر بالکفر لا احتمالا یقرینۃ [illegible] الطاعۃ فافہم

اللغات فی روح المعانی [illegible] عن الحسن انہم العلماء الفقہاء واخرجہ ابن حمید [illegible] ابن عباس [illegible] وفی البیضاوی الکسرۃ [illegible] استکانوا [illegible] نصلہ یفعل [illegible] والالف من اشباع الفتحۃ [illegible] الوہن الضعف [illegible] الضعف وبضم [illegible] القوۃ قلت [illegible] سلب القوۃ [illegible] ارکان الفعل الناشی عن الجبن [illegible] الاستکانۃ [illegible]

[illegible] ربیون [illegible] والاصل فی القراءات [illegible] المنقولۃ الی النبی [illegible] ابن جبیر [illegible] ابن [illegible] روح المعانی [illegible] [illegible] النصر [illegible] قولہم [illegible] ان قالوا [illegible] ابیضاوی قولہ ربنا اغفر لنا [illegible] روح المعانی فی آخر آل عمران

سَنُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَآ اَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ وَبِئْسَ مَثْوَى الظّٰلِمِیْنَ

ہم ابھی ڈالے دیتے ہیں ہول کافروں کے دلوں میں بسبب اسکے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کا شریک ایسی چیز کو ٹھہرایا جسپر کوئی دلیل اللہ تعالیٰ نے نازل نہیں فرمائی اور انکی جگہ جہنم ہے اور وہ بری جگہ ہے ظالموں کی

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗۤ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ حَتّٰۤى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِی الْاَمْرِ وَعَصَیْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَرٰىكُمْ

جگہ ہے بے انصافوں کی اور یقیناً اللہ تعالیٰ نے تم سے اپنے وعدہ کو سچا کر دکھلایا تھا جس وقت کہ تم ان کفار کو بحکم خداوندی قتل کر رہے تھے یہاں تک کہ جب تم خود ہی کمزور ہو گئے اور باہم حکم میں اختلاف کرنے لگے اور تم کہنے پر نہ چلے بعد اسکے

مَّا تُحِبُّوْنَ ؕ مِنْكُمْ مَّنْ یُّرِیْدُ الدُّنْیَا وَمِنْكُمْ مَّنْ یُّرِیْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِیَبْتَلِیَكُمْ ۚ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ؕ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ

نہ چلے بعد اسکے کہ تم کو تمہاری دلخواہ بات دکھلا دی تھی تم میں سے بعض تو وہ شخص تھے جو دنیا کو چاہتے تھے اور بعض تم میں وہ تھے جو آخرت کے طلبگار تھے اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان سے پھیر دیا تاکہ تمہاری آزمائش فرمائے اور یقین سمجھو کہ اللہ نے تم کو معاف کر دیا اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والے ہیں مسلمانوں پر

بلاتے ہیں اور بھی ظاہر میں کوئی خیر خواہی کی بات سوجھاتے ہیں لیکن اسمیں بھی حقیقت ایسا ہی رکھتے ہیں کہ [illegible] ہو جاؤگے دنوض کی حیرت وہ تمہارے دوست نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ تمہارا دوست ہے اور وہ سب سے بہتر مددگار ہے [illegible] سمجھو دوسرا امتثال الی نصرت کی بھی تدبیر بتلاتے ہیں خلاف حکم خداوندی عمل مت کرو بلکہ اللہ تعالیٰ کا مولیٰ اور ناصر ہونا بوجھ لو ایک قصہ [illegible] اثبات

اثبات نصرت الٰہیہ سَنُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَآ اَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ وَبِئْسَ مَثْوَى الظّٰلِمِیْنَ

ہم ابھی ڈالے دیتے ہیں ہول (دہشت) کا فروں کے دلوں میں بسبب اسکے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کا شریک ایسی چیز کو ٹھہرایا جسکے [illegible] کوئی دلیل اللہ تعالیٰ نے (لفظاً یا معنیً) نازل نہیں فرمائی اور ان کا فروں کی جگہ جہنم ہے اور وہ بری جگہ ہے [illegible] کے لئے سمجھیں **ف** چنانچہ اس القاء رعب کا ظہور اسطرح ہوا کہ اول تو باوجود مسلمانوں کے شکست کھا جانے کے [illegible] کذا فی البیضاوی [illegible] آجانے پر بہت افسوس کیا کہ جب بالکل مسلمانوں کو مٹا دینے [illegible] واپسی مدینہ کا کیا مگر [illegible] آسکے اور راہ میں کوئی اعرابی مل گیا اس سے کہا کہ ہم تجھکو [illegible] ہو گیا آپ ان کے تعاقب میں [illegible] الاسد تک پہونچے یہ آیت اس باب میں نازل ہوئی کذا فی روح المعانی [illegible] ظاہر دعنی کا مطلب یہ ہے کہ شرک اس دلیل کی صحت کا اعتبار کیا ہو ہے دلیل عقلی نقلی داخل ہو گئی [illegible] فرماتے ہیں

سبب مغلوبیت مؤمنین وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗۤ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ حَتّٰۤى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِی الْاَمْرِ وَعَصَیْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ؕ مِنْكُمْ مَّنْ یُّرِیْدُ الدُّنْیَا وَمِنْكُمْ مَّنْ یُّرِیْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِیَبْتَلِیَكُمْ ۚ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ؕ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ اور یقیناً اللہ تعالیٰ نے تو تم سے اپنے وعدہ (نصرت) کو سچا کر دکھلایا تھا جس وقت کہ تم ابتدائی قتال میں [illegible] یہ غلبہ تمہارا وقتاً فوقتاً بڑھتا گیا یہانتک کہ جب تم خود ہی رائے میں کمزور ہو گئے اسطرح کہ جو تجویز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی [illegible]

اللغات الحس القتل والاستيصال - قاموس وفيه فشل كسل وضعف وتراخی وجبن قلت وحملته على الضعف في الرأي موافقا للبيضاوي وقال عصام الفشل الجبن وضعف الرأي اه وفيه صرف يصرف رده برده ۱۲

البلاغة وسرح بسبب الرعب ايذانا بان ما اسهم هذه الصفة فيهم لايزالون مرعوبين ففيه تبشير دائمي للمؤمنين وفيه اشارة الى ان الكفر سبب الضعف فی القلب ولاينافی التخلف بعارض [illegible] اويقال كان سبيا فی الماضی واعلم ان الآية لاتدل على ان من سماه كافرا وقت النزول لا يزال كافرا فان اباسفيان وغيره اسلموا بعده. قوله سنلقی السين فيه للاستقبال ان كانت الآية نزلت قبل الرعب وان كانت نزلت بعده فهی لمجرد التاكيد مجردا عن التسويف وتلقی لحكاية الحال الماضية ذكره عصام. قوله ما لم ينزل هذا من باب استعمال القيد لاستفادة فيه اللازم [illegible] كقولهم السالبة لاتقتضی وجود الموضوع ۱۲ المرويات فی روح المعانی اخرج الامام احمد [illegible] عن ابن عباس [illegible]

تعالى النبيه فی موطن كما انصره يوم احد [illegible] ذلك كتاب الله تعالى ان الله تعالى يقول [illegible] [illegible] الرسول [illegible] [illegible] فی روح المعانی [illegible] ان الله تعالى [illegible] الصبر والتقوى [illegible] الملائكة [illegible] يوم بدر فلما عصوا امر الرسول [illegible] عهد الرسول صلى الله عليه وسلم اليهم ان لا يبرحوا [illegible] رضی الله عنهم [illegible]

الحقات المترجمة ۱ قوله تمہارا دوست نہیں اشارة الى تقدير [illegible] ۲ قوله فی ترجمة مادی ومثوی [illegible] النص [illegible] فی جنبها بالمثوى [illegible] المثوى ليستقر فيه وعلى هذا [illegible] تقديم المادی على المثوى [illegible] ۱۲

إِذْ تُصْعِدُونَ وَلَا تَلْوُونَ عَلَىٰ أَحَدٍ وَالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ فِي أُخْرَاكُمْ فَأَثَابَكُمْ غَمًّا بِغَمٍّ لِكَيْلَا تَحْزَنُوا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَ

وہ وقت یاد کرو کہ جب تم چڑھے چلے جاتے تھے اور کسیکو مڑکر بھی تو نہ دیکھتے تھے اور رسول تمہارے پیچھے کی جانب سے تمکو پکار رہے تھے سو خدا تعالے نے تمکو پاداش مین غم دیا بسبب غم دینے کے تاکہ تم مغموم

لَا مَا أَصَابَكُمْ وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝

نہ ہوا کرو نہ اُس چیز پر جو تمہارے ہاتھ سے نکلجاوے اور اُس چیز پر جو تم پر مصیبت پڑے اور اللہ تعالی سب خبر رکھتے ہین تمہارے سب کامون کی

بعض نے غلطی فہم سے اُس کے خلاف راے دی کہ اب ہمکو بھی کفار کا تعاقب کرنا چاہئے جیسا اوپر شروع قصہ مین گذر چکا) اور باہم (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے) حکم مین اختلاف کرنے لگے (کہ بعض تو اُسی پر ثابت رہے اور بعضے دوسری تجویز کرنے لگے اور انکار و ملامت اسی جزو پر ہے) اور تم (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے) کہنے پر نہ چلے بعد اسکے کہ تمکو تمہاری دلخواہ بات (آنکھون سے) دکھلا دی تھی (یعنی مسلمانون کا غلبہ دکھلا دیا تھا اور تمہاری اسوقت یہ حالت تھی کہ) تم مین سے بعضے تو وہ شخص تھے جو دنیا (کا لینا) چاہتے تھے (یعنی کفار کا تعاقب کرکے غنیمت جمع کرنا چاہتے تھے) اور بعضے تم مین وہ تھے جو (صرف) آخرت کے طلبگار تھے (چونکہ بعض سے راے کی کمزوری اور خلاف حکم رسول دوسری تجویز اور آپکے کہنے پر نہ چلنا اور طلب دُنیا ایسے امور صادر ہوئے) اسلئے اللہ تعالی نے آیندہ کے لئے اپنی نصرت کو بند کرلیا اور پھیر تمکو ان (کفار) پر (غالب آنے) سے ہٹا دیا (اور باوجودیکہ یہ مغلوبیت تمہارے فعل کا نتیجہ تھا مگر پھر بھی یہ بطور سزا نہین ہوا بلکہ اس مصلحت سے) تاکہ خدا تعالی تمہاری آزمایش (ایمان کی) فرماوے (چنانچہ اسوقت منافقین کا نفاق کھلگیا اور مخلصین کی قدر بڑھ گئی اور یقین سمجھو کہ اللہ تعالے نے تمکو معاف کردیا (اب آخرت مین مواخذہ نہوگا)، اور اللہ تعالی بڑے فضل والے ہین مسلمانون (کے حال) پر **ف** اس آیت سے صحابہ رضہ کے حال پر بڑی عنایت معلوم ہوئی کہ عتاب مین بھی چند در چند تسلیان فرمائین ایک یہ کہ یہ سزا نہ تھی بلکہ اسمین بھی تمہاری مصلحت تھی پھر مواخذہ آخرت سے بے فکر کردیا چونکہ ظاہر ہے کہ ایسے حضرات جو ایسی عنایات کے مورد ہون طالب دُنیا نہین ہوسکتے اسلئے یرید الدنیا مین دنیا کا مراد بالذات ہونا مراد نہین ہوسکتا اور اسپر قرینہ عقلی بھی ہے وہ یہ کہ اگر یہ حضرات غنائم کو جمع نہ بھی کرتے تب بھی حسب قانون شریعت شریک و مستحق غنیمت یقیناً تھے اس سے معلوم ہوا کہ اسمین بھی آخرت ہی مقصود تھی کہ حفاظت مورچہ کا ثواب حاصل کرکے اب ترہیب و تخریب کفار کا ثواب بھی لین اسی لئے بعض اقطاب نے اس آیت مین فرمایا یرید الدنیا للآخرۃ ومنکم من یرید الآخرۃ الصرفۃ مگر چونکہ یہ طریق ثواب کا نص کے خلاف تھا اسلئے محمود نہ ہوگو خطاء اجتہادی محالفت نص کے بجرم نہ کیے جاوین گے۔ اور آزمانے کے معنی کی تحقیق آخر پارہ الم آیت واذ ابتلی ابراہیم مین دیکھ لیجاوے ربط آگے بھی تتمہ اسی مغلوبیت کے قصہ کا ہے

تتمہ قصہ مغلوبیت إِذْ تُصْعِدُونَ وَلَا تَلْوُونَ عَلَىٰ أَحَدٍ وَالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ فِي أُخْرَاكُمْ فَأَثَابَكُمْ غَمًّا بِغَمٍّ لِكَيْلَا تَحْزَنُوا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَا أَصَابَكُمْ وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿۱۵۳﴾ وہ وقت یاد کرو کہ جب تم (بھاگنے مین جنگل کو) چڑھے چلے جاتے تھے اور کسی کو مڑکر بھی تو نہ دیکھتے تھے اور رسول (اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے پیچھے کی جانب سے تمکو پکار رہے تھے (کہ ادھر آؤ ادھر آؤ مگر تمنے سنا ہی نہین) سو خدا تعالی نے تمکو پاداش مین غم دیا بسبب تمہارے غم دینے کے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو) تاکہ (اس پاداش و مصیبت سے تم مین پختگی پیدا ہوجاوے جس سے پھر) تم مغموم نہ ہوا کرو نہ اُس چیز پر جو تمہارے ہاتھ سے نکل جاوے اور اُس چیز پر جو تم پر مصیبت پڑے اور اللہ تعالی سب خبر رکھتے ہین تمہارے سب کامون کی (اسلئے جیسا کام کرتے ہو اُسکے مناسب پاداش تجویز فرماتے ہین)، **ف** آیت وما محمد الا رسول کی تمہید مین گذر چکا ہے کہ حضرت کعب بن مالک رض نے پکارا تو مسلمان جمع ہوگئے اور یہان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پکارنا مذکور ہے اور مسلمانون کا نہ سننا مفہوم ہے سو صاحب روح المعانی نے بہت اچھا جواب دیا ہے کہ اول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پکارا صحابہ نے نہ سنا اور دور نکلے چلے گئے اُسوقت حضرت کعب رض نے پکارا اور سنکر سب جمع ہوگئے اور مین کہتا ہون کہ اصل وجہ گھبراہٹ کی خبر قتل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی سو آپکے پکارنے مین اس خبر سے تعرض نہ تھا اور آپکی آواز کو پہچانا نہو گا حضرت کعب رض کے پکارنے مین اس خبر کی تکذیب تھی اس سے تسلی ہوگئی باقی عتاب اللہ تعالی کا آپ کے پکارنے سے نہ آنے پر اس لئے ہوسکتا ہے کہ استقلال سے اُدھر توجہ کرتے تو آواز پہچان سکتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس امر سے غم ہوا ہوگا اللہ تعالی نے اسوجہ سے انکو غم دیا۔ اور یہان بھی لکیلا تحزنوا مین صحابہ کے حال پر عنایت ہے

ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ فی ترجمۃ الآخرۃ صرف فائدۃ تظہر من تقریر قولہ یرید الدنیا فی آخر فائدۃ التفسیر ۱۲ ۔ سے قولہ قبل ترجمۃ ثم صرفکم ای نصرت کو بند کرلیا ہو جب انہ کما اختارہ الزمخشری وعطف علیہ ثم صرفکم وبہ وضح معنی الغایۃ فی حتی لان الوعد کان بالنصر فاستمر نصرکم حتی اذا کان کذا وکذا لم ینصرکم ولما کان المقدر کالملفوظ جعل جزء الترجمۃ ۱۲ ۔ سے قولہ لکیلا سے پیدا ہو جاوے فی روح المعانی لتتمرنوا علی الصبر فی الشدائد فلا تحزنوا علی نفع فات او ضر ۱ھ قلت فلا غیر زائدۃ وقولہ لتتمرنوا لان المجازاۃ بالغم تکون سببا للتمرن لا بعد ظاہرا ۱۲ ۔ سے قولہ فی ترجمۃ خبیر سب خبر ماسب وجہہ کون الفعیل للمبالغۃ وکون ما للعموم ۱۲ ۔ سے قولہ فی الفائدۃ مجبور ہی لم نقل ذکرہ مولانا عیسی بنصرہ من نعم نعم من الکعاب ۱۲

اللغات فی روح المعانی الاصعاد الذہاب والابعاد فی الارض لوی بمعنی عطف وکثیرا ما یستعمل بمعنی وقف وفسر الضحاک ای تحبون اہ قلت وفسر بالاول ای فیہ فی اخرکم من اخر فلانہ یقال جاء فلان فی آخر الناس وآخرتہم وآخرہم اذا جاء خلفہم ۱۲

ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَآئِفَةً مِّنْكُمْ ۙ وَطَآئِفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ

پھر اللہ تعالیٰ نے اس غم کے بعد تم پر چین بھیجی یعنی اونگھ کہ تم میں سے ایک جماعت پر تو اس کا غلبہ ہو رہا تھا اور ایک جماعت وہ تھی کہ ان کو اپنی جان ہی کی فکر پڑ رہی تھی وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خلافِ واقع

غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ۭ يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ ۭ قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ ۭ يُخْفُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا يُبْدُوْنَ

خیالات کر رہے تھے جو کہ محض حماقت کا خیال تھا وہ یوں کہہ رہے تھے کیا ہمارا کچھ اختیار چلتا ہے آپ فرما دیجیے کہ اختیار تو سب اللہ ہی کا ہے وہ لوگ اپنے دلوں میں ایسی بات پوشیدہ رکھتے ہیں جس کو آپ کے

لَكَ ۭ يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا ۭ قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى

سامنے ظاہر نہیں کرتے کہتے ہیں کہ اگر ہمارا کچھ اختیار چلتا تو ہم یہاں مقتول نہ ہوتے آپ فرما دیجیے کہ اگر تم لوگ اپنے گھروں میں بھی رہتے تب بھی جن لوگوں کے لیے قتل مقدر ہو چکا تھا وہ لوگ ان مقامات کی طرف

مَضَاجِعِهِمْ ۚ وَلِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ

نکل پڑتے جہاں وہ گرے ہیں اور یہ جو کچھ ہوا اس لیے ہوا تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے باطن کی بات کی آزمائش کرے اور تاکہ تمہارے دلوں کی بات کو صاف کر دے اور اللہ تعالیٰ سب باطن کی باتوں کو خوب جانتے ہیں یقیناً تم میں جن لوگوں نے

الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۙ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا ۚ وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ

پشت پھیر دی تھی جس روز کہ دونوں جماعتیں باہم مقابل ہوئیں اس کے سوا اور کوئی بات نہیں ہوئی کہ ان کو شیطان نے لغزش دے دی ان کے بعض اعمال کے سبب سے اور یقین سمجھو کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو معاف فرما دیا واقعی اللہ تعالیٰ بڑے مغفرت

ہوتی ہے کہ اس سے مقصود تربیت تھی اخلاق کی تاکہ ایسے مصائب کے عادی ہو کر استقلال و ثبات پیدا ہو اور خواص عباد پر جو مصائب آتے ہیں ان میں یہی حکمتیں ہوتی ہیں ع این بلائے دوست تطہیر شماست ۔ چونکہ قبض آمد تو دروی بسط بین ؛ تازہ باش و چین میفگن بر جبین ؛ چونکہ قبضے آیدت ای راہ رو ؛ آن صلاح تست آیس دل مشو ربط اوپر غم کا بیان تھا آگے اس غم کے ازالہ کا بیان ہے ظاہراً بھی کہ راحت بدنی نعاس سے حاصل ہوئی اور باطناً بھی کہ راحت روحانی بشارت معافی سے حاصل ہوئی اور اس کے ضمن میں منافقین کی بدحالی اور اس بدحالی کی وجہ سے ان راحتوں سے محروم رہنا مذکور ہے

عفو و عافیت مومنین ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَآئِفَةً مِّنْكُمْ ۙ وَطَآئِفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ۭ يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ ۭ قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ ۭ يُخْفُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ ۭ يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا ۭ قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ ۚ وَلِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۙ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا ۚ وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝ پھر اللہ تعالیٰ نے اس غم مذکور کے بعد تم پر چین (اور راحت) بھیجی یعنی اونگھ (جبکہ کفار میدان سے واپس ہو گئے اور غیب سے

نصف

رکوع ۱۰ ع

اللغات مضاجعهم في روح المعاني جمع مضجع فان كان بمعنى المرقد فهو استعارة للمصرع وان كان بمعنى محل امتداد البدن مطلقا الحي والميت فهو حقيقة ١٢

النحو قوله امنة مفعول به وقوله نعاسا بدل ـ قوله طائفة قد اهمتهم في روح المعاني طائفة مبتدأ وجملة قد اهمتهم خبره وجاز ذلك مع كونها نكرة لوقوعها موقع التفصيل يظنون في روح المعاني حال من ضمير اهمتهم لا من طائفة وان تخصصت لما ان مجيء الحال من المبتدأ ليس بالمقال قوله وليبتلي الله في روح المعاني اللام للتعليل لفعل مقدر كانه قيل فعل ما فعل لمصالح جمة وليبتلي ١٢

البلاغة قوله من بعد الغم في روح المعاني والتصريح بتأخر الانزال من الغم مع دلالة ثم عليه وعلى تراخيه عنه لزيادة البيان وتذكير عظم المنة ـ قوله وليمحص في روح المعاني وانما عبر بالقلوب ههنا كما ان التمحيص متعلق بالاعتقاد على ما اشرنا اليه وقد شاع استعمال القلب مع ذلك فيقال اعتقد بقلبه ولا تكاد تسمعهم يقولون اعتقد بصدره نعم يذكر الصدر مع الاسلام كما في قوله افمن شرح الله صدره للاسلام وربما يقال عبر بذلك للتفنن بناء على ان المراد بهما واحد قوله اهمتهم انفسهم في روح المعاني يتعلق هذا اللفظ على الخائف الذي شغلهم نفسه عن غيره ١٢ **اختلاف القراءة** قرأ ابو عمرو ويعقوب كله بالرفع على الابتداء ولله خبره والجملة خبر ان ١٢ **الروايات** في روح المعاني اخرج ابن جرير عن السدي ان المشركين انصرفوا يوم احد بعد

كان من امرهم وامر المسلمين فلما ابصرهم رسول الله صلى الله عليه وسلم نادى بأعلى صوته بذهابهم فلما رأى المؤمنون ذلك صدقوا نبي الله صلى الله عليه وسلم فناموا وبقي اناس من المنافقين يظنون ان القوم يأتونهم فذلك قوله تعالى ثم انزل عليكم الخ مختصرا وفي روح المعاني ذكروا ان ما بقي مع النبي صلى الله عليه وسلم يوم احد الا ثلثة عشر نفسا خمسة من المهاجرين ابو بكر وعلي وطلحة وعبد الرحمن بن عوف وسعد ابن ابي وقاص والباقون من الانصار رضي الله عنهم اجمعين اھ وفيه واما سائر المنهزمين فقد اجتمعوا في ذلك اليوم على الجبل وعمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه من هذا الصنف كما في خبر ابن جرير ـ وفي الترمذي عن ابي طلحة قال رفعت راسي يوم احد فجعلت انظر وما منهم يومئذ احد الا يميد تحت حجفته من النعاس وعنه في رواية اخرى قال كان سيفي يسقط من يدي وآخذه ويسقط من يدي وآخذه الحديث ١٢

لطيفه هذه الآية جامعة لجميع حروف الهجاء وكذا آية محمد رسول الله الخ في سورة الفتح ونحن نبين بان الآيتان ١٢

مسلمانوں پر اونکو غالب ہوئی جس سے سب غم غلط ہوگیا) کہ تم میں سے ایک جماعت پر (یعنی مسلمانوں پر تو اُسکا غلبہ ہو رہا تھا اور ایک جماعت وہ
تھی (یعنی منافقین) کہ انکو اپنی جان ہی کی فکر پڑ رہی تھی (کہ دیکھئے یہاں سے بچکر بھی جاتی ہین) وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خلاف واقع خیالات تجویز کر رہے تھے
جو کہ محض حماقت کا خیال تھا (وہ خیال آگے اونکے قول سے معلوم ہوتا ہی اور اُسکا ناشی من الحماقت ہونا اُس قول کے جواب سے اُس قول کا بیان ہی کہ) وہ
یوں کہہ رہے تھے کیا ہمارا کچھ اختیار چلتا ہی (یعنی کچھ نہین چلتا اس اختیار سے مراد یہ ہی کہ قبل قتال یہ لوگ جہاد سے جی چراتے تھے اور دوسرونکو بھی روکتے تھے مطلب یہ
کہ ہماری کسی نے نہ سُنی خواہ مخواہ مصیبت مین پھنسے) آپ فرما دیجیے کہ اختیار تو سب اللہ ہی کا (چلتا) ہی (مطلب یہ کہ اگر تمھاری رای پر عمل بھی ہوتا جب بھی قضا
الٰہی غالب رہتی اور جو قتل ہونے والی تھی اگر رہتی چنانچہ آگے اُن کے قول کا مطلب اور جواب کا مطلب مفصل آتا ہی) وہ لوگ اپنی دلون مین ایسی بات پوشیدہ رکھتے ہین
جسکو آپ کے سامنے (صاف صاف) ظاہر نہین کرتے (کیونکہ ظاہر مین تو اس کہنے کا کہ کیا ہمارا اختیار الخ یہ ہو سکتا ہی کہ تقدیر الٰہی کے سامنے بندہ کی تدبیر نہین چلتی تو عین
ایمان کی بات ہی اور جواب بھی ایسا لطیف ہی کہ اُسمین اس معنی کی تصدیق ہی کہ واقعی اختیار اللہ ہی کا غالب ہی مگر اُنکا مطلب یہ نہین تھا بلکہ وہ اس معنی کر کہتے ہین
کہ اگر ہمارا کچھ اختیار چلتا (یعنی ہماری رای پر عمل ہوتا) تو ہم (مین جو لوگ مقتول ہوئے وہ) یہان مقتول نہ ہوتے (چونکہ اُن کے قول کا یہ مطلب تھا آگے جواب کی تفصیل
ہی جس سے اُنکے قول کی تکذیب ہوتی ہی وہ یہ ہی کہ) آپ فرما دیجیے کہ اگر تم لوگ اپنے گھرونمین بھی رہتے تب بھی جن لوگون کے لیے قتل مقدر ہو چکا تھا وہ لوگ اُن مقامات
کی طرف (اپنے لیے) نکل پڑتے جہان وہ (قتل ہو ہو کر) گرے ہین (غرض یہ ظاہری جسقدر مضرت ہوئی وہ تو ٹلنے والی نہ تھی) اور (منافع تھے اس مین عظیم کیونکہ)
یہ جو کچھ ہوا اسلیے ہوا تاکہ اللہ تعالیٰ تمہاری باطن کی بات (یعنی ایمان) کی آزمایش کرے (کیونکہ اُس مصیبت کے وقت منافقین کا نفاق کھلگیا اور مومنین کا
ایمان اور زیادہ موکد او محقق ہو گیا) اور تاکہ تمھارے دلون کی بات (یعنی اسی ایمان) کو (شکوک و وساوس سے) صاف کر دے (کیونکہ مصیبت سے مومن توجہ
الی غیر اللہ سے منزہ ہو جاتا ہی اور اس سے ایمان و عقیدہ کا تصفیہ ہونا ظاہر ہی) اور (یون) اللہ تعالیٰ سب باطن کی باتون کو خوب جانتے ہین (انکو آزمایش کی
حاجت نہین مگر اسلیے کہ عام طور پر اسکا انکشاف ہو جاوے ایسے امور کو واقع کر دیتے ہین) یقیناً تم مین جن لوگون نے (میدان جنگ سے) پشت پھیر دی تھی جس روز
کہ دونون جماعتین (مسلمانون اور کفار کی) باہم مقابل ہوئین (یعنی احد کے روز) اسکے سوا اور کوئی بات نہین ہوئی کہ انکو شیطان نے لغزش دیدی انکے بعض
اعمال (گذشتہ) کے سبب سے (یعنی اُن سے کچھ خطا و قصور ایسے ہو گئے تھے جس سے شیطان کو اُن سے اور معصیت کرانے کی بھی طمع ہو گئی اور اتفاق سے وہ طمع
پوری ہو گئی) اور یقین سمجھو کہ (اب) اللہ تعالیٰ نے انکو معاف فرما دیا واقعی اللہ تعالیٰ بڑے مغفرت کرنیوالے ہین (کہ اخیر مین بخشدیا) بڑے حلم والے ہین (کہ
صدور خطا کے وقت بھی کوئی عقوبت نہین دی) **ف** چند امور سمجھنے کے قابل ہین اول یہ کہ ابتلا اور تمحیص اور عفو کا ذکر پہلے بھی آچکا اور یہان پھر کیا گیا
سواس تکرار کی وجہ یہ ہی کہ اوپر تو مسلمانون کی تسلی کرنا منظور تھا اور یہان منافقین کے اس خیال کا ابطال ہی کہ ہماری رای پر عمل کرنے سے کیسے نقصان
اُٹھائے تو بتلا دیا کہ نقصان مین یہ منافع تھے تو وہ نقصان نہ تھے اور جو حقیقی نقصان ہین یعنی گناہ وہ معاف ہو گیا پس اختلاف غرض سے تکرار نہ رہا۔ دوسرے
یہ کہ لیبتلی اللہ الخ سے معلوم ہوتا ہی کہ مصیبت کی وجہ یہ امور تھے اور انما استزلہم سے معلوم ہوتا ہی کہ ببعض ما کسبوا وجہ تھی۔ سو بات یہ ہی کہ ببعض ما کسبوا تو سبب
ہی فرار کا اور وہ امور حکمتین ہین مصائب کی پس مسبب بدل گیا اگر کہا جاوے کہ فرار سبب تھا مصائب کا اور سبب السبب سبب ہی تو ببعض ما کسبوا
سبب ہوا مصائب کا بھی۔ تو جواب یہ ہی کہ سبب مصائب کا ببعض ما کسبوا ہوا اور حکمت وہ امور ہوں تو تعارض نہین کیونکہ سبب وجوداً مقدم ہوتا ہی اور حکمت
وجوداً مؤخر تیسرے یہ کہ حلیم سے مفہوم ہوتا ہی کہ عقوبت نہین ہوئی حالانکہ اثابکم غما سے معلوم ہوتا ہی کہ پاداش ہوئی جواب یہ ہی کہ عقوبت قہریہ نہین ہوئی
پاداش اصلاحی ہوئی **فائدہ** بعض معاندین صحابہ نے اس واقعہ سے صحابہ رضی اللہ عنہم پر خصوصاً حضرت عثمان رض پر طعن کیا ہی اور اس سے عدم صلاحیت خلافت
کی مستنبط کی ہی لیکن محض مہمل بات ہی جب اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا اب دوسرون کو مواخذہ کرنیکا کیا حق رہا چنانچہ حضرت ابن عمر رض نے ایک شخص کو یہی
جواب دیا تھا رواہ البخاری رہا قصہ خلافت کا سو اہل حق کے نزدیک خلافت کے لیے عصمت شرط نہین ہی پس شبہہ ساقط ہی **فائدہ** اور ببعض ما کسبوا سے
معلوم ہوتا ہی کہ ایک گناہ سے دوسرا گناہ پیدا ہوتا ہی جیسا کہ ایک طاعت سے دوسری طاعت کی توفیق بڑھتی جاتی ہی **ربط** اوپر منافقین کا قول نقل کیا تھا
لو کان لنا من الامر شئ ما قتلنا ھھنا جس کا حاصل وہی تھا جسکو آگے اس عبارت سے نقل کیا ہی لو کانوا عندنا ما ماتوا و ما قتلوا چونکہ ایسے اقوال کے سننے سے
احتمال ہو سکتا ہی کہ مسلمانون کے دلونمین اس قسم کے وساوس پیدا ہونے لگین اسلیے حق تعالیٰ آیت آئندہ مین مسلمانونکو ایسے اقوال اور ایسے احوال سے ممانعت فرماتے ہین

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ اِذَا ضَرَبُوْا فِي الْاَرْضِ اَوْ كَانُوْا غُزًّى لَّوْ كَانُوْا عِنْدَنَا

اے ایمان والو　تم اُن لوگوں کی طرح مت ہو جانا جو کہ کافر ہیں اور کہتے ہیں اپنے بھائیوں کی نسبت جبکہ وہ لوگ کسی سرزمین میں سفر کرتے ہیں یا وہ لوگ کہیں غازی بنتے ہیں کہ اگر یہ لوگ ہمارے پاس

مَا مَاتُوْا وَمَا قُتِلُوْا ۚ لِيَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۗ وَاللّٰهُ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ

رہتے تو نہ مرتے اور نہ مارے جاتے - تاکہ اللہ تعالیٰ اس بات کو اُنکے قلوب میں موجب حسرت کردیں - اور مارنا جلانا تو اللہ ہی کا ہے - اور اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو سب کچھ دیکھ رہے ہیں اور اگر تم لوگ

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝ وَلَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ ۝

اللہ کی راہ میں مارے جاؤ یا کہ مرجاؤ تو بالضرور اللہ تعالیٰ کے پاس کی مغفرت اور رحمت اُن چیزوں سے بہتر ہے جنکو یہ لوگ جمع کر رہے ہیں اور اگر تم لوگ مرگئے یا مارے گئے بالضرور اللہ ہی کے پاس جمع کیے جاؤ گے

نہی مومنین از تقلید اقوال منافقین يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ اِذَا ضَرَبُوْا فِي الْاَرْضِ اَوْ كَانُوْا غُزًّى[1] لَّوْ كَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَمَا قُتِلُوْا ۚ لِيَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۗ وَاللّٰهُ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝ وَلَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ اے ایمان والو تم اُن لوگوں کی طرح مت ہو جانا (یعنی اُن لوگوں کی سی بات مت کرنا) جو کہ (حقیقت میں) کافر ہیں (گو ظاہراً اسلام کا دعوی کرتے ہوں یعنی منافق ہیں) اور کہتے ہیں اپنے (ہم نسب یا ہم مشرب) بھائیوں کی نسبت جبکہ وہ لوگ کسی سرزمین میں سفر کرتے ہیں (اور وہاں اتفاقاً مرجاتے ہیں) یا وہ لوگ کہیں غازی بنتے ہیں (اور اسمیں قضاءً قتل ہو جاتے ہیں تو وہ منافقین کہتے ہیں) کہ اگر یہ لوگ ہمارے پاس رہتے (اور سفر اور غزوہ میں نہ جاتے) تو نہ مرتے اور نہ مارے جاتے (یہ بات اُنکے دل و زبان پر اسواسطے آتی ہے) تاکہ اللہ تعالیٰ اس بات کو (بنا بر اُس خیال کے جس سے یہ بات اُنکی زبان پر آئی ہے) اُن کے قلوب میں موجب حسرت کردیں (یعنی[2] نتیجہ اسکا بجز حسرت کے کچھ نہیں) اور مارنا جلانا تو اللہ ہی کا ہے (خواہ سفر ہو یا حضر خواہ لڑائی ہو یا امن) اور اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو سب کچھ دیکھ رہے ہیں (سو اگر تم بھی ایسی باتیں کروگے یا دل میں سمجھوگے اللہ تعالیٰ سے مخفی نہ رہیگا) اور اگر تم لوگ اللہ کی راہ میں مارے جاؤ یا کہ (اللہ کی راہ میں) مرجاؤ تو (خوب نفع میں رہو کیونکہ) بالضرور اللہ تعالیٰ کے پاس کی مغفرت اور رحمت (دنیا کی) اُن چیزوں سے (بدرجہا)[3] بہتر ہے جنکو یہ لوگ جمع کر رہے ہیں (اور اُسی کے لالچ میں زندگی کو محبوب رکھتے ہیں) اور اگر تم (ویسے بھی) مرگئے یا مارے گئے (تب بھی) بالضرور اللہ ہی کے پاس جمع کیے جاؤ گے (پس اول تو قضا نہیں ٹلتی دوسرے اللہ کے پاس جانے سے کسی حال میں بچتے نہیں اور دین کی راہ میں مرنا مارا جانا موجب مغفرت و رحمت ہے کو ویسے مرنے سے تو دین کی راہ میں جانا ہی بہتر ٹھیرا پھر ایسے اقوال محض بیکار اور عاجلاً موجب حسرت اور آجلاً موجب نار) **ف** اس مقام پر اُن کے قول کے دو جواب ہیں۔ اول واللہ یحیی الخ۔ اور دوسرا ولئن قتلتم الخ۔ یہ جو فرمایا کہ جب وہ سفر کرتے ہیں میرے نزدیک اس سفر سے دینی کام کے لئے سفر کرنا مراد ہے جیسا کہ جہاد میں اس فرمانے سے معلوم ہوتا ہے ولئن قتلتم فی سبیل اللہ او متم لمغفرۃ من اللہ الخ کیونکہ وہاں اگر مطلق سفر مراد لیا جاوے تو اس جواب میں اُنکے قول کے ایک جزو سے تعرض نہوگا گو پہلا جواب واللہ یحیی ویمیت اُس سے متعرض ہے لیکن اگر اس دوسرے جواب میں بھی دونوں جزو سے تعرض ہو تو زیادہ بلیغ ہے اور اگر وسوسہ ہو کہ جواب میں تو مطلق متم فرمایا ہے فی سبیل اللہ کی اسمیں قید نہیں ہے۔ جواب یہ ہے کہ مغفرت و رحمت کا ترتب قرینہ ہے اس تقیید کا پس جب موت کا فی سبیل اللہ کی قید سے مقید ہونا اور دونوں جوابوں میں دونوں جزوں سے تعرض مناسب ہونا ثابت ہو گیا تو معلوم ہوا کہ سفر سے مراد دینی سفر ہے واللہ اعلم۔ اور اخوانہم کے ترجمہ میں جو تعمیم کی ہے کہ ہم مشرب یا ہم نسب بھائی الخ مراد ہم مشرب سے منافقین ہیں اور ہم نسب مسلمان بھی تھے پس اگر مراد ثانی ہے تو اُنکا سفر دینی اور اُنکا غزوہ اور اُن کے لئے مغفرت و رحمت کا وعدہ سب ظاہر ہے لیکن یہ بات قابل تحقیق ہے کہ اُنکے مرنے یا مارے جانے سے منافقین کو حسرت کیا ہوتی جواب یہ ہے کہ یا تو حسرت اسلیے ہوئی کہ آخر قرابت سے کچھ اضطراری تعلق تو ہوتا ہی ہے اور یا یوں کہا جاوے کہ مومنین کی موت یا قتل سے حسرت نہ ہوئی ہو لیکن اس قول اور اس قول کے منشاء یعنی

ملحقات الترجمۃ
[1] قولہ فی ترجمۃ ضربوا او کانوا غزی مرجاتے ہیں قتل ہو جاتے ہیں نقلہ الکبیر من الاحدی
[2] قولہ فی ترجمۃ لیجعل یعنی نتیجہ اشارۃ الی ان اللام للعاقبۃ ۱۲
[3] قولہ فی ترجمۃ خیر بدرجہا لان خیرا اسم تفضیل

اللغات الحشر الجمع قاموس البلاغۃ قولہ یجمعون فیہ التفات وفی قراءۃ تجمعون بالخطاب فالمآل واحد قولہ لئن قتلتم الخ قدم فی الآیۃ الاولی القتل وفی الثانیۃ الموت لان الغالب فی الجہاد	کما یدل علیہ فی سبیل اللہ القتل الغالب فی غیر الجہاد الموت ۱۲ فائدۃ الالف فی لالی اللہ بین اللام والی مرسومۃ فی الخط للدلالۃ علی فتح اللام ۱۲

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ

بعد اس کے خدا ہی کی رحمت کے سبب آپ ان کے ساتھ نرم رہے اور اگر آپ تند خو سخت طبیعت ہوتے تو یہ آپ کے پاس سے سب منتشر ہو جاتے سو آپ انکو معاف کر دیجیے اور آپ انکے لیے استغفار کر دیجیے

وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ۝

اور ان سے خاص خاص باتوں میں مشورہ لیتے رہا کیجیے پھر جب آپ رائے پختہ کر لیں سو خدا تعالیٰ پر اعتماد کیجیے بے شک اللہ تعالیٰ ایسے اعتماد کرنے والوں سے محبت فرماتے ہیں

فاسد سے یہ امر متیقن ہوا کہ وہ اسباب عادیہ کو موثر حقیقی سمجھتے ہیں تو ایسا شخص اگر کسی وجہ سے ایک واقعہ میں نہیں تو دوسرے واقعات کثیرہ میں ہمیشہ متحسر رہا کریگا اور اسی درجہ اعتقاد تاثیر میں تو کہنا حدیث میں ممنوع آیا ہے اور اگر مراد اول ہے تو حسرت کی توجیہ تو بہت ظاہر ہے لیکن اور امور قابل تحقیق ہونگے سو کسر میں کہا ہے کہ شاید اتفاقاً کوئی منافق مقتول ہو گیا ہوگا اھ میں کہتا ہوں اسیطرح کوئی دینی سفر میں دبا دیا یا چلا گیا ہوگا اور ترتب مغفرت و رحمت کی تقریر یوں ہو گئی کہ ان اقوال کو چھوڑ کر اگر ایمان و اعتقاد درست کر لیں تو انکے کام بھی فی سبیل اللہ ہونے سے موجب مغفرت و رحمت ہو جاویں گے ربط اوپر ذکر ہو چکا ہے بعض مسلمانوں کی لغزش کا جو احد کے روز صادر ہو گئی تھی کہ میدان سے بھاگ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں بٹھلا دیا تھا وہاں نہ بیٹھے رہے چونکہ اس قصہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بوقت تم پہنچا جیسا کہ اثابکم غما بغم کی تفسیر میں بھی اسپر دال ہے گو آپ اپنی وسعت اخلاق سے اور انکی دلشکنی کے خیال سے ان حضرات کے ساتھ سختی و ملامت سے پیش نہیں آئے لیکن اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا کہ ان صاحبوں کی طرف سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر بھی انقباض نہ رہے اور نیز ان صاحبوں کے دل سے بھی یہ کلفت دھل جاوے اسلئے اول آیات گذشتہ میں اپنی معافی کی بشارت سنا کر آئندہ آیت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چند امور کا حکم فرماتے ہیں جن سے غرض مذکور حاصل ہو جاوے **خطاب برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بابت عفو از صحابہ** فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ۝ بعد اسکے (کہ ان صاحبوں سے ایسی لغزش ہوئی کہ آپ کو اونپر حق ملامت حاصل تھا) خدا ہی کی رحمت کے سبب (جو کہ آپ پر ہے) آپ ان کے ساتھ نرم رہے (اس نرم اخلاقی کو رحمت کے سبب اسلئے فرمایا کہ خوش اخلاقی عبادت ہے اور عبادت کی توفیق خدا تعالیٰ کی رحمت سے ہوتی ہے) اور اگر آپ (خدا نخواستہ) تند خو سخت طبیعت ہوتے تو یہ (بیچارے) آپکے پاس سے سب منتشر ہو جاتے (پھر انکو یہ فیوض و برکات کیسے میسر ہوتے) سو (جب آپ نے ان کے افاضہ کے لئے انکے ساتھ برتاؤ میں ایسی نرمی اختیار فرمائی تو آپکے حکم میں جو انسے کوتاہی ہوئی اسکو) آپ (دل سے بھی) انکو معاف کر دیجیے اور (چونکہ ان سے خدا تعالیٰ کے حکم میں کوتاہی ہو گئی ہے اس میں) آپ ان کے لئے (حق تعالیٰ سے) استغفار کر دیجیے (گو اللہ تعالیٰ نے اس لغزش کو معاف فرما دیا ہے مگر آپ کا استغفار فرمانا یہ علامت ہوگی آپکی زیادہ شفقت کی جس سے انکی اور زیادہ تسلی ہوگی) اور (بدستور) ان سے خاص خاص باتوں میں مشورہ لیتے رہا کیجیے (تاکہ اس سے اور دونا ان کا جی خوش ہو) پھر (مشورہ لینے کے بعد) جب آپ (ایک جانب) رائے پختہ کر لیں (خواہ وہ انکے مشورہ کے موافق ہو یا مخالف ہو) سو خدا تعالیٰ پر اعتماد (کر کے اس کام کو کر ڈالا) کیجیے بیشک اللہ تعالیٰ ایسے اعتماد کرنے والوں سے (جو خدا تعالیٰ پر اعتماد رکھیں) محبت فرماتے ہیں **ف** یہ جو کہا گیا کہ خاص خاص باتوں مراد اس سے وہ امور ہیں جن میں آپ پر وحی نازل نہ ہوئی ہو ورنہ بعد وحی کے پھر مشورہ کی کوئی گنجائش نہیں اور یہ جو کہا گیا کہ اس سے اور دونا ان کا جی خوش ہو یہ اس مقام کے مناسب ایک حکمت ہے منجملہ فوائد مشورہ کے ابن جریر نے اسکو قتادہ سے نقل کیا ہے اور دوسری حکمتیں بھی ہیں مثلاً یہ کہ آپکی امت کے لیے یہ سنت قرار پاوے اسکو بیہقی نے حسن سے نقل کیا ہے اور اسکی تائید میں ابن عدی اور بیہقی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ و رسول کو تو اس مشورہ کی حاجت نہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اسکو میری امت کے لئے ایک رحمت بنائی ہے اور یہ کہ کسی امر میں ممکن ہے کہ مشورہ سے تقویت رائے کی بھی حاصل ہو جاوے جیسا ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ اگر تم دونوں کسی مشورہ پر متفق ہو جاؤ تو میں اسکے خلاف نہ کروں اخرجہ الامام احمد عن عبد الرحمن بن غنم لعلہ ہذہ الروایات کلہا مذکورۃ فی روح المعانی اور یہ غرض تقویت عدم حاجت مشورہ کے منافی نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ عدم حاجت باعتبار غالب کے ہو اور یہ تقویت باعتبار بعض احیان کے ہو اور یہ جو کہا گیا کہ خواہ وہ انکے مشورہ کے موافق ہو یا مخالف

اللغات الفظ فی القاموس الغلیظ الجانب السیئ الخلق القاس الخشن الکلام ۱۲	النحو فبما ما زائدۃ ۱۲

تحقیقات الترجمہ
۱ قولہ فی ترجمہ بعد اسکے یہ اشارہ الی کون الفاء لترتیب الکلام علی ما ینبئ عنہ السیاق من استحقاق الفارین الملامۃ والتعنیف منہ صلی اللہ علیہ وسلم کما فی روح المعانی
۲ قولہ فی ترجمہ فاعف واستغفر لہم حکم میں اشارۃ الی وجہ الفرق بین العفو والاستغفار کما فی روح المعانی ۱۲
۳ قولہ فی ترجمہ خاص خاص اشارۃ الی کون اللام للعہد کما اوضح فی الفائدۃ ۱۲

إِنْ يَنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۚ وَإِنْ يَخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِي يَنْصُرُكُمْ مِنْ بَعْدِهِ ۗ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ۝

اگر حق تعالیٰ تمہارا ساتھ دین تب تو تم سے کوئی نہین جیت سکتا اور اگر تمہارا ساتھ نہ دین تو اسکے بعد ایسا کون ہی جو تمہارا ساتھ دی اور صرف اللہ تعالیٰ پر ایمان والون کو اعتماد رکھنا چاہیے

وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَغُلَّ ۚ وَمَنْ يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ ثُمَّ تُوَفَّىٰ كُلُّ نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝

اور نبی کی یہ شان نہین کہ وہ خیانت کرے حالانکہ جو شخص خیانت کریگا وہ شخص اپنی اُس خیانت کی ہوئی چیز کو قیامت کے دن حاضر کریگا پھر ہر شخص کو اُسکے کیے کا پورا عوض ملیگا اور اُنپر بالکل ظلم نہ ہوگا

دلیل اسکی یہ ہی کہ لفظ عزم مین کوئی قید نہین لگائی۔ اور اس سے معلوم ہوا کہ امور انتظامیہ متعلقہ بالرای والمشورہ مین کثرت رای کا ضابطہ محض بے اصل ہی ورنہ یہان عزم مین یہ قید ہوتی کہ بشرطیکہ آپ کا عزم کثرت رائے کے خلاف نہ ہو۔ اور مشورہ وعزم کے بعد جو توکل کا حکم فرمایا اس سے ثابت ہوا کہ تدبیر منافی نہین توکل کے کیونکہ مشورہ وعزم کا داخل تدبیر ہونا ظاہر ہی اور جاننا چاہیے کہ یہ مرتبہ توکل کا کہ باوجود تدبیر کے اعتقاداً اعتماد رکھے اللہ تعالیٰ پر یہ ہر مسلمان کے ذمہ فرض عین ہی اور توکل بمعنے ترک تدبیر کے اسمین تفصیل یہ ہی کہ اگر وہ تدبیر دینی ہی تو اوسکا ترک مذموم۔ اور اگر دنیوی یقینی عادۃً ہی تو اسکا ترک بھی ناجائز اور اگر ظنی ہی تو قوی القلب کو جائز۔ اور اگر وہمی ہی تو اسکا ترک مامور بہ ہی فقط **ربط** اوپر اُن حضرات کی تسلی کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چند امور کا حکم ہوا تھا جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناخوشی کا دغدغہ تو زائل ہوگیا لیکن چونکہ ان حضرات کو اس واقعہ مغلوبیت سے حسرت بھی تھی اسلیے آیندہ آیت مین انکی تسلی فرماتے ہین جس سے اس حسرت کو اُتارتے ہین **ازالۂ حسرت مغلوبیت از قلوب صحابہ** إِنْ يَنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ وَإِنْ يَخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِي يَنْصُرُكُمْ مِنْ بَعْدِهِ ۗ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ۱۵۹ اگر حق تعالیٰ تمہارا ساتھ دین تب تو تم سے کوئی نہین جیت سکتا اور اگر تمہارا ساتھ نہ دین تو اسکے بعد ایسا کون ہی جو تمہارا ساتھ دے (اور تمکو غالب کردے) اور صرف اللہ تعالیٰ پر ایمان والون کو اعتماد رکھنا چاہیے **ف** حاصل ازالۂ حسرت کا یہ ہوا کہ غالب مغلوب کرنا خدا تعالیٰ کے قبضہ مین ہی مثلاً بدر مین اپنی رحمت سے غالب کردیا احد مین اپنی حکمت سے مغلوب کردیا پس جب پورا پورا یہ امر تمہاری قدرت مین نہین تو اسقدر اسکے پیچھے اپنی جی کو نہ ڈالو جو ہوگیا ہوگیا اُسمین جو آفت معصیت سے آئی اُس سے توبہ کرلو آیندہ کے لیے اللہ تعالیٰ پر نظر رکھو یعنی اُس سے توفیق مانگو کہ معصیت سے محفوظ رکھین اور پھر جو مصیبت نازل ہو اُسکو اُسی کارساز کی طرف سے خیال کرو مصلحت سمجھو فقط **ربط** آیت آیندہ کا شان نزول حسب روایت ترمذی گو خاص ہی وہ یہ کہ بدر کے روز مال غنیمت مین ایک چادر گم ہوگئی بعض لوگ سمجھ یا منافق لوگون نے کہا کہ شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لیلی ہو اگر یہ قول منافقین کا تھا تب تو انکی یہ بدگوئی تھی اور اگر کسی مسلمان کا قول تھا تو اس بنا پر ہوگا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس تصرف کا اختیار حاصل ہی اُسپر یہ آیت نازل ہوئی جسکا خلاصہ یہ ہی کہ یہ امر حقیقۃً یا صورۃً خیانت ہی نبی کی شان سے منزہ ہی لیکن چونکہ لفظ غلول بمعنے خیانت عام ہی خواہ حقیقۃً یا بطور عموم مجاز کے فصح علی کلا القولین فی القاموس اسلیے ہر قسم کی خیانت کو شامل ہی اس معنی کے اعتبار سے وجہ ربط ظاہر ہی کہ اوپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت کا مذموم اور موجب وبال ہونا بیان فرمایا تھا اس آیت مین آپ کا امین کامل ہونا مذکور فرمایا تاکہ ثابت ہو جاوے کہ آپ جو کچھ حکم فرماتے ہین اسمین آپکی کوئی نفسانی غرض نہین ہوتی کیونکہ یہ ایک قسم کی خیانت ہی اور آپ اس سے مبرا ہین لہذا ایسے حکم کی مخالفت ضرور موجب وبال ومذموم ہوگی اس ارتباط سے ترتیب آیات جو کہ توقیفی ہی اس آیت کا اس موقع پر ہونا مناسب ہوا **اثبات امین بودن حضرت نبویہ** صلی اللہ علیہ وسلم وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَغُلَّ ۚ وَمَنْ يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ ثُمَّ تُوَفَّىٰ كُلُّ نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ

النحو قوله وَمَنْ يَغْلُلْ فى روح المعانى جوزان يكون حالا ويكون التقدير فى حال علم الغال بعقوبة الغلول قلت واشرت الى ذلك فى الترجمة نعم لم احمل على العطف بل على عدم التماثل بينهما بالقرينة مابعده من قوله افمن اتبع الخ ۱۲

البلاغة والعربية قوله فلا غالب لكم فى روح المعانى المفهوم من ظاهر النظم وان كان نفى مغلوبيتهم من غير تعرض لنفى المساوات ايضا لكن المفهوم منه فيها قطعيا هو نفى المساوات واثبات الغالبية للمنصور فاذا قلت لا اكرم من فلان فالمفهوم منه حملا انه اكرم من كل كريم وهذا امر مطرد فى جميع اللغات اه

قلت قوله فيها قطعيا لان من نصره الله تعالى كيف يساويه احد ممن لم ينصره الله تعالى قوله من بعده فى روح المعانى اى من بعد خذلانه قلت واشرت اليه فى الترجمة الكلام - اعلم ان هذه الآيات واشباهها ماوردت فى وعيد العصاة معناها على الاستحقاق لا على الوقوع لا محالة فانه متوقف على المشية فلا حجة للمعتزلة فيها فافهم ۱۲

أَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْ بَاءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَأْوٰىهُ جَهَنَّمُ ۚ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝ هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ بَصِيرٌ

سو ایسا شخص جو کہ رضائے حق کا تابع ہو کیا وہ اُس شخص کے مثل ہو جاویگا جو کہ غضب الٰہی کا مستحق ہو اور اُسکا ٹھکانا دوزخ ہو اور وہ جانیکی بری جگہ ہے یہ مذکورین درجات میں مختلف ہونگے اللہ تعالیٰ

بِمَا يَعْمَلُونَ ۝ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ

اُن کے اعمال کو۔　حقیقت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر احسان کیا جبکہ اُن میں　اُنہی کی جنس سے ایک ایسے پیغمبر کو بھیجا کہ وہ اُن لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھ پڑھ سناتے ہیں اور اُن

الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلٰلٍ مُّبِينٍ ۝

کتاب اور فہم کی باتیں بتلاتے رہتے ہیں　اور بالیقین یہ لوگ قبل سے صریح غلطی میں تھے۔

أَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْ بَاءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَأْوٰىهُ جَهَنَّمُ ۚ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝ (۱۶۱) هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ بَصِيرٌ بِمَا يَعْمَلُونَ (۱۶۲)

اور نبی کی یہ شان نہیں کہ وہ (نعوذ باللہ) خیانت کرے حالانکہ (خائن تو قیامت میں فضیحت ہوگا کیونکہ) جو شخص خیانت کریگا وہ شخص اپنی اس خیانت کی ہوئی چیز کو قیامت کے دن (میدان محشر میں) حاضر کریگا (تاکہ سب خلائق مطلع ہوں اور سب کے روبرو فضیحت ہو) پھر (میدان قیامت کے بعد) ہر شخص کو (ان خائنوں میں سے) اُسکے کیے کا (دوزخ میں) پورا عوض ملیگا اور اُنپر بالکل ظلم نہ ہوگا (کہ جرم سے زائد سزا ہونے لگے غرض خائن تو مغضوب اور مستحق جہنم ہوا اور انبیاء علیہم السلام بوجہ رضاجوئی حق کے قیامت میں سربلند ہوں گے پس دونوں امر جمع کیسے ہونگے جیسا آگے ارشاد ہے) سو ایسا شخص جو کہ رضاء حق کا تابع ہو (جیسے نبی) کیا وہ اُس شخص کے مثل ہو جاویگا جو کہ غضب الٰہی کا مستحق ہو اور اُسکا ٹھکانا دوزخ ہو (جیسے خائن) اور وہ جانیکی بری جگہ ہے (ہرگز دونوں برابر نہیں ہوں گے بلکہ) یہ مذکورین (یعنی متبعان رضای حق اور مغضوبین) درجات میں مختلف ہوں گے اللہ تعالیٰ کے نزدیک (کہ متبع محبوب اور جنتی ہے اور مغضوب دوزخی ہے) اور اللہ تعالیٰ خوب دیکھتے ہیں ان کے اعمال کو (اسلیے ہر ایک کے مناسب معاملہ فرماوینگے)

ف انبیاء علیہم السلام کا امین ہونا یہاں دلیل سے ثابت کیا گیا تقریر استدلال ترجمہ سے ظاہر ہے اور یہ جو فرمایا کہ خیانت کی چیز کو قیامت میں حاضر کریگا حدیث میں اسکی شرح آئی ہے چنانچہ صحیحین میں حضرت ابی ہریرۃ رضہ سے مروی ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دیکھو قیامت میں کسیکو اس حال میں نہ دیکھوں کہ اسکی گردن پر ایک اونٹ لدا ہوا اور بولتا ہو وہ مجھ سے آکر طالب امداد ہو اور میں صاف جواب دیدوں کہ میں اب کچھ نہیں کر سکتا میں حکم پہونچا چکا تھا اور ایسا ہی مضمون گھوڑے اور کپڑے اور روپیہ پیسہ کے بارہ میں فرمایا اھ روح المعانی میں ابن ابی حاتم سے منقول ہے کہ کسی نے حضرت ابوہریرہ سے بطور استبعاد کے کہا کہ اگر کسی نے سو اونٹ چرائے ہوں گے وہ سب کو گردن پر کیسے لادیگا آپ نے جواب دیا کہ جس شخص کی ڈاڑھ احد پہاڑ کے برابر ہو اور ربذہ سے مدینہ تک کے برابر بیٹھنے کی جگہ ہو کیا وہ اتنی چیز کو نہیں اُٹھا سکتا اھ۔ آجکل جن صاحبوں کو ایسے ایسے شبہات واقع ہوتے ہیں وہ اس جواب سے اپنا اطمینان کرلیں اور قدرت الٰہیہ کے نزدیک بدن کے بڑے ہونیکی بھی ضرورت نہیں اور کوئی عقلی دلیل اسکے خلاف پر قائم نہیں۔ اور جاننا چاہیے کہ اگر وہ خیانت کی چیز اجسام میں سے نہ ہو تو اُسکا لانا دو طرح ممکن ہے یا تو محض اظہار و اعلان کو لانا کہا جاوے جیسے بولتے ہیں کیا خبر لائے اور یا اُس عالم میں معانی بشکل اجسام متمثل ہو جاویں جیسا بہت سی حدیثوں سے پتہ لگتا ہے مثلاً موت بشکل دنبہ لاکر ذبح کردیجاویگی اور عمل نیک حسین آدمی کی صورت میں آویگا اس توجیہ پر اگر وہ بھی گردن پر لدا ہو تو بعید نہیں واللہ اعلم ربط اوپر جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی منقبت امانت کا اور وسوسہ خذر دا کے غلط ہونیکا بیان تھا آگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود با جود کا نعمت عظمیٰ ہونا اور آپ کی بعثت کا منت کبریٰ ہونا بیان فرماتے ہیں تاکہ اس نعمت کی قدر کریں اور آپکی تعظیم کریں اور بار دیگر کسی ایسے امر کا وسوسہ نہ لاویں جو حضور اقدس کی شان رفیع کے مناسب نہ ہو

منت بر مومنین بہ بعثت حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلٰلٍ مُّبِينٍ (۱۶۳)

اللغات فی روح المعانی اصل المن القطع وسمیت النعمۃ منۃ لانہ یقطع بہا عن البلیۃ وکذا الاعتداد بالصنیعۃ منا لانہ قطع لہا عن وجوب الشکر علیہا اھ قلت المراد انہ قطع لہا اذا کان من المخلوق لان الخالق والسر فیہ ان المخلوق لا یملک ایصال النفع حقیقۃ ولہذا نہی عن المن واما الخالق فیملکہ حقیقۃ ولہذا کان المن حقا لہ واذا ثبت ہذا فالآیۃ تحتمل کلا المعنیین فتبصر ولتشکر ۱۲

النحو فی روح المعانی اذ ظرف لمن وہو ان کان بمعنی الوقت لکن وقع فی معرض التعلیل کما نص علیہ معظم المحققین قولہ وان کانوا فی البیضاوی ان ہی المخففۃ واللام ہی الفارقۃ اھ ای الفارقۃ بین المخففۃ وبین النافیۃ والشرطیۃ ۱۲

ملحقات الترجمہ

۵۱ قولہ فی ترجمۃ کل نفس ان خائنوں میں قیدت بالقرینۃ المقام والا فالتفسیر سمومہا فیکون المعنی اذا کان کل کاسب مجزیا بعملہ وان کان جرمہ فی غایۃ القلۃ فالعاصی عظم جرمہ بذلک اولی ۱۲

۵۲ قولہ فی ترجمۃ افمن سو الی قولہ کیا قدم ترجمۃ الفاء علی ترجمۃ الہمزۃ لما فی حاشیۃ البیضاوی ہذا الفاء مقدمۃ فی الحقیقۃ علی ہمزۃ الاستفہام وقدر توضیحہ فی قولہ تعالیٰ افان مات او قتل اھ قلت افاد الفاء کون الغال مقتضیا یوم القیمۃ مسببا لعدم التماثل بینہ وبین النبی الذی یکون فی غایۃ الرفعۃ وقد فصل ہذا المعنی فی ہذہ الآیۃ ۱۲

۵۳ قولہ فی ترجمۃ ھم درجت درجات میں الخ اشار الی حذف ذو مضافا والی وصف الدرجات بالتفاوت لاقتضاء المقام وہذا معنی ما فی روح المعانی ہم ذوو درجات ای منازل متفاوتۃ اھ ۱۲

اَوَلَمَّآ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا ۙ قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا ۭ قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ

اور جب تمہاری ایسی ہار ہوئی جس سے دو حصے تم جیت چکے تھے تو کیا ایسے وقت میں تم یون کہتے ہو کہ یہ کدھر سے ہوئی آپ فرما دیجیے کہ یہ ہار خاص تمہاری طرف سے ہوئی بیشک اللہ تعالیٰ کو ہر چیز

قَدِيْرٌ ۝ وَمَآ اَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

پر پوری قدرت ہے اور جو مصیبت تم پر پڑی جس روز کہ دونون گروہ باہم مقابل ہوئے سو خدا تعالیٰ کی مشیت سے ہوئی اور تاکہ اللہ تعالیٰ مومنین کو بھی دیکھ لین۔

حقیقت[1] مین اللہ تعالیٰ نے مسلمانون پر (بڑا[2]) احسان کیا جبکہ انہین ان ہی کی جنس سے ایک ایسے (عظیم الشان[3]) پیغمبر کو بھیجا کہ وہ ان لوگون کو اللہ تعالیٰ کی آئینین (اور احکام) پڑھ پڑھ سناتے ہین اور (خیالات و رسوم جہالات سے) ان لوگون کی صفائی کرتے رہتے ہین اور ان کو کتاب (الٰہی) اور فہم کی باتین بتلاتے رہتے ہین اصبالیقین یہ لوگ (آپ کی بعثت کے) قبل سے صریح غلطی (یعنی شرک وکفر) مین (مبتلا) تھے **ف** اس آیت کے اکثر الفاظ اسکے قبل دو آیتون مین آچکے ہین ایک اخیر پارہ الم مین دوسری شروع پارہ سیقول مین وہان ان کی تفسیر ملاحظہ فرمالی جاوی۔ اور یہ جو فرمایا کہ ان ہی کی جنس سے اسمین مفسرین کے کئی قول ہین بعض نے کہا ہے کہ ان کے نسب سے یعنی قریشی اس تفسیر پر اس صفت کا فائدہ اخیر پارہ الم مین اخفر لکھ چکا ہے۔ بعض نے کہا کہ عرب سے اس تفسیر پر اس صفت کا فائدہ بھی قریب قریب تفسیر اول کے ہے ملاحظہ فرمانے سے واضح ہوگا۔ بعض نے کہا کہ بنی آدم سے اور یہی زیادہ مناسب ہے کیونکہ لفظ مومنین اس جگہہ عام ہے اور انفسہم کی ضمیر اسی طرف عائد ہے پس صفت عام کے ساتھہ تفسیر کرنا اوفق ہے۔ اس تفسیر پر اس صفت کا حسب تقریر روح المعانی یہ فائدہ ہوگا کہ آدمی کو آدمی سے بہ نسبت فرشتہ اور جن کے انس زیادہ ہوتا ہے تو فیض علم لینے مین زیادہ سہولت ہوتی اور خلاف جنس ہونے مین وحشت کا احتمال تھا آہ اور اگر کسی کو شبہ ہو کہ جنات کو ایسے فیض لینے مین دشواری ہوگی۔ جواب یہ ہے کہ چونکہ انسان جامع ہے خلق ہے اسلیے اسکو جن سے بھی مناسبت ہے پس اسلیے انسان جن کو بسہولت فیض دیسکتا ہے بخلاف جن کے کہ وہ جامع نہین ہے اسلیے انسان کو بسہولت فیض نہین دیسکتا اور یہ مناسبت استفادہ انسان من الجن مین اسلیے کافی نہین کہ فیض اقوی ہونا چاہیے مستفیض سے دوسرے اگر سہولت سے قطع نظر کیجاوے تب بھی انسانون کے مصالح کو مصالح جن پر مقدم رکھنے مین کوئی مصلحت وحکمت ہوگی پس اس صورت مین مومنین کو مومنین انس کے ساتھہ خاص کہنا ہوگا جیسا اکثر جگہہ خطاب بنی آدم کو ہے اور یہ منافی نہین ہے عموم بعثت کے کیونکہ اسپر دوسرے دلائل قائم ہین۔ اور اگر مومنین کو جمیع مکلفین کے لئے عام کہا جاوے تو جنس سے جنس قریب منطقی مراد لے لیا جاویگا چنانچہ انسان اور جن دونون حیوان کے تحت مین داخل ہین بخلاف ملائکہ کے کہ وہ ان کی طرح مکلف ہی نہین خواہ حیوان مین داخل ہون یا نامی کی قید سے خارج ہون کیونکہ انکا نمو ثابت نہین۔ اور روح المعانی مین ہے کہ آیت وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ سے ثابت ہے کہ آپکی تشریف آوری رحمت عامہ ہے جس سے کفار بھی دنیا مین بہرہ یاب ہین چنانچہ امم سابقہ کے سے عذاب نہین آتے۔ جواب یہ ہے کہ چونکہ زیادہ نفع مومنین نے حاصل کیا اور نفع اخروی ہے اسلیے اس آیت مین مومنین کی تخصیص کی گئی جیسا اس آیت مین هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ باوجودیکہ هُدًى لِّلنَّاسِ ہونا بھی ثابت ہے **نفظ ربط** اوپر کئی مواقع پر ہزیمت مومنین کی علت اور حکمت مذکور ہو چکی ہے مثلاً اس آیت مین اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ الخ اور اس آیت مین وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ الخ اور ان آیتون مین وَلِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ الیٰ قوله اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ چونکہ مومنین کو ہزیمت کی سخت کلفت تھی اسلیے اگلی آیت مین اور عنوان سے اسی مضمون کی پھر تاکید وتقریر فرماتے ہین اور اسکے ضمن مین منافقین کی تشنیع بھی اور گو پہلے بھی ان کی تشنیع ہو چکی ہے لیکن یہان دوسرے طور پر ہے **تقریر علت وحکمت ہزیمت احد وتشنیع منافقین** اَوَلَمَّآ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا ۙ قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا ۭ قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَمَآ اَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ ۱۶۵

ملحقات الترجمۃ

[1] قولہ فی ترجمۃ لقد حقیقت مین ہو حاصل الترجمۃ لشہرتہ مرعیا فیہا المحاورۃ والسلاسۃ

[2] قولہ فی قولہ من اللّٰہ بڑا ہذا التقیید دل علیہ مقصود المقام ۱۲

[3] قولہ فی ترجمۃ من انفسہم ان ہی کی جنس سے بعد قولہ مومنین فی ہذا الترتیب اشارۃ الی کون من بعموم البعثت ولکن ان یکون صفۃ رسولا بعد تخصیصہا بالمقدر ۱۲

[4] قولہ فی ترجمۃ رسولا عظیم الشان حملا للتنوین علی التعظیم ۱۲

[5] قولہ ف مومنین انس کے ساتھہ خاص کہنا ہوگا فیکون اللام للعہد او تخصیص بالقرینۃ ۱۲

[6] قولہ فی وجہ الربط اوپر کئی مواقع الخ اشار بہذا الی عدم لزوم التکرار المحض لان خصوصیات کل من العنوانات مفیدۃ تظہر بالتامل ۱۲

النحو	الروایات
ولیعلم المومنین فی حاشیۃ البیضاوی عطف علی شئ فباذن اللّٰہ عطف سبب علی سبب اجتمعت لکن المعطوف علیہ سبب ملزم والمعطوف سبب حکمۃ فتنبہ وان کیون معطوفا علیہ فقدرا ویجعل حکمۃ للاذن قصدا بالکلام فباذن اللّٰہ لیکون کذا من التمییز اتخاذ الشہداء مثلا ولیعلم المومنین الخ واشرت الی ہذا الوجہ فی الفائدۃ بقولی محل مجموع وما فہم البلاغۃ قولہ فباذن اللّٰہ ای الارادۃ اذ ما لاباحۃ من لوازم مستحسن البیضاوی ۱۲	فی لباب النقول اخرج ابن ابی حاتم عن عمر بن الخطاب قال عوقبوا یوم احد بما صنعوا یوم بدر من اخذہم الفداء فقتل منہم سبعون وفر اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکسرت رباعیتہ وہشمت البیضۃ علی راسہ وسال الدم علی وجہہ فانزل اللّٰہ اولما اصابتکم مصیبۃ الآیۃ اہ قلت والذی ذکرتہ لا ینافی ہذا لانہ لا تعارض فی الاسباب المتعددۃ لمسبب واحد نظائرہم ۱۲

وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ نَافَقُوا ۚ وَقِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوِ ادْفَعُوا ۖ قَالُوا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّاتَّبَعْنَاكُمْ ۗ هُمْ لِلْكُفْرِ

اور ان لوگوں کو بھی دیکھ لیں جنہوں نے نفاق کا برتاؤ کیا اور ان سے یوں کہا گیا کہ آؤ اللہ کی راہ میں لڑنا یا دشمنوں کا دفعیہ بن جانا تو بولے کہ اگر ہم کوئی ڈھنگ کی لڑائی دیکھتے تو ضرور تمہارے ساتھ ہو لیتے یہ

يَوْمَئِذٍ أَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْإِيمَانِ ۚ يَقُولُونَ بِأَفْوَاهِهِم مَّا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ ۗ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُونَ ۝ الَّذِينَ قَالُوا لِإِخْوَانِهِمْ

منافقین اس روز کفر سے نزدیک تر ہو گئے بہ نسبت اس حالت کے کہ وہ ایمان سے نزدیک تھے یہ لوگ اپنے منہ سے ایسی باتیں کرتے ہیں جو انکے دل میں نہیں اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو کچھ یہ اپنے دل میں رکھتے ہیں یہ ایسے لوگ ہیں کہ اپنے

وَقَعَدُوا لَوْ أَطَاعُونَا مَا قُتِلُوا ۗ قُلْ فَادْرَءُوا عَنْ أَنفُسِكُمُ الْمَوْتَ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝

بھائیوں کی نسبت بیٹھے ہوئے باتیں بناتے ہیں کہ اگر ہمارا کہنا مانتے تو قتل نہ کیے جاتے آپ فرما دیجیے کہ اچھا تو اپنے اوپر سے موت کو ہٹاؤ اگر تم سچے ہو

وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ نَافَقُوا ۚ وَقِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوِ ادْفَعُوا ۖ قَالُوا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّاتَّبَعْنَاكُمْ ۗ هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ أَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْإِيمَانِ ۚ يَقُولُونَ بِأَفْوَاهِهِم مَّا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ ۗ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُونَ ۝ الَّذِينَ قَالُوا لِإِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوا لَوْ أَطَاعُونَا مَا قُتِلُوا ۗ قُلْ فَادْرَءُوا عَنْ أَنفُسِكُمُ الْمَوْتَ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝ [۱] اور جب (احد میں) تمہاری ایسی ہار ہوئی جس سے دو حصے تم (بدر میں) جیت چکے تھے (کیونکہ احد میں ستر مسلمان شہید ہوئے اور بدر میں ستر کافروں کو قید اور ستر کو قتل کیا تھا) تو کیا ایسے وقت میں تم (تعجبانہ کہ اعتراضاً) یوں کہتے ہو کہ (باوجود ہمارے مسلمان ہونے کے) یہ ہار کدھر سے ہوئی (یعنی کیوں ہوئی) آپ فرما دیجیے کہ یہ ہار خاص تمہاری طرف سے ہوئی (کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے کے خلاف کر لیے اور نہ ہارتے کیونکہ اس قید کے ساتھ وعدہ نصرت ہو چکا تھا) بیشک اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر پوری قدرت ہے (جب تم نے اطاعت کی اپنی قدرت سے تمکو غالب کر دیا اور جب خلاف کیا اپنی قدرت سے تمکو مغلوب کر دیا) اور جو مصیبت تم پر پڑی جس روز کہ دونوں گروہ (مسلمان اور کفار) باہم (مقابلہ کے لیے) مقابل ہوئے (یعنی احد کے دن سو وہ مصیبت) خدا تعالیٰ کی مشیت سے ہوئی (چونکہ اس میں چند در چند حکمتیں تھیں جنکا بیان اوپر بھی آ چکا ہے) اور ان میں سے ایک حکمت یہ بھی تھی تاکہ اللہ تعالیٰ مومنین کو بھی دیکھ لیں (کیونکہ مصیبت کے وقت اخلاص وغیرہ اخلاص کا امتحان ہو جاتا ہے جیسا کہ اوپر بھی آ چکا ہے) اور ان لوگوں کو بھی دیکھ لیں جنہوں نے نفاق کا برتاؤ کیا اور انسے شروع کام کے وقت جبکہ تین سو آدمیوں نے ان میں مسلمانوں کا ساتھ چھوڑ دیا جیسا پہلے آ چکا ہے یوں کہا گیا کہ (میدان جنگ میں) آؤ (پھر ہمت ہو تو) اللہ کی راہ میں لڑنا یا (ہمت نہ ہو تو گنتی ہی پوری کر کے) دشمنوں کا دفعیہ بن جانا (کیونکہ بہت سی بھیڑ دیکھ کر کچھ تو ان پر رعب ہوتا اور اس سے شاید ہٹ جاویں) وہ بولے کہ اگر ہم کوئی ڈھنگ کی لڑائی دیکھتے تو ضرور تمہارے ساتھ ہو لیتے (لیکن یہ کوئی لڑائی ہے کہ وہ لوگ تم سے تین چار حصے زیادہ پھر انکے پاس سامان بھی زیادہ ایسی حالت میں لڑنا ہلاکت میں پڑنا ہے لڑائی اسکو نہیں کہتے حق تعالیٰ اسپر ارشاد فرماتے ہیں کہ) یہ منافقین اس روز (جبکہ ایسا خشک جواب دیا تھا کفر ظاہراً بھی) نزدیک تر ہو گئے بہ نسبت اس حالت کے کہ وہ (پہلے سے ظاہراً) ایمان سے (اسیقدر) نزدیک تھے (کیونکہ پہلے سے گو وہ دل سے تو مومن نہ تھے مگر مسلمانوں کے سامنے موافقت کی باتیں بناتے تھے اس روز ایسی حطا چشمی غالب ہوئی کہ کھلم کھلا مخالفت کی باتیں منہ سے نکلنے لگیں اسلیے وہ پہلا قرب الی الایمان بھی بدل بہ قرب الی الکفر ہو گیا اور یہ قرب اس قرب سے زیادہ اسلیے ہے کہ موافقت کی باتیں ویسے بھی تھیں اسلیے زوردار نہ تھیں اور یہ دل سے تھیں اسلیے عبارت بھی زوردار تھی) یہ لوگ اپنے منہ سے ایسی باتیں کرتے ہیں جو انکے دل میں نہیں یعنی دل میں تو یہ ہے کہ ان مسلمانوں کا کبھی ساتھ دین گو لڑائی ڈھنگ ہی کی کیوں نہ ہو اور اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں جو کچھ یہ اپنے دل میں رکھتے ہیں (اس لیے انکے اس قول کا غلط ہونا لو نعلم قتالا اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے) یہ ایسے لوگ ہیں کہ (خود تو جہاد میں شریک ہوئے اور) اپنے بھائیوں کی نسبت (جو کہ مقتول ہو گئے گھر میں) بیٹھے ہوئے باتیں بناتے ہیں کہ اگر ہمارا کہنا مانتے (یعنی ہماری منع کئے پر بیٹھ جاتے) تو (بے فائدہ) قتل نہ کیے جاتے آپ فرما دیجیے کہ اچھا تو اپنے اوپر سے موت کو ہٹاؤ اگر تم (اس خیال میں) سچے ہو کہ میدان میں جانے سے ہی ہلاکت ہوتی ہے کیونکہ قتل سے بچنا تو موت ہی سے بچنے کے لئے مقصود ہے جب وقت مقدر پر موت گھر بیٹھے بھی آ جاتی ہے تو قتل بھی مقدر وقت پر نہیں ٹل سکتا [ف] اس واقعہ میں جمع صحابہ کی عتاب کے بعد پھر تسلی کر دی گئی اس نافرمانی کر جانے

النحو قولہ وقیل عطف علی نافقوا قولہ قالوا لو نعلم فی روح المعانی استئناف بیانی کانہ قیل فماذا صنعوا حین قیل لہم ذلک فقیل قالوا الآیۃ قولہ الذین قالوا لاخوانہم فی روح المعانی او خبر لمبتدأ محذوف ای ہم الذین الاولی انہ نعت للذین نافقوا ... اللہ یعلم ما ... رفع ... ای الذین نافقوا فی روح المعانی عادۃ الفصل لتشریف المومنین

تشریعہم عن الانتظام فی قرن المنافقین قولہ لاتبعناکم لم یعتبر الرای بالقتال اوالدفع الان استنہم لکمال حیطتہم منہ الاتساع دعم علی الانصاح ... روح المعانی ... قولہ قاتلوا فی سبیل اللہ المقصود فیہ عندی ... ای قاتلوا او ادفعوا فی سبیل اللہ ... باعتبار البعض او المجموع کنایۃ عن الجہاد مطلقا باعتبار ان ... لکون لوجہ اللہ تعالیٰ لان المنافقین یستبعد منہم ارادۃ وجہ اللہ ۱۲

ملحقات الترجمۃ لے قولہ فی ترجمۃ اولما اور جب الی قولہ کیا ایسے کے تقدم ترجمۃ الواو علی ترجمۃ الہمزۃ لما فی روح المعانی ان الجمہور علی ان الہمزۃ مقدمۃ من تاخیر والواو عاطفۃ ... وہو ... ذ ... حاجۃ الی تقدیر المعطوف علیہ ... ت قولہ فی ترجمۃ عند انفسکم خاص ... النفس والضمیر ... قولہ فی ترجمۃ لو نعلم الخ ای قولہ ہلاکت مانند ... المعانی ... علم القتال کنایۃ ... ما ہم ... العلم ... یستند ... مع جار ... لم یحقق ... الی التہلکۃ ... دون علم ... قولہ ڈھنگ کی ... فالتنوین للتنویع ... قولہ فی ترجمۃ وقعدوا ... مین بیٹھے حملۃ علی الحال ... المعانی ... فیہ حسن ... شریک ... الی معنی ... الجہاد ...

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۙ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ

اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ مین قتل کیے گئے اُنکو مردہ مت خیال کر بلکہ وہ لوگ زندہ ہین اپنے پروردگار کے مقرب ہین اُنکو رزق بھی ملتا ہی وہ خوش ہین اُس چیز سے جو اُنکو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے

فَضْلِهٖ ۙ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۘ

وقف لازم

عطا فرمائی اور جو لوگ اُن کے پاس نہین پہونچے ان سے پیچھے رہ گئے ہین انکی بھی اس حالت پر وہ خوش ہوتے ہین کہ انپر بھی کسیطرح کا خوف واقع ہونیوالا نہین اور نہ وہ مغموم ہون -

دھوکہ نہ کھاوین کہ ہم سے جو گناہ ہوتے ہین اُنمین بھی مشیت و حکمت الٰہیہ ہوتی ہی پھر غم کی کوئی بات نہین بات یہ ہی کہ اول تو صحابہ کے خطا ایسا ہو بقصد مخالفت نہ تھا دوسرے اوپر ندامت اور غم کا بے انتہا غلبہ تھا یہ اعلیٰ درجہ ہی توبہ کا اسلیے انکی تسلی کی گئی اور جو قصداً گناہ کرے پھر اُسپر کرے جرأت وہ مستحق تسلی نہین بلکہ مستحق تخویف و وعید ہی خوب سمجھ لو اور ہو من عند انفسکم کے ترجمہ مین جو کہا گیا کہ اس قید کے ساتھ وعدہ نصرت ہو چکا تھا اور قید ہی استقلال علی الاطاعۃ ہی جیسا ابن جریر نے سدی سے نقل کیا ہی لقد وعدہم الفتح ان صبروا الخ کذا فی روح المعانی تحت ہذہ الآیۃ اور مین نے اسکی تصریح اسلیے کی تاکہ یہ شبہ نہ ہی کہ جب وعدہ فتح تھا پھر کیون شکست ہوئی اور یہ شبہ بھی نہ ہی کہ بعض جگہہ باوجود استقلال و اطاعت احکام کے مسلمان مغلوب ہو جاتے ہین یہ شبہ اسلیے دفع ہو گیا کہ موعود لہم خاص حضرات تھے اس وعدہ خاص کا مطرد اور کلیہ ہونا لازم نہین آتا۔ اور اس مقام پر مسلمانون کے اس قول کے انی ہذا کئی جواب دیے اور چند وجوہ سے تسلی فرمائی۔ اول اصبتم مثلیہا کی قید بڑہائی اسمین اشارہ ہی کہ جس شخص کی دونی جیت ہو چکی ہو اگر ایکبار آدھی ہار ہو جاوے تو تعجب نہ چاہیے ہار جیت تو لوازم انقلاب ایام سے ہی یہ مضمون قریب قریب اسکے ہی تلک الایام نداولہا بین الناس دوسرا جواب من عند انفسکم مین ہی جو حاصل ہی حتی اذا فشلتم وتنازعتم فی الامر وعصیتم اور استزلہم الشیطان کا تیسرا جواب فباذن اللہ مین ہی جسکا حاصل یہ ہی کہ اسمین حکمت تھی اسلیے مشیت متعلق ہوئی جسمین ایک حکمت کا بیان بھی مابعد مین فرمادیا۔ ولیعلم المؤمنین ولیعلم الذین نافقوا جو حاصل تھا ثم صرفکم عنہم لیبتلیکم کا اور بعض حکمتون کو محل چھوڑ دیا انمین سے بعض اوپر مذکور ہو چکین جیسے مثلاً ویتخذ منکم شہداء ۔ ولیمحص اللہ الذین آمنوا ویمحق الکافرین ۔ ولیمحص ما فی قلوبکم اور جاننا چاہیے کہ اس آیت مین جو ولیعلم المؤمنین ولیعلم الذین نافقوا آیا ہی اس کے معنی کی تحقیق شروع پارہ سیقول مین بذیل الا لنعلم من یتبع الرسول الخ اور اس پارہ کے رکوع پنجم مین بذیل آیت ولیعلم الذین آمنوا ویتخذ منکم شہداء گذر چکی ہی ضرور ملاحظہ فرما لیا جاوے۔ اور اخوانہم کے ترجمہ مین جو صرف ہم نسب کیا گیا بخلاف سابق کے کہ وہان تعمیم کی گئی وجہ اسکی یہ ہی کہ وہان تجعل اللہ ذلک حسرۃ قرینہ مجوزہ تھا ہم مشرب بھائیون کے مراد لینے کے لیے جیسا کہ وہان اسکی تقریر گذر چکی بخلاف یہان کے کہ آیت مابعد جسمین شہدا کی فضیلت مذکور ہی قرینہ مانعہ ہی اس احتمال مذکور سے تو اس صورت مین منافقین کا یہ کہنا لو اطاعونا ما قتلوا تاسفاً ہوگا بلکہ مقتولین کی تسفیہ و تحمیق و تخسیر کی غرض سے ہوگا اسی لئے اگلی آیت مین اُنکی اعلیٰ درجہ کی کامیابی بیان کرکے جواب دیا جاتا ہی اور جنہون نے اخوانہم مین تعمیم لی ہی وہ آیت آیندہ کو اسپر محمول کرینگے کہ منافقین کے مقتولین گو شہدا نہ تھے لیکن چونکہ اُن کے قول سے یہ بھی لازم آتا تھا کہ شہدا خسارہ مین پڑتے ہین اسلیے اس آیت مین اسکا ابطال کیا گیا اور یہ تعریض کو بھی مفید ہی کہ اُن کے اخوان المشرب فی سبیل اللہ مقتول نہین اگر ہوتے تو اُن کو یہ فضائل نصیب ہوتے واللہ اعلم ربط اوپر کی آیتو نمین منافقین کے اس قول سے لو اطاعونا ما قتلوا دو امر مفہوم ہوتے تھے ایک یہ کہ گھر مین بیٹھا رہنا ہلاکت سے نجات کا سبب ہی اسکا جواب تو فادرؤا عن انفسکم الموت مین ارشاد فرمایا گیا دوسرا امر یہ کہ وہ اُن شہدا کی موت کو موجب ناکامی و حرمان عن الحیوۃ واللذات بتلاتے تھے اس کے جواب کے لیے اگلی آیت مین اُن حضرات کی اعلیٰ درجہ کی کامیابی اور حیوۃ حقیقیہ و تمتعات باقیہ کا اثبات فرماتے ہین **اثبات حیات و تلذذ شہداء** ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربہم یرزقون ۙ فرحین بما آتاہم اللہ من فضلہ ویستبشرون بالذین لم یلحقوا بہم من خلفہم الا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

ملحقات الترجمہ
لہ قولہ فی الفائدۃ تسفیہ اھ واشرت الی ہذا المعنی بقولی فی ترجمۃ ما قتلوا بجدہ

البلاغۃ یرزقون تاکید لحیاتہم ای انہا حقیقیۃ بحیث یاکلون بہا ویشربون ۱۲
الروایات فی لباب النقول روی احمد وابو داؤد والحاکم عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما اصیب اخوانکم باحد جعل اللہ ارواحہم فی اجواف طیر خضر ترد انہار الجنۃ وتاکل من ثمارہا وتاوی الی قنادیل من ذہب فی ظل العرش فلما وجدوا طیب ماکلہم ومشربہم وحسن مقیلہم قالوا یا لیت اخواننا یعلمون ما صنع اللہ لنا لئلا یزہدوا فی الجہاد ولا ینکلوا عن الحرب فقال اللہ انا ابلغہم عنکم فانزل اللہ ہذہ الآیات ولا تحسبن الذین قتلوا الآیۃ وما بعدہا ۱۲

ع ۱۷ ۸

يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

وہ خوش ہوتے ہین بوجہ نعمت وفضل خداوندی کے اور بوجہ اسکے کہ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کا اجر ضایع نہین فرماتے ۔

يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اور (اے مخاطب[1]) جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ مین (یعنی دین کے واسطے) قتل کیے گئے انکو (اور مردونکی طرح) مردہ مت خیال کر بلکہ وہ لوگ (ایک ممتاز حیات کے ساتھ) زندہ ہین (اور) اپنے پروردگار کے مقرب[2] (یعنی مقبول ہین) انکو رزق بھی ملتا ہی (اور) وہ خوش ہین اس چیز سے جو انکو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل (وکرم[3]) سے عطا فرمائی (مثلاً درجات قرب وغیرہ یعنی رزق حسی بھی ملتا ہی اور رزق معنوی یعنی مسرت بھی) اور جسطرح وہ اپنی حال پر خوش ہین اسیطرح جو لوگ (ابھی دنیا مین زندہ ہین اور اسوجہ سے) انکے پاس نہین پہونچے (بلکہ) انکے پیچھے (دنیا مین) رہ گئے ہین انکی بھی[4] ان حالت پر وہ (شہدا) خوش ہوتے ہین کہ (اگر وہ[5] بھی شہید ہوجاوین تو ہماری طرح) ان پر بھی کسی طرح کا خوف (ناک سانحہ) واقع ہونے والا نہین اور نہ وہ (کسی طرح) مغموم ہونگے (غرض انکو دو خوشیان ہین اپنی بھی اور اپنے[6] تعلق والونکی بھی آگے ان دونون خوشیون کا سبب بتلاتے ہین) وہ (اپنی حالت پر تو) خوش ہوتی ہین بوجہ نعمت وفضل خداوندی کے (جو انکے ساتھ مبذول ہی) اور (دوسرون کی حالت پر خوش ہوتے ہین) بوجہ اس کے کہ (وہان جاکر آنکھون سے دیکھ لیا کہ) اللہ تعالیٰ اہل ایمان (کے اعمال) کا اجر ضائع نہین فرماتے (بلکہ جس درجہ کا عمل ہوتا ہی اسی درجہ کا اجر دیتے ہین پس شہادت کہ افضل الاعمال ہے اسپر افضل اجور ملیگا جسکے لوازم مین سے ہی کہ اصلاً خوف وحزن نہو ف حیات شہدا کی تحقیق شروع سیقول رکوع سوم مین گذر چکی ہی وہان ملاحظہ کرلیا جاوے اور رزق ملنے کی کیفیت احادیث صحیحہ مین وارد ہی کہ انکی ارواح قنادیل عرش مین رہتی ہین اور جنت کی انہار سے پانی پیتی ہین اور اسکے اثمار سے کھاتی ہین رواہ احمد وابو داؤد والحاکم عن ابن عباس مرفوعاً کذا فی لباب النقول مین کہتا ہون کہ یہ حصہ انہار وثمار کا کسی ایسے مقام سے ملتا ہوگا جو جنت کے متعلق ہوگا پس یہ اشکال لازم نہین آتا کہ جنت مین جاکر پھر حشر کے وقت کیسے نکالے جاوینگے ربط اوپر غزوہ احد کا قصہ مذکور ہوچکا آگے اسی کے متعلق ایک دوسرے غزوہ کا ذکر ہی جو غزوہ حمراء الاسد کے نام سے مشہور ہی جسکے ابتدائی خبر کی طرف اس پارہ کے نصف کے ذرا قبل آیت سنلقی فی قلوب الذین کفروا الرعب الخ مین اشارہ تھا وہ یہ کہ جب کفار میدان سے مکہ کو واپس ہوئے تو رستہ مین جاکر اسپر افسوس کیا کہ ہم باوجود غالب آجانے کے ناحق لوٹ آئے سو اب چلکر سبکا استیصال کردین اللہ تعالیٰ نے انکے دلونمین رعب ڈالدیا اور پھر وہ مکہ ہی کی طرف ہولیے لیکن بعض راہ گیرون سے کہہ گئے کہ کسی تدبیر سے مسلمانون کے دلمین ہمارا رعب جمادیا جاوے آپکو وحی سے یہ امر معلوم ہوگیا اور آپ انکے تعاقب مین مقام حمراء الاسد تک پہونچے اخرجہ ابن جریر عن السدی کذا فی روح المعانی لبقیہ قصہ اور سکا یہ ہی کہ حمراء الاسد مدینہ سے آٹھ میل کے فاصلہ پر ہی وہان آپنے تین روز ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ شوال یوم دوشنبہ سہ شنبہ چہارشنبہ قیام فرمایا اور کفار مکہ کو رستہ مین اول معبد خزاعی مسلمانون کے قیام گاہ کی طرف سے جاتے ہوئے مقام روحا مین ملے اسوقت تک معبد اسلام نہ لائے تھے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیرخواہ تھے کفار مکہ نے انسے مسلمانون کی خبر پوچھی انہون نے مسلمانون کی خداداد شان وشوکت کو پورے الفاظ مین ادا کیا اس سے کفار کے حوصلے بالکل پست ہوگئے اور بدستور مکہ ہی جانے کے عزم پر قائم رہے پھر اتفاق سے انکو ایک قافلہ قبیلہ عبدالقیس کا مل گیا جو مدینہ کو آتا تھا ان لوگون سے کفار مکہ نے کہا کہ تم اتنا کام کرنا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ملکر ان لوگون کے دلونمین ہمارا خوف بٹھلا دینا اور کہدینا کہ انہون نے یعنی ہمنے مسلمانون کے استیصال کے لیے بڑا سامان جمع کیا ہی اور ہم عن قریب آکر انکا کام تمام کردینگے چنانچہ جسوقت ان لوگون نے یہ خبر مسلمانون کو پہونچائی سب نے بالاتفاق نہایت استقلال کے ساتھ کہا حسبنا اللہ ونعم الوکیل یعنی انکے سامان وجمعیت سے کچھ اندیشہ نہین ہمارے لیے اللہ تعالیٰ بس ہی پھر خیریت سے مدینہ آگئے اوردہ فی روح المعانی عن ابن اسحق اور اتفاق سے اس مقام پر ایک قافلہ تجار کا گذرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے مال تجارت خرید فرمالیا اللہ تعالیٰ نے اسمین نفع دیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ نفع ہمراہی مسلمانون کو تقسیم فرمادیا رواہ البیہقی عن ابن عباس کذا فی روح المعانی آیات آیندہ مین اس قصہ کی طرف اشارہ ہی چنانچہ اصابہم القرح مین ان ہمراہیون کے تازہ زخمی ہونے کی طرف اور قال لہم الناس مین عبدالقیس کی تخویف کی طرف اور ان الناس قد جمعوا لکم مین کفار مکہ کے مضمون محکی کی طرف اور فزادہم ایمانا الخ مین مسلمانونکے استقلال کی طرف اور فانقلبوا بنعمۃ الخ

البلاغۃ قولہ بنعمۃ وفضل لعلہ تفنن للتاکید ولک ان تحمل ایہما شئت علی النعمۃ الحسیۃ والآخر علی المعنویۃ ۔ الکلام قولہ لاجل المؤمنین دل علی ان الایمان شرط قبول الاعمال ولازم لیس المقتول لیس مع ان المراد بقرینۃ المقام من کان شہیدا لیقبل الخ

ملحقات الترجمۃ
[1] قولہ اے مخاطب اشار بہذا العنوان الی عمومہ ۱۲
[2] قولہ مقرب حملہ علی القرب الرتبی کما فی روح المعانی
[3] قولہ وکرم اشارۃ الی ان من للسببیۃ فی قولہ تعالیٰ من فضلہ العبارۃ
[4] قولہ انکی بھی اس حالت پر اشارۃ الی کون قولہ الاخوف بدل اشتمال من الذین لم یلحقوا ۱۲
[5] قولہ اگر وہ بھی شہید تقیید للمطلق بقرینۃ المقام لان المقام مقام فضل الشہادۃ
[6] قولہ اپنے تعلق والون المراد بہ الاخوۃ فی الایمان
[7] قولہ فی ختم الترجمۃ اصلاً خوف وحزن نہو زدنا ہما یثبت اختصاص الشہداء من بین المؤمنین بعد شرکتہم جمیعا فی مطلق انتفاء الحزن والخوف کما ورد فیہ آیات عدیدۃ ۱۲

الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِلّٰهِ وَالرَّسُولِ مِنْ بَعْدِ مَا أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۛ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا أَجْرٌ عَظِيمٌ ۚ

جن لوگون نے اللہ و رسول کے کہنے کو قبول کر لیا بعد اس کے کہ اُن کو زخم لگا تھا ان لوگون مین جو نیک اور متقی ہین اُن کے لیے ثواب عظیم ہے

الَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا ۖ وَقَالُوا حَسْبُنَا اللّٰهُ

یہ ایسے لوگ ہین کہ لوگون نے اِن سے کہا کہ اُن لوگون نے تمہارے لیے سامان جمع کیا ہے سو تمکو اُن سے اندیشہ کرنا چاہیے تو اِسنے اُن کے ایمان کو اور زیادہ کر دیا اور کہہ دیا کہ ہم کو حق تعالےٰ کافی ہے اور وہی

وَنِعْمَ الْوَكِيلُ ۝ فَانْقَلَبُوا بِنِعْمَةٍ مِنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَمْ يَمْسَسْهُمْ سُوءٌ وَاتَّبَعُوا رِضْوَانَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ

سب کام سپرد کرنیکے لیے اچھا ہے پس یہ لوگ خدا کی نعمت اور فضل سے بھرے ہوئے واپس آئے کہ انکو کوئی ناگواری ذرا پیش نہین آئی اور وہ لوگ رضاء حق کے تابع رہے اور اللہ تعالےٰ

ذُو فَضْلٍ عَظِيمٍ ۝ إِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَاءَهُ ۖ فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝

بڑا فضل والا ہے　　اس سے زیادہ کوئی بات نہین کہ یہ شیطان ہے کہ اپنے دوستون سے ڈراتا ہے سو تم اُن سے مت ڈرنا اور مجھ ہی سے ڈرنا اگر تم ایمان والے ہو ۔ کہ گئی

مین ثواب و نفع تجارت کی طرف اشارہ ہے۔ اور بعض مفسرین نے ان آیات کے متعلق دوسرا قصہ ذکر کیا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ احد کے لوٹتے وقت کفار مکہ کہ گئے تھے کہ سال آیندہ پھر بدر مین لڑائی ہوگی جہان سال گذشتہ بھی ہو چکی تھی لیکن پھر اُن کی ہمت نہ پڑی ایک اعرابی کو کچھ روپیہ دینا کیا کہ تو مسلمانوں کو ڈرا دے تاکہ وہ ڈر کر نہ آوین تو الزام اُنکے سر رہے لیکن مسلمان نہ ڈرے اور وقت پر پہونچ گئے اور کفار نہ آئے وہان بازار لگا کرتا تھا مسلمانون نے خوب خرید و فروخت کیا جسمین نفع بھی ملا پھر صحیح سلامت اپنے گھر آ پہونچے اس غزوہ کا نام بدر صغری مشہور ہے اور بعض نے اس بدر صغریٰ کے قصہ کو غزوہ احد کے ایک ماہ بعد واقع کہا ہے باقی قصہ بحالہا کہا ہے اھ لیکن احقر نے پہلے قصہ کو اسلیے اختیار کیا کہ روح المعانی مین کہا ہے والی ہذا ذہب اکثر المفسرین ۔ دوسرے من بعد ما اصابہم القرح سے متبادر زخمون کی تکلیف کا اسوقت تک باقی رہنا ہے گو دوسری تفسیر پر یہ معنی ہو سکتے ہین کہ باوجود یکہ سال گذشتہ تکلیف اٹھائی تھی جس سے جہان تھا خوف زدہ ہو جانیکا الخ واللہ اعلم اور اس تفسیر کے اختیار کر لینے سے غزوہ بدر صغری کا انکار نہین کرتے لیکن اسکو مدلول آیات قرآنیہ کہین گے **قصہ غزوہ حمراء الاسد**

الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِلّٰهِ وَالرَّسُولِ مِنْ بَعْدِ مَا أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۛ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا أَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿۱۷۲﴾ الَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا ۖ وَقَالُوا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ ﴿۱۷۳﴾ فَانْقَلَبُوا بِنِعْمَةٍ مِنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَمْ يَمْسَسْهُمْ سُوءٌ وَاتَّبَعُوا رِضْوَانَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ ذُو فَضْلٍ عَظِيمٍ ﴿۱۷۴﴾ إِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَاءَهُ فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿۱۷۵﴾

جن لوگون نے اللہ و رسول کے کہنے کو (جبکہ تعاقب کفار کے لیے بلائے گئے) قبول کر لیا بعد اسکے کہ انکو (ابھی تازہ) زخم (لڑائی مین) لگا تھا ان لوگون مین جو نیک اور متقی ہین (اور واقع مین سب ہی ایسے ہین) اُن کے لیے (آخرت مین) ثواب عظیم ہے یہ ایسے (مخلص) لوگ ہین کہ (بعض) لوگون نے (یعنی عبد القیس والون نے جو) ان سے (آکر) کہا کہ اُن لوگون نے (یعنی اہل مکہ نے) تمہارے (مقابلہ کے) لیے (بڑا) سامان جمع کیا ہے سو تمکو اُن سے اندیشہ کرنا چاہیے تو اس (خبر) نے اُن کے (جوش) ایمان کو اور زیادہ کر دیا اور (نہایت استقلال سے یہ) کہہ (کر بات کو ختم کر) دیا کہ ہمکو حق تعالیٰ (سب مہمات مین) کافی ہے اور وہی سب کام سپرد کرنے کے لیے اچھا ہے (یہی سپرد کرنا توکل ہے) پس یہ لوگ خدا کی نعمت اور فضل سے (یعنی ثواب اور نفع تجارت) بھرے ہوئے واپس آئے کہ انکو کوئی ناگواری ذرا پیش نہین آئی اور وہ لوگ (اس واقعہ مین) رضائے حق کے تابع رہے (جسکی بدولت مجموع نعم سے سرفراز ہوئے) اور اللہ تعالیٰ بڑا فضل والا ہے (مسلمانو) اس سے زیادہ کوئی (قابل اندیشہ) بات نہین کہ یہ (مخبر فعلاً) شیطان ہے کہ اپنے (ہم مذہب) دوستون سے (تمکو) ڈرانا چاہتا ہے سو تم اُن سے (کبھی) مت ڈرنا اور (صرف) مجھی سے ڈرنا اگر تم ایمان والے ہو **ف** شرح مضمون کی تقریر ربط مین مفصل گذر چکی ہے۔ اور یہ جو فرمایا کہ اللہ و رسول کے کہنے کو حالانکہ ظاہر مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعاقب کے لیے فرمایا تھا وجہ اسکی یہ ہے کہ آپکا فرمانا خدا کے فرمانے سے ہوتا تھا اسلیے اللہ و رسول کی طرف نسبت صحیح ہوئی۔ اور یہ جو فرمایا کہ ان مین جو نیک اور متقی ہین حالانکہ نصوص و اخبار سے اُن سب حضرات کا اس صفت کے ساتھ موصوف ہونا یقینی ہے اور خود آیت مین بھی جب اُن سب کے لیے استجابت ثابت کی پھر اُنکے محسن و متقی ہونے مین کیا شبہ رہا پس مقصود اس فرمانے سے تقیید نہین بلکہ اُنکی مدح اور اُنکے لیے کئی وصفون کا ثابت کرنا اور اجر عظیم کی علت بیان کرنا ہے کہ یہ مستجیبین جو مستحق اجر عظیم ہوئے

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ فی ترجمۃ قال لہم الناس بعض لوگون نے اشارۃ الی ان اللام للجنس الشامل للقلیل و الکثیر فصح ارادۃ واحد و ستعد من نعیم بن مسعود او غیرہ علی اختلاف الاقوال ۱۲

۲ قولہ فی ترجمۃ ان الناس ان لوگون نے اشارۃ الی ان اللام للعہد ۱۲

۳ قولہ فی ترجمۃ فاخشوہم اندیشہ چاہیے اتیح فیہ المحاورۃ فی مثل ذاک المحل ۱۲

۴ قولہ فی ترجمۃ فزادہم ایمانا جوش ایمان اشارۃ الی ان المراد بالایمان بعض آثارہ لا نفس التصدیق لانہ لم یوجد اذ ذاک شئ مما یجب تصدیقہ کالصلوۃ والصوم ۱۲

۵ قولہ فی ترجمۃ و نعم الوکیل وہی سب کام الخ اخذ الحصر من المقام و ترجمۃ الوکیل من اللغۃ لان الوکیل بمعنی الموکول الیہ ۱۲

۶ قولہ فی ترجمۃ قولہ سوء ذرا ناگواری افاد العموم للتنکیر تحت النفی ۱۲

۷ قولہ بعد ترجمۃ رضوان اللہ مجموع نعم سے الخ دفع بعد بہ مجموع ما عسی ان یتوہم ان بعض غیر المتبعین لا یمسہم وجہ الدفع ظاہر فان المجموع لا یترتب الا علی الاتباع لما توہم ان بعض المتبعین یمسہم بعض سوء فاندفاعہ ظاہر لان ہذا الاتباع سبب لا علۃ تامۃ فلا یضر التخلف لعارض فافہم ۱۲

۸ قولہ فی ترجمۃ ذلکم مسلمانو افاد ان ضمیر الخطاب ۹

النحو الذین استجابوا ابتدا والخبر للذین احسنوا وضعا للمظہر موضع المضمر ای لہم ۱۲

وَلَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ ۚ اِنَّهُمْ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ۭ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِي الْاٰخِرَةِ ۚ

اور آپ کے لیے وہ لوگ موجب غم نہ ہونے چاہییں جو جلدی سے کفر میں جا پڑتے ہیں یقیناً وہ لوگ اللہ تعالیٰ کو ذرہ برابر بھی ضرر نہیں پہونچا سکتے اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ آخرت میں ان کو اصلاً بہرہ

وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَلَا يَحْسَبَنَّ

نہ دے اور ان لوگوں کو سزائے عظیم ہوگی یقیناً جتنے لوگوں نے ایمان کی جگہ کفر کو اختیار کر رکھا ہے یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو ذرہ برابر ضرر نہیں پہونچا سکتے اور ان کو دردناک سزا ہوگی اور جو لوگ کفر

الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ ۭ اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْٓا اِثْمًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝

کر رہے ہیں وہ یہ خیال ہرگز نہ کریں کہ ہمارا ان کو مہلت دینا ان کے لیے بہتر ہے ہم ان کو صرف اس لیے مہلت دے رہے ہیں جس میں جرم میں ان کو اور ترقی ہو جاوے اور ان کو توہین آمیز سزا ہوگی

اسکی علت ان کا محسن ومتقی ہونا ہے کیونکہ استجابت بھی احسان اور تقوی کا اثر ہے خوب سمجھ لو **ربط** اوپر منافقین کی بے وفائی اور بدخواہی کا مذکور ہو چکا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر انکی ان حرکات سے رنج ہوا ہوگا حق تعالیٰ آیت آیندہ میں آپکو تسلی دیتے ہیں اور اسکے ساتھ ضمناً وطبعاً جمیع کفار کے معاملہ کے متعلق خواہ کوئی ہو آپکی تسلی فرماتے ہیں تاکہ آپکے قلب پر اب یا آیندہ ان کی اور دوسروں کی طرف سے کبھی صدمہ غالب نہ ہو

تسلیہ قلب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم در معاملہ منافقین وکفار وَلَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ ۚ اِنَّهُمْ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ۭ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ اور آپ کے لیے وہ لوگ موجب غم نہ ہونے چاہییں جو جلدی سے کفر کی باتوں میں جا پڑتے ہیں (جیسے منافقین کہ ذرا مسلمانوں کا پلہ ہلکا دیکھا فوراً ہی کفر کی باتیں کھلم کھلا کرنے لگتے ہیں جیسا انکے اقوال واحوال مذکورہ بالا سے معلوم ہوا) یقیناً وہ لوگ اللہ تعالیٰ (کے دین) کو ذرہ برابر بھی ضرر نہیں پہونچا سکتے (اور آپکو زیادہ رنج اس سے ہوتا ہے کہ ان لوگوں کی مخالفت سے دین اسلام کی قوت وترقی میں کچھ ضعف وخلل نہ آجاوے پس جب یہ یقینا معلوم ہو گیا کہ دین کو اس سے کچھ ضرر نہیں ہو سکتا پھر آپ کیوں رنج کریں اور اگر وجہ رنج کی یہ ہے کہ گو دین کو ضرر نہیں مگر خود ان کا تو ضرر ہے پھر یہ ایسے کام کیوں کرتے ہیں جس سے انکی عاقبت برباد ہو تب بھی رنج نہ کیجیے کیونکہ) اللہ تعالیٰ کو (انکو بتلانا) یہ منظور ہے کہ آخرت میں سے انکو اصلاً بہرہ نہ دے (جب یہ امر مقدر ہو چکا تو پھر ان سے امید موافقت کی بیکار ہے اور رنج امید کے خلاف سے ہوتا ہے جب ان سے امید ہی نہ رکھی جاوے پھر رنج بھی نہ ہوگا) اور (صرف یہی نہیں کہ آخرت میں نعمتوں سے خالی محروم ہی رہیں مگر سزا نہ ہو بلکہ حرمان کے ساتھ) ان لوگوں کو سزائے عظیم (بھی) ہوگی (اور جیسا یہ گروہ خاص دین اسلام کو کوئی ضرر نہیں پہونچا سکتے اسی طرح) یقیناً جتنے لوگوں نے ایمان (کو چھوڑ کر اس) کی جگہ کفر کو اختیار کر رکھا ہے (خواہ منافق ہوں خواہ کافر مجاہر ہوں خواہ پاس کے ہوں خواہ دور کے ہوں) یہ لوگ (بھی) اللہ تعالیٰ (کے دین) کو ذرہ برابر ضرر نہیں پہونچا سکتے (پس آپ کو کسی کی طرف سے فکر ورنج نہ چاہیے) اور ان (سب) کو (پہلوں کی طرح) دردناک سزا ہوگی

ف اگر کسی کی طبیعت میں اسجگہ مسئلہ تقدیر کے متعلق خلجان پیدا ہو تو شروع سورہ بقرہ آیت ان الذین کفروا الی قولہ عذاب عظیم کی تفسیر ملاحظہ فرمالیں **ربط** اوپر کی آیتوں میں اہل کفر کو مستحق عذاب عظیم والیم فرمایا ہے چونکہ وہ لوگ اسکے منکر تھے اور یہ استدلال کیا کرتے کہ جب ہم یہاں آرام وآسایش میں ہیں تو معلوم ہوا کہ ہم سے اللہ تعالیٰ ناخوش نہیں ہیں پس وہاں بھی اگر آخرت کوئی چیز ہے تو آرام میں رہینگے ورنہ یہاں عذاب سے کیوں چھوڑے جاتے جیسا یہ مضمون ان آیات سے معلوم ہوتا ہے لو شاء اللہ ما اشرکنا۔ لو شاء اللہ ما عبدنا من دونہ من شیء۔ ولئن رجعت الی ربی ان لی عندہ للحسنی ان کان ہذا ہو الحق من عندک فامطر علینا حجارۃ من السماء الخ وغیرہا حق تعالیٰ آیت آیندہ میں اس خیال کا ابطال فرماتے ہیں **ابطال عم اہل کفر در باب امہال از عذاب در دنیا** وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ ۭ اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْٓا اِثْمًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝

اللغات فی روح المعانی الاملاء فی الاصل اطالۃ المدۃ والملاء الحین الطویل ومنہ الملوان اللیل والنہار لطول تعاقبہما ۱۲

النحو الذین کفروا فاعل لیحسبن وانما المفتوحۃ مصدریۃ وہی مع خبرہا ای خیر ساد مسد المفعولین والتقدیر ولا یحسب الکافرون ان الاملاء خیر لہم وفی قراءۃ ولا تحسبن بالخطاب للرسول صلی اللہ علیہ وسلم الا ان المقصود التعریض بہم اذ حسبوا ما ذکروا عطفا فاعل ساد

فالفاعل ضمیر الخطاب والذین مفعول لہ وانما نملی الخ بدل اشتمال منہ وحیث کان المقصود بالذات ہو البدل وکان ہہنا ما یسد مسد المفعولین جاز الاقتصار علی مفعول واحد وکلمۃ انما الثانیۃ بالکسر ہی فحصر ۱۲ **البلاغۃ** فی روح المعانی وتضمن معنی المسارعۃ معنی الوقوع تعدت بفی دون الی الشائع تعدیتہا بہا کما فی سارعوا الی مغفرۃ واثر ذلک للاشعار باستقرارہم فی الکفر ودوام ملابستہم لہ فی مبدء المسارعۃ ومنتہاہا کما فی قولہ تعالی فی المؤمنین یسارعون فی الخیرات واما ایثار الی فی آیتہا فلان

المغفرۃ والجنۃ منتہی المسارعۃ وغایتہا الخ **اختلاف القراءۃ** یحزنک من الافعال وحزن واحزن بمعنی واحد ۱۲

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ بعد ترجمۃ یسارعون جیسے منافقین اشارۃ الی ان المسارعین الاتصرفین منہم لقولہ تعالی علی بعض الآیات فی المائدۃ لا یحزنک الذین یسارعون فی الکفر من الذین قالوا آمنا بافواہہم ولم تؤمن قلوبہم ومن الذین ہادوا فانا نخصصہم للشمول الا ان المقام یرجح کونہم مرادا ۱۲ **۲ قولہ** فی ترجمۃ لن یضروا اللہ دین کو اشارۃ الی ان المراد باضرار اللہ تعالی اضرار دینہ لا مجازا او احذفا **۳ قولہ** فی ترجمۃ شیئا ذرہ برابر بھی ضرر اشارۃ الی انہ مفعول مطلق ای ضرا شیئا والی ان التنکیر للتقلیل ۱۲ **۴ قولہ** بعد ترجمۃ لن یضروا اللہ آپکو زیادہ رنج اشارۃ الی سبب حزنہ صلی اللہ علیہ وسلم لیرتبط الکلام بعضہ ببعض **۵ قولہ** فی ترجمۃ یرید آنکو بتلانا قیدہ لان لفظ منظور یوہم ما لا یلیق **۶** الرضی ولیس محتملا ہہنا ۱۲ **۷ قولہ** فی ترجمۃ حظا اصلا لوقوع النکرۃ تحت النفی ۱۲ **۸ قولہ** فی ترجمۃ اشتروا چھوڑ کر اسکی جگہ اشارۃ الی حاصل معنی الاشتراء ہہنا کہ من عدم قبولہم الایمان واختیارہم الکفر ولو من اہل الامر یختص بالمرتدین **۹ قولہ** فی ترجمۃ عذاب الیم پہلوں کی طرح اشارۃ الی ان الامرین لا تنفی فی عظیم والیم والی ان فائدۃ ہذہ الجملۃ ہی فائدۃ التکرار للتقریر من ان عذابہم مقدار اطا محتاج بعید منہم موجبات العذاب لکن باختیارہم فلا یلیق الجبر ۱۲

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ۭ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ

اللہ تعالی مسلمانون کو اس حالت پر رکھنا نہین چاہتے جسپر تم اب ہو جب تک کہ ناپاک کو پاک سے تمیز نہ فرمادی اور اللہ تعالی ایسے امور غیبیہ پر تمکو مطلع نہین کرنے

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۠ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ

ولیکن ہان جسکو خود چاہین اور وہ اللہ تعالے کے پیغمبر ہین انکو منتخب فرما لیتے ہین پس اب اللہ پر اور اُسکے سب رسولون پر ایمان لے آؤ اور اگر تم ایمان لے آؤ اور پرہیز رکھو تو پھر تمکو اجر عظیم ملے

اور جو لوگ کفر کر رہے ہین وہ خیال ہرگز نہ کرین کہ ہمارا اُن کو (عذاب سے) مہلت دینا (کچھ) اُن کے لیے بہتر (اور مفید) ہے (ہرگز نہین بلکہ) ہم اُنکو صرف اسلیے مہلت دے رہے ہین جسمین (زیادت عمر کی وجہ سے) جرم (کفر) مین انکو اور ترقی ہو جاوے (تاکہ یکبارگی پوری سزا ملے) اور (دنیا مین اگر سزا نہ ہوئی تو کیا ہے آخرت مین ضرور) انکو توہین آمیز سزا ہوگی **ف** اس آیت سے کوئی یہ شبہ نہ کرے کہ جب اللہ تعالی نے اسی لیے مہلت دی ہے کہ اور زیادہ جرم کرین تو پھر زیادہ جرم کرنے سے عذاب کیون ہوگا۔ اصل یہ ہے کہ یہ فرمانا ایسا ہی ہے جیسے کوئی لڑکا مکتب مین میٹھا کھیلتا رہے اور اُستاد کے کئی بار سمجھانے سے نہ مانے اُستاد غصہ مین آکر خاموش ہو جاوے کہ جب سبق سننے کا وقت آویگا اسوقت اکٹھا سمجھونگا اور اسپر وہ نادان لڑکا فخر کرے کہ اُستاد مجکو اسلیے نہین مارتا کہ مجھکو بہت چاہتا ہے اور اُسوقت اُس لڑکے سے کہا جاوے کہ نہ مارنا اسلیے نہین بلکہ اسلیے ہے تاکہ تو خوب میٹھا کھیلتا رہے اور وقت پر سبق یاد نہ نکلے اور خوب پیٹا جاوے پس عدم عقوبت کا اصل سبب تو ارادہ سزا ہے مگر نہ پڑھنا جو کہ سبب السبب ہے کلام مین قائم مقام سبب کے کر دیا گیا اسی طرح اصل سبب امہال کا ارادہ زیادہ عقوبت ہے لیکن اُس سبب کے سبب یعنی ازدیاد اثم کو جو باختیار عبد ہے قائم مقام سبب بغرض افادہ بلاغت کلام کر دیا گیا اور جاننا چاہیے کہ امہال کے غیر نافع ہونے مین جو تخصیص کفار کی کیگئی وجہ اُسکی یہ ہے کہ مسلمان کو جسقدر عمر زیادہ ملتی ہے اُسمین باقتضاء اسلام فائدہ ہی ہے کہ زیادہ طاعت کرے اور زیادہ مستحق درجات ہو البتہ اگر اسلام کے اس اقتضاء ہی پر کوئی عمل نہ کرے تو اور بات ہے مومن کو بحیثیت ایمان فائدہ ہی ہے بخلاف کافر کے کہ اُسکو بحیثیت کفر کے ضرر ہے البتہ اگر کفر کے اس اقتضاء پر عمل نہ کرے اور تو وایمان سے مشرف ہو جاوے تو اور بات ہے **ربط** جیسا اہل کفر پر عذاب نہ آنے سے شبہ ہوتا تھا کہ یہ لوگ مردود نہ ہونگے ورنہ عذاب آجاتا اور اوپر کی آیت مین اسکو رفع فرمایا اسی طرح مسلمانون پر بعضی سختیان آنے سے جیسے احد مین آئین وسوسہ ہو سکتا تھا کہ یہ مقبول ہوتے تو ان پر سختیان کیون آتین اگلی آیت مین ان شدائد کی حکمتین اور مصلحتین بیان کرنے سے اُس وسوسہ کو دفع فرماتے ہین **حکمت شدائد بر مومنین در بعض احیان** مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ۭ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۠ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ۔ اللہ تعالی مسلمانون کو اس حالت (اختلاط وعدم امتیاز منافقین ومخلصین) پر رکھنا نہین چاہتے جسپر تم (سب) اب (موجود) ہو (بلکہ واقعات وشدائد کا نازل ہونا اسوقت تک ضرور ہے) جب تک کہ ناپاک (یعنی منافق) کو پاک (یعنی مومن مخلص) سے تمیز نہ فرمادے (اور یہ تمیز شدائد سے خوب ظاہر ہو جاتا ہے جیسا کئی بار اسکی تقریر گذر چکی ہے) اور (اگر تمکو یہ وسوسہ ہو کہ بلا نزول شدائد بھی نزول وحی الی الرسول سے تمیز سہل ہے کہ تبلا دیا جاتا فلان فلان منافق ہین تو اسکا جواب یہ ہے کہ) اللہ تعالی (بمقتضائے حکمت) ایسے امور غیبیہ پر تمکو (بلا واسطہ وقوع حوادث وغیرہ) مطلع نہین کرنا چاہتے ولیکن ہان جسکو (اسطرح مطلع کرنا) خود چاہین اور (ایسے حضرات) وہ اللہ تعالی کے پیغمبر ہین انکو (اسطرح مطلع کرنیکے لیے اپنے بندون مین سے) منتخب فرما لیتے ہین (اور تم پیغمبر ہو نہین سو تمکو ہم اسطرح ایسے امور کی کیون اطلاع دیدین البتہ واقعات ایسے نازل فرماتے ہین جسکے واسطے بطور استدلال تمکو یہ تمیز ظاہر ہو جاوے اور جب کفار پر دنیا مین عذاب نازل نہ ہونے کی اور مومنین پر بعض شدائد نازل ہونیکی حکمت

النحو واللام فی لیذر متعلقة بمحذوف ہو الخبر لکان والفعل منصوب بان مضمرة بعدہا کما ذہب الیہ البصریون ای ماکان اللہ مریدا لان یذر المؤمنین وقال الکوفیون اللام مزیدة للتاکید وناصبة للفعل بنفسہا والخبر ہو الفعل ولا یقدح فی عملہا زیادتہا اذ الزائد قد یعمل کمافی حروف الجر المزیدة فلا ضعف فی مذہبہم من ہذہ الحیثیة کما وہم۔

البلاغة فی روح المعانی تعلیق الیذر بالخبیث مع ان المتبادر ملابس من عدم تمیز المؤمنین عن الاختلاط تعلیقہ بہا [illegible]

مزید اظہار بالتصرف فیہم وتغییرہم من حال الی حال مع بقاء المنافقین علیٰ ما ہم علیہ من الاستتار وانما المناسب لصدر الکلام ... ایسلمانہ شعر بالاقتضاء انتسابہ من نسب لیعلن المتبادر منہ عدم الترک علی حالة غیر ملائمة کما یشہد الذوق السلیم بعض المحققین ... [illegible]

ملحقات الترجمة

قولہ فی ترجمة خیر او مفید اشارة الی ان خیر لیس للتفضیل والاتفاق الی المبدأ۔ قولہ فی ہلاک کے سوا اقتضاء جرم تو اکفر کے اس اقتضاء کے اند فع بہذا ان الامہال کیون شرا لبعض للمؤمنین حیث یزددن ... کمواتہ خیر البعض الکافرین حیث ... قولہ فی وجہ الربط جیسا احد مین ... ویلایا الایة تلک العقدة فالکلام متسق ... قولہ قبل حتی لکنہ وشدائد اشارة الی ان حتی للغایة لکن اللازم کور لفساد المعنی فانہ یلزم بلاغة تغیر کم من الاختلاط والخفی فساد و دل الخبر المذکور الذی دل علیہ المذکور ہو المعبر عنہ بقولہ بلکہ کئی ضم کو نہ غایة لہ الامر اللازم انہ بعد المیز لا ینزل الشدائد یعنی ینقطع النزول الذی فیہ تلک الحکمة وہو معنی صحیح و لا ینافی تردد لہا الحکمة اخری ... قولہ فی ترجمة الیسے ہو غیبیہ اشارة الی کون اللام للعہد بقرینة المقام ... تعالی باہم من مغیبات کثیرہ ... احکام الشرع المنصوصة ... قولہ بعد ترجمة الغیب بلا واسطہ الی قولہ وغیرہ اشارة الی امرین الاول ان لما ترتب الاسباب من الحوادث فقد اطلعہم ... من نفاقہم وکفرہم ... ظاہر والثانی جواب ... بعض الخفیات ... وجہ الجواب انہم ... وغیرہ فضل من ... استغناء الاطلاع ... الی الرسل صلی اللہ علیہ وسلم ... قولہ فی ترجمة من رسلہ ... اعلام غیب ... من المطیعین ... لیس بعضا من الرسل ...

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ

اور ہرگز خیال نہ کریں ایسے لوگ جو ایسی چیز میں بخل کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے دی ہے کہ یہ بات ان کے لیے کچھ اچھی ہوگی بلکہ یہ بات ان کے لیے بہت ہی بری ہے وہ لوگ قیامت کے روز طوق

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝

پہنا دیے جاویں گے اس کا جس میں انہوں نے بخل کیا تھا اور اخیر میں آسمان و زمین اللہ ہی کا رہ جاوے گا اور اللہ تعالیٰ تمہارے سب اعمال کی پوری خبر رکھتے ہیں

معلوم ہو گئی اور ثابت ہو گیا کہ یہ امور دلیل رد و قبول کے نہیں ہیں پس اب (ایمان کے پسندیدہ اور کفر کے ناپسندیدہ ہونے میں) اہل باطل کوئی شبہ مت کرو بلکہ اللہ پر اور اس کے سب رسولوں پر (اخلاص کے ساتھ) ایمان لے آؤ اور اگر تم ایمان لے آؤ اور (کفر و معاصی سے) پرہیز رکھو تو پھر تم کو (بجائے عذاب عظیم و الیم جو اوپر کفر پر موعود تھا ایمان و تقویٰ کی بدولت آخرت میں) اجر عظیم ملے گا ف یہ سلسلہ کے ترجمہ میں جو کہا گیا کہ مقتضائے حکمت کو حکمتیں بیشمار ہیں اور ان کی تفتیش کی ضرورت نہیں لیکن ظاہراً یہ حکمت بھی معلوم ہوتی ہے کہ صرف وحی سے معلوم ہونے سے ظاہری اختلاط تو رہتا اور غیر متقی نسیں کا اختلاط ظاہری سبب ہوتا ہی اکثر مفاسد کا اور اگر مسلمان ان کو جدا کرنا چاہتے تو ان کے پاس کوئی وجہ احتجاج کی نہ تھی وہ کہتے کہ ہم تو مخلصین ہیں بخلاف اس صورت کے کہ واقعات پیش آئے اور کم ہمتی سے وہ نکل بھاگے پھر خود ہی ان کا منہ نہ رہا کہ دعوی اخلاص کریں اور مفاسد اختلاط سے اس طرح نجات ہو گئی۔ اور اس آیت سے کسی کو شبہ نہ ہو کہ جو علم غیب خصائص باری تعالیٰ سے ہے اس میں رسل کی شرکت ہو گئی کیونکہ خواص باری تعالیٰ سے دو امر ہیں اس علم کا ذاتی ہونا اور اس کا محیط بالکل ہونا یہاں ذاتی اسلیے نہیں کہ وحی سے ہے اور محیط اسلیے نہیں کہ بعض امور خاص مراد ہیں پس یہ بالمعنی الاعم غیب ہے نہ کہ بالمعنی الاخص خوب سمجھ لو۔ اور یہ جو اخیر میں فرمایا سب پر ایمان لاؤ حالانکہ مقام مقتضی ہے ذکر ایمان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وجہ اس کی یہ ہے کہ آپ پر بھی ایمان جب ہی متحقق ہو گا جب سب کو مانیں کیونکہ ایک کی تکذیب سب کی تکذیب ہے ربط اور یہ قصہ کے ختم پر اس کے متعلقات کا بیان ہو چکا جس کی وجہ تعلق کی تقریر ولا یحزنک الی قولہ اجر عظیم کے عنوانات ربط میں مذکور ہوئی ہے اب پھر عود ہے اس مضمون کی طرف جو کہ قصہ کے قبل بیان ہو رہا تھا یعنی قبائح و شنائع اہل کتاب بالخصوص یہود کے جس کا ایراد بمناسبت مضمون محاربہ کفار تھا جو خلاصہ ہے اس سورت کا سو منجملہ ان کے شنائع کے ایک امر یہ تھا کہ قرآن مجید میں جو ترغیب انفاق فی سبیل اللہ کے لیے اس قسم کی آیات نازل ہوئیں من ذا الذی یقرض اللہ قرضا حسنا ونحوہا تو بعض یہود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر کہنے لگے کہ نعوذ باللہ آپ کا رب مفلس ہو گیا کہ اپنے بندوں سے قرض مانگنے لگا انکی اس بیہودگی پر اللہ تعالیٰ نے آیت آئندہ کے بعد والی آیت یعنی لقد سمع اللہ الخ نازل فرمائی کذا فی لباب النقول پس اصل مقصود اس مقام پر تو وہ آیت ہے اور آیت آئندہ یعنی ولا یحسبن الذین یبخلون الآیۃ اس مقصود کی تمہید ہے اسلیے کہ انکی اس بیہودگی کے سبب کا ایک جزو ان کا بخل بھی تھا جیسا کہ دوسرا جزو ان لوگوں کا بے ادب و معاند ہونا بھی تھا اسلیے اول کی آیت میں بخل کی مذمت بیان فرماتے ہیں مع وعید تطویق کے اور دوسری آیت میں انکی گستاخی کا اظہار فرماتے ہیں مع وعید عذاب حریق کے **مذمت بخل**

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ اور ہرگز خیال نہ کریں ایسے لوگ جو (ضروری موقع پر) ایسی چیز (کے خرچ کرنے) میں بخل کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے دی ہے کہ یہ بات ان کے لیے کچھ اچھی ہوگی (ہرگز نہیں) بلکہ یہ بات ان کے لیے بہت ہی بری ہے (کیونکہ انجام اس بخل کا یہ ہوگا کہ) وہ لوگ قیامت کے روز طوق پہنا دیے جاویں گے اس (مال) کا (سانپ بنا کر) جس میں انہوں نے بخل کیا تھا اور (بخل کرنا بڑی حماقت کیونکہ) اخیر میں (جب سب مر جاویں گے) آسمان و زمین (اور جو کائنات ان کے اندر ہیں سب) اللہ ہی کا رہ جاوے گا (لیکن وہ تمہارے بلا اختیار ہوگا جس میں اجر نہیں اس سے اگر بالاختیار دیدو تو اجر ہی ملے) اور اللہ تعالیٰ تمہارے سب اعمال (کے باطن تک) کی پوری خبر رکھتے ہیں (پس جو خرچ کرو خلوص دل سے خرچ کرنا) ف اس طوق پہنائے جانے کی کیفیت

ملحقات الترجمة

ل قولہ فی ترجمۃ اجر عظیم بجائے عذاب عظیم کے اشارۃ الی ان فی الکلام حسن مقابلۃ ۱۲ ع قولہ فی ترجمۃ من فضلہ اپنے فضل سے اشارۃ بالنظر الی محاورتنا الی کون من تعلیلیۃ ویمکن ان تکون بیانیۃ لما لیفسر الفضل بالرزق ۱۲ ت قولہ فی ترجمۃ خیرا اچھی اشارۃ الی ان خیرا لیس للتفضیل کما فی روح المعانی صفۃ حسنۃ ۱۲ ع قولہ بہت ہی بری اشارۃ الی ان التنوین فی شر للتعظیم ۱۲ ہ قولہ کیونکہ انجام اشارۃ الی ان قولہ سیطوقون بیان الکیفیۃ کونہ شرا لہم ۱۲ ل قولہ فی ترجمۃ سیطوقون طوق پہنا دیے جاویں گے الخ من غیر اخذ المعنی التقریب فیہ مناہ ما فی روح المعانی السین مزیدۃ للتاکید ے قولہ اخیر میں راعی فیہ معنی المیراث تقریرہ انہ یفنی اہل السموات والارض وتبقی الاملاک ولا مالک الا اللہ فجری ہذا مجری الوراثۃ اذ کان الخلق یدعون الاملاک فلما ماتوا عنہا ولم یخلفوا احدا کان ہو الوارث لہا والمقصود من الآیۃ انہ یبطل جمیع المالکین الاملاک الا اللہ سبحانہ وتعالیٰ فیصیر کالمیراث کذا فی الکبیر قلت وعلی ہذا یکون مجازا فی معنی المیراث ۱۲

ع ۹ / ۴

اللغات فی روح المعانی المیراث مصدر کالمیعاد والمراد بہ ما یتوارث ۱۲

النحو الذین یبخلون فاعل والمفعول الاول محذوف ای بخلہم والصحیح ان مارحۃ الحذف علی القرینۃ فمتی وجدت القرینۃ جاز الحذف ومتی لم توجد لم یجز وہو ضمیر الفصل بین المفعولین وخیرا مفعول ثان واما علی قراءۃ الخطاب فالمفعول الاول الذین یبخلون بحذف المضاف ای بخل الذین ۱۲ من روح المعانی

البلاغۃ وایراد ما بخلوا بہ بعنوان ایتاء اللہ تعالیٰ ایاہ من فضلہ للمبالغۃ فی بیان سوء صنیعہم فان ذلک من موجبات بذلہ سبحانہ۔ وفی قولہ تعالیٰ بل ہو شر لہم التنصیص علی ذلک مع علمہ مما تقدم للمبالغۃ کذا فی روح المعانی ۱۲

وقف لازم

لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَاۗءُ ۘ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَقَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَاۗءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ

بے شک اللہ تعالیٰ نے سن لیا ہے ان لوگون کا قول جنہون نے یون کہا کہ اللہ تعالیٰ مفلس ہے اور ہم مالدار ہین ہم انکے کہی ہوے کو لکھ کر رہین گے اور انکا انبیاء کو ناحق قتل کرنا بھی اور ہم کہین گے

وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝ۚ

کہ چکھو آگ کا عذاب — یہ اُن اعمال کی وجہ سے ہے جو تمنے اپنے ہاتھون سمیٹے ہین اور یہ امر ثابت ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ بندون پر ظلم کرنے والے نہین

حدیث بخاری مین آئی ہے حضرت ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جسکو خدا تعالیٰ مال دے اور وہ اُسکی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو وہ اوسکا مال قیامت کے روز ایک زہری سانپ کی شکل بنا کر اُسکے گلے مین ڈال دیا جاویگا اور وہ اوس شخص کی باچھین پکڑیگا اور کہیگا کہ مین تیرا مال ہون تیرا سرمایہ ہون پھر حضور نے یہ آیت پڑھی اھ یہ احقر کہتا ہے کہ ترجمہ مین جو یہ قید لگائی گئی کہ ضروری موقعون پر ان سے ایسے ہی حقوق واجبہ زکوٰۃ وغیرہ مراد ہین پس حدیث مین تخصیص زکوٰۃ کی تمثیلا ہے حصر نہین چنانچہ روح المعانی مین ایک حدیث نقل کی ہے جسمین ایسی ہی وعید ذی رحم کو نہ دینے پر آئی ہے کیونکہ ذی وسعت پر ذی رحم عاجز کی اعانت بھی واجب ہے۔ اور کوئی شخص یہ شبہہ نہ کرے کہ گو آیت بوجہ عموم الفاظ کے یہود کو شامل ہو سکتی ہے لیکن کفار کا مکلف بالفروع نہ ہونا قرینہ مانعہ ہے۔ جواب یہ ہے کہ جو علما اسکے قائل ہین اُنکے قول پر یہ توجیہ ہو سکتی ہے کہ یہود کا یہ بخل ناشی تھا اُن کے کفر بالآیات و تکذیب وعدہ جزا سے پس یہ وعید معنیٰ کفر پر ہے جسکے ترک کے وہ مکلف ہین خوب سمجھ لو ربط اس تمہید کے بعد آگے مقصود مقام کا بیان ہے یعنی **بیان گستاخی یہود** لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَاۗءُ ۘ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَقَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَاۗءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝ۚ بے شک اللہ تعالیٰ نے سن لیا ہے اُن (گستاخ) لوگون کا قول جنہون نے (استہزاءً) یون کہا کہ (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ مفلس ہے اور ہم مالدار ہین (اور صرف سننے پر اکتفا نہین کیا جاویگا بلکہ) ہم ان کے کہے ہوئے کو (ان کے نامۂ اعمال) لکھ کر رہین گے اور (اسیطرح) ان کا (حضرات) انبیاء (علیہم السلام) کو ناحق قتل کرنا بھی (اُن کے نامۂ اعمال مین لکھا جاویگا) اور ہم (انپر سزا جاری کرنے کے وقت بطور جتلانے کے) کہین گے کہ (لو) چکھو آگ کا عذاب (اور اُنکو روحانی الم دینے کے لیے یہ بھی اُسوقت اُن سے کہا جاویگا کہ یہ (عذاب) اُن اعمال (کفریہ) کی وجہ سے ہے جو تم نے اپنے ہاتھون سمیٹے ہین اور یہ امر ثابت ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ بندون پر ظلم کرنے والے نہین (سو اللہ تعالیٰ نے بے جرم تمکو سزا نہین دی

ف ظاہر یہ ہے کہ یہود کا اس بیہودہ قول کے موافق اعتقاد تو نہوگا لیکن یہ بات اُنہون نے استہزاءً کہی اور مقصود اس سے تکذیب تھی آیات قرآنیہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چنانچہ آگے آیت فان کذبوک سے اسکی تائید بھی ہوتی ہے پس اُن کا مطلب یہ ہوگا کہ ان آیتون کا مضمون اگر صحیح ہو تو اس سے خالق کا فقیر اور مخلوق کا غنی ہونا لازم آتا ہے اور یہ لازم باطل ہے پس ان آیتون کا مضمون صحیح نہین خود یہ تکذیب قرآن بھی کفر ہے پھر اُسکی بصورت استہزاء تقریر کرنا یہ اور کفر پر مزید کفر ہے کیونکہ خود استہزاء بلا تکذیب بھی کفر ہوتا ہے سو دونون کا جمع ہونا اور اشد ہو گیا اور گو مناظرات مین اہل حق کے کلام مین بھی ایسی تقریرات سے لوازم کے ابطال سے ملزومات کا ابطال کیا جاتا ہے لیکن وہان تکذیب یا استہزاء امر باطل کے ساتھ متعلق ہوتا ہے لہٰذا وہ موجب محذور نہین اور یہان تکذیب و استہزاء امر حق کا تھا لہٰذا محل وعید ہوا خوب سمجھ لو۔ اور نامۂ اعمال مین درج کرا دینے مین یہ حکمت ہے کہ عادۃً مجرم پر زیادہ حجت ہو جاتا ہے ورنہ حق تعالیٰ کو احتیاج نہین پس ایسے امور کا انکار یا تاویل کرنا محض کفر یا بدعت ہے

ملحقات الترجمة

لہ قولہ فی ترجمۃ وان اللہ اور یہ امر ثابت ہی ہے الخ اشارۃ الی انہ فی محل الرفع علی انہ خبر لمبتدأ محذوف والجملۃ اعتراض تذییلی مقرر لمضمون ما قبلہا ای والامر انہ تعالیٰ لیس بمعذب لعبیدہ من غیر ذنب منہم نقلہ فی روح المعانی عن شیخ الاسلام واخترتہ علی ترکیب السلف وان لم یکن فیہ حذف لانی رایتہ اسہل والعکس الایرادات مع جوابات التی نقلت فی روح المعانی ۱۲

البلاغۃ قولہ لقد سمع اللہ تخصیص ہذا القول بالسماع مع انہ تعالیٰ سمیع لجمیع المسموعات کنایۃ تلویحیۃ عن الوعید لان السماع لازم العلم بالمسموع وہو لازم الوعید فی ہذا المقام اما قلت اما تخصیص مادۃ السماع لانہ یناسب القول۔ قولہ سنکتب ای فی الصحائف فالاسناد مجازی لان الکاتبین ہم الملائکۃ والکتابۃ حقیقیۃ او ستحقق فی علمنا ولا نہملہ فالاسناد حقیقیۃ والکتابۃ مجاز والسین للتاکید۔ قولہ عذاب الحریق والحریق بمعنی المحرق والاضافۃ بیانیۃ او الاضافۃ للسبب للتنزیلہ منزلۃ الفاعل قولہ ذوقوا ہو وجود الطعم فی الفم واصلہ فی تناول القلیل کالاکل فی الکثیر ثم اتسع فیہ فاستعمل لمطلق الادراک لسائر المحسوسات والحالات والنکتۃ فیہ ہہنا ان العذاب مرتب علی قولہم فی المآل وغالب حاجۃ الانسان الیہ لتحصیل المطاعم کذا من روح المعانی قولہ ذلک بما قدمت قلت وفی بالاشارۃ الحسیۃ لان العذاب اذ ذاک یکون مشاہدا محسوسا قولہ لیس بظلام وصیغۃ المبالغۃ لتاکید معنی کمال نزاہتہ تعالیٰ عن ذلک الظلم لان التعذیب بغیر ذنب فی صورۃ المبالغۃ فی الظلم اخذتہ من روح المعانی وتقریرہ ان کثرۃ الظلم قبیح یقینا ومنتف عنہ تعالیٰ لقبحہ ولما کان تعالیٰ کاملا فی التنزہ فنفس الظلم کذلک کالکثرۃ فانتفی باتنفائہا فافہم حق الفہم۔

ویتوجہ ایضا بان ظلاما للنسبۃ کعطار ای لا ینسب الیہ الظلم اصلا ۱۲

اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ ۭ قُلْ قَدْ جَاۗءَكُمْ

وہ ایسے لوگ ہین کہ کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ نے ہمکو حکم فرمایا تھا　کہ ہم کسی پیغمبر پر اعتقاد نہ لاوین جب تک کہ ہمارے سامنے معجزہ نذر و نیاز خداوندی کا ظاہر نہ کرے کہ اُسکو آگ کھا جاوے آپ فرما دیجیے کہ بالیقین

رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِيْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالَّذِيْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْھُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○

بہت سے پیغمبر مجھسے پہلے بہت سے دلائل لیکر آئے اور خود یہ معجزہ بھی جسکو تم کہہ رہے ہو سو تم نے اُن کو کیون قتل کیا تھا اگر تم سچے ہو

اور انبیا علیہم السلام کے قتل کا مضمون اسکے ساتھ ذکر فرمانا اس امر کے بتلانے کے لیے ہے کہ اس قول مین تو انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف تکذیب ہی کی ہے یہ تو جرائم مین ایسے بے باک ہین کہ تکذیب سے گذر کر انبیا کو قتل تک کر چکے ہین سوایسون سے نری تکذیب و یا استہزا کا کیا تعجب ہے۔ اور یہ شبہ کہ قتل تو اُنکے بڑون نے کیا تھا انہون نے تو نہین کیا اسکا جواب پارہ الم کے نصف پر معاملہ نوزدہم کے ذیل مین گذر چکا ہے۔ اور بے جرم سزا دینا گو حق تعالیٰ کے مالک اور مختار ہونے کے اعتبار سے واقع مین ظلم نہین لیکن ارحم الراحمین مین صورت ظلم بھی منفی ہے۔ اور جاننا چاہیے کہ اس مقام پر اُن کی گستاخی پر صرف وعید فرمائی ہے اور اُن کے اعتراض کے مقدمات کے جواب کی تصریح نہین فرمائی گئی کیونکہ وہ مقدمات بدیہی البطلان ہین اور وہ اعتراض محض مغالطہ ظاہر الفساد ہے چنانچہ ظاہر ہے کہ حق تعالیٰ کا ترغیب انفاق فرمانا ہمارے ہی نفع کے لیے ہے نہ کہ اپنی نفع کے لیے تاکہ اُسکو سوال متعارف کہا جاوے اور اسکو قرض وغیرہ کہدینا محاورہ محض ہے مبالغہ ایفار جزا کے لیے **ربط** اوپر کی آیت مین شنایع یہود مین سے ایک امر مذکور تھا دوسرا امر اُن ہی شنایع مین سے آگے مذکور ہوتا ہے **افترا یہود** وَالَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ ۭ قُلْ قَدْ جَاۗءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِيْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالَّذِيْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْھُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۲ وہ (یہود) ایسے لوگ ہین کہ (بالکل جھوٹ تراش کر) کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ نے ہمکو (بواسطہ انبیا سابقین) حکم فرمایا تھا کہ ہم کسی پیغمبر (ہی کے مدعی) پر اعتقاد (اسکے پیغمبر ہونے کا) نہ لاوین جب تک کہ ہمارے سامنے معجزہ (خاص) نذر و نیاز خداوندی کا ظاہر نہ کرے کہ اُسکو (آسمانی) آگ کھا جاوے (پہلے بعض انبیا علیہم السلام کا یہ معجزہ ہوا ہے کہ کوئی چیز جاندار یا غیر جاندار اللہ نام کی نکال کر کسی میدان یا پہاڑ پر رکھدی غیب سے ایک آگ نمودار ہوئی اور اُس چیز کو جلا دیا مطلب یہ کہ آپ نے یہ معجزہ ظاہر نہین فرمایا اسلیے آپ پر ایمان نہین لاتے حق تعالیٰ اسکا جواب تعلیم فرماتے ہین کہ آپ فرما دیجیے کہ بالیقین بہت سے پیغمبر مجھسے پہلے بہت سے دلائل (معجزات وغیرہ) لیکر آئے اور خود یہ معجزہ بھی جسکو تم کہہ رہے ہو سو تمنے اُنکو کیون قتل کیا تھا اگر تم (اس امر مین) سچے ہو جو کہ تمہارے اس قول کا مطلب و اُس سے لازم آتا ہے **ف** اُن یہود کے اس دعوی کے دو جزو ہین۔ ایک صریح ان اللہ عہد الینا دوسرا اس سے لازم آتا ہے وہ یہ کہ اگر آپ یہ معجزہ ظاہر فرماتے　تو ضرور آپ پر ایمان لے آتے پس جزو اول کا جواب تو یہ ہے کہ تم مدعی ہو مدعی پر اپنے دعوی کا اثبات ضروری ہے ورنہ دعوی بلا دلیل غیر مسلم ہے اور یہود کے پاس اسکی کوئی دلیل نہ تھی اقرار محض تھا البتہ بعض انبیا سے یہ معجزہ ظاہر ضرور ہوا لیکن اس سے یہ تو لازم نہین آتا کہ سب انبیا پر ایمان لانے کے لیے یہ شرط بھی ہو البتہ مطلق معجزہ یا کسی نبی ثابت النبوت کی علامت کا مصداق ہونا واقعی شرط ہے سو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک مین یہ دونون امر علی وجہ الکمال والوضوح مجتمع تھے لیکن یہ جواب اسلیے ذکر نہین کیا گیا کہ بہت ظاہر تھا اسلیے صرف دوسرے جزو کے جواب پر اکتفا کیا گیا جسکی تقریر آیت مین موجود ہے حاصل اسکا یہ ہے کہ اگر تم اس امر مین صادق ہو تو جن انبیا مین یہ معجزہ موجود تھا اُن پر کیون نہ ایمان لائے یہانتک کہ تکذیب سے گذر کر قتل تک کر دیا خصوص ایسی حالت مین کہ اُن مین اور معجزات بھی تھے جن سے اقتضاء وجوب ایمان کا اور بڑھ گیا تھا اور یہ شبہ کہ قتل ان کے بڑون نے کیا اسکا جواب اوپر کی آیت کے ذیل مین دیکھ لیا جاوے۔ اور یہ شبہ کہ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر یہ معجزہ بھی ظاہر ہو جاتا اسکا جواب یہ ہے کہ یہ درخواست محض عناداً تھی دل سے اُنکا قصد نہ تھا کہ ایسا ہونے سے ایمان لے آوین گے۔ دوسرے مدعی کے ذمہ مطلق دلیل ہے دلیل خاص نہین ہے پارہ الم مین معاملہ سی وسوم و چہلم دیکھ لینے سے اسکی اور توضیح ہو سکتی ہے فقط **ربط** چونکہ اوپر یہود کے دو قول جو مذکور ہین قالوا ان اللہ فقیر الخ قالوا ان اللہ عہد الینا الخ ان سے مقصود اُنکا تکذیب کرنا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جس سے طبعاً آپ کو رنج ہوتا تھا نیز اور کفار بھی اس تکذیب مین شریک تھے جس سے اور رنج بڑھتا تھا لہذا آیت آیندہ مین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی فرماتے ہین

ملحقات الترجمۃ

خل نزہ المعجزۃ فی البینات وقولہ بالذی قلتم یکون تخصیصا بعد تعمیم اہتماما بشانہ لکون الکلام فیہ ۱۲

فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَآءُوْ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ۝ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ

سو اگر یہ لوگ آپ کی تکذیب کریں تو بہت سے پیغمبروں کی جو آپ سے پہلے گذرے ہیں تکذیب کیجا چکی ہے جو معجزات لیکر آئے تھے اور صحیفے لیکر اور روشن کتاب لیکر ہر جان کو موت کا

الْمَوْتِ ۭ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ۭ وَمَا

مزہ چکھنا ہے　اور تمکو پوری پاداش تمہاری قیامت ہی کے روز ملیگی　تو جو شخص دوزخ سے بچا لیا گیا　اور جنت میں داخل کیا گیا سو پورا کامیاب وہ ہوا اور

الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۝

دنیوی زندگی تو کچھ بھی نہیں صرف دھوکہ کا سودا ہے

تسلیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم در تکذیب کفار فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَآءُوْ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ (۱۸۳) سو اگر یہ (کفار) لوگ آپ کی تکذیب کریں تو (غم نہ کیجیے کیونکہ) بہت سے پیغمبروں کی جو آپ سے پہلے گذرے ہیں تکذیب کیجا چکی ہے جو معجزات لیکر آئے تھے اور (چھوٹے چھوٹے) صحیفے لیکر اور روشن کتاب لیکر (جب اونکی بھی تکذیب ہو چکی ہے تو آپ کی تکذیب کوئی نئی بات نہیں پھر غم کیا) **ف** یعنی بعضے صرف معجزے لائے بعضے چھوٹی کتابیں بعضے بڑی کتاب جیسے توراۃ وانجیل اور چونکہ کتاب سے بڑی کتاب مراد ہے اور بڑی کتاب شان اور مضامین میں زیادہ ہوگی اسلیے اسکی صفت میں منیر بڑہایا کہ اسمیں شان و مضامین دونوں کے اعتبار سے معنی ظہور کے زیادہ ہیں **ربط** اوپر مکذبین کا بیان تھا آگے مکذبین کی وعید ایک عام عنوان سے مذکور ہے جسمیں مصدقین کے لیے بشارت بھی آگئی **وعید مکذبین و وعدہ مصدقین** كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ۭ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ۭ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ (۱۸۴) (تم میں) ہر جان (دار) کو موت کا مزہ چکھنا (ضرور) ہے اور (مرنیکے بعد) تمکو پوری پاداش تمہاری (بھلائی برائی کی) قیامت ہی کے روز ملیگی (سو دنیا میں اگر اسکا ظہور نہ ہوا تو مکذب مامون نہ ہو اور مصدق مایوس نہو کہ اُس پاداش کی تفصیل ہے) تو (قیامت کے روز) جو شخص دوزخ سے بچا لیا گیا اور جنت میں داخل کیا گیا سو پورا کامیاب وہ ہوا (علی ہذا القیاس جو جنت سے جدا رہا اور دوزخ میں بھیجا گیا پورا ناکام وہ ہوا) اور دنیوی زندگی تو کچھ بھی نہیں صرف (ایسی چیز ہے جیسے) دھوکہ کا سودا (ہوتا) ہے (جسکی ظاہری آب و تاب کو دیکھکر خریدار پھنس جاتا ہے بعد چندے اسکی قلعی کھل جاتی ہے اسیطرح دنیا کی چمک دمک سے دھوکہ کھا کر آخرت سے غافل نہ ہونا چاہیے) **ف** تقریر آیت کی ظاہر ہے اتنا جان لینا چاہیے کہ یہ جو فرمایا ہے کہ جو شخص دوزخ سے بچا لیا گیا مراد اس سے عام ہے خواہ ابتداءً بچا لیا جاوے یا بعد سزا کے اسمیں سب مسلمان آگئے اور انکے پورے کامیاب ہونیکا مطلب یہ ہے کہ جنت میں ہمیشہ کے لیے ہر طرح کی نعمتیں پاوینگے پس اس بنا پر اسکے مقابلہ میں جو واقع ہے کہ جو جنت سے جدا رہا اُس سے مراد یہ ہوگی کہ ہمیشہ کے لیے جدا رہا پس یہ خاص ہوگا کفار کے ساتھ اور اسکا پورا ناکام ہونا اسلیے ہے کہ کبھی تکلیف سے نجات نہ ہوگی اور کبھی راحت نصیب نہ ہوگی۔ اور یہ جو فرمایا کہ دھوکہ کا سودا اس سے یہ نہ سمجھا جاوے کہ دنیوی زندگی سب کے لیے مضر ہے مطلب تشبیہ سے صرف یہ ہے کہ یہ اصلی مقصود بنانے کے قابل نہیں بلکہ اگر کوئی لے لے تو فضل یہ سودا عمدہ داموں کو خریدنے لگے تو اس سودے سے محبت نہ کرے بلکہ غنیمت سمجھ کر بیچ ڈالے چنانچہ اہل عقل اس حیوٰۃ اور اسکے منتعات کے عوض اللہ تعالی سے اعمال صالحہ اور جنات عالیہ لے لیتے ہیں قال اللہ تعالی اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ

ملحقات الترجمة

۱ قوله غم نہ کیجیے اشارۃ الی حذف الجزاء لان المذکور لا یصلح ان یکون جزاء ۱۲

۲ قوله تم میں زیادہ للاشارۃ بان الکلام فی الثقلین فلا یعتبر استثناء من شاء اللہ من الصعق یوم النفخ فافهم ۱۲

۳ قوله تمہاری بھلائی برائی اشارۃ الی ان الاجور فی الآیۃ عام بمعنی الاجر کما فی روح المعانی ۱۲

۴ قوله قیامت ہی الحصر مستفاد من انما ومعناه ان الجزاء لا یوفی قبل القیامۃ کملا نعم قد یوجد من الجزاء بعضه اما فی الدنیا واما فی القبر ۱۲

اللغات الزبر فی القاموس الزبر المنع والنهی وبالکسر المکتوب الزبور والکتاب بمعنی المزبور اھ قلت وقال بعضهم سمی الکتاب بها لانه یزجر وینهی بما فیه من المواعظ عن القبیح وفسرتها بالصحف لقرینة المقابلة ولؤیده القراءة وبالزبر باعادة الجار فانه قطع لاحتمال الاتحاد ومنیر فی القاموس نار نورا وانار واستنار اھ فکلها لازم - فی روح المعانی المتاع ما یتمتع به وینتفع به مما یباع ویشتری وقد شبهها سبحانه بذلک المتاع الذی یدلس به علی المستام ویغیر حتی یشتریه اشارة الی غایة ردائتها عند من امعن النظر فیها والغرور مصدر اھ قلت وقد اوضحت المراد من کونها متاع غرور وقلت لو قدر المضاف قبل الحیوٰۃ ای شهواتها وتقیید بالمذموم منها لم یحتج الی توجیه ما یوهمه الظاهر من کونها مضرة بل یلتزم هذا الظاهر لان الشهوات المذمومة مضرة لا محالة وانما لم اختر هذا الوجه فی الترجمة لما فیه من تکلف الحذف الذی هو خلاف الاصل وهذا معنی قول من قال ان هذا التشبیه بالنسبة لمن آثرها علی الآخرة واما من طلب بها الآخرة فهی له متاع البلاغ وفی الخبر نعم المال الصالح للرجل الصالح کذا فی روح المعانی - قلت کان هذا القائل اشار الی ما ذکر الی تقدیر المضاف وتخصیصها بالمذموم فتدبر ۱۲ **البلاغة** ذائقة الموت المراد به نازل بها وعبر بالذوق مبالغة ۱۲

لَتُبْلَوُنَّ فِیْٓ اَمْوَالِکُمْ وَاَنْفُسِکُمْ قف وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ وَمِنَ الَّذِیْنَ اَشْرَکُوْٓا اَذًی

البتہ آگے اور آزمائے جاؤگے اپنے مالون مین اور اپنی جانون مین اور البتہ آگے کو اور سنوگے بہت سی باتین دل آزاری کی اُن لوگون سے جو تم سے پہلے کتاب دیے گئے ہین اور اُن لوگون

کَثِیْرًا ط وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِکَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ لَتُبَیِّنُنَّہٗ

سے جو کہ مشرک ہین اور اگر صبر کروگے اور پرہیزر کھوگے تو یہ تاکیدی احکام مین سے ہی   اور جبکہ اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب سے یہ عہد لیا کہ اس کتاب کو عام لوگون کے روبرو

لِلنَّاسِ وَلَا تَکْتُمُوْنَہٗ ز فَنَبَذُوْہُ وَرَآءَ ظُھُوْرِھِمْ وَاشْتَرَوْا بِہٖ ثَمَنًا قَلِیْلًا ط فَبِئْسَ مَا یَشْتَرُوْنَ ۝

ظاہر کر دینا اور اوسکو پوشیدہ مت کرنا سو اُن لوگون نے اُسکو اپنی پس پشت پھینک دیا اور اُسکے مقابلہ مین کم حقیقت معاوضہ لے لیا سو بری چیز ہی جسکو وہ لے رہے ہین

ربط اوپر یہود کی گستاخی کا بیان تھا جسکا قصہ تقریر ربط آیت ولا تحسبن الذین یبخلون مین مذکور ہوا اُس قصہ مین یہ بھی ہی کہ یہی گفتگو فنحاص یہودی نے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے روبرو کی تھی آپکو سخت غصہ آیا اور اُسکے ایک طمانچہ بھی مارا اس قصہ مین یہ اگلی آیت نازل ہوئی جسمین خبر دیدی کہ ایسی ایسی اور بہت سی سنوگے تحمل کرنا چاہیئے اوردہ فی لباب النقول بروایۃ ابن ابی حاتم وابن المنذر عن ابن عباس اور لباب ہی مین ایک اور شان نزول بھی مذکور ہی کہ کعب بن اشرف یہودی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ رضؓ کی شان مین ہجو کے اشعار کہا کرتا اسپر یہ اگلی آیت نازل ہوئی کذا ذکرہ عبدالرزاق عن عبدالرحمن بن کعب بن مالکؓ کہتا ہون کہ دونون قصون مین امر مشترک ایک ہی ہی کہ آیت مین قبائح یہود کا بیان ہی اور مسلمانونکو تعلیم صبر اور چونکہ یہود کے ساتھ ایذا مسلمین مین مشرکین بھی شریک تھے اُنکا بھی ساتھ مین ذکر بڑھا دیا اور چونکہ صبر و ثبات کچھ ایذا ہی کے ساتھ خاص نہین بلکہ جمیع حوادث مین مامور بہ ہی لہذا اموال وانفس کا ذکر بھی ملا دیا اور اسمین بالخصوص اسلیے لطافت اور بڑھ گئی کہ واقعہ احد مین جسپر بڑا حصہ سورت کا مشتمل ہی مسلمانون کو جانی اور مالی نقصان بہت پہونچا تھا قتل بھی ہوئی غنائم بھی فوت ہوئے **تعلیم صبر مسلمانان در ایذای از یہود** لَتُبْلَوُنَّ فِیْٓ اَمْوَالِکُمْ وَاَنْفُسِکُمْ قف وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ وَمِنَ الَّذِیْنَ اَشْرَکُوْٓا اَذًی کَثِیْرًا ط وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِکَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝ ابھی کیا ہی البتہ آگے (آگے) اور آزمائے جاؤگے اپنی مالون (کے نقصان) مین اور اپنی جانون (کے نقصان) مین اور البتہ آگے کو اور سنوگے بہت سی باتین دل آزاری کی اُن لوگون سے (بھی) جو تم سے پہلے (آسمانی) کتاب دیے گئے ہین (یعنی اہل کتاب سے) اور اُن لوگون سے (بھی) جو کہ مشرک ہین اور اگر (ان مواقع پر) صبر کروگے اور (خلاف شرع امور سے) پرہیز رکھوگے تو (تمہارے لیے اچھا ہوگا کیونکہ) یہ (صبر و تقوی) تاکیدی احکام مین سے ہی اور تاکیدی احکام پر عمل کرنا ہی اچھا ہی **ف** آزمانے کا مطلب یہ ہی کہ ایسے حوادث تم پر وقتاً فوقتاً واقع ہوا کرینگے اسکو مجازاً آزمانا کہدیا ورنہ اللہ تعالیٰ آزمانے کے حقیقی معنی سے پاک ہی کیونکہ وہ عالم الغیب ہی اور صبر کرنیکا یہ مطلب نہین کہ تدبیر نہ کرو یا موقع انتقام مین انتقام نہ لو یا موقع قتال مین قتال نہ کرو بلکہ حوادث سے دل تنگ نہ ہو کیونکہ اُسمین تمہارے لیے منافع و مصالح ہین۔ اور تقوی یہ کہ خلاف شرع امور سے بچو گو تدبیر بھی کیجاوے پس آیات صبر آیات قتال کے معارض نہین کہ احتیاج نسخ ہو اسیطرح حضرت صدیق کا غضب و تادیب بھی خلاف صبر نہین تھا اور پہلے سے اسلیے ان حوادث کی خبر دیدی کہ پہلے سے آمادہ رہین تاکہ وقوع کے وقت پریشان نہون فقط **ربط** جیسا اوپر کی آیت مین یہود کے قبائح کا بیان ہی اگلی آیت مین بھی انکی ایک خصلت قبیحہ کا ذکر ہی کہ وہ نقض ہی معاہدہ اظہار احکام وعدم کتمان حق کا **مذمت اہل کتاب در کتمان حق** وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ لَتُبَیِّنُنَّہٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَکْتُمُوْنَہٗ ز فَنَبَذُوْہُ وَرَآءَ ظُھُوْرِھِمْ وَاشْتَرَوْا بِہٖ ثَمَنًا قَلِیْلًا ط فَبِئْسَ مَا یَشْتَرُوْنَ ۝ اور (یہ حالت بھی قابل ذکر ہی) جبکہ اللہ تعالیٰ نے (کتب سابقین)

ملحقات الترجمۃ
۱ قولہ اور آزمائے جاؤگے اشارۃ الی ان ما کان قبلہ کان من جملۃ الابتلاء ۱۲ ۲ قولہ تمہارے لیے اچھا ہوگا اشارۃ الی حذف الجزاء ای فھو خیر لان المذکور لا یصلح جزاء لان الصبر حسن سواء صبر احد او لم یصبر اللھم الا ان یقال المراد بالصبر صبر المخاطبین خاصۃ فیصلح ان یکون مترتبا علی الشرط ۱۲ ۳ قولہ عمل کرنا ہی بزیادۃ کلمۃ حصر لان ترک العمل بالواجب قبیح

اللغات عزم الامور اما من العزم بمعنی توطین النفس وعقد القلب فالمعنی من الامور التی ینبغی ان یعزمہا کل احد واما من العزم بمعنی الارادۃ والایجاب فالمعنی من الامور التی عزمہا اللہ تعالی واختر الثانی ۱۲

لتبیننہ جواب میثاق لتضمنہ معنی القسم وقرأ ابن کثیر وابو عمر لیبیننہ بیاء الغیبۃ و قد قرر علماء العربیۃ انک اذا اخبرت عن یمین حلف بہا فلک فی ذلک ثلثۃ اوجہ احدہا ان یکون بلفظ الغائب کانک تخبر عن شیٔ کان تقول استحلفہ لیقومن الثانی ان تاتی بلفظ الحاضر ترید اللفظ الذی قیل لہ فتقول استحلفتہ لتقومن کانک قلت قلت لہ لتقومن الثالث ان تاتی بلفظ المتکلم فتقول استحلفتہ لاقومن کذا فی روح المعانی ۱۲

البلاغۃ اوتوا الکتب التعبیر عنہم بذلک اما للاشعار بمدار الشقاق والایذان بان ما یسمعونہ منہم مستند علی زعمہم الی الکتاب واما للاشارۃ الی عظم صدور ذلک المسموع منہم وشدۃ وقعہ علی الاسماع حیث انہ کلام صدر ممن لا یتوقع صدورہ منہ لوجود زاجر عنہ معہ وھو ایتاءہ الکتاب کما قیل کذا فی روح المعانی

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ج

جو لوگ ایسے ہین کہ اپنے کردار پر خوش ہوتے ہین اور جو کام نہین کیا اسپر چاہتے ہین کہ انکی تعریف ہو سو ایسے شخصون کو ہرگز ہرگز مت خیال کرو کہ وہ خاص طور کے

وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ ع ۱۹ ۹ ۱۰

عذاب سے بچاؤ مین رہین گے اور انکو دردناک سزا ہوگی اور اللہ ہی کے لیے ہی سلطنت آسمانون کی اور زمین کی اور اللہ تعالیٰ ہرشے پر پوری قدرت رکھتے ہین

اہل کتاب سے یہ عہد لیا (یعنی انکو حکم فرمایا اور انہون نے قبول کرلیا) کہ اس کتاب (کے سب مضامین) کو عام لوگون کے روبرو ظاہر کردینا اور اس (کے کسی مضمون) کو (دنیوی غرض سے) پوشیدہ مت کرنا سو ان لوگون نے اس (عہد) کو اپنی پس پشت پھینک دیا (یعنی اسپر عمل نہ کیا) اور اسکے مقابلہ مین (دنیا کا) کم حقیقت معاوضہ لے لیا سو بری چیز ہی جسکو وہ لوگ لے رہی ہین (کیونکہ انجام اسکا سزای دوزخ ہی) **ف** الم کے ربع پر اور یا بنی اسرائیل مین اس عہد کا اور ان لوگون کے دنیا اختیار کرنے کا مضمون مذکور ہوچکا ہی۔ اور دنیوی غرض کی قید اسلیے لگائی گئی کہ اگر کسی دقیق مسئلہ کو کسی دینی مصلحت سے کسی بدفہم کے روبرو ذکر نہ کیا جاوے تاکہ اسکے لیے افتتان کا باعث نہ ہو جاوے اور اسوقت اسکی حاجت بھی نہ ہو تو یہ جائز بلکہ ضروری اور جن مضامین کو یہ اہل کتاب پوشیدہ کرتے تھے ان مین سے بڑا امر پیشین گوئی تھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت چونکہ خود انکو ایمان لانا منظور نہ تھا اسلیے اور ون سے بھی اسکو چھپاتے تھے ربط اوپر یہود کے کتمان حق کا بیان تھا چونکہ ان لوگون کو اپنی اس حرکت شنیعہ پر بجای ندامت و خجالت کے اور برعکس فرحت اور فخر تھا اگلی آیت مین اسکی وعید مذکور ہوتی ہی **وعید فرح بر معصیت** لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ج وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (۱۸۸) (ای مخاطب) جو لوگ ایسے ہین کہ اپنے (بد) کردار پر خوش ہوتے ہین اور جو (نیک) کام نہین کیا اسپر چاہتے ہین کہ انکی تعریف ہو سو ایسے شخصونکو ہرگز ہرگز مت خیال کرو کہ وہ (دنیا مین) خاص طور کے عذاب سے بچاؤ (اور حفاظت) مین رہین گے (ہرگز نہین بلکہ دنیا مین بھی کچھ سزا ہوگی) اور (آخرت مین بھی) انکو دردناک سزا ہوگی **ف** بدکردار یہی کہ احکام حقہ کو چھپاتے تھے۔ اور جو نیک کام نہین کیا اس سے مراد اظہار حق جسکو وہ نہ کرتے تھے لیکن دوسرون کو یہ یقین دلانا چاہتے تھے کہ ہم اظہار حق کرتے ہین تاکہ انکا خداع معلوم نہ ہو چنانچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو بھی یہود نے یہ حرکت کی رواہ البخاری اور اکثر یہود مین جو منافقین تھے وہ بھی مواقع غزوات پر جھوٹے عذر کرکے ایسا ہی فریب بنانا چاہتے تھے رواہ الشیخان یہ آیت ان سب افعال پر نازل ہوئی اور آیت بوجہ عموم الفاظ کے دوسرونکو بھی شامل ہی جو ایسی حرکت کرے لیکن مراد اس فرح سے فرح علی المعصیت اور حب حمد سے اہتمام حمد ہی اور فرح علی الحسنہ بھی اگر بالاہتمام ہو تو قواعد شرعیہ کی روسے وہ بھی مذموم ہی البتہ جو فرح علی الحسنہ طبعاً ہو اسیطرح حمد بمالم یفعل طبعاً ہو وہ معصیت نہین خوب سمجھ لو۔ دنیا کی سزا ان یہود کو یہ ہوئی کہ بعضے قتل ہوئے بعضے جلاء وطن ہوئے اور منافقین کو یہ ہوئی کہ رسوا و فضیحت ہوئے ربط اوپر اہل کفر کی سزا کا ذکر تھا چونکہ سزا دینے کے لیے اختیار اور قدرت لازم ہی اسلیے آیت آیندہ مین اسکا اثبات ہی **اثبات سلطنت و قدرت الٰہیہ** وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (۱۸۹) اور اللہ ہی کے لیے (خاص) ہی سلطنت آسمانون کی اور زمین کی اور اللہ تعالیٰ ہرشی پر پوری قدرت رکھتی ہین **ف** پس چونکہ وہ سلطان حقیقی ہین سب پر انکا حکم ماننا ضروری ہی اور نافرمانی جرم ہی اور چونکہ وہ قادر ہین اسلیے جرم کی سزا دیسکتے ہین اور چونکہ انہون نے اس سزا کی خبر دی ہی اسلیے ضرور سزا دین گے اور چونکہ یہ صفات انکے ساتھ خاص ہین لہذا انکے سزا دیئے ہوئے کو کوئی بچا نہین سکتا پس ان مقدمات سے اوپر کے مضمون کی تاکید ہوگئی ربط چونکہ اوپر اختصاص سے توحید مفہوم ہوئی اگلی آیت مین توحید پر دلیل لاتے ہین اور اسکے ساتھ توحید کے کامل اقتضا پر عمل کرنیوالون کی فضیلت بیان فرماتے ہین جسمین اشارۃً دوسرونکو بھی ترغیب ہی اس اقتضا پر عمل کرنے کی اور اوپر جو کفار سے ایذائین پہونچنے کا مضمون تھا آیت آیندہ کو اس سے بھی مناسبت ہی اسطرح

اللغات فی روح المعانی المفازۃ مصدر میمی بمعنے الفوز والتاء لیست للوحدۃ لبناء المصدر علیہ ومن العذاب متعلق بہ ای متلبسین بنجاۃ منہ ۱۲

النحو لا تحسبن فی الجلالین بالتاء والیاء فلا تحسبنہم بالوجہین ومفعولا یحسب الاول دل علیہما مفعولا یحسب الثانیۃ علی قراءۃ التحتانیۃ وعلی الفوقانیۃ حذف الثانی فقط قلت ومن قرأ بالتحتانیۃ فتح الباری فی الفصل الاول وضمہا فی الثانی کذا فی روح المعانی ۱۲

البلاغۃ قولہ فلا تحسبنہم فی روح المعانی قال الزجاج اذا طالت القصۃ تعید حسبت وما اشبہہا اعلاما بان الذی جری متصل بالاول وتوکید لہ فتقول لا تظنن زیدا اذا جاءک وکلمک بکذا وکذا فلا تظننہ صادقا والفاء زائدۃ ۱۲

ملحقات الترجمۃ

۱ قولہ خاص طور کے عذاب سے بناء علی کون اللام للعہد وما فسرتہ بہ ہو الذی اختارہ فی الخازن وعلیہ فیکون الواو فی ولہم للعطف ۱۲ **۲ قولہ** رواہ البخاری لفظہ عن ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سالہم عن شیء فکتموہ ایاہ واخبروہ بغیرہ فخرجوا وقد اروہ ان قد اخبروہ بما سالہم عنہ واستحمدوا بذلک الیہ وفرحوا بما اتوا من کتمان ما سالہم عنہ کذا فی روح المعانی ۱۲ **۳ قولہ** رواہ الشیخان لفظہ عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ ان رجالا من المنافقین کانوا اذا خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الغزو تخلفوا عنہ وفرحوا بمقعدہم خلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاذا قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الغزو اعتذروا الیہ وحلفوا واحبوا ان یحمدوا بما لم یفعلوا فنزلت ہذہ الآیۃ کذا فی روح المعانی ولا تنافی بین الروایتین ۱۲ **۴ قولہ** لیکن مراد اس فرح سے الی آخر الفائدۃ قلت علیہ یحمل قول ابن عباس رض مالکم ہذہ الآیۃ انما انزلت ہذہ الآیۃ فی اہل الکتاب ثم تلا واذ اخذ اللہ میثاق الذین اوتوا الکتاب الآیۃ مجیبا لمروان اذ قال لبوابہ اذہب یا رافع الی ابن عباس فقل لئن کان کل امرئ منا فرح بما اوتی واحب ان یحمد بما لم یفعل معذبا لنعذبن اجمعون رواہ الشیخان مختصرا کما فی روح المعانی ۱۲ **۵**

اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ اخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَ النَّہَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الۡاَلۡبَابِ ۚ الَّذِیۡنَ یَذۡکُرُوۡنَ اللّٰہَ قِیٰمًا

بلاشبہ آسمانون کے اور زمین کے بنانے مین　اور یکے بعد دیگرے رات اور دن کے آنے جانے مین دلائل ہین اہل عقل کے لیے جنکی حالت یہ ہی کہ وہ لوگ اللہ تعالی کی

وَّ قُعُوۡدًا وَّ عَلٰی جُنُوۡبِہِمۡ وَ یَتَفَکَّرُوۡنَ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقۡتَ ہٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبۡحٰنَکَ فَقِنَا

یاد کرتے ہین کھڑے بھی بیٹھے بھی لیٹے بھی　اور آسمانون اور زمین کے پیدا ہونے مین غور کرتے ہین　کہ ای ہمارے پروردگار آپنے اسکو لایعنی پیدا نہین کیا ہم آپکو منزہ سمجھتے ہین سو ہمکو

عَذَابَ النَّارِ ۞ رَبَّنَاۤ اِنَّکَ مَنۡ تُدۡخِلِ النَّارَ فَقَدۡ اَخۡزَیۡتَہٗ ؕ وَ مَا لِلظّٰلِمِیۡنَ مِنۡ اَنۡصَارٍ ۞ رَبَّنَاۤ اِنَّنَا سَمِعۡنَا

عذاب دوزخ سے بچا لیجیے　ای ہمارے پروردگار بے شبہ آپ جسکو دوزخ مین داخل کرین اُسکو واقعی رسوا ہی کر دیا　اور ایسے بے انصافون کا کوئی بھی ساتھ دینے والا نہین　ای ہمارے پروردگار

مُنَادِیًا یُّنَادِیۡ لِلۡاِیۡمَانِ اَنۡ اٰمِنُوۡا بِرَبِّکُمۡ فَاٰمَنَّا ٭ۖ رَبَّنَا فَاغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا وَ کَفِّرۡ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَ تَوَفَّنَا مَعَ الۡاَبۡرَارِ ۞

ہم نے ایک پکارنے والے کو سُنا کہ وہ ایمان لانے کے واسطے اعلان کر رہے ہین کہ تم اپنے پروردگار پر ایمان لاؤ سو ہم ایمان لے آئے　ای ہمارے پروردگار پھر ہمارے گناہون کو بھی معاف فرما دیجیے اور ہماری بدیون کو بھی

رَبَّنَا وَ اٰتِنَا مَا وَعَدۡتَّنَا عَلٰی رُسُلِکَ وَ لَا تُخۡزِنَا یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ ؕ اِنَّکَ لَا تُخۡلِفُ الۡمِیۡعَادَ ۞

ای ہمارے پروردگار اور ہمکو وہ چیز بھی دیجیے جسکا ہم سے اپنے پیغمبرون کی معرفت آپنے وعدہ فرمایا ہی اور ہمکو قیامت کے روز رسوا نہ کیجیے یقیناً آپ وعدہ خلافی نہین کرتے۔

کہ مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عناداً یہ درخواست کی کہ صفا پہاڑ کو سونیکا بنا دین اسپر یہ آیت نازل ہوئی کہ حق کے دلائل تو بہت ہین اُنمین کیون نہین فکر کرتے اور وہ فی لباب النقول بروایۃ الطبرانی وابن ابی حاتم عن ابن عباس رضؓ سورہ بقرہ کے معاملہ سی وسوم وچہلم کا بھی ملاحظہ کر لیا جاوے اُس سے یہ شبہ رفع ہو جاویگا کہ پھر اُنکی یہی درخواست کیون نہ پوری کر دی گئی خلاصہ اُسکا یہ ہی کہ یہ درخواست تحقیق حق کے لیے نہ تھی بلکہ عناداً تھی جس سے درخواست پورا ہونے پر بھی ایمان نہ لاتے فقط **دلیل توحید و فضل موحدین کاملین** اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ اخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَ النَّہَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الۡاَلۡبَابِ (۱۸۹) الَّذِیۡنَ یَذۡکُرُوۡنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّ قُعُوۡدًا وَّ عَلٰی جُنُوۡبِہِمۡ وَ یَتَفَکَّرُوۡنَ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقۡتَ ہٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبۡحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (۱۹۰) رَبَّنَاۤ اِنَّکَ مَنۡ تُدۡخِلِ النَّارَ فَقَدۡ اَخۡزَیۡتَہٗ ؕ وَ مَا لِلظّٰلِمِیۡنَ مِنۡ اَنۡصَارٍ (۱۹۱) رَبَّنَاۤ اِنَّنَا سَمِعۡنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیۡ لِلۡاِیۡمَانِ اَنۡ اٰمِنُوۡا بِرَبِّکُمۡ فَاٰمَنَّا ٭ۖ رَبَّنَا فَاغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا وَ کَفِّرۡ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَ تَوَفَّنَا مَعَ الۡاَبۡرَارِ (۱۹۲) رَبَّنَا وَ اٰتِنَا مَا وَعَدۡتَّنَا عَلٰی رُسُلِکَ وَ لَا تُخۡزِنَا یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ ؕ اِنَّکَ لَا تُخۡلِفُ الۡمِیۡعَادَ (۱۹۳) بلاشبہ آسمانون کے اور زمین کے بنانے مین اور یکے بعد دیگرے رات اور دن کے آنے جانے مین دلائل (توحید کے موجود) ہین اہل عقل (سلیم) کے (استدلال کے) لیے جنکی حالت یہ ہی جو آگے آتی ہی اور یہی حالت اُنکے عاقل ہونیکی علامت بھی ہی کیونکہ عقل کا اقتضا دفع مضرت و تحصیل منفعت ہی اور اس حالت کا مجموعہ اسپر دال ہی وہ حالت یہ ہی کہ وہ لوگ (ہر حال مین دل سے بھی اور زبان سے بھی) اللہ تعالی کی یاد کرتے ہین کھڑے بھی بیٹھے بھی لیٹے بھی اور آسمانون اور زمین کے پیدا ہونے مین (اپنی قوت عقلیہ سے) غور کرتے ہین (اور غور کا جو نتیجہ ہوتا ہی یعنی حدوث ایمان یا تجدید و تقویت ایمان اُسکو اسطرح ظاہر کرتے ہین) کہ ای ہمارے پروردگار آپنے اس (مخلوق) کو لایعنی پیدا نہین کیا (بلکہ اسمین حکمتین رکھی ہین جنمین ایک بڑی حکمت یہ بھی ہی کہ اس مخلوق سے خالق تعالی کے وجود و توحید پر استدلال کیا جاوے) ہم آپکو لایعنی پیدا کرنے سے منزہ سمجھتے ہین (اسی لیے ہم نے استدلال کیا اور توحید کے قائل ہوئے) سو ہمکو (موحد مومن ہونے کی وجہ سے) عذاب دوزخ سے بچا لیجیے (جیسا کہ شرعاً اسکا یہ مقتضی ہی گو کسی عارض سے یہ اقتضا ضعیف ہو جاوے اور چندے عذاب ہونے لگے ایک عرض تو اُن لوگونکی یہ تھی اور وہ اسی مضمون ایمان کے مناسب اور معروضات بھی کرتے ہین جو آگے آتی ہین **معروض دوم**) ای ہمارے پروردگار (ہم اسلیے عذاب دوزخ سے پناہ مانگتے ہین کہ) بے شبہ آپ جسکو (بطور اصلی جزا کے) دوزخ مین داخل کرین اُسکو واقعی رسوا ہی کر دیا (اس سے کافر ہی) اور ایسے بے انصافون کا (جنکی اصلی جزا دوزخ تجویز کی جاوی) کوئی بھی ساتھ دینے والا نہین (اور آپ کا وعدہ ہی

اللحقات الترجمۃ
لہ قولہ سلیم زادہ لئلا یرد ان کثیرا من اولی الالباب لا یہتدون بہذہ الآیات وجہ الدفع ظاہر والیضا یدفعہ زیادۃ قولہ استدلال الخ فہذہ الآیات موسومۃ لاستدلالہم سواء استدلوا اولم یستدلوا ولو استدلوا لاہتدوا فافہم ۱۲
لہ قولہ ہر حال مین اشارۃ الی ان خصوصیۃ القیام وغیرہ لیس مقصود بل ہو کنایۃ عن الاستمرار بمعنے جمیع الاحوال لاعدم الذہول اصلا فانہ لیس مدار للمدح نعم ہو سبب لہ ۱۲
لہ قولہ دل سے بھی الخ یدل علیہ اطلاق الذکر المفہوم منہ العموم
لہ قولہ غور کا جو نتیجہ الخ اشارۃ الی ان قولہ ربنا الخ معمول لیقولون استینافیۃ لاحال لان ہذا نتیجۃ ولو کان حالا لکان کالعامل من المبادی وہذا لیس فافہم ۱۲
لہ قولہ یعنی حدوث الخ لیعم من امن من قبل او فی الحال
لہ قولہ فی ترجمۃ ہذا اس مخلوق اشارالی ان المشار الیہ السموٰت والارض تاویل المخلوق
لہ قولہ منزہ سمجھتے ہین اشارالی ان العامل مقدر وہو نسبح
لہ قولہ فی توضیح فقنا اسکا یہ مقتضی ہی الخ فلا یشکل بدخول بعض المؤمنین النار فلا دلیل فیہ للمرجئۃ ۱۲
لہ قولہ فی ترجمۃ من تدخل النار بطور اصلی

اللغات الذنوب والسیأت عن ابن عباس فی الاول الکبائر وفی الثانی الصغائر وایدبان الذنب ماخوذ من الذنب بمعنے الذیل فاستعیر فیما تستوخم عاقبتہ ولذلک تسمی تبعۃ واما السیئۃ فمن السوء وہو یستقبح فتکون اخف ثم المفہوم من کثیر من عبارات اللغویین عدم الفرق بین الغفران والتکفیر والابرار جمع بر کارباب جمع رب کذا فی روح المعانی ۱۲
البلاغۃ تکریر ربنا للابتہال ۱۲

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّیْ لَاۤ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ

سو منظور کرلیا انکی درخواست کو انکے رب نے اسوجہ سے کہ مین کسی شخص کے کام کو جو کہ تم مین سے کام کرنیوالا ہو اکارت نہین کرتا خواہ وہ مرد ہو یا عورت ہو تم آپس مین ایک دوسرے کے جز ہو

اہل ایمان کے لیے رسوا نہ کرنیکا بھی اور نصرت کرنے کا بھی کما قال لایخزی اللہ النبی والذین اٰمنوا معہ وقال انا لننصر رسلنا والذین اٰمنوا فی الحیٰوۃ الدنیا ویوم یقوم الاشہاد الآیۃ پس ایمان لاکر اسلیے ہماری درخواست ہی کہ کفر کی اصلی جزا سے بچائیے ایمان کا اصلی مقتضا نجات عن النار مرتب فرمائیے اور اس اقتضا کے موانع کا ارتفاع اس سے آگے آتا ہی **معروض سوم** (ای ہمارے پروردگار ہم نے (جیسے مصنوعات کی دلالت سے عقلی استدلال کیا اسیطرح ہم نے) ایک (حق کی طرف) پکارنے والے کو (مراد اس سے محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہین بواسطہ یا بلا واسطہ) سنا کہ وہ ایمان لانے کے واسطے اعلان کر رہے ہین کہ (ای لوگو) تم اپنے پروردگار (کی ذات وصفات) پر ایمان لاؤ سو ہم (اس دلیل نقلی سے استدلال کرکے بھی) ایمان لے آئے (اس معروض کے مضمون مین ایمان بالرب کے ساتھ ایمان بالرسول بھی ضمناً آگیا پس ایمان کے دونون جزو انعقاد توحید و اعتقاد رسالت کامل ہوگئے **معروض چہارم**) ای ہمارے پروردگار پھر (اسکے بعد ہماری یہ درخواست ہی کہ) ہمارے (بڑی) گناہون کو بھی معاف فرما دیجیے اور ہماری (چھوٹی) بدیون کو بھی ہم سے (معاف کرکے) زائل کردیجیے اور (ہمارا انجام بھی جسپر مدار ہی درست کیجیے اسطرح کہ) ہم کو نیک لوگون کے ساتھ (شامل) رکھکر موت دیجیے (یعنی نیکی پر خاتمہ ہو **معروض پنجم**) ای ہمارے پروردگار اور جسطرح ہم نے اپنی مضرتون سے محفوظ رہنے کے لیے عرض کیا ہی جیسے دوزخ و رسوائی اور ذنوب و سیئات اسیطرح ہم اپنی منافع کی دعا کرتے ہین کہ) ہمکو وہ چیز (یعنی ثواب و جنت) بھی دیجیے جسکا ہم سے اپنے پیغمبرون کی معرفت آپ نے وعدہ فرمایا ہی (کہ مؤمنین و ابرار کو اجر عظیم ملیگا) اور (یہ ثواب جنت ہمکو اسطرح دیجیے کہ ثواب ملنے سے پہلے بھی) ہمکو قیامت کے روز رسوا نہ کیجیے (جیسا کہ بعض کو اول سزا ہوگی پھر جنت مین جاوینگے مطلب یہ کہ اول ہی سے جنت مین داخل کردیجیے اور) یقیناً آپ (تو) وعدہ خلافی نہین کرتے (لیکن ہمکو یہ خوف ہی کہ جنکے لیے وعدہ ہی یعنی مؤمنین و ابرار کہین ایسا نہ ہو کہ خدانخواستہ ہم ان صفات سے موصوف نہ رہین جنپر وعدہ ہی اسلیے ہم آپ سے یہ التجائین کرتے ہین کہ ہم کو اپنی وعدے کی چیزین دیجیے یعنی ہمکو ایسا کردیجیے اور ایسا ہی رکھیے جس سے ہم وعدے کے مخاطب و محل ہوجاوین)

ف۱ سموات و ارض وغیرہ سے توحید پر استدلال کی تقریر شروع پارہ سیقول رکوع ان فی خلق السموات کے ذیل مین مفصل مرقوم ہوچکی ہی اور سمعنا کے ترجمہ مین جو احقر نے بواسطہ یا بلا واسطہ بڑھا دیا ہی وہ اسلیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ندا کو صحابہ نے تو بلا واسطہ سنا اور ہم نے بواسطہ اور مضمون دعا کا سب مسلمانون کو عام ہی اسلیے تعمیم سماع کی کردی گئی اور یہ جو فرمایا کہ پیغمبرون کی معرفت حالانکہ صرف یہ کافی تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت وجہ یہ کہ سب انبیاء کا مضمون اس وعدے مین ایک ہی اور اس سے تاکید ہوگئی وعدہ کی یعنی بار بار ہر زمانہ مین اس وعدہ کی تجدید ہوتی رہی **ف۲** ان دعاؤن کا مضمون جمیع مقاصد مطلوبہ کو جامع ہی کیونکہ منتہی مقاصد کا دوام مین جنت ملنا اور دوزخ سے بچنا۔ اور دونون کے لیے دو شرط ہین طاعات کا وجود اور معاصی کا عدم کل چار چیزین ہوئین۔ فقنا عذاب النار مین امر ثانی اور فاغفر لنا الخ مین امر رابع اور آتنا ما وعدتنا مین امر اول و ثالث کی درخواست ہی ربط اوپر ان لوگون کی دعاؤن کا بیان تھا جو دلائل عقلیہ و نقلیہ مین نظر کرکے ایمان لے آئے آگے ان کی ان دعاؤن کا قبول ہونا فاستجاب لہم مین اور اس قبول کی علت انی لا اضیع مین پھر اس علت پر کہ درحقیقت ایک قاعدہ کلیہ ہی ایک تفریع مناسب مضمون مقصود سورت کے کہ مجاہدہ و صبر علی الجہاد و ایذاء الکفار ہی مذکور ہی **قبول ادعیہ مذکورہ مع علت و تفریع پر علت** فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّیْ لَاۤ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ فی ترجمۃ فاغفر لنا پھر اسکے بعد اشارۃ الی ان الفاء للتعقیب لا للترتیب فان المغفرۃ والتکفیر لا تتقدم کما ہو الظاہر من المقام لیس بمرتب لا محالۃ علی الایمان بل ولا علی الاعمال مطلقا ۱۲

۲ قولہ پیغمبرون کی معرفت فالتقدیر علی السنۃ رسلک ۱۲

۳ قولہ فی ترجمۃ قولہ لا تخزنا ثواب ملنے سے پہلے آہ فلا تکرار فی مضمون الخزی واعلم ان حقیقۃ الخزی والسود علی الکافرین وصورتہ وشیء من آثارہ قد یکون للعصاۃ فلا ینبغی التنافی بین الخزیین المذکورین فی الآیتین ۱۲

النحو قولہ انی بانی والخطاب فی منکم والتکلم فی انی من باب الالتفات والنکتۃ الخاصۃ فیہ اظہار کمال الاعتناء بشان الاستجابۃ وتشریف الداعین بشرف الخطاب والتعرض لبیان السبب لتاکید الاستجابۃ وللاشعار بان مدارہا اعمالہم التی قدموہا علی الدعاء لا مجرد الدعاء کذا فی روح المعانی قلت والی ہذا السبب اشرت بقولی بعد ترجمۃ بعضکم ایمان کہ ایک عمل نیک ہی الخ فافہم وتشکر ۱۲

البلاغۃ قولہ بعضکم جملۃ معترضۃ من الفعالیۃ اما بحسب معنی والاصل او الاتحاد فی الدین من روح المعانی وملخصہا علی التحقیق نظیرہ

الروایات فی روح المعانی اخرج ابن جریر وابو الشیخ والبیہقی وغیرہم عن ابن عمر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحدیث الطویل وفیہ ان اللہ تعالیٰ یدعو یوم القیمۃ الجنۃ فتاتی بزخرفہا وزینتہا فیقول این عبادی الذین قاتلوا فی سبیلی واوذوا فی سبیلی وجاہدوا فی سبیلی ادخلوا الجنۃ فیدخلونہا بغیر عذاب ولا حساب اھ قلت یہذا الحدیث تایید امران الاول ان ہذہ الاعمال تکفر السیئات کما ذکرت فی الفائدۃ وقد ورد فی الصحاح ان الاسلام یہدم ما کان قبلہ وان الہجرۃ تہدم ما کانت قبلہا وان القتل فی سبیل اللہ یکفر کل ذنب الا الدین والثانی ما ادعیتہ فی ترجمۃ سبیلی من تعلقہ بالکل فتذکر وفی روح المعانی اخرج الترمذی وخلق کثیر من ام سلمۃ قلت یا رسول اللہ لا اسمع اللہ تعالیٰ ذکر النساء فی الہجرۃ بشیء فانزل اللہ تعالیٰ

فَالَّذِیۡنَ ہَاجَرُوۡا وَ اُخۡرِجُوۡا مِنۡ دِیَارِہِمۡ وَ اُوۡذُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِیۡ وَ قٰتَلُوۡا وَ قُتِلُوۡا لَاُکَفِّرَنَّ عَنۡہُمۡ سَیِّاٰتِہِمۡ وَ لَاُدۡخِلَنَّہُمۡ

سو جن لوگون نے ترک وطن کیا اور اپنے گھرون سے نکالے گئے اور تکلیفین دیے گئے میری راہ مین اور جہاد کیا اور شہید ہوگئے ضرور ان لوگون کی تمام خطائین معاف کردونگا اور ضرور

جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ ۚ ثَوَابًا مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰہِ ؕ وَ اللّٰہُ عِنۡدَہٗ حُسۡنُ الثَّوَابِ ۝ لَا یَغُرَّنَّکَ تَقَلُّبُ الَّذِیۡنَ

انکو ایسی باغون مین داخل کرونگا جنکے نیچے نہرین جاری ہونگی یہ عوض ملے گا اللہ کے پاس سے اور اللہ ہی کے پاس اچھا عوض ہے تجھکو ان کافرون کا شہرون مین چلنا پھرنا

کَفَرُوۡا فِی الۡبِلَادِ ؕ مَتَاعٌ قَلِیۡلٌ ۟ ثُمَّ مَاۡوٰىہُمۡ جَہَنَّمُ ؕ وَ بِئۡسَ الۡمِہَادُ ۝

مغالطہ مین نہ ڈالدے۔ چندروزہ بہار ہے پھر انکا ٹھکانا دوزخ ہوگا اور وہ بُراہی آرام گاہ ہے۔

فَالَّذِیۡنَ ہَاجَرُوۡا وَ اُخۡرِجُوۡا مِنۡ دِیَارِہِمۡ وَ اُوۡذُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِیۡ وَ قٰتَلُوۡا وَ قُتِلُوۡا لَاُکَفِّرَنَّ عَنۡہُمۡ سَیِّاٰتِہِمۡ وَ لَاُدۡخِلَنَّہُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ ۚ ثَوَابًا مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰہِ ؕ وَ اللّٰہُ عِنۡدَہٗ حُسۡنُ الثَّوَابِ (١٩٥) سو منظور کیا انکی درخواست کو انکے رب نے اسوجہ سے کہ (میری عادت[١] مستمرہ ہے کہ) مین کسی شخص کے (نیک) کام کو جو کہ تم مین سے کام کرنے والا ہو اکارت نہین کرتا (کہ اسکا صلہ[٢] نہ دون) خواہ وہ (کام کرنے والا) مرد ہو یا عورت ہو۔ (دونون کے لیے یکسان قانون ہے کیونکہ) تم (دونون) آپسمین ایک دوسرے کے جزو ہو (اسلیے حکم بھی دونون کا ایک سا ہے پس جب ان لوگون نے ایمان کہ ایک عمل نیک ہے قبول کرکے اُسکے ثمرات کی درخواست کی تو مین نے اپنی عادت مستمرہ کے موافق اسکو منظور کرلیا اور جب ایمان پر بحسب اُسکے اصل اقتضا کے ہم ایسے ثمرات عطا فرماتے ہین، سو جن لوگون نے (ایمان کے ساتھ اور اعمال شاقہ بھی کیے ہین مثلاً ہجرت یعنی) ترک وطن کیا اور (وہ بھی ہنسی خوشی سیر[٣] و سیاحت کے لیے نہین بلکہ اسطرح کہ) اپنے گھرون سے (تنگ کرکے) نکالے گئے (یعنی کفار نے وطن مین پریشان کیا بیچارے گھر چھوڑ چھوڑ کر پردیس کو نکل کھڑے ہوئے) اور[٤] (اسکے سوا اور طرح طرح کی) تکلیفین (بھی) دیے گئے (اور یہ باتین یعنی ہجرت و اخراج و ایذا سب[٥]) میری راہ مین (یعنی میرے دین کے سبب انکو پیش آئین اور ان سب کو انہون نے برداشت[٦] کیا) اور (اس سے بڑھکر انہون نے یہ کام کیا کہ جہاد (بھی) کیا اور (بہتیرے[٧] ان مین) شہید (بھی) ہوگئے (اور آخر تک جہاد سے نہ ہٹے تو ایسے اعمال پر تو ثمرات کیون نہ دونگا) ضرور ان لوگون کی تمام خطائین (جو میرے حقوق کے متعلق ہوگئی ہون) معاف کردونگا اور ضرور انکو (بہشت کے) ایسے باغون مین داخل کرونگا جن کے (محلات کے) نیچے نہرین جاری ہونگی (انکو) یہ عوض ملیگا اللہ کے پاس سے اور اللہ ہی کے پاس (یعنی اُنکے قبضہ قدرت مین) اچھا عوض ہے (وہ اچھا عوض اللہ تعالیٰ ان لوگون کو دین گے

ف تمام خطائین اسلیے کہا گیا کہ یہان ہجرت اور جہاد و شہادت کی فضیلت مذکور ہے اور حدیثون سے ان اعمال کا تمام ذنوب سابقہ کا کفارہ ہونا معلوم ہوتا ہے اور آیات دعا مین تکفیر کو جو استجابت کا مفہوم ہے خواہ اسلام پر مرتب کیا جاوے کہ اُسکا بھی علی الاطلاق مکفر ہونا وارد ہے اور خواہ اس دعائے تکفیر کو صلہ استغفار کا کہا جاوے توبہ کے مکفر ہونے مین کوئی خفا ہی نہین۔ اور یہ قید جو لگائی کہ میرے حقوق کے متعلق الخ وجہ اسکی یہ کہ حدیث مین دین کا استثنا آیا ہے

ربط اوپر کی آیت مین مسلمانون کی کلفتون کا بیان اور انکا انجام نیک مذکور تھا آگے کافرون کی عیش و آرام کا بیان اور انکا انجام بد مذکور ہے تاکہ مسلمانون کو اپنا انجام سنکر جو تسلی ہوئی تھی اپنے دشمنون کا انجام سنکر اور زیادہ تسلی ہو اور اُنکی عیش و آرام کی طرف حرصًا یا حزنًا یا غیظًا التفات کرین پھر اُس انجام بد کو دریافت کرکے اگر کسی کو امنین سے توبہ کی توفیق ہو اور کفر و معاصی سے باز آوے تو اُس انجام بد سے محفوظ رہنا اور اسکو بھی انجام نیک کا نصیب ہوجانا ساتھ کے ساتھ بیان فرمادیا **انجام بدکفار مع استثنا تائبین عن الکفر** لَا یَغُرَّنَّکَ تَقَلُّبُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا فِی الۡبِلَادِ (١٩٦) مَتَاعٌ قَلِیۡلٌ ۟ ثُمَّ مَاۡوٰىہُمۡ جَہَنَّمُ ؕ وَ بِئۡسَ الۡمِہَادُ (١٩٧)

اللغات فی القاموس تقلب فی الامور تصرف فیہا کیف شاء اھ قلت والظاہر من التصرف الحل والعقد ولا یلزمہ النقل للمکانی فمحل الامور من الخطوط الکسب او التلذذ ویکون فی البلاد حالًا ای کائنین فی البلاد و لوحمل التصرف علی السیر فمحل یکون فی البلاد فقتشہ فانہ لم یشرح بہ صدری **النحو** ثوابًا قال البیضاوی ای اثیبہم فہو مصدر مؤکد وقال العصام الاظہر ان یکون حالًا من جنّٰت **البلاغۃ** قولہ عندہ حسن الثواب فی روح المعانی قول الرجل عندی ما ترید یرید تخصیصہ وتملکہ وان لم یکن عندہ فلیس معنی عندہ حسن الثواب ان الثواب بحضرتہ وبالقرب منہ بل مثل ہناک کونہ بقدرتہ وفضلہ بحیث لا یقدر علیہ غیرہ بحال الشیء یکون بحضرۃ احد لا یدعیہ لغیرہ و الاختصاص مستفاد من ہذا التمثیل حتی لو لم یجعل حسن الثواب مبتدأ مؤخرا کان الاختصاص بحالہ اھ قلت ومن ثم ترجمت بالحصر ١٢ قال البیضاوی جعل النہی عن تقلب تنزیلًا للسبب منزلۃ المسبب للمبالغۃ ١٢

ملحقات الترجمۃ [١] قولہ عادت مستمرہ اشارۃ الی عدم الوجوب علیہ تعالیٰ وانما ہو تفضل ١٢ [٢] قولہ صلہ نہ دون تحقیق لمعنی الضیاع لان نفس العمل قد وجد فکیف یضاع ١٢ [٣] قولہ سیر ترجمۃ اوذوا اور اسکے سوا لان العطف یدل علی التغایر ١٢ [٤] قولہ فی ترجمۃ سبیلی سب الخ اشارۃ الی ان فی سبیلی قید للکل من الہجرۃ والاخراج والایذاء بل للقتال والقتل ایضًا بقرینۃ العطف ١٢ [٥] قولہ برداشت کیا قدرہ لان الاخراج والایذاء لیس من اعمالہم والمقام لبیان فضل الاعمال [٦] قولہ بہتیرے اشارۃ الی ان الواو راجعۃ فی قتلوا الی بعضہم ان یکون عین المرجع فی قاتلوا لان حصول القتال لا یتوقف شرطًا علی القتل ١٢ [٧] قولہ نہ ہٹے ای حتی قتلوا وحتی قتل اخوانہم فاعاد الی ضمیر قاتلوا او قتلوا وزادہ لیعین ما ذکر فی فائدۃ قولہ برداشت کیا فان کونہم مقتولین لیس من اعمالہم ١٢ [٨] قولہ فی ترجمۃ سیّات تمام خطائین فالسیّات ہہنا لا تختص بالصغائر للدلیل الذی سیأتی فی الفائدۃ وذکر فی روح المعانی ہکذا وربما یقال ان حمل السیّات ہہنا علی ما یعم الکبائر سائغ اھ قلت فہذہ الاعمال مخصوصۃ من عموم ان الحسنات والقربات تکفر الصغائر ١٢

لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ

لیکن جو لوگ خدا سے ڈریں اُن کے لیے باغات ہیں جنکے نیچے نہریں جاری ہونگی وہ اُنمیں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے یہ مہمانی ہوگی اللہ کی طرف سے اور جو چیزیں خدا کے پاس ہیں

خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ۝ وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ

بدرجہا بہتر ہیں اور بالیقین بعضے لوگ اہل کتاب میں سے ایسے بھی ضرور ہیں جو اللہ تعالی کے ساتھ اعتقاد رکھتے ہیں اور اُس کتاب کے ساتھ بھی جو تمہارے پاس بھیجی گئی اور اُس کتاب کے ساتھ بھی جو اُنکے پاس بھیجی گئی اس طور پر کہ اللہ تعالی سے ڈرتے ہیں

لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝

اللہ تعالی کی آیات کے مقابلے میں کم حقیقت معاوضہ نہیں لیتے ایسے لوگوں کو اُن کا نیک عوض ملے گا اُنکے پروردگار کے پاس بلاشبہ اللہ تعالی جلدی ہی حساب کردیں گے

لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ﴿۱۹۸﴾ (اے طالب حق، تجکو ان کافرون کا (حظوظ دنیا کے لیے) شہرون مین چلنا پھرنا مغالطہ مین نہ ڈالدے کہ اس حالت کی کچھ وقعت کرنے لگے یہ) چند روزہ بہار ہے (کیونکہ مرتے ہی اسکا نام ونشان بھی نہ رہیگا) پھر (انجام یہ ہوگا کہ) انکا ٹھکانا (ہمیشہ کے لیے) دوزخ ہوگا اور وہ بری ہی آرام گاہ ہے لیکن (انمین سے بھی) جو لوگ خدا سے ڈرین (اور مسلمان ومطیع ہوجاوین) اُن کے لیے (بہشت کے) باغات ہین جنکے (محلات کے) نیچے نہرین جاری ہونگی وہ اُن (باغون) مین ہمیشہ ہمیشہ رہین گے یہ (اُنکی) مہمانی ہوگی اللہ کی طرف سے اور جو چیزین خدا کے پاس ہین (جنکا ابھی ذکر ہوا یعنی جنات وانہار وغیرہا) یہ نیک بندون کے لیے بدرجہا (کفار کے حظوظ دنیوی سے) بہتر ہین (کمیت مین بھی اور کیفیت مین بھی) **ربط آیات** دعا کے قبل اہد متصل شنائع اہل کتاب کا بیان تھا چونکہ بعضے اُنمین جو مسلمان ہوگئے تھے اچھے بھی تھے اسلیے حسب عادت قرآنیہ اُنکے قبائح کے بعد ان مدائح اُنکے بیان فرماتے ہین جیسے شروع پارہ کے رکوع سوم مین یہ آیت آئی تھی لیسوا سواء اور چونکہ اشہر روایات شان نزول کے رو سے وہ آیت تو مسلم یہود کے باب مین تھی اور یہ آیت تو مسلم نصاری کے بارہ مین اسلیے تکرار بھی لازم نہین آیا اور اہل کتاب کا لفظ دونونکو شامل ہی اور سوتمین دونون ہی سے مہاجرتھا اور اگر دونون آیتون کا مصداق ایک ہی مذہب کے تو مسلم ہون تو اختلاف عنوان سے تکرار نہ رہا یا تکرار سے تاکید ہوگئی **مدح مؤمنین اہل کتاب** وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ ۙ لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۹۹﴾ اور بالیقین بعضے لوگ اہل کتاب مین سے ایسے بھی ضرور ہین جو اللہ تعالی کے ساتھ اعتقاد رکھتے ہین اور اس کتاب کے ساتھ بھی (اعتقاد رکھتے ہین) جو تمہارے پاس بھیجی گئی (یعنی قرآن) اور اُس کتاب کے ساتھ بھی (اعتقاد رکھتے ہین) جو اُنکے پاس بھیجی گئی (یعنی توراۃ وانجیل اور خدا کے ساتھ جو اعتقاد رکھتے ہین تو) اس طور پر کہ اللہ تعالی سے ڈرتے (بھی) ہین (اسلیے اُس اعتقاد مین حدود شرعیہ سے تجاوز نہین کرتے اور توراۃ وانجیل کے ساتھ جو اعتقاد رکھتے ہین تو اس طور پر کہ) اللہ تعالی کی آیات (واحکام) کے مقابلہ مین (دنیا کا) کم حقیقت معاوضہ نہین لیتے ایسے لوگون کو اُنکا نیک عوض ملیگا اُنکے پروردگار کے پاس (اور اُسمین کچھ دیر بھی نہ لگے گی کیونکہ) بلاشبہ اللہ تعالی جلد ہی حساب (کتاب) کردین گے (اور حساب کتاب کرتے ہی سبکا دینا لینا بے باق کردین گے **ف** خاشعین اور لایشترون کی قید لگانے سے بنا بر تقریر ترجمۂ احقر کے یہ سوال واقع نہین ہوتا کہ اللہ کو اور توراۃ وانجیل کو تو سب اہل کتاب مانتے تھے پھر اُنمین اسلام قبول کرنیوالون کی کیون تخصیص کی وجہ واقع نہ ہونیکی اُن قیود سے معلوم ہوگئی کیونکہ دوسرے اہل کتاب کا اعتقاد اللہ تعالی کے ساتھ بلا خشوع تھا اسی سبب سے اُنمین حدود شرعیہ سے تجاوز کرتے تھے مثلا اللہ تعالی پر اولاد کی تہمت لگاتے تھے کہین احکام مین افترا کرتے تھے اسیطرح توراۃ وانجیل کے ساتھ اعتقاد مع الاشتراء تھا اسلیے تخصیص کی گئی اور قرآن پر چونکہ دوسرے اہل کتاب کا مطلق اعتقاد نہ تھا اسلیے اُسمین کوئی قید نہین لگائی کہ نفس اعتقاد ہی دونون مین مابہ الامتیاز ہے اور یہ جو فرمایا کہ جلدی حساب کتاب کردینگے سکا یہ مطلب نہین کہ ان لوگونکا بھی ضرور حساب ہوگا کیونکہ بہت سے مقبولین کا بلاحساب جنت مین جانا احادیث مین آیا ہے بلکہ اسکا مطلب یہ ہے کہ اگر حساب ہوا تو جلدی ہی

اللغات النزل بضم الزاء وسکونہا فی القاموس ما ہیئ للضیف ان ینزل وقال غیرہ اول ما ینزل فتسمیۃ الجنۃ نزلا علی ہذا یکون للاشارۃ الی انہا اول ما یعطون لا یقاسون الانتظار ویقال کبعضہم ان الجنۃ اول ما عد واللقاء والرویۃ بعدہ وفیہ ایذان لبشر فہم لان الضیف کرم خاشعین قال ابن زید خائفین متذللین وقال الحسن الخشوع الخوف اللازم للقلب من اللہ تعالیٰ ۱۲

ملحقات الترجمۃ والروایات

۱ قولہ چند روزہ فالقلۃ باعتبار قصر المدۃ وان کثر ویمکن ان یکون باعتبار المقدار فی جنب ما اعد اللہ للمؤمنین من البیضاوی قلت واشرت لہ فی قولی اخیر الکیت مین الخ ۱۲

۲ قولہ بہار یطلق فی لساننا علی ما یتمتع بہ فہو بہذا المعنی مرادف للمتاع فلم نترک الترجمۃ اللفظیۃ

۳ قولہ بہ ہا من الکخاود الذر والرویۃ التی دلت علیہ نصوص اخر ولا یدل المقام علی الحصر

۴ قولہ فی تقریر الربط اشہر الروایات ما فی لباب النقول روی النسائی عن انس قال لما جاء نعی النجاشی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوا علیہ قالوا یا رسول اللہ علیہ نصلی علی عبد حبشی فانزل اللہ وان من اہل الکتاب لمن یؤمن باللہ وروی ابن جریر نحوہ عن جابر وفی المستدرک عن عبد اللہ ابن الزبیر قال نزلت فی النجاشی وان من اہل الکتاب الخ وفی روایۃ ابن جریر عن جابر فقال المنافقون انظروا الی ہذا یصلی علی علج نصرانی لم یرہ قط کذا فی روح المعانی تبین بہذا ان ما فی النسائی قالوا فاعلہ فی الاصل المنافقون ۱۲

۵ قولہ فی تقریر الربط ایضا دونون آیتونکا مصداق ایک ہی مذہب کما ورد فی روایۃ غیر مشہورۃ ذکرہا فی روح المعانی ہکذا وروی عن ابن جریج وابن زید وابن اسحق انہا نزلت فی جماعۃ من الیہود اسلموا منہم عبد اللہ بن سلام ومن معہ قلت وکون الاول اشہر لکونہ مسندا

ع ۲۰ / ۱۱

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝

اے ایمان والو خود صبر کرو اور مقابلہ مین صبر کرو اور مقابلہ کے لیے مستعد رہو اور اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پورے کامیاب ہو

سورۃ النساء مدنیۃ وھی مائۃ وسبع وسبعون آیۃ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ۝

شروع کرتا ہون اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہین

کتاب کردینا ہی وہ جلدی ہی مزدوری بھی دیدینا ہی اور اللہ تعالیٰ حساب جلدی کردینگے تو سمجھ لو کہ ایمان و اعمال صالحہ کا بدلہ بھی جلدی ہی دی دینگے
حصوص اسلیے کہ قیامت بھی قریب ہی پس یہ کلام بطور کنایہ[1] کے ہی **ربط** سورت ختم پر آئی چونکہ اصل مضمون سورت کا محاجہ ہی کفار سے بالسان بھی باللسان
بھی اور اوسکے ضمن مین بہت سے معاملات قولیہ وفعلیہ کفار کے ایسے مذکور ہوئی جن سے مسلمان متاذی ہوتے تھے ایسے مواقع مین چند حالتین پیش آتی ہین
ایک مقاتلہ ایک مصالحہ ایک یہ کہ نہ صلح کا عہد ہوا ہو اور نہ بالفعل مقاتلہ ہو لیکن احتمال ہو پھر حالت مصالحہ مین بوجہ اسکے کہ کفار کو عناد تھا
خاموش نرہتے تھے بلکہ مختلف پہلووں سے قولاً و فعلاً مسلمانون کو ایذا پہونچاتے رہتے تھے جنمین بعضے امور تو قابل مباحثہ کے تھے انمین تو محاجہ باللسان
ہوسکتا اور بعضے امور محض آزار دہی کی غرض سے کیے جاتے تھے پس یہ کل چار قسم کے امور ہوئی - ایک مقاتلہ دوسرے احتمال مقاتلہ تیسرے مباحثہ - چوتھے
محض ایذا رسانی امر چہارم مین بطور خود صبر و استقلال کی ضرورت ہوتی ہے اور امر اول مین مصابرت یعنی دوسرے کے مقابلہ مین صبر و ثبات کی حاجت
ہوتی ہی - امر دوم مین مرابطت یعنی مقاتلہ کے لیے مستعد رہنے کی ضرورت ہی - اور امر سوم مین تقوے کی حاجت ہی تاکہ جوش اور غصہ مین خصم کے ساتھ
شدت یا کسی معظم کی شان مین سوء ادب نہو جاوی جیسا اکثر مناظرات مین دیکھا جاتا ہی اور تقوی کو صرف امر سوم کے ساتھ خصوصیت نہین بلکہ امور چارگانہ
مین اسکی احتیاج ہی تاکہ کسی حالت مین حدود شرعیہ سے تجاوز نہو جاوے اسلیے ختم کی آیت مین ان ہی امور چہارگانہ کا حکم اور اس حکم کی تعمیل کا ثمرہ کہ جامع
ثمرات ہی ارشاد فرماتے ہین **امر بصبر و مصابرہ و مرابطہ و تقوی مع وعدہ ثمرہ** يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا وَاتَّقُوا
اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿١٩٩﴾ اے ایمان والو (تکالیف پر) خود صبر کرو اور (جب کفار سے مقاتلہ ہو تو) مقابلہ مین صبر کرو اور (احتمال مقاتلہ کے وقت اسکے
کے لیے مستعد رہو اور (ہر حال مین) اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو (اور حدود شرع سے نہ نکلو) تاکہ تم پورے کامیاب ہو (آخرت مین تو ضرور ہی اور اکثر
اوقات دنیا مین بھی) **ف** قاموس مین مرابطت اور رباط کے دو معنی لکھے ہین ایک ملازمت[2] ثغر العدو یعنی مابین دار الاسلام و دار الکفر کے سرحد کے موقع
پر قیام کرنا تاکہ کفار سے دار الاسلام کی حفاظت رہی احقر نے یہی معنی لیے ہین - دوسرے معنی مواظبت علی الامر یعنی مطلق احکام کی پابندی کرنا بیضاوی
نے یہ معنی بھی لیے ہین اور حدیث مین انتظار الصلوۃ بعد الصلوۃ کو رباط فرمایا ہی اسمین دونون معنی کا احتمال ہی یا تو معنی اول کے اعتبار سے تشبیہاً اسکو رباط
فرمادیا کہ یہ بھی نفس و شیطان کے مقابلہ مین مستعد رہتا ہی یا معنی ثانی کے اعتبار سے حقیقۃً فرمادیا ہی کہ یہ انتظار خود علامت ہی دوام کی جیسا ظاہر ہی واللہ اعلم
الحمد للہ آج تاریخ ۲۴ شوال ۱۳۲۳ھ یوم پنجشنبہ وقت چاشت مقام تھانہ بھون مین تفسیر سورۃ آل عمران کی اختتام کو پہونچی آگے انشاء اللہ تعالیٰ سورۃ
نساء کی تفسیر آتی ہی اور دونون سورتون کا ربط بہت ظاہر ہی کہ یہ سورت امر بالتقوی پر ختم ہوئی ہی اور وہ اسی پر شروع ہوتی ہی باقی مفصل تقریر اپنے موقع
پر آجاویگی انشاء اللہ تعالیٰ اللہم ربنا لک الحمد یا ذا الجلال والاکرام وعلی رسولک الصلوۃ والسلام الی یوم القیام **سورۃ النساء مدنیۃ وھی**
مائۃ وخمس وسبعون آیۃ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ **ربط** اوپر کی سورت مضمون تقوی پر ختم ہوئی ہی اس سورت کو اوسی مضمون سے
شروع کیا ہی لیکن اوپر کی سورت مین اس تقوے کے محلمین زیادہ تر وہ معاملات مذکور ہوئے تھے جو مخالفین کے ساتھ واقع ہوتے ہین جیسا بوجہ اوضح اسکی تفصیل گذر چکی ہی اور
اس سورت مین ایک محل تو وہی معاملات مین دوسرا محل معاملات باہمی تیسرا محل معاملات فیما بین اللہ و العبد یعنی دیانات پس اس سورت مین تین قسم کے مضامین ہین
معاملات باہمی جیسے احکام یتامی و ازواج و میراث و سیاسات و تفصیل محرمات و حدود و حقوق و دیگر احکام متعلقہ زوجین و والدین و یتامی و مساکین و جیران و اقارب و اصحاب و مسافرین و ممالیک

ملحقات الترجمۃ
[1] قولہ فی الفائدۃ بطور کنایہ کما فی روح المعانی والکنایۃ عن قرب الاجر الموعود فان یقرب الحساب تستدعی سرعۃ الجزاء وحینئذ تکون الجملۃ تکمیلا لما قبلہا فانہ فی معنی الوعد ۱۲
[2] قولہ ملازمۃ ثغر العدو سمی بہ لان فیہ ربط الخیول مادۃ و قولہ ملازمۃ الامر سمی بہ لان فیہ ربط النفس و حبسہا ۱۲

فائدہ عدد آیاتہا ذکر آل عمران، فی المصاحف مائتین لکن لقول القراء فیہا مختلفۃ فقد اشار فی تعدیدنا مائۃ وتسعا وتسعین آیۃ منبہنا علیہ کیلا تقع فی الحیرۃ ۱۲

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱتَّقُواْ رَبَّكُمُ ٱلَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفۡسٖ وَٰحِدَةٖ وَخَلَقَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا وَبَثَّ مِنۡهُمَا رِجَالٗا كَثِيرٗا

اے لوگو اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو ایک جاندار سے پیدا کیا اور اُس جاندار سے اُسکا جوڑا پیدا کیا اور اُن دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں

وَنِسَآءٗۚ وَٱتَّقُواْ ٱللَّهَ ٱلَّذِي تَسَآءَلُونَ بِهِۦ وَٱلۡأَرۡحَامَۚ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ عَلَيۡكُمۡ رَقِيبٗا ۝

اور تم خدا تعالی سے ڈرو جسکے نام سے ایک دوسرے سے مطالبہ کیا کرتے ہو اور قرابت سے بھی ڈرو بالیقین اللہ تعالی تم سبکی اطلاع رکھتے ہیں۔

وردِ امانات واطاعت حکام اسلام وعدل فی الحکم واحکام سلام وشفاعت وامثالہا۔ اور دیانات جیسے بعض احکام توبہ۔ وصلوۃ وجنابت وطہارت وتیمم وہجرت۔ اور معاملات مع المخالفین جیسے احکام جہاد واحوال منافقین واہل کتاب وابطال عقائد مشرکین اور یہ سب مضامین بوجہ اسکے کہ ہر ایک حکم میں دوسرے احکام پر نظر رکھنا مطلوبات شرع سے ہے مختلط طور پر مذکور ہیں اور اکثر ایک مضمون کے ضمن میں دوسرے مضامین آگئے ہیں جیسے احکام جہاد میں صلوۃ الخوف اور مثل اسکے اور خود ایک ایک حکم بھی کئی کئی حکموں پر مشتمل ہے جسطرح میراث ومحرمات وغیرہما میں کتنی کتنی صورتیں ہیں چنانچہ تدبر وامعان نظر سے یہ سب مضامین اسی ہیئت سے مجموعہ سورت میں ملینگے اب سب سے اول تقوی کا یعنی اللہ تعالی سے ڈرنے کا حکم فرماتے ہیں اور اسکے ساتھ اللہ تعالی کی ایسی صفت لائے ہیں یعنی الذی خلقکم الخ جسمین تقوی کے ساتھ ہی اکثر باہمی حقوق وتعلقات انسانیہ کی مراعات کی طرف اشارہ ہوجاوے پھر اس اشارہ کے بعد ارحام کی رعایت کی تصریح بھی کردیگئی **امر بالتقوی وحفظ حقوق باہمی در ضمن آن** يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱتَّقُواْ رَبَّكُمُ ٱلَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفۡسٖ وَٰحِدَةٖ وَخَلَقَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا وَبَثَّ مِنۡهُمَا رِجَالٗا كَثِيرٗا وَنِسَآءٗۚ وَٱتَّقُواْ ٱللَّهَ ٱلَّذِي تَسَآءَلُونَ بِهِۦ وَٱلۡأَرۡحَامَۚ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ عَلَيۡكُمۡ رَقِيبٗا ۝١ اے لوگو اپنے پروردگار (کی مخالفت) سے ڈرو جس نے تمکو ایک جاندار (یعنی آدم علیہ السلام) سے پیدا کیا (کیونکہ سب آدمیونکی اصل وہی ہیں) اور اُس (ہی) جاندار سے اُسکا جوڑا (یعنی اُسکی زوجہ حوا کو) پیدا کیا اور (پھر) اُن دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں (دنیا میں) پھیلائیں اور (تم سے مکرر تاکید کے لیے کہا جاتا ہے کہ) تم خدا تعالی سے ڈرو جسکے نام سے ایک دوسرے سے (اپنے حقوق کا) مطالبہ کیا کرتے ہو (جس مطالبہ کا حاصل یہ ہوتا ہے کہ خدا سے ڈر کر میرا حق دیدے سو جب دوسرون کو خدا کی مخالفت سے ڈرنے کو کہتے ہو تو معلوم ہوا کہ تم اس ڈرنے کو ضروری سمجھتے ہو تو تم بھی ڈرو) اور (یوں تو تمام احکام الٰہیہ میں مخالفت سے بچنا اور ڈرنا ضرور ہی لیکن اس مقام پر ایک حکم خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے کہ) قرابت (کے حقوق ضائع کرنے) سے بھی ڈرو بالیقین اللہ تعالی تم سب (کے حالات) کی اطلاع رکھتے ہیں (اگر مخالفت کروگے مستحق سزا ہوگے) **ف** اس آیت میں پیدائش کی تین صورتونکا بیان ہے ایک تو جاندار کا بے جان سے پیدا کرنا کیونکہ آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا ہوئے ہیں۔ دوسرے جاندار کا جاندار سے بلا طریقہ توالد متعارف پیدا ہونا کیونکہ حضرت حوا حضرت آدم علیہ السلام کی پسلی سے پیدا ہوئی ہیں جیسا حدیث شیخین وغیرہما میں ہے انہن خلقن من ضلع وان اعوج شئی من ضلع اعلاہ اور تیسرے جاندار کا جاندار سے بطریق توالد متعارف پیدا ہونا جیسا اور آدمی آدم وحوا سے اسوقت تک پیدا ہوتے آرہے ہیں اور فی نفسہ عجیب ہونے میں اور قدرت

اللغات الرقيب فی روح المعانی المطلع ومنہ المرقب للمكان العالی الذی يشرف عليه ليطلع علی مادونه ومن ہنا فسره ابن زيد بالعالم فہو فعيل بمعنی الفاعل وقال مجاہد حفيظ ۱۲

النحو واختلاف القراءة الارحام بالنصب وہو معطوف علی محل المجرور والكلام علی حد مررت بزيد وعمرا فالمعنی تساءلون بالارحام وكانوا يقولون اسألك بالله وبالرحم واما معطوف علی الاسم الجليل ای اتقوا الله واتقوا الارحام وصلوها فان قطعها مما يجب ان يتقی وقرأ حمزة بالجر عطفا علی المجرور ويكون المعنی ما مر فی الوجه الاول من العطف علی المجرور ولا يسمع تشنيع من شنع عليه بعد ثبوت القراءة تواترا وما استندوا اليه من امتناع العطف علی الضمير المجرور ہو مذہب البصريين ولسنا متعبدين باتباعہم وادعی ابو حيان ان الصحيح ما ذہب اليه الكوفيون من الجواز وكذا لا يعتد بما استندوا اليه ايضا ان فی ذكر الارحام تقرير التساءل بها والقسم بحرمتها فان ہذا القول لا يراد به القسم وانما يراد الاستعطاف وليس ہو كقول القائل والرحم لافعلن كذا وقد خرج ابن جنی ہذه القراءة علی حذف الباء لدلالة المقام عليها وقد مشی علی ذلك ايضا الزمخشری فی احاجيه اہ من روح المعانی ۱۲

البلاغة فی روح المعانی لا يفہم من خلق بنی آدم من نفس واحدة خلق زوجها منها ولا خلق الرجال والنساء من الاصلين جميعا والمعطوف متكفل ببيان ذلك وقد ذكر غير واحد ان اللازم فی العطف تغاير المعطوفات ولو من وجه وہو ہہنا محقق بلا ريب كما لا يخفی اہ قلت فلا تكرار فی الآية وفيه وليس المراد بالرجال والنساء البالغين والبالغات بل الذكور والاناث مطلقا تجوزا ولعل ايثارہما علی الذكور والاناث لتأكيد الكثرة والمبالغة فيها بترشيح كل فرد من الافراد المبثوثة للمبدئية غيره وقيل ذكر الكبار منہم لانه فی معرض المكلفين بالتقوی ۱۲

ملحقات الترجمة

ل۵ قوله فی ترجمة واتقوا الله تم سے مکرر الخ اشارة الی فائدة التكرير من التاكيد ۱۲

ل۵ قوله بعد ترجمة تساءلون به جس مطالبہ کا حاصل یہ ہے الخ اخذته من روح المعانی ففيه تعليق الحكم بما فی حيز الصلة ۱۲

ل۵ قوله قبل ترجمة والارحام ایک حکم خصوصیت کے ساتھ الخ علم منه فائدة ذكر الارحام تخصيصا بعد تعميم التقوی ۱۲

ل۵ قوله بعد ترجمة رقيبا مستحق الخ فسقط قول المبتدعة من وجوب العقاب علی الله تعالی ۱۲

وَاٰتُوا الْيَتٰمٰۤى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ ۪ وَلَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَهُمْ اِلٰۤى اَمْوَالِكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا

اور جن بچونکا باپ مرجاوے انکے مال اُن ہی کو پہونچاتے رہو اور تم اچھی چیز سے بُری چیز کو مت بدلو اور اُنکے مال مت کھاؤ اپنے مالوں تک ایسی کارروائی کرنا بڑا گناہ ہے

کے ساتھ عجیب نہونے مین تینوں صورتین برابر ہین پس بعد ثبوت بالدلیل کے کسی صورت کا محض بنا بر توہم پرستی کے انکار کرنا جیسا کہ بعضے صورت ثانیہ کے منکر ہین نہایت ہی ظلم ہے۔ رہا یہ سوال کہ اس صورت کے اختیار کرنے سے کیا فائدہ ہوا بدیں وجہ مدفوع ہے کہ اول تو ہم تعیین فوائد و اسرار کا دعوی نہین کرتے نہ اُسکی کچھ ضرورت دوسرے ممکن ہے کہ ایک حکمت یہ بھی ہو کہ اللہ تعالی کا سب طرح کی پیدائش پر قادر ہونا محقق ہوجاوے تیسرے ہم پوچھ سکتے ہین کہ جو صورت اسوقت متعارف ہے اُسمین کیا اسرار و فوائد ہین جب یہ معلوم نہین وہ بھی نہ سہی۔ آخر شبہ کہ پھر آدم علیہ السلام کی وہ پسلی بدن سے غائب ہوگئی ہوگی تو اول تو یہ ضرور نہین کیا اس کہنے سے کہ کوئی چیز مٹی سے بنی کسی عاقل کے نزدیک لازم آتا ہے کہ پھر مٹی عالم سے غائب ہوگئی ہوگی بلکہ ہر شخص کے نزدیک مطلب اسکا یہ ہوتا ہے کہ مٹی کے بعض اجزاء سے وہ چیز بنائی گئی پس اگر اسیطرح یہان بھی کہا جاوے کہ کسی جزو خاص نہایت قلیل المقدار کو لیکر اسکو اصل قرار دیا اور اپنی قدرت سے اسکو بڑھا کر ایک خاص صورت بنادی تو اسمین کیا اشکال ہے دوسرے اگر بلادلیل اس لازم کو کوئی مان لے تو اس مین کون سا محال لازم آتا ہے کہ آدم علیہ السلام کے بدن مین ایک ہڈی کم ہوگئی ہو۔ رہا یہ کہ اُسکے نکالنے سے انکو تکلیف ہوئی ہوگی محض طفلانہ وہم ہے۔ ان اللہ علی کل شیء قدیر۔ اور یہ حکم حفاظت حقوق رحم کا بالتخصیص اس لیے بیان کیا گیا کہ آگے اس قسم کے احکام آتے ہین گویا یہ بطور تمہید کے ہوگیا **ربط** اوپر تقوی کا حکم تھا اور اُسکے ضمن مین مراعات حقوق انسانیہ و رحمیہ کا ارشاد تھا آگے اُس تقوی کے مواقع کا کہ حقوق مذکورہ ہین مفصلاً ذکر فرماتے ہین اور وہ چند احکام ہین **حکم اول عدم اضرار یتامی** وَاٰتُوا الْيَتٰمٰۤى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ ۪ وَلَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَهُمْ اِلٰۤى اَمْوَالِكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا ② اور جن بچونکا باپ مرجاوے انکے (مملوک) مال اُن ہی کو پہونچاتے رہو (یعنی اُن ہی کے خرچ مین لگاتے رہو) اور (جب تک تمہارے قبضہ مین ہین) تم (انکے مال مین شامل کرنے کے لیے انکی) اچھی چیز سے بُری چیز کو مت بدلو (یعنی ایسا مت کرو کہ انکی اچھی چیز تو نکال لیجاوے اور بُری چیز انکے مال مین ملادیجاوے) اور اُنکے مال مت کھاؤ اپنے مالوں (کے رہنے) تک (البتہ جب تمہارے پاس کچھ نرہے تو بقدر حق الخدمت اپنے گذارہ کے لیے اُنکے مال سے لینا درست ہے جیسا آگے آویگا ومن کان فقیرا) ایسی کارروائی کرنا (کہ بُری چیز اُنکے مال مین شامل کردی یا بلاضرورت اُنکے مال سے منتفع ہوا) بڑا گناہ ہے (جسکی وعید آگے آویگی ان الذین یاکلون اموال الیتامی الخ) **ف** اُسے بچونکو شرعاً یتیم کہتے ہین جاہلیت مین یتیمونکے حقوق بالکل ضائع کیے جاتے تھے بعضے انکی اچھی چیز نکالکر بُری چیز اُنکے مال مین ڈالدیتے بعضے ویسے ہی کھاتے اڑاتے ان سب سے ممانعت کیگئی **ربط** اوپر یتامی کے ضرر پہونچانے کے بعض طریقون سے منع فرمادیا اُنکے سوا بعضے اور امور بھی تھے جن مین یتامی کا ضرر تھا مثلاً ایک یہ کہ کسی شخص کی پرورش مین کوئی یتیم مالدار لڑکی ہوئی اور صورت شکل کی بھی اچھی ہے اُسکے مال وجمال کی وجہ سے اُس شخص نے چاہا کہ مین خود ہی اس سے نکاح کرلون لیکن چونکہ ہر طرح اپنے قابو مین ہوتی تھی اور کوئی دوسرا شخص اسکے حقوق کا احیاء و مطالبہ کرنے والا نہوتا تھا اسلیے اسکو مہر اتنا نہ دیتے تھے جتنا دوسرا شخص دیتا اللہ تعالی آیندہ حکم دوم مین اس امر کا انتظام فرماتے ہین رواہ الشیخان عن عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا حاصل انتظام کا یہ ہے کہ اگر تم سے اُنکا مہر مناسب پورا نہ دیا جاوے تو تم اور عورتون سے نکاح کرلو اُن سے مت کرو

البلاغۃ فی روح المعانی والمراد بایتاء اموالہم ترکہا سالمۃ غیر متعرض لہا بسوء فہو مجاز مستعمل فی لازم معناہ لانہا لا تؤتی الا کذلک والنکتۃ فی ہذا التعبیر الاشارۃ الی انہ ینبغی ان یکون الغرض من ترک التعرض ایصال الاموال الیہم ذکر لامجرد ترک التعرض لہا وعلی ہذا یصح ان یراد بالیتامی الصغار علی ما ہو المتبادر ولا یرد علیہ ان ابن ابی حاتم اخرج عن سعید بن جبیر ان رجلا من غطفان کان معہ مال کثیر لابن اخ لہ یتیم فلما بلغ طلب المال الی قولہ فنزلت واٰتوا الیتامی فان ذلک یدل علی ان المراد بالایتاء الاعطاء بالفعل لا سیما وقد روی الثعلبی ان العم لما سمعہا قال نعوذ باللہ من الحوب الکبیر لما انہم قالوا العبرۃ لعموم اللفظ لا لخصوص السبب ولعل العم فہم الامر بالاعطاء حقیقۃ بطریق العبارۃ بل بشیء آخر فقال ما قال ۱۲

ملحقات الترجمۃ

۱۵ قولہ لگاتے رہو ودل ہذا علی ان الآیۃ فیمن لم یبلغ کما ان الآیۃ الآتیۃ فیمن بلغ فلا تکرار وہذا ترجیح فی روح المعانی وقواہ بقولہ تعالی ولا تتبدلوا الان التبدل لا یکون الا فی حالۃ الصغر فافہم وبنی علیہ النکتۃ فی التعبیر بالایتاء بناء بالدفع ہناک ۱۲ منہ

۲۵ قولہ انکے مال من شامل الی قولہ مت بدلو اشارۃ الی تحقیق ان وہو ان التبدل والاستبدال یستعملان ابدا باتصالہما الی الحاصل بنفسہا والی الزائل بالباء کما فی قولہ تعالی ومن یتبدل الکفر بالایمان وقولہ تعالی اتستبدلون الذی ہو ادنی بالذی ہو خیر فیستعمل تارۃ کذلک واخری بالعکس تارۃ بافضائہ الی مفعولہ بنفسہ ومرۃ الی مفعول واحد ہہنا اورد التبدل فلا محالۃ یکون الطیب متروکا بالخبیث ماخوذا والظاہر ان کون خبیثا او طیبا باعتبار الجودۃ والرداءۃ لا الحل والحرمۃ بسبیل التباہ دفعلی ہذا اشکل کون الطیب متروکا والخبیث ماخوذا لان الظاہر بالعکس فالتوجیہ انہ ارید التبدل للیتیم لان الاوصیاء المتصرفون فی اموال الیتامی فہو احسن بیع لو کسی من انفسہم ومن غیرہم وما ضاہاہ فہو آخذ للخبیث ای للیتیم وتارک للطیب ای لہ ایضا فافہم اخذتہ من روح المعانی ۱۲

۳۵ قولہ اپنے مالونکے رہنے تک کذا فی روح المعانی عن الکشف لکن صاحب الکشف حملہ علی المبالغۃ وانی حملتہ علی الافادۃ التقییدیۃ کما اوضحتہ بقولی البتہ الخ فکلمۃ الی علی ہذا علی اصلہا للغایۃ والمشہور انہا بمعنی مع فالمنہی عنہ امران اکل مالہم بعد التبدل واکلہ بلا تبدل ۱۲

وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَىٰ فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُم مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنَىٰ وَثُلَاثَ

اور اگر تمکو اس بات کا احتمال ہو کہ تم یتیم لڑکیون کے بارہ مین انصاف نکر سکوگے تو اور عورتون سے جو تمکو پسند ہون نکاح کرلو دو دو عورتون سے اور تین تین عورتون سے

وَرُبَاعَ ۖ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ۚ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَلَّا تَعُولُوا

اور چار چار عورتون سے پس اگر تمکو احتمال اسکا ہو کہ عدل نہ رکھوگے تو پھر ایک ہی بی بی پر بس کرو یا جو لونڈی تمہاری ملک مین ہو وہی سہی اس امر مذکور مین زیادتی نہونیکی توقع قریب تر ہے۔

حکم دوم اکتفاء بر نکاح غیر یتامی بوقت تنقیص مہر یتامی وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَىٰ فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُم مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ ۖ اور اگر تمکو اس باتکا احتمال[۵۱] (بھی) ہو (اور یقین ہو تو بدرجہ اولی) کہ تم یتیم لڑکیون کے بارہ مین (بابت انکے مہر کے) انصاف (کی رعایت) نکر سکوگے تو (انسے نکاح مت کرو بلکہ) اور[۵۲] (حلال) عورتون سے جو تمکو (اپنی کسی[۵۳] مصلحت کے اعتبار سے) پسند ہون نکاح کرلو (کیونکہ وہ مجبور نہین آزادی سے اپنی رضا ظاہر کرسکتی ہین اور یہ نکاح اس قید کے ساتھ ہو کہ جو ایک عورت سے زیادہ کرنا چاہے تو ان صورتون مین سے کوئی صورت ہو ایک صورت یہ کہ ایک ایک مرد) دو دو عورتون سے (نکاح کرلے) اور (دوسری صورت یہ کہ ایک ایک مرد) تین تین عورتون سے (نکاح کرلے) اور (تیسری صورت یہ کہ ایک ایک مرد) چار چار عورتون سے (نکاح کرلے) **ف** مثنی وثلث ورباع ترکیب نحوی مین حال ہے ماطاب سے اور حال قید ہوتا ہے کلام مین اور مفہوم ہین بوجہ تکرار معنی کے موضوع ہین انقسام کے لیے پس مجموعہ دونون امرونکا مفید ہوا التقیید الحکم بہذہ الاقسام کو نہ کہ اطلاق کو اور حکم فانکحوا جو عامل ہے حال مین اباحت کے لیے ہے پس اباحت مقید ہوگئی ان اقسام کے ساتھ جب یہ قید نہوگی مثلاً چار سے زائد ہو تو اباحت بھی نہوگی کیونکہ جہان قید کا کوئی فائدہ احترازی ہوتی ہے اور بعض کا یہ کہنا کہ رباع تک کہنا اسلیے ہے کہ اس سے آگے استعمال نہین آتا یہ وجہ غیر مسموع ہے کہ متنبی کے قصائد مین ہے۔ احاد ام سداس فی احاد۔ اور یہ شبہہ نہ کیا جاوے کہ ایک عورت سے نکاح کرنا علاوہ ان اقسام کے ہے۔ وجہ دفع یہ ہے کہ سیاقاً اور اجماعاً اس قید سے اقل کی نفی مقصود نہین کیونکہ مقام توسع کا ہے تاکہ یتامی کے نکاح سے استغنا ثابت ہو جاوے جو ایک مین بھی حاصل ہے پس ایک کی نفی سے تعرض نہین۔ البتہ اس توسع سے یہ شبہہ صحیح نہین کہ ما فوق الاربع بھی جائز ہوگا وجہ دفع یہ کہ جو غرض ہے اس توسع سے کہ استغناء نکاح یتامی سے حاصل ہو جاوے وہ توسع اس صورت مین بھی حاصل ہے کہ اسکو اربع کے اندر اندر محدود رکھا جاوے بخلاف آیہ سورۂ فاطر کے درباب ملائکہ کے اولی اجنحة مثنی الخ کہ وہان تقیید کی کوئی دلیل نہین اسکی ایسی مثال ہے جیسے ایک جماعت کو ایک خوان دے کر یون کہا جاوے کہ سب دو دو تین تین چار چار بانٹ لو یقیناً جو شخص زیادہ مانگے گا وہ اپنے کو اذن جدید کا محتاج سمجھے گا اور اس کلام سے زائد کی نفی سمجھی گئی بخلاف اسکے کہ کسی سے کہا جاوے بازار جاؤ مدرسہ جاؤ باغ جاؤ جہان چاہو جاؤ اسمین ماسوی کی نفی اسلیے نہین کہ یہ کلام تقسیم کے لیے موضوع ہی نہین خوب سمجھ لو۔ اور حدیثون مین صاف مصرح ہے کہ بعضے نومسلمون کے پاس چار سے زائد بیبیان تھین حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چار سے زیادہ جدا کرادین اور اہل حق کا اسپر اجماع بھی ہے اور جن لوگون سے خلاف منقول ہے اول تو وہ اجماع ان اہل خلاف کے قول سے پہلے ہو چکا تھا پس ایسا خلاف قادح نہین دوسرے انکے پاس کوئی دلیل معتدبہ نہین اور دعوی محض بلا دلیل صحیح مخل اجماع نہین اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زائد سے نکاح فرمانا یہ آپکی خصوصیات سے ہے اخذت اکثرہ من روح المعانی وان شئت البسط فراجعه واجاب ایضاً عن شبہات الرازی **مسئلہ** یہ حکم چار تک آزادونکے لیے اور جو شرعاً غلام ہو اسکو دو تک درست ہے اسکا قرینہ آیت مین بھی ہے او ما ملکت ایمانکم کیونکہ مخاطب اسمین اور ماسبق مین ایک ہین اور غلام مالک نہین ہوتا **مسئلہ** یتیم لڑکی کا نکاح قبل بلوغ باذن ولی جائز ہے آیت مین نکاح یتامی کے احکام بیان کرنا اسکا قرینہ بھی ہے **ربط** شروع آیت مین کثرت ازدواج کی اجازت دی ہے جسکی وجہ یہی تھی کہ یتامی کے حق مین خلاف عدل نہو چونکہ عدل مطلقاً ہر موقع مین واجب ہے اسلیے آگے اس صورت کا حکم فرماتے ہین کہ جب کثرت ازدواج مین اندیشہ خلاف عدل کا ہو **اکتفا بر واحدہ یا جاریہ وقت خوف عدم عدل بین الازواج** فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ۚ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَلَّا تَعُولُوا ﴿٣﴾

اللغات الاقساط العدل لانه زوال القسط ای الظلم ومنه قوله تعالی واما القاسطون فکانوا لجهنم حطبا واما القسط فیاتی بمعنی العدل وان حکمت فاحکم بینهم بالقسط الیتمی یطلق علی المذکر والمؤنث کله من روح المعانی العول المیل وهو الجور ١٢

البلاغة فی روح المعانی واوثرت ما علی من ذهابا الی الوصف من البکر او الثیب مثلا وما تخص او لتغلیب فی غیر العقلاء وفیما اذا ارید الذات واما اذا ارید الوصف فلا کما تقول ما زید فی الاستفهام ای افاضل ام کریم ١٢

ملحقات الترجمہ

[۵۱] قولہ احتمال بھی ہو اشارة الی النکتة فی ایراد الخوف مع ان شان النزول یدل علی تحققہ ١٢

[۵۲] قولہ اور حلال عورتون سے فان المحرمات مستثناة ١٢

[۵۳] قولہ کسی مصلحت الخ اشارة الی ان الطیب لا یتوقف علی النظر الی جمالها فلا دلالة فی الآیة علیه نعم دل الحدیث علی جوازه الی الوجه اذا اراد الخطبة ١٢

وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ۭ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْۗـــــًٔـا مَّرِيْۗـــــًٔـا ۝ وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاۗءَ

اور تم لوگ بیبیون کو اُنکے مہر خوشدلی سے دیدیا کرو　ہان اگر وہ بیبیان خوشدلی سے چھوڑ دین تمکو اُس مہر مین کا کوئی جزو تو تم اُسکو کھاؤ مزہ دار خوشگوار سمجھکر　اور تم کم عقلونکو اپنے وہ مال

اَمْوَالَكُمُ الَّتِيْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰمًا وَّارْزُقُوْهُمْ فِيْهَا وَاكْسُوْهُمْ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝

مت دو　جنکو خدا تعالی نے تمہارے لیے مایہ زندگانی بنایا ہی اور اُن مالون مین اُنکو کھلاتے رہو پہناتے رہو　اور اُن سے معقول بات کہتے رہو۔

پس اگر تمکو (غالب) احتمال اسکا ہو کہ (کئی بیبیان کرکے) عدل نہ رکھوگے (بلکہ کسی بی بی کے حقوق واجبہ ضائع ہونگے) تو پھر ایک ہی بی بی پر بس کرو یا (اگر دیکھو کہ ایک کے حقوق بھی ادا نہونگے تو) جو لونڈی (حسب قاعدہ شرعیہ) تمہاری ملک مین ہو وہی سہی اس امر مذکور مین (یعنی ایک بی بی کے رکھنے یا صرف لونڈی پر بس کرنے مین) زیادتی (وبے انصافی) نہ ہونے کی توقع قریب تر ہی (کیونکہ ایک صورت مین تو تعدد نہین جسمین برابری کرنا پڑے دوسری صورت مین بی بی کے حقوق سے بھی کم حقوق ہین مثلاً مہر نہین صحبت کا حق نہین تو اندیشہ اور کم ہی) **ف مسئلہ** اگر عدل نہو سکنے کا غالب احتمال ہو تو کئی بیبیون سے نکاح کرنا بایمعنی ممنوع ہی کہ یہ شخص گنہگار ہوگا نہ بایمعنی کہ نکاح صحیح نہوگا نکاح یقیناً ہو جاویگا **مسئلہ** جو لونڈیان ہندوستان مین پائی جاتی ہین وہ شرعی لونڈی نہین ان سے بلا نکاح صحبت حرام ہی اسیطرح جب فی الخدمت اور بیع وغیرہ سب حرام ہی **تنبیہ** بعض ہوا پرستون نے دنیوی غرض سے آیات الٰہیہ کے مضمون مین تحریف کی ہی اور کہا ہی کہ یہ آیت بالکل کثرت ازواج کی نفی کر رہی ہے اسطرح سے کہ یہان فرمایا کہ جب عدل نہو سکے تو ایک پر اکتفا کرو اور دوسری آیت مین فرمادیا کہ تم سے کبھی عدل ہو ہی گا نہین ولن تستطیعوا ان تعدلوا بین النساء دونون آیتونکے ملانے سے معلوم ہوا کہ ایک سے زیادہ جائز نہین فقط اور یہ محض مغالطہ باطلہ ہے کیونکہ دونون آیتون مین عدل جدا جدا معنے مین ہی اس آیت مین تو عدل فی الحقوق الواجبہ ہی جیسا احقر نے تصریح بھی کردی اور یہ قدرت مین ہی اور اسی کے اعتبار سے واحد اور کثیر کے اختیار کرنے مین تفصیل فرمائی ہی اور اُس آیۃ مین عدل فی المحبۃ ہے اور وہ عادۃً قدرت مین نہین اسلیے اُسکی نفی فرمائی پس اس ہوا پرست کے دعوی سے اسکو علاقہ نہین بلکہ اُس آیت مین بعد نفی عدل کے ارشاد ہی فلا تمیلوا کل المیل جسکا حاصل یہ ہوا کہ یہ تو ہم جانتے ہین کہ عدل فی المحبۃ نہو سکے گا بلکہ قلب کو ایک طرف میلان رہیگا اور اس میلان پر ملامت نہین لیکن بالکلیہ میلان تو نہو کہ قلب کے اسے بھی اور معاملات وحقوق مین بھی پس دونون آیتونکے مجموعہ سے یہ حاصل ہوا کہ عدل فی المحبۃ واجب نہین لیکن عدل فی المعاملہ واجب ہی **ربط** اوپر نکاح کا بیان تھا چونکہ نکاح کے لوازم شرعیہ سے مہر ہی اور اُسکا دینا اکثر طبائع پر گران ہوتا ہی اسلیے حکم سوم مین اسکا انتظام فرماتے ہین **حکم سوم تسلیم مہر** وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ۭ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْۗـــــًٔـا مَّرِيْۗـــــًٔـا ۝ اور تم لوگ بیبیونکو اُنکے مہر خوشدلی سے دیدیا کرو ہان اگر وہ بیبیان خوشدلی سے چھوڑ دین تمکو اُس مہر مین کا کوئی جزو (اور یہی حکم کل کا بھی ہی) تو (اس حالت مین) تم اُسکو کھاؤ (برتو) مزہ دار خوشگوار سمجھکر **ف مسئلہ** اگر مہر لیکر پھر واپس کردین تو ہبہ ہی اور اگر بے لیے معاف کردین تو ابراء ہی اور دونون جائز ہین اور آیت دونون کو شامل ہی **مسئلہ** جو کسی جبر سے معاف کرے وہ عند اللہ معاف نہین ہوتا **مسئلہ**[1] عموم الفاظ سے معلوم ہوا کہ عورت کے رشتہ دار بھی بدون اُسکی مرضی کے مہر مین تصرف نہین کرسکتے **ربط** اوپر حکم اول مین یتیمونکے مال کی حفاظت کا ذکر تھا اب حکم چہارم مین یہ بتلاتے ہین کہ اُنکے وہ اموال اُنکو کب سپرد کردیے جاوین اور سپرد کرنے کی تاکید فرماتے ہین **حکم چہارم تفصیل تفویض مال بہ یتامی** وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاۗءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِيْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰمًا وَّارْزُقُوْهُمْ فِيْهَا وَاكْسُوْهُمْ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝

ملحقات الترجمۃ

[1] قوله مسئلہ عموم الخ ودلیلہ محل ما فی لباب النقول عن ابن ابی حاتم قال ابو صالح قال کان الرجل اذا زوج ابنتہ اخذ صدقتہا دونہا فنہاہم اللہ عن ذلک فانزل واٰتوا النساء الخ ۱۲

اللغات الصدقۃ المہر والنحلۃ یقال نحلہ اذا اعطاہ ایاہ عن طیب نفس بلا توقع عوض الھنئ مایلذہ الانسان المرئ ما یحمد عاقبتہ کذا فی البیضاوی قلت وراعیت ہذہ المعانی کلہا فی ترجمتی والمراد بقولی خوشگوار یا نہضم بسہولۃ وہو معناہ اللغوی فی الفارسیۃ والباقی ظاہر۔ السفہ الخفۃ۔ ویراد خفۃ العقل ۱۲ **النحو** نحلۃ مفعول مطلق بمعنی ایتاء ومنہ الضمیر للصداق ونفسا تمیز عن النسبۃ وهنیئا مریئا حالان من ضمیر المفعول ۱۲ **البلاغۃ** فان طبن الخ ای فان وہبن عن طیب لکن جعل العمدۃ طیب النفس للمبالغۃ وعداہ بعن لتضمین معنی التجافی والتجاوز وقال منہ بعثا لہن علی تقلیل الموہوب کذا فی البیضاوی فلیس التقلیل شرطا للجواز واشرت الیہ بقولی یہی حکم کل کا بھی ہے اما البعث علی التقلیل فارشاد ومشورۃ لئلا تبقی مفلسۃ لا مال لہا ۱۲

وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ۚ

اور تم یتیمون کو آزمالیا کرو یہانتک کہ جب وہ نکاح کو پہونچ جاوین پھر اگر اُن مین ایک گونہ تمیز دیکھو تو اُن کے اموال اُن کے حوالے کردو۔

وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ج فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ج اور اگر یتیم بالغ ہوجاوین جسکا مقتضا مال کا سپرد کردینا ہی جیسا آگے آتا ہی لیکن کم عقل ہون تو) تم (ان) کم عقلون کو اپنے (یعنی اُنکے) وہ مال مت دو جسکو خدا تعالی نے (ایسے کام کا پیدا کیا ہے کہ انکو) تمہارے (سب کے) لیے مایۂ زندگانی بنایا ہی (مطلب یہ کہ مال قدر کی چیز ہی انکو ابھی مت دو کہ بیقدری کرکے اُڑا دینگے) اور اُن مالون مین (سے) اُنکو کھلاتے رہو پہناتے رہو اور اُنسے معقول بات کہتے رہو (یعنی اُنکی تسلی کرتے رہو کہ مال تمہارا ہی تمہاری خیر خواہی کی وجہ سے ابھی تمہارے ہاتھ مین نہین دیا ذرا سمجھ دار ہوجاؤگے تو تم ہی کو دیدیا جاویگا) اور (جب مال سپرد کرنیکے لیے ہوشیاری دیکھنا ضرور ہے تو) تم یتیمونکو (بالغ ہونے سے پہلے ہوشیاری و تمیزداری کی باتون مین) آزمالیا کرو (کیونکہ بالغ ہونیکا وقت تو سپردگی مال کا وقت ہی تو آزمایش پہلے سے چاہیئے مثلاً کچھ سودا سلف اُس سے منگالیا اور دیکھا کہ کیسے سلیقہ سے خرید کر لائے یا کوئی چیز فروخت کی دیدی اور دیکھا کہ اسکو کسطرح فروخت کیا) یہانتک (انکو آزمایا جاوے) کہ جب وہ نکاح (کی عمر) کو پہونچ جاوین (یعنی بالغ ہوجاوین کیونکہ نکاح کی پوری قابلیت بلوغ سے ہوتی ہی) پھر (بعد بلوغ و آزمایش) اگر انمین ایک گونہ تمیز دیکھو (یعنی حفاظت و رعایت مصالح مال کا سلیقہ اور انتظام اسمین پاؤ) تو اُنکے اموال اُنکے حوالے کردو (اور اگر ہنوز سلیقہ یا انتظام نہ معلوم ہو تو چندے اور حوالہ نہ کیا جاوے جیسا صاف مین آتا ہے)

ف مسئلہ قبل بلوغ آزمایش کا جو طریقہ بتلایا گیا اُس سے معلوم ہوا کہ نابالغ اگر خرید فروخت کرے باذن ولی جائز ہے **مسئلہ** ایک گونہ تمیز کی جو تفسیر کیگئی اس تمیز نہونے کو سفہ کہتے ہین جو مانع تفویض مال ہے خواہ سلیقہ نہو خواہ سلیقہ ہو مگر اس سلیقہ سے کام نہ لیتا ہو یعنی انتظام نکرتا ہو بلکہ مال کو اُڑاتا ہو دونون صورتون مین مال ابھی نہ دیا جاویگا اور اوپر جو کہا ہی ذرا سمجھ دار اس ذرا سے بھی یہی خاص تمیز مراد ہی **مسئلہ** یہ جو کہا ہی کہ چندے اور حوالہ نہ کیا جاوے اس سے مراد پچیس سال کی عمر سے کم کم ہے اور جب پچیس سال کا پورا ہوجاوے گو یہی حالت رہے تو اسکا مال اسکو دیدینگے **مسئلہ** سفیہ کے ایسے تصرفات باطل ہین جنمین یہ ضرورت ہی کہ دوسرے کے ہاتھ مین چیز دیدی جاوے جیسے ہبہ و صدقہ وغیرہ اور جو تصرفات زبانی نافذ ہوجاتے ہین جیسے بیع و نکاح و طلاق وغیرہ یہ سب صحیح ہین اور ولی یعنی جسکے قبضہ مین مال ہے اُسکو ان تصرفات کی تکمیل کا مثل تسلیم بیع و زرثمن و مہر حکم کیا جاویگا **مسئلہ** علامت بلوغ کی انزال اور حیض ہی اور یہ نہو تو مرد کی عمر اٹھارہ سال کی اور عورت کی سترہ سال کی اور بقول بعض علماء مفتی بہ پندرہ سال دونون مین **مسئلہ** البتہ اگر اُسکے دماغ مین ایسا فتور ہو جسکو جنون یا عتہ کہتے ہین اسکا حکم تمام عمر مثل نابالغ کے رہیگا یہ سب مسائل ہدایہ مین ہین **دفع شبہہ** امام صاحب رحمہ اللہ کے اس مسئلہ پر کہ بعد پچیس سال کے اُسکا مال دیدیا جاوے شبہہ ہی کہ اللہ تعالی نے تو رشد پر مدار رکھا ہی اور ابھی رشد ہوا نہین جواب یہ کہ یہان رشد مقابل سفہ کے ہی اور سفہ سے مراد مطلق سفہ نہین بلکہ وہ سفہ جو اثر صبا یعنی طفولیت کا ہی چنانچہ نابالغون کا ذکر اسکا قرینہ ہی اور احقر نے ترجمہ سفہاء مین لفظ اُن سے اسطرف اشارہ کردیا ہی پس ابتداء بلوغ مین تو اُسکو عمر سابق کا بقیہ اثر سمجھین گے اور جب پچیس سال کی عمر ہوگئی جسمین آدمی دادا بن سکتا ہی اب طفولیت کا اثر قطعاً نہین رہا اسوقت کی بیعقلی دوسری قسم کی ہی پس وہ سفہ نہ رہا تو اسکا مقابل یعنی رشد آگیا جسکو بوجہ تنکیر کے ایک گونہ رشد سے تفسیر کیا گیا ہی اور رشد پر تفویض مال کا حکم منصوص ہی پس مال دیدیا جاویگا اور ایک شبہہ اس مسئلہ پر ہی کہ اسکے بعض تصرفات نافذ ہوجاوینگے شبہہ یہ ہی کہ پھر مال نہ دینے سے کیا فائدہ ہوا جواب یہ ہی کہ اکثر اتلاف مال تبرعات مین ہوتا ہی اور وہ نافذ نہین ہوتے یہ فائدہ کافی ہے یہ سب تقریر ہدایہ سے ماخوذ ہے [illegible] کہ بعد بلوغ کے بشرط رشد یتامی کا مال انکو حوالہ کردو آگے ان اموال کے کھانے سے کہ تاخیر تفویض مذکور مین رکھتے ہین [illegible] کی اجازت کو مستثنی کرتے ہین کہ حکم [illegible] کریگا ایک مستحب طریقہ بھی بتلاتے ہین

ملحقات الترجمہ

لے قولہ فی ترجمۃ اموالکم یعنی اُن کے وانما اضافہا الی ضمیر المخاطب مبالغۃ فی حملہم علی المحافظۃ علیہا کانہا اموالکم التی تبلغون فی حفظہا ۱۲ ۔

ے قولہ فی ترجمۃ جعل اللہ لکم جنکو ... سب کے لیے اشارۃ الی ان الاول حذف المفعول الاول لیجعل الثانی کون ضمیرہ اخطاء علی ما دخل فیہ الیتامی وہو بری عن التکلف ۱۲

ے قولہ مایۂ زندگانی فالقیام مصدر مابہ القیام ای التعیش ۱۲

ے قولہ فی ترجمۃ فیہا اُن مالون مین سے ففی بمعنی من التبعیضیۃ کما جوزہ فی الروح ۱۲

ے قولہ تحت ترجمۃ بلغوا پوری الخ المراد صلاحیۃ التوالد فان الجماع ربما یقع من غیر البالغ لکنہ لا ینزل فلا یتوالد ۱۲ ۔

النحو اذا فی اذا بلغوا شرطیۃ وجوابہ الشرطیۃ التی تلیہا من قولہ فان آنستم الخ ۱۲

وَلَا تَأْكُلُوْهَآ اِسْرَافًا وَّبِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا ۭ وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ۚ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ

اور ان اموال کو ضرورت سے زائد اٹھا کر اور اس خیال سے کہ یہ بالغ ہوجاوینگے جلدی جلدی اڑا کر مت کھا ڈالو اور جو شخص مستغنی ہو سو وہ تو اپنے کو بالکل بچائے اور جو شخص حاجتمند ہو تو وہ مناسب مقدار سے کھالے۔

فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ۝ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ

پھر جب اُن کے اموال اُنکے حوالے کرنے لگو تو اُن پر گواہ بھی کر لیا کرو اور اللہ تعالیٰ ہی حساب لینے والے کافی ہیں مردوں کے لیے بھی حصہ ہے اُس چیز میں سے جسکو ماں باپ

وَالْاَقْرَبُوْنَ ۠ وَلِلنِّسَاۗءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ ۭ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ۝

اور بہت نزدیک کے قرابت دار چھوڑ جاوین اور عورتوں کے لیے بھی حصہ ہے اُس چیز میں سے جسکو ماں باپ اور بہت نزدیک کے قرابت دار چھوڑ جاوین خواہ وہ چیز قلیل ہو یا کثیر ہو حصہ قطعی۔

تتمہ حکم چہارم و استیناف حکم پنجم درمیان اجزاء تتمہ وَلَا تَأْكُلُوْهَآ اِسْرَافًا وَّبِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا ۭ وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ۚ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ۝ اور اُن اموال (یتامیٰ) کو ضرورت سے زائد اٹھا کر اور اس خیال سے کہ یہ بالغ ہوجاوینگے (پھر انکو حوالہ کرنا پڑیگا) جلدی جلدی اڑا کر مت کھا ڈالو اور (اگر اسطرح نہ اوڑادین بلکہ تھوڑا کھانا چاہین تو اُسکا یہ حکم ہے کہ) جو شخص (اس مال سے) مستغنی ہو (یعنی اُسکے پاس بھی بقدر کفایت موجود ہے گو صاحب نصاب نہو) سو وہ تو اپنے کو بالکل (تھوڑا کھانے سے بھی) بچائے اور جو شخص حاجتمند ہو تو وہ مناسب مقدار سے (یعنی جسمین حاجات ضروریہ رفع ہوجاوین) کھالے (برت لے) پھر جب (بعد وجود شرائط یعنی بلوغ ورشد مذکور کے) اُنکے اموال اُنکے حوالہ کرنے لگو تو (بہتر ہے کہ) اُن (کے مال اُنکو دیدینے) پر گواہ بھی کر لیا کرو (شاید کسی وقت کچھ اختلاف واقع ہو تو گواہ کام آدین) اور (یوں تو) اللہ تعالیٰ ہی حساب لینے والے کافی ہیں (اگر خیانت نہ کی ہو تو گواہوں کا نہ ہونا بھی مضر نہیں کیونکہ اصل حساب جنکے متعلق ہے وہ تو اسکی صفائی جانتے ہیں اور اگر خیانت کی ہے تو گواہوں کا ہونا کوئی نافع نہیں کیونکہ جن سے حساب کا سابقہ ہے وہ اسکا ملوث ہونا جانتے ہیں صرف ظاہری انتظام کے لیے گواہوں کا ہونا مصلحت ہے) **ف مسئلہ** یتیم کے حاجتمند کارکن کو بقدر حوائج ضروریہ صرف کرنا بوجہ اپنے حق الخدمت کے جائز ہے فی الهداية وهذا لان المحبس من اسباب النفقة كما في الوصي الخ **مسئلہ** یہ گواہ کرنا بمصلحت مذکورہ مستحب ہے **ربط** اوپر یتامیٰ کو ضرر پہونچانے سے ممانعت فرمائی ہے ایک ضرر یتامیٰ کو جاہلیت میں یہ بھی پہنچایا جاتا تھا کہ انکو میراث میں مستحق نہ سمجھتے تھے اسلیے آگے حکم ششم میں ایک قاعدہ کلیہ سے اس رسم کا ابطال فرماتے ہیں **حکم ششم اثبات حقوق ورثہ در ترکہ** لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ۠ وَلِلنِّسَاۗءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ ۭ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ۝ مردوں کے لیے بھی (خواہ وہ چھوٹے ہوں یا بڑے) حصہ (مقرر) ہے اُس چیز میں سے جسکو (اُن مردوں کے) ماں باپ اور (یا دوسرے) بہت نزدیک کے قرابت دار (اپنے مرنیکے وقت) چھوڑ جاوین اور (اسیطرح) عورتوں کے لیے بھی (خواہ وہ چھوٹی ہوں یا بڑی) حصہ (مقرر) ہے اُس چیز میں سے جسکو (ان عورتوں کے) ماں باپ اور (یا دوسرے) بہت نزدیک کے قرابت دار (اپنے مرنیکے وقت) چھوڑ جاوین خواہ وہ (چھوڑی ہوئی) چیز قلیل ہو یا کثیر ہو

ملحقات الترجمة

۱۵ قوله مستغنی ہو اشار بهذا ان الغني ههنا ليس غنى نصاب اصطلاحيا بل ہو عرفی وكذا الفقير ۱۲

۵۲ قوله فی ترجمة فليستعفف بالکل بچائے لان فيه من المبالغة ما ليس فی العفاف بمعناه الکف فيتعدى الى المفعول هو بنفسه ۱۲

۵۳ قوله فی ترجمة فلياکل برت لے اشارة الى الجواز بعموم اللباس وغيره ۱۲

۵۴ قوله رشد مذکور اشارة الى ما في المائدة المتعلقة بالسابق من تحقيق المذهب الحنفي في تفسير الرشد ۱۲

۵۵ قوله بہتر ہے اشارة الى استحباب الاشہاد ۱۲

النحو قوله اسرافا وبدارا حال اى مسرفين ومبادرين كبرهم والمبادرة المسارعة وهى لاصل الفعل ههنا وصيغة المفاعلة بان يبادر الولى اخذ مال اليتيم واليتيم يبادر نزعه منه كذا في روح المعاني **قوله** ولا تاكلوا الخ معطوف على ابتلوا لا على ادفعوا لعدم تقييده بايناس الرشد وفاعل كفى الاسم الجليل والباء زائدة ليدل على معنى الامر فالتقدير اكتفوا بالله وحسيبا حال مما قل بدل مما ترك باعادة العامل فصيبا حال اذ المعنى ثبت لهم مفروضا مقطوعا واجبا لهم بيضاوي قلت وراعيت في ترجمة المفروض كلا معنى القطع والوجوب ۱۲

البلاغة في روح المعاني وايراد حكمهن على الاستقلال للاعتناء بامرهن والايذان باصالتهن في الاستحقاق والمبالغة في ابطال حكم الجاهلية مع الاشارة من اول الامر الى تفاوت ما بين نصيبي الفريقين **قوله** للرجال والنساء اقول التعبير بالرجال والنساء المتبادر منه البالغون مع كون المراد اعم لعله لنكتة الاشارة الى ان الصغار في هذا الحكم كالبالغين الكبار فافهم ۱۲

الفقه استدلوا بالآية على ان الوارث لو اعرض عن نصيبه لم يسقط حقه وهو مذهب ابى حنيفة رح كذا في روح المعاني۔

الروايات في لباب النقول اخرج ابو الشيخ وابن حبان في كتاب الفرائض من طريق الكلبي عن ابى صالح عن ابن عباس قال كان اهل الجاهلية لا يورثون البنات ولا الصغار الذكور حتى يدركوا فمات رجل من الانصار يقال له اوس بن ثابت وترك ابنتين وابنا صغيرا فجاء ابنا عمه خالد وعرفطة وهما عصبة فاخذا ميراثه كله فاتت امراته رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكرت له ذلك فقال ما ادري ما اقول فنزلت للرجال نصيب الآية اه قلت وبهذه الرواية ثبت ما ذكرته في تقرير ربط الآية بقولي ايک ضرر الخ وبها علم وجه تعميم ترجمة الرجال للصغار والكبار وكذا النساء فافهم ۱۲ -

وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝

اور جب تقسیم ہونے کے وقت آموجود ہون رشتہ دار اور یتیم اور غریب لوگ تو انکو بھی اس مین سے کچھ دیدو اور انکے ساتھ خوبی سے بات کرو

وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَيْهِمْ فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْيَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝

اور ایسے لوگون کو ڈرنا چاہیے کہ اگر اپنے بعد چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ جائیں تو انکی انکو فکر ہو سو ان لوگون کو چاہیے کہ خدا تعالےٰ سے ڈرین اور موقع کی بات کہین

اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ؕ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ۝

بلا شبہ جو لوگ یتیمون کا مال بلا استحقاق کھاتے ہین اور کچھ نہین اپنے شکم مین آگ بھر رہے ہین۔ اور عنقریب جلتی آگ مین داخل ہونگے

ع ۱۱ / ۱۲

(سب) مین سے ملیگا اور (حصہ بھی ایسا جو) قطعی (طور پر مقرر ہے) **ف** یہان صرف استحقاق حصہ میراث کو اجمالاً بتلایا ہی تھوڑی دور آگے حصص ورثہ کی تفصیل آتی ہے اور نزدیک کے رشتہ سے مطلب یہ ہی کہ شرع مین جو ترتیب وارثون مین مقرر و ثابت ہی اس ترتیب مین نزدیک ہو اور ظاہر ہی کہ نزدیکی دونون جانب سے ہوتی ہی پس اس سے لازم آگیا کہ جو رشتہ دار اقرب ہوگا وہ میراث پاویگا پھر جہان شرع نے سبکو اقرب سمجھا ہی گو وجوہ اقربیت کے متفاوت ہون وہان سبکو وارث بنایا ہی اور جہان ایک کو اقرب ایک کو ابعد سمجھا ہی اقرب کو وارث کیا ہی ابعد کو نہین اس قاعدہ کے عموم مین ذوی الفروض و عصبات و ذوی الارحام جو حنفیہ کے نزدیک وارث ہین سب آگئے البتہ عصبات مین میراث کا مقرر ہونا اور ذوی الارحام مین اسکا قطعی ہونا جیساکہ ترجمہ سے ظاہر ہوتا ہی کسیقدر شاید موجب خلجان ہو لیکن مقرر سے مراد یہ لیا جاوی کہ رای مورث پر مدار نہین شرع نے قواعد مقرر کر دیے ہین اور قطعی سے مراد یہ لیا جاوے کہ جو عمل مین مثل قطعی کے ہو جسکو فرض عملی کہتے ہین اب کچھ خلجان نہین **ربط** اوپر ورثہ مستحقین ترکہ کا بیان تھا آگے حکم ہفتم مین غیر مستحقین ترکہ کے ساتھ بھی ایک گونہ مراعات کا استحباباً حکم فرماتے ہین **حکم ہفتم مراعات غیر ورثہ** وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝ اور جب (وارثون مین ترکہ کے) تقسیم ہونیکے وقت (یہ لوگ) آموجود ہون (یعنی دور کے) رشتہ دار (جنکا میراث مین حق نہین) اور یتیم اور غریب لوگ (اس توقع سے کہ شاید ہمکو بھی کچھ مل جاوے رشتہ دار تو ممکن ہی کہ گمان استحقاق سے اور دوسرے لوگ بامید خیرات کے) تو انکو بھی اس (ترکہ) مین (جسقدر بالغون کا ہے اسمین) سے کچھ دیدو اور انکے ساتھ خوبی (اور نرمی) سے بات کرو (وہ بات رشتہ دارون سے تو یہی کہ سمجھا دو کہ تمہارا حصہ شرع سے اسمین نہین ہی ہم معذور ہین اور دوسرون سے یہ کہ دیکر احسان نہ جتلاؤ) **ف مسئلہ**[۵] یہ حکم واجب نہین مستحب ہی اور اگر ابتدا مین واجب ہوا ہو تو وجوب منسوخ ہی مسئلہ اور بالغون کی قید اسلیے لگائی کہ نابالغون کے حصہ مین سے خیرات یا کسی کی مراعات بالکل جائز نہین **ربط** اوپر یہانتک اصل مضمون یتیمونکو ضرر نہ پہونچانیکا تھا اور دوسرے مضامین اسی کی مناسبت سے مذکور ہوئے ہین آگے اسی اصل مضمون کی تاکید کے لیے ایک واقعہ دنیویہ فرض کرتے ہین جس سننے یتیمون کی ہمدردی پیدا ہو اور ایک واقعہ آخرت کا یقین دلاتے ہین تاکہ خوف پیدا ہو اور دونو واقعون مین فکر کرکے یتامیٰ کے اضرار کی جرأت نکرین **تاکید رعایت حق یتامیٰ** وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَيْهِمْ فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْيَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ؕ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ۝

ملحقات الترجمہ

[۵] قولہ مسئلہ (۱) فی روح المعانی امر ندب کلف بہ البالغون من الورثۃ تطییبا لقلوب المذکورین وتصدقا علیہم وقیل امر وجوب واختلف فی نسخہ فعن ابن عباس انہ لا نسخ واخرج ابو داؤد فی ناسخہ وابن ابی حاتم من طریق عطاء عن ابن عباس نسختہا آیۃ المیراث اھ قلت یحمل النسخ علی الوجوب وعدمہ علی الندب فلا تعارض بین القولین ۱۲ -

اللغات السعیر فعیل بمعنے مفعول من سعرت النار اوقدتہا من روح المعانی۔

البلاغۃ القسمۃ مفعول بہ وقدمت لانہا المبحوث عنہا ولان فی الفاعل تعدد افلو روعی الترتیب لفوت تجاذب اطراف الکلام وقیل قدمت لتکون امام الحاضرین فی اللفظ کما انہا امامہم فی الواقع کذا فی روح المعانی۔ فی حاشیۃ البیضاوی وجعل ترکوا علی معنی شارفوا لیصح وقوع خافوا جزاء لہ ضرورۃ ان لاخوف بعد حقیقۃ الموت وترک الذریۃ وفی البیضاوی وفی ترتیب الامر علیہ ای علی انہم لو ترکوا الخ اشارۃ الی المقصود منہ ای من الامر والعلۃ فیہ لبعث علی الترحم وان یحب لاولاد الاخیرہ مایحب لاولادہ وتہدید للمخالف بحال اولادہ اھ قلت ولا یلزم بحال الاولاد بعد وقررت الآیۃ بما ہو مذکور فی الملحقات فی فائدۃ ترجمۃ قولہ فلیتقوا فافہم ۱۲

الروایات فی روح المعانی اخرج ابن جریر عن ابن عباس انہ قال فی الآیۃ یعنی بذلک الرجل یموت ولہ اولاد صغار ضعاف یخاف علیہم العیلۃ والضیعۃ فان فی مثل ذریتہ ضعافا یتامی فلیحسن الیہم اھ واخرج ابن ابی حاتم والبیہقی عن ابن عباس انہ قال فی الآیۃ یعنی الرجل یحضرہ الموت فیقال لہ تصدق من مالک واعتق واعط فی سبیل اللہ فنہوا ان یامروا بذلک الخ فالمعنی ح یکون علی من حضر المریض فکما لا یرضی احدکم ان یترک ذریتہ بغیر مال فلا ینبغی ان یامر غیرہ بذلک وقیل فی الوصیۃ بما زاد علی الثلث انتہی مختصرا ومغیرا یسیرا قلت ظاہر المقام یقتضی التفسیر الاول وما عداہ فمبنی علی ان اللفظ بعمومہ شمل الجمیع فافہم کیلا تتہم التعارض بین الجمیع لاسیما بین قولی ابن عباس رضی"

يُوصِيكُمُ اللّٰهُ فِيٓ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً

اللہ تعالیٰ تمکو حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے باب مین لڑکے کا حصہ دو لڑکیون کے حصہ کے برابر اور اگر صرف لڑکیان ہی ہون

فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ؕ

گو دو سے زیادہ ہون تو ان لڑکیون کو دو تہائی ملیگا اُس مال کا جو کہ مورث چھوڑ مرا ہے اور اگر ایک ہی لڑکی ہو تو اسکو نصف ملیگا

اور (یتامی کے معاملہ مین) ایسے لوگون کو ڈرنا چاہیے کہ اگر اپنے بعد چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ (کر مر) جاوین تو ان (بچون) کی ان (لوگون) کو فکر ہو (کہ دیکھیے انکو کوئی آزار نہ دے) تو ایسا ہی دوسرے کے بچون کے لیے بھی خیال رکھنا چاہیے کہ ہم انکو آزار نہ دین) سو (اس بات کو سوچکر) ان لوگون کو چاہیئے کہ (یتامی کے معاملہ مین) خدا تعالے (کے حکم کی مخالفت) سے ڈرین (یعنی فعلاً آزار و ضرر نہ پہونچاوین) اور (قولاً بھی اُن سے) موقع کی بات کہین (جسمین تسلی اور دلجوئی کی بات بھی آگئی اور تعلیم و تادیب کی بات بھی آگئی غرض انکے مال اور جان دونونکی اصلاح کرین) بلاشبہہ جو لوگ یتیمونکا مال بلا استحقاق کھاتے (برتتے) ہین اور کچھ نہین اپنے شکم مین (دوزخ کی) آگ (کے انگارے) بھر رہے ہین (یعنی انجام اس کھانے کا یہ ہونے والا ہے) اور (اس انجام کے مرتب ہونے مین کچھ زیادہ دیر نہین کیونکہ) عنقریب (یہی دوزخ کی) جلتی آگ مین داخل ہونگے (وہان یہ انجام نظر آویگا) **ف** پہلے مضمون کا حاصل یہ ہوا کہ آنچہ بر خود نہ پسندی بر دیگران مپسند اور قول سدید کی جو تفسیر کیگئی جسمین انکی تہذیب کے متعلق اگر بقدر ضرورت تشدد کرنا پڑے وہ بھی داخل ہوگیا ایسی نرمی کا حکم نہین جسمین وہ بگڑ جاوین مطلب یہ ہے کہ سرزنش مین انکی مصلحت مرعی ہو اپنی مصلحت پر نظر نہو پس تادیب مین بھی اپنے غیظ کی شفا مقصود نہونا چاہیئے اور بلا استحقاق کے جو قید لگائی گئی اس سے یہ فائدہ ہوا کہ باستحقاق کھانیکی اجازت ہے جسکا بیان ابھی حکم پنجم مین من کان فقیرا کی تفسیر مین گذرچکا ہے دیکھ لیا جاوے مسئلہ جسطرح مال یتیم کا خود کھانا حرام ہے اسیطرح کسیکو کھلانا یا دینا گو بطور خیر خیرات ہی کے کیون نہو نیز حرام ہے اسی لیے ترجمہ مین لفظ برتتے کا اضافہ کردیا گیا ہے اور یہ نابالغ کا حکم یہی ہے گو یتیم نہو خوب یاد رکھو اسمین بہت بے پروائی کیجاتی ہے ربط حکم ششم مین ورثہ کا استحقاق حصص اجمالاً مذکور ہو آئے ان حصص کی کچھ تفصیل یہان ارشاد ہے اور کچھ ختم سورت پر اور پوری تفصیل ان احکام کی دوسرے دلائل شرعیہ سے اہلذکر کے کتب فرائض مین موجود ہے اور اس تفصیل مین کئی قسم کے ورثہ کا حصہ بیان فرمایا ہے اور ان ورثہ کی تخصیص ذکری کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اولاد اور بھائی بہنون کے متعلق سوال کیا گیا تھا کما سیکتب فی الحواشی العربیۃ اسپر یہ آیتین نازل ہوئین جنکے اول مین حصص اولاد کے مذکور ہین اور آخر مین بھائی بہن کے اور پھر اس دوسرے مضمون کا تتمہ ختم سورت مین مذکور ہے اور درمیان مین ماں باپ اور زوجین کے حصص اسلیے آگئے کہ ماں باپ اور زوجین کے ہونے نہونے سے اولاد کے حصے بدل جاتے ہین پس اصل مقصود اُن ہی دو سوال کا جواب ہے اور اگر یہ دیکھا جاوے کہ پہلے استفتا مین اولاد کے ساتھ زوجہ بھی تھی تو ذکر زوجہ کو اور زیادہ ربط بڑھ جاویگا **حصہ اولاد** يُوصِيكُمُ اللّٰهُ فِيٓ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۚ فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ؕ اللہ تعالیٰ تمکو حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے (میراث پانے کے) باب مین (وہ یہ کہ) لڑکے کا حصہ دو لڑکیون کے برابر (یعنی اگر لڑکا لڑکی ایک ایک یا کئی ملی جلی ہون تو انکے حصون مین باہم یہ نسبت ہوگی کہ ہر لڑکے کو دوہرا اور ہر لڑکی کو اکہرا) اور اگر (اولاد مین) صرف لڑکیان ہی ہون گو دو سے زیادہ ہون تو ان لڑکیون کو دو تہائی ملیگا اُس مال کا جو کہ مورث چھوڑ مرا ہے (اور اگر دو لڑکیان ہون تب تو دو تہائی ملنا بہت ہی ظاہر ہے کیونکہ اگر انمین ایک لڑکی کی جگہ لڑکا ہوتا تو اُس لڑکی کا حصہ باوجودیکہ بھائی سے کم ہے ایک تہائی سے نہ گھٹتا پس جب دوسری بھی لڑکی ہے تب تو تہائی سے کسیطرح گھٹ ہی نہین سکتا اور دونون لڑکیان یکسان حالت مین ہین پس اُسکا بھی ایک تہائی ہوگا دونونکا ملکر دو تہائی ہوا البتہ تین لڑکیون مین یہ شبہہ تھا کہ شاید انکو تین تہائی یعنی کل ملجاوے

اللغات یوصیکم ان یقدم الی الغیر ما یعمل فیہ مقترنا بوعظ والمراد یامرکم روح المعانی ١٢ **البلاغۃ** عدل عن الامر الی الایصاء لانہ ابلغ وادل علی الاہتمام وطلب الحصول بسرعۃ روح ١٢ **الروایات** روی احمد والترمذی وابوداود وابن ماجۃ عن جابر رضہ قال جاءت امرأۃ سعد بن الربیع الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالت یا رسول اللہ ہاتان ابنتا سعد قتل ابوہما یوم احد وان عمہما اخذ مالہما ولم یدع لہما مالا ولا تنکحان الا ولہما مال فقال صلی اللہ علیہ وسلم یقضی اللہ تعالی فی ذلک فنزلت آیۃ المیراث فبعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی عمہما فقال اعط لابنتی سعد الثلثین واعط امہما الثمن وما بقی فہو لک کذا فی روح المعانی ١٢

ملحقات الترجمۃ

ل قولہ فی ترجمۃ ولیخش [illegible] المرحوم منسولی [illegible] الازہر ان [illegible] یخافوا علیہم کما [illegible] قولہ بعد چھوٹے [illegible] الترجمۃ [illegible] الاولی [illegible] قولہ فی ترجمۃ [illegible] آزار وضرر نہ پہونچاوین اشارۃ الی ان الاصل فی الترہیب [illegible] الاخرۃ وانما الامر الاخروی [illegible] اجزا الکلام [illegible] قولہ بھر رہے ہین [illegible] فی ذلک ان الاصل ان یکون [illegible] للتاکید والمبالغۃ کما قولہ تعالی یقولون بافواہہم وقولہ ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور [illegible] قولہ یعنی انجام اشارۃ الی ان [illegible] قولہ میراث پانے کے باب مین اشارۃ الی حذف المضاف ای توریث اولادکم [illegible] قولہ وہ یہ کہ اشارۃ الی ان الجملۃ بیان [illegible] کذا فی الروح ١٢ قولہ فی ترجمۃ فان کن اور اگر اولاد الخ اشارۃ لکلمۃ [illegible] [illegible] وہو [illegible] فی جمیع الآیۃ وان معنی [illegible] [illegible] الاستحقاق [illegible] [illegible] الاولی [illegible] الاخری [illegible] مشروطا بوجود الذکر کما فی بنت الابن السفلی مع بنت لابن العلیا تکون عصبۃ لہا بشرط وجود الغلام بحذائہا وہو منتف ہہنا فافہم واشار بکلمۃ الاولاد الی ان المرجع لضمیر کن ہو الاولاد وتانیثہ باعتبار الخبر ١٢ [illegible] قولہ گو دو سے اشارۃ الی ان [illegible]

وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ

اور ماں باپ کے لیے یعنی دونون مین سے ہر ایک کے لیے میت کے ترکہ مین سے چھٹا چھٹا حصہ ہی اگر میت کے کچھ اولاد ہو اور اگر اس میت کے کچھ اولاد نہو

وَّوَرِثَهٗٓ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهٗٓ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۭ

اور اسکے ماں باپ ہی اسکے وارث ہون تو اسکی ماں کا ایک تہائی ہی اور اگر میت کے ایک سے زیادہ بھائی یا بہن ہون تو اسکی ماں کو چھٹا حصہ ملیگا وصیت نکال لینے کے بعد کہ میت اسکی وصیت کر جاوے یا دین کے بعد

اسلیے فرما دیا کہ گو لڑکیان دو سے زیادہ ہون مگر دو تہائی سے نہ بڑہے گا) اور اگر ایک ہی لڑکی ہو تو اسکو (کل ترکہ کا) نصف ملیگا (اور پہلی صورت مین ایک ثلث بچا ہوا اور دوسری صورت کا ایک نصف بچا ہوا دوسرے خاص خاص اقارب کا حق ہی یا اگر کوئی نہو تو پھر وہ اسی کو دیدیا جاوے گا جیسا کہ کتب فرائض مین مذکور ہے) **ف** مسئلہ اور یہ سب تقسیم بعد تجہیز و تکفین و ادای دیون و تنفیذ وصیت من الثلث کے ہوگی جیسا عنقریب واضح ہوگا **ف۲** اولاد کے وارث ہونیکی چار صورتین آیت سے معلوم ہوئین ایک یہ کہ لڑکے لڑکیان سب ہون - دوسرے یہ کہ ایک لڑکی ہو تیسرے یہ کہ دو لڑکیان ہون چوتھے یہ کہ دو لڑکیون سے زائد ہون **ف۳** حدیث اور اجماع اہل حق سے اس آیت کا حکم انبیاء علیہم السلام کے لیے نہین اسیواسطے حضرت صدیق اکبرؓ نے فدک وغیرہ کو میراث مین تقسیم نہین فرمایا اور اگر اس حدیث کو خبر واحد تسلیم کر لیا جاوے تب بھی حضرت صدیق اکبرؓ نے چونکہ بلا واسطہ آپ سے سنی تھی انکے اعتبار سے مثل قرآن کے قطعی ہی یا یہ کہا جاوے کہ اس حدیث سے مال انبیاء کا وقف ہونا ثابت ہے اور وقف خبر واحد سے بھی ثابت ہوجاتا ہی اور وقف مین بالاجماع میراث نہین **حصہ والدین** وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗٓ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهٗٓ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ اور ماں باپ (کو میراث ملنے مین تین صورتین ہین ایک صورت مین تو ان) کے لیے یعنی دونون مین سے ہر ایک کے لیے میت کے ترکہ مین سے چھٹا چھٹا حصہ (مقرر) ہی اگر میت کے کچھ اولاد ہو (خواہ مذکر یا مونث خواہ ایک یا زیادہ اور بقیہ میراث اولاد اور دوسرے خاص خاص ورثہ کو ملیگی اور پھر بھی بچ جاوے تو پھر اسکو دیجاویگی) اور اگر اس میت کے کچھ اولاد نہو اور (صرف) اسکے ماں باپ ہی اسکے وارث ہون (یہ دوسری صورت ہی اور صرف اس لیے کہا کہ بھائی بہن بھی نہون جیسا آگے آتا ہے) تو (اس صورت مین) اسکی ماں کا ایک تہائی ہے (اور باقی دو تہائی باپ کا اور چونکہ صورت مفروضہ مین یہ ظاہر تھا اسلیے تصریح کی حاجت نہین ہوئی) اور اگر میت کے ایک سے زیادہ بھائی یا بہن (کسی قسم کے) ہون (خواہ ماں باپ دونون مین شریک جسکو عینی کہتے ہین خواہ صرف باپ ایک ماں الگ الگ جسکو علاتی کہتے ہین خواہ صرف ماں ایک باپ الگ الگ جسکو اخیافی کہتے ہین غرضکہ کسی طرح کے بھائی بہن ایک سے زیادہ ہون اور اولاد نہو اور ماں باپ ہون اور یہ تیسری صورت ہی) تو (اس صورت مین) اسکی ماں کو (ترکہ کا) چھٹا حصہ ملیگا (اور باقی باپ کو ملے گا) **ف** تیسری صورت مین ان بھائی بہنون کی وجہ سے ماں کا حصہ بمقابلہ دوسری صورت کے کم ہوگیا لیکن باپ کی وجہ سے بھائی بہنون کو بھی نہ ملیگا **حقوق متقدمہ علی المیراث** مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۭ (یہ سب حصے) وصیت (کے قدر مال) نکال لینے کے بعد کہ میت اسکی وصیت کر جاوے یا دین (اگر ہو تو اسکے بھی نکال لینے) کے بعد تقسیم ہونگے) **ف** مسئلہ اور ان دونون سے پہلے تجہیز و تکفین ضروری ہے مسئلہ اور وصیت سے مراد وہ ہے جو شرع کے موافق ہو مثلاً وارث کو وصیت مین کچھ نہ دے اور بعد تجہیز و تکفین و ادای دیون کے جو مال بچے اسکے ایک ثلث سے زائد کی وصیت نکرے ورنہ وہ وصیت میراث سے مقدم نہوگی - اور جاننا چاہیئے کہ دین اور وصیت مین دین مقدم ہی گو قرآن مین لفظاً پہلے مذکور ہی جسمین نکتہ یہ کہا گیا ہی کہ دین کے تو مطالبہ کرنے والے آدمی ہین وہ خود ہی وصول کر لین گے اسمین کوتاہی کا احتمال کم ہی البتہ وصیت چونکہ اصل مین تبرع ہے اسلیے اسمین کوتاہی کا احتمال زیادہ ہی اسلیے اہتمام و تاکید کی غرض سے ذکر مین پہلے لے آئے واللہ اعلم **ربط** آگے اسکی حکمت بتلاتے ہین کہ میراث کا قصہ میت کی رائے پر نہین رکھا گیا بلکہ خود حق تعالے نے سب قواعد مقرر فرما دیئے -

ملحقات الترجمة

۵۱ قوله خاص خاص اقارب لان كل قريب لا يرث ۱۲

۵۲ قوله كچھ اولاد ہو فالولد اعم من الذكر والانثى والواحد والكثير فهو اسم جنس ۱۲

۵۳ بھائی بہن کسی قسم کے الخ فالاخوة جمع بمعنے ما فوق الواحد دليله الاجماع وفيه تغليب للمذكر على المونث ۱۲

النحو من بعد وصية متعلق بمحذوف اى استقر ذلك الانصباء من بعد وصية اى اخراج قدر ما وقع به الوصية فائدة الوصف التعميم اى اى وصية صدق عليها انه اوصى بها وتخصيص من هذا العموم ما فيه الجورة قوله او دين للتساوي اى فى نفس الوجوب ۱۲

آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُونَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ۚ فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ

تمہارے اصول و فروع جو ہیں تم پورے طور پر یہ نہیں جان سکتے ہو کہ ان میں کا کونسا شخص تمکو نفع پہونچانے میں نزدیک تر ہے یہ حکم منجانب اللہ مقرر کردیا گیا بالیقین اللہ تعالیٰ

كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝ وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِن لَّمْ يَكُن لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَإِن كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ

بڑے علم اور حکمت والے ہیں اور تمکو آدھا ملیگا اُس ترکہ کا جو تمہاری بیبیاں چھوڑ جاویں اگر انکے کچھ اولاد نہو اور اگر ان بیبیوں کے کچھ اولاد ہو

فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ ۚ مِن بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِينَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۚ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِن لَّمْ يَكُن

تو تمکو انکے ترکہ سے چوتھائی ملیگا وصیت نکالنے کے بعد کہ وہ اُسکی وصیت کرجاویں یا دین کے بعد اور اُن بیبیوں کو چوتھائی ملیگا اُس ترکہ کا جسکو تم چھوڑ جاؤ اگر تمہارے

لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَإِن كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُم ۚ مِّن بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۗ

کچھ اولاد نہو اور اگر تمہارے کچھ اولاد ہو تو انکو تمہارے ترکہ میں سے آٹھواں حصہ ملیگا وصیت نکالنے کے بعد کہ تم اُسکی وصیت کرجاؤ یا دین کے بعد

حکمت عدم تفویض تقسیم مال باختیار مورث آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُونَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ۚ فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝ تمہارے اصول و فروع جو ہیں تم (انکا متعلق) پورے طور پر یہ نہیں جان سکتے ہو کہ ان میں کا کونسا شخص تمکو (دنیوی یا اخروی) نفع پہونچانے میں (باعتبار توقع کے) نزدیک تر ہے (یعنی اگر تمہاری رای پر تقسیم رکھا جاتا تو بغالب احوال تم لوگ تقسیم میں مدار ترجیح و تفضیل کا اُس شخص کی نفع رسانی پر رکھتے اور اس مدار کے تعین کا خود کوئی طریقہ کسی کے پاس نہیں ہے تو اسکا مدار حکم تجویز ٹھیرانا ہی صحیح نہ تھا پس جب نفع میں مدار بننے کی قابلیت نہتھی اسلیے دوسرے مصالح و اسرار کو وہ تمہارے ذہن میں نہ آویں اس حکم کا مبنی اور مدار ٹھیراکر) یہ حکم منجانب اللہ مقرر کردیا گیا (اور یہ امر) بالیقین (مسلم ہے کہ) اللہ تعالیٰ بڑے علم اور حکمت والے ہیں (پس جو حکمتیں انہوں نے اپنے علم سے ان میں رکھی ہیں وہی قابل اعتبار ہیں اسلیے تمہاری رای پر نہ رکھا) **ف** دنیوی نفع مثلاً یہ کہ فلان وارث ہماری خوب خدمت کریگا اکثر اوقات وہ دغا دیجاتا ہے دوسرا مخلص حسبۃ للّٰہ یا محبت کی وجہ سے زیادہ خدمت کیا کرتا ہے اور اخروی نفع یہ کہ ہمکو یہ ثواب بخشا کریگا یا آخرت میں شفاعت کریگا اسلیے اسکو زیادہ دینا چاہیے کبھی اسکے ابھی خلاف ہوتا ہے بعض بدخواہے مسلمانوں میں ... اور بعض ... ایسے ملتے ہیں ... نہ کہ دکھلادی ہیں چنانچہ ... خطبات و اخبارات میں ناظرین نے دیکھا ہوگا اور اگر ان سب سے قطع نظر کیجاوے تو قرآن مجید کا یہ مضمون اس شبہ کے جواب کے لیے کافی ہے پس ہم نہیں کہتے ... مسلم مگر اسکا دارومدار نفع و مضرت پر نہیں ہے کسی اور حکمت ... کہ تم ... کرین اور ... ذمہ کرین اور ... حاذق مریض کے لیے کوئی نسخہ تجویز کرے اور ... تجویز ... اس ... مریض کو تکلیف کی ہو ... اسکا صرف حاذق ... کافی ہوگا کہ اس مریض پر اسکے استعمال کو واجب کہا جاوے گا۔ اور بعض نے اس جزو آیت کی اور توجیہ کی ہے کہ تم مردہ کی وصیت کو نہ ٹوٹنے کے لیے ... اس مردہ کو ضرر رسان سمجھو کہ ہمارا حصہ وصیت کے سبب گھٹ گیا اور ایسا سمجھکر منفیذ وصیت میں کوتاہی نکرو کیونکہ تمکو کیا معلوم کون شخص انفع ہے یعنی اگر وصیت نکرتا تو باعتبار دنیا کے وہ انفع تھا مگر اب وہ موصی باعتبار آخرت کے تمہارے لیے انفع بن گیا کہ تم اسکو جاری کرکے ثواب لوگے اور ابتداء اسلام میں جب میراث نہ تھی سبکا حصہ موصی کی رای پر تھا اُسوقت یہی امر قریب حکمت تھا اور ممکن ہے کہ اصل مقصود تو یہی میراث کا قانون ہو لیکن دفع توحش کے لیے بتدریج اسکا حکم کیا گیا ہو پہلے موصی کی رای پر ایک مصلحت سے رکھدیا ہو **حصہ زوجین** وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِن لَّمْ يَكُن لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَإِن كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ ۚ مِن بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِينَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۚ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِن لَّمْ يَكُن لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَإِن كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُم ۚ مِّن بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۗ اور تمکو آدھا ملیگا اُس ترکہ کا جو تمہاری بیبیاں چھوڑ جاویں اگر انکے کچھ اولاد نہو

ملحقات الترجمة

لہ قولہ اصول و فروع فی الکلام مجاز قرینۃ ذکرہم فیما سبق ذکورا و اناثا ۱۲

النحو آبَاؤُكُمْ مبتدأ خبره لا تدرون الخ قوله فريضة مصدر العامل محذوف اي فرض ذلك بالجزاء المفعول ودراعيت ذلك في الترجمة ۱۲

فائدة - وبما ذكرت من تقرير قوله تعالى لا تدرون من الوجهين لم يبق مساغ لما يتوهم من ان المفهوم من ظاهر الآية انكم لا تدرون وانما نحن ندري ايهم اقرب لكم فلذلك فرض ما فرض ثم يورد عليه ان اللازم من ذلك ان من قدم او رجح في الميراث يلزم ان يكون اقرب في النفع وهو بعيد ووجه عدم التوهم ان ذلك غير معلل بالنفع كما ذكرت بل هو للتعليل به بان مدار الارث عندكم الانفعية مع عدم كونه مدارا بل مداره الحكم والمصالح التي هي محجوبة عن عقولكم بالمرة ولا تصل اليه اوهامكم اخذت بذا من روح المعاني وهو كما ترى من الحسن بمكان والله اعلم ۱۲

وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلٰلَةً أَوِ امْرَأَةٌ وَلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ فَإِنْ كَانُوٓا أَكْثَرَ مِنْ

اور اگر کوئی میت جسکی میراث دوسرون کو ملیگی خواہ وہ میت مرد ہو یا عورت ایسا ہو جسکے نہ اصول ہون نہ فروع ہون اور اسکے ایک بھائی یا ایک بہن ہو تو ان دونون مین سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملیگا اور اگر یہ لوگ اس سے زیادہ ہون

ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَآ أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَآرٍّ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ۝

تو وہ سب تہائی مین شریک ہون گے — وصیت نکالنے کے بعد — جسکی وصیت کر دیجاوے یا دین کے بعد بشرطیکہ کسیکو ضرر نہ پہونچاوے یہ حکم کیا گیا ہے خدا تعالیٰ کیطرف سے اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والے ہین حلیم ہین

(نہ مذکر نہ مؤنث نہ واحد نہ کثیر) اور اگر ان بیبیون کے کچھ اولاد ہو (خواہ تمسے ہو یا پہلے شوہر سے) تو (اس صورت مین) تمکو انکے ترکہ سے ایک چوتھائی ملیگا (یہ کل دو صورتین ہوئین اور دونون صورتون مین بقیہ دوسرے ورثہ کو ملیگا لیکن ہر صورت مین یہ میراث) وصیت (کے قدر مال) نکالنے کے بعد کہ وہ اسکی وصیت کر جائین یا دین (اگر ہو تو اسکے بھی نکالنے) کے بعد (ملیگی) اور ان بیبیون کو چوتھائی ملیگا اس ترکہ کا جسکو تم چھوڑ جاؤ (خواہ وہ ایک بی بی ہو یا کئی ہون تو وہ چوتھائی سب مین برابر بٹ جاویگا) اگر تمہارے کچھ اولاد نہو (نہ مذکر نہ مؤنث نہ واحد نہ کثیر) اور اگر تمہارے کچھ اولاد ہو (خواہ ان بیبیون سے ہو یا اور عورت سے) تو (اس صورت مین) انکو (خواہ وہ ایک ہون یا کئی) تمہارے ترکہ سے آٹھوان حصہ ملیگا (یہ بھی دو صورتین ہوئین اور دونون صورتون مین بقیہ دوسرے ورثہ کو ملیگا لیکن یہ میراث) وصیت (کے قدر مال) نکالنے کے بعد کہ تم اسکی وصیت کر جاؤ یا دین (اگر ہو تو اسکے بھی نکالنے) کے بعد (ملیگی) **حصہ برادر وخواہر اخیافی** وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً أَوِ امْرَأَةٌ وَّلَهٗٓ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَإِنْ كَانُوٓا أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَآ أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَآرٍّ ۚ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۲﴾ اور اگر کوئی میت جسکی میراث دوسرون کو ملے گی خواہ وہ میت مرد ہو یا عورت ایسا ہو جسکے نہ اصول ہون (یعنی باپ دادا اور) نہ فروع ہون (یعنی اولاد اور بیٹے کی اولاد) اور اس (میت) کے ایک بھائی یا ایک بہن (اخیافی) ہو تو ان دونون مین سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملیگا اور اگر یہ لوگ اس سے (یعنی ایک سے) زیادہ ہون (مثلاً دو ہون یا اور زیادہ) تو وہ سب تہائی مین (برابر کے) شریک ہونگے (اور ان مین مذکر و مؤنث کا برابر حصہ ہے اور بقیہ میراث دوسرے ورثہ کو اور اگر کوئی اور نہو تو پھر انہین کو دیجاویگی یہ دو صورتین ہوئین اور دونون صورتون مین یہ میراث) وصیت (کے قدر مال) نکالنے کے بعد جسکی وصیت کر دیجاوے یا (اگر) دین (ہو تو اسکے بھی نکالنے) کے بعد (ملیگی) بشرطیکہ (وصیت کرنے والا) کسی (وارث) کو ضرر نہ پہونچاوے (نہ ظاہراً نہ ارادۃً ظاہراً یہ کہ مثلاً ثلث سے زیادہ وصیت کرے تو وہ وصیت میراث پر مقدم نہوگی اور ارادۃً یہ کہ رہے تو ثلث کے اندر لیکن نیت یہ ہو کہ وارث کو کم ملے یہ ظاہراً نافذ ہو جاویگی لیکن گناہ ہوگا) یہ (جسقدر یہانتک مذکور ہوا) حکم کیا گیا ہے خدا تعالیٰ کیطرف سے اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والے ہین (کہ کون مانتا ہے کون نہین ملتا اور سزا دلانے کو جو فوراً سزا نہین دیتے تو وجہ یہ کہ) حلیم (بھی) ہین **ف** اخیافی کی قید بالاجماع ہے اور سعد بن ابی وقاص رض اور ابی رض اسکے ساتھ من الام بھی پڑھتے تھے کذا فی روح المعانی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ قید بطور تفسیر کے سنی ہوگی اور نیز خود اس مقام مین غور کرنے سے بھی اسکی تائید ہوتی ہے کیونکہ ان بھائی بہنونکو سدس اور ثلث کا مستحق ٹھیرایا ہے اور یہی دو حصے مان کے اوپر مذکور ہو چکے ہین اس مناسبت سے

اللغات فی روح المعانی کلالۃ ہی فی الاصل مصدر بمعنی الکلال وہو الاعیاء ثم استعیرت استعمال الحقائق للقرابۃ من غیر جہۃ الولد والوالد لضعفہا بالنسبۃ الی قرابتہا وتطلق علی من لم یخلف والدا ولا ولدا (وہذا ہو المراد فی الآیۃ) وعلی من لیس بوالد ولا ولد من المخلفین بمعنی ذی کلالۃ کما تطلق القرابۃ علی ذوی القرابۃ ۱۲

النحو کان مرجع المیت قولہ رجل وعطف علیہ امرأۃ ثم کان وکلالۃ خبرہا وقولہ یورث صفۃ رجل والمعنی یورث منہ لتعدیتہ بمن وربما تحذف وقولہ غیر مضار حال من فاعل یوصی المذکور فی قراءۃ یوصی معروفا والمدلول علیہ بقولہ یوصی فی قراءتہ مجہولا وراعی کونہ حالا فی ترجمتہ بقولہ بشرطیکہ وقولہ وصیۃ عندی مفعول مطلق عاملہ محذوف ای یوصی بہا وصیۃ من اللہ وقولہ وللہ اخت الضمیر للرجل وتوحید الضمیر لوجوبہ فیما وقع بعد او وحتی ان ورد علی خلاف ذلک یؤول والتی بہ بذکر اللفیار

بین ان یرجع المعطوف علیہ والمعطوف والتذکیر للتغلیب . قولہ اکثر من ذلک ای المذکور من اخ واحد او اخت واحدۃ ۱۲

الروایات فی لباب النقول خرج الائمۃ الستۃ عن جابر بن عبد اللہ قال عادنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابو بکر فی بنی سلمۃ ماشیین فوجدنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا اعقل شیئا فدعا بماء فتوضأ ثم رش علی فافقت فقلت ما تامرنی ان اصنع فی مالی فنزلت یوصیکم اللہ فی اولادکم اھ قلت وتقدم نزولہا فی قصۃ سعد بن الربیع والجواب کما فی لباب النقول انہ یحتمل ان یکون نزول اولہا فی قصۃ البنتین وآخرہا وہو قولہ وان کان رجل فی قصۃ جابر ویکون مراد جابر بقولہ فنزلت یوصیکم اللہ ای ذکر الکلالۃ المتصل بہذہ الآیۃ ۱۲

ملحقات الترجمۃ

۱ قولہ فی ترجمۃ فان کان لکم ولد یا اور عورت سے لم یقل زوجہ لان الحکم عام فیما کان الوالد من الزوجۃ او المملوکۃ ۱۲ ۲ قولہ بقیہ دوسرے ورثہ کو ملیگا لم یزد الرد کما فی ما قبلہ وما بعدہ لان الزوجین لا یرد علیہما ۱۲ ۳ قولہ یعنی باپ دادا الیٰ فی حکم الاب عند ابی حنیفۃ رح وانظر فی [illegible] من ذکر الاختلاف [illegible] ۱۲ ۴ قولہ ایک بھائی الخ [illegible] ان التنوین للتنویع ۱۲ ۵ قولہ نہ ظاہرا نہ ارادۃ فالمنع فی غیر المضار عام للنفی فی الاول والنہی فی الثانی فافہم ۱۲

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ

یہ سب احکام مذکورہ خداوندی ضابطے ہین اور جو شخص اللہ اور رسول کی پوری اطاعت کریگا اللہ تعالیٰ اسکو ایسی بہشتون مین داخل کر دینگے جنکے نیچے نہرین جاری ہونگی ہمیشہ ہمیشہ انمین رہینگے۔ اور یہ بڑی

الْعَظِيْمُ ۝ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۠ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝

کامیابی ہے　اور جو شخص اللہ اور رسول کا کہنا نہ مانیگا　اور بالکل ہی اسکے ضابطون[1] سے نکل جاویگا اسکو آگ مین داخل کرینگے اسطور سے کہ وہ اس مین ہمیشہ ہمیشہ رہیگا اور اسکو ایسی سزا ہوگی جسمین ذلت بھی ہے۔

ع ۲ / ۱۳

وَالّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا

اور جو عورتین بے حیائی کا کام کرین تمہاری بیبیون مین سے　سو تم لوگ ان عورتون پر چار آدمی اپنون مین سے گواہ کر لو　سو اگر وہ گواہی دیدین تو تم انکو

فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰىهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا ۝

گھرونکے اندر مقید رکھو　یہانتک کہ موت انکا خاتمہ کر دے　یا اللہ تعالیٰ انکے لیے کوئی اور راہ تجویز فرما دین

یہ بھائی بہن ہی معلوم ہوتے ہین جو ماں مین شریک ہون اور عینی اور علاتی بھائی بہنونکا حکم اس صورت کے ختم پر آویگا اور یہ امر بالاتفاق قطعی ہے اس سے بھی ثابت ہوا کہ یہان انکے علاوہ اور قسم مذکور ہی اور شاید یہان سدس اور ثلث کے قرینہ سے من الام کی قید چھوڑ دی ہو اور وہان للذکر مثل حظ الانثیین کے قرینہ سے من الابوین یا من الاب کی قید چھوڑ دی ہو کیونکہ اس قید سے مفہوم ہوا کہ کسی ایسے کا ذکر ہے جو بنفسہ یا بغیرہ عصبہ بن جاتا ہے اور اخیافی کبھی عصبہ نہین ہوتا واللہ اعلم۔ اور اصول کی تفسیر جو باپ دادا کے ساتھ کیگئی یہ مذہب امام صاحب کا ہے پس دادا سے سب طرح کے بھائی بہن ساقط ہو جاتے ہین اور دوسرے علماء وائمہ کے نزدیک ساقط نہین ہوتے اور یہ مسئلہ صحابہ مین بھی مختلف فیہ تھا **ربط** ان احکام کو بیان کرکے آگے ان کے اعتقاداً و عملاً ماننے کی تاکید اور فضیلت اور نہ ماننے پر وعید ارشاد فرماتے ہین **تاکید اطاعت در احکام مذکورہ** تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ⑬ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۠ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ⑭ یہ سب احکام مذکورہ (متعلقہ میراث یا مع احکام یتامی کے) خداوندی ضابطے ہین اور جو شخص اللہ اور رسول کی پوری اطاعت کریگا (یعنی ان ضابطونکی پابندی کریگا) اللہ تعالیٰ اسکو ایسی بہشتون مین (فوراً) داخل کر دینگے جنکے (محلات کے) نیچے نہرین جاری ہونگی ہمیشہ ہمیشہ اُن مین رہینگے اور یہ بڑی کامیابی ہے اور جو شخص اللہ اور رسول کا کہنا نہ مانیگا اور بالکل ہی اُسکے ضابطون سے نکل جاویگا (یعنی پابندی کو ضروری بھی نہ سمجھے گا اور یہ حالت کفر کی ہے) اُسکو (دوزخ کی) آگ مین داخل کرینگے اسطور سے کہ وہ اسمین ہمیشہ رہیگا اور اسکو ایسی سزا ہوگی جسمین ذلت بھی ہے **ف** یطع اور یتعد حدودہ کی جو تفسیر کیگئی ہے اس بناء پر اس آیت مین دو قسم کے لوگونکا مذکور ہے ایک مطیع کامل۔ دوسرا عاصی کامل اور ایک قسم اسمین غیر مذکور ہے یعنی اعتقاداً مطیع ہو اور عملاً مقصر وار ہو اسکا حکم دوسری آیتون مین موجود ہے کہ مستحق سزا ہے لیکن اخیر مین نجات ہے اور خود یہان بھی غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ جب اسکی حالت بین بین ہے تو جزا بھی بین بین ہوگی یعنی کچھ عذاب کچھ ثواب اور ظاہر ہے کہ ثواب کا مقدم اور عذاب کا موخر ہونا تو احتمال باطل ہے پس عکس متعین ہو گیا پس آخر مین نجات ثابت ہوئی۔ اور فوراً کے معنے یہ ہین کہ بلا عذاب جنت مین جاوینگا۔ اور بالکل نکلجانا کفر کے ساتھ خاص اسلیے ہے کہ اعتقاد رکھنا بھی تو ایک ضابطہ ہے جو معتقد ہے وہ بالکل خارج نہین اور یہ احتمال باطل ہے کہ کوئی عمل کرے اور اعتقاد نکرے کیونکہ قبول عمل کے لیے اعتقاد شرط ہے پس وہ عمل بھی منتفی رہیگا وہ بھی بالکلیہ خروج رہا **ربط** جاہلیت مین جیسا یتامی اور مواریث کے معاملہ مین بہت سی بے اعتدالیان تھین جنکی اصلاح اوپر کی آیات مین مذکور ہوئی اسیطرح عورتونکے معاملہ مین بھی طرح طرح کے رسوم قبیحہ اور بے عنوانیان شائع تھین مثلاً انکو طرح طرح سے ایذائین پہونچاتے تھے انکو تنگ کرتے تھے جنسے نکاح حرام ہے اُن سے نکاح کر لیا کرتے تھے وعلی ہذا آگے الرجال قوامون تک ان معاملات کی اصلاح فرماتے ہین اور جو خطا و قصور شرعاً معتبر ہو اُسپر تادیب کی اجازت دیتے ہین اور یہ مضمون تادیب ہی سے شروع ہوا ہے اور تادیب و اصلاح ہی پر ختم ہوا ہے ان جملون مین واضربوہن اور ان یریدا اصلاحا الخ **حکم ہشتم سیاست زانیہ** وَالّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰىهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا ⑮

ملحقات الترجمہ

[1] قولہ بالکل ہی لان الحدود عام بالصیغۃ لکونہ جمعا معرفا بالاضافۃ لصحۃ الاستثناء منہ فلا دلیل فی الآیۃ للمعتزلۃ کما اوضحتہ فی ف باوضح بیان فافہم ۱۲

وَالَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا ۚ فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا

اور جنسے دو شخص بھی وہ بیحیائی کا کام کرین تم مین سے تو ان دونون کو اذیت پہونچاؤ پھر اگر وہ دونون توبہ کرلین اور اصلاح کرلین تو ان دونون سے کچھ تعرض نکرو بلاشبہ اللہ تعالی توبہ قبول

رَّحِيْمًا ۝ اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْۗءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰۗىِٕكَ يَتُوْبُ

کرنے والے ہین رحمت والے ہین توبہ جسکا قبول کرنا اللہ تعالی کے ذمہ ہے وہ تو انہی کی ہے جو حماقت سے کوئی گناہ کر بیٹھتے ہین پھر قریب ہی وقت مین توبہ کرلیتے ہین سو ایسون پر تو خدا تعالے

اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِــيْمًا حَكِـيْمًا ۝ وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّـيِّاٰتِ ۚ حَتّٰى اِذَا حَضَرَ اَحَدَھُمُ

توجہ فرماتے ہین۔ اور اللہ تعالے خوب جانتے ہین حکمت والے ہین اور ایسے لوگون کی توبہ نہین جو گناہ کرتے رہتے ہین یہانتک کہ جب انمین سے کسیکے سامنے

الْمَوْتُ قَالَ اِنِّىْ تُبْتُ الْــٰٔنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَھُمْ كُفَّارٌ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَعْتَدْنَا لَھُمْ عَذَابًا اَلِـــيْمًا ۝

موت ہی آکھڑی ہوئی تو کہنے لگا کہ مین اب توبہ کرتا ہون اور نہ ان لوگونکی جنکو حالت کفر پر موت آجاتی ہے ان لوگون کے لیے ہمنے ایک دردناک سزا تیار کر رکھی ہے۔

وَالَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا ۚ فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ⑯ اور جو عورتین بیحیائی کا کام (یعنی زنا) کرین تمہاری (منکم) بیبیون مین سے سو تم لوگ ان عورتون (کے اس فعل) پر چار آدمی اپنون مین سے (یعنی آزاد عاقل بالغ مذکر) گواہ کرلو[۱] (تاکہ انکی گواہی پر حکام سزا آیندہ جاری کرین) سو اگر وہ گواہی دیدین تو (انکی سزا یہ ہے کہ) تم انکو (بحکم حاکم) گھرون کے اندر (سیاستہ) مقید رکھو یہانتک کہ (یا تو) موت انکا خاتمہ کردے (اور) یا اللہ تعالی انکے لیے کوئی اور راہ (یعنی حکم ثانی) تجویز فرمادین (چنانچہ بعد مین جو حکم ثانی تجویز ہوا وہ ف مین آویگا) اور (سزائے زنا مین کچھ زن منکوحہ کی تخصیص نہین بلکہ[۲]) جون سے دو شخص بھی وہ بیحیائی کا کام (یعنی زنا) کرین تم مین سے (یعنی بالغ عاقل[۳] مسلمانون مین سے) تو ان دونونکو اذیت پہونچاؤ پھر (بعد اذیت پہونچانیکے) اگر وہ دونو (گذشتہ سے) توبہ کرلین اور (آیندہ کے لیے اپنی) اصلاح کرلین (یعنی پھر ایسا فعل ان سے سرزد نہو) تو ان دونون سے کچھ تعرض نکرو (کیونکہ) بلاشبہ اللہ تعالی توبہ قبول کرنے والے ہین رحمت والے ہین (اسلیے اپنی رحمت سے اللہ تعالی نے انکی خطا معاف کردی پھر تمکو بھی انکے درپے نہونا چاہیے) **ف** یہ جو کہا گیا جون سے دو شخص بھی اسمین غیر منکوحہ عورت اور نے نکاح والا مرد سب آگئے پس چارون کا حکم مذکور ہوگیا انکا یہ حکم ابتدا مین تھا کہ اذیت تو سکو پہونچائی جاوے جسکا طریقہ صرف منکوحہ عورت کے لیے تو بیان فرمایا کہ انکو مقید رکھو اور باقیون کے لیے طریقہ بیان نہین فرمایا بلکہ ظاہر یہ ہے کہ حکام اسلامی کی رای پر تھا جس طریق سے مصلحت زجر حاصل ہوجاوے خواہ زبان سے یا ہاتھ سے پھر وہ حکم ثانی بعد مین نازل ہوا جسکو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسطرح ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالے نے وہ سبیل ارشاد فرمادی ہے تم لوگ سمجھ لو یاد کرلو کہ نا کتخداؤن کے لیے سو درے اور کتخداؤن کے لیے سنگساری کما فی الصحاح پس اس آیت کا حکم منسوخ ہے مسئلہ زنا کے گواہ چار مرد مسلمان عاقل بالغ آزاد شرط ہین اور منکم مین اسطرف اشارہ بھی ہے کیونکہ مخاطب ایسے ہی لوگ ہین مسئلہ بدون حکام کے امام صاحب کے نزدیک دوسرا شخص یہ سزائین جاری نہین کرسکتا اور فاستشہدوا اسکا مؤید ہے کیونکہ ضرورت استشہاد کی اطلاع حکام ہی کے لیے ہے ورنہ شوہر کو اگر اختیار ہوتا تو اسکے معائنہ کے بعد گواہونکی حاجت نہ تھی کذا فی المستخلص من الہدایہ۔ اور سیاستہ کو واضح کردینے سے یہ شبہ دفع ہوگیا کہ گھرون مین محفوظ رکھنا تو شوہر کا منصب اور حق ہے پھر یہ سزا کیا ہوئی وجہ دفع یہ کہ وہ رکھنا سیاستہ کیلیے نہین۔ اور بعد توبہ کے جو فرمایا کہ تعرض مت کرو اسکا مطلب یہ نہین کہ سزا نہ دو کیونکہ یہ توبہ سزا کے بعد مذکور ہے لدلالۃ الفاء علیہ بلکہ سزا کے بعد پھر ملامت مت کرو اور زیادہ سزا مت دو بخلاف غیر تائب کے کہ ملامت اسپر درست ہے جیسا کہ عائد پر دوبارہ پھر سزا ہے **ربط** اوپر کی آیت مین توبہ کا مذکور تھا آگے توبہ کے قبول و عدم قبول کی صورتین مذکور ہین **شرط قبول توبہ** اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْۗءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰۗىِٕكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِــيْمًا حَكِـيْمًا ⑰ وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّـيِّاٰتِ ۚ حَتّٰى اِذَا حَضَرَ اَحَدَھُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّىْ تُبْتُ الْــٰٔنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَھُمْ كُفَّارٌ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَعْتَدْنَا لَھُمْ عَذَابًا اَلِـــيْمًا ⑱ توبہ جسکا قبول کرنا[۴] (حسب وعدہ)

النحو من قریب فی روح المعانی من تبعیضیۃ ای ما بین وجود المعصیۃ وحضور الموت زمانا قریبا ففی ای جزء من اجزاء ہذا الزمان تاب فہو تائب فی بعض اجزاء زمان قریب و حتی حرف ابتداء والجملۃ الشرطیۃ بعدہا غایۃ لما قبلہا ای لیست التوبۃ لقوم یعملون الی حضور موتہم وقولہم کیت وکیت ۱۲ **البلاغۃ** فی الروح وضع الاتیان بثم فی قولہ ثم یتوبون ایذان لسعۃ عفوہ تعالی اھ نستغفر

یتوب اللہ ہذا وعد بالوفاء بما وعد بہ سبحانہ اولا فلا تکرار۔ قولہ السیئات جمعت باعتبار تکرر وقوعہا فی الزمان المدید لا لان المراد بہا جمیع انواعہا اھ قلت لکن التکریر اعم من حقیقی وحکمی ای الاصرار کما اوضحتہ فی اول ف قولہ قال انی تبت الآن ای ہذا الوقت الحاضر ذکر لمزید تعیین الوقت وایثار قال علی تاب لاسقاط ذلک عن درجۃ الاعتبار والتحاشی عن تسمیتہ توبۃ ۱۲

ملحقات الترجمہ

[۱] قولہ گواہ کرلو اشارہ الی ان الخطاب کما قال بعضہم للازواج وقال بعضہم ہو للحکام فیکون معنی الاستشہاد اطلبوا الشہود من الزوج القاذف فقط

[۲] قولہ قبل ترجمۃ واللذان سزائے زنا مین الخ لم یقل اس سزا مین لان الرجال لم یجعل لہم المساک بل ایذاء وقولہ ہنا کہ تخصیص نہین اشارۃ الی ان المراد باللذان تمام الزانی والزانیۃ تغلیبا وفائدتہ التعمیم بعد التخصیص لم یحمل علی اللواطۃ لان الصحابۃ کما فی روح المعانی لم یتمسکوا بالآیۃ لما اختلفوا فی حکمہا بل بعضہم لم یوجب علیہ شیئا

[۳] قولہ بالغ عاقل مسلمان فالمراد من ضمیر المخاطب ہؤلاء ہہنا

[۴] قولہ جسکا قبول کرنا اشارۃ الی تقدیر الکلام ہکذا انما قبول التوبۃ علی اللہ الخ فعلی اللہ متعلق بالتوبۃ وللذین یعملون خبر التوبۃ ۱۲

۲۵ ربع

اللہ تعالے کے ذمہ ہے وہ تو اُن ہی کی ہے جو حماقت سے کوئی گناہ (صغیرہ ہو یا کبیرہ ہو) کر بیٹھتے ہین پھر قریب ہی وقت مین (یعنی قبل حضور موت جسکے معنے آگے آتے ہین) توبہ کر لیتے ہین سو ایسون پر تو خدا تعالی (قبول توبہ کے ساتھ) توجہ فرماتے ہین (یعنے توبہ قبول کر لیتے ہین) اور اللہ تعالے خوب جانتے ہین (کہ کسنے دل سے توبہ کی) حکمت والے ہین (کہ ویسے توبہ نکرنے والے کو فضیحت نہین کرتے) اور ایسے لوگون کی توبہ (قبول) نہین جو (برابر) گناہ کرتے رہتے ہین یہان تک کہ جب اُن مین سے کسی کے سامنے موت ہی آ کھڑی ہوئی (حضور موت کا مطلب یہ ہے کہ اُس دوسرے عالم کی چیزین نظر آنے لگین) تو کہنے لگا کہ مین اب توبہ کرتا ہون (پس نہ تو ایسون کی توبہ مقبول) اور نہ اُن لوگون کی (توبہ یعنی ایمان ایسے ہی وقت کا مقبول) جنکو حالت کفر پر موت آجاتی ہے ان (کافر) لوگون کے لیے ہمنے ایک دردناک سزا (یعنی عقوبت دوزخ) تیار کر رکھی ہے **ف** برابر گناہ کرنے کا یہ مطلب نہین کہ بار بار کرتے ہین بلکہ اگر ایکبار بھی گناہ کر کے اُس سے توبہ نہ کی تو بوجہ اسکے کہ یہ اصرار ہے اور اصرار حکم عود مین ہے اسلیے اسکو بھی مثل بار بار گناہ کرنے کے کہا جاویگا یہ مطلب ہے برابر کرنے کا۔ اور جاننا چاہیئے کہ قرب کی دو حالتین ہین ایک یہ کہ زندگی سے ناامیدی ہو جاوے لیکن ابتک اُس عالم کے احوال اور اہوال نظر نہین آئے اس حالت کو یاس یا تحتانیہ سے کہنا مناسب ہے اور دوسرے یہ کہ احوال بھی نظر آنے لگین اسکو حالت باس باموحدہ سے کہنا زیبا ہے پس پہلی حالت یعنی یاس بالتحتانیہ مین تو کافر کا ایمان لانا اور عاصی کی توبہ کرنا دونون مقبول ہین اور دوسری حالت یعنی باس بالموحدہ مین دونون غیر مقبول محققین کا یہی مذہب ہے اور ظاہر قرآن سے یہی مفہوم ہوتا ہے کذا فے الکبیر۔ اور جنکے دوسرے اقوال ہین وہ آیت کی توجیہ اور طور پر کر لین گے واللہ اعلم۔ اور جاننا چاہیئے کہ یہ جو فرمایا کہ حماقت سے الخ یہ قید واقعی ہے احترازی اور شرطی نہین کیونکہ ہمیشہ گناہ حماقت ہی سے ہوتا ہے جسکو اپنے نفع وضرر کی پروا نہو اس سے بڑھکر کیا حماقت ہوگی اور جاننا چاہیئے کہ سوء اور سیئات دونون بکہ اپنے عموم سے ہر عمل بد حتے کہ کفر کو بھی شامل ہے اور قانون کلی سے ایمان کا مقبول یا نامقبول ہونا معلوم ہو گیا تھا لیکن کفار کے ایمان عند الباس کا نامقبول ہونا پھر تصریحاً شاید اس لیے بیان فرمایا ہو کہ اہل کفر کی تسویف وتاخیر کی تقبیح اچھی طرح واضح ہو جاوے واللہ اعلم اور عاصی کے حق مین جو فرمایا کہ توبہ وقت حضور موت کے مقبول نہین یعنے وعدہ مغفرت اسپر مرتب نہین اور ویسے اگر مشیت سے فضل ہو جاوے کوئی امر مانع نہین۔ اور بعض محققین نے ولا الذین یموتون کی اور تفسیر کی ہے کہ جو شخص ساری عمر کفر پر رہا حتے کہ اُسی پر اسکا خاتمہ ہو گیا اور وہ کسی جزو عمر مین دوسرے گناہون سے توبہ کرے لیکن مسلمان نہو تو اُسکی وہ توبہ جو گناہون سے کی ہے مقبول نہین کیونکہ ایمان منجملہ شرائط قبول توبہ ہے جیسا تعجیل قبل الحضور بھی شرط ہے **ربط** علم ہشتم کے قبل بیان ہو چکا ہے کہ یہان سے اُن رسوم قبیحہ کا ابطال ہے جو عورتون کے باب مین متعارف تھین سو منجملہ اُن رسوم کے ایک رسم یہ تھی کہ جب کوئی شخص مر جاتا تو اسکا وارث جسطرح اُسکا مال لیتا اسیطرح اُسکی بیوی کو بھی اپنی میراث اور ملک سمجھتا اگر دل چاہتا اُس سے جبراً خود نکاح کر لیتا اور اگر چاہتا دوسرے سے نکاح کر دیتا اور کبھی بے رغبتی کے سبب نہ خود نکاح کرتا اور نہ دوسرے سے اسلیے نکاح کرنے دیتا کہ اپنا مال ودولت اپنے ساتھ لیجاویگی غرض یون ہی اُسکو مجبور و محبوس رکھتا یا تو وہ اپنا مال ومتاع اُسکو دیدیتی تب اُسکی جان چھوٹتی اور یا وہ اسی کے گھر مر جاتی تو اُسکے مرے پیچھے اوسکی چیز پر قبضہ کرتا اور میت کے مال سے بھی عورت کو حصہ نہ دیتے یہ تو کارروائی وارث کیا کرتا اور کبھی خود شوہر بلا قصور اپنی عورت کے ساتھ بدعنوانی کرتا کہ نہ تو اُسکے حقوق زوجیت ادا کرتا اور نہ مفت اُسکو طلاق دیتا کہ دوسرے ٹھکانے لگے بلکہ اسکو اس امر پر مجبور کرتا کہ وہ اُسکو کچھ مال دے جب یہ اُسکو چھوڑے چنانچہ اُسکو ایسا کرنا پڑتا تھا بلکہ کبھی طلاق دینے کے بعد بھی اُسکو نکاح نہ کرنے دیتا جب تک وہ اُسکو کچھ مال نہ دیتی اگلی آیت مین بفاحشۃ مبینۃ تک عام الفاظ مین جس مین یہ سب امور آجاوین ان رسوم کی ممانعت فرماتے ہین پھر عاشروہن سے صرف شوہرونکو اداے حقوق زوجات کے متعلق خطاب فرماتے ہین

[illegible]

ملحقات الترجمۃ

ملہ قولہ فی ترجمۃ السوء کوئی گناہ فاللام للجنس ۱۲ **ملہ قولہ** یعنی قبل حضور موت دلیل ھذا التفسیر ما سیاتی من قولہ حتی اذا حضر احدہم الموت ۱۲ **ملہ قولہ** فی ترجمۃ ولا الذین ایسے ہی وقت کا اشارۃ الی ان فیہ حضور الموت مرعی الیہ فی توبۃ ہولاء الکفار الذین رتب علی عدم النفع ح موتہم علے الکفر ۱۲ **ملہ قولہ** فی ترجمۃ اولئک سزا الخ فاندفع بہ تمسک الوعیدیۃ علے تعذیب العصاۃ لامکانہ تخصیصہا بالکفرۃ ۱۲ **ملہ قولہ** فی تحقیقین ولا تشکل کونہ مخالفا لما فی بعض کتب الفقہ لان محل التقلید ہی الاحکام الفقہیۃ المتعلقۃ بالدنیا لا غیر ۱۲ **ملہ قولہ** گناہ حماقت فالجہل بمعنے السفہ لا عدم العلم فلو اذنب مع العلم کانت التوبۃ منہ مقبولۃ وانما کان حماقۃ للذہول عن ما فیہ من العقوبۃ کما فی قول ابن عباس ﴿ الا لا یجہلن احد علینا فنجہل فوق جہل الجاہلینا ﴾ وفی روح المعانی اخرج عبد الرزاق وابن جریر عن قتادۃ قال اجتمع اصحاب محمد صلے اللہ علیہ وسلم فرأوا ان کل شئی عصی بہ فہو جہالۃ عمدا کان او غیرہ ۱۲ **ملہ قولہ** بعض محققین ویلتزم علی ہذا کون الکافر مکلفا بالفروع کما ذہب الیہ بعض صحابنا فی المنہی عنہ عندی انہ مکلف بجمیع الفروع فی احکام الآخرۃ لا فی احکام الدنیا والنزاع لفظی واللہ اعلم ۱۲ **ملہ** فی التمہید عام الفاظ مین ففی اکثر الالفاظ عموم المجاز فالخطاب عام للاولیاء والازواج والارث عام فی مطلق الملک ثم الملک عام

[illegible]

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ۭ وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ

اے ایمان والو　تمکو یہ بات حلال نہیں کہ عورتوں کے جبراً مالک ہو جاؤ　اور ان عورتوں کو اس غرض سے مقید مت کرو کہ جو کچھ تم لوگوں نے انکو دیا ہے اس میں کا کوئی حصہ وصول کرلو

اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِھْتُمُوْھُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَـيْـــًٔـا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا

مگر یہ کہ وہ عورتیں کوئی صریح ناشایستہ حرکت کریں　اور ان عورتوں کے ساتھ خوبی کے ساتھ گذران کیا کرو اور اگر وہ تمکو ناپسند ہوں تو ممکن ہے کہ تم ایک شے کو ناپسند کرو اور اللہ تعالیٰ اسکے اندر کوئی بڑی منفعت رکھدے

حکم نہم نہی از ظلم بر نساء يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ۭ وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِھْتُمُوْھُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَـيْـــًٔـا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ⑲ اے ایمان والو تمکو یہ بات حلال نہیں کہ عورتوں کے (مال یا جان کے) جبراً مالک ہو جاؤ (مال کا مالک ہونا تین طرح ہے ایک یہ کہ اس عورت کا جو حق شرعی میراث میں ہے اسکو خود لیلیا جاوے اسکو نہ دیا جاوے اور دوسرے یہ کہ اسکو نکاح نہ کرنے دیا جاوے یہانتک کہ وہ یہاں ہی مرجاوے پھر اسکا مال لیلیں یا اپنے ہاتھ سے کچھ دے تیسری یہ کہ خاوند اسکو بلا وجہ مجبور کرے کہ وہ اسکو کچھ مال دے تب یہ اسکو چھوڑے۔ اول اور تیسری صورت میں جبر کی قید سے یہ فائدہ ہے کہ اگر یہ امور بالکل عورت کی خوشی سے ہوں جائز اور حلال ہیں اور دوسری صورت میں یہ جبر واقع میں نکاح سے روکنے میں ہے جس سے غرض مال لینا تھا اسلئے لفظوں میں اُس سے متعلق کردیا اس سے بھی وہی فائدہ ہوا یعنی اگر وہ اپنی خوشی نکاح نکرے تو ان لوگوں کو گناہ نہیں اور جان کا مالک ہونا یہ تھا کہ مردہ کی عورت مثل مال مردہ کے اپنی میراث سمجھتے تھے اس صورت میں جبر کی قید واقعی ہے کہ وہ ایسا کرتے تھے یہ نہیں کہ عورت اگر راضی ہو تو وہ سچ مچ میراث اور ملک ہو جاویگی) اور اُن عورتوں کو اس غرض سے مقید مت کرو کہ جو کچھ تم لوگوں نے (یعنی خود تم نے یا تمہارے عزیزوں نے) انکو دیا ہے اُس میں کا کوئی حصہ (بھی ان سے) وصول کرلو (اس مضمون میں بھی تین صورتیں آگئیں ایک یہ کہ میت کا وارث اُس میت کی بیوی کو نکاح نکرنے دیتا تھا تاکہ ہمکو یہ کچھ دے۔ دوسرے یہ کہ خاوند اسکو مجبور کرتا تھا کہ مجکو کچھ دے تب چھوڑوں تیسرے یہ کہ خاوند طلاق دینے کے بعد بھی اسکو بدون کچھ لیے اسکو نکاح نکرنے دیتا۔ یہاں کی پہلی صورت اوپر کی دوسری صورت کا ایک جزو ہے۔ اور یہاں کی دوسری صورت اوپر کی تیسری صورت ہے۔ اور یہاں کی پہلی صورت اور یہاں کی تیسری صورت الگ الگ ہی) مگر (بعض صورتوں میں انسے مال لینا یا انکو مقید کرنا جائز ہے وہ) یہ کہ وہ عورتیں کوئی صریح ناشایستہ حرکت کریں (اسمیں بھی تین صورتیں آگئیں ایک یہ کہ ناشائستہ حرکت نافرمانی شوہر کی اور بدخلقی ہو تو خاوند کو جائز ہے کہ اُسکو بدون مال لیے ہوئے جو مہر سے زیادہ نہو اُسکو نہ چھوڑے دوسرے یہ کہ ناشایستہ حرکت زنا ہو تو ابتداء اسلام میں قبل نزول حدود خاوند کو جائز تھا کہ اس جرمانہ میں اُس سے اپنا دیا ہوا مال واپس کر لے اور اسکو نکالدے اب یہ حکم منسوخ ہے زنا سے مہر کا وجوب ساقط نہیں ہوتا ان دو صورتوں میں تو مال لیا جاویگا اور تیسری صورت یہ کہ ناشایستہ حرکت زنا ہو

العربیۃ والبلاغۃ النساء امامفعول ثان لترثوا علی ان یکین من الموروثات ای ترثوا المیت النساء وامامفعول اول والمعنی لایحل لکم ان تاخذوا المال بطریق الارث ای ترثوا عن النساء فافہم والمراد من قولہ تعالی لتذھبوا ان یفعن الیکم ببعض ما آتیتموھن وتلخذوہ منھن وانما لم یتعرض لفعلھن لکونہ بصدورہ عن اضطرار منھن بمنزلۃ العدم وعبر عن ذلک بالذھاب بہ لا بالاخذ والاذھاب للمبالغۃ فی تقبیحہ ببیان تضمنہ لامرین کل منھما محظور شنیع الاخذ والاذھاب لانہ عبارۃ عن الذھاب بصطلحہ وذکر البعض لیعلم منہ ان الذھاب بالکل اشنع شنیع ومبنیۃ علی صیغۃ الفاعل من بین اللازم بمعنی تبین او المتعدی ای مبینۃ حال صاحبھا وقرأ ابن کثیر وابوبکر عن عاصم مبینۃ علی صیغۃ المفعول اھ کلہ من روح المعانی ۱۲

الروایات فی روح المعانی اخرج ابن جریر وابن ابی حاتم من طریق علی عن ابن عباس قال کان الرجل اذا مات وترک جاریۃ (معناہ عندی شابۃ) القی علیھا حمیمہ ثوبہ فمنعھا من الناس فان کانت جمیلۃ تزوجھا وان کانت ذمیمۃ حبسھا حتی تموت فیرثھا۔ وفی روایۃ البخاری وابی داؤد کانوا اذا مات الرجل کان اولیاؤہ احق بامرأتہ ان شاء بعضھم تزوجھا وان شاؤا زوجھا وان شاؤا لم یزوجوھا فھم احق بھا من اھلھا فنزلت ھذہ الآیۃ فی ذلک واخرج ابن المنذر عن عکرمۃ قال نزلت ھذہ الآیۃ فی کبیشۃ ابنۃ معن بن عاصم من الاوس کانت عند ابی قیس بن الاسلت فتوفی عنھا فجنح علیھا ابنہ فجاءت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالت لا انا ورثت زوجی ولا انا ترکت فانکح فنزلت وفی المعالم قال ابن عباس فی قولہ تعالی ولا تعضلوھن ھذا فی الرجل تکون لہ المرأۃ وھو کارہ لصحبتھا ولھا علیہ مھر فیضارھا لتفتدی وترد الیہ ما ساق الیھا من المھر فنھی اللہ تعالیٰ عن ذلک۔ وفی روح المعانی اخرج ابن جریر عن ابن زید قال کانت قریش بمکۃ ینکح الرجل منھم المرأۃ الشریفۃ فلعلھا ما توافقہ فیفارقھا علی ان لا تتزوج الا باذنہ فیاتی بالشھود فیکتب ذلک علیھا فاذا خطبھا خاطب فان اعطتہ اذن لھا والا عضلھا۔ واخرج عبدالرزاق وغیرہ عن عطاء کان الرجل اذا اصابت امرأتہ فاحشۃ اخذ ما ساق الیھا واخرجھا فنسخ ذلک الحدود وآہ فیا اخی تامل فی الروایات تجدھا انشاء اللہ تعالیٰ منطابقۃ علی ما فی التمہید ۱۲

ملحقات الترجمۃ

۵۱ قولہ فی معنی ارث النفس یہ نہیں کہ عورت الخ لان الحرۃ لا تملک فھذا القید الواقعی فائدتہ للتقبیح والتشنیع بانکم تفعلون ھذہ الفعلۃ القبیحۃ التی لا تحل ولو کان بالرضا لا یسمان تکرھونھن الیہ ۱۲

۵۲ قولہ فی ترجمۃ اتیتموھن یا تمہارے عزیزوں نے وانتشر الیٰ کون الخطاب عاما بقولی تم لوگوں نے لانھا تعلق للعموم فی امثال ھذہ المواقع ۱۲

۵۳ قولہ فی ترجمۃ ببعض ما کوئی حصہ بھی اشارۃ بہ ان عدم الاذھاب بالکل منفی بالاولیٰ ۱۲

۵۴ قولہ فی الفرق بین الثلثۃ الاولیٰ الآخر جزو سے وبھذا القدر حصل الفرق لان الجزو والکل متغائران ۱۲

۵۵ قولہ یہاں کی دوسری صورت اوپر کی تیسری وانما لم یلزم التکرار لاختلاف العنوانین فظھر قبح شئی واحد من الحیثیتین لکونہ کرھا ولکونہ منافیا للمروۃ حیث ان القوی یطمع من ضعیف وھی المرأۃ مثلا ۱۲

۵۶ قولہ بعد ترجمۃ الفاحشۃ نافرمانی الی قولہ مہر سے زیادہ لان المجاہا الیہ الخلع اذا کان النشوز منھا یجوز واما الزیادۃ علی المھر فلا یجوز مطلقا ۱۲

وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ ۙ وَّاٰتَیْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَیْـًٔا ؕ اَتَاْخُذُوْنَهٗ

اور اگر تم بجائے ایک بی بی کے دوسری بی بی کرنا چاہو اور تم اُس ایک کو انبار کا انبار مال دیچکے ہو تو تم اُس مین سے کچھ بھی مت لو کیا تم اوسکو لیتے ہو

بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِیْنًا ۝ وَكَیْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَقَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّاَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّیْثَاقًا غَلِیْظًا ۝

بہتان رکھکر اور صریح گناہ کے مرتکب ہوکر اور تم اُسکو کیسے لیتے ہو حالانکہ تم باہم ایک دوسرے سے بیجابانہ مل چکے ہو اور وہ عورتین تم سے ایک گاڑھا اقرار لے چکی ہین۔

تو خاوند کو اور نیز دوسرے ورثہ کو جیسا کہ شروع رکوع مین مذکور ہے بطور سزا کے بحکم حاکم عورتونکو گھرون کے اندر مقید رکھنا جائز تھا پھر یہ حکم بھی منسوخ ہوگیا پس یہ مقید رکھنا بطور سزا کے ہوگا بغرض وصول مال کے نہوگا پس استثناء مطلق عضل سے ہوگا نہ عضل مقید بغرض اذہاب سے آگے خاص شوہرونکو حکم ہے) اور ان عورتون کے ساتھ خوبی کے ساتھ گذران کیا کرو (یعنی خوش اخلاقی اور نان ونفقہ کی خبرگیری) اور اگر (بمقتضای طبیعت) وہ تمکو ناپسند ہون (اور انکی طرف سے کوئی امر ناپسندی کا موجب واقع ہو) تو (تم بمقتضای عقل یہ سمجھکر برداشت کرو کہ) ممکن ہے کہ تم ایک شئے کو ناپسند کرو اور اللہ تعالیٰ اُسکے اندر کوئی بڑی منفعت (دنیوی یا دینی) رکھدے (مثلاً وہ تمہاری خدمتگذار اور آرام رسان اور ہمدرد ہو یہ دنیا کی منفعت ہے یا اُس سے کوئی اولاد ہو کہ بچپن مین مرجاوے۔ یا زندہ رہے اور صالح ہو جو ذخیرہ آخرت ہو جاوے۔ یا اقل درجہ ناپسند چیز پر صبر کرنیکی فضیلت تو ضرور ہی ملیگی) ربط اوپر کی آیت مین استثناء الا ان یاتین کی عموم واطلاق سے یہ معلوم ہوا تھا کہ اگر عورت کی جانب سے کوئی خرابی ہو تو چھوڑنے مین اُس سے مال لینا جو کہ مہر سے زائد ہو جائز ہے اور حالتون مین درست نہین انہین ایک حالت یہ بھی کہ پہلی منکوحہ سے رغبت نرہی دوسری عورت سے رغبت ہوئی اُس سے نکاح کرنا چاہا اور اُسکے مہر دینے کی یہ تجویز سوچی کہ پہلی بیوی سے دیا ہوا روپیہ کسی طرح وصول کرکے یا اگر نہ دیا ہو تو اُس سے معاف کراکر وہی اس دوسری کو دیدین تاکہ مطلوب حاصل ہوجاوے اور گرہ سے مہر نہ دینا پڑے اس غرض کے حاصل کرنیکے لیے کبھی تو زوجہ سابقہ کو کچھ تہمت لگا دیتے تاکہ اُس سے مال لینے مین اپنے پر کوئی الزام نہ آوے اور کبھی ویسے ہی پریشان کرتے تاکہ وہ اپنی جان بچانیکے لیے اسکو روپیہ دے یا معاف کرے آیت آئندہ مین اسکی ممانعت ہے پس اسکا مضمون ما قبل کا گویا تتمہ ہے **عدم استرداد مہر بلا نشوز زوجہ** وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ ۙ وَّاٰتَیْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَیْـًٔا ؕ اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِیْنًا ⑳ وَكَیْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَقَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّاَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّیْثَاقًا غَلِیْظًا ㉑ اور اگر تم (خود اپنی رغبت کی وجہ سے) بجای ایک بیوی کے (یعنی پہلی کے) دوسری بیوی کرنا چاہو (اور پہلی بیوی کا کوئی قصور نہو) اور تم اُس ایک کو (مہر مین یا ویسے ہی بطور ہبہ کے) انبار کا انبار مال دیچکے ہو (خواہ ہاتھ مین یا خاص مہر صرف معاہدہ مین دینا کیا ہو) تو تم اُس (دیے ہوئے یا معاہدہ کیے ہوئے) مین سے (عورت کو تنگ کرکے) کچھ بھی (واپس) مت لو (اور معاف کرانا بھی حکماً واپس لینا ہے) کیا تم اسکو (واپس) لیتے ہو (اُسکی ذات پر نافرمانی یا بدکاری کا) بہتان رکھکر اور (اُسکے مال مین) صریح گناہ (یعنی ظلم) کے مرتکب ہوکر (خواہ بہتان صراحۃً ہو یا کہ اُن سطور پر دلالۃً ہو کہ اوپر صرف نافرمانی وبدکرداری کی صورت مین اس سے مال لینے کی اجازت تھی پس جب اُس سے مال لیا تو گویا اُسکو نافرمان وبدکردار دوسرے کے ذہن مین تصور کرایا اور ظلم مالی کی وجہ ظاہر ہے کہ بلا طیب خاطر عورت نے دیا اور ہبہ کی صورت مین ظلم یہی ہے کہ زوجیت موانع رجوع ہبہ سے ہے اور بہتان بھی اسی سے لازم آتا ہے کیونکہ واپس لینا گویا یہ کہنا ہے کہ یہ میری زوجہ نہ تھی اسکا بہتان ہونا ظاہر ہے کہ اسکو دعوی زوجیت مین کا ذبہ اور معاشرت مین فاسقہ ٹھیراتا ہے) اور تم اُس (دیے ہوئے) کو (حقیقۃً یا حکماً) کیسے لیتے ہو حالانکہ (علاوہ بہتان وظلم کے اس لینے سے دو امر اور بھی مانع ہین ایک یہ کہ) تم باہم ایک دوسرے سے بیجابانہ مل چکے ہو (یعنی صحبت ہوچکی ہے یا خلوت صحیحہ کہ وہ بھی حکم صحبت مین ہے بہر حال انہون نے اپنی ذات تمہارے تمتع وتلذذ کے لیے تمہارے سپرد کردی ہے اور مہر بدل تسلیم ہے پس مبدل منہ کو حاصل کرکے بدل کو واپس لینا یا کہ نہ دینا عقل سلیم کے بالکل خلاف ہے اور اگر وہ مال موہوب تھا تو یہ افضاء اثر زوجیت ہونیکی وجہ سے مانع ہے اور اصل مانع زوجیت ہے) اور (دوسرا مانع یہ کہ) وہ عورتین تم سے ایک گاڑھا اقرار (یعنی عہد مستحکم) لے چکی ہین

اللغات فی المعالم اصل الافضاء الوصول الی الشئ من غیر واسطۃ اھ قلت لاریب فی صدق ہذا المعنی علی الخلوۃ الصحیحۃ فان الوصول بمفہومہ اللغوی لا یتوقف علی الوصول الخاص لان العام لا یستلزم الخاص ۱۲

ملحقات الترجمۃ

ف۵ قولہ قبیل القول المذکور خاوند کو الخ خیکون الخطاب ثمۃ عاما للازواج وغیرہم بان یمسکو من حیث یکون معنی قولہ ثمہ منکوحۃ التی قد نکحت مرۃ ولو لم تبق منکوحۃ بان توفی عنہا زوجہا او طلقت ۱۲ **ف۵ قولہ** جیسا شروع رکوع مین الخ نقل ہذا التفسیر فی روح المعانی عن بعضہم فالعضل علی ہذا المعنی الحبس والامساک من غیر تعرض لہ باخذ المال ۱۲ **ف۵ قولہ** قبل ترجمۃ عسی یہ سمجھکر برداشت کرو اشارۃ الی ان حذف الجزاء من قولہ فاعقلوا واصبروا والمذکور علتہ ۱۲ **ف۵ قولہ** فی التمہید یہ تجویز سوچی الخ فی الکبیر المسئلۃ الاولی روی ان الرجل منہم اذا مال الی التزوج بامراۃ اخری رمی زوجتہ نفسہ بالفاحشۃ حتی یلجئہا الی الافتداء منہ بما اعطاہا لیصرفہ الی تزوج المراۃ التی یریدہا اھ قلت ویشیر الیہ القرآن فلا یضر عدم حجیۃ الروایۃ بلا سند ۱۲ **ف۵ قولہ** فی ترجمۃ احدیٰہن اُس ایک کو العہد لقرینۃ المقام ۱۲ **ف۵ قولہ** بعد احدیٰہن یا ویسے ہی الخ اعتبر العموم فی روح المعانی جوابا عن اشکال مذکور فیہ ۱۲ **ف۵ قولہ** فی ترجمۃ اٰتیتم خواہ ہاتھ مین الخ کما فی الروح والمراد من الایتاء کما قال الکرخی الالتزام والضمان کما فی قولہ اذا سلمتم ما اٰتیتم وفی الکبیر المسئلۃ الثالثۃ لا فرق بین ما اذا اٰتاہا الصداق وبین ما اذا لم یؤتہا قلت فالایتاء عام من الحسی والحکمی وافاد بقولہ خاص مہر الخ ان الالتزام انما یعتبر فی المہر خاصۃ لا فی الہبۃ لتوقفہا علی القبض ۱۲ **ف۵ قولہ** فی ترجمۃ لا تاخذوا معاف کرانا بھی الخ فلا یرد ان الابراء لیس باخذ ۱۲

وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ۠

اور تم اُن عورتوں سے نکاح مت کرو جن سے تمہارے باپ نے نکاح کیا ہو مگر جو بات گذر گئی گذر گئی بیشک یہ بڑی بیحیائی ہے اور نہایت نفرت کی بات ہے اور بہت برا طریقہ ہے

وہ عہد یہ ہو کہ نکاح کے وقت تمنے مہر اپنے ذمہ رکھا تھا اور عہد کرکے خلاف کرنا یہ بھی عقل کے نزدیک مذموم ہی اور اگر وہ شئی موہوب ہی تو مثل افضاء کے یہ عہد بھی اثر زوجیت ہونیکی وجہ سے مانع ہی غرض چار موانع کے ہوتے ہوئے ویسی نہایت ہی مذموم ہی) **ف مسئلہ** اگر عورت کی جانب سے کوئی بدمزاجی وغیرہ واقع ہو تو اُسکو ردمہر پر مجبور کرنا اسطرح کہ بدون ردمہر اُسکو نہ چھوڑے جائز ہی اور اگر مرد کی جانب سے ناموافقت ہو تو جائز نہیں اور تم کی تفسیر سے حکم ثانی اور مانع اول کی تقریر سے حکم اول مفہوم ہوتا ہی **مسئلہ** اگر کسی طرف سے کوئی بے عنوانی نہیں ہوئی محض آیندہ کی احتیاط کی وجہ سے کہ قرائن سے موافقت کی امید معلوم نہیں ہوتی خلع کرنا چاہیں اور عورت بطیب خاطر ردمہر کردے جائز ہی مانع ثانی کی تقریر سے یہ حکم مفہوم ہوتا ہی **مسئلہ** اگر نکاح کے بعد صحبت ہوئی نہ خلوت صحیحہ ہوئی تو پورا مہر مؤکد نہیں ہوا پس اگر ایسی حالت میں طلاق واقع کیا جائے تو نصف مہر دینا پڑیگا اور نصف ساقط ہو جاویگا اور یہ حکم مانع ثالث سے مفہوم ہوتا ہی کیونکہ افضاء کو مانع ردمہر فرمایا ہے کہ اس مانع کے ہوتے ہوئے کوئی جزو رد نہ کرو پس جب یہ مانع نہ پایا گیا یہ حکم بھی نہ ہوگا پس بعض جزو واپس ہوسکے گا اور خلع حکم طلاق میں ہے پس اگر اس حالت میں خلع[ﮯ] ہوا نصف مہر تو طلاق قبل الدخول سے ساقط ہوا اور نصف خلع سے **مسئلہ** اگر نکاح کے وقت مہر بالکل مقرر نہیں ہوا تو اس صورت میں مہر مثل لازم آتا ہی لیکن صرف نکاح سے اسکا کوئی جزو مؤکد نہیں ہوا سو اگر اس حالت میں طلاق ہو تو اصلاً مہر نہ دینا پڑیگا البتہ ایک جوڑہ دینا پڑتا ہے جسکی تفصیل پارہ سیقول کے حکم سی وسوم میں گذر چکی ہے یہ عدم وجوب مانع رابع سے مفہوم ہوتا ہی **مسئلہ** اور زوجہ کو کوئی شئے ہبہ مع القبض کرکے کسی حال میں رجوع نہیں ہوسکتا کیونکہ وہاں قدر مشترک موانع اربعہ میں زوجیت ہی اور وہ غیر مرتفع ہی فقط۔ اور خلوت صحیحہ کی تفصیل کتب فقہ میں ہی۔ اور تاخذونہ کی تفسیر میں جو حقیقۃً یا حکماً کہا گیا ہے حقیقۃً سے مراد واپسی حسی ہی اور حکماً سے معاف کرانا **رفع شبہ** اگر کسیکو شبہ ہو کہ حدیث میں تاکید آئی ہی مہر کم مقرر کرنے کی اور اس آیت سے زیادہ کا جواز معلوم ہوتا ہے اسکا دفع یہ ہی کہ یہ جواز مفہوم من القرآن بمعنی صحت ونفاذ ہی اور حدیث میں جواز بمعنے اباحت مطلقہ وعدم کراہت کی نفی ہے پس کچھ تعارض نہیں اور حضرت عمرؓ کا ایک واقعہ میں زیادہ مہر کے جواز کو مان لینا اس لیے تھا کہ سامعین اسکو حرام نہ سمجھنے لگیں پس اس سے کراہت کا عدم ثابت نہیں ہوتا نہ حضرت عمرؓ پر کوئی اعتراض لازم آتا ہی **ربط** منجملہ ان رسوم قبیحہ جاہلیت کے جنکا ذکر شروع رکوع سے چلا ہی ایک یہ رسم تھی کہ بعضے حرام عورتوں سے نکاح کرلیا کرتے تھے مثلاً اپنی سوتیلی ماں یعنی باپ کی بیوی سے یا ایک بہن کے نکاح میں ہوتے ہوئے دوسری بہن سے اور بعضی حلال عورتوں کو حرام سمجھتے جیسے متبنی کی بیوی آگے حکم دہم میں اسکا ابطال فرماتے ہیں اور بمناسبت مقام اور محرمات کی تفصیل بھی ارشاد فرماتے ہیں اور بعض حلال عورتوں کی حلت میں مسلمانوں کو شبہ ہوا تھا جیسے مملوکہ شرعیہ جسکا پہلا شوہر حربی دار الحرب میں ہو انکی حلت کا بیان بھی فرما دیا کما سیظہر من الروایات فی الحواشی اور نکاح کے بعض شرائط اور اُسکے دوسرے متعلقات مہر وغیرہ بھی مذکور فرمائے ہیں ایک رکوع سے زیادہ میں یہی مضامین ہیں

حکم نہم تفصیل محرمات ودیگر احکام متعلقہ نکاح

وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ﴿۲۲﴾ اور تم اُن عورتوں سے نکاح مت کرو جن سے تمہارے باپ (یا دادا یا نانا[ﮯ]) نے نکاح کیا ہو مگر (خیر) جو بات[ﮯ] گذر گئی گذر گئی (آیندہ کبھی ایسا نہو) بے شک یہ (بات عقلاً بھی) بڑی بیحیائی ہے اور (اہل طبائع سلیمہ کے عرف میں بھی) نہایت نفرت کی بات ہی اور (شرعاً بھی) بہت برا طریقہ ہی

اللغات المقت البغض ۱۲

النحو سبيلا في الكبير قال الليث ساء فعل لازم وفاعله مضمر وسبيلا منصوب تفسير لذلك الفاعل كما قال وحسن اولئك رفيقا ۱۲

البلاغة المقت مصدر بمعنى الممقوت للمبالغة ۱۲

الروايات في روح المعاني اخرج ابن سعد عن محمد بن كعب قال كان الرجل اذا توفي عن امرأته كان ابنه احق بها ان ينكحها ان شاء ان لم تكن امه الى قوله فنزلت ولا تنكحوا ۱۲

فائدة۔ في روح المعاني وانما خص هذا النكاح بالنهي ولم ينظم في سلك نكاح المحرمات الآتية مبالغة في الزجر عنه حيث كان ذلك ديدنا لهم في الجاهلية وهذا هو الوجه في تصريح الاستثناء في الموضعين بقوله الا ما قد سلف ۱۲

ملحقات الترجمة

ع ۸ ۱۴

ﮯ قوله في توضيح الميثاق وہ عہد جو اخذته من الكبير عبارته قال ابن عباس ومجاهد الميثاق الغليظ كلمة النكاح المعقودة على الصداق ۱۲

ﮯ قوله قبيل ف غرض چار موانع الخ اعلم ان المؤثر في بعض الصور المجموع وفي بعضها بعضها لان الافضاء واخذ الميثاق الغليظ لا يوجدان بتمامهما فيما فارقها قبل الخلوة او قبل التسمية ولا يضر عدم وجود المجموع في بعض الصور لان غاية ما في الباب ان هذا الباب من الصور لا يكون ذكره مقصودا بالذات فاي محذور في ذلك فانه يمكن ان يكون عادة اهل الجاهلية الاخذ مع الموانع كلها فحصل الرد عليهم وكفى في غرض المقام فافهم ۱۲

ﮯ قوله في آخر المسئلة الثالثة خلع ہوا تتمة المسئلة انه لا يلزمها شئ كما هو مقتضى القياس لان نصف المهر سقط بالطلاق قبل الدخول وقد التزمت المرأة المهر كله فيجب عليها النصف تتميما لما التزمته وجه عدم اللزوم الذي هو مقتضى الاستحسان انه اراد بالخلع عادة حصول ما لزمه لها وليس هو الا النصف كذا في آخر باب الخلع من العناية والهداية في حكم المرأة اذا اختلعت قبل الدخول على الف ومهرها الف ۱۲

ﮯ قوله يا دادا الخ اشارة الى ان المراد بالآباء الاصول وعليه الاجماع ۱۲

ﮯ قوله جو گذر گئی گذر گئی الخ اشارة الى توجيه الكلام بالجملة الخبرية تقديره ان تنكحوا لا يوجد من هذا النكاح شئ الا ما قد مضى واما في المستقبل فلا يوجد والجملة الخبرية ابلغ في النفي من الانشاء والدال على النهي

ﮯ قوله بڑی بے حیائی اشارہ الی ان التنوین للتفخیم ویمکن ان یقال ان نفس ہذہ المادة تدل علی الفظاعة والبشاعة ۱۲

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَأَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْأَخِ وَبَنٰتُ الْأُخْتِ وَأُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيٓ أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوٰتُكُم

تمپر حرام کی گئین　تمہاری مائین اور تمہاری بیٹیان اور تمہاری بہنین اور تمہاری پھوپھیان اور تمہاری خالائین اور بھتیجیان اور بھانجیان اور تمہاری وہ مائین جنھون نے تمکو دودھ پلایا ہو اور تمہاری وہ بہنین

مِّنَ الرَّضٰعَةِ وَأُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَرَبٰٓئِبُكُمُ الّٰتِي فِي حُجُورِكُم مِّن نِّسَآئِكُمُ الّٰتِي دَخَلْتُم بِهِنَّ فَإِن لَّمْ تَكُونُوا

جو ... پینے کی وجہ سے ہین اور تمہاری بیبیون کی مائین اور تمہاری بیبیون کی بیٹیان جو کہ تمہاری پرورش مین ہین ان بیبیون سے کہ جنکے ساتھ تمنے صحبت کی ہو　اور اگر تمنے ان بیبیون سے

دَخَلْتُم بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلٰٓئِلُ أَبْنَآئِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلٰبِكُمْ وَأَن تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ

صحبت نہ کی ہو　تو تمکو کوئی گناہ نہین　اور تمہاری ان بیٹون کی بیبیان جو کہ تمہاری نسل سے ہون　اور یہ کہ تم دو بہنون کو ایک ساتھ رکھو　لیکن جو پہلے ہوچکا

الجزء الخامس

إِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمٰنُكُمْ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ

بیشک اللہ تعالیٰ بڑے بخشنے والے بڑی رحمت والے ہین　اور وہ عورتین جو کہ شوہر والیان ہین　مگر جو کہ تمہاری مملوک ہوجاوین　اللہ تعالیٰ نے ان احکام کو تمپر فرض کردیا ہے

ف گذرگئی کا مطلب یہ کہ جاہلیت مین بعض لوگ ایسا کرتے تھے مگر شایستہ لوگ اس زمانہ مین بھی اسکو برا جانتے تھے اور اسکو نکاح مقت کہتے تھے اور جو اس نکاح سے اولاد ہوتی تھی اسکو مقتی کہا کرتے تھے کذا فی الکشاف اسی لیے احقر نے اسمین عرف بڑھا دیا ہے کیونکہ انکے عرف مین اسکا لقب مقت مشہور تھا اور عقلاً بیحیائی ہونا اور شرعاً بوجہ منہی عنہ کے اسکا برا طریقہ ہونا ظاہر ہے حتے کہ اگر کوئی ایجاب قبول کر بھی لے وہ نکاح منعقد نہ ہوگا پس باطل محض ہے اسیطرح نساء محرمات آئندہ بھی انکے اعلیٰ درجہ کے قبح ظاہر کرنے کے لیے بوجہ اسکی مذمت کی ارشاد فرمایا مین **مسئلہ** نکاح شرعاً حکم وطی مین ہے جب باپ کی موطوءہ حکمیہ سے نکاح حرام ہے تو جو اسکی موطوءہ حقیقیہ ہو گو بلا نکاح ہو اس سے بدرجہ اولیٰ نکاح حرام ہے اور یہی مذہب ہے امام ابوحنیفہ رح کا کہ جس عورت سے باپ نے زنا کیا ہو اس سے بیٹا نکاح نہین کرسکتا اسیطرح جہان جہان نکاح سے تحریم ہوجاتی ہے زنا سے بھی ہوجاتی ہے **تتمہ حکم دہم**

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَأَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْأَخِ وَبَنٰتُ الْأُخْتِ وَأُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيٓ أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوٰتُكُم مِّنَ الرَّضٰعَةِ وَأُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَرَبٰٓئِبُكُمُ الّٰتِي فِي حُجُورِكُم مِّن نِّسَآئِكُمُ الّٰتِي دَخَلْتُم بِهِنَّ فَإِن لَّمْ تَكُونُوا دَخَلْتُم بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلٰٓئِلُ أَبْنَآئِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلٰبِكُمْ وَأَن تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ۗ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمٰنُكُمْ ۖ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۚ تمپر (یہ عورتین) حرام کیگئی ہین (یعنی ان سے نکاح کرنا حرام اور باطل ہے اور انکی تین قسم ہین اول **محرمات نسبیہ** وہ یہ ہین) تمہاری مائین اور تمہاری بیٹیان (اور ان مین سب اصول اور فروع بواسطہ و بلاواسطہ سب داخل ہین) اور تمہاری بہنین (خواہ عینی ہون یا علاتی یا اخیافی) اور تمہاری پھوپھیان (اسمین باپ کی اور سب مذکر اصول کی تینون قسم کی بہنین آگئین) اور تمہاری خالائین (اسمین مان کی اور سب مونث اصول کی تینون قسم کی بہنین آگئین) اور بھتیجیان (اسمین تینون قسم کے بھائیون کی اولاد بواسطہ و بلاواسطہ سب آگئین) اور بھانجیان (اسمین تینون قسم کی بہنون کی اولاد بواسطہ و بلاواسطہ سب آگئین) اور **قسم دوم محرمات رضاعیہ** وہ یہ ہین) تمہاری وہ مائین جنھون نے تمکو دودھ پلایا ہے (یعنی انا) اور تمہاری وہ بہنین جو دودھ پینے کی وجہ سے ہین (یعنی تم نے ان کی حقیقی یا رضاعی مان کا دودھ پیا ہے یا انھون نے تمہاری حقیقی یا رضاعی مان کا دودھ پیا ہے گو مختلف وقت مین پیا ہو) اور **قسم سوم محرمات**

ملحقات الترجمة

٥١ قوله فی آخرف بدرجہ اوکے الی قوله جہان جہان فالحرمة فی الاول لدلالة النص وفی غيره لعدم القائل بالفصل وبهذا الوجه من الاستدلال من شعر واتی اللہ الحق فيه بالمهر لئلا ينقض بان النكاح مع احدهما مع اجتماع ان الزنا سبب لاحد الاخرى وحده عدم العقد واعلم انه لا استدلال من احدهما للآخر فان الزنا يحرم ابنه المزنية ولا يحرمها النكاح مالم يدخل او يمس لقوله تعالیٰ فان لم تكونوا دخلتم بهن فانه عزيز ١٢

٥٢ قوله معنے ان سے نکاح کرنا قدره لان الحرمة لا تتعلق بالاعيان ١٢

اللغات الربيبة ولد المراة من آخر سمى به لانه يربه غالبا كما يرب ولده قلت وبالحاصل مرتبت الحجور لان الربيب الاصل صيد لة به الكونه في خصوص الحجر دخلتم بهن الباء للتعدية وفيها معنے المصاحبة او بمعنى مع اى دخلتم معهن الستر وهو كناية عن الجماع كبنى عليها وبنى بها الحليلة سميت الزوجة بذلك لانها تحل مع زوجها في فراش واحد او لانها تحل معه حيث كان وكذا يقال للزوج الحليل المحصنٰت ذوات الازواج احصنهن التزوج او الازواج او الاولياء اى منعهن عن الوقوع فی الاثم ـ هذه اللغات كلها من الروح ١٢
النحو كتٰب الله اى كتب الله ذلك كتابا والظاهر انه فی الترجمة ١٢

الروايات في روح المعاني عن عطاء انها اى الآية المشتملة على قوله من اصلابكم نزلت حين تزوج النبي صلے اللہ علیہ وسلم امراة زيد بن حارثة رضى الله عنه قال المشركون فی ذلك وفيه اخرج احمد ابو داؤد والترمذي وحسنه وابن ماجه عن فيروز الديلمي انه ادركه الاسلام وتحته اختان فقال النبی صلے اللہ علیہ وسلم طلق ايتهما شئت وفيه اخرج مسلم عن ابی سعيد رضی اللہ عنہ قال اصبنا سبايا يوم اوطاس لهن ازواج فكرهنا ان نقع عليهن فسالنا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فنزلت الآية اه قلت وانما ذكرت رواية فيروز مع انها ليست من اسباب النزول لاثبات قولی فی تمهيد الحكم العاشر ایک بہن کے ہوتے ہوئے الخ کما کنت وعدت بذلک بایراد الروایات فے الحواشی ١٢

وَّاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ۭ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ

اور ان عورتون کے سوا اور عورتین تمہارے لیے حلال کیگئی ہین یعنی یہ کہ تم انکو اپنے مالون کے ذریعہ سے چاہو اسطرح سے کہ تم بیوی بناؤ صرف مستی ہی نکالنا نہو پھر جس طریق سے تم اُن عورتون سے منتفع ہوئے ہو سو انکو انکے

اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ۭ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝

مہر دو جو کچھ مقرر ہو چکے ہین اور مقرر ہوئے بعد بھی جسپر تم باہم رضامند ہوجاؤ اوس مین تمپر کوئی گناہ نہین بلاشبہ اللہ تعالے بڑے جاننے والے ہین بڑے حکمت والے ہین

بالمصاہرۃ (وہ یہ ہین) تمہاری بیبیونکی مائین (اسمین زوجہ کے سب مؤنث اصول آگئے) اور تمہاری بیبیونکی بیٹیان (اسمین زوجہ کے سب مؤنث فروع آگئے) جوکہ (عادۃً) تمہاری پرورش مین رہتی ہین (مگر اسمین ایک قید بھی ہے وہ یہ کہ وہ لڑکیان) اُن بیبیونسے (ہون) کہ جنکے ساتھ تمنے صحبت کی ہو (یعنی کسی عورت کے ساتھ صرف نکاح کرنیسے اُسکی لڑکی حرام نہین ہوتی بلکہ جب اس عورت سے صحبت بھی ہوجاوے تب لڑکی حرام ہوتی ہے) اور اگر (ہنوز) تمنے اُن بیبیون سے صحبت نہ کی ہو (گو نکاح ہوچکا ہو) تو (ایسی بی بی کی لڑکی کے ساتھ نکاح کرنے مین) تمکو کوئی گناہ نہین اور تمہارے اُن بیٹونکی بیبیان (بھی حرام ہین) جوکہ تمہاری نسل سے ہون (اسمین سب مذکر فروع کی بیبیان آگئین اور نسل کی قید کا مطلب یہ ہے کہ مونہ بولے یعنی لے پالک جسکو متبنی کہتے ہین اسکی بی بی حرام نہین) اور یہ (امر بھی حرام ہے) کہ تم دو بہنونکو (رضاعی ہون یا نسبی اپنے نکاح مین) ایک ساتھ رکھو لیکن جو (اس حکم سے پہلے ہوچکا (وہ معاف ہے) بیشک اللہ تعالی بڑے بخشنے والے بڑے رحمت والے ہین (کہ رحمت سے گناہ معاف کردیتے ہین) اور (**قسم چہارم**) وہ عورتین جوکہ شوہر والیان ہین مگر اس قسم مین وہ مستثنی ہین جوکہ (شرعاً) تمہاری مملوک ہوجاوین (اور انکے حربی شوہر دار الحرب مین موجود ہون وہ بعد ایک حیض آجانے یا وضع حمل کے حلال ہین کذا فی الہدایۃ) اللہ تعالی نے ان احکام کو تمپر فرض کردیا ہے **ف** زیادہ تفصیل محرمات کی جنمین اکثر تو انہی مذکورات کے عموم مین داخل ہین جنکے ادخال کی تقریر بوجہ غموض کے نہین کیگئی اور بعض احادیث و آثار مین مذکور ہین اور بعض پر اجماع ہے اور اسیطرح مملوکات کی حلت کے شرائط یہ سب کتب فقہ مین ابسط کے ساتھ موجود ہے بخیال طویل کے نہین لکھا - اور اس تقریر سے ایک اشکال بھی دفع ہوگیا وہ یہ کہ آگے جو ان مذکورات کے ماوراء کو حلال فرمایا ہے سو یہان تو چند چند صورتین مذکور ہین جنکے ماسوا اور بھی حرام صورتین ہین پھر اسکے کیا معنے کہ انکے ماسوا سب حلال ہین - وجہ دفع یہ کہ ان حرام صورتون مین بہت سی تو ان مذکورات کے عموم ہی مین لغۃً یا عرفاً داخل ہین وہ تو ماسوا مین داخل ہی نہین جیسا احقر نے ابھی لکھا ہے اور بعض صورتین جو ان مذکورات کے عموم مین بھی داخل نہین وہ واقعی ماسوا مین داخل ہونگی لیکن چونکہ لفظ ماوراء بوجہ دوسرے دلائل شرعیہ کے مثل احادیث و اجماع پھر آثار و قیاس کے اپنے عموم پر باقی نہین اسلیے بقیہ محرمات اس ماوراء سے مستثنے و مخصوص ہوجاویگا یعنے لفظ مین داخل ہونیکے بعد حکم حلت سے خارج ہوجاویگا پس کوئی اشکال نرہا اور تحلیل حرام یا تحریم حلال لازم نہ آئی **ربط** یہانتک محرمات کا بیان تھا اسکے بعد انکے ماسوا کی حلت نکاح کا مع بعض شرائط حلت کے بیان ہے و ہو تتمۂ سابق

اُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ۭ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ۭ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا (٢٤) اور ان عورتون کے سوا اور (باقی) عورتین تمہارے لیے حلال کی گئی ہین لیعنی یہ کہ تم انکو اپنے مالونکے ذریعے سے (نکاح مین لانا) چاہو (یعنی مہر ہونا نکاح مین ضرور ہے) اور اسطرح کہ تم (انکو) بیوی بناؤ جسکی شرطین شرع مین مشہور ہین مثلاً گواہ بھی ہون وہ نکاح موقت بھی نہو وغیر ذلک) صرف مستی ہی نکالنا نہو (اسکے عموم مین زنا و متعہ سب داخل ہوگیا گو اسمین بھی مال خرچ کیا جاتا ہے) پھر (نکاح ہوجانیکے بعد) جس طریق سے (منجملہ طرق شرعیہ معتبرہ کے) تم ان عورتون سے منتفع ہوئے ہو سو انکو (اسکے عوض) انکے مہر دو جو کچھ مقرر ہوچکے ہین اور (یہ نہ سمجھو

اللغات السفح صب الماء ١٢

النحو ان تبتغوا بدل او مفعول لہ ای لان و قدرتہ فی ترجمتی بان والنکاح مقدر قبل ما بقرینۃ المقام و تقدیری ایاہ فی لکم اخذ بالحاصل - قولہ فما استمتعتم شرطیۃ او موصولۃ عبارۃ عن النساء او عما یتعلق بہن من الافعال کما فی روح المعانی واخترت الثانی لئلا یکون منہن کالتاکید و اشرت بقولی اسکے عوض الی تقدیر العائد یعنی فاتوہن اجورہن لاجلہ ای بما استمتعتم بہ منہن کذا فی روح المعانی

الفقہ احتج اصحابنا بقولہ تعالی باموالکم ان غیر المال لا یصلح مہرا وما ورد من التزویج بالقرآن فالباء سببیۃ وکان المہر غیر ہذا لم یذکر لکونہ معلوما ضرورۃ ١٢

الروایات فی لباب النقول اخرج ابن جریر عن معمر بن سلیمان عن ابیہ قال زعم حضرمی ان رجالا کانوا یفرضون المہر ثم عسے ان تدرک احدہم العسرۃ فنزلت - لاجناح علیکم فیما تراضیتم بہ من بعد الفریضۃ ١٢

ملحقات الترجمة

سلہ قولہ عادۃً اشارۃ ان ہذا القید خرج مخرج الغالب والعادۃ لا کالقید الآتی من قولہ اللاتی دخلتم بہن فانہ یراد بہ التقیید الیہ ذہب الجمہور وہو المذہب المنصور وبہذا اکتفی فی موضع الاحلال بنفی الدخول ولو کان القید الاول کالثانی شرطا کان مقتضی السیاق ان یقول فان لم تکونوا دخلتم بہن او لم تکن فی حجورکم لما لم یعتبر للحجر علم ان الشرط لیس الا الدخول وفائدۃ الوصف بہذا القید العادی تقویۃ علۃ الحکم لا بیان علۃ الحکم نظیر ذلک قولہ تعالی اضعافا مضاعفۃ کما انہا النکتۃ فی ایراد من نسائکم بعد الربائب دون بنات النساء وصرح فی قولہ فان لم تکونوا الخ بما اشعر ما قبلہ لدفع توہم ان قیلہ دخول کقید الکون فی الحجور من الہدایۃ و روح المعانی ١٢

سلہ قولہ فی ترجمۃ فان لم تکونوا دخلتم صحبت نہ کی ہو لم یزد الخلوۃ لانہا لیست کالوطی فی ہذا الحکم کما فی الدر المختار نعم المس بشہوۃ لہ حکم الوطی ١٢

سلہ قولہ فی توضیح اصلاب کہ مطلب یہ ہے اشارۃ الی انہ لیس المقصود اسقاط حلیلۃ الابن الرضاعی فانہا حرام ١٢

سلہ قولہ وہ معاف ہے قدرتہ ہہنا بخلاف ما سبق من قید غفورا رحیما قرینۃ علی ہذا التقدیر و قولہ انہ کان فاحشۃ قرینۃ علی ذلک التقدیر و لعل النکتۃ فی ہذا التفاوت بین القرینتین ان نکاح المقت کما قالوا لم یبح قط تعالی فی شرع قط بخلاف الجمع بین الاختین فانہ قد ابیح فی

وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ

اور جو شخص تم مین پوری مقدرت اور گنجایش نرکھتا ہو آزاد مسلمان عورتون سے نکاح کرنے کی تو وہ اپنے آپس کی مسلمان لونڈیون سے جو کہ تم

مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ ؕ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ

لوگون کی مملوکہ مین نکاح کرلے اور تمہارے ایمان کی پوری حالت اللہ ہی کو معلوم ہو تم سب آپس مین ایکدوسرے کے برابر ہو سو انسے نکاح کرلیا کرو انکے مالکون کی اجازت سے

وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ۚ

اور انکو انکے مہر قاعدہ کے موافق دیدیا کرو اسطور پر کہ وہ منکوحہ بنائی جاوین نہ تو علانیہ بدکاری کرنیوالی ہون اور نہ خفیہ آشنائی کرنیوالی ہون

الخ اس مقررہ مین کسیطرح مثل نماز و روزہ کے کمی بیشی ممکن نہو بلکہ) مقرر ہوئے بعد بھی جس (مقدار) پر تم (میان بیوی) باہم رضامند ہو جاؤ اسمین تمپر کوئی گناہ نہین (مثلاً خاوند نے اور مہر بڑھا دیا یا عورت نے کم کردیا یا معاف ہی کردیا ہر طرح درست ہے) بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑے جاننے والے ہین (تمہاری مصلحتون کو خوب جانتے ہین) بڑے حکمت والے ہین (ان مصلحتون کی رعایت سے احکام مقرر فرمائے ہین گو کہین تمہاری فہم مین نہ آوے) **ف** یہان وجوب اداے مہر مقرر شدہ کی دو شرطین فرمائین ایک اُسکا مقرر ہونا من بعد الفریضۃ مین دوسرے استمتاع صحبت سے یا خلوت صحیحہ سے استمتعتم مین پس اگر ایک شرط بھی مفقود ہوگی یہ حکم نہوگا مثلاً مہر مقرر ہوا استمتاع نہوا اور طلاق ہو جاوے تو نصف مہر لازم ہے اور مثلاً مہر مقرر نہوا اور استمتاع ہوا ہو تو مہر مثل لازم ہے اور اگر نہ مہر مقرر ہو نہ استمتاع ہوا اور طلاق ہو جاوے تو ایک جوڑہ جسکا بیان آخر پارہ سیقول مین آچکا ہے دینا پڑیگا اور مہر کی کمی بیشی مین جو فرمایا کہ گناہ نہین وجہ یہ کہ کم یا معاف ہونے مین مرد کو شبہہ ہو سکتا ہے کہ پرایا مال قبول کرنا شاید اچھا نہو اور زیادہ مہر ہونے مین یہی شبہہ عورت کو ہو سکتا تھا اسلیے ایسا فرمایا۔ اور اس آیت مین مسافحین کی تفسیر سے متعہ کا حرام ہونا بھی مفہوم ہو گیا اور حدیثون مین اسکی پوری تصریح ہے خصوص صحیح مسلم مین حرمت مؤبدہ الی یوم القیامۃ کی تنصیص موجود ہے البتہ اس حرمت مؤبدہ سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک مین یہ خیبر سے پہلے حلال تھا پھر خیبر مین حرام ہو گیا پھر زمان فتح مکہ مین یوم اوطاس کو حلال کیا گیا پھر تین روز کے بعد ابداً حرام ہو گیا۔ اور بعض سلف سے جو منقول ہے اُسوقت تک اُنکو نسخ کی خبر نہ پہونچی ہوگی اور بعض سے جو اس آیت مین الی اجل مسمّی منقول ہے وہ بطور تفسیر کے ہے جسکو قبل بلوغ نسخ کہدیا۔ اور حضرت عمر رضی کیطرف جو تحریم منسوب ہے بمعنے اظہار حرمت ہے نہ اثبات حرمت۔ اور ابن عباس سے جو منقول ہے اول تو وہ قول مقید بالاضطرار تھا پھر خود ترمذی نے اُنسے مطلقاً حرمت نقل کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُنہون نے اُس سے بھی رجوع فرمایا پھر اہل حق کا اب اجماع ہے **ربط** اوپر سے احکام نکاح کے چلے آتے ہین آگے شرعی لونڈیون کے ساتھ نکاح کرنیکا ذکر ہے **حکم نکاح بالکنیزان** وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ ؕ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ۚ

ملحقات الترجمۃ

ك قوله فی آخر الترجمة
کہیں وبہ اندفع ما تفوه
الملاحدة المنتحلون الی
الاسلام ان ما النقل
فیه المصلحة لیس بحکم
شرعی امن شرح نعوذ کثیر
من الاحکام نعوذ باللّٰه
١٢

النحو ههنا امور الاول ان طولا بمعنی السعة والغنی عندی مفعول مطلق لیستطیع والثانی ان مما ملکت معمول لینکح المقدر والثالث ان اٰتوهن فیه مضاف محذوف ای اٰتوا اهلهن والرابع ان محصنٰت حال من مفعول اٰتوا وراعیت ذلک کله فی الترجمة۔ وجه اختیار الاول الاشارة الی ان الشرط لعدم کراهة نکاح الامة هو عدم الاستطاعة الکاملة المفسرة بنکاح الحرة المرضیة فان استطاع الحرة لکن غیر مرضیة انتفی کراهة نکاح الامة فلا ینکح والحالة هذه الحرة۔ وجه اختیار الثانی ظاهر لان الکلام فی النکاح۔ وجه الثالث ان المهر حق الموالی واشار الیه فعل اٰتوا مع کونه اخصر استارة الی ان المهر فی الاصل کان حق المنکوحة لکونه بمقابلة النکاح لکن بعارض کونها ملکت یمین استحقه المولی فافاد تاکید بیان المهر ابطالا لما علیه الجهلاء من عدم اعتدادهم کما نشاهده ایضا فی زماننا ووجه الرابع ابقاء المحصنٰت علی ما کان فی محصنین للّٰه قرینة المقابلة مع المسافحة یؤید ذلک ولو

فسر بالعفائف لما افاد قیدا احترازیا والاصل فی القید هو الاحتراز الا لصارف وانما صرح به ذکره والمقام لکون الکلام فی النکاح مغن عن ذلک لیفید تاکید الهذا الخطب ابطالا لما کان علیه اهل الجاهلیة من عدم عد الزنا عیبا فکره وقرر قوله واللّٰه اعلم الخ معترضة اتی بها تانیسا بما اوضحته فی الترجمة بما لا مزید علیه ١٢

البلاغة اتی بالفتیات بعد ما ملکت ایمانکم وکذا اتی فانکحوهن بعد قوله فمما المقصد فیه للنکاح للتقیید بقوله المؤمنات وبقوله باذن اهلهن ولو لم یکرر فیهما المادل علی کون القیدین مقصودین ندبا فی الاول ووجوبا فی الثانی فافهم ١٢

الفقه دلت الاٰیة علی حرمة المتعة وان المراد بالاستمتاع فیما قبل لیس هو هذه المتعة والا لما اکتفی علی قوله ومن لم یستطع ان ینکح الخ بل قال ومن لم یستطع النکاح ولا الاستمتاع او قال ومن لم یستطع النکاح فلیستمتع او ینکح الفتیات ١٢

فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ط

پھر جب وہ لونڈیان منکوحہ بنائی جاوین پھر اگر وہ بڑی بیحیائی کا کام کرین تو انپر اس سزا سے نصف سزا ہوگی جو کہ آزاد عورتون پر ہوتی ہی

اور جو شخص تم مین پوری مقدرت اور گنجایش نرکھتا ہو آزاد مسلمان عورتونسے نکاح کرنیکی تو وہ اپنے آپس (والون) کی مسلمان لونڈیون سے جو کہ تم لوگونکی (شرعاً) مملوکہ ہین نکاح کرلے (کیونکہ اکثر لونڈیونکا مہر وغیرہ کم ہوتا ہی اور انکو غریب کے ساتھ بیاہ دینے مین عار بھی نہین کرتے) اور (لونڈی سے نکاح کرنے مین عار نکرے کیونکہ دین کی رو سے تو ممکن ہی کہ وہ تم سے بھی افضل ہو وجہ یہ کہ مدار فضیلت دین کا ایمان ہی اور) تمہارے ایمان کی پوری حالت اللہ ہی کو معلوم ہی (کہ اسمین کون اعلی ہے کون ادنی ہی کیونکہ وہ متعلق قلب کے ہے جسکی پوری اطلاع اللہ ہی کو ہی اور دنیا کی رو سے زیادہ وجہ عار کی تفاوت نسب ہی تو اسمین جو انساب کا اصل مبدا ہی حضرت آدم وحوا علیہما السلام اسمین مشارکت کے اعتبار سے) تم سب آپسمین ایک دوسرے کے برابر ہو (پھر عار کی کیا وجہ) سو (جب عدم عار کی وجہ معلوم ہوگئی تو ضرورت مذکورہ کے وقت) ان سے نکاح کرلیا کرو (مگر شرط یہ بھی ہی کہ) انکے مالکون کی اجازت سے (ہو) اور ان (کے ان مالکون) کو انکے مہر قاعدہ (شرعیہ) کی موافق دیدیا کرو (اور یہ مہر دینا) اسطور پر (ہو) کہ وہ منکوحہ بنائی جاوین نہ تو علانیہ بدکاری کرنے والی ہون اور نہ خفیہ آشنائی کرنے والی ہون (یعنی وہ مہر بمقابلہ نکاح ہو بطور اجرت زنا کے دینے سے وہ حلال نہوگی) **ف** لونڈی کے ساتھ نکاح کرنے مین دو قیدین لگائین ایک یہ کہ وہ ایسی عورتسے نکاح نکر سکے جسمین دو صفتین ہون۔ ایک حریت دوسرے ایمان دوسری قید یہ کہ وہ مسلمان لونڈی ہو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ان قیود کی رعایت اولے ہی اور اگر بلا رعایت ان قیود کے لونڈی سے نکاح کیا نکاح ہو جاویگا لیکن کراہت ہوگی کذا فی روح المعانی عن البدائع اور وجہ کراہت کی یہ ہی کہ اسمین بلا ضرورت اپنی اولاد کو غلام بنانا ہی کیونکہ حریت و رقیت مین اولاد تابع مان کے ہی۔ دوسرے یہ بھی ہی کہ لونڈی دوسرے کی مملوک ہی اور بالکل اسی کے قبضہ کی ہی ممکن ہی کہ جسوقت شوہر اسکو اپنے پاس رکھنا چاہے اور اسیوقت اسکا مالک اس سے خدمت لینا چاہے تو ضرور بے لطفی ہوگی یا وہ کسی پردیسی کے ہاتھ فروخت کرڈالے تو اور مصیبت ہی۔ تیسرے یہ کہ پورا پردہ اس سے نباہ نہین ہوسکتا غیور آدمی کو اسکی بھی کوفت ہوگی۔ پھر غالباً اسکو خانہ داری کا نہ زیادہ سلیقہ ہوتا ہی نہ اسکو شوہر کے گھر اور چیز کا درد ہوتا ہی ان مصالح کو کراہت مین شرعاً دخل ہوسکتا ہی۔ اور آگے فاذا احصن اور ذلک لمن خشی العنت بھی اسطرف مشیر ہین جیسا عنقریب اسکی تقریر بذیل فائدہ متعلقہ ان اجزاء کے آتی ہی۔ پس کراہت عرفیہ یعنی عار کی وجہ سے اجتناب کرنیکی تو ممانعت ہی اور کراہت شرعیہ جسکا ابھی بیان ہوا الملحوظ رکھکر بے ضرورت ارتکاب نکرنا اولی ہے۔ اور امام شافعی رحؒ نے ان دو قیدونکو احترازی فرمایا ہی۔ لیکن قید اول کی صفت ثانیہ کو احترازی نہین کہا پس حرہ غیر مومنہ کے مستطیع کو بھی نکاح کنیز کی اجازت نہین دی۔ حنفیہ کہتے ہین کہ آپکے نزدیک جیسی یہ ایک صفت ہی ایسے ہمارے نزدیک تینون امر ہین اور یہ جو فرمایا کہ قاعدہ کے موافق یعنی جو عام دین کا حکم ہی کہ وسعت کے وقت ٹالے نہین پریشان نکرے وعدہ خلافی نکرے اسکی تصریح مفید ہوگئی دین مہر کے وجوب کو کیونکہ اکثر عادت ہی اسکو ہلکا سمجھنے کی اور اس سے بے پروائی برتنے کی اسلیے ادا بھی کم بلکہ شاذونادر کیا جاتا ہی اسمین بھی اکثر جبکہ کوئی جبر اور دباؤ حکومت سے پڑے **مسئلہ** لونڈی کا نکاح بدون اذن مولی کے صحیح نہین **ربط** اوپر لونڈیون سے شادی کرنیکا ذکر تھا آگے ان لونڈیونکے متعلق ایک حکم باب سیاست سے ارشاد فرماتے ہین اور ہرچندیکہ وہ حکم غلام کے لیے بھی اور غیر منکوحہ لونڈی کے لیے بھی عام ہی لیکن اس مقام پر لونڈیونکی تخصیص پھر انمین سے بھی منکوحات کی تخصیص ذکر مین اس ناداں کے ذوق مین جیسا کہ ابھی حق تعالی نے قلب مین القا فرمایا وللہ الحمد یہ ہی کہ اس مقام مین باوجود اباحت نکاح کے لونڈیونکے ساتھ اسمین قیود لگانے سے بلا ضرورت اسکی کراہت للعوارض کا بتلانا مقصود تھا اسی مقصود کی تاکید کے لیے جملہ آیندہ مین انکی حد زنا کی تصریح فرمادی تاکہ اس فعل کا احتمال وقوع بسبب اجتماع اسکے اسباب قریبہ مثلاً عادۃً اسکے پردہ مین نہ رہ سکنے اکثر بغرض خدمت مولی اسکے بازار وغیرہ مین آمد و رفت رکھنے کے سامع کی نظر مین مستحضر ہوجاوے اور ایک گونہ ایسی نکاح سے رغبتی پیدا ہوجاوے کہ بلا ضرورت اسکا ارتکاب نکرے یہ وجہ ہی اما منکوحہ کے تخصیص ذکر کی یعنی بعد شادی کے بھی ان سے یہ امر اتنا مستبعد نہین جتنا حرائر سے ہی

حکم یازدہم حد زنا کنیزان فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ط پھر جب وہ لونڈیان منکوحہ بنائی جاوین پھر اگر وہ بڑی بیحیائی کا کام (یعنی زنا) کرین تو (بعد ثبوت بشرطیکہ مسلمان ہون) انپر اس سزا سے نصف سزا (جاری) ہوگی جو کہ (غیر منکوحہ) آزاد عورتون پر

فائدہ - اعلم ان للاحصان یاتی علی معان یتعین بعضها حسب المقام - الحریة - والعفة والتزوج و قال بعضهم الاسلام ایضاً کما قیل فی قراءة احصن بنیا للفاعل ومن لم یفسر به زاد قید الایمان لکونه شرطاً للحد عند الحنفیة والقرینة علیه کون الکلام فی الفتیات المومنات ۱۲

ملحقات الترجمة

۵۱ قوله فی ترجمة المحصنت باللام آزاد فسر به ههنا اجماعاً بقرینة مقابلة ما ملکت ایمانکم وجه الصحة انهن منعهن الحرية عن نقص الاماء ۱۲

۵۲ قوله بڑی بیحیائی دل علیه التنوین فصح تفسیره بالزنا من غیر تکلف لان الفاحشة کان عاماً لکل قبیح ۱۲

ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ ؕ وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَ

یہ اس شخص کے لیے ہے جو تم میں زنا کا اندیشہ رکھتا ہو　اور تمہارا ضبط کرنا زیادہ بہتر ہے　اور اللہ تعالیٰ بڑے بخشنے والے ہیں بڑی رحمت والے ہیں　اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ تم سے بیان کر دے اور

يَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَيَتُوْبَ عَلَيْكُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ ۫ وَ

تم سے پہلے لوگوں کے احوال تمکو بتلا دے　اور تم پر توجہ فرماوے اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والے ہیں بڑے حکمت والے ہیں　اور اللہ تعالیٰ کو تو تمہارے حال پر توجہ فرمانا منظور ہے　اور

يُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ اَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلًا عَظِيْمًا ۝ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ ۚ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا ۝

جو لوگ کہ شہوت پرست ہیں وہ یوں چاہتے ہیں کہ تم بڑی بھاری کجی میں پڑ جاؤ　اللہ تعالیٰ کو تمہارے ساتھ تخفیف منظور ہے　اور آدمی کمزور پیدا کیا گیا ہے۔

ہوتی ہے (جیسا کہ نکاح کے قبل بھی لونڈیوں کی یہی سزا تھی اور اسیطرح غلاموں کی بھی) **ف** وہ سزا یہ ہے کہ انکے پچاس درے لگائے جاوینگے کیونکہ غیر منکوحہ آزاد عورت کے اور اسیطرح آزاد کنوارے مرد کے سو درے لگائے جاتے ہیں جیسا سورہ نور میں ہے کہ مراد وہاں کنوارہ اور کنواری ہے اور جب آزاد مرد و عورت کی شادی ہو چکے اور کچھ شرطیں اور بھی ہیں اُسوقت اس فعل کی سزا سنگسار کرنا ہے جیسا احادیث میں متواتر ہے اور حدیث صحیحین میں زید بن خالد جہنی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے غیر منکوحہ لونڈی کی حد کا سوال کیا گیا آپنے تازیانے فرمائے اور غلام کی حد پر جمہور ائمہ کا اجماع ہے پس حدیث و اجماع سے معلوم ہوا کہ یہ تخصیص تقییدی و احترازی نہیں ہے اور نصف فرمانے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مملوک پر رجم نہیں کیونکہ رجم کی انتہا ازہاق روح ہے اور اسمیں تنصیف ناممکن ہے اور چونکہ اوپر ذکر آزاد محصنہ یعنی منکوحہ کا تھا اسلیے فان اتین فرمانے سے بھی ضمیر ادھر ہی راجع ہو جاتی لیکن فاذا احصن کی تصریح مفید تکریر ہے اس لئے منکوحہ کی اور تقویت ہو گئی خوب سمجھ لو **ربط** آگے بھی یہی بیان ہے تتمہ نکاح اماء کا **تتمہ نکاح باکنیزان** ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ ؕ وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۵﴾ یہ (اماء سے نکاح کرنا) اس شخص کے لیے (مناسب) ہے جو تم میں (بوجہ غلبہ شہوت اور آزاد منکوحہ میسر نہونیکے) زنا (میں مبتلا ہو جانے) کا اندیشہ رکھتا ہو (اور جسکو یہ اندیشہ نہو اسکے لیے مناسب نہیں) اور (اگر اس اندیشہ کی حالت میں بھی اپنے نفس پر قادر ہو تو) تمہارا ضبط کرنا زیادہ بہتر ہے (بہ نسبت نکاح کنیز کے) اور (یوں) اللہ تعالیٰ بڑے بخشنے والے ہیں (اگر صورت کراہت میں بھی نکاح کر لیا تم مواخذہ نکرینگے اور) بڑے رحمت والے ہیں (کہ حرمت کا حکم نہیں فرمایا) **ف** اس قید کی بھی وجہ وہی کراہت ہے جسکی علت آیہ ومن لم یستطع کے ذیل میں مذکور ہوئی ہے غرض اللہ تعالیٰ نے ہماری مصلحت کے واسطے یہ امر مشورۃ فرمایا ہے اسکو اصطلاح اصول میں امر ارشادی کہتے ہیں اور غفور کی تفسیر میں جو کہا گیا ہے یہ اس حکم کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ہر مکروہ تنزیہی کا یہی حکم ہے کہ اسمیں عدم مواخذہ موعود ہے پس وہ مانع نجات نہیں لیکن خلاف شان اہل قرب کے ہے اور شافعیہ چونکہ بعض صورتوں میں نکاح اماء کو ناجائز کہتے ہیں وہ غفور کی تفسیر یہ کہتے ہیں کہ صورت جواز میں اُس امر پر مواخذہ نہیں فرمایا جو اصل میں معصیت تھا **ربط** اوپر احکام مخصوصہ کی تفصیل تھی آگے اپنا انعام و احسان اور ان احکام میں ہمارے منافع و مصالح کی رعایت رکھنا گو بتفصیل ہم نہ سمجھیں اور اتباع کی ترغیب ان امور میں مغویوں کی بدخواہی پر تنبیہ ارشاد فرماتے ہیں **ترغیب اتباع بامتنان و تحذیر** يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَيَتُوْبَ عَلَيْكُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۶﴾ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ ۫ وَيُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ اَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلًا عَظِيْمًا ﴿۲۷﴾ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ ۚ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا ﴿۲۸﴾ اللہ تعالیٰ کو (ان مضامین مذکورہ کے ارشاد فرمانے سے اسیطرح دوسرے مضامین سے اپنا کوئی نفع مقصود نہیں کہ یہ محال عقلی ہے بلکہ تمکو نفع پہونچانے کے لیے) یہ منظور ہے کہ (آیات احکام میں تو) تم سے (تمہاری مصلحت کے احکام) بیان کر دے اور (آیات قصص میں) تم سے پہلے لوگوں کے احوال تمکو بتلا دے (تاکہ تمکو اتباع کی رغبت اور مخالفت سے خوف ہو) اور (خلاصہ مشترک مقصود یہ ہے کہ) تم پر (رحمت کے ساتھ) توجہ فرماوے (اور وہ توجہ یہی بیان فرمانا اور بتلانا ہے جسمیں سراسر بندوں ہی کا نفع ہے جیسا مذکور ہوا) اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والے ہیں (کہ بندوں کی مصلحت جانتے ہیں) بڑی حکمت والے ہیں (کہ بلا واسطہ ان مصلحتوں کی رعایت فرماتے ہیں) اور اللہ تعالیٰ کو تو (بیان احکام و قصص ہی جیسا ابھی مذکور ہوا) تمہارے حال پر (رحمت کے ساتھ) توجہ فرمانا منظور ہے اور جو لوگ (کفار و فجار میں سے) شہوت پرست ہیں وہ یوں چاہتے ہیں کہ تم (راہ راست سے) بڑی بھاری کجی میں پڑ جاؤ (اور اُن ہی جیسے ہو جاؤ چنانچہ وہ اپنی فاسد خیالات

النحو ليبين اللام زائدة ويبين تقدير ان مفعول ١٢	**اللغات** العنت الاثم والمشقة كذا في الروح ١٢

ملحقات الترجمة ٣ع

لـه قوله مناسب فيتقدير الكلام ذلك نما يصلح لمن وعند الشافعي ذلك نما يجوز لمن الخ ١٢ **٢ قوله** تم سے اى اللام للصلة وكذا عن ومن تم لم نير حرا بكلمة لیے دے ١٢ **٣ قوله** تمہاری مصلحت وقوله تاکہ تمکو اشار الى ان محط الفائدة ہو اثمان الغايتان فلا يرد ان الفعل وغاية متحدان لان الفعل ہو التبيين والهداية في نفسها والغاية ہما من حيث اشتمالها على ما تين فافهم ١٢ **٤ قوله** في ترجمة سنن احوال اعم من المحمود والمذموم ... ١٢ **٥ قوله** في ترجمة ... خلاصة الى قوله وہ توجہ یہی الخ وبافسر التوبة لا يرد ان تخلف المراد عن الارادة لا يجوز وقد لزم لان كثيرا من الناس لا يتوبون ولا يتاب عليهم اذا فسر ظاهرها وجه عدم الورود ان التوبة هنا بمعنى اللغوي ہو الارشاد الى مصالحهم ولم يتخلف لان تبيين والارشاد قد تحقق ... اشارة الى ان عطف ... المجمل على المفصل ... في لوحده وانما حملت التوبة على ما حملت مع امكان التوجيه بالارادة التشريعية التي لا تمتنع تخلف المراد الشرعي عنها لان الارادة التشريعية انما تتعلق بفعل العبد لا بفعل الباري فانها تكوينية ابدا وان تعلقت ظاهرا بالاحكام الشرعية فانها متعلقة حقيقة هو الحكم بالاحكام لا الاحكام من الوجوب ... ١٢ **٦ قوله** بلا واسطہ استنبط بہ قول المعتزلة ١٢ **٧ قوله** جیسا ابھی مذکور ہوا اشارۃ الى ان التوبة في الموضعين بمعنى واحد وكرره للمقابلة مع قوله يريد الذين ١٢

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ

اے ایمان والو آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق طور پر مت کھاؤ لیکن کوئی تجارت ہو جو باہمی رضامندی سے ہو تو مضائقہ نہیں اور تم ایک دوسرے کو قتل بھی مت کرو

إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ۝ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ عُدْوَانًا وَظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيهِ نَارًا ۚ وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ۝

بلاشبہ اللہ تعالیٰ تم پر بڑے مہربان ہیں اور جو شخص ایسا فعل کریگا اسطور پر کہ حد سے گذر جاوے اور اسطور پر کہ ظلم کرے تو ہم عنقریب اسکو آگ میں داخل کرینگے اور یہ امر خدا تعالیٰ کو آسان ہے

مسلمانوں کے کانوں میں ڈالتے رہتے تھے اور اللہ تعالیٰ کو احکام میں جس طرح تمہاری مصلحت پر نظر ہے اسیطرح تمہاری آسانی پر بھی نظر ہے جیسا ارشاد ہے کہ) اللہ تعالیٰ کو (احکام میں) تمہارے ساتھ تخفیف (یعنی آسانی بھی) منظور ہے اور (وجہ اسکی یہ ہے کہ) آدمی (بہ نسبت اور مکلفین کے بدن اور ہمت دونوں میں) کمزور پیدا کیا گیا ہے (اسلیے اسکے ضعف کے مناسب احکام مقرر فرمائے ہیں ورنہ باعتبار رعایت مصلحت کے اعمال شاقہ کا تجویز کیا جانا بھی مضائقہ نہ تھا مگر ہمنے دونوں امر کا مجموعاً لحاظ فرمایا اور یہ سب علم و حکمت اور نیز رحمت و شفقت پر موقوف ہے) **ف** شہوت پرست لوگوں سے بقول ابن زید مراد فساق ہیں اور بقول ابن عباس مراد زانی ہیں اور بقول سدی مراد یہود و نصارے ہیں اور بقول بعض مراد صرف یہود ہیں کہ انہیں سے بعض نے کہا تھا کہ علاتی بہن حلال ہے۔ اور بقول بعض مراد مجوس ہیں کہ مسلمانوں سے کہتے تھے کہ خالہ اور پھوپھی کی بیٹی کو تو حلال کہتے ہو اور بہن اور بھائی کی بیٹی کو حرام کہتے ہو حالانکہ اصول انکے یعنی پھوپھی اور خالہ اور بہن کو حرام کہتے ہو اسپر یہ آیت نازل ہوئی کذا فی روح المعانی ونحوہ فی الکبیر اور بڑی بھاری کجی کے دو مطلب ہیں ایک یہ کہ بیباکانہ حرام کا مرتکب ہونا۔ دوسرے یہ کہ حرام کو حلال سمجھ جانا تو فساق پہلے امر کی کوشش کرتے ہونگے اور کفار دوسرے امر کی جیسا کہ مشاہدہ ہے کہ بے راہ لوگ دوسرونکو بھی بے راہ کرنا چاہا کرتے ہیں۔ اور اسکے مقابلہ میں ہلکی کجی یہ ہے کہ گناہ کو گناہ سمجھے اور اتفاقاً اسکا صدور ہو جاوے اس آیت میں اس میل غیر عظیم کی اجازت نہیں ہے بلکہ بیان کرنا ہے ان بدخواہوں کے حال کا کہ وہ میل عظیم کی سعی میں ہیں۔ اور انسان سے سوا دوسرے مکلفین جن اور ملائکہ ہیں گو عذاب و ثواب ملائکہ کے لیے نہیں مگر مامور و منہی تو ہیں۔ اگر شبہ ہو کہ جن تو اتنے ضعیف نہیں پھر انکے لیے یہی احکام کیوں مقرر ہیں جیسا کہ عموم بعثت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یقینی ہے جواب یہ ہے کہ ممکن ہے کہ ان احکام میں اصل رعایت انسان کی آسانی کی ہو طفیل میں جن بھی اس آسانی سے منتفع ہو گئے ہوں واللہ اعلم۔ اور جاننا چاہیے کہ یہاں شہوت پرستی کی مذمت میں شہوات مباحہ سے منتفع ہونا داخل نہیں کیونکہ مراد اس سے وہ ہے جس سے خدا پرستی فوت ہو جاوے اور اباحت میں جب وہ باذن خدا ہے پس خدا پرستی فوت نہیں ہوئی یہ شہوت پرستی نہیں **ربط** یہانتک یتامیٰ و مواریث و مہور کے متعلق اموال سے منتفع ہونے کے بعض طریقوں اور عورتوں کے نفوس یعنی انکی ذات میں تصرف کرنے کے بعض طریقوں کو جیسے ان پر ظلم کرنا یا انکو تنگ کرنا یا انہیں جو محرمات ہیں ان سے نکاح کرنا منع فرمایا تھا آگے اس مضمون کی تعمیم ہے کہ اموال و نفوس میں تصرفات مذکورہ کی کچھ تخصیص نہیں بلکہ جو تصرف کسی کے مال اور نفس میں بطریق غیر مشروع ہو وہ ممنوع ہے **حکم دوازدہم نہی از تصرف غیر مشروع در مال یا نفس کسے** يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ﴿٢٩﴾ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ عُدْوَانًا وَظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيهِ نَارًا ۚ وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ﴿٣٠﴾

اے ایمان والو آپس میں ایکدوسرے کے مال ناحق (یعنی غیر مباح) طور پر مت کھاؤ (برتو) لیکن (مباح طور پر مثلاً) کوئی تجارت ہو جو باہمی رضامندی سے واقع ہو اور بشرطیکہ اسمیں اور بھی سب شرائط شرعیہ ہوں) تو مضائقہ نہیں (یہ تو مالی تصرف تھا آگے تصرف نفسی کا ذکر ہے) اور تم ایکدوسرے کو قتل بھی مت کرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ تم پر بڑے مہربان ہیں (اسلیے ضرر رسانی کی صورتوں کو منع فرمادیا بالخصوص جبکہ اسمیں یہ اثر ہو کہ جس شخص پر تم ضرر پہنچاؤ گے تو یہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی کر کہ تمکو بھی ضرر سے بچالیا) اور (چونکہ قتل ان دونوں امور میں اشد ہے اسلیے اسپر بالخصوص وعید سناتے ہیں کہ) جو شخص ایسا فعل (یعنی قتل) کریگا اسطور پر کہ حد (شرع) سے گذر جاوے اور (وہ گذرنا بھی خطاءً فعل یا خطاء رای سے نہو بلکہ) اسطور پر کہ (قصداً) ظلم کرے تو ہم عنقریب (یعنی بعد الموت) اسکو (دوزخ کی) آگ میں داخل کرینگے اور یہ امر (یعنی ایسی سزا دینا) خدا تعالیٰ کو (بالکل) آسان ہے (کچھ اہتمام کی حاجت نہیں جسمیں اس عمل کی گنجایش ہو کہ شاید سیوا اہتمام سامان جمع نہو تو سزا ٹلجاویگی) **ف** عدوان کی تفسیر کا حاصل یہ ہے کہ وہ شخص واقع میں مستحق قتل نہو اسکو قتل کیا جاوے۔ اور ظلم کی تفسیر کا حاصل یہ ہے کہ غیر مستحق للقتل کا قتل ہو جانا تین طور پر ہو سکتا ہے [illegible]

النحو بینکم حال او ظرف من اموال الا استثناء منقطع بمعنی لکن و الخبر مقدر ای غیر منہی عنہ ولکون المقدر کالملفوظ جعلتہ جزء الترجمۃ تجارۃ علی القراءۃ بالنصب خبر لیکون ناقصۃ و اسمہا الضمیر العائد الی الجہۃ التی ترجمتہا بقولی طور و علی القراءۃ بالرفع تکون تامۃ ای تقع عن تراض صفۃ تجارۃ عدوانا و ظلما حال لہ ۱۲

ملحقات الترجمة

لے قولہ غیر مباح لا غیر الواجب لان حل المال لا یتوقف علی کون الحق واجبا کما استدل بعض اہل الزیغ ۱۲ **لے** قولہ برتو اشار ان المراد بالاکل مطلق الانتفاع وا تخصیص لکونہ اعظم المنافع ۱۲ **لے قولہ** مثلا کوئی تجارت اشار بہ ان تخصیص التجارۃ بطریق المثال لا للحصر و جہ التخصیص کونہا اکثر وقوعا و کونہا [illegible] ۱۲ **لے قولہ** بشرطیکہ [illegible] لم یذکرہ تصریحا لکونہ معلوما من الشریعۃ و مشارا الیہ باطلاق الباطل فانہ لو فقد شرط ما دخل فی الباطل و تخصیص التراضی لکونہ اعظم مدار الحل ۱۲ **لے قولہ** ایکدوسرے کو قتل نقل ہذا التفسیر عن الحسن و عطاء و سدی و الجبائی کذا فی روح المعانی ۱۲ **لے قولہ** [illegible] الرحمۃ الا [illegible] لان العمل بالشرع یعصم عن العقوبۃ ۱۲ **لے قولہ** ایسا فعل یعنی قتل فسرہ عطاء کذا فی الروح قلت واما استدلال عمرو بن العاص بالآیۃ فی التیمم علی ما رواہ ابو داؤد فبناء علی عموم اللفظ

إِن تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَنُدْخِلْكُم مُّدْخَلًا كَرِيمًا ۝

جن کاموں سے تمکو منع کیا جاتا ہے اُنمین جو بھاری بھاری کام ہین اگر تم اُن سے بچتے رہو تو ہم تمہاری خفیف برائیان تم سے دور فرما دینگے اور ہم تمکو ایک معزز جگہ مین داخل کر دینگے

ایک یہ کہ فعلاً خطا ہوئی یعنی مثلاً گولی شکار پر چلائی اور وہ کسی آدمی کے لگ گئی۔ دوسرے یہ کہ قاضی وحاکم سے اجتہاداً خطا ہوئی یعنے تنقیح مقدمہ کے بعد بوجہ ثبوت گواہون کے ہوگیا اور گواہونکو اپنے نزدیک معتبر سمجھا اور واقع مین وہ معتبر نہ تھی۔ تیسرے یہ کہ حقیقت حال یعنی اُسکا غیر مستحق ہونا معلوم ہی پھر بھی عمداً اُسکو قتل کرڈالا پس ظلم کہنے سے پہلی دو صورتین خارج ہوگئین کہ اُنمین یہ وعید نہین بلکہ دوسری مین تو کچھ بھی گناہ نہین پہلی مین کچھ گناہ ہی جسکا کفارہ بعد نصف پارہ کے مذکور ہی اور عدوان کی قید سے معلوم ہوگیا کہ جو شخص واقع مین مستحق قتل ہو مثلاً اوسپر قصاص واجب ہی اُسکا قتل کرنا ممنوع نہین بلکہ ولی کی درخواست پر واجب ہی اور ولی کو جائز ہی **ربط** اوپر جن معاصی کا ذکر ہے اُن مین اکثر گناہ کبیرہ ہین سو یہانتک تو اُنکے کرنے پر ترہیب تھی مضرت عقوبت کی آگے اُنکے ترک کی ترغیب ہی کہ اگر اُنسے بچوگے تو اُس بچنے مین یہ منفعت ہی کہ تمہارے خفیف خفیف معاصی کا کفارہ تمہاری طاعات سے کر دینگے اور چونکہ اور کبائر بھی مثل ان ہی مذکورہ کبائر کے ہین اسلیے آیت مین لفظ عام لائے ہین تاکہ مذکورہ وغیر مذکورہ سبکو شامل ہو جاوے **تکفیر صغائر برائے مجتنب کبائر** إِن تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَنُدْخِلْكُم مُّدْخَلًا كَرِيمًا (۳۱) جن کامون سے تمکو (شرع مین) منع کیا جاتا ہی (یعنے گناہ کے کام) اُن مین جو بھاری بھاری کام ہین (یعنی بڑے بڑے گناہ ہین) اگر تم اُنسے بچتے رہو تو (اس بچنے پر ہم وعدہ کرتے ہین کہ تمہارے اعمال حسنہ کے کرنے سے جبکہ وہ مقبول ہو جاوین) ہم تمہاری خفیف برائیان (یعنی چھوٹے گناہ جو دوزخ مین لیجا سکتے ہین) تم سے دور (یعنی معاف) فرما دینگے (پس دوزخ سے محفوظ رہوگے) اور ہم تمکو ایک معزز جگہ (یعنی بہشت) مین داخل کر دینگے **ف** گناہ کبیرہ کی تعریف مین بہت اقوال ہین جامع تر قول وہ ہی جسکو روح المعانی مین شیخ الاسلام بارزی سے نقل کیا ہی کہ جس گناہ پر کوئی وعید ہو یا حد ہو یا اُسپر لعنت آئی ہو یا اُسمین مفسدہ کسی ایسے ہی گناہ کے مفسدہ کے برابر یا زیادہ ہو جسپر وعید یا حد یا لعنت آئی ہو یا وہ براہ تہاون فی الدین صادر ہو وہ کبیرہ ہے اور اُسکا مقابل صغیرہ اور حدیثون مین جو عدد وارد ہی مقصود حصر نہین بلکہ بتقتضائے وقت اُن ہی کا ذکر ہوگا پس صدور صغیرہ کے بعد چند حالتین ہین ایک حالت تو یہ کہ کبیرہ سے بچے اور طاعات ضروریہ کا پابند ہو اس حالت مین وعدہ ہی کہ صغائر معاف ہو جاوینگے اور آیت مین یہی صورت مذکور ہے چنانچہ کبیرہ سے بچنے کی شرط تو خود آیت مین مصرح ہے اور طاعات ضروریہ کی پابندی پر چند دلائل اور قرائن ہین ایک دلیل تو خود آیت مین ہی کیونکہ طاعات ضروریہ کی پابندی نکرنا مثل ترک نماز وغیرہ یہ خود کبیرہ ہی پس اجتناب عن الکبائر اس صورت مین صادق نہ آویگا پس شرط اول مستلزم ہو شرط ثانی کو دوسرا قرینہ آیت ان الحسنٰت یذھبن السیّاٰت کہ حسنات کو موجب ذہاب فرمایا۔ تیسرا قرینہ مسلم کی حدیث الصلوٰۃ الخمس مکفرۃ لما بینھما ما اجتنبت الکبائر کہ اس حدیث مین تصریح ہی کہ دخل مجموعہ امرین کو ہی اور اگر صرف اجتناب کافی ہوتا تو اعمال کے دخل کے کوئی معنی نہ ہوتے پس یہ حدیث تفسیر ہوگئی اس آیت کی۔ اور جاننا چاہیئے کہ مقصود اس مجموع کا ایک اثر بیان کرنا ہے نہ کہ اس اثر مین حصر بیان کرنا پس اگر اس مجموعہ کے وجود کے وقت صغائر موجود نہون تو رفع درجات اسکا اثر ہونا منافی حکم مذکور کے نہین اور دلیل اسکی کہ اس آیت مین سیئات سے مراد صغائر ہین خود سیئات کا کبائر کے مقابلہ مین لانا ہی اور اسی سے آیت ان الحسنات مین سیئات کو صغائر کے ساتھ تفسیر کیا جاویگا اور حدیث مین بھی ما بینھما کو صغائر کے ساتھ خاص کہا جاویگا۔ دوسری حالت یہ کہ کبیرہ سے نہ بچے گو طاعات ضروریہ کا پابند ہو تیسری حالت یہ کہ طاعات ضروریہ کا پابند نہو گو اور کبائر سے بچتا ہو پھر خواہ اُسکو دوسرے کبائر کے اعتبار سے مجتنب عن الکبائر کہا جاوے یا ترک طاعت ضروریہ کے کبیرہ ہونے کے اعتبار سے اسکو مجتنب نہ کہا جاوے ان دونون حالتون مین وعدہ نہین ہی تکفیر صغائر کا اسیواسطے حدیث مین بھی اسکی قید لگائی گئی اور فضل کی دوسری بات ہی کہ وہ خود کبیرہ کے ساتھ بھی متعلق ہو سکتا ہی جب وعدہ نہین تو ممکن ہی کہ اُسپر آخرت مین سزا ہو کیونکہ اگر سزا کا احتمال نہو بلکہ معافی یقینی ہو تو کبائر سے بچنا نہ بچنا دونون مساوی ہوگئے حالانکہ قرآن سے اجتناب عن الکبائر کا دخل صراحۃً معلوم ہوتا ہی اور یہی مذہب ہی اہل سنت کا یعنی صغیرہ پر احتمال عذاب جیسا کہ کبیرہ پر فضل کا احتمال بھی خاص اہل سنت کا مذہب ہے واللہ اعلم۔ اور حسنات کے مقبول ہونیکی قید اسلیے لگائی کہ غیر مقبولہ تو بمنزلہ عدم کے ہین اور چونکہ مقبول ہونا جو کہ شرط ہی متیقن نہین اسلیے مشروط یعنی تکفیر بھی متیقن نہین اسی لیے علماء اہل سنت نے فرمایا ہی کہ باوجود اجتناب عن الکبائر کے صغیرہ پر عقاب محتمل ہی کیونکہ رافع عقاب یعنی تکفیر خود غیر معلوم ہی پس یہ قول قرآن کے خلاف نہین ہے فقط **ربط** اوپر حکم شششم کی تفصیل مین مرد و عورت کے حصہ مین جبکہ اُن کو میت کے ساتھ یکسان قرب ہو نصف اور ضعف کا

اللغات المدخل ظرف ۱۲	**تنبیہ** وقد فرغ بحمد اللہ تعالیٰ عن اکثر معات ہذہ الآیۃ فی نفس المتن ۱۲

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ؕ

اور تم ایسے کسی امر کی تمنا مت کیا کرو جسمین اللہ تعالی نے بعضوں کو بعضوں پر فوقیت بخشی ہی مردونکے لیے انکے اعمال کا حصہ ثابت ہے

وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ؕ وَسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝

اور عورتونکے لیے انکے اعمال کا حصہ ثابت ہی اور اللہ تعالی سے اسکے فضل کی درخواست کیا کرو بلاشبہ اللہ تعالی ہر چیز کو خوب جانتے ہین ۔

تفاوت معلوم ہوچکا ہی جسمین شاید یہ حکمت ہو کہ مردونکے ذمہ خرچ زیادہ ہوتا ہی یا جو کچھ بھی ہو اللہ تعالی ہی کو خبر ہی اور دوسری اور آیات سے اور بھی مردونکے فضائل خاصہ ثابت ہین حضرت ام سلمہ رضہ نے اسپر ایکبار حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہمکو آدھی میراث ملتی ہی اور بھی فلان فلان فرق ہم مین اور مردون مین ہین مطلب اعتراض نتھا بلکہ یہ تھا کہ اگر ہم بھی مرد ہوتے تو اچھا ہوتا کما صرح بروایۃ فی الجلالین اسپر یہ پہلی آیت نازل ہوئی ۔ اور دوسرا سبب نزول اور بھی ہی کہ ایک عورت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا نبی اللہ مرد کو میراث مین دوہرا حصہ ملتا ہی اور عورت کی شہادت بھی مرد سے نصف ہے کیا اسیطرح اور عبادات واعمال مین ہمکو ثواب بھی نصف ہی ملیگا اسپر یہ آیت نازل ہوئی جس مین دونون قولونکا جواب ہی یعنی حضرت ام سلمہ رضہ کے قول کا بھی لاتتمنوا مین اور اس عورت کے سوال کا جواب للرجال نصیب الخ مین اور دونون قصون کے وقوع کے بعد نازل ہونا عجب نہین پس مجموعہ روایتین ہی اس آیت کا ربط مضمون میراث سے بھی ہی اور اوپر کی متصل آیت سے بھی جسمین اطاعت اور اجتناب عن المعصیت کی فضیلت مذکور تھی **حکم سیزدہم نہی از تمنی ممتنعات عادیہ** وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ؕ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ؕ وَسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۳۲﴾ اور تم (اے مردون اور عورتونکو حکم ہوتا ہی کہ فضائل وہبیہ مین سے) ایسے کسی امر کی تمنا مت کیا کرو جسمین اللہ تعالی نے بعضونکو (مثلاً مردونکو) بعضون پر (مثلاً عورتون پر بلا دخل انکے کسی عمل کے) فوقیت بخشی ہی (جیسے مرد ہونا یا مردونکا دونا حصہ ہونا یا انکی شہادت کا کامل ہونا وغیر ذلک کیونکہ) مردونکے لیے انکے اعمال (کے ثواب) کا حصہ (آخرت مین) ثابت ہی اور عورتونکے لیے انکے اعمال (کے ثواب) کا حصہ (آخرت مین) ثابت ہے (اور مدار نجات کا قانوناً یہی اعمال ہین اور انمین کسیکی تخصیص نہین تو اگر دوسرون سے فوقیت حاصل کرنیکا شوق ہی تو اعمال مین جو کہ فضائل کسبیہ ہین کوشش کر کے دوسرے سے زیادہ ثواب حاصل کرو باوجود اسپر قادر ہونیکے فضائل خاصہ نہ کورہ کی تمنا محض ہوس اور فضول ہی) اور (اگر فضائل وہبیہ مین ایسے فضائل کی رغبت ہو جنمین اعمال کو بھی دخل ہی مثلاً احوال وکمالات باطنیہ اشالہا تو مضائقہ نہین لیکن اسکا طریقہ بھی یہ نہین کہ خالی تمنائین کیا کرو بلکہ یہ چاہیے کہ) اللہ تعالی سے اسکے فضل (خاص) کی درخواست (یعنی دعا) کیا کرو بلاشبہ اللہ تعالی ہر چیز کو خوب جانتے ہین (اسمین سب چیزین آگئین یعنی فضائل وہبیہ قسم اول کی وجہ تخصیص بھی اور فضائل کسبیہ پر ثواب دینا بھی اور فضائل وہبیہ قسم دوم کی درخواست بھی پس یہ جملہ سب کے متعلق ہے) **ف** بعضکم علی بعض کے عموم مین خالی مرد بھی داخل ہین پس نبوت وغیرہ کی تمنا بھی اس نہی مین داخل ہی اور فضائل وہبیہ قسم دوم مین اعمال کو دخل اسلیے ہی کہ عادۃ اللہ یون جاری ہی کہ بعد استقامت علی الشرع سے ایسے کمالات جسکو چاہین عطا فرمادیتے ہین جنکا حصول مین اختیار نہین پس فضائل کی تین قسم ہوئین وہبیہ قسم اول انکا تو سوال بھی ممنوع ہی وہبیہ قسم دوم انمین بعد وجود شرط یعنی اعمال کے سوال کرے کسبیہ انمین سعی کرے اور دعا یہان بھی عبادت ہی واللہ اعلم ۔ اگر کسیکو شبہ ہو کہ آیت سے معلوم ہوتا ہی کہ فضائل کسبیہ مین دونون مساوی ہین حالانکہ حدیث مین عورتونکا نقصان دین نماز وغیرہ جو فضائل کسبیہ سے ہے مصرح ہی جواب یہ ہی کہ مساوات با یمعنے ہی کہ عمل کرنے پر دونونکو برابر ثواب ملتا ہی اور تفاوت دین مین باین معنی ہے کہ بالاستئے عورتون مین ایک مانع نفس عمل سے ہی اور عمل کا کم ہونا اور جب ہو تو ثواب برابر ہوتا انمین باہم کچھ تنافی نہین **ربط** اس سے اوپر کی آیت مین مردونکے حصہ میراث کے زائد ہونے پر ایک بیکار خیال کا انسداد مذکور تھا آگے بھی میراث کے متعلق ایک مضمون ہے اتصال کلامین کے لیے اسقدر مناسبت کافی ہی اور اگر یون کہا جاوے کہ شروع سورت سے مختلف احکام مذکور ہوتے چلے آئے ہین جنمین میراث کے کچھ احکام بھی مذکور ہو چکے ہین اسی باب کا ایک مضمون اس مقام پر مذکور ہے تو یہ توجیہ ربط کی زیادہ بے تکلف ہے بہرحال تتمہ ہی حکم ششم کا

ملحقات الترجمۃ

ا۵ قوله فی ترجمۃ لا تتمنوا مردون عورتون تغلیباً

۵۲ قوله فی ترجمۃ ما کسی امر لعموم ما ١٢ **۵۳ قوله** فی صدر للرجال کیونکہ اشارۃ الی انہ تعلیل للسابق بالقرینۃ بالامر بطلبه ١٢

۵۴ قوله تالی لالات السنۃ الحقیقۃ سے الرحمۃ کما ورد فی حدیث ١٢

۵۵ قوله فی ترجمۃ فضله خاص ہو انکما الموہوب المطلوب ١٢

۵۶ قوله فی ف دعا یہان بھی ففائدۃ التقسیم عدم کون القسم الاول من الوہبی محلا للتمنی والسوال لاعدم کون غیرہ محلا للسوال فقط او السعی فقط ١٢

الروایات ذکرتا فی المتن اسد الاولے فی لباب النقول عن الترمذی والحاکم والثانیۃ عن ابن ابی حاتم عن ابن عباس ١٢

وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْأَقْرَبُوْنَ ۚ وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ ۚ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى

اور ہر ایسے مال کے ہے جسکو والدین اور رشتہ دار لوگ چھوڑ جاوین ہم نے وارث مقرر کردے ہین اور جن لوگون سے تمہارے عہد بندھے ہوے ہین انکو انکا حصہ یدو بے شک اللہ تعالی ہر چیز پر

كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ۝ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ أَنْفَقُوْا مِنْ أَمْوَالِهِمْ

مطلع ہین مرد حاکم ہین عورتون پر اس سبب سے کہ اللہ تعالی نے بعضون کو بعضون پر فضیلت دی ہے اور اس سبب سے کہ مردون نے اپنے مال خرچ کیے ہین

حکم چہاردہم ترسیم میراث مولی الموالاۃ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْأَقْرَبُوْنَ وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ﴿۳۳﴾ اور ہر ایسے مال کے لیے جسکو والدین اور (دوسرے) رشتہ دار لوگ (اپنے مرنے کے بعد) چھوڑ جاوین ہم نے وارث مقرر کردیے ہین اور جن لوگون سے تمہارے عہد (پہلے سے) بندھے ہوے ہین (اسکو مولی الموالاۃ کہتے ہین) انکو اب جبکہ شرع سے رشتہ دار لوگ وارث مقرر ہوگئے ساری میراث مت دو بلکہ صرف) اُن کا حصہ (یعنی ایک ششم) دیدو بے شک اللہ تعالی ہر چیز پر مطلع ہین (پس انکو ساری میراث نہ دینے کی حکمت اور ششم حصہ مقرر کردینے کی مصلحت اور یہ کہ یہ ششم انکو کون دیتا ہے کون نہین دیتا ان سب کی انکو خبر ہے) **ف** جن دو شخصون مین باہم اسطرح قول وقرار ہوجاوے کہ ہم ایک دوسرے کے اسطرح مددگار رہین گے کہ اگر ایک شخص کے ذمہ کوئی دیت لازم آوے تو دوسرا اوسکا متحمل ہو اور جب مرجاوے تو دوسرا اوسکی میراث لے یہ عہد عقد موالاۃ ہے اور انمین سے ہر شخص مولی الموالاۃ کہلاتا ہے یہ رسم عرب مین اسلام سے پہلے بھی تھی اسمین وہ لوگ قسم بھی کھایا کرتے تھے جو کہ اسکا جزو نہین اور اسمین اسی عہد کے موافق احکام جاری کیے جاتے تھے ابتداء اسلام مین جب تک کہ اکثر مسلمانون کے رشتہ دار مسلمان نہ ہوے تھے اور اس وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باہم انصار ومہاجرین مین عقد اخوت جسکا اثر اُسی موالاۃ کا سا تھا منعقد فرما دیا تھا اُسوقت مین اُسی رسم قدیم کے موافق حکم رہا کہ انصار ومہاجرین مین باہم میراث جاری ہوتی تھی پھر جب لوگ بکثرت مسلمان ہوگئے اسمین اول ترمیم وہ ہوئی جو اس آیت مین مذکور ہے یعنی چھٹا حصہ اس مولی الموالاۃ کو اور باقی دوسرے ورثہ کو دلایا جاتا تھا پھر بعد چندے سورہ احزاب کی آیت واولوا الارحام بعضهم اولى ببعض سے بالکل ہی اس مولی الموالاۃ کا حصہ منسوخ ہوگیا شاید تدریج نسخ کی حکمت سے اول چھٹا رکھا ہو پس یہ آیت منسوخ ہے بخاری اور قسطلانی وروح المعانی مین حضرت ابن عباس رض سے اور بروایت طبری قتادہ سے اور بروایت ابن جریر نیز قتادہ سے لفا ونشر ایہ روایات مذکور ہین جنکے مجموعہ سے یہ تقریر اخذ کی گئی ہے یہانتک تو تمام ائمہ امت کے متفق ہین کہ دوسرے ورثہ کے ہوتے ہوے خواہ وہ ذوی الفروض نسبیہ ہون یا عصبہ ہون یا ذوی الارحام ہون اس مولی الموالاۃ کو کچھ میراث نہین ملتی لیکن جب کوئی نہو اور ایسا شخص ہو تو اسمین اختلاف ہے امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک اُسکو کل میراث ملیگی البتہ اگر قبل اسکے کہ اسکی طرف سے دوسرا دیت ادا کرے اس عہد کو فسخ کردے تو فسخ ہوجاویگا اور یہ بھی جائز ہے کہ یہ عہد ایک طرف سے ہو دوسری طرف سے نہو اُسوقت یہ احکام ایک طرف سے ہوجاوینگے کذا فی الہدایۃ اور ابن عباس رض نے نصیب کی ایک تفسیر خیر خواہی یا استحبابا وصیت منقول ہے پس یہ ایتاء نصیب منسوخ نہوگا **ربط** عورتون کے متعلق جو احکام اوپر آچکے ہین انمین عورتون کے حقوق تلف کرنیکی ممانعت فرمائی تھی لیکن واللاتی یاتین الفاحشۃ مین سیاست کی اجازت تھی اب آگے مردون کے حقوق جو عورتون پر ہین اُنکے مطالبہ کی اجازت اور اُنکے فوت کرنے پر تادیب کی اجازت جسکے وقوع پر یہ آیت نازل ہوئی اور حقوق کے متعلق باہم اختلاف واقع ہونیکی صورتین اوسکے تصفیہ کا طریق اور اس ضمن مین حقوق ادا کرنیوالیون کی فضیلت بتلاتی ہین ونیز اسکے ضمن مین مردون کی فضیلت کی تصریح سے ایکگونہ اس خیال کا جو اوپر بھی تقویت ہے جو مردونکے حصہ میراث کے مضاعف ہونیکے متعلق اوپر آچکا پس اپنے ماقبل متصل سے بھی اسکو خاص ارتباط حاصل ہے **حکم پانزدہم متعلق معاشرت زوجین** اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ أَنْفَقُوْا مِنْ أَمْوَالِهِمْ

ملحقات الترجمہ
ف قولہ نہ ذوی الفروض نسبیہ لان السببیۃ لا یحجب مولی الموالاۃ حرمانا بل لہ الباقی بعد فرضہ کذا فی الدر المختار جزئیا

اللغات الیمین تسبیہ الید الیمنی واضافۃ العقد الیہا لوضعہم الایدی فی العقود او بمعنی القسم کذا فی الروح **النحو** فی روح المعانی الخامس معناہ لکل مال او ترکۃ مما ترک الوالدان والاقربون جعلنا موالی الی وراثا یلونہ ویحوزونہ ویکون لکل متعلقا بجعل ومما ترک صفۃ لکل والذین عقدت فی قراءۃ وما قلت لمفعول فی جمیع القراءات محذوف ای عہودہم والموصول (ای الذین) مبتدا فاتوہم خبرہ واعترض علی ہذا التخریج بان فیہ الفصل بین الصفۃ والموصوف بجملۃ عاملۃ فی الموصوف - واجیب بانہ جائز کما فی قولہ تعالی قل اغیر اللہ اتخذ ولیا فاطر السموات والارض ففاطر صفۃ الاسم الجلیل وقد فصل بینہما باتخذ العامل فی غیرہ فہذا اولی اہ قلت وانما اخترت ہذا الخامس من بین الوجوہ لبقاء کل علی عمومہ فیہ مع رعایۃ عقدت ہو اخذ بالحاصل " **البلاغۃ** لم یقل مما ترک الوالدان والاولاد والاقربون لان الاولاد دخلوا فی الاقارب لغۃ والوالدان وان کانا دخلا فیہم الا ان الناس کانوا یظلمون الاولاد فیما ترکہ الوالدان فصرح باستحقاق الارث من ترکۃ الوالدین وما کانوا یظلمون الوالدین فیما ترکہ الاولاد فافہم " **الروایات** قد ذکر منہا ما یتعلق بقولہ ولکل جعلنا فی نفس المتن ونذکر ہہنا ما یتعلق بقولہ الرجال قوامون وہو ما فی لباب النقول اخرج ابن ابی حاتم عن الحسن قال جاءت امراۃ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم تستعدی علی زوجہا انہ لطمہا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم القصاص فانزل اللہ تعالی الرجال

قوامون علی النساء الآیۃ فرجعت بغیر قصاص اہ قلت وبغیرت الیہا بالقول فی التمہید جسکے وقوع پر آیت ہے "

فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ۭ وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَھُنَّ فَعِظُوْھُنَّ وَاهْجُرُوْھُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْھُنَّ

سو جو عورتیں نیک ہیں اطاعت کرتی ہیں مرد کی عدم موجودگی میں بحفاظت الٰہی نگہداشت کرتی ہیں اور جو عورتیں ایسی ہوں کہ تمکو انکی بد دماغی کا احتمال ہو تو انکو زبانی نصیحت کرو اور انکو انکے لیٹنے کی جگہوں میں تنہا چھوڑ دو

فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ۝ وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ

پھر اگر وہ تمہاری اطاعت کرنا شروع کر دیں تو ان پر بہانہ مت ڈھونڈو بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑے رفعت اور عظمت والے ہیں اور اگر تم اوپر والوں کو ان دونوں میاں بی بی میں کشاکش کا اندیشہ ہو تو تم لوگ ایک آدمی جو تصفیہ کرنیکی لیاقت

اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا ۝

مرد کے خاندان سے اور ایک آدمی جو تصفیہ کرنیکی لیاقت رکھتا ہو عورت کے خاندان سے بھیجو اگر ان دونوں آدمیوں کو اصلاح منظور ہوگی تو اللہ تعالیٰ ان میاں بی بی میں اتفاق فرما دینگے بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑے علم اور بڑے خبر والے ہیں

فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ۭ وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَھُنَّ فَعِظُوْھُنَّ وَاهْجُرُوْھُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْھُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ۝ وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا ۝ مرد حاکم ہیں عورتوں پر (دو وجہ سے ایک تو) اس سبب سے کہ اللہ تعالیٰ نے بعضوں کو (یعنی مردوں کو) بعضوں پر (یعنی عورتوں پر قدرتی) فضیلت دی ہے (یہ تو وہبی امر ہے) اور (دوسری) اس سبب سے کہ مردوں نے (عورتوں پر) اپنے مال (مہر میں نان و نفقہ میں) خرچ کیے ہیں (اور خرچ کرنے والے کا ہاتھ اونچا اور بہتر ہوتا ہے اس سے کہ جس پر خرچ کیا جاوے اور یہ امر مکتسب ہے) سو جو عورتیں نیک ہیں (وہ مرد کے ان فضائل و حقوق کی وجہ سے) اطاعت کرتی ہیں (اور مرد کی عدم موجودگی میں بھی) بحفاظت (و توفیق) الٰہی (اسکی آبرو و مال کی) نگہداشت کرتی ہیں اور جو عورتیں (اس صفت کی نہوں بلکہ) ایسی ہوں کہ تمکو (قرائن سے) انکی بد دماغی کا احتمال (قوی) ہو تو انکو (اول) زبانی نصیحت کرو اور (نہ مانیں تو) انکو انکے لیٹنے کی جگہوں میں تنہا چھوڑ دو (یعنی انکے پاس مت لیٹو) اور (اس سے بھی نہ مانیں تو) انکو (اعتدال کے ساتھ) مارو پھر اگر وہ تمہاری اطاعت کرنا شروع کر دیں تو ان پر (زیادتی کرنیکے لیے) بہانہ (اور موقع) مت ڈھونڈو (کیونکہ) بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑے رفعت اور عظمت والے ہیں (انکے حقوق اور قدرت اور علم سب بڑے ہیں اگر تم ایسا کروگے پھر وہ بھی تم پر اپنے حقوق کے متعلق ہزاروں الزام قائم کر سکتے ہیں) اور اگر (قرائن سے) تم اوپر والوں کو ان دونوں میاں بی بی میں (ایسی) کشاکش کا اندیشہ ہو (کہ اسکو وہ باہم نہ سلجھا سکیں گے) تو تم لوگ ایک آدمی جو تصفیہ کرنے کی لیاقت رکھتا ہو مرد کے خاندان سے اور ایک آدمی جو (ایسا ہی) تصفیہ کرنیکی لیاقت رکھتا ہو عورت کے خاندان سے (تجویز کر کے اس کشاکش کے رفع کرنے کے لیے انکے پاس) بھیجو (کہ وہ جا کر تحقیق حال کریں اور جو بے راہی پر ہو یا دونوں کو کچھ کچھ قصور ہو سمجھاویں) اگر ان دونوں آدمیوں کو (سچے دل سے) اصلاح (معاملہ کی) منظور ہوگی تو اللہ تعالیٰ ان میاں بی بی میں (بشرطیکہ وہ ان دونوں کی رائے پر عمل بھی کریں) اتفاق فرما دینگے بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑے علم اور بڑے خبر والے ہیں (جس طریق سے ان باہم مصالحت ہو سکتی ہے اسکو جانتے ہیں جب حکمین کی نیت ٹھیک دیکھیں گے وہ طریق انکے قلب میں القا فرما دینگے) **ف** ان دونوں حکمین کا اصل کام اتنا ہی ہے البتہ اگر زوجین اپنی حکم کو طلاق یا خلع کا اختیار بھی دیدیں تو وکالۃً وہ اسکے مختار بھی ہو جاویں گے مگر اس آیت میں اس سے تعرض نہیں - اور بشرطیکہ الخ میں جس امر کو احقر نے شرط کہا ہے خود آیت میں اسپر دلالت ہے اسلیے کہ ان حکمین کی تجویز زوجین کے افعال اختیاریہ کے متعلق ہوگی جنکا صدور موقوف ہے صدور پر پس حکمین کے اس ارادہ اصلاح اور زوجین کے اختیار صلاح میں باہم نسبت مثل فعلین مترتبین کے ہوگی پس اس اعتبار سے اس ارادہ کا تحقق معتد بہ صدور زوجین پر موقوف ہوگا اب توفیق بینہما کا ترتب حسب عادۃ الٰہیہ کہ کسب کے ساتھ خلق ہوتا ہے ضروری ہوگا خوب سمجھ لو یہاں یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ انفاق مال چونکہ معاوضہ ہے لہٰذا وہ سبب تفضیل نہیں ہو سکتا جواب یہ ہے کہ وہ معاوضہ ایسا ہے کہ عورت ماتحت رہے گی پس یہ معاوضہ منافی تفضیل نہوا بلکہ مؤکد اور عین دلیل ہوا خوب سمجھ لو مسئلہ فیصلہ واجب ہے اگر زوجین حکام سے رجوع کریں اور دونوں کے لیے مستحب ہے اور قید من اهله و اهلها کی سب کے لیے مستحب ہے ربط اوپر زوجین کے حقوق کا ذکر تھا اور اسکے قبل بھی شروع سورت سے یتامیٰ و نساء اور ورثہ کے کچھ حقوق کا بیان چلا آرہا ہے اب آگے اور لوگوں کے حقوق اور انکے ساتھ معاملہ اور معاشرت کا طریق مذکور ہوتا ہے اور چونکہ ان حقوق کو علیٰ سبیل الکمال وہی ادا کر سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ اور رسول اور قیامت کے ساتھ عقیدہ درست رکھتا ہو نیز بخل و کبر و ریا سے مبرا ہو ورنہ یہ امور بھی ادائے حقوق سے مانع ہوتے ہیں اسلیے اس مضمون کے اول میں اللہ تعالیٰ کی توحید اور درمیان میں انکار توحید اور انکار قیامت کی مذمت اور آخر میں ترغیب توحید ترہیب احوال قیامت کے ساتھ عصیان رسول کی

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ حاکم سے مستنبط ہے قوامون القیام الولاۃ بالامر علی الرعیۃ کذا فی التفاسیر قلت و تبلید لسبب النزول فانظر فی الروایات ۱۲

۲ قولہ ترجمہ علی بعض یعنی عورتوں نفی ضمیر المذکر تغلیب ۱۲

۳ قولہ فی ترجمۃ انفقوا مؤتوں پر اشارۃ الی حذف علیہن

۴ قولہ خرچ کیے ہیں حسا او انتزاعا اذا کان المہر مشروطا ۱۲

۵ قولہ فی ترجمۃ الصالحات فرمد فضائل اشارۃ الی کون الفاء للتفریع

۶ قولہ عدم موجودگی فاللام بمعنی فی و اللام عوض من المضاف الیہ ای فی غیبتہم منہن و مفعول حافظات محذوف ای امور ہم و فروجہن التی ہی عرضہم ۱۲

۷ قولہ بحفاظت ... لئلا یتضعف بحالۃ الغیبۃ و وجہ التخصیص الذی کونہا مظنۃ للخیانۃ ۱۲

۸ قولہ فی ترجمۃ تخافون قوی لان الاحتمال الضعیف لا یعتبر فانہ لا یخلو احد عنہ

۹ قولہ فی ترجمۃ واهجروهن اور نہ مانیں تو لاستفادۃ ہذا الترتیب من العقل من ترتب الاشد فالاشد ۱۲

۱۰ قولہ فی ترجمۃ فی المضاجع لیٹنے کی جگہ میں اشارۃ الی التزام ای ہجر ہیئت حال کونہن مفردات فی مضاجعہن

۱۱ قولہ اعتدال لما جاء فی حدیث غیر مبرح ۱۲

۱۲ قولہ فی ترجمۃ

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى

اور تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اختیار کرو اور اسکے ساتھ کسی چیز کو شریک مت کرو اور والدین کے ساتھ اچھا معاملہ کرو اور اہل قرابت کے ساتھ بھی اور یتیموں کے ساتھ بھی اور غریب غربا کے ساتھ بھی اور پاس والے پڑوسی کے ساتھ بھی

وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ۙ الَّذِيْنَ

اور دور والے پڑوسی کے ساتھ بھی اور ہم مجلس کے ساتھ بھی اور راہ گیر کے ساتھ بھی اور انکے ساتھ بھی جو تمہارے مالکانہ قبضہ میں ہیں بیشک اللہ تعالیٰ ایسے شخصوں سے محبت نہیں رکھتے جو اپنے کو بڑا سمجھتے ہوں شیخی کی باتیں کرتے

يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰىھُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝ وَالَّذِيْنَ

بخل کرتے ہوں اور دوسرے لوگوں کو بھی بخل کی تعلیم کرتے ہوں اور وہ اس چیز کو پوشیدہ رکھتے ہوں جو اللہ تعالیٰ نے انکو اپنے فضل سے دی ہے اور ہم نے ایسے ناسپاسوں کے لیے اہانت آمیز سزا تیار کر رکھی ہے اور جو لوگ کہ

يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ رِئَاۗءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَاۗءَ قَرِيْنًا ۝

اپنے مالوں کو لوگوں کے دکھلانے کے لیے خرچ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پر اور آخری دن پر اعتقاد نہیں رکھتے اور شیطان جسکا مصاحب ہو اسکا برا مصاحب ہے۔

مذمت بھی ارشاد فرمادی اور ان اخلاق ذمیمہ کو وعید کی تصریح بھی فرمادی اور مذمت بخل میں علم الفاظ کے ساتھ منکرین رسالت پر بھی تعریض فرمادی کہ دلائل رسالت کا کتمان کرتے تھے **حکم شانزدہم حسن معاملہ با خلق مع تصحیح اعتقاد مبدأ و معاد** وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ﴿۳۶﴾ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰىھُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۳۷﴾ وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ رِئَاۗءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَاۗءَ قَرِيْنًا ﴿۳۸﴾ اور تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اختیار کرو (اسمیں توحید بھی آگئی) اور اسکے ساتھ کسی چیز کو (خواہ وہ انسان ہو یا غیر انسان عبادت میں یا انکی خاص صفات کے اعتقاد میں) شریک مت کرو اور (اپنے) والدین کے ساتھ اچھا معاملہ کرو اور (دوسرے) اہل قرابت کے ساتھ بھی اور یتیموں کے ساتھ بھی اور غریب غربا کے ساتھ بھی اور پاس والے پڑوسی کے ساتھ بھی اور دور والے پڑوسی کے ساتھ بھی اور ہم مجلس کے ساتھ بھی (خواہ وہ مجلس دائمی ہو جیسے سفر طویل کی رفاقت اور کسی مباح کام میں شرکت یا عارضی ہو جیسے سفر قصیر یا اتفاقی جلسہ میں شرکت) اور راہ گیر کے ساتھ بھی (خواہ وہ تمہارا مہمان ہو یا نہو) اور ان (غلام لونڈیوں) کے ساتھ بھی جو (شرعاً) تمہارے مالکانہ قبضہ میں ہیں (غرض ان سب سے خوش معاملگی کرو جسکی تفصیل شرع نے دوسرے موقع پر بتلادی ہے اور جو لوگ ان حقوق کو ادا نہیں کرتے اکثر اسکے کئی سبب ہیں یا تو انکے مزاج میں تکبر ہے کہ کسیکو خاطر میں نہیں لاتے اور کسیکی طرف التفات ہی نہیں کرتے اور یا انکی طبیعت میں بخل غالب ہے کہ کسیکو دیتے دلاتے جان نکلتی ہے اور یا انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اعتقاد نہیں کہ آپکے احکام کو اور ادائے حقوق کے ثواب کے وعدوں کو اور اتلاف حقوق کے عذاب کی وعیدوں کو صحیح نہیں سمجھتے اور یہ کفر ہے اور یا انکی عادت ریا کی ہے اسلیے جہاں نمود ہو وہاں تو دینے دلانے میں گو حق نہو اور جہاں نمود نہو وہاں ہمت نہیں ہوتی گو حق ہو اور یا انکو سرے سے خدا تعالیٰ ہی کے ساتھ عقیدہ نہیں یا وہ قیامت کے قائل نہیں اور یہ بھی کفر ہے اسلیے آگے ترتیب سے جو ان امور کا انفراداً یا اجتماعاً ارتکاب کرتے ہیں انکا حال بھی سن لو کہ) بیشک اللہ تعالیٰ ایسے شخصوں سے محبت نہیں رکھتے جو (دل میں) اپنے کو بڑا سمجھتے ہوں (زبان سے) شیخی کی باتیں کرتے ہوں جو کہ بخل کرتے ہوں اور دوسرے لوگوں کو بھی بخل کی تعلیم کرتے ہیں (خواہ زبان سے یا اسطرح کہ انکو دیکھکر دوسرے بھی تعلیم پاتے ہیں) اور وہ اس چیز کو پوشیدہ رکھتے ہوں جو اللہ تعالیٰ نے انکو اپنے فضل سے دی ہے (اس سے مراد یا تو مال و دولت ہے جبکہ بلا مصلحت حفاظت کے محض بخل کی وجہ سے کہ اہل حقوق کو توقع نہ رہیں چھپاوے اور یا مراد علم دین ہے کہ یہود اخبار رسالت کو چھپایا کرتے تھے پس بخل بھی عام ہو جاویگا پس اسمیں بخلا و منکرین رسالت دونوں آگئے) اور ہم نے ایسے ناسپاسوں کے لیے (جو نعمت مال یا نعمت بعثت رسول کی حق شناسی نہیں کرتے) اہانت آمیز سزا تیار کر رکھی ہے اور جو لوگ کہ اپنے مالوں کو لوگوں کے دکھلانے کے لیے خرچ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پر

ملحقات الترجمۃ

ل قولہ فی ترجمۃ الجار الجنب دور والے حملتہ علی القرب والبعد المکانیین لان قولہ بذی القربی معنی عن حملہا علی قرب والبعد النسبی لعل النکتۃ فی تفصیل الجار دفع توہم اکثر الناس تخصیص الجار بالجار القریب ۱۲

ل قولہ مالکانہ قبضہ اشد فی ہذہ الترجمۃ معنی الملک ومعنی الیمین من الید ۱۲

ل قولہ فی ترجمۃ یامرون خواہ زبان سے الخ فالامر عام للقالی والحالی کذا فسر ۱۲

ل قولہ فی ترجمۃ للکٰفرین نعمت مال یا نعمت بعثت فہم الکفر الاصطلاحی و اللغوی لان المذکور فیما قبل کلاہما ۱۲

اللغۃ الجنب یعنی بعید من الجانب و من غیر قوم کی من اہلہ باعد القرابۃ لسیبویہ فی الکافی ولہذا ۱۲

النحو قولہ احسانا عاملہ مقدر ای احسنوا قولہ بالجنب متعلق بصفۃ المقدرۃ ہی الکائن۔ قولہ الذین بدل من من قولہ والذین معطوف علی الذین قبلہ و بدل مثلہ فساء قرینا

فی الفعل ضمیر مبہم ہو فا علہ یفسرہ المنصوب والمخصوص محذوف ای الشیطان فالتقدیر فساء قرینہ ہو کذا فی حاشیۃ ابی السعود دی ۱۲

اختلاف القراءۃ فی قراءۃ بالبخل بالفتحتین ۱۲

وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِيْمًا ۝ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ

اور ان پر کیا مصیبت نازل ہو جاتی اگر وہ لوگ اللہ تعالیٰ پر اور آخری دن پر ایمان لے آتے اور اللہ نے جو انکو دیا ہے اس میں سے کچھ خرچ کرتے رہا کرتے اور اللہ تعالیٰ انکو خوب جانتے ہیں بلاشبہ اللہ تعالیٰ ایک ذرہ برابر بھی

مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ

ظلم نہ کرینگے اور اگر ایک نیکی ہوگی تو اسکو کئی گنا کر دیتے ہیں اور اپنے پاس سے اور اجر عظیم دینگے سو اس وقت بھی کیا حال ہوگا جبکہ ہم ہر ہر امت میں سے

بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ۝

ایک ایک گواہ کو حاضر کرینگے اور آپکو ان لوگوں پر گواہی دینے کے لیے حاضر لاوینگے

اور آخری دن (یعنی قیامت کے دن پر) اعتقاد نہیں رکھتے (ان کا بھی یہ حال ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ان سے محبت نہیں) اور (بات یہ ہے کہ) شیطان جسکا مصاحب ہو (جیسا ان مذکور لوگوں کا ہوا ہے) اسکا برا مصاحب ہے (کہ ایسا مصیبت دیتا ہے جسمیں انجام کار سخت ضرر ہو) **ف** شرک کی دوسری صورت کا حاصل یہ ہے کہ جن صفات کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہونا ثابت ہو چکا ہے جیسے علم محیط قدرت عامہ وغیرہما انکا کسی کے لیے اعتقاد کرنا شرک ہے۔ اور یتیموں کا باوجودیکہ اوپر ذکر آ چکا ہے لیکن مکرر لانے سے اور اہتمام ہو گیا کیونکہ جاہلیت میں ان پر ظلم بہت ہوتا تھا جیسا اب بھی ان پر مالی ظلم اکثر لوگ کرتے ہیں اور پاس والے پڑوسی کا مطلب یہ کہ جسکا گھر اپنے گھر کے بہت پاس ہو اور دور والا جسکا گھر فاصلہ سے ہو مگر محلہ ایک ہو اور یہ اہل حقوق اگر کافر بھی ہوں تب بھی انکے ساتھ احسان کرے البتہ مسلمان کا حق بوجہ اسلام کی وجہ سے انسے زائد ہوگا۔ اور بخل کو جو ملم لیا گیا وجہ اسکی سبب نزول کا تعدد ہے چنانچہ لباب میں ابن ابی حاتم کی روایت سے سعید بن جبیرؓ کا یہ قول منقول ہے کان علماء بنی اسرائیل یبخلون بما عندہم من علم فانزل اللہ الذین یبخلون الخ اور روح المعانی میں عبد بن حمید کی روایت سے قتادہ کے قول میں اتنا اور زیادہ ہے لیکتموا الاسلام ومحمدا صلی اللہ علیہ وسلم الخ اور لباب میں ابن جریر کی روایت سے ابن عباسؓ کا قول نقل کیا ہے کہ فلاں فلاں اشخاص انصار کو نیک کام میں خرچ کرنے سے روکتے اور سمجھاتے اسمیں نازل ہوا الذین یبخلون الخ **ربط** اوپر کفر باللہ بالرسول و بالقیامۃ اور بخل اور ریا اور کبر کی مذمت فرمائی ہے آگے انکے اضداد کی ترغیب دیتے ہیں پس وہ تتمہ ہو ماقبل کا اور گو بلفظ صریح ایمان باللہ و بالقیامۃ اور انفاق ہی مذکور ہیں جو مقابل کفر باللہ و القیامۃ اور بخل کا ہے لیکن ایمان باللہ مستلزم ہے ایمان بالرسول کو بھی جو مقابل ہے کفر بالرسول کے اور انفاق سے مراد بقرینہ مقام سے انفاق لوجہ اللہ ہے جو مقابل ہے ریا کے اور یہی ابتغاء لوجہ اللہ علاج ہے کبر کا بھی کیونکہ کبر میں طلب جاہ ہوتی ہے اور وہ طلب جاہ کے منافی ہیں پس طالب جاہ اللہ طالب جاہ نہ ہوگا پس یہی مقابل ہو گیا کبر کا بھی اور یہ اضداد کی ترغیب آگئی **تتمہ مضمون سابق** وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِيْمًا ﴿۳۹﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۴۰﴾ اور ان پر کیا مصیبت نازل ہو جاتی اگر وہ لوگ اللہ تعالیٰ پر اور آخری دن (یعنی قیامت) پر ایمان لے آتے اور اللہ نے جو انکو دیا ہے اسمیں سے کچھ (اخلاص کے ساتھ) خرچ کرتے رہا کرتے (یعنی کچھ بھی ضرر نہیں ہر طرح نفع ہی ہے) اور اللہ تعالیٰ ان (کے نیک و بد) کو خوب جانتے ہیں (پس ایمان و انفاق پر ثواب دینگے اور کفر وغیرہ پر عذاب) بلاشبہ اللہ تعالیٰ ایک ذرہ برابر بھی ظلم نہ کرینگے (کہ کسی کا ثواب مار لیں یا بے وجہ عذاب دینے لگیں جو کہ ظاہراً ظلم ہے) اور (بلکہ وہ تو ایسے رحیم ہیں کہ) اگر ایک نیکی ہوگی تو اسکو کئی گنا کر (کے ثواب) دینگے (جیسا دوسری آیت میں وعدہ مذکور ہے) اور (اس ثواب موعود کے علاوہ) اپنے پاس سے (بلا معاوضہ عمل بطور انعام) اور اجر عظیم (الگ) دینگے **ف** ظلم میں ظاہراً کی قید اسواسطے لگائی کہ اگر ایسا ہو بھی تو واقع میں تو یہ بھی ظلم نہ تھا کیونکہ وہ مالک ہیں ع ہرچہ آں خسرو کند شیریں بود+ اور لفظ اپنے پاس سے محاورہ میں اسپر دال ہے کہ یہ علاوہ اجر مقرر کے ہوگا اور پھر اسکو اجر اسلیے کہدیا کہ گو مقابلہ عمل میں نہیں مگر ظاہراً سبب حسن العمل تو ہی کیونکہ انعام بھی عادۃً عامل ہی کو ملتا ہے **ربط** اوپر حسن امور کی ترغیب تھی آگے انکے نہ کرنے پر وعید ہے پس یہ بھی تتمہ ہوا ماسبق کا **تتمہ دیگر مضمون سابق** فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ﴿۴۱﴾

اللغات المثقال مفعال من الثقل ويطلق على المقدار المعلوم وعلى مطلق المقدار والذرة هي النملة الحمراء وجزء من اجزاء الهباء في الكوة وقيل هي الخردلة ۱۲

النحو ان تك حسنة بالنصب فالاسم الضمير العائد الى العمل وانث باعتبار الخبر وبالرفع في قراءة فكان تامة يضعفها بحذف المضاف اي يضعف ثوابها كيف محلها الرفع على انها خبر لمبتدأ محذوف اي فكيف حال هؤلاء ۱۲

البلاغة في روح المعاني قوله وماذا عليهم الخ ليس المراد السؤال عن الضرر اذ لا ضرر ليسئل عن ذلك بل المراد توبيخهم على الجهل بمكان المنفعة بحرفهم على صرف الفكر لتحصيل الجواب لعله يؤدي بهم الى العلم وانما قدم الايمان ههنا واخر في الاية المتقدمة لانه ثم ذكر لتعليل ما قبله من قبح مصارفهم في دنياهم في غير محلها وههنا الانتفاع فينبغي ان يبدأ فيه بالاهم فالاهم ۱۲

يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ ؕ وَلَا يَكْتُمُوْنَ

اُس روز جن لوگون نے کفر کیا ہوگا اور رسول کا کہنا نہ مانا ہوگا وہ اس بات کی آرزو کرینگے کہ کاش ہم زمین کے پیوند ہو جاوین اور اللہ تعالی سے

اللّٰهَ حَدِيْثًا ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ

کسی بات کا اخفا نکر سکینگے　اے ایمان والو تم نماز کے پاس بھی ایسی حالت مین مت جاؤ کہ تم نشہ مین ہو یہانتک کہ تم سمجھنے لگو کہ منہ سے کیا کہتے ہو

ع ۴

يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ ؕ وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا ﴿۴۲﴾ سو اُسوقت بھی کیا حال ہوگا جبکہ ہم ہر ہر اُمت مین سے ایک ایک گواہ کو حاضر کرینگے اور آپ کو ان لوگون پر (جنکا آپ سے سابقہ ہوا ہے) گواہی دینے کے لیے حاضر لاوینگے (یعنی جن لوگون نے خدائی احکام دُنیا مین نہ مانے ہونگے اُنکے مقدمہ کی پیشی کے وقت بطور سرکاری گواہ کے انبیاء علیہم السلام کے اظہارات سنے جاوینگے جو جو معاملات انبیاء کی موجودگی مین پیش آئے تھے سب ظاہر کر دینگے اس شہادت کے بعد اُن مخالفین پر جرم ثابت ہو کر سزا دیجاویگی - اوپر فرمایا تھا کہ اُسوقت کیا حال ہوگا آگے اُس حال کو خود بیان فرماتے ہین کہ) اُس روز (یہ حال ہوگا کہ) جن لوگون نے (دنیا مین) کفر کیا ہوگا اور رسول کا کہنا نہ مانا ہوگا وہ اس بات کی آرزو کرینگے کہ کاش (اُسوقت) ہم زمین کے پیوند ہو جاوین (تاکہ اس رسوائی اور آفت سے محفوظ رہین) اور (گواہی کے علاوہ خود وہ اقراری مجرم بھی ہونگے کیونکہ) اللہ تعالے سے کسی بات کا (جو اُن سے دُنیا مین صادر ہوئی تھین) اخفا نکر سکینگے (پس دونون طور پر فرد قرارداد جرم اُن پر لگا دیجاویگی) **ف** ظاہر آیت کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کفار کے باب مین ہے کیونکہ مطلق کفر اور عصیان رسول قرآن مین اسی پر اطلاق کیا جاتا ہے پس اور معاصی بخل وریا و کبر جو اوپر مذکور تھے اُن پر گو وعید اس درجہ کی نہو گی لیکن جب علت وعید کی منہی عنہ ہونا ہے تو عاقل آدمی اس سے اُنکے وعید بھی سمجھ سکتا ہے کہ جس درجہ کے وہ منہی عنہ ہین اس درجہ کی وعید اُنپر بھی ہو باقی چونکہ اُسوقت زیادہ اُن معاصی کے ساتھ بھی کفار ہی تھے اسیلیے ذکر مین کفار کی تخصیص کیگئی - اور جاننا چاہیئے کہ وہ جو قرآن مین آیا ہے کہ کفار کہین گے واللہ ربنا ما کنا مشرکین تو یہ اول اول ہوگا پھر جب اللہ تعالی اُنکے منہ پر مہر خاموشی کی لگا کر اُنکے دست و پا کو بولنے کی اجازت دینگے وہ سب اپنا کیا ہوا کہہ ڈالین گے یہ عدم اخفا اس حالت کے اعتبار سے فرمایا پس دونون مین کچھ تعارض نہین چنانچہ روح المعانی مین بروایت و تصحیح حاکم حضرت ابن عباس رضؓ سے بعینہ یہی مضمون منقول ہے اور اُسکے آخر مین یہ بھی ہے فیتمنون ان تسوی بہم الارض اور جرائم انبیاء علیہم السلام کی غیبت یا بعد وفات ہوئے ہین اُنکے اثبات کے دوسرے طرق ہوتے ہوئے اگر نبی کی شہادت نہو مفوت مقصود نہین چنانچہ سورۂ مائدہ کے اخیر مین عیسے علیہ السلام کا اُنکے معاصر مخالفین پر شہید و گواہ ہونا وکنت علیہم شہیدا مادمت فیہم مین بیان کرکے بعد کی حالت کے لیے دوسرے طریق ثبوت کو کنت انت الرقیب علیہم مین مصرح فرمایا ہے **ربط** شروع سورت مین گذر چکا ہے کہ اس سورت مین مختلط طور پر تین قسم کے مضامین کہ محل تقوی ہین مذکور ہین منجملہ اُنکے ایک قسم دیانات یعنی معاملات فیما بین العبد والرب ہین اوپر اکثر معاملات باہمی کا بیان ہوا ہے آگے اس مقام پر بعض احکام دیانات کے مذکور ہوتے ہین اور خاص شان نزول کے اعتبار سے ایک مناسبت اور بھی زائد ہے کہ اوپر آیت واعبدوا اللہ الخ مین شرک کی ممانعت فرمائی تھی آگے اسکا انتظام فرمایا کہ بلاقصد بھی صورت شرک صادر نہو جیسا کہ ابتداء اسلام مین شراب حلال ہونے کے وقت حضرت عبدالرحمن بن عوف رضؓ نے دعوت مین مہمانونکو شراب پلائی اسمین مغرب کا وقت آگیا حضرت علی رضؓ کو امام بنایا اُنہون نے مدہوشی مین سورہ قل یا مین اسطرح پڑھ دیا اعبد ما تعبدون لفظ لا رہ گیا جو کہ لفظاً توحید کے خلاف تھا لیکن بلاقصد تھا اسپر آیت آیندہ نازل ہوئی جسمین حالت سکر مین نماز پڑھنے کو اور حقیقت مین نمازون کے وقت مسکر کے استعمال کو منع فرمایا رواہ الترمذی اور نماز کے اس مسئلہ کے ساتھ اور مسائل بھی اسکے متعلق بیان فرما دیے **حکم ہفدہم متعلق طہارت وصلوۃ** يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ

اللغات تسوی بہم اے معہم ۱۲

وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ

اور حالت جنابت مین بھی باستثناء تمہارے مسافر ہونیکی حالت کے یہانتک کہ غسل کرلو اور اگر تم بیمار ہو یا حالت سفر مین ہو یا تم مین سے کوئی شخص استنجے سے آیا ہو

اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا

یا تمنے بیبیون سے قربت کی ہو پھر تمکو پانی نہ ملے تو تم پاک زمین سے تیمم کرلیا کرو یعنے اپنے چہرون اور ہاتھون پر پھیر لیا کرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنیوالے بڑے بخشنے والے ہین

وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿۴۳﴾ اے ایمان والو تم نماز کے پاس بھی ایسی حالت مین مت جاؤ (یعنی ایسی حالت مین نماز مت پڑھو) کہ تم نشہ مین ہو یہانتک کہ تم سمجھنے لگو کہ منہ سے کیا کہتے ہو (اسوقت تک نماز مت پڑھو مطلب یہ ہے کہ اداے نماز تو اپنے اوقات مین فرض ہے اور یہ حالت اداے نماز کے منافی ہے پس اوقات صلوٰۃ مین نشہ کا استعمال مت کرو کبھی تمہارے منہ سے نماز مین کوئی کلمہ خلاف نہ نکل جاوے) اور حالت جنابت مین بھی (یعنی جبکہ غسل فرض ہو) باستثناء تمہارے مسافر ہونیکی حالت کے (کہ اسکا حکم عنقریب آتا ہے نماز کے پاس مت جاؤ) یہانتک کہ غسل کرلو (یعنے غسل عن الجنابۃ شرائط صحت نماز سے ہے اور یہ حکم یعنی جنابت کے بعد بدون غسل نماز پڑھنا حالت عدم عذر مین ہے) اور اگر تم (کچھ عذر رکھتے ہو مثلاً) بیمار ہو (اور پانی کا استعمال مضر ہو جیسا آگے آتا ہے) یا حالت سفر مین ہو (جو اوپر مستثنے ہوا ہے کہ اسکا حکم آگے آویگا یعنی اور پانی نہین ملتا جیسا آگے آتا ہے تو ان عذرون سے تیمم کی اجازت آتی ہے اور جواز تیمم کچھ ان ہی مذکور عذرون یعنی سفر و مرض کے ساتھ خاص نہین بلکہ خواہ تمکو خاص یہ عذر ہون) یا یہ کہ یہ عذر خاص نہون یعنی نہ تم مریض ہو نہ مسافر ہو بلکہ ویسے ہی کسیکا وضو یا غسل ٹوٹ جاوے اسطرح سے کہ مثلاً) تم مین سے کوئی شخص (پیشاب یا پاخانہ کے) استنجے سے (فارغ ہوکر) آیا ہو (جس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے) یا تمنے بیبیون سے قربت کی ہو (جس سے غسل ٹوٹ گیا ہو اور) پھر (ان ساری صورتون مین خواہ مرض و سفر کے عذر کی صورت ہو یا نہ مرض ہو نہ سفر ویسے ہی وضو اور غسل کی ضرورت ہو) تمکو پانی (کے استعمال کا موقع) نہ ملے (خواہ تو اسوجہ سے کہ مرض مین ضرر ہوتا ہے خواہ اسلیے کہ وہان پانی ہی موجود نہین خواہ سفر ہو یا نہ ہو) تو (ان سب حالتون مین) تم پاک زمین سے تیمم کرلیا کرو یعنی (اس زمین پر دو بار ہاتھ مارکر) اپنے چہرون اور ہاتھون پر (ہاتھ) پھیر لیا کرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنیوالے بڑے بخشنے والے ہین (اور جسکی ایسی عادت ہوتی ہے وہ آسان حکم دیا کرتا ہے اسلیے اللہ تعالیٰ نے ایسے ایسے آسان حکم دیدیے کہ تمکو تکلیف و تنگی نہو) ف اس آیت کے شروع کا حکم اسوقت تھا جب شراب حلال تھی پھر شراب حرام ہوگئی نہ نماز کے وقت درست ہے نہ غیر نماز کے وقت پس آیت کا جزو اول منسوخ ہے **مسئلہ** جس مرض مین پانی کے استعمال سے مرض کے اشتداد یا امتداد کا ڈر ہو اس مین تیمم درست ہے مرضٰی مین یہ دونون صورتین داخل ہین

اللغات الغائط المكان المنخفض اطلق على الحدث مجازا الصعيد وجه الارض الجنب سمى به لبعده عن الطهارة او المسجد ۱۲

النحو جنبا عطف على محل ما قبله اى لا تقربوا سكارى ولا جنبا قوله الا عابرى استثناء من مقدر اى فى جال الا الحال ۱۲

فائدة عظيمة جسيمة وصلت اليها بعونه تعالى بعد ان خضت كثيرا فى لجج الافكار فخذها

بلا شئ اعلم ان ههنا سوالات **الاول** ما وجه تخصيص ذكر الجنب فى اول الآية مع عدم جواز الصلوة لغير المتوضى ايضا **والجواب** لكونه مغيا بالاغتسال ولو قيل لا جنبا ولا غير متوضئين حتى تغتسلوا لما صح الكلام فان قيل فما وجه تخصيص الغاية والمغيا قلت لكون حكم الوضوء مذكورا فى المائدة ولو ثبت ما ذكر فى اللباب عن الفريابى وابن ابى حاتم وابن المنذر وابن مردويه والطبرانى وابن جرير من نزول الآية فى الجنابة لظهر آخر للتخصيص **الثانى** ما وجه تخصيص المسافر بالاستثناء مع كون حكم المريض بل غير المريض المسافر ايضا كذلك **والجواب** لكونه غالب الوقوع بالنسبة الى المرض ولكون تيمم المسافرين سببا للنزول الآية كما رواه البخارى وغيره عن عائشة رض حين فقدت القلادة فى غزوة المريسيع **الثالث** وهو اعضل السوالات ما توجيه عطف قوله جاء احد ولامستم الذين هما موجبان على المرض والسفر اللذين هما رخصان ولا بد من التناسب بين المتعاطفين **والجواب** ليس المقصود عطف الموجبين على الرخصين بل عطف محذوف يدل على غير المعذورين على المعذورين تقدير الكلام وان كنتم مرضى او مسافرين او غير مرضى وغير مسافرين حال كونكم فى جميع هذه الصور محدثين بالاصغر او الاكبر وحال كونكم فى جميعها عاجزين عن الماء حقيقة كما فى الفقد او حكما كما اذا خيف الضرر فالصور ستة كون الرجل مريضا ومحدثا بالاصغر وكونه مريضا ومحدثا بالاكبر وكونه مسافرا ومحدثا بالاصغر وكونه مسافرا ومحدثا بالاكبر وكونه غير مريض ولا مسافر مع الحدث الاصغر وكونه غير مريض ولا مسافر مع الحدث الاكبر وعدم وجدان الماء بالتفسير المذكور شرط لاباحة التيمم فى جميع الستة فقوله لم تجدوا قيد فى جميع ما قبله وانما لم يصرح فى المرخصين بالموجبين وفى الموجبين بالمرخصين ولم يذكر غير السفر والمرض رأسا لان القصد بحسب الفائدة الى بيان كونهما مرخصين فى الاول وموجبين فى الثانى ثم كونهما مرخصين مشروط بالعجز عن الماء الذى هو اصل المدار للرخصة ومن ثم لم يذكر غير السفر والمرض لان فى ذكر اصل المدار كفاية فتبصر وتشكر وبحمد الله تعالى ترجمتى مفيدة ومشيرة الى اكثر هذه الامور ۱۲

الروايات ذكر احدها فى تمهيد الآية والاخرى فى الفائدة العظيمة المذكورة فى الحاشية

ملحقات الترجمة
لہ قوله فى ذيل ترجمة لا تقربوا مطلب يہ كہ الخ فلا يرد ان السكران لا سيما اذا كان من الحلال كيف صح خطابه وجه عدم الورود ان الخطاب للمفيق بان لا يشرب المسكر فى هذه الاوقات ۱۲

الَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ تَضِلُّوا السَّبِيْلَ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

کیا تو نے ان لوگون کو نہین دیکھا جنکو کتاب کا ایک بڑا حصہ ملاہے ۔ وہ لوگ گمراہی کو اختیار کر رہے ہین اور یون چاہتے ہین کہ تم راہ سے بے راہ ہو جاؤ اور اللہ تعالےٰ تمہارے

بِاَعْدَآئِكُمْ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا ۙ وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا ۝ مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ

دشمنوں کو خوب جانتے ہین اور اللہ تعالےٰ کافی رفیق ہے اور اللہ تعالےٰ کافی حامی ہے یہ لوگ یہودیون مین سے ہین کلام کو اسکے مواقعہ سے دوسری طرف پھیر دیتے ہین اور یہ کلمات کہتے ہین

سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَيًّا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِى الدِّيْنِ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا

سمعنا وعصینا اور اسمع غیر مسمع اور راعنا اسطور پر کہ اپنی زبانونکو پھیر کر اور دین مین طعنہ زنی کی نیت سے اور یہ لوگ یہ کلمات کہتے سمعنا

وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَقْوَمَ ۙ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝

واطعنا اور سمع اور انظرنا تو یہ بات انکے لیے بہتر ہوتی اور موقع کی بات تھی مگر انکو خدا تعالیٰ نے انکے کفر کے سبب اپنی رحمت سے دور پھینکدیا اب وہ ایمان نہ لاوینگے ہان مگر تھوڑے سے آدمی

مسئلہ جس شخص سے پانی ایک میل شرعی یا اس سے زیادہ دور ہو خواہ وہ شخص مسافر ہو یا غیر مسافر اسکو تیمم درست ہے اور میل شرعی میل انگریزی سے تقریبًا ⅛ زیادہ ہوتا ہے **مسئلہ** اگر پانی دور نہین لیکن بوجہ ڈول رسی نہ ہونیکے یا کسی آدمی یا جانور کے خوف سے اسکو نہ لاسکے تو بھی تیمم جائز ہے لم تجدوا مین بطور عموم مجاز کے یہ اور اس سے اوپر والے تینون مسئلے آگئے بکذا فسر ۱ **مسئلہ** تیمم ہر ایسی چیز سے جائز ہے جو جنس زمین سے ہو اور جنس زمین وہ ہے جو آگ مین نہ جلے اور نہ گلے لیکن چونہ اس سے مستثنٰی ہے کہ وہ باوجودیکہ آگ مین جل جاتا ہے لیکن اس سے تیمم درست ہے اور راکھ اسطرح مستثنٰی ہے کہ باوجودیکہ وہ بھی آگ مین نہ جلتی ہے نہ گلتی ہے مگر پھر بھی اس سے تیمم جائز نہین **مسئلہ** تیمم غسل اور وضو کا ایک ہی طرح ہے صرف نیت الگ الگ ہے کہ اسمین وضو کے قائم مقام ہونیکا خیال کرے اور اسمین غسل کے قائم مقام ہونیکا **مسئلہ** تیمم مین دو ضربین ہین ایکدفعہ دونون ہاتھ مارکر تمام چہرے پر مل لیوے دوسری دفعہ دونون ہاتھ مارکر ہاتھون پر کہنیون سمیت پھیر لے کوئی جگہ اسکی داشت مین ایسی نہ رہ جاوے جہان ہاتھ نہ پہونچا ہو من الہدایۃ والدر المختار ربط یہانتک واقع تقوےٰ مین سے زیادہ بیان معاملات باہمی اور بعض دیانات کا ہوا ہے آگے معاملات مع المخالفین کا ذکر شروع ہوتا ہے منجملہ انکے اظہار مکر وقبائح یہود کا بغرض قطع موالاۃ انکے اور تحذیر مومنین کے اور مجملا وضمنا یہ مضمون یکتمون ما آتاہم اللہ من فضلہ مین آچکا ہے اس سے بھی اسکو ارتباط ہے کہ وہان کتمان نعت کا ذکر تھا یہان کتمان کے ساتھ تحریف کتاب وعداوت منعوت وتابعین منعوت کا ذکر ہے **ذکر بعض قبائح یہود** اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ تَضِلُّوا السَّبِيْلَ ﴿۴۴﴾ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَآئِكُمْ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا ۙ وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا ﴿۴۵﴾ مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَيًّا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِى الدِّيْنِ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَقْوَمَ ۙ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۴۶﴾ (اے مخاطب) کیا تو نے ان لوگونکو نہین دیکھا (جو) دیکھنے کے قابل ہین دیکھو تو تعجب کرو جنکو کتاب (اللہ یعنی توریت کے علم) کا ایک بڑا حصہ ملا ہے (یعنی توریت کا علم رکھتے ہین باوجود اسکے) وہ لوگ گمراہی (یعنی کفر) کو اختیار کر رہے ہین اور (خود تو گمراہ ہوئے ہی تھے مگر وہ) یون چاہتے ہین کہ تم (بھی) راہ (راست) سے (علٰحدہ ہوکر) بے راہ ہو جاؤ (یعنی طرح طرح کی تدبیرین اسکی کرتے ہین جیساکہ پارۂ تلک الرسل کے اخیر اور لن تنالوا کے شروع مین کچھ بیان بھی ہوچکا ہے) اور (تمکو اگر ان لوگونکی ابتک خبر نہ ہو تو کیا ہوا) اللہ تعالیٰ (تو) تمہارے (ان) دشمنون کو خوب جانتے ہین (اسلیئے تمکو بتلادیا سو تم ان سے بچتے رہو) اور (ان کا حال مخالفت کا سنکر زیادہ فکر مین بھی نہ پڑجانا کیونکہ) اللہ تعالےٰ (تمہارا) کافی رفیق ہے (کہ تمہاری مصلحتون کی رعایت رکھے گا) اور اللہ تعالیٰ (تمہارے لیے) کافی حامی ہے (کہ انکی مضرتون سے تمہاری حفاظت کریگا اور) یہ لوگ (جنکا ذکر ہوچکا ہے) یہودیون مین سے ہین (اور ان کا گمراہی کو اختیار کرنا جو اوپر آچکا ہے یہ ہے کہ) کلام (الٰہی یعنی توریت) کو اس کے مواقع (اور محل) سے (لفظًا یا معنًا) دوسری طرف پھیر دیتے ہین اور (ایک گمراہی انکی جسمین یہ ہوکہ دوسرے سادہ ذہن

اللغات اللی العطف والثنی ویستعمل بالباء وبغیرہا کما فی القاموس ۱۲ **الروایات** فی لباب النقول اخرج ابن اسحٰق عن ابن عباس قال کان رفاعۃ بن زید ابن التابوت من عظماء الیہود واذا کلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوی لسانہ وقال راعنا سمعک یا محمد حتی نفہمک ثم طعن فی الاسلام وعابہ فانزل اللہ فیہ الم تر الی الذین اوتوا نصیبا من الکتب یشترون الضلالۃ اھ قلت وبہا یتاید کون الذین ہادوا اسم الذین اوتوا نصیبا کما فی الکبیر ۱۲

ملحقات الترجمہ

ل قولہ فی ترجمۃ الم تر تعجب و ... اشارۃ الی کون الاستفہام للتعجب او بعد ہذہ الکلمۃ الم تر فی ہذا السورۃ فی خمس مواضع متفرقۃ لاظہار کون ہذہ الامور عجیبۃ وعدیت بالی اشارۃ الی ان ہذہ الرویۃ مع کونہا قلبیۃ کالنظر البصری الذی یصلہ الی ۱۲ **ک** قولہ فی ترجمۃ نصیبا بڑا حصہ اشارۃ الی کون التنوین للتعظیم وبذلک ازداد التشنیع **س** قولہ فی ترجمۃ ولیا ونصیرا مصلحتون مضرتون فالولایۃ اشارۃ الی جلب المنافع والنصر الی الحفظ من المضار **ع** قولہ فی ترجمۃ من الذین ہادوا یہ لوگ الخ اشارۃ الی حذف المبتدا ای ہم الذین لما کان المقدر ... الملفوظ اظہرہ فی الترجمۃ ویکون قولہ یحرفون استینافا لما قبلہ من قولہ یشترون وما قررت من کون الذین ہادوا بیانا لمعنی الذین اوتوا نصیبا وکذا التحریف بیانا للاشتراء مذکور فی الکبیر وزدت علیہ کون یحرفون ویقولون الخ بیانا لحق وعدہ لقولہ یریدون ان تضلوا السبیل ۱۲ **ف** قولہ فی ترجمۃ یحرفون لفظا یا معنے فانتقدیر علی الاول یحرفون ای یزیلون الکلمات عن المحل الذی وضعہا اللہ تعالےٰ علیہ ویغیرون نیرہا بذلک المحل وعلی الثانی یصرفون الکلم عن المعانی التی وضع اللہ تعالےٰ تلک الکلم علیہا ای وضعہا للدلالۃ علیہا والظاہر الاحتمالان اثبت فیہ التحریف اللفظی وانما ترجمت الکلم بالکلام لان الکلم جنس یعم المفرد والمرکب ۱۲

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ

اے وہ لوگو جو کتاب دیے گئے ہو تم اس کتاب پر ایمان لاؤ جسکو ہمنے نازل فرمایا ہے ایسی حالت پر کہ وہ سچ بتلاتی ہے اس کتاب کو جو تمہارے پاس ہے، اس سے پہلے پہلے

وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰٓى اَدْبَارِهَآ اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّآ اَصْحٰبَ السَّبْتِ ۭ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ۝

کہ ہم چہرونکو بالکل مٹا ڈالین اور انکو انکی الٹی جانب کیطرح بنا دین یا انپر ہم ایسی لعنت کرین جیسی لعنت ان ہفتہ والون پر کی تھی اور اللہ تعالی کا حکم پورا ہی ہو کر رہتا ہے

شتم نکا مینس ہانا ہی ممکن ہے یہ ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات چیت کرتے وقت) یہ کلمات کہتے ہین (جو آگے مذکور ہوتے ہین ان کلمات کے دو دو معنی ہین ایک اچھے ایک برے وہ لوگ برا مطلب لیتے تھے اور دوسرون پر ظاہر کرتے تھے کہ ہم اچھے مطلب سے کہتے ہین اور اس سے کسی مسلمان کا دھوکہ مین آکر بعضے ایسے ہی کلمات سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے خطاب کرنا بعید نہ تھا چنانچہ بقرہ کے معاملہ سی امر مین مومنین کو لفظ راعنا سے ممانعت فرمائی گئی ہے پس اس اعتبار سے یہود کا ان کلمات کو کہنا ایک گونہ اضلال غیر بھی ہے گو لفظا ہی ہو پس آمین یریدون ان تضلوا کا جو کہ اوپر آیا ہے بیان بھی ہو گیا جیسا کہ من الذین ہادوا مین بیان تھا الذین اوتوا نصیبا کا اور یحرفون مین بیان تھا یشترون کا ان کلمات مین سے ایک یہ ہے) سمعنا وعصینا (اسکا ترجمہ تو یہ ہے کہ ہمنے سن لیا اور مانا نہین اسکا اچھا مطلب تو یہ ہے کہ آپکا ارشاد سن لیا اور کسی آپکے مخالف کا قول جو کہ ہمکو بہکاتا تھا نہین مانا اور برا مطلب ظاہر ہے کہ ہمنے آپکی بات کو سن تو لیا مگر ہم عمل نکرینگے) اور (دوسرا کلمہ یہ ہے) اسمع غیر مسمع (اسکا ترجمہ لفظی یہ ہے کہ تم ہماری بات سنو اور خدا کرے تمکو کوئی بات سنائی نہ جاوے اسکا اچھا مطلب تو یہ ہے کہ تمکو کوئی مخالف اور رنج دہ بات نہ سنائی جاوے بلکہ آپکا ایسا اقبال رہے کہ آپ جو بات فرماوین سب اسکے جواب مین موافق ہی بات آپکو سناوین اور برا مطلب یہ ہے کہ تمکو کوئی موافق اور مسرت بخش بات نہ سنائی جاوے بلکہ آپ جو بات کہین اسکا جواب مخالف ہی آپکے کان مین پڑے) اور (تیسرا کلمہ یہ ہے) راعنا (اسکے دونون اچھے اور برے مطلب بقرہ کے معاملہ سی امر مین گذر چکے ہین کہ اچھے معنے تو یہ ہین کہ ہماری رعایت کیجیے اور برے معنے لغت یہود مین یہ دشنام ہے غرض ان کلمات کو اس طور پر کہتے ہین) کہ اپنی زبانون کو (لہجہ تحقیر سے لہجہ توقیر کیطرف) پھیر کر اور (دل سے) دین مین طعنہ زنی (اور تحقیر ہی) کی نیت سے (وجہ یہ کہ نبی کے ساتھ طعن و استہزا عین دین کے ساتھ طعن و تمسخر ہے) اور اگر یہ لوگ (بجائے ان دو معنیین الفاظ کے) یہ کلمات کہتے (بجای سمعنا وعصینا کے) سمعنا واطعنا (جسکے معنے یہ ہین کہ ہمنے سن لیا اور مان لیا) اور (بجائے اسمع غیر مسمع کے صرف) اسمع (جسکے معنے خالی یہ ہین کہ آپ سن لیجیے) اور (بجاے راعنا کے) انظرنا (جسکے معنے یہ ہین کہ ہماری مصلحت پر نظر فرمائیے جیسا کہ بقرہ کے معاملہ سی امر مین بھی اس لفظ کی تعلیم فرمائی ہے اور یہ کلمات معنی شرارت سے پاک ہین تو اگر یہ کلمات کہتے) تو یہ بات انکے لیے بہتر (اور نافع بھی) ہوتی اور (فی نفسہ بھی) موقع کی بات تھی مگر (نہ تو ایسے نفع اور موقع کی بات کہی ہی نہین بلکہ وہی ناشائستہ بیہودہ بات کہتے ہے اسیلئے انکو یہ مضرت پہونچی کہ) انکو خدا تعالے نے انکے کفر کے سبب سے (جس مین یہ کلمات بھی آگئے اور بھی انکے سب اقوال و افعال کفریہ داخل ہو گئے پس ان سب کفریات کے سبب اللہ تعالے نے انکو اپنی رحمت (خاصہ) سے دور پھینک دیا ہے) اب وہ ایمان نہ لاوینگے ہان مگر تھوڑے سے آدمی (بوجہ اسکے کہ وہ ایسی حرکتون سے دور ہے وہ دوری رحمت خاصہ سے بچتے ہین اور وہ ایمان بھی لے آئے جیسے عبداللہ بن سلام وغیرہ) ف یہ لایؤمنون ان ہی کی نسبت فرمایا جو علم الٰہی مین کفر پر مرنیوالے تھے پس نو مسلمونکے ایمان لانے سے کوئی شبہ نہین ہو سکتا اور جو ایمان لے آتا ہے اگر وہ کسی وقت مین بے ادبی کرنا ہی بھی کر چکا ہو لیکن اس سے جب باز آگیا وہ کالعدم ہو گیا پس نہ بے ادبی کا لعنت کے لیے سبب بن جانا اور لعنت کا کفر کے لیے سبب بن جانا اسمین کوئی قدح و تخلف لازم نہین آیا کیونکہ ارتفاع علت کے بعد معلول کا مرتفع ہو جانا محل اشکال نہین اور یہ جو فرمایا ہے کہ ان دوسرے کلمات کا کہنا بہتر ہوتا اگر اسکے ساتھ ایمان کا بھی اعتبار کیا جاوے تب تو بہتر ہونا ظاہر ہی ہے کہ اعمال صالحہ پر مومنین کو آخرت مین ثواب ملیگا اور اگر اسکی قید نہ لگائی جاوے تب بہتر ہونا یا تو دنیا کے اعتبار سے ہے کہ تہذیب و شائستگی اچھی چیز ہے خلق کے نزدیک اس سے ممدوح و مرضی سمجھا جاتا ہے اور اگر آخرت کے اعتبار سے لیا جاوے تو باعتبار ثواب کے نہین ہے بلکہ باعتبار تخفیف عذاب کے ہوگا کیونکہ قرآن و حدیث سے یہ امر یقینا مفہوم و معلوم ہے کہ باہم کفار کے عذاب مین تفاوت ہوگا چنانچہ ماہر پر مخفی نہین واللہ اعلم ربط اوپر کی آیات مین یہود کے کفر و تکذیب بالاسلام کا جو کہ تحریف و تمسخر کے لوازم سے ہو بیان تھا آگے انکو بطور خطاب ایمان و تصدیق کا حکم فرماتے ہین اور خلاف ورزی کی تقدیر پر ڈراتے ہین خطاب بایمان اہل کتاب را

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰٓى اَدْبَارِهَآ اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّآ اَصْحٰبَ السَّبْتِ ۭ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ

الروایات: اخرج البیہقی فی الدلائل وغیرہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال کلم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رؤساء من احبار یہود منہم عبداللہ بن صوریا وکعب بن اسد فقال لہم یا معشر یہود اتقوا اللہ واسلموا فواللہ انکم لتعلمون ان الذی جئتکم بہ لحق فقالوا ما نعرف ذلک یا محمد فانزل اللہ تعالے فیہم الآیۃ ۱۲

ملحقات الترجمۃ

ؒ قولہ فی ترجمۃ الکلمات دو دو معنی ہین ہذہ کلہا ماخوذۃ من الروح وغیرہ ومعنی اسمع غیر مسمع علے ان غیر مسمع حال لا اسمعک احد جوابا یوافقک او یخالفک والباقی ظاہر ۱۲

ؒ قولہ فی ترجمۃ لیا لہجہ اخذتہ من الکشاف منضما الیہ الذوق لان لہجۃ التوقیر غیر لہجۃ التحقیر یمتاز ان علے اللسان فیصدق معنی اللی ۱۲

ؒ قولہ فی ترجمۃ طعنا دل سے اخذتہ من مقابلۃ لیا السنتہم ای یلوون السنتہم خداعا لانہ امر ظاہر ولا یلوون قلوبہم بل یریدون التحقیر من صمیم القلب لانہ امر مبطن ۱۲

ؒ قولہ فی نفسہ بھی موقع کی تھا ہر اضافۃ الا حد لیتہ باعتبار از اقوم بمعنی اعدل ۱۲

ؒ قولہ فی ترجمۃ ولکن مگر انہون نے اسے تدرہ فی روح المعانی وہو احسن تقدیرا ل باشکال الجواب وفیہ حذف ما ل سبب واتانہ حسبہ ... یوکثیر فی الکلام ۱۲

ؒ قولہ فی ترجمۃ لعنہم خاص رحمت العامۃ قریب من الکل ۱۲

ؒ قولہ فی ترجمۃ فلا اب تدل ہذہ الکلمۃ علے الترتیب ۱۲

۵۹ قولہ فی ترجمۃ الا قلیلا وہ دوری النحو استثناء الی ان الاستثناء من ضمیر المفعول فی لعنہم اے لعنہم الا القلیلین فلا یلزم ایمان من لعنہم ۱۲

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغۡفِرُ اَنۡ یُّشۡرَکَ بِہٖ وَ یَغۡفِرُ مَا دُوۡنَ ذٰلِکَ لِمَنۡ یَّشَآءُ ۚ وَ مَنۡ یُّشۡرِکۡ بِاللّٰہِ فَقَدِ افۡتَرٰۤی اِثۡمًا عَظِیۡمًا

بیشک اللہ تعالیٰ اس بات کو نہ بخشینگے کہ انکے ساتھ کسیکو شریک قرار دیا جاوے اور اسکے سوا اور جتنے گناہ ہیں جسکے لیے منظور ہوگا وہ گناہ بخشد ینگے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھیراتا ہے وہ بڑے جرم کا مرتکب ہوا

اے وہ لوگ جو کتاب (توریت) دیے گئے ہو تم اس کتاب (یعنی قرآن) پر ایمان لاؤ جسکو ہمنے نازل فرمایا ہے (اور تمکو اسپر ایمان لانے سے وحشت نہونا چاہیئے کیونکہ ہمنے اسکو ایسی حالت پر (نازل فرمایا ہے) کہ وہ سچ بتلاتی ہے اس کتاب کو جو تمہارے پاس ہے (یعنی تمہاری اصل کتاب کے لیے وہ مصدق ہے باقی تحریف کا حصہ اس سے الگ ہی سو وہ قرآن پر) اس (احتمال) سے پہلے پہلے (ایمان لے آؤ) کہ ہم (تمہارے) چہروں (پر کے نقش ونگار یعنی آنکھ ناک) کو بالکل مٹا ڈالیں اور ان (چہروں) کو انکی الٹی جانب (یعنی گدی) کی طرح (صفاچٹ) بنادیں یا ان پر (ایمان نہ لانیوالوں) پر ہم ایسی (خاص طور کی) لعنت کریں جیسی لعنت ان ہفتہ والوں پر کی تھی (جو یہود ہی میں گذر چکے ہیں جنکا ذکر سورہ بقرہ کے معاملہ شانزدہم میں آچکا ہے یعنی انکی طرح انکو بھی بندر کی شکل بنادیں) اور اللہ تعالیٰ کا (جو) حکم (صادر ہوجاتا ہے وہ) پورا ہی ہو کر رہتا ہے (سو اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان نہ لانے پر اگر اس طمس یعنی مسخ کا حکم کر دینگے پھر یہ ضرور ہی ہوجاویگا سو تمکو ڈرنا چاہیئے اور ایمان لے آنا چاہیئے) **ف** یہاں کتب تفسیر میں ایک سوال کیا گیا ہے کہ طمس و مسخ کب ہوا ہے اور پھر بعض نے طمس و مسخ کی مختلف توجیہات کرکے اور بعض نے وجوہ میں تاویل کرکے اور بعض نے اور اور قیود و شروط لگا کر جواب دیا ہے پھر ان سب کو مخدوش کرکے پھر ان خدشات کو دفع کیا ہے۔ احقر کے نزدیک سرے سے وہ سوال ہی واقع نہیں ہوتا کیونکہ اسمیں اسپر کہیں دلالۃ نہیں کہ اگر ایمان نہ لاؤگے تو طمس و مسخ ہوجاویگا بلکہ حاصل صرف اتنا ہے کہ اسکا احتمال ہے مقتضی اس احتمال کا اس جرم کا عظیم ہونا ہے پس بمقتضائے رحمت واقع نہونا کچھ محل اشکال نہیں اور لفظ قبل کا استعمال اس معنی میں خود قرآن میں آیا ہے سورہ منافقون میں ہے وانفقوا مما رزقنکم من قبل ان یاتی احدکم الموت فیقول الخ یہاں قبل دو چیز پر داخل ہوا ہے اتیان موت اور قول خاص حالانکہ بعض محتضرین کو جو محض بیہوش ہوجاویں اصلا اس قول کی نوبت نہیں آتی نہ زبان سے نہ دل سے لیکن تصحیح کلام کے لیے احتمال کافی ہے اسی سورہ نساء کے اول میں ہے بدارا ان یکبروا جو معنی مرادف قبل کا ہے ای من قبل ان یکبروا حالانکہ بعض یتامی کو بلوغ کی نوبت نہیں آتی کہ مرجاتے ہیں۔ اور حدیث میں ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اغتنم خمسا قبل خمس شبابک قبل ہرمک وصحتک قبل سقمک وغناک قبل فقرک وفراغک قبل شغلک وحیوتک قبل موتک رواہ الترمذی حالانکہ اربع اولی میں قبل کا مضاف الیہ محض محتمل ہے۔ اور جیسا کہ دوسری آیت میں ہے قبل ان اذن لکم حالانکہ اذن واقع نہیں ہوا **ربط** اوپر کی آیت میں ایمان نہ لانے پر وعید فرمائی تھی چونکہ بعض مستحقین وعید آخر میں مغفور بھی ہوجاتے ہیں جس سے احتمال ہوا کہ شاید یہ مذکورین بھی مغفور ہوجاویں اسلیے آگے بتلاتے ہیں کہ یہ لوگ بوجہ کفر کے مغفور نہونگے اور اسمیں رد بھی ہے یہود پر اس قول میں سیغفر لنا **عدم مغفرت شرک وکفر** اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغۡفِرُ اَنۡ یُّشۡرَکَ بِہٖ وَ یَغۡفِرُ مَا دُوۡنَ ذٰلِکَ لِمَنۡ یَّشَآءُ ۚ وَ مَنۡ یُّشۡرِکۡ بِاللّٰہِ فَقَدِ افۡتَرٰۤی اِثۡمًا عَظِیۡمًا ﴿۴۸﴾ بیشک اللہ تعالیٰ اس بات کو (سزا دیکر بھی) نہ بخشینگے کہ انکے ساتھ کسیکو شریک قرار دیا جاوے (بلکہ سزا ہی دائمی میں مبتلا رکھینگے) اور اسکے سوا اور جتنے گناہ ہیں (خواہ صغیرہ یا کبیرہ) جسکے لیے منظور ہوگا (بلا سزا) وہ گناہ بخشد ینگے (البتہ اگر وہ مشرک مسلمان ہوجاوے تو پھر مشرک ہی نہ رہا اب وہ سزا دائمی بھی نہ ہوگی) اور (وجہ اس شرک کے نہ بخشنے کی یہ ہے کہ) جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ (کسیکو) شریک ٹھیراتا ہے وہ بڑے جرم کا مرتکب ہوا (جو اپنے عظیم ہونیکی وجہ سے قابل مغفرت نہیں) **ف** قرآن و حدیث و اجماع سے یہ مسئلہ ضروریات شرع سے ہے کہ شرک اور کفر دونوں غیر مغفور ہیں اور یہاں صرف شرک کا ذکر فرمایا ہے حالانکہ کفر بھی قابل ذکر ہے خصوصا مقام کا بھی مقتضا ہے کیونکہ اوپر سے یہود کے کفر کا ذکر ہو رہا ہے پس اسکی چند توجیہیں کہ سب لطیف ہیں ہوسکتی ہیں ایک یہ کہ شرک اپنے ظاہری معنی پر ہے جو پہلے رکوع آیت واعبدوا اللہ کے ذیل میں مذکور ہے اور اس آیت میں صرف شرک مذکور ہے دوسری آیات میں کفر کو مذکور کہا جاوے اور بعض میں دونوں مذکور ہوں اور ضرور نہیں کہ ہر آیت میں دونوں مذکور ہوا کریں پس مجموعہ آیات سے دونوں کا غیر مغفور ہونا ثابت ہوجاویگا۔ رہا یہود کے حال کے مناسب ہونا ان آیات کا اسطرح ہوسکتا ہے کہ وہ لوگ اس اعتبار سے مشرک بھی تھے کہ حضرت عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے تھے۔ دوسری توجیہ یہ کہ شرک اپنے معنی پر ہے اور دون کے معنے ادنی اور کمتر کے لیے جاویں یعنی شرک سے کم جتنے گناہ ہیں وہ مقصود ہوسکتے ہیں اور کفر کی بعض صورتیں تو شرک ہی ہیں انکی نسبت تو سوال ہی نہیں ہوسکتا اور بعض صورتیں مثل انکار صانع وغیرہ جو شرک نہیں ہیں وہ چونکہ شرک سے بڑھکر ہیں کیونکہ شرک ... [illegible] ... ثابت ہوگیا کہ جب شرک معاف نہیں ہوگا تو جو اس سے بڑھکر جرم ہو وہ تو کیوں ... [illegible] ... انکے کفر کا غیر مغفور ہونا مدلول کلام ہوگیا اقتضائے مقام کے خلاف رہا۔ تیسری توجیہ یہ کہ شرک ... [illegible] ... دوسرے معنی مطلق کفر جو شرک کو بھی شامل ہے روح المعانی میں حضرت ابن عباس رضی سے

ملحقات الترجمہ

۵۰ قولہ نقش ونگار کما فی تعالیٰ عن ابن عباس نطمسہا نجعلہا ... [illegible]

۵۲ قولہ فی ترجمۃ نبذ دہا ... اور اشارۃ الی ان الفاء للتفصیل بعد الاجمال وللتسبیب للتعقیب

۵۲ قولہ فی ترجمۃ علی ادبارہا طرح کما فی النعاس ای علی ہیئتہ ادبارہا

۵۳ قولہ فی ترجمۃ وجوہا تمہارے اشارۃ الی ان التنوین عوض عن المضاف الیہ ای وجوہکم

۵۴ قولہ فی ترجمۃ نلعنہم ان ... الخ نفہ التفات عن الخطاب الی الغیبۃ ... [illegible]

۵۵ قولہ فی ... [illegible] ... المراد المسخ

قولہ نے التمہید یہ لوگ بوجہ کفر ... [illegible] ... لباب النقول عن ابن ابی حاتم والطبرانی من نزول الآیۃ ... [illegible]

قولہ تعالیٰ قل یا عبادی الذین ... [illegible]

۵۵ قولہ جتنے گناہ ... [illegible]

۵۵ قولہ فی ترجمۃ افتری الخ وہ بڑے جرم ... [illegible]

... [illegible] ... افساد اخبار الکذب

... [illegible] ... الکذب ... [illegible]

الَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۭ بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَاۗءُ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝ اُنْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَي اللّٰهِ الْكَذِبَ

کیا تو نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جو اپنے کو مقدس بتلاتے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ جسکو چاہیں مقدس بتلادیں اور ان پر تاگے برابر بھی ظلم نہ ہوگا ۔ دیکھ تو یہ لوگ اللہ پر کیسی جھوٹی تہمت لگاتے ہیں ۔

وَكَفٰى بِهٖٓ اِثْمًا مُّبِيْنًا ۝ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اور یہی بات صریح مجرم ہونیکے لیے کافی ہے کیا تو نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جنکو کتاب کا ایک حصہ ملا ہے وہ بت اور شیطان کو مانتے ہیں اور وہ لوگ کفار کی نسبت کہتے ہیں

هٰٓؤُلَاۗءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ۝ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۭ وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ۝

کہ یہ لوگ بہ نسبت اُن مسلمانوں کے زیادہ راہ راست پر ہیں ۔ یہ لوگ وہ ہیں جنکو خدا تعالیٰ نے ملعون بنا دیا ہے اور خدا تعالیٰ جسکو ملعون بنادے اسکا کوئی حامی نہ پاؤگے ۔

اسی احتمال ثالث کو نقل کیا ہے اور یہ بہت سہل ہے اس بنا پر انطباق حال یہود کا بہت ہی واضح ہے اور بلا سزا کی قید اسلیے لگائی کہ بعد سزا کے مومن کے سب گناہ ہونکا بخشا جانا تو موعود اور یقینی ہے اور اسکے ساتھ تعلق مشیئۃ کا ثابت ہو چکا ہے پھر اس آیت میں جو تعلیقا دشترا طافرمایا اور تعلق کو علی سبیل الجزم نہیں فرمایا یہ دلیل ہے کہ مراد مغفرت بلا سزا ہی خوب سمجھ لو **ربط** اوپر یہود کا کفر اور اُسپر وعید عدم مغفرت کی ارشاد ہوئی ہے چونکہ یہ اپنے کو اللہ کا مقبول و مومن خاص و مغفور بلا سزا بتلاتے تھے جیسا کہ قرآن میں بھی اُنکے ایسے اقوال ہیں نحن ابناء اللہ واحباءہ آگے اسکا رد فرماتے ہیں **رد دعوی یہود و تقدس خود** اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۭ بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَاۗءُ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝ اُنْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَي اللّٰهِ الْكَذِبَ ۭ وَكَفٰى بِهٖٓ اِثْمًا مُّبِيْنًا ۝ (اے مخاطب) کیا تو نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا (یعنی تعجب کے قابل ہیں) جو اپنے کو مقدس بتلاتے ہیں (اُنکے بتلانے سے کچھ نہیں ہوتا) بلکہ اللہ تعالیٰ جسکو چاہیں مقدس بتلادیں (یہ البتہ قابل اعتبار ہے اور اللہ تعالیٰ قرآن میں مومن کو مقدس بتلا چکے ہیں جیسے سبح اسم میں اشقی یعنی کافر کے مقابلہ میں مومن کے نسبت فرمایا قد افلح من تزکی پس وہی مقدس ہوگا نہ کہ کفر کرنیوالے جیسے یہود ہیں) اور (ان یہود کو قیامت میں اس دعوی کاذبہ کی جسکا منشا کفر کو ایمان سمجھنا ہے جو سزا ہوگی اُس سزا میں) اُنپر تاگے برابر بھی ظلم نہ ہوگا (یعنی وہ سزا انکے جرم سے زیادہ نہیں ہے بلکہ ایسے جرم پر ایسی ہی سزا لائق ہے ذرا) دیکھ تو (اس دعوی میں) یہ لوگ اللہ پر کیسی جھوٹی تہمت لگاتے ہیں (کیونکہ جب باوجود کفر کے مقبولیت کے مدعی ہیں تو کفر کو عند اللہ پسندیدہ اور مقبول بتانا صاف لازم آیا اور یہ محض تہمت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمام شرائع میں اسکی تصریح فرمادی ہے کہ کفر ہمارے نزدیک سخت ناپسند اور مردود ہے) اور یہی بات (کہ خدا پر تہمت لگائی جاوے) صریح مجرم ہونیکے لیے کافی ہے (پھر کیا ایسی صریح بڑی بات پر ایسی سزا کچھ ظلم و زیادتی ہے) **ف** اگر کسیکو شبہ ہو کہ جب مومن کو اللہ تعالیٰ نے مقدس بتلایا ہے تو پھر اپنے کو یا دوسرے کو حسن ظن سے مقدس کہنے سے شریعت میں کیوں ممانعت ہے۔ جواب یہ ہے کہ یہ ممانعت تین وجہ سے ہے۔ ایک تو اکثر ایسی مدح کا منشا کبر ہوتا ہے تو حقیقت میں ممانعت کبر سے ہوئی۔ دوسرے خاتمہ کا حال اللہ کو معلوم ہے کہ تقدس پر ہوگا یا نہیں اسلیے ایسا دعوی علی الاطلاق کرنا خلاف خوف ہے۔ تیسرے یہ کہ اکثر اوقات اس دعوی سے سامع کو اسکا ایہام ہوتا ہے کہ یہ بالکل تمام عیوب و نقائص سے پاک ہے اور ہمہ وجوہ مقبول عند اللہ ہے حالانکہ غالباً کچھ نہ کچھ اذناس و ارجاس میں بندہ گرفتار ہوتا ہے اور اُسیقدر اُسکے قرب قبول میں عند اللہ کمی ہوتی ہے پس یہ کذب ہوا اور کبھی دوسرے کو اس سے عجب بھی ہو جاتا ہے اور اگر یہ عوارض نہوں تو تحدث بالنعمۃ کی اجازت ہے **ربط** اوپر آیت الم تر الی الذین اوتوا نصیبا من الکتاب یشترون الضلالۃ الخ سے قبائح یہود کا بیان چلا آرہا ہے اگلی آیت میں بھی بعض قبائح کا ذکر ہے کہ اُنہوں نے مشرکین کے طریق دین کو مومنین کے طریق دین سے احسن بتلایا تھا جیسا کہ لباب میں بروایت احمد و ابن ابی حاتم و ابن اسحق کے ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ علماء یہود مکہ میں آئے تو قریش نے پوچھا کہ ہمارا دین اچھا ہے یا پیروان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اور سوال میں اپنی خدمات حجاج و کعبہ کی بھی ذکر کردیے انہوں نے جواب دیا کہ تمہارا دین اُنکے دین سے اچھا ہے اور تم اُنسے زیادہ ہدایت یافتہ ہو **ذم یہود بر حکم شان ترجیح مشرکین بر مومنین** اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَاۗءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ۝ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۭ وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ۝ (اے مخاطب) کیا تو نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جنکو کتاب (الٰہی یعنی توراۃ کے علم) کا ایک حصہ ملا ہے (پھر باوجود اسکے) وہ بت اور شیطان کو مانتے ہیں (کیونکہ مشرکین کا دین بت پرستی اور شیطان کی پیروی تھا جب ایسے دین کو اچھا بتلایا تو بت اور شیطان کی تصدیق صاف لازم آئی) اور وہ لوگ (یعنی اہل کتاب) کفار (یعنی مشرکین) کی نسبت کہتے ہیں

اللغات فی القاموس الجبت الصنم وکل ما عبد من دون اللہ قولہ للذین لاجلہم واللام لیست صلۃ من قبل القائلین بل من جہۃ اللہ تعالیٰ تعریفا لہم بالوصف الجمیل وتخطئۃ لمن رجح علیہم
البلاغۃ من الذین اٰمنوا فی روح المعانی ان المراد النبی صلی اللہ علیہ وسلم واتباعہ عنونوا بالایمان لیس المنصوصین باشنع القبائح ۱۲

ملحقات الترجمۃ

لمہ قولہ فی تسمیہ قرآن میں بھی ذی زیادۃ الکلمۃ الاخیرۃ

ع ۵ اشارۃ الی عدم الحصر فی القرآن کما فی الروح

عن الکلبی قال نزلت فی رجال من الیہود اتوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باطفالہم فقالوا یا محمد ہل علی اولادنا ہؤلاء من ذنب فقال لا فقالوا والذی یحلف به ما نحن فیہ الا کہیئتہم الخ و قریب منہ لعل فی اللباب عن ابن ابی حاتم ۱۲

سلہ قولہ مقدس بتلاتے ہیں الی قولہ مقدس بتلادیں کذا فی البیضاوی و فیہ اصل التزکیۃ نفی ما یستقبح فعلا او قولا ۱۲

سلہ قولہ قبل ترجمۃ لا یظلمون جسکا منشا اشارۃ الی کون الکافر مکلفا بالاعمال لان ہذا المنشاء عقیدۃ کفریۃ ۱۲

سلہ قولہ تاگے برابر من الفتیل فانہ فعیل بمعنی المفعول وفی القاموس الفتیل خیط النواۃ و ما فتل من الوسخ ۱۲

سلہ قولہ بعد ترجمۃ یفترون صاف فلا یرد ان لازم المذہب لیس بمذہب وجہ عدم الورود انہ فی غیر البین وہذا لازم بین ۱۲

سلہ قولہ فی ترجمۃ اثما مجرم ہونا اختار التطویل رعایۃ للمحاورۃ وہو منصوب علی التمییز ۱۲

سلہ قولہ فی ترجمۃ یؤمنون مانتے ہیں فسر الایمان بہا بالتصدیق والطاعۃ والموافقۃ وما ترجمہ بہ یشتمل جمیع المفہومات ۱۲

سلہ قولہ صاف لازم الی کون ملازمتہ بعیدۃ کم علی من یعتقد بالملزوم لو ثبت ما فی روح المعانی ما ذکر السلف ان کعبا سجد للصنمین و آمنا بہما

اَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِيْرًا ۝ اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ

ہان کیا اُنکے پاس کوئی حصہ ہی سلطنت کا　　سو ایسی حالت مین تو اور لوگونکو ذرا سی چیز بھی نہ دیتے　　یا دوسرے آدمیون سے

عَلٰى مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ۝

اُن چیزون پر جلتے ہین جو اللہ تعالیٰ نے انکو اپنے فضل سے عطا فرمائی ہین سو ہمنے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خاندان کو کتاب بھی دی ہے اور علم بھی دیا ہے اور ہمنے انکو بڑی بھاری سلطنت بھی دی ہے

ان مسلمانونکے زیادہ راہ راست پر ہین (چنانچہ یہ تو انہون نے صراحۃً ہی کہا تھا) یہ لوگ (جنہون نے کفر کے طریقہ کو اسلامی طریقہ سے افضل بتلایا) وہ ہین جنکو خدا تعالیٰ نے ملعون بنا دیا ہے (اسی ملعون ہونیکا تو اثر ہے کہ ایسے بیباک ہو کر کفریات بک رہے ہین) اور خدا تعالیٰ جسکو ملعون بنا دے اسکا (عذاب کے وقت) کوئی حامی نہ پاؤگے (مطلب یہ کہ اسپر آخرت مین) دنیا مین بھی سخت سزا ہوگی چنانچہ دنیا مین بعضے قتل بعضے قید بعضے جلاوطن بعضے ذلیل رعایا ہوئے اور آخرت مین جو ہونیوالا ہے وہ ہوگی **ف** ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ دین شرکیہ کو علی الاطلاق حق کہنا مقصود نہ تھا ورنہ عین جواب کے وقت ہی سائل کو اس جواب کی صحت پر شبہ ہوتا کہ جب اس دین کو حق بتلاتے ہین تو خود کیون نہین قبول کرلیتے تو اس صورت مین یہ جواب چل نہین سکتا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انکا مقصود یہ تھا کہ حق مطلق تو کوئی طریق بھی نہین مگر اس سے یہ اچھا ہے سو اسمین بھی دو وجہ سے کفر لازم آتا ہے ایک تو یہ کہ طریق حق و اسلام کو من وجہ باطل سمجھا دوسرے یہ کہ طریق باطل کفر کو من وجہ حق سمجھا گو سیاق کلام سے استشہاد ذوق یہان زیادہ مدار نیت کا ہے ثانی یہ اگر کہا جاوے کہ ممکن ہے کہ باعتبار خدمات حجاج و بیت اللہ کے طریق قریش کو اچھا کہا ہو جسکا حاصل ان امور کو اچھا کہنا ہے سو انکے اچھے ہونے مین کوئی شبہ نہین جواب یہ ہے کہ اگر تاویل فرض بھی کرلیجاوے تب بھی بعض اجزاء کے خیر ہونے سے مجموعہ کا جسمین بعض اجزاء شر و کفر بھی ہون خیر ہونا لازم نہین آتا اور مقصود سائل کا مجموعہ پوچھنا تھا اور سوال پر جواب کا انطباق ضروری ہے اسلیے کلمات کفر مین ایسی تاویل دافع کفر نہین ہوسکتی مثلاً کوئی شخص دو خدا کو مانتا ہو اور وہ شخص کسی سے پوچھے کہ خدا ایک ہے یا دو اور مجیب کہے کہ دو ہین اور نیت یہ کرے کہ ایک حق ہے ایک باطل تو کیا جواب کلمہ کفر نہوگا **ربط** آگے بھی یہود کے بعض قبائح کا ذکر ہے جیسا کہ لباب مین بروایت ابن ابی حاتم حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ اہل کتاب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بیہودہ اعتراض کیا کہ آپ اپنے تو متواضع فرماتے ہین حالانکہ آپکے نکاح مین نو بیبیان ہین یہ تو اچھی خاصی سلطنت ہے فقط اس اعتراض کا بیہودہ ہونا تو ظاہر ہے کیونکہ اول تو نو بیبیونکا ہونا جو آپکو باذن الٰہی حلال تھین مستلزم سلطنت نہین اور اگر اسکو مان لیا جاوے تو سلطنت منافی تواضع کے نہین کیونکہ اگر باوجود سلطنت کے کوئی متکبر نہو تو کیا محال ہے اور یہود کی کے ساتھ اہل کتاب کا اس اعتراض کا سبب حسد تھا اسیواسطے آیت مین یہود کے معترض ہونے کا تعرض نہین فرمایا بلکہ انکا حاسد ہونا اور اس حسد کا وجہ عقلی سے قبیح ہونا بیان فرمایا اور لفظ سلطنت سے کہ وہ سلطنت ہی کو منشاء حسد سمجھے ہوے تھے اَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِيْرًا ﴿۵۳﴾ اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ﴿۵۴﴾ ہان کیا انکے پاس کوئی حصہ ہے سلطنت کا سو ایسی حالت مین تو اور لوگونکو ذرا سی چیز بھی نہ دیتے یا دوسرے آدمیون سے (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے) ان چیزون پر جلتے ہین جو اللہ تعالیٰ نے انکو اپنے فضل سے عطا فرمائی ہین (اگر ایسی چیزون پر جلا جاتا کوئی نئی بات نہین کیونکہ ہمنے (پہلے سے) حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خاندان (والون) کو کتاب (آسمانی بھی دی ہے) اور علم بھی دیا ہے اور ہمنے انکو بڑی بھاری سلطنت بھی دی ہے (چنانچہ بنی اسرائیل مین بہت سے انبیاء گذرے بعض انبیاء سلاطین بھی ہوے جیسے حضرت یوسف علیہ السلام حضرت داؤد علیہ السلام حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام و حضرت سلیمان علیہ السلام کا کثیر الازواج ہونا معلوم و مشہور ہے اور یہ سب اولاد ابراہیم مین ہین سو جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اولاد ابراہیم سے ہین تو آپکو اگر یہ نعمتین و عطیات مل گئین تو تعجب کی کیا بات ہے) **ف** حسد کا نامعقول ہونا ایک وجہ تو ذکر حسد کے قبل ہے اور دوسری ذکر حسد کے بعد اور ان کو بطور تشقیق و تردید کے بیان فرمایا حاصل دونون وجہون کا یہ ہے کہ حسد کس بات پر ہے آیا اسپر ہے کہ تم صاحب سلطنت ہو یا ہی سلطنت انکو ملنی لگی تو خود سلطنت کے مستحق ہو سو ایسے کہ سلطنت تمکو نہین ملی ورنہ تم ایک کوڑی بھی نہ دیتے اور اگر اسپر ہے کہ ہمارے برابر انکو یہ نعمت کیون ملی تو یہ بھی ہونا اگر چہ بھی نہوا تو انکو سلطنت سے کیا علاقہ ہے یہ تو ان کے خاندان کا حصہ ہے کہ یہ بھی شاہی خاندان سے ہین کچھ ان کی خصوصیت نہین ہے سلطنت نہین ملی

ملحقات الترجمة

۵ قوله بعد ترجمہ لعنہم اللہ یعنی ملعون ہونے الخ اشار الی ان اللعن المذکور فی الآیة سببه تصعفوا به قبل ان تصدر منهم هذه الکلمة من ارادة هذا القول او عقلوه او من کفریات اخر کانت تصدر منهم و قابله و جاز ان یراد اللعن بسبب هذه الکلمة لکن لا یتعین ذلک ۱۲ **۵ قوله** فی ترجمة ام الاولی ہان کیا و ام الثانية یا اشار الی کون الاولی منقطعة و الثانية متصلة و انظر ما حررت فی البقرة فی قوله ام تریدون ان تسئلوا الخ ۱۲

اللغات: [illegible] کما فی [illegible] النقير النقرة التی فی ظهر النواة [illegible] يحسدون الناس اللام للجنس يراد به رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

النحو: اذن لم تعمل لانه شرط فی اعمالها الصدارة [illegible] الی کونها ملغاة [illegible] الی کونها فی صدر جملتها اعملت کما فی [illegible] الناس ۱۲

فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ ؕ وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا ؕ

سو انہیں سے بعضے تو اسپر ایمان لائے اور بعضے ایسے تھے کہ اس سے روگردان ہی رہے اور دوزخ آتش سوزان کافی ہے　بلاشک جو لوگ ہماری آیات کے منکر ہوئے ہم انکو عنقریب ایک سخت آگ میں داخل کرینگے

كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

جب ایک دفعہ انکی کھال جل چکیگی تو ہم اس پہلی کھال کی جگہ فوراً دوسری کھال پیدا کردینگے تاکہ عذاب ہی بھگتتے رہیں　بلاشک اللہ تعالیٰ زبردست ہیں حکمت والے ہیں　اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے

الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ لَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ؗ وَّنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا ۝

کام کیے　ہم انکو عنقریب ایسے باغوں میں داخل کرینگے کہ انکے نیچے نہریں جاری ہونگی اسمیں ہمیشہ ہمیشہ رہینگے　انکے واسطے انمیں پاک صاف بیبیاں ہونگی اور ہم انکو نہایت گنجان سایہ میں داخل کرینگے

ربع

اوپر یہود کے حسد کا ذکر تھا چونکہ طبعاً جسپر حسد کیا جاوے اُسکو رنج بھی ہوتا ہے اسلیے آیت آیندہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی فرماتے ہیں **تسلیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ ؕ وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا ۝ سو (ان انبیا علیہم السلام کے زمانہ میں بھی جو کہ خاندان ابراہیم علیہ السلام سے گذر چکے ہیں جو لوگ موجود تھے) انمیں سے بعضے تو اس (کتاب و حکمت) پر ایمان لائے اور بعضے ایسے تھے کہ اس سے روگردان ہی رہے پس اگر آپکی رسالت و قرآن پر بھی اگر آپکے زمانہ کے بعضے لوگ ایمان نہ لاویں تو کوئی رنج کی بات نہیں) اور (ان کفار و معرضین کو اگر دنیا میں سزا کچھ بھی ہوا نہو تو کیا ہوا انکے لیے آخرت میں) دوزخ آتش سوزان (سزا کی) کافی ہے **ربط** آیت مذکورہ میں خاص مومن اور غیر مومن کا ذکر تھا آگے مطلق مومن و غیر مومن کی جزا و سزا بطور قاعدہ کلیہ کے ارشاد فرماتے ہیں **سزای کافر و جزای مومن** اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا ؕ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ لَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ؗ وَّنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا ۝ بلاشک جو لوگ ہماری آیات (واحکام) کے منکر ہوئے ہم انکو عنقریب ایک سخت آگ میں داخل کرینگے (اور وہاں انکی برابر یہ حالت رہیگی کہ) جب ایک دفعہ انکی کھال (آگ سے) جل چکیگی تو ہم اس پہلی کھال کی جگہ فوراً دوسری (تازی) کھال پیدا کردینگے تاکہ (ہمیشہ) عذاب ہی بھگتتے رہیں (کیونکہ پہلی کھال میں جلنے کے بعد شبہ ہو سکتا تھا کہ شاید اسمیں ادراک نرہے اسلیے شبہ قطع کرنیکے لیے یہ سنادیا) بلاشک اللہ تعالیٰ زبردست ہیں (کہ وہ ایسی سزا دے سکتے ہیں اور) حکمت والے ہیں (اسلیے باوجود اس قدرت کے کہ جلی ہوئی کھال کو تکلیف پہونچا سکتے ہیں پھر بھی کسی حکمت سے بدلدیا جیسا کہ ایک حکمت کا بیان ابھی ہوا ہے) اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کیے ہم انکو عنقریب ایسے باغوں میں داخل کرینگے کہ (انکے محلات کے) نیچے نہریں جاری ہونگی اسمیں ہمیشہ ہمیشہ رہینگے انکے واسطے ان (باغوں) میں پاک صاف بیبیاں ہونگی اور ہم انکو نہایت گنجان سایہ (کی جگہ) میں داخل کرینگے **ف** یعنی وہاں سایہ نہوگا کہ خود سایہ کے اندر بھی دھوپ چھنتی ہے وہ بالکل متصل ہوگا۔ اور یہ شبہ نکیا جاوے کہ وہاں آفتاب وغیرہ تو ہوگا نہیں جیسے ارشاد فرمایا ہے لَا یَرَوْنَ فِیْهَا شَمْسًا پھر سایہ کے کیا معنی کیونکہ سایہ کے لیے مطلق کسی جسم نورانی کا ہونا کافی ہے اور وہاں اسکا ہونا عجیب نہیں۔ رہا یہ شبہ کہ پھر جب گرمی نہیں تو سایہ کا کیا فائدہ محققین نے کہا ہے کہ فائدہ کا اسمیں منحصر کرلینا خود بے دلیل ہے ممکن ہے کہ کسی تیز نور کا لطیف ہونا ہو جیسے ماہتاب پر ابر رقیق آجاتا ہے یا خود اس سایہ کی حقیقت نور ہی ہو جیسا گو یہر شب چراغ کا سایہ یا یوں کہا جاوے کہ نرا سایہ ہی ہو بلا ظلمت جیسے طلوع آفتاب سے ذرا پہلے حالت ہوتی ہے اور ایک آیت میں اسکو مشہو تفسیر پر ظل ہی فرمایا ہے اَلَمْ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ اور سایہ کی معرفت دھوپ پر موقوف ہونے سے خود سایہ کے وجود کا توقف دھوپ پر لازم نہیں آتا واللہ اعلم **ربط** اوپر بہت سے پہلے احکام کا بیان جو کہ محل تقوی ہیں چلا آرہا ہے منجملہ ان احکام کے قسم اول یعنی معاملات باہمی کے ایک حکم یہ ہے کہ حکام محکومین میں عدل [illegible] اور محکومین حکام کے ساتھ امور مشروعہ میں اطاعت سے پیش آویں اور پھر دونوں گروہ کو اللہ و رسول کے حکم کو اصل سمجھنے کا حکم دیا آگے ان ہی مضامین کو ارشاد فرماتے ہیں

ملحقات الترجمہ

ل۵۲ قولہ سخت آگ افادہ التنکیر ۱۲ ل۵۳ قولہ برابر افادہ عموم کلما ۱۲ ل۵۳ قولہ تاکہ ہمیشہ حملا لیذوقوا علی معنی لیدوم ذوقہم ولا ینقطع بقرینۃ المقام کقولک للعزیز اعزک اللہ ۱۲ ل۵۴ قولہ فی ترجمۃ ظلا سایہ کی جگہ میں لان الادخال فی الظل ہو الادخال فی محل الظل ۱۲

اللغات صدا عرض نضجت احترقت وتلاشت وتہرت من نضج اللحم الظلیل صفۃ مشتقۃ من لفظ الظل للتاکید کما ہو عادتہم فی نحو یوم الیوم ولیل الیل وقال الامام المرزوقی انہ مجرد لفظ تابع لما اشتق منہ ولیس لہ معنی وضعی بل ہو کقولک حسن بسن کذا فی الروح ۱۲

النحو فمنہم الضمیر لمن کان موجودا فی زمن انبیاء آل ابراہیم علیہم السلام من امہم المدلول علیہ بقولہ تعالیٰ فقد آتینا آل ابراہیم الخ لان وجود الانبیاء یستلزم عادۃ وجود الامم قولہ آمن بہ الضمیر للکتاب والحکمۃ الذین ہما اصلہا الایمان بالنبوۃ ولعلہ ہو النکتۃ فی تکریر آتیناہم الی الکتاب والحکمۃ من [illegible]

[illegible] قولہ سعیرا [illegible] بزیدۃ البہار [illegible] الحاصل ۱۲

البلاغۃ تقدم حال الکذبین ان الکلام [illegible] بزیادۃ العذاب مع الملامۃ والتنبیہ علی شدۃ [illegible] قولہ ندخلہم ظلا ظلیلا [illegible] الی قولہ نجاہم من عذاب غلیظ ۱۲

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمٰنٰتِ إِلٰى أَهْلِهَا ۙ وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ۚ إِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا

بیشک تمکو اللہ تعالی اس بات کا حکم دیتے ہین کہ اہل حقوق کو انکے حقوق پہونچا دیا کرو اور یہ کہ جب لوگون کا تصفیہ کیا کرو تو عدل سے تصفیہ کیا کرو بیشک اللہ تعالی جس بات کی تمکو نصیحت کرتے ہین

يَعِظُكُمْ بِهٖ ۗ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا ۢ بَصِيْرًا ۝ يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا أَطِيْعُوا اللّٰهَ وَأَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَإِنْ

وہ بات بہت اچھی ہے ۔ بلاشک اللہ تعالے خوب سنتے ہین خوب دیکھتے ہین اے ایمان والو تم اللہ کا کہنا مانو اور رسول کا کہنا مانو اور تم مین جو لوگ اہل حکومت ہین انکا بھی پھر اگر

تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ إِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّأَحْسَنُ تَأْوِيْلًا ۝

کسی امر مین تم باہم اختلاف کرنے لگو تو اس امر کو اللہ اور رسول اللہ کیطرف حوالہ کر لیا کرو اگر تم اللہ پر اور یوم قیامت پر ایمان رکھتے ہو یہ امور سب بہتر ہین اور انکا انجام خوشتر ہے

ع ۸ ۵

احکام کو دل سے پسند نہین کرتے ہین مضمون رکوع آیندہ کے ختم تک چلا گیا ہے اور اس ربط کے علاوہ خاص ربط قبائح یہود کے مضمون سے بھی اسطرح ہے کہ یہود کے عوام خواص یعنی رؤسا دینی و دنیوی کا خائن فی الدین و ہوا پرست ہونا بالضمن قبائح سابقہ معلوم ہو چکا ہے اور انہین سے منافقین کی یہی حالت آگے آتی ہے درمیان مین مومنین کو اس سے روک کر عدل و اطاعت کا حکم فرماتے ہین حکم ششم ادائے حقوق محکوم و حاکم مسلم إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمٰنٰتِ إِلٰى أَهْلِهَا ۙ وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ۚ إِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ۗ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا ۢ بَصِيْرًا ۝ يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا أَطِيْعُوا اللّٰهَ وَأَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ إِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّأَحْسَنُ تَأْوِيْلًا ۝ (اے اہل حکومت خواہ تھوڑون پر حکومت ہو خواہ بہتون پر) بیشک تمکو اللہ تعالی اس بات کا حکم دیتے ہین کہ اہل حقوق کو انکے حقوق (جو تمہارے ذمہ ہین) پہونچا دیا کرو اور (تمکو) یہ (بھی حکم دیتے ہین) کہ جب (محکوم) لوگون کا تصفیہ کیا کرو (ایسے حقوق مین جو انمین باہم ایکدوسرے کے ذمہ ہین) تو عدل (و انصاف) سے تصفیہ کیا کرو بیشک اللہ تعالی جس بات کی تمکو نصیحت کرتے ہین وہ بات بہت اچھی ہے (دنیا کے اعتبار سے بھی کہ اسمین بقاء حکومت ہے اور آخرت کے اعتبار سے بھی کہ موجب قرب رب ہے) بلاشک اللہ تعالی (تمہارے اقوال کو جو درباره امانت و تصفیہ کے تم سے صادر ہوتے ہین) خوب سنتے ہین (اور تمہارے افعال کو جو اس باب مین تم سے واقع ہوتے ہین) خوب دیکھتے ہین (اور ...) ... مطلع ہوکر تمکو سزا دینگے یہ خطاب تو حکام کو ہوا آگے محکومین کو ارشاد ہے کہ) اے ایمان والو تم اللہ تعالی کا کہنا مانو اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا کہنا مانو (اور یہ ...) ... احکام سب کے لیے عام ہے) اور تم (مسلمانون) مین جو لوگ اہل حکومت ہین انکا بھی (کہنا مانو اور یہ حکم خاص ہے تم محکومین کے ساتھ) پھر (اگر ان حکام کا امر اللہ و رسول کے کہنے کے خلاف نہو تو محکوم و حاکم دونون کے اتفاق سے ثابت ہو تو تمہیں تو حکام کی اطاعت کرنی ہی ہے اور اگر انکے حکام کے بیچ) کسی امر مین تم باہم اختلاف کرنے لگو (کہ یہ اللہ و رسول کے کہنے کے خلاف ہے یا نہین) تو (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مین تو آپ سے پوچھکر اور بعد آپکی وفات کے ائمہ مجتہدین و علماء دین سے رجوع کر کے) اس امر کو (کتاب) اللہ اور (سنت) رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) کیطرف حوالہ کر لیا کرو (اور ان حضرات سے جیسا فتوی ملے اسپر سب حکوم و حکام عمل کیا کرو) اگر تم اللہ پر اور یوم قیامت پر ایمان رکھتے ہو (کیونکہ اس ایمان کا مقتضا یہی ہے کہ یوم قیامت مین اللہ تعالی کی ارو سے جو کہ مخالفت کرنے پر ہونیوالی ہے ڈرین) یہ امور (جو مذکور ہوئے اطاعت اللہ کی رسول کی اور اولی الامر کی حوالہ کرنا متنازعات کو کتاب و سنت کیطرف) سب (دنیا مین بھی) بہتر ہین اور (آخرت مین بھی) انکا انجام خوشتر ہے (کیونکہ دنیا مین امن و راحت اور آخرت مین نجات و سعادت) **ف** اس آیت کے سبب نزول مین جو روایت مشہور ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے روز عثمان بن ابی طلحہ کلید بردار خانہ کعبہ سے کلید کعبہ لی تھی اور حضرت عباس رض نے درخواست کی کہ یہ اب مجکو دیدیجیے اور اسپر آیت نازل

ملحقات الترجمة ۵ قوله ... ان الله يامركم ... اہل حکومت الی قوله خواه ... الحكام ... والحكام المذكر ... من لهم ولاية خاصة ... خطاب للحكام قوله اذا حكمتم ۱۲ ۶ قوله في ترجمة اطيعوا الله يه حكم الى قوله عام هے ... ولكن لعنوان اداء الامانات ۱۲

اللغات الامانة مصدر سمي به المفعول تعم حقوق تاويلا من آل اول رجع يرجع معناه تاويله بمعنى عاقبته احسن ۱۲

البلاغة قوله يامركم ذكر فيه الحقوق المتعلقة بذمهم ثم في قوله ان تحكموا الحقوق التي تتعلق بذمم غيرهم قوله نعما ذكره ترغيبا كما في الآية التي تليه . ذكر خير واحسن تاويلا فلذلك لم ادخل في اشارة ذلك اداء الامانات . قوله اطيعوا الله واطيعوا الرسول في اعادة الفعل وان كانت طاعة الرسول مقترنة بطاعة الله تعالى اعتناء بشانه عليه الصلوة والسلام وقطعا لتوهم انه لا يجب امتثال ما ليس في القرآن وايذانا بان له

صلے اللہ علیہ وسلم استقلالا بالطاعة لم يثبت لغيره ومن ثم لم يعد في اولي الامر ۱۲

الروايات ذكر احدى الروايات في نفس المتن من قصة عثمان بن ابي طلحة والاخرى للآية الاخرى ما روى البخاري وغيره عن ابن عباس قال نزلت هذه الآية في عبد الله بن حذافة بن قيس اذ بعثه النبي صلى الله عليه وسلم في سرية اه معناه نزولها في قصته لا في الطاعة لانه امر في حالة الغضب ان يقتحموا النار فبين القرآن انه لا طاعة في مثال ذلك واخرج ابن جرير انها نزلت في قصة جرت لعمار بن ياسر مع خالد بن الوليد وكان خالد اميرا فتخاصما فنزلت اه كذا في اللباب ۱۲

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ یَزْعُمُوْنَ اَنَّھُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ

کیا آپ نے ان لوگون کو نہین دیکھا جو دعوی کرتے ہین کہ وہ اس کتاب پر بھی ایمان رکھتے ہین جو آپکی طرف نازل کیگئی اور اس کتاب پر بھی جو آپ سے پہلے نازل کیگئی

اور وہ فی اللباب عن ابن عباس بروایۃ ابن مردویہ اس دعوی کے منافی نہین کہ اسکے مخاطب حکام ہین کیونکہ اولاً الفاظ کے عموم مین وہ خاص سبب بھی داخل ہوسکتا ہی وروی العموم فی الروح عن ابن عباس وابی وابن مسعود والبراء بن عازب وابی جعفر وابی عبد اللہ رضی اللہ عنہم اجمعین۔ دوسرے سہل تر یہ ہی کہ اسوقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم من حیث الحکومت مخاطب ہوسکتے ہین اور امانات سب حقوق کو شامل ہی اسمین حقوق اللہ بھی آگئے اسی لیے اطیعوا اللہ والرسول کا مفہوم اسمین ادا ہوگیا پس شبہ نرہا کہ محکومین کو تو اطاعت اللہ و رسول کا حکم فرمایا اور حکام کو نہین فرمایا۔ البتہ عنوان امانت کا اختیار کرنہین یہ لطیفہ معلوم ہوتا ہے کہ حکام چونکہ خود بالادست ہوتے ہین اور ان سے لپنے حقوق کا کوئی مطالبہ کرتا نہین اسلیے احتمال تھا اسمین کوتاہی ہوجانیکا اس عنوان مین اسکی تاکید زیادہ ہوگئی اور کلید کعبہ کو جو امانت فرمایا اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ ایسے اوقاف کا جو شخص برضاے اہل حل و عقد منتظم ہوا ہو وہ اسکا اہل بھی ہو تو اس سے انتزاع نکیا جاوے یعنے متولی صالح کو معزول نکیا جاوے اور اتفاق ہین معتبر کی قید اسلیے لگائی کہ مطلق اتفاق مدار جواز یا وجوب طاعت نہین جبتک کہ قواعد شرعیہ پر منطبق نہو البتہ اگر کسی امر شرعی پر ایک زمانہ کے جمیع اہل حق متفق ہوجاوین وہ اجماع ہوجاتا ہی پھر اسکی سند کا نہ ملنا بھی مضر نہین اور اگر کوئی حدیث اسکے خلاف ہو تو یہ اجماع علامت ہوگا اس حدیث کے منسوخ ہونیکی اور سمجھا جاویگا کہ اہل اجماع کے پاس مأخذ شرعی تھا مگر ہم تک نہین پہنچا۔ اور رُدُّوْہُ اِلَی اللہِ الخ کی تفسیر مین جو مقتضا کا واسطہ کر [illegible] کیا گیا ہی دلیل اسکی تنازع عام ہی کیونکہ احکام منصوصہ مشہورہ مین محکومین کا نزاع جبکہ وہ مومن بھی ہون جیسا کہ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے دال [illegible] وہ بھی مومن ہون جیسا یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اور نیز مِنْکُمْ اسپر دال ہی عادۃً ممتنع ہی اس سے معلوم ہوا کہ وہ احکام جو محل اختلاف [illegible] مشہور نہین بلاواسطہ کتاب و سنت کیطرف رجوع کرسکین پس لامحالہ وہ خفی اور دقیق ہین جنکا مدلول کتاب و سنت [illegible] ہوگی جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے تھے جب تک تو آپ ہی کا واسطہ کافی تھا لیکن [illegible] پھر جب بعض احکام خفی و دقیق بھی ہین تو ضرور انکے مصادیق نصوص ہونیکے لیے تنکر و استدلال درکار ہوگا یہی شرح [illegible] کے ذولیقین متلقین کی فہم سے عالی ہون کیونکہ ہر حاکم اور ہر محکوم کا قادر علی الاستدلال ہونا یا عادۃً [illegible] ان علما کے افتاء کے بعد بلے انتظار علم دلیل عمل کرلین اور کیا صورت ہوسکتی ہی ایسے ہی عمل کو تقلید کہتے ہین [illegible] رکھتا ہو تو خود اسکا قیاس و اجتہاد اس واسطہ کا قائم مقام ہوجاویگا پس یہ آیت قیاس و تقلید شرعی [illegible] اور اس تقریر سے یہ بھی معلوم ہوگیا ہوگا کہ اولوا الامر کی تفسیر اگر خاص حکام کے ساتھ ہی کیجاوے جیسا بادی [illegible] جز و یعنی فَرُدُّوْہُ اِلَی اللہِ وَالرَّسُوْلِ مین علما کے اتباع کا وجوب آگیا بلکہ حکام کی اطاعت [illegible] کیونکہ علما [illegible] اور چونکہ حکم آیت کا ہر زمانہ کے لیے عام تھا اسلیے اِلَی اللہِ وَالرَّسُوْلِ کے ترجمہ مین رسول کے ساتھ لفظ سنت کا اظہار کردیا [illegible] لیے یہ ضرور نہین کہ استدلال ہمیشہ ہر زمانہ مین تازہ ہوا کرے بلکہ جو استدلال مدون ہوچکے ہین انپر عمل کرنا [illegible] لازم نہین آتا اور اتفاق و اختلاف مین جو یہ عنوان اختیار کیا گیا ہی اللہ و رسول کے کہے ہوئے کے خلاف ہونا یا نہونا [illegible] کے موافق ہونا یا نہونا وجہ اسکی یہ ہی کہ موافقت سے شبہ ہوتا کہ خدا و رسول نے بھی اسکا حکم کیا ہو تو اس سے متبادر معنی [illegible] اطاعت کا امر [illegible] مباحات مین بھی ضروری ہی اسلیے وہ عنوان اختیار کیا کیونکہ مباح پر یہ صادق آتا ہی کہ وہ خلاف نہین یعنی حرام نہین [illegible] صادق نہین آتا ربط اوپر کی آیت مین اپنے جمیع معاملات کو اللہ و رسول کے احکام کیطرف رجوع کرنیکا حکم تھا آگے غیر شریعت کیطرف رجوع کرنیکی مذمت اور اسمین منافقین کی تقبیح [illegible] ایسا کیا کرتے تھے **ذم رجوع بسوی غیر حکم شریعت** اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ یَزْعُمُوْنَ اَنَّھُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ

الروایات ذکرت فی المتن واحد الاقوال فی الآیۃ نزولہا فی غزوۃ مریسیع حین نزلت سورۃ المنافقین فیکون قولہم ان اردنا الخ ما اردنا بالکلام بین الفریقین المتنازعین فی تلک الغزوۃ الا الخیر والمصیبۃ ما اصابہم من القتل والخزی ۱۲

يُرِيدُونَ أَن يَتَحَاكَمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا أَن يَكْفُرُوا بِهِ وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَن يُضِلَّهُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا ۝

اپنے مقدمے شیطان کے پاس لیجانا چاہتے ہین حالانکہ اُنکو یہ حکم ہوا ہے کہ اُوسکو نہ مانین　اور شیطان اُن کو بھٹکا کر بہت دور لیجانا چاہتا ہے۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَىٰ مَا أَنزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ رَأَيْتَ الْمُنَافِقِينَ يَصُدُّونَ عَنكَ صُدُودًا ۝ فَكَيْفَ إِذَا

اور جب اُنسے کہا جاتا ہے کہ آؤ اُس حکم کی طرف جو اللہ تعالےٰ نے نازل فرمایا ہے اور رسول کیطرف تو آپ منافقین کی یہ حالت دیکھینگے کہ آپسے پہلوتہی کرتے ہین پھر کیسی جان کو

أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ ثُمَّ جَاءُوكَ يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا إِحْسَانًا وَتَوْفِيقًا ۝ أُولَٰئِكَ

بنتی ہے جب اُنپر کوئی مصیبت پڑتی ہے اُنکی حرکت کی بدولت جو کچھہ وہ پہلے کرچکے تھے پھر آپکے پاس آتے ہین خدا کی قسمین کھاتے ہوئے کہ ہمارا اور کچھہ مقصود نتھا سوائے اسکے کہ کوئی بھلائی عمل آوے اور باہم موافقت ہوجاوے۔

الَّذِينَ يَعْلَمُ اللَّهُ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُل لَّهُمْ فِي أَنفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيغًا ۝

وہ لوگ ہین کہ اللہ تعالےٰ کو معلوم ہے جو کچھہ اُنکے دلون مین ہے سو آپ اُنسے تغافل کرجایا کیجیے اور اُنکو نصیحت فرماتے رہیے اور اُنسے خاص اُنکی ذات کے متعلق کافی مضمون کہدیجے

يُرِيدُونَ أَن يَتَحَاكَمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا أَن يَكْفُرُوا بِهِ وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَن يُضِلَّهُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا ﴿٦٠﴾ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَىٰ مَا أَنزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ رَأَيْتَ الْمُنَافِقِينَ يَصُدُّونَ عَنكَ صُدُودًا ﴿٦١﴾ فَكَيْفَ إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ ثُمَّ جَاءُوكَ يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا إِحْسَانًا وَتَوْفِيقًا ﴿٦٢﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَعْلَمُ اللَّهُ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُل لَّهُمْ فِي أَنفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيغًا ﴿٦٣﴾

(ان آیتون مین ایک قصہ کیطرف اشارہ ہے کہ ایک شخص تھا منافق بشر اُسکا نام تھا کسی یہودی سے جھگڑا ہوا یہودی نے کہا چل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اُنسے فیصلہ کراوین منافق نے کہا کہ کعب بن اشرف کے پاس چل یہ یہود کا ایک سردار تھا ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اُس معاملہ مین حق پر یہودی ہوگا اُسنے جانا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسیکی رعایت نہ فرماوینگے وہان حق فیصلہ ہوگا گو مین آپسے مذہبی مخالفت رکھتا ہون منافق چونکہ باطل پر تھا اُس نے سمجھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہان تو میری بات چلیگی نہین گو مین ظاہراً مسلمان ہون مگر کعب بن اشرف خود کوئی حق پرست نہین وہان میرا مقدمہ سرسبز ہوجاویگا پھر آخر وہ دونون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے پاس مقدمہ لیگئے آپنے یہودی کو غالب کیا وہ منافق راضی نہوا اُس یہودی سے کہا کہ چلو حضرت عمرؓ کے پاس غالباً وہ یہ سمجھا ہوگا کہ حضرت عمرؓ کفار پر خوب سخت ہین اس یہودی پر سختی فرماوینگے یہودی کو اطمینان تھا کہ گو سخت ہین مگر وہ سختی حق پرستی ہی کی وجہ سے تو ہے جب مین حق پر ہون تو مجکو ہی غالب رکھینگے اسلیے اُسنے انکار نہین کیا جب وہان پہونچے تو یہودی نے سارا قصہ بیان کردیا کہ یہ مقدمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اجلاس سے فیصل ہوچکا ہے مگر یہ شخص (یعنی منافق) اُسپر راضی نہین ہوا آپنے اُس منافق سے پوچھا کیا یہی بات ہے اُسنے کہا ہان حضرت عمرؓ نے فرمایا اچھا ٹھیرو آتا ہون اور گھر سے ایک تلوار لیکر آئے اور منافق کا کام تمام کیا اور کہا کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ پر راضی نہو اُسکا یہ فیصلہ ہے اوردہ فی الروح بروایۃ الثعلبی وابن ابی حاتم عن ابن عباس۔ اور عامہ مفسرین نے یہ بھی لکھا ہے کہ پھر اُس منافق مقتول کے ورثہ نے حضرت عمرؓ پر دعویٰ کیا اور اُس منافق کے کفر قولی وفعلی کی تاویل کی اللہ تعالیٰ نے ان آیات مین اصل حقیقت ظاہر فرمادی اور لباب مین ابن ابی حاتم وطبرانی وابن جریر کی روایات ابن عباس وشعبی سے جنمین تین قصے کاہنونکے پاس مقدمات لیجانے کے مذکور مین نقل کی ہین سبکا وقوع ممکن ہے اور سب قصونمین مصیبت کے وقت ایسے ہی عذر کرنا ہوسکتا ہے ان اردنا الا احسانا پس بطور تعجب کے ارشاد فرماتے ہین کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کیا آپنے ان لوگونکو نہین دیکھا جو (زبان سے تو) دعوٰی کرتے ہین کہ وہ (یعنی ہم) اُس کتاب پر بھی ایمان رکھتے ہین جو آپ کی طرف نازل کی گئی (یعنی قرآن) اور اُس کتاب پر بھی جو آپسے پہلے نازل کی گئی (یعنی توریت کیونکہ اسمین منافقین کا بیان ہے اور اکثر منافقین یہود مین سے تھے۔ مطلب یہ کہ زبان سے دعوٰی کرتے ہین کہ ہم جسطرح توراۃ کو مانتے ہین اسیطرح قرآن کو بھی مانتے ہین یعنی اسلام کے مدعی ہین پھر اُسپر حالت یہ ہے کہ) اپنے مقدمے شیطان کے پاس لیجانا چاہتے ہین (کیونکہ غیر شرع کیطرف مقدمہ لیجانیکی شیطان سکھلاتا ہے پھر اُسپر عمل کرنا ایسا ہی ہے جیسے شیطان ہی کے پاس مقدمہ لیگئے) حالانکہ (اس سے دو امر انع موجود ہین ایک یہ کہ) اُنکو (شریعت کیجانب سے) یہ حکم ہوا ہے کہ اُس (شیطان) کو نہ مانین

ملحقات الترجمۃ

لے قولہ فی ترجمۃ الذین ... یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم لم یجعل الخطاب عاماً لتعرضہ کون الخطاب للرسول صحیح فیما بعد ۱۲ سے قولہ فی یزعمون دعوی اشارۃ الی ان المراد بہ ما یجرد اللاعا و ذلک یستعمل فی مطلق القول حقا او باطلا کما فی القاموس ۲ سے قولہ فی یریدون حالت یہ اشارہ ان ... حال من ضمیر یزعمون سے قولہ فی امروا ... یریدون حالانکہ ... الی کون المنافقین ... والیہود ۱۲

اللغات　الصد لا عراض ... کما فی القاموس ۱۲
النحو　لشمجاء ولک عطف علے اصابتہم ۱۲
البلاغۃ　قولہ یریدون لم یقل یتحاکمون اشارۃ الی ان ہذا الامر لعنی التحاکم قبیح بحیث ...

لا یجوز ارادتہ فضلا عن التحکم بنفسہ ۱۲ قولہ ضلالا وصدودا مصدران للتاکید قولہ رایت المنافقین قبہ وضع الظاہر موضع المضمر لان الکلام فی المنافقین فکان الظاہر رایتہم فوضع الظاہر ... اشارۃ الی ان الصد عن الرسول ... [illegible]

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

اور ہمنے تمام پیغمبرونکو خاص اسیواسطے مبعوث فرمایا ہے کہ بحکم خداوندی انکی اطاعت کیجاوے اور اگر جسوقت اپنا نقصان کر بیٹھے تھے

جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا

اسوقت آپکی خدمتمین حاضر ہوجاتے پھر اللہ تعالی سے معافی چاہتے اور رسول بھی انکے لیے اللہ تعالے سے معافی چاہتے تو ضرور اللہ تعالی کو توبہ قبول کرنیوالا اور رحمت کرنیوالا پاتے

(یعنی اعتقادًا وعملًا اسکی مخالفت کرین) اور (دوسرا مانع یہ کہ) شیطان (انکا ایسا دشمن اور بدخواہ ہے کہ) انکو (راہ حق سے) بہکا کر بہت دور لیجانا چاہتا ہے (پس یہ جو ان دونون امرونکے جنکا مقتضا یہ ہے کہ شیطان کے کہنے پر عمل نکرین پھر بھی اسکی موافقت کرتے ہین) اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اس حکم کیطرف جو اللہ تعالے نے نازل فرمایا ہے اور (آؤ) رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) کیطرف (کہ آپ اس حکم کے موافق فیصلہ فرمادین) تو آپ (اسوقت) منافقین کی یہ حالت دیکھینگے کہ آپ (کے پاس آنے) سے پہلوتہی کرتے ہین پھر کیسی جان کو بنتی ہے جب انپر کوئی مصیبت پڑتی ہے انکی اس حرکت کی بدولت جو کچھ وہ (اس مصیبت سے) پہلے کر چکے تھے (مراد اس حرکت سے شرع کو چھوڑکر دوسری جگہ مقدمہ لیجانا اور مصیبت سے مراد جیسے قتل یا خیانت ونفاق کا کھل جانا اور بازپرس ہونا یعنی جب شوت صحیح ہوگئی کہ اس کی کیا تاویل کرین جسمین پھر سرخرو ہین) پھر (تاویل سوچکر) آپکے پاس آتے ہین خدا کی قسمین کھاتے ہوئے کہ (ہم جو دوسری جگہ چلے گئے تھے) ہمارا اور کچھ مقصود نہ تھا سوا اسکے کہ (معاملہ کے دونون فریق کی) کوئی بھلائی (کی صورت) نکل آوے اور (انمین) باہم موافقت (ومصالحت) ہو جاوے (مطلب کہ قانونی تو صحیح ہی کا حق ہے ہم دوسری جگہ شرع کو ناحق سمجھکر نہین گئے تھے لیکن یہ بات ہے کہ قانونی فیصلہ مین تو صاحب حق کو حاکم رعایت کرنیکے لیے نہین کہہ سکتا اور باہمی فیصلہ مین اکثر رعایت کرادیجاتی ہے یہ وجہ تھی ہمارے دوسری جگہ جانیکی اور قصہ قتل مین یہ تاویل اس مقتول کے فعل کی ہوگی جس سے مقصود اپنی برات یا حضرت عمرؓ پر دعوی قصاص نہی ہوگا اللہ تعالی انکی اس تاویل کی تکذیب فرماتی ہین کہ) یہ وہ لوگ ہین کہ اللہ تعالی کو معلوم ہے جو کچھ (نفاق وکفر) انکے دلونمین ہے (کہ اس کفرونفاق وعدم رضا بحکم شرع ہی کیوجہ سے یہ لوگ دوسری جگہ جاتے ہین اور وقت معین پر اسکی سزا بھی پالینگے) سو (مصلحت یہی ہے کہ) آپ (علم خداوندی ومواخذہ خداوندی پر اکتفا فرماکر) ان سے تغافل کر جایا کیجیے (یعنی کچھ مواخذہ نہ فرمائیے) اور (لیکے اپنی منصب رسالت کے اقتضاءسے) انکو نصیحت فرماتے رہیے (کہ ان حرکتونکو چھوڑدو) اور ان سے خاص انکی ذات (کی اصلاح) کے متعلق کافی مضمون کہدیجیے (تاکہ انپر حجت الٰہی قائم اور تمام ہو جاوے پھر نہ مانین وہ جانین) ف اس تغافل کی مصلحت ہونیکی وجہ یہ ہے کہ انکا کفر مشہور نہ تھا نہین اگر انکے ساتھ مثل کفار مجاہرین کے معاملہ جہاد کا ہوتا تو دور دالونکو انکی خفیہ شرارتونکی تو خبر پہونچتی نہین اور قتل وغارت مشہور ہی ہوتا تو اسلام سے لوگونکو ایک گونہ توحش ہوتا کہ اسلام مین نہایت ہی تجبر وبدنظمی ہے اس توحش سے اسلام کی ترقی رک جاتی ایک حدیث مین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا ارشاد کہ دعہ فان الناس یتحدثون ان محمدا یقتل اصحابہ اوکما قال اس مصلحت کیطرف مشیر ہے واللہ اعلم۔ البتہ چونکہ اس منافق کا قتل حضرت عمرؓ کے ہاتھ سے واقع ہو چکا تھا اور واقع مین وہ محترم النفس نہ تھا اسلیے وہ خون ہدر گیا اسپر کوئی قصاص یا دیت واجب نہین کیگئی چنانچہ اس قتل پر ضمان کا ہونا کسی روایت مین منقول نہین اور اگر وسوسہ ہو کہ اسمین بھی اسلام کی بدنامی اور اس سے توحش کا احتمال ہوسکتا ہے اسکا قطعی جواب یہی ہے کہ اللہ تعالے کو اختیار ہے کہ کسی قاعدہ عامہ مین کسی خاص واقعہ کو مخصوص کردین اور اس قاعدہ کے متعلق جو حکمت تھی اس سے زیادہ اس تخصیص مین حکمت رکھدین چنانچہ خاص اس مقام پر یہ کہہ سکتے ہین کہ چونکہ منافق ظاہر مین مسلمان تھا اور اسکا معاملہ تھا ایک مجاہر کافر کے ساتھ اور اس معاملہ مین اس منافق کو یہ سزا دیگئی اور خون اسکا ہدر ہوا تو وہ یہودی اس قصہ کو اپنی ہم مشربونمین بیان کریگا تو اہل عقل وانصاف اسلام کی حق پرستی کی اعلی درجہ کی داد دیسکتے ہین کہ غیر قومونکے مقابلہ مین بھی اپنی قوم کو امر حق قبول کرنے پر ایسا مجبور کرتے ہین کہ نہ ماننے پر انکی رعایت نہین کرتے واللہ اعلم باسرارہ ربط اوپر منافقین کے عذر نامعقول کا غلط ہونا بیان فرمایا ہے آگے ارشاد فرماتے ہین کہ بجاے اس تاویل باطل کے اگر استغفار اور ندامت بشرائطہ اختیار کرلیتے تو البتہ اس جرم کی تلافی ہوجاتی **تخطیہ منافقین در عدم استغفار** وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿۶۴﴾ اور ہمنے تمام پیغمبرونکو خاص اسیواسطے مبعوث فرمایا ہے کہ بحکم خداوندی (جو کہ اطاعت رسل کے باب مین فرمایا ہے) انکی اطاعت کیجاوے (پس اول تو ان لوگونکو شروع ہی سے

البلاغۃ استغفر لہم الرسول فے العدول عن استغفرت کما ہو مقتضی الظاہر فخامۃ لشانہ صلے اللہ علیہ وسلم کما ہو ظاہر ۱۲

ملحقات الترجمۃ

۵۱ قولہ فی یکفروا اعتقادًا ... عہدوا ماطلا ولا بالعقد ۱۲ ۵۲ قولہ فی ضلل کہا ماتا ... المطلق النوء ... لان العقد قد کانت تقعت

۵۳ قولہ فی رایتہم ... اشارالی کونہ علامۃ اذ ۱۲

۵۴ قولہ فی یحلفون کہا ... اشارالی کونہ یحلفون حال ۱۲ ۵۵ قولہ فی توفیقا صالحۃ عطف تفسیری ... الفرد احسانا ۱۲

۵۶ قولہ فی ... توضیح توفیقا ... المقصود اپنی براۃ ... ہو المقصود الاصلی لاتوقیت التعدیۃ علی ثبوت دعوی المنافقین القصاص فانہ لم ارد سندا ۱۲

۵۷ قولہ فی یعلم ... سزا بھی الخ اکثر مایکون فی القرآن اثبات العلم کنایۃ عن العقاب وہذا اظہر وجہ العا فی قولہ فاعرض ۱۲

۵۸ قولہ فی بلیغ کافی اشار ان التبلیغ مایطابق مدلولہ المقصود بہ ۱۲

۵۹ قولہ فی ف خاص اس مقام پر اشار بزیادۃ لفظ خاص الی ان فی غیرہا من الحکمۃ کما روی ابوداود من قتل اعمی جاریۃ لہ تسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولعل الحکمۃ فیہ ان لا یسقط مہابۃ الاسلام من اعین المخالفین وان لا یجترؤا علی مثل ذلک کما انہ ہو القانون فی الحکومات ان تنتقم الملک بعد جبر ما ۱۲

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

پھر قسم ہے آپکے رب کی یہ لوگ ایمان دار نہونگے جبتک یہ بات نہو کہ انکو آپس میں جو جھگڑا واقع ہو اسمیں یہ لوگ آپسے تصفیہ کراویں پھر اُس آپکے تصفیہ سے اپنے دلوں میں تنگی نہ پاویں اور پورا پورا تسلیم کرلیں

اطاعت کرنا واجب تھی) اور اگر (خیر شامت نفس سے حماقت ہی ہوگئی تھی تو) جسوقت (یہ گناہ کرکے) اپنا نقصان کربیٹھے تھے اُسوقت (ندامت کے ساتھ) آپکی خدمت میں حاضر ہوجاتے پھر (حاضر ہوکر) اللہ تعالیٰ سے (اپنے اس گناہ کی) معافی چاہتے اور رسول (صلے اللہ علیہ وسلم یعنی آپ) بھی انکے لیے اللہ تعالیٰ سے معافی چاہتے تو ضرور اللہ تعالیٰ کو توبہ کا قبول کرنیوالا اور رحمت کرنیوالا پاتے (یعنی اللہ اپنی رحمت سے توبہ قبول فرمالیتے) **ف** یہ مطلب نہیں کہ منافق رہکر توبہ کرلینا کافی تھا کیونکہ خود قبول توبہ کے شرائط میں سے ایمان ہے۔ پس خلاصہ یہ ہوا کہ نفاق چھوڑکر ایمان لے آتے چونکہ استغفار موقوف تھا ایمان پر اسلیے اسکا ذکر اسکو مستلزم ہوگیا اُسکی تصریح کی حاجت نہیں ہے۔ تقدیر کلام یہ ہے ثم جاؤک فآمنوا واستغفروا۔ پس ایک شرط تو اس قبول توبہ کی یہ ہے اور دو شرطیں اور بھی آیت میں مذکور ہیں ایک تو حاضری خدمت نبوی دوسرے آپکا بھی استغفار فرمانا حالانکہ ظاہرا توبہ کرنیکے یا مسلمان ہونے کے لیے صرف بندہ کا عرض معروض کرلینا کافی ہے سو شرط اول کی وجہ چند ہیں۔ ایک تو یہ کہ ایمان کا اظہار ضروری ہے اور جو شخص آپسے مکانا قریب ہو اسکے اظہار کا عادۃً اُسوقت یہی طریق تھا کہ حضور کی خدمت میں آکر مسلمان ہوجاوے۔ دوسرے توبہ بحسب معصیت ہوتی ہے تدارک میں بھی جو امر کہ قابل تدارک ہو اور اعلان کی ضرورت وعدم ضرورت میں بھی چنانچہ ترک نماز سے توبہ کیلئے ضروری ہے کہ نمازیں قضا کرے اور معاصی معلن کے لیے توبہ کا اعلان ضروری ہے چونکہ یہ گناہ غیر حاضری کا تھا اسلیے تدارک حاضری سے ہوگا اور جیسا اسکی اطلاع سب کو ہوئی تھی اس توبہ کا بھی اظہار ضروری ہے جسکا طریقہ اُسوقت آپکی خدمت میں حاضری تھی تیسرے غیر حاضری سے آپکے قلب مبارک کو تاذی ہوئی تھی اور ایذاء رسول کفر ہے حاضری تطییب ہوگی اور دوسری شرط کی وجہ ایک یہ ہوسکتی ہے کہ آپکا استغفار ناشی ہوگا انشراح وطیب قلب سے اور اسکی ضرورت اوپر مذکور ہوچکی۔ دوسرے اس سے اُن تائبین کی توفیق صمیم قلب سے توبہ کرنیکی بڑھجاویگی اور توبہ کا صمیم قلب سے ہونا ضروری ہے۔ پس اصل شرائط مقصودہ یہ امور ہیں۔ ایمان۔ تدارک امور قابلہ تدارک مثل ادای حقوق عباد وتوسلم کو بھی۔ اعلان درمحل اعلان۔ خلاص۔ ندامت اور امور مدلولہ آیت ان امور مقصودہ کیلیے طرق تھے۔ اور اصل سوال کے جواب میں یہ بھی کہنا ممکن ہے کہ ان امور کا شرائط توبہ بتلانا مقصود نہیں بلکہ مکمل توبہ کہنا مقصود ہے یعنی اس طریق سے توبہ کریں تو خوب کامل ہو پس نفس توبہ کا طریق نہیں بلکہ کمال توبہ کا ہے ربط اوپر شریعت کیطرف رجوع کرنیکو واجب اور غیر شریعت کیطرف رجوع کرنیکو حرام فرمایا تھا آگے فرماتے ہیں کہ شریعت کیطرف محض ظاہرا رجوع کرنا کافی نہیں بلکہ باطنا بھی اسپر راضی ہونا ضروری ہے اور تسلیم کامل شرط ایمان ہے **وجوب تسلیم حکم شرع ظاہرا وباطنا** فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿٦٥﴾ پھر قسم ہے آپکے رب کی یہ لوگ (جو صرف زبانی ایمان ظاہر کرتے پھرتے ہیں عند اللہ) ایماندار نہ ہونگے جب تک یہ بات نہو کہ انکے آپسمیں جو جھگڑا واقع ہو اُسمیں یہ لوگ آپ سے (اور آپ نہ ہوں تو آپکی شریعت سے) تصفیہ کراویں پھر (جب آپ تصفیہ کردیں تو) اُس آپکے تصفیہ سے اپنے دلوں میں (انکار کی) تنگی نہ پاویں اور (اُس فیصلہ کو) پورا پورا (ظاہر سے باطن سے) تسلیم کرلیں **ف** اگر یہ شبہ ہو کہ آپ تو حاکم ہی تھے پھر کسی کے حکم بنانے کے کیا معنی۔ جواب یہ ہے کہ میں نے جو ترجمہ کیا ہے اُسمیں اسکی گنجایش نہیں رہی کیونکہ تحکیم اصطلاحی شرعی مراد نہیں بلکہ تحکیم حسی یعنی مقدمہ لانا مراد ہے اور یہ امر اُنہی کے فعل پر موقوف ہے اور اگر یہ شبہ ہو کہ ظاہر آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص دوسرے قانون کیطرف اُسکو باطل سمجھکر بھی رجوع کرتے ہیں وہ مسلمان نہیں ہیں حالانکہ حرام کا مرتکب جبکہ اعتقاد حلت کا نرکھتا ہو مؤمن ہے گو فاسق ہو اسیطرح اگر کسیکے دل میں شرعی فیصلہ سے تنگی پیدا ہو مگر اُس فیصلہ کو حق سمجھے وہ بھی مسلمان نہ ہونا چاہیے حالانکہ تنگی پر انسان کا اختیار نہیں اور غیر اختیاریات کا مکلف نہیں اسیطرح اگر اُس فیصلہ پر کوئی عمل نکرے تو یہ بھی عدم تسلیم ہے تو وہ بھی مسلمان نہ ہے حالانکہ ترک عمل سے ایمان نہیں جاتا۔ ان شبہات کا جواب یہ ہے کہ تحکیم اور عدم حرج اور تسلیم کے مراتب تین ہیں اعتقاد سے اور زبان سے اور عمل سے

ملحقات الترجمة

لے فی ظلموا یہ گناہ لان الکلام فی المعصیۃ المخاصۃ التی ہی ان یخیر الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ سے قولہ فی فاستغفروا یعنی جملتہ علی التعقیب لانی اثبت کون الثنی شرطا ولا بد من تقدم الشرط ۱۲ سے قولہ فی فلا پھر عندی ہذا التعقیب ذکری ای سمعت امرا فامع آخر فی القاموس ذکری وہو عطف مفصل علی مجمل ۱۲ ھ قولہ فی یحکموک آپ نہ ہوں الخ اشار الی ان المقصود تحکیم الشریعۃ ۱۲ ھ قولہ فی ثم لا یجدوا جب آپ تصفیہ الخ اشارۃ الی انہ معطوف علی مقدر ینساق الیہ الکلام ای فتحکم بینہم ثم لم یجدوا کذا فی الروح ۱۲ ھ قولہ فی تسلیما پورا پورا افادہ التاکید بالمفعول المطلق وقولہ ظاہر سے الخ بیان لہ ۱۲

اللغات فی القاموس شجر بینہم الامر شجورا تنازعوا فیہ اھ فالمراد بالامر وضمیر شجر راجع الیہ وبین صلۃ لہ شجر اختلط فان فی التنازع یختلط الامر یختلف بین المتنازعین ۱۲ **النحو** لا مزیدۃ لتاکید القسم وقیل مزیدۃ لمظاہرۃ لا فی لا یؤمنون ۱۲ **البلاغة** وربک فیہ من فخامۃ شان الرسول صلے اللہ علیہ وسلم ما لا یخفی ۱۲ **الروايات** فی اللباب عن الائمۃ الستۃ نزولہا فی قصۃ الزبیر ورجل من الانصار تخاصما فی شراج من الحرۃ۔ وفیہ قال الزبیر فما احسب ہذہ الآیات الا نزلت فی ذلک فلا وربک الخ وفیہ اخرج ابن ابی حاتم وابن مردویہ عن ابی الاسود قال اختصم رجلان الی النبی صلے اللہ علیہ وسلم فقضی بینہما وسرد مثل ما مضے من قصۃ بشر المنافق وقتل عمر ایاہ فانزل اللہ تعالی فلا وربک الخ قلت والروایۃ الثانیۃ اوفق بالمقام والاولی لیست نصا فی کونہا سبب النزول ففیہا فما احسب ہذہ الآیات من غیر جزم ۱۲

وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ مَّا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ

اور ہم اگر لوگون پر یہ بات فرض کر دیتے کہ تم خود کشی کیا کرو یا اپنے وطن سے بے وطن ہو جایا کرو تو بجز معدودے چند لوگون کے اس حکم کو کوئی بھی بجا نہ لاتا اور اگر یہ لوگ جو کچھ انکو نصیحت کیجاتی ہے اسپر عمل کیا کرتے

بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَشَدَّ تَثْبِيْتًا ۙ وَّاِذًا لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ لَّدُنَّآ اَجْرًا عَظِيْمًا ۙ وَّلَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝ وَمَنْ يُّطِعِ

تو انکے لیے بہتر ہوتا اور ایمان کو زیادہ پختہ کرنیوالا ہوتا اور اس حالت مین ہم انکو خاص اپنے پاس سے اجر عظیم عنایت فرماتے اور ہم انکو سیدھا رستہ تبلادیتے اور جو شخص

اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝

اللہ و رسول کا کہنا مان لیگا تو ایسے اشخاص بھی ان حضرات کے ساتھ ہونگے جنپر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے یعنے انبیا اور صدیقین اور شہدا اور صلحا اور یہ حضرات بہت اچھے رفیق ہیں۔

اعتقادی یہ کہ قانون شریعت کو حق اور موضوع للتحکیم جانتا ہے اور اسمین مزاحمۂ عقل میں ضیق نہین اور اسی مرتبہ مین اسکو تسلیم کرتا ہے اور زبان سے یہ کہ ان امور کا اقرار کرتا ہے کہ حق اسی طرح ہے۔ اور عملی یہ کہ بمقدمہ لیے بھی جاتا ہے اور طبعی ضیق بھی نہین اور اس فیصلہ کے موافق کارروائی بھی کرے سو اول مرتبہ تصدیق و ایمان کا ہے اسکا نہونا عند اللہ کفر ہے اور منافقین مین خود اسی کی کمی تھی چنانچہ تنگی کے ساتھ لفظ انکار اسی کی توضیح کے لیے ظاہر کر دیا ہے۔ اور دوسرا مرتبہ اقرار کا ہے اسکا نہونا عند الناس کفر ہے تیسرا مرتبہ تقوی و صلاح کا ہے اسکا نہونا فسق ہے اور طبعی تنگی معاف ہے پس آیت مین بقرینہ ذکر منافقین مرتبہ اولی مراد ہے اب کوئی اشکال نہین ۔ ربط اوپر کامل اطاعت کا وجوب ذکر فرمایا ہے آگے اسکا خیر و نافع ہونا اور اس درجہ کی اطاعت کرنیوالونکا قلیل ہونا مذکور فرماتے ہین **فضیلت اطاعت کاملہ و تقلیل اہل آن** وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ مَّا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَشَدَّ تَثْبِيْتًا ۝۶۶ وَّاِذًا لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ لَّدُنَّآ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝۶۷ وَّلَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝۶۸ اور ہم اگر لوگون پر یہ بات (بطور احکام مقصودہ کے) فرض کر دیتے کہ تم خودکشی کیا کرو یا اپنے وطن سے بے وطن ہو جایا کرو تو بجز معدودے چند لوگونکے (جو مومن کامل ہوتے) اس حکم کو کوئی بھی نہ بجالاتا (اس سے ثابت ہوا کہ مطیعین کامل کم ہوتے ہین) اور اگر یہ (منافق) لوگ جو کچھ انکو (اطاعت رسول بجان و دل کی) نصیحت کیجاتی ہے اسپر عمل کیا کرتے تو انکے لیے (دنیا مین تو بوجہ استحقاق ثواب کے) بہتر ہوتا اور (نیز باعتبار تکمیل دین کے انکے) ایمان کو زیادہ پختہ کرنیوالا ہوتا (کیونکہ تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ دین کا کام کرنیسے خود باطنی کیفیت اعتقاد و یقین کو ترقی ہوتی ہے) اور اس حالت مین (جبکہ عمل سے خیریت و تثبیت دین حاصل ہو جاتی تو آخرت مین) ہم انکو خاص اپنے پاس سے اجر عظیم عنایت فرماتے اور ہم انکو (جنت کا) سیدھا رستہ تبلادیتے (کہ بے روک ٹوک جنت مین جا داخل ہون جو کہ اجر عظیم ملنے کا مقام ہے) **ف** اس معدودے چند مین تمام صحابہ مومنین کاملین داخل ہین جو کہ بمقابلہ کفار و فجار کے تعداد کے قلیل ہی ہین اور یہ مطلب نہین کہ اسوقت کے مومنین مین ایسے لوگ دو چار ہوتے اسی لیے علیہم کی ضمیر کا مرجع مطلق ناس کو قرار دیا ہے نہ تو صحابہ کو کہ بلا دلیل ہے اور نہ منافقین کو کہ خلاف دلیل ہے کیونکہ انمین تو ایسا ایک بھی نہ تھا جو قلیل قلیل ہے اور جب اسمین صحابہ و مومنین ہے اس پر لو اب بنی اسرائیل کا افضل ہونا اس آیت سے لازم نہین آیا کہ انمین ستر ہزار کا مقتول ہونا سیر مین منقول ہے۔ اور یہ جو قید لگائی ہے کہ بطور احکام مقصودہ کی وجہ اسکی یہ ہے کہ وہ تھا دو ہجرت ہیر قتل و خروج ہے اب بھی مشروع ہوا ہے لیکن حکم مقصود اعلاء کلمۃ اللہ و صون الاسلام عن اعداء اللہ ہے حتی کہ اگر یہ علو و صون حاصل ہو جاوے پھر ہجرت و جہاد ختم ہو جاتا ہے اور یہ مضمون قتل نفس کا بطور جملہ معترضہ کے ہے واسطے افادہ تقلیل مخلصین کے جس سے ایک گونہ تسلی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ منافقین کی حالت پر غمزدہ نہون اور اس مضمون کے سیاق و سباق مین منافقین کا تذکرہ ہے **ربط** اوپر اللہ و رسول کی اطاعت پر خاص مخاطبین سے وعدہ تھا آگے بطور قاعدہ کلیہ کے اللہ و رسول کی اطاعت پر عام وعدہ ہے اور قطع وعدہ کے خصوص اور عموم سے اجر عظیم جو مذکور ہوا ہے آگے اسکی گویا تفسیر بھی ہو گئی ہے یہ بھی مناسبت کی وجہ ہے **وعدہ فضل عظیم بر اطاعت احکام** وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا

ملحقات الترجمة

لے قوله فی اشد تثبیتاً کیونکہ تجربہ ہذا التفسیر اخذتہ من البیضاوی والعصام ۱۲

۲ قوله صراط جنت کذا فی الروح ۱۲

النحو قوله ما فعلوه ای المکتوب المدلول علیه بقوله انا کتبنا۔ قوله اذا فی الروح متجه للدلالة علی ان الجزاء الاخیر بعد ترتیب التالی السابق علی المقدم قوله فاولئك جمع باعتبار المعنی رفیقا حال او تمیز استوی فیه الواحد والجمع

البلاغة قوله النبیین یقبل النبی والرسول المراد به محمد صلی اللہ علیه وسلم اشارة الی ان معیته صلی اللہ علیه وسلم معیتهم علیهم السلام

اختلاف القراءة فی قراءة الا قلیلا بالنصب علی الاستثناء ۱۲

الروايات فی اللباب اخرج ابن جریر عن السدی قال لما نزلت ولو انا کتبنا افتخر ثابت بن قیس بن شماس و رجل من الیهود فقال الیهودی واللہ لقد کتب اللہ علینا ان اقتلوا انفسکم فقتلنا انفسنا فقال ثابت واللہ لو کتب اللہ علینا ان اقتلوا انفسکم لقتلنا انفسنا فانزل اللہ ولو انهم فعلوا الخ فی اللباب اخرج الطبرانی و ابن مردویه عن عائشة عن رجل اخرج ابن ابی حاتم عن مسروق عن اصحاب النبی صلی اللہ علیه وسلم و عن عکرمة عن فتی ما معناه المشترك قالوا للنبی صلی اللہ علیه وسلم کیف نراك فی الجنة وکیف نصبر ان لم نرك فنزلت (ای ومن یطع اللہ الخ)

ع ۱۱

ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا ۝

یہ فضل ہی اللہ تعالیٰ کی جانب سے اور اللہ تعالیٰ کافی جاننے والے ہیں　اے ایمان والو　اپنی تو احتیاط رکھو　پھر متفرق طور پر　یا مجتمع طور پر نکلو

وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ ۚ فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِيْدًا ۝ وَلَئِنْ

اور تمہارے مجمع میں بعضا بعضا شخص ایسا ہے جو ہٹتا ہے پھر اگر تمکو کوئی حادثہ پہنچ گیا تو کہتا ہے بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بڑا فضل کیا کہ میں ان لوگوں کے ساتھ حاضر نہیں ہوا اور اگر

اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ لَيَقُوْلَنَّ كَاَنْ لَّمْ تَكُنْۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا

پھر اللہ تعالیٰ کا فضل ہو جاتا ہے　ایسے طور پر کہ گویا تم میں اور اس میں کچھ تعلق ہی نہیں کہتا ہے　ہائے کیا خوب ہوتا کہ میں بھی ان لوگوں کا شریک حال ہوتا تو مجکو بھی بڑی کامیابی ہوتی

عَظِيْمًا ۝ فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ؕ

تو ہاں شخص کو چاہیے کہ اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے لڑے جو آخرت کے بدلے دنیوی زندگی کو اختیار کیے ہوئے ہیں

ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ۝ اور جو شخص (ضروری احکام میں بھی) اللہ اور رسول کا کہنا مان لیگا (گو تکثیر طاعات سے کمال حاصل نکرسکے) تو ایسے اشخاص بھی (جنت میں) ان حضرات کے ساتھ ہونگے جن پر اللہ تعالیٰ نے (کامل) انعام (دین و قرب و قبول کا) فرمایا ہے یعنی انبیا (علیہم السلام) اور صدیقین (جو کہ انبیا کی امت میں سب سے زیادہ رتبہ کے ہوتے ہیں جنمیں کمال باطنی بھی ہوتا ہے جنکو عرف میں اولیا کہا جاتا ہے) اور شہدا (جنہوں نے دین کی محبت میں اپنی جان تک دیدی) اور صلحا (یعنی شریعت کے پورے متبع ہوتے ہیں واجبات میں بھی اور مستحبات میں بھی جنکو نیک بخت دیندار کہا جاتا ہے) اور یہ حضرات (جسکے رفیق ہوں) بہت اچھے رفیق ہیں (ظاہر ہے کہ ساتھ صحبت و رفاقت ثابت ہے پس حاصل یہ ہوا کہ اطاعت کا یہ ثمرہ ہوا کہ اسکو ایسے رفیق ملے) یہ (معیت و رفاقت ان حضرات کے ساتھ محض) فضل ہے اللہ تعالیٰ کی جانب سے (یعنی یہ عمل کا اجر نہیں ہے کیونکہ اسکا مقتضا تو یہ تھا کہ درجہ اس عمل کا مقتضا تھا اس سے آگے نہ جاتا پس یہ بطور انعام کے ہے) اور اللہ تعالیٰ کافی جاننے والے ہیں (ہر ایک کے عمل کو اور اسکے مقتضا کو [illegible] مقتضیات زائد مناسب انعام کی مقدار کو خوب جانتے ہیں [illegible] تفاوت ہوگا کسی کو ان حضرات سے بار بار قرب ہوگا کسی کو گاہ گاہ [illegible] سابقہ ہو [illegible] بیشک اس کے ساتھ ہونے سے مطلب نہیں کہ وہ شخص سب حضرات ان کے درجہ میں چلے جاوینگے کیونکہ قرینہ مقام مدح و فضل ہی خالصات اور یہ مطلب بھی نہیں [illegible] ان حضرات کے درجہ میں چلے جاوینگے کیونکہ درجات متفاوت ہیں [illegible] یہ تفاوت ثابت ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اپنے درجہ سافلہ سے انکے درجہ عالیہ پر [illegible] بزیارت و برکات اس درجہ کے ہوا کرینگے۔ اور یہاں جاننا چاہیے کہ ضروری احکام کے مدارج بھی مختلف ہیں ادنیٰ درجہ وہ ہے جس سے آدمی مومن ہو جاتا ہے اور اس کے اثر سے وہ ہے جس سے لقب عاصی سے بچ جاتا ہے پس جس درجہ کے احکام ضروریہ میں اطاعت ہوگی اسی درجہ کی معیت ہوگی۔ اور اس سے اعلیٰ یہ ہے کہ تطوعات ظاہری و باطنی کو بھی بجالاوے یہاں من یطع اللہ والرسول میں یہ درجہ اسلئے مراد نہیں کہ اس سے تو صدیقیت و شہادت و صلاح کے ساتھ متصف ہوتا ہے جسکے ساتھ معیت کا ذکر ہے ورنہ مع مختلفین متحد ہو جاوینگے حالانکہ ان کا [illegible] ربط تین رکوع کے قریب منجملہ معاملات مع المخالفین کے جو کہ ایک قسم ہے تقویٰ کا بیان کفار کا اظہار چلا آتا ہے اور مقابلہ کے لیے بیچ بیچ میں اہل ایمان کی فضیلت کا بھی ذکر آگیا تھا منجملہ ان معاملات مع المخالفین کے احکام جہاد ہیں آگے اسکا ذکر شروع ہوتا ہے یہاں سے چھ رکوع تک یعنی اس پارہ کے تین پاؤ کے قریب تک اسی مضمون کے متعلقات چلے گئے ہیں **حکم نوزدہم وجوب جہاد و فضل آں و ذم تقاعد از آں** يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا ۝ وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ ۚ فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِيْدًا ۝ وَلَئِنْ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ لَيَقُوْلَنَّ كَاَنْ لَّمْ تَكُنْۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝ فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ؕ

ملحقات الترجمة

[illegible] فی یطع [illegible] علی کون ہذا الرجل [illegible] من بعده ۱۲ **ک** قولہ فی من النبیین [illegible] الی ان [illegible] ۱۲ **ک** قولہ فی [illegible] [illegible] القصود مدح المطیعین للا [illegible] الرفقاء ۱۲

اللغات ثبات جمع ثبۃ وہی الجماعۃ دون العشرۃ وقیل فوق الاثنین ووزنہا فی الاصل فعلۃ کحطمۃ حذفت لامہا وعوض عنہا ہاء التانیث وہل ہی واو من ثبا یثبو ای اجتمع او یاء من تثبت علی فلان بمعنی اثنیت علیہ بذکر محاسنہ وجمعہا قولان کذا فی الروح ۱۲

البلاغۃ فی حاشیۃ البیضاوی یقال اخذ حذرہ اذا تیقظ واحترز من المخوف کانہ جعل الحذر آلۃ التی یقی بہا نفسہ ویعصم بہا روحہ والمعنی احذروا واحترزوا من العدو ولا تمکنوہ من انفسکم ۱۲

وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

اور جو شخص اللہ کی راہ مین لڑیگا پھر خواہ جان سے مارا جاوے یا غالب آجاوے ہم اسکو اجر عظیم دینگے اور تمہارے پاس کیا عذر ہے کہ تم جہاد نکرو اللہ کی راہ مین

وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَاجْعَلْ

اور کمزوروں کی خاطر سے جنمین کچھ مرد ہین اور کچھ عورتین ہین اور کچھ بچے ہین کہ اے ہمارے پروردگار ہمکو اس بستی سے باہر نکال جسکے رہنے والے سخت ظالم ہین اور

لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۚ وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ

ہمارے لیے غیب سے کسی دوست کو کھڑا کیجیے اور ہمارے لیے غیب سے کسی حامی کو بھیجیے۔ جو لوگ پکے ایماندار ہین وہ تو اللہ کی راہ مین جہاد کرتے ہین اور جو لوگ کافر ہین وہ شیطان کی راہ مین لڑتے ہین۔

وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ اے ایمان والو (کافرونکے مقابلہ مین) اپنی تو احتیاط رکھو (یعنی انکے داؤگھات سے بھی ہوشیار رہو اور مقابلہ کے وقت سامان ہتیار ڈھال تلوار سے بھی درست رہو) پھر (ان سے مقابلہ کے لیے) متفرق طور پر یا مجتمع طور پر (جیسا موقع ہو) نکلو اور تمہاری مجمع مین (جسمین کہ بعضے منافقین بھی شامل ہورہے ہین) بعضا بعضا شخص ایسا ہے (مراد اس سے منافق ہے) جو (جہاد سے) ہٹتا ہے (یعنی جہاد مین شریک نہین ہوتا) پھر اگر تمکو کوئی حادثہ پہونچ گیا (جیسے شکست وغیرہ) تو (اپنے نہ جانے پر خوش ہوکر) کہتا ہے بیشک اللہ تعالے نے مجھ پر بڑا فضل کیا کہ مین ان لوگونکے ساتھ (لڑائی مین) حاضر نہین ہوا (نہیز تو مجھ پر بھی مصیبت آتی) اور اگر تمپر اللہ تعالی کا فضل ہوجاتا ہے (یعنی فتح وغنیمت) تو ایسے طور پر (خود غرضی کے ساتھ) کہ گویا تم مین اور اسمین کچھ تعلق ہی نہین (مال کے فوت ہونے پر تاسف کرکے) کہتا ہے ہاے کیا خوب ہوتا کہ مین بھی ان لوگون کا شریک حال ہوتا (یعنی جہاد مین جاتا) تو مجکو بھی بڑی کامیابی ہوتی (کہ مال دولت لاتا اور خود غرضی اور بے تعلقی اس کہنے سے ظاہر ہے ورنہ جس سے تعلق ہوتا ہے اُسکی کامیابی پر بھی تو خوش ہوتے ہین یہ نہین کہ اپنا افسوس کرنے بیٹھ جاوے اور اسکی خوشی کا نام بھی نہ لے اللہ تعالی اس شخص کے حق مین فرماتے ہین کہ بڑی کامیابی مفت سفت نہین ملتی اگر اُسکا طالب ہے) تو ہان اس شخص کو چاہیے کہ اللہ کی راہ مین (یعنی اعلاء کلمۃ اللہ کی نیت سے جو کہ موقوف ہے ایمان واخلاص پر یعنی مسلمان مخلص بنکر) اُن (کافر) لوگون سے لڑے جو آخرت (کو چھوڑکر اُس) کے بدلے دنیوی زندگی کو اختیار کیے ہوئے ہین (یعنی اس شخص کو اگر فوز عظیم کا شوق ہے تو دل درست کرے ہاتھ پاؤن ہلاوے مشقت جھیلے تیغ وسنان کے سامنے سینہ سپر ہو دیکھو فوز عظیم ہاتھ آتا ہے یا نہین اور یون کیا کوئی دل لگی ہے پھر جو شخص اتنی مصیبت جھیلے سچی کامیابی اُسکی ہے کیونکہ دنیا کی کامیابی اول تو حقیر پھر بھی تو کبھی ہین کیونکہ اگر غالب آگئے تو ہے ورنہ نہین) اور (آخرت کی کامیابی جو کہ ایسے شخص کے لیے موعود ہے ایسی ہے کہ عظیم بھی اور پھر ہر حالت مین کیونکہ اُسکا قانون یہ ہے کہ) جو شخص اللہ کی راہ مین لڑیگا پھر خواہ (مغلوب ہوجاوے حتے کہ) جان (ہی) سے مارا جاوے یا غالب آجاوے ہم (ہر حالت مین اسکو (آخرت کا) اجر عظیم دینگے (جو کہ فوز عظیم کہنے کے لائق ہے جسکو تاکد وعدہ وتیقن ترتب کے لیے اجر فرمادیا گیا۔ اور یہ بھی ایک فرق ہے دنیا کی کامیابی مین کہ وہ موعود نہین اور آخرت کی کامیابی لیکن کہ وہ موعودیت مین مشابہ اجرت کے ہے) **ف** یہان دو حکم فرمائے ہین سامان بچاؤ کا کرنا اور جہاد اور مقصود اصلی مقام کا دوسرا حکم ہے جو انفروا کا لبطور کنایہ کے مدلول ہے مگر حکم اول کو تقدیم اور تصریح کے ساتھ فرمانا رحمت وشفقت الٰہیہ پر دلیل ہے کہ حفاظت کا زیادہ اہتمام فرمایا **ربط** آگے بھی جہاد کی تاکید ہے تکریر سے اور اُسکے ایک داعی کے بیان سے اور وہ داعی ستم رسیدہ ہونا کمزور مسلمانونکا اور اشارہ وعدہ نصرت سے کہ یہ سب امور مقتضی ہین جہاد کو پس یہ تتمہ ہے ماقبل کا **تتمہ وتاکید سابق** وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۚ وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ

البلاغۃ فیقتل او یغلب لم یقل فیغلب مبنیا للمفعول او یغلب مبنیا للفاعل اشارۃ الی انہ ینبغی ان لایحدث نفسہ بالھرب بل ان یثبت حتی یکون مقتولا او غالبا ولم یقل فیقتل مبنیا للمفعول او یقتل مبنیا للفاعل اشارۃ الی انہ ینبغی ان لایکون ہم المجاہد بالذات قتل الناس بل اما الشہادۃ واما الظفر واما التنکیل فبہ لضرورۃ ۱۲ قولہ الولدان زادہ دلالۃ علی تناہی ظلم المشرکین حیث یظلمون من تبرحمہم العدو۔ قولہ المستضعفین السین للمبالغۃ والمراد الضعفاء قولہ الظالم اہلہا لم یقل الظالمۃ لتوقیرہا من نسبۃ الظلم الیہا۔ البلاغۃ من قولہ تعالی الولدان کلہا من الروح ۱۲

ملحقات الترجمۃ

۵۱ قولہ فی خذوا حذرکم یعنی آنکے داؤ الخ اشارالی التعمیم من ای تیقظوا وتنبہ ما یحذر بہ کاسلاح بینہما العموم اللفظا و ۱۲ شمل الجبن والسلاح لان یکسبہ وخلافی الحفظ ۱۲ ۵۲ قولہ فی او انفروا جیسا موقع اشارالی ان او للتخییر ۱۲ قولہ فی منکم مجمع الخ اشار الی ان المراد لیس المؤمنین خاصۃ فانہم لیس منہم مبطئی بل المجموع المؤمنین والمنافقین ۱۲ ۵۳ قولہ فی لیبطئن ۱۲ بمعنی التاخر لعدم کذا فی الروح ۱۲ لا ناکا بطاء ۱۲ ۵۵ قولہ فی کان لم یکن اشارالی انہ حال ۵۶ قولہ فی مودۃ ما تیر ای دروده من التشبیہ یشعر بتشبیہ ذو علاقۃ قطعا وجہ الاندماج طذ متضمنۃ صورۃ المودۃ مودۃ وعکس ان ہذا علی زعمہ المودۃ ۱۲ ۵۷ قولہ فی فلیقاتل اگر اُسکا طالب الخ اشار الی ان الفاء فصیحۃ ۱۲ ۵۸ قولہ فی سبیل اللہ جو کہ موقوف ہے لان النیۃ عبادۃ لا تقبل بدون الایمان بیدفع ما توہم من السوال عن فائدۃ قتال المنافق بدون الایمان ۵۹ قولہ فی الذین یشرون لوگونسے الی قولہ اختیار جعلت الموصول مفعولا ویشہد ذوقی والمفسرون جعلوہ فاعلا وجعلت الشراء علی الاشتراء فانہ مشترک

فَقَاتِلُوٓا اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ ۚ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ۝

تو تم شیطان کے ساتھیوں سے جہاد کرو واقع مین شیطانی تدبیر لچر ہوتی ہے

فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ۝ اور تمہارے پاس کیا[۵۱] عذر ہے کہ تم جہاد نکرو (باوجودیکہ اُسکا قوی[۵۲] داعی موجود ہے کیونکہ یہ جہاد) اللہ کی راہ مین (ہوتا ہے یعنی اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے موضوع ہے جسکا اہتمام ضروری ہے) اور (اس اعلاء دین کے آثار مین سے ایک خاص اثر کی ضرورت بھی درپیش ہے وہ یہ کہ) کمزور (ایماندار) وں کی خاطر سے (بھی لڑنا[۵۳] ضرور ہے تاکہ کفار کے پنجہ ستم سے رہائی پاوین) جن (بیچاروں) مین کچھ مرد ہین اور کچھ عورتین ہین اور کچھ بچے ہین جو (کفار سے تنگ و پریشان ہو ہو کر) دعا کر رہے ہین کہ اے ہمارے پروردگار ہمکو (کسیطرح) اس بستی سے (یعنی مکہ سے جو ہمارے لیے مثل زندان[۵۴] کے ہے) باہر نکال جسکے رہنے والے سخت ظالم ہین (کہ ہم پر آفت ڈھا رکھی ہے) اور ہمارے لیے غیب[۵۵] سے کسی دوست کو کھڑا کیجیے اور ہمارے لیے غیب سے کسی حامی کو بھیجیے[۵۶] (کہ ہمارے ساتھ حمایت اور دوستی کرکے اُن ظالمونکے پنجہ سے چھڑاوے) جو لوگ پکے[۵۷] ایماندار ہین وہ تو (ان احکام کو سنکر[۵۸]) اللہ کی راہ مین (یعنی غلبہ اسلام کے قصد سے) جہاد کرتے ہین اور جو لوگ (انکے مقابلہ مین) کافر ہین وہ شیطان کی راہ مین (یعنی غلبہ کفر کے قصد سے) لڑتے ہین (اور ظاہر[۵۹] ہے کہ اُن دونون مین نصرت اللہ کی طرف سے ایمانداروں کو ہو گی جب[۶۰] ایماندار منصور من اللہ ہین) تو (اے ایماندارو) تم شیطان کے ساتھیوں سے (یعنی کافروں سے جو کہ منصور من اللہ نہین) جہاد کرو (اور گو وہ بھی غلبہ کی مختلف تدبیرین کرتے ہین لیکن) واقع مین (وہ شیطانی تدبیرین ہین کہ شیطان اُن کفری تدبیرونکا امر کرتا ہے اور) شیطانی تدبیر (خود) لچر[۶۱] ہوتی ہے (کیونکہ اسمین غیبی امداد نہین ہوتی اور گاہے غلبہ ہو جانا یہ استدراج ہے تو غیبی امداد و نصرت جو مومنین کے ساتھ ہے وہ تدبیر اُسکا کیا مقابلہ کریگی خلاصہ یہ کہ داعی بھی ہے اور وعدہ نصرت بھی ہے پھر کیا عذر ہے اسلیے مکرر تاکید کیگئی)۔ **ف** مکہ مین ایسے کمزور مسلمان رہ گئے تھے کہ اپنی ضعف جسمانی و کم سامانی کیوجہ سے ہجرت نکرسکے پھر کافرونے بھی نہ جانے دیا اور طرح طرح سے انکو ستاتے تھے چنانچہ احادیث و تفاسیر مین بعضون کے نام بھی آئے ہین جیسے حضرت ابن عباسؓ اور انکی والدہ اور سلمہ بن ہشام اور ولید بن الولید اور ابو جندل بن سہیل آخر حق تعالی نے انکی دعا قبول فرمائی اور بعضون کی رہائی کا تو پہلے ہی سامان ہو گیا اور پھر مکہ معظمہ فتح ہو گیا جس سے سبکو امن اور اعزاز حاصل ہو گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنپر حضرت عتاب بن اسید کو عامل و حاکم مقرر فرمایا پس ولی و نصیر کا مصداق خواہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا جاوے اور یہی اچھا معلوم ہوتا ہے اور یا حضرت عتابؓ کو کہا جاوے کہ انہون نے اپنے زمانہ حکومت مین سبکو خوب آرام پہونچایا۔ اور اگر کسیکو وسوسہ ہو کہ جب انکی دعا کا مستجاب ہونا مقدر ہو چکا تھا تو پھر مسلمانونکو اس حکم دینے کے کیا معنے کہ تم انکی خاطر سے لڑو کیونکہ نصرت خالق کے ہوتے ہوئے نصرت مخلوق کی کیا ضرورت ہے۔ جواب یہ ہے کہ مطلب آیتونکا یہ ہے کہ انکی دعا تو ضرور ہی ہم قبول کرینگے اور ضرور عالم اسباب مین کسی نہ کسی سے یہ کام لینگے خواہ تم کرو یا نکرو یہ کام تو ضرور ہو ہی کر رہیگا لیکن تمہاری خیرخواہی سے کہتے ہین کہ مفت کی دولت ہاتھ آتی ہے گو تمہاری شرکت کی کوئی ضرورت تو ہے نہین لیکن شرکت کرو گے تو تمکو بھی ثواب ملجاویگا ورنہ دوسری جگہ فرما ہی دیا ہے وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ الآیۃ۔ اور یہان ایمانداروں سے جو وعدہ نصرت فرمایا ہے اسکے معنی یہ ہین کہ ایماندار ہونیکا یہ مقتضا ہے اور ممکن ہے کہ کسی مانع کی وجہ سے کسی وقت مقتضا موثر نہو خواہ وہ مانع ابتلا ہو یا اختلال اطاعت ہو یا دونون ہون جیسا احد مین ہوا۔ **ربط** اوپر جہاد کا وجوب اور اُسکے فضائل بیان کرکے اُسکی ترغیب تھی آگے دوسرے طور پر اُسکی ترغیب ہے یعنی جہاد مین بعض مسلمانون کے مستعد ہونے پر اُنکی ایک لطف آمیز شکایت بھی ہے جسکی بناء یہ ہوئی کہ مکہ مین کفار بہت ستاتے تھے اُسوقت بعض صحابہ نے جہاد کی اجازت اصرار سے چاہی مگر اُسوقت حکم تھا عفو و صفح کا بعد ہجرت کے جب جہاد کا حکم نازل ہوا تو طبعًا بعض کو دشوار ہوا اور وہ فی لباب النقول عن النسائی اُسپر یہ شکایت فرمائی گئی اور چونکہ بطور انکار یا اعتراض علی الحکم کے نہ تھا بلکہ محض تمنا تھی اور چندے اس حکم کے نہ آنے کی اسلیے توبیخ نہین ہے محض لطف آمیز شکایت ہے اور اس تمنا کا سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ عادۃً محرک کے وقت کام زیادہ آسان ہوتا ہے تو مکہ مین کفار کی ایذاؤن سے جوش اُٹھتا تھا ہجرت کے بعد جو امن ہوا اُتنا جوش نرہا اب طبعی مصلحتین خیال مین آنے لگین۔ اور اُس شکایت کے ساتھ دُنیا کی ناپائداری اور آخرت کا بقا اور موت سے کسی حال مین نہ بچ سکنا مذکور ہے اور ان سب مضامین کا ترغیب مین دخل ہونا ظاہر ہے

ملحقات الترجمۃ ۱۰ ع

[۵۱] قوله فی مالکم کیا عذر کذا فی الروح ۱۲

[۵۲] قوله فی لا تقاتلون قوی داعی ہذہ القوۃ من عطف قوله المستضعفین مع کونه داخلا فی سبیل الله عطفا للخاص علی العام وهو یفید القوۃ وما قررت فی تفسیر الآیة مبناه علی ان محط الفائدة هو القتال ولو جعل المجموع کان تقریرہ انکم کیف لا تفعلونه مع انه ضروری ۱۲

[۵۳] قوله فی والمستضعفین خاطر اشارة الی عطف المستضعفین علی اسم الله ای سبیل المستضعفین فترجم السبیل بهذه الکلمة ۱۲

[۵۴] قوله فی اخرجنا زندان اظهرہ للدلالة علی ان هذا الاخراج اعزاز لا اذلال کما ینبادر من لفظ الاخراج ۱۲

[۵۵] قوله فی لدنک غیب اخذ بالحاصل للمحاورة ۱۲

[۵۶] قوله فی اجعل الثانی بھیجیے غیرہ رعایة للمحاورة ۱۲

[۵۷] قوله فی الذین آمنوا پکے یدل علیه المقام ۱۲

[۵۸] قوله یہاں سنکر وہ تاکد الربط و جعل الربط بیان وراء آخر انهم المنصورون ۱۲

[۵۹] قوله بعد الطاغوت اور ظاہر ہے الخ والی هذا اشار فی التمهید بقوله اشارة وعده الخ

[۶۰] قوله قبل فقاتلوا جب ایماندار اشارة الی کون الفاء فصیحة ۱۲

[۶۱] قوله قبل ان کید امر الخ ولیس المعنی ان اهلهم هذه التدابیر لان اکثر التدابیر یحصل بفکر الانسان لکنه آمر ولهذا التلبس اضافه الیه ۱۲

[۶۲] قوله فی ضعیفا خود اشار بهذا ان فی الکلام مبالغة ای ان کیده لما کان ضعیفا فی نفسه فکیف بالقیاس الی قدرة الله تعالی کذا فی الروح ۱۲

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۚ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ

کیا تونے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا کہ اُنکو یہ کہا گیا تھا کہ اپنے ہاتھوں کو تھامے رہو اور نمازوں کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو پھر اُنپر جہاد کرنا فرض کر دیا گیا تو قصہ کیا ہوا کہ اُنمیں سے بعض بعض آدمی لوگوں سے

النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً ۚ وَقَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْلَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۭ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا

ایسا ڈرنے لگے جیسا اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ ڈرنا اور یوں کہنے لگے کہ اے ہمارے پروردگار آپنے ہمپر جہاد کیوں فرض فرما دیا ہمکو اور تھوڑی مدت مہلت دیدی ہوتی آپ فرما دیجیے کہ دنیا کا تمتع محض چند روزہ ہے

قَلِيْلٌ ۚ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۣ وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ۭ

اور آخرت ہر طرح سے بہتر ہے اس شخص کے لیے جو اللہ تعالیٰ کی مخالفت سے بچے اور تم پر تاگے برابر بھی ظلم نہ کیا جاویگا تم چاہے کہیں بھی ہو . واں ہی تمکو موت آدبا ویگی اگرچہ تم قلعی چونہ کے قلعوں ہی میں ہو

شکایت تاخر عن الجہاد و تزہید فی الدنیا اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ج فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً ج وَقَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ج لَوْلَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ط قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ج وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى قف وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿۷۷﴾ **عدم اغناء حذر عن الموت** اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ط (اے مخاطب) کیا تونے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا کہ (قبل نزول حکم جہاد تو ایسا تقاضا تھا کہ) اُنکو (منع کرنیکے لیے) یہ کہا گیا تھا کہ (ابھی) اپنے ہاتھوں کو (لڑنے سے) تھامے (اور روکے) رہو اور (جو جو حکم تمکو ہو چکے ہیں انمیں لگے رہو مثلاً) نمازوں کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو (یا تو یہ حالت تھی اور یا) پھر اُنپر جہاد کرنا فرض کر دیا گیا تو قصہ کیا ہوا کہ اُنمیں سے بعض بعض آدمی (مخالف) لوگوں سے (طبعاً) ایسا ڈرنے لگے (کہ ہمکو قتل کر دینگے) جیسا (کوئی) اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ ڈرنا (زیادہ ڈرنیکے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ اکثر اللہ تعالیٰ سے ڈرنا عقلاً ہوتا ہے اور قاعدہ ہے کہ طبعی حالت عقلی حالت سے شدید ہوتی ہے دوسرے یہ کہ خدا تعالیٰ سے جیسا خوف ہے ویسی امید رحمت بھی تو ہے اور کافر دشمن سے تو ضرر کا خوف ہی خوف ہے اور چونکہ یہ خوف طبعی تھا اسلیے گناہ نہیں ہوا) اور (بطور تمنا، التواء حکم جہاد براے چندے) یوں کہنے لگے (خواہ زبان سے یا دل سے اور خدا تعالیٰ کے علم میں قول نفسی قول لسانی کے برابر ہے) کہ اے ہمارے پروردگار آپنے (ابھی سے) ہمپر جہاد کیوں فرض فرما دیا ہمکو (اپنی عنایت سے) اور تھوڑی مدت مہلت دیدی ہوتی (ذرا بیفکری سے رہ لیتے اور چونکہ یہ عرض کرنا بطور اعتراض یا انکار کے نہ تھا اسلیے گناہ نہیں ہوا) آگے جواب ارشاد ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ فرما دیجیے کہ دنیا کا تمتع (جسکے لیے تم متمنی التواء ہوتے ہو) محض چند روزہ ہے اور آخرت (جسکے حصول کا اعلیٰ ذریعہ جہاد ہے) ہر طرح سے بہتر (یعنی بقا میں بھی لذت میں بھی مگر وہ) اُس شخص کے لیے (ہے) جو اللہ تعالیٰ کی مخالفت سے بچے (کیونکہ اگر کفر کے طور پر مخالفت کی تب تو اُسکے لیے تمتع آخرت کچھ بھی نہیں اور اگر معصیت کا مرتکب ہوا تو اعلیٰ درجے سے محروم رہیگا) اور تم پر تاگے برابر بھی ظلم نہ کیا جاویگا (یعنی جتنے اعمال ہونگے اُنکا پورا پورا ثواب ملیگا پھر جہاد جیسے عمل کے ثواب سے کیوں خالی رہتے ہو اور اگر جہاد بھی نکیا تو کیا وقت معین پر موت سے بچ جاؤگے ہرگز نہیں کیونکہ موت کی تو یہ حالت ہے کہ) تم چاہے کہیں بھی ہو وہاں ہی تمکو موت آدباویگی اگرچہ تم قلعی چونہ کے قلعوں ہی میں (کیوں نہ) ہو (غرض جب موت اپنے وقت پر ضرور آویگی اور مرکر دنیا چھوڑنا ہی پڑیگا تو آخرت میں خالی ہاتھ کیوں جاؤ بلکہ ع چند روزے جہد کن باقی بخند) **ف** ان صاحبوں کا یہ تمنائی قول اگر زبان سے تھا تب تو اُسکی توجیہ معصیت نہ ہونیکی معلوم ہو گئی اور اگر دل میں بطور حدیث النفس دوسوسہ کے تھا تو وسوسہ کا معصیت نہ ہونا قرآن وحدیث میں وارد ہے کوئی تردد ہی نہیں اور لفظ قالوا سے صدور معصیت کا شبہ نہ کیا جاوے کیونکہ اس تقدیر پر یہ معنی ہونگے کہ قالوا محدثین انفسہم اور مطلق قول معصیت نہیں بلکہ جو بلسان انکار یا بالاعتقاد ہو اور یہ ثابت نہیں اور وجہ اس تمنا یا وسوسہ کی تمہید میں ذکر کر چکا ہوں **ربط** اور ترغیب جہاد میں یہ مذکور ہوا ہے کہ وقت پر موت نہیں ٹلتی خواہ جہاد میں جاؤ یا نہ جاؤ چونکہ بعض منافقین جہاد میں جانے کو موت میں مؤثر اور نہ جانیکو حیات میں مؤثر سمجھتے اور کہتے تھے جیسا پارہ لن تنالوا کے نصف پر اُن کا یہ قول آیا ہے لو کانوا عندنا ما ماتوا وما قتلوا اور یہ قول لو اطاعونا ما قتلوا پس جب کبھی جہاد میں قتل و موت واقع ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر الزام لگاتے کہ آپ ہی کے کہنے سے

اللغات البروج الحصون والقلاع كذا في الروح عن ابن عباس المشيد المجصص ۱۲ **النحو** قوله او اشد خشية معطوف على ما قدر قبل الخشية من المفعول المطلق اي خشية كخشية الله او اشد صفة مقدرة فالتقدير يخشون الناس خشية كخشية الله او خشية اشد واو بمعنى بل كذا في الروح. قوله ولو كنتم في الروح والجملة معطوفة على اخرى مثلها اي لو لم تكونوا في بروج ولو كنتم في بروج وقد اطرد الحذف في مثل ذلك لوضوح الدلالة ۱۲ **البلاغة** قوله اذا فريق في الروح وتوجيه التعجيب الى الكل مع ان الكراهة انما كانت من البعض للايذان بانه ما كان ينبغي ان يصدر من احدهم ما ينافي حالته الاولى ۱۲

ملحقات الترجمة

۵۱ قوله في الم تر ايسا تقاضا تھا دل عليه لفظ الكف فان الكف يكون لمن يريد الاقدام وبه تاكد امر التعجيب وبيانه على ما في الروح فلما كتب عطف على قيل لهم باعتبار معناه الكنائي من كمال رغبتهم في القتال وكونهم بحيث احتاجوا الى النهي عنه اذ حينئذ يتحقق التباين بين مدلولي المعطوفين وعليه يدار امر التعجيب ۱۲ **۵۲ قوله في اقيموا** امثلا الخ اشار الى ان خصوصيتها ليست مقصودة بل ذكرنا تمثيلا والمقصود اشتغلوا بما امرتم وتخصيصها بالذكر لفضلها ۱۲ **۵۳ قوله في اذا** قصه كيا ہوا بذه ترجمة اذا المفاجاتية في لساننا ۱۲ **۵۴ قوله في وقالوا** برابر ہے ات في العلم لا في الاثر من العقاب فان الوسوسة معفو عنها ۱۲ **۵۵ قوله في اجل** قريب تھوڑی مدت فالمراد بالاجل مطلق الوقت اطلاق للمقيد على المطلق كذا الفهم من ابي السعود ودراحله على معنى العمر لانه بعيد عن المؤمنين ۱۲ **۵۶ قوله في لو لا اخرتنا** دیدی ہوتی ہو اخذ بالحاصل ۱۲ **۵۷ قوله** ہناک ذرا بیفکری اشار الى انهم لم يتمنوا الحيوة بل الامن ۱۲

وَاِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ

اور اگر انکو کوئی اچھی حالت پیش آتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ منجانب اللہ ہوگئی　　اور اگر انکو کوئی بری حالت پیش آتی ہے

يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ ۗ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۗ فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ

تو کہتے ہیں کہ یہ آپکے سبب سے ہے　　آپ فرما دیجیے کہ سب کچھ اللہ ہی کی طرف سے ہے تو ان لوگوں کو کیا ہوا کہ بات سمجھنے کے پاس کو بھی نہیں نکلتے

حَدِيْثًا ۝ مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۖ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ۗ

اے انسان تجکو جو کوئی خوشحالی پیش آتی ہے وہ محض اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے اور جو کوئی بدحالی پیش آوے وہ تیرے ہی سبب سے ہے

جہاد میں گئے اور شکار موت ہوئے دیکھو جہاد کا موثر فی الموت ہونا ثابت ہو گیا اور اگر کبھی باوجود اسباب ظاہری کے کمی کے کفار پر فتح ہوتی اور اس سے استدلال کیا جاتا کہ دیکھو جہاد اگر موثر فی الموت ہی تو اب وہ اثر کہاں گیا تو کہتے کہ یہ محض اتفاقی بات منجانب اللہ ہے غرض کام بگڑتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر الزام۔ اور سنورتا تو اتفاقی بات اسپر آگے گفتگو فرماتے ہیں ۱۲ المفصل ۱۲ اور وہ مجملا فی روح المعانی عن ابن عباس و قتادة باسناد لکن کون القولین مذکورین فی القرآن کاف لارتباط ما سیاتی بما قدا تی فان ذکرالجہاد قد جرالی ذکرمن کان یکرہہ فافہم تحقیق اسباب موثرة الحوادث وَاِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ ۗ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۗ فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا ۝ مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۖ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ۗ اور اگر ان (منافقین) کو کوئی اچھی حالت پیش آتی ہے (جیسے فتح و ظفر) تو کہتے ہیں کہ یہ منجانب اللہ (اتفاقاً) ہوگئی (ورنہ مسلمانوں کی بے تدبیری میں تو کوئی کسر تھی نہیں) اور اگر انکو کوئی بری حالت پیش آتی ہے (جیسے جہاد میں موت و قتل) تو (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ آپکی نسبت) کہتے ہیں کہ یہ آپ کی اور مسلمانوں کی بدتدبیری کے سبب سے [illegible] گھروں میں بیٹھے رہتے تو کیوں [illegible] آپ فرما دیجیے کہ [illegible] (نعمت و نقمت) اللہ ہی کی طرف سے ہی لو ایک بلاواسطہ ہے اور ایک بواسطہ [illegible] تو محض [illegible] اور نقمت انکے عدل سے بواسطہ اعمال بد [illegible] پس تم جو مصیبت میں میرا [illegible] یہ بات نہایت ہی ظاہر [illegible] اور [illegible] کرے تو خوشحالی [illegible] کوئی [illegible] اور بدحالی کے قبل سفر و رکوع کوئی [illegible] بدعملی سزا اس ہی زیادہ ہونی یہ حکایت السبب ظاہر ہے تو ان (حماقت شعار) لوگوں کو کیا ہوا کہ بات سمجھنے کے پاس کو بھی نہیں نکلتے (اور جہینگے تو لیا اور وہ تفصیل اس اجمالی جواب مذکور کی یہ ہے کہ) اے انسان تجکو جو کوئی خوشحالی پیش آتی ہے وہ محض اللہ تعالیٰ کی جانب سے (فضل) ہے اور جو کوئی بدحالی پیش آوے وہ تیرے ہی (اعمال بد کے) سبب سے ہے (پس اس بدحالی کو عمل بالاحکام الشرعیہ یا شارع کیطرف نسبت کرنا پوری جہالت ہے جیسا منافقین جہاد اور امام الجہاد کیطرف اسکی نسبت کرتے تھے) ف جاننا چاہیے کہ اس مقام کی جو تقریر کیگئی اس سے معلوم ہو جاویگا کہ یہاں مسئلہ خلق افعال کا مذکور نہیں بلکہ یہاں محض بیان فضل و عدل کا مقصود ہے اور ما اصابک الخ ما قبل کا بیان ہے اب اسپر کسی قسم کا اشکال انشاء اللہ تعالیٰ واقع نہیں ہوگا۔ اور جاننا چاہیے کہ قل کل من عند اللہ اور ما اصابک من حسنة فمن اللہ میں منافقین کے قول کا جو کہ حسنہ کے باب میں تھا من عند اللہ تسلیم لازم نہیں آتا کیونکہ انکی مراد حمد نہ تھی بلکہ بطور محاورہ کے تھا جیسے خلاف توقع امور کو کبھی اللہ کیطرف کبھی تقدیر کیطرف نسبت کر دیتے ہیں انکا مقصود زیادہ اس سے یہ تھا کہ لیس من عندک و ببرکة رایک۔ اور جاننا چاہیے کہ بدحالی کو جو ثمرہ اعمال کا فرمایا یہ ہر ایک کے لیے نہیں بلکہ بدعمل آدمی کے لیے ہے ورنہ ابرار کے لیے حوادثات و بلیات خود رحمت و تربیت ہی خوب سمجھ لو۔ اور جاننا چاہیے کہ خوشحالی میں جو کہا گیا کہ کوئی نیک عمل اس درجہ کا نہ پاویگا وجہ اسکی ظاہر ہے کیونکہ اول تو ان اعمال حسنہ سے پہلے خود بہت سی نعمتیں اتنی ہونگی کہ ان اعمال کو انکا مکافی نہیں کہہ سکتے تو ثمرہ جدیدہ کا کیا حق ہے دوسرے خود ان اعمال میں پوری شرائط قبول کے نہیں پائے جاتے اور بعض جگہ جو اچھے ثمرات کو اعمال حسنہ کا عوض فرما دیا گیا تھا وہ محض صورةً ہی ورنہ حقیقة اصلی سبب فضل ہی ربط اوپر منافقین کے اس قول سے جسمیں بدحالی کو نعوذ باللہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف براہ اعتراض و سوءِ ادب منسوب کرتے تھے انکار آپکی رسالت کا بھی لازم آتا تھا آگے اس لازم کا ابطال ہے جس سے ملزوم کا ابطال دوسرے طرز پر بھی ہوگیا اور رسالت کا اثبات ہے مع اشارہ کی دلیل رسالت کیطرف

فی اختیاره من ههنا و اختیار عنده فیما قیل لان عند للقرب و ہو اعم مما یکون بواسطة او بلا واسطة فالواسطة فی قول المنافقین تدبیر الرسول و فی قول اللہ تعالیٰ قل کل من عند اللہ یراد کون الحسنة بلا واسطة والسیئة بواسطة الاعمال فتعجم کون قولہ ما اصابک الخ بیانا لکل الاعلم فافہم ۱۲ ۵۸ قولہ فی التمہید جس سے ملزوم کا ابطال الخ والملزوم کون السیئة منسوبا الیہ صلی اللہ علیہ وسلم وقد ابطل قبل ہذا بقولہ قل کل الخ وان شئت قررت المقام ان الرسول لابد

ملحقات الترجمة

۵۲ قولہ فی التمہید کان لا ربط وقال بعضهم ان الحسنة الخصب والسيئة القحط كان اليهود يطيرون بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم لما ابتلوا به من القحط وغیره لما اسکوا من جاءه صلی اللہ علیہ وسلم فینسبون ذلک الیہ صلی اللہ علیہ وسلم فرد اللہ تعالیٰ علیہم ذکره فی الروح عن الحسن وابن زید الضم لا اسناد وعلیہ توجیہ الارتباط لطان المذکور کان فیما قبل ان الموت لا یدفعہ احد ثم ذکر حکم الدنیا منہا کذلک لا یدفعہا احد ولعی علی من یعتقد الاسباب الغیر الموثرة موثرة فی نزولها او عدم نزولها او عدم نزولها فافہم ۱۲ ۵۳ قولہ فی من عندک او مسلمانوں کی الخ لان المسلمین کانوا اصحاب مشورتہ صلی اللہ علیہ وسلم فالنسبة الیہ صلی اللہ علیہ وسلم نسبة الیہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم وانما خصہ صلی اللہ علیہ وسلم بالذکر لکونہ اصلا و اساسا ۵۴ قولہ قبل فمال ھؤلاء [illegible] السبب ظاہر [illegible] وبه ظہر معنی الترتیب بالفاء ۱۲ [illegible] قولہ فی لا یکادون [illegible] النح اشارہ الی ان المراد بالحدیث مطلق الحدیث عدا بما لہ بتاملو فی حقیقة الامر من البہائم لا تفقہ حدیثا والثانی اوضح معنی لا یکادون من المبالغة ۱۲ ۵۵ قولہ قبل وما اصابک اور وہ تفصیل مجملة فمالہ ھؤلاء الخ معترضة بین المبین والبیان ۱۲ ۵۶ قولہ فی ما اصابک ای انسان قال الخطاب فیہ غیر المخاطب فیما قبل ۱۲ ۵۷ قولہ فی فمن اللہ فضل ہے و فی من نفسک اعمال بد کے سبب فمن ابتدائیة ای المو قعین والمسببیکون ابتداءه من السبب فالسبب الاول ہو اللہ ای فضلہ وفی الثانی العبد ای عملہ لعلہ ہو نکتة

وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ

اور ہمنے آپکو تمام لوگونکی طرف پیغمبر بناکر بھیجا ہے اور اللہ تعالیٰ گواہ کافی ہین جس شخص نے رسول کی اطاعت کی اُسنے خدا تعالیٰ کی اطاعت کی اور جو شخص روگردانی کرے سو ہمنے آپکو اُنکا نگران کرکے

حَفِيْظًا ۝ وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ۡ فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَاۗىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِيْ تَقُوْلُ ۭ وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ ۚ فَاَعْرِضْ

نہین بھیجا۔ اور یہ لوگ کہتے ہین کہ ہمارا کام اطاعت کرنا ہے پھر جب آپکے پاس سے باہر جاتے ہین تو شب کے وقت مشورے کرتی ہے اُنہین کی ایک جماعت برخلاف اُسکے جو کچھ کہ زبان سے کہہ چکی تھی اور اللہ تعالیٰ لکھتے جاتے ہین جو کچھ وہ راتونکو مشورے کیا کرتے

عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۭ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ۝

التفات نہ کیجیے اور اللہ تعالیٰ کے حوالہ کیجیے اور اللہ تعالیٰ کافی کارساز ہین۔ کیا پھر قرآن مین غور نہین کرتے اور اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کیطرف سے ہوتا تو اس مین بکثرت تفاوت پاتے

اثبات رسالت مع اشارہ بسوی دلیل وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝۷۹ اور ہمنے آپکو تمام لوگونکی طرف پیغمبر بناکر بھیجا ہے اور (اگر کوئی منافق کافر انکار کرے تو اُسکے انکار سے نفی نبوت کی کب ہوسکتی ہے کیونکہ) اللہ تعالیٰ (آپکی رسالت کے) گواہ کافی ہین (جنہونے قولی و فعلی شہادت دی ہے قولی تو مثلاً یہی جملہ وارسلناک۔ اور فعلی یہ کہ معجزات جو دلیل اثبات نبوت ہین آپکو عطا فرمائے) **ف** تمام لوگون مین جن اور انسان دونون آگئے جیسا من الجنۃ والناس کو بیان کیا گیا ہے الناس کا جو صدر الناس مین ہے پس اسمین بیان ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت عامہ کا جو قرآن و حدیث مین اور جگہ بھی مذکور و منصوص اور عقیدہ قطعی ہے **ربط** اوپر اثبات تھا رسالت کا آگے رسالت کے حق کا کہ وجوب اطاعت ہے بیان فرماتے ہین اور مخالفین کی عدم اطاعت پر آپکی تسلی بھی فرماتے ہین **ایجاب اطاعت مع تسلیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۝۸۰ جس شخص نے رسول (اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کی اُسنے خدا تعالیٰ کی اطاعت کی (اور جس نے آپکی نافرمانی کی خدا تعالیٰ کی نافرمانی کی اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت عقلاً بھی واجب ہے پس آپکی اطاعت بھی واجب ہوئی) اور جو شخص (آپکی اطاعت سے) روگردانی کرے سو (آپ کچھ غم نہ کیجیے کیونکہ) ہمنے آپکو (بطور ذمہ داری کے) انکا نگران کرکے نہین بھیجا (کہ آپ اُنکو کفر نہ کرنے دین جس سے احتمال آپسے بازپرس ہونے کا ہو بلکہ محض پیغام پہونچاکر آپ سبکدوش ہوجاییے اسمین تسلی فرمادی گئی کیونکہ آپ کو بہت غم ہوا کرتا تھا) **ف** بطور ذمہ داری کے قید اسلیے لگائی کہ شفقۃً تو آپ خدام کی نگرانی رکھتے تھے اور اُنکے معاش و معاد کی اصلاح فرماتے رہتے تھے **ربط** اوپر اطاعت رسول کا وجوب مذکور تھا آگے بعض منافقین کا معاملہ مذکور ہے جو اس واجب کے تارک تھے **ذکر معاملہ منافقین درباب اطاعت رسول مع تسلیہ** وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ۡ فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَاۗىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِيْ تَقُوْلُ ۭ وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ ۚ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝۸۱ اور یہ (منافق) لوگ (آپکے احکام سنکر آپکے سامنے زبان سے تو) کہتے ہین کہ ہمارا کام (آپکی) اطاعت کرنا ہے پھر جب آپکے پاس سے (اُٹھکر) باہر جاتے ہین تو شب کے وقت (پوشیدہ) مشورے کرتی ہے اُنہین کی ایک جماعت (یعنی اُنکے سرداروں کی جماعت) برخلاف اُسکے جو کچھ کہ زبان سے کہہ چکے تھے (اور چونکہ وہ سردار ہین اصل مشورہ وہ کرتے ہین باقی اُنکے تابع رہتے ہین تو اس خلاف مین سبکی ایک حالت ہے) اور اللہ تعالیٰ (سرکاری روزنامچہ مین) لکھتے جاتے ہین جو کچھ وہ راتونکو مشورے کیا کرتے ہین (موقع پر سزا دینگے) سو آپ اُنکی (بیہودگی کی) طرف التفات (اور خیال) نہ کیجیے اور (نہ کچھ فکر کیجیے بلکہ سارا قصہ) اللہ تعالیٰ کے حوالہ کیجیے اور اللہ تعالیٰ کافی کارساز ہین (وہ خود مناسب طور پر اسکا دفعیہ فرمادینگے چنانچہ کبھی اُنکی شرارت سے کوئی ضرر نہین پہونچا) **ربط** اوپر اثبات تھا رسالت کا جسکے وہ منکر تھے آگے ایک خاص اور عجیب طرز پر جو کہ مقام کے نہایت مناسب ہے اثبات ہے قرآن کی حقانیت کا جو اعظم دلائل رسالت ہے کہ انکار رسالت مین اسکا بھی انکار لازم آتا تھا نیز وہ بالذات بھی اسکے منکر تھے۔ **اثبات حقانیت قرآن** اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۭ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ۝۸۲ کیا (قرآن کا اعجاز فصاحت و بلاغت مین اور اخبار عن الغیب مین دیکھ رہے ہین اور) پھر قرآن مین غور نہین کرتے (تاکہ اُسکا کلام الٰہی ہونا واضح ہوجاوے) اور اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اُس (کے مضامین) مین (بوجہ اُنکے کثیر ہونے کے واقعیات سے اور حد اعجاز سے) بکثرت تفاوت پاتے (کیونکہ ہر مضمون مین ایک ایک اختلاف و تفاوت ہوتا تو مضامین کثیرہ مین اختلافات کثیرہ ہوتے حالانکہ ایک مضمون مین بھی اختلاف نہین پس لامحالہ یہ غیر اللہ کا کلام نہین بلکہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے) **ف** حاصل مقام یہ ہے کہ

اللغات بیت من البیتوتۃ لانہ تدبیر الفعل لیلا والعزم علیہ ومنہ تبییت نیۃ الصیام کذا فی الروح قلت وعلیہ ترجمت ہذہ الکلمۃ موافقۃ للشاہ عبد القادرؒ واکثرہم فسروا المطلق التدبیر ۱۲

ملحقات الترجمۃ

۵۱ قولہ فی الناس تمام فاللام للاستغراق ۱۲ **۵۲ قولہ** فعلی یہ کہ الخ وہو المراد من قولہ فی التمہید مع اشارہ الخ ۱۲ **۵۳ قولہ** فی من یطع الرسول اور جس نے آپکی نافرمانی الخ دل علیہ قولہ ومن تولی وہذا اثبت الوجوب للمقول تعالی ومن یطع الرسول غایتہ کون اطاعتہ لازما لاطاعۃ الرسول ونفی الملزوم لا یدل علی نفی اللازم ۱۲ **۵۴ قولہ** فی حفیظا نگران ودخل فیہ معنی علی فی لساننا دفسر حفیظا بہذا فی الکبیر ۱۲ **۵۵ قولہ** فی یقولون منافق کذا روی عن ابن عباس والحسن والسدی کما فی الروح ۱۲ **۵۶ قولہ** فی طاعۃ ہمارا کما فی الروح امرنا طاعۃ ۱۲ **۵۷ قولہ** فی تقول کہہ چکے تھے لان قولہم قد مضی وانما عدل الی المضارع دلالۃ علی الاستمرار ۱۲ **۵۸ قولہ** بعد تقول باقی اُنکے تابع الخ وہذا ہو الوجہ للتخصیص لانہم ثابتون علی الطاعۃ ۱۲ **۵۹ فائدہ** اعلم انی لما رأیت ہذا المقام سنح لی اشکال عویص ہو ان المفہوم من الآیۃ ان الاختلاف الکثیر من لوازم کون الکلام من المخلوق ومعلوم ان انتفاء اللازم یستلزم انتفاء الملزوم فیلزم ان الکلام الذی یکثر فیہ الاختلاف القلیل لا یکون من المخلوق بل من الخالق مع ان بین کلام اللہ تعالی وبین مطلق الاختلاف ولو کان قلیلا منافاۃ کما ہو ظاہر و لما تضرعت الی اللہ تعالی فالقی فی روعی ما ذکرتہ فی فائدۃ المتن ما حاصلہ ان اللازم لکون الکلام من المخلوق مطلق الاختلاف ولو کان قلیلا وہو محط الفائدۃ فی الآیۃ ولا محذور فی استلزام انتفاء مطلق الاختلاف کون الکلام من الخالق

ان الکلام الذی فیہ الاختلاف القلیل بین الکلام الاختلاف بین احد الجمل ووجہ الاعجاز وکذا بین الاخری ووجہ الاعجاز فافہم ای کان کل جزء منہ مخالفا لوجہ الاعجاز فعلی ہذا کون الاختلاف القلیل فی الکتاب الکبیر تقدیرا محال لا یستلزم لمحال آخر ما یفرض من

وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِّنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ ۖ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَىٰ أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ

اور جب ان لوگوں کو کسی امر کی خبر پہونچتی ہی خواہ امن ہو یا خوف تو اسکو مشہور کردیتے ہین اور اگر یہ لوگ اسکو رسول کے اور جو ان مین ایسے امور کو سمجھتے ہین انکے اوپر حوالہ رکھتے تو اسکو وہ حضرات تو

الَّذِينَ يَسْتَنبِطُونَهُ مِنْهُمْ ۗ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطَانَ إِلَّا قَلِيلًا ۝

پہچان ہی لیتے جو ان مین اسکی تحقیق کرلیا کرتے ہین اور اگر تم لوگون پر خدا تعالیٰ کا فضل اور رحمت ہوتا تو تم سب کے سب شیطان کے پیرو ہو جاتے بجز تھوڑے سے آدمیون کے۔

کلام اللہ کے وجوہ اعجاز مین دو اسکی فصاحت وبلاغت کا بےمثل ہونا اور اسکے اخبارات کا جنپر مطلع ہونیکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی ذریعہ نتھا بالکل صحیح ومطابق واقع کے ہونا ہی مثلاً اسی جگہ جس مشورہ کا بیان ہی کہ رؤساء منافقین کس طرح اخفا راز کرتے تھے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکی خبر دیدیتے تھے اور یہی جزو ہی جسکی وجہ سی تمہید مین اس اثبات استدلال کو مقام کے مناسب کہا گیا ہی اور بھی بہت سے اخبار ماضیہ ومستقبلہ کی حکایات وپیشینگوئی باوجود عدم اقتباس کے کسی کتاب یا اہل کتاب سے صحیح اور واقعہ کے موافق نکلین یقین نہ آپنے کسی اور ایسے فن کی مشق کی تھی جس سی کشف وغیرہ ہو جاوے نہ کوئی مخالف معاصر اسکا دعوی کرکے ثابت کر سکا۔ دوسرے حسنیت کہ یہ جہان احتمال تلبیس کا ہو مدعی نبوت کا دیا سے ایسے خوارق باوجود حذاقت ایسے فنون کے بھی واقع نہین ہوتے اور فصاحت وبلاغت کا اعجاز تمام فصحا وبلغا کے عاجز ہو جانے سے ثابت ہو چکا اسلئے پس معلوم ہوا کہ یہ کلام خالق تعالیٰ کا ہی منکرین مین جو مشرک تھے انکے اعتبار فصاحت وبلاغت سی استدلال اوضح ہی اور جو اہل کتاب تھے جنمین منافق بھی تھے انکے اعتبار سے اخبار عن المغیبات سی استدلال اظہر ہی پھر ہر مضمون مین یہ استدلال جاری ہوسکیگا جب ہر مضمون منجانب اللہ ہوا تو مجموعہ قرآن بھی کلام اللہ ہوگیا اور اختلاف سے مراد اختلاف نسخون کا بھی ہوسکتا ہی کہ مولفات بشر کے لیے لوازم عادیہ سی ہی اسکی زیادہ تفصیل سورہ حجر کی آیت انا لہ لحافظون مین آویگی ربط اوپر منافقین کی بدعنوانی مذہبی مذکور تھی آگے بدعنوانی انتظامی مذکور ہی جس سی اہل اسلام پر اثر ضرر پہونچتا تھا **جنایت انتظامیہ منافقین** وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِّنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ ۖ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَىٰ أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنبِطُونَهُ مِنْهُمْ ۗ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطَانَ إِلَّا قَلِيلًا (۸۳) اور جب ان لوگونکو کسی امر (جدید) کی خبر پہونچتی ہی خواہ (وہ امر موجب) امن ہو یا (موجب) خوف (مثلاً کوئی لشکر مسلمانونکا کسی جگہ جہاد کے لیے گیا اور انکے غالب ہونیکی خبر آئی یہ امن کی خبر ہوئی یا انکے مغلوب ہونیکی خبر آئی یہ خوف کی خبر ہی) تو اس (خبر) کو (فوراً) مشہور کردیتے ہین (حالانکہ بعض اوقات وہ غلط نکلتی ہی اور اگر صحیح بھی ہوئی تب بھی بعض اوقات اسکا مشہور کرنا خلاف مصلحت انتظامیہ ہوتا ہے) اور اگر (بجائے خود مشہور کرنیکے) یہ لوگ اس (خبر) کو رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اور جو (حضرات اکابر صحابہ) ان مین ایسے امور کو سمجھتے ہین انکی (رای کے) اوپر حوالہ رکھتے (اور خود کچھ دخل نہ دیتے) تو اس (خبر کی صحت وغلط اور قابل تشہیر ہونے نہونے) کو وہ حضرات تو پہچان ہی لیتے جو ان مین اسکی تحقیق کرلیا کرتے ہین (جیسا ہمیشہ پہچان ہی لیتے ہین پھر جیسا یہ حضرات عمل درآمد کرتے ویسا ہی ان خبر اڑانے والون کو کرنا چاہئیے تھا انکو دخل دینے کی کیا ضرورت ہوئی اور دخل دیتے تو کونسا کام اٹک رہا تھا آگے احکام مذکورہ سنانیکے بعد جو سر تا سر متضمن مصالح دنیویہ واخرویہ ہین بطور منت کے مسلمانونکو ارشاد ہے) اور اگر تم لوگون پر خدا تعالیٰ کا (یہ خاص) فضل اور رحمت (کہ تمکو قرآن دیا اپنا پیغمبر بھیجا یہ اگر) نہ ہوتا تو تم سب کے سب (ضرر دنیوی واخروی اختیار کرکے) شیطان کے پیرو ہو جاتے بجز تھوڑے سے آدمیون کے (جو بدولت عقل سلیم خداداد کے کہ وہ بھی ایک خاص فضل ورحمت ہی اس سی محفوظ رہتے ورنہ زیادہ تباہی مین پڑتے پس تمکو ایسے پیغمبر اور ایسے قرآن کو جنکی معرفت ایسے مصالح کے احکام آتے ہین برخلاف منافقین مذکورین کے غنیمت سمجھنا چاہئیے اور پوری اطاعت کرنا چاہئیے) **ف** اس سے کوئی یون شبہہ نکرے کہ جب قلیل مستثنے ہین تو انپر اس رحمت خاصہ بعثت وقرآن سی کوئی منت نہوئی کیونکہ وہ توبدون اسکے بھی اتباع شیطان سے محفوظ رہتے۔ جواب یہ ہی کہ عقل سے بعض احکام مجملاً مدرک ہوسکتے ہین اسقدر تفصیل ابواب سعادات کی کب عقل سی معلوم ہوسکتی ہی تو اول تو بعض امور نظریہ دقیقہ مشتبہہ عند العقل مین خود یہ اتباع بھی محتمل تھا دوسرے اگر ضرر سے بچے بھی رہتے تب بھی منافع وسعادات سے جنکا ادراک وحی پر موقوف ہی تو ضرور محروم رہتے تو انپر کیا منت تھوڑی ہی جسکو دوسری آیت مین صاف فرمایا ہی لقد من اللہ علی المؤمنین الآیۃ جاننا چاہئیے کہ اولی الامر اور مستنبطین کو جو منہم فرمادیا حالانکہ مؤمنین ومنافقین متغایر ہین یہ بحسب دعوی منافقین کے ہی کہ وہ مؤمنین مین اپنے کو داخل وشامل

اللغات فی البیضاوی اصل الاستنباط اخراج النبط وہو الماء یخرج من البیر اول ما یحفر وفی الروح ثم تجوز بہ فاطلق علی کل اخذ تلق نقلت فحاصلہ اخذ الخبر من مواقعہ واخذ المصالح من محالہا وہذا ہو التحقیق وبہذا المعنی یطلق علی اخذ الحکم من مورد۔ اذاعوا بہ الباء مزیدۃ ۱۲ بیضاوی

قولہ فی نت مدعی نبوت نہین ہوتے ولا ... فیما یحتمل فیہ التلبیس ... وان ہذا المدعی لو تفوہ ... مما اتفقت الابدان بعنق ... اوجہ عدم الورود ان ہذا ... تیمیز فیہ التلبیس بوجود دلیل الکذب ... **۵۲** قولہ فی ... مت جیب اشارالی حذف ... ی جاءہم امر من موجبات خوف او الامن وہو عام خافی ... من نزول الآیۃ فی خبر الطلاق ... عنق من دخول الخاص فی ... **۵۳** قولہ او لی ... الامر ایسے امور کو سمجھتے ہین ... لام للعہد او للجنس فی المضاف ... محذوف ای الی اولی البصیرۃ فی امثال ہذہ الامور **۵۴** قولہ ... خبر کی صحت الی پہچان ہی لیتے اشار الی ان العلم بمعنی المعرفۃ والمضاف محذوف ای عرفوا کون ان ہذا الخبر کذا وکذا او بمعنی العلم قلبی والمفعول الثانی ... ہو کذا وکذا۔ وفی زیادۃ کلمۃ ... کلمۃ ہی اشارۃ الی دفع ... وہو ان المتبادر من الترکیب ان علم المستنبطین متوقف علی ... وجہ الدفع ان المرتب علی ... لیس ہو العلم بل المقدر نحو ... ترکان علیہم وجملۃ لعلمہ الخ ... دلیل علیہ وہی واقعۃ لا محالۃ ... ردوہ او لم یردوہ وفی ہاتین ... الکلمتین قولہ تحقیق کرلیا کرتے ہین ... قولہ جیسا ہمیشہ الخ اشارۃ الی ... ذلک کلہ فیما سیاتی من قولہ ... تسلیمًا الی تصریح بہ فافہم ۱۲

ش قولہ فضل اللہ یہ خاص وبہ اندفع ایراد آخر وہو انہ یلزم من الاستثناء ان القلیل لا یحتاجون فی الاہتداء الی فضل اللہ ورحمتہ۔ وجہ الدفع ان انتفاء الخاص لا یستلزم انتفاء العام لملزوم لکن الا ...

فَقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ۚ لَا تُكَلَّفُ إِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ ۚ عَسَى اللّٰهُ

پس آپ اللہ کی راہ میں قتال کیجیے آپکو بجز آپکے ذاتی فعل کے کوئی حکم نہیں اور مسلمانوں کو ترغیب دیجیے

أَنْ يَكُفَّ بَأْسَ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ وَاللّٰهُ أَشَدُّ بَأْسًا وَأَشَدُّ تَنْكِيلًا ۝ مَنْ يَشْفَعْ شَفَاعَةً

کافروں کے زور جنگ کو روک دینگے اور اللہ تعالیٰ زور جنگ میں زیادہ شدید ہیں اور سخت سزا دیتے ہیں جو شخص اچھی سفارش کرے

حَسَنَةً يَكُنْ لَهُ نَصِيبٌ مِنْهَا ۚ وَمَنْ يَشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَكُنْ لَهُ كِفْلٌ مِنْهَا ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ مُقِيتًا

اسکو اسکی وجہ سے حصہ ملیگا اور جو شخص بری سفارش کرے اسکو اسکی وجہ سے حصہ ملیگا اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھنے والے ہیں

کیا گیا تھا بکذا نے الکبیر **ربط** بہت اوپر سے مضمون جہاد کا شروع ہوا تھا بیچ بیچ میں اسکی مناسبت سے اور اور مضامین آگئے تھے آگے پھر جو بعنوان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب بنا کر اسی مضمون کیطرف ایک خاص عنوان سے عود ہے بیچ میں ان بیچ کے مضامین سے بڑی حصوں دینی کو ہے غرض ہے چنانچہ لا تکلف سے ترشح ہوتا ہے کہ بعضوں نے سستی کی تھی جسکی وجہ منافقین میں بد اعتقادی تھی اور بعض مومنین میں خوف طبعی اور ضعف ہمت جوکہ اوپر بھی مذکور ہو چکے ہیں **خطاب خاص برائے جہاد** فَقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ لَا تُكَلَّفُ إِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَكُفَّ بَأْسَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَاللّٰهُ أَشَدُّ بَأْسًا وَأَشَدُّ تَنْكِيلًا ﴿۸۴﴾ (جب جہاد کی ضرورت معلوم ہو گئی) پس آپ (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کی راہ میں (کفار سے) قتال کیجیے (اور اگر ضعفا کوئی آپکے ساتھ نہ ہو تو کچھ فکر نہ کیجیے کیونکہ) آپکو بجز آپکے ذاتی فعل کے کسی دوسرے شخص کے فعل کا کوئی حکم نہیں (اسکے ساتھ مسلمانوں کو (صرف) ترغیب دیدیجیے پھر اگر کوئی ساتھ نہ دے تو آپ بری الذمہ ہیں تو آپ اس کی فکر کیجیے جسکی وجہ مذکور ہو چکی اور نہ تنہا جانا کام کیجیے جسکی وجہ یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ سے امید ہے (اور یہ امید دلانا وعدہ ہے) کہ کافروں کے زور جنگ کو روک دینگے (اور انکو مغلوب کر دینگے) اور (گو یہ بڑے زوردار نظر آتے ہیں لیکن) اللہ تعالیٰ زور جنگ میں (ان سے بدرجہا بیشمار) زیادہ شدید (اور قوی) ہیں اور (مخالف کو) سخت سزا دیتے ہیں **ف** ممکن ہے کہ اشد باسا سے دنیا کا اور اشد تنکیلا سے آخرت کا اور اللہ تعالیٰ کے زور جنگ سے مراد کفار کو مغلوب کرنیکا سامان فرما دینا ہے جو نتیجہ ہوتا ہے زور جنگ کا یا مراد باس سے عذاب و لیلیا جاوے اور قوت کے معنی صادق آنے میں کوئی خفا ہی نہیں اطلاقا للمقید علی المطلق۔ اور اس پیشینگوئی کا وقوع ظاہر ہے اگر خاص کفار قریش مراد ہوں تب بھی اور اگر سارے دنیا کے کفار مراد ہوں جب بھی کیونکہ چند ہی روز میں تمام سلطنتیں مسلمانوں نے فتح کر لیں اور بعض نے ان آیات کو خاص ایک قصہ پر محمول کیا ہے جسکا خلاصہ لباب سے بتخریج ابن جریر و بروایت ابن عباس رض یہ ہے کہ جب غزوہ احد شوال میں ہو چکا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذیقعدہ میں کفار کے وعدہ کے موافق بدر میں مقابلہ کے لیے جانا چاہا اسوقت بعض لوگوں نے تازہ زخمی ہونیکی وجہ سے اور بعض نے افواہی خبروں کی وجہ سے قدرے تامل کیا چنانچہ اس روایت میں یہ لفظ ہیں فابی علیہ الناس ان یتبعوہ آپنے فرمایا انی ذاہب وان لم یتبعنی احد یعنی گو میرے ساتھ کوئی نہ چلے مگر میں ضرور جاؤنگا چنانچہ آپ ستر آدمیوں کو لیکر چل کھڑے ہوئے اھ مختصرا روح المعانی میں اس آیت کے متعلق ابن عباس رض سے اس قصہ میں نقل کیا ہے فنزلت اسوقت اس پیشینگوئی کا وقوع اظہر ہے کہ کفار مرعوب ہو گئے اور مقابلہ میں نہ آئے چنانچہ آیت الذین استجابوا واقعہ آل عمران کی تفسیر میں بھی اسکا کچھ بیان آچکا ہے پس کفار خاص مراد ہونگے اور میرے نزدیک تقریر آیت میں یہ اولی ہے کہ یہ وعدہ عسے اللہ درصورت تنہا قتال فرمانے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تھا چونکہ یہ صورت واقع نہیں ہوئی اسلیے اس پیشینگوئی کے وقوع کی تحقیق اس مقام پر بالکل ضروری نہیں **ربط** اوپر کی آیت میں جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم تھا کہ مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دیں آگے بضمن حکم بستم اسکی شروع میں شفاعت کہ جسکو شفاعت حسنہ کہا ہے فضیلت اس مناسبت سے فرماتے ہیں کہ اسمیں بھی ترغیب ہے ایک کو کہ دوسرے کے ساتھ احسان کرے پس دونوں میں ترغیب خیر ہوئی اور اگر ان ترغیبوں پر اثر رغبت بھی مرتب ہو گیا تو دونوں عمل تسبیب للخیر میں بھی شریک ہیں۔ اور اس شفاعت حسنہ کے مقابلہ کے لیے شفاعت سیئہ کا بیان بھی فرما دیا مقابلہ خود ایک مناسبت ہے اور اگر یوں کہا جاوے کہ اوپر منافقین کے اقوال و احوال مذکور تھے جو اوروں کے لیے بھی سبب ضرر ہو سکتے تھے اور شفاعت سیئہ بھی سبب ضرر ہے تو اس لحاظ سے اوپر کے مضمون کے ساتھ ایک مستقل مناسبت ہو گی **حکم بستم ترغیب شفاعت حسنہ و تحذیر از شفاعت سیئہ** مَنْ يَشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَكُنْ لَهُ نَصِيبٌ مِنْهَا ۚ وَمَنْ يَشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَكُنْ لَهُ كِفْلٌ مِنْهَا ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ مُقِيتًا

ملحقات الترجمہ

ملہ قولہ فی لا تکلف دوسرے شخص کے فعل کا افاد ان المکلف بہ ہو الفعل لا الذات وافاد الضمان مقصود الحصر نفی کونہ صلی اللہ علیہ وسلم مکلفا بفعل غیرہ فلا یلزم نفی التحریض لانہ ایضا فعلہ صلی اللہ علیہ وسلم فالحصر اضافی لا حقیقی لیلزم نفی کل فعل سوی القتال

ملہ قولہ عسی اور یہ امید دلانا کما فی الکبیر عسی اطماع والاطماع الکریم ایجاب ۱۲

اللغات النصیب والکفل مترادفان ینبغیہ للتفنن من روح المعانی ۱۲ قولہ مقیت فی البیضاوی مقتدرا من اقات علی الشیء اذا قدر

وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا ۝

اور جب تمکو کوئی سلام کرے　تو تم اُس سے اچھے الفاظ مین سلام کرو یا ویسے ہی الفاظ کہدو بلاشبہ اللہ تعالی ہر چیز پر حساب لینگے

جو شخص اچھی سفارش کرے (یعنی جسکا طریق و مقصود دونون مشروع ہون) اُسکو اُس (سفارش[1]) کی وجہ سے (ثواب کا) حصہ ملیگا اور جو شخص بری سفارش کرے (یعنی جسکا طریق یا غرض غیر مشروع ہو) اُسکو اُس (سفارش) کی وجہ سے (گناہ کا) حصہ ملیگا اور اللہ تعالی ہر چیز پر قدرت رکھنے والے ہین (وہ اپنی قدرت سے نیکی پر ثواب اور بدی پر عذاب دیسکتے ہین) **ف** طریق کا غیر مشروع ہونا اسطرح کہ مثلاً کسی غریب کی امداد کے لیے کسی امیر سے کہا مگر اسطرح کہ اُسکو مجبور کیا اور اسپر گران ہوا گو غرض بُری نہین مگر طریقہ بُرا ہی کہ ایذاء مسلم معصیت ہی اور مقصود غیر مشروع یہ کہ کسی ظالم کی اعانت کے لیے کہا کہ غرض ہی حرام ہی جو سفارش دونون سے منزہ ہو وہ عبادت ہی کہین واجب کہین مستحب **مسئلہ** اور بوجہ عبادت ہونیکے اسپر عوض لینا حرام ہے کہ عبادت محل اجرت نہین اور شفاعت پر بوجہ معصیت ہونے اخذ اجرت علی العبادۃ کے اجرت لینا حرام ہی اور اگر بمقابلہ کوشش کے اجرت سمجھی جاوے تو غلط ہی کیونکہ اگر کوئی غیر ذی اثر آدمی اس سے زیادہ کوشش کرے اُسکو اجرت نہین دیجاتی اس سے معلوم ہوا کہ وہ بمقابلہ جاہ کے ہی اور جاہ غیر متقوم ہی اسلیے وہ بھی حرام ہی **ربط** اوپر شفاعت حسنہ کا بیان تھا آگے سلام کے جواب دینے کا طریق اس مناسبت سے بیان فرماتے ہین کہ دونون مین دوسرے کی تطییب قلب ہے اور احکام جہاد کے اثنا مین اسکا آنا اسوجہ سے لطیف ہو گیا کہ مجاہدین جیسے تلفظ بکلمۃ الاسلام کو شمشیر سے حفاظت کرنیوالا سمجھتے ہین اسیطرح تکلم بلفظ سلام کو بھی علامت اسلام کی سمجھکر ایسے شخص سے ہاتھ روک لیا کرین جہان کہین شعار خاص اہل اسلام کا ہو دوسرے اقوام مین مستعمل نہو جیسا عنقریب ایک قصہ بھی آویگا اس آیت کی تفسیر مین و لا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مؤمنا **حکم لسبت و حکم تعلیم جواب سلام** وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا ۝ ۸۶ اور جب تمکو کوئی (مشروع طور پر) سلام کرے تو تم اُس (سلام) سے اچھے الفاظ مین سلام کرو (یعنے جواب دو) یا (جواب مین) ویسے ہی الفاظ کہدو (تمکو دونون اختیار دیے جاتے ہین) بلاشبہ اللہ تعالی ہر چیز پر (یعنی ہر عمل پر) حساب لینگے (یعنی اُن کا قانون یہی ہے اور یون اپنے فضل سے معاف کر دین وہ اور بات ہی) **ف مسئلہ** امر کے صیغہ سے اور حسیب سے اس حکم کا ظاہراً وجوب معلوم ہوتا ہی اور یہی مذہب ہے فقہا کا **مسئلہ** یہ جو قید لگائی گئی کہ مشروع طور پر اس سے وہ سلام نکلگئے جو مکروہ ہین مثلاً پاخانہ پھرنے والے کو سلام کرے یا اور کسی گناہ مین مبتلا ہونیکی حالت مین یا جو کسی طاعت مین مثلاً نماز و تلاوت مین مشغول ہو اور زیادہ تفصیل درمختار مین مذکور ہی ایسی حالت مین جواب دینا اسکے ذمہ نہین بلکہ بعض حالات مین جواب مکروہ ہی **مسئلہ** یہ وجوب جواب سلام کا علی الکفایہ ہی اگر جماعت مین سے ایک نے بھی جواب دیدیا تو سب کے ذمہ سے اُتر جاویگا **مسئلہ** نفس جواب واجب ہی باقی ویسے ہی الفاظ یا اُن سے احسن اور بعض صورتون مین اُنسے کم یہ سب اختیار مین ہی آیت مین جو لفظ او تخییر کے لیے ہی وہ اسی کے اعتبار سے ہی اور صیغہ امر سے جو وجوب مستفاد ہوتا ہی وہ باعتبار نفس تحیت کے ہی پس مقید واجب ہے اور قید مخیر فیہ مثلاً ایک صیغہ یہ ہے السلام علیکم ۔ دوسرا جسمین ورحمۃ اللہ زیادہ ہو ۔ تیسرا جسمین وبرکاتہ بھی ہو ۔ اسیطرح جواب مین سمجھ لینا چاہیئے ان سب صیغون مین اختیار ہی چنانچہ مثلہ اور احسن مین اختیار ہونا تو منصوص ہی رہا کم کا اختیار ہونا اجماعی ہی مثلاً کسی نے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ اور جواب مین کہدیا گیا وعلیکم السلام تو یہ اتفاقاً کافی ہی اور آیت مین بھی اگر ردوہا کو بقرینہ مقابلہ اسطرح مفسر کیا جاوے کہ اولا تحیوا باحسن اور تخصیص رد تمثیلا کہی جاوے تو معارضہ کی صورت بھی نرہی **مسئلہ** حییتم فعل مجہول ہی مگر اجماعا اُسکا فاعل مسلم ہی قطعاً یا احتمالاً پس اگر یقینی کافر سلام کری تو جواب دینا واجب نہین گو جائز ہی اور حدیث مین جو اُسکے جواب کا خاص صیغہ آیا ہی کہ صرف علیکم کہے تو وہ جب ہے جب احتمال ہو کہ اُسنے شرارت سے سلام کیا ہی ورنہ جائز ہی بلکہ حاجت کے وقت ابتدا بھی درست ہے نقلہ فی الروح عن الحسن وعن الشعبی وقتادۃ وابن عباس رضی اللہ عنہم **ربط** اوپر بہت سے احکام مذکور ہوئے ہین آگے انکی تاکید و اہتمام کے لیے اپنی عظمت اور قیامت کا ذکر فرماتے ہین تاکہ حاکم کی عظمت سے اور اُنکے دربار مین حاضری و حساب سے احکام پر عمل کرنے مین اہتمام بڑھ جاوے ۔

ملحقات الترجمۃ

[1] **قولہ** سفارش کی وجہ حملت من علی التعلیل وحملت النصیب علی الثواب وکذا الکفل علی العذاب فدل علی الاجر والوزر ولو لم تترتب علیہا الثمرۃ ۱۲

اللغات فی البیضاوی التحیۃ فی الاصل مصدر حیاک اللہ تعالی علی الاخبار من الحیوۃ ثم استعمل للحکم والدعاء بذلک ثم قیل لکل دعاء فغلب فی السلام اھ قلت فانہ من الدعاء ۱۲

ع ۱۱

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ۟

اللہ ایسے ہین کہ انکے سوا کوئی معبود ہونیکے قابل نہین وہ ضرور تم سکو جمع کرینگے قیامت کے دن مین اسمین کوئی شبہہ نہین ۱۱ خدا تعالی سے زیادہ کسکی بات سچی ہوگی

توحید و معاد اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ۸۷ اللہ ایسے ہین کہ انکے سوا کوئی معبود ہونیکے قابل نہین وہ ضرور تم سکو جمع کرینگے قیامت کے دن مین اسمین کوئی شبہہ نہین اور خدا تعالی سے زیادہ کسکی بات سچی ہوگی (جب وہ خبر دے رہے ہین تو بالکل ٹھیک ہی ہی) **ف** یہ ترکیب جیسے اصدق ہونیکی نافی ہی ایسے ہی محاورہ کے اعتبار سے مساوی فی الصدق ہونے کو بھی نافی ہو پس اصدقیت کلام اللہ تعالی کے لیے مفید ہی اور یہ اصدقیت باعتبار کمیت کے بھی ہی اور باعتبار کیفیت کے بھی اول بایں معنی کہ مخلوق اخبار مین بوجہ عدم علم غیب کے محکی عنہ کی مطابقت و عدم مطابقت پر مطلع نہین ہوتا اور مدار صدق مطابقت محکی عنہ پر ہی۔ اور مواعید مین بوجہ عدم قدرت کاملہ کے ایفاد سے عاجز ہوتا ہی الا بتعلیم اللہ تعالی و تمکینہ اور حق تعالے کا علم و قدرت دونون کامل ہین اسلیے ہر خبر بھی صادق ہی اور ہر وعدہ بھی صادق ہے۔ اور ثانی بایں معنی کہ دوسرونکا صدق لوازم کلام سے نہین کہ عقلاً انفکاک ممتنع ہو اور کلام اللہ مین لوازم سے ہی کہ انفکاک ممتنع ہی گو یہ لازم بوجہ اسکے کہ خود ملزوم مقدور ہی داخل تحت القدرت ہو اور اُسکی مقدوریت سے اُسکی ضد کی مقدوریت بھی ضرور ہو لان القدرۃ تتعلق بالضدین جیسے ضاحک بالقوہ باوجود اُسکے لوازم انسان مین سے ہونیکے بوجہ اسکے کہ انسان مقدور ہی نیز داخل تحت القدرت ہی اسیطرح صدق کو سمجھنا چاہیئے لیکن مراد اُس کلام کا جو کہ افعال مین سے ہی یعنی کلام لفظی بخلاف اُس کلام کے جو صفات ذاتیہ سے ہی یعنی کلام نفسی کہ وہ صدق لوازم ذات واجبہ سے ہی اور وہ اور اُسکی ضد مقدوریت سے منزہ بوجہ وجوب و امتناع عقلی کے **ربط** اوپر احکام جہاد و قتال مذکور تھے اگلے رکوع مین بھی کفار کے بعض خاص خاص احوال کے اعتبار سے قتال و عدم قتال کے بعض خاص خاص احکام مذکور ہین مگر اس رکوع کی تفسیر کا سمجھنا موقوف ہی بعض روایات کے نقل کرنے پر اسلیے اُنکو نقل کرتا ہون **پہلی روایت** عبد بن حمید نے مجاہد سے روایت کیا کہ بعض مشرکین مکہ سے مدینہ آئے اور ظاہر کیا کہ ہم مسلمان اور مہاجر ہوکر آئے ہین پھر مرتد ہو گئے اور حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے اسباب تجارت لانیکا بہانہ کرکے پھر مکہ چلدیے اور پھر نہ آئے اُنکے بارہ مین مسلمانونکی راے مختلف ہوئی بعض نے کہا یہ کافر ہین بعض نے کہا کہ مؤمن ہین اللہ تعالے نے انکا کافر ہونا آیت فما لکم فی المنافقین مین بیان فرمادیا اور اُنکے قتل کا حکم دیا اھ احقر کہتا ہی انکا منافق کہنا بایں معنی ہی کہ جب اسلام کا دعوی کیا تھا جب بھی منافق تھے دل سے ایمان نہ لائے تھے اور منافقین گو قتل نہ کیے جاتے تھے لیکن جب ہی تک کہ اپنا کفر چھپاتے تھے اور ان لوگونکا ارتداد ظاہر ہوگیا تھا اور جنہون نے مسلمان کہا شاید بنا علی حسن الظن انکے دلائل ارتداد مین کچھ تاویل کرلی ہوگی اور اُس تاویل کا مستند محض حسن ظن ہوگا مؤید بدلیل شرعی نہوگی اسلیے معتبر نہین رکھی گئی **دوسری روایت** ابن ابی شیبہ نے حسن سے روایت کیا کہ سراقہ بن مالک مدلجی نے بعد واقعہ بدر و اُحد کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین آکر درخواست کی کہ ہماری قوم بنی مدلج سے صلح کرلیجیے آپنے حضرت خالد کو تکمیل صلح کے لیے وہان بھیجدیا مضمون صلح یہ تھا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل مدد نکرینگے اور قریش مسلمان ہوجاوینگے تو ہم مسلمان ہوجاوینگے اور جو قومین ہم سے متحد ہونگی وہ بھی اس معاہدہ مین ہمارے شریک ہین اسپر آیت ودوا لو تکفرون سے الا الذین یصلون الخ نازل ہوئی اھ **تیسری روایت** کلبی نے بطریق ابی صالح حضرت ابن عباس سے روایت کیا کہ آیہ ستجدون آخرین الخ مین جنکا ذکر ہے مراد اُن سے اسد اور غطفان ہین کہ مدینہ مین آتے اور ظاہراً اسلام کا دعوی کرتے اور اپنی قوم سے کہتے کہ ہم تو بندر اور عقرب پر ایمان لائے ہین اور مسلمانونسے کہتے کہ ہم تمہارے دین پر ہین اور ضحاک نے ابن عباس سے یہی حالت بنی عبد الدار کی نقل کی ہی اھ پہلی اور دوسری روایت روح المعانی مین اور تیسری معالم مین ہی احقر کہتا ہی کہ اس تیسری روایت والون کی حالت مثل پہلی روایت والونکے ہوئی کہ دلیل سے انکا پہلے ہی سے مسلمان نہ ہونا ثابت ہو گیا اسی لیے انکا حکم مثل عام کفار کے ہی یعنی مصالحت کی حالت مین اُنسے قتال نہ کیا جاوے اور عدم مصالحت مین قتل کیا جاوے چنانچہ پہلی روایت والونکے با

النحو لا ریب فیہ فی البیضاوی حال من یوم ۱۲

فائدہ وبما قررت فی فائدۃ المتن من الاصدقیۃ فی الکیف ارتفع النزاع فی المسئلۃ التی افترق فیہا علماء عصرنا المعنونۃ بامتناع الکذب فان الکلام کلامان لفظی من الافعال ونفسی من الصفات فھی الاول الحق الامتناع العادی ای الانتفاء مع دخول المنتفی تحت القدرۃ ولو صطلح احد بتسمیتہ امتناعا عقلیا بالغیر لا ننازعہ بعد وضوح المراد وفی الثانی الحق الامتناع العقلی ای الانتفاء مع عدم دخول المنتفی تحت القدرۃ لا لنقصان القدرۃ بل لعدم صلاحیۃ المحل لتعلقہا فافہم فانہ من من المواہب اللدنیۃ ۱۲

فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا ۭ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ

پھر تمکو کیا ہوا کہ ان منافقین کے باب میں تم دو گروہ ہو گئے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اُنکو اُلٹا پھیر دیا اُنکے عمل کے سبب کیا تم لوگ اسکا ارادہ رکھتے ہو کہ ایسے لوگوں کو ہدایت کرو جنکو اللہ تعالیٰ نے گمراہی میں ڈال رکھا ہو اور جس شخص کو اللہ تعالیٰ گمراہی میں

فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ۝ وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَاۗءً فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَاۗءَ حَتّٰي يُھَاجِرُوْا

اُس کے لیے کوئی سبیل نہ پاؤ گے۔ وہ اس تمنا میں ہیں کہ جیسے وہ کافر ہیں تم بھی کافر بن جاؤ جس میں تم اور وہ سب ایک طرح کے ہو جاؤ سو ان میں سے کسیکو دوست مت بنانا جب تک کہ وہ

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْھُمْ وَاقْتُلُوْھُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْھُمْ ۠ وَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْھُمْ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝ اِلَّا

اللہ کی راہ میں ہجرت نکریں اور اگر وہ اعراض کریں تو اُن کو پکڑو اور قتل کرو جس جگہ اُن کو پاؤ اور نہ اُن میں کسیکو دوست بناؤ اور نہ مددگار بناؤ مگر

الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ اِلٰى قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَھُمْ مِّيْثَاقٌ اَوْ جَاۗءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُھُمْ اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ اَوْ يُقَاتِلُوْا قَوْمَھُمْ ۭ

جو لوگ ایسے ہیں جو کہ ایسے لوگوں سے جا ملتے ہیں کہ تمہارے اور اُنکے درمیان عہد ہے یا خود تمہارے پاس اس حالت سے آویں کہ اُنکا دل تمہارے ساتھ اور نیز اپنی قوم کے ساتھ لڑنے سے منقبض ہو

مین آیت ثانیہ مین اخذ و قتل کا حکم اور آیت ثالثہ مین مصالحت کی حالت مین اُنکا استثناء موجود ہے جسکی مصالحت کا ذکر روایت ثانیہ مین ہے اور تاکید استثناء کے لیے فان اعتزلوکم کی تصریح ہے اور یہ استثناء بوجہ اسکے کہ یہ مرتدین بسبب لحوق بدار الحرب کے مثل دیگر کفار کے ہو گئے استثناء متصل ہے گو مستثنےٰ ان مرتدین کا غیر کیون نہو۔ اور تیسری روایت والونکے باب مین آیت رابعہ مین عدم اعتزال و عدم الکف عن القتال کی حالت مین اُنکے اخذ و قتل کا حکم مصرح ہے اور قرینہ مقابلہ سے صلح کی حالت مین عدم قتال مفہوم ہوتا ہے پس کل فرقے جو یہان مذکور ہین تین ہین ایک ایک روایت والے۔ ایک کا ذکر پہلی دوسری آیت مین۔ ایک کا تیسری مین ایک کا چوتھی مین۔ اور حکم کل دو ہین عدم صلح مین قتال اور صلح مین عدم قتال۔ رہی یہ بات کہ جو منافقین مدینہ مین رہتے تھے باوجودیکہ دلائل سے اُنکا کفر بھی ثابت تھا پھر اُنکے لیے اس کا حکم کیون نتھا اسکے دو جواب ہو سکتے ہین۔ ایک یہ کہ اُنکی حالت بھی عام کفار کی سی تھی چونکہ وہ صلح سے رہتے تھے اسلیے مثل کفار مصالحین کے اُنسے جنگ نہ کیجاتی تھی البتہ روح المعانی مین تحت آیہ فان اعتزلوکم ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ان آیات کا منسوخ ہونا آیہ براءۃ فاذا انسلخ الاشہر الحرم سے نقل کیا ہے حالانکہ مصالحین سے جنگ نکرنیکا حکم اب بھی باقی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان آیات کے نزول کے وقت خواہان صلح کی درخواست کا منظور کرنا واجب ہوگا اس اعتبار سے نسخ ہو سکتا ہے چنانچہ اب امام کا مخیر ہونا شرعی مسئلہ ہے یا اعلان نقض صلح ایک معین میعاد کے بعد کو صورۃً نسخ کہدیا پس تخییر امام جب بھی تھی گو بناء علی الظہور مذکور نہین۔ دوسرا جواب یہ کہ اُسوقت اسلام کے لیے مثل اقرار کے بشرط قدرت و تمکن ہجرت بھی فرض اور مدار قبول اسلام و اجراء احکام کا تھا جیسا اب یہی حالت اقرار کی ہے چنانچہ روح المعانی مین تیسیر سے اسکی فرضیت کی تصریح کی ہے پس جو منافقین مدینہ مین رہتے تھے جو کہ دار اسلام تھا وہ ظاہراً اس فرض کے عامل تھے اسلیے مثل مقر کے ان سے تعرض نہوتا تھا بخلاف روایت اولیٰ و ثالثہ والونکے کہ تارک ہجرت و قیام دار الاسلام تھے اسلیے اُنکا حکم عام کفار کا سا ہوا اسی لیے آیت ثانیہ مین عدم اتخاذ اولیا کے لیے جو کہ مرادف عدم قبول ایمان ہے کیونکہ ایمان منجملہ شرائط جواز ولایت ہے حتےٰ یہاجروا کو غایت فرمایا ہے اور معالم سے معلوم ہوتا ہے کہ روایت اولیٰ والونکو جنہون نے مسلمان کہا تھا اسکی وجہ یہ بیان کی تھی کہ کیا صرف اپنا وطن نچھوڑنے سے اُنکو کافر کہا جاوے گا اھ لیکن جب اُسوقت ہجرت کی حالت مثل اقرار باللسان کے تھی تو اس وجہ کا جواب ظاہر ہے کہ تارک مثل تارک اقرار کے ہے مسئلہ کا ذکر کہا جاوے گا احقر نے جو روایت اور لیکے ذیل مین تاویل کو اور اُسکے غیر معتبر ہونیکو مجملاً لکھا تھا اس سے دونون کی تعیین و تبیین بھی ہو سکتی ہے۔ اور یہ تمہید بوجہ موقوف علیہ ہونے کے گو آیتون سے پہلے لکھ دی گئی لیکن بعد مطالعہ تفسیر آیات بھی اسکو مکرر دیکھ لینا مفید ہے **بعض احکام خاصہ جہاد و بعض احوال خاصہ** فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا ۭ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴿۸۸﴾ وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَاۗءً فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَاۗءَ حَتّٰي يُھَاجِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْھُمْ وَاقْتُلُوْھُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْھُمْ ۠ وَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْھُمْ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۸۹﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ اِلٰى قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَھُمْ مِّيْثَاقٌ اَوْ جَاۗءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُھُمْ اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ اَوْ يُقَاتِلُوْا قَوْمَھُمْ ۭ

ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ فی آخر التمہید ہو سکتی ہے لم یجزم بہ لانی ما ظفرت بالتصریح بان فرض الہجرۃ کان بمنزلۃ فرض الاقرار وانما فہمتہ من الروایات و الفہم محل الخطاء واللہ اعلم ۱۲

اللغات الحصر الضیق ۱۲

البلاغۃ - قولہ الی قوم عدی بالی لتضمن یصلون لمعنی الانتہاء ۱۲

الروایات - ذکرت فی المتن واخری ما فی الصحاح ان نزول الآیۃ فی من رجع من المنافقین من احد لکنہا لا یساعدہا ظاہر الآیۃ ومن اختارہا حمل قولہ حتیٰ یہاجروا علی ہجرۃ خاصۃ وہی الخروج الی الجہاد فان صاحب الروح نقل ان لہا ثلث استعمالات۔ المشہور۔ وترک المنہیات والخروج للقتال ۱۲

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقٰتَلُوْكُمْ ۚ فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ وَاَلْقَوْا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ

اور اگر اللہ تعالی چاہتا تو انکو تم پر مسلط کر دیتا پھر وہ تم سے لڑنے لگتے پھر اگر وہ تم سے کنارہ کش رہیں یعنے تم سے نہ لڑین اور تم سے سلامت روی رکھین تو اللہ تعالی نے تمکو ان پر کوئی راہ نہین

عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا ۝ سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِيْنَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّاْمَنُوْكُمْ وَيَاْمَنُوْا قَوْمَهُمْ ۭ كُلَّمَا رُدُّوْٓا اِلَى الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا فِيْهَا ۚ فَاِنْ

دی بعضے ایسے بھی تمکو ضرور ملین گے کہ وہ چاہتے ہین کہ تم سے بھی بےخطر ہو کر رہین اور اپنی قوم سے بھی بےخطر ہو کر رہین جب کبھی انکو شرارت کیطرف متوجہ کیا جاتا ہے تو وہ اسمین جا گرتے ہین سو

لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ وَيُلْقُوْٓا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ ۭ وَاُولٰۗىِٕكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا

یہ لوگ اگر تم سے کنارہ کش نہون اور نہ تم سے سلامت روی رکھین اور نہ اپنے ہاتھون کو روکین تو تم انکو پکڑو اور قتل کرو جہان کہین انکو پاؤ اور ہم نے تم کو ان پر صاف حجت دی ہے

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقٰتَلُوْكُمْ ۚ فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ وَاَلْقَوْا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا ۝ سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِيْنَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّاْمَنُوْكُمْ وَيَاْمَنُوْا قَوْمَهُمْ ۭ كُلَّمَا رُدُّوْٓا اِلَى الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا فِيْهَا ۚ فَاِنْ لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ وَيُلْقُوْٓا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ ۭ وَاُولٰۗىِٕكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۝

پہلے فرقہ کا بیان (جب تم ان مرتدین کی حالت دیکھ چکے) پھر تمکو کیا ہوا کہ ان منافقین کے باب مین تم (اختلاف رائے کرکے) دو گروہ ہو گئے (کہ ایک گروہ انکو اب بھی مسلمان کہتا ہے) حالانکہ اللہ تعالی نے انکو (انکے علانیہ کفر کیطرف) الٹا پھیر دیا انکے (بد) عمل کے سبب (وہ بدعمل ارتداد اور دار الاسلام کو باوجود قدرت کے چھوڑ دینا ہے جو کہ مثل ترک اقرار بالاسلام علامت کفر کی تھی اور واقع مین وہ پہلے بھی مسلمان نہوئے تھے اور اسیوجہ سے انکو منافق کہا) کیا تم لوگ (ای وہ گروہ جنکو اس ترک دار الاسلام کا علامت کفر ہونا معلوم نہین) اسکا ارادہ رکھتے ہو کہ ایسے لوگونکو ہدایت کرو جنکو اللہ تعالی نے (جبکہ ان لوگون نے گمراہی اختیار کی) گمراہی مین ڈال رکھا ہے (جیسا کہ اللہ تعالی کی عادت ہے کہ عزم فعل کے وقت اس فعل کو پیدا کر دیتے ہین مطلب یہ کہ گمراہ کو جو مومن کہتے ہو اور مومن وہ جسمین ایمان ہو اور اسوقت تک ایمان ہے نہین تو کیا اب ایمان پیدا کروگے جو اسکو مومن کہسکو اور یہ محال ہے پس انکا مومن ومہتدی ہونا معلق بالمحال ہے اسلیے انکو مومن کہنا مثل حکم بالمحال کے ہے) اور جسکو اللہ تعالی گمراہی مین ڈالدین اسکے (مومن ہونیکے) لیے کوئی سبیل (یعنی راہ) نہ پاؤگے (پس ان لوگون کو مومن نہ کہنا چاہیئے اور بھلا وہ خود تو کیا مومن ہون گے انکے تلوث الکفر کی تو یہ حالت ہے کہ) وہ اس تمنا مین ہین کہ جیسے وہ کافر ہین تم بھی (خدا نکرے) کافر بن جاؤ جس مین تم اور وہ سب ایک طرح کے ہو جاؤ سو (انکی جب یہ حالت ہے) ان مین سے کسیکو دوست مت بنانا (یعنی کیسے ساتھ مسلمانون کا سا برتاؤ مت کرنا کیونکہ دوستی کے جواز کے لیے اسلام شرط ہے) جب تک کہ وہ اللہ کی راہ مین (یعنی تکمیل اسلام کے لیے) ہجرت نکرین (کیونکہ اسوقت ہجرت کا وہ حکم تھا جو اب اقرار بالشہادتین کا ہے اور تکمیل اسلام کی قید اسلیے ہے کہ خالی دار اسلام مین آنا کافی نہین یون تو کفار اہل تجارت بھی آجاتے ہین بلکہ اسلامی حیثیت سے آوین یعنی اسلام بھی ظاہر کرین تاکہ جامع اقرار وہجرت کے ہو جاوین اور رہی تصدیق وہ صرف عند اللہ شرط ہے اسکی تفتیش ضرور نہین) اور اگر وہ (اسلام سے) اعراض کرین (اور کافر ہی رہین) تو انکو پکڑو اور قتل کرو جس جگہ ان کو پاؤ (یہ پکڑنا یا تو قتل کے لیے یا غلام بنانے کے لیے) اور نہ ان مین کسیکو دوست بناؤ اور نہ مددگار بناؤ (مطلب یہ کہ کسی حالت مین ان سے کوئی تعلق نرکھو نہ امن مین دوستی نہ خوف مین استعانت بلکہ بالکل الگ تھلگ رہو) **دوسرے فرقہ کا بیان** مگر (ان کفار مین) جو لوگ ایسے ہین جو کہ (تمہارے ساتھ مصالحت سے رہنا چاہتے ہین جسکے دو طریقے ہین ایک تو یہ کہ بواسطہ صلح ہو یعنی) ایسے لوگون سے جا ملتے ہین (یعنی ہم عہد ہو جاتے ہین) کہ تمہارے اور انکے درمیان عہد (صلح ہے (جیسے بنو مدلج کہ انسے صلح ہوئی تو انکے ہم عہد بھی اس استثناء مین آگئے تو یہی مدلج بدرجہ اولی مستثنے ہوئے) یا (دوسرا طریق یہ ہے کہ بلا واسطہ صلح ہو اس طرح سے کہ) خود تمہارے پاس اس حالت سے آوین کہ انکا دل تمہارے ساتھ اور نیز اپنی قوم کے ساتھ لڑنے سے منقبض ہو (اسلیے نہ تو اپنی قوم کے ساتھ ہو کر تم سے لڑین اور نہ تمہارے ساتھ ہو کر اپنی قوم سے لڑین بلکہ ان سے بھی صلح رکھین اور تم سے بھی پس دونون طریقون مین جس طریق سے کوئی مصالحت رکھے

البلاغة قوله يلقوا اليكم السلم في الروح هو استعارة لان من سلم شيأ القاه وطرحه عند المسلم قوله فما جعل الله في الروح فيه مبالغة في عدم التعرض لهم لان من لا يرشئ كيف يتعرض له ۱۲ **فائدة بدلعيه** من الروح في الآيتين الاخريين مفهومات متقابلات قوله اعتزلوكم مع لم	يعتزلوكم وقوله لم يقاتلوكم مع ويكفوا است لم يكفوا وقوله القوا اليكم مع ويلقوا اليكم السلم وقوله ماجعل الله مع قوله اولئكم جعلنا لكم تامت صنعة صنعة التقابل من انواع البديع ۱۲

ملحقات الترجمة

لـ٥ قوله في فما لكم جب تم والفاء الفصيح كونها نصيحة وقوله کیا ہوا اشار الى تقدير اى شئى كائن لكم ۱۲ **ـ٥ قوله** في فئتين اختلاف رائے کرکے اشار الى التقدير تفرقتم فئتين فالتفرق في الرای لافی المسلك الدينی ۱۲ **ـ٥ قوله** في اركسهم علانيه الخ اشار بالاول الى انهم لم يومنوا بقلوبهم قط ومن ثم سموا منافقين وبالثاني الى معنى اركس اى ردهم مقلوبين كما في القاموس ۱۲ **ـ٥ قوله** في بما كسبوا ارتدادا احترز عن الانتقال من دار الاسلام للسفر الضروري ۱۲ **ـ٥ قوله** هنا كہ باوجود قدرت فلا يرد حال المستضعفين اشكالا كما ان الاقرار يسقط بالعجز ۱۲ **ـ٥ قوله** ہناک اسی وجہ سے انکو منافق فالوصف للتشنيع لا للتعريف لانهم لم يشتهروا بالنفاق ۱۲ **ـ٥ قوله** في من اضل جو مومن کہتے ہو لانهم كانوا يحكمون بايمانهم لانهم يريدون ايمانهم ففي الكلام كناية ۱۲ **ـ٥ قوله** في فخذوهم یہ پکڑنا كذا في روح المعاني ۱۲ **ـ٥ قوله** في بينكم درجه اولى فلا يرد ان الفرقة الثانية لم يدخل فيه بنو مدلج وادعيت دخولهم فيها ۱۲ **ـ١٠ قوله** في او يقاتلوا ونيز اشار الى ان او بمعنى الواو بقرينة المقام ۱۲

ع ۱۴ ۹

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ۚ وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ

اور کسی مومن کی شان نہین کہ وہ کسی مومن کو قتل کرے لیکن غلطی سے اور جو شخص کسی مومن کو غلطی سے قتل کردے تو اُسپر ایک مسلمان غلام یا لونڈی کا آزاد کرنا ہے اور خونبہا ہے

اِلٰٓى اَهْلِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا ۭ فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۭ وَاِنْ كَانَ

جو اُسکے خاندان والونکو حوالہ کردینا ہے مگر یہ کہ وہ لوگ معاف کردین اور اگر وہ ایسی قوم سے ہو جو تمہارے مخالف ہین اور وہ شخص خود مومن ہے تو ایک غلام یا لونڈی مسلمان کا آزاد کرنا اور اگر وہ ایسی

مِنْ قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ

قوم سے ہو کہ تم مین اور اُن مین معاہدہ ہو تو خونبہا ہے

وہ حکم مذکور اخذ اور قتل سے مستثنے ہے) اور (تم ان لوگونکی درخواست صلح مین اللہ تعالی کا احسان مانو کہ انکے دلمین تمہاری ہیبت ڈالدی ورنہ) اگر اللہ تعالے چاہتا تو انکو تمپر مسلط (اور دلیر) کردیتا پھر وہ تم سے لڑنے لگتے (مگر خدا تعالی نے تمکو اس پریشانی سے بچالیا) پھر اگر (صلح کرکے) وہ تمسے کنارہ کش رہین یعنی تم سے نہ لڑین اور تم سے سلامت روی رکھین (ان سب الفاظ کا مطلب یہ کہ صلح سے رہین کئی لفظ تاکید کے لیے فرمادیے) تو (اس حالت صلح مین) اللہ تعالی نے تمکو اُن پر (قتل یا قید وغیرہ کی) کوئی راہ نہین دی (یعنی اجازت نہین دی) **تیسرے فرقہ کا بیان** بعضے ایسے بھی تمکو ضرور ملین گے (یعنی انکی یہ حالت معلوم ہوگی) کہ براہ خداع) وہ یہ (بھی) چاہتے ہین کہ تم سے بھی بےخطر ہو کر رہین اور اپنی قوم سے بھی بےخطر ہو کر رہین (اور ساتھ ہی اسکے) جب کبھی انکو (صریح مخالفین کی طرف سے) شرارت (وفساد) کی طرف متوجہ کیا جاتا ہے (یعنی اُن سے مسلمانون سے لڑنے کے لیے کہا جاتا ہے) تو وہ (فورا) اس (شرارت) مین جا گرتے ہین (یعنی مسلمانون سے لڑنے پر آمادہ ہوجاتے ہین اور وہ خداع کی صلح توڑدیتے ہین) سو یہ لوگ اگر (صلح توڑدین اور) تم سے (یعنی تمہاری لڑائی سے) کنارہ کش نہون اور نہ تم سے سلامت روی رکھین اور نہ اپنے ہاتھونکو (تمہارے مقابلہ سے) روکین (سبکا مطلب مثل سابق کے ایک ہی ہے کہ صلح توڑدین) تو تم (بھی) انکو پکڑو اور قتل کرو جہان کہین انکو پاؤ اور ہمنے تمکو ان پر صاف حجت دی ہے (جس سے انکا مباح الدم ہونا ظاہر ہے اور وہ حجت انکا نقض عہد ہے) **ربط** اوپر سے قتل وقتال کا ذکر چلا آرہا ہے اور کل صورتین ابتداً قتل کی آٹھ ہین کیونکہ مقتول چار حال سے خالی نہین یا مومن ہے۔ یا ذمی ہے یا مصالح ومستامن ہے۔ یا حربی ہے۔ اور قتل دو طرح کا ہے یا عمداً یا خطاءً پس اس اعتبار سے کل صورتین قتل کی آٹھ ہوئین۔ اول مومن کا قتل عمد۔ دوم مومن کا قتل خطاء۔ سوم ذمی کا قتل عمد۔ چہارم ذمی کا قتل خطاء۔ پنجم مصالح کا قتل عمد۔ ششم مصالح کا قتل خطاء۔ ہفتم حربی کا قتل عمد۔ ہشتم حربی کا قتل خطاء۔ ان صورتون مین بعض کا حکم تو اوپر معلوم ہوچکا بعض کا آگے مذکور ہے اور بعض کا حدیث مین موجود ہے چنانچہ صورت اولی کا حکم دنیوی یعنی وجوب قصاص سورۂ بقرہ مین مذکور ہے اور حکم اخروی آگے آیت ومن یقتل مین آتا ہے اور صورت دوم کا بیان قول اللہ تعالی وما کان لمؤمن الی قولہ وہو مومن فتحریر رقبۃ مین آتا ہے صورت سوم کا حکم حدیث دار قطنی مین ہے کہ ذمی کے عوض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان سے قصاص لیا اخرجہ الزیلعی فی تخریج الہدایۃ۔ صورت چہارم کا ذکر قول اللہ تعالی وان کان من قوم بینکم وبینہم میثاق مین آیا ہے صورت پنجم کا ذکر اوپر کے رکوع قول اللہ تعالے فما جعل اللہ لکم علیہم سبیلا مین آچکا ہے۔ صورت ششم کا حکم صورت چہارم کے ساتھ ہی مذکور ہے کیونکہ میثاق عام ہے موبد اور موقت کو پس ذمی ومستامن دونون آگئے درمختار کی کتاب الدیات کے شروع مین مستامن کے دیت کے وجوب کی تصحیح کی ہے۔ صورت ہفتم وہشتم کا حکم خود جہاد کی مشروعیت سے اوپر معلوم ہوچکا کیونکہ جہاد مین اہل حرب قصداً مقتول ہوتے ہین اور خطاء کا جواز بالاولی ثابت ہوگا حکم بست ودوم **تفصیل احکام بعض صور قتل** وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ۚ وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا ۭ فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۭ وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ

اللغات الرقبۃ النسمۃ مجازا اطلاق للجزء علی الکل لکنہ متعارف فی الممالیک خاصۃ ۱۲ **النحو** قولہ الا ان یصدقوا منصوب علی الاستثناء ای فی جمیع الاحیان الا حین التصدق ۱۲ **الروایات** فی الروح اخرج ابن جریر وابن المنذر عن السدی ان عیاش بن ربیعۃ المخزومی اسلم وہاجر الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وساق الحدیث۔ وفیہ فخرج عیاش فلقی الکنانی وقد اسلم وعیاش لا یعلم باسلامہ فضربہ حتی قتلہ فاخبر بعد ذلک فاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرہ الخبر فنزلت واخرج ابن جریر عن ابن زید انہا نزلت فی رجل قتلہ ابو الدرداء قال لا الہ الا اللہ فضربہ فقتلہ ظانا انہ یتقی بذلک ولیس مومنا وقریبا منہ اخرج فی اللباب عن ابن جریر عن عکرمۃ ومجاہد والسدی وعن ابن اسحق وابی یعلی والحرث بن اسامۃ وابی مسلم عن القاسم وحسن ابن ابی حاتم عن ابن عباس وفی الروح فی قولہ تعالی فان کان من قوم عدو لکم والآیۃ کما قال ابن جبیر نزلت فی مرداس بن عمرو لما قتلہ خطأ اسامۃ بن زید ۱۲

ملحقات الترجمۃ

۵۱ قولہ قبل دو شاء اخذ اور قتل سے مستثنے اشار الی ان الاستثناء لیس من اتخاذہم اولیاء لانہ حرام ما لم یومن ۱۲ ۵۲ قولہ فی فلم یقاتلوکم یعنی اشار الی ان الفاء للتفصیل والتفسیر ۱۲ ۵۳ قولہ فی ستجدون ضرور ومعلوم اشار الی ان السین للتاکید والاستقبال باعتبار العلم بحالہم والا فہم قد وجد من قبل ۱۲ ۵۴ قولہ ہناک براہ خداع یدل علیہ المقام ومقابلۃ من حصرت صدورہم فہم لم تحصر صدورہم عن القتال بل کان فیہما بسط الفصل معنی الخداع ۱۲ ۵۵ قولہ فی کلما اور ساتھ ہی اسکے اشارۃ الی ان کلما صفۃ ثانیۃ لآخرین وبالمجموع تمیزوا من قبلہم الا فنفس ارادۃ الامن مشترک صورۃ وان لم یبق مشترکا بعد اعتبار مفہوم الخداع فیہ کما بینا من قبل ۱۲ ۵۶ قولہ فی ویلقوا تم سے۔ اشار الی ان العطف علی المنفی لا علی النفی ۱۲ ۵۷ قولہ فی التمہید میثاق عام ہے صرح بہ فی روح المعانی ۱۲

مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ

جواسکے خاندان والونکو حوالہ کردیجاوے اور ایک غلام یا لونڈی مسلمان کا آزاد کرنا پھر جس شخص کو نہ ملے تو متواتر دو ماہ

مُتَتَابِعَيْنِ ۡ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝

کے روزے ہین ۔ بطریق توبہ کے جو اللہ کیطرف سے مقرر ہوئی ہے اور اللہ تعالی بڑے علم اور حکمت والے ہین ۔

مُسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ ۡ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝۹۲ اور کسی مومن کی شان[1] نہین کہ وہ کسی مومن کو (ابتداءً[2] قتل کرے لیکن غلطی[3] سے (ہوجائے تو اور بات ہے) اور جو شخص کسی مومن کو غلطی سے قتل کردے تو اسپر[4] (شرعاً) ایک مسلمان غلام یا لونڈی کا آزاد کرنا (واجب) ہے اور خونبہا (بھی واجب) ہے جو اُس (مقتول) کے خاندان والونکو (یعنی اُنمین جو وارث ہین بقدر حصص میراث) حوالہ کردیجاوے (اور جسکے کوئی وارث نہ ہو بیت المال قائم مقام ورثہ کے ہے) مگر یہ کہ وہ لوگ (اُس[5] خونبہا کو) معاف کردین (خواہ کل یا بعض اتنی ہی معاف ہوجاویگی) اور اگر وہ (مقتول خطاءً) ایسی قوم سے ہو جو تمہارے مخالف ہین (یعنی حربی ہین اور اُن ہی مین کسی[6] وجہ سے رہتا تھا) اور وہ شخص خود مومن ہے تو (صرف) ایک غلام یا لونڈی مسلمان آزاد کرنا (پڑیگا اور دیت اسلیے نہین کہ اُسکے وارث کافر ہین اور کافر کو مسلم کی میراث ملتی نہین اور دار الحرب سے بیت المال مین ترکہ نہین لایا جاتا) اور اگر وہ (مقتول خطاءً) ایسی قوم سے ہو کہ تم مین اور اُنمین معاہدہ (صلح یا ذمہ کا) ہو (یعنی ذمی یا مصالح مستامن ہو) تو خونبہا (بھی واجب) ہے جو اُس (مقتول) کے خاندان والونکو (یعنی اُنمین جو وارث ہین) حوالہ کردیجاوے (کیونکہ کافر کافر کا وارث ہوتا ہے) اور ایک غلام یا لونڈی مسلمان کا آزاد کرنا (پڑیگا) پھر (جن صورتون مین غلام لونڈی کا آزاد کرنا واجب ہے) جس شخص کو (غلام لونڈی) نہ ملے (اور نہ اتنے دام ہون کہ خرید سکے) تو (اُسکے ذمہ بجائے اس آزاد کرنیکے) متواتر (یعنی لگاتار) دو ماہ کے روزے ہین (یہ آزاد کرنا اور وہ نہ ہوسکے تو روزے رکھنا) بطریق توبہ کے (ہے) جو اللہ کیطرف سے مقرر ہوئی ہے (یعنی اُسکا یہ طریقہ مشروع ہوا ہے) اور اللہ تعالی بڑے علم والے حکمت والے ہین (اپنے علم و حکمت سے مصلحت کے مناسب احکام مقرر فرمائے ہین گو ہر جگہ حکمت بندہ کو معلوم نہ ہو) **ف** یہان چند مسائل لکھنا ضرور ہین **مسئلہ** قتل کی تین قسمین ہین عمد جو ظاہراً قصد سے ایسے آلہ کے ذریعے سے واقع ہو جو آہنی ہو یا تفریق اجزا مین بجای آہنی کے ہو جیسے دھار والا بانس یا دھار والا پتھر یا آگ ۔ دوسرے شبہ عمد جو قصداً تو ہو مگر ایسے آلہ سے نہو ۔ تیسرے خطاء یا تو قصد و ظن مین کہ دور سے آدمی کو شکاری جانور یا کافر حربی سمجھکر نشانہ لگادیا یا فعل مین کہ نشانہ تو جانور ہی کو لگایا لیکن آدمی کے جا لگا ۔ اس آیت مین خطاء سے مراد غیر عمد ہے پس دوسری تیسری دونون قسمین آمین آگئین دونون مین دیت بھی ہے اور گناہ بھی مگر ان دونون امر مین دونون قسمین متفاوت ہین دیت دوسری قسم کی سو اونٹ ہین چار قسم کے یعنی ایک ایک قسم کے پچیس پچیس اور دیت تیسری قسم کی سو اونٹ ہین پانچ قسم کے یعنے ایک ایک قسم کے بیس بیس البتہ اگر دیت مین نقد دیا جاوے تو دونون قسمون مین ایک ہزار دینار شرعی یا دس ہزار درم شرعی ہین اور گناہ دوسری قسم مین زیادہ ہے بوجہ قصد کے اور تیسری قسم مین کم صرف بے احتیاطی کا کذا فی الہدایہ چنانچہ تحریر رقبہ کا وجوب و نیز لفظ توبہ بھی اسپر دال ہے ۔ اور یہ تحقیق ان تینون قسمون کی باعتبار وجوب احکام شرعیہ فی الدنیا کے ہے اور گناہ کے اعتبار سے عمد و غیر عمد ہونا اسکا مدار عند اللہ قلب پر ہے جسپر وعید آیندہ کا مدار ہے وہ خدا کو معلوم ہے ممکن ہے کہ اس اعتبار سے قسم اول غیر عمد ہوجاوے اور قسم ثانی عمد ہوجاوے اسی لیے احقر نے تعریفات مین ظاہراً کی قید لگائی کذا یفہم من الہدایہ والیہ ہو ظاہر **مسئلہ** یہ مقدار مذکور دیت کی جب ہے کہ مقتول مرد ہو اور اگر عورت ہو تو اُسکی نصف ہے کذا فی الہدایہ دلیل اسکی حدیث بیہقی کی ہے قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دیۃ المرأۃ علی النصف من دیۃ الرجل کذا فی شرح النقایہ اور قرآن مجید مین دیت مجمل ہے پس حدیث سے تفصیل و تفاوت مذکور مفسر ہوگئی مجمل اور مفصل یا مبہم و مفسر مین تعارض لازم نہین آتا **مسئلہ** دیت مسلم اور ذمی کی برابر ہے دلیل اسکی حدیث ہے قال علیہ السلام دیۃ کل ذی عہد فی عہدہ الف دینار کذا فی الہدایہ اخرجہ ابو داؤد فی مراسیلہ عن سعید بن المسیب کذا فی شرح النقایہ اور ظاہر قرآن مجید سے بھی اسکی تائید ہوتی ہے کیونکہ دونون جگہ دیت کو ایک ہی عنوان سے ذکر فرمایا ہے اور ظاہراً کی قید اسلیے لگائی کہ قائلین بالتفاوت کہسکتے ہین کہ دوسرے دلائل سے ہمکو معلوم ہوا کہ دونون عنوانونکا معنون مختلف ہے **مسئلہ** کفارہ یعنی تحریر رقبہ یا صیام خود قاتل کو ادا کرنا پڑتا ہے اور دیت قاتل کے اہل نصرت پر جنکو شرع کی اصطلاح مین عاقلہ کہتے ہین تفصیل اسکی کتب فقہ مین ہے دلیل اسکی یہ حدیث ہے قال علیہ السلام لا و لیاء الجانی

ملحقات الترجمہ

[1] قولہ نی ما کان شان نہین کما فی التفاسیر ما کان ۱۲ صح ۔ [2] قولہ ابتداءً احتراز عن القصاص و نحوہ ۱۲ [3] قولہ نی خطأ غلطی سے اشارہ الی ان فی الروح ای حال ای ہی حال الا فی حال کونہا خطأ و یجوز ان یکون مفعولا مطلقا ای قتلا خطأ و یصح حمل ترجمتی علیہ فعلی ہذا التقدیر لا یلزم جواز قتل الخطاء لان معنی الکلام لیس شان ما یجوز المومن الخ [4] قولہ فی فتحریر اسپر ای علیہ تحریر او فالواجب ۱۲ [5] قولہ فی یصدقوا اس خونبہا کو اشارۃ الی انصراف الاستثناء الی الدیۃ خاصۃ لا تحریر رقبۃ فانہ واجب بکل حال ۱۲ [6] قولہ فی فان کان من قوم عدو آہ اشارۃ الی کون الفاء للتفصیل لا التعقیب [7] قولہ یہاں کسی جبر سے لان القیام بین اظہرہم لا یجوز لکن الظاہر ان یکون سہوا و ما ورد من تضعیف نیہم فی الحدیث فلعلہ زجر لہم وان ثبت کون الہجرۃ بمنزلۃ الاقرار کان قولی ہذا احترازا لان التارک للہجرۃ بلا عذر لا یستحق الدیۃ و وجوب تنصیف لہم کان فیہ مصلحۃ والا فہم لا یستحقون شیئا فانہم ادکان امر تکنہم من الہجرۃ مشتبہا و محتملا فکان لاستحقاقہم الدیۃ مساغ واللہ اعلم ۱۲ [8] قولہ فی وہو مومن فتحریر صرف لان الظاہر من السکوت عن الدیۃ عدم وجوبہا ۱۲ [9] قولہ وان کان من قوم بینکم و مقتول اشارۃ الی ان العائد الی المقتول خطأ لا المقتول المومن لاندراجہ فی حکم ما سبق من قولہ تعالی ومن قتل مومنا خطاء الخ والقرینۃ علی ما اخترت ان قید الایمان قد ذکر فیما قبلہ و لم یصرح بہ ہناک فالظاہر ان ہذا لیس بمومن ثم لو اعید الی المقتول المومن المذکور فی صدر الآیۃ کان ینبغی الاکتفاء بہ فیما قبل فالتصریح فی احد الموضعین و عدمہ فی الآخر دلیل ظاہر علی ما اخترت ومن اختار عودہ الی المومن ذکر النکتۃ فی افرادہ مع اندراجہ فیما سبق انہ لبیان ان کونہ فیما بین المعاہدین لا یمنع وجوب الدیۃ کما منعہ کونہ بین المحاربین ثم تکلف فی توجیہ استحقاق قومہ دیتہ مع کونہم غیر مسلمین فقال تارۃ انہ مقید بما اذا کانوا مسلمین وتارۃ بانہ یصیر

توجیہ یہ آزاد و لان الکفارۃ سر الذی شرع حقا للہ تعالی واما الدیۃ فلیس من التوبۃ فی شئی لانہ حق العبد لا جلہ یسقط باسقاطہ ۱۲ [10] قولہ ہناک شرح ہوا ہی اشارۃ الی ان من ابتدائیۃ صفۃ لموصوف فالتقدیر توبۃ مشروعۃ من جانب اللہ تعالی ۱۲

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاۗؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ۝

اور جو شخص کسی مسلمان کو قصداً قتل کر ڈالے تو اسکی سزا جہنم ہے کہ ہمیشہ ہمیشہ کو اسمیں رہنا ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ غضبناک ہونگے اور اسکو اپنی رحمت سے دور کر دینگے اور اسکے لیے بڑی سزا کا سامان کرینگے۔

قوموا فقد رہ کذا فی الہدایۃ روایہ الطبرانی فی معجمہ کذا قال علی القاری۔ اور قرآن مجید سے یہ معارض نہیں کیونکہ اصل وجوب قاتل ہی پر ہے لیکن بوجہ اسکے کہ اس قاتل کا جرم خطا میں باعتبار خطا ہونیکے اور شبہ عمد میں بنظر آلہ کے کہ موضوع قتل کے لیے نہیں خفیف ہے اسلیے اتنی بڑی رقم اسکے ذمہ ڈالنا مناسب نہیں۔ اور عاقلہ کی تخصیص اسلیے ہے کہ آدمی اپنے انصار کے زور پر ایسی بے احتیاطی کیا کرتا ہے آئندہ کو وہ لوگ بھی اسکا انسداد رکھیں گے اور اسکی حفاظت میں کوتاہی نکرینگے پس یہ انصار و جوب میں اسکے قائم مقام ہیں اور یہ نہیں کہ اسپر وجوب نہیں چنانچہ قاتل بھی اس چندہ میں داخل ہوتا ہے کذا فی الہدایہ۔ اور اگر آیت میں علیہ مقدر نکریں صرف فالواجب مقدر ہو تو علیہ و علیہ دونوں کو شامل ہو جاویگا پس معارضہ کا شبہ بھی نرہیگا رہا آیت لا تزر وازرۃ وزر اخری سے تعارض کا شبہ وہ اس تقریر سے رفع ہوگیا کہ اسکی بانصار ایک گونہ حفاظت میں تقصیر ہے یا لا تزر کو گناہ کے ساتھ خاص کہا جاوے تو سرے سے شبہ ہی نہ پڑیگا **مسئلہ** کفارہ میں لونڈی غلام برابر ہیں لفظ رقبہ عام ہے البتہ صحیح الاعضا ہو کیونکہ مطلق سے مراد کامل ہوتا ہے کذا فی الکتب الفقہیۃ **مسئلہ** دیت مقتول کی شرعی ورثہ میں تقسیم ہوگی اور جو اپنا حصہ معاف کردیگا اسقدر معاف ہو جاویگی اگر سب نے معاف کر دیا سب معاف ہو جاویگی کذا فی کتب الفقہ **مسئلہ** جس مقتول کا کوئی وارث شرعی نہ ہو اسکی دیت بیت المال میں داخل ہوگی کیونکہ دیت ترکہ ہے اور ترکہ کا یہی حکم ہے **مسئلہ** ان کان من قوم عدو لکم کے ترجمہ میں صرف کہنے کی وجہ اسی جگہ مذکور ہے کہ اس صورت میں دیت نہیں اسکی دلیل بھی وہاں مذکور ہے ایسے شخص کا ترکہ بیت المال میں لانا کہیں نظر سے نہیں گذرا اور ظاہر انتفی ہے لانقطاع الولایۃ اور اسی میں یہ قید کہ وہاں رہتا تھا اسلیے لگائی کہ اگر یہ شخص دار اسلام میں ہے تو اسکا ترکہ چونکہ بیت المال کا حق ہے لہذا اسکی دیت واجب ہوگی کذا الفہم من الدر المختار اسطرح اگر ایسے مقتول کا کوئی وارث دار الحرب میں مسلمان ہو تو ظاہر یہ ہے کہ اسوقت بھی دیت واجب ہوگی کذا افہم من الدر کیونکہ یہ مسلمین ان اہل میثاق کفار سے جو آگے مذکور ہیں کم نہیں اور وہاں دیت تھی لیکن اسکے بعد روح المعانی سورہ فتح آیہ ہم الذین کفروا الخ کے ذیل میں یہ مسئلہ کافی سے منقول نظر سے گذرا کہ جو مسلمان دار الحرب میں رہتا ہو اور اسکو کوئی قتل کردے اور اسکے وارث مسلمان بھی ہوں تو عمد میں صرف گناہ ہے اور خطا میں صرف کفارہ ہے دیت نہیں پھر در مختار قبیل فصل استیمان میں بھی یہ مسئلہ دیکھا گیا۔ **مسئلہ** اہل میثاق کے باب میں جو دیت واجب ہے ظاہر یہ ہے کہ اہل کے وجود کے وقت ہے اور اگر اہل نہوں یا وہ اہل مسلمان ہوں کہ بجائے نہ ہونیکے ہے تو اگر وہ ذمی ہے تو دیت ہوگی اور بیت المال میں آویگی کیونکہ ذمی کا ترکہ جسمیں دیت داخل ہے بیت المال میں آتا ہے کما فی الدر المختار ورنہ واجب نہوگی لعدم مصدق مسلمۃ الی اہلہ **مسئلہ** ہندوستان میں رقبہ نہیں ملتا ظاہر یہی ہے کہ لم یجد صادق آویگا جو بین ام یجدا وجب ہیں لما فیہ من الحرج ومثلہ کفارات اخری من الیمین والظہار پس صیام جائز ہے **مسئلہ** صیام میں اگر مرض وغیرہ کی وجہ سے تتابع نرہا از سرنو رکھنے پڑینگے البتہ عورت کا حیض قاطع تتابع نہیں کذا فی کتب الفقہیہ **مسئلہ** اگر کسی عذر سے صیام پر قدرت نہو تو قدرت تک توبہ کیا کرے **مسئلہ** قتل عمد میں یہ کفارہ نہیں توبہ کرنا چاہیے کذا فی الکتب الفقہیۃ **تنبیہ** یہاں جن مسائل میں عموماً یا خصوصاً حوالہ مذکور نہیں ہے وہ بوجہ اسکے کہ میرے پاس کتابیں کم ہیں میری نظر سے نہیں گذرے محض قواعد کی بناپر لکھا ہے اگر کسیکو غلطی پر اطلاع ہو درست فرمادیا جاوے اور لکھنے کی ضرورت کو مقام مقتضی تھا کہ تکمیل شقوق اسپر موقوف تھی واللہ اعلم **ربط** اوپر کی آیت کی تمہید میں جو آٹھ صورتیں مذکور ہیں انہیں کی پہلی صورت کا آگے بیان ہوتا ہے پس یہ تتمہ ماقبل کا ہے تتمہ **سابق** وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاۗؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ۝۹۳ اور جو شخص کسی مسلمان کو قصداً قتل کر ڈالے تو اسکی (اصلی) سزا (تو) جہنم (میں اسطرح رہنا ہے کہ ہمیشہ ہمیشہ کو اسمیں رہنا (لیکن اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ یہ اصلی سزا جاری نہوگی بلکہ ایمان کی برکت سے آخر کو نجات ہو جاویگی) اور اسپر (ایک میعاد معین تک کے واسطے) اللہ تعالیٰ غضبناک ہونگے اور اسکو اپنی رحمت (خاصہ) سے دور کر دینگے اور اسکے لیے بڑی سزا (یعنی سزائے دوزخ) کا سامان کرینگے **ف** تمام اہل حق متفق ہیں کہ بجز کفر و شرک کے کوئی امر موجب خلود فی النار نہیں ہے اس دعوی پر بیشمار آیات و احادیث دال ہیں اس آیت کے بعض ظاہری لفظوں سے اسکے خلاف کا شبہ ہوتا تھا لیکن اسکا صحیح مطلب ترجمہ سے ظاہر ہونیکے بعد وہ شبہ رفع ہو گیا البتہ صرف حضرت ابن عباس رض کا مذہب ان ظاہری الفاظ کے موافق مشہور ہے اور انکا قول سورۂ فرقان کی آیت میں جو بعد ذکر قتل کے الا من تاب

الروایات فی اللباب اخرج ابن جریر من طریق ابن جریج ان رجلا من الانصار قتل اخا مقیس ابن صبابۃ فاعطاہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم الدیۃ فقبلہا ثم وثب علی قاتل اخیہ فقتلہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا اومنہ فی حل ولا حرم فقتل یوم الفتح قال ابن جریج وفیہ نزلت ہذہ الآیۃ ومن یقتل مؤمنا الخ وفی الروح اخرج ابن ابی حاتم عن ابن جبیر نحوہ وذا دفیہ ان ہذا القاتل ارتد

عن الاسلام اھ **روایۃ مفسرۃ للآیۃ ناصرۃ لاہل الحق** فی الروح اخرج ابن المنذر عن اسمعیل بن ثوبان قال جالست الناس قبل الداء الاعظم فی المسجد الاکبر فسمعتہم یقولون لما نزلت ومن یقتل مؤمنا الآیۃ قال المہاجرون والانصار وجبت لمن فعل ہذا النار حتی نزلت ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ الخ فقال المہاجرون والانصار یصنع اللہ تعالی ما یشاء ۱۲

تحقیقات الترجمۃ ...سکی اصلی سزا ...ت / ...با انہا تقیید بہ ...ت / ...ث الطویل وہی ہنہ / ...ذا التاویل یرفع / ...ات اخر وعد فیہا / ...فی الجنۃ للکافر الخلود / ...ن الحکم بالمیعاد ... / ...مد بالتابید فلا یرتفع / ...ہم بان التعمد القتل / ...الایمان وحاصلہ / ...علی ہذا یفوت / ...ہذا القتل المذکور / ...قتل المذکور فی الآیۃ / ...لخطاء الصرف / ...ن نزولہا فی الکافر / ...دین لکن قد یعرف / ...عموم اللفظ لا الخصوص / ...لتحامی عن التکلف / ...ال فعلی ہذا الفرق / ...جہنم وقولہ تعالی من / ...بہ فیرتفع منہ الایمان / ...رق بینہما فان قولہ / ...ثبات وقوع ہذا / ...لہ جزاؤہ اثبات کون / ...ات الوقوع ای / ...مد کما فی قولہ تعالی / ...سیئۃ مثلہا ای ہی / ...ے کنا ہہنا وقت / ...جزاء وہو وقوع / ...ل فقولہ تعالے / ...مغفرۃ ہو ما ثل / ...ہم فیرتفع الایمان منہ / ...ن فلا بعد فی الآن / ...الاطلاع من الکریم / ...ف المیعاد ثم ان / ...منحصر فی آیۃ واحدۃ / ...آیات لیس فیہ / ...خلاف القتل حیث / ...خلود لمباشرۃ غیرہ

الآیۃ فافہم ۱۲ **۵۲ قولہ** فی غضب اللہ ایک میعاد لما ثبت من عدم الخلود ۱۲ **۵۳ قولہ** فی لعنہ خاصۃ ای التی تختص بالفائزین المقربین الذین لم یباشروا ہذا القتل ۱۲

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

اے [illegible] ایمان [illegible] جب تم اللہ کی راہ میں سفر کیا کرو تو ہر کام کو تحقیق کر کے کیا کرو اور ایسے شخص کو جو کہ تمہارے سامنے اطاعت ظاہر کرے دنیوی زندگی کے سامان کی خواہش میں یوں مت کہہ دیا کرو

آیا ہو اسکے تعارض کے جواب مین یہ منقول ہو کہ [illegible] فرقان مکیہ ہو اور سورہ نساء مدنیہ پس وہ استثناء اس اطلاق متاخرت مرتفع ہوگیا اور دوسرا جواب یہ منقول ہو
وعدہ قبول توبہ مشرکون کے لیے ہو جو بعد مین مسلمان ہوجاوین لیکن روح المعانی مین بروایت ابن حمید و ابن نحاس کے سعید بن عبیدہ سے منقول ہو کہ حضرت ابن عباس قاتل
مومن کے قبول توبہ کے قائل تھے ایکبار ایک شخص نے آکر انسے پوچھا کہ کیا اسکی توبہ مقبول ہوجاتی ہو آپنے فرمایا نہیں بلکہ اسکے لیے دوزخ ہی ہو جب وہ شخص اٹھکر چلا گیا
تو حاضرین نے اس جواب پر جو انکے پہلے فتوی کے خلاف تھا تعجب ظاہر کرکے سبب پوچھا آپنے فرمایا کہ مجکو ایسا گمان ہوا کہ وہ غصہ مین کسی مومن کو قتل کرنا
چاہتا ہو چنانچہ کسیکو تحقیق کے لیے اسکے پیچھے [illegible] یا تو وہی بات نکلی اھ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن عباس کا قول مشہور بنا بر مصلحت تھا اصل مذہب جمہور
کے موافق تھا چنانچہ روح مین سفیان سے بھی نقل کیا ہو کہ اہل علم سے جب کوئی ابتداء پوچھتا تو جواب مین یہی کہتے کہ اسکی توبہ مقبول نہین لیکن جب کوئی مبتلا
ہوجاتا تو اسکو توبہ کا حکم کرتے - اس سے معلوم ہوا کہ ابن عباس کے سوا اور بزرگونکی بھی یہ عادت تھی - یہ تو تحقیق تھی انکے مذہب کی رہ گیا سورہ فرقان کے
استثناء کا تقدم [illegible] حضرت زید رضی [illegible] دو روایتین پاس پاس منقول ہین ایک کا مضمون یہ ہو کہ یہ آیت سورہ فرقان کی آیت سے آٹھ مہینے پیچھے نازل ہوئی
اور دوسری کا مضمون یہ ہو کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ہم بہت ڈرے اسکے بعد سورہ فرقان کی آیت نازل ہوئی چونکہ رد آت دونون حدیثونکے ثقہ ہین تصحیح حدیثین
مین تعارض ہو نہین سکتا اسلیے تطبیق مین کہا جاوے کہ سورہ فرقان کی آیت کا جو حصہ استثناء سے پہلے ہو وہ تو پہلے نازل ہوا اور اسکی تاکید کے لیے یہ آیت
نازل ہوئی چونکہ اس آیت مین صرف قتل پر وعید ہو بخلاف آیت فرقان کے کہ اسمین قتل کے ساتھ شرک بھی مذکور ہو [illegible] اسلیے اس آیت سے زیادہ خوف
ہوا سو [illegible] فرقان کا حصہ استثناء نازل ہو [illegible] نازل ہوا پس
سورہ فرقان کی آیت کا تقدم و تاخر نزول مین [illegible] حکم صحیح ہوگیے اور استثناء کا تاخر فائم رہا [illegible] کے توبہ کے [illegible] عدم خلود جو اصل مقصود
ثابت ہوگیا - رہا مشرکین کے باب مین نازل ہونا سو چونکہ اعتبار عموم الفاظ کا ہو اسلیے خصوص مورد مضر نہین رہا [illegible] قتل مومن پر سخت وعید باقی ہو آگے یہ فرماتے
ہین کہ احکام شرعیہ کے جاری ہونے مین مومن کے مومن ہونیکے لیے صرف ظاہری اسلام کافی ہو جو شخص اسلام کا اظہار کرے اسکے قتل [illegible] ہوجانا واجب
ہے قرائن سے باطن کی تفتیش کرنا اور احکام اسلامیہ کے جاری کرنے مین اسکے ثبوت کا منتظر رہنا جائز نہین جیسا بعض صحابہ سے بعض غزوات مین براہ غلطی واقع ہوا
کہ بعضے لوگونکے اظہار علامات اسلام کو تقیہ و کذب پر محمول کرکے قتل کر ڈالا اور مقتول کا مال غنیمت مین لے لیا اللہ تعالے نے اسکا انسداد فرمایا اور چونکہ اسوقت تک
صحابہ کو یہ مسئلہ مصرحا معلوم نہ تھا اسلیے صرف فہمایش پر اکتفا کیا **حکم تثبت وسوم وجوب اکتفا بر اظہار اسلام** يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا
اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

ملحقات الترجمة
ملہ قولہ نے التحقیق [illegible] لان المعلم [illegible] ان [illegible] [illegible] تم [illegible] تبینوا [illegible] [illegible] لم یشعروا [illegible] [illegible] خطا [illegible] [illegible] [illegible] الا لا [illegible] ۱۲

اللغات فتبينوا اى فاطلبوا بيان الامر فى كل ما تأتون وتذرون ولا تعجلوا فيه من غير رويته وتدبر وتثبتوا اى فاطلبوا اثبات الامر ولا تعجلوا فيه وهما متقاربان ۱۲

النحو والبلاغة فى الروح قوله ولا تقولوا والمراد النهى عما هو نتيجة لترك المامور به وتعيين مادة مهمة من المواد التى يجب فيها التبيين والتثبت - قوله تبتغون فى موضع الحال من فاعل تقولوا مشعر بما هو الحامل لهم على العجلة [illegible] قوله [illegible] تعليل للنهى عن [illegible] [illegible] [illegible] الدنيا [illegible] المجموع [illegible] الاستفهام [illegible] كذلك [illegible] الانكار [illegible] [illegible] ۱۲

اختلاف القراءة [illegible] قبل مختلف اى الالقاء [illegible] [illegible]

الروايات [illegible] فى اللباب عن البخارى والترمذى والحاكم وغيرهم عن ابن عباس [illegible] رجل مسلم على نفر من الصحابة فقالوا ما سلم علينا الا ليتعوذ فقتلوه واتوا بغنمه النبى صلى الله عليه وسلم عن البزار عن ابن عباس قصة رجل قال اشهد ان لا اله الا الله فقتله المقداد وعن احمد والطبرانى عن عبد الله بن ابى حدرد قصة [illegible] صلى الله عليه وسلم [illegible] وعن ابن جرير عن ابن عمر نحوه وعن الثعلبى عن ابن عباس [illegible] المقتول مرداس [illegible] لا اله الا الله محمد رسول الله [illegible] اسامة [illegible] عن ابن جرير من طريق السدى نحوه وعن [illegible] وعن جابر [illegible] [illegible] [illegible] النبى صلى الله عليه وسلم [illegible] [illegible] الروح [illegible] قوله وما كان لمؤمن ان يقتل [illegible] قلت لا تنافى بين الجميع وقلت ما ورد فى بعض الروايات ان [illegible] من غير ما ذكر [illegible] صاحب الروح بعد سرد تلك الروايات ان هو الا من يقتلوه [illegible] [illegible] ذلك [illegible] فانظر ان [illegible] ۱۲

فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ ؕ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

کیونکہ خدا کے پاس بہت غنیمت کے مال ہین　پہلے تم بھی ایسے ہی تھے　پھر اللہ تعالے نے تمپر احسان کیا　سو غور کرو　بیشک اللہ تعالی تمہارے اعمال کی پوری

خَبِيْرًا ۝ لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ

خبر رکھتے ہین　برابر نہین وہ مسلمان جو بلا کسی عذر کے گھر مین بیٹھے رہین　اور وہ لوگ جو اللہ کی راہ مین اپنے مالون اور جانون سے جہاد کرین

وَاَنْفُسِهِمْ ؕ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ

اللہ تعالی نے ان لوگونکا درجہ بہت زیادہ بنایا ہے جو اپنے مالون اور جانون سے جہاد کرتے ہین بہ نسبت گھر مین بیٹھنے والونکے　اور سب سے اللہ تعالے نے اچھے گھر کا وعدہ کر رکھا ہے

وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

اور اللہ تعالی نے مجاہدین کو بمقابلہ گھر مین بیٹھنے والونکے بڑا اجر عظیم دیا ہے یعنی بہت سے درجے جو خدا کی طرف سے ملینگے اور مغفرت اور رحمت اور اللہ تعالی بڑے مغفرت والے بڑی رحمت والے ہین

فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ ؕ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝ اے ایمان والو جب تم اللہ کی راہ مین (یعنی جہاد کے لیے) سفر کیا کرو تو ہر کام کو (قتل ہو یا اور کچھ ہو) تحقیق کرکے کیا کرو اور ایسے شخص کو جوکہ تمہارے سامنے (علامات) اطاعت[1] (کی) ظاہر کرے (جیسے کلمہ پڑھنا یا مسلمانون کے طرز پر سلام کرنا) دنیوی زندگی کے سامان کی خواہش مین یون مت کہدیا کرو کہ تو (دل سے) مسلمان نہین (محض اپنی جان بچانیکو جھوٹ موٹ اظہار اسلام کرتا ہے) کیونکہ خدا کے پاس (یعنی انکے علم وقدرت مین تمہارے لیے) بہت غنیمت کے مال ہین (جو تمکو بطریق مرضی حق ملینگے اور یاد تو کرو کہ) پہلے (ایک زمانہ مین) تم بھی ایسے ہی تھے (کہ تمہارے اسلام کے قبول کا مدار صرف تمہارا دعوی واظہار تھا) پھر اللہ تعالے نے تمپر احسان کیا (کہ اس ظاہری اسلام پر اکتفا کیا گیا اور تفتیش باطن پر موقوف نرکھا) سو (ذرا) غور (تو) کرو بیشک اللہ تعالے تمہارے اعمال کی پوری خبر رکھتے ہین (کہ بعد اس حکم کے کون اسپر عمل کرتا ہے کون نہین کرتا) **ف** یہ حکم سفر کے ساتھ خاص نہین لیکن چونکہ یہ غلطی اتفاق سے سفر مین ہوئی تھی اسلیے ذکر مین تخصیص سفر کی ہوگئی اور سلام مین مسلمانونکے طرز کی قید اسلیے ہے کہ اسوقت مین کفار کا سلام اور طور پر تھا جیسے انعم صباحا اور حیاک اللہ۔ اور منجملہ ان علامات کے اذان اور نماز بھی ہے جو اسمین مشغول ہو اسکو مسلمان سمجھنا چاہیے۔ اور ایک معنی احسان کرنیکے یہ بھی ہوسکتے ہین کہ تمہارا اسلام اب مشہور ومعلوم عند الناس ہوگیا مگر اول سے تو ایسے نہ تھے کذا فی الکشاف۔ اور دوسرے فتبینوا کے ایک معنی وہ بھی ہوسکتے ہین جو پہلے فتبینوا کے تھے پس اس صورت مین اسکا اعادہ ہوگا پہلے بطور دعوی کے تھا دوسری جگہ بطور نتیجہ کے ہوگا **ربط** اوپر جہاد کی فرضیت مذکور تھی آگے یہ فرماتے ہین کہ گو وجہ اسکے کہ فی نفسہ[2] فرض عین نہین ہے اور اسلیے اگر بعضے نہ جاوین تو گناہ نہین جیسے وکلا وعد اللہ الحسنی سے معلوم ہوگا ونیز ماکان المؤمنون لینفروا کافۃ مین مصرح ہے لیکن پھر بھی اسکے جو فضائل مخصوصہ ہین وہ کرنے ہی پر موقوف ہین **تفضیل مجاہدین بر قاعدین** لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ (ثواب مین) برابر نہین وہ مسلمان جو بلا کسی عذر[3] کے گھر مین بیٹھے رہین (یعنی جہاد مین نہ جاوین) اور وہ لوگ جو اللہ کی راہ مین اپنے مالون اور جانون سے (یعنی مالونکو خرچ کرکے اور جانونکو حاضر کرکے) جہاد کرین (بلکہ) اللہ تعالے نے ان لوگونکا[4] درجہ بہت زیادہ بنایا ہے جو اپنے مالون اور جانون سے جہاد کرتے ہین بہ نسبت گھر مین بیٹھنے والونکے اور (یون بوجہ فرض عین نہ ہونیکے گناہ ان بیٹھنے والون پر نہین بلکہ بوجہ ایمان اور دوسرے فرائض عین کے بجالانے کے) سب سے (یعنے مجاہدین سے بھی قاعدین سے بھی) اللہ تعالے نے اچھے گھر کا (یعنے جنت[5] کا آخرت مین) وعدہ کر رکھا ہے اور (اوپر جو اجمالا کہا گیا ہے کہ مجاہدین کا بڑا درجہ ہے اسکی تعیین یہ ہے کہ) اللہ تعالے نے مجاہدین (مذکورین[6]) کو بمقابلہ گھر مین بیٹھنے والونکے بڑا اجر عظیم[7] دیا ہے (وہ درجہ یہی اجر عظیم ہے پھر اس اجر عظیم اجمالی کی تفصیل

الروایات فی اللباب روی البخاری عن البراء قال لما نزلت لا یستوی القاعدون دعا النبی صلے اللہ علیہ وسلم ابن ام مکتوم فقال یا رسول اللہ انا ضریر فنزلت غیر اولی الضرر اہ مختصرا قلت ولما کان ہذا بیان تفسیر لم یضر فصلہ لان	اولی الضرر مقعدون لا قاعدون او یقال ان الحکم کان ظاہرا باعتبار الکلیات الشرعیۃ وما ورد فی بعض الروایات من قولہ علیہ السلام لا ادری فہو علے الاحتیاط وقت نزول الوحی الذی یتوقع فیہ النص ۱۲

ملحقات الترجمہ

[1] قولہ فی تبینوا ہر کام کو لاطلاق اللفظ ۱۲ [2] قولہ فی القی اطاعت ظاہر کرے ای للہ تعالی وحاصلہ اظہار الاسلام وما مر فی الرکوع السابق کان معناہ الاطاعۃ لکم وحاصلہ الصلح ومن ثم ترجمت ہنالک سلامتی اخذا من الکبیر حیث قال معلہ السلام لان المنقاد یطلب السلامۃ اہ بحاصلہ ولم احمل علے معنے السلام لان الروایات التی ذکروہا سببا للنزول ذکر فی بعضہا السلام وفی بعضہا التکلم بالشہادتین فرایت تطابقہا احری ومن فسر بالسلام یجوز لہ ان یحمل تخصیصہ علی التمثیل ای من سلم مثلا وسواہ من علامات الاسلام فمن تلفظ بالشہادۃ فہو اولی بالحکم ولو ثبت کون الہجرۃ بمنزلۃ الاقرار فالامر بعدم التعرض لہؤلاء لاحتمال عدم تمکنہم منہا وفی ہذہ الحالۃ یسقط الاشتراط لاسیما اذا اسلم فی مین القتال وان عدم تمکنہم منہا مقطوع بہ ۱۲ [3] قولہ فی التمہید فی نفسہ افاد بہ انہ یکون فرض عین عند عارض النفیر العام ۱۲ [4] قولہ فی بلا عذر کذا فی روح المعانی ای من المرض وغیرہ ۱۲ [5] قولہ فی درجۃ ان لوگونکا درجہ بہت زیادہ اشارۃ الی ان درجۃ تمییز محول عن المفعول وہو فی الاصل مضاف الی المجاہدین والتنوین للتعظیم وزیادۃ احدہما لمادۃ التفضیل والآخر للتنوین ۱۲ [6] قولہ فی الحسنی جنت کذا فی الروح عن قتادۃ ۱۲ [7] قولہ فی مذکورین ای باموالہم وانفسہم اکتفی بالذکر عن ہذا القید کما اکتفی فی المجاہدین الاول بالذکر عن قید فی سبیل اللہ وکما اکتفی فی القاعدین فی الموضعین عن قید من المؤمنین وقید غیر اولی الضرر وفی ہذا تصریح فی ترک القید شیئا فشیئا وہو اکمل ودیاۃ البلاغۃ وانما لم یصرح فی قید القاعدین ان قید اولی الضرر لان القاعدین مع العذر مساوون وانما المقصود قید واحد وہو من المؤمنین لانہ ہو الذی نزل اولا وما یمکن الحذف الواحد وانما زید غیر اولی الضرر بعد السوال فلم یعتبر فیما بعد لظہورہ من اول الامر بخلاف قیود المجاہدین فان کلہا مقصودۃ مذکورۃ من اول الامر فائدۃ والتقیید بالمؤمنین لان غیر المؤمنین لا عمل لہ مقبول واثرہ فی المجاہدین ظاہر فالمقام مقام التفضیل فہذا کاف فی الدلالۃ علی کون المجاہدین مؤمنین وانما القصد ہو بیان ما بینہم من الزیادۃ دونہا الجہاد ۱۲ قولہ اجر عظیم دیا ہے کما فی البیضاوی مفعول ثان تضمن التفضیل معنی الاعطاء کانہ قیل واعطاہم زیادۃ اجرا عظیما درجات الاجر وحدہ

إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنتُمْ ۖ قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ ۚ قَالُوا

بیشک جب ایسے لوگونکی جان فرشتے قبض کرتے ہین جنہون نے اپنے کو گنہگار کر رکھا تھا تو وہ اُن سے کہتے ہین کہ تم کس کام مین تھے وہ کہتے ہین کہ ہم سرزمین مین محض مغلوب تھے وہ کہتے ہین

أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا ۚ فَأُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ۝ إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ

کیا خداتعالےٰ کی زمین وسیع نہ تھی تمکو ترک وطن کرکے اسمین چلاجانا چاہیئے تھا۔ سواُن لوگون کا ٹھکانا جہنم ہے اور جانے کے لیے وہ بری جگہ ہے لیکن جو مرد

مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً وَلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا ۝ فَأُولَٰئِكَ عَسَى اللَّهُ أَن يَعْفُوَ عَنْهُمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَفُوًّا غَفُورًا ۝

اور عورتین اور بچے قادر نہون کہ نہ کوئی تدبیر کرسکتے ہین اور نہ رستہ سے واقف ہین سوانکے لیے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ معاف کردین اور اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنیوالے اور بڑے مغفرت کرنیوالے ہین

فرملتے ہین یعنی (بوجہ اعمال متعددہ کے جو مجاہد سے صادر ہوتے ہین ثواب[الف] کے) بہت سے درجے جو خدا کی طرف سے ملینگے اور (اُنکا ہونگی) مغفرت اور رحمت (یہ سب اجر عظیم کی تفصیل ہوئی اور اجمال اور تفصیل سب ملکر اس ابہام کی تفسیر ہی) اور اللہ تعالیٰ بڑے مغفرت والے بڑی رحمت والے ہین **ف** وہ[ب] اعمال متعددہ سورہ براءۃ کے آخر مین مذکور ہین اس آیت مین ذلک بانہم لا یصیبہم ظمأ الی یعملون اور مغفرت کی وجہ اس آیت مین ہے ان الحسنات یذہبن السیئات جونکہ اس سے اعمال عظیمہ سرزد ہوتے سیئات بھی زیادہ اور کیا عجب[ج] کہ کل سیئات بجزوین کے معاف ہوئے اور رحمت کا سبب اس آیت مین ہے ان رحمۃ اللہ قریب من المحسنین غرض تفصیل کی دلیل عقلی مذکور ہی کہ چونکہ اس سے اعمال عظیمہ صادر ہوئے اور ہر عمل موجب ہے جو ثواب و موجب مغفرت و موجب رحمت ہی اسلیے تفصیل ثابت ہی۔ اور بلا عذر کی قید اسلیے کہ حدیثون مین مصرح ہی کہ اگر نیک کام کا عزم ہو اور کسی عذر سے نہ کرسکے تو اس کام کا اجر ملتا ہی پس فاعل اور عازم کمیت ثواب مین مساوی ہین جو یہان زیادہ مقصود بالذکر ہی اور کیفیت مین تفاوت بعید نہین بل عسی ان یکون **ربط** اوپر وجوب جہاد کا ذکر تھا آگے وجوب ہجرت کا ذکر ہی مناسبت دونون مین ظاہر ہی کہ دونون سے غرض اقامت دین ہی البتہ ایک مین شر کفار کا دفع عام ہی یعنی سب اہل دین سے دوسرے مین شر کفار کا دفع خاص ہی یعنی اپنی ذات سے **حکم لبست وچہارم وجوب ہجرت** إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنتُمْ ۖ قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ ۚ قَالُوا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا ۚ فَأُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ۝ إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً وَلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا ۝ فَأُولَٰئِكَ عَسَى اللَّهُ أَن يَعْفُوَ عَنْهُمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَفُوًّا غَفُورًا ۝ بیشک جب ایسے لوگونکی جان فرشتے قبض کرتے ہین جنہون نے (باوجود قدرت ہجرت کے تارک ہوکر) اپنے کو گنہگار رکھا تھا تو (اسوقت) وہ (فرشتے) اُنسے کہتے ہین کہ تم (دین کے) کس (کس) کام مین تھے (یعنی دین کے کیا کیا ضروری کام کیا کرتے تھے) وہ (جواب مین) کہتے ہین کہ ہم (اپنی بود و باش کی) سرزمین مین محض مغلوب تھے (اسلیے بہت سے ضروریات دین پر عمل نکرسکتے تھے یعنی ان فرائض کے ترک مین معذور تھے) وہ (فرشتے) کہتے ہین (اگر اُسجگہ نہ کرسکتے تھے تو) کیا خداتعالیٰ کی زمین وسیع نہ تھی تمکو ترک وطن کرکے اُس (کے کسی دوسرے حصہ) مین چلاجانا چاہیئے تھا (اور وہان جاکر فرائض کو ادا کرسکتے تھے اس سے وہ لاجواب ہوجاوینگے اور جرم انکا ثابت ہوجاویگا) سواُن لوگون کا ٹھکانا جہنم ہے اور جانیکے لیے وہ بُری جگہ ہے لیکن جو مرد اور عورتین اور بچے (واقع مین ہجرت پر بھی) قادر نہون کہ نہ کوئی تدبیر کرسکتے ہین نہ رستہ سے واقف ہین سوانکے لیے امید ہے کہ اللہ تعالےٰ معاف کردین اور اللہ تعالےٰ بڑے معاف کرنے والے بڑے مغفرت کرنے والے ہین **ف** ابتدائے اسلام مین ہجرت کی فرضیت کا بیان تمہید رکوع فما لکم فی المنافقین مین گذر چکا یہ تبکیت و تعذیب اسی فرض کے ترک پر مذکور ہی۔ اور یہان جان قبض کرنیکو فرشتونکی طرف منسوب فرمایا جیسا ایک اور آیت مین بھی ہی توفتہ رسلنا

البلاغۃ لا یہتدون سبیلا تاکید والا لکفی لا یستطیعون فلا یتوہم اشتراط المجموع بل الشرط ہو الاول ویدخل فیہ الثانی ۱۲

الروایات فی اللباب اخرج الطبرانی عن ابن عباس قال کان قوم بمکۃ قد اسلموا فلما ہاجر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرہوا ان یہاجروا وخافوا فانزل اللہ تعالیٰ ان الذین توفہم الملائکۃ الخ وما روی البخاری عن ابن عباس ان ناسا من المسلمین کانوا مع المشرکین یکثرون سواد المشرکین علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ فلعلہم اخرجوا مکرہین کما فی اللباب عن ابن المنذر و ابن جریر عن ابن عباس کانوا یخفون الاسلام فاخرجہم المشرکون الی قولہ فاکرہوا۔ وما فی الروح عن الضحاک نزولہا فی المنافقین فی مکۃ۔ وعن عکرمۃ فی اناس اسلموا فقتلوا ہناک کفارا وتفسیر بعضہم المقام علی منوال ہذہ الروایۃ فیابی عنہ السیاق ظاہرا لانہ لو کان فی الکفار والمنافقین لم یکن فی استثناء المستضعفین کثیر فائدۃ لانہ الا مساغ لاحتمال دخول المستضعفین فی الکفار وہم لم یکفروا نظائم لو کان فی تارکین الہجرۃ وہو عمل مشترک بین الجمیع احسن الاستثناء لقطع احتمال الاشتراک فی الاثم لاشتراکہم فی الفعل فافہم واما الروایات المصرحۃ بنزولہا فیہم فاقول لا یبعد ان یکون المراد دلالۃ الآیۃ علی حکم ہؤلاء بالاولی لان ترک الہجرۃ لما کان بہذہ المثابۃ فما بال ترک الایمان فعن ہذہ الدلالۃ عبر بالنزول واللہ اعلم۔ وفی الروح عن کتاب الناسخ والمنسوخ ان فرضیتہا نسخت ویبقی ندبہا ۱۲

ملحقات الترجمۃ

[الف] قولہ فی درجت ثواب کے وہو ہذا التخصیص جزء من درجۃ سبقت کان ان بقیۃ اجزائہا مغفرۃ ورحمۃ فلا یلزم اتحاد الکل مع الجزء ۱۲ [ب] قولہ فی منہ جو نہ الکیطرف اشارالی کونہ صفۃ للدرجات ۱۲ [ج] قولہ فی ف وہ اعمال الخ نسبہ فی الروح الی عبد اللہ بن زید ۱۲ قولہ کیا عجب الخ لان کون الشہادۃ مکفرۃ للذنوب کلہا مصرح فی الاحادیث وظاہر ان التکفیر للغزو لانہ ہو الاختیاری وکونہ مقتولا لا اختیار فیہ واللہ اعلم ۱۲ ۵۵ قولہ فی توفہم قبض کرتے ہین جملۃ علی المضارع ویجوزان یکون ماضیا وذکر الفعل ح للتقدیم ۱۲ ۵۶ قولہ فی قالوا فیم اُن سے اشار الی ان الموصول اسم ان وخبرہا قالوا والرابط مقدر ای لہم وما بعدہ استیناف ۵۷ قولہ فی فیم کنتم کیا کیا ضروری کام الخ تقریر السوال والجواب تم العذر ثم الرد کلہ شہدۃ ذوقی ثم رایت ما فی الروح ما یؤیدہ وبہ تطابق الکلام بسہولۃ ۱۲ ۵۸ قولہ فی المستضعفین الثانی ہجرت پر بھی وبہ غویر فی للاستضعافین فان الاول عن الحمل لا عن الہجرۃ والثانی عن الہجرۃ ایضا ۵۹ قولہ ہناک لیکن الخ اشار ان الاستثناء منقطع فی قوۃ المبتدأ وخبرہ فاولئک عسی الخ لانہم غیر ظالمین لکن لما یرید بقولہ تعالیٰ ظالمی انفسہم تارکین الہجرۃ وقیل ان تسمیۃ الترک ظلما باعتبار خصوص حالہم فصح الاستثناء متصلا بلا تکلف وہو مما خصنی اللہ تعالیٰ بفہمہ فالتقدیر الا الذین

وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ؕ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ

اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ مین ہجرت کریگا تو اسکو روے زمین پر جانیکی بہت جگہ ملیگی اور بہت گنجائش - اور جو شخص اپنے

بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا

گھر سے اس نیت سے نکل کھڑا ہو کہ اللہ اور رسول کی طرف ہجرت کرونگا پھر اسکو موت آپکڑے تب بھی اسکا ثواب ثابت ہوگیا اللہ تعالیٰ کے ذمہ اور اللہ تعالیٰ بڑے

ع ١٤

اور ایک آیت مین ملک الموت کیطرف یتوفٰکم ملک الموت - اور ایک آیت مین اپنی طرف اللہ یتوفی الانفس - سو وجہ جمع یہ ہے کہ قابض حقیقی اللہ تعالیٰ اور ظاہری ملک الموت اور دوسرے ملائکہ انکے معین و شریک - اور یہان دو شبہے ہوا کرتے ہین ایک یہ کہ جب یہ مستثنٰے لوگ گنہگار ہی نہین تو معافی کے کیا معنی - دوسرے معافی مین امید کیسی جس سے تردد مترشح ہے پہلے شبہ کا جواب یہ ہے کہ معافی اسلیے کہا کہ فی نفسہ تو وہ فعل قبیح اور گناہ ہے گو کسی خاص شخص کے حق مین گناہ نہ لکھا جاوے کسی جگہ اس نہ لکھنے کو گناہ نہونا قرار دیدیا اور کہین معافی کے لفظ سے اُسکے فی نفسہ گناہ ہونیکو بتلادیا - اسی تقریر سے یہ شبہ بھی رفع ہوگیا کہ بچّوں کو تو بالکل گناہ ہی نہین ہوتا وجہ رفع ظاہر ہے کہ گو اُسکو گناہ نہو لیکن وہ فعل تو حد ذات مین قبیح ہے - اور بعض نے کہا ہے کہ ولدان اسلیے ملادیا تاکہ اشارہ اسطرف ہو کہ مثل ولدان کے عجز ہونا چاہیئے تب مستثنٰے ہونگے - دوسرے شبہ کا جواب یہ ہے کہ کریم کا اطماع یعنی امید دلانا وعدہ ہے جیسے آیت فقاتل فی سبیل اللہ مین عسی کے ترجمہ کے ساتھ اسکا بیان آچکا ہے - باقی اس عنوان مین اشارہ اسطرف ہے کہ یہ گناہ اس وجہ سخت ہے کہ باوجود عذر ہونے اور گناہ نہ ہونیکے مشابہ اسکے ہے کہ جیسا گناہ ہوا ہو گو معاف ہوگیا ہو **ربط** اوپر ترک ہجرت پر وعید تھی آگے ہجرت کی ترغیب اور اُسپر سعادت دارین کا وعدہ ہے **ترغیب و فضیلت ہجرت** وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ؕ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا اور (جن[لہ] لوگون کے لیے ہجرت مشروع ہے انمین سے) جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ مین (یعنی دین کے لیے) ہجرت کریگا تو اسکو روے زمین پر جانیکی بہت جگہ ملیگی اور (اظہار دین[لہ] کی) بہت گنجایش (ملیگی پس اگر ایسی جگہ پہونچگیا تب تو دنیا مین بھی اس سفر اور اظہار سے کامیابی ظاہر ہے) اور (اگر اتفاق سے یہ مذکور کامیابی نہوئی تب بھی آخرت کی کامیابی مین تو کوئی تردد نہین کیونکہ ہمارا قانون ہے کہ) جو شخص اپنے گھر سے اس نیت[سے] نکل کھڑا ہو کہ اللہ و رسول (کے[سے] دین کی خاطر کر سکنے کے موقع) کیطرف ہجرت کرونگا پھر (وصول[سے] الی المقصد سے پہلے) اسکو موت آپکڑے تب بھی اُسکا ثواب (جو ہجرت پر موعود ہے) ثابت ہوگیا (جو لوجہ وعدہ کے ایسا ہی جیسے) اللہ کے ذمہ (گو ابھی اس سفر کو ہجرت نہین کہسکتے لیکن صرف اچھی نیت سے اُسکے شروع کردینے پر پورا صلہ عطا ہوگیا) اور اللہ تعالیٰ بڑے مغفرت کرنیوالے ہین (اس ہجرت کی برکت سے گو وہ نا تمام ہے بہت سے گناہ معاف فرمادینگے جیسا حدیث مین ہجرت کا مکفر ذنوب سابقہ ہونا آیا ہے اور) بڑے رحمت والے ہین (کہ شروع فی العمل کو حسن نیت کی وجہ سے کمال عمل کے برابر ثواب مین فرمادیا) **ف** روح المعانی مین ہجرت کی فرضیت کا منسوخ ہونا نقل کیا ہے البتہ مستحب اب بھی ہے اور مسلم کی حدیث مین حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک اعرابی کو جس نے اجازت ہجرت کی چاہی یہ فرمانے سے ان شان الہجرۃ لشدید اور وطن مین رہنے کے لیے ارشاد فرمانے سے نیز اسکی تائید ہوتی ہے کیونکہ اُسکے عزم ہجرت سے ظاہراً یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ دار اسلام مین نہ تھا **ف** ان تین رکوع گذشتہ مین ہجرت کی بحث چند مواقع مین آئی ہے اسلیے اُسکے متعلق ایک جامع و مختصر تقریر جس سے سب مواقع کی زیادہ توضیح ہوجاوے لکھی جاتی ہے جسکا ماخذ روایات و قواعد و اقوال علماء و اشارات نصوص ہین ان دلائل کے مجموعہ سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ ہجرت ابتداء اسلام مین فرض تھی اور فرضیت کے ساتھ وہ ظاہراً شعار لازم و موقوف علیہ ثبوت اسلام کی بھی تھی لیکن حالت عذر مین اُسکی فرضیت اور شعاریت ساقط ہوجاتی تھی جیسا کہ تلفظ بالشہادتین کی اب بھی یہی شان ہے اور عہد نبوی[ص] مین صحابہ رض کے اقوال سے نماز کی یہی شان معلوم ہوتی ہے اور اس شعار ہونیکی وجہ سے اُس سے بلا عذر رجوع کرنا علامت ارتداد کی تھی اسی بنا پر رکوع اول کے شروع مین ان راجعین عن الہجرۃ کے مسلمان سمجھنے سے

ملحقات الترجمة

لہ قوله فی ومن يهاجر - جن لوگون کے لیے الخ ولم تشترط هنا یکون اذا کان فی الارض محل يهاجر اليه وح فالوجدان يقيني لانه لا يتوقف على الوصول اليه بالفعل كما فی قوله تعالى لم تجدوا ماءً ای لايكون الماء موجوداً اقرب منكم فلا يرد ان فی بعض المهاجرين لا يصدق عليه انه وجد مراغماً اذ المرکين فی الارض دار الاسلام وكان لكنه لم يصل اليه ١٢ **سہ** قوله فی سعة دین کی گنجایش اخذته من البيضاوی لانه يقينی بخلاف الرزق ١٢ **سے** قوله الی الله دین کے خاطر الخ وهذا كما فسر به قوله تعالى انی ذاهب الى ربی سيهدين ١٢ **سے** قوله فی یدرکه وصول الی المقصود من ثمّ او ثمّ تحرز علی ما يجب نافهم ١٢

اللغات فی القاموس المراغم المذهب والمهرب اھ وفسرت بالاول ١٢

الروايات فی اللباب اخرج ابن ابی حاتم وابو يعلى بسند جيد قال خرج حمزة بن جندب من بيته مهاجراً فقال لاهله احملونی فاخرجونی من ارض المشركين الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فمات فی الطريق قبل ان يصل الى النبی صلى الله عليه وسلم فنزل الوحی ومن يخرج من بيته مهاجراً الآية وفيه عن ابن ابی حاتم فی ابی حمزة الزرقی وسمی فی بعض الروايات حمزة ابن العيص او العيص بن حمزة وفی بعضها جندب بن حمزة الجندعی وغير ذلك اھ قلت ولا تعارض فی ذلك ١٢

فائدہ و با قررت فی ف ٢ اتضح اليه ما يتعلق بالمقامات الخمسة من الحواشی فانظر ١٢

وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ إِنْ خِفْتُمْ أَنْ يَفْتِنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا

اور جب تم زمین میں سفر کرو سو تمکو اسمین کوئی گناہ نہوگا کہ تم نماز کو کم کردو اگر تمکو یہ اندیشہ ہو کہ تمکو کافر لوگ پریشان کرینگے

إِنَّ الْكَافِرِينَ كَانُوا لَكُمْ عَدُوًّا مُبِينًا ۝ وَإِذَا كُنْتَ فِيهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلَاةَ فَلْتَقُمْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ مَعَكَ

بلاشبہہ کافر لوگ تمہارے صریح دشمن ہین اور جب آپ ان میں تشریف رکھتے ہوں پھر آپ ان کو نماز پڑھانا چاہیں تو یون چاہیے کہ ان میں سے ایک گروہ تو آپکے ساتھ کھڑے ہو جاویں

وَلْيَأْخُذُوا أَسْلِحَتَهُمْ فَإِذَا سَجَدُوا فَلْيَكُونُوا مِنْ وَرَائِكُمْ

اور وہ لوگ ہتھیار لیلیں پھر جب یہ لوگ سجدہ کر لیں تو یہ لوگ تمہارے پیچھے ہو جاوین

صحابہ کو منع فرمایا گو وہ راجعین واقع مین بھی مرتد ہو گئے تھے لیکن صحابہ سے تو اسی بنا مذکور پر کلام ہی اور دل کی تحقیق کا حکم نہین ہی اور رعذر میں بلکہ احتمال عذر مین بھی شعاریت ساقط ہونیکی بنا پر مؤمن مقتول فی دار الحرب کی دیت کے وجوب کا اور من القی الیکم السلام کے قتل کی حرمت کا حکم رکوع ثانی مین فرمایا صرف دوسرے علامات پر مثل اقرار وغیرہ اکتفا واجب کیا گیا اور بنا بر فرضیت تارکین ہجرت پر رکوع ثالث مین وعید مالی اور عذر مین فرضیت کے سقوط کی بنا پر مستضعفین کو مستثنے کیا گیا پس رکوع اول کا مضمون بنا بر حجیت ہی اور رکوع ثانی کے مضمون بنا بر شعاریت و عدم شعاریت ہین اور رکوع ثالث کے مضمون بنا بر فرضیت و عدم فرضیت مین اور چونکہ یہ شعاریت محتاج تدبر ہے اسلیے بعض صحابہ کو اشتباہ ہو گیا تھا اور چونکہ تدبر سے خود رفع ہو سکتا تھا اسلیے نہ یہ وعید کی جیسا مانعین زکوۃ و تاخیرین کا مناظرہ حدیثون مین وارد ہی اور شعاریت کے لزوم مین تبدل ہو سکتا ہی اسی بنا پر فقہا نے بعض اوضاع لباسیہ کو کفر فرمایا ہی فقط **ربط** اوپر جہاد کا ذکر تھا چونکہ غالب احوال مین جہاد اور ہجرت کے لیے سفر کرنا پڑتا ہی اور نیز ایسے سفر مین مخالف کیطرف سے اندیشہ بھی اکثر ہوتا ہی اسلیے سفر اور خوف مین بعض خاص سہولتین اور تخصیص کیگئی ہین آگے انکا ذکر فرماتے ہین **حکم بست و چہارم صلوۃ السفر** وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ إِنْ خِفْتُمْ أَنْ يَفْتِنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنَّ الْكَافِرِينَ كَانُوا لَكُمْ عَدُوًّا مُبِينًا ۝ اور جب تم زمین مین سفر کرو (جسکی مقدار تین منزل ہو) سو تمکو اسمین کوئی گناہ نہوگا (بلکہ ضروری ہی) کہ تم (ظہر و عصر و عشا کے فرض) نماز (کی رکعات) کو کم کر دو (یعنی بجائے چار کے دو پڑھو) اگر تمکو یہ اندیشہ ہو کہ تمکو کافر لوگ پریشان کرینگے (اور اس اندیشہ کی وجہ سے ایک جگہ زیادہ دیر تک ٹھیرنا خلاف مصلحت سمجھا جاوے کیونکہ) بلاشبہہ کافر لوگ تمہارے صریح دشمن ہین ف **مسئلہ** جو سفر تین منزل سے کم ہو اس سفر مین نماز پوری پڑھی جاتی ہی یہ آیت مجمل ہی حدیث سے مفسر ہو گئی **مسئلہ** اور جب سفر ختم کر کے منزل پر جا پہونچے تو اگر وہان پندرہ روز سے کم ٹھیرنیکا ارادہ ہو تب تو وہ حکم سفر مین ہے فرض نماز چارگانہ آدھی پڑھی جاویگی اور اسکو قصر کہتے ہین اور اگر پندرہ روز یا زیادہ کا قصد قیام ہو تو وہ وطن اقامت ہو جاویگا وہان اور نیز وطن اصلی مین قصر نہین ہوگا **مسئلہ** قصر صرف تین وقت کے فرض مین ہی اور مغرب و فجر اور سنن و وتر مین نہین ہی **مسئلہ** اگر سفر مین خوف نہو تب بھی قصر مشروع ہی بالاجماع اور خوف کی قید جو آیت مین ہی وہ باعتبار حالت زمانہ نزول آیت ہی کہ وہ زمانہ خوف کا تھا پھر حدیثون سے عموم حکم ثابت ہو گیا **مسئلہ** قصر واجب ہے اور قرآن مین جو اسطرح فرمایا گیا کہ تمکو گناہ نہوگا جس سے شبہ ہوتا ہی کہ نکرنا بھی جائز ہے اسکی وجہ یہ ہی کہ پوری نماز کی جگہ نصف پڑھنے مین ظاہر او سوسہ گناہ کا ہوتا تھا اسلیے اسکی نفی فرمادی سو یہ نفی وجوب کے نہین ہی کہ دوسری دلیل سے ثابت ہے **مسئلہ** دریا کا سفر بھی مثل زمین ہی کا سفر ہے اسمین بھی قصر ہوتا ہی اعتدال ہوا کی حالت مین تین دن مین کشتی جتنا سفر کر سکے اسکا اعتبار ہی **ربط** اوپر والی آیت کی تمہید مین وجہ مناسبت مذکور ہو چکی **حکم بست و پنجم صلوۃ الخوف** وَإِذَا كُنْتَ فِيهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلَاةَ فَلْتَقُمْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ مَعَكَ وَلْيَأْخُذُوا أَسْلِحَتَهُمْ فَإِذَا سَجَدُوا فَلْيَكُونُوا مِنْ وَرَائِكُمْ

اللغات قولہ من الصلوۃ من زائدۃ والصلوۃ اللام فیہ للجنس والفتنۃ کما فی القاموس المحنۃ **الروایات** المتعلقۃ بہذہ والسابقۃ فی اللباب اخرج ابن جریر عن علی قال سال قوم من بنی النجار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقالوا یا رسول اللہ انا نضرب فی الارض فکیف نصلی فانزل اللہ واذا ضربتم فی الارض فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوۃ ثم انقطع الوحی فلما کان بعد ذلک بحول غزا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فصلی الظہر فقال المشرکون لقد امکنکم محمد واصحابہ من ظہورہم ہلا شددتم علیہ فقال قائل منہم ان لہم اخری مثلہا فی اثرہا فانزل اللہ بین الصلوتین ان خفتم ان یفتنکم الذین کفروا الی قولہ عذابا مہینا اخرج احمد والحاکم فنزل جبرئیل بہذہ الآیات واذا کنت فیہم الخ قلت ظاہر الروایۃ الثانیۃ و ورد فی الصحاح سوال عمر رضی اللہ عنہ عن القصر مع زوال الخوف فثبت بہذا ان قولہ ان خفتم متصل من قولہ واذا ضربتم و جواب ان جبرئیل کرر تلاوتہ لیدل علی جواز ما بین السفر والخوف فتشرع الصلوۃ فیہ وفی الروح علی الروایۃ الاولی ان الجزاء محذوف ای ان خفتم فصلوا کما یاتی کما انہ علی الروایۃ الثانیۃ

وَلْتَاْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ ۚ وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اور دوسرا گروہ جنہون نے ابھی نماز نہین پڑھی آ جاوے اور آپکے ساتھ نماز پڑھ لین اور یہ لوگ بھی اپنے بچاؤ کا سامان اور اپنے ہتھیار لے لین کافر لوگ یون چاہتے ہین

لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَاَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً ۭ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى

کہ اگر تم اپنے ہتھیارون اور سامانون سے غافل ہو جاؤ تو تم پر ایکبارگی حملہ کر بیٹھین اور اگر تمکو بارش کی وجہ سے تکلیف ہو یا تم بیمار ہو تو تمکو اس مین

مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَنْ تَضَعُوْٓا اَسْلِحَتَكُمْ ۚ وَخُذُوْا حِذْرَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝

کچھ گناہ نہین کہ ہتھیار اتار رکھو اور اپنا بچاؤ لے لو بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے کافرونکے لیے سزا اہانت آمیز مہیا کر رکھی ہے

وَلْتَاْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ ۚ وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَاَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً ۭ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَنْ تَضَعُوْٓا اَسْلِحَتَكُمْ ۚ وَخُذُوْا حِذْرَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝ اور جب آپ ان مین تشریف رکھتے ہون (اور اسیطرح آپکے بعد اور جو امام ہو) پھر آپ انکو نماز پڑھانا چاہین (اور اندیشہ ہو کہ اگر سب نماز مین لگ جاوینگے تو کوئی دشمن موقع پاکر حملہ کر بیٹھے گا) تو (ایسی حالت مین) یون چاہیے کہ (جماعت کے دو گروہ ہو جاوین پھر) انمین سے ایک گروہ تو آپکے ساتھ (نماز مین) کھڑے ہو جاوین (اور دوسرا گروہ نگہبانی کے لیے دشمن کے مقابل کھڑے ہو جاوین تاکہ دشمن کو دیکھتے رہین) اور وہ لوگ (جو آپکے ساتھ نماز مین شامل ہین وہ بھی مختصر مختصر) ہتھیار لے لین (یعنی نماز سے پہلے لیکر ہمراہ رکھین شاید مقابلہ کی ضرورت پڑ جاوے کہ تو ہتھیار لینے مین دیر نہ لگے فوراً قتال کرنے لگین گو نماز قتال سے ٹوٹ جاویگی لیکن گناہ نہین) پھر جب یہ لوگ (آپکے ساتھ) سجدہ کر چکین (یعنی ایک رکعت پوری کر لین) تو یہ لوگ (نگہبانی کے لیے) تمہارے پیچھے ہو جاوین (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرا گروہ جو کہ اب نماز مین شامل ہونگے جنکا بیان آگے آتا ہے پہلا گروہ ان سب کے پیچھے ہو جاوین) اور دوسرا گروہ جنہون نے ابھی نماز نہین پڑھی (یعنی شروع بھی نہین کی وہ بجائے اس پہلے گروہ کے امام کے قریب) آجاوے اور آپکے ساتھ نماز (کی ایک رکعت جو باقی رہی ہے اسکو) پڑھ لین اور یہ لوگ بھی اپنے بچاؤ کا سامان اور اپنے ہتھیار لے لین (اور سامان اور ہتھیار ہمراہ لینے کا اسلیے سبکو حکم کیا ہے کہ) کافر لوگ یون چاہتے ہین کہ اگر تم اپنے ہتھیارون اور سامانون سے (ذرا) غافل ہو جاؤ تو تم پر ایکبارگی حملہ کر بیٹھین (سو ایسی حالت مین احتیاط اور ہوشیاری ضروری ہے) اور اگر تمکو بارش (وغیرہ) کی وجہ سے (ہتھیار لیکر چلنے مین) تکلیف ہو یا تم بیمار ہو (اور اسوجہ سے ہتھیار نہین باندھ سکتے) تو تمکو اسمین (بھی) کچھ گناہ نہین کہ ہتھیار اتار رکھو اور (پھر بھی) اپنا بچاؤ (ضرور) لے لو (اور یہ خیال نکرو کہ کفار کی عداوت کا صرف دنیا ہی مین علاج کیا گیا ہے بلکہ آخرت مین اس سے بڑھ کر انکا علاج ہوگا کیونکہ) بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے کافرونکے لیے سزائے اہانت آمیز مہیا کر رکھی ہے ف **مسئلہ** صلوٰۃ الخوف اجماعاً بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی مشروع ہے اور یہ جو ارشاد فرمایا ہے کہ جب آپ انمین ہون یہ باعتبار اسوقت کی حالت کے فرمادیا کہ آپ تشریف رکھتے تھے اب جو امام ہو وہ اسمین آپکا قائم مقام ہے جیسا اس آیت مین خذ من اموالهم صدقة حالانکہ جمیع ائمہ وخلفاء ... **مسئلہ** جیسے آدمی سے خوف کے وقت یہ نماز مشروع ہے ایسے ہی اگر کسی شیر یا اژدہا وغیرہ کا خوف ہو اور نماز کا وقت تنگ ہو اسوقت بھی جائز ہے کذا فی الدر المختار **مسئلہ** یہ جب ہے کہ ایک ہی امام کے ساتھ سب نماز پڑھنا چاہین ورنہ دونون گروہ دو اماموں کے ساتھ پڑھ لین کذا فی الدر المختار اور عجب نہین کہ اذا کنت فیہم کی تقیید مین یہی نکتہ ہو کیونکہ آپکے ساتھ سبکو نماز پڑھنا محبوب تھا تو یہ کلام کنایہ اس سے ہوگا اذا کان فیہم من تنازعوا فی الصلوٰۃ خلفہ وحدہ **مسئلہ** یہ نماز صرف اتنے خوف کے وقت ہے کہ اسکا انتظام ممکن ہو اور اگر انتظام نہ ہو سکے تو اسکا حکم سورہ بقرہ کے حکم سی وچہارم مین مذکور ہو چکا اور عین قتال کی وقت نماز کو قضا کر دیا جاوے **مسئلہ** آیت مین دونون گروہ کے ایک ایک رکعت پڑھنے کا تو ذکر فرمایا دوسری رکعت کا طریقہ حدیث مین آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

البلاغة قولہ ولتات طائفة فی الروح نکرہا لانہا لم تذکر قبل قولہ ولیاخذوا حذرہم واسلحتہم فی الروح ولعل زیادۃ الامر بالحذر کما قال شیخ الاسلام فی ہذہ المرۃ لکونہا مظنۃ لوقوف الکفرۃ علی کون الطائفۃ القائمۃ مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی شغل شاغل واما قبلہا فربما ظنوہم قائمین للحراب وقیل حذرہم ای احترازہم وشبہہ بما یتحصن بہ من الآلات واثبت لہ الاخذ تخییلا ۱۲

الروایات اخرج البخاری عن ابن عباس قال نزلت ان کان بکم اذی من مطر او کنتم مرضی فی عبد الرحمن

ملحقات الترجمة

۵۱ قولہ فی فاقمت پڑھانا چاہین فالمعنی اردت ان تقیم الصلوٰۃ بہم ۱۲

۵۲ قولہ ہناک اور اندیشہ لم نقیدہ بہ لدلالۃ المقام علیہ مما سیاتی فیمیلون الخ ۱۲

۵۳ قولہ بعد فلتقم طائفة اور دوسرا گروہ ترکہ للظہور ۱۲

۵۴ قولہ فی لیاخذوا وہ بھی مختصر اشار بکلمۃ بھی ان الطائفۃ الحارسۃ یاخذون بالاولی وانما ذکر فی للمصلیۃ لکون الصلوٰۃ مظنۃ عدم الاخذ وقید بالمختصر ای تقلیل لئلا یمنع من الصلوٰۃ ۱۲

۵۵ قولہ ہناک نماز سے پہلے لا ان یاخذوا فی حال الصلوٰۃ فانہ عمل کثیر ۱۲

۵۶ قولہ ہناک گو قتال سے لانہ عمل کثیر للعذر لا یاثم ۱۲

۵۷ قولہ فی ورائکم ان سب کے پیچھے ففی الکلام تغلیب کذا فی البیضاوی ۱۲

۵۸ قولہ قبل ود الذین اسلیے سبکو فالخطاب فی تغفلون للفریقین ۱۲

فَاِذَا قَضَیْتُمُ الصَّلٰوۃَ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ قِیٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِکُمْ ۚ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِیْمُوا

پھر جب تم اس نماز کو ادا کرچکو تو اللہ تعالے کی یاد میں لگ جاؤ کھڑے بھی اور بیٹھے بھی اور لیٹے بھی پھر جب تم مطمئن ہوجاؤ تو نماز کو قاعدہ کے موافق

الصَّلٰوۃَ ۚ اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ○ وَلَا تَهِنُوْا فِی ابْتِغَآءِ الْقَوْمِ ؕ اِنْ تَکُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ

پڑھنے لگو یقیناً نماز مسلمانوں پر فرض ہے اور وقت کے ساتھ محدود ہے اور ہمت مت ہارو اس مخالف قوم کے تعاقب کرنے میں اگر تم الم رسیدہ ہو

فَاِنَّهُمْ یَاْلَمُوْنَ کَمَا تَاْلَمُوْنَ ۚ وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰہِ مَا لَا یَرْجُوْنَ ؕ وَکَانَ اللّٰہُ عَلِیْمًا حَکِیْمًا ○

تو وہ بھی تو الم رسیدہ ہیں جیسے تم الم رسیدہ ہو اور تم اللہ تعالیٰ سے ایسی ایسی چیزوں کی امید رکھتے ہو کہ وہ لوگ امید نہیں رکھتے اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والے ہیں بڑے حکمت والے ہیں۔

علیہ وسلم نے جب دو رکعت پر سلام پھیر دیا تو دونوں گروہ نے اپنی ایک ایک رکعت بطور خود پڑھ لی اخرجہ الشیخان وابوداؤد والترمذی والنسائی وابن ماجہ وغیرہم عن سالم عن ابیہ کذا فی الروح اور ابوداؤد میں یہ بھی زائد ہے کہ آگے پیچھے دونوں گروہ نے یہ باقی رکعت پڑھی اور یہ سب حنفیہ کا مذہب ہے **مسئلہ** صورت جب ہے کہ امام مسافر ہو جیسا کہ غزوات میں غالب ہے ورنہ ہر گروہ کو دو دو رکعت پڑھا دے اور بعد فراغ امام دو دو اپنے طور پر پڑھیں کذا فی الہدایہ ورواہ ابوداؤد مرفوعاً کذا فی الفتح **مسئلہ** اور مغرب میں ایک گروہ امام کے ساتھ دو رکعت پڑھے اور دوسرا گروہ ایک رکعت **مسئلہ** احادیث میں اور طریقے بھی آئے ہیں جسطرح ممکن ہو پڑھ لے سب جائز ہے کذا فی رد المحتار **مسئلہ** ہتھیار وغیرہ ہمراہ رکھنے کا استحباب حنفیہ کے نزدیک تفسیر احمدی وشامی میں ہے پس یہ لاجناح ایسا ہوگا جیسا سورہ بقرہ کے تین پاؤ پارے لاجناح علیکم ان طلقتم النساء مالم تمسوھن الخ ای لااثم نہ اسیطرح یہاں عدم اخذ سلاح میں مؤنت و خطرہ جان کا ہے اور حل میں اتنا نہیں فقط **ربط** اوپر صلوٰۃ السفر وصلوٰۃ الخوف کا بیان تھا جس میں وجہ نماز کی اصلی ہیئت سے تغییر ہوگئی ہے آگے ذکر ہے گا کہ تغییر نہونا اور سفر و خوف کے انقطاع و زوال کے بعد اس تغییر صلوٰۃ کا بھی زائل ہوجانا اور خاص احوال میں اس تغییر کی گوارائی کا سبب بیان فرماتے ہیں **ذکر و دوام او و اقامت صلوٰۃ و توقیت آن** فَاِذَا قَضَیْتُمُ الصَّلٰوۃَ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ قِیٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِکُمْ ۚ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ ۚ اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا (۱۰۳) پھر جب تم اس نماز (خوف) کو ادا کرچکو تو (بدستور) اللہ تعالیٰ کی یاد میں لگ جاؤ کھڑے بھی اور بیٹھے بھی اور لیٹے بھی (یعنی ہر حالت میں حتی کہ عین قتال کے وقت بھی دل سے بھی اور احکام کے اتباع سے بھی کہ وہ بھی ذکر ہی ہے چنانچہ قتال میں خلاف شرع کوئی کارروائی کرنا ناجائز ہے غرض نماز تو ختم ہوئی ذکر ختم نہیں ہوتا نماز میں تو تخفیف ہوگئی تھی لیکن یہ بحالہ ہے) پھر جب تم مطمئن ہوجاؤ (یعنی سفر ختم کرکے مقیم ہوجاؤ اور اسیطرح زوال خوف کے بعد مامون ہوجاؤ) تو نماز کو (اصلی) قاعدہ کے موافق پڑھنے لگو (یعنی قصر اور نماز میں مشی وغیرہ چھوڑ دو کیونکہ وہ بوجہ عارض کے اسلئے جائز رکھا گیا تھا کہ) یقیناً نماز مسلمانوں پر فرض ہے اور وقت کے ساتھ محدود ہے (پس فرض ہونیکی وجہ سے ادا کرنا ضرور اور موقت ہونیکی وجہ سے وقت ہی پر ادا کرنا ضرور اسلئے کچھ کچھ اسکی ہیئت تبدیل کردی گئی تھی ورنہ ہیئت مقصودہ وہی اصلی ہیئت ہے پس زوال عارض کے بعد وہ ہیئت اصلی واجب الحفظ ہوگی) **ف** اگر کسیکو شبہہ ہو کہ اس تعلیل کا مقتضا یہ ہے کہ عین قتال کے وقت بھی مؤخر نہ کیجاتی کوئی اور آسان طریقہ مقرر ہوجاتا جو ہر وقت بھی ممکن ہوتا جواب یہ ہے کہ تمام احکام مشروط ہوتے ہیں امکان عادی کے ساتھ اور عین قتل کے وقت مفقود ہے کیونکہ نماز کی ہیئت جو اسکا ادنی مقتضا ہے شرعاً وہی معتبر ہے جو سورہ بقرہ کے حکم سی و چہارم میں مذکور ہوچکا جب اتنا بھی نہوسکے تو اس سے کم صلوٰۃ ہی نہیں اسلئے مؤخر کی گئی **ربط** اوپر اصل مقصود ذکر جہاد کا تھا اور دوسرے مضامین اسکی مناسبت سے مذکور ہوگئے تھے آگے پھر جہاد ہی کے متعلق ارشاد ہے کہ جہاد میں سستی ناجائز ہے روح میں عکرمہ سے اور معالم میں اسکا نزول غزوہ حمراء الاسد کے بارہ میں نقل کیا ہے جسکا قصہ آل عمران آیت الذین استجابوا میں مذکور ہوا ہے **منع از کم ہمتی در جہاد** وَلَا تَهِنُوْا فِی ابْتِغَآءِ الْقَوْمِ ؕ اِنْ تَکُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ فَاِنَّهُمْ یَاْلَمُوْنَ کَمَا تَاْلَمُوْنَ ۚ وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰہِ مَا لَا یَرْجُوْنَ ؕ وَکَانَ اللّٰہُ عَلِیْمًا حَکِیْمًا (۱۰۴) اور ہمت مت ہارو اس مخالف قوم کے تعاقب کرنے میں (جبکہ اسکی ضرورت ہے) اگر تم (زخموں سے) الم رسیدہ ہو تو (کیا ہوا) وہ بھی تو الم رسیدہ ہیں جیسے تم الم رسیدہ ہو (تو وہ تم سے زیادہ قوت نہیں رکھتے پھر کاہے کو ڈرتے ہو) اور (تم میں ایک امتیاز ان سے یہ ہے کہ تم) اللہ تعالیٰ سے ایسی ایسی چیزوں کی (جیسے ثواب وغیرہ) امید رکھتے ہو کہ وہ لوگ (اسکی) امید نہیں رکھتے [illegible] تو تم کو زیادہ مستعد ہونا چاہئے) اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والے ہیں (انکو کفار کا ضعف بدن معلوم ہے) بڑے حکمت والے ہیں (تمہارے [illegible]) **ربط** اس ضمن میں چند جگہ منافقین کا ذکر آیا ہے کہ کفر دونوں میں مشترک ہے آگے بھی بعض منافقین کے ایک خاص قصہ کے متعلق مضمون مذکور ہوا ہے جسکا خلاصہ حسب روایت ترمذی

۱۵ ع ۴ ۱۴

ملحقات الترجمۃ

۵۱ قولہ فی قضیتم اس نماز فاللام للعہد ۱۲ **۵۲** قولہ فی اذکروا بدستور لگ جاؤ اشار بہذا العنوان الی دوامہ فی الماضی والمستقبل ۱۲ **۵۳** قولہ فی جنوبکم لیٹے اشار الی انہ کنایۃ ان لم یمکن الاضطجاع علی الجنب بل مستلقیا ۱۲ **۵۴** قولہ فی توضیح اذکروا اللہ خلاف شرع کوئی کارروائی الخ اشار الی ان الذکر لا یختص باللسان بل کل مطیع للہ فہو ذاکر کما فی الحصن الحصین ۔ فی قولہ تعالیٰ اذا لقیتم فئۃ فاثبتوا واذکروا اللہ ۱۲ **۵۵** قولہ فی اطمانتم یعنے سفر الخ اشار الی ان الاطمینان ہو السکون سواء کان للجسم کما فی القیام والمنقلب کما فی الامن واشار الی ان ہذا یتعلق بکلا آیتی القصر والخوف ۱۲ **۵۶** قولہ فی القوم اس مخالف قوم اشار الی ان اللام للعہد ۱۲ **۵۷** قولہ جبکہ اسکی اشار الی ان الآیۃ فی الواقعۃ الخاصۃ فلا یلزم منہ فی کل قتال لان التعاقب سیحتاج الیہ مرۃ ولا یحتاج الیہ اخری وکذا فیما بعدہ من قولہ بالمومن الخ ۱۲

إِنَّآ أَنزَلْنَآ إِلَيْكَ ٱلْكِتَٰبَ بِٱلْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ ٱلنَّاسِ بِمَآ أَرَىٰكَ ٱللَّهُ ۚ وَلَا تَكُن لِّلْخَآئِنِينَ خَصِيمًا ۝ وَٱسْتَغْفِرِ ٱللَّهَ ۖ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ

بیشک ہمنے آپکے پاس یہ نوشتہ بھیجا ہے واقع کے موافق تاکہ آپ لوگوں کے درمیان اسکے موافق فیصلہ کریں جو کہ اللہ تعالےٰ نے آپکو بتلا دیا ہے اور آپ ان خائنوں کی طرفداری کی بات نہ کیجیے اور آپ استغفار فرمایئے بلاشبہ اللہ تعالےٰ

غَفُورًا رَّحِيمًا ۝ وَلَا تُجَٰدِلْ عَنِ ٱلَّذِينَ يَخْتَانُونَ أَنفُسَهُمْ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يُحِبُّ مَن كَانَ خَوَّانًا أَثِيمًا ۝ يَسْتَخْفُونَ مِنَ ٱلنَّاسِ

بڑے مغفرت کرنیوالے بڑے رحمت والے ہیں اور آپ ان لوگوں کی طرف سے کوئی جوابدہی کی بات نہ کیجیے جو کہ اپنا ہی نقصان کر رہے ہیں بلاشبہ اللہ تعالےٰ ایسے شخص کو نہیں چاہتے جو بڑا خیانت کرنیوالا بڑا گناہ کرنیوالا ہو جن لوگوں کی یہ کیفیت ہے کہ آدمیوں سے تو چھپاتے ہیں

وَلَا يَسْتَخْفُونَ مِنَ ٱللَّهِ وَهُوَ مَعَهُمْ إِذْ يُبَيِّتُونَ مَا لَا يَرْضَىٰ مِنَ ٱلْقَوْلِ ۚ وَكَانَ ٱللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطًا ۝ هَٰٓأَنتُمْ هَٰٓؤُلَآءِ

اور اللہ تعالےٰ سے نہیں شرماتے حالانکہ وہ اسوقت انکے پاس ہے جبکہ وہ خلاف مرضی الٰہی گفتگو کے متعلق تدبیریں کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ انکے سب اعمال کو اپنے احاطہ میں لیے ہوئے ہیں ہاں تم ایسے ہو

جَٰدَلْتُمْ عَنْهُمْ فِى ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا فَمَن يُجَٰدِلُ ٱللَّهَ عَنْهُمْ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ أَم مَّن يَكُونُ عَلَيْهِمْ وَكِيلًا ۝ وَمَن يَعْمَلْ

کہ تمنے دنیوی زندگی میں تو انکی طرف سے جوابدہی کی باتیں کر لیں سو خدا تعالےٰ کے روبرو قیامت کے روز انکی طرف سے کون جوابدہی کریگا یا وہ کون شخص ہوگا جو انکا کام بنانیوالا ہوگا۔ اور جو شخص کوئی برائی کرے

سُوٓءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُۥ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ ٱللَّهَ يَجِدِ ٱللَّهَ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝ وَمَن يَكْسِبْ إِثْمًا فَإِنَّمَا يَكْسِبُهُۥ عَلَىٰ نَفْسِهِۦ ۚ وَكَانَ ٱللَّهُ

یا اپنی جان کا ضرر کرے پھر اللہ تعالےٰ سے معافی چاہے تو وہ اللہ تعالےٰ کو بڑی مغفرت والا بڑی رحمت والا پائیگا۔ اور جو شخص کچھ گناہ کا کام کرتا ہے تو وہ فقط اپنی ذات پر اسکا اثر پہونچاتا ہے اور اللہ تعالےٰ

عَلِيمًا حَكِيمًا ۝ وَمَن يَكْسِبْ خَطِيٓـَٔةً أَوْ إِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهِۦ بَرِيٓـًٔا فَقَدِ ٱحْتَمَلَ بُهْتَٰنًا وَإِثْمًا مُّبِينًا ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ ٱللَّهِ

بڑے علم والے ہیں بڑی حکمت والے ہیں۔ اور جو شخص کوئی چھوٹا گناہ کرے یا بڑا گناہ پھر اسکی تہمت کسی بے گناہ پر لگا دے سو اس نے تو بڑا بھاری بہتان اور صریح گناہ اپنے اوپر لادا۔ اور اگر آپ پر اللہ کا فضل

عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهُۥ لَهَمَّت طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ أَن يُضِلُّوكَ وَمَا يُضِلُّونَ إِلَّآ أَنفُسَهُمْ ۖ وَمَا يَضُرُّونَكَ مِن شَىْءٍ ۚ

اور رحمت نہو تو ان لوگوں میں سے ایک گروہ نے تو آپکو غلطی ہی میں ڈالدینے کا ارادہ کر لیا تھا اور غلطی میں نہیں ڈال سکتے لیکن اپنی جانوں کو اور آپ کو ذرہ برابر ضرر نہیں پہونچا سکتے

وَأَنزَلَ ٱللَّهُ عَلَيْكَ ٱلْكِتَٰبَ وَٱلْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُن تَعْلَمُ ۚ

اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتاب اور علم کی باتیں نازل فرمائیں اور آپکو وہ باتیں بتلائی ہیں جو آپ نہ جانتے تھے

ع ۱۶ / ۱۳

یہ آیتیں جو اسکے بعد ایک مدت ان تھا انہیں ایک شخص بشیر نام منافق تھا اسنے حضرت رفاعہ کی بخاری میں نقب دیکر کچھ آٹا اور کچھ ہتھیار جو انہیں رکھے تھے چرا لیے صبحکو پاس پڑوس میں تلاش کیا اور بعض قرائن تو یہ سے بشیر پر شبہ ہوا ابو ابیرق نے جو کہ بشیر کے شریک حال تھے اپنی برارت کے لیے حضرت لبید کا نام لے دیا غرض حضرت رفاعہ نے اپنے برادر زادہ حضرت قتادہ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجکر اس واقعہ کی اطلاع دی آپنے وعدہ تحقیق کا فرمایا بنو ابیرق کو جو یہ خبر ہوئی ایک شخص جو اسی خاندان کا تھا اسیر نام سب اسکے پاس آئے اور سب نے مشورہ کر کے جمع ہو کر مع بعض اہل محلہ کے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت قتادہ اور حضرت رفاعہ کی شکایت کی کہ بدون گواہوں کے ایک مسلمان اور دیندار گھرانے پر چوری کی تہمت لگاتے ہیں اور مقصود انکا یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مقدمہ میں انکی طرفداری کریں آپنے یہ تو نہیں کیا لیکن اتنا ہوا کہ حضرت قتادہ جو حضور میں حاضر ہوئے تو آپنے ارشاد فرمایا کہ تم ایسے لوگوں پر بے سند کیوں تہمت لگاتے ہو انہوں نے آکر اپنے چچا حضرت رفاعہ سے کہا وہ اللہ پر بھروسہ کر کے خاموش ہو گئے اسپر یہ اگلی آیتیں دو رکوع کے قریب تک نازل ہوئیں غرض چوری ثابت ہو گئی اور مال برآمد ہوا اور مالک کو دلایا گیا تو بشیر ناخوش ہو کر مرتد ہو گیا اور مکہ جا کر مشرکوں میں جا ملا اسپر آخر کی آیتیں نازل ہوئیں ومن یشاقق الرسول الخ **قصہ بعض منافقین مع احکام متعلقہ آن** إِنَّآ أَنزَلْنَآ إِلَيْكَ ٱلْكِتَٰبَ بِٱلْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ ٱلنَّاسِ بِمَآ أَرَىٰكَ ٱللَّهُ ۚ وَلَا تَكُن لِّلْخَآئِنِينَ خَصِيمًا ۝ وَٱسْتَغْفِرِ ٱللَّهَ ۖ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا (۱۰۶) وَلَا تُجَٰدِلْ عَنِ ٱلَّذِينَ يَخْتَانُونَ أَنفُسَهُمْ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يُحِبُّ مَن كَانَ خَوَّانًا أَثِيمًا (۱۰۷) يَسْتَخْفُونَ مِنَ ٱلنَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُونَ مِنَ ٱللَّهِ وَهُوَ مَعَهُمْ إِذْ يُبَيِّتُونَ مَا لَا يَرْضَىٰ مِنَ ٱلْقَوْلِ ۚ وَكَانَ ٱللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطًا (۱۰۸) هَٰٓأَنتُمْ هَٰٓؤُلَآءِ جَٰدَلْتُمْ عَنْهُمْ فِى ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا فَمَن يُجَٰدِلُ ٱللَّهَ عَنْهُمْ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ أَم مَّن يَكُونُ عَلَيْهِمْ وَكِيلًا (۱۰۹) وَمَن يَعْمَلْ سُوٓءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُۥ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ ٱللَّهَ يَجِدِ ٱللَّهَ غَفُورًا رَّحِيمًا (۱۱۰) وَمَن يَكْسِبْ إِثْمًا فَإِنَّمَا يَكْسِبُهُۥ عَلَىٰ نَفْسِهِۦ ۚ وَكَانَ ٱللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا (۱۱۱) وَمَن يَكْسِبْ خَطِيٓـَٔةً أَوْ إِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهِۦ بَرِيٓـًٔا فَقَدِ ٱحْتَمَلَ بُهْتَٰنًا وَإِثْمًا مُّبِينًا ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ ٱللَّهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهُۥ لَهَمَّت طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ أَن يُضِلُّوكَ وَمَا يُضِلُّونَ إِلَّآ أَنفُسَهُمْ ۖ وَمَا يَضُرُّونَكَ مِن شَىْءٍ ۚ وَأَنزَلَ ٱللَّهُ عَلَيْكَ ٱلْكِتَٰبَ وَٱلْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُن تَعْلَمُ

وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ۝ لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۢ

اور آپ پر اللہ کا بڑا فضل ہے ۔ عام لوگونکی اکثر سرگوشیون مین خیر نہین ہوتی ہان مگر جو لوگ ایسے ہین کہ خیرات کی یا اور کسی نیک کام کی یا لوگون مین باہم اصلاح کر دینے

بَيْنَ النَّاسِ ؕ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ

کی ترغیب دیتے ہین ۔ اور جو شخص یہ کام کریگا حق تعالیٰ کی رضاجوئی کے واسطے سو ہم اسکو عنقریب اجر عظیم عطا فرما دینگے ۔ اور جو شخص رسول کی مخالفت کریگا

بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝

بعد اسکے کہ اسکو امر حق ظاہر ہو چکا تھا ۔ اور مسلمانون کا رستہ چھوڑ کر دوسرے رستہ ہو لیا تو ہم اسکو جو کچھ وہ کرتا ہے کرنے دینگے اور اسکو جہنم مین داخل کرینگے اور وہ بُری جگہ ہے جانیکی ۔

وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ۝ لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۢ بَيْنَ النَّاسِ ؕ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝ ﴿۱۱۵﴾ بیشک ہمنے آپکے پاس یہ نوشتہ بھیجا ہے (جس سے واقع کے موافق حال معلوم ہوگا) تاکہ آپ (اس واقعہ مین) ان لوگون کے درمیان اسکے موافق فیصلہ کرین جوکہ اللہ تعالیٰ نے (وحی کے ذریعے سے) آپکو (اصل حال) بتلا دیا ہے (وہ وحی یہ ہے کہ واقع مین بشیر سارق ہے اور بنو ابیرق جو اسکے حامی ہین کاذب ہین) اور (جب اصل حال معلوم ہوگیا تو) آپ ان خائنونکی طرفداری کی بات نہ کیجیے (جیسا بنو ابیرق کی اصل خواہش یہی تھی چنانچہ دوسرے رکوع مین آتا ہے لہمت طائفۃ منہم ان یضلوک مگر آپنے ایسا کیا نہ تھا چنانچہ خود اسی جملہ سے نکر بابھی معلوم ہوتا ہے کیونکہ اسکا حاصل یہ ہے کہ فضل الٰہی نے غلطی سے بچالیا جسمین ہر غلطی کی نفی ہوگئی اور نہی فرمانے سے یہ لازم نہین آتا کہ وہ فعل ماضی مین واقع ہوا ہو بلکہ اصل فائدہ نہی کا یہ ہے کہ آیندہ کے لیے حقیقت حال سے آگاہ کر کے اسکے ارتکاب کا انسداد کرتے ہین پس آپکی حالت اور نہی کے مجموع کا حاصل یہ ہوگا کہ جیسے اب تک طرفداری نہین کی آیندہ بھی نہ کیجیے اور یہ اقتطالات بھی بکمال عصمت نبویہ کے ہین اور ایک خائن کے ساتھ سبکو خائن اسلیے فرمایا کہ خائن کی شرکت واعانت بلکہ اخفا باوجود علم کے نیز خیانت ہے پس سب شرعاً خائن ہوئے) اور (لوگون کے کہنے سے بناءً علی حسن الظن جو بنی ابیرق کو آپنے دیندار سمجھ لیا گو بلا دلیل صحیح وسند معتبر کسیکو دیندار سمجھنا گناہ نہین بلکہ عجب نہین کہ فی نفسہ بوجہ حسن ظن کے حسنہ ہو لیکن چونکہ اس موقع پر التفات فرما دینے سے اہل حق کا اپنے حق کو چھوڑ بیٹھنا محتمل تھا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضرت رفاعہ رضؓ خاموش ہو کر بیٹھ رہے پس بغیرہ وبواسطہ یہ مناسب ہوا اسلیے اس سے) آپ استغفار فرمائیے (کہ آپکی شان عظیم ہے اتنا امر بھی آپکے لیے قابل استغفار ہے) بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت کرنیوالے بڑے رحمت والے ہین اور آپ ان لوگونکی طرف سے کوئی جوابدہی کی بات نہ کیجیے (جیسا وہ لوگ آپ سے چاہتے تھے) جوکہ (لوگونکی خیانت اور نقصان کرکے باعتبار وبال وضرر کے درحقیقت) اپنا ہی نقصان کر رہے ہین بلاشبہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو نہین چاہتے (بلکہ اسکو مبغوض رکھتے ہین) جو بڑا خیانت کرنے والا بڑا گناہ کرنے والا ہو (جیسا کہ تھوڑے خیانت کرنیوالے کو بھی محبوب نہین رکھتے لیکن چونکہ بشیر کا بڑا خائن ہونا بتلانا مقصود ہے اسلیے یہ صیغہ لایا گیا) جن لوگونکی یہ کیفیت ہے کہ (اپنی خیانت کو) آدمیون سے تو (شرما کر) چھپاتے ہین اور اللہ تعالیٰ سے نہین شرماتے حالانکہ وہ (مثل ہر وقت کے) اسوقت (بھی) اُنکے پاس ہے جبکہ وہ خلاف مرضی الٰہی گفتگو کے متعلق تدبیرین کرتے ہین (جیسا اسکے پاس جمع ہو کر مشورہ کیا گیا تھا کہ حضور سے یون گفتگو کرینگے) اور اللہ تعالیٰ اُنکے سب اعمال کو اپنے (علمی) احاطہ مین لیے ہوئے ہین ہان (جو بشیر وغیرہ کی حمایت مین بعض اہل محلہ جمع ہو کر آئے تھے وہ سن لین کہ) تم ایسے ہو کہ تمنے دنیوی زندگی مین تو انکی طرف سے جوابدہی کی باتین کرلین سو (یہ تو بتلاؤ کہ) خدا تعالیٰ کے روبرو قیامت کے روز انکی طرف سے کون جوابدہی کریگا یا وہ کون شخص ہوگا جو انکا کام بنانیوالا ہوگا (یعنی نہ کوئی زبانی جوابدہی کرسکیگا نہ کوئی عملی درستی مقدمہ کی کرسکیگا) اور (یہ خائنین اگر اب بھی توبہ موافق قاعدہ شرعیہ کرلیتے تو معافی ہو جاتی کیونکہ ہمارا قانون یہ ہے کہ) جو شخص کوئی (متعدی) برائی کرے یا (صرف) اپنی جان کا ضرر کرے (یعنی غیر متعدی گناہ کرے) اور پھر اللہ تعالیٰ سے (حسب قاعدہ شرعیہ معافی چاہے (مثلاً حقوق العباد مین ادا یا ابرا بھی شرط ہے) تو وہ اللہ تعالیٰ کو بڑی مغفرت والا بڑی رحمت والا پاویگا اور (ضرور گنہگار دنکو اسکی کوشش کرنا چاہیئے کیونکہ) جو شخص کچھ گناہ کا کام کرتا ہے تو وہ فقط اپنی ذات پر اسکا اثر پہونچاتا ہے (وہ اثر گناہ اور سزا ہے جب انجام گناہ کا کام کا یہ ہے تو توبہ کر لینا بہت ضرور ہے) اور اللہ تعالیٰ بڑی علم والے ہین (سب گناہونکی انکو خبر ہے) بڑی حکمت والے ہین (مناسب سزا تجویز فرماتے ہین) اور (یہ تو خود گناہ کرنیکا انجام ہوا اور جو کرکے دوسرون پر لگا دے اسکا حال سنو کہ) جو شخص کوئی چھوٹا گناہ کرے یا بڑا گناہ پھر

فائدہ قولہ ومن یشاقق الرسول الخ قال البیضاوی الآیۃ تدل علی حرمۃ مخالفۃ الاجماع لانہ تعالیٰ رتب الوعید الشدید علی المشاقۃ واتباع غیر سبیل المؤمنین وذلک اما لحرمۃ کل واحد منہما او احدہما او الجمع بینہما والثانی باطل اذ یقبح ان یقال من شرب الخمر واکل الخبز استوجب الحد وکذا الثالث لان المشاقۃ محرمۃ ضم الیہ غیرہ اولم یضم واذا کان اتباع غیر سبیلہم محرما کان اتباع سبیلہم واجبا لان ترک اتباع سبیلہم ممن عرف سبیلہم اتباع غیر سبیلہم وقد استقصیت الکلام فیہ فی مرصاد الافہام الی مبادی الاحکام انتہی قلت لکن ما قرر بہ الآیۃ لایصح الحصر فی الثلاثۃ بل ہہنا احتمال رابع وہو ان المشاقۃ وعدم اتباع غیر سبیل المؤمنین فلم یکن المذکور فی الآیۃ اذن الا المشاقۃ فافہم

ملحقات الترجمۃ

۵۱ قولہ فی انا انزلنا الیک الکتٰب یہ نوشتہ حملہ علی التنکیر مناسبۃ للمقام ویجوز العموم وکذا القول فی ترجمۃ الناس ۱۲ ۵۲ قولہ فی توضیح لا تکن لازم نہین آتا ودح الخ یہ فی الروح تحت قولہ تعالیٰ ولا تجادل بقولہ والنہی عن الشئ لا یقتضی کون المنہی مرتکبا للمنہی عنہ ۱۲ وعلم ان ما ورد فی الاحادیث من تفسیر الآیۃ بخلاف ذلک ۱۲ ۵۳ قولہ فی واستغفر اللہ اس سے الخ ولم یقل ہہنا ان الامر بالاستغفار فی المستقبل لا یستلزم سبق ما منہ الاستغفار کما قال فی لا تکن لان الامر بالاستغفار وان فی المستقبل یقتضی ان لا یبقیٰ ۱۲ ۵۴ قولہ فی لا یحب الخ اشارۃ الی ان المقصود من نفی الحب ہو البغض ۱۲ ۵۵ قولہ فی یستخفون یہ کیفیت اشارۃ الی ان الجملۃ صفۃ ۱۲ قولہ فی لا یستخفون نہین شرماتے ماخذہ الروح حیث قال ای لا یستحیون منہ تعالیٰ ۱۲ ۵۶ قولہ فی وہو معہم مثل ہر وقت کے اشارۃ الی ان التخصیص انما ہو اہتماما للمقصود لا للحصر ۱۲ ۵۸ قولہ فی ہٰانتم ہان تم ایسے ہو اشارۃ الی ان ہا تنبیہ وانتم مبتدأ واولاء موصول بمعنی الذین مع صلتہ خبر ۱۲ ۵۹ قولہ فی یستغفر اللہ

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ

بیشک اللہ تعالی اس بات کو نہ بخشینگے کہ انکے ساتھ کسیکو شریک قرار دیا جاوے اور اسکے سوا اور جتنے گناہ ہیں جسکے لیے منظور ہوگا

(بجای اسکے کہ خود ہی توبہ کرنا چاہیے تھا اس نے یہ طرہ کیا کہ) اس (گناہ) کی تہمت کسی بیگناہ پر لگا دی سو اس نے تو بڑا بھاری بہتان اور صریح گناہ اپنے (سر کے) اوپر لاد (جیسا بشیر نے کیا کہ خود تو چوری کی اور ایک نیکبخت بزرگ آدمی لبید کے ذمہ رکھدی) اور اگر (اس مقدمہ میں) آپ پر (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کا فضل اور رحمت نہو (جو کہ ہمیشہ آپ پر رہتا ہے) تو ان (چالاک) لوگوں میں سے ایک گروہ نے تو آپکو غلطی ہی میں ڈال دینے کا ارادہ کر لیا تھا (لیکن خدا کے فضل سے انکی رنگ آمیز باتوں کا آپ پر کوئی اثر نہیں ہوا اور آیندہ بھی نہوگا چنانچہ فرماتے ہیں) اور (کبھی آپکو غلطی میں نہیں ڈال سکتے لیکن (اس ارادہ سے) اپنی جانوں کو (مبتلاے گناہ و مستحق عقوبت بنا رہے ہیں) اور آپکو ذرہ برابر (اس قسم کا) ضرر نہیں پہونچا سکتے اور (آپکو غلطی کا ضرر پہونچانا کب ممکن ہے جبکہ) اللہ تعالی نے آپ پر کتاب اور علم کی باتیں نازل فرمائی (جسکی ایک آیت اس قصہ کی حقیقت کی اطلاع بھی دیدی) اور آپکو وہ وہ (مفید اور عالی) باتیں بتلائی ہیں جو آپ (پہلے سے) نہ جانتے تھے اور آپ پر اللہ کا بڑا فضل ہے (پھر اللہ کے فضل کے ساتھ کسکا قابو چل سکتا ہے) عام لوگوں کی اکثر سرگوشیوں میں خیر (یعنی ثواب اور برکت) نہیں ہوتی (جیسا اسیر کے یہاں جمع ہو کر خفیہ مشورہ کیا گیا تھا) ہاں مگر جو لوگ ایسے ہیں کہ (خیر) خیرات کی یا اور کسی نیک کام کی یا لوگوں میں باہم اصلاح کر دینے کی ترغیب دیتے ہیں (اور اس تعلیم و ترغیب کی تکمیل و انتظام کے لیے خفیہ بہتر ہیں اور مشورے کرتے ہیں یا خود ہی صدقہ وغیرہ کی دوسروں کو خفیہ ترغیب دیتے ہیں کیونکہ بعض اوقات خفیہ ہی کہنا مصلحت ہوتا ہے) انکے مشوروں میں البتہ خیر (یعنی ثواب اور برکت ہے) اور جو شخص یہ کام کریگا (یعنی ان اعمال کی ترغیب دیگا) حق تعالی کی رضا جوئی کے واسطے (نہ کہ ریاست و شہرت کی غرض سے) سو ہم اسکو عنقریب اجر عظیم عطا فرماوینگے (یعنی آخرت میں لیکن ان خائنوں کے تو ایسے مشورے ہیں نہیں اسلیے ناپسندیدہ ہیں) اور جو شخص رسول (مقبول صلی اللہ علیہ وسلم) کی مخالفت کریگا بعد اسکے کہ اسکو امر حق ظاہر ہو چکا تھا اور مسلمانوں کا (دینی) رستہ چھوڑ کر دوسرے رستہ ہو لیا (جیسا بشیر مرتد ہو گیا حالانکہ اسلام کا حق ہونا اور نیز اس خاص واقعہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کا خود اسکے معاینہ میں بھی حق ہونا معلوم تھا پھر بھی بدبختی لے گیا) تو ہم اسکو (دنیا میں) جو کچھ وہ کرتا ہے کرنے دینگے اور (آخرت میں) اسکو جہنم میں داخل کرینگے اور وہ بری جگہ ہے جانیکی **ف** نیک کام میں جو کہ معروف کا ترجمہ ہے تمام وہ امور آگئے جو نافع ہوں خواہ دینی ہوں یا دنیوی ہوں مگر مشروع ہوں اور گو اس میں صدقہ بھی داخل تھا لیکن نفس پر شاق ہونیکی وجہ سے اسکا زیادہ اہتمام فرمایا اور خاص اس مقام میں اس لیے بہت ہی مناسب ہوا کہ بشیر نے چوری کر کے غیر کا مال لیا تھا اسلیے مقابلہ میں اپنا مال غیر کو دینے کی فضیلت بیان فرمادی اور اسیطرح لوگوں میں صلح کرا دینا بھی معروف میں داخل ہے لیکن چونکہ نا اتفاقی سبب ہے مضرت عظیمہ کثیرہ کا اور اصلاح میں اسکا انسداد ہے اسلیے اسکو بھی تصریحاً ذکر فرمایا پس صدقہ جالب منافع عظیمہ تھا اور اصلاح دافع مضار عظیمہ ان دونوں کو باوجود عموم معروف کے مصرح فرما دیا پس اصلاح کا فاعل اور الناس کا مصداق ایک ہی ہے جیسے صلحوا ذات بینکم ہیں اور معنی یہ ہیں کہ امر الناس باصلاحہم ما بینہم لطریق وضع مظہر موضع مضمر کے اور یشاقق الرسول باوجودیکہ دلالت علی المقصود میں کافی ہے مگر یتبع غیر سبیل المؤمنین کے زائد کرنے میں یہ فائدہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی علامت جسکو دلیل انی کہتے ہیں بتلا دی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کا علم مشاہدۃً تو ہر وقت متعذر ہے اسوقت بھی بوجہ اکثروں کے غائب ہونیکے اور بعد میں بوجہ وفات کے رہا روایۃً منصوص ہیں اور درایۃً یعنی اجتہاداً غیر منصوص ہیں وہ محتاج توسط رواۃ و ہداۃ مسلمین ہے پس زیادہ معرف موافقت و مخالفت طریقہ رسول کا اتباع و عدم اتباع سبیل مؤمنین کا ہوا فافہم فانہ من المواہب لا من المکاسب واللہ اعلم **ربط** اوپر ذکر جہاد میں گو سب مخالفین داخل ہیں لیکن بیان احوال میں یہود اور منافقین کے احوال کا بیان ہوا ہے مخالفین میں ایک جماعت بلکہ ان سے بڑی مشرکین کی تھی آگے کچھ انکے عقائد کی حالت اور طریقہ کی مذمت اور اسکی سزا کا مذکور ہے اور اس مقام پر یہ اسلیے اور زیادہ مناسب ہو گیا کہ اوپر اس سارق کے مرتد ہونیکا مذکور ہے پس اس سے اسکی دائمی سزا کا حال معلوم ہو گیا و نیز اوپر ترغیب تھی توبہ کی یہاں شرک و کفر کے سوا اور ذنوب کا مغفور ہونے کے بیان سے توبہ کی اور ترغیب ہو گئی **عقوبت و ذم طریقہ مشرکین** إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ط

الروایات فی الروح اخرج الثعلبی عن ابن عباس رضہ ان شیخا من العرب جاء الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال انی شیخ منہمک فی الذنوب الا انی لم اشرک باللہ تعالی منذ عرفتہ وآمنت بہ ولم اتخذ من دونہ ولیا ولم اوقع المعاصی جراۃ وما توہمت طرفۃ عین انی اعجز اللہ تعالی ہربا وانی لنادم تائب فما تری حالی عند اللہ تعالی فنزلت ان اللہ لا یغفر الخ

لمحات الترجمہ

۵۲ قولہ فی نعمت اثر ...ا استثناء ان ... سو ... بالنفی ہو الثابت لان الہم منہم ... وقع وانما تعلق النفی ... ثم احذر ... بالتقدیر ... الحکمۃ ... لولا ... البالغۃ ... محذوف والتقدیر ... استیف ای نقد ہمت ... من ... حمل قولہ ... تعالی التجویز فافہم **۵۳** قولہ فی ... ذلک ... کالمشتا ... الی ... نقد ... لو ... تعالی ... ما ... ان ... **۵۴** قولہ فی نجواہم عام لوگوں ... الخ ... الناس ... الاستثناء متصلا ... الاخبرۃ ... من امر ... الاستثناء منقطعا ... **۵۵** قولہ فی ... لانہ ... معنی **۵۶** قولہ فی من یفعل ذلک ترغیب ... ان ذلک ... الی الاول بلا ... علی کون نفس الصدقۃ والمعروف والاصلاح ... الاجر ... لانہا لو لم تکن کذلک لم یکن فی الامر بہا فضل **۵۷** قولہ قبل ومن یشاقق نا پسندیدہ اختار خصوص ہذہ المادۃ لقولہ تعالی ... یرغی من القول علیہا **۵۸** قولہ فی تبیین لہ ... واقعہ میں ... ان ... صلی اللہ علیہ وسلم فی تفضیلہ وان لم یطابق باطنہا ... الہدی ... فیما ... الیہ ... بالقواعد الکلیۃ لکن ہذہ الواقعۃ ... بمطابقۃ حکمہا باطنہا فالمشاقۃ بعد ہذہ المعاینۃ اشد واشنع **۵۹** قولہ فی قولہ ما تولی جو کچھ وہ کرتا ہے الخ کما فی البیضاوی نجعلہ والیا لما تولی من الضلال ونخلی بینہ وبین ما اختارہ ۱۲

وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا ۝ اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّآ اِنٰثًا ۚ وَاِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا ۝

اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھیراتا ہے وہ بڑی دور کی گمراہی مین جا پڑا یہ لوگ خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر صرف چند زنانی چیزونکی عبادت کرتے ہین اور صرف شیطان کی عبادت کرتے ہین جو کہ حکم سے باہر ہے

لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۘ وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ۝ وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ

جسکو خدا تعالیٰ نے اپنی رحمت سے دور ڈال رکھا ہے اور جس نے یون کہا تھا کہ مین ضرور تیرے بندون سے اپنا مقرر حصہ اطاعت کا لونگا اور مین انکو گمراہ کرونگا اور مین انکو ہوسین دلاؤنگا اور مین انکو تعلیم دونگا جس سے وہ چارپایونکے

اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا

کانون کو تراشا کرینگے اور مین انکو تعلیم دونگا جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت کو بگاڑا کرینگے اور جو شخص خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا رفیق بناویگا وہ صریح نقصان مین

مُّبِيْنًا ۝ يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ ۚ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ۝ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۡ وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا ۝

واقع ہوگا شیطان ان لوگون سے وعدے کیا کرتا ہے اور انکو ہوسین دلاتا ہے اور شیطان اُن سے صرف جھوٹے وعدے کرتا ہے ایسے لوگون کا ٹھکانا جہنم ہے اور اُس سے کہین بچنے کی جگہ نہ پاوینگے

وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا ⑪⑥ اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّآ اِنٰثًا ۚ وَاِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا ⑪⑦ لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۘ وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ⑪⑧ وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ⑪⑨ يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ ۚ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ⑫⓪ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۡ وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا ⑫①

بیشک اللہ تعالیٰ اس بات کو (سزا دیکر بھی) نہ بخشینگے کہ اُنکے ساتھ کسیکو شریک قرار دیا جاوے (بلکہ سزائے ابدی مین مبتلا رکھینگے) اور اسکے سوا اور جتنے گناہ ہین (خواہ صغیرہ یا کبیرہ) جسکے لیے منظور ہوگا (بلا سزا) وہ گناہ بخش دینگے البتہ اگر وہ مشرک مسلمان ہوجاوے تو پھر مشرک ہی نہ رہا (اور) وہ سزائے ابدی بھی نہ رہیگی) اور (وجہ اس شرک کے نہ بخشنے کی یہ ہے کہ) جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ (کسیکو) شریک ٹھیراتا ہے وہ (امر حق سے) بڑی دور کی گمراہی مین جا پڑا (وہ امر حق توحید ہے جو عقلاً بھی واجب اور تعظیم صانع کے حقوق سے ہے پس مشرک نے حضرت صانع کی اہانت کی اسلیے ایسی ہی سزا کا مستحق ہوگا بخلاف دوسرے گناہونکے کہ کچھ تو ضلال ہے مگر توحید کے خلاف اور اُس سے بعید نہین اسلیے قابل مغفرت قرار دیا گیا اور شرک کے غیر مغفور ہونیکی علت کفر مین بھی مشترک ہے کیونکہ اسمین بھی انکار ہوتا ہے صانع کی کسی بتلائی ہوئی بات کا پس وہ اُسکی صفت صدق کی نفی کرتا ہے اور کوئی کافر خود ذات کا بھی منکر ہے اور صفت اور ذات دونون مین سے جسکی نفی ہو توحید کا انکار اور اُس سے بعد ہے پس کفر و شرک دونون غیر مغفور ہین آگے مشرکین کی تحقیق اُنکے مذہبی طریقہ مین بیان فرماتے ہین کہ یہ (مشرک) لوگ خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر (ایک تو) صرف چند زنانی چیزونکی عبادت کرتے ہین اور (ایک) صرف شیطان کی عبادت کرتے ہین جو کہ (خدا تعالیٰ کے) حکم سے باہر ہے (اور) جسکو (اس ہی کی وجہ سے) خدا تعالیٰ نے اپنی رحمت (خاصہ) سے دور ڈال رکھا ہے اور جس نے (جسوقت کہ رحمت خاصہ سے دور اور ملعون ہونے لگا) یون کہا تھا (جس سے اُسکی عداوت صاف مترشح ہے) کہ مین (پوری کوشش کرنیکا ارادہ رکھتا ہون کہ) ضرور تیرے بندون سے اپنا مقرر حصہ اطاعت کا لونگا اور (اس حصہ کی تفصیل یہ ہے کہ) مین انکو (عقائد مین) گمراہ کرونگا اور مین انکو (خیالات مین) ہوسین دلاؤنگا (جس سے معاصی کی طرف میلان ہو اور انکی مضرت نظر مین نہ رہے) اور مین انکو (اعمال بد کفریہ و فسقیہ کرنے کی) تعلیم دونگا جس سے وہ (بتون کے نام پر) چارپایون کے کانون کو تراشا کرینگے (اور یہ اعمال کفریہ سے ہے) اور مین انکو (اور بھی) تعلیم دونگا جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت کو بگاڑا کرینگے (اور یہ اعمال فسقیہ سے ہے جیسے ڈاڑھی منڈانا بدن گودنا وغیرہ) اور جو شخص خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا رفیق بناویگا (یعنی خدا تعالیٰ کی اطاعت نکرے اور شیطان کی اطاعت کرے) وہ (شخص) صریح نقصان (وزیان) مین واقع ہوگا (وہ زیان جہنم مین جانا ہے) شیطان ان لوگون سے (عقائد کے متعلق جھوٹے) وعدے کیا کرتا ہے (کہ تم بیفکر رہو نہ کہین حساب ہے نہ کتاب ہے) اور (خیالات مین) انکو ہوسین دلاتا ہے (کہ اس گناہ مین ایسی لذت ہے اس حرام ذریعہ مین ایسی آمدنی ہے اور اعمال شیطانیہ کا وجود اور لغویت اور مضرت خود ظاہر ہے) اور شیطان اُن سے صرف جھوٹے (فریب آمیز) وعدے کرتا ہے (کیونکہ واقع مین حساب کتاب سب حق ہے اور اُسکی ہوسون کا فریب ہونا تو بہت جلدی کھلجاتا ہے)

اللغات المرید من مرود هو الخروج والتجرد البتك القطع المحيص الهرب والعدول ۱۲

البلاغة فی الروح انما جعل الجزاء ہہنا لقد ضل وفیما تقدم فقد افتری اثما عظیما لما ان تلک فی اہل الکتاب وہم مطلعون علی مالا یشکون فی صحتہ ومع ذلک اشرکوا وکفروا فصار ذلک افتراء وجرأة علی اللہ تعالیٰ وہذہ فی اناس لم یعلموا کتابا فاشرکوا وضلوا مع وضوح الحجة فکان ضلالہم بعیدا ۱۲

ملحقات الترجمة

۵۱ قولہ فی مریدا الخ جو کہ اور ۵۲ جسکو اور جس نے اشارة الی ان ہذہ صفات للشیطان وقال بعضہم ان جملة اللعن اعتراض وقال مستانفة ۱۲ ۵۳ قولہ فی لاتخذن کوشش فلا یتوجہ انہ کیف علم ان الانسان یکون کذا وکذا لیحتاج الی التکلف فی الجواب نقلہ فی الخازن عن ابن الانباری بقولہ المعنی لاجتہدن ولاحرصن فی ذلک لانہ ماکان یعلم الغیب ۱۲ ۵۳ قولہ فی نصیبا اطاعت ماخذہ الخازن حیث قال فکل ما اطیع فیہ ابلیس فہو نصیبہ ومفروضہ ۱۲ ۵۴ قولہ فی ولاضلنہم تفصیل اشارة الی کونہ من عطف المفصل علی المجمل وما فسرت التمنیة فی التفصیل مذکور فی الخازن نحوی التفصیل للامور الثلاثة الاول العقائد والثانی حدیث النفس من لذات المعاصی وترجیة ادراک الجنة مع المعاصی لسعة رحمة ربہ ووعد التوبة وتسویفہا والثالث الاعمال ۱۲ ۵۵ قولہ فی یعدہم عقائد اشارة الی ان مودی ہذا وہو دی الاضلال واحد واشار بقولہ اور اعمال الخ الی وجہ الاقتصار ہہنا علی الاضلال والتمنیة وعدم الاعادة للامر بالاعمال واشار فیما بعد فی قولہ وما یعدہم اور اسکی ہوسون الخ الی وجہ الاقتصار علی مجرد الاضلال وعدم الاعادة للتمنیة حاصلہ فی الاقتصار الاول ان الوعد والتمنیة من الامور الباطنة دون الاعمال وفی الاقتصار الثانی ان کون الوعد باطلا یظہر فی الآخرة اما بطلان التمنیة وکذا الاعمال فیظہر فی الدنیا ایضا لان ہذہ الامانی وہذہ الاعمال کثیرا ما یشاہد ضررہا ۱۲

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا	
اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کیے ہم انکو عنقریب ایسے باغون مین داخل کرینگے کہ ان کے نیچے	
الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۭ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ۝	
نہرین جاری ہونگی وہ اسمین ہمیشہ ہمیشہ رہینگے خدا تعالی نے اسکا وعدہ فرمایا ہے اور سچا وعدہ فرمایا ہے اور خدا تعالی سے زیادہ کسکا کہنا صحیح ہوگا	

ایسے لوگون کا (جوکہ شیطان کی راہ پر چلتے ہین) ٹھکانا جہنم ہے (اور وہ خسران مبین یہی ہے) اور اُس (جہنم) سے کہین بچنے کی جگہ نہ پاوین گے (کہ وہان جاکر پناہ لے لین) **ف** شرک کے متعلق ایک مفید بحث اس پارہ کے ربع کے ایک رکوع قبل اُس آیت کے ذیل مین جسکے الفاظ اس مقام کی آیت کے مثل ہین گذر چکی ہے دیکھ لی جاوے۔ اور زنانی چیزون سے مراد بعضے بُت ہین جنکے نام اور صورتین عورتون کی سی تھی اور اُن کو زیور وغیرہ بھی پہناتے تھے جیسا کہ روح مین حسن سے منقول ہے کہ ہر قبیلہ مین ایسے بت تھے اور اُنکو انثی بنی فلان کے لقب سے مشہور کرتے تھے اور اسکا یہ مطلب نہین کہ ان کے سوا اور کی عبادت نہین کرتے چنانچہ بعضے بُت نام اور شکل مین مردون کی طرح بھی تھے بلکہ یہان مستثنیٰ دو چیزین ہین اور حصر مجموعہ کے اعتبار سے ہے جسکا دوسرا جزو یعنی شیطان سب معبودات غیر اللہ کو بایں معنی شامل ہے کہ شیطان کے کہنے سے عبادت کرنا گویا شیطان کی عبادت کرنا ہے جیسے محاورات مین کہتے ہین کہ مین نے زید کے کہنے سے فلان شخص کو روپیہ دیا ہے تو مین نے تو زید ہی کو دیا ہے۔ اس عام مین سے اناث کو منفرد کرکے لے آنا انکی زیادت تحمیق کے لیے ہے کہ ایسے ناقص الاوصاف کی بھی عبادت کرتے ہین پس کوئی معبود باطل ایسا نہین جو اس حصر المجموع سے خارج ہو بلکہ جزو ثانی مین توسب داخل ہین اور بعضے جزو اول مین بھی پس [illegible] دونون حصرون مین تنافی ہے کیونکہ مقصود حصر واحد ہی گو دو مین عامل [illegible] تقدیر کلام اس طرح ہے [illegible] الا اناثا [illegible] شیطان کی [illegible] صفتین تاکید مقصود کے لیے لائے یعنی ایسے شیطان کی اطاعت کرتے ہین جو [illegible] ملعون ہے [illegible] کا عدو ہے جیسا اسکے اقوال [illegible] تشریح ہے آگے [illegible] اقوال [illegible] عداوت پر دلالت کرنیکے لیے نقل فرمائے پس یہ لازم نہین کہ یہان جتنے امور مذکور ہین وہ سب شرک و کفر ہی ہون چنانچہ بعض امور صرف فسق ہین اور یہان جو تغییر کی مذمت مذکور ہے وہ ہر تغییر نہین بلکہ جسمین اذن شرعی نہ ہو اور جسمین افساد ہو وہ مذموم نہین بلکہ عدم اذن کے ساتھ اگر اصلاح بھی ہو جیسے ختان و تعلیم اظفار وہ موکد ہے اور جسمین دونون نہون جیسے خصاء بہائم اور مقدار مسنون سے داڑھی کا اتنا یہ جائز ہے اور افساد کے وجود و عدم کا مدار اعتبار شریعت ہے نہ کہ عرف جس مین علاوہ اسکے کہ شارع کے برابر اسکی نظر نہین خود باہم عرف عرف مین تعارض بھی ہوا کرتا ہے خوب سمجھ لو اور خلق اللہ کی تفسیر یہ بھی ہو سکتی ہے الخلق الذی امر اللہ ان یکون الانسان علیہ یعنی حق تعالے کی پسندیدہ وضع پس تفسیر متن مین خلق تکوینی ہے اور اس تفسیر پر تشریعی **ربط** اوپر کفار و مشرکین کے لیے وعید تھی آگے مؤمنین کے لیے وعدہ اور بشارت ہے جیسا اکثر جگہ قرآن مجید کا طرز ہے **ثواب مؤمنین** وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۭ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا (۱۲۲) اور جو لوگ ایمان لائے اور (انہون نے) اچھے کام کیے ہم انکو عنقریب ایسے باغون مین داخل کرینگے کہ اُنکے (محلات کے) نیچے نہرین جاری ہونگی وہ اسمین ہمیشہ ہمیشہ رہینگے خدا تعالے نے اسکا وعدہ فرمایا ہے اور سچا وعدہ فرمایا ہے اور خدا تعالی سے زیادہ کسکا کہنا صحیح ہوگا **ف** نصف پارہ پر ومن اصدق من اللہ حدیثا مین جو کچھ لکھا گیا ہے یہان بھی ملاحظہ کر لیا جاوے **ربط** اوپر ہوسناکی کے خیالات کا شیطانی دھوکا اور غیر معتبر ہونا یعدہم ویمنیہم الخ مین اور ایمان و اعمال کا قابل اعتبار ہونا والذین آمنوا الخ مین مذکور تھا آگے بھی یہی دو مضمون ہین پہلی آیت مین پہلا مضمون اور بعد کی آیتون مین دوسرا مضمون اور اہل کتاب کا ذکر اس مضمون مین اسلیے آیا کہ انمین اور مسلمانون مین ایکبار دین کے باب مین تفاخر ہوا تھا کذا فی اللباب **الغاء طمع خام و اعتبار اعمال و اسلام**

النحو فی روح المعانی وعدہم وعدا واحقہ حقا اھ واشرت الی الترکیب فی الترجمہ ۱۲	**البلاغۃ** فی قولہ تعالی ومن اصدق معارضۃ مواعید الشیطان الکاذبۃ لقرنائہ بوعد اللہ تعالی لاولیائہ ۱۲

لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا

نہ تمہاری تمناؤں سے کام چلتا ہے اور نہ اہل کتاب کی تمناؤں سے جو شخص کوئی برا کام کریگا اسکے عوض میں سزا دیا جاویگا اور اس شخص کو خدا کے سوا نہ کوئی یار ملے گا نہ

نَصِيْرًا ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ

مددگار ملیگا اور جو شخص کوئی نیک کام کریگا خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ مومن ہو سو ایسے لوگ جنت میں داخل ہونگے اور انپر ذرا بھی ظلم

نَقِيْرًا ۝ وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۝ وَاتَّخَذَ

نہ ہوگا اور ایسے شخص سے زیادہ اچھا کسکا دین ہوگا جو کہ اپنا رخ اللہ تعالی کیطرف جھکادے اور وہ مخلص بھی ہو اور وہ ملت ابراہیم کا اتباع کرے جسمین کجی کا نام نہین اور

اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ۝ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا ۝

اللہ تعالی نے ابراہیم کو اپنا خالص دوست بنایا تھا اور اللہ تعالی ہی کی ملک ہے جو کچھ بھی آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ تعالی تمام چیزونکو احاطہ فرمائے ہوئے ہین ۔

١٨ ع ١١ ١٥

لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا (١٢٣) وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا (١٢٤) وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۭ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا (١٢٥) وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا (١٢٦) نہ تمہاری تمناؤں سے کام چلتا ہے اور نہ اہل کتاب کی تمناؤں سے (کہ خالی خولی زبان سے اپنے فضائل بیان کیا کرین بلکہ مدار اطاعت پر ہے پس) جو شخص (اطاعت میں کمی کریگا اور) کوئی برا کام کریگا (خواہ از قسم عقائد ہو یا از قسم اعمال) وہ اسکے عوض میں سزا دیا جاویگا (اگر وہ برائی عقیدہ کفریہ تک ہے تو سزا بھی دائمی ابدی ہے اور اگر اس سے کم ہے تو سزا بھی غیر دائمی اور مقید بعدم توبہ وعدم عفو) اور اس شخص کو خدا کے سوا نہ کوئی یار ملیگا نہ مددگار ملیگا (کہ خدا تعالی سے اسکو چھڑا لیں) اور جو شخص کوئی نیک کام کریگا خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ مومن ہو سو ایسے لوگ جنت میں داخل ہونگے اور انپر ذرا بھی ظلم نہ ہوگا (کہ انکی کوئی نیکی ضائع کر دیجاوے) اور (اوپر جو مومن کی قید لگائی گئی اسکا مصداق نہ یہود ہیں نہ نصاری) بلکہ صرف وہ فرقہ جسکا دین خدا تعالی کے نزدیک مقبول ہونے میں سب سے اچھا ہو اور وہ فرقہ صرف اہل اسلام ہیں جیسا کہ ظاہر ہے کہ انہیں یہ صفات ان کا تامہ اخلاص۔ اتباع ملت ابراہیم اور) ایسے شخص (کے دین) سے زیادہ اچھا کسکا دین ہوگا جو کہ اپنا رخ اللہ تعالی کیطرف جھکا دے (یعنی فرمانبرداری اختیار کرے عقائد میں بھی اعمال میں بھی) اور (اسکے ساتھ) وہ مخلص بھی ہو (کہ دلسے فرمانبرداری اختیار کی ہو خالی مصلحت سے ظاہری فرمانبرداری نہ ہو) اور وہ ملت ابراہیم (یعنی اسلام) کا اتباع کرے جسمین کجی کا نام نہین اور (ملت ابراہیمی ضرور قابل اتباع ہے کیونکہ) اللہ تعالی نے ابراہیم کو اپنا خالص دوست بنایا تھا (تو ظاہر ہے کہ دوست کے طریقہ پر چلنے والا بھی محبوب مقبول ہوگا پس طریقہ اسلام مقبول ہوا پس اہل اسلام ہی مصداق ہیں حیثیت لقب مومن کے اور دوسرے فرقے اتباع ابراہیمی سے محروم ہیں پس دعوی مسلمانی کی صرف مسلمان ہی کے لئے ثابت ہوا اسلئے کہ محض امانی پر انکا استناد نہیں بلکہ اطاعت گذار ہیں پس کام ان ہی کا چلیگا) اور (اللہ تعالی کی اطاعت تامہ کرنا تو ضروری ہے

ملحقات الترجمة

لے قوله نے يعمل سوءً ای من عقائد او عمل السیء اہل الکتاب فان السوء عام الاعمال والعقائد ہم الانیا ۱۲ لے قوله فی الصلحت کوئی نیک الخ افادة من التبعیضیة ۱۲

النحو نے الروح الباء فی بامانیکم مثلها فی زید بالباب ولیست زائدة واسم لیس مستتر فیها عائد علی الامر المتجاوز فیه بقرینة سبب النزول ۔ وفی الجلالین اوضح من ہذا حیث قال لیس الامر منوطا ۱۲

البلاغة نے الروح قوله وهو مومن فیه دفع توهم ان اہل الصالح ینفع الکافر حیث قرن بذکر العمل السوء المضر للمومن والکافر ۔ قوله لا یظلمون فیه یعلم من نفی تنقیص ثواب المطیع نفی زیادة عقاب العاصی من باب الاولی لان الاذی فی زیادة العقاب اشد منه فی تنقیص الثواب فاذا لم یرض بالاول وهو ارحم الراحمین فکیف یرضی بالثانی ۱۲

الروايات نے اللباب اخرج ابن جریر عن مسروق قال تفاخر النصاری واہل الاسلام فقال ہؤلاء نحن افضل منکم وقال ہؤلاء نحن افضل منکم فانزل اللہ لیس بامانیکم وفی لفظ جلس ناس من الیہود وناس من النصاری وناس من المسلمین الخ قلت وقد ذکرت ہذہ الروایة فے المتن وایضا فی اللباب اخرج ابن ابی حاتم عن ابن عباس قال قالت الیہود والنصاری لا یدخل الجنة غیرنا وقالت قریش انا لا نبعث فانزل اللہ تعالی لیس بامانیکم الآیة قلت ومن ہہنا قال بعض المفسرین ان الخطاب فی الآیة للمشرکین والیہ ذہب مجاہد وروی الترمذی ومسلم ما یدل علی کون الآیة شاقة علی ابی بکر الصدیق ثم المسلمین ... بکون المصائب کفارة لہم فی الدنیا اصرح دلیل علی کون الخطاب للمسلمین فالتوجیہ ان یقال ان المقصود ہو الخطاب للمسلمین ... علی ابطال امانی المشرکین بالاولی لان الامانی اذا لم یعتد بہا وقد کانت من اہل العلم فما بالہا اذا کانت من اہل الجہل فکان الخطاب للمشرکین بہذا النمط ... بالتفسیر الذی اخترتہ تکون خاصة بالمشرکین ... فافہم وفی اللباب اخرج ابن جریر عن مسروق قال لما نزلت لیس بامانیکم ولا امانی اہل الکتاب قال اہل الکتاب نحن وانتم سواء فنزلت ہذہ الآیة ومن یعمل من الصلحت من ذکر او انثی وہو مومن اہ قلت وقد اعتبرت ہذا فی تقریر الآیة ومن احسن دینا لتوضیح تعیین مصداق المومن فافہم ۱۲

وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ ۖ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ وَمَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ فِي يَتَامَى النِّسَاءِ اللَّاتِي لَا تُؤْتُونَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَ

اور لوگ آپ سے عورتوں کے باب میں حکم دریافت کرتے ہیں آپ فرما دیجیے کہ اللہ تعالیٰ انکے باب میں حکم دیتے ہیں اور وہ آیات بھی جو کہ قرآن کے اندر تمکو پڑھکر سنائی جایا کرتی ہیں جو کہ ان یتیم عورتوں کے باب میں ہیں جنکو جو انکا حق

تَرْغَبُونَ أَن تَنكِحُوهُنَّ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْوِلْدَانِ وَأَن تَقُومُوا لِلْيَتَامَىٰ بِالْقِسْطِ ۚ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِهِ عَلِيمًا

مقرر ہے نہیں دیتے اور انکے ساتھ نکاح کرنیسے نفرت کرتے ہو اور کمزور بچوں کے باب میں — اور اس باب میں کہ یتیموں کی کارگذاری انصاف کے ساتھ کرو اور جو نیک کام کروگے سو بلاشبہ اللہ تعالیٰ اسکو خوب جانتے ہیں

کیونکہ انکی سلطنت انکی اطلاع دونوں تام ہیں اور یہی امور مدار ہیں وجوب اطاعت کے چنانچہ) اللہ تعالیٰ ہی کی ملک ہے جو کچھ بھی آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے (یہ تو کمال سلطنت ہوا) اور اللہ تعالیٰ تمام چیزوں کو (اپنے علم میں) احاطہ فرمائے ہوئے ہیں (یہ کمال علمی ہوا) **ف** خلاصہ یہ ہوا کہ نری تمناؤں سے کام نہیں چلتا گو مسلمان نری تمناؤں پر نہیں ہیں بلکہ کام کرتے ہیں اور دوسرے فرقے لجب اسلام نہ لائے جسپر سارا کام موقوف ہے تو بس نری تمناؤں پر ہوئے اور ملت ابراہیمی کی تحقیق اور اسکا مصداق اسلام ہونا اور اتباع کے معنے یہ سب پارہ الم کے آخر میں مذکور ہیں **ف** خلیل ہونا اعلیٰ درجہ کا تقرب و مقبولیت ہے اور روح میں بسند و تصحیح حاکم حضرت جندب رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجکو بھی خلیل بنایا ہے جیسا ابراہیم علیہ السلام کو بنایا تھا اور نیز مسلم میں ہے وقد اتخذ اللہ صاحبکم خلیلا اور حبیب اللہ ہونا مزید برآں ہے رواہ الترمذی **ربط** شروع سورت میں احکام یتامیٰ و نساء میں انکے لوازمی حقوق کا وجوب مذکور تھا کیونکہ جاہلیت میں بعضے انکو میراث ہی نہ دیتے تھے بعضے جو مال میراث میں یا اور کسی طور سے انکو ملتا اسکو کھا جاتے بعضے انسے نکاح کر کے انکو مہر پورا نہ دیتے اور ان سب کی ممانعت کی گئی تھی اسپر مختلف واقعات پیش آئے بعض کو تو یہ خیال ہوا کہ عورتیں اور بچے فی نفسہ قابل میراث کے نہیں کسی مصلحت سے یہ حکم برائے چندی ہو گیا ہے امید ہے کہ منسوخ ہو جاویگا چندے اسکے منتظر رہے جب نسخ نہوا تو یہ مشورہ ٹھیرا کہ خود پوچھنا چاہیے اور حاضر ہو کر پوچھا ابن جریر اور ابن المنذر نے ابن جبیر سے آیت آئندہ کا سبب نزول اسی سوال کو نقل کیا ہے اور بعض کو یہ اتفاق ہوا کہ انکی پرورش میں بدصورت یتیم دختر تھی بدصورتی کی وجہ سے تو خود نکاح نہیں کیا اور دوسرے سے اسلیے نکاح کو ٹالا کہ مال بھی اسکے ساتھ جاویگا اور اس باب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کذا فی اللباب بروایۃ ابن ابی حاتم عن السدی فی قصۃ جابر۔ غالباً غرض سوال کی یہ ہوگی کہ کوئی حکم آسان آجاوے مثلاً یہی کہ حق پرورش میں اتنا حصہ مال کا سائل کو ملسکتا ہے اور بعض نے جب یہ حکم سنا کہ یتامیٰ سے نکاح کرنے میں مہر کم کرنا درست نہیں تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اسپر یہ آیت نازل ہوئی جس سے مقصود یہ ہے کہ جیسے انکی بدصورتی میں اپنی غرض فاسد کے لیے انسے نکاح نہیں کرتے انکے مرغوب و زیبا ہونے کی صورت میں بھی نکاح کیوں کرتے ہو ان مہر پورا دو مضائقہ نہیں رواہ البخاری عن عائشۃ۔ غالباً مقصود اس سوال سے یہ ہوگا کہ شاید اکمال مہر اس صورت میں معاف ہو جاوے جبکہ وہ عورت خود کمی پر رضامند ہو جاوے لیکن چونکہ اپنے ہاتھ تلے دبے ہوئے شخص کی ایسی زبانی رضامندی معتبر نہیں اسلیے حکم نہیں بدلا پس ان آیت کا ربط شروع سورت کی آیتوں کے ساتھ ہوا اور درمیان میں اور اور مضامین مختلفہ مختلطہ آتے گئے کہ یہی قرآن مجید کا یہی طرز ہے کہ یہ طرز کہ ایک حکم ذکر کر دیا پھر وعدہ وعید آگیا پھر عظمت الٰہیہ کا بیان ہونے لگا نہایت دقعت اور تاثیر قلوب میں رکھتا ہے کہ حکم کے ساتھ ساتھ ترغیب و ترہیب بھی ہوتی رہی حاکم حقیقی کا مراقبہ بھی ہوتا رہے قرآن مجید کا یہی طرز ہے واللہ اعلم۔ **عود بسوی بعضے احکام نساء و یتامیٰ** وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ ۖ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ وَمَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ فِي يَتَامَى النِّسَاءِ اللَّاتِي لَا تُؤْتُونَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُونَ أَن تَنكِحُوهُنَّ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْوِلْدَانِ وَأَن تَقُومُوا لِلْيَتَامَىٰ بِالْقِسْطِ ۚ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِهِ عَلِيمًا (۱۲۷) اور لوگ آپ سے عورتوں کی (میراث اور مہر کے) باب میں حکم دریافت کرتے ہیں آپ فرما دیجیے کہ اللہ تعالیٰ انکے بارہ میں تمکو (وہی سابق) حکم دیتے ہیں اور وہ آیات بھی (تمکو حکم دیتی ہیں) جو کہ (اسکے قبل نازل ہو چکی ہیں اور) قرآن کے اندر تمکو پڑھکر سنائی جایا کرتی ہیں (کیونکہ قرآن کی تلاوت میں انکی تلاوت بھی ظاہر ہے کہ ہوا ہی کرتی تھی) جو کہ ان یتیم عورتوں کے باب میں (نازل ہو چکی) ہیں جن (کے ساتھ تمہارا یہ معاملہ ہے کہ اگر وہ صاحب مال و صاحب جمال ہوئیں تو انسے نکاح کرتے ہو مگر ان) کو جو (شرع سے) انکا حق (میراث و مہر کا) مقرر ہے نہیں دیتے اور (اگر صاحب جمال نہوئیں صرف صاحب مال ہوئیں تو) انکے ساتھ (بوجہ خوش جمال نہ ہونیکے) نکاح

ملحقات الترجمہ

لے قولہ فی ما یتلی وہ آیات وما ورد من تخصیص آیۃ وان خفتم من عائشۃ رضؓ فلا ینفی غیرہا لانہ لامنافات بین تعدد اسباب النزول ۱۲

اللغات فی الروح یفتیکم ای یبین لکم حکمہ والافتاء اظہار المشکل علی السائل ۱۲

النحو وما یتلی علیکم معطوف علی اللہ ولا یرد الجمع بین الحقیقۃ والمجاز فی معنی الافتاء لجوازہ فی المجاز العقلی کذا فی الروح فی یتمی النساء متعلق بقولہ یتلی۔ قولہ ان تنکحوھن من ان کذا عن عائشۃ رضؓ قولہ والمستضعفین عطف علی یتامی وکذا ان تقوموا فالمعنی ویتلی فی المستضعفین ویتلی فی قیامکم للیتامی فافہم۔

البلاغۃ قولہ فی النساء ولعل تخصیص النساء مع ان السوال کما ورد فی سبب النزول وقع عن الولدان ایضاً لان السوال عن النساء کان اہم لجمعہن امرین مقصودین المال والجمال۔ قولہ یفتیکم لم یذکر معمولہ لاغناء ما نزل من الآیات السابقۃ عنہ ۱۲

الروایات ذکرت فے المتن ۱۲

وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ؕ

اور اگر کسی عورت کو اپنے شوہر سے غالب احتمال بددماغی یا بے پروائی کا ہو سو دونوں کو اس امر میں کوئی گناہ نہیں کہ دونوں باہم ایک خاص طور پر صلح کرلیں

وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ؕ وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ ؕ وَاِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝

اور یہ صلح بہتر ہے اور نفوس کو حرص کے ساتھ اقتران ہوتا ہے اور اگر تم اچھا برتاؤ رکھو اور احتیاط رکھو تو بلاشبہ حق تعالیٰ تمہارے اعمال کی پوری خبر رکھتے ہیں

کرنے سے نفرت کرتے ہو (لیکن بوجہ صاحب مال ہونیکے اس خوف سے کہ یہ مال کہیں اور نہ چلا جاوے اور کسی سے بھی نکاح نہیں کرنے دیتے) اور (جو آیات کہ) کمزور بچوں کے باب میں (ہیں) اور (جو آیات کہ) اس باب میں (ہیں) کہ یتیموں کی (تمام) کارگذاری (عام اس سے کہ مہر و میراث کے متعلق ہو یا اور کچھ ہو) انصاف کے ساتھ کرو (یہ مضمون ہے ان آیات سابقہ کا پس وہ آیتیں اپنا مضمون اب بھی تمہارے ذمہ واجب کر رہی ہیں اور انکا حکم بعینہ باقی ہے تم ان ہی کے موافق عمل رکھو) اور جو نیک کام کروگے (نساء و یتامیٰ کے بارہ میں یا اور امور میں بھی) سو بلاشبہ اللہ تعالیٰ اسکو خوب جانتے ہیں (تمکو اُسکی جزائے خیر دینگے اور جانتے تو ہیں غیر خیر کو بھی لیکن یہاں ترغیب خیر کی مقصود ہے اسلیے تخصیص کیگئی) **ف** خلاصہ مطلب یہ ہوا کہ جو آیتیں اس بارہ میں پہلے آچکی ہیں جنکو تم وقتاً فوقتاً سنتے رہتے ہو وہ ان احکام کے باب میں اب بھی واجب العمل ہیں کوئی حکم جدید نہیں دیا جاتا چنانچہ یتامیٰ نساء کے باب میں یہ آیت ہے وان خفتم ان لاتقسطوا فی الیتامیٰ الآیہ جسکی وجہ نزول ہی بے انصافی مہر تھی جسکو لاتؤتونہن فرمایا اور اُسکے مقابلہ سے غیر مرغوبہ کے ساتھ نکاح نکرنا بھی مفہوم ہوسکتا ہے جسکو یہاں ترغبون میں فرمایا پس دونوں کا حوالہ اس آیت پر صحیح ہوا۔ اور مستضعفین کے باب میں وہ آیت ہے واٰتوا الیتامیٰ اموالہم الخ اور قیام بالقسط اس سے بھی مفہوم ہوا اور آگے اور بھی تصریح ہے ولاتاکلوہا اسرافا الخ۔ اور ان سب کی میراث مجملا للرجال نصیب الخ میں اور مفصلا اسکے بعد یوصیکم اللہ میں مذکور ہے اور اُسکے بعد نکاح سے روکنے کے لیے آیت ولاتعضلوہن میں مصرح ہے جسکے عموم میں صورت مسئول عنہا بھی آگئی اور اسباب نزول کے سب سوالات کا جواب اس تقریر سے مفہوم ہوگیا **ربط** اوپر کی آیت میں عود تھا سابق کیطرف جسمیں احکام نساء بھی تھے آگے بھی بعض احکام متعلق خاص نساء یعنی ازواج کیطرف عود ہے جسکا بیان حکم پانزدہم میں بعنوان اصلاح ہوچکا ہے پس گویا اُسکا تتمہ اور اصلاح کے بعض طرق کی تعیین ہے اور بینہما میں اشارہ ہے کہ حکمین کا ہونا شرط میں سے نہیں **جواز صلح بین الزوجین** وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ؕ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ؕ وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ ؕ وَاِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝ اور اگر کسی عورت کو (وارث ہی سہی) اپنی شوہر سے غالب احتمال بدماغی (اور کج ادائی) یا بے پروائی (اور بے رخی) کا ہو سو (ایسی حالت میں) دونوں کو اس امر میں کوئی گناہ نہیں کہ دونوں باہم ایک خاص طور پر صلح کرلیں (یعنی عورت اگر ایسے شوہر کے پاس رہنا چاہے جو اسکے پورے حقوق ادا کرنا نہیں چاہتا اور اسلیے اسکو چھوڑنا چاہتا ہے تو عورت کو جائز ہے کہ اپنے کچھ حقوق چھوڑ دے مثلاً نان و نفقہ معاف کردے یا مقدار کم کردے اور اپنی باری معاف کردے تاکہ وہ چھوڑے نہیں اور شوہر کو جائز ہے کہ اس معافی کو قبول کرلے) اور (نزاع یا فراق سے تو) یہ صلح (ہی) بہتر ہے اور (ایسی صلح ہوجانا کچھ تعجب نہیں کیونکہ) نفوس کو (طبعاً) حرص کے ساتھ اقتران (و اتصال) ہوتا ہے (جب اُسکی حرص پوری ہوجاتی ہے راضی ہوجاتا ہے پس شوہر جب دیکھیگا کہ میری مالی اور جانی آزادی میں جسکی کہ طبعی حرص ہے کچھ خلل نہیں آتا اور مفت میں عورت ملتی ہے تو وہ غالباً نکاح میں رکھنے پر راضی ہوجائیگا اور عورت کی حرص نکاح میں رہنے پر خواہ کسیوجہ سے ہو ظاہر ہے کہ سبب اصلی ہی صلح کا پس جانبین کی خاص خاص حرص نے اس صلح کی تکمیل کردی) اور (اے مردو) اگر تم (خود عورتوں کے ساتھ) اچھا برتاؤ رکھو (اور انکے حقوق معاف کرانیکے خواہاں نہ ہو) اور انکے ساتھ (کج ادائی اور بے رخی کرنے سے) احتیاط رکھو تو (تمکو بڑا ثواب ملیگا کیونکہ) بلاشبہ حق تعالیٰ تمہارے اعمال کی پوری خبر رکھتے ہیں (اور

النحو قوله احضرت فی الروح متعد لاثنین الاول ہو الانفس القائم مقام الفاعل والثانی الشح والمعنی احضر اللہ تعالیٰ الانفس الشح امر قلت وعلیہ ترجمت وفیہ یحتمل العکس ۱۲

الروایات فی اللباب روی ابوداؤد والحاکم عن عائشۃ والترمذی مثلہ عن ابن عباس قال فرقت سودۃ ان یفارقہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین اسنت فقالت یومی لعائشۃ فانزل اللہ تعالیٰ وان امرأۃ خافت واخرج سعید بن منصور عن سعید بن المسیب ان ابنۃ محمد بن مسلمۃ کانت عند رافع بن خدیج فکرہ منہا امرا الکبر او غیرہ فاراد طلاقہا فقالت لاتطلقنی واقسم لی ما بدا لک فانزل اللہ تعالیٰ وان امرأۃ - واخرج الحاکم عن عائشۃ قالت نزلت ہذہ الآیۃ والصلح خیر فی رجل کانت تحتہ امرأۃ قد ولدت منہ اولادا فاراد ان یستبدل بہا فراضتہ علی ان تقر عندہ ولا یقسم لہا - واخرج ابن جریر عن سعید بن جبیر قال جاءت امرأۃ حین نزلت ہذہ الآیۃ وان امرأۃ خافت قالت انی ارید ان تقسم لی من نفقتک وقد کانت رضیت ان یدعہا فلا یطلقہا ولا یاتیہا فانزل اللہ واحضرت الانفس الشح قلت وعلی الروایۃ الاخیرۃ فالظاہر ان یحمل قولہ تعالیٰ واحضرت علی تمہید العذر فی المماکسۃ والمشاقۃ کما فسرہ بعضہم لکن یجوز ان یحمل علی التنبیہ للمرأۃ وتذکیرہا ان الانفس قد حضرہا الشح فلا حاجۃ کان بعلک قد رعی فلو عدت لعاد فینبغی حملہ علی تقریر الصلح علی حالہ ولو حمل الآیۃ علی المماکسۃ دون التقریر لا یحتاج الی ہذا التوجیہ الذی ارتکب تطبیقا للآیۃ علی الروایۃ بل یترک علی ہذا الظاہر لم توجب حمل الآیۃ علی

ملحقات الترجمۃ

۵۱ قولہ فی نشوزا او اعراضا اور کج ادائی اور بے رخی عطف تفسیری و بہذہ الترجمۃ ظہر ان الاعراض اخف من النشوز ۱۲ **۵۲ قولہ** فی صلحا خاص طور اشارۃ الی ان صلحا مفعول مطلق غیر باب الفعل والتنوین فیہ للتنویع وتفسیرہ الصلح المشروع ۱۲ **۵۳ قولہ** قبل احضرت بعید نہیں ففی ہذہ الجملۃ تقریر عادی للصلح کما ان فی السابقۃ تقریر شرعیا ۱۲ **۵۴ قولہ** فی احضرت طبعا ولاینافی کونہ مغلوبا او غالب علیہ کما فی المرتاضین ۱۲ **۵۵ قولہ** فی تحسنوا ای مردو فلیس فیہ تغلیب ضمیم بالخطاب لان المنکر فیما قبل نشوزہم واعراضہم ۱۲ **۵۶ قولہ** قبل ان اللہ تو اشارالی حذف الجزاء واقامۃ سببہ مقامہ ۱۲

وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ؕ وَاِنْ

اور تم سے یہ تو کبھی نہ ہو سکیگا کہ سب بیبیوں مین برابری رکھو گو تمہارا کتنا ہی جی چاہے تو تم بالکل تو ایک ہی طرف نہ ڈھل جاؤ جس سے اسکو ایسا کر دو جیسے کوئی ادھر مین لٹکی ہو اور اگر

تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيْمًا ۝

اصلاح کرلو اور احتیاط رکھو تو بلاشبہ اللہ تعالےٰ بڑے مغفرت والے بڑے رحمت والے ہین۔ اور اگر دونون میان بی بی جدا ہو جاوین تو اللہ تعالےٰ اپنی وسعت سے ہر ایک کو بے احتیاج کر دیگا اور اللہ تعالےٰ بڑی وسعت والے اور بڑے حکمت والے ہین

اعمال نیک پر ثواب دیا کرتے ہین) **ف** اور احضرت الانفس کی تقریر اسطرح بھی ہو سکتی ہے کہ اور (گو یہ صلح ہو تو گئی لیکن اکثر ایسی صلح کا انقام ہوتا ہے کیونکہ) نفوس کو حرص کیساتھ اقتران ہے (اسلیے بعد چندے پھر عجب نہین کہ عورت کو اپنے حقوق کی حرص کا جوش اٹھے اور ادھر مرد کو اپنی آزادی کی حرص ہے ہی اسلیے عورت پھر اپنے حقوق کا مطالبہ کرے جیسا کہ اسکو شرعا اجازت بھی ہے اور مرد ادا کرنا نہ چاہے اور نزاع پیدا ہو جسکا انجام وہی مفارقت) اور یہ فرمانا کہ گناہ نہین اسلیے ہے کہ ظاہر نظر مین اس صلح مین شبہہ ہوتا تھا کہ مشابہ رشوت کے ہے جسمین دونو شخص گنہگار ہوتے ہین اسلیے دونون سے نفی گناہ کی کر دی **مسئلہ** اگر صلح مین کوئی ایسا امر شرط ٹھیرایا جو شرعا ناجائز ہے تو صلح بھی ناجائز ہوگی مثلا عورت سے کہا کہ اس شرط پر تجھکو نکاح مین رکھتا ہون کہ تیری بہن بھی میرے نکاح مین رہیگی یہ حرام اور باطل ہے اسلیے حضرت نے صلح کے ترجمہ مین خاص طور کی قید لگا دی ہے **مسئلہ** نان نفقہ اور باری کے قبیل سے جو حقوق عورت نے معاف کیے ہین عورت کو ہر وقت اختیار ہے کہ آیندہ کے لیے ان حقوق کا پھر مطالبہ کرنے لگے اگر شوہر نکاح مین رکھنا چاہیگا تو ان حقوق کا ادا کرنا واجب ہوگا حق ماضی کے سقوط سے مستقبل مین سقوط لازم نہین **ربط** اوپر نشوز و اعراض زوج کے متعلق مضمون مذکور تھا اور اسکے بعد چند صورتین محتمل ہین۔ ایک یہ کہ تصالح ہو جاوے جو آیت بالا کا اصل مقصود تھا۔ دوسرے یہ کہ مرد اپنے نشوز و اعراض سے باز آجاوے جسکی ترغیب ان تحسنوا مین تھی تیسرے یہ کہ نہ تصالح ہو اور نہ مرد باز آوے بلکہ تفریق ہو جاوے پس آگے ان بقیہ اخیر کے دونون احتمالون کے متعلق مضمون ہے۔ احتمال ثانی کے متعلق تو آیہ ولن تستطیعوا الخ ہے کہ اگر رغبت قلبی پر اختیار نہین تو حقوق اختیاریہ تو ادا کرنا ضرور ہے اور چونکہ اکثر بے رغبتی کا سبب دوسری بی بی کا غلبہ محبت ہوتا ہے اسلیے آیت مین اسکا ذکر ہوا ہے ورنہ حکم مذکور عام ہے۔ اور احتمال ثالث کے متعلق آیہ ان یتفرقا الخ ہے **ایجاب حقوق شرعیہ زوجہ** وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ؕ وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۲۹﴾ اور (علاوہ) تم سے یہ تو کبھی نہ ہو سکیگا کہ سب بیبیوں مین (ہر طرح سے) برابری رکھو (حتے کہ رغبت قلب مین بھی) گو (اس برابری کو) تمہارا کتنا ہی جی چاہے (اور تم کتنی ہی اسمین کوشش کرو لیکن چونکہ قلب کا میلان غیر اختیاری ہے اسلیے اسپر قدرت نہین گو اتفاقا بلا اختیار کہین برابری ہو بھی جاوے تو اسکی نفی آیت مین مقصود نہین غرض جب یہ اختیار مین نہین تو تم اسکے مکلف نہین لیکن اسکے غیر اختیاری ہونیسے یہ تو لازم نہین آتا کہ ظاہری حقوق بھی اختیاری نہ رہین بلکہ وہ تو اختیاری ہین جب وہ اختیاری ہین) تو (تم پر واجب ہے کہ) تم بالکل تو ایک ہی طرف نہ ڈھل جاؤ (بالکل کا مطلب کہ باطن سے بھی جسمین معذور تھے اور ظاہر سے بھی جسمین مختار ہو یعنی حقوق مین بھی جسکا نتیجہ واعراض کرو) جس سے اس (مظلومہ) کو ایسا کر دو جیسے کوئی ادھر (یعنی بیچ) مین لٹکی ہو (یعنے نہ تو اسکے حقوق ادا کیے جاوین کہ خاوند والی سمجھی جاوے اور نہ اسکو طلاق دی جاوے کہ بے خاوند والی ہو جاوے بلکہ رکھو تو اچھی طرح رکھو) اور (رکھنے کی صورت مین جو زمانہ ماضی مین کچھ ناگوار معاملات اسنے کیے گئے) اگر (ان معاملات کی فی الحال) اصلاح کرلو اور (آیندہ زمانہ مین ایسے معاملات سے) احتیاط رکھو تو (وہ امور گذشتہ معاف کر دیے جاوینگے کیونکہ) بلاشبہ اللہ تعالی بڑی مغفرت والے بڑے رحمت والے ہین (چونکہ اصلاح ذنوب متعلقہ بحقوق العباد کی ان عباد کے معاف کرنے سے ہوتی ہے پس اصلاح مین یہ معافی بھی آگئی تو اسکے وقوع کے بعد توبہ شرعا صحیح ہو گئی اسلیے مقبول ہو گئی) **ف** اس آیت کے متعلق سورہ نساء کے شروع مین زیر آیت فان خفتم ان لا تعدلوا الخ کچھ بحث گذر چکی ہے اسکو ملاحظہ فرما لیا جاوے **ربط** آیت بالا کی تمہید مین مذکور ہو چکا **انجام تفریق** وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيْمًا ﴿۱۳۰﴾ اور اگر دونون میان بی بی (مین کسی طرح بھی موافقت نہ ہووے اور دونون) جدا ہو جاوین (یعنی خلع یا طلاق ہو جاوے) تو (کوئی ان مین سے خواہ مرد اگر اسکی زیادتی ہے یا عورت اگر اسکی کوتاہی ہے یون نہ سمجھے کہ بدون میرے اس دوسرے کا کام ہی نہ چلیگا کیونکہ) اللہ تعالی اپنی وسعت (قدرت) سے (دونوں مین سے) ہر ایک کو (دوسرے سے) بے احتیاج کر دیگا (یعنی ہر ایک کا مقدر کام بے دوسرے کے چل جاویگا) اور اللہ تعالی بڑی وسعت والے اور بڑے حکمت والے ہین (ہر ایک کے لیے مناسب سبیل نکال دیتے ہین) **ربط** یہان تک احکام مختلفہ کا بیان فرما کر آگے ان احکام کی بجا آوری کی تاکید خاص اہتمام سے فرماتے ہین کہ اول موافقت کا حکم فرمایا اتقوا اللہ مین اور اسکی تسہیل کے لیے من قبلکم کو یاد دلایا پھر مخالفت سے روکا ان تکفروا بحذف جزا مین۔ پھر غیر اللہ کا اندیشہ کہ بعض اوقات احکام مین کوتاہی کا وہ بھی سبب ہوتا ہے دل سے دور کیا کفی باللہ وکیلا مین اور ان تینون مضمونون پر استدلال فرمایا اپنی مالکیت سموات وارض ہونے سے کیونکہ ایسا مالک واجب الموافقت

ملحقات الترجمة

ملہ قولہ فی العنوان ایجاب العنوان بعید الحکم لذکرہ فی فان خفتم ان لا تعدلوا وکذا ما بعدہ اذ لیس بانشاء بل اخبار عن الاغناء ۱۲ ملہ قولہ فی حرصتم مقصود ہیئت فلا یرد المساواۃ فی المحبۃ ووجہ ۱۲ ملہ قولہ فی المیل ای طرف ای الی المرغوبۃ اخذتہ من الخازن وقیل عن المرغوب عنہا ویمکن اعتبارہ فی ترجمتی لان احد المیلین یستلزم الآخر ۱۲ ملہ قولہ فی فتذروھا بیس ہو لون [illegible] ۱۲ ملہ قولہ [illegible] معلومہ اشارۃ الی ان لعامۃ المال عنہا ۱۲ ملہ قولہ فی یتفرقا خلع یا طلاق۔ الاول فعل المرأۃ والثانی فعل الرجل من ثم حسن الاسناد الیہما ۱۲ ملہ قولہ [illegible] سمجھے حملہ علی الاخص من المغنیۃ وحمل بعضہم علے النسیانۃ فیکون تقریر الترجمۃ کہ یون نہ سمجھے کہ بدون اسکے میرا کام نہ چلیگا۔ الاول لما تری اولی بالمقام ۱۲ ملہ قولہ فی سعتہ قدرت کذا فی الروح ملہ قولہ فی یغن اللہ ہر ترکیب کا الخ وتاییدہ بروح المعانی۔ ومن فسر الغنی بالاحتیاج بروح الزوج لہا وقید بالمشیۃ

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ۭ

اور اللہ تعالیٰ کی ملک ہین جوچیزین کہ آسمانون مین ہین اور جوچیزین کہ زمین مین ہین اور واقعی ہمنے ان لوگون کو بھی حکم دیا تھا جنکو تم سے پہلے کتاب ملی تھی اور تمکو بھی کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو

وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيْدًا ۝ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

اور اگر تم ناسپاسی کروگے تو اللہ تعالیٰ ہی کی ملک ہین جوچیزین کہ آسمانون مین ہین اور جوچیزین کہ زمین مین ہین اور اللہ تعالیٰ کسی کے حاجتمند نہین خود اپنی ذات مین محمود ہین اور اللہ ہی کی ملک ہین جوچیزین کہ آسمانون مین ہین

وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ وَيَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي ذٰلِكَ قَدِيْرًا ۝

اور جوچیزین کہ زمین مین ہین اور اللہ تعالیٰ کافی کارساز ہین اگر انکو منظور ہو تو اے لوگو تم سب کو فنا کردے اور دوسرون کو موجود کردے ۔ اور اللہ تعالیٰ اسپر پوری قدرت رکھتے ہین

۱۹ ع۸ ۱۶

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا ۝

جو شخص دنیا کا معاوضہ چاہتا ہو تو اللہ تعالیٰ کے پاس تو دنیا اور آخرت دونو کا معاوضہ ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے سننے والے بڑے دیکھنے والے ہین

بھی ہوگا محرم المخالفت بھی ہوگا اور واجب التوکل بھی ہوگا۔ اور ان تکفروا کے مضمون جزا محذوف پر غنیا حمیدا سے دلالت فرمائی گئی پھر دین کی خدمت کو غنیمت سمجھنا بصورت امتنان ارشاد فرمایا۔ ان یشأ الخ مین تاکہ اس خوف سے کہ کہین دوسرے سے یہ کام نہ لے لیا جاوے دوڑینگے پھر دین کا اصلی ثمرہ آخرت مین ملنا ارشاد فرمایا من کان یرید مین کیونکہ بعض اوقات دنیا مین ثمرہ نہ ملنے سے بھی احکام مین سستی ہوجاتی ہے پس یہ کل پانچ مضمون ختم رکوع تک ہوئے جنسے نہایت اہتمام کے ساتھ بجاآوری احکام کی تاکید ہوگئی **اہتمام بلیغ و تاکید امتثال احکام** وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ۭ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيْدًا ۝۱۳۱ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝۱۳۲ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ وَيَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي ذٰلِكَ قَدِيْرًا ۝۱۳۳ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا ۝۱۳۴ اور اللہ تعالیٰ کی ملک ہین جوچیزین کہ آسمانون مین ہین اور جوچیزین کہ زمین مین ہین (تو ایسے مالک کے احکام کا ماننا بہت ہی ضروری ہے) اور (بجاآوری احکام کا خطاب خاص تم ہی کو نہین ہوا بلکہ) واقعی ہم نے ان لوگون کو بھی حکم دیا تھا جنکو تم سے پہلے کتاب (آسمانی یعنی توراۃ و انجیل) ملی تھی اور تمکو بھی (حکم دیا ہے) کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو (جسکو تقوی کہتے ہین جسمین تمام احکام کی موافقت داخل ہے اسی لیے اس سورت کو تقوی سے شروع کرکے اسکی تفصیل مین مختلف احکام لائے ہین) اور (یہ بھی انکو اور تمکو سنا دیا گیا کہ) اگر تم ناسپاسی کروگے (یعنی مخالفت احکام کی کروگے) تو خدا تعالیٰ کا کوئی ضرر نہین ہان تمہارا ہی ضرر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی (تو) ملک ہین جوچیزین کہ آسمانون مین ہین اور جوچیزین کہ زمین مین ہین (ایسے بڑے سلطان کا کیا ضرر ہوگا البتہ ایسے بڑے سلطان کی مخالفت بلاشک ضرر ہے) اور اللہ تعالیٰ کسی (کی اطاعت) کے حاجتمند نہین (اور یہ) خود اپنی ذات مین محمود (و کامل الصفات) ہین پس کسیکی مخالفت سے انکی صفات مین کوئی نقص نہین لازم آتا) اور اللہ ہی کی ملک ہین جوچیزین کہ آسمانون مین ہین اور جوچیزین کہ زمین مین ہین اور (جب ایسے قادر مختار ہین تو اپنے اطاعت گذار بندونکے لیے وہ) اللہ تعالیٰ کافی کارساز ہین (پس انکی کارسازی کے ہوتے انکے مطیعونکو کون ضرر پہونچا سکتا ہے پس کسی سے ڈرنا نہ چاہیے اور اللہ جو تمکو دین کے کام بتلاتے ہین تو تمہاری ہی سعادت کے لیے ورنہ وہ دوسرون سے بھی کام لے سکتے ہین کیونکہ انکی ایسی قدرت ہے کہ) اگر انکو منظور ہو تو اے لوگو تم سب کو فنا کردے اور دوسرون کو موجود کردے (اور ان سے کام لے لے جیسا دوسری آیت مین ہے ان تتولوا یستبدل الخ) اور اللہ تعالیٰ اسپر پوری قدرت رکھتے ہین (پھر ایسا جو نہین کیا تو انکی عنایت ہے اسکو غنیمت سمجھ کر سعادت حاصل کرلو اور دیکھو دین کے کام کا اصلی ثمرہ آخرت مین ہے دنیا مین نہ ملنے سے بیدل نہونا بلکہ) جو شخص (دین کے کام مین) دنیا کا معاوضہ چاہتا ہو تو (وہ بڑی غلطی مین ہے کیونکہ) اللہ تعالیٰ کے پاس (یعنی انکی قدرت مین) تو دنیا اور آخرت دونون کا معاوضہ (موجود ہے جب ادنی اعلی دونون پر انکو قدرت ہے تو اعلی ہی چیز کیون نہ مانگی جاوے) اور اللہ تعالیٰ بڑے سننے والے بڑے دیکھنے والے ہین (سبکے اقوال اور درخواستونکو دنیا کی ہون یا دین کی سنتے ہین اور سبکی نیتونکو دیکھتے ہین پس طالبان آخرت کو ثواب دینگے اور طالبان دنیا کو آخرت مین محروم رکھین گے پس آخرت ہی کی نیت اور درخواست کرنا چاہیے البتہ دنیا کی حاجت مستقل طور پر مانگنا مضائقہ نہین لیکن عبادت مین یہ قصد نکرے) **ربط** اوپر احکام مختلفہ کا بیان ہوا ہے جنمین بعض معاملات بھی تھے جسمین صاحب معاملہ کو بھی اور اگر کبھی اختلاف پڑے تو فیصل کنندہ کو بھی عدل کی رعایت کی اور دوسرے جو اسکی حقیقت پر مطلع ہین انکو شہادت مین اظہار حق کے لحاظ کی ضرورت ہے اسلیے آگے قیام بالعدل اور شہادت بالحق کو واجب فرماتے ہین پس گویا یہ مضمون تمام

ملحقات الترجمة

ف۱ قوله نی ان تکفروا اور یہ بھی انکو اور تمکو الخ اشارة الی انه معطوف علی وصينا بتقدير قلنا اى وصينا وقلنا لكم ولهم كذا فى الروح ۱۲

ف۲ قوله سناک ناسپاسی محیثیۃ فى مقابلة التقوے الذى يعم الاصول والفروع فتلك استعارة ۱۲

ف۳ قوله فى فعند الله بڑی غلطی مین ہے اشارة الى حذف جزاء من كان اى من كان يريد فقد رایه فساد ۱۲

البلاغة قوله لله ما فى السموات فيه تكرار لفظا لا معنى للان لفى كل محل فائدة اخرى بينتها باحسن تفصيل | والمذكور دليل عليه اى للان عنده الله كلا الطلبتين فماله يوثر الادنى على الذى هو خير ۱۲

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ ۚ اِنْ يَّكُنْ

اے ایمان والو انصاف پر خوب قائم رہنے والے اللہ کے لیے گواہی دینے والے رہو اگرچہ اپنی ہی ذات پر ہو یا کہ والدین اور دوسرے رشتہ داروں کے مقابلہ میں ہو وہ شخص اگر

غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا ۣ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا

امیر ہے تو اور غریب ہو تو دونوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو زیادہ تعلق ہے سو تم خواہش نفس کا اتباع مت کرنا کبھی تم حق سے ہٹ جاؤ اور اگر تم کج بیانی کروگے یا پہلوتہی کروگے تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمہارے سب

تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰي رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ

اعمال کی پوری خبر رکھتے ہیں اے ایمان والو تم اعتقاد رکھو اللہ کے ساتھ اور اسکے رسول کے ساتھ اور اس کتاب کے ساتھ جو اس نے اپنے رسول پر نازل فرمائی اور ان کتابوں کے ساتھ جو کہ پہلے نازل

مِنْ قَبْلُ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰۗىِٕكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۝

ہو چکی ہیں اور جو شخص اللہ تعالیٰ کا انکار کرے اور اسکے فرشتوں کا اور اسکی کتابوں کا اور اسکے رسولوں کا اور روز قیامت کا تو وہ شخص گمراہی میں بڑی دور جا پڑا۔

تمام احکام سابقہ کا موکد اور مکمل ہے و نیز یتامی کے باب میں قسط اور حکم بین الناس کی وقت عدل اور یتامی کے اموال سپرد کرنیکے وقت اشہاد اور قصہ بنی ابیرق میں بعض لوگوں کی ناحق کی طرفداری کے مضامین مذکور ہو چکے ہیں ان مضامین کے ساتھ اس آیت کو خاص مناسبت ہے **ایجاب عدل و اظہار حق** يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ ۚ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا ۣ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۱۳۵﴾ اے ایمان والو (تمام معاملات میں ادا کے وقت بھی اور فیصلہ کے وقت بھی) انصاف پر خوب قائم رہنے والے (اور اقرار یا شہادت کی نوبت آوے تو) اللہ (کی خوشنودی) کے لیے (سچی) گواہی (اور اظہار) دینے والے رہو اگرچہ (وہ گواہی اور اظہار) اپنی ہی ذات پر ہو (جسکو اقرار کہتے ہیں) یا کہ والدین اور دوسرے رشتہ داروں کے مقابلہ میں ہو (اور گواہی کے وقت یہ خیال نکرو کہ جسکے مقابلہ میں ہم گواہی دے رہے ہیں یہ امیر ہے اسکو نفع پہونچانا چاہیئے تاکہ اس سے بے مروتی نہو یا یہ کہ یہ غریب ہے اسکا کیسے نقصان کر دیں تم کسیکی امیری غریبی کو نہ دیکھو کیونکہ) وہ شخص (جسکے خلاف گواہی دینی پڑیگی) اگر امیر ہے تو اور غریب ہے تو دونوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو زیادہ تعلق ہے (اتنا تعلق تمکو نہیں کیونکہ تمہارا تعلق جسقدر ہے وہ بھی ان ہی کا دیا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ کو جو تعلق ہے وہ تمہارا دیا ہوا نہیں پھر جب باوجود تعلق قوی کے اللہ تعالیٰ نے انکی مصلحت اسی میں رکھی کہ اظہار حق کیا جاوے تو تم تعلق ضعیف پر انکی ایک عارضی مصلحت کا کیوں خیال کرتے ہو) سو تم (اس شہادت میں) خواہش نفس کا اتباع مت کرنا کبھی تم حق سے ہٹ جاؤ اور اگر تم کج بیانی کروگے (یعنی غلط اظہار دوگے) یا پہلوتہی کروگے (یعنی شہادت کو ٹال دوگے) تو (یاد رکھنا کہ) بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمہارے سب اعمال کی پوری خبر رکھتے ہیں **ربط** اوپر زیادہ حصہ احکام فرعیہ کا مذکور ہوا ہے اور ایمان و کفر کے مباحث کہیں کہیں معاملات مع المخالفین کے ضمن میں آ گئے ہیں آگے یہ مباحث قدرے تفصیل سے مذکور ہوتے ہیں اور ختم سورت کے بالکل قریب تک چلے گئے ہیں ترتیب بیان میں اول ایمان معتبر عند الشرع کا بیان ہے پھر کفار کے مختلف فرقوں کی مذمت عقائد میں بھی اور بعض اعمال میں بھی جو کہ فساد عقائد پر دال ہیں **ایمان معتبر عند الشرع** يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰي رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰۗىِٕكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴿۱۳۶﴾ اے ایمان والو (یعنی جو مجملاً ایمان لا کر اس زمرۂ مومنین میں داخل ہو چکے ہیں) تم (عقائد ضروریہ کی تفصیل سن لو کہ) اعتقاد رکھو اللہ کی (ذات و صفات کے) ساتھ اور اسکے رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت) کے ساتھ اور اس کتاب (کے حق ہونے) کے ساتھ جو اس نے (یعنی اللہ تعالیٰ نے) اپنے رسول (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل فرمائی اور ان کتابوں (کے حق ہونے) کے ساتھ (بھی) جو کہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے) پہلے (اور نبیوں پر) نازل ہو چکی ہیں (اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کتب سابقہ پر ایمان لانے میں ملائکہ اور باقی انبیاء علیہم السلام اور یوم قیامت پر ایمان رکھنا بھی داخل ہو گیا) اور جو شخص اللہ تعالیٰ (کی ذات یا صفات) کا انکار کرے اور (اسیطرح جو) اسکے فرشتوں کا (انکار کرے) اور (اسیطرح جو) اسکی کتابوں کا (جنمیں قرآن بھی آگیا انکار کرے) اور (اسیطرح جو) اسکے رسولوں کا (جنمیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی داخل ہیں انکار کرے) اور (اسیطرح جو) روز قیامت کا (انکار کرے) تو وہ شخص گمراہی میں (حق یعنی علم اور مقصد یعنی

البلاغۃ اتی بکلمۃ او فی او الوالدین وبکلمۃ الواو فی والاقربین للمقابلۃ فی الاول وعدمہا فی الثانی
الروایات فی الروح اخرج ابن جریر عن السدی نزلت (ای آیۃ یاایہا الذین آمنوا کونوا قوامین الخ) فی النبی صلی اللہ علیہ وسلم اختصم الیہ رجلان غنی وفقیر وکان ضلعہ مع الفقیر یری ان الفقیر لا یظلم الغنی فابی اللہ تعالیٰ الا ان تقیل بالقسط۔ قلت اما النزول فی الواقعۃ فلیس بمنکر واما حکایۃ الروایۃ فلعلہ ظن من غیر مستند وان سلم فلا یلزم انہ لو لم تنزل الآیۃ لم تقسط حاشاہ عن ذلک واما فائدۃ النزول فلا ینحصر فی التنبیہ علی حالم یتنبہ لہ بل یمکن ان یکون لتاکید التنبہ فافہم ۱۲

ملحقات الترجمۃ

۵۱ قولہ فی قوامین او فیصلہ لان یعلم بصاحب المعاملۃ والحکام کما اشیر الیہ فی التمہید ۱۲ ۵۲ قولہ فی شہداء اداء اشارۃ الی کونہ خبر ابعد خبر ۱۲ ۵۳ قولہ فی شہداء سچی یدل علیہ للہ ۱۲ ۵۴ قولہ ہناک اظہار زاد توضیحا وموافقۃ لمحاورۃ الزمان ۱۲ ۵۵ قولہ قبل ان یکون اسکو نفع پہونچانا چاہیئے الخ فان اثر الشہادۃ ہو ایصال النفع الی الغنی بالذات واما الانتفاع برضاہ فہو اثر بالعرض وان کان الامر باعتبار القصد بعکسہ فان الاثر بالعرض ہو المقصود بالذات وبالعکس انما احتیج الی ہذا التقریر لئلا یشکل توجیہ ظاہر قولہ تعالیٰ فاللہ اولی بہما فانہ یفہم منہ ان الشاہد راعی نفع الغنی فیما اذا کان المشہود علیہ غنیا والحال انہ راعی نفع نفسہ فی رضاہ وبتقریری ہذا لم یبق اشکال فافہم ولقولی فی ہذا التمہید یہ خیال نکرو الخ اشارۃ الی حذف الجزاء ای فلا تراعوا نفعہما فان اللہ اولی بہما ۱۲ ۵۶ قولہ فی ان یکون جسکے خلاف الخ اشار الی ان الرجوع ہو المشہود علیہ ۱۲ ۵۷ قولہ فی تعدلوا کبھی الخ اشار الی انہ من العدول وہو علۃ للنہی ای لئلا تعدلوا فان سہوی کلمۃ کبھی فی لساننا ہو ہذا ۱۲ ۵۸ قولہ فی فان اللہ یاد رکھنا الخ اشارۃ الی حذف الجزاء ۱۲ ۵۹ قولہ فی آمنوا آمنوا مجملا وتفصیلا فلا یلزم تحصیل الحاصل ۱۲ ۶۰ قولہ بعد من قبل اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم الی ہو گیا فلا یفوت المقابلۃ بین اجزاء المؤمن بہ والمکفور بہ لانہا للمقابلۃ قال فی کتبہ جس میں قرآن وفی رسلہ جس میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم الخ لنکتۃ اختلاف العنوان فی الموضعین فالاوجہ ان یقال انہ من باب التفنن فی الاسالیب والزیادۃ لمجرد المبالغۃ ۱۲ ۶۱ قولہ فی ملئکتہ وما بعدہ اور اسیطرح الخ اشار الی ان المعنی ومن یکفر بشیٔ من ذلک لان الکفر لا یتوقف علی انکار کل واحد ۱۲ ۶۲ قولہ فی الکتب الذی انزل من قبل اشارۃ الی ان اللام للجنس ۱۲

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلًا ۝

بلاشبہ جو لوگ مسلمان ہوئے پھر کافر ہو گئے پھر مسلمان ہوئے پھر کافر ہو گئے پھر کفر مین بڑہتے چلے گئے اللہ تعالی ایسون کو ہرگز نہ بخشین گے اور نہ ان کو رستہ دکھائیں گے

بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمَا ۝ الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ

منافقین کو خوشخبری سنا دیجیے اس امر کی کہ انکے واسطے بڑی دردناک سزا ہی جنکی یہ حالت ہی کہ کافرونکو دوست بناتے ہین مسلمانون کو چھوڑ کر کیا انکے پاس معزز رہنا چاہتے ہین

الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۝ وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ

سو اعزاز تو سارا خدا تعالے کے قبضہ مین ہی اور اللہ تعالے تمہارے پاس یہ فرمان بھیج چکا ہی کہ جب احکام الٰہیہ کے ساتھ استہزا اور کفر ہوتا ہوا سنو تو ان لوگونکے پاس مت بیٹھو

حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعًا ۝ الَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ

جب تک کہ وہ کوئی اور بات شروع نہ کردین کہ اس حالت مین تم بھی ان ہی جیسے ہو جاوگے یقینا اللہ تعالی منافقونکو اور کافرون کو سب کو دوزخ مین جمع کر دینگے وہ ایسے ہین کہ تم پر افتاد پڑنیکے

بِكُمْ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْٓا اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ وَاِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ قَالُوْٓا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ

منتظر رہتے ہین پھر اگر تمہاری فتح منجانب اللہ ہو گئی تو باتین بناتے ہین کہ کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے اور اگر کافرونکو کچھ حصہ ملگیا تو باتین بناتے ہین کہ کیا ہم تم پر غالب نہ آنے لگے تھے اور کیا ہم نے تمکو مسلمانون سے بچا نہین لیا

نجات سے بھی) بڑی دور جا پڑا **ربط** اوپر اہل کفر کی مذمت اجمالاً مذکور ہوئی ہے آگے تفصیل ہی سو انمین ایک فرقہ مرتدین کا ہی جسکا اول بیان ہوتا ہی **ذم مرتدین** اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلًا ۝ بلاشبہ جو لوگ (پہلے تو) مسلمان ہوئے پھر کافر ہو گئے پھر مسلمان ہوئے (اور اس بار بھی اسلام پر قائم نہ رہے ورنہ پہلا ارتداد معاف ہو جاتا بلکہ) پھر کافر ہو گئے پھر (مسلمان ہی نہ ہوئے ورنہ پھر بھی ایمان مقبول ہو جاتا بلکہ) کفر مین بڑہتے چلے گئے (یعنی کفر پر دم مرگ تک ثابت اور دائم رہے) اللہ تعالی ایسونکو ہرگز نہ بخشینگے اور نہ انکو (منزل مقصود یعنی بہشت کا) رستہ دکھائینگے (کیونکہ مغفرت اور جنت کے لیے موت علے الایمان شرط ہی) **ف** جو ایکبار مرتد ہو اسکا بھی یہی حکم ہی کہ اُس پر قائم رہنے سے مغفرت وجنت سے محروم ہی یہان ارتداد ثانی کا ذکر بطور قید کے نہین بلکہ بعض لوگون نے نزول آیت کے زمانہ مین ایسا کیا تھا اسلیے اس عنوان سے ذکر کیا گیا **ربط** اوپر مرتدین کا ذکر تھا ایک فرقہ اہل کفر مین منافقین کا تھا آگے انکا ذکر ہی **ذم منافقین** بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمَا ۝ الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۝ منافقین کو خوشخبری سنا دیجیے اس امر کی کہ انکے واسطے (آخرت مین) بڑی دردناک سزا (تجویز کیگئی) ہی جنکی یہ حالت ہی کہ (عقائد تو اہل ایمان کے رکھتے تھے مگر وضع بھی اہل ایمان کی نہ رکھ سکے چنانچہ) کافرونکو دوست بناتے ہین مسلمانونکو چھوڑ کر کیا انکے پاس (جاکر) معزز رہنا چاہتے ہین سو (خوب سمجھ لو کہ) اعزاز تو سارا خدا تعالی کے قبضہ مین ہی (وہ جسکو چاہین دین پس اگر خدا تعالی انکو یا جن سے جاجا کر دوستی کرتے ہین انکو اعزاز نہ دین تو کہان سے معزز بنجاوینگے) **ف** چنانچہ اللہ تعالی نے جلدی ہی مسلمانون کے ہاتھون سبکو ذلیل وخوار فرمادیا منافقین کا ملنا کفار سے اس غرض سے تھا کہ مسلمانونکے اسطرح غالب آنیکی انکو توقع نہ تھی یہ سوچتے تھے کہ ہمیشہ تو رہنا ہوگا ان یہود یا مشرکین کے ساتھ ان سے کیون بگاڑ کیا **ربط** اوپر کی آیت مین منافقین کا کفار سے دوستی کرنا مذکور تھا آگے مسلمانون کو کفار کے ساتھ دوستی رکھنے سے علے الاطلاق آیت لاتتخذوا الکافرین اولیاء مین اور انکے کفریات کے مشغلہ کے وقت ظاہری مجالست سے بھی جو کہ زیادہ موجب معصیت ہی آیت فلا تقعدوا معہم مین ممانعت فرماتے ہین اور مجاہرین کے ساتھ فحوای آیت ان اللہ جامع المنافقین والکافرین سے شامل فرماتے ہین اور ساتھ ساتھ منافقین کے قبائح کا اظہار بھی فرماتے جاتے ہین جس سے مقصود مقام اور موکد ہو جاوے **نہی از مجالست کفار ہنگام تذکرہ کفریات** وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعًا ۝ الَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْٓا اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ وَاِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ قَالُوْٓا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ

اللغة نستحوذ ہو الاستیلاء وہو فصیح من غیر تعلیل ۱۲
البلاغة یکفر ویستہزء لعل ایرادہما مبنیین للمفعول لعموم الفاعل من المنافقین والمجاہرین

وفی اختلاف کلمتی الفتح والنصیب تعظیم لشان المؤمنین وتحقیر للکافرین وان ظفر المؤمنین حری بان یسمی فتحا بخلاف ما للکافرین فانہ یزول عن قریب ۱۲

ملحقات الترجمة

۵۱ قولہ فی اٰمنوا الثانی اور اس بار الخ اشارہ الی فائدۃ التکرار حاصلہ ان الایمان سبب للمغفرۃ ولو وجد بعد الارتداد لان الارتداد مرۃ لایکون مانعا للایمان عن تاثیرہ ۱۲ **۵۲** قولہ فی کفروا الثانی پھر مسلمان نہ ہوئے اشارۃ ایضا الی فائدۃ التکرار حاصلہ ان المانع فی الاصل ہو عدم العود الی الایمان لا الارتداد مرۃ اخری فان من ارتد الف مرۃ ثم اٰمن یکون مغفورا ۱۲ **۵۳** قولہ فی لم یکن ہرگز افادہ التاکید باللام ۱۲ **۵۴** قولہ فی الذین یتخذون جنکی یہ حالت الخ فاندفع بہ ما یوہم ظاہرہ ان ہذا العذاب الالیم باتخاذہم فکشف بہذا التقریر عن وجہ تضایع فائدۃ ہذا الوصف فافہم ۱۲ **۵۵** قولہ قبضہ مین فاللام للملک فعندی ان ہذہ العزۃ غیرہا فی قولہ تعالے وللہ العزۃ ولرسولہ الخ لانہ اثبت کون جمیعہا للہ تعالے المستلزم نفی کونہا لغیرہ والتفرد انما ہو للعزۃ التی لایصح اتصاف غیرہ بہا ولیس ہو الا ہذا المعنی لا العزۃ التی یصح اتصاف غیرہ بہا ۱۲ **۵۶** قولہ فی التمہید جو کہ زیادہ موجب معصیت اشارۃ الی ان النہی عن القعود معہم لیس مخصوصا بوقت الخوض بل ہو مشترک مطلقا الا بضرورۃ وللدلالۃ علی ہذا اوثر فی الترجمۃ نزل قولہ خاسکر ۱۲

فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ۠ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ

سو اللہ تعالیٰ تمہارا اور انکا قیامت میں فیصلہ فرماوینگے ۔ اور ہرگز اللہ تعالیٰ کافروں کو مسلمانوں کے مقابلہ میں غالب نہ فرماوینگے ۔ بلاشبہ منافق لوگ چالبازی کرتے ہیں اللہ سے

وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ۠ۙ مُّذَبْذَبِيْنَ

حالانکہ اللہ تعالیٰ اس چال کی سزا انکو دینے والے ہیں اور جب نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو بہت ہی کاہلی کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں صرف آدمیوں کو دکھلاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ذکر بھی نہیں کرتے مگر بہت ہی مختصر معلق ہو رہے

بَيْنَ ذٰلِكَ ۖ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا

ہیں دونوں کے درمیان میں نہ ادھر نہ اودھر اور جس کو خدا تعالیٰ گمراہی میں ڈالدیں ایسے شخص کے لیے کوئی سبیل نہ پاؤ گے ۔

فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا (۱۴۱) اور (اے مسلمانو دیکھو تم منافقین کی طرح کفار کے ساتھ خصوصیت مت رکھنا خاصکر جسوقت کفریات کا تذکرہ کرتے ہوں چنانچہ اس سورت مدنیہ کے قبل بھی) اللہ تعالیٰ تمہارے پاس یہ فرمان (سورہ انعام میں جو کہ مکیہ ہے) بھیج چکا (جسکا حاصل یہ ہے) کہ جب (کسی مجمع میں) احکام الٰہیہ کے ساتھ استہزاء اور کفر ہوتا ہوا سنو تو ان لوگوں کے پاس مت بیٹھو جب تک کہ وہ کوئی اور بات شروع نہ کردیں (اور یہ مضمون اس آیت کا ہے جو وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ الخ سو یہ استہزاء کرنے والے مکہ میں مشرکین تھے اور مدینہ میں یہود تو علانیہ اور منافقین صرف غرباء و ضعفاء مسلمین کے روبرو پس جسطرح وہاں مشرکین کی مجالست ایسے وقت میں منع تھی یہاں یہود اور منافقین کی مجالست سے نہی ہے اور یہ ممانعت ہم اسلیے کرتے ہیں) کہ اس حالت میں تم بھی (گناہ میں) ان ہی جیسے ہوجاؤ گے (گو دونوں گناہ کی خصوصیت میں فرق ہو کہ ایک گناہ کفر کا ہے دوسرا فسق کا اور اس ممانعت مجالست میں مجاہر کفار اور منافقین سب برابر ہیں کیونکہ علت اصلی خوض فی الکفر ہے اور اس خوض کا منشا کفر ہے اور اسمیں دونوں برابر ہیں چنانچہ سزائے کفر یعنی کنندہ دوزخ ہونے میں بھی دونوں برابر ہونگے کیونکہ یقیناً اللہ تعالیٰ منافقوں کو اور کافروں کو سب کو دوزخ میں جمع کردینگے (اور) وہ (منافقین) ایسے ہیں کہ تم پر افتاد پڑنے کے منتظر (اور آرزومند) رہتے ہیں پھر (انکے اس انتظار کے بعد) اگر تمہاری فتح منجانب اللہ ہوگئی تو (تم سے آکر) باتیں بناتے ہیں کہ کیا ہم تمہارے ساتھ (جہاد میں شریک) نہ تھے (کیونکہ نام چارہ کو تو مسلمانوں میں گنے ہی رہتے تھے مطلب کہ ہمکو بھی غنیمت کا حصہ دو) اور اگر کافروں کو (غلبہ کا) کچھ حصہ ملگیا (یعنی وہ اتفاق سے غالب آگئے) تو (ان سے جاکر) باتیں بناتے ہیں کہ کیا ہم تم پر غالب نہ آنے لگے تھے (مگر ہم نے قصداً تمہارے غالب کرنیکے لیے مسلمانوں کی مدد نہ کی اور ایسی تدبیر کی کہ لڑائی بگڑ گئی) اور کیا ہم نے (جب تم مغلوب ہونے لگے تھے تو) تمکو مسلمانوں سے بچا نہیں لیا (اسطرح کہ انکی مدد نہ کی اور تدبیر سے لڑائی بگاڑدی مطلب یہ کہ ہمارا احسان مانو اور جو کچھ تمہارے ہاتھ آیا ہے ہمکو بھی کچھ دو غرض دونوں طرف ہاتھ مارتے ہیں) سو (دنیا میں گو اظہار اسلام کی برکت سے مسلمانوں کی طرح زندگی بسر کررہے ہیں لیکن) اللہ تعالیٰ تمہارا اور انکا قیامت میں (عملی) فیصلہ فرمادینگے اور (اس فیصلہ میں) ہرگز اللہ تعالیٰ کافروں کو مسلمانوں کے مقابلہ میں غالب نہ فرماوینگے (بلکہ کفار مجرم قرار پاکر دوزخ میں جاوینگے اور مسلمان اہل حق ثابت ہوکر جنت میں جاوینگے اور فیصلہ عملی یہی ہے)

ف اسکو فیصلہ فرمایا حالانکہ فیصلہ اختلاف کی صورت میں ہوتا ہے سو وہ اختلاف گو بوجہ نفاق کے گفتگو میں کم آتا تھا لیکن عقائد و مسلک تو مخالف تھے ہی اور وہ اس مسلک پر اسلیے نازاں تھے کہ دنیا میں بھی امن آخرت میں بھی نجات اسکا عملی فیصلہ وہاں ہوجاویگا اور عملی کی قید اسلیے ہے کہ دلائل حق و باطل کے تو یہاں بھی واضح ہیں اور لَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ میں یہ قید ظاہر کردی کہ اس فیصلہ میں۔ اس سے یہ شبہ دفع ہوگیا کہ دنیا میں تو کفار گاہے مسلمانوں پر غالب ہوجاتے ہیں **ف** مسئلہ اہل باطل کیساتھ مجالست کی چند صورتیں ہیں۔ اول انکے کفریات پر رضا کے ساتھ یہ کفر ہے۔ دوم اظہار کفریات کے وقت کراہت کے ساتھ مگر بلا عذر یہ فسق ہے۔ سوم کسی ضرورت دنیوی کے واسطے یہ مباح ہے۔ چہارم تبلیغ احکام کے لیے یہ عبادت ہے۔ پنجم اضطرار و بے اختیاری کے ساتھ اسمیں معذور ہے **رابط** آگے بھی تتمہ ہے قبائح منافقین کا تتمہ

قبائح منافقین اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا (۱۴۲) مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ۖ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا (۱۴۳) بلاشبہ منافق لوگ (اظہار ایمان میں) چالبازی کرتے ہیں اللہ سے (گو انکی چال اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ نہیں رہ سکتی اور گو انکا یہ اعتقاد نہو مگر انکی یہ کارروائی مشابہ ایسی ہے کہ جیسا یہی اعتقاد ہو)

اللغات قولہ مذبذبین فی القاموس رجل مذبذب و یفتح متردد بین امرین ۱۲

النحو قولہ لا الی هؤلاء العامل فیہ صائرون او مثلہ۔ بین ذلک لما اشیر بہ الی متعدد کان فی حکم المتعدد والذی یقتضیہ اضافۃ بین الیہ ۱۲

البلاغۃ قولہ واذا قاموا ذکر امر الصلوۃ بعد ذکر مخادعتہم الذی کان کالقیاس فی تشنیعہم تنزیلا و ترتیبا للآثار علی المؤثر

ملحقات الترجمۃ

۵۰ قولہ فی نزل علیکم اے مسلمانو۔ اشارۃ الی ان الخطاب للمومنین لا المنافقین ویتاید بقرائن قویۃ الاول قولہ تعالیٰ نزل لان ہذا النہی انما نزل علی المومنین لا المنافقین لعدمہم فی مکۃ۔ الثانی قولہ تعالیٰ کما فی الخ ان اثروا مثلہم مرتبۃ للمماثلۃ علی القعود و ظاہر ان مماثلۃ المنافقین لا تتوقف علی القعود بل ہم مثلہم سواء قعدوا او لم یقعدوا الثالث التحذیر عن ارادۃ شارحۃ العلماء لان تفسیر الخطاب فیہ تبعید بکم لا شک فی کونہ للمومنین ۱۲

۵۱ قولہ فی ان اذا سمعتم جسکا حاصل یہ ہے لان ہذہ الالفاظ بعینہا لم تنزل قبل بل ہو روایۃ بالمعنی والخطاب فی الانعام وان کان للنبی صلی اللہ علیہ وسلم لکن القصد الی العموم ۱۲

۵۲ قولہ ہناک منافقین صرف غرباء۔ فلا یرد ان النفاق کیف یجتمع مع الاستہزاء الکاشف نفاقہم ونظیرہ قولہ تعالیٰ انؤمن کما آمن السفہاء ۱۲

۵۳ قولہ فی مثلہم یہ ممانعت اسلیے الخ اشارۃ الی انہ تعلیل للنہی لا جزء للمنہی عنہ لان ہذا لم ینزل فی الآیۃ المکیۃ ۱۲

۵۴ قولہ ہناک گناہ میں الی قولہ خصوصیت میں لان القعود مع الکفار لیس بکفر ۱۲

۵۵ قولہ فی الذین یتربصون فی الموصول او وجہ اشارۃ الی کون الموصول خبرا لمبتدأ مقدر و ہو ہم ۱۲

۵۶ قولہ فی یتربصون پر افتاد اشارۃ الی ان تقدیر الکلام بدائر یتربصون نزول الحوادث بکم ۱۲

۵۷ قولہ فی یحکم تمہارا اور انکا ففی بینکم تغلیب او یقدر بینہم ۱۲

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا

اے ایمان والو تم مومنین کو چھوڑکر کافروں کو دوست مت بناؤ کیاتم یوں چاہتے ہو کہ اپنے اوپر اللہ تعالےٰ کی حجت صریح

مُّبِيْنًا ۝ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ

قائم کرلو بلاشبہ منافقین دوزخ کے سب سے نیچے کے طبقہ میں جاوینگے اور تو ہرگز انکا کوئی مددگار نہ پاویگا لیکن جو لوگ توبہ کرلیں اور اصلاح کرلیں اور اللہ تعالیٰ پر وثوق رکھیں

وَاَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰۗىِٕكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ

اور اپنے دین کو خالص اللہ ہی کے لیے کیاکریں تو یہ لوگ مومنین کے ساتھ ہونگے اور مومنین کو اللہ تعالےٰ اجر عظیم عطا فرماوینگے اللہ تعالےٰ تمکو

بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ۝

سزا دیکر کیا کرینگے اگر تم سپاس گزاری کرو اور ایمان لے آؤ اور اللہ تعالےٰ بڑی قدر کرنیوالے خوب جاننے والے ہیں

حالانکہ اللہ تعالیٰ اس چال کی سزا انکو دینے والے ہیں اور (چونکہ دل میں ایمان تو ہی نہیں اور اس لیے نماز کو نہ فرض سمجھیں نہ اسمیں ثواب کا اعتقاد رکھیں اسلیے) جب نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو بہت ہی کاہلی کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں (کیونکہ نشاط اعتقاد اور امید سے پیدا ہوتا ہے) صرف آدمیوں کو (اپنا نمازی ہونا) دکھلاتے ہیں (تاکہ ہمکو مسلمان سمجھیں) اور (چونکہ محض نماز کا نام ہی کرنا ہے اسلیے اس نماز میں) اللہ تعالیٰ کا ذکر (زبانی) بھی نہیں کرتے مگر بہت ہی مختصر (یعنی محض صورت نماز کی بنالیتے ہیں جسمیں نماز کا نام ہوجاوے اور عجب نہیں کہ صرف اٹھنا بیٹھنا ہی ہوتا ہو کیونکہ جہر کی ضرورت تو بعض نمازوں میں امام کو ہوتی ہے امامت تو انکو کہاں نصیب ہے تو مقتدی ہونگی حالت میں اگر کوئی بالکل نہ پڑھے یا فقط لب ہلاتا رہے تو کسیکو کیا خبر ہو تو ایسے بداعتقادوں سے کیا بعید ہے کہ زبان بھی نہ ہلتی ہو) معلق ہورہے ہیں دونوں کے (یعنی کفار و مومنین کے) درمیان میں (پورے) نہ ادھر (پورے) نہ ادھر (کیونکہ ظاہر میں مومن تو کفار سے الگ اور باطن میں کافر تو مومنین سے الگ) اور جسکو خدا تعالیٰ گمراہی میں ڈالدیں (بسبب انکی عادت بد کہ عزم ضلال کے وقت اس فعل کو پیدا کردیتے ہیں) ایسے شخص کے (مومن ہونیکے) لیے کوئی سبیل (یعنی راہ) نہ پاؤگے (مطلب یہ کہ ان منافقین کے راہ پر آنیکی امید مت رکھو اس میں منافقین کی تشنیع ہے اور مومنین کی تسلی کہ انکی شرارتوں سے رنج نکریں) ف جس کسل کی یہاں مذمت ہے وہ اعتقادی کسل ہے اور جو باوجود اعتقاد صحیح کے کسل ہو وہ اس سے خارج ہے پھر اگر کسی عذر سے ہو جیسے مرض و تعب و غلبہ نوم تب تو قابل ملامت بھی نہیں اور اگر بلا عذر ہو تو قابل ملامت ہے ربط آگے تتمہ ہے مضمون ممانعت خصوصیت و تعلق رکھنے کا کفار سے جو کہ آیت قد نزل علیکم کا اول تھا حاکم نسبت و ششم نہی از موالاۃ کفار يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۝ اے ایمان والو تم مومنین کو چھوڑکر کافروں کو (خواہ منافق ہوں خواہ مجاہر ہوں) دوست مت بناؤ (جیسا منافقین کا شیوہ ہے کیونکہ تمکو انکی حالت کفر و عداوت کی معلوم ہوچکی) کیا تم (ان سے دوستی کرکے) یوں چاہتے ہو کہ اپنے اوپر (یعنی اپنے مجرم و مستحق عذاب ہونے پر) اللہ تعالیٰ کی حجت صریح قائم کرلو (حجت صریحہ یہی ہے کہ ہمنے جب منع کردیا تھا پھر کیوں کیا) ف تحقیق احکام موالاۃ و مداراۃ کی آل عمران کے رکوع سوم کے آخر میں گذرچکی ربط اوپر منافقین کے قبائح و شنائع کا بیان مقصود تھا گو ایک مضمون کے ضمن میں انکی سزای جہنمیت کا بھی مذکور آگیا تھا آگے انکی سزا کا بیان مقصود ہے اور چونکہ بیان سزا کا اثر یہ ہے کہ سلیم المزاج آدمی کو خوف پیدا ہوجاتا ہے جو سبب ہوجاتا ہے توبہ کا اسلیے سزا میں استثنا اور انکی جزای نیک کا بیان بھی فرمایا سزای منافقین و جزای تائبین اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰۗىِٕكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ۝

اللغات الدرك كالدرج لكن الاول هبوطا والثاني صعودا وظاهر الآية حملها على الحقيقة ولا استبعاد في كونها ذات طبقات ۱۲

النحو الا الذين تابوا استثناء من منصوب ان قوله درك مرفوع لكنه لم يكتب الالف ... بالتقاء الساكنين وكان رسم الخط تابعا للتلفظ قوله بعذابكم الباء سببية اى هذا الفعل لسد ... لتشفي الغيظ او استجلاب لنفع او استدفاع ضر بسبب عذابكم حاشاه عن ذلك ۱۲

البلاغة قوله تعالى الا الذين تابوا الخ فيه صنعة المقابلة فالتوبة مقابل للايمان والاصلاح مقابل لمعاملتهم مع المسلمين والاعتصام بمعنى الوثوق كما في الروح مقابل لاتخاذهم للكفار اولياء والاخلاص مقابل لريائهم المذكور في ... وذكر كونهم مع المؤمنين في الجنة مقابل لكونهم في الدرك الاسفل قوله شكرتم وآمنتم ... زاد السكت ... قرب الابهام ...

فائدتان ... حكم بكون المنافقين في الدرك الاسفل ... الجمع ... النار اسم للمجموع فسبح الحكمان ... مع كونهم مؤمنين والجواب ان المعية في الدرجات لا في نفس الايمان ويفهم هذا من ترجمتي ۱۲

ملحقات الترجمة

۱ قوله في هوخادعهم سزا۔ اشارة الى تسمية جزاء الخدع خدعا مشاكلة كما في قوله تعالى وجزاء سيئة سيئة ۱۲

۲ قوله في قليلا یعنی محض صورت الخ وهذا التفسير من اسهل التفاسير وابعدها عن الاشكال منقولا ۱۲ ۳ قوله ... بمعنى ذلك ... ۱۲

۴ قوله في يايها الذين آمنوا ای ایمان والو فالكلام على الحقيقة وضعف ما فسره بعضهم من كون الخطاب بالمنافقين ۱۲

۵ قوله في لا تتخذوا جیسا منافقین کا۔ اشارة الى نكتة خطاب المؤمنين اثر ذكر المنافقين من نهيهم عن التشبه بالمنافقين ۱۲ ۶ قوله في التمهيد ضمن میں في قوله تعالى ... مع المنافقين والمراد من ... المقصود ... ۱۲

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ○

اللہ تعالیٰ بری بات زبان پر لانے کو پسند نہیں کرتے　بجز مظلوم کے　اور　اللہ تعالیٰ خوب سنتے ہیں خوب جانتے ہیں

اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ○

اگر نیک کام علانیہ کرو　یا اسکو خفیہ کرو　یا کسی برائی کو معاف کردو　تو اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنے والے ہیں پوری قدرت والے ہیں

بلاشبہ منافقین دوزخ کے سب سے نیچے کے طبقہ میں جاوینگے اور (اے مخاطب) تو ہرگز ہرگز انکا کوئی مددگار نہ پاویگا (جو انکو سزا سے بچا سکے) لیکن (ان میں سے) جو لوگ (نفاق سے) توبہ کرلیں اور (مسلمانوں کے ساتھ جو انکے ایذارسان معاملات تھے انکی) اصلاح کرلیں (یعنی پھر ایسی باتیں نکریں) اور (کفار سے جو بغرض انکی پناہ میں رہنے کے دوستی کرتے ہیں اسکو چھوڑکر) اللہ تعالیٰ پر وثوق (اور توکل) رکھیں اور (ریا کو چھوڑکر) اپنے دین (کے اعمال) کو خالص اللہ ہی (کی رضا) کے لیے کیا کریں (غرض اپنے عقائد کی معاملات کی اخلاق باطنی کی اعمال کی سبکی درستی کرلیں) تو یہ (تائب) لوگ (اُن) مومنین کے ساتھ (درجات جنت میں) ہونگے (جو کہ پہلے سے کامل ایمان رکھتے ہیں) اور (ان) مومنین کو اللہ تعالیٰ (آخرت میں) اجر عظیم عطا فرماوینگے (پس جب یہ مومنین کے ساتھ ہونگے تو انکو بھی اجر عظیم ملیگا اور اے منافقو) اللہ تعالیٰ تمکو سزا دیکر کیا کرینگے اگر تم (انکی نعمتوں کی جو تمیسر ہیں) سپاس گزاری کرو اور (اُس سپاس گزاری کا طریقہ ہمارا پسندیدہ یہ ہے کہ تم) ایمان لے آؤ (یعنی خدا تعالیٰ کا کوئی کام انکا نہیں پڑا جو تمکو سزا دینے سے چل جاوے صرف تمہارا کفر جو اشد درجہ کا کفران نعمت ہی سبب ہے تمہاری عقوبت کا اگر اسکو چھوڑ دو تو پھر رحمت ہی رحمت ہے) اور اللہ تعالیٰ (تو خدمت کی) بڑی قدر کرنیوالے (اور خدمتگزار کے خلوص وغیرہ کو) خوب جاننے والے ہیں (پس جو شخص اطاعت واخلاص سے رہے اسکو بہت کچھ دیتے ہیں) ف توبہ کے ساتھ جو اصلاح واعتصام اخلاص کو اضافہ فرمایا جو تفسیر احقر نے اختیار کی ہے اُسکے اعتبار سے یہ قیدیں معیت تامہ مومنین کے لیے ہیں کیونکہ انکا خلال گناہ ہے جسمیں معیت ناقص ہوجاتی ہے اور اگر ایسی تفسیر کیجاوے کہ ان سبکا حاصل مفہوم ایمان ہی ہو تو یہ قیدیں نفس معیت یعنی نجات کی قید موقوف علیہ ہوگی فقط ربط اوپر منافقین وکفار کے احوال میں انکا مسلمانوں کے ساتھ عداوت کرنا مذکور تھا چونکہ عداوت میں اکثر ایذارسانی کی نوبت بھی آتی رہتی ہے اور جسکو ایذا پہونچتی ہے اکثر اسکی زبان سے شکایت حکایت بھی نکل جاتی ہے اس مناسبت سے آگے اسکے جواز وناجواز کی تحقیق مع فضیلت عفو کے فرماتے ہیں **حکم بست وہفتم تحقیق جواز وناجواز شکایت وفضل عفو** لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ﴿۱۴۸﴾ اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ﴿۱۴۹﴾ اللہ تعالیٰ بری بات زبان پر لانیکو (کسیکے لیے) پسند نہیں کرتے بجز مظلوم کے (کہ اپنے ظالم کی نسبت کچھ حکایت شکایت کرنیلگے تو وہ گناہ نہیں) اور اللہ تعالیٰ (مظلوم کی) بات خوب سنتے ہیں (اور ظالم کے ظلم کی حالت) خوب جانتے ہیں (اسمیں اشارہ ہے کہ مظلوم کو خلاف واقع کہنے کی اجازت نہیں اور ہرچند کہ ایسی شکایت جائز تو ہے لیکن) اگر نیک کام علانیہ کرو یا اسکو خفیہ کرو (جسمیں معاف کرنا بھی آگیا) یا (بالخصوص کسی (کی) برائی کو معاف کردو تو (زیادہ افضل ہے کیونکہ) اللہ تعالیٰ (بھی) بڑے معاف کرنیوالے ہیں (باوجودیکہ) پوری قدرت والے ہیں (کہ اپنے مجرموں سے ہرطرح انتقام لے سکتے ہیں مگر پھر بھی اکثر معاف ہی کردیتے ہیں پس اگر تم ایسا کرو تو اول تو تخلق باخلاق الٰہیہ ہے پھر تمہارے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ کرنیکی امید ہوگی) ف نفی واستثناء سے جو حصر ہوا ہے یہ حصر اضافی ہے اُس شخص کے اعتبار سے جو بلا کسی مصلحت معتبرہ شرعیہ کے دوسرے کی شکایت کرے حصر حقیقی نہیں کیونکہ سوا ظالم کے اور بھی بعض کی برائی کا اظہار جائز ہے مثلاً وہ شخص جس سے کوئی دینی یا دنیوی مضرت پہونچنے کا اندیشہ ہو اُسکے حال سے لوگوں کو مطلع کردینا درست بلکہ واجب ہے خلاصہ مسئلہ کا یہ ہے کہ بلا مصلحت وضرورت کے کسیکی عیب گوئی جائز نہیں ربط یہانتک منافقین کا بیان ہوچکا کفار میں ایک فرقہ یہود کا ہے آگے انکا بیان ہوتا ہے۔ اس تقسیم کا بیان آیت بشر المنافقین اور اس سے پہلے دو آیتوں کی تمہید میں دیکھ لیا جاوے۔ سو یہود کے چند قبائح کا اسجگہ ذکر ہوتا ہے۔

الروایات فی الروح اخرج ابن جریر عن مجاہد ان رجلا اضاف قوما فلم یطعموه فشکاهم فعوتب علیه (ای من الناس) فنزلت وانت تعلم ان العبرة لعموم اللفظ لا لخصوص السبب اھ وفی الخازن عن مقاتل نزلت فی ابی بکر الصدیق رض نال رجل منه والنبی صلی اللہ علیہ وسلم حاضر فسکت عنه ابوبکر مرارا ثم رد علیه فقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ابوبکر یا رسول اللہ شتمنی فلم تقل له شیئا حتی اذا رددت علیه قمت قال ان ملکا کان یجیب عنک فلما رددت علیه ذهب الملک وجاء الشیطان فقمت ونزلت ہذه الآیة آه قلت اما القصة فمذکور فی الصحاح واما کونها سببا للنزول فلم اظفر لسنده ولو ثبت لکان الصق لقوله تعالیٰ ان تبدوا خیرا الخ فیکون المقصود بالنزول تقریر ما قاله صلی اللہ علیہ وسلم من ایثار العفو واللہ اعلم ۱۲

ملحقات الترجمة
۵۱ قوله فی بعد ابکم ای منافقوا القرینة امنتم ۱۲
۵۲ قوله فی امنتم سپاس گزاری کا طریقہ اشارالی کون العطف تفسیریا ۱۲
۵۳ قوله فی الجهر زبان پر لانے سا اشار الے ان المراد ہہنا الاظہار وان لم یکن برفع صوت کذا فی الروح ۱۲
۵۴ قوله فی الا من ظلم حکایت شکایت. اشارة الی حذف المضاف ای جهر من ظلم بالسوء ۱۲
۵۵ قوله بنالگ گناہ نہیں اشارة الی ان عدم الحب کنایة عن التعذیب ۱۲
۵۶ قوله فی سمیعا مظلوم کی بات اشارة الی نکتة التخصیص لان القول نسب الی المظلوم وفعل الظلم الی الظالم ۱۲
۵۷ قوله فی تبدوا معاف کرنا بھی اشارة الی ان المقصود ہو العفو المذکور فیما بعد وانما ذکر الابداء والاخفاء توطیة لکا بنی عنه قوله تعالیٰ عفوا قدیرا فان ایراد العفو فی معرض جواب الشرط یدل علی ان العمدة العفو فی القدرة ولو کان الابداء والاخفاء ایضا مقصودا بالشرط لم یحسن الاقتصار فی الجزاء علی کونه تعالیٰ عفوا قدیرا کذا فی الروح
۵۸ قوله فی توضیح عفو اکثر لانه قد یوقع الانتقام ایضا ۱۲

إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيُرِيدُونَ أَنْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ اللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيَقُولُونَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ

جو لوگ کفر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور اسکے رسولوں کے ساتھ اور یوں چاہتے ہیں کہ اللہ کے اور اسکے رسولوں کے درمیان میں فرق رکھیں اور کہتے ہیں کہ ہم بعضوں پر تو ایمان لاتے ہیں اور بعضوں کے منکر ہیں

وَيُرِيدُونَ أَنْ يَتَّخِذُوا بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا ۝ أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ حَقًّا ۚ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُهِينًا

اور یوں چاہتے ہیں کہ بین بین ایک راہ تجویز کریں — ایسے لوگ یقیناً کافر ہیں — اور کافروں کے لیے ہم نے اہانت آمیز سزا تیار کر رکھی ہے

وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَلَمْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ أُولَٰئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيهِمْ أُجُورَهُمْ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا

اور جو لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں اور اسکے سب رسولوں پر بھی اور ان میں سے کسی میں فرق نہیں کرتے ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ ضرور انکے ثواب دینگے اور اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والے ہیں بڑے رحمت والے ہیں

يَسْأَلُكَ أَهْلُ الْكِتَابِ أَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتَابًا مِنَ السَّمَاءِ ۚ فَقَدْ سَأَلُوا مُوسَىٰ أَكْبَرَ مِنْ ذَٰلِكَ فَقَالُوا أَرِنَا اللَّهَ جَهْرَةً

آپ سے اہل کتاب یہ درخواست کرتے ہیں کہ آپ انکے پاس ایک خاص نوشتہ آسمان سے منگوا دیں سو انہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے اس سے بھی بڑی بات کی درخواست کی تھی اور یوں کہا تھا کہ ہمکو اللہ تعالیٰ کو کھلم کھلا دکھلا دو

فَأَخَذَتْهُمُ الصَّاعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ۚ ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَاتُ فَعَفَوْنَا عَنْ ذَٰلِكَ ۚ وَآتَيْنَا مُوسَىٰ سُلْطَانًا مُبِينًا

جس پر انکی اس گستاخی کے سبب ان پر کڑک بجلی آپڑی — پھر انہوں نے گوسالہ کو تجویز کیا تھا بعد اسکے کہ بہت سے دلائل انکو پہنچ چکے تھے — پھر ہم نے اس سے درگذر کر دیا تھا اور موسیٰ علیہ السلام کو ہم نے بڑا رعب دیا تھا

ذم اول یہود إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيُرِيدُونَ أَنْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ اللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيَقُولُونَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَيُرِيدُونَ أَنْ يَتَّخِذُوا بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا ﴿١٥٠﴾ أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ حَقًّا ۚ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُهِينًا ﴿١٥١﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَلَمْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ أُولَٰئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيهِمْ أُجُورَهُمْ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ﴿١٥٢﴾ جو لوگ کفر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ (جیسا انکے عقیدہ و قول آئندہ سے صاف لازم آتا ہے) اور (کفر کرتے ہیں) اسکے رسولوں کے ساتھ (یعنی بعض کے ساتھ تو صراحۃً کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام و حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے منکر تھے اور کل کے ساتھ لزوماً جیسا آگے آتا ہے) اور یوں چاہتے ہیں کہ اللہ کے اور اسکے رسولوں کے درمیان میں (باعتبار ایمان لانیکے) فرق رکھیں اور (اپنے اس عقیدہ کو زبان سے بھی) کہتے ہیں کہ ہم (پیغمبروں میں سے) بعضوں پر تو ایمان لاتے ہیں اور بعضوں کے منکر ہیں (اس قول اور اس عقیدہ سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ بھی کفر لازم آگیا اور سب رسولوں کے ساتھ بھی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اور ہر رسول نے سب رسولوں کو رسول کہا ہے جب بعض کا انکار ہوا تو اللہ تعالیٰ کے اور بقیہ رسولوں کی تکذیب ہوگئی جو کہ ضد ہے تصدیق اور ایمان کی) اور یوں چاہتے ہیں کہ بین بین ایک راہ تجویز کریں (کہ نہ سب پر ایمان ہو جیسے مسلمان سب پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ سب کا انکار ہو جیسا مشرکین کرتے تھے سو) ایسے لوگ یقیناً کافر ہیں (کیونکہ کفر بالبعض بھی کفر ہے اور ایمان اور کفر کے درمیان کوئی واسطہ نہیں جب ایمان بالجمیع نہ ہوا تو کفر ہی ہوا) اور کافروں کے لیے ہم نے اہانت آمیز سزا تیار کر رکھی ہے (وہی انکے لیے بھی ہوگی) اور جو لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں اور اسکے سب رسولوں پر بھی اور ان میں سے کسی میں (ایمان لانیکے اعتبار سے) فرق نہیں کرتے ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ ضرور انکے ثواب دینگے اور (چونکہ) اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والے ہیں (اسلیے ایمان لانے سے پہلے جتنے گناہ ہو چکے ہیں سب بخشدینگے اور چونکہ وہ) بڑی رحمت والے ہیں (اسلیے ایمان کی برکت سے انکے حسنات کو مضاعف کر کے خوب ثواب دینگے) **ف** بعض مفسرین نے اس آیت کو یہود و نصاریٰ دونوں کی شان میں کہا ہے کیونکہ نصاریٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتے اخرجہ عبد بن حمید و ابن جریر عن قتادۃ لیکن سیاق و سباق میں یہود کا ذکر مقتضی اسکو ہے کہ آیت کا شان یہود میں ہونا زیادہ مہتم بالشان ہو گو تبعاً نصاریٰ بھی عموم لفظ میں داخل ہو جاویں ربط اوپر یہود کی مذمت تھی آگے اور مذمت ہے **ذم دیگر یہود** يَسْأَلُكَ أَهْلُ الْكِتَابِ أَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتَابًا مِنَ السَّمَاءِ ۚ فَقَدْ سَأَلُوا مُوسَىٰ أَكْبَرَ مِنْ ذَٰلِكَ فَقَالُوا أَرِنَا اللَّهَ جَهْرَةً فَأَخَذَتْهُمُ الصَّاعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ۚ ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَاتُ فَعَفَوْنَا عَنْ ذَٰلِكَ ۚ وَآتَيْنَا مُوسَىٰ سُلْطَانًا مُبِينًا ﴿١٥٣﴾ (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ سے اہل کتاب (یہود) یہ درخواست کرتے ہیں کہ آپ انکے پاس ایک خاص نوشتہ آسمان سے منگوا دیں سو آپ ان لوگوں سے اسکو عجیب نہ سمجھیے کیونکہ یہ فرقہ ایسا معاند ہے کہ انہوں نے (یعنی اس فرقہ میں جو اس وقت تھے) موسیٰ علیہ السلام سے اس سے بھی بڑی بات کی درخواست کی تھی اور یوں کہا تھا کہ ہمکو اللہ تعالیٰ کو کھلم کھلا (بلا حجاب) دکھلا دو جسپر

النحو جهرة صفة لمصدر محذوف هو الرؤية لا الاراءة فيقال ارنا الله حتى نراه رؤية جهرة ۱۲
البلاغة فأخذتهم فيه الالتفات عن التكلم في اعتدنا ۱۲

فائدة ـ ذم اليهود على ما صدر عن اسلافهم لان المقصود ذم هذا النوع لاتحادهم في الوتيرة والسيرة وقد سبق هذا منا مرارا في المتن ۱۲

ملحقات الترجمة

۵۱ قوله في بكفرهم ونحبه انكے عقیدہ والخ ـ لفادوبه امورا الاول ان المقصود في الكلام هو ما صرحوا به من قولهم نؤمن الخ وذكر الكفر بالله والرسل لكونه لازما من قولهم وذكر الارادة الاولى لكونه منشأ لهذا القول فان العقد اصل والقول فرع والارادة الثانية تفريع على القول وهذا هو وجه الارتباط بين هذه الاجزاء ـ والثاني ما افاده بلفظ لازم انهم لم يتفوهوا بالكفر بالله ـ والثالث ما افاده بلفظ صاف ان هذا اللازم بين كالملتزم فلا يرد ان اللازم غير الملتزم كما اذا قلت زيد قائم ويقول في المخاطب انه ليس بقائم ويصر على ذلك لاشك ان هذا كقوله لك انك كاذب لاريب فيه ۱۲

۵۲ قوله في بين ذلك بين بين حذف المضاف اليه اتباعا للمحاورة ودلالة للقرينة والمشار اليه بذلك هو الكفر والايمان بتاويل ما ذكر ۱۲

۵۳ قوله في اولئك هم سو اشارة الى كونه خبر الان ۱۲

۵۴ قوله في سوف ضرور كما في الروح ان الاتيان لسوف لتأكيد الموعود والدلالة على انه كائن لا محالة وان تأخر لا الاخبار بانه متأخر الى حين وايده بكلام الزمخشري ۱۲

۵۵ قوله في كتابا خاص فالتنوين للتنويع ۱۲

۵۶ قوله في تنزل منگوا دین اشارة الى ان الاسناد الى السبب ۱۲

۵۷ قوله في فقد عجیب نہ سمجھیے اشارة الى وجه تقدير الكلام هكذا فلا تستكبره عنهم لانهم من عنادهم على درجة قصوى حيث سألوا الخ فالفاء سببية للنهي عن الاستكبار وله اديهم ۱۲

۵۸ قوله في الكبر

وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِي السَّبْتِ

اور ہمنے اُن لوگون سے قول وقرار لینے کے واسطے کوہ طور کو اٹھا کر انکے اوپر معلق کر دیا تھا اور ہمنے انکو یہ حکم دیا تھا کہ دروازہ مین عاجزی سے داخل ہونا اور ہمنے انکو یہ حکم دیا تھا کہ یوم ہفتہ کے بارہ مین تجاوز مت کرنا

وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ

اور ہم نے اُن سے قول وقرار نہایت شدید لیے — سو ہمنے سزا مین مبتلا کیا انکی عہد شکنی کی وجہ سے اور انکے کفر کی وجہ سے احکام الٰہیہ کے ساتھ اور انکے قتل کرنیکی وجہ سے انبیا کو ناحق

حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝

اور انکے اس مقولہ کی وجہ سے کہ ہمارے قلوب محفوظ ہین بلکہ انکے کفر کے سبب ان قلوب پر اللہ تعالی نے بند لگا دیا ہے سو ان مین ایمان نہین مگر قدرے قلیل۔

انکی گستاخی کے سبب اُن پر کڑک بجلی آپڑی پھر (اس سے بڑھکر انکی یہ حرکت ہو چکی ہے کہ) انہون نے گوسالہ کو (پرستش کے لیے) تجویز کیا تھا بعد اسکے کہ بہت سے دلائل (تعیین حق و باطل کے) انکو پہونچ چکے تھے (مراد ان دلائل سے معجزات ہین موسے علیہ السلام کے جنمین سے غرق فرعون تک پہنچنا مشاہدہ ہو چکا تھا) پھر ہمنے اس سے درگذر کر دیا تھا اور موسی علیہ السلام کو ہمنے بڑا رعب دیا تھا (اس رعب اور ہماری درگذر اور عنایت پر ان کو یہ کیفیت تھی کہ نہ عنایت سے متاثر ہوتے تھے نہ رعب سے) ف روح المعانی مین ہے ابن جریر نے ابن جریج سے روایت کی ہے کہ یہود نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے (براہ عناد یہ درخواست کی کہ ہم آپ سے جب بیعت کرین کہ ہمارے پاس ایک نوشتہ اس مضمون کا آوے کہ از جانب خدا تعالی بنام فلان یہودی آنکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول ... ہر یہودی کے نام خطوط ہون اللہ تعالی نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی تسلی فرمائی ہے کہ یہ لوگ ہمیشہ سے ایسی جہالتین کرتے آئے ہین آپ دل شکستہ نہون ... کی درخواست اس سے بڑھکر اسلیے ہے کہ کتب الٰہیہ تو دنیا مین نازل ہوتی آئی ہین گو غیر انبیاء علیہم السلام کے پاس نہین آئین جیسا وہ چاہتے تھے مگر ... دنیا مین کبھی واقع ہی نہین ہوئی اور عبادت عجل اس سے بڑھکر اسلیے ہے کہ رویت الٰہیہ گو دنیا مین نہین ہوئی مگر آخرت مین تو بعض کو ہوگی لیکن غیر اللہ کا معبود ہونا ... کہ ... ہین ... اور یہ قصہ عبادت عجل کا مشہور روایات مین اس سوال ... بڑھکر سے ظاہر ہی اور ان قصون کی تفصیل ... اور آعتداء فی السبت اور قتل انبیا علیہم السلام اور انکے میثاق اور انکے مقولہ قلوبنا غلف کی تفصیل و تفسیر سورہ بقرہ ... مذکور ہو چکی ہے اسلیے یہان اعادہ نہین کیا گیا اور بعض اقوال متعلقہ عیسے علیہ السلام و مریم علیہما السلام کا ذکر مجملا سورہ آل عمران پارہ تلک الرسل کے ربع رابع پر آچکا ہے اور کچھ تفصیل آگے آجاوے گی ربط اوپر یہود کی بعض جہالات و عناد کا بیان تھا آگے بعض اور جہالات کا بیان ہے جس سے انکی تشنیع بھی مقصود ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور زیادہ تسلی بھی منظور ہے اور اس مزید فائدہ سے ان قصص مین تکرار نہ رہا **بعض اقوال و احوال جہالت یہود** وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِي السَّبْتِ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿۱۵۴﴾ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ اور ہمنے اُن لوگون سے (توراۃ پر عمل کرنے کے لیے) قول قرار لینے کے واسطے کوہ طور کو اٹھا کر انکے اوپر (محاذات مین) معلق کر دیا تھا اور ہمنے انکو یہ حکم دیا تھا کہ دروازہ مین عاجزی سے داخل ہونا اور ہمنے انکو حکم دیا تھا کہ یوم ہفتہ کے بارہ مین (جو حکم تمکو ملا ہے کہ اسمین شکار نکرین اسمین حد شرع سے) تجاوز مت کرنا اور (اسکے علاوہ اور بھی) ہمنے اُنسے قول و قرار نہایت شدید لیے (جسکا بیان وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مین مذکور ہے لیکن ان لوگون نے باوجود اسقدر اہتمام کے پھر اپنے عہدونکو توڑ ڈالا) سو ہمنے (انکی ان حرکتونکی وجہ سے) سزا (ی لعنت و غضب و ذلت و مسخ وغیرہ) مین مبتلا کیا (یعنی) انکی عہد شکنی کی وجہ سے اور انکے کفر (و انکار) کی وجہ سے احکام الٰہیہ کے ساتھ اور انکے قتل کرنیکی وجہ سے انبیاء (علیہم السلام) کو (جو کہ انکے نزدیک بھی) ناحق (تھا) اور انکے اس مقولہ کی وجہ سے کہ ہمارے قلوب (ایسے) محفوظ ہین (کہ انمین مخالف مذہب کا کہ اسلام ہے اثر ہی نہین ہوتا تو مذہب پر ہم خوب پختہ ہین۔ حق تعالی اسپر رد فرماتے ہین کہ یہ مضبوطی اور پختگی نہین ہے) بلکہ انکے کفر کے سبب اُن قلوب پر اللہ تعالی نے بند لگا دیا ہے (کہ حق بات کی انمین تاثیر نہین ہوتی) سو انمین ایمان نہین مگر قدرے قلیل (اور قدر قلیل ایمان مقبول نہین پس کافر ہی ٹھیرے) ف نقض میثاق مین سب مابعد کا مضمون داخل ہے لیکن زیادہ تشنیع کے لیے سب معاملات کو الگ الگ بھی بیان فرما دیا کہ اللہ تعالی کے ساتھ انکا یہ معاملہ ہے کہ اُنکے احکام کے منکر ہین انبیاء علیہم السلام کے ساتھ یہ برتاؤ ہے

ملحقات الترجمة

لے قوله فی ثم اس سے بڑھکر فالتراخی للاستبعاد لان المشهور انظاهر تقدم الاتخاذ على سؤال الرؤية والله اعلم ۱۲ سے قوله فی سلطانا رعب کما فی قوله نجعل لکما سلطانا فلا یصلون الیکما ۱۲ سے قوله فی بمیثاقهم لینے کے واسطے فالباء افادت معنی اللام کمافی الکبیر لاجل ان یعطوا المیثاق ۱۲ سے قوله فی میثاقا غلیظا اسکے علاوہ اور بھی اشارة الى التغاير بين الميثاقين بالخصوص والعموم ۱۲ ۵ قوله فی فبما نقضهم سو ہمنے سزا الخ اشارة الى حذف العامل المذکور فی آیة اخرى فبما نقضهم میثاقهم لعناهم الخ کل من اللعنة والغضب والذلة والمسكنة والمسخ ای جعلهم القردة والخنازير مذکور فی آیات من القرآن واللعن يشمل الجميع فلا يرد ان العامل لعناهم وانت ذکرت معه غيره ۱۲ ۶ قوله فی لا یؤمنون مقبول نہین لانه ایمان لغوی لا شرعی ۱۲

وَبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ۙ وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ

اور انکے کفر کی وجہ سے اور حضرت مریم علیہا السلام پر انکے بڑا بھاری بہتان دھرنے کی وجہ سے اور انکے اس کہنے کی وجہ سے کہ ہمنے مسیح عیسیٰ بن مریم کو جو کہ رسول ہیں اللہ تعالیٰ کے قتل کر دیا حالانکہ انہوں نے نہ انکو قتل کیا

وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ۭ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ۭ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۙ

اور نہ انکو سولی پر چڑھایا لیکن انکو اشتباہ ہو گیا اور جو لوگ انکے بارہ میں اختلاف کرتے ہیں وہ غلط خیال میں ہیں انکے پاس اسپر کوئی دلیل نہیں بجز تخمینی باتوں پر عمل کرنیکے اور انہوں نے انکو یقینی بات ہے کہ قتل نہیں کیا

بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ۝

بلکہ انکو خدا تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھا لیا اور اللہ تعالیٰ بڑے زبردست حکمت والے ہیں اور کوئی شخص اہل کتاب سے نہیں رہتا مگر وہ عیسیٰ علیہ السلام کی اپنے مرنے سے پہلے ضرور تصدیق کر لیتا ہے اور قیامت کے روز وہ انپر گواہی دینگے

کہ انکو تکذیب سے گذر کر قتل کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہ معاملہ ہے کہ آپ کے سامنے اپنے حق پر ہونیکے مدعی ہیں اور یہ سب اقسام کفر کے ہیں **ربط** اور یہود کے لعن وغیرہ کے کچھ وجوہ بیان فرماتے ہیں بعض وجوہ آگے مذکور ہیں **تتمہ سابق** وَبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ۙ وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ۭ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ۭ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۙ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ۝ اور (ہم نے انکو سزا لعنت وغیرہ میں ان وجوہ سے بھی مبتلا کیا ہے) انکے (ایک خاص) کفر کی وجہ سے اور (تفصیل اسکی یہ ہے کہ) حضرت مریم علیہا السلام پر انکے بڑا بھاری بہتان دھرنے کی وجہ سے (جس سے تکذیب عیسیٰ علیہ السلام کی بھی لازم آتی ہے کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام اپنے معجزہ سے انکی برأت ظاہر فرما چکے ہیں) اور انکے بطور تفاخر کے انکے اس کہنے کی وجہ سے کہ ہمنے مسیح عیسیٰ بن مریم کو جو کہ رسول ہیں اللہ تعالیٰ کے قتل کر دیا ... اور عداوت انبیاء ... دعویٰ قتل کا اور قتل نبی کفر ہے اور دعویٰ کفر کا بھی کفر ہے) حالانکہ (علاوہ کفر ہونیکے خود جھوٹ بھی ہے) ... عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا اور نہ انکو سولی پر چڑھایا لیکن انکو (یعنی یہود کو) اشتباہ ہو گیا ... (یعنی عیسیٰ علیہ السلام ...) ... اختلاف کرتے ہیں وہ غلط خیال میں (مبتلا) ہیں انکے پاس اسپر کوئی (صحیح) دلیل (نہیں بجز تخمینی باتوں پر عمل کرنیکے) اور انہوں نے (یعنی یہود نے) انکو (یعنی عیسیٰ علیہ السلام کو) یقینی بات ہے کہ قتل نہیں کیا (جیسا وہ دعویٰ کرتے ہیں) بلکہ انکو خدا تعالیٰ نے اپنی طرف (یعنی آسمان پر) اٹھا لیا (اور ایک اور شخص کو انکا ہم شکل بنا دیا اور وہ مصلوب و مقتول ہوا اور یہی سبب ہوا یہود کے اشتباہ کا اور اس اشتباہ سے اہل کتاب میں اختلاف پیدا ہو گیا) اور اللہ تعالیٰ بڑے زبردست (یعنی قدرت والے) حکمت والے ہیں (کہ اپنی قدرت و حکمت سے عیسیٰ علیہ السلام کو بچا لیا اور اٹھا لیا اور یہود کو پتہ بھی نہ لگا) اور (یہود کو اپنا کذب بطلان انکار نبوت عیسویہ میں بہت جلد دنیا ہی میں ظاہر ہو جاتا ہے کیونکہ) کوئی شخص اہل کتاب (یعنی یہود) سے ... عیسیٰ علیہ السلام (کی نبوت) کی اپنے مرنے سے (ذرا) پہلے (جبکہ عالم برزخ نظر آنے لگتا ہے) ضرور تصدیق کر لیتا ہے (گو اسوقت کی تصدیق نافع نہیں ... کے لیے تو کافی ہے تو اس سے اگر اب ہی ایمان لے آویں تو نافع ہو جاوے) اور (جب دنیا اور برزخ دونوں ختم ہو چکیں گی یعنی) قیامت کے روز وہ ... (منکرین کے انکار) پر گواہی دینگے **ف** عیسیٰ علیہ السلام کے رفع کے متعلق بحث اور اہل کتاب کے اقوال مختلفہ کا بیان پارہ تلک الرسل ... دنیا پارہ والمحصنت کے اول سے ذرا آگے آیت فکیف اذا جئنا میں اور قرب موت میں ایمان نافع نہونا پارہ لن تنالوا کے اخیر کے قریب مذکور ہو چکا ... حیات و موت عیسوی کی بحث میں کتاب سیف چشتیہ قابل مطالعہ ہے۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کے نام کے ساتھ جو رسول اللہ آیا ہے یہ یہود کا قول نہیں بلکہ اللہ ... کہ وہ عیسیٰ کی نسبت ایسا کہتے ہیں فہو من الحکایۃ لا المحکی عنہ **ربط** اوپر یہود کی بعض شرارتیں اور کچھ سزائیں لعن وغیرہ جو کہ از قسم امور تکوینیہ ... فرمائی ہیں آگے بھی انکی بعض شرارتوں کا مع ذکر بعض عقوبات واقعہ فی الدنیا از قبیل امور تشریعیہ کہ تحریم طیبات ہے اور مع ذکر عقوبت اخرویہ بیان ہے اور چونکہ اصل سزا یہی ہے اسلیے ذکر یہود کے شروع پر بھی عذاب مہین کے عنوان سے اسکو فرمایا تھا ... میں ...

النحو. بهتانا مفعول به للقول و ما قتلوه حال ۱۲

من اهل الكتاب ... اهل الكتاب ... القدر فی قوله و ان من ... موته ... قوله ... ابن عباس ... اهل الكتاب ... قوله فی ان من ... مستقرًا ... ۱۲

ملحقات الترجمۃ

۵۱ قوله فی وبکفرهم ... الخ اشارة الی عطفه علی فبما نقضهم ... ۵۲ قوله هناک خاص کفر ... السابق ... ۵۳ قوله ... ۵۴ قوله فی وقولهم ... عطفه علی قولهم ... ۵۵ قوله فی ... ۵۶ ... ۵۷ قوله فی فیه ... ۵۸ قوله فی ... غلط خیال ... ۵۹ قوله ... اتباع بجز تخمینی الاستثناء ... الظن خیر العلم ۱۲ ... ۶۰ قوله فی یقینا یقینی بات ... ۶۱ قوله فی الیه آسمان ... ۶۲ ... قوله اس اشتباه سے اختلاف ...

۶۳ قوله فی قبل موته نافع ہو جاوے ... فالمقصود بهذا الاخبار وعید بهم و تحریض علی الایمان و تسجیل علی بطلانهم ۱۲ ۶۴ قوله فی یوم القیمة جب دنیا الخ فالعوالم الثلثة المشیر الیها فی الآیة ... التفسیر ...

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا ۝ وَّاَخْذِهِمُ

سو یہود کے ان ہی بڑی بڑی جرائم کے سبب ہمنے بہت سی پاکیزہ چیزین جو انکے لیے حلال تھین انپر حرام کردین اور بسبب اسکے کہ وہ بہت آدمیونکو اللہ تعالیٰ کی راہ سے مانع بنجاتے تھے اور بسبب اسکے کہ وہ سود

الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ۭ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ

لیا کرتے تھے حالانکہ انکو اس سے ممانعت کیگئی تھی اور بسبب اسکے کہ وہ لوگوں کے مال ناحق طریقہ سے کھاجاتے تھے اور ہمنے ان لوگوں کے لیے جو ان میں سے کافر ہیں دردناک سزا کا سامان کر رکھا ہے لیکن ان میں جو لوگ

فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ

علم میں پختہ ہیں اور جو ایمان لے آنے والے ہیں کہ اس پر بھی ایمان لاتے ہیں جو آپکے پاس بھیجی گئی اور اس پر بھی جو آپ سے پہلے بھیجی گئی اور جو نماز کی پابندی کرنے والے ہیں اور جو زکوٰۃ دینے

الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝

والے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر اعتقاد رکھنے والے ہیں ایسے لوگوں کو ہم ضرور ثواب عظیم عطا فرما دینگے

ع ۲۲ / ۱۰

الیضً تتمہ سابق فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا ﴿۱۶۰﴾ وَّاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ۭ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۶۱﴾ سو یہود کے ان ہی بڑی بڑی جرائم کے سبب (جنمین سے بہت سے امور سورہ بقرہ مین مذکور ہین) ہمنے بہت سی پاکیزہ (یعنی حلال و نافع و لذیذ) چیزین جو (پہلے سے) انکے لیے (بھی) حلال تھین (جیسا آیۂ کل الطعام کان حلا لبنی اسرائیل مین ہے) ان پر (شریعت موسویہ مین) حرام کردین (جنکا بیان سورہ انعام کی آیت وعلی الذین ہادوا حرمنا کل ذی ظفر الخ مین ہے اور تحریم کا مسبب بالمعصیت ہونا وہان بھی مذکور ہے۔ ذلک جزیناہم ببغیہم الخ) اور (انبیاء شریعت موسویہ مین بھی وہ سب حرام ہی رہین کوئی حلال نہوئی) بسبب اسکے کہ (وہ آیندہ بھی ایسی حرکتون سے باز نہ آئے مثلاً یہی کہ) وہ (احکام مین تحریف و کتمان کرکے) بہت آدمیونکو اللہ تعالیٰ کی راہ (یعنی دین حق کے قبول کرنے) سے مانع بنجاتے تھے (کیونکہ انکی اس کارروائی سے عوام کو خواہ مخواہ التباس ہوجاتا تھا گو طالب صادق سے وہ التباس نہ رہ سکتا) اور بسبب اسکے کہ وہ سود لیا کرتے تھے حالانکہ انکو (توریت مین) اس سے ممانعت کیگئی تھی اور بسبب اسکے کہ وہ لوگونکے مال ناحق طریقہ (یعنی غیر مشروع ذریعہ) سے کھاجاتے تھے (پس اس مانعیت اور اخذ و اکل کی وجہ سے اُس شریعت کے بقا تک تخفیف نہوئی البتہ شریعت جدید عیسویہ مین کچھ احکام بدلے تھے جیسا ولاحل لکم بعض الذی حرم علیکم سے معلوم ہوتا ہے اور شریعت محمدیہ مین بہت تخفیف ہوگئی جیسا یحل لہم الطیبات الخ سے ثابت ہے یہ تو دنیوی سزا تھی) اور (آخرت مین) ہمنے ان لوگونکے لیے جو انمین سے کافر ہین دردناک سزا کا سامان کر رکھا ہے (البتہ جو موافق قاعدہ شرعیہ کے ایمان لے آوے اسکی پچھلی جنایتین سب معاف ہوجاوینگی **ف** جرائم سے جو تحریم ہوئی وہ تحریم عام بھی گو جرائم سے بعضے صلحا محفوظ بھی تھے کیونکہ بہت سی حکمتونکے اقتضاء سے عادۃ اللہ یون ہی جاری ہے جیسا قرآن مین اسکی طرف اشارہ بھی ہے واتقوا فتنۃ لا تصیبن الذین ظلموا منکم خاصۃ اور حدیث مین بھی ہے کہ بڑا مجرم وہ ہے جسکے ذی ضرورت سوال کرنے سے کوئی شئی سبکے لیے حرام ہوجاوے یعنی زمانہ وحی مین رواہ فی المشکوٰۃ عن الشیخین **ف** اور شریعت محمدیہ مین جو چیزین حرام ہین وہ کسی مضرت جسمانی یا روحانی کی وجہ سے حرام ہین کہ اس حیثیت سے غیر طیب ہین پس تحریم طیبات نافعہ عقوبت و سیاست ہے اور تحریم غیر طیبات ضارہ رحمت و حفاظت ہے **ربط** اوپر کفار یہود کا ذکر تھا آگے انمین سے جو ایمان لے آئے تھے انکا بیان ہے اور گو سلک سے پہلے بھی اسکا بیان آچکا ہے لیکن یہان دوسرے عنوان سے اور کسیقدر مفصل ہے **مدح و جزاء مومنین** لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۶۲﴾ لیکن ان (یہود) مین جو لوگ علم (دین) مین پختہ (یعنی اسکے موافق عمل کرنے پر مضبوط) ہین (اور اسی آمادگی نے انپر حق کو واضح اور قبول حق کو سہل کردیا جو آگے اصلا و عناد کو رہے) اور جو (انمین) ایمان لے آنے والے ہین کہ اس (کتاب) پر بھی ایمان لاتے ہین جو آپکے پاس بھیجی گئی اور اس (کتاب) پر بھی (ایمان رکھتے ہین) جو آپ سے پہلے (نبیونکے پاس) بھیجی گئی (جیسے توریت و انجیل) اور جو (انمین) نماز کی پابندی کرنیوالے ہین اور جو (انمین) زکوٰۃ دینے والے ہین

ملحقات الترجمۃ

۵۱ قولہ فی فبظلم ان ہی افاد الحصر تقدیم الجار والمجرور وفائدۃ الحصر مذکورۃ فی المتن **۵۲ قولہ** ہناک بڑے افادہ التنوین التفخیمی ۱۲ **۵۳ قولہ** ہناک جرائم۔ لان الظلم یراد بہ الجنس ۱۲ **۵۴ قولہ** قبل بصدہم حرام ہی رہین المقصود بہ دفع ایراد تقدیرہ بان التحریم فی التوراۃ کیف یصح کونہ مسببا عما اخر منہ من التحریف والاخذ والاکل وجہ الدفع ان التحریم علم للحدوث والاستمرار بطریق عموم المجاز فالحدوث مسبب عن بعض ما ہم علیہ والاستمرار عن بعضہ ۱۲ **۵۵ قولہ** فی کثیرا آدمیون اشارۃ الی کون کثیرا صفۃ لمقدر ای ناسا وقیل صدا کثیرا۔ **۵۶ قولہ** ہناک گو طالب صادق فلا یلزم کون ہؤلاء الناس معذورین ۱۲ **۵۷ قولہ** فی والمؤمنون وکذا ما بعدہ اور جو انمین سے۔ اشارۃ الی ان کلا منہا معطوف علی الراسخون عطف صفۃ علی صفۃ والموصوف واحد ہم مؤمنو اہل الکتاب فیقدر فی کل موضع منہم والکل مبتدا خبرہ جملۃ اولئک الخ ۱۲

النحو قولہ والمقیمین فی الکشاف نصب علی المدح لبیان فضل الصلوٰۃ وہو باب واسع قد کسرہ سیبویہ علی امثلۃ وشواہد یؤمنون حال من المؤمنون مبینۃ لکیفیۃ ایمانہم ۱۲ البلاغۃ فی الروح اعیدت الباء فی الصدہ ولم تعد فی الاخذ لانہ فصل بین المعطوف والمعطوف علیہ بما لیس معمولا للمعطوف علیہ حیث فصل بمعمولہ لم تعد ۱۲ قولہ لکن الراسخون فی العلم الخ فی الآیۃ صنعۃ التقابل مع ما قبلہا الرسوخ فی العلم مع اتباع الظن۔ والایمان مع الکفر والخشوع المدلول علیہ بالصلوٰۃ مع الاستکبار المدلول علیہ بسوالہم کتابا۔ وایتاء الزکوٰۃ مع اخذہم واکلہم۔ والاجر العظیم مع العذاب الالیم ۱۲

إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَىٰ نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِن بَعْدِهِ ۚ وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ

ہمنے آپکے پاس وحی بھیجی ہے جیسے نوح کے پاس بھیجی تھی اور انکے بعد اور پیغمبروں کے پاس اور ہمنے ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور اولاد یعقوب اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون

وَعِيسَىٰ وَأَيُّوبَ وَيُونُسَ وَهَارُونَ وَسُلَيْمَانَ ۚ وَآتَيْنَا دَاوُودَ زَبُورًا ۝ وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنَاهُمْ عَلَيْكَ مِن قَبْلُ وَرُسُلًا

اور سلیمان کے پاس وحی بھیجی تھی اور ہمنے داود کو زبور دی تھی اور ایسے پیغمبروں کو بھی صاحب وحی بنایا جنکا حال اسکے قبل ہم آپسے بیان کر چکے ہین اور ایسے

لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ۚ وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَىٰ تَكْلِيمًا ۝ رُّسُلًا مُّبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ

جنکا حال ہمنے آپ سے بیان نہین کیا اور موسیٰ سے اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر کلام فرمایا ان سبکو خوشخبری دینے والے اور خوف سنانیوالے پیغمبر بنا کر اسلیے بھیجا تاکہ لوگونکے پاس اللہ تعالیٰ کے سامنے ان پیغمبروں کے بعد کوئی عذر باقی نہ رہے

وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ۝ لَّٰكِنِ اللَّهُ يَشْهَدُ بِمَا أَنزَلَ إِلَيْكَ ۖ أَنزَلَهُ بِعِلْمِهِ ۖ وَالْمَلَائِكَةُ يَشْهَدُونَ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا ۝ إِنَّ

اور اللہ تعالیٰ پورے زور والے ہین بڑی حکمت والے ہین۔ لیکن اللہ تعالیٰ بذریعہ اس کتاب کے جسکو آپکے پاس بھیجا ہے اور بھیجا بھی اپنے علمی کمال کے ساتھ شہادت دے رہے ہین اور فرشتے تصدیق کر رہے ہین اور اللہ تعالیٰ ہی کی شہادت کافی ہے جو لوگ

الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ قَدْ ضَلُّوا ضَلَالًا بَعِيدًا ۝ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَظَلَمُوا لَمْ يَكُنِ اللَّهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ

منکر ہین اور خدائی دین سے مانع ہوتے ہین بلا شبہ جو لوگ منکر ہوئے اور دوسرونکا بھی نقصان کرتے رہے اللہ تعالیٰ انکو کبھی نہ بخشین گے بڑی دور کی گمراہی مین جا پڑے ہین

وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيقًا ۝ إِلَّا طَرِيقَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۚ وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ۝

اور نہ انکو سوا جہنم کی راہ کے کوئی راہ دکھلاوین گے اس طرح پر کہ اسمین ہمیشہ ہمیشہ کو رہا کرینگے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ سزا معمولی بات ہے

اور جو (امین) اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر اعتقاد رکھنے والے ہین (سو) ایسے لوگون کو ہم ضرور (آخرت مین) ثواب عظیم عطا فرماوینگے **ف** مراد ان سے حضرات اور انکے امثال ہین جیسے عبداللہ بن سلام رض و اسید و ثعلبہ رض اور آیت کا یہی شان نزول ہے (اخرجہ البیہقی فی الدلائل عن ابن عباس کذا فی الروح۔ اور آیت مین اجر کامل کی تعلیق ان امور مذکورہ پر مقصود ہے اور نفس اجر و مطلق نجات صرف عقائد ضروریہ کی تصحیح سے وابستہ ہے (ربط) او یہود کے اس سوال کا جو یسئلک اہل الکتاب مین منقول ہے منشا کہ جہل و عناد ہے مذکور تھا اور اسکے اثبات کے لیے بعد کے مضامین تھے آگے اس سوال کا جواب ارشاد ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اثبات نبوت کے لیے یہ درخواست محض لغو ہے ان ہی سے پہلے اور بھی اہل وحی یعنی انبیا علیہم السلام گذرے ہین جنکی نبوت تمہارے نزدیک بھی مسلم ہے اگر اثبات نبوت اسی پر موقوف ہے تو سب انبیاء مین اسکا اثبات لازم ہوگا اور لازم منتفی ہے پس توقف بھی باطل ہے سو جیسی دلیل سے اور ونکی نبوت ثابت ہے ویسی ہی دلیل یہان بھی موجود ہے یعنی معجزات پھر ایسی فرمایش اگر عناد نہین تو کیا ہے اس جواب کے لیے بہت سے انبیا علیہم السلام کی نبوت کی خبر دیتے ہین اور اسکے ضمن مین حکمت بعثت رسل کی لئلا یکون مین اور ختم پر تصریح مقصود یعنی نبوت محمدیہ کی جو کہ نتیجہ مقام ہے لکن اللہ مین اور اسکے بعد باوجود قیام دلائل و وضوح حق کے بھی انکار کرنیوالونکی بدحالی ان الذین کفروا الی یسیرا مین مذکور ہے

اخبار از نبوت کثیر از انبیاء علیہم السلام و اثبات نبوت محمدیہ و وعید منکر إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَىٰ نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِن بَعْدِهِ ۚ وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَعِيسَىٰ وَأَيُّوبَ وَيُونُسَ وَهَارُونَ وَسُلَيْمَانَ ۚ وَآتَيْنَا دَاوُودَ زَبُورًا ﴿١٦٣﴾ وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنَاهُمْ عَلَيْكَ مِن قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ۚ وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَىٰ تَكْلِيمًا ﴿١٦٤﴾ رُّسُلًا مُّبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ﴿١٦٥﴾ لَّٰكِنِ اللَّهُ يَشْهَدُ بِمَا أَنزَلَ إِلَيْكَ ۖ أَنزَلَهُ بِعِلْمِهِ ۖ وَالْمَلَائِكَةُ يَشْهَدُونَ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا ﴿١٦٦﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ قَدْ ضَلُّوا ضَلَالًا بَعِيدًا ﴿١٦٧﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَظَلَمُوا لَمْ يَكُنِ اللَّهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيقًا ﴿١٦٨﴾ إِلَّا طَرِيقَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۚ وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ﴿١٦٩﴾

الروایات فی الروح اخرج ابن اسحٰق وغیرہ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال سکین وعدی بن زید یا محمد ما نعلم اللہ تعالیٰ انزل علی بشر من شیٔ بعد موسیٰ علیہ السلام فانزل اللہ تعالیٰ ہذہ الآیۃ اھ قلت لما کان اصل مقصودہ انکار نبوۃ نبینا صلی اللہ علیہ وسلم استحسن قصدہ تعالیٰ باثباتہا بقولہ انا اوحینا الیک۔ وفی الروح اخرج البیہقی فی الدلائل وغیرہ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال دخل جماعۃ من الیہود علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال علیہ الصلوٰۃ والسلام واللہ اعلم انکم تعلمون انی رسول اللہ فقالوا ما نعلم ذلک فنزلت لکن اللہ یشہد وفی روایۃ ابن جریر عنہ انہ لما نزل انا اوحینا الیک قالوا ما نشہد لک فنزل لکن اللہ یشہد

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ۭ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ

اے تمام لوگو تمہارے پاس یہ رسول سچی بات لیکر تمہارے پروردگار کیطرف سے تشریف لائے ہیں سو تم یقین رکھو یہ تمہارے لیے بہتر ہوگا اور اگر تم منکر رہے تو خدا تعالیٰ کی ملک ہے یہ سب جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں

وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ۭ

اور اللہ تعالیٰ پوری اطلاع رکھتے ہیں کامل حکمت والے ہیں　اے اہل کتاب　تم اپنے دین میں حد سے مت نکلو　اور خدا تعالیٰ کی شان میں غلط بات مت کہو

ـــ (کچھ آپکو انوکھا رسول نہیں بنایا جو ایسی واہی تباہی فرمائشیں کرتے ہیں بلکہ) آپ کے پاس (بھی ایسی ہی) وحی بھیجی ہے جیسی (حضرت) نوح (علیہ السلام) کے پاس بھیجی تھی اور اُنکے بعد اور پیغمبروں کے پاس (بھیجی تھی) اور (اُنہیں سے بعضوں کے نام بھی بتلائے دیتے ہیں کہ ہم نے (حضرات) ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور اولاد یعقوب (میں جو نبی گذرے ہیں) اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کے پاس وحی بھیجی تھی اور (اسی طرح) ہمنے (داؤد علیہ السلام کے پاس بھی وحی بھیجی تھی چنانچہ اُن) کو (کتاب) زبور دی تھی اور (انکے علاوہ) اور (بعضے) ایسے پیغمبروں کو (بھی) صاحب وحی بنایا جنکا حال اسکے قبل (سورۂ انعام وغیرہ مکی سورتوں میں) ہم آپ سے بیان کر چکے ہیں اور (بعضے) ایسے پیغمبروں کو (صاحب وحی بنایا) جنکا حال (ابھی تک) ہمنے آپ سے بیان نہیں کیا اور (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام کو بھی صاحب وحی بنایا چنانچہ اُن) سے اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر کلام فرمایا (اور) اِن سب کو (ایمان پر) خوشخبری (نجات کی) دینے والے اور (کفر پر عذاب کا) خوف سنانے والے پیغمبر بنا کر اسلیے بھیجا تاکہ لوگوں کے پاس اللہ تعالیٰ کے سامنے ان پیغمبروں کے (آنیکے) بعد کوئی عذر (ظاہراً بھی) باقی نہ رہے (ورنہ قیامت میں یوں کہتے کہ بہت سے اشیاء کا حسن و قبح عقل سے معلوم نہ ہو سکتا تھا پھر ہماری کیا خطا) اور (یوں) اللہ تعالیٰ پورے زور (اور اختیار) والے ہیں (کہ بلا ارسال رسل بھی سزا دیتے تو وجہ اسکی یہ ہوتی کہ حقیقی مؤمنین غیر ظلم نہ ہوتا اور حقیقت عذر کا حق کسیکو نہ تھا لیکن چونکہ) بڑی حکمت والے (بھی) ہیں (اسلیے حکمت اسی ارسال کو مقتضی ہوئی تاکہ ظاہری عذر بھی نہ رہے یہ بیان ختم درمیان میں تھا آگیا تھا آگے اثبات نبوت محمدیہ کر کے جواب کی تکمیل فرماتے ہیں کہ گو وہ لوگ اس شبہہ کے رفع ہونے پر بھی نبوت کو تسلیم نکریں) لیکن (واقع میں تو ثابت ہی اور آپکے نبوت پر دلیل صحیح قائم ہی چنانچہ) اللہ تعالیٰ بذریعہ اُس کتاب کے جسکو آپکے پاس بھیجا ہے اور بھیجا بھی (کس طرح) اپنے علمی کمال کے ساتھ (جس سے وہ کتاب معجزہ عظیمہ ہوگئی جو کہ نبوت کی دلیل قاطع ہے ایسی کتاب معجزہ کے ذریعہ سے آپکی نبوت کی) شہادت دے رہے ہیں (یعنی دلیل قائم کر رہے ہیں جیساکہ ابھی معلوم ہوا کہ کتاب معجز نازل فرمانی اور اعجاز دلیل نبوت ہے پس دلیل سے تو واقع میں نبوت ثابت ہو رہی کسیکا ماننا نہ ماننا تو اول تو اسکا خیال ہی کیا) اور (اگر طبعاً اسکو جی ہی چاہتا ہو تو ان سے افضل مخلوق یعنی) فرشتے (آپکی نبوت کی) تصدیق کرتے ہیں (اور مؤمنین کی تصدیق شاہد ہی تھی پس اگر چند حمقاء نے نہ مانا تو بھی) اور (اصل بات تو وہی ہے کہ) اللہ تعالیٰ ہی کی شہادت (یعنی اقامت دلیل فی الواقع) کافی ہے (اسکی تصدیق و تسلیم کی آپکو حاجت ہی نہیں) جو لوگ (ان حجج قاطعہ کے بعد بھی) منکر ہیں اور (طرہ یہ کہ اوروں کو بھی) خدا کی دین سے مانع ہوتے ہیں (حق سے) بڑی دور کی گمراہی میں جا پڑے ہیں (یہ تو دنیا میں انکے مذہب کا حاصل ہے اور اسکا ثمرہ آخرت میں آگے سنو کہ بلاشبہ جو لوگ (حق کے) منکر ہیں اور (حق سے مانع بنکر) دوسروں کا بھی نقصان کرتے ہیں اللہ تعالیٰ انکو کبھی نہ بخشیں گے اور نہ انکو سوا جہنم کی راہ کے اور کوئی راہ (یعنی جنت کی راہ) دکھلاوینگے اسطرح پر کہ اس (جہنم) میں ہمیشہ ہمیشہ کو رہا کرینگے اور اللہ کے نزدیک یہ معمولی بات ہے (کچھ سامان نہیں کرنا پڑتا) **ربط** اوپر یہود کے شبہہ کا جو کہ نبوت محمدیہ کے متعلق تھا جواب اور نبوت کا اثبات مع وعید منکرین نہایت بلاغت اور وضوح سے مذکور ہو چکا آگے عام خطاب سے تصدیق نبوت کا وجوب فرماتے ہیں **خطاب عام لوجوب تصدیق رسالت محمدیہ** يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ۭ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۷۰﴾ اے تمام (جہان کے) لوگو تمہارے پاس یہ رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) سچی بات (یعنی سچا دعوے سچی دلیل) لے کر تمہارے پروردگار (جل شانہ) کی طرف سے تشریف لائے ہیں سو (مقتضا اثبات دعوی بالدلیل الصحیح کا یہ ہے کہ) تم (ان پر اور جو یہ فرماویں سب پر) یقین رکھو (جو پہلے سے یقین لائے ہوئے ہیں وہ اسپر قائم رہیں اور جو نہیں لائے اب اختیار کر لیں) یہ تمہارے لیے بہتر ہوگا (کیونکہ نجات ہوگی) اور اگر تم منکر رہے تو (تمہارا ہی نقصان ہے خدا تعالیٰ کا کوئی نقصان نہیں کیونکہ) خدا تعالیٰ کی (تو) ملک ہے یہ سب جو کچھ (بھی) آسمانوں میں اور زمین میں (موجود) ہے (تو ایسے بڑے عظیم الشان مالک قادر کو کیا نقصان پہونچا سکتے ہو مگر اپنی خیر منالو) اور اللہ تعالیٰ (سبکے ایمان و کفر کی) پوری اطلاع رکھتے ہیں (اور دنیا میں جو پوری سزا نہیں دیتے تو اس لیے کہ) کامل حکمت والے (بھی) ہیں (وہ حکمت اسکو مقتضی ہے) **ربط** اوپر یہود کو خطاب تھا آگے نصاریٰ کو ہے **خطاب بنصاریٰ** يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ۭ

ملحقات الترجمة

۵۰ قوله في ابراهيم بعضوں کے نام اشارة الى ان هذا التعداد ليس بعد تعميم للتوضيح كما ان تخصيص نوح قبل النبيين لكونه ابا البشر كانه آدم الثاني ۱۲ **۵۱ قوله** في نبينا وكلم الله ورسلا الاول وحی بھیجی ... صاحب وحی بنایا اشارة الى ان المقصود ... بعث الرسل ... وبعد قبل رسلا ارسلنا الذي يدل على الايحاء **۵۲ قوله** في تكليما خاص طور پر اشارة الى ان المصدر تنوينه للتنويع لانه نوع عجيب لا يدرك كنهه ۱۲ **۵۳ قوله** في رسلا الثاني ان سبكو الخ اشارة الى نفي كونه بدلا من رسلا الاول لان التبشير والانذار لا يختصان ببعض المدلول عليه برسلا الاول بل هو حال عندي من الوحي اليهم فانه وان كان مجرورا لكنه في حكم المنصوب لان حاصله انا جعلناهم اي كل من ذكر رسلا كما سياتي في اول المائدة من كون غير حال من الضمير في لكم واما تر جمتي فاخذ بالحاصل وبقائه ما قدر عبري ارسلنا اي ارسلنا رسلا من جميع من ذكر ۱۲ **۵۴ قوله** في بما انزله بذريعه ماخذ معنى الباء هذا في الروح ۱۲ **۵۵ قوله** في انزله الثاني بھیجا بھی کس طرح اشارة الى كون الثانية تفسير للاولى كما في البيضاوي ۱۲ **۵۶ قوله** في بعلمه علمی کمال اشارة الى ما في الروح ان يكون المعنى انزله بعلمه الخاص به الذي لا يعلمه غيره سبحانه وهو تاليفه على نظم واسلوب يعجز عنه كل بليغ وصاحب بيان واختاره جماعة من المفسرين وفيه بعد اسطر جعل عليم بمعناه المصدري والباء للآلة كما تقول فعلته بعلمه اذا كان متقنا وحينئذ فيكون وصفا للقرآن بكمال الحسن والبلاغة ۱۲ **۵۷ قوله** يشهدون اسکا بیان ہی کیا الی قولہ اگر چند حمقا الخ كل هذا مبني على حمل للجملة على التسلية لانه ۱۲

۵۸ قوله في ظلموا نقصان ترجمة ... ليكون ... الفعلان ... الموضعين ... بيان ... عنوانهم ۱۲ **۵۹ قوله** في الرسول یہ رسول فاللام للعهد ۱۲ **۶۰ قوله** في بالحق لیکر فالباء للتلبس اي متلبسا على انه حال ۱۲ **۶۱ قوله** في فآمنوا مقتضا فالفاء للسببية ... ۱۲ **۶۲ قوله** ... للحدوث والاستمرار ۱۲ **۶۳ قوله** في خيرا ہوگا في الروح عن الكسائي وابي عبيدة كان مقدرة ... في الروح ۱۲

اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰهَآ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ ۫ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَلَا تَقُوْلُوْا

مسیح عیسے بن مریم تو اور کچھ بھی نہیں البتہ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ تعالی کے ایک کلمہ ہیں جسکو اللہ تعالی نے مریم تک پہنچایا تھا اور اللہ کیطرف سے ایک جان ہیں سو اللہ پر اور اسکے سب رسولوں پر ایمان لاؤ اور تو

ثَلٰثَةٌ ؕ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ سُبْحٰنَهٗٓ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ ۘ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ؕ

مت کہو کہ تین ہیں باز آجاؤ تمہارے لیے بہتر ہوگا　معبود حقیقی تو ایک ہی معبود ہے　وہ صاحب اولاد ہونے سے منزہ ہے　جو کچھ آسمانوں اور زمین میں موجودات ہیں سب اسکی ملک ہیں

وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۠ لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ؕ وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ

اور اللہ تعالی کارساز ہونے میں کافی ہیں　مسیح ہرگز خدا کے بندے بننے سے عار نہیں کرینگے　اور نہ مقرب فرشتے　اور جو شخص خدا تعالی کی بندگی سے عار کریگا

وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ۞ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ

اور تکبر کریگا تو خدا تعالی ضرور سب لوگوں کو اپنے پاس جمع کرینگے　پھر جو لوگ ایمان لائے ہونگے اور انہوں نے اچھے کام کیے ہونگے تو انکو انکا ثواب پورا دینگے اور انکو اپنے فضل سے اور زیادہ دینگے

اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰهَآ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ ۫ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ؕ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ سُبْحٰنَهٗٓ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ ۘ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۱۷۱﴾ اے اہل کتاب (یعنی انجیل والو) تم اپنے دین (کے بارہ) میں (عقیدہ حقہ کی) حد سے مت نکلو اور خدا تعالی کی شان میں غلط بات مت کہو (کہ نعوذ باللہ وہ صاحب اولاد ہے جیسا بعض کہتے ہیں المسیح ابن اللہ یا وہ مجموعہ آلہہ کا ایک جزو ہے جیسا بعض کہتے تھے ان اللہ ثالث ثلثۃ اور بقیہ دو جزو ایک حضرت عیسے علیہ السلام کو کہتے تھے اور ایک حضرت جبرئیل علیہ السلام کو جیسا آیت آئندہ میں ولا الملائکۃ المقربون کے تبرئہ سے معلوم ہوتا ہے اور بعضے حضرت مریم کو جیسا ءانت قلت للناس اتخذونی وامی سے معلوم ہوتا ہے یا وہ عین مسیح ہے جیسا بعض کہتے تھے ان اللہ ہو المسیح ابن مریم غرض یہ عقیدے باطل ہیں) مسیح عیسے بن مریم تو اور کچھ بھی نہیں البتہ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ تعالی کے ایک کلمہ (کن کے پیدا شدہ) ہیں جسکو اللہ تعالی نے (حضرت) مریم تک (حضرت جبرئیل علیہ السلام کے واسطے سے) پہونچایا تھا اور اللہ کیطرف سے ایک جان (دار چیز) ہیں (کہ اس جان کو حضرت مریم کے شکم میں بواسطہ نفخ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے پہونچا دیا تھا باقی نہ وہ ابن اللہ ہیں نہ اللہ ہیں نہ تین میں کے ایک ہیں جیسا عقائد مذکورہ میں لازم آتا ہے) سو (جب یہ سب باتیں غلط ہیں دسب سے توبہ کرو اور) اللہ پر اور اسکے سب رسولوں پر (حسب انکی تعلیم کے) ایمان لاؤ (اور وہ موقوف ہے توحید پر پس توحید کا عقیدہ رکھو) اور یوں مت کہو کہ (ہمارا) تین ہیں (مقصود منع کرنا ہے شرک سے اور وہ سب اقوال مذکورہ میں مشترک ہے اس شرک سے) باز آجاؤ تمہارے لیے بہتر ہوگا (اور توحید کے قائل ہو جاؤ کیونکہ) معبود حقیقی تو ایک ہی معبود ہے (اور) وہ صاحب اولاد ہونے سے منزہ ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں موجودات ہیں سب اسکی ملک ہیں (اور انکا منزہ اور مالک علی الاطلاق ہونا دلیل ہے توحید کی جسکی تقریر سورہ بقرہ کے معالم میں گذر چکی) اور (ایک دلیل یہ ہے کہ) اللہ تعالی کارساز ہونے میں کافی ہیں (اور انکے سوا سب کارسازی میں ناکافی و محتاج الی الغیر اور ایک حد پر جاکر عاجز ہیں اور یہ کفایت صفات کمال سے ہے اور صفات کمال لوازم الوہیت سے ہیں جب وہ غیر اللہ میں منتفی ہیں پس الوہیت بھی منتفی ہے بس توحید ثابت ہے) ف روح المعانی میں نصاری کے اقوال مع رد نسب بسط سے لکھے ہیں اور اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ ان اقوال میں سے بعض کا اسوقت نصاری کو انکار ہے سو یا تو وہ قائلین اسوقت ہونگے لیکن سلسلہ منقطع ہوگیا ہو یا انکے اقوال سے یہ عقائد لازم آتے ہیں اور لازم بھی مثل ملتزم کے ہوتا ہے **ربط** اوپر حق تعالی کی تنزیہ کا اثبات اور الوہیت عیسے علیہ السلام کا ابطال کیا ہے آگے اسی مضمون کی تقریر و تاکید کیلیے عیسے علیہ السلام و ملائکہ کا خود عبدیت کا اقرار کرنا مع وعید منکرین و وعدہ مقرین بیان فرماتے ہیں کہ جنکو شریک الوہیت کیا جاتا ہے وہ خود عبدیت کے مقر ہیں **اقرار عیسے علیہ السلام و ملائکہ بعبدیت و جزاء اقرار و انکار** لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ؕ وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ﴿۱۷۲﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ

ملحقات الترجمۃ

لـہ قولہ اے انجیل والو نعدیۃ الرتۃ عن کثیر من المفسرین ۱۲ لـہ قولہ ای کلمۃ روح منہ کلمۃ کن کی مبدا لیس و جاعلا کما فی روح المعانی معنی کونہ کلمۃ انہ حصل بکلمۃ کن من غیر مادۃ و سط ... الی ذلک ذہب الحسن قتادۃ و نقل عن الغزالی ان الکلمۃ سبب بعید و لما کان التقریب سبب النطفۃ متنفیا اضافہ الی السبب و فیہ تدریج علیہ ... المصاف ... الا رح فی معنی ذی الروح والاضافۃ الی اللہ تعالی للتشریف ۱۲

اللغات ف الروح عن الاساس استنکف ونکف امتنع والقبض انفا وحمیۃ ونقل عن الزجاج کونہ فوق الاستکبار ۱۲ **البلاغۃ** ۔ زیادۃ الاستکبار الذی ہو دون الاستنکاف لعلہ للمبالغۃ فالواو مفیدۃ لمعنی او ولعل عدم زیادتہ مع لن یستنکف لان الذی وقع من النصاری بعیسے علیہ السلام ہو الاستنکاف لعلو شانہ بخلاف غیرہ من الامم فانہ یتحقق فیہ الاستنکاف تارۃ والاستکبار تارۃ واللہ اعلم ۱۲

وَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَاسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ وَّلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝

اور جن لوگون نے عار کیا ہوگا اور تکبر کیا ہوگا تو انکو سخت دردناک سزا دینگے اور وہ لوگ کسی غیر اللہ کو اپنا یار اور مددگار نہ پاوینگے

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ۝ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ

اے لوگو یقیناً تمہارے پاس تمہارے پروردگار کیطرف سے ایک دلیل آچکی ہے اور ہمنے تمہارے پاس ایک صاف نور بھیجا ہے سو جو لوگ اللہ پر ایمان لائے۔

وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ ۙ وَّيَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝

اور انہوں نے اللہ کو مضبوط پکڑا سو ایسوں کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت مین داخل کرینگے اور اپنے فضل مین اور اپنے تک انکو سیدھا رستہ بتلا دینگے۔

وَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَاسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ وَّلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝ نصاری خواہ مخواہ حضرت مسیح علیہ السلام کو آلہ یا جزو آلہ بنا رہے ہین خود حضرت مسیح (کی یہ کیفیت ہے کہ سکونت ارض کی حالت مین تو انکا اقرار عبدیت جو کہ مبطل الوہیت ہے مشہور اور سبکو معلوم ہی ہے لیکن اب بھی سکونت سماء کی حالت مین کہ سکونت ارض سے ارفع اور مظنہ تعلی کا ہے یا قیامت تک وہ جس حالت مین ہون اُنسے کوئی پوچھ دیکھے اس حالت مین بھی) ہرگز خدا کے بندے بننے سے عار[ل] اور انکار) نہین کرینگے اور نہ مقرب فرشتے (کبھی عار کرینگے جنمین[م] حضرت جبرئیل علیہ السلام بھی ہین جنکو آلہ کا ایک جزو مانتے ہین خود اُن سے کوئی پوچھ دیکھے) اور (وہ عار کرین کیسے اُس سے عار کرینگا تو ایسا برا انجام ہے کہ) جو شخص خدا تعالیٰ کی بندگی سے عار کریگا اور تکبر کریگا تو (اسکا انجام[م] سن لو کہ) خدا تعالیٰ ضرور سب لوگون کو اپنے پاس (یعنے حساب کے موقع پر) جمع کریگا پھر جو لوگ (دنیا مین) ایمان لائے ہونگے اور اُنہون نے اچھے کام کیے ہونگے (یعنے عبد بنے رہے ہونگے کیونکہ حاصل عبدیت کا یہی ایمان اور اعمال ہین) تو اُنکو تو اُنکا پورا ثواب (بھی) دینگے (جو کہ ایمان اور اعمال پر منصوص ہے) اور (اُسکے علاوہ) اُنکو اپنے فضل سے اور زیادہ (بھی) دینگے (جسکی تفصیل منصوص نہین) اور جن لوگون نے (عبد بننے سے) عار کیا ہوگا اور تکبر کیا ہوگا تو اُنکو سخت دردناک سزا دینگے اور وہ لوگ کسی غیر اللہ کو اپنا یار اور مددگار نہ پاوینگے **ف** ظاہراً ایک شبہہ ہوتا ہے کہ اُن لوگون کو خدا تعالیٰ کی عبادت سے نہ عار تھا نہ استکبار بلکہ خود اس مضمون مذکور کے جزو عبادت اور من اللہ ہونے مین کلام تھا جواب یہ ہے کہ اُنکے مجموعہ احوال سے یہ امر ثابت ہے کہ اُن پر حق واضح ہو گیا تھا یعرفونہ کما یعرفون ابناءہم مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع ناگوار تھا اور آپکا اتباع مامور بہ ہے اور ہر مامور بہ عبادت ہے پس آپکے اتباع سے عار ہونا یقیناً عبادت الٰہیہ سے عار ہے **ربط** اوپر عقائد نصاری کا بطلان مع جزاء و سزاء مقرین و منکرین مذکور ہو چکا آگے خطاب عام سے ان مضامین کا اور ان مضامین کے تعلیم فرمانے والے رسول اور قرآن کا صدق اور مصدقین کی فضیلت بیان فرماتے ہین جسطرح سماجہ ہود کے ختم پر اسیطور پر خطاب عام فرمایا تھا یا ایہا الناس قد جاءکم الرسول الخ **خطاب عام بتصدیق رسول و قرآن** يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ۝ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ ۙ وَّيَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝ اے (تمام) لوگو یقیناً تمہارے پاس تمہارے پروردگار کیطرف سے ایک (کافی[ھ]) دلیل آچکی ہے (وہ ذات مبارک ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی) اور ہمنے تمہارے پاس ایک صاف نور بھیجا ہے (وہ قرآن مجید ہے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کے ذریعے سے جو کچھ تمکو بتلایا جاوے وہ سب حق ہے جنمین مضامین مذکورہ بھی داخل ہین) سو جو لوگ اللہ پر ایمان لائے (جسکے لیے توحید و تنزیہ کا اعتقاد لازم ہے) اور اُنہون نے اللہ (کے دین) کو (یعنی اسلام کو) مضبوط پکڑا (جسکے لیے رسول اور قرآن کی تصدیق لازم ہے) سو ایسونکو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت مین (یعنی جنت مین) داخل کرینگے اور اپنے فضل مین (لے لینگے یعنی دخول جنت کے علاوہ اور بھی نعماء عظمیٰ دینگے جنمین دیدار الٰہی بھی داخل ہے) اور اپنے تک (پہونچنے کا) انکو سیدھا رستہ بتلا دینگے (یعنی دنیا مین اُنکو طریق رضا پر قائم و ثابت رکھینگے اور اسی[ی] سے تارکین ایمان و اعمال صالحہ کی حالت معلوم ہو گئی کہ اُنکو یہ ثمرات نہ ملینگے) **ف** اگر کسیکو شبہہ ہو کہ وہ طریق رضا یعنی ایمان و اعمال ہین پھر اسکو ثمرہ کہنا تحصیل حاصل ہے۔ جواب یہ ہے کہ ایمان و عمل ماضی سبب ہے اور ایمان و عمل مستقبل مسبب ہے پس تحصیل حاصل لازم نہ آیا حاصل یہ ہے کہ اطاعت کی برکت سے ثبات علی الاطاعت کی توفیق عطا ہوتی ہے **ربط** شروع سورت کے ذرا بعد میراث کے احکام مذکور تھے پھر وہان سے تقریباً ایک پارہ کے بعد دوسرے احکام کے ساتھ حکم میراث کی طرف پھر عود ہوا تھا اب ختم سورت پر پھر عود ہے ایسکی طرف شاید تین جگہ اسکے متفرق کر دینے مین یہ حکمت ہو کہ اسلام سے پہلے میراث کے باب مین بہت جور ہوتا تھا پس سورت کے اول مین وسط مین آخر مین

البلاغة معنے الروح وتقديم ذكر الوعد بالجنة على الوعد بالهداية (التي في الدنيا) المسارعة الى التبشير بما هو المقصد الاصلى ۱۲

ملحقات الترجمة

[ل] قوله نہین کرینگے عار حملہ على المعنى الحقيقى وشرحته بالاحتياج الى ازيد منه واقراره بالعبودية مذكور اليه فى القرآن قال انى عبد الله لما كان عليه السلام حيا فى هذا الحين فى السماء وينزل حيا فى وقته الى الارض ثم يبقى موصوفا بالحيوة البرزخية بعد وفاته صح كونه عليه السلام اهلا للسوال فى كل حالة وهذا من المواهب الالهية ۱۲

[م] قوله فى الملئكة جنمين حضرت جبرئيل عليه السلام الخ اشار الى وجه زيادة المعطوف من انهم يجعلون روح القدس احد الاقانيم فيفاد بهذه الزيادة فعلى هذا لا دلالة له على تفضيل الملائكة على الانبياء عليهم السلام لا حاجة الى الجواب عنه فهو كقولنا ما سار فى زيّه والاحمر ولا كقولنا لا يعرض عنى وزير ولا السلطان فافهم ۱۲

[م] قوله فى يحشرهم انجام سن لو اشارة الى ان الحشر ليس مقصودا بالجزاء فانه وان كان شاملا لكنه ليس بمرتب على الشرط ۱۲

[ی] قوله فى ہناک سب لوگونکو فالمرجع الناس وان لم يصح بذكره لكن قرينة الحشر المتعلق بجميع الناس كاف فسقط سوال ان المفصل فيه شئى واحد والتفصيل فيه شيئان فلم تطابقا ۱۲

[ھ] قوله فى برهان كافى افاده التنوين ۱۲

[ی] قوله فى آخر الترجمة اور اسى سے تاركين فظاهر ان التفصيل فيه شئى واحد والمفصل كان عاما مشتملا على شيئين لعموم الناس المصدقين والمكذبين على عكس ما مر فى يحشرهم ۱۲

يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ ۚ إِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ

لوگ آپ سے حکم دریافت کرتے ہین آپ فرما دیجیے کہ اللہ تعالے تمکو کلالہ کے باب مین حکم دیتا ہے اگر کوئی شخص مرجاوے جسکے اولاد نہو اور اس کے ایک بہن ہو تو اسکو اسکے تمام ترکہ کا نصف ملیگا

وَهُوَ يَرِثُهَا إِن لَّمْ يَكُن لَّهَا وَلَدٌ ۚ فَإِن كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثَانِ مِمَّا تَرَكَ ۚ وَإِن كَانُوا إِخْوَةً رِّجَالًا

اور وہ شخص اسکا وارث ہوگا اگر اس کے اولاد نہو اور اگر بہنیں دو ہون تو انکو اسکے کل ترکہ مین سے دو تہائی ملینگے اور اگر وارث چند بھائی بہن ہون مرد

وَنِسَاءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ ۗ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ أَن تَضِلُّوا ۗ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿١٧٦﴾

اور عورت تو ایک مرد کو دو عورتونکے حصہ کے برابر اللہ تعالے تم سے اسلیے بیان کرتے ہین کہ تم گمراہی مین نہ پڑو اور اللہ تعالی ہر چیز کو خوب

ع ۲۴

اس کے ذکر فرمانے سے مخاطبین کو اہتمام بلیغ و اعتنا و مزید اس باب مین مفہوم ہو گا جس سے وہ بھی اسکا زیادہ اہتمام کرین واللہ اعلم۔ اور سبب اسکے نزول کا استفتاء حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا ہے کہ اسوقت صرف انکی بہنین وارث تھین رواہ النسائی اور لباب مین ابن مردویہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سوال کرنا بھی سبب نزول مین نقل کیا ہے **عود لبسوے میراث** يَسْتَفْتُونَكَ ۚ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ ۚ إِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَهُوَ يَرِثُهَا إِن لَّمْ يَكُن لَّهَا وَلَدٌ ۚ فَإِن كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثَانِ مِمَّا تَرَكَ ۚ وَإِن كَانُوا إِخْوَةً رِّجَالًا وَنِسَاءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ ۚ **لوگ** آپ سے (میراث کلالہ کے باب مین یعنی جس کے نہ اولاد ہو نہ مان باپ ہون) **حکم دریافت کرتے ہین آپ** (جواب مین) **فرما دیجیے کہ اللہ تعالے تمکو کلالہ کے باب مین حکم دیتا ہے** (وہ یہ ہے کہ) **اگر کوئی شخص مرجاوے جسکے اولاد نہو** (یعنی نہ مذکر نہ مونث اور نہ مان باپ ہون) **اور اسکے ایک** (عینی یا علاتی) **بہن ہو تو اس** (بہن کو اس کے تمام ترکہ کا نصف ملیگا (یعنی بعد حقوق متقدمہ اور بقیہ نصف اگر کوئی عصبہ ہو اسکو دیا جاویگا ورنہ پھر بھی اسی پر رد ہو جاویگا) **اور وہ شخص اس** (اپنی بہن) **کا وارث** (کل ترکہ کا) **ہوگا اگر** (وہ بہن مرجاوے اور) **اسکے اولاد نہو** (اور والدین بھی نہون) **اور اگر** (ایسی) **بہنین دو** (یا زیادہ) **ہون تو انکو اسکے کل ترکہ مین سے دو تہائی ملین گے** (اور ایک تہائی عصبہ کو ورنہ بطور رد کے ان ہی کو ملجاویگا) **اور اگر** (ایسی میت کے کہ جسکے نہ اولاد ہے نہ والدین خواہ وہ میت مذکر ہو یا مونث) **وارث چند** (یعنی ایک سے زیادہ ایسے ہی) **بھائی بہن ہون مرد اور عورت تو** (ترکہ اس طرح تقسیم ہو گا کہ) **ایک مرد کو دو عورتونکے حصہ کے برابر** (یعنی بھائی کو دوہرا بہن کو اکہرا لیکن عینی بھائی سے علاتی بھائی بہن سب ساقط ہو جاتے ہین اور عینی بہن سے کبھی وہ ساقط ہو جاتے ہین کبھی حصہ گھٹ جاتا ہے جسکی تفصیل کتب فرائض مین ہے) **ربط** چونکہ سورت ہذا مین یہان تک اصول و فروع کثیرہ کی تفصیل ہے اسلیے آخر مین ایک مجمل عنوان سے تمامتر تفصیل کو مکرر یاد دلا کر اپنی منت اور احسان بیان شرائع مین اور رعایت حکمت ان شرائع مین ذکر فرما کر سورت کو ختم فرماتے ہین **اظہار منت و حکمت در شرائع** يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ أَن تَضِلُّوا ۗ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿١٧٦﴾ **اللہ تعالی تم سے** (دین کی باتین) **اس لیے بیان کرتے ہین کہ تم** (ناواقفی سے) **گمراہی مین نہ پڑو** (یہ تو تذکیر و احسان ہے) **اور اللہ تعالے ہر چیز کو خوب جانتے ہین** (پس احکام کی مصلحتون سے بھی مطلع ہین اور احکام مین ان کی رعایت کی جاتی ہے یہ حکمت کا بیان ہے) الحمد للہ والمنۃ وہو العلیم ذو الحکمۃ کہ تفسیر سورہ نساء کی پندرہوین ذی الحجہ الحرام روز شنبہ وقت چاشت مقام تھانہ بھون مین اتمام و اختتام کو پہونچی۔ آگے انشاء اللہ تعالے سورہ مائدہ کی تفسیر آتی ہے اللہم فکما اتممت تفسیر ہذہ الاجزاء من قرانک علی یدی ہذا العبد الفقیر الی رضوانک + کذلک اتمم تفسیر کلہ علی یدہ بفضلک واحسانک + وافض علیہ من شآبیب فیضانک + آمین اللہم آمین ببرکۃ سیدنا محمد صلے اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ و صحابہ اجمعین ابد الآبدین و دہر الداہرین فقط

ملحقات الترجمہ

۵۱ قولہ فی یستفتونک کلالہ کے باب مین استغنی عن ذکرہ لورودہ فیما بعد ۱۲ **۵۲ قولہ** فی لیس لہ ولد نہ مان باپ اور وہ فی الکمالین بروایۃ ابن ابی شیبۃ عن ابی بکر الصدیق وحکاہ عن جمہور الصحابۃ والتابعین ولم یذکرہ فی القرآن ثقۃ بظہور الامر ۱۲ **۵۳ قولہ** فی اخت عینی علاتی لان اولاد الام قد ذکر حکمہم فی اول السورۃ وعلیہ وقع الاجماع ۱۲ **۵۴ قولہ** فی ان تضلوا اسلیے کہ تم الی قولہ نہ پڑو۔ اشارۃ الی وجہ التقدیر کراہۃ ان تضلوا کما نقلہ فی الروح عن الکسائی والفراء وقال البصریون کراہۃ ان تضلوا وبہ صرح المبرد آہ

اعلان
(کاپی رائٹ محفوظ)
سنہ ۱۹۰۹ء

الروایات فی الاتقان قال الواحدی انزل اللہ تعالے فی الکلالۃ آیتین احداہما فی الشتاء وہی التی فی اول النساء والاخری فی الصیف وہی التی فی آخرہا اھ

منہیات جلد دوم تفسیر بیان القرآن

ان منہیات کی بھی وہی تمہید مقصود ہے جو جلد اول کے منہیات کے قبل معروض ہو چکی ہے ملاحظہ فرما لیا جاوے ۔ فقط ۔

کتبہ اشرف علی عفی عنہ

منہیہ اولی توضیح بعض مقامات تفسیر جلد دوم

صفحہ ۶ سطر ۱۴ حاشیہ فوقانی قولہ فالمراد الخ وہذا کقولہ تعالٰے انی ارانی اعصر خمرا ۔

صفحہ ۱۲ سطر ۹ و ۱۰ قولہ وجہ شکایت الخ یہ جواب ہے سوال مقدر کا جو کہ قول بالا توقع ہدایت کے لیے انکے پروارد ہوتا ہے یعنی جب اللہ تعالی نے اس قصدی پر انکار فرمایا ہے تو اس سے استدلال جواز مداراۃ پر کسطرح صحیح ہوگا جواب کی تقریر یہ ہے کہ انکار و شکایت کی وجہ تقدیم الکافر ہے نہ کہ مداراۃ الکافر ۔

صفحہ ۱۲ سطر ۱۸ قولہ اجازت کی صورت کو الخ یعنے جس صورت مین اجازت موالاۃ کی ہے اس صورۃ کو تقیہ کہنے لگے ۔

صفحہ ۱۲ سطر ۲۹ حاشیہ فوقانی قولہ التفسیر الہندی اے فی حصۃ اردو من ہذا التفسیر ۔

صفحہ ۲۲ سطر ۲۳ قولہ مناجات الخ مراد یہ قول ہے ربنا آمنا بما انزلت واتبعنا الرسول الآیۃ ۔

صفحہ ۳۳ سطر ۱۱ حاشیہ فوقانی قولہ بالخیر ای المذکور فے المتن فی قولہ وغیرہ ۔

صفحہ ۳۶ سطر ۷ قولہ عموم علت الخ توضیح یہ ہے کہ یہ مضمون عام ہے بوجہ عموم علت کے اور وہ علت منافاۃ نبوت وامر بالشرک ہے ۔

صفحہ ۳۷ سطر ۱۱ قولہ واجب عام الخ یعنے ایسا واجب جو انبیا وامم سب پر بالعموم واجب ہو ۔

صفحہ ۶۶ سطر ۲۶ قولہ بعض معاندین صحابہ الخ یعنے بعضے وہ لوگ جو صحابہ سے عناد رکھتے ہین الخ

صفحہ ۷۱ سطر ۱۵ قولہ یہ مناسبت استفادہ الخ یہ جواب ہے سوال مقدر کا تقریر سوال کی یہ ہے کہ جو مناسبت بین الانس والجن افادہ انس للجن کے لیے کافی ہے وہی مناسبت استفادہ انس من الجن کے لیے بھی کافی ہوسکتی ہے پس جن اگر انسان کی طرف نبی بنا کر مبعوث کیا جاوے تو کیا حرج ہے تقریر جواب ظاہر ہے ۔

صفحہ ۷۱ سطر ۷ قولہ جنس سے الخ یعنے جو لفظ جنس ترجمہ من انفسہم مین آیا ہے اس سے مراد جسم نامی حساس متحرک بالارادہ ہو جو کہ انسان کی جنس قریب اور شامل ہے جن کو بھی ۔

صفحہ ۶۷ سطر ۲۰ قولہ پہلون کیطرح الخ پہلے امم کے لوگ مراد نہین بلکہ مراد یہ ہے کہ جنکا پہلے اوپر ابھی ذکر ہوا ہے اس آیت مین ولا یحزنک الذین یسارعون الآیۃ ۔

صفحہ ۷۰ سطر ۱۰ قولہ عدم عقوبت کا اصل سبب تو ارادہ سزا ہے یعنے عدم عقوبت فے الحال کا اصل سبب ارادہ سزا فے المآل ہے ۔

صفحہ ۸۵ سطر ۵ قولہ آگے آتا ہے الخ یعنے معروض چہارم مین ۔

صفحہ ۹۱ سطر ۱۰ قولہ اور اپنے مفہوم مین الخ مطلب یہ کہ وہی مثنی و ثلث و رباع اپنے مفہوم کے اعتبار سے انقسام کے لیے موضوع ہین کیونکہ انکے معنے مین تکرار ہے لان معناہ اثنین اثنین وثلثۃ ثلثۃ واربعۃ اربعۃ ۔

صفحہ ۹۱ سطر ۲۴ قولہ اسکا قرینہ الخ یعنے قرینہ اسکا کہ آیت مین حکم حر کا مذکور ہے نہ اسکا کہ غلام کو دو تک درست ہے ۔

صفحہ ۹۲ سطر ۲۳ قولہ عموم الفاظ الخ مطلب یہ کہ گو سیاق وسباق سے یہان خطاب ازواج کو ہے مگر عموم الفاظ نیز عموم علت سے اور لوگ بھی یعنی عورت کے اقارب بھی داخل ہوگئے اسکے مامور ہین کہ عورتو نکے مہر عورتون ہی کو دیا کرین خود ان مین بلا اذن ان کے تصرف نہ کیا کرین ۔

صفحہ ۹۹ سطر ۷ حاشیہ فوقانی قولہ اشارۃ یعنے بقولہ اخیا فی فافہم ۔

صفحہ ۱۰۴ سطر ۳ حاشیہ فوقانی قولہ الخطاب الخ اے بقولہ تعالٰے فامسکوہن وقولہ ثم اے فی ابتداء الرکوع من الفائدۃ المتعلقۃ

بقولہ تعالیٰ واللاتی الآیۃ وقولہ التی قد نکحت الخ ہو خبر یکون و تقریر المقام ان قولہ خاوند کو اور نیز دوسرے کو رونہ کو یستلزم ان الام بالا ساک لا یختص بالازواج بل یعمہم وغیرہم ویکون المراد بقولہ منکوحہ فی قولہ صرف منکوحہ عورت کے لیے بیان فرمایا المرأۃ التی قد نکحت ولو لم تکن فی نکاح احد بالفعل بان توفی عنہا زوجہا ۔ فافہم ۔

صفحہ ۱۰۸ سطر ۶ حاشیہ تحتانی یمین قولہ الحرۃ ہو مفعول فلا ینکح ۔

صفحہ ۱۰۸ سطر ۳ حاشیہ تحتانی یسار قولہ ثانیاً اے دفعا للتوحش عن نکاح الاما ۔

صفحہ ۱۰۹ سطر ۲ حاشیہ فوقانی قولہ باللام اے المحصنت معرفا لا محصنت منکرا ۔

صفحہ ۱۱۶ سطر ۳ حاشیہ فوقانی قولہ حلنۃ اے قولہ تعالیٰ الجار ذی القربیٰ والجار الجنب فلا یرد رجوع الضمیر الواحد الی المثنی

صفحہ ۱۱۹ سطر ۴ و ۵ حاشیہ فوقانی قولہ لاسیما اذا کان من الحلال الخ یہ ان السکران من الحرام یمکن ان یخاطب زجراً کما ان یصح طلاقہ فی السکر ۔

صفحہ ۱۳۰ سطر ۲ حاشیہ فوقانی قولہ فی القاموس الخ تمام العبارۃ ہکذا وتفیہ ات الفاء الترتیب وہو نوعان معنوی کقام زید فعمرو وذکری وہو عطف مفصل علی مجمل نحو فازلہما الشیطان عنہا فاخرجہما مما کانا فیہ ۔

صفحہ ۱۳۱ سطر ۱۵ قولہ کاپل سنت لتاویل مطیعین والجز قولہ ہم الخ

صفحہ ۱۳۱ سطر ۲ حاشیہ تحتانی یمین قولہ علی المقدم متعلق لقولہ ترتب لا بقولہ السابق ۔

صفحہ ۱۳۶ سطر ۱۰ قولہ فان ذکر الجہاد الخ دلیل صحۃ الارتباط الذی قد ذکرا ولما جرذکر الجہاد فی الآیات السابقۃ الی ذکر من کان ینکر علیہ ات علی الجہاد ولا یعتقدہ وہم المنافقون فیما بعد من قولہ تعالیٰ ان تصبہم الخ علم منہ ان ہذہ الآیۃ اللاحقۃ متعلقۃ ایضاً بمضمون الجہاد فثبت بہ صحۃ ما قررنی وجہ الربط ۔

صفحہ ۱۴۰ سطر ۷ حاشیہ فوقانی قولہ الثمرۃ اے ثمرۃ الشفاعۃ من ایصال النفع او الضرر ۔

صفحہ ۱۶۰ سطر ۱۱ و ۱۲ حاشیہ فوقانی قولہ ہؤلاء وہؤلاء المذکورون الخ معنی ان القرینۃ لفظ ہؤلاء وہؤلاء الآیتان فیما بعد اللذان مصادیقہما اللذان اشیر بہا الیہم المذکورون فیما قبل من المؤمنین والکافرین ۔

صفحہ ۱۷۰ سطر ۱۹ قولہ خاص طور پر کلام فرمایا الخ سورۂ شوری آیت وما کان لبشر ان یکلمہ اللہ میں ضروری بحث متعلق کلام کے آوے گی وہاں ملاحظہ کیا جاوے ۔

صفحہ ۱۷۳ سطر ۲۴ و ۲۵ حاشیہ فوقانی قولہ باثبات الباء ہذا الخ ہذا صفۃ لمعنی قولہ ما فی الروح خبر لما خذہ ۔

منبہیہ ثانیہ فہرست مضامین تفسیریہ

منہیہ ثالثہ صحت نامہ تفسیر بیان القرآن جلد دوم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۸	صورت	سورت
،،	،،	بقر	بقرہ
،،	۱۶	انزل	نزل
	۱۷	از انبیاء	وانبیاء
	۱حاشیہ تحتانی یسار	بحدت	بحدث
،،	۲ ،،	یغدت	یغدی
	۲ ،،	زلغیم	زیغہم
،،	،،	ابی حاتم	ابن ابی حاتم
	حاشیہ کلا تھا	۳۵۴	۳۵۴۲
۳	۴	اس کے	بجز اس کے
،،	۸	اونکا	اوسکا
،،	،،	جو لوگ	اور جو لوگ
	۲۳	ابی حاتم	ابن ابی حاتم
۴	۲	فرمائے	فرمائیے
،،	۸	غلط ۲	غلط ۵
،،	۱۶	لغت	لغت
۶	۱۸	نہ دیکھا تھا	نہ دیکھنا تھا
۷	۱۵	بعض صفات	بعض اوصاف
،،	۱حاشیہ تحتانی یمین	العابدین	العابدین
۸	۲	شان کے	شان سے
،،	۴ و ۱۹	سبب سے	وجہ سے
،،	۲۳	انکار کا	انکار
۹	۲۵	ان پر	ان پر بھی
	۳حاشیہ تحتانی یسار	مہما	بہا
۱۰	۲حاشیہ تحتانی یمین	امنع	امنع
،،	۵حاشیہ تحتانی یسار	التعجب	التعب
۱۱	۴حاشیہ فوقانی	اول	الاول
۱۲	پیشانی	جلد ۱	جلد ۲
،،	۴	بُرے کئے ہوئے	بُرے کئے ہوئے
		کاموں کو	کاموں کو بھی
،،	۶	صریح	صرف
،،	۳حاشیہ تحتانی یسار	ویحذرکم اللہ نفسہ	ویحذرکم اللہ نفسہ الاول
۱۳	۱۲	یون	یہ
	۱۴	مذکور تھی	مذکور تھی آگے
،،	۲۴	اوروہ اس	اور اس
۱۴	۱۷	شرف نسبت	شرف نسب
،،	،،	اس امر	یا اس امر
،،	۳حاشیہ تحتانی یسار	حکمۃ لعل	حکمۃ ولعل
،،	۹ ،،	الی تری	الا تری
،،	۳حاشیہ فوقانی	الانتصاب	الانتصاف
،،	۲۴ ،،	بقولہ	لقولہ
۱۵	۱۲	غرض	عرض
	۱۵	اسی وجہ	اس وجہ
	۲۵	راضی	راضی ۶
،،	۴حاشیہ تحتانی یمین	کالسقوط مایسقط	کالسقوط مایسقط
		بہ	بہ
،،	۵ ،،	ترجمہ	ترجمۃ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵	۵حاشیہ تحتانی یمین	فنبئ	فنبئت
،،	۱حاشیہ تحتانی یسار	علام البیوب	علام الغیوب
۱۶	۱	اللہ عاء	الدعاء
،،	۳	بنا بر بعض روایات	بنا بر بعض روایات
،،	۵	تعقل لگا جاتے	تعقل لگا جاتے
،،	۲۴	کرر	کررۂ
،،	۲حاشیہ فوقانی	قولہ بناک بنابر	قولہ بنابر
۱۷	۱۴	نہین رہی	نہین ہے
،،	۳حاشیہ تحتانی یمین	والیفا	والیضاً
،،	۳حاشیہ تحتانی یسار	الایشکرہا	الا یشکرہا
۱۸	۱۱	ہم دونون	ہم دونون
،،	،،	دونون خرب	دونون خوب
	۱۶	یہ عدم	پس یہ عدم
۱۹	۲۱	دلیل ہین	دلیل ہے
۲۰	۱۹	اشارہ ہے کہ ان کے	اشارہ ہے ان کے
،،	۲۳ فقرہ ۱۶ و ۲ فوقانی	فرشتون	فرشتہ
،،	۲حاشیہ تحتانی یسار	والتسویۃ	التسویۃ
۲۱	۱۲	فرما دیا	حکم فرما دیا
،،	۲حاشیہ تحتانی یمین	بحر	یجر
،،	۱۳حاشیہ فوقانی	انہم	اہتم
،،	۲۹ ،،	تفسیر	التفسیر
۲۲	۱۸	دعوی	دعوت
۲۲	۲۴	حاسل	حل
،،	۴حاشیہ تحتانی یمین	احسن	احس
،،	۱۲حاشیہ فوقانی	لاکون	لان کون
۲۳	۱حاشیہ	ع ۴	ع ۳
	۱۲	بعث	بعثت
۲۴	۲	تم	تمہارے
،،	۳	دعوے	وعدے
۲۵	۷	پورلانے لینے	پورا لے لینے
،،	۱۰	محد	المجد
،،	۲۵	دنیا کا کفارہ	دنیا کفارہ
۲۶	۱۰	اسکے دال	اسکے کہ دال
،،	۱۳	تہا اونکو	تہا جس سے اونکو
	،،	ہوگیا تہا	ہوگیا
،،	۱۹	جسم	جب
،،	۱حاشیہ تحتانی یمین	المعانی	المعانی قلت و اشرت الی کونہ حالا لقوی جو کہ
۲۷	۱۶	خیار	حیار
۲۸	۹	کیا	کیا ہے
۲۹	۱۴	ہوئے جاتے تہے	ہو ہی جاتے تھے
،،	۲۵	مشروعیۃ	بقاء مشروعیۃ
۳۰	۱۰	داقعہ	داقع
،،	۱۴حاشیہ فوقانی	الترتیب	الترتب
۳۱	۶	اوس پر	اوس کتاب پر
،،	،،	نازل کیا گیا	نازل کی گئی
	۱۹	کرتا ہے	کرنا ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۱	۲۵	خدعۃ	خدعۃ
۳۲	۹	نازل کیا گیا	نازل کی گئی
	۱۹	تائید	تعیین
،،	۲۰	کوشیش	کوششین
،،	۱حاشیہ تحتانی یسار	ان یوتی	اان یوتی
۳۳	۱۶	تواوسپر	نہ اوسپر
،،	۱۸	ارتکاب سے ہونا	ارتکاب سے ہوتا
،،	۹حاشیہ تحتانی یسار	المال	مال
	۱۱حاشیہ فوقانی	ارادتہ	اراد
۳۴	۸	دونون	دو
،،	۲۳	عل	علی
،،	۱۵حاشیہ فوقانی	العہد	العبد
۳۵	۷	جزو ثابت	جزو ما ثبت
،،	۱۱	قرضی	قرطی
،،	۱۷	توحید کو چھوڑ کر	توحید کو چھوڑ کر
،،	۲حاشیہ تحتانی یمین	الحیہ	اللحیۃ
،،	۲حاشیہ تحتانی یسار	فی الترجمۃ	فی ترجمۃ
۳۶	۷حاشیہ فوقانیہ	التصدق الحال	التصدیق الحالی
،،	۱۵ فوقانیہ	مذکورہ	مذکورۃ
۳۷	۱۱	اسکا	اسکا
،،	۱۴حاشیہ فوقانی	استشہد	اشہد
،،	۲۹ ،،	عن	من
۳۸	۶	اس مین	اسی مین
،،	۱۵	یعنی کے	یعنی اسلام کے
،،	۱حاشیہ تحتانی یمین	نعتہ	لعنتہ
،،	۵ ،،	تأبد	تأبید
،،	۶ ،،	بہدیہم	بہدیہم
۴۰	۲	اسکو خوب	اسکو بہی خوب
،،	۸	وجہ مبالغہ	وجہ مبالغہ
،،	،،	معنے	معنے
،،	۱۰	بدل	بذل
،،	۱۲	اقتداء	افتداء
،،	۲۲حاشیہ فوقانی	عدی	عدا
۴۱	۸	اور نزول	اور بنزول
،،	۳۰حاشیہ فوقانی	الحقائق	الحقانی
،،	۳۲ ،،	حاصلہا	حاصلہا
۴۲	پیشانی	آل عمران	آل عمران ۳
،،	۴	مذکور تو	مذکور ہوتا تو
،،	۱۷	الحاکم	الحاکم وغیرہ
،،	۲۵	جینی	چنین
،،	۲۹	اسلم	بن اسلم
۴۳	۹	ملامت تا اغوا	ملامت تا اغوا
،،	۱۸	تعہیم مسلمانان	تفہیم مسلمانان
،،	۱۲حاشیہ تحتانی یمین	ایرادہ	وایرادہ
،،	۵حاشیہ تحتانی یسار	الامرین فی اللبا	الامرین فی الباب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۳	۲حاشیہ تحتانی یسار	قال	تال
۴۴	۸	بہ پڑہکر	پڑہکر
،،	۱۲	وعدہ	دو وعدہ
،،	۱۷	مقتضی	مقتضی
،،	۱۹	تتمہ تفہیم مذکور	تتمہ تفہیم مذکور
،،	۲حاشیہ تحتانی یسار	دقیق	ذیق
،،	،، ،،	یمن	یمتن
۴۵	۱۶	متخب	منتخب
،،	۸	جو شخص	جو شخص
۴۶	۴	بعد سزا	بعد تو سزا
،،	۶	ہون گئے ہونگے	ہوگئے ہونگے
،،	۹	من التفرق	عن التفرق
،،	،،	لا ○	(۱۰۳)
،،	۲۶	مرجوم	مرحوم
	۲حاشیہ تحتانی	وفی البیضاوی وہم المرتدون الخ	+
،،	۲۰حاشیہ فوقانی	المبدع ۱۲	المبدع وسنے البیضاوی وہم المرتدون الخ ۱۲
۴۷	۲ و ۷	اسمانون	آسمانون مین
،،	۲۳	دو درجہ	دو درجے
	۳حاشیہ فوقانی	ان	لان
۴۸	۱۰	خنیف	خفیف ۵
،،	۱۱	کسی کی طرف	کسی کی طرف سے
،،	۱۰حاشیہ فوقانی	سالم	سلام
،،	۲۵ ،،	والمفسرین	والمفسرین
۴۹	۸	مدح مومنین	مدح مومنین
		اہل کتاب	اہل کتاب
،،	۱۷حاشیہ تحتانی یمین	[illegible] علی	[illegible] آئی
،،	۳ ،،	بعجلۃ	بالعجلۃ
۵۰	۶	پہونچار ہے ہین	پہونچارہے تہے
،،	۴حاشیہ تحتانی یمین	الصباح	الصیاح
،،	۱حاشیہ تحتانی یسار	البلاغۃ فی	البلاغۃ قولہ کمثل فی الخ
۵۱	۴ و ۱۷	تم ایسے	تم تو ایسے
،،	۱۲	ع ○	ع (۱۱۹)
۵۲	۵	خشک	حک
،،	۱۶	شاہد	مشاہد
۵۴	۲۵	ہے عزر دیکان	ہے نزدیکان
،،	۴حاشیہ تحتانی یمین	الآیۃ ن	الآیۃ ان
۵۵	۷	قصۃ لفضرۃ بدر	قصۃ لنصرۃ بدر
،،	۱۲	یک	ایک

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۴	۲۱	ہوتا ہے مگر جب بھی)	ہو جاتے [illegible]
		تو ہمارا	([illegible])
	۲۵	[illegible]	[illegible]
	حاشیہ تحتانی [illegible]	[illegible]	[illegible]
۵۵	۱۴	[illegible]	[illegible]
۵۶	۶	آگرہ و نوت	[illegible]
〃	۱۲	[illegible]	[illegible]
	۲۰	موانع	[illegible]
	۳۰	( )	[illegible]
	حاشیہ [illegible]	۸	[illegible] الترجمہ
۵۷	۲۱	آل	[illegible]
۵۹	۲/۶/۲	ان الامم	[illegible]
〃	۱۳	[illegible]	[illegible]
۶۰	۱۵	[illegible]	[illegible]
۶۱	۴	[illegible]	[illegible]
〃	۶	[illegible]	[illegible]
〃	۱۸	[illegible]	[illegible]
	۳۰	[illegible]	[illegible]
	۲۳	تاکانی	تاکانی[illegible]
۶۱	۲۴، ۲۶	کاحصہ	کاحصہ[illegible]
〃	۲۵	[illegible]	[illegible]
〃	۲۷	رہے	[illegible]
〃	۳۰	تیب	[illegible]
〃	۲۹	محص باطل	محص[illegible] باطل
	حاشیہ فوقانی	۸	ملخصا الترجمہ

[illegible] ... القاموس ... البالغ [illegible]

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶۱	۱	قابل	وصل
۶۲	۲	تعالی لے	تعالی سے
	〃	ان سے	زبان سے
	حاشیہ [illegible]	الاطا	[illegible]
۶۳	۶	[illegible]	[illegible]
	۵	[illegible]	[illegible]
	حاشیہ فوقانی	[illegible]	[illegible]
۷۱	حاشیہ تحتانی بیں	[illegible]	[illegible]
۷۲	۱۰	تحیا	لعصا
۷۲	۲۴	اواسی ہمائیوں کی	[illegible] ہمائیوں کی
〃	حاشیہ تحتانی بیسا	دوبہم	قلوبہم
۷۳	۴	مغموم ہوں	مغموم ہونے
〃	۲۶	( )	(۱۶۹)
۷۴	۴	ان حالت	اس حالت
〃	۲۴	اوسہم عنقریب	اور عنقریب
〃	حاشیہ تحتانی	ان المراد	ان المرادہم
۷۵	۳	وقانوا	وقانوا
〃	۲۳	تجارت)	تجارت سے
〃	۲۵	تمکو	تمکو[illegible]
〃	۲۸	متقی ہے	متقی ہیں
〃	〃	الکس	کا اس

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶۵	حاشیہ فوقانی	ذرا ناگواری	کوئی ناگواری
۶۶	۲	ہوئے جاسیں	[illegible]
	۱۸	[illegible]	ہیں
	۲۰	ابطال [illegible]	[illegible]
	حاشیہ فوقانی	اسدلا [illegible]	[illegible]
〃	۳۶	[illegible]	[illegible]
〃	۳۱ کنارہ والی	لنطلبہ	وللمطہیر
۸۵	۲	کرائیا	لبا
〃	۱۳	نواب جسب	نواب جب
〃	حاشیہ تحتانی میں	ابدال	تقولی
〃	۵	لنظہو	لسطہورہ
	حاشیہ تحتانی بیسا	تعلقہ	تعلقہ
〃	〃	تلق	وخلق
۸۶	۶	بہا	بہار
〃	۲۰	جو	جو کہ
〃	حاشیہ تحتانی بیسا	النہی عن تقلب	الی النہی للتعلب
〃	۹ حاشیہ فوقانی	ان	الی ان
۸۷	۲	یاس ہیں (آگے صاف نہیں جیسا)	یاس ہیں یہ ٹیک بند ون کے لیے
〃	۸	چیندروزہ	چند روزہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۷	حاشیہ تحتانی میں	مابی	ماہیتی
	۲	تعقسمہم	کمعسمہم
	۲	[illegible]	[illegible]
۸۸	۲۱	[illegible]	[illegible]
۸۹	۵	[illegible] مطالب	حسن مطالب
	حاشیہ تحتانی بیسا	[illegible]	[illegible]
۹۰	حاشیہ فوقانی	[illegible]	[illegible]
۹۱	۲	[illegible]	[illegible]
۹۷	۱۰	حنز	حیز
〃	۱	حنز	حیز
۹۸	۹	[illegible]	[illegible]
۹۹	۴	[illegible]	[illegible]
	۹	[illegible]	[illegible]
〃	۲	دینے	دیدیت
	حاشیہ تحتانی میں	قراسہا	فراسہا
〃	۴	ذو	ذوی
۹۹	حاشیہ فوقانی	الوالد	الولد
〃	۱۹	الملکوکۃ	الملوکۃ
۱۰۰	۱۸	مالکل	بالکلیہ
	۱۹	ہمیشہ	ہمیشہ ہمیشہ
〃	حاشیہ فوقانی	لا دلیل	فلا دلیل
۱۰۱	۴	الیسون یرلو	السون یرلو
۱۰۲	۱۲	محقمین	محققین
	۱۹	بعض محقین	بعض محققین
	۲۰	دینے	دیدینے
	۹ تتمہ حاشیہ فوقانی	اعطاءو	اعطاء
۱۰۳	۱۱	عورت	عورت کو
〃	۱۴	دیتانہا	دیتا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۲	۱۵	کرتا تھی	[illegible]	[illegible]	۳	[illegible]	[illegible]	۱۱۵	حاشیہ تحتانی	بل غیر	بل غیر	۱۲۸	۲	بہکا	بہکا کر
"	۲ حاشیہ تحتانی یمین	دول	[illegible]		۲۰	[illegible]	[illegible]		[illegible]	[illegible]	[illegible]	"	حاشیہ فوقانی	بردبار	[illegible]
					[illegible]	[illegible]	[illegible]		حاشیہ تحتانی یسار	جبیرا	جبیرا	۱۲۹	۵	بہکا	بہکا کر
"	۱۰ "	[illegible]	[illegible]		[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱۱۶	۴	[illegible]	[illegible]		۶	پڑتی	پڑتی ہے
"	۱۱ "	[illegible]	[illegible]		۲	[illegible]	[illegible]	"	۲	[illegible]	[illegible]		۱۵	ان کی رعایت	ان کی ان کی
۱۰۳	۲	[illegible]	[illegible]			[illegible]	[illegible]		۱۶	[illegible]	[illegible]				بھی رعایت
	۸	[illegible]	[illegible]			[illegible]	[illegible]		حاشیہ تحتانی	[illegible]	[illegible]		حاشیہ فوقانی	ثبات	ان اثبات
"	"	[illegible]	[illegible]		[illegible]	[illegible]	[illegible]		یسار	[illegible]	[illegible]			غیرًا	غیرًا غیرًا
	۱۰	[illegible]	[illegible]			[illegible]	[illegible]		حاشیہ فوقانی	لما قبل	لما قبل	۱۳۰	حاشیہ تحتانی یمین	الامر	الامرۃ
	۲ حاشیہ فوقانی	[illegible]	[illegible]		۳ حاشیہ	[illegible]	[illegible]		۲۰	حق مع	[illegible]		حاشیہ فوقانی	التی	التی ہی
					فوقانی	[illegible]	[illegible]		۲۵	مؤمنین	مؤمنین			لاقی	لاقی
"	۴ "	[illegible]	[illegible]		[illegible]	[illegible]	[illegible]		حاشیہ تحتانی یمین	کو کم	کو کم	۱۳۱	۲	بچا لاتا	نہ بچا لاتا
"	۱۰ "	[illegible]	[illegible]		۳	[illegible]	[illegible]			[illegible]	[illegible]		۲	[illegible]	ان اور بیہول
	۱۴	[illegible]	[illegible]		۲۰	[illegible]	[illegible]	۱۲۲	۵	تمہارے چہرہ ان	تمہارے چہرہ ان		۱۶	تحریر	ترجمہ
"	۴۴	[illegible]	[illegible]		حاشیہ تحتانی	[illegible]	[illegible]		حاشیہ فوقانی	تخطیط	تخطیط		۱۰	جنت کا	جنت کا عقبیٰ
"	۳۸	[illegible]	[illegible]		یسار	[illegible]	[illegible]		[illegible]	[illegible]	[illegible]		۲۳	وسلم کی	وسلم کو ہو گئی
	۴۲ "	[illegible]	[illegible]		[illegible]	[illegible]	[illegible]		[illegible]	[illegible]	[illegible]		۲۵	[illegible]	قطع لفظ
۱۰۵	۲۳	[illegible]	[illegible]		[illegible]	[illegible]	[illegible]		۲۶	[illegible]	[illegible]		۲۶	(۷۰)	(۶۹)
	۲۰ حاشیہ فوقانی	[illegible]	[illegible]		۳	[illegible]	[illegible]		[illegible]	[illegible]	[illegible]		حاشیہ تحتانی یمین	الجزو	الجزاء
	۲۹	[illegible]	[illegible]		[illegible]	[illegible]	[illegible]		[illegible] فوقانی	[illegible]	[illegible]			ترتیب	ترتیب
	۳۶ و ۳۹ حاشیہ فوقانی	[illegible]	[illegible]		حاشیہ تحتانی	[illegible]	[illegible]			[illegible]	[illegible]		۲۳	تا او ا	تا لوا
	۳۰	[illegible]	[illegible]		[illegible]	[illegible]	[illegible]			[illegible]	[illegible]	۱۳۲	۵	عالیہ	عالیہ میں
"	۲۶ تتمہ حاشیہ فوقانی	[illegible]	[illegible]		[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱۲۴	[illegible]	[illegible]	[illegible]		حاشیہ فوقانی	فی الارض	فی الارض ما تقولو
	۳۱ "	الصفات	[illegible]		[illegible]	[illegible]	[illegible]		۱۳	[illegible]	[illegible]		حاشیہ یمین	[illegible]	[illegible]
۱۰۶	۲	گیلئیں	[illegible]		[illegible]	[illegible]	[illegible]		[illegible]	[illegible]	[illegible]				
"	۱۱	[illegible]	[illegible]		[illegible]	[illegible]	[illegible]			[illegible]	[illegible]		۳	بچوں ہیں کہ	بچوں ہیں جو سا کر ہیں کہ ہے
۱۰۷	۱۴	[illegible]	[illegible]		[illegible]	[illegible]	[illegible]			[illegible]	[illegible]				
"	۲۳	[illegible]	[illegible]		[illegible]	[illegible]	[illegible]		[illegible]	[illegible]	[illegible]		۲۰	استثنار	استثارۃ
"	۲ حاشیہ فوقانی	جہنا	[illegible]		[illegible]	فی الرد	فی الرد		[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱۳۵	۲	جیسا	جیسا کوئی
	۲۹ "	استغاظ	[illegible]	۱۰۹	حاشیہ تحتانی	[illegible]	[illegible]		۱۵	[illegible]	[illegible]		۱۵	بہتر	بہتر ہے
"	۳ تتمہ اولیٰ حاشیہ فوقانی	ان تاخذ	[illegible]		[illegible]	[illegible]	[illegible]			[illegible]	[illegible]		حاشیہ تحتانی	بیدار	[illegible]
					حاشیہ [illegible]	[illegible]	[illegible]			تمنا رعاۃ	[illegible]	۱۳۶	۸	نگڑنا	نگڑنا
	۱۱ تتمہ ثانیہ حاشیہ فوقانی	لم نعلم	[illegible]		[illegible]	[illegible]	[illegible]		حاشیہ تحتانی یمین	[illegible]	[illegible]		۲۰	الی النسان	الی انسان
					[illegible]	[illegible]	[illegible]						۲۲	مکانی	مکانی
"	۱۴ "	الالهام	[illegible]		حاشیہ تحتانی یمین	[illegible]	[illegible]			[illegible]	[illegible]		۱۴ حاشیہ فوقانی	او عدم نزولہا	او عدم نزولہا
۱۰۸	۱۳	زیادہ مہر ہونے	زیادہ ہونے							[illegible]	[illegible]			(مکرر)	(غیر مکرر)
"	۲۱	صنعت	محکم صنعت		حاشیہ تحتانی	[illegible]	[illegible]			[illegible]	[illegible]		[illegible]	حدیث	[illegible]
"	۵ حاشیہ تحتانی یمین	ما تنفی	انتفی		یسار	[illegible]	[illegible]			[illegible]	[illegible]		[illegible]	نجلۃ	[illegible]
						[illegible]	[illegible]			[illegible]	[illegible]		[illegible]	الی	فی
"	۱ حاشیہ تحتانی یسار	الاصارف	الا اصارف		[illegible]	[illegible]	[illegible]		[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱۳۸	[illegible]	یمیتون	یبیتون
														کیا گیا ہے	کہا گیا ہے
"	۳ "	فکر	[illegible]	۱۱۶	حاشیہ تحتانی یمین	فی حال ان انہ	[illegible]			[illegible]	[illegible]		[illegible]	شفقۃ	[illegible]
"	"	تا نیا	تا نیا							[illegible]	[illegible]		[illegible]	س	[illegible]
۱۰۹	۲ و ۲۹	بنائی	بنائی						[illegible]	[illegible]	[illegible]		حاشیہ فوقانی	[illegible]	[illegible]
	۔	حضرت	یعنی [illegible]					۱۲۰	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱۳۹	[illegible]	دافعہ	دافع
"	۲۱	اس لیے	اسی لیے						۲۰	[illegible]	[illegible]		[illegible]	اعتبار فصاحت	[illegible]
"	"	جبر اور	جبر اور			[illegible]	[illegible]		۱۰	مذمت	مذمت ہے		[illegible]	[illegible]	[illegible]

وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ اِلَّآ اَنْ يَّعْفُوْنَ

اور اگر تم ان بیبیونکو طلاق دو قبل اس کے کہ اُن کو ہاتھ لگاؤ اور اُن کے لیے کچھ مہر بھی مقرر کر چکے تھے تو جتنا مہر تمنے مقرر کیا ہو اُسکا نصف ہی مگر یہ کہ وہ عورتین معاف

اَوْ يَعْفُوَا الَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ؕ وَاَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ؕ وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ؕ اِنَّ

کردین۔ یا یہ کہ وہ شخص رعایت کردے جسکے ہاتھ مین نکاح کا تعلق ہی۔ اور تمہارا معاف کردینا تقوی سے زیادہ قریب ہے۔ اور آپس مین احسان کرنے سے غفلت مت کرو۔ بلاشبہہ

اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝

اللہ تعالی تمہارے سب کامونکو خوب دیکھتے ہین۔

نصف سے زیادہ نہو تتمہ حکم مذکور صورت ثانیہ کا حکم یہ مذکور ہی وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ اِلَّآ اَنْ يَّعْفُوْنَ اَوْ يَعْفُوَا الَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ؕ وَاَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ؕ وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝۲۳ اور اگر تم اُن بیبیون کو طلاق دو قبل اسکے کہ اُن کو ہاتھ لگاؤ اور اُنکے لیے کچھ مہر بھی مقرر کر چکے تھے تو (اس صورت مین) جتنا مہر تمنے مقرر کیا ہو اُسکا نصف (واجب) ہے (اور نصف معاف ہے) مگر (دو صورتین اس مجموعی حکم سے مستثنی ہین ایک صورت تو) یہ کہ وہ عورتین (اپنا نصف) معاف کردین (تو اس صورت مین نصف بھی واجب نرہا) یا (دوسری صورت) یہ (ہے) کہ وہ شخص رعایت کردے جسکے ہاتھ مین نکاح کا تعلق (رکھنا اور توڑنا) ہے (یعنی خاوند پورا مہر اُسکو دیدے تو اس صورت مین نصف کو معاف نہین کرایا) اور (اہل حقوق) تمہارا (اپنے حقوق کو) معاف کردینا (بہ نسبت وصول کرنیکے) تقوی سے زیادہ قریب ہی (کیونکہ معاف کرنیسے ثواب ملتا ہی اور ثواب کا کام کرنا ظاہر ہے کہ تقوی کی بات ہے) اور آپس مین احسان (اور رعایت) کرنے سے غفلت مت کرو (بلکہ ہر شخص دوسرے کے ساتھ رعایت کرنیکا خیال رکھا کرے) بلاشبہہ اللہ تعالی تمہارے سب کامونکو خوب دیکھتے ہین (تو تم اگر کسیکے ساتھ رعایت واحسان کروگے اللہ تعالی اسکی جزائے خیر تمکو دینگے)۔ **ف مسئلہ** جس عورت کا مہر نکاح کے وقت مقرر ہوا ہو اور اُسکو قبل صحبت وخلوۃ صحیحہ کے طلاق دیدی ہو تو مقرر کیے ہوئے مہر کا نصف مرد کے ذمے واجب ہوگا البتہ اگر عورت معاف کردے یا مرد پورا دیدے تو اختیاری بات ہے مسئلہ کسی کے ساتھ سلوک واحسان کرنا یا کسیکو اپنا حق معاف کردینا اسکا فی نفسہ موجب اجر ہونا ظاہر اور معلوم ہی البتہ کسی خاص عارض کی وجہ سے رعایت نکرنیکو ترجیح ہوجاوے وہ اور بات ہے مثلاً یہ کہ رعایت کرنیوالا خود مفلس ہی اور رعایت کرکے پھر تنگدستی پر صبر نکرسکے گا اور خود کسی معصیت مین مبتلا ہوجاویگا سو کسی شئے کا فی نفسہ مستحسن ہونا اور کسی عارض سے غیر مستحسن ہونا انمین باہم کچھ تعارض ومنافات نہین **حکم سی وچہارم محافظت صلوۃ** اس سے آگے پیچھے طلاق وغیرہ کے احکام ہین درمیان مین نماز کے احکام بیان فرمانا اشارہ اسطرف ہے کہ مقصود اصلی توجہ الی الحق ہی اور معاشرات ومعاملات کے احکام سے علاوہ اور مصلحتون کے اس توجہ کی حفاظت اور ترقی بھی مقصود ہی چنانچہ جب انکو خدائی احکام سمجھکر عمل کیا جاویگا توجہ لازم ہوگی پھر یہ کہ ان احکام مین ادائے حقوق عباد بھی ہی اور حقوق عباد کے اتلاف سے درگاہ الٰہی سے دوری ہوتی ہی جسکے لوازم مین سے حق وعبد دونون طرف سے بے توجہی ہی چونکہ نماز مین یہ توجہ زیادہ ظاہر ہی اسلیے اسکے درمیان مین لانے سے اس توجہ کے مقصود ہونے پر زیادہ دلالت ہوگئی تاکہ عبد اس توجہ کو ہر وقت پیش نظر رکھے

اللغات الفضل التفضيل والاحسان ۱۲
النحو فنصف ما فرضتم اى فلهن او فالواجب ۱۲ بيضاوى قوله الا ان يعفون الخ مرجع الاستثناء الى منع النقصان فى احدهما ومنع الزيادة فى الآخر اى فلهن هذا المقدار بلا زيادة والنقصان فى جميع الاحوال الا الخ فنصف غير ملاحظ فيه الوجوب واما على تقدير الوجوب فالاستثناء منقطع لان فى صورة عفو الزوج لا يتصور الوجوب اه من روح المعانى ۱۲
البلاغة او يعفو الذى تسمية عفوا اما على المشاكلة واما لانهم يسوقون المهر الى النساء عند التزوج فمن طلق قبل المسيس استحق استرداد النصف فاذا لم يسترد فقد عفا عنه اه بيضاوى وان تعفوا هذا خطاب للرجال والنساء جميعا وغلب المذكر لشرفه وكذا فيما بعد اه روح المعانى ۱۲
الروايات الذى بيده عقدة النكاح هو الزوج المالك لعقد النكاح وحله (عند ابى حنيفة وكثير من العلماء) وهو التفسير المأثور عن رسول الله صلى الله عليه وسلم كما اخرجه ابن جرير وابن ابى حاتم والطبرانى فى الاوسط والبيهقى بسند حسن عن ابن عمرو مرفوعا وبه قال جمع من الصحابة ۱۲

حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۚ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ○ فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا ۚ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ

محافظت کرو سب نمازوں کی اور درمیان والی نماز کی اور کھڑے ہوا کرو اللہ کے سامنے عاجز بنے ہوئے پھر اگر تمکو اندیشہ ہو تو کھڑے کھڑے یا سواری پر چڑھے چڑھے پڑھ لیا کرو پھر جب تمکو اطمینان

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ○ وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا ۖ وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا

تو تم خدا تعالی کی یاد اس طریق سے کرو جو تمکو سکھلایا ہے جسکو تم نہ جانتے تھے۔ اور جو لوگ وفات پاجاتے ہیں تم میں سے اور چھوڑ جاتے ہیں بیبیوں کو وہ وصیت کر جایا کریں اپنی ان بیبیوں کے واسطے ایک سال

اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ ۚ فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْ مَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ ۗ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ○

منتفع ہونیکی اس طور پر کہ وہ گھر سے نکالی نجاویں ہاں اگر خود نکل جاویں تو تمکو کوئی گناہ نہیں اس قاعدہ کی بات میں جسکو اپنے بارہ میں کریں اور اللہ تعالی زبردست ہیں اور حکمت والے ہیں۔

حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ق وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ۲۳۸ فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا ج فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ۲۳۹ محافظت کرو سب نمازوں کی (عموما) اور درمیان والی نماز (یعنی عصر) کی (خصوصا) اور (نماز میں) کھڑے ہوا کرو اللہ کے سامنے عاجز بنے ہوئے پھر اگر تم کو (باقاعدہ نماز پڑھنے میں کسی دشمن وغیرہ کا) اندیشہ ہو تو تم کھڑے کھڑے یا سواری پر چڑھے چڑھے (جسطرح بن سکے خواہ قبلہ کیطرف بھی مونھ نہو اور گو رکوع وسجود صرف اشارہ ہی سے ممکن ہو) پڑھ لیا کرو (اس حالت میں بھی اسکی محافظت رکھو اسکو ترک مت کرو) پھر جب تمکو (بالکل) اطمینان ہوجاوے (اور اندیشہ جاتا رہے) تو تم خدا تعالے کی یاد (یعنی ادائے نماز) اس طریق سے کرو جو تمکو (اطمینان کی حالت میں) سکھلایا ہے جسکو تم (پہلے سے) نہ جانتے تھے **ف** کثرت سے علماء کا قول بعض احادیث کی دلیل سے یہ ہے کہ بیچ والی نماز عصر ہے کیونکہ اسکے ایکطرف دو نمازیں دن کی ہیں فجر اور ظہر اور ایک طرف دو نمازیں رات کی ہیں مغرب وعشا اسکی تاکید خصوصیت کے ساتھ اسلئے کی کہ اکثر لوگونکو یہ وقت کام کی بھیڑ بھاڑ کا ہوتا ہے۔ اور عاجزی کی تفسیر حدیث میں خاموشی کے ساتھ آئی ہے اسی آیت سے نماز میں باتیں کرنیکی ممانعت ہوئی پہلے درست تھا اور یہ نماز کھڑے کھڑے اشارہ سے جب صحیح ہوگی جب ایک جگہ کھڑا ہو سکے اور اسمیں سجدہ کا اشارہ ذرا زیادہ پست کرے اور چلنے سے نماز نہیں ہوگی البتہ جب ایسا ممکن نہو مثلاً عین لڑائی کا وقت ہی تو نماز کو قضا کر دیا جاویگا دوسرے وقت پڑھ لیں گے **حکم سی و ہنجم وصیت سکونت برائے بیوہ** وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا ۖ وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ ج فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْ مَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ ط وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۲۴۰ اور جو لوگ وفات پاجاتے ہیں تم میں سے اور چھوڑ جاتے ہیں

ملحقات الترجمۃ ۵ قولہ پڑھ لیا کرو اشارۃ الی تقدیر عامل رجالا او المقدر کالملفوظ فصرح بہ فی الترجمہ ۱۲

النحو کما علمکم مالم تکونوا تعلمون الشبہ ذوقی بان فی مالم تکونوا وضع المظہر موضع المضمر ای اذکروا اللہ کالذی علمکم فی الامن من الرکوع والسجود والاستقبال ونحوہا وصیۃ تقدیرہ یوصون وصیۃ والجملۃ خبر الذین یتوفون وفی قراءۃ وصیۃ بالرفع ای وصیۃ الذین الخ قولہ متاعا نصب بیوصون ان اخرت والا بالوصیۃ قولہ غیر اخراج حال من ازواج ای غیر مخرجات ۱۲ بیضاوی

الفقہ استدل الشافعیۃ برجالا علی صحۃ صلوۃ الخائف ماشیا فلما صح یقتر عنہ وقت المسایفۃ الیضم واجاب علمائنا انہ جمع راجل بمعنی الکائن علی رجلیہ لو واقفا فانہ مشترک معنوی بین الماشی والواقف ولما کان المشی عملا کثیرا ولم یدل النص علی تجویزہ کان مفسدا للصلوۃ للاطلاق ولما لم یصح ماشیا تو خر وقت العجز والمسایفۃ کما اخر علیہ السلام یوم الاحزاب وقد ثبت صلوۃ الخوف قبل ذلک فی ذات الرقاع کما نقل فی روح المعانی عن ابن اسحق وغیرہ من اہل السیر ۱۲

الروایات فی لباب النقول اخرج احمد والبخاری فی تاریخہ وابوداود والبیہقی وابن جریر عن زید بن ثابت ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی الظہر بالہاجرۃ وکانت اثقل الصلوات علی اصحابہ فنزلت حافظوا علی الصلوات والصلوۃ الوسطی واخرج الائمۃ الستۃ وغیرہم عن زید بن ارقم قال کنا نتکلم علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الصلوۃ یکلم الرجل منا صاحبہ وہو الی جنبہ فی الصلوۃ حتی نزلت وقوموا للہ قانتین فامرنا بالسکوت ونہینا عن الکلام اھ قلت ولاجل الروایۃ الاولی ذہب الشافعی الی انہا الظہر واجابت الحنفیۃ بانہ ظن من الراوی انہا سبب النزول فلا ینتہض حجۃ مع قولہ علیہ السلام کما اخرجہ مسلم من حدیث علی رض یوم الاحزاب شغلونا عن الصلوۃ الوسطی صلوۃ العصر الحدیث ویمکن ان یجاب عنہ بانہ لعلہ یکون مدرجا من الراوی ولم یشغل یوم الاحزاب عن صلوۃ العصر فقط بل عن الظہر ایضم واللہ اعلم۔ فی لباب النقول اخرج اسحق بن راہویہ فی تفسیرہ عن مقاتل بن حبان ان رجلا من اہل الطائف قدم المدینۃ ولہ اولاد رجال ونساء ومعہ ابوہ وامراتہ فمات بالمدینۃ فرفع ذلک الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاعطی الوالدین واعطی اولادہ بالمعروف ولم یعط امراتہ شیئا غیر انہم امروا ان ینفقوا علیہا من ترکۃ زوجہا الی الحول وفیہ نزلت والذین الآیۃ وروی البخاری عن مجاہد والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا الآیۃ قال کانت ہذہ العدۃ تعتد عند اہل زوجہا واجب فانزل اللہ والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا وصیۃ الآیۃ قال جعل اللہ لہا تمام السنۃ سبعۃ اشہر وعشرین لیلۃ وصیۃ ان شاءت سکنت فی وصیتہا وان شاءت خرجت فالعدۃ کما ہی واجب علیہا اھ فی الحاشیۃ ہذا یدل علی ان مجاہد الا یری نسخ الآیۃ ۱۲

وَلِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ۝ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝

اور سب طلاق دی ہوئی عورتون کے لیے کچھ کچھ فائدہ پہونچانا قاعدہ کے موافق مقرر ہوا ہے اُنپر جو پرہیز کرتے ہین اسیطرح حق تعالے تمہارے لیے اپنے احکام بیان فرماتے ہین اس توقع پر کہ تم سمجھو

بیبیون کو (اُنکے ذمہ لازم ہے کہ) وہ وصیت کر جایا کرین اپنی ان بیبیونکے واسطے ایک سال تک (نان نفقہ اور گھر مین سکونت رکھنے سے) منتفع ہونیکی اسطور پر کہ وہ گھر سے نکالی نہ جاوین ہان اگر (چار مہینہ دس دن کے بعد یا وضع حمل کے بعد عدت گزار کر) خود نکلجاوین تو تمکو کوئی گناہ نہین اس قاعدہ کی بات مین جسکو اپنے بارہ مین (تجویز) کرین (جیسے نکاح وغیرہ) اور اللہ تعالیٰ زبردست ہین (اُنکے خلاف حکم مت کرو) اور حکمت والے ہین (کہ تمام احکام مین تمہاری مصلحتین ملحوظ رکھی ہین گو تمہاری فہم مین نہ آسکین) **ف** جاہلیت مین وفات زوج کی عدت ایک سال تھی اسلام مین بجاے ایک سال کے چار مہینہ دس دن مقرر ہوئے جیسا حکم سی وکیم مین مذکور ہوچکا مگر اسمین عورت کی اتنی رعایت رکھی گئی تھی کہ چونکہ اُسوقت تک میراث کا حکم نازل نہ ہوا تھا اور نہ بی بی کا کوئی حصہ میراث مین مقرر نہ ہوا تھا بلکہ اور دونکے حق کا مدار محض مردہ کی وصیت پر تھا جیسا آیت کتب علیکم اذا حضر کی تفسیر مین معلوم ہوچکا ہے اسلیے یہ حکم ہوگیا تھا کہ اگر عورت اپنی مصلحت سے خاوند کے ترکہ کے گھر مین رہنا چاہے تو سال بھر تک اسکو رہنے کا حق حاصل ہے اور اُسی کے ترکہ سے اس مدت مین اسکو نان نفقہ بھی دیا جاوے اس آیت مین اسیکا بیان ہے اور خاوندونکو حکم ہے کہ اسطرح کی وصیت کرجایا کرین اور چونکہ یہ حق عورت کا تھا اسکو اسکے وصول کرنے نکرنے کا اختیار حاصل تھا اسلیے وارثونکو تو گھر سے نکالنا جائز نہ تھا لیکن خود اسکو جائز تھا کہ اس گھر مین نہ رہے اور اپنا حق ورثہ کو چھوڑدے بشرطیکہ عدت پوری ہوچکے اور نکاح وغیرہ سب درست تھا اور یہی مراد ہے قاعدہ کی بات سے البتہ عدت کے اندر نکلنا اور نکاح کرنا وغیرہ سب گناہ تھا عورت کے لیے بھی اور جو منع کرسکے اور نہ روکے اُسکے لیے بھی پھر جب آیت میراث کی نازل ہوگئی گھر بار سب ترکہ مین سے عورت کا حق ملگیا سواے حصہ مین رہے اور اپنے حصہ سے خرچ کرے یہ آیت منسوخ ہوگئی تتمہ حکم متاع مذکور در شمار سی وسوم وسی و پنجم ایک متاع کا بیان سی وسوم مین ہوا ہے اور ایک متاع کا سی و پنجم مین اب بعض اقسام متاع کے اور باقی ہین انکا بیان فرماتے ہین وَلِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ۝ ۲۴۱ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ ۲۴۲ اور سب طلاق دی ہوئی عورتونکے لیے کچھ کچھ فائدہ پہونچانا (کسی درجہ مین مقرر ہے) قاعدہ کے موافق (اور یہ) مقرر ہوا ہے اُنپر جو (شرک کفر سے) پرہیز کرتے ہین (یعنی مسلمانون پر خواہ یہ مقرر ہونا وجوب کے درجہ مین ہو یا استحباب کے مرتبہ مین) اسیطرح حق تعالیٰ تمہارے (عمل کرنیکے) لیے اپنے احکام بیان فرماتے ہین اس توقع پر کہ تم انکو سمجھو (اور عمل کرو) **ف** سی وسوم مین دو قسم کے مطلقات کا بیان تھا جنکو قبل دخول طلاق ہوئی تھی ایک کو فائدہ پہونچانا یہ تھا کہ جوڑہ دیا دوسری کو فائدہ پہونچانا یہ تھا کہ آدھا مہر دیا اب طلاق والیان رہ گئین جنکو دخول کے بعد طلاق دی جاوے سو اُن مین جسکا مہر مقرر کیا گیا ہو اُسکو فائدہ پہونچانا یہ ہے کہ پورا مہر دینا چاہیے اور جسکا مہر مقرر نہ کیا جاوے اُسکے لیے بعد دخول کے مہر مثل واجب ہے یہ متاع بمعنی مطلق فائدہ پہونچانا اس تفصیل سے تو واجب ہے اور اگر متاع سے مراد فائدہ خاص یعنی جوڑہ ہی دینا ہو تو ایک مطلقہ کو تو دینا واجب ہے جسکا ذکر سی وسوم کے شروع مین ہے اور باقی سب اقسام مین مستحب اور اگر متاع سے مراد نفقہ لیا جاوے تو جس طلاق مین عدت ہے اُس مین عدت گزرنے تک واجب ہے خواہ طلاق رجعی ہو یا بائن غرض آیت اپنے الفاظ عامہ سے سب صورتون کو شامل ہے اور قاعدہ سے مراد یہی تفصیل ہوجاویگی اور ہر صورت کے وجوب و استحباب کا فرق دوسرے دلائل سے ثابت کیا جاویگا اور حقا کو واجب کے معنے مین نہ لین گے بلکہ ثابت کے معنی مین لینگے اور علی الزام کے لیے نہوگا بلکہ محض تاکد کے لیے ہوگا لودرجہ استحباب ہی مین سہی **ف** احکام نکاح وطلاق وغیرہ مین جابجا اتقوا اللہ اور حدود اللہ اور سمیع علیم اور عزیز حکیم اور بصیر اور خبیر اور ہم الظالمون اور فقد ظلم نفسہ وغیرہا کا آنا جو کہ مشعر ہین مخالفت کی حالت مین وعید پر دلیل قطعی ہے کہ یہ سب احکام شریعت مین مقصود اور واجب ہین بطور مشورہ کے نہین جنمین ترمیم وتبدیل کرنیکا یا عمل نکرنیکا ہمکو نعوذ باللہ اختیار حاصل ہو **ربط** منجملہ ابواب البر کے یہانتک پینتیس ۳۵ حکم مختلف انواع کے مذکور ہوئے بعض انمین متعلق بعبادات ہین گو ضمن سیاست ہوت جیسے قصاص اور روزہ اور جہاد اور انفاق فی سبیل اللہ اور حج وحرمت خمر وقمار و نماز اور مثل انکے اور بعض متعلق معاشرت ہین جیسے احکام

الروایات فی لباب النقول اخرج ابن جریر عن ابن زید قال لما نزلت ومتعوہن الی المحسنین قال رجل ان احسنت فعلت وان لم ارد لم افعل فانزل اللہ وللمطلقات

ا لے المتقین آہ قلت والتقوی واجب فلم یبق ما توہم وقلت ایضا لاینافی خصوص السبب عموم الحکم کما تقرر ۱۲

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ خَرَجُوا مِن دِيَارِهِمْ وَهُمْ أُلُوفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ ص فَقَالَ لَهُمُ اللَّهُ مُوتُوا ثُمَّ أَحْيَاهُمْ ط

تجکو اُن لوگون کا قصہ تحقیق نہین ہوا جو کہ اپنے گھرون سے نکل گئے تھے اور وہ لوگ ہزارون ہی تھے موت سے بچنے کے لیے سو اللہ تعالے نے اُن کے لیے فرما دیا کہ مرجاؤ پھر اُنکو جلا دیا

إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ ○

بیشک اللہ تعالی بڑا فضل کرنیوالے ہین لوگون پر مگر اکثر لوگ شکر نہین کرتے ۔

یتامی و نکاح و رضاع و طلاق و مہر وغیرہ کے اور بعض احکام متعلق بمعاملات مثل ربوا و دین و شہادت و رہن کے ختم سورت کے قریب آوینگے اور ان سب سے جیسا کہ بذیل حکم سی وچہارم بیان ہوا مقصود اصلی توجہ الی الحق ہے اور یہ معنی عبادات مین زیادہ صراحت کے ساتھ موجود ہین لہذا زیادہ مطمح نظر احکام متعلق بعبادات ٹھہرے اور پھر عبادات بھی دو طرح کے ہین ایک وہ جنکا نفع لازمی ہو دوسرے وہ جنکا نفع متعدی ہو اور ثانی اول سے زیادہ انفع ہی اور ان عبادات مذکورہ مین سے دو عبادتین اس معنی مین زیادہ اکمل و اقوی ہین جیسا کہ ظاہر ہے ایک جہاد کہ بذل نفس ہے سبیل اللہ مین دوسرے انفاق فی الخیر کہ بذل مال ہی سبیل اللہ مین اسلیئے ان دو مضمونون کے بیان کا اہتمام اس سورت مین اسیطرح اور مواقع مین بھی بہ نسبت اور مضامین کے بہت زیادہ کیا گیا ہی چنانچہ گذشتہ آیات مین بھی متعدد مواقع پر مختلف عنوانات سے سب احکام کے درمیان درمیان مین کہ سب جگہ پھیلے ہوئے معلوم ہون بیان ہوا ہی جیسا والصابرین الی قولہ وحین الباس مین اور وقاتلوا فی سبیل اللہ مین اور کتب علیکم القتال الی قولہ یرجون رحمت اللہ مین صراحۃً اور فان خفتم فرجالا مین ضمناً جہاد کا بیان ہوا ہے اور آتی المال مین اور انفقوا فی سبیل اللہ مین اور دو موقع پر یسئلونک ماذا ینفقون مین انفاق کا بیان ہوا ہے اسی اہتمام کی وجہ سے آیندہ آیات مین بھی ان دونون کا بیان پھر تفصیل کے ساتھ ہوتا ہی چنانچہ آیت وقاتلوا فی سبیل اللہ مین جو ذرا آگے آتی ہی جہاد کا حکم مصرحاً مذکور ہی اور اُسی کی تمہید کے لیے سباق کی آیت الم تر الی الذین خرجوا ابھی آتی ہی اور اُسکی تکمیل کیلیے سیاق کی آیتین الم تر الی الملاء الخ جن مین طالوت و جالوت کا قصہ مذکور ہی نیز لائی گئی ہین اور آیت من ذا الذی یقرض اللہ مین جو قاتلوا کے بعد آتی ہی اور چار رکوعونکی ابتدا مین جو کہ قصہ مذکور کے ختم کے بعد ہین انفاق کی تاکید اور فضیلت اور اُسکے آداب ظاہری و باطنی وغیرہ وغیرہ مضامین مذکور ہین یہ توجیہ ہی ارتباط مضامین آیات کی واللہ اعلم **قصہ گریزندگان از موت بغرض تمہید تشجیع بر قتال** أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ خَرَجُوا مِن دِيَارِهِمْ وَهُمْ أُلُوفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ ص فَقَالَ لَهُمُ اللَّهُ مُوتُوا قف ثُمَّ أَحْيَاهُمْ ط إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ ○ (اے مخاطب) تجکو اُن لوگون کا قصہ تحقیق نہین ہوا جو کہ اپنے گھرونسے نکلگئے تھے اور وہ لوگ ہزارون ہی تھے موت سے بچنے کے لیے سو اللہ تعالے نے اُنکے لیے (حکم) فرما دیا کہ مرجاؤ (سب مرگئے) پھر اُنکو جلا دیا بیشک اللہ تعالی بڑا فضل کرنیوالے ہین لوگون (کے حال) پر مگر اکثر لوگ شکر نہین کرتے **ف** یہ پہلی امتونمین سے کسی کا قصہ ہے کسی ایسے حادثہ سے بھاگے تھے جسمین موت کا اندیشہ تھا مشہور یہ ہی کہ بنی اسرائیل کی ایک جماعت تھی اور طاعون یا جہاد سے بھاگے تھے خدا تعالے نے اُنکو یہ بات دکھلادی کہ موت حیات سب خدا کی قبضہ قدرت مین ہی چنانچہ اُنکو ایکدم سے موت آگئی پھر خدا تعالے نے اپنی قدرت کاملہ سے اور مشہور یہ ہی کہ حضرت حزقیل علیہ السلام پیغمبر کی دعا کے بعد اُنکو زندہ کر دیا تاکہ بلاسبب موت اور بلاسبب حیات دونونکا انکو مشاہدہ ہو جاوے اور فضل یہی یا تو یہی مراد ہی خواہ زندہ کر یا یا اعتقاد درست کر دینا اور رہا امت محمدیہ کو اس قصہ کا سنانا مراد ہی کیونکہ ایسی بات بتلا دینا جس سے اصلاح عقیدہ اور عمل کی ہو بلاشبہہ بڑا فضل ہی چنانچہ یہ قصہ اسی لیے سنایا گیا ہی کہ جہاد وغیرہ سے بسبب خوف موت کے پسپا نہون اور موت و حیات سب قبضہ الٰہی مین سمجھین **مسئلہ** جسطرح جہاد سے بھاگنا حرام ہی اُسیطرح طاعون سے بھاگنا حرام ہی **ف** مرکر زندہ ہو جانے سے تناسخ کا شبہہ نہ کیا جاوے کیونکہ وارد فی الشرع اس دعوی کا باطل کرنا ہی کہ حیات سابقہ کی جزا و سزا کی غرض سے موت کے بعد دوسرا بدن دیا جاوے اور یہان دوسری حیات بغرض جزا و سزا نہ تھی اور مسخ کی صورتین موت کا تحقق

ف [illegible]

البلاغۃ قال البیضاوی تعجیب و تقریر لمن سمع بقصتہم من اہل الکتاب و ارباب التواریخ وقد یخاطب بہ من لم یسمع فانہ صار مثلا فی التعجیب ۱۲

وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ

اور اللہ کی راہ مین قتال کرو　اور یقین رکھو اس بات کا کہ اللہ تعالے خوب سننے والے اور خوب جاننے والے ہین　کون شخص ہے جو اللہ تعالے کو قرض دے اچھے طور پر قرض دینا پھر اللہ تعالے اسکو بڑھا کر

اَضْعَافًا كَثِيْرَةً ۭ وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَيَبْصُۜطُ ۠ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝

بہت سے حصے کردیوے۔　اور اللہ کمی کرتے ہین اور فراخی کرتے ہین　اور تم اُسی کیطرف لیجائے جاؤ گے۔

درمیان مین نہین ہوتا اسلیے اُسپر بھی شبہ نہین ہوسکتا اور یہ حیات ثانیہ اُن آیات کے بھی منافی نہین جن سے معلوم ہوتا ہی کہ مرکر قیامت سے پہلے دنیا مین آنا نہین ہوتا کیونکہ اُن آیات مین نفی عادت کی مقصود ہی اور یہ حیات بطور خرق عادت کے احیا تا ہوگئی ہے لہذا کوئی تعارض نہین **ربط** آگے اس تمہید سے جو مقصود تھا اُسکی تصریح فرماتے ہین اور گو یہ مقصود پہلے بھی چند جا آچکا ہی لیکن غرض ہر موقع کی جدا ہے چنانچہ قاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم مین خاص حرم اور احرام مین قتال جائز نہ ہونیکا شبہ رفع کرنا تھا اور کتب علیکم القتال مین قتال کی فرضیت بیان کرنا تھا اور بیان تشجیع اور ہمت دلانا بقرینہ سباق و سیاق مقصود ہے اور بقیہ مقامات مین فرق ظاہر ہے۔ **تشجیع بر قتال** وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝۲۴۴ (اس قصہ مذکورہ مین غور کرو[۵۱]) اور اللہ کی راہ مین قتال کرو اور یقین کر رکھو اس بات کا کہ اللہ تعالے خوب سننے والے اور خوب جاننے والے ہین (جہاد کرنے اور نہ کرنے والون کی باتین سنتے ہین اور ہر ایک کی نیت جانتے ہین اور سب کو جزاے مناسب دینگے) **ربط** جہاد مین جان خرچ کرنیکے ساتھ آگے مال خرچ کرنے کا بیان فرماتے ہین اور گو انفاق کا بیان اوپر بھی آچکا ہے اور آگے بھی آویگا لیکن ہر مقام کا مقصود بالبیان جداگانہ امر ہے چنانچہ ذرا غور سے معلوم ہوسکتا ہے **ترغیب انفاق در خیر جہاد وغیرہ** مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً ۭ وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَيَبْصُۜطُ ۠ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝۲۴۵ کون شخص ہی (ایسا) جو اللہ تعالیٰ کو قرض دے اچھے طور پر قرض دینا (یعنے اخلاص کے ساتھ[۵۲]) پھر اللہ تعالے اُس (قرض کے ثواب) کو بڑھا کر بہت سے حصے کردیوے اور (اسکا اندیشہ مت کرو کہ خرچ کرنے سے مال کم ہوجاویگا کیونکہ یہ تو اللہ (ہی کے قبضہ مین ہے وہی) کمی کرتے ہین اور (وہی) فراخی کرتے ہین (کچھ خرچ کرنے نکرنے پر اسکا اصلی مدار نہین) اور تم اُسی کیطرف (بعد مرنے کے) لیجائے جاؤ گے (سو اُسوقت نیک کام مین خرچ کرنیکی جزا اور واجب موقع پر خرچ نہ کرنے کی سزا تمکو ملیگی **ف** قرض مجازاً کہدیا ورنہ سب خدا ہی کی ملک ہے مطلب یہ کہ جیسے قرض کا عوض ضروری دیا جاتا ہی اسیطرح تمہارے انفاق کا عوض ضرور ملیگا اور بڑھانے کا بیان ایک حدیث مین آیا ہی کہ ایک خرما اللہ کی راہ مین خرچ کیا جاوے تو خدا تعالے اسکو اتنا بڑھاتے ہین کہ وہ اُحد پہاڑ سے زیادہ ہوجاتا ہے آھ اور ہر شخص جانتا ہی کہ اگر احد پہاڑ کے ٹکڑے خرما کے برابر کیے جاوین بیشمار ہونگے تو اس حساب سے افزونی کی حد سات سو تک نہین رہی اور شان نزول سے بھی یہی بات معلوم ہوتی ہے چنانچہ حدیث مین ہے کہ جب وہ سات سو والی آیت نازل ہوئی تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ اے رب میرے امت کو اور زیادہ دیجیے اسپر یہ آیت نازل ہوئی لباب النقول مین بسند ابن حبان و ابن ابی حاتم و ابن مردویہ بروایت حضرت ابن عمرؓ اسکو نقل کیا ہے **ربط** مقصود مقام مین زیادہ ترغیب قتال کی ہے اوپر کا قصہ اُسی کی تمہید ہے انفاق کا مضمون اسی کی تائید ہے۔ آگے طالوت و جالوت کا قصہ اسیکی تاکید ہی

ملحقات الترجمة

[۵۱] قوله غور کرو۔ اشارة الى تقدير المعطوف عليه ۱۲

[۵۲] قوله (اخلاص کے ساتھ) کذا فی البیضاوی ۱۲

اللغات الضعف المثل کذا فی روح المعانی ۱۲

النحو قرضا حسنا ای اقراضا مفعول مطلق فیضاعفه له ای جزاءه علی حذف المضاف اضعافا حال من الضمیر المنصوب او المفعول الثانی لتضمن المضاعفة معنی التصییر من البیضاوی ۱۲

البلاغة یضاعفه اخرجه علی صورة المغالبة للمبالغة ۱۲ بیضاوی

اختلاف القراءة فیضاعفه قرأ عاصم بالنصب علی جواب الاستفهام حملا علی المعنی فان من ذا الذی یقرض الله فی معنی ایقرض الله احد وفی قراءة بالرفع عطفا علی یقرض وفی قراءة یضعفه بالتشدید من التفعیل ۱۲ من البیضاوی الا قصة العطف ٭

الم تر الی الملا من بنی اسرآءیل من بعد موسی ۘ اذ قالوا لنبی لھم ابعث لنا ملکا نقاتل فی سبیل اللہ

تمکو بنی اسرائیل کی جماعت کا قصہ جو موسے علیہ السلام کے بعد ہوا ہے تحقیق نہین ہوا جبکہ ان لوگون نے اپنے ایک پیغمبر سے کہا کہ ہمارے لیے ایک بادشاہ مقرر کر دیجیے کہ ہم اللہ کی راہ مین قتال کرین

قال ھل عسیتم ان کتب علیکم القتال الا تقاتلوا ۖ قالوا وما لنا الا نقاتل فی سبیل اللہ وقد اخرجنا

ان پیغمبر نے فرمایا کہ کیا یہ احتمال ہو کہ اگر تمکو جہاد کا حکم دیا جاوے کہ تم جہاد نہ کرو وہ لوگ کہنے لگے کہ ہمارے واسطے ایسا کون سبب ہوگا کہ ہم اللہ کی راہ مین جہاد نکرین حالانکہ ہم اپنی

من دیارنا وابنآئنا ۖ فلما کتب علیھم القتال تولوا الا قلیلا منھم ۗ واللہ علیم بالظلمین ۝ وقال لھم نبیھم

بستیوں اور اپنے فرزندون سے بھی جدا کر دیے گئے ہین ان لوگون کو جہاد کا حکم ہوا تو باستثناء ایک قلیل مقدار کے سب پھر گئے اور اللہ تعالے ظالمونکو خوب جانتے ہین اور ان لوگون سے انکے پیغمبر نے فرمایا

ان اللہ قد بعث لکم طالوت ملکا ۚ قالوا انی یکون لہ الملک علینا ونحن احق بالملک منہ ولم یؤت سعۃ من

کہ اللہ تعالے نے تمپر طالوت کو بادشاہ مقرر فرمایا کہنے لگے اونکو ہمپر حکمرانی کا کیسے حق حاصل ہوسکتا ہو حالانکہ بہ نسبت انکے ہم حکمرانی کے زیادہ مستحق ہین اور انکو تو کچھ مالی وسعت بھی

المال ۚ قال ان اللہ اصطفہ علیکم وزادہ بسطۃ فی العلم والجسم ۖ واللہ یؤتی ملکہ من یشآء ۚ واللہ واسع علیم

نہین دی گئی۔ ان پیغمبر نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے تمہارے مقابلہ مین انکو منتخب فرمایا ہو اور علم اور جسامت مین اسکو زیادتی دی ہے اور اللہ تعالی اپنا ملک جسکو چاہین دین۔ اور اللہ تعالے وسعت دینے والے ہین جاننے والے ہین

قصہ طالوت وجالوت الم تر الی الملا من بنی اسرآءیل من بعد موسی ۘ اذ قالوا لنبی لھم ابعث لنا ملکا نقاتل فی سبیل اللہ ۖ قال ھل عسیتم ان کتب علیکم القتال الا تقاتلوا ۖ قالوا وما لنا الا نقاتل فی سبیل اللہ وقد اخرجنا من دیارنا وابنآئنا ۖ فلما کتب علیھم القتال تولوا الا قلیلا منھم ۗ واللہ علیم بالظلمین ۝۲۴۶ (ای مخاطب) تجکو بنی اسرائیل کی جماعت کا قصہ جو موسی علیہ السلام کے بعد ہوا ہی تحقیق نہین ہوا (جو ہین سے پہلے ان پر جالوت کافر غالب آچکا تھا اور انکے کئی صوبے اپنے دبا لیے تھے) جبکہ ان لوگون نے اپنے ایک پیغمبر سے کہا کہ ہمارے لیے ایک بادشاہ مقرر کر دیجیے کہ ہم (اسکے ساتھ ہوکر) اللہ کی راہ مین (جالوت سے) قتال کرین ان پیغمبر نے فرمایا کہ کیا یہ احتمال ہے اگر تمکو جہاد کا حکم دیا جاوے کہ تم (اسوقت) جہاد نہ کرو وہ لوگ کہنے لگے ہمارے واسطے ایسا کون سبب ہوگا کہ ہم اللہ کی راہ مین جہاد نکرین حالانکہ جہاد کے لیے ایک اور محرک بھی ہے وہ یہ کہ ہم (ان کافرونکے ہاتھون) اپنی بستیون اور اپنے فرزندون سے بھی جدا کر دیے گئے ہین (کیونکہ انکی بعض بستیان بھی ان کافرون نے دبالی تھین اور انکی اولاد کو بھی قید کر لیگئے تھے) پھر جب ان لوگونکو جہاد کا حکم ہوا تو باستثناء ایک قلیل مقدار کے (باقی) سب پھر گئے (جیسا کہ آگے جہاد کی غرض سے بادشاہ کے مقرر ہونیکا اور ان لوگون کے پھر جانیکا تفصیلا بیان آتا ہے) اور اللہ تعالی ظالمونکو (یعنی خلاف حکم کرنے والون کو) خوب جانتے ہین (سبکو مناسب سزا دینگے) **ف** ان بنی اسرائیل نے حق تعالے کے احکام کو چھوڑ دیا تھا کفار عمالقہ انپر مسلط کر دیے گئے اسوقت ان لوگونکو فکر اصلاح ہوئی اور ان پیغمبر کا نام شمویل مشہور ہی **بقیہ قصہ** وقال لھم نبیھم ان اللہ قد بعث لکم طالوت ملکا ۚ قالوا انی یکون لہ الملک علینا ونحن احق بالملک منہ ولم یؤت سعۃ من المال ۚ قال ان اللہ اصطفہ علیکم وزادہ بسطۃ فی العلم والجسم ۖ واللہ یؤتی ملکہ من یشآء ۚ واللہ واسع علیم ۝۲۴۷ اور ان لوگون سے انکے پیغمبر نے فرمایا کہ اللہ تعالے نے تمپر طالوت کو بادشاہ مقرر فرمایا کہنے لگے انکو ہمپر حکمرانی کا کیسے حق حاصل ہو سکتا ہی حالانکہ بہ نسبت انکے ہم حکمرانی کے زیادہ مستحق ہین اور انکو کچھ مالی وسعت بھی نہین دیگئی (کیونکہ

اللغات الملا جماعۃ یجتمعون للتشاور لا واحد لہ کالقوم ۱۲ بیضاوی فی القاموس وسع ککرم وسانۃ وسعۃ والھم سع علینا ای وسع آہ فسعۃ مصدر و واسع بمعنی موسع بالتشدید ۱۲ **النحو** ھل عسیتم فصل بین عسی وخبرہ بالشرط والمعنی اتوقع جبنکم من القتال ان کتب علیکم فادخل ھل علی فعل التوقع مستفھما عما ھو المتوقع عندہ تقریرا وتثبیتا اہ بیضاوی واعترض بان ھل لما دخل علی التوقع کان الاستفھام عنہ لا المتوقع وھو خلاف المقصود واجیب کما فی روح المعانی ان الاستفھام دخل علی جملۃ مشتملۃ علی توقع ومتوقع لا سبیل الی الاول لان الرجل لا یستفھم عن توقعہ فتعین ان یکون عن المتوقع اہ قولہ وما لنا فی روح المعانی ای ما الداعی لنا الی ان لا نقاتل وھو خبر عن ما والشائع فی مثل ھذا الترکیب ما لنا نفعل او لا نفعل علی ان الجملۃ حال والاخفش ادعی زیادۃ ان ۱۲ **البلاغۃ** وانما ذکر فی معرض الشرط کتابۃ القتال دون ما التمسوہ مع انہ اظہر تعلقا بکلامھم مبالغۃ فی بیان تخلفھم عنہ فانھم اذا لم یقاتلوا عند فرضیۃ القتال علیھم بایجاب اللہ تعالی فلان لا یقاتلوا عند عدم فرضیۃ اولے آہ روح المعانی ۱۲

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَىٰ وَآلُ هَارُونَ

اور اُن سے اُنکے پیغمبر نے فرمایا کہ اُنکے بادشاہ ہونیکی یہ علامت ہے کہ تمہارے پاس وہ صندوق آجاویگا جسمین تسکین کی چیز ہے تمہارے رب کیطرف سے اور کچھ بچی ہوئی چیزین ہین جنکو حضرت موسیٰ و حضرت ہارون علیہما السلام

تَحْمِلُهُ الْمَلَائِكَةُ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ ۞ فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوتُ بِالْجُنُودِ قَالَ إِنَّ اللَّهَ

چھوڑ گئے ہین اُس صندوق کو فرشتے لے آوینگے اسمین تم لوگون کے واسطے پوری نشانی ہے اگر تم یقین لانیوالے ہو۔ پھر جب طالوت فوجونکو لیکر چلے تو انہون نے کہا کہ حق تعالیٰ تمہارا

مُبْتَلِيكُمْ بِنَهَرٍ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّي وَمَنْ لَّمْ يَطْعَمْهُ فَإِنَّهُ مِنِّي إِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً بِيَدِهِ ۚ فَشَرِبُوا

امتحان کرینگے ایک نہر سے سو جو شخص اُس سے پانی پیویگا تو وہ میرے ساتھیون مین نہین اور جو اسکو زبان پر بھی نہ رکھے وہ میرے ساتھیون مین ہے لیکن جو شخص اپنے ہاتھ سے ایک چلو بھر لے سو سب نے اُس سے پینا

مِنْهُ إِلَّا قَلِيلًا مِّنْهُمْ ۚ فَلَمَّا جَاوَزَهُ هُوَ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ قَالُوا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ ۚ

شروع کر دیا مگر تھوڑے آدمیون نے اُنمین سے۔ سو جب طالوت اور جو مومنین اُنکے ہمراہ تھے نہر سے پار اُتر گئے کہنے لگے کہ آج تو ہم مین جالوت اور اُس کے لشکر کے مقابلہ کی طاقت نہین معلوم ہوتی۔

٣٢ ع ٦ ١٢

طالوت غریب آدمی تھے) اُن پیغمبر نے (جواب مین) فرمایا کہ (اول تو) اللہ تعالیٰ نے تمہارے مقابلہ مین اُنکو منتخب فرمایا ہے (اور انتخاب کی مصلحتونکو اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہین) اور (دوسرے) علم (سیاست) اور جسامت مین اُسکو زیادتی دی ہے (اور بادشاہ ہونیکے لیے اس علم کی زیادہ ضرورت ہے تاکہ ملکی انتظام پر قادر ہو اور جسامت بھی باین معنی مناسب ہے کہ موافق و مخالف کے قلب مین وقعت و ہیبت ہو) اور (تیسرے) اللہ تعالیٰ (مالک الملک ہین) اپنا ملک جسکو چاہین دین (اُن سے کوئی سوال کا منصب نہین رکھتا) اور (چوتھے) اللہ تعالیٰ وسعت دینے والے ہین (اُنکو مال دیدینا کیا مشکل ہے جسکے اعتبار سے تمکو شبہ ہے اور) جاننے والے ہین (کہ کون لیاقت سلطنت کی رکھتا ہے) **بقیہ** وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَىٰ وَآلُ هَارُونَ تَحْمِلُهُ الْمَلَائِكَةُ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ ۞ ٢٤٨ اور (جب اُن لوگون نے پیغمبر سے یہ درخواست کی کہ اگر کوئی ظاہری حجت بھی اُنکی منجانب اللہ بادشاہ ہونیکی ہم مشاہدہ کرلین تو اور زیادہ اطمینان ہوجاوے اُسوقت) اُنسے اُنکے پیغمبر نے فرمایا کہ اُنکے (منجانب اللہ) بادشاہ ہونیکی یہ علامت ہے کہ تمہارے پاس وہ صندوق (بدون تمہارے لائے ہوئے) آجاویگا جسمین تسکین (اور برکت) کی چیز ہے تمہارے رب کیطرف سے (یعنی توارت اور توارت کا منجانب اللہ ہونا ظاہر ہے) اور کچھ بچی ہوئی چیزین ہین جنکو حضرت موسیٰ و حضرت ہارون علیہما السلام چھوڑ گئے ہین (یعنے ان حضرات کے کچھ ملبوسات وغیرہ غرض) اس صندوق کو فرشتے لے آوینگے اس (طرح سے صندوق کے آجانے) مین تم لوگونکے واسطے پوری نشانی ہے اگر تم یقین لانے والے ہو **ف** اس صندوق مین تبرکات تھے جالوت جب بنی اسرائیل پر غالب آیا تھا یہ صندوق بھی لیگیا تھا جب اللہ کو اس صندوق کا پہونچانا منظور ہوا تو یہ سامان کیا کہ جہان اُس صندوق کو رکھتے وہان ہی سخت سخت بلائین نازل ہوتین آخر اُن لوگون نے ایک گاڑی پر اُسکو لادکر بیلونکو ہانک دیا فرشتے اُسکو ہانک کر یہان پہونچا گئے جس سے بنی اسرائیل کو بڑی خوشی ہوئی اور طالوت بادشاہ مسلم ہوگئے **بقیہ** فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوتُ بِالْجُنُودِ ۙ قَالَ إِنَّ اللَّهَ مُبْتَلِيكُمْ بِنَهَرٍ ۚ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّي ۚ وَمَنْ لَّمْ يَطْعَمْهُ فَإِنَّهُ مِنِّي إِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً بِيَدِهِ ۚ فَشَرِبُوا مِنْهُ إِلَّا قَلِيلًا مِّنْهُمْ ۚ فَلَمَّا جَاوَزَهُ هُوَ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ ۙ قَالُوا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ ۚ

اللغات التابوت الصندوق فعلوت من التوب فانه لا یزال یرجع الیه ما یخرج منه ۱۲ بیضاوی **الطعم** ما یودیه الذوق ولیس ہو نفس الذوق فمن فسرہ به علی ہذا فقد توسع وعلی التقدیرین استعمال طعم الماء بمعنی ذاق طعمه مستفیض لا لیحاب واما استعماله بمعنی شرب واتخذه طعاما فصحیح الا ان لیقتضیه المقام کذا فی روح المعانی **الفئة** قال البیضاوی الفرقة من الناس من فاوت راسه اذا شققته او من فاء اذا رجع فوزنها فعة او فلة اہ ۱۲ **النحو** مما عندی من للبیان فالبقیة ہی ما ترک آل موسیٰ آل ہارون سماہا البقیة لبقائہا وغیبتہا **البلاغة** الاول مفخم لتفخیم شانہا ۱۲ بیضاوی **تحمله** اما حقیقة او مجازا علی حد حمل زید متاعی الی مکة ۱۲ روح المعانی قلت واخترت المجاز لمساعدة القصة المنقولة قوله فلیس منی فی روح المعانی ای من اشیاعی او لیس بمتصل بی ومتحد معی من التصالة دہی غیر تبعیضیة عند بعض وکانہا بیانیة عنده وعینہا عند آخرین قوله الا من اغترف استثناء من الموصول الاول او ضمیره فی الجزء وفائدة تقدیم الجملة الثانیة الایذان بانہا من تتمة الاولی وان الغرض منہا تاکیدہا وتتمیمہا نہیا عن الشرب من کل وجه وافادۃ ان المغترف لیس ہذا اتی حکما فیوکد ترخیص الاغتراف ولو اخرت لم تفد ہذه الفوائد ولا اختل النظم لدلالة الاستثناء اذ ذاک علی ان المغترف متحد معه ودلالة الجملة الثانیة بمفہومہا علی انه غیر متحد معه کذا فی روح المعانی ۱۲

قَالَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوا اللّٰهِ ۙ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً ۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝

(ایسے لوگ جنکو یہ خیال تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے روبرو پیش ہونیوالے ہیں کہنے لگے کہ کثرت سے بہت سی چھوٹی چھوٹی جماعتیں بڑی بڑی جماعتوں پر خدا کے حکم سے غالب آگئی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ استقلال والوں کا ساتھ دیتے ہیں

وَلَمَّا بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ قَالُوْا رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝

اور جب جالوت اور اسکی فوجوں کے سامنے میدان میں آئے تو کہنے لگے کہ اے ہمارے پروردگار ہم پر استقلال نازل فرمایئے اور ہمارے قدم جمائے رکھیے اور ہمکو اس کافر قوم پر غالب کیجیے

فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۣ وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ وَاٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَاۗءُ ۭ

پھر طالوت والوں نے جالوت والوں کو خدا تعالیٰ کے حکم سے شکست دیدی اور داؤد علیہ السلام نے جالوت کو قتل کر ڈالا اور انکو اللہ تعالیٰ نے سلطنت اور حکمت عطا فرمائی اور بھی جو جو منظور ہوا انکو تعلیم فرمایا۔

قَالَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوا اللّٰهِ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ ۲۴۹ پھر جب (بنی اسرائیل نے طالوت کو بادشاہ تسلیم کر لیا اور جالوت کے مقابلہ کے لیے لوگ جمع ہو گئے اور) طالوت فوجونکو لیکر (اپنے مقام یعنی بیت المقدس سے عمالقہ کیطرف) چلے تو انہوں نے (ہمراہی پیغمبر کی وحی سے دریافت کر کے ساتھیوں سے) کہا کہ حق تعالیٰ (استقلالی و بے استقلالی میں) تمہارا امتحان کرینگے ایک نہر (جو راہ میں آویگی اور شدت تشنگی کے وقت اسپر گذرو گے) سو جو شخص اس سے (افراط کے ساتھ) پانی پیوے گا وہ تو میرے ساتھیوں نہیں اور جو اسکو زبان پر بھی نہ رکھے (اور اصل حکم یہی ہے) وہ میرے ساتھیوں میں ہے لیکن جو شخص اپنے ہاتھ سے ایک چلو بھر لے (تو اتنی رخصت ہے) غرض وہ نہر رستہ میں آئی پیاس کی تھی شدت) سو سب نے اس سے (بے تحاشا) پینا شروع کر دیا مگر تھوڑے سے آدمیوں نے ان میں سے (احتیاط کی کسی نے بالکل نہ پیا ہو گا کسی نے چلو سے زیادہ نہ پیا ہو گا) سو جب طالوت اور جو مومنین انکے ہمراہ تھے نہر سے پار اتر گئے (اور اپنے مجمع کو دیکھا کہ تھوڑے سے آدمی رہ گئے اسوقت بعضے آدمی آپس میں) کہنے لگے کہ آج تو (ہمارا مجمع اتنا کم ہے کہ اس حالت سے) ہم میں جالوت اور اسکے لشکر کے مقابلہ کی طاقت نہیں معلوم ہوتی (یہ سنکر) ایسے لوگ جنکو یہ خیال (پیش نظر)[2] تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے روبرو پیش ہونیوالے ہیں کہنے لگے کہ کثرت سے (ایسے واقعات ہو چکے ہیں کہ) بہت سی چھوٹی چھوٹی جماعتیں بڑی بڑی جماعتوں پر خدا کے حکم سے غالب آگئی ہیں (اصل چیز استقلال ہے) اور اللہ تعالیٰ استقلال والوں کا ساتھ دیتے ہیں **ف** اس امتحان کی حکمت اور توجیہ احقر کے ذوق میں یہ معلوم ہوتی ہے کہ ایسے مواقع پر جوش و خروش میں بھیڑ بھڑ کا بہت ہو جایا کرتا ہے لیکن وقت پر جمنے والے کم ہوتے ہیں اور اسوقت ایسوں کا اکھڑ جانا باقی لوگوں کے پاؤں بھی اکھاڑ دیتا ہے اللہ تعالیٰ کو ایسے لوگوں کا علیحدہ کرنا منظور تھا اسکا یہ امتحان مقرر کیا گیا جو کہ نہایت ہی مناسب ہے کیونکہ قتال میں ضرورت استقلال و جفاکشی کی ہوتی ہے سو شدت پیاس کے وقت بے ست پانی ملنے پر ضبط کرنا دلیل استقلال کی اور اندھے پاؤں کیطرح جا گرنا دلیل بے استقلالی کی ہے آگے خرق عادت ہے کہ زیادہ پانی پینے والے غیبی طور پر بھی زیادہ بیکار اور از کار رفتہ ہو گئے جیسا روح المعانی میں بسند ابن ابی حاتم حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے اور اس قصہ میں جو احوال واقوال مذکور ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں تین قسم کے لوگ تھے ناقص الایمان جو امتحان میں پورے نہ اترے اور کامل جو امتحان میں پورے اترے مگر اپنی قلت کی فکر ہوئی اور اکمل جنکو یہ بھی فکر نہیں ہوئی **بقیہ** وَلَمَّا بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ قَالُوْا رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ ۲۵۰ اور جب (دیار عمالقہ میں پہونچے اور) جالوت اور اسکی فوجوں کے سامنے میدان میں آئے تو (دعا میں حق تعالیٰ سے) کہنے لگے کہ اے ہمارے پروردگار ہم پر (یعنی ہمارے قلوب پر) استقلال (غیب سے) نازل فرمایئے اور (مقابلہ کے وقت) ہمارے قدم جمائے رکھیے اور ہمکو اس کافر قوم پر غالب کیجیے **ف** اس دعا کی ترتیب بڑی پاکیزہ ہے کہ غلبہ کے لیے چونکہ ثابت قدمی کی ضرورت ہے اسلیے پہلے اسکی دعا کی اور ثابت قدم کا مدار ثبات قلب پر ہے اسلیے اس سے پہلے ثبات قلب کی دعا کی **بقیہ** فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۣ وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ وَاٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَاۗءُ

ملحقات الترجمۃ

[1] **قولہ** اور اصل حکم الی قولہ رخصت تنبیہ علی ان عدم الطعم عزیمۃ والاغتراف رخصۃ فلا تعارض فیہما فافہم ۱۲

[2] **قولہ** پیش نظر تھا فالظن ہہنا محصلہ العرفان الکامل الذی یسمی مشاہدۃ والظن مشترک معنوی ہذا والوماہ الزعم بلا دلیل او خلاف دلیل ۱۲

اللغات برزوا قال الحلبی الارض الفضاء التی لا حجاب فیہا یقال لہا البراز فکان البروز الحضور فی الارض البراز آہ الافراغ الصب کذا فی القاموس ۱۲

البلاغۃ قولہ مما یشاء ظاہر المقام مما شاء ولعل اختیار المضارع لافادۃ التجدد ای شاء شیئا فاعطاہ ثم شاء شیئا فاعطاہ ثم وثم ۱۲

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا

اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ تعالیٰ بعضے آدمیوں کو بعضوں کے ذریعہ سے دفع کرتے رہا کرتے ہیں تو سرزمین فساد سے پُر ہو جاتی ولیکن اللہ تعالیٰ بڑے فضل والے ہیں جہان والوں پر ۔ یہ اللہ تعالیٰ کی آیتیں ہیں جو صحیح صحیح طور پر

عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۭ وَاِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ

ہم تمکو پڑھ پڑھکر سناتے ہیں ۔ اور آپ بلاشبہ پیغمبروں میں سے ہیں ۔ یہ حضرات مرسلین ایسے ہیں کہ ہمنے ان میں سے بعضوں کو بعضوں پر فوقیت بخشی ہے بعضے ان میں وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہوئے ہیں اور بعضوں کو

بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ۭ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ

انمیں بہت سے درجوں میں سرفراز کیا ۔ اور ہمنے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کو کھلے کھلے دلائل عطا فرمائے اور ہم نے انکی تائید روح القدس سے فرمائی ۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو جو لوگ انکے بعد ہوئے ہیں

مِنْۢ بَعْدِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ

باہم قتل و قتال نکرتے بعد اسکے کہ انکے پاس دلائل پہنچ چکے تھے ولیکن وہ لوگ باہم مختلف ہوئے سو ان میں کوئی تو ایمان لایا اور کوئی کافر رہا اور اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا

مَا اقْتَتَلُوْا ۣ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ۝

تو وہ لوگ باہم قتل و قتال نہ کرتے لیکن اللہ تعالیٰ جو چاہتے ہیں کرتے ہیں ۔

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ [251] پھر طالوت والوں نے جالوت والوں کو خدا تعالیٰ کے حکم سے شکست دیدی اور داؤد علیہ السلام نے (جو کہ اسوقت طالوت کے لشکر میں تھے اور اسوقت تک نبوت وغیرہ نہ ملی تھی) جالوت کو قتل کر ڈالا (اور مظفر و منصور واپس آئے) اور (اسکے بعد) انکو (یعنی داؤد علیہ السلام کو) اللہ تعالیٰ نے سلطنت اور حکمت (کہ یہاں عبارت نبوت سے ہے) عطا فرمائی اور بھی جو جو منظور ہوا انکو تعلیم فرمایا (جیسے سلاح آلات زرہ بنانا اور جانوروں کی بولی سمجھنا آگے اس واقعہ کی مصلحت عامہ فرماتے ہیں) اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ تعالیٰ بعضے آدمیوں کو (جو کہ مفسد ہوں) بعضوں کے ذریعہ (جو کہ مصلح ہوں وقتاً فوقتاً) دفع کرتے رہا کرتے ہیں (یعنے اگر مصلحین کو مفسدین پر غالب نکرتے رہتے) تو سرزمین (تمامتر) فساد سے پُر ہو جاتی ولیکن اللہ تعالیٰ بڑے فضل والے ہیں جہان والوں پر (اسلیے وقتاً فوقتاً اصلاح فرماتے رہتے ہیں) ف اور کبھی اسکا عکس جو ہو جاتا ہے اسمیں کچھ اور مصلحتیں ہوتی ہیں لیکن اصل مقصود غلبہ اہل حق کا ہوتا ہے چنانچہ آخر انجام اسی پر قرار پاتا ہے جیسا کہ حدیث اور مشاہدہ دونوں شاہد ہیں ف [2] اس قصہ میں عیسائیوں نے کچھ شبہات کیے ہیں انکا جواب مع تقریر شبہات تفسیر حقانی میں مذکور ہے ربط چونکہ قرآن کے اعظم مقاصد سے اثبات نبوت محمدیہ بھی ہے اسلیے اکثر جسجگہ کسی مضمون کے ساتھ مناسبت ہونے سے موقع ہوتا ہے وہاں اسکا اعادہ کیا جاتا ہے چنانچہ اس مقام پر اس قصہ کی صحیح خبر دینا ایسے طور پر کہ نہ آپنے کہیں پڑھا نہ کسی سے سنا نہ آپنے دیکھا یہ معجزہ ہونے کے صحیح دلیل ہے صدق دعوی نبوت کی اسلیے آگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر استدلال فرماتے ہیں **استدلال بر نبوت محمدیہ** تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۭ وَاِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ [252] یہ (آیتیں یعنی یہ قصہ مذکور ہوا) اللہ تعالیٰ کی آیتیں ہیں جو صحیح صحیح طور پر ہم تمکو پڑھکر سناتے ہیں اور (اس سے ثابت ہوتا ہے کہ) آپ بلاشبہ پیغمبروں میں سے ہیں **ربط** چونکہ اوپر کی آیت میں ضمناً پیغمبروں کا مجملاً ذکر آ گیا تھا اسلیے اگلی آیت میں کسیقدر تفصیل انمیں سے بعض حضرات کے احوال و کمالات کی اور پھر انکے ذکر کی مناسبت سے انکے امم کی ایک حالت خاصہ اور اس حالت کے واقع فی الوجود ہونیکے متضمن حکمت و مصلحت الٰہیہ ہونیکی طرف اشارہ یہ سب مضامین مذکور ہوتے ہیں **تفصیل احوال بعض انبیاء و امم** تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ۭ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا ۣ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ۝ [253]

النحو درجات قیل انتصابه على المصدر لان الدرجة بمعنى الرفعة وقیل التقدير على اوالى او فى درجات فلما حذف حرف الجر وصل الفعل بنفسه كذا فى روح المعانى قلت وقد اخترت تقديرا فى ١٢ **البلاغة** فى الكشاف فان قلت فلم خص موسى وعيسى من بين الانبياء بالذكر قلت لما اوتيا من الآيات العظيمة والمعجزات الباهرة قوله ولو شاء الله ما اقتتلوا فى الانتصاف قال محمود ورح كرر للتاكيد قال احمد وراء التاكيد سر خص منه ديوان العرب فى ذلك ان اول كلاهما على مقصد ثم اعترضها مقصد آخر واريد الرجوع الى الاول فيصدر ذكره اما بتلك العبارة او بقريب منها وفى كتاب الله مواضع فى هذا المعنى منها قوله تعالى من كفر بالله من بعد ايمانه الى صدرا . منها قوله ولولا رجال مؤمنون الى قوله كفروا منهم وهذه الآية من هذا النمط لما صدر الكلام بان اقتتالهم كان على وفق المشية ثم طال الكلام واريد بيان ان مشية الله تعالى كما نفذت فى هذا الامر الخاص وهو اقتتال هؤلاء فهى نافذة فى كل فعل واقع وهو التعلق بالمشية بالاقتتال المتلوة عموم تعلق المشية لتناسب الكلام وتعرف كل لشكله فهذا اسر منشرح لبيانه العهد بمتاح السطر

وقف لازم

٤٠

٣٣

ع ٥

١

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ

اے ایمان والو خرچ کرلو ان چیزون سے جو ہمنے تمکو دی ہین قبل اسکے کہ وہ دن آجاوے کہ جسمین نہ تو خرید و فروخت ہوگی

فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ۭ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○

اور نہ دوستی ہوگی اور نہ کوئی سفارش ہوگی اور کافرہی لوگ ظلم کرتے ہین ۔

یہ حضرات مرسلین (جنکا ذکر ابھی انک لمن المرسلین مین آیا ہے) ایسے ہین کہ ہمنے انمین سے بعضونکو بعضون پر فوقیت بخشی ہی (مثلاً) بعضے انمین وہ ہین جو اللہ تعالیٰ سے (بلا واسطہ فرشتہ کے) ہم کلام ہوئے ہین (مراد موسیٰ علیہ السلام) اور بعضونکو ان مین بہت سے درجون مین سرفراز کیا اور ہمنے حضرت عیسےٰ بن مریم علیہما السلام کو کھلے کھلے دلائل (یعنی معجزات) عطا فرمائے اور ہمنے انکی تائید روح القدس (یعنے جبرئیل علیہ السلام) سے فرمائی (کہ ہروقت یہو وسے انکی حفاظت کرنیکے لیے ساتھ رہتے تھے) اور اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو (امت کے) جو لوگ ان (پیغمبرون) کے بعد ہوئے ہین (کبھی دین مین اختلاف کرکے) باہم قتل و قتال نکرتے بعد اسکے کہ انکے پاس (امر حق کے) دلائل (پیغمبرونکی معرفت) پہونچ چکے تھے (جنکا مقتضا اعتقاد دین حق کے قبول پر متفق ہونا) ولیکن (چونکہ اللہ تعالیٰ کو بعض حکمتین منظور تھین اسلیے ان مین اتفاق دین نہین پیدا کیا بلکہ) وہ لوگ باہم (دین مین) مختلف ہوئے سو انمین کوئی تو ایمان لایا اور کوئی کافر رہا (پھر اس اختلاف مین نوبت بہ قتل و قتال بھی پہونچ گئی) اور اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو وہ لوگ باہم قتل و قتال نکرتے لیکن اللہ تعالیٰ (اپنی حکمت سے) جو چاہتے ہین (اپنی قدرت سے) وہی کرتے ہین **ف** احقر کے ذوق مین اس مضمون مین ایک گونہ تسلی دینا ہی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یعنی جب آپکی رسالت دلیل سے ثابت تھی جسکو انک لمن المرسلین مین بھی بیان فرمایا ہی اور پھر بھی منکرین نہ مانتے تھے تو یہ محل تھا آپکے رنج و افسوس کا اسلیے اللہ تعالیٰ نے یہ بات سنادی کہ اور بھی پیغمبر مختلف رتبہ کے گذری ہین لیکن ایمان عام کسیکی امت مین نہین ہوا کسی نے موافقت کی کسی نے مخالفت اور اسمین بھی حق تعالیٰ کی حکمتین ہوتی ہین گو ہر شخص پہ منکشف نہون مگر اجمالاً اتنا عقیدہ ضروری النبوت و تسلیم ہی کہ کوئی حکمت ضرور ہی اور زیادہ تفصیل اس مسئلہ تقدیر کے شروع سورۃ آیت ان الذین کفروا الخ و آیت ختم اللہ الخ مین مذکور ہوچکی ہی اور موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہم کلامی گو بلا واسطہ فرشتہ کے ہو مگر ولے حجاب نہ تھی پس سورۂ شوریٰ مین جو آیت ہی ماکان لبشر ان یکلمہ اللہ الخ اس سے کچھ تعارض نہین البتہ بعد موت کے بے حجاب ہونا بھی شرعاً ممکن ہی پس وہ آیت دنیا کے اعتبار سے ہی ربط اور آیہ الم تر الی الذین خرجوا کے ذیل مین تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہی کہ ابواب البر مین سے دو امر کا بیان زیادہ اہتمام سے ہوا ہی ان مین سے ایک انفاق فی سبیل اللہ ہی چنانچہ آیندہ رکوع اور اس سے تیسرا رکوع اور اس سے آگے کا اور پھر اس سے آگے کا سب اسی مضمون سے شروع ہوئے ہین اور مقصود سب جگہ جداگانہ ہی چنانچہ یہان طرز کلام مین غور کرنے سے زیادہ مقصود ترغیب دینا معلوم ہوتا ہی تعجیل فی الانفاق کی اور گنجایش مال اور وقت کو غنیمت سمجھنے کی **تعجیل انفاق فی سبیل اللہ** يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ۭ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○ اے ایمان والو خرچ کرلو ان چیزون[1] سے جو ہمنے تمکو دی ہین قبل اسکے کہ وہ دن آجاوے (یعنی قیامت کا دن) جسمین (کوئی چیز اعمال خیر کا بدل نہو سکے گی کیونکہ اسمین) نہ تو خرید و فروخت[2] ہوگی (کہ کوئی چیز دیکر اعمال خیر خرید کرلو) اور نہ (ایسی) دوستی ہوگی (کہ کوئی تمکو اپنے اعمال خیر دیدے) اور نہ (بلا اذن الٰہی کسیکی) کوئی سفارش ہوگی (جس سے اعمال خیر کی تمکو حاجت نرہے) اور کافرہی لوگ ظلم کرتے ہین (کہ اعمال اور مال کو بے موقع استعمال کرتے ہین اسطرح کہ طاعات بدنیہ ومالیہ کو ترک اور معصیت مالیہ و بدنیہ کو اختیار کرتے ہین تو تم ایسے مت بنو) **ف** مطلب یہ کہ جو عمل خیر دنیا مین فوت ہوجاویگا پھر وہان اسکا کچھ تدارک قدرت سے خارج ہوجاویگا چنانچہ تدارک کے طریقون مین سے بعض طریقے تو خود نہونگے جیسے بیع اور بعضے عام نہونگے جیسے دوستی بعضے اختیاری نہونگے جیسے شفاعت کیونکہ داخل تحت القدرۃ ہونیکے لیے تو یہ سب امور ضروری ہین خود اس طریقہ کا وجود پھر عموم یعنی اکثری ہونا پھر اختیاری ہونا پس اس سے نہ تو مطلق دوستی کی نفی لازم آئی چنانچہ قرآن مجید مین الاخلاء یومئذ بعضہم لبعض عدو الا المتقین سے وجود خلت کا اور اگلی ہی آیت مین من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ سے وجود شفاعت خود مفہوم و منصوص ہی لیکن اس خلت و شفاعت پر بھی اعمال خیر کی

ملحقات الترجمۃ

[1] **قولہ خرچ کرلو** اشار بہذا العنوان الی کون محط الافادۃ تعجیلہ لا ایجابہ فیدخل فیہ الفرض والنفل کما عزاہ فی روح المعانی الی ابن جریج والبلخی و قال وجعل الامر مطلق الطلب ولیس فیما بعد سوی الاخبار باہوال یوم القیمۃ وشدائدہا ترغیباً فے الانفاق ولیس فیہ وعید علی ترکہ بتعیین الوجوب ۱۲

[2] **قولہ اعمال خیر خرید** ای عموماً وعادۃ فلا یعارض ما ورد ان بعضہم یبقی فی میزان حسناتہ نقص حسنۃ فیعثر علیہ بعض اہل الموقف ولا یکون عندہ الا حسنۃ واحدۃ فیہبہا لہ فیغفران لہ لان النادر کالمعدوم مع ان ثبوت ہذہ الروایۃ کما ہو فی ذکری اجلال الاخلا[illegible] اشکال راسا واللہ اعلم

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِیْ

اللہ تعالیٰ اُسکے سوا کوئی عبادت کے قابل نہیں زندہ ہی سنبھالنے والا ہی نہ اُسکو اُونگھ دبا سکتی ہی اور نہ نیند — اُسی کے مملوک ہین سب جو کچھ آسمانون مین ہین اور جو کچھ زمین مین ہین ایسا کون شخص ہی

یَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ

جو اُسکے پاس سفارش کر سکے بدون اُسکی اجازت کے — وہ جانتا ہے اُنکے تمام حاضر اور غائب حالات کو — اور وہ موجودات اُسکے معلومات مین سے کسی چیز کو اپنے احاطۂ علمی مین نہین لا سکتے مگر جسقدر چاہے —

وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا یَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ○

اُسکی کرسی نے سب آسمانون اور زمین کو اپنے اندر لے رکھا ہی اور اللہ تعالیٰ کو اُن دونون کی حفاظت کچھ گران نہین گذرتی اور وہ عالیشان عظیم الشان ہی —

کسی درجہ مین تو حاجت ہوگی اقل درجہ ایمان ہی سہی اور مقصود اس سے قیامت کے دن ثمرات اعمال خیر کے اکتساب پر قادر نہ ہونے کا یاد دلانا ہی اور بعض نے کہا ہے کہ مقصود وعید سنانا ہی ترک انفاق پر اس لیے اُنہون نے اس انفاق سے زکوٰۃ مراد لی ہی اور فرض کا ترک موجب وعید ہوتا ہی اور کافر کی تفسیر تارک زکوٰۃ سے بناء علے الزجر کی ہی واللہ اعلم **ربط** اوپر کی آیت مین شفاعت بلا اذن کی نفی سے جسطرح قیامت کے دن اعمال خیر پر قدرت نہونا ثابت ہوتا ہی اسیطرح حق تعالیٰ کی عظمت شان بھی مفہوم ہوتی ہی کہ اُنکے روبرو کسیکو مجال دم زدن نہین ہی اس مناسبت سے اگلی آیت مین کہ ملقب بہ آیۃ الکرسی ہی توحید ذات و کمال صفات کا ذکر فرماتے ہین کہ عظمت شان کی خوب توضیح و تاکید ہو جاوے **توحید ذات وصفات** اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا یَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ۝٢٥٥ اللہ تعالیٰ (ایسا ہی کہ) اُسکے سوا کوئی عبادت کے قابل نہین زندہ ہی (جسکو کبھی موت نہین آسکتی) سنبھالنے والا ہی (تمام عالم کا) نہ اُسکو اُونگھ دبا سکتی ہے اور نہ نیند (دبا سکتی ہے) اُسکے مملوک ہین سب جو کچھ (بھی) آسمانون مین (موجودات) ہین اور جو کچھ زمین مین ہین ایسا کون شخص ہی جو اُسکے پاس (کسیکی) سفارش کر سکے بدون اُسکی اجازت کے وہ جانتا ہی ان (موجودات) کے تمام حاضر اور غائب حالات کو اور وہ موجودات اُسکے معلومات مین سے کسی چیز کو اپنے احاطۂ علمی مین نہین لا سکتے مگر جسقدر (علم دینا ہی) چاہے اُسکی کرسی (اتنی بڑی ہے کہ اُس) نے سب آسمانون اور زمین کو اپنے اندر لے رکھا ہی اور اللہ تعالیٰ کو اُن دونون (آسمان اور زمین) کی حفاظت کچھ گران نہین گذرتی اور وہ عالی شان عظیم الشان ہے **ف** قیامت مین انبیاء اولیا گنہگارونکی شفاعت کرین گے وہ اول حق تعالیٰ کی مرضی پا لینگے جب شفاعت کرینگے اور کرسی ایک جسم ہے عرش سے چھوٹا اور آسمانوں سے بڑا جیسا روح المعانی مین بسند ابن جریر اور ابو الشیخ اور ابن مردویہ بروایت حضرت ابوذر مروی ہی کہ اُنہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کرسی کی نسبت پوچھا آپنے فرمایا اے ابوذر ساتون آسمان اور ساتون زمین کرسی کے سامنے ایسے ہین جیسے ایک حلقہ یعنی چھلا ایک بڑے میدان مین پڑا ہو اور عرش اس کرسی سے اتنا بڑا ہی جیسے وہ میدان اُس چھلے سے بڑا ہی اور بسند دار قطنی و خطیب بروایت حضرت ابن عباسؓ مروی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکی تفسیر پوچھی گئی آپنے کرسی کو بتلا کر فرمایا کہ عرش کی کوئی حد ہی نہین بتلا سکتا اور علو کا حاصل ہی صفات نقص کی اور عظمت کا حاصل اثبات ہی صفات کمال کا **ربط** اوپر آیت وانک لمن المرسلین مین رسالت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی اور آیۃ الکرسی مین توحید حق سبحانہ وتعالیٰ کی

ملحقات الترجمہ
٥٤ قولہ فی ضفاتہا بین العلو والعظمۃ ملخذ قول البیضاوی والروح العلی المتعالی عن الانداد والاشباہ وعن امارات النقص الخ
١٢

اللغات القیوم قال البیضاوی من قام بالامر اذا حفظہ قلت فہو لازم وترجمت بالمتعدی اخذا بالحاصل الاحاطۃ بالشیٔ علما علمہ کما ہو کذا فی روح المعانی الکرسی منسوب الی الکرس وہو الملبد ای المجمع بعضہا علی بعض ١٢ من البیضاوی ولا یؤدہ فی روح المعانی لا یثقلہ ماخوذ من الاود بمعنی الاعوجاج لان الثقیل یمیل لہ ما تحتہ ١٢

البلاغۃ لا تاخذہ فی روح المعانی وتقدیم السنۃ علیہ وقیاس المبالغۃ یقتضی التاخیر مراعاۃ للترتیب الوجودی فلتقدمہا علی النوم فی الخارج قدمت علیہ فی اللفظ وقال بعض المحققین ہذا کلہ انما یحتاج الیہ اذا اخذ الاخذ بمعنی العروض والاعتراء واما لو اخذ بمعنی القہر والغلبۃ کما ذکرہ الراغب من ائمۃ اللغۃ منہ قولہ تعالی اخذ عزیز مقتدر فالترتیب علی مقتضی الظاہر اذ یکون المعنی لا تغلبہ السنۃ ولا النوم الذی ہو اکثر غلبۃ منہا قلت وقد اخذتہ فی الترجمۃ بمعنی الغلبۃ یعلم ما بین ایدیہم فی روح المعانی ضمیر الجمع یعود الی ما فی السموات الخ الا انہ غلب من یعقل علی غیرہ الخ قلت و

لَآ اِكْرَاهَ فِى الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ج فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ

دین مین زبردستی نہین ۔ ہدایت یقیناً گمراہی سے ممتاز ہوچکی ہے ۔ سو جو شخص شیطان سے بد اعتقاد ہو ۔ اور اللہ تعالےٰ کے ساتھ خوش اعتقاد ہو

اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ق لَا انْفِصَامَ لَهَا ط وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝

تو اس نے بڑا مضبوط حلقہ تھام لیا ۔ جسکو کسیطرح شکستگی نہین ۔ اور اللہ تعالی خوب سننے والے ہین اور خوب جاننے والے ہین

مذکور ہوئی ہے اور یہی دو امر اصل الاصول ہین دین اسلام کے تو انکے اثبات سے دین اسلام کی حقانیت بھی لازمی طور پر ثابت ہوگئی آیت آیندہ مین اسی پر تفریع کرکے اسلام کا محل اکراہ نہونا ارشاد فرماتے ہین **نفی اکراہ فی الدین** لَآ اِكْرَاهَ فِى الدِّيْنِ ج قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ج فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ج لَا انْفِصَامَ لَهَا ط وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ ۲۵۶ دین (اسلام کے قبول کرنے) مین زبردستی (کا فی نفسہ کوئی موقع) نہین (کیونکہ) ہدایت یقیناً گمراہی سے ممتاز ہوچکی ہے (یعنے اسلام کی خوبی دلائل قطعیہ سے فی نفسہ واضح ہے اور اکراہ اُس امر مین ہوتا ہی جسکی خوبی واضح نہو اسی سے توضرورت اکراہ کی ہوتی ہی اس لیے اسلام فی نفسہ محل اکراہ نہین ہوسکتا جب اسلام ایسی چیز ہے جسکی خوبی یقیناً ثابت ہی) سو جو شخص شیطان سے بد اعتقاد ہو اور اللہ تعالےٰ سے خوش اعتقاد ہو (یعنی اسلام قبول کرے) تو اُس نے بڑا مضبوط حلقہ تھام لیا جسکو کسیطرح شکستگی نہین (ہوسکتی) اور اللہ تعالی خوب سننے والے ہین (اقوال ظاہری کے) اور خوب جاننے والے ہین (احوال باطنی کے سو اگر کوئی صرف زبان سے اسلام لے آویگا اور دل مین کفر رکھے گا تو ہم سے نہین چھپ سکتا ہم آپ ہی اُس سے سمجھین گے اسلیے جو اسلام قبول کرے صدق دل سے کرے) **ف** اسلام کو مضبوط پکڑنے والا چونکہ ہلاکت وخسران سے محفوظ رہتا ہے اسلیے اُسکو ایسے شخص سے تشبیہ دی جو کسی مضبوط رسی کا حلقہ ہاتھ مین مضبوط تھام کر گرنے سے مامون رہتا ہی اور جسطرح ایسی رسی کے ٹوٹ کر گرنے کا خطرہ نہین اور یون کوئی رسی ہی چھوڑ دے تو اور بات ہے اسیطرح اسلام مین بطلان کا احتمال نہین جو مفضی الی الہلاک ہو اور خود کوئی اسلام ہی کو چھوڑ دے وہ اور بات ہی اور مقصود آیت کا اسلام کی خوبی کا واضح وثابت بالدلیل ہونا ہی جسکو اس عنوان خاص سے بیان فرمایا گیا اسی لیے نفی اکراہ مین فی نفسہ کی قید ظاہر کردی ہے سو اگر مرتد یا کافر عربی پر بوجہ خفاء دلیل کے اکراہ کیا جاوے جیسا شریعت مین حکم ہی تو یہ نفی اکراہ فی نفسہ کے معارض نہین اور یہ اکراہ بھی صورت دین پر ہوگا نہ کہ حقیقت دین پر کیونکہ قلب پر اطلاع کا کوئی یقینی طریق نہین اور جہاد مین صورت دین پر بھی اکراہ کا شبہ نکیا جاوے کیونکہ مشروعیت جزیہ دلیل صریح ہے کہ مقصود جہاد سے اسلام کا غالب رہنا ہے خواہ مخالف کے اسلام سے ہو یا صرف رعیت بننے سے ہو اور اس نفی اکراہ سے نہی عن الاکراہ بھی لازم آگئی اس لیے بعض نے نہی کے ساتھ اسکی تفسیر کی ہے یعنے دین مین اکراہ مت کرو خوب سمجھ لو۔ **ربط** اوپر اسلام کے حق ہونے کا اور کفر کے باطل ہونیکا بیان کرنا مقصود تھا گو استطراداً یعنے تبعاً مومن کی خوبی بھی ذکر کردی گئی تھی اب آیت آیندہ مین خود صاحب ایمان کی خوبی اور کافر کی مذمت وشناعت کا بیان مقصوداً فرماتے ہین

اللغات الطاغوت الشیطان فعلوت من الطغیان قلبت (قلبا مکانیا) عینہ ولامہ ۱۲ بیضاوی قلت فاصلہ طغیوت ثم طیغوت ثم طاغوت وہو مصدر او اسم جنس یستعمل مفرداً وجمعا ومذکرا ومونثا العروۃ من الدلو والکوز المقبض ۱۲ ق من حاشیۃ البیضاوی ۱۲

البلاغۃ فقد استمسک بالعروۃ یجوز ان یجعل الکلام تمثیلا مبنیا علی تشبیہ الہیئۃ العقلیۃ المنتزعۃ من ملازمۃ الحق الذی لایحتمل النقیض بوجہ اصلا لثبوتہ بالبراہین النیرۃ القطعیۃ بالہیئۃ الحسیۃ المنتزعۃ من التمسک بالحبل المحکم المامون انقطاعہ من غیر تعرض للمفردات واختار ذلک بعض المحققین ولایخلو عن حسن ۱۲ روح المعانی

الروایات فی لباب النقول روی ابو داود والنسائی وابن حبان عن ابن عباس قال کانت المرأۃ تکون مقلاۃ فتجعل علی نفسہا ان عاش لہا ولد ان تہوده فلما اجلیت بنو النضیر کان فیہم من ابناء الانصار فقالوا لا ندع ابنائنا فانزل اللہ لا اکراہ فی الدین - واخرج ابن جریر من طریق سعید او عکرمۃ عن ابن عباس قال نزلت لا اکراہ فی الدین فی رجل من الانصار من بنی سالم بن عوف یقال لہ الحصین کان لہ ابنان نصرانیان وکان ہو مسلما فقال للنبی صلی اللہ علیہ وسلم الا استکرہہما فانہما قد ابیا الا النصرانیۃ فانزل اللہ الآیۃ ۱۲

اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا یُخۡرِجُہُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ ۬ؕ وَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اَوۡلِیٰٓـُٔہُمُ الطَّاغُوۡتُ یُخۡرِجُوۡنَہُمۡ مِّنَ

اللہ تعالےٰ ساتھی ہے ان لوگون کا جو ایمان لائے اُن کو تاریکیون سے نکال کر یا بچا کر نور کیطرف لاتا ہے۔ اور جو لوگ کافر ہین اُنکے ساتھی شیاطین ہین وہ اُنکو نور سے نکالکر یا بچا کر

النُّوۡرِ اِلَی الظُّلُمٰتِ ؕ اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ۚ ہُمۡ فِیۡہَا خٰلِدُوۡنَ ۝ اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡ حَآجَّ اِبۡرٰہٖمَ فِیۡ رَبِّہٖۤ اَنۡ اٰتٰىہُ

تاریکیون کی طرف لیجاتے ہین ایسے لوگ دوزخ مین رہنے والے ہین یہ لوگ اُسمین ہمیشہ ہمیشہ کو رہینگے۔ تجکو اُس شخص کا قصہ تحقیق نہین ہوا جسنے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے مباحثہ کیا تھا اپنے پروردگار کے بارہ مین اس وجہ سے

اللّٰہُ الۡمُلۡکَ ۘ اِذۡ قَالَ اِبۡرٰہٖمُ رَبِّیَ الَّذِیۡ یُحۡیٖ وَ یُمِیۡتُ ۙ قَالَ اَنَا اُحۡیٖ وَ اُمِیۡتُ ؕ قَالَ اِبۡرٰہٖمُ فَاِنَّ اللّٰہَ یَاۡتِیۡ

کہ خدا تعالیٰ نے اُسکو سلطنت دی تھی جب ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ میرا پروردگار ایسا ہے کہ وہ جلاتا ہے اور مارتا ہے کہنے لگا کہ مین بھی جلاتا ہون اور مارتا ہون ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آفتاب کو

بِالشَّمۡسِ مِنَ الۡمَشۡرِقِ فَاۡتِ بِہَا مِنَ الۡمَغۡرِبِ فَبُہِتَ الَّذِیۡ کَفَرَ ؕ وَ اللّٰہُ لَا یَہۡدِی الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِیۡنَ ۝

مشرق سے نکالتا ہے تو مغرب سے نکال دے اسپر متحیر رہ گیا وہ کافر۔ اور اللہ تعالےٰ ایسے بیجا راہ پر چلنے والون کو ہدایت نہین فرماتے۔

مدح مومن و ذم کافر اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا یُخۡرِجُہُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ ۬ؕ وَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اَوۡلِیٰٓـُٔہُمُ الطَّاغُوۡتُ یُخۡرِجُوۡنَہُمۡ مِّنَ النُّوۡرِ اِلَی الظُّلُمٰتِ ؕ اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ۚ ہُمۡ فِیۡہَا خٰلِدُوۡنَ ۝۲۵۷ اللہ تعالیٰ ساتھی ہے اُن لوگون کا جو ایمان لائے اُنکو (کفر کی) تاریکیون سے نکالکر یا بچا کر نور (اسلام) کی طرف لاتا ہے اور جو لوگ کافر ہین اُنکے ساتھی شیاطین ہین (انسی یا جنی) وہ اُنکو نور (اسلام) سے نکالکر یا بچا کر (کفر کی) تاریکیون کیطرف لیجاتے ہین ایسے لوگ (جو اسلام کو چھوڑ کر کفر کو اختیار کرین) دوزخ مین رہنے والے ہین (اور) یہ لوگ اسمین ہمیشہ ہمیشہ کو رہینگے **ف** بعضے تو پہلے ہی سے مسلمان یا کافر ہوتے ہین اور بعضے ایک کو چھوڑ کر دوسرے کو اختیار کر لیتے ہین اسلیے احقر نے دونون جگہ دو لفظ لکھ دیے ہین نکالکر یا بچا کر **ربط** اوپر ذکر تھا اہل ایمان کے نور اور اہل کفر کے ظلمات کا آگے اُسکی تائید اور تنظیر مین تین قصے بیان فرماتے ہین جنمین حضرت ابراہیم اور ایک اور بندۂ خدا کو نور ہدایت و قوت ایمان عطا ہونا اور نمرود کا ظلمت ضلالت و کفر مین گرفتار رہنا مذکور ہے **قصہ اول** اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡ حَآجَّ اِبۡرٰہٖمَ فِیۡ رَبِّہٖۤ اَنۡ اٰتٰىہُ اللّٰہُ الۡمُلۡکَ ۘ اِذۡ قَالَ اِبۡرٰہٖمُ رَبِّیَ الَّذِیۡ یُحۡیٖ وَ یُمِیۡتُ ۙ قَالَ اَنَا اُحۡیٖ وَ اُمِیۡتُ ؕ قَالَ اِبۡرٰہٖمُ فَاِنَّ اللّٰہَ یَاۡتِیۡ بِالشَّمۡسِ مِنَ الۡمَشۡرِقِ فَاۡتِ بِہَا مِنَ الۡمَغۡرِبِ فَبُہِتَ الَّذِیۡ کَفَرَ ؕ وَ اللّٰہُ لَا یَہۡدِی الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِیۡنَ ۝۲۵۸ (اے مخاطب) تجکو اُس شخص کا قصہ تحقیق نہین ہوا (یعنی نمرود کا) جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے مباحثہ کیا تھا اپنے پروردگار کے (وجود کے) بارہ مین (یعنی تو یہ تو وہ خدا کے وجود کا منکر تھا) اس وجہ سے کہ خدا تعالیٰ نے اُسکو سلطنت دی تھی (یعنی چاہیئے تو یہ تھا کہ نعمت سلطنت پر احسان مانتا اور ایمان لاتا اُسنے برعکس انکار اور کفر شروع کر دیا اور یہ مباحثہ اُسوقت ہوا تھا) جب ابراہیم علیہ السلام نے (اُسکے پوچھنے پر کہ خدا کیسا ہے جواب مین) فرمایا کہ میرا پروردگار ایسا ہے کہ وہ جلاتا ہے اور مارتا ہے (یعنی یہ اُسکے خواص صفات سے ہین وہ کوڑھ مغز جلانے اور مارنے کی حقیقت تو سمجھا نہین) کہنے لگا کہ (یہ کام تو مین بھی کر سکتا ہون کہ) مین بھی جلاتا ہون اور مارتا ہون (چنانچہ جسکو چاہون قتل کر دون یہ تو مارنا ہے اور جسکو چاہون قتل سے معاف کر دون یہ جلانا ہے) ابراہیم علیہ السلام نے (جب دیکھا کہ بالکل ہی بھدی عقل کا ہے کہ اسکو جلانا اور مارنا سمجھتا ہے حالانکہ جلانے کی حقیقت یہ ہے کہ بیجان چیز مین جان ڈال دے نہ یہ کہ اُسکو چھوڑ دے اسیطرح مارنا یہ ہے کہ اُسکی جان اپنے اختیار سے نکالے نہ یہ کہ مثلاً اُسکی گردن الگ کر دے اور جان بدون اسکے اختیار کے نکلجاوے ورنہ یہ اختیار بھی ہونا چاہیئے تھا کہ گردن الگ کر دے اور جان نہ نکلنے دے اور قرائن سے معلوم ہوا کہ یہ جلانے اور مارنے کی حقیقت تو سمجھے گا نہین اس ضرورت سے دوسرے جواب کیطرف متوجہ ہوئے اور) فرمایا کہ (اچھا) اللہ تعالیٰ آفتاب کو (روز کے روز) مشرق سے نکالتا ہے تو (ایک ہی دن) مغرب سے نکال (کر دکھلا) دے اسپر متحیر رہ گیا وہ کافر (اور کچھ جواب بن نہ آیا اب اسکا مقتضا یہ تھا کہ طریق ہدایت کو قبول کر لیتا مگر وہ اپنی اُسی بیجا راہ پر جا رہا اسلیے ہدایت نہ ہوئی) اور اللہ تعالیٰ (کی عادت ہے کہ) ایسے بیجا راہ پر چلنے والونکو ہدایت نہین فرماتے (بلکہ عادت یہ ہے کہ اول کوئی

اللغات البهت الغلبة كقوله فتبهتهم اے تغلبهم والمبهوت المغلوب المتحير ۱۲ النزاع الباطل ۱۲ ان اتٰه اى حاج لاجله شكر الله على طريقة العكس

البلاغة افرد النور وجمع الظلمات لان الباطل متعدد والحق واحد هو نفي جميع ... كقولك عاديتني لاني احسنت اليك ۱۲

ملخقات الترجمة

۵۱ قوله فی الموضعین ساتھی اخذته من اولى بمعنى القرب مع قطع النظر من المحبة ليبقى الاتحاد فى التفسيرين مع عدم لزوم التكلف فى ولاية الطاغوت لانهم ليسوا باولياء حقيقة بل اعداء كما دل عليه الآيات صريحا ۱۲

۵۲ قوله نكالكر يا بچاكر ماخذه ما فى روح المعانى فيل ان الاخراج قد يكون بمعنى المنع وهو المقتضى بتقبيه الدخول اه قلت فلا حاجة الى التكلفات ۱۲

۵۳ قوله اُسكے خواص ميں اشارة الى حاصل الاستدلال وهو الاستدلال بخواص الشئ على وجوده لان التابع لا يوجد بدون المتبوع ولا متبوع الا ذاك الشئ فاذا ثبت التابع ثبت ذاك الشئ وهذا ظاهر جدا وحاصل النقض اثبات تلك الخواص لنفسه وان كان مبطلا فيه ۱۲

۵۴ قوله جب ديكها اشارة الى جواز الانتقال من دليل الى آخر لضرورة غيره اى المخاطب من كونه ضعيف الفهم وما اشتهر

۵۵ قوله [illegible]

أَوْ كَالَّذِي مَرَّ عَلَىٰ قَرْيَةٍ وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا قَالَ أَنَّىٰ يُحْيِي هَٰذِهِ اللَّهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۖ فَأَمَاتَهُ اللَّهُ مِائَةَ عَامٍ

یا تمکو بطرز کا قصہ بھی معلوم ہی جیسے ایک شخص تھا کہ ایک بستی پر ایسی حالت مین اُسکا گذر ہوا کہ اُسکے مکانات اپنی چھتون پر گر گئے تھے کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ اس بستی کو اسکے مرے پیچھے کس کیفیت سے زندہ کرینگے سو اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو سو برس تک مردہ رکھا

ثُمَّ بَعَثَهُ ۖ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ۖ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۖ قَالَ بَل لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانظُرْ إِلَىٰ طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ

پھر اُسکو زندہ کر اُٹھایا پوچھا کہ تو کتنے اس حالت مین رہا اُس شخص نے جواب دیا کہ ایک دن رہا ہونگا یا ایک دن سے بھی کم اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہین بلکہ تو سو برس رہا ہی تو اپنے کھانے پینے کو دیکھ لے

لَمْ يَتَسَنَّهْ ۖ وَانظُرْ إِلَىٰ حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ آيَةً لِّلنَّاسِ ۖ وَانظُرْ إِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوهَا لَحْمًا ۚ

کہ نہین سڑی گلی　اور اپنے گدہے کی طرف نظر کر　اور تاکہ ہم تجکو ایک نظیر لوگون کے لیے بنا دین اور ہڈیون کیطرف نظر کر کہ ہم اُنکو کسطرح ترکیب دیئے دیتے ہین پھر اُنپر گوشت چڑہائے

فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ قَالَ أَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ○

دیتے ہین۔ پھر جب یہ سب کیفیت اُس شخص کو واضح ہوگئی تو کہہ اُٹھا کہ مین یقین رکھتا ہون کہ بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتے ہین

ارادہ قبول حق کا کرے پھر ہدایت کو پیدا کردیتے ہین اور افعال اختیار مین جو ارادہ نکرے اللہ تعالیٰ اُس فعل کو پیدا نہین کرتے ف اگر کہا جاوے کہ ارادہ بھی تو اُن ہی کے پیدا کرنے پر موقوف ہی جواب یہ ہی کہ یہ راز قدر ہی اسکی تحقیق آیہ ان الذین کفروا شروع سورۃ مین دیکھ لیجاوے ف بعضونکو یہ شبہ ہوا ہی کہ اُسکو اس کہنے کی گنجایش تھی کہ اگر خدا موجود ہی تو وہی مغرب سے نکالے دفعہ اس شبکا یہ ہی کہ اسکے قلب مین بلا اختیار یہ بات پڑگئی کہ خدا ضرور ہی اور یہ مشرق سے نکالنا اسیکا فعل ہے اور وہ مغرب سے بھی نکال سکتا ہی اور یہ شخص پیغمبر ہی اسکے کہنے سے ضرور ایسا ہوجاویگا اور ایسا ہونیسے انقلاب عظیم عالم مین پیدا ہوگا کہین لینے کے دینے نہ پڑجاوین مثلاً لوگ اس خارق عادت کو دیکھکر مجھسے منحرف ہوکر انکی راہ پر ہولین ذرا سی حجت مین سلطنت جاتی رہے یہ جواب تو اسلیے نہ دیا اور کوئی دوسرا جواب تھا ہی نہین اسلیے حیران منہ دیکھکر رہگیا خوب سمجھ لو قصہ دوم أَوْ كَالَّذِي مَرَّ عَلَىٰ قَرْيَةٍ وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا قَالَ أَنَّىٰ يُحْيِي هَٰذِهِ اللَّهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۖ فَأَمَاتَهُ اللَّهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهُ ۖ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ۖ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۖ قَالَ بَل لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانظُرْ إِلَىٰ طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ ۖ وَانظُرْ إِلَىٰ حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ آيَةً لِّلنَّاسِ ۖ وَانظُرْ إِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوهَا لَحْمًا ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ قَالَ أَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۲۵۹

یا تمکو اسطرح کا قصہ بھی معلوم ہی جیسے ایک شخص تھا کہ (چلتے چلتے) ایک بستی پر ایسی حالت مین اُسکا گذر ہوا کہ اُسکے مکانات اپنی چھتون پر گرگئے تھے (یعنی پہلے چھتین گرین پھر اُن پر دیوارین گرگئین مراد یہ کہ کسی حادثہ سے وہ بستی بالکل ویران ہوگئی تھی اور سب آدمی مر مرا گئے تھے وہ شخص یہ حالت دیکھکر براہ حیرت) کہنے لگے کہ (معلوم نہین) اللہ تعالیٰ اس بستی کو (یعنی اسکے مردون کو) اُسکے مرے پیچھے کس کیفیت سے (قیامت مین) زندہ کرینگے

اللغات لم یتسنہ فی روح المعانی لم یتغیر اشتقاقہ من السنۃ وفی لامہا اختلاف فقیل ہا بدلیل سانہت فلانا فہو مجزوم بسکون الہاء وقیل واو بدلیل الجمع علی سنوات فہو مجزوم بحذف الآخر والہاء ہاء سکت قیل اصلہ لم یتسنن من الحمأ المسنون وابدلت الاخیرۃ یاء ثم الفا ثم حذفت للجازم قولہ کیف ننشزہا نرفع بعضہا الی بعض و نرکبہ علیہ وقرأ ابن کثیر ونافع وابو عمرو ویعقوب ننشرہا (بالراء المہملۃ) من انشر اللہ الموتی (فی القاموس النشر احیاء الموتی کالنشور والانشار) کذا قال البیضاوی وغیرہ

النحو والبلاغۃ او کالذی عطف علی سابقہ والکاف اسمیۃ بمعنی مثل معمولۃ لارایت ای اوارایت مثل الذی مر والی ذلک ذہب الکسائی والفراء وابو علی واکثر النحویین وحذف ارایت لدلالۃ الم تر علیہ علی انہ قد قیل ان مثال ہذا النظم کثیر ما یحذف منہ فعل الرؤیۃ کقولہ ؎ جئ بمثل بنی بدر لقومہم ۔ او مثل اسرۃ منظور بن سیار ۔ کالیوم مطلوبا ولا طالبا ۔ وجئ بہذہ الکاف للتنبیہ علی تعدد الشواہد وعدم انحصارہا فی ہذا کمالا فی قولک للفعل الماضی مثل نصر وتخصیص ہذا بذلک علی ما قیل لان منکر الاحیاء کثیر والجاہل بکیفیتہ اکثر من ان یحصی بخلاف مدعی الربوبیۃ وانما لم یجعل الکاف والعطف علی الذی لنفسہ فی الآیۃ السابقۃ لاستلزامہ دخول الی علی الکاف ولا یدخل علیہا من الحروف الا ما ثبت فی کلامہم وہو عن لہ روح المعانی قولہ یوما او بعض یوم فی روح المعانی قالہ بناء علی التقریب والتخمین او استقصارا للمدۃ لبثہ واعترض علی الوجہ المشہور بانہ لو بناہ علی حسبان الغروب لتحقق انتقاصہ فی اولہ قولہ فانظر الیٰ الخ لبث المائۃ من غیر تغیر فی جسمہ حتی ظنہ زمانا قلیلا فتفرع علیہ ما ہو اظہر منہ وعدم تغیر الطعام والشراب اہ روح المعانی قد اعلم فی روح المعانی بانما صیغۃ المضارع للدلالۃ علی ان علمہ بذلک مستمر نظرا الی ان اصلہ لم یتغیر بل انما تبدل بالعیان وصفہ وفیہ اشعار بانہ انما قال ما قال بناء علی الاستبعاد العادی واستعظاما للامر قلت وبترجمتی بمادۃ رکہتا ہون اشرت الی دوامہ ۱۲

اختلاف القراءۃ قال البیضاوی قرأ حمزۃ والکسائی قال اعلم علی الامر والآمر مخاطبہ او ہو نفسہ خاطبہا بہ علی طریقۃ التبکیت ۱۲

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِیْ كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی ؕ قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ؕ قَالَ بَلٰی وَلٰكِنْ لِّیَطْمَىِٕنَّ قَلْبِیْ ؕ

اور اُسوقت کو یاد کرو جبکہ ابراہیمؑ نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار مجھکو دکھلا دیجیے کہ آپ مردونکو کس کیفیت سے زندہ کرینگے ارشاد فرمایا کہ کیا تم یقین نہیں لائے انھون نے عرض کیا کہ یقین کیون نہ لاتا لیکن اس غرض سے یہ درخواست کرتا ہون کہ میرے قلب کو سکون ہو جاوے

(یہ تو یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ قیامت مین مردونکو جلا وینگے مگر اُسوقت تک جلانے کا جو خیال غالب ہوا تو بوجہ امر عجیب ہونیکے ایک حیرت سی دل پر غالب ہو گئی اور چونکہ خدا تعالیٰ ایک کام کو کئی طرح کر سکتے ہین اسلیے طبیعت اسکی جویان ہوئی کہ خدا جانے جلانا کس صورت سے ہو گا اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا کہ اسکا تماشا اسکو دنیا ہی مین دکھلا دین تاکہ ایک نظیر کے واقع ہو جانے سے لوگونکو زیادہ ہدایت ہو) سو (اسلیے) اللہ تعالیٰ نے اُس شخص (کی جان قبض کر کے اُس) کو سو برس تک مردہ رکھا پھر (سو برس کے بعد) اُسکو زندہ کر اُٹھایا (اور پھر) پوچھا کہ تو کتنے دنون اس حالت مین رہا اس شخص نے جواب دیا کہ ایک دن رہا ہونگا یا ایکدن سے بھی کم (کیونکہ یہ مدت قلیل سے) اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہین بلکہ تو (اس حالت مین) سو برس رہا ہے (اور اگر اپنے بدن کے اندر تغیر نہونے سے تعجب ہو) تو اپنے کھانے پینے (کی چیز) کو دیکھ لے کہ (ذرا) نہین سڑی گلی (ایک قدرت تو ہماری یہ ہے) اور (دوسری قدرت دیکھنے کے واسطے) اپنے (سواری کے) گدھے کیطرف نظر کر (کہ گل سڑ کر کیا تو حال ہو گیا ہے) اور ہم عنقریب اسکو تیرے سامنے زندہ کیے دیتے ہین) اور (ہمنے تجکو اسلیے مار کر زندہ کیا ہے) تاکہ ہم تجکو (اپنی قدرت کی) ایک نظیر لوگونکے لیے بنا دین (کہ اس نظیر سے بھی قیامت کے زندہ ہونے پر استدلال کر سکین) اور (اب اُس گدھے کی) ہڈیونکی طرف نظر کر کہ ہم انکو کسطرح ترکیب دیے دیتے ہین پھر ان پر گوشت چڑھا دیتے ہین (پھر انمین جان ڈالے دیتے ہین غرض یہ سب امور یون ہی کر دیے گئے) پھر جب یہ سب کیفیت اس شخص کو (مشاہدہ سے) واضح ہو گئی تو (بے اختیار جوش مین آکر) کہہ اُٹھا کہ مین (دل سے) یقین رکھتا ہون کہ بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتے ہین **ف** روح المعانی مین بروایت حاکم حضرت علیؓ سے اور بروایت اسحٰق بن بشر حضرت ابن عباسؓ و عبد اللہ سے نقل کیا ہے کہ یہ شخص حضرت عزیر علیہ السلام ہین اسیواسطے احقر نے اثناء ترجمہ مین تصحیح کر دی کہ انکو بعث کا یقین تھا اور پھر اس حیرت کا محل بھی ظاہر کر دیا کہ منجملہ کیفیات ممکنہ مختلفہ کسی خاص کیفیت کی تعیین تھی اور اس سے ہی یہ بھی سمجھ مین آگیا ہو گا کہ آخر مین جو کہا ہے کہ مین اللہ تعالیٰ کی قدرت کا یقین کرتا ہون یہ ایک طبعی اور اضطراری حالت ہے کہ نئی بات کو دیکھکر اقرار قدرت کو تازہ کیا جاتا ہے اور اعتقاد قدرت پہلے سے بھی ہوتا ہے جیسے سبحان اللہ یا لا الہ الا اللہ یا اللہ اکبر ایسے موقع پر ہمارے محاورات مین بھی عادت ہے حالانکہ انکے مضامین کا پہلے سے بھی عقیدہ ہوتا ہے اور انکی اس حیرت کا جواب اس مجموعی کیفیت سے دینا اسکی وجہ احقر کے ذوق مین یہ ہے کہ محل حیرت یعنی احیاء یوم البعث مشتمل ہے چند اجزاء پر اول خود زندہ کرنا دوسرے مدت طویل کے بعد زندہ کرنا تیسرے خاص کیفیت سے زندہ کرنا۔ چوتھے اس مدت تک روح کا باقی رکھنا۔ پانچوین بعد بعث کے برزخ مین رہنے کی مدت معلوم نہونا جزو اول پر خود انکے زندہ کرنے اور انکے گدھے مین جان ڈالنے سے دلالت کیگئی اور دوسرے جزو کے اثبات کے لیے اُن کو سو برس تک مردہ رکھا۔ تیسرا جزو خود گدھا انکے سامنے زندہ کر کے دکھلا دیا۔ چوتھے جزو کا نمونہ طعام و شراب کا باقی رکھنا اور خود انکے بدن کا باقی رکھنا دکھلایا جو بالاولی امکان بقاء روح پر دال ہے کیونکہ بدن و طعام و شراب بوجہ اشتمال عناصر کے بہ نسبت روح کے تغیر و فساد کے زیادہ قابل ہین۔ اور پانچوین امر کی نظیر انکا جواب مین یوماً او بعض یوم کہنا ہے جیسا بعینہ یہی جواب بعض اہل محشر دین گے رہی یہ بات کہ جب دوسرون نے دیکھا نہین تو لوگون کے لیے نمونہ قدرت کسطرح ہو گا وجہ اسکی یہ ہے کہ قرائن خارجیہ قطعیہ سے ان کا صدق بیان لوگونکو بطور علم ضروری کے معلوم ہو جاوے گا جیسا خود انکو ایسے ہی قرائن سے نیز اپنا مردہ رہنا مدت طویل تک معلوم ہو گیا واللہ اعلم

قصہ سوم وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِیْ كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی ؕ قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ؕ قَالَ بَلٰی وَلٰكِنْ لِّیَطْمَىِٕنَّ قَلْبِیْ ؕ

النحو قوله اذ منصوب بمضمر صرح بمثله فی قوله تعالی واذکروا اذ جعلکم خلفاء وایجاب ذکر الوقت ایجاب لذکر ما فیه بطریق برهانی وآما انقال۔ قوله اولم تؤمن عطف علی مقدر ای الم تعلم ولم تؤمن۔ قوله لیطمئن ای سألت آه کذا فی روح المعانی ۱۲

البلاغة قوله اولم تؤمن فی الانتصاب اما سوال الخلیل علیه السلام بقوله کیف تحیی الموتی فلیس عن شک ولکنه سوال عن کیفیة الاحیاء ولا یشترط فی الایمان الاحاطة بصورتها وید علی ذلک کیف موضوعها السوال عن الحال ونظیره ان یقول القائل کیف یحکم زید فی الناس فهو لا یشک انه یحکم فیهم ولکنه سأل عن کیفیة حکمه فان قلت اذا کان السوال مصروفاً الی الکیفیة التی لا یضر عدم تصورها بالایمان فما موقع قوله تعالی اولم تؤمن قلت ان هذه الصیغة تستعمل ظاهرا فی السوال عن الکیفیة کما مر وقد تستعمل فی الاستعجاز مثاله ان یدعی مدع انه یحمل ثقلا وانت تعلم بعجزه فتقول له ارنی کیف تحمل هذا فلما علم الله تعالی بان ابراهیم مبرأ منه اراد بقوله اولم تؤمن ان ینطق ابراهیم بقوله بلی لیدفع عنه ذلک فان قلت فما موقع قول ابراهیم ولکن لیطمئن قلبی وذلک یشعر ظاهرا بانه کان عند السوال فاقد الطمانینة قلت معناه ولکن لیزول عن قلبی الفکر فی کیفیة الحیوة لانی اذا شاهدتها سکن قلبی عن الجولان فی کیفیاتها المتخیلة وتعینت عندی بالتصویر المشاهد آه قلت ولله در هم احق فما احسن تحقیقه وما ابدع تدقیقه ۱۲

ملحقات الترجمة

ملہ قوله اُس نظیر سے بھی۔ زاد مرادف ایضا لعدم توقف الاستدلال علیه بعد قیام البراهین القطعیة ۱۲

قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَیْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰی كُلِّ جَبَلٍ

ارشاد ہوا کہ اچھا تو تم چار پرندے لو — پھر انکو اپنے لیے ہلا لو — پھر ہر پہاڑ پر انمین کا ایک ایک حصہ رکھدو

مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ یَاْتِیْنَكَ سَعْیًا ؕ وَ اعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ۠

پھر اُن سبکو بلاؤ تمہارے پاس سب دوڑے دوڑے چلے آوینگے اور خوب یقین رکھو اس بات کا کہ حقتعالیٰ زبردست ہین حکمت والے ہین۔

قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَیْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰی كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ یَاْتِیْنَكَ سَعْیًا ؕ وَّ اعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ۲۶۱ اور اُسوقت (کے واقعہ) کو یاد کرو جبکہ ابراہیم علیہ السلام نے (حق تعالیٰ سے) عرض کیا کہ اے میرے پروردگار مجکو (یہ) دکھلا دیجیے کہ آپ مردون کو (قیامت مین مثلاً) کس کیفیت سے زندہ کرینگے (یعنے زندہ کرنیکا تو یقین ہے مگر عقلاً اسکی مختلف کیفیتین ممکن ہین انمین سے معلوم نہین کون کیفیت ہوگی چونکہ اس درخواست کا قصہ سنکر احتمال تھا کہ کسی کم سمجھ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام پر نعوذ باللہ یقین نرکھنے کا گمان ہوجاتا اسلیے حق تعالیٰ نے اُن سے اسکا سوال کرکے اور اُنکا جواب نقل فرماکر اُسکی صاف کردیا چنانچہ اُن سے) ارشاد فرمایا کہ کیا تم (اسپر) یقین نہین لائے انہون نے (جواب مین) عرض کیا کہ یقین کیون نہ لاتا ولیکن اس غرض سے یہ درخواست کرتا ہون تاکہ میرے قلب کو (تعیین کیفیت کے بارہ مین مشاہدہ کرنیسے) سکون ہوجاوے (اور بہت سے احتمالات مین ذہن کو حرکت نہو) ارشاد ہوا کہ اچھا تو تم چار پرندے لو پھر انکو (پال کر) اپنے لیے ہلالو (تاکہ انکی خوب شناخت ہوجاوے) پھر (سبکو ذبح کرکے اور مع استخوان و پر وغیرہ کے انکا خوب قیمہ سا کرکے اُسکے کئی حصے کرکے اور کئی پہاڑ اپنے اختیار سے تجویز کرکے) ہر پہاڑ پر انمین کا ایک ایک حصہ رکھدو (اور) پھر اُن سب کو بلاؤ (دیکھو تمہارے پاس سب (زندہ ہوکر) دوڑے دوڑے چلے آوینگے اور خوب یقین رکھو اس بات کا کہ حق تعالیٰ زبردست (قدرت والے) ہین (سب کچھ کرسکتے ہین مگر پھر جو بعضی باتین نہین کرتے اُسکی وجہ یہ ہے کہ) حکمت والے (بھی) ہین **ف** روح المعانی مین بسند ابن المنذر حضرت حسن رض سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسیطرح حصے پارچے کرکے اُنکو پکارا فوراً ہی ہڈی سے ہڈی پر سے پر خون سے خون سب ملکر سب اپنی اصلی ہیئت پر ہوکر اُنکے پاس زندہ ہوکر آگئے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ابراہیم اسیطرح قیامت کے روز سب اجزا و اجساد کو جمع کرکے ایک دم سے جان ڈالدونگا فقط اس واقعہ کو دکھلا کر اللہ تعالیٰ نے کیفیت احیاء یوم قیامت کی بتلادی کہ اسیطرح اول اجزاء بدنیہ مختلف مقامات سے جمع ہوکر اجساد تیار ہونگے پھر اُن مین روح پڑجاویگی۔ اور کوئی یہ شبہ نکرے کہ حضرت علی رض کا قول مشہور ہے کہ اگر حجاب اٹھ جاوے جب بھی میرے یقین مین بیشی نہو یعنی جتنی بیشی ممکن ہے وہ بدون رفع حجاب ہی حاصل ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اس قصہ مین یقین بڑھنا معلوم ہوتا ہے جس سے شبہ ہوتا ہے کہ پہلے سے یہ مرتبہ حاصل نہ تھا تو اس سے حضرت علی رض کی فضلیت کا وسوسہ ہوتا ہے جواب برتقدیر ثبوت اس قول کے یہ ہے کہ اولاً ہی مسلم نہین کہ حضرت ابراہیم کی یقین مین بیشی ہوگئی تھی بلکہ صرف کیفیت کے مشاہدہ سے ایک کیفیت متعین ہوگئی جسکو یقین کی بیشی مین کوئی دخل نہین اور اگر اس بیشی کو تسلیم بھی کرلیا جاوے تو جواب یہ ہے کہ کمال یقین نبوت کے مرتبہ کا جدا ہے اور ولایت کا جدا اور ولایت کا مرتبہ کمال یقین نبوت کے مرتبہ کمال یقین بلکہ اصل یقین سے بھی کمتر اور ضعیف ہوتا ہے پس اگر حضرت علی رض کو کمال مرتبہ یقین مناسب مقام ولایت حاصل ہو جس سے ابراہیم علیہ السلام کا مرتبہ نفس یقین بھی بڑھا ہوا ہے تو اس سے افضلیت حضرت علی رض کی لازم نہین آئی خوب سمجھ لو۔ ربط آگے پھر عود ہے مضمون انفاق فی سبیل اللہ کی طرف جسکے تکرار ذکر کی وجہ تفسیر آیہ الم تر الی الذین خرجوا مین بیان ہوچکی ہے چنانچہ اس مقام سے پھر دوسرے اغراض کیلیے اسکا ذکر چلا ہے چنانچہ عنوانونکو ترجمہ پر منطبق کرنیسے معلوم ہوسکتا ہے

ملحقات الترجمۃ — **۱ قولہ** کئی پہاڑ اپنے اختیار سے: ماخذہ ما فی روح المعانی کل جبل یمکنک الوضع علیہ وتمکن بینک بذلک ۱۲

۲ قولہ فی ف جواب الشبہۃ ماخذہ روح المعانی ۱۲

البلاغۃ قولہ سعیا انما لم یقل طیرانا لانہ اذا کانت ساعیۃ کان اثبت لنظرہ علیہا من ان تکون طائرۃ واللہ اعلم ۱۲ انتصاف

الکلام قولہ ادعھن استشکل بان دعاء الجماد غیر معقول واجیب بانہ من قبیل دعاء التکوین ۱۲ روح المعانی

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ

جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنے مالونکو خرچ کرتے ہیں اُنکے خرچ کیے ہوئے مالونکی حالت ایسی ہے جیسے ایک دانہ کی حالت جس سے سات بالین جمین ہر بال کے اندر سو دانے ہون

وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا

اور یہ افزونی خداتعالے جسکو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور اللہ تعالے بڑی وسعت والے ہین جاننے والے ہین جو لوگ اپنا مال اللہ کی راہ مین خرچ کرتے ہین پھر خرچ کرنے کے بعد نہ تو احسان

مَنًّا وَّلَآ اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ

جتلاتے ہین اور نہ اُسکو آزار پہونچاتے ہین اُن لوگون کو اُنکا ثواب ملیگا اُنکے پروردگار کے پاس اور نہ اُنپر کوئی خطر ہوگا اور نہ یہ مغموم ہونگے مناسب بات کہدینا اور درگذر کرنا بہتر ہے

مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى ؕ وَاللّٰهُ غَنِىٌّ حَلِيْمٌ ۝

ایسی خیرات سے جسکے بعد آزار پہونچایا جاوے اور اللہ تعالی غنی ہین حلیم ہین

فضیلت انفاق فی سبیل اللہ مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝۲۶۱ جو لوگ اللہ کی راہ مین (یعنی امور خیر مین) اپنے مالونکو خرچ کرتے ہین اُنکے خرچ کیے ہوئے مالون کی حالت (عنداللہ) ایسی ہے جیسے ایک دانہ کی حالت جس سے (فرض کرو) سات بالین جمین (اور) ہر بال کے اندر سو دانے ہون (اسیطرح خداتعالے اُنکا ثواب سات سو حصہ تک بڑھاتا ہے) اور یہ[5] افزونی خداتعالی جسکو چاہتا ہے (بقدر اُسکے اخلاص اور مشقت کے) عطا فرماتا ہے اور اللہ تعالی بڑی وسعت والے ہین (اُنکے یہان کسی چیز کی کمی نہین وہ سبکو یہ افزونی دیسکتے ہین مگر ساتھ ہی) جاننے والے (بھی) ہین (اسلیے اخلاص نیت وغیرہ کو دیکھکر عطا فرماتے ہین) **ف** نیک کام مین خرچ کرنا باعتبار نیت کے تین قسم کا ہے۔ ایک ریا کی نیت کے ساتھ اُسکا کچھ ثواب نہین جیسا عنقریب آتا ہے۔ دوسرا ادنی درجہ کے اخلاص کے ساتھ اُسکا ثواب دس حصہ ملتا ہے من جاء بالحسنة فله عشر امثالها مین اس ادنی ہی کا بیان ہے۔ تیسرے زیادہ اخلاص یعنی اُسکے اوسط یا اعلی درجہ کے ساتھ اسکے لیے اس آیت مین وعدہ ہے دس سے زیادہ سات سو تک علی حسب تفاوت المراتب اور اوپر ایک آیت من ذا الذی یقرض اللہ قرضا حسنا مین بیان ہوچکا ہے کہ اس سات سو کے وعدہ کے بعد اور زیادہ کا بھی وعدہ ہوگیا ہے اسیطرح تفاوت ہوجاتا ہے مشقت کی قلت وکثرت سے مثلاً دس روپیہ والے کو ایک روپیہ دینا کم مشقت ہے اور دس پیسہ والے کو ایک پیسہ دینا زیادہ مشقت ہے۔ **ربط** آگے انفاق فی الخیر کے مقبول ہونیکے لیے بعض شرائط بیان فرماتے ہین **بعض شرائط قبول انفاق فی الخیر** اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝۲۶۲ جو لوگ اپنا مال اللہ کی راہ مین خرچ کرتے ہین پھر خرچ کرنے کے بعد نہ تو (جسکو دیا ہے اُسپر زبانی) احسان جتلاتے ہین اور نہ (برتاؤ سے) اُسکو آزار پہونچاتے ہین ان لوگون کو ان (کے عمل) کا ثواب ملیگا انکے پروردگار کے پاس (جاکر) اور نہ (قیامت کے دن) اُنپر کوئی خطر ہوگا اور نہ یہ مغموم ہونگے **ف** برتاؤ سے آزار پہونچانا یہ کہ مثلاً اپنے احسان کی بنا پر اُسکے ساتھ تحقیر سے پیش آوے اس سے دوسرا آزار پاتا ہے **ربط** آگے مذمت احسان اور ایذا رسانی کی فرماتے ہین قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى ؕ وَاللّٰهُ غَنِىٌّ حَلِيْمٌ ۝۲۶۳ (ناداری کے وقت جواب مین معقول و) مناسب بات کہدینا اور (اگر سائل بدتمیزی سے غصہ دلاوے یا اصرار سے تنگ کرے تو اُس سے) درگذر کرنا (ہزار درجہ) بہتر ہے ایسی خیرات (دینے) سے جسکے بعد آزار پہونچایا جاوے اور اللہ تعالے (خود) غنی ہین (کسیکے مال کی اُنکو حاجت نہین جو کوئی خرچ کرتا ہے اپنے واسطے

ملحقات الترجمۃ

[5] قولہ یہ افزونی ماخذ تفسیر البیضاوی وقال یضاعف تلک المضاعفۃ ۱۲

اللغات قال البیضاوی المن ان یعتد باحسانہ والاذی ان یتطاول علیہ ای یتفاخر ۱۲ **النحو** مثل الذین علی حذف المضاف ای نفقات الذین ولما کان المحذوف کالملفوظ اظہرتہ فی الترجمۃ ما انفقوا مصدریۃ ۱۲ **البلاغۃ** قال البیضاوی ہو تمثیل لا یقتضی وقوعہ وقد یکون فی الذرۃ والدخن والارض المغلۃ ۱۲ فی استصفاہا حاصلہ ان ثم فی الاصل وضعہا التراخی المعطوف عن المعطوف علیہ فی الزمان یکون حدوثہ او بقاءً ومعناہا باعتبار البقاء دوام وجود الفعل وتراخی زمن بقائہ وعلیہ حمل قولہ تعالی ثم استقاموا وکذلک قولہ تعالی ثم لا یتبعون وقریب من ہذا ومثلہ ان السین یصحب الفعل للتراخی زمانہ وقوعہ ابتداءً او بقاءً وعلیہ ورد قولہ تعالی انی ذاہب الی ربی سیہدین ۱۲ قولہ اذی وانما لم یذکر المن لان الاذی یشملہ وغیرہ وذکرہ فیما تقدم اہتماما بہ لکثرۃ وقوعہ من المتصدقین وعسر تحفظہم عنہ آہ ۱۲ روح المعانی

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى كَالَّذِىْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ

اے ایمان والو تم احسان جتلا کر یا ایذا پہونچا کر اپنی خیرات کو برباد مت کرو۔ جسطرح وہ شخص جو اپنا مال خرچ کرتا ہے لوگونکو دکھلانے کی غرض سے اور ایمان نہین رکھتا اللہ

وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ؕ لَا يَقْدِرُوْنَ

اور یوم قیامت پر سو اس شخص کی حالت ایسی ہے جیسے ایک چکنا پتھر جسپر کچھ مٹی ہو پھر اسپر زور کی بارش پڑ جاوے سو اسکو بالکل صاف کر دے۔ ایسے لوگون کو

عَلٰى شَىْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝

اپنی کمائی ذرا بھی ہاتھ نہ لگے گی۔ اور اللہ تعالےٰ کافر لوگون کو رستہ نہ بتلاوینگے۔

پھر آزار کس بنا پر پہونچایا جاوے اور آزار دینے پر جو فوراً سزا نہین دیتے اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ) حلیم (بھی) ہین **ف** ناداری کی قید اسلیے لگائی کہ استطاعت کے وقت حاجتمند کی اعانت نکرنا خود بُرا ہی اسکو بہتر کیون کہا جاتا البتہ ناداری کے وقت نرمی سے جواب دیدینا اور سائل کی سختی کو ٹالدینا چونکہ موجب ثواب ہے اسلیے اُسکو خیر فرمایا گیا اور آزار پہونچانا حرام اور موجب عذاب ہے گو بظاہر اسمین لوجہ اسکے کہ اسمین دینا تو پایا گیا گونہ خیریت معلوم ہوتی تھی لیکن اس سے خیریت کی نفی فرمائی گئی اور اس آیت مین آزار پہونچانے سے مراد عام ہی احسان جتلانا بھی اسمین آگیا **ربط** آگے من واذی کا اور اُنکے ساتھ ریا کا موجب بطلان ثواب انفاق ہونا مع ایک مثال کے بیان فرماتے ہین جس سے مقصود ان امور سے منع فرمانا ہی **بطلان ثواب من و اذی و ریا**

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى كَالَّذِىْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ؕ لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَىْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ ۲۶۴

اے ایمان والو تم احسان جتلا کر یا ایذا[1] پہونچا کر اپنی خیرات (کے ثواب بڑھنے) کو برباد مت کرو جسطرح وہ شخص (خود خیرات کے اصل ثواب ہی کو برباد کر دیتا ہی) جو اپنا مال خرچ کرتا ہے (محض) لوگونکے دکھلانے کی غرض سے اور ایمان نہین رکھتا اللہ پر اور یوم قیامت پر (مراد اس سے بقرینہ نفی ایمان کے منافق ہی) سو اس شخص کی حالت ایسی ہی جیسے ایک چکنا پتھر (فرض کرو) جسپر کچھ مٹی (آگئی) ہو (اور اُس مٹی مین کچھ گھاس بھوس جم آیا ہو) پھر اسپر زور کی بارش پڑ جاوے سو اسکو (جیسا تھا ویسا ہی) بالکل صاف کر دی (اسیطرح اس منافق کے ہاتھ سے اللہ کی راہ مین کچھ خرچ ہو گیا جو ظاہر مین ایک نیک عمل جسمین امید ثواب ہو معلوم ہوتا ہی لیکن اسکے نفاق نے اس شخص کو ویسا ہی کورا ثواب سے خالی چھوڑ دیا چنانچہ قیامت مین) ایسے لوگونکو اپنی کمائی ذرا بھی ہاتھ نہ لگے گی (کیونکہ کمائی نیک عمل ہی اور اُسکا ہاتھ لگنا ثواب کا ملنا ہے اور ثواب ملنے کی شرط ایمان اور اخلاص ہی اور ان لوگونمین یہ مفقود ہی کیونکہ ریا کار بھی ہین اور کافر بھی ہین) اور اللہ تعالیٰ کافر لوگونکو (قیامت کے روز ثواب کے گھر یعنی جنت کا) رستہ نہ بتلاوینگے (کیونکہ کفر کی وجہ سے انکا کوئی عمل مقبول نہین ہوا جسکا ثواب آخرت مین ذخیرہ ہوتا اور وہان حاضر ہو کر اُسکے صلہ مین جنت مین پہونچائے جاتے) **ف** جاننا چاہیے کہ طاعات کی صحت و بقا کے لیے جسطرح ایمان شرط ہی چنانچہ کافر کی کوئی طاعت صحیح و مقبول نہین اور اگر طاعت کے بعد کافر ہو جاوے وہ طاعت باقی نہین رہتی جسکو اصطلاح شرع مین حبط کہتے ہین اسیطرح نصوص سے ثابت ہے کہ علاوہ ایمان کے اور بھی بعض شرطین صحت یا بقا کی بعض طاعات مین ہوتی ہین جیسے نماز کے لیے وضو کہ شرط صحت ہی اور شفعہ کی پہلی رکعت کے لیے دوسری رکعت کہ شرط بقا ہی پس یہان بھی اس آیت اور آیت سابقہ مین لا یتبعون کی قید سے معلوم ہوتا ہی کہ انفاق کیلیے ایمان کے ساتھ کہ شرط صحت و نیز شرط بقا ہی ایک اخلاص بھی شرط صحت ہی اور ترک من واذی شرط بقا ہی اسی لیے منافق اور مرائی کے انفاق کو باطل کہا گیا کہ اسمین شرط صحت مفقود ہی اور من و اذی کو بھی مبطل کہا گیا کہ اسمین شرط بقا مفقود ہی اور چونکہ بطلان اول اظہر ہے بطلان ثانی سے اسلیے ثانی کو اول کے ساتھ تشبیہ دی گئی اور مشبہ بہ مین جو دو قیدین لگائی گئین ایک نفاق کی دوسری ریا کی یہ محض تقویت مشبہ کے لیے ہی ورنہ ہر دو امر

لحقات الترجمة
[1] قوله فی ترجمة والاذی یا ایذا اشارالی ان المراد کل واحد منهما لا مجموعهما لان المجموع لیس شرطا للابطال کما هو ظاهر ۱۲

اللغات صفوان حجر املس وابل مطر عظیم القطر صلدا املس نقیا من التراب کذا قال البیضاوی ۱۲
النحو کالذی کابطال الذی لا یقدرون الضمیر للذی ینفق باعتبار المعنی لان المراد به الجنس او الجمع ریاء نصب علی المفعول له کذا قال البیضاوی ۱۲

البلاغة قوله لا تبطلوا الخ ههنا البطلان الاول افساده بعد صحته والثانی اتیانه باطلا من الراس ۱۲ من روح المعانی۔ فی حاشیة البیضاوی بر فرق فالمنافق کالصفوان والنفقة کالتراب والریاء کالوابل وقال فی روح المعانی لو جعل مرکبا صح قیل وهذا هو الاوجه ۱۲

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ

اور اُن لوگون کے خرچ کیے ہوئے مال کی حالت جو اپنے مالونکو خرچ کرتے ہین اللہ تعالی کی رضاجوئی کی غرض سے اور اس غرض سے کہ اپنے نفسون مین پختگی پیدا کرین مثل حالت ایک باغ کے ہو جو کسی ٹیکرے پر ہو

اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝

کہ اسپر زور کی بارش پڑی ہو پھر وہ دونا پھل لایا ہو اور اگر ایسے زور کا مینہ نہ پڑے تو ہلکی پھوار بھی اسکو کافی ہو اور اللہ تعالے تمہارے کامون کو خوب دیکھتے ہین ۔

عز و افزا بھی موجب بطلان ہین اور تقویت سے یہ فائدہ ہوا کہ من واذی سے نفرت دلانے مین مبالغہ ہوگیا اس تحقیق کے بعد آیت معتزلہ کا یہ شبہ کرنا کہ سیئات بھی مثل کفر کے موجب حبط طاعات ہوتے ہین محض غلط ٹھیرا کیونکہ کسی خاص سیئہ کا کسی خاص حسنہ کے اعتبار سے نافی شرط بقا ہونا مستلزم اسکو نہین کہ ہر سیئہ ہر حسنہ کے لیے موجب حبط ہوجاوے کیونکہ یہ بطلان بوجہ سیئہ ہونیکے نہین بلکہ بوجہ نفی شرط بقا کے ہی خوب سمجھ لو۔ و نیز مثل شرائط صحت و بقا کے طاعات مین اُنکے انوار و برکات کی بھی کچھ شرطین ہوتی ہین آیت ایود کے ذیل مین اُسکا بیان بھی آتا ہی **ربط** صدقات باطلہ غیر مقبولہ کی مثال بیان فرماکر آگے صدقات مقبولہ کی مثال بیان فرماتے ہین **مثال نفقات مقبولہ** وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝۲۶۵ اور اُن لوگون کے خرچ کیے ہوئے مال کی حالت جو اپنے مالونکو خرچ کرتے ہین اللہ تعالی کی رضاجوئی کی غرض سے (جو کہ خاص اس عمل سے حاصل ہوگی) اور اس غرض سے کہ اپنے نفسون (کو اس عمل شاق کا خوگر بناکر اُن) مین پختگی پیدا کرین (تاکہ دوسرے اعمال صالحہ سہولت سے صادر ہوا کرین پس ان لوگون کے نفقات و صدقات کی حالت) مثل حالت ایک باغ کے ہے جو کسی ٹیکرے پر ہو کہ (اس جگہ کی ہوا لطیف اور بارآور ہوتی ہے اور) اُسپر زور کی بارش پڑی ہو پھر وہ (باغ لطافت ہوا اور بارش کے سبب اور باغون سے یا اور دفعون سے) دونا (چوگنا) پھل لایا ہو اور اگر ایسے زور کا مینہ نہ پڑے تو ہلکی پھوار (یعنی خفیف بارش) بھی اُسکو کافی ہے (کیونکہ زمین اور موقع اُسکا اچھا ہے) اور اللہ تعالی تمہارے کامون کو خوب دیکھتے ہین (اسلیے جب وہ اخلاص دیکھتے ہین ثواب بڑھا دیتے ہین)۔ **ف** اللہ تعالی کی رضاجوئی کا مطلب ہر عمل مین تو ظاہر ہے اور تثبیت کی توضیح یہ ہی کہ یہ بات تجربہ سے ثابت ہوئی ہی اور اہل سلوک کے برتاؤ مین ہی کہ جس کام مین نفس کو قدرے مشقت ہو اُسکے بار بار کرنے سے نفس کے اندر بسبب عادت کے ایک ملکہ راسخہ پیدا ہوجاتا ہی پس سیر دوسرے اعمال مین بھی پس و پیش نہین کرتا اور اُسکی صفت مزاحمت کی مغلوب ہوجاتی ہی تو اس آیت مین اُسکی ترغیب ہے کہ ہر عمل مین یہ نیت بھی ہو یا اچھا ہی کہ دوسرے اعمال کے لیے نفس مین آمادگی ہو اور یہی حاصل ہوتا ہی مجاہدہ کا و نیز خود اس عمل انفاق کا بھی اس سے جب ملکہ پیدا ہوگا تو اس عمل کو جو کہ موجب رضات الٰہیہ ہی بار بار کریگا جس سے مرضات الٰہیہ ہمیشہ حاصل ہوگی پس حاصل نیت کا یہ ہوگا کہ اسوقت بھی اللہ تعالی کی رضا حاصل ہو اور ایسی عادت ہوجاوے کہ آیندہ بھی ہمیشہ رضائے الٰہی حاصل کیا کرین پس اس تقریر پر دونون غایت کا حاصل رضائے الٰہی ٹھیری حالا بھی اور مآلا بھی خوب سمجھ لو۔ اور اس تشبیہ مین جو دو طرح کی بارش فرض کیگئی ہی اس سے مقصود تفاوت مراتب اخلاص کا بیان کرنا ہی کہ چونکہ یہ انفاق ایمان کے ساتھ مقرون ہی من واذی و ریا اسمین مفقود ہے اخلاص اُس مین موجود ہی تو ضرور ہی مقبول ہوکر موجب تضاعف اجر و ثواب ہوجاتا ہی خواہ اخلاص اعلیٰ درجہ کا ہو یا اوسط یا ادنی درجہ کا ہو نفس قبول و تضاعف کے لیے ہر حال مین کافی ہی گو تفاوت مراتب اخلاص سے مراتب قبول و تضاعف مین بھی تفاوت ہوجاویگا **ربط** اس مقام پر تین قسم کے صدقات کا بیان ہی قسم اول جسمین شرائط صحت و بقا پائی جاوین یہ اس رکوع کے اول کی دو آیتون مین اور اس آیت و مثل الذین الخ مین دو مثالونکے ضمن مین مذکور ہی کمثل حبۃ انبتت سبع الخ اور کمثل جنۃ بربوۃ الخ قسم دوم جسمین شرط صحت ہی نہ پائی جاوے یعنی ایمان اخلاص انفرادًا یا اجتماعًا اسکو کالذی ینفق مالہ الخ مین اس مثال کے ساتھ بیان فرمایا کمثل صفوان الخ قسم سوم جسمین شرط صحت تو پائی گئی مگر شرط بقا نہ پائی گئی

اللغات اُکل الشیٔ الماکول والمراد ثمرہا وقرأ ابو عمرو وابن کثیر و نافع بسکون الکاف تخفیفا کذا فی روح المعانی ۱۲

النحو فطل ای یکفیہا فالمسند محذوف ۱۲

البلاغۃ بربوۃ فی روح المعانی للطافۃ ہوائہا من انفسہم جوزان تکون معنی اللام والمعنی توطینا لانفسہم علی طاعۃ اللہ تعالی ضعفین ای ضعفا بعد ضعف فالتثنیۃ للتکثیر او مثلی ماکانت تثمر فی سائر الاوقات بسبب ما اصابہا من الوابل او اربعۃ امثالہ بناءً علی الخلاف فی ان الضعف بل ہو المثل

أَيَوَدُّ أَحَدُكُمْ أَن تَكُونَ لَهُ جَنَّةٌ مِّن نَّخِيلٍ وَأَعْنَابٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ لَهُ فِيهَا

بھلا تم مین سے کسیکو یہ بات پسند ہے کہ اسکا ایک باغ ہو کھجورونکا اور انگورون کا اُس کے نیچے نہرین چلتی ہون

مِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ وَأَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهُ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَاءُ فَأَصَابَهَا إِعْصَارٌ فِيهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ

اس شخص کے یہان اُس باغ مین اور بھی ہر قسم کے میوے ہون اور اس شخص کا بڑھاپا آگیا ہوگا اور اُسکے اہل وعیال بھی ہون جنمین قوت نہین سو اُس باغ پر ایک بگولا آیا جسمین آگ ہو پھر وہ باغ جل جاوے۔

كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ ۝

اللہ تعالےٰ اسیطرح نظائر بیان فرماتے ہین تمہارے لیے تاکہ تم سوچا کرو

ع ۳۶ | ۴

یعنی ترک من واذی اُسکو اگلی آیت مین ایک مثال کے ساتھ بیان فرماتے ہین اور قسم اول کی دو مثالین لائیمین شاید اُسکے مقبول ہونیکی وجہ سے زیادہ اہتمام شان مقصود ہو واللہ اعلم **مثال نفقات وطاعات فاسدہ بعد الصحۃ** اَيَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّ اَعْنَابٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهٗ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَ اَصَابَهُ الْكِبَرُ وَ لَهٗ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَآءُ فَاَصَابَهَآ اِعْصَارٌ فِيْهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ۝ ۲۶۶ بھلا تم مین سے کسیکو یہ بات پسند ہے کہ اُسکا ایک باغ ہو کھجورون کا اور انگورون کا (یعنی زیادہ[۲] درخت اُسمین ان کے ہون اور) اُس (باغ) کے (درختون کے) نیچے نہرین چلتی ہون (جس سے وہ خوب سرسبز و شاداب ہون اور) اُس شخص کے یہان اُس باغ مین (علاوہ کھجورون اور انگورون کے) اور بھی ہر قسم کے (مناسب[۳]) میوے ہون اور اُس شخص کا بڑھاپا آگیا ہوگا (جو کہ زمانہ زیادہ احتیاج کا ہوتا ہے) اور اُسکے اہل وعیال بھی ہون جنمین (کمانیکی) قوت نہین (اس صورت مین اہل وعیال سے بھی اُسکو توقع خبرگیری کی نہین ہوگی بس وجہ معاش صرف وہی باغ ہوا) سو (ایسی حالت مین کیا ہوا کہ) اُس باغ پر ایک بگولا آیا جسمین آگ (کا مادہ) ہو پھر (اس سے) وہ باغ جل جاوے (ظاہر بات ہے کہ کسیکو اپنے لیے یہ بات پسند نہین آسکتی پھر اُسی کی مشابہ تو یہ بات بھی ہے کہ اہل صدقہ دیا یا اور کوئی نیک کام کیا جسکے قیامت مین کار آمد ہونیکی امید ہو جو کہ وقت ہوگا غایت احتیاج کا اور زیادہ مدار قبول ہوگا ان ہی طاعات پر پھر ایسے وقت مین معلوم ہوگا کہ ہمارے من واذی یا اور معاصی سے ہماری طاعات باطل یا بے برکت ہوگئین اُسوقت کیسی سخت حسرت ہوگی کہ کیسی کیسی آرزؤنکا خون ہوگیا پس جب تم اس مثال کے واقعہ کو پسند نہین کرتے تو ابطال طاعات کو کیسے گوارہ کرتے ہو) اللہ تعالےٰ اسیطرح نظائر بیان فرماتے ہین تمہارے (سمجھانیکے) لیے تاکہ تم سوچا کرو (اور سوچ کر اُسکے موافق عمل کیا کرو) **ف** توجیہ مثال کی تقریر ترجمہ سے ظاہر ہے البتہ اتنی بات اور سمجھ لینا چاہیے کہ روح المعانی مین حضرت ابن عباسؓ سے اسکی تفسیر مین بروایت بخاری اور حاکم اور ابن جریر وعبد بن حمید منقول ہے جسکو حضرت عمرؓ نے بھی پسند فرمایا کہ یہ آیت اپنے مضمون مین تمام طاعات کو عام ہے جنکے بعد آدمی معاصی مین منہمک ہو کر اُن طاعات کو خراب کرڈالے اس عموم مین نفقات بھی آگئے اور تحقیق اُس خراب کرنے کی یہ ہے کہ جیسا آیہ یاایھا الذین اٰمنوا لا تبطلوا صدقاتکم کے تحت مین اجمالاً مذکور ہوا ہے کہ اعمال مین کچھ شرطین اُنکے انوار و برکات کی بھی ہوا کرتی ہین سو وہ شرط مطلقاً سیئات مین مشغول ہونے سے پرہیز کرنا ہے اور جب طاعات کے بعد معاصی مین مشغول ومستغرق ہو جاتا ہے تو اُن طاعات کے انوار وبرکات سلب ہو جاتے ہین جسکا اثر اس عالم مین تو یہ ہوتا ہے کہ جو حلاوت طاعت کی قلب مین پیدا ہوئی تھی وہ زائل ہو جاتی ہے اور ایک طاعت سے دوسری طاعت کا سلسلہ چلا کرتا ہے اور ویسا ہی سامان جمع ہونے لگتا ہے جسکو توفیق کہتے ہین یہ توفیق بند ہو جاتی ہے بلکہ طاعات معمولہ مین بھی کمی اور ناغہ اور سستی ہونے لگتی ہے اور ان امور فائتہ پر جو ثمرات آخرت مین ملتے اُن سے محروم رہیگا یہ اثر اُس عالم مین ہوگا اور اس نور وبرکت کے سلب ہونے کو بھی کہین کہین آیات واحادیث مین حبط وغیرہ الفاظ سے تعبیر کیا گیا ہے پس یہ حبط مشہور اصطلاحی نہین خوب سمجھ لو۔ **ربط** انفاق مین جن امور کی رعایت ضروری ہے ان مین سے بعض تو مذکور ہو چکین جیسے ترک من واذی وریاء وغیرہ اور ایک اُن مین یہ بھی ہے کہ وہ چیز ردی اور خراب نہو اسکو آگے بیان فرماتے ہین

ملحقات الترجمة

[۱] قوله فی العنوان نفقات وطاعات۔ زاد المعطوف لعموم الآیة لما نقل عن ابن عباس رضؓ وارتضاہ عمر رضؓ ۱۲

[۲] قوله زیادہ درخت الخ فلا یرد ان الجنة لما کان من نخیل واعناب فما معنی قوله من کل الثمرات وانما خصہما بالذکر لانہما اکرم الاشجار عند العرب ۱۲

[۳] قوله مناسب زاد للاشارة الی ان الاستغراق عرفی لا حقیقی ۱۲

اللغات الذریة ولد الرجل والنساء کذا فی القاموس ۱۲

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ ۠ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ

اے ایمان والو خرچ کیا کرو عمدہ چیز کو اپنی کمائی میں سے اور اس میں سے جو کہ ہمنے تمہارے لیے زمین سے پیدا کیا ہے اور ردی چیز کی طرف نیت مت لیجایا کرو

مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ ۭ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِىٌّ حَمِيْدٌ ۝ اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ

کہ اس میں سے خرچ کرو حالانکہ تم کبھی اسکے لینے والے نہیں ہاں مگر چشم پوشی کرجاؤ۔ اور یہ یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ کسی کے محتاج نہیں تعریف کے لائق ہیں شیطان تمکو محتاجی سے ڈراتا ہے

الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاۗءِ ۚ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ يُّؤْتِي الْحِكْمَةَ

اور تمکو بری بات کا مشورہ دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ تم سے وعدہ کرتا ہے اپنی طرف سے گناہ معاف کردینے کا اور زیادہ دینے کا اور اللہ تعالیٰ وسعت والے ہیں خوب جاننے والے ہیں دین کا فہم جسکو چاہتے ہیں

مَنْ يَّشَاۗءُ ۚ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا ۭ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝

دیدیتے ہیں اور جسکو دین کا فہم ملجاوے اسکو بڑی خیر کی چیز مل گئی اور نصیحت وہی لوگ قبول کرتے ہیں جو عقل والے ہیں۔

رعایت جودت مال يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ ۠ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ ۭ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِىٌّ حَمِيْدٌ ۝۲۶۷ اے ایمان والو (نیک کام میں) خرچ کیا کرو عمدہ چیز کو اپنی کمائی میں سے اور (عمدہ چیز کو) اُس میں سے جوکہ ہم نے تمہارے (کام میں لانے کے) لیے زمین سے پیدا کیا ہے اور ردی (ناکارہ) چیز کیطرف نیت مت لیجایا کرو کہ اسمیں سے خرچ کرو حالانکہ (ویسی ہی چیز اگر کوئی تمکو تمہارے حق واجب کے عوض یا سوغات میں دینے لگے تو) تم کبھی اُسکے لینے والے نہیں ہاں مگر چشم پوشی (اور رعایت) کرجاؤ (تو اور بات ہے) اور یہ یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ کسیکے محتاج نہیں (جو ایسی ناکارہ چیزوں سے خوش ہوں) تعریف کے لائق ہیں (یعنی ذات وصفات میں کامل ہیں تو اُنکے دربار میں چیز بھی کامل تعریف کے لائق پیش کرنا چاہئے) **ف** شان نزول سے طیب کے معنی عمدہ کے لیے گئے کیونکہ بعضے لوگ خراب چیزیں لے آتے تھے اسپر یہ آیت نازل ہوئی تھی اور بعض نے عموم لفظ سے طیب کی تفسیر حلال کی کی ہے کیونکہ پوری عمدہ جب ہی ہے جب حلال بھی ہو پس اس بنا پر آیت میں اسکی بھی تاکید ہوگئی اور پہلی تفسیر پر دوسرے دلائل سے اس تاکید کو ثابت کیا جاویگا اور یاد رکھو کہ یہ اس شخص کے لیے ہے جسکے پاس عمدہ چیز ہو اور پھر وہ بری نکمی چیز خرچ کرے جیسا ماکسبتم اور اخرجنا اسکے موجود ہونے پر اور ولاتیمموا الخبیث منہ تنفقون عمدا نکمی چیز خرچ کرنے پر دلالت کررہا ہے اور جسکے پاس اچھی ہوہی نہیں وہ اس ممانعت سے بری ہے اور اُسکی وہ بھی مقبول ہے بعض علماء نے اس سے یہ مسئلے مستنبط کیے ہیں مسئلہ مال تجارت میں زکوٰۃ فرض ہے لقولہ ماکسبتم مسئلہ عشری زمین میں عشر واجب ہے لقولہ اخرجنا اور عشر مزارع پر ہے نہ کہ مالک ارض پر لقولہ لکم خلافا لابی حنیفۃ رح وہ لکم کا مخاطب مجموع کو کہدینگے تفصیل عشر کی کتب فقہ میں ہے اس بناء پر یہ آیت انفاق واجب کے بارہ میں ہوگی ربط آگے تنبیہ فرماتے ہیں کہ جسنے جو تمکو انفاق کی اور اُس میں عمدگی کی رعایت کی ترغیب دی ہے اسمیں شیطان اغوا کیا کرتا ہے تم اُسپر عمل مت کرنا **تنبیہ بر مزاحمت شیطان** اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاۗءِ ۚ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝۲۶۸ يُّؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَاۗءُ ۚ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا ۭ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝۲۶۹ شیطان تمکو محتاجی سے ڈراتا ہے (کہ اگر خرچ کروگے یا اچھا مال خرچ کروگے تو محتاج ہوجاوگے) اور تمکو بری بات (یعنی بخل کا) مشورہ دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ

ملحقات الترجمۃ

لـ۵ قولہ یا سوغات فیہ اشارۃ الی عموم الآیۃ للفرض والنافلۃ وقد اخذ التعمیم فی قولہ ولستم بآخذیہ بل الہدیۃ اکثر مایکون النفس عادۃ ۱۲

اللغات قال البیضاوی الوعد فی الاصل شائع فی الخیر والشر فی الحماسیۃ بر فرسع قال الفراء یقال وعدہ خیرا ووعدہ شرا فاذا اسقط الخیر والشر (ای المفعول) قالوا فی الخیر الوعد وفی الشر الایعاد والوعید الفحشاء قال البیضاوی العرب یسمی البخیل فاحشا ۱۲

النحو قولہ مما اخرجنا علی حذف المضاف ای من طیبات ما اخرجنا منہ تنفقون یمل ان یتعلق منہ بہ ویحتمل ان یتعلق بالنہی قولہ الا ان تغمضوا استثنی منہ مقدر ای فی وقت من الاوقات الا وقت الاغماض ۱۲

البلاغۃ قولہ مما اخرجنا تخصیصہ بذلک لان التفاوت فیہ اکثر ۱۲ بیضاوی

قولہ تغمضوا فی روح المعانی استعیر ہہنا کما قال الراغب للتغافل والتساہل اہ یؤتی الحکمۃ قال البیضاوی من یشاء مفعول اول اخر للاہتمام بالمفعول الثانی ومن یؤت الحکمۃ بناء للمفعول لانہ المقصود ۱۲

الروایات فی لباب النقول روی الحاکم والترمذی وابن ماجۃ وغیرہم عن البراء قال نزلت ہذہ الآیۃ فینا معشر الانصار کنا اصحاب نخل وکان الرجل یاتی من نخلہ علی قدر کثرتہ وقلتہ وکان ناس ممن لایرغب فی الخیر یاتی الرجل بالقنو فیہ الشیص والحشف وبالقنو قد انکسر فیعلقہ فانزل اللہ یا ایہا الذین آمنوا انفقوا من طیبات ما کسبتم الآیۃ ۱۲

وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝ اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ

اور تم لوگ جو کسی قسم کا خرچ کرتے ہو یا کسیطرح کی نذر مانتے ہو　سو حق تعالے کو سب کی یقینا اطلاع ہے۔ اور بیجا کام کرنے والونکا کوئی ہمراہی نہوگا۔ اگر تم ظاہر کرکے دو صدقون کو

فَنِعِمَّا هِيَ ۚ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝

تب بھی اچھی بات ہے　اور اگر انکا اخفا کرو اور فقیرونکو دیدو　تو یہ اخفا تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے اور اللہ تعالی تمہارے　کچھ گناہ بھی دور کردینگے اور اللہ تعالے تمہارے کیے ہوئے کامونکی خوب خبر رکھتے ہین

تمسے وعدہ کرتا ہے (خرچ کرنے پر اور اچھی چیز خرچ کرنے پر) اپنی طرف سے گناہ معاف کردینے کا اور زیادہ دینے کا (یعنی چونکہ نیک جگہ خرچ کرنا طاعت ہے اور طاعت سے معصیت کا کفارہ ہوجاتا ہے لہذا اس سے گناہ بھی معاف ہوتے ہین اور حق تعالی کسیکو دنیا مین بھی اور کسیکو آخرت مین خرچ کا عوض بھی زیادہ کرکے دیتے ہین) اور اللہ تعالی وسعت والے ہین (وہ سب کچھ دے سکتے ہین) خوب جاننے والے ہین (نیت کے موافق ثمرہ دیتے ہین اور یہ سب مضامین بہت ظاہر ہین لیکن انکو وہی شخص سمجھتا ہے جسکو دین کا فہم ہو اور اللہ تعالی) دین کا فہم جسکو چاہتے ہین دیدیتے ہین اور (سچ تو یہ ہے کہ) جسکو دین کا فہم ملجاوے اسکو بڑی خیر کی چیز ملگئی (کیونکہ دنیا کی کوئی نعمت اسکے برابر نافع نہین) اور نصیحت وہی لوگ قبول کرتے ہین جو عقل والے ہین (یعنی جو عقل صحیح رکھتے ہین) **ف** یہان ڈرانے سے مراد دور دراز کے اوہام ہین جو نیک کام مین خرچ کرنیکے وقت باوجود گنجایش مالی کے بھی گاہ گاہ متخیلہ مین آیا کرتے ہین اور دلیل اس تخصیص کی یامرکم بالفحشاء ہے کیونکہ بخل تو وسعت ہی کے وقت معتبر ہوتا ہے سو ایسے وہم مین ڈالنا یہ شیطان کا فعل ہے اور بخیل لوگ ان وہمون مین غلطان و پیچان رہتے ہین آیت مین اسپر عمل کرنیکی ممانعت ہے کیونکہ جب گنجایش ہے تو مناسب مقدار کے خرچ کرنے سے یہ محتاجی کا احتمال ہی غلط ہے پس حاصل آیت کا یہ ہوا کہ ایسے انفاق مین ضرر تو بالکل نہین اور نفع ہرطرح کا کہ مغفرت بھی ملے اور فضل بھی پس مقتضائے فہم یہی ہے کہ ایسی حالت مین شیطانی وسوسہ کو ہرگز قبول نکرے اور اگر ظاہرا اور یقینا محتاجی کے اسباب و قرائن موجود ہون تو شریعت خود ایسے شخص کو تطوعات صدقات و تبرعات سے روکتی ہے اور ایسے شخص کو خرچ نہ کرنیکو بخل بھی نہین کہہ سکتے خوب سمجھ لو اور دین کی فہم سب سے زیادہ نافع اسلیے ہے کہ اُس سے عقائد درست ہوتے ہین اعمال کی توفیق ہوتی ہے اور عقائد و اعمال پر آخرت مین نجات اور ثواب ہے اور دنیا کی کوئی نعمت ثواب اور نجات کی برابری نہین کرسکتی **ربط** اوپر آیتون مین انفاق کے متعلق جن شرائط کی رعایت کا حکم فرمایا ہے آگے اس رعایت کی تاکید ایک خاص پیرایہ مین فرماتے ہین کہ ہمکو سب خبر رہا کرتی ہے ہر کام کو درستی کے ساتھ کیا کرو **تاکید رعایت شرائط انفاق** وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝ اور تم لوگ جو کسی قسم کا خرچ کرتے ہو یا کسی طرح کی نذر مانتے ہو سو حق تعالی کو سب کی یقینا اطلاع ہے اور بیجا کام کرنیوالون کا (قیامت مین) کوئی ہمراہی (حمایتی) نہوگا **ف** کسی قسم کے خرچ کرنے مین سب خرچ آگئے وہ بھی جسمین سب شرائط مذکورہ کی رعایت ہو اور وہ بھی جسمین کل کی یا بعض کی رعایت نہو مثلا فی سبیل اللہ نہو بلکہ معصیت مین ہو یا انفاق مین ریا ہو یا اسکے بعد من واذی ہو یا حلال یا عمدہ مال نہو۔ اسیطرح نذر کے عموم مین سب نذرین آگئین مثلا عبادت مالیہ کی نذر ہو اور اسی مناسبت سے انفاق کیساتھ نذر کو لائے ہین یا عبادۃ بدنیہ کی نذر ہو پھر وہ مطلق ہو یا کسی امر پر معلق ہو پھر یہ کہ اسکا ایفاء کیا گیا ہو یا نہ کیا گیا ہو اور مقصود اس کہنے سے کہ اللہ تعالی کو اسکی اطلاع ہے یہ ہے کہ ہم اسکی جزا دینگے یہ اسلیے سنایا تاکہ رعایت کی ترغیب اور عدم رعایت سے ترہیب ہو۔ اور بیجا کام کرنیوالون سے وہ لوگ مراد ہین جو ضروری شرائط کی رعایت نہین کرتے بلکہ احکام کی مخالفت کرتے ہین اونکو تصریحا وعید سنادی **ربط** آگے انفاق کے متعلق اسکی تحقیق ہے کہ اسکا اظہار افضل ہے یا اخفاء **تحقیق افضلیت اظہار یا اخفاء انفاق** اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ ۚ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝

ملحقات الترجمہ
ل قولہ طاعات سے معصیت کا کفارہ الخ لقولہ تعالی ان الحسنات یذھبن السیئات والمراد الصغائر بالاجماع ۱۲

النحو ما انفقتم مبتدأ ومن بیان لہ والخبر فان اللہ یعلمہ بمعنی یجازیکم علیہ۔ قال البیضاوی فنعم شیئا ابدارھا فی الحاشیۃ یعنی ان ہی ہو المخصوص لکن علی حذف المضاف لیحسن ارتباط الجزاء بالشرط ویدل علی ہذا تذکیر الضمیر فی فہو خیر لکم ای اخفاءہا ۱۲ **البلاغۃ** انما صرح بذکر الفقراء فی الاخفاء دون الابداء لانہ کان فیہ مظنۃ ان یقدم علیہ غنی لا یأخذ بمنظر من الناس اولیوثر المعطی احبابہ واحد قرابۃ ولا یفتش عن فقرہم ولکن تلک الاحتمالات فی الابداء خشیۃ لوم الناس فافہم کذا قالوا ۱۲

اختلاف القراءۃ قرأ نافع والحمزۃ والکسائی بجزم ما علی محل الفاء وما بعدہ کذا قال البیضاوی ۱۲۔

لَیْسَ عَلَیْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَیْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْنَ

انکو ہدایت پر لے آنا کچھ آپکے ذمہ نہین ولیکن خدا تعالے جسکو چاہین ہدایت پر لے آوین۔ اور جو کچھ تم خرچ کرتے ہو اپنے فائدہ کی غرض سے کرتے ہو۔ اور تم اور کسی غرض سے خرچ نہین کرتے

اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَیْرٍ یُّوَفَّ اِلَیْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ۝

بجز رضا جوئی ذات پاک حق تعالے کے۔ اور جو کچھ مال خرچ کر رہے ہو یہ سب پورا پورا تمکو مل جاویگا اور تمہارے لیے اس مین ذرا کمی نکیجاویگی۔

اگر تم ظاہر کرکے دو صدقون کو تب بھی اچھی بات ہے اور اگر انکا اخفاء کرو اور (اخفاء کے ساتھ) فقیرون کو دیدو تو یہ اخفاء تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے اور اللہ تعالی (اسکی برکت سے) تمہارے کچھ گناہ بھی دور کردین گے اور اللہ تعالے تمہارے کیے ہوئے کامونکی خوب خبر رکھتے ہین **ف** اس مقام مین اقوال مختلف ہین مگر احقر کے ذوق مین حسب شہادت ظاہر قرآن وحدیث امام حسن بصری کا قول جو کہ کبیر مین منقول ہے راجح معلوم ہوتا ہے وہ یہ کہ یہ آیت فرض اور نفل سب صدقات کو شامل ہے اور سب مین اخفاء ہی افضل ہے اسمین دینی مصلحت بھی ہے کہ ریا سے ابعد ہے لینے والا بھی نہین شرماتا اور دنیوی مصلحت بھی ہے کہ اپنے مال کی مقدار علم لوگون پر ظاہر نہین ہوتی اور مراد افضلیت اخفاء سے آیت مین افضلیت فی نفسہ ہے پس اگر کسی مقام پر کسی عارض سے مثلاً دفع تہمت یا امید اقتدا وغیر ذلک اظہار کو ترجیح ہوجاوے تو افضلیت فی نفسہ کے منافی نہین اور کفارہ سیئات کچھ اخفاء کے ساتھ خاص نہین لیکن تخصیص ذکری جبکہ وہ مرجع ضمیر یا ترکیب مین جزء ہو اس نکتہ کے لیے ہے کہ نفس اخفاء مین کوئی ظاہری فائدہ نہین دیکھتا اسلیے منقبض ہوتا ہے پس ایک فائدہ عظیمہ پر تنبیہ کردیا جو باعتبار اعلان کے زیادہ متوقع الحصول ہے اور اسی لیے واللہ بما تعملون خبیر بڑھا یا یعنی خدا کو تو خبر ہے پھر اور کسیکو خبر نہو کیون منقبض ہوتے ہو اور یہ جو کہا کچھ گناہ وجہ اسکی یہ ہے کہ ایسے حسنات سے صرف صغیرہ گناہ معاف ہوتے ہین اور کبیرہ کی معافی کے دو طریق ہین ایک توبہ بشرائطہا دوسرے محض فضل ورحمت **ربط** آگے یہ بات بتلاتے ہین کہ صدقہ خیرات دو مین کچھ مسلمان کی تخصیص نہین ہے اگر کافر بھی حاجتمند ہو اسکے ساتھ احسان کرنے سے دریغ مت کرو بشرطیکہ اہل اسلام کو ضرر پہونچانے پر آمادہ نرہتا ہو

عموم احسان بمسلم وکافر لَیْسَ عَلَیْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَیْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَیْرٍ یُّوَفَّ اِلَیْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ۝ ۲۷۲ چونکہ بہت سے صحابہ کفار کو بایں مصلحت خیرات نہ دیتے تھے کہ شاید اسی تدبیر سے کچھ لوگ مسلمان ہوجاوین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی رای دی تھی اسلیے اس آیت مین دونون طرح کے خطاب کرکے ارشاد فرماتے ہین کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ان (کافرون) کو ہدایت پر لے آنا کچھ آپکے ذمہ (فرض واجب) نہین (جسکے لیے اتنے دور دراز اہتمام کیے جاوین) ولیکن (یہ تو) خدا تعالے (کا کام ہے) جسکو چاہین ہدایت پر لے آوین (آپکا کام صرف ہدایت کا پہونچا دینا ہے خواہ کوئی ہدایت پر آوے یا نہ آوے اور ہدایت کا پہونچا دینا کچھ اس ممانعت پر موقوف نہین) اور (اے مسلمانو) جو کچھ تم خرچ کرتے ہو اپنے فائدہ کی غرض سے کرتے ہو اور (اس فائدہ کا بیان یہ ہے کہ) تم اور کسی غرض سے خرچ نہین کرتے بجز رضا جوئی ذات پاک حق تعالے کے (کہ ثواب اسکے لوازم سے ہے اور یہ غرض ہر حاجتمند کی رفع حاجت کرنیسے حاصل ہوتی ہے پھر مسلمان فقیر کی تخصیص کیون کیجاوے) اور (نیز) جو کچھ مال خرچ کر رہے ہو یہ سب (یعنی اسکا عوض اور ثواب) پورا پورا تم (ہی) کو (آخرت مین) ملجاویگا اور تمہارے لیے اسمین ذرا کمی نکیجاویگی (سو تمکو اپنے عوض سے مطلب رکھنا چاہیے اور عوض ہر حالمین ملیگا پھر تمکو اس سے کیا بحث کہ ہمارا صدقہ مسلمان ہی کو ملے کافر کو نہ ملے۔ خلاصہ یہ کہ نیت بھی تمہاری اصل مین اپنے ہی نفع حاصل کرنیکی ہے اور واقع مین بھی حاصل خاص تم ہی کو ہوگا پھر ان زوائد پر کیون نظر کیجاتی ہے کہ یہ نفع خاص اسی طریق سے حاصل کیا جاوے کہ مسلمان ہی کو صدقہ دین کافر کو نہ دین شیخ سعدی کا شعر گویا اسی آیت کی تفسیر ہے **ف** گراد می برد پیش آتش سجود ٭ تو دا پس چرا میکشی دست جود ٭ اور جاننا چاہیے کہ حدیث مین جو آیا ہے کہ تیرا کھانا خاص متقی کھایا کرین مراد اس سے طعام دعوت ہے اور آیت مین طعام حاجت پس تعارض کا شبہ نہ کیا جاوے **مسئلہ** حربی کافر کو صدقہ وغیرہ جائز نہین **مسئلہ** کافر ذمی یعنی غیر حربی کو زکوۃ دینا جائز نہین

الروایات فی روح المعانی اخرج ابن ابی حاتم وغیرہ عن ابن عباس رض ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم کان یامرنا ان لا نتصدق الا علی اہل الاسلام حتے نزلت ہذہ الآیۃ

واخرج ابن جریر عنہ قال کان اناس من الانصار لہم انسباء وقرابۃ وکانوا یتقون ان یتصدقوا علیہم ویریدونہم ان یسلموا فنزلت آہ

ملحقات الترجمۃ

۱۵ قولہ فی وجہ الربط تخصیص نہین۔ تقریرہ ان حاصل نہیہ صلی اللہ علیہ وسلم کان سلبا کلیا وحاصل الآیۃ الایجاب الجزئی المتحقق ببعض الصدقات فلا یرد ان الآیۃ عامۃ فی کل الصدقات فان محط الفائدۃ عموم المصرف لا عموم المصروف ولعل نہیہ صلی اللہ علیہ وسلم کان فی غیر الزکوۃ وقرینتہ علی محصل قول عصام ان الزکوۃ کان صرفہا من بیت المال لا من المزکین والخطاب للمتصدقین فدل علے ان الکلام فی غیر الزکوۃ وایضا قولہ علیہ السلام فی الزکوۃ ماخذہا من اغنیاۂہم وردہا فی فقرائہم اخرج الزکوۃ من ہذا العموم الظاہری فبقی غیرہا علے الجواز ویؤیدہ قولہ علیہ السلام تصدقوا علی اہل الادیان کلہا اخرجہ العینی عن مصنف ابن شیبۃ مرسلا وفی الہدایۃ لولا حدیث معاذ لقلنا بالجواز فی الزکوۃ اما استثناء الحربی فلقولہ تعالی انما ینہاکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین ۱۲

۱۵ قولہ اس فائدہ کا بیان اشارۃ الی کون العطف تفسیریا ۱۲

۱۵ قولہ خلاصہ اشار بہذا التقریر الی تغائر مفہومی فلانفسکم ویوف الیکم

لِلْفُقَرَآءِ الَّذِیْنَ اُحْصِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ضَرْبًا فِی الْاَرْضِ یَحْسَبُھُمُ الْجَاھِلُ اَغْنِیَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ

اصل حق اُن حاجتمندوں کا ہے جو مقید ہو گئے ہوں اللہ کی راہ میں وہ لوگ کہیں ملک میں چلنے پھرنے کا امکان نہیں رکھتے ناواقف انکو تونگر خیال کرتا ہے انکے سوال سے بچنے کے سبب سے

تَعْرِفُھُمْ بِسِیْمٰھُمْ لَا یَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیْمٌ ۝ اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ

تم انکو انکے طرز سے پہچان سکتے ہو　وہ لوگوں سے لپٹ کر مانگتے نہیں پھرتے　اور جو مال خرچ کروگے　بیشک حق تعالےٰ کو اسکی خوب اطلاع ہے۔　جو لوگ خرچ کرتے ہیں

اَمْوَالَھُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّھَارِ سِرًّا وَّعَلَانِیَۃً فَلَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝

اپنے مالوں کو　رات میں　اور دن میں　پوشیدہ اور آشکارا　سو ان لوگوں کو ان کا ثواب ملیگا انکے رب کے پاس اور نہ انپر کوئی خطرہ ہے اور نہ وہ مغموم ہونگے

رکوع ۵

اور دوسرے صدقات واجبہ ونفل سب جائز ہیں اور آیت میں زکوٰۃ داخل نہیں **ربط** اوپر صدقات میں مومن کی تخصیص نہ ہونے کا بیان فرمایا تھا آگے اصل مستحق کا بیان فرماتے ہیں یعنی حاجت کے وقت سبکو دینا چاہیے لیکن اصل استحقاق اُن لوگوں کا ہے جن میں خاص صفتیں ہوں یعنی اپنی طرف سے تو ایسوں ہی کو تفتیش کر کے دے اور یوں بلاتفتیش جسکی حاجت پر اطلاع ہو جاوے اُسکو دیدیا کرے بس کچھ تعارض نہ رہا **اصل مستحقین صدقات** لِلْفُقَرَآءِ الَّذِیْنَ اُحْصِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ضَرْبًا فِی الْاَرْضِ یَحْسَبُھُمُ الْجَاھِلُ اَغْنِیَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ج تَعْرِفُھُمْ بِسِیْمٰھُمْ لَا یَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا ط وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیْمٌ ۝ ۲۷۳ (صدقات)[1] اصل حق اُن حاجتمندوں کا ہے جو مقید ہو گئے ہوں اللہ کی راہ (یعنی دین کی خدمت) میں (اور اسی خدمت دین میں مقید اور مشغول رہنے سے) وہ لوگ (طلب معاش کے لیے) کہیں ملک میں چلنے پھرنے کا (عادۃً)[2] امکان نہیں رکھتے (اور) ناواقف انکو تونگر خیال کرتا ہے انکے سوال سے بچنے کے سبب سے (البتہ) تم ان لوگوں کو ان کے طرز (ہیئت) سے پہچان سکتے ہو (کیونکہ فقر وفاقہ سے چہرہ اور بدن میں گونہ اضمحلال ضرور آجاتا ہے اور یوں) وہ لوگوں سے لپٹ کر مانگتے نہیں پھرتے (جس سے کوئی انکو حاجتمند سمجھے یعنی[3] مانگتے ہی نہیں کیونکہ اکثر جو لوگ مانگنے کے عادی ہیں وہ لپٹ کر ہی مانگتے ہیں) اور (ان لوگوں کی خدمت کرنیکو) جو مال خرچ کروگے بیشک حق تعالےٰ کو اسکی خوب اطلاع ہے (اور لوگوں کو دینے سے انکی خدمت کا فی نفسہ زیادہ ثواب دینگے) **ف** فی نفسہ کی قید لگانے کی وجہ تقریر ربط سے معلوم ہو چکی ہے یعنی اصل میں تو زیادہ اسی میں ثواب ہے لیکن کسی عارض کی وجہ سے انکے غیر میں ثواب کا زیادہ ہونا ممکن ہے مثلاً ان لوگوں کی حاجت سے زیادہ دوسروں کو حاجت ہو یا یہ توقع ہو کہ انکی تو خدمت کوئی اور بھی کر دیگا اور دوسرے بالکل محروم ہی رہ جاوینگے اور جہاں یہ عوارض نہوں وہاں یہ لوگ خدمت کے لیے افضل ہیں اور یہ تطبیق بھی ہو سکتی ہے اوپر کی آیت کے مضمون اور اُس حدیث میں جو اسکے تحت میں لکھی گئی ہے یعنی فی نفسہ تقی کی خدمت افضل ہے اور عارض کی وجہ سے غیر تقی بلکہ غیر مومن کے ساتھ احسان کرنے میں بھی افضلیت ممکن ہے۔ اور جاننا چاہیے کہ ہمارے ملک میں اس آیت کے مصداق سب سے زیادہ وہ حضرات ہیں جو علوم دینیہ کی اشاعت میں مشغول ہیں پس اس بنا پر سب سے اچھا مصرف طالب العلم ٹھیرے اور انپر جو بعض نا تجربہ کاروں کا یہ طعن ہے کہ ان سے کمایا نہیں جاتا اسکا جواب قرآن میں دیدیا گیا جسکا حاصل یہ ہے کہ ایک شخص ایسے دو کام نہیں کر سکتا جنمیں سے ایک میں یا دونوں میں پوری مشغولی کی ضرورت ہو اور جسکو علم دین کا کچھ مذاق ہوگا وہ مشاہدہ سے سمجھ سکتا ہے کہ اسمیں غایت مشغولی وانہماک کی حاجت ہے اسلیے اسکے ساتھ اکتساب مال کا شغل جمع نہیں ہو سکتا اور اسکے کرنے سے علم دین کی خدمت ناتمام رہ جاتی ہے چنانچہ ہزاروں نظائر ہمیشہ نظر میں ہیں **ربط** آگے یہ بتلانا مقصود ہے کہ انفاق فی الخیر میں کسی زمانہ اور کسی حالت کی تخصیص نہیں بلکہ جب موقع ہو خرچ کرنا چاہیے سب مقبول ہے **عدم تخصیص اوقات و حالات در انفاق** اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّھَارِ سِرًّا وَّعَلَانِیَۃً فَلَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ ۲۷۴ جو لوگ خرچ کرتے ہیں اپنے مالوں کو رات میں اور دن میں (یعنی بلا تخصیص اوقات) پوشیدہ اور آشکارا (یعنی بلا تخصیص حالات) سو ان لوگوں کو انکا ثواب ملیگا

ملحقات الترجمۃ

[1] قولہ صدقات اصل حق اشارۃ الی حذف المبتدأ ان یکون اللام للاستحقاق

[2] قولہ عادۃً یعنی ان المنفی الاستطاعۃ العادیۃ لا العقلیۃ ۱۲

[3] قولہ یعنے مانگتے ہی نہیں نفی صحیح المعاں وھو المروی عن ابن عباس والیہ ذھب الفراء والزجاج واکثر ارباب المعانی وعلیہ یکون النفی متوجھا للامرین علی حد قول الاعشی ع لا یغمز الساق من این ولا وصب ولا یعض علی شرسوفۃ الصفر ۔ والغرض ملل ہذا انما یحسن اذا کان القصد لازما للمنفی لیکون لا ہم حتی یلزم من نفیہ نفیہ برہانی وھھنا لیس کذلک اذ الالحاف لیس لازما للسؤال ولکلام مع تمام ابحاثہ عالیس برتی عندی وانما الجواب عندی ما اخترت فی تقریر الترجمۃ من کون للالحاف لازما للسؤال فی الاکثر کما ہو مشاہد ۱۲

النحو ۔ الباء بمعنی فی ، سراً وعلانیۃ مصدر ای انفاقا سرا ۱۲

البلاغۃ ۔ انما قدم اللیل والسر لافضلیۃ الاخفاء فی نفسہ ۱۲

الروایات فی لباب النقول اخرج عبد الرزاق وابن جریر وابن ابی حاتم والطبرانی بسند ضعیف عن ابن عباس قال نزلت ہذہ الآیۃ فی علی بن ابی طالب کانت معہ اربعۃ دراہم فانفق باللیل درہما وبالنہار درہما وسرا درہما وعلانیۃ درہما واخرج ابن المنذر عن ابن المسیب قال الآیۃ نزلت فی عبد الرحمن بن عوف وعثمان بن عفان فی نفقتہم فی جیش العسرۃ ۱۲

اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ؕ ذٰلِكَ

جو لوگ سود کھاتے ہین نہین کھڑے ہونگے مگر جس طرح کھڑا ہوتا ہی ایسا شخص جسکو شیطان خبطی بنادے لپٹ کر یہ اس لیے ہوگی

بِاَنَّهُمْ قَالُوْۤا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ

کہ ان لوگون نے کہا تھا کہ بیع بھی تو مثل سود کے ہے حالانکہ اللہ تعالےٰ نے بیع کو حلال فرمایا ہے اور سود کو حرام کردیا ہی پھر جس شخص کو اُسکے پروردگار کیطرف سے نصیحت پہونچی

رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ؕ وَاَمْرُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

اور وہ باز آگیا تو جو کچھ پہلے ہوچکا ہے وہ اُسیکا رہا اور معاملہ اُسکا خدا کے حوالہ رہا اور جو شخص پھر عود کرے تو یہ لوگ دوزخ مین جاوینگے وہ اُسمین ہمیشہ رہینگے۔

يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِى الصَّدَقٰتِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ۝

اللہ تعالےٰ سود کو مٹاتے ہین اور صدقات کو بڑھاتے ہین۔ اور اللہ تعالےٰ پسند نہین کرتے کسی کفر کرنے والے کو کسی گناہ کے کام کرنیوالے کو۔

قیامت کے روز) ان کے رب کے پاس (جاکر) اورنہ (اُسروز) ان پر کوئی خطرہ (واقع ہونے والا) ہی اور نہ وہ مغموم ہونگے **ف** اس تعمیم سے بھی یہ بات معلوم ہوگئی کہ پوشیدہ خرچ کرنا اُسیوقت افضل ہی جبتک آشکارا خرچ کرنیمین کسی عارض سے ترجیح نہو مثلاً اسوقت مجمع مین ایک شخص کا دم نکلا جاتا ہی اور ہم اُسکو نفع پہونچا سکتے ہین اب وہان یہ انتظار کرنا کہ جب سب ہٹ جاوین اُسوقت اسکی خبر گیری کرینگے اُسی مثل کا مصداق ہوجانا ہی تاتریاق از عراق آوردہ شود مارگزیدہ مردہ شود۔ اور یہ جو کہا گیا کہ ان پر کوئی خطرہ واقع ہونیوالا نہین اس سے یہ شبہ جاتا رہا کہ قیامت کے روز تو خاص بندے بھی بخوف اور خطر مین مشغول ہونگے وجہ دفع شبہ ظاہر ہے کہ گو انکو خود خطرہ ہو مگر جس امر کا خطرہ ہی وہ انکو پیش نہ آویگا **ربط** تفصیل مضامین انفاق سے پہلے منجملہ ابواب البر کے پینتیس[۳۵] حکمونکا بیان ہوا ہی بعض احکام کا یہان سے بیان ہوتا ہی اور ان بقیہ احکام کا ارتباط مضمون انفاق کے ساتھ اس سےاور زیادہ ہوگیا کہ یہ سب احکام مثل انفاق کے مال ہی کے ساتھ تعلق ہین چنانچہ ربوا ظاہر ہی کہ مال سے متعلق ہی اسیطرح مدیون کو مہلت دینا دین کے معاملات کو لکھوالینا۔ ان معاملات مین شاہد بنانا۔ ان شاہدون کاتبون کو بوجہ عذر تنگ نہ کرنا۔ رہن رکھنا رکھانا **حکم سی و ششم تحریم وذم ربوا**۔ اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْۤا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ؕ وَاَمْرُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۲۷۵ يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِى الصَّدَقٰتِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ۝۲۷۶ جو لوگ سود کھاتے ہین (یعنی لیتے ہین) نہین کھڑے ہونگے (قیامت مین قبرون سے) مگر جسطرح کھڑا ہوتا ہی ایسا شخص جسکو شیطان خبطی بنادے لپٹ کر (یعنی حیران مدہوش) یہ (سزا) اسلیے ہوگی کہ ان (سودخوار) لوگون نے (سود کے حلال ہونے پر استدلال کرنے کے لیے) کہا تھا کہ بیع بھی تو مثل سود کے ہے (کیونکہ اسمین بھی مقصود نفع حاصل کرنا ہوتا ہے اور بیع یقیناً حلال ہے پھر سود بھی جو کہ اُسکا مثل ہی حلال ہونا چاہیے) حالانکہ (دونون مین کھلا فرق ہی کہ) اللہ تعالیٰ نے (جو کہ مالک ہین احکام کے) بیع کو حلال فرمایا اور سود کو حرام کردیا ہی (اس سے زیادہ اور کیا فرق ہوگا) پھر جس شخص کو اُسکے پروردگار کیطرف سے (اس بارہ مین) نصیحت پہونچی اور وہ (اس سود کے فعل سے اور اس کفر کے قول سے یعنے حلال کہنے سے) باز آگیا (یعنے حرام سمجھنے لگا اور لینا بھی چھوڑدیا) تو جو کچھ (اس حکم کے آنے سے پہلے (لینا) ہوچکا ہی وہ اُسیکا رہا (یعنی ظاہر شرع کے نزدیک اُسکی یہ توبہ قبول ہوگئی اور لیا ہوا مال اُسی کی ملک ہے)، اور (باطنی) معاملہ اسکا (کہ وہ دل سے باز آیا ہی یا منافقانہ توبہ کرلی ہی یہ) خدا کے حوالہ رہا (اگر دل سے توبہ کی ہوگی عنداللہ نافع ہوگی ورنہ کالعدم ہوگی تم کو بدگمانی کا کوئی حق نہین) اور جو شخص (نصیحت مذکور سنکر بھی اُسی قول اور اُسی فعل کیطرف) پھر عود کرے تو (بوجہ اسکے کہ انکا یہ فعل خود گناہ کبیرہ ہے) یہ لوگ دوزخ مین جاوینگے (اور بوجہ اسکے کہ انکا یہ قول کفر ہے اسلیے) وہ اُس (دوزخ) مین ہمیشہ رہینگے (اور گو سود لینے سے فی الحال مال بڑھتا نظر آتا ہی لیکن مآل کار) اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتے ہین (کبھی تو دنیا ہی مین سب برباد ہوجاتا ہی ورنہ آخرت مین تو یقینی بربادی ہے کیونکہ وہان اسپر عذاب ہوگا) اور (برخلاف اسکے صدقہ دینے مین گو فی الحال مال گھٹتا معلوم ہوتا ہی لیکن مآل کار اللہ تعالیٰ) صدقات کو بڑھاتے ہین (کبھی تو دنیا مین بھی ورنہ آخرت مین تو یقیناً بڑھتا ہی کیونکہ وہان اسپر بہت سا ثواب ملیگا جیسا اوپر

ملحقات الترجمہ

ل۵ قولہ یعنی لیتے ہین ماخذہ البیضاوی حال وانما ذکر الاکل لانہ اعظم منافع المال ۱۲ **ل۵ قولہ** بیع بھی تو مثل سود کے ہذا التقریر للاستدلال افہمنی اللہ دوقاتم رایتہ لصاحب الانصاف فلا یحتاج الی ارتکاب تکلف ما ۱۲ **ل۵ قولہ** باطنی کمانی ہذا التقریر لجملۃ وامرہ الی اللہ ما تقتضی اللہ تعالےٰ بعد فکر طویل فیما علمت بعد ان احدث التفاسیر دم العلیمن قلبی بما فیہا الحمد للہ وہو کمثل قولہ علیہ السلام ہلا شققت قلبہ ۱۲

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ

بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کیے اور نماز کی پابندی کی اور زکوٰۃ دی

لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ○

اُنکے لیے اُنکا ثواب ہوگا اُنکے پروردگار کے نزدیک اور اُن پر کوئی خطرہ نہیں ہوگا اور نہ وہ مغموم ہونگے۔

آیات مین مذکور ہوا) اور اللہ تعالیٰ پسند نہین کرتے (بلکہ مبغوض رکھتے ہین) کسی کفر کرنیوالے کو (جو کہ قول مذکور کے مثل کلمات کفر مُنہ سے بکے اور اسیطرح پسند نہین کرتے) کسی گناہ کے کام کرنیوالے کو (جو کہ فعل مذکور یعنی سود کے مثل کبائر کا مرتکب ہو) **ف** آخرت مین جنون کی سی حالت ہونا قرآن سے تو اس فعل او قول کے مجموعہ پر مرتب معلوم ہوتا ہے اور حدیث سے صرف سود لینے کے فعل پر بھی اسکا ترتب ثابت ہے جیسا روح المعانی مین طبرانی کی بروایت عوف بن مالک حدیث مرفوع منقول ہے جسکے بعض الفاظ یہ ہین فمن اکل الربوا بعث یوم القیمۃ مجنونا یتخبط ثم قرأ الآیۃ اھ **ف** قیامت مین سودخوار کی حالت جنون کو جو تشبیہ دیگئی ہے اُس شخص کی حالت سے جسکو شیطان نے لپٹکر خبطی کردیا ہو اس سے معلوم ہوا کہ آسیب کا لپٹ جانا امر ممکن ہے اور حقیقت اُسکی یہ ہے کہ جنات مین بعضے خبیث ہوتے ہین وہ بعضی دفعہ کسی شخص کو تکلیف پہونچاتے ہین اور اُنکے تسلط سے انسان بدحواس ہوجاتا ہے چونکہ جنات کا وجود قرآن سے ثابت ہے اور اُسکے اُنکی چھونے کے اثر سے بچہ کا رونا حدیث سے ثابت ہے لہذا آیت مین اس تاویل کی ضرورت نہین کہ بناءً علی زعم العرب ایسا کہدیا گیا ہے اور چونکہ آیت مین یہ کہین نہین ہے کہ بدحواسی کی علت ہمیشہ آسیب ہی ہے اس لیے اس شبہ کی گنجایش ہی نہین کہ بدحواسی اور جنون امراض کی ایک قسم ہے وجہ دفع شبہ ظاہر ہے کہ اگر جنون کبھی جن کے اثر سے ہو اور کبھی مرض کے اثر سے یا دونون کے اثر سے اسطرح ہو کہ اول جن کا اثر ہو اور اُس سے اخلاط مین تعفن اور تبخیر پیدا ہوجاوے یا کبھی اول اخلاط مین فساد پیدا ہو اور اُس سے ریاح منعفنہ پیدا ہون اور اُن ریاح کے ساتھ ارواح خبیثہ شیطانیہ متعلق ہوجاوین جسطرح بعض فصول مین مواد بخاریہ مین جا پڑکر ہوام موذیہ حشرات الارض پیدا ہوجاتے ہین تو ان سب صورتون مین کوئی وجہ استبعاد کی نہین ہے پس اس قسم کے آثار کا انکار کرنا نری ہٹ اور الحاد ہے اور بعضون کو جو قرآن مجید کی اس آیت سے شبہ ہوگیا ہے وما کان لی علیکم من سلطان الا ان دعوتکم الآیۃ سو یہان حصر باعتبار اسکے ہے کہ شیطان جبراً معصیت نہین کراسکتا باقی اس اثر متکلم فیہ کی نفی لازم نہین آتی البتہ یہ بات ابتک ثابت نہین کہ مُردونکی ارواح آکر ستاتی ہین بلکہ ظاہراً یہ امر اسلیے غلط معلوم ہوتا ہے کہ اگر وہ صلحا سے تھا تو نعیم مین مشغول ہے اُسکو یہان ایذا رسانی کے لیے آنیکی کیا ضرورت اور اگر وہ اشقیا مین سے تھا تو اُسکو اسکی کب مہلت **ف** اور قیامت مین جو یہ سزا دیجاوے گی مناسبت اسکی جرم کے ساتھ یہ معلوم ہوتی ہے کہ اس شخص کا یہ کہنا انما البیع مثل الربوا ناشی ہے اس شخص کی بےعقلی سے دربارہ دین کے اسلیے اسکو سزا زوال عقل کی دیجاویگی اسیطرح یہ فعل بھی خود دلیل ہے بےعقلی مذکور کی کیونکہ جس علم پر عمل نہو وہ گویا علم ہی نہین **ف** بعض علماء نے اُنکے استدلال مذکور کا جو جواب دیا ہے وہ حاکمانہ جواب ہے جو تقریر ترجمہ مین کے وقت بالکل کافی اور نہایت مناسب ہے باقی حکیمانہ جواب آیۃ لاتاکلوا اموالکم بینکم بالباطل ہے بوجہ اسکے کہ باطل مین سود بھی داخل ہے مفہوم ہوتا ہے جسکا حاصل اجمالاً یہ ہے کہ اس مین ناحق دوسرے کے مال کا ضائع کرنا ہے باقی مفصل حکمتین اور احکام اصول و فقہ مین مذکور ہین **ربط** اوپر سود کے باب مین بداعتقاد اور بدعمل لوگونکا ذکر تھا آگے حسب عادۂ قرآنیہ خوش اعتقاد اور نیک عمل لوگونکا ذکر فرماتے ہین **مدح مومنین عاملین** إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۞ بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انہون نے نیک کام کیے اور (بالخصوص) نماز کی پابندی کی اور زکوٰۃ دی اُنکے لیے اُنکا ثواب ہوگا اُنکے پروردگار کے نزدیک اور (آخرت مین) اُنپر کوئی خطرہ (واقع ہونیوالا) نہین ہوگا اور نہ وہ (کسی مقصود کے فوت ہونیسے) مغموم ہونگے **ف** اوپر کی آیت مین سودخوارونکا قول إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَا اُن کے کفر پر دلالت کرتا تھا اُسکے مقابل اس آیت مین آمنوا لایا گیا اور وہان اُن کی بدعملی سود کی مذکور تھی جس سے اُن لوگون کا راغب الی الدنیا ہونا بھی مفہوم ہوتا تھا یہان انکی خوش عملی اجمالاً عملوا الصلحات سے اور تفصیلاً راغب الی اللہ ہونا اقاموا الصلوۃ سے اور بجاے مال سود حاصل کرنیکے اور بالعکس مال کا خرچ کرنا اٰتوا الزکوٰۃ سے مذکور ہے اور ظاہر ہے کہ ان مقابلونکی رعایت سے کلام مین کسقدر حسن وخوبی آگئی **ربط** اوپر ممانعت تھی آیندہ سود لینے سے آگے حکم بتلاتے ہین پچھلا چڑھا ہوا سود وصول کرنیسے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور جو کچھ سود کا بقایا ہے اسکو چھوڑدو اگر تم ایمان والے ہو پھر اگر تم نہ کروگے

فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ ۖ وَإِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ ۝

تو اشتہار سن لو جنگ کا اللہ کیطرف سے اور اسکے رسول کیطرف سے اور اگر تم توبہ کروگے تو تمکو تمہارے اصل اموال ملجاوینگے۔ نہ تم کسی پر ظلم کرنے پاؤگے اور نہ تم پر کوئی ظلم کرنے پائیگا

نہی از وصول بقایا سود يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ ۚ وَإِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ ۝ ۲۷۹ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور جو کچھ سود کا بقایا ہے اسکو چھوڑدو اگر تم ایمان والے ہو (کیونکہ ایمان کا مقتضا اطاعت کرنا ہے) پھر اگر تم (اسپر عمل) نکروگے تو اشتہار سن لو جنگ کا اللہ کیطرف سے اور اسکے رسول کیطرف سے (یعنی تمپر جہاد ہوگا) اور اگر تم توبہ کرلوگے تو تمکو تمہارے اصل اموال ملجاوینگے (اس قانون کے بعد) نہ تم کسی پر ظلم کرنے پاؤگے (کہ تم اصل مال سے زیادہ لینے لگو) اور نہ تمپر کوئی ظلم کرنے پاویگا (کہ تمہارا اصل مال بھی نہ دلایا جاوے) ف آیت میں جو جہاد کیلیے فرمایا ہے اسمین حسب ذیل تفصیل ہے مسئلہ سود نہ چھوڑنا اگر اسطرح ہے کہ اسکو حلال بھی سمجھتا ہے تب تو وہ کافر ہے جسطرح کافرون سے جہاد ہوتا ہے اسیطرح اس شخص سے ہوگا مسئلہ اور اگر سود نہ چھوڑنا اسطرح پر ہے کہ اسکو حلال نہین سمجھتا تو وجہ جہاد یہ ہے کہ قاعدہ کلیہ ہے کہ جو مسلمان کسی خاص حکم شرعی کے خلاف کرے اور امام کے کہنے سے باز نہ آوے تو اسپر جبر کرنا چاہیے سود وچارپر تو جبر چلجاویگا اور اگر وہ جبر کو نہ مانے بلکہ گروہ بنا کر بمقابلہ پیش آوے تو انپر جہاد کرنا چاہیے گو وہ امر سنت ہی کیون نہو اسی لیے فقہا نے ترک اذان یا ترک ختان پر قتال کا حکم دیا ہے اور ایسے لوگونکا حکم باغیون کا سا ہوگا۔ اور اس آیت میں جو یہ فرمایا ہے کہ اگر تم توبہ کرو تو تمہارا راس المال ملیگا اس سے مفہوم ہوتا ہے کہ توبہ نکرنیکی صورت مین راس المال بھی نہ ملیگا اسمین یہ تفصیل ہے مسئلہ اگر یہ توبہ نکرنا اسطرح ہے کہ سود کو حلال سمجھنے لگا تو چونکہ اسکے قبل یہ شخص مسلمان ہے جیسا کہ یاایہا الذین امنوا اسکا قرینہ بھی ہے اور سود کو حلال سمجھنا کفر ہے اور اسلام کے بعد کفر کرنا ارتداد ہے اسلیے یہ شخص مرتد ہو جاویگا کہ اگر از سرنو اسلام قبول نکرے تو اسکو قتل کردیا جاتا ہے اور اسکا تمام مال اسکی ملک سے زائل ہوجاتا ہے پھر اسمین جتنا ارتداد سے پہلے کا حاصل کیا ہوا ہے تو وہ اسکے مسلمان وارثونکو تقسیم ہوجاتا ہے اور جو ارتداد کی حالت مین حاصل کیا ہے وہ بیت المال مین داخل کردیا جاتا ہے مسئلہ اور اگر یہ توبہ نہ کرنا اسطرح ہے کہ اسکو حلال نہین سمجھا مگر ترک نہین کیا تو اوپر مذکور ہوا ہے کہ اگر یہ بمقابلہ پیش نہ آیا تب تو جبر کرکے ترک کراہی دینگے تو بہ نکرنیکی شق مین یہ صورت داخل ہی نہین اور اگر بمقابلہ پیش آیا تو باغی ہے اور باغی کے احکام مین سے یہ ہے کہ انمین جو قتل سے بچا رہے اسکا مال اسکی ملک سے تو زائل نہین ہوتا مگر اسکے قبضہ سے نکال لیا جاتا ہے یعنی چھین کر اپنے قبضہ مین امانت کے طور پر رکھا جاتا ہے وہ لوگ جسوقت توبہ کرلین انکے اموال انکو واپس کردیے جاوینگے یہ سب مسائل ہدایہ مین موجود ہین مسئلہ جو حقوق نے اس آیت سے سمجھا ہے کہ دار الحرب مین حربی سے سود لینا حرام ہے کیونکہ یہ بقایا سود زمانہ جاہلیت کا تھا جبکہ یہ دار الحرب تھا اگر یہ معاملہ حلال ہوتا تو حلال معاملہ سے جو حق واجب ہو اسکا مطالبہ ہر حال مین درست ہے گو مطالبہ کے وقت وہ معاملہ ناجائز ہو مثلاً ایک نصرانی نے دوسرے نصرانی سے ایک روپیہ کی شراب خریدی انکے لیے یہ معاملہ حلال تھا پھر دونون مسلمان ہوگئے باوجودیکہ اب ایسی بیع و شرا

البلاغة - التنوين في حرب للتعظيم ۱۲

اختلاف القراءة - قال البيضاوي قرأ حمزة وعاصم في رواية ابن عباس فآذنوا اي فاعلموا بها غيركم من الأذن وهو الاستماع فانه من طرق العلم وفي حاشية برمزف واذا امروا باعلام غيرهم علموه لا محالة اهـ او يقال كما في روح المعاني اعلموا انفسكم وغيركم ۱۲

الروايات اخرج ابن ابي حاتم عن مقاتل قال نزلت هذه الآية في بني عمرو بن عمير بن عوف الثقفي ومسعود بن عمرو بن عبد ياليل بن عمرو وربيعة بن عمرو وحبيب بن عمير كلهم اخوة وهم الطالبون والمطلوبون بنو المغيرة من بني مخزوم وكانوا يداينون بني المغيرة في الجاهلية بالربا وكان النبي صلى الله عليه وسلم صالح ثقيفا فطلبوا رباهم الى بني المغيرة وكان مالا عظيما فقال بنو المغيرة والله لا نعطي الربا في الاسلام وقد وضعه الله تعالى ورسوله عن المسلمين فعرفوا شأنهم معاذ بن جبل ويقال عتاب بن اسيد فكتب الى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان بني عمرو وعمير يطلبون رباهم عند بني المغيرة فانزل الله تعالى يا ايها الذين آمنوا الخ فكتب رسول الله صلى الله عليه وسلم الى معاذ بن جبل ان اعرض عليهم هذه الآية فان فعلوا فلهم رؤس اموالهم وان ابوا فآذنهم بحرب من الله ورسوله - وفي روح المعاني عن ابي يعلى عن ابن عباس لما نزلت قال ثقيف لا يدي لنا بحربه ۱۲

وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ؕ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ وَاتَّقُوْا يَوْمًا

اور اگر تنگ دست ہو تو مہلت دینے کا حکم ہے آسودگی تک اور یہ کہ معاف ہی کردو اور زیادہ بہتر ہے تمہارے لیے اگر تمکو خبر ہو۔ اور اُس دن سے ڈرو

تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ۗ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَايَنْتُمْ

جس میں تم اللہ تعالیٰ کی پیشی میں لائے جاؤگے پھر ہر شخص کو اُسکا کیا ہوا پورا پورا ملیگا اور انپر کسی قسم کا ظلم نہو گا۔ اے ایمان والو جب معاملہ کرنے لگو

بِدَيْنٍ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ ؕ وَلْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌ بِالْعَدْلِ ۠ وَلَا يَاْبَ كَاتِبٌ اَنْ يَّكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ

اُدھار کا ایک میعاد معین تک تو اسکو لکھ لیا کرو اور یہ ضرور ہے کہ تمہارے آپس میں کوئی لکھنے والا انصاف کے ساتھ لکھے اور لکھنے والا لکھنے سے انکار بھی نہ کرے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے اسکو سکھلا دیا اسکو چاہیے

فَلْيَكْتُبْ ۚ وَلْيُمْلِلِ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْـًٔا ۭ فَاِنْ كَانَ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيْهًا

کہ لکھ دیا کرے اور وہ شخص لکھوا دے جسکے ذمہ وہ حق واجب ہو اور اللہ تعالےٰ سے جو اسکا پروردگار ہے ڈرتا رہے اور اسمیں سے ذرہ برابر کمی نکرے۔ پھر جس شخص کے ذمہ حق واجب تھا وہ اگر خفیف العقل ہو

درست نہین مگر پچھلا روپیہ وصول کرنا درست ہی پس جب ربوا مین پچھلا بقایا لینے کی اجازت نہ ہوئی معلوم ہوا کہ اسوقت بھی حلال نتھا پھر حربی حربی مین درست نہوا تو مسلم اور حربی مین کیسے درست ہوگا رہا لیا ہوا واپس نہونا یہ تخفیف تھی بعذر عدم علم تحریم کے واسطے دفع حرج کثیر کے اور فقہی روایت جو اسکے متعلق مشہور ہی احقر کے نزدیک اسکی خاص تفسیر ہی جس سے سود کی حلت لازم نہین آتی باقی تفصیل کا یہ مقام نہین **حکم سی و ہفتم وجوب امہال مفلس** اور اس حکم کو باوجود عام ہونیکے ماقبل کے ساتھ ایک خاص مناسبت بھی ہی وہ یہ کہ سود خوارونکا قاعدہ تھا کہ میعاد پر مطالبہ کرنے پر اگر مدیون مہلت مانگتا تو مہلت کے عوض اور سود لیتے تھے اس آیت آیندہ سے اس رسم بد کو بھی مٹانا ہی وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ؕ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ اور اگر (مدیون) تنگدست ہو (اور اسلیے میعاد پر نہ دے سکے) تو (اُسکو) مہلت دینے کا حکم ہے آسودگی تک (یعنی جب اُسکے پاس ادا کی گنجایش ہو) اور یہ (بات) کہ (بالکل) معاف ہی کردو اور زیادہ بہتر ہی تمہارے لیے اگر تمکو (اسکے ثواب کی) خبر ہو **ف مسئلہ** مفلس کو مہلت دینا واجب ہے **مسئلہ** جب اسکو گنجایش ہو پھر مطالبہ کی اجازت ہی **مسئلہ** البتہ اگر ہنوز مفلس ہی ہونا تحقیق نہو بلکہ شبہ ہو کہ شاید اپنی گنجایش کا اخفا کرتا ہی اور قصداً ٹالتا ہی تو حاکم کو دائن کی درخواست پر چاہیے کہ مدیون کو حوالات کردے اور جب قرائن سے یہ یقین ہو جاوے کہ اب تنگ ہو چکا ہی کہ اگر اسکے پاس مال ہوتا تو ضرور دیدیتا اُسوقت رہا کردے **ربط** اوپر کے احکام مین چونکہ ظاہر اسیقدر مالی نفع کم معلوم ہوتا ہے جیسے ربوا مین آمدنی کا کم ہونا اور مہلت مین آمدنی کا بدیر ہونا ظاہر ہی اسلیے مکلفین کا بوجہ حب طبعی مال کے ان احکام مین کوتاہی کرنا بعید نہ تھا لہذا اس مقام مین احکام مین کوتاہی کرنے پر کسیقدر ترہیب مناسب معلوم ہوئی جو آیت آیندہ مین ارشاد فرمائی جاتی ہی وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ۗ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ اور (مسلمانو) اُس دن سے ڈرو جس مین تم (سب) اللہ تعالیٰ کی پیشی مین لائے جاؤگے پھر ہر شخص کو اُسکا کیا ہوا (یعنی اُسکا بدلہ) پورا پورا ملیگا اور اُن پر کسی قسم کا ظلم نہوگا (تو تم پیشی کیلیے اپنی کارگذاری درست رکھو اور کسی قسم کی خلاف ورزی مت کرو) **حکم سی و ہشتم متعلق دین** اور اس حکم مین کئی جزو ہین **جزو اول مشورہ کتابت دستاویز** يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ ؕ وَلْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌ بِالْعَدْلِ ۠ **جزو دوم نہی کاتب از انکار کتابت** وَلَا يَاْبَ كَاتِبٌ اَنْ يَّكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلْيَكْتُبْ ۚ **جزو سوم بودن دستاویز از جانب مدیون** وَلْيُمْلِلِ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْـًٔا ۭ فَاِنْ كَانَ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيْهًا

اللغات فی روح المعانی الاملال بمعنے الالقاء علی الکاتب ما یکتبہ وفعلہ املّت وقد یبدل احد المضاعفین یاء و یتبعہ المصدر فیہ و تبدل ہمزۃ بعد الالف زائدۃ فیقال املاء ۱۲

النحو کان تامۃ فنظرۃ ای الحکم نظرۃ فالمبتدأ مقدر الی اجل متعلق بقولہ تداینتم قولہ کاتب بالعدل الجار و المجرور متعلق عندی بقولہ ولیکتب ـ قولہ کما علمہ اللہ متعلق بقولہ لا یاب علی حد قولہ تعالےٰ احسن کما احسن اللہ ۱۲

البلاغۃ تداینتم جرد عن معنی الدین ای تعاملتم بقرینۃ قولہ بدین وانما زاد بدین ولم یقتصر علی قولہ تداینتم للاہتمام فانہ کان محتملا للمجاز بمعنی مطلق المعاملۃ قولہ ولا یبخس انما نفی فی الاملاء من علیہ الحق النقصان فقط وقال فی الکاتب والولی بالعدل نفیا للزیادۃ والنقصان لان فی من علیہ الحق

اَوْضَعِيْفًا اَوْلَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يُّمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهٗ بِالْعَدْلِ

یا ضعیف البدن ہو یا خود لکھانے کی قدرت نہ رکھتا ہو تو اُسکا کارکن ٹھیک ٹھیک طور پر لکھوا دے

اَوْضَعِيْفًا اَوْلَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يُّمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهٗ بِالْعَدْلِ ط اے ایمان والو جب معاملہ کرنے لگو اُدھار کا (خواہ وام اُدھار ہون یا جو چیز خرید نا ہے وہ اُدھار ہو جیسے بدنی مین) ایک میعاد معین تک (کے لیے) تو اُس (کی یادداشت بدستاویز) کو لکھ لیا کرو اور یہ ضرور ہی کہ تمہارے آپس مین (جو) کوئی لکھنے والا (ہو وہ) انصاف کے ساتھ لکھے (یعنے کسی کی رعایت کے مضمون مین کمی بیشی نکرے) اور لکھنے والا لکھنے سے انکار بھی نکرے جیساکہ خدا نے اُسکو (لکھنا) سکھلا دیا اُسکو چاہیئے کہ لکھ دیا کرے اور (کاتب کو) وہ شخص (بتلادے اور) لکھوادے جسکے ذمے وہ حق واجب ہو (کیونکہ دستاویز کا حاصل اقرار حق کا ہوتا ہے تو جس کے ذمہ حق ہے اُسیکا اقرار ضرور ٹھیرا) اور (لکھاتے وقت) اللہ تعالے سے جو اُسکا پروردگار ہے ڈرتا رہے اور اُس (حق) مین سے ذرہ برابر (بتلانے مین) کمی نکرے پھر جس شخص کے ذمہ حق واجب تھا وہ اگر خفیف العقل[۱] (یعنے معتوہ یا مجنون) ہو یا ضعیف البدن (یعنے نابالغ یا پیر فرتوت) ہو یا (اور کسی اتفاقی امر سے) خود (بیان کرنے کی اور) لکھانے کی قدرت نرکھتا ہو (مثلاً گونگا ہے اور لکھنے والا اُسکا اشارہ نہین سمجھتا یا مثلاً دوسرے ملک کا رہنے والا ہے اور زبان غیر رکھتا ہے اور لکھنے والا اُسکی بولی نہین سمجھتا) تو (ایسی حالت مین) اُسکا کارکن ٹھیک ٹھیک طور پر لکھوا دے۔ ف مسئلہ دام اُدھار یہ کہ روپیہ کے گیہون خریدے یا ہزار روپیے کا مکان خریدا اور وعدہ ٹھیرا کہ چھ ماہ کے بعد دام دینگے یا سو روپیہ فی الحال کسیکو دیئے اور یہ معاہدہ ٹھیرا کہ چھ ماہ کے بعد مثلاً فلانا غلہ اس قدر لین گے اسکو اصطلاح شرع مین سلم کہتے ہین یہ دونون صورتین شرعاً جائز ہین البتہ اُنکے جائز ہونے کے لیے بہت سی شرطین ہین جو کہ کتب فقہ مین مذکور ہین مسئلہ منجملہ ان شرائط کے ایک شرط وہ بھی ہے جسکی طرف آیت مین اشارہ ہی یعنی وہ میعاد پورے طور سے معین ہو جس مین گنجایش اختلاف و نزاع کی باقی نرہے مثلاً ماہ رمضان کی پندرہ تاریخ اور یون نہکہے کہ مثلاً جب فصل کٹنے لگے گی کیونکہ فصل کے کٹنے کی ابتدا اور انتہا مین بہت تفاوت ہوا کرتا ہی مسئلہ یہ لکھنا جمہور علماء کے نزدیک مستحب ہے اگر کوئی نہ لکھے لکھاوے گنہگار نہین صرف مصلحت ہے کہ احتمال اختلاف کا اصلا نرہے مسئلہ یہ لکھنا چونکہ اس مصلحت کے لیے ہے اس لیے دین کے ساتھ مخصوص نہین اگر دونو طرف سے لینا دینا بالفعل ہی ہوجاوے اور پھر بھی اُسمین لکھنا مصلحت ہو تو مضائقہ نہین مثلاً کوئی گاؤن خریدا اور اُسکا بیعنامہ لکھوالیا تاکہ آیندہ چلکر کوئی منکر نہوجاوے مسئلہ کاتب کو لکھنے کا حکم اور انکار سے ممانعت یہ بھی استحباب کے لیے ہی اسیواسطے اگر کاتب لکھنے پر اُجرت لے جائز ہی مسئلہ خفیف العقل سے مراد مجنون یا معتوہ ہے جو بالکل پاگل نہو مگر مختلط العقل ہو۔ اور ضعیف البدن سے مراد نابالغ یا بوڑھا ہے ان مین نابالغ اور معتوہ ومجنون کی بیع وشرا و اقرار تو شرعاً ناقابل اعتبار ہی بلکہ ان لوگونکے ایسے معاملات کے صحیح ونافذ ہونیکے لیے ولی شرعی کی اجازت درکار ہے اور ایسا ولی جسکا تصرف ان کے مال مین نافذ ہوسکے صرف یہ ہین۔ باپ۔ دادا۔ باپ کا وصی۔ دادا کا وصی۔ قاضی یعنی حاکم شرعی پس انکا ہر معاملہ یا تو ولی کرے یا اگر یہ کرین تو ولی مطلع ہوکر کہدے کہ مین جائز رکھتا ہون اور اگر ولی کریگا تب بھی عوض اس معاملے کا جیسے دام ان ہی کے مال مین واجب ہوگا گو مطالبہ ولی سے ہوگا مگر وہ انکے مال سے دیگا پس مدیون یہی رہین گے۔ اور بوڑھا اگر بدحواس ہوجاوے تب تو اُسکا بھی یہی حکم ہے ورنہ وہ خود معاملہ کرسکتا ہی یا کسیکو اپنے آرام کے لیے اپنی طرف سے مختار کردے اُسکو وکیل کہتے ہین اور گونگے یا دوسر الغت بولنے والے کے لیے مفہم اور مترجم کی ضرورت ہی وہ ہر معتبر آدمی ہوسکتا ہے پس قرآن مین ولی بمعنی کارکن کا لفظ ان سب کو یعنے ولی اصطلاحی اور وکیل اور مترجم اور مفہم کو شامل اور عام ہے

النحو لا یستطیع معطوف علے مفرد بعد تاویلہ بغیر مستطیع ۱۲

ملحقات الترجمۃ

[۱] قولہ خفیف العقل فالسفیہ ہہنا لیس بالمعنے الاصطلاحی عند الفقہا بمعنی المبذر فلا یصح الاحتجاج بالآیۃ علی ابی حنیفۃ فی قولہ ان المبذر لیس بمحجور عن التصرف ۱۲

[۲] قولہ فی المسئلۃ الاخیرۃ ولی بمعنے کارکن لان الولی معناہ متولی الامور ۱۲

وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ

اور دو شخصوں کو اپنے مردوں میں سے گواہ کر لیا کرو پھر اگر وہ دو گواہ مرد نہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ایسے گواہوں میں سے جنکو تم پسند کرتے ہو

الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى ؕ وَلَا يَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا ؕ

تاکہ اُن دونوں عورتوں میں سے کوئی ایک بھی بھول جاوے تو انمیں ایکدوسرے کو یاد دلادے۔ اور گواہ بھی انکار نکیا کریں جب بلائے جایا کریں

جزو چہارم استشہاد وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ ج فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى ط **جزو پنجم[۵] نہی شہدا از انکار شہادت** وَلَا يَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا ط اور (اُس معاملہ دین پر علاوہ دستاویز لکھنے کے معاملکی پختگی[۱] کے لیے) دو شخصوں کو اپنے مردوں میں سے گواہ (بھی) کر لیا کرو اور شرعاً اصل مدار ثبوت دعوی کا یہی گواہ ہیں گو دستاویز نہو اور خالی دستاویز بدون گواہوں کے ایسے[۲] معاملات میں حجت اور معتبر نہیں دستاویز لکھنا صرف یادداشت کی آسانی کے لیے ہے کہ اُسکا مضمون دیکھکر سنکر طبعی طور پر اکثر تمام واقعہ یاد آجاتا ہے جیسا عنقریب قرآن ہی میں آتا ہے) پھر اگر وہ دو گواہ مرد (میسر) نہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں (گواہ بنالی جاویں) ایسے گواہوں میں سے جنکو تم (اُنکے معتبر ہونیکی وجہ سے) پسند کرتے ہو (اور ایک مرد[۳] کی جگہ دو عورتیں اسلیے تجویز کیگئیں) تاکہ اُن دونوں عورتوں میں سے کوئی ایک بھی (شہادت کے کسی حصہ کو خواہ ذہن[۴] سے یا شہادت کے وقت بیان کرنے سے) بھول جاوے تو انمیں ایک دوسرے کو یاد دلادے (اور یاد دلانے کے بعد شہادت کا مضمون مکمل ہو جاوے) اور گواہ بھی انکار نہ کیا کریں جب (گواہ بننے کے لیے) بلائے جایا کریں[۵] (کہ یہیں اعانت ہے اپنے بھائی کی) **ف** گواہی کے احکام میں بہت تفصیل ہے لیکن جن حقوق کا یہاں ذکر ہے یعنی عقود مالیہ انکے متعلق چند مسائل مرقوم ہوتے ہیں **مسئلہ** ان گواہوں کے یہ صفات ہونے چاہئیں۔ اسلام عقل۔ بلوغ۔ آزادی یعنی غلام نہونا۔ عدالت یعنی بوجہ دینداری کے معتبر ہونا اور یہ سب صفات اس آیت سے بھی مفہوم ہوتے ہیں کیونکہ رجالکم وغیرہ میں مخاطب وہی ہیں جو اوپر یایہا الذین امنوا اذا تداینتم میں ہیں ایمان تو صاف مذکور ہے اور معاملات واقع ہوا کرتے ہیں عاقل بالغ آزاد لوگوں میں ان صفات کا شرط ہونا اس سے مفہوم ہوا۔ اور عدالت ممن ترضون سے معلوم ہوئی البتہ اس میں اختلاف ہے کہ عدالت ظاہری کافی ہے یا خاص طور پر تفتیش بھی کیجاوے **مسئلہ** گواہ بننے کے لیے بلانے پر چلا جانا مستحب ہے البتہ گواہ بنجانے کے بعد گواہی ادا کرنیکے لیے جانا یہ بعض صورتوں میں فرض ہے جیسا عنقریب بعد کی آیت میں آویگا **مسئلہ** کلمہ فتذکر سے صاف معلوم ہوا کہ مدار گواہی کا یاد پر ہے پس اگر دستاویز دیکھکر واقعہ یاد نہ آیا تو گواہی درست نہیں **مسئلہ** چونکہ مدار ثبوت کا گواہی پر ہے لہذا نہ خود دستاویز لکھنا ضروری ہے اور اگر لکھی جاوے تو ضرور نہیں کہ اُسپر گواہوں کے دستخط بھی ہوں صرف اُن کا سن لینا دستاویز کو یا واقعہ کا مشاہدہ کر لینا گو دستاویز نہو کافی ہے اول صورت میں گواہی اسطرح دینگے کہ ہمکو فلاں شخص نے اپنا اقرار سنایا یا دوسرے نے سنایا اور فلاں نے اُسکی صحت کا اقرار کیا اور دوسری صورت میں کہینگے کہ ہمارے روبرو یہ معاملہ ہوا البتہ دستاویز پر دستخط کر دینا گواہوں کا اور زیادہ موجب سہولت یادداشت و قرین احتیاط و مصلحت ہے کیونکہ اکثر دستاویز پر اپنے دستخط دیکھکر وہ واقعہ یاد آجاتا ہے مگر بدون مشاہدہ واقعہ یا مقر کی زبان سے اقرار سنے ہوئے گواہی لکھنا جیسا کہ اب رسم ہے ناجائز ہے

النحو فرجل وامراتن ای فلیستشہد مبنیا للمفعول ان تضل ای لاجل ان تضل الخ ۱۲ **البلاغۃ** ان تضل قال البیضاوی العلۃ فی الحقیقۃ التذکیر ولکن لما کان الضلال سببالہ نزل منزلتہ کقولہم اعددت السلاح ان یجیٔ عدو فادفعہ وکانہ قیل ارادۃ ان تذکر احدیہما الاخری ان ضلت۔ النکتۃ فی تکرار احدیہما دون الاقتصار علی الضمیر مافی روح المعانی نظماً ۵

تضل احدیہما فالقول محتمل + کلیہما فہی للاظہار مفتقرۃ ÷ ولو اتی بضمیر کان مقتضیاً + تعیین واحدۃ للحکم معتبرۃ قلت توضیحہ انہ لو اکتفی بالضمیر لعاد الی احدی المذکورۃ ہی الضالۃ فلیعتکون نکرۃ ۱۲ **اختلاف القراءۃ** فی البیضاوی قرأ حمزۃ ان تضل علی الشرط فتذکر بالرفع وابن کثیر فتذکر من الاذکار ۱۲

ملحقات الترجمہ

[۱] قولہ پختگی کے لیے اشارۃ الی بیان الحکمۃ وہی الحکمۃ فی الکتابۃ وفی الرہن الآتی حکمہ فالمقصود بہا کلہا الاستیثاق ۱۲

[۲] قولہ ایسے معاملات میں حجت و معتبر نہیں۔ احترز بہذا القید عن الدیانات المحضۃ کالروایۃ والفتوی وعن السجلات مقاضی وسلاطین المکتوب فیہا محمۃ او اامن التزویر ۱۲

[۳] قولہ ایک مرد کی جگہ دو عورتیں اسلیے تجویز کیگئیں اشارۃ الی تقدیر العامل فی ان تضل ای شرطا وشرع التعدد الخ وہذا الیجب ان یکون قولہ ممن ترضون من الشہداء قید القولہ فرجل وامراتان فقط کما قال بعضہم ان کونہ قیدا للشہیدین یستلزم الفصل حکمہ اعلقہ باستشہد الملکون قیدا فی الجمیع یستلزم الفصل بین اشتراط المرأتین وتعلیلہ وہو کما تری ثم بین النکتۃ فی تخصیص رجل وامراتین بہذا التقیید مع تحقق اعتبارہ فی کل شہید بقلۃ اتصاف النساء بہ انتہی فقول البعض لما قدرنا ذلک العامل لم یلزم الفصل بین الحکم وتعلیلہ بل ہما متصلان احدہما بعد واما آخر نذکرہ فافہم ۱۲

[۴] قولہ ذہن سے یا شہادت کے وقت بیان کرنے سے بھول جاوے فاندفع ما یتوہم ان النساء بعضہن یحفظن اکثر الوقعات الطویلۃ اجیب ان وجہ الدفع ولا بان العبرۃ للاکثر و اکثرہن لغلبۃ الرطوبۃ فی امزجتہن یغلب علیہن النسیان وشاہدنا بما ندت من المصطلح عنا

وَلَا تَسْـَٔمُوْٓا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا اِلٰٓى اَجَلِهٖ ۭ ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَاَدْنٰٓى اَلَّا تَرْتَابُوْٓا

اور تم اُسکے لکھنے سے اُکتا یا مت کرو خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا ہو۔ یہ لکھ لینا انصاف کا زیادہ قائم رکھنے والا ہے اللہ کے نزدیک اور شہادت کا زیادہ درست رکھنے والا ہے اور زیادہ سزاوار ہے اس بات کا کہ تم کسی شبہ میں نہ پڑو

اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيْرُوْنَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَكْتُبُوْهَا ۭ وَاَشْهِدُوْٓا اِذَا تَبَايَعْتُمْ

مگر یہ کہ کوئی سودا دست بدست ہو جسکو باہم لیتے دیتے ہو تو اُس کے نہ لکھنے پر کوئی تم پر الزام نہیں۔ اور خرید و فروخت کے وقت گواہ کر لیا کرو

وَلَا يُضَاۗرَّ كَاتِبٌ وَّلَا شَهِيْدٌ ڛ وَاِنْ تَفْعَلُوْا فَاِنَّهٗ فُسُوْقٌۢ بِكُمْ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

اور کسی کاتب کو تکلیف نہ دیجاوے اور نہ کسی گواہ کو۔ اور اگر تم ایسا کرو گے تو اسمیں تمکو گناہ ہوگا۔ اور خدا تعالیٰ سے ڈرو اور اللہ تعالیٰ تمکو تعلیم فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ سب چیزوں کے جاننے والے ہیں

تتمہ جزو اول وَلَا تَسْـَٔمُوْٓا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا اِلٰٓى اَجَلِهٖ ۭ ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَاَدْنٰٓى اَلَّا تَرْتَابُوْٓا اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً بِدَيْنٍ تُدِيْرُوْنَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَكْتُبُوْهَا ۭ **تتمہ جزو چہارم** وَاَشْهِدُوْٓا اِذَا تَبَايَعْتُمْ **تتمہ جزو دوم و سوم** وَلَا يُضَاۗرَّ كَاتِبٌ وَّلَا شَهِيْدٌ ڛ وَاِنْ تَفْعَلُوْا فَاِنَّهٗ فُسُوْقٌۢ بِكُمْ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ

اور تم اُس (دین) کے (بار بار) لکھنے سے اُکتایا مت کرو[۵۱] خواہ وہ (معاملہ دین کا) چھوٹا ہو یا بڑا ہو[۵۲] یہ لکھ لینا انصاف کا زیادہ قائم رکھنے والا ہے اللہ کے نزدیک اور شہادت کا زیادہ درست رکھنے والا ہے اور زیادہ سزاوار ہے[۵۳] اس بات کا کہ تم (معاملہ کے متعلق) کسی شبہ میں نہ پڑو (اس لیے[۵۴] لکھ ہی لینا اچھا ہے) مگر یہ کہ کوئی سودا دست بدست ہو جسکو باہم لیتے دیتے ہو تو اُسکے نہ لکھنے میں تم پر کوئی الزام (اور مضرت) نہیں اور (اتنا اُسمیں بھی ضرور کیا کرو کہ اسکے) خرید و فروخت کے وقت گواہ کر لیا کرو (شاید کل کوئی بات نکل آوے مثلاً بائع کہنے لگے کہ مجکو دام ہی وصول نہیں ہوئے یا یہ چیز میں نے فروخت ہی نہیں کی یا مشتری کہنے لگے کہ میں نے تو واپسی کا اختیار بھی لے لیا تھا یا ابھی تو مبیع پوری میرے پاس نہیں پہونچی) اور (جسطرح ہمنے اوپر کاتب اور گواہ کو منع کیا ہے کتابت اور شہادت سے انکار نہ کرین اسیطرح ہم تمکو بھی تاکید کرتے ہیں کہ تمہاری طرف سے بھی) کسی کاتب[۵۵] کو تکلیف نہ دیجاوے اور نہ کسی گواہ کو (مثلاً اپنی مصلحت کے لیے انکی کسی مصلحت میں خلل ڈالا جاوے) اور اگر تم ایسا کرو گے تو اسمیں تمکو گناہ ہوگا اور خدا تعالیٰ سے ڈرو (اور جن کاموں سے اُسنے منع کر دیا ہے وہ مت کرو) اور اللہ تعالیٰ (کا تم پر احسان ہے کہ) تمکو (احکام مفیدہ کی) تعلیم فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ سب چیزوں کے جاننے والے ہیں (تو وہ مطیع اور عاصی کو بھی جانتے ہیں ہر ایک کو مناسب جزا دیں گے) **ف** لکھنے میں تین فائدے فرمائے۔ اول کا حاصل یہ ہے کہ ایک کا حق دوسرے کے پاس نہ جانے گا نہ رہے گا حقوق العباد سے حفاظت رہیگی۔ دوسرے کا حاصل یہ ہے کہ گواہوں کو آسانی ہوگی تیسرے کا حاصل یہ ہے کہ اہل معاملہ کا جی صاف رہیگا طبیعت کو راحت رہیگی دوسرے سے قلب میں کدورت نہ ہوگی تینوں فائدوں کا الگ الگ ہونا ظاہر ہے اور ان فوائد کا اسطرح بیان کرنا قرینہ ہے کہ کتابت کے مستحب ہونیکا اسیطرح گواہ کرنا بھی مستحب ہے البتہ ضرر پہونچانا کاتب اور گواہ کو حرام ہے فسوق بکم اسکا صریح قرینہ ہے اور اگر کاتب اجرت مانگے یا گواہ کو آمد و رفت کے خرچ کی ضرورت ہو تو انکو مفت کام کرنے پر مجبور کرنا یہ بھی ضرر پہونچانے میں داخل ہے اور حرام ہے۔ اور یہ جو فرمایا کہ نہ لکھنے میں الزام نہیں مراد یہ ہے کہ دنیا کی مضرت نہیں ورنہ گناہ تو کسی معاملے کے نہ لکھنے میں نہیں ہے اور تجارت حاضرہ میں لکھنے کا اہتمام نہ فرمانا دفع حرج کے لیے ہے کیونکہ ایسے معاملات بکثرت ہوتے ہیں اور اکثر خفیف بھی ہوتے ہیں اور دست بدست ہونے سے احتمال اختلاف و نزاع کا ضعیف ہوتا ہے اس سے یہ بھی مستنبط ہو سکتا ہے کہ اگر کسی تجارت حاضرہ میں یہ امور نہ ہوں مثلاً وہ معاملہ بڑا ہو اور کم ہو اگر رہا ہو اور اختلاف کا

النحو الی اجله فی روح المعانی حال من الہاء فی تکتبوہ ای مستقرا فی ذمة المدین الی وقت حلوله الذی اقر به قوله اقسط و اقوم قال البیضاوی ہما مبنیان من اقسط و اقام علی غیر قیاس۔ فی الحاشیة برمز سع لان قسط القسط قسوطا معناه الجور والعدول عن الحق والمعنی بہا ہنا علی العدل والفعل منه اقسط القسط فلزم ان یکون اقسط من المزید لقصد الزیادة فی القسط ان الله یحب المقسطین لا من المجرد لان معناه الزیادة فی القاسط وهو الجائر واما القاسطون فکانوا لجہنم حطبا وکذا اقوم معناه اشد اقامة لا قیاما آه قوله تجارة

نصب عاصم تجارة علی انه الخبر والاسم مضمر تقدیره الا ان یکون التجارة تجارة حاضرة ورفعها الباقون علی انه الاسم والخبر تدیرونها او علی کان التامة ۱۲ بیضاوی قوله فسوق بکم ای لاحق بکم ۱۲ بیضاوی اشارة الی ظرف مستقر صفة لفسوق ۱۲ اعصام

البلاغة اتقوا الله الخ قال البیضاوی کرر لفظة الله فی الجمل الثلث لاستقلالها فان الاولی حث علی التقوی والثانیة وعد بانعامه والثالثة تعظیم لشانه ولانه ادخل فی التعظیم آه من الکنایة ای الضمیر ۱۲

ملحقات الترجمة

[۵۱] قوله اُکتایا مت کرو حمل السام علی الحقیقة کما قال البیضاوی ولا تملوا من کثرة مداینتکم وقیل کما فی حاشیة المسودة برمز سع ان السامة والملالة انما یکون بعد الشروع فیه والاکثار منه والمراد ہہنا النہی عن الکسل من ان یکتب ابتداء فکنی عنه بالسامة لکونہا من لوازمه ورتقه ام قلت لما لم یمنع الحقیقة لا یصار الی المجاز ۱۲

[۵۲] قوله خواہ وہ معاملہ فالضمیر فی صغیرا او کبیرا الی الحق ۱۲

[۵۳] قوله زیادہ سزاوار ہے ماخذه الخازن فسره باقرب واحری الی ان لا ترتابوا الخ ۱۲

[۵۴] قوله اسلیے لکھ لینا اچھا ہے۔ اشارة الی تقدیر لعامل المرتب علی ما ذکر قبله من المصالح فی الکتابة لما کان الکتابة مشتملة علی ہذه المصالح الجمة فاکتبوا کل حق دینا کان او عینا الا ان تکون فالاستثناء متصل بلا تکلف وبعضہم ربط ہذا الاستثناء بقوله فاکتبوه المذکور سرجا فی اول الآیة ولما کان الضمیر فیه راجعا الی الدین حملوا الاستثناء علی الانقطاع ۱۲

[۵۵] قوله کسی کاتب کو تکلیف نہ دیجاوے فالفعلان مبنیان للمفعول وہو الاولی عندی من بنائہما للفاعل لان فیه تکرار الان الانزار من الکاتب بالتحریف فی الکتابة قد نفی بقوله کاتب بالعدل والاضرار من الشاہد بالتغییر فی الشہادة نفی بقوله ولا تکتموا الشہادة ولا تکونوا تمة للجزء

وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ ۭ فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اؤْتُمِنَ

اور اگر کہین سفر مین ہو اور کوئی کاتب نہ پاؤ سو رہن رکھنے کی چیزین جو قبضہ مین دیدیجاوین اور اگر ایک دوسرے کا اعتبار کرتا ہو تو جس شخص کا اعتبار کرلیا گیا ہے اسکو چاہیے کہ دوسرے

اَمَانَتَهٗ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ ۭ وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ۭ وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗٓ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ

ع ۳۹

کا حق ادا کرے اور اللہ تعالی سے جو کہ اسکا پروردگار ہے ڈرے اور شہادت کا اخفامت کرو۔ اور جو شخص اسکا اخفا کریگا اسکا قلب گنہگار رہوگا۔ اور اللہ تعالی تمہارے کیے ہوئے کامونکو خوب جانتے ہین

آیندہ احتمال ہو وہان ترک اہتمام کی علت نہونے سے کتابت کا اہتمام مطلوب ہوگا جیسے عادت بھی ہے کہ بڑے بڑے معاملات کی دستاویزین برابر لکھی جاتی ہین گو ادھار نہو حکم اسی و نہم رہن اور اسکو ماقبل کے ساتھ خاص تعلق بھی ہے چنانچہ ترجمہ سے ظاہر ہے وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ ط فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ ط اور اگر تم (دین کا معاملہ کرنے کے وقت) کہین[1] سفر مین ہو اور (دستاویز لکھنے کے واسطے وہان) کوئی کاتب نہ پاؤ[2] سو (ایسی حالت مین اطمینان کا ذریعہ) رہن رکھنے کی چیزین (ہین) جو (مدیون کی طرف سے صاحب حق کے) قبضہ مین دیدی جاوین اور اگر (ایسے وقت مین بھی) ایکدوسرے کا اعتبار کرتا ہو (اور اسلیے رہن کی ضرورت نہ سمجھے) تو جس شخص کا اعتبار کرلیا گیا ہے (یعنے مدیون) اسکو چاہیے کہ دوسرے کا حق (پورا پورا) ادا کردے اور اللہ تعالی سے جو کہ اسکا پروردگار ہے ڈرے (اور اسکا حق نہ مارے) **ف** جمہور علماء کا اتفاق ہے کہ رہن جسطرح سفر مین جائز ہے حضر مین بھی جائز ہے یہان ذکر میں تخصیص سفر کی اس وجہ سے ہے کہ سفر مین اسکی ضرورت بہ نسبت حضر کے زیادہ پڑیگی کیونکہ حضر مین اور بھی ذرائع اطمینان کے ہین مثلاً کتابت اور شاہد جو اکثر اوقات سفر مین میسر ہونا دشوار ہے **مسئلہ** جو چیز رہن رکھی جاوے اسپر جبتک مرتہن کا قبضہ نہوجاوے وہ رہن نہین ہوتا **حکم حرمت اخفاء شہادت** اسکو بھی ماقبل سے خاص تعلق ہے جیسا ظاہر ہے اور یہ حکم عام ہے حقوق مالیہ و غیر مالیہ مثل طلاق و نکاح وغیرہ کو اسلیے حق نے اسکو من کل الوجوہ مضمون سابق کے تابع نہین سمجھا بلکہ مستقل حکم قرار دیا ہے وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ط وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗٓ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ط وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝ ۲۸۳ اور شہادۃ کا اخفامت کرو اور جو شخص اسکا اخفا کریگا اسکا قلب گنہگار ہوگا اور اللہ تعالی تمہارے کیے ہوئے کامونکو خوب جانتے ہین (سو اگر کوئی اخفا کریگا اللہ تعالے کو اسکا علم ضرور ہے سو وہ سزا دینگے) **ف مسئلہ** شہادت کا اخفا دو طرح سے ہے ایک یہ کہ بالکل بیان نکرے دوسرے یہ کہ غلط بیان کرے دونون مین اصل واقعہ مخفی ہوگیا اور دونون صورتین حرام ہین **مسئلہ** جب کسی حق دار کا حق بدون اسکی شہادت کے ضائع ہونیلگے اور وہ درخواست بھی کرے اسوقت اداے شہادت سے انکار کرنا حرام ہے **مسئلہ** اور اگر صاحب معاملہ کو علم نہو کہ اس شخص کو میرا واقعہ معلوم ہے تو اسکے حق ضائع ہونیکی صورت مین اسپر ظاہر کردینا واجب ہے البتہ اگر بعد علم کے وہ اس شخص سے شہادت کی درخواست نکرے تو اسکے ذمہ واجب نہین کہ خود جاکر گواہی دیتا پھرے **مسئلہ** چونکہ اداے شہادت واجب ہے لہذا اسپر اجرت لینا جائز نہین البتہ آمد و رفت کا خرچ اور خوراک بقدر حاجت صاحب معاملہ کے ذمہ ہے اگر زیادہ آجاوے تو بقیہ واپس کردے **فائدہ** دلکو اسلیے گنہگار فرمایا کہ کوئی شخص اسکو خالی زبان ہی کا گناہ نہ سمجھے کیونکہ اول ارادہ تو دل ہی سے ہوا ہے **ربط** اوپر کتمان شہادت کو قلب کا گناہ بتلایا تھا اسلیے اگلی آیتونمین اس مسئلہ کی تحقیق فرماتے ہین کہ قلب کے بد نما افعال مین کس فعل پر گناہ ہے کس فعل پر نہین۔ جسکا خلاصہ یہ ہوگا کہ اُن افعال مین جو اختیاری ہین جیسے عقائد فاسدہ و اخلاق ذمیمہ و عزم معصیت اُن پر گناہ ہے اور اضطراری پر جیسے وساوس و خطرات گناہ نہین یہ مضمون وان تبدوا سے شروع ہو کر علیہا

ملحقات الترجمۃ

[1] قولہ کہین سفر مین افادہ التنوین ۱۲ ۵۲

[2] قولہ فی ترکاؤ فلن نعمت آور انشاد ای لیست للتعقیب بل للتیسیر ۱۲

اللغات الرهان فی روح المعانی جمع رہن والرہن فی الاصل مصدر ثم اطلق علی المرهون من باب اطلاق المصدر علی اسم المفعول امن فی حاشیۃ البیضاوی ہو من یقال امنتہ ای کنت فی امن منہ ۱۲

النحو فرهن ای فالذی یستوثق بہ رہان۔ او فعلیکم رہان۔ او فلیوخذ رہان ساوفا لمشروع رہان اہ بیضاوی و روح المعانی اضافۃ الضمیر لرب الدین او المدین ملاعتبار انہ علیہ او روح المعانی

البلاغۃ قولہ اثم قلبہ فی روح المعانی اسناد الاثم الی القلب مع انہ لو قیل فانہ اثم لتم المعنی مع الاختصار لان الاثم بالکتمان وھو مما یقع بالقلب واسناد الفعل الی الجارحۃ التی یعمل بہا ابلغ الا تری انک تقول اذا اردت التوکید ہذا مما ابصرتہ عینی ومما سمعتہ اذنی ومما عرفہ قلبی ولان ہذا الجزء اشرف الاجزاء وفعلہ اعظم من سائر الجوارح فیکون فی الکلام تنبیہ علی ان الکتمان من اعظم الذنوب۔ وقیل اسند الاثم الی القلب لئلا یظن ان کتمان الشہادۃ من الآثام المتعلقۃ باللسان فقط ولیعلم ان القلب اصل متعلقہ ومعدن اقترافہ ۱۲

لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ؕ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِىْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ

اللہ تعالیٰ ہی کی ملک ہیں سب کچھ کہ آسمانوں میں ہیں اور جو کچھ زمین میں ہیں اور جو باتیں تمہارے نفسوں میں ہیں انکو اگر تم ظاہر کروگے یا کہ پوشیدہ رکھوگے

يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ؕ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ۝

حق تعالیٰ تم سے حساب لینگے پھر جسکے لیے منظور ہوگا بخشدینگے اور جسکو منظور ہوگا سزا دینگے اور اللہ تعالیٰ ہر شے پر پوری قدرت رکھنے والے ہیں۔

ما اکتسبت پر ختم ہوگیا اور شروع سے پہلے للہ ما فی السموات میں اسکی تمہید ہی اور ختم سے پیچھے دعا میں اسکی تائید ہی پس یہ مضمون اپنے عموم کی وجہ سے من وجہ مستقل بھی ہی اسلیے اسکو اگر حکم جیل وہکم کہا جاوے صحیح ہوسکتا ہی اور من وجہ ماقبل کی تکمیل ہی لہذا ماقبل کی توضیح و تفصیل بھی کہہ سکتے ہیں حسن اتفاق ہی کہ معاملات بنی اسرائیل کا عدد بھی چالیس تک پہونچا تھا اور انکے آخر میں بھی ایک مضمون ایسا تھا جسکو چہلم کا متمم بھی کہہ سکتے تھے اور جہل وہکم بھی کہنا ممکن تھا یہی عدد اور یہی حالت آخری حکم کی یہاں ابواب البر میں بھی واقع ہوئی اور بڑا حصہ اس سورت کا یہی دو مضمون ہیں اور یہ بھی کلام الٰہی کے محاسن میں سے ہے **تحقیق مواخذہ بر افعال قلوب** لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ؕ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِىْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ؕ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ۝ اللہ تعالیٰ ہی کی ملک ہیں سب (مخلوقات) جو کچھ کہ آسمانوں میں ہیں اور جو کچھ زمین میں ہیں (جیسے خود زمین و آسمان بھی اسی کی ملک ہیں جب وہ مالک الکل ہیں تو اگر وہ اپنے مملوک بندوں کے لیے کوئی قانون مقرر کریں جیسا آگے ایک قانون آتا ہی تو کچھ عجیب و بعید نہیں) اور (وہ قانون یہ ہے کہ) جو باتیں (از قسم عقائد فاسدہ و اخلاق ذمیمہ و عزم معاصی) تمہارے نفسوں میں ہیں انکو اگر تم (زبان و جوارح سے) ظاہر کروگے (مثلاً زبان سے کلمہ کفر کا کہدیا یا زبان سے ذمیمہ تکبر کو ظاہر کرکے کہدیا کہ میں فلان سے اچھا ہوں یا جس معصیت کا عزم تھا اسکو کر ڈالا) یا کہ (دل ہی میں) پوشیدہ رکھوگے (دونوں حالت میں) حق تعالیٰ تم سے (مثل دیگر معاصی کے انکا) حساب لینگے پھر (حساب لینے کے بعد بجز کفر و شرک کے) جسکے لیے (بخشنا) منظور ہوگا بخشدینگے اور جسکو (سزا دینا) منظور ہوگا سزا دینگے اور اللہ تعالیٰ ہر شے پر پوری قدرت رکھنے والے ہیں (تو دل کے اندر چھپی ہوئی بات پر مطلع ہوکر اسپر حساب لینا کچھ تعجب نہیں) **ف** حاصل مسئلہ کا تقریر ربط میں لکھ چکا ہوں کہ مراد ما فی انفسکم سے امور قلبیہ اختیاریہ ہیں پس جسطرح زبان اور جوارح کے افعال دو قسم کے ہیں اختیاری جیسا ارادہ سے بولنا اور ارادہ سے کسیکو مارنا اور غیر اختیاری جیسے زبان سے کہنا چاہتا تھا کچھ اور بلا ارادہ نکل گیا کچھ یا رعشہ سے ہاتھ کو حرکت ہورہی ہی اور انہیں افعال اختیاریہ پر ثواب و عذاب ہوگا اور غیر اختیاری پر نہوگا۔ اسیطرح افعال قلوب میں بھی دو قسم ہیں اختیاری جیسا کفر کا عقیدہ جسکو جانکر جمایا ہے یا سوچ کر اپنے کو بڑا سمجھنا اور اس خیال کو قائم رکھنا یا پختہ ارادہ کرنا کہ شراب پیونگا اور غیر اختیاری جیسے برے برے وسوسے کفر یا معصیت کے آنا اور اسیطرح اس میں بھی اختیاری پر مواخذہ ہی اور غیر اختیاری پر نہیں اور جس طرح افعال لسان و جوارح میں بجز کفر کے بقیہ محتمل مغفرت و عذاب غیر دائم کے ہیں اسیطرح افعال قلوب بھی محتمل دونوں کے ہیں پس آیت میں اسیکا بیان ہی کہ معاصی اختیاریہ پر گو وہ افعال قلوب ہوں مواخذہ کیا جاویگا مگر چونکہ اس آیت میں صراحۃً قید اختیاری ہونیکی مذکور نہ تھی اسلیے صحابہ ظاہر الفاظ کا عموم دیکھکر اس آیت کو افعال اختیاریہ و غیر اختیاریہ دونوں میں عام سمجھ کر گھبرا گئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ اب تک تو ہم ایسے افعال کے مکلف تھے جو ہماری طاقت و اختیار میں تھے جیسے نماز و روزہ و زکوٰۃ و جہاد اب یہ آیت آئی ہے یہ تو ہماری طاقت سے خارج ہے ہرچند کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کا صحیح مطلب جانتے تھے لیکن غایت خشیت کے غلبہ سے آپ کی نظر بھی الفاظ کے عموم ظاہری کی طرف پہونچی جسطرح آپنے ایک منافق کے جنازہ کی نماز بعد نزول آیۃ استغفر لھم او لا تستغفر لھم ان تستغفر لھم سبعین مرۃ فلن یغفر اللہ لھم کے پڑھی اور حضرت عمر رضہ کے عرض کرنے پر آپ نے جواب دیا کہ مجکو استغفار و عدم استغفار میں اختیار دیا گیا ہی مینے ایک جانب کو اختیار کر لیا سو اسکی

النحو - وان تبدوا الواو عندی للاستینات ۱۲

آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مِن رَّبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ ۚ كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ

اعتقاد رکھتے ہین رسول اُس چیز پر جو اُنکے پاس اُنکے رب کیطرف سے نازل کی گئی ہے اور مومنین بھی۔ سب کے سب عقیدہ رکھتے ہین اللہ کے ساتھ اور اُسکے فرشتون کے ساتھ اور اُسکی کتابون کے ساتھ

وَرُسُلِهِ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّن رُّسُلِهِ ۚ قف وَقَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۖ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ

اور اُسکے پیغمبرون کے ساتھ کہ ہم اُسکے پیغمبرون مین سے کسی مین تفریق نہین کرتے اور ان سب نے یون کہا کہ ہم نے سُنا اور خوشی سے مانا ہم آپکی بخشش چاہتے ہین اے ہمارے پروردگار اور آپ ہی

الْمَصِيرُ ۝ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ۗ

کی طرف لوٹنا ہے۔ اللہ تعالی کسی شخص کو مکلف نہین بناتا مگر اسی کا جو اُسکی طاقت مین ہو اُسکو ثواب بھی اُسیکا ملیگا جو ارادہ سے کرے اور اُسپر عذاب بھی اُسیکا ہوگا جو ارادہ سے کرے۔

بنا بر بھی غایت رحمت کے غلبہ سے ظاہری صیغہ تخییر پر نظر فرمانا تھی اسیطرح یہان واقع ہوا اسلیے انتظار وحی مین آپنے از خود آیت کی تفسیر ظاہر نہین فرمائی بلکہ تعلیم ادب وانقیاد کے لیے ارشاد فرمایا کہ کیا تم چاہتے ہو کہ اہل کتاب کیطرح سمعنا وعصینا کہو بلکہ یون کہنا چاہیئے سمعنا واطعنا غفرانک ربنا والیک المصیر چنانچہ صحابہ نے اسیطرح کہا لیکن جو معنی اُنکو مفہوم ہوئے تھے اُسکی بنا پر عہد اطاعت کرتے ہوئے زبان لڑکھڑاتی تھی اس کہنے پر اللہ تعالی نے اگلی دو آیتین نازل فرمائین جسمین سے ایک مین مسلمانونکی مدح اور دوسری مین آیت بالا کی تفسیر ارشاد فرمادی جسکو بعض روایتون مین نسخ سے تعبیر کیا گیا ہے سلف مین توضیح مراد کو بھی نسخ کہدیا کرتے تھے اسی تقریر سے ربط بھی ظاہر ہوگیا **مدح مومنین** آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مِن رَّبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ ۚ كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّن رُّسُلِهِ ۚ قف وَقَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۖ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ ۝٢٨٥ اعتقاد رکھتے ہین رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) اُس چیز (کے حق ہونے) کا جو اُنکے پاس اُنکے رب کی طرف سے نازل کیگئی ہے (یعنی قرآن) اور (دوسرے) مومنین بھی (اُسکا اعتقاد رکھتے ہین آگے قرآن پر اعتقاد رکھنے کی تفصیل ہے کہ کس کس چیز کے عقیدہ رکھنے کو قرآن پر اعتقاد رکھنا کہا جاویگا) سب کے سب (رسول بھی اور دوسرے مومنین بھی) عقیدہ رکھتے ہین اللہ کے ساتھ (کہ وہ موجود ہے اور واحد ہے اور ذات وصفات مین کامل ہے) اور اُسکے فرشتون کے ساتھ (کہ وہ موجود ہین اور گناہون سے پاک ہین اور مختلف کامون پر مقرر ہین) اور اُسکی کتابون کے ساتھ (کہ اصل مین سب سچی ہین) اور اُسکے سب پیغمبرون کے ساتھ (کہ وہ پیغمبر ہین اور سچے ہین اور پیغمبرون پر عقیدہ رکھنا اُنکا اسطور پر ہے کہ وہ یہ کہتے ہین) کہ ہم اُسکے پیغمبرون مین سے کسی مین (عقیدہ رکھنے مین) تفریق نہین کرتے (کہ کسیکو پیغمبر سمجھین کسیکو نہ سمجھین) اور ان سب نے یون کہا کہ ہمنے (آپکا ارشاد) سُنا اور (اُسکو) خوشی سے مانا ہم آپکی بخشش چاہتے ہین اے ہمارے پروردگار اور آپ ہی کیطرف (ہم سبکو) لوٹنا ہے **ف** احقر کے ذوق مین مقصود مقام مدح فرمانا ہے صرف مومنین کی لیکن اُنکی تقویت مدح کے لیے انکے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی شامل کردیا جسمین اشارہ اسطرف ہوگیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایمان کا کامل ہونا تو بلاشبہ یقینی ہے اسیطرح انکا ایمان بھی اکمال ہونے کی وجہ سے اس قابل ہے کہ ایمان رسول کے ذیل مین اُسکا ذکر کیا جاوے گو دونونکا کامل ہونا ایک مرتبہ مین نہو صحابہ کا کامل ہے اور آپکا اکمل یعنی بہت ہی کامل ہے ناقص کسیکا نہین۔ یہ مدح تو جملہ معترضہ کے طور پر تھی آگے آیت بالا کی تفسیر و توضیح مطلب ہے، **توضیح مضمون بالا وان تبدوا الخ** لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ۗ (یعنے ہمنے جو پہلی آیت

ملحقات الترجمة

لـه قوله في ترجمته آمن اعتقاد رکھتے ہین اشارة الى قصد اثبات الايمان من غير اعتبار الزمان لئلا يلزم التجدد باعتبار الرسول صلى الله عليه وسلم فانه صلى الله عليه وسلم احرى بالايمان من اهل الايمان عن عيسى عليه السلام قد اقر في المهد بالايمان ولا يشكل عليه قوله تعالى ما كنت تدري ما الكتاب ولا الايمان فانه نفي للعلم التفصيلي فلا يعارض اثبات العلم الاجمالي ١٢

اللغات اطعنا قبلنا عن طوع ١٢ روح المعاني الوسع قال البيضاوي ما يسعه قدرتها او ما دون مدى طاقتها بحيث يتسع فيه طوقها و يتيسر عليها۔ في الكشاف للمظهر فعلى الاول وسعها من الوسع بمعنى الطاقة وعلى **النحو** لا نفرق في روح المعاني في حيز النصب بالقول مقدر له اي قائلين و قالوا عطف على آمن ١٢ روح **البلاغة** في روح المعاني لها ما كسبت الكلام على حذف مضاف هو ثواب في الاول و عقاب في الآخر وبين ما للاولى الخير لدلالة اللام الدالة على النفع عليه وبين ما الثانية الشر لدلالة على الدالة على الضرر عليه و ايراد الاكتساب في جانب الشر لما فيه من زيادة المعنى و هو الاعتمال لان الشر تشتهيه النفس و تنجذب اليه

فكانت ابد في تحصيله فيه اشارة الى ما جبلت عليه النفوس ولما لم يكن مثل ذلك في الخير استعمل الصيغة المجردة عن الاعتمال ١٢ **الروايات** في روح المعاني عن احمد و مسلم عن ابي هريرة قال لما نزلت على رسول الله صلى الله عليه وسلم وان تبدوا ما في انفسكم الآية اشتد ذلك على اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فاتوا رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم جثوا على الركب فقالوا يا رسول الله كلفنا من الاعمال ما نطيق الصلوة والصيام والجهاد والصدقة وقد انزل الله عليك هذه الآية ولا نطيقها فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اتريدون ان تقولوا كما قال اهل الكتابين من قبلكم سمعنا وعصينا بل قولوا سمعنا واطعنا غفرانك ربنا واليك المصير فلما اقترأها القوم وذلت بها السنتهم انزل الله تعالى

مین کہا ہے کہ نفوس کی پوشیدہ باتون پر بھی محاسبہ ہوگا اُس سے مراد امور غیر اختیاری نہین بلکہ صرف امور اختیاریہ ہین کیونکہ) اللہ تعالیٰ کسی شخص کو
(احکام شرعیہ مین) مکلف نہین بناتا (یعنی اُن امور کو واجب یا حرام نہین فرماتا) مگر اُسیکا جو اُسکی طاقت (اور اختیار) مین ہو اُسکو ثواب بھی
اُسیکا ہوتا ہی جو ارادہ سے کرے اور اُسپر عذاب بھی اُسیکا ہوگا جو ارادہ سے کرے (اور جو دسترس سے باہر ہے اُسکا مکلف نہین کیا گیا
اور جسکے ساتھ قصد اور ارادہ متعلق نہین اُسکا نہ ثواب ہی نہ عذاب اور وسوسے طاقت سی خارج ہین تو انکے آنے کو حرام اور انکے نہ آنے دینے کو واجب
نہین کیا اور نہ اُنپر عذاب رکھا) **ف** اس سے اوپر کے مضمون کی اچھی طرح توضیح ہوگئی اور دہشت بالکل زائل ہوگیا اور حدیث سے اسکی اور توضیح
ہوگئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہی کہ حق تعالیٰ نے میری اُمت سے اُن باتون سے درگذر فرمایا ہی جو دلمین خیالات پیدا ہون جبتک عمل نکرے یا
تکلم نکرے فقط رواہ البخاری۔ اور عمل فعل اختیاری کو کہتے ہین اسمین افعال قلبیہ اختیاریہ بھی داخل ہوگئے۔ اور یاد رکھو کہ یہان جو ثواب و عقاب کا مدار
کسب و اکتساب پر رکھا مراد اس سے ثواب و عقاب ابتدائی ہی نہ بواسطہ تسبب یا ہبہ کیونکہ دوسرے نصوص سے ثابت ہی کہ نیک یا بد کام کے بانی کو آیندہ
والون کے عمل سے بھی ثواب یا عقاب ہوگا اور یہ بھی ثابت ہی کہ طاعت کرکے دوسرے کو ثواب بخشدے تو ثواب ملیگا لیکن دونون صورتون مین یہ ثواب و عقاب
ابتدائی یعنے بلا واسطہ نہین بلکہ بواسطہ سبب اور بانی بن جانیکے یا بواسطہ ہبہ کردینے کے ہے پس اس شبہ کی گنجایش نہین رہی کہ ان صورتون مین دوسرے
کے اکتساب سے ثواب یا عقاب کیسے ہوگیا خصوصاً تسبب تو درحقیقت خود بھی اختیاری ہی البتہ ہبہ کے بعد مل جانا یہ موہوب لہ کا اختیاری نہین لیکن
ابتدائی نہین ہی یہان سے آیہ سورۂ والنجم لیس للانسان الا ما سعی کا اشکال بھی جاتا رہا یعنے وہ حصر بھی ثواب ابتدائی کے اعتبار سے ہی اور اس مقام
مین تو یہ بھی جواب ہوسکتا ہی کہ محط فائدہ نفی عقاب کی ہی نہ کہ نفی ثواب کی پس بلا اکتساب ثواب ملجانے مین چار جواب ہوئے۔ دو تسبیب مین اول
قید ابتداء دوسرے تسبب کا اختیاری ہونا۔ اور دو ہبہ ثواب مین اول قید ابتدا جو یہان اور نجم مین عام ہی۔ دوسرے خصوصیت محط فائدہ
جو اس مقام کے ساتھ خاص ہی۔ اور بلا اکتساب عذاب ہونیکے دو جواب ہوگئے یعنی قید ابتداء۔ یا تسبب کا اختیاری ہونا **ف** مدلول جملہ لا یکلف
اللہ وجملہ لہا ما کسبت الخ سے قاعدہ کلیہ ثابت ہوا کہ امر غیر اختیاری کی نہ تکلیف ہی اور نہ اُسپر عذاب و مواخذہ اخروی ہی اور جس طرح اس قاعدہ
مین امور قلبیہ غیر اختیاریہ داخل ہین اسیطرح اعمال ظاہریہ غیر اختیاریہ بھی داخل ہین مثل اُن افعال کے جو خطاءً یعنی بلا قصد یا نسیاناً یعنی بدون یاد
صادر ہوجاوین کیونکہ باوجود اہتمام کے یاد نہ رہنا بھی اختیار سے خارج ہے پس اس قاعدہ کے تحت مین دو نوعین داخل ہوئین نوع اول کا ذکر تو
جزئیاً بوجہ مقصود مقام ہونیکے اور کلیاً بسبب کلیت قاعدہ کے دونون طرح ہوچکا اور نوع ثانی کا ذکر صرف کلیاً بسبب کلیت قاعدہ کے ہوا ہی اسلیے آیندہ
جزئیاً بھی اُسکا ذکر فرماتے ہین اور اُسکے ساتھ اور چند مناسب مضامین بھی ملا دیے ہین اور ان سبکو دعا کے پیرایہ مین وارد کیا ہی سو
اُن مین جن چیزون کا پہلے سے وعدہ نہین ہوا اور اُنکے وقوع و عدم وقوع دونون کا احتمال ہی انکو تو صورت دعا مین لانیکی وجہ ظاہر ہی
اور جن چیزونکا وقوع یقینی ہی جیسے خطا و نسیان پر مواخذہ نہونا کہ اوپر قاعدہ کلیہ سے اور حدیث مین عنوان صریح سے اسکا وعدہ ہوچکا ہی چنانچہ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہی کہ میری اُمت سے خطا و نسیان اور جس فعل پر اکراہ ہو سب مرفوع ہی یعنی اُسپر گناہ نہین ہوتا اوردہ فی روح المعانی
عن الطبرانی وقال قال النووی حسن انکو صورت دعا مین لانیکی وجہ انکے ذوق مین زمانہ نبوت تک تو یہ ہی کہ گو وعدہ تجاوز کا ظاہراً مطلق ہی مگر بنا اسکی
صرف یہی ہی کہ عبد اسکا مکلف نہین کیا گیا اور مکلف ہونا نہونا یہ حکم شرعی ہی اور حکم شرعی مین احتمال نسخ کا برقرار ہی پس اس دعا کا حاصل
یہ ہوگا کہ یا اللہ جسطرح ابتک اسکا مکلف نہین بنایا آیندہ بھی مکلف نہ بنایے اور اس حکم کو منسوخ نہ فرمائیے رہا یہ شبہ کہ اگر منسوخ ہوگا تو
تکلیف مالا یطاق لازم آویگی اور وہ عقلاً جائز نہین۔ جواب اسکا یہ ہی کہ تکلیف مالا یطاق کا عقلاً ممتنع ہونا غیر مسلم ہی خدا تعالیٰ قادر اور مالک ہی البتہ
شرعاً ممتنع ہی سو نسخ سے وہ امتناع رفع ہوجاتا رہا یہ شبہ کہ جب وہ کام ہو ہی نہین سکیگا تو مکلف کرنے سے کیا فائدہ پس حکمت کے خلاف ہوا
گو قدرت مین داخل ہی۔ جواب یہ ہی کہ اول تو حکمت کچھ عمل ہی مین منحصر نہین ممکن ہے کہ جسطرح دنیا مین خطا و نسیان کو بعض آثار کے اعتبار
سے کالعدم نہین قرار دیا گیا چنانچہ قتل خطا پر کفارہ ہی اور نسیاناً کسی سے نماز فاسد ہوجاتی ہی اسیطرح آخرت مین اسپر بعض آثار مرتب ہوتے مثلاً اسلیے
محاسبہ ہوتا کہ عبد کو اپنا مملوک محض ہونا ظاہر ہوجاتا پھر بعد مغفرت معاف کردیتے سو افادۂ علم خود یہ فائدہ اور حکمت معتد بہا ہے اور اگر

تحفات الترجمہ

۵۵ قولہ فی ترجمہ لا یکلف اللہ الاحکام شرعیہ
یعنی لان فی الاحکام التکوینیۃ
ربما یکلف العبد فوق الوسع
کالبلیات والمصیبۃ فانہا
تکلیف ما لا یطاق فمخصوص
بالاحکام الشرعیۃ والسر
ان الفائدۃ فی الاحکام
الشرعیۃ العمل ولا یمکن العمل
بما لا یطاق فیلزم العبث
وہی ضرر محض والضرر
منتف بفضلہ ورحمہ
بخلاف الاحکام التکوینیۃ
من المصائب والبلیات
فان الفائدۃ فیہا تکفیر
السیئات ورفع الدرجات
وہو نفع محض فلا ینافی
فضلہ وکرمہ ۱۲

۵۵ قولہ فی ف ۲ مرفوع ہی
یعنی اسپر گناہ نہین ہوتا
فالرفع باعتبار احکام
الآخرۃ لا الدنیا کما نصلہ
فیما بعد من وجوب الکفارۃ
فی القتل خطاء وفساد الصلوٰۃ
بالتکلم نسیانا والسر
ان فی عدم الرفع فی
الآخرۃ حرجا ای عقوبۃ
وعذابا وفی عدم الرفع
فی الدنیا لاحرج بل یوجد
بعض العبادات فلا
تحصل السیئات فافہم ۱۲

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَّسِيْنَا أَوْ أَخْطَأْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ

اے ہمارے رب ہمپر داروگیر نہ فرمایئے اگر ہم بھول جاوین یا چوک جاوین اے ہمارے رب اور ہم پر کوئی سخت حکم نہ بھیجیے جیسے ہم سے پہلے لوگون پر آپ نے بھیجے تھے۔

قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۗ وَاغْفِرْ لَنَا ۗ وَارْحَمْنَا ۗ أَنْتَ مَوْلٰنَا

اے ہمارے رب اور ہم پر کوئی ایسا بار نہ ڈالیے جسکی ہمکو سہار نہ ہو اور درگذر کیجیے ہم سے اور بخشدیجیے ہمکو اور رحم کیجیے ہم پر آپ ہمارے کارساز ہین

فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۟

سو آپ ہمکو کافر لوگون پر غالب کیجیے۔

ربع ۴

عمل ہی کو فائدہ سمجھا جاوے تو بھی ممکن ہی کہ جتنے مراتب خطا و نسیان کے اور اسیطرح وساوس و خطرات کے معاف کیے گئے ہین انمین بعض اختیاری ہون چنانچہ تامل سے یہی معلوم بھی ہوتا ہی اسیلیے انکا مکلف بنانے مین کوئی اشکال نہ تھا اور حدیثون مین عن امتی کی قید سے امم سابقہ کا بعض مراتب مین مکلف ہونا مفہوم بھی ہوتا ہی ورنہ محض تکلیف مالایطاق کی نفی تو لفظ لفظ سے عام معلوم ہوتی ہی سب امم کو یہ وجہ تو زمانہ نبوت مین معلوم ہوتی ہی اور بعد زمانہ نبوت کے محض تذکیر ہی نعمت سابقہ کی کہ دیکھو ہمنے اسطرح فضل کیا تھا کہ دعا سکھلائی اور پھر اسکو قبول کیا تھا اور اپنا حکم سابق منسوخ نہ کیا تھا جسکی بدولت وہ آسانی مستمر اور دائم ہی واللہ اعلم **تعلیم دعا** رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ إِنْ نَّسِيْنَآ أَوْ أَخْطَأْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۗ وَاغْفِرْ لَنَا ۗ وَارْحَمْنَا ۗ أَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۟ ۲۸۶ اے ہمارے رب ہمپر داروگیر نہ فرمایئے اگر ہم بھول جاوین یا چوک جاوین اے ہمارے رب اور (ہماری یہ بھی درخواست ہے کہ) ہمپر کوئی سخت حکم نہ بھیجیے جیسے ہمسے پہلے لوگون پر آپنے بھیجے تھے اے ہمارے رب اور (ہم یہ بھی درخواست کرتے ہین کہ) ہمپر کوئی ایسا بار (تکلیف کا دنیا یا آخرت مین) نہ ڈالیے جسکی ہمکو سہار نہ ہو اور درگذر کیجیے ہم سے اور بخشدیجیے ہمکو اور رحم کیجیے ہمپر آپ ہمارے کارساز ہین (اور کارساز طرفدار ہوتا ہی) سو آپ ہمکو کافر لوگون پر غالب کیجیے **ف** ان جملون مین نسیان و خطا کا جملہ تو اوپر کے مضمون کا ظاہر تتمہ ہی جیسا اوپر ف۲ مین تقریر گذر چکی ہی اور جملہ لا تحمل علینا بھی دلالۃ النص کے مرتبہ مین لا یکلف اللہ کا تامل سے تتمہ معلوم ہوتا ہی کیونکہ امم سابقہ کے سے احکام شاقہ جبکہ داخل وسعت بشریہ ہین جیسا کہ مشاہدہ و نیز وجوب صدق مضمون لا یکلف اللہ اسکی دلیل ہی اور اسکے مکلف نہ بنانے کی دعا کی گئی تو مالایطاق کے مکلف نہ بنانے کی دعا بدرجہ اولے لازم آگئی یہ مذکورہ جملے تو باعتبار تکلیف تشریعی کے ہوئے آگے جملہ ولا تحملنا مین تکوینی تکلیف سے بچنے کی دعا ہی جسمین دنیا اور آخرت کے سب مصائب و عقوبات داخل ہوگئے جب دونون قسم کی تکلیف کے متعلق دعا ہو چکی آگے ہر مضمون کے مقابلہ مین ایک ایک دعا لائی گئی چنانچہ اعف عنا سے اشارہ ہی تجاوز عن الخطا والنسیان وغیرہ کی طرف جیسا کہ ظاہر ہے اور واغفر لنا سے اشارہ ہے عدم التکلیف بالاصر کی طرف کیونکہ ایسے احکام کے لوازم عادیہ سے ہوگا عمل نہ ہوسکنا اور عمل نہونے کا مقتضا تھا عاصی و معذب ہونا جو ایک گونہ مخل مغفرت ہے پس درخواست مغفرت اسے بواسطہ عدم الحمل لازم آگیا اور وارحمنا سے اشارہ ہے عدم التحمیل بمالاطاقۃ کی طرف کیونکہ رحم کا یہی مقتضا ہی پھر اپنے ذاتی مصالح کے ختم کے بعد اپنے اعدا پر غلبہ کی دعا ہے جسکی درخواست پر سب معاملات کی درستی کی تکمیل ہوگئی یعنے محبوب کے ساتھ جو تعلق ہے وہ بھی درست ہوگیا اور عدو کے ساتھ جو معاملہ ہے وہ بھی دلخواہ ہوگیا **ف** حدیث مین ہے کہ یہ سب دعائین قبول ہوئین بعض مین ظاہر ہے اور بعض مین اگر شبہ ہو تو اسکے لیے یہ سمجھ لینا چاہیے کہ اگر عدم قبول مین کسی وقت قبول سے زیادہ مصلحت و منفعت ظاہری یا باطنی ہو تو وہ عدم قبول بھی قبول ہے کیونکہ قبول مقصود بالذات نہین بلکہ مقصود للمصلحت ہے اور تفسیر اجیب دعوۃ الداع کو بھی ملاحظہ کرلیا جاوے الحمد للہ کہ آج ۲۰ ربیع الاول یوم دوشنبہ وقت چاشت مقام تھانہ بھون مین سورۂ بقرہ کی تفسیر ختم ہوئی اب انشاء اللہ تعالی آگے سورۂ آل عمران شروع ہوتی ہے اور میرے نزدیک وہ تمام سورت جملہ وانصرنا علی القوم الکافرین سے مرتبط ہے کیونکہ اس سورت کے زیادہ اجزا مین کفار کے ساتھ مجاہدہ باللسان و بالسنان مذکور ہی جیسا تتبع سے معلوم ہوتا ہی واللہ اعلم۔

منہیات جلد اوّل تفسیر بیان القرآن

یہ تین منہیات ہیں اوّل میں بعض مقامات کی توضیح ہے جسکی حاجت بعض جگہ بوجہ تنگی عبارت کے بعض جگہ کسی اشکال کے دفع کے لئے ہوئی۔ دوسری میں فہرست ہے بعض مضامین تفسیر کی جو کہ مضامین قرآنیہ منصوصہ کے علاوہ ہیں جنکی فہرست ٹائٹل میں موجود ہے۔ تیسری میں غلط نامہ ہے جسکے متعلق یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ بوجہ اسکے کہ تالیف تفسیر کیوقت مسودہ پر نظر ثانی کی فرصت نہیں ہوئی کہیں کہیں خود مسودہ میں بعض فروگزاشتیں ہوگئیں پھر مسودہ و مبیضہ کے مقابلہ کی بھی نوبت بعذر مذکور خود مجکو فرصت نہوئی اس لیے وہ فروگذاشتیں تو بجا رہیں اور اس مقابلہ میں بھی مقابلین سے کچھ کوتاہی ہوگئی جسکی وجہ غالبًا یہ ہے کہ اُن صاحبوں کے اعتبار سے یہ کام بالکل نیا تھا اور دوسرے مشاق مقابلین اس لیئے تجویز کیے گئے کہ اُن میں اہل علم میتہ نہ ہوتے۔ پھر کاتب اور مصحح مطبع سے جو تسامحات ہوئے وہ معمولی امر ہے۔ غرض ان مجموعہ اغلاط کو صرف مطبع کیطرف منسوب نہ سمجھا جاوے اور ایسے ہی منہیات غالبًا بقیہ جلدوں کے متعلق بھی معروض ہونگے + **کتبہ اشرف علی**

منہیہ اولیٰ توضیح بعض مقامات تفسیر

صفحہ ۴ سطر ۱ حاشیہ خطبہ تفسیر قولہ وجہ الجمع بینہا الخ اور ایک صورت جمع کی یہ بھی ہو سکتی ہے کہ آیت بعد واقعات متعددہ کے نازل ہوئی ہو اور چونکہ آیت میں خود اشارہ کسی واقعہ مخصوصہ کی طرف ہوتا نہیں اسلیئے ممکن ہے کہ بعض لوگ تو کسی واقعہ کو سبب نزول کا سمجھے ہوں اور بعض لوگ دوسرے واقعہ کو اور اس بنا پر اختلاف روایات اسباب نزول آیت میں ہوگیا ہو۔ و نیز مجموعہ واقعات بھی سبب نزول آیت ہو سکتے ہیں **صفحہ ۱۲ سطر ۷ اقولہ** فی ترجمۃ فاما الذین آمنوا و اما الذین کفروا خواہ کچھ ہی ہو۔ اشارۃ الی تقدیر اما بما اشتہر من قولہم مہما یکن من شئ **صفحہ ۲۹ سطر ۸ اقولہ** فی ترجمۃ ثم انتم ھٰؤلاء ثم یہ موجود ہو اشارۃ الی الترکیب بکون انتم مبتدأ وہٰؤلاء خبرا ۱۲ **صفحہ ۴۰ سطر ۱۴ قولہ** فی ترجمۃ قولہ تعالیٰ الا خزی بجز رسوائی کے اس جملہ کے متعلق اشکال ہیں اول یہ کہ اس جملہ سے اس فعل مذکور فی الآیۃ پر خزی دنیوی کا ترتب لازم معلوم ہوتا ہے حالانکہ احیانًا اس کفر پر خزی کا ترتب نہیں ہوتا۔ دوسرے یہ کہ جزار خزی میں منحصر معلوم ہوتی ہے حالانکہ احیانًا خزی کے ساتھ قتل وغیرہ بھی واقع ہوتا ہے۔ اول کا جواب یہ ہے کہ حقیقت شناسوں کے نزدیک مذموم و ملوم ہونا یہ بھی خزی ہے۔ اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ کلام سے مقصود استحقاق جزار کا بیان کرنا ہے نہ کہ وقوع کا۔ دوسرے کا جواب یہ ہے کہ قتل وغیرہ بھی خزی میں داخل ہے۔ اور یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ مقصود حصر سے نفی کمی کی ہے نہ کہ زیادتی کی **صفحہ ۴۶ سطر ۹ حاشیہ فوقانی قولہ** اشارۃ الخ وذلک ان نعبر عن ہذا با خصر منہ بکذا من کان عدوا لجبریل فلا مس لعداوتہ بعد ماہ من تکذیب القرآن فانہ نزلہ الخ وعلیہ فالمقدر جملۃ واحدۃ ہی جزاء للشرط و معللۃ بقولہ فانہ نزلہ فافہم ۱۲ **صفحہ ۵۸ سطر ۱۱ قولہ** فی ترجمۃ آیۃ وقال الذین لا یعلمون الخ یا ہمارے پاس کوئی اور ہی دلیل آجاوے۔ ہو اخذ بالحاصل والافق الترجمۃ اللفظیۃ لاجل العطف ہکذا۔ یا ہمارے پاس کوئی دلیل کیوں نہیں آتی۔ **صفحہ ۵۹ سطر ۱۳ قولہ** تعالیٰ لئن اتبعت الیٰ قولہ ولا نصیر **اقول** ان تعلقک وہم ان انظاہر منہ انک ان لم تتبع اہواءہم کان لک ولی وتعبیر بحفظک من اللہ فازحہ بعدم کون مفہوم المخالف معتبرا۔ او نقال ان اصل المراد الوقوع فی القہر فاللازم فی صورۃ عدم الاتباع عدم الوقوع فی القہر ولا محذور فیہ **صفحہ ۷۳ سطر ۵ قولہ** مقرر ہونے سے یا بدلنے سے الخ۔ تقریر احتمال ثانی کی یہ ہے کہ ہم نے بیت المقدس کو اس لیئے قبلہ مقرر کیا تھا تاکہ مقرر ہونیکے بعد وہ بدلا جاوے اور اُسکے بدلنے سے یہ معلوم ہو جاوے کہ کون متبع ہے اور کون غیر متبع الخ فافہم **صفحہ ۷۴ سطر ۱۰ قولہ** ایک حکم الخ مراد یہ ہے کہ منجملہ احکام شرعیہ کے ایک حکم اور یہ مراد نہیں کہ یہاں کوئی دوسرا حکم مذکور ہے **صفحہ ۷۵ سطر ۵ قولہ** ایک بنا پر اہل علم کو اور ایک بنا پر غیر اہل علم کو الخ بنار اول تو روایت ہے عبد اللہ بن سلام رضی کی اور بنار ثانی خود مظنون ہوتا ہے ابتلا کی بدولت کا **صفحہ ۷۶ سطر ۱۳ قولہ** اوحضر میں تو اولی قولہ اولی۔ اس میں جواب ہے ایک سوال کا کہ ان آیات میں حکم دائم مذکور نہیں جواب یہ ہے کہ چونکہ نزول حکم کے وقت آپ حضر میں تھے اس کا حکم بالاولی مفہوم ہوگیا **صفحہ ۷۸ سطر ۲ حاشیۃ الیسار قولہ** وعدۃ لیالیہ الضمیر الی ۔ بمعنی القمر الکامل باعتبار صنعۃ الاستخدام ای کا نو اربعۃ عشر **صفحہ ۷۹ سطر ۱۱ قولہ** ممکن ہے۔ اقول اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ انبیا و احیاد شہدار کے لیئے یہ بھی کافی ہے کہ دوسری اموات سے زیادہ مدت تک اُنکے اجساد خاک سے متاثر نہوں گو کسی وقت میں ہو جاویں اور احادیث سے یہی امر مقصود کہا جاوے کہ اُنکی محفوظیت اجساد کی خارق عادت ہے اور خرق عادت کی دونوں صورتیں ہیں حفظ مؤبد اور حفظ طویل **صفحہ ۸۱ سطر ۲۸ الحاشیۃ الفوقانیۃ قولہ** مفید المجموع الخ المقصود ان اجمعین لا یراد بہ کل ملک وکل انسان انسان لان کلہم لا یلعن فان بعض الملائکۃ لا تشتغل بلعنہم وبعض الناس الذین ہم امثال الملعونین لا انکار لہم علیہم بل المراد مجموع اللاعنین من الفریقین ۱۲ **صفحہ ۸۱ سطر ۳۶ الحاشیۃ الفوقانیۃ قولہ** فانہا ملزومۃ ای اللعنۃ ملزومۃ للعذاب ۱۲ **صفحہ ۸۴ سطر ۱۱ الحاشیۃ الفوقانیۃ قولہ** راعی فیہ الخ لاعلی ان المراد بالقدمین المذکورین فی قولہ قدم بقدم بما قدما الشیطان بل علی ان ہذہ الکلمۃ لا تطلق الا فیما تکرر تقدم المتبوع **صفحہ ۸۸ سطر ۱۲ قولہ** فی ترجمۃ لفی شقاق ظاہر ہے الخ لفظ ظاہر ہو حاصل معنی اللام المستعمل للتحقیق والتاکید ۱۲ **صفحہ ۹۳ سطر ۹ حاشیہ تحتانی یمین قولہ** لم یلزم التکرار فی الہدیٰ ای مع قولہ من الہدیٰ وکذلک فی بینات مع قولہ الفرقان فافہم **صفحہ ۹۵ سطر ۷ حاشیہ تحتانی یسار قولہ** وانت بصیغۃ الخطاب المؤنثۃ ای انت کاذبۃ **صفحہ ۹۶ سطر ۴ قولہ** محسوس ہونے الخ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ صرف محسوس ہیں واقع میں وہ نہیں ہیں فقط **صفحہ ۱۰۶ سطر ۸ قولہ** دونوں جہان میں الخ اگر شبہ ہو کہ بعض صلحار کو دنیا کے تنعمات سے محروم دیکھا جاتا ہے جواب یہ ہے کہ حسنہ کی جو تفسیر فائدہ میں کی گئی ہے اس سے یہ شبہ دفع ہو جاتا ہے **صفحہ ۱۱۷ سطر ۲۱ قولہ** یہودی یا نصرانی ہیئے الخ۔ اقول بشرطیکہ اسلام سے مرتد ہو کر یہودی یا نصرانی نہ ہوئی ہو **صفحہ ۱۱۷ سطر ۱۹ حاشیہ فوقانی قولہ** فی الحکم اللازم ای المتحتم المقابل بمعنی الرخصۃ المتبادر من الاستعمال واعلم ان الاذن بمعنی المأذون بہ ای المامور بہ فان الاذن قد یجئ بمعنی الامر التشریعی کما فی قول اللہ تعالیٰ اذن اللہ ان ترفع کذا ہہنا **صفحہ ۱۱۹ سطر ۱۱ قولہ** اس طرح یعنی جسطرح کھیتوں میں جانے کی اجازت ہے **صفحہ ۱۱۹ سطر ۱۲ و ۱۳ قولہ** اپنی کھیت میں الیٰ قولہ اسطرح بیبیوں کے پاس الخ فیہ حمل للحرث علی المعنی الحقیقی لکن لا لنفسہ بل للانتقال الی المجازی فہو کنایۃ وفیہ من اللطافۃ ما لا یخفی **صفحہ ۱۲۵ سطر ۴ حاشیہ فوقانی قولہ** وغیرہ ای لانفقۃ **صفحہ ۱۳۲ سطر ۱۴ حاشیہ تحتانی یسار قولہ** نسخ الآیۃ ای اللاحقۃ تلاوۃً بالسابقۃ فی العدد وان کانت منسوخۃ بالمیراث فی الوصیۃ **صفحہ ۱۳۴ سطر ۴ قولہ** رُبًّا فضل الخ حملًا للتنوین علی التفخیم ای لذو فضل کبیر ۱۲ **صفحہ ۱۴۲ سطر ۸ قولہ** سو اگر مرتد ہو یا کافر حربی ہو الخ یعنی خیار عارضی منافی نہیں ہے ثبوت و ضیوع فی نفسہ کو ربا یہ کہ اکراہ میں اِن دونوں کی کیا تخصیص ہے سو دوسری مستقل دلیلیں شرع میں اسپر قائم ہیں **صفحہ ۱۵۳ سطر ۱۱ قولہ** تخصیص ذکری جبکہ وہ مرجع ضمیر یا ترکیب میں جزار ہو الخ۔ اقول توضیح اسکی یہ ہے کہ اگر کفر کی

ضمیر حق تعالیٰ کی طرف ہو [illegible] یکفر جملہ مستقلہ ہوتب تو یہ تخفیہ ابدار و اخفار ہر دو کے متعلق ہو سکتی ہے اخفار کے ساتھ ذکر بھی تخصیص نہیں اور اگر مرجع ضمیر اخفار ہو یا یہ کہ یکفر جزا ہو ان تخفوا کی جیسا کہ ایک قرات میں یکفر بالجزم ہے [illegible] ان دونوں صورتوں میں تخصیص ذکری ہے جسکی آگے توجیہ ہے فقط **صفحہ ۱۵۵ سطر ۷ حاشیہ فوقانی** قولہ ہذا التقریر الخ حاصلہ انہما متماثلان والمثل یقاس علی المثل فقیاس الربوٰ علی البیع [illegible] **صفحہ ۱۵۷ سطر ۱۲** قولہ جا [illegible] **صفحہ ۱۵۹ سطر ۴** قولہ بدلتی ہیں لقول جسکو سلم کہتے ہیں یعنی دام اس وقت دیدیئے جائیں اور مبیع ماہ دو ماہ کے بعد [illegible] ۱۲

منہیہ ثانیہ فہرست مضامین تفسیریہ

منہیہ ثالثہ صحت نامہ تفسیر بیان القرآن

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
صحت نامہ خطبہ				۲	۷	دیباچہ تمام [illegible] لکھا	جسکے [illegible] انکو دیباچہ	۴	حاشیہ تحتانی [illegible]	اسنادی	استاذی	۸	۹	ہسکوبھی	اسکوبھی استہزاء
۲	تحت حاشیہ	الجہول	الجہول المتعدی	〃	حاشیہ تحتانی بیاں	اتر	آثر	〃	حاشیہ تحتانی بیاں	حیث الاعارف	حیث الاصابۃ	〃	۱۸	آنکھیں	آنکھیں راہ
۳	۱۹	باتدریس	وتدریس	〃	۳ 〃	الفریابی	الفریابی	۵	۱	فصل کوخلق	فعل وخلق	〃	حاشیہ تحتانی بین	اللغات	البلاغۃ
〃	۲۷	زیادہ	زیادت	۴	۲و۷	بیں	بیں	〃	۱	ثابت	ثابت	〃	۳ 〃	اخد	اخذ
〃	۲۰	نیچے	نیچے بھی	〃	۹	لقا	تھا	۶	۹	○	⑤	〃	۴ 〃	النسد	اسند
〃	۳۱	من	لفظ من	〃	حاشیہ تحتانی [illegible]	بالصادر	بالمصادر	〃	۱۸	(۳)	(۱۳)	〃	۷ 〃	الیمی	مالیمی
۴	۱۰	مرجع	ومرجع	〃	۱۰ 〃	الاعیۃ	نا الاصح	〃	حاشیہ تحتانی بیاں	علقت	اعلمت	〃	حاشیہ تحتانی بیاں	السجدل	الجدل
صحت نامہ تفسیر				〃	۱۷ 〃	نکر	نکر	۷	۲	سہتے	سکتے ہیں	〃	۴ 〃	تقاریا	القلوبا
۱	۱۰ حاشیہ تحتانی	ملتناول	لیتناول	〃	۱۹	ثبتت	ثبتت	〃	۱۰	جب	جیسا	۹	۴	یرن	ہرن
	۱۲	[illegible]	[illegible]	۴	۱۱	نہ قابل	ناقابل		حاشیہ تحتانی بیاں	ہم نہلا	[illegible]	〃	۱۴	تردو	متردد

ص ۵ [illegible] حاشیہ [illegible] ۱۲

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹	۷ حاشیہ تحتانی یمین	فصاعدًا	فصاعدًا
"	۱۲ "	فنقی	ففی
"	۱۳ "	سعار	سمار
"	۵ حاشیہ تحتانی یسار	حقیقۃ ناورت	حقیقۃ فالصور
"			ماقالت الحکار
"			والحقیقۃ ماوردت
"	۱۰ حاشیہ تحتانی یسار	بلع	یلمع
۱۰	۶	بتالاؤ	بنالاؤ
"	۸ حاشیہ تحتانی یمین	صورۃ	سورۃ
"	۱۲ "	ون	وان
"	" "	فعناادعو فعناادعوا	فعناہ ادعوا
"	۱۱ حاشیہ فوقانی	مسر	عشر
"	۱۹ "	المبتدأ	المبتدأ لہ
۱۱	۱۲	حاجز	عاجز
"	۱ حاشیہ تحتانی یمین	لہم	بہم
"	۳ "	تینک	تیک
"	۶ "	ثمرہ	ثمرۃ
"	۲ حاشیہ تحتانی یسار	لصنتین	لصنفتین
"	۱۳ "	القدرۃ	القدرۃ
۱۲	۴	کچھ بھی	کچھ ہی
"	۵	صورۃ	سورۃ
"	۵ حاشیہ تحتانی یمین	بانصار	بانضار
"	۹ "	قصد	قصدت
"	۵ حاشیہ تحتانی یسار	اسناد النسب	اسناد او نسب
"	۹ "	الواجدی	الواحدی
۱۳	۵	مثال کی	مثال سے
"	۲۴	علامت کی نقط	علامت کی نقط
		عداوت پہ ہے	رسول پر ہونا چاہیے
"	۲۳ و ۲۴	کسی طرح	کس طرح
"	۵ حاشیہ تحتانی یمین	من ان	من بعد ان
۱۵	۱	خلیفۃ ہ	خلیفۃ ج
"	۲	اسیواسطے	اسیطرح
"	۲۲	بتاؤنگا	بناؤنگا
"	۲۵	جان و مال	جان و دل
"	۲ حاشیہ تحتانی یمین	ملائک	ملاک
"	۳ "	لقلوب	مقلوب
"	۲ حاشیہ تحتانی یسار	الفرق	لفرق
"	۳ "	۱۲	۱۲ من روح المعانی
۱۶	۳۰	ہ اسلیے	اسلیے ہ
۱۷	۶	اسمار	اسمار
"	۳ حاشیہ تحتانی یمین	ایتار	انبار

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۷	۵ حاشیہ فوقانی	تمام اسمار	اسمار
"	۸ "	الصفات	الصفات کما مر
۱۸	۲	بتلاؤ	بتلادو
"	۶	رائی	راے
"	"	علیہ السلام	علیہم السلام
"	۱۳	لذت کا حاصل	لذت کا علم حاصل
"	"	کی تھی	کی تھی جیسا
۱۹	۲	آنے	کرآنے
"	۵ حاشیہ فوقانی	الاخبار	الانبار
۱۹	۹ "	للتقریر	علی التقریر
"	۱۵ "	الکشاف ۱۲	الکشاف
"	۱۹ "	اشرح	اشرح
۲۰	۱۹ "	معلوم	معلول
"	۲ حاشیہ فوقانی	وتقریر	بتقریر
۲۱	۷	فورًا	فورًا ہی
"	۲۵	حکیمانہ طرز	حکیمانہ طریق
۲۲	۴	عہدوں	عہد
۲۳	۲	جانتے ہو	جانتے بھی ہو
"	۷	وما ادقی	اور ما ادقی
"	۱۸	وزکوٰۃ	دو زکوٰۃ
"	۲۳	اصول اسلامی	اسلامی اصول
"	۱ حاشیہ تحتانی یسار	علیہ ۱۲	علیہ ۱۲ الکشاف
۲۴	۲	خشوع ہو ان پر	خشوع ہو ان پر
		کچھ دشوا	کچھ بھی دشوار
"	۴	وہ بیشک اپنے	وہ اپنے
"	۵	مراد ہے	مراد وہی
۲۵	۵ و ۲۵	ابناء کم	ابناءکم
"	۱۸	اور اس آیت میں	اور اس آیت
		تو اطاعت نکرنے پر	میں تو اطاعت
			کی ترغیب ہے
			اب اطاعت
			نکرنے پر
"	۱ حاشیہ فوقانی	المقتات الترجمہ لہ	المقتات الترجمہ لہ
		توزخاص خاص	تو ادراس
			بات کا بھی
			لانّ قولہ ایہم
			راجعون معطوف
			علی انہم ملاقوا
			ربہم والعطف
			فی حکم تکریر العامل
			قوزخاص
			خاص

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۶	۲۲	اگر	آگر
۲۷	۷ حاشیہ تحتانی یسار	سوار	سور
۲۸	۱۷	جو کچھ	جو کہ
"	۱۸	بیٹھے تھے	بیٹھے
"	۹ حاشیہ فوقانی	توجیہ	و توجیہ
۲۹	۱۵	اجزا رہی میں	اجزا رہی میں پانی
"	۲۲	ابتک	وہ ابتک
"	۲۱	مسور (ہوئی)	مسور (ہوئی)
			پیاز (ہوا)
"	۲ حاشیہ تحتانی یمین	انضبہ	لغضبہ
"	۲ حاشیہ تحتانی یسار	اہبو	اہبطوا
۳۱	۱ حاشیہ تحتانی یسار	صبأ	صبا
۳۲	۲	جو اس میں	جو احکام اس میں
"	۱۶	مشققت	مشقت
۳۳	۴	کیجیے	کیجیے جاتے ہیں
"	۸	بیل ہے	بیل ہو
"	۱۳	مچھلی	اور مچھلی
"	۲ حاشیہ تحتانی یسار	فان قلت	فی الکشاف
			فان قلت
۳۴	۸	اسی	اس
"	۱۷	جھتوں سے	جھتوں سے تو
۳۴	۱ حاشیہ فوقانی	محبت	جمعیت
۳۶	۴	پاس تو وہ	پاس وہ
"	۱۵	متعفن	متعفن نہ
"	۲ حاشیہ تحتانی یسار	لکوۃ	لکھوۃ
"	" "	یعلنون	یعلمون
۳۷	۶	کہ کہا	کہا کہ
"	۱۷	سنکے	اُنکے
"	۱۹	بتا دینے	تبلا دینے
"	۲۲	(بھی) نہیں	(بھی تو) نہیں
"	۱ حاشیہ تحتانی یمین	یقدر	یقدرہ
"	۲ حاشیہ تحتانی یسار	محبتہ	محبتہ
"	۵ حاشیہ فوقانی	البیضاوی	البیضاوی الکشاف
۳۹	۲	کر لیا اور تم	کر لیا اور اقرار بھی
			ایسا جیسے تم
"	۴	تم یہ ہو باہم	تم یہ موجود ہو کہ
			باہم
"	۱۶	عہد شکنی	عہد شکنی
"	۱۹	ساتھ رسو	ساتھ سو
"	۳ حاشیہ فوقانی	خطر	خطرا
۴۰	۴ و ۱۵	جاویں	جاوینگے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۰	۱۱	ملامت کے	ملامت کی
"	۱۴	بجز اس کے کہ	بجز رسوائی کے
		رسوائی ہو	
"	۱۵	ہر چند یہ	ہر چند کہ یہ
"	۵ حاشیہ تحتانی یمین	من بعدہ	من بعدہ
۴۱	۱۴	یحییٰ زکریا	یحییٰ و زکریا
"	۳ حاشیہ تحتانی یسار	جواب الثانیۃ	جواب الثانیۃ
۴۲	۲	کفر کرتے ہیں	انکار کرتے ہیں
"	۶	انکا انکار	انکا وہ انکار
"	۱۲	عن الذنوب کا	عن الذنوب کے بیچ
۴۳	۴	تمکو حکم دیتے ہیں	تمکو دیتے ہیں
"	۱۸	وجہ سے	وجہ سے بھی
"	۱ حاشیہ تحتانی	۱۲ بیضاوی	۱۲ بیضاوی
			العربیۃ فی
			قلوبہم بیان لمکان
			الاشراب کقولہ
			تعالی انما یاکلون
			فی بطونہم نارا ۱۲
			بیضاوی
۴۴	۲	تمنا کرو	تمنا کرکے دکھلاؤ
"	۶	رگ و ریشہ	ریشہ ریشہ
۴۵	۱۲	حسب بشارت	حسب بشارت
"	۱۶	تو اول تو	سو اول تو
"	"	وجہ	اور وجہ
"	۱۸	اضطرار	اضطرارا
"	۱۹	جانتے	جانتے تھے
"	۲۰	مخالفت تھی اس	مخالفت تھی
			اسکی وجہ سے
			تو آپکی اس
"	۱ حاشیہ تحتانی یمین	احرص الناس	احرص علی الناس
		من الناس	احرص من الناس
۴۶	۶	بعض مشرکین	بیہ چند سطر
			لفظ مشرکین
			عرب پر جو کہ
			سطر ۸ میں ہے
			ہونا چاہیے
"	۷	ہو گئی بھی	ہو بھی گئی
"	۲۰	اُسکے دوسرے	اُسکے رسولوں
		رسولوں	
"	۱ حاشیہ تحتانی یمین	بدل	بدل
"	۲ حاشیہ فوقانی	بعض مشرکین	مشرکین عرب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۸	۳	جبتک نہ کہدیتے	جبتک یہ نہ کہدیتے
//	۹	نفسہم	انفسہم
//	۱۰	بڑی ہے	بُری ہے
۴۹	۱	شعبدوں	شعبوں
//	۴	ساحر ہے	ساحرین
//	۷	تربیت مصالح	ترتب مصالح
//	۱۲	بتلادیا	بتلایا
//	۰	طریقہ	ایک طریقہ
//	۲۵	بعض	بعضے
//	۳۰	سوء استعمال	اسکے سوء استعمال
//	۰	شبہ	کسی شبہ
۵۰	۸	نہ بتلاتے تھے	نہ بتلاتے
//	۲۶	غیر مفہوم نہ ہو	غیر مفہوم نہ ہو اور غیر مشروح نہ ہو۔
۵۱	۱۶	وسلم	وسلم کے ساتھ
//	۱۷	بیان کرکے	بیان کرکے [illegible]
۵۲	۱۶	معلوم	یہ معلوم
	۱۷	[illegible]	[illegible]
//	۲۵	[illegible]	[illegible]
//	۳ حاشیہ تحتانی یمین	للفتح	للنسخ
//	۳ حاشیہ تحتانی یسار	من الفتح	من النسخ
//	//	[illegible]	[illegible]
//	۵ حاشیہ فوقانی	[illegible]	[illegible]
//	۱۲	بعض	بعض،
//	۱۳	[illegible]	وظل
۵۳	۲۰	اسکو	اسکو بھی
//	۵ حاشیہ تحتانی یمین	[illegible]	[illegible]
۵۴	۸	[illegible]	تمام مفقود [illegible]
	۵	بجہ	[illegible]
	۱۲	یہودی ہیں	یہودی ہوں
//	۱۸	کیونکہ	چونکہ
//	۲۳	کرسکے	کرسکے سو
	حاشیہ فوقانی	[illegible]	[illegible]
//	۹ //	فی	کمائی
//	۱۳ //	فی الایمان	بالایمان
۵۵	۲۵	اندر تک جاتیکا	اندر جانے تک کا
	۱ حاشیہ تحتانی یمین	ونع	ادفع
	۳ حاشیہ تحتانی یسار	تجوزو	تجوزہ
	۲ حاشیہ فوقانی	نعزو	نعزر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۵	۳ حاشیہ فوقانی	نقول	اقول
۵۶	۱	علیم	علیمo
//	۲	کیونکہ تم	تو تم
//	//	جس طرف	جس طرف بھی
//	۵	ایسے افعال	ایسے ایسے افعال
//	۱۰	مغرب بھی جب	مغرب بھی اور وہ اسکا مکان نہیں پس جب
//	۱۳	ذت	ذات
//	۷	نہیں کیونکہ تم	نہیں جب یہ بات ہو تو تم
//	۱ حاشیہ تحتانی یمین	من بطرق	من طرق
//	۳ //	زکان	وکان
//	۱ حاشیہ تحتانی یسار	لا ینبانی	ولا ینبانی
//	۳ حاشیہ فوقانی	لجہات	بجہات
۵۷	۱۰	فرماتے ہیں	فرماتے ہیں یعنی
	۲۱ و ۲۲	تکون	لکون
//	۲۳	حادث کے لیے	حادث کے ایجاد کے لیے
۵۸	۱	تو لہم	تق لہم
//	۱۰	یا تو	یا تو خود
//	۳ حاشیہ تحتانی یسار	معالم	المعالم
۶۰	۱۴	تخصیص	تلخیص
//	۲۰	اخذ اعش	اخذ اش تھا
//	۲۴	آپ	آپ کا
۶۱	۱۲	دیتے	دینے والے
	۲ حاشیہ تحتانی یمین	فعلیہ	فعلیۃ
۶۲	۱۵	اور وہاں	وہاں
	۱۹	اسکے بنے	اور اسکے بننے
//	۶ حاشیہ تحتانی یسار	تخصیصہ بہا	تخصیصہ بہا
//	۳ حاشیہ فوقانی	ہذا اللفظ	ہذہ اللفظۃ
//	۴ //	لمعنی	لمعنیٰ
۶۳	۴	جماعت کیجیے	جماعت پیدا کیجیے
//	۱۴	ساتھ کا	ساتھ
//	۲۰	احکام	احکام بھی
//	۲۶	مراد	مراد بھی
//	۲۷	جماعت سے	جماعت ہی سے
//	۲ حاشیہ تحتانی یمین	یرضہا	برضہا
۶۴	۹	توجیہ بھی ہے	توجیہ بھی یہی ہے
//	۱۱	پیغمبر کو	پیغمبر کی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶۴	۱۶	دوسرے طریقہ	اس طریقہ
//	۲۲	یہود کا	یہود کے ذکر کا
//	۲ حاشیہ فوقانی	الاصطلاح	الاصطلاحی
//	۲۹ //	فمعناہ	فما معناہ
//	۳۵ //	الصا	الصبا
۶۵	۸	جبوقت	جبوقت تک
//	۲۲	صحیح النقل	صحیح نقل
//	۲ حاشیہ تحتانی یمین	کالموصی	کان الموصی
//	۳	اختفار	احتقار
۶۶	۵	حضرت عیسی	وحضرت عیسی
//	۱۸	اس سے	رہا اس سے
//	۲۰	قطعیہ سے	قطعیہ سے ہر
۶۷	۱۲	بن ۔ دو جگہ	ابن دونوں جگہ
//	۲۲	اسکی وجہ	اسوا اسکی وجہ
۶۸	۲ و ۳	تمہاری طرف سے	اپنی طرف سے
//	۲	مت بینگے	مت بیٹھے اُن سے
//	۷	یعقوب (جو نبی	یعقوب (یہی جو نبی
//	۳۱	سمجھ لو	سمجھ لیجیے
	۳۴	ملت ابراہیمی	ملت ابراہیم
//	۲۵	واسطے	واسطہ
//	۳ حاشیہ تحتانی یمین	نخرط	نخروا
//	۵ حاشیہ تحتانی یسار	حلیۃ	حلیۃ لہم
//	//	او	آو
۶۹	۲	حق تعالی میں	حق تعالی کے معاملہ میں
	۵ حاشیہ تحتانی یمین	الاحزاب	الاضراب
۷۰	۲ و ۳	اب تو یہ یہود جو عبارتیں الی قولہ ہوا کرتے تھے۔	اب تو یہ یہودی جو عبارتیں من تفسین میں وہ زائد لکھی گئی ہیں نہ ہونا چاہیے
//	۴	کس زبان نے	کس بات نے
//	//	ملک میں ہیں	ملک ہیں
//	۶	مخلصوں	مسلمانوں اول
//	۸	الامۃ	امۃ
//	۱ حاشیہ تحتانی یمین	ولہم	ولہم
۷۱	۳	ہوتی ہے	ہوتا ہے
//	۸	نہایت اعتدال	نہایت اعتدال

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷۱	۸ حاشیہ تحتانی یمین	لو جدتہا فیہا	لو جدتہا عیبا فیہا
//	۱۲ //	فکلمۃ	وکلمۃ
//	// //	واخترت	واخرت
//	حاشیہ فوقانی	×	ملحقات الترجمہ لہ قولہ نہایت اعتدال افادہ کلمۃ الوسط فانہ بتحریک الوسط ساکن وبتسکین الوسط متحرک فافہم
۷۲	۲	وہ چکے ہیں	رہ چکے ہیں
//	۸	شبہ کہ	شبہ یہ کہ
//	۳ حاشیہ تحتانی یمین	بغرض	لغرض
//	۴ حاشیہ تحتانی یسار	والکلام باب	والکلام من باب
//	۵ حاشیہ فوقانی	فی ہذہ	فی ہذا
//	۲۷ //	من سائرہ	من سائرہا
۷۳	۹	جنھے کہا ہے	جنھے جو کہا ہے
//	۱۳	بنا تو	بنا
	۵ حاشیہ تحتانی یمین	وجا:	وجار
	۲ حاشیہ فوقانی	ہولاء	حال ہؤلاء
۷۴	۴	انکا کوئی بھی	انکا کوئی فریق بھی
//	۲ حاشیہ تحتانی یسار	بقبلۃ الحق	لقبلۃ الحق
۷۵	۱	بعرفونہ	یعرفونہ
//	//	یعلمون م	یعلمون o
//	۲	وسلم	وسلم کو
//	۴	شونہ کرتا رہے	شونہ کرتا رہا ہے
//	۱۶	بعض	بعض اوقات
۷۶	۳	تھندون	تھتدون
//	۲۱	راہ راست (حق)	راہ (حق)
//	۱ حاشیہ تحتانی یمین	وہو المشی	وہو المشتی
//	۹ حاشیہ فوقانی	خبرھا	خبرہا
//	۲۷ //	لجنۃ	الجنۃ
۷۷	۴	ان پر	ان نعمتوں پر
//	۲۱	تعلق ہونا	خاص تعلق ہونا
۷۸	۲۵	ذکارجیں	ذکارحس
۷۹	۹	معنی	معنیً
//	۱۹	معہ	مع
//	۲۴	دیتے ہیں	دیدیتے ہیں
//	۲۶	ہر صابر کی	ہر صابر کے صبر کی
//	۹ حاشیہ فوقانی	حکمۃ	حکمہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷۹	۲۶ حاشیہ فوقانی	وحدالرحمۃ	وحدہ الرحمۃ
۸۰	۲	بیت کا	بیت اللہ کا
۔		دونوں کی آمد	دونوں کے
			درمیان آمد
۔	۴ و ۸	حق تعالی	تو حق تعالی
۔	۴	بعد اسکے	اس حالت کے بعد
۔	۱۰	درمیان میں	درمیان میں بھی
۔	۱۳	فرماتا ہے	فرماتا ہے
۔	۷ حاشیہ تحتانی یسار	ابوان	ابوان
۔	۴ حاشیہ فوقانی	تلک	تلہ
۸۱	۱۲	دوسروں کو	دوسروں کے لئے
	۱۹	خطاف	خطاف
۔	حاشیہ فوقانی	تقابلۃ	تقابلہ
۔	۲۴	معہ	مع
۸۲	۲۵	فروع عقلی کا	فروع کا عقلی
۸۳	۲	محبت اللہ سے	محبت اللہ سے
			ضروری ہے
۔	۱۷	کوئی یادرہا	اور کوئی یادرہا
۔	۸	اسیطرح	اس طرح
	۲۴	کہنے پر چلتے تھے	کہنے پر چلے تھے
۔	۳ حاشیہ فوقانی	فی التفسیر	فی تفسیر
۸۴	۸ حاشیہ تحتانی یمین	یتطیبہ	لیتطیبہ
		للحرام	للحلال
	۴	لاغتمامہ	لاغتمام
۸۶	۲	غلامی رکھتے ہو	غلامی کا تعلق
			رکھتے ہو۔
۸۸	۲۱	ہوئے	ہو
۸۷	۶	بہ اسوجہ سے	بہ نظر اینکہ اس
			وجہ سے
	۔	وہ بڑی	وہ ظاہر ہے کہ
			بڑی
۔	۳ حاشیہ تحتانی یسار	ماکلتہم	ماکلتہم
۸۸	۱ ۔	یفجہ	بنضجہ
۸۹	۱۸	اقسام	ان اقسام
۔	۲ حاشیہ تحتانی یمین	المرض علی المرض	الصبر علی المرض
۔	۲ حاشیہ تحتانی یسار	فی الکثر	فی الکثرۃ
۹۰	۱۱	اور قاتل بھی	اور مدعا علیہ
		یعنی قاتل کے	یعنی قاتل کے
۔	۲۶	چیزیں سے	چیزیں سے
۔	۵ حاشیہ فوقانی	التعقیت	التعقیب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹۰	۱۶ و ۱۷ حاشیہ فوقانی	نہ امعنی البقار	نہ اشارۃ
		للحیوۃ لا بمعنی	الی التقدیر
		الحفظ	المضاف ای
			البقاء بمعنی الحفظ
۹۱	۲	نہیں	نہیں ہے
۔	۹	پس ماندوں سے	پس ماندوں
	۲۵	و ش	و نہ بالغین کے
	۲ حاشیہ تحتانی یمین	مصدرا او اقتار	مصدرا او اقتار
۔	۔	منصوب الیہ	منسوب الیہ
۔	۵ حاشیہ فوقانی	سببا للنزع	سببا للنزاع
۹۲	۱	من دبیکم	من قبلکم
	۱۷	فرض ہو اعمدا	فرض ہو ہیا
۔	۲ حاشیہ تحتانی یمین	دفعۃ و ایام	دفعۃ من ایام
۔	۔	فعلہ	فعلیہ
۹۳	۲	منقوش ہے	منقوش ہے آ
	۵ حاشیہ تحتانی یمین	ابہام	الہام
۹۴	۲۶ ۔	رمناسب	بڑا مناسب
۔	۲ حاشیہ تحتانی یمین	النفس	النفس
۹۵	۸	صحیح سے	صحیح کا
	۷ حاشیہ تحتانی یمین	بینہ	بینا معہ
	۸	لا الۃ	بدلالۃ
۔	۸ حاشیہ تحتانی یسار	ان اول	انہ اول
	۲	الطلاق	ان الطلاق
۹۶	۱۰	اگر تہادت ہو نور	(کہ وہ دے)
		تحت (صادق)	اسبح الصادق کا
۔	۲۵	توکیا	توکیسا
۹۷	۱۵	بالاصالۃ	بالاصالۃ عنہ
۔	۱۹	اسمیں ہے	اسی میں تو
۔	۲ حاشیہ تحتانی یسار	والمتصل	المتصل
	۴ ۔	الحفضرمی	الحضرمی
	۵ ۔	یخلف	بخلف
	۶ ۔	فلذت	نفقت
۔	۱۰ حاشیہ فوقانی	فی الآیۃ	فی الآیۃ ۲
			قرہ بالاصالۃ
			زوجۃ لا بمہر عقیبہا
			فی بعض بیع ا
			التسمیۃ فانہ
			بعارض کون
			المفصول موقرۃ
			فی البراع والعلاق

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹۸	۱۱	ایک درجہ میں	ایک درجہ میں
	۲۲	سباح	سیاح ہے
۔	۲۴	گنا	گناہ
	۲ حاشیہ تحتانی یسار	صالع	صالح
۔	حاشیہ فوقانی	۲	سلہ تو ایک
			درجہ میں عبادت
			المرد بالعبادۃ
			بالغیر ۔ ۱۲
۹۹	۲۵	ساماں	سامان
۔	۱۶ حاشیہ فوقانی	عن لونہم	عن کونہم
۱۰۰	۱۵	ہوکہ	ہوکر
	۲ حاشیہ فوقانی	البیضاوی	البیضاوی
۔	۲۵ ۔	اتحالا	اجماعا
۱۰۱	۴	حب امن	حب ثم امن
	۸	تمہارا	تمہارے
	۲ حاشیہ تحتانی یمین	مبتدا محذوف	کلہا مبتدا محذوف
۔	۵ ۔	تلک العشرۃ	تلک عشرۃ
۔	۱۴ ۔	مالیعہا	مالیعہا
۔	۲ حاشیہ تحتانی یسار	استدلال	الاستدلال
	۱۰	بجوار	للجوار
۱۰۲	۱۲	حب امن	حب ثم امن
۔	۲۲	جبکہ حج	کہ جب حج
۱۰۳	۲۷	لڑائی	[illegible]
۔	۔	ایسے شخص کو	×
۱۰۴	۱۸	اس او	[illegible]
۔	۲ حاشیہ تحتانی یمین	ای وان کنہم	[illegible]
۱۰۵	۲ و ۱۸	پورا	پورے
۱۰۶	۳۰	عقبی	عقبیہ
	۲ حاشیہ تحتانی یمین	بالغاثہ	بالفاثہ
۱۰۷	۲	ایسا ہے	ایسا بھی ہے
۔	۵	وعدہ	دعوی
۔	۱۲	اس سے	تو اس سے
۱۰۸	۱۱ و ۱۲	منتظر معلوم ہوتے	منتظر ہیں
		ہیں	
۔	۱۵	ہوسکتی	ہوسکی
۱۰۹	۴ حاشیہ فوقانی	للتفریع	للتفریع
۔	۲۱ ۔	قبل	قیل
۱۱۰	۲ و ۲۵	تبلادیا	تبلا تبلادیا
	۲ حاشیہ تحتانی یسار	امنۃ	امۃ
۔	۲ حاشیہ فوقانی	انی انہ متعلقہ	للی تعلقہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱۱	۳ حاشیہ تحتانی یسار	لنقول اخرج	المنقول منہ اخرج
	۵ ۔	عمر	عمرو
۱۱۲	۱۰	نقل	نقل
	۲ حاشیہ تحتانی یمین	الاکمنۃ	الامکنۃ والازمنۃ
۔	۳ حاشیہ تحتانی یسار	الحضرمی	الحضرمی
	۵	من غرۃ	غرۃ
	۶ ۔	وقد	وفد
۔	۷ ۔	فی الشہر الحرم	فی الشہر الحرام
۱۱۳	۵	کہ بہت سے	کہ وہاں بہت سے
۱۱۴	۴	فائدہ بھی ہو	فائدے بھی ہیں
	۲۱	اس میں	ان میں
۱۱۵	۲۲	حق دینے پر	حق دینے میں
۱۱۶	۲ حاشیہ تحتانی یسار	بالمآۃ	بالمراۃ
۔		آتا	امر
۱۱۷	۱۷	نقش پیر کہ	نقض یہ کہ
	۲۳	سمجھے جاتے ہیں	سمجھے جانے ہیں
۔	۷ حاشیہ فوقانی	الاحتاج	الاحتجاج
۔	۱۹ ۔	فی الحکم اللازم	فی حکم ملازم
۱۱۹	۴	کافرد	مشترکہ
۔	۱۹	مقصود	مفقود
	۳	دریا کی	دریا کی
۔	۲ حاشیہ تحتانی یسار	علی ما تمام	علی تمام
۱۱۵	۵ حاشیہ تحتانی یمین	اور	او
	۲ حاشیہ تحتانی یسار	الاقتسال	الاعتزال
۱۲۰	۱۴	لمان میں	اپنے گمان میں
	۲ حاشیہ تحتانی یمین	فی ترجمۃ	فی ترجمتہ
	۴ حاشیہ فوقانی	لیعتر عفو	لیعتر عفوا
۱۲	۱	قرو ء	قروء
۔	۲ و ۱۵	اور آگروہ	اگروہ
۔	۴	عورتوں کےلیے	عورتوں کے بھی
		بھی حقوق	حقوق ہیں۔
۔	۲ حاشیہ تحتانی یسار	باالآبار	بالآبار
۔	۱۰ حاشیہ فوقانی	معبود	لعود
۔	۳۱	تعریض	تعریض
۱۲۲	۶	تو اسکے	اسکے
۔	۱۲	کرے	کرلے
۔	۱۳	مردون	مرد
۔	۱۶	تفاصیل	تفاضل
۱۲۳	۱	یحانا	یخافا
۔	۲	بیوی	بی بی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۲۳	۵ حاشیہ فوقانی	والطلاق والطلاق	والطلاق
۱۲۴	〃	طلاق مال	طلاق علی مال
〃	۱ حاشیہ تحتانی بیاں	الزبیر	بن الزبیر
۱۲۵	۱۴	(مضامین)	حکمت (کی باتیں)
		حکمت کو۔	کو
〃	۱ حاشیہ فوقانی	بیۃ احکام	یا احکام
۱۲۶	۹	رضامند	سب رضامند
〃	۱۱	نصیحت کو	نصیحت کا
〃	۱۲	دیدینے	دینے
〃	۳ حاشیہ تحتانی بیاں	فہو بہا وہوتہ	فہو بہا وہوتہ
〃	۲ حاشیہ فوقانی	النفع	النفع
۱۲۷	۱۸	ذمہ	ذمہ ہے
〃	۵ حاشیہ تحتانی بیاں	آتیتم	آتیتم
۱۲۸	۳	بچہ کو	بچوں کو
〃	۱۲	دودہ	دودھ ہی
〃	۳۰	درجہ	درجہ کا
〃	〃	آگے	اور آگے
۱۲۹	۴	ذات کے	ذات کے لیئے
〃	۶	لکن	لیکن
〃	۸	نہ پہنچ جاوے	پہنچ جاوے
〃	۹	کبیرہ	کبیر
〃	〃	آبی نہیں حکم	آبی نہیں مسئلہ
			اکثر کا فتوی اسی
			پر ہے کہ مدۃ رضاع
			۲ سال ہے حکم
〃	۲۲	عورتیں	اگر عورتیں
〃	۲۳	کام	کوئی کام
۱۳۱	۴	موافق ہی جوڑا	موافق جوڑا
〃	۸	یہ	یہ کہ
〃	۹	نہ پہنچ جاوے	پہنچ جاوے
〃	۱۶	عدم مہر	عدم وجوب مہر
〃	۱۸	قدرہ	قدرہ
〃	۲۵ حاشیہ فوقانی	الیہ	امر
〃	۲۷ 〃	سعہ	مع
۱۳۲	۲	تو کھڑے	تو تم کھڑے
〃	۲ حاشیہ تحتانی یمین	اخرت	اضمرت
〃	۱ حاشیہ تحتانی بیاں	ازواجا	ازواجا یتربصن
〃	۱۱ 〃	والذی	والذین
۱۳۳	۳	نان نفقہ	نان ونفقہ
۱۳۵	۲	رکھو	کر رکھو
〃	۶	ہوگئی	ہوگئی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۳۵	۹	بیان	بہان
〃	۲۱	زیادہ	بڑا
۱۳۶	۶	ان لوگوں کو	پھر جب ان لوگوں
〃	۱۴	جس میں سے	جس سے
〃	〃	پاک	ایک
〃	۲۱	شموئیل	شمویل
〃	۱ حاشیہ تحتانی یمین	لاواحد	لاواحد
〃	۵ 〃	لاالمتوقع	لامن المتوقع
۱۳۷	۶	تو وہ	وہ تو
〃	۷ حاشیہ تحتانی یمین	منغم	متقم
۱۳۸	۹	استقلال بے	استقلال سے
		استقلال	استقلالی
〃	۱۱	پھرسے	پھرسے
〃	۲۷	ثابت قدم کا	ثبات قدم کا
〃	۲ حاشیہ تحتانی بیاں	فاعطار	فاعطاہ
۱۳۹	۱۰	کرتے ہیں	وہی کرتے ہیں
〃	۲۱	یعنی	جن میں
۱۴۰	۶	درجون میں	درجوں میں
			(اعلی مقام سے)
〃	۱۰	اتفاق دین	اتفاق دینی
〃	۱۳	نہ مانتے ہیں	نہ مانتے تھے
۱۴۰	۳۰	وجود شفاعت	وجود شفاعت کا
〃	۱۵ حاشیہ فوقانی	خریدے	دیدے
۱۴۱	۴	شفاعت	سفارش
〃	۸	اتفاق	انفاق
〃	۱۹	انبیاء اولیاء	انبیاء و اولیاء
〃	۲ حاشیہ تحتانی یمین	الکراس	الکرسی
۱۴۲	۹	اسی سے	اور اسی سے
〃	۱۱	اللہ تعالی سے	اللہ تعالی کے ساتھ
〃	۱ حاشیہ تحتانی بیاں	مقلاۃ	مقلاۃ
〃	۶ 〃	الخصمین	الخصمین
۱۴۳	۵ حاشیہ فوقانی	من	عن
۱۴۴	۲ و ۲۰	کہنے لگے	کہنے لگا
〃	۲	کردینگے	کرینگے
〃	۴	کتنی	کتنی مدت
〃	〃	پینے کو	پینے کی چیز کو
〃	۱۱	دفعہ	دفع
〃	۱۴	تھا سے	تھا ہی
〃	۷ حاشیہ تحتانی یمین	اوارتیت	اوارایت
〃	۸ 〃	کثیر	کثیرا
〃	۱ حاشیہ تحتانی بیاں	بکیفیۃ	بکیفیۃ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۴۴	۱ حاشیہ تحتانی بیاں	رمی	مدعی
〃	۲ 〃	منبت	مثبت
۱۴۵	۶	کتنے (دنوں)	کتنی مدت
〃	۴ حاشیہ تحتانی یمین	الانتصاب	الانتصاف
۱۴۶	۶	۱۴۱	(۱۶۰)
۱۴۷	۶	نہ اسکو آزار	نہ آزار
〃	۶ و ۲۲	خطر	خطرہ
〃	۲۱	زبانی	زبان سے
〃	۵ حاشیہ تحتانی یمین	انتصاف	الانتصاف
۱۴۸	۷	دیتے	دیدیتے
〃	۱۵	لوگوں کے	لوگوں کو
〃	۲۷	مشبہ کے لیئے	مشبہ بہ کے لیئے
۱۴۹	۴	اور ایسے	اور اگر ایسے
〃	۴ حاشیہ تحتانی بیاں	لکثیر	للتکثیر
〃	۱۰ حاشیہ فوقانی	ظہور	ذہول
〃	۱۲ 〃	تقریریں سے	تقریرین سے
〃	۲۰ 〃	عفی	منہ عفی
۱۵۰	۴ و ۱۳	آگیا ہوگا	آگیا ہو
〃	۴ و ۱۴	آیا	آوے
〃	۱۴	کیا ہوا کہ	یہ قصہ ہوکر
〃	۱۸	گوارہ	گوارا
〃	۲۸	ہوچکیں	ہوچکے
۱۵۱	۱۴	لائق	لائق ہے
〃	۱۶	ہوگئی	ہوگی
〃	۱۸	بڑی	بڑی بھی
۱۵۲	۱۷	اوپر	اوپر کی
۱۵۳	۲۵	نہ سلے خلاصہ	نہ سلف
			خلاصہ
۱۵۴	۴ حاشیہ فوقانی	ان یکون	والی کون

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵۴	۱۳ حاشیہ فوقانی	الاغشی	الاعشی
〃	۱۴ 〃	لایغمز الیساق	لایغمز الساق
〃	۲۰ 〃	ولیس	لیس
۱۵۵	۲	یہ اسلیئے ہوگی	یہ سزا اسلیئے ہوگی
〃	۲۳	فرمایا	فرمایا ہے
۱۵۶	۱۰	چھونے	چبھونے
〃	۱۵	حشرات	اور حشرات
〃	۳۰	وصول کرنے سے	وصول کرنیکا
۱۵۷	۱۷	تو وہ	وہ تو
۱۶۰	۱۴	گواہوں کے	گواہوں میں
〃	۱۹	معلوم	مفہوم
〃	〃	گواہی درست	گواہی دینا درست
〃	۳ حاشیہ تحتانی یمین	الصلاح	السلاح
〃	۵ حاشیہ فوقانی	وہذا	وعلی ہذا
۱۶۱	۴	نہ لکھنے پر	نہ لکھنے میں
		کوئی تم پر	تم پر کوئی
〃	۱۳	کل کوئی	کل کو کوئی
〃	۳ حاشیہ تحتانی بیاں	الی ظرف	الی ان ظرف
〃	۶ حاشیہ تحتانی بیاں	اہ	ہ
۱۶۲	۲	اگر کہیں	اگر تم کہیں
〃	۲ حاشیہ تحتانی بیاں	الی ترایک	الاترائک
〃	۴ حاشیہ فوقانی	فی ترفاد	فی ترجمۃ فاہ
۱۶۳	۱۷	اندر	اندر کی
۱۶۴	۴	پیغمبروں کے	سب پیغمبروں کے
〃	۶	ملیگا	ہوتا ہے
〃	۱۰	جبہیں	جنہیں
〃	۱۰ حاشیہ تحتانی	اول الایمان	اول الزمان

تمت

اعلان

فہرست مضامین مخصوصہ قرآنیہ

تمت

اعلام

طالبان علم دین اور طالبان حقیقت

[illegible] کیلئے علوم عربیہ کا ضروری ہونا اور ان سے علوم

کے بغیر قرآن مجید کا اصلی [illegible] اجماعاً [illegible] نزدیک مسلّم

[illegible] کے ساتھ ہی اس کلام کا معرفت ہونا تفسیر [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کی اشاعت [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] فرمادیگا — والسلام علی من اتبع الہدیٰ

کتبہ اشرف علی عفی عنہ

قال اللہ تعالیٰ اِنّ علینا جمعه وقرآنه فاذا قرأناه فاتبع قرآنه ثم ان علینا بیانه

چون راس و اساس علوم حکمیه علوم قرآن ست۔ وازین ممر توجه علمای امت مبذول بجد متش از قدیم زمان ست
وازجمله علوم خادمهٔ قرآن حسب آیتِ مذبور علمِ تفسیر و تبیان ست۔ وباوجود توفر و تکثر کتب این فن تجدد
ضرورت و مذاقِ اهلِ عصر مقتضی تالیفے جدید در تبیان فرقان ست۔ وکتاب هذا که مسمّی به

بیان القرآن

از تصنیف جامع کمالات ...

است ببیانِ جهانِ کاملِ علوی آن طرز و عنوان ست واین جلد ۳ قرآن ست۔ بنا بر ملیه کتاب نکو حسن علایات اکمل التزامات شمل بضع متن
قرآنی مع ترجمه بین السطور اول حصه صفحه و نگر بر متن مع نکر ترجمه نقر تفسیر بقید امتیاز مابین ترجمه و تفسیر در دومی حصه حواشی عربیه سومی حصه
پیکو مسو کمجوعش مفید تالیان و قاریان شائقان کہ معانی اجمالاً یا تفصیلاً و طالبان تحقیق مزید عیانیان و خلصان باهتمام محمد عبدالصمد عفی عنه

در مطبع مجتبائی واقع دهلی بمنت عامل المنان اکر ده مقبول و عام شست طبع شد
۱۳۲۶ ھ ۱۹۰۸ ع

قال الله تعالى إن علينا جمعه وقرآنه فإذا قرأناه فاتبع قرآنه ثم إن علينا بيانه

چون راس و اساس علوم حکمیہ علوم قرآن ست و ازین ہمہ توجہ علمای امت مبذول بخدمتش از قدیم زمان ست و از جملہ علوم خادمۂ قرآن حسب آیت مذبورہ علم تفسیر و تبیان ست و باوجود توفر و تکثر کتب این فن تجدد ضرورت و مذاق اہل عصر مقتضی تالیفی جدید در تبیان فرقان ست ۔ و کتاب ہذا کہ مسمّٰی بہ

بیان القرآن

١٣٢٦ھ

از تصنیف جامع الکمالات …

است ۔ بعیان و برہان کافل و حاوی آن طرز و عنوانست و این جلد ٢ از ان ست ۔ بنا برعلیہ کتاب مذکور با حسن ادایات و اکمل التزامات مشتمل وضع متن قرآنی مع ترجمہ بین السطور در اول حصہ صفحہ و تکریر متن مع تکریر ترجمہ و تقریر تفسیر بقید امتیاز ما بین ترجمہ و تفسیر در دوئی حصہ و حواشی عربیہ در سوئی حصہ و پہلوی صفحہ کہ مجموعش مفید طالبان و قاریان و مشتاقان درک معانی اجمالاً یا تفصیلاً و طالبان تحقیق مزید عامیان و خاصان ست باہتمام محمد عبد الاحد عفی عنہ

در مطبع مجتبائی واقع دہلی … ١٣٢٦ھ … طبع شد

١٩٠٨

سُورَةُ اٰلِ عِمْرٰنَ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ مِائَتَا اٰيَةٍ

ایاتہا ۲۰۰　رکوعاتہا ۲۰　کلماتہا ۳۵۴　حروفہا ۱۵۳۳۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہون اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہین

الٓمّٓ ۝ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۝ نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ

اللہ تعالی ایسے ہین کہ انکے سوا کوئی قابل معبود بنانیکے نہین اور وہ زندہ ہین سب چیزونکے سنبھالنے والے ہین اللہ تعالی نے آپکے پاس قرآن بھیجا ہی واقعیت کے ساتھ اس کیفیت سے کہ وہ تصدیق کرتا ہی ان کتابونکی

وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۝ مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ۝

جو اس سے پہلے ہو چکی ہین اور بھیجا تھا توریت اور انجیل کو اسکے قبل لوگون کی ہدایت کے واسطے اور اللہ تعالی نے بھیجے معجزات

سورہ ال عمران مدنیۃ و ایہا مائتان - **ربط** اس صورت کا ماقبل کے ساتھ ختم سورہ بقر پر گذر چکا چونکہ محاجہ لسانی وسنانی جو کہ وجہ ارتباط ہی بوجہ اختلاف فے التوحید کے ہی لہذا اس سورت کو مضمون توحید سے آغاز کیا ہی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ **توحید** الٓمّٓ ۝۱ اسکے معنے تو اللہ ہی کو معلوم ہین اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۝۲ اللہ تعالے ایسے ہین کہ انکے سوا کوئی قابل معبود بنانیکے نہین اور وہ زندہ (جاوید) ہین سب چیزونکے سنبھالنے[1] والے ہین **ف** حی قیوم کے صفات لانے مین اشارہ ہی معبودان باطلہ کے معبود نہونیکی دلیل عقلی پر کیونکہ انمین یہ صفتین نہین ہین اور جو چیز ازلاً و ابداً موجود نہو اور اپنی حفاظت مین خود دوسرے کا محتاج ہو وہ معبود بننے کے لایق نہین ہو سکتا کیونکہ عبادت غایت تذلل ہی اور غایت تذلل اسکا حق ہی جسکو غایت عزت حاصل ہو اور غایت عزت اوسکے لیے مخصوص ہی جو غایت درجہ کا کامل ہو اور حیات و بقا مین دوسرے کا محتاج ہونا غایت نقص ہے جو منافی غایت عزت کے ہے پس غایت تذلل یعنے عبادت اسکا حق نہین ہو سکتا **ربط** آگے توحید کی دلیل نقلی مذکور ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ تمام کتب الٰہیہ جو منزل من اللہ ہین و اخبار انبیاء جنکا نبی ہونا معجزات سے ثابت ہی متفق ہین توحید پر اور ضمن استدلال مذکور مین انزل علیک الکتاب سے اثبات نبوت محمدیہ کیطرف بھی اشارہ ہو گیا **اثبات حقانیت کتب انبیاء** نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۝ مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ۝ اللہ تعالے نے آپکے پاس قرآن بھیجا ہی واقعیت کے ساتھ اس کیفیت سے کہ وہ تصدیق کرتا ہے ان (آسمانی) کتابون کی جو اس سے پہلے ہو چکی ہین اور (اسیطرح) بھیجا تھا توریت اور انجیل کو اسکے قبل لوگون کی ہدایت کے واسطے (اور اسی سے قرآن کا ہدایت ہونا بھی لازم آگیا کیونکہ ہدایت کا مصدق ہدایت ہے) اور اللہ تعالے نے (انبیاء کی تصدیق کے واسطے) بھیجے معجزات[2] **ربط** آگے منکرین توحید کی شان مین وعید ارشاد فرماتے ہین

ملحقات الترجمۃ [1] قولہ سنبھالنے والے مر فی آیۃ الکرسی [2] قولہ فی ترجمۃ الفرقان معجزات ہو احد الوجوہ المذکورۃ فی البیضاوی ۱۲

الروایات فی روح المعانی عن ابن جریر عن الربیع قال ان النصاری اتوا رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم فخاصموہ فی عیسے بن مریم وقالوا لہ من ابوہ وقالوا علی اللہ تعالے الکذب والبہتان فقال لہم النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم الستم تعلمون انہ لایکون ولد الا وہو یشبہ اباہ قالوا بلی قال الستم تعلمون ان ربنا حی لایموت وان عیسی یاتی علیہ الفناء قالوا بلی قال الستم تعلمون ان ربنا قیم علی کل شئی یکلأہ ویحفظہ ویرزقہ قالوا بلی قال فہل یملک عیسے من ذلک شیئا قالوا لا قال الستم تعلمون ان اللہ تعالے لایخفی علیہ شئی فے الارض ولا فی السماء قالوا بلی قال فہل یعلم عیسے من ذلک شیئا الا ما علم قالوا لا قال الستم تعلمون ان ربنا صور عیسے فے الرحم کیف شاء وان ربنا لایاکل الطعام ولایشرب الشراب ولایحدث الحدث قالوا بلی قال الستم تعلمون ان عیسے حملتہ امہ کما تحمل المرأۃ ثم وضعتہ کما تضع المرأۃ ولدہا ثم غذی کما یغذی الصبی ثم کان یاکل الطعام ویشرب الشراب ویحدث الحدث قالوا بلی قال فکیف یکون ہذا کما زعمتم فعرفوا ثم ابوا الا جحودا فانزل اللہ الٓمّٓ اللہ لا الہ الا ہو الحی القیوم الخ - وفی روح المعانی وقیل ان الوفد قالوا لرسول اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وسلم الست تزعم ان عیسے کلمۃ اللہ تعالے وروح منہ قال بلی قالوا فحسبنا ذلک فنعی سبحانہ علیہم زیغہم وفتنتہم (فی ہو الذی انزل) اخرجہ فی الدر المنثور عن ابی حاتم وابن جریر عن الربیع وفی لباب النقول عن ابن ابی حاتم وابن اسحق تخریج البیہقی فی آخر القصۃ فانزل اللہ الی بضع وثمانین آیۃ اوالی رأس الثمانین ۱۲

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝ إِنَّ اللَّهَ لَا يَخْفَىٰ عَلَيْهِ شَيْءٌ

بے شک جو لوگ منکر ہیں اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے اُنکے لیے سزائے سخت ہے اور اللہ تعالیٰ غلبہ والے ہیں بدلا لینے والے ہیں۔ بیشک اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں ہے۔

فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ ۝ هُوَ الَّذِي يُصَوِّرُكُمْ فِي الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ ۚ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝

زمین میں اور نہ آسمان میں — وہ ایسی ذات ہے کہ تمہاری صورت بناتا ہے جسطرح چاہتا ہے۔ کوئی عبادت کے لائق نہیں اُسکے سوا وہ غلبہ والے ہیں حکمت والے ہیں

هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ ۖ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ

وہ ایسا ہے جسنے نازل کیا تم پر کتاب کو جسمین کا ایک حصہ وہ آیتیں ہیں جو کہ اشتباہ مراد سے محفوظ ہیں اور یہی آیتیں اصلی مدار ہیں کتاب کا اور دوسری آیتیں ایسی ہیں جو کہ مشتبہ المراد ہیں سو جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے

زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ ۗ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ ۗ وَالرَّاسِخُونَ

وہ اُسکے اسی حصہ کے پیچھے ہو لیتے ہیں جو مشتبہ المراد ہے شورش ڈھونڈھنے کی غرض سے اور اُسکے مطلب ڈھونڈھنے کی غرض سے حالانکہ اُنکا مطلب بجز حق تعالیٰ کے کوئی اور نہیں جانتا اور جو لوگ

فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۗ وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ ۝

علم میں پختہ کار ہیں وہ یوں کہتے ہیں کہ ہم اسپر یقین رکھتے ہیں سب ہمارے پروردگار کیطرف سے ہیں اور نصیحت وہی لوگ قبول کرتے ہیں جو کہ اہل عقل ہیں

وقف منزل — وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝ بیشک جو لوگ منکر ہیں اللہ تعالیٰ کی (اُن) آیتوں کے (جو توحید پر دلالت کرتی ہیں) اُنکے لیے سزائے سخت ہے اور اللہ تعالیٰ غلبہ (اور قدرت) والے ہیں (کہ بدلہ لے سکتے ہیں اور) بدلہ لینے والے (بھی) ہیں۔ **ف** یعنی انتقام کا امکان و وقوع دونوں اعتبارات ہیں **ربط** آگے تتمہ توحید کا مذکور ہے **تتمہ توحید** إِنَّ اللَّهَ لَا يَخْفَىٰ عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ ۝ هُوَ الَّذِي يُصَوِّرُكُمْ فِي الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ ۚ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ بے شک اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں ہے (نہ کوئی چیز) زمین میں اور نہ (کوئی چیز) آسمان میں (پس اُنکا علم بھی نہایت کامل ہے) وہ ایسی ذات (پاک) ہے کہ تمہاری صورت (شکل) بناتا ہے جسطرح چاہتا ہے (کسی کی کیسی صورت اور کسی کی کیسی صورت پس اُنکی قدرت بھی کامل ہے پس حیات اور قیومیت اور علم اور قدرت جو امہات صفات سے ہیں اُن میں کامل طور سے بلا شرکت موجود ہیں جس سے ثابت ہوا کہ) کوئی عبادت کے لائق نہیں بجز اُس (ذات پاک) کے (اور) وہ غلبہ والے ہیں (منکر توحید سے انتقام لے سکتے ہیں لیکن) حکمت والے (بھی) ہیں (کہ بمصلحت دُنیا میں ڈھیل دے رکھی ہے) **ف** روح المعانی میں بروایت ابن جریر ربیع سے منقول ہے کہ کچھ نصاریٰ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مذہبی گفتگو شروع کی آپ نے اپنی تقریر مفصل میں ابطال تثلیث پر اللہ تعالیٰ کی صفت حیات دائمہ و قیومیت کاملہ و علم محیط و قدرت تخلیق میں منفرد ہونے سے استدلال فرمایا اور یہ سب مقدمات انکو تسلیم کرنا پڑے **ربط** جب توحید ثابت ہو چکی جس سے تثلیث کا بھی ابطال ہو گیا اور بعض منکرین توحید کا بعض کلمات موہمہ خلاف توحید سے استدلال ہو سکتا تھا چنانچہ قصہ مناظرہ مذکورہ میں بعض نصاریٰ نے لفظ روح اللہ اور کلمۃ اللہ سے جو کہ قرآن میں واقع ہوا ہے اپنے مدعا پر الزامی طور پر استدلال کیا تھا کذا نقلہ فی روح المعانی عن الدر المنثور عن ابی حاتم و ابی جریر عن الربیع اگلی آیت میں اس شبہہ کا جواب ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ ایسے کلمات خفی المراد سے احتجاج درست نہیں بلکہ مدار عقائد کا نصوص واضحہ ہیں اور خفی المراد پر جبکہ اُنکی تفسیر معلوم نہ ہو اجمالاً ایمان لے آنا واجب ہے زیادہ تفتیش کی اجازت نہیں **تقسیم کتاب بہ محکم و متشابہ مع تقسیم سامعین** هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ ۖ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ ۗ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ ۗ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۗ وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ ۝ وہ (اللہ تعالیٰ) ایسا ہے جسنے نازل کیا تم پر کتاب کو جسمین کا ایک حصہ وہ آیتیں ہیں جو کہ اشتباہ مراد سے محفوظ

ملحقات الترجمہ

ل قولہ جو کہ اشتباہ مراد سے محفوظ ہیں۔ کذا فی البیضاوی وفیہ ما قولہ احکمت آیاتہ فمعناہ انہا حفظت من فساد المعنی و رکاکۃ اللفظ و قولہ کتابا متشابہا فمعناہ انہ یشبہ بعضہ بعضا فی صحۃ المعنی وجزالۃ اللفظ ۱۲

النحو فی الارض صفۃ لقولہ شئ ۱۲	**البلاغۃ** انتقام التنکیر للتعظیم۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ رَبَّنَآ اِنَّكَ

اے ہمارے پروردگار ہمارے دلونکو کج نہ کیجیے بعد اسکے کہ آپ ہمکو ہدایت کر چکے ہین اور ہمکو اپنے پاس سے رحمت عطا فرمائیے بلاشبہ آپ بڑے عطا فرمانے والے ہین اے ہمارے پروردگار آپ بلاشبہ

جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝

تمام آدمیونکو جمع کرنیوالے ہین اُس دن مین جسمین ذرا شک نہین بلاشبہ اللہ تعالے خلاف کرتے نہین وعدہ کو۔

ع ۱ / ۹

ہین (یعنے اُنکا مطلب ظاہر ہے) اور یہی آیتین اصلی مدار ہین (اس) کتاب (یعنی قرآن) کا (یعنی غیر ظاہر المعنی کو بھی ان ہی ظاہر المعنی کے موافق بنایا جاتا ہے) اور دوسری آیتین ایسی ہین جو کہ مشتبہ المراد ہین (یعنے اُنکا مطلب خفی ہے خواہ بوجہ مجمل ہونے کے[۱] خواہ کسی نص ظاہر المراد کے ساتھ معارض ہونے کے) سو جن لوگون کے دلون مین کجی ہے وہ تو اُسکے اسی حصہ کے پیچھے ہو لیتے ہین جو مشتبہ المراد ہے (دین مین) شورش ڈھونڈھنے کی غرض سے اور اُس (مشتبہ المراد) کے (غلط[۲]) مطلب کو ڈھونڈھنے کی غرض سے (تاکہ اپنے غلط عقیدہ مین اُس سے مدد حاصل کرے) حالانکہ اُسکا (صحیح) مطلب بجز حق تعالے کے کوئی اور نہین جانتا (یا اگر وہ خود قرآن یا حدیث کے ذریعہ سے صراحۃً یا اشارۃً بتلادین جیسے لفظ صلوۃ کی مراد صراحۃً معلوم ہوگئی اور استواء علی العرش وغیرہ کی تاویل بعض[۳] کی راے پر قواعد کلیہ سے معلوم ہوگئی تو بس اُسیقدر دوسرون کو بھی خبر ہو سکتی ہے زیادہ معلوم نہین ہو سکتا جیسے مقطعات کے معنے کسیکو معلوم نہین ہوئے اور بعض کی راے پر استواء علی العرش وغیرہ کے معنے بھی معلوم نہین ہوئے) اور (اسی واسطے) جو لوگ علم (دین) مین پختہ کار (اور فہیم) ہین وہ (ایسی آیتون کے متعلق) یون کہتے ہین کہ ہم اسپر (اجمالاً) یقین رکھتے ہین سب (آیتین ظاہر المعنے بھی خفی المعنے بھی) ہمارے پروردگار کیطرف سے ہین (پس انکے جو کچھ معنے اور مراد واقع مین ہون وہ حق ہین) اور نصیحت (کی بات کو) وہی لوگ قبول کرتے ہین جو کہ اہل عقل ہین (یعنے عقل کا مقتضا بھی یہی ہے کہ مفید اور ضروری بات مین مشغول ہو مضر اور فضول قصہ مین نہ لگے) **ف** پس روح اللہ اور کلمۃ اللہ بھی فی نفسہٖ لغت ایسے ہی کلمات متشابہہ سے ہے لیکن قواعد شرعیہ وعقلیہ کی مساعدت سے ثابت ہوگیا کہ حاصل مراد اس سے علی سبیل المجاز یہ ہے ذو روح مسبب وجودہ عن امر اللہ وکلمتہ۔ پس یہ تاویل حق ہوگی اور اسکے خلاف جیسا کہ مخالفین نے مناظرہ مذکورہ مین سمجھا باطل ہے **ربط** آگے ان حق پرستون کا دوسرا کمال مذکور ہے کہ باوجود وصول الی الحق کے اُسپر نازان نہین بلکہ حق تعالے سے استقامت علی الحق کی دعا کرتے ہین **دعا** رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝ اے ہمارے پروردگار ہمارے دلونکو کج نہ کیجیے بعد اسکے کہ آپ ہمکو (حق کیطرف) ہدایت کر چکے ہین اور ہمکو اپنے پاس سے رحمت (خاصہ[۴]) عطا فرما دیجیے (وہ رحمت یہ ہے کہ راہ مستقیم پر ہم قائم رہین) بلاشبہہ آپ بڑے عطا فرمانے والے ہین اے ہمارے پروردگار (ہم یہ دعا کجی سے بچنے کی اور حق پر قائم رہنے کی کسی دُنیوی غرض سے نہین مانگتے بلکہ محض آخرت کی نجات کے واسطے کیونکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ) آپ بلاشبہہ تمام آدمیونکو (میدان محشر مین) جمع کرنے والے ہین اُس دن مین جس (کے آنے) مین ذرا شک نہین (یعنے قیامت کے دن مین اور شک نہونے کی وجہ یہ ہے کہ اُسکے آنے کا اللہ تعالے نے وعدہ فرمایا ہے اور) بلاشبہہ اللہ تعالے خلاف کرتے نہین وعدہ کو (اس لیے قیامت کا آنا ضرور اور اسواسطے ہمکو اُسکی فکر ہے) **ربط** یہان تک محاجہ باللسان کا بیان تھا آگے محاجہ بالسنان کا بیان اور لقمہ شمشیر وزیر نگین ہونیکی وعید ہی جو صراحۃً اس آیت مین مذکور ہے۔ قل للذین کفروا الی آخرھا اور اُس سے پہلے کی آیت بطور تمہید کے ہے

ملحقات الترجمہ

[۱] قولہ خواہ بوجہ مجمل ہونیکے الخ فالمتشابہ ہہنا لیس اصطلاحیا ۱۲

[۲] قولہ غلط مطلب الخ افادہ البعید المستفاد من اضافۃ تاویلہ وکذا فی قولہ صحیح مطلب واعلم ان المراد بالتاویل ہہنا تعیین المراد لا احتمالہ فانہ یجوز بشرط عدم اباء العربیۃ والشرع عنہ ۱۲

[۳] قولہ بعض کی راے پر مر بیان ھذا الاختلاف فی حواشی الخطبۃ

[۴] قولہ رحمت خاصہ حلا للتنوین علی التنویع ۱۲

الکلام قال البیضاوی فیہ ای فی قولہ انک انت الوہاب دلیل علی ان الھدی والضلال من اللہ تعالے وانہ متفضل بما ینعم علی عبادہ لا یجب علیہ شیٔ ۱۲

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَن تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُم مِّنَ اللَّهِ شَيْئًا ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمْ وَقُودُ

بالیقین جو لوگ کفر کرتے ہیں ہرگز اُنکے کام نہیں آسکتے اُنکے مال اور نہ اُنکی اولاد اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں ذرہ برابر بھی۔ اور ایسے لوگ جہنم کا سوختہ

النَّارِ ۝ كَدَأْبِ آلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ ۗ وَاللَّهُ

ہو نگے۔ جیسا معاملہ تھا فرعون والوں کا اور ان سے پہلے والے لوگوں کا کہ انہوں نے ہماری آیتوں کو جھوٹا بتلایا اسپر اللہ تعالیٰ نے اُنپر دارو گیر فرمائی اُنکے گناہوں کے سبب

شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝ قُل لِّلَّذِينَ كَفَرُوا سَتُغْلَبُونَ وَتُحْشَرُونَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ ۚ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ قَدْ كَانَ

سخت سزا دینے والے ہیں۔ آپ ان کفر کرنیوالوں سے فرما دیجیے کہ عنقریب تم مغلوب کیے جاؤگے اور جہنم کیطرف جمع کرکے لیجائے جاؤگے اور وہ برا ٹھکانا ہے۔ بیشک تمہارے لیے

لَكُمْ آيَةٌ فِي فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ۖ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأُخْرَىٰ كَافِرَةٌ يَرَوْنَهُم مِّثْلَيْهِمْ رَأْيَ الْعَيْنِ ۚ

بڑا نمونہ ہے دو گروہوں میں جو کہ باہم ایک دوسرے سے مقابل ہوئے تھے ایک گروہ تو اللہ کی راہ میں لڑتے تھے اور دوسرا گروہ کافر لوگ تھے یہ کافر اپنے کو دیکھ رہے تھے کہ اُن مسلمانوں سے کئی حصہ ہیں کھلی

وَاللَّهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهِ مَن يَشَاءُ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّأُولِي الْأَبْصَارِ ۝

اور اللہ تعالیٰ اپنی امداد سے جسکو چاہتے ہیں قوت دیتے ہیں بلاشک اس میں بڑی عبرت ہے بینش والے لوگوں کو۔

وعید منکرین بہ خذلان دارین إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَن تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُم مِّنَ اللَّهِ شَيْئًا ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمْ وَقُودُ النَّارِ ۝ كَدَأْبِ آلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ ۗ وَاللَّهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝ قُل لِّلَّذِينَ كَفَرُوا سَتُغْلَبُونَ وَتُحْشَرُونَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ ۚ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ بالیقین جو لوگ کفر کرتے ہیں ہرگز اُنکے کام نہیں آسکتے اُنکے مال (و دولت) اور نہ اُنکی اولاد اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں ذرہ برابر بھی اور ایسے لوگ جہنم کا سوختہ ہونگے (اور) ان کا معاملہ ایسا ہے) جیسا معاملہ تھا فرعون والوں کا اور اُنسے پہلے والے (کافر) لوگوں کا (وہ معاملہ یہ تھا) کہ انہوں نے ہماری آیتوں کو (یعنی اخبار و احکام کو) جھوٹا بتلایا اسپر اللہ تعالیٰ نے اُن پر دارو گیر فرمائی اُنکے گناہوں کے سبب اور اللہ تعالیٰ (کی دارو گیر بڑی سخت ہے کیونکہ اُنکی شان یہی ہے کہ وہ) سخت سزا دینے والے ہیں (اسیطرح ان لوگوں کا معاملہ ہوا کہ انہوں نے ہماری آیتوں کی تکذیب کی سو انکو بھی ایسی ہی سزا ہوگی اور) آپ ان کفر کرنے والے لوگوں سے (یوں بھی) فرما دیجیے کہ (تم یہ نہ سمجھنا کہ یہ دارو گیر صرف آخرت میں ہوگی بلکہ یہاں اور وہاں دونوں جگہ ہوگی چنانچہ دنیا میں) عنقریب تم (مسلمانوں کے ہاتھ سے) مغلوب کیے جاؤگے اور (آخرت میں) جہنم کیطرف جمع کرکے لیجائے جاؤگے اور (جہنم) ہے برا ٹھکانا **ف** مقابلہ میں کام آنے کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت و عنایت کی ضرورت نہ ہو اسکے عوض صرف مال و اولاد نافع اور کافی ہو جاوے۔ دوسرے یہ کہ مال و اولاد اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں اُنکے عذاب سے بچا لیوے مقابلہ کا لفظ دونوں جگہ بولا جاتا ہے سو آیت میں دونوں معنی کی نفی کر دی گئی۔ اور مراد کفار سے آیۃ میں خاص کفار ہیں جنسے یہ خطاب ہو رہا تھا چنانچہ مشرکین پر قتل اور قید کی مصیبت اور یہود پر قتل و قید کے ساتھ جزیہ اور اخراج وطن کی بھی عقوبت واقع ہوئی پس یہ شبہ نہ کرنا چاہیے کہ سب کفار تو دنیا میں مغلوب نہیں پائے جاتے۔ اور رہی سزائے آخرت وہ سب کفار کو عام ہے **ربط** اوپر کفار کے مغلوب ہونیکی خبر دی گئی ہے آگے اُسکی ایک کافی نظیر بطور دلیل کے ارشاد فرماتے ہیں قَدْ كَانَ لَكُمْ آيَةٌ فِي فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ۖ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأُخْرَىٰ كَافِرَةٌ يَرَوْنَهُم مِّثْلَيْهِمْ رَأْيَ الْعَيْنِ ۚ وَاللَّهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهِ مَن يَشَاءُ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّأُولِي الْأَبْصَارِ ۝

اللغات قوله لن تغنى معنى تغنى عنهم تجزئ عنهم وحاصله لا تكفيهم بدل الرحمة والطاعة فشيئا مفعول مطلق ۱۲ عصام على البيضاوى او من قولهم اغن عنى وجهك اى غيبه عنى وشيئا مفعول به اھ منهيه على البيضاوى قوله كداب هو مصدر داب فى العمل اذا كدح فيه فنقل الى معنى الشان ۱۲ **البلاغة** فى روح المعانى كذبوا الخ تفسير لدابهم قوله الى جهنم فى روح المعانى هى غاية حشرهم ومنتهاه فالى على معناها المتبادر ۱۲ **الروايات** فى لباب النقول روى ابو داود فى سننه والبيهقى فى الدلائل من طريق ابن اسحق عن محمد بن ابى محمد عن سعيد او عكرمة عن ابن عباس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لما اصاب من اهل بدر ما اصاب ورجع الى المدينة جمع اليهود فى سوق بنى قينقاع وقال يا معشر يهود اسلموا قبل ان يصيبكم الله بما اصاب قريشا فقالوا يا محمد لا يغرنك من نفسك ان قتلت نفرا من قريش كانوا اغمارا لا يعرفون القتال انك والله لو قاتلتنا لعرفت انا نحن الناس وانك لم تلق مثلنا فانزل الله قل للذين كفروا ستغلبون الى قوله لاولى الابصار اھ وفى تفسير البيضاوى احد الوجهين قل لمشركى مكة ستغلبون يعنى يوم بدر ۱۲

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ

خوشنما معلوم ہوتی ہی لوگون کو محبت مرغوب چیزون کی عورتین ہوئین بیٹے ہوئے لگے ہوئے ڈھیر ہوئے سونے اور چاندی کے نمبر لگے ہوئے گھوڑے ہوئے

الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ۝

مواشی ہوئے اور زراعت ہوئی یہ سب استعمالی چیزین ہین دنیوی زندگانی کی اور انجام کار کی خوبی تو اللہ ہی کے پاس ہے

بیشک تمہارے (استدلال کے) لیے بڑا نمونہ ہی دو گروہون (کے واقعہ) مین جو کہ باہم (بدر کی لڑائی مین) ایک دوسرے سے مقابل ہوئے تھے ایک گروہ تو (یعنی مسلمان) اللہ کی راہ مین لڑتے تھے اور دوسرا گروہ کافر لوگ تھے (اور کافر اسقدر زیادہ تھے کہ) یہ کافر اپنے (گروہ) کو دیکھ رہے تھے کہ اون مسلمانون سے کئی حصے (زیادہ) ہین (اور دیکھنا بھی کچھ وہم اور خیال کا نہین بلکہ) کھلی آنکھون دیکھنا (جس کے واقعی ہونے مین شبہ نہین تھا لیکن با وجود اسقدر زیادہ عدد ہونیکے پھر اللہ تعالے نے مسلمانون کو غالب کیا) اور (غالب مغلوب کرنا محض قبضہ خداوندی مین ہے) اللہ تعالے اپنی امداد سے جسکو چاہتے ہین قوت دیدیتے ہین (سو) بلاشک اس (واقعہ) مین بڑی عبرت (اور نمونہ) ہے (دانش) بینش والے لوگون کو

ف روایتون مین آیا ہے کہ اُس روز مسلمان تین سو تیرہ تھے اور کفار ایک ہزار تھے گویا کفار مسلمانون سے تین حصے تھے اس آیت مین اسی کثرت کو بیان فرمایا ہے کہ کفار آنکھون سے مشاہدہ کرتے تھے کہ ہمارا گروہ زیادہ ہے مگر پھر بھی انجام دیکھ لیا کہ مسلمان ہی غالب رہے اس سے ہر منصف عاقل استدلال کر سکتا ہے کہ اللہ تعالی جب اپنے دین کو غالب کرنا چاہتے ہین تو کفار کی کثرت اور ثروت اُس کو روک نہین سکتی اور سورہ انفال مین یہ بھی مذکور ہے کہ اول اللہ تعالے نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب مین کفار کا عدد کم دکھلایا تھا کہ آپ مسلمانون سے خواب بیان فرماوین تو مقابلہ کی جرأت بڑھے پھر جب دونون گروہ مقابل ہوئے تو مسلمانون کو کفار کم معلوم ہوئے اور کفار کو مسلمان کم معلوم ہوئے تاکہ مقابلہ ہو جاوے پھر اللہ تعالے نے مسلمانون کو غالب کر دیا۔ پس اس مقام پر دو امر قابل تحقیق ہین۔ اول یہ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا خواب خلاف واقع کیون ہوا اور اسیطرح مسلمانون کا کفار کو کم دیکھنا بھی خلاف واقع تھا۔ تحقیق اسکی یہ ہے کہ اگر ہزار مین سے مثلاً سو دو سو دکھلا دیے جاوین اور آٹھ سو نو سو پوشیدہ کر لیے جاوین تو اسکو خلاف واقع دیکھنا نہین کہہ سکتے خلاف واقع کہتے ہین غلط دیکھنے کو اور یہان تو بعض کو نہ دیکھا تھا غلط دیکھنا نہ تھا۔ دوسری تحقیق یہ ہے کہ کفار کو مسلمانون کا کم معلوم ہونا جو انفال مین مذکور ہے اور کفار کا اپنی جماعت کو مسلمانون سے کئی حصہ دیکھنا جو اس مقام پر مذکور ہے ان دونون کا ایک ہی مطلب ہے **ربط** اوپر آیت ان الذین کفروا لن تغنی عنہم اموالہم ولا اولادہم مین اموال و اولاد کا آخرت مین کام نہ آنا بیان فرمایا تھا جس سے ان چیزونکا بیقدر ہونا لازم آیا تھا اب آگے اُسی لازم کو تصریحاً بیان فرماتے ہین اور اُسکے بعد نعماے آخرت کا قابل قدر و رغبت ہونا اور ان نعمتونکا بدولت تقوی حاصل ہونا ذکر فرمایا ہی اور اسکے بعد کسیقدر تفصیل تقوی کی اسکے بعض شعبے مثل ایمان و مناجات و صبر و صدق و قنوت و انفاق و استغفار ذکر فرما کر ارشاد فرمائی ہی یہ چند مضمون اس ترتیب سے بیان ہوتے ہین **بے قدری لذات دنیاویہ** زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ۝ خوشنما معلوم ہوتی ہی (اکثر) لوگون کو محبت مرغوب چیزونکی (مثلاً) عورتین ہوئین بیٹے ہوئے لگے ہوئے ڈھیر ہوئے سونے اور چاندی کے نمبر (یعنی نشان) لگے ہوئے گھوڑے ہوئے (یا دوسرے) مواشی ہوئے اور زراعت ہوئی (لیکن) یہ سب استعمالی چیزین ہین

اللغات قال البیضاوی القنطار المال الکثیر فعلال او فنعال والمقنطرة ماخوذ منہ للتاکید کقولہم بدرۃ مبدرۃ والانعام الابل والبقر والغنم آہ
البلاغة قال البیضاوی سماہا شہوات مبالغة وایماء علی انہم انہمکوا فی محبتہا حتے احبوا شہوتہا کقولہ احببت حب الخیر فی روح المعانی کما قیل لمریض ما تشتہی فقال اشتہی ان اشتہی او تنبیہا علی خستہا لان الشہوات خسیسة عند الحکماء والعقلاء ۱۲
الکلام فی روح المعانی عن الانتصاف التزیین للشہوات یطلق ویراد بہ خلق حبہا فی القلوب وہو بہذا المعنی مضاف الیہ تعالی حقیقة لانہ لا خالق الا ہو ویطلق ویراد بہ الحض علی تعاطی الشہوات المحظورة وہذا مضاف الی الشیطان تنزیلا لوسوستہ منزلة الامر بہا ۱۲

ملحقات الترجمة
۱ قولہ بکئی فی ترجمۃ یرونہم مثلیہم ہذا ادی الیہ ذوقی ان الرفوع فی یرون راجع الی الکفار المنصوب ایضا الی الکفار والمجرور الی المومنین التنبیہ للتکریر فی الآیة اقوال اخر کثیرۃ شتی ولو اشکل علیک ان الرویۃ علے ہذا بصریۃ وکون الفاعل والمفعول کلیہما ضمیرا من خواص افعال القلوب یجاب ان الرویۃ قلبیۃ بقرینۃ تعدیتہا الی مفعولین فالمراد العلم ولو بواسطۃ البصر والمراد رای العین فانہ مفعول مطلق من حیث دلالۃ العلم علی البصر بقرینۃ المقام فالمعنی یرونہم مثلیہم بان تشابہ وہم کذلک رای العین او منصوب بنزع الخافض ای برای العین فالامر سہل وفی قراءۃ ترونہم بتاء الخطاب فمعناہ مطابقا للتفسیر المذکور ترون ایہا الکفار فئتکم مثلی المومنین فالمنصوب الغائب راجع الی الفئة الکافرۃ فلا یرد ان مقتضاہ کان ترونکم ویرونہم صفة للفئة الکافرۃ او یقال الخطاب للیہود ای ترون ایہا الیہود مشرکی مکۃ مثلی المومنین علے ان الرویۃ علمیۃ لان الیہود لم یحضروا الواقعۃ ۱۲ **۲ قولہ** معلوم ہوتی ہی رای فی لفظ العلوم کون الصیغۃ مبنیا للمفعول واشار بلفظ ہوتی ہی الی عدم ارادۃ خصوصیۃ معنے المضی کما ہو ظاہر ۱۲ **۳ قولہ** اکثر اشار الی کون اللام للجنس الصادق بالبعض ۱۲ **۴ قولہ** مرغوب اشار الی کون الشہوات بمعنے المشتہیات ۱۲

قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا

آپ فرما دیجیے کیا مین تمکو ایسی چیز بتلا دون جو بہتر ہو ان چیزون سے۔ ایسے لوگون کے لیے جو ڈرتے ہین انکے مالک کے پاس ایسے ایسے باغ ہین جنکے پائین مین نہرین جاری ہین ان مین ہمیشہ ہمیشہ کو رہین گے

وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِالْعِبَادِ ۝ اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا

اور ایسی بیبیان ہین جو صاف ستھری کی ہوئی ہین اور خوشنودی ہے اللہ تعالیٰ کیطرف سے۔ اور اللہ تعالیٰ خوب دیکھتے ہین بندون کو ایسے لوگ جو کہتے ہین کہ اے ہمارے پروردگار ہم ایمان لے آئے سو آپ ہمارے

ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ اَلصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ۝

گناہونکو معاف کر دیجیے اور ہمکو عذاب دوزخ سے بچا لیجیے۔ صبر کرنے والے ہین اور راستباز ہین اور فروتنی کرنیوالے ہین اور خرچ کرنے والے ہین اور اخیر شب مین گناہونکی معافی چاہنے والے ہین

دنیوی زندگانی کی اور انجام کار کی خوبی (کی چیز) تو اللہ ہی کے پاس ہے (جو بعد موت کے کام آویگی جس کی تفصیل اگلی آیت مین آتی ہے) **ف** یہ جو فرمایا کہ ان چیزون کی محبت خوشنما معلوم ہوتی ہے اسکا حاصل میرے ذوق مین یہ ہے کہ یہ محبت و میلان غالب حالات مین موجب فتنہ ہوجانیکی وجہ سے ڈرکی چیز تھی مگر اکثر لوگ اسکو سبب ضرر نہین جانتے بلکہ اس میلان کو علی الاطلاق اچھا سمجھتے ہین واللہ اعلم **نفاست نعمای آخرت** قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِالْعِبَادِ ⑮ آپ (ان لوگون سے یہ) فرما دیجیے کیا مین تمکو ایسی چیز بتلا دون جو (بدرجہا[51]) بہتر ہو ان (مذکورہ) چیزون سے (سو سنو) ایسے لوگون کے لیے جو (اللہ تعالیٰ سے) ڈرتے ہین اُنکے مالک (حقیقی) کے پاس ایسے ایسے باغ ہین (یعنے بہشت) جنکی پائین مین نہرین جاری ہین اُن (بہشتون) مین ہمیشہ ہمیشہ کو رہین گے (اور انکے لیے) ایسی بیبیان ہین جو (ہر طرح[52]) صاف ستھری کی ہوئی ہین اور (اُنکے لیے) خوشنودی ہے اللہ تعالیٰ کیطرف سے اور اللہ تعالیٰ خوب دیکھتے (بھالتے) ہین بندون (کے حال) کو (اسلیے ڈرنیوالون کو یہ نعمتین دینگے آگے ان ڈرنے والونکی بعضی تفصیلی صفات ذکر کیجاتی ہین) **بعضے صفات متقین** اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ⑯ اَلصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ⑰ (یہ) ایسے لوگ (ہین) جو کہتے ہین کہ اے ہمارے پروردگار ہم ایمان لے آئے سو آپ ہمارے گناہون کو معاف کر دیجیے اور ہمکو عذاب دوزخ سے بچا لیجیے (اور وہ لوگ) صبر کرنے والے ہین اور راستباز ہین اور (اللہ تعالیٰ کے سامنے) فروتنی کرنے والے ہین اور (نیک کامون مین مال کے) خرچ کرنے والے ہین اور اخیر شب مین (اُٹھ اُٹھ کر) گناہون کی معافی چاہنے والے ہین **ف** یہ جو کہا کہ ہم ایمان لے آئے سو آپ ہمارے گناہونکو معاف کر دیجیے یہ اسوجہ سے ہے کہ بدون ایمان کے مغفرت نہین ہوتی پس حاصل یہ ہوا کہ کفر جو مانع ابدی مغفرت کا ہے اُسکو ہم مرتفع کر چکے اب معاف کر دیجیے خواہ اولی ہو یا غیر اولی اور آخیر شب کی تخصیص اسلیے ہے کہ اُسوقت اُٹھنے مین مشقت بھی ہے اور وہ وقت قبولیت کا بھی ہے **ربط** شروع سورت مین نصاریٰ کے مقابلہ ومناظرہ مین توحید کا اثبات اور تثلیث کا ابطال کیا گیا ہے اور درمیان کے مضامین اُسی کی مناسبت سے لائے گئے تھے اب اُسی مضمون توحید کیطرف عود کرتے ہین اور اسکے بعد کی آیتون مین اسلام کے حق ہونیکی تصریح اور اہل کتاب کے ساتھ محاجہ کی تقریر پھر حق کے قبول نہ کرنیوالونکی مذمت پھر استطراداً اہل اسلام کے غلبہ کی پیشین گوئی اور اُسکے استبعاد کو اثبات قدرت کاملہ سے دفع کرنا پھر مومنین کو کفار کی دوستی سے ممانعت پھر توحید کا بدون اتباع رسول کے معتبر نہ ہونا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و محبوبیت کی تائید کے لیے چند مقبولین کے قصے یہ سب مضامین پارہ کے تین پاؤ تک بالترتیب بیان فرمائے گئے ہین اور اس تقریر سے دور تک کا ربط معلوم ہو گیا

ملحقات الترجمۃ

[51] قولہ بدرجہا لکون خبر للتفضیل ۱۲

[52] قولہ ہر طرح ای من کل ما یستقذر من النساء ۱۲

النحو۔ الذین یقولون صفۃ للذین اتقوا او للعباد وکذا قولہ العابدین ۱۲

البلاغۃ۔ قال البیضاوی یرید بہ ای بقولہ قل اؤنبئکم تقریر ان ثواب اللہ خیر من مستلذات الدنیا قال عصام حیث ذکرہ بعد الاخبار بان اللہ عندہ حسن المآب ثم شوقہم الی بیان خیر مما عندہم بقولہ اؤنبئکم بخیر من ذلکم واکدہ بکونہ خیرا کونہ حسن مآب ثم جعلہ من النعم الخاصۃ لمن ہم علم فی التقرب الی اللہ ثم فصلہ ووصف کلا بما یفید کونہ خیرا من الدنیا وما فیہا ام قال البیضاوی توسیط الواو بینہا للدلالۃ علی استقلال کل واحدۃ منہا وکمالہم فیہا او لتغایر الموصوفین بہا ۱۲

نصف

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ؕ اِنَّ الدِّیْنَ

گواہی دی ہے اللہ تعالیٰ نے اسکی کہ بجز اس ذات کے کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں اور فرشتوں نے بھی اور اہل علم نے بھی اور معبود بھی وہ اس شان کے ہیں کہ اعتدال کے ساتھ انتظام رکھنے والے ہیں انکے سوا کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں وہ زبردست ہیں حکمت والے

عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۫ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْیًۢا بَیْنَهُمْ ؕ

بلاشبہ دین اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف اسلام ہی ہے — اور اہل کتاب نے جو اختلاف کیا — تو ایسی حالت کے بعد کہ ان کو دلیل پہونچ چکی تھی — محض ایک دوسرے سے بڑھنے کے سبب سے

وَمَنْ یَّكْفُرْ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ ۝ فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِیَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ؕ وَ

اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے احکام کا انکار کریگا تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ بہت جلد اسکا حساب لینے والے ہیں پھر بھی اگر یہ لوگ آپ سے حجتیں نکالیں تو آپ فرما دیجیے کہ میں تو اپنا رخ خاص اللہ کیطرف کر چکا اور جو میرے پیرو تھے وہ بھی

قُلْ لِّلَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْاُمِّیّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ ؕ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْكَ الْبَلٰغُ ؕ وَاللّٰهُ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝

ع ۱۰

کہیے اہل کتاب سے — اور عرب سے کہ کیا تم بھی اسلام لاتے ہو سو اگر وہ لوگ اسلام لے آویں تو وہ لوگ بھی راہ پر آجاویں گے اور اگر وہ لوگ روگردانی رکھیں سو آپکے ذمہ صرف پہونچا دینا ہے اور اللہ تعالیٰ خود دیکھ لینگے

رجوع بسوی مضمون توحید شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ⑱ گواہی دی ہے اللہ تعالیٰ نے (کتب سماویہ میں) اس (مضمون) کی کہ بجز اس ذات (پاک) کے کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں اور فرشتوں نے بھی (اپنے ذکر و تسبیح میں اسکی گواہی دی ہے کیونکہ انکے اذکار توحید سے بھرے ہوئے ہیں) اور (دوسرے) اہل علم نے بھی (اپنی تقریرات و تحریرات میں اسکی گواہی دی ہے جیساکہ ظاہر ہے) اور معبود بھی وہ اس شان سے ہیں کہ (ہر چیز کا) اعتدال کے ساتھ انتظام رکھنے والے ہیں (اور پھر کہا جاتا ہے کہ) انکے سوا کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں وہ زبردست ہیں حکمت والے ہیں **ف** قائم بالقسط کی صفت غالباً اسلیے بڑھا دی کہ وہ ایسے نہیں کہ صرف اپنی تعظیم و عبادت ہی کراتے ہوں بلکہ وہ سب کے کام بھی بناتے ہیں اور یہ شبہ نہ کیا جاوے کہ یہ دلیل تو نقلی ہے جو اسکو نہیں مانتے انپر کیسے حجت ہوگی جواب یہ ہے کہ یہ دلیل خاص اہل کتاب کے مقابلہ میں ہے وہ دلیل نقلی کے منکر نہ تھے اور دلائل عقلیہ دوسرے مواقع پر موجود ہیں **ربط** آیت شہد اللہ سے پہلے دیکھ لیجیے **تصریح حقانیت اسلام** اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۫ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْیًۢا بَیْنَهُمْ ؕ وَمَنْ یَّكْفُرْ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ ⑲ بلاشبہ دین (حق اور مقبول) اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف اسلام ہی ہے اور (اسکے حق ہونے میں اہل اسلام کے ساتھ) اہل کتاب نے جو اختلاف کیا (اسطرح سے کہ اسلام کو باطل کہا) تو ایسی حالت کے بعد کہ انکو (اسلام کے حق ہونے کی) دلیل پہونچ چکی تھی محض ایک دوسرے سے بڑھنے کے سبب سے (یعنی اسلام کے حق ہونے میں کوئی وجہ شبہ کی نہیں ہوئی بلکہ ان میں مادہ دوسروں سے بڑا بننے کا ہے اور اسلام لانے میں یہ سرداری جو انکو اب عوام پر حاصل ہے فوت ہوتی تھی اسلیے اسلام کو قبول نہیں کیا بلکہ الٹا اسکو باطل بتلانے لگے) اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے احکام کا انکار کریگا (جیسا ان لوگوں نے کیا) تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ بہت جلد اسکا حساب لینے والے ہیں (اور ظاہر ہے کہ ایسے شخص کے حساب کا انجام عذاب ہوگا) **ربط** آگے ان منکرین اہل کتاب اور انکے ساتھ مشرکین عرب کے انکار کا اور محاجہ کا جو عناد سے پیدا ہوا ہے جواب مذکور ہے **جواب محاجہ معاندین** فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِیَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ؕ وَقُلْ لِّلَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْاُمِّیّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ ؕ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْكَ الْبَلٰغُ ؕ وَاللّٰهُ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ ⑳ (اسلام کے حق ہونے پر دلیل قائم ہونیکے بعد) پھر بھی اگر یہ لوگ آپ سے (خواہ مخواہ کی) حجتیں نکالیں تو آپ (جواب میں) فرما دیجیے کہ (تم مانو یا نہ مانو) میں تو اپنا رخ خاص اللہ کیطرف کر چکا اور جو جو میرے پیرو تھے وہ بھی (اپنا اپنا رخ خاص اللہ کیطرف کر چکے یہ کنایہ ہے اس سے کہ ہم سب اسلام اختیار کر چکے

ملحقات الترجمۃ

۱؎ قولہ حق اور مقبول مستفاد من لام العہد ۱۲

۲؎ قولہ صرف اسلام ہی ہے لما فی روح المعانی تعریف الجزئین للحصر ای لا دین مرضی عند اللہ تعالیٰ سوی الاسلام

۳؎ قولہ بہت جلد اسکا حساب لینے والے ہیں لما فی روح المعانی ای یاتی حسابہ عن قریب ۱۲

۴؎ قولہ خواہ مخواہ اشارۃ الی ان ہذہ المحاجۃ لیست علی حقیقتہا بل ہی المجادلۃ وسمیت محاجۃ مجازا کما فی قولہ لئلا یکون للناس علیکم حجۃ الا الذین ظلموا ۱۲

اللغات قولہ اسلمت وجہی قال عبد الحکیم علی البیضاوی خلص ای لا یشرک بہ غیرہ فاسلم من سلم الشئ لفلان خلص ومنہ رجل سلم لرجل والوجہ مستعار للذات ۱۲ **النحو** قولہ قائما بالقسط فی روح المعانی بعد سرد الاوجہ الاربعۃ الخامس ولعلہ الاوجہ ان یکون حالا من الضمیر والعامل فیہا معنی الجملۃ ای تفرد ۱۲ قولہ ومن اتبعن عطف

علی التاء وحسن للفصل او مفعول معہ کذا قال البیضاوی ۱۲ **الروایات** فی روح المعانی وقیل نزلت (ای آیۃ شہد اللہ الخ) فی نصاری نجران لما حاجوا فی امر عیسیٰ علیہ السلام وہو الذی یشعر بہ ما اشرنا الیہ قبیل من الآثار ومیل الیہ کلام محمد بن جعفر بن الزبیر ۱۲

اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ حَقٍّ وَّیَقْتُلُوْنَ الَّذِیْنَ یَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ

بے شک جو لوگ کفر کرتے ہین اللہ تعالی کی آیات کے ساتھ اور قتل کرتے ہین پیغمبرونکو ناحق اور قتل کرتے ہین ایسے شخصون کو جو اعتدال کی تعلیم دیتے ہین

فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ۝ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ حَبِطَتْ اَعْمَالُھُمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ ز وَمَا لَھُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ ۝

سو ایسے لوگون کو خبر سنا دیجیے ایک سزاے دردناک کی یہ وہ لوگ ہین کہ انکے سب اعمال غارت ہو گئے دنیا مین اور آخرت مین اور انکا کوئی حامی مددگار نہو گا۔

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ اُوْتُوْا نَصِیْبًا مِّنَ الْکِتٰبِ یُدْعَوْنَ اِلٰی کِتٰبِ اللّٰہِ لِیَحْکُمَ بَیْنَھُمْ ثُمَّ یَتَوَلّٰی فَرِیْقٌ مِّنْھُمْ وَھُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝

کیا آپ نے ایسے لوگ نہین دیکھے جنکو کتاب کا ایک حصہ دیا گیا اور اسی کتاب اللہ کی طرف اس غرض سے انکو بلایا بھی جاتا ہے کہ وہ انکے درمیان فیصلہ کر دے پھر انمین سے بعض لوگ

جسمین اعتقاد الوہیت کے اعتبار سے قلب کا رخ خاص اللہ ہی کی طرف ہوتا ہی کیونکہ دوسرے مذاہب مین کچھ کچھ شرک ہو گیا تھا) اور (اس جواب کے بعد دریافت کرنے کے طور پر) کہیے اہل کتاب سے اور (مشرکین) عرب سے کہ کیا تم بھی اسلام لاتے ہو سو اگر وہ لوگ اسلام لے آوین تو وہ لوگ بھی راہ (راست) پر آجاوین گے اور اگر وہ لوگ (اس سے بدستور) روگردانی رکھین سو (آپ اسکا بھی غم نہ کیجیے کیونکہ) آپ کے ذمہ صرف (احکام خداوندی کا) پہونچا دینا ہے اور (آگے) اللہ تعالی خود دیکھ (اور سمجھ) لین گے (اپنے) بندون کو (آپ سے کوئی باز پرس نہین ہے) **ف** کوئی شخص یہ شبہ نکرے کہ منکرین کے مقابلہ مین اتنا کہدینا کب کافی ہو سکتا ہے کہ تم نہ مانو تو مین تو مان گیا جواب یہ ہے کہ یہ ہر منکر کے مقابلہ مین نہین فرمایا گیا بلکہ خاص ان منکرین کے مقابلہ مین جنکا انکار کسی شبہہ سے نہ تھا بلکہ بعد اقامت دلائل کے محض عناد و عداوت سے تھا جب انکو کوئی شبہہ نہین تو انکے سامنے مکرر دلائل بیان کرنا بیکار ہے اسوقت یہی آخری جواب ہے کہ خیر بھائی مت مانو ہم تو مان چکے خوب سمجھ لو **ربط** شروع سورت مین روی سخن زیادہ نصاری کیطرف تھا پھر آیت بالا مین الذین اوتوا الکتاب کا عنوان نصاری اور یہود دونون کو شامل تھا اب آیت آیندہ مین یہود کے بعض خاص احوال بیان فرماتے ہین چنانچہ روح المعانی مین بروایت ابن ابی حاتم اس آیت کی تفسیر مین خود حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے مروی ہے کہ بنی اسرائیل نے تینتالیس نبیون کو ایک وقت مین قتل کیا انکی نصیحت کے لیے ایک سو ستر بزرگ کھڑے ہوئے اسی دن انکا بھی کام تمام کیا فقط اور بنی اسرائیل اکثر یہودی تھے **تقبیح بعض حالات یہود** اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ حَقٍّ وَّیَقْتُلُوْنَ الَّذِیْنَ یَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ﴿۲۰﴾ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ حَبِطَتْ اَعْمَالُھُمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَمَا لَھُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ ﴿۲۱﴾ بے شک جو لوگ کفر کرتے ہین اللہ تعالی کی آیات کے ساتھ (جیسے یہود کہ انجیل اور قرآن کو نہین مانتے تھے) اور قتل کرتے ہین پیغمبرون کو (اور وہ[1] قتل کرنا خود انکے خیال مین بھی) ناحق (ہوتا ہی) اور (نیز) قتل کرتے ہین ایسے شخصونکو جو (افعال و اخلاق کے) اعتدال کی تعلیم دیتے ہین سو ایسے لوگون کو خبر سنا دیجیے ایک سزاے دردناک کی (اور) یہ وہ لوگ ہین کہ (مجموعہ افعال مذکورہ کے سبب سے) انکے سب اعمال (صالحہ) غارت ہو گئے دنیا مین (بھی) اور آخرت مین (بھی) اور (سزا کے وقت) انکا کوئی حامی مددگار نہ ہوگا **ف** دنیا مین غارت ہونا یہ کہ انکے ساتھ معاملہ اہل اسلام کا سا نہ ہوگا اور آخرت مین یہ کہ انکی مغفرت نہ ہوگی اور ہر چند کہ محض ناصحین کا قتل کفر نہین ہے جس سے اعمال حبط ہون البتہ گناہ کبیرہ ہے لیکن چونکہ اس مجموعہ مین دوسرے اجزاء کفر ہین اسلیے حبط کا ترتب صحیح ہوا اور چونکہ زمانہ نبوت محمدیہ کے یہود اپنے اسلاف کے قبائح پر انکار نہ رکھتے تھے اسلیے ان پر الزام صحیح ہوا **ربط** آیات آیندہ مین یہود کی ایک خاص حالت اور ایک خاص قول کی تقبیح ہی **تتمہ تقبیح یہود** اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ اُوْتُوْا نَصِیْبًا مِّنَ الْکِتٰبِ یُدْعَوْنَ اِلٰی کِتٰبِ اللّٰہِ لِیَحْکُمَ بَیْنَھُمْ ثُمَّ یَتَوَلّٰی فَرِیْقٌ مِّنْھُمْ وَھُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲۲﴾

ملحقات الترجمہ

[1] قولہ قتل انکے خیال مین بھی فقولہ تعالی بغیر حق لیس مؤکدا بل مفید فائدۃ جدیدۃ

الروایات فی روح المعانی اخرج ابن جریر وابن ابی حاتم عن ابی عبیدۃ بن الجراح قال قلت یا رسول اللہ ای الناس اشد عذابا یوم القیمۃ قال رجل قتل نبیا او رجلا امر بالمعروف ونہی عن المنکر ثم قرأ الآیۃ ثم قال صلی اللہ علیہ وسلم یا ابا عبیدۃ قتلت بنو اسرائیل ثلثۃ واربعین نبیا اول النہار فی ساعۃ واحدۃ فقام مائۃ رجل وسبعون رجلا من عباد بنی اسرائیل فامروا من قتلہم بالمعروف ونہوہم عن المنکر فقتلوا جمیعا من آخر النہار من ذلک الیوم فہم الذین ذکر اللہ تعالی ح فی لباب المنقول اخرج ابن ابی حاتم و ابن المنذر عن عکرمۃ عن ابن عباس قال دخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت المدراس علی جماعۃ من الیہود فدعاہم الی اللہ فقال لہ نعیم بن عمرو والحرث بن زید علی ای دین انت یا محمد قال علی ملۃ ابراہیم ودینہ قالا فان ابراہیم کان یہودیا فقال لہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فہلما الی التوراۃ فہی بیننا وبینکم فابیا علیہ فانزل اللہ الم تر الی الذین اوتوا نصیبا من الکتاب یدعون الی قولہ یفترون ۱۲

ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ص وَّغَرَّھُمْ فِیْ دِیْنِھِمْ مَّا کَانُوْا یَفْتَرُوْنَ ○

یہ اس سبب سے ہے کہ وہ لوگ یون کہتے ہین کہ ہمکو صرف گنتی کے تھوڑے دنون تک دوزخ کی آگ لگے گی۔ اور انکو دھوکہ مین ڈال رکھا ہے انکی تراشی ہوئی باتون نے سو انکا کیا حال ہوگا

فَکَیْفَ اِذَا جَمَعْنٰھُمْ لِیَوْمٍ لَّا رَیْبَ فِیْہِ قف وَوُفِّیَتْ کُلُّ نَفْسٍ مَّا کَسَبَتْ وَھُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ○ قُلِ اللّٰھُمَّ

جبکہ ہم انکو اس تاریخ مین جمع کرلین گے جس مین ذرا شبہ نہین۔ اور پورا پورا بدلہ ملجاویگا ہر شخص کو جو کچھ اس نے کیا تھا اور ان شخصون پر ظلم نکیا جاویگا۔ آپ یون کہیے کہ اے اللہ

مٰلِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ ز وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ط

مالک تمام ملک کے آپ ملک جسکو چاہین دیدیتے ہین اور جس سے چاہین ملک لے لیتے ہین اور جسکو آپ چاہین غالب کردیتے ہین اور جسکو آپ چاہین پست کردیتے ہین

بِیَدِکَ الْخَیْرُ ط اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ○ تُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّھَارِ وَتُوْلِجُ النَّھَارَ فِی الَّیْلِ ز وَتُخْرِجُ الْحَیَّ

آپ ہی کے اختیار مین ہے سب بھلائی بلاشبہ آپ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والے ہین۔ آپ رات کو دن مین داخل کردیتے ہین اور دن کو رات مین داخل کردیتے ہین اور آپ جاندار چیز کو

مِنَ الْمَیِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ ز وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ○

بیجان سے نکال لیتے ہین اور بیجان چیز کو جاندار سے نکال لیتے ہین اور آپ جسکو چاہتے ہین بیشمار رزق عطا فرماتے ہین۔

ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ص وَّغَرَّھُمْ فِیْ دِیْنِھِمْ مَّا کَانُوْا یَفْتَرُوْنَ (۲۴) فَکَیْفَ اِذَا جَمَعْنٰھُمْ لِیَوْمٍ لَّا رَیْبَ فِیْہِ وَوُفِّیَتْ کُلُّ نَفْسٍ مَّا کَسَبَتْ وَھُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ (۲۵) ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپنے ایسے لوگ نہین دیکھے جنکو کتاب (سماوی یعنی توراۃ) کا ایک (کافی) حصہ دیا گیا (کہ اگر ہدایت کے طالب ہوتے تو وہ حصہ اس غرض کی تکمیل کے لیے کافی تھا) اور اسی کتاب اللہ کیطرف اس غرض سے انکو بلایا بھی جاتا ہے کہ وہ انکے درمیان (مذہبی اختلاف کا) فیصلہ کردے پھر (بھی) ان مین سے بعض لوگ انحراف کرتے ہین بے رخی کرتے ہوئے (اور) یہ (بے اعتنائی) اس سبب سے ہے کہ وہ لوگ یون کہتے ہین (اور یہی انکا اعتقاد ہے) کہ ہمکو صرف گنتی کے تھوڑے دنون تک دوزخ کی آگ لگے گی (پھر مغفرت ہوجاویگی) اور انکو دھوکہ مین ڈال رکھا ہے انکی تراشی ہوئی باتون نے (جیسے اسی تراشے ہوئے عقیدہ نے انکو دھوکہ دیا اور کتاب اللہ سے بے اعتنائی کرنے لگے) سو (ان احوال و افعال و اقوال کفریہ کے سبب) انکا کیا (برا) حال ہوگا جب کہ ہم انکو اس تاریخ مین جمع کرلین گے جس (کے آنے) مین ذرا شبہ نہین اور (اس تاریخ مین) پورا پورا بدلا ملجاویگا ہر شخص کو جو کچھ اس نے (دنیا مین) کیا تھا اور ان شخصون پر (بدلہ کے وقت اصلا) ظلم نہ کیا جاویگا (کہ بے جرم یا زیادہ از جرم سزا ہوجاوے) ف انکے قول لن تمسنا النار کی تحقیق پارہ الم کے نصف پر گذر چکی ہے ربط چونکہ اوپر کی آیات مین محاجہ کی تقریر ہے بعض مین بالسنان بعض مین باللسان جیسا اس آیت مین قد کان لکم اٰیۃ فی فئتین التقتا الخ آیت آئندہ مین اسکی مناسبت سے امت محمدیہ کے کفار پر غالب آنے کی پیشینگوئی کیطرف تعلیم مناجات کے عنوان مین اشارہ ہے جیسا شان نزول سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روم و فارس فتح ہوجانے کا وعدہ فرمایا تو منافقین و یہود نے مستبعد جانا اور استہزا کیا اسپر یہ آیت نازل ہوئی اوردہ فی روح المعانی عن الواحدی عن ابن عباس و انس **بشارت غلبہ مومنین بعنوان مناجات** قُلِ اللّٰھُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ ز وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ط بِیَدِکَ الْخَیْرُ ط اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (۲۶) تُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّھَارِ وَتُوْلِجُ النَّھَارَ فِی الَّیْلِ ز وَتُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ ز وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ (۲۷)

اللغات فی روح المعانی واصل اللھم یا اللہ فحذفت یا وعوض عنہا المیم واوثرت لقربہا من الواو التی ہی حرف علۃ وشددت لکونہا عوضا عن حرفین وجمعہا مع یا شاذ ۱۲

النحو قولہ بغیر حساب فی روح المعانی احد الاوجہ وجوز ان یکون نعتا لمصدر محذوف او مفعول محذوف ای رزقا غیر قلیل اھ قلت واخترت ہذا الوجہ ۱۲

الروایات فی روح المعانی روی الواحدی عن ابن عباس وانس بن مالک انہ لما فتح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکۃ وعد امتہ ملک فارس والروم قالت المنافقون والیہود ہیہات ہیہات من این لمحمد ملک فارس والروم ہم اعز وامنع من ذلک الم یکفہ مکۃ والمدینۃ حتی یطمع فی ملک فارس والروم فانزل اللہ تعالی ہذہ الآیۃ (ای قل اللھم الخ) وفی لباب النقول اخرج ابن ابی حاتم عن قتادۃ قال ذکر لنا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سال ربہ ان یجعل ملک الروم وفارس فی امتہ فانزل اللہ قل اللھم مالک الملک الآیۃ ۱۲

فائدۃ جلیلۃ قال ابو السعود عن ابی العباس المقرئی ورد لفظ الحساب فی القرآن علی ثلثۃ اوجہ بمعنی التعجب قال تعالی ترزق من تشاء بغیر حساب۔ وبمعنی العدد قال تعالی انما یوفی الصابرون اجرہم بغیر حساب۔ وبمعنی المطالبۃ قال تعالی فامنن او امسک بغیر حساب ۱۲۔

ملحقات الترجمۃ

۱ قولہ کافی حصہ کما فی ابی السعود والتنوین للتفخیم ۱۲

۲ قولہ اور اسی کتاب اللہ کیطرف زاد حرف العطف للحال لان الجملۃ حال وزاد فی لسانناخ امثالہ واو الحال واشار الی کون الاضافۃ للعہد ہذا ابلغ فی التقبیح حیث استفروا من الذی اوتوہ وزاد لفظ بھی للاشارۃ الی زیادۃ التقبیح حیث دعوا ولم یکن حاجۃ الی الدعوۃ ثم استنفروا ۱۲

۳ قولہ بعض فائدتہ ان بعضہم کانوا قد آمنوا ۱۲

۴ قولہ بے رخی اشارۃ الی زیادۃ التقبیح حیث لم یتولوا عن سفہ ۱۲

۵ قولہ فی ترجمۃ فکیف کیا برا اشارۃ الی کون الاستفہام للتفظیع ۱۲

۶ قولہ ذرا شبہہ افادہ عموم النکرۃ تحت النفی ۱۲ ۰

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ

مسلمانوں کو چاہیے کہ کفار کو دوست نہ بناویں مسلمانوں سے تجاوز کرکے اور جو شخص ایسا کرے گا سو وہ شخص اللہ کے ساتھ دوستی رکھنے کے کسی شمار

شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ۭ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ۝

میں نہیں مگر ایسی صورت میں کہ تم اُن سے کسی قسم کا اندیشہ رکھتے ہو اور اللہ تعالیٰ تمکو اپنی ذات سے ڈراتا ہے اور خدا ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے

(اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم) آپ (اللہ تعالیٰ سے) یوں کہیے کہ اے اللہ مالک تمام ملک[1] کے آپ ملک (کا جتنا حصہ چاہیں) جسکو چاہیں دیدیتے ہیں اور جس (کے قبضے) سے چاہیں ملک (کا حصہ) لے لیتے ہیں اور جسکو آپ چاہیں غالب کر دیتے ہیں اور جسکو آپ چاہیں پست کر دیتے ہیں آپ ہی کے اختیار میں ہے سب بھلائی بلاشبہہ آپ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والے ہیں آپ (بعض فصلوں میں) رات (کے اجزاء) کو دن میں داخل کر دیتے ہیں (جس سے دن بڑا ہونے لگتا ہے) اور (بعض فصلوں میں) دن (کے اجزاء) کو رات میں داخل کر دیتے ہیں (جس سے رات بڑھنے لگتی ہے) اور آپ جاندار چیز کو بیجان سے نکال لیتے ہیں (جیسے بیضہ سے بچہ) اور بیجان چیز کو جاندار سے نکال لیتے ہیں (جیسے پرندے سے بیضہ) اور آپ جسکو چاہتے ہیں بیشمار رزق عطا فرماتے ہیں **ف** یعنی ہر طرح کی قدرت ہے سو ضعفا کو قوت و سلطنت دیدینا کیا مشکل ہے اس دعا میں ایک قسم کا استدلال ہے اسکے امکان پر اور دفع ہے استبعاد کفار کا۔ اور خیر کی تخصیص اس لیے مناسب ہوئی کہ یہاں مقصود خیر کا مانگنا ہے جیسے کوئی امیدوار کہے کہ نوکر رکھنا آپکے اختیار میں ہے اگرچہ نوکر کا موقوف کردینا بھی اختیار میں ہوتا ہے **ربط** اوپر کفار کی مذمت مذکور تھی آیندہ آیت میں بطور تفریع کے انکے ساتھ دوستی کرنیکی ممانعت کا بیان فرماتے ہیں حاصل یہ ہے کہ جب کفار کے قبائح مثل انکار آیات و عداوت اللہ و رسول وغیرہ معلوم کرچکے تو ایسے قبیح و منکر و دشمنان خدا و رسول سے دوستی کب زیبا ہے **نہی موالات کفار** لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ۭ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۲۸﴾ مسلمانوں کو چاہیے کہ (ظاہراً یا باطناً)[2] کفار کو دوست نہ بناویں مسلمانوں (کی دوستی) سے تجاوز کرکے (یہ تجاوز دو صورت[3] سے ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ مسلمانوں سے بالکل دوستی نہ رکھیں۔ دوسرے یہ کہ مسلمانوں کے ساتھ کفار سے بھی دوستی رکھیں دونوں صورتیں ممانعت میں داخل ہیں) اور جو شخص ایسا کام کریگا سو وہ شخص اللہ[4] کے ساتھ دوستی رکھنے کے کسی شمار میں نہیں (کیونکہ جن دو شخصوں میں باہم عداوت ہو ایک سے دوستی کرکے دوسرے سے دوستی کا دعوی قابل اعتبار نہیں ہو سکتا) مگر ایسی صورت میں (ظاہری دوستی کی اجازت ہے) کہ تم اُن سے کسی قسم کا (قوی) اندیشہ رکھتے ہو (وہاں دفع ضرر کی ضرورت ہے) اور اللہ تعالیٰ تمکو اپنی ذات (عظیم الشان) سے ڈراتا ہے (کہ اُسکی ذات سے ڈرکر احکام کی مخالفت مت کرو) اور خدا ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے (اُسوقت کی سزا کا خوف کرنا ضرور ہے) **ف** کفار کے ساتھ تین قسم کے معاملے ہوتے ہیں۔ موالات یعنی دوستی۔ مداراۃ یعنی ظاہری خوش خلقی۔ مواساۃ یعنی احسان و نفع رسانی ان معاملات میں تفصیل یہ ہے کہ موالات تو کسی حال میں جائز نہیں اور آیت لا تتخذوا الیہود والنصاری اولیاء بعضہم اولیاء بعض۔ ومن یتولہم منکم فانہ منہم اور آیت لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء میں یہی مراد ہے اور مداراۃ تین حالتوں میں درست ہے۔ ایک دفع ضرر کے واسطے۔ دوسرے اس کافر کی مصلحت دینی یعنی توقع ہدایت کے واسطے۔ تیسرے اکرام ضیف کے لیے اور اپنی مصلحت و منفعت مال یا جاہ کے لیے درست نہیں اور بالخصوص[5] جبکہ ضرر دینی کا

اللغات قال ابو السعود اصل تقاۃ وقیۃ ابدلت الواو تاء کتخمۃ وتہمۃ وقلبت الیاء الفا ۱۲ **الفقہ**۔ فی بعض المعانی وعد قوم من ہذا الباب مداراۃ الکفار والفسقۃ والظلمۃ والانۃ الکلام لہم والتبسم فی وجوہہم والانبساط معہم واعطاءہم لکف اذاہم وقطع لسانہم وصیانۃ العرض عنہم ولا یعد ذلک من باب الموالات المنہی عنہا بل ہی سنۃ وامر مشروع ثم سرد روایات واحادیث الی ان قال لکن لا ینبغی المداراۃ الی حیث یخدش الدین ویرتکب المنکر وتسیٔ الظنون اھ

الروایات فی لباب النقول اخرج ابن جریر من طریق سعید او عکرمۃ عن ابن عباس قال کان الحجاج بن عمرو حلف کعب بن الاشرف بن ابی الحقیق وقیس بن زید قد بطنوا بنفر من الانصار لیفتنوہم عن دینہم فقال رفاعۃ بن المنذر وعبد اللہ بن جبیر وسعد بن خیثمۃ لاولئک النفر اجتنبوا ہؤلاء النفر من یہود واحذروا مباطنتہم لا یفتنوکم عن دینکم فابوا فانزل اللہ فیہم لا یتخذ المؤمنون الی قولہ واللہ علی کل شیٔ قدیر ۱۲

ملحقات الترجمہ

[1] **قولہ** تمام ملک الے قولہ جتنا حصہ لما فی البیضاوی فالملک اول عام والاخیران بعضان منہ ۱۲

[2] **قولہ** ظاہرا یا باطنا افادہ اطلاق لفظ اولیاء مع استثناء حال التقاۃ والا لم یصح الاستثناء لان الخوف لا یجوز الموالات الحقیقۃ القلبیۃ لعدم الضرورۃ فیہا فان القلب لا یطلع علیہ من یخاف منہ فکان الاصل فی الموالاۃ الحظر والضروری یتقدر بقدر الضرورۃ وقد ارتفعت الضرورۃ بصورۃ الموالاۃ فلا بد لصحۃ الاستثناء ان یکون المستثنی منہ شاملا للصورۃ والمعنی فافہم ۱۲

[3] **قولہ** یہ تجاوز دو صورت سے الخ ماخذہ ابو السعود ۱۲

[4] **قولہ** اللہ کے ساتھ دوستی رکھنے الخ اشارۃ الی حذف المضاف ای من ولایۃ اللہ ومن ہذہ بیانیۃ لقولہ شیٔ ولما کان المحذوف کالملفوظ اظہرہ فی الترجمۃ ۱۲

[5] **قولہ** فی ف اور بالخصوص جبکہ الخ ہذا ہی فیہ بسبب الشرط وعموم اللفظ فافہم ۱۲

قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ ؕ وَيَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى

آپ فرما دیجیے کہ اگر تم پوشیدہ رکھو گے اپنا ما فی الضمیر یا اسکو ظاہر کرو گے اللہ تعالیٰ اسکو جانتے ہیں اور وہ تو سب کچھ جانتے ہیں جو کچھ کہ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ تعالیٰ

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۚۖ وَّمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ ۚ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا

ہر چیز پر قدرت بھی کامل رکھتے ہیں۔ جس روز کہ ہر شخص اپنے اچھے کیے ہوئے کاموں کو سامنے لایا ہوا پائیگا اور اپنی بُرے کیے ہوئے کاموں کو اس بات کی تمنا کریگا کہ کیا خوب ہوتا جو اس شخص کے اور اس

وَبَيْنَهٗٓ اَمَدًاۢ بَعِيْدًا ؕ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ؕ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ۝

کے درمیان میں دور دراز کی مسافت ہوتی اور خدا تعالیٰ تمکو اپنی ذات سے ڈراتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نہایت مہربان ہیں بندوں پر

ع ۳ ۱۱ ۔ ربع

بھی خوف ہو تو بدرجہ اولیٰ یہ اختلاط حرام ہوگا اس مقام کی آیت میں اسی دفع ضرر کی حالت کو مستثنیٰ کیا ہے اور مراد اس سے مداراۃ ہے جسکو صورتاً موالات میں داخل کر کے موالات کو مستثنیٰ منہ قرار دیدیا گیا اور آیت بالا میں چونکہ موالات حقیقیہ مراد ہے لہذا استثناء نہیں کیا گیا اور توقع ہدایت کے لیے مداراۃ کرنا سورہ عبس کی آیت فانت لہ تصدی میں مذکور ہے۔ اور ضیف ہونیکی وجہ سے مدارات کرنا اس حدیث میں ہے جسمیں بنی ثقیف کو آپنے مسجد میں ٹھیرایا تھا اور وجہ شکایت تقدیم کافر کی مومن پر ہے۔ اور اپنی مصلحت مالی یا جاہی کے لیے اسکی ممانعت آیت ایبتغون عندہم العزۃ میں مذکور ہے۔ اور مواساۃ کا حکم یہ ہے کہ اہل حرب کے ساتھ ناجائز ہے اور غیر اہل حرب کے ساتھ جائز سورہ ممتحنہ کی آیت لاینہاکم اللہ الی قولہ ہم الظالمون میں اسکی تصریح ہے اور اس آیت میں اس مواساۃ کو مجازاً لغوی سے تعبیر کر دیا گیا ہے اور یہی حکم ہے فساق و اہل بدعت کا جیسا روایات سے ظاہر ہے۔ اور تقاۃ کے ترجمہ میں اندیشہ میں قوی کی قید اسلیے لگائی کہ توہم کا اعتبار نہیں چنانچہ آیت یقولون نخشی ان تصیبنا دائرۃ میں اسی پر انکار ہے۔ اسیطرح امراء کی صحبت سے ممانعت آئی ہے دفع شبہہ بعضونکو اس آیت میں تقیہ متعارفہ شیعہ کے جواز کا شبہہ ہو جاتا ہے اسکا دفع یہ ہے کہ اس آیت کو اس تقیہ سے اصلا مس نہیں کیونکہ آیت ہذا میں خوف ضرر کے وقت دوستی کے اظہار اور عداوت کے اخفاء کا ذکر ہے اور تقیہ متعارفہ میں کفر کا اظہار اور ایمان کا اخفاء ہوتا ہے اگر کہا جاوے کہ اگر یہاں مذکور نہیں تو دوسری آیت میں بعنوان اکراہ مذکور ہے جواب یہ ہے کہ تقیہ متعارفہ اور اکراہ میں بھی دو فرق ہیں۔ اول اکراہ صریح دفع ضرر کے خوف سے ہے اور تقیہ مذکورہ جلب منفعت کے لیے بھی۔ دوسرے اکراہ میں اس ضرر کا شدید اور خوف کا قوی ہونا ضرور ہے اور تقیہ میں ضرر کا خفیف اور خوف کا درجہ وہم میں ہونا کافی ہے بس تقیہ اصطلاحی کو قرآن سے کچھ مس نہ ہوا اور کوئی شخص اصطلاح بدل کر لفظ تقاۃ سے اخذ کر کے اجازت کی صورت کو تقیہ کہنے لگے تو اس سے مناقشہ نہیں لیکن اسکو مفید نہیں **ربط** اوپر کی آیت میں کفار کے ساتھ دوستی کرنے کی ممانعت فرمائی تھی آگے اس نہی کے عام ہونے کو ارشاد فرماتے ہیں کہ نہ بلا ضرورت ظاہراً ان سے دوستی جائز ہے اور نہ باطناً اصلاً دوستی جائز ہے اور اس مضمون کو ایسے عام عنوان سے ارشاد فرمایا ہے جس سے سب معاصی ظاہرہ و باطنہ سے تحذیر ہو جاوے **تعمیم نہی موالات کفار** قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ ؕ وَيَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۲۹ آپ (ان سے) فرما دیجیے کہ اگر تم (دل ہی دل میں) پوشیدہ رکھو گے اپنا ما فی الضمیر یا اسکو (زبان و جوارح سے) ظاہر کرو گے اللہ تعالیٰ اسکو (ہر حال میں) جانتے ہیں اور (اسی کی کیا تخصیص ہے) وہ تو سب کچھ جانتے ہیں جو کچھ کہ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے (کوئی چیز ان سے مخفی نہیں) اور (علم کے ساتھ) اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت بھی کامل رکھتے ہیں (سو اگر تم کسی امر قبیح کا ارتکاب کرو گے خواہ ظاہراً یا باطناً تو وہ تمکو سزا دے سکتے ہیں) **ربط** آگے مضمون بالا کی تاکید کے لیے قیامت کا آنا اور اسمیں بلا تخصیص کسی عمل کے سب اعمال کا پیش نظر ہو جانا اور اسوقت عاصیوں کا پچھتانا بیان فرماتے ہیں **تاکید مضمون سابق** يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۚۖ وَّمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ ۚ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗٓ اَمَدًاۢ بَعِيْدًا ؕ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ؕ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ۝۳۰

اللغات فی روح المعانی الامد غایۃ الشیء ومنتہاہ وذہب بعضہم الی ان المراد بالامد البعید المسافۃ البعیدۃ ولعلہ الاظہر ۱۲

النحو یوم منصوب بتود کذا قال البیضاوی قولہ وما عملت من سوء عطف علی ما عملت والتقدیر محضرا فی النظم حذفہ للاقتصار بقرینۃ ذکرہ فی الاول ما قالہ الاکثرون کذا فی روح المعانی ۱۲

البلاغۃ فی روح المعانی وفی قولہ محضرا من التہویل ما لیس فی حاضرا وکذا فی روح المعانی ما فیہ من ارجاع الضمیر فی بینہ الی یوم لنکتۃ المبالغۃ فافہم قال البیضاوی الآیۃ (ای قل ان تخفوا الخ) بیان لقولہ ویحذرکم اللہ نفسہ فکانہ قال ویحذرکم نفسہ لانہا متصفۃ بعلم ذاتی محیط بالمعلومات کلہا وقدرۃ ذاتیۃ تعم المقدورات باسرہا فلا تجسروا علی عصیانہ اہ قلت وقررت وجہ ربط الآیۃ بنہج آخر کما یظہر من تقریری فی التفسیر

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

آپ فرما دیجیے کہ اگر تم خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو تم لوگ میرا اتباع کرو خدا تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگیں گے اور تمہارے سب گناہوں کو معاف کر دینگے اور اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنے والے بڑی عنایت فرمانے والے ہین

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓي

آپ یہ فرما دیجیے کہ تم اطاعت کیا کرو اللہ تعالیٰ کی اور رسول کی　پھر اگر وہ لوگ اعراض کرین　سو اللہ تعالیٰ کافرون سے محبت نہین کرتے　بیشک اللہ تعالیٰ نے منتخب فرمایا ہے

اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَي الْعٰلَمِيْنَ ۝ ذُرِّيَّةًۢ بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ

آدم کو اور نوح کو اور ابراہیم کی اولاد کو　اور عمران کی اولاد کو　تمام جہان پر　بعضے ان میں　بعضون کی اولاد ہین　اور اللہ تعالیٰ خوب سننے والے ہین خوب جاننے والے ہین

جس روز (ایسا ہوگا) کہ ہر شخص اپنے اچھے کیے ہوئے کاموں کو سامنے لایا ہوا پائیگا اور اپنے برے کیے ہوئے کاموں کو (بھی پائیگا اُس روز) اس بات کی تمنا کریگا کہ کیا خوب ہوتا جو اس شخص کے اور اُس روز کے درمیان مین دور و دراز کی مسافت (حائل) ہوتی (تاکہ اپنے اعمال بد کا معائنہ نکرنا پڑتا) اور (تمسے پھر مکرر کہا جاتا ہے کہ) خدا تعالیٰ تمکو اپنی ذات (عظیم الشان) سے ڈراتے ہین اور (یہ ڈرانا اسوجہ سے ہے کہ) اللہ تعالیٰ نہایت مہربان ہین (اپنے) بندون کے حال) پر (اس مہربانی سے یون چاہتے ہین کہ یہ سزای آخرت سے بچے رہین اور بچنے کا طریقہ ہی اعمال بد کا ترک کرنا اور ترک کرنا عادۃً بدون ڈرانے کے ہوتا نہین اسلیے ڈراتے ہین پس یہ ڈرانا عین شفقت و رحمت ہے) **ف** جن لوگون کے نیک اور بد دونون قسم کے عمل اُس روز پیش ہونگے انکی نسبت یون فرمانا کہ وہ لوگ اُس یوم کے نہ آنیکی تمنا کرینگے نہایت بلاغت ہے کہ باوجودیکہ کچھ اعمال ان کے خیر بھی ہونگے مگر انکے ہونیکی ذرا خوشی نہوگی اعمال بد سے رنج ہوگا تو جسکے پاس شر ہی شر ہو اُسکا کیا پوچھنا اور اس سے یہ لازم نہین آتا کہ جنکے اعمال صرف خیر ہون وہ بھی اس تمنا مین شریک ہین **ربط** اوپر کی آیتون مین توحید کا وجوب اور کفر کی مذمت مذکور تھی اعتقاد رسالت و اتباع رسول کا وجوب فرماتے ہین تاکہ معلوم ہوجاوے کہ جسطرح انکار توحید کفر ہے انکار رسالت بھی کفر ہے **وجوب اعتقاد و اتباع رسول** قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۱﴾ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ آپ (لوگون سے) فرما دیجیے کہ اگر تم (بزعم خود) خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو (اور محبت رکھنے کی وجہ سے یہ بھی چاہتے ہو کہ خدا تعالیٰ بھی تم سے محبت کریں) تو تم لوگ (اس مقصود کے حاصل کرنے کے طریقون مین) میرا اتباع کرو (کیونکہ مین خاص اسی تعلیم کے لیے مبعوث ہوا ہون جب ایسا کروگے تو) خدا تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگین گے اور تمہارے سب گناہون کو معاف کر دینگے (کیونکہ مین اس معافی کا طریقہ بھی تعلیم کرتا ہون اُسپر عمل کرنے سے لامحالہ حسب وعدہ گناہ معاف ہوجاوین گے مثلاً ذنوب محضہ سے توبہ کرلینا حقوق فائتہ الٰہیہ کا قضا کرلینا حقوق العباد کا ادا کردینا یا ابراء کرالینا) اور اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنے والے بڑے عنایت فرمانے والے ہین (اور) آپ یہ (بھی) فرما دیجیے کہ تم اطاعت کیا کرو اللہ تعالیٰ کی (کہ اصل مقصود تو وہی ہے) اور (اطاعت کیا کرو) رسول کی (یعنی میری اطاعت اس حیثیت سے کرنا ضروری ہے کہ مین اللہ کا فرستادہ ہون میری معرفت اپنی اطاعت کے طریقے بتلائے ہین) پھر (اسپر بھی) اگر وہ لوگ (آپ کی اطاعت سے کہ ادنیٰ اُسکا اعتقاد رسالت ہے) اعراض کرین سو (وہ لوگ سن رکھین کہ) اللہ تعالیٰ کافرون سے محبت نہین کرتے (اور وہ اس صورت مین یہ لوگ کافر ہونگے سو انکو دعوی محبت کرنا یا ہوس محبوبیت رکھنا محض بادپیمائی ہے) **ربط** بعض معاندین کو باوجود وضوح دلائل عقلیہ و نقلیہ کے مسئلہ رسالت مین استبعاد و استنکار تھا اس لیے آیات آیندہ مین اس مسئلہ کی تائید کے لیے تاکہ ان نظائر سے وہ استبعاد دفع ہوجاوے اولاً چند مشہور انبیاء علیہم السلام کا اجمالاً منتخب و مقبول ہونا پھر حضرت عیسےٰ علیہ السلام اور حضرت زکریا علیہ السلام و حضرت یحییٰ علیہ السلام کا کسیقدر مفصل قصہ ارشاد فرماتے ہین وجہ تخصیص ان حضرات کی قرب زمانہ نبوی ہے **اصطفاء بعض انبیاء علیہم السلام** اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓي اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَي الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۳﴾ ذُرِّيَّةًۢ بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۳۴﴾

ملحقات الترجمة

لہ قولہ فی توضیح ترجمہ تحبون اللہ اور محبت رکھنے کی وجہ سے ۔ زدتہ لیظہر وجہ ترتب قولہ یحببکم اللہ وماخذہ التفسیر الکبیر لما کان ارادۃ المحبوبیۃ لازمۃ لارادۃ المحبیۃ قام ذکر الملزوم مقام ذکر اللازم فافہم وقال بعضہم ان معناہ ان کنتم تحبون ثواب اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ای یثیبکم ۔ وقیل ان کنتم تحبون اللہ ای تریدون عبادتہ فاتبعونی اعلمکم طرق عبادتہ فاذا اتبعتمونی وعبدتموہ حسب تلک الطرق یحببکم اللہ الآیۃ ۱۲۔

اللغات ذریۃ قال البیضاوی الذریۃ الولد یقع علی الواحد والجمع فعلیۃ من الذر او فعولۃ من الذرء ابدلت ہمزتہا یاء ثم قلبت الواو یاء و ادغمت ۱۲

النحو ۔ قولہ ذریۃ الخ قال البیضاوی حال او بدل من الآلین او منہا و من نوح ۱۲

الروایات ۔ فی لباب النقول اخرج ابن المنذر عن الحسن قال قال اقوام علی عہد نبینا واللہ یا محمد انا لنحب ربنا فانزل اللہ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی الآیۃ ۱۲

إِذْ قَالَتِ امْرَأَتُ عِمْرَانَ رَبِّ إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّي ۖ إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝

جبکہ عمران کی بی بی نے عرض کیا کہ ای میرے پروردگار مین نے نذر مانی ہی آپکے لیے اس بچہ کی جو میرے شکم مین ہی کہ وہ آزاد رکھا جاویگا سو آپ مجھ سے قبول کر لیجیے بیشک آپ خوب سننے والے خوب جاننے والے ہین

فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ إِنِّي وَضَعْتُهَا أُنثَىٰ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْأُنثَىٰ ۖ

پھر جب لڑکی جنی کہنے لگین کہ ای میری پروردگار مین نے تو وہ حمل لڑکی جنی حالانکہ خدا تعالی زیادہ جانتے ہین اسکو جو انہون نے جنی اور وہ لڑکا اس لڑکی کے برابر نہین

بے شک اللہ تعالے نے (نبوۃ کے لیے) منتخب فرمایا ہے (حضرت) آدم (علیہ السلام) کو اور (حضرت) نوح (علیہ السلام) کو اور (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کی اولاد (مین سے بعضون) کو (جیسے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام حضرت اسحق علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام اور تمام انبیاء بنی اسرائیل کہ اولاد یعقوب علیہ السلام کی ہین اور ہمارے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کہ اولاد اسماعیل علیہ السلام سے ہین) اور عمران کی اولاد (مین سے بعضون) کو (اگر یہ[1] عمران حضرت موسی علیہ السلام کے والد ہین تو اولاد سے مراد حضرت موسی علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام ہین اور اگر یہ عمران حضرت مریم علیہا السلام کے والد ہین تو اولاد سے مراد حضرت عیسے بن مریم علیہ السلام ہین غرض ان سب حضرات کو نبوت کے لیے) تمام جہان (کی مخلوقات) پر (منتخب فرمایا ہے) بعضے ان مین بعضون کی اولاد ہین (جیسے آدم علیہ السلام کی اولاد سب ہین اسیطرح نوح علیہ السلام کی اولاد سب ہین اور حضرت ابراہیم کی اولاد ہین اولاد عمران بھی ہے) اور اللہ تعالے خوب سننے والے ہین خوب جاننے والے ہین (کہ سب کے اقوال کو سنتے ہین سب کے احوال کو جانتے ہین پس جسکے اقوال و احوال مناسب شان نبوت کے دیکھے انکو نبی بنا دیا) **ف** اس مین اکثر انبیاء علیہم السلام کا بالخصوص انبیاء اولوالعزم کا ذکر آگیا باقی خود حضرت ابراہیم کی نبوت اسمین اسلیئے مذکور نہین ہوئی کہ انکا نبی ہونا تمام اہل ملل سماویہ مین مشہور و مسلم تھا اور آل ابراہیم مین باوجودیکہ آل عمران بھی داخل ہے لیکن بطور تخصیص بعد تعمیم کے اہتمام کے لیے مکرر ذکر فرما دیا اگر حضرت موسی و ہارون علیہما السلام مراد ہین تب تو وجہ اہتمام حضرت موسی علیہ السلام کا انبیاء اولوالعزم مین سے ہونا ہے اور اگر حضرت عیسے علیہ السلام مراد ہین تو علاوہ اولوالعزم مین سے ہونیکے خود مناسبت مقام کی اس تکریر کو مقتضی ہے کیونکہ آگے اسکے متصل ہی قصہ حضرت عیسے علیہ السلام کا مذکور ہے جسکو حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ کے ذکر سے شروع فرمایا ہی۔ اور یہ جو فرمایا ہے کہ ایک دوسرے کی اولاد ہے شاید مقصود اس سے ان سب حضرات کا اتحاد یا شرف ذاتی کے ساتھ شرف نسبت کا بیان فرمانا ہو اس امر کا جتلانا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آبا و اجداد مین بھی نبوت رہی ہی اگر آپ کو نبوت مل گئی تو بعید کیا ہی واللہ اعلم **قصہ حضرت مریم و عیسے علیہ السلام** إِذْ قَالَتِ امْرَأَتُ عِمْرَانَ رَبِّ إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّي ۖ إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿۳۴﴾ (وہ وقت بھی یاد[2] کرنے کے قابل ہے) جبکہ عمران (پدر مریم) کی بی بی نے (حالت حمل مین جناب باری مین) عرض کیا کہ ای میرے پروردگار مین نے نذر (یعنے منت) مانی ہے آپ (کی عبادت) کے لیے اس بچہ کی جو میرے شکم مین ہے کہ وہ (خانہ خدا کی خدمت کے واسطے) آزاد (فارغ) رکھا جاویگا (اور مین اسکو اپنے کام مین نہ لگاؤن گی) سو آپ (اسکو) مجھ سے (بعد[3] ولادت) قبول کر لیجیے بے شک آپ خوب سننے والے خوب جاننے والے ہین (کہ میری عرض کو سن رہے ہین اور میری نیت کو جان رہے ہین) **ف** اس زمانہ مین ایسی نذر ماننا مشروع[4] تھا مگر صرف اولاد ذکور کے ساتھ مخصوص تھا سو انہون نے اسی گمان سے نذر مانی تھی کہ شاید لڑکا پیدا ہو

تتمہ قصہ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ إِنِّي وَضَعْتُهَا أُنثَىٰ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْأُنثَىٰ ۖ

النحو محررا انتصابه على الحالية من ما والعامل فيه نذرت اه روح المعاني۔ قال البيضاوي الضمير (في وضعتها) بالغيبة ووضعتها بالتكلم لما في بطنها وتانيثه لانه كان انثى ۱۲ **البلاغة** في روح المعاني اللام في لك للتعليل والمراد لخدمة بيتك (فهو متعلق بمحررا) وتقديم الجار والمجرور لكمال الاعتناء به اه قلت ويحتمل تعلقه بنذرت اي نذرت لعبادتي اياك فان النذر يكون بالعبادة واخترته في الترجمة لقرب العامل وبقاء الترتيب على الاصل قوله وليس الذكر الخ بيان لقوله والله اعلم اي وليس الذكر الذي طلبت كالانثى التي وهبت واللام فيهما للعهد اه بيضاوي

اختلاف القراءة في روح المعاني قرا ابن عامر وابوبكر عن عاصم ويعقوب بما وضعت (بالتكلم) على انه من كلامها قالته اعتذارا الى الله تعالى حيث وضعت مولودا لا يصلح للغرض او تسلية لنفسها اي ولعل لله تعالى سرا وحكمة ولعل هذه الانثى خير من الذكر اه قلت فعلى هذا يكون قوله وليس الذكر كالانثى من جملة كلامها ويكون معناه على ما يقتضيه المقام من التحزن ان الذكر ليس كالانثى بل له الترجيح عليها ولا يرد ان العادة في مثله ان ينفي عن الناقص شبهه بالكامل لا العكس وجه عدم الورود انه لم يثبت تعيين ما قالوه الا ترى الى قوله تعالى لستن كاحد من النساء فنفي عن الكامل شبه الناقص ۱۲

ملحقات الترجمة

[1] **قوله** اگر یہ عمران الخ في الانتصاب قال احمد ومما يرجح هذا القول الثاني (ان عمران هو ابو مريم) ان السورة تسمى آل عمران ولم تشرح قصة عيسى ومريم في سورة ابسط من شرحها في هذه السورة واما موسى وهارون فلم يذكر من قصتهما في هذه السورة فدل ذلك على ان عمران المذكور ههنا هو ابو مريم والله اعلم اه وفي روح المعاني ومما يرجح كون المراد به ابا مريم ان الله تعالى ذكر اصطفاءها بعد ونص عليه اه قال البيضاوي وكان بين العمرانين الف وثمان مائة سنة ۱۲

[2] **قوله** یاد کرنے کے قابل ہو حاصل معنے اذكر العامل في اذ ۱۲

[3] **قوله** بعد ولادت قيد به لان الحمل لا يصلح محلا للنذر ۱۲

[4] **قوله** في مشروع تھا بخلاف ما في شرعنا لقوله عليه السلام لا نذر فيما لا يملك الحديث وليس في اختيار الناذر ان يفعل غيره خلا فلا ينعقد النذر فافهم ۱۲

وَاِنِّیْ سَمَّیْتُهَا مَرْیَمَ وَاِنِّیْۤ اُعِیْذُهَا بِكَ وَذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ

اور مین نے اس لڑکی کا نام مریم رکھا اور مین اُسکو اور اُسکی اولاد کو آپ کی پناہ مین دیتی ہون شیطان مردود سے — پس انکو انکے رب نے بوجہ احسن قبول

حَسَنٍ وَّاَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ۙ وَّكَفَّلَهَا زَكَرِیَّا ۚ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَیْهَا زَكَرِیَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا

فرمالیا — اور عمدہ طور پر اُنکو نشو و نما دیا اور زکریا کو اُنکا سرپرست بنایا جب کبھی زکریا اُنکے پاس عمدہ مکان مین تشریف لاتے تو اُنکے پاس کچھ کھانے پینے کی

رِزْقًا ۚ قَالَ یٰمَرْیَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ؕ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ۝

چیزین پاتے — یون فرماتے کہ اے مریم یہ چیزین تمہارے واسطے کہان سے آئین وہ کہتین کہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے آئین ہین بیشک اللہ تعالیٰ جسکو چاہتے ہین بے استحقاق رزق عطا فرماتے ہین۔

وَاِنِّیْ سَمَّیْتُهَا مَرْیَمَ وَاِنِّیْۤ اُعِیْذُهَا بِكَ وَذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ (۳۵) پھر جب (اُن بی بی نے) لڑکی جنی (حسرت سے)[۱] کہنے لگین کہ اے میرے پروردگار مین نے تو وہ حمل لڑکی جنی (حق تعالیٰ فرماتے ہین کہ وہ اپنے خیال سے حسرت کر رہی تھین) حالانکہ[۲] خدا تعالیٰ زیادہ جانتے ہین (لڑکی کی شان) کو جو انہون نے جنی اور (کسیطرح بھی) وہ لڑکا (جو انہون نے چاہا تھا) اس لڑکی کے برابر نہین (ہوسکتا تھا بلکہ یہ لڑکی ہی افضل ہی کہ اسکے کمالات و برکات عجیب و غریب ہونگے یہ ارشاد خداوندی بطور جملہ معترضہ کے تھا آگے پھر اُن بی بی کا قول ہے) اور مین نے اس لڑکی کا نام مریم رکھا اور مین اسکو اور اسکی اولاد کو (اگر کبھی اولاد ہو) آپ کی پناہ (اور حفاظت) مین دیتی ہون شیطان مردود سے **ف** چنانچہ انکی یہ غرض بھی قبول ہوئی جیسا حدیث صحیحین مین آیا ہی کہ ہر بچہ کو ولادت کے وقت شیطان چھیڑتا ہے اور اُسکے چھیڑنے سے بچہ چلاتا ہی بجز حضرت مریم اور حضرت عیسےٰ علیہما السلام کے فقط اور چونکہ یہ عرض معًا ولادت کے ساتھ تھی اسلیے اُسوقت تک شیطان کا مس واقع نہوا تھا اسلیے اسمین یہ اشکال نہین کہ شیطان تو ولادت کے وقت مس کرتا ہے تو دعا سے پہلے مس کرچکا ہو گا اور تخصیص ذکر حضرت مریم اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی اسیوجہ سے ہی کہ ان بی بی کی دعا تصریحًا منقول ہی اسلیے اجابت دعا کو تصریحًا ظاہر فرما دیا پس اس سے یہ لازم نہین آتا کہ اور انبیاء علیہم السلام کو بھی شیطان مس کرتا ہو۔ اور بعض نے شبہ کیا ہی کہ اگر شیطان کو ایسی قدرت ہو تو سبکو ہلاک کردے جواب یہ ہی کہ جتنی قدرت دی گئی ہی اُس سے زیادہ نہین ہی نیز ملائکہ نگہبان بھی ہین۔ اور مریم بمعنے عابدہ نام رکھنے کی تصریح مین یہ اشارہ ہی کہ مین اپنی نذر پر حتے الامکان قائم ہون اس لڑکی کو بھی مسجد کے لیے فارغ کردون گی اگر خدمت کے لیے نہین تو عبادت کے لیے سہی واللہ اعلم فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّاَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ۙ وَّكَفَّلَهَا زَكَرِیَّا ۚ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَیْهَا زَكَرِیَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ یٰمَرْیَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ؕ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ (۳۶) غرض حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ اُنکو لے کر مسجد بیت المقدس مین پہونچین[۳] اور وہان کے مجاورین و عابدین سے کہ اُن مین حضرت زکریا علیہ السلام بھی تھے جاکر کہا کہ اس لڑکی کو مین نے خاص خدا کے لیے مانا ہی اسلیے مین اپنے پاس نہین رکھ سکتی سو اسکو لائی ہون آپ لوگ لیکر رکھیے سو چونکہ حضرت عمران اس مسجد کے امام تھے اور حالت حمل مین انکی وفات ہوچکی تھی[۴] ورنہ سب سے زیادہ مستحق انکے لینے کے وہ تھے بوجہ باپ ہونے کے بھی اور بوجہ امام ہونے کے بھی[۵] اس لیے ہر شخص انکے لینے اور پالنے کی خواہش رکھتا تھا چنانچہ حضرت زکریا علیہ السلام نے اپنی ترجیح کی یہ وجہ بیان فرمائی کہ میرے گھر مین انکی خالہ ہین اور خالہ بمنزلہ مان کے ہوتی ہی اسلیے بعد مان کے وہی رکھنے کی مستحق ہین مگر اور لوگ اس ترجیح پر راضی و متفق نہین ہوئے[۶]۔ آخر قرعہ پر اتفاق قرار پایا اور صورت قرعہ کی بھی عجیب و غریب خلاف عادت

اللغات المحراب اشرف المواضع لتنافس الناس علیہ وہو اسم مکان اھ من روح المعانی والمراد الغرفۃ فلا یشکل بمنع الھواء عنہا بالغلق لجواز وصولہ من الخوخات فافہم ۱۲

النحو قولہ بقبول حسن فی روح المعانی الباء مثلہا فی کتبت بالقلم والقبول ما یقبل بہ الشئی کالسقوط ما یسقط بہ ای تقبلہا بوجہ حسن وہو اختصاصہ ایاہا ولم یقبل قبلہا انثی اھ قلت ومن ثم ترجمۃ لقبولی وجہ احسن نباتا مصدر علی غیر لفظ الفعل المذکور وقیل التقدیر فنبتت نباتا قولہ ان اللہ یرزق الخ یحتمل کونہ من کلامہا وہو الاولی او من کلامہ تعالی کذا فی روح المعانی

البلاغۃ قولہ انی سمیتہا فی روح المعانی والغرض من عرض التسمیۃ علی علام الغیوب الاولے فیہ ان یقال ان الغرض من ذلک اظہار انہا غیر راجعۃ عن نیتہا وان کان ما وضعتہا انثی وانہا وان لم تکن خلیقۃ لسدانۃ بیت المقدس فلتکن من العابدات فیہ واستقلالہا بالتسمیۃ لکون ابیہا قدمات وامہا حامل فتقدیم المسند الیہ للتخصیص یعنی التسمیۃ منی لا یشارکنی فیہا ابوہا ۱۲

اختلاف القراءۃ قولہ کفلہا فی البیضاوی شدد الفاء حمزۃ والکسائی وعاصم وخفف الباقون ۱۲

ملحقات الترجمۃ

[۱] **قولہ** حسرت سے ہکذا فی روح المعانی فلا یشکل ان الاخبار اما للفائدۃ او للازمہا واللہ محیط بہما ۱۲

[۲] **قولہ** حالانکہ الخ اشارۃ الی ما فی روح المعانی ان الجملۃ اعتراضیۃ سیقت لتعظیم المولود الذی وضعتہ وتفخیم شانہ والتجہیل لہا بقدرہ ای واللہ اعلم بالشئی الذی وضعتہ وما علق بہ من عظائم الامور ودقائق الاسرار وواضح الآیات وہی غافلۃ عن ذلک کلہ ۱۲

[۳] **قولہ** لیکر پہونچین ای عقیب الولادۃ ملفوفۃ فی الخرقۃ کذا فی روح المعانی ۱۲

[۴] **قولہ** فی تمہید الترجمۃ وفات ہوچکی تھی کذا فی روح المعانی ۱۲

[۵] **قولہ** بوجہ امام ہونے کے کذا فی روح المعانی ۱۲

[۶] **قولہ** راضی و متفق نہ ہوئے لعلہ لم یکن شرعا لہم کما انہ لیس شرعا لنا والا لا یستبعد اختلاف السدنۃ فیہ ثم الرجوع الی القرعۃ مع وجود الشرع ۱۲

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ

اُس موقع پر دعا کی زکریا نے اپنے رب سے عرض کیا کہ اے میرے رب عنایت کیجیے مجھکو خاص اپنے پاس سے کوئی اچھی اولاد بیشک آپ بہت سننے والے ہین دعا کے

تھیری جسکا بیان آگے آویگا اُس مین بھی حضرت زکریا علیہ السلام کامیاب ہوئے چنانچہ انکو وہ مل گئین اور اُنہون نے بنا بر بعض روایات ایک انکو رکھا اور ... سال دودھ پلوایا اور بعض روایات مین دودھ پینے کی اُنکو حاجت نہین ہوئی غرض وہ خود بیٹھنے اُٹھنے لگین انکو مسجد کے متعلق ایک عمدہ مکان مین لاکر رکھا جب جاتے باہر سے قفل لگا جاتے آکر کھول لیتے اسی قصہ کا مختصر آگے مذکور ہے یعنی) پس اُن (مریم علیہا السلام) کو اُنکے رب نے بوجہ احسن قبول فرمالیا اور عمدہ طور پر اُنکو نشوونما دیا اور (حضرت) زکریا (علیہ السلام) کو اُن کا سرپرست بنایا (سو) جب کبھی (حضرت) زکریا (علیہ السلام) اُن کے پاس (اُسی عمدہ مکان مین جس مین اُنکو رکھا تھا) تشریف لاتے تو اُنکے پاس کچھ کھانے پینے کی چیزین پاتے (اور یون فرماتے کہ اے مریم یہ چیزین تمہارے واسطے کہان سے آئین وہ کہتین کہ اللہ تعالےٰ کے پاس (جو خزانہ غیب ہے اسمین) سے آئین بے شک اللہ تعالےٰ جسکو چاہتے ہین بے استحقاق رزق عطا فرماتے ہین (جیسا اس موقع پر محض فضل سے بے مشقت عطا فرمایا) **ف** یہ جو فرمایا کہ خدا تعالےٰ نے اُن کو قبول کرلیا اسکی ظاہری علامت یہ تھی کہ اُس قرعہ عجیبہ مین جو بطور معجزہ تھا حضرت زکریا علیہ السلام غالب آئے جس سے معلوم ہوا کہ حق تعالےٰ کی مرضی تھی کہ یہ اُنکے پاس رہین اور پلین اسی بنا پر قبول کی نسبت اور نیز حضرت زکریا علیہ السلام کو کفیل بنانے کی نسبت اپنی طرف فرمائی اور یہ جو فرمایا کہ عمدہ طور پر اُنکو نشوونما دیا اسکے دو معنے ہو سکتے ہین ایک یہ کہ ابتدا سے عبادت وطاعت مین مشغول رکھا۔ دوسرے یہ کہ اور بچون کی معمولی نشوونما سے اُنکا ظاہری نشوونما زائد تھا اور حضرت زکریا علیہ السلام جو اُن سے پوچھتے تھے کہ یہ کہان سے آیا تو وجہ اسکی یہ تھی کہ بجز اُن کے اُس مکان مین کوئی آنہ سکتا تھا خود قفل لگا جاتے اور خود آکر کھولتے دوسرے وہ چیزین بھی بے فصل میوے ہوتے تھے اسلیے تعجب ہوتا تھا سو وہ رزق محض عالم غیب سے آتا تھا اور یہ قصہ کرامت تھی حضرت مریم علیہا السلام کی جسکا ثابت ہونا اولیاء اللہ کے لیے مذہب ہے اہل سنت والجماعۃ کا اور ان اللہ یرزق کا مضمون ممکن ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام ہی کا قول ہو اور ممکن ہے کہ نقل قصہ کے بعد خود حق تعالےٰ کا ارشاد ہو

قصہ دعای زکریا علیہ السلام هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ﴿۳۸﴾

اس موقع پر دعا کی (حضرت) زکریا (علیہ السلام) نے اپنے رب سے عرض کیا کہ اے میرے رب عنایت کیجیے مجھکو خاص[۳] اپنے پاس سے کوئی اچھی اولاد بے شک آپ بہت سننے والے ہین دعا کے **ف** اُس موقع کا مطلب[۴] یہ ہے کہ جب زکریا علیہ السلام نے بے فصل میوے آتے ہوئے دیکھے تو سمجھے کہ گو مین اور میری بی بی اسباب عادیہ کے اعتبار سے قابل توالد کے نہین رہے جیسا اگلی ہی آیت مین ہے وقد بلغنی الکبر وامراتی عاقر لیکن ان میوون کی طرح کہ خلاف عادت آتے ہین اگر میری بھی خلاف عادت اولاد ہو جاوے تو بعید نہین اور گو قدرت خداوندی کے پہلے سے بھی معتقد تھے کیونکہ نبی تھے اور عقائد حقہ لوازم نبوت سے ہین لیکن خلاف عادت ہونے کی وجہ سے درخواست کی جرأت نہ کرتے تھے اب چونکہ میوے کے واقعہ کو مکرر مشاہدہ کرنے سے اس خاص وقت مین ایک گونہ عادت معلوم ہوئی جس سے مانع سوال کا مرتفع ہوگیا اس لیے درخواست پیش کی اور اچھی کا مطلب یہ ہے کہ بابرکت ہو اور نیک کردار ہو۔ اور حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا چند جگہ مختلف مضامین سے منقول ہے سو ممکن ہے کہ اُس دعا مین سب مضامین ہون حسب مناسبت مقام کہین کوئی نقل کردیا کہین کوئی

اللغات قولہ هنالك فی روح المعانی هنا ظرف مکان واللام للبعد (کما فی ذلک) والکاف للخطاب ای فی ذلک المکان حیث ہو قاعد عند مریم فی المحراب وجوزان یراد بہا الزمان مجازا اھ قلت وانا بتر جحتی لبقولی اس موقع پر راعیت کلا المعنیین واشرت ایضا الی کونہ للبعد فافہم۔ قولہ ذریۃ طیبۃ الذریۃ فی المشہور النسل تقع علی الواحد والجمع والذکر والانثی والتانیث والتذکیر تارۃ یجیئان علی اللفظ واخری علی المعنے وہذا فی اسماء الاجناس ۱۲

ملحقات الترجمۃ

[۱] قولہ بنا بر بعض روایات والروایتان فی روح المعانی ونسبہم الاسما... ...ابن عباس بروایۃ بسر [۲] قولہ قفل لگا جاتے نقلہ فی روح المعانی بروایۃ ابن جریر عن الربیع ۱۲ [۳] قولہ خاص لان فی لدن زیادۃ القرب مالیس فی عند ۱۲ [۴] قولہ فی ف مطلب یہ ہے الخ کما اوردہ فی روح المعانی عن ابن بشر وابن عساکر عن الحسن نحوہ ۱۲ [۵] قولہ مکرر کما یدل علیہ قولہ تعالیٰ کلما ۱۲

فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ

پس پکارکے کہا اُنسے فرشتون نے اور وہ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے محراب مین کہ اللہ تعالی آپکو بشارت دیتے ہین یحیی کی جنکے احوال یہ ہونگے کہ وہ کلمۃ اللہ کی تصدیق کرنیوالے ہونگے

وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِيْ عَاقِرٌ ؕ

اور مقتدا ہونگے اور اپنے نفس کو بہت روکنے والے ہونگے اور نبی بھی ہونگے اور اعلی درجہ کے شایستہ ہونگے زکریا نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میرے لڑکا کسطرح ہوگا حالانکہ مجکو بڑہاپا آپہونچا اور میری بی بی بھی بچہ جننے کے

قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ۝ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ؕ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ

اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا کہ اسی حالت مین لڑکا ہوجاویگا کیونکہ اللہ تعالے جو کچھ ارادہ کرین کردیتے ہین انہونے عرض کیا کہ اے پروردگار میرے واسطے کوئی نشانی مقرر کردیجیے اللہ تعالے نے فرمایا کہ تمہاری نشانی یہی ہے کہ تم لوگونسے تین

اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا ؕ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ۝

روز تک باتین نکرسکوگے بجز اشارہ کے اور اپنے رب کو بکثرت یاد کیجیو اور تسبیح کیجیو دن ڈھلے بھی اور صبح کو بھی

ع ۴

اجابت دعای زکریا علیہ السلام فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۳۹﴾ پس پکارکے کہا اُن سے فرشتون نے اور وہ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے محراب مین کہ اللہ تعالی آپ کو بشارت دیتے ہین یحیی (نام اولاد عطا ہونے) کی جنکے احوال یہ ہونگے کہ وہ کلمۃ اللہ (یعنی حضرت عیسے علیہ السلام کی نبوت) کی تصدیق کرنیوالے ہونگے اور (دوسرے) مقتدا[1] (دین کے) ہونگے اور (تیسرے) اپنے نفس کو (لذات سے) بہت روکنے والے[2] ہونگے اور (چوتھے) نبی بھی ہونگے اور (پانچوین) اعلی درجہ[3] کے شایستہ ہونگے **ف** محراب سے مراد یا تو مسجد بیت المقدس کی محراب ہی یا مراد اس سے وہ مکان ہی جسمین حضرت مریم علیہا السلام کو رکھا کرتے تھے کیونکہ اُس جگہ محراب کے معنے عمدہ مکان کے ہین اور کلمۃ اللہ حضرت عیسے علیہ السلام کو اسلیے کہتے ہین کہ وہ محض خدا تعالے کے حکم سے خلاف عادت بلا واسطہ باپ کے پیدا کیے گئے انکی تصدیق کا اسلیے ذکر کیا کہ دونون صاحب ایک زمانہ مین تھے البتہ یحیے علیہ السلام اُن سے کچھ بڑے تھے اور لذات سے روکنے مین سب مباح خواہشون سے بچنا داخل ہوگیا اچھا کھانا اچھا پہننا نکاح کرنا وغیرہ وغیرہ اس صفت کو موقع مدح مین فرمانے سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ افضل طریقہ یہی ہے حالانکہ احادیث سے نکاح کی فضیلت معلوم ہوتی ہے سو تحقیق یہ ہے کہ جس شخص کی حالت حضرت یحیی علیہ السلام کی سی ہو کہ اُن پر شغل آخرت اسقدر غالب تھا کہ انکو اداے حقوق اہل کیطرف ملتفت نہ ہونے دیتا ایسے شخص کے لیے یہی افضل ہے اسیوجہ سے جن احادیث مین فضیلت نکاح کی آئی ہے اُس مین یہ بھی قید ہے من استطاع منکم الباءۃ الخ۔ اور شایستگی کے اعلے درجہ سے مراد وہ درجہ ہے جسکا نہونا بھی منافی نبوت نہین پس وصف نبوت کے بعد اسکا ذکر کرنا غیر مفید نہوا خوب سمجھ لو۔ اور فرشتون کا انکی نماز مین باتین کرنا باوجودیکہ باتون سے حضور قلب فوت ہوجاتا ہے اسلیے مضائقہ نہ تھا کہ وہ پیغام خدا تعالے کا تھا اُسکی طرف توجہ عین حضور قلب ہے قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِيْ عَاقِرٌ ؕ قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ﴿۳۹﴾ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ؕ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا ؕ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ﴿۴۰﴾ (حضرت) زکریا (علیہ السلام) نے (جناب باری مین) عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میرے لڑکا کسطرح ہوگا حالانکہ مجکو بڑہاپا آپہونچا اور میری بی بی بھی (کبرسن کی وجہ سے)

ملحقات الترجمۃ

[1] قولہ مقتدا لما فی روح المعانی جوز ان یراد ما ہو اصل معناہ غایۃ الامران تملک ریاستہ شرعیۃ ۱۲

[2] قولہ بہت روکنے والے لما فی روح المعانی الحصور المبالغ فی حصر النفس وحبسہا عن الشہوات مع القدرۃ ۱۲

[3] قولہ اعلی درجہ کے شایستہ لما فی روح المعانی المراد من الصلاح ما فوق الصلاح الذی لابد منہ فی منصب النبوۃ من اقاصی مراتبہ وعلیہ مبنی دعاء سلیمان علیہ السلام وادخلنی برحمتک فی عبادک الصالحین ۱۲

النحو قولہ فنادتہ فی روح المعانی ظاہر قولہ تعالی فی مریم انا نبشرک اعتقاب التبشیر الدعاء لا تاخرہ عنہ قلت فالفاء للتعقیب بلا مہلۃ واثران بین الدعاء والاجابۃ اربعین سنۃ لم یوجد لہ اثر فی الصحاح کما فی روح المعانی وایضا فیہ ان ہذا الدعاء کما یمکن ان یکون فی مبادی الامر یمکن ان یکون فی اواخرہ قبل حمل مریم اہ قلت وہو اقرب لما یدل علیہ کلما من تکرار المشاہدۃ الظاہر منہ کون الدعاء بعد مشاہدات کثیرۃ قولہ مصدقا حال مقدرۃ من یحیی قولہ کذلک بہ تم الجواب دعاء لہ مقدر ای یکون لک غلام وانت کذلک من الشیخوخۃ وکون امرأتک عجوزا وقولہ اللہ یفعل علۃ لہ وقد صرحت بوجہ الترکیب فی الترجمۃ ۱۲

البلاغۃ قولہ الملائکۃ ای جبرئیل وحدہ کما اخرجہ ابن جریر عن ابن مسعود فالجمع ہہنا مجاز عن الواحد للتعظیم وقیل الجمع علی حالہ والمنادی کان جلۃ من الملائکۃ قولہ بلغنی الکبر فی روح المعانی اسند البلوغ الی الکبر توسعا فی الکلام کان الکبر طالب لہ وہو المطلوب۔ قولہ تعالی اٰیتک الخ فی روح المعانی واحسن الجواب ما اخذ من السوال کما قیل للنبی تمام القول مالا افہم فقال لم لا تفہم ما یقال کانہ قیل آیۃ حصول النعمۃ ان تمنع عن الکلام الا بشکرہا وہذا مبنی علی ان سوال الآیۃ منہ علیہ السلام انما کان لتلقی النعمۃ بالشکر ۱۲

اختلاف القراءۃ قولہ ان اللّٰہ بالفتح ای بان اللہ وقرأ نافع وحمزۃ وابن عامر بالکسر علی ارادۃ القول او لان النداء نوع منہ ۱۲

وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰىكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ يٰمَرْيَمُ

اور جبکہ فرشتون نے کہا کہ اے مریم بلاشک اللہ تعالی نے تمکو منتخب فرمایا ہو اور پاک بنایا ہے اور تمام جہان بھر کی بیبیون کے مقابلہ مین منتخب فرمایا ہی۔ اے مریم

اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ۝

اطاعت کرتی رہو اپنے پروردگار کی اور سجدہ کیا کرو اور رکوع کیا کرو ان لوگون کے ساتھ جو رکوع کرنیوالے ہین

بچہ جننے کے قابل نہین ہے اللہ تعالے نے (جواب مین) ارشاد فرمایا کہ اسی حالت مین لڑکا ہو جاویگا کیونکہ اللہ تعالی جو کچھ ارادہ کرین کردیتے ہین ہوتی عرض کیا کہ اے پروردگار (تو پھر) میرے واسطے کوئی نشانی مقرر کر دیجیے (جس سے مجھکو معلوم ہوجاوے کہ اب حمل رہگیا) اللہ تعالے نے فرمایا کہ تمہاری نشانی یہی ہے کہ تم لوگون سے تین روز تک باتین نکرسکو گے بجز (ہاتھ یا سر وغیرہ کے) اشارہ کے (جب یہ نشانی دیکھو تو سمجھ جانا کہ اب گھر مین امید ہے) اور (اس زمانہ مین جب آدمیون سے گفتگو کرنے پر قادر نہ رہو گے سو) اپنے رب کو (دل سے بھی) بکثرت یاد کیجیو اور (زبان سے بھی) تسبیح (و تقدیس) کیجیو دن ڈھلے بھی اور صبح کو بھی (کہ اسکی قدرت رہیگی) ف باوجودیکہ قدرت خداوندی کے معتقد بھی تھے اور مومن کامل مگر مشاہدہ بھی کرچکے تھے اور خود ہی درخواست کی تھی اور بشارت کا علم بھی ہوگیا تھا پھر یہ کہنے کے کیا معنے کہ کسطرح لڑکا ہوگا بات یہ ہے کہ یہ بطور استبعاد کے نہین تاکہ شبہہ کی گنجایش ہو بلکہ مقصود کیفیت دریافت کرنا ہے کہ آیا ہم دونون میان بی بی کی جو حالت موجودہ ہے کہ دونون خوب بوڑھے ہین یہی حالت رہیگی یا کچھ اسمین تبدیل کیجاویگی پس حاصل جواب یہ ہوا کہ نہین بڑھے ہی رہوگے پھر اولاد ہوگی اب اسمین کوئی اشکال نہ رہا اور یہ جو فرمایا کہ لڑکا کیسے ہوگا لڑکا ہونا بچے نام سے معلوم ہو لیا۔ اور نشانی کی جو درخواست کی اسکی وجہ یہ ہے کہ خوشی جلدی ہوجاوے دوسرے پہلے سے شکر مین مشغول ہون اور یہ نشانی جو مقرر کیگئی کہ آدمیون کے ساتھ کلام کرنے کی قدرت نرہیگی اسمین لطافت یہ ہے کہ نشانی [illegible] کہ اے شکر مین لسانی ایسی تجویز کیگئی کہ جو [illegible] مقصود کے [illegible] کہ سہ نشانی کی نشانی [illegible] مقصود کا [illegible] حاصل ہوگیا یہ عدم کلام اضطراری تھا اور نشانی بننے کی صلاحیت اسی مین واقع ہے بخلاف عدم کلام اختیاری کے کہ اسکا نشان بننا محتاج تکلف ہے جسکے اثر کا ہی کوئی ضرورت نہین پھر اسکی کوئی دلیل بھی نہین اور بعضی آیات مین تین رات آیا ہے مراد تین دن اور تین رات ہین پس دونون آیتین جمع ہین اور گو ان ایام مین وہ خود بھی ذکر و تسبیح مین مشغول رہتے کیونکہ مقصود انتشان اور حقیقت سے بھی تھا لیکن اہتمام شان کے لیے اور ان کے مقصود کے اظہار استحسان کے لیے حق تعالے نے بھی اسکو ذکر فرمایا اور تین شام سے یہ تو کنایہ ہے ادقات سے یا صرف دن مراد ہی پس شب کو بوجہ وقت خواب ہونے کے تب ذکر کا امر نہین ہوگا ربط اوپر قصہ حضرت مریم علیہا السلام کا چلا آتا ہے درمیان مین بوجہ مناسبت کے قصہ حضرت زکریا علیہ السلام کا آگیا تھا آگے پھر حضرت مریم علیہا السلام کا قصہ پورا فرماتے ہین آتمہ قصہ حضرت مریم علیہا السلام وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰىكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ (۴۲) يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ (۴۳) اور (وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے) جبکہ فرشتون نے (حضرت مریم علیہا السلام سے) کہا اے مریم بلاشک اللہ تعالی نے تمکو منتخب (یعنی مقبول) فرمایا ہی اور (تمام پسندیدہ افعال، اخلاق سے) پاک بنایا ہی اور (مقبول فرمانا کچھ ایک دو عورتون کے اعتبار سے نہین بلکہ اس زمانہ کی) تمام جہان بھر کی بیبیون کے مقابلہ مین منتخب فرمایا ہی (اور فرشتون نے یہ بھی کہا کہ) اے مریم اطاعت کرتی رہو اپنے پروردگار کی اور سجدہ (یعنی نماز ادا) کیا کرو اور (نماز مین) رکوع (بھی) کیا کرو ان لوگون کے ساتھ جو رکوع کرنیوالے ہین ف بعض مفسرین نے نقل کیا ہی کہ بعض یہود نے نماز مین رکوع چھوڑ دیا تھا جیسے ہم مین بعضے تو مہ چھوڑتے ہین اور بعضے رکوع کرتے تھے اسلیے حکم فرمایا کہ نماز کے طریقہ مین ان لوگون کے ساتھ رہنا جو رکوع بھی کیا کرتے ہین پس مقصود اہتمام ہی رکوع کا مین کہتا ہون کہ اگر یہ امر منقول کسیکے نزدیک ثابت نہو تو عمدہ وجہ یہ ہوسکتی ہی کہ فرائض صلوۃ مین قیام و سجود کی ہیئت مین عادۃً خلل کم ہوسکتا ہی بخلاف رکوع کے کہ اسکی ہیئت مین خلل زیادہ محتمل ہی جیسا کہ اکثر مشاہدہ ہی کہ رکوع مین لوگ کم جھکتے ہین جس سے وہ اقرب الی القیام رہتا ہے اور چونکہ اس ہیئت مین معاینہ کو ایک خاص دخل ہی اسلیے مع الراکعین بڑھا دیا کہ جسطرح سے کامل راکعین کیا کرتے ہین ویسا کرنا

ملحقات الترجمہ

لے قولہ نہ بلکہ مقصود کیفیت کرانے روح المعانی ای یجبنی کیف ۱۲

ہے قولہ دونون خوب بوڑھے فہذا العقر انما ہو کبر السن فلا یلزم الاشکال فی قولہ کذلک علی ما قررت بان العقر لما کان منافیا للولادۃ تکیف یجتمع المتنافیان لا سیما قولہ تعالی و صلحنا لہ زوجہ فانہ یدل بظاہرہ علی کون عقرہا وقد روی فی عمرہ مائۃ و عشرون وفی عمرہا ثمان و تسعون ۱۲

سے قولہ اضطراری تھا کذا فی روح المعانی ۱۲

سے قولہ اس زمانہ کے فلیس نص فی تفضیلہا مطلقا والمسئلۃ مسکوت عنہا ۱۲

ھ قولہ نے الفائدۃ ان لوگون کے ساتھ رہنا الخ فالمعیۃ کہی فی قولہ کونوا مع الصادقین لا الجنۃ الحسیۃ فلا یکفی للدلالۃ علی الجماعۃ ۱۲

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ؕ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ

یہ قصے منجملہ غیب کی خبروں کے ہیں ہم انکی وحی بھیجتے ہیں آپکے پاس اور آپ اُن لوگوں کے پاس تو اسوقت موجود تھے جبکہ وہ اپنے اپنے قلموں کو ڈالتے تھے کہ ان سب میں کون شخص حضرت مریم علیہا السلام کی کفالت کرے

وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ۝

اور نہ آپ انکے پاس اسوقت موجود تھے جبکہ باہم اختلاف کر رہے تھے۔

دوسری بات قابل تحقیق یہ ہے کہ فرشتوں کا کلام کرنا خواص نبوت سے نہیں جیسا صحیح مسلم میں حضرت عمران بن حصین رضہ کو فرشتوں کا سلام کرنا مروی ہے۔ نبوت کا خاصہ وہ کلام ہے کہ ایسے شخص سے کیا جاوے جو مامور بالتبلیغ ہو گو اُس کلام خاص کی تبلیغ کا امر نہو۔ اور لفظ نساء سے جو کہ خاص ہے بالغہ کے ساتھ ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ یہ کہنا فرشتوں کا حضرت مریم علیہا السلام کے جوان ہونے کے بعد تھا اور اس بنا پر اصطفاء کے مکرر لانے کی یہ توجیہ بھی ہو سکتی ہے کہ پہلا اصطفا بچپن کا ہے مثلاً اللہ [illegible] میں مقبول ہونا [illegible] کرامات بے فصل میوونکے آنے میں ظاہر ہونا وغیرہ وغیرہ اور اصطفاء ثانی جوانی کا [illegible] فرشتونکا کلام کرنا اور بے شوہر کے [illegible] پیدا ہونے کی کرامت پھر اُن بچہ ہی کی زبان سے انکی برات ثابت ہونے کی کرامت وغیرہ وغیرہ **ربط** اوپر [illegible] حضرت زکریا علیہ السلام [illegible] السلام دونوں کے قصے کچھ کچھ مذکور ہیں اور چونکہ واقعات ماضیہ کی اس طور پر خبر دینا کہ کسی سے سنا [illegible] خود دیکھا ہو نہ کسی [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کی شان تھی منجملہ خوارق عادات کے ہے جو بشرط دلیل ہے نبوت کی اسلیے اگلی آیت میں آپکی نبوت [illegible] استدلال فرماتے ہیں **استدلال بقصہای مذکورہ بر نبوت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم** ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ [illegible] اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۴۴﴾ یہ قصے (جو اوپر مذکور ہوئے [illegible] کہ آپکے پاس کوئی ذریعہ [illegible] معلوم کرنیکا نہ تھا) منجملہ غیب کی خبروں کے [illegible] آپ یہ خبریں معلوم کرکے اونکو بتلاتے ہیں [illegible] کہ جو لوگ حضرت مریم علیہا السلام کے [illegible] فیصلہ اخیر میں قرعہ پر قرار پایا تھا) آپ ان لوگوں کے پاس نہ تو اُس وقت موجود تھے جبکہ وہ (قرعہ کے طور پر [illegible]) ڈالتے تھے (اور صورت قرعہ[1] نکلنے کی یہ قرار پائی تھی کہ جسکا [illegible] پانی کی حرکت کے خلاف اُلٹا بہجائے وہ مستحق سمجھا جاوے [illegible]) کہ ان سب میں کون شخص حضرت مریم علیہا السلام کی [illegible] کرے (اور نہ آپ نہ تو اسوقت موجود تھے) اور نہ آپ [illegible] موجود تھے جبکہ وہ لوگ (قبل قرعہ اس مقدمہ میں باہم اختلاف کر رہے تھے [illegible] رفع کی ضرورت کے لیے یہ قرعہ قرار پایا اور ان خبروں کے دریافت ہونے کے لیے دوسرے وسائط کا نہونا بھی یقیناً معلوم ہے بس ایسی حالت میں یہ خبریں آپکی نبوت کی دلیل ہیں) **ف ۱** اوپر جو ایک آیت میں لفظا زکریا فرمایا تھا اُس میں اس قصہ قرعہ کی طرف اشارہ تھا جسکی تفصیل بیان کرنیکا وعدہ اُس آیت کے ترجمہ کے [illegible] میں کیا گیا تھا اور یہ صورت قرعہ کی خارق عادت تھی جس میں حضرت زکریا علیہ السلام کا کامیاب ہونا [illegible] معجزہ تھا **ف ۲** شریعت محمدیہ [illegible] کے مسلک پر قرعہ کا یہ حکم ہے کہ جن حقوق کے اسباب شرع میں معلوم و متعین ہیں اُن میں قرعہ ناجائز و داخل قمار ہے مثلاً شئی مشترک میں جسکا نام نکل آوے وہ سب لے لے یا جس بچہ کے نسب میں اختلاف ہوا اُس میں جسکا نام نکل آوے وہی باپ سمجھا جاوے اور جن حقوق کے اسباب مفوض الی الرای ہوں اُن میں قرعہ جائز ہے مثلاً دار مشترکہ کی تقسیم میں قرعہ سے زید کو شرقی حصہ دیدینا اور عمرو کو غربی حصہ دیدینا کہ بلا قرعہ اتفاق شرکین یا قضاء قاضی سے بھی جائز تھا **ربط** اوپر کی آیت بطور جملہ معترضہ کے تھی جو اثبات نبوت کے لیے لائی گئی تھی آگے پھر حضرت مریم علیہا السلام کا قصہ مذکور ہے جسمیں زیادہ مقصود حضرت عیسے علیہ السلام کا قصہ بیان کرنا ہے

ملحقات الترجمة

[1] **قوله** صورت قرعہ الے قوله سمجھا جاوے کذا فی روح المعانی[12]

[2] **قوله** ف ۲ داخل قمار لانہ تعلیق الملک علی الخطر[12]

النحو قال البیضاوی ایہم یکفل متعلق بمحذوف [illegible] لیعلموا او یقولوا ایہم یکفل[12]

البلاغة قوله وما کنت لدیہم قال البیضاوی المراد تقریر کونہ وحیا علی سبیل التہکم بمنکریہ فان طریق معرفۃ الوقائع المشاہدۃ والسماع وعدم السماع معلوم لاشبہۃ فیہ عندہم فیبقی ان یکون الاتہام باحتمال العیان ولایظن بہ عاقل[12]

اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِى

جبکہ فرشتون نے کہا کہ اے مریم بیشک اللہ تعالےٰ تمکو بشارت دیتے ہین ایک کلمہ کی جو منجانب اللہ ہوگا اُسکا نام مسیح عیسے ابن مریم ہوگا باآبرو ہون گے

الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ۝ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِى الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ قَالَتْ رَبِّ

دنیا مین اور آخرت مین اور منجملہ مقربین ہونگے اور آدمیون سے کلام کرینگے گہوارہ مین اور بڑی عمر مین اور شایستہ لوگون مین سے ہونگے حضرت مریم علیہا السلام بولین اے میرے پروردگار

اَنّٰى يَكُوْنُ لِىْ وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِىْ بَشَرٌ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝

کسطرح ہوگا میرے بچہ حالانکہ مجکو کسی بشر نے ہاتھ نہین لگایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ویسے ہی ہوگا اللہ تعالیٰ جو چاہین پیدا کر دیتے ہین جب کسی چیز کو پورا کرنا چاہتے ہین تو اسکو کہدیتے ہین کہ ہو جا بس وہ چیز ہو جاتی ہے

تتمہ کلام ملائکہ علیہم السلام با حضرت مریم علیہا السلام و آغاز قصہ عیسےٰ علیہ السلام اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِى الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۴۶﴾ (اُسوقت کو یاد کرو) جبکہ فرشتون نے (حضرت مریم علیہا السلام سے یہ بھی) کہا کہ اے مریم بے شک اللہ تعالےٰ تمکو بشارت دیتے ہین ایک کلمہ کی جو منجانب اللہ ہوگا (یعنے ایک بچہ پیدا ہونیکی جو بلا واسطہ باپ کے پیدا ہونے کے سبب کلمۃ اللہ کہلاویگا) اُسکا نام (ولقب) مسیح عیسے بن مریم ہوگا (اُنکے یہ حالات ہونگے کہ) باآبرو ہون گے (خدا تعالےٰ کے نزدیک) دنیا مین (بھی کہ اُنکو نبوت عطا ہوگی) اور آخرت مین (بھی کہ اپنی اُمت کے مُومنین کے باب مین مقبول[1] الشفاعۃ ہونگے) اور (جیسے اُن مین نبوت و شفاعت کی صفت ہوگی جسکا تعلق دوسرون سے بھی ہے اسیطرح ذاتی کمال کے ساتھ بھی موصوف ہونگے کہ) منجملہ مقربین (عند اللہ) ہونگے اور (صاحب معجزہ بھی ہونگے کہ) آدمیون سے (دونون حالت مین یکسان) کلام کرینگے گہوارہ مین (یعنی بالکل بچپن مین بھی) اور بڑی عمر مین (بھی دونون کلامون مین تفاوت نہوگا) اور (اعلیٰ درجہ کے) شایستہ لوگون مین سے ہونگے **ف** اس شایستگی کی حقیقت ابھی اوپر لفظ صالحین کی تفسیر مین گذر چکی جہان حضرت یحییٰ علیہ السلام کے لیے یہ لفظ آیا ہے اور اس بشارت کا دینا سورہ مریم مین حضرت جبرئیل سے بعنوان و نگر منسوب ہے اسلیے بعض علماء نے تو یہ کہا ہے کہ یہان بھی ملائکہ سے مراد صرف حضرت جبرئیل علیہ السلام ہین اُنکو جمع کے لفظ سے تعبیر کرنا باعتبار معنی جنسی کے ہے جیسے محاورہ ہے کہ اس مسئلہ مین علماء یہ کہتے ہین خواہ ایک ہی عالم سے سُنا ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ اور فرشتے بھی ہون اور اُنھون نے بھی خواہ تفصیلاً خواہ تصدیق بشارت جبرئیل کر کے اجمالاً یہ بشارت دی ہو اور کلمۃ اللہ اور ابن مریم دونو مین اشارہ ہے کہ آپکے بے باپ پیدا ہونے کیطرف ورنہ باپ کیطرف نسبت ہوتی اور بچپن مین بولنے کا قصہ سورہ مریم مین آوے گا

تعجب حضرت مریم علیہا السلام از بشارت تولد عیسےٰ بدون پدر و جواب تعجب قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِىْ وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِىْ بَشَرٌ ؕ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۴۷﴾ حضرت مریم علیہا السلام بولین اے میرے پروردگار کسطرح ہوگا میرے بچہ حالانکہ مجکو کسی بشر نے (صحبت[2] کے طور پر) ہاتھ نہین لگایا (نہ جائز طریق سے نہ ناجائز طریق سے اور عادۃً بچہ بدون مرد کے پیدا نہین ہوتا تو معلوم[3] نہین کہ ویسے ہی محض قدرت خداوندی سے بچہ ہوگا یا کہ مجکو نکاح کا حکم کیا جاویگا) اللہ تعالےٰ نے (جواب مین فرشتون[4] کے واسطہ سے) فرمایا کہ ویسے ہی (بلا مرد کے) ہوگا (کیونکہ) اللہ تعالےٰ جو چاہین پیدا کر دیتے ہین (یعنے کسی چیز کے پیدا ہونے کے لیے صرف اُنکا چاہنا کافی ہے کسی واسطہ و سبب خاص کی

ملحقات الترجمۃ

[1] قولہ مقبول الشفاعۃ لا یبعد ان یکون قول عیسی علیہ السلام وان تغفر لہم شفاعۃ ویکون قولہ تعالےٰ ینفع الصادقین اخبارا عن قبولہا فی حق المؤمنین ۱۲

[2] قولہ صحبت کے طور پر اشارۃ الی ان المس کنایۃ عن الوطی کما فی روح المعانی ۱۲

[3] قولہ تو معلوم نہین الخ اشارۃ الی ان کلمۃ انّی بمعنی کیف للسوال عن الکیفیۃ لا للاستبعاد وان امکن بالتاویل ۱۲

[4] قولہ فرشتون کے واسطہ سے بدلیل ما فی سورۃ مریم من قولہ بعد مخاطبتہا جبرئیل قال کذٰلک قال ربک ہو علیّ ہین ۱۲

اللغات فی روح المعانی الکہل ما بین الشاب والشیخ اھ قلت وتخصیصہ بالذکر لکونہ زمان کمال عقل واعتدال کلام ولما خص الکہل بما بعد الاربعین کما فی روح المعانی وقد رفع علیہ السلام قبل الکہولۃ کما قال فی روح المعانی انہ ذہب سعید بن المسیب وزید بن اسلم الی انہ علیہ السلام رفع الی السماء وہو ابن ثلث وثلثین سنۃ کما رواہ ابن جریر بسند صحیح عن کعب الاحبار ویؤیدہ ما اخرجہ ابن جریر عن ابن زید فی الآیۃ قال قد کلمہم فی المہد وسیکلمہم اذا قتل الدجال وہو یومئذ کہل آہ دلت الآیۃ علی نزولہ الی الارض فافہم المسیح قال البیضاوی اصلہ بالعبریۃ مشیحا ومعناہ المبارک وعیسی معرب ایشوع معناہ السید ۱۲

النحو فی روح المعانی والبیضاوی نصب وجیہا علی انہ حال مقدرۃ من کلمۃ وسوغ مجیٔ الحال عنہا مع انہا نکرۃ لوصفہا بما بعدہا والتذکیر باعتبار المعنی ومن المقربین معطوف علیٰ وجیہا ای ومقربا من جملۃ المقربین. ویکلم عطف علی الحال فتاویلہ بالاسم وقولہ فی المہد وکہلا المجموع حال لاکل علی الاستقلال لان المقصود التسویۃ ومن الصلحین حال ثالث من کلمۃ اھ قلت واشرت الی کونہا احوالا بقولی فی اثناء الترجمۃ یہ حالات ہونگے اسمہ مبتدأ والمسیح خبر اول وعیسی خبر ثان وابن مریم صفۃ وانما سمی المسیح اسما مع انہ لقب لان الاسم علامۃ المسمی والمیزلہ من سواہ فعم العلم واللقب کما اشرت الی عمومہ فی اثناء الترجمۃ ۱۲

وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۝ وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ اَنِّيْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّيْٓ

اور اللہ تعالیٰ انکو تعلیم فرماوینگے کتابین اور سمجھ کی باتین اور توریت اور انجیل اور اُنکو بنی اسرائیل کی طرف بھیجین گے کہ مین تم لوگونکے پاس کافی دلیل لیکر آیا ہون وہ یہ ہے کہ مین

اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى

تم لوگونکے لیے گارے سے ایسی شکل بناتا ہون جیسے پرندہ کی شکل ہوتی ہے پھر اُسکے اندر پھونک مار دیتا ہون جس سے وہ پرندہ بن جاتا ہے خدا کے حکم سے اور مین اچھا کر دیتا ہون مادرزاد اندھے کو اور برص کے بیمار کو اور زندہ کر دیتا ہون مُردونکو

بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِيْ بُيُوْتِكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَمُصَدِّقًا

خدا کے حکم سے اور مین تمکو بتلا دیتا ہون جو کچھ اپنے گھرون مین کھاتے ہو اور جو رکھ آتے ہو بلاشبہ انمین کافی دلیل ہے تم لوگونکے لیے اگر تم ایمان لانا چاہو اور مین اسطور پر آیا ہون کہ تصدیق کرتا ہون

لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَجِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۣ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝

اُس کتاب کی جو مجھ سے پہلے تھی یعنی توراۃ کی اور اسلیے آیا ہون کہ تم لوگونکے واسطے بعضی ایسی چیزین حلال کر دون جو تم پر حرام کر دیگئی تھین اور مین تمہارے پاس دلیل لیکر آیا ہون حاصل یہ کہ تم لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میرا کہنا مانو

اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝

بیشک اللہ تعالیٰ میرے بھی رب ہین اور تمہارے بھی رب ہین سو تم لوگ اُسکی عبادت کرو بس یہ ہی راہ راست

انکو حاجت نہین اور اُنکے چاہنے کا طریقہ یہ ہے کہ) جب کسی چیز کو پورا کرنا چاہتے ہین تو اُسکو کہدیتے ہین کہ (موجود) ہوجا بس وہ چیز (موجود) ہوجاتی ہے پس اگر اسباب و وسائط کے بعد موجود ہونیکو فرما دیا وہ اسیطرح ہوجاتی ہے اور اگر وسائط و اسباب کے قبل موجود ہونیکو کہدیا وہ اسیطرح ہوجاتی ہے ف اسکی دلیل عقلی یہ ہے کہ اسباب و وسائط بھی آخر شئے ہین اگر انکے لیے بھی اسباب و وسائط کی حاجت ہو تو انمین بھی یہی کلام ہوگا بس تسلسل محال لازم آویگا اور اگر حاجت نہو تو وسائط و دیگر اشیا اسمین متساوی ہین دیگر اشیا کا ایجاد بھی بلا وسائط ممکن ہوگا اور اس ممکن کی خبر صادق نے دی ہے پس اعتقاد اسکے وقوع کا لازم ہوگا خوب سمجھ لو کن فیکون کی تحقیق پارہ الم کے ختم کے قریب گذر چکی ہے تحقیق تکرار نہین بشارت فضائل عیسے علیہ السلام وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۝ وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ اَنِّيْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ اَنِّيْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِيْ بُيُوْتِكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَجِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۣ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝ اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝ اور (ای مریم اس مولود مسعود کی یہ فضیلتین ہونگی کہ) اللہ تعالیٰ انکو تعلیم فرماوینگے کتابین اور سمجھ کی باتین اور (بالخصوص) توریت اور انجیل اور انکو (تمام) بنی اسرائیل کی طرف (پیغمبر بناکر یہ مضمون دیکر) بھیجینگے کہ (انی قد جئتکم تا مستقیم یعنی) مین تم لوگونکے پاس (اپنی نبوت پر) کافی دلیل لیکر آیا ہون وہ یہ ہے کہ مین تم لوگونکے (یقین لانیکے) لیے گارے سے ایسی شکل بناتا ہون جیسے پرندہ کی شکل ہوتی ہے پھر اُس (مصنوعی شکل) کے اندر پھونک مار دیتا ہون جس سے وہ (سچ مچ کا جاندار) پرندہ بنجاتا ہے خدا کے حکم سے (ایک معجزہ تو یہ ہوا) اور مین اچھا کر دیتا ہون مادرزاد اندھے کو اور برص (جذام) کے بیمار کو اور زندہ کر دیتا ہون مُردون کو خدا کے حکم سے (یہ دوسرا تیسرا معجزہ ہوا) اور مین تمکو بتلا دیتا ہون جو کچھ اپنے

النحو قوله ويعلمه كلام مبتدأ ذكر تطييبا لقلبها وازاحة لما اهمها من خوف اللوم قوله ورسولا منصوب بمضمر يجر اليه المعنى معطوفا على يعلمه اى ويجعله رسولا وهو الذى اختاره ابوحيان - قوله انى قد جئتكم اى بانى. قوله باية اى متلبسا باية. قوله انى اخلق لكم بدل من قوله آية وقرأ نافع انى بكسر الهمزة استيناف قوله كهيئة الطير اى هيئة بحذف مضاف اى ذات هيئة كائنة كهيئة الطير فالكاف حرف متعلق بمحذوف وقع لفتا لمحذوف مفعول لاخلق. قوله ومصدقا عطف على المضمر الذى تعلق به قوله تعالى باية اى قد جئتكم متلبسا باية ومصدقا. قوله ولاحل معطوف على مصدقا ويلزم التاويل بما يجعلها من باب واحد وان كان الاول حالا والثانى مفعولا له فكانه قيل جئتكم لاصدق ولاحل اه قلت اثبت فى الترجمة الى كون الاول حالا بقولى بطور پر والى كون الثانى مفعولا له بقولى اسليے هذا كله من البيضاوى. روح المعانى **البلاغة** الكتب اللام للجنس ودخل فيه الزبور وصحف وخص الكتابان لفضلهما قوله جئتكم باية التنوين للتعظيم اشرت اليه بقولى كافى. قوله بما تاكلون تخصيصهما [illegible] الاكل والمدخر لارتياب فيهما. قوله مؤمنين فيه مجاز اى مريدين للايمان ١٢ **اختلاف القراءة** قوله يعلمه وفى قراءة نعلمه ١٢

ملحقات الترجمة

٥١ قوله [illegible] چاہنے کا طریقہ اشارۃ الی وجہ تعلق المشیۃ بالحوادث فلا یرد ان [illegible] بقدم المشیۃ [illegible]

٥٢ قوله فی شدہ اور اگر حاجت نہو وہذا اجابۃ مریم البتول علیہا السلام لیوسف النجار کما فی روح المعانی عن اسحق ابن بشر وابن عساکر عن وہب ان اول من اطلع علی حملہا ابن خال لہا یقال لہ یوسف [illegible] لذلک [illegible] لانہ کان یخدمہا فقال معرضا لہا ہل یکون [illegible] من غیر بذر قالت ان اللہ تعالی خلق البذر الاول من غیر نبات وانبت الزرع الاول من غیر بذر [illegible]

٥٣ قوله تمام بنی اسرائیل فہو لیفید تعمیمہم [illegible] فلا یشکل الامر بالحواریین [illegible] مع بنی اسرائیل ولا یلزم عموم البعثۃ التی ہی من خواص نبینا صلی اللہ علیہ وسلم لان المراد [illegible] الخلق [illegible] یقال ان من کان فی زمن [illegible] عیسی [illegible] الذی [illegible] نبینا صلی اللہ علیہ وسلم فانہ بعث وکان فی الخلق من بعث فیہم انبیاء [illegible] علیہ [illegible] ودخل [illegible] فی [illegible] ربانی فی تفسیرہ [illegible] ١٢

فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ۚ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ۚ وَاشْهَدْ بِاَنَّا

سو جب حضرت عیسے علیہ السلام نے انسے انکار دیکھا تو آپنے فرمایا کوئی ایسے آدمی بھی ہین جو میرے مددگار ہو جاوین اللہ کے واسطے حوارین بولے کہ ہم ہین مددگار اللہ کے ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور آپ اسکے گواہ

مُسْلِمُوْنَ ۝ رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ۝

فرمانبردار ہین۔ اے ہمارے رب ہم ایمان لے آئے اُن چیزون پر جو آپنے نازل فرمائین اور پیروی اختیار کی ہمنے رسول کی سو ہمکو ان لوگون کے ساتھ لکھ دیجیے جو تصدیق کرتے ہین۔

گھرون مین کھا (کر آ) تے ہو اور جو (گھرون مین) رکھ آتے ہو (یہ چوتھا معجزہ ہوا) بلاشبہ ان (معجزات مذکورہ) مین (میری نبی ہونیکی) کافی دلیل ہے تم لوگون کے لیے اگر تم ایمان لانا چاہو اور مین اسطور پر آیا ہون کہ تصدیق کرتا ہون اُس کتاب کی جو مجھ سے پہلے (نازل ہوئی ۱؎) تھی یعنی توراۃ کی اور اسلیے آیا ہون کہ تم لوگون کے واسطے بعضی ایسی چیزین حلال کردون جو (شریعت موسے علیہ السلام مین) تم پر حرام کردی گئی تھین (سو انکی حرمت میری شریعت مین منسوخ ہوگئی) اور (میرا یہ دعوی نسخ بلادلیل نہین ہے بلکہ مین پہلے ثابت کرچکا ہون کہ) مین تمہارے پاس (نبوۃ کی) دلیل لیکر آیا ہون (اور صاحب نبوت کا قول دعوی نسخ مین حجت ہے) حاصل ۲؎ یہ کہ (جب میرا نبی ہونا دلائل سے ثابت ہوچکا تو میری تعلیم کے موافق) تم لوگ اللہ تعالیٰ (کی مخالفت حکم) سے ڈرو اور (دین کے باب مین) میرا کہنا مانو (اور خلاصہ ۳؎ میری دینی تعلیم کا یہ ہے کہ) بیشک اللہ تعالیٰ میرے بھی رب ہین اور تمہارے بھی رب ہین (یہ تو حاصل ہے تکمیل عقیدہ کا) سو تم لوگ اُس (رب) کی عبادت کرو (یہ حاصل ہوا تکمیل عمل کا) بس یہی راہ راست (دین کی جسمین عقائد و اعمال دونون کی تکمیل ہو اسی سے نجات و وصول الی اللہ میسر ہوتا ہے) **ف** پرندہ کی شکل بنانا تصویر تھا جو اُس شریعت مین جائز تھا ہماری شریعت مین اسکا جواز منسوخ ہوگیا۔ اور ابراء اکمہ و ابرص کا امکان اگر اسباب طبعیہ سے ثابت ہو جاوے تو وجہ اعجاز یہ بھی ہے کہ بلا اسباب طبعیہ ابراء واقع ہو جاتا تھا۔ **مآل معاملہ حضرت عیسے علیہ السلام باقوم خود** فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ۚ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ۚ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴿۵۲﴾ رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۵۳﴾ (غرض بشارت مذکورہ کے بعد حضرت عیسے علیہ السلام اسی شان سے پیدا ہوئے اور بنی اسرائیل سے مضمون مذکور کی گفتگو ہوئی اور معجزات ظاہر فرمائے مگر بنی اسرائیل آپ کی نبوت کے منکر رہے) سو جب حضرت عیسے علیہ السلام نے اُنسے انکار دیکھا (اور انکار کے ساتھ درپے ایذا بھی پایا اور اتفاقاً کچھ لوگ اُنکو ایسے ملے جو حوارین کہلاتے ۴؎ تھے) تو (اُن ۵؎ حوارین سے) آپنے فرمایا کوئی ایسے آدمی بھی ہین جو (دین حق مین بمقابلہ مخالفین و منکرین کے) میرے مددگار ہو جاوین اللہ کے واسطے (جس سے دعوی دین مین مجھکو کوئی ایذا نہ پہونچا دے) حوارین بولے کہ ہم ہین مددگار اللہ کے (دین کے) ہم اللہ تعالیٰ پر (حسب دعوت آپ کے) ایمان لائے اور آپ اس (بات) کے گواہ رہیے کہ ہم (اللہ تعالیٰ کے اور آپکے) فرمانبردار ہین (پھر زیادت اہتمام و توثیق کے لیے اللہ تعالیٰ سے مناجات کی کہ) اے ہمارے رب ہم ایمان لے آئے اُن چیزون (یعنی اُن احکام) پر جو آپنے نازل فرمائین اور پیروی اختیار کی ہمنے (اُن) رسول کی سو ۶؎ (ہمارا ایمان قبول فرماکر) ہمکو ان لوگون کے ساتھ لکھ دیجیے جو (مضامین مذکورہ کی) تصدیق کرتے ہین (یعنی مومنین کاملین کے زمرہ مین ہمارا بھی شمار فرمائیے) **ف** آمنا باللہ کے ترجمہ مین جو ہمنے یہ قید ظاہر کردی ہے (حسب دعوت آپکے) اس سے یہ ایمان بالرسول کو بھی متضمن ہوگیا ایمان بالرسول کو بھی جسکی مناجات مین تصریح ہوگئی ہے۔ یہان یہ امر تحقیق کے قابل ہے کہ اوپر کی آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام بنی اسرائیل کیطرف مبعوث ہوئے ہین اور اس آیت سے معلوم ہوا کہ حوارین کو بھی دعوت دین کی فرمائی احقر کے نزدیک اسکا حاصل یہ ہے کہ اگر حوارین بھی بنی اسرائیل مین سے ہون تب تو کچھ اشکال ہی نہین اور اگر بنی اسرائیل مین سے نہون تو یون کہا جاسکتا ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کی دعوت عام نہین ہے

اللغات قال البیضاوی حواری الرجل خالصتہ من الحور (کانہ نسبۃ الی الحور و زیادۃ الالف من تغیرات النسب ۱۲ اسع) وقیل کانوا ملوکا یلبسون البیض استنصر بہم عیسے علیہ السلام من الیہود وقیل قصارون یحورون الثیاب ای یبیضونہا اھ ۱۲ **البلاغۃ** قولہ احس قال البیضاوی تحقق کفرہم عندہ تحقق ما یدرک بالحواس اھ اذ الکفر لا یحس قولہ انصاری الی اللہ قیل بمعنی اللام کذا فی البیضاوی واختیر تعلقہ التکلف فی ترجمتہ وان کان الابلغ کما فی روح المعانی ان یحمل علی معنی من ینصرنی منتہیا نصرہ الی اللہ تعالیٰ کما یقتضیہ حرف الانتہاء دون تضمین کانہ علیہ السلام طلب منہم ان ینصروہ للہ تعالیٰ لا لغرض آخر مجازا ان نصرۃ اللہ تعالیٰ فی نصرۃ رسولہ وجوابہم شدید الانطباق لہ اھ قلت وعلی کل فنصرۃ اللہ ونصرۃ رسول ونصرۃ دینہ کلہا متحدۃ فی المعنے فانطبق الجواب علی السوال علی کل تقدیر ۱۲

ملحقات الترجمۃ

۱؎ قولہ میرا دعوی نسخ بلا دلیل نہین اشارۃ الی ارتباط قولہ جئتکم بآیۃ بمضمون قولہ لاحل واشار بقولہ ثابت کرچکا ہون الی کون قولہ جئتکم تکرارا وفائدتہ اختلاف الغرض فی الموضعین دلیل النبوۃ فی الاول ودلیل النسخ فی الثانی ۱۲

۲؎ قولہ حاصل اشارۃ الی کون الفاء لترتب وجوب الاتقاء والاطاعۃ علی ثبوت النبوۃ ۱۲

۳؎ قولہ خلاصۃ فالجملۃ استیناف بیان لقولہ فاتقوا اللہ ۱۲

۴؎ قولہ کہلاتے تھے ای قبل الایمان کما قال بعضہم لانہم کانوا یبیضون الثیاب او بعد الایمان کما قال بعضہم لصفاء قلوبہم ۱۲

۵؎ قولہ ان حوارین سے دلیلہ ما فی الصف کما قال عیسے ابن مریم للحواریین الخ ولا یشکل بقولہ تعالیٰ فیما بعد فآمنت طائفۃ من بنی اسرائیل وکفرت طائفۃ حیث یفہم منہا کون غیر الحواریین کلہم کافرین ودلیل ما فی الصف علی کون بعضہم بنی اسرائیل مومنین ایضا لا کون ہذا البعض مومنا یمکن ان یکون بعد ہذا القول زمان فلا تعارض فافہم ۱۲۔

۶؎ قولہ فی ترجمۃ اتبعنا الرسول ان رسول اشارۃ الی العہد ۱۲

۷؎ قولہ تصدیق بلاغتہ ان الشہادۃ تصدیق لقول المدعی ۱۲

وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ

اور ان لوگون نے خفیہ تدبیر کی اور اللہ تعالی نے خفیہ تدبیر فرمائی اور اللہ تعالی سب تدبیرین کرنیوالون سے اچھے ہین جبکہ اللہ تعالی نے فرمایا ای عیسی بیشک مین تمکو وفات دینے والاہون اور مین تمکو اپنی طرف اٹھائے لیتا ہون اور تمکو ان لوگون

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ

پاک کرنے والاہون جو منکر ہین اور جو لوگ تمہارا کہنا ماننے والے ہین انکو غالب رکھنے والاہون ان لوگون پر جوکہ منکر ہین روز قیامت تک　پھر میری طرف ہوگی سب کی واپسی سو مین تمہارے درمیان فیصلہ کردونگا

فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝

ان امور مین جن مین تم باہم اختلاف کرتے تھے۔

آنکے زمانہ مین علاوہ اُس قوم کے جنکی طرف بعثت ہوئی ہے باقی اور لوگون پر بشرطیکہ اُن تک خبر پہونچے اصول دینیہ مین تو اتحاد اصول جمیع شرائع کی وجہ سے اتباع اُس نبی کا واجب ہوتا ہی اور فروع مین یہ تفصیل ہی کہ ان بقایا ناس مین جنکی طرف اور کوئی نبی مبعوث ہون اُنپر تو صرف اس خاص نبی کا اتباع واجب ہوتا ہی اور جنکی طرف کوئی نبی مبعوث نہوا اُنپر اسی نبی جدید کا اتباع ضروری ہوتا ہی پس حوارین کیطرف چونکہ کوئی خاص نبی مبعوث نہین ہوئے تھے اسلیے حضرت عیسے علیہ السلام کا اتباع انپر واجب تھا اسلیے انکو دعوت دین فرمائی اور اس سے عموم بعثت لازم نہین آیا کیونکہ مراد عموم بعثت سے یہ ہی کہ اُس دعوت سے کوئی شخص فروع مین بھی مستثنے نہو سو یہ خاص ہے ہمارے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور اسیطرح حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ مین طوفان عام ہونے سے عموم بعث کا شبہہ نکرنا چاہیے کیونکہ وہ سزا تھی مخالفت کرنیکی توحید مین جوکہ اصول واجب الاتباع سے ہی پھر بعد تحریر اس مقام کے روح المعانی مین بضمن قصہ نزول مائدہ ایک روایت ملی جسکو ابو الشیخ نے ابن عباس رض سے نقل کیا ہے جسکا مضمون یہ ہی کہ عیسے علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے کہا کہ تیس روزے رکھکر اللہ تعالے سے جو درخواست کرو قبول ہوگی انہون نے روزے رکھکر نزول مائدہ کی درخواست کی الخ اور قرآن مین منصوص ہی کہ درخواست کنندہ حواری تھے اس مجموعہ سے معلوم ہوا کہ حوارین بنی اسرائیل مین سے تھے اب شبہہ مذکورہ کی بنا ہی منہدم ہوگئی لله الحمد اور سورہ صف مین فَاٰمَنَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ کا آنا بعد قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ کے بھی ظاہراً اسیکا مؤید ہی **بیان مکر یہود و حفاظت حق تعالے** وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴿۵۴﴾ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۵۵﴾ اور اُن لوگون نے (جوکہ بنی اسرائیل مین سے آپکے منکر نبوت تھے آپ کے اضرار و اہلاک کے لیے) خفیہ تدبیر کی (چنانچہ مکر و حیلہ سے آپکو گرفتار کرکے سولی دینے پر آمادہ ہوئے) اور اللہ تعالے نے (آپکے محفوظ رکھنے کے لیے) خفیہ تدبیر فرمائی (جسکی حقیقت کا اُن لوگونکو پتہ بھی نہ لگا کیونکہ ایک اور شخص کو حضرت عیسے علیہ السلام کی شکل بنا دیا اور عیسے علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا جس سے وہ محفوظ رہے اور وہ ہم شکل سولی دیا گیا اُن لوگون کو اس تدبیر کا علم تک بھی نہ ہوسکا اور دفع پر تو کیا قدرت ہوتی) اور اللہ تعالی سب تدبیرین کرنیوالون سے اچھے ہین (کیونکہ اورونکی تدبیرین ضعیف ہوتی ہین اور کبھی قبیح اور بے موقع بھی ہوتی ہین اور حق تعالے کی تدبیرین قوی بھی ہوتی ہین اور ہمیشہ خیر محض اور موافق حکمت کے ہوتی ہین اور وہ تدبیر اللہ تعالے نے اُسوقت فرمائی) جبکہ اللہ تعالے نے (حضرت عیسے علیہ السلام سی جبکہ وہ گرفتاری کے وقت متردد اور پریشان ہوئے) فرمایا اے عیسے (کچھ غم نکرو) بیشک مین تمکو (اپنے وقت موعود پر طبعی موت سے) وفات دینے والاہون (پس جب تمہارے لیے موت طبعی مقدر ہی تو ظاہر ہے کہ ان دشمنون کے ہاتھون دار پر جان دینے سے محفوظ رہوگے) اور (فی الحال) مین تمکو اپنے (عالم بالا کی) طرف اٹھائے لیتا ہون اور تمکو اُن لوگون (کی تہمت) سے پاک کرنے والاہون جو (تمہارے) منکر ہین اور جو لوگ تمہارے کہنا

اللغات قوله مكر الله فی روح المعانی ونقل عن الامام ان المكر ايصال المكروه الى الغير على وجه يخفى فيه وانه يجوز صدوره عنه تعالے حقيقة وقال غيره انه عبارة عن التدبير المحكم وهو ليس بممتنع عليه تعالے ۱۲

النحو قوله اذ قال فی روح المعانی ظرف لمكر او لمحذوف نحو وقع ذلك لو قدر اذكر كما فی امثاله لم يبعد اه قلت واخترت الاولين فی الترجمة لاقتضاء المقام ذلك ومن ثم جمعت بين الآيتين فی الترجمة ۱۲

ماننے والے ہین انکو غالب رکھنے والا ہون اُن لوگون پر جو کہ (تمہارے) منکر ہین روز قیامت تک (گو اسوقت یہ منکرین غلبہ اور قدرت رکھتے ہین) پھر (جب قیامت آجاویگی اُسوقت) میری طرف ہوگی سبکی واپسی (دنیا و برزخ سے) سو مین (اُسوقت) تم (سب) کے درمیان (عملی) فیصلہ کرونگا اُن امور مین جنمین تم باہم اختلاف کرتے تھے (کہ منجملہ اُن امور کے مقدمہ ہے عیسے علیہ السلام کا) **ف** اس آیت مین چند وعدے مذکور ہین جو اسوقت عیسی علیہ السلام سے فرمائے گئے۔ ایک وقت موعود پر طبعی وفات دینا جس سے مقصود بشارت دینا تھا حفاظت من الاعداء کا یہ وقت موعود اُسوقت آویگا جب قرب قیامت کے زمانہ مین عیسے علیہ السلام آسمان سے زمین پر تشریف لاوینگے جیسا کہ احادیث صحیحہ مین آیا ہے۔ دوسرا وعدہ عالم بالا کی طرف فے الحال اُٹھا لینے کا چنانچہ یہ وعدہ ساتھ کے ساتھ پورا کیا گیا جسکے ایفا کی خبر سورہ نساء مین دیگئی ہے رفعہ اللہ الیہ اب زندہ آسمان پر موجود ہین اور اگرچہ پہلا وعدہ پیچھے پورا ہوگا لیکن مذکور پہلے ہے کیونکہ یہ مثل دلیل کے ہے وعدہ دوم کے لیے اور دلیل رتبۃً مقدم ہوتی ہے اور واو چونکہ ترتیب کے لیے موضوع نہین لہذا اس تقدیم و تاخیر مین کوئی اشکال نہین تیسرا وعدہ تہمت سے پاک کرنا اسکا ایفا یہ ہوا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور یہود کے سب بیجا الزامات اور افترا اُن کو جو حضرت عیسے علیہ السلام کے ذمہ لگاتے تھے مثل نعوذ باللہ انکی نسب کو مطعون کرنا انکو مدعی الوہیت بنانا ان سبکو صاف کر دیا چنانچہ قرآن مجید مین جابجا یہ مضامین صراحۃً مذکور ہین جس سے آپکی نزاہت نسب و عقیدہ کی ظاہر ہے چوتھا وعدہ آپکے متبعین کا آپ کے منکرین پر قیامت تک غالب رہنا یہان اتباع سے مراد خاص اتباع ہے یعنے اعتقاد نبوت پس مصداق متبعین کے وہ لوگ ہین جو آپ کی نبوت کے معتقد ہین سو اس مین نصاری اور اہل اسلام دونون داخل ہین گو اسوقت نصاری کا اتنا اتباع نجات آخرت کے واسطے اسلیے کافی نہین کہ ایک دوسرے ضروری جزو مین وہ اتباع نہین کرتے یعنی حضرت عیسی علیہ السلام جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانیکے لیے بھی فرما گئے تھے لیکن یہان اتباع کامل مراد ہی نہین اور منکرین سے مراد یہود ہین جو منکر نبوت عیسویہ تھے پس حاصل آیت کا یہ ہوا کہ امت محمدیہ اور نصاری ہمیشہ یہود پر حاکم اور غالب رہین گے چنانچہ جلدی یہ وعدہ پورا ہوا اور یہود ذلیل و خوار ہوئے اور سلطنت انکی برباد ہوئی پھر آجتک جہان کہین ہین یہ لوگ ہین یا تو نصاری کی رعایا ہین یا اہل اسلام کی اور قیامت کے قریب تک ایسا ہی رہیگا صرف چالیس دن کے لیے دجال کا جو کہ یہود کا سرگروہ ہے ایک گونہ شور و فساد پھیلے گا لیکن اول تو وہ فوراً مٹ جاویگا پھر کوئی باضابطہ امن و اطمینان سے حکومت نہوگی اور محض ایسی عارضی شورش کو سلطنت نہین کہہ سکتے اسیطرح بعض نے جو مسعودی مورخ سے بعض عباسیین کے زمانہ مین یہود کی کچھ چھوٹی چھوٹی حکومتین نقل کی ہین وہ مسلمانون اور عیسائیونکی سلطنتون کے مقابلہ مین اس قابل نہین کہ اسکو ان دونون کے مساوات یا انپر غلبہ کہا جاسکے بلکہ اس حالت مین بھی ان دونونکو غالب اور یہود کو مغلوب ہی کہا جاویگا جسکا اس آیت مین وعدہ کیا گیا ہے۔ پانچوان وعدہ قیامت کے روز ان مذہبی اختلافات کے فیصلہ فرمانے کے متعلق ہے سو قیامت آویگی اور یہ واقع ہوگا اور عملی کی قید کا یہ فائدہ ہے کہ دلیل شرعی سے تو فیصلہ یہان ہی ہوگیا ہے چنانچہ یہود کہتے تھے کہ عیسے علیہ السلام مصلوب ہوکر دفن ہوئے اور زندہ نہین ہوئے اور عیسائی کہتے تھے کہ بعد صلب و دفن کے زندہ ہوکر آسمان پر گئے قرآن مجید نے اس قول ماقتلوہ وما صلبوہ سے دونونکی نفی فرمادی اور انکے منشاء اشتباہ یعنی ولکن شبہ لہم مین تنبیہ فرمادی۔ اگر کوئی منکر مدعی تواتر کا ہو تو جواب صاف ظاہر ہے کہ وہان موافقین تو خوف کے مارے مجتمع تھے نہین صرف مخالف یہودی تھے سو اولاً وہ قلیل جو تواتر کے لئے کافی نہین ثانیاً تصرف الٰہی سے کہ ایک شخص انکا ہمشکل بنا دیا گیا انکو خود اشتباہ ہوگیا اور بقول بعض علماء حاضرین کی غلط خبر اڑا دینے سے غائبین پر امر مشتبہ ہوا پھر حال مشاہدہ نرہا ثالثاً انکا عدو ہونا خود مجوز توافق علی الکذب کو ہے پس شرائط تواتر کے مفقود ہوئے **تنبیہ ضروری** تقریر تفسیر سے بعض اُن لوگونکی غلطی ظاہر ہوگئی جو آجکل دعوی بلا دلیل کرتے ہین کہ حضرت عیسے علیہ السلام کی وفات ہوگئی اور آپ مدفون ہوگئے اور پھر قیامت کے قریب تشریف نہ لاوینگے اور اس بنا پر جو احادیث عیسے علیہ السلام کی تشریف آوری کے متعلق آئی ہین انمین تحریف کی ہے کہ مراد اس سے مثیل عیسے ہے اور پھر اس مثیل کا مصداق اپنے کو قرار دیا ہے اور مبنی اس مدعی کے کل شبہات کا دو امر ہین ایک نقلی دوسرا عقلی نقلی یہ کہ حق تعالی نے آپکے بارہ مین لفظ متوفیک فرمایا ہے عقلی یہ کہ جسد عنصری کا آسمان پر جانا محال ہے اور اس بنا پر قصہ معراج مین تاویل کی ہے۔ نقلی دلیل کا جواب ظاہر ہوگیا کہ اگر متوفیک کے معنی وفات کے بھی لیے جاوین تب بھی یہ وعدہ باعتبار وقت نزول من السماء ہے اس سے وقوع موت کا یا نفی رفع یا حیات فے الحال کی لازم نہین آتی اور دوسرے دلائل سے رفع و حیات ثابت ہے پس اُسکا قائل ہونا واجب ہے رفع تو آیت رفعہ اللہ الیہ سے جو اپنے حقیقی معنی کے اعتبار سے

فہرست مضامین منصوصہ قرآنیہ

القول البدیع
عیدین کے متعلق یہ رسالہ ہے
قیمت ۱ر **اوراد رحمانی** وادو کار
سبحانی مجتبائی فضائل تسبیح
وتحمید وتکبیر میں قیمت ۲ر

کلید مثنوی شرح مثنوی
مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ بزبان اردو
نہایت سلیس مطلب خیز و مختصر تقریر
میں یہ شرح لکھی گئی ہے مصنفہ فقرا اد الٰہی
فروع الایمان قیمت ۱ر

اعلام

طالبانِ دین بلکہ طالبانِ سیاست
مدن کیلئے علوم شرعیہ کا ضروری ہونا اور ان سب علوم
کے لیے قرآن مجید کا اصل ہونا اجماعاً و اتفاقاً ثابت و منصفین کے نزدیک مسلم
ہی اور اسکے ساتھ ہی اسکے فہم کا موقوف ہونا تفسیر پر سب کے لیے عموماً اور بوجہ اختلاف
لسان کے اہل ہند کے لیے خصوصاً نیز معلوم ہی اور اسی بنا پر جمیع ممالک کے علما نے ہر زمانہ میں تفاسیر
کی تدوین پر توجہ مبذول کی ہی اور ہندوستان میں بھی مدت سے اس کا سلسلہ جاری ہی اور باستقرار اسوقت
کے بعض تراجم و تفاسیر کے جنکے مؤلفین کا اصل مقصود تجارت یا اپنے بدعات کی اشاعت ہی باقی کثر تفاسیر
اپنے زمانہ کے مذاق اور ضرورت کے اعتبار سے بجائے خود کافی و وافی ہیں چونکہ اس سنت مستمرہ کے موافق اسوقت
کے اوساط و خواص اہل ہند کا مجموعی مذاق بھی ایک خاص طرز کی جامع ضروریات و موضح معضلات متوسط المقدار ہندی
اللغت تفسیر کو مقتضی تھا کہ تفصیل اس طرز کی فہرست امور عجیبہ ملحقہ تفسیر مذکور بالا سے معلوم ہو سکتی ہی اور حضرات
علماء عصر دوسرے امور مہمہ میں مشتغل تھے اسلئے حضر نے چونکہ بیکار تھا بالضرورت باوجود علم اپنی عدم مہارت
کے بنام خدا تفسیر کا شروع کی جو بفضلہ تعالیٰ ختم بھی ہو گئی جسکو حسنا جود و ہمت جناب مولوی عبدالاحد صاحب
سلمہ نے بصرف زر کثیر اسکو لکھوا کر اپنے مطبع مجتبائی دہلی میں نہایت حسن و صفا کے ساتھ طبع فرمایا جسکی بارہ جلدوں میں سے
پہلی جلد آپکے ہاتھ میں ہی اور بقیہ جلدیں بھی انشاءاللہ تعالیٰ علی الترتیب عنقریب شائع ہونیکو ہیں امید ہے
کہ متوسط مناسبت رکھنے والے حضرات اور ان سے زیادہ طلبہ اس تفسیر سے حسب استعداد مستفیع
ہونگے۔ اور اس حقیر کے اور مولوی صاحب ممدوح کے لیے دعائے رضا و حسن
خاتم فرمادیجے۔ والسلام علیٰ اہل الاسلام +

کتبہ اشرف علی عفی عنہ

اعلان
جملہ حقوق کاپی رائٹ
بحق مطبع مجتبائی دہلی
محفوظ ہیں +
محمد عبدالاحد
عفی عنہ پروپرائٹر مطبع
مجتبائی دہلی

قال الله تعالی إن علینا جمعه وقرآنه فإذا قرأناه فاتبع قرآنه ثم إن علینا بیانه

چون راس و اساس علوم حکمیه علوم قرآن ست۔ و ازین مر توجه علمای امت مبذول بجد تمش از قدیم زمان ست و از جمله علوم خادمهٔ قرآن حسب آیت مذبور علم تفسیر و تبیان ست۔ و باوجود توفر و تکثر کتب این فن تجدد ضرورت و مذاق اہل عصر مقتضی تالیفی جدید در تبیان فرقان ست۔ و کتاب ہذا کہ مسمی بہ

بیان القرآن

است بیان و حاوی کافی و وافی آن طرز و عنوان است و این جلد ۳ قرآن ست ... بر ... حسن ... رعایات اکمل ... التزامات ... متن

قرآنی مع ترجمہ ... حصہ ... متن مع ... ترجمہ ... تفسیر ... ترجمہ و تفسیر در دوئی حصہ حواشی عربیہ ... حصہ

... مشوش ... قاریان ... شائقان ... معانی اجمالاً یا تفصیلاً و طالبان تحقیق مزید ... باہتمام ...

در مطبع مجتبائی واقع دہلی ... مطبوع و شائع گردید
۱۳۲۶ ... ۱۹۰۸

قال اللہ تعالیٰ ان علینا جمعہ وقرانہ فاذا قرأنٰہ فاتبع قرانہ ثم ان علینا بیانہ

چون راس و اساس علوم حکمیہ علوم قرآن ست و ازین ہمہ توجہ علماء امت مبذول بجد منتش از قدیم زمان ست و از جملہ علوم خادمہ قرآن حسب آیت مذکورہ علم تفسیر و تبیان ست و با وجود توفر و تکثر کتب این فن تجدد ضرورت و مذاق اہل عصر مقتضی تالیفی جدید در تبیان فرقان ست ۔ و کتاب ہذا کہ مسمّٰی بہ

بیان القرآن

١٣٢٦ھ

تصنیف جامع کمالات

است ۔ بعیان و برہان کافل و حاوی آن طرز و عنوان ست و این جلد ۳ ازان ست ۔ بنا علیہ کتاب کو با حسن ادا یات و اکمل التزاما شمل وضع متن قرآنی مع ترجمہ بین السطور در اول حصہ صفحہ و تکریر متن مع تکریر ترجمہ و تقریر تفسیر بقید امتیاز ما بین ترجمہ و تفسیر در دوم حصہ و حواشی عربیہ سوم حصہ ہیکو صفحہ کہ مجموعش مفید تا لیان و قاریان و شائقان درک معانی اجمالاً یا تفصیلاً و طالبان تحقیق مزید عامیان و خاصان ست باہتمام محمد عبد الاحد عفی عنہ

در مطبع مجتبائی واقع دہلی ماہ رمضان المبارک ١٣٢٦ھ طبع شد
١٩٠٨

ملحقات الترجمة

قوله في الذين آمنوا اقتضا ... وجه الخطاب ... وفيه الاشارة الى ...

قوله في بهيمة الانعام ... في القاموس ... البهيمة كل ذات اربع قوائم ... في الروح عن ... والفراء ... السابع ...

سُوْرَةُ الْمَائِدَةِ مَدَنِيَّةٌ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | وَهِيَ مِائَةٌ وَعِشْرُوْنَ اٰيَةً

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ۭ اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ

اے ایمان والو عہدوں کو پورا کرو تمہارے لیے تمام چوپائے جو مشابہ انعام کے ہوں حلال کیے گئے ہیں مگر جنکا ذکر آگے آتا ہے لیکن شکار کو حلال مت سمجھنا جس حالت میں کہ تم احرام میں ہو بیشک اللہ تعالیٰ جو چاہیں حکم کریں

سورۃ المائدۃ مدنیۃ وھی مائۃ وعشرون اٰیۃ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اوپر کی سورت کے ختم پر فرمایا تھا کہ ہم شرائع کو تم سے بیان کرتے ہیں اس سورت کے شروع پر اسکا امر ہے کہ تم ہمارے ان بیان کیے ہوئے شرائع کی پوری پوری بجاآوری کرو یہ مناسبت تو دونوں سورتوں کے انجام اور آغاز میں ہے باقی پوری سورتوں میں بھی دونوں کے اشتمال علی الشرائع سے ظاہر ہے اور خود اس سورت کے اجزا میں ایک ارتباط بدیع ہے کہ اسکے اول کی آیت بمنزلہ متن کے ہے اور تمام سورت بمنزلہ اسکی شرح کے کیونکہ لفظ عقود بقول ابن عباس رضی اللہ عنہ جو کہ روح میں منقول اور قاموس کے قول العقد العہد سے مؤید ہے تمام شرائع کو عام اور شامل ہے اور سورت میں ان ہی شرائع کی تفصیل ہے پس اولاً اجمالی اور کلی عنوان سے امتثال شرائع کا حکم فرماتے ہیں **ایجاب امتثال شرائع** يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ۭ اے ایمان والو تمہارے ایمان کا مقتضا یہ ہے کہ اپنے عہدوں کو (جو کہ ایمان کے ضمن میں تم نے خدا تعالیٰ سے کیے ہیں) پورا کرو (یعنی احکام شرعیہ کو بجالاؤ کیونکہ ایمان لانے سے سب کا التزام ہوگیا اور التزام کا مقتضا ایفا ہے) **ربط** اوپر اجمالی اور کلی عنوان سے امتثال شرائع کا امر تھا آگے ماموربہ کی جزئیات تفصیل ہے جسمیں بعض احکام فرعیہ ہیں اور بعض مضامین مشتمل احوال مخالفین کے ہیں اور بعض انکے مقدمات و متممات ہیں **حکم اول تحلیل و تحریم بہائم** اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ ۝ تمہارے لیے تمام چوپائے جو مشابہ انعام (یعنی اونٹ بکری گائے) کے ہوں (جنکی حلت اس کے قبل سورہ انعام میں جو کہ مکیہ ہے معلوم ہو چکی ہے پس انکے سب جتنے چوپائے ہیں سب) حلال کیے گئے ہیں (جیسے ہرن نیل گائے وغیرہ کہ اونٹ بکری گائے کے مشابہ ہیں اس بات میں کہ درندے اور شکاری نہیں بجز ان بہائم کے جو کہ دوسرے دلائل شرعیہ حدیث وغیرہ سے مخصوص و مستثنیٰ ہو چکے ہیں جیسا گدھا خچر وغیرہ ان مستثنیات کے سوا سب بہائم اہلی و وحشی حلال ہیں) مگر جنکا ذکر آگے (آیہ حرمت علیکم المیتۃ الخ میں) آتا ہے کہ وہ باوجود بہیمۃ الانعام میں داخل ہونے کے مخصوص بالتحریم

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَآئِدَ وَلَاۤ اٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ

اے ایمان والو بے حرمتی نکرو خدا تعالیٰ کی نشانیوں کی اور نہ حرمت والے مہینے کی اور نہ حرم مین قربانی ہونیوالے جانور کی اور نہ ان جانوروں کی جنکے گلے میں پٹے پڑے ہون اور نہ ان

يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا ؕ وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ؕ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

لوگوں کی جو کہ بیت الحرام کے قصد سے جا رہے ہون اپنے رب کے فضل اور رضامندی کے طالب ہون اور جسوقت تم احرام سے باہر آجاؤ تو شکار کیا کرو اور ایسا نہو کہ تمکو کسی قوم سے جو اسی سبب سے بغض ہے

اَنْ تَعْتَدُوْا ۘ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۪ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ○

کہ انہون نے تمکو مسجد حرام سے روک دیا تھا وہ تمہارے لیے اسکا باعث ہوجاوے کہ تم حد سے نکل جاؤ اور نیکی اور تقوے میں ایک دوسرے کی اعانت کرتے رہو اور گناہ اور زیادتی میں ایک دوسرے کی اعانت مت کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرا کرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ سخت سزا

وغیرہ سے خارج ہونے کے بھی حرام ہین اور باقی تمکو حلال ہین، لیکن (ان مین جو) شکار (ہین ان) کو حلال مت سمجھنا جس حالت مین کہ تم احرام (یا حرم) مین ہو (مثلاً حج وعمرہ کا احرام باندھے ہو گو حرم سے خارج ہو یا یہ کہ حرم کے اندر ہو کہ غالباً شکار بھی حرم کے اندر ہوگا کیونکہ اصل مدار حکم کا شکار کا حرم کے اندر ہونا ہی گو احرام نہ باندھے ہو دونون حالت مین شکار یعنی بری وحشی کا حرام ہے) بیشک اللہ تعالیٰ جو چاہین حکم کرین (یعنی وہی مصلحت ہوتا ہی پس جس جانور کو چاہا ہمیشہ کیلیے فی نفسہ غیر اوقات اضطرار مین حرام کر دیا جسکو چاہا ہمیشہ کیلیے حلال کر دیا جسکو چاہا کسی حالت مین حلال کر دیا کسی حالت مین حرام کر دیا تمکو ہر حال مین امتثال واجب ہی) **ف** اور حلال طیور کا یہان ذکر نہین انکی حلت دوسری دلیل شرعی سے مثل انعام کے ثابت ہی پس خلاصہ آیت اور اسکی تفسیر کا یہ مسائل ہین **مسئلہ** ١ اونٹ گائی بھینس بکری بھیڑ فی نفسہ حلال ہین البتہ موت طبعی و انخناق وغیرہ کی حالت مین حرام ہین جیسا آگے آویگا **مسئلہ** ٢ خنزیر حرام ہی جیسا آگے آویگا **مسئلہ** ٣ گدہا خچر وغیرہ حرام ہی حدیث مین آیا ہی **مسئلہ** ٤ ہرن نیل گائی گھوڑا وغیرہ جو انعام کے مشابہ ہین حلال ہین **مسئلہ** ٥ لیکن ہرن وغیرہ جو وحشی جانور ہین حرم اور احرام مین انکا شکار کرنا اسیطرح ان کا ذبح کرنا حرام ہی یعنی جسکیہ وہ جانور حرم کے اندر ہو اگرچہ شکاری خارج ہو یہی حکم ہی طیور وحشیہ کا **مسئلہ** دریائی شکار یعنی مچھلی حرم و احرام مین بھی حلال ہی **مسئلہ** درندہ حرام ہی ربط اوپر غیر محلی الصید کی قید مین ایک امر کو جو کہ مخل تعظیم احرام و حرم ہی حرام فرمایا ہی آگے اور چند امور کی جو کہ مخل تعظیم شعائر یعنی اشیای معظمہ فی الدین ہین تحریم فرماتے ہین **حکم دوم تحریم ترک تعظیم شعائر** يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَآئِدَ وَلَاۤ اٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا ؕ وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ؕ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا ۘ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۪ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ○ اے ایمان والو بے حرمتی نکرو خدا تعالیٰ کی (دین) کی نشانیون کی (یعنی جن چیزون کے ادب کی حفاظت کے واسطے خدا تعالیٰ نے کچھ احکام مقرر کیے ہین ان احکام کے خلاف کرکے ان کی بی ادبی نکرو مثلاً حرم اور احرام کا یہ ادب مقرر کیا ہی کہ اسمین شکار نہ کرو تو شکار کرنا بی ادبی اور حرام ہوگا) اور نہ حرمت والے مہینے کی (بی ادبی کرو کہ اسمین کافرون سے لڑنے لگو) اور نہ حرم مین قربانی ہونیوالے جانور کی (بی ادبی کرو کہ اس سے تعرض کرنے لگو) اور نہ ان جانورون کی (بی ادبی کرو) جنکے گلے مین (اس نشانی کے لیے) پٹے پڑے ہون (کہ یہ اللہ کی نیاز ہین حرم مین ذبح ہونگی) اور نہ ان لوگون کی (بے حرمتی کرو) جو کہ بیت الحرام (یعنی بیت اللہ) کے قصد سے جا رہے ہون (اور) اپنے رب کے فضل اور رضامندی کے طالب ہون (یعنی ان چیزون کے ادب سے کافرون کے ساتھ بھی تعرض مت کرو) اور (اوپر کی آیت مین جو احرام کے ادب سے شکار کو حرام فرمایا گیا ہی وہ احرام ہی تک ہی ورنہ) جسوقت تم احرام سے باہر آجاؤ تو (اجازت ہی کہ) شکار کیا کرو (بشرطیکہ وہ شکار حرم مین نہو) اور (اوپر جن چیزون کے تعرض سے منع کیا گیا ہی اس مین) ایسا نہو کہ تمکو کسی قوم سے جو اسی سبب سے بغض ہی کہ انہون نے تمکو (سال حدیبیہ مین) مسجد حرام (مین جانے) سے روک دیا تھا (مراد کفار قریش

ربع ثلاثة ١

ملحقات الترجمة

١ قوله فی لا تحلوا ان احکام کے خلاف کرکے اشارة الی المراد بالاحلال لا ما یتبادر الی الذہن من التحلیل المتعارف فانہ یحتاج اثباتہ الی دلیل مستقل

٢ قوله فی تفسیر ضیوفا کافرون کے ساتھ بھی دل علی نزولها فی المشرکین روایات اسباب النزول و قوله تعالیٰ فیما بعد شنآن قوم الآیة

٣ قوله فی حللتم احرام سے فی القاموس حل من احرامه ولما حکم غیر الحرم لغیر المحرم فقد ذکره فی آخر **ف** بعنوان المسئلة تتمیما لمقابلة وهی قوله انتم حرم

٤ قوله فی اصطادوا اجازت اشارة الی کون الامر للاباحة ١٢

النحو الشنان مضاف الی المفعول کذا فی الروح اه وبه ترجمت ١٢	اللغات قوله لا یجرمنکم لا یحملنکم او لا یکسبنکم و اکثر ما یستعمل فی کسب الشر کذا فی الروح الشنان مصدر معناه البغض ١٢

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ

تم پر حرام کیے گئے ہین مردار اور خون اور خنزیر کا گوشت اور جو جانور کہ غیر اللہ کے نامزد کر دیا گیا ہو اور جو گلا گھٹنے سے مرجاوی اور جو کسی ضرب سے مرجاوے اور جو اونچے سے گر کر مرجاوے

وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ذَٰلِكُمْ فِسْقٌ ؕ

اور جو کسی کی ٹکر سے مرجاوے اور جسکو کوئی درندہ کھانے لگے لیکن جسکو ذبح کر ڈالو اور جو جانور پرستش گاہوں پر ذبح کیا جاوی اور یہ کہ تقسیم کرو بذریعہ قرعہ کے تیرون کے یہ سب گناہ ہین

ہین) وہ (بغض) تمہارے لئے اسکا باعث ہوجاوے کہ تم (شرع کی) حد سے نکلجاؤ (یعنی احکام مذکورہ کے خلاف کر بیٹھو ایسا نکرنا) اور نیکی اور تقوے (کی باتون) مین ایک دوسرے کی اعانت کرتے رہو (مثلاً یہ احکام ہین انمین دوسرون کو بھی عمل کرنے کی ترغیب دو) اور گناہ اور زیادتی (کی باتون) مین ایک دوسرے کی اعانت مت کرو (مثلاً یہی احکام ہین اگر کوئی اِن کے خلاف کرنے لگے تم اُسکی اعانت مت کرو) اور اللہ تعالے سے ڈرا کرو (کہ اس سے سب احکام کی پابندی سہل ہوجاتی ہی) بلاشبہ اللہ تعالی (احکام کی مخالفت کرنے والے کو) سخت سزا دینے والے ہین

ف حدیبیہ کا قصہ اور اشہر حرم کا منسوخ ہونا سورہ بقرہ کے حکم نہم کے مسائل مین گذر چکا اور حکم یازدہم مین ہدی کے معنے گذر چکے اور قلائد کے معنے یہان ترجمہ سے واضح ہوگئے اور ولا الہدی سے آمین البیت الحرام تک یہ احکام اُسوقت تھے جب کفار حج وعمرہ کے لیے جانے پاتے تھے اب خود اُن کا حج وعمرہ کے لیے جانے دینا منسوخ ہی لقولہ البیضاوی عن ابی حنیفۃ رح فی قولہ تعالی فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامہم ہذا اور شعائر اللہ گو عام ہی مگر اُسکے بعض خاص افراد کا ذکر اہتمام کے لیے ہی جیسا کہ ہدی کے بعد قلائد کا ذکر بھی اسی غرض سے کیونکہ ہدی کبھی ذی قلادہ ہوتی ہے کبھی نہین اور آمین کا عطف تغایر کے لیے ہی کیونکہ بعض قاصدین حرم ہدی نہین لیجاتے اور کفار کو جو طلب فضل ورضوان فرمایا یہ بنا بر اُن کے زعم کے ہی کنایہ ہی حج وعمرہ سے جو سبب ہی فضل ورضوان کا شروع آیت لا تحلوا حطم بن ہندی کے باب مین نازل ہوئی وہ اسلام سے پھر گیا اور پھر حدیبیہ مین مکہ کو اُس کا جانا شکر مسلمانون نے ارادہ اُس سے تعرض کا کیا اور آخر آیت کا لا یجرمنکم بعض مشرکین کے باب مین نازل ہوا کہ بعد واقعہ حدیبیہ کے اُن کا مکہ کو بقصد عمرہ جانا مسلمانون کو معلوم ہوا اور اُن کو روکنا چاہا اخرج الاول ابن جریر عن عکرمۃ والثانی ابن ابی حاتم عن زید بن اسلم کذا فی اللباب مسئلہ اور بیطرح حرم سے باہر کا شکار غیر محرم کو حلال ہی رابط اور تحلیل ... اجمالا بعض کا استثنا فرمایا تھا آگے اُن بعض کی تفصیل ہی حکم سوم اسباب تحریم حیوانات

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ذَٰلِكُمْ فِسْقٌ ؕ تم پر (یہ جانور وغیرہ) حرام کیے گئے ہین مردار (جانور جو باوجود واجب الذبح ہونے کے بلا ذبح شرعی مرجاوی) اور خون (جو بہتا ہو) اور خنزیر کا گوشت (اسیطرح اُسکے سب اجزا) اور جو جانور کہ (بقصد قربت) غیر اللہ کے نامزد کر دیا گیا ہو اور جو گلا گھٹنے سے مرجاوی اور جو کسی ضرب سے مرجاوے اور جو اونچے سے گر کر مرجاوے (مثلاً پہاڑ سے یا کنوین مین) اور جو کسی کی ٹکر سے مرجاوے اور جسکو کوئی درندہ (پکڑ کر) کھانے لگے (اور اُسکے صدمہ سے مرجاوے) لیکن (منخنقہ سے ما اکل السبع تک جنکا ذکر ہی انمین سے) جسکو (دم نکلنے سے پہلے قاعدہ شرعیہ کے مطابق) ذبح کر ڈالو (وہ اِس حرمت سے مستثنی ہی) اور (نیز) جو جانور (غیر اللہ کی) پرستش گاہون پر ذبح کیا جاوے (حرام ہی گو زبان سے

ملحقات الترجمۃ
لہ قولہ تعاونوا مثلا الخ اشار بقولہ الیکم الی وجہ ایراد ہذا الامر ہہنا واشار بقولہ ... الی کونہ امراد ... ۱۲
سلہ قولہ فی حرمت جانور وغیرہ لذکر الدم والاستقسام فیما بعد وان کانا مستعقبا الحیوانات ومن ثم ذکرہما مہہنا
سلہ قولہ الا ما ذکیتم الخ اشارۃ الی ان الاستثنا راجع لما ذکر من ... السبع نقلہ فی الروح عن علی وابن عباس رضی اللہ عنہم ۱۲

اللغات وتذ ضرب قولہ النصب جمع نصاب بمعنے منصوب کحمار وحمر وقد کانت الاصنام اما الاحجار تنصب فتعبد ویدخل فیہ الاشجار بالہند وما ترجمت بہ فہو اخذ بالحاصل وعلی اما بمعناہ او بمعنے اللام ۱۲ الاستقسام طلب معرفۃ ما قسم لہم دون مالم یقسم وہو عسام لما نسربہ ولغیرہ من التفاول بالقداح فالقسمۃ فی الاول حسی عینی وفی الثانی خفی غیبی وانما اثرت الاول لکونہ انسب للمقام والحرمۃ شامل لکلیہما وہذا التفاول غیر متفاول [illegible] بالسنۃ فان ہذا انما ہو رجا من اللہ تعالے لا اعتقاد حکم او خبر بخلاف ذلک فانہ کان فیہ ذلک ۱۲
قولہ الازلام جمع زلم کجمل القداح ۱۲

اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ۭ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ

آج کے دن ناامید ہو گئے کافر لوگ تمہارے دین سے سو اُن سے مت ڈرنا اور مجھ سے ڈرتے رہنا آج کے دن تمہارے لیے تمہارے دین کو میں نے کامل کر دیا اور میں نے تم پر اپنا انعام

نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۭ فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

تام کر دیا اور میں نے اسلام کو تمہارا دین بننے کے لیے پسند کر لیا پس جو شخص شدت کی بھوک میں بیتاب ہو جاوے بشرطیکہ کسی گناہ کی طرف اسکا میلان نہ ہو تو یقیناً اللہ تعالیٰ معاف کرنے والے ہیں رحمت والے ہیں

غیر اللہ کے نامزد کرے کیونکہ مدار حرمت کا نیت خبیثہ پر ہے اسکا ظہور کبھی قول سے ہوتا ہے کہ نامزد کرے کبھی فعل سے ہوتا ہے کہ ایسے مقامات پر ذبح کرا دے یہ دیکھی حرام ہے کہ (گوشت وغیرہ) تقسیم کرو بذریعہ قرعہ کے تیروں کے یہ سب گناہ (اور حرام) ہیں **ف** میتہ اور دم اور لحم خنزیر اور ما اہل لغیر اللہ بہ کی متعلق مسائل پارۂ سیقول کے ربع کے قریب مذکور ہو چکے ہیں ملاحظہ فرما لیا جاوے اور زمانہ جاہلیت میں ان چیزوں کی اور منخنقہ وغیرہ کی بھی کھانے کی عادت تھی اسلیے انکی تصریح فرمائی اور زیادہ تفصیل بھی اسی لیے فرمائی ورنہ بہت سی چیزیں خود میتہ کے عموم میں داخل ہیں اور شرعی قاعدہ کے موافق ذبح کرنیکی تفصیل کتب فقہ میں ہے اور بعد ان صدمات کے دم نکلنے کے پہلے ذبح کرنے سے اسوقت حلت ہوتی ہے جب علامات سے اسکی حیات معلوم ہو جاوے تفصیل ان علامات کی کتب فقہ میں ہے اور احکام متفرقہ کی تفصیل بھی کتب فقہ میں ہے اور یہ بھی اسوقت ایک رسم تھی کہ شرکت میں مثلاً ایک اونٹ خرید کر ذبح کیا لیکن اسکے گوشت کو جو کہ دامون کی نسبت سے شرکا کا مملوک ہوتا تھا اس نسبت سے تقسیم نہ کرتے تھے بلکہ دس عدد تیر اس غرض سے مقرر تھے کہ انمیں سے سات پر کچھ لکھا ہوا تھا اور بعضے سادہ تھے اور اسکے متعلق کچھ اصطلاح ٹھہرا رکھی تھی کچھ مثلاً ایک کے نام پر اول ایک تیر تھیلی میں سے نکالا اور اس اصطلاح کے موافق اسکا جسقدر حصہ ہوا اتنا گوشت اسکو دیدیا اور اگر اس اصطلاح کے موافق کچھ حصہ نہ ہوا محروم کر دیا اسیطرح سب شرکا کیواسطے یہی عمل کرتے تھے پس یہ ایک صورت قمار کی تھی جسکی حرمت حکم پانزدہم سورۂ بقرہ میں گذر چکی ہے جیسے آجکل چٹھی ڈالنے کی رسم ہے اور جو شریعت میں ثابت ہے وہ اس صورت میں ہے کہ جہاں بلا قرعہ بھی اسپر باہم اتفاق جائز ہو جیسے مکان تقسیم کرکے یہ جائز ہے کہ دونوں آپس کی رضامندی سے ایک شریک ایک طرف کا لیلے دوسرا دوسری طرف کا لیلے تو اسمیں قرعہ بھی جائز ہے اور کسی شخص گوشت کے خرید کرنیکو برابر روپیہ دیں پھر اتفاق کرلیں کہ ایک کو ایک ثلث گوشت دیا جاوے دوسرے کو دو ثلث یہ حرام اور ربوا ہے پس یہ عمل اس صورت میں قرعہ سے بھی حرام ہی خوب سمجھ لو **تنبیہ** ہر چند کہ اوپر ذکر بہائم کا ہے لیکن یہ استثنا باعتبار خصوصیت بہیمیت کے نہیں بلکہ بعلت موت و تخناق وغیرہ کے ہے جو کہ بہائم و غیر بہائم سبکو شامل ہے اور استثنار کی صحت کے لیے یہ عموم مضر نہیں کیونکہ استثنار بعنوان عام بھی جائز ہے جیسے جاء نی القوم الا العمیان اگرچہ عمیان قوم کے عمیان سے عام ہے پس بطور منخنقہ بھی حرام قطعی ہے لا کما زعم بعض المحرفین **ربط** جن چیزوں کو اوپر حرام فرمایا ہے حالت اضطرار میں انکا حلال ہونا آگے فمن اضطر میں مذکور ہوگا درمیان میں بطور جملہ معترضہ کے اکمال دین کی بشارت دیتے ہیں جسکا مقتضا ہے امتثال جمیع اوامر و نواہی کا جنمیں یہ محرمات و محللات بھی داخل ہیں **بشارت اکمال دین** اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ۭ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۭ فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ آج کے دن (یعنی اب) ناامید ہو گئے کافر لوگ تمہارے دین (کے مغلوب و گم ہو جانے) سے (کیونکہ ماشاء اللہ اسلام کا خوب شیوع ہو گیا) سو اُن (کفار) سے مت ڈرنا (کہ تمہارے دین کو گم کر سکیں) اور مجھ سے ڈرتے رہنا (یعنی میرے احکام کی مخالفت مت کرنا) آج کے دن تمہارے لیے تمہارے دین کو (ہر طرح) کامل کر دیا (قوت میں بھی جس سے کفار کو مایوسی ہوئی اور احکام و قواعد میں بھی) اور (اس اکمال سے) میں نے تم پر اپنا انعام تام کر دیا (دینی انعام بھی کہ احکام کی تکمیل ہوئی اور دنیوی انعام بھی کہ قوت حاصل ہوئی اور اکمال دین میں دونوں آگئے) اور میں نے اسلام کو تمہارا دین بننے کے لیے (ہمیشہ کو) پسند کر لیا (یعنی قیامت تک تمہارا یہی دین رہیگا اسکو منسوخ کرکے دوسرا دین تجویز نہ کیا جاویگا پس تمکو چاہیے کہ میری نعمت کا شکر کرکے

اللغات الاضطرار الوقوع فی الضرورۃ من تناول ہذہ المحرمات ۱۲ — قولہ مخمصۃ مجاعۃ تخمص لہا البطون ای تنضمر بخلاف سمہا الموت او مبادیہ ۱۲

تحقیقات الترجمۃ ۱؎ قولہ فی النصب تا منذ نازو اور انکر بیعت ما اہل الخ ۲؎ قولہ فی دلکھی سب کذا فی الدر عن ابن عباس ۳؎ قولہ فی المخرفت سبکو شامل ہو سائر البہائم کما نقل فی القاموس من الحاشیۃ المتعلقۃ بقولہ احلت لکم کان شاملا للطیور افعا فل یکن مساغ لقول بعض المحرفین اصلا ۴؎ قولہ فی لا تخشوہم فہو بشارۃ لکل مسلم الی قرب یوم القیامۃ لان الاسلام لا یتاصل ابدا ان صالحہ معلوم من احیانا ۵؎ قولہ فی ترجمۃ رضیت تمہارا دین بننے کے لیے فیہ اشارۃ الی توجیہ ترکیبہ بان الجار والمجرور صفۃ الدین قدم علیہ فانتصب حالا والاسلام و دینا مفعولا رضیت ان ضمن معنی صیر او دینا منصوب علی الحالیۃ من الاسلام کذا فی الروح ۶؎ قولہ فی تفسیر رضیت یعنی قیامت تک بہ نظہر وجہ صحۃ التقیید بقولہ الیوم فان کون الیوم مشکلا لان الاسلام کان مرضیا قبل الیوم ایضا فتقرر لصحۃ ان الرضا بمعنی عدم النسخ لم یحصل قبل ذلک ہذا ہو وجہ التقیید فاجاب بعضہم انہ منسانفۃ لیس معطوفا علی ما قبلہ لیلزم التقیید ۱۲

يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ ؕ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۙ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا

لوگ آپ سے پوچھتے ہین کہ کیا کیا جانور اُنکے لیے حلال کیے گئے ہین آپ فرما دیجیے کہ تمہارے لیے کل حلال جانور حلال رکھے ہین اور جن شکاری جانورونکو تم تعلیم دو اور تم اُنکو چھوڑ بھی اور اُنکو

عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ ۫ فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝

اُس طریقہ سے تعلیم دو جو تمکو اللہ تعالی نے تعلیم دیا ہی تو ایسے شکاری جانور جس شکار کو تمہارے لیے پکڑین اسکو کھاؤ اور اُسپر اللہ کا نام بھی لیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو بیشک اللہ تعالی جلدی حساب لینیوالا ہین

اس دین پر پورے پورے قائم رہو) پھر (اشیای مذکورۂ بالا کی حرمت دریافت کر لینے کے بعد یہ بھی معلوم کر لو کہ) جو شخص شدت کی بھوک مین بیتاب ہو جاوے (اور اسوجہ سے اشیاء بالا کو کھالے) بشرطیکہ کسی گناہ کیطرف اُسکا میلان نہو (یعنی نہ قدر ضرورت سے زیادہ کھاوے اور نہ لذت مقصود ہو جسکو سورۂ بقرہ مین غیر باغ ولا عاد سے تعبیر فرمایا ہی) تو یقینا اللہ تعالی معاف کرنیوالے ہین (اگر قدر ضرورت کا پورا اندازہ نہوا اور ایک آدھ لقمہ زیادہ بھی کھا گیا اور) رحمت والے ہین (کہ ایسی حالت مین اجازت دیدی) **ف** یہ آیت جیسا کہ شیخین نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا عصر کے وقت جمعہ کے روز ذی الحجہ کی نوین تاریخ حجۃ الوداع مین جو کہ سنہ ١٠ ہجری مین تھا نازل ہوئی ہی اور اسکے نزول کے بعد قریب تین ماہ کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم زندہ رہی اور آج کے دن سے مراد خاص وہی دن نہین بلکہ وہ زمانہ مع زمانہ متصل ماقبل و مابعد کے مراد ہی پس اگر اسکے بعد بھی کسی حکم کا نازل ہونا ثابت ہو تو اکمال بمعنے تکمیل احکام پر اعتراض لازم نہین آتا اور رضیت لکم الاسلام کی تفسیر مین جو نسخ نہونا کہا گیا ہی یہ عام ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مین بھی اسطرح کہ اسکا نسخ دین وحی نکرین گے اور بعد وفات اسطرح کہ کوئی نبی من حیث النبوۃ نہ آویگا کوئی شبہ نکرے کہ بہت سے احکام دوسرے دلائل سے بھی ثابت ہین تو اکمال کہان رہا جواب یہ ہی کہ حدیث تو مابہ الاکمال مین داخل ہی ہی احکام قیاسیہ اجماعیہ یا غیر اجماعیہ اُنکے ماخذ استنباط ہی قرآن و حدیث ہین پس اکمال کے معارض نہوا اسی لیے احقر نے ترجمہ مین احکام کے ساتھ لفظ قواعد بھی توضیحاً لکھدیا اور حکم اضطرار کا سورۂ بقرہ کے ربع کے قریب بھی مفصل گذر چکا ہی دیکھ لیا جاوے ربط اوپر بعض محرمات فی غیر الاضطرار کا ذکر تھا آگے بعض محللات کا ذکر ہی جو من وجہ تحلیل مذکور فی الحکم الاول کی تفصیل ہی اور سبب نزول اسکا یہ ہی کہ بعض صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حکم شکاری کتے اور باز کے شکار کا دریافت کیا تھا اُسکا جواب اس آیت مین مذکور ہی **حکم چہارم اسباب حلت بعضے حیوانات** يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ ؕ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۙ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ ۫ فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝ لوگ آپ سے پوچھتے ہین کہ (کتے اور باز کے شکار کیے ہوئے جانورونمین سے) کیا کیا جانور اُن کے لیے (یعنی تمہارے لیے) حلال کیے گئے ہین (یعنی جتنے حلال شکار ذبح سے حلال ہو جاتے ہین کیا کتے اور باز کے ذریعہ سے شکار کرنے سے بھی سب حلال رہتی ہین یا اُنمین کچھ مخصوص جانور حلال ہوتے ہین یا مطلقاً حلال نہین ہوتے اور جو حلال ہوتے ہین اونکی کچھ شرط بھی ہی) آپ (جواب مین) فرما دیجیے کہ تمہارے لیے کل حلال جانور (جو از قسم شکار پہلے سے حلال ہین وہ سب کتے اور باز کے ذریعہ سے شکار کرنے سے بھی) حلال رکھے ہین (یہ تو جواب ہو گیا ایک غرض سوال کے ایک جزو کا آگے دوسری جزو کا جواب ہے اور شرط حلت کی ہے یعنی) جن شکاری جانورون کو (جسمین کتا

ملحقات الترجمۃ لہ **قولہ** فمن اضطر دریافت کر لینے کے بعد فالفاء للتعقیب الذکری ١٢ **٥٢ قولہ** فی لھم یعنی ہمارے کما قلت التقسیم زید لیعزین ١٢ **٥٣ قولہ** فی احل لھم یعنی جتنے حلال شکار وبہذا التقریر ظہر فائدۃ قولہ احل لکم الطیبت فافہم فانہ من المواہب الخاصۃ ١٢ **٥٤ قولہ** فی احل لکم از قسم شکار قرینۃ التخصیص سوالہم ١٢ **٥٥ قولہ** ھنا لک حلال رکھے ہین فسرہ لئلا یلزم تحصیل الحاصل ١٢

اللغات التکلیب تعلیم الکلاب فی الاصل ثم تناول الکل کما فی الہدایۃ لکن لما کان التادیب غالبا فی الکلاب اشتق منہ کذا فی الحاشیۃ ومن ثم فسر فی الجلالین بالارسال وعلیہ حجت القرینۃ علیہ السوال من الامرین الجارح الکواسب من سباع البہائم او الطیور ١٢ **الروایات** فی اللباب فی روایات عدیدۃ اخرج ابن ابی حاتم عن سعید بن جبیر ان عدی ابن حاتم وزید بن المہلہل الطائیین سالا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالا انا قوم نصید بالکلاب والبزاۃ فان کلاب آل ذریح تصید البقر والحمیر والظباء وقد حرم اللہ المیتۃ فماذا یحل لنا فنزلت یسئلونک ماذا احل الآیۃ قلت وفی ہذہ الروایۃ تائید صریح لما قررت فی تفسیر جملۃ احل لکم الطیبت الذی حاصلہ السوال عن الامرین ما ہو الحلال وما بہ الحل فافہم

فائدہ فی الروح سریع الحساب ای سریع اتیان حسابہ او سریع اتمامہ اذا شرع فیہ وقولہ فکلوا الخ خبر وفیہ ما علمتم مبتدا وقیل ما علمکم اللہ من جملۃ التعلیل فعنی فیہ معناہ الی قولہ یسئلونک فی معنی یقولون لکن فصیح وقوع الجملۃ بعدہ

اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ؕ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ۖ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ۖ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ

آج تمہارے لیے حلال چیزین حلال رکھی گئین اور جو لوگ کتاب دیے گئے ہین انکا ذبیحہ تمکو حلال ہے اور تمہارا ذبیحہ انکو حلال ہی اور پارسا عورتین بھی جو مسلمان ہون اور پارسا عورتین

وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْٓ

ان لوگون مین سے بھی جو تم سے پہلے کتاب دیے گئے ہین جبکہ تم انکو انکا معاوضہ دیدو اسطرح سے کہ تم بیوی بناؤ نہ تو علانیہ بدکاری کرو اور نہ خفیہ آشنائی کرو

اَخْدَانٍ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ؗ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝

اور جو شخص ایمان کے ساتھ کفر کریگا تو اس شخص کا عمل غارت جاویگا اور وہ شخص آخرت مین بالکل زیانکار ہوگا ۔

ع ٥ ٥

اور باز وغیرہ بھی آگئے، تم (خاص طور پر جسکا بیان آگے آتا ہی تعلیم دو (یہ ایک شرط ہی) اور تم ان کو (شکار پر) چھوڑو بھی (یہ دوسری شرط ہے) اور ان کو (جو تعلیم دو جسکا اوپر ذکر آیا ہے تو) اس طریقہ سے تعلیم دو جو تمکو اللہ تعالےٰ نے (شریعت مین) تعلیم دیا ہی (وہ طریقہ یہ ہی کہ کتے کو تو یہ تعلیم دیجاوے کہ شکار کو پکڑ کر کھاوی نہین اور باز کو یہ تعلیم دیجاوے کہ جب اسکو بلاؤ گو شکار کے پیچھے جا رہا ہو فوراً چلا آوے یہ شرط اول کا بیان ہی) تو ایسے شکاری جانور جس شکار کو تمہارے لیے پکڑین اسکو کھاؤ (یہ تیسری شرط ہی جس کی علامت طریقہ تعلیم مین بیان ہو چکی۔ سو اگر کتا اس شکار کو کھانے لگے یا باز بلانے سے نہ آوے تو سمجھا جاویگا کہ جب اس کے کہنے مین نہین تو اس نے شکار بھی اس کے لیے نہین پکڑا بلکہ اپنے لیے پکڑا ہی) اور (جب شکار پر جانور چھوڑنے لگو تو) اس (جانور) پر (یعنی اس کے چھوڑنے کے وقت) اللہ کا نام بھی لیا کرو (یعنی بسم اللہ کہکر چھوڑو یہ چوتھی شرط ہی) اور (تمام امور مین) اللہ سے ڈرتے رہا کرو (مثلاً شکار مین ایسے منہمک نہو کہ نماز وغیرہ سے غافل ہوجاؤ یا اتنی حرص مت کرو کہ شرائط حلت کے نپائے جاوین جب بھی شکار کو کھا جاؤ، بیشک اللہ تعالی جلدی حساب لینے والے ہین (جس کے بعد سب کو جزا و سزا ملجاویگی اس لیے ڈرنا چاہیے)، **ف مسئلہ** ایک پانچوین شرط امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک یہ بھی ہی کہ وہ جانور اس شکار کو زخمی بھی کردے جوارح کا مادہ جرح اسکا مشعر ہی **مسئلہ** ایک طرفی شکار کا تیر یا بھالہ وغیرہ بھی ہی یہ بھی بشرائط حلال ہی **مسئلہ** جو حلال جانور وحشی نہین ہین وہ بدون ذبح حلال نہین ہوتے یہان صرف وحشی جانور کا ذکر ہی اسی طرح اگر شکاری جانور کے پکڑنے کے بعد مہلت ذبح کی ملی وہ بھی بدون ذبح حلال نہوگا باقی تفصیل شکار کے احکام و مسائل کی کتب فقہ مین ہی **ربط** اوپر شکاری جانورون کے شکار کا حلال ہونا مذکور ہے آگے ذبائح اہل کتاب کے حلال ہونے کا بیان ہے اور ساتھ مین ایک اور حکم بھی اہل کتاب کے متعلق یعنی کتابیات سے نکاح کرنے کا جواز ارشاد ہی کہ اہل کتاب سے منتفع ہونا ہر دو حکم مین مشترک فیہ ہی گو ایک متعلق بنفس ہے ایک متعلق بمال **حکم پنجم تحلیل ذبائح کتابی و حکم ششم حلت نکاح کتابیہ** اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ؕ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ۖ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ۖ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ؗ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ آج (جیسے دینی ابدی انعام یعنی اکمال دین سے مشرف کیے گئے اسیطرح ایک معتدبہ دنیوی ابدی انعام بھی ہوا کہ) تمہارے لیے حلال چیزین (کہ اس سے پہلے حلال کردی گئین ہین ہمیشہ کے لیے) حلال رکھی گئین (کہ کبھی منسوخ نہونگی) اور جو لوگ (تم سے پہلے آسمانی

النحو قولہ والمحصنت عطف علی الطیبت کذا فی الروح قلت فہو ایضا مقید بالیوم ومن ثم ذکرت النکاح مع الطیبت فی السوال الرابع من الملحقات **قولہ** اذا اٰتیتموھن ظرف لاحل **البلاغۃ** فی قولہ اذا اٰتیتموھن اہتمام بابطال ما کان علیہ اہل الجاہلیۃ من اضاعۃ حقوق النسوۃ ولو عبید خیرہم	الی الکتابیات خاصۃ کان فیہ تنبیہ علی انہا ان کانت کافرۃ لکن لایسقط حقہا من المہر الرواتا فی البخاری عن ابن عباس رضی اللہ عنہ فی قولہ طعام الذین ان المراد ذبائحہم لان غیرہا لم یختلف فی حلہ علیہ اکثر المفسرین کذا فی الروح ۱۲

فوائد شتی اہنا سوالات الاول ما معنے قولہ الیوم مع ان التحلیل قد وقع قبل ذلک والجواب ان المراد الاخبار عن الابقاء الحل وعدم النسخ وہذا الملحق قبل ذلک الثانی ما فائدۃ تکرار الاخبار عن الحل والجواب ان الذی قبلہ لم یکن خبرا

ملحقات الترجمۃ
اتحقق مکلبین
ویرید بہ
بالمعلم فی نسبۃ
واکد بہ الحال
مستعدوہ لمانی
الآیۃ فی لاولی
من جوارح
من ضمیر مفعول
المقدر فی علمتم
والثانی مکلبین
من فاعل علمتم
والثالث تعلمونہن
٣٥ قولہ فی
علمکم اللہ
شریعت مین تعلیم
اور ادہ معہ فی
کتاب الآثار عن
ابن عباس عنہ
التفصیل کذا
فی حاشیۃ
الہدایۃ وروی
مرفوعا فی الکلب
عن عدی بن
حاتم فی السنن
٣٦ قولہ فی امسکن
علیکم تمہارے
لیے فعلے منہ
اللام ٣٧ قولہ
فی اذکروا اسم اللہ
علیہ اس جانور پر
المرجح للرکوا
علمتم وارجاع
الی الکل الیہ علیہ
لیسنے ٣٨
قولہ فی آخرت
حلال نہوگا
مما اکل السبع
الذی من شرط
حلالہ فی قولہ
الا ما ذکیتم

[illegible]

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ

اے ایمان والو جب تم نماز کو اٹھنے لگو تو اپنے چہروں کو دھوؤ اور اپنے ہاتھوں کو بھی کہنیوں سمیت (اور اپنے سر پر ہاتھ پھیرو اور اپنے پیروں کو بھی ٹخنوں سمیت

کتاب دیے گئے ہین یعنی یہود و نصاریٰ ان کا ذبیحہ بھی تمکو حلال ہے (اور ان کا حلال ہونا ایسا ہی یقینی ہے جیسا) تمھارا ذبیحہ اُن کو حلال ہے اور پارسا عورتین بھی جو مسلمان ہون (تمکو حلال ہین) اور جیسا مسلمان عورتون کا حلال ہونا یقینی ہے اسیطرح) پارسا عورتین اُن لوگونمین سے بھی جو تم سے پہلے کتاب (آسمانی) دیے گئے ہین (تمکو حلال ہین) جبکہ تم اُنکو اُنکا معاوضہ دیدو (یعنی مہر دنیا گو شرط نہین مگر واجب ہے اور یہ عورتین مذکورہ جو حلال کی گئی ہین تو) اسطرح سے کہ تم (اُن کو) بیوی بناؤ (یعنی نکاح مین لاؤ جسکی شرطین شرع مین معلوم ہین نہ تو علانیہ بدکاری کرو اور نہ خفیہ آشنائی کرو (یہ سب احکام شرعیہ ہین جنپر ایمان لانا فرض ہے) اور جو شخص ایمان (لانیکی چیزون) کے ساتھ کفر کریگا (مثلاً حلال[1] قطعی کی حلت کا یا حرام قطعی کی حرمت کا انکار کریگا، تو اُس شخص کا دھرنیک، عمل غارت (اور اکارت) جاویگا اور وہ شخص آخرت مین بالکل زیانکار ہوگا (بس حلال کو حلال سمجھو حرام کو حرام سمجھو) **ف** حبط عمل کی تحقیق سورہ بقرہ حکم پانزدہم کے قبل گذر چکی ہے اور احقر کے نزدیک ومن یکفر بالایمان کا اس مقام پر ایک اور فائدہ بھی ہوسکتا ہے وہ یہ کہ اوپر مذکور ہوا عورت کتابی کے ذبائح اور عورت کتابیہ کے نکاح کا حلال ہونا مذکور ہے چونکہ بعضے مسلمان نصرانی یا یہودی ہو جاتے ہین تو شبہ ہو سکتا تھا کہ انکا حکم بھی اہل کتاب کا سا ہوگا اسلیے اس جملہ مین اس شبہہ کی رفع کیطرف اشارہ کردیا کہ جو شخص اپنے ایمان سابق کی حقیقت کا انکار کرے یعنی اسلام کو حق نہ سمجھ کر مرتد ہو جاوے اُسکا عمل مثلاً نکاح یا ذبح بے اثر ہو جاویگا یعنی اوسپر حلت مرتب ہوگی اور آخرت کا خسارہ تو ظاہر ہی ہے اور بعض نے یہ فائدہ فرمایا ہے کہ اتنی سی بات عزت کی اہل کتاب کو دُنیا مین دیدی ہے آخرت مین کفر سے خراب ہونگے **مسئلہ** کتابی کا ذبیحہ حلال ہے دو شرط سے ایک یہ کہ اصلی کتابی ہو یعنی مرتد نہو اور اگر کوئی غیر مسلم نصرانی ہو جاوے تو اُسکا حکم نصرانی کا سا ہوگا اور دوسری شرط یہ کہ ذبح کے وقت اللہ کے سوا اور کا نام نہ لے ورنہ حرام ہوگا در مختار اور یاد رکھنا چاہیے کہ ہمارے زمانہ مین اکثر نصاریٰ برائے نام ہین ایسون کا حکم نصاریٰ کا سا نہین ہے اور یہی سب تقریر نکاح مین بھی سمجھو **مسئلہ** کتابیہ یا مسلمہ اگر پارسا نہو جب بھی نکاح حلال ہے لیکن مناسب نہین پس آیت مین جو پارسا کی تخصیص ہے بیان اولویت کے لیے ہے اور سورہ بقرہ حکم ہشتم مین گذر چکا کہ مسلمان عورت کا نکاح کتابی مرد سے اسیطرح غیر کتابی سے بھی درست نہین **مسئلہ** نکاح مین مہر اگر مذکور نہو یا ادا نہو نکاح ہو جاوے گا آیت مین وجوب کا بیان فرمانا مقصود ہے اشتراط مقصود نہین **تنبیہ** بعضے لوگ شبہ کرتے ہین کہ جب اہل کتاب کا ذبیحہ تک درست ہے اور دوسرا طعام مطلق کفار کا بھی درست ہے تو کفار کے ساتھ مواکلت سے کیون منع کیا جاتا ہے جواب یہ ہے کہ مواکلت فی نفسہ کو ممنوع نہین کہا جاتا بلکہ بوجہ دوسرے مفاسد کے مثلاً مخالطت بلاضرورت و موالات یا شبہ قوی خلط نجاسات و محرمات کے ممنوع کیا جاتا ہے اور کیا ضرور ہے کہ اگر منع کی ایک دلیل مرتفع ہو جاوے تو دوسرے ادلہ بھی مرتفع ہو جاوین خوب سمجھ لو ربط اوپر بعض شرائع متعلقہ بالدنیا کا ذکر تھا آگے بعض شرائع متعلقہ بالدین کا ذکر ہے **حکم ہفتم فرضیت وضو** يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ط اے ایمان والو جب تم نماز کو اُٹھنے لگو

ملحقات الترجمة

[1] قوله فی یکفر حلال قطعی سے حلال دلالة وثبوتا فلا یرد فیه ما اختلفوا فیه بالادلة الشرعیة فهذا الاختلاف رحمة ۱۲

اختلاف القراءة ارجلكم بالجر قراءة ابن كثير وحمزة وغيرهما ۱۲

وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ۭ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰي سَفَرٍ اَوْ جَاۗءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَاۗىِٕطِ

اور اگر تم جنابت کی حالت مین ہو تو سارا بدن پاک کرو اور اگر تم بیمار ہو یا حالت سفر مین ہو یا تم مین سے کوئی شخص استنجے سے آیا ہو یا تم نے بیبیون سے قربت کی ہو

اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَاۗءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاۗءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ۭ

پھر تمکو پانی نہ ملے تو تم پاک زمین سے تیمم کر لیا کرو یعنی اپنے چہرون اور ہاتھون پر ہاتھ پھیر لیا کرو اُس زمین پر سے

(یعنی نماز پڑھنے کا ارادہ کرو اور تمکو اوسوقت وضو نہو) تو (وضو کرو یعنی) اپنے چہرون کو دھوؤ اور اپنے ہاتھون کو بھی کہنیون سمیت (دھوؤ) اور اپنے سرون پر (بھیگا) ہاتھ پھیرو اور اپنے پیرونکو بھی ٹخنون سمیت (دھوؤ) **ف** یہ چار چیزین فرض ہین وضو مین باقی اُمور مسنون و مستحب ہین جنکی تفصیل کتب فقہ مین ہے اور ایک قرأت مین ارجلکم مجرور ہے جس سے بعضونکو شبہ ہو گیا ہے کہ پانو کا بھی مثل سر کے مسح ہے لیکن چونکہ دو قرأتون کا مثل دو آیتون کے متوافق ہونا بلکہ اس سے بھی زیادہ متحد المعنی ہونا ضرور ہے اور باہمی تعارض محال ہے اسلئے لامحالہ غسل ارجل اور مسح ارجل سے ایک ہی معنی مراد ہونگے اور ابوزید انصاری وغیرہ اہل لغت نے تصریح کی ہے کہ مسح بمعنی غسل آتا ہے چنانچہ متوضی کو متمسح کہتے ہین اور مسح الارض المطر بولتے ہین جبکہ بارش سے زمین دھل جاوے پھر احادیث صحیحہ غسل ارجل پر متفق ہین اور حدیث شیخین مین ایڑیان خشک رہجاتے پر ویل للاعقاب سے نار کی وعید فرمانا مصرح ہے جس سے عدم جواز مسح کالشمس فی النہار واضح ہے پھر اہل حق کا اسپر اجماع بھی ہے اسلیے مسح ارجل کو غسل پر محمول کیا جاویگا اور ایک امسحوا مقدر کر لیا جاویگا تاکہ امسحوا الملفوظ مین جمع بین الحقیقۃ والمجاز لازم نہ آوے اور اس صورت مین نکتہ لفظ مسح لانے مین یہ اشارہ ہوگا کہ پانو کے دھونے مین جیسا عادت ہے اسراف پانی کا نہ کرین یا جر جوار کہا جاوے اور یہ کہنا کہ عطف مین جر جوار نہین ہوتا غیر مسلم ہے چنانچہ نابغہ کے شعر مین موثق اسپر معطوف ہے پھر اور مجرور ہے لم یبق الا اسیر غیر منفلت ؛ وموثق فی حبال القد مجنوب خوب سمجھ لو اور پوری بحث اسکی روح المعانی مین ہے لیکن منصف کو اسقدر بھی بس ہے ربط اوپر فرضیت وضو کا بیان تھا آگے فرضیت غسل کا بیان ہے **حکم ہشتم فرضیت غسل** وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا اور اگر تم جنابت کی حالت مین ہو تو (نماز سے پہلے) سارا بدن پاک کرو **ف** اسکے مسائل بھی کتب فقہ مین ہین ربط اوپر وضو و غسل کا ذکر ہو چکا آگے تیمم کا بیان ہے **حکم نہم مشروعیت تیمم** وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰي سَفَرٍ اَوْ جَاۗءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَاۗىِٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَاۗءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاۗءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ۭ اور اگر تم بیمار ہو (اور پانی کا استعمال مضر ہو) یا حالت سفر مین ہو (اور پانی نہین ملتا جیسا آگے آتا ہے یہ تو عذر کی حالت ہوئی) یا (اگر مرض و سفر کا عذر بھی نہو بلکہ ویسے ہی وضو یا غسل ٹوٹ جاوے اسطرح سے کہ مثلاً) تم مین سے کوئی شخص (پیشاب یا پاخانہ کے) استنجے سے (فارغ ہوکر) آیا ہو (جس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے) یا تم نے بیبیون سے قربت کی ہو (جس سے غسل ٹوٹ گیا ہو اور) پھر (ان ساری صورتون مین) تمکو پانی (کے استعمال کا موقع) نہ ملے (خواہ بوجہ ضرر کے یا پانی نہ ملنے کے) تو (ان سب حالتو مین) تم پاک زمین سے تیمم کر لیا کرو یعنی اپنے چہرون اور ہاتھون پر ہاتھ پھیر لیا کرو اس زمین (کی جنس) پر سے (ہاتھ مار کر) **ف** اسکی تفسیر اور مسائل سورہ نسا کے ہفتم مین گذر چکے ہین یہان مکرر شاید اسلیے آیا ہو کہ سب انواع طہارت کے یعنی وضو و غسل و تیمم سب ایک جگہہ جمع ہو جاوین تاکہ آیندہ جو منت کا مضمون ہے وہ اوقع فی النفس ہو کہ منت بقدر نعمت ہے ربط اوپر احکام طہارت کے مذکور ہین جنمین رعایت سہولت و مصلحت عباد کی ملحوظ ہے آگے اس طہارت اور رعایت پر منت ظاہر

ملحقات الترجمہ
۱ قولہ فی قمتم اور تمکو اسوقت وضو نہو وقع الاجماع علیہ قرینۃ اشتراط الحدث فی البدل ای التیمم ۲ قولہ فی ای تمسح للاجماع علیہ ۱۲ ۳ قولہ فی ف ابوزید نقلہ فی الروح ۴ قولہ سارا بدن دلیلہ ما فی روح المعانی انہ اضاف التطہیر الی مسمی الواو وہو جملۃ بدن کل مکلف فیدخل کل ما یمکن الایصال الا ما فیہ حرج کالخلقۃ وقد وقع الاشارۃ الی استثناء القید فیما بعد ما یرید اللہ لیجعل علیکم من حرج فافہم فانہ عزیز ۱۲

فائدہ قولہ وان کنتم مرضی قد سبق ما یتعلق بہ فی سورۃ النساء نعم بقی امر وہو انہ قد استدل بقولہ منہ الراجع الی الصعید اشتراط الغبار حملا للمن علے التبعیض والجواب یحمل من علے الابتداء ویکون الصعید موضوعا کما نقل فی الانتصاف من الزجاج لوجہ الارض ترابا کان او حجرا او یکون الضمیر راجعا الی الحدث المدلول علیہ بذکر اسبابہ فیما سبق فیقال تیمم من الجنابۃ فافہم ۱۲

مَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ وَاذْكُرُوْا

اللہ تعالیٰ کو یہ منظور نہیں کہ تمپر کوئی تنگی ڈالیں لیکن اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ تمکو پاک صاف رکھے اور یہ کہ تمپر اپنا انعام تام فرمادے تاکہ تم شکر ادا کرو ۔ اور تم لوگ اللہ

نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖۤ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝

تعالیٰ کے انعام کو جو تمپر ہوا ہے یاد کرو اور اسکے اُس عہد کو بھی جسکا تم سے معاہدہ کیا ہے جبکہ تم نے کہا تھا کہ ہم نے سنا اور مان لیا اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ لوگوں تک کی باتوں کی پوری خبر رکھتے ہیں

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ۫ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤى اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ

اے ایمان والو اللہ تعالیٰ کے لیے پوری پابندی کرنیوالے انصاف کے ساتھ شہادت ادا کرنیوالے رہو اور کسی خاص لوگوں کی عداوت تمکو اسپر باعث نہو جاوے کہ تم عدل نہ کرو۔

اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۫ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝

عدل کیا کرو کہ وہ تقوے سے زیادہ قریب ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے سب اعمال کی پوری اطلاع ہے

منت بر تشریع حکم سابق فرماتے ہیں اور تحریک شکر کی دیتے ہیں مَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ اللہ تعالیٰ کو (ان احکام کے مقرر فرمانے سے) یہ منظور نہیں کہ تمپر کوئی تنگی ڈالیں یعنی یہ منظور ہے کہ تمپر کوئی تنگی نہ رہے چنانچہ احکام مذکورہ میں خصوصًا اور جمیع احکام شرعیہ میں عمومًا رعایت سہولت و مصلحت کی ظاہر ہے لیکن اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ تمکو پاک صاف رکھے (اسلیے طہارت کے قواعد اور طرق مشروع کیے اور کسی ایک طریق پر بس نہیں کیا کہ اگر وہ نہو تو طہارت ممکن ہی نہو مثلًا صرف پانی کو مطہر رکھا جاتا تو پانی نہونے کے وقت طہارت حاصل نہو سکتی یہ طہارت ابدان تو خاص احکام طہارت ہی میں ہے اور طہارت قلوب تمام طاعات میں عام ہے پس تطہیر دونوں کو شامل ہے اور اگر یہ احکام نہوتے تو کوئی طہارت حاصل نہوتی) اور یہ (منظور ہے) کہ تمپر اپنا انعام تام فرمادے (اسلیے احکام کی تکمیل فرمائی تاکہ ہر حال میں طہارت بدنی و قلبی کو جسکا ثمرہ رضا و قرب ہے جو اعظم نعم ہے حاصل کرسکو) تاکہ تم (اس عنایت کا) شکر ادا کرو (شکر میں امتثال بھی داخل ہے) **ربط** اوپر احکام متعددہ کا مشروع ہونا اور اوسکا نعمت ہونا بیان فرمایا ہے آگے اونکے امتثال کی تاکید چند طرق سے ہے تذکیر نعمت مخاطبین کا عہد والتزام یاد دلانا مخالفت سے ڈرانا **تاکید امتثال احکام شرعیہ** وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖۤ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ اور تم لوگ اللہ تعالیٰ کے انعام کو جو تمپر ہوا ہے یاد کرو (جسمیں بڑا انعام یہ ہے کہ تمہاری فلاح کے طریقے تمہارے لیے مشروع کردیے) اور اوسکے اوس عہد کو بھی (یاد کرو) جسکا تم سے معاہدہ کیا ہے جبکہ تم نے (اوسکا التزام بھی کرلیا تھا کہ عہد لینے کے وقت تم نے) کہا تھا کہ ہم نے (ان احکام کو) سنا اور مان لیا کیونکہ اسلام لانیکے وقت ہر شخص اسی مضمون کا عہد کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ (کی مخالفت) سے ڈرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ دلوں تک کی باتوں کی پوری خبر رکھتے ہیں (اسلیے جو کام کرو اوسمیں اخلاص و اعتقاد بھی ہونا چاہیے صرف منافقانہ امتثال کافی نہیں مطلب یہ کہ ان احکام میں اول تو تمہارا ہی نفع پھر تم نے اپنی سر بھی رکھ لیا ہے پھر مخالفت میں ضرر ان وجوہ سے امتثال ہی ضروری ہوا اور وہ بھی دل سے ہونا چاہیے ورنہ مثل عدم امتثال ہی کے ہے) **ربط** یہانتک وہ احکام مذکور ہوئے ہیں جو مکلف کی ذات خاص کے متعلق ہیں آگے ایسا حکم مذکور ہوتا ہے جسمیں غیر سے بھی تعلق ہے کیونکہ شہادت اور عدل کا تعلق غیر سے ظاہر ہے پس عبادات و معاملات دونوں جمع کردیے گئے **حکم دہم ایجاب عدل و اظہار حق** يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ۫ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤى اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۫ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ اے ایمان والو اللہ تعالیٰ (کی خوشنودی) کے لیے (احکام کی) پوری پابندی کرنے والے

ملحقات الترجمۃ

۱ قولہ فی ما یرید اللہ یعنی یہ منظور ہے الخ اشارۃ الی ان المقصود ارادۃ عدم الحرج الذی یستلزمہ عدم ارادۃ الحرج لانہ لا یکفی عدم وقوع شئی عدم ارادتہ بل لابد من تعلق الارادۃ بعدمہ کما ہو ظاہر عند التامل ۱۲

۲ قولہ فی توضیح لیطہرکم دونوں کو شامل ہے بطریق عموم المجاز

۳ قولہ ہنا کہ اور اگر یہ احکام نہوتے اشارۃ الی توجیہ الاستدراک لکن تقریرہ انہ لما قال ما یرید اللہ الخ نشا عنہ توہم ان الاحکام ولم تشرع اصلا لکان فیہ انتفاء الحرج بما تم وجہ فدفعہ بما حاصلہ ان السہولۃ مقصودۃ لکن الطہارۃ مقصودۃ ایضا فاقتضی ہذا المجموع شرع الاحکام مع السہولۃ ولو لم یوجد بہ لکان الطاہر زل ۱۲

۴ قولہ فی توضیح سمعنا اسی مضمون کا اشارۃ الی انہ لا یلزم ان یکون ہذا اللفظ بعینہ منقولا بل ہو اخذ بالحاصل ۱۲

النحو قولہ لیجعل الخ اللام زائدۃ لتاکید المفعول وان مقدرۃ قال فی الروح ہو الاسہل ۱۲
قولہ اذ قلتم ظرف لواثقکم بہ کذا فی الروح ۱۲
تنبیہان متعلقان بالروایات عن اللباب الاول روی البخاری فی قصۃ سقوط القلادۃ من عائشۃ فنزلت یایہا الذین آمنوا اذا قمتم الخ وہو الصواب لا ما قیل انہا آیۃ النساء الثانی ان الوضوء کان واجبا علیہم قبل نزول الآیۃ لانہا مدنیۃ والصلوۃ فرضت بمکۃ ولم یصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا بوضوء والحکمۃ فی نزول الوضوء لیکون فرضہ متلوا بالتنزیل ولذا استغلموا ترکیہ علے غیر ماء ۱۲

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا

اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگون سے جو ایمان لے آئے اور اُنہون نے اچھے کام کیے وعدہ کیا ہی کہ اُنکے لیے مغفرت اور ثواب عظیم ہی اور جن لوگون نے کفر کیا اور ہمارے احکام کو جھوٹا بتلایا

بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ

ایسے لوگ دوزخ مین رہنے والے ہین۔ اے ایمان والو اللہ تعالیٰ کے انعام کو یاد کرو جو تم پر ہوا ہے جبکہ ایک قوم اس فکر مین تھی کہ تم پر

يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝

دست درازی کرین سو اللہ تعالیٰ نے اُن کا قابو تم پر نہ چلنے دیا اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اہل ایمان کو حق تعالیٰ ہی پر اعتماد رکھنا چاہیے

(اور شہادت کی نوبت آوی تو) انصاف کے ساتھ شہادت ادا کرنیوالے رہو اور کسی خاص لوگون کی عداوت تمکو اسپر باعث نہو جاوی کہ تم (اُنکے معاملات مین) عدل نہ کرو (ضرور ہر معاملہ مین) عدل کیا کرو کہ وہ (یعنی عدل کرنا) تقوی سے زیادہ قریب ہی (یعنی اس سے تقوی کے ساتھ موصوف کہلاتا ہی) اور (تقوی اختیار کرنا تم پر فرض ہی چنانچہ حکم ہی کہ) اللہ تعالیٰ (کی مخالفت سے) ڈرو (یہی حقیقت ہی تقوی کی پس عدل جو کہ اس فرض تقوی کا موقوف علیہ ہی نیز فرض ہوگا) بلاشبہ اللہ تعالیٰ کو تمھارے سب اعمال کی پوری اطلاع ہی (پس مخالفین احکام کو سزا ہو جاوی بعید نہین) **ف** ایسی آیت ختم پارہ والمحصنت کے قریب بھی آچکی ہی اور دونون مین فرق یہ ہی کہ بے انصافی کیوجہ دو چیزین ہوتی ہین یا تو ایک فریق کی رعایت اور یا کسی فریق کی عداوت وہان اول سبب مذکور ہی یہان دوسرا سبب چنانچہ وہان یہ الفاظ ولو علی انفسکم او الوالدین والاقربین ان یکن غنیا او فقیرا فاللہ اولی بہما اور یہان لفظ شنآن اسکی صاف دلیل ہی پس اس فرق کے بعد تکرار نرہا **ربط** اوپر احکام مذکور تھے آگے امتثال کرنیوالونکو وعدہ اور خلاف کرنیوالونکو وعید سناتے ہین **وعدہ و وعید بر اطاعت و مخالفت** وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگون سے جو ایمان لے آئے اور انھون نے اچھے کام کیے وعدہ کیا ہی کہ اُنکے لیے مغفرت اور ثواب عظیم ہی اور جن لوگون نے کفر کیا اور ہمارے احکام کو جھوٹا بتلایا ایسے لوگ دوزخ مین رہنے والے ہین **ف** اس آیت مین تو پوری مخالفت کرنے والونکا حال ہی اور جو تھوڑا خلاف کرنیوالے ہین یعنی اٰمنوا کے تو مصداق ہین مگر عملوا الصلحت کے مصداق نہین اُنکا حال دوسری نصوص مین ہی **ربط** تین چار آیتون مین اوپر احکام شرعیہ کا نعمت ہونا بیان کرکے امتثال کے لیے اُس نعمت کی یاد دہانی فرمائی تھی جو کہ نعمت دینیہ تھی اب آگے ایک نعمت دنیویہ کی یاد دہانی فرماتے ہین اور مقصود اُس سے بھی وہی تاکید امتثال ہی کیونکہ نعمت کا خیال کرنا منعم کی اطاعت کا محرک ہوتا ہی **تذکیر بعض نعم** يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ اے ایمان والو اللہ تعالیٰ کے انعام کو یاد کرو جو تم پر ہوا ہی جبکہ ایک قوم (یعنی کفار قریش ابتدائے اسلام مین جبکہ مسلمان ضعیف تھے) اس فکر مین تھے کہ تم پر (اسطرح) دست درازی کرین (کہ تمہارا خاتمہ ہی کر دین) سو اللہ تعالیٰ نے اُنکا قابو تم پر (اسقدر) نہ چلنے دیا (اور آخر مین تمکو غالب کر دیا پس اس نعمت کو یاد کرو) اور (احکام کے امتثال مین) اللہ تعالیٰ سے ڈرو (کہ اس نعمت کا یہ شکر ہی) اور (آیندہ بھی) اہل ایمان کو حق تعالیٰ ہی پر اعتماد رکھنا چاہیے (جس نے پہلے بھی تمہارے سب کام بنائے ہین آیندہ بھی آخرت تک امید رکھو) اتقوا اللہ مین خوف دلایا اور امر بالتوکل مین امید

النحو قولہ علیکم متعلق بنعمۃ وکذا الظرف ۱۲ من الروح
البلاغۃ فی الروح ولم یؤت بالجملۃ فی سیاق الوعید کما اتی بالجملۃ قبلہا فی سیاق الوعد حیث

قال وعدہم لقیل فیما بعد قطعا لرجائہم ۱۲ قولہ یبسطوا فی الروح ہو کنایۃ یقال بسط الیہ یدہ اذا البطش بہ ولسانہ اذا شتمہ ۱۲ قولہ فکف ای من اللہ لابعدان ۱۲ من الروح

ملحقات الترجمة

۱ قولہ فی توضیح اقرب کہلاتا ہی یعنی ان العدل سبب للحکم بالتقوی علی العادل لان العدل من جملۃ التقوی ومن عدل للقدر التی وہ سبب الحقیقی قریب من السبب ومراتب القرب متفاوتۃ لکن الجزء الاخیر من العلۃ اقرب والعدل وکذا کل ما ہو فرد للتقوی کذلک فصح الحکم کونہ اقرب للتقوی ولذا عدی باللام کما فی قولہ ہو قریب لزید والا فالظاہر تعدیتہ بالی او من فاصل ان العدل مفض الی التقوی کافضاء السبب الی المسبب التقطۃ من الروح ۱۲ ۵۲ قولہ فی توضیح خبیر بعید نہین اشارہ الی جواز العفو کما یقولہ اہل السنۃ اما بنفسہ و اما بعد ارضاء صاحب الحق فی حقوق العباد ۱۲ ۵۳ قولہ فی تعیین قوم قریش ابتدائے اسلام تحج ہو لوجہ من الوجہین المذکورین فی الکبیر اختر تہ لکونہ اوفق بحال الفریقین وبعضہم اختار وجوہ الثانی من الحوادث الخاصۃ اتبع بعضہا فی بنی النضیر وبعضہا فی بنی ثعلبۃ وبنی محارب او رجل منہم یقال لہ غورث اراد والفتک بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دہانی لہا لکن قولہ الیکم یرجح ما اخترتہ فان فی ہذہ الحوادث ارادوا بسطہا الیہ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وما اختار بعضہم من نزولہا فی الغزوات التی نزل فیہا صلوۃ الخوف فلیس علیہ کونہا سبب النزول دلیل مصرح بالسببیۃ فلذا رایت ما اخترتہ اولی وما لعیاذ من الروایات لانا نادلہا بان معنی قولہم نزلت

وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ۚ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا ۭ وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّىْ مَعَكُمْ ۭ لَىِٕنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ

اور اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے عہد لیا تھا — اور ہم نے ان مین سے بارہ سردار مقرر کیے — اور اللہ تعالیٰ نے یون فرمادیا کہ مین تمہارے پاس ہون اگر تم نماز کی پابندی

وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ

رکھوگے اور زکوٰۃ ادا کرتے رہوگے اور میرے سب رسولون پر ایمان لاتے رہوگے اور انکی مدد کرتے رہوگے اور اللہ تعالیٰ کو اچھے طور پر قرض دیتے رہوگے تو مین ضرور تمہارے

سَيِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْھٰرُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاۗءَ السَّبِيْلِ ○

گناہ تم سے دور کردونگا اور ضرور تمکو ایسے باغون مین داخل کردونگا جنکے نیچے کو نہرین جاری ہونگی اور جو شخص اسکے بعد بھی کفر کریگا تو وہ بیشک راہ راست سے دور جا پڑا

یہی دو عمل سعین امتثال ہین، ف اور تابومین جو اسقدر کی قید لگائی وجہ یہ کہ کچھ کچھ مضرتین تو کفار سے پہونچ ہی جاتی تھین ف شروع سورت سے یہانتک اکثر آیتونمین حق تعالیٰ سے ڈرنیکا حکم فرمایا ہی ایک جگہہ لفظ خشیت سے باقی جگہہ لفظ تقویٰ سے اس سے معلوم ہوتا ہی کہ اسکو امتثال مین بہت دخل ہی چنانچہ ظاہر بھی ہی ربط اوپر آیت واذکروا نعمت اللہ علیکم ومیثاقہ مین تصریحاً اور مابعد کی آیتونمین دلالۃً احکام شرعیہ کے جوکہ معاہدۂ الٰہیہ ہی امتثال وایفاء کا امر فرمایا ہی آگے زیادہ اہتمام کے لیے بنی اسرائیل سے معاہدہ لینے کی اور ان کے نقض عہد سے جو انکو وبال اور ضرر پہونچا اسکی حکایت فرماتے ہین تاکہ اطاعت کی ترغیب اور معصیت سے ترہیب زیادہ ہو **حکایت اخذ میثاق از بنی اسرائیل** وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ۚ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا ۭ وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّىْ مَعَكُمْ ۭ لَىِٕنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْھٰرُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاۗءَ السَّبِيْلِ ﴿۱۲﴾ اور اللہ تعالیٰ نے (حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واسطہ سے) بنی اسرائیل سے (بھی) عہد لیا تھا (جسکا بیان عنقریب آتا ہی) اور (ان عہود کی تاکید کے لیے) ہم نے انمین سے (موافق عدد ان کے قبائل کے) بارہ سردار مقرر کیے (کہ ہر ہر قبیلہ پر ایک ایک سردار رہے جو اپنی ماتحتون پر ہمیشہ ایفاء عہود کی تاکید رکھے) اور (مزید تاکید عہد کے لیے ان سے) اللہ تعالیٰ نے یون (بھی) فرمادیا کہ مین تمہارے پاس ہون (تمہاری سب بھلے برے کی مجھکو خبر رہیگی مطلب یہ کہ عہد لیا پھر اسکی تاکید در تاکید فرمائی اور اس عہد کا خلاصہ مضمون یہ تھا کہ) اگر تم نماز کی پابندی رکھوگے اور زکوٰۃ ادا کرتے رہوگے اور میرے سب رسولون پر (جو آیندہ بھی نئے نئے آتے رہین گے) ایمان لاتے رہوگے اور (دشمنون کے مقابلہ مین) ان کی مدد کرتے رہوگے اور (علاوہ زکوٰۃ کے اور مصارف خیر مین بھی صرف کرکے) اللہ تعالیٰ کو اچھے طور پر (یعنی اخلاص کے ساتھ) قرض دیتے رہوگے تو مین ضرور تمہارے گناہ تم سے دور کردونگا اور ضرور تمکو (بہشت کے) ایسے باغون مین داخل کردونگا جن کے (محلات کے) نیچے کو نہرین جاری ہونگی اور جو شخص اس (عہد و پیمان لینے) کے بعد بھی

ملحقات الترجمۃ
ف۱ قولہ نے میثاق خلاصہ کان ہذا المیثاق ذکر فی البقرۃ بعنوان آخر فلا تیوہم التخالف
ف۲ قولہ فی رہیں آیندہ وہو النکتۃ فی تاخیر الایمان عن الصلوٰۃ لان الصلوٰۃ یجب اقامتہا فی الحال والایمان بہولاء الرسل یکون واجبا فی المآل
ف۳ قولہ نے عزرتموہم دشمنون کے آخ وہو من الواجبات ان لا یسلم النبی فی ایدی العدو
ف۴ قولہ نے اکفرن دور کردونگا لان الحسنات یذہبن السیئات علی عموم التکفیر للتطہیر کان شاملا للجمیع
ف۵ قولہ نے فمن اشارۃ الی ارادۃ معنے اعطف مطلقا والترتیب انما ہو فی البیان کذا فہم من الروح ۱۲
ف۶ قولہ فی بعد ذلک عہد آخ کذا فی الخازن ۱۲

اللغات فی الروح العزر کالازر التقویۃ والمنع حقیقۃ والنصرۃ مجازا النقیب فی الروح من النقب بمعنے التفتیش سمے بذلک لتفتیشہ عن احوال القوم و اسرارہم ۱۲

البلاغۃ قولہ فمن کفر فی الروح لیس المراد بالکفر احداثہ بعد الایمان بل ما یعم الاستمرار علیہ ایضا کانہ قیل فمن اتصف بالکفر بعد ذلک الا انہ قصد بایراد ما یدل علے الحدوث بیان ترقیہم فی مراتب الکفر فان الاتصاف بشئے بعد ورود ما یوجب الاقلاع عنہ وان کان استمرارا علیہ لکن بحسب العنوان فعل جدید وصنع حادث اھ

الروایات فی الروح اخرج ابن حمید وابن جریر عن ابی العالیۃ انہ قال فی الآیۃ اخذ اللہ تعالیٰ میثاق بنی اسرائیل ان یخلصوا لہ ولا یعبدوا غیرہ وبعث منہم اثنی عشر کفیلا کفلوا علیہم بالوفاء اللہ تعالیٰ بما اکدہ علیہ من العہود فیما امرہم ونہاہم عنہ اھ

قلت وعلیہ فسرت الآیۃ ولم اتعرض ما فسرت بامرہم بالقتال مع الجبارین فان السیاق یاباہ کل الاباء لان مضمون المیثاق مذکور لفظا ۱۲

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً ۚ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ۙ وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا

تو صرف اُن کی عہد شکنی کی وجہ سے ہم نے اُنکو اپنی رحمت سے دور کردیا اور ہم نے اُنکے قلوب کو سخت کردیا وہ لوگ کلام کو اُسکے مواقع سے بدلتے ہیں اور وہ لوگ جو کچھ اُنکو نصیحت کیگئی تھی اُس میں

ذُكِّرُوْا بِهٖ ۚ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ

سے اپنا ایک بڑا حصہ فوت کر بیٹھے اور آپکو آئے دن کسی نہ کسی خیانت کی اطلاع ہوتی رہتی ہے جو انسے صادر ہوتی ہے بجز انمیں کے معدودے چند شخصوں کے سو آپ انکو معاف کیجیے اور انسے درگذر کیجیے بلاشبہ اللہ تعالیٰ خوش معاملہ

کفر کرے گا تو وہ بے شک راہ راست سے دور جا پڑا **ف** خیر میں صرف کرنے کو مجازاً اسلیے فرمایا کہ جسطرح قرض لازم الادا ہوتا ہے اسیطرح اللہ تعالیٰ اسکا بدلہ ضرور دینگے اور یہان اوس شخص کا حال بیان نہین فرمایا جو کفر نکرے لیکن اعمال کی پوری پابندی بھی نکرے اور اکثر جگہہ قرآن مجید مین یہی عادت ہے کہ اطاعت مین جو کامل ہو اور مخالفت مین جو کامل ہو زیادہ ذکر انہی کا ہوتا ہے سبب یہ کہ طرفین کے حال سے بین بین کا حال علماء کو خود مقالبہ سے معلوم ہوجاتا ہے کہ انکی ایسی جزا ہوگی نہ ایسی سزا ہوگی کچھ حدیثون مین پوری تفصیل معلوم ہوگئی اور چونکہ بنی اسرائیل مین حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بہت انبیاء ہونیوالے تھے اسلیے آمنتم برسلی خصوصیت کے ساتھ عہد مین ذکر کیا گیا **ربط** اوپر میثاق بنی اسرائیل کا بیان تھا آگے ان کے نقض میثاق کا اور اسکے وبال کا ہے **حکایتہ ابتلاء بنی اسرائیل بنقض میثاق** فبما نقضهم میثاقهم لعنّٰهم وجعلنا قلوبهم قٰسية [illegible] الكلم عن مواضعه [illegible] لا تزال تطلع على خائنة [illegible] فاعف عنهم واصفح [illegible] ان الله يحب المحسنين لیکن بنی اسرائیل نے عہد مذکور کو توڑ ڈالا اور توڑنے کے بعد طرح طرح کے عقوبات مین جیسے مسخ وغیرہ [illegible] ہوئے پس جو ان کو عنایت والطاف الٰہیہ سے بعد ہوا تو صرف ان کی عہد شکنی کی وجہ سے ہم نے انکو اپنی رحمت (یعنی انکے آثار) سے دور کردیا اور یہی حقیقت ہے لعنت کی اور دوسرا اثر لعنت کے آثار سے یہ ہوا کہ ہم نے اُن کے قلوب کو سخت کردیا کہ حق بات کا ان پر اثر ہی نہین ہوتا [illegible] سختی دل کے آثار سے یہ ہے کہ [illegible] یعنی اُن مین سے علماء کلام [illegible] یعنی توریت کو اُسکے الفاظ یا مطالب کے مواقع سے بدلتے ہین (یعنی تحریف لفظی یا تحریف معنوی کرتے ہین) اور اس تحریف کا اثر یہ ہوا کہ وہ لوگ جو کچھ اُن کو (توریت مین) نصیحت کیگئی تھی اُس مین سے اپنا ایک بڑا حصہ (نفع کا جو کہ انکو عمل کرنے سے نصیب ہوتا) فوت کر بیٹھے کیونکہ زیادہ مشق اُن کی اس تحریف کی [illegible] بیان سے زیادہ [illegible] کیا ہوگا غرض نقض میثاق پر لعنت مرتب ہوئی اور لعنت پر قساوت وغیرہ اور قساوت پر تحریف اور تحریف پر فوت حظ عظیم اور وجہ ترتب ظاہر ہے اور پھر بھی تو نہین کہ جتنا کر چکے اُسی پر بس کریں بلکہ حالت یہ ہے کہ آپ کو آئے دن (یعنی ہمیشہ دین کے باب مین) کسی نہ کسی (نئی) خیانت کی اطلاع ہوتی رہتی ہے جو ان سے صادر ہوتی رہتی ہے بجز انمین کے معدودے چند شخصون کے جو کہ مسلمان ہوگئے تھے سو آپ اُن کو معاف کیجیے اور ان سے درگذر کیجیے (یعنی جب تک شرعی ضرورت نہو انکی خیانتون کا اظہار اور انکو فضیحت نہ کیجیے) بلاشبہ اللہ تعالیٰ خوش معاملہ لوگون سے محبت کرتا ہے (اور بلا ضرورت فضیحت نکرنا خوش معاملگی ہے) **ف** نئی خیانت کہ ایک بار مثلاً رجم کے حکم کو چھپالیا ایکبار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دریافت فرمانے پر توراۃ کا ایک مضمون غلط بیان کردیا جس پر آیت لاتحسبن الذین یفرحون نازل ہوئی تھی اور جیسے تحریم سبت کے قدیم ہونے کا ایک بار غلط دعویٰ کیا تھا جسپر شروع لن تنا قل فاتوا بالتوراۃ نازل ہوئی اور تمام تر وہ غلط بیانیان جسکی حکایت مع اُن کے ابطال کے قرآن مجید مین جابجا مذکور ہے اس مین داخل ہین جیسے لن تمسنا النار اور لن یدخل الجنۃ الامن کان ہودا او نصاریٰ اور نحن ابناء اللہ واحباؤہ وامثال ذالک **ربط** اوپر یہود کا

اللغات	اختلاف القراءة
الخائنة مصدر على وزن الفاعلة ١٢ النحو قوله الا قليلا استثناء من المجرور في خائنة منهم ١٢	قرأ حمزة والكسائي قسية على وزن فعيلة مبالغة في قاسية ١٢

ملحقات الترجمة

١ قوله نبل الرحمة بكن [illegible] قوله بهو لم يذكر في القرآن [illegible] الى جعلى غنى عن البيان [illegible] المحتاج اليه ابينها سبح [illegible] المسببية ١٢

٢ قوله في فبما نقضهم صرف افادة تقديم الجار واكده انحصار المعنى ان المؤثر في اللعن [illegible] النقض لاستقلال اولا نقضا [illegible]

٣ قوله قبل جعلنا قلوبهم يعني لعنت کے آثار سے دفع بهذا العنوان ما يتوهم من ان المفهوم مما قبل الترجمة ان الاثر اللعن المسخ ونحوه فلم يفهم منه خلافه وجه الدفع ظاهر [illegible] من آثار لذا اذ [illegible]

[illegible] في تقرير الترتيب فيما بينها الذي سيأتي في توضيح الترجمة

٤ قوله في نسوا فوت اشارة الى ان النسيان بمعنى الترك والتفخيم مستفاد من التنوين وفسر نصيبهم بالمعنى اللغوي ذكالوا اذ مشعر بان المعصية تنسي العلم حقيقة روي ذلك عن ابن مسعود

٥ قوله في خائنة منهم صادرة اشارة الى تقدير الكلام هكذا على خائنة صادرة منهم

٦ قوله في فاعف يعني جب تک الى قوله فضيحت نکیجیے دل القرينة على هذا التفسير ما سياتي من قوله يعفوا مقابلا لقوله يبين وقوله جب تک اشارة الى ان التبيين حيث يكون المصلحة اذ لا قصد الى تفضيحهم كآية الرجم وتحريفها فانها كانت من الاحكام الشرعية اما ما كان من خيانتهم

[illegible]

وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۠ فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاۗءَ

اور جو لوگ کہتے ہین کہ ہم نصاری ہین ہم نے انسے بھی انکا عہد لیا تھا سو وہ بھی جو کچھ انکو نصیحت کیگئی تھی اسمین سے اپنا ایک بڑا حصہ فوت کر بیٹھے تو ہمنے انمین باہم قیامت تک کے لیے بغض عداوت

اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۭ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ۝ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَاۗءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ

ڈالدیا اور انکو اللہ تعالی انکا کیا ہوا جتلادین گے اے اہل کتاب تمھارے پاس ہمارے یہ رسول آئے ہین کتاب مین سے جن

كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ڛ قَدْ جَاۗءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۝ يَّهْدِيْ بِهِ

امور کا تم اخفا کرتے ہوانمین سے بہت سی باتونکو تمھارے سامنے صاف صاف کھولدیتے ہین اور بہت سے امور کو واگذاشت کردیتے ہین تمھارے پاس اللہ تعالی کیطرف سے ایک روشن چیز آئی ہی اور ایک

اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

کتاب واضح کہ اُسکے ذریعہ سے اللہ تعالی ایسے شخصون کو جو رضاے حق کے طالب ہون سلامتی کی راہین بتلاتی ہین اور انکو اپنی توفیق سے تاریکیون سے نکالکر نور کیطرف لے آتے ہین اور انکو راہ راست پر قائم رکھتے ہین

حال تھا آگے کچھ نصاری کا حال بیان فرماتے ہین **ذکر بعض ذمائم نصارے** وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۠ فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاۗءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۭ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ اور جو لوگ (نصرت[1] دین کے دعوی سے) کہتے ہین کہ ہم نصاری ہین ہم نے اُنسے بھی اُنکا عہد (مثل عہد یہود کے) لیا تھا سو وہ بھی جو کچھ اُن کو (انجیل[2] وغیرہ مین) نصیحت کیگئی تھی اُس مین سے اپنا ایک بڑا حصہ (نفع کا جوکہ اُن کو عمل کرنے سے نصیب ہوتا) فوت کر بیٹھے (کیونکہ وہ امر جسکو فوت کر بیٹھے توحید ہی اور ایمان ہی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جسکا حکم اُن کو بھی ہوا تھا اور اُسکا خطعظیم ہونا ظاہر ہی جب توحید کو چھوڑ بیٹھے) تو ہم نے اُن مین باہم قیامت تک کے لیے بغض و عداوت ڈالدیا (یہ تو دنیوی عقوبت ہوئی) اور (آخرت مین) اُن کو اللہ تعالی اُن کا کیا ہوا جتلادین گے (پھر سزا دین گے، **ف** حاشیہ بیضاوی مین تیسیر سے نقل کیا ہی کہ نصارے مین اصل[3] تین فرقے تھے ایک نسطوریہ جو عیسی علیہ السلام کو ابن اللہ کہتے تھے دوسرا یعقوبیہ جو عیسی علیہ السلام کو اللہ تعالے کے ساتھ متحد مانتے تھے تیسرا ملکائیہ جو عیسی علیہ السلام کو تین آلہہ مین کا ایک جزو مانتے تھے آہ اور یہ افتراق ترک توحید سے ہوا تھا اور ظاہر ہے کہ اتنے بڑے اختلاف عقائد کے ساتھ باہم عداوت ضروری ہی البتہ جو شخص اُن مین ان عقائد ہی کا پابند نہو وہ مبحث ہی سے خارج ہی پس اگر ان مین اتفاق ہوجاوے تو محل اعتراض نہین پس آجکل کے عیسائیو نمین جو وانع مین عیسائی ہی نہین اتفاق پر شبہ نہین ہوسکتا البتہ مذہبی لوگون مین مذہبی عداوت اب بھی ہے اور ہمیشہ رہیگی اور دنیوی سلطنتو نمین بھی اکثر تو اختلاف و نزاع ہی سنا جاتا ہی لیکن قرآن مین اسکا ذکر ہی نہین نہ اثباتا نہ نفیا **ربط** اوپر یہود و نصاری کا الگ الگ ذکر تھا آگے دونون کو جمع کرکے نصیحت کا خطاب فرماتے ہین **خطاب بجمیع اہل کتاب بترغیب تصدیق رسالت محمدیہ** يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَاۗءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ڛ قَدْ جَاۗءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۝ يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ اے اہل[4] کتاب (یعنی یہود و نصارے) تمھارے پاس ہمارے یہ رسول[5] (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آئے ہین جنکی علم کی تو یہ شان ہی کہ کتاب (کے مضامین) مین سے جن امور (علمیہ) کا تم اخفا

ملحقات الترجمہ
[1] قولہ فی قالوا النصرت دین الخ وہذا النکتۃ کما قال المفسرون فی ہذا العنوان اشارۃ الی ان فعلہم لیس قولہم وہذا النکتۃ فی تخصیص ہذا الموضع بہ لان المقام مقام ذکر المیثاق وہم نقضوا بما واثقوا علیہ من دعوی النصرۃ [2] قولہ فی ذکر انجیل وغیرہ لانہم ماکانوا ینکرون التوراۃ ایضا [3] قولہ فی اصل تین الخ فلا یرد انہ ورد فی الحدیث ان فرقہم ثنتان وسبعون [4] قولہ فی اہل الکتب یعنی یہود و نصاری فالکتاب للجنس [5] قولہ فی رسولنا یہ اشارۃ الی کون الاضافۃ للعہد

اللغات فی القاموس عزی لزق اغری بینہم العداوۃ القاہا کانہ الزقہا بہم۔ **النحو** من متعلق باخذ۔ قولہ یبین حال یہدی صفۃ لکتاب۔ **البلاغۃ** قولہ فاغرینا الفاء للترتیب علی نسیانہم خطا کما قررتہ فی الترجمۃ وصرحت بہ فی ف بعد تقریر التیسیر فافہم۔

الروایات فی اللباب اخرج ابن جریر عن عکرمۃ قال ان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتاہ الیہود یسئلونہ عن الرجم فقال ایکم اعلم فاشاروا الی ابن صوریا فناشدہ بالذی انزل التوراۃ علی موسی والذی رفع الطور والمواثیق التی اخذت علیہم حتی اخذہ الکل فقال انہ لما کثر فینا جلدنا مائۃ وحلقنا الروس فحکم علیہم بالرجم فانزل اللہ یا اہل الکتاب الی قولہ صراط مستقیم۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قُلْ فَمَن يَمْلِكُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ أَن يُهْلِكَ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ

بلاشبہ وہ لوگ کافر ہین جو یون کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ عین مسیح ابن مریم ہے آپ یون پوچھیے کہ اگر ایسا ہی تو یہ بتلاؤ کہ اگر اللہ تعالیٰ حضرت مسیح ابن مریم کو اور انکی والدہ کو اور جتنے زمین مین

وَأُمَّهُ وَمَن فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ۗ وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

ہین اُن سبکو ہلاک کرنا چاہین تو کوئی شخص ایسا ہی جو خدا تعالیٰ سے انکو ذرا بھی بچا سکے اور اللہ تعالیٰ ہی کے لیئے خاص ہے حکومت آسمانون پر اور زمین پر اور جتنی چیزین اُن دونون کے درمیان ہین اُن پر اور وہ جس چیز کو جاہین پیدا کردین اور اللہ تعالیٰ کو

کرتے ہوا نمین سے بہت سی باتونکو (جن کے اظہار مین کوئی مصلحت شرعی بھی ہوتی ہی باوجود ظاہر التحصیل علوم نہ فرمانے کے محض وحی سے مطلع ہوکر) تمھارے سامنے صاف صاف کھول دیتے ہین اور (خوش اخلاقی کی جوکہ شعبہ ہی لطافت قوت عملیہ کا یہ حالت ہی کہ جن امور کا تم اخفا کرتے ہوا نمین سے) بہت سے امور کو (باوجود اطلاع کے اظہار سے) واگذاشت کردیتے ہین (جن کے اظہار مین بجز تمھاری تفضیح کے کوئی شرعی ضرورت نہین ہوتی اور ایسا علم دلیل نبوت ہی اور ایسا عمل مؤکد اس دلیل کا ہی غرض تمھاری دینی خیانت ہی کے متعلق جو آپ کا برتاؤ ہی وہی دلالت علی النبوۃ کے لیے بس ہی پھر ضرور تصدیق کرنا چاہیے اور ان رسول کے ذریعہ سے) تمھارے پاس اللہ کی طرف سے ایک روشن چیز آئی ہی اور (وہ) ایک کتاب واضح (ہی یعنی قرآن مجید جو کہ علاوہ دلیل نبوت ہونے کے خود ان اوصاف ذاتی سے موصوف ہی کہ اوسکے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ ایسے شخصونکو جو کہ رضائے حق کے طالب ہون سلامتی کی راہین بتلاتے ہین (یعنی جنت مین جانے کے طریقے کہ عقائد و اعمال خاصہ مین تعلیم فرماتے ہین کیونکہ پوری سلامتی بدنی و روحانی جنت ہی مین نصیب ہوگی) اور اُن کو اپنی توفیق (اور فضل) سے (کفر و معصیت کی) تاریکیون سے نکالکر (ایمان و طاعت کے) نور کی طرف لے آتے ہین اور اُن کو (ہمیشہ) راہ راست پر قائم رکھتے ہین **ف** سلامتی کی راہین بتلانا قرآن کے ذریعہ سے عام ہی لیکن یہان تخصیص طالبان رضائے حق کی اس وجہ سے کی گئی کہ اس سے منتفع وہی لوگ ہوتے ہین **ربط** اوپر آیۂ ومن الذین قالوا انا نصاری مین نصاری کے نقض میثاق کا اجمالاً بیان تھا آگے اُن کے بعض عقائد کی تعیین ہے کہ وہ اخلال بالتوحید ہی **ابطال عقیدۂ الوہیت مسیح علیہ السلام** لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قُلْ فَمَن يَمْلِكُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ أَن يُهْلِكَ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ وَمَن فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ۗ وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ بلاشبہ وہ لوگ کافر ہین جو یون کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ عین مسیح ابن مریم ہی (یعنی دونون مین اتحاد کے قائل ہین وجہ کفر ظاہر ہی کہ توحید کا انکار ہی) آپ (اس قول کے ابطال لیے انسے) یون پوچھیے کہ اگر ایسا ہی تو یہ بتلاؤ کہ اگر اللہ تعالیٰ حضرت مسیح ابن مریم کو (جن کو اللہ تعالیٰ کا عین کہتے ہو) اور اُن کی والدہ (حضرت مریم) کو اور (بلکہ) جتنے زمین مین (آباد) ہین اُن سب کو (موت سے) ہلاک کرنا چاہین تو (کیا) کوئی شخص ایسا ہی جو خدا تعالیٰ سے انکو ذرا بھی بچا سکے (یعنی اسکو تم بھی مانتے ہو کہ ایسا کوئی نہین اور یہ ظاہر ہے کہ خدائی کے لوازم سے ہی کہ اُسکے ساتھ دوسرے کی قدرت کا تعلق پھر وہ بھی افنا و اہلاک کے ساتھ محال ہو اور یہ لازم یہان منفقود ہی پس الوہیت مسیح کی بھی باطل ہی یہ تو شان حضرت مسیح کی ہوئی) اور اللہ تعالیٰ (کی یہ شان ہی کہ اُن) ہی کے لیے خاص ہی حکومت آسمانون پر اور زمین پر اور جتنی چیزین اُن دونون کے درمیان (موجود) ہین اُن پر اور وہ جس چیز کو (جسطرح) چاہین پیدا کردین اور اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر پوری قدرت ہی (اور یہ صفات کمال خواص الوہیت سے ہین پس حق تعالیٰ کی الوہیت ثابت ہی اور مسیح کی الوہیت منفی ہو چکی تھی اس مجموعہ سے توحید ثابت ہو گئی **ف** یہان گو ظاہراً نصاری کے ایک ہی قول کا ابطال ہی لیکن جو دلیل قائم کی گئی ہے وہ ہر منکر توحید کے مقابلہ مین چلسکتی ہی اسلیے معنیً تمام منکرین توحید

اللغات الملک الضبط والحفظ والمراد ههنا الحفظ بمعنی المنع ١٢

النحو قوله من الله متعلق بیملک ١٢

قوله شیئا مفعول مطلق ١٢

ملحقات الترجمة

٥٢ قوله فی یبین باوجود الخ اشار بهذا الی فائدة اجلة من قصد الدلالة علی النبوة التی یکون انکارهم لعدلها اشنع ١٢

٥٣ شرعی بھی زاد هی لان حکمة الدلالة علی النبوة حاصل مع قطع النظر عن مصلحة اخری فی التبیین

٥٣ قوله بعد یعفوا ای علم انه دلیل وفی الفعل انه مؤکد لان الدلیل الصریح انما هو المعجزة وحسن الخلق بهذه المثابة لیس بمعجز صریح فهو مؤکد

٥٤ قوله فی کتاب الخ اشارة الی کون عطف الکتاب للتفسیر فیما تغایران بالصفة متحدان بالذات ولذا احسن افراد الضمیر فی به وبهذا التفسیر حسن اسناد الهدایة ههنا الی الله تعالی بجعل الکتب والنور سببا واسناد التبیین فیما قبل الی رسول الله صلی الله علیه وسلم واما اذا فسر النور بالرسول لا یحصل هذا الحسن وهو بعینه تفسیر هذا قوله تعالی انزلنا الیکم نورا مبینا ولا یعید به الکتب قطعا ١٢

٥٥ قوله فی اتبع طالب فتقدیر الکلام من اراد ان یتبع رضوانه کما فی الروح او یراد بالاتباع الارادة مجازا وارادت فی ترجمة من لفظة الجمع لعمومه وجمع الضمیر فیما بعد من قوله یخرجهم ١٢

٥٦ قوله فی السلام یعنی جنت فی الخازن بحذف المضاف ای دار السلام

٥٧ قوله فی باذنه توفیق کذا فی الروح

٥٨ قوله فی یهدیهم قائم فالهدایة مجاز فی التثبیت علیها کما قیل فی اهدنا الصراط المستقیم وبه غیره فی المتعاطفات

٥٩ قوله فی قل پوچھیے لام

وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ ؕ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ؕ

اور یہود اور نصاری دعوے کرتے ہین کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اُسکے محبوب ہین آپ یہ پوچھیے کہ اچھا تو پھر تمکو تمھارے گناہونکے عوض عذاب کیون دیگا بلکہ تم بھی منجملہ اور مخلوقات کے ایک

يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ؗ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝

معمولی آدمی ہو اللہ تعالی جسکو چاہین گے بخشین گے اور جسکو چاہین گے سزا دین گے اور اللہ ہی کی ہے سب حکومت آسمانون مین بھی اور زمین مین بھی اور جو کچھ انکے درمیان مین ہے اُسمین بھی اور اللہ ہی کیطرف سبکو لوٹ کر جانا ہے

کا جواب اور اُن کے مسالک کا ابطال ہے اور حضرت مریم کے ذکر کے متعلق دو امر قابل تحقیق ہین ایک یہ کہ اُن کا ذکر کیون کیا گیا اُسکی وجہ دو ہو سکتی ہین یا تو تاکید ہے عجز مسیح علیہ السلام کی کہ وہ نہ اپنے کو بچا سکتے ہین اور نہ اپنی ماں کو جن کی ہر طرح خدمت اور حفاظت کرتے تھے اور ماں کی حمایت طبعی امر بھی ہے دوسری وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ بعضے اُنکو بھی الوہیت کے اجزاء ثلثہ کا ایک جزو جانتے تھے اسکے بڑھانیسے اُن کے قول کی بھی نفی ہو گئی۔ دوسرا امر یہ کہ حضرت مریم کی موت تو متحقق ہو چکی پھر اُسکے فرض کرنے کے کیا معنی اُسکی دو وجہ ہو سکتی ہین یا تو مبنی تغلیب پر ہے یا مضمون کا اسطرح موکد کرنا ہے کہ دیکھو اس مضمون کا ایک نمونہ ہم تمکو دکھلاتے ہین کہ حضرت مریم پر موت کو ہم مسلط کر چکے ہین اسیطرح بقایا پر مسلط کر سکتے ہین اور من فی الارض کا جو ذکر آیا ہے اُس کی بھی دو وجہ ہو سکتی ہین ایک یہ کہ تمام آلہہ باطلہ کی اُلوہیت کا ابطال تصریحًا ہو جاوے دوسری وجہ یہ کہ حضرت مسیح کے عجز کی اور تاکید ہو جاوے کہ وہ اور تمام اہل عالم صفت عجز مین برابر ہین کچھ تفاوت نہین اور یخلق ما یشاء مین ایک فائدہ تو وہی ہے جو اثناء ترجمہ مین بیان کیا گیا کہ مقصود استدلال ہے توحید پر دوسرا فائدہ جیسا روح المعانی مین ہے ایک یہ بھی ہے کہ اسمین اشارہ ہے ان عقیدہ والونکی منشاء اشتباہ کے رفع کیطرف جیسا آیۂ اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ مین مصرح تھا یعنی اگر کسیکو اُنکے بے باپ پیدا ہونے سے یا اُن کے احیاء موتے و نفخ فی الطیر سے شبہ ہو تو یہ سمجھ لو کہ یہ سب صورتین اللہ تعالی ہی کے پیدا کرنے کی ہین کہ وہ جسطرح چاہین پیدا کر سکتے ہین مثلاً کبھی وہ بلا مادہ پیدا کرتے ہین جیسے زمین و آسمان بنائے اور کبھی مادۂ غیر جنس سے جیسے حضرت آدم علیہ السلام مٹی سے بنے یا اکثر مرکبات جمادیہ و نباتیہ بسائط غیر مجانس سے بنتے ہین اور کبھی مادۂ ہم جنس سے پھر اُسمین کبھی صرف مذکر سے جیسے حضرت آدم سے حوا پیدا ہوئین کبھی صرف مونث سے جیسے حضرت مریم سے حضرت عیسی علیہ السلام پیدا ہوئے کبھی دونون سے جیسے اکثر حیوانات پھر کبھی بلا توسط کسی مخلوق کے تصرف کے جیسے اکثر مخلوقات اور کبھی بتوسط کسی مخلوق کے تصرف کے جیسے احیاء موتی و نفخ فی الطیر کہ عیسی علیہ السلام کے ہاتھ پر ہوتا تھا غرض اِن صورتون مین کوئی صورت منشاء اشتباہ کسی غیر کی اُلوہیت کا نہونا چاہیے ربط اوپر یہود اور نصارے کے بعض بعض قبائح مذکور تھے اُنمین سے ایک امر مشترک کا مع اُسکے ابطال کے آگے بیان ہے یعنی دونون فریق باوجود کفر و معصیت کے اپنے مقرب اور مقبول عند اللہ ہونیکے مدعی تھے **ابطال دعوی اہل کتاب مقرب خود را** وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ ؕ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ؕ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ؗ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝۱۸ اور یہود اور نصارے (دونون فریق) دعوے کرتے ہین کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اُسکے محبوب ہین (یعنی مثل اولاد اور معشوقون کے مقبول ہین مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہم کو بوجہ اسکے کہ انبیا کی اولاد و اشیاع ہین نسبت دوسرے لوگون کے گو کہ وہ ہمارے ہی مذہب کے کیون نہون اللہ تعالے کے ساتھ یہ زیادہ خصوصیت ہے کہ ہم سے باوجود عصیان کے بھی اورون کے برابر ناخوش نہین ہوتے جیسے باپ سے

ملحقات الترجمہ

۱؎ **قولہ فی قالت** دعوے ترجمہ بالحاصل وعسی ان یکون نفی ذلک الوقت من یقول کذا کما ورد فی بعض الروایات ویمکن ان یکون ہذا من اللوازم البینۃ لبعض اقوالہم کقولہم لن یدخل الجنۃ الآیۃ

۲؎ **قولہ فی** توضیح ابناء اللہ انبیاء کی اولاد و اشیاع یعنی اشارۃ الی ما فسر بعضہم ابناء اللہ من اشیاع انبیائہ ۱۲

الروایات فی اللباب روی ابن اسحق عن ابن عباس قال اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعمان بن امی وبحری بن عمرو وشاس بن عدی فکلموہ وکلمہم ودعاہم الی اللہ وحذرہم نقمتہ فقالوا ما تخوفنا یا محمد نحن واللہ ابناء اللہ واحباؤہ کقول النصارے فانزل اللہ فیہم وقالت الیہود والنصاری الآیۃ واوردہا فی الروح عن ابن جریر ودلائل البیہقی عن ابن عباس نحوہ وفیہا وقالت النصارے ذلک قبلہم آہ ۱۲

يَاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا

اے اہل کتاب تمہارے پاس ہمارے یہ رسول آپہونچے جو کہ تمکو صاف صاف بتلاتے ہین ایسے وقت مین کہ رسولونکا سلسلہ موقوف تھا تاکہ تم یون نہ کہنے لگو کہ ہمارے پاس کوئی

مِنْۢ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ ؗ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۠

بشیر اور نذیر نہین آیا — سو تمہارے پاس بشیر اور نذیر آچکے ہین — اور اللہ تعالے ہر چیز پر پوری قدرت رکھتے ہین۔

ع ٨

ساتھ اولاد کو خصوصیت ہوتی ہے کہ اگر وہ نافرمانی بھی کرے تب بھی اُسکا قلب پر وہ اثر نہین ہوتا جیسا کوئی غیر آدمی اُسی باپ کی نافرمانی کرے اور اُسکا اثر ہوتا ہے اللہ تعالے اُسکا رد فرماتے ہین کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ (انسے) یہ پوچھیے کہ اچھا تو پھر تمکو تمہارے گناہون کے عوض (آخرت مین) عذاب کیون دینگے (جسکے تم بھی قائل ہو جیسا یہود کا قول تھا لن تمسنا النار الا ایاما معدودۃ اور حضرت مسیح کا ارشاد اس آیت مین منقول ہے وقال المسیح انہ من یشرک باللہ فقد حرم اللہ علیہ الجنۃ وماواہ النار جو بوجہ التزام کے مثل اقرار نصاریٰ کے ہے غرض یہ کہ پھر تم دونون فرقون کو تعذیب کیون ہوگی کیونکہ باپ بیٹے کو اور محب اپنے محبوب کو تعذیب نہین کرتا گو تادیب کرتا ہے لیکن آخرت مین تادیب کا احتمال ہی نہین کیونکہ تادیب مین یہ فائدہ ہوتا ہے کہ پھر نکرے آخرت مین جب پھر کرنیکا احتمال ہی نہین پھر تادیب کی کیا گنجایش ہے پس وہان جو سزا ہوگی لامحالہ تعذیب ہی ہے جس سے جرم پر تکلیف پہونچانا ہی مقصود ہوتا ہے اس سے ثابت ہوا کہ تمہارا یہ دعوے محض بیہودہ ہے تمکو دوسرے لوگون کی نسبت کوئی امتیاز اور خصوصیت نہین، بلکہ تم بھی منجملہ اور مخلوقات کے ایک معمولی آدمی ہو جیسے اور ہین اور بلا امتیاز تم سب اس ایک قاعدے مین داخل ہو کہ، اللہ تعالی جسکو چاہین گے بخشین گے جسکو چاہین گے سزا دین گے اور کتب الہیہ سے ثابت ہوچکا ہے کہ مغفرت کی شرط ایمان ہے اور کافر کو ابدی عذاب ہے اور تم تکذیب نبوت محمدیہ کی کرکے کافر بن چکے تو ہمیشہ معذب رہوگے اور جب مطلق تعذیب تمہارے دعوے کی مبطل ہے پس تعذیب ابدی تو بدرجہ اولی مبطل ہے پس خصوصیت تو کیسی گندی معمولی مومنین کے برابر بھی نہ رہی) اور اللہ ہی کی ہے سب حکومت آسمانون مین بھی اور زمین مین بھی اور جو کچھ اُن کے درمیان مین ہے اُن مین بھی (تو اُنکو تعذیب سے کون روک سکتا ہے جسکے لئے سزا تجویز کرلی ہے ضرور سزا دینگے پھر ایسی حالت مین ایسی بیہودہ دعوے عبث ہین) اور اللہ ہی کیطرف کو لوٹ کر جانا ہے (کسی سفارشی وغیرہ کی کوئی پناہ بھی نہین جو بچ سکین **ف** یہ دعوی مذکورہ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسا ہمارے زمانہ کے جاہل پیرزادون کا انتساب تولد یا اتصال سلسلہ کی بنا پر گھمنڈ ہے کہ ہمارے ساتھ حق تعالے کو ایک گونہ ذاتی خصوصیت اور نسبت ہے جو معاصی وغیرہ سے قطع نہین ہوتی اور ہم کیسے ہی ہون مگر اس انتساب یا اتصال کے زور سے کھڑے جنت مین جا دینگے ربط اور یہود و نصاری کے طریقہ کا اصلاً و فرعاً بطلان کردیا آگے اتمام حجت و قطع عذر کے لئے دونون فرقون کو مخاطب بناکر رسالت محمدیہ کا اظہار فرماتے ہین جیسا اس سے پہلے دو آیت اوپر بھی ایسا ہی خطاب عام تھا اس دوسرے خطاب مین علاوہ تاکید کے جو تکریر سے مستفاد ہے عنوان قطع عذر کا زیادہ ہے

خطاب عام باہل کتاب باتمام حجت درباب رسالت محمدیہ يَاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْۢ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ ؗ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ⑲ اے اہل کتاب تمہارے پاس ہمارے یہ رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپہونچے جو کہ تمکو (شریعت کی باتین) صاف صاف بتلاتے ہین ایسے وقت مین کہ رسولون کے آنے کا سلسلہ (مدت سے) موقوف تھا (اور بوجہ حوادث کے شرائع سابقہ مفقود ہوگئین تھین اور فترت رسل سے اُن کے علم کا کوئی ذریعہ نتھا اور اس لئے کسی رسول کے آنے کی بہت ضرورت تھی تو ایسے وقت آپ کی تشریف آوری کو

ملحقات التنزیہ
ساے قولہ فی قلوبہم اشارۃ باعتبار محاورتنا الی محذوف ای ان کان الامر کذا فلم ۱۲ ساے قولہ فی آخر توضیح فلم یعذبکم وہان جو سزا ہوگی د لو کان المعاقب مومنا لان التعذیب لمدۃ محدودۃ لا یمتنع فی المومن وکون غایتہ فی تلک ہو التطہیر لا ینافی لون غایۃ الاولی ہو التعذیب جامعہم بخلاف مایکون غایتہ الادب ہو التادیب فانہ یختص بالدنیا لا یکون فی الآخرۃ ساے قولہ قبل بل خصوصیت نہین اشارۃ الی مقدر مفہوم من السیاق ای لستم ابناؤہ ولیس الامر کذلک الخ ساے قولہ فی بشر ایک معمولی اشارۃ الی محط الفائدۃ ہو الفہیہ ممن خلق لا البشر ساے قولہ فی قد جاءکم آپہونچے اشارۃ الی معنی التوقع فی قد ۱۲ ساے قولہ فی علی فترۃ ایسے وقت مین اشارۃ الی تقدیر الکلام ہکذا علی حین فترۃ کقولہ علی ملک سلیمان ۱۲

النحو قولہ علی فترۃ متعلق بجاء، وکذا قولہ ان تقولوا ۱۲ قولہ من الرسل صفۃ ای کائنۃ من الرسل

الروایات فی اللباب روی (ای ابن اسحق) عنہ (ای عن ابن عباس) قال دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الیہود الی الاسلام فرغبہم فیہ فابوا علیہ فقال لہم معاذ بن جبل وسعد بن عبادۃ یا معشر الیہود اتقوا اللہ فواللہ انکم لتعلمون انہ رسول اللہ لقد کنتم تذکرونہ لنا قبل مبعثہ وتصفونہ لنا بصفتہ فقال رافع ابن حرملۃ ووہب ابن یہوذا ما قلنا لکم ہذا وما انزل اللہ من کتاب بعد موسی ولا ارسل بشیرا ولا نذیرا بعدہ فانزل اللہ یا اہل الکتاب قد جاءکم رسولنا یبین لکم الآیہ ۱۲

نعمت عظمیٰ وغنیمت کبریٰ سمجھنا چاہیئے تاکہ تم (قیامت مین) یون نہ کہنے لگو کہ (ہم دین کے باب مین کوتاہی کرنے مین اسلیے معذور ہین کہ) ہمارے پاس کوئی (رسول جو کہ) بشیر اور نذیر (ہو جس سے ہم کو دین کے باب مین صحیح علم مع تنبہ کے ہوتا) نہین آیا (اور پہلے شرائع ضائع ہو چکین تھین اسلیے ہم سے کوتاہیان ہو گئین) سو (سمجھ رکھو کہ اب عذر کی گنجایش نہین رہی کیونکہ) تمھارے پاس بشیر و نذیر (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آچکے ہین (اب ماننا نہ ماننا اسکو تم دیکھ لو) اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتے ہین (پس مدت تک رسولونکا سلسلہ موقوف رکھا اس پر بھی قادر تھے اور اب نیا رسول بھیجدیا اسپر بھی قادر ہین کسی کا یہ شبہ کہ جب سلسلہ موقوف ہو گیا اب کیا پیغمبر آئے اور اس بنا پر آپ کی رسالت کا انکار جہل محض ہے اس لیے کہ انبیاء ماضیین مین سے کسی پر نبوت کا ختم ہونا تو ثابت نہین ہوا بلکہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت پیشین گوئیان فرماتے رہے پھر آپکی رسالت مین کون چیز مانع ہے) **ف** عیسیٰ علیہ السلام کے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان مین جو زمانہ ہے وہ زمانہ فترت کا کہلاتا ہے امام بخاری نے حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ زمانہ چھہ سو سال کا ہے اور اس درمیان مین کوئی نبی مبعوث نہین ہوئے جیسا حدیث مشکوٰۃ مین ہے انا اولی الناس بعیسے الی قولہ ولیس بیننا نبی متفق علیہ اور سورہ یٰس مین جن رسولون کا ذکر ہے وہ عیسے علیہ السلام کے فرستادہ تھے جنکو آپنے اُس قریہ مین بھیجا تھا اور حضرت خالد بن سنان عربی کو جو بعض نے اس زمانہ مین کہا ہے تو روح بن شہاب کی تصحیح نقل کی ہے کہ وہ نبی تھے مگر حضرت عیسی علیہ السلام کے قبل تھے اور بعض تواریخ مین جو مذکور ہے کہ انکی صاحبزادی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئین تھین مراد اس سے بنت صلبی نہین بلکہ بنت بواسطہ اور اس زمانہ مذکور کے قبل کبھی اتنا بڑا زمانہ انبیاء سے خالی نہین ہوا کذا نقلوا واللہ اعلم فقط اور یہان ایک سوال ہے وہ یہ کہ اہل کتاب کے پاس تو اس زمانہ فترت مین بھی توریت و انجیل موجود تھی اور وہی انکی شریعت تھی پھر اہل کتاب کے اس قول کی نوبت آنے کا کیونکر احتمال ہے ما جاءنا من بشیر ولا نذیر جواب یہ ہے کہ حسب تحریر اظہار الحق مولانا رحمۃ اللہ صاحب و مقدمہ صاحب تفسیر حقانی علماء محققین کی نقل سے یہ بات ثابت ہے کہ اصلی توریت و انجیل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے قبل گم ہو چکی تھین اور اُسوقت جس کا نام توریت و انجیل تھا وہ مجموعہ تھا روایات صحیحہ اور کاذبہ کا اور ظاہر ہے کہ غیر شریعت پر عمل کرنے سے شریعت کے اصلی احکام ادا نہین ہوتے اور خواہ علماء اہل کتاب اس امر کو مانتے ہون یا نہ مانتے ہون لیکن آخرت مین تو بلا شبہ عام طور پر ظاہر ہو جاتا کہ ہم اصلی شریعت کے عامل نہ تھے اُسوقت اپنی اس غلط کاری اور اس ترک عمل کا ثمرہ کہ مراتب کمال سے حرمان ہے معائنہ کر کے عذر مین یہ قول پیش کر سکتے تھے گو قواعد شرعیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے امور مین دار و گیر نہوتی کہ جس کے علم پر انسان قادر نہو اور اسی لیے امید ہے کہ قبل بعثت محمدیہ جو اہل کتاب اپنی شریعت موجودہ پر بہ گمان صحت عامل تھے انکو نجات ہو جاوے اور مضامین شرکیہ و کفریہ اس سے اس لیے خارج ہین کہ اُن پر گمان صحت کی گنجایش نہین مگر جب آپ مبعوث ہو چکے اور احکام دوسری شریعت کے واجب ہو گئے اب ترک کرنا شریعت کا باوجود قدرت کے ہوا اس لئے عذر کی گنجایش نہ رہی اور اس شریعت کی حفاظت کا وعدہ خود قرآن و حدیث مین منصوص ہے حوادث سے کبھی اُس مین اختلال نہ آوے گا اسلیے اب جدید نبی کی ضرورت نہین اور اگر شبہ ہو کہ جو لوگ زمانہ فترت مین مر گئے گو انکو نجات ہو مگر وہ یہ قول کہہ سکتے ہین جواب یہ ہے کہ اصل مین اس مضمون سے مقصود امتنان ہے جیسا کہ احقر کے اس جملہ مین اسکو ظاہر بھی کر دیا گیا ہے کہ آپ کی تشریف آوری کو اتنے اور اللہ تعالےٰ کو اختیار ہے کہ نعمت عظمیٰ جسکو چاہین دین البتہ غدا بعدین اسال رسل نہین ہوتا ربط اوپر یہود و نصاریٰ کی عہد شکنی کا بیان تھا آگے خاص یہود کی ایک عہد شکنی کا قصہ مذکور ہے کہ اُنہون نے جہاد سے کہ فرض تھا انکار کیا اور فرض کے ترک یا انکار مین ظاہر ہے کہ عہد ملتزم کا نقض ہے اور یہ قصہ اس طرح ہوا کہ فرعون کے غرق ہونے کے بعد بنی اسرائیل اُسکی سلطنت اور املاک پر بفراغ خاطر قابض ہو گئے تو اب اللہ کو منظور ہوا کہ اُن کا آبائی وطن ملک شام جہان ابراہیم علیہ السلام اول ہجرت فرما کر آرہے تھے اُنکو دین اور وہان

ملحقات الترجمۃ

[۱] قولہ فی ما جاءنا علی تنبہ فالعلم مرتبا علی مجئی الرسول والتنبہ علی صفتہ کونہ بشیرا ونذیرا ۱۲

[۲] قولہ فی فقد جاءکم عذر کی الخ اشارۃ الی مقدر ای فالان لم یبق لکم عذر ۱۲

[۳] قولہ فی فرستادہ فالاسناد فی ارسلنا مجازی ۱۲

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ۖ وَّاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ

اور وہ وقت بھی ذکر کے قابل ہے جب موسی نے اپنی قوم سے فرمایا کہ اے میری قوم تم اللہ تعالے کے انعام کو جو کہ تم پر ہوا ہے یاد کرو جبکہ اللہ تعالی نے تم میں بہت سے پیغمبر بنائے اور تمکو صاحب ملک بنایا اور تمکو

اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۞ يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ

وہ چیزیں دین جو دنیا جہان والوں میں سے کسیکو نہیں دی ہیں اے میری قوم اس متبرک ملک میں داخل ہو کہ اُسکو اللہ تعالی نے تمہارے حصہ میں لکھدیا ہے اور پیچھے واپس مت چلو کہ پھر بالکل

فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ۞ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ ۖ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا ۚ فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا

خسارے میں پڑ جاؤ گے کہنے لگے اے موسی وہاں تو بڑے بڑے زبردست آدمی ہیں اور ہم تو وہاں ہرگز قدم نہ رکھیں گے جب تک کہ وہ وہاں سے نہ نکلجائیں ہاں اگر وہ

فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ۞ قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ ۚ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ ۞

وہاں سے کہیں اور چلے جاویں تو ہم بیشک جانیکو تیار ہیں ان دو شخصوں نے جو کہ ڈرنیوالوں میں سے تھے جنپر اللہ تعالی نے فضل کیا تھا کہا کہ تم ان پر دروازہ تک تو چلو سو جسوقت تم دروازہ میں قدم

وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۞ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ

رکھو گے اسیوقت غالب آجاؤ گے اور اللہ پر نظر رکھو اگر تم ایمان رکھتے ہو کہنے لگے کہ اے موسی ہم تو ہرگز کبھی بھی وہاں قدم نہ رکھیں گے جب وہ لوگ وہاں موجود ہیں تو آپ اور آپ کے

فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ۞ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِيْ وَاَخِيْ فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ۞ قَالَ

اللہ میاں چلے جایئے اور دونوں لڑ بھڑ لیجیے ہم تو یہاں سے سرکتے نہیں موسی دعا کرنے لگے کہ اے میرے پروردگار اپنی جان اور اپنی بھائی پر البتہ اختیار رکھتا ہوں سو آپ ہم دونوں کے اور اس بے حکم قوم

فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۚ يَتِيْهُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۭ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ۞

کے درمیان فیصلہ فرما دیجیے ارشاد ہوا تو یہ ملک اُنکے ہاتھ چالیس برس تک نہ لگے گا یوں ہی زمین میں سر مارتے پھرتے رہینگے سو آپ اس بے حکم قوم پر غم نہ کیجیے۔

نصف ع ۷ / ۸

قوم عمالقہ کی حکومت تھی اسلیئے اونسے جہاد کرنیکا انکو حکم ہوا اور یہ سب حضرت موسی علیہ السلام کے ہمراہ بارادۂ جہاد شام کی طرف چلے جب قریب پہونچے اون ہی بارہ سرداروں کو جنکا ذکر اوپر کے رکوع کے شروع میں آیا ہے تحقیق حال کے لیے جاسوسی کے طور پر وہاں بھیجا عمالقہ نہایت تنومند اور زور آور دکھائی دئے سب نے باہم عہد کیا کہ اسکا اظہار لشکر میں چلکر نہ کرنا چاہیے مگر بجز دو شخصوں کے جنمیں ایک کا نام یوشع بن نون اور دوسرے کا کالب بن یوقنا تھا کہ وہ تو اس عہد پر ثابت رہے باقی سب نے یہاں واپس آکر انکو ڈرا دیا اُنکی ہمتیں ہار گئیں اور مصر کو واپس جانیکا ارادہ کیا اُسوقت حضرت موسی علیہ السلام نے جو کچھ فرمایا اور جو کچھ انہوں نے جواب دیا اور جو نتیجہ ہوا اوسکا تذکرہ ان آیات میں ہے **قصہ مکالمت موسی علیہ السلام و بنی اسرائیل درباب جہاد باعمالقہ** وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ۖ وَّاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۱﴾ يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۲۲﴾ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ ۖ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا ۚ فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ﴿۲۳﴾ قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ ۚ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ ڬ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۴﴾ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ﴿۲۵﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِيْ وَاَخِيْ فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۶﴾ قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۚ يَتِيْهُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۭ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۷﴾ اور وہ وقت بھی ذکر کے قابل ہے جب موسی (علیہ السلام) نے اپنی قوم (یعنی بنی اسرائیل) سے (اول ترغیب جہاد کی تمہید میں یہ) فرمایا کہ اے میری قوم تم اللہ تعالے کے انعام کو جو کہ تم پر ہوا ہے

اللغات قولہ جبارین فی الکبیر فعال من جبرہ علی الامر بمعنے اجبرہ علیہ ہو العاتی الذی یجبر الناس علی ما یرید ہذا اختیار الفراء والزجاج ۱۲ النحو قولہ ابدا تفسیر ما داموا فیہا ۱۲

یاد کرو جبکہ اللہ تعالیٰ نے تم مین بہت سے پیغمبر بنائے (جیسے حضرت یعقوب علیہ السّلام اور حضرت یوسف علیہ السلام اور خود حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام وغیرہم اور کسی قوم مین پیغمبرون کا ہونا اونکا دنیوی اور دینی شرف ہی یہ تو نعمت معنوی دی) اور (حسی نعمت یہ دی کہ) تمکو صاحب[1] ملک بنایا (چنانچہ فرعون کے ملک پر ابھی قابض ہو چکے ہو) اور تمکو (بعض بعض وہ چیزین دین جو دنیا جہان والون مین سے کسی کو نہین دین (جیسا دریا مین رستہ دینا دشمن کو عجیب طور پر غرق کرنا جسکے بعد دفعۃً غایت ذلت و زحمت سے نہایت رفعت و راحت پر پہونچ گئے یعنی اسمین تمکو خاص امتیاز[2] دیا پھر اس تمہید کے بعد اصلی مقصود کے ساتھ خطاب فرمایا کہ) ای میری قوم (ان نعمتون اور احسانون کا مقتضا یہ ہی کہ تمکو جو اس جہاد کے متعلق حکم خداوندی ہوا ہی اس پر آمادہ رہو اور) اس متبرک[3] ملک (یعنی شام کی دار الحکومت) مین (جہان یہ عمالقہ حکمران ہین جہاد کے ارادہ سے) داخل ہو کہ اسکو اللہ تعالیٰ نے تمہارے حصّہ[4] مین لکھدیا ہی (اسلئے قصد کرتے ہی فتح ہوگی) اور پیچھے (وطن کیطرف) واپس مت چلو کہ پھر بالکل خسارے مین پڑجاؤگے (دنیا مین بھی کہ تو سیع ملک سے محروم رہوگے اور آخرت مین کہ ترک فریضہ جہاد سے گنہگار رہوگے) کہنے لگے ای موسیٰ وہان تو بڑے بڑے زبردست آدمی (رہتے ہین اور ہم تو وہان ہرگز قدم نرکھین گے جب تک کہ وہ (کسیطرح) وہان سے نہ نکل جائین ہان اگر وہ وہان سے کہین اور چلے جاوین تو ہم بیشک جانے کو تیار ہین (موسیٰ علیہ السلام کی تائید قول کے لیے) ان دو شخصون نے بھی جو کہ (اللہ سے) ڈرنے والون (یعنی متقیون) مین سے تھے (اور) جن پر اللہ تعالیٰ نے فضل کیا تھا (کہ اپنے عہد پر ثابت رہے تھے ان کم ہمتون کو سمجھانے کے طور پر) کہا کہ تم اون پر (چڑھائی کرکے) اوس شہر کے دروازہ تک تو چلو سو جسوقت تم دروازہ مین قدم رکھوگے اوسیوقت غالب آجاؤگے[6] (مطلب یہ کہ جلدی فتح ہو جاویگا خواہ تو رعب سے بھاگ جائین یا تھوڑا ہی مقابلہ کرنا پڑے) اور اللہ پر نظر رکھو اگر تم ایمان رکھتے ہو (یعنی اونکی تنومندی پر نظر مت کرو مگر ان لوگون پر فہمایش کا اصلا اثر نہوا بلکہ ان دو بزرگون کو تو اونہون نے قابل خطاب بھی نہ سمجھا بلکہ موسےٰ علیہ السلام سے نہایت لاابالی پن اور گستاخی کے ساتھ) کہنے لگے کہ ای موسیٰ ہم تو (ایک بات کہہ چکے کہ) ہم ہرگز کبھی بھی وہان قدم نرکھین گے جب وہ لوگ وہان موجود ہین (اگر ایسا ہی لڑنا ضرور ہی) تو آپ اور آپ کے اللہ میان چلے جائیے اور دونون (جاکر) لڑ بھڑ لیجیے ہم تو یہان سے سرکتے نہین موسیٰ (علیہ السلام نہایت رنج اور پریشان ہوئے اور تنگ آکر دعا کرنے لگے کہ ای میرے پروردگار (مین کیا کرون ان پر کچھ بس نہین چلتا ہان) اپنی جان پر اور اپنے بھائی پر البتہ (پورا) اختیار رکھتا ہون سو آپ ہم دونون (بھائیون) کے اور اس بے حکم قوم کے درمیان (مناسب) فیصلہ فرمادیجیے (یعنی جسکی حالت کا جو مقتضا ہو ہر ایک کے لئے تجویز فرمادیجیے) ارشاد ہوا (بہتر تو ہم فیصلہ یہ کرتے ہین کہ) یہ ملک اُن کے ہاتھ چالیس برس تک نہ لگیگا (اور گھر جانا بھی نصیب نہوگا رستہ ہی نہ ملے گا) یون ہی (چالیس برس تک) زمین مین سر مارتے پھرتے رہین گے (حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جو یہ فیصلہ سنا جسکا گمان نہ تھا خیال یہ تھا کہ کوئی معمولی تنبیہ ہو جاویگی تو طبعًا مغموم ہونے لگے ارشاد ہوا کہ ای موسیٰ جب ان سرکشون کے لیے ہم نے یہ تجویز کیا تو یہی مناسب ہی) سو آپ اس بے حکم قوم (کی اس حالت زار) پر (ذرا) غم نہ کیجیے **ف** چنانچہ چالیس برس تک ایک محدود حصہ زمین مین حیران پریشان پھرا کیے حتیٰ کہ سب وہان ہی ختم ہو چکے اس مدت مین جو اونکے اولاد پیدا ہوئی اونکو رہائی حاصل ہوئی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اونسے ذرا مدت پہلے حضرت ہارون علیہ السّلام بھی اسی وادی مین جسے وادی تیہ کہتے ہین انتقال فرماگئے اور حضرت یوشع جنکا ذکر اوپر آچکا پیغمبر ہوئے اور پھر اونکی معرفت اس نئی نسل بنی اسرائیل کو اوس ملک کے فتح کا حکم ہوا چنانچہ سب نے اونکے ہمراہ ہو کر جہاد کیا اور فتح ہوئی اب یہان چند سوال ہین **اول** جب اس وادی تیہ مین رہنا سزا تھا تو موسےٰ علیہ السّلام اور ہارون علیہ السلام اسمین کیون کھے گئے خصوصًا دعائے فافرق کے بعد **جواب** یہ ہے کہ اصل عقوبت قلب کی تنگی اور پریشانی تھی اور یہ خاص تھی بنی اسرائیل کے ساتھ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام وہارون علیہ السّلام

ملحقات الترجمہ

[1] قولہ ف ملوکا صاحب ملک لان اہل العرف ینسبون الملک الی القوم جمیعا بخلاف النبوۃ فلم یکون واحد من القوم لا یعدون القوم انبیاء فلذا غایر بین العنوانین ہذا من افادات استاذی مولانا محمد یعقوب النانوتوی رحمہ اللہ تعالیٰ

[2] قولہ ف تفضیح امتیاز خاص امتیاز فلا یلزم الفضل الکلی فلا اشکال الدینی

[3] قولہ ف المقدسۃ متبرک لوجود اکثر الانبیاء فیہا ولذا سمیت مقدسۃ وعلم بہ ان کون ارض مسکنا للعصاۃ لا یزیل القدس السابق

[4] قولہ ف کتب حصہ فالکتب تکوینی

[5] قولہ فتنقلبوا وطن کیطرف ہو اسہل التفاسیر واقرب من حالہم

[6] قولہ ف اتاد الخلوت تیار اشار الی ان المعنی فانا نرید بعد ذلک الدخول لان الدخول لا بد ان یکون مسبوقا بالارادۃ

[7] قولہ فی انکم غالبون مطلب آخ تفسیر بمجاوزہ مبالغۃ قالوہ نظرا الی قولہ کتب اللہ لکم

[8] قولہ فتنقلبوا خاسرین الترتب علے الارتداد استلزم منفی الخسران لترجیح واقتتل الفاشی فی قوم نوح من خسرانہم فاذا انتفی فبت ومند النفر عدوان القتل الفاشی سواد النقع القتل او وقع لکن قلیلا فافہم

[9] قولہ فی قاعدون مرکتے نہین اشار الی ان ہذا القعود من الجہاد لا القعود اللغوی

[10] قولہ محرمۃ لگیگا فالتحریم تکوینی

[11] قولہ فلا تاس غم نہ کیجیے دلیلہ ما فی الروح اخرج ابن جریر عن السدی قال ان موسیٰ علیہ السّلام غضب حین قال لہ القوم انا لوا قد عاد کان ذلک عجلۃ منہ

اس سے محفوظ تھے ان حضرات کا وہان تشریف رکھنا قوم کی اصلاح وہدایت کے لیے تھا جو کہ اُن کا منصبی کام اور عین سرمایۂ
راحت تھا جیسے دوزخ کے اندر دوزخیون کا ہونا اور طور پر ہے اور ملائکہ عذاب کا ہونا اور طور پر **دوسرا سوال**
یہ بات قیاس سے بعید ہے کہ دن مین سورج اور رات کو ستارے یہ علامات تو علوی ہین اور خود زمین پر درخت اور پہاڑ
وغیرہ علامات سفلی یہ علامات موجود ہون اور پھر بنی اسرائیل ان نشانون سے نکلنے کی راہ نہ پاسکین اگر کسی ستارہ
ہی کی سیدھ باندھ کر چلتے کبھی نہ کبھی نکل ہی جاتے **جواب** یہ ہے کہ کسی علامت کا علامت ہونا یہ موقوف ہے قُوی مدرکہ
کے سلامت اور صحت پر جس مین امراض سے گاہ گاہ فتور آجانا شاہد ہے سو اگر قہر خداوندی سے یہ قُوی مدرکہ مؤف
ہوجاوین تو محل تعجب کیا ہے **تیسرا سوال** حضرت موسےٰ علیہ السلام نے دعا مین اپنے کو اور اپنے بھائی کو مستثنےٰ فرمایا
حالانکہ اُن دو بزرگون پر بھی بوجہ اُن کے مطیع ہونے کے آپکو اختیار حاصل تھا **جواب** یہ ہے کہ یہ کلام آپنے تنگدلی مین فرمایا
اور تنگدلی کے وقت کلام بھی لفظاً تنگ اور مختصر ہوتا ہے گو دلالۃً اُس مین عموم اور توسع ہو پس چونکہ وہ دونون بزرگ
بھی تابع تھے اسلیے سننے استثناء مین اُنکو تبعاً داخل سمجھ لینا کافی ہے یا یون کہا جاوے کہ چونکہ اُن بارہ مین سے دس کی
حالت خلاف توقع نامحمود پائی غایت رنج مین یہ احتمال ہوا گو بعید ہی سہی کہ گو یہ اسوقت تو تابع ہین مگر آیندہ عین وقت
پر کیا بھروسہ اور یہ احتمال ہارون علیہ السلام مین اسلیے نہین ہوسکتا کہ نبی کے لیے عصمت لازم ہے **چوتھا سوال** کتب اللہ
لکم کے جو لوگ مخاطب تھے انکو تو وہ ملک نہین ملا جو کہ تخلف وعدہ کو موہم ہے **جواب** یہ ہے کہ اگر لکم مین مخاطب خاص اشخاص
کو کہا جاوے تو کتب اللہ مشروط تھا جہاد کے ساتھ فاذا فات الشرط فات المشروط اور اگر قوم کو مخاطب کہا
جاوے تو اُن کی اولاد بھی قوم مین داخل ہے اور اُن کو وہ ملک عنایت ہوگیا پس تخلف وعدہ کسی صورت مین لازم نہین
آیا **پانچوان سوال** کہ وہ اشکال نہین بلکہ تحقیق ہے یعنے بنی اسرائیل کا یہ قول فاذہب انت وربک الخ کفر ہے یا نہین
جواب یہ ہے کہ اگر تاویل نہ کیجاوے تو کفر ہے اور اگر اس تاویل سے کہا ہو کہ آپ لڑیئے اور اللہ تعالے مدد کرین اور مجازاً
اُسکو بھی ذہاب کہدیا تو کفر نہین البتہ معصیت مخالفت امر کی ظاہر ہے اور ہر حال مین غالباً اون سے توبہ بھی کرائی ہوگی
گو مذکور نہین باقی اُس شریعت کے قواعد و فروع جزئیہ کا پورا احاطہ نہین کہ اُسکے موافق کیا حکم ہوگا **ربط** اور منجملہ
شنائع اہل کتاب کے اون کا یہ قول نقل فرمایا تھا نحن ابناء اللہ واحباءہ جسکا منشا انبیاء علیہم السلام کی اولاد مین ہونے پر
فخر تھا حق تعالے اس گھمنڈ کے توڑنے کے لیے آگے ہابیل وقابیل کا قصہ بیان فرماتے ہین کہ آدم علیہ السلام کے صلبی بیٹے ہونے
مین ان مدعیون سے بڑھکر اور باہم دونون برابر تھے مگر اون مین بھی مقبول وہی ہوا جو مطیع حکم رہا یعنے ہابیل اور دوسرے
نے عدول حکمی کی مردود ہوگیا اور آدم کا بیٹا ہونا کچھ کام نہ آیا خلاصہ قصہ کا یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے جو لڑکا پیدا
ہوتا اُسکے ساتھ ایک لڑکی بھی پیدا ہوتی اسیطرح دوسرے بطن مین بھی ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہوتی اور ایک بطن کا
لڑکا دوسرے بطن کی لڑکی سے اور دوسرے بطن کا لڑکا پہلے بطن کی لڑکی سے بیاہ دیا جاتا (آدم علیہ السلام کی شریعت
مین حسب ضرورت وقت یہ افتراق بطون بمنزلہ افتراق نسب کے قرار دیا گیا تھا) اسی سلسلہ مین دو لڑکے پیدا ہوئے ایک
ایک کا نام ہابیل رکھا دوسرے کا نام قابیل اور دونون کے ساتھ ایک ایک لڑکی پیدا ہوئی اور حسب معمول ہابیل کا نکاح قابیل کی
بہن سے اور قابیل کا نکاح ہابیل کی بہن سے تجویز ہوا قابیل کی بہن زیادہ حسین تھی قابیل اُسکا خواستگار ہوا حضرت آدم
علیہ السلام نے سمجھایا مگر اُسنے نہ مانا آخر آدم علیہ السلام نے قطع حجت کے لیے یہ فیصلہ فرمایا کہ دونون اللہ کے نام کچھ نیاز کرو جسکی قبول
ہوجاوے وہ عورت اُسکی رہی (آدم علیہ السلام کو وحی سے کامل یقین تھا کہ ہابیل حق پر ہے اسی کی نیاز قبول ہوگی اسلیے یہ فیصلہ
فرمایا کہ قابیل کو پھر بحث وتکرار کی گنجایش نہ رہے اور یہ مطلب نہ تھا کہ قابیل کے لیے اُس عورت کے حلال ہونیکا احتمال تھا)

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَيْ آدَمَ بِالْحَقِّ ۘ إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ قَالَ لَأَقْتُلَنَّكَ ۖ

اور آپ ان اہل کتاب کو آدم کے دو بیٹون کا قصہ صحیح طور پر پڑھکر سنا دیجیے جبکہ دونون نے ایک ایک نیاز پیش کی اور انمین سے ایک کی تو مقبول ہوگئی اور دوسرے کی مقبول نہوئی وہ دوسرا کہنے لگا کہ مین تجکو ضرور قتل کرونگا

قَالَ إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ ۝ لَئِنْ بَسَطْتَ إِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِي مَا أَنَا بِبَاسِطٍ يَدِيَ إِلَيْكَ لِأَقْتُلَكَ ۖ

اُس ایک نے جواب دیا کہ خدا تعالے متقیون ہی کا عمل قبول کرتے ہین اگر تو مجھپر میرے قتل کرنیکے لیے دست درازی کرے گا تب بھی مین تجھپر تیرے قتل کرنیکے لیے ہرگز دست درازی کرنیوالا نہین

إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ ۝ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ تَبُوءَ بِإِثْمِي وَإِثْمِكَ فَتَكُونَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ ۚ وَذَٰلِكَ

مین تو خدائے پروردگار عالم سے ڈرتا ہون مین یون چاہتا ہون کہ تو میرے گناہ اور اپنے گناہ سب اپنے سر رکھ لے پھر تو دوزخیون مین شامل ہوجاوے اور یہی

جَزَاءُ الظَّالِمِينَ ۚ فَطَوَّعَتْ لَهُ نَفْسُهُ قَتْلَ أَخِيهِ فَقَتَلَهُ فَأَصْبَحَ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝ فَبَعَثَ

سزا ہوتی ہے ظلم کرنیوالون کی سو اُسکے جی نے اُسکو اپنے بھائی کے قتل پر آمادہ کردیا پھر اُسکو قتل ہی کرڈالا جس سے بڑے نقصان اُٹھانیوالون مین شامل ہوگیا۔ پھر اللہ تعالی نے

اللَّهُ غُرَابًا يَبْحَثُ فِي الْأَرْضِ لِيُرِيَهُ كَيْفَ يُوَارِي سَوْءَةَ أَخِيهِ ۚ قَالَ يَا وَيْلَتَىٰ أَعَجَزْتُ

ایک کوا بھیجا کہ وہ زمین کو کھودتا تھا تاکہ وہ اُسکو تعلیم کردے کہ اپنے بھائی کی لاش کو کس طریقہ سے چھپاوے کہنے لگا کہ افسوس میری حالت پر کیا مین اس سے بھی گیا گذرا

أَنْ أَكُونَ مِثْلَ هَٰذَا الْغُرَابِ فَأُوَارِيَ سَوْءَةَ أَخِي ۖ فَأَصْبَحَ مِنَ النَّادِمِينَ ۝

کہ اس کوے ہی کے برابر ہوتا اور اپنے بھائی کی لاش کو چھپا دیتا سو بڑا شرمندہ ہوا

مع

ملحقات الترجمة

غرض دونون نے اپنی اپنی نیاز حاضر کی ہابیل تو ایک عمدہ دُنبہ لایا اور قابیل چند خوشے کسی غلہ کے لایا اور لاکر کہین رکھدیا آسمان سے ایک آگ آئی اور ہابیل کی نیاز کو کھا گئی اُس وقت یہی علامت قبولیت کی تھی جب قابیل اس فیصلہ مین بھی ہارا تو بقول ؎ چو حجت نماند جفاجوے را ٭ بپرخاش در ہم کشد روے را ٭ بیچارے ہابیل کی جان کا لاگو ہوا یہانتک کہ اُسکو قتل کرڈالا لیکن یہ نہ سمجھہ مین آیا کہ اسکی لاش کو کیونکر چھپاؤن کہ آدم علیہ السلام کو اطلاع نہو یہانتک کہ کوے کے ذریعہ سے اُسکو دفن کا طریقہ بتلایا گیا اور اُس وقت ہابیل کی عمر بیس۲۰ سال تھی اخرجہ ابن جریر عن ابن مسعود وناس من الصحابۃ رضی اللہ تعالے عنہم اجمعین کذا فی روح المعانی اگلی آیتون مین اسیکا ذکر ہے **قصہ ہابیل و قابیل** وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَيْ آدَمَ بِالْحَقِّ ۘ إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ قَالَ لَأَقْتُلَنَّكَ ۖ قَالَ إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ ﴿٢٧﴾ لَئِنْ بَسَطْتَ إِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِي مَا أَنَا بِبَاسِطٍ يَدِيَ إِلَيْكَ لِأَقْتُلَكَ ۖ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ ﴿٢٨﴾ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ تَبُوءَ بِإِثْمِي وَإِثْمِكَ فَتَكُونَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ ۚ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الظَّالِمِينَ ﴿٢٩﴾ فَطَوَّعَتْ لَهُ نَفْسُهُ قَتْلَ أَخِيهِ فَقَتَلَهُ فَأَصْبَحَ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿٣٠﴾ فَبَعَثَ اللَّهُ غُرَابًا يَبْحَثُ فِي الْأَرْضِ لِيُرِيَهُ كَيْفَ يُوَارِي سَوْءَةَ أَخِيهِ ۚ قَالَ يَا وَيْلَتَىٰ أَعَجَزْتُ أَنْ أَكُونَ مِثْلَ هَٰذَا الْغُرَابِ فَأُوَارِيَ سَوْءَةَ أَخِي ۖ فَأَصْبَحَ مِنَ النَّادِمِينَ ﴿٣١﴾ اور (اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم) آپ ان اہل کتاب کو (حضرت) آدم (علیہ السلام) کے دو بیٹون کا (یعنی ہابیل اور قابیل کا) قصہ صحیح طور پر پڑھکر سنائیے (تاکہ ان کو انتساب بالصلحین کا گھمنڈ جلتا رہے جسکا نحن ابناء اللہ مین اظہار ہورہا ہے اور وہ قصہ اُسوقت ہوا تھا)

ف۱ قوله فی اتل علیھم اہل کتاب کذا فی المدارک ۱۲ ف۲ قوله فی بالحق صحیح طور فقدیرہ متلبسا بالحق ۱۲ ف۳ قوله فی اذ اُسوقت اشارة الی کون اذ معمولا للنبأ لکونه مصدرا فی الاصل ۱۲

اللغات قوله فطوعت فی الروح سھلته ووسعته من طاع له المرتع اذا اتسع۔ قوله سوءة جسد المیت ۱۲

النحو قوله سوءة اخیه الضمیر راجع الی المقتول لا الی الباحث کذا فی الروح وصرحت به فی الترجمة ۱۲

البلاغة قوله قربانا وحده مع تعدده لما انه فی الاصل مصدر قوله فطوعت له اللام للتاکید والتبیین کما فی الم نشرح لک قوله من الخسرین لم یقل خاسرا للمبالغة۔ قوله یویلتی ویله کالویل الھلکة کان المتحسر ینادی الھلاک ویطلب حضوره والالف بدل من یاء المتکلم کذا فی الروح وفی ترجمته اشرت الی ھذا الابدال بقولی میری ۱۲

جب کہ دونون نے (اللہ تعالےٰ کے نام کی) ایک ایک نیاز پیش کی اور ان مین سے ایک کی (یعنے ہابیل کی) تو مقبول ہوگئی اور دوسرے کی (یعنے قابیل کی) مقبول نہوئی (کیونکہ جس معاملہ کے فیصلہ کے لیے یہ نیاز چڑھائی گئی تھی اُس مین ہابیل حق پر تھا اس لیے اُسکی نیاز قبول ہوگئی اور قابیل حق پر نہ تھا اُسکی قبول نہوئی ورنہ پھر فیصلہ نہوتا بلکہ اور خلط واشتباہ ہوجاتا جب) وہ دوسرا (یعنے قابیل اس مین بھی ہارا تو جھلاکر) کہنے لگا کہ مین تجکو ضرور قتل کرونگا اُس ایک نے (یعنی ہابیل نے) جواب دیا (کہ تیرا ہارنا تو تیری ہی ناحق پرستی کی وجہ سے ہے میری کیا خطا کیونکہ) خدا تعالےٰ متقیون ہی کا عمل قبول کرتے ہین (مین نے تقوےٰ اختیار کیا اور خدا کے حکم پر رہا خدائے تعالےٰ نے میری نیاز قبول کی تو نے تقوی کو چھوڑ دیا اور خدا کے حکم سے مُنہ موڑا تیری نیاز قبول نہین کی سو اس مین تیری خطا ہے یا میری انصاف تو کر لیکن اگر پھر بھی تیرا یہی ارادہ ہے تو جان مین نے تو یختہ قصد کرلیا ہے کہ) اگر تو مجھ پر میرے قتل کرنے کے لیے دست درازی کرے گا تب بھی مین تجھ پر تیرے قتل کرنے کے لیے ہرگز دست درازی کرنے والا نہین (کیونکہ) مین تو خدائے پروردگار عالم سے ڈرتا ہون (کہ باوجودیکہ تیرے جواز قتل کا ظاہرًا ایک سبب موجود ہی لینے یہ کہ تو مجکو قتل کرنا چاہتا ہے مگر اس وجہ سے کہ یہ جواز اب تک کسی نص جزئی سی مجکو محقق نہین ہوا اس لیے اسکے ارتکاب کو احتیاط کے خلاف سمجھتا ہون اور اس شبہ کی وجہ سے خدا سے ڈرتا ہون اور یہ ہمت تجھی کو ہے کہ باوجودیکہ میرے جواز قتل کا کوئی امر مقتضی نہین بلکہ مانع موجود ہے لیکن پھر بھی خدا سے نہین ڈرتا مین یون چاہتا ہون کہ (مجھسے کوئی گناہ کا کام نہو گو تو مجھ پر کتنا ہی ظلم کیون نہ کرے جس سے کہ) تو میرے گناہ اور اپنے گناہ سب اپنے سر رکھ لے پھر تو دوزخیون مین شامل ہوجاوے اور یہی سزا ہوتی ہے ظلم کرنے والونکی سو (یون تو پہلے ہی سے قتل کا ارادہ کرچکا تھا یہ جو سنا کہ یہ مدافعت بھی نکرے گا چاہیے تو تھا کہ گداختہ ہوجاتا مگر بے فکر ہوکر اور بھی) اُس کے جی نے اُسکو اپنے بھائی کے قتل پر آمادہ کردیا (پھر) آخر اُسکو قتل ہی کرڈالا جس سے (کمبخت) بڑے نقصان اُٹھانیوالون مین شامل ہوگیا (دنیا مین تو یہ نقصان کہ اپنا قوت بازو وراحت روح گم کر بیٹھا اور آخرت مین یہ نقصان کہ سخت عذاب مین مبتلا ہوگا اب جب قتل سے فارغ ہوا تو اب حیران ہے کہ لاش کو کیا کرون جس سے یہ راز پوشیدہ رہے جب کچھ سمجھ مین نہ آیا تو) پھر (آخر) اللہ تعالےٰ نے ایک کوّا (وہان) بھیجا کہ وہ (چونچ اور پنجون سے) زمین کو کھودتا تھا (اور کھود کر ایک دوسرے کوّے کو کہ وہ مرا ہوا تھا اُس گڑھے مین دھکیل کر اُس اوپر مٹی ڈالتا تھا) تاکہ وہ (کوّا) اُس (قابیل) کو تعلیم کردے کہ اپنے بھائی (ہابیل) کی لاش کو کس طریقہ سے چھپاوے (قابیل یہ واقعہ دیکھکر اپنے جی مین بڑا ذلیل ہوا کہ مجھکو کوّے کے برابر بھی فہم نہین اور غایت حسرت سے) کہنے لگا کہ افسوس میری حالت پر کیا مین اس سے بھی گیا گذرا کہ اس کوّے ہی کے برابر ہوتا اور اپنے بھائی کی لاش کو چھپا دیتا (سو اس بدحالی پر) بڑا شرمندہ ہوا **ف** شروع قصہ کی سند تو تمہید مین مذکور ہے اور کوّے کے کھودنے کی حکایت بطریق مذکور عبد بن حمید اور ابن جریر نے عطیہ سے نقل کی ہے ہکذا فے الروح اور تتمہ قصہ کا نعیم بن حماد نے عبد الرحمن بن فضالہ سے نقل کیا ہے کہ اسکے بعد قابیل کی عقل مسخ ہوگئی اور دل اسکا قابو مین نرہا مخبوط الحواس ہوگیا اسی بدحواسی اور پریشانی مین مرگیا ہکذا فے الروح یہ حالت بھی خسران دنیا مین داخل ہوسکتی ہے اور خسران آخرت کا ذکر حدیث صحیحین مین ابن مسعود رضؓ سے اس طرح آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت تک جتنے خون ناحق ہوتے ہین قاتل کے برابر اسکا گناہ اس (قابیل) کے نامۂ اعمال مین بھی بوجہ اس کے بانی قتل ہونے کے لکھا جاتا ہے آہ پس یہ آخرت کا خسران بھی مضاعف ہوا اور انی اخاف اللہ رب العالمین مین جس مسئلہ کی تقریر کی گئی اُس کے متعلق اس شریعت مین حکم یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اسکو قتل کرنا چاہے اور یہ شخص قرائن قویہ سے سمجھے کہ مین بدون اس کے کہ اس کو قتل کردون

ملحقات الترجمۃ

لے قولہ فی انی اخاف کیونکہ اشارۃ الی کون الجملۃ تعلیلًا لما قبلہ وہذا التقریر احسن من کل ما یحصی فی التفاسیر ولانحر ونقل الفخر عن مجاہد ان المدافعۃ لم تکن جائزۃ فی تلک الشریعۃ واللہ اعلم ۱۲ **۵۲ قولہ** ہناک نہین ڈرتا اشارۃ الی ان فی الجملۃ تعریضا باخیہ انہ لایخاف ۱۲ **۵۳ قولہ فی** انی ارید مجھسے گناہ کا کام نہو۔ اشارۃ الی ان متعلق الارادۃ بالذات انما ہو عدم مقارفتہ الذنب ولو قارفہ اخوہ لامقارفۃ اخیہ الذنب فلا یشکل ان ارادۃ کفر غیرہ او معصیتہ کیف جاز وقریب منہ ما فی الخازن عن الزمخشری انہ لیس ذلک بحقیقۃ الارادۃ لکنہ لما علم انہ یقتلہ لا محالۃ ووطن نفسہ علی الاستسلام للقتل طلبا للثواب فکانہ صار مریدا مجازا وان لم یکن مریدا حقیقۃ ۱۲ **۵۴ قولہ فی** تبوء سر رکھ لے فیہ مراعاۃ للّغۃ فان معناہ تلزم وترجع وفی المدارک تحتمل ۱۲ **۵۵ قولہ فے** فطوعت مگر بیفکر ہوکر وہذا المعنے صح ترتب التطویع علی مقالۃ ہابیل الافادۃ محقق من قبل ۱۲

مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۚ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ

اسی وجہ سے　ہم نے بنی اسرائیل پر یہ لکھدیا　کہ جو شخص کسی شخص کو بلامعاوضہ دوسرے شخص کے یا بدون کسی فساد کے جو زمین میں اس سے پھیلا ہو قتل کر ڈالے تو گویا اس نے تمام آدمیوں کو

وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ وَلَقَدْ جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنٰتِ ۡ ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ

قتل کر ڈالا اور جو شخص کسی شخص کو بچالیوے تو گویا اُسنے تمام آدمیوں کو بچالیا　اور بنی اسرائیل کے پاس ہمارے بہت سے پیغمبر بھی دلائل واضحہ لے کر آئے پھر اُسکے بعد بھی بہتیرے اُنمیں سے دنیا میں زیادتی کرنیوالے ہی رہے

بچ نہیں سکتا تو قتل کر دینا جائز ہے اور اگر اس حیص بیص میں یہ مارا گیا تو شہید ہوگا اور اگر یہ مدافعت نکرے بلکہ بے ہاتھ پاؤں ہلائے مارا جاوے تب بھی جائز ہے بلکہ بعض احادیث سے کہ ابوداؤد و ترمذی میں مروی ہیں اسکا افضل ہونا ثابت ہوتا ہے یہ سب مضامین احادیث میں ہیں البتہ جہاں انتقام و مدافعت میں اسلامی مصلحت و ضرورت ہو وہاں واجب ہے جیسے کافروں اور باغیوں سے قتال کرنا یا حدود و قصاص جاری کرنا اور اس تقریر سے تمام نصوص و دلائل جمع ہوجاتے ہیں اور ہابیل نے جو اپنے کو متقیوں میں داخل کہا تفاخراً نہیں بلکہ بطور تحدث بالنعمۃ کے بضرورت سبب قبول بتلانے کے اور یہ جو کہا کہ میرا گناہ بھی تیرے ہی اوپر ہے وجہ اسکی یہ ہے جو حدیث میں آیا ہے کہ قیامت کے روز مظلوم کے گناہ ظالم پر ڈالے جاوینگے کہ اسکا عذاب شدید ہو اور مظلوم ہلکا ہوجاوے اور کسی روایت میں قابیل کے کفر و ایمان کے متعلق مصرحاً نظر سے نہیں گذرا لیکن روح المعانی تفسیر سورہ حم السجدہ تحت آیت ربنا ارنا الذین اضلانا الخ کے لکھا ہے کہ قابیل مومن عاصی ہے واللہ اعلم اور آخر آیت میں جو اُسکی ندامت مذکور ہے یہ ندامت بقول مفسرین قتل پر نہیں تاکہ توبہ کا شبہ ہو بلکہ قتل پر جو مضرتیں مرتب نظر آئیں جیسے نعش کے دفن میں حیران رہنا اور کوے کی تعلیم کا محتاج ہونا اور بدحواس ہوجانا یا بعض مفسرین نے لکھا ہے بدن سیاہ ہوجانا اور آدم علیہ السلام کا ناراض ہوجانا اس پر نادم ہوا احقر کہتا ہے کہ اگر قتل ہی پر ندامت ہو تب بھی شبہ توبہ کا نہیں ہوسکتا کیونکہ ہر ندامت توبہ نہیں بلکہ جس ندامت کے بعد معذرت و انکسار و فکر تدارک بھی ہو اور یہ ندامت طبعی تھی جو محض عقل کے اقتضا سے پیدا ہوجاتی ہے اسمیں شرع اور تقویٰ کا کچھ دخل نہیں ربط قصہ مذکورہ کا ایک جزو تو وہ تھا جسکے اعتبار سے وہ ماقبل کی دلیل ہے جسکی تقریر تمہید قصہ میں مذکور ہوچکی ہے کہ انتساب پر قناعت کرلینا بیہودہ بات ہے قابیل کو اُسکا انتساب کچھ کام نہ آیا اور ایک جزو اُسکا یہ بھی ہے کہ بلا خطا قتل کرنا نہایت امر شنیع ہے جس سے قابیل کیسے خسران در خسران میں پڑگیا اس جزو کے اعتبار سے اسپر مابعد کے ایک مضمون کو متفرع فرماتے ہیں جسکا حاصل یہ ہے کہ چونکہ ناحق قتل کرنا نہایت مضر چیز ہے اس لیے ہمنے اُسکی ممانعت شرائع میں جسمیں بنی اسرائیل کی شریعت بھی داخل ہے جنکا اوپر سے ذکر چلا آرہا ہے اور آگے بھی عنقریب وہ عود کریگا بہت اہتمام سے فرمائی **اخبار از تشدید قتل حرام** مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۚ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ وَلَقَدْ جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنٰتِ ۡ ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ (٣٢) اسی (واقعہ کی) وجہ سے (جس سے قتل ناحق کے مفاسد ثابت ہوتے ہیں) ہم نے (تمام مکلفین پر عموماً اور) بنی اسرائیل پر (خصوصاً) یہ (حکم) لکھدیا (یعنی مقرر کردیا) کہ (قتل ناحق اتنا بڑا گناہ ہے کہ) جو شخص کسی شخص کو بلامعاوضہ دوسرے شخص کے (جو ناحق مقتول ہوا ہو) یا بدون کسی (شرعی) فساد کے جو زمین میں اس سے پھیلا ہو (خواہ مخواہ) قتل کر ڈالے تو (اُسکو بعض اعتبار سے ایسا گناہ ہوگا کہ) گویا اُس نے تمام آدمیوں کو قتل کر ڈالا (وہ بعض اعتبار یہ ہے کہ اُس نے گناہ پر جرأت کی خدا تعالیٰ کی نافرمانی کی خدا تعالیٰ اُس سے ناراض ہوئے دنیا میں مستحق قصاص ہوا آخرت میں مستحق

ملحقات الترجمہ

ل قولہ فی ف لتقریر الثمی قیامت کے بعد ہذا التفاسیر والبعد ہا من تکلف ومارایتہ منقولا ١٢ ٢ قولہ فی اجل اسی وجہ سے جملہ متعلقا بکتبنا وبعضہم جعلہ معمولا لما قبلہ ویکون کتبنا استیفافا لکن التعلیل یکون مقصودا معنے ٣ قولہ فی بنی اسرائیل خصوصاً اشار الی ان تخصیصہم بالاعتبار ذکرہم فی المقام ولکونہم اکثر جرءۃ علی القتل حتی قتلوا الانبیاء ١٢ ٤ قولہ فی نفس شخص اشار الی ان المراد ہو النفس الانسانیۃ لا غیرہا ١٢ ٥ قولہ بغیر بلا معاوضہ اشار الی ان الباء للمقابلۃ ١٢

اللغات في الروح الاجل في الاصل الجناية يقال عجل عليهم شرا اذا جنى عليهم ثم استعمل في تعليل الجنايات ثم اتسع فيه فاستعمل لكل سبب ١٢

البلاغة قوله ولقد جاءتهم الخ في الروح ولم يقل ارسلنا اليهم للتصريح بوصول الرسالة اليهم فانه ادل على تناهيهم في العتو وثم للتراخي في الرتبة والاستبعاد ولما كان اسرافهم في امر القتل مستلزما لتفريطهم في شأن الاحياء وجودا وعدما وكان هو اقبح الامرين وافظعهما اكتفى بذكره في مقام التشنيع المسوق له الآية وذكر الارض مع ان الاسراف لا يكون الا فيها للايذان بان اسرافهم ليس امرا مخصوصا بهم بل انتشر شره في الارض وسرى اليهم غيرهم ١٢

فائدة بديعة ولو حمل اللام في الناس على العهد ويراد به الناس الذين صدر قتل هذه النفس المقتولة او المبقية سببا لقتلهم والقائهم خاصة لكان توجيه الكلام اظهر لان من سن سنة حسنة فله اجره واجر من عمل بها وكذلك من سن سنة سيئة فله وزره ووزر من عمل بها كما في الحديث ١٢

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ

جو لوگ اللہ تعالےٰ سے اور اسکے رسول سے لڑتے ہین　اور ملک مین فساد پھیلاتے پھرتے ہین　اُن کی یہی سزا ہے کہ قتل کیے جائین یا سولی دیے جائین یا

اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ؕ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِى الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ

اُنکے ہاتھ اور پاؤن مخالف جانب سے کاٹ دیئے جائین یا زمین پر سے نکال دیے جائین　یہ اُن کے لیے دنیا مین سخت رسوائی ہے　اور اُن کو آخرت مین

عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهِمْ ۚ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

عذاب عظیم ہوگا　ہان مگر جو لوگ قبل اس کے کہ تم ان کو گرفتار کرو توبہ کرلین　تو جان لو کہ بیشک اللہ تعالےٰ بخشدینگے مہربانی فرمائینگے

ع ۵ / ۹

وہ منسوخ ہوا یہ امور ایک کے اور ہزار کے قتل کرنے مین مشترک ہین گو شدت و اشدیت کا تفاوت ہو اور یہ دو قیدین اسلیے لگائین کہ قصاص مین قتل کرنا جائز ہی اسیطرح دوسرے اسباب جواز قتل سے بھی جسمین قطع طریق جو آگے مذکور ہی اور کفر حربی جسکا ذکر احکام جہاد مین آچکا ہی سب داخل ہی قتل کرنا جائز بلکہ بعض صورتون مین واجب ہے) اور (یہ بھی لکھدیا تھا کہ جیسا ناحق قتل کرنا گناہ عظیم ہی اسیطرح کسیکو قتل غیر واجب سے بچالینا اسمین ثواب بھی ایسا ہی عظیم ہی کہ) جو شخص کسی شخص کو بچالیوے تو (اُسکو ایسا ثواب ملیگا کہ) گویا اسنے تمام آدمیونکو بچالیا[1] (غیر واجب کی قید اسلیے لگائی کہ جس شخص کا قتل شرعًا واجب ہو اُسکی امداد یا سفارش حرام ہے اور اس مضمون احیاء کے لکھنے سے بھی تشدید قتل کی ظاہر ہوگئی کہ جب احیاء ایسا محمود ہی تو ضرور قتل مذموم ہوگا اسلیے اسکا ترتب تسبب بھی بواسطہ عطف کے من اجل ذلک پر صحیح ہوگیا) اور بنی اسرائیل کے پاس (اس مضمون کے لکھدینے کے بعد) ہمارے بہت سے پیغمبر بھی دلائل واضحہ (نبوۃ کے) لیکر آئے (اور وقتًا فوقتًا اُس مضمون کی تاکید کرتے رہے مگر) پھر اس (تاکید و اہتمام) کے بعد بھی بہتیرے انمین سے دنیا مین زیادتی کرنیوالے ہی رہے (اور انمین کچھ اثر نہوا حتےٰ کہ بعض نے خود اُن انبیاء ہی کو قتل کردیا) ف اور بہتیرے اسلیے فرمایا کہ بعضے مطیع و فرمانبردار بھی تھے اور احیاء مین تشبیہ کو بعض وجوہ کے ساتھ مقید نہین کیا گیا کیونکہ تضاعف حسنہ سے کوئی دلیل مانع نہین اور تضاعف سیئہ کا شرعًا منفی ہی اور اگر یہ شبہہ ہو کہ پھر ایک کا بچانیوالا اور ہزار کا بچانیوالا یا ہے برابر ہین جواب یہ ہی کہ ممکن ہی کہ دوسرے شخص کو جمیع ناس کے مضاعف عدد کا ثواب ملجاوے یا عمل حقیقی و عمل حکمی مین باوجود مساوات فی الکم کے کیفًا تفاوت ہو اول شخص کا عمل حقیقی ایک ہی دوسرے کے عمل حقیقی دو ہین بہرحال برابری لازم نہین آئی خوب سمجھ لو ربط اوپر قتل ناحق کی جو بلا معاوضہ کسی شخص کے قتل یا فساد فی الارض کے ہو شناعت و قباحت بیان فرمائی تھی آگے قتل اور اُسکے توابع مثل قطع اطراف اور تعزیر کا جو کہ بالحق ہو یعنی بسبب فساد فی الارض و جنایت کے ہو مشروع اور مطلوب فی الشرع ہونا بیان فرماتے ہین اسلیے اول قطاع الطریق کا حکم پھر سارق کا حکم مذکور ہوتا ہی اور اُسکے درمیان اوڑضمون بوجہ خاص مناسبت کے جسکی تقریر اُسکی تمہید مین ہوگی لایا گیا ہی حکم یازدہم حد قطع طریق اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ؕ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِى الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۳۳﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهِمْ ۚ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۴﴾

ملحقات الترجمہ

[1] قولہ فی احیاھا بچالیا اشار الی ان الاحیاء مجازی والاحیاء یراد بہ ابقاء الحیوۃ ۱۲

النحو قولہ الا الذین تابوا استثناء راجع الی الخزی الدال علی الحد المذکور والی العذاب الاخروی فبالتوبۃ یسقط الحدود والعذاب جمیعا فلا یرد ان ارجاعہ الی انما جزاء الذین ارجاع الی البعید لانا نرجعہ الی البعید لا نتوقف علیہ الحکم لسقوط الحد عن التائب فان سقوط الخزی یستلزم سقوط الحد لاتحادہما ۱۲ **البلاغۃ** فی الروح یُقَتَّلُوْٓا الاتیان بصیغۃ التفعیل لما فیہ من الزیادۃ علی القصاص من انہ لکونہ حق الشرع لا یسقط لعفو الولی وکذا التصلیب ام قلت وکذا التقطیع وفیہ **قولہ ذلک** لہم خزی اقتصر فی الدنیا علی الخزی مع ان لہم فیہا عذابا ایضا وفی الآخرۃ علی العذاب مع ان لہم فیہا خزیا ایضا لان الخزی فی الدنیا اعظم من عذابہا والعذاب فی الآخرۃ اشد من خزیہا اھ **الفقہ** دلت الآیۃ علی ان الحدود لیست بکفارات والیہ ذہب ابو حنیفۃ رحمہ اللہ واما حدیث فعوقب بہ کان کفارۃ فالوجہ عندی واللہ اعلم ان یقال ان الجنایۃ تسقط بالعقوبۃ والحد لکن الجسارۃ لا تسقط بالحد کما تری اہل السیاسات فی الدنیا اذا اعزروا جانیا ویقوم ہو کما ہو یریدون فی التعزیر قائلین انک تجری لا تتاثر ولا تنفعل بہذہ العقوبۃ والسیاسۃ فعلی ہذا ینطبق الآیۃ والحدیث ولو حملنا قول ابی حنیفۃ رحمہ اللہ علیہ کان اولی واللہ اعلم ۱۲ **الروایات** نقل الشیخ عبد الحی اللکھنوی رحمہ اللہ فی حاشیۃ الہدایۃ کذا اخرج الشافعی فی مسندہ والامام محمد وغیرہما عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم وادع ابا بردۃ ان لا یعینہ ولا یعین علیہ فجاء اناس یریدون الاسلام فقطع علیہم اصحاب ابی بردۃ ونقضوا العہد فنزل جبرئیل ع بالحد فیہم ان من قتل واخذ المال صلب ومن قتل ولم یاخذ المال قتل ومن اخذ المال ولم یقتل قطعت یدہ ورجلہ ومن اخاف الطریق ولم یاخذ ولم یقتل نفی قال فی نور الانوار لکن ابا حنیفۃ رح حمل قولہ من قتل واخذ صلب علی اختصاص الصلب بہذہ الحالۃ لا علی اختصاص ہذہ الحالۃ بالصلب بل اثبت للامام الخیار فی الاربعۃ لان الجنایۃ یحتمل الاتحاد والتعدد فیراعی کلتا الجہتین فیہ آھ ۱۲

جو لوگ اللہ تعالی سے اور اُسکے رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) سے لڑتے ہین اور (اس لڑنے کا مطلب یہ ہے کہ) ملک مین فساد (یعنی بدامنی) پھیلاتے پھرتے ہین (مراد اس سے رہزنی یعنے ڈکیتی ہے ایسے شخص پر جسکو اللہ نے قانون شرعی سے جسکا اظہار جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ہوا ہی امن دیا ہو یعنی مسلمان پر اور ذمی پر اور اسی لیے اسکو اللہ اور رسول سے لڑنا کہا گیا ہے کہ اُس نے اللہ کے دیے ہوئے امن کو توڑا اور چونکہ رسول کے ذریعے سے اُسکا ظہور ہوا اس لیے رسول کا تعلق بھی بڑھا دیا غرض جو لوگ ایسی حرکت کرتے ہین) اُن کی یہی سزا ہے کہ (ایک حالتمین تو) قتل کیے جاوین (وہ حالت یہ ہے کہ ان رہزنون نے کسیکو صرف قتل کیا ہو اور مال لینے نوبت نہ آئی ہو) یا (اگر دوسری حالت ہوئی ہو تو) سولی دیے جاوین (یہ وہ حالت ہے کہ انہون نے مال بھی لیا ہو اور قتل بھی کیا ہو) یا (اگر تیسری حالت ہوئی ہو تو) اُن کے ہاتھ اور پاؤن مخالف جانب سے (یعنی داہنا ہاتھ بایان پاؤن) کاٹ دیے جاوین (یہ وہ حالت ہے کہ صرف مال لیا قتل نہ کیا ہو) یا (اگر چوتھی حالت ہوئی ہو تو) زمین پر (آزادانہ آباد رہنے) سے نکال (کر جیلخانہ مین بھیج) دیے جاوین (یہ وہ حالت ہے کہ نہ مال لیا ہو نہ قتل کیا ہو قصد کرنے کے بعد ہی گرفتار ہو گئے ہون) یہ (سزای مذکور تو) اُن کے لیے دنیا مین سخت رسوائی (اور ذلت) ہے اور اُن کو آخرت مین (جو) عذاب عظیم ہوگا (سو الگ) ہان مگر جو قبل اسکے کہ تم اُنکو گرفتار کرو توبہ کر لین تو (اس حالت مین) جان لو کہ بیشک اللہ تعالے (اپنے حقوق) بخشدینگے (اور توبہ قبول کرنے مین) مہربانی فرماوینگے (مطلب یہ کہ اوپر جو سزا مذکور ہوئی ہے وہ حد اور حق اللہ کے طور پر ہے جو کہ بندہ کے معاف کرنے سے معاف نہین ہوتی۔ قصاص و حق العبد کے طور پر نہین جو کہ بندہ کے معاف کرنے سے معاف ہو جاتا ہے بس جب قبل گرفتاری کے ان لوگون کا تائب ہو نا ثابت ہو جاوے تو حد ساقط ہو جاویگی جو کہ حق اللہ تھا البتہ حق العبد باقی رہیگا بس اگر مال لیا ہوگا اُسکا ضمان دینا پڑیگا اور اگر قتل کیا ہوگا تو اُس کا قصاص لیا جاویگا لیکن اس ضمان و قصاص کے معاف کرنے کا حق صاحب مال اور ولی مقتول کو حاصل ہوگا) **ف** اس آیت مین جو سزا یابی کی چار حالتین بیان کیگئی ہین مقسم ان کا اخذ مال اور قتل نفس کا وجود یا عدم مع عدم توبہ ہے سو اس مقسم کا انحصار ان اقسام مین عقلی ہے کیونکہ عقلاً یہی چار احتمال ہین کہ یا دونون موجود یا دونون معدوم یا قتل موجود اور اخذ مال معدوم یا اسکا عکس اور حد اس ہی مقسم کے ساتھ خاص ہے اور استثنا کی حالت اس مقسم کا مقابل ہے۔ اب چند مسائل متعلقہ مقام لکھے جاتے ہین۔ **مسئلہ** پہلی حالت مین اور اسیطرح دوسری مین بھی جنایت قتل سے مراد عام ہے خواہ آلہ جارحہ سے یا غیر جارحہ سے **مسئلہ** دوسری حالت مین حاکم اسلام کو چار اختیار ہین ایک صرف سولی دینا دوسرے صرف قتل کرنا تیسرے ہاتھ پاؤن کاٹکر سولی دینا چوتھے ہاتھ پاؤن کو کاٹ کر قتل کرنا پہلا ایک تو قرآن مجید مین منصوص ہے اور پچھلے تین اور دلائل سے ثابت ہین **مسئلہ** اس حالت مین اگر سولی دی جاوے تو اُسکا طریق یہ ہے کہ زندہ دار پر کھینچا جاوے پھر برچھی سے اسکا پیٹ چاک کر دیا جاوے یہان تک کہ مر جاوے **مسئلہ** تیسری حالت مین ہاتھ گٹے پر سے اور پاؤن ٹخنے سے کاٹا جاوے پھر اُسکو داغ دید یا جاوے تاکہ سارا خون بدن کا نہ نکل جاوے **مسئلہ** چوتھی حالت مین حبس سے پہلے تعزیر بھی ہے اور حد حبس کی وہ توبہ ہے جسکا صادق ہونا قرائن سے معلوم ہو **مسئلہ** چارون حالتون مین وہ مال یا وہ جان جس پر جنایت واقع ہوئی ہے محترم و مامون عند الشرع ہو یعنی مسلم یا ذمی کا مال و جان ہو اور چارون کی تفسیر مین اسطرف اشارہ بھی کر دیا گیا ہے **مسئلہ** ان چارون حالتون کی سزائین حق اللہ اور حدود ہین اگر مالک مال یا ولی مقتول معاف کرے معاف نہین ہو سکتا اور الا الذین تابوا مین اس طرف اشارہ بھی کر دیا گیا ہے **مسئلہ** یہ سزا جو رہزنون پر جاری ہوگی اسکا یہ مطلب نہین کہ انمین سے ہر ہر شخص کی تعیین جرم کا جدا جدا ثبوت لیا جاوے بلکہ اگر ان چارون حالتون کی جنایت کا انمین ایک بھی مرتکب ہوا تو سب کی وہی سزا ہوگی غرض اس گروہ مین اُس جنایت کا پایا جانا کافی ہے کیونکہ ایک شخص نے بھی جو کچھ کیا ہے سب کی قوت پر کیا ہے **مسئلہ** اگر اخذ مال یا قتل نہین پایا گیا لیکن زخمی کر دیا تو حد کی چارون حالتون سے خارج ہونیکی وجہ سے اسکا حکم مثل عام زخمونکے ہے جسمین قصاص یا ارش یعنی ضمان لازم ہوگا اور حق العبد ہونے کی وجہ سے عفو کا بھی اختیار رہیگا **مسئلہ** اگر حق اللہ و حق العبد دونون جمع ہو جاوین مثلاً اخذ مال بھی ہوا جو کہ موجب حد ہے اور جرح بھی ہوا جو کہ موجب قصاص ہے تو صرف موجب حد پر حکم جاری کیا جاویگا **مسئلہ** ڈکیتی شہر یا قرب شہر مین معتبر نہین اسمین صرف تعزیر اور قصاص ہیگا حد نہوگی اور بعض مسائل ضمن ترجمہ مین آگئے جیسے کاٹنے مین داہنا ہاتھ اور بایان پاؤن یہ سب مسائل ہدایہ مین ہین صرف ایک مسئلہ

ملحقات الترجمۃ

۵۱ قولہ فی یسعون مطلب یہ ہے۔ اشارۃ الی ان العطف تفسیری فائدتہ التعلیل یعنی ان اللہ و رسولہ لا یحضر ران بہذا الفعل: انما حکم بہذا الجزاء لکونہ اضرارا باہل الارض ۱۲

۵۲ قولہ فی توضیح یسعون مراد رہزنی۔ اشارۃ الی سقوط قول من قال ان الآیۃ فی المرتدین لا غیر بناء علی ان محاربۃ اللہ و رسولہ انما تستعمل فی الکفار لما اخرج الشیخان فی قصۃ نفر من عکل جو قبوا بالقتل و السمل حتے ماتوا و فیہ فانزل اللہ تعالی انما جزاء الذین الخ وجہ السقوط کونہ مخالفا الاجماع من یعتد بہ من السلف والخلف و دعوی ان المحاربۃ الخ یردہا اطلاقہا علی المعاصی فی الحدیث و سبب النزول لا یصلح مخصصا خصوصا و یدل علی ان المراد قطاع الطریق قولہ تعالی الا الذین تابوا الخ و معلوم ان المرتدین لا یختلف حکمہم فی زوال العقوبۃ عنہم بالتوبۃ بعد القدرۃ او قبل القدرۃ و قد فرق اللہ تعالی بینہما و ایضا ان الاسلام لا یسقط الحد عمن وجب علیہ و ایضا لیست عقوبۃ المرتدین کذلک والایضا یحتمل ان یکون نزول ہذہ الآیۃ فی المرتدین للنہی فیما یستقبل عن عقوبتہم بمثل ہذا ببیان اختصاص ہذا الجزاء فی القطاع فافہم کذا فی الارشاد الا العصا نانہ مما سمح بہ الخاطر بفضل اللہ القادر ۱۲

۵۳ قولہ فی او یصلبوا یا اگر دوسری الخ اشارۃ الی ان الا للتقسیر لا للتخییر لما یاتی من مسند الشافعی ۱۲

۵۴ قولہ فی ینفوا جیلخانہ لانہ نفی من ظاہرۃ الارض تنشیطا و انشرت الیہ فی تقریر الترجمۃ منہا التوجیہ من بدائع الموہوبات ۱۲

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اے ایمان والو الله تعالیٰ سے ڈرو اور خدا تعالےٰ کا قرب ڈھونڈھو اور اللہ کی راہ مین جہاد کیا کرو امید ہے کہ تم کامیاب ہوجاؤ گے یقیناً جو لوگ کافر ہین

لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لِيَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ ۚ وَلَهُمْ

اگر اُنکے پاس تمام دنیا بھرکی چیزین ہون اور اُن چیزوں کے ساتھ اُتنی چیزین اور بھی ہون تاکہ وہ اُسکو دے کر روز قیامت کے عذاب سے چھوٹ جاوین تب بھی وہ چیزین ہرگز اُن سے قبول کیجاوینگی اور اُنکو

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنْهَا ۫ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ○

دردناک عذاب ہوگا اس بات کی خواہش کرین گے کہ دوزخ سے نکل آوین اور وہ اس سے کبھی نہ نکلین گے اور اُن کو عذاب دائمی ہوگا۔

کہ ایک کا فعل سب کا فعل سمجھا جاویگا درمختار سے لکھا ہے **مسئلہ** اس حد کے سوا اور باقی حدود جیسے حد شرب حد قذف حد زنا حد سرقہ۔ توبہ سے ساقط نہین ہوتے۔ کذا فی البنایہ۔ **ربط** اوپر اس مقام مین بعض معاصی سے نہی کیگئی تھی جیسے قتل اور فساد فی الارض اور اُس پر جو عقوبت مرتب ہوتی ہے اُسکے بیان سے نہی اور موکد ہوگئی اور بعض طاعات کا امر تھا جیسے احیاء نفس من احیاہا مین اور دفع فساد انما جزاء مین اور توبہ و استغفار الا الذین تابوا مین آگے عام عنوان سے جملہ اتقوا اللہ مین تمام معاصی سے اجتناب اور ابتغوا الیہ الوسیلۃ مین تمام ضروری طاعات کے ارتکاب کا حکم فرماتے ہین اور طاعات مین سے جہاد کی تصریح فرماتے ہین تاکہ کوئی شخص جہاد کو فساد مین داخل گمان نکرے **امر بطاعات و نہی از معاصی عموماً** يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (۳۵) اے ایمان والو اللہ تعالیٰ (کے احکام کی مخالفت) سے ڈرو (یعنے معاصی چھوڑ دو) اور (طاعات کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کا قرب ڈھونڈو (یعنے طاعات ضروریہ کے پابند رہو) اور (طاعات مین سے بالخصوص) اللہ تعالےٰ کی راہ مین جہاد کیا کرو امید ہے کہ (اس طریق سے) تم (پورے) کامیاب ہوجاؤگے (وہ کامیابی اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا حاصل ہونا اور دوزخ سے نجات ہے) **ربط** اوپر طاعات کا امر اور معاصی سے نہی ہے طاعات مین سب سے بڑا عمل ایمان اور معاصی مین سب سے بدتر عمل کفر ہے سو گو اوپر عام عنوان مین انکا امر و نہی بھی آگیا لیکن اہتمام شان کے لیے آگے بالتخصیص کفر کا ضرر بتلاتے ہین جس سے ایمان کا نفع بھی خود معلوم ہوجاویگا اور اہتمام شان کی وجہ ظاہر ہے کہ سب سے اعظم ہے اور تبلیغ انبیا مین سب سے مقدم و نیز مجموعہ آیتین سے یہ ثابت کرنا ہے کہ اصل وسیلہ طاعات ہین بلا طاعت تمام دنیا بھر کے خزائن بھی وسیلہ نہین بن سکتے **ضرر کفر** اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لِيَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (۳۶) يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنْهَا ۫ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ (۳۷) یقیناً جو لوگ کافر ہین اگر (بالفرض[1]) اُن (مین سے ہر ایک[2]) کے پاس دنیا بھر کی تمام چیزین ہون (جسمین تمام دفائن و خزائن بھی آگئے) اور (اُن ہی چیزون پر کیا منحصر ہے بلکہ) اُن چیزون کے ساتھ اُتنی چیزین اور بھی ہون تاکہ وہ اُسکو دے کر روز قیامت کے عذاب سے چھوٹ جاوین تب بھی وہ چیزین ہرگز اُن سے قبول نہ کی جاوینگی اور (عذاب سے نہ بچین گے بلکہ) اُن کو دردناک عذاب ہوگا (پھر بعد عذاب مین داخل ہوجاوینگے) اس بات کی خواہش (وتمنا[4]) کرینگے کہ دوزخ سے (کسیطرح) نکل آوین اور (یہ خواہش کبھی پوری نہوگی اور) وہ اُس سے کبھی نہ نکلین گے اور اُن کو عذاب دائمی ہوگا (یعنی کسی تدبیر سے نہ سزا ٹلیگی نہ دوام سزا ٹلیگا) **ربط** دو آیت اوپر قطع طریق کا بیان تھا جو کہ سرقہ کبریٰ کہلاتا ہے آگے سرقہ صغریٰ یعنی چھپکر

ملحقات الترجمة

[1] قوله فی لو بالفرض لانہ ح لایکون لہم مال فی الواقع ۱۲ [2] قوله فی لهم ہر ایک کذا فی الروح ۱۲ [3] قوله فی ما دفائن لکون المقصود ہذہ ۱۲ [4] قوله فی یریدون وتمنا اشارة الی تفسیر الارادة بالتمنی کذا فی الروح ۱۲

اللغات فی تفسیر البیضاوی وسل الی کذا اذا تقرب الیہ من فعل الطاعات وترک المعاصی ۱۲

النحو قوله لو ان لهم ما الخ الموصول اسم ان والظرف خبرہا بعد تعلقه باستقر وجمیعاً حال من الموصول ومثله معطوف علی الموصول ولیفتدوا متعلق باستقر المذکور ۱۲

البلاغة قوله معه فی الروح فائدة التصریح بفرض کینونتہا لہم بطریق المعیة لابطریق التعاقب تحقیقا لکمال فظاعة الامر وفیہ فی قوله تعالیٰ ما تقبل وترتیبه علی کون ذلک لہم لاجل افتدائہم بہ من غیر ذکر الافتداء بان یقال وافتدوا بہ مع ان الرد والقبول انما یترتب علیه لاعلی مبادیہ للایذان بانہ امر محقق الوقوع غنی عن الذکر وانما المحتاج الی الفرض قدرتہم علی ما ذکر وللمبالغة فی تحقیق الرد وتخییل انہ وقع قبل الافتداء ۱۲

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝

اور جو مرد چوری کرے اور جو عورت چوری کرے سوان دونوں کے ہاتھ کاٹ ڈالو انکے کردار کے عوض مین بطور سزا کے اللہ کیطرف سے اور اللہ تعالی بڑی قوت والے ہین بڑی حکمت والے ہین

فَمَن تَابَ مِن بَعْدِ ظُلْمِهِ وَأَصْلَحَ فَإِنَّ اللَّهَ يَتُوبُ عَلَيْهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝

پھر جو شخص توبہ کرلے اپنی اس زیادتی کرنے کے بعد اور اعمال کی درستی رکھے تو بیشک اللہ تعالی اس پر توجہ فرما دین گے بیشک خدا تعالی بڑے مغفرت والے ہین بڑی رحمت والے ہین۔

چوری کرنیکا اور اُسکی سزا کا بیان ہے **حکم دوازدہم حد سرقہ** وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوٓا أَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا **نَكَالًا** مِّنَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿۳۸﴾ اور جو مرد چوری کرے اور (اسیطرح) جو عورت چوری کرے سو (انکا حکم[۵۲] یہ ہے کہ اے حکام) اُن دونوں کے (داہنے) ہاتھ (گٹے پر سے) کاٹ ڈالو اُنکے (اس) کردار کے عوض مین (اور یہ عوض) بطور سزا کے (ہے) اللہ کیطرف سے اور اللہ تعالے بڑی قوت والے ہین (جو سزا چاہین مقرر فرمائین) اور بڑی حکمت والے ہین (کہ مناسب ہی سزا مقرر فرماتے ہین) **ف** اب چند مسائل لکھے جاتے ہین **مسئلہ** اقل مقدار مال کی جسمین ہاتھ کاٹا جاتا ہے دس درم ہین اخرجہ عبد الرزاق فی مصنفہ عن ابن مسعود مرفوعا لا تقطع الید الا فی دینار او عشرۃ دراہم ومثلہ روی الطبرانی واحمد فی مسندہ واسحق بن راہویہ وابن ابی شیبۃ کذا فی حاشیۃ الہدایۃ **مسئلہ** چور کا داہنا ہاتھ (کذا اخرجہ ابو نعیم فی معرفۃ الصحابۃ عن الحرث بن ابی عبید بن ابی ربیعۃ من فعلہ علیہ السلام کما فی الروح) گٹے پر سے (کذا نقل العینی عن کامل ابن عدی) کاٹا جاتا ہے پھر اسکو داغ دیتے ہین تاکہ سارے بدن کا خون نہ نکل جاوے (کذا نقلہ العینی عن مستدرک الحاکم) **مسئلہ** یہ سزا حد ہے اسمین معافی نہین ہوسکتی اور من اللہ مین بھی اسطرف اشارہ ہے **مسئلہ** اگر دوبارہ چوری کرے بایان پاؤن ٹخنے پر سے قطع کیا جاویگا حدیث دارقطنی وطبرانی مین آیا ہے کذا فی تخریج الزیلعی **مسئلہ** اگر پھر چوری کرے اب بقیہ ہاتھ پاؤن قطع نکرین گے رواہ محمد بن الحسن فی کتاب الآثار وابن ابی شیبۃ عن علی رضؓ بلکہ جب تک توبہ نکرے جسکا صادق ہونا قرائن سے معلوم ہوجاوے قید خانہ مین رکھین گے یہ سب مسائل ہدایہ مین ہین باقی اور مسائل اس باب کے متعلق کتب فقہ مین ملینگے **ربط** اوپر چوری کی سزا کا دنیا مین بیان تھا آگے توبہ سے سزاے آخرت سے بچ جانیکا ذکر فرماتے ہین جیسے قطع طریق مین بھی بعد بیان سزا کے توبہ کا ذکر آیا تھا **حکم توبہ سارق** فَمَن تَابَ مِنۢ بَعْدِ ظُلْمِهِۦ وَأَصْلَحَ فَإِنَّ اللَّهَ يَتُوبُ عَلَيْهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۳۹﴾ پھر جو شخص (موافق قاعدہ شریعت کے) توبہ کرلے اپنی اُس[۵۳] زیادتی (یعنی چوری) کرنیکے بعد اور (آیندہ کے لیے) اعمال کی درستی رکھے (یعنی چوری وغیرہ نکرے اپنی توبہ پر قائم رہے) تو بیشک اللہ تعالی اُس (کے حال) پر (رحمت کے ساتھ) توجہ فرماوینگے (کہ توبہ[۵۴] سے پچھلا گناہ معاف فرمادینگے اور استقامت علی التوبہ سے مزید عنایت فرماوین گے) بیشک خدا تعالے بڑی مغفرت والے ہین (کہ اسکا گناہ معاف کردیا) بڑی رحمت والے ہین (کہ آیندہ بھی مزید عنایت کی) **ف** توبہ مین جو قید لگائی گئی کہ موافق قاعدہ شریعت کے اس مین یہ امر بھی آگیا کہ جو چیز چرائی ہے مالک کو واپس کرے اور اگر تلف ہوگئی ہو ضمان دے اگر ضمان نہ دے سکے معاف کرالے کہ یہ شرائط تکمیل توبہ سے ہے **ربط** اوپر حکم یازدہم و دوازدہم مین چونکہ سزا مین قتل وقطع اطراف انسان تجویز فرمایا ہے جو کہ قبل اسکی حکمت مین نظر کرنے کے نوع انسانی کی شرافت سے گونہ استبعد معلوم ہوسکتا تھا اس لیے آگے حق تعالی لہ ملک السموات مین اپنا مالک حقیقی اور قدیر مین اپنا قادر تحقیقی ہونا بیان فرماتے ہین اور درمیان مین یعذب کے ساتھ یغفر کو اور دونوں کے

ملحقات الترجمۃ

[۵۲] **قولہ فی فاقطعوا** حکم یہ ہے اشارۃ الی تقدیر الکلام ہکذا السارق والسارقۃ حکمہا فیما یتلی وہو مشہور ۱۲

[۵۲] **قولہ ہناک اے حکام** اشارۃ الی ان الخطاب لولاۃ الامر فان امر الحدود والقصاص الیہم ۱۲

[۵۳] **قولہ فی ظلمہ** اس زیادتی اشارۃ الی کون الاضافۃ للعہد ۱۲

[۵۴] **قولہ فی یتوب علیہ** توبہ سے الی مزید عنایت لم افسرہ بقبول التوبۃ بل باعم منہ لان قبول التوبۃ لا یتوقف علی الاصلاح بالمعنی الذی فسرتہ من الاستقامۃ فانہ لو عاد الی الذنب اخری لم ینہدم بہ التوبۃ الاولی کما ہو متقرر ۱۲

النحو قولہ جزاء مفعول لہ ومعلق من حیث المعنی بفاقطعوا او بفعل مقدر من لفظہ ونکالا مفعول لہ علی انہ بدل من جزاء فالعلتان لامر واحد او یکون الجزاء علۃ للقطع والنکال علۃ للجزاء فیکون مفعولا لہ متداخلا کالحال المتداخلۃ ۱۲

البلاغۃ فی الروح لم تدرج السرقۃ فی السارق تغلیبا کما ہو المعروف فی امثالہ لمزید الاعتناء بالبیان والمبالغۃ فی الزجر قال مولای واستاذی الشیخ یعقوب النانوتوی رحمۃ اللہ علیہ او النکتۃ فی تقدیم السارق ہہنا وتقدیم الزانیۃ فی النور ان السرقۃ من الرجل اقبح لانہ ینافی علو الہمۃ الذی لابد ان یتصف بہ الرجال وان الزنا من المرأۃ اشنع لکونہ منافیہا للحیاء الذی یجب ان تتحلی بہ النساء والمقام مقام تشنیع فافہم فانہ عزیز لا یرجی ان یسمع بمثلہ ۱۲ قولہ من بعد ظلمہ فی الروح والتقدیم لذلک ای ظلمہ لبیان عظم نعمتہ تعالی بتذکیر عظم جنایتہ ۱۲

الفقہ الآیۃ کالنص فیما ذہب الیہ امامنا ابو حنیفۃ رحمہ من ان الحدود لیست بکفارات واللہ اعلم ۱۲

الروایات فی اللباب اخرج احمد وغیرہ عن عبد اللہ بن عمرو ان امرأۃ سرقت علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقطعت یدہ الیمنی فقالت ہل لی من توبۃ یا رسول اللہ فانزل اللہ فی سورۃ المائدۃ فمن تاب من بعد ظلمہ واصلح الآیۃ ۱۲

حکایۃ لطیفۃ فی الروح واعترض الملحد المعری علی وجوب قطع الید بسرقۃ القلیل فقال ید بخمس مئین عسجد ودیت ٭ ما بالہا قطعت فی ربع دینار ٭ تحکم ما لنا الا السکوت لہ ٭ وان نعوذ بمولانا من النار ٭ فاجابہ ولله دره علم الدین السخاوی بقولہ عز الامانۃ اغلاہا وارخصہا ٭ ذل الخیانۃ فافہم حکمۃ الباری ۱۲

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۤءُ وَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۤءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○

کیا تم نہین جانتے کہ اللہ ہی کے لیے ثابت ہے حکومت سب آسمانون کی اور زمین کی وہ جسکو چاہین سزا دین اور جسکو چاہین معاف کردین اور اللہ تعالی کو ہر چیز پر پوری قدرت ہے

ساتھ اُنکے معمول اور معقول کو جنکا ذکر اوپر ضمن عقوبت و توبہ مین آچکا ہے ذکر فرما کر مالک اور قادر ہونے کے ساتھ اپنے حکیم ہونیکی طرف بھی اشارہ فرماتے ہین کہ ہم صرف تعذیب ہی نہین کرتے بلکہ معافی بھی کرتے ہین مگر جو جسکے لایق ہو جسکی لیاقت کا حال اور ان لوگونکی حالتین غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے **اثبات ملک ومشیت وقدرت برائے حق تعالےٰ** اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۤءُ وَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۤءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٤٠﴾ (اے مخاطب) کیا تم نہین جانتے (یعنے سب جانتے ہین) کہ اللہ ہی کے لیے ثابت ہے حکومت سب آسمانون کی اور زمین کی وہ جسکو چاہین سزا دین اور جسکو چاہین معاف کردین اور اللہ تعالےٰ کو ہر چیز پر پوری قدرت ہے **ف** چنانچہ سرقہ کبریٰ اور صغریٰ کی سزا دنیا مین بھی دی اور اگر اسپر اصرار رہا تو آخرت مین ہوگی جیسا کہ کبرےٰ مین لہم فے الآخرۃ عذاب کی تصریح ہے اور صغرےٰ مین فمن تاب پر مغفرت کو مرتب کرنے مین اسطرف اشارہ قریب بصراحت ہے اور توبہ کرنے سے آخرت مین دونون جگہ معافی ہوئی اور کبرےٰ مین توبہ قبل القدرۃ سے دنیا مین بھی معافی ہوگئی **ربط** سورت کے تیسرے رکوع سے اہل کتاب کا ذکر چلا آرہا تھا درمیان مین قدر قلیل اور بعض مضامین خاص خاص مناسبات سے آگئے تھے اب آگے پھر اسی ذکر اہل کتاب کی طرف عود ہوتا ہے جنمین یہود اور اُن یہود مین جو منافق تھے اور نصاریٰ سب داخل ہین اہل کتاب کے ان ہی تینون فرقون کا ذکر مختلط طور پر یہان سے دور تک یعنے ختم پارہ تک چلا گیا ہے پھر ختم سورت کے قریب خاص نصاریٰ کے متعلق کچھ بیان آویگا۔ آیات آیندہ کے سبب نزول کا ملخص یہ ہے کہ یہود مدینہ کی ایک جماعت والے کے ہاتھ سے دوسری جماعت کا ایک آدمی قتل ہوگیا اُنہون نے حسب معاہدہ زمانہ قدیم خون بہا کم دینا چاہا دوسری جماعت نے اُس معاہدہ کے مبنی بر مجبوری ہونے سے اور اب بوجہ سلطنت اسلام کے اُس مجبوری کے رفع ہوجانے سے پورا خونبہا لینا چاہا۔ آخر مقتول کے فریق نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فیصلہ کرانیکی درخواست کی چونکہ قاتل کا فریق جانتا تھا کہ آپ حق کرینگے اسلیے اس درخواست کے منظور کرنیسے پہلے چند آدمیون کو جو کہ منافق تھے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین اس امر کے تجسس کے لیے بھیجا کہ اول کسی طور پر تذکرہ کرکے آپ کی رائے اور مسلک کی تحقیق کرنا چاہیئے اگر شاید ہمارے موافق ہوا تو آپ سے فیصلہ کرانے کی درخواست منظور کرلین گے ورنہ منظور نہ کرینگے غرض وہ منافقین اس غرض سے یہان حاضر ہوئے تھے۔ اور دوسرا واقعہ یہ ہوا کہ یہود فدک مین ایک مرد و عورت نے زنا کیا شریعت موسویہ مین اگر دونون کنوارے نہون تو رجم کا حکم تھا مگر یہود نے اس حد کو چھوڑ کر اُسکی جگہ اور خفیف تعزیر مقرر کرلی تھی اُن لوگون نے یہود مدینہ کے پاس لکھ بھیجا اور بعض الفاظ روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ مجرم کو بھی ساتھ بھیجا کہ اس باب مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے استفتاء کرو اگر رجم کا حکم دین تو عمل نکرنا اور اگر ہماری رسم کے موافق کچھ تعزیر بتلادین تو عمل کرلینا غرض وہ یہود اس غرض سے یہان حاضر ہوئے تھے ان واقعات کی اطلاع کے واسطے یہ اگلی آیتین نازل ہوئین جنمین منافقین اور حاضر وغیر حاضر یہود کی مذمت ہے اخرج الاول کما فی الروح احمد وابوداؤد وابن جریر عن ابن عباس واورده فے اللباب باخصر مما فی الروح واخرج الثانی کما فی الروح الحمیدی فی مسنده

البلاغۃ فے الروح وکان الظاہر بحدیث سبقت رحمتی علی غضبی تقدیم المغفرۃ علی التعذیب وانما عکس ہہنا لان التعذیب للمصر علی السرقۃ والمغفرۃ لاتائب منہا وقد قدمت السرقۃ فی الآیۃ اولا ثم ذکرت التوبۃ بعدہا فجاء ہذا اللاحق علی ترتیب السابق اولان المراد بالتعذیب القطع وبالمغفرۃ التجاوز من حق اللہ تعالی والاول فی الدنیا والثانی فی الآخرۃ فجئ بہ علی ترتیب الوجود اولان المقام مقام الوعید اولان المقصود وصفہ تعالی بالقدرۃ والقدرۃ فی تعذیب من یشاء اظہر من القدرۃ فی مغفرتہ لانہ لا اباء فی المغفرۃ من المغفور لہ وفی التعذیب اباء بین اھ قلت وہذہ الوجوہ کلہا حلوۃ بعضہا احلی من بعض فللہ درہ وعلیہ اجرہ وبرہ وذکر البیضاوی وجہا آخر حسنا ان استحقاق التعذیب مقدم علی المغفرۃ اھ ۱۲

ملحقات الترجمة

۵۱ قوله فی التمہید حکیم ہونیکی طرف اشارہ ویمکن ان یکون النکتة فی اثبات الملک والقدرة صراحة واثبات الحکمة اشارة ان الحکمة قد سبق اثباتها صریحا فی ذکر العقوبات یدل علیها عنوانات احوال المعاقبین وانما القاطع لعرق الاستبعاد الذی تصدر ہہنا قطعه ہو اثبات الملک والقدرة فناسب ان یوتی بہا صریحا واللہ اعلم ۱۲

۵۲ قوله فی الم تعلم اے مخاطب اشارة الی عدم خصوصیة المخاطب فلا یرد خطاب المعصوم اشکالا ۱۲

۵۳ قوله فی ف اصرار راعی فی ہذا اللفظ مذہب من یقول بکون الحدود کفارات فالاصرار عندنا ہو عدم التوبة وعنده ہو العود مرة اخرے ۱۲

مع

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ ۛ

اے رسول جو لوگ کفر میں دوڑ دوڑ گرتے ہیں آپ کو مغموم نہ کریں خواہ وہ اُن لوگوں میں سے ہوں جو اپنے منہ سے تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اور اُنکے دل یقین لائے نہیں

وَمِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا ۛ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ۙ لَمْ يَاْتُوْكَ ۭ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ ۚ

اور خواہ وہ اُن لوگوں میں سے ہوں جو کہ یہودی ہیں یہ لوگ غلط باتوں کے سننے کے عادی ہیں۔ آپکی باتیں دوسری قوم کی خاطر سے کان دھر دھر سنتے ہیں جس قوم کے یہ حالات ہیں کہ وہ آپکے پاس نہیں آئے کلام کو بعد اسکے کہ وہ اپنے موقع پر ہوتا ہے

يَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا ۭ وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَـيْـــًٔـا ۭ

کہتے ہیں کہ اگر تم کو یہ حکم ملے تب تو اُس کو قبول کر لینا اور اگر تم کو یہ حکم نہ ملے تو احتیاط رکھنا اور جسکا خراب ہونا خدا ہی کو منظور ہو تو اسکے لیے اللہ سے تیرا کچھ زور نہیں چل سکتا

اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ ۭ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ ښ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝

یہ لوگ ایسے ہیں کہ خدا تعالیٰ کو ان کے دلوں کا پاک کرنا منظور نہیں ہوا ان لوگوں کے لیے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لیے سزائے عظیم ہے۔

ابو داؤد و ابن ماجہ عن جابر بن عبد اللہ اور چونکہ یہ حرکتیں موجب رنج تھیں اسلیے وحی کے شروع میں تسلی بھی فرمادی اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہود نے ایک زانی پر وہی تعزیر جاری کی تھی اور آپ کو اطلاع ہوئی تو بعد مناظرہ و اثبات رجم کے آپنے رجم کا حکم دیا اخرجہ مسلم اگر یہ وہی زانی تھا تو ممکن ہے کہ یہود نے اول خود ہی قصہ ختم کر دینا چاہا ہو پھر اطلاع ہو جانے پر سوال و جواب ہوا ہو اور بعض روایات میں ہے کہ آپ نے اُن کو بلایا اور بعض میں ہے کہ آپ اُنکے مدرسہ میں تشریف لیگئے لیکن ہو سکتا ہے کہ اول اُنکو بلایا ہو چونکہ یہاں بعض بعض آئے تھے اسلیے پھر آپ مدرسہ میں تشریف لے گئے ہوں تاکہ خوب تحقق ہو جاوے کہ سارا مجمع بھی عہدہ برآ نہو سکا اور اس سے حق خوب واضح ہو جاوے اور مجکو خیال نہیں رہا کہ میں نے کہاں دیکھا ہے لیکن یہ خوب یاد ہے کہ کہیں دیکھا ہے کہ وہ یہود آپ کی خدمت میں کیوں آئے تھے وجہ یہ ہوئی کہ انہوں نے شریعت محمدیہ کے اکثر احکام کو دیکھا کہ بہت آسان ہیں اُنکو توقع ہوئی کہ شاید اس میں بھی کوئی خفیف حکم ہو تو کام بن جاوے رجم سے بھی بچ جاویں اور ایک آڑ بھی ملجاوے قائلین نبوت کے سامنے تو یہ کہ یہ بھی ایک نبی کا فتوےٰ ہے اور منکرین کے سامنے یہ کہ سلطان کا حکم ہے کیونکہ آپ صاحب سلطنت بھی تھے **تسلیہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم در معاملات یہود و منافقین و ذم شان** يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ ۛ وَمِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا ۛ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ۙ لَمْ يَاْتُوْكَ ۭ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ ۚ يَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا ۭ وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَـيْـــًٔـا ۭ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ ۭ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ ښ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ (۴۱) اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) جو لوگ کفر (کی باتوں) میں دوڑ دوڑ گرتے ہیں (یعنی بے تکلف رغبت سے اُن باتوں کو کرتے ہیں) آپکو وہ مغموم نہ کریں (یعنی آپ اُنکے کفریات سے مغموم و متاسف نہوں) خواہ وہ اُن لوگوں میں سے ہوں جو اپنے منہ سے تو (جھوٹ موٹ) کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اور اُن کے دل یقین (یعنی ایمان) لائے نہیں (مراد منافقین ہیں جو کہ ایک واقعہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے) اور خواہ وہ اُن لوگوں میں سے ہوں جو کہ یہودی ہیں (جیسا دوسرے واقعہ میں یہ لوگ حاضر ہوئے تھے) یہ (دونوں قسم کے لوگ (پہلے سے دین کے باب میں

ملحقات الترجمۃ

۱ قولہ فی الکفر کفر کی باتوں الخ فاندفع بہ ما یتوہم انہم کانوا کافرین من قبل فما معنی مسارعتہم فی الکفر وجہ الدفع ظاہر بعد ارادۃ اعمال الکفر بالکفر

۲ قولہ فی یسارعون بے تکلف رغبت سے بکذا فی الروح ۱۲

۳ قولہ فی لا یحزنک مغموم نہوں اشارۃ الی ان المقصود لا تحزن ۱۲

۴ قولہ فی من الذین خواہ الخ اشارۃ الی امرین احدہما کون من للبیان والثانی الی کون قولہ ومن الذین ہادوا معطوفا علی من الذین قالوا

۵ قولہ فی بافواہہم منہ سے کہتے ہیں اشارۃ الی کون الظرف متعلقا بقالوا لا بآمنا لفساد المعنی ۱۲

۶ قولہ قبل سمٰعون للکذب دونوں قسم اشارۃ الی امرین احدہما تقدیر المبتدأ ہم والثانی کون مرجعہ کلا المتعاطفین ۱۲

البلاغۃ قولہ من بعد مواضعہ فیہ مبالغۃ فوق ما فی قولہ عن مواضعہ فانہ یدل صریحا علی ان الکلم قد وضع قبل تحریفہم فی مواضعہ بخلاف قولہ عن مواضعہ فانہ لیس بصریح فی ذلک لانہ یصدق وان لم یکن مرادا علی ما افادہ رب وضعہ فی مواضعہ وان لم یوضع فیہ بعد وہذا التقریر من متفرداتی وقد قرر غیری بتقریرات اخر و للناس فیما یعشقون مذاہب **قولہ سمٰعون** للکذب اللام للتقویۃ والتاکید کما فی قولہ فعال لما یرید وفی قولہ سمٰعون لقوم اٰخرین اجلیۃ ای لاجل الانہاء الیہم ۱۲

فائدہ۔ فیما ذکر فی التمہید من المناظرۃ فی الرجم اورد فی الروح عن ابن اسحٰق و ابن جریر و ابن المنذر والبیہقی فی سننہ عن ابی ہریرۃ فی قصۃ اتیانہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بیت المدارس وجمعہ علماءہم فانہم قالوا لعبد اللہ بن صوریا ہذا اعلم من بقی بالتوراۃ فخلا بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی انہ قال اللہم نعم اما واللہ یا ابا القاسم انہم لیعرفون انک نبی مرسل ولکنہم یحسدونک اھ قلت ویدل علی ان المناظرۃ قد یکون فی الخلوۃ لانہ انفع فکن علی ذکر منہ کے تمحط الی ما ہو الانفع والاصلح ۱۲

اپنے علماے محرفین سے) غلط باتوں کے سننے کے عادی ہین (اور اُن ہی غلط باتون کی تائید کی جستجو مین یہان آکر) آپکی باتین دوسری قوم کی خاطر سے کان دھر دھر سنتے ہین جسکی قوم کے یہ حالات ہین کہ (اُایک تو) وہ آپکے پاس (فرط تکبر وعداوت سے خود) نہین آئے (بلکہ دوسرون کو بھیجا دوسرے بھیجا بھی تو طلب حق کے لیے نہین بلکہ شاید اپنے احکام محرفہ کے موافق کوئی بات مجاوے کیونکہ پہلے سے) کلام (الٰہی) کو بعد اسکے کہ وہ (کلام) اپنے (صحیح) موقع پر (قائم) ہوتا ہے (لفظاً یا معنےً یا دونون طرح) بدلتے رہتے ہین (چنانچہ اسی عادت کے موافق خون بہا اور رجم کے حکم کو بھی اپنے رسم مخترع سے بدلدیا پھر اس احتمال سے کہ شاید شریعت محمدیہ سے کچھ اس رسم کو سہارا لگ جاوے یہان اپنے جاسوسون کو بھیجا تیسرے صرف یہی نہین کہ اپنی رسم محرف کے موافق بات کی تلاش ہی تک رہتے بلکہ مزید یہ ہے کہ جانیوالون سے) کہتے ہین کہ اگر تمکو (وہان جاکر) یہ حکم (محرف) ملے تب تو اُسکو قبول کرلینا (یعنی اُسکے موافق عملدرآمد کرنے کا اقرار کرلینا) اور اگر تمکو یہ حکم (محرف) نہ ملے تو (اُسکے قبول کرنے سے) احتیاط رکھنا (پس اس بھیجنے والی قوم مین جن کی جاسوسی کرنے یہ لوگ آئے ہین چند خرابیان ہوئین اول تکبر وعداوت جو سبب ہی خود حاضر نہ ہونے کا۔ دوسرے طلب حق نہونا بلکہ حق کو محرف کرکے اُسکی تائید کی فکر ہونا تیسرے اورون کو بھی قبول حق سے روکنا یہانتک آنیوالون کی اور بھیجنے والون کی الگ الگ مذمت تھی آگے ان سب کی مذمت ہی) اور (اصل یہ ہے کہ) جسکا خراب (اور گمراہ) ہونا خدا ہی کو منظور ہو (گو یہ تخلیقی منظوری اس گمراہ کی عزم گمراہی کے بعد ہوتی ہے) تو اُسکے لیے اللہ سے (اے عام مخاطب) تیرا کچھ زور نہین چل سکتا (کہ اُس گمراہی کو نہ پیدا ہونے دے یہ تو ایک عام قاعدہ ہوا اب یہ سمجھو کہ) یہ لوگ ایسے (ہی) ہین کہ خداے تعالےٰ کو ان کے دلون کا (کفریات سے) پاک کرنا منظور نہین ہوا (کیونکہ یہ عزم ہی نہین کرتے اسلیے اللہ تعالےٰ تطہیر تخلیقی نہین فرماتے بلکہ ان کے عزم گمراہی کی وجہ سے تخلیقاً ان کا خراب ہی ہونا منظور ہے پس قاعدہ مذکورہ کے موافق کوئی شخص ان کو ہدایت نہین کرسکتا مطلب یہ کہ جب یہ خود خراب رہنے کا عزم رکھتے ہین اور عزم کے بعد اُس فعل کی تخلیق عادت الٰہیہ ہے اور تخلیق الٰہی کو کوئی روک نہین سکتا پھر ان کے راہ پر آنے کی توقع کیا کی جاوے اس سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو زیادہ تسلی ہوسکتی ہے جس سے کلام شروع بھی ہوا تھا پس آغاز وانجام کلام کا مضمون تسلی سے ہوا آگے ان اعمال کا ثمرہ فرماتے ہین کہ) ان (سب) لوگون کے لیے دنیا مین رسوائی ہے اور آخرت مین ان (سب) کے لیے سزاے عظیم ہے (یعنی دوزخ) چنانچہ منافقین کی یہ رسوائی ہوئی کہ مسلمانون کو اُن کا نفاق معلوم ہوگیا اور سب نظر ذلت سے دیکھتے تھے اور یہود کے قتل وقید وجلاء وطنی کا ذکر روایات مین مشہور ہے اور عذاب آخرت ظاہر ہی ہے) **ف** تمہید مین مذکور ہوا ہے کہ آپنے اُس دوسرے واقعہ مین رجم کا حکم دیا چنانچہ اس حکم کے بعد رجم کیا گیا اس مین حنفیہ یون کہتے ہین کہ یہ حکم یعنی کفار کو زنا سے رجم کرنا منسوخ ہے کیونکہ رجم کے لیے احصان اجماعاً شرط ہے اور حدیث مین ہے من اشرک باللہ فلیس بمحصن رواہ اسحٰق ابن راہویہ عن ابن عمرؓ کذا قال العینی اور یہود کے اقوال شرکیہ قرآن مین منقول ہین پس وہ بھی من اشرک مین داخل ہین اور اگر مشرک متعارف کے ساتھ من اشرک کو خاص کیا جاوے تب بھی رجم مین مشرک وغیر مشرک سب کفار کا ایک حکم ہونا خواہ رجم یا عدم رجم اجماع مذہب سے ثابت ہی پس بناء علیہ احصان کے لیے اسلام کا شرط ہونا ثابت ہوگیا اور یہ رجم مذکور اس بناء پر ہوا تھا کہ انکا فیصلہ اُن ہی کی مسلمہ شریعت کے موافق کیا گیا یا تو اُسوقت آپ اسیطرح فیصلہ کرنے کے مامور ہون یا اس واقعہ کی خصوصیت ہو کیونکہ بہت سے واقعات اور اُنکے احکام مین خصوصیت منقول ہے **ربط** اوپر مجموعہ قوم کے اوصاف ذمیمہ کا حاصل دو وصف تھے ایک آنیوالون کا سماعون للکذب جو کہ عوام پر غالب تھا یعنی غلط مسئلے خوشی سے سُن لینا اور ایک نہ آنے والونکا یحرفون الکلم جو اُنکے علماء مین پایا جاتا تھا یعنی غلط مسئلے بتلادینا اور باقی اوصاف ان ہی دو وصفون کے تابع تھے اور ان دو وصفون مین اول وصف تو عوام سے کچھ مستبعد نہین اُسکی علت کی جستجو سامع کو نہین ہوتی دوسرا وصف البتہ علماء سے ظاہراً مستبعد ہی طبیعت اُسکی علت کی جویان ہوتی ہی اسلیے آگے

لہم فی الدنیا خزی — قولہ فی ... [illegible] ... اراد الفتنۃ ... [illegible] ... قولہ فی لم یرد اللہ ... البیضاوی ... قولہ ذلک ... قولہ فی من ... [illegible]

لہم فی الدنیا سب اشارالی ان المرجع جمیع من ذکر من الآتیین الیہود والمنٰفقین ومن غیر الآتیین ۱۲

ملحقات الترجمۃ

۵۱ قولہ فی سمّٰعون لقوم آپ کی ماخذہ قول البیضاوی سماعون منک لکن ہذا السماع کسماع الجواسیس کذا فی حاشیۃ البیضاوی واشرت الیہ بقولی ہنا جستجو ۱۲ **۵۲** قولہ قبل لم یاتوک جس قوم کے الخ اشار الی ان قولہ لم یاتوک وقولہ یحرفون وقولہ یقولون کلہا صفات لقوم آخرین واوضحہ بقولہ فیما بعد ایک دوسرے تیسرے ۱۲ **۵۳** قولہ فی لم یاتوک تکبر کذا فی حاشیۃ البیضاوی ۱۲ **۵۴** قولہ بعد یحرفون خون بہا الی قولہ رسم مخترع اندفع بہ ما اورده فی روح المعانی اشکالا علی کون القصۃ الاولی اسبابا لنزول الآیۃ بقولہ وعلی ہذا یکون امر التحریف غیر ظاہر الدخول فی القصۃ اھ وجہ الاندفاع ظاہر فان ترک حکم من الشرع واخذ رسم مخترع مکانہ مستحسنا لذلک لا شک فی کونہ نوعا من التحریف وتغییر الشرع ۱۲ **۵۵** قولہ فی فخذوہ اقرار کرلینا لم افسر بالعمل خاصۃ کما صنعہ غیری لان ہؤلاء کما یتضح من اسباب النزول انما جاؤا لیسمعوا ما یحکم بہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وقصاری امرہم حالۃ کذلک القبول اللسانی اذ ما کانوا موکلین بانفاذ الامر واتمامہ فلذا فسرت بما لیس ہو مقتضیا للعمل ولا منافیا لہ **۵۶** قولہ قبل ومن یرد مذمت اشار الی ان الجمل ہذہ مسوقۃ لذمہم وقال بعضہم للتعلیل لقولہ لا یحزنک **۵۷** قولہ فی من یرد اصل اشار الی ان ہذہ کلیۃ لا تختص بمن جری ذکرہم ثم درج فیہا حالہم الجزئی فتتائر المقصود **۵۸** قولہ فی فتنتہ گمراہ

سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ؕ فَاِنْ جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ ۚ وَاِنْ

یہ لوگ غلط باتونکے سننے کے عادی ہین بڑے حرام کے کھانیوالے ہین تو اگر یہ لوگ آپکے پاس آوین تو خواہ آپ اُن مین فیصلہ کر دیجیے یا اُن کو ٹال دیجیے۔ اور اگر

تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ شَيْــًٔا ؕ وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝

آپ اُن کو ٹال ہی دین تو اُن کی مجال نہین کہ آپ کو ذرا بھی ضرر پہنچا سکین اور اگر آپ فیصلہ کرین تو اُن مین عدل کے موافق فیصلہ کیجیے۔ بیشک حق تعالیٰ عدل کرنیوالون سے محبت کرتے ہین

وصف اول کا تو بعینہ تاکید کے لیے اعادہ اور تکرار اور وصف ثانی کی علت کی تحقیق فرماتے ہین جسکا حاصل کمائی کی حرص ہے گو حرام ہو چونکہ اس تحریف سے اُنکو دنیا دارون سے کچھ وصول ہوتا تھا اسلیے یہ عادت پڑ گئی اور اس اعادہ و تعلیل پر ایک مضمون کو متفرع فرماتے ہین

تاکید و تعلیل ذم سابق مع تفریع سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ؕ فَاِنْ جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ ۚ وَاِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ شَيْــًٔا ؕ وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝٤٢ یہ لوگ (دین کے باب مین) غلط باتون کے سننے کے عادی ہین (جیسا پہلے آچکا) بڑے حرام (مال) کے کھانیوالے ہین (اسی حرص نے انکو احکام مین غلط بیانی کا جسکے عوض کچھ نذرانہ وغیرہ ملتا ہے خوگر کر دیا جب ان لوگون کی یہ حالت ہے) تو اگر یہ لوگ (اپنا کوئی مقدمہ لیکر) آپکے پاس (فیصلہ کرانے) آوین تو (آپ مختار ہین) خواہ آپ اُن (کے معاملہ) مین فیصلہ کر دیجیے یا اُن کو ٹال دیجیے اور اگر آپ (کی یہی رای قرار پاوے کہ آپ) انکو ٹال ہی دین تو (یہ اندیشہ نہ کیجیے کہ شاید ناخوش ہوکر عداوت نکالین کیونکہ) اُنکی مجال نہین کہ آپ کو ذرا بھی ضرر پہونچا سکین (کیونکہ اللہ تعالیٰ آپ کے نگہبان ہین) اور اگر (فیصلہ کرنے پر رائے قرار پاوے اور) آپ فیصلہ کرین تو اُنمین عدل (یعنے قانون اسلام) کے موافق فیصلہ کیجیے بیشک حق تعالیٰ عدل کرنے والون سے محبت کرتے ہین (اور وہ عدل اب منحصر ہوگیا ہے قانون اسلام مین پس وہی لوگ محبوب ہونگے جو اس قانون کے موافق فیصلہ کرین) **ف** ابن حزم کی کتاب ناسخ و منسوخ مین ہے کہ یہ تخییر یعنے فیصلہ کرنے نکرنے کا اختیار ہونا منسوخ ہے ناسخ اسکا رکوع آیندہ مین آتا ہے ان احکم بینہم الخ علامہ بیضاوی نے امام ابو حنیفہ کا یہی مذہب نقل کیا کہ اگر دو حربی بھی شریعت کے فیصلہ پر رضامند ہون تو حاکم اسلام کو اُس مقدمہ کی سماعت اور فیصلہ واجب ہے اور اگر ایک یا دونون فریق ذمی یا مسلمان ہون تب تو وجوب فیصلہ پر اجماع ہے اور اگر وہ یہودی اُسوقت قاعدۂ شرعی سے ذمی ہو چکے تھے تو پھر سب علماء اس تخییر کو منسوخ کہین گے اور تخییر کو بدلالت حرف فاء جو اسپر مرتب فرمایا کہ جب ان لوگونکی یہ حالت ہے الخ جس سے مراد سماع کذب و اکل سحت مع توابع ان کے کہ تحریف و عدم قصد حق وغیرہ اوصاف مذکورۂ آیت سابقہ ہین وجہ ترتب کی اسپر یہ معلوم ہوتی ہے کہ ان اوصاف و احوال سے یہ معلوم ہوا کہ انکو واقع مین فیصلہ کرانا مقصود نہوگا بلکہ محض امتحان رائے اور آپ کا عندیہ لینا ایسی حالت مین اہل معاملہ غالباً فیصلہ پر عمل نکرینگے اور اس سے فیصل کنندہ کو بہت کوفت ہوتی ہے پس حاصل یہ ہوا کہ آپ کیون کوفت اٹھا دین پھر منسوخ ہونے کے وقت غالب ہے کہ اسلام کا تسلط زیادہ ہوگیا ہو کہ فیصلہ کے امضاء پر جبر ہوسکتا تھا اسلیے علت تخییر کی مرتفع ہوگئی اور تخییر منسوخ ہوگئی واللہ اعلم **ربط** اوپر مذکور ہوا ہے کہ آپ کے پاس انکا کوئی مسئلہ یا فیصلہ لیکر آنا معرفت حق کی غرض سے نہین بلکہ کوئی آسان بات اپنے مطلب کے موافق تلاش کرنا مقصود ہے آگے اسپر استدلال ہے صیغہ تعجب سے کہ ظاہر ہے کہ کسی شخص کا اپنی ایسی کتاب کو جسپر وہ ایمان رکھنے کا اقرار رکھتا ہو چھوڑ کر ایسے شخص کے پاس جسپر ایمان لانے سے اسکو انکار ہو کوئی مسئلہ و فیصلہ لانا نہایت عجیب اور بعید ہے کہ کوئی شخص بے مطلب سچے دل سے ایسا نہین کر سکتا اس سے وہی بات ثابت ہوگئی کہ تحقیق حق کے لیے نہین آتے بلکہ اپنا مطلب نکالنے کو پھرتے ہین جسکا کھلا قرینہ مطلب نہ نکلنے کی صورت مین اُس شخص سے غنوی

اللغات السحت من سحتہ اذا استاصلہ لان الحرام یعقب عذاب الاستیصال اولکونہ لابرکۃ فیہ یہلک ہلاک الاستیصال اولان فی طریق کسبہ عارا فہو یسحت مروۃ الانسان کذا فی الروح ١٢

البلاغۃ فی الروح تقدیم حال الاعراض للمسارعۃ الی بیان انہ لاضرر فیہ حیث کان مظنۃ لترتب العداوۃ المقتضیۃ للتصدی للضرر ١٢

ملحقات الترجمۃ

ك قولہ فی التمہید تاکید و تعلیل وبہ علم فائدۃ الجملتین ١٢ ك قولہ فی سمعون جیسا پہلے اشارہ الی کونہ تاکیدا لانہ یکون فیہ اعادۃ ماسبق ١٢ ك قولہ قبل فان جاءوک جب ان لوگون الخ فی الروح وقعا فصیحۃ ای اذا کان حالہم کما شرح فان جاءوک الخ ١٢ ك قولہ فی جاءوک اپنا مقدمہ لانہ اذا تحاکم الینا مع غیر الحربی یجب الحکم کما فی ف ١٢ ك قولہ فی فلن یضروک یہ اندیشہ ماخوذہ الروح ١٢ ك قولہ انکی مجال نہین افادہ تاکید النفی بلن انتباعا للمحاورۃ ك قولہ فی القسط قانون اسلام اندفع بہ ما عسی ان یتوہم انہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یحتمل ان یحکم بغیر القسط وجہ الاندفاع ظاہر فانہ احترز بہ عن الحکم بالشرائع السابقۃ حالات المتحاکمین من اہل تلک الشرائع ١٢ ك قولہ فی الغرف مرتفع ہوگئی نظرا الی التفسیر ترتب علی المشرح من حالہم وعالہم باقیۃ لکنہ نسخ لبقاء العلۃ کیف ارتفع التخییر ویمکن لنا ان نقال لبقاء العلۃ حسبا مضا الاعلۃ حقیقیۃ سواد ودما

وَكَيْفَ يُحَكِّمُونَكَ وَعِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ فِيهَا حُكْمُ اللّٰهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَمَا أُولٰئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ ۝ ع ۹ / ۱۰

اور وہ آپ سے کیسے فیصلہ کراتے ہین حالانکہ انکے پاس توراۃ ہی جسمین اللہ کا حکم ہے پھر اُسکے بعد ہٹ جاتے ہین اور یہ لوگ ہرگز اعتقاد والے نہین۔

إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ ج يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ أَسْلَمُوا لِلَّذِينَ هَادُوا وَالرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ بِمَا

ہم نے توریت نازل فرمائی تھی جسمین ہدایت تھی اور وضوح تھا انبیا جو کہ اللہ تعالیٰ کے مطیع تھے اُسکے موافق یہود کو حکم دیا کرتے تھے اور اہل اللہ اور علما بھی بوجہ اسکے کہ

اسْتُحْفِظُوا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَكَانُوا عَلَيْهِ شُهَدَاءَ ج فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوا بِاٰيٰتِي ثَمَنًا قَلِيلًا ط

اُنکو اُس کتاب اللہ کی نگہداشت کا حکم دیا گیا تھا اور وہ اُسکے اقراری ہوگئے تھے سو تم بھی لوگون سے اندیشہ مت کرو اور مجھسے ڈرو اور میرے احکام کے بدلے مین متاع قلیل مت لو

عمل نکرنا ہی تقریر و تاکید مضمون سابق : وَكَيْفَ يُحَكِّمُونَكَ وَعِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ فِيهَا حُكْمُ اللّٰهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَمَا أُولٰئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ تم [۱] اور (تعجب[۲] کی بات ہی کہ) وہ (دین[۳] کے معاملہ مین) آپ سے کیسے فیصلہ کراتے ہین حالانکہ انکے پاس توراۃ (موجود) ہی جسمین اللہ کا حکم (لکھا) ہی (جسکے ماننے کا انکو دعوی ہی اول تو یہی بات بعید ہی) پھر (یہ تعجب اس[۴] سے اور بڑھ گیا کہ) اس (فیصلہ لانے) کے بعد (جب آپ کا فیصلہ سنتے ہین تو اُس فیصلہ سے بھی) ہٹ جاتی ہین (یعنی اول تو اس حالت مین فیصلہ لانے ہی سے تعجب ہوتا تھا لیکن اس احتمال سے رفع ہوسکتا تھا کہ شاید آپکا حق پر ہونا انکو واضح ہوگیا ہو اسلیے آگئے ہون لیکن جب اُس فیصلہ کو بھی نہ مانا تو وہ تعجب پھر تازہ ہوگیا کہ اب تو وہ احتمال بھی نرہا پھر کیا بات ہوگی جسکے واسطے یہ فیصلہ لائے ہین اور اسی سے ہر عاقل کو اندازہ ہوگیا کہ) یہ لوگ ہرگز اعتقاد والے نہین (یہان اعتقاد سے نہین آئے اپنی مطلب کے واسطے آئے تھے اور جب نہ ماننا عدم اعتقاد کی دلیل ہے تو اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جیسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ انکو اعتقاد نہین اسطرح اپنی کتاب کے ساتھ بھی پورا[۵] اعتقاد نہین ورنہ اوسکو چھوڑ کر کیون آتے غرض دونون طرف سے گئے کہ جس سے انکار ہی اوس سے بھی اعتقاد نہین اور جس سے دعویٰ اعتقاد ہی اوس سے بھی نہین)، **ف** حکم اللہ کی توضیح مین جو یہ کہا گیا کہ جسکے ماننے کا اونکو دعویٰ ہی اس سے یہ شبہ جاتا رہا کہ توراۃ محرف ہوئی تھی کیونکہ بنا براونکے زعم کے یہ گفتگو ہی یا یہ کہ ان واقعات خاصہ مذکورہ کے احکام توریت مین محفوظ ہون **ربط** اوپر بہت سی آیتون مین یہود کی نسبت اور بعض آیتون مین نصاری کی نسبت اونکا احکام و مواثیق الٰہیہ کو چھوڑ دینا اور توڑ دینا اور اوسکی مذمت مذکور ہی آگے پورے رکوع مین ان احکام الٰہیہ کا ہر زمانہ مین واجب العمل رہنا اور اوسکے ترک کا حرام اور مورد وعید ہونا جنکا ظہور کبھی توراۃ کے واسطے سے ہوا اور کبھی انجیل کے واسطہ سے اور اب قرآن مجید کے واسطہ سے ہی بیان فرماتے ہین جس سے ان ناقضین کی مذمت زیادہ ظاہر ہو وہ نیز عمل بالتوراۃ والانجیل سبب ہوجاوے تصدیق رسالت محمدیہ کا جو کہ دونون کتابون مین بشر بہ ہین چنانچہ فلا تخشوا الناس مین اسکی تصریح بھی ہی اور بعض قرات و تفاسیر پر ولیحکم اہل الانجیل مین بھی یہ مضمون ہی و نیز ذکر انجیل مین یہود پر تعریض ہی کہ وہ اسکی تکذیب کرتے تھے اور ذکر قرآن مین یہود و نصارے دونون پر تعریض ہی کہ دونون اوسکی تکذیب کرتے تھے اور ذکر توراۃ کے ضمن مین بعض احکام قصاص کے شاید اسلیے فرمادیے ہون کہ آیت سابقہ یا ایہا الرسول لا یحزنک کا ایک سبب نزول واقعہ قصاص بھی تھا جسکو یہود نے ایک رسم مخترع سے بدل لیا تھا اور گو رجم کو بھی بدلا تھا لیکن شاید اسکی تخصیص ذکر مین اسلیے ہو کہ اسکے اخلال مین عباد پر ظلم ہوتا تھا اور وہ اخلال فی الرجم سے جو کہ حق اللہ ہی اشد تھا واللہ اعلم **ذکر وجوب عمل بتوریت در زمان او** إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ ج يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ أَسْلَمُوا لِلَّذِينَ هَادُوا وَالرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَكَانُوا عَلَيْهِ شُهَدَاءَ

فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوا بِاٰيٰتِي ثَمَنًا قَلِيلًا

ملحقات الترجمۃ

[۱] قولہ فی آخر التمہید عمل نکرنا ہی دل علیہ ... ۱۲ [۲] قولہ فی کیف تعجب کی بات اشارۃ الی ان الکلام لیس للتعجب المستحیل علی اللہ تعالیٰ بل لاظہار کون ہذا الامر عجیبا وہو الذی یعبر عنہ بالتعجیب [۳] قولہ فی یحکمونک دین کے معاملہ مین فالتحکم علی ہذا نعیم الاستغنا ۱۲ [۴] قولہ فی ثم اس سے اور بڑھ گیا اشارۃ الی ان ثم للتراخی فی الرتبۃ و تاکید الاستبعاد [۵] قولہ قبیل ف پورا اعتقاد اشارۃ الی ان المنفی فی التنزیل نعم الایمان بالکتاب و بالرسول واشار ایضا الی ان نفی الایمان بالکتاب باعتبار نفی العمل الذی ہو ثمرۃ اصلیۃ للعلم ۱۲

اللغات قولہ للذین ہادوا اللام بمعنی لاجل علی ان ... الحکم کما کان لہم کذلک کان علیہم الربانی منسوب الی الرب والالف والنون للمبالغۃ ولذا ترجمتہ باہل اللہ الذین یقال لہم فی عرفنا مشائخ و درویش لانہم یعلمون ایضا الاحکام الشرعیۃ فان اصلاح الباطن وطریقہا جزء من الشریعۃ وفیہ دلالۃ علی ان الذی لا یحفظ ... لا یعلمون بانیا وشیخا ۱۲ **البلاغۃ** فی الدرج قولہ الربانیون آخر توسیط الحکم لہم ای للذین ہادوا بین المتعاطفین ای النبیون والربانیون للایذان بان الاصل فی الحکم بہا وحمل الناس علی ما فیہا ہم النبیون وانما الربانیون والاحبار خلفاء ونواب لہم فی ذلک کما ینبئ عنہ قولہ بما استحفظوا ای من جہۃ النبیین ۱۲

وَمَنْ لَّمْ یَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ وَكَتَبْنَا عَلَیْهِمْ فِیْهَآ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ

اور جو شخص خدا تعالیٰ کے نازل کیے ہوئے کے موافق حکم نہ کرے سو ایسے لوگ بالکل کافر ہین — اور ہم نے اُن پر اسمین یہ بات فرض کی تھی کہ جان بدلے جان کے

وَالْعَیْنَ بِالْعَیْنِ وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ فَمَنْ تَصَدَّقَ

اور آنکھ بدلے آنکھ کے — اور ناک بدلے ناک کے — اور کان بدلے کان کے — اور دانت بدلے دانت کے اور خاص زخمون کا بھی بدلہ ہی پھر جو شخص اسکو معاف کردے

بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ وَمَنْ لَّمْ یَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

تو وہ اُسکے لیے کفارہ ہو جاویگا — اور جو شخص خدا تعالیٰ کے نازل کیے ہوئے کے موافق حکم نہ کرے سو ایسے لوگ بالکل ستم ڈھا رہے ہین

وَمَنْ لَّمْ یَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ ہم نے (موسیٰ علیہ السلام پر) توریت نازل فرمائی تھی جسمین (عقائد صحیحہ کی بھی) ہدایت تھی اور (احکام علمیہ کا بھی) وضوح تھا انبیاء (بنی اسرائیل) جوکہ (باوجود لاکھون آدمیون کے مقتدا و مطاع ہونے کے) اللہ تعالیٰ کے مطیع تھے اس (توراۃ) کے موافق یہود کو حکم دیا کرتے تھے اور (اسیطرح انبین کے) اہل اللہ اور علماء بھی (اسی کے موافق کہ وہی اُسوقت کی شریعت تھی حکم دیتے تھے) بوجہ اسکے کہ اُن (اہل اللہ و علماء) کو اُس کتاب اللہ (پر عمل کرنے اور کرانے) کی نگہداشت کا حکم (حضرات انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ سے) دیا گیا تھا اور وہ اسکے (یعنی اسپر عمل کرنے کرانے کے) اقرار بھی ہو گئے تھے (یعنی چونکہ اُن کو اسکا حکم ہوا تھا اور انہون نے اس حکم کو تسلیم کرلیا تھا اسلیے ہمیشہ اسکے پابند رہے) سو (اے اس زمانہ کے رؤساء و علماء یہود جب ہمیشہ سے تمہارے سب مقتدا توراۃ کو مانتے آئے ہین تو تم بھی (تصدیق رسالت محمدیہ کے باب مین جسکا حکم توریت مین بھی ہی لوگون سے (یہ) اندیشہ مت کرو (کہ ہم تصدیق کرلین گے تو عام لوگون کی نظر مین ہماری جاہ مین فرق آویگا) اور (صرف) مجھسے ڈرو (کہ تصدیق نکرنے پر سزا دونگا) اور میرے احکام کے بدلہ مین (دنیا کی) متاع قلیل (جوکہ تمکو اپنے عوام سے وصول ہوتی ہی) مت لو (کہ یہی حب جاہ و حب مال تمکو باعث ہوتی ہین تصدیق نہ کرنے پر) اور (یاد رکھو کہ) جو شخص خدا تعالیٰ کے نازل کیے ہوئے کے موافق حکم نہ کرے (بلکہ غیر حکم شرعی کو قصداً حکم شرعی بتلاکر اُسکے موافق حکم کرے) سو ایسے لوگ بالکل کافر ہین (جیسا کہ یہ تم کر رہے ہو کہ عقائد مین بھی مثل عقیدۂ رسالت محمدیہ اور اعمال مین بھی جیسے حکم رجم وغیرہ اپنی مخترعات کو حکم الٰہی بتلا کر ضلال و اضلال مین مبتلا ہو رہے ہو) **ف** کانوا علیہ شہداء کی تفسیر مذکور باعتبار اُسکے استحفظوا پر معطوف ہونے کے ہی اور اگر یحکم پر عطف کیا جاوے تو کانوا کی ضمیر کا مرجع سب مذکورین ہون اور تفسیر بہت سہل ہو جاوے حاصل معنے یہ ہون کہ اُس توراۃ کے موافق انبیاء و احبار و ربانیین بوجہ استحفاظ کے حکم کرتے تھے اور یہ سب حضرات اُس حکم یا اُس توراۃ ماول بعنوان الکتاب المذکور فی الآیۃ پر یا اُس کتاب مذکور متحد مع التوراۃ پر اُسکے حق اور صدق ہونے کے گواہ اور مصدق تھے یا کانوا علیہ شہداء کو حال اور استحفظوا کو عامل کہا جاوے تو کانوا الخ کا دخل سبب مین ہونا ضرور نہوگا **ربط** آیت اولیٰ کی تمہید مین مذکور ہو چکا اور چونکہ اصول فقہ مین متقرر ہو چکا ہی کہ شرائع سابقہ جب قرآن و حدیث مین بلا نکیر مذکور ہون تو وہ ہمارے لیے بھی حجت ہوتا ہی اسلیے یہ مضمون آیندہ ہماری شریعت کا بھی حکم ہی **حکایت مسئلہ قصاص از توریت کہ حکم سیزدہم باشد از سورت** وَكَتَبْنَا عَلَیْهِمْ فِیْهَآ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَیْنَ بِالْعَیْنِ وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ وَمَنْ لَّمْ یَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ اور ہم نے اُن (یہود) پر

النحو قولہ قصاص خبر بتقدیر ذات ۱۲ **البلاغۃ** قولہ فمن تصدق فی التعبیر بالتصدق ترغیب فی العفو ۱۲ **الفقہ** استدل بعضہم بالآیۃ الدالۃ علی کون من لم یحکم الخ کافرا والحال انہ معصیۃ دون الکفر علی اصول اہل السنۃ لکن الذی فسرت بہ عدم الحکم التصحیح وجہ الآیۃ واندفاع الاشکال فان انکار کون الشرع شرعا ولو باللسان کفر قولہ والمراد بکفر بقول الکفر البتۃ واذا دل بقولہ فقصد الی وضع الخطاء والجہل فی غیر ضروریات الدین والقرینۃ علی ہذا التفسیر کون علماء الیہود کذلک واما الظالمون والفاسقون فسہل لانہما یناسبان الکفر ولو حملتہا علی الکفر فقد علمت توجیہہ

الروایات فی الروح عن الضحاک لم یجعل فی التوراۃ دیۃ فی نفس ولا جرح وانما کان العفو والقصاص وہو الذی یقتضیہ ظاہر الآیۃ اھ قلت ولما قام الدلیل علیہا فی شرعنا خص ہذا القدر من الحجیۃ فی الروح اخرج الدیلمی عن ابن عمر رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرأ الآیۃ فقال ہو الرجل یکسر سنہ او یجرح من جسدہ فیعفو فیحط عنہ من خطایاہ بقدر ما عفا عنہ من جسدہ ان کان نصف الدیۃ فنصف خطایاہ الی قولہ وان کان الدیۃ کلہا فخطایاہ کلہا اھ قلت ہو نص فی ما اخترت من التفسیر وقال فی الروح اخرج ابن ابی شیبۃ عن الشعبی وعلیہ اکثر المفسرین اھ قلت واصل مبنی کونہ کفارۃ قولہ تعالیٰ

ملحقات الترجمۃ ۱ قولہ فی فیہا ہدی جسمین اشارۃ الی کون الجملۃ حالا من التوراۃ ۲ قولہ فی ہدی و نور عقائد و احکام الفرقۃ علیہ کون الاصل فی العطف ہو التغایر و کون العقائد اہم مستحقا للتقدیم فافہم ۳ قولہ فی النبیون بنی اسرائیل اشار الی ان اللام للعہد والقرینۃ اللفظیۃ علی التخصیص قولہ للذین ہادوا والقرینۃ الشرعیۃ مشہورۃ وعدم الاتیان بالرابط فی ترجمۃ یحکم بہا اشارۃ الی کون الجملۃ ایضا فا ۴ قولہ فی اسلموا باوجود اشار الی دفع سوال ہو ان الاسلام لو کان من الامور العظام لکنہ مشترک بین احاد المسلمین فما فائدۃ ہذا الوصف فی مدح النبیین فاشار الی الفائدۃ التی تقریرہا ظاہر وکان فیہ تعریضا بالیہود المستکبرین الجاحدین وقال بعضہم انہ قد یقصد بالمدح مدح الموصوف کذلک قد یقصد مدح الوصف فیقال ہہنا ان المقصود تنویہ الاسلام بانہ یتصف بہ ہولاء الاکابر کما وصف الملائکۃ بالایمان فی آیۃ ۵ قولہ فی بما استحفظوا بوجہ اسکے اشار الی کون الباء سببیۃ و کون ما مصدریۃ وکون من زائدۃ ۶ قولہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ اشار الی ان الضمیر فی استحفظوا عائد الی الاقرب من الربانیین مع الاحبار ۷ قولہ فی شہداء اقرار کی حملہ علی ما حملہ بعض المفسرین کما فی البیضاوی وغیرہ فی قولہ تعالیٰ فی البقرۃ ثم اقررتم وانتم تشہدون من انہ تاکید للاقرار فانہ یدل علی ان الشہادۃ قد تکون بمعنی الاقرار وکما یستعمل ان للاخبار عن الماضی کذلک تستعمل للالتزام فی المستقبل وعلی ہذا صار تقریر سبیل الاستحفاظ والشہادۃ اسہل لکان حاصل معناہ العہد والالتزام قلت والتعدیۃ بعلی لتضمنہ معنی الحفظ والمراقبۃ ۸ قولہ فی فلا تخشوا جب ہمیشہ سے اشار الی کون الفاء فصیحۃ ... کان الشہادۃ عن اعتقاد ... علم

وَقَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ ۠ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّنُوْرٌ ۙ

اور ہم نے انکے پیچھے عیسیٰ ابن مریم کو اس حالت میں بھیجا کہ وہ اپنے سے قبل کی کتاب یعنی توریت کی تصدیق فرماتے تھے اور ہمنے انکو انجیل دی جسمین ہدایت تھی اور وضوح تھا اور وہ اپنے

وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ ۭ

سے قبل کی کتاب یعنی توریت کی تصدیق کرتی تھی اور وہ سراسر ہدایت اور نصیحت تھی خدا سے ڈرنیوالوں کے لیے اور انجیل والون کو چاہیے کہ اللہ تعالےٰ نے جو کچھ اوسمین نازل فرمایا

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

ہو اُسکے موافق حکم کیا کرین اور جو شخص خدا تعالیٰ کے نازل کیے ہوئے کے موافق حکم نہ کرے تو ایسے لوگ بالکل بے حکمی کرنیوالے ہین

اُس (توراۃ) مین یہ بات فرض کی تھی کہ (اگر کوئی کسی کو ناحق عمداً قتل یا زخمی کرے اور صاحب حق دعوی کرے تو) جان بدلے جان کے اور آنکھ بدلے آنکھ کے اور ناک بدلے ناک کے اور کان بدلے کان کے اور دانت بدلے دانت کے اور (اسیطرح دوسری) خاص زخمون کا بھی بدلہ ہے پھر جو شخص (اس قصاص یعنی بدلہ لینے کا مستحق ہو کر بھی) اُس (قصاص) کو معاف کر دے تو وہ (معاف کرنا) اُس (معاف کرنیوالے) کے لیے (اُسکے گناہون کا) کفارہ (یعنی گناہون کے دور ہونے کا سبب) ہو جاویگا (یعنی معاف کرنا موجب ثواب ہے) اور (چونکہ یہود نے ان احکام کو چھوڑ رکھا تھا اسلیے مکرر وعید سناتے ہین کہ) جو شخص خدا تعالیٰ کے نازل کیے ہوئے کے موافق حکم نکرے (جسکے معنے اوپر گذرے) سو ایسے لوگ بالکل ستم ڈھا رہے ہین (یعنی بہت برا کام کر رہے ہین) **ف** چند مسائل ضروری **مسئلہ** قصاص اُس قتل یا جرم مین ہے جب ناحق ہو ورنہ بحق قتل کرنا درست ہے اور عمداً ہو کیونکہ خطا مین دیت ہے جسکے مسائل سورۂ نساء کے رکوع وما کان لمؤمن مین گذر چکے **مسئلہ** النفس بالنفس مین آزاد اور غلام اور مسلمان اور کافر ذمی اور مرد اور عورت اور کبیر اور صغیر اور شریف اور رذیل اور بادشاہ اور رعیت سب داخل ہین البتہ خود اپنے مملوک غلام اور اپنی اولاد کے قصاص مین نہ مارا جانا اجماع و حدیث سے ثابت ہے **مسئلہ** قطع اعضاء و جراحات مین باہم مرد و عورت مین اور اسیطرح باہم آزاد اور غلام مین قصاص نہین البتہ مسلمان اور ذمی کافر مین ان صورتون مین بھی ہے لیکن درمختار مین آزاد و غلام اور مرد و عورت کے مسئلہ مین ہے کہ ناقص سے کامل کا قصاص لیا جاویگا **مسئلہ** خاص زخمون سے مراد وہ ہین جنمین مساوات کے ساتھ بدلا لینا ممکن ہو ورنہ حکومت عدل ہے جسکی تفصیل کتب فقہ مین ہے اسیطرح قطع اعضاء مین بھی جیسے دہا کان کاٹ لیا مثلاً **مسئلہ** قتل مین ولی مقتول کو اور باقی صورتون مین خود مقطوع و مجروح کو معاف کرنیکا حق حاصل ہے **مسئلہ** اگر ولی مقتول کئی شخص ہون اور ایک معاف کر دے تو قصاص ساقط ہو کر بقیہ اولیاء اگر چاہین دیت لے سکتے ہین یہ سب مسائل ہدایہ مین ہین **ربط** اوپر توراۃ کا اپنی زمانہ مین حجت ہونا مذکور تھا آگے انجیل کی یہی صفت مذکور ہے جیسا تمہید آیت انا انزلنا التوراۃ مین مفصل تقریر اسکی گذر چکی ہے **ذکر وجوب عمل بانجیل در زمان او** وَقَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ ۠ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّنُوْرٌ ۙ وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ ۭ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ اور ہم نے اُن (نبیون) کے پیچھے (جنکا ذکر یحکم بہا النبیون مین آیا ہے) عیسیٰ ابن مریم (علیہ السلام) کو اس حالت مین (پیغمبر بنا کر) بھیجا کہ وہ اپنے سے قبل کی کتاب یعنی توریت کی تصدیق فرماتے تھے (جو کہ لوازم رسالت سے ہے کہ تمام کتب الٰہیہ کی تصدیق کریں) اور ہم نے انکو انجیل دی جسمین (توریت ہی کی طرح عقائد صحیحہ کی بھی) ہدایت تھی اور (احکام عملیہ کا بھی) وضوح تھا اور وہ (انجیل) اپنے سے قبل کی کتاب یعنی توریت کی تصدیق (بھی) کرتی تھی (کہ یہ بھی لوازم کتاب الٰہی سے ہے) اور وہ سراسر ہدایت اور نصیحت تھی خدا سے ڈرنیوالون کے لیے اور (ہم نے انجیل دیکر حکم کیا تھا کہ) انجیل والون کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ اسمین نازل فرمایا ہے اسکے موافق حکم کیا کرین اور (اے نصاریٰ سن رکھو کہ) جو شخص خدا تعالےٰ کے نازل کیے ہوئے کے موافق حکم نکرے (اور اسکے معنی اوپر گذر چکے ہین) تو ایسے لوگ بالکل بے حکمی کرنیوالے ہین (اور انجیل رسالت محمدیہ کی خبر دے رہی ہے تم اُسکے خلاف کیون چل رہے ہو) **ربط** اوپر توریت و انجیل کا اپنی اپنی دورہ مین واجب العمل ہونا بیان فرمایا تھا آگے قرآن مجید کا اپنے دورہ مین جو کہ زمان نزول سے قیام قیامت تک ہے واجب العمل ہونا بیان فرماتے ہین

ملحقات الترجمة

سلہ قولہ فی کتبنا فرض کرد فی الروح ١٢ سلہ قولہ بعدہ اگر کوئی الخ ہذہ الشرائط کلہا معلومۃ بدلائل اخر سلہ قولہ فی النفس بالنفس جیسے الخ اشارۃ الی تعلق الجار بمتعلق مقدر تعلقہ ہکذا سلہ قولہ فی الجروح خاص فاللام للعہد ١٢ سلہ قولہ فی من لم یحکم مکرر اشارۃ الی انہ تاکید للاولی فعلی ہذا لا یکون المقصود کون الحکم فی التوراۃ ١٢ سلہ قولہ فی مصدقا فی الموضعین مرادہ اشارۃ الی کون الحال موکدۃ اما فائدۃ تہا ہہنا فالذی عندی ان الیہود کانوا یکذبون الانجیل وصاحبہ علیہ السلام فنوہ بہذا التاکید شانہما و عرض بالیہود انکم تکذبون ما یصدق کتابکم واما النصاریٰ فانہم لا یکذبون التوراۃ فلم یوت ثمہ بما اتی بہ ہہنا وہذا ہو الفائدۃ عندی فی تکریر ہدی وزیادۃ موعظۃ واللہ اعلم سلہ قولہ فی فیہ ہدی توریت کی طرح اشارۃ الی ان الاول التماثل بین الکتابین سلہ قولہ فی نور احکام عملیہ بنا علی کون الانجیل شرعا مستقلا کما یدل علیہ قولہ تعالیٰ ولیحکم کما استدل بہ المفسرون سلہ قولہ فی ولیحکم دیکر حکم کیا فیہ رد علیہ مطلق قدر قلنا التی شاع تقدیرہا عند القرینۃ کما فی قولہ والملائکۃ یدخلون علیہم من کل باب سلام علیکم ولمن قرأ بلام کے منفرد استینا کا قولہ فی ومن لم یحکم اس لیے قرینۃ تذییل نظیرہ لقولہ تعالیٰ الذین قال لہم الناس الذی خطب الیہود فیما لمن کان واستحسان الاختلاف فی التقادیر لانہا خطاب النصاری بعدہ والیہود

وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَیْمِنًا عَلَیْهِ فَاحْكُمْ بَیْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ

اور ہم نے یہ کتاب آپکے پاس بھیجی ہے جو خود بھی صدق کے ساتھ موصوف ہے اور اس سے پہلے جو کتابین ہین اُنکی بھی تصدیق کرتی ہے اور ان کتابونکی محافظ ہے تو اُنکے باہمی معاملات مین اسی بھیجی

اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ ؕ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ

ہوئی کتاب کے موافق فیصلہ فرمایا کیجیے اور یہ جو سچی کتاب آپکو ملی ہے اُس سے دور ہو کر ان کی خواہشون پر عمل درآمد نہ کیجیے تم مین سے ہر ایک کے لیے ہم نے خاص شریعت اور خاص طریقت تجویز کی تھی اور اگر اللہ تعالیٰ

لِّیَبْلُوَكُمْ فِیْ مَآ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرٰتِ ؕ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِیْعًا فَیُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِیْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۙ وَاَنِ احْكُمْ بَیْنَهُمْ

کو منظور ہوتا تو تم سب کو ایک ہی امت کر دیتے لیکن ایسا نہین کیا تاکہ جو دین تمکو دیا ہے اُس مین تم سبکا امتحان فرماوین تو مفید باتونکی طرف دوڑو تم سبکو خدا ہی کے پاس جانا ہے پھر وہ تم سبکو جتلا دیگا جسمین تم اختلاف کیا کرتے تھے اور ہم

بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ اَنْ یَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَیْكَ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اَنَّمَا

حکم دیتے ہین کہ آپ انکے باہمی معاملات مین اس بھیجی ہوئی کتاب کے موافق فیصلہ فرمایا کیجیے اور انکی خواہشون پر عمل درآمد نہ کیجیے اور اُنسے یعنی اُنکی اسبات سے احتیاط رکھیے کہ وہ آپکو خدا تعالیٰ کے بھیجے ہوے کسی حکم سے بھی بچلا دین پھر اگر یہ لوگ اعراض کرین

یُرِیْدُ اللّٰهُ اَنْ یُّصِیْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ ؕ وَاِنَّ كَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ ۝ اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِیَّةِ یَبْغُوْنَ ؕ

تو یقین کر لیجیے کہ بس خدا ہی کو منظور ہے کہ انکے بعضے جرمونپر انکو سزا دین　　اور زیادہ آدمی تو بے حکم ہی ہوتے ہین　　یہ لوگ پھر کیا زمانہ جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہین

وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ یُّوْقِنُوْنَ ۝ ع

اور فیصلہ کرنے مین اللہ سے کون اچھا ہوگا یقین رکھنے والون کے نزدیک

اور ان آیات کے ضمن مین اشارۃً ایک قصہ سے بھی تعرض ہے جسکو ابن اسحٰق نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ چند علما و رؤسا یہود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آکر ملتمس ہوئے کہ ہماری قوم سے ہمارا کچھ مقدمہ ہے اگر آپ ہمارے موافق فیصلہ فرما دین تو ہم آپکا اتباع اختیار کر لین جس سے بقیہ یہود بھی تبع ہو جاوینگے اور آپنے صاف انکار فرما دیا جسپر آپ کی تصویب کے لئے وان احکم الخ نازل ہوا کذافی اللباب واخرج نحوہ کما فی الروح ابن ابی حاتم والبیہقی فی الدلائل **ذکر وجوب عمل بالقرآن علی التابید** وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَیْمِنًا عَلَیْهِ فَاحْكُمْ بَیْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ ؕ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّیَبْلُوَكُمْ فِیْ مَآ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرٰتِ ؕ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِیْعًا فَیُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِیْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۙ وَاَنِ احْكُمْ بَیْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ اَنْ یَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَیْكَ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اَنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ اَنْ یُّصِیْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ ؕ وَاِنَّ كَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ ۝ اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِیَّةِ یَبْغُوْنَ ؕ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ یُّوْقِنُوْنَ ۝ ع اور (توراۃ و انجیل کے بعد) ہم نے یہ کتاب (مسمّی بالقرآن) آپ کے پاس بھیجی ہے جو خود بھی صدق (راستی) کے ساتھ موصوف ہے اور اس سے پہلے جو (آسمانی) کتابین (آچکی) ہین (جیسے توراۃ و انجیل و زبور) اُنکی بھی تصدیق کرتی ہے (کہ وہ نازل من اللہ ہین) اور (چونکہ وہ کتاب مسمّی بالقرآن قیامت تک محفوظ و معمول بہ ہے اور اسمین ان کتب سماویہ کی تصدیق موجود ہے اسلئے وہ کتاب) اُن کتابون (کے صادق ہونے کے مضمون) کی (ہمیشہ کے لئے) محافظ ہے (کیونکہ جب قرآن مین ہمیشہ یہ محفوظ رہیگا کہ وہ کتب نازل من اللہ ہین جب قرآن ایسی کتاب ہے) تو اُن (اہل کتاب) کے باہمی معاملات مین (جبکہ آپ کے اجلاس مین پیش ہون) اس بھیجی ہوئی کتاب کے موافق فیصلہ فرمایا کیجیے اور یہ جو سچی کتاب آپ کو ملی ہے اس سے دور ہو کر انکی (خلاف شرع) خواہشون اور (فرمایشون) پر (آئندہ بھی) عملدرآمد نہ کیجیے (جیسا اب تک باوجود انکی درخواست والتماس کے آپ نے صاف انکار فرما دیا یعنی یہ آپ کی رائے نہایت ہی درست ہے اسی پر ہمیشہ قائم رہیے اور ان اہل کتاب تمکو اس قرآن کے حق جاننے سے اور اُسکے فیصلہ کے ماننے سے کیون انکار ہے کیا دین جدید کا آنا کچھ تعجب کی بات ہے آخر) تم مین سے ہر ایک (امّت) کے لئے (اسکی قبل) ہم نے خاص شریعت اور خاص طریقت

ملحقات الترجمہ
۱ قولہ بالحق موصوف اشارۃ الی کونہ حالا من الکتاب ای متلبسا بالحق
۲ قولہ مصدقا اور اس بحرف العطف کونہ حالا ثانیۃ ۱۲
۳ قولہ من الکتب کتابین فاللام للجنس ۱۲ ۴ قولہ ہمارے ہمنان فلا یلزم نفی التحریف عنہ و لایلزم وجوب العمل بہ ۵ قولہ مہیمنا محافظ الخ کذافی الخازن و الکبیر یقول ہمیشہ ماخوذ من عدم قیاس زمان خاص فی الصفۃ بناءً لمعنی اللازمۃ کلہا ۶ قولہ قبل فاحکم اشارۃ الی کون الفاء فصیحۃ ۷ قولہ بینہم اہل کتاب لکون الکلام السابق فیہم ۸ قولہ ہمارا جیسا بہت باختیار ہم ان کانوا غیر ذمیین وبلا اختیار ہم فی بعض الامور لو کانوا ذمیین ۱۲ ۹ قولہ لاتتبع آئندہ الخ فالمقصود تصویب رایہ صلی اللہ علیہ وسلم فلا اشکال ۱۰ قولہ ما انزل اللہ اشارۃ الی ان فیہ وضع المظہر موضع المضمر ۱۲ ۱۱ قولہ لکل امت لان عدم کون شرع جدید لکل فرد شاہد ۱۲ ۱۲ قولہ شرعۃ ومنہاجا شریعت طریقت نقل فی الکبیر عن المبرد وایضا یساعدہ اللغۃ ولما کان اصل الطریقۃ رسوخ الملکات التی تقصد منہا الاعمال فلا جرم تختلف الملکات باختلاف الاعمال فلا یرد ان الاعمال یجری فیہا النسخ لا الاخلاق التی ہی الطریقۃ ثم ان الشریعۃ والطریقۃ متحدان ذاتا مختلفان اعتبارا فعلی ہذا یکونان متلازمین نسخا و نفاذا ۱۲

ع ۷ / ۱۱

اللغات فی الکبیر الشریعۃ المشرعۃ التی یشرعہا الناس فیشربون منہا والمنہاج فہو الطریق الواضح وقیہ قال الخلیل وابو عبیدۃ یقال قد ہیمن الرجل یہیمن اذا کان رقیبا علی الشیء وشاہدا علیہ حافظا

البلاغۃ قولہ عما جاءک عدی الاتباع بعن لتضمنہ معنی العدول ۱۲ قولہ الکتب ای القرآن لم یسم کالتوراۃ والانجیل اشارۃ الی فخامۃ شانہ بانہ حقیق بان یفہم من لفظ الکتب لاغیرہ

تجویز کی تھی (مثلاً یہود کی شریعت وطریقت توراۃ تھی اور نصاریٰ کی شریعت اور طریقت انجیل تھی پھر اگر امت محمدیہ کے لیے شریعت وطریقت قرآن مقرر کیا گیا جسکا حق ہونا بھی دلائل سے ثابت ہی تو وجہ انکار کیا) اور اگر اللہ تعالیٰ کو (سب کا ایک ہی طریقہ رکھنا) منظور ہوتا تو (وہ اسپر بھی قدرت رکھنے تھے کہ) تم سب (یہود ونصاریٰ واہل اسلام) کو (ایک ہی شریعت دیکر) ایک ہی امت کر دیتے (اور شرع جدید نہ آتا جس سے تمکو توحش ہوتا ہی) لیکن (اپنی حکمت سے) ایسا نہیں کیا (بلکہ ہر امت کو جدا جدا طریقہ دیا) تاکہ جو جو دین تمکو (ہر زمانہ میں نیا نیا) دیا ہی اُسمیں تم سب کا (تمہارے طاعت کے لیے) امتحان فرماوین (کیونکہ اکثر طبعی امر ہی کہ نئے طریقہ سے وحشت اور مخالفت کی طرف حرکت ہوتی ہی لیکن جو شخص عقل صحیح وانصاف سے کام لیتا ہی تو اُسکی ظہور حقیت کے بعد اپنی طبیعت کو موافقت پر مجبور کر دیتا ہی اور یہ ایک امتحان عظیم ہی پس اگر سب کی ایک ہی شریعت ہوتی تو اُس شریعت کے ابتدا کے وقت جو لوگ ہوتے انکا امتحان تو ہو جاتا لیکن دوسرے جو اُنکے متقلد اور اُسکی طریق سے مالوف ہوتے اُن کا امتحان نہوتا اور اب ہر امت کا امتحان ہو گیا اور امتحان کی ایک یہ صورت ہوتی ہی کہ انسان کو جس چیز سے روکا جاوے خواہ معمول ہو یا متروک اُس پر حرص ہوتی ہی اور یہ امتحان شرائع کے تعدد مین اقوی ہی کہ منسوخ سے روکا جاتا ہی اور شریعت کے اتحاد مین بھی گو معاصی سے روکتے لیکن اُسمین حقیت کا تو شبہ نہین ہوتا اسلیے امتحان اُس درجہ کا نہین ان دونون امتحانون کا مجموعہ ہر امت کے سلف اور خلف سب کو عام ہو گیا جیسا کہ صورت اولیٰ کو صرف سلف سے خصوصیت ہی پس جب شرع جدید مین یہ حکمت ہی تو (تعصب کو چھوڑ کر) مفید باتون کی طرف (یعنی اُن عقائد واعمال واحکام کی طرف جن پر قرآن مشتمل ہی) دوڑو (یعنی قرآن پر ایمان لاکر اُسپر چلو ایک روز) تم سب کو خدا ہی کے پاس جانا ہی پھر وہ تم سب کو جتلا دیگا جسمین تم (باوجود وضوح حق کے دنیا مین خواہ مخواہ) اختلاف کیا کرتے تھے (اس لیے اس اختلاف بیجا کو چھوڑ کر حق کو جو کہ اب منحصر ہی قرآن مین قبول کرلو) اور (چونکہ ان اہل کتاب نے ایسی بلند پروازی کی کہ آپ سے درخواست اپنی موافق مقدمہ طے کر دینے کی کرتے ہین جہان کہ اسکا احتمال ہی نہین اسلیے انکے حوصلے پست کرنے کو اور اسکو سنا کر ہمیشہ ہمیشہ ان کے نا اُمید کر دینے کو) ہم (مکرر) حکم دیتے ہین کہ آپ ان (اہل کتاب) کے باہمی معاملات مین (جبکہ آپ کے اجلاس مین پیش ہون) اُس بھیجی ہوئی کتاب کے موافق فیصلہ فرمایا کیجیے اور اُنکی (خلاف شرع) خواہشون (اور فرمائشون) پر (آیندہ بھی) عمل درآمد نہ کیجیے (جیسا اب تک بھی نہین کیا) اور اُنسے یعنی ان کی اس بات سے آیندہ بھی (مثل سابق) احتیاط رکھیے کہ وہ آپ کو خدا تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کسی حکم سے بھی بچلا دین (یعنی گو اسکا احتمال نہین لیکن اسکا قصد بھی رہی تو موجب ثواب بھی ہی) پھر (باوجود وضوح قرآن اور اوس کے فیصلہ کے حق ہونے کے بھی) اگر یہ لوگ (قرآن سے اور آپ کے فیصلہ سے جو موافق قرآن کے ہوگا) اعراض کرین تو یہ یقین کر لیجیے کہ بس خدا ہی کو منظور ہی کہ اُنکے بعضے جرمون پر (دنیا ہی مین) اُنکو سزا دیدین (اور وہ بعضا جرم فیصلہ کو نہ ماننا ہی اور حقانیت قرآن کے نہ ماننے کی سزا پوری آخرت مین ملے گی کیونکہ پہلا جرم ذمی ہونے کے خلاف ہی اور دوسرا جرم ایمان کے خلاف ہی حربیت کی سزا دنیا ہی مین ہوتی ہی اور کفر کی سزا آخرت مین چنانچہ یہود کی سرکشی اور عہد شکنی جب حد تسامح سے متجاوز ہوئی تو اُنکو سزا قتل اور قید اور اخراج وطن کی دیگئی) اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کے یہ حالات سنکر آپ کو رنج ضرور ہوگا لیکن آپ زیادہ غم نہ کیجیے کیونکہ) زیادہ آدمی تو (دنیا مین ہمیشہ سے) بےحکم ہی ہوتے آئے ہین یہ لوگ (فیصلہ قرآنی سے جو کہ مین عدل ہی اعراض کرکے) پھر کیا زمانہ جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہین (جسکو اُنہون نے برخلاف شرائع سماویہ کے خود مخترع کر لیا تھا جسکا ذکر دو واقعون کے ضمن مین اس رکوع سے پہلے رکوع آیت یا ایہا الرسول کی تمہید مین گذر چکا ہی حالانکہ وہ سراسر عدل اور دلیل کے خلاف ہی یعنی اہل علم ہوکر علم سے اعراض کرنا اور جہل کا طالب ہونا عجب در عجب ہی) اور فیصلہ کرنے مین اللہ سے کون اچھا (فیصلہ کرنے والا) ہوگا (بلکہ کوئی مساوی بھی نہین پس خدائی فیصلہ کو چھوڑ کر دوسرے کے فیصلہ کا طالب ہونا عین جہل نہین تو کیا ہی لیکن یہ بات بھی) یقین (وایمان) رکھنے والون (ہی) کے نزدیک (ہی کیونکہ اسکا سمجھنا موقوف ہی قوۃ عقلیہ کی صحت پر اور وہ کفار اس سے بے نصیب ہین) ف اگر کسی کو یہ شبہہ ہو کہ یہان سے مفہوم ہوتا ہی کہ ہر امت کا طریقہ دین جدا ہی اور دوسری آیات سے واحد ہونا معلوم ہوتا ہی جیسے سورۂ شوریٰ مین ہی شرع لکم من الدین الخ جواب یہ ہی کہ جدا ہونا باعتبار فروع واعمال کے ہی اور واحد ہونا باعتبار اصول وعقائد کے **ربط** اوپر یہود ونصاریٰ کے قبائح مذکور ہوئے ہین اور بعض منافقین جو کہ ظاہراً اسلام کے مدعی تھے

ملحقات الترجمۃ

۱ه قولہ فجعلنا تجویز کی تھی اشارۃ الی کون جعل اخبار الا انشائیا ۱۲ ۲ه قولہ لو شاء سب کا الخ اشار الی حذف مفعول شاء وہو الاکثر الشائع فیہ ۱۲ ۳ه قولہ جعلکم اہل اسلام ادخل فی الخطاب مع اہل الکتاب تغلیبا ۱۲ ۴ه قولہ لکن ایسا نہین کیا جعلہ جزء للترجمۃ لان المقدر کالملفوظ ۵ه قولہ لیبلوکم اظہار اشارۃ الی التجوز فی معنے الابتلاء ۱۲ ۶ه قولہ ہناک کیونکہ ہذا من المواہب المختصۃ وللہ الحمد ۱۲ ۷ه قولہ فاستبقوا پس جب اشارۃ الی کون الفاء فصیحۃ ۱۲ ۸ه قولہ فی خیرات مفید کما فی قولہ تعالیٰ ذلکم خیر لکم عند بارئکم ۱۲ ۹ه قولہ فی وان احکم چونکہ الی قولہ مکرر حکم افاد فیہ امورا احدہا انہ معطوف علی انزلنا بتقدیر امرنا ثانیہا تاکید ثالثہا بیان فائدۃ التکریر ولتاکید دہی سفہوم من المدارک اعلم انہ لما کان معنے الجملۃ الاولیٰ المعبر فی عما جاءک واحد احتمل الموضعان مفہوما بلا زیادۃ ولا نقصان ۱۲ ۱۰ه قولہ فی ان یفتنوک یعنی اشارۃ الی کونہ بدلا ۱۲ ۱۱ه قولہ فی عن بعض کسی حکم سے بھی اشار بکلمۃ بھی الی انہ کلمۃ بعض وہی المبالغۃ ۱۲ ۱۲ه قولہ بعد یفتنوک موجب ثواب بھی ہی اشار الی ان اقامۃ الامر بالحذر لمن لا یخل عنہ ضدہ تقریبا ان الثواب لا یکون بعض الحذر بل ہو علی قصدہ فلذا امر صلی اللہ علیہ وسلم بہ اشار بکلمۃ بھی الی عدم الحصر فی الفائدۃ المذکورۃ بل فیہ قطع لاطماعہم کما ذکر وفیہ تنبیہ للولاۃ والعلماء من الامۃ علی وجوب ہذا الحذر فیہ

يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰى أَوْلِيَاءَ م بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ط وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَإِنَّهٗ مِنْهُمْ ط

اے ایمان والو تم یہود و نصارے کو دوست مت بناتا　وہ ایک دوسرے کے دوست ہین اور جو شخص تم مین سے انکے ساتھ دوستی رکھیگا بیشک وہ انہی مین سے ہوگا

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ فَتَرَى الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰى أَنْ تُصِيْبَنَا

یقیناً اللہ تعالی سمجھ نہین دیتے اُن لوگونکو جو اپنا نقصان کر رہے ہین　اسی لیے تم ایسے لوگونکو کہ جنکے دلمین مرض ہے دیکھتے ہو کہ دوڑ دوڑ کر اُنہین ملتے ہین کہتے ہین کہ ہمکو اندیشہ ہے کہ ہم

دَائِرَةٌ ط فَعَسَى اللّٰهُ أَنْ يَّأْتِيَ بِالْفَتْحِ أَوْ أَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوْا عَلٰى مَا أَسَرُّوْا فِيْ أَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ ۝ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

کوئی حادثہ پڑ جاوے　سو قریب امید ہے کہ اللہ تعالی کامل فتح کا ظہور فرماوے　یا کسی اور بات کا خاص اپنی طرف سے پھر اپنے پوشیدہ دلی خیالات پر نادم ہونگے　اور مسلمان لوگ کہین گے

أَهٰٓؤُلَاءِ الَّذِيْنَ أَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لا إِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ ط حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَأَصْبَحُوْا خٰسِرِيْنَ ۝

اے کیا یہ وہی لوگ ہین کہ بڑے مبالغہ سے قسمین کھایا کرتے تھے کہ ہم تمھارے ساتھ ہین ان لوگون کی ساری کارروائیان غارت گئین جس سے ناکام رہے

ایسے بعض وہمی مصلحتون کی بناپر دوستی رکھتے تھے اسلیے آگے اہل ایمان کو اُن کے ساتھ دوستی کرنے سے بطور تفریع مضمون مذکور کے منع فرماتے ہین کہ جب ان لوگون کے یہ حالات ہین تو ان کا مقتضا تو یہی ہے کہ ان سے ان منافقون کی طرح ہرگز دوستی مت کرو پھر اہل ایمان کے منع کرنے کے بعد اُن منافقین کی مذمت اور اُن مصلحتون کا ابطال اور انجام کار اُن کا ندامت اُٹھانا بطور پیشین گوئی کے مذکور ہے اور قصہ اس دوستی کا یہ ہوا تھا کہ جب غزوہ احد مین اہل اسلام کو بظاہر شکست ہوئی تو منافقین سخت اندیشہ مین پڑے اور باہم مشورے کرنے لگے کہ مسلمانون کے غالب آنے کی تو کچھ امید نہین رہی اپنی کہین پناہ لگائے رکھنا چاہیے کہ وقت پر کام دے کسی نے کہا کہ مین فلانے یہودی سے امان لیے لیتا ہون اور ایسے وقت پر یہودی بن جاؤنگا کسی نے کہا کہ مین فلانے نصرانی سے پناہ لیے لیتا ہون اور ایسے وقت پر نصرانی بن جاؤنگا اخرجہ کما فی الروح ابن جریر وابن ابی حاتم عن السدی اور نیز جب یہودی قینقاع مسلمانون سے محاربہ پر آمادہ ہوئے تھے تو عبد اللہ بن ابی منافق نے اُنسے ساز کرلیا اور اُنکی حمایت مین کھڑا ہوا اور حضرت عبادہ بن صامت بھی مثل عبد اللہ کے اُس قوم کے حلیف تھے لیکن اُنھون نے صاف طور پر اُن سے علاقہ منقطع کر دیا اخرجہ کما فی اللباب ابن اسحق وابن جریر وابن ابی حاتم والبیہقی عن عبادۃ اور عبد اللہ بن ابی نے یہ بھی کہا کہ انی رجل اخاف الدوائر یعنی مجھکو تو حوادث دہر کا اندیشہ ہے مین انسے علاقہ قطع نہین کرتا اخرجہ کما فی الروح ابن ابی شیبۃ عن عطیۃ ان واقعات مین یہ آیت آیندہ نازل ہوئی **حکم چہاردہم منع مومنین از موالاۃ کفار و ذم منافقین بدین موالاۃ** يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰى أَوْلِيَاءَ م بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ط وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَإِنَّهٗ مِنْهُمْ ط إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ فَتَرَى الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰى أَنْ تُصِيْبَنَا دَائِرَةٌ ط فَعَسَى اللّٰهُ أَنْ يَّأْتِيَ بِالْفَتْحِ أَوْ أَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوْا عَلٰى مَا أَسَرُّوْا فِيْ أَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ ۝ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا أَهٰٓؤُلَاءِ الَّذِيْنَ أَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لا إِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ ط حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَأَصْبَحُوْا خٰسِرِيْنَ ۝ اے ایمان والو تم (منافقون کی طرح) یہود و نصارے کو (اپنا) دوست مت بنانا وہ (خود ہی) ایک دوسرے کے دوست ہین (یعنی یہودی یہودی باہم اور نصرانی نصرانی باہم مطلب یہ کہ دوستی ہوتی مناسبت سے ہے سو اُنمین باہم تو تناسب ہے مگر تم مین اُنمین کیا مناسبت

اللغات الدائرۃ قال فی الروح عن القاموس نوائب الزمان بملاحظۃ احاطتها وهی من الصفات الغالبۃ التی لا یذکر موصوفها کالتی فی الاصل دائرۃ ۱۲

النحو قوله جهد ایمانهم فی البیضاوی اغلظها وهو فی الاصل مصدر ونصبه علی الحال علی تقدیر واقسموا باللہ یجتهدون جهد ایمانهم فحذف الفعل واقیم المصدر مقامه لذلک ساغ کونها معرفۃ او علی المصدر لانه بمعنی اقسموا ۱۲

اختلاف القراءۃ فی البیضاوی ویقول الذین بالرفع قراءۃ عاصم وحمزۃ والکسائی علی انه کلام مبتدأ ویؤیده قراءۃ ابن کثیر ونافع وابن عامر مرفوعا بغیر واو علی انه جواب قائل یقول فماذا یقول المؤمنون وبالنصب قراءۃ ابی عمرو ویعقوب عطفا علی ان یأتی باعتبار المعنی وکانه قال عسى ان یأتی اللہ تعالی بالفتح ویقول الذین آمنوا اھ وفی الحاشیۃ لا باعتبار اللفظ لانه لا ضمیر فی قوله ویقول الی اللہ تعالی ۱۲

ونفعنی وفقہم اللہ بعمیمہ

تفسیر از آیات

ملحقات الترجمۃ

لے قوله فی بعضهم یعنی یہودی یہودی کی الخ قلت یا فی الآیات التی یفہم منها التعادی بین فرقتین ما اریدہ الا الدۃ انساب لانه لا یأتی الآیات الدالۃ علی تعادی الیہود فیما بینہم وکذا النصاری فیما بینہم وبهذہ الدلالۃ تقطع شبهۃ فانه شبهۃ ولا یلزم لغیر المسلم وبہذا التفسیر من المواہب الخاصۃ واللہ الحمد ولا فخر ۱۲

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مَنۡ يَّرۡتَدَّ مِنۡكُمۡ عَنۡ دِيۡـنِهٖ فَسَوۡفَ يَاۡتِى اللّٰهُ بِقَوۡمٍ يُّحِبُّهُمۡ وَيُحِبُّوۡنَهٗۤ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اَعِزَّةٍ

اى ایمان والو جو شخص تم مین سے اپنے دین سے پھر جاوے تو اللہ تعالی بہت جلد ایسی قوم کو پیدا کر دیگا جنسے اللہ تعالی کو محبت ہوگی اور انکو اللہ تعالی سے محبت ہوگی مہربان ہونگے وہ مسلمانون پر تیز

عَلَى الۡكٰفِرِيۡنَ يُجَاهِدُوۡنَ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوۡنَ لَوۡمَةَ لَاۤئِمٍ ‌ؕ ذٰ لِكَ فَضۡلُ اللّٰهِ يُؤۡتِيۡهِ مَنۡ يَّشَآءُ ‌ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيۡمٌ‏

ہونگے کافرون پر جہاد کرتے ہونگے اللہ کی راہ مین اور وہ لوگ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نکرینگے یہ اللہ تعالی کا فضل ہے جسکو چاہین عطا فرماوین اور اللہ تعالی بڑی وسعت والے ہین بڑے علم والے ہین

اور (جب جملہ مذکورہ سے معلوم ہوا کہ دوستی ہوتی ہے تناسب سے تو) جو شخص تم مین سے انکے ساتھ دوستی رکھیگا بیشک وہ (کسی خاص مناسبت کے اعتبار سے) ان ہی مین سے ہوگا (اور گویا امر بہت ہی ظاہر ہے لیکن) یقینا اللہ تعالی (اس امر کی) سمجھ ہی نہین دیتے ان لوگون کو جو (کفار سے دوستی کرکے) اپنا نقصان کر رہے ہین (یعنی دوستی مین منہمک ہونیکی وجہ سے یہ بات انکی سمجھ ہی مین نہین آتی اور چونکہ ایسے لوگ اس امر کو نہین سمجھتے) اسی لیے (اے دیکھنے والے) تم ایسے لوگون کو جنکے دل مین (نفاق کا) مرض ہے دیکھتے ہو کہ دوڑ دوڑ کر ان (کفار) مین گھستے ہین (اور کوئی ملامت کرے تو حیلہ بازی و سخن سازی کے لیے یون) کہتے ہین کہ (ہمارا ملنا ان کے ساتھ دل سے نہین بلکہ دل سے تو تمہارے ساتھ ہین صرف ایک مصلحت سے ان کے ساتھ ملتے ہین وہ یہ کہ) ہمکو اندیشہ ہے کہ (شاید انقلاب زمانہ سے) ہمپر کوئی حادثہ پڑجاوے (جیسے قحط ہے تنگی ہے اور یہ یہودی ہمارے ساہوکار ہین ان سے قرض ادھار ملجاتا ہے اگر ان سے میل جول قطع کر دین تو وقت پر ہمکو تکلیف ہوگی غرض ظاہر تو کہتے ان تقسیماد آیۃ کا یہ مطلب لیتے تھے لیکن دل مین اور مطلب لیتے کہ شاید آخر مین مسلمانون پر کفار غالب آجانے سے پھر ہمکو انکی احتیاج پڑے اسلیے انسے دوستی رکھنا چاہیے) سو قریب امید (یعنی وعدہ) ہے کہ اللہ تعالی (مسلمانون کی) کامل فتح کا (ان کفار کے مقابلہ مین جن سے یہ دوستی کر رہے ہین ظہور فرماوے (جسمین مسلمانون کی کوشش کا بھی دخل ہوگا) یا کسی اور بات کا خاص اپنی طرف سے ظہور فرماوے یعنی ان کے نفاق کا علی التعیین بذریعہ وحی عام اظہار فرماوے (جسمین مسلمانون کی تدبیر کا اصلا دخل نہین مطلب یہ کہ مسلمانون کی فتح اور انکی پردہ دری دونون امر قریب ہونیوالے ہین) پھر (اسوقت) اپنے (سابق) پوشیدہ دلی خیالات پر نادم ہونگے (کہ ہم کیا سمجھتے تھے کہ کفار غالب آوینگے اور یہ کیا برعکس ہوگیا ایک ندامت تو یہ جو ان خیالات پر امر طبعی ہے دوسری ندامت اپنے نفاق پر جسکی بدولت آج رسوا ہوئے ما استروا مین یہ دونون داخل ہین اور تیسری ندامت کفار کے ساتھ دوستی کرنے پر رائگان ہی گئی اور مسلمانون سے بھی بری بنی چونکہ یہ دوستی ما استروا پر مبنی تھی لہذا ان دو ندامتون کے ذکر سے یہ تیسری بلا ذکر صریح خود مفہوم ہوگئی) اور (جب اس زمانہ مین یہ تینون ان لوگون کا نفاق کھل جاویگا تو اس وقت) مسلمان لوگ (تعجب سے) کہینگے ارے کیا یہ وہی لوگ ہین کہ بڑے مبالغہ سے (ہمارے سامنے) قسمین کھایا کرتے تھے کہ ہم (دل سے) تمہارے ساتھ ہین (یہ توجیہ ہوئی ثابت ہوا اللہ تعالی فرماتے ہین کہ) ان لوگون کی ساری کاروائیان (کہ دونون فریق سے بھلا رہنا چاہتے تھے سب) غارت گئین جس سے (دونون طرف سے) ناکام رہے (کیونکہ کفار تو خود مغلوب ہوگئے انکا ساتھ دینا محض بیکار ہے اور مسلمانون کے سامنے قلعی کھل گئی انسے اب بھلا بنا دشوار وہی مثل ہوگئی ازین سو رانده از ان سو مانده) ف چنانچہ یہ پیشینگوئی صادق ہوئی ان منافقون کی زیادہ دوستی مدینہ کے یہود اور مکہ کے مشرکین سے تھی مکہ فتح ہوگیا اور یہود شکستہ و خراب ہوئے جسکا ذکر کئی بار آچکا ہے اور قرائن اور واقعات سے تو اکثر اوقات منافقین کا نفاق کھلتا رہتا تھا مگر عموم فتوحات کے بعد بتصریح وتعیینا معلوم کرا دیا گیا اور یہ جو فرمایا کہ یہ نادم ہونگے اگر کسیکو شبہ ہو کہ ندامت تو توبہ ہے تو اس سے لوانکا تائب ہونا لازم آتا ہے اور اسکے بعد متصل ہی انکے حبط اعمال اور خسران کے ذکر سے ان پر ملامت مفہوم ہوتی ہے او تائب پر ملامت نہین تو اس سے لازم آتا ہے کہ وہ تائب نہین قرار دئے گئے جواب یہ ہے کہ ہر ندامت توبہ نہین بلکہ وہ ندامت جسکے ساتھ معذرت اور اعتراف اپنی خطا کا اور کوشش تلافی وتدارک کی بھی ہو ان لوگون نے ایسا نہین کیا ورنہ دل سے مسلمان ہوجاتے اسلیے شرعا تائب نہین ہوئے ربط اوپر کفار کے ساتھ دوستی کرنیسے خود دوستی کرنیوالون کے ضرر کا بیان تھا آگے مرتدین کے ذکر سے اس دوستی مذکورہ کا اسلام کو ضرر نہ پہونچنا مبالغہ کے ساتھ مذکور ہے کہ جب ارتداد سے جو کہ بالکل قطع ہی ہوجاتا ہے اسلام کو کوئی ضرر نہین پہونچتا تو کفار کے ساتھ کسی کے دوستی کرنے سے تو اسلام کا کیا ضرر ہوگا خود دوستی کرنیوالے ہی کا ضرر ہے عدم تضرر اسلام از مرتدین يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مَنۡ يَّرۡتَدَّ مِنۡكُمۡ عَنۡ دِيۡـنِهٖ فَسَوۡفَ يَاۡتِى اللّٰهُ بِقَوۡمٍ يُّحِبُّهُمۡ وَيُحِبُّوۡنَهٗۤ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الۡكٰفِرِيۡنَ يُجَاهِدُوۡنَ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوۡنَ لَوۡمَةَ لَاۤئِمٍ ‌ؕ ذٰ لِكَ فَضۡلُ اللّٰهِ يُؤۡتِيۡهِ مَنۡ يَّشَآءُ ‌ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيۡمٌ اى ایمان والو یعنی جو لوگ وقت نزول اس آیت کے ایمان والے ہین) جو شخص

البلاغة ترك العطف بين او ... الاصل لكنها ليست بمرادة والالتفات البلاغة لا ... لا يخافون لومة واحدة والكمال ... المقصد ...

[illegible]

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ ۝

تمہارے دوست تو اللہ تعالی اور اسکے رسول اور ایماندار لوگ ہین جو کہ اس حالت سے نماز کی پابندی رکھتے ہین اور زکوٰۃ دیتے ہین کہ انمین خشوع ہوتا ہے

وَمَنْ يَتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا فَإِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُونَ ۝

اور جو شخص اللہ سے دوستی رکھیگا اور اسکے رسول سے اور ایماندار لوگون سے سو اللہ کا گروہ بلاشک غالب ہے

تم مین سے اپنی (اس) دین سے پھر جاوی تو (اسلام کا کوئی نقصان نہین کیونکہ اسلامی خدمات انجام دینے کے لئے) اللہ تعالی بہت جلد (انکی جگہہ[۱]) ایسی قوم کو پیدا کر دیگا جن سے اللہ تعالی کو محبت ہوگی اور ان کو اللہ تعالے سے محبت ہوگی مہربان[۲] ہونگے وہ مسلمانون پر تیز ہونگے کافرون پر (کہ) ان سے جہاد کرتے ہونگے اللہ کی راہ مین اور (دین اور جہاد کے مقدمہ مین) وہ لوگ کسی ملامت کرنیوالے کی ملامت کا اندیشہ نکرینگے[۳] (جیسا منافقین کا حال ہے کہ دبے دبائے جہاد مین جاتے تھے مگر اندیشہ لگا رہتا تھا کہ کفار جن سے دلمین دوستی ہے ملامت کرین گے یا اتفاق سے جنکے مقابلہ مین جہاد ہے وہی اپنے دوست یا عزیز ہون تو سب دیکھتے سنتے طعن کرینگے کہ ایسونکو مارنے گئے تھے) یہ (صفات مذکورہ) اللہ تعالی کا فضل ہے جسکو چاہین عطا فرماوین اور اللہ تعالے بڑی وسعت والے ہین (کہ اگر چاہین سب کو یہ صفات دیسکتے ہین لیکن) بڑی علم والے (بھی) ہین (انکے علم مین جسکو دینا مصلحت ہوتا ہے اسکو دیتے ہین)

ف چنانچہ بعضے لوگ مرتد ہو گئے تھے لیکن خدا تعالی نے اپنی اس پیشینگوئی کے موافق مومنین مخلصین کے ہاتھون عہد صدیقی مین ان کا استیصال فرمادیا بعض نے توبہ کر لی تھی بہر حال اسلام کو کوئی ضعف یا ضرر نہین پہونچا اور اگر کسیکو شبہ ہو کہ ارتداد سے اسلام کو ضرر نہ پہونچنے کی جو علت بیان کی گئی ہے وہ اس صورت مین جاری نہین ہوتی جب خدانخواستہ سب مرتد ہو جاوین تو یہ حکم عام نرہا جواب یہ ہے کہ اول تو دوسرے[۴] نصوص سے معلوم ہوا ہے کہ یہ تقدیر ممتنع ہے دوسرے اگر اس سے قطع نظر کیجاوے تو مقصود اصلی اسلام کو حقیقی ضرر نہ پہونچنا ہے اور جو علت مذکور ہے وہ محض اسکا ایک طریق ہے اور حقیقی ضرر نہ پہونچنا دونون صورتون مین امر مشترک ہے کیونکہ اسلام کی مثال فن طب کی سی ہے اگر تمام مریض متفق ہوکر دوا چھوڑ دین تو دوا کا یا فن طب کا کیا ضرر ہے دوا و طب کا جو کمال ہے کہ جو شخص اسکو استعمال کرے اسکو شفا اور نفع ہو یہ کمال اسکا اب بھی باقی ہے اسیطرح اسلام کا کمال فی نفسہ یہ ہے کہ جو اسپر عمل کرے اسکو نجات ہو بس بعض کے یا کل کے چھوڑ دینے سے خود اسی تارک کی نجات مین خلل پڑیگا اسلام کا کیا بگڑا ربط اوپر کفار سے دوستی کرنیکی ممانعت پھر ذکر مرتدین سے اسکی تاکید ارشاد فرمائی تھی آگے اللہ و رسول و مومنین سے دوستی کا علاقہ رکھنے کا حکم اور اسکی فضیلت و برکت فرماتے ہین

امر بولایت اللہ و رسول و مومنین إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ ۝ وَمَنْ يَتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا فَإِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُونَ ۝ تمہارے دوست تو (جن[۵] سے تمکو دوستی رکھنا چاہیے) اللہ تعالی اور اسکے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ایماندار لوگ ہین جو کہ اس حالت سے نماز کی پابندی رکھتے ہین اور زکوٰۃ دیتے ہین کہ ان (کے دلون) مین خشوع ہوتا ہے (یعنی عقائد و اخلاق و اعمال بدنی و مالی سب کے جامع ہین) اور جو شخص (موافق مضمون مذکور کے) اللہ سے دوستی رکھیگا اور اسکے رسول سے اور ایماندار لوگون سے سو وہ اللہ کے گروہ مین داخل ہو گیا اور اللہ کا گروہ بلاشک غالب ہے (اور کفار مغلوب ہین اور غالب کو مغلوب سے سازگاری اور دوستی کرنا محض نازیبا ہے) **ف** اگر کسیکو شبہ ہو کہ ہم تو بعض اوقات مسلمانون کو جو کہ حزب اللہ مین کفار سے مغلوب پاتے ہین جواب یہ ہے کہ مدار اس حکم کا اللہ و رسول اور مومنین کاملین کے ساتھہ تعلق

ملحقات الترجمہ

[۱] قولہ فے یاتی انکی جگہہ اشارۃ الی العائد فی الخبر الے المبتدا ۱۲

[۲] قولہ فی اذلۃ مہربان اشارۃ الی ان تعدیۃ بعلی لتضمنہ معنے العطف ۱۲

[۳] قولہ فی لا یخافون جیسا منافقین اشارۃ الی ان فی الکلام تعریضا بالمنافقین المذکورین سابقا ۱۲

[۴] قولہ فی ف دوسرے نصوص کقولہ تعالی لیظہرہ علی الدین کلہ وقولہ علیہ السلام لا یزال طائفۃ من امتی الحدیث ۱۲

[۵] قولہ فی ولیکم جن سے تمکو دوستی اشارۃ الی ان الولی معناہ من یجب تولیہ فاللفظ اخبار و معناہ انشاء قرینۃ من یتول اللہ ۱۲

[۶] قولہ فی وھم راکعون اس حالت سے الی خشوع اشارۃ الے امرین احدہما کونہ حالا من الجملتین والثانی کون الرکوع بمعنے الخشوع کما فی قول الشاعر ؎ لا تہین الفقیر علک ان ٭ ترکع یوما والدہر قد رفعہ ٭ ویدخل فیہ الرکوع الشرعی دخولا اولیا فلا تنافی بین التفسیر و بعض اسباب النزول ۱۲

البلاغۃ فی الروح کانہ قیل لا تتخذوا اولئک اولیاء لان بعضہم اولیاء بعض ولیسوا باولیائکم انما اولیائکم اللہ الخ وافرد الولی مع تعددہ لیفید ان الولایۃ للہ تعالی بالاصالۃ ولمن بعدہ بالتبع ۱۲

الکلام استدل الشیعۃ بالآیۃ باعتبار بعض اسباب النزول علی الولایۃ العامۃ متصلا برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والجواب ظاہر فان الولایۃ ہہنا المحبۃ بقرینۃ السباق والسیاق علی الاولویۃ بالتصرف ولو سلم فلا دلیل علی العموم ولو سلم فلا دلیل علی الاتصال و بسط القول فیہ فی الروح ۱۲

الروایات فی الروح اخرج الحاکم وابن مردویہ وغیرہما عن ابن عباس قال اقبل ابن سلام ونفر من قومہ آمنوا بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا یا رسول اللہ ان قومنا لما رأونا آمنا رفضونا وآلوا ان لا یجالسونا الی قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم انما ولیکم اللہ و قد سبق عن اللباب فی تمہید قولہ تعالی اول الرکوع یا ایہا الذین آمنوا لا تتخذوا الخ قصۃ عبادۃ بن الصامت و براءتہ من موالاۃ حلفائہ الے اللہ و رسولہ و یفہم منہا ان ہذا مدح لہ ولامثالہ فافہم ولا یعارض کونہا فی علی رض کما فی اللباب قال اولہا منہما فی عبادۃ وامثالہ وآخرہا فی علی رض ۱۲

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ ۚ

اے ایمان والو جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب مل چکی ہے جو ایسے ہیں کہ انہوں نے تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل بنا رکھا ہے اُن کو اور دوسرے کفار کو دوست مت بناؤ اور

وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ۝

اللہ تعالیٰ سے ڈرو اگر تم ایماندار ہو اور جب تم نماز کے لیے اعلان کرتے ہو تو وہ لوگ اس کے ساتھ ہنسی اور کھیل کرتے ہیں یہ اس سبب سے ہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں کہ بالکل عقل نہیں رکھتے

ولایت کا ہے اگر کہیں ادنیٰ نفرت کی ہو مثلاً اللہ و رسول کی کوئی معصیت سرزد ہوئی ہو یا امام کی مخالفت کی ہو اور اکثر یہی ہوتا ہے وہ صورت تو مقصود بالحکم ہی نہیں اسلیے اسمیں تو شبہہ ہی کی گنجایش نہیں اور جہاں یہ بات نہ ہو اُسکا جواب الحقیر کے تقریر ترجمہ سے ظاہر ہو چکا ہے بعنوان دیگر یہ کہ واقع میں اسلام اور کفار واقع میں ادون ہیں گو کسی وقت مثلاً دنیا میں وہ بھی کسی خاص وقت تک ارفعیت کے آثار کسی خاص سبب سے مثل حکمت ابتلا وغیرہ کے ظاہر ہوں لیکن ارفعیت باقی ہے اور اسکے آثار دوسرے وقت پر جو کہ انکے ظہور کا اصلی مقدر وقت ہے یعنی آخرت میں اور بعض پہلے دنیا میں بھی ظاہر ہونگے جیسے سفر میں کوئی ذلیل رہزن کسی بڑے حاکم افسر کو کہیں سفر کی حالت میں لوٹ مار کرنے لگے مگر وہ اپنی خداداد عالی دماغی کی وجہ سے ہرگز اُس ذلیل رہزن کی خوشامد نہ کریگا حتیٰ کہ جب وہ افسر اپنی خاص دارالحکومت میں پہونچیگا اُس رہزن کو گرفتار کرکے سزا دیگا پس اُس عارضی غلبہ سے نہ اُس رہزن کو حاکم کہہ سکتے ہیں اور نہ اُس افسر کو محکوم بلکہ اصلی حالت کے اعتبار سے وہ رہزن اُس غلبہ میں بھی محکوم ہے اور وہ افسر اُس مغلوبیت میں بھی حاکم ہے اسی معنی کو حضرت ابن عباسؓ نے ایک مختصر اور سلیس عنوان سے تعبیر فرمایا ہے ان لم ینصروا فی الدنیا نصروا فی الآخرۃ کما نقلہ البیضاوی عن جامع البیان فی سورۃ الصّٰفّٰت قولہ تعالیٰ انهم لهم المنصورون اور اس تقریر پر اُن آیات میں بھی شبہ نہیں ہے جنمیں تصریح ہے غلبہ فی الدنیا کی بھی جیسے انا لننصر رسلنا والذین آمنوا فی الحیٰوۃ الدنیا ویوم یقوم الاشهاد کیونکہ بالمعنی المذکور دنیا میں ہمیشہ غلبہ حاصل ہے گو کسی خاص وقت تک ظہور نہ ہو جیسے باعتبار مجموعہ قوم کے تو دنیا میں بھی انجام کار ظہور ہوتا ہے اور ہر فرد کے اعتبار سے آخرت میں ہوگا جیسے کوئی یوں کہے کہ تحصیلدار سفر میں بھی تحصیلدار ہے معزول نہیں گو بعض آثار خاص یعنی غلبہ بالابدان نمایاں نہوں اسیکو دوسرے عنوان سے علماء نے تعبیر کیا ہے بالحجۃ والعواقب جیسا تحصیلدار قانونی حجت سے حاکم ہے اور عارضی حالتوں کے بعد وہ آثار اخیر میں ظاہر ہوتے ہیں اور دوسری تقریر میں چونکہ دلیل سے باطل پر ہیں وہ اس سے منتفع نہیں ہوسکتے یا یوں کہا جاوے کہ مقصود اس سے عادت کا بیان کرنا ہے اور عادت میں اکثریت کافی ہے اور اسکا انکار نہیں ہوسکتا ربط اوپر یہود و نصاریٰ سے دوستی کی ممانعت اس علت سے تھی کہ تم میں اور اُنمیں مناسبت نہیں اور اسکے ضمن میں منافقین اور مرتدین کا ذکر کیا تھا آگے مضمون مذکور کی ایک خاص علت یعنی استہزاء بالدین جو کہ اُس عدم مناسبت کے آثار میں سے ہے اور یہود و نصاریٰ کے مثل دوسرے کفار جیسے مشرکین کے ساتھ دوستی کرنے کی ممانعت بھی بیان فرماتے ہیں پس گویا یہ تتمہ ہے اجمل کا تتمہ حکم چہاردہم يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ۝ اے ایمان والو جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب آسمانی یعنی توریت و انجیل مل چکی ہے (مراد یہود و نصاریٰ) جو ایسے ہیں کہ انہوں نے تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل بنا رکھا ہے (جو علامت ہے تکذیب کی) اُن کو اور دوسرے کفار کو (بھی جیسے مشرکین وغیرہ) دوست مت بناؤ (کیونکہ اصل علت کفر و تکذیب تو مشترک ہے) اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اگر تم ایماندار ہو (یعنی ایماندار تو ہو ہی پس جس چیز سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے اُسکو مت کرو) اور جب تم اعلان کرتے ہو

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ مِّنَ الَّذِيْنَ اور تو اچھا ایسے ہیں لم یرد قید اُحبین سے اشارہ کی ہے من بیانیہ لا تبعیض لانہم کلہم کانوا کذالک کما اشارالیہ بقولہ جو علامت ہے تکذیب کی و قولہ کیونکہ اصل علت الخ فافہم فلا غ لمن تقول ان کذا مختصۃ بالمستہزئین و یجوز غیرہم فافہم

لہ قولہ الکفار مشرکین وغیرہ کذا فی البیان المنقول المذکورون ثلاثۃ اصناف الثالثۃ فی النص ... وابطان الکفر ... و مبنی التکذیب اظہر من ان یخفی

البلاغۃ قولہ الذین اتخذوا فی الروح رتب سبحانہ النہی علی وصف یعمہا وغیرہا تعلیقاً للحکم و تنبیہاً علی العلۃ وایذاناً بان من ہذا شانہ جدیر بالمعاداۃ فکیف بالموالاۃ ۔ قولہ والکفار اریدبہا غیر اہل الکتب وخصوا بہ مع عموم الوصف لاہل الکتب ایضاً لتضاعف کفرہم ۔ قولہ اتخذوہا بیان استہزائہم بحکم خاص من الدین بعد بیان استہزائہم بالدین علی الاطلاق اظہاراً لکمال شقاوتہم من الروح

قولہ ہزوا ولعبا یعم من الکبیرات الاستہزاء اعتقاداً فعلہم الظاہرین والمعب ... والباطنی حیث یعتقدونہ خالیا عن الفائدۃ ۔

اختلاف القراءۃ قرأ الکسائی والکفار بالجر عطفاً علی الموصول الاخیر ... والباقی قراءۃ النصب علی المصرح بکونہم مستہزئین ... کما صرح بہ فی قولہ تعالیٰ انا کفیناک المستہزئین

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّاۤ اِلَّاۤ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ ۙ وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ

آپ کہیے کہ اے اہل کتاب تم ہم مین کون سی بات معیوب پاتے ہو بجز اسکے کہ ہم ایمان لائے ہین اللہ پر اور اُسپر جو ہمارے پاس بھیجی گئی ہے اور اُسپر جو پہلے بھیجی جا چکی ہے باوجود اسکے کہ تم مین اکثر لوگ ایمان

فٰسِقُوْنَ ۝ قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ

سے خارج ہین آپ کہیے کہ کیا مین تمکو ایسا طریقہ بتلاؤن جو اس سے بھی خدا کے یہان پاداش ملنے مین زیادہ برا ہو وہ اُن اشخاص کا طریقہ ہے جنکو اللہ تعالیٰ نے دور کر دیا ہو اور اُنپر غضب فرمایا ہو اور اُنکو بندر اور سور

الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ ؕ اُولٰۤئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ۝

بنا دیے ہین اور اُنہون نے شیطان کی پرستش کی ہو ایسے اشخاص مکان کے اعتبار سے بھی بہت برے ہین اور راہ راست سے بھی بہت دور ہین

استہزا کرتے ہین اسیطرح فروع کے ساتھ بھی چنانچہ جب تم نماز کے لیے (اذان کے ذریعہ سے) اعلان کرتے ہو تو وہ لوگ (تمھاری) اُس (عبادت) کے ساتھ (جسمین اذان اور نماز دونون آگئین) ہنسی اور کھیل کرتے ہین (اور) یہ (حرکت) اس سبب سے ہے کہ وہ ایسے لوگ ہین کہ بالکل عقل نہین رکھتے (ورنہ امر حق کو سمجھتے اور اُسکے ساتھ ہنسی نہ کرتے) **ف** یہ اشارہ ہے دو قصون کیطرف ایک یہ کہ جب اذان ہوتی اور مسلمان نماز شروع کرتے تو یہود کہتے یہ کھڑے ہوئے ہین خدا کرے کبھی کھڑا ہونا نصیب نہو اور جب اُن کو رکوع و سجدہ کرتے دیکھتے تو ہنستے اور تمسخر کرتے اخرجہ البیہقی فی الدلائل من طریق الکلبی عن ابی صالح عن ابن عباس دوسرا قصہ یہ کہ مدینہ مین ایک نصرانی تھا جب اذان مین سُنتا اشہد ان محمدا رسول اللہ تو کہتا قد حرق الکاذب یعنی جھوٹا جلجاوے ایک شب ایسا اتفاق ہوا کہ وہ اور اوسکے اہل و عیال سب سو رہے تھے کوئی خادم گھر مین آگ لیکر گیا ایک چنگاری گر پڑی وہ اور اسکا گھر اور گھر والے سب جل گئے اخرجہ ابن جریر وغیرہ عن السدی یہ تو الذین اوتوا الکتٰب کے مصداق تھے اور الکفار کے مصداق کا ایک قصہ ہوا تھا کہ رفاعہ بن زید بن تابوت اور سوید بن الحارث نے منافقانہ اظہار اسلام کیا تھا بعضے مسلمان اُنسے اختلاط رکھتے تھے اخرجہ ابن اسحٰق وجماعۃ عن ابن عباس ان سب واقعات پر آیتین نازل ہوئین والروایات کلہا فی الروح **ربط** اوپر کفار اہل کتاب کا اسلامی طریقہ کے ساتھ خاص طور پر استہزا و تکذیب کرنا مذکور تھا آگے اسلامی طریقہ مین جس پر مومنین قائم تھے اور اُنکے مخترع طریقہ مین موازنہ کر کے تنبیہ فرمانا مقصود ہے کہ استہزا و تکذیب کے لائق کون سا طریقہ ہے **جواب استہزاء مذکور بیان موازنہ بین الطریقین**

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّاۤ اِلَّاۤ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ ۙ وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ ؕ اُولٰۤئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ۝ آپ (اُنسے) کہیے کہ اے اہل کتاب تم (دین کے باب مین) ہم مین کون سی بات معیوب پاتے ہو (جسپر ہنسی کرتے ہو)

ملحقات الترجمہ

ل قولہ فی اتخذوہا عبادت اشارۃ الی ان الضمیر للمناداۃ والصلوٰۃ کلاہما کما یشہد بہ الروایات المذکورۃ فی المتن ووحدۃ الضمیر بتاویل العبادۃ ۱۲

ل قولہ فی التمہید خاص طور پر لان مطلق الاستہزاء والتکذیب کان عاما لجمیع الکفار ۱۲

ل قولہ فی **تَنْقِمُوْنَ** دین کے باب مین لان الکلام فیہ ولم یقصد الی تزکیۃ انفسہم مطلقا ۱۲

اللغات قولہ ہل تنقمون ہل تنکرون وتعیبون منا وہو من نقم منہ کذا اذا انکرہ وکرہہ من حد ضرب کذا فی الروح ۱۲

النحو قولہ عبد الطاغوت معطوف علی لعنہ ای ومن عبد الخ ۱۲ قولہ الا ان والمستثنی منہ محذوف ای شیئا کما فی الروح ۱۲

البلاغۃ لعل الترتیب فی اوصافہم من اللعن والغضب وما بعدہما من باب الترقی والتدرج لان الغضب اشد من اللعن والمسخ ابلغ فیہ ومؤکد لہ وعبادۃ الطاغوت التی ہی شرک اشد مما قبلہ الذی یصح ترتبہا احیانا علی مطلق المعصیۃ ولا ترتب فی کون الاتخاذ شرکا فصح کون الفریقین عابدین للطاغوت فی اشراکہم ۱۲

اختلاف القراءۃ قرا حمزۃ عبد بفتح العین وضم البا، وفتح الدال وخفض الطاغوت علی ان عبدوا حد مراد بہ الجنس والنصب بالعطف علی القردۃ والخنازیر ۱۲

الروایات فی اللباب روی ابو الشیخ ابن حبان عن ابن عباس قال کان رفاعۃ بن زید بن التابوت وسوید بن حرث قد اظہر الاسلام ونافقا وکان رجل من المسلمین یوادہما فانزل اللہ یا ایہا الذین آمنوا لا تتخذوا الذین اتخذوا دینکم الی قولہ بما کانوا یکتمون وفیہ قال اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم نفر من یہود فیہم ابو یاسر بن اخطب ونافع ابن ابی نافع وغازی بن عمرو فسالوہ عمن یومن بہ من الرسل قال اومن باللہ وما انزل الی ابراہیم واسماعیل واسحٰق ویعقوب والاسباط وما اوتی موسیٰ وعیسیٰ وما اوتی النبیون من ربہم لا نفرق بین احد منہم ونحن لہ مسلمون فلما ذکر عیسیٰ جحدوا نبوتہ وقالوا لا نومن بعیسیٰ ولا بمن آمن بہ فانزل اللہ فیہم قل یا اہل الکتاب ہل تنقمون منا الآیۃ وفی الروح عن الطبرانی قالوا لا نعلم دینا شرا من دینکم فانزل اللہ تعالی الآیۃ اہ قلت وما ذکرتہ من تقریر الربط مبنی علی الروایۃ الاولی الدالۃ علی کون ہذہ الآیات مع السابقۃ علیہا منزلۃ فی وقت واحد ویمکن ان تکون القصۃ الثانیۃ قد وقعت ایضا ثم نزلت الآیات بعد الاسباب جمیعا فافہم وبالروایۃ الثانیۃ اتضح استحسان لفظ الشر فی قولہ انبئکم بشر من ذلک ۱۲

وَإِذَا جَاءُوكُمْ قَالُوا آمَنَّا وَقَدْ دَخَلُوا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوا بِهِ ۚ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا يَكْتُمُونَ ۝ وَتَرَىٰ كَثِيرًا

اور جب یہ لوگ تم لوگوں کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے حالانکہ وہ کفر ہی کو لیکر آئے تھے اور کفر ہی کو لیکر چلے گئے اور اللہ تعالیٰ تو خوب جانتے ہیں جسکو یہ پوشیدہ رکھتے ہیں اور آپ انہیں بہت آدمی دیکھتے ہیں

مِّنْهُمْ يُسَارِعُونَ فِي الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَأَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۚ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ لَوْلَا يَنْهَاهُمُ الرَّبَّانِيُّونَ

جو دوڑ دوڑ کر گناہ اور ظلم اور حرام کھانے پر گرتے ہیں واقعی انکے یہ کام برے ہیں انکو مشائخ

وَالْأَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْإِثْمَ وَأَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۚ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَصْنَعُونَ ۝

اور علما گناہ کی بات کہنے سے اور حرام مال کھانے سے کیوں نہیں منع کرتے واقعی انکی یہ عادت بری ہے

بجز اسکے کہ ہم ایمان لائے ہیں اللہ پر اور اُس (کتاب) پر جو ہمارے پاس بھیجی گئی ہے (یعنی قرآن) اور اُس (کتاب) پر (بھی) جو (ہم سے) پہلے بھیجی جا چکی ہے (یعنی تمہاری کتاب توریت و انجیل) باوجود اسکے کہ تم میں اکثر لوگ (ان کتب مذکورہ پر دائرہ) ایمان سے خارج ہیں (نہ قرآن پر تمہارا ایمان ہے جیسا کہ ظاہر ہے اور نہ توریت و انجیل پر کیونکہ انمیں خود تصدیق ہے قرآن کی پس قرآن کی تکذیب اُن کے اُس جز کی تکذیب ہے اور جز کی اور کل کی تکذیب برابر ہے مطلب یہ کہ باوجود تمہارے کسی کتاب پر ایمان نہ رکھنے کے ہم جو سب کتابوں پر ایمان رکھتے ہیں جو کہ واقع میں ہماری خوبی اور تمہارا عیب ہے کیا اپنی عیب کو خوبی اور ہماری خوبی کو عیب سمجھنے ہو اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ (ان سے) کہیے کہ (اگر اسپر بھی ہمارے طریقہ کو برا سمجھتے ہو تو آؤ) کیا میں (موازنہ کیلئے) تمکو ایسا طریقہ بتلاؤں جو (ہمارے) اس (طریقہ) سے بھی (جسکو تم برا سمجھ رہے ہو) خدا کے یہاں پاداش ملنے میں زیادہ برا ہو وہ ان اشخاص کا طریقہ ہے جنکو (اُس طریقہ کی بدولت) اللہ تعالیٰ نے (اپنی رحمت سے) دور کردیا ہو اور اُنپر غضب فرمایا ہو اور اُنکو بندر اور سور بنا دیے ہوں اور اُنہوں نے شیطان کی پرستش کی ہو اب دیکھو کونسا طریقہ برا ہے آیا وہ طریقہ جسمیں غیر اللہ کی عبادت ہو اور اُسپر یہ وبال نازل ہوں یا وہ طریقہ جو سراسر توحید اور نبوۃ انبیا کی تصدیق ہو یقینا موازنہ کا نتیجہ یہی ہے کہ ایسے اشخاص (جنکا طریقہ ابھی مذکور ہوا آخرت میں) مکان کے اعتبار سے بھی (جو انکو پاداش میں ملیگا) بہت بُرے ہیں (کیونکہ یہ مکان دوزخ ہے) اور (دنیا میں) راہ راست (توحید و تصدیق رسالت) سے بھی بہت دور ہیں (پس ایسے اشخاص کا طریقہ جو کہ سبب ہے جہنم میں جانے اور دوری از حق کا لا محالہ بہت برا ہوا اور تم بھی اُسی طریقہ پر ہو پھر کیا منہ لیکر ہنستے ہو **ف** یہ حالتیں یہود و نصاریٰ میں پائی جاتی تھیں چنانچہ گوسالہ پرستی کا وقوع یہود میں اور اتخاذ احبار و رہبان و مسیح کا وقوع جو کہ شرک بامر شیطانی ہے نصاریٰ میں اور امت موسویہ میں اصحاب سبت کا بندر ہو جانا اور امت عیسویہ میں اہل مائدہ کا کفران مائدہ سے بندر اور خنزیر ہو جانا اور نقض میثاق و تکذیب نبوات سے ملعون و مغضوب ہونا مشہور اور آیات و احادیث میں جا بجا مذکور ہے اور یہ جو فرمایا کہ تم میں اکثر لوگ ایمان سے خارج ہیں ما کثر اسلیے فرمایا کہ بعض بعض ہر زمانہ میں ایمان کے ساتھ متصف ہے **ربط** جن سے دوستی کرنے کی اوپر ممانعت فرمائی انمیں بعضے منافق تھے جو اوپر بھی لفظ الکفارین یا عموم لفظ یہود میں داخل ہو کر مذکور ہو گئے ان کی ایک خاص حالت بیان فرماتے ہیں **بعض حال منافقین** وَإِذَا جَاءُوكُمْ قَالُوا آمَنَّا وَقَدْ دَخَلُوا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوا بِهِ ۚ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا يَكْتُمُونَ ۝ اور جب یہ (منافق) لوگ تم لوگوں کے پاس (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں جہاں مسلمانوں کا مجمع ہوتا ہے) آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے حالانکہ وہ (بالکل جھوٹے ہیں کیونکہ وہ) کفر ہی کو لیکر (مجلس میں) آئے تھے اور (اسیطرح) کفر ہی کو لیکر (باہر) چلے گئے اور اللہ تعالیٰ (ان مکاروں کے کذب و نفاق پر خوب سزا دینگے کیونکہ وہ) تو خوب جانتے ہیں جس (عقیدہ) کو یہ (اپنے دلمیں) پوشیدہ رکھتے ہیں (کہ وہ عقیدہ کفر ہے) **ربط** یہود کے کچھ حالات اوپر دوسرے فرق کفار کے ساتھ مذکور ہوئے ہیں کچھ حالات آگے بیان فرماتے ہیں **بعضے حالات یہود** وَتَرَىٰ كَثِيرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُونَ فِي الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَأَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۚ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ لَوْلَا يَنْهَاهُمُ الرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْإِثْمَ وَأَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۚ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَصْنَعُونَ ۝ اور آپ اُن (یہودیوں) میں بہت آدمی ایسے دیکھتے ہیں جو دوڑ دوڑ کر گناہ (یعنی جھوٹ) اور ظلم اور حرام (مال) کھانے پر گرتے ہیں واقعی

اللغات فی الروح من السحان ہذا التخصیص المدلول علیہ لانہ ضمن التوبیخ ۱۲ البلاغۃ تخصیص ہذہ الاعمال بالذکر لکون الکذب معصیۃ لسانیۃ والظلم جارحیۃ والاکل مالیۃ فشمل الاقسام کلہا ثم عدم ذکر الظلم فی الآیۃ الثانیۃ لعل النکتۃ فیہ ان الظلم لتوقفہ علی اسباب کثیرۃ اقل ما یقع بخلاف اخویہ فلما نہوا عما یکثر وقوعہ فالذی یقل وقوعہ کیف یتوقع منہم ان ینہوا عنہ وہذا ایضا من المواہب ۱۲

ملحقات الترجمۃ

۱ قولہ فی وان اکثرکم باوجود اسکے اشارۃ من وجوہ الترکیب فیہ ما فی الروح قیل او مبتدا و خبرہ محذوف والجملۃ حالیۃ اختیرت لسہولۃ المعنی علیہ وتؤیدہ قراءۃ نعیم بن میسرۃ وان اکثرکم بکسر الہمزۃ ۱۲ ۲ قولہ فی شرح ذلک جسکو تم برا سمجھ رہے ہو خذ مما فی الروح والاشارۃ الی ان المتقوم لہم وعبرت الشریۃ بالنسبۃ الیہ مع انہ خیر محض منزہ عن شائبۃ الشریۃ بالکلیۃ مجاراۃ معہم علی زعمہم الباطل ۱۲ ۳ قولہ بعض یعنی ان اشخاص کا طریقہ لما فی الروح ای دین من لعنہ ۱۲ ۴ قولہ فی شر مکانا بہت برے وبہت دور اشارۃ الی توجیہ صیغتی فی شر و اضل المقصود من التفضیل الزیادۃ مطلقا من غیر نظر الی مشارکۃ غیر فی ذلک وتفسیر المکان بجہنم من الروح ۱۲ ۵ قولہ فی توضیح اولئک ایسے اشخاص کا طریقہ آخر زادہ لان المقام لبیان شرمیۃ الطریق لا اہل الطریق لکنہ اتی بہ بطریق البرہان والاستدلال من الملزوم علی اللازم ماخذہ الروح حیث قال فاذا کانوا اصل کان دینہم ضلالا مبینا لا غایۃ وراءہ ۱۲ ۶ قولہ فی ف بامر شیطان فالعبادۃ کما فی الروح مجاز من الاطاعۃ ۱۲ ۷ قولہ فی بالکفر لیکر اشارۃ الی ان الباء للملابسۃ کما فی الروح ۱۲ ۸ قولہ فی دخلوا مجلس لما فی الروح نزلت کما قال السدی وقتادۃ فی ناس من الیہود کانوا یدخلون علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیظہرون لہ الرضا بما جاء بہ نفاقا فالخطاب لہ علیہ الصلوۃ والسلام مع من عندہ

وَقَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُولَةٌ ۚ غُلَّتْ أَيْدِيهِمْ وَلُعِنُوا بِمَا قَالُوا ۘ بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ يُنْفِقُ كَيْفَ

اور یہود نے کہا کہ اللہ تعالی کا ہاتھ بند ہو گیا ہے — ان ہی کے ہاتھ بند ہیں اور اپنے اس کہنے سے یہ رحمت سے دور کر دیے گئے۔ بلکہ ان کے تو دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں جس طرح چاہتا ہے

يَشَاءُ ۚ وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِنْهُمْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ طُغْيَانًا وَكُفْرًا ۚ وَأَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ

خرچ کرتا ہے اور جو مضمون آپ کے پاس آپ کے پروردگار کی طرف سے بھیجا جاتا ہے وہ ان میں سے بہتوں کی سرکشی اور کفر کی ترقی کا سبب ہو جاتا ہے اور ہم نے ان میں باہم قیامت تک عداوت اور بغض ڈال دیا

إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۚ كُلَّمَا أَوْقَدُوا نَارًا لِلْحَرْبِ أَطْفَأَهَا اللّٰهُ ۚ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا ۚ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ

جب کبھی لڑائی کی آگ بھڑکانا چاہتے ہیں حق تعالی اسکو فرو کر دیتے ہیں اور ملک میں فساد کرتے پھرتے ہیں — اور اللہ تعالی فساد کرنے والوں کو محبوب نہیں رکھتے

ان کے یہ کام بری ہیں (یہ تو عوام کا حال تھا آگے خواص کا حال ہے کہ) اُن کو مشائخ اور علماء گناہ کی بات کہنے سے (یعنی جھوٹ بولنے سے) اور حرام مال کھانے سے (باوجود علم مسئلہ اور اطلاع واقعہ کے) کیوں نہیں منع کرتے واقعی اُنکی یہ عادت بری ہے ربط آگے بھی مثل سابق کے یہود کے بعض خاص حالات مذکور ہیں جسکا قصہ یہ ہوا تھا کہ بعض یہود نے یعنی نباش بن قیس اور فنحاص رئیس یہود قینقاع نے حق تعالی کی جناب میں گستاخانہ الفاظ بخل وغیرہ کے کہے اس پر اگلی آیت نازل ہوئی کذا فی اللباب بروایۃ الطبرانی عن ابن عباس وبروایۃ ابی الشیخ عنہ اور وجہ اس گستاخی کی یہ ہوئی تھی کہ پہلے یہود پر رزق کی فراغت تھی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور وہ آپ کے ساتھ عداوت و مخالفت سے پیش آئے تو رزق کی تنگی ہو گئی اسپر یہ بیہودہ باتیں بکنے لگے اور دہ فی المعالم عن ابن عباس وعکرمۃ والضحاک وقتادہ اور معالم میں وہ قول ان ہی الفاظ سے نقل کیا ہے یداللہ مغلولۃ اور ہر چند کہ کہنے والے دو ہی شخص تھے لیکن چونکہ اور یہود بھی اس سے مانع نہیں ہوئے بلکہ راضی رہے اس لیے اور وں کو بھی اس نسبت میں شریک فرمایا گیا۔ **نقل قول یہود و تقبیح شان** وَقَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُولَةٌ ۚ غُلَّتْ أَيْدِيهِمْ وَلُعِنُوا بِمَا قَالُوا ۘ بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَاءُ ۚ وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِنْهُمْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ طُغْيَانًا وَكُفْرًا ۚ وَأَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۚ كُلَّمَا أَوْقَدُوا نَارًا لِلْحَرْبِ أَطْفَأَهَا اللّٰهُ ۚ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا ۚ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ۝ اور یہود نے کہا کہ اللہ تعالی کا ہاتھ بند ہو گیا ہے (یعنی نعوذ باللہ بخل کرنے لگا ہے در حقیقت) اُن ہی کے ہاتھ بند ہیں (یعنی واقعہ میں خود عیب بخل میں مبتلا ہیں اور خدا پر عیب دھرتے ہیں) اور اپنے اس کہنے سے یہ رحمت الٰہی سے دور کر دیے گئے (جسکا اثر دنیا میں ذلت اور قید اور قتل وغیرہ ہے اور آخرت میں عذاب جہنم اور حاشا و کلا کہ خدا تعالی میں اسکا احتمال بھی ہو) بلکہ اُن کے تو دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں (یعنی بڑے جواد و کریم ہیں لیکن چونکہ حکیم بھی ہیں اسلیے) جسطرح چاہتے ہیں خرچ کرتے ہیں (پس یہود پر جو تنگی ہوئی اُسکی علت حکمت ہے کہ انکے کفر کا وبال انکو چکھانا اور دکھانا ہے نہ یہ کہ بخل اُسکی علت ہو، اور یہود کے کفر اور سرکشی کی یہ حالت ہے کہ ان کو یہ توفیق نہ ہوگی کہ مثلاً اپنے قول کا بطلان بدلیل سن لیا تو اُس سے توبہ کر لیں نہیں بلکہ) جو مضمون آپ کے پاس آپ کے پروردگار کی طرف سے بھیجا جاتا ہے وہ اُنمیں سے بہتوں کی سرکشی اور کفر کی ترقی کا سبب ہو جاتا ہے (اسطرح سے کہ وہ اُسکا بھی انکار کرتے ہیں تو کچھ تو پہلا طغیان اور کفر تھا پھر اور بڑھ گیا) اور (ان کے کفر سے جو ان پر لعنت یعنی رحمت سے دوری واقع کیگئی ہے اُسکے آثار دنیویہ میں سے ایک یہ ہے کہ) ہم نے اُنمیں باہم (دین کے باب میں) قیامت تک عداوت اور بغض ڈال دیا (چنانچہ ان میں مختلف فرقے ہیں اور ہر فرقہ دوسرے کا دشمن چنانچہ باہمی عداوت و بغض کی وجہ سے) جب کبھی (مسلمانوں کے ساتھ) لڑائی کی آگ بھڑکانا چاہتے ہیں (یعنی لڑنے کا ارادہ کرتے ہیں) حق تعالی اُسکو فرو کر دیتے ہیں (اور بجھا دیتے ہیں یعنی مرعوب ہو جاتے ہیں اکثر مرعوب ہو جاتے ہیں اور آپس کے اختلاف کی وجہ سے اتفاق کی نوبت نہیں آتی) اور (جب لڑائی سے رہ جاتے ہیں تو اپنی عداوت دوسری طرح نکالتے ہیں کہ) ملک میں (خفیہ) فساد کرتے پھرتے ہیں (جیسے مسلمانوں کو بہکانا لگائی بجھائی

ملحقات الترجمہ

لے قولہ بعملون کا ہم ونی بعضون عادت ...
۲ع قولہ فی بیہا ہو ...
۳ع قولہ فی التمہید ... من انکر ظاہر القرآن ... ملذکر فی اللباب من قول ...
ان ربک بخیل ... ویکن ان یکون الآیۃ ...
۴ع قولہ فی مغلولۃ یعنی بخل وقولہ فی مبسوطتان یعنی جواد ... الی ان عل الید ... البخل والجود وقولہ ... اشارۃ الی النکتۃ فی التثنیۃ ...
۵ع قولہ غلت ایدیہم ... من الازدواج ...
۶ع قولہ قبل بل حاشا وکلا اشارۃ الی انہ عطف علی مقدر یقتضیہ المقام ...
۷ع قولہ ... ینفق حکیم ...
۸ع قولہ فی ... اشارۃ الی ...

النحوی فی الروح فسادا اما مفعول لہ او فی موضع المصدر او حال من ضمیر یسعون ای یسعون للفساد — اوسمی فسادا ومفسدین ... البلاغۃ فی الروح قولہ ینفق کیف یشاء ترک سبحانہ ذکر ما ینفقہ لقصد التعمیم

وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝ وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ

اور اگر یہ اہل کتاب ایمان لے آتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم ضرور انکی تمام برائیاں معاف کر دیتے اور ضرور انکو چین سے باغوں میں داخل کرتے اور اگر یہ لوگ توریت کی اور انجیل کی

وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ؕ مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ؕ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا يَعْمَلُوْنَ ع

اور جو کتاب انکے پروردگار کی طرف سے انکے پاس بھیجی گئی ہے اسکی پوری پابندی کرتے تو یہ لوگ اوپر سے اور نیچے سے خوب فراغت سے کھاتے ان میں ایک جماعت راہ راست پر چلنیوالی ہے اور زیادہ ان میں ایسے ہی ہیں کہ انکے کردار بہت برے ہیں

کرنا عوام کو توریت کے محرف مضامین سنا کر اسلام سے روکنا) اور اللہ تعالیٰ (چونکہ) فساد کرنیوالوں کو محبوب نہیں رکھتے (یعنی مبغوض رکھتے ہیں اسلیے اس فساد کی انکو خوب سزا ہوگی خواہ دنیا میں بھی ورنہ آخرت میں تو ضرور) **ف** کفر وطغیان کے جو آثار دنیویہ اس مقام پر بطور واقعات کے مذکور ہیں کہ دنیا میں ذلیل اور خوار اور قتل وقید ہوئے اور انمیں مختلف فرقے ہوگئے اور لڑائی میں ناکام رہے آیت میں نہ ان کے لزوم کا دعویٰ ہے نہ ان کے خصوص کا پس یہ اعراض عامہ مفارقہ ہیں پس اگر یہ آثار کبھی مرتب نہوں یا غیر کفار میں کبھی پائے جاویں تو کوئی اشکال لازم نہیں آتا غرض ان اعمال اور آثار میں سبب مسبب کا علاقہ ہے علت ومعلول کا نہیں اور یہود کا یہ قول گو اعتقاد سے نہو جیسا انکا اہل علم ہونا بظاہر اسکو مقتضی ہے لیکن کلمہ کفر پھر بھی کفر ہے اسی لیے لعنوا کی علت بما قالوا فرمائی گئی بما اعتقدوا نہیں فرمایا اور یہود کا بخل جو اس جگہ مذکور ہے سو یہ بخل تمام عالم میں مشہور ہے اور کثیرا اس لیے فرمایا کہ بعضے ان مضامین کو سنکر ڈر جاتے اور ایمان لے آتے تھے **ربط** اور بعض آیات میں یہود کی اور بعض میں نصاریٰ کی اور بعض میں دونوں کی تقبیح اور اُن کے احوال واقوال کفریہ مذکور ہیں آگے فریقین کو ایمان کے برکات اخرویہ ودنیویہ سنا کر ایمان کی ترغیب دیتے ہیں اور برکات اخرویہ کے ضمن میں ایمان لانے پر ان سب جنایات وکفریات کے عفو کا باوجود ان کی غایت قباحت وشناعت کے وعدہ اور برکات دنیویہ کے ضمن میں اُنپر تنگی رزق کے جس سے ید اللہ مغلولۃ کہنے کی نوبت آئی سبب پر تنبیہ کہ وہ ترک احکام الٰہی ہے بنبر ارشاد ہے **ترغیب ایمان اہل کتاب را بذکر برکات او در دارین** وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝ وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ؕ مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ؕ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا يَعْمَلُوْنَ ۝ اور اگر یہ اہل کتاب (یہود ونصاریٰ جن امور حقہ کے منکر ہیں جیسے رسالت محمدیہ وحقیت قرآن ان سب پر) ایمان لے آتے اور (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے جن امور کا کفر ومعصیت ہونا بتلایا گیا ہے اُن سب سے) تقویٰ (یعنی پرہیز) اختیار کرتے تو ہم ضرور ان کے تمام (گذشتہ) برائیاں (کفر اور شرک اور معاصی جنمیں سب اقوال واحوال آگئے معاف کر دیتے) اور (معاف کرکے) ضرور انکو چین (اور آرام) کی باغوں (یعنی بہشت) میں داخل کرتے (یہ تو برکات اخرویہ ہوئیں) اور اگر یہ لوگ (ایمان اور تقویٰ مذکور اختیار کرتے جسکو بعنوان دیگر یوں کہا جاتا ہے کہ) توریت کی اور انجیل کی اور جو کتاب ان کے پروردگار کیطرف سے (اب) ان کے پاس (بواسطہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے) بھیجی گئی (یعنی قرآن) اسکی پوری پابندی کرتے (یعنی انمیں جس جس بات پر عمل کرنے کو لکھا ہے سب پورا عمل کرتے اسمیں تصدیق رسالت بھی آگئی اور اس سے احکام محرفہ ومنسوخہ نکل گئے کیونکہ ان کتب کا مجموعہ اُن پر عمل کرنے کو نہیں بتلاتا بلکہ منع کرتا ہے) تو یہ لوگ (بوجہ اسکے) اوپر سے (یعنی آسمان سے پانی برستا) اور نیچے سے (یعنی زمین سے پیدا وار ہوتی) خوب فراغت سے کھاتے (یہ ایمان کی برکات دنیویہ کا ذکر ہوا لیکن یہ کفر پر مصر رہے اسلیے تنگی میں پکڑے گئے جس پر بعضے حق تعالیٰ کی شان میں بخل کی نسبت کرکے گستاخی کی مگر پھر بھی سب یہود ونصاریٰ برابر نہیں چنانچہ) ان (ہی) میں ایک جماعت راہ راست پر چلنے والی (بھی) ہے (جیسے یہود میں حضرت عبد اللہ بن سلام اور اُن کے ہمراہی اور نصاریٰ میں حضرت نجاشی اور انکے ہمراہی لیکن ایسے قلیل ہی ہیں) اور (باقی) زیادہ اُن میں ایسے ہی ہیں کہ انکے کردار بہت برے ہیں (کیونکہ کفر وعناد سے بدتر کیا کردار ہوگا) **ف** یہاں بھی مثل آیت سابقہ

البلاغۃ قولہ لکفرنا ولادخلنا تکریر اللام لتاکید الوعد وفیہ تنبیہ علی کمال عظم ذنوبہم وکثرۃ معاصیہم وان الاسلام یجب ما قبلہ وان جل وجاوز الحد ۱۲ قولہ جنت النعیم فی الاضافۃ تنبیہ علی ما یستحقونہ من العذاب لو لم یؤمنوا ویتقوا ۱۲ قولہ انزل الیہم والتعبیر بذلک العنوان للایذان بوجوب اقامتہ علیہم لنزولہ الیہم للتصریح ببطلان ما کانوا یدعونہ من عدم نزولہ الی بنی اسرائیل وتقدیم الیہم لما مر آنفا ومعنی انزال الکتاب

ملحقات الترجمۃ

سلہ قولہ فی اٰمنوا جن امور حقہ ہی التی ذکرت قبل فی قولہ آمنا باللہ وما انزل الینا وما انزل من قبل الخ ۱۲ سلہ قولہ قبل اقاموا تقویٰ مذکور الی دیگر اشارۃ الی اتحاد المعبر عنہما وانما خولف کما فی الروح بین العبارتین فقیل اولا آمنوا واتقوا وثانیا اقاموا ذاہبا سلوکا لطریق البلاغۃ اہ قلت یعنی ادا افادان ما امر بہ جامع بوصف کونہ ایمانا وتقویٰ وکونہ اقامۃ بجمیع الکتب الالٰہیۃ فافہم ۱۲ سلہ قولہ فی اکلوا یعنی آسمان الی قولہ فراغت اراد للمعنی الحقیقی ورعایۃ للمعنی المجازی فانہ نقل کما فی الروح عن ابن عباس وقتادۃ ومجاہد لاعطینہم السماء مطرہا وبرکتہا والارض نباتہا وخیرہا وقیل المراد المبالغۃ فی شرح السعۃ والخصب لا تعیین الجہتین کانہ قیل لاکلوا من کل جہۃ وہو نظیر قولک فلان فی الخیر من قرنہ الی قدمہ ای یاتیہ الخیر من کل جہۃ یلتمسہ منہا اہ سلہ قولہ فی اکلوا برکتے ماخوذ ما فی الروح والمراد بالاکل الانتفاع مطلقا وعبر من ذلک لکونہ اعظم الانتفاعات ویستتبع سائرہا ۱۲

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۭ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسٰلَتَهٗ ۭ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

اے رسول جو جو کچھ آپ کے رب کی جانب سے آپ پر نازل کیا گیا ہے آپ سب پہونچا دیجیے اور اگر آپ ایسا نہ کریں گے تو آپ نے اللہ تعالیٰ کا ایک پیغام بھی نہیں پہونچایا اور اللہ تعالیٰ آپ کو لوگوں سے محفوظ رکھیگا یقیناً

لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰي شَيْءٍ حَتّٰي تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۭ

اللہ تعالیٰ ان کافر لوگوں کو راہ نہ دینگے　　آپ کہیے کہ اے اہل کتاب تم کسی راہ پر بھی نہیں جب تک کہ توریت کی اور انجیل کی اور جو کتاب تمہارے پاس تمہارے رب کیطرف سے بھیجی گئی ہے اسکی بھی پوری

وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۚ فَلَا تَاْسَ عَلَي الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝

پابندی نکروگے اور ضرور جو مضمون آپ کے پاس آپ کے رب کیطرف سے بھیجا جاتا ہے وہ انمیں سے بہتوں کی سرکشی اور کفر کی ترقی کا سبب ہو جاتا ہے تو آپ ان کافر لوگوں پر غم نہ کیا کیجیے۔

کے دنیوی برکات بصورت واقعہ بیان کیے گئے ہیں جسکے عموم اشخاص و احوال پر اسیطرح خصوص یا عموم بیان اعمال پر کوئی دلیل نہیں پس اگر کوئی مسلم تنگی میں ہو یا کوئی کافر وسعت میں ہو کوئی اشکال لازم نہیں جیسا پہلی آیت کے فائدہ کے تحت میں بھی اسکی تقریر آچکی ہے اور احقر نے اقاموا التوراۃ الخ کی جو تقریر کی ہے اس سے یہ شبہ کہ اب بھی پوری توریت و انجیل پر عمل کرنا چاہیے دفع ہو گیا اور ان کے بڑھانے کی وجہ باوجود کفایت ذکر قرآن کے یہ ہے کہ اہل کتاب کو یہ بتلانا ہے کہ تکذیب محمدی سے توریت و انجیل پر بھی عمل فوت ہوتا ہے اور تصدیق محمدی عمل بتوریت و انجیل کے خلاف نہیں **ربط** اوپر کفار کی مذمت دور سے چلی آرہی ہے چونکہ کفار کی کثرت تھی جو کہ مشاہد ہونے کے علاوہ بعض جگہہ قرآن میں بھی منصوص ہے جیسے اکثرہم فاسقون کثیر منہم ساء ما یعملون الخ اور مخالفین کی کثرت میں ان کی مذمت علی الاعلان کرنا اور بالخصوص انسے مشافہت کرنا جیسا بعض آیات میں لفظ قل کا مدلول ہے بعض اوقات موجب خطر و محتمل ضرر ہو سکتا ہے اسلیے آگے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو امر بالتبلیغ کے ساتھ اس ضرر سے بے خطر کرتے ہیں **ازالہ خوف در تبلیغ** يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۭ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسٰلَتَهٗ ۭ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ آپ کے رب کیجانب سے آپ پر نازل کیا گیا ہے آپ (لوگوں کو) سب پہونچا دیجیے اور اگر (بالفرض محال) آپ ایسا نہ کریں گے تو (ایسا سمجھا جاویگا جیسے) آپ نے اللہ تعالیٰ کا ایک پیغام بھی نہیں پہونچایا (کیونکہ یہ مجموعہ فرض ہے تو جیسا کل کے اخفاء سے یہ فرض فوت ہوتا ہے اسیطرح بعض کے اخفاء سے بھی وہ فرض فوت ہوتا ہے) اور (تبلیغ کے باب میں کفار کا کچھ خوف نہ کیجیے کیونکہ) اللہ تعالیٰ آپکو لوگوں سے (یعنی اس سے کہ آپکو مقابل ہو کر قتل و ہلاک کر ڈالیں) محفوظ رکھیگا (اور) یقیناً اللہ تعالیٰ ان کافر لوگوں کو (اسطرح قتل و ہلاک کر ڈالنے کے واسطے آپ تک) راہ نہ دینگے **ف** چنانچہ یہ وعدہ اسیطرح صادق ہوا گو بعض غزوات میں آپ زخمی ہوئے اور یہود نامردوں کی طرح آپ کو زہر دیا مگر مجتمع و مقابل ہو کر کوئی قتل و ہلاک نکر سکا اور اس پیشینگوئی کا واقع ہونا آپکا معجزہ و دلیل نبوت ہے اور ترمذی میں ہے کہ پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پہرہ دیا جاتا تھا جب یہ آیت نازل ہوئی آپ نے فرمایا سب چلے جاؤ اللہ تعالیٰ نے میری حفاظت کرلی یہ بھی دلیل نبوت ہے کیونکہ ایسا اعتماد بدون وحی کے نہیں ہو سکتا **ربط** آیت مذکورہ سے اوپر اہل کتاب کو اسلام کی ترغیب تھی آگے اُن کے طریقہ موجودہ کا جسکے حق ہونے کے وہ مدعی تھے عند اللہ ناکارہ اور نجات میں ناکافی ہونا اور نجات کا اسلام پر موقوف ہونا اور اسکے بعد بھی انکے اصرار علی الکفر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تسلی کا مضمون ارشاد فرماتے ہیں اور درمیان میں ایک خاص مناسبت و ضرورت سے تبلیغ کا مضمون آگیا تھا۔

نامقبول بودن طریقہ موجودہ اہل کتاب و تسلیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰي شَيْءٍ حَتّٰي تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۭ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۚ فَلَا تَاْسَ عَلَي الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ

للمبالغۃ قولہ وان لم تفعل اختلاف العنوان بین الشرط والجزاء لیتغایر لفظا کما تغایر معنی بخلاف ما لو قیل وان لم تبلغ حیث کان فیہ تغایر معنوی فقط ۱۲ **الروایات** فی لباب اخرج ابو الشیخ عن الحسن ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ بعثنی برسالۃ فضقت بہا ذرعا وعرفت ان الناس مکذبی فوعدنی لابلغن او لیعذبنی فانزلت یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک اخرج ابن ابی حاتم عن مجاہد قال لما نزلت یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک قال یا رب کیف اصنع وانا وحدی یجتمعون علی فنزلت وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ آہ قلت و کان ہذا التضییق والتردد طبعیا فلا ینافی شان النبوۃ ما ورد فی بعض الصحاح من نزولہا فی علی ؓ فان صح فلا یلزم منہ الافضلیۃ لا خلافتہ بلا فصل وبسط القول فی ہذا الباب صاحب روح المعانی فان شئت فانظرہ فی اللباب روی ابن جریر و ابن ابی حاتم عن ابن عباس قال جاء رافع وسلام بن مشکم ومالک بن الصیف فقالوا یا محمد الست تزعم انک علی ملۃ ابراہیم ودینہ وتؤمن بما عندنا قال بلی ولکنکم احدثتم وجحدتم بما فیہا وکتمتم ما امرتم ان

ملحقات الترجمۃ
۱ قولہ فی ما انزل جو جو کچھ الی قولہ سب وقولہ فی رسالتہ ایک بھی پیغام الخ وجہ فصل التغایر بین الشرط والجزاء فلا اشکال فیہ
۲ قولہ فی ان لم تفعل بفرض محال فلا یلزم وقوع المقدم لاستحالتہ شرعا ۱۲
۳ قولہ فتوضیحہما ذکر مجموعہ فرض کا جزاء الصلوۃ ولا یقدح فی فرض ہذا المجموع کون بعض الاحکام فرضا وبعضہ مستحبا لان التبلیغ غیر المبلغ بہ والمفعول فلا یستلزم استحباب المبلغ استحباب التبلیغ من الرسول
۴ قولہ فی لا یہدی آپ تک کہذا فی البیضاوی ۱۲
۵ قولہ فی التمہید مدعی کما یظہر من الروایۃ الآتیۃ ۱۲
۶ ایضا قولہ تسلی فیہ اشارۃ الی فائدۃ تکرار ذکر طغیانہم من ان السابق کان المقصود بہ بیان الاصرار وہذا اللاحق قصد بہ التسلیۃ فلا تکرار حقیقۃ واما اعادۃ اقامۃ التوراۃ والانجیل فہو مبین المقصود لکون اللاحق تکمیل السابق ۱۲

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ ھَادُوْا وَالصّٰبِئُوْنَ وَالنَّصٰرٰی مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ

یہ تحقیقی بات ہو کہ مسلمان اور یہودی اور فرقہ صابئین اور نصاریٰ جو شخص یقین رکھتا ہو اللہ تعالیٰ پر اور روز قیامت پر اور کارگذاری اچھی کرے ایسوں پر نہ کسی طرح کا اندیشہ ہو

یَحْزَنُوْنَ ۝ لَقَدْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ وَاَرْسَلْنَآ اِلَیْھِمْ رُسُلًا ؕ کُلَّمَا جَآءَھُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَھْوٰٓی اَنْفُسُھُمْ ۙ فَرِیْقًا کَذَّبُوْا

اور نہ وہ مغموم ہونگے ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا اور ہم نے اُنکے پاس بہت سے پیغمبر بھیجے جب کبھی اُن کے پاس کوئی پیغمبر ایسا حکم لایا جسکو اُن کا جی نہ چاہتا تھا سو بعضوں کو جھوٹا

وَفَرِیْقًا یَّقْتُلُوْنَ ۝ وَحَسِبُوْٓا اَلَّا تَکُوْنَ فِتْنَۃٌ فَعَمُوْا وَصَمُّوْا ثُمَّ تَابَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ ثُمَّ عَمُوْا وَصَمُّوْا کَثِیْرٌ مِّنْھُمْ ؕ وَاللّٰہُ بَصِیْرٌۢ بِمَا یَعْمَلُوْنَ ۝

بتلایا اور بعضوں کو قتل ہی کر ڈالتے تھے اور یہی گمان کیا کہ کچھ سزا نہ ہوگی اس سے اور بھی اندھے اور بہرے بنگئے پھر اللہ تعالیٰ نے اُنپر توجہ فرمائی پھر بھی اندھے اور بہرے بنے یعنی بہتیرے اور اللہ تعالیٰ انکے اعمال کو خوب دیکھتے ہیں

آپ (ان یہود و نصاریٰ سے) کہیے کہ اے اہل کتاب تم کسی راہ پر بھی نہیں (کیونکہ غیر مقبول راہ پر ہونا مثل بے راہی کے ہی) جبتک کہ توریت کی اور انجیل کی اور جو کتاب (اب) تمھارے پاس (بواسطہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے) تمھارے رب کیطرف سے بھیجی گئی ہی (یعنی قرآن) اُسکی بھی پوری پابندی نکروگے (جسکے معنے اور ترغیب اور برکات اوپر مذکور ہوئی ہین) اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ انمین اکثر لوگ تعصب ناحمود مین مبتلا ہین اسلیے یہ) ضرور (ہی کہ) جو مضمون آپ کے پاس آپکے رب کی طرف سے بھیجا جاتا ہی وہ انمین سے بہتونکی سرکشی اور کفر کی ترقی کا سبب ہو جاتا ہی (اور اس سے ممکن ہی کہ آپکو رنج و غم ہو لیکن جب یہ معلوم ہو گیا کہ یہ لوگ متعصب ہین) تو آپ ان کافر لوگون (کی اس حالت) پر غم نہ کیا کیجیے **ربط** اوپر اہل کتاب کو اسلام کی ترغیب تھی آگے بھی ایک قانون عام ہی جو کہ اہل کتاب و غیر اہل کتاب سبکو شامل ہی اُسکی ترغیب ہی **قانون نجات** اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ ھَادُوْا وَالصّٰبِئُوْنَ وَالنَّصٰرٰی مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ یہ تحقیقی بات ہی کہ مسلمان اور یہودی اور فرقہ صابئین اور نصاریٰ (ان سب مین) جو شخص یقین رکھتا ہو اللہ تعالیٰ (کی ذات و صفات) پر اور روز قیامت پر اور کارگذاری اچھی کرے (یعنی موافق قانون شریعت کے) ایسوں پر (آخرت مین) نہ کسی طرح کا اندیشہ ہی اور نہ وہ مغموم ہونگے **ف** ایک ایسی ہی آیت سورۂ بقرہ کے معاملہ سیزدہم کے بعد مع اُسکے ضروری مضامین متعلقہ کے گذر چکی ہی وہان دیکھ لی جاوے **ربط** اوپر سے قبائح اہل کتاب کا ذکر چلا آرہا تھا آگے پھر اُسیکی طرف عود ہی اول یہود کا ذکر ہی جسمین مضمون تسلیۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکمیل ہی جو اُن آیتون مین مذکور تھا یعنی اس قسم کی تو ہمیشہ سے ایسی ہی عادت چلی آتی ہی پھر نصاریٰ کا **عود بسوی ذکر یہود** لَقَدْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ وَاَرْسَلْنَآ اِلَیْھِمْ رُسُلًا ؕ کُلَّمَا جَآءَھُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَھْوٰٓی اَنْفُسُھُمْ ۙ فَرِیْقًا کَذَّبُوْا وَفَرِیْقًا یَّقْتُلُوْنَ ۝ وَحَسِبُوْٓا اَلَّا تَکُوْنَ فِتْنَۃٌ فَعَمُوْا وَصَمُّوْا ثُمَّ تَابَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ ثُمَّ عَمُوْا وَصَمُّوْا کَثِیْرٌ مِّنْھُمْ ؕ وَاللّٰہُ بَصِیْرٌۢ بِمَا یَعْمَلُوْنَ ۝ ہم نے بنی اسرائیل سے (اول توریت مین تمام پیغمبرون کی تصدیق و اطاعت کا) عہد لیا اور (اس عہد کے یاد دلانیکو) ہم نے اُن کے پاس بہت سے پیغمبر بھیجے (لیکن اُنکی یہ حالت تھی کہ) جب کبھی اُنکے پاس کوئی پیغمبر ایسا حکم لایا جسکو اُن کا جی نہ چاہتا تھا (تب ہی اُنکے ساتھ مخالفت سے پیش آئے) سو بعضوں کو (تو) جھوٹا بتلایا اور بعضوں کو (بیدھڑک) قتل ہی کر ڈالتے تھے اور (اس شرارت پر جب چندی سزا سے مہلت دیگئی) یہی گمان کیا کہ کچھ سزا نہ ہوگی اس (گمان) سے اور بھی اندھے اور بہرے (کیطرح) بنگئے (کہ نہ دلائل صدق انبیا کو دیکھا نہ اُنکے کلام کو سُنا) پھر (ایک مدت کے بعد) اللہ تعالیٰ نے اُن پر (رحمت کے ساتھ) توجہ فرمائی (کہ اور کسی پیغمبر کو بھیجا کہ اب بھی راہ پر آوین مگر) پھر بھی (اُسیطرح) اندھے اور بہرے بنے یعنی (سب تو نہین مگر) اُنمین کے بہتیرے اور اللہ تعالیٰ اُنکے (ان) اعمال کو خوب دیکھنے والے ہین (یعنی اُنکا گمان غلط تھا چنانچہ اُنکو وقتاً فوقتاً سزا بھی ہوتی رہی مگر اُن کا یہی شیوہ رہا حتیٰ کہ اب آپ کے ساتھ اسیطرح تکذیب و خلاف کا برتاؤ کیا) **ف** ان رسل مین جنکی شریعت یا بعض احکام جدید

النحو فی الکشاف الصابئون رفع علی الابتداء وخبرہ محذوف والنیۃ بہ التاخیر عما فی حیزان من اسمہا وخبرہا کانہ قیل ان الذین اٰمنوا والذین ہادوا والنصاری حکمہم کذا والصابئون کذلک وانشد سیبویہ شاہدا لہ وَالّا فاعلموا انا وانتم ۞ بغاۃ ما بقینا فی شقاق ۞ ای فاعلموا انا بغاۃ وانتم کذلک فان قلت ما التقدیم والتاخیر الا لفائدۃ فما فائدۃ ہذا التقدیم والتاخیر قلت فائدۃ التنبیہ علی ان الصابئین یتاب علیہم ان صح منہم الایمان والعمل الصالح فما الظن بغیرہم وذلک انہم ابین ہؤلاء ضلالا واشدہم غیا ۱۲	قولہ کثیر بدل من ضمیر الفاعل لا فاعل ۱۲ البلاغۃ تقدیم فریقا للاہتمام لا للحصر وتقدیم العمی لانہ اول ما یعرض ثم یسمع ولا یخفی ما فی بصیر من اللطف بعد ذکر العمی ۱۲ اختلاف القراءۃ قرا ابو عمرو وحمزۃ والکسائی لا تکون بالرفع علی ان ان ہی المخففۃ من المثقلۃ واصلہا انہ لا تکون ۱۲

ملحقات الترجمۃ

۱۵ قولہ فی قل یٰاہل الکتاب ہو الظاہر من ہذا اللفظ العام العا ومن ذکر التوراۃ والانجیل ومن ذکر الذین ہادوا والنصاری فیما بعد ولا یفید تخصیص شان النزول المدلول علیہ بالروایۃ الآتیۃ لان العبرۃ لعموم اللفظ فای جمیع لو نزلت فی قوم ولم یسمعہ الخطاب قوم آخرون شملہم ۱۲ ۲۵ قولہ فی تقیموا اسکی ترغیب لان اقامتہ التوراۃ والانجیل والقرآن دخل فیہ الایمان والعمل الصالح المذکور ہہنا ۱۲ ۳۵ قولہ فی التمہید تاکید ولا ... فی کون المذکورین قبل کلا الفریقین وکون المذکور ہہنا یہود لان کثیرا من الیہود فرد من کثیر من المجموع ۴۵ قولہ فی عہدنا تمام پیغمبرون آلخ کما ہو مذکور صریحا فی قولہ آمنتم برسلی وعزرتموہم ۵۵ قولہ فی فریقا کذبوا مخالفت اشارۃ الی حذف الجواب ای ناصبوا واستکبروا الذی ہو مذکور صریحا فی نظیرہا لان المذکور لا یصلح ان یکون جوابا لان الرسول الواحد لا یکون فریقین الا من الکثیر فیلزم ان یقال ان الرسول الواحد وان لم یکن فریقین لکن تو ارکلما یدل علی کثرۃ الرسل یصح کونہم فریقین ۱۲ ۶۵ قولہ فی فتنۃ سزا لما فی القاموس الفتنۃ العذاب ۱۲ ۷۵ قولہ

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۖ وَقَالَ الْمَسِيحُ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ ۖ إِنَّهُ

بیشک وہ لوگ کافر ہو چکے جنہوں نے یہ کہا کہ اللہ عین مسیح ابن مریم ہے حالانکہ مسیح نے خود فرمایا تھا کہ اے بنی اسرائیل تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے بیشک

مَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ ۖ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ ۝ لَّقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ

جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک قرار دیگا سو اس پر اللہ تعالیٰ جنت کو حرام کر دیگا اور اسکا ٹھکانا دوزخ ہے اور ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا بلا شبہ وہ لوگ بھی کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ

ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ إِلَٰهٍ إِلَّا إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۚ وَإِن لَّمْ يَنتَهُوا عَمَّا يَقُولُونَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝

تین میں کا ایک ہے حالانکہ بجز ایک معبود کے اور کوئی معبود نہیں اور اگر یہ لوگ اپنے ان اقوال سے باز نہ آئے تو جو لوگ انمیں کافر رہیں گے ان پر دردناک عذاب واقع ہوگا۔ کیا پھر بھی خدا تعالیٰ

أَفَلَا يَتُوبُونَ إِلَى اللَّهِ وَيَسْتَغْفِرُونَهُ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ مَّا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ

کے سامنے توبہ نہیں کرتے اور اس سے معافی نہیں چاہتے حالانکہ اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت کرنیوالے بڑی رحمت فرمانیوالے ہیں مسیح ابن مریم کچھ بھی نہیں صرف ایک پیغمبر ہیں جن سے پہلے اور بھی پیغمبر گذر چکے ہیں اور

وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ ۖ كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ ۗ انظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْآيَاتِ ثُمَّ انظُرْ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ۝

انکی والدہ ایک ولی بی بی ہیں دونوں کھانا کھایا کرتے تھے دیکھیے تو ہم کیونکر دلائل ان سے بیان کر رہے ہیں پھر دیکھیے وہ الٹے کدھر جا رہے ہیں

ان کا خلاف ہوا ہونا تو اعتقاد کے اعتبار سے بھی ممکن ہے اور جو رسل صرف احکام توریت کی بعینہا تعلیم کرتے تھے انکا خلاف ہونا باعتبار ناگواری عمل کے تھا جیسا اب نکاح بیوہ کا حال ہے اور یہ سزائیں ہر زمانہ میں جدا ہوتی رہیں کبھی طاعون کبھی قتل کبھی ذلت و قید کبھی مسخ وغیرہ جیسا آیات و روایات میں مذکور اور مشہور ہے **ربط** آیت بالا کی تمہید میں مذکور ہو چکا **عود بذکر نصاری و ابطال عقیدہ شان** لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۖ وَقَالَ الْمَسِيحُ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ ۖ إِنَّهُ مَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ ۖ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ ۝ لَّقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ إِلَٰهٍ إِلَّا إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۚ وَإِن لَّمْ يَنتَهُوا عَمَّا يَقُولُونَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ أَفَلَا يَتُوبُونَ إِلَى اللَّهِ وَيَسْتَغْفِرُونَهُ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ بیشک وہ لوگ کافر ہو چکے جنہوں نے یہ کہا کہ اللہ عین مسیح ابن مریم ہے (یعنی دونوں میں اتحاد ہے) حالانکہ (حضرت) مسیح نے خود فرمایا تھا کہ اے بنی اسرائیل تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے (اور اس قول میں اپنے مربوب اور بندہ ہونیکی تصریح ہے پھر انکو الٰہ کہنا وہی بات ہے مدعی سست گواہ چست) بیشک جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ (کسیکو الوہیت و خواص الوہیت میں) شریک قرار دیگا سو اس پر اللہ تعالیٰ جنت کو حرام کر دیگا اور اسکا ٹھکانا (ہمیشہ کیلیے) دوزخ ہے اور ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا (کہ دوزخ سے بچا کر جنت میں پہونچا سکے اور جیسی عقیدہ اتحاد کفر ہے اسیطرح عقیدہ تثلیث بھی کفر ہے پس) بلا شبہ وہ لوگ بھی کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تین (معبودوں) میں کا ایک ہے حالانکہ بجز ایک معبود (حق) کے اور کوئی معبود (حق) نہیں (نہ دو اور نہ تین جب یہ عقیدہ بھی کفر و شرک ہے تو انہ من یشرک الخ میں جو سزا مذکور ہے وہ اس پر بھی مرتب ہوگی) اور اگر یہ (دونوں عقیدہ کے) لوگ اپنے ان اقوال (کفریہ) سے باز نہ آئے تو (سمجھ رکھیں کہ) جو لوگ انمیں کافر رہیں گے ان پر (آخرت میں) دردناک عذاب واقع ہوگا کیا (ان مضامین توحید و عید کو سن کر) پھر بھی (اپنے ان عقائد و اقوال سے) خدا تعالیٰ کے سامنے توبہ نہیں کرتے اور اس سے معافی نہیں چاہتے حالانکہ اللہ تعالیٰ (جب کوئی توبہ کرتا ہے تو) بڑی مغفرت کرنیوالے (اور) بڑی رحمت فرمانیوالے ہیں **ف** پارہ سوم کے تیسرے رکوع آیہ ومن الذین قالوا انا نصاری کی تفسیر میں ان عقیدوں کے فرقوں کی تعیین گذر چکی ہے اور جملہ انہ من یشرک اور ما للظلمین میں دو احتمال ہیں یا تو کلام عیسوی کا تتمہ ہو اور اناجیل موجودہ میں منقول نہو یا بقول حقانی محفوظ نرہا ہو یا اللہ تعالیٰ کا کلام ہو جو بقول حقانی انجیل کے بھی دوسرے مواضع سے ثابت ہے **ربط** اوپر الوہیۃ مسیحیہ کا ابطال مضمون عام سے بیان فرمایا تھا آگے ایک خاص دلیل سے فرماتے ہیں **دلیل ابطال الوہیت مسیح** مَّا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ ۖ كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ ۗ انظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْآيَاتِ ثُمَّ انظُرْ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ۝

ملحقات الترجمۃ

۱؎ قولہ فے قال المسیح وما من الٰہ و واللہ غفور رحیم حالانکہ صرح بکون ہذہ الجمل حالیۃ فی الروح ۱۲ ۲؎ قولہ فے ثالث ایک کما فے روح المعانی و معنی ذلک احد تلک الاعداد لا الثالث والرابع خاصۃ ۱۲ ۳؎ قولہ بعد الٰہ واحد جب یہ عقیدہ الی قولہ دونوں عقیدے کے لوگ اشارۃ الی ان قولہ وان لم ینتہوا الخ راجع الی التقریر لکونہا قیدا والیہ علی ہذا التقدیر یکون الوعید السابق مغنیا من ذکر مثلہ مع تقول الآخر لاختراک العلۃ ۱۲ ۴؎ قولہ فے کفروا کافر رہیں گے نقلا فی الکبیر عن الزجاج فمن تبعیضیۃ للسوء من تاب ولمن منہم ۱۲ ۵؎ قولہ فے افلا یتوبون کیا الی قولہ کنکرا شارۃ الی کون الفاء العاطفۃ علی مقدر یقتضیہ المقام ای الیسمعون ہذہ الشہادات المکررۃ و تشدید [illegible] المتفرقۃ فلا یتوبون عقیب ذلک کذا فی الروح ۱۲

اللغات التوبۃ من افعال القلب فی الاصل والاستغفار من افعال اللسان وبہذا ظہر وجہ الجمع بینہما فنسبۃ الاستغفار الی التوبۃ نسبۃ الاقرار الی التصدیق فکلاہما واجب ۱۲ **البلاغۃ قولہ** حرم اللہ علیہ الجنۃ التحریم مجاز عن المنع وہو تحریم تکوینی لا تشریعی ۔ **قولہ** ما المسیح ابن مریم الخ فی الروح قیل وتقدیم ما لہما من صفات الکمال وتاخیر ما لافراد جنسہما من نقائص البشریۃ لئلا توحش المفاجاۃ بذلک ففی ذلک استنزال لہم لطرق ۔

قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ۭ وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ

آپ فرمایئے کیا خدا کے سوا ایسے کی عبادت کرتے ہو جو کہ تمکو نہ کوئی ضرر پہونچانیکا اختیار رکھتا ہو اور نہ نفع پہونچانیکا حالانکہ اللہ تعالیٰ سب سنتے ہیں سب جانتے ہیں آپ فرمائیے کہ اے اہل کتاب تم اپنے دین

غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوْٓا اَهْوَاۗءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَاۗءِ السَّبِيْلِ ۝ لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ

میں ناحق کا غلو مت کرو اور اُن لوگوں کے خیالات پر مت چلو جو پہلے خود بھی غلطی میں پڑ چکے ہیں اور بہتوں کو غلطی میں ڈال چکے ہیں اور وہ لوگ راہ راست سے دور ہو گئے تھے۔ بنی اسرائیل میں جو لوگ کافر

عَلٰي لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۭ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۝ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ۭ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝

تھے اُنپر لعنت کی گئی تھی داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبان سے یہ لعنت اس سبب سے ہوئی کہ انہوں نے حکم کی مخالفت کی اور حد سے نکل گئے جو برا کام انہوں نے کر رکھا تھا اس سے باز نہ آتے تھے واقعی انکا فعل بیشک برا تھا

(حضرت) مسیح بن مریم (میں نعوذ باللہ خدا یا جزو خدا) کچھ بھی نہیں صرف ایک پیغمبر ہیں جن سے پہلے اور بھی پیغمبر (اہل معجزات) گذر چکے ہیں (جنکو عیسائی الٰہ نہیں مانتے) پس اگر پیغمبری یا خرق عادت دلیل الوہیت ہی تو سب کو الٰہ ماننا چاہیے اور اگر دلیل الوہیت نہیں تو حضرت مسیح کو کیوں الٰہ کہا جاوے غرض جب اوروں کو الٰہ نہیں کہتے تو عیسیٰ علیہ السلام کو بھی مت کہو (اور اسیطرح) انکی والدہ (بھی الٰہ یا جزو الٰہ نہیں بلکہ وہ) ایک ولی بی بی ہیں (جیسی ولیہ بیبیاں بھی ہوئی) ہیں اور دونوں حضرات کے الٰہ نہونے کے دلائل میں سے ایک سہل دلیل یہ ہے کہ) دونوں (حضرات) کھانا کھایا کرتے تھے (اور جو شخص کھانا کھاتا ہے وہ اسکا محتاج ہوتا ہے خواہ تغذی میں یا تلذذ میں وغیرہ کھانا کھانا خواص مادیات سے ہے اور احتیاج اور مادیت خواص امکان سے ہے اور امکان منافی وجوب ہے اور وجوب لوازم الوہیت سے ہے جب وجوب منتفی ہوگا الوہیت باطل ہو جاوے گی) دیکھیے تو سہی ہم کیونکر اوصاف صاف) دلائل اُنسے بیان کر رہے ہیں پھر دیکھیے وہ اُلٹے کدھر جا رہے ہیں **ف** یہ دلیل باعتبار استدلال بالمادیت کے روح القدس کے ابطال الوہیت کیلیے بھی کافی ہے کیونکہ انکا آنا جانا چلنا پھرنا یہ سب امور کہ خواص مادہ سے ہیں مسلم ہیں اور مادیت سے امکان اور اُس سے بطلان الوہیت ظاہر ہے اسلیے بالاستقلال اُسکا ذکر ضروری نہوا اور چونکہ ان لوگوں سے ان ہی میں کلام تھا اسلیے غیر مادیات کے متعلق استدلال کا ذکر بھی یہاں ضروری نہتھا **ربط** اوپر الوہیت مسیح کا ابطال فرمایا تھا آگے قائلین الوہیت کو توبیخ فرماتے ہیں **توبیخ قائلین الوہیت مسیح** قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ۭ وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (آپ ان سے) فرمایئے کیا خدا کے سوا ایسی (مخلوق) کی عبادت کرتے ہو جو نہ تمکو کوئی ضرر پہونچانیکا اختیار رکھتا ہو اور نہ نفع پہونچانیکا (اختیار رکھتا ہو اور عجز خود منافی الوہیت ہے) حالانکہ اللہ تعالیٰ سب سنتے ہیں سب جانتے ہیں (پھر بھی تم خدا سے نہیں ڈرتے اور اپنے کفر و شرک سے باز نہیں آتے) **ف** یا تو یہ نصاریٰ مذکورین عیسیٰ علیہ السلام کی پرستش بھی کرتے ہوں یا یہ کہ عبادت میں سب سے بڑا درجہ اعتقاد الوہیت کا ہے جب وہ معتقد الوہیت عیسویہ ہو تو یقیناً انکی عبادت کی **ربط** اوپر نصاریٰ کے عقائد باطلہ کا ابطال تھا چونکہ ایسے عقائد میں اکثر لوگوں کی عادت ہے کہ اپنے اسلاف کے طریقہ سے تمسک کیا کرتے ہیں اسلیے آگے ان لوگوں کو اس سے منع فرماتے ہیں **نہی نصاریٰ از اتباع اسلاف در خلاف حق** قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوْٓا اَهْوَاۗءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَاۗءِ السَّبِيْلِ ۝ آپ (ان نصاریٰ سے) فرمایئے کہ اے اہل کتاب تم اپنے دین (کے مقدمہ) میں ناحق کا غلو اور افراط مت کرو اور اس (افراط کے باب) میں اُن لوگوں کے خیالات (یعنی بے سند باتوں) پر مت چلو جو (اس وقت سے) پہلے خود بھی غلطی میں پڑ چکے ہیں اور (اپنے ساتھ اور) بہتوں کو (لیکر ڈوبے ہیں اور) غلطی میں ڈال چکے ہیں اور (وہ انکی غلطی اسوجہ سے نہیں ہوئی کہ حق مفقود ہو گیا ہو اُسکا پتہ نہ لگتا ہو بلکہ، وہ لوگ راہ راست (کے ہوتے ہوئے قصداً اس) سے دور (اور علیحدہ) ہو گئے تھے (یعنی جب انکی غلطی دلائل سے ثابت ہو گئی پھر انکا اتباع کیوں نہیں چھوڑتے) **ربط** اوپر ذکر نصاریٰ سے پہلے جیسے یہود کا ذکر تھا آگے پھر یہود کا ذکر ہے اور اس ذکر کے ختم پر یہود کی شدت تعصب کے مقابلہ میں نصاریٰ کا عموماً قلیل التعصب ہونا اور انہیں سے ایک خاص گروہ کا مسلمانوں کی جماعت کا حق کا منقاد للحق ہونا بیان فرما کر اس بحث کو اس مقام پر ختم کر کے دوسرے احکام مختلفہ ارشاد فرماتے ہیں پھر کچھ بقیہ کلام مع النصاریٰ کا آخر سورت میں لاوینگے **ذکر یہود ماضیین** لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ عَلٰي لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۭ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۝ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ۭ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝ بنی اسرائیل میں جو لوگ کافر تھے اُنپر (اللہ تعالیٰ کیطرف سے سخت) لعنت کی گئی تھی (زبور اور انجیل میں جسکا ظہور حضرت) داؤد (علیہ السلام) اور (حضرت) عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) کی زبان سے (ہوا یعنی زبور اور انجیل میں کافروں پر لعنت لکھی تھی

تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ۝ وَلَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ

آپ انمین بہت آدمی دیکھینگے کہ کافرون سے دوستی کرتے ہین جو کام انہون نے آگے کے لیے کیا ہے وہ بیشک برا ہے کہ اللہ تعالیٰ انپر ناخوش ہوا اور یہ لوگ عذاب مین قائم رہینگے اور اگر یہ لوگ اللہ پر ایمان رکھتے

وَالنَّبِيِّ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَاۗءَ وَلٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ

اور پیغمبر پر اور اُس کتاب پر جو انکے پاس بھیجی گئی تھی تو انکو کبھی دوست نہ بناتے لیکن انمین زیادہ تر لوگ ایمان سے خارج ہی ہین تمام آدمیون سے زیادہ مسلمانون سے عداوت رکھنے والے آپ ان یہود اور ان مشرکین

اَشْرَكُوْا ۚ وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝

کو پاوینگے اور انمین مسلمانون کے ساتھ دوستی رکھنے کے قریب تر ان لوگون کو پاوینگا جو اپنے کو نصاریٰ کہتے ہین یہ اس سبب سے ہے کہ انمین بہت علم دوست عالم ہین اور بہت سے تارک دنیا درویش ہین اور اس سبب سے ہے کہ یہ لوگ متکبر نہین

جب قرآن مجید مین کہی ہے فلعنۃ اللہ علی الکفرین چونکہ یہ کتابین حضرت داؤد و حضرت عیسیٰ علیہما السلام پر نازل ہوئین اسلیے یہ مضمون انکی زبان سے ظاہر ہوا اور یہ لعنت اس سبب سے ہوئی کہ انھون نے حکم کی (اعتقادی) مخالفت کی (جو کہ کفر ہے) اور (اس مخالفت مین) حد سے (بہت دور) نکل گئے (یعنی کفر بھی شدید تھا اور شدید کیساتھ مدید بھی تھا یعنی) اُسپر استمرار رکھا چنانچہ) جو برا کام (یعنی کفر) انہون نے (اختیار) کر رکھا تھا اُس سے (آیندہ کو) باز نہ آتے تھے (بلکہ اُسپر مصر تھے پس انکے لئے شدید اور مدید کے سبب انپر شدید لعنت ہوئی) واقعی ان کا (یہ) فعل (مذکور یعنی کفر جو کہ شدید اور مدید ہے) بیشک برا تھا (کا اسپر یہ سزا مرتب ہوئی) ربط اسلاف یہود کا ذکر تھا آگے اُن کے اخلاف موجودین کا ذکر ہے اور اُسکی تقدیم مین علاوہ ترتیب وجودی کے یہ بھی فائدہ ہے کہ انمین تسلی دینا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ آپ ان لوگون کی مخالفت کا غم نہ کیجیے اس قوم کا شیوہ مدت سے ایسا ہی چلا آتا ہے **ذکر یہود حاضرین** تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ۝ وَلَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَاۗءَ وَلٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ آپ ان (یہود) مین بہت آدمی دیکھینگے کہ (مشرکین) کافرون سے دوستی کرتے ہین (چنانچہ یہود مدینہ اور مشرکین مکہ مین مسلمانون کی عداوت کے علاقہ سے جسکو منشا تناسب فی الکفر تھا باہم خوب سازگاری تھی) جو کام انہون نے آگے بھگتنے کے لیے کیا ہے (یعنی کفر جو سبب تھا دوستی کفار اور عداوت مومنین کا) وہ بیشک برا ہے (کہ اُسکے سبب) اللہ تعالیٰ انپر (دوام کے لیے) ناخوش ہوا اور (اس ناخوشی دائمی کا ثمرہ یہ ہوگا کہ) یہ لوگ عذاب مین دائم رہینگے اور اگر یہ (یہودی) لوگ اللہ پر ایمان رکھتے اور پیغمبر (یعنی موسیٰ علیہ السلام) پر (ایمان رکھتے جسکا انکو دعویٰ ہے) اور اُس کتاب پر (ایمان رکھتے) جو اُن (پیغمبر) کے پاس بھیجی گئی تھی (یعنی توریت) تو ان (مشرکین) کو اس طرح) کبھی دوست نہ بناتے (کہ ایک نبی ثابت النبوۃ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفر کرکے اس کفر اور اسکے آثار یعنی عداوت اہل اسلام کی مناسبت سے مشرکین سے تعلق رکھیں کیونکہ ظاہر ہے کہ جب ایک نبی کا بھی انکار کیا تو اللہ تعالیٰ اور سب انبیاء اور کتب الٰہیہ کے ساتھ کفر ہوگیا) لیکن انمین زیادہ لوگ (دائرہ) ایمان سے خارج ہی ہین (اسلیے اتخاذ ولایت کفار بالمعنی المذکور انسے سرزد ہو رہی ہے **ف** الذین کفروا دونون جگہ مصداق ایک ہی ہے یعنی غیر مومن اور یہ قید اخراج مومنین کے لیے جیسا کئی بار گذر چکا **ربط** اور یہود کا مشرکین سے دوستی رکھنا مذکور تھا آگے انکا مشرکین کے مسلمانون سے عداوت رکھنا کہ وہی اصل مین سبب ہے اُس دوستی کا اور سبب ہے کفر کا مذکور ہے اور جیسا یہ مضمون ہے انصاف و عدل رکھنا قرآن مجید کے لوازم ذاتیہ سے ہے اُسی بنا پر ایک خاص جماعت نصاریٰ مین بہ نسبت ان یہود کے تعصب کا کم ہونا اور اُن نصاریٰ مین جنہون نے حق کو قبول کر لیا تھا انکا مستحق تحسین بنا و حسن جزا ہونا مذکور ہے اور یہ خاص جماعت حبشہ کے نصاریٰ ہین جنہون نے مسلمانون کو جبکہ ہجرت مدینہ کے قبل وہ اپنا وطن مکہ چھوڑ کر حبشہ چلے گئے تھے کچھ تکلیف نہین دی اور جو اور نصاریٰ ایسا ہی ہو وہ بھی حکماً اُن ہی مین داخل ہے اور انمین سے جنہون نے حق قبول کر لیا تھا وہ نجاشی بادشاہ اور انکے مصاحبین ہین کہ حبشہ مین بھی قرآن سنکر روئے اور مسلمان ہو گئے پھر بیس آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک مین حاضر ہوئے اور قرآن سنکر روئے اور اسلام قبول کیا اس موقع پر آیت کا نزول ہوا تھا **ذکر شدت تعصب در یہود و مشرکین و قلت او در بعض نصاریٰ** لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ

البلاغۃ فی الروح والمسائل عز وجل ما بہ التفاوت بین الفریقین شیئا واحدا فقد تفاوتا فیہ بالشدۃ والضعف او بالقرب والبعد بان یقال آخرا و لتجدن اضعفہم عداوۃ او بان یقال اولا لتجدن ابعد الناس مودۃ للذین الخ بمال تباین ما بین الفریقین من التفاوت بیان ان احدہما فی اقصی مراتب احد النقیضین والآخر فی اقرب مراتب النقیض الآخر اھ **الروایات** فی اللباب اخرج ابن ابی حاتم من سعید بن المسیب و ابی بکر بن عبد الرحمن و عروۃ بن الزبیر قالوا بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمرو بن امیۃ الضمری و کتب معہ کتابا الی النجاشی فقدم علی النجاشی فقرأ کتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم دعا جعفر بن ابی طالب والمہاجرین معہ وارسل الی الرہبان والقسیسین ثم امر جعفر بن ابی طالب فقرأ علیہم سورۃ مریم فآمنوا بالقرآن وفاضت اعینہم من الدمع فہم الذین انزل اللہ فیہم ولتجدن اقربہم مودۃ الی قولہ فاکتبنا مع الشاہدین وعند ابن ابی حاتم عن سعید

(غیر مومنین میں) تمام آدمیوں سے زیادہ مسلمانوں سے عداوت رکھنے والے آپ ان یہود اور ان مشرکین کو پاویں گے اور اُن (غیر مومن آدمیوں) میں مسلمانوں کے ساتھ دوستی رکھنے کے قریب تر (بہ نسبت اوروں کے) اُن لوگوں کو پاویگا جو اپنے کو نصاریٰ کہتے ہیں (قریب تر کا یہ مطلب کہ دوست تو وہ بھی نہیں مگر دوسرے مذکورین سے غنیمت ہیں) یہ (دوستی سے قریب تر ہونا اور عداوت میں کم ہونا) اس سبب سے ہے کہ ان (نصاریٰ) میں بہت سے علم دوست عالم ہیں اور بہت سے تارک دنیا درویش ہیں (اور جب کسی قوم میں ایسے لوگ بکثرت ہوتے ہیں تو عوام میں بھی حق کے ساتھ زیادہ عناد نہیں رہتا اگرچہ یہ خواص و عوام حق کو قبول نہ بھی کریں) اور اس سبب سے ہے کہ یہ (نصاریٰ) لوگ متکبر نہیں ہیں (قسیسین و رہبان سے جلدی متاثر ہوجاتے ہیں اور نیز تواضع کا خاصہ ہے امر حق کے سامنے نرم ہو جانا اسلیے انکو عداوت زیادہ نہیں پس جو قسیسین و رہبان اشارہ ہے علت فاعلی کیطرف اور عدم استکبار قابلیت کیطرف بخلاف یہود و مشرکین کے کہ محب دنیا اور متکبر ہیں اور یہود میں بھی بعض علما حقانی تھے جو مسلمان ہوگئے تھے لیکن بوجہ انکی قلت عوام میں اثر نہیں پہونچا اسلیے انمین عناد ہے جو سبب ہو جاتا ہے شدت عداوت کا اسی لیے یہود تو مومن بہی کم ہوے اور مشرکین میں سے جب عناد نکل گیا تب مومن ہونا شروع ہوئے۔ ف آیت کی تقریر تفسیر سے معلوم ہو لیا ہو گا کہ یہ تمام ازمنہ و امکنہ کے نصاریٰ کے بابمین نہیں ہے اور اس پر بعض دلائل اور بعض قرائن ہیں **دلیل اول** اس قرب مودت کا سبب ایک یہ فرمایا کہ انمین ایسے ایسے اوصاف کے عالم اور درویش ہیں اور ہم اس سبب کو عام نہیں پاتے **دلیل دوم** اسکا دوسرا سبب یہ فرمایا کہ ان مین تکبر نہیں ہم اسکو بھی عام نہیں پاتے **دلیل سوم** یہاں قرب مودت للمومنین کی خبر دی ہے خود اسکا وقوع بھی عام نہیں پایا جاتا اور صدق لوازم کلام الٰہی سے ہے پس معلوم ہوا کہ جو نصاریٰ اُن اوصاف سے جو کہ سبب اور سبب میں مذکور ہیں موصوف ہوں وہی مراد ہیں پس بعض اہل تعلق کا دنیوی غرض سے انمین عموم مطلق کا دعوی کرنا محض ہوا پرستی ہے **قرینہ اول** سبب نزول خاص ہے جیسا حاشیہ میں مذکور ہوا **قرینہ ثانی** قالوا ماضی کا صیغہ ہے پس جس سے متاخر زمانہ میں یا انتساب صادر ہوگا وہ خارج رہیں گے **قرینہ ثالث** لتجدن میں اصل یہ ہے کہ خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہو پس دوسرے اعصار کو شامل نہیں اب انکو جواب ہے اسکے قائل ہوگی ضرورت نہیں رہی کہ آیت کو خاص نومسلم نصاریٰ کے ساتھ مخصوص کیا جاوے گو بہت مفسرین اسکے قائل ہیں اور دو شاہد اسکی تائید بھی کرتے ہیں **شاہد اول** سبب نزول **شاہد دوم** واذا سمعوا کا یقیناً خاص اسلام لانیوالوں کی شان میں ہونا اور اسمین ضمیر کا ماقبل کیطرف راجع ہونا اور راجع اور مرجع متحد ہونا لیکن ظاہراً قرائن سے اتنا خصوص بھی معلوم نہیں ہوتا اور صاحب روح المعانی نے بھی خصوص نہیں لیا **قرینہ اول** انکو مودت میں اقرب فرمایا ہے اور جو مسلمان ہوگئے تھے وہ تو قرب مودت سے متجاوز ہو کر خود مودت بلکہ شدت مودت کے ساتھ موصوف ہو گئے تھے **قرینہ دوم** ان نومسلمون کی دوستی کی اصل علت ایمان ہے نہ کہ اخلاق ترک دنیا و حب علم و تواضع پھر ترک دنیا کو عنوان رہبانیت سے تعبیر فرمایا ہے کہ شریعت محمدیہ میں غیر محمود ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم نصاریٰ نصرانیت ہی کی حالت میں فرمایا گیا ہے پس آیت میں نہ مطلقاً عموم ہے اور نہ مطلقاً خصوص اور شان نزول عموم من وجہ کو مضر نہیں کیونکہ ایک جزو اسکا یعنی ذلک بان منہم الخ باعتبار حالت نصرانیت کے ہو سکتا ہے اور دوسرا جزو یعنی واذا سمعوا الخ باعتبار حالت اسلام کے اور واذا سمعوا کی ضمیر قبل کی طرف باعتبار بعض کے راجع ہو سکتی ہے جیسا کہ کبیر میں ہے پس اس سے شاہدین مذکورین کا جواب ہو گیا اور یہاں مفسرین نے دو فائدے لکھے ہیں **فائدہ اول** اخلاق حمیدہ کسی قوم میں بھی ہوں حمیدہ ہیں **فائدہ دوم** نصاریٰ کا کفر ذات و صفات میں ہے کہ تثلیث کے قائل ہیں اور اکثر یہود کا بنات کے ساتھ صرف بعض نے ابنیت عزیر علیہ السلام کو بھی ابن اللہ کہا تھا وہ پہلا کفر اشد ہے دوسرے کفر سے لیکن اخلاق کے تفاوت نے ثانی پر زیادہ ملامت کی ہے یہاں سے فرق مبتدع اہل اسلام میں اس تفاوت کا حال سمجھنا چاہیے اور یہاں دو تنبیہ ہیں **تنبیہ اول** یہاں نصاریٰ کی مدح نہیں بلکہ انصاف ہے اور اخلاق کی فی نفسہا مدح **تنبیہ دوم** اخلاق میں رہبانیت کی مدح باعتبار اوسکی جمیع خصوصیات کے نہیں بلکہ صرف اوسکے ایک جز یعنی ترک حب دنیا کے اعتبار سے اور احقر نے جو آیت کی تقریر ربط میں لفظ عدل و انصاف اور اقرب کے ترجمہ میں لفظ نسبت ظاہر کر دیا ہے اس سے دو امر رفع اشکال حاصل ہو گئے **امر اول** مفصود آیت میں مدح نصاریٰ کی نہیں بلکہ تقریر میں انصاف ہے جیسا ابھی تنبیہ اول میں ذکر کیا گیا **امر دوم** مفصود آیت میں مودت کا قرب کامل نہیں بلکہ قرب اضافی ہے اور یہاں دو نکتے دو تحقیقوں کو مفید ہیں **نکتہ اول** الذین اشرکوا کو ماضی لائے اس سے یہ فائدہ ہے کہ تمام ازمنہ و امکنہ کے مشرکین پر یہ حکم جاری ہونا ضروری نہیں **نکتہ دوم** الذین قالوا کو ماضی لائے قرینہ ثانیہ میں اسکو بھی یہی فائدہ گذر چکا پس اگر کسی جگہ پرانے طرز کے ہندو بہ نسبت عیسائیوں کے مسلمانوں سے زیادہ الفت رکھنے والے پائے جاویں تو قرآن اسکی نفی نہیں کرتا اور یہود اول تو ابتک الفت

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ قسیسین عالم دوست دفی رہبانا تارک دنیا ماخوذ مافی الروح بالفضۃ فی مجمع البیان نقلا عن بعضہم ان النصاری ضیعت الانجیل وادخلوا فیہ مالیس منہ وبقی من علمائہم واحد علی الحق والاستقامۃ فقال لہ قسیس فمن کان علی ہدیہ و دینہ فہو قسیس وہو لغۃ رومیۃ وقد تکلمت بالعرب فجرہ مجری سائر کلامہم والرہبان اصلہ من الرہبۃ المخوف کانوا یترہبون بالتخلی من اشغال الدنیا وترک ملاذہا والزہد فیہا والعزلۃ عن اہلہا اھ قلت واخذت فی معنے القسیس بالحاصل لان من کان کذا فہو لابد ان یحب العلم ولو لم یکن علی الحق کما کان باکثرہم کذلک فانسخ فی اطلاق القسیس

لہ قولہ ہیں کہ بہت سی الروح التنکیر فی رہبانا للافادۃ الکثرۃ ولابد من اعتبارہا فی القسیسین اذ ہی التی تدل علی مودۃ جنس النصاری للمومنین فان اتصاف افراد کثیرۃ من جنس بخصلۃ مظنۃ لاتصاف الجنس بہا والا فمن الیہود ایضا قوم مہتدون الا انہم لم یکونوا فی الکثرۃ کالذین من النصاری لم یتعد حکمہم الی جنس الیہود آہ وفی حدیث لو آمن بی عشرۃ من الیہود اشارۃ الیہ ۱۲

لہ قولہ فی آخر الترجمۃ محب دنیا دل قولہ تعالی ولتجدنہم احرص الناس علی حیوۃ و تکبرہم مشہور ۱۲

لہ قولہ فی ف فائدہ اول اخلاق حمیدہ الخ وہذا القول ایضا قرینۃ لارادۃ العموم من وجہ فی الآیۃ و عدم ارادۃ خصوص المسلمین منہم ۱۲

وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا
اور جب وہ اسکو سنتے ہین جو کہ رسول کیطرف بھیجا گیا ہے تو آپ اُن کی آنکھین آنسو سے بہتی ہوئی دیکھتے ہین اس سبب سے کہ انھون نے

مِنَ الْحَقِّ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ وَنَطْمَعُ
حق کو پہچان لیا یون کہتے ہین کہ اے ہمارے رب ہم مسلمان ہوگئے تو ہمکو بھی اُن لوگون کے ساتھ لکھ لیجیے جو تصدیق کرتے ہین اور ہمارے پاس کونسا عذر ہے کہ ہم اللہ تعالی

اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ۝ فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا
پر اور جو حق ہمکو پہونچا ہے اُسپر ایمان نہ لاوین اور اسبات کی امید رکھین کہ ہمارا رب ہمکو نیک لوگون کی معیت مین داخل کردیگا سو انکو اللہ تعالی انکے قول کی پاداش مین ایسے باغ دیگا

ع ۹ / ۱

وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝
جسکے نیچے نہرین جاری ہونگی یہ اُنمین ہمیشہ ہمیشہ کو رہین گے اور نیکو کارونکی یہی پاداش ہے اور جو لوگ کافر رہے اور ہماری آیات کو جھوٹا کہتے رہے وہ لوگ دوزخ والے ہین

کرنے والے سنے نہین گئے لیکن اگر کہین پائے جاوین تو الیہود مین الف لام عہد کا ہو سکتا ہی چنانچہ ترجمہ مین لفظ ان اس طرف شیر ہے اور یا یون کہا جاسکتا ہی کہ کسی قوم پر کوئی حکم باعتبار اکثر کے ہوتا ہی معدودے چند کا اُس حکم سے خارج ہونا موجب تخلف حکم نہین اور دو تحقیقین قرب مودت کی متعلق اور ہین **تحقیق اول** یہہ حکم مذکور قرب مودت کا نصاری کے حق مین ہے اور جو قوم واقع مین نصاری ہی ہو گو عام لوگ بعض اوضاع و مشابہات کے وجہہ سے اونکو نصاری کہتے ہین آیت مین انکے لئے یہہ حکم مذکور نہین **تحقیق دوم** یہان نصاری کے لیے مسلمانون سے قرب مودت کی خبر دی ہی یہہ نہین کہ مسلمانون کے لیے نصاری سے مودت کی اجازت دی ہو وفقہ بہا بہا اللہ تعالی لتفسیر ہذہ الآیۃ مع فوائد تتعلق بہا تتعلق بتفسیر ہا بجمیع تقریرہ و امنعہ واحسن بیان و اتقن تبیین عینتہ تحبۃ المروۃ فی تفسیر آیۃ المودۃ **ربط** اوپر نصاری کے ایک خاص صفات کے جماعت کا ذکر تھا آگے اونکا ذکر ہی جو اونمین مسلمان ہوگئے تھے **مدح نومسلمان نصاری** وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ ۙ وَنَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ۝ فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝ اور بعضے اُنمین جو کہ آخر مین مسلمان ہوگئے ایسے ہین کہ جب وہ اس (کلام) کو سنتے ہین جو کہ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کیطرف بھیجا گیا ہی (یعنی قرآن) تو آپ اُنکی آنکھین آنسو سے بہتی ہوئی دیکھتے ہین اس سبب سے کہ اُنہون نے (دین) حق (یعنی اسلام) کو پہچان لیا (مطلب یہ کہ حق کو سنکر متأثر ہوتے ہین اور یہ) یون کہتے ہین کہ اے ہمارے رب ہم مسلمان ہوگئے تو ہمکو بھی اون لوگون کے ساتھ لکھ لیجیے (یعنی انمین شمار کیجیے) جو (محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کے حق ہونے کی) تصدیق کرتے ہین اور ہمارے پاس کونسا عذر ہے کہ ہم اللہ تعالی پر (حسب تعلیم شریعت محمدیہ) اور جو (دین) حق ہمکو (اب) پہونچا ہی اُس پر ایمان نہ لاوین اور (پھر) اس بات کی امید (بھی) رکھین کہ ہمارا رب ہمکو نیک (مقبول) لوگون کی معیت مین داخل کردیگا (بلکہ یہ امید موقوف اسلام پر ہے اسلیے مسلمان ہونا ضروری ہی) سو ان (لوگون) کو اللہ تعالی ان کے (اس) قول (مع الاعتقاد) کی پاداش مین ایسے باغ (بہشت کے) دینگے جن کے (محلات کی) نیچے نہرین جاری ہونگی (اور) یہ انمین ہمیشہ ہمیشہ کو رہین گے اور نیکو کارونکی یہی پاداش ہی اور (برخلاف انکے) جو لوگ کافر رہے اور ہماری آیات (واحکام) کو جھوٹا کہتے رہے وہ لوگ دوزخ (والے) ہین

البلاغة قوله تفیض فے الروح عن الانتصاف ان ہذہ العبارة ابلغ العبارات وہی ثلث مراتب فالاولی فاض دمع عینہ وہذا ہو الاصل والثانیة محولة من ہذہ وہی فاضت عینہ دمعا فانہ قد حول فیہا الفعل الی العین مجازا ومبالغة ثم نبہ علی الاصل والحقیقة بنصب ماکان فاعلا علی التمییز والثالثة مافی النظم الکریم وفیہا التحویل المذکور الا انہا ابلغ من الثانیة باطراح التنبیہ علی الاصل وعدم نصب التمییز وابرازہ فی صورة التعلیل ۱۲ قوله مالنا لانؤمن فی الروح بعد نقلہ عنہ من ترکیبہ کہذا الانکار متوجہ الی السبب والمسبب جمیعا کما فی قولہ تعالی ومالی لا اعبد الذی فطرنی ونظائرہ لا الی السبب فقط مع تحقق المسبب کما فی قولہ تعالی فما لہم لا یؤمنون ونظائرہ ۱۲ قوله قالوا فی الروح ان القول اذا لم یقید یخلو عن الاعتقاد یکون المراد بہ المقارن لہ کما اذا قیل ہذا قول فلان لان القول انما یصدر عن صاحبہ لافادة الاعتقاد وقیل ان القول ہہنا مجاز عن الرای والاعتقاد کما یقال ہذا قول الامام الاعظم رض ای ہذا مذہبہ واعتقادہ ۱۲ قوله کذبوا فی الروح عطف التکذیب علی الکفر مع انہ منہ لما ان القصد الی بیان حال المکذبین وذکرہم بمقابلة المصدقین

لمحقات الترجمة
لے قولہ نے سمعوا الضمیر للنصاری الذین کانوا فی الاثیر ۱۲ ۵۲ قولہ نے تفیض تعبیر متأثر والمقصود سواء کان لفیض الدمع او دمعہ بان یرتوا ولا یبکوا ۱۲ ۵۳ قولہ نے مما سببیة الی کون من تعلیلیة ویجوز ان تکون مصدریة ومن الحق ابتداء من ان تکون بیانیة من الحق بیان ۱۲ ۵۴ قولہ فی یقولون اور اشارة الی کونہ استینافا ویجوز ان یکون حالا من ضمیر عرفوا ۵۵ قولہ فی فاکتبنا الخ اشارة الی انہ بمعنی اجعلنا کما فی الروح ۱۲ ۵۶ قولہ مالنا عذر تفصیلہ ان لانؤمن حال من الضمیر فی لنا والعامل ما فیہ من معنی الاستقرار ای ای شیء حصل لنا غیر مؤمنین کذا فی الروح ای ای الشیء ہو العذر الذی یکون بعدم الایمان ۵۷ قولہ فی لانؤمن حسب تعلیم لان القوم کانوا مصدقین باللہ من قبل لکن لا علی وفق الشرع ۵۸ قولہ فی ونطمع اور یہ اشارہ الی انہ فی الکشاف ویجوز ان یکون ونطمع حالا من لانؤمن علی انہم انکروا ... المزید ... [illegible] ... ۵۹ قولہ ... دنیا وفی الآخرة ... ۶۰ قولہ قالوا مع الاعتقاد لان القول المحض لا یجدی نفعا ۶۱ قولہ فی اثابہم دیگر اشارة الی ان الماضی بمعنی المستقبل ۶۲ قولہ فی کفروا ... یعنی الی الموت ۱۲

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ○

اے ایمان والو اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں تمہارے واسطے حلال کی ہیں انمیں لذیذ چیزون کو حرام مت کرو اور حدود سے آگے مت نکلو بیشک اللہ تعالیٰ حد سے نکلنے والونکو پسند نہیں کرتے

وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۠ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ○

اور خدا تعالیٰ نے جو چیزیں تمکو دی ہیں انمیں سے حلال مرغوب چیزیں کھاؤ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس پر تم ایمان رکھتے ہو

ربط یہانتک اہل کتاب کے متعلق گفتگو تھی آگے کچھ تو سابقہ احکام و عید کیساتھ جنکا کچھ شروع سورت مین ... بیان ہوا ہو اور باعتبار خصوصیت مقام کے ایک ربط خاص بھی منقول ہے وہ یہ کہ اوپر مقام مدح مین رہبانیت کا ذکر آیا ہے گو وہ باعتبار اسکے ایک جزو خاص یعنی ترک ... کے ہے لیکن مظنہ تھا اسکی خصوصیات کے قابل مدح سمجھہ جانے کا اس لیے اس مقام پر اس تحریم حلال کی ممانعت زیادہ مناسب ہوئی ... حکم شانزدہم کو سورت کی اول آیت اوفوا بالعقود سے خاص مناسبت ہے کہ ان عقود سے مراد عقود مطلوبہ ہین اور جو عقد بشرط ... مطلوب نہو مثلاً وہ یمین جسکا توڑنا مناسب ہو اسکا ظاہری ایفا نہ چاہیئے بلکہ اسکا حقیقی ایفا یہی ہے کہ عدم ایفا کرکے کفارہ دے اور حکم ہفدہم کو سورت کے تمام سورت سے خاص تعلق ہے کہ دونون مین کچھ ماکولات و مشروبات اور قمار اور انصاب کا ذکر ہے اور حکم ہشدہم کو حکم اول و دوم سے خاص ارتباط ہے کہ تینون مین حرم کا احترام مضمون مشترک ہے اور احکام مین بھی تامل سے خاص تناسب معلوم و مفہوم ہو سکتا ہے واللہ اعلم **حکم پانزدہم نہی از تحریم حلال** يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ (۸۷) وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۠ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ (۸۸) اے ایمان والو اللہ تعالیٰ نے جو چیزین تمہارے واسطے حلال کی ہین (خواہ از قسم مطعومات ہون یا ملبوسات یا منکوحات کی قسم سے ہون) ان مین لذیذ (اور مرغوب) چیزون کو (قسم و عہد کرکے اپنے نفس پر) حرام مت کرو اور حدود (شرعیہ) سے (جو کہ تحلیل و تحریم کے باب مین مقرر ہین) آگے مت نکلو بیشک اللہ تعالیٰ حد (شرعی) سے نکلنے والون کو پسند نہین کرتے اور خدا تعالیٰ نے جو چیزین تمکو دی ہین انمین سے حلال مرغوب چیزین کھاؤ (برتو) اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس پر تم ایمان رکھتے ہو (یعنی تحریم حلال خلاف رضائے حق ہے ڈرو اور اس کا ارتکاب مت کرو) **ف** تحریم حلال تین قسم ہے۔ ایک اعتقاداً دوسرا قولاً تیسرا فعلاً یعنی دوام علی الترک باعتقاد قربت قسم اول کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ حلال قطعی ہے تو اس تحریم سے کافر ہو جاویگا۔ قسم دوم کا حکم یہ ہے کہ اگر الفاظ یمین سے ہے تو قسم ہو جاویگی جسکا حکم یہ ہے کہ بلا حاجت یہ معصیت ہے اسکو توڑ کر کفارہ دے اور اگر الفاظ یمین کے نہین تو لغو ہے اسکا کچھ اثر نہین اور الفاظ یمین کے کتب فقہ مین مفصلاً مذکور ہین جنمین دو ہیئت جنکا حکم مشہور کم ہے اور الفاظ آیت سے انکو زیادہ مناسبت ہے اس جگہ لکھتا ہون۔ ایک یہ کہ فلان چیز مجھپر حرام ہے یا مین اسکو اپنے اوپر حرام کرتا ہون اسکا حکم یہ ہے کہ یہ قسم ہو جاویگی دوسرا یہ کہ اگر فلان چیز کھاؤن یا فلان کام کرون تو سور کھاؤن یا حرام کھاؤن اسکا حکم یہ ہے کہ جہان اسطرح قسم کھانیکا رواج ہو وہان تو قسم ہوگی اور جہان رواج ہو وہان فقہاء کا اختلاف ہے کذا فی الدر المختار اور قسم سوم کا حکم یہ ہے کہ یہ بدعت اور رہبانیت ہے خلاف کرنا واجب ہے اور اس سے کفارہ نہین آتا اور باعتقاد قربت کی قید اسلیے لگائی کہ اگر اور کسی مصلحت جسمی یا نفسی سے بطور علاج اس عارض کے بقاء تک ترک کر دیا ہے تو وہ تحریم نہین ہے اور جائز ہے اور بزرگون سے جو مجاہدات منقول ہین وہ اسی قبیل سے ہین اسلیے ان پر اعتراض ناجائز ہے اور ایک تقریر واتقوا اللہ الخ کی یہ بھی ہو سکتی ہے کہ ضروری امر یہ ہے کہ حرام اور معصیت سے بچو کہ تقویٰ یہ ہے

الروایات اورد فی اللباب تخریج الترمذی وابن جریر وابن عساکر وابن ابی حاتم عن ابن عباس ومرسل عکرمۃ وابی قلابۃ ومجاہد وابی مالک والنخعی والسدی وعن زید ابن اسلم تحریم اللحم والدسم والنساء ولیس غیر المسوح عن رجل ورجال من الصحابۃ منہم عثمان بن مظعون وعلی وابن مسعود والمقداد بن الاسود وسالم مولیٰ ابی حذیفۃ وعبد اللہ بن عمر وابوبکر وعمر وعن عبد اللہ بن رواحۃ و الضیافۃ فی قصۃ الضیافۃ بالفاظ مختلفۃ قلت ولا تزاحم فی الاسباب ۱۲

لمحقات الترجمۃ

ف قولہ ... عود ... فی ہذا ... الی ان الطالب للحق لا ینبغی لہ الاشتغال بمحاجۃ المخالف بحیث یذہل عن الاحکام المتعلقۃ بنفسہ ۱۲ **۵۲** قولہ فی ما احل خواہ از قسم ... لان سبب النزول کان فیہ تحریم الاقسام الثلثۃ ... قولہ کلوا فلیس ... لکونہ اعظم المنافع ... الی عدم التخصیص ... ۱۲ **۵۳** قولہ فی طیبا اور مرغوب ... تفسیر ... التخصیص لکون التحریم فی سبب ... متعلقا بہا ... غیر قطعیۃ ... یجوز ... فی اول ... ۵ قولہ ... [illegible]

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ۚ فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ

اللہ تعالیٰ تم سے مواخذہ نہیں فرماتے تمہاری قسمون مین لغو قسم پر لیکن مواخذہ اس پر فرماتے ہین کہ تم قسمون کو مستحکم کردو سو اُس کا کفارہ دس محتاجون کو

عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ۭ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ

کھانا دینا اوسط درجہ کا جو اپنے گھر والون کو کھانے کو دیا کرتے ہو یا اُن کو کپڑا دینا یا ایک غلام یا لونڈی آزاد کرنا اور جسکو مقدور نہو تو تین

ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ۭ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ۭ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ

دن کے روزے ہین۔ یہ کفارہ ہے تمہاری قسمون کا جبکہ تم قسم کھالو اور اپنی قسمون کا خیال رکھا کرو اسیطرح اللہ تعالیٰ تمہارے واسطے اپنے احکام

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

بیان فرماتے ہین تاکہ تم شکر کرو

اور حلال اشیاء سے بچنے پر تقوی موقوف نہین اسکی ضرورت نہین دونون تقریرون مین فرق یہ ہی کہ پہلی تقریر کا حاصل توقف التقوی علی عدم التحریم ہی اور دوسری تقریر کا حاصل عدم توقف التقوی علی التحریم ہی ربط اوپر تحریم طیبات کا ذکر تھا چونکہ وہ بعض اوقات بذریعہ یمین یعنی قسم کے ہوتی ہی اسلئے آگے یمین کا حکم مذکور ہی **حکم شانزدہم متعلق سوگند** لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ۚ فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ۭ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ۭ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ۭ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۸۹﴾ اللہ تعالیٰ تم سے (دنیوی) مواخذہ نہین فرماتے (یعنی کفارہ واجب نہین کرتے) تمہاری قسمون مین لغو قسم (توڑنے) پر لیکن (ایسا) مواخذہ اس پر فرماتے ہین کہ تم قسمون کو (آیندہ کی بات پر) مستحکم کردو (اور پھر اسکو توڑ دو) سو اس (قسم کے توڑنے) کا کفارہ (یہ ہے کہ) دس محتاجون کو کھانا دینا اوسط درجہ کا جو اپنے گھر والون کو (معمولی طور پر) کھانیکو دیا کرتے ہو یا اُن (دس محتاجون) کو کپڑا دینا (اوسط درجہ کا) یا ایک غلام یا لونڈی آزاد کرنا (یعنی تینون مین جسکو چاہے اختیار کرلے) اور جسکو (ان تینون مین سے ایک کا بھی) مقدور نہو تو (اُسکا کفارہ) تین دن کے (متواتر) روزے ہین یہ (جو مذکور ہوا) کفارہ ہے تمہاری (ایسی) قسمونکا جبکہ تم قسم کھالو (اور پھر اسکو توڑ دو) اور (چونکہ یہ کفارہ واجب ہی اسلیے) اپنی قسمون کا خیال رکھا کرو (کبھی ایسا نہو کہ قسم کو توڑ دو اور کفارہ نہ دو اور اللہ تعالیٰ نے جسطرح یہ حکم برعایت تمہارے دنیوی و دینی مصالح کے بیان فرمایا ہے) اسیطرح اللہ تعالیٰ تمہارے واسطے اپنے (دوسرے) احکام (بھی) بیان فرماتے ہین تاکہ تم (اس نعمت رعایت مصالح کا) شکر کرو **ف** لغو کہتے ہین بے اثر کو اسکے دو معنی ہین ایک وہ جسپر گناہ کا اثر مرتب نہو اسکا حکم اور تفسیر اور اقسام سورہ بقرہ کے حکم بست دکیم مین بیان ہوچکا ہے دوسرے وہ جس پر اثر کفارہ کا مرتب نہو اس آیت مین قرینہ مقابلہ مین موجب کفارہ کے اُسیکا ذکر ہے اور اسکا مقابل جس مین کفارہ واجب ہو منعقدہ کہلاتی ہے حقیقت اسکی یہ ہی کہ آیندہ

ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ فی التمہید اسلئے آگے وایضا لسوال بعض الحالفین المذکورین آنفا کما سیاتی فی الروایات ۱۲ ۵۲ قولہ فی لایواخذ دنیوی قرینۃ ذکر الکفارۃ فیما یلیہ ۱۲ ۵۳ قولہ فی اللغو توڑنے پر لانہ لاکفارۃ قبل الحنث وجوبا اجماعا والوجوب ہو المراد بالمواخذۃ ۵۴ قولہ فی کفارتہ اُس قسم ای المنعقدۃ لا مطلق الیمین والمرجع ہو الحلف المدلول علیہ بقولہ عقدتم الایمان اے بشرط الحنث ۱۲ ۵۵ قولہ فی اطعام دینا ہو عام فی لساننا للاباحۃ والتملیک کا لاطعام فی لسان العرب کما فسر فی الروح بالتمکین من الطعام اھ وعموم التمکین ظاہر ۱۲ ۵۶ قولہ فی کسوۃ کپڑا دینا فالجزء الاول ترجمۃ الکسوۃ لانہ ہو الثوب والجزء الثانی ترجمۃ للمقدر ای الالباس بقرینۃ العطف علی المصدر ۵۷ قولہ ہناک اوسط قرینۃ تقییدہ منہ بہذا القید فلم یصح اعتمادا علی الظہور ۱۲ ۵۸ قولہ فی فصیام اسکا کفارہ اشارۃ الی تقدیر المبتدا ۱۲ ۵۹ قولہ فی کذلک جسطرح اشارۃ الی المشبہ بہ ۱۲

اللغات التعقید التوثیق والایمان جمع ایمن علی خلاف القیاس والکفارۃ بالمعنی المصدری وہی الفعلۃ التی من شانہا ان تکفر الخطیئۃ وتسترہا والمراد بہا المحولان المحولا یری کا لمستور والتاء للنقل والمبالغۃ کل ہذا فی الروح ۱۲

النحو قولہ فی ایمانکم اما متعلق باللغو یقال لغا فی یمینہ او بمقدر ای کائنا فی ایمانکم کذا فی الروح ۱۲ **قولہ** بما عقدتم ما مصدریۃ ای بتعقیدکم الایمان وتوثیقکم کذا فی الروح ۱۲

اختلاف القراءۃ فی قرأۃ عقدتم بالتخفیف وفی قراءۃ عاقدتم والمفاعلۃ فیہا لاصل الفعل کذا قراءۃ التشدید قیل ان ذلک للمبالغۃ باعتبار ان العقد باللسان والقلب کذا فی الروح قلت تذکر ما قلت فی الحاشیۃ المتعلقۃ بحقیقۃ المنعقدۃ تجد ما نقلت عن الروح آنفا مویدا لذلک ۱۲

الفقہ استدل الشافعیۃ بقولہ اذا حلفتم ان الکفارۃ یجوز اداءہا بعد الحلف قبل الحنث والجواب ان ہذہ الکفارۃ ہی المذکورۃ فی ما قبل بعنوان المواخذۃ المرادفۃ للوجوب ولا وجوب اجماعا بدون الحنث فثبت انہ لابد من التقیید بالحنث کما اشرت الیہ فی الترجمۃ ۱۲

الروایات فی الروح اخرج ابن جریر عن ابن عباس رضہ نزلت حین نہی القوم عما صنعوا فقالوا یا رسول اللہ کیف نصنع بایماننا التی حلفنا علیہا۔ فی الروح ایضا عن ابن مردویہ عن ابن عباس رضہ مرفوعا ثلثۃ ایام متتابعات فی سوال حذیفۃ۔ وعن ابن ابی شیبۃ وابن حمید وابن جریر وابن ابی داود فی المصاحف وابن المنذر والحاکم وصححہ والبیہقی عن ابی کعب انہ کان یقرأ فصیام ثلثۃ ایام متتابعات واخرج غالب ہولاء عن ابن مسعود انہ کان یقرأ کذلک ۱۲

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ

اے ایمان والو بات یہی ہے کہ شراب اور جوا اور بت وغیرہ اور قرعہ کے تیر یہ سب گندی باتین شیطانی کام ہین سو ان سے بالکل الگ رہو تاکہ

تُفْلِحُونَ ۝ إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ

تمکو فلاح ہو شیطان تو یون چاہتا ہے کہ شراب اور جوے کے ذریعہ سے تمہارے آپس مین عداوت اور بغض واقع کردے۔ اور اللہ تعالی

ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ ۝

کی یاد سے اور نماز سے تمکو باز رکھے سو اب بھی باز آؤ گے۔

کسی امر کے وقوع یا عدم وقوع پر قسم کھائی اور اسی سے لغوی حقیقت بھی معلوم ہوگئی جو ایسی نہو زیادہ تفصیل اسکی سورہ بقرہ کے موقع مذکور پر گذر چکی ہے جو ملاحظہ کے قابل ہے اب چند مسائل یمین منعقدہ کے متعلق لکھے جاتے ہین **مسئلہ** قسم توڑنے سے پہلے کفارہ ادا نہین ہوسکتا **مسئلہ** کھانا دینے مین اختیار ہے خواہ دس آدمیون کو دونون وقت گھر بٹھلا کر کھلاوے لیکن ان سب مین ایسا شخص نہو جو قریب بلوغ بھی نہو یا شکم سیر ہو یا صدقہ فطر کے برابر ہر مسکین کو غلہ یا اسکی قیمت دیدے۔ کذا فی ردالمختار عن البدائع اور یہ مساکین ایسے ہون جنکو زکوۃ دینا درست ہے **مسئلہ** اگر کپڑا دے تو اسقدر ہو جس سے بدن کا اکثر حصہ ڈھک جاوے مثلاً ایک کرتہ ایک پاجامہ یا ایک لنگی اور چادر **مسئلہ** غلام لونڈی کے مسائل پارہ والمحصنت کے نصف کے بعد رکوع و ماکان لمؤمن مین گذر چکے ہین مگر یہان اسکا مؤمن ہونا شرط نہین **مسئلہ** اگر روزے رکھے تو متواتر رکھنے چاہئین **مسئلہ** قسم خواہ جان کر توڑے یا بھول کر ٹوٹ جاوے دونون مین کفارہ واجب ہے **مسئلہ** اگر دو روزے رکھے تھے پھر اطعام یا کسوہ کا مقدور ہوگیا تو روزے سے کفارہ نہین ہوا **مسئلہ** مقدور سے مراد صاحب نصاب ہونا ہے المسائل کلہا من الدر المختار والہدایۃ الا الاخیرین فمن روح المعانی **ربط** اوپر حلال چیزون کے ترک خاص کی ممانعت تھی آگے بعض حرام چیزونکے استعمال کی ممانعت ہے

حکم ہفدہم تحریم خمر و قمار و غیرہما يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿٩٠﴾ إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ ﴿٩١﴾ اے ایمان والو بات یہی[۵۲] ہے

کہ شراب اور جوا اور بت وغیرہ[۵۳] اور قرعہ کے تیر یہ سب[۵۴] گندی باتین[۵۵] شیطانی[۵۶] کام ہین سو ان سے بالکل الگ رہو تاکہ تمکو (بوجہ ان کی مضرتون سے بچنے کے جو آگے مذکور ہین) فلاح ہو (اور وہ مضرتین دنیوی بھی ہین اور دینی بھی جنکا بیان یہ ہے کہ) شیطان تو یون چاہتا ہے کہ شراب اور جوے کے ذریعہ[۵۷] سے تمہارے آپس مین (برتاؤ مین) عداوت اور (دلون مین) بغض واقع کردے (چنانچہ ظاہر ہے کہ شراب مین تو عقل نہین رہتی گالی گلوج دنگہ فساد ہوجاتا ہے جس سے بعد مین بھی طبعاً کدورت باقی

اللغات الخمر فی القاموس ما اسکر من عصیر العنب او عام اھ قلت والاول قول ابی حنیفۃ والثانی قول غیرہ ۱۲ الرجس فی القاموس القذر والمأثم فی الروح ہو مصدر فی الاصل اھ فلہذا صح توحیدہ فی خبر المتعدد علی قول واما علی قول تقدیر المضاف فلاحاجۃ الیہ العداوۃ فی القاموس ضد الصداقۃ والبغضاء ضد الحب اھ قلت وبہ علم الفرق بینہما فان الاول فی الظاہر والثانی فی الباطن وقد اشرت الی ہذا الفرق فی اثناء الترجمۃ واللہ اعلم ۱۲

الروايات مرت فی البقرۃ وبقی منہا شیئ یتعلق بہذا المقام خاصۃ وہو ما فی اللباب بروایۃ النسائی والبیہقی عن ابن عباس قال انما نزل تحریم الخمر فی قبیلتین من قبائل الانصار شربوا فلما ان ثمل القوم عبث بعضہم ببعض فلما صحوا جعل الرجل یری الاثر فی وجہہ وراسہ ولحیتہ فیقول صنع بی ہذا اخی فلان وکانوا اخوۃ لیس فی قلوبہم ضغائن فیقول واللہ لو کان بی رؤفا رحیما ما صنع بی ہذا حتی وقعت الضغائن فی قلوبہم فانزل اللہ تعالی ہذہ الآیۃ انما الخمر والمیسر الآیۃ اھ قلت ولا دلیل فیہ علی تخصیص العداوۃ بالخمر ولو سلم فلا باس بان نقول ان ما فی قولہ تعالی انما یرید الشیطان یکون مجموعہ سببا للتحریم المجموع من الخمر والمیسر فافہم ۱۲

ملحقات الترجمۃ

[۵۱] قولہ فی وحقیقۃ المنعقدۃ قسم کھائی اشارۃ الی القصد کما فی فتح القدیر بحثا ۱۲

[۵۲] قولہ فی انما یہی ہو لوضعہا للحصر ۱۲

[۵۳] قولہ فی الانصاب وغیرہ اشارۃ الی ان الانصاب لا یختص بالاصنام بل ہو کل ما یعبد من دون اللہ ولو غیر مصور ۱۲

[۵۴] قولہ فی رجس یہ سب یعنی حکم علی المذکور باعتبار کل واحد ومن ثم صح توحید الضمیر فی اجتنبوہ ۱۲

[۵۵] قولہ ہناک باتین اشارۃ الی تقدیر المضاف فی طرف المبتدا من التعاطی لیصح کونہ من عمل الشیطان وعلیہ فیجوز ارجاع الضمیر فی اجتنبوہ الی التعاطی ۱۲

[۵۶] قولہ فی عمل شیطانی النسبۃ للسببیۃ المدلولۃ بمن ۱۲

[۵۷] قولہ فی فی الخمر ذریعہ لانہ فی للسببیۃ کما فی قولہ علیہ السلام فی ہرۃ ۱۲

وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَاحْذَرُوا فَإِن تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوا أَنَّمَا عَلَىٰ رَسُولِنَا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ۝ لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

اور تم اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے رہو اور رسول کی اطاعت کرتے رہو اور احتیاط رکھو اور اگر اعراض کرو گے تو یہ جان رکھو کہ ہمارے رسول کے ذمہ صرف صاف صاف پہنچا دینا تھا ۔ ایسے لوگوں پر جو کہ ایمان رکھتے ہوں اور نیک کام

الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا إِذَا مَا اتَّقَوا وَّآمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ثُمَّ اتَّقَوا وَّآمَنُوا ثُمَّ اتَّقَوا وَّأَحْسَنُوا ۗ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۝

کرتے ہوں اس چیز میں کوئی گناہ نہیں جس کو وہ کھاتے پیتے ہوں جبکہ وہ لوگ پرہیز رکھتے ہوں اور ایمان رکھتے ہوں اور نیک کام کرتے ہوں پھر پرہیز کرنے لگتے ہوں اور ایمان رکھتے ہوں پھر پرہیز کرنے لگتے ہوں اور خوب نیک عمل کرتے ہوں اور اللہ تعالیٰ ایسے نیکوکاروں

رہتی ہے اور جوئے میں جو شخص مغلوب ہوتا ہے اسکو غالب پر طبعاً غیظ ہوتا ہے اور جب اسکو رنج ہوگا بیشک یہی اسکا اثر [illegible] نسبت ہے [illegible] چاہتا ہے کہ اسی شراب اور جوئے کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کی یاد سے اور نماز سے جو کہ اللہ کی یاد کا سب سے افضل طریقہ ہے تمکو باز رکھے [illegible] ہوش ہی باقی نہیں رہتا اور قمار میں غالب کو سرور و نشاط اس درجہ ہوتا ہے کہ وہ اسی میں غرق رہتا ہے اور مغلوب کو غلو [illegible] اور پھر غالب آنے کی دھن اس درجہ ہوتی ہے کہ اس سے فراغ نہیں ہوتا یہ دینی مضرت ہوئی جب ایسی بری چیزیں ہیں [illegible] اب بھی باز آؤ گے [illegible] متعلق سورہ بقرہ کے حکم [illegible] سورہ مائدہ [illegible] ہم سورہ بقرہ میں بیان گذر چکا ہے وہاں دیکھ لیا جاوے [illegible] مسند احمد سے نقل کیا ہے [illegible] اور نیز حکمت تحریم کے بیان میں خمر و میسر کے بیان پر اکتفا کرنے سے اصل مقصود ان ہی کا ذکر ہے [illegible] انصاب [illegible] ذکر کیا گیا اس سے مقصود خمر و میسر کی مذمت کی تاکید ہے [illegible] آگے بیان حکمت میں صلوٰۃ کی [illegible] داخل ہونے کے تصریح فرمائی [illegible] خمر و میسر [illegible] اور کفر سے قریب [illegible] ہیں کہ نماز سے جو کہ ایمان کے اعظم شعائر اور علامات ایمان سے ہے مانع ہیں جب اسطور پر ایمان سے بعید ہوا کفر سے قریب ہوا **فائدہ** [illegible] شطرنج وغیرہ میں بھی مشاہدہ ہے اس سے سمجھ لینا چاہیے کہ جائز کس طرح ہو سکتی ہے حدیث میں [illegible] اور یہ بھی آیا ہے کہ جو شرابیں اس وقت موجود تھیں سب پھینک دیں رواہ البخاری **رابط** اوپر ایک حکم خاص کے امتثال کا حکم فرمایا ہے [illegible] اطاعت کرنیکا امر ہے — **امر بامتثال جمیع احکام** وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَاحْذَرُوا ۚ فَإِن تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوا أَنَّمَا عَلَىٰ رَسُولِنَا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ﴿٩٢﴾ اور تم (جمیع احکام میں) اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے رہو اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کرتے رہو اور (مخالفت حکم سے) احتیاط رکھو [illegible] اعراض کرو گے تو یہ جان رکھو کہ ہمارے رسول کے ذمہ صرف صاف صاف (حکم کا) پہنچا دینا تھا (اور وہ انکو خوب اچھا دیکھے [illegible] ہمارے پاس کسی عذر کی گنجائش نہیں ہے

ربط لباب میں مسند احمد سے بروایت ابی ہریرہؓ منقول ہے کہ جب اوپر کی آیت میں تحریم خمر و میسر نازل ہو چکی تو بعض لوگوں نے عرض کیا کہ [illegible] بہت سے آدمی جو کہ شراب پیتے تھے اور قمار کا مال کھاتے تھے تحریم سے پہلے مر گئے اور اب معلوم ہوا کہ وہ حرام ہے انکا کیا حال ہوگا اور [illegible] بروایت نسائی سوال [illegible] ان المتکلفین ہی [illegible] بطن فلان وقد قتل یوم احد اسپر آیت آئندہ نازل ہوئی جس میں [illegible] **عدم تاثیم تحمر و میسر قبل تحریم** لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا إِذَا مَا اتَّقَوا وَّآمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ثُمَّ اتَّقَوا وَّآمَنُوا ثُمَّ اتَّقَوا وَّأَحْسَنُوا ۗ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ﴿٩٣﴾

[illegible] **الاول** ان المقصود ههنا نفی الجناح بطریق الاستدلال [illegible] عن الجناح لا العدم المقتضی للجناح فقط فظهر به وجه تعلیق نفی الجناح بالتقوی والایمان [illegible] وسقط ما یتوهم من ان نفی الجناح غیر مشروط بالتقوی والایمان لان الکافر لا یکون علیه [illegible] الحلال وجه السقوط ظاهر فان انتفاء الجناح فی الکافر لعدم المقتضی فقط لا لمانع [illegible] مومن فان فیه ما نعا وهو المحبوبیة الحاصلة بالتقوی الذی اعتبر فی مفهومه الخوف من الله تعالی [illegible] لم یترتب علیه مطلقا لکن اذا کان عن خوف فهو موجب للثواب والمحبوبیة والایمان [illegible] بالعمل الصالح [illegible] ایضا [illegible] قوله تعالی [illegible] فالکافر لا یعذب فی تناول الحلال لانه لم یرتکب [illegible] المقتضی للتعذیب والمومن لا یعذب لا لذلک فقط بل لکونه [illegible] محبوبا والحبیب لا یعذب الحبیب من حیث کونه حبیبا ونفی [illegible] مرتبة [illegible] فافهم [illegible] ذکر الایمان [illegible] التقوی [illegible] لکونه [illegible] للتقوی [illegible] الثلاثة جمیعا فی المواضع الثلاثة لکن [illegible] فی الثانی [illegible] الایمان [illegible] علی العمل [illegible] الاحسان ای العمل دل علی الایمان لتوقفه علیه

فکان فی الاکتفاء اشارة الی کونهما کالمتلازمین [illegible] بالاحسان ان الذی [illegible] الانسان علی ان یترقی فیه [illegible] بالاحسان المفسر فی الحدیث [illegible] وغیر العنوان فی [illegible] **الخامس** [illegible] بالثلاثة فی التقوی [illegible] الاستمرار والدوام علی ذلک التقوی [illegible] التکریر [illegible] فی اکثر الاستعمالات [illegible] المعنی فالتکریر [illegible] **السادس** [illegible] الموضوع لانه [illegible] عن الموضوع [illegible] الجواب [illegible] السوال [illegible] الحکم علیه بخلاف الایمان [illegible] السادس [illegible] السلعتوی [illegible]

[illegible] رواه مسلم والترمذی والنسائی [illegible] تعالی [illegible]

[illegible] **التاسع** [illegible] **العاشر** [illegible]

خلاصۃ الترجمۃ [illegible]

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالُهٗۤ اَيْدِيْكُمْ وَرِمَاحُكُمْ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ

اے ایمان والو اللہ تعالےٰ قدرے شکار سے تمہارا امتحان کریگا جنتک تمہارے ہاتھ اور تمہارے نیزے پہنچ سکینگے تاکہ اللہ تعالےٰ معلوم کرلے کہ کون شخص اس سے بن دیکھے [illegible]

فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ وَمَنْ قَتَلَهٗ

سو جو شخص اسکے بعد حد سے نکلیگا اسکے واسطے دردناک سزا ہے۔ اے ایمان والو وحشی شکار کو قتل مت کرو جبکہ تم حالت احرام میں ہو اور جو شخص [illegible]

مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًاۢ بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اَوْ

جان بوجھکر قتل کریگا تو اسپر پاداش واجب ہوگی جو کہ مساوی ہوگی اس جانور کے جسکو اسنے قتل کیا ہے جسکا فیصلہ تم میں سے دو معتبر شخص کردیں خواہ وہ پاداش خاص چوپایونمیں سے ہو بشرطیکہ نیاز کے طور پر کعبہ تک پہنچائی جاوے [illegible]

عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ ؕ وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝

خواہ اسکے برابر روزے رکھلیے جاوین تاکہ اپنے کیے کی شامت کا مزہ چکھے اللہ تعالےٰ نے گزشتہ کو معاف کردیا۔ اور جو شخص پھر ایسی ہی حرکت کریگا تو اللہ تعالےٰ انتقام لیگا اور اللہ تعالےٰ زبردست ہیں انتقام لے سکتے ہیں

ایسے لوگوں پر جوکہ ایمان رکھتے ہیں اور نیک کام کرتے ہیں اس چیز میں کوئی گناہ نہیں جسکو وہ کھاتے پیتے ہوں (اور [illegible] حلال ہو گو بعد میں حرام ہو جاوے اور انکو گناہ کیسے ہوتا) جبکہ (گناہ کا کوئی امر مقتضی نہو بلکہ ایک امر مانع [illegible] کہ وہ لوگ [illegible] خوف اسوقت کی ناجائز چیزوں سے) پرہیز رکھتے ہوں اور (دلیل اس خوف کی یہ ہو کہ وہ لوگ) ایمان رکھتے ہوں (جو [illegible] ہو کہ خوف خدا کی علامت ہے) اور اسی حالت پر وہ عمر بھر رہیں چنانچہ اگر وہ حلال چیز جسکو پہلے کھاتے پیتے تھے آگے کبھی [illegible] پھر (اس سے بھی اسی خوف خدا کے سبب) پرہیز کرنے لگتے ہوں اور (اس خوف کی بھی دلیل مثل سابق یہی ہو کہ وہ لوگ) ایمان رکھتے ہوں (جو کہ [illegible] پس یہاں بھی سبب اور علامت خوف خدا کے مجتمع ہیں اور اگر پھر کوئی اور حلال چیز حرام ہو جاوے تو) پھر (اس سے بھی اسی خوف خدا کے سبب) پرہیز کرنے لگتے ہوں اور (اس خوف کی دلیل بھی وہی مثل سابق یہ ہو کہ وہ لوگ) خوب نیک عمل کرتے ہوں (جو کہ موقوف ہیں ایمان پر پس یہاں بھی سبب اور علامت خوف خدا کے مجتمع ہیں مطلب یہ کہ ہر بار کی مکرر سہ کرر تحریم میں انکا یہی عملدرآمد ہو کچھ دو تین بار کی خصوصیت نہیں پس باوجود مانع اور استمرار مانع کے ہمارے فضل سے بعید ہے کہ وہ گنہگار ہوں) اور (انکی یہ خاص طریقہ مذکورہ کی نکوکاری صرف لزوم گناہ سے مانع ہی نہیں بلکہ وجود ثواب و محبوبیت کو مقتضی بھی ہے کیونکہ) اللہ تعالےٰ ایسے نکوکاروں سے محبت رکھتے ہیں (پس انمیں مبغوض ہونیکا احتمال تو کب ہو سکتا ہے یہ تو غیر مبغوض ہونے سے گذر کر محبوب ہونیکا درجہ رکھتے ہیں) **ربط** شروع سورت حکم اول میں احرام کی حالت میں شکار کی ممانعت اجمالاً فرمائی تھی اب آگے اوسکی قدرے تفصیل ہے اور اسکے علاوہ ایک خاص ربط بھی ہے کہ اوپر تحریم طیبات کا ذکر تھا یہاں فرماتے ہیں کہ ہم اسکے مختار ہیں کہ بعض احوال میں انکی تحریم کردیں

حکم ہشتدہم متعلق بصید در احرام يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالُهٗۤ اَيْدِيْكُمْ وَرِمَاحُكُمْ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ ۚ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۹۴ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًاۢ بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ ؕ وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝۹۵ اے ایمان والو اللہ تعالےٰ قدرے شکار سے تمہارا امتحان کریگا جن تک (بوجہ قرب و دور نہ بھاگنے کے)

اللغات الانتقام شدۃ العقوبۃ ۱۲ خازن

البلاغۃ فی الروح عن ابن عطیۃ ان الظاہر انہ سبحانہ خص الایدی بالذکر لانہا اعظم تصرفا فی الاصطیاد وفیہا یدخل الجوارح والحبالات وما عمل بالایدی من فخاخ وما شابہ وخص الرماح بالذکر لانہا اعظم ما یجرح بہ الصید وقد یدخل فیہا السہم ونحوہ وفیہ تنوین شیئ للتحقیر لیکون ابعد فی الابتلاء علی الصبر وحاملا علی الاحتمال والذی یرشد الی ہذا سبق الاخبار بذلک لتوطین الانفس ۱۲

اختلاف القراءۃ فی قراءۃ فجزاء مثل باضافۃ الجزاء الی مثل والاضافۃ بیانیۃ کذا فی الروح مختصر القراءۃ ۱۲

الفقہ دبا قرزنا من التفسیر سبق اشکال علی ما قالت الحنفیۃ من تفسیر المثل بالقیمۃ والجواب بمسامحۃ المثل الصوری فیمکن الجواب عنہ کما فی الہدایۃ لان المراد بما روی التقدیر بہ دون ایجاب المعین ۱۲

الروایات فی الروح اخرج ابن ابی حاتم عن مقاتل نزلت فی عمرۃ الحدیبیۃ حیث ابتلاہم اللہ تعالےٰ بالصید وہم محرمون فکانت الوحوش تغشاہم فی رحالہم وکانوا متمکنین من صیدہا اخذا بایدیہم وطعنا برماحہم فہموا باخذہا فنزلت ۱۲

تمہارے ہاتھ اور تمہارے نیزے پہونچ سکینگے (مطلب امتحان کا یہ کہ حالت احرام مین وحوش کے شکار کرنیکو تمپر حرام کرکے جیسا آگے تصریحاً آتا ہی ان وحوش کو
تمہارے آس پاس بھراتے رہینگے) تاکہ اللہ تعالیٰ (ظاہری طور پر بھی) معلوم کرلے کہ کون شخص اُس سے (یعنے اُسکے عذاب سے) بن دیکھے ڈرتا ہی (اور ارتکاب
محرم سے جو کہ موجب عذاب ہی بچتا ہی اور دلالت التزامی سے اس خبر ابتلا ہی سے حرمت مفہوم ہوگئی) سو جو شخص اس (حرمت) کے بعد (جیسر ابتلا بھی دلالت
کررہا ہی) حد (شرعی) سے نکلے گا (یعنے شکار ممنوع کا مرتکب ہوگا) اُسکے واسطے (باقتضاء اس فعل کے آخرت مین) درد ناک سزا (مقرر) ہی (چنانچہ وحوش اسطرح
آس پاس لگے پھرتے تھے چونکہ صحابہ مین بہت سے شکار کے عادی تھے اسمین انکی اطاعت کا امتحان ہورہا تھا جسمین وہ پورے اُترے آگے ممانعت کی زیادہ تصریح ہی کہ)
اے ایمان والو وحشی شکار کو (باستثناء اُنکے کہ جنکو شرع نے مستثنے کردیا) قتل مت کرو جبکہ تم حالت احرام مین ہو (اسیطرح جبکہ وہ شکار حرم مین ہو گو شکاری احرام
مین نہو اسکا بھی یہی حکم ہے) اور جو شخص تم مین اُسکو جان بوجھکر قتل کریگا تو اُسپر (اُسکے فعل کی) پاداش واجب ہوگی جو کہ (باعتبار قیمت کے) مساوی ہوگی اس
جانور کے جسکو اُس نے قتل کیا ہی جس (کے تخمینہ) کا فیصلہ تم مین سے دو معتبر شخص کردین (کہ دینداری مین بھی قابل اعتبار ہون اور تجربہ و بصیرت مین بھی قابل
اعتبار ہون پھر اس قاتل کو تخمینہ قیمت کے بعد اختیار ہے) خواہ (اُس قیمت کا کوئی ایسا جانور خریدلے کہ) وہ پاداش (کا جانور) خاص چوپایون مین سے ہو (یعنے
اونٹ گائے بھینس بھیڑ بکری نر ہو یا مادہ) بشرطیکہ نیاز کے طور پر کعبہ (کے پاس) تک (یعنے حرم کے اندر) پہونچائی جاوے اور خواہ (اُس قیمت کے برابر
غلہ بطور) کفارہ (کے) مساکین کو دیدیا جاوے (اور فی مسکین جسقدر کہ صدقہ فطر دیا جاتا ہے) اور خواہ اس (غلہ) کے برابر روزے رکھ لیے جاوین
(برابری کی صورت یہ ہے کہ فی حصہ مسکین ایک روزہ اور یہ پاداش اس لیے مقرر کی ہی) تاکہ اپنے کیے کی شامت کا مزہ چکھے (بخلاف غیر متعمد کے کہ گو اُس پر
بھی یہی جزا واجب ہے مگر وہ فعل کی پاداش نہیں بلکہ محل محترم یعنی صید کی جو کہ حرم کی وجہ سے محترم یا احرام کیوجہ سے کالمحترم ہوگیا ہی اسکا ضمان اور جزا ہی اور اس جزا
کے ادا کردینے سے) اللہ تعالیٰ نے گذشتہ کو معاف فرمادیا اور جو شخص پھر ایسی ہی حرکت کریگا (چونکہ اکثر عود مین ایک گونہ پہلی بار سے زیادہ جرأت ہوتی ہے) تو
(اسوجہ سے علاوہ جزاے مذکور کے جو کہ اصل فعل یا محل کا عوض ہی آخرت مین) اللہ تعالیٰ اُس سے (اس جرأت کا) انتقام لینگے (البتہ اگر توبہ کرلے تو علت انتقام کی منتفی ہوجاوے گی)
اور اللہ تعالیٰ زبردست ہین انتقام لے سکتے ہین **ف** اور عفا اللہ الخ کی ایک تفسیر قریب یہ بھی ہوسکتی ہی کہ جو کچھ قبل اسلام یا قبل نزول آیت ہوگیا گو بوجہ اسکے
کہ حرم کی اور احرام کی حرمت پہلے سے معلوم اور ملتزم تھی موجب گناہ تھا لیکن بوجہ عدم التزام اسلامی کے یا بوجہ عدم نص اسلامی کے عفو فرمادیا لیکن جو بعد اعلام و نص
نہی کے عود یعنی ارتکاب کریگا جو کہ فعل گذشتہ کے اعتبار سے عود ہی تو اب مستحق انتقام ہوگا **ف ۲** چند مسائل لکھے جاتے ہین **مسئلہ** حرم کے جانور کے بھی یہی احکام ہین
للاحادیث۔ البتہ اگر یہ قاتل محرم نہو تو آگے جو روزے کا حکم آتا ہی وہ اسکے لیے کافی نہین **مسئلہ** صید جو کہ حرم اور احرام مین حرام ہی عام ہی خواہ ماکول ہو یا غیر ماکول لاطلاق الآیۃ
مسئلہ صید وحوش ہی کو کہتے ہین پس جو خلقۃً پالتو ہون جیسے بھیڑ بکری گائے اونٹ انکا ذبح کرنا اور کھانا درست ہے **مسئلہ** البتہ جو دلیل سے مستثنے ہوگئے ہین انکو پکڑنا قتل کرنا
حلال ہی جیسے دریائی جانور کا شکار لقولہ تعالیٰ احل لکم صید البحر اور بعضے خشکی کے خاص خاص جانور جیسے کوا اور چیل اور بھیڑیا اور سانپ اور بچھو اور کاٹنے والا کتا للاحادیث
اسیطرح جو درندہ خود حملہ کرے اسکا قتل بھی جائز ہی پس الصید مین الف لام عہد کا ہوگا **مسئلہ** جو حلال شکار غیر احرام اور غیر حرم مین کیا جاوے اُسکا کھانا محرم کو جائز ہی
جبکہ یہ اُسکے قتل وغیرہ مین معین یا مشیر یا دال نہو للحدیث ویشیر الیہ قولہ تعالیٰ لاتقتلوا حیث لم یقل لاتاکلوا **مسئلہ** جیسے تعمد مین جزا واجب ہے اسیطرح خطا و
نسیان مین بھی اخرجہ فی الروح بروایۃ ابن جریر عن الزہری وبروایۃ الشافعی وابن المنذر عن عمرو بن دینار ما یشعر الاجماع علیہ اتنا فرق ہی کہ تعمد مین جزاے فعل ہی اور غیر تعمد مین
جزاے محل متعدا کی قید کا یہ فائدہ ہی جیسا اثناء ترجمہ مین اشارہ بھی کردیا گیا ہی **مسئلہ** جیسا پہلی بار مین جزا واجب ہی اسیطرح دوسری تیسری بار مین بھی
اور عود مین ذکر انتقام کا فائدہ ضمن ترجمہ مین ظاہر کردیا ہی **مسئلہ** حاصل جزا کا یہ ہی کہ جس زمان اور جس مکان مین یہ جانور قتل ہوا ہی بہتر تو یہ ہی کہ دو عادل
شخص سے اور جائز یہ بھی ہی کہ ایک ہی عادل سے اُس جانور کی قیمت کا تخمینہ کرائے پھر اس مین یہ تفصیل ہی کہ وہ مقتول جانور اگر غیر ماکول ہی تب تو قیمت ایک
بکری کی قیمت سے زیادہ واجب نہوگی اور اگر وہ جانور ماکول تھا تو جسقدر تخمینہ ہوگا وہ سب واجب ہوگا اور دونون حال مین آگے اُسکو تین صورتون مین
اختیار ہی خواہ تو اُس قیمت کا کوئی جانور حسب شرائط قربانی کے خریدلے اور حدود حرم کے اندر ذبح کرکے فقراء کو بانٹ دے اور یا اُس قیمت کے برابر

أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ ۖ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ۗ

تمہارے لیے دریا کا شکار پکڑنا اور اسکا کھانا حلال کیا گیا ہے۔ تمہارے انتفاع کے واسطے اور مسافروں کے واسطے اور خشکی کا شکار پکڑنا تمہارے لیے حرام کیا گیا ہے جب تک تم حالت احرام میں رہو۔

وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ۝ جَعَلَ اللَّهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَامًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ

اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس کے پاس جمع کیے جاؤ گے　　خدا تعالیٰ نے کعبہ کو جو کہ ادب کا مکان ہے لوگوں کے قائم رہنے کا سبب قرار دیدیا اور عزت والے مہینہ کو بھی۔

وَالْهَدْيَ وَالْقَلَائِدَ ۚ ذَٰلِكَ لِتَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝

اور حرم میں قربانی ہونے والے جانور کو بھی اور ان جانوروں کو بھی جنکے گلے میں پٹے ہوں۔ یہ اسلیے تاکہ تم اس بات کا یقین کرلو کہ بیشک اللہ تعالیٰ تمام آسمانوں اور زمین کے اندر کی چیزوں کا علم رکھتے ہیں اور بیشک اللہ تعالیٰ سب چیز کو خوب جانتے ہیں

غلہ حسب شرائط صدقہ فطر کے فی مسکین نصف صاع فقراء کو دیدے اور یا بحساب فی مسکین نصف صاع جتنے مساکین کو وہ غلہ پہنچ سکتا ہو تنے شمار سے روزے رکھے اور تقسیم غلہ اور روزوں میں حرم کی قید نہیں اور اگر قیمت نصف صاع سے بھی کم واجب ہوئی ہے تو اختیار ہے خواہ ایک مسکین کو دیدے یا ایک روزہ رکھ لے اسیطرح اگر فی مسکین نصف صاع دیکر نصف صاع سے کم بچ گیا تو بھی یہی اختیار ہے کہ خواہ وہ بقیہ ایک مسکین کو دیدے یا ایک روزہ رکھ لے **مسئلہ** تخمینہ مذکورہ میں جتنے مساکین کا حصہ قرار دیا ہے اگر انکو بقدر قیمت کھانا شکم سیر کھلاوے تب بھی جائز ہے **مسئلہ** اگر اس وقت کے برابر ذبح کیلیے جانور تجویز کیا مگر کچھ قیمت بچ گئی تو اس بقیہ میں اختیار ہے خواہ دوسرا جانور خرید لے یا اسکا غلہ دیدے یا غلہ کے حساب سے روزے رکھ لے **مسئلہ** جسطرح قتل میں جزا واجب ہے اسیطرح ایسے جانور کو زخمی کرنے سے بھی تخمینہ کرایا جاویگا کہ اس سے اس جانور کی کسقدر قیمت کم ہوگئی اس مقدار قیمت میں پھر وہی تین مذکورہ صورتیں جائز ہونگی **مسئلہ** محرم کو جس جانور کا شکار کرنا حرام ہے اسکا ذبح کرنا بھی حرام ہے اگر وہ اسکو ذبح کریگا تو اسکا حکم مردار کا سا ہوگا وفی لا تقتلوا اشارۃ الی ان ذبحہ کالقتل **مسئلہ** اگر جانور کے قتل ہونے کی جگہ جنگل ہے تو جو آبادی اس سے قریب ہو وہاں کے اعتبار سے تخمینہ کیا جاوے گا **مسئلہ** اشارہ و دلالت و اعانت شکار میں مثل شکار کے حرام ہے پس لا تقتلوا بطور عموم مجاز کے قتل حقیقی اور تسبب قتل دونوں کو شامل ہے یہ سب مسائل ہدایہ و درمختار سے منقول ہیں **ربط** اوپر حالت احرام میں صید کی حرمت مذکور تھی آگے اسکی تعیین اور تخصیص فرماتے ہیں **تتمہ حکم بشدہم** أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ ۖ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ۗ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ (۹۶) تمہارے لیے (حالت احرام میں) دریا (یعنی پانی) کا شکار پکڑنا اور اسکا کھانا (سب) حلال کیا گیا ہے تمہارے انتفاع کے واسطے (اور تمہارے) مسافروں کے (انتفاع کے) واسطے (کہ سفر میں اسکو توشہ بنا دیں) اور خشکی کا شکار (گو بعض صورتوں میں کھانا حلال ہوگا) پکڑنا (یا اسمیں معین ہونا) تمہارے لیے حرام کیا گیا ہے جب تک تم حالت احرام میں رہو اور اللہ تعالیٰ (کی مخالفت) سے ڈرو جسکے پاس جمع (کرکے حاضر) کیے جاؤ گے **ف** تفسیر مذکور پر آیت میں تفسیر ضمیر طعامہ کی صید کیطرف راجع ہونیکے صرف صید مطعوم یعنی ماہی مذکور ہے اور اکثر فقہاء کے قول میں غیر مطعوم بھی اسی حکم میں ہے کہ اسکو پکڑنا اور قتل کرنا درست ہے گو کھانا درست نہو نیز قیاس علی صید البر بھی اسکو مقتضی ہے کہ وہاں ماکول و غیر ماکول حرمت اصطیاد میں برابر ہیں یہاں دونوں حلت اصطیاد میں مساوی ہونگے اور دریائی جانور وہ ہے کہ جسطرح پانی اسکا مسکن ہے اسیطرح پانی ہی مولد ہو پس بط و مرغابی وغیرہ اس سے خارج اور صید بر میں داخل ہے **ربط** اوپر حالت احرام میں خشکی کے شکار کو حرام فرمایا ہے چونکہ تحریم اکثر نفس پر گراں ہوتی ہے اسلیے چند محرم چیزوں کے منافع و مصالح جو مشاہدہ میں آرہے ہیں بیان فرماتے ہیں تاکہ اسکو اور اسی قیاس پر دوسری اشیاء کی تحریم کو بھی جنمیں سے بعض اس حکم اصطیاد کے قبل مذکور بھی ہوئے ہیں مشتمل حکمت سمجھکر (گو اس حکمت کی تعیین نکرسکیں) گراں نہ سمجھیں اور جن محرمات کے منافع و مصالح یہاں مذکور ہونگے انمیں ایک زمان ہے یعنی شہر حرام اور ایک مکان ہے یعنی خانہ کعبہ اور دو چیزیں متعلق اس مکان کے ہیں یعنی ہدی اور قلائد کہ انکو مکان حرم سے جو کہ متعلق کعبہ کے ہے تعلق ہے اور ان تینوں کی تحریم کو تحریم اصطیاد فی الاحرام سے علاوہ مطلق اشتراک فی التحریم کے جسمیں سب اشیاء محرمہ مساوی ہیں اور اس مساوات کیوجہ سے بعض کی حکمت معلوم ہونا دوسرے بعض کے ترک حکم کے لیے کافی ہے ایک خاص تحریم میں بھی اشتراک ہے وہ یہ کہ ان تینوں میں بلاواسطہ یا بواسطہ تعظیم کعبہ معتبر ہے اور یہی مبنیٰ ہے اس حرمت اصطیاد فی الاحرام کا بھی کیونکہ احرام کا تعلق حج و عمرہ سے ہے اور ان دونوں کا تعلق خانہ کعبہ سے ظاہر ہے پس ان چاروں میں یہ ایک خاص مناسبت ہوئی اور شہر حرام کی تفسیر اگر ذوالحجہ سے کیجاوے جیسا بیضاوی نے اسکو ترجیح دی ہے تو پھر ان پانچوں میں جنمیں ایک اصطیاد ہے اور چار اس آیت آیندہ میں مذکور ہیں وہی مناسبت خاصہ حاصل ہے واللہ اعلم **بیان مصالح تحریم بعض اشیاء معظمہ** جَعَلَ اللَّهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَامًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَائِدَ ۚ ذَٰلِكَ لِتَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ

لمعات الترجمة

۵۱ قولہ فی البحر یعنی پانی لوقوع الاجماع علی کون الصید فی حکم البحر بقرینۃ مقابلتہ للبر ۵۲ قولہ فی صید شکار پکڑنا اشارۃ الی ان الصید فی القرآن بمعنی المصدر والمضاف محذوف ای الاصطیاد وانما حمل علی المصدر لوقوعہ فی بناء المصدر قبل من قولہ تعالیٰ لا تقتلوا الصید ۵۳ قولہ فی طعامہ کھانا اشارۃ الی المعنی مستعمل استعمل فی المطعوم ۵۴ قولہ فی السیارۃ تمہارے مسافروں للسیارۃ منکم کما ہو ۵۵ قولہ فی صید البر گو بعض صورتوں میں العنوان الغیر الجازم لاختلاف المجتہدین فیہ وفی تفاصیلہ ویمکن ترجیح حل اکلہ بقرینۃ الاقتصار علی ذکر الصید فی تحریمہ حیث قال وحرم علیکم صید البر و طعامہ کما فی قرینہ وفیہ اشارۃ الی فائدۃ زیادۃ طعامہ فیما قبل تقریرہا ان المقصود من الزیادۃ المبالغۃ فی بیان حکم البحر وامتیازہ عن صید البر فی حکمہ بان صید البحر یحل اصطیادہ واکلہ لا کصید البر حیث لا یحل اصطیادہ حقیقۃ ولا تسببا وان حل اکلہ فی بعض الاحوال والاصل ہذہ الفائدۃ زید قولہ وللسیارۃ یعنی انہ حلال من کل وجہ اخذا واکلا وحلا وترحالا فحصل بہذا کلہ المبالغۃ فی حکم صید البحر

۱۲

اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ وَاَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ

یقین جان لو کہ اللہ تعالیٰ سزا بھی سخت دینے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت اور بڑی رحمت والے بھی ہیں ۔ رسول کے ذمہ تو صرف پہونچانا ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ سب جانتے ہیں جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو

وَمَا تَكْتُمُوْنَ ۝ قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ ع ۱۳

اور جو کچھ پوشیدہ رکھتے ہو ۔ آپ فرما دیجیے کہ ناپاک اور پاک برابر نہیں گو تجھ کو ناپاک کی کثرت تعجب میں ڈالتی ہو تو خدا تعالیٰ سے ڈرتے رہو اے عقلمندو تاکہ تم کامیاب ہو

اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو جو کہ ادب کا مکان ہے لوگوں (کی مصلحتوں) کے قائم رہنے کا سبب قرار دیدیا اور (اسیطرح) عزت والے مہینہ کو بھی اور (اسیطرح) حرم میں قربانی ہونیوالے جانور کو بھی اھ (اسیطرح) اُن جانوروں کو بھی جنکے گلے میں (اس نشانی کیلیے) پٹے ہوں (کہ یہ اللہ کی نیاز ہیں حرم میں ذبح ہونگے) یہ (قرارداد علاوہ اور دُنیوی مصلحتوں کے) اس (دینی مصلحت کے) لیے (بھی) ہے تاکہ (تمہارا اعتقاد درست اور پختہ ہو اسطرح سے کہ تم (ان مصالح سے استدلال کرکے) اس بات کا یقین (ابتداءً یا کمالاً) کرلو کہ بیشک اللہ تعالیٰ تمام آسمانوں اور زمین کے اندر کی چیزوں کا علم (کامل) رکھتے ہیں (کیونکہ ایسا حکم مقرر کرنا جسمیں آیندہ کے ایسے مصالح مرعی ہوں کہ عقول بشریہ انکو نہ سوچ سکیں دلیل ہے کمال صفت علمیہ کی) اور (ان معلومات مذکورہ کے ساتھ تعلق علم کامل سے استدلال کرکے یقین کرلو کہ) بیشک اللہ تعالیٰ سب چیزوں کو خوب جانتے ہیں (کیونکہ ان معلومات کے علم پر کسی چیز نے مطلع نہیں کیا معلوم ہوا کہ علم ذاتی ہے اور علم ذاتی کی نسبت جمیع معلومات کے ساتھ یکساں ہوتی ہے) **ف** کعبہ کے مصالح و برکات دنیویہ میں بعض یہ ہیں اسکا جاے امن ہونا جسکا ذکر پارہ الم کے آخر میں اور پارہ لن تنالوا کے شروع میں آچکا ہے اور وہاں ہر سال مجمع ہونا جسمیں مالی ترقی اور قومی اتحاد بہت سہولت سے میسر ہو سکتی ہے یہ تو مشاہد ہیں آچکا ہے اور اسکے بقاء تک عالم کا باقی رہنا جتے کہ جب کفار اسکو منہدم کر دینگے قریب ہی قیامت آجاویگی جیسا احادیث سے معلوم ہوتا ہے اسکا مشاہدہ اسوقت ہوگا اور شہر حرام کی منفعت امن علم ہے اور ہدی و قلائد کی منفعت انکے لانے والے سے تعرض نکرنا اور کعبہ اور ہدی و قلائد کے احکام متعلقہ کی منفعت مشترکہ یہ کہ ان احکام سے خانہ کعبہ کی تعظیم کا اعتقاد ہونا اور اُس تعظیم کے سبب وہاں کے رہنے والوں یا جانیوالوں یا ہوآنے والوں یا ارادہ رکھنے والوں پر ہر قسم کی تعدی و ظلم سے باز رہنا کہ یہ امور عادۃً بھی واقع ہیں اور شرعاً بھی مطلوب ہیں اور دینی برکات میں بعض تو اس آیت میں مذکور ہیں یعنی درستی اعتقاد خاص اور بعض اور بھی ہیں مثلاً کعبہ کا حج و عمرہ موجب ثواب ہونا اسیطرح ہدی و قلائد کی قربانی کا ثواب ہونا ذٰلک کو قیاما للناس سے علحدہ کرکے دینی نفع کی طرف اشارہ کرنا شاید اسلیے ہو کہ یہ مقام منافع مشاہدہ کے بیان کا ہے اور اعتقاد کا نافع ہونا اسیطرح حج و عمرہ کا نافع و موجب ثواب ہونا امر غیبی ہے مگر تتمیماً دوسرے عنوان سے بیان کر دیا اور اگر مخبر صادق کی خبر کو مثل مشاہدہ کے کہا جاوے تو دونوں قسم کے منافع مشاہد ہو جاوینگے اور ہدی و قلائد اور شہر حرام کے متعلق سورہ مائدہ کے شروع میں بھی کچھ بیان ہوا ہے ملاحظہ کرلیا جاوے ۔ **ربط** اوپر احکام مختلفہ ارشاد ہوئے ہیں آگے ترغیب و ترہیب سے انکے امتثال کی تاکید فرماتے ہیں

تاکید امتثال احکام اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ وَاَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۹۸﴾ مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۹۹﴾ قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝

اللغات قوله اعجبك في القاموس اعجبه حمله على العجب منه واعجب به عجب وسر كاعجبه فالاعجاب له معنيان الحمل على العجب والسرور وتحمت بالاول لان السرور بالخبيث غير ظاهر من العاقل والمراد قوله في العجب فلا اختفاء الحكمة لا الشبهة في كونه حقا او باطلا ۱۲

النحو قوله ولو اعجبك في الروح الواو لعطف الشرطية على مثلها وقيل للحال اي لولم يعجبك لو اعجبك وقد حذفت الاولى لدلالة الثانية عليها فان الشئ اذا تحقق مع المعارض فلان يتحقق بدونه اولى وجواب لو محذوف لدلالة ما قبلها عليه ۱۲

البلاغة تقديم الخبيث للايذان بان عدم الاستواء منشاؤه النقصان في الخبيث لا الطيب ۱۲

الروايات في اللباب اخرج الواحدي والاصبهاني في الترغيب عن جابر ان النبي صلى الله عليه وسلم ذكر تحريم الخمر فقام اعرابي فقال اني كنت رجلا كانت هذه تجارتي فاعتقبت منها مالا فهل ينفع ذلك المال ان عملت بطاعة الله تعالى فقال النبي صلى الله عليه وسلم ان الله لا يقبل الا الطيب فانزل الله تعالى تصديقا لرسوله صلى الله عليه وسلم قل لا يستوي الخبيث والطيب الآية اه قلت لعل الرواية بعد صحتها محمولة على تجارة بعد التحريم وتساهله فيه بعد العلم به لكن الذي اختاره جمهور المفسرين اولى ولو ثبت الرواية فلعله صلى الله عليه وسلم قرأها استشهادا واظن نزولها حينئذ والله اعلم ۱۲

ملحقات الترجمة

۵۱ قوله في البيت جو كہ اشارة الى كونه عطف بيان للمدح اوبدلا من الكعبة وهو مع ما عطف عليه مفعول اول لجعل والثاني قياما بمعنى ما يقوم به امرهم كذا في الجلالين كالامام يعني من يؤتم به كذا في الكبير ۱۲

۵۲ قوله في لتعلموا ابتداء يا كمالا الاول لمن آمن حالا والثاني لمن كان مؤمنا من قبل ۱۲

۵۳ قوله بعد يعلم نه سوچ سكيں كما يشاهده من يتامل بالنظر الصحيح في تفصيل المصالح الواقعة الحاصلة في امتثال الاوامر الواقعة في مخالفتها بما لا يخطر على قلب بشر ولو كان عاقلا اي عاقل والاستدلال به على علمه تعالى بما في الارض ظاهر اما على علمه بما في السموات فبان اكثر الحوادث ينزل من السماء ويشاهد تاثير الاجرام في اسباب نفعها والضامن وتحفظ على المطيع لا يشك في ذلك ۱۲

۵۴ قوله في ف اسكا مشاہدہ ہوگا فمجموع المشاهدتين للمجموع المكلفين ۱۲

۵۵ قوله بعينه من عام اما للاحرام ان فسر بذي الحجة ولما حرمته الى فسر بالاشهر الاربعة ولكن قبل وقوع النسخ ۱۲

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ وَاِنْ تَسْئَلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ

اے ایمان والو ایسی باتین مت پوچھو کہ اگر تم سے ظاہر کردی جاوین تو تمہاری ناگواری کا سبب ہو۔ اور اگر تم زمانہ نزول قرآن مین اُن باتون کو پوچھو تو تم سے

تُبْدَ لَكُمْ ۚ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ۗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝ قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا كٰفِرِيْنَ ۝

ظاہر کردی جاوین سوالات گذشتہ اللہ تعالیٰ نے معاف کردیے۔ اور اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والے ہین بڑے علم والے ہین۔ ایسی باتین تم سے پہلے اور لوگون نے بھی پوچھی تھین پھر اُن باتون کا حق نہ بجالائے۔

تم یقین جان لو کہ اللہ تعالیٰ سزا بھی سخت دینے والے ہین اور اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت ورحمت والے بھی ہین (تو انکے احکام کے خلاف مت کیا کرو اور جو ہوچکا ہوگیا ہو موافق قواعد شرعیہ کے توبہ کرلو) رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ذمہ تو صرف پہونچانا ہی (سو وہ خوب پہونچا چکے اب تمہارے پاس کوئی عذر وحیلہ باقی نہین رہا) اور اللہ تعالیٰ سب جانتے ہین جو کچھ تم (زبان یا جوارح سے) ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ (دلمین) پوشیدہ رکھتے ہو (سو تمکو چاہیئے کہ اطاعت ظاہر اور باطن دونون سے کرو) آپ (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان سے یہ بھی) فرمادیجئے کہ ناپاک اور پاک (یعنی گناہ اور طاعت یا گناہ کرنیوالا اور طاعت کرنیوالا) برابر نہین (بلکہ خبیث مبغوض ہی اور طیب مقبول ہی پس اطاعت کرکے مقبول بننا چاہیئے معصیت سے مبغوض نہونا چاہیئے) گو (اے دیکھنے والے) تجھکو ناپاک کی کثرت (جیسا اکثر دنیا مین یہی واقع ہوتا ہے) تعجب مین ڈالتی ہو (کہ باوجود ناپسندیدہ ہونیکے یہ کثیر کیون ہی مگر یہ سمجھ لو کہ کثرت جو کسی حکمت سے ہی دلیل محمود ہونیکی نہین جب کثرت پر مدار نہین پایا کہ جب اللہ تعالیٰ کے علم وعقاب پر بھی مطلع ہوگئے) تو (اسکو مت دیکھو بلکہ) خدا تعالیٰ (کے خلاف حکم کرنے) سے ڈرتے رہو تاکہ تم (پورے طور سے) کامیاب ہو (کہ وہ جنت اور رضاء حق ہی) **ربط** اوپر احکام نازلہ مین مخالفت اور تساہل کی ممانعت تھی آگے غیر ضروری امور کی جنہین احکام غیر نازلہ بھی داخل ہین بلاضرورت تفتیش اور کھود کرید کرنیسے ممانعت ہی پس مجموعہ سے اطاعت کی تعدیل کا حکم نکل آیا کہ نہ اسقدر تفریط کرو کہ جن امور کا حکم ہوا ہی اُس سی بے پروائی کرنے لگو اور نہ اسقدر افراط کرو کہ جن امور کا حکم نہین ہوا اور کوئی معتد بہ وجہ شبہہ کی بھی نہو اُسکے پیچھے پڑو جیسے بعض کی اب بھی عادت ہوتی ہی کہ سوالات دور از کار تراش کر کر اور تلاش کر کر اور فرض کر کر علماء سے پوچھا کرتے ہین عدم ضرورت کے اشتراک سے اسکا مذموم ہونا بھی معلوم ہوگیا اور سبب نزول اسکا صحیحین مین یہ واقعات ہین کہ بعضے آپ سے پوچھتے کہ میرا باپ کون ہی چنانچہ ایک شخص کے نسب مین لوگونکو شبہہ تھا اُنہون نے بھی یہ سوال کیا تھا کوئی پوچھتا میری ناقہ گم ہوگئی کہان ہی اور جب حج کی فرضیت آپنے بیان فرمائی تو ایک شخص نے پوچھا کیا ہر سال حج کرنا فرض ہی آپنے تین بار تک سکوت فرمایا پھر ارشاد کیا کہ مین ہان کہدیتا تو ہر سال فرض ہوجاتا اور پھر ہو نہ سکتا پہلے لوگ بھی یون ہلاک ہوئے ہین کہ اپنے پیغمبرون سی پوچھ پاچھ زیادہ کی پھر اُنکے خلاف کیا مین جو بتلادون عمل کیا کرو اور جس چیز سے منع کردیا کرون باز رہا کرو یعنی جس امر مین کوئی وجہ شبہہ کی نہو اُسکو مت پوچھا کرو کیونکہ ایک حدیث مین ہی کہ بڑا مجرم وہ شخص ہے کہ ایسی چیز کے متعلق سوال کیا جو حرام نہ تھی پھر اُسکے پوچھنے سی حرام ہوگئی رواہ البخاری انمین جو امور متعلق حلال وحرام کے ہین اُنمین تو مطابق اس حدیث کے انکے جواب مین تحریم کا احتمال ہی اور جو امور از قبیل واقعات ہین اُنمین سی بعض مین احتمال خلاف مرضی جواب آنیکا ہی جیسے سوال نسب مین اور بعض مین احتمال ناگوار زجر و توبیخ کا ہی جیسے سوال ناقہ مین اور تسؤکم جو آگے آتا ہی ان سبکو شامل ہی اور احکام مین جیسا یہ سوال بوجہ افراط کے ممنوع ہی واقعات مین یہ سوال موجب تفریط فی الاطاعت والادب بھی ہی چنانچہ بخاری مین یہ بھی ہی کہ استہزاءً پوچھتے تھے پس آیت سب اقسام سوال کو اور سب اقسام جواب کو شامل ہی گو علت نہی کی کہین افراط ہوگی کہین تفریط اور ناگواری جواب کا احتمال کہین تحریم سی ہوگا کہین رسوائی سی کہین حرج سی اور بعد نزول وحی کے ایسے سوالات سے نہی کی علت اضاعت وقت اور مجیب کو ضیق مین ڈالنا ہی

نہی از سوال امور احکام غیر ضروریہ حالاً و مآلاً

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ وَاِنْ تَسْئَلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ ۚ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ۗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۰۱﴾ قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا كٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ اے ایمان والو ایسی (فضول) باتین مت پوچھو (جنمین یہ احتمال ہو) کہ اگر تم سے ظاہر کردی جاوین تو تمہاری ناگواری کا سبب ہو (یعنی انکے جواب مین ناگوار گذرنے کا احتمال ہو) اور (جنمین یہ احتمال ہو کہ) اگر تم زمانہ نزول قرآن (اور وحی) مین ان باتونکو

العربیة قوله اشياء في المدارك قال الخليل وسيبويه وجمهور البصريين اصله شيئاء بهمزتين بينهما الف وهي فعلاء من لفظ شيء والهمزة الثانية للتانيث ولذا لم تنصرف كحمراء وهي مفردة لفظا جمع معنى ولما استثقلت الهمزتان المجتمعتان قدمت الاولى التي هي لام الكلمة فجعلت قبل الشين فصار وزنها لفعاء۔ **قوله قد** سألها في البيضاوي اي الضمير للاشياء بحذف الجار اي وعليه نسرت وقال بعضهم الضمير للمسئلة في موضع المصدر اي سأل مسئلة والحاصل واحد والله اعلم واعلم ان المراد ان سألها سأل مثلها لان السوالين لم يكونا واحدا لكن لم يصرح به للمبالغة في التحذير ۱۲

ملحقات الترجمة

۵۱ قوله في اعجبك اے دیکھنے والے لانه مقولة قل فيكون خطابا للمخاطب فاعل قل لا خطابا بالفاعل قل فانه يحتاج الى التكلف ۱۲ **۵۲ قوله** قبل فاتقوا یا یہ کہ جب فالفاء للترتيب على جميع ما قبلها ان لم يكن الآية منفصلة عما قبلها في النزول ۱۲ **۵۳ قوله** في اشياء فضول دليله كون الكلام فيه ۱۲ **۵۴ قوله** في ان تبدوا ان تسئلوا جن مین احتمال ہو اشارة الى امرين الاول كون الشرطيتين المتعلقتين صفة للاشياء والثاني في القصد الى دفع اشكال هو ان الشرطيتين تدلان على ترتب التاليين على المقدمين وقد تخلفا لان السوال عن الحج تخلف عنه الابداء والسوال عن النسب تخلف عن المساءة وتقرير الجواب ان التالي هو المساءة والابداء الموجب للمساءة بمعنى احتمال المساءة والابداء مجاز بعلاقة القوة والفعل فالمعنى ان تبد لكم تحتمل المساءة وان تسئلوا تحتمل الابداء ولا شك في ترتب هذا التالي على المقدم وكفى به زاجرا وهذا من المواهب والله اعلم ويتايد بما في الخازن فامن سال عن الحج لم يامن ان يؤمر به فلا يقدر عليه فيسوءه ذلك ومن سال عن نسبه لم يامن ان يلحقه النبي صلى الله عليه وسلم بغيره فيفتضح ويسوءه ذلك ۱۲ **۵۵ قوله** في القرآن اور وحی اشار الى انه لا لزوم ان ينزل جوابه في القرآن لان نزول القرآن قيد لوقت السوال لا للابداء فافهم ۱۲

مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ

اللہ تعالیٰ نے نہ بحیرہ کو مشروع کیا ہے اور نہ سائبہ کو اور نہ وصیلہ کو اور نہ حامی کو لیکن جو لوگ کافر ہین وہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ لگاتے ہین۔

وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا

اور اکثر کافر عقل نہین رکھتے اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو احکام نازل فرمائے ہین اُنکی طرف اور رسول کی طرف رجوع کرو تو کہتے ہین کہ ہمکو وہی کافی ہے جسپر ہمنے

عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ۭ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْئًا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ۝

اپنے بڑونکو دیکھا ہے۔ کیا اگرچہ اُن کے بڑے نہ کچھ سمجھ رکھتے ہون اور نہ ہدایت رکھتے ہون

پوچھو تو تمسے ظاہر کردی جاوین (یعنی سوال کرنیمین تو یہ دوسرا احتمال ہو کہ جواب ملجاوے اور جواب ملنے مین وہ پہلا احتمال ہو کہ ناگوار گذرے اور یہ دونو احتمال جو کہ مجموعی طور پر علت نہی سوال کی ہین واقعی ہین پس ایسا سوال ممنوع ہے خیر) سوالات گذشتہ (جو اسوقت تک کرچکے ہو وہ تو) اللہ تعالیٰ نے معاف کردیے (مگر آیندہ مت کرنا) اور اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والے ہین (اسلیے گذشتہ سوالات معاف کردیے) اور بڑے حلم والے ہین (اسلیے اگر آیندہ کے خلاف ورزی پر دنیا مین سزا نہ دین تو دھوکہ مین مت پڑجانا اُسکی علت حلم ہوگی) ایسی باتین تمسے پہلے (زمانہ مین) اور (امتون کے) لوگون نے بھی (اپنے پیغمبرون سے) پوچھی تھین پھر (انکو جواب ملا تو) اُن باتونکا حق نہ بجالائے (یعنی اُن جوابون مین جو متعلق احکام کے تھے اُنکے موافق عمل نہ کیا اور جو متعلق واقعات کے تھے اُن سے متاثر نہوئے پس کہین تمکو بھی ایسی ہی نوبت نہ پیش آوے اسلیے بہتری اسی مین ہے کہ ایسے سوالات چھوڑدو) **ف** جیسا مقاتل سے روح مین نقل کیا ہے کہ بنی اسرائیل انبیاء علیہم السلام سے بہت باتین پوچھتے اور جب وہ بتلاتے تو اُنکی تکذیب کرتے اور جیسا تمہید آیۃ مین حدیث کا مضمون آیا ہے کہ انبیاء سے بکثرت پوچھتے پھر جواب ملے پر خلاف کرتے اور جیسا بنی اسرائیل مین ایک شخص مقتول ہوگیا تھا اور انہون نے موسیٰ علیہ السلام سے قاتل کی تعیین پوچھی اور خدا تعالیٰ نے اُسکو زندہ کرکے اُسکا پتہ بتلا دیا پھر اس سے متاثر نہوئے جیسا سورہ بقرہ مین جہان یہ قصہ آیا ہے وہان ارشاد ہے ثم قست قلوبکم یہ قصہ قتیل متعلق واقعات کے ہے اور حدیث کا مضمون متعلق احکام کے اور مقاتل کا قول دونونکو محتمل ہے اور اکثر اجزاء آیت کی تفسیر تقریر تمہید سے واضح ہوگئی ہے اور یہ جو فرمایا گذشتہ معاف کیا اسپر اگر شبہ ہو کہ جب ایسے سوالات کی ممانعت کی یہ آیت ہی نازل نہوئی تھی تو ممنوع کیون تھا جواب یہ ہے کہ دوسرے قواعد کلیہ شرعیہ سے یہ ممانعت ثابت تھی مثلاً وجوب ادب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا سورہ حجرات مین ہے اور خود واجب عقلی بھی ہے اور ان سوالات ممنوعہ مین قید فضول کی اسلیے لگائی کہ ضرورت کی بات پوچھنے کا مضائقہ نہین مثلاً جب بعض عورتون کی عدۃ کا حکم نازل ہوا اور بعض کا نہین ہوا اور ضرورت سبکی پڑتی ہے اُسکو صحابہ نے پوچھا تو بلا عتاب اس آیت مین جواب نازل ہوا واللائی یئسن من المحیض من نسائکم ان ارتبتم الآیۃ **ربط** اوپر حکم سفہم وہشدیم مین بعض اعمال معصیت ہونا مذکور تھا آگے بعض اعمال کفر اور شرک ہونا مذکور ہے **حکم نوزدہم ابطال بعض رسوم کفر** مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ۭ وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ۭ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْئًا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰۴﴾ اللہ تعالیٰ نے نہ بحیرہ کو مشروع کیا ہے اور نہ سائبہ کو اور نہ وصیلہ کو اور نہ حامی کو لیکن جو لوگ کافر ہین وہ (ان رسوم کے باب مین) اللہ تعالیٰ پر جھوٹ لگاتے ہین (کہ خدا تعالیٰ ان اعمال سے خوش ہین) اور اکثر کافر (دین کی) عقل نہین رکھتے اور (اُس سے کام نہین لیتے بلکہ محض اپنے بڑونکی دیکھا دیکھی ایسی جہالتین کرتے ہین چنانچہ) جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو احکام نازل فرمائے ہین اُنکی طرف اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف (جنپر وہ احکام نازل ہوئے ہین) رجوع کرو (جو امر اُس سے حق ثابت ہو حق سمجھو اور جو باطل ثابت ہو باطل سمجھو) تو کہتے ہین کہ ہمکو (ان احکام

فائدۃ من الروح واستدل بالآیۃ علی ان الاقتداء انما یصح بمن علم انہ عالم مہتد وذلک لا یعرف الا بالحجۃ فلا یکفی التقلید من غیر ان یعلم ان من قلدہ مجتہد صحیح ... علی ماقطوا فیہ حتی قالوا ان المقلد ... ما جہلیا و ... قلدہ فتدبر ۱۲

فائدۃ اخری عنہ جعل بعض العلماء من صور السائبۃ ارسال الطیر ونحوہ وصرح بعض علمائنا بانہ لا ثواب فی ذلک وبل الجاہل لا یکتفی بہذا القدر ویدعی الاثم فیہ والناس عن ذلک غافلون ۱۲

ملحقات الترجمۃ

۱ قولہ فی تتبع مجموعی اشارۃ الی ان النتیجۃ تتوقف علی مجموع المقدمتین بکذا ان تسئلوا تبدلکم وان تبدلکم تسؤکم فینتج ان تسئلوا تسؤکم فالمساءۃ ہی العلۃ للنہی بواسطۃ الاول الذی ہو الحد الاوسط ولما قدم الآخر واخر الاولی حتی صار علی صورۃ الشکل الرابع وکان الظاہر ہو الشکل الاول لان اصل العلۃ المساءۃ فجعل بالحکم بقربہ من اول الامر واللہ اعلم ۱۲

۲ قولہ فی عفا سوالات گذشتہ اشار الی ان الضمیر الی المسئلۃ عن الاشیاء المدلول علیہا بقولہ لا تسئلوا عن اشیاء

۳ قولہ فی کفر ہن حق نہ بجالائے من الکفران العام للمعصیۃ والکفر

۴ قولہ فی ف مقاتل کا قول محتمل ولا ادری ان یفسر بکفران اہل المائدۃ لانہا لم تکن مسئولا عنہا والکلام فی السوال عن الشیء بل کانت مسئولۃ ۱۲

۵ قولہ فی جعل مشروع کما فی الروح معنی جعل ماشرع ولذلک عدی الی مفعول واحد ومن لتاکید النفی واکثر بعضہم محیی ہذا المعنی من اہل اللغۃ وجعلہا للتصییر والمفعول الثانی محذوفا ای ما جعل البحیرۃ ولا ولا مشروعۃ ولیس کما قال فان الراغب نقل ذلک عن اہل اللغۃ وہو ثقۃ لا غبار علیہم اہ وکذا فسر فی الجلالین السیاق ولعلہ عن احد الثقات تعبیر بما حاصلہ نفی التحریم ولا تضیر من تحریمہا لان التحریم تحریمہا ملکرات وہو نفی والنجاۃ الخبث وہو المثبت کما مر تحقیقہ فی سورۃ البقرۃ فی قولہ تعالی یا ایہا الناس کلوا مما فی الارض ۱۲

۶ قولہ فی یفترون خوش ہین کما فی اللباب عنہم واللہ امرنا بہا ۱۲

۷ قولہ فی لا یعقلون اُس سے کام اشارۃ الی ان المراد نفی استعمال العقل لیکون ... نفی عقلہم لیکون عذرا ۱۲

۸ قولہ قبل واذا قیل چنانچہ اشارۃ الی کونہ کالدلیل علی عدم عقلہم فان اتباع الضلال بعد وضوح الحق دلیل ظاہر علی عدم العقل بالمعنی المذکور آنفا ۱۲

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنفُسَكُمْ ۖ لَا يَضُرُّكُم مَّن ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ ۚ إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝

اے ایمان والو اپنی فکر کرو | جب تم راہ پر چل رہے ہو تو جو شخص گمراہ رہے تو اس سے تمہارا کوئی نقصان نہیں۔ اللہ ہی کے پاس تم سب کو جانا ہے پھر وہ تم سب کو جتلا دینگے جو کچھ تم سب کیا کرتے تھے۔

اور رسول کی ضرورت نہیں ہمکو) وہی (طریقہ) کافی ہے جسپر ہمنے اپنے بڑون کو دیکھا ہے (حق تعالے فرماتے ہین کہ کیا (وہ طریقہ انکے لیے ہر حال مین کافی[1] ہے) اگرچہ انکے بڑے (دین کی) نہ کچھ سمجھ[2] رکھتے ہون اور نہ (کسی آسمانی کتاب کی) ہدایت رکھتے ہون **ف** دوسری آیت واذا قیل لہم کے مثل ایک آیت ربع سیقول کی قریب آچکی ہے وہان اسکے متعلق کچھ توضیح اور کچھ تحقیق جس مین مسئلہ تقلید مجتہدین سے بھی تعرض ہے گذر چکی ہے ملاحظہ کرلیا جاوے اور پہلی آیت کے لغات کی تفسیر بخاری مین سعید بن المسیب سے اسطرح آئی ہی کہ بحیرہ وہ جانور ہے جسکا دودھ بتون کے نام کردیتے تھے کوئی اپنے کام مین نہ لاتا اور سائبہ وہ جانور ہے جسکو بتون کے نام پر چھوڑ دیتے اس سے کوئی کام نہ لیتے جیسے اس ملک مین بعضے لوگ سانڈھ چھوڑتے ہین اور وصیلہ وہ ناقہ جو پہلے مادہ بچہ جنے پھر دوسری بار بھی مادہ بچہ دے درمیان مین نر بچہ نہ پیدا ہو اسکو بھی بتون کے نام چھوڑ دیتے تھے اور حامی نر اونٹ جو ایک خاص شمار سے جفتی کرچکا ہو اسکو بھی بتونکے نام پر چھوڑ دیتے اور یہ سب باطل اور کفر اور شرک ہین یہ تو حکم ہی خود اس فعل کا باقی ان جانورون کا حلال یا حرام ہونا اسکی تحقیق مع رفع شبہات ربع سیقول کے قریب آیت یا ایہا الناس کلوا اور آیت انما حرم علیکم المیتۃ کے ذیل مین گذر چکی ہی ملاحظہ کرلیا جاوے اور اکثر[3] اس لیے فرمایا کہ بعضے شرک مسلمان بھی ہوجاتے تھے **ربط** اوپر رسم پرست کفار کی ایک جہالت کا ذکر تھا اور ایسی ایسی جہالتین انکی بکثرت تھین جنکو سنکر مومنین کو رنج اور افسوس ہوسکتا ہی اسلیے آگے مومنین کو اسکے متعلق ارشاد ہی کہ تم کیون اس غم مین پڑے تمکو اپنی اصلاح کا اور دوسرونکی اصلاح مین بقدر وسع کوشش کرنیکا حکم ہے باقی کوشش پر ثمرہ مرتب ہونا اختیار سے خارج ہے اسلیے کار خود کن کار بیگانہ مکن **تعدیل در اصلاح غیر** يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنفُسَكُمْ ۖ لَا يَضُرُّكُم مَّن ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ ۚ إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۱۰۵﴾ اے ایمان والو اپنی (اصلاح کی) فکر کرو (اصل کام تمہارے ذمہ یہ ہی باقی دوسرونکی اصلاح کے متعلق یہ ہی کہ جب تم اپنی طرف سے بتوقع نفع بقدر وسع سعی کررہے ہو مگر دوسرے پر اثر نہین ہوتا تو تم اثر مرتب نہونے کی فکر مین نہ پڑو کیونکہ) جب تم (دین کی) راہ پر چل رہے ہو (اور واجبات دین کو ادا کررہے ہو اسطرح کہ اپنی بھی اصلاح کررہے ہو اور دوسرونکی اصلاح مین بھی کوشش کررہے ہو) تو جو شخص (باوجود تمہاری سعی اصلاح کے بھی) گمراہ رہے تو اس (کے گمراہ رہنے) سے تمہارا کوئی نقصان نہین (اور جیسا اصلاح غیر مین حد سے زیادہ فکر و غم سے منع کیا جاتا ہی ایسا ہی ناامیدی ہدایت کے وقت حد سے آگے دنیا ہی مین انپر سزا نازل ہونے سے حق و باطل کا اخیر فیصلہ ہوجانیکی بھی تمنا مت کرنا کیونکہ یہ آخرت مین ہوگا چنانچہ) اللہ ہی کے پاس تم سبکو جانا ہی پھر وہ تم سب کو جتلا دینگے جو جو کچھ تم سب کیا کرتے تھے (اور جتلا کر حق پر ثواب اور باطل پر عذاب کا حکم نافذ فرمادینگے) **ف** اس آیت کے صرف ترجمہ دیکھنے سے وسوسہ ہوتا تھا کہ جو شخص خود دین پر عامل رہے اسکے ذمہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر واجب نہین ہی لیکن تفسیر کی جو تقریر کی گئی ہے اس سے آیت کا مطلب واضح ہوگیا اور وہ وسوسہ دفع ہوگیا جسکا حاصل یہ ہی کہ عدم ضرر مشروط باہتداء ہی اور اہتداء مین امر بالمعروف ونہی عن المنکر داخل ہے چنانچہ ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے اور بنقل روح المعانی کے ابن جریر اور ابن مردویہ نے اور بنقل فتح کے دارقطنی نے حضرت صدیق رض کا خطبہ بایں مضمون نقل کیا ہی کہ تم لوگ اس آیت کے معنے کچھ اور سمجھتے ہو حالانکہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی تاکید اور اسکے ترک پر وعید سنی ہی اور جلالین مین جو حاکم کی روایت سے حدیث ہی کہ تم امر و نہی کرتے رہو حتے کہ جب حرص وخود رائی وغیرہ کو غلبہ ہوجاوے تو عوام کو چھوڑ کر اپنے شغل اصلاح مین لگ جاؤ یا بنقل روح عبد الرزاق وابو الشیخ وطبرانی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا یا ابن جریر نے ابن عمر رض کا ارشاد نقل کیا ہی کہ یہ آیت اس زمانہ کے لیے نہین

النحو فی الروح علیکم الزموا انفسکم اسم فعل امر وہو متعد الی المفعول بنفسہ وقد یکون لازما والمراد بہ الامر بالتمسک کما فی علیک بذات الدین وہو خاص فیما اذا کان الضمیر للخطاب فلو قلت علیہ زیدا لم یجز وفیہ خلاف ۱۲

ملحقات الترجمة

[1] قولہ فی اولو کان اشارة الی تقدیر المعطوف علیہ ای یکفیہم ہذا ولو کان آباؤہم ۱۲

[2] قولہ فی لا یعلمون سمجھ اشارة الی ان المراد بالعلم ہو مبدأہ ۱۲

[3] قولہ فی ف اکثر اسلیے الخ وہذا من المواہب ۱۲

بلکہ زمانہ آیندہ کے لیے جبکہ امر و نہی نافع نہوگا تو ان روایات کا ظاہری مطلب مراد نہین کیونکہ یقیناً آیت کے خطاب مین صحابہ بھی داخل ہین بلکہ مراد یہ ہے کہ اس آیت کے مضمون مجموعی کا ایک خاص جزو کہ جب امر و نہی سے نفع نہو تو اُسکا وجوب ساقط ہو جاتا ہی گو یہ بھی ہر زمانہ کے لیے عام ہی مگر خیر القرون مین چونکہ عدم نفع مغلوب تھا اس لیے سقوط وجوب کا تحقق بھی قلیل مثل معدوم کے ہے اور قرون شر مین چونکہ عدم نفع غالب ہوگا اس لیے اس سقوط کا تحقق بھی کثیر مثل امور مختصہ اُس زمانہ کے ہوگا خوب سمجھ لو اور یہ جو فرمایا لا یضرکم اس سے یہ لازم نہین آتا کہ صحابہ کو احتمال اس ضرر کا تھا کیونکہ لا تزر وازرۃ وزر اخرى کا مضمون صاف اور عقلی بھی ہے بلکہ اُنکے تخفیف غم کے لیے اس مضمون مین تامل اور اُس سے استدلال کرنیکا حکم فرمانا مقصود ہے کہ جب یہ امر متیقن ہی تو تمکو چاہیئے اسپر نظر کر کے بے غم رہو واللہ اعلم اور گو ایسی حالت مین کسی کے غم مین پڑنا غیر نافع ہے لیکن ممانعت کیون فرمائی جیسا ظاہر اسیاق آیت سے معلوم ہوتا ہی سو اُسکی وجہ واللہ اعلم اول تو یہی کافی ہے کہ جب غیر نافع ہے تو لایعنی ہوا اور لایعنی کا ترک مطلوب ہی دوسرے تجربہ سے معلوم ہوا ہی کہ ایسی فکرون مین پڑنے سے بعض اوقات اپنے ضروری و مطلوب عند الشرع مقاصد مین خلل آ جاتا ہے واللہ اعلم **ربط** اوپر مصالح دینیہ کے متعلق احکام تھے آگے مصالح دنیویہ کے متعلق بعض احکام ہین اور اُسکو اُنکے ساتھ لانے مین دو امر کیطرف اشارہ ہوگیا ایک یہ کہ یہ حکم اور احکام متعلقہ بالدین وجوب عمل مین برابر ہین دوسرے یہ کہ حق تعالی اپنی رحمت سے مثل اصلاح معاد کے اپنے بندون کی معاش کی صلاح بھی فرماتے ہین چونکہ تفسیر آیت آیندہ کی دو امر پر موقوف ہی ایک قصہ جو کہ سبب نزول ہی دوسرے بعض مسائل جنکی بنا آیت مذکورہ کا حکم ہے اسلیے انکو اولاً لکھا جاتا ہی **قصۂ شان نزول** ایک شخص سہمی یعنی قبیلہ بنی سہم کا تمیم داری اور عدی بن بدا کے ساتھ کہ اُسوقت یہ دونون نصرانی تھے مال تجارت لیکر چلا اور وہ سہمی بیمار ہوکر ایسی جگہہ جہان کوئی مسلمان نتھا مرگیا اور مرتے وقت ان دونون شخصونکو یعنی تمیم اور عدی کو وصیت کی کہ میرا ترکہ میرے ورثا کو پہونچا دینا جب یہ دونون وہ ترکہ لائے تو اُسمین ایک جام چاندی کا جسپر سونیکا نقش و نگار بنا تھا اور بڑا مال وہی تھا اور اسباب مین اُسکے ہونیکا ورثہ کو علم تھا نہ نکلا اور ذریعہ علم مدارک مین یہ ذکر کیا ہی کہ میت نے اپنے اسباب کی فہرست بھی اسباب مین بلا اطلاع ان دونون کے رکھدی تھی ملان کے وقت اسباب پورا نہوا مدارک کا مضمون ختم ہوا اور ورثہ کو ان دونون پر شبہ ہوا اور ان سے پوچھا انہون نے کہا کہ بس اُسنے ہمکو یہی اسباب سپرد کیا تھا آخر مقدمہ سرکار نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین پیش ہوا اور پہلی آیت یعنی یا ایہا الذین آمنوا شہادۃ بینکم الی قولہ انا اذا لمن الآثمین نازل ہوئی آپنے ورثہ سے اُنکے اس دعوی پر کہ ان دونون نے خیانت کی ہوگی گواہ طلب کیے گواہ کوئی تھا نہین آخر آپنے ان دونون سے عدم خیانت و عدم کتمان پر قسم لی اور دعوی خارج ہوا پھر ان ورثہ نے وہ جام مکہ مین کسیکے پاس دیکھا پوچھا تمہارے پاس کہان سے آیا اس شخص نے کہا مینے تمیم اور عدی سے خریدا ہی معاملہ مین اتنا اور ہے کہ پھر بنی سہم نے تمیم اور عدی سے اسکے متعلق گفتگو کی دونون نے جواب دیا کہ ہمنے میت سے خرید لیا تھا انہون نے کہا کہ اُسوقت تو تم کہتے تھے کہ ہمکو جام کی خبر ہی نہین کہنے لگے کہ چونکہ ہماری خرید پر کوئی گواہ نہ تھا اسلیے ہمنے یہ قصہ چھپا لیا تھا آخر یہ مقدمہ دوبارہ پھر سرکار نبوی مین پیش ہوا اور بعد والی آیت فان عثر الخ نازل ہوئی مضمون معالم کا تمام ہوا چونکہ تمیم و عدی کے پاس کوئی گواہ نتھا اسلیے آپنے بنی سہم کے دو شخصون سے کہ وہ وارث ہونمین سہمی سے زیادہ نزدیک کے رشتہ دار تھے قسم لی اور قسم کے موافق مقدمہ ختم ہوگیا رواہ البخاری والترمذی و دخل حدیث احدہما فی الآخر **مسائل مسئلہ اول** میت جس شخص کو مال سپرد کرکے اُسکے متعلق کسیکے دینے دلانے کو کہہ جاوے وہ وصی ہی اور وصی ایک شخص بھی ہوسکتا ہی اور زیادہ بھی **مسئلہ دوم** اور اسکا مسلمان اور عادل ہونا خواہ حالت سفر ہو یا حضر افضل ہی لازم نہین **مسئلہ سوم** نزاع مین جو امر زائد کا مثبت ہو وہ مدعی اور دوسرا مدعی علیہ کہلاتا ہی **مسئلہ چہارم** اول مدعی سے گواہ لیے جاتے ہین اگر موافق ضابطہ شرعی کے پیش کردے مقدمہ وہ پاتا ہی اور اگر پیش نکر سکے تو مدعی علیہ سے قسم لی جاتی ہی اور مقدمہ وہ پاتا ہی البتہ اگر قسم سے انکار کر جاوے تو پھر مدعی مقدمہ پالیتا ہی **مسئلہ پنجم** اور قسم کی تغلیظ زمان یا مکان کے ساتھ حاکم کی راے پر ہے لازم نہین **مسئلہ ششم** اگر مدعی علیہ کسی اپنے فعل کے متعلق قسم کھاوے تو صیغہ قسم کا یہ ہے کہ مین نے یہ فعل نہین کیا اور دوسرے کے فعل کے متعلق قسم کھاوے تو صیغہ یہ ہوتا ہی کہ مجکو اس فعل کی اطلاع نہین **مسئلہ ہفتم** اگر کسی میراث کے مقدمہ مین وارث مدعا علیہ ہون تو جنکو شرعاً میراث پہونچتی ہی اُنپر قسم آویگی خواہ وہ واحد ہو یا متعدد اور جو وارث نہین اُن پر قسم نہوگی کذا فی الہدایۃ وغیرہا۔ اب بعونہ تعالی تفسیر لکھی جاتی ہی

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِيْنَ الْوَصِيَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ

اے ایمان والو تمہارے آپس میں دو شخص وصی ہونا مناسب ہے جبکہ تم میں سے کسی کو موت آنے لگے جب وصیت کرنے کا وقت ہو وہ دو شخص ایسے ہوں کہ دیندار ہوں اور تم میں سے ہوں یا غیر قوم کے دو شخص ہوں اگر تم کہیں

اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْ بَعْدِ الصَّلٰوةِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ اِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِيْ بِهٖ ثَمَنًا وَّلَوْ كَانَ

سفر میں گئے ہو　پھر تم پر واقعہ موت کا پڑ جاوے　اگر تم کو شبہ ہو تو ان دونوں کو بعد نماز روک لو پھر دونوں خدا کی قسم کھاویں کہ ہم اس قسم کے عوض کوئی نفع نہیں لینا چاہتے گو اگرچہ

ذَا قُرْبٰى وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللّٰهِ اِنَّاۤ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ ۝ فَاِنْ عُثِرَ عَلٰۤى اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّاۤ اِثْمًا فَاٰخَرٰنِ يَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِيْنَ

کوئی قرابت دار بھی ہو اور اللہ کی بات کو ہم پوشیدہ نہ کریں گے ہم اس حالت میں سخت گنہگار ہوں گے۔ پھر اگر اسکی اطلاع ہو کہ وہ دونوں وصی کسی گناہ کے مرتکب ہوئے ہیں تو ان لوگوں میں سے جنکے مقابلہ میں گناہ کا ارتکاب ہوا تھا اور دو شخص جو سب میں زیادہ

اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْاَوْلَيٰنِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَاۤ اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَمَا اعْتَدَيْنَاۤ اِنَّاۤ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى

قریب ہوں جہاں وہ دونوں کھڑے ہوئے تھے یہ دونوں کھڑے ہوں پھر دونوں خدا کی قسم کھاویں کہ بالیقین ہماری یہ قسم ان دونوں کی اس قسم سے زیادہ راست ہے اور ہم نے ذرا تجاوز نہیں کیا ہم اس حالت میں سخت ظالم ہوں گے۔ یہ قریب ذریعہ ہے

اَنْ يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى وَجْهِهَاۤ اَوْ يَخَافُوْۤا اَنْ تُرَدَّ اَيْمَانٌۢ بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ ۗ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاسْمَعُوْا ۗ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ

اس امر کا کہ وہ لوگ واقعہ کو ٹھیک طور پر ظاہر کریں یا اس بات سے ڈر جاویں کہ ان سے قسمیں لینے کے بعد قسمیں متوجہ کیجاویں گی　اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سنو　اور اللہ تعالیٰ فاسق لوگوں کو رہنمائی نہ کریں گے۔

ع ۴

حکم بستم سوگند بر مدعی علیہ وصی باشد یا وارث يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِيْنَ الْوَصِيَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْ بَعْدِ الصَّلٰوةِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ اِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِيْ بِهٖ ثَمَنًا وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللّٰهِ اِنَّاۤ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ ﴿١٠٦﴾ فَاِنْ عُثِرَ عَلٰۤى اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّاۤ اِثْمًا فَاٰخَرٰنِ يَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْاَوْلَيٰنِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَاۤ اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَمَا اعْتَدَيْنَاۤ اِنَّاۤ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٠٧﴾ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى وَجْهِهَاۤ اَوْ يَخَافُوْۤا اَنْ تُرَدَّ اَيْمَانٌۢ بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ ۗ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاسْمَعُوْا ۗ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿١٠٨﴾ اے ایمان والو تمہارے آپس (کے معاملات) میں (مثلاً

اعلم ان فی الآیات تنبیهات وفوائد من الحواشی **الاول** ان الشهادة فی شهادة بینکم بمعنی الایصاء کما فی الروح فانه مشترک لمعان منها **الثانی** ان ذوی مقدر قبل الشهادة کی یصح حمل الاثنان علیه **الثالث** ان فی الشهادة تقدیره ومبتدأ واثنان خبره **الرابع** اضافة شهادة الی بین للاتساع **الخامس** ان الجملة خبر صورة انشاء معنی ای لیکن فی الایصاء ای الوصی اثنین **السادس** ان هذا العدد وکذا باقی قیوده بل الامر نفس الوصایة للاستحباب **السابع** ان حین بدل من اذا **الثامن** ان قوله ان انتم ضربتم قید لکون الوصی من غیرکم جریا علی الواقع **التاسع** ان قوله تحبسونهما للاستئناف **العاشر** ان الخطاب فیه للحکام **الحادی عشر** ان الصلوة هی العصر عند الاکثر **الثانی عشر** ان قوله لا نشتری مفعول لیقولان المقدر المدلول علیه بقوله فیقسمان **الثالث عشر** انه تقدیر المضاف فی به ای بعهد **الرابع عشر** ان زیادة قوله ولو کان ذا قربی للمبالغة فی التبری عن الکذب کانهما قالا لا ناخذ لانفسنا بدلا من ذلک ولو انضم الیه رعایة جانب الاقارب فکیف اذا لم یکن کذلک وتقلیل لرعایة انفسهما لکونهم اهم من رعایة جانب الاقارب قلت ممنوع بل الحال مختلفة کما یشاهد ولو کان المشهود له مع انفسنا ذا قربی **الخامس عشر** ان الضمیر فی کان للمقسم له المدلول علیه بفحوی الکلام **السادس عشر** ان تقدیم ... **السابع عشر** ان الشهادة فی شهادة الله بمعنا الخبر القاطع کما فی القاموس بمعنی الخبر عنه ای الواقعة واضافتها الی الله بمعنی انها امر الله بها او اسبابها من امره **الثامن عشر** فی القاموس العثور الاطلاع کالعثر **التاسع عشر** ان هذا الاطلاع باعتبار الظاهر لانه یمکن فی مثل هذه الواقعة حلف الوصیین علی التوریة لئلا یظلمهما احد بان اشتریا حقیقة ولم یکن لهما بینة وان لم یقع هذا فی عین هذه الواقعة کما روی انهما اعترفا بالخیانة ثم تاب لما اسلم الی الله تعالی **العشرون** ان فآخران مبتدأ ویقومان خبره والفاء جزائیة وهی من مسوغات للابتداء بالنکرة **الحادی والعشرون** المراد بالقیام قیامهما فی مقام الحبس والتحلیف لا القیام فی توجیه الیمین **الثانی والعشرون** المراد بالذین استحق علیهم ورثة **الثالث والعشرون** ان الضمیر فی استحق مبنیا للفاعل الی الاثم واسناد الاستحقاق الیه مع کونه مفعولا ... علیه الفصل مجاز فی المبالغة ای انهما استحقا اثما بحیث کانه استحق الاثم نفسه

کما فی عینینها ... وقیل فی توجیهه انه مسند الی المحذوف ای وقع الاستحقاق المذکور علیهم کما نقل فی الکمالین فی قوله تعالی لقد تقطع بینکم ای وقع التقطع کما فی الروح وقد ورد فی قوله تعالی ثم بدا لهم من بعد ما راوا الآیات بدا البداء **الرابع والعشرون** استحقاق الاثم علیهم کنایة عن الجنایة علیهم وذلک ان معنی استحق لاق به لان نسبة الجانی للاثم المرتکب له الیه ان ینسب الیه الاثم **الخامس والعشرون** ان الاولیان بدل من آخران لان الاولیان لما کان غیر معین لکون اللام للجنس کان فی حکم النکرة کما فی قوله ع ولقد امر علی اللئیم یسبنی **السادس والعشرون** الشهادة فی قوله لشهادتنا بمعنی الحلف کما فی القاموس **السابع والعشرون** من احق لیشیر الی ان الاولی یحتمل فی نفسها ایضا کونها حقا کما قررته فی التاسع عشر وهذا تعلیم لکمال التورع والتحفظ لدقائق الکلام **الثامن والعشرون** من النکتة فی ایراد الآثمین فی موضع والظلمین فی آخر وکذا **التاسع والعشرون** من کون الاشارة فی قوله ذلک الی مجموع التحلیفین کذا **الثلثون** من تقریر کون التحلیفین سببا للاتیان بالشهادة علی وجهها والخوف وکذا اثبت بهذه الثلثة فی المتن باوضح الوجوه واکفاها واشرت الی ما قبلها فی اثناء الترجمة فانظروا واشکر **الحادی والثلثون** فی قراءة الاولین جمع اول بدل من الذین والاولیة باعتبار الذکر لان الورثة ذکروا فی قوله یا ایها الذین آمنوا شهادة بینکم **الثانی والثلثون** فی قراءة استحق علیهم مبنیا للفاعل والضمیر للاثم والمعنی ظاهر **الثالث والثلثون** ان کون الوصی اثنین وکذا الورثة لخصوص الواقعة لا لخصوص الحکم **الرابع والثلثون** ان الآیة علی ما فسرت غیر منسوخة **الخامس والثلثون** ان التغلیظ فی الایمان غیر واجب **السادس والثلثون** ان الشهادة فی قوله یاتوا بالشهادة بمعنا ما مر فی السابع عشر والله اعلم اخذت هذه الفوائد من الجلالین والکمالین والروح والبیضاوی والمدارک بعضها نصا وبعضها استنباطا والله اعلم

ورثہ کو مال سپرد کرنے کے لیے) وہ شخص وصی ہونا مناسب ہے (گو بالکل وصی نہ بنانا بھی جائز ہے) جبکہ تم مین سے کسیکو موت آنے لگے (یعنی جب وصیت کرنیکا وقت ہو) (اور) وہ دو شخص ایسے ہون کہ دیندار ہون اور تم مین ہے (یعنی مسلمانون مین سے) ہون یا غیر قوم کے دو شخص ہون اگر (مسلمان نہ ملین مثلاً) تم کہین سفر مین گئے ہو پھر تمپر واقعہ موت کا پڑ جاوے (اور یہ سب امور مناسب ہین ورنہ جسطرح بالکل نہ وصی بنانا جائز ہے اسیطرح اگر ایک وصی ہو یا عادل نہو یا حضر مین غیر مسلم کو بناوے سب جائز ہے پھر ان اوصیاء کا یہ حکم ہے کہ) اگر (کسی وجہ سے ان پر) تمکو (ای ورثہ) شبہ ہو (جیسا قصہ مذکورہ مین ہوا کہ میت کے ترکہ مین جام نہین ملا) تو (ای حکام مقدمہ اسطرح فیصل کرو کہ اول ورثہ سے چونکہ وہ مدعی ہین اس امر پر گواہ طلب کرلو کہ انہون نے فلان چیز مثلاً جام لیلیا ہے اور اگر وہ گواہ نہ لاسکین تو ان اوصیاء سے چونکہ وہ مدعی علیہ ہین اسطرح قسم لو کہ) ان دونون (وصیون) کو بعد نماز (عصر مثلاً) روک لو (کیونکہ کثر اسوقت مجمع زیادہ ہوتا ہے تو جھوٹی قسم کھانیسے اللہ ایک گونہ شرماتا ہے نیز وقت بھی معظم ہے کچھ اسکا بھی خیال ہوتا ہے اور مقصود اس سے تغلیظ یمین کی ہے زمان متبرک و مکان اجتماع خلق کے ساتھ) پھر دونون (اسطرح) خدا کی قسم کھاوین کہ (صیغہ حلف کے ساتھ یہ کہین کہ) ہم اس قسم کے عوض کوئی (دنیا کا) نفع نہین لینا چاہتے (کہ نفع دنیا کا لیلین اور راستی سوگند کو چھوڑ دین) اگرچہ (اس واقعہ مین ہمارا) کوئی قرابت دار بھی (کیون نہ) ہوتا (جسکی مصلحت اپنی مصلحت کے ساتھ مجتمع خیال کر کے ہم جھوٹی قسم کھلتے اور اب تو کوئی ایسا بھی نہین جب دو مصلحتون کی وجہ سے بھی ہم جھوٹ نہ بولتے تو ایک مصلحت کے لیے تو ہم کیون جھوٹ بولینگے) اور اللہ کی (طرف سے جس) بات (کے کہنے کا حکم ہے اُس) کو ہم پوشیدہ نکرینگے (ورنہ) ہم (اگر ایسا کرین تو) اس حالت مین سخت گنہگار ہونگے (یہ تغلیظ قولی ہے جس سے مقصود استحضار ہے وجوب صدق و حرمت کذب و عظمت الٰہیہ کا جو مانع ہو دروغ حلفی سے اب ان دونون تغلیظ کے بعد اور اگر حاکم کی رائے ہو تو بلا تغلیظ اصل مضمون کی قسم کھاوین مثلاً ہمکو میت نے جام نہین دیا اور اسپر مقدمہ فیصل کر دینا چاہیے چنانچہ قصہ مذکورہ مین ایسا ہی ہوا) پھر اسکے بعد اگر (کسی طریق سے ظاہراً) اسکی اطلاع ہو کہ وہ دونون (وصی کسی) گناہ کے مرتکب ہوئی ہین (مثلاً واقعہ مذکورہ مین جب جام مکہ مین ملا اور دونون وصیون نے دریافت کرنے پر دعوی اشترا من المیت کا کیا جس سے اخذ من المیت کا اقرار لازم آتا ہے اور وہ معارض ہے اخذ کے انکار سابق کا چونکہ اقرار بالمعنر حجت ہے اسلیئے ظاہراً انکا خائن اور کاذب ہونا معلوم ہوا) تو (تو ایسی صورت مین مقدمہ کا رخ بدل جاویگا وصی جو کہ پہلے مدعی علیہ تھے اب مدعی اشترا کے ہوگئے اور ورثہ جو کہ پہلے مدعی خیانت کے تھے مدعی علیہ ہوگئے اسلیئے اب فیصلہ کی یہ صورت ہوگی کہ اون وصیون سے گواہ اشتراء کے طلب کیے جاوین اور جب وہ گواہ پیش نکرسکین تو) ان (وارث) لوگون مین سے جنکے مقابلہ مین (اُن اوصیا کی جانب سے) گناہ (مذکور) کا ارتکاب ہوا تھا اور (جو کہ شرعاً مستحق میراث ہون مثلاً صورت مذکورہ مین) دو شخص (تھے) جو سب (ورثہ) مین (باعتبار استحقاق میراث قریب ترین جہان (حلف کے لیے) وہ دونون (وصی) کھڑے ہوئے تھے (اب) یہ دونون (حلف کیلیے) کھڑے ہون پھر دونون (اسطرح) خدا کی قسم کھاوین کہ (صیغہ حلف کے ساتھ یہ کہین کہ) بالیقین ہماری یہ قسم (بوجہ اسکے کہ بالکل اشتباہ سے ظاہراً و حقیقۃً منزہ ہے) اُن دونون (اوصیاء) کی اُس قسم سے زیادہ راست ہے (کیونکہ اُسکی حقیقت کا گو ہمکو علم نہین لیکن ظاہراً تو وہ مشتبہ ہوگئی) اور ہمنے (حق سے) ذرا تجاوز نہین کیا (ورنہ) ہم (اگر ایسا کرین تو اس حالت مین سخت ظالم ہونگے (کیونکہ پرایا مال جان بوجھکر بلا اجازت لے لینا ظلم ہے یہ بھی تغلیظ ہے جو حاکم کی رائے پر ہے پھر اصل مضمون پر قسم لیجاوے جسکا صیغہ بوجہ اسکے کہ فعل غیر پر ہے یہ ہوگا کہ خدا کی قسم ہمارے علم مین میت نے ان مدعیون کے ہاتھ جام فروخت نہین کیا اور چونکہ علم کی واقعیت و عدم واقعیت کی اطلاع کی کوئی ظاہری سبیل نہین ہوسکتی اس لیے اسکی واقعیت پر زیادہ موکد قسم لی گئی جیسا لفظ احق دال ہے جسکا حاصل یہ ہوا کہ اسکا مدار چونکہ میرے ہی اوپر ہے اسلیئے قسم کھاتا ہون کہ جیسا اسمین کذب ظاہری کا ثبوت نہین ہوسکتا اسیطرح حقیقت مین بھی کذب منفی ہے اور یہ قرینہ مفید ہے کہ یہان حلف علی العلم ہے اور چونکہ اسکا کذب بلا اقرار کبھی ثابت نہین ہوسکتا اسلیئے اسمین جو حق تلفی ہوگی وہ اشد درجہ کا ظلم ہوگا عجب نہین کہ یہان ظالمین اسلیئے کہا گیا ہو) یہ (قانون جو مجموعہ آیتین مین مذکور ہوا) بہت قریب ذریعہ ہے اس امر کا کہ وہ (اوصیاء) لوگ واقعہ کو ٹھیک طور پر ظاہر کردین (اگر سپردگی مال زائد کی نہین ہوئی قسم کھالین اور اگر ہوئی ہے تو گناہ سے ڈر کر انکار کردین یہ حکمت تو تحلیف اوصیاء مین ہے) یا اس بات سے ڈر (کر قسم کھانے سے رک) جاوین کہ ان سے قسمین لینے کے بعد (ورثہ پر) قسمین متوجہ کیجاوینگی (پھر ہمکو خفیف ہونا پڑیگا یہ حکمت تحلیف ورثہ مین ہے اور ان سب شقوق مین ایصال حق الی اہل حق ہے جو کہ مشروع و مطلوب ہے کیونکہ اگر تحلیف اوصیاء مشروع نہو اور اوصیاء عدم سپردگی مال زائد مین سچے ہوتے تو انکی رفع تہمت کا کوئی طریقہ نہوتا اور اگر وہ جھوٹے ہوتے تو ورثہ کے اثبات حق کا کوئی طریقہ نہوتا اور اب

يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ ۭ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ۭ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۝ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى

جس روز اللہ تعالیٰ تمام پیغمبروں کو جمع کرینگے پھر ارشاد فرماوینگے کہ تمکو کیا جواب ملا تھا وہ عرض کرینگے کہ ہمکو کچھ خبر نہیں　آپ بیشک پوشیدہ باتوں کے پورے جاننے والے ہیں　جبکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائینگے کہ اے عیسیٰ

ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰي وَالِدَتِكَ ۘ اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۣ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ

ابن مریم　میرا انعام یاد کرو جو تمپر اور تمہاری والدہ پر ہوا ہے　جبکہ میں نے تمکو روح القدس سے تائید دی　تم آدمیوں سے کلام کرتے تھے گود میں بھی

وقفة لازم

وَكَهْلًا ۚ وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۚ وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْـــَٔةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ

اور بڑی عمر میں بھی　اور جبکہ میں نے تم کو کتابیں　اور سمجھ کی باتیں　اور توریت　اور انجیل تعلیم کیں　اور جبکہ تم گارے سے ایک شکل بناتے تھے جیسے پرندہ کی شکل ہوتی ہے میرے حکم سے

سچے ہونیکے وقت براءۃ ہو جاتی ہے اور جھوٹے ہونیکے وقت شاید جھوٹی قسم سے ڈرکر نکول و انکار کر جاویں تو ورثہ کا حق ثابت ہو جاتا ہے اور اگر تحلیف ورثہ مشروع نہوتا اور شرعاً انکا حق ہوتا تو اثبات حق کی کوئی صورت نہ تھی اور اگر شرعاً انکا حق نہوتا تو اوصیاء کے اثبات حق کا کوئی طریقہ نہ تھا اور اب ورثہ کا حق ہونیکے وقت انکا اثبات حق ہو سکتا ہے اور حق نہونیکے وقت نکول عن الیمین سے اوصیاء کا حق ثابت ہو جاتا ہے پس دو شقین تحلیف اوصیا کے حکمت میں ہیں اور یاتوا بالشهادة دونوں کو شامل ہے اور دو شقین تحلیف ورثہ کی حکمت میں ہیں جنمیں کی دوسری شق تو تحلیف اوصیاء کی پہلی شق میں متداخل ہے اور پہلی شق او یخافوا کی مدلول ہے پس مجموعہ ہر دو تحلیف میں سب شقوق کی رعایت ہو گئی) اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو (اور معاملات حقوق میں جھوٹ مت بولو) اور (انکے احکام کو) سنو (یعنی مانو) اور (اگر خلاف کروگے تو فاسق ہو جاؤگے اور) اللہ تعالیٰ فاسق لوگوں کو (قیامت کے روز درجات مطیعین کیطرف) رہنمائی نکرینگے (بلکہ نجات پانیکے وقت بھی ان سے کم رہینگے تو ایسا خسارہ کیوں گوارہ کرتے ہو) ربط اوپر احکام مختلفہ کا ذکر ہوا ہے اور درمیان درمیان میں ترغیب انکے امتثال کی اور ترہیب انکی مخالفت پر فرمائی گئی ہے اسی کی تاکید کے لیے آیت آیندہ میں قیامت کے ہول و ہیبت یاد دلاتے ہیں تاکہ اطاعت کا زیادہ باعث اور مخالفت سے زیادہ مانع ہو اور اکثر طرز قرآن مجید کا یہی ہے۔ **تذکیر ہول قیامت** يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ ۭ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ۭ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۝۱۰۹ (وہ دن بھی کیسا ہولناک ہوگا) جس روز اللہ تعالیٰ تمام پیغمبروں کو (مع انکی امتوں کے) جمع کرینگے پھر (ان امتوں میں جو عاصی ہونگے بغرض توبیخ انکے سنا نیکو ان پیغمبروں سے) ارشاد فرماوینگے کہ تمکو (ان امتوں کی طرف سے) کیا جواب ملا تھا وہ عرض کرینگے کہ (ظاہری جواب تو ہمکو معلوم ہے اور اسکو بیان بھی کر دینگے لیکن انکے دلمیں جو کچھ ہو اسکی) ہمکو کچھ خبر نہیں (اسکو آپ ہی جانتے ہیں کیونکہ) آپ بیشک پوشیدہ باتوں کے پورے جاننے والے ہیں (مطلب یہ کہ ایک ایسا دن ہوگا اور اعمال و احوال کی تفتیش ہوگی اسلیے تمکو مخالفت و معصیت سے ڈرتے رہنا چاہیے ف جن آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام احوال امم پر شہادت دینگے تفسیر مذکور کی بناپر دونوں مضمونوں میں کوئی تعارض نہیں ہے اور جو امم بعد زمانہ انبیاء علیہم السلام کے ہوئے ہیں گو وہ انبیاء انکی شہادت ندیں لیکن اور شہادتیں دوسرے نصوص سے ثابت ہیں ملائکہ کی اور نامہ اعمال کی اور کفار کے ہاتھ پاؤں کی بھی **ربط** اوپر متعدد آیات میں اہل کتاب سے مکالمہ ہوا ہے اب ختم سورت پر اسی مضمون کیطرف عود کرکے خاص نصاریٰ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق بعض مضامین گو انکی مخاطبت قیامت میں ہوگی سناتے ہیں جن سے ان کی عبدیت کا اثبات اور الوہیت کی نفی ہوتی ہے اور مخاطبت یوم قیامت سے بھی یہی مقصود ہوگا تاکہ اہل کتاب کی غلطی افراط و تفریط میں ثابت ہو جاوے کیونکہ حق تعالیٰ کیطرف سے انعامات مختلفہ کا ہونا جنکا اذکر نعمتی الخ میں ذکر ہے اور تصرفات میں تصرف حق کا محتاج ہونا جنکا اذ تخلق من الطین الخ میں بیان ہے اور حفاظت میں حق تعالیٰ کا محتاج ہونا جسکا واذ کففت الخ میں ذکر ہے اور توحید کی طرف دعوت کرنا اور رسول ہونا جسکا واذ اوحیت الخ میں ذکر ہے اور اسیطرح معجزہ مائدہ جسمیں اثبات اعجاز کے ساتھ جو کہ یہود پر حجت ہے اور اس اعتبار سے یہ محاجہ یہود کے ساتھ بھی ہو گیا انکا التجا اور سوال کرنا بھی آیت قال عیسی بن مریم اللهم میں مثل معجزات واحیاء و ابراء وغیرہ مذکور ہے اور خود اپنی الوہیت سے تبری کرنا جسکا واذ قال اللہ الخ میں ذکر ہے یہ سب دلائل قاطعہ ہیں اثبات عبدیت و نفی الوہیت پر **عود بمحاجہ نصاریٰ بذکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام و مخاطبت قیامت** اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰي وَالِدَتِكَ ۘ اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۣ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا ۚ وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۚ وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْـــَٔةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ

ملحقات الترجمة

لـه قوله فی یوم دون الخ اشارة الی ما ل یوم من یجر ما ذا یقع یوم الخ ۱۲

۲ قوله فی یجمع مع انکی امتوں دل علیه الآیات الاخر و فی ایضا مقصود السوال من التوبیخ لهم فانه لا یکون بدون الاسماع والاحضار

۳ قوله قبل یقول جو عاصی الخ و به یحصل مقصود الآیة من التحذیر علی المعصیة ۱۲

فَتَنفُخُ فِيهَا فَتَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِي وَتُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ بِإِذْنِي وَإِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِي وَإِذْ كَفَفْتُ

پھر تم اسکے اندر پھونک مار دیتے تھے جس سے وہ پرندہ بن جاتا تھا میرے حکم سے اور تم اچھا کر دیتے تھے مادر زاد اندھے کو اور برص کے بیمار کو میرے حکم سے اور جبکہ تم مُردوں کو نکال کر کھڑا کر لیتے تھے میرے حکم سے اور جبکہ میں نے

بَنِي إِسْرَائِيلَ عَنكَ إِذْ جِئْتَهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ إِنْ هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ ۝ وَإِذْ

بنی اسرائیل کو تم سے باز رکھا۔ جب تم انکے پاس دلیلیں لیکر آئے تھے پھر ان میں جو کافر تھے انہوں نے کہا تھا کہ یہ بجز کھلے جادو کے اور کچھ بھی نہیں اور جبکہ

أَوْحَيْتُ إِلَى الْحَوَارِيِّينَ أَنْ آمِنُوا بِي وَبِرَسُولِي قَالُوا آمَنَّا وَاشْهَدْ بِأَنَّنَا مُسْلِمُونَ ۝

میں نے حواریین کو حکم دیا کہ تم مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ انہوں نے کہا کہ ہم ایمان لائے اور آپ شاہد رہیے کہ ہم پورے فرمانبردار ہیں

فَتَنفُخُ فِيهَا فَتَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِي وَتُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ بِإِذْنِي ج وَإِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِي ج وَإِذْ كَفَفْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَنكَ إِذْ جِئْتَهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ إِنْ هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ ﴿١١٠﴾ وَإِذْ أَوْحَيْتُ إِلَى الْحَوَارِيِّينَ أَنْ آمِنُوا بِي وَبِرَسُولِي ج قَالُوا آمَنَّا وَاشْهَدْ بِأَنَّنَا مُسْلِمُونَ ﴿١١١﴾ (اور اسی روز عیسے علیہ السلام سے ایک خاص گفتگو ہوگی) جبکہ اللہ تعالے ارشاد فرمائینگے کہ اے عیسے ابن مریم میرا انعام یاد کرو (تاکہ لذت تازہ ہو) جو تم پر اور تمہاری والدہ پر (بانواع داوقات متعددہ ہوا ہے مثلاً) جبکہ میں نے تم کو روح القدس (یعنی جبرئیل علیہ السلام) سے تائید دی (اور) تم آدمیوں سے (دونوں حالت میں یکسان) کلام کرتے تھے (ماں کی) گود میں بھی اور بڑی عمر میں بھی (دونوں کلاموں میں کچھ تفاوت نہ تھا) اور جبکہ میں نے تمکو (آسمانی) کتابیں اور سمجھ کی باتیں اور (بالخصوص) توریت وانجیل تعلیم کیں اور جبکہ تم گارے سے ایک شکل بناتے تھے جیسے پرندہ کی شکل ہوتی ہے میرے حکم سے پھر تم اس (مصنوعی ہیئت) کے اندر پھونک مار دیتے تھے جس سے وہ (سچ مچ کا جاندار) پرندہ بن جاتا تھا میرے حکم سے اور تم اچھا کر دیتے تھے مادر زاد اندھے کو اور برص (جذام) کے بیمار کو میرے حکم سے اور جبکہ تم مردوں کو (قبروں سے) نکال (اور جلا) کھڑا کر لیتے تھے میرے حکم سے اور جبکہ میں نے بنی اسرائیل (میں سے جو آپ کے مخالف تھے اُن) کو تم سے (یعنی تمہارے قتل واہلاک سے) باز رکھا جب (انہوں نے تمکو ضرر پہونچانا چاہا جبکہ) تم اُن کے پاس (اپنی نبوت کی) دلیلیں (معجزات) لے کر آئے تھے پھر اُن میں جو کافر تھے انہوں نے کہا تھا کہ یہ (معجزات) بجز کھلے جادو کے اور کچھ بھی نہیں اور جبکہ میں نے حواریین کو (انجیل میں تمہاری زبانی) حکم دیا کہ تم مجھ پر اور میرے رسول (علیہ السلام) پر ایمان لاؤ انہوں نے (جواب میں تم سے) کہا کہ ہم (خدا اور رسول یعنی آپ پر) ایمان لائے اور آپ شاہد رہیے کہ ہم (خدا کے اور آپکے) پورے فرمان بردار ہیں **ف** ان سب امور کا حضرت عیسے علیہ السلام کے لیے انعام ہونا تو ظاہر ہے لیکن حضرت مریم علیہا السلام کے حق میں انعام ہونا اس طور پر ہے کہ ان سب امور سے آپ کا نبی ہونا ثابت ہے اور آپ نے انکی نزاہت کی خبر دی اور نبی کے اخبار سب صادق ہوتے ہیں پس انکی نزاہت ثابت ہوگئی اور یہ بڑا انعام ہے اور والدہ پر جو انعام ہو وہ عیسے علیہ السلام کو اسلیے یاد دلایا گیا کہ اصول پر انعام ہونا من وجہ فروع پر بھی کہ ایسے اصول کے فروع ہیں اور تائید بروح القدس کی تفسیر سورہ بقرہ کے معاملہ سبت وسوم میں اور کف بنی اسرائیل کی تفسیر آخر سورۂ نساء آیت وما قتلوہ الخ میں اور باقی اجزاء کی تحقیق مع ایک بحث متعلق حوارین کے سورۂ آل عمران آیت وسیلہ الکتب و آیت فلما احس الخ کے ذیل میں گذر چکی ہے ملاحظہ کر لیا جاوے **ربط** آیت بالا کی تہید میں قصہ مائدہ کا جو کہ آگے آتا ہے ارتباط مذکور ہو چکا ہے

ملحقات الترجمۃ

۵۱ قولہ فی اذ اور اسی روز اشارالی کونہ بدلا من یوم ۵۲ قولہ فی اذکر ارت کذا فی الروح ۵۳ قولہ فی تکلم اور استدلالی کونہ استینافا ۵۴ قولہ فی المھد ماں کی گود نقلا فی الروح عن الحسن ودل علی کون الخطاب یوم القیامۃ قولہ ایدتک و کففت وتکلم مع اعتبار قولہ کہلا ۵۵ قولہ فی جئتھم دنی فقالوا آئے تھے وکہاتھا اشارالی ان المجئ ظرف لکففت لا وحدہ بلا اعتبار قولہ فقال لان المجموع یدل علی قصدھم الاغتیال المحوج الی الکف ۵۶ قولہ فی اوحیت تمہاری زبانی اشارۃ الی کونہ تتمۃ من مخاطبۃ یوم القیامۃ صرح بہ فی الروح وفی الکبیر لذلک اعید العاطف فی استخلاف ما بعدہ من قولہ اذ قال الحواریون حیث ترک العاطف لکونہ منقطعا عما قبلہ کما قالہ ابو السعود ولیشیر الیہ ایضا کما فی الروح الاظہار مقام الاضمار حیث لم یقل واذ قالوا الخ ۱۲ منہ

اللغات الوحی الامر قالہ الزجاج وانشد کما فی الروح ۔ الحمد للہ الذی استقلت باذنہ السماء واطمأنت ۔ اوحی لہا القرار فاستقرت ۔

النحو قولہ منہم من بیانیۃ وفیہ وضع المظہر موضع المضمر کذا فی الروح قلت ولا یبعد ان تکون تبعیضیۃ کما اریدھم بنی اسرائیل الکافرون منہم لقولہ تعالی فآمنت طائفۃ من بنی اسرائیل نعم یکون فی ضمیر جئتہم استخدام لان المجئ الی الکل ویمکن ان یعاد الی البعض تامّہ

لکون الکلام فیہم لا لکون المجئ الیہم خاصۃ ۱۲ ۔

البلاغۃ فی الروح واذ تخرج عطف علی اذ تخلق اعیدت غیباذ کما قیل لکون اخراج الموتی من قبورہم لا سیما بعد ما صار رمیما معجزۃ باہرۃ حریۃ بتذکیر وقتہا صریحا وما فی النظم الکریم ابلغ من تحیی الموتی فلذا عدل عنہ الیہ وذکر باذنی ہہنا اربع مرات وثمۃ مرتین قالوا لانہ ہہنا للامتنان وہناک للاخبار فناسب ہنا التکرار اہ قلت وبس اللطف فی تصویر الطیر اذن کلی تشریعی ای اذا اردت الطیر فہذہ المعجزۃ فصور الطیر فی غیرہ اذن تکوینی فافہم ۱۲

اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ؕ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ

وہ وقت قابل یاد ہے جبکہ حواریین نے عرض کیا کہ اے عیسے ابن مریم کیا آپ کے رب ایسا کر سکتے ہین کہ ہم پر آسمان سے کچھ کھانا نازل فرما دین آپ نے فرمایا کہ خدا سے ڈرو اگر

كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝

تم ایماندار ہو۔ وہ بولے کہ ہم یہ چاہتے ہین کہ اسمین سے کھائین اور ہمارے دلونکو پورا اطمینان ہو جاوے اور ہمارا یہ یقین اور بڑھ جاوے کہ آپنے ہمسے سچ بولا ہے اور ہم گواہی دینے والون مین سے ہو جاوین

قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ ۚ وَارْزُقْنَا وَ

عیسے ابن مریم نے دعا کی کہ اے اللہ اے ہمارے پروردگار ہم پر آسمان سے کھانا نازل فرمایئے کہ وہ ہمارے لیے یعنی ہم مین جو اول ہین اور جو بعد ہین سب کے لیے ایک خوشی کی بات ہو جاوے اور آپکی طرف سے ایک نشان ہو جاوے اور آپ ہمکو عطا فرمایئے

اَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝ قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّيْٓ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝

اور آپ سب عطا کرنیوالون سے اچھے ہین۔ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ مین وہ کھانا تم لوگون پر نازل کرنیوالا ہون پھر جو شخص تم مین سے اسکے بعد ناحق شناسی کریگا تو مین اسکو ایسی سزا دونگا کہ وہ سزا دنیا جہان والون مین سے کسیکو نہ دونگا

قصہ نزول مائدہ اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ؕ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۱۱۳﴾ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ ۚ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّيْٓ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ وہ وقت قابل یاد ہے جبکہ حواریین نے (حضرت عیسے علیہ السلام سے) عرض کیا کہ اے عیسے بن مریم (علیک السلام) کیا آپکے رب ایسا کر سکتے ہین (یعنی کوئی امر مثل خلاف حکمت ہونے وغیرہ کے اُس سے مانع تو نہین) کہ ہم پر آسمان سے کچھ کھانا (پکا پکایا) نازل فرما دین آپ نے فرمایا کہ خدا سے ڈرو اگر تم ایماندار ہو (مطلب یہ کہ تم تو ایماندار ہو اسلیے خدا سے ڈرو اور معجزات کی فرمایش سے کہ بے ضرورت ہونے کی وجہ سے خلاف ادب ہے بچو) وہ بولے کہ (ہمارا مقصود بے ضرورت فرمایش کرنا نہین ہے جو کہ خلاف ادب ہے بلکہ ایک مصلحت سے اسکی درخواست کرتے ہین وہ یہ کہ) ہم (ایک تو) یہ چاہتے ہین کہ (برکت حاصل کرنے کو) اسمین سے کھائین اور (دوسرے یہ چاہتے ہین کہ) ہمارے دلونکو (ایمان پر) پورا اطمینان ہو جاوے اور (مطلب اطمینان کا یہ ہے کہ) ہمارا یہ یقین اور بڑھ جاوے کہ آپنے (دعوی رسالت مین) ہمسے سچ بولا ہے (کیونکہ جسقدر دلائل بڑھتے جاتے ہین دعوی کا یقین بڑھتا جاتا ہے) اور (تیسرے یہ چاہتے ہین کہ) ہم (اور لوگونکے سامنے جنہون نے یہ معجزہ نہین دیکھا) گواہی دینے والون مین سے ہو جاوین (کہ ہمنے ایسا معجزہ دیکھا ہے تاکہ اُنکے سامنے اثبات رسالت کر سکین اور اُنکی ہدایت کا یہ ذریعہ بن جاوے) عیسے بن مریم (علیہ السلام) نے جب دیکھا کہ اس درخواست مین اُنکی غرض صحیح ہے تو حق تعالیٰ سے) دعا کی کہ اے اللہ اے ہمارے پروردگار ہم پر آسمان سے کھانا نازل فرمایئے کہ وہ (مائدہ) ہمارے لیے یعنی ہم مین جو اول (یعنی موجود زمانہ مین) ہین اور جو بعد (کے زمانہ مین آنیوالے) ہین سبکے لیے ایک خوشی کی بات ہو جاوے (حاضرین کی خوشی تو کھانے سے اور معروضہ قبول ہونے سے اور بعد والونکی خوشی اپنے سلف پر انعام ہونیسے اور یہ غایت تو خاص ہے مومنین کے ساتھ) اور (میری پیغمبری پر) آپ کی طرف سے ایک نشان ہو جاوے (کہ مومنین کا یقین بڑھ جاوے اور منکرین حاضرین یا غائبین پر حجت ہو جاوے اور یہ غایت مومنین و غیر مومنین سب کے لیے عام ہے) اور آپ ہمکو (وہ مائدہ) عطا فرمایئے اور آپ سب عطا کرنیوالون سے اچھے ہین (کیونکہ سبکا دینا اپنے نفع کیلیے اور آپکا دینا مرزوق کے نفع کیلیے ہے اسلیے ہم اپنے منافع کو پیش کر کے آپ سے مائدہ کی درخواست کرتے ہین) حقتعالیٰ نے (جواب مین) ارشاد فرمایا کہ (آپ اُن لوگون سے کہدیجیے کہ) مین وہ کھانا (آسمان سے) تم لوگون پر نازل کرنے والا ہون پھر جو شخص تم سے اسکے بعد (اوس کی) ناحق شناسی کرے گا (یعنی اسکے حقوق واجبہ عقلاً و نقلاً ادا نہ کریگا) تو مین اُسکو ایسی سزا دونگا کہ وہ سزا (اُسوقت کے) دنیا جہان والون مین سے کسیکو نہ دونگا **ف** مجموعہ اُن حقوق کا یہ تہا کہ اُسپر شکر کیا جاوے کہ عقلاً بھی واجب ہے اور اُسمین خیانت نکرین اور اگلے دن کے لیے اٹھا کر نہ رکھین

اللغات قوله اللهم كان اصله يا الله حذف حرف النداء وعوض عنه الميم ١٢

البلاغة في الروح في اللهم ربنا ناداه سبحانه مرتين اظهارا لغاية التضرع ومبالغة في الاستدعاء ١٢ قوله عيسى بن مريم

لعل نداءهم باسمه عليه السلام لكمال التعيين ان كان كلهم سائلين اولقلة الادب ان كانوا بعضهم ١٢

اختلاف القراءة في قراءة هل تستطيع بالخطاب ربك بالنصب ومعناه هل تستطيع ان تسأل ربك ١٢

تحفظ ... ۵۱ قوله ای یستطیع کر سکتے ہین یعنی کوئی الخ اشارة الى ان الاستطاعة بمعنى الفعل كما في الروح فعبر اعن المسبب بالسبب كما في اذا حسبتم بمعنى اردتم فان الاستطاعة والارادة سببان في الفعل والقيام مسببان وانما عبر به اشارة الى السؤال عن رفع المانع لكون النزول مخالفا للحكمة مثلا

ع ۱۵ ربع ۷ ۵ ۵۲ قوله في مائدة كهانا كما في الروح ويطلق المائدة على نفس الطعام ايضا ۱۲

۵۳ قوله في ان كنتم مؤمنين مطلب اشارة الى انهم كانوا مؤمنين و يتايد بقوله فمن يكفر بعد ولورود الكتاب السنة بمدح الحواريين وانما توهم كفرهم بقوله نعلم فجوابه يعلم من تفسيره ۵۴ قوله ہناک بے ضرورت بخلاف من يريد الايمان فان له ضرورة الى المعجزة ... ۱۲ ۵۵ قوله في نعلم اور مطلب اشارة الى كون العطف تفسيريا وتفسير العلم الجواب عما يتوهم من انهم كيف لم يكتفوا في ا... دكونهم شاهدين على المعجزات السابقة كالشفاء والابراء والاحياء حاصل الجواب ان المقصود الزيادة كما اوضحه بقولي جسقدر دلائل ا...

۵۶ قوله في عيد اخوشی كما في الروح ويطلق على نفس السرور والعائد وحيد لا تحتاج الى التقدير ولذا لم اتكلم في مسئلة اتخاذ يوم عيد الان الآية على هذا التفسير لم يذكر فيه كون يوم من الايام عيدا ولو فالتحقيق في المسئلة ان هذا الاتخاذ لم يثبت كما يدل عليه قول عمر رض في جواب اليهود في نزول آيت اكملت لكم دينكم الخ ۱۲ ۵۷ قوله في تقرير تكون لنا كهانے سے ناظرا الى قوله نأكل و في تقرير آية منك يقين بڑھ جاوے ناظرا الى قوله تطمئن و نعلم والى قوله ونكون الخ ۱۲ ۵۸ قوله خير الرازقين اسليے اشار الى ان وارزقنا من التعليل لما سأله من قبل واشارة الى كون مفعول ارزقنا هو المائدة ۱۲

وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ

اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جبکہ اللہ تعالیٰ فرماوینگے کہ اے عیسیٰ ابن مریم کیا تم نے ان لوگوں سے کہدیا تھا کہ مجکو اور میری ماں کو بھی علاوہ خدا کے معبود قرار دے لو عیسیٰ علیہ السلام عرض کرینگے کہ میں تو آپکو منزہ سمجھتا ہوں مجکو کسیطرح

لِيْۤ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ ۗ بِحَقٍّ ؕ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ؕ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَاۤ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ ؕ اِنَّكَ

زیبا نہ تھا کہ میں ایسی بات کہتا جسکے کہنے کا مجکو کوئی حق نہیں۔ اگر میں نے کہا ہوگا تو آپ کو اسکا علم ہوگا آپ تو میرے دل کے اندر کی بات بھی جانتے ہیں اور میں آپکے علم میں جو کچھ ہے اسکو نہیں جانتا تمام

اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۝ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَاۤ اَمَرْتَنِيْ بِهٖۤ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ

غیبوں کے جاننے والے آپ ہیں میں نے تو ان سے اور کچھ نہیں کہا مگر صرف وہی جو آپنے مجھ سے کہنے کو فرمایا تھا کہ تم اللہ تعالیٰ کی بندگی اختیار کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے میں ان پر مطلع رہا

شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ؕ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝

جب تک ان میں رہا پھر جب آپ نے مجھکو اٹھالیا تو آپ ان پر مطلع رہے اور آپ ہر چیز کی پوری خبر رکھتے ہیں

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

اگر آپ انکو سزا دیں تو یہ آپ کے بندے ہیں اور اگر آپ ان کو معاف فرما دیں تو آپ زبردست ہیں حکمت والے ہیں

چنانچہ اسکا حکم ہونا ترمذی کی حدیث میں عمار بن یاسر سے منقول ہے اور اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ مائدہ آسمان سے نازل ہوا اسمیں روٹی اور گوشت تھا اور اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ ان لوگوں نے (یعنی بعض نے) خیانت کی اور اگلے دن کے لیے اٹھا کر رکھا پس بندر اور خنزیر کی صورت میں مسخ ہوگئے نعوذ باللہ من غضب اللہ اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسمیں سے کھاتے بھی تھے جیسا تاکل میں انکی یہ غرض بھی مذکور ہے البتہ رکھکر کھانا ممنوع تھا اور باوجود معجزات نفخ و ابراء و احیاء کے اسکا طلب کرنا شاید زیادہ برکت وقوت ایمان کے وتکثیر معجزات کے لیے ہو جیسا تاکل و تعلم کے ترجمہ میں اشارہ بھی ہوگیا ہے اور حواریین کے متعلق ایک ضروری بحث سورہ آل عمران کی آیت قال الحواریون نحن انصار اللہ کے ذیل میں گذر چکی ہے ملاحظہ کرلیا جاوے ربط ابھی آیت اذ قال اللہ یعیسی بن مریم اذکر نعمتی کی تمہید میں آیت آئندہ کا ارتباط بھی مفصل بیان ہو چکا ہے اور جیسے آیت مذکورہ بالا میں مخاطبت قیامت کا ذکر ہے ایسے ہی آیت آئندہ میں بھی اور درمیان میں قصہ نزول مائدہ کا جو کہ دنیا میں واقع ہوا ہے آگیا تھا اور اسکا درمیان میں لانا شاید اسلیے ہو کہ ان مخاطبات یوم قیامت سے جیسا کہ آیت بالا کی تمہید میں احقر نے لکھا ہے مقصود یہ ہوگا کہ اہل کتاب کی غلطی افراط و تفریط میں ثابت ہو جاوے اور قصہ نزول مائدہ سے اس مقصود کے مقاصد میں سے جو یہ امر ہے کہ انکو افراط و تفریط پر تعذیب کی اطلاع دیں اسکی تاکید اسطرح ہوتی ہے کہ دیکھو جسطرح اصحاب مائدہ کو کفر بآیات الٰہیہ سے دنیا میں سزا دیگئی اسیطرح ان افراط و تفریط کرنیوالوں کو کفر بالآیات الالٰہیہ سے عقبیٰ میں سزا دیجاوے گی واللہ اعلم **تتمہ مخاطبت یوم قیامت بعیسی علیہ السلام**

وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْۤ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ ۗ بِحَقٍّ ؕ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ؕ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَاۤ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۝ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَاۤ اَمَرْتَنِيْ بِهٖۤ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ؕ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۱۱۷﴾ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۱۸﴾ اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جبکہ اللہ تعالیٰ (قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کفار نصاریٰ کے سنانے کے لیے) فرماوینگے کہ اے عیسیٰ بن مریم (ان لوگوں میں جو عقیدہ تثلیث کا تھا مثلاً بعضے اللہ تعالیٰ کے ساتھ عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم علیہا السلام کو شریک الوہیت مانتے تھے تو) کیا تم نے ان لوگوں سے کہدیا تھا کہ مجکو (یعنی عیسیٰ علیہ السلام کو) اور میری ماں (حضرت مریم) کو بھی علاوہ خدا کے معبود قرار دے لو عیسیٰ علیہ السلام عرض کرینگے کہ (توبہ توبہ) میں تو (خود اپنے عقیدہ میں) آپکو (شریک سے) منزہ سمجھتا ہوں (جیسا کہ آپ واقع میں بھی منزہ ہیں تو ایسی حالتیں) مجکو کسیطرح زیبا نہ تھا کہ میں ایسی بات کہتا جسکے کہنے کا مجکو کوئی حق نہیں (نہ باعتبار اپنے عقیدہ کے کہ میں موحد ہوں اور نہ باعتبار واقع کے کہ آپ واحد ہیں اور دلیل میری اس نہ کہنے کی یہ ہے کہ) اگر میں نے (واقع میں) کہا ہوگا تو آپکو اسکا (یقیناً) علم ہوگا (مگر جب آپکے علم میں بھی میں نے نہیں کہا تو واقع میں بھی نہیں کہا اور کہنے کی صورت میں آپکو اسکا علم ہونا اسلیے ضروری ہے کہ) آپ تو میرے دل کے اندر کی بات بھی جانتے ہیں (تو جو زبان سے

ملحقات الترجمة

ف ۱ قوله فی ف یعنی بعض ان الحواریین محوا فی الکتاب والسنة فلا یحمل کون کلهم کا ئرتب خائنین ۱۲ ف ۲ قوله فی دون اللہ یعنی علاوہ فدون حاصل معنا مع ای من دون اسمه انفرادا ۱۲ ف ۳ قوله فی مایکون زیبا معناه لایلیق ۱۲ ف ۴ قوله فی ان کنت دلیل حاصله الاستدلال بنفی اللازم علی نفی الملزوم ۱۲ ف ۵ قوله فی تعلم اسلیے ضروری ہے تعلیل لقوله علمته ۱۲ ف ۶ قوله فی نفسی نفسك دل وعلم اشارة کما فی الروح الی کون النفس الاول بمعنی القلب والثانی بمعنے الذات لکن مع اعتبار المشاکلة فان النفس بمعنی الذات وان صح اطلاقه علی اللہ تعالیٰ لکن لا اعلم ما فی ذاتك لیس بکلام مرضی فیحتاج الی ان یکون المراد لا اعلم معلومك فعبر عنه بلا اعلم ما فی نفسك لوقوع التعبیر عن تعلم معلومی بتعلم ما فی نفسی ۱۲ ف ۷ قوله فی توضیح تعلم جو زبان سے اشارة الی وجه تخصیص ما فی النفس ۱۲

کہتا اسکا علم تو کیون نہوتا) اور مین (تو مثل دیگر مخلوقات کے اتنا بھی خبر ہون کہ) آپکے علم مین جو کچھ ہی اُسکو (بدون آپ کے بتلائے ہوے) نہین جانتا (جیسے دیگر مخلوقات کا بھی یہی حال ہی پس) تمام غیبون کے جاننے والے آپ ہی ہین (سو جب اپنا اسقدر عجز اور آپ کا کمال مجکو معلوم ہی تو شرکت فی الالوہیت کا دعوی کیسے کرتا۔ یہانتک تو اس بات کے کہنے کی نفی ہوئی آگے اُسکی نقیض ۵۲ کے کہنے کا اثبات ہی کہ) مین نے تو اُنسے اور کچھ نہین کہا مگر صرف وہی (بات) جو آپ نے مجھ ۵۳ سے کہنے کو فرمایا تھا کہ تم اللہ تعالی کی بندگی اختیار کرو جو میرا بھی رب ہی اور تمہارا بھی رب ہی اور (یہانتک تو عیسے علیہ السلام نے اپنی حالت کے متعلق عرض کیا آگے اُن لوگون کی حالت کے متعلق عرض کرتے ہین کیونکہ انت قلت للناس اتخذونی مین گو تصریحاً تو سوال صدور قول سے ہی لیکن اشارۃً اس تثلیث کے سبب صدور کا سوال بھی مترشح ہوسکتا ہی پس اس باب مین یون عرض کرینگے کہ) مین ان (کیحالت) پر مطلع رہا جب تک اُنمین (موجود) رہا (سو اُسوقت تک کا حال تو مین نے مشاہدہ کیا ہی اُسکے متعلق بیان کرسکتا ہون) پھر جب آپ نے مجکو اُٹھا لیا یعنی اول ۵۴ بار مین تو زندہ آسمان کیطرف اور دوسری بار مین وفات کے طور پر) تو (اُسوقت صرف) آپ ان (کے احوال) پر مطلع ۵۵ رہے (اُسوقت کی مجھکو کچھ خبر نہین کہ اُنکی گمراہی کا سبب کیا ہوا اور کیونکر ہوا) اور آپ ہر چیز کی پوری خبر رکھتے ہین (یہانتک تو اپنا اور اُنکا معاملہ عرض کیا آگے اُنکے او حقتعالی کے معاملات کے متعلق عرض کرتے ہین کیونکہ انت قلت للناس اتخذونی مین گو وضعاً تو سوال صدور قول سے ہی مگر طبعاً باعتبار انتقال ذہن سامعین کے احیاناً ایسا استفہام اس امر کو متضمن معلوم ہونے لگتا ہی کہ جو نکہ بنی سے ایسے قول کا صدور براءت کا سبب ہوسکتا تھا پس سوال عن الصدور سے اشارۃً براءۃ کا سوال مترشح ہوسکتا ہے کہ کیا آپ کے نزدیک یہ لوگ رہائی کے قابل ہین پس اس باب مین یون عرض کرینگے کہ) اگر آپ ان کو (اس عقیدہ پر) سزا دین تو (جب بھی آپ مختار ہین کیونکہ) یہ آپکے بندے ہین (اور آپ انکے مالک اور مالک کو حق ہے کہ بندون کو ان کے جرائم پر سزا دے) اور اگر آپ ان کو معاف فرما دین تو (جب بھی آپ مختار ہین کیونکہ) آپ زبردست (قدرت والے) ہین (تو معافی پر بھی قادر ہین اور) حکمت والے (بھی) ہین (تو آپ کی معافی بھی حکمت کے موافق ہوگی اسلیے اُس مین بھی کوئی قبح نہین ہوسکتا۔ مطلب یہ کہ دونون حال مین آپ مختار ہین مین کچھ دخل نہین دیتا غرض عیسے علیہ السلام معروض اول سبحنک الخ مین اپنی تبری ان اہل تثلیث کے عقیدہ سے اور اُسکی تعلیم سے اور معروض دوم وکنت علیہم الخ مین اپنی تبری اُن کے اس عقیدہ کے مفصل سبب جاننے تک سے اور معروض سوم ان تعذبہم الخ مین اپنی تبری ان کے باب مین کوئی تحریک کرنے تک سے ظاہر کردی اور یہی مقصود تھا حق تعالے کا عیسے علیہ السلام کے ساتھ ان مخاطبات سے پس اسمین اُن کفار کو پوری توبیخ اپنی نادانی پر اور حسرت اپنی ناکامی پر ہوگی) ف صاحب فتح نے اپنے منہیات مین سیل کے مقدمہ ترجمہ قرآن سے ایک فرقہ نصارے عرب کا تثلیث مین بجائے روح القدس کے حضرت مریم کو داخل کرنا نقل کیا ہی اور مقصود اس آیت مین نفس تثلیث بلکہ مطلق شرک فے الالوہیتہ کو باطل کرنا ہے جیساکہ لفظ مثلاً ترجمہ مین لانے سے اسطرف اشارہ کردیا گیا اور یہ تخصیص یا تو باعتبار اس فرقہ کے اُسوقت کثیر ہوسکے ہے یا اس اعتبار سے کہ اس سے اُسکا ابطال بدرجہ اولے ہوگیا کیونکہ منشاء اس عقیدۂ فاسدہ کا خوارق ہین اور خوارق مین انکا حال روح القدس سے زیادہ عجیب ہی کیونکہ بشر سے ایسے عجائب کا ظہور مثل تولد و تولید بلا توسط مرد کے اور دوسرے معجزات وکرامات کے جسقدر عجیب و بعید ہے ملائکہ سے عجائب کا صدور اتنا عجیب و بعید نہین کیونکہ خود نوع ملائکہ عادۃً بہ نسبت نوع بشر کے زیادہ محل صدور عجائب ہی جیساکہ ظاہر ہے جب زیادہ عجیب خوارق مین احتمال اُلوہیت باطل ہی تو کم عجیب مین بدرجہ اولی ف ۲ بعض لوگونکو بعض اوقات مین حماقت سوجھی تھی کہ کہتے تھے کہ یہان عزیز حکیم کی جگہ غفور رحیم مناسب تھا لیکن احقر نے ترجمہ کی جو تقریر کی ہی اُس سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ مقصود سفارش اور تقریب مغفرت نہین کیونکہ قیامت مین کفار و مشرکین کی سفارش نہوگی کیونکہ اُسکا مبنے اذن ہی جسکا عدم یقینی ہے بلکہ مقصود تبری و تفویض ہی اور کفر اس سے مانع نہین کیونکہ اسکا مبنی قدرت ہی جسکا وجود یقینی ہی اور غفور رحیم مین یہ بات حاصل نہوتی بلکہ مقصود کے خلاف لازم آتا پس اصل جواب ان تغفر لہم کا مثل ان تعذبہم کے فانت تملک ذلک من غیر قبح ہی اور انک انت العزیز الحکیم اُسکی دلیل ہی اور اس دلیل کی ضرورت یہ ہی کہ مخلوق سے جو عفو صادر ہوتا ہی گاہے بوجہ عدم قدرت کے ہوتا ہی اور گاہے کسی مضرت کو متضمن ہونیسے خلاف حکمت ہوتا ہی پس ایک جگہ تو اختیار ہی نہین ہوا اور دوسری جگہ اختیار قبیح ہوا پس مغفرت الٰہیہ مین اس دلیل کے لانے سے شبہ عدم قدرت اور عدم حکمت کا جاتا رہا اور مدلول مقدر کی تعیین ہوگئی یعنی تملک ذلک من

لمحات الترجمہ

۵۱ قولہ فی لا اعلم عاجز فہو دلیل لعجزہ المعلوم لنفسہ الدال علی نفی القول بلا واسطۃ کما ان تعلم دال علیہ ایضا بواسطۃ دلیل آخر لان الدلیل القرینۃ علیہ ان کنت قلتہ فقد علمتہ وہذا دلیل علی قولہ فقد علمتہ فالجملتان تعلم و لا اعلم کلاہما دلیل ۱۲

۵۲ قولہ قبل ما قلت نقیض فہو استدلال ثالث لان احد النقیضین ینفی النقیض الآخر ۱۲

۵۳ قولہ فی امرتنی بہ مجھسے کہنے کو اشارۃ الی التقدیر یکذا امرتنی بقولہم ۱۲

۵۴ قولہ فی توفیتنی یعنی اول بار الی قولہ دوسری بار ومن ہنا لم یقل رفعتنی ولا امتنی والتوفی عام لہا کما فی قولہ اللہ یتوفی الانفس حین موتہا والتی لم تمت فی منامہا فافہم ۱۲

۵۵ قولہ فی شہید ورقیب مطلع اشارۃ الے التفنن فی العبارۃ کما فی الربع الیمنی بین الشہیدین والرقیبین لان کونہ علیہ السلام رقیبا لیس کالرقیب الذی یمنع ویلزم بل کالشاہد علی المشہود علیہ ومنعا بمجرد القول وانہ تعالی شانہ ہو الذی یمنع ان شاء ۱۲

۵۶ قولہ قبل ان تعذبہم رہائی کے الخ المراد مطلق النجاۃ من غیر خصوصیۃ ترتبہا علی صدور ہذا القول منہ علیہ السلام ۱۲

قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ؕ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماوینگے کہ یہ وہ دن ہے کہ جو لوگ سچے تھے اُن کا سچا ہونا اُنکے کام آویگا ان کو باغ ملیں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے۔

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِيْهِنَّ ؕ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ ع ۱۶ ۵

اللہ تعالیٰ اُن سے راضی اور خوش اور یہ اللہ تعالیٰ سے راضی اور خوش ہیں یہ بڑی بھاری کامیابی ہے اللہ ہی کی ہے سلطنت آسمانوں کی اور زمین کی اور اُن چیزوں کی جو اُنمیں موجود ہیں اور وہ ہر شے پر پوری قدرت رکھتے ہیں

غیر فصیح اسکو فن بلاغت میں احتراس کہتے ہیں بلکہ اگر یہ آیت مؤمنین کی شان میں بھی ہوتی تب بھی گو غفور الرحیم بھی صحیح ہوتا لیکن عزیز حکیم پھر بھی غیر صحیح نہوتا کیونکہ تقدیر مذکور گو شفاعت میں نص نہیں لیکن شفاعت کے منافی بھی نہیں اور اگر اُس سے دلالت علی الشفاعت مقصود ہوتی مقدر مثنوی بدل دیا جاتا اسطرح ان تغفر لہم فلا تضرک المغفرۃ بان تنسب الی العجز او السفہ سبحٰنک فانک انت العزیز الحکیم **ربط** اوپر ان دونوں رکوع میں قیامت کے دن اعمال و احوال کا تفتیش کیا جانا مذکور ہے مقصود ہے اور نزول مائدہ کا قصہ بھی اسی مقصود کی تاکید کے لیے تھا جیسا اوپر آیت یوم یجمع اللہ اور آیت اذ قال اللہ کی تمہیدات میں مفصل اس کی تقریر گذر چکی اب آگے اس تفتیش و محاسبہ کا نتیجہ مذکور ہوتا ہے **نتیجہ مخاطبات و محاسبات مذکورہ**

قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ؕ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝۱۱۹ (ان تمام مکالمات مذکورہ کے بعد) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماوینگے کہ یہ (قیامت کا دن) وہ دن ہے کہ جو لوگ (دنیا میں باعتبار عقائد کے اور اعمال کے اور اقوال کے) سچے تھے (کہ وہ سچا ہونا اب ظاہر ہو رہا ہے جنمیں انبیا جن سے خطاب ہو رہا ہے اور مؤمنین جن کے ایمان کی انبیاء و ملائکہ سب شہادت دینگے سب داخل ہیں اور اس میں اشارہ تصدیق رسل و تصدیق عیسے علیہ السلام کیطرف بھی ان مخاطبات میں ہو گیا غرض یہ سب حضرات جو دنیا میں سچے تھے) انکا سچا ہونا (آج) اُن کے کام آویگا (اور وہ کام آنا یہ ہے کہ) انکو (جنت کے) باغ (رہنے کو) ملینگے جنکے (محلات کے) نیچے نہریں جاری ہونگی جنمیں وہ ہمیشہ ہمیشہ کو رہینگے (اور یہ نعمتیں ان کو کیوں نہ ملیں کیونکہ) اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور خوش اور یہ اللہ تعالیٰ سے راضی اور خوش ہیں (اور جو شخص راضی و مرضی ہو اُسکو ایسی ہی نعمتیں ملتی ہیں) یہ (جو کچھ مذکور ہوا) بڑی بھاری کامیابی ہے (کہ دنیا کی کوئی کامیابی اُسکے برابر نہیں ہو سکتی) **ف** اور اسی سے حال اہل صدق کے اضداد یعنی کفار وغیرہ کا معلوم ہو گیا کہ مستحق سزا ہونگے چونکہ آگے علی کل شیء قدیر کے عموم میں یہ سزا بھی داخل ہے شاید یہاں اس لیے تصریحًا و تخصیصًا اسکا بیان نہ فرمایا ہو واللہ اعلم۔ **ربط** اب سورت ختم ہونے کو ہے تمام سورت میں کچھ اصول اور کچھ فروع مذکور فرمائے گئے ہیں آگے خاتمہ میں للہ ملک السموات الخ میں ان احکام کے مشروع فرمانے کا اللہ تعالیٰ کو حق حاصل ہونا اور اسی میں ان احکام کی مخالفت کا بندوں کے لیے قبیح ہونا کہ وہ مخالف ایسے مالک اور ملک عظیم کی ہے اور وہو علی کل شیء قدیر میں اطاعت پر جزا اور مخالفت پر سزا کا صحیح الوقوع ہونا اشارۃً مذکور ہے **اثبات ملک و قدرت حق تعالیٰ** لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِيْهِنَّ ؕ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۱۲۰ اللہ ہی کی ہے سلطنت آسمانوں کی اور زمین کی اور اُن چیزوں کی جو (اُن آسمانوں اور زمین) میں موجود ہیں اور وہ ہر شے پر پوری قدرت رکھتے ہیں **ف** پس باعتبار تقریر تمہید کے خاتمہ کو پوری سورت سے تلاصق ہے جیسا کہ فاتحہ یعنی شروع کی آیت کو بھی اسیطرح پوری سورت سے تعلق تھا جیسا اُس جگہ مذکور ہوا ہے کہ اوفوا بالعقود بوجہ عموم معنے کے بمنزلہ متن کے ہے اور پوری سورت اُسکی شرح پس سورت امر بایفاء عہود سے شروع ہوئی اور ایفاء اور اُسکے ضد کے حسن و قبح و ثمرہ کے بیان پر ختم ہوئی اور درمیان میں محل ایفاء کی تفصیل ہو گئی فسبحان اللہ ما الطف کلامہ و ادق مرامہ و احسن بدءہ و ختامہ قد تم تفسیر سورۃ المائدۃ بحمد اللہ تعالیٰ و عونہ و توفیقہ و فضلہ علی ید ہذا الفقیر الحقیر + الذلیل الکسیر + الغریق فی بحار السیات + والحریق بنار الخطیئات + نجاہ اللہ من الظلمات + و انقذہ من الموبقات + ووفقہ لختم تفسیر کلامہ المجید + فانہ فعال لما یرید + ہذا و کان الیوم یوم الاحد الثانی والعشرین + من شہر اللہ المحرم سنۃ الف و ثلثمائۃ و اربع و عشرین من ہجرۃ سید المرسلین + صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ و اصحابہ و ازواجہ و ذریاتہ و عترتہ الطیبین الطاہرین + ابد الآبدین + و دہر الداہرین + آمین یا رب العلمین +

ملحقات الترجمة

۵۱ قولہ فی ف (۲) مقدر مثنوی بدل دیا جاتا و علیہ یحمل ما فی الاحادیث من ارادتہ صلی اللہ علیہ وسلم بہذہ الآیۃ الشفاعۃ لامتہ فافہم فانہ من المواہب

۵۲ قولہ فی صدقہم انکا سچا ہونا آج فالمراد بہذا الصدق صدقہم فی الدنیا المرتب علیہ صدقہم فی الآخرۃ اذ اسئلوا فلا یلزم ان لو ارید الصدق فی الدنیا لم یکن فیہ تصدیق عیسے علیہ السلام ولو ارید فی العقبی لزم کونہ دار الجزاء دار العمل فافہم ۱۲

اختلاف القراءة فی قراءۃ یومُ بالرفع خبر لہذا وفی قراءۃ یومَ بالنصب ظرف لقال و خبر ہذا محذوف ای حق او ظرف مستقر وقع خبرا لہذا ای قال اللہ تعالیٰ ہذا القول واقع فی یوم ینفع ۱۲

سُوْرَةُ الْاَنْعَامِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | مِائَةٌ وَّخَمْسٌ وَّسِتُّوْنَ اٰيَةً

شروع کرتا ہون اللہ کے نام سے جو کہ نہایت مہربان بڑے رحم والے ہین

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ۥ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ

تمام تعریفین اللہ ہی کے لئے لائق ہین جس نے آسمانون کو اور زمین کو پیدا کیا اور تاریکیون کو اور نور کو بنایا پھر بھی کافر لوگ اپنے رب کے برابر

يَعْدِلُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ قَضٰٓى اَجَلًا ۭ وَاَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ۝

قرار دیتے ہین وہ ایسا ہے جس نے تمکو مٹی سے بنایا پھر ایک وقت معین کیا اور دوسرا معین وقت خاص اللہ ہی کے نزدیک ہے پھر بھی تم شک رکھتے ہو

وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ ۭ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ۝

اور وہی ہے معبود برحق آسمانون مین بھی اور زمین مین بھی وہ تمہارے پوشیدہ احوال کو بھی اور تمہارے ظاہر احوال کو بھی جانتے ہین اور تم جو کچھ عمل کرتے ہو اسکو جانتے ہین

سورۃ الانعام مکیۃ الا ست آیات او ثلث من قولہ تعالی قل تعالوا وھی مائۃ وخمس وستون آیۃ کذا فی البیضاوی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ سورت سابقہ کے انجام اور اُسکے آغاز مین تو مناسبت یہ ہے کہ دونون مشتمل ہین ابطال شرک اور اثبات توحید اور اُسکے دلائل پر اور دونون سورتونکے مجموعہ مین یہ مناسبت ہے کہ دونون مشتمل ہین شرائع پر گو سورت سابقہ مین شرائع مین سے فروع بھی مثل اصول کے کثیر ہین چنانچہ بمشکل تک اُنکا شمار ہو سکتا ہے اور اس مین تقریباً تمام سورت مین اصول ہی زیادہ ہین اور فروع بہت کم ہین کہ عدد مذکور کے ثلث یا ربع سے متجاوز نہین اور خود اس سورت کے باہم اجزا مین مناسبت وارتباط یہ ہے کہ حاصل سورت کا چند امور ہین۔ اثبات توحید۔ اثبات رسالت توحید و رسالت کی تائید کیلیے بعض قصص انبیاء علیہم السلام کے۔ اثبات قرآن۔ اثبات بعث۔ انکے منکرین کا عناد قولی و فعلی ان منکرین پر وعیدین۔ ان وعیدونکی تائید کیلیے بعض امم مکذبین کا حال ہلاکت۔ ان منکرین سے مکالمت و محاجہ۔ خود اُنکی رسوم و عادات کی تقبیح۔ اُنکے ساتھ معاملہ رکھنے مین اعتدال کی تعلیم کہ تبلیغ مین کمی نہو تشدد مین حد شرعی سے زیادتی نہو۔ مخالطت مین مداہنت نہو۔ دلجوئی یا فکر ہدایت مین مبالغہ نہو۔ انکی رسوم جہالت کے مقابلہ مین بعض احکام خلافیہ اسلامیہ کا بیان اور یہ تمامتر گفتگو مشرکین سے ہی صرف دو تین جگہ مسئلہ نبوت و قرآن یا حلت و حرمت اشیاء کی بحث کی مناسبت سے ضمناً اہل کتاب خصوص یہود کی تقبیح آگئی ہے یہ حاصل ہے سورت کا اور ان سب مضامین مین وجہ تعلق و ربط مخفی نہین پس سب سے اول توحید کی آیتین ہین **احقاق توحید و ابطال شرک مع اشارہ بجزاء آن**

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ۥ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ قَضٰٓى اَجَلًا ۭ وَاَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ۝ وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ ۭ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ۝ تمام تعریفین اللہ ہی کے لیے لائق ہین جسنے آسمانونکو اور زمین کو پیدا کیا (جو کہ جواہر مین سے ہے) اور تاریکیونکو اور نور کو بنایا (جو کہ اعراض مین سے ہین) پھر بھی کافر لوگ (غیر اللہ کو عبادت مین) اپنے رب کے برابر قرار دیتے ہین وہ (اللہ) ایسا ہے جسنے تم (سب) کو (بواسطہ آدم علیہ السلام کے) مٹی سے بنایا پھر (تمہارے مرنیکا) ایک وقت معین کیا اور دوسرا معین وقت (دوبارہ زندہ ہوکر اُٹھنے کا) خاص اللہ ہی کے نزدیک (معلوم) ہے پھر بھی تم (مین سے بعض لوگ) شک رکھتے ہو (کہ بعث کو ممتنع سمجھتے ہو حالانکہ جسنے اول بار وہی دوبارہ بنا دیگا کیا مشکل ہے) اور وہی ہے معبود برحق آسمانون مین بھی اور زمین مین بھی (یعنی اور سب معبود باطل ہین) وہ تمہارے پوشیدہ احوال کو بھی اور تمہارے ظاہر احوال کو بھی جانتے ہین اور (بالخصوص) تم جو کچھ (ظاہراً یا باطناً) عمل کرتے ہو (جسپر مدار جزا ہے) اسکو جانتے ہین **ف** توحید تینون آیتونکا مقصود مشترک ہے یعنی عبادت کے لائق وہ ہے جسمین یہ صفات ہون کہ وہ خالق انفس و آفاق کا ہو۔ اور عالم غیب و شہادت کا ہو اور آخر کی دو آیتون مین بعث کی خبر اور اُسکے امتناع کا دفع اور محاسبہ علی الکسب پر تنبیہ بھی ہے جس سے شرک پر وعید ثابت ہو گئی۔ اور دوسرے اجل کے علم کو اپنے ساتھ مخصوص فرمایا کیونکہ پہلے اجل کا گو قطعی علم نہیں مگر ظنی طور پر علامات سے معلوم ہو جاتا ہے۔ **ربط** اوپر آیات و دلائل توحید کا بیان تھا آگے کفار کا مطلقاً **آیاتِ الٰہیہ** سے اعراض کرنا مع وعید مذکور ہے

ملحقات الترجمة

۱ قولہ فی خلقکم سب کو و فی تمترون بعض لان الخلق عام والامتراء مخیر عام وقولہ فی خلقکم بواسطہ لان ذریتہ خلقت من نطفۃ فالمذکور ہہنا ما یتہم الاولیۃ ۱۲ **۲** قولہ فی یعلم ما تکسبون جسپر مدار اشارۃ الی وجہ التخصیص بعد التعمیم ۱۲

اللغات یعدلون من العدل بمعنی التسویۃ ۱۲

النحو ثم الاولی للاستبعاد وکذا الثالثۃ واما الثانیۃ فللترتیب الذکری و اللہ فی ہو اللہ معناہ المعبود ای حق فیتعلق تعلق الظرف بہ و اجل مسمی مبتدا و تخصیصہ بالصفۃ ۱۲

فائدہ من الروح۔ الاخبار بنزول ہذہ السورۃ جملۃ ضعیفۃ ویؤیدہ ما قالہ ابن الصلاح فی فتاویہ الحدیث الوارد فی انہا نزلت جملۃ رویناہ من طریق ابی بن کعب لم نر لہ سنداً صحیحاً وقد روی ما یخالفہ ومن ہذا یعلم ما فی دعوی الامام اتفاق الناس علی القول بنزولہا جملۃ فتدبر اھ ۱۲

وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ○ فَقَدْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ فَسَوْفَ يَاْتِيْهِمْ

اور انکے پاس کوئی نشانی بھی انکے رب کی نشانیوں میں سے نہیں آتی مگر وہ اُس سے اعراض ہی کیا کرتے ہیں سو اُنہوں نے اس سچی کتاب کو بھی جھوٹا بتلایا جبکہ وہ انکے پاس پہونچی سو جلدی ہی انکو خبر ملجاویگی

اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ○ اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ

اُس چیز کی جسکے ساتھ یہ لوگ استہزا کیا کرتے تھے کیا انہوں نے دیکھا نہیں کہ ہم ان سے پہلے کتنی جماعتوں کو ہلاک کر چکے ہیں جنکو ہم نے دنیا میں ایسی قوت دی تھی کہ تمکو وہ قوت نہیں دی

لَّكُمْ وَاَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا ۠ وَّجَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَنْشَاْنَا مِنْ

اور ہمنے اُن پر خوب بارشیں برسائیں اور ہم نے اُن کے نیچے سے نہریں جاری کیں پھر ہمنے انکو انکے گناہوں کے سبب ہلاک کر ڈالا اور انکے بعد دوسری

بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ○ وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِيْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا

جماعتوں کو پیدا کر دیا اور اگر ہم کاغذ پر لکھا ہوا کوئی نوشتہ آپ پر نازل فرماتے پھر اسکو یہ لوگ اپنے ہاتھوں سے چھو بھی لیتے تب بھی یہ کافر لوگ یہی کہتے کہ یہ کچھ بھی نہیں مگر

سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ○ وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ ؕ وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ ○

صریح جادو ہے اور یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ انکے پاس کوئی فرشتہ کیوں نہیں بھیجا گیا اور اگر ہم کوئی فرشتہ بھیجدیتے تو سارا قصہ ہی ختم ہو جاتا پھر انکو ذرا مہلت نہ دی جاتی

بیان اعراض و تکذیب کفار و وعید بر آن وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ④ فَقَدْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ فَسَوْفَ يَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ⑤ اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ وَاَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا وَّجَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ⑥ اور ان (کفار) کے پاس کوئی نشانی بھی انکے رب کی نشانیوں میں سے نہیں آتی مگر وہ اُس سے اعراض ہی کیا کرتے ہیں سو (چونکہ یہ انکا شیوہ ہو گیا ہے اسلیے) انہوں نے اس سچی کتاب (یعنی قرآن) کو بھی جھوٹا بتلایا جبکہ وہ انکے پاس پہونچی سو (انکی یہ تکذیب خالی نہ جائیگی بلکہ) جلدی ہی انکو خبر ملجاویگی اس چیز کی جسکے ساتھ یہ لوگ استہزا کیا کرتے تھے (مراد اس سے عذاب ہے جسکی خبر قرآن میں سنکر ہنستے تھے جس سے قرآن کی تکذیب لازم آتی تھی اُسکی خبر ملنے کا مطلب یہ ہے کہ جب عذاب نازل ہوگا اُسکی خبر آنکھوں سے دیکھ لیں گے اور اگر عذاب کو بعید سمجھتے ہیں تو انکی غلطی ہے) کیا انہوں نے دیکھا نہیں کہ ہم ان سے پہلے کتنی جماعتوں کو (عذاب سے) ہلاک کر چکے ہیں جنکو ہمنے دنیا میں ایسی قوت (جسمانی اور مالی) دی تھی کہ تمکو وہ قوت نہیں دی اور ہمنے اُن پر خوب بارشیں برسائیں اور ہمنے اُنکے (کھیت اور باغوں کے) نیچے سے نہریں جاری کیں (جس سے زراعت اور پھل کی خوب ترقی ہوئی اور ثروت سے گذر کرتے تھے) پھر (باوجود اسقدر قوت و سامان کے) ہم نے انکو انکے گناہوں کے (یعنے کفر و اعراض کے) سبب (انواع عذاب سے) ہلاک کر ڈالا اور انکے بعد دوسری جماعتوں کو پیدا کر دیا (اسیطرح اگر تمپر عذاب نازل کر دیں تو تعجب کیا ہے) **ف** مراد ان ہلاک شدہ جماعتوں سے عاد و ثمود وغیرہ ہیں کہ انواع عذاب سے ہلاک کیے گئے ان کے آثار نمایان تھے اُنکے دیکھنے کو ملاکت کا دیکھنا فرمادیا اور جس عذاب سے کفار موجودین کو ڈرایا مراد اُس سے یا تو دنیوی عذاب ہے چنانچہ قتل اور قید کیے گیے اور یا عذاب آخرت ہو کہ وہ بھی قریب ہے کیونکہ موت کے ساتھ ہی سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ اور انشانا الخ اسلیے فرمایا کہ انکے ہلاک کرنے سے حقیقت میں تو ہمارا کیا ضرر ہوتا ظاہر ابھی تو ہمارے ملک میں کوئی کمی نہیں آئی کہ دنیا ویسی ہی بسی رہی ورنہ اگر دوسرے کے نقصان پہونچانے سے اپنا بھی کچھ نقصان محتمل ہوتا ہے تو بعض اوقات یہ مانع ہو جاتا ہے رہا فنا و قیامت تو وہ خود آبادی دنیا کی میعاد ہی ہے میعاد پر ختم ہو جانا ضرر صوری بھی نہیں کہا جا سکتا اور وہ بھی ارادہ سے اور ضرر حقیقی جو اصل مقصود بالنفی ہے وہ تو ہر حال میں منتفی ہے۔ **ربط** اوپر کفار کی تکذیب و اعراض کا بیان تھا جو کہ توحید و آیات کے بارہ میں تھا آگے انکے اصرار علی التکذیب و عناد کا بیان ہے جو توحید و آیات کے ساتھ رسالت کے باب میں بھی تھا اور یہ تینوں مفہوم جو مرتب طور پر مذکور ہیں واقع میں بھی باہم متدرج ہیں کیونکہ تکذیب تو اعراض سے اشد ہے اور عناد تکذیب سے اشد ہے **بیان عناد کفار عموماً و در رسالت خصوصاً** وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِيْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ⑦ وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ ؕ وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ ⑧

ملحقات الترجمة

ل۵ قوله في يستهزءون تكذيب للازم الخ ليصح ترتب الاتيان على التكذيب للقرآن ۱۲

۲۵ قوله في انباء ما كانوا الخ اى فسياتيهم انباء ما كانوا به يستهزءون الخ فما كانوا به هو العذاب والاتيان لانباءه حضور مصداق انباءه والمصداق للخبر المخبر عنه اى العذاب فحضوره حضور العذاب فالاتيان للانباء حضور العذاب ۱۲

۳۵ قوله في قرن جماعت بحذف المضاف اى اهل قرن ۱۲

۴۵ قوله في ارسلنا خوب بارشیں فالسماء معناه بارشیں و مدرارا معناه خوب ارسلنا معناه برسائیں لان مدرارا مفعال من الدر و هي كثير الدر ۱۲

البلاغة قوله نمكن لكم فيه التفات ۱۲

وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ ۝ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ

اور اگر ہم اسکو فرشتہ تجویز کرتے تو ہم اسکو آدمی ہی بناتے اور ہمارے اس فعل سے پھر انپر وہی اشکال ہوتا جو اب اشکال کر رہے ہیں اور واقعی آپ سے پہلے جو پیغمبر ہوئے ہیں انکے ساتھ بھی استہزا کیا گیا ہے پھر جن لوگوں نے

بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝

ان سے تمسخر کیا تھا ان کو اس عذاب نے آگھیرا جسکا تمسخر اڑاتے تھے　آپ فرما دیجئے کہ ذرا زمین میں چلو پھرو　پھر دیکھ لو کہ تکذیب کرنے والوں کا کیا انجام ہوا

قُلْ لِّمَنْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلْ لِّلّٰهِ ؕ كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ؕ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا

آپ کہیے کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں موجود ہے یہ سب کس کی ملک ہے آپ کہدیجیے کہ سب اللہ ہی کی ملک ہے اللہ تعالیٰ نے مہربانی فرمانا اپنے ذمہ لازم فرما لیا ہے تم کو خدا تعالیٰ قیامت کے روز جمع کرینگے　اس میں کوئی شک نہیں　جن لوگوں نے اپنے کو ضائع

اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ؕ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

کر لیا ہے　سو وہ ایمان نہ لاوینگے　اور اللہ ہی کی ملک ہے سب جو کچھ رات میں اور دن میں رہتے ہیں اور وہی بڑا سننے والا بڑا جاننے والا

وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ ⑨ اور (ان لوگوں کے عناد کی یہ حالت ہے کہ) اگر ہم کاغذ پر لکھا ہوا کوئی نوشتہ آپ پر نازل فرماتے (جیسا یہ لوگ کہا کرتے ہیں تنزل علینا کتابا نقرءہ) پھر اسکو یہ لوگ اپنے ہاتھوں سے چھو بھی لیتے (جسمیں احتمال نظر بندی کا بھی نہیں ہو سکتا) تب بھی یہ کافر لوگ یہی کہتے کہ یہ کچھ بھی نہیں مگر صریح جادو ہے (کیونکہ جب دلمیں ارادہ ماننے کا نہیں ہوتا تو ہر دلیل میں کوئی نکوئی بات نکال لیتا ہے) اور یہ لوگ یوں (بھی) کہتے ہیں کہ ان (پیغمبر) کے پاس کوئی فرشتہ (جسکو ہم دیکھیں اور اسکی باتیں سنیں) کیوں نہیں بھیجا گیا (جیسا ان آیتوں میں منقول ہے اوتاتی باللہ والملائکۃ قبیلا اور لولا انزل الیہ ملک فیکون معہ نذیرا۔ اور لولا انزل علینا الملائکۃ حق تعالیٰ فرماتے ہیں) اور اگر ہم کوئی فرشتہ (اسطرح) بھیجدیتے تو سارا قصہ ہی ختم ہو جاتا پھر (نزول فرشتہ کے بعد) انکو ذرا مہلت نہ دی جاتی (بلکہ جب اسکو نہ مانتے جسکا وقوع ان سے یقینی ہے جیسا آگے آتا ہے تو فوراً عذاب نازل ہو جاتا کیونکہ آیت قاہرہ اور پھر وہ بھی فرمائشی نازل ہونیکے وقت نہ ماننا حسب عادت الٰہیہ موجب اہلاک فوری ہے اور اب گو عذاب ہوگا مگر چندے مہلت تو ہے جسمیں اگر توبہ کرنا چاہیں ممکن ہے) اور (اگر کسیکو یہ احتمال ہو کہ شاید نزول فرشتہ کے وقت یہ مان ہی لیتے تو یہ احتمال محض غیر واقعی ہے کیونکہ) اگر ہم اس (بھیجے ہوئے) کو فرشتہ تجویز کرتے تو (چونکہ فرشتہ کی شکل میں بھیجنا اسلیے نہوتا کہ آدمی ان جو اس ستعارہ میں فرشتہ کو اسکی اصلی صورت میں دیکھنے پر قادر نہیں اسلیے) ہم اس (فرشتہ) کو (باعتبار شکل کے) آدمی ہی بناتے اور (جب آدمی کی شکل پردہ ہوتا تو) ہمارے اس فعل سے (اسوقت) پھر انپر وہی اشکال (واشتباہ) ہوتا جو اب اشکال (واشتباہ) کر رہے ہیں (یعنی اس فرشتہ کو بشر سمجھکر پھر یہی اعتراض کرتے غرض نزول ملک سے انکا نفع تو کچھ نہوتا کیونکہ انکا اشتباہ بحالہ باقی رہتا اور انکا ضرر یہ ہوتا کہ ہلاک کر دیے جاتے اسلیے ہمنے اسطرح نازل نہیں کیا خلاصہ یہ کہ غایت عناد سے ایسی باتیں نکالتے ہیں جو ہدایت وفہم حق کا طریق نہیں اور جو اسکا طریق ہے کہ آیات ومعجزات موجودہ میں غور کرنا اس سے کام نہیں لیتے) **ربط** اوپر کفار کے اعراض وتکذیب مع الاستہزاء وعناد کا ذکر تھا چونکہ ان امور سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صدمہ ہوتا تھا اسلیے آگے تسلی کا مضمون فرماتے ہیں **تسلیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ⑩ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ⑪ اور (آپ انکی بیہودگیوں سے صدمہ زدہ نہ ہوجیے کیونکہ) واقعی آپ سے پہلے جو پیغمبر ہوئے ہیں انکے ساتھ بھی (انکے مخالفین کیطرف سے) استہزا کیا گیا ہے (جو مستلزم ہے تکذیب کو پس یہ کوئی نئی بات نہیں) پھر (آخر استہزاء سے پیغمبروں کا کوئی نقصان نہوا بلکہ ان کفار ہی کو اسکا انجام بھگتنا پڑا چنانچہ) جن لوگوں نے ان (پیغمبروں) سے (سزائے تکذیب کی وعید سنانے پر) تمسخر کیا تھا ان کو اس عذاب نے آگھیرا جسکا تمسخر اڑاتے تھے (اسیطرح آپ کی جو یہ تکذیب کرتے ہیں آپکا کیا ضرر ہے آپ کیوں مغموم ہوتے ہیں یہ خود ہی مستحق عذاب دنیوی یا اخروی ہو رہے ہیں اور اگر یہ عذاب امم سابقہ کا انکار کرنے لگیں تو) آپ (ان سے) فرما دیجیے کہ ذرا زمین میں چلو پھرو پھر دیکھ لو کہ تکذیب کرنیوالوں کا کیا انجام ہوا (آثار کے ہوتے ہوئے کسی شی کا انکار مشکل ہے) **ربط** اوپر جو توحید کا مضمون تھا آگے پھر عود ہے اسکی طرف اور اسکے ضمن میں معاد کا مضمون ہے تاکہ اعتقاد توحید کی رغبت اور اشرک سے رہبت ہو **توحید و معاد** قُلْ لِّمَنْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلْ لِّلّٰهِ ؕ كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ؕ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ⑫ وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ؕ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ⑬

اللغات فی القاموس حاق بہ احاطہ بہ ۱۲ **النحو** ما یلبسون ما مصدریۃ وہو الاظہر لاستمرار حذف المثل فی نحو ضربت ضرب الامیر ومتعلق یلبسون علی الفسہم کذا فی الروح ۱۲۔

ملحقات الترجمۃ

قولہ تعالیٰ ... آیت قاہرہ الی قولہ ...

البسہ الامر ... الاکثہ ای داعتبار کون ... دکو جہا تقدعت فی سایر ... التفاسیر ۱۲

۵۲ قولہ قبل للبس جبکا دمی ... البیضاوی جواب محذوف ای ولو جعلنا رجلا للبسنا وفے الروح یجوز ان یکون عطفا علی جواب لو المذکور ولا ضیر فی عطف لازم الجواب علیہ ... قلت لان لازم اللازم لازم ۱۲

۵۳ قولہ فی للبسنا ہمارے اس فعل سے اشارۃ الی ان سبب الفائدۃ لیس ہو الاسناد بل الاسناد وانما اسند الی اللہ تعالیٰ کما فی الروح لانہ بخلقہ تعالیٰ اولانہ بجعلہ رجلا ۱۲

۵۴ قولہ ھناک اسوقت وفی یلبسون اب کما فی الروح للبسنا علیہم حینئذ ما یلبسون علی انفسہم الساعۃ اھ

۵۵ قولہ فی استہزئ کوئی نئی بات اشارۃ الی ان التسلیۃ قد تمت بہ کما فی الروح قلت فلا یلزم ان یکون للاخبار عن العذاب دخل فی التسلیۃ لان المعلوم من حالہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ لا یرید العذاب وانما اخبر عن العذاب علیہم بل من حیث انہ الضرر عن الرسل کما اشیر الیہ فی الترجمۃ لا من حیث اثبات الضرر ۱۲

۵۶ قولہ فی منہم پیغمبروں فالضمیر راجع الی الرسل ومنہم متعلق بسخروا والقائل سخر منہ وبہ ۱۲

۵۷ قولہ ما کانوا اس عذاب کا الخ فی الروح قیل ان المراد من الذی کانوا یستہزءون

قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ؕ قُلْ اِنِّيْۤ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ

آپ کہیے کہ کیا اللہ کے سوا جو کہ آسمانون اور زمین کے پیدا کرنیوالے ہین اور جو کہ کھانیکو دیتے ہین اور انکو کوئی کھانیکو نہین دیتا کسیکو معبود قرار دون۔ آپ فرما دیجیے کہ مجکو یہ حکم ہوا ہے کہ سب سے پہلے مین

مَنْ اَسْلَمَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ قُلْ اِنِّيْۤ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ مَنْ يُّصْرَفْ عَنْهُ

اسلام قبول کرون اور تم مشرکین مین سے ہرگز نہ ہونا آپ کہدیجیے کہ مین اگر اپنے رب کا کہنا نہ مانون تو مین ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہون جس شخص سے اس روز وہ عذاب

يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهٗ ؕ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ۝ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ

ہٹا دیا جاویگا تو اسپر اللہ تعالی نے بڑا رحم کیا اور یہ صریح کامیابی ہے اور اگر تجکو اللہ تعالی کوئی تکلیف پہونچاوین تو اسکا دور کرنیوالا سوا اللہ تعالی کے اور کوئی نہین اور اگر تجکو کوئی نفع پہونچاوین

بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ؕ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝

تو وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والے ہین اور وہی اللہ تعالی اپنے بندونکے اوپر غالب ہین برتر ہین اور وہی بڑی حکمت والے اور پوری خبر رکھنے والے ہین

قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ؕ قُلْ اِنِّيْۤ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ قُلْ اِنِّيْۤ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ⑮ مَنْ يُّصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهٗ ؕ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ⑯ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ⑰ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ؕ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ⑱ آپ (ان منکرین سے بطور الزام حجت کے) کہیے کہ جو کچھ آسمانون اور زمین مین موجود ہے یہ سب کسکی ملک ہی (اول تو وہ بھی جواب دینگے جس سی توحید ثابت ہوگی جیسا دوسری آیت مین ہی قل لمن الارض ومن فیہا ان کنتم تعلمون سیقولون للّٰہ لیکن اگر کسیوجہ سے مثل خوف مغلوبیت کے جواب دین تو) آپ کہدیجیے کہ سب اللہ ہی کی ملک ہی (اور آپ یہ بھی کہدیجیے کہ) اللہ تعالی نے (اپنے فضل و وعدہ سی تائبین عن الشرک کے ساتھ) مہربانی فرمانا اپنے اوپر لازم فرما لیا ہی (پس جب توحید واقع مین بھی حق ہی اور موجب رحمت بھی ہی تو اسکو اختیار کرلو اور یہ بھی کہدیجیے کہ اگر تمنے توحید کو قبول نکیا تو بھی سزا بھی بھگتنا ہوگی کیونکہ) تمکو خدا تعالی قیامت کے روز (قبرونسے زندہ کرکے سب ان حشر مین) جمع کرینگے (اور سبکا حساب لینگے پھر جیسا جیسا عمل ہوگا ویسا برتاؤ فرماوینگے اور روز قیامت کی حالت یہ ہی کہ) اس (کے آنے) مین کوئی شک (وشبہہ) نہین (اللہ تعالی فرماتے ہین کہ گو آپ توحید کا اثبات اور رحمت و عذاب کا وعدہ و وعید کتنا ہی فرماوین مگر) جن لوگون نے اپنے کو (یعنی اپنی عقل و نظر صحیح کو ضائع (یعنی معطل) کرلیا ہی سو وہ ایمان نہ لاوینگے (کیونکہ کسی مطلوب کے حاصل کرنیکے لیے استعمال قوت فکریہ کا ضروری ہی اور یہ اس سی کام نہین لینا چاہتے پھر ایمان کیونکر لاوینگے) اور (اے اثبات توحید کے لیے مکرر تاکہ شاید ہدایت ہوجاوے ورنہ حجت اچھی طرح قائم ہوجاوے یون بھی کہیے کہ) اللہ ہی کی ملک ہی سب جو کچھ رات مین اور دن مین رہتے ہین (اسکے اور قل لمن ما فی السموات کے مجموعہ کا حاصل یہ نکلا کہ جتنی چیزین کسی مکان مین ہین یا کسی زمان مین ہین سب اللہ کی مملوک ہین) اور وہی ہی بڑا سننے والا بڑا جاننے والا (پھر اثبات توحید کے بعد ان سے) آپ کہیے کہ کیا اللہ کے سوا جو کہ آسمانون اور زمین کے پیدا کرنیوالے ہین (جیسا اوپر مذکور ہوا) اور جو کہ (اور ونکو) کھانیکو دیتے ہین اور انکو کوئی (بوجہ عدم احتیاج کے) کھانیکو نہین دیتا (جیسا کہ اوپر انکے مالک الکل ہونے سے ثابت ہوا کیونکہ اس کل مین طاعم و مطعوم اور طعم سب داخل ہین اس سے معلوم ہوا کہ وہی رزاق ہین اور اثبات صفات کمال سے نفی نقص کی بھی ہوئی اور مطعومیت و احتیاج نقص ہی پس صفات مذکورہ سے اسکی بھی نفی ہوگئی تو کیا ایسے اللہ کے سوا) کسیکو (اپنا) معبود قرار دون آپ (اس استفہام انکاری قل اغیر اللہ کی شرح مین ان سے) فرما دیجیے کہ (مین غیر اللہ کو معبود کیسے قرار دیتا کہ اول تو مقتضا ادلہ عقلیہ مذکورہ کے خلاف دوسری دلیل نقلی کے خلاف جنانچہ) مجکو یہ حکم ہوا ہی کہ (جتنے لوگون کو قرآن کے ذریعہ سے توحید پہونچے گی ان مین) سب سے پہلے مین اسلام (باصولہ و فروعہ کہ انمین توحید بھی آگئی) قبول کرون اور (مجکو یہ کہا گیا ہی کہ) تم مشرکین مین سے ہرگز نہ ہونا (جیسا کہ وقوعا و احتمالا ہمیشہ عدم اشراک منفی رہا مگر اورون کو یہ کہا گیا تاکہ تنبیہ ہو کہ جب معصوم کو یہ حکم ہی تو غیر معصومین کو تو کیون نہ ہوگا جہان کہ وقوع و احتمال سب موجود ہے) آپ (اپنے اوپر رکھکر انکو شرک کا عذاب بھی جسکا اشارہ یجمعنکم مین تھا سنانے کے لیے) کہدیجیے کہ مین اگر اپنے رب کا کہنا (امر بالاسلام اور نہی عن الاشراک مین جو اوپر مذکور ہوئے ہین) نہ مانون تو مین ایک بڑے دن (یعنے قیامت) کے عذاب سے (جو کہ کہنا نہ ماننے والون کو ہوگا) ڈرتا ہون (اور اس عذاب کی یہ کیفیت ہی کہ) جس شخص سے اس روز وہ عذاب

اختلاف القراءة فی قراءۃ یصرف مبنیا للفاعل فالضمیر فی یصرف للّٰہ تعالی والمفعول محذوف ای من یصرفہ اللہ عنہ ۱۲۔

ملحقات الترجمہ

۵۱ قولہ تو آپ بھی کہدیجیے نہو داخل تحت الا . قل وکذا اکثر بعدہ کما فی الروح ۱۲ ۵۲ قولہ سناک تابعین کذا فی الروح ۱۲ ۵۳ قولہ فی لا ریب حالت یہ ہی اشارہ الی کون الجملۃ حالا من یوم ۱۲ ۵۴ قولہ فی الذین جن لوگون اشارۃ الی ان الموصول مبتدا خبرہ فہم لا یؤمنون ۱۲ ۵۵ قولہ فی خسروا ضائع تفسیر بالمحال لان الخسران لازم والفسہم محل للخسران د حاصل الخسار فی الفسہم ای فی تعویلہم تضییعہا وعلی ہذا التفسیر فلا اشکال علیہ بان الخسار سوعین عدم الایمان لان التغایر قد حصل منہما فاحدہما سبب الآخر مسبب من غیر اتحاد وقولہ معطل اشارۃ الی انہ لیس مفقودا لیلزم تکلیف بالایطاق ۱۲ ۵۶ قولہ فی ولہ تاکہ اشارۃ الی نکتۃ التکریر للدلیل ۱۲ ۵۷ قولہ فی ما سکن رہتے ہین اشارۃ الی کونہ من السکنی لامن السکون لیعم الساکن والمتحرک ۱۲ ۵۸ قولہ فی ولیا معبود البیضاوی لان الکلام فیہ . تلت فی نسبتہ الی نفسہ تلطف فی الدعوۃ حیث لم یخاطبہم بانکار الاتخاذ ۱۲ ۵۹ فی اکون اول ہو جاؤنگی فالاول علی معناہ الحقیقی ۱۲ ۶۰ قولہ فی لا تکونن مجکو یہ کہا گیا اشارۃ الی العطف بعد تعلقہ بالمقدر ای قیل لی لا تکونن فالحاصل انی امرت بالاسلام ونہیت عن الاشراک ۱۲ ۶۱ قولہ فی من یصرف کیفیت اشارۃ الی ان جملۃ من یصرف صفۃ لعذاب ۱۲ ۶۲ قولہ سہناک جس شخص سے فالضمیر فی یصرف الی العذاب فی عنہ الی من وتکمیل العکس ۱۲

قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَکْبَرُ شَہَادَۃً ؕ قُلِ اللّٰہُ ۟ شَہِیْدٌۢ بَیْنِیْ وَبَیْنَکُمْ ۟ قف وَاُوْحِیَ اِلَیَّ ہٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَکُمْ بِہٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ؕ

آپ کہیے کہ سب سے بڑھ کر چیز گواہی دینے کے لیے کون ہے آپ کہیے کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ گواہ ہے اور میرے پاس یہ قرآن بطور وحی کے بھیجا گیا ہے تاکہ میں اس قرآن کے ذریعہ سے تم کو اور جس جس کو یہ قرآن پہنچے ان سب کو ڈراؤں

اَئِنَّکُمْ لَتَشْہَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰہِ اٰلِہَۃً اُخْرٰی ؕ قُلْ لَّاۤ اَشْہَدُ ۚ قُلْ اِنَّمَا ہُوَ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا

کیا تم سچ مچ یہی گواہی دو گے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کچھ اور معبود بھی ہیں آپ کہہ دیجیے کہ میں تو گواہی نہیں دیتا آپ کہہ دیجیے کہ بس وہ تو ایک ہی معبود ہے اور بے شک میں تمہارے

تُشْرِکُوْنَ ۘ اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰہُمُ الْکِتٰبَ یَعْرِفُوْنَہٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَہُمْ ۘ اَلَّذِیْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَہُمْ فَہُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۟

شرک سے بیزار ہوں جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ لوگ رسول کو پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں جن لوگوں نے اپنے کو ضائع کر لیا ہے سو وہ ایمان نہ لاویں گے

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْ کَذَّبَ بِاٰیٰتِہٖ ؕ اِنَّہٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۟

اور اس سے زیادہ اور کون بے انصاف ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بہتان باندھے یا اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھوٹا بتلا دے ایسے بے انصافوں کو رستگاری نہ ہوگی

ہٹا دیا جاوے گا (اور وہ وہ شخص ہوگا جو امر بالاسلام و نہی عن الاشراک میں کہنا مانے) تو اُس پر اللہ تعالیٰ نے بڑا رحم کیا اور یہ (عذاب کا ہٹ جانا اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کا متوجہ ہو جانا) صریح کامیابی ہے (عذاب کی اس کیفیت سے اُس رحمت کی تفصیل ہو گئی جو کتب علی نفسہ الرحمۃ میں مطیعین کے لیے اجمالاً موعود تھا) اور (آپ اوپر کے عذاب و رحمت کے اختصاص قدرت کے لیے تاکہ وعدہ رحمت میں یا وعید عذاب میں احتمال کسی مزاحم و مانع کا نہ رہے یہ بھی سنا دیجیے کہ) اگر (اے انسان) تجھ کو اللہ تعالیٰ کوئی تکلیف (دنیا یا آخرت میں) پہونچاویں تو اُسکا دور کرنیوالا سوا اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں (وہ چاہیں دور کریں یا نہ کریں خواہ دیر میں کریں یا جلدی کریں) اور اگر تجھ کو (اسیطرح) کوئی نفع پہونچاویں تو (اُسکا بھی کوئی ہٹانیوالا نہیں جیسا دوسری جگہ ہے لاراد لفضلہ کیونکہ) وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والے ہیں (انکے مقابلہ میں کسیکو قدرت نہیں اسلیے اُنکے چاہے ہوئے کو کوئی نہیں ہٹا سکتا اور مضمون مذکور کی تاکید کیلیے یہ بھی فرما دیجیے کہ) وہی اللہ تعالیٰ (قدرت سے) اپنے بندوں کے اوپر غالب ہیں برتر ہیں اور (علم کے اعتبار سے) وہی بڑی حکمت والے اور پوری خبر رکھنے والے ہیں (پس علم سے سبکا حال جانتے ہیں اور قدرت سے سبکو جمع کر لیں گے اور حکمت سے مناسب جزا و سزا دینگے اسلیے اسلام قبول کر لینا ضروری ہے) **ربط** اوپر توحید و رسالت کے باب میں جدا جدا کلام ہوا ہے آگے دونوں میں مجتمعاً کلام ہے چنانچہ ائنکم لتشہدون الخ میں توحید کی بحث ہے اور قل اللہ شہید بینی الخ میں رسالت کی بحث ہے اور شان نزول بھی اسکا دو واقعے دونوں مسئلوں کے متعلق ہیں چنانچہ کلبی نے روایت کیا ہے کہ کفار مکہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر کہا کہ کیا خدا تعالیٰ کو آپ کے سوا کوئی رسول نہیں ملا ہم تو نہیں سمجھتے کہ آپ کے دعوے کی کوئی تصدیق کر سکتا ہے اور ہم نے تو یہود و نصاریٰ سے پوچھکر دیکھ لیا وہ تو یوں کہتے ہیں کہ اُنکی کتابوں میں آپکا ذکر ہی نہیں سو ہمکو کوئی بتلائے کہ جو اس بات کی گواہی دے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور ابن جریر وغیرہ نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ نحام بن زید اور قردم بن کعب اور بحری بن عمرو آپکی خدمت میں آئے اور کہا کہ کیا آپ کے علم میں سوا اللہ تعالیٰ کے اور کوئی معبود نہیں آپ نے فرمایا کہ واقع میں بھی سوا اللہ تعالیٰ کے کوئی معبود نہیں میں تو یہی دیکر بھیجا گیا ہوں اور اسیکی دعوت کرتا ہوں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کذا فی روح المعانی

عود بمسئلہ توحید و رسالت قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَکْبَرُ شَہَادَۃً ؕ قُلِ اللّٰہُ ۟ شَہِیْدٌۢ بَیْنِیْ وَبَیْنَکُمْ ۟ وَاُوْحِیَ اِلَیَّ ہٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَکُمْ بِہٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ؕ اَئِنَّکُمْ لَتَشْہَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰہِ اٰلِہَۃً اُخْرٰی ؕ قُلْ لَّاۤ اَشْہَدُ ۚ قُلْ اِنَّمَا ہُوَ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِکُوْنَ ﴿۱۹﴾ اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰہُمُ الْکِتٰبَ یَعْرِفُوْنَہٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَہُمْ ۘ اَلَّذِیْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَہُمْ فَہُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْ کَذَّبَ بِاٰیٰتِہٖ ؕ اِنَّہٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۱﴾ آپ (ان منکرین توحید و رسالت سے) کہیے کہ (اچھا یہ بتلاؤ کہ) سب سے بڑھ کر چیز گواہی دینے کے لیے کون ہے (جسکی گواہی پر کسی مختلف فیہ مسئلہ کا فیصلہ ہو جاوے اسکا جواب ظاہر ہے کہ یہی ہوگا کہ اللہ سب سے بڑھ کر ہے پھر) آپ کہیے کہ (بس) میرے اور تمہارے درمیان (جو مسئلہ مختلف فیہ ہو رہا ہے اس میں وہی) اللہ تعالیٰ گواہ ہے (جسکی گواہی سب سے بڑھکر ہے) اور (اُنکی گواہی یہ ہے کہ) میرے پاس یہ قرآن بطور وحی کے (منجانب اللہ) بھیجا گیا ہے (جسکی صفت اعجاز جو دلیل ہے مبعوث مصدق من اللہ ہونیکی ظاہر ہے) تاکہ میں اس قرآن کے ذریعہ سے تمکو اور جس جس کو یہ قرآن پہونچے ان سبکو (ان وعیدوں سے) ڈراؤں (جو توحید و رسالت کے انکار پر اسمیں مذکور ہیں پس اسکے اعجاز سے اللہ کی گواہی تکوینی اور اسکے مضمون سے اللہ کی گواہی تشریعی ثابت ہو گئی) کیا تم (اس شہادت کبریٰ کے بعد بھی جو کہ توحید کو شامل ہے توحید کے باب میں)

البلاغۃ قولہ او کذب اللہ او للتغایر بین المتعاطفین مفہوماً بکون احدہما اثباتاً للمنفی والآخر نفیاً للمثبت کما قرر فی اثناء الترجمۃ ۱۲

ملحقات الترجمۃ

۵۱ قولہ بعد الفوز المبین اجمالاً۔ فالثواب۔ العذاب ذکراہما اجمالاً فی کتب و لیجمعنکم و تفصیلاً فی عذاب یوم من یصرف عنہ

۵۲ قولہ فی ان یمسسک اے الانسان لانہ دخل فی خبر قل فالمخاطب غیرہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

۵۳ قولہ فی لا کاشف چاہیں الخ تصدیقہ التعمیم فقولہ دور کریں باعتبار المومنین والکافرین فی الدنیا و کذا قولہ دیر یا جلدی واما فی الآخرۃ فالزوال سریعاً او بطیئاً باعتبار العصاۃ من المومنین۔ عدم الزوال باعتبار الکافرین ۱۲

۵۴ قولہ فی یمسسک بخیر ہٹانیوالا اشارۃ الی مقدر اظہر فی آیۃ اخری فلا راد لفضلہ ۱۲

۵۵ قولہ فی القاہر فوق غالب ہیں راجع الی القاہر برتر راجع الی فوق وفیہ اشارۃ الی ان فوق خبر بعد خبر ای قاہر عال تسلیم بالقدرۃ وقیل ذکر فوق تاکید لغلبتہ کذا فی حواشی البیضاوی ۱۲

۵۶ قولہ قبل قل اللہ سب سے بڑھ کر ہے اشارۃ الی صحۃ اطلاق الشیء علی اللہ لان معناہ الموجود کما علیہ الجمہور ۱۲

۵۷ قولہ فی اللہ شہید گواہ ہے اشارۃ الی ترکیبہ بان اللہ مبتدأ و شہید خبرہ و یلزم منہ ان اکبر شیء شہادۃ شہید لہ ۱۲

رکوع ۱۰ (۸) | ع ۲

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا أَيْنَ شُرَكَاؤُكُمُ الَّذِينَ كُنتُمْ تَزْعُمُونَ ۝ ثُمَّ لَمْ تَكُن فِتْنَتُهُمْ إِلَّا أَن

اور وہ وقت بھی یاد کرنیکے قابل ہے جسروز ہم ان تمام خلائق کو جمع کرینگے پھر ہم مشرکین سے کہین گے کہ تمہارے وہ شرکا جنکے معبود ہونیکا تم دعوی کرتے تھے کہاں گئے پھر انکے شرک کا انجام اسکے سوا اور کچھ بھی نہو گا کہ وہ

قَالُوا وَاللَّهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ ۝ انظُرْ كَيْفَ كَذَبُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ ۚ وَضَلَّ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۝

یون کہین گے کہ قسم اللہ کی اپنے پروردگار کی ہم مشرک نہ تھے ذرا دیکھو تو کس طرح جھوٹ بولا اپنی جانوں پر اور جن چیزونکو وہ جھوٹ موٹ تراشا کرتے تھے وہ سب غائب ہو گئے

سچ مچ یہی گواہی دوگے کہ اللہ تعالی کے ساتھ (استحقاق عبادت مین) کچھ اور معبود بھی (شریک) ہین (اور اگر وہ ہٹ دھرمی سے اسپر بھی کہدین کہ ہان ہم تو یہی گواہی دینگے تو اُسوقت[1] اُنسے بحث کرنا لاحاصل ہے بلکہ صرف) آپ (اپنے عقیدہ کو ظاہر کردیجیے اور) کہدیجیے کہ مین تو (اسکی) گواہی نہین دیتا (کیونکہ یہ امر باطل ہے اور) آپ (باطل کی نفی کرکے حق کے اثبات کیلیے) کہدیجیے کہ بس وہ تو ایک ہی معبود ہے اور بیشک مین تمہارے شرک سے بیزار (اور نفور) ہون (اور رسالت کے باب مین جو کہا جاتا ہے کہ ہم نے یہود و نصاری سے پوچھکر دیکھ لیا الخ تو اس باب مین تحقیق یہ ہے کہ) جن لوگون کو ہمنے کتاب (توراۃ و انجیل) دی ہے وہ لوگ رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) کو (دل سے بلا شک و شبہہ ایسا) پہچانتے ہین جسطرح اپنے بیٹون کو (انکی صورت سے) پہچانتے ہین (کہ بیٹے کی صورت دیکھکر عادۃً کبھی شبہہ نہین ہوتا کہ یہ کون شخص ہے گو زبان سے انکار اور اخفا کرین لیکن جب شہادت کبری کے ہوتے ہوئے اہل کتاب کی شہادت پر مدار ہی نہین پھر اُسکے عدم سے کیون تمسک کیا جاوے اور ایسی شہادت کبری کے ہوتے ہوئے بھی) جن لوگون نے اپنے کو ضائع کرلیا ہے (یعنی اپنی عقل کو وجوہ دلالت شہادت مذکورہ مین نظر صحیح کرنے سے معطل کرلیا ہے خواہ وہ اہل کتاب ہون یا غیر اہل کتاب ہون) سو وہ ایمان نہ لاوینگے (اور رسالت کو نہ مانین گے) اور (یہ منکرین توحید و رسالت کے مسئلہ مین عقلاً بھی نہایت بے انصافی سے کام لے رہے ہین کیونکہ) اس سے زیادہ اور کون بے انصاف ہوگا جو اللہ تعالی پر جھوٹ بہتان باندھے (جسکا حاصل نفی کی قابل چیزونکا اثبات ہے مثلاً اسکے ساتھ شریک قرار دے جیسا مشرکین کرتے تھے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت کو دوسرے اوصاف غیر واقعیہ سے بدل ڈالے جیسا اہل کتاب کرتے تھے) یا اللہ تعالی کی آیات (و دلائل) کو جھوٹا بتلاوے (جسکا حاصل اثبات کے قابل چیزون کی نفی ہے اور ظاہر ہے کہ منفی کا اثبات اور مثبت کی نفی خود عقلاً بھی صریح ظلم اور بے انصافی ہے اور) ایسے بے انصافون (کا حال یہ ہوگا کہ اُن) کو (قیامت کے روز) رستگاری نہوگی (بلکہ عذاب مخلد مین مبتلا رہینگے) **ف** من بلغ مین عموم بعثت نبوی مذکور ہے چنانچہ ترجمہ سے اُسکی تقریر ظاہر ہے اور آیۃ الذین آتیناہم الکتاب الخ کے متعلق بعض ضروری تحقیقات شروع پارہ سیقول مین جہان ایسی ہی آیت ہے گذر چکی ہے ملاحظہ کرلیا جاوے۔ اور الذین خسروا الخ اور بھی قریب آیا ہے مگر وہان توحید کے باب مین تھا اور یہان رسالت کے باب مین پس تکرار لازم نہین آیا گو تاکید کیلیے تکرار بھی مستحسن ہوتا ہے **رلبط** اوپر کفار کا فلاح نہ پانا مذکور ہوا ہے آگے اُس فلاح نہ پانیکی کچھ کیفیت مذکور ہے مشرکین کی تو تصریحاً کہ مکہ مین جو محل نزول سورت ہے مشرکین زیادہ تھے اور دوسرے کفار کی مقایسۃً کیونکہ اصل علت عدم فلاح کی یعنی کفر سب مین مشترک ہے **کیفیت عدم فلاح مشرکین** وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا أَيْنَ شُرَكَاؤُكُمُ الَّذِينَ كُنتُمْ تَزْعُمُونَ ﴿٢٢﴾ ثُمَّ لَمْ تَكُن فِتْنَتُهُمْ إِلَّا أَن قَالُوا وَاللَّهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ ﴿٢٣﴾ انظُرْ كَيْفَ كَذَبُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ ۚ وَضَلَّ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿٢٤﴾ اور وہ وقت بھی یاد کرنیکے قابل ہے جس روز ہم ان تمام خلائق کو (میدان حشر مین) جمع کرینگے پھر ہم مشرکین سے (بواسطہ یا بلاواسطہ توبیخ کے طور پر) کہین گے کہ (بتلاؤ) تمہارے وہ شرکا جنکے (قرار دیے ہوئے) معبود ہونیکا تم دعوی کرتے تھے کہاں (غائب ہو) گئے (کہ تمہاری سفارش نہین کرتے جسپر تمکو بھروسہ تھا) پھر (اس سوال کے بعد) انکے شرک کا انجام اسکے سوا اور کچھ بھی (ثابت) نہ ہو گا کہ وہ (اس شرک سے خود بیزاری اور نفرت ظاہر کرنے لگین گے اور غایت بدحواسی سے) یون کہین گے کہ قسم اللہ کی اپنے پروردگار کی ہم مشرک نہ تھے (یعنی جسکے حق ہونیکا آج دعوی ہے

ملحقات الترجمة

ل قوله تب اُسوقت بحث کرنا قیدیہ لان البحث عسی ان ینفع فی وقت آخر ۱۲ **۲** قوله فی الظلمت ایسے فاللام للعہد فاختصت الآیۃ بالکفار فلا دلیل فیہ للمبتدعۃ فی خلود عصاۃ المؤمنین ۱۲ - **۳** قوله فی نحشرهم تمام خلائق کذا فے الروح ۱۲ **۴** قوله فی شرکاءکم قرار دیے ہوئے اشارۃ الی ان الاضافۃ لادنی ملابسۃ ۱۲ **۵** قوله فی تزعمون جنکے معبود اشارۃ الی حذف مفعولیہ ۱۲ **۶** قوله فی این سفارش بدلیل قوله تعالی وما نری معکم شفعاءکم ۱۲ **۷** قوله فی فتنتہم انجام حمل الفتنۃ علے الشرک وقدر قبلہ المضاف ولا یقدر المضاف ویدعی اتحادہما مبالغۃ کما نقل فے الروح عن الزجاج ان تاویل ما فی الآیۃ ان تری انسانا یحب غاویا فاذا وقع فی ہلکۃ تبرا منہ فیقال لہ ما کان محبتک لفلان الا ان تبرأت منہ

اللغات

اللغات الزعم یستعمل فی الحق کما فی حدیث ضمام بن ثعلبۃ رض زعم رسولک فی الباطل کما فی ہذہ الآیۃ والفتنۃ اصلہا من الفتن وہو ادخال الذہب النار لتعلم جودتہ من رداءتہ ثم استعمل فی معان کالعذاب والاختبار والبلیۃ والمصیبۃ۔ والکفر والضلال والمعذرۃ کذا فے الروح ۱۲

البلاغة قوله ثم لم تکن الا التراخی فے الرتبۃ لان جوابہم ہذا اعظم من التوبیخ۔ واما علی ظاہرہا۔ ہو الظاہر بناء علی ان الموقف عظیم فیمکن انہم صاروا ودہشوا فلم یستطیعوا الجواب الا بعد زمان وما ینبئی عن حیرتہم انہم کذبوا وحلفوا والا لما قالوا الذی قالوا الان الحقائق تنکشف یوم القیامۃ۔ وکان التعبیر عن الشر بالفتنۃ لانہا ما تفتتنون بہ وتعجبک وہم کانوا معجبین بکفرہم مفتخرین بہ کذا فی روح المعانی ۱۲ -

اختلاف القراءة فی البیضاوی قرأ ابن کثیر وابن عامر وحفص لم تکن بالتاء ورفع فتنتہم علی انہا الاسم ونافع وابو بکر بالتاء والنصب علی ان الاسم ان قالوا والتانیث للخبر والباقون بالیاء والنصب ۱۲ -

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ وَجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ

اور ان مین بعضے ایسے ہین کہ آپ کی طرف کان لگاتے ہین اور ہمنے انکے دلون پر حجاب ڈال رکھے ہین اس سے کہ وہ اسکو سمجھین اور انکے کانون مین ڈاٹ دے رکھی ہے اور اگر وہ لوگ تمام دلائل کو دیکھ لین انپر بھی

لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءُوْكَ يُجَادِلُوْنَكَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَهُمْ يَنْهَوْنَ

ایمان نہ لاوین یہانتک کہ جب یہ لوگ آپکے پاس آتے ہین تو آپ سے خواہ مخواہ جھگڑتے ہین یہ لوگ جو کافر ہین یون کہتے ہین کہ یہ تو کچھ بھی نہین صرف بے سند باتین ہین جو پہلون سے چلی آرہی ہین اور یہ لوگ

عَنْهُ وَيَنْــَٔــوْنَ عَنْهُ ۚ وَاِنْ يُّهْلِكُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝

اُس سے اورونکو بھی روکتے ہین اور خود بھی اُس سے دور دور رہتے ہین اور یہ لوگ اپنے ہی کو تباہ کر رہے ہین اور کچھ خبر نہین رکھتے

اسکا انجام یہ ہوگا کہ خود ہی اُسکو باطل سمجھنے لگین گے بقول مشہور یا آن شور اشوری یا آبین بے نمکی حق تعالی کا ارشاد ہی کہ تعجب کی نظر سے) ذرا دیکھو تو کسطرح (صریح) جھوٹ بولا اپنی جانون پر (کہ جو شرک اُنسے صادر ہوا تھا اُسکی صاف نفی کردی) اور جن چیزون (معبود ہونیکے دعوی) کو وہ جھوٹ موٹ تراشا کرتے تھے (یعنی اُنکے بت یا اور شرکا) وہ سب غائب ہوگئے (یعنے اُنکے کوئی کام نہ آویگا) **ف** یہان چند سوال وجواب ہین **سوال اول** یہان معلوم ہوتا ہی کہ وہ شرکا وہان نہونگے اور دوسری آیات سے جیسا احشروا الذین ظلموا وازواجہم وما کانوا یعبدون سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ بھی موجود ہونگے **جواب** یہان مقصود اُنکا بحیثیت شریک وشفیع ہونیکے غائب ہونا ہے یعنی اس وصف کا انتفاء ظاہر ہوجاویگا اور دوسری آیات مقصود اُنکی ذات کا حاضر ہونا ہی پس کچھ تعارض نہین۔ اور بعض نے جواب دیا ہی کہ حاضر ہوجانیکے بعد باہم تفریق مکانی کردی جانیکے بعد یہ گفتگو ہوگی اور فزیلنا بینہم کے بھی یہی معنے کہے ہین **سوال دوم** یہان سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالی ان کفار سے بولین گے اور دوسری آیت سے معلوم ہوتا ہی کہ نہ بولین گے لا یکلمہم اللہ **جواب** جو کلام بطور تشریف واکرام کے ہو اُسکی نفی کیگئی ہی اور یہان اثبات ہی کلام توبیخی کا پس کوئی تعارض نہین یا نفی بلاواسطہ کی ہے اور اثبات بواسطہ کا **سوال سوم** قیامت مین حقائق منکشف ہوجاوینگے وہان جھوٹ کیسے بولینگے **جواب** غایت حیرت ودہشت سے اور کچھ بن نہ پڑیگا اور احقر نے تقریر ترجمہ مین ان سب جوابات کیطرف اشارہ کردیا ہی **سوال چہارم** مشرکین تو معاد ہی کے قائل نہ تھے پھر وہ اصنام کو شفیع یوم قیامت کیسے سمجھتے تھے **جواب** مطلق شفاعت عند الشدۃ کے تو قائل تھے اور اس شدت سے زیادہ کون شدت ہوگی یا یون کہا جاوے کہ وہ بطور فرض کے یہ بھی کہتے تھے کہ اگر قیامت ہوئی تو ایسا ایسا ہوگا ولئن رجعت الی ربی ان لی عندہ للحسنی **سوال پنجم** یہان انجام شرک کا یہ قول بطور حصر کے فرمایا حالانکہ انجام مین دوزخ بھی داخل ہے **جواب** حصر اضافی ہی جسکی تقابل علی الاعتقاد کی نفی مقصود ہی **ربط** اوپر توحید ورسالت کے انکار کی مذمت اور جزا کا بیان تھا آگے انکار قرآن کی شناعت مذکور ہی **تشنیع بر انکار قرآن** وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ وَجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءُوْكَ يُجَادِلُوْنَكَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ (۲۵) وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْــَٔــوْنَ عَنْهُ ۚ وَاِنْ يُّهْلِكُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ (۲۶) اور ان (مشرکین) مین بعضے ایسے ہین کہ (آپکے قرآن پڑھنے کے وقت اُسکے سننے کو) آپکی طرف کان لگاتے ہین اور (چونکہ وہ سننا طلب حق کے لیے نہین ہوتا اس لیے منتفع نہین ہوتے چنانچہ) ہمنے اُن کے دلون پر حجاب ڈال رکھے ہین اس سے کہ وہ اُس (قرآن کے مقصود) کو سمجھین اور اُن کے کانون مین (اُسکے بغرض ہدایت سننے سے) ڈاٹ دے رکھی ہے (یہ تو حالت اُنکے قلوب اور اسماع کی ہے) اور (ابصار کی یہ حالت ہی کہ) اگر وہ لوگ (آپکے صدق نبوت کے) تمام دلائل کو (بھی) دیکھ لین اُن (تمام دلائل) پر بھی ایمان نہ لاوین (یعنی غایت درجہ کے معاند ہین اور اُس عناد کی نوبت) یہانتک (پہونچی ہے) کہ جب یہ لوگ آپکے پاس آتے ہین تو آپ سے خواہ مخواہ جھگڑتے ہین (اُسطور پر کہ) یہ لوگ جو کافر ہین یون

اللغات فی القاموس الوقر الثقل - الاساطیر فی الروح عن القاموس انہ جمع اسطار واسطیر بکسرہا وسطور باہاء فی الکل واصل السطر بمعنی الخط اھ قلت وہو مستعمل فی مطلق المنقول وان لم یکن مکتوبا المنای [illegible] لازم کذا فی الروح

البلاغة فی قولہ یقول الذین کفروا وضع المظہر موضع المضمر ۱۲

الروایات فی الروح المعانی عن ابن عباس فی روایۃ ابی صالح ان اباسفیان بن حرب والولید بن مغیرۃ والنضر بن الحرث وعتبۃ وشیبۃ ابنا ربیعۃ وامیۃ وابیا بن خلف استمعوا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہو یقرأ القرآن فقالوا للنضر یا ابا قتیلۃ ما یقول محمد فقال والذی جعلہا بیتہ ما ادری ما یقول الا انی اری تحرک شفتیہ یتکلم بشئی فما یقول الا اساطیر الاولین مثل ما کنت احدثکم عن القرون الماضیۃ وکان النضر کثیر الحدیث عن القرون الاولی وکان یحدث قریشا فیستمعون حدیثہ فانزل اللہ تعالی ہذہ الآیۃ قلت حکم عدم الایمان فی الآیۃ فی حق النضر الذی قال ہذا وفی کل من لم یؤمن من المذکورین وخص منہم المؤمنون من بعد کابی سفیان رض فافہم ۱۲

ملحقات الترجمة

لہ قولہ فی ما کانوا یفترون معبود ہونیکے دعوی الخ اشارۃ الی ان المضاف محذوف ای ما کانوا یفترون کونہا آلہۃ او شفعاء و یمکن ان یکون ایقاع الافتراء مع انہ واقع فی الحقیقۃ علی احوالہا للمبالغۃ فی امرہا کانہا نفس المفتری ای زالت فلم تغن عنہم کما فی الروح ۱۲ **لہ** قولہ فی منہم مشرکین کذا فی الروح **لہ** قولہ فی یستمعون آپ کے قرآن لدلالۃ المقام وتائید الروایۃ الآتیۃ ۱۲ **لہ** قولہ بعد یستمعون طلب حق کے لیے نہین بل لاجل الاعتراض وہو الغرض لہم ۱۲ **لہ** قولہ فی جعلنا ڈال کذا فی الروح قلت فالجعل بمعنی الالقاء والتصییر علی طریق عموم المجاز فصح تعلقہ بالاکنۃ والوقر ۱۲ **لہ** قولہ فی یفقہوہ قرآن دل علیہ یستمعون والمراد بالمقصود ہدایت فلا یرد نفیہ اللغات ۱۲ **لہ** قولہ فی لا یؤمنوا بہا تمام دلائل فی الروح المراد عموم النفی قلت ویصح نفی العموم بجعل الباء سببیۃ لا صلۃ ویکون المؤمن بہ ہو الرسالۃ ۱۲ **لہ** قولہ فی حتی یہانتک حتی ابتدائیۃ للترقی فان المجادلۃ اعظم من مطلق التکذیب ۱۲ **لہ** قولہ فی یجادلونک تو آپ سے اشارۃ الی انہ جواب لاذا کذا فی حاشیۃ البیضاوی ۱۲ **لہ** قولہ فی مقول اسطور اشارۃ الی ان یقول بیان وتفسیر للجدال ۱۲

وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ فَقَالُوْا يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ بَلْ بَدَا لَهُمْ

اور اگر آپ اسوقت دیکھیں جبکہ یہ دوزخ کے پاس کھڑے کیے جاوینگے تو کہینگے ہائے کیا اچھی بات ہو کہ ہم پھر واپس بھیجدیے جاوین اور اگر ایسا ہو جاوے تو ہم اپنے رب کی آیات کو جھوٹا نہ بتاوین اور ہم ایمان والونسے ہو جاوین بلکہ جس چیز کو اسکے قبل

مَّا كَانُوْا يُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ ۭ وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝

دبایا کرتے تھے وہ انکے سامنے آگئی ہے۔　اور اگر یہ لوگ پھر واپس بھی بھیجدیے جاوین تب بھی یہ وہی کام کرین جس سے انکو منع کیا گیا تھا اور یقیناً یہ بالکل جھوٹے ہین

کہتے ہین کہ یہ (قرآن) تو کچھ بھی نہین صرف بے سند باتین ہین جو پہلوں سے (منقول) چلی آرہی ہین (یعنی اہل ملل پہلے سے ایسی باتین کرتے چلے آئے ہین کہ معبود ایک ہے بشر نبی بھی ہو سکتا ہے قیامت مین پھر زندہ ہونا ہے مطلب یہ کہ عناد کی وجہ سے تکذیب سے گذر کر جدال تک ترقی ہوئی ہے) اور (پھر جدال سے گذر کر دوسرونکو گمراہ کرنیکی فکر مین لگے ہین چنانچہ) یہ لوگ اس (قرآن) سے اور ونکو بھی روکتے ہین اور (اس روکنے کی تکمیل کیواسطے) خود بھی اس سے (نفرت ظاہر کرنیکو ظاہر مین بھی) دور دور رہتے ہین (تاکہ دوسرون پر زیادہ اثر ہو) اور (ان حرکتون سے) یہ لوگ اپنے ہی کو تباہ (و برباد) کر رہے ہین (نہ رسول اللہ کا کوئی نقصان ہے نہ قرآن کا رسول کو رسالت کا ثواب ہر حال مین ملیگا قرآن کا نور ہدایت کامل ہدایت ہو کر رہیگا لیظہرہ علی الدین کلہ) اور (غایت حماقت سے) کچھ خبر نہین رکھتے (کہ ہم کسکا نقصان کر رہے ہین) **ف** یہ جو فرمایا کہ ہمنے حجاب ڈال رکھا الخ یہ تمثیل ہے گو متعارف حجاب وغیرہ نہون اور خدا تعالی کیطرف اسکی نسبت ہونیسے نہ یہ معذور ہو سکتے ہین نہ اللہ تعالی پر کوئی الزام آسکتا ہے کیونکہ اس حجاب وغیرہ کا سبب انکا اعراض اختیاری ہے اور نسبت باعتبار تخلیق کے ہے جو مبنی ہے حکمت پر جو دافع قبح ہے البتہ کسب القبیح لوجہ خلو عن الحکمۃ کے قبیح ہوتا ہے اسکی تحقیق شروع سورہ بقرہ آیت ان الذین کفروا وختم اللہ مین گذر چکی ہے۔ اور اگر کسیکو شبہ ہو کہ ان یروا کل آیۃ لایومنوا بہا سے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ کسی دلیل پر ایمان نہ لاوین اور سورۂ شعراء کی آیت ان نشا ننزل علیہم من السماء آیۃ فظلت اعناقہم لہا خاضعین سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض آیات پر ضرور ایمان لاناپڑیگا جواب یہ ہے کہ منفی ایمان اختیاری ہے جو کہ شرع مین مطلوب ہے اور مثبت ایمان اضطراری ہے جو شرع مین مقبول نہین اور عدم ایمان کی خبر اس آیت مین ان ہی کے حق مین ہے جنکا نام علم الٰہی مین کفر پر ہونے والا تھا ربط جیسا اوپر توحید و رسالت کے انکار کا ذکر کرکے یوم نحشرہم مین اسکی جزا کا بیان فرمایا تھا اسیطرح انکا قرآن کا آیت وہم الخ مین ذکر کرکے آگے اسکی جزا کا بیان فرماتے ہین **جزائے انکار قرآن** وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ فَقَالُوْا يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۷﴾ بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوْا يُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ ۭ وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۲۸﴾ اور اگر آپ (انکو) اسوقت دیکھیں (تو بڑا ہولناک واقعہ نظر آوے) جبکہ یہ (منکرین) دوزخ کے پاس کھڑے کیے جاوینگے (تاکہ ان سے کچھ پوچھ پاچھ کرکے انکو دوزخ مین داخل کر دیا جاوے) تو (اسکی ہول و ہیبت کو دیکھکر اور یہ معلوم کرکے کہ یہ کفر و انکار حق کی سزا ہے ہزاردن تمناؤنکے ساتھ) کہین گے ہائے کیا اچھی بات ہو کہ ہم (دنیا مین) پھر واپس بھیجدیے جاوین اور اگر ایسا ہو جاوے تو ہم (پھر) اپنے رب کی آیات (مثل قرآن وغیرہ) کو (کبھی جھوٹا نہ بتاوین) اور ہم (ضرور ہم) ایمان والون سے ہو جاوین (حق تعالی فرماتے ہین کہ انکی یہ تمنا اور وعدہ صدق رغبت اور قصد اطاعت سے نہین) بلکہ (اسوقت ایک مصیبت مین پھنس رہے ہین کہ) جس چیز کو اسکے قبل (یعنی دنیا مین) دبایا (اور مٹایا) کرتے تھے (اور اسکا اقرار نہ کرتے تھے) وہ (آج اسوقت) انکے سامنے آگئی ہے (مراد اس چیز سے عذاب ہے جسکی وعید کفر و تکذیب پر انکو کی جاتی تھی اور دبانے سے مراد انکار ہے مطلب یہ کہ اسوقت جان کو بن رہی ہے اسلیے جان بچانے کو یہ سارے وعدے ہو رہے ہین) اور (دل سے ہرگز ارادہ ایفاء وعدہ کا نہین ہے حتی کہ) اگر (بالفرض) یہ لوگ (حسب انکی تمنا کے دنیا مین) پھر واپس بھی بھیجدیے جاوین تب بھی یہ وہی کام کرین جس سے انکو منع کیا گیا تھا (یعنی کفر اور تکذیب) اور یقیناً یہ (ان وعدون مین) بالکل جھوٹے ہین (یعنی نہ اسوقت ایفاء کا قصد ہے اور نہ دنیا مین جاکر ایفاء کرتے یہ ایسے سرکش اور معاند ہین اسکے بعد دوزخ مین بھیجدیے جاوینگے) **ف** تقریر ترجمہ کے اعتبار سے آیت کے دو مقصود ہوئے اول انکی سزا کا بیان دوسرے انکے عناد کا بیان اور اس مقام پر ایک سوال ہے

اللغات فی الروح وقفوا من الوقوف المعروف او من الوقوف بمعنی المعرفۃ ۱۲

النحو قولہ یٰلیتنا المنادی محذوف ای یا قوم مثلاً ۱۲ قولہ ولا نکذب ونکون فی الروح نصب الفعلین باضمار ان علی جواب التمنی والمعنی ان رددنا لم نکذب ونکن واعترض بوجہین الاول ان الواو لاتقع فی جواب الشرط - واجیب بان الواو اجریت ہہنا مجری الفاء ویؤیدہ قراءۃ ابن مسعود وابن اسحٰق فلا نکذب - والثانی ان ردہم لایکون سببا لعدم تکذیبہم کما دل علیہ قولہ تعالی ولو ردوا لعادوا واجیب بان السببیۃ یکفی فیہا کونہا فی زعمہم من الروح ۱۲

اختلاف القراءۃ قرأ نافع وابن کثیر والکسائی برفع الفعلین بان یکون داخلا فی حکم التمنی علی انہ عطف علی نرد وقرأ ابن عامر برفع الاول علی العطف ونصب الثانی علی کونہ جوابا من الروح ۱۲

ملحقات الترجمة

۵۱ قولہ فی اساطیر پہلوں سے یعنی ان الاضافۃ الی الاولین باعتبار کونہ ظالما لکونہ عالما فانہم دل علیہ آیۃ سورۃ المؤمنین لقد وعدنا نحن وآباؤنا ہذا من قبل ان ہذا الا اساطیر الاولین ونقل فی حاشیۃ البیضاوی عن المجمع ما سطرہ الاولون من الاکاذیب ۱۲ **۵۲** قولہ فی ینہون عنہ قرآن عزاہ التفسیر فی الروح الی مجاہد بروایۃ ابن ابی شیبۃ وابن حمید وابن جریر وابن المنذر وغیرہم وقیل انہا نزلت فی ابی طالب کان ینہی الناس ان یدفعہم عنہ صلے اللہ علیہ وسلم فلم یرتضہ الامام ویحتمل ان یکون الروایۃ منا من الراوی ۱۲ **۵۳** قولہ فی ینئون الخ کذا فی الروح وقولہ ظاہر مین بھی لکان مفید اللفائدۃ الجدیدۃ لان بعدہم علومہم معلوم من قبل ۱۲ **۵۴** قولہ فی الا انفسہم نہ رسول کا فالحصر بہذا الاعتبار لا باعتبار من نہیہم فان اکثرہم کانوا یطیعونہم ولو قیل انہ مبنی علی تنزیل عنا الضلال عند عذاب الاضلال منزلۃ عدم صح الحصر باعتبارہم ایضا ۱۲ **۵۵** قولہ ولو تری بڑا ہولناک الخ اشارۃ الی حذف الجواب ای لرایت امرا عظیما ۱۲ **۵۶** قولہ فی ولا نکذب اور اگر اشارۃ الی ان الواو بمنزلۃ الفاء والجملۃ کالجواب للتمنی کما فصلتہ فی النحو المتعلق بالآیۃ فلذا انحصرت ترجمۃ الشرط لان المقصود الملفوظ ۱۲ **۵۷** قولہ فی یخفون مراد چیز سے عذاب لدلالۃ قولہ تعالی بدا لہم من اللہ ما لم یکونوا یحتسبون وبدا لہم سیئات ما کسبوا الان المراد بالسیئات بالاجماع جزاؤہا وقولہ ہولناک دبانے سے مراد انکار ہو یطلق علیہ فی محاورتنا وماخذ ذلک الروح استعمال المراد من الموصول المار علی التفسیر سوق ومن اخفاؤہا ستر امرہا وذلک انکار نقیضا عدم الایمان فتبوہا اصلا فکانہ بل بدا لہم ما کانوا یکذبون بہ فی الدنیا یکزن تکنفصا اہ قلت واما غیر الاخفاء اشارۃ الی ان قولہم کانت تصدیق الحق اضطرارا لکنہم کانوا یخفون ہذا التصدیق بتکذیبہم الاختیاری کما ہو الحال فی کثیر من الکفار الذی جحدوا بہا واستیقنتہا انفسہم ظلما وعلوا فافہم فانہ من المواہب ۱۲ **۵۸** قولہ فی کاذبون ایفاء اشارۃ الی ان المراد الکذب المتوجہ الی الوعد بعدم الوفاء بہ لاعدم مطابقتہ للواقع کذا فی الروح فاندفع بہ ما یتوہم ان التمنی انشاء فکذا الوعد الناشی منہ والکذب یختص بالخبر ووجہ الاندفاع ظاہر بمنع اختصاصہ بالخبر فی المحاورات نعم ہو فی اصطلاح الصناع مسلم

وَقَالُوْٓا اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ۝ وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ۭ قَالَ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ۭ قَالُوْا بَلٰى

اور یہ کہتے ہین کہ جینا اور کہین نہین صرف یہی فی الحال کا جینا ہے اور ہم زندہ نہ کیے جاوینگے اور اگر آپ اُسوقت دیکھین جبکہ یہ اپنے رب کے سامنے کھڑے کیے جاوینگے اللہ تعالیٰ فرماویگا کیا یہ امر واقعی نہین ہے وہ کہینگے بیشک

وَرَبِّنَا ۭ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَاۗءِ اللّٰهِ ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءَتْهُمُ السَّاعَةُ

قسم اپنے رب کی اللہ تعالیٰ فرماوے گا تو اب اپنے کفر کے عوض عذاب چکھو بیشک خسارہ مین پڑے وہ لوگ جنہون نے اللہ سے ملنے کی تکذیب کی یہانتک کہ جب وہ معین وقت اُن پر دفعۃً

بَغْتَةً قَالُوْا يٰحَسْرَتَنَا عَلٰي مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا ۙ وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰي ظُهُوْرِهِمْ ۭ اَلَا سَاۗءَ مَا يَزِرُوْنَ ۝

آپہونچیگا کہنے لگین گے کہ ہائے افسوس ہماری کوتاہی پر جو اسکے بارہ مین ہوئی اور حالت اُنکی یہ ہوگی کہ وہ اپنے بار اپنی کمر پر لادے ہون گے خوب سن لو کہ بری ہوگی وہ چیز جسکو لادینگے۔

وہ یہ کہ جب قیامت مین اپنی آنکھون سے امور واقعیہ کا معائنہ کرلیا پھر دنیا مین آنیکے بعد کفر اور تکذیب کا احتمال کیونکر ہوسکتا ہے۔ جواب یہ ہے کہ تکذیب تو فعل لسانی کا ہے یقین قلب کے ساتھ تکذیب لسانی کا مجتمع ہونا ممکن ہے اور تکذیب لسانی بھی کفر ہے رہا دل سے یقین ہونا وہ بوجہ معائنہ کے اضطراراً ہوگا جو شرع مین معتبر نہین اور جو شرعاً مطلوب ہے اُسکا حاصل تسلیم وانقیاد اختیاری ہے پس تصدیق اضطراری کے ساتھ عدم تصدیق اختیاری کا جمع ہونا بھی ممکن ہے جیسے بعض ضدی لوگون کو دیکھا جاتا ہے کہ وہ یقین جانتے ہین مگر مانتے نہین الیس بحمد اللہ تعالیٰ اشکال بالکل رفع ہوگیا وہذا من المواہب الالٰہیۃ دوسرا سوال یہ ہے کہ تمنا ہوتی ہے غیر حاصل کی اور ایمان اور عدم تکذیب تمنا کے وقت انکو حاصل ہے پھر تمنا کے کیا معنی۔ جواب یہ ہے کہ تمنا ہے ایمان وعدم تکذیب فی الدنیا کی کیونکہ نافع نجات مین یہی ہے اور یہ بالفعل حاصل نہوگی اور جو حاصل ہے وہ بوجہ غیر مفید ہونیکے محل تمنا نہین **ربط** اوپر توحید ورسالت وقرآن کے انکار پر سزا اُنکا بیان تھا آگے انکار بعث اور اسکی سزا کا بیان ہے **نقل انکار بعث ووعید بر آن** وَقَالُوْٓا اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ (۲۹) وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلٰي رَبِّهِمْ ۭ قَالَ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ۭ قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ۭ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ (۳۰) اور یہ (منکرین) کہتے ہین کہ جینا اور کہین نہین صرف یہی فی الحال کا جینا ہے اور ہم (اس زندگی کے ختم ہونیکے بعد پھر) زندہ نہ کیے جاوینگے (جیسا انبیا علیہم السلام خبر دیتے ہین اللہ تعالیٰ فرماتے ہین) اور اگر آپ (انکو) اُسوقت دیکھین (تو بڑا عجیب واقعہ نظر آوے) جبکہ یہ اپنے رب کے سامنے (حساب کے لیے) کھڑے کیے جاوینگے (اور) اللہ تعالیٰ (ان سے توبیخاً) فرماویگا کہ (کہو) کیا یہ (قیامت کے دن زندہ ہونا) امر واقعی نہین ہے (جیسے دنیا مین ہمیشہ اسکو غیر واقعی کہتے رہے) وہ کہین گے بیشک (واقعی ہے) قسم اپنے رب کی اللہ تعالیٰ فرماویگا تو اب اپنے کفر (وانکار) کے عوض عذاب (کا مزہ) چکھو (اسکے بعد دوزخ مین بھیجدیے جاوینگے) **ف** پہلی آیت مین جو وقوف مذکور ہے اور جو یہان مذکور ہے دونون متغائر نہین یہ حساب کے لیے کھڑا کیا جانا دوزخ ہی کے قریب ہوگا اور نہ دونون واقعون مین تعارض ہے اس موقع پر دونون قصے ہون بلکہ اور بھی جتنے احوال ثابت ہین سبکا وقوع ہوگا **ربط** اوپر منکرین بعث کی وعید مذکور ہے آگے بھی اُسیکا تتمہ ہے **تتمہ سابق** قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَاۗءِ اللّٰهِ ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا يٰحَسْرَتَنَا عَلٰي مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا ۙ وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰي ظُهُوْرِهِمْ ۭ اَلَا سَاۗءَ مَا يَزِرُوْنَ (۳۱) بیشک (سخت) خسارہ مین پڑے وہ لوگ جنہون نے اللہ سے ملنے کی (یعنی قیامت مین زندہ ہوکر خدا کے روبرو پیش ہونیکی) تکذیب کی (خسارہ کا بیان اوپر بھی ہوچکا ہے اور آگے بھی آتا ہے اور یہ تکذیب تھوڑی ہی دنون رہیگی) یہانتک کہ جب وہ معین وقت (یعنی قیامت کا دن مع مقدمات) اُن پر دفعۃً (بلا اطلاع) آپہونچیگا (اُسوقت ساری دعویٰ تکذیب کے ختم ہوجاوینگے اور) کہنے لگین گے کہ ہائے افسوس ہماری کوتاہی (اور فروگذاشت) پر جو اس (قیامت) کے بارہ مین (ہمسے) ہوئی (وہ فروگذاشت یہ ہے کہ قیامت کی تکذیب کی جو کہ اُسکے حق کا ضائع کرنا ہے) اور حالت اُنکی یہ ہوگی کہ وہ اپنے (گناہ وکفر کا) بار اپنی کمر پر لادے ہونگے (یعنی اُنکے وبال وعذاب مین زیر بار ہونگے) خوب سن لو کہ بری ہوگی وہ چیز جسکو (اپنے اوپر) لادینگے (کیونکہ اُسکا انجام برا ہوگا کہ عذاب ہے) **ف** اگرچہ تکذیب انکے مرنے ہی کے وقت ختم ہوجاوینگی لیکن قیامت کو اسلیے قرار دیا کہ اُس روز پورا انکشاف ہوجاویگا اور صاحب کشاف نے کہا ہے کہ وقت موت کا بھی مقدمات قیامت مین سے ہے اسلیے وہ بھی حکماً داخل ساعت ہے احقر نے اثناء ترجمہ مین اسطرف بھی اشارہ کردیا ہے **ربط** اوپر کفار کا جو قول تھا اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا اُسکا جواب اسطرح دیا تھا کہ بعث یعنی حیات اُخروی ثابت ہے آگے اُس سے

النحو بغتۃ مفعول مطلق ۱۲ **البلاغۃ** قولہ وربنا فی الروح اکدوا اعترافہم بالیمین اظہار الکمال تیقنہم بحقیقتہ وایذانا بصدور ذلک عنہم برغبۃ ونشاط طمعا بان ینفعہم وبیہات یحسرتنا نداء مجازی ومعناہ تنبیہ انفسہم لتذکیر اسباب الحسرۃ الساعۃ اللام للعہد سمیت بالساعۃ اما لقلتہا بالنسبۃ لما بعدہ من الخلود واما لسرعۃ الحساب فیہ لقاء اللہ کنایۃ عن البعث

ملحقات الترجمۃ

۵۱ قولہ فی قالوا کہتے ہین اشارۃ الی کونہ استینافا لا عطفا ۱۲ ۵۲ قولہ فی ان ہی جینا اعاد الضمیر الی الحیوۃ۔ قد نصوا کما فی الروح علی صحۃ عود الضمیر علی متاخر لفظا ورتبۃ فی مواضع۔ منہا ما اذا کان خبر الضمیر مفسرا لہ کما ہہنا ۱۲ ۵۳ قولہ فی الدنیا فی الحال کا اشارۃ الی ان المراد بالدنیا ان نحن فیہا لا المقابل للآخرۃ لانہم لا یعترفون بالآخرۃ کذا فی الروح قلت ویمکن ان یراد الاخیر بناء علی زعم المدعی وکلمۃ کا التی من علامات الاضافۃ اتباع للمحاورۃ فانہا قد تجیٔ بین الصفۃ والموصوف ۱۲ ۵۴ قولہ فی علی سامنے نہی بمعنی عند ۱۲ ۵۵ قولہ فی حتی ختم ہوجاوینگے اشارۃ الی کون حتی للغایۃ للتکذیب لا للخسران ۱۲ ۵۶ قولہ فی یحملون حالت اشارۃ الی کون الجملۃ حالا عاملہ قالوا ۱۲ ۵۷ قولہ فی علی ظہورہم یعنی اُنکے اشارۃ کما فی الروح الی کونہا استعارۃ تمثیلیۃ والمراد بیان سوء حالہم وشدۃ ما یجدونہ من المشقۃ والآلام والعقوبات العظیمۃ وذکر الظہور لان المعتاد الاغلب الحمل علیہا کما فی کسبت ایدیکم وفی ذلک ایضا اشارۃ الی تزیید تعقل المحمول ولیس المقصود

وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ؕ وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ

اور دنیوی زندگانی تو کچھ بھی نہین بجز لعب و لہو کے اور پچھلا گھر متقیون کے لیے بہتر ہے کیا تم سوچتے سمجھتے نہین ہو ہم خوب جانتے ہین کہ آپ کو اُنکے اقوال

الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ۝ وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا

مغموم کرتے ہین سو یہ لوگ آپ کو جھوٹا نہین کہتے لیکن یہ ظالم تو اللہ کی آیتون کا انکار کرتے ہین اور بہت سے پیغمبر جو آپ سے پہلے ہوے ہین انکی بھی تکذیب کیجا چکی ہے سو انہون نے اسپر صبر ہی کیا

عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰٓى اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ وَلَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِى الْمُرْسَلِيْنَ ۝

کہ انکی تکذیب کی گئی اور انکو ایذائین پہونچائی گئین یہانتک کہ ہماری امداد انکو پہونچی اور اللہ تعالیٰ کی باتونکا کوئی بدلنے والا نہین اور آپ کے پاس بعض پیغمبرون کے بعض قصص پہونچ چکے ہین۔

ترقی فرماتے ہین کہ ثابت بھی ایسی ہے کہ اسکے سامنے حیات دنیوی مثل غیر ثابت کے ہے **عدم اعتداد حیات دنیویہ بمقابلہ حیات اخرویہ** وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ؕ وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۳۲﴾ اور دنیوی زندگانی (جس مین کفار نے حیات کو منحصر سمجھ رکھا ہے اُسکے اشغال) تو کچھ بھی نہین بجز لعب اور لہو کے (بوجہ غیر نافع وغیر باقی ہونے کے) اور پچھلا گھر (یعنی آخرت جسکا کفار انکار کر رہے ہین باقی اور) متقیون کے لیے بہتر (یعنی نافع تو وہی) ہے کیا (اے منکرین باوجود قیام دلائل کے) تم سوچتے سمجھتے نہین ہو (کہ اُسکو مان کر اسکے لیے سامان کرو کہ وہ ایمان اور اعمال ہین) **ف** خود حیات دنیویہ کو لہو و لعب فرمانا مقصود نہین بلکہ اسکے اُن اشغال و اعمال کو کہ آخرت کے لیے نہ موضوع ہین نہ معین ہین تو اس قید سے طاعات اور مباحات معین طاعات سب نکل گئے اور مباحات لایعنی اور معاصی سب داخل رہ گئے گو ایسے مباحات مین گناہ نہو لیکن بے سود اور فانی الاثر تو ہین اور لہو و لعب کے معنی اہل لغت نے متقارب جیسا کہ تقریر ترجمہ مین اس طرف اشارہ بھی کر دیا۔ بلکہ متحد ہی لکھے ہین صرف فرق اعتباری ہوسکتا ہے وہ یہ کہ غیر نافع امر مین مشغول ہونے کے دو اثر ہین ایک خود اُسکی طرف متوجہ ہونا۔ دوسرے اس توجہ کی وجہ سے نافع امور سے بے توجہی ہو جانا وہ امر اول اعتبار سے لعب کہلاتا ہے اور دوسرے اعتبار سے لہو کذا فی الروح **ربط** اوپر کی آیات مین کفار کے بعض اقوال کفریہ مذکور ہین جیسے اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ۔ اور اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا۔ اور جیسے ابوجہل کا یہ کہنا جو کہ سبب نزول آیت کا ہے کہ ہم آپکو جھوٹا نہین سمجھتے لیکن آپ جو دین اور کتاب لائے ہین اُسکو جھوٹا سمجھتے ہین رواہ الترمذی پس ان اقوال سے آپ کو صدمہ اور رنج پہونچتا تھا اللہ تعالیٰ آگے آپکی تسلی فرماتے ہین **تسلیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰٓى اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ وَلَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۳۴﴾ ہم خوب جانتے ہین کہ آپکو اُن (کفار) کے اقوال مغموم کرتے ہین سو (آپ غم مین نہ پڑیئے بلکہ انکا معاملہ اللہ کے سپرد کیجیے کیونکہ) یہ لوگ (براہ راست) آپکو جھوٹا نہین کہتے لیکن یہ ظالم تو اللہ کی آیتونکا (عمداً) انکار کرتے ہین (گو اس سے آپکی تکذیب بھی لازم آتی ہے لیکن انکا اصل مقصود آیات اللہ کی تکذیب ہے جیسا انمین بعضے اسکے اقراری بھی ہین پس جب اصل تکذیب انکی آیات اللہ سے متعلق ہے تو انکا یہ معاملہ خدا کے ساتھ ہوا سو ہم خود ہی انکو سمجھ لینگے آپ اس غم مین کیون پڑتے) اور (وہ جو آپکی تکذیب بواسطہ تکذیب آیات اللہ کے لازم آگئی سو یہ کوئی نئی بات آپکے ساتھ نہین ہوئی بلکہ) بہت سے پیغمبر جو آپ سے پہلے ہوئے ہین انکی بھی تکذیب کیجا چکی ہے سو انہون نے (بھی) اسپر صبر ہی کیا کہ انکی تکذیب کیگئی اور (علاوہ تکذیب کے اور انواع انواع طرق سے) انکو ایذائین پہونچائی گئین یہانتک کہ ہماری امداد انکو پہونچی (جس سے وہ غالب اور انکے مخالفین مغلوب یا ہلاک ہوگئے اُسوقت تک صبر ہی کرتے رہے اسیطرح آپ بھی صبر کیجیے) اور (اسیطرح صبر کرنیکے بعد آپکو امداد الٰہی

البلاغة فی الروح کلا لعب ولهو و الکلام من التشبیہ البلیغ ای کاللعب آہ قلت واذا قدر المضاف فلاحاجۃ الی القول بالتشبیہ لان ہذہ الاعمال لاشک فی صدق اللہو واللعب علیہا۔ قولہ للدار الآخرۃ خیر فی الروح وکان الظاہر وما الدار الآخرۃ الاجد حق الا انہ اقیم السبب مقام المسبب آہ قلت ولما کان اللعب واللہو یلزمہ امران عدم الثبات وعدم النفع وکان الثبات والنفع فی الآخرۃ مخصوصا بالمتقین والثبات عاما للجمیع اشرت الی ہذا المعنی بقولی باقی قبل ترجمۃ خیر قولہ ولکن الظلمین فیہ وضع المظہر موضع المضمر ۱۲

العربية جحد یتعدی بنفسہ وبالباء ۱۲

اختلاف القراءة فی قراءۃ لدار الآخرۃ بالاضافۃ من اضافۃ الموصوف الی الصفۃ عند من جوزہا او بتقدیر الموصوف ای ولدار النشأۃ الآخرۃ عند من لم یجوزہا ۱۲

فائدة عجيبة من الروح قولہ ولامبدل وظاہر الآیۃ ان احدا غیرہ تعالی لایستطیع ان یبدل کلمات اللہ عز وجل بمعنی ان یفعل خلاف مادلت علیہ ویحول بین اللہ عز اسمہ وبین تحقیق ذلک واما انہ تعالی لایبدل فلاتدل علیہ الآیۃ اہ قلت وقد فرحت لماظفرت بہ فانی قد کنت من قبل افسر بہ قولہ تعالی ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا فی جواب البناجرۃ واعلم ان قول الروح فی ہذہ الآیۃ انہ تعالی لایبدل فلاتدل علیہ الآیۃ لایستلزم القول بالخلف فی الکلام بل المراد ان الآیۃ ساکتۃ عن ذلک وانما یفصح عن ذلک الآیات الاخری ۱۲

ملحقات الترجمة

لـه قولہ فی الحیوۃ اشغال اشارۃ الی تقدیر المضاف ای اعمال الحیوۃ الدنیا المخصوصۃ بہا وذکر وجہہ فی ف ۱۲ **لـه** قولہ فی افلا تعقلون سوچتے سمجھتے اشارۃ الی تقدیر المعطوف علیہ ای افلا تتفکرون فلاتعقلون ۱۲ **لـه** قولہ فی قد خوب اشارۃ الی مافی الکشاف انہ بمعنی ربما للتکثیر وفی الانتصاف کما فی قولہ تعالی قد تعلمون اہ قلت ویراد بالتکثیر الکمال لاستحالۃ القلۃ والکثرۃ فی علمہ تعالی ۱۲ **لـه** قولہ فی فانہم سپرد کیجیے کیونکہ اشارۃ الی ان التعلیل بقولہ فانہم لیس لنعلم ولا لیحزنک لاستحالۃ الاول وتنبوا الثانی عن السیاق بل لما یشعر بہ الکلام السابق ای فکل امرہم الی اللہ لانہم الخ من الروح ۱۲ **لـه** قولہ فی لایکذبونک براہ راست ای قصدا منہم فاندفع بہ ما اورد من انہ کیف یصح وقوع احد التکذیبین وعدم الآخر مع التلازم بینہما جوابا وعدا ۱۲ **لـه** قولہ فی یجحدون عمدا فی الروح الجحود کالجحد نفی مافی القلب ثباتہ واثبات مافی القلب نفیہ ویراد وللایذان بان الآیات من الوضوح بحیث یشاہد صدقہا کل احد وان من ینکرہا فانما ینکرہا بطریق الجحود ۱۲ **لـه** قولہ فی توضیح اتہم اُس وقت تک اشار الی ان حتی غایۃ لصبروا ۱۲

وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَاۗءِ فَتَاْتِيَهُمْ بِاٰيَةٍ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ

اور اگر آپ کو ان کا اعراض گران گزرتا ہے تو اگر آپ کو یہ قدرت ہے کہ زمین میں کوئی سرنگ یا آسمان میں کوئی سیڑھی ڈھونڈھ لو پھر کوئی معجزہ لے آؤ تو کرو اور اگر اللہ کو

اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَي الْهُدٰى فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ۝ اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ ڼ وَالْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَيْهِ

منظور ہوتا تو ان سب کو راہ پر جمع کر دیتا سو آپ نادانوں میں سے نہ ہو جیے وہی لوگ قبول کرتے ہیں جو سنتے ہیں اور مردوں کو اللہ تعالیٰ زندہ کر کے اٹھاویگے پھر سب اللہ ہی

يُرْجَعُوْنَ ۝ وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ عَلٰٓي اَنْ يُّنَزِّلَ اٰيَةً وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

کیطرف لائے جاوینگے اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ ان پر کوئی معجزہ کیوں نہیں نازل کیا گیا آپ فرما دیجیے کہ اللہ تعالیٰ کو بیشک پوری قدرت ہے اس پر کہ وہ معجزہ نازل فرما دیں لیکن انمیں اکثر بے خبر ہیں

پہونچیگی کیونکہ) اللہ تعالیٰ کی باتوں (یعنی وعدوں) کا کوئی بدلنے والا نہیں (اور امداد کا وعدہ ہو چکا ہے جیسا فرمایا ہے کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی) اور آپکے پاس پیغمبروں کے بعض قصص (قرآن میں) پہونچ چکے ہیں (جس سے آپ کا ہم نصرنا کی تصدیق وتحقیق ہو چکی ہے پس اخبارًا بھی ووقوعًا بھی ہر طرح یہ مضمون محقق ہے) **ف** حاصل مضمون تسلی یہی کا یہ ہوا کہ یہ جو آپکی تکذیب کر رہے ہیں یہ واقع میں بوجہ اسکے کہ آپ مبلغ عن اللہ ہیں اللہ تعالیٰ کی اور اسکی آیات کی تکذیب کر رہے ہیں پس ظاہر آتو آپکی تکذیب ہے اور حقیقۃً وقصدًا اللہ تعالیٰ کی تکذیب ہے پس آیت اولیٰ کا مضمون تو تکذیب ثانی کے اعتبار سے ہے کہ اپنے معاملہ میں خدا تعالیٰ خود ہی سمجھ لیگا اور آیت ثانیہ کا مضمون تکذیب اول کے اعتبار سے ہے کہ رسل کے معاملہ میں ہماری یہ عادت چلی آئی ہے اور اب بھی اسکا وعدہ ہے اور دونوں تسلیوں میں مضمون مشترک حق کا غلبہ اور باطل کا مغلوب ہونا ہے دنیا میں بھی آخرت میں بھی اور چونکہ یہی اصل مقصود تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسلیے اصل مایہ تسلی یہی مضمون مشترک ہے پس اس سے یہ لازم نہیں آیا کہ خبر اہلاک سے تسلی دینا مشعر اس امر کا ہے کہ آپ انکا اہلاک چاہتے ہونگے اور گو اسکا بھی مضائقہ نہیں مگر پھر بھی آپ کی شفقت ہی غالب تھی **ربط** اوپر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار کے معاملات پر صبر کا امر فرمایا ہے چونکہ آپ کو کمال شفقت سے ان لوگوں کے ایمان لانے کی غایت درجہ کی حرص تھی اسلیے آپ چاہتے تھے کہ اگر معجزات واقعہ باوجود انکے کافی ہونیکے یہ لوگ ایمان نہیں لاتے تو انکے فرمائشی معجزات ہی واقع ہو جاویں شاید ایمان لے آویں اور اس اعتبار سے انکا کفر دیکھ دیکھ کر صبر نہ آتا تھا اسلیے حق تعالیٰ آگے ان فرمائشوں کا عدم وقوع سنا کر صبر مذکور کی تاکید فرماتے ہیں اور رسالت کا ان فرمائشوں کے وقوع پر موقوف نہ ہونا جیسا کہ قادحین نبوت کا مقصود تھا مضمون صبر کے ذیل میں وقالوا لولا نزل الخ سے ظاہر فرماتے ہیں پس اسمیں تحقیق مسئلہ رسالت بھی ہے **تاکید صبر مامور بضمن تسلیہ سابق** وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَاۗءِ فَتَاْتِيَهُمْ بِاٰيَةٍ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَي الْهُدٰى فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۳۵﴾ اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ ڼ وَالْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ عَلٰٓي اَنْ يُّنَزِّلَ اٰيَةً وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۷﴾ اور اگر آپ کو ان (منکرین) کا اعراض (اور انکار جو اوپر بھی مذکور ہوا ہے ان ہذا الا اساطیر الخ وہم ینہون عنہ الخ) گران گذرتا ہے (اور اسلیے جی چاہتا ہے کہ انکے فرمائشی معجزات ہی واقع ہو جاویں) تو اگر آپکو یہ قدرت ہے کہ زمین میں (جانیکو) کوئی سرنگ یا آسمان میں (جانیکو) کوئی سیڑھی ڈھونڈھ لو پھر (انکے ذریعہ سے زمین یا آسمان میں جا کر وہاں سے) کوئی معجزہ (فرمائشی معجزوں میں سے) لے آؤ تو (بہتر ہے) کر و (یعنی ہم تو ملے فرمائشیں بوجہ عدم ضرورت اور بوجہ لزوم ضرر کے جو ابھی مذکور ہوگا پوری نہیں کرتے اگر آپ یہی چاہتے ہیں کہ کسی نہ کسی طرح سے یہ مسلمان ہی ہو جاویں تو آپ اسکا انتظام کیجیے) اور اگر اللہ کو (تکوینًا) منظور ہوتا تو ان سبکو راہ (راست) پر جمع کر دیتا (اور لگا دیتا لیکن چونکہ یہ خود ہی اپنا بھلا نہیں چاہتے اللہ تعالیٰ کو تکوینًا یہ منظور نہیں ہوا پھر آپکے چاہنے سے کیا ہوتا ہے) سو آپ (اس فکر کو چھوڑ دیجیے اور) نادانوں میں سے نہ ہو جیے (امر حق وہدایت کو تو) وہی لوگ قبول کرتے ہیں جو (حق باتکو بقصد طلب حق) سنتے ہیں (سو انکو حق تعالیٰ بھی ہدایت کی توفیق دیدیتے ہیں اور انہوں نے ایسا کیا نہیں پھر ہدایت کہاں ہو) اور (اگر اس اعراض وانکار کی پوری سزا انکو دنیا میں نہ ملی تو کیا ہوا آخر ایک دن) مُردوں کو اللہ تعالیٰ (قبروں سے) زندہ کر کے اٹھاوینگے پھر وہ سب اللہ ہی کیطرف (حساب کے لیے) لائے جاوینگے (اسوقت سب حقیقت کھل جاویگی

ملحقات الترجمة

ل۵۱ قوله قبل فتاتيهم وہاں سے اشارہ الی ان تقدير الكلام بكذا فتاتيهم منها كذا في الروح ۱۲ **ل۵۲** قوله في باٰية بہتر ہے کرو اشارة الی حذف الجواب ای فافعل **ل۵۳** قوله في لو شاء تكوينا لان الارادة المهمة التي من لوازمها المشروعية لا الحصول الحسي قد وقعت

اللغات النفق سرب له مخلص الی مكان السلم مرقاة اخذا من السلامة لانه الذی يسلمك الی المصعد **الاستجابة** بمعنے الاجابة كذا فی الروح ۱۲ **البلاغة** فی الروح قوله اعراضهم لعل التعبير بالاعراض دون التكذيب مع قوله تعالیٰ ولقد كذبت لتهويل امر التكذيب قوله تبتغي في الروح ايثار الابتغاء علی الاتخاذ ونحوه للايذان بان ما ذكر من النفق والسلم مما لا يستطيع ابتغاؤه فكيف باتخاذه قوله يرجعون في ايراده مبنيا للمفعول اشعار بانهم يحضرون قسرا وان لم يشاؤا ۱۲

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّآ أُمَمٌ أَمْثَالُكُمْ ۚ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ إِلٰى رَبِّهِمْ

اور جتنے قسم کے جاندار زمین پر چلنے والے ہین اور جتنے قسم کے پرند جانور ہین کہ اپنے دونون بازوؤن سے اڑتے ہین ان مین کوئی قسم ایسی نہین جو کہ تمہارے ہی طرح کے گروہ نہ ہون ہمنے دفتر مین کوئی چیز نہین چھوڑی پھر سب اپنے پروردگار

يُحْشَرُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا صُمٌّ وَّبُكْمٌ فِي الظُّلُمٰتِ ۗ مَنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يُضْلِلْهُ ۗ وَمَنْ يَّشَاْ يَجْعَلْهُ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

کے پاس جمع کیے جاوینگے ۔ اور جو لوگ ہماری آیتون کی تکذیب کرتے ہین وہ تو بہرے اور گونگے ہو رہے ہین طرح طرح کی ظلمتون مین ہین اللہ تعالی جسکو چاہین بے راہ کردین اور وہ جسکو چاہین سیدھی راہ پر لگا دین

اور پوری سزا تجویز ہوجاویگی) اور یہ (منکر) لوگ (براہ عناد) کہتے ہین کہ (اگر یہ نبی ہین تو) ان پر (ہمارے فرمایشی معجزات سے) کوئی معجزہ کیون نہین نازل کیا گیا آپ فرما دیجیے کہ اللہ تعالی کو بیشک پوری قدرت ہے اسپر کہ وہ (ایسا ہی) معجزہ نازل فرمادین لیکن انمین اکثر (اسکے انجام سے) بے خبر ہین (اسلیے درخواست کررہے ہین وہ انجام یہ ہے کہ اگر پھر بھی ایمان نہ لاوینگے تو سب ہلاک کردیے جاوینگے لقولہ تعالی ولو انزلنا ملکا لقضی الامر ۔ حاصل یہ کہ ضرورت تو اسلیے نہین کہ پہلے معجزات کافی ہین لقولہ تعالی اولم یکفہم الخ اور ہم جانتے ہین کہ جیسے اُنپر ایمان نہین لائے ان پر بھی نہ لاوینگے لقولہ تعالی وما یشعرکم الخ اور مزید برآن یہ ضرر ہے جو کہ مذکور ہوا اسلیے حکمت عدم نزول ان فرمایشی آیات کا ہے **ف** فلا تکونن من الجاہلین فرمانا غلو محبت کے طور پر ہے چنانچہ ترجمہ سے ظاہر ہے اور لفظ جہل یا جہالت سے ترجمہ کرنا بوجہ اسکے کہ ہمارے محاورہ مین یہ الفاظ تحقیر و تحمیق و توبیخ کے لیے مستعمل ہین موہم بے ادبی ہے اور آخر آیت مین چونکہ دفع اعتراض ہے اسلیے اسکو بھی تسلیہ معترض علیہ مین دخل ہے وہ نیز اسمین تحقیق مسئلہ رسالت بھی ہے جیسا تمہید مین مذکور ہوا ۔ اور اکثر کا لفظ اسلیے کہا کہ بعضے مسلمان ہونیوالے تھے **ربط** اوپر تاکید صبر و تسلیہ کے ضمن مین اشارہ سزای کفر کے لیے اموات کا قیامت مین مبعوث ہونا جملہ والموتی یبعثہم اللہ مین ذکر فرمایا تھا آگے اسی بعث کی تاکید و تقریر کے لیے دواب و طیور کا محشور ہونا بیان فرماتے ہین اور افادہ تاکید ظاہر ہے کہ تم تو مکلف اور مورد جزا و سزا ہو کیسے نہ محشور ہوتے امر حشر تو ایسا عام ہے کہ غیر مکلف بھی بمقتضا بعض حکمتون کے اس سے مستثنے نہ رہینگے **تعمیم حشر کل خلائق** وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّآ أُمَمٌ أَمْثَالُكُمْ ۚ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ إِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ ۝۳۸ اور جتنے قسم کے جاندار زمین پر (خواہ خشک پر یا تر پر) چلنے والے ہین اور جتنے قسم کے پرند جانور ہین کہ اپنے دونون بازوؤن سے اڑتے ہین انمین کوئی قسم ایسی نہین جو کہ (قیامت کے دن محشور ہونیکی صفت مین) تمہارے ہی طرح کے گروہ نہون (اور گویہ سب اپنی کثرت کی وجہ سے عرفاً بے انتہا ہون لیکن ہمارے حساب مین سب منضبط و درج دفتر ہین کیونکہ) ہمنے (اپنے) دفتر (یعنی لوح محفوظ) مین کوئی چیز (کہ دنیا تک ہونے والی ہے بے لکھے) نہین چھوڑی (سب کو لکھ لیا ہے گو اسکی بھی حاجت نہ تھی علم قدیم ہی کافی ہے لیکن لکھنے سے سب اشیاء کا منضبط ہوجانا عامہ افہام کے زیادہ قریب ہے جب سب منضبط ہین پھر سبکو قیامت مین جمع کرلینا کیا مستبعد ہے غرض اول سب کو حساب مین منضبط کرلیا گیا ہے) پھر (اسکے بعد اپنے وقت معین پر) سب (مذکورین انسان و دواب و طیور) اپنے پروردگار کے پاس جمع کیے جاوینگے **ف** اور حدیث شیخین مین ہے کہ اگر دنیا مین سینگ دار بکری نے بے شاخ والی کے مارا ہوگا تو قیامت مین اس سے بدلا لیا جاویگا ۔ اور کمالین مین بروایت ابن جریر و ابن المنذر حضرت ابوہریرہ رضہ سے مذکور ہے کہ اسکے بعد ان جانورونکو حکم ہوگا کہ خاک ہوجاؤ اسوقت کافر تمنا کریگا یالیتنی کنت ترابا اھ آیت چونکہ اجمالا یحشرون سے اس حدیث کے مضمون کیطرف مشیر ہے اس اشارہ کے اعتبار سے افادہ تاکید مذکور فی التمہید مین اور قوت ہوگئی کہ جب غیر مکلفین بھی ایک گونہ جزا سے مستثنے نہین تو تم مکلفین کو تو کون چھوڑ دیگا پس منکرین بعث پر پورا احتجاج ہوگیا ۔ اور جاننا چاہیے کہ اس حدیث کے مضمون سے دواب و طیور کا مکلف ہونا لازم نہین آتا کیونکہ یہ بدلا بوجہ ناراضی اللہ تعالی کے نہوگا بلکہ اظہار عدل خداوندی کیلیے انکے اعمال مین تساوی و تماثل کا محفوظ رہنا دکھلایا جاویگا ۔ اور تمہید مین جو بعض حکمتون کا لفظ مبہم ہے اسکی تفسیر اس اظہار تماثل سے کرنا ممکن ہے **ربط** اوپر لوشاء اللہ لجمعہم اور انما یستجیب مین صبر و تسلیہ فرمایا گیا ہے آگے بھی اسی کی تاکید اسی غرض سے ہے چنانچہ جملہ اولی والذین کذبوا مین انما یستجیب کی اور جملہ ثانیہ و ثالثہ من یشاء اللہ ومن یشاء مین لوشاء کی تاکید ہے **تاکید مضمون صبر و تسلیہ سابق** وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا صُمٌّ وَّبُكْمٌ فِي الظُّلُمٰتِ ۗ مَنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يُضْلِلْهُ ۗ وَمَنْ يَّشَاْ يَجْعَلْهُ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝۳۹ اور جو لوگ ہماری آیتونکی تکذیب کرتے ہین وہ تو (حق سننے سے) بہرے (جیسے) اور (حق کہنے سے) گونگے (جیسے) ہو رہے ہین (اور اس بہرے گونگے ہونے کی) طرح طرح کی ظلمتون مین (گرفتار) ہین (کیونکہ ہر کفر ایک ظلمت ہے انکا اعراض جو کہ صمم و عدم استماع کا حاصل ہے ایک کفر ہے انکا کفریات بکنا جو کہ بکم سے مقصود ہے ایک کفر ہے

البلاغة قوله الی ربهم فی الروح الضمیر للامم وصیغة جمع العقلاء لاجرائها مجراهم والتعبیر عنها بالامم ۔ **قوله** فی الارض ویطیر بذان الوصفان لزیادة التعمیم ای لایعتبر خصوصیته مافیها انما یعتبر کونها دابة وطائرا ولم یقل فی طائر یطیر فی السماء ما هو مقتضی المقابلة لانه لایفید العموم فان بعض الطیور لایطیر فی السماء ۔ تلخیصہ من الروح ۱۲

ملحقات الترجمة

۱۵ قوله فی الارض خشک یا تر فشمل الحیوان والبحری والبری ۱۲ **۱۵ قوله** فی دابة و طائر قسم اشارة الی ان النکرة العامة لیس عمومها فرد افردا بل نوعا اونوعا لیصح حمل الامم علیها ۱۲

۳۵ قوله فی امثالکم محشور ہونے مین اورده فی الکبیر قولا خامسا وهو الراجح عندی بقرینة المقام وتائید الحدیث

۴۵ قوله فی الکتب اپنے دفتر فاللام للعهد **۵۵ قوله** دنیا تک قیامت تک لما ورد فی الدر المنثور عن ابی ہریرة قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان اول شیء خلق اللہ القلم ثم النون وهی الدواة ثم قال له اکتب قال ما اکتب قال ما کان وما هو کائن الی یوم القیامة کذا فی المرقاة فما ورد الی الابد المراد به الی یوم القیامة فلا یرد ان الخلود ابدی فکیف جمع الکتاب المتناہی الاشیاء الغیر المتناہیة ولا یلزم من عدم اشتمال اللوح احوال الآخرة عدم کونها مضبوطة بطریق آخر ۱۲

۶۵ قوله فی ثم اسکے بعد فثم علی معناها الظاهری لان الحشر لامحالة متاخر عن الاحصاء الکتابی ۱۲ **۷۵ قوله** فی صم جیسے اشارة الی التشبیه البلیغ فی الکلام ۱۲ **۸۵ قوله** فی الظلمت اس بہرے گونگے ہونے سے اشارة الی وجه ترک العاطف فی قوله فی الظلمت حاصله ان کونهم فی الظلمت سبب حسن الصمم والبکم ولایذکر العاطف بین السبب والمسبب ۔

قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ

آپ کہیے کہ اپنا حال تو بتلاؤ کہ اگر تم پر خدا کا کوئی عذاب آپڑے یا تم پر قیامت ہی آ پہونچے تو کیا خدا کے سوا کسی اور کو پکارو گے اگر تم سچے ہو بلکہ خاص اُسی کو پکارنے لگو

فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ ○ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ

پھر جس کے لیے تم پکارو اگر وہ چاہے تو اُسکو ہٹا بھی دے اور جن کو تم شریک ٹھیراتے ہو ان سب کو بھول بھال جاؤ اور ہم نے اور اُمتوں کی طرف بھی جو کہ آپ سے پہلے ہو چکی ہیں پیغمبر بھیجے تھے سو ہم نے اُنکو تنگدستی اور بیماری سے پکڑا

لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ ○ فَلَوْلَآ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○

تاکہ وہ ڈھیلے پڑ جاویں سو جب اُنکو ہماری سزا پہونچی تھی وہ ڈھیلے کیوں نہ پڑے لیکن اُنکے قلوب تو سخت رہے اور شیطان اُنکے اعمال کو اُنکے خیال میں آراستہ کرکے دکھلاتا رہا۔

اور یہ خود متعدد مرتبے ہوتا ہی اسلیے بہت سی ظلمتین ہوگئین مطلب یہ کہ استجابت کیلیے تو استماع کی حاجت ہی جیسا اوپر کہا گیا ہی انما یستجیب الخ اور انکا یہ حال ہے پھر ان سے استجابت کی کب توقع ہو بلکہ لامحالہ ظلمات ہی مین مبتلا ہونگے پھر یہ کہ) اللہ تعالی جسکو چاہین (بوجہ اعراض عن الحق کے) بیراہ کردین اور وہ جسکو چاہین (اپنے فضل سے سیدھی راہ (دین حق) پر لگادین (جیسا اوپر بھی کہا گیا ہی لو شاء اللہ لجمعھم پس ایسی باتین انکی فکر مین پڑنا بی سود ہی سبر دبخدا کرنا چاہیئے) ربط اوپر شروع سورت مین توحید کا اثبات اور شرک کا ابطال تھا آگے پھر اسیطرف ایک خاص طور پر عود ہی کہ خود مشرکین سے بعض سوالات کیے جاتے ہین جنکے جواب سے شرک کا ابطال ہوجاویگا جسمین اول سوال یہی اگلی آیت ہی اور دوسرا قل ارایتم الخ آگے آتا ہے اور درمیان مین مقصود سوال اول کی تاکید و تقریب کا مضمون ہی جیسا ربط آئندہ مین اسکی تقریر آویگی **عود توحید و ابطال شرک بعنوان سوال** قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ ۚ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۰﴾ بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ ﴿۴۱﴾ آپ (ان مشرکین سے) کہیے کہ (اچھا) اپنا (یہ) حال تو بتلاؤ کہ اگر تم پر خدا کا کوئی (ایسا) عذاب آپڑے (جیسا پہلی امتوں پر آب یا باد یا آتش یا خسف خاک وغیرہ سے آیا تھا) یا تم پر قیامت ہی آپہونچے (جسمین انواع انواع ہولین ہونگی) تو کیا (اُس عذاب و ہول کے ہٹلنے کے واسطے) خدا کے سوا کسی اور کو (اُسوقت) پکاروگے اگر تم (دعوی اشراک مین) سچے ہو (تو چاہیئے تو اُسوقت بھی غیر اللہ ہی کو پکارنا لیکن ایسا ہرگز نہو) بلکہ (اُسوقت تو) خاص اُسی (اللہ) کو پکارنے لگو (جیسا کہ اس سے کم مصیبت مین روزانہ ہوتا ہے) پھر جس (آفت) کے (ہٹانیکے) لیے تم (اُسکو) پکارو اگر وہ چاہے تو اُسکو ہٹا بھی دے (اور نہ چاہے تو نہ بھی ہٹاوے) اور جن جنکو تم (اب) شریک (الوہیت) ٹھیراتے ہو (اُسوقت) اُن سبکو بھول بھال جاؤ (پس اسی سے سمجھ لو کہ خدا کے سوا جب کوئی قادر مختار نہین تو مستحق عبادت بھی اُسکے سوا کوئی نہین ہوسکتا) **ف** یہ جو فرمایا کہ اگر چاہے ہٹادے تو دوسرے دلائل سے معلوم ہوگیا ہے کہ عذاب دنیوی مین تو دونون احتمال ہین اور احوال قیامت مین سے طول موقف شفاعت کبری سے موقوف ہوجاویگا اور یہ شفاعت کبری اہل موقف کی درخواست پر ہوگی اور کسی سے یہ کہنا کہ ہمارے لیے اللہ تعالی سے دعا کرو یہ بھی اللہ تعالی سے دعا کرنیکا ایک طریق ہے پس اس طول کا موقوف ہونا اسطرح سے دعاء الناس کا اثر ہوا اب یہ شبہ رہا کہ کشف کربت قیامت مین اُن لوگون کی دعا کا کیا دخل ہوا اور دوسرے عذاب آخرت کے کفار سے نہ ٹلینگے اور اگر کسیکو شبہہ ہو کہ احتجاج مین مقدمات کا مسلمہ ہونا چاہیے یہ مشرکین قیامت کے کب قائل تھے جواب یہ ہے کہ احتجاج وقوع قیامت سے نہین کیا گیا بلکہ اُسکے فرض وقوع سے کیا گیا اور فرض ہر ممکن کا ممکن ہی اور اُنکے ابطال دعوی کے لیے یہ فرض بھی کافی ہی کیونکہ خفیف آفات مین اُنکا مخلص ہوجانا اُنکو اس جواب کی گنجائش نہین دیتا کہ ہان ہم اُسوقت اپنے آلہہ کو پکارین جیسا کہ ظاہر ہی ربط اوپر مشرکین پر وقوع عذاب فرض کرکے اس بناء پر اُنکے دعوی شرک کو باطل کیا گیا تھا آگے اس فرض کا غیر مستبعد ہونا ثابت کرنیکے لیے بعض امم سابقہ کا معذب و ہالک ہونا بیان فرماتے ہین تاکہ مخاطبین کو اس فرض کے غلط کہنے کی گنجائش نہو اور اس ہلاکت کا ذکر بھی ایک خاص طور سے فرمایا جس سے کفار موجودین کے منشاء انکار کا جواب بھی ساتھ ساتھ ہوجاوے کیونکہ بڑا منشاء انکار کا یہ ہوتا ہی کہ بعض مصائب آ آکر ٹل جاتے ہین تو نادان کو دھوکہ ہوتا ہے کہ یہ سزاے اعمال نہ تھی ورنہ ٹلتی نہین اسلیے سنادیا کہ اُن ہالکین کی داروگیر کی ترتیب بھی یہی ہوئی تھی کہ اول نزول بلیات ہوا کہ تضرع کرین پھر استدراجاً نزول نعم فرمایا گیا جب خوب کفر بڑھ گیا پھر ہلاک کردیئے گئے تو تم بعض بلیات کے ٹلنے سے دھوکہ مت کھانا **ذکر ہلاکت بعض کفار سابقین بترتیب عجیب** وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ ﴿۴۲﴾ فَلَوْلَآ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾

ملحقات الترجمة

لہ قولہ فی صادقین تو چاہیئے الخ اشارة الی کون الجواب محذوفا ای ان کنتم صادقین فی دعوکم فمقتضاہ ان تدعوہم ج لکنکم لا تدعونہم قط بل ایاہ الخ ۱۲

النحو قوله ارءیتکم فی حاشیة البیضاوی للعصام عن التفتازانی انما وضع الاستفهام عن العلم موضع الاستخبار لانه لا یخبر عن الشیء الا العالم به فوضع السبب موضع المسبب واستعملوا ارایت فی معنی الخبر ووجه کون ارایت بمعنی اخبرنی مع افراد التاء فی الخطاب عام لشمول المخاطب المتعدد قال البیضاوی الکاف حرف خطاب اکد به الضمیر لا محل له من الاعراب والفعل معلق وفیه قراء نافع بتسهیل الهمزة الثانیة والکسائی بحذفها ۱۲

البلاغة قوله لولا فی الروح الجمهور حملوه علی التوبیخ والتندیم وهو یفید الترک عدم الوقوع ولذا ظهر الاستدراک والعطف فی قوله تعالی ولکن قست والمکانت تتضمن نا شیأ من لین القلب کان لا تضرع فیه فکانه قیل

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ

پھر جب وہ لوگ اُن چیزوں کو بھولے رہے جنکی انکو نصیحت کیجاتی تھی تو ہمنے انپر ہر چیز کے دروازے کشادہ کر دیئے یہانتک کہ جب ان چیزوں پر جو کہ انکو ملی تھیں وہ خوب اترا گئے ہمنے انکو دفعۃً پکڑ لیا پھر تو وہ بالکل

مُّبْلِسُوْنَ ۝ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ؕ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ

حیرت زدہ رہ گئے پھر ظالم لوگوں کی جڑ کٹ گئی اور اللہ کا شکر ہے جو تمام عالم کا پروردگار ہے آپ کہیے کہ یہ بتلاؤ اگر اللہ تعالیٰ تمہاری شنوائی اور بینائی بالکل

وَاَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ ۝

لے لے اور تمہارے دلوں پر مہر کر دے تو اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود ہے کہ یہ تمکو پھر دیدے۔ آپ دیکھیے تو ہم کسطرح دلائل کو مختلف پہلوؤں سے پیش کر رہے ہیں پھر یہ اعراض کرتے ہیں۔

قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً اَوْ جَهْرَةً هَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

آپ کہیے کہ یہ بتلاؤ اگر تم پر اللہ کا عذاب آپڑے خواہ بیخبری میں یا خبرداری میں تو کیا بجز ظالم لوگوں کے اور بھی کوئی ہلاک کیا جاوے گا

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ؕ حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ﴿۴۴﴾ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ؕ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۵﴾ اور ہمنے اور اُمتوں کی طرف بھی جو کہ آپ سے پہلے (زمانہ میں) ہو چکی ہیں پیغمبر بھیجے تھے (مگر انہوں نے اُن پیغمبروں کو نہ مانا) سو ہمنے انکو (اس تکذیب پر) تنگدستی اور بیماری سے پکڑا تاکہ وہ ڈھیلے پڑ جاویں (اور اپنی کفر و تکذیب سے توبہ کر لیں) سو جب انکو ہماری (طرف سے) سزا پہونچی تھی وہ ڈھیلے کیوں نہ پڑے (کہ انکا جرم معاف ہو جاتا) لیکن انکے قلوب تو (ویسے ہی) سخت (کے سخت) رہے اور شیطان انکے اعمال (کفریہ سابقہ) کو انکے خیال میں (بدستور) آراستہ (و مستحسن) کر کے دکھلاتا رہا پھر جب وہ لوگ (بدستور) اُن چیزوں کو بھولے (اور چھوڑے) رہے جنکی انکو (پیغمبروں کی جانب سے) نصیحت کیجاتی تھی (یعنی ایمان و اطاعت) تو ہمنے انپر (از قسم اسباب عیش و عشرت) ہر چیز کے دروازے کشادہ کر دیئے (یعنی خوب نعمت و ثروت دی) یہانتک کہ جب اُن چیزوں پر جو کہ انکو (اسباب نعمت میں سے) ملی تھیں وہ خوب اترا گئے (اور غفلت اور مستی میں انکا کفر خوب بڑھ گیا اسوقت) ہمنے انکو دفعۃً (کہ انکو گمان بھی نہ تھا) پکڑ لیا (اور عذاب شدید نازل کیا جیسا کہ قرآن کے اور مواقع میں اُن قصوں کی تفصیل ہے) پھر تو وہ بالکل حیرت زدہ رہ گئے (کہ کیا ہوگا) پھر (اس عذاب سے) ظالم (کافر) لوگوں کی جڑ (تک) کٹ گئی (یعنی بالکل ہلاک ہو گئے) اور اللہ کا شکر ہے جو تمام عالم کا پروردگار ہے (کہ ایسے ظالموں کا پاپ کٹا جنکے ہونے سے نحوست ہی پھیلتی) ف مطلب یہ کہ اسیطرح یہ مشرکین اپنی حالت پر مغرور ہو کر بیفکر نہ ہیں **ربط** اوپر جو آیت قل ارایتکم الخ آئی ہے جوار تباط اُسکا ہے وہی آیت آیندہ قل ارایتم الخ کا ہے جسکی تقریر آیت موصوفہ کی تمہید میں گذر چکی **ابطال شرک بعنوان سوال دیگر** قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَاَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ ﴿۴۶﴾ آپ (انسے یہ بھی) کہیے کہ یہ بتلاؤ اگر اللہ تعالیٰ (غذاب نازل فرما دے یہی لیکن) تمہاری شنوائی اور بینائی بالکل لے لے (کہ نہ تمکو سنائی دے اور نہ دکھائی دے) اور تمہارے دلوں پر مہر کر دے (کہ تم دلسے کسی چیز کو نہ سمجھ سکو) تو اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود ہے کہ یہ (چیزیں) تمکو پھر دیدے (جب تمہارے اقرار سے بھی کوئی ایسا نہیں پھر کیسے کسیکو مستحق عبادت سمجھتے ہو) آپ دیکھیے تو ہم کس (کس) طرح دلائل (توحید) کو مختلف پہلوؤں سے پیش کر رہے ہیں پھر (بھی انکا یہ حال ہے کہ) یہ (اُن دلائل میں فکر کرنے اور انکے نتیجہ کے تسلیم کرنیسے) اعراض (اور بے رخی) کرتے ہیں **ربط** اوپر آیات ولقد ارسلنا الخ میں جو کہ آیت سابقہ ارایتکم اور آیت لاحقہ ارایتم کی تاکید و تقریب کے لیے ہیں امم سابقہ کا ہلاک ہونا بالقصد انکی تنبیہ کے بیان فرمایا آگے علت ہلاک یعنی ظلم کے اشتراک سے بعنوان سوال اُس تنبیہ کی مع تنبیہ اختصاص اُس عذاب کے انکے ساتھ تصریح ہے **تنبیہ مشرکین بر عذاب و اختصاص آن** قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً اَوْ جَهْرَةً هَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۷﴾ آپ (انسے) کہیے کہ یہ بتلاؤ اگر تم پر اللہ کا عذاب آپڑے خواہ بیخبری میں یا خبرداری میں تو کیا بجز ظالم (اور کافر) لوگوں کے (اس عذاب و غضب سے) اور کوئی بھی ہلاک کیا جاویگا (یعنی وہ عذاب ہوگا بوجہ ظلم کے جیسا امم سابقہ پر بھی اسیوجہ سے ہوا ہے لقولہ تعالیٰ فقطع دابر القوم الذین ظلموا سو لامحالہ ظالمون ہی کیساتھ خاص ہوگا اور ظالم تم ہو پس خاص تمپر ہی پڑیگا اور مومنین بچے رہینگے لقولہ تعالیٰ حقا علینا ننجی المؤمنین سو تمکو متنبہ ہونا چاہیئے اور مرگ انبوہ جشنے دارد کا سہارا بھی چھوڑ دینا

ملحقات الترجمہ

۵۱ قولہ قبل فاخذناھم نہ مانا اشارۃ الی تقدیر فکذبوا فغے الکلام ایجاز ۱۲ ۵۲ قولہ فی فاخذناھم اس تکذیب پر فیہ العلۃ والتصریع بہ الحکمۃ فلا منافات ۱۲ ۵۳ قولہ فی نسوا چھوڑے اشارۃ الی التفسیر ۱۲ ۵۴ قولہ فی ختم کسی چیز کو اشارۃ الی ان ھذا الختم لیس بالختم المخبر عن اثباتہ فی الآیۃ الاخری فان ذلک عن الایمان وذاک عن مطلق التعقل ۱۲ ۵۵ قولہ فی بہ یہ چیزیں فالضمیر تاویل الماخوذ والمختوم او مذکور ۱۲ ۵۶ قولہ فی بغتۃ بیخبری اخترت ھذین العنوانین لیظہر المقابلۃ بینہما لفظا وانما لم یقل فی النظم الکریم خفیۃ لان الاخفاء لا یناسب شانہ تعالیٰ والمقابلۃ بین الشیٔ والقریب من مقابلۃ کثیرۃ فی الفصیح ومنہ قولہ صلے اللہ علیہ وسلم بشروا ولا تنفروا ۱۲ ۵۷ قولہ فی یہلک اس عذاب و غضب اشارۃ بہ الی ان مطلق الاہلاک لا ینافی الایمان بل ینافیہ الاہلاک بذلک العذاب الغضبی المختص بالکفار ویعلم کون العذاب کذلک بالقرائن القویۃ العقلیۃ والسمعیۃ ۱۲

اللغات فی القاموس ابلس تحیر ویئس والدابر آخر کل شیٔ والاصل صدف اعرض کذا فی القاموس ۱۲

البلاغۃ قولہ فلما نسوا الخ فی الروح استشکل ذلک بانہ لا یظہر وجہ سببیۃ النسیان لفتح ابواب الخیر واجیب بان النسیان سبب للاستدراج المتوقف علی فتح ابواب الخیر وسببیۃ شیٔ لآخر تستلزم سببیۃ لما یتوقف علیہ وقیل انہ سبب عنہ باعتبار غایتہ وھو اخذھم بغتۃ ۱۲ قولہ فھل یہلک قال البیضاوی ای ما یہلک ولذلک صح الاستثناء ۱۲

وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ فَمَنْ اٰمَنَ وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ

اور ہم پیغمبرون کو صرف اسواسطے بھیجا کرتے ہین کہ وہ بشارت دین اور ڈرادین پھر جو شخص ایمان لے آوے اور درستی کرلے سوان لوگون پر کوئی اندیشہ نہین اور نہ وہ مغموم ہونگے اور جو لوگ

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝ قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَ

ہماری آیتون کو جھوٹا بتلاوین اُن کو عذاب لگتا ہو بوجہ اسکے کہ وہ دائرہ سے نکلتے ہین آپ کہدیجیے کہ نہ تو مین تم سے یہ کہتا ہون کہ میرے پاس خدا تعالیٰ کے خزانے ہین اور نہ مین تمام غیبون کو جانتا ہون اور

لَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۭ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۭ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ۝ وَاَنْذِرْ

نہ مین تم سے یہ کہتا ہون کہ مین فرشتہ ہون مین تو صرف جو کچھ میرے پاس وحی آتی ہے اُس کا اتباع کرلیتا ہون آپ کہیے کہ اندھا اور بینا کہین برابر ہوسکتا ہے سو کیا تم غور نہین کرتے اور ایسے لوگون کو

بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْ يُّحْشَرُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝

ڈرائیے جو اس بات سے اندیشہ رکھتے ہین کہ اپنے رب کے پاس ایسی حالت سے جمع کیے جاوینگے کہ جتنے غیر اللہ ہین نہ کوئی انکا مددگار ہوگا اور نہ کوئی شفیع ہوگا اس امید پر کہ وہ ڈر جاوین۔

ربط اوپر آیت وقالوا لولا نزل علیہ الخ مین کفار کے فرمائشی معجزات کی عدم ضرورت وقوع کے ضمن مین تحقیق مسئلہ رسالت کی تھی جیسا وہان مذکور ہوا آگے منصب رسالت کے لوازم کہ بعد مطلق ثبوت کے تبلیغ ہے اور غیر لوازم کہ تمام فرمائشونکا پورا کرنا ہے بیان کرنیسے اسی مجموعی مضمون کی قدرے تفصیل مقصود ہے **لوازم وغیر لوازم رسالت**

وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۚ فَمَنْ اٰمَنَ وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۴۹﴾ قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۭ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۭ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۵۰﴾ وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْ يُّحْشَرُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۵۱﴾ اور ہم پیغمبرونکو (جنکی پیغمبری دلائل قاطعہ سے ثابت کرچکے ہین) صرف اسواسطے (امم کیطرف) بھیجا کرتے ہین کہ وہ (ایمان اور اطاعت کرنیوالونکو رضاء الٰہی کی) بشارت دین اور (کفر و معصیت کرنیوالونکو ناخوشی خداوندی سے جسپر کبھی دنیا مین بھی اور آخرت مین ہمیشہ عذاب کا استحقاق مرتب ہوتا ہے) ڈراوین (اور اسلیے نہین بھیجتے ہین کہ جو کچھ بھی اُن سے واہی تباہی فرمائشین کیجاوین وہ سبکو پورا کرین جیسا یہ منکرین محض براہ عناد درخواست کرتے ہین) پھر (اُن پیغمبرونکی تبشیر و انذار کے بعد) جو شخص ایمان لے آوے اور (اپنی حالت کی اعتقاداً و عملاً) درستی کرلے سوان لوگونپر (آخرت مین) کوئی اندیشہ (کی بات واقع ہونیوالی) نہین (گویہ لوگ باقتضای ایمان خدا تعالیٰ سے خوف کیا کرتے ہین) اور نہ وہ (وہان) مغموم ہونگے اور جو لوگ (اُس تبشیر و انذار کے بعد بھی) ہماری آیتونکو جھوٹا بتلاوین اُنکو (دنیا مین بھی کبھی اور آخرت مین تو ضرور ہی) عذاب لگتا ہے بوجہ اسکے کہ وہ دائرہ (ایمان) سے نکلتے ہین (یعنی اصل کام پیغمبرونکا اور اُس کام کا نتیجہ یہ ہے نہ کہ تمام فرمائشونکا پورا کرنا بس اسی قاعدہ کے موافق یہ رسول بھی ہین) آپ (ان لوگونسے یہ قاعدہ سنانیکے بعد) کہدیجیے کہ (مین جو دعوی رسالت کا کرتا ہون تو اُسکے ساتھ) نہ تو مین تمسے یہ کہتا ہون کہ میرے پاس (یعنی میری قدرت مین) خدا تعالیٰ کے (تمام مقدورات کے) خزانے ہین (کہ جب مجھ سے کسی امر کی فرمائش کیجاوے اسکو اپنی قدرت سے ظاہر کردون) اور نہ مین (یہ کہتا ہون کہ مین) تمام غیبونکو (جو کہ معلومات الٰہیہ ہین) جانتا ہون (جیسا کبھی کبھی براہ عناد اس قسم کی باتین پوچھتے ہو کہ قیامت کب آویگی مثلاً) اور نہ مین تمسے یہ کہتا ہون کہ مین فرشتہ ہون (جیسا کبھی براہ عناد یہ کہتے ہو ابعث اللہ بشرا رسولا یعنی کیا خدا تعالیٰ نے بشر کو رسول بناکر بھیجا ہے رسول فرشتہ ہونا چاہیے سو مین تو رسالت کے ساتھ ملکیت کا مدعی نہین ہون) مین تو صرف (رسول ثابت الرسالۃ بالدلیل ہون میرا کام تو اتنا ہے کہ) جو کچھ میرے پاس وحی آتی ہے (جسمین خود عمل کرنا بھی آگیا اور دوسرونکو تبلیغ کرنا بھی) اُسکا اتباع کرلیتا ہون (جیسا اور پیغمبرونکا بھی یہی قاعدہ تھا پھر ثبوت رسالت کے بعد یہ مہملات میرے سامنے کیون پیش کیے جاتے ہین) آپ (یہ تقریر دلپذیر سنا کر انسے) کہیے کہ (یہ تو ظاہر ہے کہ) اندھا اور بینا کہین برابر ہوسکتا ہے (جب یہ بات ٹھیری ہوئی ہے) سو کیا تم (آنکھون والا بننا نہین چاہتے اور اس تقریر مذکور مین) غور (کامل بقصد طلب حق) نہین کرتے (کہ حق واضح ہوجاوے اور آنکھون والونمین داخل ہوجاؤ ورنہ یاد رکھو کہ اندھے ہی بنے رہوگے) اور (اگر اسپر بھی عناد سے باز نہ آوین تو انسے مباحثہ موقوف کیجیے اور جو اصلی کام ہے رسالت کا یعنی تبلیغ اسمین مشغول ہوجیے اور) ایسے لوگونکو (کفر و معصیت پر عذاب الٰہی سے خاص طور پر) ڈرائیے جو (اعتقاداً یا احتمالاً) اس بات سے اندیشہ رکھتے ہین کہ (قیامت مین) اپنے رب کے پاس

البلاغۃ قولہ ان اتبع قال عصام لم یقل انی رسول تحاشیا عن دعوی ۔۔۔ المتواضعین المتحاشین عن التکبر اھ قلت بخلاف الاخبار عن الاتباع فان الاتباع ہو العبدیۃ ۱۲

الفقہ استدل بعضہم بقولہ ان اتبع ان انہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن یجتہد والجواب ان الاجتہاد ما کان ماذونا فیہ بالوحی فاتباعہ اتباع للوحی فافہم ۱۲

ملحقات الترجمۃ

۵۱ قولہ فی المرسلین جنکی پیغمبری دال علیہ عنوان الرسالۃ لانہا تتوقف علی الدلیل واثبات الشیٔ اثبات ما یتوقف علیہ فظہر المقصود بالآیۃ نفی لزوم الآیات علی الرسالۃ مطلقا بل نفی لزوم الآیات المقترحۃ وہو مدار الحصر فافہم کما اشرت الیہ بقولی نعیا بعد اسلیے نہین بھیجا کرتے ۱۲ **۵۲** قولہ فی خزائن مقدورات اشارۃ الی حذف المضاف کما فی الروح ۱۲ **۵۳** قولہ فی لا اعلم کہتا ہون اشارۃ الی انہ عطف علی محل عندی باضمار القول بین لا و اعلم لا بین الواو ولا لیکون المعنی ولا اقول لا اعلم مع انہ غیر مقصود ۱۲ **۵۴** قولہ فی انی ملک کہتا ہون اشارۃ الی ان ہذہ الجملۃ ایضا جواب عن بعض اقتراحاتہم فلا مس بالمقام ببحث الترقی او التدلی فی الکلام من الالوہیۃ الی الملکیۃ وانما عید القول فی الجملۃ الثالثۃ لانہا نوع آخر لعدم اختصاصہا باللہ تعالیٰ بخلاف الاولیین من القدرۃ الکاملۃ والعلم المحیط فانہما مختصان باللہ تعالیٰ ۱۲ **۵۵** قولہ فی افلا جب یہ بات الخ اشارۃ الی ان الفاء لترتب وجوب التفکر علی کون البصیر اکمل فالفاء مقدم فی المرام ومؤخر فی الکلام عن الہمزۃ کما فی قولہ افکلما جاءکم رسول بما لا تہوی الخ لتقدم نظما جاء کم استکبرتم کما ۔۔۔ ۱۲

(قبروں سے زندہ کرنیکے بعد) اپنی حالت سے جمع کیے جاوینگے کہ جتنے غیر اللہ (کفار کے زعم میں) مددگار اور مستقل شفیع سمجھے جاتے ہیں (اُسوقت) نہ کوئی انکا مددگار ہوگا اور نہ کوئی (مستقل) شفیع ہوگا (اور ایسے لوگونکو) اس امید پر (ڈرائیے) کہ وہ (عذاب سے) ڈر جاوین (اور کفر و معصیت سے باز آجاوین کیونکہ نہ ڈرنا کسی ولی و شفیع کے بھروسہ ہوتا ہے اور وہ معدوم ہے) **ف** حشر کے متعلق کل تین طرح کے آدمی ہیں ایک وہ جو جزماً اُسکے ثبوت کے معتقد ہیں۔ دوسرے وہ جو متردد ہیں آیت میں ان ہی دونوں جماعتوں کا ذکر ہے تیسرے وہ جو جزماً اُسکے منکر ہیں اور انذار گو انکو بھی عام ہے جیسا اور آیات میں مصرح ہے لیکن یہاں مطلق انذار مراد نہیں بلکہ وہ انذار جس میں خاص اہتمام ہو سو یہ وہاں ہی ہوگا جہاں نفع متیقن یا متوقع ہو جیسا قسم اول و قسم دوم کا حال ہے بخلاف اس قسم سوم کے کہ بوجہ عدم توقع نفع انکو انذار محض اتمام حجت کے لیے ہوگا توجہ کی انمین بوجہ عناد کے قابلیت ہی نہیں اس لیے یہاں قسمین اولین کی تخصیص کیگئی جیسا بعض آیات مین بنا بر تیقن نفع کے صرف قسم اول ہی کی تخصیص بھی کی کقولہ تعالی انما تنذر الذین یخشون ربہم بالغیب اقاموا الصلوٰۃ الخ اور احقر نے اثناء ترجمہ مین جو لفظ خاص طور کہا ہے وہ اشارہ اسی تقریر کیطرف ہے۔ اور غیر اللہ کی ولایت و شفاعت کی نفی کا تحقق دو طور پر ہوسکتا ہے ایک یہ کہ انکا کوئی ولی یا اور شفیع نہو یہ تو کفار کے لیے ہوگا۔ دوسرے یہ کہ اللہ تعالی انکا ولی اور رسول اور دیگر مقبولین انکے شفیع ہوں مگر غیر اللہ نہو یہ مسلمانوں کے لیے ہوگا غرض غیر اللہ کی ولایت اور غیر مومنین کے لیے شفاعت مطلقاً منفی ہے اور اللہ کی ولایت اور مقبولین کی شفاعت مومنین کیلیے ثابت ہے۔

اور آیت مین تین امر کی نفی کیگئی قدرۃ علی الخزائن علم غیب۔ ملکیت اسکی ایک توجیہ کہ آیات مقترحہ کا جواب ہے تقریر ترجمہ مین مذکور ہے۔ اور ایک سہل توجیہ یہ خیال مین آتی ہے کہ مقصود اس سے دفع استبعاد کفار کا ہو یعنی تم جو اقتراح آیات سے میری رسالت کی تکذیب کرتے ہو محض بے معنی ہے رسالت جسکا مین مع دلیل مدعی ہون کوئی مستبعد امر نہیں ہے کسی امر عجیب و غریب مثل قدرۃ و علم و ملکیت مذکورہ کا تو مین مدعی نہیں جو اُسکو مستبعد سمجھ کر انکار کرتے ہو جیسا سورہ ہود مین نوح علیہ السلام کا قول ہے ولا اقول لکم عندی خزائن اللہ الخ **ربط** اوپر کی آیات مین لوازم منصب رسالت کے ساتھ کہ تبلیغ ہے منجملہ تین قسم کے آدمیونکے جو اوپر ف کے تحت مین مذکور ہین معاندین کیلیے زیادہ فکر مین نہ پڑنا بلکہ انذار عام پر اکتفا کرنا اور مترددین و طالبین کیلیے خاص توجہ فرمانا مذکور تھا آگے صرف طالبین کے حال پر اس توجہ مذکور شترک سے بھی زیادہ خاص توجہ فرمانیکا ارشاد ہوتا ہے پس معاندین کیلیے تو تبلیغ عام ہوئی اور مترددین کے لیے خاص اور طالبین کیلیے اخص سبحان اللہ کیا ٹھکانہ عدل ہے۔ اور سبب نزول ان آیات آیندہ کا یہ ہوا تھا کہ بعض روساء کفار قریش نے بعض غرباء صحابہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین بیٹھا ہوا دیکھکر تحقیراً کہا اہولاء من اللہ علیہم من بیننا جسکا ترجمہ آگے آویگا اور آپ سے عرض کیا کہ ہم ان لوگونکے ساتھ ایک مجلس مین بیٹھنا گوارا نہین کرتے اگر آپ انکو ہٹا دین تو ہم آپکے پاس آیا کرین اور بعض روایات مین ہے کہ ان سب نے یہ درخواست بواسطہ آپکے چچا ابو طالب کے بھی پیش کی حضرت عمر رض نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ایسا بھی کر دیکھلائیے دیکھین انکا کیا مقصود یعنی یہ لوگ کہان تک پہنچتے ہین یا نہین اور بعض روایات مین آیا ہے کہ انہون نے یہ درخواست کی تھی کہ جسوقت ہم آیا کرین اُسوقت یہ لوگ اُٹھ جایا کرین جب ہم چلے جاوین اُسوقت یہ آجایا کرین۔ اور ایک روایت مین یہ ہے کہ انہون نے کہا کہ اگر آپ انکو ہٹا دین تو عجب نہین ہم آپکا اتباع کرلین اور ایک روایت مین ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس درخواست کو منظور فرمالیا گو عمل نہین ہونے پایا اسپر یہ آیتین نازل ہوئین جنکی ابتدا وانتہا ایک روایت مین ولا تطرد سے شاکرین تک ہے اور ایک روایت مین انذر بہ سے المجرمین تک ہے۔ اور ایک روایت مین انذر سے شاکرین تک ہے۔ اور ایک روایت مین وانذر سے بالظالمین تک ہے اور انمین کچھ تعارض نہین اجتہاد رواۃ کے اختلاف سے ایسا اختلاف سہل ہے اور مضر مقصود نہین نیز ممکن ہے کہ بتدریج سبکا نزول ہوا ہو کسی نے بعض اجزاء کو بیان کر دیا کسی نے مجموعہ کو غرض جب آیتین نازل ہوئین تو حضرت عمر رض نے حاضر ہوکر اپنی رائے سے معذرت کی اسپر واذا جاءک الذین الخ کا نزول ہوا جسمین بشارت ہے قبول توبہ کی لقولہ تعالی من عمل منکم سوء بجہالۃ ثم تاب الخ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان غرباء کو بلایا جب حاضر ہوئے تو آپنے فرمایا سلام علیکم کتب ربکم علی نفسہ الرحمۃ۔ یہ روایات لباب اور روح المعانی مین ابن حبان اور حاکم اور احمد اور طبرانی اور ابن ابی حاتم اور ابن جریر اور ابو الشیخ اور بیہقی اور ابن المنذر سے بروایت رواۃ مختلفہ منقول ہین۔ اور ولا تطرد الذین سے آخر تک کی مناسبت تو شان نزول سے ظاہر ہے کہ مسلمانوں کے ہٹانیکی نہی اور انکے ساتھ ملاطفت کا امر اور ان درخواست کرنیوالونکی مذمت ان آیات کے مضامین ہین لیکن اگر آیت وانذر بہ کا بھی اسی قصہ مین نزول ہو تو اُسکی مناسبت قصہ سے اسطور ہے کہ آپکو یہ بات بتلانا ہے کہ آپکو جو اس درخواست کی منظوری کا خیال ہوا تو اسکی وجہ صرف یہ ہے کہ انکو خاص اہتمام سے تبلیغ ہوجاویگی سو ایسی خاص تبلیغ معاندین کے لیے بوجہ مفید نہ ہونیکے ضرور نہین صرف تبلیغ عام کہ اتمام حجت کیلیے لازمۂ نبوت ہی کافی ہے سو وہ بدون مجلس خاص کے بھی حاصل ہے اور تبلیغ خاص کا محل صرف خائفین ہین خواہ اعتقاداً یا تردداً اس لیے آپ اس درخواست کی طرف کچھ التفات نکیجیے اس تقریر سے وجہ مناسبت خوب ظاہر ہوگئی۔ اسیطرح آیات قل انی نہیت الخ کی مناسبت بایں معنی ہوگی کہ جب انذر بہ الذین اور ولا تطرد الذین سے معلوم ہوگیا کہ تبلیغ خاص اور اخص کے محل خائفین اور مومنین ہین نہ کہ معاندین تو بس ان معاندین کی اتنی مراعاۃ

ملحقات الترجمۃ

۵۱ قولہ فی لیس الیسی حالت اشارۃ الی ان قولہ لیس لہم فی حیز النصب علی الحالیۃ من ضمیر یحشروا والعامل فیہ فعلہ ومن دونہ متعلق بمحذوف وقع حالا من اسم لیس لانہ فی الاصل صفۃ لہ فلما تقدم علیہ انتصب علی الحالیۃ والمخوف منہ ہو الحال الاولی لان مطلق الحشر لایخاف منہ انما المخوف منہ ہو فقدان الولی والشفیع بدون اللہ والمشرت الیہ بقولی فی آخر الترجمۃ کیونکہ نہ ڈرنا الخ والحال الثانیۃ قید واقعی کما یظہر من ترجمتی فالمقصود نفی ولایتہم وشفاعتہم لا اختصاص الولایۃ والشفاعۃ باللہ تعالی بمعنی انہ لایکون لہم ولی الا اللہ الخ فان الانذار بغیر مقصود کما ہو ظاہر انما المقصود الانذار لفقدان الولی والشفیع المستقل مطلقا فافہم وفیہ من الروح ۱۲

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ؕ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ

اوران لوگون کو نہ نکالیے جو صبح وشام اپنے پروردگار کی عبادت کرتے ہین جس سے خاص اُسکی رضا ہی کا قصد رکھتے ہین ان کا حساب ذرا بھی آپ کے متعلق نہین اور آپ کا حساب

حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ مَنَّ

ذرا بھی اُنکے متعلق نہین کہ آپ انکو نکالدین ورنہ آپ نامناسب کام کرنیوالون مین ہو جاوینگے اور اسیطور پر ہمنے ایک کو دوسرے کے ذریعہ سے آزمایش مین ڈال رکھا ہے تاکہ یہ لوگ کہا کرین کیا یہ لوگ ہین کہ ہم سب مین سے

اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْ بَيْنِنَا ؕ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ ۝ وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ

ان پر اللہ تعالیٰ نے فضل کیا ہے۔ کیا یہ بات نہین ہے کہ اللہ تعالیٰ حق شناسون کو خوب جانتا ہے اور یہ لوگ جب آپکے پاس آوین جو کہ ہماری آیتون پر ایمان رکھتے ہین تو یون کہدیجیے کہ تمپر سلامتی ہے

كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

تمہارے رب نے مہربانی فرمانا اپنے ذمہ مقرر کر لیا ہے کہ جو شخص تم مین سے کوئی برا کام کر بیٹھے جہالت سے پھر وہ اسکے بعد توبہ کرلے اور اصلاح رکھے تو اللہ تعالیٰ کی یہ شان ہے کہ وہ بڑے مغفرت کرنیوالے ہین بڑی رحمت والے ہین

وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ ع

اور اسیطرح ہم آیات کو تفصیل کرتے رہتے ہین اور تاکہ مجرمین کا طریقہ ظاہر ہو جاوے۔

ضروری نہین بلکہ انکے لیے تبلیغ عام کافی ہے جو کہ مدلول ہے قل انی نہیت الخ کی یعنی اُنسے صرف ایسے مضامین توحید و رسالت کے متعلق جو انی نہیت اور انی علی بینۃ الخ کے مدلول مین زبانی کہدینا کہ مطلق مصداق قولی مصدر قل کا ہی کافی ہے اس تقریر پر اندر بہ سے بالظلمین تک ایک ہی مضمون متلاصق الاجزا ہو گیا والحمد للہ علی ما علم و فہم اور جاننا چاہیے کہ اس منظوری سے آپ کی شان عصمت پر کوئی حرف نہین آتا کیونکہ آپکی منظوری کی بنا ان غربا کی تحقیر نہ تھی بلکہ صرف ان روسا کی تالیف قلب بامید ہدایت تھی اور خود صحابہ کو بھی یہ بات معلوم تھی اسلیے انکی دلشکنی بھی نہین ہوئی تھی غرض یہ آپکا اجتہاد تھا مگر اللہ تعالیٰ نے اس اجتہاد پر عمل کرنیکی اجازت نہین دی کیونکہ حق تعالیٰ کو علم غیب ہے کہ یہ تدبیر نافع نہو گی۔ اور لا تطرد سے شبہہ وقوع طرد یا ارادہ طرد کا نہ کرنا چاہیے کیونکہ نہی قبل وقوع بھی ہوتی ہے رہا احتمال ارادہ کا تو تخصیص مجلس روسا کو مجازاً طرد سے تعبیر فرمایا ہے **تخصیص طالبین حق بمزید الطاف** وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ؕ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۲﴾ وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْ بَيْنِنَا ؕ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ ﴿۵۳﴾ وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵۴﴾ وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۵۵﴾ اوران لوگون کو (اپنی مجلس سے) نہ نکالیے (یعنی گو آپکی نیت نکالنے کی نہو مگر ان روسا کی درخواست پر کسی خاص وقت پر انکی علحدگی تجویز فرمانا ایسا ہی ناپسند ہے جیسے نکالدینا پس ان لوگونکو علحدہ نہ کیجیے) جو صبح وشام (یعنی علی الدوام بدوام مناسب) اپنے پروردگار کی عبادت کرتے ہین جس سے خاص اُسکی رضا ہی کا قصد رکھتے ہین (اور کوئی غرض مال یا جاہ کی نہین یعنی انمین عبادت کے ساتھ اخلاص کی صفت بھی ہے اور یہ مجموعہ مقتضی مزید الطاف کو ہے اور گو آپکو ہر عبادتمین انکے اخلاص باطنی کا جو کہ مقتضی اکرام کا جزو ہے علم ہر وقت نہو مگر انکا عبادت گزار ہونا تو امر ظاہر اور معلوم ہے اور اصل عبادت مین اخلاص ہے پس جب تک عدم اخلاص کی کوئی دلیل قائم نہو اخلاص ہی کا گمان رکھنا چاہیے اور) ان (کے باطن) کا حساب (اور تفتیش) ذرا بھی آپکے متعلق نہین اور (یہ انکی باطن کی تفتیش کا آپ سے متعلق نہونا ایسا یقینی ہے جیسا کہ) آپ (کے باطن) کا حساب (اور تفتیش) ذرا بھی انکے متعلق نہین (غرض اُنکے باطن کی تفتیش قطعاً آپکے متعلق نہین) کہ آپ انکو نکالدین (یعنی اگر اُنکے باطن کی تفتیش آپکے متعلق ہوتی تو

اللغات الوجہ اریدبہ الذات ومعنی ارادۃ الذات الاخلاص لہا لاستحالۃ ظاہر معنی ارادۃ الذات فانہا لا تتعلق الا بالممکنات ۱۲

النحو۔ کذلک فتنا اے مثل ذلک الفتن البدیع فتنا ۱۲

البلاغۃ قولہ اذا جاءک الذین یؤمنون فیہ وضع المظہر موضع المضمر للدلالۃ علی کونہم جامعین للہ ع والارادۃ والایمان وانما آخر الایمان لبیان مدار الوعد بالرحمۃ ہو الایمان مطلقا وان قصر فیما سبق وتقدیم خطابہ صلے اللہ علیہ وسلم فی الموضعین للتشریف۔ وتخصیص استبانۃ سبیل المجرمین بالذکر لکون دفع المضرۃ اہم ۱۲

قولہ باعلم بالشکرین عدی بالباء لتضمین معنی الاحاطۃ۔ قولہ یریدون فائدۃ الجملۃ تاکید علۃ النہی

اختلاف القراءۃ قولہ انہ من عمل فی قراءۃ انہ بالکسر استیناف۔ قولہ فانہ فی قراءۃ بالکسر ووجہ ظاہر قولہ لتستبین فی قراءۃ بالتاء ونصب السبیل علی معنی لتستوضح یا محمد سبیلہم وفی قراءۃ بالیاء والرفع علی تذکیر السبیل

الروایات فی الروح عن عبید بن حمید ومسدد وابن جریر عن ماہان قال اتی قوم النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا اصبنا ذنوبا عظاما فما رد علیہ الصلوۃ والسلام علیہم شیئا فانصرفوا فانزل اللہ تعالی الآیۃ فدعاہم صلے اللہ علیہ وسلم فقرأہا علیہم اھ قلت ویمکن ان تکون القصص کلہا قد وقعت واللہ اعلم ۱۲

ملحقات الترجمہ

۵۱ قولہ فی الغداوۃ والعشی بدوام مناسب لان الدوام الحقیقی لا یمکن ۱۲ ۵۲ قولہ قب… ما علیک گو آپکو الخ اشارۃ… فائدۃ جملۃ ما علیک الخ من الجوا… عما عسی ان یتخیل ان یقتضی الا… ہو المجموع ولا یحکم بادام الاخلا… مشکوکا فیہ کونہ مشکوکا غیر مشکو… لسبہ الا نادرا فی بعض الاو…

ع ۶ / ۵ / ۱۲ بالوحی او القرینۃ وا… الیہ بقولہ ہر وقت…

فلا یرد انہ تعالی لما اخبر عن اخلا… فلا معنے لکون الاخلاص غیر متی… بہ لیحتاج الی نفے الحساب و… عدم الورود ظاہر فان قولہ یر… لا یعم کل الاوقات وکل الاحو… وہو ظاہر ۱۲ ۵۳ قولہ فی… تفتیش وہذا کما فی قولہ علیہ… حسابہم علی اللہ وقولہ تعالی… حسابہم الا علی ربی ۱۲ ۵۴… غرض آنکے باطن الخ اعادہ باع… ان جملۃ فتطرد مرتب علی جملۃ… الخ وان الجملۃ الثانیۃ لتعا… الاولی کما قرر فی الترجمۃ وما… منصوبۃ فی جواب مجموع النفی و… لان المقصود من ہذا المجموع… الاولی فافہم ۱۲ ۵۵ قولہ… فتطرد کہ آپ انکو لم یترجم… الشرط کما ہو الشائع فی جواب… لانہ خلاف المقصود بل المراد… الطرد لانتفاء حسابہم ضرو… انتفاء المسبب لانتفاء السبب کا… ما یکون ذلک منک فکیف تقد… طرد ہو احد معنیین فی شر… الترکیب اخذتہ من الرو…

تحقق اخلاص کے قبل یا تحقق عدم اخلاص کے بعد طرد کی گنجایش تھی یعنی مقتضی طرد صرف ایک امر ہوسکتا تھا جو یقیناً منفی ہے اور فقرہ جو کہ درخواست کنندون کے نزدیک موجب طرد ہے وہ واقع مین موجب ہی نہین پھر طرد مین جواز کا احتمال ہی نہین چونکہ آپ مربی ہین اسلیے مربی کو اپنے ماتحتون کی تفتیش کرنا فی نفسہ محتمل تھا اور اس کا عکس یقیناً منفی ہے اسلیے محتمل کو متیقن کے ساتھ مساوی قرار دیکر اسکی نفی کیگئی کہ وہ بھی یقیناً منفی ہوجاوے) ورنہ[لے] (ایسی حالت مین انکو علیحدہ کرنے سے) آپ نامناسب کام کرنیوالون مین ہوجاوینگے اور (ہمنے جو ان مومنین کو غریب اور ان کافرون کو رئیس بنادیا ہے جو کہ ظاہر مقتضای قیاس سے بعید ہے تو) اسی (عجیب) طور پر ہمنے (انہین سے) ایک کو (یعنی کفار کو) دوسرون کے (یعنی مومنین کے) ذریعہ سے آزمایش مین ڈال رکھا ہے (یعنی حکمت اسمین ہے امتحان ہے کفار کا) تاکہ یہ (کفار) لوگ (اُن مومنین کی نسبت) کہا کرین (چہ خوش) کیا یہ لوگ ہین کہ ہم سب مین سے (انکو منتخب کرکے) ان پر اللہ تعالی نے (اپنا) فضل کیا ہے (جیسا یہ کہتے ہین من اللہ علی المومنین یعنی یہ جو اسلام کو فضل الٰہی سمجھکر اپنے کو اسکا مورد قرار دیتے ہین فضل الٰہی بھی ایسے بے سروسامانون پر کہ بے سروسامانی ظاہراً علامت غیر مقبول ہونیکی ہے ہوا کرتا ہوگا یعنی نہ اللہ نے ان پر فضل کیا اور نہ اسلام کوئی فضل ہے ورنہ ان پر کیون[لے] ہوتا اسکے مستحق ہم تھے کہ ہماری خوشحالی علامت ہے محبوب عند اللہ ہونیکی لو کفار کا یہ غلط خیال مومنین کے فقر و فاقہ اور اپنی ثروت و جاہ سے پیدا ہوا پس دونون کی حالتونکا کفار کے لیے موجب امتحان ہونا ظاہر ہوگیا اور چونکہ اللہ تعالی کو تو علم ہی ہے اسکو امتحان دوسرون کے اعتبار سے کہدیا گیا آگے انکے اس طعن کا جواب ہے کہ) کیا یہ بات نہین ہے کہ اللہ تعالی حق شناسونکو خوب جانتا ہے (ان غربا نے منعم حقیقی کا حق پہچانا طلب حق مین لگ گئے دین حق و قبول عند اللہ سے مشرف کیے گئے اور ان رؤساء نے کفران کیا اس نعمت سے محروم رہے مدار کار اسپر ہے اسمین مسکنت و ریاست کو کیا دخل) اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب یہ غربا ایسے ہین کہ عابد بھی ہین اور مخلص بھی ہین تو) یہ لوگ جب آپکے پاس آوین جو کہ (صفات مذکورہ بالا کے ساتھ یہ صفت بھی رکھتے ہین کہ) ہماری آیتون پر (پورا) ایمان (بھی) رکھتے ہین تو (ان سے بشارت سنانیکے لیے) یون کہدیجیے (ایک تو) تمپر (اللہ کیطرف سے ہر طرح کی آفات سے جو کفار پر آخرت مین پڑینگی) سلامتی (اور امن) ہے (اور دوسرے) تمہارے رب نے (اپنے فضل و وعدے سے تمہارے حال پر) مہربانی فرمانا (اور تمکو نعمتین دینا) اپنے ذمہ مقرر کرلیا ہے (اور[سے] وہ مہربانی یہ ہے کہ جو شخص پہلے سے فرمانبردار ہے وہ تو مصحح[ہی] ہے اللہ تعالی کا یہانتک فضل ہے کہ جو شخص تم مین سے کوئی برا کام کر بیٹھے (جو کہ) جہالت سے (ہوجاتا ہے کیونکہ خلاف حکم امر کرنا عملی جہالت ہے مگر) پھر وہ اسکے بعد توبہ کرلے اور آیندہ کو اپنے اعمال کی) اصلاح رکھے (اسمین[سے] یہ بھی آگیا کہ اگر وہ توبہ ٹوٹ جاوے پھر توبہ کرلے) تو اللہ تعالی کی یہ شان[ھ] ہے کہ وہ (اسکے لیے بھی) بڑے مغفرت کرنے والے ہین (کہ آفات و عقوبات معصیت سے بھی محفوظ رکھین گے اور) بڑے رحمت کرنے والے ہین (کہ نعمتین طرح طرح کی دینگے) اور (جسطرح ہمنے اس مقام پر مومنین اور کفار کے حال اور مآل کی تفصیل کردی) اسیطرح ہم آیات کی (جو کہ دونون فریق کے حال و مآل پر مشتمل ہون) تفصیل کرتے رہتے ہین (تاکہ[لے] مومنین کا طریقہ بھی ظاہر ہوجاوے) اور تاکہ مجرمین (یعنی کفار) کا طریقہ (بھی) ظاہر ہوجاوے (اور حق و باطل کے واضح ہونے سے طالب حق کو معرفت حق سہل ہوجاوے) **ف** آیت مین چند سوال ہین **ایک سوال** یہ کہ جب آپ نے مومنین کا طرد نہین فرمایا اور نہ ارادہ فرمایا جیسا تمہید مین مذکور ہوا تو آیت مین نہی کیون فرمائی **جواب** علیحدگی بمصلحت کو مجازاً طرد فرمایا جیسا اثنای ترجمہ مین اُس مجاز کی تقریر بھی کردی بقولہ ایسا ہی ناپسند ہے الخ **دوسرا سوال** جب طرد سے یہ مراد ہے تو یہ تو ظلم نہ تھا پھر فتکون من الظالمین کیون فرمایا **جواب** ظلم کے معنی لغوی یہ ہین وضع الشئ فی غیر محلہ پس یہ خلاف اولی کو بھی شامل ہے اثنای ترجمہ مین اسطرف بھی اشارہ بقولہ نامناسب کام **تیسرا سوال** فتنا کی علت لیقولوا فرمائی تو کیا کفار کا ایسا کلمہ کہنا اللہ تعالی کے نزدیک مقصود ہے **جواب** ہان مقصود تکوینی ہے کیونکہ خلق قبائح مین بھی مشتمل حکمتین ہین چنانچہ اس مقام پر امتحان ہی ایک حکمت ہے **چوتھا سوال** آپکو حکم ہوا ہے کہ جب اہل ایمان آوین تو یون کہیے سلام علیکم الخ تو کیا آپ ہر حاضری پر ایسا فرماتے تھے **جواب** اذا عموم کے لیے نہین اسلیے ہر بار فرمانا ضروری نہین اور جب حاضری کے وقت آیت سنائی اس حکم کا امتثال ہوگیا اور آیت کا سُنانا یقینی ہے **پانچوان سوال** کیا جو گناہ جہالت سے نہو اُس سے توبہ اور اسکی مغفرت نہین ہوتی **جواب** یہ جہالت علمی نہین عملی ہے جو ہر گناہ کے لیے لازم ہے جیسا روح مین حسن سے نقل کیا ہے کل من عمل معصیۃ فہو جاہل پس یہ قید واقعی ہے احترازی نہین **چھٹا سوال** ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ مغفرت کے لیے توبہ شرط ہے حالانکہ اہل حق کے نزدیک محض فضل سے بھی مغفرت محتمل ہے **جواب** اسکا مدلول تائب کی مغفرت ہے نہ کہ غیر تائب کی عدم مغفرت اور بلا توبہ مغفرت دوسرے نصوص مطلقہ سے ثابت ہے خوب سمجھ لو۔ **ربط** اوپر وانذر بہ الذین مین حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو خائفین کے لیے تبلیغ خاص اور لاتطرد الذین مین مومنین کے لیے تبلیغ اخص کا حکم فرمایا ہے آگے معاندین کے لیے تبلیغ عام کا توحید و رسالت کے متعلق حکم ہوتا ہے جیسا ولا تطرد الذین کی تمہید مین بھی اسکی تقریر گذر چکی ہے

ملحقات الترجمہ

[لے] قولہ فی فتکون ورنہ ایسی حالت الخ اشارہ الے کونہ جوابا للنہی ای ان تطرد فتکون الخ وکلمۃ ورنہ لرعایۃ المحاورۃ الہندیۃ فی جواب النہی ۱۲

[لے] قولہ فی توضیح اھولاء من اللہ کیون ہوتا اشار بذلک الی ما فے الروح ان غرضہم انکار المن راسا علی حد قولہم لوکان خیرا ما سبقونا الیہ لا تحقیر الممنون علیہم مع الاعتراف بوقوعہ بطریق الاعتراض علی سبحانہ وتعالے ۱۲

[سے] قولہ قبل انہ من عمل وہ مہربانی اشارۃ الے التبدل وقولہ ہناک فرمانبردار اشارۃ الی کونہ مدلولا بالاولے ۱۲

[سے] قولہ فی اصلح اسمین یہ بھی فلا یرد ان من تاب ثم عاد ینبغی ان لا یغفر لہ ۱۲

[ھ] قولہ فی فانہ یہ شان اشارۃ الے انہ منصوب علی کونہ خبر المبتدأ ای فانہ تعالے انہ الخ ۱۲

[لے] قولہ فی ولتستبین تاکہ مومنین اشار الے الجملۃ المعتدرۃ المعطوف علیہا ۱۲ ۱۲

قُلْ اِنِّیْ نُهِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قُلْ لَّاۤ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ ۙ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِیْنَ ۝ قُلْ اِنِّیْ

آپ کہدیجیے کہ مجکو اس سے ممانعت کیگئی ہو کہ انکی عبادت کرون جنکی تم لوگ اللہ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو آپ کہدیجیے کہ مین تمہارے خیالات کا اتباع نکرونگا کیونکہ اس حالت مین تو مین بے راہ ہوجاؤنگا اور راہ پر چلنے والون مین نرہونگا۔ آپ کہدیجیے کہ میرے

عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَكَذَّبْتُمْ بِهٖ ؕ مَا عِنْدِیْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ یَقُصُّ الْحَقَّ وَهُوَ خَیْرُ الْفٰصِلِیْنَ ۝ قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِیْ

پاس تو ایک دلیل ہو میرے رب کیطرف سے اور تم اسکی تکذیب کرتے ہو۔ جس چیز کا تم تقاضا کررہے ہو وہ میرے پاس نہین حکم کسیکا نہین بجز اللہ تعالی کے اللہ تعالی واقعی بات کو بتلا دیتا ہو اور سب سے اچھا فیصلہ کرنیوالا وہی ہو۔ آپ کہدیجیے کہ اگر میرے پاس

مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ لَقُضِیَ الْاَمْرُ بَیْنِیْ وَبَیْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِیْنَ ۝ وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَیَعْلَمُ

وہ چیز ہوتی جسکا تم تقاضا کررہے ہو تو میرا اور تمہارا باہمی قصہ فیصل ہوچکا ہوتا اور ظالمون کو اللہ تعالے خوب جانتا ہو اور اللہ ہی کے پاس ہین خزانے تمام مخفی اشیاء کے انکو کوئی نہین جانتا بجز اللہ تعالی کے اور وہ تمام

مَا فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا یَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِیْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ۝

چیزون کو جانتا ہو جو کچھ خشکی مین ہین اور جو کچھ دریاؤن مین ہین اور کوئی پتہ نہین گرتا مگر وہ اسکو بھی جانتا ہو اور کوئی دانہ زمین کے تاریک حصون مین نہین پڑتا اور نہ کوئی تر اور خشک چیز گرتی ہو مگر یہ سب کتاب مبین مین ہین۔

تبلیغ عام معاندین را متعلق توحید و رسالت قُلْ اِنِّیْ نُهِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قُلْ لَّاۤ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ ۙ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِیْنَ (۵۶) قُلْ اِنِّیْ عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَكَذَّبْتُمْ بِهٖ ؕ مَا عِنْدِیْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ یَقُصُّ الْحَقَّ وَهُوَ خَیْرُ الْفٰصِلِیْنَ (۵۷) قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِیْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ لَقُضِیَ الْاَمْرُ بَیْنِیْ وَبَیْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِیْنَ (۵۸) آپ (ان معاندین سے) کہدیجیے کہ مجکو (حق تعالی کیطرف سے) اس سے ممانعت کیگئی ہے کہ ان (معبودون) کی عبادت کرون جنکی تم لوگ اللہ (کی توحید) کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو (اور انکے طریق شرک کے ضلال و اتباع ہوا ہونیکے ظاہر کرنیکو) آپ (یہ بھی) کہدیجیے کہ مین تمہاری (باطل خیالات کا (جو در باب عقائد ہین) اتباع نکرونگا کیونکہ (اگر نعوذ باللہ ایسا کرون تو) اس حالت مین تو مین بیراہ ہوجاؤنگا اور راہ (راست) پر چلنے والون مین (داخل) نرہونگا (اس مضمون کا تو زیادہ تعلق توحید سے تھا آگے کا مضمون زیادہ متعلق رسالت سے ہے یعنی) آپ (ان سے یہ بھی) کہدیجیے کہ میرے پاس تو (اس دین اسلام کے حق ہونے پر) ایک دلیل (کافی موجود) ہے (جو) میرے رب کیطرف سے (مجکو ملی ہے یعنی قرآن مجید جو کہ میرا معجزہ ہے جس سے میری تصدیق ہوتی ہے) اور تم (بلا وجہ) اسکی تکذیب کرتے ہو (اور تم جو اس دلیل صحیح اور معجز پر اکتفا نہ کرکے اسکے حق ہونے پر دلالت کرنیکے لیے نزول عذاب فوری کی درخواست کرتے ہو جیسا دوسری جگہ مذکور ہے ان کان ہذا ہو الحق من عندک فامطر علینا حجارۃ من السماء او ائتنا بعذاب الیم سو اسکا جواب یہ ہے کہ) جس چیز کا تم تقاضا کررہے ہو (یعنی عذاب) وہ میرے پاس (یعنی میری قدرت مین) نہین حکم کسیکا نہین (چلتا) بجز اللہ تعالی کے (اور انکا حکم نزول عذاب کا ہوا نہین پھر مین کسطرح عذاب کھلا دون بخلاف اس دلیل قرآنی کے کہ اسکے نزول کا حکم منجانب اللہ ہوگیا مین اسکو کھلا سکتا ہون) اللہ تعالی واقعی بات کو (مدلل) بتلا دیتا ہے (بس اتنا تو ضرور ہے چنانچہ دلیل قرآنی سے میری رسالت اور دیگر امور حقہ کو ثابت کردیا) اور سب سے اچھا فیصلہ کرنیوالا وہی ہے (کہ حکمت کے موافق فیصلہ کرتا ہے چونکہ ابھی نزول عذاب مین حکمت نہین دیکھی اور چونکہ دلیل صحیح ایک بھی کافی ہوتی ہے اسلیے بحیثیت دلالت اسکی حاجت نہ تھی ورنہ کبھی دلائل کا خاتمہ ہی نہ ہو اسلیے نزول عذاب سے ابھی فیصلہ نہین فرمایا) آپ (اس مضمون کی زیادہ تفصیل و توضیح کے لیے یہ) کہدیجیے کہ اگر میرے پاس (یعنی میری قدرت مین) وہ چیز ہوتی (یعنی عذاب) جسکا تم تقاضا کررہے ہو تو (ابتک) میرا اور تمہارا باہمی قصہ (کبھی کا) فیصل ہوچکا ہوتا (نہ اسلیے کہ انکا ہلاک ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقصود بالذات تھا بلکہ اسلیے کہ اثبات رسالت و دین حق مقصود بالذات تھا کہ یہ اسکا طریق بزعم معاندین متعین ہوچکا تھا اسلیے نزول عذاب کردیا جاتا) اور (تم) ظالمون کو (کہ تمہارے ساتھ کیا معاملہ قرین حکمت ہے) اللہ تعالی خوب جانتا ہے (انکے علم مین جب مناسب ہوگا نزول عذاب ہوجاویگا خواہ دنیا مین بھی جیسے بدر وغیرہ مین ہلاک کیے گئے اور خواہ آخرت مین کہ دوزخ مین جاوینگے غرض نہ مجکو اسکی قدرت ہے نہ اسکے مناسب ہونیکا وقت مجکو معلوم ہے اور نہ اسکی حاجت ہے) ربط اوپر استعجال عذاب کے جواب مین خیر الفاصلین مین قدرت تامہ کا اور اعلم بالظالمین مین علم تام کا اختصاص باریتعالی کے ساتھ احوال مخاطبین کے اعتبار سے مذکور تھا آگے اس اختصاص کا تعلق تمام مقدورات و معلومات کے ساتھ مذکور ہے جسمین تاکید مضمون سابق کے ساتھ اثبات توحید بھی ہے جو کہ مقاصد سورت سے ہے **اختصاص قدرت و علم تام و عام بہ باریتعالی** وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا یَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِیْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ (۵۹)

ملحقات الترجمة

۵۶ قوله فی قل لا اتبع ضلال ظاہر کرنیکو اشارۃ الی فائدۃ ہذہ الجملۃ ۱۲ ۵۷ قوله فی علی بینة میرے پاس الخ ترجمة بالحاصل کما ترجم ہذہ الشاہ عبد القادر بالحاصل ایضا ۱۲ ۵۸ قوله فی بالظلمین تم اشارۃ الی دخولہ فی حیز قل فیکون فیہ وضع المظہر موضع المضمر ۱۲

النحو کذبتم بہ راجع الی البینة بتاویل الدلیل او القرآن۔ قوله الا یعلمها فی الروح والجملة بعد الا فی موضع الحال من الفاعل ای ورقة زیادۃ من و جاءت الحال من النکرۃ لاعتمادها علی النفی والتفریغ فی الحال شایع سایغ ۱۲

البلاغة تقدیم عندہ والنفی والاستثناء یفید اختصاص القدرۃ والعلم بہ تعالی ۱۲

اختلاف القراءة قرأ الکسائی وغیرہ یقض الحق من القضاء ولم یثبت الیاء فی الخط اتباعا للفظ

وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفّٰكُم بِاللَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُم بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيهِ لِيُقْضٰى أَجَلٌ مُّسَمًّى ثُمَّ إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ

اور وہ ایسا ہے کہ رات مین تمہاری روح کو ایک گونہ قبض کر دیتا ہے اور جو کچھ تم دن مین کرتے ہو اسکو جانتا ہے پھر تمکو جگا اٹھاتا ہے تاکہ میعاد معین تمام کر دی جاوے پھر اسی کی طرف تمکو جانا ہے۔

ثُمَّ يُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً حَتّٰى إِذَا جَاءَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ

پھر تمکو بتلا دیگا جو کچھ تم کیا کرتے تھے اور وہی اپنے بندون کے اوپر غالب ہین برتر ہین اور تمپر نگہداشت رکھنے والے بھیجتے ہین یہانتک کہ جب تم مین کسیکو موت آپہونچتی ہے۔

تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُونَ ۝ ثُمَّ رُدُّوا إِلَى اللّٰهِ مَوْلٰهُمُ الْحَقِّ أَلَا لَهُ الْحُكْمُ وَهُوَ أَسْرَعُ الْحَاسِبِينَ ۝

اسکی روح ہمارے بھیجے ہوئے قبض کر لیتے ہین اور وہ ذرا کوتاہی نہین کرتے پھر سب اپنے مالک حقیقی کے پاس لائے جاوینگے خوب سن لو فیصلہ اللہ ہی کا ہوگا اور وہ بہت جلد حساب لیلے گا

اور اللہ کے پاس (یعنی اسکی قدرت مین) ہین خزانے تمام مخفی اشیاء (ممکنہ[1]) کے (انمین سے جس چیز کو جسوقت اور جسقدر چاہین ظہور مین لے آتے ہین وان من شئی الاعندنا خزائنہ وماننزلہ الابقدر معلوم ان اشیاء مین عذاب بھی آگیا مطلب یہ کہ اور کسیکو انپر قدرت نہین اور جسطرح قدرت تامہ انکے ساتھ خاص ہے اسیطرح علم تام بھی چنانچہ) ان (خزائن مخفیہ مقدورات) کو کوئی نہین جانتا بجز اللہ تعالی کے اور (اللہ تعالی کا علم ایسا عام ہے کہ) وہ (ان) تمام چیزونکو (بھی) جانتا ہے جو کچھ خشکی مین ہین اور جو کچھ دریا مین ہین اور کوئی پتہ (تک درخت سے) نہین گرتا مگر وہ اسکو بھی جانتا ہے اور کوئی دانہ (تک) زمین کے (اندرونی) تاریک حصون مین نہین پڑتا اور نہ کوئی تر اور خشک چیز (مثل پھل وغیرہ کے) گرتی ہے مگر یہ سب (بوجہ احاطہ علم الٰہی کے) کتاب مبین (یعنی لوح محفوظ) مین (مرقوم) ہین **ف** یعنی اسمین ہر چیز جو قیامت تک ہونیوالی ہے لکھی ہے اور ظاہر ہے کہ بدون علم کے لکھنا ممکن نہین پس حاصل یہ ہوا کہ سب چیزین اللہ تعالی کے احاطہ علمی مین ہین اور یہ نہ سمجھو کہ اللہ تعالی کے تمام معلومات لوح محفوظ ہی مین منحصر ہین بلکہ اسکی تو کہین انتہا ہی نہین۔ اور مفاتح کا جو ترجمہ خزائن سے کیا گیا اسکا مفرد مفتح بفتح میم ہے اور اگر اسکو مفتح بکسر میم بمعنی مفتاح کے جمع کہا جاوے تو اسکا ترجمہ ہوگا کنجیان اور حاصل یہ ہوگا کہ غیب کی کنجیان یعنی وہ اسباب جنسے ان اشیاء مخفیہ کو جو مثل مقفل چیزونکے ہین کھولتے اور ظاہر کرتے ہین وہ سب خدا تعالی کے قبضہ مین ہین جب اور جسطرح چاہین ان اسباب مین تصرف فرماوین اور دونون تفسیرون پر اسمین اختصاص قدرت مقصود ہوگا۔ اور مافی البر والبحر تمام عالم شہادۃ کو شامل ہے پس پہلا اور دوسرا جملہ ملکر عالم غیب وشہادت دونون کے لیے یہ حکم عام ہوگیا اور عالم شہادت مین برگ ودانہ ورطب ویابس سب آگیا تھا مگر برگ ودانہ اشیاء صغیرہ حقیرہ مین سے ہین انکے لانے سے مبالغہ ہوگیا کہ ایسی حقیر وصغیر چیزین تک علم الٰہی سے غائب نہین پھر دیگر اشیاء حقیرہ وعظیمہ سب کے مکرر تعمیم کے لیے رطب ویابس کو بڑھا دیا اور اسیطرح ان اشیاء کے احوال مین سے صرف گرنیکی حالت کو ذکر کے ساتھ خاص کیا اسمین یہ وجہ ہو سکتی ہے کہ گرنیکی حالت اس شی کی انتہائی حالت ہے مطلب یہ ہوا کہ اخیر تک کا حال جانتے ہین۔ اور اگر کوئی شبہ کرے کہ علم کا اشتمال غیب اور شہادت کو تو مذکور ہوا لیکن قدرت کے ساتھ صرف غیب کو ہے جواب یہ ہے کہ مفاتح کی دلالت ظہور پر بتقریر ترجمہ سے ظاہر ہے پس یہ بھی دونونکو شامل ہوگیا **ربط** اوپر خیر الفاصلین اور اعلم بالظالمین مین اجمالاً کفار کو عذاب آخرت کی وعید ہے آگے آخرت اور بعث کا الیہ مرجعکم مین اثبات ہے اور اسکے قبل نظیر بعث کے وقوع سے اثبات قدرت اور اعمال کے علم کا اثبات کہ بعث وجزاء آخرت کو دونون امر سے تعلق ہے مذکور ہے نیز اوپر مسئلہ توحید ورسالہ کا ذکر تھا بعث کا مسئلہ اکثر قرآن مین اور خصوصاً اس سورت مین دونون مسئلون کے ساتھ مخلوط طور پر بیان کیا گیا ہے **امکان ووقوع بعث** وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفّٰكُم بِاللَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُم بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيهِ لِيُقْضٰى أَجَلٌ مُّسَمًّى ج ثُمَّ إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۶۰﴾ اور وہ (اللہ تعالی) ایسا ہے کہ (اکثر) رات مین (سونیکے وقت) تمہاری روح (نفسانی) کو (جس سے احساس اور ادراک متعلق ہے) ایک گونہ قبض (یعنی معطل) کر دیتا ہے اور (اکثر) جو کچھ تم دن مین کرتے ہو اسکو (دواماً) جانتا ہے پھر (اس سونیکے بعد) تمکو جگا اٹھاتا ہے (جس سے بعث آخرت کا استبعاد بھی دفع ہو سکتا ہے) تاکہ (اسی سونے اور جاگنے کے دوروں سے) میعاد معین (زندگی دنیا کی) تمام کر دیجاوے پھر (اس میعاد کے ختم ہونے پر) اسی (اللہ) کیطرف (مرکر) تمکو جانا ہے پھر (کچھ برزخ مین اور پورا قیامت مین) تمکو بتلا دیگا جو کچھ تم (دنیا مین) کیا کرتے تھے (اور اسکے مناسب سزا وجزا جاری کریگا) **ف** روح نفسانی منجملہ تین ارواح طیبہ کے ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اللہ یتوفی الانفس کی تفسیر مین اسکو نفس تمیز فرمایا ہے اور روح حیوانی کو جسکے نکلنے سے موت آجاتی ہے نفس حیوۃ فرمایا ہے قرآن مین لفظ نفس دونونکو شامل ہے مناسب ہر مقام کے تفسیر کیجاویگی **ربط** اوپر امکان ووقوع بعث مذکور تھا آگے بھی اسی کی تفصیل کے لیے اول قدرت کا پھر موت کا پھر بعث کا پھر حساب کا ذکر فرماتے ہین **تفصیل امکان ووقوع بعث** وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً[2] حَتّٰى إِذَا جَاءَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُونَ ﴿۶۱﴾ ثُمَّ رُدُّوا إِلَى اللّٰهِ مَوْلٰهُمُ الْحَقِّ أَلَا لَهُ الْحُكْمُ وَهُوَ أَسْرَعُ الْحَاسِبِينَ ﴿۶۲﴾

[2] النحو علیکم متعلق بیرسل بتضمین معنی یسلط او بحفظۃ ۱۲

ع ۵ ۱۳

ملحقات الترجمۃ

[1] قولہ فی الغیب ممکنۃ لان القدرۃ لا تتعلق الا بالممکن بخلاف العلم ۱۲ [2] قولہ فی حبۃ پڑتا لعطفہا علی ورقۃ موصوفۃ بالسقوط صرح بہ المفسرون ۱۲ [3] قولہ فی ف ترجمہ خزائن سے کیا گیا منا آثرتہ لما فی الحدیث مفاتح الغیب خمس وتلا ان اللہ الخ اوردہ فی الروح عن ابن جریر وابن المنذر وظاہر ان ہذہ الاشیاء مفتوحات لا فاتحات وقد فسر لوجہین قولہ تعالی مفاتحہ للتنویر ۱۲ [4] قولہ فی باللیل اکثر اشارۃ الی ان التقیید باللیل والنہار فی الموضعین جری علی السنن الغالب والا فقد ینعکس ۱۲ [5] قولہ فی ثم یبعثکم اس سونیکے بعد اشارۃ الی کونہا معطوفۃ علی یتوفاکم وتوسیط العلم بینہما بتقدیمہ علی البعث مع ان ظاہر حقہ التاخیر عن ہذا البعث لان الجرح والعمل یکون بعد البعث لعلہ للتعجیل فی ذکر المقصود لان الکلام مسوق لبیان الجزاء والعلم ہو قطب رحاہ کما یدل علیہ التصریح بقولہ ینبئکم فیما بعد واللہ اعلم ۱۲

قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۚ لَئِنْ اَنْجٰىنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝ قُلِ

آپ کہیے کہ وہ کون ہے جو تمکو خشکی اور دریائی ظلمات سے اس حالت مین نجات دیدیتا ہے کہ تم اسکو پکارتے ہو تذلل ظاہر کرکے اور چپکے چپکے کہ اگر آپ ہمکو ان سے نجات دیدین توہم ضرور حق شناسی والونسے ہوجاوین آپ کہدیجیے

اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ۝ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ

کہ اللہ ہی تمکو اُن سے نجات دیتا ہے اور ہر غم سے تم پھر بھی شرک کرنے لگتے ہو آپ کہیے کہ اسپر بھی وہی قادر ہے کہ تمپر کوئی عذاب تمہارے اوپر سے بھیجدے یا تمہارے پاؤن

تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ ۭ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ ۝ وَكَذَّبَ

تلے سے یا تمکو گروہ گروہ کرکے سبکو بھڑادے اور تمہارے ایک کو دوسرے کی لڑائی چکھادے آپ دیکھیے توسہی ہم کسطرح دلائل مختلف پہلوؤن سے بیان کرتے ہین شاید وہ سمجھ جاوین اور آپ کی قوم

بِهٖ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ ۭ قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ۝ لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ ۡ وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝

اُسکی تکذیب کرتی ہین حالانکہ وہ یقینی ہے آپ کہدیجیے کہ مین تمپر تعینات نہین کیا گیا ہون۔ ہر خبر کے وقوع کا ایک وقت ہے اور جلدی ہی تمکو معلوم ہوجاویگا

اور وہی (اللہ تعالیٰ قدرت سے) اپنے بندونکے اوپر غالب ہین برتر ہین اور (اے بندو) تمپر (تمہارے اعمال اور جان کی) نگہداشت رکھنے والے (فرشتے) بھیجتے ہین (کہ زندگی بھر تمہارے اعمال کو لکھتے رہین اور تمہاری جان کی نگہبانی کرین) یہانتک کہ جب تم مین کسیکو موت آپہونچتی ہے (تو اُسوقت) اُسکی روح ہمارے (دوسرے) بھیجے ہوئے (فرشتے جو اس کام کے لیے مقرر ہین) قبض کرلیتے ہین اور وہ (ہمارے احکام کی بجاآوری مین) ذرا کوتاہی نہین کرتے (بلکہ جسوقت اور جسطرح قبض روح کا حکم ہوتا ہے اسیطرح بجالاتے ہین غرض موت نہین ٹلتی) پھر (مرنیکے بعد آخرت مین) سب (بندے) اپنے مالک حقیقی کے پاس لائے جاوینگے خوب سن لو (اُسوقت) فیصلہ اللہ ہی کا (فیصلہ) ہوگا (اور کوئی دخل نہ دے سکیگا) اور وہ بہت جلد حساب لیلیگا (اور حساب لیکر جزا وسزا واقع کردیگا) **ف** ظاہر آیت سے اس مقام پر تین قسم کے فرشتونکا ذکر ہے۔ ایک اعمال لکھنے والے جنکا ذکر اس آیت مین ہے وان علیکم لحٰفظین کراما کاتبین۔ دوسرے جان کی حفاظت کرنیوالے جن مضرتون سے حفاظت کرنیکا حکم ہوا ور جب تک حکم ہو جنکا ذکر اس آیت مین ہے لہ معقبات من بین یدیہ الخ تیسرے جان نکالنے والے اور ظاہر دوسری آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کام ملک الموت کا ہے اسلیے علماء نے بنابر بعض روایات مذکورہ روح المعانی کے کہا ہے کہ یہ اعوان ملک الموت کے ہین ملابستہ کیوجہ سے انکی طرف اسناد کردیگئی واللہ اعلم اور دوسری آیت مین جو کفار کے لیے فرمایا ہے ولا مولیٰ لہم وہان ناصر مراد ہے اور یہان مالک پس کوئی اشکال نہین **ربط** اوپر بعث کی بحث تھی آگے موافق طرز قرآن اور خصوص اس سورت کے پھر عود ہے توحید کیطرف **استدلال بر توحید** قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۚ لَئِنْ اَنْجٰىنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝۶۳ قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ۝۶۴ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ ۭ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ ۝۶۵ وَكَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ ۭ قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ۝۶۶ لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ ۡ وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ آپ (ان لوگون سے) کہیے کہ وہ کون ہے جو تمکو خشکی اور دریائی ظلمات (یعنی شدائد) سے اس حالت مین نجات دیدیتا ہے کہ تم اُسکو (نجات دینے کے لیے) پکارتے ہو (کبھی) تذلل ظاہر کرکے اور (کبھی) چپکے چپکے (اور یون کہتے ہو) کہ (اے اللہ) اگر آپ ہمکو ان (ظلمات) سے (ابکے) نجات دیدین تو (پھر) ہم ضرور حق شناسی (پر قائم رہنے) والون سے ہوجاوین (یعنی آپکی توحید کے کہ بڑی حق شناسی ہے قائل رہین اور اس سوال کا جواب چونکہ متعین ہے اور وہ لوگ بھی کوئی دوسرا جواب نہ دینگے اسلیے) آپ (ہی) کہدیجیے کہ اللہ ہی تمکو اُن سے نجات دیتا ہے (جب کبھی نجات ملتی ہے) اور (ان ظلمات مذکورہ کی کیا تخصیص ہے بلکہ) ہر غم سے (وہی نجات دیتا ہے مگر) تم (ایسے ہو کہ) پھر بھی (بعد نجات پانیکے بدستور) شرک کرنے لگتے ہو (جو کہ اعلیٰ درجہ کی

اللغات اللبس الخلط لکن لاخلط الاتفاق بل خلط الافتراق بالالتحام والقتال والاشتباک فلا حاجۃ الی تقدیر المضاف الامر والشیع جمع الشیعۃ واصلہ من الشیع وہو التبع ومعناہ الذین یتبع بعضہم بعضا ای کل فرقۃ منہم مشایعۃ لامام کذا فی مجموع الروح والکبیر والخازن والمدارک ۱۲

البلاغۃ یذیق عطف تفسیری لیلبس ۱۲

الروایات روی البخاری عن جابر لما نزلت قل ہو القادر علی ان یبعث علیکم عذابا من فوقکم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعوذ بوجہک او من تحت ارجلکم قال اعوذ بوجہک او یلبسکم شیعا ویذیق قال ہذا اہون۔ وروی مسلم عن سعد بن ابی وقاص قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سالت ربی ثلاثا فاعطانی ثنتین ومنعنی واحدۃ سالت ربی ان لا یہلک امتی بالسنۃ فاعطانیہا وسالتہ ان لا یہلک امتی بالغرق فاعطانیہا وسالتہ ان لا یجعل باسہم بینہم فمنعنیہا قلت وباللہ التوفیق ان قصدی من ذکر الروایات ان الاول التنبیہ علی ان الآیۃ تنزل فی المسلمین کما یشہد بذلک السیاق والثانی التوجیہ للروایۃ بان الآیۃ لما نزلت استحضر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قدرتہ تعالی علی نزول العذاب علی غیر من ارید بالآیۃ ایضا وحملہ شفقتہ علی ان یدعو لہم فاعطی اثنتین ومنع واحدۃ ہی مثل مدلول الآیۃ لا عینہا فافہم ۱۲

ملحقات الترجمۃ

۵۱ قولہ نہین ٹلتی اشارۃ الی فائدۃ ہذہ الجملۃ ۱۲ **۵۲** قولہ فی الحق حقیقی ماخذہ ما فی الروح الحق ضد الباطل ہو الثابت الباقی الوجود الحقیقی وفیہ تعریض ببطلان آلہتہم ۱۲ **۵۳** قولہ فی ظلمت شدائد کذا فی الروح لانہا تظلم العقول ۱۲ **۵۴** قولہ فی تدعونہ اس حالت الخ اشارۃ کون تدعون حالا من کم ۱۲ **۵۵** قولہ فی تضرعا تذلل ظاہر اشارۃ الی ان التضرع ہو التذلل ولما کان مقابلا للخفیۃ اعتبر فیہ معنی الظہور کما فی المدارک معلنین الضراعۃ ۱۲ **۵۶** قولہ فی لئن انجلنا کہتے ہو اشارۃ الی تقدیر قائلین حالا من فاعل تدعون ۱۲ **۵۷** قولہ فی قل اللہ متعین اشارۃ الی وجہ امرہ صلی اللہ علیہ وسلم بالجواب مع کونہ من وظائفہم ۱۲ **۵۸** قولہ فی ینجیکم ملتی ہے لان النجاۃ غیر دائمۃ ولا ضروریۃ ۱۲ **۵۹** قولہ فی ثم انتم مگر اشارۃ الی کون ثم للاستبعاد ۱۲

وَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِينَ يَخُوضُونَ فِي آيَاتِنَا فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتَّىٰ يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ ۚ وَإِمَّا يُنسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا

اور جب تو ان لوگوں کو دیکھے جو ہماری آیات میں عیب جوئی کر رہے ہیں تو ان لوگوں سے کنارہ کش ہو جا یہاں تک کہ وہ کوئی اور بات میں لگ جاویں اور اگر تجھکو شیطان بھلا دے تو یاد

تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝ وَمَا عَلَى الَّذِينَ يَتَّقُونَ مِنْ حِسَابِهِم مِّن شَيْءٍ وَلَٰكِن ذِكْرَىٰ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ۝

آنے کے بعد پھر ایسے ظالم لوگوں کے پاس مت بیٹھ۔ اور جو لوگ احتیاط رکھتے ہیں ان پر ان کی بازپرس کا کوئی اثر نہ پہونچے گا ولیکن ان کو ذمہ نصیحت کر دینا ہے شاید وہ بھی احتیاط کرنے لگیں

وَذَرِ الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَهُمْ لَعِبًا وَلَهْوًا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا ۚ وَذَكِّرْ بِهِ أَن تُبْسَلَ نَفْسٌ بِمَا كَسَبَتْ لَيْسَ لَهَا مِن دُونِ اللَّهِ وَلِيٌّ

اور ایسے لوگوں سے بالکل کنارہ کش رہ جنہوں نے اپنے دین کو لہو و لعب بنا رکھا ہے اور دنیوی زندگی نے انکو دھوکہ میں ڈال رکھا ہے اور اس قرآن کے ذریعہ سے نصیحت بھی کرتا رہ تاکہ کوئی شخص اپنے کردار کے سبب اس طرح نہ پھنس جاوے کہ کوئی غیر اللہ نہ اسکا مددگار ہو

وَلَا شَفِيعٌ وَإِن تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا ۗ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ أُبْسِلُوا بِمَا كَسَبُوا ۖ لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيمٍ وَعَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ۝

ع ۱۴

اور نہ سفارشی۔ اور یہ کیفیت ہو کہ اگر دنیا بھر کا معاوضہ بھی دے ڈالے تب بھی اس سے نہ لیا جاوے۔ یہ ایسے ہی ہیں کہ اپنے کردار کے سبب پھنس گئے ان کے لئے نہایت تیز گرم پانی پینے کے لیے ہوگا اور دردناک سزا ہوگی اپنے کفر کے سبب

ملحقات الترجمة

ناحق شناسی ہے اور وعدہ کیا تھا حق شناسی کا۔ غرض یہ کہ شدائد میں تمہارے اقرار سے توحید کا حق ہونا ثابت ہو جاتا ہے پھر انکار کب قابل التفات ہے (آپ یہ بھی) کہیے کہ (جس طرح وہ نجات دینے پر قادر ہے اسی طرح) اس پر بھی وہی قادر ہے کہ تم پر (بااقتضاء تمہارے کفر و شرک کے) کوئی عذاب تمہارے اوپر سے بھیجدے (جیسے پتھر یا ہوا یا بارش طوفانی) یا تمہارے پاؤں تلے (جو زمین ہے اس) سے (ظاہر کر دے جیسے زلزلہ یا غرق ہو جانا اور ان عذابوں کے اسباب پر تو غیر اختیاری ہیں اور کبھی نہ کبھی ایسا ہوگا خواہ دنیا میں یا آخرت میں) یا کہ تم کو (اے بسبب اختلاف) مختلف گروہ گروہ کرکے سب کو آپس میں بھڑا دے (یعنی) اور تمہارے ایک کو دوسرے کی لڑائی (کا مزہ) چکھا دے (اور اسکا سبب فعل اختیاری ہے اور یا سب آفتیں جمع کر دے۔ غرض انبیاء اور اولیاء سے آپ کی قدرت میں ہیں) اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ دیکھیے تو سہی ہم کس طرح دلائل (توحید) کو مختلف پہلوؤں سے بیان کرتے ہیں شاید وہ لوگ سمجھ جاویں اور (باوجود اثبات صدق وعید کے) آپ کی قوم (قریش یا اہل عرب بھی) اس (عذاب) کی تکذیب کرتی ہیں (اور آپ سے عجلت کرتے ہیں) حالانکہ وہ یقینی ہے ... آپ (یوں) کہدیجیے کہ میں تمہارا ذمہ دار نہیں ہوں ... ہر خبر (کے وقوع) کا ایک وقت (معین) ہے اور عنقریب تم کو معلوم ہو جاوےگا

ف عذاب شامل ہے آخرت اور دنیوی دونوں کو ... دوسری آیت میں فرمایا ... اس سے یہ ... کو عذاب سے تو مراد نہیں ... اسکا ... مذکور نہیں کیا گیا ... وجہ ... باقی ... آیت فانظر ... تعذیب کی ... کیونکہ ... مطلق ہے دوسرے تاقی کو بھی ... اختیار سے خارج کہنا صحیح ہے ... اسباب ... دونوں ...

ربط اوپر ... کی تکذیب کا ذکر اور انکو ... کی تبلیغ کا امر تھا آگے بطور تفریع کے انکی مجالس تکذیب میں بدون ضرورت تبلیغ کے جانے اور بیٹھنے سے نہی ہے

نہی از مجالست طاعنین فی الدین بجز ضرورت تبلیغ وَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِينَ يَخُوضُونَ فِي آيَاتِنَا فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتَّىٰ يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ ۚ وَإِمَّا يُنسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿٦٨﴾ وَمَا عَلَى الَّذِينَ يَتَّقُونَ مِنْ حِسَابِهِم مِّن شَيْءٍ وَلَٰكِن ذِكْرَىٰ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴿٦٩﴾ وَذَرِ الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَهُمْ لَعِبًا وَلَهْوًا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا ۚ وَذَكِّرْ بِهِ أَن تُبْسَلَ نَفْسٌ بِمَا كَسَبَتْ لَيْسَ لَهَا مِن دُونِ اللَّهِ وَلِيٌّ وَلَا شَفِيعٌ وَإِن تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا ۗ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ أُبْسِلُوا بِمَا كَسَبُوا ۖ لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيمٍ وَعَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ﴿٧٠﴾ اور (اے مخاطب) جب تو ان لوگوں کو دیکھے جو ہماری آیات میں عیب جوئی کر رہے ہیں تو ان لوگوں کے پاس بیٹھنے سے کنارہ کش ہو جا یہاں تک کہ وہ کسی اور بات میں لگ جاویں اور اگر تجھکو شیطان بھلا دے ... تو یاد آنے کے بعد پھر ایسے ظالم لوگوں کے پاس مت بیٹھ (ملک فرمانے کہ خود ہو) اور اگر

حواشی

ملہ قولہ ای توسیع عذاب ... ایسا ہو گا ... کون ... تبیج مقصود ...
ملہ قولہ بعد یذیق بعضکم ... جمع ... اشارہ ... اہ
ملہ قولہ بعد ... کذب مقصود ہیں لشارۃ الی ... دع ایراد ... حال العذاب ... مواخذہ ... التکذیب ... ان اللہ ... باعتبار ... جلالین ...
ملہ قولہ ... بیانیۃ اللعب ... الوجل ... والثانی اللغۃ ...
ملہ قولہ ... سابقاً ...
ملہ قولہ ... اللعب لغۃ ...
ملہ قولہ ... دعوی و اسمعیہ ...

قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلٰٓى اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ كَالَّذِى اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ

آپ کہدیجئے کہ کیا ہم اللہ کے سوا ایسی چیز کی عبادت کریں کہ وہ ہمکو نفع پہنچاوے اور نہ وہ ہمکو نقصان پہنچاوے اور کیا ہم الٹے پھر جاویں بعد اسکے کہ ہمکو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کردی ہے جیسے کوئی شخص کہ اسکو شیطانوں نے کہیں جنگل میں

فِى الْاَرْضِ حَيْرَانَ لَهٗٓ اَصْحٰبٌ يَّدْعُوْنَهٗٓ اِلَى الْهُدَى ائْتِنَا ؕ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ؕ وَاُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ

بے راہ کر دیا ہو اور وہ بھٹکتا پھرتا ہو اسکے کچھ ساتھی بھی تھے کہ وہ اسکو ٹھیک رستہ کیطرف بلا رہے ہیں کہ ہمارے پاس آ آپ کہدیجئے کہ یقینی بات یہ ہے کہ راہ راست وہ خاص اللہ ہی کی راہ ہے اور ہمکو یہ حکم ہوا ہے کہ ہم پورے مطیع ہو جاویں

الْعٰلَمِيْنَ ۙ وَاَنْ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّقُوْهُ ؕ وَهُوَ الَّذِىْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۞ وَهُوَ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ وَيَوْمَ

پروردگار عالم کے اور یہ کہ نماز کی پابندی کرو اور اس سے ڈرو اور وہی ہے جسکے پاس تم سب جمع کیے جاؤ گے اور وہی ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو با فائدہ پیدا کیا

يَقُوْلُ كُنْ فَيَكُوْنُ ؕ قَوْلُهُ الْحَقُّ ؕ وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِى الصُّوْرِ ؕ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ؕ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ۞

اور جس دن اللہ تعالیٰ اتنا کہدیگا کہ تو ہو جا بس وہ ہو پڑیگا اسکا کہنا با اثر ہے اور جبکہ صور میں پھونک ماری جاویگی ساری حکومت خاص اسی کی ہوگی وہ جاننے والا ہے پوشیدہ چیزوں کا اور ظاہر چیزوں کا اور وہی ہے بڑی حکمت والا پوری خبر رکھنے والا

کوئی دینی یا دنیوی ضرورت ایسی مجلس میں جانیکی ہو تو اسکا حکم یہ ہے کہ جو لوگ (منہیات شرعیہ سے) بچتے ہیں بلا ضرورت ایسی مجالس میں جانا بھی ہے اور ہم اوپر کہہ چکے ہیں اُن پر ان (طاعنین و مکذبین) کی بازپرس کا اثر گناہ طعن کا کوئی اثر نہ پہونچے گا (یعنی بضرورت وہاں جانیوالے گنہگار نہ ہونگے) ولیکن انکے ذمہ (بشرط قدرت) نصیحت کرنا ہے شاید وہ (طاعنین بھی) (ان خرافات سے) احتیاط کرنے لگیں (خواہ قبول اسلام سے خواہ انکے لحاظ سے) اور (کچھ مجلس تکذیب کی تخصیص نہیں بلکہ) ایسے لوگوں سے بالکل کنارہ کش رہو جنہوں نے اپنے (اس) دین کو جسکا ماننا انکے ذمہ فرض تھا یعنی اسلام کو لہو و لعب بنا رکھا ہے (کہ اسکے ساتھ تمسخر کرتے ہیں) اور دنیوی زندگی نے انکو دھوکہ میں ڈال رکھا ہے (کہ اسکی لذات میں مشغول ہیں اور آخرت کے منکر ہیں اسلیے اپنے تمسخر کا انجام نظر نہیں آتا) اور (کنارہ کشی کے ساتھ ساتھ) ایسے لوگوں کو اس قرآن کے ذریعہ سے (جس سے یہ تمسخر کر رہے ہیں) نصیحت بھی کرتے رہو تا کہ کوئی شخص اپنے کردار (بد) کے سبب (عذاب میں) اس طرح نہ پھنس جاوے کہ کوئی غیر اللہ نہ اسکا مددگار ہو اور نہ سفارشی ہو اور یہ کیفیت ہو کہ اگر بالفرض دنیا بھر کا معاوضہ بھی دے ڈالے (کہ اسکو دیکر بچ جاوے) تب بھی اس سے نہ لیا جاوے (تو نصیحت سے یہ فائدہ ہے کہ ممکن ہے کہ ایسے انجام پر تنبیہ ہو جاوے اور نہ ماننا دوسرا جانے) چنانچہ یہ (تمسخر کرنے والے) ایسے ہی ہیں کہ (نصیحت نہ مانی اور) اپنے کردار (بد) کے سبب (عذاب میں) پھنس گئے (جسکا آخرت میں پورے طور پر ظہور ہوگا) انکے لیے نہایت تیز گرم پانی پینے کے لیے ہوگا اور (اسکے علاوہ اور طرح بھی) دردناک سزا ہوگی انکے کفر کے سبب (کہ دین کے ساتھ تمسخر کرنا) **ف** بضرورت ان مجالس میں جانا جیسے مثلاً مسجد حرام میں نماز طواف کے لیے گئے اور وہ کفار وہاں بھی یہی شغل کر رہے ہیں یا انکو وعظ سنانے گئے اور وہ اسمیں مشغول ہیں چنانچہ مقام میں دونوں مضمون کی آیتیں بھی ہیں **ربط** اوپر مستقل طور پر توحید کا حق ہونا شرک کا باطل ہونا قیامت کا قائم ہونا مذکور ہوا ہے آگے پھر یہی مضمون ابطال شرک اور اثبات توحید کا استقلالاً اور بعث کا استطراداً بضمن وعید شرک مذکور ہے اور بعض روایات میں ہے کہ مشرکین نے مسلمانوں سے ترک اسلام کی درخواست بھی کی تھی آیت میں اسکا جواب بھی ہے اور اس روایت پر آیت کی مناسبت ماقبل سے اور قوی ہوگئی کہ وہاں ذکر تھا اور ذکر حکم تھا کہ مشرکین کو اسلام کیطرف بلاویں یہاں انکے ترک اسلام کیطرف بلانیکا جواب ہے

ابطال شرک و اثبات توحید

قولہ تعالیٰ قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلٰٓى اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ كَالَّذِى اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ فِى الْاَرْضِ حَيْرَانَ لَهٗٓ اَصْحٰبٌ يَّدْعُوْنَهٗٓ اِلَى الْهُدَى ائْتِنَا ؕ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ؕ وَاُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۱﴾ وَاَنْ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّقُوْهُ ؕ وَهُوَ الَّذِىْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَهُوَ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ وَيَوْمَ يَقُوْلُ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۷۳﴾ قَوْلُهُ الْحَقُّ ؕ وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِى الصُّوْرِ ؕ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ؕ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ﴿۷۳﴾

اللغات استهوته في الروح استفعال من هوى في الارض ... وسب ... معروف في اللغة كما طلبت هويه وحرصت عليه ۱۲

النحو قوله كالذي مفعول مطلق اى ردّا ... الذي قوله امرنا لنسلم في الروح ذهب الكسائي ... ان الارض مصدر بمعنى ان لعبادة ... خاصة قوله وان اقيموا في الروح عطف على ... مصدرية على ... اقيموا على صيغ ... للسلم ...

قوله يكون فيكون دال عليه وقيل ... قوله الحق مبتدأ وخبر ۱۲

البلاغة في الروح عن الامام ... قوله امرنا واقيموا انه كان ... لنسلم ولان نعبم ... انه عدل الى ما ذكر ... ما دام كافرا كان ... المخاطب ... ما طلب به ... واذا اسلم ودخل في زمرة المؤمنين صار ... الخطاب ... ۱۲

الروايات ... اخرج ابن جرير وابن ابي حاتم ... عن السدي ... المشركين قالوا للمؤمنين اتبعوا سبيلنا ... ان محمد صلى الله عليه وسلم ... فقال الله ...

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً اِنِّيْٓ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ

اور وہ وقت بھی یاد کرنیکے قابل ہے جب ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے فرمایا کہ کیا تو بتونکو معبود قرار دیتا ہے۔ بیشک مین تجکو اور تیری ساری قوم کو صریح غلطی مین دیکھتا ہون ۔ اور ہمنے ایسے ہی طور پر ابراہیم کو آسمانون اور زمین کی

وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ۝ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ ۝

مخلوقات دکھلائین تاکہ وہ عارف ہو جائین اور تاکہ کامل یقین کرنیوالونسے ہو جاوین پھر جب رات کی تاریکی اُنپر چھا گئی تو انہونے ایک ستارہ دیکھا آپنے فرمایا کہ یہ میرا رب ہے سو جب وہ غروب ہو گیا تو آپنے فرمایا کہ مین غروب ہو جانیوالونسے محبت نہین رکھتا

آپ (سب مسلمانون کیطرف سے ان مشرکون سے) کہدیجیے کہ کیا ہم اللہ کے سوا (تمہاری مرضی کے موافق) ایسی چیز کی عبادت کرین کہ نہ وہ (اُسکی عبادت کرنیکی صورت مین) ہمکو نفع پہونچا (نے پر قادر ہو) وے اور نہ وہ (اُسکی عبادت نکرنیکی صورت مین) ہمکو نقصان پہونچا (نے پر قادر ہو) وے (مراد اس سے آلہہ باطلہ ہین کہ بعض کو تو اصلا قدرت نہین اور جنکو کچھ ہی بالذات نہین اور معبود مین کم از کم اپنے موافق اور مخالف کو نفع وضرر پہونچانیکی تو قدرت ہونا چاہیئے توکیا ہم ایسونکی عبادت کرین) اور کیا (معاذ اللہ) ہم (اسلام سے) اُلٹے پھر جاوین بعد اسکے کہ ہمکو خدا تعالیٰ نے (طریق حق کی) ہدایت کردی ہے (یعنی اول تو شرک خود ہی قبیح ہے پھر خصوصاً بعد اختیار اسلام کے تو اور زیادہ شنیع ہے ورنہ ہماری تو وہ مثال ہو جاوے) جیسے کوئی شخص ہو کہ اُسکو شیطانون نے کہین جنگل مین (بہکا کر راہ سے) بے راہ کردیا ہو اور وہ بھٹکتا پھرتا ہو (اور) اُسکے کچھ ساتھی بھی تھے کہ وہ اُسکو ٹھیک رستہ کی طرف (پکار پکار کر) بلا رہے ہین کہ (ادھر) ہمارے پاس آ (مگر وہ غایت حیرت سے نہ سمجھتا ہے نہ آتا ہے حاصل یہ کہ جیسا یہ شخص راہ پر تھا لیکن اپنے راہ دان رفقا سے جدا ہو کر غولان بیابانی کے ہاتھ مین گرفتار ہو کر بے راہ ہو گیا اور وہ رفقا اب بھی اُسکو راہ پر لاتے ہین مگر وہ نہین آتا ایسی ہی ہماری حالت ہو جاوے کہ راہ اسلام پر ہو کر اپنے ہادی پیغمبر سے جدا ہون اور مضلین کے پنجہ مین گرفتار ہو کر گمراہ ہو جاوین اور وہ ہادی پھر بھی خیر خواہی سے دعوت اسلام کرتے رہین اور ہم گمراہی کو نہ چھوڑین یعنی کیا تمہاری مرضی پر عمل کر کے اپنی ایسی مثال بنالین) آپ (اُن سے) کہدیجیے کہ (جب اس مثال سے معلوم ہوا کہ راہ سے بے راہ ہونا برا ہے اور یہ) یقینی بات ہے کہ راہ راست وہ خاص اللہ ہی کا (بتلایا ہوا) راہ ہے (اور وہ اسلام ہی ہے پس یقیناً اُسکا ترک کرنا بے راہ ہونا ہے پھر ہم کب چھوڑ سکتے ہین) اور (آپ کہدیجیے کہ ہم شرک کیسے کرسکتے ہین) ہمکو (تو) یہ حکم ہوا ہے کہ ہم پورے مطیع ہو جاوین پروردگار عالم کے (جو منحصر ہے اسلام مین) اور یہ (حکم ہوا ہے) کہ نماز کی پابندی کرو (جو کہ فعلاً دلالت علی التوحید مین ظاہر تر ہے) اور (یہ حکم ہوا ہے کہ) اُس سے (یعنی اللہ سے) ڈرو (یعنی مخالفت نکرو جسمین سب سے بڑھ کر شرک ہے) اور وہی (اللہ) ہے جسکے پاس تم سب (قیامت کے روز قبرون سے نکلکر حساب کے لیے) جمع کیے جاؤ گے (وہان مشرکین کو اپنے شرک کا خمیازہ بھگتنا پڑیگا) اور وہی (اللہ) ہے جسنے آسمانونکو اور زمین کو بافائدہ پیدا کیا (جسمین بڑا فائدہ یہ ہے کہ اُس سے خالق کے وجود اور توحید پر استدلال کیا جاوے پس یہ بھی توحید کی ایک دلیل ہے) اور (اوپر جو تمہارے حشر مین حشر کی خبر دی ہے اُسکو بھی کچھ مستبعد مت سمجھو کیونکہ وہ قدرت الٰہیہ کے سامنے اسقدر آسان ہے کہ) جسوقت اللہ تعالیٰ اتنا کہدیگا کہ (حشر) تو ہو جا بس وہ (حشر فوراً) ہو پڑیگا اُسکا (یہ) کہنا با اثر ہے (خالی نہین جاتا) اور (حشر کے روز) جبکہ صور مین (بحکم الٰہی دوسری بار فرشتہ کی) پھونک ماری جاویگی ساری حکومت (حقیقۃً بھی ظاہراً بھی) خاص اسی (اللہ) کی ہوگی (اور وہ اپنی حکومت سے موحدین و مشرکین کا فیصلہ کریگا) وہ (اللہ) جاننے والا ہے پوشیدہ چیزونکا اور ظاہر چیزونکا (پس مشرکین کے اعمال و احوال کا بھی اسکو علم ہے) اور وہی ہے بڑی حکمت والا (اسلیے مناسب جزا ہر ایک کو دیگا اور وہی ہے) پوری خبر رکھنے والا (اسلیے کسی امر کا اخفاء اس سے ممکن نہین) **ف** تمثیل مین جو شیطانونکا راہ بھلا دینا مذکور ہے اس سے معلوم ہوا کہ شیاطین اور خبیث جن سے بعض اوقات اس قسم کے تصرفات و افعال صادر ہو سکتے ہین تحقیق اسکی سورہ بقرہ کے اخیر حکم سی و ششم کے ذیل مین گذر چکی ہے ملاحظہ کرلیا جاوے پس آیت مین تاویلات کی کوئی ضرورت نہین **ربط** اوپر شرک کا ابطال اور توحید کا اثبات مذکور تھا آگے اسی مضمون کی تائید مین حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ دعوت الی التوحید کا بیان فرماتے ہین اور بوجہ اسکے کہ اہل عرب ابراہیم علیہ السلام کو مانتے تھے مضمون مذکور کی تائید مین زیادہ قوت ہو گئی نیز اس قصہ مین مسئلہ رسالت کی بھی تائید ہے کہ نبوت کوئی امر مستغرب نہین ہے پہلے سے بھی انبیاء ہوتے آئے ہین

قصۂ احتجاج ابراہیم علیہ السلام بر توحید وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً ۚ اِنِّيْٓ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ۝ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ ۝

البلاغۃ قوله فی اصناما الهة وفی الكواكب ربی سله لعبادتهم الاصنام واعتقادهم التصرف المستقل فی الكواكب والاول اعتقاد الالوهية والثانی اعتقاد الربوبية ١٢

ملحقات الترجمة

۵۱ قوله فی ان ندعوا آپ مسلمانون اشار الی ان هذه الآية تغليبا او لانتصور الرد على العقب الملاوبه الرجوع الى الشرك منه صلى الله عليه وسلم ١٢

۵۲ قوله فی ینفعنا قادر لان النفع والضر بالفعل ليس من لوازم الالٰه الحق ١٢

۵۳ قوله فی و نرد کیا اشارة الى كونه معطوفا على ندعوا ١٢

۵۴ قوله بعد اذ هدٰنا زیادہ شنیع اشارة الى وجه ما تو قوله بعد اذ هدانا ١٢

۵۵ قوله فی الارض کہین جنگل اشار به الى مصداق الارض والى افادة التنكير ١٢

۵۶ قوله فی حیران آ اور نہ آ کو او الحال نفی العزلی ١٢

۵۷ قوله فی یدعونه پکار پکار فی هذا العنوان المفهوم منه بعد المدعو اشارة الى ان هذا ليس ممن يعرف الطريق انما يدرك سمت الداعي ومورد النعيق ولهذا لم يقل ائت الطريق ١٢

۵۸ قوله فی امرنا ہمکو یہ حکم اشارة الى كونه داخلا فی حيز امرنا ١٢

۵۹ قوله فی اقيموا فعلا اشار الى وجه تخصيص الصلوة بالذكر ١٢

۵۱۰ قوله فی يوم يقول جسوقت اشارة الى استعماله المجازي الشامل للحقيقي ١٢

۵۱۱ قوله فی ينفخ دوسری لان الحشر بعد الثانية ١٢

۵۱۲ قوله فی الملك ظاہراً اشارة الى وجه التخصيص بذلك اليوم وله الملك كل حين ١٢

فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ ○ فَلَمَّا

پھر جب چاند کو دیکھا چمکتا ہوا　تو فرمایا کہ یہ میرا رب ہے　سو جب وہ غروب ہو گیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر مجکو میرا رب ہدایت نکرتا رہے تو مین گمراہ لوگون مین شامل ہو جاؤن　پھر جب

رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّيْ هٰذَآ اَكْبَرُ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ○ اِنِّيْ وَجَّهْتُ

آفتاب کو دیکھا　چمکتا ہوا　تو فرمایا کہ یہ میرا رب ہے یہ تو سب مین بڑا ہی　سو جب وہ غروب ہو گیا آپ نے فرمایا بیشک مین تمہارے شرک سے بیزار ہون　مین اپنا رخ اُسکی طرف

وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○

کرتا ہون　جس نے　آسمانون کو　اور زمین کو پیدا کیا　اور مین شرک کرنیوالون سے نہین ہون

فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ ○ فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّيْ هٰذَآ اَكْبَرُ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ○ اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○

ف ان آیات کی تفسیر سے پہلے چند امور ضروریہ لکھتا ہون جنکا لحاظ رکھنا تفسیر مین مُعین فہم ہوگا **امر اول** ابراہیم علیہ السلام کی قوم کے احوال مذکورہ فی القرآن سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ بت پرستی بھی کرتے تھے اور ستارونکو بھی عالم مین متصرف جانتے تھے پس وہ دو طور پر مشرک تھے اعتقاد الوہیۃ اصنام وربوبیۃ کواکب اسواسطے ابراہیم علیہ السلام کے مناظرات مین دونون پر کلام ہے **امر دوم** ابراہیم علیہ السلام ہوش سنبھالنے ہی کے وقت سے توحید کے عارف و محقق تھے ہان ایک عرصہ تک مناظرہ کا اتفاق نہین ہوا پھر یا خود قبل نبوت یا بوحی بعد نبوت قوم سے مناظرہ فرمایا اور اس سے یہ بھی مفہوم ہوا کہ جس رات کی آمد کا فلما جن علیہ اللیل مین ذکر ہی اسکی کوئی دلیل نہین کہ اسکے قبل اُنھون نے بوجہ غار مین پرورش پانے کے کوئی رات نہ دیکھی ہو بلکہ یہ قصہ مشہور غار کا خود ثابت نہین **امر سوم** آیکی قوم خدا کی بھی قائل تھی یا نہین دونون احتمال ہین احتمال اول پر کہ آگے لا اخاف ما تشرکون بہ سے ظاہر ہی معلوم ہوتا ہی تفسیر آیات مناظرات کی زیادہ سہل ہو کیونکہ اُنمین مضمون وجود الہ حق کا ظاہر اً بطور مقدمہ دلیل کے ہی چنانچہ شاہ عبدالقادر بھی فطر السموات والارض سے اسی کے قائل ہوئے ہین اور احتمال ثانی پر اس مضمون مذکور وجود الہ حق کو جزو دعوی کہدیا جاویگا اور مقدمات دلیل کے صرف آثار و افعال مشاہدہ کو کہا جاویگا البتہ نمرود کی طرز گفتگو سے ظاہراً معلوم ہوتا ہی کہ وہ خود خالق ہی کا منکر تھا لیکن یہ کہا جا سکتا ہی کہ اُسنے تمرداً و عناداً ایسی گفتگو کی ہو در واقع مین خالق کا قائل ہو چنانچہ جملہ حاج ابراہیم فی ربہ ان آتاہ اللہ الملک کو اسکی طرف ایک گونہ مشیر بھی کہسکتے ہین اب تفسیر لکھتا ہون **تفسیر آیات بالا** اور وہ وقت بھی یاد کرنیکے قابل ہو جب ابراہیم (علیہ السلام) نے اپنے باپ آزر (نام) سے فرمایا کہ کیا تو بتونکو معبود قرار دیتا ہی بیشک مین تجکو اور تیری ساری قوم کو (جو اس اعتقاد مین تیرے شریک ہین) صریح غلطی مین دیکھ رہا ہون (اور ستارون کے متعلق آگے گفتگو آویگی درمیان مین ابراہیم علیہ السلام کی صحت نظر کیساتھ موصوف ہونا کہ ماقبل اور مابعد دونون سے اُسکا تعلق ہو فرماتے ہین) اور ہم نے ایسی ہی (کامل) طور پر ابراہیم (علیہ السلام) کو آسمانون اور زمین کی مخلوقات (بچشم معرفت) دکھلائین تاکہ وہ (خالق کی ذات و صفات کے) عارف ہو جاوین اور تاکہ (از دیاد معرفت سے) کامل یقین کرنیوالون سے ہو جاوین (آگے ستارون کے متعلق گفتگو کہ تتمہ مناظرہ کا ہی مذکور ہو کہ اوپر کی گفتگو تو بتون کے متعلق ہو چکی) پھر (خواہ اُسی دن یا کسی اور دن) جب رات کی تاریکی آن پر (اسیطرح اور سب پر) چھا گئی تو انھون نے ایک ستارہ دیکھا (کہ چمک رہا ہی) آپنے (اپنی قوم سے مخاطب ہوکر) فرمایا کہ (تمہارے زعم کے موافق) یہ میرا (اور تمہارا) رب (اور میرے احوال مین متصرف) ہی (بہت اچھا اب تھوڑی دیر مین حقیقت معلوم ہوئی جاتی ہی چنانچہ تھوڑے عرصہ کے بعد وہ افق مین جا چھپا) سو جب وہ غروب ہو گیا تو آپنے فرمایا کہ مین غروب ہو جانے والون سے (جو کہ ایسی حالت

اللغات البزوغ الطلوع من البزغ وہو الشق کانہ بنورہ یشق الظلمۃ قولہ وجہت للذی فے الروح عن الصحاح وجہت وجہی للہ وتوجہت نحوک والیک والظاہر ان اللام صلۃ ۱۲ **البلاغۃ** قولہ فے الشمس هٰذا فی الروح اشارۃ الی الجرم المشاہد من حیث ہو لا من حیث ہو مسمی باسم من الاسامی فضلا عن حیثیۃ تسمیتہ بالشمس ولذا ذکر اسم الاشارۃ قولہ یہدنی ربی قلت ما احسن موقعہ بعد قولہ فے الکواکب ہذا ربی قولہ لاکونن من القوم الضالین فے الروح والتعریض بضلالہم ہنا کما قال ابن المنیر اصرح واقوی من قولہ اولا لا احب الآفلین وانما ترقی علیہ السلام الی ذلک لان الخصوم قد قامت علیہم بالاستدلال الاول حجۃ فانسوا بالقدح فی معتقدہم ولو قیل ہذا فی الاول فلعلہم کانوا ینفرون ولا یصغون الی الاستدلال مما عرض لہم علیہ السلام بانہم علی ضلالۃ الا بعد ان وثق باصغائہم الی تمام المقصود واستماعہم لہ الی آخرہ والدلیل علی ذلک انہ صلی اللہ علیہ وسلم فی النوبۃ الثالثۃ الی التصریح بالبراءۃ منہم والتصریح بانہم علی شرک حین تم قیام الحجۃ علیہم وتبلج الحق وبلغ من الظہور غایتہ. قولہ انی وجہت الخ وانما جزم علیہ السلام بالتوحید بعد نفی ربوبیۃ ما ذکر مع عدم انحصار الارباب الباطلۃ فیہا لان القوم کانوا مساعدین علی نفی الربوبیۃ من غیر ما ذکر وانما کانوا ینازعون فیہا فکفی ابطال ربوبیتہا فی اثبات التوحید. من الروح ۱۲

ملحقات الترجمۃ

۵۱ قولہ فی ملکوت مخلوقات کما فی القاموس الملکۃ آمد وہو فے الاصل مصدر استعمل فے المفعول ای الآیات کما عن مجاہد ۱۲ **۵۲** قولہ فی نزی بچشم معرفت اشارۃ الی ان الرؤیۃ قلبیۃ وان وقع الابصار بالابصار لکن بحیثیۃ الدلالۃ علی الصانع وہذہ الحیثیۃ غیر مدرکۃ بالابصار ۱۲ **۵۳** قولہ قبل ولیکون عارف ہو جاوین لم یقدر للعطف لیستدل لان علوم الانبیاء فی الاصول ضروریۃ وانما الکلام فی الاستدلال علی الفروع والامام الرازی وان ذہب الی ان معارف الانبیاء استدلالیۃ لا ضروریۃ لکن لم یرتض بہ صاحب الروح کما نقلہ فی ہذا المقام ۱۲ **۵۴** قولہ قبل فلما جن ہو چکی اشارۃ الی کون الفاء للعطف علی الواقعۃ السابقۃ وبالمجموع تم المحاجۃ ۱۲ **۵۵** قولہ فی علیہ اسیطرح سب پر یعنی ان الظرف لیس للتخصیص بل بیان الواقع ۱۲ **۵۶** قولہ فی ربی زعم اشارۃ الی ان ہذا منہ علیہ السلام علی سبیل الفرض وارخاء العنان مجاراۃ مع ابیہ وقومہ الذین کانوا یعبدون الاصنام والکواکب فان المستدل علی فساد قول یحکیہ ثم یکر علیہ بالابطال و ہذا ہو الحق الحقیق بالقبول کذا فی الروح المعانی وہو احسن ما قیل فیہ واللہ تعالی اعلم وفی المعالم کما قال ذق انک انت العزیز الکریم وقال وانظر الی الٰہک الذی ظلت علیہ عاکفا ۱۲ **۵۷** قولہ ہنا کی

وَحَآجَّهٗ قَوْمُهٗ ؕ قَالَ اَتُحَآجُّوْٓنِّیْ فِی اللّٰہِ وَقَدْ ھَدٰىنِ ؕ وَلَآ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ رَبِّیْ شَيْـًٔا ؕ وَسِعَ رَبِّیْ كُلَّ

اور ان سے انکی قوم نے حجت کرنا شروع کی آپ نے فرمایا کیا تم اللہ کے معاملہ میں مجھ سے حجت کرتے ہو حالانکہ اس نے مجھکو طریقہ بتلا دیا ہے اور میں ان چیزوں سے جنکو تم اللہ تعالی کے ساتھ شریک بناتے ہو نہیں ڈرتا ہاں لیکن اگر میرا پروردگار ہی کوئی امر چاہے میرا پروردگار ہر چیز کو

شَیْءٍ عِلْمًا ؕ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝ وَكَيْفَ اَخَافُ مَآ اَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰہِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا ؕ

اپنے علم میں گھیرے ہوئے ہے کیا تم پھر خیال نہیں کرتے۔ اور میں ان چیزوں سے کیسے ڈروں جنکو تم نے شریک بنایا ہے حالانکہ تم اس بات سے نہیں ڈرتے کہ تم نے اللہ تعالے کے ساتھ ایسی چیزوں کو شریک ٹھیرایا ہے جن پر اللہ تعالی نے کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی

فَاَیُّ الْفَرِيْقَيْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ ۚ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝

سو ان دو جماعتوں میں سے امن کا زیادہ مستحق کون ہے اگر تم خبر رکھتے ہو۔ جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور اپنے ایمان کو شرک کے ساتھ مخلوط نہیں کرتے ایسوں ہی کے لیے امن ہے اور وہی راہ پر چل رہے ہیں

ع ۱۳ ۱۵

کے ساتھ موصوف ہوں کہ وہ حالت بوجہ حدوث کے خود دلالت کر رہی ہے کہ یہ خود بوجہ محل حوادث ہونیکے محدث کا محتاج ہے) محبت نہیں رکھتا (اور محبت لوازم اعتقاد ربوبیت سے ہے پس حاصل یہ ہوا کہ میں رب نہیں سمجھتا) پھر (اسی شب میں یا کسی دوسری شب میں) جب چاند کو دیکھا (کہ) چمکتا ہوا (نکلا ہے) تو (پہلی ہی کیطرح) فرمایا کہ (تمہارے زعم کے موافق) یہ میرا (اور تمہارا) رب (اور متصرف فی الاحوال) ہے (بہتر اب تھوڑی دیر میں اسکی کیفیت بھی دیکھنا چنانچہ وہ بھی غروب ہوگیا) سو جب وہ غروب ہوگیا تو آپنے فرمایا کہ اگر مجھکو میرا رب (حقیقی) ہدایت نکرتا رہے (جیسا ابتک ہدایت کرتا رہتا ہے) تو میں (بھی تمہاری طرح) گمراہ لوگوں میں شامل ہوجاؤں پھر (یعنی اگر چاند کا قصہ اسی قصہ کوکب کی شب کا تھا تب تو کسی اور شب کی صبح کو اور اگر چاند کا قصہ اس قصہ کوکب کی شب کا نہ تھا تو قصہ قمر کی شب کی صبح کو یا اسکے علاوہ کسی اور شب کی صبح کو) جب آفتاب کو دیکھا (کہ بڑی آب و تاب سے) چمکتا ہوا (نکلا ہے) تو (پہلی دو بار کیطرح پھر) فرمایا کہ (تمہارے زعم کے موافق) یہ میرا (اور تمہارا) رب (اور متصرف فے الاحوال) ہے (اور) یہ تو سب (مذکورہ ستاروں) میں بڑا ہے (اسپر خاتمہ کلام کا ہوجاویگا اگر اسکی ربوبیت باطل ہوگئی تو چھوٹونکی بدرجہ اولی باطل ہوجاویگی غرض شام ہوئی تو وہ بھی غروب ہوگیا) سو جب وہ غروب ہوگیا آپنے فرمایا کہ بیشک میں تمہارے شرک سے بیزار (اور نفور) ہوں (یعنی براءت ظاہر کرتا ہوں یوں اعتقاداً تو ہمیشہ سے بیزار ہی تھے) میں (سب طریقوں سے یکسو ہوکر) اپنا رخ (ظاہر کا اور دل کا) اس (ذات) کیطرف (کرتا تم سے ظاہر) کرتا ہوں جسنے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا اور میں (تمہاری طرح) شرک کرنیوالوں سے نہیں ہوں (نہ اعتقاداً نہ قولاً نہ عملاً) **ف** چونکہ سلطنت نمرود میں جسمیں بابل و ملب بھی داخل ہے جو کہ بقول مورخین موقع تھا اس گفتگو کا ایک شب میں بوجہ رفتار معتاد کواکب کے ایسا نہیں ہوسکتا کہ ماہتاب کا طلوع اپنی افق سے کسی سیارہ کے غروب کے بعد ہوا اور پھر طلوع شمس سے پہلے غروب ہوجاوے اسلیے یہ تینوں واقعے ایک شب کے نہیں ہوسکتے یا تو دو شب کے ہیں یا تین شب کے جیسا ترجمہ میں اشارہ بھی کردیا ہے پس دونوں جگہ فلما رای میں جو فا ہے وہ تعقیب و اقتران عرفی کے لیے ہے نہ کہ حقیقی کے لیے کذا فی روح المعانی اور ہرچند کہ ان کواکب مذکورہ کی جسمیت و تحیز اور خود طلوع سے کہ حالت حادثہ ہے نیز انکے ابطال ربوبیت پر استدلال ہوسکتا تھا لیکن مخاطبین چونکہ عوام زیادہ تھے اسلیے دلیل اوضح سے استدلال فرمایا کہ غروب کا موجب نقص ہونا اظہر ہے۔ اور اگر کسیکو شبہہ ہو کہ احتجاب سے ابطال ربوبیت پر اگر استدلال صحیح ہے تو احتجاب بعد تجلی کے باریتعالی کے لیے بھی ثابت ہے جواب یہ ہے کہ یہاں احتجاب تغیر فی الکواکب کی وجہ سے ہے اور وہاں تغیر فے الباری سے نہیں اور اصل دلیل تغیر ہے فقط **ربط** اوپر کے قصہ کا آگے تتمہ ہے **تتمہ قصہ مذکورہ** وَحَآجَّهٗ قَوْمُهٗ ؕ قَالَ اَتُحَآجُّوْٓنِّیْ فِی اللّٰہِ وَقَدْ ھَدٰىنِ ؕ وَلَآ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ رَبِّیْ شَيْـًٔا ؕ وَسِعَ رَبِّیْ كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا ؕ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَكَيْفَ اَخَافُ مَآ اَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰہِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا ؕ فَاَیُّ الْفَرِيْقَيْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ ۚ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۱﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۸۲﴾ اور ان سے انکی قوم نے (بیہودہ) حجت کرنا شروع کی (وہ یہ کہ رسم قدیم ہے وجدنا آباءنا لها عابدین اور معبودان باطلہ کے انکار پر ڈرایا بھی کہ کبھی تمکو یہ کسی آفت میں

ملحقات الترجمة

۵۱ قوله فی هذا اکبر مذکورہ ستاروں اما حقیقۃً و اما فی الرؤیۃ ولما اشترک علۃ الحدوث فی الجمیع ما ذکر وما لم یذکر لا یتوقف علی کون الشمس اکبر ۱۲

۵۲ قوله فی وجهت ظاہر لان التوجیه حاصل من قبل ۱۲

۵۳ قوله فی المشرکین اعتقاداً کما هو المظنون من القوم فی الکواکب حیث یعتقدون فیها التصرف المستقل لا ملا من السماوۃ واما فی الاصنام فکانوا یشرکون عملا ۱۲

۵۴ قوله و حاجه بیهودہ سمی مجادلۃ تفسیر الحجۃ بما فسرت به ذکر جزء منه فی الآیۃ المتلوۃ و جزء منه مدلول علیه بقوله ولا اخاف الخ ۱۲

النحو به ای باشراککم فی عبادۃ الا الخ مصدر للوقت فالمستثنی منه الاوقات و معناه کما فی للانتصاف الا وقت مشیۃ ربی شیئا اه لـه فاخاف ان یقع ذلک الشیئ ۱۲

البلاغة قوله فای الفریقین احق بالامن لم یقل اینا اشارۃ الی ان احقیتہ الامن لا تخص علیه السلام بل تشتمل کل موحد ترغیبا لهم فی التوحید و اناجی بصیغۃ التفضیل المشعرۃ باستحقاقهم له فی الجملۃ لاستنزالهم عن رتبۃ المکابرۃ والاعتساف لسوق الکلام علی سنن الانصاف کذا فی الروح

اختلاف القراءة قوله اتحاجونی قرأ نافع وابن عامر بتخفیف النون ففیه حذف احدی النونین ۱۲

الکلام ادعی المعتزلۃ بالبس علی تفسیر الظلم بالمعصیۃ لان الشرک لا یجامع الایمان ثم استدلوا به علی عدم النجاۃ للعصاۃ والجواب ان الایمان اللغوی یجامع الشرک کما فی قوله تعالی وما یؤمن اکثرهم بالله الا وهم مشرکون فانهدم بناء الاستدلال وقد ورد هذا التفسیر مرفوعا فی الصحیحین وجامع الترمذی والمراد بالبس تغطیۃ الایمان بالکفر وجعله مغلوبا بمضمحلا لا الجمع بینهما بحیث یصدق علیه انه مومن ومشرک کذا فی الروح ۱۲

وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ

اور یہ ہماری حجت تھی وہ ہم نے ابراہیم کو انکی قوم کے مقابلہ میں دی تھی ہم جسکو چاہتے ہیں مرتبوں میں بڑھا دیتے ہیں بیشک آپکا رب بڑا علم والا بڑا حکمت والا ہے اور ہم نے اُن کو اسحٰق دیا

وَيَعْقُوْبَ ؕ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ

اور یعقوب ہر ایک کو ہمنے ہدایت کی اور پہلے زمانہ میں ہمنے نوح کو ہدایت کی اور اُن کی اولاد میں سے داؤد کو اور سلیمان کو -

نہ پھنسا دیں) آپ نے (پہلی بات کے جواب میں تو یہ) فرمایا کیا تم اللہ (کی توحید) کے معاملہ میں مجھ سے (باطل) حجت کرتے ہو حالانکہ اُسنے مجکو (استدلال صحیح کا طریقہ) بتلا دیا ہے (جسکو میں تمہارے روبرو پیش کر چکا ہوں اور محض رسم قدیم ہونا اُس استدلال کا جواب نہیں ہو سکتا پھر اس سے احتجاج تمہارے لیے بیکار اور میرے نزدیک غیر قابل التفات) اور (دوسری بات کے جواب میں یہ فرمایا کہ) میں اُن چیزوں کا جنکو تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ (استحقاق عبادت میں) شریک بناتے ہو نہیں ڈرتا (کہ وہ مجکو کوئی صدمہ پہونچا سکتے ہیں کیونکہ اُنمیں خود صفت قدرت ہی مفقود ہے اور اگر کسی چیز میں ہو بھی تو استقلال قدرت مفقود ہے) ہاں لیکن اگر میرا پروردگار ہی کوئی امر چاہے (تو وہ دوسری بات ہے وہ ہو جاویگی لیکن اس سے آلہہ وارباب باطلہ کی قدرت کا ثبوت یا اُن سے خوف کی ضرورت کب لازم آئی اور) میرا پروردگار (جسطرح قادر مطلق ہے جیسا ان یشاء سے معلوم ہوا اسیطرح وہ) ہر چیز کو اپنے (احاطہ) علم میں (بھی) گھیرے ہوئے ہے (غرض قدرت وعلم دونوں اُسیکے ساتھ مختص ہیں اور تمہارے آلہہ کو نہ قدرت ہے نہ علم ہے) کیا تم (سنتے ہو اور) پھر (بھی) خیال نہیں کرتے اور (جسطرح میرے نہ ڈرنے کی وجہ یہ ہے کہ تمہارے معبود علم وقدرت سے محض معرا ہیں اسیطرح یہ بات بھی تو ہے کہ میں نے کوئی کام ڈر کا کیا بھی نہیں تو پھر) میں اُن چیزوں سے کیسے ڈروں جنکو تم نے اللہ تعالیٰ کیساتھ استحقاق عبادت واعتقاد ربوبیت میں) شریک بنایا ہے حالانکہ (ڈرنا تمکو چاہیے دو وجہ سے اول تمنے ڈر کا کام یعنی شرک کیا ہے جسپر عذاب مرتب ہوتا ہے دوسرے خدا کا عالم اور قادر ہونا معلوم ہو چکا ہے مگر) تم اس بات (کے وبال) سے نہیں ڈرتے کہ تمنے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسی چیزوں کو شریک ٹھیرایا ہے جن (کے معبود ہونے) پر اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل (لفظاً یا معنیً) نازل نہیں فرمائی (مطلب یہ کہ ڈرنا چاہیئے تمکو پھر مجکو اُلٹا ڈراتے ہو) سو (بعد اس تقریر کے انصاف سے سوچکر بتلاؤ کہ) ان دو (مذکورہ) جماعتوں میں سے (یعنی مشرکین وموحدین میں سے) امن کا (یعنی اسکا کہ اسپر خوف واقع نہو) زیادہ مستحق کون ہے (اور خوف بھی وہ جو واقع میں قابل اعتبار ہے یعنی آخرت کا) اگر تم (کچھ) خبر رکھتے ہو (تو بتلاؤ اور خیر تم کیا بتلاؤگے میں ہی بتلاتا ہوں کہ) جو لوگ (اللہ پر) ایمان رکھتے ہیں اور اپنے (اس) ایمان کو شرک کے ساتھ مخلوط نہیں کرتے ایسوں ہی کے لیے (قیامت میں) امن ہے اور وہی (دنیا میں) راہ (راست) پر چل رہے ہیں (اور وہ صرف موحدین ہیں بخلاف مشرکین کے کہ گو بالمعنی اللغوی خدا پر ایمان رکھتے ہیں کیونکہ خدا کے قائل ہیں لیکن شرک بھی کرتے ہیں جس سے ایمان شرعی منفی ہو جاتا ہے جب موحدین قابل امن ہیں سو اس صورت میں خود تمکو ڈرنا چاہیے نہ کہ مجکو ڈراتے ہو حالانکہ نہ تمہارے آلہہ ڈرنیکے قابل نہ میں نے کوئی کام ڈر کا کیا اور نہ دنیا کا خوف قابل اعتبار اور تمہاری حالت تینوں اعتبار سے محل خوف ہے) **ف** الا ان یشاء اسلیے فرمادیا کہ آدمی پر حوادث بھی آتے رہتے ہیں اس سے شاید وہ جہال اپنی تخویف پر استدلال کرتے اسلیے پیش بندی فرمادی کہ اس سے استدلال اسلیے فاسد ہے کہ وہ خدا کیطرف سے واقع ہو گا پس یہ استثناء منقطع ہے یعنی لکن ان یشاء ربی شیئاً کان کذا فی الخازن اور لفظاً ومعنیً کی تعمیم کا فائدہ نصف پارہ لن تنالوا کے قریب آیت سنلقی الخ کے ذیل میں ملاحظہ کیجئے **ربط** اوپر قصہ ابراہیم علیہ السلام سے توحید کا اثبات اور رسالت کی تائید تھی جیسا تمہید آیت و اذ قال ابراہیم لابیہ میں اسکی تقریر مذکور ہو چکی ہے آگے تقویت احتجاج ابراہیمی کی تقویت مسئلہ توحید کیلئے اور ایک مختصر تذکرہ انبیاء علیہم السلام کا جنکو ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ خاص خاص تعلقات بھی ہیں کسیکو نبوت کا کسیکو صرف تبعیت کا ہر دو مسئلہ توحید ورسالت کی تائید کے لیے ذکر فرماتے ہیں اول مسئلہ کی تائید تو اسطرح کہ یہ سب حضرات موحد تھے اور دوسرے مسئلہ کی تائید اسطرح کہ نبوت پہلے سے چلی آرہی ہے پھر اب کیوں اُسکو مستبعد سمجھا جاتا ہے اور اہل عرب کے لیے یہ تذکرہ زیادہ اسلیے مناسب ہے کہ وہ لوگ اپنے کو ابراہیم علیہ السلام کیطرف منسوب کرتے تھے پس اس تذکرہ میں اُنکو تنبیہ ہے کہ اُنکے منتسبین تو موحد تھے اور شرک کو بُرا سمجھتے تھے پھر تم کیسے منتسب ہو کہ اُنکے طریقہ کے خلاف طریقہ اختیار کرتے ہو **تقویت حجۃ ابراہیمیہ و تذکرۂ انبیاء علیہم السلام** وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ؕ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ

ملحقات الترجمة

لہ قولہ فی یتذکرون خیال مل بہذہ الترجمۃ علے ما فی ایراد التذکر دون التفکر ونحوہ من الاشارۃ الی ان امر الہیتہم مرکوز فی العقول لا یحتاج الا علے التذکر ۱۲ ۔ ۲ہ قولہ فی تعلمون بتلاؤ اشارۃ الی تقدیر الجزاء وفاخبروا فی ۔ ۳ہ قبل الذین اٰمنوا بتلاتا ہوں ۔ اشارۃ الی رجحان القول بکونہ من ۔۔۔ علیہ السلام ۱۲

فوائد شتّی الاولی ان اٰتیناہا حال - الثانیۃ علی قومہ متعلق باٰتینا تضمنہ معنی الغلبۃ الثالثۃ درجٰت تمییز - الرابعۃ کلا ھدینا المراد بہ اسحٰق ویعقوب لان کون ابراہیم علے ہدی قد ذکر من قبل الخامسۃ قولہ من قبلی وان لم یدل بلفظہ علی کون نوح علیہ السلام من اجدادہ لکنہ کفی شہرتہ - (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۙ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ ۭ كُلٌّ مِّنَ

اور ایوب کو اور یوسف کو اور موسی کو اور ہارون کو اور اسیطرح ہم نیک کام کرنیوالونکو جزا دیا کرتے ہین اور نیز زکریا کو اور یحیے کو اور عیسے کو اور الیاس کو سب پورے

الصّٰلِحِيْنَ ۙ وَاِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا ۭ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَي الْعٰلَمِيْنَ ۙ وَمِنْ اٰبَاۗىِٕهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ ۚ

شائستہ لوگونمین تھے اور نیز اسمعیل کو اور یسع کو اور یونس کو اور لوط کو اور ہر ایک کو تمام جہان والون پر ہمنے فضیلت دی اور نیز انکے کچھ باپ دادونکو اور کچھ اولاد کو اور کچھ بھائیونکو

وَاجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ وَلَوْ اَشْرَكُوْا

اور ہمنے انکو مقبول بنایا اور ہم نے ان کو راہ راست کی ہدایت کی اللہ کی ہدایت وہ یہی ہے اپنے بندون مین سے جسکو چاہے اس کی ہدایت کرتا ہے اور اگر فرضاً یہ حضرات بھی

لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ۚ فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَاۗءِ

شرک کرتے تو جو کچھ یہ اعمال کیا کرتے تھے ان سے سب اکارت ہوجاتے یہ ایسے تھے کہ ہم نے ان کو کتاب اور حکمت اور نبوت عطا کی تھی سو اگر یہ لوگ نبوت کا انکار کرین

فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ ۝ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ ۭ قُلْ لَّآ اَسْـَٔــلُكُمْ

تو ہم نے اسکے لیے ایسے بہت سے لوگ مقرر کردیے ہین جو اسکے منکر نہین ہین یہ حضرات ایسے تھے جنکو اللہ تعالے نے ہدایت کی تھی سو آپ بھی ان ہی کے طریق پر چلیے آپ کہدیجیے کہ مین تم سے اسپر کچھ

عَلَيْهِ اَجْرًا ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰي لِلْعٰلَمِيْنَ ۝

معاوضہ نہین چاہتا یہ تو صرف تمام جہان والونکے واسطے ایک نصیحت ہے۔

ع ۱۰ / ۱۶

وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۙ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ ۭ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۙ وَاِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا ۭ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَي الْعٰلَمِيْنَ ۙ وَمِنْ اٰبَاۗىِٕهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ ۚ وَاجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ۚ فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَاۗءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ ۝ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ ۭ قُلْ لَّآ اَسْـَٔــلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰي لِلْعٰلَمِيْنَ ۝ اور (یہ حجت جو ابراہیم علیہ السلام نے توحید پر قائم کی تھی) ہماری (دی ہوئی) حجت تھی وہ ہمنے ابراہیم (علیہ السلام) کو انکی قوم کے مقابلہ مین دی تھی (جب ہماری دی ہوئی تھی تو یقیناً اعلیٰ درجہ کی تھی اور ابراہیم علیہ السلام کی کیا تخصیص ہے) ہم (تو) جسکو چاہتے ہین (علمی و عملی) مرتبونمین بڑھا دیتے ہین (چنانچہ سب انبیاء کو یہ رفعت درجات عطا فرمائی) بیشک آپکا رب بڑا علم والا بڑا حکمت والا ہے (کہ ہر ایک کا حال اور استعداد جانتا ہے اور ہر ایک کے مناسب اسکو کمال عطا فرماتا ہے) اور (ہم نے جیسا ابراہیم علیہ السلام کو فضل ذاتی علم و عمل دیا اسیطرح فضل اضافی بھی دیا کہ انکے اصول اور فروع مین سے بہتونکو کمال دیا چنانچہ) ہمنے انکو (ایک بیٹا) اسحٰق دیا اور (ایک پوتا) یعقوب (دیا اور اس سے دوسری اولاد کی نفی نہین ہوتی اور دونون صاحبونمین سے) ہر ایک کو (طریق حق کی) ہمنے ہدایت کی

(بقیہ صفحہ ۹۹)

السادسة كون من ذكر من بعد نوح من ذرية ابراهيم عليه السلام كما هو الراجح في عود الضمير اليه بالمعنى الاعم لان لوطا عليه السلام ليس من ذريته بل كان ابن اخيه وكذلك يونس عليه السلام لم يكن من ذريته فيما ذكر محى السنة ومنهم من ادعى كونه من ذريته فيبقى لوطا خارجا لكنه لما كان ابن اخيه آمن به وهاجر معه صح كونه من ذريته على سبيل التغليب في العرب تجعل العم ابا كذا رواه في الروح عن ابن عباس السابعة في ذكر عيسى عليه السلام دليل على ان الذرية يتناول اولاد البنات الثامنة ايا منهم من قال بانه من اولاد هارون عليه السلام ومنهم من قال انه ادريس فيكون البيان مختصا بمن في الآية الاولى ويكون زكريا وما بعده معطوفا على مجموع الكلام السابق لا على داؤد وكذا في الروح التاسعة اللام في اليسع زائدة العاشرة من في آبائهم ومن بعدهم للتبعيض والضمير الى المجموع فلا يقتضي ان يكون لكل منهم ابا واخا واولاد الخ وكذلك القول في آتيناهم الكتب فان المحكوم عليه هو المجموع فلا يلزم ان يكون لكل كتاب ثم الحكم والنبوة مشتركان بين الجميع الحادية عشر الهداية في نوحا هدينا مجمل وفي هديناهم تفصيل له. وفي هدى الله باعتبار مكارم الاخلاق من الصبر وغيره الثانية عشر ان الضمير في بها الى النبوة بطريق الاستخدام لان الكلام مع هؤلاء انما هو في نبوة محمد صلى الله عليه وسلم الثالثة عشر امره صلى الله عليه وسلم بالاقتداء بهديهم لا من حيث نسبتها اليهم بل الى الله تعالى والاضافة للموافقة الرابعة عشر التشبيه في كذلك نجزي انما هو باعتبار مطلق الجزاء فلا يلزم ان كل محسن لايعطى ما اعطي النبيون۔ الخامسة عشر الضمير في عليه وهو للقرآن والتبليغ لدلالة الكلام عليه وان لم يذكر صريحا۔ السادسة عشر في الروح لم يظهر لي السر في هؤلاء الانبياء العظام عليهم الصلوة والسلام على هذا الاسلوب المشتمل على تقديم فاضل على افضل ومتاخر بالزمان على متقدم وكذا السر في التعبير اولا وكذلك نجزي الخ وثانيا لقوله كل من الصالحين اه قلت وقد اشير الى اكثر هذه الفوائد في اثناء الترجمة فافهم

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ اِذْ قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ ۭ قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِيْ جَاۗءَ بِهٖ مُوْسٰى[1]

اور ان لوگون نے اللہ تعالیٰ کی جیسی قدر پہچاننا واجب تھی ویسی قدر نہ پہچانی جبکہ یون کہدیا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی بشر پر کوئی چیز بھی نازل نہین کی آپ یہ کہیے کہ وہ کتاب کس نے نازل کی ہی جسکو موسیٰ لائے تھے

اور (ابراہیم سے) پہلے زمانہ مین ہم نے نوح (علیہ السلام) کو (جنکا ابراہیم علیہ السلام کے اجداد مین ہونا مشہور ہی اور اصل کی فضیلت فرع مین بھی موثر ہوتی ہی طریق حق کی) ہدایت کی اور اُن (ابراہیم علیہ السلام) کی اولاد (لغوی یا عرفی یا شرعی) مین سے (اخیر تک جتنے مذکور ہین سبکو طریق حق کی ہدایت کی یعنی) داؤد (علیہ السلام) کو اور (اُنکے صاحبزادہ) سلیمان (علیہ السلام) کو اور ایوب (علیہ السلام) کو اور یوسف (علیہ السلام) کو اور موسیٰ (علیہ السلام) کو اور ہارون (علیہ السلام) کو (طریق حق کی ہدایت کی) اور (جب یہ ہدایت پر چلے تو ہمنے اُنکو جزائے خیر بھی دی مثل ثواب و زیادہ قرب کے اور جسطرح نیک کامون کا انکو جزا دی) اسیطرح (ہماری عادت ہی کہ) ہم نیک کام کرنے والون کو (مناسب) جزا دیا کرتے ہین اور نیز (ہم نے طریق حق کی ہدایت کی) زکریا (علیہ السلام) کو اور (اُنکے صاحبزادہ) یحییٰ (علیہ السلام) کو اور عیسیٰ (علیہ السلام) کو اور الیاس (علیہ السلام) کو (اور یہ) سب (حضرات) پورے شایستہ لوگون مین تھے اور نیز (ہمنے طریق حق کی ہدایت کی) اسماعیل (علیہ السلام) کو اور یسع (علیہ السلام) کو اور یونس (علیہ السلام) کو اور لوط (علیہ السلام) کو اور (ان مین سے) ہر ایک کو (اُن زمانون کے) تمام جہان والون پر (نبوت سے) ہم نے فضیلت دی اور نیز ان (حضرات مذکورین) کے کچھ باپ دادون کو اور کچھ اولاد کو اور کچھ بھائیون کو (طریق حق کی ہمنے ہدایت کی) اور ہم نے ان (سب) کو مقبول بنایا اور (جس ہدایت کا اوپر ذکر قرآن مین مجمل آیا ہی یہ بتانا اسکو سنو کہ وہ ہدایت کس چیز کی تھی وہ یہ کہ) ہم نے ان (سب) کو راہ راست (یعنی دین حق) کی ہدایت کی (اور وہ دین جسکی ان سبکو ہدایت ہوئی تھی) اللہ کی (جانب سے جو) ہدایت (ہوتی ہی) وہ یہی (دین) ہی اپنے بندون مین سے جسکو چاہی اُسکی ہدایت (بمعنی ایصال) کرتا ہی (چنانچہ اب جو لوگ موجود ہین اُنکو بھی اسی کی ہدایت بمعنی ارادت ہوئی ہی مگر اُنمین سے بعض نے اُسکو چھوڑکر شرک اختیار کرلیا) اور (شرک اسقدر ناپسند چیز ہی کہ غیر انبیا تو کس شمار مین ہین) اگر فرضاً (للمحال) یہ حضرات (انبیاء مذکورین) بھی (نعوذ باللہ) شرک کرتے تو جو کچھ یہ (نیک) اعمال کیا کرتے تھے ان سے سب اکارت ہو جاتے (آگے مسئلہ نبوت کی طرف اشارہ ہی کہ) یہ (جتنے مذکور ہوئے) ایسے تھے کہ ہم نے ان (کے مجموعہ) کو کتاب (آسمانی) اور حکمت (کے علوم) اور نبوت عطا کی تھی (تو نبوت امر عجیب نہین جو یہ کافر لوگ آپ کے منکر ہو رہے ہین کیونکہ نظائر موجود ہین) سو اگر (نظیر موجود ہونے پر بھی) یہ لوگ (آپکی) نبوت کا انکار کرین تو (آپ غم نہ کیجیے کیونکہ ہمنے) اسکے (ماننے کے) لیے ایسے بہت لوگ مقرر کردیے ہین (یعنی مہاجرین وانصار) جو اسکے منکر نہین ہین (اور ہم جو غم نہ کرنے کو اور صبر کرنے کو کہتے ہین تو وجہ یہ ہی کہ سب انبیاء نے ایسا ہی کیا ہی چنانچہ) یہ حضرات (مذکورین) ایسے تھے جنکو اللہ تعالیٰ نے (اس صبر کی) ہدایت کی تھی سو (اس باب مین) آپ بھی ان ہی کے طریق (صبر) پر چلیے (چونکہ آپ کو بھی اسکی ہدایت کی گئی ہی کیونکہ ان سے نہ آپکو نفع نہ کوئی ضرر جسکی وجہ سے غم اور بے صبری ہو اور اس مضمون کے اظہار کے واسطے اور ان سے تبلیغ کے وقت) آپ یہ بھی کہدیجیے کہ مین تم سے اس (تبلیغ قرآن) پر کچھ معاوضہ نہین چاہتا (جسکے ملنے سے نفع اور نہ ملنے سے ضرر ہو بے غرض نصیحت کرتا ہون) یہ (قرآن) تو صرف تمام جہان والون کے واسطے ایک نصیحت ہی (جسکو ماننے سے تمہارا ہی نفع اور نہ ماننے سے تمہارا ہی نقصان ہی)

ربط اوپر توحید کا مضمون مقصوداً مذکور تھا گو ضمناً مسئلہ رسالت کی بھی تائید تھی آگے مسئلہ رسالت کا مقصوداً ذکر ہی اور سبب اسکے نزول کا یہ ہوا تھا کہ ایک یہودی جسکا نام مالک بن الصیف تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا اور کچھ مذہبی گفتگو ہونے لگی تو جوش[1] مین آکر اسقدر مبالغہ کیا کہ کہنے لگا کہ کسی بشر پر اللہ تعالیٰ نے کوئی کتاب نازل نہین کی اور ایک روایت مین ہی کہ یہود نے کہا کہ واللہ آسمان سے کوئی کتاب اللہ تعالیٰ نے نازل نہین کی اسپر یہ آیت نازل ہوئی اور دہ فی اللباب عن ابن ابی حاتم وابن جریر عن سعید بن جبیر وابن عباس۔

بحث متعلق نبوت

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ اِذْ قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ ۭ قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِيْ جَاۗءَ بِهٖ مُوْسٰى

الروایات ذکرت فی المتن و یستشکل بکون السورة مکیة والمناظرة مع الیہود مدنیة و یجیب باستثناء ہذہ الآیات من المکیة کما اخرجہ ابو الشیخ عن سفیان والکلبی کذا فی الروح ۔ واعلم ان ما ورد فی بعض الروایات ان ذلک الیہودی کذبہ صلی اللہ علیہ وسلم فی قولہ اما تعلم ان اللہ انزل فی التوراة ان اللہ یبغض الحبر السمین فما معنی تحقیق کون القرآن منزلا ۔ والجواب ان کون الرجل نبیا یستلزم صدقہ فی کل ما یقول وانتفاء اللازم یستلزم انتفاء الملزوم فمقصوده الاصلی کان ہو ذلک الانتفاء الاخیر فاجیب عنہ بتحقیق ہذا التنزیل فافہم واشرت الیہ فی ترجمة ہذا الکتاب بقولی اصل مقصود ۱۲

ملحقات الترجمہ

[1] قولہ فی التمہید جوش الی مبالغہ خذ منہ ضعف ما ورد وان الیہود کیف انکروا التوراة وکثیرا ما یصح مثلہ فی الناس وقت الاشتعال بلا التفات کیف رد علیہم مع عدم مقصدہم ذلک قلنا لانہم تکلموا بکلمة الکفر وان لم یقصدوا یؤاخذ بمثلہ ۱۲

نُورًا وَّهُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُونَهٗ قَرَاطِيسَ تُبْدُونَهَا وَتُخْفُونَ كَثِيرًا ۚ وَعُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوٓا أَنتُمْ وَلَآ ءَابَآؤُكُمْ

جسکی یہ کیفیت ہے کہ وہ نور ہے اور لوگوں کے لیے وہ ہدایت ہے جسکو تم نے متفرق اوراق میں رکھ چھوڑا ہے جنکو ظاہر کر دیتے ہو اور بہت سی باتوں کو چھپاتے ہو اور تمکو بہت سی ایسی باتیں تعلیم کی گئیں جنکو نہ تم جانتے تھے اور نہ تمہارے بڑے

قُلِ اللّٰهُ ۖ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِى خَوْضِهِمْ يَلْعَبُونَ ۝ وَهٰذَا كِتٰبٌ أَنزَلْنٰهُ مُبَارَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِى بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنذِرَ أُمَّ الْقُرٰى

آپ کہدیجیے کہ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے پھر انکو انکے مشغلہ میں بیہودگی کے ساتھ لگا رہنے دیجیے اور یہ بھی ایسی ہی کتاب ہے جسکو ہم نے نازل کیا ہے جو بڑی برکت والی ہے اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرنیوالی ہے اور تاکہ آپ مکہ والوں کو

وَمَنْ حَوْلَهَا ۚ وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُونَ بِهٖ ۖ وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ۝

اور آس پاس والوں کو ڈراوین اور جو لوگ آخرت کا یقین رکھتے ہیں ایسے لوگ اسپر ایمان لے آتے ہیں اور وہ اپنی نماز پر مداومت رکھتے ہیں۔

نُورًا وَّهُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُونَهٗ قَرَاطِيسَ تُبْدُونَهَا وَتُخْفُونَ كَثِيرًا ج وَعُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوٓا أَنتُمْ وَلَآ ءَابَآؤُكُمْ قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِى خَوْضِهِمْ يَلْعَبُونَ ۝ وَهٰذَا كِتٰبٌ أَنزَلْنٰهُ مُبَارَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِى بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنذِرَ أُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُونَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ۝ اور ان (منکر) لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی جیسی قدر پہچاننا واجب تھی ویسی قدر نہ پہچانی جبکہ (منہ بھر کر) یوں کہدیا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی بشر پر کوئی چیز (یعنی کوئی کتاب) بھی نازل نہیں کی (یہ کہنا ناقدرشناسی اسلیے ہے کہ اس سے مسئلہ نبوت کا انکار لازم آتا ہے اور نبوت کا منکر اللہ تعالیٰ کی تکذیب کرتا ہے اور تصدیق حق واجب ہے پس اسمیں قدرشناسی واجب میں اخلال ہوا یہ تو تحقیقی جواب تھا اور الزامی مسکت جواب دینے کے لیے آپ (ان سے) یہ کہیے کہ (یہ تو بتلاؤ کہ) وہ کتاب کس نے نازل کی ہے جسکو موسیٰ (علیہ السلام) لائے تھے (یعنی توریت جسکو تم بھی مانتے ہو) جسکی یہ کیفیت ہے کہ وہ (خود مثل) نور کے واضح ہے اور (حق کی) ہدایت کے لیے وہ آئی تھی اُن) لوگوں کے لیے وہ (بوجہ بیان شرائع کے ذریعہ) ہدایت ہے جسکو تم نے (اپنی اغراض نفسانیہ کے لیے) متفرق اوراق میں رکھ چھوڑا ہے جن (میں جتنے اوراق کو چاہا اُن) کو ظاہر کر دیتے ہو (جسمیں تمہارے مطلب کے خلاف کوئی بات نہ ہوئی) اور بہت سی باتوں کو (جو اپنے مطلب کے خلاف ہیں یعنی جن اوراق میں وہ لکھی ہوئی ہیں انکو) چھپاتے ہو اور (اس کتاب کی بدولت) تمکو بہت سی ایسی باتیں تعلیم کی گئیں جنکو (قبل کتاب ملنے کے) نہ تم (یعنی قوم بنی اسرائیل) جانتے تھے اور نہ تمہارے (قریب سلسلہ کے) بڑے (جانتے تھے مطلب یہ کہ جس توریت کی یہ حالت ہے کہ اسکو اولاً تو تم مانتے ہو دوسرے بوجہ نور و ہدی ہونے کے ماننے کے قابل بھی ہے تیسرے ہر وقت تمہارے استعمال میں ہے گو وہ استعمال شرمناک ہے لیکن اسکی وجہ سے گنجایش انکار تو نہیں ہے چوتھی تمہارے حق میں وہ بڑی نعمت اور منت کی چیز ہے اسی کی بدولت عالم نبی بیٹھے ہو اس حیثیت سے بھی اسمیں گنجایش انکار نہیں یہ بتلاؤ کہ اسکو کس نے نازل کیا ہے اور چونکہ اس سوال کا جواب ایسا متعین ہے کہ وہ لوگ بھی اسکے سوا کوئی جواب نہ دیتے اسلیے خود ہی جواب دینے کے لیے حضور کو حکم ہے کہ آپ (ہی) کہدیجیے کہ اللہ تعالیٰ نے (کتاب مذکور کو) نازل فرمایا ہے (اور اس سے انکا دعوے عام باطل ہو گیا) پھر (یہ جواب سنا کر) انکو انکے مشغلہ میں بیہودگی کے ساتھ لگا رہنے دیجیے (یعنی آپکا منصبی کام ختم ہو گیا نہ مانیں تو آپ فکر میں نہ پڑیں ہم آپ ہی سمجھ لیں گے) اور (جسطرح توریت ہماری نازل کی ہوئی کتاب تھی اسیطرح یہ (قرآن) بھی (جسکی تکذیب بھی کے قول مذکور سے اصل مقصود ہے) ایسی ہی کتاب ہے جسکو ہم نے (آپ پر) نازل کیا ہے جو بڑی (خیر و) برکت والی ہے (چنانچہ اسپر ایمان لانا اور عمل کرنا موجب فلاح و نفع دارین ہے) اور اپنے سے پہلے (نازل شدہ) کتابوں (کے منزل من اللہ ہونے) کی تصدیق کرنے والی ہے (سو ہم نے اس قرآن کو نفع خلائق اور تصدیق کتب الٰہیہ کے لیے نازل فرمایا) اور (اسلیے نازل فرمایا کہ) تاکہ آپ (اسکے ذریعہ سے) مکہ والوں کو اور آس پاس والوں کو (خصوصیت کے ساتھ عذاب الٰہی سے جو کہ مخالفت پر ہوگا) ڈراوین (اور یوں انذار عام بھی کریں لیکون للعالمین نذیرا) اور (آپ کے انذار کے بعد گو سب ایمان نہ لاویں لیکن) جو لوگ آخرت کا (پورا) یقین رکھتے ہیں (جس سے عذاب کا اندیشہ ہو جاوے اور اُس سے بچنے کی فکر پڑ جاوے اور ہمیشہ طلب طریق نجات اور تعیین حق کی دُھن لگجاوے خواہ کسی دلیل نقلی سے یا تجویز عقلی سے) ایسے لوگ (تو) اس (قرآن) پر ایمان لے (ہی) آتے ہیں اور (ایمان و اعتقاد کے ساتھ اسکے اعمال کے بھی پابند ہوتے ہیں کیونکہ نجات کامل عذاب سے مجموعہ پر موعود ہے چنانچہ) وہ اپنی نماز پر مداومت رکھتے ہیں (اور جب اس عبادت پر جو کہ ہر روز پانچ بار مکرر اور شاق ہے مداومت کرتے ہیں تو دوسری عبادات کی جو کہ گاہ گاہ اور سہل ہیں بدرجہ اولیٰ پابند ہونگے حاصل یہ کہ کسی کے ماننے نہ ماننے کی فکر نہ کیجیے جو اپنا بھلا چاہیں گے مان لیں گے جو نہ چاہیں گے نہ مانیں گے

اللغات قولہ ام القریٰ مکہ سمیت بہا لکونہا قبلۃ اہل القریٰ وحجہم وہم یجتمعون عندہا کالاولاد عند الام قولہ بین یدیہ معناہ المتقدمہ فان کل ما کان بین الیدین کذلک کذا فی الروح قولہ قدروا فی الروح اصلہ سعر المقدار بالکسر ثم

ملحقات الترجمة

سلہ قولہ فی النور خود اشارۃ الی الفرق بینہما ۱۲ سلہ قولہ فی الناس حتی ہدایت فاللام للعہد ۱۲ سلہ قولہ فی علمتم بدولت کذا فی الروح سلہ قولہ فی اباء قریب سلسلہ الا بائہم البعید انبیاء ۱۲ سلہ قولہ بعد اباء مطلب الخ المقصود بیان فوائدہ الجمل و وجہ دخلہا فی الالزام واشار بقولہ شرمناک الی ما فی الکشاف ان ادراج الابداء والاخفاء فی الصفۃ التوبیخ والتشنیع علیہم بسوء جہلہم لکتابہم وتحریفہم والتشنیع علیہ صاحب الانتصاف علی ہذا ۱۲ سلہ قولہ قبل قل متعین کذا فی الروح ومعنا فیہ ان فیہ ایذانا بانہم افحموا ولم یقدروا علی التکلم اصلا ۱۲ سلہ قولہ فی قل اللہ نازل اشارۃ الی تقدیر الفعل ۱۲ سلہ قولہ دعویٰ عام اشارۃ الی ان قولہم سالبۃ کلیۃ دحوا بنقیضہا الموجبۃ الجزئیۃ ۱۲ سلہ قولہ فی ذرہم ہم آپ اشارۃ الی ان المقصود التسلیۃ فلا نسخ ۱۲ سلہ قولہ قبل لتنذر سو ہم نے آخ اشارۃ الی ما فی الکشاف معطوف علی ما دل علیہ صفۃ الکتاب کانہ قیل انزلناہ للبرکات والتصدیق والانذار ۱۲ سلہ قولہ ہناک خصوصیت فلا یتوہم منہ التخصیص ہو کقولہ وانذر عشیرتک ۱۲ سلہ قولہ فی یؤمنون الاول پورا الی قولہ تجویز عقلی فقصدہ المنع الجمع لاہل الکتاب وغیرہم لقرءۃ ان بعض اہل الکتاب مع ایمانہم بالآخرۃ لم یؤمنوا بالقرآن وغیرہم مع عدم ایمانہم بالآخرۃ آمنوا بالقرآن کیف ہو و الجواب ان ایمانہم کلا ایمان لعدم ترتب الرتبۃ علیہ اشار الیہ بکلمۃ پورا و عدم ایمانہم ایمان لترتب الرتبۃ علیہ واشار الیہ بقولہ تجویز عقلی فان العقل یکفی لحکم تو ہو

استقل فی معرفتہا شی باتم الوجوہ حتی صار حقیقۃ فیہ النحو نور او ہدی حال تجعلونہ کلہا حال و تبدونہا صفۃ لقراطیس وہی بدلا من الذمہ الا الجمل المخصص المشترک بین الکتب کلہا قولہ مصدق الذی لما کانت الاضافۃ لفظیۃ صح

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِيَ اِلَيَّ وَلَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ شَيْءٌ وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ

اور اوس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللہ پر جھوٹ تہمت لگاوے یا یون کہے کہ مجھپر وحی آتی ہے حالانکہ اسکے پاس کسی بات کی بھی وحی نہین آئی اور جو شخص یون کہے کہ جیسا کلام اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے اسیطرح کا مین بھی لاتا ہون

وَلَوْ تَرٰۤى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْۤا اَيْدِيْهِمْ اَخْرِجُوْۤا اَنْفُسَكُمْ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ

اور اگر آپ اُسوقت دیکھین جبکہ یہ ظالم لوگ موت کی سختیون مین ہونگے اور فرشتے اپنے ہاتھ بڑھا رہے ہونگے ہان اپنی جانین نکالو آج تمکو ذلت کی سزا دیجاویگی اس سبب سے کہ تم اللہ تعالیٰ

عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ۝ وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ

کے ذمہ جھوٹی باتین بکتے تھے اور تم اللہ تعالیٰ کی آیات سے تکبر کرتے تھے اور تم ہمارے پاس تنہا تنہا آگئے جسطرح ہمنے اول بار تمکو پیدا کیا تھا اور جو کچھ ہمنے تمکو دیا تھا اسکو اپنے پیچھے ہی چھوڑ آئے

ظُهُوْرِكُمْ ۚ وَمَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰٓؤُا ۚ لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ع

اور ہم تو تمہارے ہمراہ تمہارے اُن شفاعت کرنے والونکو نہین دیکھتے جنکی نسبت تم دعوی رکھتے تھے کہ وہ تمہارے معاملہ مین شریک ہین واقعی تمہارے آپس مین تو قطع تعلق ہوگیا اور وہ تمہارا دعوی سب تم سے گیا گذرا

آپ اپنا کام کیجیے ۱۲ **ف** تجعلونہ قراطیس سے ظاہر تو یہی معلوم ہوتا ہی کہ ہر مضمون کے اوراق جدا کر رکھے تھے اور بعض کا ایسا کر لینا تعجب نہین اور اگر قراطیس سے مراد مافی القراطیس مجازاً لیا جاوے تو معنی یہ ہو سکتے ہین کہ اپنے ذہن مین مضامین توراۃ کے مختلف حصے تجویز کر رکھے تھے جنمین بعض مضامین کو مثل نعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسطرح چھپاتے تھے کہ اوسکی اوراق اور تاویلین کر دیتے تھے چنانچہ دارمی مین حدیث عمر رضہ کے یہ لفظ ہین نسخۃ من التوراۃ ای فیہ نسخ و نقل توجیہ اول مین اور در منثور مین بروایت ابن المنذر کے ابن جریج کے یہ لفظ ہین فیہا اظہروا من التوراۃ واخفوا من محمد صلی اللہ علیہ وسلم توجیہ ثانی مین اظہر ہی واللہ اعلم **ربط** اوپر منکرین نبوت کے اقسام ہین سے بعض پر رد تھا آگے اور اقسام کی بھی مذمت ہی جنمین ایک وہ تھے کہ صرف آپکی نبوت کے منکر تھے مگر اپنی لیے کبھی کوئی دعوے نہ کرتے تھے جنمین سے بعض کا قول اوپر بھی آیا ہی ما انزل اللہ علی بشر من افتری علی اللہ کذبا مین تو انکا ذکر ہی اور دوسرے وہ تھے جو خود اپنی لیے نبوت کے مدعی تھے جیسے مسیلمہ کذاب وغیرہ قال اوحی الی سے یہ مراد ہی جیسا کہ روح مین ابن جریج سے بروایت عبد بن حمید اور ابن المنذر منقول ہی اور تیسرے وہ تھے جو قرآن کے مثل تصنیف کر سکنے یا کر لینے کے مدعی تھے جیسا نضر بن حارث جسکا یہ قول تھا لو نشاء لقلنا مثل ہذا اوردہ فی اللباب اور جیسا عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح کہ اول مسلمان ہوا ایکبار اس سے کوئی آیت لکھوائی گئی اتفاقاً اسکے منہ سے بعض کلمات موافق وحی کے نکل گئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی لکھوا دیا اسپر یہ گمراہ ہوگیا کہنے لگا ان کان محمد یوحی الیہ فقد اوحی الی وان کان اللہ ینزل فقد انزلت مثل ما انزل اللہ اوردہ فی اللباب عن ابن جریر عن السدی وقال سانزل مثل ما انزل اللہ مین یہ مراد ہین اور گو نضر نے یہ لفظ انزال نہ کہا تھا لیکن اللہ تعالیٰ جو کہ منزل ہی اُس کے فعل مختص یعنی تکلم بالقرآن کا دعوی کرنا اسکو معنی مستلزم ہی اور عبد اللہ ایک قول کی رو سے اوحی الی کا مصداق بھی ہو سکتا ہی اور چونکہ ان مین بعض نے جیسا نضر بن الحارث یہ بھی کہا تھا کہ اگر مجھکو عذاب ہونے لگا تو لات و عزی شفاعت کر دین گے اسلیے ولقد جئتمونا مین اسکا جواب بھی ارشاد فرمایا اوردہ فی اللباب عن ابن جریر عن عکرمۃ

منکرین نبوت وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِيَ اِلَيَّ وَلَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ شَيْءٌ وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ ط وَلَوْ تَرٰۤى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْۤا اَيْدِيْهِمْ ج اَخْرِجُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ج اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ۝۹۳ وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ ج وَمَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰٓؤُا ط لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ۝۹۵ اور اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللہ پر جھوٹ تہمت لگاوے (اور مطلق نبوت یا خاص نبوت کا منکر ہو جیسا اوپر بعض کا قول آیا ہی ما انزل اللہ علی بشر اور بعض کا قول تھا ابعث اللہ بشرا رسولا) یا یون کہے کہ مجھپر وحی آتی ہی حالانکہ اُسکے پاس کسی بات کی بھی وحی نہین آئی (جیسے مسیلمہ وغیرہ) اور (اسیطرح اُس سے بھی زیادہ کون ظالم ہوگا) جو شخص یون کہے کہ جیسا کلام اللہ تعالیٰ نے (حسب دعوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) نازل کیا ہی اسی طرحکا مین بھی لا کر دکھا تا ہون (جیسا نضر یا عبد اللہ کو کہتا تھا غرض یہ سب لوگ بڑے ظالم ہین) اور (ان ظالمونکا حال یہ ہوگا کہ) اگر آپ (انکو) اُسوقت دیکھین تو بڑا ہولناک منظر دکھلائی دے جبکہ یہ ظالم لوگ (جنکا ذکر ہوا ہی) موت کی (روحانی) سختیون مین گرفتار ہونگے اور (موت کے) فرشتے (جو ملک الموت کے ہمراہ)

النحو ترى مفعولہ محذوف ای الظالمين ۱۲ البلاغة قولہ ومن قال آخر فی الاتیان بالواو دون او لیتبین بکونہ تشنیع حیث غیر الاسلوب لکونہ مع المساواة الله تعالی بخلاف ما قبلہ **اختلاف القراءة** وفی قراءة بینكم بالرفع

إِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى ۖ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ۚ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ ۖ فَأَنّٰى تُؤْفَكُونَ ۞ فَالِقُ الْإِصْبَاحِ

بے شک اللہ تعالیٰ پھاڑنے والا ہے دانہ کو اور گٹھلیوں کو وہ جاندار کو بیجان سے نکال لاتا ہے اور وہ بیجان کو جاندار سے نکالنے والا ہے اللہ یہ ہے سو تم کہاں اُلٹے چلے جا رہے ہو وہ صبح کا نکالنے والا ہے

وَجَعَلَ اللَّيْلَ سَكَنًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ۚ ذٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ۞ وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ النُّجُومَ لِتَهْتَدُوا بِهَا

اور اسنے رات کو راحت کی چیز بنائی ہے اور سورج اور چاند کو حساب سے رکھا ہے یہ ٹھہرائی ہوئی بات ہے ایسی ذات کی جو کہ قادر ہے بڑے علم والا ہے اور وہ ایسا ہے جسنے تمہارے لیے ستاروں کو پیدا کیا تاکہ تم انکے ذریعہ

فِي ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۗ قَدْ فَصَّلْنَا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۞ وَهُوَ الَّذِي أَنْشَأَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَمُسْتَوْدَعٌ ۗ

سے اندھیروں میں خشکی میں بھی اور دریا میں بھی رستہ معلوم کرسکو بیشک ہمنے دلائل خوب کھول کھول بیان کردیے ہیں اُن لوگوں کے لیے جو خبر رکھتے ہیں اور وہ ایسا ہے جسنے تمکو ایک شخص سے پیدا کیا پھر ایک جگہ زیادہ رہنے کی ہے اور ایک جگہ چندے رہنے کی

ہیں اُن کی روح[1] نکالنے کے واسطے اُنکی طرف (اپنے ہاتھ بڑھا رہے ہوں گے (اور شدت کے ظاہر کرنے کو یوں کہتے جاتے ہوں گے[2] کہ) ہاں (جلدی) اپنی جانیں نکالو (کہاں بچانے پھرتے تھے دیکھو) آج تمکو ذلت کی سزا دی جاویگی (یعنی جسمیں تکلیف جسمانی بھی ہو اور ذلت روحانی بھی ہو) اس سبب سے کہ تم اللہ تعالیٰ کے ذمہ جھوٹی (جھوٹی) باتیں بکتے تھے (جیسے ما انزل اللہ اور اوحی الیہ اور سانزل وغیرہا) اور تم اللہ تعالیٰ کی آیات (کے قبول کرنے) سے (جو کہ ذریعہ ہدایت تھی) تکبر کرتے تھے (یہ کیفیت تو موت کے وقت ہوگی) اور (جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ فرماوینگے کہ) تم ہمارے پاس (بلا مددگار سے) تنہا تنہا ہوکر آگئے (اور اسی[3] حالت سے آئے) جس طرح ہم نے اول بار (دنیا میں) تمکو پیدا کیا تھا (کہ نہ بدن پر کپڑا نہ پاؤں میں جوتا) اور جو کچھ ہم نے تمکو (دنیا میں سازو سامان) دیا تھا (جس پر تم پھولے بیٹھے تھے) اسکو اپنے پیچھے ہی چھوڑ آئے (ساتھ کچھ نہ لا سکے مطلب یہ کہ مال و دولت کے بھروسہ نہ رہنا یہ سب یہاں ہی رہجاویگا) اور ہم (تو) تمہارے ہمراہ (اس وقت) تمہارے اُن شفاعت کرنے والوں کو نہیں دیکھتے (جس سے ثابت ہو کہ واقع میں بھی تمہارے ساتھ نہیں ہیں) جنکی نسبت تم دعویٰ رکھتے تھے کہ وہ تمہارے معاملہ میں (ہمارے) شریک ہیں (کہ تمہارا جو معاملہ عبادت ہمارے ساتھ ہوتا تھا وہی اُنکے ساتھ ہوتا تھا) واقعی تمہارے (اور اُنکے) آپس میں تو قطع تعلق ہو گیا[5] (کہ آج تم اُن سے بیزار اور وہ تم سے بیزار شفاعت کیا کریں گے) اور وہ تمہارا دعویٰ (جو مذکور ہوا) سب تم سے گیا گذرا ہوا (کچھ کام کا نہ نکلا تو اب پوری پوری مصیبت پڑیگی) **ف** غمرات میں روحانی کی قید اسلیے لگائی کہ نزع کی شدت کفار کے نہ لوازم سے ہے نہ خواص میں سے ہے اور ملائکہ کا اخرجوا کہنا حقیقت طلب کے لئے نہیں بلکہ ایسی مثال ہے جیسے کوئی شخص کسی کی چیز لیکر بھاگ جائے اور اسکو چھپائے پھرتا ہے اور سالک یا اوسکا کوئی آدمی اسکو پکڑ کر جبراً اسکی بغل اور جیب اور ہاتھ میں سے خود نکالتا جاتا ہے اور کہتا جاتا ہے کہ ہاں یہاں سے نکال وہاں سے نکال مقصود صرف اظہار شدت ہوتا ہے۔ اور بعض روایات میں آیا ہے کہ پھر عبد اللہ نے نادم ہوکر اسلام کی تجدید کرلی اس صورت میں وعید سے استثنار ہو جاویگا کیونکہ جو علت وعید کی تھی جب وہ مرتفع ہوگئی وعید بھی مرتفع ہوگئی اور اہل محشر کا برہنہ پا برہنہ بدن ہونا صحاح میں آیا ہے اور روح میں بروایت ابن ابی حاتم و حاکم حضرت عائشہ سے مرفوعاً اسی تفسیر کی تقریر منقول ہے۔ اور بعض روایات میں جو مؤمنین کا کپڑا پہننا وارد ہے وہ اسکے معارض نہیں برہنگی حالت اصلی ہو اور لباس اسکے بعد ہو خواہ خروج من القبر کے قبل یا اسکے بعد واللہ اعلم۔ اور قطع تعلق یا تو ظاہر ابھی ہو گیا ہوگا جیسا قرلینا سے معلوم ہوتا ہے یا من حیث الشفاعۃ قطع کیا جاوے گو حسًّا یکجائی رہے **ربط** اوپر مسئلہ رسالت کی تحقیق مع اسکے متعلقات کے تھی اور اس سے اوپر مسئلہ توحید مذکور تھا آگے پھر توحید کی طرف عود ہے اور اسکے ساتھ چونکہ استدلال میں اپنی نعمتوں کا ذکر ہے اپنے منعم ہونیکا بھی بیان ہے تاکہ شرک کا قبح طبعی بھی ظاہر ہو جاوے **عود بسوی اثبات توحید** إِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى ط يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ط ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَأَنّٰى تُؤْفَكُونَ ۞ فَالِقُ الْإِصْبَاحِ ج وَجَعَلَ اللَّيْلَ سَكَنًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ط ذٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ۞ وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ النُّجُومَ لِتَهْتَدُوا بِهَا فِي ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ط قَدْ فَصَّلْنَا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۞ وَهُوَ الَّذِي أَنْشَأَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَمُسْتَوْدَعٌ ط

ملحقات الترجمة
[1] قولہ باسطوا ... روح نکالنے کذا فی البیضاوی ویصح ان یراد البسط بالعذاب ۱۲
[2] قولہ ... فی اخرجوا کہتے فہو حال بتقدیر قائلین ۱۲
[3] قولہ فی کما خلقنکم اور اسی حالت اشارۃ الی کونہا حالا ثانیۃ کما صرح فی الروح
[4] قولہ فی دراءہ ساتھ کذا فی البیضاوی ۱۲
[5] قولہ فی تقطع ہو گیا اشارۃ الی تقدیرہ ہکذا تقدیر فع انقطع بینکم ۱۲

اللغات الاصباح مصدر اصبح اذا دخل فی الصبح سمی الصبح السکن کل ما یسکن الیہ الرجل ویطمئن من زوج او حبیب یقال لہ سکن الحسبان المصدر منصوب اما بنزع الخافض او لکونہ مفعولا لجعل بتقدیر کونہ او بجعل بمعنی المحسوب **البلاغة** قولہ یخرج الخ فی الروح اختار ابن المنیر کون مخرج معطوفا علی یخرج وقال قد ورد جمیعا بصیغۃ المضارع کثیرا الا انہ عدل من ذلک استحضارا الی ذہن السامع لان العنایۃ فیہ اقوی

لکون اخراج الحی من المیت اظہر فی القدرۃ من عکسہ وہو ایضا اول الحالین والنظر اول ما یبدا فیہ فہل عطف الاسم علی الفعل لکون الاسم فی معنی الفعل اہ الاقرب فی اختلاف الفواصل بقولہ یعلمون لیفقہون و یؤمنون ان یقال ہی بمعنی واحد الا انہ لما ارید فصل کل آیۃ بفاصلۃ تنبیہا علی استقلال کل منہا بالمقصود من الحجۃ وکرہ الفصل بالفواصل متساویۃ لفظا للتکرار عدل الی فاصلۃ مخالفۃ تحسینا للنظم واقتنانا فی البلاغۃ کذا فی الروح ۱۲

قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّفْقَهُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ

بے شک ہم نے دلائل خوب کھول کھول بیان کر دیے اُن لوگوں کے لیے جو سمجھ بوجھ رکھتے ہیں اور وہ ایسا ہی جسنے آسمان سے پانی برسایا پھر ہم نے اُسکے ذریعہ سے ہر قسم کے نبات کو نکالا پھر ہم نے اُس سے

خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ۚ وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَّجَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ

سبز شاخ نکالی کہ اُس سے ہم اوپر تلے دانے چڑھے ہوئے نکالتے ہیں اور کھجور کے درختوں سے یعنی اُنکے گپھے میں سے خوشے ہیں جو نیچے کو لٹکے جاتے ہیں اور انگوروں کے باغ اور زیتون اور انار

مُشْتَبِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ۭ اُنْظُرُوْٓا اِلٰى ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَيَنْعِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكُمْ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝

جو کہ ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہوئے ہیں اور ایک دوسرے سے ملتے جلتے نہیں ہوتے ہر ایک کے پھل کو تو دیکھو جب وہ پھلتا ہے اور اوسکے پکنے کو دیکھو انہیں دلائل ہیں اُن لوگوں کے لیے جو ایمان رکھتے ہیں

قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّفْقَهُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ۚ وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَّجَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ۭ اُنْظُرُوْٓا اِلٰى ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَيَنْعِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكُمْ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ بے شک اللہ تعالیٰ پھاڑنے والا ہے دانہ کو اور گٹھلیوں کو (یعنی زمین میں بانیکے بعد جو دانہ یا گٹھلی پھوٹتی ہے یہ اللہ ہی کا کام ہے) وہ جاندار (چیز) کو بیجان (چیز) سے نکال لاتا ہے (جیسی نطفہ سے آدمی پیدا ہوتا ہے) اور وہ بیجان (چیز) کو جاندار (چیز) سے نکالنے والا ہے (جیسے آدمی کے بدلنے نطفہ ظاہر ہوتا ہے) اللہ یہ ہے (جسکی ایسی قدرت ہے) سو تم (اُسکی عبادت چھوڑ کر) کہاں (غیر اسکی عبادت کی طرف) اولٹے چلے جا رہے ہو وہ (اللہ تعالیٰ) صبح (صادق) کا (رات میں سے) نکالنے والا ہے (یعنی رات ختم ہو جاتی ہے اور صبح صادق ظاہر ہوتی ہے) اور اُسنے رات کو راحت کی چیز بنائی ہے (کہ سب تھکے تھکائے سو کر آرام پاتے ہیں) اور سورج اور چاند (کی رفتار) کو حساب سے رکھا ہے (یعنی اُنکی رفتار منضبط ہے جس سے اوقات کے انضباط میں سہولت ہو) یہ (حساب سے اُنکی رفتار ہونا) ٹھہرائی ہوئی بات ہے (ایسی ذات کی) جو کہ قادر (مطلق) ہے (کہ اسطرح حرکت پیدا کرنے پر اُسکو قدرت ہے) اور بڑے علم والا ہے (کہ اس رفتار کی مصلحتیں اور حکمتیں جانتا تھا اسلیے اس خاص طرح ٹھہرا دیا) اور وہ (اللہ) ایسا ہے جس نے تمہارے (فائدہ کے) لیے ستاروں کو پیدا کیا (اور وہ فائدہ یہ ہے) تاکہ اُنکے ذریعہ سے (رات کے) اندھیرے میں خشکی میں بھی اور دریا میں بھی رستہ معلوم کرسکو بے شک ہم نے (یہ) دلائل (توحید و انعام کے) خوب کھول کھول بیان کر دیے ہیں (اور گو پہونچیں گے سب کو مگر نافع) اُن (ہی) لوگوں کے لیے (ہونگے) جو دیکھنے بوجھنے کی کچھ خبر رکھتے ہیں (کیونکہ غور ایسے ہی لوگ کیا کرتے ہیں) اور وہ (اللہ) ایسا ہی جس نے تم (سب) کو (اصل میں) ایک شخص سے (کہ آدم علیہ السلام ہیں) پیدا کیا پھر (آگے کو توالد و تناسل کا اس طرح سلسلہ جاری چلا آ رہا ہے کہ تم میں سے ہر شخص کے لیے مرتبہ مادہ میں) ایک جگہ زیادہ رہنے کی ہے (یعنی ماں کا رحم) اور ایک جگہ چندے رہنے کی (یعنی باپ کی پشت لقولہ تعالیٰ من بین الصلب) بیشک ہم نے (یہ) دلائل (بھی توحید و انعام کے) خوب کھول کھول کر بیان کر دیے (عام طور پر مگر انکا نفع بھی مثل سابق) اُن (ہی) لوگوں کے لیے (ہوگا) جو سمجھ بوجھ رکھتے ہیں (یہ تفصیل ہوگئی یخرج الحی الخ کی) اور وہ (اللہ) ایسا ہے جسنے آسمان (کی طرف) سے پانی (بارش کا) برسایا پھر ہم نے اُس (پانی) کے ذریعہ سے (باوجود اُسکے واحد ہونیکے) ہر (مختلف) قسم کے نباتات کو (زمین سے) نکالا (اور یہ بھی عجیب بات ہے کہ سبب واحد سے مسبب مختلف) پھر ہم نے اُس (نبات کے اول نمودار ہونیوالی چیز) سے (جو اول زمین سے نکلتی ہے جسکو بعض غلات میں سوئی یا کھونٹی کہتی ہیں اور رنگ میں زرد ہوتی ہے) سبز شاخ نکالی کہ اُس (شاخ) سے ہم اوپر تلے دانے چڑھے ہوئے نکالتے ہیں (یہ تو غلوں کی کیفیت ہے جسکا ذکر اجمالاً فالق الحب میں آچکا ہے) اور کھجور کے درختوں سے (یعنی اُنکے گپھے میں سے خوشے (نکلتے) ہیں جو (مارے بوجھ کے) نیچے کو لٹکے جاتے ہیں اور (اسی پانی سے ہمنے) انگوروں کے باغ (پیدا کیے) اور زیتون و انار (کے درخت پیدا کیے) جو کہ (بعضے انار اور بعضے زیتون پھل کی صورت شکل و مقدار و رنگ و مزہ کے اعتبار سے)

اللغات النبات کالنبت ما یخرج من الارض من النامیات علی ما قالہ الراغب فہو بمعنی المنبوت وخص العرف بما لا ساق لہ فالاضافۃ للصفۃ الی الموصوف الطلع فی القاموس الطلع من النخل شیء یخرج کانہ نعلان مطبقتان والحمل بینہما منضود والطرف محدد او ما یبدو من ثمرتہ فی اول ظہورہا وقشرہ یسمی الکفری وما فی داخلہ الاغریض لبیاضہ القنوان جمع قنو بمعنی العذق وہو للتمر بمنزلۃ العنقود للعنب ۱۲

النحو قولہ فمستقر خبر و مقدر ای فلکم مستقر قولہ ومن النخل یبدل منہ من طلعہا وہو خبر مقدم المبتدا

قنوان دانیۃ ولم اطلع علی السر فی تغییر عنوانہ حیث لم یقل قنوانا دانیۃ ۱۲

البلاغۃ جنات فی الروح لعل زیادۃ الجنات ہہنا کما قیل من غیر اکتفاء بذکر اسم الجنس کما فیما تقدم وما تاخر لما ان الانتفاع بہذا الجنس لا یتاتی غالبا الا عند اجتماع طائفۃ من افرادہ آہ

اختلاف القراءۃ فی قراءۃ جنات بالرفع علی الابتداء ای ولکم جنات ۱۲

ملحقات الترجمۃ

۱ قولہ فالق الحب والنوی اشارۃ الی انہ تعالی فی الاصل الظلمۃ اخارج منہا نور الصبح الحقیقی للمجاورۃ منہا اعتبار الانفلاق فی الصبح مبالغۃ کان الفجر کان مطویا فی اللیل کالثوب المطوی فی الصندوق فتح الصندوق اولا لاتم نشر الثوب ثانیا فکانما فتق اللیل اولا فخرج منہ الفجر کالشیء المشتمل المنفجر ثم نشق منہا الفجر لخروج من داخلہ النور ثم تشعشع منہا التغریب من الریب ۱۲

۲ قولہ لتہتدوا فائدہ۔ اشارۃ الی انہ بدل من لکم

۳ قولہ فی ظلمات البر اشارۃ الی ان اضافۃ الظلمات الی البر والبحر للملابسۃ لان الظلمات فی الاصل للیل ۱۲

۴ قولہ مستقر لقولہ تعالی ونقر فی الارحام ما نشاء ومنہ المستودع لقرینۃ المقابلۃ

۵ قولہ فی مستودع لیشف بمعنی الاستیداع فی السلب ذکرہ البیضاوی فی اطلاق

۶ قولہ فی الآیات لقوم یفقہون یعنی اشار الی ان المشار الیہ بذلک ہی الدلائل المذکورۃ قریبا لا جمیع ما ذکرہ ۱۲

۷ قولہ من السماء طرفیۃ کما فی البیضاوی

۸ قولہ فاخرجنا بہ واحد اشارۃ الی قولہ تعالی یسقی بماء واحد

۹ قولہ فنخرج اشارۃ الی کون نخرج صفۃ

۱۰ قولہ دانیۃ مارے بوجھ کے کما فی الروح

۱۱ قولہ وجنات اسی پانی سے اشارۃ الی کونہ معطوفا علی نبات وہو الراجح علی عطفہ علی خضرا وحبا لانہما یستلزمان خروج فی النبات وہو مختص بما لا ساق لہ کذا فی الروح کالخضر فانہ یختص

ع ۱۲ / ۱۸

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَبَنٰتٍۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ ۟ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ

اور لوگون نے شیاطین کو اللہ کا شریک قرار دے رکھا ہے حالانکہ ان لوگون کو خدا نے پیدا کیا ہے اور ان لوگون نے اللہ کے حق مین بیٹے اور بیٹیان محض بلا سند تراش رکھی ہین وہ پاک اور برتر ہے ان باتون سے جنکو یہ لوگ بیان کرتے ہین

وَالْاَرْضِ ؕ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ؕ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۟ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَاۤ اِلٰهَ

وہ آسمانون اور زمین کا موجد ہے اللہ کے اولاد کہان ہو سکتی ہے حالانکہ اسکے کوئی بی بی تو ہے نہین　اور اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو پیدا کیا　اور وہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے　یہ ہے اللہ تمہارا رب اسکے سوا کوئی عبادت کے

اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۟ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ؗ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ۟

لائق نہین ہر چیز کا پیدا کرنیوالا تو تم لوگ اسکی عبادت کرو اور وہ ہر چیز کا کارساز ہے　اسکو تو کسی کی نگاہ محیط نہین ہو سکتی اور وہ سب نگاہون کو محیط ہو جاتا ہے　اور وہی بڑا باریک بین باخبر ہے

ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہوتے ہین اور (بعضے) ایک دوسرے سے ملتے جلتے نہین ہوتے (ذرا) ہر ایک کے پھل کو تو دیکھو جب وہ پھلتا ہے (کہ اسوقت بالکل کچا بدمزہ ناقابل انتفاع ہوتا ہے) اور (پھر) اسکے پکنے کو دیکھو (کہ اوسوقت سب اوصاف مین کیسا کامل ہوگیا یہ بھی خدا کی قدرت کا ظہور ہے) ان (امور) مین (بھی) دلائل (توحید کے موجود) ہین (اور گو باعتبار تبلیغ کے سب کے لیے ہین مگر انتفاع کے اعتبار سے ان (ہی) لوگون کے لیے (ہین) جو ایمان (لانیکی فکر) رکھتے ہین (یہ میوون اور پھلون کا بیان ہوا جنکا ذکر اجمالاً والنوی مین آچکا ہے ف ان مضامین مین ایک عجیب ترتیب مرعی ہے وہ یہ کہ یہان تین قسم کی کائنات مذکور ہین سفلیات۔ علویات۔ کائنات جو اور شروع کیا سفلیات سے کہ وہ ہم سے اقرب ہین اور پھر اسکے حصے کیے ایک بیان نباتات دوم بیان نفس اول کو مقدم کیا کہ بہ نسبت دوم کے اظہر ہے اور دوم ادق ہے چنانچہ تقلبات نطفہ کا ادراک اطبا کے ساتھ مخصوص ہے بخلاف تقلبات نباتیہ کے عام طور سے مشاہد ہے پھر کائنات جو کو ذکر کیا صبح ولیل۔ پھر علویات کو ذکر کیا شمس و قمر و نجوم۔ پھر چونکہ سفلیات کا زیادہ مشاہدہ ہوتا ہے اسکو مکرر لاکر اسپر ختم فرمایا مگر پہلے وہ اجمالاً مذکور تھے اب تفصیل سے مذکور کیے گیے لیکن تفصیل کی ترتیب مین اجمال کی ترتیب کا عکس کر دیا گیا کہ بیان نفس کو مقدم کیا اور بیان نباتات کو مؤخر ممکن ہے کہ اسکا مبنی یہ ہو کہ اس مفصل بیان مین اظہار نعمت کا عنوان اختیار کیا گیا ہے تو اس حیثیت سے منعم علیہ بوجہ مقصود و متبوع ہونیکے قابل تقدیم کے ہوا اور بیان نباتات مین ترتیب سابق باقی ہے کہ حبوب کی کیفیت نوی پر مقدم رہی اور بارش کا درمیان مین ذکر آنا ہر چند کہ تبعاً للنبات ہے لیکن اسمین ایک اور لطیفہ بھی ہو سکتا ہے وہ یہ کہ بارش ذو جہات ہے مبدا کے اعتبار سے تو علوی اور منتہی کے اعتبار سے سفلی اور مسافت کے اعتبار سے کائن فی الجو ربط اور دلائل توحید کا ذکر تھا آگے تصریحاً توحید کا اثبات اور شرک کا ابطال ہے **ابطال شرک واثبات توحید** وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَبَنٰتٍۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ ۟ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ؕ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۟ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۟ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ؗ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ۟ اور (مشرک) لوگون نے (اپنے اعتقاد مین) شیاطین کو (ایسے) اللہ کا (جسکے صفات و افعال اوپر مذکور ہوئے) شریک قرار دے رکھا ہے (کہ انکے اغوا سے شرک کرتے ہین اور خدا کے مقابلہ مین انکے کہنے پر چلتے ہین) حالانکہ ان لوگونکو (خود انکے اقرار کے موافق بھی) (خدا (ہی) نے پیدا کیا ہے (جب خالق کوئی اور نہین تو معبود بھی کوئی اور نہ ہونا چاہیے) اور ان (مشرکین مین سے بعض) لوگون نے اللہ کے حق مین بیٹے اور بیٹیان (اپنے اعتقاد مین) محض بلا سند تراش رکھی ہین (جیسے نصاری حضرت مسیح کو اور بعض یہود حضرت عزیر کو خدا کا بیٹا اور مشرکین عرب فرشتون کو خدا کی بیٹیان کہتے تھے) وہ پاک اور برتر ہے ان باتون سے جنکو یہ لوگ (خدا تعالیٰ کی جناب مین) بیان کرتے ہین (یعنی یہ کہ اسکا کوئی شریک ہو یا اسکے کوئی اولاد ہو) وہ آسمانون اور زمین کا موجد (یعنی نیست سے ہست کرنیوالا) ہے (اور دوسرا کوئی موجد نہین پس معبود بھی اور کوئی نہ ہوگا اس سے تو شریک کی نفی ہوئی اور اولاد کی نفی کی دلیل یہ ہے کہ غیر مؤنث کی اولاد کی حقیقت یہ ہے کہ اسکے بی بی ہو اور ان دونون کی مقارنت سے تیسری جاندار چیز پیدا ہو تو) اللہ کے اولاد کہان ہو سکتی ہے حالانکہ اسکے کوئی بی بی تو ہے نہین (جو موقوف علیہ ہے اولاد کی اور جب موقوف علیہ منتفی ہے تو موقوف بدرجہ اولی منتفی ہے) اور اللہ تعالیٰ نے (جیسا ان لوگونکو پیدا کیا وخلقہم اور زمین و آسمانکو پیدا کیا بدیع السموت الخ اسی طرح اسی نے) ہر چیز کو پیدا کیا (پس معبود وہی ہو سکتا ہے) اور (جسطرح وہ خالقیت مین یکتا ہے اسی طرح اس صفت مین بھی یکتا ہے کہ) وہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے (ازلاً بھی ابداً بھی

اللغات فی الروح عن الراغب اصل الخرق قطع الشیء علی سبیل الفساد من غیر تفکر ولا تدبر وہو ضد الخلق فانہ فعل الشیء بتقدیر ورفق والخرق بغیر تقدیر آہ

ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ فی یؤمنون کمر کذا فی الروح ۱۲

لہ قولہ فی شرکاء الجن شیاطین کو شریک اشارۃ الی کونہما مفعولین لجعلوا وفائدۃ تقدیمہا کما فی الکشاف استعظام ان یتخذ للہ شریک من کان ملکا او جنیا او انسیا او غیر ذلک ولذلک قدم اسم اللہ علی الشرکاء آہ

لہ قولہ بعد یصفون اس سے تو شریک اشارۃ الی ان الدلائل بعضہا راجعۃ الی نفی الشریک وبعضہا الی نفی الولد ویمکن الاستدلال باحدہا فی الاخری کما یسہل طریقہ بملاحظۃ ما قررت فی تفسیر آیۃ وقالوا اتخذ اللہ فی آخر جزء الم وفی تفسیر آیۃ ان فی خلق السموت والارض فی اول جزء سیقول ۱۲

لہ قولہ قبل انی یکون غیر مؤنث قصد بہ اخراج مریم علیہا السلام

لہ قولہ فی خالق جیسا اوپر سے اشارۃ الی انہ کرہ اعادۃ ولعل النکتۃ فیہا ان الاستدلال بالخلق فی ہذا المطلب ہو اصرح الطرق واوضحہا ۱۲

قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا ۭ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ○ وَكَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ

اب بلاشبہ تمہارے پاس تمہارے رب کی جانب سے حق بینی کے ذرایع پہونچ چکے ہین سو جو شخص دیکھ لیگا وہ اپنا فائدہ کریگا اور جو شخص اندھا رہیگا وہ اپنا نقصان کریگا اور مین تمہارا نگران نہین ہون اور ہم اسیطور پر دلائل کو مختلف پہلوؤن سے بیان

اور اس وصف مین بھی اُسکا کوئی شریک نہین اور خلق بدون علم کے ہو نہین سکتا اس سے بھی ثابت ہوا کہ اور کوئی خالق نہین) یہ (ذات جسکے صفات کمال بیان کیے گئے یہ) ہے اللہ تمہارا رب اُسکے سوا کوئی عبادت کے لایق نہین ہر چیز کا پیدا کرنیوالا (جیسا اوپر بیان ہوا جب یہ صفات اُسی مین ہین تو تم لوگ اُس (ہی) کی عبادت کرو اور (پھر یہ کہ وہ (ہی) ہر چیز کا کارساز (حقیقی) ہے (دوسرا کوئی کارساز بھی نہین پس اُسکی عبادت کروگے تو وہ تمکو نفع حقیقی پہونچا دیگا اور دوسرا کیا دیدیگا غرض خالق بھی وہی علیم بھی وہی وکیل بھی وہی اور یہ سب امور مقتضے ہین کہ معبود بھی وہی ہو اور اُسکے علیم ہونے کی اور اسمین متفرد ہونیکی یہ کیفیت ہے کہ) اُسکو تو کسیکی نگاہ محیط نہین ہوسکتی (دنیا مین تو اسطرح کہ کوئی دیکھ ہی نہین سکتا جیسا دلائل شرعیہ سے ثابت ہے اور آخرت مین اسطرح کہ اہل جنت گو دیکھین گے جیسا کہ نیز دلائل شرعیہ سے ثابت ہے لیکن احاطہ محال رہیگا اور جس محسوس بالبصر کے ظاہر کا احاطہ احساس بصری سے محال ہو تو اُسکی حقیقت باطنی کا کہ ظاہر کے مقابلہ مین بدرجہا خفی تر ہے احاطہ کرنا عقل سے جو کہ احساس سے بدرجہا زیادہ محتمل غلط ہے بدرجۂ اولی محال ہوگا) اور وہ (یعنی اللہ تعالی) سب نگاہونکو (جو کہ اُسکے احاطہ سے عاجز تھین وجوباً) محیط ہو جاتا ہے (اسیطرح اور چیزونکو بھی علماً محیط ہے وھو بکل شیء علیم اور (اس امر سے کہ وہ سبکو محیط ہے اور اُسکو کوئی محیط نہین لازم آگیا کہ) وہی بڑا باریک بین باخبر ہے (اور کوئی دوسرا نہین اور یہی تھا انفراد بکمال العلم جو ثابت ہوگیا) **ف** حاصل مقام کا یہ ہے کہ حق تعالی کے سوا کوئی مبصر ومرئی خواہ کیسا ہی اکبر واعظم ہو ایسا نہین کہ اسکا احاطہ کسی رائی کی بصر سے خواہ وہ کیسا ہی اصغر واحقر ہو محال ہو چنانچہ اسکا امکان باقتضاے عقل ظاہر ہے بخلاف حق تعالی کے کہ باوجودیکہ دنیا مین عقلاً مبصر ہونا فی حد ذاتہ ممکن ہے جیسا کہ رب ارنی کی درخواست سے ظاہر ہے گو شرعاً ممتنع ہے جیسا لن ترانی سے یقینی ہے نیز احادیث مین علی الاطلاق اسکی تصریح ہے اور آخرت مین مبصر ہونا واقع ہے لیکن احاطہ ہر حالت مین محال ہے اور یہ امر خواص باریتعالی سے ہے پس یہ شبہ دفع ہوگیا کہ بعض اجسام عظیمہ پر بھی یہ امر صادق آتا ہے کہ لاتدرکہ الابصار وجہ دفع ظاہر ہے کہ وہان ادراک بمعنے الاحاطہ محال تو نہین پس نفی ادراک مذکور فی الآیۃ مرتبہ استحالہ مین خواص واجب سے ہوا اور احاطہ عقلیہ کا محال ہونا مستقلاً بھی کتب کلامیہ مین مذکور ہے اور لاتدرکہ الابصار بھی بالا وے اسپر دال ہے جسکی تقریر اثناء ترجمہ مین کردی گئی اور یدرک الابصار مین تخصیص ابصار کی باقتضاے خصوصیت مقام ہے کہ مقام بیان ابصار کا ہے خصوصیت حکم کی مقصود نہین کیونکہ عموم دوسرے دلائل سے ثابت ہے اور اسکا مضمون خواص واجب سے اس طور پر ہے کہ ممکنات مین کوئی چیز ایسی نہین کہ دوسری چیز کا اُسکو محیط ہونا محال ہو اور اسکا احاطہ اس دوسری چیز کو واجب ہو پس لاتدرکہ الابصار مین نفی مرتبہ استحالہ مین معتبر ہوگی اور یدرک الابصار مین اثبات مرتبہ وجوب مین معتبر ہوگا اب دونون حکمون کا خواص مین سے ہونا ظاہر و متیقن ہوگیا اور ادراک کا جو ترجمہ کیا گیا اس سے معتزلہ کا استدلال دربارۂ انکار رویت الٰہیہ کے اہل جنت کے واسطے ساقط ہوگیا اور ادراک کے یہ معنی ابن عباس رض سے منقول ہین چنانچہ در منثور مین ہے اخرج ابن جریر عن ابن عباس لاتدرکہ الابصار لا یحیط بصر احد بالملک تعالی اھ اور روح مین ہے والیہ ذہب الکثیر من ائمۃ اللغۃ وغیرہم پس مطلق رویت ثابت اور احاطہ منفی اور حدیث مین جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس سوال کے جواب مین ہل رایت ربک دو جواب آئے ہین ایک نورانی اراہ دوسرا رایت نوراً پہلے جواب مین احاطہ مراد ہے اور دوسرے مین مطلق رویت اور جاننا چاہیے کہ لیلۃ المعراج مین آپکا اللہ تعالی کو دیکھنا جیسا کہ جلالین مین بتخریج مستدرک حاکم بروایت حضرت ابن عباس رض حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد منقول ہے رایت ربی عزوجل الحدیث وہ اس حکم امتناع شرعی فی الدنیا سے مخصوص ہے اور شیخ اکبر رحمہ اللہ سماوات و ما فوقہا کو دنیا سے خارج فرماتے ہین اور آخرت مین داخل کرتے ہین اس بنا پر کہ آخرت کا ایک زمانہ ہے جو قیامت مین آویگا اور ایک مکان ہے جو اوپر مذکور ہوا پس یہ رویت آخرت مین ہوئی تھی فلا حاجۃ الی القول بالتخصیص ربط اوپر دلائل اثبات توحید وابطال شرک کے مذکور ہوے ہین آگے مسئلہ رسالت کے متعلق اسکا بیان ہے کہ آپ کے ذمہ رسالت کی حیثیت سے صرف ان مضامین کی تبلیغ اور عبدیت کے اعتبار سے خود عمل پر استقامت ہے نہ کہ انکے فکر وغم مین پڑجانا **بیان وظیفہ رسالت وعبدیت** قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا ۭ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ○ وَكَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ

البلاغۃ الاکتفاء فی الآیۃ علی نفی الحفیظ لاستلزامہ نفی الوکیل فان الوکالۃ بالمعنی الذی ذکر مترتب علی الحفظ کما ہو ظاہر ۱۲

وَلِيَقُولُوا دَرَسْتَ وَلِنُبَيِّنَهُ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۝ اِتَّبِعْ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ ۝

تاکہ آپ سب کو پہونچا دین اور تاکہ یہ یون کہین کہ آپ نے کسی سے پڑھ لیا ہو اور تاکہ ہم اسکو دانشمندون کے لیے خوب ظاہر کر دین آپ خود اس طریق پر چلتے رہیے جس کی وحی آپ کے رب کی طرف سے آپکے پاس آئی ہے

وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ مَا أَشْرَكُوا وَمَا جَعَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا وَمَا أَنتَ عَلَيْهِم بِوَكِيلٍ ۝ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ

اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہین اور مشرکین کی طرف خیال نہ کیجیے اور اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو یہ شرک نہ کرتے اور ہم نے آپکو انکا نگران نہین بنایا اور نہ آپ مختار ہین اور دشنام مت دو انکو جنکی یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر عبادت

اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ أُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ثُمَّ إِلٰى رَبِّهِم مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُم بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝

کرتے ہین کیونکہ پھر وہ براہ جہل حد سے گذر کر اللہ تعالیٰ کی شان مین گستاخی کرین گے ہم نے اسیطرح ہر طریقہ والون کو انکا عمل مرغوب بنا رکھا ہی پھر اپنے رب ہی کے پاس انکو جانا ہی سو وہ انکو جتلا دیگا جو کچھ بھی وہ کیا کرتے تھے

وَلِيَقُولُوا دَرَسْتَ وَلِنُبَيِّنَهُ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۝ اِتَّبِعْ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ ج لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ ج وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ ۝ وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ مَا أَشْرَكُوا ط وَمَا جَعَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا ج وَمَا أَنتَ عَلَيْهِم بِوَكِيلٍ ۝ (آپ ان لوگون سے کہدیجیے[1]) اب بلا شبہ تمہارے پاس تمہارے رب کی جانب سے حق بینی کے ذرایع (کہ وہ توحید و رسالت کے حق ہونے کے دلائل عقلیہ و نقلیہ ہین) پہونچ چکے ہین سو جو شخص (انکے ذریعہ سے حق کو) دیکھ لیگا وہ اپنا فائدہ کریگا اور جو شخص اندھا رہیگا وہ اپنا نقصان کریگا اور مین تمہارا (یعنی تمہارے اعمال کا) نگران نہین ہون (یعنی جیسا نگرانی کرنیولے کے ذمہ ہوتا ہی کہ نامناسب حرکت نہ کرنے دی یہ میرے ذمہ نہین میرا کام صرف تبلیغ ہی) اور (دیکھیے) ہم اس (عمدہ) طور پر دلائل کو مختلف پہلوؤن سے بیان کرتے ہین تاکہ آپ سبکو پہونچا دین اور تاکہ یہ (منکرین تعصب سے) یون کہین کہ آپ نے کسی سے (ان مضامین کو) پڑھ لیا ہی (مطلب یہ کہ تاکہ انپر اور زیادہ الزام ہو کہ ہم تو سطرح حق کو ثابت کرتے تھے اور تم پھر ایسا کہتے تھے اور یہ کہنا محض براہ عناد تھا ورنہ بطلان اسکا ظاہر ہی) اور تاکہ ہم اس (قرآن کے مضامین) کو دانشمندون کیلیے خوب ظاہر کر دین (یعنی قرآن کے نازل کرنے کے تین فائدے ہین ایک یہ کہ آپکو اجر تبلیغ ملے دوسرے یہ کہ منکرین پر زیادہ جرم قائم ہو تیسری یہ کہ دانشمند و طالبان حق کو حق ظاہر ہو جاوے بس) آپ (یہ نہ دیکھیے کہ کون مانتا ہی کون نہین مانتا) خود اس طریق پر چلتے رہیے جس (پر چلنے) کی وحی آپ کے رب کی طرف سے آپکے پاس آئی ہی (اور اس طریق مین بڑی چیز یہ اعتقاد ہی کہ) اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہین (اور اس طریق مین تبلیغ کا حکم بھی داخل ہی) اور (اسپر قائم رہکر) مشرکین کی طرف خیال نہ کیجیے (کہ افسوس انہون نے قبول کیون نہ کیا) اور (وجہ خیال نہ کرنے کی یہ ہی کہ) اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو یہ شرک نہ کرتے (لیکن ان لوگون کی بدعنوانی سے اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا انکو سزا دین اسلیے ویسا ہی سامان جمع کر دیا پھر انکو آپ کب مسلمان بنا سکتے ہین) اور (آپ اس فکر مین پڑین ہی کیون) ہم نے آپ کو ان (کے اعمال) کا نگران نہین بنایا اور نہ آپ (ان اعمال پر عذاب دینے کے ہماری طرف سے) مختار ہین (پس جب آپ کے متعلق نہ انکے جرائم کی تفتیش ہی اور نہ انکی سزا کا حکم شدید پھر آپکو کیون تشویش ہی ربط اوپر کے مضامین مین طریق مشرکین کا ابطال اور نیز مضامین مذکورہ کے ساتھ اُسکی تبلیغ کا امر بھی کیا گیا ہی آگے مشرکین کے معبودات باطلہ کو سب و شتم کرنے سے مسلمانونکو ممانعت فرماکر تبلیغ دین کے حدود قائم کرتے ہین جسکا حاصل یہ ہی کہ غیر قوم سے مناظرہ کرنا تو جزو تبلیغ ہی لیکن دشنامی اور دلخراش الفاظ اُنکے معظمین کے حق مین کہنا ممنوع لغیرہ ہی کہ وہ ہمارے معبود یا رسل و معظمین کی شان مین گستاخی کرین گے تو گویا اسکے باعث ہم ہوئے

نہی از مشاتمت بالکفار وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ ط كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ أُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ص ثُمَّ إِلٰى رَبِّهِم مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُم بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ اور دشنام مت دو ان (معبودان باطلہ) کو جنکی یہ (مشرک) لوگ خدا (کی توحید) کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہین کیونکہ (تمہارے ایسا کرنے سے) پھر وہ براہ جہل حد سے گذر کر (غصہ مین آکر) اللہ تعالیٰ کی شان مین گستاخی کرین گے (اور اسکا تعجب نہ کیا جاوے کہ ایسی گستاخی کرنے والون کے ساتھ سزا کیون نہین ملجاتی کیونکہ) ہم نے (دنیا مین تو) اسیطرح (جیسا ہو رہا ہی) ہر طریقہ والون کو انکا عمل (بھلا ہو یا برا ہو) مرغوب بنا رکھا ہی (یعنی ایسے اسباب جمع ہو جاتی ہین کہ ہر ایک کو اپنا طریقہ پسند ہی اس سے معلوم ہوا کہ یہ عالم اصل مین ابتلاء کا ہی پس اسمین سزا ضرور نہین) پھر (البتہ اپنی وقت پر) اپنی رب ہی کے پاس ان (سب) کو جانا ہی سو (اس وقت) وہ انکو جتلا دیگا جو کچھ بھی وہ

ملحقات الترجمۃ

[1] قولہٗ قد جاءکم کہدیجیے اشارۃ الی تقدیر قل بقرینۃ ما انا علیکم وصرح بہٖ فی الروح ۱۲

[2] قولہ قبل ولیقولوا سب کو الخ اشارۃ الی تقدیر المعطوف علیہ ای لتبلغ الی الجمیع المنقسمین الی القسمین القائلین درست و قوم یعلمون ولما کان ھذا القول تعلیلا منہ با وضح بیان بقولہ مطلب الخ ۱۲

[3] قولہٗ فی ہر خیال فالاعراض ہہنا عدم الالتفات لا الکف فلا نسخ ۱۲

[4] قولہ بعد عدوا غصہ فلا یرد ان القوم کانوا معترفین باللہ فکیف یکن ہذا ۱۲

[5] قولہٗ فی زینا اصل الی ہو مثار الی دفع ما یرد من انہ کیف نزل العذاب باقوام سابقۃ علینا وحاصل الدفع ظاہر ان عدم الضرورۃ لا یستلزم ضرورۃ العدم وکم من عارض یقتضی خلاف الاصل لسبب ما ۱۲

وفی قراءۃ درست بتانیث الغائب ای قدمت ہذہ الآیات وعفت کقولھم اساطیر الاولین ۱۲ الروایات اللباب قال عبدالرزاق انبانا معمر عن قتادۃ قال کان المسلمون یسبون اصنام الکفار فیسب الکفار اللہ فانزل اللہ ولا تسبوا الآیۃ	النحو عود ضمیر نبینہ الی بعبارۃ بتاویل القرآن ۱۲ فی الروح فیسبوا منصوب علی جواب النہی وقیل مجزوم عطفا کقولھم لا تمددھا فتشققھا ۱۲ اختلاف القراءۃ فی قراءۃ دارست علی وزن فاعلت ای دارست اہل الکتاب

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا يُشْعِرُكُمْ ۙ اَنَّهَآ اِذَا

اور ان لوگون نے قسمون مین بڑا زور لگا کر اللہ کی قسم کھائی کہ اگر انکے پاس کوئی نشانی آجاوے تو وہ ضرور ہی اسپر ایمان لے آوین گے آپ کہدیجیے کہ نشان سب خدا تعالیٰ کے قبضہ مین ہین اور تمکو اسکی کیا خبر

جَآءَتْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَنُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوْا بِهٖۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّنَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ

کہ وہ نشان جسوقت آجاویںگے یہ لوگ جب بھی ایمان نہ لاوین گے اور ہم بھی انکے دلونکو اور انکی نگاہون کو پھیر دینگے جیسا یہ لوگ اسپر پہلی دفعہ ایمان نہیں لائے اور ہم انکو انکی سرکشی مین حیران رہنے دینگے

يَعْمَهُوْنَ ۝ وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا

اور اگر ہم انکے پاس فرشتون کو بھیجدیتے اور ان سے مردے باتین کرنے لگتے اور ہم تمام موجودات کو انکے پاس انکی آنکھون کے روبرو لاکر جمع کردیتے تب بھی

لِيُؤْمِنُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ ۝

یہ لوگ ایمان نہ لاتے ہان اگر خدا ہی چاہے تو اور بات ہے لیکن انمین زیادہ لوگ جہالت کی باتین کرتے ہین

(دنیا مین) کیا کرتے تھے (اور مجرمین کو سزا دیدیگا) **ف** بتونکو برا کہنا فی نفسہ امر مباح ہی مگر جب وہ ذریعہ بن جاوے ایک امر حرام یعنی گستاخی بجناب باریتعالیٰ کا وہ بھی منہی عنہ اور قبیح ہو جاویگا۔ اس سے ایک قاعدہ شرعیہ ثابت ہوا کہ مباح جب حرام کا سبب بن جاوے تو حرام ہو جاتا ہی اور ہر چند کہ اوپر یا دوسری آیات مین جو مضامین اثبات توحید و رسالت و ابطال شرک و کفر کے مذکور ہین بعض اوقات انپر بھی کفار گستاخی بجناب باری جل شانہ و تکذیب حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات کہا کرتے تھے چنانچہ مقامات متعددہ مین وہ منقول ہین لیکن ان مضامین کا بیان کرنا ممنوع نہین ہوا وجہ فرق یہ کہ ان مضامین کا ظاہر کرنا واجب اور مطلوب عند الشرع تھا ایسے امر پر اگر کچھ مفاسد مرتب ہو جاوین تو اس امر کو ترک نکیا جاویگا یہ دوسرا قاعدہ ثابت ہوا اور دشنام و سب مباح تھا واجب و مطلوب عند الشرع نہ تھا ایسے امر پر جب مفاسد مرتب ہونگے اسکو ترک کرنا واجب ہوگا یہی فرق ہی دونون امرمین۔ یہ دونون فقہی قاعدے علم عظیم ہین بیشمار فروع کا حکم اور فیصلہ اس سے معلوم ہوتا ہی روح المعانی مین ابو المنصور سے بھی فرق ایک سوال کے جواب مین جو انسے پوچھا گیا تھا نقل کیا ہی اور ابن سیرین سے بھی اسکی تائید نقل کی ہی اور قرآن مجید کی بعض آیات مین جو معبودان باطلہ کی تحقیر مذکور ہی وہ بقصد سب و شتم نہین بلکہ مناظرہ مین بطور تحقیق مطلوب و استدلال و الزام خصم کے ہی جو مناظرات مین مستعمل ہی اور قرائن سے مخاطب کو فرق معلوم ہو جاتا ہی کہ تحقیق مقصود ہی یا تحقیر اول جائز ہی دوسرا ناجائز **ربط** اوپر آیات منزلہ سے مشرکین کا منتفع نہ ہونا مذکور تھا چنانچہ لفظ نصرف الآیات مین ان آیات کا اور اسکے بعد انکا اپنی شرک پر قائم رہنے کا بیان ہی آگے مشرکین کا براہ عناد فرمایشی آیات کی درخواست کرنے کا مع جواب ذکر ہی جسکا قصہ ابن جریر نے محمد قرظی سے اسطرح نقل کیا ہی کہ قریش سے آپ نے دعوت اسلام کے متعلق گفتگو کی وہ بولے آپ انبیاء سابقین کے ایسے ایسے معجزات کا بیان کرتے ہین ایسا ہی کوئی معجزہ آپ بھی ظاہر کیجیے آپ نے تعیین معجزہ کی پوچھی انہون نے کہا کہ کوہ صفا کو سونا کردیجیے آپ نے پوچھا تم میرا اتباع کروگے وہ قسمین کھانے لگے کہ ہان کرین گے آپ دعا کرنے کے واسطے کھڑے ہوگئے حضرت جبرئیل علیہ السلام وحی لے آئے کہ آپ چاہین تو پہاڑ سونا ہو جاوین لیکن اگر یہ ایمان نہ لائے تو مین انپر عذاب نازل کرونگا اب چاہو اسکو اختیار کیجیے اور چاہو یون ہی رہنے دیجیے جسکی قسمت مین ایمان ہی وہ (بقیہ معجزات کو کافی سمجھکر) ایمان لے آویگا آپ نے فرمایا تو پھر یون ہی رہنے دیا جاوے اسپر یہ آیت یجهلون تک نازل ہوئی کذا فی الروح

جواب اقتراح آیات وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا يُشْعِرُكُمْ ۙ اَنَّهَآ اِذَا جَآءَتْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَنُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوْا بِهٖۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّنَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝ وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ ۝

اللغات قبلا مصدر مقابلة ومعاينة **الجهد** بالفتح والضم المشقة والطاقة فی موضع الحال ای جاهدین فی ایمانهم بان اتوا بالحلف علی ابلغ ما فی وسعهم **النحو** ما یشعرکم قال البیضاوی ما یشعرکم وما یدریکم استفهام انکاری قوله ای لا تدرون انهم لا یؤمنون قال العصام خطاب المؤمنین بسبعهم عن تمنی مجیی الآیة المقترحة طمعا فی ایمانهم فالظاهر ان یقال لهم وما یدریکم انها اذا جاءت یؤمنون فذکره توجیهین احدهما ان الاستفهام للانکار ای لا یشعرکم شیء بانها اذا جاءت لا یؤمنون فلذلک تتمنون ونحن نعلم ذلک فلا نجیء بها والثانی ان مفعول الاشعار محذوف ای ما یشعرکم ما یکون منهم وان من لغات لعل ای لعلهم اذا جاءتهم لا یؤمنون ورجح لعل للاشفاق یعنی ینبغی ان تجوزوا عدم ایمانهم بل یکون الغالب عندکم ذلک فلا تتمنوا اه من الروح والحاصل ان الاستفهام للانکار ولا منفیا لم لا وهذا الثانی هو المراد الاول والافکان الظاهر لیؤمنون ای لم تطلبون انهم اذا جاءت یؤمنون وفیه اقامة العذر للمؤمنین فی غبطتهم فی ذلک وتنبیه قوله اذا جاءت راجع الی الآیات او الآیة وکل وجهة مر البلاغة قوله اذا جاءت استعمال اذا مع ان المستقبل لزیادة التسنیع علیهم کذا فی الروح **اختلاف القراءة** فی

اوران (منکر) لوگون نے قسمون مین بڑا زور لگاکر اللہ کی قسم کھائی کہ اگر انکے (یعنی ہماری) پاس (انکی یعنی ہماری فرمایشی نشانون مین سے) کوئی نشان (ظہور مین) آ وے تو وہ (یعنی ہم) (ضرور ہی اس (نشان) پر ایمان لے آوین گے (یعنی نشان ظاہر کرنے والے کی نبوت کو مان لین گے) آپ (جواب مین) کہدیجیے کہ نشان سب خدا تعالیٰ کے قبضہ مین ہین (وہ انمین جسطرح چاہی تصرف فرماوے دوسرے کو دخل دینا اور فرمایش کرنا بیجا ہی کیونکہ کسیکو اللہ کے سوا معلوم نہین کہ کسکا ظاہر ہونا حکمت ہی اور کسکا ظاہر نہ ہونا حکمت ہی البتہ بعثت رسل کے وقت مطلقاً کسی نشان کو ظاہر کردینا اسمین حکمت یقینی ہی سو اللہ تعالیٰ بہت سے نشان صدق دعویٰ رسالت محمدیہ پر ظاہر فرما چکے ہین جو کہ دلالت کے لیے کافی ہین بس یہ انکی فرمایش کا جواب ہوگیا) اور (چونکہ مسلمانون کے دل مین خیال تھا کہ خوب ہو اگر یہ نشان ظاہر ہوجاوین شاید ایمان لے آوین انکو خطاب فرماتے ہین کہ) تمکو اسکی کیا خبر (بلکہ ہمکو خبر ہی) کہ وہ (فرمایشی) نشان جسوقت (ظہور مین) آجاوینگے یہ لوگ (غایت عناد سے) جب بھی ایمان نہ لاوین گے اور (ان کے ایمان نہ لانے کی وجہ سے) ہم بھی انکے دلونکو (حق طلبی کے قصد سے) اور انکی نگاہونکو (حق بینی کی نظر سے) پھیر دین گے (اور انکا یہ ایمان نہ لانا ایسا ہی) جیسا یہ لوگ اس (قرآن پر کہ معجزہ عظیمہ ہی) پہلی دفعہ (جبکہ وہ آیا) ایمان نہین لائے (تو اب ایمان نہ لانیکو بعید مت سمجھو) اور (تقلیب ابصار کا مطلب ظاہری تقلیب نہین ہی بلکہ مراد یہی ہی کہ) ہم انکو ان کی سرکشی (و کفر) مین حیران (سرگردان) رہنے دین گے (ایمان کی توفیق نہ ہوگی کہ یہ معنوی تقلیب ہی) اور (انکی عناد کی تو یہ کیفیت ہی کہ) اگر ہم (ایک فرمایشی نشان کیا کئی کئی اور بڑے بڑے فرمایشی نشان بھی ظاہر کردیتے مثلاً یہ کہ) انکے پاس فرشتونکو بھیجدیتے (جیسا وہ کہتے ہین لولا انزل علینا الملائکۃ) اور ان سے مردے (زندہ ہوکر) باتین کرنے لگتے (جیسا وہ کہتے ہین فاتوا باٰبائنا) اور (یہ تو صرف اتنا ہی کہتے ہین تاتی باللہ والملائکۃ قبیلا) ہم (اسی پر اکتفا نہ کرتے بلکہ) تمام موجودات (غیبیہ) کو (جسمین جنت و دوزخ سب ہی کچھ آگیا) انکے پاس انکی آنکھون کے روبرو لاکر جمع کردیتے (کہ سب کو کھلم کھلا دیکھ لیتے) تب بھی یہ لوگ ہرگز ایمان نہ لاتے ہان مگر خدا ہی چاہی (اور انکی تقدیر بدل دے تو اور بات ہی) (پس جب انکے عناد و شرارت کی یہ کیفیت ہی اور خود بھی وہ اسکو جانتے ہین کہ ہماری نیت اسوقت بھی ایمان لانیکی نہین تو اسکا مقتضا یہ تھا کہ نشانون کی فرمایش نہ کرتے کہ محض بیکار ہی) لیکن انمین زیادہ لوگ جہالت کی باتین کرتے ہین (کہ ایمان لانیکا تو قصد نہین پھر خواہ مخواہ کی فرمایشین کہ جہالت ہونا اسکا ظاہر ہی)

ف لیؤمنن بہا مین کفار کے قول کی نقل ہی اور انما الآیات عند اللہ مین انکا جواب ہی اور وما یشعرکم سے آخر تک مسلمانونکو فہمایش اور خطاب ہی۔ جواب کا حاصل تقریر ترجمہ سے ظاہر ہی توضیح اسکی یہ ہی کہ رسول مدعی نبوت ہی اور آیات خارقہ اس دعوے کی دلیل ہی اور مدعی کے ذمہ حسب قضیہ عقلیہ مطلق دلیل کا قائم کرنا ضروری ہی تعیین کسی خاص دلیل کی ضروری نہین اسلیے ان منکرین کو آیات جدیدہ کے طلب کا کوئی حق حاصل نہ تھا ہان دلائل قائم کردہ پر جرح و قدح کرین تو اسکا جواب اصالۃً یا نیابۃً مدعی کے ذمہ ہی جسکے لیے ہر مدعی حقانیت اسلام اب بھی آمادہ ہی اسکی ایسی مثال ہی کہ عدالت مین کسی نے ہزار روپیہ کا دعوی کسی شخص پر کیا اور معتبر گواہ دو یا چار پیش کیے مدعی علیہ کو یہ تو اجازت ہوگی کہ ان گواہونکا مجروح ہونا ثابت کرے اور مدعی سے اسکا جواب طلب کیا جاویگا لیکن یہ اختیار نہین دیا جائیگا کہ باوجود ان گواہون مین کسی خرابی کے ثابت نہ کرسکنے کے یون کہے کہ مین تو فلان فلان اشخاص کی گواہی کو حجت سمجھونگا ان موجودہ گواہونکو مین نہین مانتا حاکم عدالت ہرگز اس بیہودہ عذر کو سماعت نہ کرے گا اور مدعی کو ڈگری دیدیگا اور مدعا علیہ بک بک لگایا کرے اسکا گھر بار سب قرضہ مین نیلام کرلیا جاویگا اس تقریر سے اتنا تو ثابت ہوگیا کہ معجزات جدیدہ کی ضرورت نہ تھی۔ اب یہ کہ اگر ہو جاتا تو کیا ضرر تھا سو اس ضرر کا بیان دوسری آیات مین ہی چنانچہ اسی سورہ کے شروع آیت وقالوا لولا انزل علیہ ملک کی تفسیر مین گذر چکا ہی اور اسی ضرر کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حق تعالیٰ کے پوچھنے پر اسی عدم نزول آیات مقترحہ کی شق کو اختیار فرمایا جیسا کہ تمہید مین مذکور ہوا۔ اور نقلب الخ پر یہ شبہ نہ کیا جاوے کہ اللہ تعالیٰ ہی نے انکو خراب کردیا پھر مواخذہ والزام کیا اسکا جواب چند موقع پر گذر چکا چنانچہ اجمالاً یہان بھی قبل ترجمہ نقلب کے اشارہ کردیا گیا ہی اس عبارت سے انکی ایمان نہ لانیکی وجہ سے پس اس تقلیب کا سبب انکا اعراض ہی یہ نہین کہ انکے قلوب وافئدہ حق کی طرف پہلے سے متوجہ ہون اور پھر تقلیب واقع ہو جاشا وکلا بلکہ توجہ کے ساتھ تو یہ وعدہ ہی والذین جاہدوا فینا لنہدینہم سبلنا الآیہ خوب سمجھ لو و للہ الحمد اور لفظ اکثر اسلیے بڑھایا کہ علم الٰہی مین بعضے لوگ ایمان لانے والے تھے **ربط** اوپر کی آیات مین کفار کے عناد و عداوت کا ذکر تھا جو کہ مبنی ہے اقوال و افعال مذکورہ کا آگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی کیجاتی ہے کہ ایسی عداوت اور انبیاء سے بھی ہوتی رہی ہی اور اسپر ایسے ہی آثار مرتب ہوا کیے ہین۔

ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ فی مایشعرکم مسلمانون کے دلون مین کھائی الدر المنثور اخرج ابو الشیخ عن ابن عباس مایشعرکم یا معشر المسلمین ۱۲ **لہ قولہ** فی نقلب اور انکے اشارۃ الی کون نقلب معطوفا علی لایؤمنون وسببا عنہ ۱۲ **لہ قولہ** کما لم یؤمنوا اور انکا الخ اشارۃ الی ان الکاف فی موضع النعت لمصدر منصوب بلا یؤمنون ای لا یؤمنون بل یکفرون کفرا کائنا ککفرہم وتوسیطا للتقلیب لانہ من متممات عدم ایمانہم ۱۲ **لہ قولہ** فی نذرہم مراد فہو مبین لنقلب ومعطوف علی ما عطف نقلب علیہ ۱۲ **لہ قولہ** فی الا ہان مگر اشارۃ الی ان الاستثناء منقطع ای لکن ان شاء اللہ آمنوا و یجوزان یکون متصلا ۱۲ **لہ قولہ** فی یجہلون کہ ایمان لانے کا الخ لم اره فی التفاسیر لغیری وفائدۃ الاکثر مرت اکثر من مرۃ من سبق السلم الازلی باستثناء البعض ۱۲

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا وَلَوْ شَآءَ

اور اسیطرح ہم نے ہر نبی کے دشمن بہت سے شیطان پیدا کیے تھے کچھ آدمی اور کچھ جن جنمین سے بعضے دوسرے بعضون کو چکنی چپڑی باتونکا وسوسہ ڈالتے رہتے تھے تاکہ انکو دھوکہ میں ڈالدین اور اگر اللہ تعالے

رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ۝ وَلِتَصْغٰٓى اِلَيْهِ اَفْـِٕدَةُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَلِيَرْضَوْهُ وَ

چاہتا تو یہ ایسے کام نہ کر سکتے سو ان لوگون کو اور جو کچھ یہ افترا پردازی کر رہے ہین اسکو آپ رہنے دیجیے اور تاکہ اسکی طرف ان لوگون کے قلوب مائل ہوجاوین جو آخرت پر یقین نہیں رکھتے اور تاکہ اسکو پسند کرلین اور

لِيَقْتَرِفُوْا مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ ۝ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا وَّهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا ؕ وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ

تاکہ مرتکب ہوجاوین ان امور کے جنکے وہ مرتکب ہوتے تھے تو کیا اللہ کے سوا کسی اور فیصلہ کرنے والے کو تلاش کرون حالانکہ وہ ایسا ہے کہ اُسنے ایک کتاب کامل تمہارے پاس بھیجدی ہے اسکی حالت یہ ہے کہ اسکے مضامین

الْكِتٰبَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ۝

خوب صاف صاف بیان کیے گیے ہین اور جن لوگونکو ہم نے کتاب دی ہے وہ اسبات کو یقین کے ساتھ جانتے ہین کہ یہ آپکے رب کی طرف سے واقعیت کے ساتھ بھیجا گیا ہے سو آپ شبہ کرنیوالون مین نہون

تسلیہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم درباب عداوت کفار و آثار او وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا ؕ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ۝ وَلِتَصْغٰٓى اِلَيْهِ اَفْـِٕدَةُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَلِيَرْضَوْهُ وَلِيَقْتَرِفُوْا مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ ۝ اور (یہ لوگ جو آپ سے عداوت کرتے ہین یہ کوئی انئی بات آپ ہی کے لیے نہین ہوئی بلکہ جسطرح یہ آپ سے عداوت رکھتے ہین) اسی طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن بہت سے شیطان پیدا کیے تھے کچھ آدمی (جن سے اصل معاملہ تھا) اور کچھ جن (ابلیس اور اُسکی اولاد) جنمین سے بعضے (یعنی ابلیس اور اسکا لشکر) دوسرے بعضونکو (یعنی کافر آدمیون کو) چکنی چپڑی باتونکا وسوسہ ڈالتے رہتے ہین تاکہ اُنکو دھوکہ مین ڈالدین (مراد ان سے کفر و مخالفت کی باتین ہین کہ ظاہر مین نفس کو بھلی معلوم ہوتی تھین اور باطن مین مہلک تھین اور یہی دھوکہ ہے جب یہ کوئی نئی بات نہین تو اسکا غم نہ کیجیے کہ آپ کے ساتھ یہ لوگ ایسے معاملات کیون کرتے ہین اصل یہ ہے کہ اسمین بعضی حکمتین ہین اسوجہ سے انکو ایسے امور پر قدرت بھی ہوگئی ہے) اور اگر اللہ تعالیٰ (یہ) چاہتا کہ یہ لوگ ایسے امور پر قادر نہ ہون) تو (پھر) یہ ایسے کام نہ کر سکتے (مگر بعض حکمتوں سے ان کو قدرت دیدی ہے) سو (جب اسمین حکمتین ہین تو) ان لوگونکو اور جو کچھ یہ (دین کے بارہ مین) افترا پردازی کر رہے ہین (جیسے انکار نبوت جسپر عداوت مرتب ہے) اسکو آپ رہنے دیجیے (اسکی فکر و غم مین نہ پڑیے ہم خود معین وقت پر مناسب سزا دین گے کہ اُن حکمتون مین سے ایک یہ بھی ہے) اور (وہ شیاطین اُن کافر آدمیون کو اسلیے وسوسہ مین ڈالتے تھے) تاکہ اُس (فریب آمیز بات) کی طرف اُن لوگون کے قلوب مائل ہوجاوین جو آخرت پر (جیسا چاہیے) یقین نہین رکھتے (مراد کافر لوگ ہین اگرچہ اہل کتاب ہون کیونکہ جیسا چاہیے اُنکو بھی یقین نہین ورنہ انکار نبوت پر جسپر قیامت مین سزا ہوگی کبھی جرات نہ کرتے) اور تاکہ (میلان نفسانی کے بعد) اسکو (اعتقاد قلبی سے بھی) پسند کرلین اور تاکہ (اعتقاد کے بعد) مرتکب (بھی) ہوجاوین اُن امور کے جن کے وہ مرتکب ہوتے تھے **ف** یہان شیطان سے مجازاً عام مراد لیا گیا بقرینہ تقسیم کے اور اس سے یہ لازم نہین کہ ہر جگہ حقیقی معنے چھوڑ دیے جاوین بلکہ اس معنی مجازی کی تقسیم مین خود حقیقت کا اثبات ہے کہ ایک قسم شیطان کی جن کو بتلایا ہے پس اس مجاز سے انکار وجود جن کی گنجایش حاصل نہ ہوئی۔ اور یہان دو سو پر جونکہ موسوس الیہ مین میلان اور پھر عزم پھر فعل مرتب ہوا ہے اسلیے اس انفعال بالوسوسہ پر مذمت کی گئی بلکہ صرف مرتبہ عزم بھی ذم کے لیے کافی ہے ورنہ نرا وسوسہ مضر نہین گو موسوس کے حق مین بوجہ عزم غرور و ضلال وہ بھی گناہ ہے۔ اور چونکہ منہیات سے بچنے مین خوف عذاب آخرت کو زیادہ دخل ہے اسلیے اسکی تخصیص کی گئی کیونکہ اگر کوئی خدا کا قائل ہو مگر آخرت کا منکر ہو تو گناہ سے بچنا مستبعد ہے ربط اوپر ثابت کیا گیا ہے کہ نبوت پر جدید دلائل قائم کرنے کی ضرورت نہین آگے اس دلیل کو بتلاتے ہین جو کہ اس بارہ مین کافی و وافی ہے یعنی قرآن معجز اور اسکے ماننے نہ ماننے والون کی حالت کا بیان فرماتے ہین **دلالت قرآن بر نبوت و بیان حال مصدقین و مکذبین** اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا وَّهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا ؕ وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ

ملحقات الترجمة
له قوله جعلنا یه فالجعل تکوینی فالمجعول مراد لا مرضی ۱۲ سله قوله فی الانس کچھ آدمی اشارة الی ان الاضافة بیسے من البیانیة ۱۲ سله قوله فی ما فعلوه یہ لوگ اشارة الی ان الضمیر للمعاصرین باعتبار الفہامہ ذلک مما تقدم ۱۲ سله قوله فی اول ف مجازا ای مقید الاصطلاح الشرعی اما باعتبار اللغة فحقیقة ۱۲

اللغات الوحی اصله الاشارة السریعة وذلک یکون بالکلام علی سبیل الرمز وقد یکون بصوت مجرد عن الترکیب وباشارة بعض الجوارح وبالکتابة وبالالقاء والوسوسة ایضا الزخرف اصله الزینة المزوقة وقد یخص بالباطل الصغو والصغی وادیا ویائیا المیلان ۱۲

النحو شیطین بدل من عدوا یوحی صفة لعدو ومع رجوع ضمیر الجمع نظرا الی الجنس غرورا مفعول له وکذا لتصغی وما بعده وجملة لو شاء معترضة ولم ینصب لتصغی کغرورا لفقد شرط النصب اذ الغرور فعل الموحی فان المعنی لیغرهم والصغو فعل الموحی الیه ۱۲

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ۭ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ

اور آپ کے رب کا کلام واقعیت اور اعتدال کے اعتبار سے کامل ہے اُسکے کلام کا کوئی بدلنے والا نہیں اور وہ خوب سن رہے ہیں خوب جان رہے ہیں اور دنیا میں زیادہ لوگ ایسے ہیں کہ اگر آپ انکا کہنا ماننے لگیں

سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ۝ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ مَنْ يَّضِلُّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝

تو وہ آپکو اللہ کی راہ سے بے راہ کردیں وہ محض بے اصل خیالات پر چلتے ہیں اور بالکل قیاسی باتیں کرتے ہیں بالیقین آپکا رب انکو خوب جانتا ہے جو اسکی راہ سے بے راہ ہو جاتا ہے اور وہ انکو بھی خوب جانتا ہے جو اسکی راہ پر چلتے ہیں

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ۭ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ۝ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ مَنْ يَّضِلُّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝ (آپ کہدیجیے[1] کہ میرے تمہارے درمیان میں جو مقدمہ رسالت میں اختلاف ہے کہ میں بحکم سرکاری اسکا مدعی ہوں اور تم منکر اور یہ مقدمہ اجلاس احکم الحاکمین سے میرے حق میں اسطرح طے اور فیصل ہو چکا ہے کہ میرے اس دعوی پر کافی ثبوت اور دلیل یعنی قرآن معجز خود قائم فرما یا ہے اور تم پھر بھی نہیں مانتے) تو کیا (تم یہ چاہتے ہو کہ اس خدائی فیصلہ کو کافی[2] نہ قرار دوں اور) اللہ کے سوا کسی اور فیصلہ کرنے والے کو تلاش کروں حالانکہ وہ ایسا (کامل فیصلہ کر چکا) ہے کہ اس نے ایک کتاب (جو اپنی اعجاز میں) کامل[3] (ہے) تمہارے پاس بھیجدی ہے (جو اپنی اعجاز کی وجہ سے دلالۃ علی النبوۃ میں کافی ہے پس اسکے دو کمال قویہ ہوئے اعجاز و تنزیل من اللہ اور اسکے علاوہ اور وجوہ سے بھی کامل اور اس سے جو اور مقاصد ہدایت و تعلیم کے متعلق ہیں اُنکے لیے کافی ہے چنانچہ) اُسکی (ایک یعنی تیسری حالت (کمال کی) یہ ہے کہ اُسکے مضامین (جو دین کے باب میں اہم ہیں) خوب صاف صاف بیان کیے گئے ہیں اور (چوتھا وصف کمال اسکا یہ ہے کہ کتب سابقین میں اُسکی خبر دی گئی تھی جو علامت ہے اُسکے مہتم بالشان ہونیکی چنانچہ) جن لوگون کو ہم نے کتاب (یعنی توراۃ و انجیل) دی ہے وہ اس بات کو یقین کے ساتھ جانتے ہیں کہ یہ (قرآن) آپکے رب کی طرف سے واقعیت کے ساتھ بھیجا گیا ہے (اسکو جانتے تو سب ہیں پھر جنمیں صفت گوئی کی صفت تھی اُنہون نے ظاہر بھی کردیا اور جو معاند تھے وہ ظاہر نہ کرتے تھے) سو آپ شبہہ کرنے والون میں نہ ہون اور (پانچوان وصف کمال اسکا یہ ہے کہ آپ کے رب کا (یہ) کلام[4] واقعیت اور اعتدال کے اعتبار سے (بھی) کامل ہے (یعنی علوم و عقائد میں واقعیت اور اعمال ظاہری و باطنی میں اعتدال لیے ہوئے ہے اور چھٹا وصف کمال اسکا یہ ہے کہ) اُسکے (اس) کلام کا کوئی بدلنے والا نہیں (یعنی کسی کی تحریف و تغییر سے اسکا اللہ حافظ ہے وانا لہ لحافظون) اور (ایسی کامل دلیل پر بھی جو لوگ تکذیب قلبی و زبانی سے پیش آویں) وہ (یعنی اللہ تعالی اُنکے اقوال کو) خوب سن رہے ہیں (اور اُنکے عقائد کو) خوب جان رہے ہیں (اپنی وقت پر انکو کافی سزا دیں گے) اور (باوجود وضوح دلائل کے) دنیا میں زیادہ لوگ ایسے (منکر اور گمراہی) ہیں کہ اگر (بالفرض) آپ انکا کہنا ماننے لگیں تو وہ آپکو اللہ کی راہ (راست) سے بے راہ کردیں (کیونکہ وہ خود گمراہ ہیں چنانچہ عقائد میں) وہ محض بے اصل[5] خیالات پر چلتے ہیں اور (اقوال میں) بالکل[6] قیاسی باتیں کرتے ہیں (اور انکے مقابلہ میں بعضے بندگان خدا راہ پر بھی ہیں اور) بالیقین آپ کا رب انکو (بھی) خوب جانتا ہے جو اسکی (بتلائی ہوئی) راہ (راست) پر سے بے راہ ہو جاتا ہے اور وہ (ہی) انکو بھی خوب جانتا ہے جو اسکی (بتلائی ہوئی) راہ پر چلتے ہیں (پس جیسی گمراہون کو سزا ملیگی راہ والوں کو انعام اکرام ہوگا)

ف لا تکونن اور ان تطع میں جو اسناد فعل کی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کیگئی ہے اس سے سنانا اوروں کو منظور ہے آپکی طرف اسناد کرنے سے مبالغہ ہو گیا کہ جب آپکو باوجود عدم احتمال امترا و اطاعت ایسا کہا گیا تو دوسروں کی کیا ہستی ہے جیسا کہ ابتغی میں بھی ظاہراً اسناد آپکی طرف ہے اور مقصود تبتغون ہے جسکا مبنی مناظرہ میں ملاطفت ہے جو کہ انفع فی الدعوت ہوتا ہے اور قرآن مجید کے یہاں چھ کمال کا بیان ہے وجہ ضبط یہ ہے کہ کمال کی دو قسم ہیں ذاتی و اضافی پھر ذاتی یا باعتبار کمال بلاغت کے ہے جسکی طرف الکتاب میں اشارہ ہے یا باعتبار احکام و مضامین کے ہے پھر اسمیں دو درجے ہیں ذات و کمیت احکام کی جسپر مفصلا دال ہے اور کیفیت یعنی صفت احکام کی جو کہ صدقا و عدلا کا مدلول ہے۔ اور اضافی یا باعتبار منزل بصیغہ اسم فاعل کے ہے جسکا ہو الذی انزل میں ذکر ہے۔ اور یا باعتبار منزل بصیغہ اسم مفعول کے ہے پھر اسمیں دو اعتبار ہیں ایک تائید کا کہ دوسری کتب منزلہ اسکی مؤید ہوں جو کہ یعلمون سے مفہوم ہے۔ دوسرا تفضیل کا کہ دوسری کتب منزلہ پر فضیلت ہو جو کہ لا مبدل میں مذکور ہے واللہ اعلم۔ ربط اور ان تطع آگے میں اہل اضلال کے اتباع سے مطلقاً منع فرمایا تھا آگے باقتضائے ایک واقعہ کے ایک خاص امر میں اتباع کرنے سے منع فرماتے ہیں وہ خاص امر مطبوخ غیر مذبوح کی حلت و حرمت ہے اور وہ واقعہ یہ ہے کہ کفار نے مسلمانوں کو شبہہ ڈالنا چاہا کہ اللہ کا مارا ہوا جانور تو کو تو کھاتے نہیں اور اپنا مارا ہوا یعنی ذبیحہ کو کھاتے ہو اخرجہ ابو داؤد و الحاکم

ملحقات الترجمہ

[1] قولہ قبل الترجمہ کہدیجیے کذا فی الروح ۱۲ [2] قولہ افغیر کافی نہ فیہ اشارۃ الی تقدیر المعطوف علیہ ای الا اکتفی بکون اللہ حکما فابتغی غیرہ ویجوز ان یقال ان الہمزۃ داخلۃ فی المعنی علی ابتغی والفاء للترتیب علی ما سبق من الاقتراح ای تقترحون فغیر اللہ تبتغون علی ان الکلام من قبیل ما لا اعبد علی ما بین فی ف ۱۲ [3] قولہ الکتب کامل کما قالوا فی مفتتح البقرۃ ذلک الکتاب [4] قولہ کلمۃ کلام حملا علی الجنس بقرینۃ کلماتہ بعدہ کما یقال کما فی الخازن قال الشاعر فی کلمتہ ای قصیدتہ ۱۲ [5] قولہ فی الظن بے اصل فالظن ہنا یقابل مطلق العلم ای الجہل کذا فی الروح ۱۲ [6] قولہ یخرصون بالکل ای یکذبون قیاسیا محضا و خرص ما یکون قیاسا مستندا الی دلیل یعنی فی ما یفید فیہ الظن ۱۲

فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ إِن كُنتُم بِآيَاتِهِ مُؤْمِنِينَ ۝ وَمَا لَكُمْ أَلَّا تَأْكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُم

سو جس جانور پر اللہ کا نام لیا جاوے اسمین سے کھاؤ اگر تم اسکے احکام پر ایمان رکھتے ہو اور تمکو کون امر اسکا باعث ہو سکتا ہے کہ تم ایسے جانور مین سے نکھاؤ جسپر اللہ کا نام لیا گیا ہو حالانکہ اللہ تعالی نے

مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ ۗ وَإِنَّ كَثِيرًا لَّيُضِلُّونَ بِأَهْوَائِهِم بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِينَ ۝

ان سب جانورونکی تفصیل بتلادی ہے جنکو تم پر حرام کیا ہے مگر وہ بھی جب تمکو سخت ضرورت پڑ جاوے تو حلال ہے اور یہ یقینی بات ہے کہ بہت سے آدمی اپنے غلط خیالات پر بلا کسی سند کے گمراہ کرتے ہین بہ تحقیق اللہ تعالی حد سے نکل جانیوالونکو

وَذَرُوا ظَاهِرَ الْإِثْمِ وَبَاطِنَهُ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَكْسِبُونَ الْإِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوا يَقْتَرِفُونَ ۝ وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ

خوب جانتا ہے اور تم ظاہری گناہ کو بھی چھوڑو اور باطنی گناہ کو بھی چھوڑو بلاشبہ جو لوگ گناہ کر رہے ہین انکو انکے کیے کی عنقریب سزا ملیگی اور ایسے جانورونمین سے مت کھاؤ جن پر

اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ ۗ وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوحُونَ إِلَىٰ أَوْلِيَائِهِمْ لِيُجَادِلُوكُمْ ۖ وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ ۝

اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو اور یہ امر بیحکمی ہے اور یقیناً شیاطین اپنے دوستون کو تعلیم کر رہے ہین تاکہ یہ تم سے جدال کرین اور اگر تم ان لوگون کی اطاعت کرنے لگو تو یقیناً تم مشرک ہوجاؤ

ع ۱۴ ۱۱

عن ابن عباس بعض مسلمانون نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین یہ شبہ نقل کیا اسپر یہ آیتین لمشرکون تک نازل ہوئین رواہ ابو داود والترمذی عن ابن عباس کذا فی اللباب حاصل جواب یہ ہے کہ تم مسلمان ہو اللہ کے احکام کا التزام کیے ہوئے ہو اور اللہ تعالے نے حلال وحرام کی تفصیل تبلادی ہے پس اسپر چلتے رہو حلال پر حرام ہونیکا اور حرام پر حلال ہونیکا شبہ مت کرو اور مشرکین کے وساوس کی طرف التفات نہ کرو انکو محض مجادلہ کرنا مقصود ہے فقط۔ اور تحقیق اس جواب کی یہ ہے کہ اصول کے اثبات کے لیے تو دلائل عقلیہ درکار ہین اور بعد ثابت ہوجانے اصول کے اعمال اور فروع مین صرف دلائل نقلیہ کافی ہین عقلیات کی ضرورت نہین بلکہ بعض اوقات مضر ہے کہ ابواب شبہات مفتوح ہوتے ہین کیونکہ فروع مین دلیل قطعی کی کوئی سبیل نہین البتہ اگر کوئی طالب حق ہو جو یا شفائے قلب ہو اسکے روبرو اقناعیات وخطابیات کا تبرعاً بیش کر دینا مضائقہ نہین لیکن جب یہ بھی نہ ہو بلکہ مجادلہ ہی ہو تو اپنے کام مین لگنا چاہیے اور معترض کی طرف التفات نہ کرنا چاہیے ہان اگر معترض کسی فرع کا عقلی قطعی دلیل کے مخالف ہونا ثابت کرنا چاہے تو اسکا جواب بذمہ مدعی حق ہوگا مگر مشرکین کے شبہہ مین اسکا احتمال ہی نہین اسلیے اس جواب مین صرف مسلمانون کو بقاعدۂ مذکورہ بالا خطاب ہے کہ ایسے خرافات پر نظر مت کرو حق کے معتقد اور عامل رہو اس بنا پر اس مقام مین مشرکین کے شبہہ کا جواب صراحۃً مذکور نہ ہونا محل شبہ نہین ہوسکتا مگر اسپر بھی اسکی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے جہان کلوا مین ذکر اسم اللہ اور لا تاکلوا مین لم یذکر اسم اللہ مذکور ہے اور یہ عادت سے اور دوسرے دلائل سے معلوم ہے کہ ذکر اسم اللہ ذبح کے وقت ہوگا اور لم یذکر اسم اللہ کی تحقیق کی دو صورتین ہونگی عدم ذبح اور عدم ذکر عند الذبح پس حاصل جواب شبہہ کا یہ ہوا کہ حلت کا مدار مجموعہ دو امر کا ہے ایک ذبح کہ بوجہ اخراج دم نجس کے مزیل نجاست ہے جو کہ مانع حلت تھی۔ دوسرے اللہ کا نام لینا کہ مفید برکت ہے جو کہ حیوانات دمویہ مین شرط حلت ہے۔ اور علت کے اتمام کے مانع کا عدم اور شرط کا وجود دونون امر ضروری ہین پس مجموعہ سے حلت ہوگی اور ایک جزو کے ارتفاع سے علت تامہ مرتفع ہوگی اسلیے مفید معلول کو نہ ہوگی۔ آگے یہ فرع فقہی ہے کہ ذکر اسم اللہ اگر حکماً ہو تو بھی بمنزلہ حقیقت کے قرار دیا گیا جیسا کہ ائمہ مین متروک التسمیہ مین کلام ہے۔ اور جو حیوانات ماکولہ دموی نہین ہین یا جو اشیا ماکولہ حیوان نہین ہین چونکہ وہ دم نجس سے خالی ہین لہذا ممکن ہے کہ انمین اس تطہیر کے لیے اس ادخال برکت کی ضرورت نہ ہو اور بدون اس شرط کے وہ حلال قرار دیے گئے انمین کوئی محذور نہین لازم آتا خوب سمجھ لو۔

نہی مومنین از التفات بشبہات مشرکین در احکام حلال وحرام فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ إِن كُنتُم بِآيَاتِهِ مُؤْمِنِينَ ۝ وَمَا لَكُمْ أَلَّا تَأْكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُم مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ ۗ وَإِنَّ كَثِيرًا لَّيُضِلُّونَ بِأَهْوَائِهِم بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِينَ ۝ وَذَرُوا ظَاهِرَ الْإِثْمِ وَبَاطِنَهُ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَكْسِبُونَ الْإِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوا يَقْتَرِفُونَ ۝ وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ ۗ وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوحُونَ إِلَىٰ أَوْلِيَائِهِمْ لِيُجَادِلُوكُمْ ۖ وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ ۝ ۱۲۲

النحو مالکم ان لا تاکلوا ما استفہامیۃ مبتدأ ولکم خبرہ وان لا تاکلوا نزع منہ الخافض ای ای شیء لکم فی ان لا تاکلوا۔ قولہ الا ما اضطررتم ما موصولۃ فلا یستقیم جعل الاستثناء منقطعا ای لکن الذی اضطررتم الی اکلہ ما ہو حرام علیکم حلال لکم حال الضرورۃ کذا فی الروح لان جعل الاستثناء متصلا یقتضی انہ لم یفصل حکم ما اضطررتم الیہ فاسد۔ البلاغۃ نقل فی الروح عن البعض فائدۃ الا ما اضطررتم وقد اغنی عنہ قولہ سبحانہ وقد فصل لکم لان تفصیل ما [illegible]

فیقیض من قولہ تعالی الا ما اضطررتم الیہ کان الفائدۃ [illegible] اعلم للمبالغۃ فی النہی عن الاکل من الکل بان ما حرم لیسیر لو کل خلاف الاصل [illegible] فکیف یجتنب عما یوکل [illegible] الفقہ قال البعض ان الشافعی فی حکمہ جواز متروک التسمیۃ عامدا [illegible] للنص القطعی [illegible] حاشاہ [illegible] لا یتبع لہذا النص فانہ یفسر ما لم یذکر اسم اللہ علیہ بما ذکر اسم غیر اللہ علیہ [illegible] تسنی [illegible]

اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ

ایسا شخص جو کہ پہلے مردہ تھا پھر ہمنے اسکو زندہ بنادیا اور ہم نے اسکو ایک ایسا نور دیدیا کہ وہ اسکو لیے ہوئے آدمیوں میں چلتا پھرتا ہے کیا ایسا شخص اوس شخص کی طرح ہوسکتا ہے جسکی حالت یہ ہو کہ وہ تاریکیوں میں ہے کہ ان سے نکلنے ہی

زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا ؕ وَمَا يَمْكُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ وَمَا

کافروں کو انکے اعمال مستحسن معلوم ہوا کرتے ہیں اور اسیطرح ہم نے ہر بستی میں وہاں کے رئیسوں ہی کو جرائم کا مرتکب بنایا تاکہ وہ لوگ وہاں شرارتیں کیا کریں اور وہ لوگ اپنی ہی ساتھ شرارت

يَشْعُرُوْنَ ۝ وَاِذَا جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ ؔؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ؕ

کر رہے ہیں اور انکو ذرا خبر نہیں اور جب انکو کوئی آیت پہونچتی ہے تو یوں کہتے ہیں کہ ہم ہرگز ایمان نہ لاوینگے جبتک کہ ہمکو بھی ایسی ہی چیز نہ دیجاوے جو اللہ کے رسولوں کو دیجاتی ہے اس موقع کو تو خدا ہی خوب جانتا ہے جہاں

(اور[۱] جب اوپر کفار کے اتباع کا مذموم ہونا معلوم ہوگیا) سو جس (حلال) جانور پر (ذبح کے وقت) اللہ کا نام (بلا شرکت) لیا جاوے اسمیں سے (بے تکلف[۲]) کھاؤ (اور اسکو مباح و حلال سمجھو) اگر تم اسکے احکام پر ایمان رکھتے ہو (کیونکہ حلال کو حرام جاننا خلاف ایمان ہے) اور تمکو کون امر (از قبیل عقیدہ[۳]) اسکا باعث ہوسکتا ہے کہ تم ایسے جانوروں میں سے نہ کھاؤ جسپر (ذبح کے وقت) اللہ کا نام (بلا شرکت) لیا گیا ہو حالانکہ اللہ تعالی نے (دوسری[۴] آیت میں) ان سب جانوروں کی تفصیل بتلادی ہے جنکو تمپر حرام کیا ہے مگر وہ بھی جب تم کو سخت ضرورت پڑجاوے تو حلال ہے (اور اس تفصیل میں یہ مذبوح علی اسم اللہ داخل نہیں پھر اس کے کھانے میں اعتقاد اکیوں انقباض ہو) اور (ان لوگوں کے شبہات کی طرف اصلا التفات نہ کرو کیونکہ) یہ یقینی بات ہے کہ بہت سے آدمی (کہ ان ہی میں سے یہ بھی ہیں) اپنے ساتھ دوسروں کو بھی) اپنے غلط خیالات (کی بنا) پر بلا کسی سند کے گمراہ کرتے (پھرتے) ہیں (لیکن آخر کہانتک خیر مناوینگے) اسمیں کوئی شبہ نہیں کہ اللہ تعالی حد (ایمان) سے نکلجانیوالوں کو (جنمیں یہ بھی ہیں) خوب جانتا ہے (پس یکبارگی سزا دیدیگا) اور تم ظاہری گناہ کو بھی چھوڑو اور باطنی گناہ کو بھی چھوڑو (مثلاً حلال[۵] کو حرام اعتقاد کرنا باطنی گناہ ہے جیسا کہ اسکا عکس بھی) بلاشبہ جو لوگ گناہ کر رہے ہیں انکو انکے کیے کی عنقریب (قیامت میں) سزا ملیگی اور ایسے جانوروں میں سے مت کھاؤ جنپر (بطریق مذکور) اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو (جیسا کہ مشرکین ایسے جانوروں کو کھاتے ہیں) اور یہ امر (یعنی مالم یذکر اسم اللہ علیہ کا کھانا) بیحکمی ہے (غرض نہ ترک میں انکا اتباع کرو اور نہ فعل میں) اور (ان لوگوں کے شبہات اسلیے قابل التفات نہیں کہ) یقیناً شیاطین (جن) اپنے (ان) دوستوں (اور پیروان) کو (یہ شبہات) تعلیم کر رہے ہیں تاکہ یہ تم سے (بیکار) جدال کریں (یعنی اول تو یہ شبہات نص کے خلاف دوسرے غرض محض جدال اسلیے قابل نہیں) اور اگر تم (خدانخواستہ) ان لوگوں کی اطاعت (عقائد[۶] میں) کرنے لگو تو یقیناً تم مشرک ہوجاؤ (کہ خدا کی تعلیم پر دوسرے کی تعلیم کو ترجیح دو جہان برابر سمجھنا بھی شرک ہے یعنی انکی اطاعت ایسی بری چیز ہے اسلیے اسکے مقدمات یعنی التفات سے بھی بچنا چاہیے) **ف** ماذکر اسم اللہ علیہ میں ذبح اختیاری اور ذبح اضطراری یعنی تیر و باز اور کتے کا شکار جبکہ اسکے چھوڑنے کے وقت بسم اللہ پڑھی جاوے اور ذکر حقیقی و ذکر حکمی سب داخل ہے پس امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک جسپر بسم اللہ سہواً ترک کردیجاوے وہ حکماً ماذکر اسم اللہ علیہ میں داخل ہے البتہ عمداً ترک کرنے سے امام صاحب کے نزدیک حرام ہوتا ہے ربط سرخی بالا سے اوپر آیات مقترحہ کا غیر ضروری ہونا ثابت کر کے آیات قرآنیہ کا اثبات حق پر دلالت کو نیمن کافی ہونا اور اسکے ساتھ حق کی تصدیق اور تکذیب کرنیوالوں کا حال مذکور رہا تھا آگے اسی کی مزید توضیح ہے

بیان حال اہل حق و اہل باطل و کفایت قرآن در تعیین حق

اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا ؕ وَمَا يَمْكُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝ وَاِذَا جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ ؔؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ؕ

النحو: ومن كان عندی ان الواو للاستيناف فلا يقتضی تقدير المعطوف عليه قدم عليها همزة الاستفهام للتعجيل الى انكار المماثلة كما قالوا فی قوله تعالى افكلما جاءكم رسول بما لا تهوى انفسكم استكبرتم الآية قوله مثله فی الظلمت الجار والمجرور خبر لمبتدأ مقدر به والجملة خبر لمثله المبتدأ كما فی الكشاف كمن صفته هذه وهی قوله فی الظلمت بمعنى هو فی الظلمات آه قوله اكبر مجرميها عندی ان اكابر مفعول اول ومجرميها مفعول ثان والمراد اكابر مجرميها بالقرينة المقام حذف ايجازا ۱۲

البلاغة قوله ومن كان ميتا الخ ههنا سؤالان الاول لم جعل المؤمن مشبها والكافر مشبها به ولم يعكس مع كونه اظهر فی المقصود ای عدم كون الكافر مشاركا فی فضل المؤمن الثانی ان الظاهر فی الطرف الآخر ان يقال كمن كان ميتا فلم نحيه وهو فی الظلمات الخ والجواب عن الاول ان المقصود عدم كون المؤمن مشاركا فی وبال الكافر الذی سبق الكلام السابق لاجله وليس المقصود ذكره السائل والجواب عن الثانی ان الاحياء يدل على ما كان كانهما شئ واحد يفسر احدهما الآخر فكان ذكر الظلمت فی الطرف الآخر كالتذكر بعدم الاحياء ايضا والايجاز من فنون البلاغة فتأمل وهذا وعل عندی غيری احسن ۱۲

تحفات الترجمة

۱ قوله فی ابتداء الترجمة اور جب الخ اشارة الى ربط الفاء ۲ قوله فی بے تكلف الى قوله حلال اشارة الى ان المقصود فی الآية ليس ايجاب الاكل بل ايجاب اعتقاد كونه مباحا ۳ قوله وما لكم از قبيل عقيدہ اشارة الى ما اشار اليه فی القول السابق تعالى الترك لعارض مباح ۴ قوله فی فصل دوسری آیت المراد بها عندی التی فی النحل فانها مكية نزلت قبل سورة الانعام كما فی الاتقان نعم يشكل عليه قوله تعالى فی النحل وعلى الذين هادوا حرمنا ما قصصنا عليك من قبل المفسر بما فی الانعام وعلى الذين هادوا حرمنا كل ذی ظفر الخ فانه يقتضی تقدم الانعام على النحل فی النزول فكيف يجوز هذا الدور والجواب عنه انه يمكن ان يكون تقدم النحل على الانعام باعتبار اكثر الاجزاء لا كلها ويكون قوله تعالى قصصنا وعلى الذين هادوا حرمنا الخ متأخرا عن سورة الانعام لا سيما قوله تعالى وعلى الذين هادوا حرمنا كل ذی ظفر فانهم وسبعا قال الامام ان المحالة فی التفصيل على قوله قل لا اجد فيما اوحی لتفصيل فقال خبير حوالة على آية المائدة فان المائدة مدنية كما هو المشهور ۵ قوله فی باطنه مثلاً وهذا من المواهب ۱۲

سَيُصِيبُ الَّذِينَ أَجْرَمُوا صَغَارٌ عِندَ اللَّهِ وَعَذَابٌ شَدِيدٌ بِمَا كَانُوا يَمْكُرُونَ ۝ فَمَن يُرِدِ اللَّهُ أَن يَهْدِيَهُ يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ

عنقریب ان لوگون کو جنھون نے یہ جرم کیا ہی خدا کے پاس پہونچکر ذلت پہونچیگی اور سزا سخت انکی شرارتون کے مقابلہ مین ۔ سو جس شخص کو اللہ تعالیٰ رستہ پر ڈالنا چاہتے ہین اُسکے سینہ کو اسلام کے لیے کشادہ کر دیتے

وَمَن يُرِدْ أَن يُضِلَّهُ يَجْعَلْ صَدْرَهُ ضَيِّقًا حَرَجًا كَأَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَاءِ ۚ كَذَٰلِكَ يَجْعَلُ اللَّهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ ۝

ہین اور جسکو بے راہ رکھنا چاہتے ہین اُسکے سینہ کو تنگ بہت تنگ کر دیتے ہین جیسے کوئی آسمان مین چڑھتا ہی ۔ اسیطرح اللہ تعالیٰ ایمان نہ لانے والون پر پھٹکار ڈالتا ہی

وَهَٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيمًا ۗ قَدْ فَصَّلْنَا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَذَّكَّرُونَ ۝ لَهُمْ دَارُ السَّلَامِ عِندَ رَبِّهِمْ ۖ وَهُوَ وَلِيُّهُم بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝

اور یہی تیرے رب کا سیدھا رستہ ہی ۔ ہم نے نصیحت حاصل کرنیوالون کے واسطے ان آیتونکو صاف صاف بیان کر دیا ۔ ان لوگونکے واسطے انکے رب کے پاس سلامتی کا گھر ہی اور اللہ ان سے محبت رکھتا ہی ان کے اعمال کی وجہ

سَيُصِيبُ الَّذِينَ أَجْرَمُوا صَغَارٌ عِندَ اللَّهِ وَعَذَابٌ شَدِيدٌ بِمَا كَانُوا يَمْكُرُونَ ۝ فَمَن يُرِدِ اللَّهُ أَن يَهْدِيَهُ يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ ۚ وَمَن يُرِدْ أَن يُضِلَّهُ يَجْعَلْ صَدْرَهُ ضَيِّقًا حَرَجًا كَأَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَاءِ ۚ كَذَٰلِكَ يَجْعَلُ اللَّهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ وَهَٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيمًا ۗ قَدْ فَصَّلْنَا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَذَّكَّرُونَ ۝ لَهُمْ دَارُ السَّلَامِ عِندَ رَبِّهِمْ ۖ وَهُوَ وَلِيُّهُم بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ ایسا شخص جو کہ پہلے مردہ (یعنی گمراہ تھا) پھر ہم نے اسکو زندہ (یعنی مسلمان) بنا دیا اور ہم نے اسکو ایک ایسا نور (یعنی ایمان) دیدیا کہ وہ اسکو لیے ہوئے آدمیون مین چلتا پھرتا ہی (یعنی ہر وقت وہ اُسکے ساتھ رہتا ہی جس سے وہ سب مضرتون سے مثل گمراہی وغیرہ محفوظ و مامون بیفکر پھرتا ہی) تو کیا ایسا شخص (بدحالی مین) اُس شخص کی طرح ہوسکتا ہی جسکی حالت یہ ہو کہ وہ (گمراہی کی) تاریکیون مین (گھرا ہوا) ہے (اور) اُن سے نکلنے ہی نہین پاتا (مراد وہ کہ مسلمان نہین ہوا اور اسکا تعجب نہ کیا جاوے کہ کفر باوجود اُسکے ظلمت ہونے کے وہ کیون قائم رہا وجہ یہ کہ جسطرح مؤمنین کو انکا ایمان اچھا معلوم ہوتا ہی) اسیطرح کافرون کو انکے اعمال (کفر وغیرہ) مستحسن معلوم ہوا کرتے ہین (چنانچہ اسی وجہ سے یہ رؤسا مکہ جو آپ سے مہمل فرمائشین اور شبہات و مجادلات پیش کرتے رہتے ہین اپنے کفر کو مستحسن ہی سمجھکر اسپر مصر ہین) اور (یہ کوئی نئی بات نہین جسطرح مکہ کے رؤسا ان جرائم کے مرتکب ہو رہے ہین اور انکے اثر سے دوسرے لوگ شامل ہو جاتے ہین) اسیطرح ہم نے (پہلی امتون مین بھی) ہر بستی مین وہان کے رئیسون ہی کو (اول) جرائم کا مرتکب بنایا (پھر انکے اثر سے اور عوام بھی اُن مین ملگئے) تاکہ وہ لوگ وہان (دنیا کو ضرر پہونچانے کے لیے) شرارتین کیا کرین (جن سے انکا مستحق سزا ہونا خوب ثابت ہو جاوے) اور وہ لوگ (گو اپنے زعم مین دوسرونکو ضرر پہونچاتے ہین لیکن واقع مین) اپنے ہی ساتھ شرارت کر رہے ہین (کیونکہ اُسکا وبال تو ان ہی کو بھگتنا پڑیگا) اور (غایت جہل سے) انکو (اسکی) ذرا خبر نہین اور (ان کفار مکہ کا جرم یہان تک بڑھ گیا ہی کہ) جب انکو کوئی آیت پہونچتی ہی تو (باوجود اسکے کہ وہ اپنے اعجاز کی وجہ سے دلالت علی النبوۃ مین کافی ہوتی ہی مگر یہ لوگ پھر بھی) یون کہتے ہین کہ ہم (ان نبی پر) ہرگز ایمان نہ لاوینگے جب تک کہ ہم کو بھی ایسی ہی چیز نہ دی جاوے جو اللہ کے رسولونکو دیجاتی ہی (یعنی وحی و خطاب یا صحیفہ و کتاب جسمین ہمکو آپ پر ایمان لانیکا حکم ہو اور اس قول کا جرم عظیم ہونا ظاہر ہی کہ تکذیب اور عناد اور استکبار اور گستاخی سب کا جامع ہی آگے اللہ تعالیٰ اس قول کو رد فرماتے ہین کہ) اُس موقع کو تو خدا ہی خوب جانتا ہی جہان اپنا پیغام (وحی کے ذریعہ سے) بھیجتا ہی (کیا ہر کس و ناکس اس شرف کے قابل ہو گیا تا نہ بخشند خدای بخشندہ آگے اس جرم کی سزا کا بیان ہی کہ) عنقریب ان لوگون کو جنھون نے یہ جرم کیا ہی خدا کے پاس پہونچکر (یعنی آخرت مین) ذلت پہونچیگی (جیسا اُنھون نے اپنی کو نبی کے مقابلہ مین عزت نبوت کا مستحق سمجھا تھا) اور سزا سخت (ملیگی) انکی شرارتون کے مقابلہ مین سو (اوپر جو مومن و کافر کا حال مذکور ہی اُس سے یہ معلوم ہوا کہ) جس شخص کو اللہ تعالیٰ (نجات کے) رستہ پر ڈالنا چاہتے ہین اسکے سینہ (یعنی قلب) کو اسلام (کو قبول کرنے) کے لیے کشادہ کر دیتے ہین کہ اُسکے قبول کرنے مین پس و پیش نہین کرتا اور وہ نور مذکور یہی ہی) اور جسکو (تکوینا و تقدیرا) بیراہ رکھنا چاہتے ہین اُسکے سینہ (یعنی قلب) کو (اسلام کے قبول کرنے سے) تنگ (اور) بہت تنگ کر دیتے ہین (اور اسکو اسلام لانا ایسا مصیبت نظر آتا ہی) جیسے کوئی (فرض کرو) آسمان مین چڑھنا (چاہتا) ہو (اور چڑھا نہین جاتا اور جی تنگ ہوتا ہی اور مصیبت کا سامنا ہوتا ہی پس جیسا اس شخص سے چڑھا نہین جاتا) اسیطرح اللہ تعالیٰ ایمان نہ لانے والون پر (چونکہ اُنکے کفر اور شرارت کے سبب) پھٹکار ڈالتا ہی (اسلیے ان سے ایمان نہین لایا جاتا) اور (اوپر جو اسلام کا ذکر ہی تو) یہی (اسلام) تیرے رب کا (بتلایا ہوا) سیدھا رستہ ہی (جسپر چلنے سے نجات ہوتی ہی جسکا ذکر پرید اللہ ان یہدیہ مین ہی اور اسی صراط مستقیم کی توضیح کے لیے) ہم نے نصیحت حاصل کرنے والون کے واسطے ان آیتونکو صاف صاف بیان کر دیا (جس سے وہ اسکے اعمال جزء

البلاغۃ شدید بما کانوا یعملون فی الروح وحیث کان ہذا من اعظم مواد اجرامہم صرح بسببیہ ۱۲

ملحقات الترجمہ

سلہ قولہ فی ہمیشہ مضر ۱۲ سے لذا فی الروح ۱۲ سلہ قولہ فی کذٰلک زین جسطرح مومنین الخ کذا فی البیضاوی ۱۲ سلہ قولہ فی اکابر انکے اثر سے اشارہ الی وجہ تخصیص الاکابر بالذکر مع عموم الحکم ۱۲ سلہ قولہ فی لیمکروا فیہا وہان اخذ بہ حاصل ترجمہ فیہا ۱۲ سلہ قولہ فی حتی نوتی ہمکو بہ اشارہ الی دفع ایراد وہو انہم لما تمنوا النبوۃ فکیف علقوا ایمانہم بہ بمعنی اتباعہم لہ صلی اللہ علیہ وسلم فان النبی من حیث النبوۃ لا یلزم ان یکون تابعا لآخر وجہ الدفع انہم لم یقصدوا النبوۃ استقلالا بل قصدوا کونہم مامورین باتباعہ لما جاء الملک سواء سمی نبوۃ اولا وہو المعنی فی قولہ رسالتہ لا الرسالۃ الاصطلاحیۃ المستقلۃ فافہم ۱۲ سلہ قولہ فی فمن یرد اوپر جو مومنین اشارہ الی وجہ الترتیب بالفاء سلہ قولہ فی یشرح نور مذکور الذی ذکر فی قولہ نورا یمشی وفسر الشرح بالنور فی الحدیث ۱۲ سلہ قولہ فی حرجا بہت تنگ لان الحرج اشد الضیق کما فی الروح والحرج بفتحتین المصدر وصف بہ للمبالغۃ ۱۲ سلہ قولہ ہناک مصیبت نظر آتی الخ اشارہ الی وجہ التشبیہ من الامتناع کما ان ازالۃ الارتقاء علیہ فلا یلزم ان یکون الضال قد اراد الاسلام ثم لم یقدر ۱۲ سلہ قولہ فی کذٰلک یجعل چڑھا نہین جاتا اشارہ الی ان وجہ الشبہ عدم القدرۃ وان کان السبب لہ الرجس فی غیر المؤمن ولیس بہ الشبہ ہو جعل الرجس بکونہ غیر لازم فی من یصعد سلہ قولہ فی الرجس پھٹکار

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ۚ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ ۚ وَقَالَ اَوْلِيٰٓؤُهُمْ مِّنَ الْاِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ

اور جس روز اللہ تعالیٰ تمام خلائق کو جمع کرینگے اے جماعت جنات کی تم نے انسانوں میں بڑا حصہ لیا جو انسان اُنکے ساتھ تعلق رکھنے والے تھے وہ کہینگے کہ اے ہمارے پروردگار ہم میں ایک نے دوسرے

وَّبَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِيْٓ اَجَّلْتَ لَنَا ۚ قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ۭ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝ وَكَذٰلِكَ نُوَلِّيْ

سے فائدہ حاصل کیا تھا اور ہم اپنی اُس معین میعاد تک آپہنچے جو آپ نے ہمارے لیے معین فرمائی اللہ تعالیٰ فرماوینگے کہ تم سبکا ٹھکانا دوزخ ہے جسمیں ہمیشہ ہمیشہ کو رہوگے ہاں اگر خدا ہی کو منظور ہو تو دوسری بات ہے بیشک

۱۵
ع
۲

بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًۢا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ

آپکا رب بڑی حکمت والا اور بڑا علم والا ہے اور اسیطرح ہم بعض کفار کو بعض کا قریب رکھینگے اُنکے اعمال کے سبب اے جماعت جنات اور انسانوں کی کیا تمہارے پاس تم ہی میں کے پیغمبر نہیں آئے تھے جو تم سے میرے احکام بیان کیا

لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۭ قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰٓي اَنْفُسِنَا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَشَهِدُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ۝

کرتے تھے اور تمکو اس آج کے دن کی خبر دیا کرتے تھے وہ سب عرض کرینگے کہ ہم اپنے اوپر اقرار کرتے ہیں اور انکو دنیوی زندگانی نے بھول میں ڈال رکھا ہے اور یہ لوگ مقر ہونگے کہ وہ کافر تھے

ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰي بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ ۝ وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ۭ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ

یہ اسوجہ سے ہے کہ آپکا رب کسی بستی والوں کو کفر کے سبب ایسی حالت میں ہلاک نہیں کرتا کہ اس بستی کے رہنے والے بیخبر ہوں اور ہر ایک کے لیے درجے ملینگے ان کے اعمال کے سبب اور آپکا رب اُنکے اعمال

عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ ۭ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ مِنْۢ بَعْدِكُمْ مَّا يَشَاۗءُ كَمَآ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ ذُرِّيَّةِ

سے بیخبر نہیں ہے　اور آپکا رب بالکل غنی ہے رحمت والا ہے　اگر وہ چاہے تو تم سب کو اٹھا لیوے اور تمہارے بعد جسکو چاہے تمہاری جگہ آباد کردے　جیسا تمکو ایک دوسری قوم کی نسل

قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ۝ اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ ۙ وَّمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۝ قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰي مَكَانَتِكُمْ اِنِّىْ عَامِلٌ ۚ

سے پیدا کیا ہے　جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ بیشک آنیوالی چیز ہے اور تم عاجز نہیں کرسکتے آپ یہ فرما دیجیے کہ اے میری قوم تم اپنی حالت پر عمل کرتے رہو میں بھی عمل کر رہا ہوں

اسکی تصدیق کریں اور پھر اُسکے مضامین پر عمل کرکے نجات حاصل کریں یہی تصدیق و عمل صراط مستقیم کا حاصل ہے بخلاف اُنکے جنکو نصیحت حاصل کرنیکی فکر ہی نہیں اُنکے واسطے نہ یہ کافی نہ دوسرے دلائل کافی آگے ان ماننے والوں کی جزا کا ذکر ہے جیسا نہ ماننے والوں کی سزا اوپر کئی جگہ ہیں مذکور ہے پس ارشاد ہے کہ) ان لوگوں کے واسطے ان کے رب کے پاس (پہونچکر) سلامتی (یعنی امن و بقا) کا گھر (یعنی جنت) ہے اور اللہ ان سے محبت رکھتا ہے اُنکے اعمال (حسنہ) کی وجہ سے **ربط** اوپر کی آیات میں محققین و مبطلین کے احوال میں ہر ایک کی جزا و سزا کا بھی بیان کیا گیا ہے آگے اُسکے وقوع کا وقت اور اوسکی بعض کیفیات اور اُسکے بعض متعلقات اور باختلاف عنوان اُسکی تکرار اور تقریر مذکور ہے اور دونوں جگہہ یعنی اوپر اور آگے سزائے مبطلین کا زیادہ اور جزائے محققین کا مختصر تذکرہ ہے **بیان بعض معاملات الٰہیہ با محققین و مبطلین در قیامت و در دنیا** ويوم يحشرهم جميعا ج يٰمعشر الجن قد استكثرتم من الانس ج وقال اوليٰؤهم من الانس ربنا استمتع بعضنا ببعض وبلغنا اجلنا الذي اجلت لنا قال النار مثوٰكم خٰلدين فيها الا ما شاء الله ط ان ربك حكيم عليم ۝ وكذٰلك نولي بعض الظٰلمين بعضا بما كانوا يكسبون ۝ يٰمعشر الجن والانس الم يأتكم رسل منكم يقصون عليكم اٰيٰتي وينذرونكم لقاء يومكم هٰذا قالوا شهدنا على انفسنا وغرتهم الحيٰوة الدنيا وشهدوا على انفسهم انهم كانوا كٰفرين ۝ ذٰلك ان لم يكن ربك مهلك القرٰى بظلم واهلها غٰفلون ۝ ولكل درجٰت مما عملوا ط وما ربك بغافل عما يعملون ۝ وربك الغني ذو الرحمة ط ان يشأ يذهبكم ويستخلف من بعدكم ما يشاء كما انشأكم من ذرية قوم اٰخرين ۝ ان ما توعدون لاٰت وما انتم بمعجزين ۝ قل يٰقوم اعملوا على مكانتكم اني عامل ج

اللغات المكانة المقاومة والحالة ويقدر علی مکانتی فی انی عامل ۱۲
النجم من الانس من اغوا الانس ۱۲
البلاغة لم يذكر المقابل للانس مع الجن ولم يذكر ما قول الجن للانس ايجازا لان الجميع كانوا مجتمعين في الضلال فاغنى سؤال احدهما وكذا جواب احدهما عن الآخر لا سيما وقد ذكر في السؤال احد الطرفين وفي الجواب الطرف الآخر فكان كليهما قد ذكرا في كلا الموضعين اما

التخصيص فلان الفعل كان اظهر في الجن والانفعال اظهر في الانس فافهم قوله يستخلف ما يشاء في الروح اشارا على من لا لها بكمال الكبرياء واستقاطهم عن رتبة العقلاء قوله شهدوا على انفسهم الشهادة الاولى اعتراف منهم والثانية ذم لهم وتسفيه لرايهم فلا تكرار ۱۲

فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

سو اب جلدی ہی تمکو معلوم ہوا جاتا ہی کہ اس عالم کا انجام کار کسکے لیے نافع ہوگا یقینی بات ہی کہ حق تلفی کرنے والونکو کبھی فلاح نہ ہوگی

فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ (اور وہ دن یاد کرنے کے قابل ہی) جسروز اللہ تعالیٰ تمام خلائق کو جمع کرین گے (اور انمین سے بالخصوص کفار کو حاضر کرکے انمین جو شیاطین الجن ہین اُن سے توبیخاً کہا جاویگا کہ) اے جماعتِ جنات کی تم نے انسانون (کے گمراہ کرنے) مین بڑا حصہ لیا (اور انکو خوب بہکایا اسیطرح انسانون سے پوچھا جاویگا الم اعہد الیکم یابنی آدم ان لا تعبدوا الشیطان الخ غرض شیاطین الجن بھی اقرار کرینگے) اور جو انسان ان (شیاطین جن) کے ساتھ تعلق رکھنے والے تھے وہ (بھی اقرار آ) کہین گے کہ اے ہمارے پروردگار (آپ صحیح فرماتی ہین واقعی) ہم مین ایک نے دوسرے سے (اس تضلیل واضلال کے باب مین نفسانی) فائدہ حاصل کیا تھا (چنانچہ گمراہ انسانونکو اپنے عقائد کفریہ و شرکیہ مین لذت آتی ہی اور گمراہ کنندہ شیاطین کو اس سے حظ ہوتا ہی کہ ہمارا کہنا چل گیا) اور (فی الحقیقت ہم ان کے بہکانے سے قیامت کے منکر تھے لیکن وہ انکار غلط ثابت ہوا چنانچہ) ہم اپنی اُس معین میعاد تک آپہونچے جو آپنے ہمارے لیے معین فرمائی (یعنی قیامت آگئی) اللہ تعالیٰ (سب کفار جن و انس سے) فرماوین گے کہ تم سب کا ٹھکانا دوزخ ہی جسمین ہمیشہ ہمیشہ کو رہو گے (کوئی نکلنے کی سبیل و تدبیر نہین) ہان اگر خدا ہی کو (نکالنا) منظور ہو تو دوسری بات ہی (لیکن یہ یقینی ہی کہ خدا بھی نہین چاہیگا اسلیے ہمیشہ رہا کرو) بیشک آپکا رب بڑی حکمت والا اور بڑا علم والا ہی (علم سے سب کے جرائم معلوم کرتا ہی اور حکمت سے مناسب سزا دیتا ہی) اور (جسطرح دنیا مین گمراہی مین سب مین تعلق و قرب تھا) اسیطرح (دوزخ مین) بعض کفار کو بعض کے قریب (اور مجتمع) رکھین گے اُن کے اعمال (کفریہ) کے سبب (یہ خطاب مذکور تو جن و انس کو باعتبار انکے احوال متعلقہ باہمدگر کے تھا آگے ہر ایک کو باعتبار احوال متعلقہ بذات خاص کے خطاب ہی کہ) اے جماعت جنات اور انسانونکی (ہان یہ تو بتلاؤ تم جو کفر و انکار کرتے رہے تو) کیا تمہارے پاس تم ہی مین کے پیغمبر نہین آئے تھے جو تم سے میرے احکام (متعلق عقائد و اعمال کے) بیان کیا کرتے تھے اور تمکو اس آج کے دن (کے وقوع) کی خبر دیا کرتے تھے (پھر کیا وجہ کہ تم کفر و انکار سے باز نہ آئے) وہ سب عرض کرین گے کہ ہم اپنے اوپر (جرم کا) اقرار کرتے ہین (ہمارے پاس کوئی وجہ عذر و برات کی نہین آگے اللہ تعالیٰ انکو اس مصیبت کے پیش آنے کا سبب بتلاتے ہین) اور انکو (یہان) دنیوی زندگانی نے بھول مین ڈال رکھا ہی (کہ دنیوی لذات کو مقصود اعظم سمجھ رکھا ہی آخرت کی فکر ہی نہین) اور (اسکا ثمرہ یہ ہوا کہ وہان) یہ لوگ مقر ہونگے کہ وہ (یعنی ہم) کافر تھے (اور غلطی مین تھے مگر وہان کے اقرار سے کیا ہوتا ہی اگر دنیا مین ذرا غفلت دور کردین تو اس روز بد کا کیون سامنا ہو آگے رسولون کے بھیجنے مین جسکا اوپر ذکر تھا اپنی رحمت کا اظہار فرماتے ہین کہ) یہ (رسولون کا بھیجنا) اسوجہ سے ہی کہ آپکا رب کسی بستی والون کو (اُن کے کفر کے سبب (دنیا مین بھی) ایسی حالت مین ہلاک نہین کرتا کہ اُس بستی کے رہنے والے (احکام الٰہیہ سے بوجہ رسولون کے نہ آنے کے) بیخبر ہون (پس عذاب آخرت تو بدرجہ اولیٰ نہ ہوتا اس لیے رسولونکو بھیجتے ہین تاکہ انکو جرائم کی اطلاع ہو جاے پھر جسکو عذاب ہو استحقاق کی وجہ سے ہو چنانچہ آگے فرماتے ہین) اور (جب رسول آگئے اور اطلاع ہو گئی پھر جیسا جیسا کوئی کریگا) ہر ایک کے لیے (جن و انس مصالح و طالح مین سے جزا و سزا کے) درجے ملینگے انکے اعمال کے سبب اور آپکا رب انکے اعمال سے بیخبر نہین ہی اور آپکا رب (رسولون کو کچھ اسلیے نہین بھیجتا کہ نعوذ باللہ وہ محتاج عبادت ہی وہ تو) بالکل غنی ہی (بلکہ اسلیے بھیجتا ہی کہ وہ) رحمت والا (بھی) ہی (اپنی رحمت سے رسولونکو بھیجا تاکہ انکے ذریعہ سے لوگون کو منافع و مضار معلوم ہو جاوین پھر منافع سے منتفع اور مضار سے محفوظ رہین اس مین بندون ہی کا نفع ہی اور باقی انکا غنا تو ایسا ہی کہ) اگر وہ چاہی تو تم سب کو (دنیا سے دفعۃً) اٹھا لیوے اور تمہارے بعد جس (مخلوق) کو چاہی تمہاری جگہ (دنیا مین) آباد کردے جیسا (اسکی نظیر موجود ہی کہ) تمکو (جو کہ اب موجود ہو) ایک دوسری قوم کی نسل سے پیدا کیا ہی (کہ انکا کہین پتہ نہین اور تم انکی جگہ موجود ہو اور اسیطرح سلسلہ چلا آرہا ہی لیکن یہ سلسلہ تدریجاً قائم ہی اگر ہم چاہین دفعۃً ایسا کردین کیونکہ کسی کے ہونے نہ ہونے سے ہمارا کوئی کام اٹکا نہین پڑا پس ارسال رسل ہمارے احتیاج کی وجہ سے نہین تمہاری احتیاج کی وجہ سے ہی تمکو چاہیے کہ انکی تصدیق اور انکا اتباع کرکے سعادت حاصل کرو اور کفر و انکار کے ضرر سے بچو کیونکہ) جس چیز کا (رسولونکی معرفت) تم سے وعدہ کیا جاتا ہی (یعنی قیامت و عذاب) وہ بیشک آنیوالی چیز ہے اور (اگر احتمال ہو کہ گو قیامت آوی مگر ہم کہین بھاگ جاوین گے ہاتھ نہ آوین گے جیسا دنیا مین حکام کا مجرم کبھی ایسا کرسکتا ہی تو خوب سمجھ لو) تم (خدا تعالیٰ کو) عاجز نہین کرسکتے (کہ اُسکے ہاتھ نہ آؤ) اور اگر باوجود اقامت دلائل تعیین حق کے کسی کو اسمین کلام ہو کہ کفر ہی کا طریقہ اچھا ہے اسلام کا برا ہی پھر قیامت سے کیا اندیشہ تو ایسے لوگون کے جواب مین) آپ (اخیر بات)

ملحقات الترجمۃ

سلہ قولہ فی یحشرہم تمام اشارالی ان المرجع لیس الکفار خاصۃ ۱۲ سلہ قولہ فیعغسو توبیخاً کہا ۔ اشار الی امرالاول تقدیر القول والثانی فائدۃ الخبر سلہ قولہ فی ماشاء ہان اگر الی قولہ نہین چاہیگا ۔ اشارالی توجیہ الاستثنا ء تقریرہ علی ما فی الروح ان ہذا الاستثناء معلق بمشیۃ اللہ تعالیٰ رفع العذاب ای یخلدون الی ان یشاء اللہ تعالیٰ لو شاء و فائدتہ اظہار القدرۃ والاذعان بان خلودہم انما کان لان اللہ تعالیٰ شانہ قد شاءہ وکان من الجائز العقلی فی مشیتہ ان لا یعذبہم ولو عذبہم لا یخلدہم وان ذلک لیس بامر واجب علیہ وانما ہو مقتضی مشیتہ وارادتہ عزوجل فنفی الآیۃ علی ہذا رد فی الی صدد المعتزلۃ اھ ولم اختر کون ما بمعنی من لان الآیۃ فی الکفار لا فی مایعم العصاۃ لیصح استثناء العصاۃ ۱۲ سلہ قولہ فی نولی قریب من الولی بمعنی القرب سلہ قولہ فی وعظہم آگے اللہ تعالیٰ اشارۃ الی انہ لیس معطوفا علے شہدوا فانہ یستلزم کونہ مقولاً لہم بل ہو اعتراض کما فی الروح سلہ قولہ فی یذہبکم دفعۃً فیہ لان مطلق الاذہاب ثابت و مستمر التقیید سلہ قولہ فی من ذریۃ نسل سے اشارۃ الی ان من بیانیۃ ای انشأکم حال کونکم ذریۃ الخ ۱۲

وَجَعَلُوا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا ۚ فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ

اور اللہ تعالیٰ نے جو کھیتی اور مواشی پیدا کیے ہین ان لوگون نے اُنہین سے کچھ حصہ اللہ کا مقرر کیا اور بزعم خود کہتے ہین کہ یہ تو اللہ کا ہی اور یہ ہمارے معبودون کا ہی پھر جو چیز ان کے معبودون کی ہوتی ہے

فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ ۗ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝

وہ تو اللہ کی طرف نہین پہونچتی اور جو چیز اللہ کی ہوتی ہی وہ اُنکے معبودون کی طرف پہونچ جاتی ہی انہون نے کیا بری تجویز نکال رکھی ہی

یہ فرما دیجیے کہ اے میری قوم (تم جانو تمہارا) تم اپنی حالت پر عمل کرتے رہو مین بھی (اپنے طور پر) عمل کر رہا ہون سو اب جلدی تمکو معلوم ہوا جاتا ہی کہ اس عالم[1] کے انجام کار کسکے لیے نافع ہوگا (ہمارے لیے یا تمہارے لیے اور) یہ یقینی بات ہی کہ حق تلفی کرنے والونکو کبھی (انجام مین) فلاح نہ ہوگی (اور سب سے بڑکر اللہ کی حق تلفی ہی اور یہ امر دلائل صحیحہ مین تھوڑا غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہی کہ طریقہ اسلام حق تلفی ہی یا طریقہ کفر اور جو دلائل مین بھی غور نہ کرے اسکے لیے اننا کہنا بس ہی فسوف تعلمون الخ) **ف** منکم کی قید رسولون کے ذکر مین فرمائی گئی اسکا فائدہ اخذ فیض کی سہولت کو بیان کرنا ہی پھر اگر جنات مین بھی رسول اُن ہی کی جنس سے ہوئے ہون تب تو سہولت بوجہ مجانست کے ظاہر ہی اور اگر انسانون ہی کے رسول کا اتباع اُن پر بھی واجب ہو تو اُسپر تین سوال ہوتے ہین ایک تو یہ کہ پھر جنات کے اعتبار سے منکم کے کیا معنے۔ اسکا جواب یہ ہی کہ منکم سے مراد من مجموعکم ہی جسکا صدق صرف انسانون کے رسول ہونے سے بھی ہو جاویگا دوسرا سوال یہ کہ پھر جنات کو رسل انس کے ساتھ مجانست کہان ہوئی۔ اسکا جواب سورۂ آل عمران آیہ لقد من اللہ علی المؤمنین کی تفسیر مین مذکور ہو چکا ہی تیسرا سوال پہلا رسولون کی بعثت بھی عام ہوگی۔ اسکا جواب سورۂ آل عمران آیہ فلما احس عیسی منہم الکفر الخ کی تفسیر مین گذر چکا ہی ملاحظہ کر لیا جاوے اور یہان تو توحید کا بیان ہی جو کہ اصول دین سے ہی ایسے اصول مین ہر رسول کا اتباع تمام مکلفین پر فرض ہی اور بعثت کے عموم وخصوص کا تفاوت غیر اصول مین ہی اور اگر کسی کو شبہ ہو کہ اس سے بڑھکر رحمت یہ تھی کہ احکام کا مکلف ہی نہ کرتے۔ جواب یہ ہی کہ پھر باہم جسقدر فساد ہوتا اُسکے انسداد کی کوئی صورت نہ تھی چنانچہ ملوک دنیا بھی قانون سے انتظام کرتے ہین **ربط** اوپر مشرکین کی جہالات اعتقادیہ شرکیہ وکفریہ کا بیان تھا آگے انکے بعض جہالات عملیہ کا جسکا منشا نیز شرک و کفر تھا بیان ہے جن امور کا یہان بیان ہی وہ چند رسمین ہین **اول** غلہ اور پھل مین سے کچھ حصہ اللہ کے نام کا نکالتے اور کچھ بتون اور جنات کے نام کا پھر اگر اتفاق سے اللہ کے حصہ مین سے کچھ بتون کے حصے مین ملجاتا تو اُسکو ملا رہنے دیتے اور عکس مین اُسکو نکال کر پھر بتون کے حصہ مین ملا دیتے اور بہانہ یہ کرتے کہ اللہ تعالیٰ تو غنی ہی اسکا حصہ کم ہو جانے سے اُسکا کوئی ضرر نہین اور شرکا محتاج ہین انکا حصہ نہ گھٹنا چاہیے **رسم دوم** بحیرہ سائبہ کو بتون کے نام پر چھوڑتے اور کہتے کہ یہ اللہ کی خوشنودی کے لئے ہے گو یہ بھی بتون کا حصہ ہوا کہ عبادت اُنکی تھی اور اللہ کا حصہ یہ ہوا کہ خوشنودی اللہ کی سمجھتے تھے **رسم سوم** اپنی اولاد دختری کو قتل کر ڈالتے تھے **رسم چہارم** کچھ کھیت بتون کے نام وقف کر دیتے اور کہتے کہ اسکا اصل مصرف مرد ہین اور عورتونکو اسمین سے کچھ دینا ہماری رائے پر ہی اگر ہماری مرضی ہو کچھ حصہ اُنکو دے سکتے ہین ورنہ وہ اسکا مصرف نہین **رسم پنجم** اسی طرح مواشی کے باب مین بھی اُنکا عمل تھا **رسم ششم** جن انعام کو بتون کے نام مخصوص کر کے چھوڑ دیتے تھے اُن پر سواری اور بار برداری کو جائز نہ سمجھتے تھے **رسم ہفتم** بعض انعام مخصوص تھے جن پر کسی موقع مین اللہ کا نام نہ لیتے تھے نہ دودھ نکالتے وقت نہ سوار ہوتے وقت نہ ذبح کے وقت **رسم ہشتم** بحیرہ اور سائبہ کے ذبح کے وقت جو بچہ پیٹ مین نکلتا اگر وہ زندہ ہوتا تو اسکو ذبح کر لیتے اور مردونکے لیے حلال اور عورتون کے لیے حرام سمجھتے اور اگر وہ مردہ ہوتا تو سبکے لیے حلال سمجھتے **رسم نہم** بعض انعام کے دودھ کو بھی مردون کے لیے حلال اور عورتونکے لیے حرام سمجھتے **رسم دہم** بحیرہ و سائبہ و وصیلہ و حامی کی تحریم کے تعبد اور تابید کے قائل تھے۔ یہ سب روایات در منثور اور روح مین ابن عباس رضی اللہ و مجاہد و ابن زید اور سدی سے بتخریج ابن المنذر و ابن ابی حاتم و ابن ابی شیبہ و ابن حمید و ابو الشیخ و فریابی کے منقول ہین اور سوائب و بحائر وغیرہ کی تحقیق معانی واحکام کی چند جا گذر چکی ہی پس آیات آیندہ مین ان رسوم کا رد ہی **رد بعض رسوم جہالت** وَجَعَلُوا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَ هٰذَا لِشُرَكَآئِنَا فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝

ملحقات الترجمة

[1] قوله فی عاقبة الدار اس عالم اشارة الی ان المراد بالدار الدنیا دار السلام وبالعاقبة العاقبة الحسنی ۱۲ [2] قوله فی من تلون نسکے لئے اشارة الی کون من استفهامیة معلقة لفعل العلم محلها الرفع علی الابتداء والجملة بعدها خبرها و مجموعها ساد مسد مفعول العلم ۱۲

البلاغة قوله نصیبا واصل النظم وشرکائهم نصیبا فطوی ذکر الشرکاء لانه امر محقق عندهم وشهیر الی التقدیر بالتصریح فی قوله هذا للہ وهذا لشرکائنا کذا فی الروح۔ قلت عندی ان مدار تشنیع هو عدم جعل کل الصدقة للہ تعالیٰ وکفی فی هذا قوله نصیبا للہ۔ قوله هذا للہ بزعمهم فیه تنبیه علی انه لیس للہ یجوز ان یکون تمهیدا لما بعد علی ان معنی قولهم هذا للہ مجرد زعم منهم لا یعملون بمقتضاه الذی هو اختصاصه تعالیٰ

وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ قَتْلَ أَوْلَادِهِمْ شُرَكَاؤُهُمْ لِيُرْدُوهُمْ وَلِيَلْبِسُوا عَلَيْهِمْ دِينَهُمْ ۖ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ

اور اسیطرح بہت سے مشرکین کے خیال میں اُن کے معبودون نے اپنی اولاد کے قتل کرنے کو مستحسن بنا رکھا ہی تاکہ وہ انکو برباد کرین اور تاکہ انکے طریقہ کو مخبوط کر دین اور اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا

مَا فَعَلُوهُ ۖ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُونَ ۝ وَقَالُوا هَٰذِهِ أَنْعَامٌ وَحَرْثٌ حِجْرٌ لَّا يَطْعَمُهَا إِلَّا مَن نَّشَاءُ بِزَعْمِهِمْ وَأَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُورُهَا

تو یہ ایسا کام نہ کرتے تو آپ انکو اور جو کچھ یہ غلط باتین بنا رہے ہین یون ہی رہنے دیجیے اور وہ اپنے خیال پر یہ بھی کہتے ہین کہ یہ مخصوص مواشی ہین اور کھیت ہین جنکا استعمال ہر شخص کو جائز نہین انکو کوئی نہین کھا سکتا سوا ان کے جنکو ہم چاہین اور مواشی

وَأَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُونَ اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا افْتِرَاءً عَلَيْهِ ۚ سَيَجْزِيهِم بِمَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۝ وَقَالُوا مَا فِي بُطُونِ هَٰذِهِ الْأَنْعَامِ

ہین جن پر سواری یا بار برداری حرام کر دی گئی ہی اور مواشی ہین جن پر یہ لوگ اللہ کا نام نہین لیتے محض اللہ پر افترا باندھنے کے طور پر ابھی اللہ تعالیٰ انکو انکے افترا کی سزا دیئے دیتا ہی اور وہ کہتے ہین کہ جو چیز ان مواشی کے پیٹ مین ہے

خَالِصَةٌ لِّذُكُورِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلَىٰ أَزْوَاجِنَا ۖ وَإِن يَكُن مَّيْتَةً فَهُمْ فِيهِ شُرَكَاءُ ۚ سَيَجْزِيهِمْ وَصْفَهُمْ ۚ إِنَّهُ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ۝

وہ خالص ہمارے مردون کے لیے ہی اور ہماری عورتون پر حرام ہی اور اگر وہ مردہ ہے تو اسمین سب برابر ہین ابھی اللہ تعالیٰ انکو انکی غلط بیانی کی سزا دیئے دیتا ہی بلاشبہ وہ حکمت والا ہی وہ بڑا علم والا ہے۔

قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ قَتَلُوا أَوْلَادَهُمْ سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَحَرَّمُوا مَا رَزَقَهُمُ اللَّهُ افْتِرَاءً عَلَى اللَّهِ ۚ قَدْ ضَلُّوا وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ ۝

واقعی خرابی مین پڑ گئے وہ لوگ جنہون نے اپنی اولاد کو محض براہ حماقت بلا کسی سند کے قتل کر ڈالا اور جو چیزین انکو اللہ تعالیٰ نے کھانے پینے کو دی تھین انکو حرام کر لیا محض اللہ پر افترا باندھنے کے طور پر بیشک یہ لوگ گمراہی مین پڑ گئے اور کبھی راہ پر چلنے والے نہین ہوئے

ع ۱۹ / ۱۱

وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ قَتْلَ أَوْلَادِهِمْ شُرَكَاؤُهُمْ لِيُرْدُوهُمْ وَلِيَلْبِسُوا عَلَيْهِمْ دِينَهُمْ ۖ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا فَعَلُوهُ ۖ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُونَ ۝ وَقَالُوا هَٰذِهِ أَنْعَامٌ وَحَرْثٌ حِجْرٌ لَّا يَطْعَمُهَا إِلَّا مَن نَّشَاءُ بِزَعْمِهِمْ وَأَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُورُهَا وَأَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُونَ اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا افْتِرَاءً عَلَيْهِ ۚ سَيَجْزِيهِم بِمَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۝ وَقَالُوا مَا فِي بُطُونِ هَٰذِهِ الْأَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُورِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلَىٰ أَزْوَاجِنَا ۖ وَإِن يَكُن مَّيْتَةً فَهُمْ فِيهِ شُرَكَاءُ ۚ سَيَجْزِيهِمْ وَصْفَهُمْ ۚ إِنَّهُ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ۝ قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ قَتَلُوا أَوْلَادَهُمْ سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَحَرَّمُوا مَا رَزَقَهُمُ اللَّهُ افْتِرَاءً عَلَى اللَّهِ ۚ قَدْ ضَلُّوا وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ ۝

اور اللہ تعالیٰ نے جو کھیتی (وغیرہ) اور مواشی پیدا کیے ہین ان (مشرک) لوگون نے انمین سے کچھ حصہ اللہ (کے نام) کا مقرر کیا اور کچھ حصہ بتون کے نام کا مقرر کیا حالانکہ پیدا کرنے مین کوئی شریک نہین، اور زعم خود کہتے ہین کہ یہ تو اللہ کا ہی (جو کہ مہمانون اور مسافر وغیرہ عام مصارف مین صرف ہوتا ہی) اور یہ ہمارے معبودون کا ہی (جسکے مصارف خاص ہین) پھر جو چیز ان کے معبودون (کے نام) کی ہوتی ہی وہ تو اللہ (نام کے حصہ) کی طرف نہین پہونچتی (بلکہ اتفاقاً ملجانے سے نکال لیجاتی ہی) اور جو چیز اللہ (کے نام) کی ہوتی ہی وہ اُنکے معبودون (کے نام کے حصہ) کی طرف پہونچ جاتی ہی (جیسا رسم اول و دوم مین مذکور ہوا) انہون نے کیا بری تجویز نکال رکھی ہی (کیونکہ اول تو اللہ کا پیدا کیا ہوا دوسرے کے نام کیون جائے دوسرے پھر جتنا اللہ کا حصہ نکالا ہی اسمین سے بھی گھٹ جاوے اور اگر غنا و احتیاج اسکا مبنی ہی تو محتاج مانکر معبود سمجھنا اور زیادہ حماقت ہی) اور جسطرح یہ رسم قبیح مذکور انکو مستحسن معلوم ہوتی ہی اسیطرح بہت سے مشرکین کے خیال مین اُن کے معبودون (شیاطین) نے اپنی اولاد کے قتل کرنے کو مستحسن بنا رکھا ہی (جیسا رسم سوم مین مذکور ہوا) تاکہ (اس فعل قبیح کے ارتکاب سے) وہ (شیاطین) ان (مشرکین) کو (بوجہ استحقاق عذاب کے) برباد کرین اور تاکہ اُن کے طریقہ کو مخبوط کر دین (کہ ہمیشہ غلطی مین پھنسے رہین) اور (آپ انکی ان حرکات شنیعہ سے مغموم نہ ہوجیے کیونکہ) اگر اللہ تعالیٰ کو (انکا بھلا) منظور ہوتا تو یہ ایسا کام نہ کرتے (مگر انکی قسمت ہی پھوٹی ہوئی ہی) تو آپ انکو اور جو کچھ یہ غلط باتین بنا رہے ہین (کہ ہمارا یہ فعل بہت اچھا ہی) یون ہی رہنے دیجیے (کچھ فکر نہ کیجیے ہم آپ سمجھ لین گے) اور وہ اپنے خیال (باطل) پر یہ بھی کہتے ہین کہ یہ (مخصوص) مواشی ہین اور (مخصوص) کھیت ہین جنکا استعمال ہر شخص کو جائز نہین انکو کوئی نہین کھا سکتا سوا اُن کے جنکو ہم چاہین (جیسا رسم چہارم و پنجم مین مذکور ہوا) اور (یون کہتے ہین کہ یہ مخصوص) مواشی ہین جن پر سواری یا بار برداری حرام کر دی گئی ہی (جیسا رسم ششم مین مذکور ہوا) اور (یون کہتے ہین کہ یہ مخصوص) مواشی ہین جن پر (ذبح کے وقت) اللہ کا نام نہین لینا چاہیے

البلاغۃ قولہ مایفترون ہو فی قتل الاولاد و مابعدہ من افتراء علیہ فی التحریم الانعام و مابعدہ من افتراء علی اللہ فی المجموع فلا تکرار قولہ ما فی بطون حذف قید الحیوۃ بقرینۃ مابعدہ - قولہ خالصۃ ومحرم راعی فی الاول معنے ما و فی الثانی لفظہ - قولہ ازواجنا ای جنس ازواجنا لان الاناث کلہن لسن ازواجا لہم - قولہ فیہ شرکاء ای فی بطون وقیل المیتۃ لکون المراد بہا ما یعم الذکر والانثی - قولہ سفہا بغیر علم الاول اشارۃ الی فقدان الدلیل العقلی والثانی الی النقلی ۱۲

اختلاف القراءۃ فی قراءۃ زُیِّنَ مجہولا قتل مرفوعا اولادہم منصوبا شرکائہم مجرورا باضافۃ القتل منفصلا بینہما بمفعولہ وقد بسط وجہ صحتہ فی الروح ۱۲

ملحقات الترجمۃ
۱؎ قولہ فی الحرث وغیرہ لیشمل الثمار ۱۲ ۲؎ قولہ فی لیردوہم استحقاق لا یخفی علیک عدم کون الارداء فی مکتفیا بالفروع لانہ من حیث الافتراء کفر ۱۲ ۳؎ قولہ قبل لو شاء مغموم نہ ہوجیے اشارۃ الی کون الکلام للتسلیۃ ۱۲ ۴؎ قولہ فی شاء انکا بھلا عبر المفعول بالحاصل لان المفعول ان لا یفعلوہ ۱۲ ۵؎ قولہ فی انعام حرمت و اعطف علیہ وہ یہ بھی اشارۃ الی کونہ معطوفا علی انعام وحرث ومقولا للقول ۱۲ ۶؎ قولہ فی بزعمہم اپنے خیال باطل پر اشارۃ الی ان الظرف متعلق بقالوا ۱۲ ۷؎ قولہ فی لا یذکرون نہین لینا چاہیے قدرہ اشارۃ الی ان المذکور صفۃ سوقۃ من قبلہ نفی الی لانہ وقع فی کلامہم المحکی کنظائرہ ۱۲

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّغَيْرَ

اور وہی ہے جس نے باغات پیدا کیے وہ بھی جو ٹٹیوں پر چڑھائے جاتے ہیں اور وہ بھی جو ٹٹیوں پر نہیں چڑھائے جاتے اور کھجور کے درخت اور کھیتی جن میں کھانے کی چیزیں مختلف طور کی ہوتی ہیں اور زیتون کو اور انار جو باہم ایک دوسرے کے مشابہ بھی ہوتے ہیں اور

مُتَشَابِهٍ ؕ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ ۖ وَلَا تُسْرِفُوْا ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۙ وَمِنَ الْاَنْعَامِ

ایک دوسرے کے مشابہ نہیں بھی ہوتے ان سب کی پیداوار کھاؤ جب وہ نکل آوے اور اس میں جو حق واجب ہے وہ اس کے کاٹنے کے دن دیا کرو اور حد سے مت گذرو یقیناً وہ حد سے گذرنے والوں کو ناپسند کرتے ہیں اور مواشی میں

حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا ؕ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۙ

اونچے قد کے اور چھوٹے قد کے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تمکو دیا ہے کھاؤ اور شیطان کے قدم بقدم مت چلو بلاشک وہ تمہارا صریح دشمن ہے

چنانچہ اسی اعتقاد کی وجہ سے اُن پر یہ لوگ اللہ کا نام نہیں لیتے (جیسا رسم ہفتم میں مذکور ہوا اور یہ سب باتیں محض اللہ پر افترا باندھنے کے طور پر کہتے ہیں افترا اسلیے کہ وہ ان امور کو موجب خوشنودی حق تعالیٰ سمجھتے تھے) ابھی اللہ تعالیٰ انکو انکی افترا کی سزا دیئے دیتا ہے (ابھی اسلیے کہا کہ قیامت جو کہ آنیوالی ہے دور نہیں اور کچھ کچھ سزا تو مرتے ہی شروع ہو جاویگی) اور وہ (یوں بھی) کہتے ہیں کہ جو چیز ان مواشی کے پیٹ میں (سے نکلتی ہے (اولاد و دودھ یا بچہ) وہ خالص ہمارے مردوں کے لیے (حلال) ہے اور ہماری عورتوں پر حرام ہے اور اگر وہ (پیٹ کا نکلا ہوا بچہ) مردہ ہو تو اس (سے منتفع ہونے) میں (مرد و عورت) سب برابر ہیں (جیسا کہ رسم ہشتم و نہم میں مذکور ہوا) ابھی اللہ تعالیٰ انکو انکی (اس) غلط بیانی کی سزا دیئے دیتا ہے (غلط بیانی کی وہی تقریر ہے جو افترا کی گذری اور اب تک جو سزا نہیں دی تو وجہ یہ ہے کہ) بلاشبہ وہ حکمت والا ہے (بعض حکمتوں سے مہلت دی رکھی ہے اور ابھی سزا نہ دینے سے کوئی یوں نہ سمجھے کہ انکو خبر نہیں کیونکہ) وہ بڑا علم والا ہے (اسکو سب خبر ہے آگے بطور خلاصہ اور انجام کے فرماتے ہیں کہ) واقعی خرابی میں پڑ گئے وہ لوگ جنہوں نے (ان افعال مذکورہ کو طریقہ بنالیا کہ) اپنی اولاد کو محض براہ حماقت بلا کسی (معقول و مقبول) سند کے قتل کر ڈالا اور جو (حلال) چیزیں انکو اللہ تعالیٰ نے کھانے پینے کو دی تھیں انکو (اعتقاداً یا عملاً) حرام کر لیا (جیسا اور کے رسوم اور رسم دہم میں کہ منشا سب کا متحد ہے مذکور ہوا اور یہ مجموعہ) محض اللہ پر افترا باندھنے کے طور پر (ہو جیسا کہ اور قتل اولاد میں لیفتروں اور تحریم انعام میں افترا جدا جدا بھی آچکا ہے) بیشک یہ لوگ گمراہی میں پڑ گئے اور (یہ گمراہی جدید نہیں بلکہ قدیم ہے کیونکہ پہلے بھی) کبھی راہ پر چلنے والے نہیں ہوئے (پس ضلوا میں خلاف طریق کا اور ما کانوا میں اسکی تاکید اور خسر میں خلاصہ انجام کا کہ عقوبت ہے مذکور ہے) ربط اوپر مشرکین کا حرث اور انعام میں تحلیل و تحریم کے ساتھ تصرف کرنیکا اختراع کرنا مع رد کے مذکور تھا آگے بھی اُسی رد کی قدرے تفصیل سے تقریر ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ یہ اشیاء اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی ہیں پس جسطرح اللہ کے سوا کسی کے لیے یہ حق نہیں کہ ان اشیاء کو تعبداً اسکے نامزد کیا جاوے جیسا مشرکین کرتے تھے اسیطرح تحلیل و تحریم کا اختیار بھی اللہ کے سوا دوسرے کو حاصل نہ ہوگا اور اللہ نے ان اشیاء سے اکلاً و رکوباً منتفع ہونے کو حلال فرمایا ہے پس حرمت بدون تحریم ممکن نہیں اور تمہاری جانب سے تحریم شرعاً غیر ممکن ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے غیر واقع ہے ورنہ دلیل لاؤ پس حرمت منتفی ہے **استدلال بر بطلان تحلیل و تحریم مخترع مذکور** وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ؕ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ ۖ وَلَا تُسْرِفُوْا ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۙ وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا ؕ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۱۴۲

محقات الترجمة

۱ قوله فی افترا طور پر مشتق الی لونه مفعولاً مطلقاً لقالوا ۱۲

۲ قوله فی وصفهم غلط بیانی ہو عندی اطلاق المتعلق علی المتعلق ۱۲

فوائد شتی الاولی قال فی النخل والزرع مختلفا اکله برجوع الضمیر الی الجمیع لعموم معنی الاکل وفی الزیتون والرمان متشابها وغیر متشابه مع ان هذا المعنی مشترک بین الکل ولعل النکتة فیه ان الزرع یشمل الاجناس المختلفة الانواع ولا یخفی الاختلاف الفاحش لنوع مع نوع آخر واما النخل فلما کان اصنافه اکثر من ان تحصی اشار بالحکم بالاختلاف بینها الی کثرة هذه الاصناف واما الزیتون والرمان فلا یوجد هذا المعنی فیهما الثانیة الامر فی کلوا للاباحة والفائدة المبالغة فی اظهار التحلیل لان الاکل بعد الینع معتاد وما قبله نغیر معتاد فلما ابیح غیر المعتاد فالمعتاد اولی بالاباحة الثالثة ما اخترته فی معنی الاسراف متابعة بما فی الروح اخرج ابن جریر وابن ابی حاتم عن ابن جریج قال نزلت فی ثابت بن قیس بن شماس جذ نخلا فقال لا یاتین الیوم احد الا اطعمته فاطعم حتی امسی ولیست له ثمرة فانزل الله تعالی فذلک اه الرابعة حمولة و فرشا معطوف علی جنات والجملة الجامعة اباحة الانتفاع بها۔

الخامسة فی الروح الحمولة الکبار الصالحة للحمل والفرش الصغار الدانیة من الارض مثل الفرش المفروش علیها۔

السادسة کرر کلوا تاکید اللاباحة وذکرا لها استقلالاً فی الشیئین الحرث والانعام ۱۲

(بقیہ بر صفحہ ۱۲۱)

ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۚ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ؕ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ

آٹھ نر و مادہ　یعنے بھیڑ　مین دو قسم　اور بکری مین دو قسم　آپ کہیے کہ کیا اللہ تعالے نے ان دونون نرونکو حرام کیا ہے یا دونون مادہ کو یا اسکو جسکو دونون مادہ پیٹ مین

اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ نَبِّـُٔوْنِيْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۙ وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ ؕ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ

لیے ہوئے ہون -　تم مجھکو کسی دلیل سے تو بتلاؤ اگر سچے ہو　و اونٹ مین دو قسم　اور گاے مین دو قسم　آپ کہیے کہ کیا اللہ تعالے نے

حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا ۚ فَمَنْ

ان دونون نرون کو حرام کہاہے یا دونون مادہ کو یا اسکو جسکو دونون مادہ پیٹ مین لیے ہوئے ہون　کیا تم حاضر تھے جسوقت اللہ تعالے نے تمکو اسکا حکم دیا　تو اس سے زیادہ کون

اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۟

ظالم ہوگا جو اللہ تعالے پر بلا دلیل جھوٹ تہمت لگاوے　تاکہ لوگون کو گمراہ کرے　یقیناً اللہ تعالے ظالم لوگون کو راستہ نہ دکھلاوینگے

ع

ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۚ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ؕ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ نَبِّـُٔوْنِيْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۙ وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ ؕ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۟ اور وہی (اللہ پاک) ہے جس نے باغات پیدا کیے وہ بھی جو ٹٹیون پر چڑہائے جاتے ہین (جیسے انگور) اور وہ بھی جو ٹٹیون پر نہین چڑہائے جاتے (یا تو اسلیے کہ بیل دار نہین جیسے تنہ دار درخت یا باوجود بیلدار ہونے کے عادت نہین جیسے خربزہ تربوز وغیرہ) اور کھجور کے درخت اور کھیتی (بھی اُسی نے پیدا کیے) جنمین کھانے کی چیزین مختلف طور کی (حاصل) ہوتی ہین اور زیتون کو اور انار (بھی اسی نے پیدا کیے) جو (انار انار) باہم (اور زیتون زیتون باہم رنگ و مزہ و شکل و مقدار وغیرہ مین سے بعضی صفات مین کبھی) ایک دوسرے کے مشابہ بھی ہوتے ہین اور (کبھی) ایکدوسرے کے مشابہ نہین بھی ہوتے (اور اسنے ان چیزونکو پیدا کرکے اجازت دی ہے کہ) ان سبکا پیداوار کھاؤ (خواہ اسی وقت سے ہی) جب وہ نکل آوے (اور پکنے بھی نہ پاوے) اور (البتہ اسکے ساتھ اتنا ضرور ہے کہ) اسمین جو حق (شرع سے) واجب ہے (یعنی خیر خیرات) وہ اُسکے کاٹنے (توڑنے) کے دن (مسکینون کو) دیا کرو اور (اس دینے مین بھی) حد (اذن شرعی) سے مت گذرو یقیناً وہ (یعنی اللہ تعالی) حد (اذن شرعی) سے گذرنے والونکو ناپسند کرتے ہین اور (جسطرح باغ اور کھیت اللہ نے پیدا کیے ہین اسیطرح حیوانات بھی چنانچہ) مواشی مین اونچے قد کے (بھی) اور چھوٹے قد کے (بھی اسی نے پیدا کیے اور اُنکے بارہ مین بھی مثل باغ اور کھیت کے اجازت دی کہ) جو کچھ اللہ تعالی نے تمکو دیا ہے (اور شرع سے حلال کیا ہے اسکو) کھاؤ اور (اپنی طرف سے تحریم کے احکام تراش کر) شیطان کے قدم بقدم مت چلو بلاشک وہ تمہارا صریح دشمن ہے (کہ تمکو باوجود وضوح دلائل حق کے گمراہ کررہا ہے اور یہ مواشی جنمین تحلیل و تحریم کررہے ہو) آٹھ نر و مادہ (پیدا کیے) یعنی بھیڑ (اور دنبہ) مین دو قسم (ایک نر ایک مادہ) اور بکری مین دو قسم (ایک نر اور ایک مادہ) آپ (ان سے) کہیے کہ (یہ تو بتلاؤ کہ) کیا اللہ تعالی نے ان دونون (جانورکے) نرونکو حرام کہاہے یا دونون مادہ کو (حرام کہا ہے) یا اُس (بچہ) کو جسکو دونون مادہ (اپنے) پیٹ مین لیے ہوئے ہون (وہ بچہ نر ہو یا مادہ یعنی تم جو مختلف صورتون سے تحریم کے مدعی ہو تو کیا تحریم اللہ تعالی نے فرمائی ہے) تم مجھکو کسی دلیل سے تو بتلاؤ اگر (اپنے دعوی مین) سچے ہو

السابعة ثمانية بدل من حمولة وفرشا الثامنة الزوج كما يطلق على مجموع يطلق على كل واحد منهما التاسعة الضان والمعز تفصيل للفرش كما نقله في الروح عن شيخ الاسلام قال وسل تقديمها في التفصيل مع تاخر اصلها في الاجمال لكون هذين النوعين عرضة للاكل الذي هو معظم ما يتعلق به الحل والحرمة وهو السر في الاقتصار على الامر به في قوله تعالى كلوا من غير تعرض للانتفاع بالحمل والركوب وغير ذلك مما مر وهو في السائبة واخواتها اھ العاشرة لعل تخصيص الازواج الثمانية بالذكر مع كون الحكم غير مختص بها لان تصرفات المشركين بالتحليل والتحريم انما كان في هذه الحادية عشر الابل جمع لا واحد له الثانية عشر في الروح وانما لم يورد سبحانه الامر عقيب تفصيل الانواع الاربعة بان يقال قل آالذكور حرم ام الاناث ام ما اشتملت عليه ارحام الاناث لما في التكرير من المبالغة ايضا في الالزام والتبكيت الثالثة عشر في الروح ... الهمزة والجارى في الاستعمال ان ما انكر وليها لان ما في النظم الكريم ابلغ وبيانه على ما قال السكاكي ان اثبات التحريم يستلزم اثبات محله لامحالة فاذا انتفى محله وهو المولود الثلاثة لزم انتفاء التحريم على وجه برهاني اھ قلت وعلم به ان محط الفائدة هو التحريم من الله فحاصل الآية مطالبتهم بما يثبت به ان الله حرم كالمانع وليس المقصود بقوله آالذكرين الاستدلال على نفي التحريم كالمدعى كما قرره في الجلالين لانه كما في الروح بعيد لان للقائل ان يقول ان العلة ليست محصورة بل يمكن كونها البحيرة او سائبة او غير ذلك علة له الرابعة عشر ذكر النخل بعد جنات تخصيص بعد تعميم لكون اكثر ثمرتهم لهم الخامسة عشر المعروشات عام للزرع والاشجار حقيقة او مجازا ومعنى معروشات ... على العريش وهو ان نصنع له ... السقف ويوضع الكرم عليها

قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُهٗۤ اِلَّآ اَنْ یَّكُوْنَ مَیْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِیْرٍ

آپ کہدیجیے کہ جو کچھ احکام بذریعہ وحی میرے پاس آئے ہین اُنمین تو مین کوئی حرام غذا پاتا نہین کسی کھانے والے کے لیے جو اُسکو کھاوے مگر یہ کہ وہ مردار ہو یا یہ کہ بہتا ہوا خون ہو یا خنزیر کا گوشت ہو

فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝

کیونکہ وہ بالکل ناپاک ہے یا جو شرک کا ذریعہ ہو کہ غیر اللہ کے نامزد کر دیا گیا ہو۔ پھر جو شخص بیتاب ہو جاوے بشرطیکہ نہ تو طالب لذت ہو اور نہ تجاوز کرنیوالا ہو تو واقعی آپکا رب غفور رحیم ہے۔

یہ تو چھوٹے قد والے کے متعلق بیان ہوا آگے بڑے قد والوں کا بیان ہے کہ بھیڑ بکری مین بھی نر و مادہ پیدا کیا جیسا بیان ہوا) اور (اسیطرح) اونٹ مین دو قسم (ایک نر اور ایک مادہ) اور گائے (اور بھینس) مین دو قسم (ایک نر اور ایک مادہ پیدا کیے) آپ (ان سے اس باب مین بھی) کہیے کہ (یہ تو بتلاؤ کہ) کیا اللہ تعالی نے ان دونون (جانور) کے) نرونکو حرام کہا ہے یا دونون مادہ کو (حرام کہا ہے) یا اُس (بچہ) کو جسکو دونون مادہ (اپنے) پیٹ مین لیے ہوئے ہون (وہ بچہ نر ہو یا مادہ اسکا بھی وہی مطلب ہے کہ تم جو مختلف صورتون سے تحریم کے مدعی ہو تو کیا یہ تحریم اللہ تعالی نے فرمائی ہے اسپر کوئی دلیل قائم کرنا چاہیے جسکے دو طریقے ہین ایک تو یہ کہ کسی رسول و فرشتہ کے واسطے سے ہو سو مسئلہ نبوت و وحی سے تو تمکو انکار ہی ہے اس شق کو تو اختیار کر نہین سکتے پس دوسرا طریق دعوی کرنے کے لیے متعین ہو گیا کہ خود خدا تعالی نے بلا واسطہ تمکو یہ حکم دیے ہون تو) کیا تم (اُسوقت) حاضر تھے جس وقت اللہ تعالے نے تمکو اس (تحریم و تحلیل) کا حکم دیا (اور ظاہر ہے کہ اسکا دعوے بھی نہین ہو سکتا پس ثابت ہو گیا کہ انکے پاس کوئی دلیل نہین) تو (بعد ثبوت اس امر کے کہ اس دعوی پر کوئی دلیل نہین یقینی بات ہے کہ) اُس سے زیادہ کون ظالم (اور کاذب) ہوگا جو اللہ تعالی پر بلا دلیل (تحلیل و تحریم کے باب مین) جھوٹ تہمت لگائے تاکہ لوگون کو گمراہ کرے (یعنی یہ شخص بڑا ظالم ہوگا اور) یقیناً اللہ تعالی ظالم لوگونکو (جنت کا) رستہ (آخرت مین) نہ دکھلاوینگے (بلکہ دوزخ مین بھیجین گے پس یہ لوگ بھی اس جرم کی سزا مین دوزخ مین جاوینگے) **ف** اس آیت مین جو حق شرعی خیر خیرات کا ذکر ہے اُس سے عشر مراد نہین جو کہ زمین کی زکوۃ ہے جیسا در منثور مین سنن بیہقی سے ابن عباس رض کا قول منقول ہے کہ اسکو یعنی اُسکے وجوب کو عشر و نصف عشر نے منسوخ کر دیا اور اُسی مین ابو داؤد کے ناسخ و منسوخ سے سفیان کا سوال اور سدی کا جواب منقول ہے کہ یہ آیت مکیہ ہے عشر و نصف عشر سے اسکا وجوب منسوخ ہے اور سدی نے اسی قول کو علماء کیطرف منسوب کیا ہے آہ اور زکوۃ مدینہ مین فرض ہوئی تھی کذا فی الدر المختار۔ اور اسراف مین اذن شرعی کی قید اسلیے لگائی کہ وجوب شرعی سے تجاوز کرنا اسراف نہین ہے۔ اور حصاد کی قید اس اعتبار سے ہے کہ اُسوقت دیا جاتا ہے ورنہ وجوب اسکے قبل ہو جاتا ہے یعنی جب آفات سے امن ہو جاوے پس اسکے بعد جو خود خرچ کریگا وہ یاد رکھے کذا فی الدر المختار پس اس جزو کے اعتبار سے یہ منسوخ نہین۔ **ربط** اوپر مشرکین کی تحلیل و تحریم مخترع کا ابطال فرمایا ہے آگے بھی اُسی مضمون کی تائید ہے کہ جن حیوانات مین کلام ہو رہا ہے اُنمین حرام تو فلان فلان چیزین ہین تم اپنی طرف سے اختراع کیون کرتے ہو نیز اسمین اُنکے ایک دوسری گمراہی کیطرف بھی اشارہ ہے کیونکہ دم مسفوح و مذبوح علی اسم غیر اللہ کا کھانا اُنمین معتاد تھا پس اوپر تحریم حلال کا ذکر تھا اور یہ تحلیل حرام کا ذکر ہے **مطعومات محرمہ** قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُهٗۤ اِلَّآ اَنْ یَّكُوْنَ مَیْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِیْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ آپ کہدیجیے کہ (جن حیوانات مین کلام ہو رہا ہے اُنکے متعلق) جو کچھ احکام بذریعہ وحی میرے پاس آئے ہین اُنمین تو مین کوئی حرام غذا پاتا نہین کسی کھانے والے کے لیے جو اُسکو کھاوے (خواہ وہ مرد ہو یا عورت) مگر (ان چیزونکو البتہ حرام پاتا ہون وہ) یہ کہ وہ مردار (جانور) ہو (یعنی جو باوجود وجوب الذبح ہونیکے بلا ذبح شرعی مر جاوے) یا یہ کہ بہتا ہوا خون ہو یا خنزیر کا گوشت ہو کیونکہ وہ (خنزیر) بالکل ناپاک ہے (اسی لیے اُسکے سب اجزاء نجس اور حرام ہین ایسا نجس نجس العین کہلاتا ہے) یا جو (جانور وغیرہ) شرک کا ذریعہ ہو (اسطرح) کہ (بقصد تقرب) غیر اللہ کے نامزد کر دیا گیا ہو (سو یہ سب حرام ہین) پھر (بھی اسمین اتنی آسانی رکھی ہے کہ) جو شخص (بھوک سے بہت ہی) بیتاب ہو جاوے بشرطیکہ نہ تو (کھانے مین) طالب لذت ہو اور نہ (قدر ضرورت و حاجت سے) تجاوز کرنے والا ہو تو (اُس حالت مین ان حرام چیزونکے کھانے مین بھی اُس شخص کو کچھ گناہ نہین ہوتا) واقعی آپ کا رب (اس شخص کے لیے) غفور رحیم ہے (اسیوقت مین رحمت فرمائی کہ گناہ کی چیز مین گناہ اٹھا دیا) **ف** ایسے ہی الفاظ کے قریب قریب ایک آیت ربع پارہ سیقول کے قریب گذر چکی ہے وہان اسکی تفسیر ملاحظہ فرمالیجاوے۔ اور یہ جو قید لگائی گئی کہ جن حیوانات مین کلام ہو رہا ہے

ملحقات الترجمہ

ل قوله فی اوحی بذریعہ وحی لم یخص بالقرآن لیشمل المتلو وغیر المتلو ۱۲ **ل** قوله فی محرما غذا اشارة الی تقدیر الموصوف ۱۲ **ل** قوله فی طاعم مرد یا عورت اشارة الی کونه ردا علیهم فی قولهم خالصة لذکورنا الخ ۱۲ **ل** قوله فی ما اهل وغیره لان الحرمة بالاهلال لا یختص بالحیوان ۱۲ **ل** قوله فی فسقا ذریعہ اشارة الی ان تسمیة سبب الفسق فسقا مجازا مبالغة ۱۲

النحو الا ان یکون معنے الاستثناء الی لا اجد فی حال من الاحوال الا فی حال کون الطعام احد ہذہ ۱۲	**البلاغة** قوله فانه رجس جملة معترضة لتحقیق العلة ۱۲ **اختلاف القراءة** فی قراءة میتة بالرفع فکان تامة ویکون قوله او مسفوحا معطوفا علی ان یکون ۱۲

وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِي ظُفُرٍ ۖ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُومَهُمَا إِلَّا مَا حَمَلَتْ

اور یہود پر ہم نے تمام ناخن والے جانور حرام کر دیے تھے　اور گائے اور بکری میں سے اُن دونوں کی چربیاں اُن پر ہم نے حرام کر دی تھی　مگر وہ جو اُن کی

ظُهُورُهُمَا أَوِ الْحَوَايَا أَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ۚ ذَٰلِكَ جَزَيْنَاهُم بِبَغْيِهِمْ ۖ وَإِنَّا لَصَادِقُونَ ۝ فَإِن كَذَّبُوكَ فَقُل رَّبُّكُمْ

پشت پر یا انتڑیوں میں لگی ہو　یا جو ہڈی سے ملی ہو۔　اُنکی شرارت کے سبب ہم نے اُن کو یہ سزا دی تھی اور ہم یقیناً سچے ہیں۔　پھر اگر یہ آپکو کاذب کہیں تو آپ فرما دیجیے کہ تمہارا رب

ذُو رَحْمَةٍ وَاسِعَةٍ وَلَا يُرَدُّ بَأْسُهُ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ ۝

بڑی وسیع رحمت والا ہے　اور اُس کا عذاب مجرم لوگوں سے نہ ٹلے گا۔

اس سے یہ شبہ جاتا رہا کہ کیا بجز ان چار چیزوں کے اور کوئی چیز حرام نہیں حالانکہ احادیث میں اور حیوانات کی حرمت بھی آئی ہے **ربط** اور پر جو مضمون مذکور تھا آگے اُسکے متعلق ایک شبہ کا جواب ہے کہ مطعومات زیر بحث میں بجز مستثنیات مذکورہ کے سبکو حلال کہا گیا ہے حالانکہ بعض اہل کتاب سے معلوم ہوا کہ بعضے اور حیوانات بھی حرام ہیں جواب یہ ہے کہ یہ تحریم صرف یہود کے لیے ایک عارض کی وجہ سے ہوئی تھی جو اب منسوخ ہو گئی پس دعوی مذکورہ بحالہا صحیح اور اُسکی نقیض بحالہ غلط ہے **دفع دخل مقدر بر مضمون سابق تحقیق تحریم بعضے اشیاء بر یہود** وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِي ظُفُرٍ ۖ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُومَهُمَا إِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُورُهُمَا أَوِ الْحَوَايَا أَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ۚ ذَٰلِكَ جَزَيْنَاهُم بِبَغْيِهِمْ ۖ وَإِنَّا لَصَادِقُونَ ۝ اور یہود پر ہم نے تمام ناخن والے جانور حرام کر دیے تھے اور گائے اور بکری (کے اجزاء) میں سے اُن دونوں کی چربیاں اُن (یہود) پر ہم نے حرام کر دی تھی مگر وہ (چربی مستثنیٰ تھی) جو اُن (دونوں) کی پشت پر یا انتڑیوں میں لگی ہو یا جو (چربی) ہڈی سے ملی ہو (باقی سب چربی حرام تھی سو ان چیزوں کی تحریم فی نفسہ مقصود نہ تھی بلکہ) اُنکی شرارت کے سبب ہم نے اُنکو یہ سزا دی تھی اور ہم یقیناً سچے ہیں **ف** شروع پارہ لن تنالوا آیت کل الطعام کان حلا الخ اور شروع پارہ لا یحب اللہ آیت فبظلم من الذین ہادوا حرمنا علیہم طیبات الخ میں قدرے اس تحریم اور علت تحریم کا بیان گذر چکا دیکھ لیا جاوے اور یہود کا اس تحریم کو قدیم کہنا بھی آیت اولی کی تمہید میں مذکور ہوا ہے یہاں انا لصادقون سے اُنکے اس قول کی تکذیب بھی ہو گئی۔ اور ظفر سے مراد کھر ہے اور جو چربی ان مذکورہ کے سوا ہوں وہ حرام نہیں مثلاً گردہ کی چربی۔ در منثور میں اس باب میں آثار مذکور ہیں اور اونٹ بنی اسرائیل پر قبل توراۃ کے حرام تھا **ربط** اوپر مضمون تحلیل و تحریم کے متعلق ایک شبہ کا جواب مذکور ہو چکا ہے۔ آگے اُسکے متعلق ایک دوسرے شبہ کا جواب ہے وہ شبہ یہ ہے کہ اگر اس بحث میں مشرکین کا یہ طریقہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک باطل ہے تو باوجود قدرت الٰہیہ کے انکو سزا کیوں نہیں ہوتی تو اس سے تو دوسری جانب کذب کا نعوذ باللہ شبہ ہوتا ہے۔ جواب یہ ہے کہ قدرت تو عذاب کی مصحح اور اُنکا بطلان اُسکی مقتضی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی رحمت ایک وقت خاص تک اُسکی مانع ہے پھر جب وہ وقت آجاویگا تب وہ اقتضا ظاہر ہو جاویگا **جواب شبہ ناشی از تاخیر عذاب** فَإِن كَذَّبُوكَ فَقُل رَّبُّكُمْ ذُو رَحْمَةٍ وَاسِعَةٍ وَلَا يُرَدُّ بَأْسُهُ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ ۝ پھر (اس تحقیق مذکور کے بعد بھی) اگر یہ (مشرکین) آپکو (نعوذ باللہ اس مضمون میں صرف اس وجہ سے) کاذب کہیں (کہ ان پر عذاب نہیں آتا) تو آپ (جواب میں) فرما دیجیے کہ تمہارا رب بڑی وسیع رحمت والا ہے (بعض حکمتوں سے جلدی مواخذہ نہیں فرماتا) اور (اس سے یوں نہ سمجھو کہ ہمیشہ یوں ہی بچے رہینگے جب وہ وقت معین آجاویگا پھر اُسوقت) اُسکا عذاب مجرم لوگوں سے (کسیطرح) نہ ٹلیگا **ف** یہ جواب تحقیقی ہے اور اسکا الزامی جواب بھی ظاہر ہے کہ اگر عذاب عاجل نہ ہونا دلیل ہے حق ہونیکی تو اس بنا پر مسلمانوں کا طریق بھی جو کہ اُسکی نقیض ہے حق ہوگا اور یہ مستلزم ہے اجتماع نقیضین کو ایک شی کا حق ہونا بھی حق ہوا اور باطل ہونا بھی حق ہو معلوم ہوا کہ یہ شبہ محض سفسطہ ہے **ربط** اوپر مشرکین کے رسوم شرکیہ از قبیل تحریم و تحلیل کے متعلق دو شبہوں کا جواب گذر چکا آگے اس تحریم اور اسکے منشاء یعنی شرک کے متعلق ایک تیسرے شبہ کا جواب ہے وہ شبہ عقلی یہ ہے کہ وہ ان امور کے جواز اور استحسان پر یوں استدلال کرتے تھے کہ ہم جو کچھ شرک اور تحریم کر رہے ہیں اگر یہ اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہوتا تو ہمکو اپنی مرضی کے خلاف یہ کام کیوں کرنے دیتا اس سے معلوم ہوا کہ اُسکو یہ امور ناپسند نہیں اسکا جواب اس آیت میں دو طور پر دیا گیا ایک کا حاصل مطالبہ دلیل ہے جسکو اصطلاح مناظرہ میں منع کہتے ہیں وہ یہ کہ یہ مقدمہ ایک دعوی ہے کہ صدور پر قدرت دینا مستلزم رضا کو ہے خود اسپر اقامت دلیل کی احتیاج ہے۔ ہل عندکم من علم میں یہی جواب ہے۔ دوسرے جواب کا حاصل خود اقامت دلیل ہے

ملحقات الترجمہ

ك قولہ فی کذبوك مشرکین ہو احد القولین فی المرجع وہو الراجح عندی کما ہو مقتضی المقام لان السیاق والسباق کلامہم ۱۲

اللغات فی الربیع سمی الحافر ظفرا مجازا وہذا وان استبعدہ بعضہم لکن لم کر حرمتہ فی التوراۃ کما نقلہ الحقانی سید لذلک ۱۲ **النحو** قولہ ذلك مبتدا خبرہ مابعدہ والعائد محذوف ای جزیناہم ایاہ ۱۲

البلاغۃ قولہ شحومہما لم یقل الشحوم مع کفایتہ لان الاضافۃ افادت زیادۃ الربط والتاکید کما یقال اخذت من زید مالہ وہو متعارف فی کلامہم ۱۲

سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ ۚ كَذَٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ

یہ مشرکین یون کہیں گے کہ اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو نہ ہم شرک کرتے اور نہ ہمارے باپ دادا اور نہ ہم کسی چیز کو حرام کہہ سکتے اسیطرح جو لوگ ان سے پہلے ہو چکے ہیں انہوں نے بھی تکذیب کی تھی

حَتَّىٰ ذَاقُوا بَأْسَنَا ۗ قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوهُ لَنَا ۖ إِنْ تَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ أَنْتُمْ إِلَّا تَخْرُصُونَ ۝

یہاں تک کہ انہوں نے ہمارے عذاب کا مزہ چکھا آپ کہیے کہ کیا تمہارے پاس کوئی دلیل ہے تو اسکو ہمارے روبرو ظاہر کرو تم لوگ محض خیالی باتوں پر چلتے ہو اور تم بالکل اٹکل سے باتیں بناتے ہو۔

قُلْ فَلِلَّهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ۖ فَلَوْ شَاءَ لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ ۝ قُلْ هَلُمَّ شُهَدَاءَكُمُ الَّذِينَ يَشْهَدُونَ أَنَّ اللَّهَ حَرَّمَ هَٰذَا ۖ

آپ کہیے کہ بس پوری حجت اللہ ہی کی رہی پھر اگر وہ چاہتا تو تم سب کو راہ پر لے آتا آپ کہیے کہ اپنے گواہوں کو لاؤ جو اس بات پر شہادت دیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کو حرام کر دیا ہے

فَإِنْ شَهِدُوا فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ وَهُمْ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُونَ ۝

پھر اگر وہ لوگ شہادت دے دیں تو آپ اس شہادت کی سماعت نہ کیجیے اور ایسے لوگوں کے باطل خیالات کا اتباع مت کیجیے جو ہماری آیتوں کی تکذیب کرتے ہیں اور جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور وہ اپنے رب کے برابر دوسروں کو ٹھیراتے ہیں

کے بطلان پر جسکو اصطلاح میں نقض کہتے ہیں وہ یہ کہ اس سے رسل کی تکذیب لازم آتی ہے کیونکہ رسل شرک اور تحریم مخترع کو باطل کہتے ہیں اور اس دلیل سے اسکا حق ہونا لازم آتا ہے اور رسل کا صدق دلائل قطعیہ عقلیہ سے ثابت ہے پس انکا کذب محال ہے اور جو مستلزم محال کو ہو وہ محال ہے تو جب یہ دلیل مشرکین کی منقوض ہوئی کذلک کذب الذین من قبلہم میں اسکی طرف اشارہ ہے اور جواب اول کی تنویر ایک الزام سے اظہر ہے کہ اس سے تو لازم آتا ہے کہ جمیع امور جو کچھ واقع ہوتے ہیں سب حق ہوں اور یہ صریح اجتماع متناقضین ہے جیسا جواب شبہ دوم میں مذکور ہوا چونکہ یہ جواب الزامی بہت ظاہر تھا اسلیے مذکور نہیں ہوا ان دونوں جوابوں بطور تفریع کے فرمایا ہے کہ دلیل عقلی کا حال تو معلوم ہوا دوسرا طریق اثبات مدعا کا نقل صحیح ہے اگر دلیل عقلی سے عاجز ہو تو دلیل نقلی ہی لاؤ قل ہلم میں اسطرف اشارہ ہے۔ اور سیقول ۱۲ جیسا مفسرین نے تصریح کی ہے مشرکین کے یہ شبہہ پیش کرنیکی پیشینگوئی ہے جسکا وقوع بعد میں ہوا جیسا کہ سورہ نحل کے رکوع پنجم کے شروع میں ہے وقال الذین اشرکوا الخ اور انکا بھی ایک معجزہ ہے جواب شبہ **متعلق شرک و تحریم** سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ ۚ كَذَٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتَّىٰ ذَاقُوا بَأْسَنَا ۗ قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوهُ لَنَا ۖ إِنْ تَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ أَنْتُمْ إِلَّا تَخْرُصُونَ ۝ قُلْ فَلِلَّهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ۖ فَلَوْ شَاءَ لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ ۝ قُلْ هَلُمَّ شُهَدَاءَكُمُ الَّذِينَ يَشْهَدُونَ أَنَّ اللَّهَ حَرَّمَ هَٰذَا ۖ فَإِنْ شَهِدُوا فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ وَهُمْ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُونَ ۝ (۱۵۱) یہ مشرکین یون کہنے کو ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کو (بطور رضا کے یہ امر) منظور ہوتا (کہ ہم شرک اور تحریم نکریں یعنی اللہ تعالیٰ عدم شرک و عدم تحریم کو پسند کرتے اور شرک و تحریم کو ناپسند کرتے) تو نہ ہم شرک کرتے اور نہ ہمارے باپ دادا (شرک کرتے) ورنہ ہم (اور ہمارے بزرگ) کسی چیز کو (جنکا اوپر ذکر ہوا ہے) حرام کہہ سکتے (اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اس شرک اور تحریم سے ناراض نہیں۔ اللہ تعالیٰ جواب دیتے ہیں کہ یہ استدلال اسلیے باطل ہے کہ مستلزم تکذیب رسل کو ہے پس یہ لوگ رسول کی تکذیب کر رہے ہیں اور جسطرح یہ کر رہے ہیں) اسیطرح جو (کافر) لوگ ان سے پہلے ہو چکے ہیں انہوں نے بھی (رسولوں کی) تکذیب کی تھی یہانتک کہ انہوں نے ہمارے عذاب کا مزہ چکھا (خواہ دنیا میں جیسا اکثر کفار سابقین پر نزول عذاب ہوا ہے یا مرنیکے بعد تو ظاہر ہی ہے اور یہ اشارہ ہے اسطرف کہ ان لوگوں کے ان کفریات کے مقابلہ میں صرف قولی جواب اور مناظرہ پر اکتفا نہ کیا جاویگا بلکہ مثل کفار سابقین عملی سزا بھی دیجاویگی خواہ دنیا میں بھی یا صرف آخرت میں آگے دوسرے جواب دینے کے لیے ارشاد ہے کہ) آپ (ان سے) کہیے کہ کیا تمہارے پاس (اس مقدمہ پر کہ صدور کی قدرت دینا مستلزم رضا ہے) کوئی دلیل ہے (اگر ہے) تو اسکو ہمارے روبرو ظاہر کرو (اصل یہ ہے کہ دلیل وغیرہ کچھ بھی نہیں) تم لوگ محض خیالی باتوں پر چلتے ہو اور تم بالکل اٹکل سے باتیں بناتے ہو (اور دونوں جواب دیکر) آپ (ان سے) کہیے کہ بس (دونوں جوابوں سے معلوم ہوا کہ) پوری حجت اللہ ہی کی رہی (اور تمہاری حجت باطل ہو گئی) پھر (اسکا مقتضا تو یہ تھا کہ تم سب راہ پر آجاتے مگر اسکی توفیق خدا ہی کیطرف سے ہے) اگر وہ چاہتا تو تم سبکو راہ (راست) پر لے آتا (مگر حق تعالیٰ کی بہت سی حکمتیں ہیں کسیکو توفیق دی کسیکو نہیں دی البتہ اظہار حق اور اعطاء اختیار وارادہ سبکے لیے عام ہے۔ آگے دلیل نقلی

ملحقات الترجمة

ف قولہ لو شاء اللہ ای مشیۃ الرضا ۱۲

قولہ سیقول الخ

ف قولہ فی لو شاء ای بطور رضا

قولہ فی ذاقوا ۱۲

ف قولہ فی ولو شاء ای اظہار حق ۱۲

اللغات البالغة ای التی بلغت غایۃ المتانۃ والقوۃ والمراد بہا الکتاب او الرسول او الجمیع۔ قولہ ہلم اسم فعل متعد ولازم بمعنی احضروا واقبل ۱۲

البلاغة قولہ ان اللہ حرم ہذا ای یزد ان اللہ حرم ما اشرک کا ہو مقتضی ذکرہما

معانی السابق ولعل وجہ ان التحریم اہم ہاہنا فی الاشارۃ الیہ ۔۔۔ عن اقامۃ الحجۃ علی الاخفش ۔۔۔ عذابا مدخرا عند اللہ تعالیٰ لان الذوق لاول ادراک الشیء ۱۲

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ

آپ کہیے کہ آؤ مین تمکو وہ چیزین پڑھکر سناؤن جنکو تمہارے رب نے تمپر حرام فرمایا ہے وہ یہ کہ اللہ تعالی کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت ٹھیراؤ اور ماں باپ کے ساتھ احسان کیا کرو اور اپنی اولاد کو افلاس کے سبب قتل مت کیا کرو ہم

نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ۚ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ

ان کو اور تم کو رزق دین گے اور بے حیائی کے جتنے طریقے ہین انکے پاس بھی مت جاؤ خواہ وہ علانیہ ہون اور خواہ پوشیدہ ہون۔ اور جسکا خون کرنا اللہ تعالی نے حرام کر دیا ہے اس کو قتل مت کرو ہان مگر حق پر اسکا تمکو تاکیدی حکم دیا ہے

لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِىَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۚ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ لَا نُكَلِّفُ

تاکہ تم سمجھو اور یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ مگر ایسے طریقے سے جو کہ مستحسن ہے یہانتک کہ وہ اپنے سن بلوغ کو پہنچ جاوے اور ناپ اور تول پوری پوری کیا کرو انصاف کے ساتھ ہم کسی شخص کو

نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۚ وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۚ وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ وَاَنَّ هٰذَا

اسکی امکان سے زیادہ تکلیف نہین دیتے اور جب تم بات کیا کرو تو انصاف رکھا کرو گو وہ شخص قرابت دار ہی ہو اور اللہ تعالی سے جو عہد کیا کرو اسکو پورا کیا کرو انکا اللہ تعالی نے تمکو تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم یاد رکھو۔ اور یہ کہ یہ دین

صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝

میرا راستہ ہے جو کہ مستقیم ہے سو اس راہ پر چلو اور دوسری راہون پر مت چلو کہ وہ راہین تمکو اللہ کی راہ سے جدا کر دین گی اسکا تمکو اللہ تعالی نے تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم احتیاط رکھو

کے مطالبہ کیلیے ارشاد فرماتے ہین کہ آپ (انسے) کہیے کہ (اپنی دلیل عقلی کا حال تو تمکو معلوم ہوا اچھا اب کوئی صحیح دلیل نقلی پیش کرو مثلاً) اپنے گواہوں کو لاؤ جو اس بات پر (باقاعدہ) شہادت دین کہ اللہ تعالی نے ان (مذکورہ) چیزونکو حرام کر دیا ہے (باقاعدہ شہادت وہ ہے جو مبنی ہو مشاہدہ پر یا ایسی دلیل قطعی پر جو افادہ یقین مین برابر ہو مشاہدہ کے جیسا ام کنتم شہداء اذ وصکم اسطرف مشیر ہے) پھر اگر (اتفاق سے کسیکو فرضی جھوٹے گواہ بناکر لے آوین اور) وہ (گواہ اسکی) گواہی (بھی) دیدین تو (چونکہ وہ شہادت یقیناً بے قاعدہ اور محض سخن سازی ہوگی کیونکہ مشاہدہ بھی مفقود اور مشاہدہ کا مماثل بھی مفقود اسلیے) آپ اس شہادت کی سماعت نہ فرمائیے اور (جب انکا مکذب ہونا جیسا کہ ولا حرمنا الخ اور کذلک کذب الخ دال ہے اور منکر آخرت ہونا جیسا بہت آیات دال ہین اور مشرک ہونا جیسا ما اشرکنا الخ دال ہے ثابت ہو گیا تو اے مخاطب) ایسے لوگونکے باطل خیالات کا (جنکا بطلان بھی ثابت ہو چکا) اتباع مت کرنا جو ہماری آیتونکی تکذیب کرتے ہین اور جو آخرت پر ایمان نہین رکھتے (اور اسی سبب سے نڈر ہو کر حق کی تلاش نہین کرتے) اور وہ (استحقاق عبودیت مین) اپنے رب کے برابر دوسرونکو ٹھیراتے ہین (یعنی شرک کرتے ہین) **ربط** اوپر مشرکین کی تحریم مخترع پر انکار تھا آگے محرمات واقعیہ کو جنمین اہل جاہلیت مبتلا تھے ارشاد فرماتے ہین بعض کو تو تفصیلاً نواہی مین صراحۃً اور اوامر مین دلالۃً اور بقیہ کو اجمالاً بذا صراط مین پس اس انکار اور اس ارشاد کے مجموعہ سے انکے حال پر تعریض ہو گئی کہ عجب بات ہے جو امور واقع مین حرام ہین انمین تو مبتلا ہین اور جو اشیاء واقع مین حلال تھین انمین تحریم کا اختراع کر رکھا ہے اس طرز سے گفتگو کرنا خطاب سے اسلوب الحکیم کہلاتا ہے **بیان بعض محرمات واقعیہ** قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ۚ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِىَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۚ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۚ وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۚ وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝

اللغات تعالوا فی الروح ہو امر من التعالی والاصل فیہ ان یقولہ من ہو فی مکان عال لمن ہو اسفل منہ ثم اتسع فیہ بالتعمیم وستعمل استعمال المقید فی المطلق مجازاً الاشد قیل جمع لا واحد لہ وقیل ہو مفرد وقیل ہو جمع شدۃ کنعمۃ وانعم **البلاغۃ** قولہ احسانا قال البیضاوی وضعہ موضع النہی عن الاساءۃ الیہما للمبالغۃ والدلالۃ علی ان ترک الاساءۃ فی شانہما غیر کاف بخلاف غیرہما اھ قولہ تعالی من املاق فی الروح قیل المخاطب بقولہ من املاق من ابتلی بالفقر وبقولہ تعالی خشیۃ املاق من یخشاہ فی المستقبل ولہذا قدم رزقہم ہنا وقدم رزق اولادہم فی مقام الخشیۃ۔ قولہ تعالی لا تقربوا تعلیق النہی بقربانہا للمبالغۃ قولہ بالقسط تاکید قولہ وصٰکم مکررا للتاکید تعقلون فی موضع وتذکرون فی آخر وتتقون فی ثالث ہو عندی تفنن وقیل التقوی عام وکان المضمون الاخیر عاما فناسبہ والخمسۃ المتقدمۃ کانوا یغلطون فیہا باعتقادہا امورا مستحسنۃ الا الاساءۃ بالوالدین فناسبہ تعقلون باعتبار الاکثر والاربعۃ المتاخرۃ لا یغلطون فیہا انما کانوا یترکون العمل بہا وینسونہا فناسبہ تذکرون ۱۲

ملحقات الترجمۃ

ل۵ قولہ فی حرم باقاعدہ وہ ہے اشار بقولہ برابر الی امرین الاول ان الشہادۃ بالتسامع فی بعض الاحکام جائز والثانی ان الشہادۃ بل مشاہدۃ واقع من ہذہ الامۃ علی الامم ۱۲ **ع۵** قولہ فی فلا تشہد سماعت فی الروح فلا تصدقہم وارادۃ ہذا المعنی من لا تشہد لان الشہادۃ من لوازم التسلیم وہو من باب المشاکلۃ اھ **ع۳** قولہ فی لا یؤمنون نڈر اشارۃ الی وجہ تخصیص عدم ایمانہم بالآخرۃ بہنا ۱۲ **ع۴** قولہ فی التمہید دلالۃ فاندفع بہ اشکال ان المنہیات لا شک فی تحریمہا لکن المامورات کیف تکون محرمۃ وجہ الاندفاع ان اضدادہا المفہومۃ منہا المدلولۃ بہا محرمۃ وقد اشرت الی ہذا المعنی بقولی فی آخر کل حکم حرام ہوا ۱۲

ثُمَّ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ تَمَامًا عَلَى الَّذِيْٓ اَحْسَنَ وَتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ بِلِقَآءِ رَبِّهِمْ

پھر ہمنے موسے کو کتاب دی تھی جس سے اچھی طرح عمل کرنیوالون پر نعمت پوری ہو اور سب احکام کی تفصیل ہوجاوے اور رہنمائی ہو اور رحمت ہو تاکہ وہ لوگ اپنے رب کے ملنے پر یقین

يُؤْمِنُوْنَ ۠ وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۙ

لاوین اور یہ ایک کتاب ہی جسکو ہمنے بھیجا بڑی خیر و برکت والی سو اُسکا اتباع کرو اور ڈرو تاکہ تمپر رحمت ہو۔

آپ (انسے) کہئیے کہ آؤ مین تمکو وہ چیزین پڑھ کر سناؤن جنکو تمہارے رب نے تمپر حرام فرمایا ہی وہ (چیزین یہ ہین ایک) یہ کہ اللہ تعالی کیساتھ کسی چیز کو شریک مت ٹھیراؤ (پس شریک ٹھیرانا حرام ہوا) اور (دوسرے یہ کہ) مان باپ کے ساتھ احسان کیا کرو (پس اُن سے بُری طرح رہنا حرام ہوا) اور (تیسرے یہ کہ) اپنی اولاد کو افلاس کے سبب (جیساکہ جاہلیت مین غالب عادت تھی) قتل مت کیا کرو (کیونکہ) ہم انکو اور تمکو (دونونکو) رزق (مقدر) دینگے (وہ تمہارے رزق مقدر مین شریک نہین ہین پھر کیون قتل کرتے ہو پس قتل کرنا حرام ہوا) اور (چوتھے یہ کہ) بیحیائی (یعنی بدکاری) کے جتنے طریقے ہین اُنکے پاس بھی مت جاؤ (پس زنا کرنا حرام ہوا) خواہ وہ علانیہ ہو اور خواہ پوشیدہ ہو (وہ طریقے بھی ہین) اور (پانچوین یہ کہ) جسکا خون کرنا اللہ تعالی نے حرام کردیا ہی اسکو قتل مت کرو ہان مگر حق (شرعی) پر (قتل جائز ہی مثلاً قصاص مین یا رجم مین پس قتل ناحق حرام ہوا) اس (سب) کا تمکو (اللہ تعالی نے) تاکیدی حکم دیا ہی تاکہ تم (انکو) سمجھو (اور سمجھ کر عمل کرو) اور (چھٹے یہ کہ) یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ (یعنی اُسمین تصرف مت کرو) مگر ایسے طریقے سے (تصرف کی اجازت ہے) جو کہ (شرعاً) مستحسن ہی (مثلاً اُسکے کام مین لگانا اُسکی حفاظت کرنا اور بعض اولیاء اور اوصیاء کو اُسمین یتیم کے لیے تجارت کرنیکی بھی اجازت ہے) یہانتک کہ وہ اپنے سن بلوغ کو پہونچ جاوی (اُسوقت تک ان تصرفات مذکورہ کی بھی اجازت ہی اور پھر اُسکا مال اُسکو دیدیا جاویگا بشرط سفیہ نہ ہونیکے پس تصرف غیر مشروع مال یتیم مین حرام ہوا) اور (ساتوین یہ کہ) ناپ اور تول پوری پوری کیا کرو انصاف کے ساتھ (کہ کسیکا حق اپنے پاس نہ رہے اور نہ آوے پس اسمین دغا کرنا حرام ہوا اور یہ احکام کچھ دشوار نہین کیونکہ) ہم (تو) کسی شخص کو اُسکے امکان سے زیادہ (احکام کی) تکلیف (بھی) نہین دیتے (پھر ان احکام مین کوتاہی کیون کیجاوے) اور (آٹھوین یہ کہ) جب تم (فیصلہ یا شہادت وغیرہ کے متعلق کوئی) بات کیا کرو تو (اُسمین) انصاف (کا خیال) رکھا کرو گو وہ شخص (جسکے مقابلہ مین وہ بات کہہ رہے ہو تمہارا) قرابت دار ہی ہو (پس خلاف عدل حرام ہوا) اور (نوین یہ کہ) اللہ تعالی سے جو عہد کیا کرو (جیسے قسم یا نذر بشرطیکہ اُسکے مشروع ہونے کے) اُسکو پورا کیا کرو (پس اُسکا عدم ایفا حرام ہوا) ان (سب) کا اللہ تعالی نے تمکو تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم یاد رکھو (اور عمل کرو) اور یہ (بھی کہہ دیجیے) کہ (کچھ ان ہی احکام کی تخصیص نہین بلکہ) یہ دین (اسلام اور اُسکے تمام احکام) میرا رستہ ہے (جسکی طرف مین باذن الٰہی دعوت کرتا ہون) جو کہ (بالکل) مستقیم (اور راست) ہے سو اس راہ پر چلو اور دوسری راہون پر مت چلو کہ وہ راہین تمکو اللہ کی راہ سے (جسکی طرف مین دعوت کرتا ہون) جدا (اور دور) کردینگی اسکا تمکو اللہ تعالے نے تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم (اس راہ کے خلاف کرنے سے) احتیاط رکھو **ف** مال یتیم کے احکام سورۂ نساء کے شروع مین گذر چکے ہین ملاحظہ کرلیا جاوے اور اثناء ترجمہ مین جو بعض اولیاء و بعض اوصیاء کہا گیا مراد اس سے قاضی اور جد یتیم اور باپ اور جد کا وصی ہی انکے سوا کسیکو تصرف تجارت مال یتیم مین جائز نہین اور احکام قسم کے پارہ اذا سمعوا مین گذر چکے ہین **ربط** اوپر شرک فی العقائد و التحلیل و التحریم کا رد مع اُسکے مضامین متعلقہ کے بہت بسط سے فرمایا گیا آگے مسئلہ نبوت پر جو کہ تعالوا اتل ما حرم ربکم الخ سے اور ہذا صراطی الخ سے بھی مفہوم ہے بحث ہی کہ نبوت کوئی امر غریب نہین ہی اول اور اور انبیاء ہوئے جنمین موسے علیہ السلام مشہور و معروف ہین اخیر مین آپ صاحب وحی ہوگئے اسکا انکار کیون کیا جاتا ہی **نزول کتاب بر موسی علیہ السلام و بر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** ثُمَّ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ تَمَامًا عَلَى الَّذِيْٓ اَحْسَنَ وَتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ بِلِقَآءِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ۠ وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۙ

النحو قوله تماما وكذا ما بعده فى موقع المفعول له وجاز حذف اللام لكونه بمعنى اتماما وجاز ان يكون حالا كذا فى الروح ۲

البلاغة قوله تماما على الذى الخ كونه تفصيلا وصف له فى ذاته وكونه هدى ورحمة وصف له باعتبار المكلفين الاول بالنظر الى جميعهم والثانى بالنظر الى المؤمنين خاصة واما كونه تماما فهو داخل فى كونه رحمة باعتبار كون بعض المؤمنين لاتيانه بالتطوعات والاخلاص اكمل وتقدم لكونه استرف واما قوله بغتة فسادق للتفصيل وهدى ورحمة عين ما صح به فيما قبل ولما لم يكن وصف التمام غير خارج عن الرحمة لم يعد ذكره ههنا وشمل الجميع مبارك ۱۲

اختلاف القراءة فى قراءة احسن بالرفع اى على الوجه الذى هو احسن وهو المشهور او على العامل الذى هو احسن عملا كما فى قوله تعالى ومن احسن دينا ۱۲

ملحقات الترجمة

۵۱ قوله فى ان لا تشركوا ۱۲ وہ چیزین اشار الى ان مفسرة كما اختاره الزمخشرى والبيضاوى وفى البيضاوى ولا يمنعه تعليق الفعل المفسر بما حرم فان التحريم باعتبار الاوامر يرجع الى اضدادها ۱۲ **۵۲** قوله فى املاق غالب لان بعض القتل كان لسبب العار ۱۲ **۵۳** قوله فى لا نكلف دشوار نہین اشارة الى المقصود من الجملة كما فى الروح من تهوين امر ما تقدم من التكليفات ليقبلوا عليها ۱۲ **۵۴** قوله فى بعهد الله قسم كذا فى الروح ويتايد بقوله تعالے فى النحل واوفوا بعهد الله اذا عاهدتم ولا تنقضوا الايمان ۱۲ **۵۵** قوله فى وان هذا یہ بھی اشارة الى كونه معطوفا بمعنى على تعالوا داخلا فى حيز قل ولم ار من اختار هذا العطف ويؤيده قراءة ان بكسر الهمزة وتشديد النون واما وجه صحة ان بالفتح والتشديد مع اقتضاء قل للكسر فيمكن ان يكون بتقدير اخبر اى قل تعالوا واخبرهم ان هذا صراطى وفهم وفى قراءة ان بالفتح والخفة على كونها مخففة من المثقلة ۱۲۔ **۵۶** قوله ہناک تخصیص نہین اشار به الى وجه زيادة هذه الجملة من التنبيه على ان جميع شرائعى واجب اتباعها كهذه الاحكام المتسقة واما تخصيص هذه بالذكر لكونها محكمة لم تنسخ فى شريعة ۱۲ **۵۷** قوله فى صراطى جسکی طرف اشار الى وجه اضافته اليه صلى الله عليه وسلم ۱۲ **۵۸** قوله ہناک باذن الٰہی اشار به الى ان هذا الصراط فى الحقيقة هو صراط الله ومن ثم اضيف اليه تعالے فى سبيله ۱۲

اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآئِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا ۠ وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ ۙ اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا

کبھی تم لوگ یون کہنے لگتے کہ کتاب تو صرف ہم سے پہلے جو دو فرقے تھے اُنپر نازل ہوئی تھی اور ہم اُنکے پڑھنے پڑھانے سے محض بےخبر تھے یا یون کہتے کہ اگر ہمپر کوئی

الْكِتٰبُ لَكُنَّآ اَهْدٰى مِنْهُمْ ۚ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ

کتاب نازل ہوتی تو ہم اُنسے بھی زیادہ راہ پر ہوتے سو اب تمہارے پاس تمہارے رب کے پاس سے ایک کتاب واضح اور رہنمائی کا ذریعہ اور رحمت آچکی ہے سو اُس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو ہماری ان آیتون کو جھوٹا بتلاوے

وَصَدَفَ عَنْهَا ۭ سَنَجْزِي الَّذِيْنَ يَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰيٰتِنَا سُوْٓءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ ○

اور اُس سے روکے ہم ابھی ان لوگون کو جو کہ ہماری آیتون سے روکتے ہین اُن کے اس روکنے کے سبب سخت سزا دینگے۔

اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآئِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا ص وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ ○ اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّآ اَهْدٰى مِنْهُمْ ج فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ ج فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَصَدَفَ عَنْهَا ۭ سَنَجْزِي الَّذِيْنَ يَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰيٰتِنَا سُوْٓءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ ○ پھر (مضمون ابطال شرک کے بعد[۱] ہم مسئلہ نبوت مین کلام کرتے ہین کہ ہمنے صرف آپ کو اکیلا نبی نہین بنایا جسپر یہ لوگ اسقدر شور و غل مچارہے ہین بلکہ آپ کے قبل) ہمنے موسے (علیہ السلام) کو (پیغمبر بناکر) کتاب (توراۃ) دی تھی جس سے اچھی طرح عمل کرنے والون پر[۲] (ہماری) نعمت پوری ہو (کہ عمل کرکے ثواب کامل حاصل کرین) اور سب (ضروری[۳]) احکام کی (اُسکے ذریعہ سے) تفصیل ہوجاوے اور (اُسکے ذریعہ سے سبکو) رہنمائی ہو اور (ماننے والونکے لیے) رحمت ہو (ہمنے اس صفت کی کتاب اسلیے دی) تاکہ وہ لوگ (یعنی بنی اسرائیل[۴]) اپنے رب کے ملنے پر یقین لاوین (اور اعتقاد لقاء سے سب احکام بجالاوین) اور (جب اُسکا اور اُسکے تتمہ[۵] انجیل کا دورہ ختم ہوچکا اُسکے بعد) یہ (قرآن) ایک کتاب ہے جسکو ہمنے (آپکے پاس) بھیجا بڑی خیر و برکت والی سو (اب) اسکا اتباع کرو اور (اس سے خلاف کرنیکے باب مین خدا سے) ڈرو تاکہ تمپر (اللہ تعالی کی) رحمت ہو (اور ہمنے یہ قرآن اسلیئے بھی نازل کیا کہ) کبھی تم لوگ (قیامت مین درصورت اسکے نازل نہ ہونیکے کفر و شرک پر عذاب ہونیکے وقت) یون کہنے لگتے کہ کتاب (آسمانی) تو صرف ہمسے پہلے جو دو فرقے (یہودی عیسائی) تھے انپر نازل ہوئی تھی اور ہم انکے پڑھنے پڑھانے سے محض بےخبر تھے (اسلیے ہمکو توحید کی تحقیق نہ ہوئی) یا (اور مومنین سابقین کو ثواب ملنے کے وقت) یون کہتے کہ اگر ہمپر کوئی کتاب نازل ہوتی تو ہم اُن (مومنین سابقین) سے بھی زیادہ راہ پر ہوتے (اور عقائد و اعمال مین ان سے زیادہ کمال حاصل کرکے ثواب کے مستحق ہوتے) سو (یاد رکھو کہ) اب (تمہارے پاس کوئی عذر نہین کیونکہ) تمہارے پاس (بھی) تمہارے رب کے پاس سے ایک کتاب (جسکے احکام) واضح (ہین) اور (جو) رہنمائی کا ذریعہ (ہے) اور (خدا کی) رحمت (ہے) آچکی ہے سو (ایسی کافی شافی کتاب آنیکے بعد) اُس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو ہماری ان آیتون کو جھوٹا بتلاوے (اور دوسرون کو بھی) اس سے روکے ہم ابھی (آخرت مین) ان لوگونکو جو کہ ہماری آیتون سے روکتے ہین اُنکے اس روکنے کے سبب سخت سزا دینگے (یہ سختی اس روکنے سے بڑھی ورنہ صرف تکذیب بھی موجب سزا ہے) **ف** وجہ غفلت یہ نہین کہ توراۃ و انجیل لغت عرب مین نہ تھی کیونکہ ترجمہ کے ذریعہ سے مضامین کی اطلاع ممکن ہی بلکہ واقع تھی بلکہ وجہ یہ ہی کہ اہل کتاب نے اہل عرب کو تعلیم توحید کا کبھی اہتمام نہین کیا اور اتفاقا کان مین کوئی مضمون پڑجانا عادۃً تنبہ مین کم موثر ہے گو اسقدر تنبہ پر بھی طلب اور تامل واجب ہوجاتا ہی اور اسی بناء پر ترک توحید پر عذاب ممکن تھا۔ اور اس سے عموم بعثت موسویہ و عیسویہ کا اشکال لازم نہین آتا کیونکہ اختصاص اس عموم کا ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باعتبار مجموعہ اصول و فروع کے ہی ورنہ اصول مین سب انبیاء کا اتباع سب خلائق پر واجب ہے پس اس بناء پر عذاب صحیح ہوتا لیکن یہ عذر بادی النظر مین پیش کیا جاسکتا تھا اب اسکی بھی گنجایش نہ رہی اور حجۃ اللہ تمام ہوگئی۔ اور دوسرا قول لو انا انزل علینا الکتاب لکنا اہدی منہم کے متعلق ایک سوال و جواب باعتبار ناجین اہل فترت کے سورۂ مائدہ کے رکوع سوم کے آئیہ مین گذرچکا ہی ملاحظہ کرلیا جاوے **ربط** اور پر مکذبین کا ظالم اور مستحق عذاب ہونا بیان فرمایا ہی آگے بھی اُن مکذبین کو ایمان نہ لانے پر توبیخ و تہدید ہے

ملحقات الترجمة

[۱] قوله فی ثم بعد اسے کرنے مین اشارۃ الی ان ثم للترتیب الکلامی وقیل کما فی الروح ثم بمعنی الواو وقد جاء کثیرا اسنے الکتاب ۱۲ [۲] قوله فی الذی احسن کرنے والون اشارۃ الی ان الذی للجنس ۱۲ [۳] قوله فی تفصیلا ضروری لان شیئا من الکتاب الشرعی لا یشمل کل شیئ ۱۲ [۴] قوله فی لعلهم بنی اسرائیل المدلول علیهم بذکر موسی کذا فی الروح ۱۲ [۵] قوله هذا کتب تتمہ اشارۃ الی ان عدم ذکر الانجیل ههنا مع کونه مذکورا فیما بعد من قوله طائفتین للاکتفاء بذکر التوراۃ عن ذکره لکونه تابعا للتوراۃ فی اکثر الشرائع واما الاختلاف فی اقل قلیل کما یدل علیه قوله تعالی ولاحل لکم بعض الذی حرم علیکم ۱۲ [۶] قوله قبل ان تقولوا اسلیے بھی الخ زاد بھی لان فائدۃ النزول لا ینحصر فیه ۱۲ [۷] قوله فی صدف دوسرون کو اشارۃ الی ان تعدیته اکثر استعمالا وقد یجیئ لازما کذا فی الروح ۱۲

البلاغة قوله علی طائفتین منه الروح تخصیص الانزال بکتابیهما لانهما اللذان اشتهرا فیما بین الکتب السماویة بالاشتمال علی الاحکام آہ قلت خصوصا عند العرب لکثرۃ هذین عندهم وفقد ان غیرهم عنهم ومن ثم خصص موسی علیه السلام بالذکر فی قوله ثم آتینا موسی الخ ۱۲

هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ تَأْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ رَبُّكَ أَوْ يَأْتِيَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ ؕ يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ

یہ لوگ صرف اس امر کے منتظر ہیں کہ اُنکے پاس فرشتے آویں　یا اُنکے پاس آپکا رب آوے یا آپکے رب کی کوئی بڑی نشانی آوے جس روز آپکے رب کی بڑی نشانی آپہونچیگی کسی ایسے شخص کا

نَفْسًا إِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِيْٓ إِيْمَانِهَا خَيْرًا ؕ قُلِ انْتَظِرُوْٓا إِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ۝

ایمان اُسکے کام نہ آویگا　جو پہلے سے ایمان نہیں رکھتا　یا اُس نے اپنے ایمان میں کوئی نیک عمل نہ کیا ہو آپ فرما دیجیے کہ تم منتظر رہو ہم بھی منتظر ہیں

توبیخ بر عدم ایمان هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ تَأْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ رَبُّكَ أَوْ يَأْتِيَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ ؕ يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِيْٓ إِيْمَانِهَا خَيْرًا ؕ قُلِ انْتَظِرُوْٓا إِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ۝ یہ لوگ (جو کہ بعد نزول کتاب و بینات و وضوح حق کے بھی ایمان نہیں لاتے اپنے ایمان لانیکے لیے) صرف اس امر کے منتظر (معلوم ہوتے) ہیں (یعنی ایسا توقف کر رہے ہیں جیسے کوئی انتظار کر رہا ہو) کہ اُنکے پاس فرشتے آویں یا اُنکے پاس اُنکا رب آوے (جیسا قیامت میں حساب کے وقت واقع ہوگا) یا آپ کے رب کی کوئی بڑی نشانی (منجملہ قیامت کی نشانیوں کے) آوے (مراد اس بڑی نشانی سے آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ کیا ایمان لانے میں قیامت کے وقوع یا قرب کا انتظار ہے سو اسکے متعلق سن رکھیں کہ) جس روز آپکے رب کی (یہ) بڑی نشانی (مذکور) آپہونچیگی (اُس روز) کسی ایسے شخص کا ایمان اُسکے کام نہ آویگا جو پہلے سے ایمان نہیں رکھتا (بلکہ اسی روز ایمان لایا ہو) یا (ایمان تو پہلے سے بھی رکھتا ہو لیکن) اُس نے اپنے ایمان میں کوئی نیک عمل نہ کیا ہو (بلکہ اعمال بد اور گناہوں میں مبتلا ہو اور اُس روز اُن سے توبہ کر کے اعمال نیک شروع کرے تو اُسکی توبہ قبول نہ ہوگی اور اسکے قبل اگر معاصی سے توبہ کرتا تو مومن ہونیکی برکت سے توبہ قبول ہو جاتی تو قبول توبہ منجملہ منافع ایمان کے ہے اُسوقت ایمان نے یہ خاص نفع نہ دیا اور جب علامت قیامت مانع ہو گئی قبول ایمان و توبہ سے تو خاص وقوع قیامت تو بدرجہ اولی مانع ہوگا پھر انتظار کاہے کا اور اگر اس توبیخ پر بھی ایمان نہ لاویں تو) آپ (تہدید مزید کے طور پر) فرما دیجیے کہ (خیر بہتر) تم (ان امور کے) منتظر رہو (اور مسلمان نہیں ہوتے مت ہو) ہم بھی (ان امور کے) منتظر ہیں (اُسوقت تم پر مصیبت پڑیگی اور ہم مومن انشاء اللہ تعالیٰ ناجی ہونگے)

ف حساب کے لیے حق تعالیٰ کا اور فرشتوں کا آنا پارہ سیقول کے نصف پر آیہ ہل ینظرون الخ کی تفسیر میں نقل ہو چکا ہے دیکھ لیا جاوے۔ اور لفظ بعض آیات جو آیت ہذا میں واقع ہے اُسکی تفسیر طلوع شمس من المغرب احادیث کثیرہ صحیحہ میں وارد ہے ترمذی و مسلم وغیرہما نے مرفوعًا روایت کیا ہے اور کیفیت اسکی ایک روایت میں اسطرح آئی ہے کہ اُس روز بعد غروب کے آفتاب کو بحکم خداوندی رجعت قہقری ہوگی اسلیے مغرب سے طلوع ہوگا اور درمنثور وغیرہ میں یہ روایت مذکور ہے اور روح المعانی میں بروایت تاریخ بخاری و ابو الشیخ و ابن عساکر حضرت کعب سے اسکی کیفیت منقول ہے کہ قطب کیطرف گھوم کر نقطۂ مغرب پر آجاویگا اور رجعت قہقری کو بھی اس سے ماول کر سکتے ہیں اور اہل ہیئت اسکو جن قواعد و اصول پر محال کہتے ہیں اُن قواعد کے لزوم پر ابتک خود کوئی دلیل قائم نہیں اور درمنثور میں ایک روایت بتخریج عبد بن حمید و ابن مردویہ عبد اللہ بن ابی اوفی سے مرفوعًا منقول ہے کہ مغرب سے طلوع ہو کر جب وسط سما تک پہونچیگا پھر مغرب ہی کیطرف لوٹکر ادھر غروب ہو کر پھر بدستور مشرق سے نکلنے لگے گا۔ اور بعض احادیث میں اُسوقت ایمان کا مقبول نہونا اور بعض میں توبہ کا مقبول نہونا مصرح ہے۔ باقی دو امر قابل تحقیق ہے ایک یہ کہ اُسوقت ایمان و توبہ کے غیر مقبول ہونیکی کیا وجہ دوسرے یہ کہ آیا اُسکے بعد پھر بھی یہ عدم قبول مستمر رہیگا یا نہیں صاحب روح نے اول امر میں کہا ہے کہ جب عالم علوی کا تغیر مشاہد ہو گیا تو مثل وقت نزع، انکشاف عالم غیب کے ایمان بالغیب نرہا دوسرے امر میں اسکو ترجیح دی ہے کہ پھر قبول ہونے لگے گا جو کہ بعد میں مخاطب بالشرع ہوا ہو یا مدت گذرنے پر وہ ہول خیال سے اتر جاوے زواجر اور یقینی سی یہ مضمون لکھا ہے اور نسیان کی تائید میں ایک حدیث فتح الباری سے مرفوعًا نقل کی ہے کہ اسکے بعد ایکسو بیس سال آدمی باقی رہینگے **ربط** یہانتک زیادہ حصہ بیان کا مشرکین کے باب میں ہے آگے ایک عام عنوان سے دوسرے گمراہوں کا حق سے بعید اور مورد وعید ہونا بیان فرماتے ہیں جس میں سب کفار مشرکین و اہل کتاب اور اہل اہواء و بدعات بتفاوت مراتب وعید سب داخل ہوگئے

ملحقات الترجمۃ
... قوله فی ینظرون
... لما نفی الروح لا انتظا
... الآیۃ علی التمثیل المبنی
... یطلق ہؤلاء الکفار
... اصرار علی الکفر والتمادی
... العناد الی ان تاتیہم تلک
... الہائلۃ التی لابد لہم من
... ان عند مشاہدتہا اللجئۃ
... منتظرین لہا ۱۲ **ط**
... بعض بڑی
... روح التعبیر بالبعض
... والتفخیم ۱۲

اللغۃ جملہ تکن امنت صفۃ لنفسا قولہ کسبت معطوف علی آمنت فالتقدیر ہکذا لا ینفع الایمان نفسا لم تکن آمنت او لم تکن کسبت ۱۲

البلاغۃ قولہ ربك الاضافۃ للتشریف۔ قولہ نفسا تنکیر نفسا للتعمیم ۱۲

الکلام استدلت المعتزلۃ بظاہر الآیۃ علی ان الایمان لا ینفع بدون العمل والجواب کما اشار الیہ ترجمتی حاصلہ ان المنفی ہو النفع الخاص ای قبول التوبۃ الذی ہو من منافع الایمان ایضا وبہذا الاعتبار صح ان یقال ان ہذا الرجل لم ینفعہ ایمانہ ای نفعا خاصا ولا یلزم من نفی الخاص نفی العام فلم تحصل مدعاہم من نفی النجاۃ بدون العمل وہذا ما کان اللہ تعالیٰ منّ بہ علی ثم رأیتہ منقولا فی روح المعانی عن بعض المحققین وہو ان معنی الآیۃ انہ لا ینفع الایمان باعتبار ذاتہ اذا لم یحصل قبل انا باعتبار العمل (کالتوبۃ وغیرہا) اذا لم یعمل قبل ونفع الایمان باعتبار العمل ان یصیر سببا لقبول العمل اھ ہذا وان لم یرض بہ صاحب الروح لکن ع وللناس فیما یعشقون مذاہب۔ وفی الروح ایضا ورد علی المعتزلۃ ان الخیر نکرۃ فی سیاق النفی فیعم ویلزم ان یکون نفع الایمان بمجرد الخیر ولو واحدا ولیس ذلک مذہبہم فان جمیع الاعمال الصالحۃ داخلۃ فی الخیر عندہم اھ فافہم ۱۲

اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ ۭ اِنَّمَآ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝ مَنْ

بیشک جن لوگون نے اپنے دین کو جدا جدا کر دیا اور گروہ گروہ بنگئے　آپ کا اُن سے کوئی تعلق نہیں　بس اُن کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے　پھر ان کو اُنکا کیا ہوا جتلا دینگے　جو

جَاۗءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۚ وَمَنْ جَاۗءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ

شخص نیک کام کریگا　اُسکو اُسکے دس حصے ملین گے　اور جو شخص بُرا کام کرے گا　سو اُسکو اُسکے برابر ہی سزا ملیگی　اور اُن لوگون پر ظلم نہو گا　آپ کہہ دیجیے کہ مجکو میرے رب نے ایک سیدھا رستہ

مُّسْتَقِيْمٍ ڬ دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

بتلا دیا ہے　کہ وہ ایک دین ہے مستحکم جو طریقہ ہے ابراہیم کا جسمین ذرا کجی نہیں اور وہ شرک کرنیوالون مین سے نہ تھے　-　آپ فرما دیجیے کہ بالیقین میری نماز اور میری ساری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا یہ سب خالص اللہ ہی کا ہے جو مالک ہے سارے

وخامت جمیع اہل ضلالت اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ ۭ اِنَّمَآ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝ بیشک جن لوگون نے اپنے دین کو (جسکے وہ مکلف[1] تھے) جدا جدا کر دیا (یعنی دین حق کو تمامہ قبول نکیا خواہ سبکو چھوڑ دیا یا بعض کو اور طریقے شرک وکفر وبدعت کے اختیار کر لیے) اور (مختلف) گروہ گروہ بنگئے آپکا اُن سے کوئی تعلق نہین (یعنی آپ اُن سے بری[2] ہین آپ پر کوئی الزام نہین) بس (وہ خود اپنے نیک وبد کے ذمہ دار ہین اور) اُن کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے (وہ دیکھ بھال رہے ہین) پھر (قیامت مین) اُنکو اُنکا کیا ہوا جتلا دینگے (اور حجت تام کر کے استحقاق عذاب ظاہر کر دینگے) **ف** درمنثور مین ابن عباسؓ سے ان گروہون سے یہود ونصاری مراد ہونا اور ابوہریرہ رضؓ سے مرفوعًا اہل بدعات مراد ہونا اور خازن مین حسنؒ سے جمیع مشرکین اس اعتبار سے کہ بعضے بت پرست ہین بعض ستارہ پرست ہین وغیرہ وغیرہ مراد ہونا منقول ہے چونکہ لفظ فرقوا سبکو شامل ہو سکتا ہے اسلیے عام مراد لینا انسب ہے البتہ مراتب وعید کے متفاوت ہونگے یعنی کفار کو عذاب مخلد ہوگا اور مبتدعین کو بوجہ وجود ایمان کے بعد سزای عقائد فاسدہ کے نجات ہوگی - اور حدیث مین جو آیا ہے کہ مسلمانونکے فرقون مین صرف ایک فرقہ ناجی ہے باقی سب ناری مراد اس سے خلود وعدم خلود نہین ہے کیونکہ کسی مومن کو خلود نہ ہوگا اور نہ مطلق دخول وعدم دخول مراد ہے کیونکہ بعض اہل سنت کو بھی معاصی سے دخول ہو گا بلکہ مراد دخول لفساد العقائد بلا خلود ہے اور یہ خاص ہے اہل بدعت کے ساتھ بخلاف اہل حق کے کہ اُنکو دخول فساد اعمال سے ہوگا فساد عقائد سے نہو گا اور بخلاف کفار کے کہ اُنکو خلود ہوگا خوب سمجھ لو - اور مراد میری دخول سے استحقاق دخول ہے کیونکہ ممکن ہے کہ مثل دیگر معاصی کے فساد عقیدہ بھی جو کفر تک نہ پہونچا ہو بلا تعذیب معاف ہو جاوے جیسا بعد تعذیب معاف ہوگا لزوم عذاب پر کوئی دلیل نہین اسی لیے مین نے ترجمہ مین استحقاق کا لفظ بڑھایا ہے - اور فرقوا کی تفسیر کے متعلق جاننا چاہیے کہ جب بعضے امور حقہ کا ترک جائز نہین تو جمیع کا تو بدرجہ اولی مذموم ہوگا پس یہ شبہہ نرہا کہ فرقوا سے تو اُن ہی پر وعید ہے جنہون نے بعض حق کو ترک کر دیا اور تارک کل پر فرقوا صادق نہین آتا **ربط** اوپر ینبئہم مین جزای قیامت کا بیان تھا آگے اُس جزاء کا قانون عام مذکور ہے جس سے جزای خاص مذکور بالا کا حال بھی معلوم ہو جاویگا شاید دوسرا جزو یعنی جزای محسن بڑھا دینے سے ترغیب مقصود ہو کہ اگر کفر چھوڑ کر ایمان لے آؤ تو کسقدر نفع ہو کہ کرو تھوڑا اور ملے بہت **قانون جزاء اعمال** مَنْ جَاۗءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۚ وَمَنْ جَاۗءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ جو شخص نیک کام کریگا اسکو (اقل درجہ) اُسکے دس حصے ملینگے (یعنی ایسا سمجھا جاویگا کہ گویا وہ نیکی دس بار کی اور سزا ایک نیکی پر جسقدر ثواب ملتا اب دس حصے ویسے ثواب کے ملینگے) اور جو شخص برا کام کریگا سو اُسکو اُسکے برابر ہی سزا ملیگی (زیادہ نہ ملیگی) اور ان لوگون پر (ظاہرًا بھی) ظلم[3] نہوگا (کہ کوئی نیکی درج[4] نہو یا کوئی بدی زیادہ کر کے لکھ لی جاوے) **ف** حسنہ مین اقل درجہ کی قید اسلیے لگائی کہ بعض اوقات اس سے زیادہ ملنا دوسری نصوص مین مصرح اور معروف ہے اور درمنثور مین مرفوع حدیثون مین مصرح ہے کہ لا آلہ الا اللہ بھی حسنہ ہے اس سے ظاہرًا معلوم ہوتا ہے کہ اسکی تصدیق اور اسکا اقرار دونون حسنہ ہین پس ایمان بھی حسنہ ہوا اسکے دس حصے ہونیکا مطلب احقر کی توضیح سے حل ہو گیا یعنی ایمان لانے پر جو فضل وکرم موعود ہے ویسا فضل وکرم دس حصے ہوگا اور اگر شبہہ ہو کہ جب ایمان حسنہ ہے تو کفر سیئہ ہوگا اور سیئہ پر برابر سزا ہے تو کفر پر عذاب مخلد ہونا ظاہرًا برابر سے زیادہ ہے جواب یہ ہے کہ زیادہ جب کہتے کہ جسقدر سزا کا استحقاق نفس کفر پر ہے اُس سے زیادہ سزا ہو جاتی اور یہ منفی ہے بلکہ ممکن ہے کہ نفس کفر گو وہ مضاعف نہ کیا جاوے اتنی ہی سزا کو مقتضی ہو کیونکہ اُسکا قبح وشدت غایت درجہ تک منتہی ہے **ربط** اوپر اختلاف فی الدین کی مذمت تھی آگے دین حق کی تعیین ہے جسکا سکو اختیار کرنا چاہیے **تعیین وارشاد دین حق** قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ڬ دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

ملحقات الترجمة

[1] قوله فی دینهم مکلف تھے اخرجه النحاس عن ابن عباس كما فی الدر المنثور ويؤيده قراءة فارقوا من المفاعلة ۱۲ [2] قوله فی لست بری ورد هذا التفسير مرفوعًا فی الدر المنثور قال فی الكبير تاويله انك بعيد عن اقوالهم ومذاهبهم والعقاب اللازم على تلك الاباطيل مقصور عليهم لايتعداهم وفی الخازن تقول العرب ان فعلت كذا فلست منك ولست منی ای كل واحد منا بریء عن صاحبه ۱۲ [3] قوله فی لا يظلمون ظاهرًا لان حقيقة الظلم محال ۱۲ [4] قوله هناك درج نهو لم يقل لا يضاعف لان عدم المضاعفة التی هی فضل محض ليس بظلم ولو صورة ۱۲

اللغات - شيعا جمع شيعة بمعنى الفرقة لان كلا منهم يتبع اماما ۱۲	**البلاغة** انما امرهم ليس للتعليل على ما اختررت من معنى لست منهم بل للوعيد ۱۲
النحو - فی الروح دينا بدل من محل الی صراط ای هدانی صراطا قيما مصدر نعت به ملة بتقدير اعنی او عطف بيان لدينا ۱۲	

لَا شَرِيكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ ۝ قُلْ أَغَيْرَ اللّٰهِ أَبْغِي رَبًّا وَّهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ ۚ وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ

اُسکا کوئی شریک نہین اور مجکو اسیکا حکم ہوا ہے اور مین سب ماننے والوں سے پہلا ہون آپ فرما دیجیے کہ کیا مین خدا تعالیٰ کے سوا کسی اور کو رب بنانیکے لیے تلاش کرون حالانکہ وہ مالک ہے ہر چیز کا اور جو شخص بھی کوئی عمل کرتا ہے

إِلَّا عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرٰى ۚ ثُمَّ إِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ۝

وہ اسی پر رہتا ہے اور کوئی دوسرے کا بوجھ نہ اُٹھاوے گا پھر تم سب کو اپنے رب کے پاس جانا ہوگا پھر وہ تمکو جتلا دینگے جس جس چیز مین تم اختلاف کرتے تھے۔

لَا شَرِيكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ ۝ آپ کہدیجیے کہ مجکو میرے رب نے ایک سیدھا رستہ (وحی کے ذریعہ سے) بتلا دیا ہے کہ وہ ایک دین ہے (جو بوجہ ثبوت بدلائل کے مستحکم رہے) جو طریقہ ہے ابراہیم (علیہ السلام) کا جسمین ذرا کجی نہین اور وہ (ابراہیم) شرک کرنے والوں مین سے نہ تھے (اور) آپ (اس دین مذکور کی قدرے تفصیل کے لیے) فرما دیجیے کہ (اس دین کا حاصل یہ ہے کہ) بالیقین میری نماز اور میری ساری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا یہ سب خالص اللہ ہی کا ہے جو مالک ہے سارے جہان کا اُسکا (استحقاق عبادت یا تصرفات ربوبیت مین) کوئی شریک نہین اور مجکو اسی (دین مذکور پر رہنے) کا حکم ہوا ہے اور (حکم کے موافق) مین (اس دین والوں مین) سب ماننے والوں سے پہلا (ماننے والا) ہون **ف** یہان دین کے جو اوصاف فرمائے گئے ہین اُنکے اعتبار سے وہ خاص ہوگیا اسلام اور اسلام مین سے طریق سنت کے ساتھ چنانچہ ملت ابراہیمی کا اسلام ہونا آخر پارۂ الم مین گذر چکا اور ماکان من المشرکین سے مشرکین اور یہود و نصاریٰ سبکا رد ہوگیا جیسا کہ اسی مقام پر یہ بھی مذکور ہوا ہے۔ اور حنیف سے تمام طرق بدعت کا رد ہوگیا کہ سب مین زیغ ہے۔ اور تفصیل مین صلوٰۃ و نسک تو امور تشریعیہ سے ہین اور محیا و ممات امور تکوینیہ سے ہین اللہ کے لیے ہونا اول کا باعتبار قصد عبادت کے ہے اور ثانی کا باعتبار اعتقاد ربوبیت کے ہے مجموعہ کا حاصل یہ ہوا کہ استحقاق عبادت مین بھی خدا کا کوئی شریک نہین اور تصرف مین بھی خدا کا کوئی شریک نہین اور یہی مجموعہ توحید ہے جو بڑی تعلیم ہے اسلام کی اور یہ شبہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ملت ابراہیمی پر رہنے کا کیسے حکم ہوا حالانکہ آپ خود نبی مستقل ہین آخر پارہ الم مین حل ہوچکا ہے وہ دیکھ لیا جاوے اور یہ جو فرمایا بذلک امرت اسمین دوسرون کو لطف کے ساتھ دعوت ہے کہ جب نبی تک مکلف بالایمان ہے تو دوسرے کیون نہ ہونگے **ربط** اوپر دین حق کی تعیین کرکے اُسکی طرف عام دعوت کیگئی تھی چونکہ بعض اہل باطل یعنی مشرکین خود آپکو اور مسلمانونکو اپنے طریق باطل کیطرف بلاتے تھے اور یہ بھی کہتے تھے کہ جو کچھ اسمین تمکو گناہ ہوگا وہ ہمارے سر پر جیسا آیہ وقال الذین کفروا للذین آمنوا اتبعوا سبیلنا ولنحمل خطایاکم سے اور آیہ قل افغیر اللہ تامرونی اعبد سے معلوم ہوتا ہے اور ایسا ہی قصہ سبب نزول سورہ قل یا کا جیسا لباب مین منقول ہے اسلیے آگے اس دعوت کا رد ہے رد تلبیس مشرکین بر مسلمین قُلْ أَغَيْرَ اللّٰهِ أَبْغِي رَبًّا وَّهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ ۚ وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ إِلَّا عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرٰى ۚ ثُمَّ إِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ۝ آپ (ان باطل کیطرف بلانے والوں سے) فرما دیجیے کہ کیا (بعد وضوح حقیت توحید و اسلام کے تمہارے کہنے سے) مین خدا تعالیٰ کے سوا کسی اور کو رب بنانیکے لیے تلاش کرون (یعنی نعوذ باللہ شرک اختیار کرلون) حالانکہ وہ مالک ہے ہر چیز کا (اور سب چیزین اُسکی مملوک ہین اور مملوک کبھی مالک نہین ہوسکتا) اور (تم جو کہتے ہو کہ تمہارا گناہ ہمارے سر سو یہ محض لغویات ہے کہ کرنیوالا پاک صاف رہے اور صرف دوسرا گناہگار ہوجاوے بلکہ بات یہ ہے کہ) جو شخص بھی کوئی عمل کرتا ہے وہ اُسی پر رہتا ہے اور کوئی دوسرے کا بوجھ (گناہ کا) نہ اُٹھاویگا (بلکہ سب اپنی اپنی بھگتین گے) پھر (سب کے عمل کر چکنے کے بعد) تم سبکو اپنے رب کے پاس جانا ہوگا پھر تمکو جتلا دینگے جس جس چیز مین تم اختلاف کرتے تھے (کہ کوئی کسی دین کو حق بتلاتا تھا اور کوئی کسیکو وہان عملی اطلاع سے فیصلہ کردیا جاویگا کہ اہل حق کو نجات اور اہل باطل کو سزا ہوگی) **ف** اگر کسیکو شبہ ہو کہ نصوص سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی کسیکو گمراہ کرے تو اُس گمراہ کا گناہ اس گمراہ کنندہ کو بھی ہوتا ہے اور اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک کا گناہ دوسرے پر نہین ہوتا جواب یہ ہے کہ گمراہ کرنے سے جو گناہ ہوا وہ تو اپنے ہی فعل سے ہوا کہ جب وہ گمراہ وہ فعل کریگا اُسوقت اُس مضل کا تسبب جو کہ اُسکے فعل اضلال سے ناشی ہے ظاہر ہوگا پس حقیقت مین اپنی فعل سے گناہ ہوا اور اس آیت کا یہ مقصود ہے کہ دوسرے کے فعل سے گناہ نہین ہوتا پس دونون مین کچھ تعارض نہین۔ دوسرے یہ کہ کفار یون کہتے تھے کہ تمپر کچھ گناہ نہوگا سو یہ امر بالکل منفی اور باطل ہے بلکہ دونون پر اپنے اپنے فعل کا گناہ ہوگا پس شبہ رفع ہوگیا **ربط** سورت ختم پر آئی مجموعہ سورت مین دین حق کی تحقیق مبسوط ہے اب اپنے ایک عام انعام مین تماثل اور ایک خاص انعام مین تفاضل بقصد ترغیب اطاعت و موافقت و ترہیب معصیت و مخالفت در باب قبول و اعراض دین حق کے ذکر فرما کر اپنی دو صفت کے اثبات پر جو کہ ترغیب و ترہیب کے مناسب ہے ختم فرماتے ہین پس اس مضمون کے اعتبار سے خاتمہ کو مجموعہ سورت سے

ملحقات الترجمة

۵۱ قوله فی قیماً مستحکم لملت الروح ثابتاً ۱۲ **۵۲** قوله فی حنیفاً جسمین اشارة الی کونه حالاً من المضاف وجوز ابی دونوں **۵۳** قوله فی نسک ساری عبادت کما فی الروح عن الزجاج فھو تعمیم بعد تخصیص ۱۲ **۵۴** قوله فی للّٰه خالص کذا فی المصباح ۱۲ **۵۵** قوله فی لا شریک استحقاق الخ اذ نفی الخ زن عام فی التشریع والتکوین ۱۲

البلاغة قوله لا تزر الخ تاکید لقوله ولا تکسب الخ ۱۲

وَهُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَٰٓئِفَ الْأَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِي مَآ ءَاتَىٰكُمْ إِنَّ رَبَّكَ

اور وہ ایسا ہے جس نے تم کو زمین میں صاحب اختیار بنایا　اور ایک کا دوسرے پر رتبہ بڑھایا　تاکہ تم کو آزماوے ان چیزوں میں جو کہ تم کو دی ہیں　بالیقین آپ کا رب

سَرِيعُ الْعِقَابِ ۖ وَإِنَّهُۥ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝

جلد سزا دینے والا ہے　اور بالیقین وہ واقعی بڑی مغفرت کرنیوالا مہربانی کرنیوالا ہے۔

۲۰ ع ۱۱ ۷

ارتباط ہوگیا اور ایسا ہی خاتمہ حسن ختام کہلاتا ہے **ذکر انعام و ترغیب و ترہیب** وَهُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَٰٓئِفَ الْأَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِي مَآ ءَاتَىٰكُمْ إِنَّ رَبَّكَ سَرِيعُ الْعِقَابِ وَإِنَّهُۥ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ اور وہ (اللہ) ایسا ہی جس نے تمکو زمین میں صاحب اختیار بنایا (اس نعمت میں تو تماثل ہے) اور ایک کا دوسرے پر (مختلف چیزوں میں) رتبہ بڑھایا (اس نعمت میں تفاضل ہے) تاکہ (ان نعمتوں سے) تمکو (ظاہراً) آزماوے ان چیزوں میں جو کہ (نعم مذکورہ سے) تمکو دی ہیں (آزمانا یہ کہ کون ان نعمتوں کی قدر کرکے منعم کی اطاعت کرتا ہے اور کون بے قدری کرکے اطاعت نہیں کرتا پس بعضے مطیع ہوئے بعضے نافرمان ہوئے اور دونوں کے ساتھ مناسب معاملہ کیا جاوے گا کیونکہ) بالیقین آپ کا رب جلد سزا دینے والا (بھی) ہے اور بالیقین وہ واقعی بڑی مغفرت کرنے والا مہربانی کرنے والا (بھی) ہے (پس نافرمانوں کے لیے عقاب ہے اور فرمانبرداروں کے لیے رحمت ہے اور نافرمانی سے فرمانبرداری کی طرف آنے والوں کے لیے مغفرت ہے پس مکلفین کو ضرور ہوا کہ دین حق کے موافق اطاعت اختیار کریں اور باطل اور مخالفت سے باز آویں) ۝

ف جن چیزوں میں عام طور پر کمی بیشی رکھی وہ یہ غیر اختیاری امور ہیں۔ عقل۔ وجاہ و رزق حسن و جمال۔ صحت و قوت و امثال ذلک اس تفاوت کا قرین حکمت ہونا تو ظاہر ہے باقی موجب نعمت ہونا سو ان اوصاف میں جو فاضل اور فائق ہے اسکے لیے یہ بھی ظاہر ہے رہا مفضول کے لیے نعمت ہونا وہ بنظر ان حکمتوں کے ہے جو اس تفاوت سے قرین اور اسمین مودع ہیں کیونکہ ہر نقص اور ہر بلیہ میں کوئی نہ کوئی نفع ہوتا ہے خواہ دنیوی جیسے کسی بڑے وبال سے بچا لینا خواہ اخروی مثل ثواب و رفع درجات و کفارہ سیئات جیسا کہ واقعات میں غور کرنے سے منافع دنیویہ اور آیات و روایات میں نظر کرنے سے منافع اخرویہ مفہوم و معلوم ہوتے ہیں

ہذا وقد تم تفسیر سورۃ الانعام بفضل المنذی الانعام والاکرام ۞ الذی تم بہ الربع من تفسیر کلام اللہ الملک العلام ۞ علی ید ہذا الفقیر دون الاثم ۞ وقت الضحوۃ من یوم الخمیس اربع وعشرین من صفر سنۃ الف وثلثمائۃ واربع وعشرین من ہجرۃ سید المرسلین الکرام علیہ وعلیہم صلوات اللہ والسلام مادامت اللیالی والایام

فقط

ملحقات الترجمۃ

۱ قولہ فی خلئف صاحب اختیار کما فی الکبیر انہم خلفاء اللہ فی ارضہ یملکونہا ویتصرفون فیہا

۲ قولہ فی یبلوکم ظاہراً ای لیعاملکم معاملۃ المختبر لان حقیقۃ الابتلاء و الامتحان محال علی اللہ تعالیٰ

۳ قولہ فی اول ف عام طور پر وقولہ غیر اختیاری افاد بالقید الاول الاحتراز عن مثل النبوۃ لان الخطاب لغیر الانبیاء وبالثانی ان التفاوت فی الامور الاختیاریۃ کالمعصیۃ والطاعۃ لیس لحکمۃ ولا نعمۃ بل المفضول فیہ مستحق و موجب للنقمۃ ۱۲

منہیات جلد سوم تفسیر بیان القرآن

ان منہیات کی بھی وہی تمہید مقصود ہے جو جلد اول کے منہیات کے قبل معروض ہو چکی ہے ملاحظہ فرما لیا جاوے فقط کتبہ اشرف علی عفی عنہ

منہیات اور توضیح بعض مقامات تفسیر جلد سوم

صفحہ ۴ سطر ۷ قولہ اصطیاد یعنی جسطرح احرام سے خارج ہو کر شکار کرنا درست ہے جسکا ذکر اس جملہ مین ہے واذا حللتم فاصطادوا اور یہ مسئلہ وہی ہے جسکا حوالہ صفحہ ۳ کے حاشیہ فوقانیہ سطر ۵ مین ہے بقولہ واما حکم غیر المحرم الخ

صفحہ ۵ سطر ۸ قولہ ولو فسر البہائم کما نقل الخ بقولہ ھناک نعم لو فسر المشابھۃ الخ

صفحہ ۶ سطر ۱۳ قولہ اسکا ناسخ دین وحی نکر ینگے۔ یعنی کوئی دین جو اسکا ناسخ ہو اُسکی وحی نہ ہوگی اور نزول نہ ہوگا۔

صفحہ ۶ سطر ۲۵ قولہ ایک غرض الخ اور دوسری غرض تحقیق شرط ہے اُسکا جواب آگے مذکور ہے بقولہ اور شرط حلت کی الخ۔

صفحہ ۶ سطر ۲ حاشیہ تحتانی یمین قولہ ومن ثم ای من اجل عدم کون التکلیب خاصا بالکلاب فسر بالارسال الذی ہو عام للکلب وغیرہ۔

صفحہ ۷ سطر ۲ حاشیہ تحتانی یمین۔ قولہ فی السوال الرابع من الملحقات الخ المراد بالملحقات فوائد شتی الآتیۃ عنقریب۔

صفحہ ۹ سطر ۲۶۔ قولہ سب انواع الخ بخلاف آیت نساء کے کہ وہان وضو کے احکام مذکور نہین۔

صفحہ ۱۲ سطر ۲۰ حاشیہ فوقانیہ قولہ للتطہیر الخ ای العقاب الذی یکون للتطہیر کان شاملا للتعمیم ای لجمیع الذنوب کبیرۃ کانت او صغیرۃ بخلاف المعنی الاول للتکفیر فانہ مخصوص بالسیئات ای الصغائر لانہا لا تکفر الکبائر الا بالفضل او التوبۃ او العقاب فافہم۔

صفحہ ۲۰ سطر ۶ حاشیہ فوقانیہ قولہ غایر حیث قال فی الانبیاء فیکم وفی الملوک جعلکم فافہم۔

صفحہ ۲۶ سطر ۴ ۳ حاشیہ فوقانیہ۔ قولہ ما سیاتی الخ قلت قدمر فی الصفحۃ الماضیۃ حاشیۃ الیسار۔

صفحہ ۴۱ سطر ۱۷ حاشیہ فوقانیہ۔ قولہ الثالثۃ الخ الآتیۃ فی الصفحۃ الآتیۃ فی المتن المصدرۃ بقولہ او الکفار کے مصداق کا ایک قصہ ہوا تھا۔

صفحہ ۴۶ سطر ۱۲ حاشیہ فوقانیہ قولہ الآتیۃ الخ ہی ما فیہ حاشیۃ الیسار من ہذہ الصفحۃ عن اللباب صفحہ ۴۹ سطر ۸ حاشیہ فوقانیہ قولہ وا ما ختم النبوۃ الخ جواب سوال مقدر وہو انہ اذا کان اللام فی الرسل من قولہ تعالی وما محمد الا رسول الخ للجنس لا للاستغراق لم یدل علی ختم النبوۃ وتقریر الجواب ظاہر۔

صفحہ ۴۹ سطر ۲۶ حاشیہ فوقانیہ۔ قولہ بہذا المقام الخ حیث قال ہہنا الخ

صفحہ ۵۱ سطر ۴ ۱۔ قولہ پس جس سے الخ یعنی جو لوگ نزول آیت کے بعد انا نصاری کہنے والے پائے جاوین بوجہ ماضی ہونے قالوا کے وہ آیت مین مذکور و داخل نہین بلکہ وہ سکوت عنہ ہین دوسرے دلائل سے اُنکا حکم ڈھونڈا جاویگا ان خیرا فخیر وان شرا فشر۔

صفحہ ۵ سطر ۲۷ حاشیہ فوقانیہ قولہ لان نفس الخ ای لما کان الیہود ایضا کفارا فما معنی لوہم علی تولیہم الذین کفروا فعلم منہ ان المراد بالذین کفروا المشرکون الذین شاع کفرہم علی کفرہم

صفحہ ۵۴ سطر ۵ حاشیہ فوقانیہ۔ قولہ کما سیاتی الخ وقد مر فی الحاشیۃ الیساریۃ الروایات۔

صفحہ ۵۴ سطر ۸ قولہ ما قلت الخ المراد بہا الحاشیۃ التی فی الصفحۃ الآتیۃ تحت ہندسۃ سلہ من الملحقات کانت مقدمۃ وقت التالیف فصارت مؤخرۃ وقت الطبع رعایۃ لالتزام المخصوص سوجہ التایید کون اشتراط المقصد مصرحا بہ فی الفتح وہو فعل القلب الذی سماہ فی الروح العقد بالقلب فافہم۔

صفحہ ۵۵ سطر ۳ قولہ اشارۃ الخ للتعبیر بقولہ قسم کھائی الذی ہو فعل اختیاری لان الذی لا یکون بالاختیار یقال لہ قسم نکل گئی فافہم۔

صفحہ ۵۸ سطر ۳ حاشیہ فوقانیہ قولہ بالفعل متعلق بنیۃ فلا ملاحۃ فافہم۔

۷ سطر ۱۳ قولہ کما سیاتی قلت قدمر فی الصفحۃ الماضیۃ فی الروایات۔

صفحہ ۱۶ سطر ۲۔ قولہ زجر و توبیخ کا الخ اور یہ شبہ نہو کہ اس صورت مین ان تبدلکم تسؤکم کیونکر صادق آویگا کیونکہ اسمین تو ان اشیاء کا اظہار ہی نہین ہوا کیونکہ

اظہار سے متبادر جواب ہی ۔ اصل یہ ہے کہ اظہار سے مراد جواب ہونا غیر مسلم ہے بلکہ اُن اشیار کے متعلق کسی امر کا اظہار ہو اظہار اُسکو ہی عام ہے گو وہ رجبہی کیون نہ ہو ۔

صفحہ ۶۱ سطر ۲۴ ۔ قولہ حالاً و مآلاً متعلق است بہ غیر ضروریہ ای انچہ نہ حالا ضروری باشد نہ مآلاً ۔

صفحہ ۶۲ سطر ۳۲ حاشیہ فوقانیہ ۔ قولہ وللنجاسۃ والخبث الخ ولبعض الاماثل الماضین والموجودین فی الباب تحقیق آخر وہوان الحرمۃ مختصۃ بالحیوان الذی قصد ذبحہ للتقرب الی غیر اللہ فغیر الحیوان وکذا الحیوان الذی لم یقصد ذبحہ وان سُیّب لغیر اللہ لایحرم فعلی ہذا لایحرم السوائب والبحائر وغیرہما وفسر قولہ تعالے ما اہل بہ لغیر اللہ بما اہل لیقصد ذبحہ وقولہ تعالی ماجعل اللہ من بحیرۃ الخ بما حرم اللہ وقولہ تعالی کلوا مما فی الارض حلالاً طیباً بالاذن فی اکل السوائب اذا لم یوجد مانع آخر اوہ واعلم ان ہذا القول غیر الذی اشتہر من بعض اہل التفریط ان الحرمۃ تختص بما ذکر اسم اللہ علیہ فی عین وقت الذبح فکانت فی مسئلۃ الحرمۃ ثلثۃ اقوال الاول اشتراط ذکر اسم غیر اللہ فی عین وقت الذبح الثانی اشتراط نیۃ الذبح علی اسم غیر اللہ مع عدم اشتراط ذکر اسم غیر اللہ وقت الذبح الثالث عدم اشتراط الامرین والاقتصار علی النیۃ الفاسدۃ فی ای محل کان حیوانا او غیر حیوان مقصود اذبحہ او غیر مقصود فافہم فالمقام صار محتاجا الی المراجعۃ فراجع ۔

صفحہ ۶۴ سطر ۱۲ قولہ جسکی بنار الخ یعنی آیت کا حکم اول مسائل کی بنار اور ماخذ ہے لان الکتاب اصل من اصول المسائل ۔

صفحہ ۶۵ سطر ۷ حاشیہ تحتانی یسار ۔ قولہ ان الاولے ای الیمین الاولے التی کانت من الوصیین تحمل کونہا حقا کما یشیر الیہ ورود احق بصیغۃ التفضیل کما قررتہ فی التاسع عشر من قولہ لانہ یمکن الخ فیکون یمین الوصیین حقا فافہم ۔

صفحہ ۶۹ سطر ۲۶ حاشیہ فوقانیہ ۔ قولہ التقدیر الخ ہکذا یکون یوم نزولہا لنا عیدا الخ

صفحہ ۷۳ سطر ۱ حاشیہ تحتانی یسار ۔ قولہ الاخبار الخ جمع خبر بمعنی الروایات ولفظ جملۃ قید للنزول ای الروایات التی وردت فی ان ہذہ السورۃ نزلت جملۃ واحدۃ ای مجتمعۃً کلہا ضعیفۃ ۔

صفحہ ۷۵ سطر ۱ حاشیہ فوقانیہ ۔ قولہ مصب مفعل من الصب ای محط ۔

صفحہ ۸۸ سطر ۳ قولہ ان ہی دونون جماعتون کا الخ جسکی طرف احقر نے تقریر ترجمہ مین اس عبارت سے اشارہ کیا ہے جو اعتقاداً یا احتمالاً الخ

صفحہ ۸۸ سطر ۸ قولہ مگر غیر اللہ نہ ہو الخ ولی مین تو غیر اللہ نہ ہونا ظاہر ہے اور شفیع مین مراد یہ ہے کہ من غیر اذن اللہ نہ ہو چنانچہ شفاعۃ مؤمنین کے لیے بالاذن ہوگی من دونہ جو قرآن مین ہے دونون کو شامل ہے من دون ذاتہ اور من دون اذنہ ۔

صفحہ ۸۹ سطر ۱۵ ۔ قولہ رہا احتمال الخ یعنی نہی ہوتی ہے محتمل الوقوع سے پس اس سے اقل درجہ احتمال نو ثابت ہوا جواب یہ دیا کہ یہ حقیقی معنی پر محمول نہین کہ اسکا احتمال ہو بلکہ لا تطرد مجاز ہے تخصیص مجلس رؤسار سے فافہم ۔

صفحہ ۹۷ سطر ۴ حاشیہ تحتانی یمین قولہ ذکر من التذکیر ای اور د اسم الاشارۃ مذکراً ۔

صفحہ ۹۸ سطر ۲۵ قولہ ڈرایا الخ کما یدل علیہ الجواب بقولہ ولا اخاف الخ

صفحہ ۹۸ سطر ۷ احاشیہ فوقانیہ قولہ فی الآیۃ المنقولۃ ای فی المتن من قولہ تعالے وجدنا آبارنا لہا عابدین ۔

صفحہ ۹۹ سطر ۵ حاشیہ فوقانیہ قولہ امر آلہتہم الخ ای من البطلان لایتوقف الا علی التذکر ای استعمال العقل لا علی دلیل زائد علیہ ۔

صفحہ ۱۰۰ سطر ۵ حاشیہ تحتانی یسار قولہ فلا یلزم الخ ای اشکالا و ایرادا ۔

صفحہ ۱۰۲ سطر ۲۱ حاشیہ فوقانیہ قولہ وجوابہ الخ ای جواب قولہم نقیضہا ای لنقیض السالبۃ الکلیۃ وقولہ الموجبۃ الجزئیۃ بدل من قولہ نقیضہا ۔

صفحہ ۱۰۵ سطر ۴ قولہ کہیجے الخ اور بعض نے اسکا ترجمہ کیا ہے گا بجا ۔

صفحہ ۱۲۵ سطر ۲۱ و ۲۲ حاشیہ فوقانیہ قولہ فی آخر کل حکم الخ ای فی خاتمۃ ترجمۃ کل جملۃ قرآنیۃ مشتملۃ علی حکم حکم الخ ۔

صفحہ ۱۲۹ سطر ۱ حاشیہ تحتانی یسار ۔ قولہ علی ما اخترت متعلق بقولہ لیس للتعلیل لا بقولہ للتعلیل ای کما اخترت لعدم کونہ للتعلیل ۔

منہیہ ثانیہ مضامین تفسیر

مضمون	صفحہ	سطر	مضمون	صفحہ	سطر
حکم قرعہ جائزہ وغیر ناجائزہ	۵	۱۵	مطلوب عند الشرع باشد	۱۰۹	۱۰
دفع شبہ تخصیص منخنقہ بہ بہائم	۵	۱۹	تحقیق لفظ نفس معنی ناری بودن فرق مبتدعہ	۱۲۹	۱۳
منع از مباح کہ ذریعہ غیر مباح باشد وقتیکہ غیر			بحث غریب متعلق ما اہل بہ لغیر اللہ	منہیہ اولے	توضیح متعلق صفحہ ۶۱

منہیہ ثالثہ صحت نامہ جلد ثالث تفسیر بیان القرآن

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۲ حاشیہ فوقانی مین	اعطاب	خطاب	۹	۸ حاشیہ فوقانی	لقولہ	بقولہ	۱۷	۲۳	الی محط	الی ان محط
〃	۵ 〃	النل	النخل	۱۰	۳ حاشیہ تحتانی بیاک	رتلہا	تزولہا	۱۸	۱۲	علیہ السلام کے	علیہ السلام سے
〃	۶ 〃	الشار	الشاز	۱۱	۲۰	آیتونین	آیتین	〃	۳۰	کہ فرعون	کہ جب فرعون
〃	۱۰ 〃	ھدی	ھدا	〃	〃	امتثال	تاکید امثال	۱۹	۷	○ لا	۵ لا
〃	۱۳	اخذ	اخذاً	〃	۲۵	خاتمہ	خاتمہ ع	〃	۱۰	جب وہ	جب تک وہ
〃	۱۵	بہیمۃ	بہیمۃ الانعام	۱۲	۳ حاشیہ تحتانی بیاک	اللہ	للہ	〃	۲۲	(۲۱)	(۲۰)
〃	۷ حاشیہ فوقانی بیاک	ال	الی	〃	۱۱ حاشیہ فوقانی	للجمع	للجمیع	۲۰	۹	آخرت مین	آخرت مین بھی
۳	۴ و ۲۷	اسی سبب	اس سبب	۱۳	۵	فرمادیا	فرض فرمادیا	〃	۱۷	جب وہ	جب تک وہ
〃	۱۰	کردبا	کردیا	〃	۶	کفر نہ کرے	کفر تو نہ کرے	〃	۲۶	جسے	جسکو
〃	۲۶	نہ و	نہو	〃	۸	انکی	نہ انکی	〃	۵ حاشیہ فوقانی	یکون واحدا	یکون واحد
۴	۱۲	غرض سے	غرض سے ہر	〃	۱۳	لیکن	لیکن لہ	〃	〃 〃	من القوم	من القوم نبیا
〃	۲۰	جانو	جانور	〃	۱۴	صرف	صرف ع	۲۲	۱ حاشیہ تحتانی مین	سہلتہ	سہلتہ لہ
〃	۱ حاشیہ تحتانی بیاک	عیرمقاول	غیر التفاول	〃	۱۵	اوسی لعنت	اوسی ع لعنت	۲۳	۱۵	مگر بیفکر	مگر بیفکر ع
〃	۹ حاشیہ فوقانی	یعد	بعد	〃	۱۸	فوت	فوت ع	۲۴	۲۰	فی الارض ط	فی الارض
۵	۴	بیس	پھر	〃	۲۰	لعنت بر	لعنت پر	〃	۲۲	وجہ سے	وجہ ع سے
〃	۵	کرے	کردے	〃	۲۲	صادر	صادر ہ	〃	۱ حاشیہ تحتانی مین	عجل	اجل
〃	۶	ذبح کرادے یہ	ذبح کرے اوریہ	〃	۲۳	جب تک	جب تک ع	〃	۴ 〃	تناہیہم	علی تناہیہم
〃	۳۰	قطعی ہے	قطعی ہین	〃	۲۶	لن تنا	لن تنا مین	〃	۲ 〃 بیسار	الیہم	غیرہم
〃	۲۴	دیناہ فمن	دیناہ تمۃ حکم	〃	۱ حاشیہ تحتانی بیاک	مبالغۃ	مبالغۃ	〃	۷ حاشیہ فوقانی	بغیر	فی بغیر
〃			سوم فمن	〃	۲۵ حاشیہ فوقانی	منسی	ینسی	۲۵	۲ حاشیہ تحتانی مین	الحدود	الحد
〃	۸ حاشیہ فوقانی	لوفسر	ولوفسر	۱۴	۸	جو	جوکہ	〃	۵ 〃 بیسار	نقصوا	نقضوا
〃	۲۱ 〃	غانتصب	فانتصب	〃	۱۰	(۴)	(۱۴)	۲۶	۵	سیلنے	لینے کی
〃	۲۷ 〃	بہ ظہر	وبہ ظہر	〃	۲۰	عیسائیون مین	عیسائیون کے	〃	۹	جو قبل	جو لوگ قبل
۶	۲ و ۴ و ۲ حاشیہ	حلال رکھے ہین	حلال رکھے گئے ہین	〃	۲۶	یہود ونصاری	یہود ع ونصاری	〃	۱۸	سے یا	سے ہویا
	فوقانی سطر ۱			〃	۳ حاشیہ تحتانی بیاک	الکل	افکل	〃	۱۱ حاشیہ فوقانی	بالقتل	بالقطع
〃	۲ حاشیہ فوقانی	قولہ فمن	قولہ فی فمن	۱۵	۳	مَا يَشَاءُ	مَا يَشَاءُ ط	۲۷	۴	تمام دنیا بھر کی چیزین	دنیا بھر کی تمام چیزین
۷	۱۹	حلال نہوگا	حلال ع نہ ہوگا	〃	۱۲	کیونکر	کیونکہ	〃	۲۲	دفائن	دفائن ع
۸	۹	بس	پس	〃	۱۱ حاشیہ فوقانی	مریم ہین	مریم ہے	〃	〃	اون چیزوکے	اون چیزون کے
۹	۱۵	اسپر یہ	اسپر پر	〃	۲۳	مؤدی	یؤید	〃	۲۴	ہوجاوین گے	ہوجانے کے
〃	〃	مخبوب	مجنوب	۱۶	۲ حاشیہ تحتانی مین	امی	اسی	۲۸	۳	علیہ	علیہ ط
〃	۲۴	اوس زین	اوس زمین	۱۷	۸	المسیح انہ	المسیح الے انہ	〃	۸	ف اب چند	ف چند
〃	۸ حاشیہ فوقانی	للاجاح	للاجاع	〃	۱ حاشیہ فوقانی ۱۲ و ۱۴	غایۃ	غایتہ	〃	۱۰	عبد	عبداللہ

صفحہ ۵ اس آیت سے رکوع کے اخیر تک سب آیتون کے نمبر غلط لگا دیے ہین درست کر لیے جاوین ۱۲

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۸	۱۲	دوبار	دوبارہ	۳۶	۲۲	چونکہ	چونکہ شہ	۴۳	اخیر حاشیہ فوقانی	الکمالین ۱۲	الکمالین ۱۲ سنہ قولہ فی
〃	۲۱	انسان	انسانی	〃	۲۵	اس	اسی				اہل مائدہ کا کما رسولہ الترمذی
〃	۱۴ حاشیہ تحتانی بیاض	یدہ	یدہا	〃	۱۴ حاشیہ فوقانی	اُس	اوضح	۴۴	۸	اوالطلاع	والطلاع
〃	۵ حاشیہ فوقانی	حکہا	حکمہا	۳۷	۴	ایسا نہین کیا	ایسا نہین کیا	〃	۹	یہو	یہود
〃	〃 〃	سیتلی	سیتلی علیکم	〃	۲۷	خدائی	خُدائی	〃	۱۷	واقعہ	واقع
۲۹	۹	آخرت مین	آخرت مین بہی	〃	۲۵ 〃	المعبر	المعتبر	〃	۲۶	لڑکر مرغوب	لڑکر مغلوب
〃	۲ حاشیہ تحتانی مین	لاتائب منہا	للتائب منہا	〃	۴۱ 〃	فاتون	فاتنون	۴۵	۴	بھیجی گئی ہے	بھیجی گئی
〃	۳ 〃	ہذا الاحق	ہذا اللاحق	〃	۴۲ 〃	سنہ	۳ سنہ	〃	۲۸ حاشیہ فوقانی	یلتمہ بہنا	یلتمہ منہا
۳۰	۵ حاشیہ مین	للتقیۃ	للتقویۃ	〃	اخیر 〃	مقوم	لقوم	۴۶	۱۴ حاشیہ تحتانی مین	حرفت	عرفت
۳۱	۲۴ حاشیہ فوقانی	گو بعض عزم	گو عزم کے بعد	۳۸	۱۵	ہوئے تھے	ہوئے	〃	۱۱ حاشیہ فوقانی	الآتیۃ ۱۲ سنہ	الآتیۃ ایضاً ۱۲ سنہ
〃	۵۱ 〃	اشارۃ تقدیر	اشارۃ الی ان تقدیر	〃	۲۳	ہوتی	ہوتی ہے	۴۷	۸	نہ کروے	نہ کروگے
〃	۵۷ 〃	لعدم	بعدم	۳۹	۲	پھر جاوے تو اللہ تعالی	پھر جاوے اللہ تعالی	〃	۲۴	اونکا گمان	اونکا وہ گمان
〃	۹۱ 〃	الآیتین (دو جگہ)	الآیتن (دو جگہ)	〃	۲۰	بیکار رہے	بیکار	〃	۱۴ حاشیہ فوقانی	العا	+
۳۲	۶	وتعلیل	اورتعلیل	〃	۲۶	بنجاتا	بنجانا	〃	۳۲ 〃	سنہ	سنہ
〃	۱۲	مجال نہین	مجال نہین سنہ	〃	۱۲	یعنی وعدہ	یعنی وعدہ	〃	۳۴ 〃	سنہ	سنہ
〃	۱۹	سخت	سُحت	〃	۲ حاشیہ تحتانی	لکن فی الاتیان	لکن الاتیان	〃	سطر اخیر 〃	لتثنیتبل	للتثنیۃ بل
〃	۲ حاشیہ تحتانی بیاض	المقتفیۃ	المقتضیۃ	〃	۷ حاشیہ فوقانی	للترتیب	للترتب	۴۸	۲۲	یہ عقیدہ	یہ عقیدہ مسئلہ
۳۳	۱ 〃	ذلک	ذلک ط	〃	۳۱ 〃	او	فاو	〃	۲ حاشیہ تحتانی	مالہا	مالہا
〃	۱۹	اُسکی	اِسکی	〃	۴۱ 〃	اوردہ	اورد	〃	۳ 〃	دم لاظہار	وثم الانہار
〃	۱ حاشیہ تحتانی مین	مبہم	علیہم	〃	۵۶ 〃	اوالمقام	والمقام	〃	۱۹ حاشیہ فوقانی	اقید	افید
〃	۲ 〃 بیاض	انبثیون	النبیون	〃	۷۰ 〃	لکون	الی کون	۴۹	۲	جوکہ تم کو نہ کوئی	جو نہ تمکو کوئی
〃	۱ حاشیہ فوقانی	فالتحکم	فالتحکیم	۴۰	۵	تو (اسلام	(تو اسلام	〃	۱۴	دلائل	دلائل سنہ
۳۴	۱۹	حاصل	اورحاصل	〃	۶	تیز ہون کے	تیز ہون گے	〃	۲۵	یہودی کا	یہودہی کا
〃	۲۲	ہوچکا	ہوچکا ہے	〃	۱۴ حاشیہ تحتانی بیاض	اولہا منہا فی	اولہا فی	〃	۳۸ فوقانی	غلو	غلوا
〃	۱۴ حاشیہ تحتانی مین	کفر قولہ	کفر قولی	〃	۷ حاشیہ فوقانی	۱۲	والحوز ۱۲	〃	۶۶ 〃	اخرالتربۃ	اخرالترجمۃ
۳۵	۱۱	جرم	جرح	۴۱	۲۰	آثار	آثار	〃	۶۷ 〃	الرح	الروح
〃	۱۸	مجروع	مجروح	۴۲	۲	اوسپر (دو جگہ)	اس کتاب پر (دو جگہ)	۵۰	۲۰	سلیئے	لئے ہے
〃	۲۴	اپنے سے	سے اپنے سے	〃	۶	بنادے ئے ہین	بنادیئے ہون	〃	۲۱	اونکا مشرکین کے	اونکا مع مشرکین کے
〃	۵ حاشیہ فوقانی	لی النفس	فی النفس	〃	۱۱ حاشیہ تحتانی مین	ابن جہان	وابن حبان	〃	۱ حاشیہ تحتانی مین	واسدول	والعدول
〃	۷ 〃	بمقتصنۃ	بمقتضتہ و	〃	۱ 〃 بیاض	حرث	الحرث	〃	۴ حاشیہ فوقانی	قرینۃ	قرینہ
〃	۳۶ 〃	لقولہ	بقولہ	〃	۱	اظہر	اظہرا	〃	۱۲ 〃	الی ہذا	الی عن ہذا
〃	۴۰ 〃	قدرت	قُدرت	۴۳	۱۸	اہل مائدہ	اہل مائدہ	〃	۲۲ 〃	من الامر	عن الامر
۳۶	۱۰	دین	دیدین	〃	۲ 〃	فما الذی	فالذی	۵۱	۱۶	کیا جاوے	کہا جاوے
〃	۲۴	کیونکہ جب قرآن مین	کیونکہ قرآن مین	〃	۵ حاشیہ فوقانی	مبتدا وخبرہ	مبتدا خبرہ	۵۲	۱۲	کہتے ہین	کہتے ہون

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۲	۱۴	تبین	تبیین	۵۹	۲۸	اسکو	اسیکو	۶۵	۱۲	اخوان	اخزان
"	"	المروۃ	المرّۃ	"	۲۴ حاشیہ فوقانی	حکم	حکم صید	"	۵ حاشیہ تحتانی مین	الاقرما فکیف	الاقربا رفکیف
		(واو)	(دال)	۶۰	۳ حاشیہ تحتانی یسا	منہا	منہا	"	۱۲ "	یظلمہا	یظلمہا
"	۳ حاشیہ فوقانی	۵۲	۵۳	"	۵	تجارۃ	اتجارہ	"	۱۱ یسار	الاولین	الاوّلین
"	۵ حاشیہ فوقانی	لفیض	بفیض	"	۵ حاشیہ فوقانی	محالفتہا	مخالفتہا	"	۱۶ "	والمدارک	والمدارک وغیرہ
"	۹ "	[illegible]	[illegible]	"	۲۵ "	بعیدۃ	بعیدہ	۶۶	۱۰ "	مصلحت کے بھی	مصلحت کے لیے بھی
"	۱۸ "	لاستقرار	الاستقرار	"	۲۶	من عام	امن عام	"	۲۶ "	قرسیہ	قرینہ
"	۱۹ "	ناعیت	وانا عینت	۶۱	۵	ورحمت	اور رحمت	"	۳۰	مشروع نہو	مشروع نہوتا
۵۳	۳ حاشیہ تحتانی مین	لیس	لبس	"	۱۸	یون ہلاک	یون ہی ہلاک	۶۷	۱۶	دن الخ	دلّ الخ
۵۴	۱۷	وسکا کفارہ	اوسکا کفارہ	"	۲۴	احکام	واحکام	"	۲۷	واحیار	احیار
"	۱۹ "	قسم کو توڑ دو	قسم توڑ دو	"	۱ حاشیہ تحتانی مین	مشیا	مشیار	۶۸	۲	نکالکر	نکال
۵۵	۷ حاشیہ فوقانی	ظرف	طرف	"	۲ حاشیہ فوقانی	عن المسارۃ	عنہ المسارۃ	"	۹	اُسی روز	اُسی روز
۵۶	۱۵	حکم فرمایا ہے	امر فرمایا ہے	۶۲	۲۱	بعض اعمال کا معصیت	بعض اعمال معصیت	"	۱۸	(علیہ السلام)	(عیسیٰ علیہ السلام)
"	۱۶	جمیع	جمیع	"	۲۴	مشروع	مشروع	"	۲۳	فروع پر بھی	فروع پر بھی ہے
	۱۰	وسکو	اوسکو	۶۷	۱ حاشیہ تحتانی	حجہ صحیح سے لیکر اخیر سطر تک صاف	حجہ صحیحۃ علی ما قلدہ ہے حتیٰ قالوا ان للمقلد	"	۵ حاشیہ تحتانی مین	صبتم	جنتہم
"	۲ حاشیہ تحتانی یسا	یعنی	یغنی			نہین چھپا	دلیل اجمالی وہو دلیل من قلدہ فتدبر	"	۳ " یسار	صارا	صاروا
"	۵ حاشیہ تحتانی بائین	بآیۃ مرۃ	مأتہ مرۃ					"	۴ حاشیہ فوقانی	جنتم	جنتہم
"	۶	مرأۃ	مرات	"	۱ حاشیہ فوقانی	عجل	فعجل	"	۲۰	مخاطبۃ	مخاطبۃ
	۹	کان	کانا	"	۱۴ "	لقولہ	بقولہ	"	۲۳	انخلاف	از نخلاف
"	سطر اخیر حاشیہ تحتانی	حملتہ	حملہ	"	۲۶ "	الہجرۃ	البحیرۃ	۶۹	۱۵	بیضرورت	بیضرورت
۵۷	۸	معاف کر دیا	معاف فرمادیا	"	۲۸ و ۲۹ "	لا یقری علیہم امد	لا یقرئ علیہم اہ	"	۲۲	ایک خوشی	ایک خوشی
"	۹	رکھتے ہین	رکھتے ہون					"	۲۷	وسوقت	اوسوقت
"	"	کرتے ہین	کرتے ہون	۶۲	۳۰ "	ولہ	ولو	"	۴ حاشیہ فوقانی	لورود	بورود
"	۴ حاشیہ تحتانی مین	مایخرج	مایجرح	"	۳۲ و ۳۳ "	والنجاسۃ الخبث	وللنجاستہ والخبث	"	۲۵ "	الیعائد	العائد
"	۴ "	تنوین	وتنوین	۶۳	۶	وہ جانور ہے	وہ جانور	"	۲۶ "	التقدیر	التقدیراہ
۵۸	۱۳	یاداش	یاداش نہین	"	۸	سپہلے	پہلی بار	"	۳۱ "	آیت	آیۃ
"	۲۰	خلقہ	خلقۃ	"	۱۱	اکثر	اکثر	"	۳۴ "	اور رحبت	ورحمت
"	۲۱	بقولہ	لقولہ	"	۴ حاشیہ فوقانی	یکفیہم	ایکفیہم	۷۰	۶	آپ ہین	آپ ہی ہین
"	۲۳	الانہو	والانہو	۶۴	۱	لیے	لئے ہے	"	"	مین اونیر	اور مین اونیر
"	۳ حاشیہ فوقانی	المذمعیۃ	المذہبیۃ	"	۱۳	برار	ہدّار	۷۱	۵ و ۱۰	انت قلت	اانت قلت
"	۷ "	بکون	یکون	"	۱۴	ورثار	ورثہ	"	۱۲	رہائی	رہائی
"	سطر اخیر "	بعد	بعید	"	۲۹	اور دوسرے	اور جو دوسرے	"	۲۹	جو مخلوق سے	کہ مخلوق سے
۵۹	۶	اسلئے	اسلئے ہے	۶۵	۷	وذلک	ذلک	"	۱۲ حاشیہ فوقانی	نیفی نقیض	نیفی النقیض
"	۱۴	درمختار سے	درمختار و ردالمحتار سے	"	۸	یہ قریب	یہ بہت قریب				

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷۱	۱۴ حاشیہ فوقانی	یمنع انتشار	یمنع اہ ای انتشار
۷۲	۵	الرحیم	رحیم
〃	۸	اذقال اسہ کی	اذقال اسہ اور آیت و
〃			اذقال اسہ کی
〃	۱۷	لضداد	اضداد
〃	۱۹	اصول اور کچھ	اصول کچھ
〃	۲۰	وہ مخالف	وہ مخالفت
۷۳	۱۰	اوسکے	اسکے
〃	۲۳	شکل ہے	مشکل ہے
〃	۲ حاشیہ تحتانی مین	مبتدأ التخصیصہ	مبتدأ صح کونہ مبتدأ التخصیصہ
〃	۳ و ۳ بیار	آہ	اہ
〃	۲ حاشیہ فوقانی	الاولبۃ	الاولیۃ
〃	۸ 〃	مار	مدار
۷۴	۱۷	جماعتون کو	جماعتون کو
〃	۱۲ 〃	حضوء العذاب	ہو حضوء العذاب
〃	۱۶ 〃	بارشین	بارشین برسامین
〃	۱۹ 〃	من الدر	من الدرر
〃	۲۰ 〃	وراہی	سارے
۷۵	۱ حاشیہ تحتانی	اللغا فی القاموس	اللغا اللبس الستر
			بالثوب وطابق علی منع النفس
			الہن دراک الشیء بما ہو کالستر له
			یقال البسط الامر علی القوم
			البلاد اسبہت علیہم بجعلتہ
			مشکلا کذا فی الروح وفی القاموس
〃	۱ 〃	احاطہ	احاط
〃	۱۱ حاشیہ فوقانی	جعلنا	جعلناہ
〃	۳۱ 〃	العذاب علیہم	العذاب لامن بیث اثبات
			الضرر علیہم
〃	۳۳ 〃	لامن حیث اثبات الضرر الیہ	۵۲
〃	۳۷	قبل	قیل
۷۶	۲۶	اورون کو	اورون کے ستانے کو
〃	۲۹	جس شخص سے	جس شخص سے
〃	۳ فوقانی	سخت	تحت
〃	۱۰	فسرا	خسرا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷۷	۵ حاشیہ فوقانی	عیہم	ملیہم
〃	۲۸ 〃	للہ	اللہ
۷۸	۱ و ۲۱ 〃	شہرکا یکہ	شہرکا ڈکہ
〃	۱ حاشیہ تحتانی مین	صمام	ضمام
〃	۲ 〃 بیار	عن الشر	عن الشرک
۷۹	۱	چیزون (معبود	چیزون (کے معبود
〃	۱۱	آیات	آیات مین
〃	۱۲	کردی	کردیے
〃	۱۴ حاشیہ تحتانی مین	الروح	روح
〃	۶ 〃	مغبرۃ	المغیرۃ
〃	۷ 〃	انما / ابا	بی / الی
〃	۷ حاشیہ فوقانی	الافتراء	افتراء علیہا
〃	۲۲ 〃	ہدایت	الہدایۃ
۸۰	۹	کامل ہدایت ہوکر	کامل ہوکر
〃	۱۰	ڈال رکھا	ڈال رکھے
〃	۱۴ حاشیہ تحتانی مین	کبا	کیا
〃	۱۴ حاشیہ فوقانی	عالیہم	حالیہم
〃	۲۳ 〃	لعدم	العدم
〃	الم 〃	الذی	الذین
۸۱	۴	سے ملنے	سے ملتے
〃	۱۵	سامنے	سامنے
〃	۱۸	اس موقع	اُس موقع
〃	۱۹	سیکا وقوع	سب کا وقوع
〃	۲۳	ختم ہوجا دینگے	ختم ہوجاوینگے
〃	۲۴	حالت	حالت
〃	۲۶	اسلیے قرار دیا	اسلیے غایت قرار دیا
۸۲	۲	بعض پیغمبرون کے	پیغمبرون کے
〃	۱ حاشیہ تحتانی مین	آہ	اہ
〃	۱ حاشیہ فوقانی	افلا تتفکرون	الا تتفکرون
۸۳	۱ حاشیہ مقابل سطر	×	وقف غفران - وقف مطلق
			نزد لبعض بر سمیعون ۱۲
〃	۸	جس سے	جن سے
〃	۱۷	مامور	مامور بہ
۸۴	۱۰	آخر	اخیر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۴	۱۴	خشک	خشک
〃	۱۵	جنتی قسم	جنتی قسم
〃	〃	حشور	حشور
〃	۲۰	کے مارا	کو مارا
〃	۲۵	ثالثہ مین	ثالثہ مین
〃	۲۷	بہرے گونگے	بہرے گونگے
〃	۱ حاشیہ تحتانی بیار	کونہا	کونہا
〃	۱ حاشیہ فوقانی	جنیا	جنسیا
〃	۲۳ 〃	الابدی	ابدی
۸۵	۲۰	عذآب آخرت	عذاب آخرت
۸۶	۸	اوربہی کوئی	اورکوئی ہی
〃	۱۳	سخت (کے سخت)	سخت (کے تحت ہی)
〃	۱۶	کیا ہوگا	کیا ہوگیا
〃	۱۶ حاشیہ تحتانی مین	اغوض	اعوض
〃	۲۲ حاشیہ فوقانی	من مقاملۃ	من مقابلہ
۸۷	۱۶	اندار	انذار
〃	۲۲	جب یہ بات	جبتک یہ بات
〃	۱۴ حاشیہ فوقانی	تیوقف	توقف
〃	۱۹ 〃	وما	ولا
〃	۲۷	القدۃ	القدرۃ
۸۸	۴	ڈال لکھاہے	ڈال رکھاہے
〃	۸	رحمت والے	رحمت کرنیوالے
〃	۹	آیات کو	آیات کی
〃	۱۱	مدول میں	مدلول ہین
〃	〃	قولی	قول
〃	۲۵	آپ انکو	تب انکو
〃	۱۵ حاشیہ تحتانی مین	آخر	اخر
〃	۱ حاشیہ تحتانی بیا	لتضمین	لتضمن
〃	۳ 〃	عبید	عبد
〃	۲ حاشیہ فوقانی	اوان الجملۃ الثانیۃ	وانما الجملۃ الثانیۃ
۹۰	۱۰	ہی ہے	سے ہی
〃	۱۵	مصحح ہی ہے	مرحوم ہے ہی
〃	۲۲	اس حکم	تو اس حکم
〃	۳۱	معاند	معاندین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹۰	۱۴ حاشیہ فوقانی	علی	علیہ
״	۱۷ ״	المتبدل	المبدل
״	۲۵ ״	فانہ	فیہ انہ
״	۲۰ ״	موٴمن	مومنین
۹۱	۱	دریاؤنین	دریاؤن
״	۱۳	ہوا	ہوی
״	۱۵	میرے پاس	میرے لیے پاس
״	۲۳	کہ یہ	اور یہ
۹۲	۲	سن لو	سُن لو
۹۳	۲	دلائل	دلائل
	۱۰ حاشیہ تحتانی بیا	اثنین	اثنتین
״	۳ ״	الروایات ان	الروایات ان
״	۴ ״	تنزل	لم تنزل
״	۱۲ حاشیہ فوقانی	اشارۃ	اشارۃ الے
۹۴	۱۰ ״	یہ کون اور بات	وہ دو اور بات
״	۲۷	ثٰی	(ص)
״	۱ حاشیہ تحتانی	ترجمت	ترجمۃ
۹۵	۱۴	غیر اللہ	غیر اللہ
״	۱۹	ضرورت	ضرورتین
״	۲ حاشیہ تحتانی بیا	الظاہر امرنا	الظاہر ان یقال امرنا
״	۳ ״	الغائب	کالغائب
״	۲ ״	سبیلا	سبیلنا
״	۲۵ حاشیہ فوقانی	کسب	کسبت
۹۶	۲	دیکھتا ہون	دیکھ رہا ہون
۹۷	۱۳	مشہور	مشہورہ
״	۱۹	علیہ السلام کی صحت	علیہ السلام کا صحت
״	۱ حاشیہ تحتانی بیا	مماعرض	فماعرض
״	۳ ״	وسلم فی النوبۃ	وسلم ترقی فی النوبۃ
״	۵	ربوبیۃ	ربوبیۃ
״	۳ فوقانی	آھ	اہ
״	سطر اخیر ״	ایجازا	ایجا
۹۸	۴	جنپر اللہ تعالے کوئی	جنکی اللہ تعالے نے
		دلیل	تمپر کوئی دلیل
״	۱۵	ظاہر کرتا ہون	ظاہر کرتا ہون

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹۸	۱۴ حاشیہ		
״	تحتانی مین	موحد	موحد
۹۹	۱۱	کہ تمہارے	کہ وہ تمہارے
״	۱۴	پر اللہ تعالے کوئی	کی اللہ تعالے نے
		دلیل	تمپر کوئی دلیل
״	۱۸	گویا	گو
״	۲۴	کیسکو نبوت کا	کسی نبوت کا کیسکو ابوۃ کا کیسکو نبوت کا
۱۰۰	۵	مَنْ تَشَاءَ	مَنْ تَشَاءُ
״	۲ حاشیہ تحتانی مین	ذکر من بعد	ذکر بعد
״	۴ ״	لوطٌ	لوطٍ
״	۵ تحتانی بیا	تجزی	نجزی
״	۸ ״	اولا وکذلک	اولا بقولہ وکذلک
״	۹	لقولہ	بقولہ
۱۰۲	۲۴	فرمایا کہ) تاکہ	فرمایا) تاکہ
۱۰۳	۷	لَقَدْ تَقَطَّعَ	لَقَدْ تَقَطَّعَ
״	۱ حاشیہ تحتانی	النخوزی	الشحوتری
۱۰۴	۸	آج تم کو	آج (مرنے کے بعد بھی) ہمکو
״	۵	الیہ	الیَّ
״	۱۶	شدت کفار	شدت جسمانی کفار
״	۱ حاشیہ تحتانی بیا	معنی افعل	معنی لفعل
״	۳ ״	ذکرہ	ذکرہ بالواو
۱۰۵	۲	ہوئے ہین	ہوتے ہین
״	۲۳	اوسکے	اوسکے
״	۲ تحتانی مین	تعلان	نعلان
״	۴ تحتانی بیا	آہ	اہ
״	۹ حاشیہ فوقانی	لاثم	ثم
۱۰۷	۲۴ ״	قولہ فی خالق الخ	یہ حاشیہ یہان غلطی سے لکھا گیا صفحہ ۱۰۷ کی سطر ۴ مین جو لفظ (بیسیا ادبیہ) آیا ہے اسکے متعلق یہ حاشیہ ہے۔
۱۰۸	۱۶	یلہر	رہکر
״	۲۷	اصّل	اصل
״	۱ حاشیہ فوقانی	تعلیلا مبینہ	تعلیلا خفاء بینہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۹	۹ حاشیہ فوقانی	تب بھی	تب بھی یہ لوگ ہرگز ایمان نہ لاتے
״	۱۳ ״	دشنام وسب	دشنام بت
״	۱۸ ״	ناجائز	ناجائز نقط
״	۱۹ ״	قرطی	قرطی
״	۲۴ حاشیہ		
״	فوقانی	ہوجاوین	ہوجاوے
״	۱ حاشیہ		
״	تحتانی بیسار	ورم	عدم
״	۲ ״	من الروح	فی الروح
״	۵ حاشیہ		
״	تحتانی بیسار	فی	فی قراءۃ
۱۱۰	۲۵	نقلب الخ	نقلب الخ سے
״	۲۲ حاشیہ		
״	فوقانی	انشار	ان شاء
۱۱۱	۱۳ حاشیہ		
	فوقانی	رہتے ہین	رہتے تھے
	۳ حاشیہ		
״	تحتانی مین	الصغیٰ	الصغی
״	۴ حاشیہ		
״	تحتانی بیسار	شیطن	شیاطین
۱۱۲	۱۰ حاشیہ		
	تحتانی بیا	کاہے	کافی ہے
״	״	یہ ہوے	یہ ہین
״	۱۴	صفت گوئی	حق گوئی
״	۲۹	کہ دوسرے	کہ اسکو دوسرے
״	״	اہل اضلال	اہل ضلال
۱۱۳	۲۰	اور علت	اور علت
״	۲ حاشیہ تحتانی بیا	مایوکل	حمایوکل
۱۱۴	۱۷	قابل نہین	قابل التفات نہین
״	۳ حاشیہ تحتانی بیا	سبق الکلام	سیق الکلام
۱۱۵	۴	چرطھتا ہے	چڑھتا ہو
״	۱۳	جس طرح	جس طرح
״	۲۶	چڑھتا نہین جاتا	چڑھا نہین جاتا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱۵	۲۲ حاشیہ تحتانی	لیعماون	یعاون	۱۲۳	۲۴	نقیضین کوایک	نقیضین کو کہ ایک
〃	۲۲ حاشیہ فوقانی	مؤمنین	مومن	۱۲۴	۳ حاشیہ تحتانی بیاک	لول	اول
〃	۳۸ 〃	بکونہ	لکونہ	۱۲۵	۹	لکھا کرد	رکھا کرو
۱۱۶	۲ حاشیہ تحتانی مین	لالس	کالانس	〃	۱۰	راسنہ	رستہ
۱۱۷	۲۳	آمین	سوا آمین	〃	۱۴	سماعت	ساعت
〃	۲۴	نفع	فائدہ	〃	۱۹	صراط	[illegible]
〃	۲۹	سمجھ لو)	سمجھ لوکہ)	〃	۲ حاشیہ تحتانی بیاک	التاکید تعقدہ	ملتاکید و لتعقدہ
〃	۲۰ فوقانی	درفع مانی	درفع فی	〃	۶ حاشیہ فوقانی	بل شاہدۃ	[illegible]
۱۱۸	۱۱	کہان رنگی	کہان رہیگی	۱۲۶	۲۱	اذ اسمعو امین	اذا سمعوا کے شرع مین
〃	۲۵	رضی اللہ	رضی اللہ عنہ	〃	۴ حاشیہ تحتانی بیاک	مِن	مَن
	۲۷	رسوم کارد	رسوم بیرد	۱۲۷	۱۳	بنی اسرائیل	بنی اسرائیل
〃	〃	جہالت	جاہلیت	〃		سب احکام	سب احکام کو
〃	ا حاشیہ تحتانی بیاک	نصیبا للہ	للہ نصیب		۲۳	تنبیہ مین	تنبیہ مین
〃	۲ 〃	محزد	مجود	〃	۶ حاشیہ فوقانی	ہذا	قبل ہذا
〃	۸ فوقانی	لفعل	لفعل	〃	〃	اشارۃ	اشا
۱۱۹	۱	مردہ ہے	مردہ ہو	۱۲۸	۱۷	ہوگا اور در	ہوگا در
	معالی سطر ۹	۱۹ خ	۱۹ خ	〃	ا حاشیہ تحتانی بیاک	فلم تصل	فلم تحصل
〃	۱۰	گمرہی	گمراہی	〃	۳	الا باعتبا	ولا باعتبار
〃	۱۷	متسافر	مساکین	〃	۳ حاشیہ فوقانی	ایسا	ایسا اذ
〃	۲۲	استحقاق	استحقاق	〃	۵ 〃	التشبیہ	تشبیہ
〃	۲۳	مکر	مگر	۱۳۰	۵ او	انا	انا
〃	ا حاشیہ تحتانی مین	التحریم	تحریم	〃	۲	بنائینگے	بنانیکے
۱۲۰	۲	زیتون کو	زیتون	〃	۱	○ ۱۶۵	○ ۱۶۴
〃	۱۱	غلط	غلط	〃	۱۴	عالانکہ	حالانکہ
۱۲۱	۸	راستہ	رستہ	〃	۱۶ / ۱۹	اتبعو ○ ۱۶۶	اتبعوا ○ ۱۶۵
〃	۱۴	زیتون کو	زیتون	〃	۱۷	آگے اس	آگے اونکی اس
〃	۱۶	پیدا کرے	پیدا کرکے	〃	۲۱	کہ کرنے والا	کہ عہد کرنے والا
〃	ا حاشیہ تحتانی مین	علی مجموع	علی المجموع	۱۳۱	۶	○ ۱۶۷	○ ۱۶۶
۱۲۲	۲۳	مرد	مرد	〃	۱۴	عام طور پر	عام طور پر
〃	۲۶	ال	ان	〃	۱۸	ہیبہ	بلیہ
۱۲۳	۲ و ۱۲	کردی تہی	کردی تھین	〃	۲۳	بد	بہ
〃	۸	جواب یہ ہے	جواب ہر شبہ یہ ہے				
〃	۱۷	بحث	مبحث				
〃	۱۸	جانب کذب	جانب سے کذب				

فہرست مضامین منصوصہ قرآنیہ

تتمہ منہیہ اولے جلد اول

مقام اول صفحہ ۸ سطر ۴ قولہ قولہ اُنکی رو شنی

یہ جمع باعتبار اس کے ہے کہ وہ شخص مع ہمراہیوں کے مراد ہے چنانچہ تفسیر میں اس کی تصریح بھی کردی ہے جیسا قرآن میں بھی اول ضمیر مفرد کی آئی اور بعد میں جمع

مقام ثانی صفحہ ۱۵۵ سطر ۷ حاشیہ فوقانی

قولہ ہذا التقریر الخ قلت واسہل منہ ان یقال ان ہذہ حجۃ الزامیۃ ای لوکان الربو احراما لزم ان یکون البیع حراما لان البیع مثل الربوا واللازم باطل فالملزوم مثلہ۔

تتمہ منہیہ اولے جلد دوم

مقام اول شروع پارۂ لا یحب اللہ رکوع اول

رکوع میں جو لفظ [illegible] آیا ہے اُسکا ترجمہ صیغہ حال سے بطور حاصل معنی کے کردیا گیا ہے ورنہ [illegible] میں یہ صیغہ خاص ہے مستقبل [illegible] لفظی ترجمہ [illegible] دے اور ضمیر [illegible] کی طرف راجع [illegible] میں بوجہ [illegible] اہل ہونے سے اختیار کیا گیا ہے تو [illegible] نزول ایت کے ہے یعنی حق تعالیٰ فرماتے ہیں [illegible] کے [illegible] بنے کتابی در [illegible] سب عیسیٰ علیہ السلام کی تصدیق کرکے [illegible] استقبال وقت وقوع موت کے حال ہو جاتا [illegible] کا اور ماضی گو مسکوت عنہ ہے [illegible] بوجہ عدم فارق [illegible] بھی یہی حکم ایمان بعیسے کا معتبر ہے۔

مقام ثانی رکوع مذکور سے تیسرے رکوع میں لفظ

لن یستنکف آیا ہے جس کا ترجمہ استقبال سے کیا گیا ہے باعتبار معنی حقیقی کے ہے اگر یہ کہا جاوے کہ مقصود ماضی ہے جس کو مجازاً استقبال سے تعبیر کردیا گیا تو بھی [illegible] اور نکتہ اس میں مبالغہ ہوگا یعنی اُن کو اس استنکاف سے اس قدر بُعد ہے کہ جس زمانہ میں عدم وقوع متحقق ہوچکا ہے یعنی ماضی اُس میں تو وقوع کا کیا احتمال ہوتا جس میں عدم وقوع کا بھی تحقق نہیں ہوا اُس میں بھی احتمال نہیں ہے فافہم۔

اشرف علی عفی عنہ

اعلام

طالبانِ دین بلکہ طالبانِ سیاستِ
مدن کیلئے علوم شرعیہ کا ضروری ہونا اور ان سب علوم
کے لیئے قرآن مجید کا اصل ہونا اجماعاً و اتفاقاً ثابت و منصفین کے نزدیک مسلم
ہے اور اسکے ساتھ ہی اسکے فہم کا موقوف ہونا تفسیر پر سب کے لیئے عموماً اور بوجہ اختلاف
لسان کے اہلِ ہند کے لیئے خصوصاً ابین معلوم ہے اور اسی بنا پر جمیع ممالک کے علمائے ہر زمانہ میں تفاسیر
کی تدوین پر توجہ مبذول رکھی اور ہندوستان میں بھی مدت سے اس کا سلسلہ جاری ہے اور باستثنا اسوقت
کے بعض تراجم و تفاسیر کے جنکے مؤلفین کا اصل مقصود تجارت یا اپنے بدعات کی اشاعت ہے باقی اکثر تفاسیر
اپنے زمانے کے مذاق اور ضرورت کے اعتبار سے بجائے خود کافی و وافی ہیں چونکہ اس سنت مستمرہ کے موافق اسوقت
کے اوساط و خواص اہل ہند کا مجموعی مذاق بھی ایک خاص طرز کی جامع ضروریات و موضح معضلات متوسط المقدار مہذب
اللغت تفسیر کو مقتضی تھا کہ تفصیل اس طرز کی فہرست مسودہ عربیہ ملتزمہ تفسیر ہذا کو دیکھنے سے معلوم ہو سکتی ہے اور حضرات
علمائے عصر دوسرے امور مہمہ میں مشتغل تھے اسلیئے احقر نے چونکہ بیکار تھا بضرورت باوجود قلّتِ علم اپنی عدم صلاحیت
کے بنام خدا تفسیر ہذا شروع کی جو بفضلہ تعالیٰ ختم بھی ہو گئی جسکو صاحب جود و ہمت جناب مولوی عبد الاحد صاحب
سلمہ نے بصرف زرکثیر اسکو لکھواکر اپنے مطبع مجتبائی دہلی میں نہایت حسن و صفا کے ساتھ طبع فرمایا جسکی بارہ جلدوں میں سے
چند جلدیں آپکے ہاتھ میں ہیں اور بقیہ جلدیں بھی انشاء اللہ تعالیٰ علی الترتیب عنقریب شائع ہونیکو ہیں امید ہے
کہ متوسط مناسبت رکھنے والے حضرات اور ان سے زیادہ طلبہ اس تفسیر سے حسب استعداد منتفع
ہونگے۔ اور اس حقیر کے اور مولوی صاحب ممدوح کے لیئے دعائے رضا و حسن
خاتمہ فرما دیجیے۔ والسلام علیٰ اہل الاسلام +

کتبہ اشرف علی عفی عنہ

اعلان

جملہ حقوق ... مطبع مجتبائی دہلی ... محمد عبد الاحد

قال الله تعالیٰ إن علينا جمعه وقرآنه فإذا قرأناه فاتبع قرآنه ثم إن علينا بيانه

چون راس و اساس علوم حکمیہ علوم قرآن ست ۔ و از ین مر توجہ علماء امت مبذول بخدمتش از قدیم زمان ست
و از جملہ علوم خادمۂ قرآن حسب آیتِ مذبور علمِ تفسیر و تبیان ست ۔ و با وجود توفر و تکثر کتب این فن تجدد
ضرورت و مذاقِ اہلِ عصر مقتضی تالیفے جدید در تبیانِ فرقان ست ۔ و کتابِ ہذا کہ مسمّی بہ

بیان القرآن

از تصنیف جامع

است بہ بیانِ جامع کامل علاوی آن طرز و عنوان ست و این جلد ۲ از آن ست ۔ بنا بر علیہ کتاب مذکور بحسن عنایات و اکمل التزامات مشتمل بر متن
قرآنی مع ترجمہ بین السطور اول حصہ صفحہ و نکرہ بر متن مع تکریر ترجمہ تقریر تفسیر بقید امتیاز ما بین ترجمہ و تفسیر در دوئم حصہ حواشی عربیہ سوئم حصہ
... ناظرین مستفید شوند تا لیاقت قاریان و شائقان ... معانی اجمالاً یا تفصیلاً و طالبان تحقیق مزید علمای ... باہتمام ...

در مطبع مجتبائی واقع دہلی ... طبع شد

۱۳۲۶ ھ ۱۹۰۸ ع

سورة الاعراف مكية وهي مائتان وست ايات وفيه اربع وعشرون ركوعا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں مین اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہین

الٓمّٓصٓ ۚ كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ لِتُنْذِرَ بِهٖ وَذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ○

یہ ایک کتاب ہے جو آپ کے پاس اس لیے بھیجی گئی ہے کہ آپ اسکے ذریعہ سے ڈراوین سو آپ کے دل مین اس سے بالکل تنگی نہ ہونا چاہیئے اور نصیحت ہے ایمان والون کے لیے

اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۗ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ○

تم لوگ اُس کا اتباع کرو جو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے آئی ہے اور خدا تعالےٰ کو چھوڑ کر دوسرے رفیقون کا اتباع مت کرو تم لوگ بہت ہی کم نصیحت مانتے ہو۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ سورة الاعراف مكية الا ثماني ايات من قوله واسألهم الى قوله واذ نتقنا لكذ الى البيضاوى

اس سورت کے متعلق تین مناسبتین لکھی جاتی ہین ایک مناسبت اُسکے اول کو سورت گذشتہ کے اخیر سے جسکی تقریر یہ ہے کہ اُسکے اخیر مین قل اننی هدانی الخ مین دین حق کی تعیین فرمائی ہے اور اُسکے بعد هو الذی جعلکم الخ مین ترغیب و ترہیب باعتبار ثواب و عذاب آخرت کے مذکور تھی اُسکے اول مین کتاب انزل الیک الخ مین اُس دین حق کی تبلیغ کا حکم ہے اور فلنسئلن الذین الخ مین آخرت کے معاملات سوال و وزن اعمال وجزا و سزا کا بیان ہے پس وہ دونون مضمون ان دونون مضمون سے متحد ہوگئے۔ دوسری مناسبت باہم اس سورت کے مجموعہ اجزا مین اُنکی تقریر یہ ہے کہ تمام سورت پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ زیادہ مضامین اسمین معاد اور نبوة کے متعلق ہین چنانچہ شروع ہی کتاب انزل الخ مین نبوة اور فلنسئلن الخ مین معاد کی تحقیق ہے اور رکوع چہارم کے نصف کے بعد سے رکوع ششم کے ختم تک بالکل معاد کی بحث ہے پھر رکوع ہشتم سے رکوع بست و یکم کے ختم تک انبیاء علیہم السلام کے اور اُنکے امم کے ساتھ جو معاملات ہوئے مذکور ہین یہ سب مسئلہ رسالت کے مثبت ہین کہ رسالت کوئی امر مستغرب قابل انکار نہین پہلے سے بھی رسول ہوتے آئے ہین اور اُن قصص مین ساتھ ساتھ منکرین رسالت کی سزاؤن کا بھی ذکر چلا آیا ہے تاکہ منکرین موجودین کو عبرت ہو اور رکوع بست و دوم کے نصف سے رکوع بست و سوم کے ختم تک پھر معاد کی بحث ہے صرف رکوع ہفتم و بست و دوم کے شروع مین اور رکوع بست و چہارم جو کہ آخری رکوع ہے اُسکے اکثر حصہ مین توحید پر خاص بحث ہے اور رکوع دوم و سوم مین اموہ حقہ مثل رسالت و معاد کی تکذیب و انکار کی وجہ کی طرف کہ اغواء ہے اشارہ کرنیکے لیے قصہ عداوت شیطان کا بیان فرما کر اُس سے احتیاط و حذر کی تاکید فرمائی ہے اور بقیہ حصہ اقل قلیل سورت کا جو رہ گیا اُس مین بعض امور جزئی و فرعی مناسب مقام مذکور ہین غرض زیادہ کلام معاد اور نبوت مین ہے اور ان دونون کا مع اپنے متعلقات کے متناسب ہونا معلوم ہے پس اس سے باہم اجزاء سورت مین وجہ ارتباط ظاہر ہوگئی تیسری مناسبت اس سورت کے مجموعہ کو پہلی سورت کے مجموعہ سے سو پہلی سورت کے شروع تمہید مین جو اُس کے مباحث کا خلاصہ لکھا گیا ہے اُس کو سورت ہذا کے خلاصہ کے ساتھ ملانے سے وہ بھی ظاہر ہو جاتی ہے کہ اُس مین یہ دونون مضمون بھی مع بحث توحید اور ان کے منکرین کے ساتھ مکالمہ و محاجہ تھا اور ان سب کا باہم تعلق ظاہر ہے سو سب سے اول تذکرون تک قرآن کا حق اور واجب الاتباع ہونا بیان فرماتے ہین پھر وکم من قریۃ سے اُس کے انکار و مخالفت پر دنیوی اور اخروی سزا سے ڈراتے ہین اور شاید مسئلہ رسالت کی تقدیم بعث پر یہان اس لیے ہو کہ علم بعث علم رسالت پر موقوف ہے واللہ اعلم باسرار کلامہ

حقیت و وجوب اتباع قرآن مجید

الٓمّٓصٓ ۚ كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ لِتُنْذِرَ بِهٖ وَذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ○ اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۗ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ○ الٓمّٓصٓ (اس کے معنے کی تو اللہ ہی کو خبر ہے آگے سے لکھا جاتا ہے) یہ (قرآن) ایک کتاب ہے جو اللہ کی جانب سے آپ کے پاس اس لیے بھیجی گئی ہے کہ آپ اسکے ذریعہ سے (لوگون کو سزائے نافرمانی سے)

البلاغة- قوله ما انزل اليكم في الروح جعل منزلا اليهم لتاكيد وجوب الاتباع -

وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْ هُمْ قَآئِلُوْنَ ۝ فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَآ

اور بہت بستیون کو ہم نے تباہ کردیا اور اُن پر ہمارا عذاب رات کے وقت پہونچا یا ایسی حالت مین کہ وہ دوپہر کے وقت آرام مین تھے سو جس وقت اُن پر ہمارا عذاب آیا اُس وقت اُن کے مُنہ سے

اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝ فَلَنَسْـَٔلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَلَنَسْـَٔلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِمْ

بجز اس کے اور کوئی بات نہ نکلتی تھی کہ واقعی ہم ظالم تھے پھر ہم اُن لوگون سے ضرور پوچھین گے جنکے پاس پیغمبر بھیجے گئے تھے اور ہم پیغمبرون سے ضرور پوچھینگے پھر ہم چونکہ پوری خبر رکھتے ہین اُنکے روبرو

بِعِلْمٍ وَّمَا كُنَّا غَآئِبِيْنَ ۝ وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ الْحَقُّ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

بیان کردین گے اور ہم کچھ بے خبر نہ تھے۔　　اور اُس روز وزن بھی واقع ہوگا　　پھر جس شخص کا پلہ بھاری ہوگا　　سو ایسے لوگ کامیاب ہون گے

وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ ۝

اور جس شخص کا پلہ ہلکا ہوگا　　سو یہ وہ لوگ ہونگے جنھون نے اپنا نقصان کر لیا بسبب اسکے کہ ہماری آیتون کی حق تلفی کرتے تھے۔

ڈرائین سو آپ کے دل مین (اگر کوئی[1]) اس (کو نہ مانے تو اُس) سے بالکل تنگی نہ ہونا چاہیئے (کیونکہ کسی کے نہ ماننے سے آپ کے انذار مین توجہ کہ اصلی غرض ہے خلل نہین پڑتا پھر آپ کیون تنگ ہون) اور[2] یہ (قرآن خصوصیت[3] کے ساتھ) نصیحت ہے ایمان والون کے لیے (آگے عام امت کو خطاب ہے کہ جب قرآن کا منزل من اللہ ہونا معلوم ہوگیا تو) تم لوگ اُس (کتاب) کا اتباع کرو جو (بواسطہ[4] رسول کے) تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے آئی ہے (اتباع یہ کہ تصدیق بھی کرو عمل بھی کرو) اور خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر (جس نے تمہاری ہدایت کو قرآن نازل کیا) دوسرے رفیقون کا (جو تم کو گمراہ کرتے ہین جیسے شیاطین الانس والجن) اتباع مت کرو (مگر باوجود اس شفیقانہ فہمایش کے) تم لوگ بہت ہی کم نصیحت مانتے ہو (چنانچہ ظاہر ہے کہ گمراہ اور گمراہی زیادہ ہے) ربط اوپر قرآن کا حق و واجب الاتباع ہونا مذکور تھا آگے اس کے انکار و مخالفت پر عذاب دنیوی و اُخروی سے ڈراتے ہین جیسا تمہید سورت کے اخیر مین بھی بیان ہوچکا۔

ترہیب بر انکار حق وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْ هُمْ قَآئِلُوْنَ ۝ فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝ فَلَنَسْـَٔلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَلَنَسْـَٔلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِمْ بِعِلْمٍ وَّمَا كُنَّا غَآئِبِيْنَ ۝ وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ الْحَقُّ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ ۝ اور بہت بستیون کو (یعنی اُن کے رہنے والون کو اُن کی کفر و تکذیب پر) ہم نے تباہ کردیا اور اُن[6] پر ہمارا عذاب (یا تو) رات کے وقت پہونچا (جو کہ آرام کا وقت ہوتا ہے) یا ایسی حالت مین (پہونچا) کہ وہ دوپہر کے وقت آرام[7] مین تھے (یعنی کسی کو کسی وقت کسی کو کسی وقت) سو جس وقت اُن پر ہمارا عذاب آیا اُس وقت اُن کے مُنہ سے بجز اس کے اور کوئی بات نہ نکلتی تھی کہ واقعی ہم ظالم (اور خطاوار) تھے (یعنی اُس وقت اپنے جرم کا اقرار کیا جبکہ اقرار کا وقت گذر گیا یہ تو دنیوی عذاب ہُوا) پھر (اس کے بعد عذاب اخروی کا سامان ہوگا کہ قیامت مین) ہم اُن لوگون سے (بھی) ضرور پوچھین گے جن کے پاس پیغمبر بھیجے گئے تھے (کہ تم نے پیغمبرون کا کہنا مانا یا نہین کقولہ تعالے ماذا اجبتم المرسلین) اور ہم پیغمبرون سے (بھی) ضرور پوچھین گے (کہ تمہاری امتون نے کہنا مانا یا نہین کقولہ تعالے یجمع اللہ الرسل فیقول ماذا اجبتم اور دونون سوالون سے مقصود توبیخ ہوگی کفار کو) پھر ہم چونکہ پوری خبر رکھتے ہین (خود بھی) اُن کے روبرو (اُن سب کے اعمال کو) بیان کردین گے اور ہم

اللغات

قولہ البیات مصدر بمعنی بائتین الدعوی مصدر بمعنی دعا روقیل بمعنی ادعاء

البلاغة

فی الروح وانما خص انزال العذاب علیہم فی ہذین الوقتین لما ان نزول المکروہ عند الغفلة والدعة افظع وحکایتہ للسامعین ازجر واردع عن الاغترار باسباب الامن والراحة

قولہ بآیاتنا عدی الظلم بالباء لتضمنہ معنی التکذیب والجحود کذا فی الروح۔

ملحقات الترجمة

[1] **قولہ** فی حرج منہ اگر کوئی اشارة الی تقدیر مضاف ای من خوف تکذیبہ ویشہد لہ قولہ تعالی فلعلک تارک بعض ما یوحی الیک الخ [2] **قولہ** بعدہ کیونکہ اشارہ الی ترتب الفاء علی الانذار فالانذار متقدم فی الاعتبار فافہم [3] **قولہ** فی ذکری اور یہ اشارة الی تقدیر للمبتدأ ہو ثم عطف الجملة علی ہذا الکتاب [4] **قولہ** فی للمؤمنین خصوصیت اشارہ الی ان وجہ التخصیص بالمؤمنین لانتفاعہم بہ [5] **قولہ** فی الیکم بواسطہ فلا ینافی قولہ الیک فیما قبل [6] **قولہ** فی فجاء اور اشارہ الی ان الفاء لمطلق العطف بمعنی الواو فانہ اسہل من قول بعضہم فی اہلکنا اردنا اہلاکہا [7] **قولہ** فی قائلون آرام کما فی القاموس القائلة نصف النہار او ہی الراحة والدعة بنصف النہار وان لم یکن معہا نوم۔

وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِي الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۟ وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ

اور بیشک ہم نے تم کو زمین پر رہنے کی جگہ دی　اور ہم نے تمہارے لیے اسمین سامان زندگانی پیدا کیا تم لوگ بہت ہی کم شکر کرتے ہو　اور ہم نے تم کو پیدا کیا　پھر

صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ۖ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ۟

ہم نے تمہاری صورت بنائی　پھر ہم نے فرشتون سے فرمایا کہ آدم کو سجدہ کرو سو سب نے سجدہ کیا　بجز ابلیس کے　وہ سجدہ کرنے والون مین شامل نہ ہوا

(اُن کے اعمال سے) کچھ بے خبر نہ تھے اور اُس روز (یعنی قیامت کے روز اعمال وعقائد کا) وزن بھی واقع ہوگا (تاکہ عام طور پر ہر ایک کی حالت ظاہر ہوجاوے) پھر (وزن کے بعد) جس شخص کا پلہ (ایمان کا) بھاری ہوگا (یعنی وہ مومن ہوگا) سو ایسے لوگ (تو) کامیاب ہونگے (یعنی ناجی ہونگے) اور جس شخص کا پلہ (ایمان کا) ہلکا ہوگا (یعنی وہ کافر ہوگا) سو یہ لوگ ہونگے جنہون نے اپنا نقصان کرلیا بسبب اس کے کہ ہماری آیتون کی حق تلفی کرتے تھے (یعنی اُن پر ایمان نہ رکھتے تھے) **ف** چونکہ اکثر ظلم کا اطلاق کفر پر آیا ہے اس لیے اس اخیر آیت کو کفار کے باب مین سمجھا گیا اور تقابل کی وجہ سے فمن ثقلت الخ کی تفسیر مطلق مومن کے ساتھ کیگئی نیز سورہ مومنون مین خفت کے بعد فی جہنم خالدون آیا ہے یہ بھی قرینہ تفسیر مذکور کا ہے اور پلہ کا ہلکا ہونا بوجہ قلت ایمان کے نہ ہوگا بلکہ بوجہ عدم ایمان کے ہوگا یعنی جو پلہ ایمان کے رکھنے کے لیے مخصوص ہے وہ خالی ہوگا اور دوسرے پلہ مین کفر ہوگا لامحالہ خالی پلہ بھرے پلہ کے مقابلہ مین ہلکا ہوگا لیکن اس تفسیر سے یہ نہ سمجھا جاوے کہ بجز ایمان وکفر کے اور اعمال حسنہ یا سیئہ کا وزن نہ ہوگا کیونکہ قرآن مجید کی بعض آیات مین جیسے ونضع الموازین القسط لیوم القیامۃ فلا تظلم نفس شیئا وان کان مثقال حبۃ من خردل اتینا بھا اور احادیث کثیرہ مین عنوان کلی سے یا تصریح سے تمام اعمال کا موزون ہونا مذکور ہے غایت مافی الباب یہ کہ بعض آیات تعمیم حکم سے ساکت ہین لیکن نافی نہین پس اس قسم کی آیات مین فلاح سے مراد مطلق نجات ہوگی گو بعد سزائے اعمال ہی پس اُس میزان مین ایمان وکفر کا بھی وزن کیا جاوے گا اور اسی وزن مین ایک پلہ خالی رہیگا اور ایک پلہ مین اگر وہ مومن ہے تو ایمان اور اگر وہ کافر ہے تو کفر رکھا جاوے گا جب اس قول سے مومن وکافر متمیز ہوجاوینگے۔ پھر خاص مومنین کے لیے ایک پلہ مین اُن کے حسنات اور دوسرے پلہ مین اُن کے سئیات رکھکر ان اعمال کا وزن ہوگا اور جیسا کہ درمنثور مین ابن عباس رضی سے مروی ہے اگر حسنات غالب ہوئے تو جنت اور اگر سئیات غالب ہوئے تو دوزخ اور اگر دونون برابر ہوئے تو اعراف اُس کے لیے تجویز ہوگی پھر خواہ شفاعت سے قبل سزا خواہ سزا کے بعد مغفرت ہوجاوے گی اب بحمد اللہ کسی آیت اور حدیث مین کوئی اشکال نہ رہا اور اس کی تحقیق کہ اعمال جب اجسام نہین تو اُن مین وزن کیسے ہوگا سو اس کی دو صورتین ہوسکتی ہین ایک یہ کہ نامہ اعمال وزن کئے جاوینگے جیسا بعض روایات مین وارد ہے اور دوسری صورت یہ کہ وزن کے لیے جسمیت کا شرط ہونا شرائط عادیہ سے ہو جو اس عالم کے ساتھ خاص ہو اور اُس عالم مین غیر اجسام مین بھی وزن ہو اور بعض نے جو تیسری صورت جواب کی اختیار کی ہے کہ میزان مین تاویل کردی یہ ظاہر نصوص کے خلاف ہے چنانچہ احادیث مرفوعہ مین اُس کے لیے کفہ کا ثبوت مصرح ہے رواہ الترمذی وابن ماجۃ وغیرہما اور ابن عباس رضی سے بیہقی نے اسکے لیے لسان اور کفتین کا ہونا روایت کیا ہے اور دہ فی الدر المنثور پس ایسی تاویل جو بلاضرورت ہو اور روایات کے مصادم ہو مقبول نہین گو کیسا ہی بڑا شخص کہے اور ہم قائلون تفسیر مذکور باعتبار اکثر کے فرما دیا کیونکہ بعض تو اُس وقت بھی کارو بار مین ہوتے ہین اور اگر مطلق داخلون فی نصف النہار سے تفسیر کیجاوے تو حکم عام رہیگا رہا یہ کہ اس مین حکمت کیا ہے سو ممکن ہے کہ عام خلائق کے روبرو اظہار معدلت اور قطع معذرت اس کی حکمت ہو **ربط** اوپر تذکیر نقم سے انکار حق پر ترہیب تھی آگے تذکیر نعم سے قبول حق پر ترغیب ہے اول مکنکم مین نعمت تربیت مذکور ہے پھر خلقنکم الخ مین نعمت ایجاد پھر قلنا للملٰئکۃ مین نعمت اکرام تاکہ اطاعت کی کامل رغبت ہو اور نعمت سوم کے تتمہ مین بضمن قصہ ابلیس انکار حق و نافرمانی اور مخالفت کا بد نتیجہ کہ حرمان اور خسران ہے ذکر فرمادیا جس مین من وجہ اس طرف بھی اشارہ ہوگیا کہ ابلیس ضال ان منکرین کا مضل ہو رہا ہے۔ **ترغیب بر اطاعت بذکر بعض نعم مع دلالت بقصہ ابلیس بر وخامت معصیت** وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِي الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ

اللغات جعلنا انشانا وابدعنا

البلاغۃ قولہ لم یکن الخ لم یکتف بالاستثناء لان المقام کان ضیقا بالتصریح بہ لکونہ مقام التشنیع سلک الفصیحۃ ۱۲

ملحقات الترجمۃ

سلہ قولہ فی الحق واقع اشار الی کونہ خبر الوزن ویومئذ ظرف للوزن والیہ قلۃ اعمال المصدر المعرف لان العلۃ لاینافی الصحۃ ولا الفصاحۃ۔

سلہ قولہ موازین پلہ اشار الی ان الموازین جمع میزان وہو الظاہر الموافق لقولہ تعالیٰ ونضع الموازین وجمعہ کما فی الخازن لان العرب قد توقع لفظ الجمع علی الواحد وقیل انہ ینصب لکل عبد میزان وقیل انہ یشتمل علی الکفتین الشاہین واللسان وبہ یتم الوزن الا باجتماع ذلک کلہ ۱۲ + ۱۲ + ۱۲

قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ ۭ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ۝ قَالَ

حق تعالیٰ نے فرمایا تو جو سجدہ نہیں کرتا تجھکو اس سے کون امر مانع ہے جبکہ میں تجھ کو حکم دے چکا کہنے لگا میں اس سے بہتر ہوں آپنے مجھکو آگ سے پیدا کیا ہے اور اسکو آپنے خاک سے پیدا کیا ہے حق تعالیٰ نے فرمایا

فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ ۝

تو آسمان سے اُتر　تجھکو کوئی حق حاصل نہیں کہ تو تکبر کرے آسمان میں رہ کر سو نکل بیشک تو ذلیلوں میں شمار ہونے لگا -

اور بیشک ہم نے تم کو زمین پر رہنے کی جگہ دی اور ہمنے تمہارے لیے اُس (زمین) میں سامان زندگانی پیدا کیا (اور اس کا مقتضا یہ تھا کہ تم اُسکے شکریہ میں اطاعت کرتے لیکن) تم لوگ بہت ہی کم شکر کرتے ہو (مراد اس سے اطاعت ہے اور کم اس لیے فرمایا کہ تھوڑا بہت نیک کام تو اکثر لوگ کر ہی لیتے ہیں لیکن بوجہ ایمان نہ ہونے کے وہ معتد بہ نہیں یہ تو نعمت تربیت ہوئی) اور ہم نے تم کو پیدا کرنے کا سامان شروع کیا (یعنی آدم علیہ السلام کا مادہ بنایا کہ اُسی مادہ سے تم لوگ ہو) پھر (مادہ بنا کر) ہم نے تمہاری صورت بنائی (یعنی اُس مادہ میں آدم علیہ السلام کی صورت بنائی کہ وہی صورت اُن کی اولاد میں چلی آرہی ہے یہ نعمت ایجاد ہوئی) پھر (جب آدم علیہ السلام بن بنا گئے اور علوم اسماء سے مشرف ہو چکے تو) ہم نے فرشتوں سے فرمایا کہ آدم (علیہ السلام) کو (اب) سجدہ کرو (اور یہ نعمت اکرام ہوئی) سو سب (فرشتوں) نے سجدہ کیا بجز ابلیس کے (کہ) وہ سجدہ کرنے والوں میں شامل نہ ہوا (اور سجدہ نہ کیا) **ف** سورہ بقرہ کے چوتھے رکوع میں اس کے متعلق کچھ لکھا گیا ہے ملاحظہ کر لیا جاوے **تتمہ قصہ** قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ ۭ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِيْ [illegible] حق تعالیٰ نے فرمایا تو جو سجدہ نہیں کرتا تجھ کو اس (سجدہ) سے کون امر مانع ہے جب کہ میں (خود) تجھ کو (سجدہ کا) حکم دے چکا کہنے لگا (وہ مانع یہ ہے کہ) میں اس (آدم) سے بہتر ہوں (کیونکہ) آپ نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا ہے اور اس (آدم) کو آپ نے خاک سے پیدا کیا ہے (یہ ایک مقدمہ ہوا اور آگ بوجہ نورانی ہونے کے افضل ہے خاک سے یہ دوسرا مقدمہ ہوا اور افضل کی فرع بھی غیر افضل کی فرع سے افضل ہے یہ تیسرا مقدمہ ہوا اور افضل کا سجدہ کرنا غیر افضل کو نامناسب ہے یہ چوتھا مقدمہ ہے اس لیے میں نے سجدہ نہیں کیا) **ف** پہلا مقدمہ تو بایں معنی کہ انسان میں جزو غالب خاک ہے صحیح ہے اور باقی مقدمے باطل ہیں لہذا نتیجہ بھی غلط ہے چنانچہ دوسرے مقدمہ میں یہ غلطی ہے کہ عناصر میں کسی کو کسی پر فضل کلی نہیں اور فضل جزئی مفید نہیں اور تیسرے مقدمہ میں یہ غلطی ہے کہ بعض اوقات مؤمن کی فرع کافر اور کافر کی فرع مومن ہوتا ہے اور چوتھا مقدمہ اس لیے غلط ہے کہ ممکن ہے کہ فاضل کو مفضول کے اکرام کا کسی حکمت کی وجہ سے حکم ہو جیسے تحصیل تواضع وتہذیب نفس وغیرہ اور جن لوگوں نے اس قصہ سے قیاس فقہی کو باطل کیا ہے سخت غلطی ہے کیونکہ اس کا قیاس مصادم نص کے ہے اور قیاس فقہی مستند نص سے ہے اور ابلیس جو کافر ہوا اُس کی وجہ یہ ہے کہ اُس نے حق تعالیٰ کے حکم پر اعتراض کیا جس کا منشا تکبر تھا اور یہ کفر ہے ورنہ اگر براہ تحقیق کسی حکم کی حکمت کا سوال کرے تو کفر نہیں - **تتمہ قصہ** قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ ۝ حق تعالیٰ نے فرمایا (جب تو ایسا نافرمان ہے) تو (اچھا پھر) آسمان سے اُتر تجھ کو کوئی حق حاصل نہیں کہ تو تکبر کرے (کیونکہ بندہ کو سرافگندہ ہونا لازم ہے اور خاصکر) آسمان میں رہ کر (جہاں سب فرمان بردار ہی فرمان بردار جمع ہیں) سو (یہاں سے) نکل (دور ہو) بے شک تو (اس تکبر کی وجہ سے) ذلیلوں میں شمار ہونے لگا (اور آسمان جگہ ہے عزت والوں کے رہنے کی اس لیے یہاں سے نکالا گیا) **ف** در منثور میں ابن جریر سے

ملحقات الترجمة

۵۱ قوله في مكنا جگه اي جعلنا لكم في الارض مكانا وقرارا وهو المعنى الحقيقي له وهو المناسب ههنا واخترت في اول الانعام المعنى المجازي اي اقدرنا كم على التصرف لمناسبة ذلك المقام **۵۲ قوله** في معايش سامان جمع معيشة مصدر من العيش بمعنى ما تعيشون به **۵۳ قوله** في خلقنا شروع كما في الروح وجوزان يكون التجوز في الفعل والمراد ابتدأنا خلقكم ثم تصويركم بان خلقنا آدم ثم صورناه ويعود هذا الى ابتداء خلق الجنس وابتداء خلق كل جنس بايجاد اول افراده فهو نظير قوله تعالى خلق الانسان من طين او فيظهر وجه العطف في قوله تعالى ثم قلنا الخ **۵۴ قوله** في اسجدوا اب اشارالى كون الامر للتنجيز فلا ينافي الامر بالسجود قبل خلقه كما في قوله تعالى فاذا سويته الخ فانه كان معلقا **۵۵ قوله** في الا تسجد تو جو الخ قوله سجده سے اشار بلى توجيه الاول كون لا زائدة كما يدل عليه قوله تعالى ما منعك ان

البلاغة

قوله قال لم يقل قلنا للالتفات وفيه كما في الروح اشعار بعدم تعلق المحكي بالمخاطبين كما في حكاية الخلق والتصوير قوله ما منعك الخ وفي حكاية التوبيخ ههنا بهذه العبارة وفي مواضع اخر بعبارات اخرى دلالة على ان كلب قد وقعت من اللعين عند الحكاية في كل موطن على ما ذكر فيه اكتفاء بما ذكر في مواطن اخر من الروح قوله في ف منشاء تكبر يدل عليه ما سيليه فما يكون لك ان تتكبر الخ وهو الاوضح والاقرب قوله فما لك ان تتكبر فيها الانكار راجع الى المقيد والقيد جميعا قوله فاخرج تاكيد لقوله اهبط -

قَالَ اَنۡظِرۡنِیۡۤ اِلٰی یَوۡمِ یُبۡعَثُوۡنَ ۝ قَالَ اِنَّکَ مِنَ الۡمُنۡظَرِیۡنَ ۝ قَالَ فَبِمَاۤ اَغۡوَیۡتَنِیۡ لَاَقۡعُدَنَّ

وہ کہنے لگا کہ مجھ کو مہلت دیجئے قیامت کے دن تک　اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تجھ کو مہلت دی گئی　وہ کہنے لگا بسبب اسکے کہ آپنے مجھکو گمراہ کیا ہے مین قسم کھاتا ہون

لَہُمۡ صِرَاطَکَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۝ ثُمَّ لَاٰتِیَنَّہُمۡ مِّنۡۢ بَیۡنِ اَیۡدِیۡہِمۡ وَ مِنۡ خَلۡفِہِمۡ وَ عَنۡ

کہ مین انکے لیے آپ کی سیدھی راہ پر بیٹھونگا　پھر اُن پر حملہ کرونگا　اُن کے آگے سے بھی　اور اُن کے پیچھے سے اور

اَیۡمَانِہِمۡ وَ عَنۡ شَمَآئِلِہِمۡ ؕ وَ لَا تَجِدُ اَکۡثَرَہُمۡ شٰکِرِیۡنَ ۝ قَالَ اخۡرُجۡ مِنۡہَا مَذۡءُوۡمًا مَّدۡحُوۡرًا ؕ

انکے داہنی جانب سے بھی اور انکے بائین جانب سے بھی　اور آپ اُنہین اکثرون کو احسان ماننے والا نہ پاویگا　اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہان سے ذلیل و خوار ہو کر نکل

لَمَنۡ تَبِعَکَ مِنۡہُمۡ لَاَمۡلَئَنَّ جَہَنَّمَ مِنۡکُمۡ اَجۡمَعِیۡنَ ۝

جو شخص ان مین سے تیرا کہنا مانے گا　مین ضرور تم سے جہنم کو بھر دونگا۔

سعید بن منصور کا قول سورۂ کہف مین نقل کیا ہے کہ ایکبار ملائکہ سے جنات کو اُن کی نافرمانی کی سزا دلائی گئی تھی چنانچہ بہت سے جنات قتل ہوئے یہ ابلیس بچہ سا تھا اس کو آسمان پر لاکر رکھا گیا اور فرشتون کے ساتھ عبادت مین مشغول تھا آہ اب آسمان سے نکلنے کا حکم ہوا **تتمہ** قَالَ اَنۡظِرۡنِیۡۤ اِلٰی یَوۡمِ یُبۡعَثُوۡنَ ⑭ وہ (ابلیس) کہنے لگا کہ مجھ کو (مرنے سے[1]) مہلت دیجئے قیامت کے دن تک اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تجھ کو مہلت دی گئی **ف** یہان چند تحقیق ہین اوّل جواب مین ظاہرا مہلت کا وہی وقت منظور کیا گیا جو اُس نے درخواست مین عرض کیا تھا اور دوسری آیت مین الی یوم الوقت المعلوم آیا ہے پس دونون سے مراد ایک ہی ہوگا پھر اس کے مرنے کے وقت مین کلام ہوا ہے عراَس مین کعب احبار سے خاص یوم حشر مین اس کا مرنا منقول ہے اور اس اشکال کا کہ وہ تو زندہ ہونے کا دن ہے نہ کہ مرنے کا بعض نے یہ جواب دیا ہے کہ ممکن ہے اُس کے اوّل جزو مین مرجاوے اور اُس کے بعد زندہ کیا جاوے اور مستدرک حاکم مین عبد اللہ بن مسعود رضؓ سے قیامت کے قریب دابۃ الارض کا اُس کو ہلاک کرنا منقول ہے اور وقت معلوم کی یہ تفسیر کی ہے یہ دونون روایتین روح المعانی مین مذکور ہین اس قول پر یوم بعث مین مجاز ہوگا یعنی قرب قیامت کو یوم قیامت کہدیا گیا چنانچہ محاورات مین مستعمل ہے اور مجھ کو یہ قول بعید معلوم ہوتا ہے کہ یوم بعث اور یوم الوقت المعلوم کو متغائر کہا جاوے اور انک من المنظرین مین یوم البعث کو معتبر نہ مانا جاوے بلکہ یوم الوقت المعلوم مقدر کیا جاوے اور یہ کہا جاوے کہ اُس کی درخواست ناتمام منظور ہوئی وجہ بُعد یہ ہے کہ ایسی ضروری قید کا مقدر کرنا خصوصًا جبکہ اُس کے خلاف کا ایہام ہو جیسا یہان وقوع فی الجواب موہم تقدیر الی یوم یبعثون کا ہے خلاف مقتضی حال ہے دوم اس سے معلوم ہوا کہ کافر کی دعا بھی کاہے قبول ہو جاتی ہے اور یہ مستلزم اکرام و محبت نہین اور ما دعاء الکفرین الا فی ضلل سے جو اس کے خلاف کا شبہ ہوتا ہے سو اسکا مطلب یہ ہے کہ آخرت مین قبول نہ ہوگی اور یہ قول بعید معلوم ہوتا ہے کہ یہ جواب درخواست کی منظوری نہین ہے بلکہ اخبار ہے کہ تو کیا درخواست کرتا ہے تو تو پہلے ہی سے ہمارے مقتضائے حکمت سے ہمارے علم مین مہلت دیا گیا ہے وجہ بُعد یہ کہ دوسری آیت مین فانک آیا ہے جس سے ظاہرًا انظار کا ترتب اُس کے سوال ہی پر معلوم ہوتا ہے سوم یہ قصہ کئی جگہ آیا ہے اور ہر جگہ اس سوال و جواب کی عبارت مختلف ہے اور ظاہر ہے کہ واقع کسی خاص طور پر ہوا تھا پھر سب کی صحت کی کیا صورت ہے اصل یہ ہے کہ محکی عنہ گو خاص طور پر واقع ہوا ہو لیکن حکایت باللفظ ضروری نہین بلکہ نفس مدلول محفوظ رہتا ہے اور طرق دلالت و تعبیر ہر مقام کے مناسب مختلف ہو سکتے ہین کذا فی روح المعانی چہارم یہ مہلت کیون دی گئی جواب حقیقی یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کی حکمتون کا احاطہ نہین ہو سکتا اور ظاہری حکمتین ظاہر ہین پنجم ظاہر یہ ہے کہ یہ سب مکالمات بلا واسطہ ہوئے تھے رہا یہ کہ یہ جرأت کیسے ہوئی وجہ یہ کہ اُدھر سے تجلی عظمت کا استتار اور ادھر سے بیحیائی

ملحقات الترجمة
[1] قولہ فانظرنی مرنے سے امن لامن العذاب لانہ معلوم الاستغفار ۱۲

لغات قولہ الذئم الذم کذا فی القاموس
البلاغة قولہ لاقعدن تشبیہ بقعود القطاع للسابلۃ وکذا فی قولہ لاتینہم کما فی المتن و فی الروح وانما عدی الفعل الی الاولین بحرف الابتداء لانہ منہا متوجہ الیہم والی الآخرین بحرف المجاوزۃ فان الآتی منہما کالمنحرف منہم المار علی عرضہم ونظیرہ قولہم جلست عن یمینہ اھ والاقرب ان یقال ان الصلات سماعیۃ ۱۲

وَيٰۤاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ

اور ہم نے حکم دیا کہ اے آدم تم　اور تمہاری بی بی جنت میں رہو　پھر جس جگہ سے چاہو دونوں آدمی کھاؤ　اور اس درخت کے پاس مت جاؤ

فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ۝

کبھی ان لوگوں کے شمار میں آجاؤ جن سے نامناسب کام ہوجایا کرتا ہے

اس جرأت کا سبب ہوئی تتمہ قَالَ فَبِمَاۤ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ؕ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ۝ قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا ؕ لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ وہ (ابلیس) کہنے لگا کہ بسبب اس کے کہ آپ نے مجھ کو (بحکم تکوینی) گمراہ کیا ہے میں قسم کھاتا ہوں کہ میں ان (کے یعنی آدم اور اولاد آدم کی رہزنی کرنے) کے لیے آپ کی سیدھی راہ پر (کہ دین حق ہے جا کر) بیٹھوں گا پھر ان پر (ہر چہار طرف سے) حملہ کروں گا ان کے آگے سے بھی اور ان کے پیچھے سے بھی اور ان کے داہنی جانب سے بھی اور ان کے بائیں جانب سے بھی (یعنی ان کے بہکانے میں خوب کوشش کروں گا جس سے آپ کی عبادت نہ کرنے پاویں) اور (میں کامیاب بھی ہونگا چنانچہ) آپ ان میں اکثروں کو (آپ کی نعمتوں کا) احسان ماننے والا (کہ احسان مانکر اطاعت کریں) نہ پائیے گا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہاں (آسمان) سے ذلیل وخوار ہوکر نکل (اور تو جو بہکانے کو کہتا ہے تو جا بہکا میں کسی کی عبادت کی پروا نہیں رکھتا بلکہ جو ایسا کریگا اُسی کا ضرر ہے چنانچہ) جو شخص اُن میں سے تیرا کہنا مانیگا میں (بھی) ضرور تم سے (یعنی تجھ سے اور اُن سے) جہنم کو بھر دوں گا (اور جہنم میں جانے کو کون کامیابی کہدیگا) **ف** چند قاعدے سمجھنا چاہیئے اول دشمن کا قاعدہ ہے کہ اکثر چار طرف سے حملہ کرتا ہے پس یہاں کلام میں استعارہ تمثیلیہ ہے مراد یہ ہے کہ جس جس طرح بن پڑے گا خوب کوشش کروں گا اور کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھونگا چنانچہ ابن آدم کے بدن کے اندر داخل ہوکر خون کی طرح چلنا پھرنا جیسا احادیث میں ہے نیز اس میں داخل ہوگیا پس چار طرف کی تخصیص سے یہ شبہ کرنا کہ بدن کے اندر نہیں جاسکتا محض باطل ہے اور اسی طرح اس تفسیر سے اُوپر اور نیچے سے آنے کی نفی بھی نہیں ہوئی جیسا کہ اثبات بھی نہیں ہے دوم یہ امر ابلیس کو کیسے معلوم ہوگیا کہ میں اکثر کو بہکا سکونگا یہ قرائن سے معلوم ہوا جیسا دوسری آیت میں اس کو ظن سے تعبیر فرمایا ہے ولقد صدق علیهم ابلیس ظنه سوم پہلے جو اخراج کا حکم ہوا ہے وہ تجویز تھی اور یہاں جو حکم ہوا وہ اس کا نفاذ ہے چہارم یہ جو اس نے اغوار کی نسبت حق تعالیٰ کی طرف کی کلمۃ حق ارید بہا باطل کا مصداق ہے یعنی اغوار بمعنی خلق غوایت وضلال نہ کہ بمعنی ترغیب بالغوایت کی نسبت بوجہ اس کے کہ وہ خالق کل شئے ہے فی نفسہ صحیح ہے لیکن اس کا قصد اعتراض ہے اور یہ باطل اور ضلال محض ہے۔ پنجم یہاں یہ قسم مجملا نقل فرمائی دوسری آیت میں اس کا بیان فبعزتك لاغوينهم والله اعلم تتمہ وَيٰۤاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ اور ہم نے (آدم علیہ السلام کو) حکم دیا کہ اے آدم تم اور تمہاری بی بی (حوا) جنت میں رہو پھر (وہاں) جس جگہ سے چاہو (اور جس چیز کو چاہو) دونوں آدمی کھاؤ اور (اتنا خیال رہے کہ) اس (خاص) درخت کے پاس (بھی) مت جاؤ (یعنی اس کا پھل مت کھاؤ) کبھی اُن لوگوں کے شمار میں آجاؤ جن سے نامناسب کام ہوجایا کرتا ہے **ف** ایسی ہی آیت سورہ بقرہ کے رکوع چہارم میں آچکی ہے وہاں اس کے متعلقات ضرور یہ ملاحظہ کرلیے جاویں۔

ملحقات الترجمة

۱ قولہ فی فبما قسم اشار الی تقدیر قسم تعلق به الجبتية ۱۲

۲ قولہ فی توضیح لاتینهم عبادت نکرنے پاویں اشارہ الی مقصود کلامه وکذا اشارة فی جوابه الی الجواب عن مقصوده فانظر واشکر فانه من المواهب ۱۲

۳ قولہ فی شاکرین احسان کما فی الروح مطیعین ۱۲

۴ قولہ فی یادم حکم دیا اشارة الی تقدیر قلنا کما مر فی البقرة ۱۲

۵ قولہ فی لاتقربا یعنی اشارة الی مقصود والمبالغة ۱۲

البلاغة

تخصیص الخطاب بآدم علیہ السلام للایذان باصالتہ الرجل فی السکنی وکون المرأة تابعة وتعمیم الخطاب فی کلا لکونہما اسوة فی الاکل ۱۲۔

فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهٰكُمَا رَبُّكُمَا

پھر شیطان نے اُن دونوں کے دل میں وسوسہ ڈالا تاکہ اُن کا پردہ کا بدن جو ایک دوسرے سے پوشیدہ تھا دونوں کے روبرو بے پردہ کردے اور کہنے لگا کہ تمہارے رب نے تم دونوں کو

عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ۝ وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا

اس درخت سے اور کسی سبب سے منع نہیں فرمایا مگر محض اس وجہ سے کہ تم دونوں کہیں فرشتے ہو جاؤ یا کہیں ہمیشہ زندہ رہنے والوں میں سے ہو جاؤ اور اُن دونوں کے روبرو قسم کھالی کہ یقین جانیے میں آپ دونوں کا

لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ۝ فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ ۚ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ

خیر خواہ ہوں سو اُن دونوں کو فریب سے نیچے لے آیا پس اُن دونوں نے جو درخت کو چکھا دونوں کا پردہ کا بدن ایک دوسرے کے روبرو بے پردہ ہو گیا اور دونوں اپنے اوپر جنت کے پتے

وَّرَقِ الْجَنَّةِ ۭ وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَآ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝

جوڑ جوڑ کر رکھنے لگے اور اُن کے رب نے اُن کو پکارا کیا میں تم دونوں کو اس درخت سے ممانعت نہ کر چکا تھا　اور یہ نہ کہہ چکا تھا کہ شیطان تمہارا صریح دشمن ہے

تمہ فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهٰكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ۝۲۰ وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ۝۲۱ فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ ۚ پھر شیطان نے اُن دونوں کے دل میں وسوسہ ڈالا تاکہ اُن کو وہ درخت کھلا کر) اُن کا پردہ کا بدن جو ایک[1] دوسرے سے (اور خود اپنے سے بھی) پوشیدہ تھا دونوں کے روبرو بے پردہ کردے (جیسا کہ اس درخت کے کھانے کی تاثیر تھی بالذات یا بوجہ ممانعت کے) اور (وہ وسوسہ یہ تھا کہ دونوں سے) کہنے لگا کہ تمہارے رب نے تم دونوں کو اس درخت (کے کھانے) سے اور کسی سبب سے منع نہیں فرمایا مگر محض اس وجہ سے کہ تم دونوں (اس کو کھا کر) کہیں فرشتے[2] نہ ہو جاؤ یا کہیں ہمیشہ زندہ رہنے والوں میں سے (نہ) ہو جاؤ (جو کہ واقعی ممانعت کے وقت آپ کے لیے یہ ملکیت وحیوٰۃ ابدیہ مناسب حال نہ تھی اور اب حالت میں ترقی ہو کر مناسب بن گئی وہ ممانعت اس وقت کے ساتھ متعلق ہی نہیں) اور اُن دونوں کے روبرو (اس بات پر) قسم (بھی) کھالی کہ یقین جانیے میں آپ دونوں (صاحبوں) کا (دل سے) خیر خواہ ہوں سو (ایسی باتیں بنا بنا کر) اُن دونوں کو فریب سے نیچے لے آیا (باعتبار حالت اور رائے کے بھی اور باعتبار مکان کے بھی حتیٰ کہ اپنی رائے عالی سے اس کی رائے سافل کی طرف مائل ہو گئے جس سے جنت سے اسفل کی طرف اُتارے گئے) **ف** توجیہ اس دھوکے میں آجانے کی سورۂ بقرہ کے رکوع چہارم میں بہت بسط کے ساتھ مذکور ہوئی ہے اور وسوسہ چونکہ ایک نفسانی تصرف ہے اور نفسانی تصرف میں بُعد مکانی حائل نہیں ہوتا اس لیے اس کے اثبات کی حاجت نہیں کہ شیطان مشافہۃً ان صاحبوں سے ملا ہو اور بات کی ہو بلکہ زمین ہی پر رہ کر وسوسہ ڈالا ہو اور آدم علیہ السلام کو اس کا وسوسہ ہونا معلوم نہ ہوا ہو واللہ اعلم **تمہ** فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ۭ وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَآ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝۲۲

ملحقات الترجمۃ

[1] قولہ فی ما وری عنہما الخ ایک دوسرے سے فی الروح کان لا یریانہا من انفسہما ولا احدہما من الآخر ۱۲

[2] قولہ فی قال ما نہٰکما وہ وسوسہ اشارۃ الی ان قال بیان وسوس ۱۲

[3] قولہ فی تکونا نہ ہو جاؤ اشارۃ الی تقدیر لا لیصح کونہ مفعولاً لہ ۱۲

اللغات

فی البیضاوی التدلیۃ والادلاء ارسال الشیٔ من اعلیٰ الی اسفل اھ واعتبرت ہذا المعنی فی الترجمۃ و توضیحہا۔ قولہ یخصفان یلصقان واصل معناہ الخرز فی طاقات النعال ونحوہا۔

النحو

بغرور ای بما غرہما بہ من القسم او متلبسین بہ فالباء للمصاحبۃ او للملابسۃ قولہ علیہما راجع الی آدم وحوا او الی سوآتہما قولہ اقل معطوف علی انہکما ای الم اقل۔

البلاغۃ

سوآتہما جمع السوآت لاستثقال الجمع بین التثنیتین قولہ لیبدی اللام للعاقبۃ او للتعلیل وتخصیص الابدار مع انہ ادنی للضار لعلہ للایذان بکمال عداوتہ لیا حیث لم یغب عن نظرہ ادنی الضار فکیف باعلاہا فدل علی سائر الضار بالاولیٰ او لمانی العری وکشف العورۃ من المہانۃ ۱۲

قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ﷻ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ

دونون کہنے لگے کہ اے ہمارے رب ہم نے اپنا بڑا نقصان کیا اور اگر آپ ہماری مغفرت نہ کرینگے اور ہم پر رحم نہ کرینگے تو واقعی ہمارا بڑا نقصان ہوجاویگا حق تعالیٰ نے فرمایا کہ نیچے ایسی حالت میں جاؤ کہ تم باہم

لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ۝ قَالَ فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا

دوسرے بعضون کے دشمن رہوگے اور تمہارے واسطے زمین مین رہنے کی جگہ ہے اور نفع حاصل کرنا ایک وقت تک　فرمایا کہ تم کو وہان ہی زندگی بسر کرنا ہے اور وہان ہی

تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ ۝ ع

مرنا ہے　اور اسی مین سے پھر پیدا ہونا ہے۔

قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ پس اُن دونون نے جو درخت کو چکھا (فوراً) دونون کا پردہ کا بدن ایک دوسرے کے روبرو بے پردہ ہوگیا (اور جنت کا لباس اُتر پڑا اور شرما گئے) اور (بدن چھپانے کے لیے) دونون اپنے (بدن کے) اوپر جنت کے (درختون کے) پتے جوڑ جوڑ کر رکھنے لگے اور (اُسوقت) اُن کے رب نے اُن کو پکارا کیا مین تم دونون کو اس درخت (کے کھانے) سے ممانعت نہ کر چکا تھا اور یہ نہ کہہ چکا تھا کہ شیطان تمہارا صریح دشمن ہے (اس کے اغوا سے بچیو کما فی قولہ ان ھذا عدو لك الخ) دونون کہنے لگے کہ اے ہمارے رب ہم نے اپنا بڑا نقصان کیا (کہ پوری احتیاط اور تامل سے کام نہ لیا) اور اگر آپ ہماری مغفرت نہ کرینگے اور ہم پر رحم نہ کرینگے تو واقعی ہمارا بڑا نقصان ہوجاوے گا **ف** اس کی تحقیق کہ آدم علیہ السلام کا یہ فعل گناہ نہ تھا اور باوجود گناہ نہ ہونے کے یہ عتاب ہونا اور ان کا توبہ کرنا یہ سب سورۂ بقرہ مین گذر چکا ہے اور یہان بھی ترجمہ مین غور کرنے سے بالخصوص ظلمنا کے ترجمہ و توضیح سے گناہ نہ ہونا ظاہر ہوسکتا ہے اور یہ جو کہا کہ ہمارا نقصان ہوجاویگا ترقی نہ ہونا یہ بھی نقصان ہے یا تو اصفیا ایسے الفاظ کہے ہون۔ **تتمہ** قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ۝ قَالَ فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ ۝ حق تعالیٰ نے (آدم و حوا علیہما السلام سے) فرمایا کہ (جنت سے) نیچے (زمین پر) ایسی حالت مین جاؤ کہ تم (یعنی تمہاری اولاد) باہم بعضے دوسرے بعضون کے دشمن رہوگے اور تمہارے واسطے زمین مین رہنے کی جگہ (تجویز کیگئی) ہے اور (اسباب معیشت سے) نفع حاصل کرنا (تجویز ہوا ہے) ایک وقت (خاص) تک (کہ وہ موت کا وقت ہے اور یہ بھی) فرمایا کہ تم کو وہان ہی زندگی بسر کرنا ہے اور وہان ہی مرنا ہے اور اسی مین سے (قیامت کے روز) پھر پیدا ہونا ہے (آگے پھر جیسا عمل ہوگا ویسے ٹھکانے پر جانا ہوگا جیسا سورۂ بقرہ مین ہے۔ فمن تبع ھدای الخ) **ف** مطلب فیہا تحیون الخ کا یہ ہے کہ مسکن اصلی اور معتاد تمہارا یہ ہوگا اور اگر کسی عارض کی وجہ سے خرق عادت ہوجاوے تو اس کی نفی نہین ہے پس اس سے عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر زندہ جانے اور رہنے کی نفی پر استدلال کرنا محض باطل ہے **ف** سورۂ بقرہ مین ایسی آیت آچکی ہے ملاحظہ کرلیا جاوے۔ **ربط** اوپر کے قصہ مین ابلیس کی ضلالت اور بنی آدم سے اُس کی عداوت مذکور تھی آگے اُس کے اضلال اور اُس سے حذر اور احتیاط کی تاکید کا بیان ہے مطلقاً بھی جیسا لا یفتننکم الشیطان وغیرہ اور بعض خاص امور علمیہ وعملیہ مین بھی جیسا ان آیات کے اسباب نزول سے معلوم ہوتا ہے چنانچہ ابن المنذر نے عکرمہ سے قد انزلنا علیکم لباسا الخ مین نقل کیا ہے کہ یہ آیت قریش اور دیگر قبائل عرب کے بارے مین نازل ہوئی کہ وہ گوشت نہ کھاتے تھے اور بجز قریش کے دوسرے قبائل برہنہ طواف کرتے تھے اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے سدی سے وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً الخ مین نقل کیا ہے کہ بعض عرب برہنہ طواف کرتے اور جب اُس کی وجہ پوچھی جاتی تو کہتے وجدنا علیہا اباءنا واللہ امرنا بہا اور مسلم نے ابن عباس رضی سے کہ عورتین برہنہ طواف کرتین اُس پر یہ آیتین نازل ہوئین خذوا زینتکم اور قل من حرم زینۃ اللہ الخ اور کلبی سے نقل کیا ہے کہ اہل جاہلیت ایام حج مین کھانا سد رمق سے زیادہ نہ کھاتے اور چکنائی چھوڑ دیتے بعض مسلمانون کو ایسا خیال ہوا تو کلوا واشربوا الخ نازل ہوا اور ابو الشیخ نے ابن زید سے نقل کیا ہے کہ بعض لوگ بکری کے دودھ اور گوشت اور گھی کو حرام کرلیتے تھے اُس پر یہ آیت نازل ہوئی قل من حرم زینۃ اللہ الخ اور ابن جریر وغیرہ نے ابن عباس رض سے نقل کیا ہے کہ اہل جاہلیت بہت سی حلال چیزون کو جیسا کپڑا وغیرہ حرام سمجھتے تھے اُس پر یہ آیت نازل ہوئی قل من حرم الخ اور ابو الشیخ نے ابن عباس سے انما حرم ربی الخ مین

ع

ملحقات الترجمہ

۱ے قولہ فی اھبطوا آدم و حوا اولاد ترابیتہ فی ھذا قال اھبطا والجمع لاشتمالہما علی ذریتہما

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ؕ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ ذٰلِكَ خَيْرٌ ؕ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ

اے اولاد آدم کی ہم نے تمہارے لیے لباس پیدا کیا جو کہ تمہارے پردہ دار بدن کو بھی چھپاتا ہے اور موجب زینت بھی ہے اور تقوے کا لباس یہ اس سے بڑھکر ہے یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے

لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ۝ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا

تاکہ یہ لوگ یاد رکھیں اے اولاد آدم کی شیطان تمکو کسی خرابی میں نہ ڈالدے جیسا اس نے تمہارے دادا دادی کو جنت سے باہر کرادیا ایسی حالت سے کہ انکا لباس بھی انسے اتروا دیا تاکہ اُن کو اُن کی

سَوْاٰتِهِمَا ؕ اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ؕ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَاِذَا

پردہ کا بدن دکھلائی دینے لگے وہ اور اس کا لشکر تم کو ایسے طور پر دیکھتا ہے کہ تم اُن کو نہیں دیکھتے ہو ہم شیطانوں کو انہیں لوگوں کا رفیق ہونے دیتے ہیں جو ایمان نہیں لاتے اور وہ لوگ جب

فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَآءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ ؕ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ

کوئی فحش کام کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو اسی طریق پر پایا ہے اور اللہ تعالیٰ نے بھی ہمکو یہی بتلایا ہے آپ کہدیجئے کہ اللہ تعالیٰ فحش بات کی تعلیم نہیں دیتا کیا خدا کے ذمہ ایسی بات لگاتے ہو

مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ ۟ وَاَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ؕ كَمَا بَدَاَكُمْ

جسکی تم سند نہیں رکھتے آپ کہدیجئے کہ میرے رب نے حکم دیا ہے انصاف کرنے کا اور یہ کہ تم ہر سجدہ کے وقت اپنا رخ سیدھا رکھا کرو اور اللہ کی عبادت اس طور پر کرو کہ اس عبادت کو خاص اللہ ہی کے واسطے رکھا کرو تم کو اللہ نے

تَعُوْدُوْنَ ۝ فَرِيْقًا هَدٰى وَفَرِيْقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ ؕ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَيَحْسَبُوْنَ

اسی طرح پھر تم دوبارہ پیدا ہوگے بعض لوگوں کو تو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی ہے اور بعض پر گمراہی کا ثبوت ہوچکا ہے ان لوگوں نے شیطانوں کو رفیق بنالیا اللہ تعالیٰ کو چھوڑکر اور خیال رکھتے ہیں

اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۝

کہ وہ راہ پر ہیں اے اولاد آدم کی تم مسجد کی ہر حاضری کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو اور خوب کھاؤ اور پیو اور حد سے مت نکلو بیشک اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتے حد سے نکل جانیوالوں کو

نقل کیا ہے کہ ماظھر الخ سے برہنگی مراد ہے کہ برہنہ طواف کرتے تھے اور مابطن سے زنا یہ روایات درمنثور اور لباب اور روح المعانی سے نقل کی ہیں اور ان امور کی تخصیص کو اس مقام سے خاص مناسبت بھی ہے کیونکہ اوپر قصہ میں شیطان کی عداوت کا اثر آدم علیہ السلام کے ساتھ طعام ولباس میں معلوم ہوچکا کہ شجرہ منہی عنہ کھلا کر بقیہ اطعمہ سے محروم کردیا اور لباس بھی اتروا دیا اور یہی اثر اُن کی اولاد کے ساتھ ظاہر ہوا کہ عقائد فاسدہ میں مبتلا کرکے اطعمہ والبسہ سے محروم کرتا ہے ونیز اوپر اپنے انعامات کا ذکر فرمایا تھا جیسا تمہید آیت ولقد مکنکم میں گذرچکا آگے اطعمہ والبسہ کے عطا فرمانے کا بیان ہے کہ یہ بھی نعمت ہے غرض کسی وجہ سے باہم تناسب ہے **تحذیر از اضلال ابلیس عموماً وخصوصاً** يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ؕ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ ذٰلِكَ خَيْرٌ ؕ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۲۶﴾ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا ؕ اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ؕ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَآءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ ؕ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸﴾ قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ ۟ وَاَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ؕ كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ ﴿۲۹﴾ فَرِيْقًا هَدٰى وَفَرِيْقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ ؕ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۳۰﴾ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۳۱﴾

اللغات الريش الزينة اخذا من ريش الطير الذي هو زينة له وهو من عطف الصفة على الصفة لتقبيل الجامعة۔

النحو قوله فريقا حق اي اضل فريقا دل عليه قوله حق الخ۔

البلاغة لباس التقوى كلجين الماء۔

الكلام قوله بالفحشاء في الروح المراد بما تنبع بعقل بها نفرة والطبع السليم واستنقاص العقل المستقيم لا كون الشي متعلق الذم قبل ورود النهي عنه فلا دلالة فيه للمعتزلة اه قلت ثم هو نفي للعادة الا للامكان ليثبت به كون العقل حاكما فافهم قوله انا جعلنا الشيطين وقوله انهم اتخذوا في المجموع دليل الى الحق في كون الحق خالقا والخلق

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ؕ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

آپ فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ کے پیدا کئے ہوئے کپڑون کو جنکو اُسنے اپنے بندون کے واسطے بنایا ہی اور کھانے پینے کی حلال چیزون کو کس شخص نے حرام کیا ہے آپ یہ کہدیجیے کہ یہ اس طور پر کہ قیامت کے

خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ

روز بھی خالص رہین دنیوی زندگی مین خاص اہل ایمان ہی کے لیے ہین ہم اسیطرح تمام آیات کو سمجھدارون کیواسطے صاف صاف بیان کیا کرتے ہین آپ فرمائیے کہ البتہ میرے رب نے حرام کیا ہی تمام فحش باتونکو انمین جو علانیہ ہین وہ

وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَلِكُلِّ

اور ہر گناہ کی بات کو اور ناحق کسی پر ظلم کرنیکو اور اس بات کو کہ تم اللہ تعالیٰ کیساتھ کسی ایسی چیز کو شریک ٹھیراؤ جسکی اللہ نے کوئی سند نازل نہین فرمائی اور اس بات کو کہ تم لوگ اللہ تعالیٰ کے ذمے ایسی بات لگادو جسکی تم سند نہ رکھو

اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ۝

گروہ کے لیے ایک میعاد معین ہے سو جسوقت اُنکی میعاد معین آجاویگی اُس وقت ایک ساعت نہ پیچھے ہٹ سکین گے اور نہ آگے بڑھ سکین گے۔

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ؕ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۳۲﴾ قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۳۴﴾ اے اولاد آدم کی (ایک ہمارا انعام یہ ہے کہ) ہم نے تمہارے لیے لباس پیدا کیا[1] جو کہ تمہارے پردہ دار بدن کو بھی چھپاتا ہے اور (تمہارے بدن کے لیے) موجب زینت بھی (ہوتا) ہے اور (اس ظاہری لباس کے علاوہ ایک معنوی لباس بھی تمہارے لیے تجویز کیا ہے کہ وہ) تقوی (یعنی دینداری) کا لباس (ہے کہ) یہ اُس (لباس ظاہری) سے بڑھکر (ضروری) ہے (کیونکہ اس ظاہری لباس کا مطلوب شرعی ہونا اُسی تقوے کے وجوب کی فرع ہے پس اصل مقصود جو ہر حالت مین ضروری ہے وہ یہ لباس ہے) یہ (لباس کا پیدا کرنا جس سے تستر اور تزین دونون نفعے ہین) اللہ تعالیٰ (کے فضل وکرم) کی نشانیون مین سے ہے تاکہ یہ لوگ (جنکو یہ بات بتلائی گئی ہی اس نعمت کو) یاد رکھین (اور یاد رکھکر منعم کا حق ادا کرین اور وہ حق وہی ہی جسکو لباس تقوی فرمایا ہی) اے اولاد آدم کی (جب تکو اوپر تقوے کا وجوب اور اُس سے اوپر شیطان کی عداوت کا حال معلوم ہوچکا تو اس بات کا ذرا خیال رکھنا کہ) شیطان تم کو کسی خرابی مین نہ ڈالدے (کہ خلاف تقوی اور دین کے تمسے کوئی کام کرادے) جیسا اُس (کمبخت) نے تمہارے دادا دادی (یعنی حضرت آدم وحوا علیہما السلام) کو (خرابی مین ڈالدیا تھا کہ اُنکو) جنت سے باہر کرادیا[2] (یعنی اُن سے ایسا عمل کرادیا کہ وہ جنت سے باہر ہوگئے اور باہر بھی) ایسی حالت سے (کرایا) کہ اُن کا لباس بھی اُن (کے بدن) سے اُتروادیا تاکہ اُن (دونون) کو اُن کا پردہ کا بدن دکھلائی دینے لگے (جیسا اُوپر آچکا غرض وہ تمہارا دشمن قدیم ہے اُس سے بہت ہوشیار رہو اور زیادہ احتیاط اس لیے اور بھی ضروری ہے کہ) وہ اور اُس کا لشکر تم کو ایسے طور پر دیکھتا ہے[3] کہ تم اُن کو (عادۃً) نہین دیکھتے ہو (اور ظاہر ہے کہ ایسے دشمن سے بہت ہی حذر چاہیئے اور اُس سے حذر کا طریقہ یہی ہے کہ تقوے اور ایمان کامل اختیار کرلو کیونکہ) ہم شیطانون کو اُنہین لوگون کا رفیق ہونے دیتے ہین جو ایمان نہین لاتے (اگر بالکل ایمان منتفی ہے تو کامل رفاقت اور قدرت ہوتی ہے اور اگر کمال ایمان منتفی ہے تو ناتمام رفاقت اور قدرت ہوتی ہے بخلاف مومن کامل کے اُس پر اصلا قابو نہین چلتا لقولہ تعالیٰ انہ لیس لہ سلطان علی الذین اٰمنوا وعلی ربھم یتوکلون وقولہ الا عبادک منھم المخلصین) اور (جو لوگ ایمان نہین لائے اُن پر اُس کے قابو چلنے کی یہ حالت ہے کہ) وہ لوگ جب کوئی فحش کام کرتے ہین (خواہ عقائد مین سے جیسے شرک کہ اعلی درجہ کی بیحیائی ہے خواہ اعمال مین سے جیسے طواف کے وقت برہنہ ہوجانا اور اُس سے کوئی منع کرتا ہے) تو (جواب مین) کہتے ہین کہ ہم نے (تو) اپنے باپ دادا کو اسی طریق پر پایا ہے اور (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ نے بھی ہم کو یہی بتلایا ہے (اور ظاہر ہے کہ اس سے بڑھکر اور کیا قابو چلیگا کہ کفر وشرک مین مبتلا کر رکھا ہی آگے جواب کی تعلیم ہی کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کہدیجیے کہ اللہ تعالیٰ فحش بات کی (کبھی) تعلیم نہین دیتا (ہر گز خدا تعالیٰ نے ایسی باتونکی اجازت نہین دی)

ملحقات الترجمہ

[1] قولہ فی انزلنا پیدا الماٰل الیٰ الروح خلقنا لکم وذلک باسباب نازلۃ من السماء کالمطر الذی ینبت القطن ۱۲

[2] قولہ فی کما اخرج خرابی مین اشارۃ الیٰ تتمۃ الکلام بعد ان فتن ابویکم بان اخرج الخ لیصح التشبیہ ۱۲

[3] قولہ فی اخرج کرادیا اشارۃ الیٰ ان الاسناد الیٰ السبب ۱۲

[4] قولہ من حیث ایسے طور پر فھو مجاز لان حقیقتہ المکان او الزمان ۱۲

کیا (ایسا دعویٰ کرکے) خدا کے ذمہ ایسی بات لگاتے ہو جس کی تم سند نہین رکھتے (اور اسی سے وجدنا علیہا کا جواب نکل آیا کیونکہ تقلید اُس مسئلہ مین جائز ہی جسمین تقلید کرنے کے لیے اذن و سند شرعی ہو جو موقوف ہو اُسکے شرائط کے اجتماع پر اور یہان خود نص قطعی کی مخالفت سے شرائط مفقود ہین پس ایسی تقلید سے احتجاج خود باطل ہوگیا) آپ (یہ بھی) کہدیجئے کہ (جن باتون کا حکم کرنا تم خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے ہو وہ تو غلط ٹھیرین اب وہ بات سُنو جسکا حکم کرنا خدا تعالیٰ کی طرف واقعی منسوب ہے وہ یہ کہ) میرے رب نے (تو ایسی اچھی اچھی باتون کا) حکم دیا ہے (مثلاً) انصاف کرنیکا (حکم دیا ہے) اور[1] (مثلاً) یہ (حکم دیا ہی) کہ تم ہر سجدہ[2] (یعنی عبادت) کے وقت اپنا رخ (یعنی قلب) سیدھا (اللہ کی طرف) رکھا کرو (یعنی بت وغیرہ کو سجدہ یا اور کوئی عبادت کیا کرو) اور اللہ کی عبادت اس طور پر کرو کہ اُس عبادت کو (باعتبار عقیدہ کے) خالص اللہ ہی کے واسطے رکھا کرو (یعنی شرک کا عقیدہ مت رکھا کرو ان ماموراتِ مین سب اصول شریعت آگئے قسط مین حقوق العباد اقیموا مین اعمال و طاعات مخلصین مین عقائد مطلب یہ کہ اللہ کے تو یہ احکام ہین اُن کو مانو کیونکہ صرف تم کو حکم دیکر نہین چھوڑ دیا جاویگا بلکہ ایک وقت حساب و کتاب کے لیے بھی آنے والا ہے یعنی قیامت چنانچہ) تم کو اللہ تعالیٰ نے جس طرح (اپنی قدرت[3] سے) شروع مین پیدا کیا تھا اسی طرح تم (ایک وقت پر) پھر دوبارہ پیدا ہوگے (قدرت الٰہیہ پر نظر کرتے ہوئے استبعاد لغو ہے غرض جب دوبارہ پیدا ہوگے جزا و سزا واقع ہوگی آگے جزا و سزا کا محل بتلاتے ہین کہ) بعض لوگون کو تو اللہ تعالیٰ نے (دنیا مین) ہدایت کی ہے (اُن کو اُسوقت جزا ملیگی) اور بعض پر گمراہی کا ثبوت ہو چکا ہے (اُن کو اُس وقت سزا ملیگی اور وجہ ان لوگون کے گمراہ ہونے کی یہ ہوئی کہ) ان لوگون نے شیطانون کو (اپنا) رفیق بنا لیا اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر (یعنی اللہ تعالیٰ کی اطاعت نہ کی اور شیاطین کی اطاعت کی) اور (باوجود اس کے پھر اپنی نسبت) خیال رکھتے ہین کہ وہ راہ (راست) پر ہین (یہ خیال راستی کا خواہ بزعم خود باعتبار دین حق ہونے کے ہو خواہ باعتبار قرین مصلحت ہونے کے ہو) اے اولاد آدم کی (جب برہنہ طواف کا فحش اور مذموم عنداللہ ہونا معلوم ہوگیا تو) تم مسجد[4] کے ہر حاضری (یعنی عبادت) کے وقت (کہ اُسمین نماز و طواف سب آگیا) اپنا لباس پہن لیا کرو اور (جس طرح لباس کا ترک کرنا ضلالات شیطانیہ ہے اسیطرح حلال ماکولات و مشروبات کا حرام سمجھ کر چھوڑ دینا جیسا کہ اہل جاہلیت اسمین بھی مبتلا تھے نیز ضلالت شیطانیہ ہے اس سے بھی باز آؤ اور حلال چیزون کو) خوب کھاؤ اور پیو اور (خواہ مخواہ اُن کو حرام[5] اعتقاد کرکے) حد (شرعی) سے مت نکلو بیشک اللہ تعالیٰ پسند نہین کرتے حد سے نکلجانے والون کو آپ (ان لوگون سے جو کہ ملبوسات مطعومات و مشروبات کو بلا دلیل بلکہ خلاف دلیل حرام سمجھ رہے ہین یون) فرمائیے کہ (یہ بتلاؤ) اللہ تعالیٰ کے پیدا کئے ہوئے کپڑون کو جنکو اُس نے اپنے بندون کے (استعمال کے) واسطے بنایا ہے اور کھانے پینے کی حلال چیزون کو (جنکو خدا نے حلال بنایا ہی) کس شخص نے حرام کیا ہی (یعنی تحریم کے لیے تو محرم کی ضرورت ہے وہ محرم خدا کے سوا کون ہی اب اس مقام پر اخرج لعبادہ سے کفار کو وہم ہوسکتا تہا کہ ہم بھی اللہ کے بڑے محبوب و مقبول ہین کہ ہمارے لیے کیسے کیسے ملبوسات و مطعومات پیدا کیے اسلیئے بطور دفع دخل کے ارشاد فرماتے ہین کہ اے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) آپ یہ کہدیجیے کہ (مطلق استعمال کی اجازت دلیل مقبولیت کی نہین ہان جس استعمال کے بعد بھی کوئی وبال نہ ہو وہ البتہ دلیل مقبولیت کی ہی ایسا استعمال خاص اہل ایمان کا حصہ ہی چنانچہ) یہ اشیاء (یعنی زینت اور طیبات مذکورہ) اس طور پر کہ قیامت کے روز بھی (کدورات سے) خالص رہین دنیوی زندگی مین خاص اہل ایمان ہی کے لیے ہین (بخلاف کفار کے کہ یہان گو تنعم ہے مگر چونکہ اس تنعم کا حق ادا نہین کیا بلکہ کفر و شرک مین مبتلا ہے اسلیئے وہان یہ نعمتین وبال بنجاوینگی جیسے حاکم عدالت اپنے دو اہلکارون کو کچھ کام بتلاوے اور کام کی میعاد ختم ہونے تک اپنے گھر سے انکو کھانا بھی منگاکر کھانے کی اجازت دے صرف یہ اجازت دلیل خوشنودی کی نہین یہ تو اعانت ہے جسنے وہ کام کر لیا اُسکا کھایا پیا سب جان کو لگا جسنے کام نہ کیا سب کھایا پیا ناک کی راہ کو نکلا) ہم اسی طرح (یعنی جیسا یہ مضمون بیان کیا) تمام آیات کو سمجھدارون کے واسطے صاف صاف بیان کیا کرتے ہین آپ (اُن سے یہ بھی) فرمائیے کہ (تم نے جن اشیاء کو بلا دلیل حرام اعتقاد کرکے چھوڑ رکھا ہے اور بعض اوقات اُن کی تحریم کو حق تعالیٰ کی طرف منسوب کر دیتے ہو انکو تو اللہ تعالیٰ نے حرام نہین کیا) البتہ میرے رب نے صرف (ان چیزون کو جنمین سے اکثر مین تم مبتلا ہو) حرام کیا ہے (مثلاً) تمام فحش باتون کو اُن مین جو علانیہ ہین وہ بھی (جیسے برہنہ طواف کرنا) اور ان مین جو پوشیدہ ہین وہ بھی (جیسے بدکاری) اور (مثلاً) ہر گناہ کی بات کو (حرام کیا ہے) اور (مثلاً) ناحق کسی پر ظلم (وزیادتی) کرنے کو (حرام کیا ہے) اور (مثلاً) اس بات کو (حرام کیا ہے) کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ

ملحقات الترجمہ

[1] قولہ فی واقیموا اور یہ کہ اشارۃ الی انہ معطوف علی القسط بتقدیر ان ۱۲

[2] قولہ فی عند کل مسجد الاول سجدہ یعنی الخ اشارۃ الی ان المصدر میمی و الی انہ مجاز بطریق اطلاق المقید علی المطلق ۱۲

[3] قولہ فی کما بدأکم قدرت اشارۃ الی فائدۃ التشبیہ ۱۲

[4] قولہ فی کل مسجد الثانی مسجد کی ہر حاضری اشارۃ الی کون المراد بہ المعنی المتعارف لان نزولہا فی الطواف الذی یکون فی المسجد ۱۲

[5] قولہ فی لا تسرفوا حرام اعتقاد کذا فی روح المعانی وہو الانسب بالمقام ۱۲

کسی ایسی چیز کو شریک (عبادت) ٹھیراؤ جس (کے شریک ہونے) کی اللہ نے کوئی سند (اور دلیل) نازل نہین فرمائی (نہ کلیًا نہ جزئیًا) اور (مثلاً) اس بات کو (حرام کیا ہے) کہ تم لوگ اللہ تعالےٰ کے ذمہ ایسی بات لگا دو جس (کے منسوب الی اللہ ہونے) کی تم سند نہ رکھو (یعنی جو واقع مین حلال ہین اُن کو تو تم نے حرام سمجھا اور جو واقع مین حرام ہین اُن کو حلال سمجھا عجب جہل مین گرفتار ہوا اور جس طرح قل امر ربی بالقسط الخ مین تمام مامورات داخل ہوگئے تھے اسی طرح یہان انما حرم الخ مین تمام منہیات داخل ہین بغی مین تو سب معاملات آگئے اور ان تشرکوا وان تقولوا مین تمام عقائد فاسدہ آگئے اور اثم مین تمام اعمال و معاصی آگئے جن مین سے فحش معاصی کی تخصیص ذکر کے ساتھ اہتمام کے لیے کی گئی) اور یہ اگر ان محرمات کے ارتکاب کرنے والون کو فورًا سزا نہ ہونے سے اُن کی تحریم مین کسی کو شبہ ہو جاوے تو اُس کا جواب یہ ہے کہ علم آلہی مین) ہر گروہ (کے ہر فرد کی سزا) کے لیے (بمقتضائے حکمت) ایک میعاد معین ہے سو جس وقت اُن کی (وہ) میعاد معین (نزدیک) آجاویگی اُس وقت ایک ساعت نہ (اُس سے) پیچھے ہٹ سکین گے اور نہ آگے بڑھ سکین گے (بلکہ فورًا ہی سزا جاری ہو جاویگی اُس میعاد کے قبل سزا نہ ہونا اس کی دلیل نہین کہ ان محرمات پر سزا نہ ہوگی) **ف** چند فوائد ضروری سمجھنا چاہیئے اول یہ جو ارشاد فرمایا لا ترونہم الخ مطلب اس کا یہ ہے کہ انسان کا جنات کو دیکھنا عادت فاشیہ و شائعہ کے خلاف ہے اور دیکھنے کی قطعًا نفی نہین ہے پس بعض اوقات انبیاء علیہم السلام کا یا غیر انبیاء کا خواص یا عوام سے جنات کو دیکھنا اس آیت کے خلاف نہین ہے دوم خذوا زینتکم الخ مین جو تخصیص وقت کی کیگئی حالانکہ ستر عورت دوسرے اوقات مین بھی واجب ہے وجہ اُس کی یہ ہے کہ چونکہ وہ لوگ وقت مذکور مین برہنہ ہو جایا کرتے و نیز اُس وقت وجوب زیادہ مؤکد ہوتا ہے سوم قل ہی للذین آمنوا فی الحیٰوۃ الدنیا الخ کی جو تفسیر احقر نے اختیار کی ہے در منثور مین بروایت طبرانی وغیرہ حضرت ابن عباس رض سے منقول ہے الفاظ اس کے یہ ہین قال ینتفعون بھا فی الدنیا لا یتبعہم فیہا اثم یوم القیمۃ چہارم مالم ینزل بہ سلطانا مین کلیًا اور جزئیًا سے تعمیم کردی گئی وجہ اُس کی یہ ہے کہ تمام حجج شرعیہ کو شامل ہو جاوے کیونکہ نصوص منزلہ کلیًا اُن کے معتبر ہونے پر دال ہین پنجم یحسبون انہم مہتدون مین جو تعمیم کی گئی کہ خواہ دین حق ہونے کی ہو الخ اس کی توضیح یہ ہے کہ بعض کفار تو اپنے مذہب کو واقع مین حق سمجھتے ہین اُن پر تو یحسبون الخ کا صادق آنا ظاہر ہے اور بعض باوجود باطل سمجھنے کے اُس پر جمے رہتے ہین ان پر اس کا صدق اس اعتبار سے ہے کہ اس صورت مین لا بُدّ یہ اصرار کسی مصلحت مزعومہ موہومہ کی وجہ سے ہوگا اور اس مصلحت کی تحصیل و رعایت کو وہ کسی وجہ سے ضروری و مناسب سمجھتے ہین اور ضروری کی رعایت کرنا عقلی اہتدا ہے اور اگر کسی کو صورت اول مین شبہ ہو کہ جب ایک شخص واقع مین اپنے کو حق پر سمجھتا ہے گو غلطی پر ہو پھر اُس پر کیا الزام وہ معذور ہونا چاہیئے کیونکہ اُسکو اپنی غلطی کی اطلاع ہی نہین جواب یہ ہے کہ معذور اس لیے نہین کہ اُسنے باوجود دلائل تو یہ و صحیحہ کے قائم ہونے کے جن سے بالاضطرار و بالطبع تردد و احتمال جانب مخالف کا قلب مین پیدا ہو جاتا ہے تامل کیون نہین کیا اور آیت مین جنکی مذمت ہے وہ ایسے ہی تھے بلکہ اکثر تو اپنے طریق کے باطل سمجھنے والے تھے البتہ جو شخص طلب حق مین اپنی کوشش خرچ کر چکے اور پھر بھی اُسکی نظر مطلوب صحیح تک نہ پہونچے اُسکی نسبت روح المعانی مین ہے و مذہب البعض انہ معذور ولم یفرقوا بین من لا عقل لہ اصلا و من لہ عقل لم یدرک بہ الحق بعد ان لم یدع فی القوس منزعا فی طلبہ الخ قلت ولکن امن لم یخطر فی بالہ تردد و احتمال النقیض قلت و بسط القول فی المسئلۃ الغزالی فی التفرقۃ بین الاسلام والزندقۃ وقلت و السلامۃ فی امثال ذلک التفویض الی اللہ تعالیٰ وھو اعلم العالمین واحکم الحاکمین اور اگر کسیکو صورت ثانی مین شبہ ہو کہ جب یہ شخص حق کو حق اور باطل کو باطل سمجھتا ہے تو مومن ہونا چاہیئے پھر اُسکو کفار مین کیون شمار کیا گیا جواب اسکا یہ ہے کہ جیسے قلب سے تکذیب کرنا کفر ہے اسیطرح زبان سے تکذیب کرنا اور برتاؤ مین مخالفت و عداوت انبیاء سے کرنا بھی کفر ہے خوب سمجھ لو ربط اوپر عقائد و اعمال مین ابلیس کے اتباع و موافقت اور احکام الٰہیہ کی مخالفت سے ممانعت فرمائی گئی تھی آگے یہ بتلاتے ہین کہ اس مضمون کا خطاب تم کو جدید نہین بلکہ عالم ارواح مین یہ عہد لے لیا گیا تھا اور وعدہ وعید سنا دیا گیا تھا اب اُسی کا اعادہ ہے اور اس مین مسئلہ رسالت اور معاد کا اثبات بھی ہو گیا جو کہ اعظم مقاصد صورت ہذا سے ہے

ملحقات الترجمة

لہ قولہ فی لکل امۃ ہر فرد کما فی روح المعانی قالوا التقدیر ولکل احد من امۃ ۱۲ سلہ قولہ فی فاذا جاء نزدیک کما فی قولہ اذا بلغن الی قولہ فامسکوہن ای قاربن فاندفع بہ الاعتراض المشہور بانہ لا یتصور الاستقدام عند مجیئہ فلا فائدۃ فی نفیہ وہذا مما القی فی روعی قدیما ثم رایتہ فی الروح منقولا عن البعض وان لم یرض بہ صاحب الروح وللناس فیما یعشقون مذاہب اما الفائدۃ فی نفی الاستقدام بعد تصور صحتہ فبیان سرتا خیر ہلاکہم مع استحقاقہم لکما ان فائدۃ نفی الاستیخار بیان عدم خلاصہم من العذاب ۱۲

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ ۙ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

اے اولاد آدم کی اگر تمہارے پاس پیغمبر آویں جو تم ہی میں سے ہونگے جو میرے احکام تم سے بیان کرینگے سو جو شخص پرہیز رکھے اور درستی کرے سو ان لوگوں پر نہ کچھ اندیشہ ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى

اور جو لوگ ہمارے ان احکام کو جھوٹا بتاویں گے اور ان سے تکبر کرینگے وہ لوگ دوزخ والے ہونگے وہ اس میں ہمیشہ رہینگے سو اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا

عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ۭ اُولٰٓئِكَ يَنَالُهُمْ نَصِيْبُهُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ ۙ

جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھے یا اسکی آیتوں کو جھوٹا بتلاوے ان لوگوں کے نصیب کا جو کچھ ہے وہ انکو ملجاویگا یہانتک کہ جب انکے پاس ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے انکی جان قبض کرنے آوینگے

قَالُوْٓا اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَشَهِدُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ۝ قَالَ ادْخُلُوْا

تو کہیں گے کہ وہ کہاں گئے جن کی تم خدا کو چھوڑ کر عبادت کیا کرتے تھے وہ کہیں گے کہ ہم سے سب غائب ہوگئے اور اپنے کافر ہونے کا اقرار کرنے لگیں گے اللہ تعالیٰ فرماوے گا

فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِي النَّارِ ۭ كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ۭ حَتّٰٓي اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا ۙ

کہ جو فرقے تم سے پہلے گذر چکے ہیں جنات میں سے بھی اور آدمیوں میں سے بھی انکے ساتھ تم بھی دوزخ میں جاؤ جس وقت بھی کوئی جماعت داخل ہوگی اپنی جیسی دوسری جماعت کو لعنت کریگی یہانتک کہ جب اس میں سب جمع ہو جاویں

قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰٓؤُلَاۗءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ڛ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَقَالَتْ اُوْلٰىهُمْ

تو پچھلے لوگ پہلے لوگوں کی نسبت کہینگے کہ اے ہمارے پروردگار ہمکو ان لوگوں نے گمراہ کیا تھا سو انکو دوزخ کا عذاب دوگنا دیجیے اللہ تعالیٰ فرماویں گے کہ سب ہی کا دوگنا ہے لیکن تمکو خبر نہیں اور پہلے لوگ پچھلے لوگوں سے

لِاُخْرٰىهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَاۗءِ

کہیں گے کہ پھر تم کو ہم پر کوئی فوقیت نہیں سو تم بھی اپنے کردار کے مقابلہ میں عذاب کا مزہ چکھتے رہو جو لوگ ہماری آیتوں کو جھوٹا بتلاتے ہیں اور ان سے تکبر کرتے ہیں ان کے لیے آسمان کے دروازے نہ کھولے جاینگے

وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰي يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِيْنَ ۝ لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ۝

اور وہ لوگ کبھی جنت میں نہ جاوینگے جب تک کہ اونٹ سوئی کے ناکہ کے اندر سے نہ چلا جاوے اور ہم مجرم لوگوں کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں انکے لیے آتش دوزخ کا بچھونا ہوگا اور انکے اوپر اسی کا اوڑھنا ہوگا اور ہم ایسے ظالموں کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں

ع ۴ ۸ ۱۱

حکایت عہد قدیم باطاعت رب کریم و بیان نعیم و جحیم يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ ۙ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (ہم نے عالم ارواح ہی میں کہدیا تھا) اے اولاد آدم کی اگر تمہارے پاس پیغمبر آویں جو تم ہی میں سے ہونگے جو میرے احکام تم سے بیان کریں گے سو (انکے آنے پر) جو شخص (تم میں ان آیات کی تکذیب سے) پرہیز رکھے اور (اعمال کی) درستی کرے (مراد یہ کہ کامل اتباع کرے) سو ان لوگوں پر (آخرت میں) نہ کچھ اندیشہ (کسی بات واقع ہونے والی) ہے اور نہ وہ غمگین ہونگے اور جو لوگ (تم میں سے) ہمارے ان احکام کو جھوٹا بتاویں گے اور ان (کے قبول کرنے) سے تکبر کریں گے وہ لوگ دوزخ (میں رہنے) والے ہونگے (اور) وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہینگے **ربط** اوپر عہد مذکور میں نعیم و جحیم کا اجمالاً بیان تھا آگے بطور تفریع کے اسکا کسیقدر مفصل ذکر ہے اول اہل جحیم کا پھر اہل نعیم کا **تفصیل سزائے مکذبین** فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ۭ اُولٰٓئِكَ يَنَالُهُمْ نَصِيْبُهُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ ۙ قَالُوْٓا اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَشَهِدُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ۝ قَالَ ادْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِي النَّارِ ۭ كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ۭ حَتّٰٓي اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا ۙ قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰٓؤُلَاۗءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا

اللغات قوله ادّارکوا اصله تدارکوا لحق آخرہم اولہم کذا فی القاموس قلت حاصل معناه جمعوا وفیہ ایضا ادرک الشیء و بلغ وقتہ وانتہی معنی (ومنہ) ادرک علمہم فی الآخرۃ جہلوا علمہا ولا علم عندہم من امرہا اہ۔

الروایات فی الدر المنثور اخرج ابن جریر عن ابی سیار السلمی فقال ان اللہ تبارک وتعالیٰ جعل آدم وذریتہ فی کفہ فقال یابنی آدم الآیۃ ثم نظر الیہ قلت علیہ فسرت الآیۃ ویؤیدہ قولہ تعالیٰ فی البقرۃ قلنا اہبطوا منہا جمیعا فاما یاتینکم منی ہدی الآیۃ فان الظاہر منہ ان ہذا الخطاب کان قبل ارسال الرسل فی عالم الارواح ولعلہ کان مع اخذ المیثاق علی الربوبیۃ والاصل فی الآیتین التوافق خصوصاً مع تقارب الالفاظ واللہ اعلم

ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ۳۸ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ۳۹ وَقَالَتْ اُوْلٰىهُمْ لِاُخْرٰىهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ۴۰ اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِيْنَ ۴۱ لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ۴۲

(جب تکذیب کرنے والون کا مستحق وعید شدید ہونا اجمالاً معلوم ہو گیا) سو (اب تفصیل سنو کہ) اُس شخص سے زیادہ کون ظالم ہو گا جو اللہ تعالےٰ پر جھوٹ باندھے (یعنی جو بات خدا کی کہی ہوئی نہ ہو اُس کو تو خدا کی کہی ہوئی کہے) یا اُس کی آیتون کو جھوٹا بتلاوے (یعنی جو بات خدا کی کہی ہوئی ہو اُس کو بے کہی ہوئی بتلاوے) اُن لوگون کے نصیب کا جو کچھ (رزق[۱] اور عمر) ہے وہ (تو) ان کو (دنیا مین) مل جاویگا (لیکن آخرت مین مصیبت[۲] ہی مصیبت ہے) یہانتک کہ (برزخ مین مرنے کے وقت تو ان کی یہ حالت ہو گی کہ) جب ان کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے ان کی جان قبض کرنے آئینگے تو (ان سے) کہین گے کہ (کہو) وہ کہان گئے جن کی تم خدا کو چھوڑ کر عبادت کیا کرتے تھے (اب اس مصیبت مین کیون نہین کام آتے) وہ (کفار) کہین گے کہ ہم سے سب غائب ہو گئے (یعنی واقعی کوئی کام نہ آیا) اور (اُسوقت) اپنے کفر ہونیکا اقرار کرنے لگینگے (لیکن اسوقت کا اقرار محض بیکار اور بعض آیات مین ایسے ہی سوال وجواب کا وقوع قیامت مین بھی مذکور رہی سو دونون موقعون پر ہونا ممکن[۳] ہے) اور قیامت مین انکا یہ حال ہو گا کہ) اللہ تعالیٰ فرماویگا کہ جو فرقے (کفار کے) تمسے پہلے گذر چکے ہین جنات مین سے بھی اور آدمیون سے بھی اُنکے ساتھ[۴] تم بھی دوزخ مین[۵] جاؤ (چنانچہ آگے پیچھے سب کفار اُسمین داخل ہونگے اور یہ کیفیت واقع ہو گی کہ) جسوقت بھی کوئی جماعت (کفار کی) داخل (دوزخ) ہو گی اپنی جیسی دوسری جماعت کو (جو انہی جیسے کافر ہونگے اور اُنسے پہلے دوزخ مین جا چکے ہونگے) لعنت کریگی (یعنی باہم ہمدردی نہ ہو گی بلکہ بوجہ انکشاف حقائق کے ہر شخص دوسرے کو بُری نظر سے دیکھے گا اور بُرا کہیگا) یہانتک کہ جب اُس (دوزخ) مین سب جمع ہو جاوینگے تو اُسوقت پچھلے لوگ (جو بعد[۶] مین داخل ہوئے ہونگے اور یہ وہ لوگ ہونگے جو کفر مین دوسرونکے تابع تھے) پہلے (داخل ہونوالے) لوگونکی نسبت[۷] (یعنی ان لوگونکی نسبت جو بوجہ رئیس و پیشوائے کفر ہونیکے دوزخ مین پہلے داخل ہونگے) کہین گے کہ اے ہمارے پروردگار ہمکو ان لوگون نے گمراہ کیا تھا سو انکو دوزخ کا عذاب (ہمسے) دوگنا دیجئے اللہ تعالیٰ (ارشاد) فرماوینگے کہ (اُنکو دوگنا ہونے سے تمکو کون تسلی و راحت ہو جاویگی بلکہ چونکہ تمہارا عذاب بھی ہمیشہ آناً فاناً بڑھتا[۸] جاویگا اسلیئے تمہارا عذاب بھی ایکے دوگنے عذاب ہی جیسا ہو گیا پس اس حساب سے) سب ہی کا (عذاب) دوگنا ہے لیکن (ابھی) تمکو (پوری) خبر نہین (کیونکہ ابھی تو عذاب کی ابتدا ہی ہی اُس تزاید کو دیکھا نہین اسیلیے ایسی باتین بنا رہے ہو جن سی معلوم ہوتا ہی کہ دوسرے کے تضاعف عذاب کو اپنے لیے سوجب شفائے غیظ و تسلی سمجھ رہے ہو) اور پہلے (داخل ہونیوالے) لوگ پچھلے (داخل ہونیوالے) لوگون سے (خدا تعالیٰ کے اس جواب سے مطلع ہو کر) کہینگے کہ (جب سب کی سزا کی یہ حالت ہے تو) پھر تمکو ہمپر (تخفیف عذاب کے بارہ مین) کوئی فوقیت نہین (کیونکہ تخفیف نہ ہمکو نہ تمکو) سو تم بھی اپنے کردار (بد) کے مقابلہ مین عذاب (متزائد) کا مزہ چکھتے رہو (یہ حالت تو کفار کی دخول نار کی ہوئی اب حرمان جنت کی کیفیت سنو کہ) جو لوگ ہماری آیتون کو جھوٹا بتلاتے ہین اور اُن (کے ماننے) سے تکبر کرتے ہین اُنکی (روح کے صعود کے) لیئے (مرنے کے بعد) آسمان کے دروازے نہ کھولے جاوینگے (یہ تو حالت مرنے کے بعد برزخ مین ہوئی) اور قیامت کے روز) وہ کبھی جنت مین نہ جاوین گے جب تک کہ اونٹ سوئی کے ناکہ کے اندر سے نہ چلا جاوے (اور یہ محال ہے پس معلق بالمحال بھی ہمیشہ کے لیے منفی ہو گا) اور ہم ایسے مجرم لوگون کو ایسی ہی سزا دیتے ہین (یعنی ہم کو کوئی عداوت نہ تھی جیسا کیا ویسا بھگتا اور اوپر جو دوزخ مین جانا مذکور ہوا ہے وہ آگ ان کو ہر چہار طرف سے محیط ہو گی کہ کسی طرف سے کچھ راحت نہ ملے چنانچہ یہ حال ہو گا کہ) ان کے لیے آتش دوزخ کا بچھونا ہو گا اور ان کے اوپر اسی کا اوڑھنا ہو گا اور ہم ایسے ظالمون کو ایسی ہی سزا دیتے ہین (جن کا ذکر فمن اظلم مین اوپر آیا ہے) **ربط** اوپر سزائے مکذبین کی تفصیل تھی آگے جزائے مومنین کی تفصیل ہے

ملحقات الترجمة

[۱] **قوله** ونصيبهم رزق اور عمر كذا فی الشفا سیر ۱۲

[۲] **قوله** قبل حتے مصیبت ہی مصیبت کر لذکر ما فی البرزخ والآخرة بعده ۱۲

[۳] **قوله** فی ضلوا ممکن فلا دلیل فیه من نسق الآیة بکلها سے الآخرة وتاویل یتوفون بیستوفون فی الحشر ۱۲

[۴] **قوله** فی ام ساتھ فنی بمعنی مع ۱۲

[۵] **قوله** فی النار دوزخ مین جاؤ اشارة الی ان فی النار متعلق بقوله ادخلوا ۱۲

[۶] **قوله** فی اخراهم بعد مین الے تابع لان التعقب فی دخول النار باعتبار التفاوت فی الکفر ۱۲

[۷] **قوله** فی لاولهم نسبت و فی اخراهم سے اشارة لے ان اللام فی الاولی للتعلیل وفی الاخری للتبلیغ کذا فی الروح ۱۲

[۸] **قوله** فی لکل ضعف بڑھتا جاویگا کما یدل علیه قوله تعالیٰ فی النحل زدناهم عذابا فوق العذاب وقوله کلما نضجت الخ وقوله لا یخفف عنهم الآیة ۱۲

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ وَنَزَعْنَا

اور جو لوگ ایمان لائے اور انہون نے نیک کام کیے ہم کسی شخص کو اسکی قدرت سے زیادہ کوئی کام نہین بتلاتے ایسے لوگ جنت والے ہین وہ اُسمین ہمیشہ ہمیشہ رہین گے اور جو کچھ اُن کے

مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ

دلون مین غبار تھا ہم اُس کو دور کردینگے اُنکے نیچے نہرین جاری ہونگی اور وہ لوگ کہین گے اللہ کا لاکھ لاکھ احسان ہے جسنے ہم کو اس مقام تک پہونچایا اور ہماری کبھی رسائی نہوتی

لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ وَنُوْدُوْٓا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ

الثلثة

اگر اللہ تعالے ہم کو نہ پہونچاتے　واقعی ہمارے رب کے پیغمبر سچی باتین لیکر آئے تھے　اور اُنسے پکار کر کہا جاویگا کہ یہ جنت تم کو دی گئی ہے　تمہارے اعمال کے بدلے۔

وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا

اور اہل جنت اہل دوزخ کو پکارین گے　کہ ہم سے جو ہمارے رب نے وعدہ فرمایا تھا ہم نے تو اُس کو واقع کے مطابق پایا سو تم سے جو تمہارے رب نے وعدہ کیا تھا تم نے بھی اسکو مطابق واقع کے پایا

قَالُوْا نَعَمْ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَيْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا

وہ کہین گے ہان پھر ایک پکارنے والا دونون کے درمیان مین پکاریگا کہ اللہ کی مار ہو اُن ظالمون پر جو اللہ کی راہ سے اعراض کیا کرتے تھے　اور اسمین کجی تلاش کرتے رہتے تھے۔

تفصیل جزائے مومنین وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ وَنُوْدُوْٓا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾ اور جو لوگ (آیات آلہیہ پر) ایمان لائے اور انہون نے نیک کام کیے (اور یہ نیک کام چندان مشکل بھی نہین کیونکہ ہماری عادت ہے کہ) ہم کسی شخص کو اسکی قدرت سے زیادہ کوئی کام نہین بتلاتے (یہ جملہ معترضہ تھا غرض) ایسے لوگ جنت (مین جانے) والے ہین (اور) وہ اُسمین ہمیشہ ہمیشہ رہینگے اور (جیسا اہل دوزخ مین وہان بھی تلاعن و تباغض ہوگا برخلاف اُنکے انکی یہ کیفیت ہوگی کہ) جو کچھ اُنکے دلون مین (کسی معاملہ کی وجہ سے دنیا مین باقتضا طبعی) غبار (اور رنج) تھا ہم اُسکو (بھی) دور کردینگے (کہ باہم خوب الفت سے رہینگے اور) اُنکے (مکانات کے) نیچے نہرین جاری ہونگی اور وہ لوگ (غایت فرح و سرور سے) کہین گے اللہ کا لاکھ لاکھ احسان[1] ہے جسنے ہم کو اس مقام تک پہونچایا اور ہماری کبھی (یہانتک) رسائی نہوتی اگر اللہ تعالی ہم کو نہ پہونچاتے (اسمین یہ بھی آگیا کہ یہانتک پہونچنے کا جو طریقہ تھا ایمان اور اعمال وہ ہمکو بتلایا اور اُسپر چلنے کی توفیق دی) واقعی ہمارے رب کے پیغمبر سچی باتین لیکر آئے تھے (چنانچہ انہون نے جن اعمال پر جنت کا وعدہ کیا تھا وہ سچا ثابت ہوا) اور اُنسے پکار کر کہا جاویگا کہ یہ جنت تمکو دی گئی ہے تمہارے اعمال (حسنہ) کے بدلے **ف** یہ ندا کرنے والا ایک فرشتہ ہوگا جیسا درمنثور مین بروایت ابن ابی حاتم کے ابی معاذ بصری سے مرفوعاً منقول ہے اُسکے یہ الفاظ ہین فیذہب الملک فیقول سلام علیکم تلکم الجنۃ اورثتموھا بما کنتم تعملون اور بما کنتم تعملون سے ظاہراً اعمال کا سبب دخول جنت ہونا معلوم ہوتا ہے اور حدیث مین آیا ہے کہ اعمال کے سبب کوئی جنت مین نہ جاویگا بلکہ رحمت الٰہی کے سبب جاوینگے حل یہ ہے کہ آیت مین سبب ظاہری مراد ہے اور حدیث مین سبب حقیقی پس ظاہری کے اثبات اور حقیقی کی نفی مین کوئی تعارض نہین **ربط** اوپر اہل جنت و اہل نار کی جزا و سزا کی تفصیل تھی آگے بطور تتمہ کے ان مین جو باہم مکالمات و مخاطبات ہونگے انکا بیان ہے اور اُنکے ساتھ اہل اعراف کا بھی جنکی حالت ابتداءً بین بین ہوگی کچھ حال اور مقال مذکور ہے **مکالمات اہل جنت و اہل اعراف و اہل نار** وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا قَالُوْا نَعَمْ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَيْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۴﴾ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا

ملحقات الترجمۃ

[1] قولہ فی الحمد لاکھ لاکھ احسان افی وہ کون اللام للاستغراق وکون الحمد اعم من الشکر ۱۲

النحو ولا ان ھدانا جوابہ محذوف لدلالۃ ما قبلہ علیہ ولیس ایاہ لامتناع تقدم الجواب علی الصحیح کذا فی الروح ۔

البلاغۃ

قولہ لا نکلف معترضۃ للترغیب فی اکتساب ما یؤدی الی النعیم المقیم ببیان سہولۃ منالہ **قولہ الحمد** للہ حصر بہ شانہ ولا لتنبیہ فان اساس ہذا الکلام فی امثال ہذا المقام مما لا تمکن فیہ **قولہ اورثتموھا** فیہ مجاز ای اعطیتموھا والنکتۃ فی ہذا التعبیر الاشارۃ الی ان المراد ما یحصل ۔۔۔ کذلک لجنۃ لیس فی نیلہا کبیر دخل للاکتساب بل مدارہ محض الفضل۔

وقف لازم

وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ ۝ وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ ۚ وَعَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ يَّعْرِفُوْنَ كُلًّاۢ بِسِيْمٰىهُمْ ۚ وَنَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ

اور وہ لوگ آخرت کے بھی منکر تھے　اور ان دونون کے درمیان ایک آڑ ہوگی اور اعراف کے اوپر بہت سے آدمی ہونگے وہ لوگ ہر ایک کو انکے قیافہ سے پہچانینگے اور اہل جنت کو پکار کر کہین گے

اَنْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ۟ لَمْ يَدْخُلُوْهَا وَهُمْ يَطْمَعُوْنَ ۝ وَاِذَا صُرِفَتْ اَبْصَارُهُمْ تِلْقَآءَ اَصْحٰبِ النَّارِ ۙ قَالُوْا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا

السلام علیکم ابھی یہ اہل اعراف جنت مین داخل نہین ہوئے ہونگے اور اسکے امیدوار ہونگے اور جب انکی نگاہین اہل دوزخ کی طرف جا پڑینگی تو کہین گے اے ہمارے رب ہمکو ان ظالم لوگون کے ساتھ

ع ۵ / ۱۲

مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَنَادٰۤى اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا يَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِيْمٰىهُمْ قَالُوْا مَاۤ اَغْنٰى عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنْتُمْ

شامل نہ کیجیے　اور اہل اعراف بہت سے آدمیون کو جنکو کہ انکے قیافہ سے پہچانین گے پکارینگے کہین گے　کہ تمہاری جماعت اور تمہارا اپنے کو بڑا سمجھنا تمہارے

الثلثة

تَسْتَكْبِرُوْنَ ۝ اَهٰۤؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ ؕ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَاۤ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ۝

کچھ کام نہ آیا　کیا یہ وہی ہین جنکی نسبت تم قسمین کھا کھا کر کہا کرتے تھے کہ ان پر اللہ تعالیٰ رحمت نکریگا انکو یون حکم ہوگیا کہ جاؤ جنت مین تم پر نہ کچھ اندیشہ ہے اور نہ تم مغموم ہوگے

وَنَادٰۤى اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ؕ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا

اور دوزخ والے جنت والون کو پکارین گے　کہ ہمارے اوپر تھوڑا پانی ہی ڈالدو یا اور ہی کچھ دیدو جو اللہ تعالیٰ نے تمکو دے رکھا ہے جنت والے کہین گے کہ اللہ تعالیٰ نے دونون چیزونکی

عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ نَنْسٰىهُمْ كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ

کافرون کے لیے بندش کر رکھی ہے جنھون نے دنیا مین اپنے دین کو لہو و لعب بنا رکھا تھا اور جنکو دنیوی زندگانی نے دھوکہ مین ڈال رکھا تھا سو ہم بھی آج کے روز انکا نام نہ لین گے جیسا انھون نے

يَوْمِهِمْ هٰذَا ۙ وَمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ۝

اس دن کا نام تک نہ لیا　اور جیسا یہ ہماری آیتون کا　انکار کیا کرتے تھے۔

ملحقات الترجمة

لہ قولہ نادی اپنی حالت الخ اشار الی ان الکلام لیس للاخبار ولا للاستخبار۔

لہ قولہ فی بعض من اعراض فہو لازم کما فی قولہ فمنہم من آمن بہ ومنہم من صد عنہ۔

وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ ۝ وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ ۚ وَعَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ يَّعْرِفُوْنَ كُلًّاۢ بِسِيْمٰىهُمْ ۚ وَنَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ۟ لَمْ يَدْخُلُوْهَا وَهُمْ يَطْمَعُوْنَ ۝ وَاِذَا صُرِفَتْ اَبْصَارُهُمْ تِلْقَآءَ اَصْحٰبِ النَّارِ ۙ قَالُوْا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَنَادٰۤى اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا يَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِيْمٰىهُمْ قَالُوْا مَاۤ اَغْنٰى عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ ۝ اَهٰۤؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ ؕ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَاۤ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ۝ وَنَادٰۤى اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ؕ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ نَنْسٰىهُمْ كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا ۙ وَمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ۝ ۶

اور جب اہل جنت جنت مین جا پہونچین گے (اُس وقت وہ) اہل جنت اہل دوزخ کو (اپنی حالت پر خوشی ظاہر کرنے کو اور اُن کی حسرت بڑھانے کو) پکارین گے کہ ہم سے جو ہمارے رب نے وعدہ فرمایا تھا (کہ ایمان اور اعمال صالحہ اختیار کرنے سے جنت دین گے) ہم نے تو اُس کو واقع کے مطابق پایا سو (تم بتلاؤ کہ) تم سے جو تمہارے رب نے وعدہ کیا تھا (کہ کفر کے سبب دوزخ مین پڑو گے) تم نے بھی اُس کو مطابق واقع کے پایا (یعنی اب تو حقیقت اللہ و رسول کے صدق اور اپنی گمراہی کی معلوم ہوئی) وہ (اہل دوزخ جواب مین) کہین گے ہان (واقعی سب باتین اللہ و رسول کی ٹھیک نکلین) پھر (ان دوزخیون کی حسرت اور جنتیون کی مسرت بڑھانے کو) ایک پکارنے والا (یعنی کوئی فرشتہ) دونون (فریق) کے درمیان مین (کھڑا ہوکر) پکارے گا کہ اللہ کی مار ہو اُن ظالمون پر جو اللہ کی راہ (یعنی دین حق) سے اعراض کیا کرتے تھے اور اُس (دین حق) مین (ہمیشہ بزعم خود) کجی (کی باتین) تلاش کرتے رہتے تھے (کہ اُس مین عیب اور اعتراض پیدا کرین) اور وہ لوگ (اس کے ساتھ) آخرت کے بھی منکر تھے (جس کا نتیجہ آج بھگت رہے ہین یہ کلام تو اہل جنت کا اور اُنکی تائید مین اُس سرکاری منادی کا مذکور ہوا آگے اعراف والون کا ذکر ہے) اور ان دونون (فریق یعنی اہل جنت

واہل دوزخ کے درمیان ایک آڑ (یعنی دیوار) ہوگی (جس کا ذکر سورۂ حدید میں ہے فضرب بینہم بسور الخ اس کا خلاصہ یہ ہوگا کہ جنت کا اثر دوزخ تک اور دوزخ کا اثر جنت تک نہ جانے دیگی رہا یہ کہ پھر گفتگو کیونکر ہوگی سو ممکن ہے کہ اُس دیوار میں جو دروازہ ہوگا جیسا سورۂ حدید میں ہے بسور لہ باب اس میں سے یہ گفتگو ہو جاوے یا ویسے ہی آواز پہونچ جاوے) اور (اس دیوار کا یا اُس کے بالائی حصہ کا نام اعراف ہے اور اُسپر سے جنتی اور دوزخی سب نظر آوینگے سو) اعراف کے اوپر بہت سے آدمی ہونگے (جن کی حسنات اور سیئات میزان میں برابر وزن کی ہونگی) وہ لوگ (اہل جنت اور اہل دوزخ میں سے) ہر ایک کو (علاوہ جنت اور دوزخ کے اندر ہونے کی علامت کے اُن کے قیافہ سے بھی) پہچانینگے (اور قیافہ یہ کہ اہل جنت کے چہروں پہ نورانیت اور اہل دوزخ کے چہروں پر ظلمت اور کدورت ہوگی جیسا دوسری آیت میں وجوہ یومئذ مسفرۃ ضاحکۃ الخ) اور یہ اہل اعراف اہل جنت کو پکار کر کہینگے السلام علیکم ابھی یہ اہل اعراف جنت میں داخل نہیں ہوئے ہونگے اور اسکے امیدوار ہونگے (چنانچہ حدیثوں میں آیا ہے کہ انکی امید پوری کردی جاویگی اور جنت میں جانے کا حکم ہو جاویگا) اور جب ان کی نگاہیں اہل دوزخ کی طرف جا پڑینگی تو (اُس وقت ہول کھا کر) کہینگے اے ہمارے رب ہم کو ان ظالم لوگوں کے ساتھ (عذاب میں) شامل نہ کیجیے اور (جیسے ان اہل اعراف نے اوپر اہل جنت سے سلام وکلام کیا اسی طرح یہ) اہل اعراف (دوزخیوں میں سے) بہت سے آدمیوں کو (جو کہ کافر ہونگے اور) جن کو کہ اُن کے قیافہ (ظلمت و کدورت چہرہ) سے پہچانینگے (کہ یہ کافر ہیں) پکارینگے (اور) کہینگے کہ تمہاری جماعت اور تمہارا اپنے کو بڑا سمجھنا (اور انبیاء کا اتباع نہ کرنا) تمہارے کچھ کام نہ آیا اور تم اُس تکبر کی وجہ سے مسلمانوں کو حقیر سمجھ کر یہی کہا کرتے تھے کہ یہ بیچارے کیا مستحق فضل و کرم ہوتے جیسا اھؤلاء من اللہ علیھم من بیننا سے بھی یہ مضمون مفہوم ہوتا ہے اُن مسلمانوں کو اب تو دیکھو کیا یہ (جو جنت میں عیش کر رہے ہیں) وہی (مسلمان) ہیں جنکی نسبت تم قسمیں کھا کھا کر کہا کرتے تھے کہ ان پر اللہ تعالیٰ (اپنی) رحمت نہ کریگا (تو ان پر تو اتنی بڑی رحمت ہوئی کہ) ان کو یہ حکم ہو گیا کہ جاؤ جنت میں (جہاں) تم پر نہ کچھ اندیشہ ہے اور نہ تم مغموم ہوئے (اور اس کلام میں جو رجال کی تخصیص کی غالباً وجہ اُسکی یہ معلوم ہوتی ہے کہ ہنوز عصاۃ مؤمنین بھی دوزخ میں پڑے ہونگے تو شاید اسکا یہ ہو کہ جب اہل اعراف ہنوز امید جنت میں ہیں اور داخل جنت نہیں ہوئے تو عصاۃ جنکے سیئات اہل اعراف کے سیئات سے زیادہ ہیں بدرجہ اولیٰ دوزخ سے ابھی نہ نکلے ہونگے مگر ایسے لوگ اس کلام کے مخاطب نہ ہونگے واللہ اعلم) اور (جسطرح اوپر جنت والوں نے دوزخ والوں سے گفتگو کی اسیطرح) دوزخ والے جنت والوں کو پکارینگے کہ (ہم مارے بھوک اور پیاس اور گرمی کے بیدم ہوئے جاتے ہیں خدا کیواسطے) ہمارے اوپر تھوڑا پانی ہی ڈالدو (شاید کچھ تسکین ہو جاوے) یا اور ہی کچھ دیدو جو اللہ تعالیٰ نے تمکو دے رکھا ہے (اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ امید کر کے مانگیں گے کیونکہ غایت اضطراب میں بعید از توقع باتیں بھی مُنہ سے نکلا کرتی ہیں) جنت والے (جواب میں) کہینگے کہ اللہ تعالیٰ نے دونوں چیزوں کی (یعنی جنت کے کھانے اور پانی کی) کافروں کے لیے بندش کر رکھی ہے جنہوں نے دنیا میں اپنے دین کو (جسکا قبول کرنا انکے ذمہ واجب تھا) لہو و لعب بنا رکھا تھا اور جنکو دنیوی زندگانی نے دھوکہ (اور غفلت) میں ڈال رکھا تھا (اسلیے دین کی کچھ پروا ہی نہ کی اور یہ دار الجزا ہے جب دین نہیں اُسکا ثمرہ کہاں آگے حق تعالیٰ اہل جنت کے اس جواب کی تصدیق و تائید میں فرماتے ہیں) سو (جب انکی دنیا میں یہ حالت تھی تو) ہم بھی آج (قیامت کے روز) انکا نام نہ لینگے (اور کھانا پینا خاک دینگے) جیسا اُنہوں نے اس (عظیم الشان) دن کا نام تک نہ لیا اور جیسا یہ ہماری آیتوں کا انکار کیا کرتے تھے **ف** درمنثور میں مرفوع و موقوف روایات اس مقام میں اور سورۂ حدید کی آیت فضرب بینھم بسور الخ میں بہت سی مذکور ہیں جنسے یہ امور مستفاد ہوتے ہیں اعراف اور سور ایک چیز ہے اہل اعراف وہ ہیں جنکے حسنات وسیئات مساوی ہیں اہل اعراف آخر میں جنت میں داخل کر دیئے جاوینگے و نیز دلالۃ النص سے انکا داخل جنت ہونا معلوم ہوتا ہے کیونکہ عصاۃ اہل نار باوجود غلبہ سیئات کے جب دوزخ سے نکل آوینگے تو اہل اعراف بدرجہ اولیٰ نکلینگے جیسا کہ اشارہ تقریر ترجمہ میں رجال کی تخصیص کے فائدہ میں عصاۃ کا اسوقت تک دوزخ میں رہنا نیز دلالۃ النص سے ثابت کیا گیا ہے اور یہ جو گفتگو باہمی ہوگی اُسمیں دو احتمال ہیں یا تو کیف ما اتفق بعض کی بعض سے ہو یا خاص جان پہچان والوں سے ہو واللہ اعلم۔

ربط اوپر تفصیل جزا و سزا کی بیان کیگئی ہے آگے یہ فرماتے ہیں کہ اس واشگاف بیان کا اور نیز دیگر مضامین قرآنیہ کا تو مقتضا یہ ہے کہ کفر و مخالفت سے باز آجاویں چنانچہ اہل ایمان اس سعادت سے مشرف ہوتے بھی ہیں لیکن کفار و معاندین کی اس درجہ قساوت بڑھی ہے کہ قبل وقوع سزا کے نہ مانینگے لیکن

ملحقات الترجمة

۱۔ قولہ فی الاعراف ۱۲ لما فی الروح ای اعراف الحجاب ای اعالیہ وھو السور المضروب بینھما جمع عرف مستعار من عرف الدیک او الفرس ارتفاعہ علی ما سواہ من جسدہ) وفی المعالم عن السدی انما سمی السور اعرافا لان اصحابہ یعرفون الناس اھ فحصل ان الاعراف اما السور او اعالیہ ۱۲ ۔ **۲** قولہ فی ... احکم تارۃ ... الاعراف بتقدیر قیل ... ھو ... عن السلف ۱۲ **۳** قولہ فی ... وید و اشارۃ الی ان السلام من قبیل علمتنا تبنا وماء باردا ای وسقیتھا ۱۲ **۴** قولہ فی انساھم نام نہ لینگے اشارۃ الی کونہ مجازا عن الترک ۱۲ **۵** قولہ ذووا کانوا اور جیسا اشارۃ الی کونہ معطوفا علی نسوا و جعلا فی محلہ الکاف ہی للتعلیل لیصح فی التعلیل للتشبیہ ۱۲

وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ ۭ يَوْمَ يَاْتِيْ تَاْوِيْلُهٗ

اور ہمنے ان لوگون کے پاس ایک ایسی کتاب پہونچادی ہے جسکو ہمنے اپنے علم کامل سے بہت ہی واضح کرکے بیان کردیا ہے ذریعہ ہدایت اور رحمت اُن لوگون کیلئے ہے جو ایمان لے آتے ہین ان لوگونکو اور کسی بات کا انتظار نہین صرف اسکے اخیر نتیجہ کا

يَقُوْلُ الَّذِيْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَاۗءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۚ فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَاۗءَ فَيَشْفَعُوْا لَنَآ اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ

اُس روز جو لوگ اُسکو پہلے سے بھولے ہوئے تھے یون کہنے لگینگے کہ واقعی ہمارے رب کے پیغمبر سچی سچی باتین لائے تھے سو اب کیا کوئی ہمارا سفارشی ہے کہ وہ ہماری سفارش کردے یا کیا ہم پھر واپس بھیجے جاسکتے ہین

الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ۭ قَدْ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

ع ۶/۱۳

تاکہ ہم لوگ ان اعمال کے جنکو ہم کیا کرتے تھے برخلاف دوسرے اعمال کرین بیشک ان لوگون نے اپنے کو خسارہ مین ڈالدیا اور یہ جو جو باتین تراشتے تھے سب گم ہوگیا بیشک تمہارا رب اللہ ہی ہے جسنے سب

فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَي الْعَرْشِ ۣ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا ۙ وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۢ بِاَمْرِهٖ ۭ

آسمانون اور زمین کو چھ روز مین پیدا کیا پھر عرش پر قائم ہوا چھپا دیتا ہے شب سے دن کو ایسے طور پر کہ وہ شب اُس دن کو جلدی سے آلیتی ہے اور سورج اور چاند اور دوسرے ستارون کو

اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ۭ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

پیدا کیا ایسے طور پر کہ سب اُسکے حکم کے تابع ہین یاد رکھو اللہ ہی کے لیے خاص ہے خالق ہونا اور حاکم ہونا بڑی خوبیون سے بھرے ہوئے ہین اللہ تعالی جو تمام عالم کے پروردگار ہین

بیان ہدایت بودن قرآن بازبد و منتفع نبودن اہل طغیان وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ هُدًى وَّ رَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ ۭ يَوْمَ يَاْتِيْ تَاْوِيْلُهٗ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَاۗءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۚ فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَاۗءَ فَيَشْفَعُوْا لَنَآ اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ۭ قَدْ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝۵۳ اور ہمنے ان لوگون کے پاس ایک ایسی کتاب پہونچادی ہے (یعنی قرآن) جسکو ہمنے اپنے علم کامل سے بہت ہی واضح کرکے بیان کردیا ہے (اور یہ بیان سب کے سنانے کو کیا ہے لیکن) ذریعہ ہدایت اور رحمت اُن ہی لوگون کے لیے (ہوا) ہے جو (اسکو سنکر) ایمان لے آتے ہین (اور جو باوجود اتمام حجت ایمان نہین لاتے انکی حالت سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ) ان لوگون کو اور کسی بات کا انتظار نہین صرف اس (قرآن) کے (بتلائے ہوئے) اخیر نتیجہ (یعنی وعدہ سزا) کا انتظار ہے (یعنی وعید ثابت بالدلیل سے نہین ڈرتے تو گویا خود اُس ما بہ الوعید کا وقوع چاہتے ہونگے سو) جس روز اُسکا (بتلایا ہوا) اخیر نتیجہ پیش آویگا (جسکی تفصیل قیامت وغیرہ او پر مذکور ہوئی) اُس روز جو لوگ اُسکو پہلے سے بھولے ہوئے تھے (مضطر ہوکر) یون کہنے لگین گے کہ واقعی ہمارے رب کے پیغمبر (دنیا مین) سچی سچی باتین لائے تھے (مگر ہمسے حماقت ہوئی) سو اب کیا کوئی ہمارا سفارشی ہے کہ وہ ہماری سفارش کردے یا کیا ہم پھر (دنیا مین) واپس بھیجے جاسکتے ہین تاکہ ہم لوگ (پھر دنیا مین جاکر) اُن اعمال (بد) کے جنکو ہم کیا کرتے تھے برخلاف دوسرے اعمال (نیک) کرین (اللہ تعالی فرماتے ہین کہ اب کوئی صورت نجات کی نہین) بیشک ان لوگون نے اپنے کو (کفر کے) خسارہ مین ڈالدیا اور یہ جو جو باتین تراشتے تھے (اسوقت) سب گم ہوگیا (اب بجز سزا کے اور کچھ نہوگا) **ربط** اوپر معاد کی تفصیل تھی چونکہ مشرکین دوبارہ زندہ ہونے کو مستبعد سمجھتے تھے اسلیے آگے اپنی قدرت اور تصرف کامل کا بیان فرماتے ہین جسکو سموات وارض کی تخلیق کے ذکر سے شروع فرمایا اور بارش کے ذکر پر جسکا اثر حیات ارض میتہ ہے ختم کیا چنانچہ کذلک نخرج الموتی کی تصریح سے اسکی مقصودیت کی تائید ہوتی ہے و نیز فصل عنہم مین شرکاء کا کام نہ آنا مذکور تھا اور اس سے شرک کا ابطال ہوتا تھا اس مناسبت سے آگے توحید کا بیان فرمایا و نیز اوپر قرآن سے باوجود اسکے خطاب عام ہونیکے صرف مومنین کا منتفع ہونا مذکور تھا آیۃ والبلد الطیب مین اسکی مثال ہے جسکا حاصل یہ ہے ۵ باران کہ در لطافت طبعش خلاف نیست + در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس + چنانچہ درمنثور مین اس تمثیل سے اسکی تفسیر کرنا بہت سلف سے نقل کیا ہے۔ **اثبات توحید و قدرت و مثال بعث و مثال منتفع بقرآن** اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَي الْعَرْشِ ۣ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا ۙ وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۢ بِاَمْرِهٖ ۭ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ۭ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۵۴

ملحقات الترجمۃ

لے قولہ ... علم اشارۃ الی ان علی بمعنی مع فصلنا معناہ لیس علی امر ... حق جامع تحکیما متقنا ۱۲ لے قولہ فی ینظرون یا اشارۃ الی ان المراد بہم من لہ منتظر یا فلا یقال کیف ینتظر ... جاحدون کذا فی الروح ۱۲ سے قولہ فی نرد یا کیا اشارۃ الی عطفہ علی الجملۃ قبلہ داخل معہ فی حیز الاستفہام ای ہل لنا من شفعاء او ہل نرد نحو ۱۲

اللغات التاویل ای عاقبتہ و مایؤل الیہ امرہ من تبین صدقہ بظہور ما اخبر بہ من الوعد والوعید کذا فی الروح۔

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝ وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ

تم لوگ اپنے پروردگار سے دعا کیا کرو تذلل ظاہر کر کے بھی اور چپکے چپکے بھی واقعی اللہ تعالی اُن لوگوں کو ناپسند کرتے ہیں جو حد سے نکل جاویں اور دنیا میں بعد اسکے کہ اسکی درستی کر دیگئی ہے فساد مت پھیلاؤ اور تم اللہ تعالی کی عبادت کرو

خَوْفًا وَّطَمَعًا ۭ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۭ حَتّٰٓي

خدا تعالی سے ڈرتے ہوئے اور امیدوار رہتے ہوئے بیشک اللہ تعالی کی رحمت نزدیک ہے نیک کام کرنے والوں سے اور وہ ایسا ہے کہ اپنے باران رحمت سے پہلے ہواؤں کو بھیجتا ہے کہ وہ خوش کر دیتی ہیں یہاں تک

اِذَآ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَاۗءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۭ كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ

کہ جب وہ ہوائیں بھاری بادلوں کو اٹھا لیتی ہیں تو ہم اس بادل کو کسی خشک زمین کیطرف ہانک لیجاتے ہیں پھر اس بادل سے پانی برساتے ہیں پھر اس پانی سے ہر قسم کے پھل نکالتے ہیں یوں ہی ہم مردوں کو نکال کھڑا کرینگے تاکہ تم

تَذَكَّرُوْنَ ۝ وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۚ وَالَّذِيْ خَبُثَ لَا يَخْرُجُ اِلَّا نَكِدًا ۭ كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّشْكُرُوْنَ ۝

سمجھو اور جو سرزمین ستھری ہوتی ہے اسکی پیداوار تو خدا کے حکم سے خوب نکلتی ہے اور جو خراب ہے اس کی پیداوار بہت کم نکلتی ہے اسی طرح ہم دلائل کو طرح طرح سے بیان کرتے رہتے ہیں ان لوگوں کے لیے جو قدر کرتے ہیں

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝ وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۭ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۭ حَتّٰٓي اِذَآ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَاۗءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۭ كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۚ وَالَّذِيْ خَبُثَ لَا يَخْرُجُ اِلَّا نَكِدًا ۭ كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّشْكُرُوْنَ ۝

بے شک تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے سب آسمانوں اور زمین کو چھ روز کے برابر وقت میں پیدا کیا پھر عرش (یعنی تخت شاہی) پر قایم ہوا (یعنی زمین و آسمان میں احکام جاری کرنے لگا) چھپا دیتا ہے شب (کی تاریکی) سے دن (کی روشنی) کو (یعنی شب کی تاریکی سے دن کی روشنی پوشیدہ اور زائل ہو جاتی ہے) ایسے طور پر کہ وہ شب اُس دن کو جلدی سے آ لیتی ہے (یعنی دن آناً فاناً گذرتا معلوم ہوتا ہے کہ دفعتاً رات آجاتی ہے) اور سورج اور چاند اور دوسرے ستاروں کو پیدا کیا ایسے طور پر کہ سب (اپنی رفتار و انوار و آثار میں) اسکے حکم (تکوینی) کے تابع ہیں (کہ جس طرح اللہ تعالی اُن میں تصرف کرنا چاہیں کرتے ہیں) یاد رکھو اللہ ہی کے لیے خاص ہے خالق ہونا (جیسا خلق سے معلوم ہوا) اور حاکم ہونا (جیسا بامرہ سے معلوم ہوا) بڑی خوبیوں سے بھرے ہوئے ہیں اللہ تعالی جو تمام عالم کے پروردگار ہیں (اُنہی خوبیوں میں سے خالق ہونا اور حاکم ہونا ہے اور جب پروردگار میں ایسی خوبیاں ہیں تو) تم لوگ (ہر حالت میں اور ہر حاجت میں) اپنے پروردگار سے دعا کیا کرو تذلل ظاہر کر کے بھی اور چپکے چپکے بھی (البتہ یہ بات) واقعی (ہے کہ) اللہ تعالی اُن لوگوں کو ناپسند کرتے ہیں جو (دعا میں) حد (ادب) سے نکل جاویں (مثلاً محالات عقلیہ یا محالات شرعیہ یا مستبعدات عادیہ یا معاصی یا بیکار چیزیں مانگنے لگیں مثلاً خدائی یا نبوت یا فرشتوں پر حکومت یا غیر منکوحہ عورت سے تمتع یا فردوس کے داہنی طرف کا سفید محل اور امثال اسکے مانگنے لگے یہ سب ادب کے خلاف ہے ہاں جنت یا فردوس کی دعا مطلوب ہے اُس میں یہ فضول قیدیں ممنوع ہیں) اور دنیا میں بعد اس کے کہ (تعلیم توحید و بعثت انبیاء و ایجاب احکام شرعیہ سے) اُس کی درستی کر دیگئی ہے فساد مت پھیلاؤ (یعنی امور حقہ توحید وغیرہ کے ملنے اور اُن پر چلنے سے جن کی او پر تعلیم ہے عالم میں امن قایم ہوتا ہے تم تعلیم مذکور کو چھوڑ کر نقض امن مت کرو) اور (جیسا تم کو ادب خاص دعا کرنے کا حکم ہوا ہے اسی طرح بقیہ عبادات کا حکم کیا جاتا ہے کہ) تم اللہ تعالے کی عبادت (جس طریق سے تم کو بتلا دیا ہے) کیا کرو خدا تعالے سے ڈرتے ہوئے اور امیدوار رہتے ہوئے (یعنی عبادت کر کے نہ تو ناز ہو اور نہ مایوسی ہو آگے عبادت کی ترغیب ہے کہ) بیشک اللہ تعالی کی رحمت نزدیک ہے نیک کام کرنے والوں سے اور وہ (اللہ) ایسا ہی ہے کہ اپنے باران رحمت سے پہلے ہواؤں کو بھیجتا ہے

اختلاف القراءۃ فی قراءۃ نشرا کرسل جمع نشور بمعنی ناشر وفی قراءۃ نشرا بالتخفیف وفی قراءۃ نشرا بفتح النون علی انہ مصدر فی موقع الحال بمعنے ناشرات ۱۲	اللغات بشرا ہو تخفیف بشر بضمتین جمع بشیر ثقالا بالماء جمع لان السحاب بمعنی السحائب وافراد الضمیر فی سقناہ باعتبار اللفظ الکلام استدل بقولہ ان رحمۃ اللہ علی بعد قرب المحسنین منہا والجواب انہ لا دلالۃ علی الحصر ۱۲

ملحقات الترجمہ

قولہ ستۃ ایام ... ای مقدار ستۃ ایام ... قولہ ... تحکم ... قولہ ... ملی الکمالات ... فی بعض الروایات بعد ... الخ ... علیہا السہولۃ ... علی ... وتقدیر ... سلیمان ... سلے ستہ تعالی ... الملک لم یزل ستہ تعالی ... من خلق العالم لان اتوال ... والسماوات والارض ... حس ... بل حدوث ... فافہم ۱۲

قولہ فی یغشی چھپا دیتا ہے والمراد بالعکس مع احتمال لان ما اختر منا یدل بقولہ تعالی واللیل اذا یغشی فانہ نص فی کون اللیل غاشیا واحتمل ہیہنا الی البعض تم تخصیص کون اللیل غاشیا بالذکر دون عکسہ مع ان الواقع کلاہما فلعلہ لکونہ ادل علی القدرۃ لان سلب النور عن النہار اشد للعقول من عکسہ ولعلہ ہو المبنی للحکم بکون الطلب حثیثا لان اللیل متشابہ الاجزاء لا یدرک انقضاؤہ فی بادی النظر بخلاف النہار فانہ لعدم تشابہ اجزائہ ودلالۃ الظل والشمس بالانتقاص والازدیاد فی کل حین یدرک انقضاؤہ ویدرک بسرعۃ ۱۲

قولہ فی یغشی ومسخرات ایسے طور پر اشارہ ہے الی کونہا حالین ۱۲

قولہ فی بامرہ تکوینی لانہ اظہر واسلم وان صح حملہ علی ما یقتضی کون المامور ذا شعور ۱۲

قولہ فی تبارک خوبیوں اشارۃ الی انہ من البرکۃ بمعنی الکثرۃ ولو باعتبار الصفات

لَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَقَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝

ہم نے نوح کو انکی قوم کی طرف بھیجا　سو انہوں نے فرمایا کہ اے میری قوم تم اللہ کی عبادت کرو اسکے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں　مجھکو تمہارے لیے ایک بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ ہے ۔

قَالَ الْمَلَأُ مِن قَوْمِهِ إِنَّا لَنَرَاكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝ قَالَ يَا قَوْمِ لَيْسَ بِي ضَلَالَةٌ وَلَٰكِنِّي رَسُولٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ۝

ان کی قوم کے آبرودار لوگوں نے کہا　کہ ہم تم کو صریح غلطی میں دیکھتے ہیں　انہوں نے فرمایا کہ اے میری قوم مجھ میں تو ذرا بھی غلطی نہیں　لیکن میں پروردگار عالم کا رسول ہوں

کہ وہ (بارش کی امید دلا کر دلکو) خوش کر دیتی ہیں یہانتک کہ جب وہ ہوائیں بھاری بادلوں کو اٹھا لیتی ہیں تو ہم اس بادل کو کسی خشک سرزمین[۱] کی طرف ہانک لیجاتے ہیں پھر اس بادل سے پانی برساتے ہیں پھر اس پانی سے ہر قسم کے پھل نکالتے ہیں (جس سے مثل تصرفات بالا ہماری توحید بھی ثابت ہوتی ہے اور قدرت علی البعث بھی ثابت ہوتی ہے چنانچہ) یوں ہی (قیامت کے روز) ہم مُردوں کو (زمین سے) نکال کھڑا کریں گے (یہ سب اس لیے سنایا) تاکہ تم سمجھو کہ ہم امور مذکورہ پر قادر ہیں اور مردوں کو بعث پر بھی قادر ہیں) اور (گو ہمارا کلام ہدایت کے لیے فی نفسہ کافی ہے جسکا مقتضا یہ تھا کہ اسکو سنکر سمجھکر سب توحید و رسالت و بعث وغیرہ امور حقہ کے قائل ہو جاتے لیکن قابل و ناقابل کے تفاوت سے کوئی منتفع ہوتا ہے کوئی نہیں اسکی مثال اسی بارش مذکورہ کے آثار میں غور کرکے سمجھ لو کہ) جو سرزمین ستھری ہوتی ہے اسکی پیداوار تو خدا کے حکم سے خوب[۲] نکلتی ہے اور جو خراب ہے اسکی پیداوار (اگر نکلی بھی[۳] تو) بہت کم نکلتی ہے اور اسی طرح ہم نے یہاں دلائل قاطعہ بیان کیے ہیں) اسیطرح ہم (ہمیشہ) دلائل کو طرح طرح سے بیان کرتے رہتے ہیں (مگر وہ سب) ان (ہی) لوگوں کے لیے (نافع ہوتے ہیں) جو (انکی) قدر کرتے ہیں (اور انکو اپنی فلاح کی چیز سمجھکر انمیں غور کرتے اور انپر عمل کرتے ہیں) **ف** خلاصہ ان آیات کا جیساکہ تمہید میں بھی اشارہ کیا گیا یہ ہے کہ جب حق تعالیٰ کے یہ کمالات ذاتی و صفاتی ثابت ہوئے تو عبادت اور طلب حاجت میں انکے ساتھ کسی کو شریک مت کرو اور انکی قدرت کو اور نمونہ کو پیش نظر رکھکر بعث کا انکار مت کرو اور ہمنے بیان کافی کر دیا اگر کوئی نہ مانے تو مثل زمین شورہ کے اسکی ناقابلیت ہے اور یہ جو فرمایا کہ ہوائیں بادلوں کو اٹھا لیتی ہیں اٹھانے کا مطلب یہ ہے کہ بادل کے اجزا کو ہوا باہم ملا دیتی ہے دوسرے یہ کہ ہوا کی وجہ سے وہ اجزا معلق رہتے ہیں و نیز کسی طرف مائل ہو جاتے تیسرے یہ کہ ہوا کے سبب ایک جگہ سے دوسری جگہ بادل پہنچتا ہے کذا فی الکبیر اور یہ جو فرمایا کہ بارش سے پہلے ہوا آتی ہے مراد اس سے غالب ہے سو یہ ایک کا بدون دوسرے کے ہونا محل اشکال نہیں کذا فی الکبیر **ربط** شروع سورت سے یہانتک نبوت اور معاد اور توحید کا اثبات ہے اور اتباع کی ترغیب اور مخالفت پر ترہیب اور اضلال ابلیس کا بیان تھا جیسا سرخیوں سے ظاہر ہو گا آگے ان ہی مضامین کے مناسب چند قصص انبیاء علیہم السلام اور انکی امم کے مذکور ہوتے ہیں نبوۃ سے تو مناسبت ظاہر ہے کہ جب اور انبیاء بھی ہو چکے ہیں پھر آپکی نبوت پر کیا استعجاب ہوتا ہے اور توحید سے مناسبت اس طرح ہے کہ یہ سب حضرات انبیاء توحید کی تعلیم فرماتے رہے اور ترہیب سے یہ مناسبت کہ ان قصص میں مختلف عذابوں کے نزول کا ذکر ہے اسکو سنکر مخاطبین کو بھی خوف پیدا ہو اور اسی سے ترغیب کا فائدہ بھی حاصل ہوتا ہے کہ اگر وہ مخالفت نکرتے تو ان مصائب سے محفوظ رہتے اور اسی سے معاد کا مقصود بھی حاصل ہو گیا کہ جیسے پہلے امم کو چندے مہلت ہونا دلیل نہ تھی معذب نہ ہونے کی تمکو اگر زیادہ مہلت بھی ہو تب بھی اس سے عذاب آخرت سے تمکو مامون نہ ہونا چاہیئے و نیز قصص کے بعض الفاظ سے ان حضرات کا اپنی امم کو عذاب آخرت و معاد سے ڈرانا معلوم ہوتا ہے اور اضلال ابلیس کا اشتراک سب کفار سابقین و لاحقین میں ظاہر ہے اور ان سب فوائد کے ساتھ ان قصص میں آپکی تسلی بھی ہے کہ پہلے سے بھی تکذیب ہوتی چلی آئی ہے سو شروع سورت میں جو فلا یکن فی صدرک حرج آیا ہے اسکی تقویت بھی ہو گئی و نیز صحیح طور پر مدعی رسالت کے لیے خود قصص غائبہ کا اخبار بلا نقل مستقل معجزہ و دلیل نبوۃ ہے پس مسئلہ نبوۃ کے مضمون سے ارتباط اس وجہ سے اور زائد ہو گیا **قصہ اول حضرت نوح علیہ السلام با قوم او** وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَقَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿٥٩﴾ قَالَ الْمَلَأُ مِن قَوْمِهِ إِنَّا لَنَرَاكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٦٠﴾ قَالَ يَا قَوْمِ لَيْسَ بِي ضَلَالَةٌ وَلَٰكِنِّي رَسُولٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٦١﴾

ملحقات الترجمة

[۱] قوله في البلد سرزمین لما في الربح اي الارض و ستعمال البلد بمعنى القرية عرف طار من قبيل ذلك لطلاقه على مكة المكرمة ۱۲

[۲] قوله في يخرج نباته خوب بقرينة مقابلته بنكدا و ايضا بقرينة قوله باذن ربه فانه كثيرا ما يستعمل في ما يرغب و يتمنى ۱۲

[۳] قوله هنا الآية ادا اشار الى تقديره هكذا لا يخرج نباته الا نكدا فحذف المضاف و اقيم المضاف اليه مقامه فصار مرفوعا مستترا كذا في البيضاوي ۱۲

[۴] قوله في نكدا اگر نكلا بهي نكتة لما يرد ان بعض السبخ لا يخرج شيئا ۱۲

اللغات الملأ الاشراف لانهم يملئون القلوب بجلالهم والعيون بجمالهم ۱۲

البلاغة قوله لكني رسول معنى الاستدراك ههنا انه لما قال ليس بي ضلالة اورث بهم شبهة ان الضلالة لما كانت منفية فلم يقول هذه الاقوال لانهم زعموا حصر سبب هذه الاقوال في الضلالة فرفعها بيان سبب هذه الاقوال و هذا من المواهب و لا يشكل عليك ان الامر بالتوحيد لا يتوقف على كون الرجل رسولا كي يوهم الاستدراك المذكور لاني اقول ان الامر به بهذا النهج الخاص من اقترانه بدعوى الرسالة و تخويف العذاب الخاص يتوقف لا محالة على الرسالة ۱۲

أُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّي وَأَنْصَحُ لَكُمْ وَأَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝ أَوَعَجِبْتُمْ أَنْ جَاءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ

تمکو اپنے پروردگار کے پیغام پہونچاتا ہون اور تمہاری خیرخواہی کرتا ہون اور مین خدا کی طرف سے اُن امور کی خبر رکھتا ہون جنکی تمکو خبر نہین اور کیا تم اس بات سے تعجب کرتے ہو کہ تمہارے پروردگار کیطرف سے تمہارے پاس ایک ایسے شخص

وَلِتَتَّقُوا وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝ فَكَذَّبُوهُ فَأَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِينَ مَعَهُ فِي الْفُلْكِ وَأَغْرَقْنَا الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيٰتِنَا إِنَّهُمْ كَانُوا

تاکہ وہ شخص تمکو ڈراوے اور تاکہ تم ڈرجاؤ اور تاکہ تمپر رحم کیا جاوے سو وہ لوگ انکی تکذیب ہی کرتے رہے تو ہمنے نوح کو اور جو لوگ انکے ساتھ کشتی مین تھے بچا لیا اور جن لوگون نے ہماری آیتون کو جھٹلایا تھا انکو ہمنے غرق کر دیا بیشک وہ لوگ

قَوْمًا عَمِينَ ۝ وَإِلٰى عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ إِلٰهٍ غَيْرُهُ أَفَلَا تَتَّقُونَ ۝ قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ

اندھے ہو رہے تھے اور ہمنے قوم عاد کی طرف انکے بھائی ہود کو بھیجا انہون نے فرمایا اے میری قوم تم اللہ کی عبادت کرو اُس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہین سو کیا تم نہین ڈرتے اُن کی قوم مین جو آبرو دار

كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ إِنَّا لَنَرٰىكَ فِي سَفَاهَةٍ وَإِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِينَ ۝ قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِي سَفَاهَةٌ وَلٰكِنِّي رَسُولٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِينَ

کافر تھے انہون نے کہا کہ ہم تمکو کم عقلی مین دیکھتے ہین اور ہم بیشک تمکو جھوٹے لوگون مین سے سمجھتے ہین انہون نے فرمایا کہ اے میری قوم مجھ مین ذرا بھی کم عقلی نہین لیکن مین پروردگار عالم کا بھیجا ہوا پیغمبر ہون

أُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّي وَأَنْصَحُ لَكُمْ وَأَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿۶۲﴾ أَوَعَجِبْتُمْ أَنْ جَاءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوا وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿۶۳﴾ فَكَذَّبُوهُ فَأَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِينَ مَعَهُ فِي الْفُلْكِ وَأَغْرَقْنَا الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيٰتِنَا إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا عَمِينَ ﴿۶۴﴾ ہمنے نوح (علیہ السلام) کو (پیغمبر بنا کر) انکی قوم کی طرف بھیجا سو انہون نے (اُس قوم سے) فرمایا کہ اے میری قوم تم (صرف) اللہ کی عبادت کرو اُسکے سوا کوئی تمہارا معبود (ہونیکی قابل) نہین (اور بت پرستی چھوڑ دو جنکا نام سورۂ نوح مین ہے ود اور سواع اور یغوث اور یعوق اور نسر) مجھکو تمہارے لیے (درصورت میرا کہنا نہ ماننے کے) ایک بڑے (سخت) دن کے عذاب کا اندیشہ ہے (کہ وہ یوم قیامت ہے یا یوم طوفان) انکی قوم کے آبرو دار لوگون نے کہا کہ ہم تمکو صریح غلطی مین (مبتلا) دیکھتے ہین (کہ توحید کی تعلیم کر رہے ہو اور عذاب کا ڈراوا دکھلا رہے ہو) انہون نے (جواب مین) فرمایا کہ اے میری قوم مجھ مین تو ذرا بھی غلطی نہین لیکن (چونکہ) مین پروردگار عالم کا بھیجا ہوا رسول ہون (انہون نے مجھ کو توحید پہونچانے کا حکم کیا ہے اس لیے اپنا منصبی کام کرتا ہون کہ) تمکو اپنے پروردگار کے پیغام اور (احکام) پہونچاتا ہون اور (اس پہونچانے مین میری کوئی دنیوی غرض نہین بلکہ محض) تمہاری خیرخواہی کرتا ہون (کیونکہ توحید مین تمہارا ہی نفع ہے) اور (عذاب یوم عظیم سے جو تمکو تعجب ہوتا ہے تو تمہاری غلطی ہے کیونکہ) مین خدا کی طرف سے اُن امور کی خبر رکھتا ہون جنکی تم کو خبر نہین (تو اللہ تعالیٰ نے مجھکو بتلا دیا ہے کہ ایمان نہ لانے کی عذاب یوم عظیم واقع ہوگا) اور (تمکو جو میرے رسول ہونے پر بوجہ میرے بشر ہونیکے انکار ہے جیسا سورۂ مومنون مین تصریح ہے ماھذا الا بشر مثلکم یرید ان یتفضل علیکم ولو شاء اللہ لانزل ملئکۃ الخ تو) کیا تم اس بات سے تعجب کرتے ہو کہ تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس ایک ایسے شخص کی معرفت جو تمہاری ہی جنس کا (بشر) ہے کوئی نصیحت کی بات آگئی (وہ نصیحت کی بات یہی ہے جو مذکور ہوئی اعبدوا اللہ الی قولہ انی اخاف) تاکہ وہ شخص تمکو (حکم خداوندی کے عذاب سے) ڈراوے اور تاکہ تم (اُسکے ڈرانے سے) ڈرجاؤ اور تاکہ تم (ڈرنے کی وجہ سے مخالفت چھوڑ دو جس سے) تمپر رحم کیا جاوے سو (باوجود اس تمام تر فہمایش کے) وہ لوگ انکی تکذیب ہی کرتے رہے تو ہمنے نوح (علیہ السلام) کو اور جو لوگ انکے ساتھ کشتی مین تھے (طوفان کے عذاب سے) بچا لیا اور جن لوگون نے ہماری آیتون کو جھٹلایا تھا انکو ہمنے (طوفان مین) غرق کر دیا بیشک وہ لوگ اندھے ہو رہے تھے (حق و باطل نفع نقصان کچھ نہ سوجھتا تھا) **ف** کشتی کا قصہ سورۂ ہود مین آویگا اور طوفان مین بجز اہل کشتی کے سب کا غرق ہو جانا سورۂ نوح مین آویگا اور اسپر ظاہراً جو عموم بعثت کا اشکال لازم آتا ہے اسکا جواب سورۂ آل عمران آیت فلما احس عیسیٰ منہم الکفر الخ کے تحت مین گذر چکا ہے۔ اور ایک قصہ کا مختلف الفاظ سے قرآن مین مذکور ہونے کی تحقیق و توجیہ اسی سورت کے رکوع دوم آیت قال انظرنی الخ کے تحت مین گذر چکی ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ انبیا سے سب اقوال صادر ہوئے ہون اور قوم مین کسی نے کچھ کہا ہو کسی نے کچھ کہا ہو یا مختلف مجالس مین مختلف گفتگو ہوئی ہو۔

قصۂ سوم حضرت ہود علیہ السلام با قوم او وَإِلٰى عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ إِلٰهٍ غَيْرُهُ أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿۶۵﴾ قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ إِنَّا لَنَرٰىكَ فِي سَفَاهَةٍ وَإِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِينَ ﴿۶۶﴾ قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِي سَفَاهَةٌ وَلٰكِنِّي رَسُولٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِينَ ﴿۶۷﴾

اللغات عمین اصلہ عمیین فخفف ۔

النحو اخاہم مفعول لارسلنا المقدر وحدہ عند جمہور النحویین اسم موضوع موضع المصدر یعنی ایجاد الموضوع ۔

ملحقات الترجمة

۱ قولہ فی اعتبار امر یدل علیہ ما کلمہ الخ **۲ قولہ** فی ضلالۃ اذا دل علیہ تاء المرۃ زیدت للمبالغۃ لیکون ابلغ رد لقولہم البالغ فی الاثبات ۱۲ **۳ قولہ** فی اوعجبتم اور کیا اشارۃ الی ما اختاره سیبویہ من ان الہمزۃ من جزء المعطوف قدم علی الواو تنبیہا علی اصالتہا فی التقدیر کما فی الروح وعلی ہذا لا حاجۃ الی تقدیر المعطوف الیہ ۱۲ **۴ قولہ** علی رجل معرفت اشارۃ الی تقدیر مضاف ای علی ید او لسان رجل ای بواسطۃ ۱۲ **۵ قولہ** فی کذبوہ کرتے رہے اشارۃ الی ان المعنی فاستمروا علی تکذیبہ ۱۲ **۶ قولہ** فی الفلک انکے ساتھ کشتی مین تھے اشارۃ الی ان الجار والمجرور متعلق بما تعلق بہ الظرف الواقع صلۃ ای استقروا معہ فی الفلک کذا فی الروح ۱۲

أُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ ۝ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ وَاذْكُرُوْٓا

تمکو اپنے پروردگار کے پیغام پہونچاتا ہون اور مین تمہارا سچا خیرخواہ ہون اور کیا تم اس بات سے تعجب کرتے ہو کہ تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس ایک ایسے شخص کی معرفت جو تمہاری ہی جنس کا ہے کوئی نصیحت کی بات آگئی تاکہ وہ

اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّزَادَكُمْ فِى الْخَلْقِ بَصْۜطَةً ۚ فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا

کہ اللہ تعالیٰ نے تمکو قوم نوح کے بعد آباد کیا اور ڈیل ڈول مین تم کو پھیلاؤ زیادہ دیا سو خدا تعالیٰ کی نعمتون کو یاد کرو تاکہ تمکو فلاح ہو وہ لوگ کہنے لگے کہ کیا آپ ہمارے پاس اسواسطے آئے ہو

لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ

کہ ہم صرف اللہ ہی کی عبادت کیا کرین اور جنکو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے ہم انکو چھوڑ دین اور ہمکو جس عذاب کی دھمکی دیتے ہو اسکو ہمارے پاس منگوا دو اگر تم سچے ہو انہون نے فرمایا کہ بس اب تم پر خدا کی طرف سے

رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌ ۭ اَتُجَادِلُوْنَنِيْ فِيْٓ اَسْمَآءٍ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۭ فَانْتَظِرُوْٓا

عذاب اور غضب آیا ہی چاہتا ہے کیا تم مجھ سے ایسے نامون کے باب مین جھگڑتے ہو جنکو تمنے اور تمہارے باپ دادون نے ٹھیرا لیا ہے ان کے معبود ہونے کی خدا تعالیٰ نے کوئی دلیل نہین بھیجی سو تم منتظر رہو

اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ۝ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝

مین بھی تمہارے ساتھ انتظار کر رہا ہون غرض ہمنے انکو اور انکے ساتھیون کو اپنی رحمت سے بچا لیا اور ان لوگون کی جڑ کاٹ دی جنہون نے ہماری آیتون کو جھٹلایا تھا اور وہ ایمان لانیوالے نہ تھے

ع ۹ / ۸ / ۱۶

أُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ ۝۶۸ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ ۭ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّزَادَكُمْ فِى الْخَلْقِ بَصْۜطَةً ۚ فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝۶۹ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝۷۰ قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌ ۭ اَتُجَادِلُوْنَنِيْ فِيْٓ اَسْمَآءٍ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۭ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ۝۷۱ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝۷۲ اور ہم نے قوم عاد کی طرف اُن کے (برادری یا وطن کے) بھائی (حضرت) ہود (علیہ السلام) کو (پیغمبر بنا کر) بھیجا انہون نے (اپنی قوم سے) فرمایا اے میری قوم تم (صرف) اللہ کی عبادت کرو اُسکے سوا کوئی تمہارا معبود (ہونیکے قابل) نہین (اور بت پرستی چھوڑدو جیسا آگے نذر ما کان یعبد آباؤنا سے معلوم ہوتا ہے) سو کیا تم (ایسے بڑے جرم عظیم یعنی شرک کے مرتکب ہو کر عذاب الٰہی سے) نہین ڈرتے اُنکی قوم مین جو آبرودار لوگ کافر تھے انہون نے (جواب مین) کہا کہ ہم تمکو کم عقلی مین (مبتلا) دیکھتے ہین (کہ توحید کی تعلیم کر رہے ہو اور عذاب سے ڈرا رہے ہو) اور ہم بیشک تم کو جھوٹے لوگون مین سمجھتے ہین (یعنی نعوذ باللہ نہ توحید صحیح مسئلہ ہے اور نہ عذاب کا آنا صحیح ہے) انہون نے فرمایا کہ اے میری قوم مجھ مین ذرا بھی کم عقلی نہین لیکن (چونکہ) مین پروردگار عالم کا بھیجا ہوا پیغمبر ہون (انہون نے مجھ کو تعلیم توحید اور انذار عذاب کا حکم کیا ہے اس لیے اپنا منصبی کام کرتا ہون کہ) تم کو اپنے پروردگار کے پیغام (اور احکام) پہونچاتا ہون اور مین (اس بارہ مین) تمہارا سچا خیرخواہ ہون (کیونکہ توحید و ایمان مین تمہارا ہی نفع ہے) اور (تم جو میرے بشر ہونے سے میری نبوت ہونے کا انکار کرتے ہو جیسا سورۂ ابراہیم مین بعد ذکر قوم نوح و عاد و ثمود کے ہے قالوا ان انتم الا بشر مثلنا اور سورہ فصلت مین بعد ذکر عاد و ثمود کے ہے قالوا لو شاء ربنا لانزل ملائکۃ الخ تو) کیا تم اس بات سے تعجب کرتے ہو کہ تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس ایک ایسے شخص کی معرفت جو تمہاری ہی جنس کا (بشر) ہے کوئی نصیحت کی بات آگئی (وہ نصیحت کی بات وہی ہے جو مذکور ہوئی اعبدوا اللہ الی قولہ تتقون) تاکہ وہ شخص تم کو (عذاب الٰہی سے) ڈرا دے (یعنی یہ تو کوئی تعجب کی بات نہین کیا بشریت و نبوۃ مین منافاۃ ہے اور افلا تتقون مین ترہیب تھی آگے ترغیب ہے) اور (اے قوم) تم یہ حالت یاد کرو (اور یاد کر کے احسان مانو اور اطاعت کرو) کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو قوم نوح کے بعد (روئے زمین پر)

ملحقات الترجمۃ

قولہ فی ضلالۃ یعنی ہین اشارۃ بہذا کون الظن بمعنی العلم

اللغات الآلاء جمع الی بکسر فیکون کمعی و امعاء وقیل غیرہ کذا فی الروح البسطۃ شبہا رسم کتابتہ بالصاد کما فی قراءۃ و قرء حفص بالسین ولذا یکتب السین علی الصاد بقلم دقیق

قولہ اجئتنا مجاز عن القصد الی الشیء والشروع فیہ فان جاء وقعد وقام وذہب یستعملہا العرب لذلک تصویرا للحال کذا فی الروح ۱۲

وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا ۗ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ قَدْ جَاءَتْكُم بَيِّنَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ ۖ هَٰذِهِ

وقف لازم

اور ہمنے ثمود کی طرف انکے بھائی صالح کو بھیجا انہون نے فرمایا اے میری قوم تم اللہ کی عبادت کرو اُسکے سوا کوئی تمہارا معبود نہین تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک واضح دلیل آچکی ہے یہ

نَاقَةُ اللَّهِ لَكُمْ آيَةً ۖ فَذَرُوهَا تَأْكُلْ فِي أَرْضِ اللَّهِ ۖ وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝

اونٹنی ہے اللہ کی جو تمہارے لیے دلیل ہے سو اس کو چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین مین کھاتی پھرا کرے اور اس کو برائی کے ساتھ ہاتھ بھی مت لگانا کبھی تم کو دردناک عذاب آپکڑے –

آباد کیا اور ڈیل ڈول مین تم کو پھیلاؤ (بھی) زیادہ دیا سو خدا تعالیٰ کی (اُن) نعمتون کو یاد کرو (اور یاد کرکے احسان مانو اور اطاعت کرو) تاکہ تم کو (ہر طرح کی) فلاح ہو وہ لوگ کہنے لگے کہ کیا (خوب) آپ ہمارے پاس اس واسطے آئے ہو نگے کہ ہم صرف اللہ ہی کی عبادت کیا کرین اور جن (بتون) کو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے ہم اُن (کی عبادت) کو چھوڑ دین (یعنی ہم ایسا نکرین گے) اور ہم کو (نہ ماننے پر) جس عذاب کی دھمکی دیتے ہو (جیسا افلا تتقون سے بھی معلوم ہوتا ہے) اُس (عذاب) کو ہمارے پاس منگوا دو اگر تم سچے ہو انہون نے فرمایا کہ (تمہاری سرکشی کی جب یہ حالت ہے تو) بس اب تم پر خدا کی طرف سے عذاب اور غضب آیا ہی چاہتا ہے (پس عذاب کے شبہ کا جواب تو اُسوقت معلوم ہو جاویگا اور باقی توحید پر جو شبہ ہے کہ ان بتون کو معبود کہتے ہو جنکا نام تو تم نے معبود رکھ لیا ہے لیکن واقع مین اُنکے معبود ہونے کی کوئی دلیل بھی نہین تو) کیا تم مجھ سے ایسے (بے حقیقت) نامون کے باب مین جھگڑتے ہو (یعنی وہ مسمیات بمنزلہ محض اسماء کے ہین) جنکو تم نے اور تمہارے باپ دادون نے (آپ ہی) ٹھرالیا ہے (لیکن) انکے معبود ہونے کی خدا نے کوئی دلیل (نقلی یا عقلی) نہین بھیجی (یعنی جدال مین مدعی کے ذمہ دلیل ہے اور خصم کی دلیل کا جواب بھی سو تم نہ دلیل قائم کرسکتے ہو نہ میری دلیل کا جواب دے سکتے ہو پھر جدال کیا معنی) سو تم (اب جدال ختم کرو اور عذاب الٰہی کے) منتظر رہو مین بھی تمہارے ساتھ انتظار کر رہا ہون غرض (عذاب آیا اور) ہمنے اُن کو اور اُنکے ساتھیون کو (یعنی مومنین کو) اپنی رحمت (و کرم) سے (اُس عذاب سے) بچا لیا اور اُن لوگون کی جڑ (تک) کاٹ دی (یعنی بالکل ہلاک کر دیا) جنہون نے ہماری آیتون کو جھٹلایا تھا اور وہ (بوجہ غایت قساوت کے) ایمان لانے والے نہ تھے (یعنی اگر ہلاک بھی نہ ہوتے جب بھی ایمان نہ لاتے اسلیئے ہمنے بمقتضائے اُسوقت کی حکمت کے خاتمہ ہی کر دیا) ف مشہور اہل نسب کے نزدیک یہی ہے کہ ہود علیہ السلام قوم عاد کے نسبی بھائی اور خود قوم عاد سے ہین اور بعض قلیل دوسری قوم کا بتلاتے ہین اور اخاھم کے معنی صاحبھم لیتے ہین واللہ اعلم اور عاد اصل مین ایک خاص شخص کا نام ہے پھر اُسکی اولاد کو بھی عاد کہنے لگے اور یہ لوگ بڑے قد آور قوی الجثہ ہوتے تھے زادکم فی الخلق بصطۃ کے یہی معنے ہین اور قطعنا دابر الخ سے بعض نے کہا ہے کہ انکی نسل بالکل منقطع ہو گئی اور بعض نے کہا ہے کہ کفار بالکل ہلاک ہو گئے اور مؤمنین باقی رہے اور ممکن ہے کہ کفار کی صغار اولاد بھی رہگئی ہو اُنکی نسل آگے بڑھی اُنکو عاد اخری کہتے ہین اور سابقین کو عاد اولیٰ اور بعض مفسرین نے عرائس ثعلبی سے نقل کیا ہے کہ ان عاد مین سے بعضے لوگ جو اُسوقت اطراف مکہ مین گئے ہوئے تھے بچ رہے تھے اُنکو عاد اخری کہتے ہین اور اول قول والون نے کہا ہے کہ اولیٰ انکو اسلیئے کہتے ہین کہ بعد قوم نوح کے جتنی قومین ہلاک ہوئین اُنمین یہ اولیٰ تھے اور ارم جو لفظ عاد کے ساتھ سورہ فجر مین بطور بدل آیا ہے بعض نے کہا ہے کہ ارم اجداد عاد سے ہے اُس قبیلہ کے دونون لقب ہین بعض نے کہا ہے کہ ارم ایک شعبہ ہے عاد کا پس یہ بدل البعض ہو جاویگا درمنثور تفسیر سورہ نجم مین یہ قول نقل کیا ہے اور مشہور تر یہ ہے کہ ارم کے ایک بیٹے عوص کا بیٹا عاد اول ہے اور ارم کے دوسرے بیٹے جثو کا بیٹا ثمود عاد ثانی ہے ایک کی اولاد عاد اولیٰ کہلاتی ہے دوسرے کی اولاد عاد اخری اور کچھ تحقیق اسکی سورہ نجم اور سورہ فجر مین آویگی اور عذاب اس قوم کا ریح صرصر تھی جیسا کئی جگہ قرآن مین منصوص ہے اور سورہ فصلت مین جو صاعقہ آیا ہے اُس سے مراد مطلق عذاب ہے اور سورہ مؤمنون مین بعد قصہ نوح علیہ السلام کے جو ثم انشاء نا من بعدھم قرنا آخرین آیا ہے جنہون نے اسکی تفسیر قوم عاد سے کی ہے وہ قائل ہوئے ہین کہ اُنپر صیحہ بھی آیا اور ریح بھی واللہ اعلم اور اُسکا مسکن دوسری آیت مین احقاف آیا ہے جو بقول محمد بن اسحٰق ایک ریگستان ہے عمان اور حضر موت کے درمیان مین –

قصہ سوم حضرت صالح علیہ السلام با قوم او وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا ۗ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ قَدْ جَاءَتْكُم بَيِّنَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ ۖ هَٰذِهِ نَاقَةُ اللَّهِ لَكُمْ آيَةً ۖ فَذَرُوهَا تَأْكُلْ فِي أَرْضِ اللَّهِ ۖ وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (۷۳)

ملحقات الترجمة

۱ قوله فخلفاء آباد فالخلافة فى الارض لا فى المسكن ۲ قوله فى الخلق ڈیل ڈول اشارة الى كونه بمعنى الابدان والتصوير وقيل فى المخلوقين ۱۲ ۳ قوله فى توضيح اسماء بمنزلہ اشارة الى ان المراد بالاسماء اصنام سميت بالاسماء مبالغة فى ابطالها وهذا كما يقال لما لا يليق بالمجد الا الاسم ۱۲ ۴ قوله فى ما كانوا مؤمنين يعنى الى آخر كذا فى الروح كما قال جل شانه فى آية اخرى وما كانوا اليه منو ۱۲

النحو - آية حال ۱۲

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ وَّبَوَّاَكُمْ فِى الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّتَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ

اور تم یہ حالت یاد کرو کہ اللہ تعالیٰ نے تمکو عاد کے بعد آباد کیا اور تم کو زمین پر رہنے کو ٹھکانا دیا کہ نرم زمین پر محل بناتے ہو اور پہاڑوں کو تراش تراش کر انمین

بُيُوْتًا ۚ فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۞ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا

گھر بناتے ہو سو خدا تعالیٰ کی نعمتون کو یاد کرو اور زمین مین فساد مت پھیلاؤ اُن کی قوم مین جو متکبر سردار تھے انہون نے غریب لوگون سے

لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۚ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۞ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا بِالَّذِىْٓ

جو کہ انمین سے ایمان لے آئے تھے پوچھا کہ کیا تمکو اس بات کا یقین ہے کہ صالح اپنے رب کی طرف سے بھیجے ہوئے ہین انہون نے کہا کہ بیشک ہم تو اس پر پورا یقین رکھتے ہین جو انکو دیکر بھیجا گیا ہے وہ متکبر لوگ کہنے لگے کہ تم جس چیز پر

اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۞ فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوْا يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۞ فَاَخَذَتْهُمُ

یقین لائے ہوئے ہو ہم تو اسکے منکر ہین غرض اُس اونٹنی کو مار ڈالا اور اپنے پروردگار کے حکم سے سرکشی کی اور کہنے لگے کہ اے صالح جس کی آپ ہمکو دھمکی دیتے تھے اسکو منگوائیے اگر آپ پیغمبر ہین پس آپکڑا انکو

الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِىْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۞ فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّىْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ ۞

زلزلہ نے سو اپنے گھر مین اوندھے کے اوندھے پڑے رہ گئے اُس وقت صالح انسے منہ موڑ کر چلے اور فرمانے لگے کہ اے میری قوم مین نے تو تمکو اپنے پروردگار کا حکم پہونچا دیا تھا اور مین نے تمہاری خیرخواہی کی لیکن تم لوگ خیرخواہون کو

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ وَّبَوَّاَكُمْ فِى الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّتَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُيُوْتًا ۚ فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۞ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۚ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۞ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا بِالَّذِىْٓ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۞ فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوْا يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۞ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِىْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۞ فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّىْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ ۞ اور ہمنے قوم ثمود کی طرف اُنکے بھائی صالح (علیہ السلام) کو (پیغمبر بناکر بھیجا انہون نے (اپنی قوم سے) فرمایا اے میری قوم تم (صرف) اللہ کی عبادت کرو اُسکے سوا کوئی تمہارا معبود (ہونیکے قابل) نہین (انہون نے ایک خاص معجزہ کی درخواست کی کہ اس پتھر مین سے ایک اونٹنی پیدا ہو تو ہم ایمان لاوین چنانچہ آپکی دعا سے ایسا ہی ہوا کہ وہ پتھر پھٹا اور اُسکے اندر سے ایک بڑی اونٹنی نکلی رواہ محمد بن اسحق آپنے فرمایا کہ) تمہارے پاس تمہارے پروردگار کیطرف سے ایک واضح دلیل (میرے رسول ہونیکی) آچکی ہے (آگے اُسکا بیان ہے) یہ اونٹنی ہے اللہ کی جو تمہارے لیے دلیل (بناکر ظاہر کیگئی) ہے (اور اسی لیے اللہ کی اونٹنی کہلائی کہ اللہ کی دلیل ہے) سو (علاوہ اسکے کہ میری رسالت پر یہ دلیل ہے خود اسکے بھی کچھ حقوق ہین منجملہ انکے یہ ہے کہ) اسکو چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین مین (گھاس چارہ) کھاتی پھرا کرے (اسیطرح اپنی باری کے دن پانی پیئے جیسا دوسری آیت مین ہے) اور اسکو برائی (اور تکلیف دہی) کے ساتھ ہاتھ بھی مت لگانا کبھی تمکو دردناک عذاب آپکڑے اور (اے قوم) تم یہ حالت یاد کرو (اور یاد کرکے احسان مانو اور اطاعت کرو) کہ اللہ تعالیٰ نے تمکو (قوم) عاد کے بعد (روئے زمین پر) آباد کیا اور تمکو زمین پر رہنے کو (دلخواہ) ٹھکانا دیا کہ نرم زمین پر (بھی بڑے بڑے) محل بناتے ہو اور پہاڑونکو تراش تراش کر انمین (بھی) گھر بناتے ہو سو خدا تعالیٰ کی (ان) نعمتون کو (اور دوسری نعمتونکو بھی) یاد کرو اور کفر و شرک کرکے) زمین مین فساد مت پھیلاؤ (یعنی ایمان لے آؤ مگر باوجود اسقدر فہمایش کے کچھ غربا ایمان لائے اور انمین اور رئیسون مین یہ گفتگو ہوئی یعنی) اُنکی قوم مین جو متکبر سردار تھے انہون نے غریب لوگون سے جو کہ انمین سے ایمان لے آئے تھے پوچھا کہ کیا تمکو اس بات کا یقین ہے کہ صالح (علیہ السلام) اپنے رب کی طرف سے (پیغمبر بناکر) بھیجے ہوئے (آئے) ہین انہون نے (جواب مین) کہا کہ بیشک ہم تو اُس (حکم) پر پورا یقین رکھتے ہین جو انکو دیکر بھیجا گیا ہے وہ متکبر لوگ کہنے لگے کہ تم جس چیز پر یقین لائے ہوئے ہو ہم تو اُسکے منکر ہین غرض (نہ صالح علیہ السلام پر ایمان لائے اور نہ اونٹنی کے حقوق ادا کیے بلکہ) اُس اونٹنی کو مار (بھی)

ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ فی من سہولہا زمین پر اشارۃ الی ان من بمعنی فی کمانی من یوم الجمعۃ ۱۲

لہ قولہ فی الجبال انمین اشارۃ الی نصبہ بنزع الخافض کمافی آیۃ اخری وتنحتون من الجبال ۱۲

لہ قولہ فی لمن آمن منہم انمین سے اشارۃ الی الضمیر المجرور عائد الی القوم لا للذین استضعفوا

اللغات قولہ واذکروا فی الروح اذکر جعل لکم مباءۃ قولہ فعقروا فی الروح عن الازہری العقر عند العرب قطع عرقوب البعیر ثم استعمل فی النحر لان ناحر البعیر یعقرہ ثم ینحرہ قولہ جاثمین فی القاموس جثم وقع علی صدرہ ۱۲ البلاغۃ تتخذون استیناف مبین لکیفیۃ التبوئۃ فان ہذا الاتخاذ باقدارہ سبحانہ وتعالیٰ قولہ فی دارہم فی الروح المراد من الدار البلد کما فی قولک دار الحرب ودار الاسلام وقد جمع فی آیۃ اخری باعتبار ان لکل واحد منزل خاص بہ وذکر النیسابوری انہ حیث ذکر الرجفۃ وحدت الدار وحیث ذکرت الصیحۃ جمعت لان الصیحۃ کانت من السماء کما فی غالب الروایات لا من الارض کما قیل فبلوغہا اکثر وابلغ من الزلزلۃ فقرن کل منہا بما ہو الیق بہ

وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُم بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِّنَ الْعَالَمِينَ ۝ إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّن

اور ہم نے لوط کو بھیجا جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ تم ایسا فحش کام کرتے ہو جس کو تم سے پہلے کسی نے دنیا جہان والوں میں سے نہیں کیا تم مردوں کے ساتھ شہوت رانی کرتے ہو

دُونِ النِّسَاءِ ۚ بَلْ أَنتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُونَ ۝ وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَن قَالُوا أَخْرِجُوهُم مِّن قَرْيَتِكُمْ ۖ إِنَّهُمْ أُنَاسٌ يَتَطَهَّرُونَ

عورتوں کو چھوڑ کر بلکہ تم حد ہی سے گزر گئے ہو اور ان کی قوم سے کوئی جواب نہ بن پڑا بجز اس کے کہ آپس میں کہنے لگے کہ ان لوگوں کو تم اپنی بستی سے نکال دو یہ لوگ بڑے پاک صاف بنتے ہیں

فَأَنجَيْنَاهُ وَأَهْلَهُ إِلَّا امْرَأَتَهُ كَانَتْ مِنَ الْغَابِرِينَ ۝ وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِم مَّطَرًا ۖ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِينَ ۝

سو ہم نے لوط کو اور ان کے متعلقین کو بچا لیا بجز ان کی بیوی کے کہ وہ ان ہی لوگوں میں رہی جو عذاب میں رہ گئے تھے اور ہم نے ان پر ایک نئی طرح کا مینہ برسایا سو دیکھو تو سہی ان مجرموں کا انجام کیسا ہوا

ع ۱۰ / ۱۲ / ۱۷

ڈالا اور اپنے پروردگار کے حکم (ماننے) سے (بھی) سرکشی کی (وہ حکم اعتقاد توحید و رسالت تھا) اور (اس پر یہ بیباکی کی کہ) کہنے لگے کہ اے صالح جس (عذاب) کی آپ ہم کو دھمکی دیتے تھے (جیسا کہ لا تمسوها بسوء فيأخذكم عذاب أليم اور شعراء کی آیت الا تتقون سے تعرض ناقہ اور کفر پر موعود ہے) اس کو منگوائیے اگر آپ پیغمبر ہیں (کیونکہ پیغمبر کا صادق ہونا لازم ہے) پس آپکڑا ان کو زلزلے نے سو اپنے گھر میں اوندھے کے اوندھے پڑے رہ گئے اس وقت صالح علیہ السلام ان سے منہ موڑ کر چلے اور بطور حسرت کے فرضی خطاب کر کے) فرمانے لگے کہ اے میری قوم میں نے تو تم کو اپنے پروردگار کا حکم پہنچا دیا تھا (جس پر عمل کرنا موجب فلاح تھا) اور میں نے تمہاری (بہت) خیر خواہی کی (کہ کس کس طرح شفقت سے سمجھایا) لیکن (افسوس تو یہ ہے کہ) تم لوگ (اپنے) خیر خواہوں کو پسند ہی نہیں کرتے تھے (اسلیئے ایک نہ سنی اور آخر روز بد دیکھا) **ف** دوسری آیت میں صیحہ یعنی فرشتہ کے نعرہ سے ہلاک ہونا آیا ہے بعض نے کہا ہے کہ اوپر سے صیحہ نیچے سے زلزلہ آیا تھا اور بعض نے کہا کہ رجفہ سے مراد قلب کی حرکت ہے جو صیحہ کے خوف سے پیدا ہوئی تھی اور جسنے اونٹنی کو قتل کیا تھا اس کا نام قدار آیا ہے اور آیت میں سب کی طرف اس لیے نسبت کی کہ راضی سب تھے اور وجہ اسکی اہل سیر نے یہ لکھی ہے کہ چونکہ بہت بڑی اونٹنی تھی اس لیے جس جنگل میں وہ چرتی تھی اور مواشی اس سے ڈر کر بھاگ جاتے اور جس کنوئیں میں پانی کی باری مقرر ہوتی تھی وہ اپنی باری میں گردن کنوئیں میں ڈال کر تمام پانی پی جاتی اس روز اور مواشی کو وہاں پانی نہ ملتا اس سے وہ لوگ تنگدل ہوئے اور اسکو قتل کر ڈالا اور تاکل فی ارض اللہ کا یہ مطلب نہیں کہ جا بجا وہ کسی کا کھیت چرتی پھرے بلکہ مطلب یہ ہے کہ مباح گھاس چرنے میں اس سے تعرض نہ کیا جاوے اور دوسری آیت میں انکے رہنے کا مقام حجر آیا ہے جو کہ حجاز اور شام کے درمیان ایک مقام تھا اور ظاہر آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ صالح علیہ السلام یہاں سے بعد ہلاک قوم کے تشریف لے گئے اور یہ خطاب فرضی اظہار تحسر کے لیے تھا اور بعض نے کہا کہ آثار ہلاک دیکھکر زندوں سے یہ خطاب کر کے چلے گئے تو آیت میں تقدیم و تاخیر ہو گی پھر بعض نے شام کو جانا اور بعض نے مکہ کو جانا نقل کیا ہے۔

قصہ چہارم حضرت لوط علیہ السلام با قوم او ۔ وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُم بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِّنَ الْعَالَمِينَ ۝۸۰ إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّن دُونِ النِّسَاءِ ۚ بَلْ أَنتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُونَ ۝۸۱ وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَن قَالُوا أَخْرِجُوهُم مِّن قَرْيَتِكُمْ ۖ إِنَّهُمْ أُنَاسٌ يَتَطَهَّرُونَ ۝۸۲ فَأَنجَيْنَاهُ وَأَهْلَهُ إِلَّا امْرَأَتَهُ كَانَتْ مِنَ الْغَابِرِينَ ۝۸۳ وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِم مَّطَرًا ۖ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِينَ ۝۸۴ اور ہم نے لوط (علیہ السلام) کو (چند بستیوں کی طرف پیغمبر بنا کر) بھیجا جبکہ انہوں نے اپنی قوم (یعنی اپنی امت) سے فرمایا کیا تم ایسا فحش کام کرتے ہو جسکو تم سے پہلے کسی نے دنیا جہان والوں میں سے نہیں کیا یعنی تم مردوں کے ساتھ شہوت رانی کرتے ہو عورتوں کو چھوڑ کر (اور اس کام کے ارتکاب میں یہ نہیں کہ تم کو کوئی دھوکہ ہو گیا ہو) بلکہ (اس باب میں) تم حد (انسانیت) ہی سے گزر گئے ہو اور (ان مضامین کا) انکی قوم سے کوئی (معقول) جواب نہ بن پڑا بجز اسکے کہ (آخر میں

ملحقات الترجمة
ملے قولہ فی نقوم [illegible]
لانہ لم یکن من نسبہم

النحو قوله لوطا [illegible] بیان ہا موضع شہوة فی الروح [illegible] یکون منصوبا علی المصدر [illegible]
البلاغة قوله ما سبقكم [illegible]

ما اخرج [illegible] قوله الرجال فی الروح [illegible] نحو [illegible] فی التقبیح [illegible] کان جواب فی الروح والنظم الکریم من قبیل [illegible] والقصد منه نفی الجواب [illegible] وجہ له لان ما ذکر لا یصلح جوابا

وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۗ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ قَدْ جَاءَتْكُم بَيِّنَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ ۖ فَأَوْفُوا الْكَيْلَ

اور ہم نے مدین کی طرف انکے بھائی شعیبؑ کو بھیجا انہوں نے فرمایا کہ اے میری قوم تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اسکے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں تمہارے پاس تمہارے پروردگار کیطرف سے واضح دلیل آچکی ہے سو تم ناپ اور تول

وَالْمِيزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ

پوری پوری کیا کرو اور لوگون کا انکی چیزون مین نقصان مت کیا کرو اور روے زمین مین بعد اسکے کہ اُس کی درستی کردی گئی فساد مت پھیلاؤ ۔ یہ تمہارے لیے نافع ہے اگر تم تصدیق کرو

وَلَا تَقْعُدُوا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوعِدُونَ وَتَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِهِ وَتَبْغُونَهَا عِوَجًا ۚ وَاذْكُرُوا إِذْ كُنتُمْ قَلِيلًا فَكَثَّرَكُمْ ۖ وَانظُرُوا

اور تم سڑکون پر اس غرض سے مت بیٹھا کرو کہ اللہ پر ایمان لانیوالون کو دھمکیاں دو اور اللہ کی راہ سے روکو اور اسمین کجی کی تلاش مین لگے رہو اور اس حالت کو یاد کرو جبکہ تم کم تھے پھر اللہ تعالیٰ نے تمکو زیادہ کردیا اور دیکھو

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ ۝ وَإِن كَانَ طَائِفَةٌ مِّنكُمْ آمَنُوا بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ وَطَائِفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوا فَاصْبِرُوا حَتَّىٰ يَحْكُمَ اللَّهُ بَيْنَنَا ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ

کیا انجام ہوا فساد کرنیوالون کا اور اگر تم مین سے بعضے اس حکم پر جسکو دیکر مجھکو بھیجا گیا ہے ایمان لائے ہین اور بعضے ایمان نہین لائے تو ذرا ٹھیر جاؤ یہانتک کہ ہمارے درمیان میں اللہ تعالیٰ فیصلہ کیے دیتے ہین اور وہ سب

بیہودگی کی راہ سے) آپس مین کہنے لگے کہ ان لوگون کو (یعنی لوط علیہ السلام کو اور اُنکے ساتھی مومنین کو) تم اپنی اس بستی سے نکالدو (کیونکہ یہ لوگ بڑے پاک صاف بنتے ہین (اور ہمکو گندہ بتلاتے ہین پھر گندون مین پاکون کا کیا کام یہ بات اُنہون نے براہ تمسخر کہی تھی) سو (جب یہانتک نوبت پہونچی تو) ہمنے (اُس قوم پر عذاب نازل کیا اور) لوط (علیہ السلام) کو اور اُنکے متعلقین کو (یعنی اُنکے گھر والون کو اور دوسرے ایمان والون کو بھی اُس عذاب سے) بچالیا (اس طرح کہ وہان سے نکل جانے کا پہلے ہی حکم ہوگیا) بجز اُنکی بیوی کے کہ وہ (بوجہ ایمان نہ لانے کے) اُن ہی لوگون مین رہی جو عذاب مین رہ گئے تھے اور (وہ عذاب جو اُنپر نازل ہوا یہ تھا کہ) ہمنے اُنپر ایک نئی طرح کا مینہ برسایا (کہ وہ پتھرون کا مینہ تھا) سو (اے دیکھنے والے) دیکھ تو سہی ان مجرمون کا انجام کیسا ہوا (غور سے دیکھکر تعجب کریگا) ف پتھرون کا مینہ دوسری آیات مین آیا ہی اور دوسری آیات مین ان بستیون کا اُلٹ دینا بھی مذکور ہی جسکا بیان اُن آیات کی تفسیر کے ساتھ ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ اور اہل سیر نے کہا ہی کہ لوط علیہ السلام بھتیجے ہین ابراہیم علیہ السلام کے بابل سے اُن ہی کے ساتھ ہجرت کرکے ملک شام مین تشریف لائے ابراہیم علیہ السلام فلسطین مین مقیم ہوئے اور لوط علیہ السلام کو سدوم مین رہنے کا اور اُس شہر اور اسکے گرد و نواح کے شہر والون کی ہدایت کا حکم ہوا کبھی ابراہیم علیہ السلام بھی جاکر نصیحت فرماتے تھے وہ لوگ لواطت کے عادی تھے جسکا ارتکاب بقول عمرو بن دینار انسے پہلے کسی نے نہین کیا ذکرہ فی الروح عن البیہقی اور بل انتم کی تفسیر کا حاصل یہ ہی کہ بعض معاصی مین تقلید آبا وغیرہ سے دھوکہ ہوجاتا ہی اسمین تو یہ بھی نہین اور بعض آیتون مین جو تجہلون آیا ہی اُس سے شبہ نہ ہو کہ انکو اُس کی قباحت معلوم نہ تھی کیونکہ وہان جہل سے مراد یہ نہین بلکہ مراد یہ ہی کہ تم کو اس کا بد انجام یعنی عذاب معلوم نہین اور یہ بیوی کافر تھی جب لوط علیہ السلام کو قبل عذاب بستی سے نکل جانے کا حکم ہوا بعض نے تو کہا ہے کہ یہ بیوی ساتھ نہین گئی بعض نے کہا ہی کہ ساتھ چلی تھی پھر لوٹنے لگی اور ہلاک کردی گئی اور لوط علیہ السلام پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آرہے اور اگر شبہ ہو کہ عورتون پر عذاب کیون نازل ہوا جواب یہ ہی کہ عذاب کا ایک سبب کفر بھی تھا اور وہ مشترک تھا اور بعض روایات مین ہے کہ آپس مین اُنکی عورتین بھی مساحقت کرتی تہین نقلہ فی الدر المنثور عن حذیفۃ و محمد بن علی اس صورت مین شبہ ہی ساقط ہوگیا۔

قصہ ہفتم شعیب علیہ السلام با قوم او وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۗ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ قَدْ جَاءَتْكُم بَيِّنَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ ۖ فَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۝ وَلَا تَقْعُدُوا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوعِدُونَ وَتَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِهِ وَتَبْغُونَهَا عِوَجًا ۚ وَاذْكُرُوا إِذْ كُنتُمْ قَلِيلًا فَكَثَّرَكُمْ ۖ وَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ ۝ وَإِن كَانَ طَائِفَةٌ مِّنكُمْ آمَنُوا بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ وَطَائِفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوا فَاصْبِرُوا حَتَّىٰ يَحْكُمَ اللَّهُ بَيْنَنَا ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ ۝

ملحقات الترجمة

ؔ قولہ فی الا ان قالوا آلخ مین اشارۃ الی جواب سوال تقریرہ ان الآیات الاخر ناطقۃ بما جری بینہ و بین قومہ من المحاورات غیر ہذہ کقولہم لئن لم تنتہ یا لوط لتکونن من المخرجین تقریر الجواب ظاہر لان ہذا کان آخر ما تحاوروا بہ فلم یختل بہ۔ ؔ قولہ فی اہلہ یعنے انکے گھر الخ فالاہل فیہ عموم المجاز فبقی العموم و بقی الاستثناء متصلا ؔ قولہ فی مطرا نئی فالتنوین للتنویع ؔ قولہ فی فانظر تعجب اشارۃ الی ان المقصود بالامر بالنظر ہو التعجب لا التکلیف بالنظر ۱۲

اللغات

الکیل المراد بہ آلۃ بقرینۃ المیزان و بدلیل ما فی ہود اوفوا المکیال الا قولہ ما کان اسمے ما صح و ہو عام لمعنی اللیاقۃ او الامکان فیحمل حسب ما یقتضیہ المقام

النحو

قولہ توعدون و تصدون عن سبیل اللہ من آمن معمول اقرب الفعلین لا لاعمل الفعلین تصدونہم لکن ترجمت بالحاصل -

البلاغۃ قولہ تبخسوا التاکید لما افادہ اوفوا البالغۃ۔

قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِن قَوْمِهِ لَنُخْرِجَنَّكَ يَا شُعَيْبُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَكَ مِن قَرْيَتِنَا أَوْ لَتَعُودُنَّ فِي مِلَّتِنَا

اُن کی قوم کے متکبر سرداروں نے کہا کہ اے شعیب ہم آپ کو اور جو آپ کے ہمراہ ایمان والے ہیں ان کو اپنی بستی سے نکال دینگے یا یہ ہو کہ تم ہمارے مذہب میں پھر آجاؤ

قَالَ أَوَلَوْ كُنَّا كَارِهِينَ ۝ قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللَّهِ كَذِبًا إِنْ عُدْنَا فِي مِلَّتِكُم بَعْدَ إِذْ نَجَّانَا اللَّهُ مِنْهَا ۚ وَمَا يَكُونُ لَنَا أَن نَّعُودَ

شعیب نے جواب دیا کہ کیا ہم تمہارے مذہب میں آجاویں گو ہم اسکو مکروہ ہی سمجھتے ہوں ہم تو اسپر بڑی جھوٹی تہمت لگانیوالے ہوجاویں اگر ہم تمہارے مذہب میں آجاویں بعد اسکے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمکو اس سے نجات دی ہو اور

فِيهَا إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّنَا ۚ وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۚ عَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنتَ

لیکن ہاں یہ کہ اللہ ہی نے جو ہمارا مالک ہے مقدر کیا ہو ہمارے رب کا علم ہر چیز کو محیط ہی ہم اللہ ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان میں فیصلہ کر دیجیے حق کے موافق اور آپ سب سے

خَيْرُ الْفَاتِحِينَ ۝ وَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَوْمِهِ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا إِنَّكُمْ إِذًا لَّخَاسِرُونَ ۝ فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا

اچھا فیصلہ کرنے والے ہیں اور انکی قوم کے کافر سرداروں نے کہا کہ اگر تم شعیب کی راہ پر چلنے لگو گے تو بیشک بڑا نقصان اٹھاؤ گے پس ان کو زلزلے نے آپکڑا سو اپنے گھر میں

فِي دَارِهِمْ جَاثِمِينَ ۝ الَّذِينَ كَذَّبُوا شُعَيْبًا كَأَن لَّمْ يَغْنَوْا فِيهَا ۚ الَّذِينَ كَذَّبُوا شُعَيْبًا كَانُوا هُمُ الْخَاسِرِينَ ۝ فَتَوَلَّىٰ

اوندھے کے اوندھے پڑے رہگئے جنہوں نے شعیب کی تکذیب کی تھی ان کی یہ حالت ہوگئی جیسے ان گھروں میں کبھی بسے ہی نہ تھے جنہوں نے شعیب کی تکذیب کی تھی وہی خسارہ میں پڑ گئے اسوقت

عَنْهُمْ وَقَالَ يَا قَوْمِ لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّي وَنَصَحْتُ لَكُمْ ۖ فَكَيْفَ آسَىٰ عَلَىٰ قَوْمٍ كَافِرِينَ ۝

شعیب ان سے منہ موڑ کر چلے اور فرمانے لگے کہ اے میری قوم میں نے تم کو اپنے پروردگار کے احکام پہونچا دیے تھے اور میں نے تمہاری خیر خواہی کی پھر میں ان کافر لوگوں پر کیوں رنج کروں۔

قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِن قَوْمِهِ لَنُخْرِجَنَّكَ يَا شُعَيْبُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَكَ مِن قَرْيَتِنَا أَوْ لَتَعُودُنَّ فِي مِلَّتِنَا ۚ قَالَ أَوَلَوْ كُنَّا كَارِهِينَ ﴿٨٨﴾ قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللَّهِ كَذِبًا إِنْ عُدْنَا فِي مِلَّتِكُم بَعْدَ إِذْ نَجَّانَا اللَّهُ مِنْهَا ۚ وَمَا يَكُونُ لَنَا أَن نَّعُودَ فِيهَا إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّنَا ۚ وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۚ عَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ ﴿٨٩﴾ وَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَوْمِهِ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا إِنَّكُمْ إِذًا لَّخَاسِرُونَ ﴿٩٠﴾ فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جَاثِمِينَ ﴿٩١﴾ الَّذِينَ كَذَّبُوا شُعَيْبًا كَأَن لَّمْ يَغْنَوْا فِيهَا ۚ الَّذِينَ كَذَّبُوا شُعَيْبًا كَانُوا هُمُ الْخَاسِرِينَ ﴿٩٢﴾ فَتَوَلَّىٰ عَنْهُمْ وَقَالَ يَا قَوْمِ لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّي وَنَصَحْتُ لَكُمْ ۖ فَكَيْفَ آسَىٰ عَلَىٰ قَوْمٍ كَافِرِينَ ﴿٩٣﴾

تنبیہ

قرآن میں ان کا اہل مدین اور اصحاب ایکہ کی طرف مبعوث ہونا اور اہل مدین پر کہیں صیحہ کہیں رجفہ کا عذاب اور اصحاب ایکہ پر ظلہ کا عذاب ہونا مذکور ہے پس بعض نے تو دونوں قوموں کو ایک ہی کہا ہے اور بعض نے الگ الگ کہا ہے کہ ایک قوم یعنی اہل مدین کے ہلاک کے بعد دوسروں کی یعنی اصحاب ایکہ کی طرف جو مدین ہی کے قریب رہتے تھے اور اس قرب کی وجہ سے اُن میں بھی کم تولنے ناپنے کا مرض مشترک تھا مبعوث ہوئے اور اکثر کا قول یہی ہے اور انواع عذاب میں دو کا یا تینوں کا جمع ہو جانا کچھ مستبعد نہیں جیسا روح المعانی میں ابن عباس رض سے مروی ہے کہ اُن پر

النحو قوله معك حال او ظرف متعلق بآمنوا · الذين كذبوا في الموضعين مبتدأ والخبر ما بعده اختاره الزمخشري

البلاغة

قال الملأ الذين استكبروا ثم بعده قال الملأ الذين كفروا لما كان منشأ القول الأول الاستكبار والقول الثاني مطلق الكفر من ذلك التفنن قوله الذين كذبوا في الموضعين في الموضع الاستئناف

(والتكرار ههنا من غير عطف جار على عادة العرب فيقولون في مثل هذا المقام أخوك الذي نهبت أموالك أخوك الذي هتك حرمتنا أخوك الذي ظلمنا آه قوله فكيف آسى في المرجع وهذا النوع من البديع يسمى الرجوع وهو العود على الكلام السابق بالنقض وقد جاء كثيرا في كلامهم ومنه قول زهير * قف بالديار التي لم يعفها القدم * بلى وغيرها الأرواح والديم * والنكتة فيه الإشعار بالتوله والذهول من شدة الحيرة لعظم الأمر بحيث لا يفرق بين ما هو كالمتناقض من الكلام وغيره اه

گرمی شدید مسلط ہوئی کہ گھر میں بھی چین نہ آتا تھا اس میں ایک بدلی آئی جس میں سے سرد ہوا آتی تھی اور اس کے سایہ میں سب میدان میں جمع ہو گئے اسوقت
اُس میں سے آگ برسی اور زمین کو بھی زلزلہ آیا سب جل مرگئے اس صورت میں دار سے مراد مطلق ارض ہوگا جیسے دار الاسلام و دار الحرب میں یہی
مراد ہے اور صیحہ اور رجفہ کے جمع ہونے کی توجیہ قصہ سوم میں گذر چکی ہے اور بعد ہلاک ان کفار کے آپ مکہ میں آرہے تھے اور وہاں ہی وفات پائی اور
مدین اصل میں ابراہیم علیہ السلام کے ایک فرزند کا نام ہے پھر قبیلہ اور شہر پر اطلاق ہونے لگا جو انکی اولاد تھے یا اس اولاد کا مسکن تھا یہ سب اہل سیر نے
لکھا ہے آگے تفسیر آیت ہی تفسیر اور ہم نے مدین (والوں) کی طرف اُنکے بھائی شعیب (علیہ السلام) کو (پیغمبر بنا کر) بھیجا انہوں نے (اہل مدین سے) فرمایا کہ اے میری
قوم تم (صرف) اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اُسکے سوا کوئی تمہارا معبود (بننے کے قابل) نہیں تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے (میرے نبی ہونے پر)
واضح دلیل (کہ کوئی معجزہ ہے) آچکی ہے (جب میری نبوت ثابت ہے) تو (احکام شرعیہ میں میرا کہنا مانو چنانچہ میں کہتا ہوں کہ) تم ناپ اور تول پوری پوری کیا کرو اور
لوگوں کا اُنکی چیزوں میں نقصان مت کیا کرو (جیسا کہ تمہاری عادت ہے) اور روئے زمین میں بعد اسکے کہ (تعلیم توحید و بعثت انبیاء و ایجاب عدل و اداء حقوق
سے) اُس کی درستی (تجویز) کر دیگئی فساد مت پھیلاؤ (یعنی ان احکام کی مخالفت اور کفر مت کرو کہ موجب فساد ہے) یہ (جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اسپر عمل کرنا)
تمہارے لیے (دنیا و آخرت دونوں میں) نافع ہے اگر تم (میری) تصدیق کرو (جسپر دلیل قائم ہے اور تصدیق کرکے عمل کرو تو امور مذکورہ دارین میں نافع ہیں آخرت
میں تو ظاہر ہے کہ نجات ہو اور دُنیا میں عمل بالشرع سے امن و انتظام قائم رہتا ہے خاصکر پورا ناپنے تولنے میں بوجہ اعتبار بڑھنے کے تجارت کو ترقی ہوتی ہے)
اور تم سڑکوں پر اس غرض سے مت بیٹھا کرو کہ اللہ پر ایمان لانے والوں کو (ایمان لانے پر) دھمکیاں دو اور (ان کو) اللہ کی راہ (یعنی ایمان) سے روکو اور اُس
(راہ) میں کجی (اور شبہات) کی تلاش میں لگے رہو (کہ بیجا اعتراض سوچ سوچ کر لوگوں کو بہکاؤ یہ لوگ ضلال مذکور سابق کے ساتھ اس اضلال میں بھی مبتلا تھے کہ
سڑکوں پر بیٹھکر آنے والوں کو بہکاتے کہ شعیب علیہ السلام پر ایمان نہ لانا نہیں تو ہم تم کو مار ڈالینگے آگے تذکیر نعمت سے ترغیب اور تذکیر نقمت سے ترہیب
ہے یعنی) اور اُس حالت کو یاد کرو جبکہ تم (شمار میں یا مال میں) کم تھے پھر اللہ تعالیٰ نے تمکو (شمار یا مال میں) زیادہ کر دیا (یہ تو ترغیب تھی ایمان لانے پر) اور
دیکھو کیسا (بُرا) انجام ہوا فساد (یعنی کفر و تکذیب و ظلم) کرنے والوں کا (جیسے قوم نوح اور عاد اور ثمود گذر چکے ہیں اسی طرح تم پر عذاب آنیکا اندیشہ ہے
یہ ترہیب ہے کفر پر) اور اگر (تم کو عذاب نہ آنے کا اس سے شبہ ہو کہ) تم میں سے بعضے (تو) اُس حکم پر جس کو دیکر مجھ کو بھیجا گیا ہے ایمان لائے ہیں
اور بعضے ایمان نہیں لائے (اور پھر بھی دونوں فریق ایک ہی حالت میں ہیں یہ نہیں کہ ایمان نہ لانے والوں پر عذاب آگیا ہو اس سے معلوم ہوتا ہے
کہ آپ کا عذاب سے ڈرانا بے اصل ہے) تو (اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ فوراً عذاب نہ آنے سے یہ کیسے معلوم ہوا کہ عذاب نہ آوے گا) ذرا ٹھیر جاؤ
یہاں تک کہ ہمارے (یعنی دونوں فریق کے) درمیان میں اللہ تعالیٰ (عملی) فیصلہ کیے دیتے ہیں (یعنی عذاب نازل کرکے مومنین کو نجات دینگے اور کفار
کو ہلاک کریں گے) اور وہ سب فیصلہ کرنے والوں سے بہتر ہیں (کہ اُن کا فیصلہ بالکل مناسب ہی ہوتا ہے) اُن کی قوم کے متکبر سرداروں نے (جو یہ
باتیں سنیں تو انہوں نے گستاخانہ) کہا کہ اے شعیب (یاد رکھیے) ہم آپ کو اور جو آپ کے ہمراہ ایمان والے ہیں اُن کو اپنی بستی سے نکال دینگے
یا یہ ہو کہ تم ہمارے مذہب میں پھر آجاؤ (تو البتہ ہم کچھ نہ کہیں گے یہ بات مومنین کے لیے اس لیے کہی کہ وہ لوگ قبل ایمان کے اُسی طریق کفر
پر تھے لیکن شعیب علیہ السلام کے حق میں باوجود اس کے کہ انبیاء سے کبھی کفر صادر نہیں ہوتا اس لیے کہی کہ ان کے سکوت قبل بعثت سے
وہ یہی سمجھتے تھے کہ ان کا اعتقاد بھی ہم ہی جیسا ہوگا) شعیب (علیہ السلام) نے جواب دیا کہ کیا ہم تمہارے مذہب میں آجاویں گے گو ہم (دلیل
و بصیرت) اس کو مکروہ (اور قابل نفرت) ہی سمجھتے ہوں (یعنی جب اس کے باطل ہونے پر دلیل قائم ہے تو ہم کیسے اُس کو اختیار کر لیں)
ہم تو اللہ پر بڑی جھوٹی تہمت لگانے والے ہو جاویں اگر (خدا نہ کرے) ہم تمہارے مذہب میں آجاویں (خصوصاً) بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ
نے ہم کو اس سے نجات دی ہو (کیونکہ اول تو مطلقاً کفر کو دین حق سمجھنا ہی اللہ پر تہمت لگانا ہے کہ یہ دین معاذ اللہ اللہ کو پسند ہے
خصوصاً مومن کا کافر ہونا چونکہ بعد علم و قبول دلیل حق کے ہے اور زیادہ تہمت ہے ایک تو وہی تہمت دوسری وہ تہمت کہ اللہ نے جو
مجھ کو دلیل کا علم دیا تھا جس کو میں حق سمجھتا تھا وہ علم غلط دیا تھا اور شعیب علیہ السلام نے نقد عود یا تو تغلیباً دوسروں کے اعتبار سے
یا ان کے گمان کو فرض کرکے یا مشاکلۃً برتا) اور ہم سے ممکن نہیں کہ تمہارے مذہب میں پھر آجاویں لیکن ہاں یہ کہ اللہ ہی نے جو ہمارا مالک ہے

ملحقات الترجمة

لـه قوله فی نعینه کرلی سحر و هو الیفر بعدم تعینیا فی الذکر
ـه قوله فی کل صرنط. ترکوت استفید الجمع من کل
ـه قوله فی تو عد بمن مارة الیتیجی کرنی الدر المنثور عن ابن عباس
ـه قوله فی کنتم قلیلا شماد یا مال قولان للمفسرین
ـه قوله فی لتعودن سوت کذا فی الروح.

وَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَةٍ مِّنْ نَّبِیٍّ اِلَّآ اَخَذْنَآ اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ یَضَّرَّعُوْنَ ۝ ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّیِّئَةِ

اور ہم نے کسی بستی میں کوئی نبی نہیں بھیجا کہ وہاں کے رہنے والوں کو ہم نے محتاجی اور بیماری میں نہ پکڑا ہو تاکہ وہ ڈھیلے پڑجاویں پھر ہم نے اس بدحالی کی جگہ

الْحَسَنَةَ حَتّٰی عَفَوْا وَّقَالُوْا قَدْ مَسَّ اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ وَالسَّرَّآءُ فَاَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ۝

خوشحالی بدلدی یہان تک کہ ان کو خوب ترقی ہوئی اور کہنے لگے کہ ہمارے آبا و اجداد کو بھی تنگی اور راحت پیش آئی تھی تو ہم نے انکو دفعۃً پکڑ لیا اور ان کو خبر بھی نہ تھی

(ہمارے) مقدر (میں) کیا ہو (جس کی مصلحت ان ہی کے علم میں ہے تو خیر یہ اور بات ہے) ہمارے رب کا علم ہر چیز کو محیط ہے (اس علم سے سب مقدرات کے مصالح کو جانتے ہیں مگر) ہم اللہ ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں (اور بھروسہ کرکے یہ امید کرتے ہیں کہ وہ ہم کو دین حق پر ثابت رکھے اور اس سے یہ شبہ نہ کیا جاوے کہ ان کو اپنے خاتمہ بالخیر کا یقین نہ تھا انبیاء کو یہ یقین دیا جاتا ہے بلکہ مقصود اظہار عجز اور تفویض الی المالک ہے جو کہ لوازم کمال نبوت سے ہے اور دوسرے مومنین کے اعتبار سے لیا جاوے تو کوئی اشکال ہی نہیں یہ جواب دیکر جب دیکھا کہ ان سے خطاب کرنا بالکل مؤثر نہیں اور ان کے ایمان لانے کی بالکل امید نہیں اُن سے خطاب ترک کرکے حق تعالیٰ سے دعا کی کہ) اے ہمارے پروردگار ہمارے اور ہماری (اس) قوم کے درمیان میں فیصلہ کر دیجیے (جو کہ ہمیشہ[1] حق کی موافق (ہوا کرتا ہے کیونکہ خدائی فیصلہ کا حق ہونا لازم ہے یعنی اب عملی طور پر حق کا حق اور باطل کا باطل ہونا واضح کر دیجیے) اور آپ سب سے اچھا فیصلہ کرنے والے ہیں اور انکی قوم کے (اُن ہی مذکور) کافر سرداروں نے (شعیب علیہ السلام کی یہ تقریر بلیغ سُنکر اندیشہ کیا کہ کہیں سامعین میں اس کا اثر نہ ہو جاوے اسلیے انہوں نے بقیہ کفار سے) کہا کہ اگر تم شعیب (علیہ السلام) کی راہ پر چلنے لگو گے تو بیشک بڑا نقصان اٹھاؤ گے (دین کا بھی کیونکہ ہمارا مذہب حق ہے حق کو چھوڑنا خسارہ ہے اور دنیا کا بھی اس لیے کہ پورا ناپنے تولنے میں بچت کم ہو گی غرض وہ سب اپنے کفر و ظلم پر جمے رہے اب عذاب کی آمد ہوئی) پس ان کو زلزلہ نے آپکڑا سو اپنے گھر میں اوندھے کے اوندھے پڑے رہ گئے جنہوں نے شعیب (علیہ السلام) کی تکذیب کی تھی (اور مسلمانوں کو ان کے گھروں سے نکالنے کو آمادہ تھے خود) اُن کی یہ حالت ہو گئی جیسے ان گھروں میں کبھی بسے ہی نہ تھے جنہوں نے شعیب (علیہ السلام) کی تکذیب کی تھی (اور اُن کے اتباع کرنے والوں کو خاسر بتلاتے تھے خود) وہی خسارہ میں پڑ گئے اُسوقت شعیب (علیہ السلام) اُن سے مُنہ موڑکر چلے اور (بطور حسرت کے فرضی خطاب کرکے) فرمانے لگے کہ اے میری قوم میں نے تو تم کو اپنے پروردگار کے احکام پہونچا دیے تھے (جن پر عمل کرنا ہر طرح کی فلاح کا سبب تھا) اور میں نے تمہاری (بڑی) خیرخواہی کی (کہ کس کس طرح سمجھایا مگر افسوس تم نے نہ مانا اور یہ روز بد دیکھا پھر اُن کے عناد و کفر وغیرہ کو یاد کرکے فرمانے لگے کہ جب انہوں نے اپنے ہاتھوں یہ مصیبت خریدی تو) پھر میں ان کافر لوگوں (کے ہلاک ہونے) پر کیوں رنج کروں (ایسی تیسی میں جائیں جیسا کیا ویسا بھگتنا) ربط اوپر جن قوموں کا قصہ مذکور ہوا ہے چونکہ اور قوموں کے بھی ایسے قصے واقع ہوئے ہیں آگے عام عنوان سے اجمالاً اُن سب کی حالت جرم کی اور جرم پر بھی اول مہلت ملنے کی اور پھر بھی نہ سمجھنے پر سزا جاری ہونے کی مذکور ہے اور حکایت کے بعد آیت اولم یهد الخ سے غرض حکایت پر کہ عبرت حاصل کرنا ہے تنبیہ فرمائی گئی ہے۔

ملحقات الترجمة

[1] قوله فیصلہ ہمیشہ فی التفسیر للاحتراز بل لاظهار الصفة۔

بیان اجمالی حالت کفار سابقین برائے عبرت کفار لاحقین

وَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَةٍ مِّنْ نَّبِیٍّ اِلَّآ اَخَذْنَآ اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ یَضَّرَّعُوْنَ ۝ ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّیِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتّٰی عَفَوْا وَّقَالُوْا قَدْ مَسَّ اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ وَالسَّرَّآءُ

النحو قوله اخذنا حال یعنی آخذین و الاستثناء من اعم الاحوال ای ما ارسلنا فی حال الا فی حال کوننا آخذین ولیس المراد ان ابتداء الارسال مقارن للاخذ بل انه مستتبع له غیر منفک عنه

البلاغة قوله قد مس اٰباءنا الضراء علم بذکر الباساء المذکور فیما قبل اکتفاء بذکر الاخرین من الاخر لتقاربهما ظهورًا۔

وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَىٰ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَلَٰكِن كَذَّبُوا فَأَخَذْنَاهُم بِمَا كَانُوا

اور اگر ان بستیوں کے رہنے والے ایمان لے آتے اور پرہیز کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین کی برکتیں کھول دیتے لیکن انہوں نے تو تکذیب کی تو ہم نے انکے اعمال کی وجہ سے انکو پکڑ لیا

يَكْسِبُونَ ۝ أَفَأَمِنَ أَهْلُ الْقُرَىٰ أَن يَأْتِيَهُم بَأْسُنَا بَيَاتًا وَهُمْ نَائِمُونَ ۝ أَوَأَمِنَ أَهْلُ الْقُرَىٰ أَن يَأْتِيَهُم

کیا پھر بھی ان بستیوں کے رہنے والے اس بات سے بےفکر ہو گئے ہیں کہ ان پر ہمارا عذاب شب کے وقت آ پڑے جس وقت وہ پڑے سوتے ہوں اور کیا ان بستیوں کے رہنے والے اس بات سے بےفکر ہو گئے ہیں

بَأْسُنَا ضُحًى وَهُمْ يَلْعَبُونَ ۝ أَفَأَمِنُوا مَكْرَ اللَّهِ ۚ فَلَا يَأْمَنُ مَكْرَ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْخَاسِرُونَ ۝ أَوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِينَ يَرِثُونَ

کہ ان پر ہمارا عذاب دن دوپہری آ پڑے جس وقت کہ وہ اپنے لایعنی قصوں میں مشغول ہوں ہاں تو کیا اللہ تعالیٰ کی اس پکڑ سے بےفکر ہو گئے سو خدا تعالیٰ کی پکڑ سے بجز ان کے جنکی شامت ہی آ گئی ہو اور کوئی بےفکر نہیں ہوتا

الْأَرْضَ مِن بَعْدِ أَهْلِهَا أَن لَّوْ نَشَاءُ أَصَبْنَاهُم بِذُنُوبِهِمْ ۚ وَنَطْبَعُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ ۝ تِلْكَ الْقُرَىٰ

اور ان زمین پر بسنے والوں کے بعد جو لوگ زمین پر بجائے انکے بستے ہیں کیا ان واقعات مذکورہ نے انکو یہ بات نہیں بتلائی کہ اگر ہم چاہتے تو انکو انکے جرائم کے سبب ہلاک کر ڈالتے اور ہم انکے دلوں پر بند لگائے ہوئے ہیں

نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنبَائِهَا ۚ وَلَقَدْ جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا بِمَا كَذَّبُوا مِن قَبْلُ ۚ

کچھ کچھ قصے ہم آپ سے بیان کر رہے ہیں　اور ان سب کے پاس انکے پیغمبر معجزات لیکر آئے تھے پھر جس چیز کو انہوں نے اول میں جھوٹا کہہ دیا　یہ بات نہ ہوئی کہ پھر اس کو مان لیتے

كَذَٰلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِ الْكَافِرِينَ ۝ وَمَا وَجَدْنَا لِأَكْثَرِهِم مِّنْ عَهْدٍ ۖ وَإِن وَجَدْنَا أَكْثَرَهُمْ لَفَاسِقِينَ ۝

اللہ تعالیٰ اسی طرح کافروں کے دلوں پر بند لگا دیتے ہیں　اور اکثر لوگوں میں ہم نے وفائے عہد نہ دیکھا　اور ہم نے اکثر لوگوں کو بےحکم ہی پایا

وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَىٰ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَلَٰكِن كَذَّبُوا فَأَخَذْنَاهُم بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ (۹۶) أَفَأَمِنَ أَهْلُ الْقُرَىٰ أَن يَأْتِيَهُم بَأْسُنَا بَيَاتًا وَهُمْ نَائِمُونَ (۹۷) أَوَأَمِنَ أَهْلُ الْقُرَىٰ أَن يَأْتِيَهُم بَأْسُنَا ضُحًى وَهُمْ يَلْعَبُونَ (۹۸) أَفَأَمِنُوا مَكْرَ اللَّهِ ۚ فَلَا يَأْمَنُ مَكْرَ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْخَاسِرُونَ (۹۹) أَوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِينَ يَرِثُونَ الْأَرْضَ مِن بَعْدِ أَهْلِهَا أَن لَّوْ نَشَاءُ أَصَبْنَاهُم بِذُنُوبِهِمْ ۚ وَنَطْبَعُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ (۱۰۰) تِلْكَ الْقُرَىٰ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنبَائِهَا ۚ وَلَقَدْ جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا بِمَا كَذَّبُوا مِن قَبْلُ ۚ كَذَٰلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِ الْكَافِرِينَ (۱۰۱) وَمَا وَجَدْنَا لِأَكْثَرِهِم مِّنْ عَهْدٍ ۖ وَإِن وَجَدْنَا أَكْثَرَهُمْ لَفَاسِقِينَ (۱۰۲)

اور ہم نے (ان مذکورہ اور ان کے علاوہ اور بھی دوسری بستیوں میں سے) کسی بستی میں کوئی نبی نہیں بھیجا کہ وہاں کے رہنے والوں کو (اس نبی کے نہ ماننے پر اول تنبیہ نہ کی ہو اور تنبیہ کی غرض سے اُن کو) ہم نے محتاجی اور بیماری میں نہ پکڑا ہو تاکہ وہ ڈھیلے پڑ جاویں (اور اپنے کفر و تکذیب سے توبہ کریں) پھر (جب اس سے متنبہ نہ ہوئے تو استدراجاً یا اس غرض سے کہ مصیبت کے بعد جو نعمت ہوتی ہے اس کی زیادہ قدر ہوتی ہے اور نعمت دینے والے کی آدمی بالطبع اطاعت کرنے لگتا ہے) ہم نے اُس بدحالی کی جگہ خوش حالی بدل دی یہاں تک کہ اُن کو (غنی اور صحت کے ساتھ مال و اولاد میں) خوب ترقی ہوئی اور (اُس وقت براہ کج فہمی) کہنے لگے کہ (وہ پہلی مصیبت ہم پر کفر و تکذیب کے سبب نہ تھی ورنہ پھر خوشحالی کیوں ہوتی بلکہ یہ اتفاقات زمانہ سے ہے چنانچہ) ہمارے آباء و اجداد کو بھی (یہ دو حالتیں کبھی) تنگی اور (کبھی) راحت پیش آئی تھیں (اسی طرح ہم پر بھی یہ حالتیں گذر گئیں جب وہ اس میں پڑ گئے) تو (اس وقت) ہم نے اُن کو دفعۃً (عذاب مہلک میں) پکڑ لیا اور ان کو (اُس عذاب کے آنے کی) خبر بھی نہ تھی (یعنی گو اُن کو انبیاء نے خبر کی تھی مگر چونکہ وہ اُس خبر کو غلط سمجھتے تھے اور عیش و آرام میں بھولے رہتے تھے اس لیے اُن کو گمان نہ تھا اور (ہم نے جو ان کو عذاب مہلک میں پکڑا تو اس کا سبب صرف ان کا کفر اور مخالفت تھی ورنہ) اگر ان بستیوں کے رہنے والے (پیغمبروں پر) ایمان لے آتے اور (اُن کی مخالفت سے) پرہیز کرتے تو ہم (بجائے ارضی و سماوی آفات کے) ان پر آسمان اور

النحو قولہ وان وجدنا اکثرھم لفاسقین من وجد بمعنی علم المتعدیۃ للمبتدا والخبر لدخول ان المخففۃ واللام الفارقۃ وذلک لایسوغ الا فی المبتدا او الخبر والافعال الداخلۃ علیہما من الربع والبیضاوی۔

اختلاف القراءۃ فی قراءۃ اوامن عاطفۃ عطفا علی امن السابق۔

زمین کی برکتین کھولدیتے (یعنی آسمان سے بارش اور زمین سے پیداوار ان کو برکت کے ساتھ عطا فرماتے اور گو اس ہلاکت سے پہلے ان کو خوشحالی ایک حکمت کے لیے دیگئی لیکن اُس خوشحالی مین اسلیئے برکت نہ تھی کہ آخر مین وہ وبالِ جان ہوگئی بخلاف اُن نعمتون کے جو ایمان و اطاعت کے ساتھ ملتی ہین کہ اُنہین یہ خیر و برکت ہوتی ہی کہ وہ وبال کبھی نہین ہوتین نہ دنیا مین نہ آخرت مین حاصل یہ کہ اگر وہ ایمان و تقوی اختیار کرتے تو اُنکو بھی یہ برکتین دیتے) لیکن انہون نے تو (پیغمبرون کی) تکذیب کی تو ہمنے (بھی) اُنکے اعمال (بد) کی وجہ سے اُنکو (عذاب ہلاک مین) پکڑ لیا (جسکو و ہو لاخذ ناھم بغتۃ سے تعبیر فرمایا ہی آگے کفار موجودین کو عبرت دلاتے ہین) کیا (ان قصص کو سنکر) پھر بھی ان (موجودہ) بستیون کے رہنے والے (جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دورۂ نبوت مین موجود ہین) اس بات سے بیفکر ہوگئے ہین کہ ان پر (بھی) ہمارا عذاب شب کے وقت آپڑے جس وقت وہ پڑے سوتے ہون اور کیا ان (موجودہ) بستیون کے رہنے والے (با وجود کفر و تکذیب کے جو کہ کفار سابقین کے اہلاک کا سبب تھا) اس بات سے بیفکر ہوگئے ہین کہ (اُن ہی سابقین کی طرح) ان پر ہمارا عذاب دن دوپہری آپڑے جس وقت کہ وہ اپنے لایعنی قصون مین مشغول ہون (مراد اس سے دنیوی کاروبار ہین) ہان تو کیا اللہ تعالی کی اس (ناگہانی) پکڑ سے (جسکا اوپر بیان ہوا ہی) بیفکر ہوگئے سو (سمجھ رکھو کہ) خدا تعالی کی پکڑ سے بجز اُنکے جنکی شامت ہی آگئی ہو اور کوئی بیفکر نہین ہوتا (آگے اُسکی علت بتلاتے ہین کہ انکو عذاب سے کیون ڈرنا چاہیئے اور وہ علت انکا امم سابقہ کے ساتھ جرم کفر مین شریک ہونا ہے یعنی) اور ان (گذشتہ) زمین پر رہنے والون کے بعد جو لوگ (اب) زمین پر بجائے اُنکے رہتے ہین کیا ان واقعات مذکورہ نے انکو یہ بات (ہنوز) نہین بتلائی کہ اگر ہم چاہتے تو انکو (بھی مثل امم سابقہ کے) اُنکے جرائم (کفر و تکذیب) کے سبب ہلاک کر ڈالتے (کیونکہ اُمم سابقہ ان ہی جرائم کے سبب ہلاک کی گئین) اور (واقعی یہ واقعات تو ایسے ہی ہین کہ ان سے سبق لینا چاہیئے تھا لیکن اصل یہ ہے کہ) ہم اُن کے دلون پر بند لگائے ہوئے ہین اس سے وہ (حق بات کو دل سے) سنتے (بھی) نہین (اور ماننا تو درکنار رہا پس اس بند لگانے سے اُن کی قساوت بڑھ گئی کہ ایسے عبرت خیز واقعات سے بھی عبرت نہین ہوتی اور اس بند لگانے کا سبب ان ہی کا ابتدا مین کفر کرنا ہے لقولہ تعالی طبع اللہ علیہا بکفرھم آگے شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تسلی کے لیے سارے مضمون مذکور کا خلاصہ ہی کہ) ان (مذکورہ) بستیون کے کچھ کچھ قصے ہم آپ سے بیان کر رہے ہین اور ان سب (بستیون مین رہنے والون) کے پاس اُنکے پیغمبر معجزات لیکر آئے تھے (مگر) پھر (بھی اُن کی ضد و ہٹ کی یہ کیفیت تھی کہ) جس چیز کو اُنہون نے اول (دفعہ) مین (ایکبار) جھوٹا کہدیا یہ بات نہ ہوئی کہ پھر اُس کو مان لیتے (اور جیسے یہ لوگ دل کے سخت تھے) اللہ تعالی اسی طرح کافرون کے دلون پر بند لگادیتے ہین اور (انہین سے بعضے لوگ مصیبتون مین ایمان لانے کا عہد بھی کرلیتے تھے لیکن) اکثر لوگون مین ہم نے وفائے عہد نہ دیکھا (یعنی زوال مصیبت کے بعد پھر ویسے کے ویسے ہی ہوجاتے تھے) اور ہم نے اکثر لوگون کو (باوجود ارسال رسل و اظہار معجزات و نزول بلیات و توثیق معاہدات) بیحکم ہی پایا (پس کفار ہمیشہ سے ایسے ہی ہوتے رہے ہین آپ بھی غم نہ کیجیے) **ف** جاءتھم رسلھم بالبینات مین ہُم کی ضمیر مین سب مذکورین کا داخل ہونا اور بینات سے معجزات کا مراد ہونا دلیل ہے کہ جن انبیاء کے معجزات قرآن و حدیث مین مذکور نہین وہ بھی صاحب معجزہ تھے اور ہود علیہ السلام کی قوم کا قول جو سورۂ ہود مین مذکور ہے ما جئتنا ببینۃ چونکہ یہ آیت اُس قول کو رد کرتی ہے اس لیے اُن کا قول حجت نہین بلکہ منشا اُس کا عناد ہے کہ معجزہ کو غیر معتدبہ قرار دیکر ایسا کہدیا اور برکات من السماء الخ کی جو تقریر اثنار ترجمہ مین کیگئی ہے اُس سے یہ شبہ دفع ہوگیا کہ بدلنا مکان السیئۃ الخ سے تو اُن پر فراخی عیش ہونا ثابت ہے اسی طرح سورۂ انعام مین فتحنا علیھم ابواب کل شیء بھی اسپر دال ہے اور عہد کی دوسری تفسیر یہ کی گئی ہے کہ یوم میثاق کا عہد مراد ہو اور اس تفسیر پر اکثر اسلیے کہا کہ بعض مسلمان ہوگئے تھے اور تفسیر اول پر اکثر کی ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے اور دوسری وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ مصیبت مین عہد کرنا سب سے صادر نہ ہوا تھا اکثر نے ایسا کہا تھا اُنہون ہی نے پورا نہ کیا واللہ اعلم **مسئلہ** آیت لا یامن مکر اللہ الا القوم الخاسرون سے استنباط کیا گیا ہی کہ عذاب الہی سے بیخوف ہونا کفر ہے کیونکہ محاورات قرآنیہ مین اکثر خاسر سے مراد کافر ہوتا ہے جیسا کہ دوسری آیت واقعہ سورۂ یوسف لا ییأس من روح اللہ الا القوم الکافرون سے اس مسئلہ کا دوسرا جزو ثابت کیا گیا ہے کہ مایوسی خدا کی رحمت سے کفر ہی اور روح المعانی مین شافعیہ کا مذہب نقل کیا ہی کہ یہ دونون امر بالمعنی المشہور گناہ کبیرہ ہین کفر نہین اور بعض محققین کا قول محاکمہ مین نقل کیا ہی کہ امن بایں معنی کہ اللہ تعالی کو انتقام پر قادر نہ سمجھے اور یاس بایں معنی کہ اللہ تعالی کو انعام پر قادر نہ سمجھے کفر ہی اور بالمعنی المشہور یعنی یاس بمعنی استبعاد عفو و استعظام ذنوب جس سے طاعات و توبہ ترک ہوجاوین اور امن بمعنی غلبہ رجا جس سے معاصی پر

ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ فی بیاتا شب کے وقت لان بیاتا مصدر یقدر قبلہ المضاف **ﮯ قولہ** فی ضحی دن دوپہری لقولہ تعالی فی اول السورۃ ام ہم قائلون **ﮯ قولہ** فی افامنوا ان استفہام التنبیہ مع الانکار و لفظ تو من الفاء و فی قولہ جس کا اوپر اشارۃ الی ان الجملۃ اجمال لما فصلا اولا **ﮯ قولہ** فی مخاسرون شامت لا طلاق الفقد علی ما اریدبہذا الخسارنی المحاورات۔ **ﮯ قولہ** فی للذین یرثون ابا الخ اشارۃ الی ان فیہ وضع المظہر موضع المضمر لان ہؤلاء ہم اہل القری المذکورون فی قولہ تعالی افامن اہل القری **ﮯ قولہ** فی او لم یہد ان واقعات اشار بہ الی ان فاعلہ ضمیر الراجع الی ماجری علی الامم و ان و نغفار مفعولہ والذین متعلق وفی قولہ بتلائی اشارۃ الی ان یہد بمعنی یبین بقرینۃ تعدیتہ باللام **ﮯ قولہ** فی نطبع علی قلوبہم لگائی ہوئے ہین اشارۃ الی رد ما قیل من عطف علی اصبنا لانہ ینافیہ وقوع الطبع المدلول علیہ بقولہ فیما بعد یطبع اللہ **ﮯ قولہ** انبائہا کچھ کچھ اشارۃ الی کون من تبعیضیۃ وہو الامر المطابق للواقع **ﮯ قولہ** فی قبل اول دفعہ المراد بہ اول ماجاءہم الرسل قبل اقامۃ البینات و المعجزات **ﮯ قولہ** فی عہد وفا اشارۃ الی حذف المضاف۔

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ مُّوسَىٰ بِآيَاتِنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ فَظَلَمُوا بِهَا ۖ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ ۝

پھر ان کے بعد ہم نے موسیٰ کو اپنے دلائل دیکر فرعون کے اور اسکے امراء کے پاس بھیجا سو ان لوگوں نے ان کا بالکل حق ادا نہ کیا سو دیکھیے ان مفسدوں کا کیا انجام ہوا

وَقَالَ مُوسَىٰ يَا فِرْعَوْنُ إِنِّي رَسُولٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ۝ حَقِيقٌ عَلَىٰ أَن لَّا أَقُولَ عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ ۚ قَدْ جِئْتُكُم

اور موسیٰ نے فرمایا کہ میں رب العالمین کی طرف سے پیغمبر ہوں میرے لیے یہی شایان ہے کہ بجز سچ کے خدا کی طرف کوئی بات منسوب نہ کروں　میں تمہارے پاس

بِبَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ فَأَرْسِلْ مَعِيَ بَنِي إِسْرَائِيلَ ۝ قَالَ إِن كُنتَ جِئْتَ بِآيَةٍ فَأْتِ بِهَا إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝

تمہارے رب کی طرف سے ایک بڑی دلیل بھی لایا ہوں سو تو بنی اسرائیل کو میرے ساتھ بھیجدے فرعون نے کہا کہ اگر آپ کوئی معجزہ لیکر آئے ہیں تو اسکو اب پیش کیجیے اگر آپ سچے ہیں

فَأَلْقَىٰ عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِينٌ ۝ وَنَزَعَ يَدَهُ فَإِذَا هِيَ بَيْضَاءُ لِلنَّاظِرِينَ ۝

بس آپ نے اپنا عصا ڈالدیا سو دفعۃً وہ صاف ایک اژدہا بن گیا اور اپنا ہاتھ باہر نکال لیا سو وہ یکایک سب دیکھنے والوں کے روبرو بہت ہی چمکتا ہوا ہو گیا

جری ہو جاوے کبیرہ ہے اور آیت کو تغلیظ پر یا مطلق شمار اور کفران کے معنے پر محمول کیا جاویگا عاجز کہتا ہے کہ قطعی وعید کے بعد یخوف ہوتا جیسا کہ مرتکبین کفر کی حالت ہی اور قطعی وعدہ کے بعد مایوس ہونا جیسا کسی نبی کی بشارت کے بعد ہوا ایسا امن ویاس کفر ہے اور آیات میں یہی معانی مراد معلوم ہوتے ہیں واللہ اعلم۔

قصہ ششم حضرت موسیٰ علیہ السلام باسبطیان وقبطیان اور یہ قصہ یہاں بھی اور قرآن مجید کے اور مواقع مکررہ میں بھی بہ نسبت اکثر قصص کے مفصل ہے چنانچہ اس مقام پر نصف پارہ تک چلا گیا ہے اور اس کی تکریر اور تفصیل میں یہ نکتہ لکھا ہے کہ آپکے معجزات بھی عظیم ہیں اور فرعونیوں کا کفر بھی شدید ہے اور بعض بنی اسرائیل کی جہالتیں بھی عجیب ہیں یہ امور مقتضی تکریر و تفصیل کے ہوئے۔

ذکر بعثت موسیٰ علیہ السلام ومکالمہ او با فرعون ثُمَّ بَعَثْنَا مِن بَعْدِهِم مُّوسَىٰ بِآيَاتِنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ فَظَلَمُوا بِهَا ۖ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ (۱۰۳) وَقَالَ مُوسَىٰ يَا فِرْعَوْنُ إِنِّي رَسُولٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ (۱۰۴) حَقِيقٌ عَلَىٰ أَن لَّا أَقُولَ عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ ۚ قَدْ جِئْتُكُم بِبَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ فَأَرْسِلْ مَعِيَ بَنِي إِسْرَائِيلَ (۱۰۵) قَالَ إِن كُنتَ جِئْتَ بِآيَةٍ فَأْتِ بِهَا إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ (۱۰۶) فَأَلْقَىٰ عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِينٌ (۱۰۷) وَنَزَعَ يَدَهُ فَإِذَا هِيَ بَيْضَاءُ لِلنَّاظِرِينَ (۱۰۸) پھر ان (مذکور پیغمبروں) کے بعد ہم نے (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کو اپنے دلائل (یعنی معجزات) دیکر فرعون کے اور اسکے امراء کے پاس (انکی ہدایت و تبلیغ کے لیے) بھیجا سو (جب موسیٰ علیہ السلام نے وہ دلائل ظاہر کیے تو) ان لوگوں نے ان (معجزات) کا بالکل حق ادا نہ کیا (کیونکہ انکا حق اور مقتضا یہ تھا کہ ایمان لے آتے) سو دیکھیے ان مفسدوں کا کیا (برا) انجام ہوا (جیسا اور جگہ انکا غرق اور ہلاک ہونا مذکور ہے یہ تو تمام قصہ کا اجمال تھا آگے تفصیل ہے یعنی) اور موسیٰ (علیہ السلام) نے (فرعون پاس بحکم الٰہی جاکر) فرمایا کہ میں رب العالمین کی طرف سے (تم لوگوں کی ہدایت کے واسطے) پیغمبر (مقرر ہوا) ہوں (اور جو مجھکو کاذب بتلاوے اسکی غلطی ہے کیونکہ) میرے لیے یہی شایان ہے کہ بجز سچ کے خدا کی طرف کوئی بات منسوب نہ کروں (اور میں رسالت کا خالی دعویٰ ہی نہیں کرسکتا بلکہ) میں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک بڑی دلیل (یعنی معجزہ) بھی لایا ہوں (جو طلب کے وقت دکھلاسکتا ہوں) سو (جب میں رسول مع الدلیل ہوں تو میں جو کہوں اسکی اطاعت کر چنانچہ منجملہ ان امور کے ایک یہ کہتا ہوں کہ) تو بنی اسرائیل کو (اپنی بیگار سے خلاصی دیکر) میرے ساتھ (ملک شام کو جو انکا اصلی وطن ہی) بھیجدے فرعون نے کہا کہ اگر آپ (منجانب اللہ) کوئی معجزہ لیکر آئے ہیں تو اسکو اب پیش کیجیے اگر آپ (اس دعویٰ میں) سچے ہیں بس آپ نے (فوراً) اپنا عصا (زمین پر) ڈالدیا سو دفعۃً وہ صاف ایک اژدہا بنگیا (جسکے اژدہا ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں ہوسکتا تھا) اور (دوسرا معجزہ یہ ظاہر کیا کہ) اپنا ہاتھ (گریبان کے اندر بغل میں دبا کر) باہر نکال لیا سو وہ یکایک سب دیکھنے والوں کے روبرو بہت ہی چمکتا ہوا ہو گیا (کہ اس کو بھی سب نے دیکھا) **ف** اوپر جو بآیاتنا فرمایا ہے اس سے مراد یا تو یہی دو معجزے ہیں اور جمع لانا بوجہ ان کے کبیر ہونے یا بار بار

ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ فی من بعدہم پیغمبر من المغارۃ لان مرجع الضمیر ہم الرسل **سلہ قولہ** فی فظلموا ایمان لے آتے اشارۃ الی ان تعدیۃ الظلم بالباء مع انہ یتعدی بلا واسطۃ لتضمنہ معنی الکفر **سلہ قولہ** فی المفسدین ان اشارۃ الی کون اللام للعہد **سلہ قولہ** فی رسول تم لوگوں دل علی ہذا المقدر ما سیلیہ من قولہ جئتکم **شہ قولہ** حقیق یہی شایان اتی اخذا بالحاصل اتباعا للمحاورۃ و الا دالترجمۃ اللفظیۃ ہیں اسکے لیے شایان کان حقیق بمعنی جدیر و علی بمعنی الباء ویؤیدہ علی ما فی الروح قراءۃ ابی بان لا اقول و قراءۃ عبداللہ ان لا اقول بتقدیر الجار **سلہ قولہ** قبل ارسل منجملہ لان ما بلغہ الیہم فی ما بینہا **شہ قولہ** نزع گریبان کے اندر بغل میں دبا کر قولہ تعالیٰ ادخل یدک فی جیبک اضمم یدک الی جناحک الجمع بینہما ممکن فی زمان واحد۔

البلاغۃ قولہ ببینۃ المراد بہ الجنس قولہ للناظرین الفائدۃ فی زیادتہ ما ذکرہ فی مشاہدات کو نہ جیسا خارجا عن العادۃ یجتمع علیہ النظار کما فی الروح۔

اختلاف القراءۃ قرأ نافع حقیق علی بتشدید الیاء ای واجب علی او علی بمعنی الباء ای جدیر ان لا اقول علی ای جدیر بان الخ فافہم۔

قَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ إِنَّ هَٰذَا لَسَاحِرٌ عَلِيمٌ ۝ يُرِيدُ أَنْ يُخْرِجَكُمْ مِنْ أَرْضِكُمْ فَمَاذَا تَأْمُرُونَ ۝ قَالُوا

قوم فرعون میں جو سردار لوگ تھے انھوں نے کہا کہ واقعی یہ شخص بڑا ماہر جادوگر ہے یہ چاہتا ہے کہ تمکو تمہاری سرزمین سے باہر کر دے سو تم لوگ کیا مشورہ دیتے ہو　　انھوں نے کہا

أَرْجِهْ وَأَخَاهُ وَأَرْسِلْ فِي الْمَدَائِنِ حَاشِرِينَ ۝ يَأْتُوكَ بِكُلِّ سَاحِرٍ عَلِيمٍ ۝ وَجَاءَ السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ قَالُوا إِنَّ لَنَا لَأَجْرًا إِنْ

کہ آپ انکو اور انکے بھائی کو کچھ مہلت دیجئے اور شہروں میں چپراسیوں کو بھیج دیجئے کہ وہ سب ماہر جادوگروں کو آپکے پاس لا کر حاضر کر دیں اور وہ جادوگر فرعون کے پاس حاضر ہوئے کہنے لگے اگر ہم غالب آئے تو ہم کو

كُنَّا نَحْنُ الْغَالِبِينَ ۝ قَالَ نَعَمْ وَإِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ ۝ قَالُوا يَا مُوسَىٰ إِمَّا أَنْ تُلْقِيَ وَإِمَّا أَنْ نَكُونَ نَحْنُ الْمُلْقِينَ ۝ قَالَ أَلْقُوا

کوئی بڑا صلہ ملیگا فرعون نے کہا کہ ہاں اور تم مقرب لوگوں میں داخل ہو جاؤ گے ان ساحروں نے عرض کی کہ اے موسیٰ خواہ آپ ڈالئے اور یا ہم ہی ڈالیں موسیٰ نے فرمایا کہ تم ہی ڈالو

فَلَمَّا أَلْقَوْا سَحَرُوا أَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوهُمْ وَجَاءُوا بِسِحْرٍ عَظِيمٍ ۝ وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنْ أَلْقِ عَصَاكَ ع

پس جب انھوں نے ڈالا تو لوگوں کی نظربندی کر دی اور ایک طرح کا بڑا جادو دکھلایا　　. اور ہم نے موسیٰ کو حکم دیا کہ آپ اپنا عصا ڈال دیجئے

واقع ہونے کے ہیں اور یا وہ سب معجزات مراد ہیں جو یہاں سے تیسرے رکوع میں مذکور ہیں ولقد اخذنا آل فرعون الخ مگر وہ سب اس وقت واقع نہیں ہوئے بلکہ مختلف اوقات میں انکا ظہور ہوتا رہا اور یہاں اجمال میں مجموعہ اوقات کا اعتبار ہوگا اور یہاں جو ملاء کی تخصیص کیگئی اس اعتبار سے کہ وہ سردار تھے اور لوگ انکے تابع تھے اور بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہونا دوسری آیات میں مذکور ہے اور اس سے عموم بعثت لازم نہیں آتی کیونکہ دو قوموں میں سب مکلفین منحصر نہ تھے اور دوسری آیات میں ہارون علیہ السلام کا ساتھ ہونا بھی مذکور ہے شاید انکے تابع ہونے کی وجہ سے یہاں ذکر نہ کیا ہو اور اس مقام پر دعوت الی التوحید کا اسلئے ذکر نہیں کیا کہ دوسری آیات میں موجود ہے چونکہ بنی اسرائیل پر ظلم کرنا حقوق العباد میں سے تھا اس اعتبار سے اسکا اہم ہونا موجب تخصیص ذکر ہو سکتا ہے اور بعض نے ارسل کے معنی اطلاق عن قید کے لیے ہیں پس شام وغیرہ کا اعتبار اسکے معنی میں نہ ہوگا اور اس آیت میں اژدہا فرمایا دوسری آیتوں میں جان یعنی پتلا سانپ فرمایا جمع انمیں اس طرح ہے کہ یا تو کسی وقت ایسا ہوتا ہو کسی وقت میں ویسا یا اول پتلا ہوتا ہو پھر بڑھ جاتا ہو یا جثہ میں بڑا ہوتا ہو اور تیزی میں پتلے سانپ کی طرح ہو اور مبین سے معلوم ہوتا ہے کہ تبدیل حقیقت ہو جاتی تھی خیالی قصہ نہ تھا اور للناظرین سے کوئی نظربندی کا شبہ نہ کرے کیونکہ یہ تاکید ہے اس کے واقعی بیاض کی جیسے کہا کرتے تھے کہ کھلی آنکھوں لوگوں نے دیکھا اور انقلاب حقائق کا محال ہونا جو فلاسفہ میں مشہور ہے اسکی حقیقت یہ ہے کہ حقائق ثلثہ یعنی وجوب و امتناع و امکان ایک دوسرے کی طرف منقلب نہیں ہوتا ورنہ عناصر کا استحالہ کون نہیں دیکھتا ۔

قصہ مقابلہ سحرہ با موسیٰ علیہ السلام

قَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ إِنَّ هَٰذَا لَسَاحِرٌ عَلِيمٌ ﴿١٠٩﴾ يُرِيدُ أَنْ يُخْرِجَكُمْ مِنْ أَرْضِكُمْ ۖ فَمَاذَا تَأْمُرُونَ ﴿١١٠﴾ قَالُوا أَرْجِهْ وَأَخَاهُ وَأَرْسِلْ فِي الْمَدَائِنِ حَاشِرِينَ ﴿١١١﴾ يَأْتُوكَ بِكُلِّ سَاحِرٍ عَلِيمٍ ﴿١١٢﴾ وَجَاءَ السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ قَالُوا إِنَّ لَنَا لَأَجْرًا إِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغَالِبِينَ ﴿١١٣﴾ قَالَ نَعَمْ وَإِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ ﴿١١٤﴾ قَالُوا يَا مُوسَىٰ إِمَّا أَنْ تُلْقِيَ وَإِمَّا أَنْ نَكُونَ نَحْنُ الْمُلْقِينَ ﴿١١٥﴾ قَالَ أَلْقُوا ۖ فَلَمَّا أَلْقَوْا سَحَرُوا أَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوهُمْ وَجَاءُوا بِسِحْرٍ عَظِيمٍ ﴿١١٦﴾ وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنْ أَلْقِ عَصَاكَ ع

اللغات

تامرون تشیرون کما فی الروح ارجہ اخلہ واخاہ الارجاء التاخیر واصلہ ارجئہ کما فی قراءۃ باشباع الضم وفی قراءۃ بلا اشباع او اصلہ ارجہ من ارجیت کما فی قراءۃ باشباع الکسر وفی قراءۃ بلا اشباع فحذفت الہمزۃ وسکنت الہاء تشبیہا للمنفصل بالمتصل وجعل جہ کابل فی اسکان وسطہ وفی روایۃ ابن ذکوان عن ابن عامر ارجئہ بالہمزۃ وکسر الہاء وجہہا ان الہمزۃ لما کانت تقلب یاء اجریت مجراہا فلا یرد عدم ارتضاء النحاۃ بناء علی ان الہاء لا تکسر الا اذا کان قبلہا کسرۃ او یاء ساکنۃ من البیضاوی حاشرین فی الروح فسرہ بعضہم بالشرط وہم اعوان الولاۃ لانہم یجعلون لہم علامۃ ویقال للواحد شرطی نسبۃ للشرطۃ ۔

النحو

لما من تعرض لترکیب قولہ تعالی اما ان تلقی الخ وعندی ان قولہ ان تلقی وان نکون بعد تاویلہا بالمصدر معمول لمقدر دل علیہ السیاق ہکذا یا موسیٰ انت مخیر فی القائک وکوننا نحن الملقین عند الم البلاغۃ قولہ ان کنا نحن الغلبین لیس للشک بل لبیان مناط استحقاق الاجر ۔

فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُوْنَ ۚ فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۚ فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوْا صٰغِرِيْنَ ۚ وَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ

سو عصا کا ڈالنا تھا کہ اُس نے اُن کو سارے بنے بنائے کھیل کو نگلنا شروع کیا پس حق ظاہر ہو گیا اور انہوں نے جو کچھ بنایا وہ نابود ہو گیا سب آ گیا تو ... لوگ اُس جگہ ہار گئے اور خوب ذلیل ہوئے اور جادوگر

سٰجِدِيْنَ ۚ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۚ قَالَ فِرْعَوْنُ اٰمَنْتُمْ بِهٖ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ

سجدہ میں گر گئے کہنے لگے کہ ہم ایمان لائے رب العالمین پر جو موسیٰ اور ہارون کا بھی رب ہے فرعون کہنے لگا کہ ہاں تم موسیٰ پر ایمان لائے ہو بدون اسکے کہ میں اجازت دوں بیشک یہ ایک کاروائی تھی

مَّكَرْتُمُوْهُ فِي الْمَدِيْنَةِ لِتُخْرِجُوْا مِنْهَآ اَهْلَهَا ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ ثُمَّ لَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ

جسپر تمہارا عملدرآمد ہوا ہے اس شہر میں تاکہ تم سب اس شہر سے وہاں کے رہنے والوں کو باہر نکال دو سو اب تم کو حقیقت معلوم ہوئی جاتی ہے میں تمہارے ایک طرف کا ہاتھ دوسری طرف کا پاؤں کاٹونگا پھر تم سب کو سولی پر لٹکا دونگا

قَالُوْٓا اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ۚ وَمَا تَنْقِمُ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاٰيٰتِ رَبِّنَا لَمَّا جَآءَتْنَا ۚ رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ

انہوں نے جواب دیا کہ ہم مر کر اپنے مالک ہی کے پاس جاوینگے اور تو نے ہم میں کونسا عیب دیکھا بجز اسکے کہ ہم اپنے رب کے احکام پر ایمان لے آئے جب وہ ہمارے پاس آئے اے ہمارے رب ہمارے اوپر صبر کا فیضان فرما اور ہماری جان حالت اسلام پر نکالیے

فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُوْنَ (۱۱۷) فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (۱۱۸) فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوْا صٰغِرِيْنَ (۱۱۹) وَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ (۱۲۰) قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (۱۲۱) رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ (۱۲۲) قَالَ فِرْعَوْنُ اٰمَنْتُمْ بِهٖ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوْهُ فِي الْمَدِيْنَةِ لِتُخْرِجُوْا مِنْهَآ اَهْلَهَا ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ (۱۲۳) لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ ثُمَّ لَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ (۱۲۴) قَالُوْٓا اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ (۱۲۵) وَمَا تَنْقِمُ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاٰيٰتِ رَبِّنَا لَمَّا جَآءَتْنَا ۚ رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ (۱۲۶) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جو یہ معجزات عظیمہ ظاہر ہوئے تو فرعون نے اہل دربار سے کہا کہ یہ شخص بڑا جادوگر ہے اس کا اصل مطلب یہ ہے کہ اپنے جادو سے تم لوگوں پر غالب آ کر یہاں کا رئیس ہو جاوے اور تم کو یہاں آباد رہنے نہ دے سو اس بارہ میں تمہارا کیا مشورہ ہے چنانچہ سورۂ شعراء میں یہ قول فرعون کا منقول ہے اس کو سنکر جیسا کہ مصاحبین سلاطین کی عادت انکی ہاں میں ہاں ملانے کی ہوتی ہے فرعون کے قول کی تصدیق و موافقت کے لیے) قوم فرعون میں جو سردار (اور اہل دربار) لوگ تھے انہوں نے (ایک دوسرے سے) کہا کہ واقعی (جیسا ہمارے بادشاہ کہتے ہیں) یہ شخص بڑا ماہر جادوگر ہے (ضرور) یہ (یہی) چاہتا ہے کہ (اپنے جادو کے زور سے خود مع بنی اسرائیل کے رئیس ہو جاوے اور) تم کو (بوجہ اس کے کہ بنی اسرائیل کی نظر میں خار ہو) تمہاری (اس) سرزمین سے باہر کر دے سو تم لوگ (جیسا کہ بادشاہ دریافت کرتے ہیں) کیا مشورہ دیتے ہو (غرض مشورہ طے کر کرا کر) انہوں نے (فرعون سے) کہا کہ آپ ان (موسیٰ علیہ السلام) کو اور انکے بھائی (ہارون علیہ السلام) کو چندے مہلت دیجیے اور (اپنی حدود قلمرو کے) شہروں میں (گرد آوروں کو یعنی) چپراسیوں کو (حکم نامے دیکر) بھیجدیجیے کہ وہ (سب شہروں سے) سب ماہر جادوگروں کو (جمع کر کے) آپ کے پاس لا کر حاضر کر دیں (چنانچہ ایسا ہی انتظام کیا گیا) اور وہ جادوگر فرعون کے پاس حاضر ہوئے (اور) کہنے لگے کہ اگر ہم (موسیٰ علیہ السلام پر) غالب آئے تو (کیا) ہم کو کوئی بڑا صلہ (اور انعام) ملیگا فرعون نے کہا کہ ہاں (انعام بھی بڑا ملیگا) اور (مزید براں یہ ہوگا کہ) تم (ہمارے) مقرب لوگوں میں داخل ہو جاؤ گے (غرض موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی جانب سے اس کو اطلاع دی گئی اور مقابلہ کے لیے تاریخ معین ہوئی اور تاریخ پر سب ایک میدان میں جمع ہوئے اسوقت) ان ساحروں نے (موسیٰ علیہ السلام سے) عرض کیا کہ اے موسیٰ (ہم آپ کو اختیار دیتے ہیں) خواہ آپ (اول اپنا عصا میدان میں) ڈالیے (جسکو آپ اپنا معجزہ بتلاتے ہیں) اور یا (آپ کہیں تو) ہم ہی (اپنی رسیاں اور لاٹھیاں میدان میں) ڈالیں موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم ہی (پہلے) ڈالو پس جب انہوں نے (اپنی رسیوں اور لاٹھیوں کو) ڈالا تو (جادو سے دیکھنے والے) لوگوں کی نظر بندی کر دی (جس سے وہ لاٹھیاں اور رسیاں سانپ کی شکل میں لہراتی نظر آنے لگیں) اور ایک طرح کا بڑا جادو دکھلایا اور (اسوقت) ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو وحی کے ذریعہ سے) حکم دیا کہ آپ اپنا عصا ڈال دیجیے (جیسا ڈالا کرتے ہیں) سو عصا کا ڈالنا تھا کہ اُس نے (اژدہا بن کر) اُن کے سارے

ملحقات الترجمة

سلہ قولہ قال الملا فرعون نے اہل دربار سے اشارہ الی وجہ الجمع بین الآیتین مع نقد القول ہذا ان قلبی فرایتہ للبیضاوی

سلہ قولہ فقالوا ان لنا اور اشارہ الی کون الجملۃ استینافیۃ ۱۲

سلہ قولہ فلا اجرا لاجرا فادہ التنوین والقول کیا اشارہ الی حذف اداۃ الاستفہام کما فی قرأۃ ۱۲

سلہ قولہ قبل قالوا یموسیٰ اطلاع الی جمع دل علیہ ما فی طہ من قولہ فاجعل بیننا وقولہ یحشر الناس ۱۲

سلہ قولہ فاذا هی ڈالنا تھا اخذ من حاصل ترجمہ اذا والفاء ۱۲

البلاغة النكتة في القى المصدرة مبنيا للمفعول التنبيه على ان الحق بهرهم واضطرهم الى السجود بحيث لم يبق لهم تمالك فكان احدا دفعهم والقاهم اوان الله تعالى الهمهم ذلك وحملهم عليه كذا في الروح	اللغات الصلب بالتشديد على خشبة او غيره وهو في تعليق الشخص بنحو حبل في عنقه ليموت وهو المتعارف اليوم كما في الروح وراجعته في الترجمة

بنے بنائے کھیل کو نگلنا شروع کیا پس (اس وقت) حق (کا حق ہونا) ظاہر ہوگیا اور انہون نے (یعنی ساحرون نے) جو کچھ بنایا تھا سب
آتا جاتا رہا پس وہ لوگ (یعنی فرعون اور اُس کی قوم) اُس موقع پر ہار گئے اور خوب ذلیل ہوئے (اور اپنا سا منہ لیکر رہ گئے) اور وہ جو ساحر تھے وہ
سجدہ مین گر گئے (اور پکار پکار) کہنے لگے کہ ہم ایمان لے آئے رب العلمین پر جو موسیٰ اور ہارون (علیہما السلام) کا بھی رب ہے فرعون (ڈرا گھبرایا کہ
کہین ایسا نہ ہو کہ ساری رعایا ہی مسلمان ہو جاوے تو ایک مضمون گھڑ کر ساحرون سے) کہنے لگا کہ ہان تم موسیٰ (علیہ السلام) پر ایمان لائے ہو بدون
اس کے کہ مین اجازت دون بیشک (معلوم ہوتا ہے کہ تم) یہ (جو کچھ جنگ زرگری کے طور پر ہوئی) ایک کارروائی تھی جسپر تمہارا عمل درآمد ہوا ہے
اس شہر مین (کہ خفیہ سازش ہو گئی ہے کہ تم یون کرنا ہم یون کرینگے پھر اس طرح ہار جیت ظاہر کرینگے اور یہ کارروائی ملی بھگت اسلیے کی ہے
تاکہ تم سب (ملکر) اس شہر سے وہان کے رہنے والون کو باہر نکالدو (پھر بفراغ خاطر سب ملکر یہان ریاست کرو) سو (بہتر ہے) اب تمکو حقیقت
معلوم ہوئی جاتی ہے (اور وہ یہ ہے کہ) مین تمہارے ایک طرف کے ہاتھ دوسری طرف کے پاؤن کاٹونگا پھر تم سب کو سولی پر ٹانک دونگا (تاکہ
اورون کو عبرت ہو) انہون نے جواب دیا کہ (کچھ پروا نہین) ہم مرکر (کسی برے ٹھکانے تو نہین جاوینگے بلکہ) اپنے مالک ہی کے پاس جاوینگے
(جہان ہر طرح امن و راحت ہی سو ہمارا نقصان ہی کیا ہے) اور تو نے ہم مین کونسا عیب دیکھا ہے (جسپر اسقدر شور و غل ہے) بجز اسکے کہ ہم
اپنے رب کے احکام پر ایمان لے آئے (سو یہ کوئی عیب کی بات نہین پھر اس سے اعراض کر کے حق تعالیٰ سے دعا کی کہ) اے ہمارے رب ہمارے
اوپر صبر کا فیضان فرما (کہ اگر یہ سختی کرے مستقل رہین) اور ہماری جان حالت اسلام پر نکالیے (کہ اس کی سختی سے پریشان ہوکر کوئی بات
ایمان کے خلاف نہو جاوے) **ف** یہان چند فوائد سمجھنا چاہیئے۔ اول یہ کہ یہان جو ارشاد فرمایا ہے سحروا اعین الناس یہ ایک واقعہ خاصہ ہی اس
سے یہ لازم نہین آتا کہ سحر کا منتہی اتنا ہی ہے کہ نظر بندی ہو جاتی ہے بلکہ بعض انواع سحر سے تبدیل حقیقت بھی ممکن ہے اور اسکے امتناع پر کوئی
دلیل نقلی یا عقلی قائم نہین اور اگر کسی کو سحر عظیم سے شبہ ہو کہ عظیم سے زیادہ تو کوئی چیز نہین جب نظر بندی کو سحر عظیم کہا معلوم ہوا کہ اور اقسام
سحر کے اس سے بھی کم ہین جواب یہ ہے کہ عظیم سے زیادہ اعظم ہوتا ہے پھر عظیم مین بھی مراتب مختلف ہین پس ممکن ہی کہ کسی درجہ مین یہ بھی عظیم ہو اور
اس سے بڑے درجہ مین تبدیل حقیقت عظیم ہو چنانچہ عظیم کے ترجمہ مین لفظ ایک طرح کا سے اس طرف اشارہ بھی کر دیا گیا ہے دوم رب موسیٰ و ہارون
اس لیے بڑھایا کہ فرعون اپنے کو رب اعلیٰ بتلاتا تھا تو رب العلمین کا مصداق سننے والے اسکو نہ سمجھ جاوین اس لیے اسکو بڑھا کر مراد متعین کر دی کہ
جسکو موسیٰ و ہارون رب کہتے ہین سوم سوال سحر سے مقابلہ کرنا معجزہ کا کفر ہے پھر موسیٰ علیہ السلام نے اسکی کیسے اجازت دی کہ القوا حالانکہ کفر کی
اجازت دینا نبی بلکہ مؤمن سے بھی ممکن نہین جواب اگر آپ القوا نہ بھی فرماتے تب بھی یقیناً وہ لوگ یہ عمل کرتے پس معلوم ہوا کہ یہ اجازت القا کی نہین
بلکہ انکی دو شقون مین سے کہ اول القا کس کا ہو جیسا کہ بعض آیات مین اول من القی اسپر دال ہے آپنے ایک شق کو متعین فرما دیا کہ اُسی پر اظہار حق
موقوف تھا کیونکہ دوسری شق مین اُس عصا کا سانپ بنتا تو ظاہر ہوتا لیکن اُن پر غلبہ تو ظاہر نہ ہوتا اس شق مین اُن کے عصا و حبال کو فوراً نگل
جانے سے پورا غلبہ ظاہر ہو گیا گو اگر وہ لوگ بعد مین ڈالتے تب بھی وہ عصا اُن کو نگل جاتا لیکن فوراً سحر کرتے ہی اُس کا باطل ہونا جو کہ اوقع فی
النفس ہے یہ تو ظاہر نہ ہوتا۔ پس امر القا کا نہین بلکہ تقدیم بالالقاء المتیقن کا ہے اور وہ بھی بمصلحت کمال غلبۂ حق کے خوب سمجھ لو چہارم فرعون
کا یہ کہنا کہ ان ہذا لمکر محض سخن سازی ہے اس کا کوئی منشا اشتباہ ہونا ضرور نہین اور بعض نے ایک منشا بھی ذکر کیا ہے وہ یہ کہ مقابلہ سے
پہلے موسیٰ علیہ السلام اور افسر ساحرین مین یہ گفتگو ہوئی کہ موسیٰ علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ اگر مین غالب آگیا تو کیا تو ایمان لے آویگا
اُس نے جواب دیا کہ میرے سحر پر غلبہ ممکن نہین اور اگر آپ غالب آگئے تو مین ضرور ایمان لے آؤنگا اور فرعون نے اس کا مشاہدہ
کیا تھا رواہ ابن جریر و ابو الشیخ عن ابن مسعود و ناس من الصحابۃ کذا فی روح المعانی اس لیے اُس نے کہا کہ تم نے سازش کی ہے
حالانکہ اس کا سازش ہونا محض لغویات سے ہے پنجم بعض نے کہا ہے کہ فرعون نے اُن نومسلمون کو یہ سزا دی تھی اور بعض نے اس آیت یعنی
انتما ومن اتبعکما الغالبون سے اس کا انکار کیا ہے لیکن یہ جواب ممکن ہے کہ غلبہ سے مراد غلبہ بالحجت ہو یا یون کہا جاوے کہ بعض کا
قتل ہو جانا منافی غلبہ کے نہین چنانچہ محاربات مین ایک فریق کو آخر مین غالب کہا جاتا ہے حالانکہ اُن مین بھی مقتول ہوتے ہین

ملحقات الترجمہ

لے قولہ فی المنتصر ان اخبار ربالی المنتزع والانکار المستفاد من المقام او حذف اداۃ الاستفہام کما فی قراءۃ ١٢
۵۳ے قولہ فی بدون کما فی طہ آمنتم لہ وظاہر ان الایمان بعد الاذن الایمان بموسیٰ الآمر بہ ١٢
۵۳ے قولہ فی قبل بعد لک اخذ بالحاصل لا لاصل جد لمقصد البحر قبل ان بمعنی قبلات لان انتفا ملا کیون قط ١٢
۵۴ے قولہ قبل لاقطعن اور وہ یہ ہے اشارہ الی ان جملۃ التقطیع تفصیل الاجمال قبلہ ١٢
۵۵ے قولہ فی افرغ فیضان فی الروح انفص ١٢

وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اَتَذَرُ مُوْسٰى وَقَوْمَهٗ لِيُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَيَذَرَكَ وَاٰلِهَتَكَ ۭ قَالَ سَنُقَتِّلُ

اور قوم فرعون کے سرداروں نے کہا کہ کیا آپ موسیٰ کو اور ان کی قوم کو یوں ہی رہنے دیں گے کہ وہ ملک میں فساد کرتے پھریں اور وہ آپ کو اور آپ کے معبودوں کو ترک کیے رہیں فرعون نے کہا کہ ہم ابھی ان لوگوں کے

اَبْنَاۗءَهُمْ وَنَسْتَحْيٖ نِسَاۗءَهُمْ ۚ وَاِنَّا فَوْقَهُمْ قٰهِرُوْنَ ۝ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوْا ۚ اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ

بیٹوں کو قتل کرنا شروع کر دیں اور عورتوں کو زندہ رہنے دیں اور ہم کو ہر طرح کا ان پر زور ہے موسیٰ نے اپنی قوم سے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کا سہارا رکھو اور مستقل رہو یہ زمین اللہ تعالیٰ کی ہے

يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ قَالُوْٓا اُوْذِيْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِيَنَا وَمِنْۢ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ۭ قَالَ

جس کو چاہیں مالک بنا دیں اپنے بندوں میں سے اور اخیر کامیابی ان ہی کو ہوتی ہے جو خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہیں قوم کے لوگ کہنے لگے کہ ہم تو ہمیشہ مصیبت ہی میں رہے آپ کی تشریف آوری سے قبل بھی اور آپ کی تشریف آوری کے بعد بھی

عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ۝

بہت جلد اللہ تعالیٰ تمہارے دشمن کو ہلاک کر دیں گے اور بجائے ان کے تم کو اس سرزمین کا مالک بنا دیں گے پھر تمہارا طرز عمل دیکھیں گے

بداندیشی قبطیان با سبطیان و تحزن ایشان ازو و تسلیہ موسیٰ علیہ السلام ایشان را

وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اَتَذَرُ مُوْسٰى وَقَوْمَهٗ لِيُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَيَذَرَكَ وَاٰلِهَتَكَ ۭ قَالَ سَنُقَتِّلُ اَبْنَاۗءَهُمْ وَنَسْتَحْيٖ نِسَاۗءَهُمْ ۚ وَاِنَّا فَوْقَهُمْ قٰهِرُوْنَ (۱۲۷) قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوْا ۚ اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ ڐ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ (۱۲۸) قَالُوْٓا اُوْذِيْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِيَنَا وَمِنْۢ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ۭ قَالَ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ (۱۲۹)

اور (جب موسیٰ علیہ السلام کا یہ معجزہ عظیمہ منظر عام پر ظاہر ہوا اور ساحرین ایمان لے آئے اور بعضے اور لوگ بھی آپ کے تابع ہو گئے اُس وقت) قوم فرعون کے سرداروں نے (جو کہ اعیان سلطنت تھے یہ دیکھ کر کہ بعضے آدمی مسلمان ہو چلے فرعون سے) کہا کہ کیا آپ موسیٰ (علیہ السلام) کو اور اُن کی قوم (تابعین) کو یوں ہی (مخلی بالطبع و مطلق العنان آزاد) رہنے دیں گے کہ وہ ملک میں فساد کرتے پھریں (فساد یہ کہ اپنا مجمع بڑھاویں جس کے اخیر میں اندیشہ بغاوت ہے) اور وہ[1] (یعنی موسیٰ علیہ السلام) آپ کو اور آپ کے (تجویز کئے ہوئے) معبودوں کو ترک کئے رہیں (یعنی ان کے معبود ہونے کے منکر رہیں اور موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اُن کی قوم بھی ایسا ہی کرے یعنی آپ اس کا انتظام کیجیے) فرعون نے کہا کہ (سردست یہ انتظام مناسب معلوم ہوتا ہے کہ) ہم ابھی ان لوگوں کے بیٹوں کو قتل کرنا شروع کر دیں (تاکہ ان کا زور نہ بڑھنے پاوے) اور (چونکہ عورتوں کے بڑھنے سے کوئی اندیشہ نہیں اور نیز ہم کو اپنے کار و خدمت کے لیے بھی ضرورت ہے اس لیے) عورتوں کو زندہ رہنے دیں اور ہم کو ہر طرح کا ان پر زور ہے (اس انتظام میں کوئی دشواری نہ ہوگی اس مجلس کی گفتگو کی خبر جو بنی اسرائیل کو پہنچی تو بڑے گھبرائے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے چارہ جوئی کی تو) موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی قوم سے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کا سہارا رکھو اور مستقل رہو (گھبراؤ مت) یہ زمین اللہ تعالیٰ کی ہے جس کو چاہیں مالک (اور حاکم) بنا دیں اپنے بندوں میں سے (سو چند روز کے لیے فرعون کو دیدی ہے) اور اخیر کامیابی اُن ہی کو ہوتی ہے جو خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہیں (سو تم ایمان و تقویٰ پر قائم رہو انشاء اللہ تعالیٰ یہ سلطنت تم ہی کو ملجاوے گی تھوڑے دنوں انتظار کی ضرورت ہے) قوم کے لوگ (غایت حسرت و حزن سے جس کا طبعی اقتضاء تکرار شکوہ ہے) کہنے لگے کہ (حضرت) ہم تو ہمیشہ مصیبت ہی میں رہے آپ کی تشریف آوری کے قبل بھی (کہ فرعون بیگار لیتا تھا اور مدتوں ہمارے لڑکوں کو قتل کرتا رہا) اور آپ کی تشریف آوری کے بعد بھی (کہ طرح طرح کی تکلیفیں پہونچائی جا رہی ہیں یہاں تک کہ اب پھر قتل اولاد کی تجویز ٹھیری ہے) موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا (گھبراؤ مت) بہت جلد اللہ تعالیٰ تمہارے دشمن کو ہلاک کر دیں گے اور بجائے اُن کے تم کو اس زمین کا حاکم بنا دیں گے پھر تمہارا طرز عمل دیکھیں گے (کہ شکر و قدر و طاعت کرتے ہو یا بے قدری اور غفلت و معصیت اس میں ترغیب ہے طاعت کی اور تحذیر ہے معصیت سے) ف اٰلِهَتَكَ کی تفسیر میں کئی قول ہیں سہل قول سُدی کا ہے کہ فرعون نے کچھ بت بنوا کر تقسیم کر دیے تھے کہ ان کو ہمارا نائب سمجھ کر ان کی عبادت کیا کرو اورده فی الروح والمأخذ وغیرهما اور ایک تفسیر میں نظر سے گذرا ہو کہ اپنی تصویر کے بت بنوا کر دیے تھے واللہ اعلم

ع ۵

ملحقات الترجمہ

[1] قوله ويذرك وهو يعني موسىٰ لا هما لان تخصيصه بالذكر للاصالة والقوم له تبع ۱۲

وَلَقَدْ اَخَذْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِیْنَ وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ یَذَّكَّرُوْنَ ۝ فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا

اور ہمنے فرعون والون کو مبتلا کیا قحط سالی مین اور پھلون کی کم پیداواری مین تاکہ وہ سمجھ جاوین — سوجب انپر خوشحالی آجاتی تو کہتے کہ یہ تو ہمارے لئے ہونا ہی

هٰذِهٖ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَیِّئَةٌ یَّطَّیَّرُوْا بِمُوْسٰی وَمَنْ مَّعَهٗ ؕ اَلَآ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ وَقَالُوْا

چاہیے اگر انکو کوئی بدحالی پیش آتی تو موسیٰ اور اُن کے ساتھیون کی نحوست تبلاتے یاد رکھو کہ اُن کی نحوست اللہ کے علم مین ہے لیکن انمین اکثر لوگ نہین جانتے تھے — اور یون کہتے

مَهْمَا تَاْتِنَا بِهٖ مِنْ اٰیَةٍ لِّتَسْحَرَنَا بِهَا ۙ فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِیْنَ ۝ فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ

کیسی ہی عجیب بات ہمارے سامنے لاؤ کہ اُس کے ذریعہ سے ہمپر جادو چلاؤ جب بھی ہم تمہاری بات ہرگز نہ مانینگے پھر ہمنے اُنپر طوفان بھیجا اور ٹڈیان اور گھن کا کیڑا اور مینڈک

وَالدَّمَ اٰیٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ ۫ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِیْنَ ۝ وَلَمَّا وَقَعَ عَلَیْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوْا یٰمُوْسَی ادْعُ لَنَا رَبَّكَ

اور خون کہ سب کھلے کھلے معجزے تھے سو وہ تکبر کرتے رہے اور وہ لوگ کچھ تھے ہی جرائم پیشہ — اور جب انپر کوئی عذاب واقع ہوتا تو یون کہتے اے موسیٰ ہمارے لئے اپنے رب سے اسبات کی دعا کر دیجئے

بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ ۝ فَلَمَّا كَشَفْنَا

جس کا اُسنے آپسے عہد کر رکھا ہے اگر آپ اس عذاب کو ہمسے ہٹا دین تو ہم ضرور ضرور آپکے کہنے سے ایمان لے آوینگے اور ہم بنی اسرائیل کو بھی رہا کرکے آپکے ہمراہ کر دینگے پھر جب اُن سے اُس عذاب کو

عَنْهُمُ الرِّجْزَ اِلٰٓی اَجَلٍ هُمْ بٰلِغُوْهُ اِذَا هُمْ یَنْكُثُوْنَ ۝ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِی الْیَمِّ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا

ایک وقت خاص تک کہ اُس تک اُن کو پہونچنا تھا ہٹا دیتے تو وہ فوراً ہی عہد شکنی کرنے لگتے پھر ہمنے اُن سے بدلہ لیا یعنی اُنکو دریا مین غرق کر دیا اس سبب سے کہ وہ ہماری آیتون کو جھٹلاتے تھے اور اُن سے

غٰفِلِیْنَ ۝

بالکل ہی بے توجہی کرتے تھے

تسلیط بلیّات بر قبطیان باز اہلاک ایشان

وَلَقَدْ اَخَذْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِیْنَ وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ یَذَّكَّرُوْنَ (۱۳۰) فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَیِّئَةٌ یَّطَّیَّرُوْا بِمُوْسٰی وَمَنْ مَّعَهٗ ؕ اَلَآ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ (۱۳۱) وَقَالُوْا مَهْمَا تَاْتِنَا بِهٖ مِنْ اٰیَةٍ لِّتَسْحَرَنَا بِهَا ۙ فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِیْنَ (۱۳۲) فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰیٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ ۫ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِیْنَ (۱۳۳) وَلَمَّا وَقَعَ عَلَیْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوْا یٰمُوْسَی ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ (۱۳۴) فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ اِلٰٓی اَجَلٍ هُمْ بٰلِغُوْهُ اِذَا هُمْ یَنْكُثُوْنَ (۱۳۵) فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِی الْیَمِّ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِیْنَ (۱۳۶)

اور (جب فرعون اور اُسکے تابعین نے انکار و مخالفت پر کمر باندھی تو) ہم نے فرعون والون کو (مع فرعون کے حسب عادت مذکورہ رکوع اول پارہ ہذا ان بلیات مین) مبتلا کیا (۱) قحط سالی مین اور (۲) پھلون کی کم پیداواری مین تاکہ وہ (حق بات کو) سمجھ جاوین (اور سمجھ کر قبول کرلین) سو وہ پھر بھی نہ سمجھے بلکہ یہ کیفیت تھی کہ) جب اُن پر خوشحالی (یعنی ارزانی و پیداواری) آجاتی تو کہتے کہ یہ تو ہمارے لیے ہونا ہی چاہیئے (یعنی ہم مبارک طالع ہین یہ ہماری خوش بختی کا اثر ہے یہ نہ تھا کہ اُس کو خدا کی نعمت سمجھ کر شکر بجالاتے اور اطاعت اختیار کرتے) اور اگر اُن کو کوئی بدحالی (جیسے قحط و کم پیداواری مذکور) پیش آتی تو موسیٰ (علیہ السلام) اور اُن کے ساتھیون کی نحوست بتلاتے (کہ یہ ان کی نحوست سے ہوا یہ نہ ہوا کہ اُس کو اپنے اعمال بد کفر و تکذیب کی شامت اور سزا سمجھ کر تائب ہو جائے حالانکہ یہ سب اُن کی شامت اعمال تھی جیسا کہ فرماتے ہین کہ) یاد رکھو کہ اُن کی (اس) نحوست (کا سبب) اللہ کے علم مین ہے (یعنی ان کے اعمال کفریہ تو اللہ کو معلوم ہین یہ نحوست اُن ہی اعمال کی سزا ہے) لیکن (اپنی بے تمیزی سے) اُن مین اکثر لوگ

اللغات السنین جمع سنة والمراد بها عام القحط وقد غلبت فی ذلک القمل فی الدر المنثور عن ابن عباس هو السوس الذی یخرج من الحنطة الطائر اصله ان العرب کانت تزجر الطیر فتتفاءم به والمراد هٰهنا السبب للشوم مهما یستعمل شرطا وظرفا ۔

البلاغة قوله تعریف الحسنة وذکرها باداة التحقیق کما قال غیر واحد لکثرة وقوعها وتعلق الارادة باحداثها غالبا دلو بلاعل وتنکیر السیئة وذکرها باداة الشک لندورها بغد العمل السیئی من الروع ۔

ملحقات الترجمة

۱ قوله فی عند الله علم مین سے بہا التغیر شخاطری تحم رأیة للبیضاوی ۱۲

وَأَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِينَ كَانُوا يُسْتَضْعَفُونَ مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا ۖ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنَىٰ

اور ہم نے اُن لوگوں کو جو کہ بالکل کمزور شمار کیے جاتے تھے اُس سرزمین کے پورب پچھم کا مالک بنا دیا جس میں ہم نے برکت رکھی ہے اور آپ کے رب کا نیک وعدہ بنی اسرائیل کے حق میں

عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ بِمَا صَبَرُوا ۖ وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهُ وَمَا كَانُوا يَعْرِشُونَ ○

اُنکے صبر کی وجہ سے پورا ہو گیا اور ہم نے فرعون کے اور اُس کی قوم کے ساختہ پرداختہ کارخانوں کو اور جو کچھ وہ اونچی اونچی عمارتیں بنواتے تھے سب کو درہم برہم کر دیا۔

(اس کو) نہیں جانتے تھے اور (بلکہ اوپر سے) یوں کہتے کہ (خواہ) کیسی ہی عجیب بات ہمارے سامنے لاؤ کہ اُس کے ذریعہ سے ہم پر جادو چلاؤ جب بھی ہم تمہاری بات ہرگز نہ مانینگے (جب ایسی سرکشی اختیار کی تو) پھر ہم نے (اُن دو بلا کے علاوہ یہ بلائیں مسلط کیں کہ ۳) اُن پر (کثرت بارش کا) طوفان بھیجا (جس سے مال اور جان تلف ہونے کا اندیشہ ہو گیا) اور (اُس سے گھبرائے تو موسیٰ علیہ السلام سے عہد و پیمان کیا کہ ہم سے یہ بلا دُور کرا دیجئے تو ہم ایمان لاوین اور جو آپ کہیں اطاعت کریں پھر جب وہ بلا دُور ہوئی اور دلخواہ غلّہ وغیرہ نکلا پھر بیفکر ہوگئے کہ اب تو جان بھی بچ گئی مال بھی خوب پیدا ہوگا اور بدستور اپنے کفر و طغیان پر اَڑے رہے تو ہم نے اُنکے کھیتوں پر (۴) ٹڈیاں (مسلط کیں) اور (جب پھر کھیتوں کو تباہ ہوتے دیکھا تو گھبرا کر پھر ویسے ہی عہد و پیمان کیے پھر جب آپ کی دعا سے وہ بلا دور ہوئی اور غلّہ وغیرہ تیار کر کے اپنے گھر لے آئے پھر بیفکر ہوگئے کہ اب تو غلّہ قابو میں آ گیا اور بدستور اپنے کفر و مخالفت پر جمے رہے تو ہم نے اُس غلہ میں (۵) گھُن کا کیڑا (پیدا کر دیا) اور (جب پھر گھبرا کر اُسی طرح عہد و پیمان کر کے دعا کرائی اور وہ بلا بھی دُور ہوئی اور اُس سے مطمئن ہوگئے کہ اب پیس کوٹ کر کھاوینگے پھر وہی کفر اور وہی مخالفت تو اُس وقت ہم نے اُنکے کھانے کو یوں بے لطف کر دیا کہ اُن پر (۶) مینڈک (ہجوم کر کے اُن کے کھانے کے برتنوں میں ہنڈیوں میں گرنا شروع ہوئے جس سے سب کھانا غارت ہوا اور ویسے بھی گھر میں بیٹھنا مشکل کر دیا) اور (پینا یوں بے لطف کر دیا کہ (۷) اُنکا پانی) خون (ہو جاتا منہ میں لیا اور خون بنا غرض ان پر یہ بلائیں مسلط ہوئیں) کہ یہ سب (موسیٰ علیہ السلام کے) کھلے کھلے معجزے تھے (کہ انکی تکذیب و مخالفت پر انکا ظہور ہوا سحر نہ تھے جیسا اُن کے قول لتسحرنا سے معلوم ہوا اور یہ ساتوں عصا اور ید ملا کر آیات تسعہ کہلاتے ہیں) سو (چاہیئے تھا کہ ان معجزات و آیات قہر کو دیکھ کر ڈھیلے پڑ جاتے مگر وہ (پھر بھی) تکبر (ہی) کرتے رہے اور وہ لوگ کچھ تھے بھی جرائم پیشہ (کہ اتنی سختی پر بھی باز نہ آتے تھے) اور جب اُن پر کوئی عذاب (مذکورہ بلاؤں میں سے) واقع ہوتا تو یوں کہتے اے موسیٰ ہمارے لیے اپنے رب سے اُس بات کی دعا کر دیجئے جس کا اُس نے آپ سے عہد کر رکھا ہے (وہ بات قہر کا دُور کر دینا ہے ہمارے باز آ جانے پر سو ہم اب وعدہ کرتے ہیں کہ) اگر آپ اس عذاب کو ہم سے ہٹا دیں (یعنی دعا کر کے ہٹوا دیں) تو ہم ضرور ضرور آپ کے کہنے سے ایمان لے آوینگے اور ہم بنی اسرائیل کو بھی رہا کر کے آپ کے ہمراہ کر دینگے پھر جب (ببرکت دعائے موسیٰ علیہ السلام) اُن سے اُس عذاب کو ایک وقت خاص تک کہ اُس تک اُنکو پہونچنا تھا ہٹا دیتے تو وہ فوراً ہی عہد شکنی کرنے لگتے (جیسا اوپر بیان ہوا) پھر (جب ہر طرح دیکھ لیا کہ وہ اپنی شرارت سے باز ہی نہیں آتے تب اُس وقت) ہم نے اُن سے (پورا) بدلہ لیا یعنی اُنکو دریا میں غرق کر دیا (جیسا دوسری جگہ ہے) اس سبب سے کہ وہ ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے اور اُن سے بالکل ہی بے توجہی کرتے تھے (اور تکذیب اور غفلت بھی ایسی ویسی نہیں بلکہ ایسے اصرار و عناد کے ساتھ کہ اطاعت کا وعدہ کر لیتے اور توڑ دیتے) **ف** اجل ہم بالغوہ سے مراد حقیر کے نزدیک دوسری بلا کی آمد سے پہلے پہلے کا وقت ہے کہ اُس وقت تک وہ بلا ٹل جاتی پھر دوسری بلا کہ بلا ہوئے ہیں گویا میں اوّل سے مبتلا ہو جاتے اور بلاد سنین ونقص ثمرات کے بعد اُن کا حسنہ کا اپنی طرف نسبت کرنا اور سیئہ کا موسیٰ علیہ السلام کی طرف اور طوفان وغیرہ کے بعد اُنکا کہنا ادع لنا ربک شاید یہ تفاوت اس وجہ سے ہو کہ اول بلاؤں کو معمولی سمجھا پھر تواتر سے گھبرائے اور شاید بلا کے طوفان وغیرہ کا اشتداد بھی زیادہ ہو اور ظاہر ہو۔

بیان انجاز وعدہ بنی اسرائیل عسی ربکم الخ

وَأَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِينَ كَانُوا يُسْتَضْعَفُونَ مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا ۖ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنَىٰ عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ بِمَا صَبَرُوا ۖ وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهُ وَمَا كَانُوا يَعْرِشُونَ (۱۳۷)

اللغات تو ردمرنا اہلکنا یعرشون یبنون من العمارات وقیل ہو کقولہ جنات معروشات۔

النحو قولہ التی بارکنا صفة للمشارق والمغارب وقیل للارض ونعتہ بعضہم۔

ملحقات الترجمة

۱۵ قولہ فی الطوفان الخ ما یدل علی الترتیب والتفصیل والتغییر الخاص کلہ ماخوذ من الماثور فی الدر المنثور ۱۲ **۲۵ قولہ فی بالغوہ** وہ بات قہر کا الخ وہذا من المواہب وہذا عہد معلوم مقرر فی عرائس الانبیاء مذکور علی السنتہم مرارا وکرارا ۱۲ **۳۵ قولہ فی فاغرقنا** یعنی باستشارہ اے کون الفاء لتفسیر کما فی روح المعانی فلا اشکال فی تاخر الاغراق عن الانتقام مع کونہ ما واحدا ۱۲ **۴۵ قولہ** فی توضیح کذبوا وعدہ کر لیتے الخ التفریع بما یفہم من الفاء فی فانتقمنا یدل علی ان السبب ہو النکث والبارز فی بانہم الخ یدل علی ان السبب ہو التکذیب وتقریر الدفع ظاہر ۱۲۔

وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتَوْا عَلٰي قَوْمٍ يَّعْكُفُوْنَ عَلٰٓي اَصْنَامٍ لَّهُمْ ۚ قَالُوْا يٰمُوْسَى اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ۭ

اور ہمنے بنی اسرائیل کو دریا سے پار اتار دیا پس ان لوگون کا ایک قوم پر گذر ہوا جو اپنے چند بتون کو لگے بیٹھے ہیں کہنے لگے اے موسیٰ ہمارے لیے بھی ایک معبود ویسا ہی مقرر کر دیجیے جیسے انکے معبود ہین

قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ۝ اِنَّ هٰٓؤُلَاۗءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِيْهِ وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ قَالَ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْكُمْ اِلٰهًا وَّهُوَ

موسیٰ نے فرمایا کہ واقعی تم لوگون مین بڑی جہالت ہے یہ لوگ جس کام مین لگے ہین یہ تباہ کیا جاویگا اور انکا یہ کام محض بے بنیاد ہے اور فرمایا کیا اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسیکو تمہارا معبود تجویز کر دون حالانکہ اس نے

فَضَّلَكُمْ عَلَي الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَاِذْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْۗءَ الْعَذَابِ ۚ

تم کو تمام دنیا جہان والون پر فوقیت دی ہے اور وہ وقت یاد کرو جب ہم نے تمکو فرعون والون سے بچا لیا جو تمکو بڑی سخت تکلیفین پہونچاتے تھے۔

اور (فرعون اور اہل فرعون کو غرق کر کے) ہم نے ان لوگون کو جو کہ بالکل کمزور شمار کیے جاتے تھے (یعنی بنی اسرائیل کو) اس سرزمین کے پورب پچھم (یعنی تمام حدود) کا مالک بنا دیا جس مین ہم نے (ظاہری یا باطنی) برکت رکھی ہے (ظاہری برکت کثرت پیداوار سے اور باطنی برکت ذی فضائل و مدفن و مسکن انبیاء علیہم السلام کے ہونے سے) اور آپکے رب کا نیک وعدہ بنی اسرائیل کے حق مین انکے صبر کی وجہ سے پورا ہو گیا (جسکا حکم انکو ہوا تھا اصبروا) اور ہم نے فرعون کے اور اسکی قوم کے ساختہ پرداختہ کارخانون کو اور جو کچھ وہ اونچی اونچی عمارتین بنواتے تھے سب کو درہم برہم کر دیا ف بعض نے کہا ہے کہ اس زمین سے اور اسی طرح اوپر کے رکوع مین جو ان الارض للہ آیا ہے اس سے بھی مراد مصر ہے کما فی الدر المنثور عن اللیث بن سعد اور دوسری آیت مین اورثناہا بنی اسرائیل مین تصریح ہے کہ یہ لوگ مصر کے مالک ہوئے اور اسکی ظاہری برکت ظاہر ہے اور تفسیر کی تصحیح کے لیے یہ بھی کافی ہے اور باطنی برکت بھی بایں معنی ہو سکتی ہے کہ وہان حضرت یوسف علیہ السلام رونق افروز رہے تھے اور زمانۂ فرعون تک آپ کی نعش یہان ہی مدفون تھی اور در منثور مین مصر کے کچھ فضائل بھی مذکور ہین اور بعض نے دونون جگہ شام مراد لیا ہے اور اسکے ظاہری برکات کے مثل باطنی برکات بھی ظاہر ہین بوجہ اسکے کہ مسکن و مدفن انبیاء علیہم السلام کا رہا ہے اور اس تقدیر پر اس آیت سابقہ کا مضمون بظاہر مناسب مقام نہ ہوگا سو اسکی توجیہ یہ ہے کہ تم کو جو فرعون نے مقید کر رکھا ہے کہ مصر سے شام کو تمہارا آبائی وطن ہے نہین جا سکتے سو زمین اللہ کی ہے تم صبر کرو تم کو وہ اس طرح عنایت ہو جاویگی کہ جو شخص مانع ہے وہ ہلاک ہو جاویگا پھر جو قوم اسپر قابض ہے یعنی عمالقہ جنکو قرآن مجید مین جبارین کہا ہے کسی وقت مقاتلہ مین تم ان پر غالب آ جاؤگے اور وہان تم کو رہنا میسر ہوگا اور اگر یہ قول ثابت ہو جاوے کہ بنی اسرائیل پھر مصر مین نہین آئے تو یہ تفسیر اخیر مثل متعین کے ہو جاویگی اور اورثناہا بنی اسرائیل کے معنے ان لوگون کے نزدیک اثبات مالکیت سے صحیح ہو جاوینگے لیکن سورۂ بنی اسرائیل مین اسکنوا الارض بظاہر دال ہے کہ یہ لوگ مصر مین آئے ہین گو تاویل ممکن ہے اور بغوی نے دونون کا مجموعہ مراد لیا ہے اور یہ قول انسب معلوم ہوتا ہے پس ارض سے مراد جنس ارض ہو جاویگی پھر ایراث خواہ بطور تملیک کے ہو یا بطور اسکان کے جیسا قول مصر مین آنے نہ آنے کی نسبت ثابت ہو جاوے اور ایک شبہ یہان یہ ہوتا ہے کہ یہان سے معلوم ہوتا ہے کہ فرعون کے کارخانے اور عمارات درہم برہم ہو گئے اور سورۂ شعراء کی آیت فاخرجناہم من جنات الیٰ قولہ بنی اسرائیل سے معلوم ہوتا ہے کہ کارخانے اور عمارات صحیح و سالم ان کے ہاتھ لگین اسکا جواب احقر کے نزدیک یہ ہے کہ قبضہ مین تو بعینہ آئے لیکن چونکہ دوسری سلطنت علی العموم عادۃً پہلی سلطنت کے انتظامات کو متغیر و متبدل کر دیتی ہے اسلیئے دمرنا فرمایا گیا اور یہ جواب میری نظر سے نہین گذرا اور ایک شبہ یہ ہو کہ یہان صبروا فرمایا ہے اور اوپر قالوا اوذینا الخ سے ان کا غیر صابر ہونا مترشح ہوتا ہے جواب یہ ہے کہ وہ شکایت نہین تحزن ہے جو منافی صبر نہین۔

البلاغۃ قال اخیرا المفسر فی روح المعانی قیل نہا ہو الجواب لما تقدم وتمہید لردعلہ لذلک بعید لفظ قال وقال شیخ الاسلام ہو شروع فی بیان شیعون الایرتعالی للموجبۃ لتخصیص العبادۃ بہ سبحانہ بعد بیان ان ما طلبوا عبادتہ مما لا یمکن طلبہ اصلا لکونہ ہالکا باطلا اصلا ولذلک وسط بینہما قال مع کون کل منہما کلام موسیٰ علیہ السلام ۱۲

بیان بعضے از جہالات بنی اسرائیل با این ہمہ انعام جلیل

علاوہ بیان قصہ کے اس خاص مضمون مین بقول روح المعانی کے ایک گونہ تسلی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان معاملات مین جو آپکو اپنے زمانہ کے یہود کے ساتھ پیش آتے تھے کہ انہین یہ تو ہمیشہ سے احسان فراموشی ہوتے آئے ہین آپ غم نہ کیجیے واللہ اعلم۔ وجاوزنا ببنی اسرائیل البحر فاتوا علی قوم یعکفون علی اصنام لہم قالوا یموسی اجعل لنا الٰہا کما لہم الہۃ قال انکم قوم تجہلون ۝ ان ہٰؤلاء متبر ما ہم فیہ وبٰطل ما کانوا یعملون ۝ قال اغیر اللہ ابغیکم الٰہا وہو فضلکم علی العٰلمین ۝ واذ انجینٰکم من اٰل فرعون یسومونکم سوء العذاب

يُقَتِّلُونَ أَبْنَاءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ ۚ وَفِي ذَٰلِكُم بَلَاءٌ مِّن رَّبِّكُمْ عَظِيمٌ ۝ وَوَاعَدْنَا مُوسَىٰ ثَلَاثِينَ لَيْلَةً وَأَتْمَمْنَاهَا

تمہارے بیٹوں کو بکثرت قتل کر ڈالتے تھے اور تمہاری عورتوں کو زندہ چھوڑ دیتے تھے اور اس میں بڑی بھاری آزمائش تھی اور ہم نے موسیٰ سے تیس شب کا وعدہ کیا اور دس شب اُن تیس کا

بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيقَاتُ رَبِّهِ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ۚ وَقَالَ مُوسَىٰ لِأَخِيهِ هَارُونَ اخْلُفْنِي فِي قَوْمِي وَأَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيلَ الْمُفْسِدِينَ ۝

تتمہ بنایا سو اُن کے پروردگار کا وقت پورے چالیس شب ہوگیا اور موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے کہدیا تھا کہ میرے بعد ان لوگوں کا انتظام رکھنا اور اصلاح کرتے رہنا اور بد نظموں کی رائے پر عمل مت کرنا

وَلَمَّا جَاءَ مُوسَىٰ لِمِيقَاتِنَا وَكَلَّمَهُ رَبُّهُ قَالَ رَبِّ أَرِنِي أَنظُرْ إِلَيْكَ ۚ قَالَ لَن تَرَانِي وَلَٰكِنِ انظُرْ إِلَى الْجَبَلِ فَإِنِ اسْتَقَرَّ

اور جب موسیٰ ہمارے وقت پر آئے اور اُنکے رب نے اُنسے باتیں کیں تو عرض کیا کہ اے میرے پروردگار اپنا دیدار مجھکو دکھلا دیجئے کہ میں آپکو ایک نظر دیکھ لوں ارشاد ہوا کہ تم مجھکو ہرگز نہیں دیکھ سکتے لیکن تم اس پہاڑ کی طرف دیکھتے رہو سو اگر یہ اپنی

مَكَانَهُ فَسَوْفَ تَرَانِي ۚ فَلَمَّا تَجَلَّىٰ رَبُّهُ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكًّا وَخَرَّ مُوسَىٰ صَعِقًا ۚ فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ سُبْحَانَكَ تُبْتُ إِلَيْكَ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ

جگہ پر برقرار رہا تو تم بھی دیکھ سکوگے پس اُنکے رب نے جو اُس پر تجلی فرمائی تجلی نے اسکے پرخچے اڑا دیئے اور موسیٰ بیہوش ہو کر گر پڑے پھر جب افاقہ میں آئے تو عرض کیا بیشک آپکی ذات منزہ ہے میں آپکی جناب میں معذرت کرتا ہوں اور سب سے پہلے اس پر یقین کرنے والا ہوں

يُقَتِّلُونَ أَبْنَاءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ ۚ وَفِي ذَٰلِكُم بَلَاءٌ مِّن رَّبِّكُمْ عَظِيمٌ ﴿١٤١﴾ اور (جس دریا میں فرعون غرق کیا گیا) ہم نے بنی اسرائیل کو (اُس) دریا سے پار اُتار دیا (جس کا قصہ سورۂ شعراء میں ہے) پس (پار ہونے کے بعد) اُن لوگوں کا ایک قوم پر گذر ہوا جو اپنے چند بتوں کو (یعنی اُن کی پرستش کو) لگے بیٹھے ہیں کہنے لگے اے موسیٰ ہمارے لیے بھی ایک (مجسم) معبود ایسا ہی مقرر کر دیجیے جیسے انکے یہ معبود ہیں آپ نے فرمایا کہ واقعی تم لوگوں (کے مزاج) میں بڑی جہالت ہے یہ لوگ جس کام میں لگے ہیں یہ (منجانب اللہ بھی) تباہ کیا جاوے گا (جیسا کہ عادۃ اللہ ہمیشہ سے جاری ہے کہ حق کو باطل پر غالب کر کے اُس کو درہم برہم کر دیتے ہیں) اور (فی نفسہ بھی) ان کا یہ کام محض بے بنیاد ہے (کیونکہ شرک کا بطلان یقینی و بدیہی ہے) اور فرمایا کیا اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کو تمہارا معبود تجویز کر دوں حالانکہ (دلائل توحید کے علاوہ وہ تمہارا محسن و منعم بھی ہے کہ) اُسنے تم کو (بعض احسانوں میں) تمام دُنیا جہان والوں پر فوقیت دی ہے اور (اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے قول کی تائید کے لیے ارشاد فرمایا کہ) وہ وقت یاد کرو جب ہم نے تمکو فرعون والوں (کے ظلم و ایذا) سے بچا لیا جو تم کو بڑی سخت تکلیفیں پہونچاتے تھے (کہ) تمہارے بیٹوں کو بکثرت قتل کر ڈالتے تھے اور تمہاری عورتوں کو (اپنی بیگار اور خدمت کے لیے) زندہ چھوڑ دیتے تھے اور اس (واقعہ) میں بڑی بھاری آزمائش تھی (اور بھی بہت سے احسان ہیں لیکن اگر یہی ایک یاد رکھو تو احسان ماننے کو بہت ہے تم نے کیا اچھا احسان مانا کہ شرک پر آمادہ ہو گئے) **ف** پارہ الٓمٓ کے ربع پر ایسی ہی آیت گذر چکی ہے ضروریات تفسیر وہاں ملاحظہ کر لی جاویں اور وجہ اُن کی اس بیہودہ درخواست کی بغوی رح نے یہ لکھی ہے کہ ان کو توحید میں شک نہ ہوا تھا بلکہ اپنے غایت جہل سے یہ سمجھے کہ اللہ غائب کی طرف متوجہ ہونے کے لیے اگر کسی شاہد کو ذریعہ بنایا جاوے تو یہ امر منافی دیانت نہیں ہے بلکہ اس میں تعظیم و تقرب الی اللہ زیادہ ہے اور چونکہ یہ خیال بھی فی نفسہ نقلاً و عقلاً غلط ہے اس لیے اس کو جہل فرمایا گیا واللہ اعلم +

ملحقات الترجمة
سلہ قولہ فی متبرو باطل متباب امد وفی نفسہ انفذ عم اللفرق من سبعین
۱۱سلہ قولہ فی اغیبکم تاکید کما قالوا انی تو ذلک فی طہ فاخرجنا بہ ازواجا ۱۲

عطاء توریت و مکالمات حق تعالیٰ با موسیٰ علیہ السلام

وَوَاعَدْنَا مُوسَىٰ ثَلَاثِينَ لَيْلَةً وَأَتْمَمْنَاهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيقَاتُ رَبِّهِ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ۚ وَقَالَ مُوسَىٰ لِأَخِيهِ هَارُونَ اخْلُفْنِي فِي قَوْمِي وَأَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيلَ الْمُفْسِدِينَ ﴿١٤٢﴾ وَلَمَّا جَاءَ مُوسَىٰ لِمِيقَاتِنَا وَكَلَّمَهُ رَبُّهُ قَالَ رَبِّ أَرِنِي أَنظُرْ إِلَيْكَ ۚ قَالَ لَن تَرَانِي وَلَٰكِنِ انظُرْ إِلَى الْجَبَلِ فَإِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهُ فَسَوْفَ تَرَانِي ۚ فَلَمَّا تَجَلَّىٰ رَبُّهُ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكًّا وَخَرَّ مُوسَىٰ صَعِقًا ۚ فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ سُبْحَانَكَ تُبْتُ إِلَيْكَ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٤٣﴾

اللغات قولہ المیقات الوقت
النحو قولہ اربعین حال او تمیز

البلاغة
قولہ لا تتبع تاکید قولہ ارنی حذف ذاتک للتادب۔

قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنِّى اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِىْ وَبِكَلَامِىْ ۖ فَخُذْ مَآ اٰتَيْتُكَ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ○ وَكَتَبْنَا لَهٗ

ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ مین نے پیغمبری اور اپنے ہمکلامی سے اور لوگون پر تمکو امتیاز دیا ہے تو جو کچھ تم کو مینے عطا کیا ہے اُس کو لو اور شکر کرو اور ہم نے چند تختیون پر

فِى الْاَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَىْءٍ مَّوْعِظَةً وَّتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَىْءٍ ۚ فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَّاْمُرْ قَوْمَكَ يَاْخُذُوْا بِاَحْسَنِهَا ۗ سَاُورِيْكُمْ

ہر قسم کی نصیحت اور ہر چیز کی تفصیل اُنکو لکھ کر دی　　تو انکو کوشش کے ساتھ عمل مین لاؤ اور اپنی قوم کو حکم کرو کہ اُنکے اچھے اچھے احکام پر عمل کرین مین اب بہت جلد تم لوگونکو

دَارَ الْفٰسِقِيْنَ ○ سَاَصْرِفُ عَنْ اٰيٰتِىَ الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ فِى الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۗ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ۚ

ان بے حکمون کا مقام دکھلاتا ہون مین ایسے لوگونکو اپنے احکام سے برگشتہ ہی رکھونگا جو دنیا مین تکبر کرتے ہین جسکا اُنکو کوئی حق حاصل نہین اور اگر تمام نشانیان دیکھ لین تب بھی اُنپر ایمان

وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ۚ وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الْغَىِّ يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ۗ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا

اور اگر ہدایت کا راستہ دیکھین تو اسکو اپنا طریقہ نہ بناوین اور اگر گمراہی کا رستہ دیکھ لین تو اُس کو اپنا طریقہ بنا لین یہ اس سبب سے ہے کہ انہون نے ہماری آیتون کو جھوٹا بتلایا

بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ○ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۗ هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○

اور اُنسے غافل رہے　　اور یہ لوگ جنہون نے ہماری آیتون کو اور قیامت کے پیش آنیکو جھٹلایا اُنکے سب کام غارت گئے اور اُنکو وہی سزا دیجاوئیگی جو کچھ یہ کرتے تھے

قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنِّى اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِىْ وَبِكَلَامِىْ ۖ فَخُذْ مَآ اٰتَيْتُكَ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ (۱۴۴) وَكَتَبْنَا لَهٗ فِى الْاَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَىْءٍ مَّوْعِظَةً وَّتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَىْءٍ ۚ فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَّاْمُرْ قَوْمَكَ يَاْخُذُوْا بِاَحْسَنِهَا ۗ سَاُورِيْكُمْ دَارَ الْفٰسِقِيْنَ (۱۴۵) سَاَصْرِفُ عَنْ اٰيٰتِىَ الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ فِى الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۗ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ۚ وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ۚ وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الْغَىِّ يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ۗ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ (۱۴۶) وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۗ هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (۱۴۷) اور جب بنی اسرائیل سب پریشانیون سے مطمئن ہوگئے تو موسیٰ علیہ السلام سے درخواست کی کہ اب ہم کو کوئی شریعت ملے تو اُس پر بفراغ خاطر عمل کرین موسیٰ علیہ السلام نے حق تعالیٰ سے درخواست کی حق تعالےٰ اُس کا قصہ فرماتے ہین کہ) ہم نے (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) سے تیس شب کا وعدہ کیا (کہ طور پر آکر معتکف ہو تو تم کو شریعت کی کتاب توریت دی جاوے) اور دس شب اور اُن تیس راتون کا تتمہ بنایا (یعنی توراۃ دیکر اُن مین دس راتین عبادت کے واسطے اور بڑھادین جس کی وجہ سورۂ بقرہ معاملہ سوم مین مذکور ہوچکی) سو اُن کے پروردگار کا (مقرر کیا ہوا) وقت (یہ سب ملکر) پورے چالیس شب ہوگیا اور موسیٰ (علیہ السلام کوہ طور کو آنے لگے تو چلتے وقت اُنہون) نے اپنے بھائی ہارون (علیہ السلام) سے کہدیا تھا کہ (ذرا) میرے بعد ان لوگون کا انتظام رکھنا اور (ان کی) اصلاح کرتے رہنا اور بدنظم کی رائے پر عمل مت کرنا اور جب موسیٰ (علیہ السلام اس واقعہ مین) ہمارے وقت (موعود) پر آئے (جس کا قصہ بیان ہورہا ہے) اور اُن کے ربّ نے اُن سے (بہت سی لطف وعنایت کی) باتین کین تو (شدت انبساط سے دیدار کا اشتیاق پیدا ہوا) عرض کیا کہ اے میرے پروردگار اپنا دیدار مجھ کو دکھلا دیجیے کہ مین آپ کو ایک نظر دیکھ لون ارشاد ہوا کہ تم مجھ کو (دنیا مین) ہرگز نہین دیکھ سکتے (کیونکہ یہ آنکھین تاب جمال نہین لاسکتین کما فی المشکوٰۃ عن مسلم لاحرقت سبحات وجھہ) لیکن (تمہاری تشفی کے لیے یہ تجویز کرتے ہین کہ) تم اس پہاڑ کی طرف دیکھتے رہو (ہم اسپر ایک جھلک ڈالتے ہین) سو اگر اپنی جگہ برقرار رہا تو (خیر) تم بھی دیکھ سکوگے (غرض موسیٰ علیہ السلام اُس کی طرف دیکھنے لگے) پس اُن کے ربّ نے جو اُسپر تجلی فرمائی تجلی نے اُس (پہاڑ) کے پرخچے اڑا دیے اور موسیٰ (علیہ السلام) بیہوش ہوکر گر پڑے پھر جب افاقہ مین آگئے تو عرض کیا بیشک آپ کی ذات (ان آنکھون کی برداشت سے) منزہ (اور رفیع) ہے مین آپکی جناب مین (اس مشتاقانہ درخواست سے) معذرت کرتا ہون اور (جو کچھ حضور کا ارشاد ہے

ملحقات الترجمہ
۱ قولہ فی جعلہ دکا تجلی سے اشارہ الی فاعل جعلہ ۱۲

النحو قولہ موعظۃ وتفصیلا بدل من الجار والمجرور ای کتبنا له کل شیٔ من المواعظ وتفصیل الاحکام [illegible] وفی زیادۃ تاتی الاثبات کلام [illegible] تعلت و [illegible] یکون قولہ من کل شیٔ بیانا لموعظۃ [illegible] بیانہ و

التقدیر ہکذا وکتبنا له فی الالواح موعظۃ من کل شیٔ وتفصیلا لکل شیٔ والعموم فی کلا الموضعین [illegible] فی
البلاغۃ قولہ ساوریکم فیہ التفات وتغلیب لانہم لم یکونوا حاضرین۔

کرنے والا) سب سے پہلے مین اسپریقین کرتا ہون ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ (یہی بہت ہے کہ) مین نے (تمکو) اپنی (طرف سے) پیغمبری (کا عہدہ دیکر) اور اپنے (ساتھ) ہم کلامی (کا شرف بخش کر اس) سے اور لوگون پر تم کو امتیاز دیا ہے تو (اب) جو کچھ تم کو مین نے عطا کیا ہو (رسالت و ہم کلامی و توریت) اسکو لو اور شکر کرو اور ہمنے چند تختیون پر ہر قسم کی (ضروری) نصیحت اور (احکام ضروریہ کے متعلق) ہر چیز کی تفصیل انکو لکھکر دی (یہی تختیان تورات ہین پھر حکم ہوا کہ جب یہ تختیان ہمنے دی ہین) تو انکو کوشش کے ساتھ (خود بھی) عمل مین لاؤ اور اپنی قوم کو (بھی) حکم کرو کہ انکے اچھے اچھے احکام پر (یعنی سب پر کہ سب ہی اچھے ہین) عمل کرین مین اب بہت جلد تم لوگون کو (یعنی بنی اسرائیل کو) اُن بے حکمون کا (یعنی فرعونیون کا یا عمالقہ کا) مقام دکھلاتا ہون (اس مین بشارت اور وعدہ ہے کہ مصر یا شام پر عنقریب تسلط ہوا چاہتا ہے مقصود اس سے ترغیب دینا ہے اطاعت کی کہ اطاعت احکام الٰہیہ کے یہ برکات ہین اب ترغیب اطاعت کے بعد ترہیب مخالفت کے لیے ارشاد ہے کہ) مین ایسے لوگون کو اپنے احکام سے برگشتہ ہی رکھونگا جو دُنیا مین (احکام کے ماننے سے) تکبر کرتے ہین جسکا انکو کوئی حق حاصل نہین (کیونکہ اپنے کو بڑا سمجھنا حق اُسکا ہے جو واقع مین بڑا ہو اور وہ ایک خدا کی ذات ہی) اور (برگشتگی کا اُنپر یہ اثر ہوگا کہ) اگر تمام (دنیا بھر کی) نشانیان (بھی) دیکھ لین تب بھی (غایت قساوت سے) اُنپر ایمان نہ لاوین اور اگر ہدایت کا رستہ دیکھین تو اسکو اپنا طریقہ نہ بناوین اور اگر گمراہی کا رستہ دیکھ لین تو اُسکو اپنا طریقہ بنالین (یعنی حق کے قبول نکرنے سے پھر دل سخت ہوجاتا ہے اور برگشتگی اس حد تک پہونچ جاتی ہے) یہ (اس درجہ کی برگشتگی) اس سبب سے ہی کہ انہون نے ہماری آیتون کو (تکبر کی وجہ سے) جھوٹا بتلایا اور اُن (کی حقیقت مین غور کرنے) سے غافل رہے (یہ سزا تو دُنیا مین ہوئی کہ ہدایت سے محروم رہے) اور (آخرت مین یہ سزا ہوگی کہ) یہ لوگ جنہون نے ہماری آیتون کو اور قیامت کے پیش آنے کو جھٹلایا انکے سب کام (جن سے اُنکو توقع نفع کی تھی) غارت گئے (اور انجام اس حبط کا جہنم ہے) انکو وہی سزا دیجاویگی جو کچھ یہ کرتے تھے (یعنی ان کا کفر اسی کو مقتضی تھا)

ف یہان چند امور قابل تحقیق ہین آول موسیٰ علیہ السّلام سے حق تعالیٰ نے کلام فرمایا مگر یہ کہ اُس کی حقیقت کیا تھی اللہ ہی کو معلوم ہے جن احتمالات عقلیہ کی شریعت نفی نہ کرے اُن سب کے قائل ہونے کی گنجائش ہے لیکن بلا دلیل عدم تعیین اسلم ہے زیادہ تفصیل اس کی کتب کلامیہ مین ہے البتہ قرآن مجید کے ظاہر الفاظ سے اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ اس کلام کو بہ نسبت اُس کلام کے جو عطائے نبوۃ کے وقت ہوا تھا کچھ زیادہ اختصاص متکلم سے ہے چنانچہ یہان مطلق کلمہ ربہ ہے وہان نودی من شاطئ الواد الایمن فی البقعۃ المبارکۃ من الشجرۃ آیا ہے اور غالبًا اس زیادہ اختصاص کے سبب یہ کلام مورث اشتیاق رویت ہوا وہ نہین ہوا واللہ اعلم۔ دوم موسیٰ علیہ السّلام کی درخواست دیدار کی کرنا دُنیا مین اُس کے امکان عقلی پر اور حق تعالےٰ کا جواب اُس کے امتناع شرعی پر دلیل ہے اور یہی مذہب ہے اہل سنت وجماعت کا سوم پہاڑ پر تجلی ہونے کے معنے واللہ اعلم یہ سمجھ مین آتے ہین کہ حق تعالیٰ کا نور خاص بارادۂ خداوندی خلائق سے محجوب ہے اور اس محجوب ہونے کے جو وسائط ہین وہ حجب اور موانع ہین تعیین اُن کی اللہ کو معلوم پس غالبًا ان حجب مین بعض حُجب مرتفع کردیے ہون اور چونکہ وہ حُجب مرتفعہ قلیل تھے اس لیے ترمذی کی حدیث مرفوع مین تمثیلاً اُس کی قلت کو انملۂ خنصر سے تشبیہ دی گئی ورنہ صفات الٰہیہ تجزی و مقدار سے منزہ ہین اور چونکہ افعال حق تعالیٰ کے اختیاری ہین اس لیے ممکن ہے کہ وہ حُجب جبل کے اعتبار سے مرفوع ہوئے ہون اور موسے علیہ السّلام اور دیگر خلائق کے اعتبار سے مرتفع نہ ہوئے ہون یہ معنے ہوجاوینگے للجبل کے اور چونکہ ارتفاع حجب کا خاصہ احراق ہے جیسا کہ حدیث مین ہے لاحرقت سبحات النور ما انتہی الیہ بصرہٗ اس لیے پہاڑ کی یہ حالت ہوئی اور یہ ضرور نہین کہ سارے پہاڑ کی یہ حالت ہوجاوے کیونکہ تجلی فرمانا باختیار خود کسی خاص قطعہ پر ممکن ہے اور موسیٰ علیہ السّلام کی بیہوشی اُن پر تجلی فرمانے سے نہ تھی کیونکہ ظاہر للجبل کے خلاف ہے بلکہ پہاڑ کی یہ حالت دیکھ کر نیز محل تجلی کے ساتھ ایک گونہ تلبس و تعلق ہونے سے یہ بیہوشی ہوئی چہارم ظاہرا فان استقر مکانہ فسوف ترانی سے استقرار کی تقدیر پر رویت کا وقوع اور عدم استقرار کی تقدیر پر رویت کا عدم وقوع مفہوم ہوتا ہے اس مین قابل تحقیق یہ امر ہے کہ ان مین باہم علاقہ کیا ہے سو عدم استقرار اور عدم وقوع رویت مین تو علاقہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ حاسۂ بصر یہ موسویہ ترکیب عنصری مین جبل سے اضعف و الطف ہے جب اقوی واشد متحمل نہ ہوا تو اضعف کیسے متحمل ہوگا اور اس تقریر پر گو استقرار مستلزم تحمل بصر موسوی عقلاً نہ ہوگا لیکن اس کو وعدہ پر محمول کرنے سے اشکال رفع ہوجاوے گا یعنی باوجود دونون کی عدم تساوی کے ہم تبرعًا وعدہ کرتے ہین کہ اگر یہ متحمل ہوگیا تو تمہارے حاسہ

ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ فی احسنہا سب ہی اچھے فالاضافۃ لبیت للتقیید ۱۲

سکہ قولہ فی ذلک باھذ برگشتگی اشارۃ الی کون الاشارۃ الی الصرف فتجاوب طرف الکلام لان الصرف ہو المسبب فی الاول والآخر عن الشئ الواحد المعبر عنہ بالتکبر والتکذیب فافہم ۱۲

وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوسَىٰ مِنْ بَعْدِهِ مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَهُ خُوَارٌ ۚ أَلَمْ يَرَوْا أَنَّهُ لَا يُكَلِّمُهُمْ وَلَا يَهْدِيهِمْ سَبِيلًا ۘ اتَّخَذُوهُ

اور موسیٰ کی قوم نے اُنکے بعد اپنے زیوروں کا ایک بچھڑا ٹھیرا لیا جو کہ ایک قالب تھا جسمین ایک آواز بھی تھی کیا اُنہوں نے یہ نہ دیکھا کہ وہ اُنسے بات تک نہین کرتا تھا اور نہ اُنکو کوئی راہ بتلاتا تھا

وَكَانُوا ظَالِمِينَ ۝ وَلَمَّا سُقِطَ فِي أَيْدِيهِمْ وَرَأَوْا أَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوا قَالُوا لَئِنْ لَمْ يَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَيَغْفِرْ لَنَا لَنَكُونَنَّ

اور اُنہون نے بڑا بیجا کام کیا ۔ اور جب نادم ہوئے اور معلوم ہوا کہ واقعی وہ لوگ گمراہی مین پڑ گئے تو کہنے لگے کہ اگر ہمارا رب ہم پر رحم نہ کرے اور ہمارا گناہ معاف نہ کرے تو ہم

مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝ وَلَمَّا رَجَعَ مُوسَىٰ إِلَىٰ قَوْمِهِ غَضْبَانَ أَسِفًا قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُونِي مِنْ بَعْدِي ۖ أَعَجِلْتُمْ أَمْرَ رَبِّكُمْ ۖ

بالکل گئے گذرے ہو ۔ اور جب موسیٰ اپنی قوم کی طرف واپس آئے غصہ اور رنج مین بھرے ہوئے تو فرمایا کہ تم نے میرے بعد یہ بڑی نامعقول حرکت کی کیا اپنے رب کے حکم سے پہلے ہی

وَأَلْقَى الْأَلْوَاحَ وَأَخَذَ بِرَأْسِ أَخِيهِ يَجُرُّهُ إِلَيْهِ ۚ قَالَ ابْنَ أُمَّ إِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُونِي وَكَادُوا يَقْتُلُونَنِي فَلَا تُشْمِتْ

اور جلدی سے تختیاں ایک طرف رکھین اور اپنے بھائی کا سر پکڑ کر اُنکو اپنی طرف گھسیٹنے لگے ہارون نے کہا کہ اے میرے ماں جائے ان لوگون نے مجھکو بے حقیقت سمجھا اور قریب تھا کہ مجھکو قتل

بِيَ الْأَعْدَاءَ وَلَا تَجْعَلْنِي مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِأَخِي وَأَدْخِلْنَا فِي رَحْمَتِكَ ۖ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ۝

دشمنون کو مت ہنسواؤ اور مجھکو ان ظالم لوگون کے ذیل میں مت شمار کرو موسیٰ نے کہا کہ اے میرے رب میری خطا معاف فرما دے اور میرے بھائی کی بھی اور ہم دونون کو اپنی رحمت مین داخل فرمائیے اور

بصریہ کو بھی متحمل کر دیا جاوے گا پس عدم وقوع تجلی سے وقوع رویت کا شبہ نہ کیا جاوے کیونکہ دونون مترادف یا متلازم نہین ہین بلکہ تجلی کے معنے کسی شئے کا ظہور ہے گو دوسرے کو اس کا ادراک نہ ہو پس تجلی کا انفکاک رویت سے ممکن ہے جیسا آفتاب کو متجلی و طالع کہہ سکتے ہین لیکن خفاش کو رائی او مدرک کہنا لازم نہین آتا کیونکہ ممکن ہے کہ مبادی تجلی سے قبل تجلی بہ قبلیت زمانیہ یا تجلی کے ساتھ بمعیت زمانیہ و قبلیت ذاتیہ چشم خفاش معطل ہو جاوے اس بحث کے متعلق کسی قدر آیت لا تدرکہ الابصار واقعہ آخر پارہ و اذا سمعوا کے ذیل مین لکھا جا چکا ہے ملاحظہ کر لیا جاوے اور (۱) الفاسقین کی تفسیر مین جو دو احتمال لکھے ہین وجہ اُس کی یہ ہے کہ علمار کے اقوال اسباب مین مختلف ہین کہ بنی اسرائیل مصر مین واپس گئے ہین یا نہین جیسا اوپر کے رکوع مین آیت و اورثنا القوم الذین کی تفسیر مین گذر چکا ہے اور ربع پارہ الٓمٓ پر معاملہ سوم مین کسی قدر آیۃ و واعدنا موسیٰ ثلثین لیلۃ کے متعلق بھی مذکور رہا وہ بھی قابل ملاحظہ ہے اور اکثر آثار و اخبار اسپر دال ہین کہ یہ تختیان لکھی لکھائی عطا ہوئی تھین اور ظاہر الکتبنا سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے اور موسیٰ علیہ السّلام کا اخلفنی فرمانا اس بنا پر ہے کہ حضرت ہارون علیہ السّلام صرف نبی تھے حاکم اور سلطان نہ تھے اس صفت مین خلیفہ بنانا مقصود ہے استخلاف فی النبوۃ مقصود نہین +

قصّہ اتخاذ عجل و عاقبت آن

وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوسَىٰ مِنْ بَعْدِهِ مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَهُ خُوَارٌ ۚ أَلَمْ يَرَوْا أَنَّهُ لَا يُكَلِّمُهُمْ وَلَا يَهْدِيهِمْ سَبِيلًا ۘ اتَّخَذُوهُ وَكَانُوا ظَالِمِينَ (۱۴۸) وَلَمَّا سُقِطَ فِي أَيْدِيهِمْ وَرَأَوْا أَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوا قَالُوا لَئِنْ لَمْ يَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَيَغْفِرْ لَنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ (۱۴۹) وَلَمَّا رَجَعَ مُوسَىٰ إِلَىٰ قَوْمِهِ غَضْبَانَ أَسِفًا قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُونِي مِنْ بَعْدِي ۖ أَعَجِلْتُمْ أَمْرَ رَبِّكُمْ ۖ وَأَلْقَى الْأَلْوَاحَ وَأَخَذَ بِرَأْسِ أَخِيهِ يَجُرُّهُ إِلَيْهِ ۚ قَالَ ابْنَ أُمَّ إِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُونِي وَكَادُوا يَقْتُلُونَنِي فَلَا تُشْمِتْ بِيَ الْأَعْدَاءَ وَلَا تَجْعَلْنِي مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ (۱۵۰) قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِأَخِي وَأَدْخِلْنَا فِي رَحْمَتِكَ ۖ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ (۱۵۱)

البلاغۃ قولہ سقط فی ایدیہم اصلہ ان النادم اذا اشتد ندمہ عض یدہ غما فتصیر یدہ مسقوطا فیہا و اصلہ سقط فوہ او عضہ فی یدہ ای وقع ثم حذف الفاعل و بنی الفعل للمفعول فصار سقط فی یدہ کقولک مر بزید وقیل من عادۃ النادم ان یطاطئ راسہ و یضع ذقنہ علی یدہ بحیث لو ازالہا سقط علی وجہہ فکان الید مسقوطا فیہا و فی بمعنی علی وقیل وقیل من روح المعانی قولہ و راوا النکتۃ فی تاخیرہ مع ان الظاہر و قوعہ متقدما علی الندم اما المسارعۃ الی بیان الندم و اما لان الندم ربما وقع لہم فی حال الشک ثم تبین لہم الضلال لان الانتقال من الجزم بالشئ الی تبین الجزم بالنقیض لا یکون دفعیا فی الاغلب من الروح قولہ من بعدی تاکید قولہ اعجلتم قدر عن قولہ یا ابن ام ذکرھا للترقیق -

اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَیَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُفْتَرِیْنَ ۝

جن لوگوں نے گوسالہ پرستی کی ہے ان پر بہت جلد انکے رب کی طرف سے غضب اور ذلت اس دنیوی زندگی ہی میں پڑیگی اور ہم افترا پردازوں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں

وَالَّذِیْنَ عَمِلُوا السَّیِّاٰتِ ثُمَّ تَابُوْا مِنْ بَعْدِهَا وَاٰمَنُوْۤا ؗ اِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ وَلَمَّا سَكَتَ

اور جن لوگوں نے گناہ کے کام کیے پھر وہ ان کے بعد توبہ کرلیں اور ایمان لے آویں تو تمہارا رب اس توبہ کے بعد گناہ کا معاف کر دینے والا رحمت کرنے والا ہے اور جب موسیٰ کا

عَنْ مُّوْسَی الْغَضَبُ اَخَذَ الْاَلْوَاحَ ۚۖ وَفِیْ نُسْخَتِهَا هُدًی وَّرَحْمَةٌ لِّلَّذِیْنَ هُمْ لِرَبِّهِمْ یَرْهَبُوْنَ ۝

غصہ فرو ہوا تو ان تختیوں کو اٹھا لیا — اور ان کے مضامین میں ان لوگوں کے لیے — جو اپنے رب سے ڈرتے تھے ہدایت اور رحمت تھی۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَیَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُفْتَرِیْنَ ﴿۱۵۲﴾ وَالَّذِیْنَ عَمِلُوا السَّیِّاٰتِ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِهَا وَاٰمَنُوْۤا ؗ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۵۳﴾ وَلَمَّا سَكَتَ عَنْ مُّوْسَی الْغَضَبُ اَخَذَ الْاَلْوَاحَ ۚۖ وَفِیْ نُسْخَتِهَا هُدًی وَّرَحْمَةٌ لِّلَّذِیْنَ هُمْ لِرَبِّهِمْ یَرْهَبُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ اور (جب موسیٰ علیہ السلام طور پر توریت لانے تشریف لیگئے تو) موسیٰ (علیہ السلام) کی قوم (یعنی بنی اسرائیل) نے ان کے (جانے کے) بعد اپنے (مقبوضہ[1]) زیوروں کا (جو کہ قبطیوں سے مصر سے نکلتے وقت بہانہ شادی کے مانگ لیا تھا) ایک بچھڑا (بنا کر) جس کا قصہ سورۂ طٰہٰ میں ہے اس کو معبود[2] ٹھیرایا جو کہ (صرف اتنی حقیقت[3] رکھتا تھا کہ) ایک قالب تھا جس میں ایک آواز تھی (اور اس میں کوئی کمال نہ تھا جس سے کسی عاقل کو اس کی معبودیت کا شبہ ہو سکے) کیا انہوں نے یہ نہ دیکھا کہ (اس میں آدمی کی برابر بھی تو قدرت نہ تھی چنانچہ) وہ ان سے بات تک نہیں کرتا تھا اور نہ ان کو (دنیا یا دین کی) کوئی راہ بتلاتا تھا (اور خدا کی سی صفات تو اس میں کیا ہوتیں غرض یہ کہ) اس (بچھڑے) کو انہوں نے معبود قرار دیا اور (چونکہ اس میں اصلا کوئی شبہ کی وجہ نہ تھی اس لیے انہوں نے) بڑا بے ڈھنگا کام کیا اور (بعد رجوع موسیٰ علیہ السلام کے جس کا قصہ آگے آتا ہے ان کے تنبیہ فرمانے سے) جب (متنبہ ہوئے اور اپنی اس حرکت پر) نادم ہوئے اور معلوم ہوا کہ واقعی وہ لوگ گمراہی میں پڑ گئے تو (ندامت سے بطور معذرت) کہنے لگے کہ اگر ہمارا رب ہم پر رحم نہ کرے اور ہمارا (یہ) گناہ معاف نہ کرے تو ہم بالکل گئے گذرے (چنانچہ خاص طریقہ سے ان کو تکمیل توبہ کا حکم ہوا جس کا قصہ سورۂ بقرہ آیۃ فاقتلوا انفسکم میں گذرا ہے) اور (موسیٰ علیہ السلام کے متنبہ فرمانے کا قصہ یہ ہوا کہ) جب موسیٰ (علیہ السلام) اپنی قوم کی طرف (طور سے) واپس آئے غصہ اور رنج میں بھرے ہوئے (کیونکہ ان کو وحی سے یہ معلوم ہو گیا تھا طٰہٰ میں ہے قال فانا قد فتنا الخ) تو (اول قوم کی طرف متوجہ ہوئے) فرمایا کہ تم نے میرے بعد یہ بڑی نامعقول حرکت کی کیا اپنے رب کے حکم (آنے) سے پہلے ہی تم نے (ایسی) جلد بازی کرلی (میں تو احکام ہی لینے گیا تھا اس کا انتظار تو کیا ہوتا) اور (پھر حضرت ہارون علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے اور دینی حمیت کے جوش میں) جلدی سے (توریت کی) تختیاں (تو) ایک طرف رکھیں (اور جلدی میں ایسے زور سے رکھی گئیں کہ دیکھنے والے کو اگر غور نہ کرے تو شبہ[4] ہو کہ جیسے کسی نے پٹک دی ہوں) اور (ہاتھ خالی کر) اپنے بھائی (ہارون علیہ السلام) کا سر (یعنی بال) پکڑ کر ان کو اپنی طرف گھسیٹنے لگے (کہ تم نے کیوں پورا انتظام نہ کیا اور چونکہ غلبہ غضب میں ایک گونہ بے اختیاری ہو گئی تھی اور غضب بھی دین کے لیے تھا اس لیے اس بے اختیاری کو معتبر قرار دیا جاوے گا اور اس اجتہادی لغزش پر اعتراض نہ کیا جاوے گا) ہارون (علیہ السلام) نے کہا کہ اے میرے ماں جائے (بھائی میں نے اپنی کوشش بھر بہت روکا لیکن) ان لوگوں نے مجھ کو بے حقیقت سمجھا اور (بلکہ نصیحت کرنے پر) قریب تھا کہ مجھ کو قتل کر ڈالیں تو تم مجھ پر (سختی کر کے) دشمنوں کو مت ہنسواؤ اور مجھ کو (برتاؤ سے) ان ظالم لوگوں کے ذیل میں مت شمار کرو (کہ ان کی سی ناخوشی مجھ سے بھی برتنے لگو)

ملحقات الترجمہ

[1] قولہ فی حلیهم مقبوضہ فالاضافۃ لادنی ملابسۃ لانها کانت مملوکۃ للقبط ۱۲ س

[2] قولہ اتخذوا معبودا فظہر وجہ اسناد الاتخاذ الیهم مع صدور الصنع من السامری وحدہ وقیل اسند الیهم رضاهم باتخاذہ ۱۲ س

[3] قولہ فی جسدا الی حقیقت اشارۃ الی وجہ ایراد الدال من بیان حقارتہ کذلک قولہ لا یکلمهم الخ ۱۲ س

[4] قولہ القی شبہ ہو اشارۃ الی وجہ التعبیر بالالقاء عن الوضع بعجلۃ ونقل هذا التفسیر فی الروح

۱۲

وَاخْتَارَ مُوْسٰى قَوْمَهٗ سَبْعِیْنَ رَجُلًا لِّمِیْقَاتِنَا ۚ فَلَمَّاۤ اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ

اور موسیٰ نے ستر آدمی اپنی قوم میں سے ہمارے وقت معین کے لیے منتخب کیے سو جب اُن کو زلزلے نے آپکڑا تو موسیٰ عرض کرنے لگے کہ اے میرے پروردگار اگر آپکو یہ منظور ہوتا تو آپ اسکے قبل

وَاِیَّایَ ؕ اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَآءُ مِنَّا ۚ اِنْ هِیَ اِلَّا فِتْنَتُكَ ؕ تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَآءُ وَتَهْدِیْ مَنْ تَشَآءُ ؕ اَنْتَ وَلِیُّنَا

اور مجھکو ہلاک کر دیتے کہیں آپ ہم میں سے چند بیوقوفوں کی حرکت پر سب کو ہلاک کر دینگے یہ واقعہ محض آپکی طرف سے ایک امتحان ہے ایسے امتحانات سے جسکو آپ چاہیں گمراہی میں ڈالدیں اور جسکو آپ

فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الْغٰفِرِیْنَ ۝ وَاكْتُبْ لَنَا فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَاۤ اِلَیْكَ ؕ

ہمکو مغفرت اور رحمت فرمائیے اور آپ سب معافی دینے والوں سے زیادہ ہیں اور ہم لوگوں کے نام دنیا میں بھی نیک حالی لکھدیجیے اور آخرت میں بھی ہم آپ کی طرف رجوع کرتے ہیں ۔

موسیٰ (علیہ السلام) نے (اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور) کہا کہ اے میرے رب میری خطا (گو وہ اجتہادی ہو) معاف فرمادے اور میرے بھائی کی بھی (کوتاہی جو ان مشرکین کے ساتھ معاملہ متارکت میں شاید ہوگئی ہو جیسا اس قول سے معلوم ہوتا ہے ما منعک اذ رایتہم ضلوا ان لا تتبعن الآیۃ) اور ہم دونوں کو اپنی رحمت (خاص) میں داخل فرمائیے اور آپ سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں (اس لیے ہم کو قبول دعا کی امید ہے پھر حق تعالیٰ نے ان گوسالہ پرستوں کے متعلق موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ) جن لوگوں نے گوسالہ پرستی کی ہے (اگر اب بھی توبہ نہ کریں گے تو) اُن پر بہت جلد اُن کے رب کی طرف سے غضب اور ذلت اس دنیوی زندگی ہی میں پڑیگی اور (کچھ انہیں کی تخصیص نہیں) ہم (تو) افترا پردازوں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں (کہ دنیا ہی میں مغضوب اور ذلیل ہو جاتے ہیں گو کسی عارض سے اس ذلت کا گاہے ظہور نہ ہو یا دیر میں ہو چنانچہ سامری نے جو توبہ نہ کی اُس پر غضب اور ذلت کا نزول ہوا جس کا قصہ سورۂ طٰہٰ میں ہے قال فاذھب فان لک فی الحیٰوۃ ان تقول لا مساس الآیۃ) اور جن لوگوں نے گناہ کے کام کیے (مثلاً گوسالہ پرستی اُن سے سرزد ہوگئی مگر) پھر وہ اُن (گناہوں) کے (کرنے کے) بعد توبہ کر لیں اور (اس کفر کو چھوڑ کر) ایمان لے آویں تو تمہارا رب اُس توبہ کے بعد (اُن کے) گناہ کا معاف کر دینے والا (اور اُن کے حال پر) رحمت کرنے والا ہے (گو تکمیل توبہ کے لیے اقتلوا انفسکم کا بھی حکم ہوا ہو کیونکہ اصل رحمت آخرت کی ہے چنانچہ تائبین کی خطا اسی طرح معاف ہوئی) اور جب (ہارون علیہ السلام کی یہ معذرت سنکر) موسیٰ (علیہ السلام) کا غصہ فرو[2] ہوا تو اُن تختیوں کو اُٹھا لیا اور اُن (تختیوں) کے مضامین[3] میں اُن لوگوں کے لیے جو اپنے رب سے ڈرتے تھے ہدایت اور رحمت تھی (مراد احکام ہیں کہ ان پر عمل کرنے سے موصوف بہدایت وموعود برحمت ہوتا ہے)۔ **ف** موسیٰ علیہ السلام کا غضب چونکہ للہ تھا اُسکی مثال سکر من المباح کی سی ہے جسمیں مکلف نہیں رہتا اسپر دوسرے شخص کے غصہ کو جو نفس کے واسطے ہو قیاس نہیں کر سکتے بلکہ اُسکی حالت سکر من المحرم کی سی ہے جس کو شارع نے عذر نہیں قرار دیا چنانچہ حکم وقوع طلاق وغیرہ کا حکم معلوم ہے ونیز عادۃً ممکن ہے کہ شدت مشغولی میں ذہول ہو گیا ہو کہ میرے ہاتھ میں کیا ہے اور بھائی کو دار وگیر کرنے کے لیے ہاتھ خالی کرنا ہو اس لیے القاء الواح واقع ہوا ہو جیسے اکثر کسی بات چیت یا کسی خیال کے غلبہ کے وقت ایسے اتفاقات پیش آجاتے ہیں اور بعض نے لکھا ہے کہ القی کے معنی ہیں جلدی سے رکھ دینا مجازاً وتشبیہاً القاء سے تعبیر کیا اور اس بچھڑے کے باب میں سلف کے دو قول ہیں ایک یہ کہ وہ سچ مچ کا بچھڑا ہو گیا تھا اور ایک یہ کہ وہ چاندی سونے کا رہا تھا اور بقصد آواز کرنے کے اُس میں حیات آگئی تھی اور دونوں داخل قدرت ہیں اس لیے یہ کہنا بلا دلیل ہے کہ یہ آواز ایسی تھی جیسے مٹی کے کھلونوں میں صنعت سے ہوتی ہے

بردن موسیٰ علیہ السلام ہفتاد کس را بطور وماجرائے الشان

وَاخْتَارَ مُوْسٰى قَوْمَهٗ سَبْعِیْنَ رَجُلًا لِّمِیْقَاتِنَا ۚ فَلَمَّاۤ اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ وَاِیَّایَ ؕ اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَآءُ مِنَّا ۚ اِنْ هِیَ اِلَّا فِتْنَتُكَ ؕ تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَآءُ وَتَهْدِیْ مَنْ تَشَآءُ ؕ اَنْتَ وَلِیُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الْغٰفِرِیْنَ ۝ وَاكْتُبْ لَنَا فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَاۤ اِلَیْكَ ؕ

ملحقات الترجمہ

[1] قولہ فخان الذین اتخذوا اگر اب بھی الخ تزینیتہ مقابلہ من قولہ تابوا کذا فی الروح ۱۲ [2] قولہ فی سکت فرد اشارۃ الی کونہ بمعنی سکن ۱۲ [3] قولہ فی نسختہا مضامین فہی بمعنی المنسوخۃ ای المضامین المکتوبۃ ۱۲

قَالَ عَذَابِیٓ اُصِیبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ ۚ وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ ۚ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِیْنَ هُمْ بِاٰیٰتِنَا یُؤْمِنُوْنَ ۝

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مین اپنا عذاب تو اسی پر واقع کرتا ہون جسپر چاہتا ہون اور میری رحمت تمام اشیا کو محیط ہو رہی ہے تو وہ رحمت اُن لوگون کے نام تو ضرور ہی لکھونگا جو کہ خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہین اور زکوۃ دیتے ہین اور جو کہ ہماری آیتون پر ایمان لاتے ہین۔

قَالَ عَذَابِیٓ اُصِیبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ ۚ وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ ۚ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِیْنَ هُمْ بِاٰیٰتِنَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ اور (جب گوسالہ کا قصہ تمام ہوا تو موسیٰ علیہ السّلام نے اطمینان سے توراۃ کے احکام سُنائے اُن لوگون کی عادت تھی ہی شبہات نکالنے کی چنانچہ اس مین ہی شبہ نکالا کہ ہم کو کیسے معلوم ہو کہ یہ اللہ تعالیٰ کے احکام ہین ہم سے حق تعالیٰ خود کہدین تو یقین کیا جاوے آپ نے حق تعالیٰ سے عرض کیا وہان سے حکم ہوا کہ ان مین کے کچھ آدمی جن کو یہ لوگ معتبر سمجھتے ہون منتخب کر کے اُن کو طور پر لے آؤ ہم اُن سے خود کہدین گے کہ یہ ہمارے احکام ہین اور اس لانے کے لیے ایک وقت معین کیا گیا چنانچہ) موسیٰ (علیہ السّلام) نے ستر آدمی اپنی قوم مین سے ہمارے وقت معین (پر لانے) کے لیے منتخب کیے (چنانچہ وہان پہونچکر انہون نے اللہ تعالیٰ کا کلام سُنا تو اُس مین ایک شاخ نکالی اور کہنے لگے کہ خدا جانے کون بول رہا ہوگا ہم تو جب یقین لاوین کہ خدا تعالیٰ کو کھلم کھلا اپنی آنکھ سے دیکھ لین لقولہ تعالیٰ لن نؤمن لک حتی نری اللہ جہرۃ خدا تعالیٰ نے اس گستاخی کی سزا دی پیچھے سے زلزلہ شدید شروع ہوا اور اوپر سے ایسی کڑک بجلی ہوئی کہ سب وہان ہی رہ گئے) سو جب اُن کو زلزلہ (وغیرہ) نے آپکڑا تو موسیٰ (علیہ السّلام ڈرے کہ بنی اسرائیل جاہل اور بدگمان تو ہین ہی یون سمجھین گے کہ کہین لیجا کر کسی طریق سے اُن سب کا کام تمام کر دیا ہے گھبرا کر) عرض کرنے لگے کہ اے میرے پروردگار (یہ تو مجھ کو یقین ہے کہ ان لوگون کو محض سزا دینا منظور ہے خاص ہلاک کرنا مقصود نہین کیونکہ) اگر آپ کو یہ منظور ہوتا تو آپ اس کے قبل ہی ان کو اور مجھ کو ہلاک کر دیتے (کیونکہ ان کا اس وقت ہلاک ہونا بنی اسرائیل کے ہاتھون میرا بھی ہلاک ہونا ہے سو آپ کو اگر یہ مقصود ہوتا تو آپ پہلے بھی ایسا کر سکتے تھے مگر جب ایسا نہین کیا تو معلوم ہو گیا کہ ان کو بھی ہلاک کرنا مقصود نہین کیونکہ اس سے میری ہلاکت بھی ہے اور بدنامی کے ساتھ اور آپ سے اُمید ہے کہ مجھ کو بدنام نہ کرین گے اور بھلا) کہین آپ ہم مین کے چند بیوقوفون کی حرکت پر سب کو ہلاک کر دین گے (کہ بیوقوفی تو کرین یہ لوگ کہ ایسی گستاخی کرین اور ساتھ مین بنی اسرائیل کے ہاتھ سے ہلاک ہون مین بھی آپ سے اُمید ہے کہ آپ ایسا نہ کرین گے پس ثابت ہوا کہ) یہ واقعہ (رجفہ وصاعقہ کا) محض آپ کی طرف سے ایک امتحان ہے ایسے امتحانات سے جس کو آپ چاہین گمراہی مین ڈال دین (کہ حق تعالیٰ کی شکایت اور ناشکری کرنے لگے) اور جس کو آپ چاہین ہدایت پر قائم رکھین (کہ اُس کی حکمتون اور مصلحتون کو سمجھتا ہے سو مین آپ کے فضل و کرم سے آپ کے حکیم ہونے کا علم رکھتا ہون لہذا اس امتحان مین مطمئن ہون اور) آپ ہی تو ہمارے خبر گیران ہین ہم پر مغفرت اور رحمت فرمایئے اور آپ سب معافی دینے والون سے زیادہ ہین (سو ان کی گستاخی بھی معاف کر دیجیے چنانچہ وہ لوگ صحیح وسالم اُٹھ کھڑے ہوئے سورۂ بقرہ کا معاملہ ہفتم و ہشتم ملاحظہ ہو) اور (اس دعا کے ساتھ آپ نے تفصیل رحمت کے لیے یہ بھی دعا کی کہ) ہم لوگون کے نام دُنیا مین بھی نیک حالی لکھدیجیے اور (اسی طرح) آخرت مین بھی (کیونکہ) ہم آپ کی طرف (خلوص و اطاعت کے ساتھ) رجوع کرتے ہین اللہ تعالیٰ نے (موسیٰ علیہ السّلام کی دعا قبول کی اور) فرمایا کہ (اے موسیٰ اول تو مطلقاً میری رحمت میرے غضب پر سابق ہے چنانچہ) مین اپنا عذاب (اور غضب) تو اُسی پر واقع کرتا ہون جس پر چاہتا ہون (گو مستحق عذاب ہر نافرمان ہوتا ہے لیکن پھر بھی سب پر واقع نہین کرتا بلکہ ان مین سے خاص خاص لوگون پر واقع کرتا ہون جو غایت سرکش اور متمرد ہوتے ہین) اور میری رحمت (ایسی عام ہے کہ) تمام اشیاء کو محیط ہو رہی ہے (باوجودیکہ ان مین بہت سی مخلوق مثلاً سرکش و معاند اسکے مستحق نہین مگر اُن پر بھی ایک گونہ رحمت کو دُنیا ہی مین سہی پس جب میری رحمت غیر مستحقین کے لیے بھی عام ہے) تو وہ رحمت اُن لوگون کے نام تو (کامل طور پر) ضرور ہی لکھونگا جو کہ (اُس کے حسب وعدہ مستحق بھی ہین بوجہ اس کے کہ وہ اطاعت کرتے ہین چنانچہ) خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہین (جو منجملہ اعمال قلب کے ہے) اور زکوۃ دیتے ہین (جو کہ اعمال جوارح سے ہے) اور جو کہ ہماری آیتون پر ایمان لاتے ہین (جو کہ عقائد مین سے ہے تو ایسے لوگ تو پہلے سے مستحق

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ فی قومہ قوم آپ ستہ شارۂ الے التقدیر من ایہا صلۃ اختار ۱۲ سے

قولہ فی ان هی یہ واقعہ رجفہ نقل فی روح المعانی وقد کنت اراہ من قبل وما فسرت الآیۃ بہ ہومن المواہب التی زال بہا کل اشکال ولہ الحمد ۱۲ سے

قولہ فی سأکتبہا مرادہ اشارۃ الے ان السین لتاکید ۱۲

ہین اور جو کہ ہماری آیتون پر ایمان لاتے ہین۔

البلاغۃ قولہ عذابی الخ فی الروح وفی نسبۃ الاصابۃ الی العذاب بصیغۃ المضارع ونسبۃ السعۃ الی الرحمۃ بصیغۃ الماضی ایذان بان الرحمۃ مقتضی الذات واما العذاب فتقتضی معاصی العباد اھ

الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ

جو لوگ ایسے رسول نبی امی کا اتباع کرتے ہیں　جن کو وہ لوگ اپنے پاس توریت و انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں　وہ ان کو نیک باتوں کا حکم فرماتے ہیں

وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِينَ

اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں اور پاکیزہ چیزوں کو انکے لیے حلال بتلاتے ہیں اور گندی چیزوں کو ان پر حرام فرماتے ہیں اور ان لوگوں پر جو بوجھ اور طوق تھے انکو دور کرتے ہیں سو جو لوگ

آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ

اس نبی پر ایمان لاتے ہیں اور انکی حمایت کرتے ہیں اور انکی مدد کرتے ہیں اور اس نور کا اتباع کرتے ہیں جو انکے ساتھ بھیجا گیا ہے ایسے لوگ پوری فلاح پانیوالے ہیں آپ کہدیجئے کہ اے

اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۖ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي

اس اللہ کا بھیجا ہوا ہوں جسکی بادشاہی ہے تمام آسمانوں اور زمین میں　اسکے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہی زندگی دیتا ہے اور وہی موت دیتا ہے سو اللہ پر ایمان لاؤ اور اسکے نبی امی پر

يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَكَلِمَاتِهِ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ۝ وَمِنْ قَوْمِ مُوسَىٰ أُمَّةٌ يَهْدُونَ بِالْحَقِّ وَبِهِ يَعْدِلُونَ ۝

اللہ پر اور اسکے احکام پر ایمان رکھتے ہیں اور انکا اتباع کرو تاکہ تم راہ پر آجاؤ۔　اور قوم موسیٰ میں ایک جماعت ایسی بھی ہے جو حق کی موافق ہدایت کرتے ہیں اور اسکے موافق انصاف

رحمت ہیں گو آپ درخواست بھی نہ کرتے اور اب تو آپ درخواست بھی کر رہے ہیں اھدنا واکتب لنا پس ہم بشارت قبول دیتے ہیں کیونکہ آپ تو ایسے ہیں ہی اور آپ کی قوم میں بھی جو مورد رحمت بننا چاہے وہ ایسے ہی اوصاف اختیار کرے کہ مستحق ہو جاوے) **ف** تقوے و زکوۃ و ایمان میں حصر مقصود نہیں ہر باب کا ایک عمل نمونہ کے طور پر ذکر فرما دیا مطلب یہ کہ اطاعت احکام کی کرتے ہیں پھر جس درجہ کی اطاعت ہوگی اُس درجہ کی رحمت ہوگی اور دعا میں رحمت کے ساتھ مغفرت و حسنہ بھی مذکور ہے سو رحمت کے عموم میں وہ بھی داخل ہیں **ربط** کچھ قصہ موسیٰ علیہ السلام کا اوپر مذکور ہوا ہے اور کچھ آگے آویگا مگر درمیان میں بمناسبت مضمون استجابت دعائے موسیٰ علیہ السلام کے (جس میں رحمت کاملہ کی بشارت کا اختصاص اہل اطاعت کاملہ کے ساتھ مذکور ہے) جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مبارک کے اہل کتاب کو سنانے کے لیے ایک مضمون بطور جملہ معترضہ کے لایا جاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ یہ تو اوپر کے مضمون سے معلوم ہو گیا کہ رحمت کاملہ کا استحقاق اہل اطاعت کاملہ ہی کو حاصل ہے اب ہم بتلاتے ہیں کہ دورۂ نبوۃ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس مفہوم کا مصداق وہی لوگ ہیں جو آپ کی اطاعت کرتے ہیں بالخصوص جبکہ علاوہ اور دلائل اثبات نبوۃ کے توریت و انجیل میں بھی آپکی پیشین گوئی ہے تب تو اہل کتاب کو خصوصاً عدم اطاعت میں کوئی عذر ہی نہیں ایک آیت میں تو یہ مضمون خاص اہل کتاب کے مناسب ہے پھر دوسری آیت قل یا ایھا الناس میں خطاب عام ہے وجوب اطاعت محمدیہ کا عام مکلفین پر اور تیسری آیت ومن قوم موسیٰ الخ میں مدح ہے اُن اہل کتاب کی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متبع تھے اُس کے بعد تتمیم ہے قصۂ مذکورۂ بالا کی۔

حصر فلاح ونجات در اتباع محمدی بدورۂ اخیر ومدح متبعین

الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۚ فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ ۙ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿١٥٧﴾ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۖ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَكَلِمَاتِهِ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿١٥٨﴾ وَمِنْ قَوْمِ مُوسَىٰ أُمَّةٌ يَهْدُونَ بِالْحَقِّ وَبِهِ يَعْدِلُونَ ﴿١٥٩﴾

النحو قوله الذین یتبعون مبتدا خبرہ فالذین آمنوا الخ وضع الاظہر موضع المضمر قوله یامرھم حال۔

البلاغۃ قوله فامنوا باللہ ورسوله کان الظاہر بانہ بی ففیہ التفات لیصرح ببعض نعوتہ صلی اللہ علیہ وسلم

وَقَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَیْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اُمَمًا ؕ وَاَوْحَیْنَاۤ اِلٰی مُوْسٰۤی اِذِ اسْتَسْقٰىهُ قَوْمُهٗۤ اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ۚ

اور ہم نے ان کو بارہ خاندانوں میں تقسیم کر کے سب کی الگ الگ جماعت مقرر کر دی اور ہم نے موسیٰ کو حکم دیا جبکہ ان کی قوم نے ان سے پانی مانگا کہ اپنے اس عصا کو فلان پتھر پر مارو۔

جو لوگ ایسے رسول نبی امی کا اتباع کرتے ہیں جن کو وہ لوگ اپنے پاس توریت و انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں (جن کی صفت یہ بھی ہے کہ) وہ ان کو نیک باتوں کا حکم فرماتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں اور پاکیزہ چیزوں کو ان کے لیے حلال بتلاتے ہیں (گو وہ پہلے شرائع میں حرام تھیں[1]) اور گندی چیزوں کو (بدستور) ان پر حرام فرماتے ہیں اور ان لوگوں پر جو (پہلے شرائع میں) بوجھ اور طوق (لدے ہوئے) تھے (یعنی ان پر احکام شدید تھے) ان کو دور کرتے ہیں (یعنی ایسے احکام ان کی شریعت میں منسوخ ہو جاتے ہیں) سو جو لوگ اس نبی (موصوف) پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی حمایت[2] کرتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں اور اس نور کا (مراد اس سے قرآن ہے) اتباع کرتے ہیں جو ان کے ساتھ بھیجا گیا ہے ایسے لوگ پوری فلاح پانے والے ہیں (کہ عذاب ابدی سے بچے رہیں گے یہ کلام تو اہل کتاب کے اعتبار سے تھا آگے عموم بعثت کا بیان ہے کہ) آپ کہدیجیے کہ اے (دنیا جہان کے) لوگو میں تم سب کی طرف اس اللہ کا بھیجا ہوا (پیغمبر) ہوں جس کی بادشاہی ہے تمام آسمانوں اور زمین میں اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہی زندگی دیتا ہے اور وہی موت دیتا ہے سو (ایسے) اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے (ایسے) نبی امی پر (بھی ایمان لاؤ) جو کہ (خود) اللہ پر اور اس کے احکام پر ایمان رکھتے ہیں (یعنی باوجود اس رتبۂ عظیمہ کے ان کو اللہ پر اور سب رسل و کتب پر ایمان سے عار نہیں تو تم کو اللہ و رسول پر ایمان لانے سے کیوں انکار ہے) اور ان (نبی) کا اتباع کرو تاکہ تم راہ (راست) پر آجاؤ اور (گو بعض نے آپ کی مخالفت کی لیکن) قوم موسیٰ میں ایک جماعت ایسی بھی ہے جو (دین) حق (یعنی اسلام) کے موافق (لوگوں کو) ہدایت (بھی) کرتے ہیں اور اسی کی موافق (اپنے اور غیروں کے معاملات میں) انصاف بھی کرتے ہیں (مراد اس سے عبد اللہ بن سلام وغیرہ ہیں اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ کی نبوۃ جیسے شہادت دلائل سے ثابت ہے اسی طرح شہادت اہل علم سے بھی مؤید ہے) **ف** یحل لھم الطیبات کا حاصل یہ ہے کہ یہود پر بعض اشیاء جو حرام تھیں وجہ اس کی ان اشیاء کا خبث نہ تھا بلکہ ان کی شرارت و سرکشی سبب تھا آپ کی شریعت میں ان کے طیب ہونے کے موافق پھر حلال آمد ہوا اور امی کے معنے یہ ہیں کہ جیسے آدمی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے کہ کسی کا شاگرد نہیں ہوتا آپ نے عمر بھر کسی کی شاگردی نوشت و خواند میں نہیں کی اور پھر یہ علوم عالیہ و حقائق غامضہ ظاہر فرمائے یہ کتنا بڑا کمال ہے اور موجودہ توراۃ و انجیل باوجود محرف ہونے کے آپ کے اوصاف و بشارات سے خالی نہیں جس کی تفصیل کتب مناظرہ اہل کتاب میں موجود ہے اور اگر بشارات میں صرف اشارات اور کافی علامات کافی نہیں بلکہ تصریح نام کی حاجت ہے تو اس وقت کے علماء کا ان آیتوں کو سنکر خاموش ہونا دلیل صریح ہے کہ اس وقت نام بھی ہوگا ورنہ وہ لوگ معارضہ کرتے اور وہ معارضہ تواریخ میں منقول ہوتا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ توریت و انجیل کی تحریفیں بڑھتی گئیں اخذ تتمہ من فتح المنان اور یایھا الناس میں لفظ ناس باعتبار اطلاق عرفی کے جن کو بھی عام ہے جیسے فی صدور الناس من الجنۃ والناس میں کہا گیا ہے اور عموم بعثت آپکا دلائل قطعیہ سے ثابت ہے اور رسول اور نبی میں چند فرق بیان کیے ہیں احقر آیات قرآنیہ سے یہ سمجھتا ہے کہ نبی خاص ہے بشر کے ساتھ اور رسول عام ہے ملائکہ کو بھی دو صفتیں لانے سے تاکید مقصود ہے اور اصر و اغلال سے مراد وہ احکام ہیں جو توریت میں سخت سخت تھے اور تخصیص توریت و انجیل کی اس لیے کی کہ وہ کتب شریعت سمجھی جاتی تھیں ورنہ آپکی بشارت زبور میں بھی ہے ربط کچھ اوپر قصہ موسیٰ علیہ السلام کا مذکور تھا درمیان میں ایک دوسرا مضمون ضروری مناسب مقام آگیا تھا آگے پھر قصہ کا تتمہ مذکور ہے۔

بعض نعم مختصہ بنی اسرائیل

وَقَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَیْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اُمَمًا ؕ وَاَوْحَیْنَاۤ اِلٰی مُوْسٰۤی اِذِ اسْتَسْقٰىهُ قَوْمُهٗۤ اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ

ملحقات الترجمۃ

[1] قولہ فی یحل حرام تھیں و فی یحرم بدستور اشارۃ الی فائدۃ الیراد الجملتین ۱۲

[2] قولہ فی عزروہ حمایت للاصل اللغوی المنع ۱۲

[3] قولہ فی یؤمن حال ہیں اشارۃ الی فائدۃ الجملۃ

الکلام قولہ قطعنھم متضمن للمعنی صیرنا فالمفعول للاول ہم والثانی اثنتی عشرۃ واسباطا بدل منہ وامما نعت من البدل اخذہ من البیضاوی ۱۲

فَانْبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ۖ قَدْ عَلِمَ كُلُّ أُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ۚ وَظَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ وَأَنزَلْنَا عَلَيْهِمُ الْمَنَّ

بس فوراً اس سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے — ہر ہر شخص نے اپنے پانی پینے کا موقع معلوم کر لیا — اور ہم نے اُن پر ابر کو سایہ افگن کیا — اور اُن کو ترنجبین

وَالسَّلْوَىٰ ۖ كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ ۚ وَمَا ظَلَمُونَا وَلَٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۝ وَإِذْ قِيلَ لَهُمُ اسْكُنُوا هَٰذِهِ

اور شیرین پہونچائیں کھاؤ نفیس چیزون سے جو کہ ہم نے تم کو دی ہیں اور اُنہون نے ہمارا کوئی نقصان نہین کیا لیکن اپنا ہی نقصان کرتے تھے اور جب اُنکو حکم دیا گیا کہ تم لوگ اس آبادی میں

الْقَرْيَةَ وَكُلُوا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ وَقُولُوا حِطَّةٌ وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطِيئَاتِكُمْ ۚ سَنَزِيدُ الْمُحْسِنِينَ ۝

جا کر رہو اور کھاؤ اُس سے جس جگہ تم رغبت کرو اور زبان سے یہ کہتے جانا کہ توبہ ہے اور جھکے جھکے دروازہ میں داخل ہونا ہم تمہاری خطائیں معاف کر دینگے جو لوگ نیک کام کرینگے اُنکو مزید برآں اور دینگے

فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَظْلِمُونَ ۝

سو بدل ڈالا اُن ظالمون نے ایک اور کلمہ جو خلاف تھا اُس کلمہ کے جس کی اُن سے فرمائش کی گئی تھی اس پر ہم نے اُن پر ایک آفت سماوی بھیجی اس وجہ سے کہ وہ حکم کو ضائع کرتے تھے۔

فَانْبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ۖ قَدْ عَلِمَ كُلُّ أُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ۚ وَظَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ وَأَنزَلْنَا عَلَيْهِمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوَىٰ ۖ كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ ۚ وَمَا ظَلَمُونَا وَلَٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۝ اور ہم نے (ایک انعام بنی اسرائیل پر یہ کیا کہ اُن کی اصلاح و انتظام کے لیے) اُن کو بارہ خاندانون مین تقسیم کر کے سب کی الگ الگ جماعت مقرر کر دی (اور ہر ایک پر ایک سردار نگرانی کے لیے مقرر کر دیا جن کا ذکر مائدہ کے رکوع سوم میں ہے وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيبًا اور (ایک انعام یہ کیا کہ) ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو حکم کر دیا جبکہ اُن کی قوم نے اُن سے پانی مانگا (اور اُنہون نے حق تعالیٰ سے دعا کی اُس وقت یہ حکم ہوا) کہ اپنے اِس عصا کو فلان پتھر پر مارو (اُس سے پانی نکل آویگا) بس (مارنے کی دیر تھی) فوراً اُس سے بارہ چشمے (بعدد اُن ہی بارہ خاندانون کے) پھوٹ نکلے (چنانچہ) ہر ہر شخص نے اپنے پانی پینے کا موقع معلوم کر لیا اور (ایک انعام یہ کیا کہ) ہم نے اُن پر ابر کو سایہ افگن کیا اور (ایک انعام یہ کیا کہ) اُن کو (خزانہ غیب سے) ترنجبین اور شیرین پہونچائیں (اور اجازت دی کہ) کھاؤ نفیس چیزون سے جو کہ ہم نے تم کو دی ہیں (لیکن وہ لوگ اِس میں بھی ایک بات خلاف حکم کر بیٹھے) اور (اِس سے) اُنہون نے ہمارا کوئی نقصان نہین کیا لیکن اپنا ہی نقصان کرتے تھے

ف یہ واقعات وادی تیہ کے ہیں ان کی تفصیل سورہ بقر معاملہ نہم و دوازدہم میں گذر چکی۔

بعض نقم نازلہ بر بنی اسرائیل

وَإِذْ قِيلَ لَهُمُ اسْكُنُوا هَٰذِهِ الْقَرْيَةَ وَكُلُوا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ وَقُولُوا حِطَّةٌ وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطِيئَاتِكُمْ ۚ سَنَزِيدُ الْمُحْسِنِينَ ۝ فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَظْلِمُونَ ﴿١٦١﴾ اور (وہ زمانہ یاد کرو) جب اُن کو حکم دیا گیا کہ تم لوگ اس آبادی میں جا کر رہو اور کھاؤ اُس (کی چیزون میں) سے جس جگہ تم رغبت کرو اور (یہ بھی حکم دیا گیا کہ جب اندر جانے لگو تو) زبان سے یہ کہتے جانا کہ توبہ ہے (توبہ ہے) اور (عاجزی سے) جھکے جھکے دروازہ میں داخل ہونا ہم تمہاری (پچھلی) خطائیں معاف کر دین گے (یہ تو سب کے لیے ہوگا اور) جو لوگ نیک کام کرین گے اُن کو مزید برآن اور دین گے سو بدل ڈالا اُن ظالمون نے ایک اور کلمہ جو خلاف تھا اس کلمہ کے جس (کے کہنے) کی اُن سے فرمائش کی گئی تھی اسپر ہمنے اُنپر ایک آفت سماوی بھیجی اسوجہ سے کہ وہ حکم کو ضائع کرتے تھے **ف** اس کی تفصیل سورہ بقرہ کے معاملہ دہم و یازدہم میں گذر چکی وہاں ملاحظہ کیا جاوے **ربط** یہاں تک موسیٰ علیہ السّلام کے زمانہ کے قصے بنی اسرائیل کے مذکور ہوئے اور رکوع آیندہ کی اخیر آیۃ وَإِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ الخ میں بھی آپ ہی کے زمانہ کا قصہ مذکور ہے اور درمیان مین دوسرے اوقات کے احوال و افعال بنی اسرائیل کے مذکور ہیں۔

اللغات الانبجاس فی اللدرج ہو خروج الماء بقلۃ والانفجار خروجہ بکثرۃ والتعبیر بہما باعتبار الاول ونحوی باعتبار الاخری او الاول فی الخروج والثانی فی السیلان۔

وَسْـَٔلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ ۘ اِذْ يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ اِذْ تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ

اور آپ ان لوگوں سے اس بستی کا جو کہ دریائے شور کے قریب آباد تھے اُسوقت کا حال پوچھیے جبکہ وہ ہفتہ کے بارے میں حد سے نکل رہے تھے جبکہ اُنکے ہفتہ کے روز تو اُنکی مچھلیاں ظاہر ہو ہو کر آتی

شُرَّعًا وَّيَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ ۙ لَا تَاْتِيْهِمْ ۚ كَذٰلِكَ ۚ نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝ وَاِذْ قَالَتْ اُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُوْنَ

سامنے آتی تھیں اور جب ہفتہ کا دن نہ ہوتا تو اُنکے سامنے نہ آتی تھیں ہم اُنکی اس طرح پر آزمائش کرتے تھے اس سبب سے کہ وہ بےحکمی کیا کرتے تھے اور جبکہ ان میں سے ایک جماعت نے یوں کہا کہ تم ایسے لوگوں کو

قَوْمَا ۙ اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ۭ قَالُوْا مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا

کیوں نصیحت کیے جاتے ہو جنکو اللہ تعالیٰ بالکل ہلاک کرنیوالے ہیں یا اُنکو سخت سزا دینے والے ہیں انہوں نے جواب دیا کہ تمہارے رب کے روبرو عذر کرنیکے لیے اور اسلیئے کہ شاید یہ ڈر جاویں سو جب وہ اس امر کے تارک

بِهٖٓ اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْۗءِ وَاَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍۢ بَـــِٕيْسٍۢ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝

تو ہم نے اُن لوگوں کو تو بچا لیا جو اس بُری بات سے منع کیا کرتے تھے اور اُن لوگوں کو جو زیادتی کرتے تھے ایک سخت عذاب میں پکڑ لیا۔

فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِـِٕيْنَ ۝

یعنی جب وہ جس کام سے اُنکو منع کیا گیا تھا اُس میں حد سے نکل گئے تو ہم نے اُن کو کہدیا کہ تم بندر ذلیل بن جاؤ۔

قصہ مسخ اہل سبت

وَسْـَٔلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ ۘ اِذْ يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ اِذْ تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّيَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ ۙ لَا تَاْتِيْهِمْ ۚ كَذٰلِكَ ۚ نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۱۶۳﴾ وَاِذْ قَالَتْ اُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمَا ۙ اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ۭ قَالُوْا مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۱۶۴﴾ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖٓ اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْۗءِ وَاَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍۢ بَـــِٕيْسٍۢ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۱۶۵﴾ فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِـِٕيْنَ ﴿۱۶۶﴾ اور آپ ان (اپنے ہمعصر یہودی) لوگوں سے (بطور تنبیہ کے) اس بستی (والوں) کا جو کہ دریائے شور کے قریب آباد تھے (اور اُس میں یہودی رہتے تھے جنکو ہفتہ کے روز شکار کرنا ممنوع تھا) اُسوقت کا حال پوچھیے جب کہ وہ (وہاں کے بسنے والے) ہفتہ (کے متعلق جو حکم تھا اُس) کے بارہ میں حد (شرعی) سے نکل رہے تھے جبکہ اُنکے ہفتہ کے روز تو اُن (کے دریا) کی مچھلیاں (پانی سے سر نکال نکال) ظاہر ہو ہو کر (سطح دریا پر) اُنکے سامنے آتی تھیں اور جب ہفتہ کا دن نہ ہوتا تو اُنکے سامنے نہ آتی تھیں (بلکہ وہاں سے دور کہیں چلی جاتی تھیں اور وجہ اسکی یہ تھی کہ) ہم اُنکی اس طرح پر (شدید) آزمائش کرتے تھے (کہ کون حکم پر ثابت رہتا ہے کون نہیں رہتا اور یہ آزمائش) اس سبب سے (تھی) کہ وہ (پہلے سے) بےحکمی کیا کرتے تھے (اسلیئے ایسے سخت حکم سے اُنکی آزمایش کی اور اہل اطاعت کی آزمائش لطف اور توفیق اور تائید سے مقرون ہوا کرتی ہے) اور (اُس وقت کا حال پوچھیے) جبکہ اُن میں سے ایک جماعت نے (جو کہ اُن کو نصیحت کرتے کرتے اثر و نفع ہونے سے مایوس ہو گئے تھے ایسے لوگوں سے جواب بھی نصیحت کیے چلے جا رہے تھے اور اس قدر مایوس بھی نہ ہوئے تھے جیسا لعلہم یتقون سے معلوم ہوتا ہے) یوں کہا کہ تم ایسے لوگوں کو کیوں نصیحت کیے جاتے ہو جن (سے قبول کی کچھ امید نہیں اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن) کو اللہ تعالیٰ بالکل ہلاک کرنے والے ہیں یا (ہلاک نہ ہوئے تو) اُنکو (کوئی اور طرح کی) سخت سزا دینے والے ہیں (یعنی ایسوں کے ساتھ کیوں دماغ خالی کرتے ہو) انہوں نے جواب دیا کہ تمہارے (اور اپنے) رب کے روبرو عذر کرنے کے لیے (ان کو نصیحت کرتے ہیں کہ اللہ کے روبرو کہہ سکیں کہ اے اللہ ہم نے تو کہا تھا مگر انہوں نے نہ سنا ہم معذور ہیں) اور (نیز) اس لیے کہ شاید یہ ڈر جاویں (اور عمل کرنے لگیں مگر وہ کب عمل کرتے تھے) سو (آخر) جب وہ اس امر کے تارک ہی رہے جو اُن کو سمجھایا جاتا تھا (یعنی نہ مانا) تو ہم نے اُن لوگوں کو تو (عذاب سے) بچا لیا جو اس بُری

ملحقات الترجمۃ

سلہ قولہ فی ما اسئلہم تنبیہ اشارۃ الی غرض السؤال من التقریع والاعلام بتقدم الیہود فی الکفر ۱۲ سلہ قولہ فی اذ یعنی اس وقت کا حال اشارۃ الی تعلق اذ یعدون بالمقدر الی القریۃ ای اسئلہم عن قصۃ القریۃ التی وقعت اذ یعدون ۱۲ سلہ قولہ فی واذ قالت اور اسوقت کا حال اشارۃ الی عطفہ علی اذ یعدون لا علی اذ تاتیہم لایہامہ دخولہم فی اہل العدوان ۱۲۔

النحو	اللغات
فی کذلک احتمالان تعلقہ بنبلو کما مر فی المتن وتعلقہ بلا تاتیہم یعنی لا تاتیہم کالاتیان المذکور فی السبت۔	قولہ السبت الیوم الخاص وتعظیمہ شرعا وشرع ظواہر علی وجہ الماء البیض لشیں یلی۔

وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَن يَسُومُهُمْ سُوءَ الْعَذَابِ ۗ إِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيعُ الْعِقَابِ ۖ

اور وہ وقت یاد کرنا چاہیے کہ جب آپکے ربنے یہ بات بتلادی کہ وہ ان یہود پر قیامت تک ایسے شخص کو ضرور مسلط کرتا رہیگا جو انکو سزائے شدید کی تکلیف پہونچاتا رہیگا بلاشبہ آپکا رب واقعی جلدی ہی سزا

وَإِنَّهُ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ وَقَطَّعْنَاهُمْ فِي الْأَرْضِ أُمَمًا ۖ مِّنْهُمُ الصَّالِحُونَ وَمِنْهُمْ دُونَ ذَٰلِكَ ۖ وَبَلَوْنَاهُم بِالْحَسَنَاتِ

اور بلاشبہ وہ واقعی بڑی مغفرت اور بڑی رحمت والا ہے اور ہمنے دنیا میں انکی متفرق جماعتیں کردیں بعضے ان میں نیک تھے اور بعضے ان میں اور طرح کے تھے اور ہم ان کو خوشحالیوں

وَالسَّيِّئَاتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝ فَخَلَفَ مِن بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَرِثُوا الْكِتَابَ يَأْخُذُونَ عَرَضَ هَٰذَا الْأَدْنَىٰ وَيَقُولُونَ

اور بدحالیوں سے آزماتے رہے کہ شاید باز آجاویں پھر انکے بعد ایسے لوگ انکے جانشین ہوئے کہ کتاب کو اُنسے حاصل کیا اس دنیائے دنی کا مال متاع لے لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ

سَيُغْفَرُ لَنَا وَإِن يَأْتِهِمْ عَرَضٌ مِّثْلُهُ يَأْخُذُوهُ ۚ أَلَمْ يُؤْخَذْ عَلَيْهِم مِّيثَاقُ الْكِتَابِ أَن لَّا يَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ وَدَرَسُوا مَا فِيهِ ۗ

ہماری ضرور مغفرت ہوجاویگی حالانکہ اگر انکے پاس ویساہی مال متاع آنے لگے تو اسکو بھی لے لیتے ہیں کیا انسے اس کتاب کے اس مضمون کا عہد نہیں لیا گیا کہ خدا کی طرف بجز حق بات کے اور کسی بات کی نسبت

بات سے منع کیا کرتے تھے (خواہ برابر منع کرتے رہے اور خواہ بوجہ عذر یاس کے بیٹھ رہے) اور ان لوگون کو جو کہ (حکم مذکور مین) زیادتی کرتے تھے انکی (اس عدول حکمی کی وجہ سے) ایک سخت عذاب مین پکڑ لیا یعنی جب وہ جس کام سے اُنکو منع کیا گیا تھا اُسمین حد سے نکل گئے (یہ تو تفسیر ہوئی نسیان ماذکروا بہ کی) تو ہمنے اُنکو (براہ قہر) کہدیا کہ تم بندر ذلیل بنجاؤ (یہ تفسیر ہوئی عذاب بئیس کی) **ف مسئلہ** جب نصیحت کے اثر ہونے کی بالکل امید نہ ہو تو نصیحت کرنا واجب نہین رہتا گو عالی ہمتی ہے پس قائلین لم تعظون نے بوجہ یاس کے عدم وجوب پر عمل کیا اور قائلین معذرۃ الی ربکم کو یا تو یاس نہین ہوا یا عالی ہمتی کی شق کو اختیار کیا غرض دونون مُصیب تھے اور دونون کی نجات پانے کو حضرت عکرمہ نے استنباط کیا اور ابن عباس نے پسند کرکے اُنکو انعام بھی دیا کذا فی الدر المنثور اور جس حیلہ سے انہون نے شکار کیا تھا اُس مین مفسرین کے اقوال مختلف ہین اور کچھ مباحث اسکے متعلق سورۂ بقرہ معاملہ شانزدہم مین گذر چکے ہین اور اس قریہ کا نام اکثر نے ایلہ لکھا ہے قرب بحر کی وجہ سے یہ لوگ ماہی گیری کے شوقین تھے اور دُر منثور میں روایتیں نقل کی ہین کہ یہ بندر تین دن کے بعد سب مرگئے اُن کی نسل نہین چلی **ربط** اوپر بنی اسرائیل کی حکایات مین اُنکے بہت سے قبائح و شنائع کا بیان ہی ہوا ہے آگے اُن قبائح کا انجام بد جو سزائے آخرت کے علاوہ دُنیا مین بھی مرتب ہوا آیت واذ تاذن مین مذکور ہے اور جو اُن مین ان قبائح کے مرتکب نہ تھے آپ وقطعناھم بعنوان تقسیم اُن کا استثنار فرمادیا گیا ہے پھر ان اسلاف کے خلف کی حالت جو کہ ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے عصر مین موجود تھے آیت فخلف مین مذکور ہے اور وہان بھی آیت والذین یمسکون مین مطیعین کا اُسی طرح استثنار ہے۔

تفصیل حالت سلف و خلف و صالح و طالح یہود

وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَن يَسُومُهُمْ سُوءَ الْعَذَابِ ۗ إِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيعُ الْعِقَابِ ۖ وَإِنَّهُ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٦٧﴾ وَقَطَّعْنَاهُمْ فِي الْأَرْضِ أُمَمًا ۖ مِّنْهُمُ الصَّالِحُونَ وَمِنْهُمْ دُونَ ذَٰلِكَ ۖ وَبَلَوْنَاهُم بِالْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿١٦٨﴾ فَخَلَفَ مِن بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَرِثُوا الْكِتَابَ يَأْخُذُونَ عَرَضَ هَٰذَا الْأَدْنَىٰ وَيَقُولُونَ سَيُغْفَرُ لَنَا وَإِن يَأْتِهِمْ عَرَضٌ مِّثْلُهُ يَأْخُذُوهُ ۚ أَلَمْ يُؤْخَذْ عَلَيْهِم مِّيثَاقُ الْكِتَابِ أَن لَّا يَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ وَدَرَسُوا مَا فِيهِ ۗ

اللغات قوله تاذن بمعنى اعلم والتفعل بمعنى الافعال كالتوعد بمعنى الايعاد خلف بالسكون خاص بالشر او عام خص بقرينة المقام قوله يمسكون التفعيل بمعنى التفعل۔

النحو قوله الادنى صفة للشئ المراد به الدنيا لقربها قوله ورثوا الكتاب حال قوله ودرسوا عطف على الم يؤخذ اخذ عليهم

البلاغة عدى يبعثن بعلى لتضمنه معنى يسلطن قوله يمسكون بالمضارع واقاموا بالماضى لعله للدلالة على ان التمسك امر مستمر فى جميع الازمنة بخلاف الاقامة فانها مختصة بالاوقات المخصوصة وتخصيصها بالذكر لكونها عماد الدين۔

الكلام استدل المعتزلة بقوله وان ياتهم الخ على ان اعتقاد اهل السنة المغفرة مع الدوام كاعتقاد اليهود وحاشاهم عن ذلك لان انتفاء المغفرة انما هو لاستخفافهم المعصية وعدم تنبههم عن ذلك الاستخفاف ثم الجزم بالمغفرة واما اهل الحق فلا يقولون بالمغفرة للمستخف انما يعتقدونها لغير المستخف ثم انهم لا يقولون انه يغفر له بلا عقاب جزما وانما يقولون به احتمالا فحصل الفرق بالوجهين الاستخفاف وعدمه والقطع وعدمه فافهم واشرت على هذا التقرير فى ترجمتى۔

ملحقات الترجمه

۱۔ قوله فى بما كانوا يفسقون الخ متعلق اشارة الى ان الفسق هو سبب الظلم وعين النسيان فلا يشكل كون هذه الثلثة اسبابا كما دل عليها وايراد الظلم صفة وبا السببية ۱۲

۲۔ قوله فى فلما عتوا يعنى اشارة على ان الفاء للتفصيل ۱۲

وَالدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۭ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِيْنَ ۝

اور آخرت والا گھر ان لوگوں کے لیے بہتر ہے جو پرہیز رکھتے ہیں پھر کیا نہیں سمجھتے اور جو لوگ کتاب کے پابند ہیں اور نماز کی پابندی کرتے ہیں ہم ایسے لوگوں کا جو اپنی اصلاح کریں ثواب ضائع نہ کرینگے

وَاِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهٗ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ۚ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝

اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جب ہم نے پہاڑ کو اٹھا کر چھت کی طرح انکے اوپر معلق کر دیا اور انکو یقین ہوا کہ اب ان پر گرا اور کہا کہ قبول کرو جو کتاب ہم نے تمکو دی ہے مضبوطی کے ساتھ اور یاد رکھو جو احکام

وَالدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ وَالَّذِيْنَ يُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۭ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِيْنَ ﴿۱۷۰﴾ اور وہ وقت یاد کرنا چاہیے کہ جب آپ کے رب نے (انبیاء بنی اسرائیل کی معرفت) یہ بات تبلادی کہ وہ ان یہود پر (انکی گستاخیوں اور نافرمانیوں کی سزا میں) قیامت (کے قریب) تک ایسے (کسی نہ کسی) شخص کو ضرور مسلط کرتا رہیگا جو انکو سزائے شدید (ذلت وخواری ومحکومیت) کی تکلیف پہونچاتا رہیگا (چنانچہ مدت سے یہودی کسی نہ کسی سلطنت کے محکوم ومقہور ہی چلے آتے ہیں) بلاشبہ آپکا رب واقعی (جب چاہے) جلدی ہی سزا دیدیتا ہے اور بلاشبہ وہ واقعی (اگر کوئی باز آجاوے تو) بڑی مغفرت اور بڑی رحمت والا (بھی) ہے اور ہم نے دنیا میں انکی متفرق جماعتیں کردیں (چنانچہ) بعضے انمیں نیک (بھی) تھے اور بعضے ان میں اور طرح کے تھے (یعنی بد تھے) اور ہم (نے ان بدون کو بھی اپنی عنایت اور تربیت واصلاح کے اسباب جمع کرنے سے کبھی مہمل نہیں چھوڑا بلکہ ہمیشہ) انکو خوشحالیوں (یعنی صحت وغنا) اور بدحالیوں (یعنی بیماری وفقر) سے آزماتے رہے کہ شاید (اسی سے) باز آجاویں (کیونکہ گاہے حسنات سے ترغیب ہوجاتی ہے اور گاہے سیئات سے ترہیب ہوجاتی ہے یہ حال تو انکے سلف کا ہوا) پھر ان (سلف) کے بعد ایسے لوگ انکے جانشین ہوئے کہ کتاب (یعنی توراۃ) کو (تو) اُنسے حاصل کیا (لیکن اسکے ساتھ ہی حرام خور ایسے ہیں کہ احکام کتاب کے عوض میں) اس دُنیائے دنی کا مال متاع (اگر ملے تو بے تکلف اُسکو) لے لیتے ہیں اور (بیباک ایسے ہیں کہ اس گناہ کو حقیر سمجھ کر) کہتے ہیں کہ ہماری ضرور مغفرت ہوجاویگی (کیونکہ ہم ابناء اللہ واحباء اللہ ہیں ایسے گناہ ہماری مقبولیت کے روبرو کیا چیز ہیں) حالانکہ (اپنی بیباکی اور استخفاف معصیت پر مصر ہیں حتی کہ) اگر انکے پاس (پھر) ویسا ہی (دین فروشی کے عوض) مال متاع آنے لگے تو (اسی بیباکی کیساتھ پھر) اُسکو لے لیتے ہیں (اور استخفاف معصیت کا خود کفر ہے جسپر مغفرت کا احتمال ہی نہیں تا بہ یقین چہ رسد چنانچہ آگے بھی ارشاد ہے کہ) کیا ان سے اس کتاب کے اس مضمون کا عہد نہیں لیا گیا کہ خدا کی طرف بجز حق (اور واقعی) بات کے اور کسی بات کی نسبت نہ کریں (مطلب یہ کہ جب کسی آسمانی کتاب کو مانا جاتا ہے تو اُسکے معنی یہ ہوتے ہیں کہ ہم اسکے سب مضامین مانینگے) اور (عہد بھی کوئی اجمالی عہد نہیں لیا گیا جس میں احتمال ہو کہ شاید اس مضمون خاص کا اس کتاب میں ہونا انکو معلوم نہ ہوگا بلکہ تفصیلی عہد لیا گیا چنانچہ) انہوں نے اُس کتاب میں جو کچھ (لکھا) تھا اس کو پڑھ (بھی) لیا (جس سے وہ احتمال بھی جاتا رہا پھر بھی یہ ایسی بڑی بات کا دعوی کرتے ہیں کہ باوجود استخفاف معصیت کے مغفرت کا اعتقاد کیے ہوئے ہیں جو کہ اللہ تعالی پر محض تہمت ہے) اور (انہوں نے یہ سب قصہ دُنیا کے لیے کیا باقی) آخرت والا گھر اُن لوگوں کے لیے (اس دنیا سے) بہتر ہے جو (ان عقائد واعمال قبیحہ سے) پرہیز رکھتے ہیں پھر کیا (اے یہود) تم (اس بات کو) نہیں سمجھتے اور (انہیں سے) جو لوگ کتاب (یعنی توراۃ) کے پابند ہیں (جمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے کا بھی حکم ہے پس پابندی یہی ہے کہ مسلمان ہوگئے) اور (عقائد کے ساتھ اعمال صالحہ کے بھی پابند ہیں چنانچہ) نماز کی پابندی کرتے ہیں ہم ایسے لوگوں کا جو اپنی (اس طرح) اصلاح کریں ثواب ضائع نہ کرینگے **ف** یہود کے ہمیشہ محکومیت کی حالت میں رہنے کے متعلق ضروری تحقیق پارۂ الم کے نصف کے قبل آیت واذ قلتم یموسی لن نصبر کی تفسیر میں اور پارہ لن تنالوا کے ربع کے قبل آیت ضربت علیھم الذلۃ اینما ثقفوا کی تفسیر میں گذر چکی ہے ملاحظہ کرلیا جاوے اور لعلھم یرجعون میں یہ شاید بندوں کے اعتبار سے ہے کہ ان واقعات کو دیکھکر دوسرا اس طرح سمجھے گا کہ شاید باز آجاویں ربط اوپر زیادہ حصہ قصہ موسویہ کا مذکور ہوچکا ہے آگے بقیہ مذکور ہے۔ **قصہ رفع طور بر سر یہود اہل شرور** ۔ وَاِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهٗ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ۚ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۱﴾

اللغات ۔ فی القاموس النتق: القلع والرفع ۱۲
البلاغۃ ۔ قولہ انا لا نضیع فیہ وضع الظاہر موضع المضمر ای اجرہم قولہ کانہ ظلۃ قولہ ظنوا انہ واقع بھم الیقین لان الصادق لا یکذب خبرہ بالظن فالشکال لیس المفعول واقعا لعدم شرطہ اشبہ المظنون الذی قد یتخلف عن الوقوع ۔

معٰ

وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۖ قَالُوا بَلَىٰ ۛ شَهِدْنَا ۛ

اور جبکہ آپکے رب نے اولاد آدم کی پشت سے اُن کی اولاد کو نکالا اور اُن سے اُن ہی کے متعلق اقرار لیا کہ کیا مین تمہارا رب نہین ہون سب نے جواب دیا کیون نہین ہم سب گواہ بنتے ہین

أَنْ تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَٰذَا غَافِلِينَ ۝ أَوْ تَقُولُوا إِنَّمَا أَشْرَكَ آبَاؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِنْ

تاکہ تم لوگ قیامت کے روز یون نہ کہنے لگو کہ ہم تو اِس سے محض بے خبر تھے یا یون کہنے لگو کہ شرک تو ہمارے بڑون نے کیا تھا اور ہم تو اُن کے بعد اُن کی نسل مین

بَعْدِهِمْ ۖ أَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُونَ ۝ وَكَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝

ہوئے　سو کیا اُن غلط راہ والون کے فعل پر آپ ہم کو ہلاکت مین ڈالے دیتے ہین ہم اسی طرح آیات کو صاف صاف بیان کیا کرتے ہین اور تاکہ وہ باز آجاوین

اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جب ہم نے پہاڑ کو اُٹھا کر چھت کی طرح ان (بنی اسرائیل) کے اوپر (محاذاۃ مین) معلق کر دیا اور اُن کو یقین ہوا کہ اب اُن پر گرا اور (اُسوقت) کہا کہ (جلدی) قبول کرو جو کتاب ہم نے تمکو دی ہے (یعنی توراۃ اور) مضبوطی کے ساتھ (قبول کرو) اور یاد رکھو جو احکام اُس (کتاب) مین ہین جس سے توقع ہے کہ تم متقی بن جاؤ **ف** چھت کے ساتھ تشبیہ بالائے سر ہونے مین ہے معلق ہونے مین نہین اور ایسی ہی آیت سورۂ بقرہ کی سترھوین معاملہ چہارم مین گذری ہے وہان تفصیل ملاحظہ کر لیجاوے **ربط** اوپر قصص انبیاء و امم سابقین کے ذکر سے بڑا مقصود مسئلہ نبوت کا اثبات تہا جیسا کہ سورۂ ہٰذا کی تمہید مین اسکی تقریر گذر چکی ہے اور اُسکے ضمن مین مسئلہ توحید بھی ثابت ہو گیا کیونکہ عظیم الشان حصہ دعوت انبیاء کا یہی توحید ہے آگے میثاق عالم ارواح کا بیان فرماتے ہین جس سے بڑا مقصود مسئلہ توحید کا اثبات ہے کہ میثاق یہی لیا گیا تھا اور اسکے ضمن مین مسئلہ رسالت بھی ثابت ہے کیونکہ اس کی خبر رسول ہی کے ذریعہ سے ہے اور اسی لیے احادیث میثاق مین ہے کہ میرے رسل تم کو یہ عہد یاد دلائین گے پس قصص مذکورہ اور یہ قصہ دونون مین توحید اور رسالت کا اثبات ہے گو ایک جگہ ایک قصد اً ہے دوسرا تبعاً اور دوسری جگہ بالعکس۔

ذکر میثاق الست

وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۖ قَالُوا بَلَىٰ ۛ شَهِدْنَا ۛ أَنْ تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَٰذَا غَافِلِينَ ﴿١٧٢﴾ أَوْ تَقُولُوا إِنَّمَا أَشْرَكَ آبَاؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِنْ بَعْدِهِمْ ۖ أَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُونَ ﴿١٧٣﴾ وَكَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿١٧٤﴾

اور (ان سے اُس وقت کا واقعہ ذکر کیجیے) جبکہ آپ کے رب نے (عالم ارواح مین آدم علیہ السّلام کی پشت سے تو خود اُن کی اولاد کو اور) اولاد آدم کی پشت سے اُن کی اولاد کو نکالا اور (اُن کو سمجھ عطا کر کے) اُن سے اُن ہی کے متعلق اقرار لیا کہ کیا مین تمہارا رب نہین ہون سب نے (اس عقل خداداد سے حقیقت امر سمجھ کر) جواب دیا کہ کیون نہین (واقعی آپ ہمارے رب ہین حق تعالیٰ نے وہان جتنے ملائکہ اور مخلوقات حاضر تھے سب کو گواہ کر کے سب کی طرف سے فرمایا) ہم سب (اس واقعہ کے) گواہ بنتے ہین (اور یہ اقرار اور شہادت سب اس لیے ہوا) تاکہ تم لوگ (یعنی جو تم مین شرک توحید و اختیار شرک پر سزا پائین) قیامت کے روز یون نہ کہنے لگو کہ ہم تو اس (توحید) سے محض بے خبر تھے یا یون کہنے لگو کہ (اصل) شرک تو ہمارے بڑون نے کیا تہا اور ہم تو اُنکے بعد اُن کی نسل مین ہوئے (اور عادۃً نسل عقائد و خیالات مین تابع اپنی اصل کے ہوتی ہے اس لیے ہم بے خطا ہین اپس ہمارے فعل پر تو ہمکو سزا ہو نہین سکتی اگر ہوگی تو لازم آتا ہے کہ اُن بڑون کی خطا مین ہم ماخوذ ہون) سو کیا اُن غلط راہ (نکالنے) والون کے فعل پر آپ ہمکو ہلاکت مین ڈالے دیتے ہین (سو اب اس اقرار و اشہاد کے بعد تم یہ عذر پیش نہین کر سکتے پھر اسکے بعد اُن سب سے وعدہ کیا گیا کہ یہ عہد تمکو دنیا مین پیغمبرون کے ذریعہ سے یاد دلایا جاوے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا جیسا یہان بھی اول مین اذ اخذ کے ترجمہ سے معلوم ہوا

ملحقات الترجمة
سلہ قولہ فی ظلۃ
چھت کم اترجم لسابان
لاجل حرف التشبیہ اذ
لو فسر نظاہرہ لم یکن
لدخول حرف التشبیہ
وجہ اذ الجبل حال
مظل اتقدم من الروح
۱۲

النحو قولہ من ظهورهم بدل من بنی آدم قولہ ان تقولوا اعتبرتہ متعلقاً بشهدنا لشهادۃ الروایات ان شهدنا لیس من مقولهم کما فی الدر المنثور واللہ اعلم۔

البلاغة فی الروح ایثار الاخذ علی الاخراج للایذان بشان الماخوذ اذ ذاک لما فیہ من الانباء عن الاجتباء والاصطفاء اھ

اختلاف القراءة فی قراءۃ ان یقولوا بالغیبۃ والمعنی ان یقول من لم یوجد منکم

فائدہ انظر فی المشکوۃ تجد احادیثها ناطقۃ بما فسرت الآیۃ بہ ۱۲

کہ آپ کو اس واقعہ کے ذکر کا حکم ہوا) اور (آخر مین بھی اس یاددہانی کو جتلاتے ہین کہ) ہم اسی طرح (اپنی) آیات کو صاف صاف بیان کیا کرتے ہین (تاکہ انکو اس عہد کا ہونا معلوم ہوجاوے) اور تاکہ (معلوم ہونے کے بعد شرک وغیرہ سے) وہ باز آجاوین ف ان آیتون کی یہی تفسیر حدیثون مین آئی ہے اور یہی تمام اکابر سلف اہل حق سے منقول ہے اور آئین جو اشکال نقلی وعقلی کم سمجھ لوگونکو ہوئے ہین وہ سب ناشی محض ہین انمین سے جو ظاہرا شبہ مین ڈال سکتے ہین انکو مع جواب ذکر کرتا ہون۔ شبہ اول قرآن مجید مین من بنی آدم من ظہورہم فرمایا ہے اگر تفسیر مذکور مراد ہوتی تو من آدم من ظہرہ ہوتا جواب حدیث مرفوع مین مصرح ہے اخرج من صلبہ کل ذریۃ ذراہا فنثرہا بین یدیہ کالذر ثم کلمہم قبلا قال الست بربکم۔ اخرجہ احمد والنسائی والحاکم وصححہ وغیرہم عن ابن عباس مرفوعا پس حدیث سے تو اخراج من ظہر آدم اور قرآن سے اخراج من ظہور بنی آدم معلوم ہوا اور دونون مین کچھ تعارض نہین جیسا ترجمہ مین وجہ جمع کی تقریر کردی گئی ہے۔ اور اس وجہ جمع کی تائید دوسری روایات سے بھی ہوتی ہے چنانچہ عبداللہ بن عمرو رض سے مروی ہے اخذہم من ظہورہم۔ اخرجہ ابن ابی شیبۃ وعبد بن حمید وابن جریر وغیرہما اور ابن عباس سے مروی ہے ثم ردہم فی اصلاب آبائہم حتی اخرجہم قرنا بعد قرن۔ اخرجہ ابو الشیخ بلکہ روایت ثانیہ ہی اس باب مین کافی ہے کیونکہ رد کہتے ہین عود الی الحالۃ الاولی کو معلوم ہوا کہ اخراج بھی اصلاب آبا سے ہوا تھا پس حدیث مین تو دونون صورتین مذکور ہوئین رہا یہ کہ قرآن مین ایک ہی صورت کا کیون ذکر ہے سو یا تو بنا بر غایت ظہور کے چھوڑ دیا کیونکہ جب یقینا معلوم ہے کہ تمام ذریت نسل آدم سے ہی ہی پس خروج من صلبہ امر جلی ومشہور تھا اسلیے ذکر کی ضرورت نہ ہوئی جو جز مخفی وغیر معلوم تھا اسکو بیان فرمادیا اور یا بنا بر اسکے کہ اخراج الذریۃ من ظہور بنی آدم مستلزم ہے اخراج ذریۃ آدم من ظہر آدم کو کیونکہ یہ ذریت بنی آدم بھی تو ظہر آدم ہی مین تھی جب بنی آدم سے ذریت کا کسی بقعہ مین اخراج ہوا تو ظہر آدم سے بھی تو لازمی طور پر ہوا جیسے صندوق مین تھیلی ہو اور تھیلی مین روپے تو جب کسی حاجت کے لیے تھیلی مین سے روپیہ باہر نکالا جاویگا تو اس نکلنے پر صندوق سے نکلنا بھی تو لزوما صادق آویگا اور قرآن مجید مین لفظ اخذ کے ماضی ہونے سے اور حدیث شیخین مین ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس لفظ سے قد اردت منک اہون من ذلک قد اخذت علیک فی ظہر ابیک آدم ان لا تشرک بی فابیت الا ان تشرک بی سے اور بعض اہل باطن کے اس دعوے سے کہ ہمکو وہ یاد ہے جیسا روح المعانی مین حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ کا یہ قول کانہ الآن فی اذنی کسی شخص کے اس سوال کے جواب مین ہل تذکرہ منقول ہے اسی تفسیر کی تائید ہوتی ہے یہ سب روایات درمنثور مین مذکور ہین شبہ ثانی اتنے آدمی کھڑے کہان ہوئے ہونگے جواب حدیث مین آیا ہے کہ بہت ننھی ننھی چیونٹیون کی طرح تھے پس کوئی شبہ نہین شبہ ثالث انمین عقل کہان تھی جواب انکو عقل دیدی گئی تھی شبہ رابع اتنے ننھے جسم مین عقل کیسے ہوگی جواب جیسے چیونٹی کو ضروریات کی سمجھ ہوتی ہے شبہ خامس اس عہد سے کیا فائدہ ہوا جواب ہم اللہ تعالی کی حکمتون کے احاطہ کا دعوی نہین کرتے اس لیے اس کی تعیین ہمارے ذمہ نہین اور یہ بھی کہنا ممکن ہے کہ اب جو عقل کے نزدیک توحید ایک امر فطری ہے کہ ذرا انصاف سے تامل کیا جاوے تو سمجھ مین آجاتی ہے ممکن ہے کہ یہ اسی عہد کا اثر ہو اگر وہ عہد نہ ہوتا تو شاید ایسی سہولت نہ ہوتی جیسے کسی کو حساب سکھا دیا جاوے پھر گو وہ بھول جاوے لیکن دوبارہ اگر اسکو تعلیم دین تو بہ نسبت اور بچے کے سہولت سے سیکھ لیتا ہے شبہ سادس یاد تو رہا نہین جواب اسی پر تو اکتفا نہین کیا گیا ہمیشہ انبیاء علیہم السلام توحید کی دعوت کرتے رہے اسی کو حدیث مین فرمایا ہے کہ میرے رسول تمکو یاد دلاتے رہینگے رہا یہ کہ اس دعوت رسل پر کیون نہ اکتفا فرمایا اسکا جواب اسکے قبل کے شبہ مین مذکور ہوچکا ہے شبہ سابعہ یہ جو فرمایا ان تقولوا یوم القیمۃ تو اسکے لیے وہ عہد کیسے ہوا جبکہ یاد نہین جواب مراد یہ کہ اس وقت کا عہد مع انضمام تذکیر موعود بلسان رسل کی یہ حکمت ہے چونکہ اصل استعداد اسی عہد سے پیدا ہوئی اسلیے اسی کی طرف اس حکمت کی نسبت کردی اب بعض ضروری امور مستقل طور پر قابل تحقیق ہین ایک امر یہ کہ اس عہد مین توحید کی تخصیص کیون کیگئی جواب شاید اسلیے کہ توحید کا مسئلہ متعلق ہے ذات غائبہ کے اسلیے اسکا فطرت کے قریب بنانا زیادہ مہتم بالشان تھا امر دوم اگر عہد نہ لیا جاتا تو عذاب ہی نہ ہوتا پھر یہ عذر کیون ہوتا جواب عذاب کا وقوع مقتضا حکمت کا تھا اسی لیے ثواب وقوع ہوا لہذا قطع عذر کے لیے یہ عہد لیا گیا امر سوم بعد عہد یہ سوال تو نہین ہوسکتا لیکن یہ سوال ممکن ہے کہ اسکا مکلف ہی کیون کیا جواب مقتضا حکمت کا ہے جسکی تعیین ہمارے ذمہ نہین امر چہارم اس عہد مین جنات کا ذکر نہین آیا سو یا تو وہ کسی حکمت کے اقتضا سے اسمین شریک نہ ہون یا ذکر نہ کیا ہو کیونکہ وہ اکثر احکام مین تابع انسان کے ہین پس ایک کے ذکر سے دوسرے کا حال معلوم ہوجاوے گا ربط اوپر اثناء احوال بنی اسرائیل مین ان کا مامور باحکام الٰہیہ ہونا اور مذکر میثاق عالم ارواح مین تمام آدمیون کا مامور بتوحید ہونا مقصودا اور ان مذکورین کا

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِيٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ۝ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى

اور ان لوگوں کو اس شخص کا حال پڑھ کر سنائیے کہ اس کو ہم نے اپنی آیتیں دیں پھر وہ ان سے بالکل ہی نکل گیا پھر شیطان اس کے پیچھے لگ گیا سو وہ گمراہ لوگوں میں داخل ہو گیا اور اگر ہم چاہتے تو اس کو ان آیتوں کی بدولت بلند مرتبہ کر دیتے لیکن وہ تو

الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا

دنیا کی طرف مائل ہو گیا اور اپنی نفسانی خواہش کی پیروی کرنے لگا سو اس کی حالت کتے کی سی ہو گئی کہ اگر تو اس پر حملہ کرے تب بھی ہانپے یا اس کو چھوڑ دے تب بھی ہانپے یہی حالت ان لوگوں کی ہے جنہوں نے

بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۝ سَآءَ مَثَلًا ۨ الْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاَنْفُسَهُمْ كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ۝

ہماری آیتوں کو جھٹلایا سو آپ اس حال کو بیان کر دیجئے شاید وہ لوگ کچھ سوچیں ان لوگوں کی حالت بھی بری حالت ہے جو ہماری آیات کو جھٹلاتے ہیں اور وہ اپنا نقصان کرتے ہیں

توحید و رسالت کے انکار سے ان عہود کے خلاف کرنا ضمناً مذکور ہوا تھا آگے بعد علم احکام کے ان کے خلاف کرنے والے کی مثال بیان فرماتے ہیں

مثال تارک حق بعد وضوح آن وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ۝ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۝ سَآءَ مَثَلًا ۨ الْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاَنْفُسَهُمْ كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ۝ اور ان لوگوں کو (عبرت کے واسطے) اس شخص کا حال پڑھ کر سنائیے کہ اس کو ہم نے اپنی آیتیں دیں (یعنی احکام کا علم دیا) پھر وہ ان (آیتوں) سے بالکل ہی نکل گیا پھر شیطان اس کے پیچھے لگ لیا سو وہ گمراہ لوگوں میں داخل ہو گیا اور اگر ہم چاہتے تو اس کو ان آیتوں (کے مقتضا پر عمل کرنے) کی بدولت بلند مرتبہ کر دیتے (یعنی اگر وہ ان آیتوں پر عمل کرتا جس کا والبتہ قضا و قدر ہونا معلوم ہی تو اس کا رتبہ قبول بڑھتا) لیکن وہ تو دنیا کی طرف مائل ہو گیا اور (اس میلان کے سبب) اپنی نفسانی خواہش کی پیروی کرنے لگا (اور آیات و احکام پر عمل چھوڑ دیا) سو (آیات کو چھوڑ کر جو پریشانی اور ذلت دائمی اس کو نصیب ہوئی اس کے اعتبار سے) اس کی حالت کتے کی سی حالت ہو گئی کہ اگر تو اس پر حملہ کرے (اور مار کر نکال دے) تب بھی ہانپے یا اس کو (اس کی حالت پر) چھوڑ دے تب بھی ہانپے (کسی حالت میں اس کو راحت نہیں اسی طرح یہ شخص ذلت میں تو کتے کے مشابہ ہو گیا اور پریشانی میں کتے کی اس صفت میں شریک ہوا پس جیسی اس شخص کی حالت ہوئی) یہی حالت (عام طور پر) ان لوگوں کی ہے جنہوں نے ہماری آیتوں کو (جو کہ توحید و رسالت پر دال ہیں) جھٹلایا (کہ وضوح حق کے بعد محض ہوا پرستی کے سبب حق کو ترک کرتے ہیں) سو آپ اس حال کو بیان کر دیجئے شاید وہ لوگ (اس کو سن کر کچھ سوچیں (حقیقت میں) ان لوگوں کی حالت بھی بری حالت ہے جو ہماری آیات (دالہ علی التوحید والرسالۃ) کو جھٹلاتے ہیں اور (اس تکذیب سے) وہ اپنا (ہی) نقصان کرتے ہیں ف درمنثور میں اس شخص کی تعیین میں کئی قول لکھے ہیں بلعم اور یہ زیادہ مشہور ہے امیہ بن ابی الصلت ام ثقیف کا قول تھا صیفی بن الراہب ابن الراہب معروف بہ ابو عامر جس کے لیے مسجد ضرار بنی تھی اور یہ الضار کا قول تھا اور قتادہ کا یہ قول ہے کہ کوئی معین شخص مراد نہیں بلکہ جو شخص دین حق کا تارک ہوا ہو جیسے یہ آیت ہے مثلہم کمثل الذی استوقد نارا کہ مطلق مستوقد مراد ہے احقر کہتا ہے ان اقوال میں کچھ تعارض نہیں عموماً و خصوصاً سب کا مجموعہ مراد لینا صحیح ہے اور اس مضمون میں دونوں طرح کے اشخاص داخل ہیں جنہوں نے حق قبول ہی نہیں کیا اور جو قبول کر کے پھر گئے اور رہ جانا چاہیے کہ ظاہر اقتضا ترتیب کا یہ ہے کہ اتبعہ الشیطان فکان من الغاوین مقدم ہو فانسلخ پر کیونکہ اول شیطان تعاقب کرتا ہے پھر اس سے غوایت شروع ہوتی ہے پھر وہ بڑھ کر انسلاخ ہو جاتا ہے مگر یہاں اتبعہ الشیطان سے لزوم و دوام تعاقب مراد ہے مطلق تعاقب نہیں اور وہ انسلاخ سے مؤخر ہے اور غوایت سے مراد بھی لزوم و دوام غوایت و ختم علی الکفر ہے اور وہ بھی انسلاخ سے مؤخر ہے عنوان ترجمہ میں ان مفہومات کی طرف اشارہ بھی کر دیا گیا ہے اور انسلاخ پر اتبعہ الشیطان کے مرتب کرنے میں اشارہ ہے کہ مطلق معصیت سے شیطان کا کامل تسلط نہیں ہو سکتا جب اس کے تسلط غیر تام سے انسلاخ اختیار کر لیتا ہے کہ مخالفت عملی بھی ہو انکار اعتقادی بھی ہو تب اس کا تسلط تام ہوتا ہے پس آدمی اپنے ہاتھوں بگڑتا ہے اور لو شئنا میں مراد نوع عمل بمقتضا تھا چونکہ مشیت سبب ہے عمل کا اس لیے مجازاً اس طرح تعبیر کر دیا اب مقابلہ لکنہ اخلد کا واضح ہو گیا اور کفر پر جو ذلت و پریشانی کو مرتب فرمایا ہے آخرت میں تو ظاہر ہی ہے لیکن دنیا میں بھی حق کی سی عزت و راحت نصیب نہیں ہوتی خصوص اگر قلب کو ملحوظ رکھا جائے خصوصاً

اللغات قولہ اخلد الی الارض مال الی الدنیا صل الاخلاد اللزوم المکان من الخلود وطاف ذلک من المیل فسر بہ تفسیر الارض بالدنیا لہا احادیث الملاذ یا القصص مصدر سمی بہ المقصوص۔

النحو
قولہ ساء مثلا القوم بتقدیر المضاف قبل القوم ای مثل القوم۔

مَن يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِي ۖ وَمَن يُضْلِلْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ۝ وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ ۖ

جسکو اللہ تعالیٰ ہدایت کرتا ہے سو ہدایت پانیوالا وہی ہوتا ہے اور جسکو وہ گمراہ کر دے سو ایسے ہی لوگ خسارہ میں پڑ جاتے ہین اور ہم نے ایسے بہت سے جن اور انسان دوزخ کے لیے پیدا کیے ہین

لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَّا يَسْمَعُونَ بِهَا ۚ أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ

جن کے دل ایسے ہین جن سے نہین سمجھتے اور جن کی آنکھین ایسی ہین جن سے نہین دیکھتے اور جن کے کان ایسے ہین جن سے نہین سنتے ۔ یہ لوگ چوپایون کی طرح ہین

بَلْ هُمْ أَضَلُّ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ ۝ وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ فَادْعُوهُ بِهَا ۖ وَذَرُوا الَّذِينَ يُلْحِدُونَ

بلکہ یہ لوگ زیادہ بے راہ ہین ۔ یہ لوگ غافل ہین ۔ اور اچھے اچھے نام اللہ ہی کے لیے ہین سو اُن ناموں سے اللہ ہی کو موسوم کیا کرو اور ایسے لوگون سے تعلق بھی نہ رکھو

فِي أَسْمَائِهِ ۚ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝

جو اُس کے نامون مین کجروی کرتے ہین ۔ ان لوگون کو ان کے کیے کی ضرور سزا ملیگی

ارتداد کی حالت مین اور یہ شاید بندون کے اعتبار سے فرمایا ہے علم الٰہی کے اعتبار سے نہین اور مقصود دونون شرطیون سے تقیید تشبیہ ہے نہ کہ دوام اہبط کا اثبات پس اسکا عدم دوام محل اشکال نہین یا عادۃ اکثریہ کو حکم دوام مین کہا جاوے ربط اوپر اہل ضلالت کی حالت بیان فرمائی کہ باوجود وضوح طرق ہدایت کے پھر عناد وخلاف کو نہین چھوڑتے چونکہ انکے اس عناد وخلاف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت غم ہوتا تھا آگے آپ کی تسلی کا مضمون ہے ۔

تسلیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم در معاملہ مخالفین حق

مَن يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِي ۖ وَمَن يُضْلِلْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ۝ وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ ۖ لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَّا يَسْمَعُونَ بِهَا ۚ أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ ۝ جسکو اللہ تعالیٰ ہدایت کرتا ہے سو ہدایت پانیوالا وہی ہوتا ہے اور جسکو وہ گمراہ کر دے سو ایسے ہی لوگ (ابدی) خسارہ مین پڑ جاتے ہین (پھر انسے توقع ہدایت کرنا اور ہدایت نہونے سے مغموم ہونا بیکار) اور (جب وہ لوگ اپنے قویٰ مدرکہ سے کام ہی نہین لیتے تو ہدایت کہان سے ہو سو انکے نصیب مین تو دوزخ ہی ہے چنانچہ) ہمنے ایسے بہت سے جن اور انسان دوزخ (ہی مین رہنے) کے لیے پیدا کیے ہین جن کے (نام کو تو) دل (ہین مگر) ایسے ہین جن سے (حق بات کو) نہین سمجھتے (چونکہ اسکا ارادہ ہی نہین کرتے) اور جنکے (نام کو تو) آنکھین (ہین مگر) ایسی ہین جن سے (نظر استدلال کے طور پر کسی چیز کو) نہین دیکھتے اور جنکے (نام کو تو) کان (ہین مگر) ایسے ہین جن سے (متوجہ ہو کر حق بات کو) نہین سنتے (غرض) یہ لوگ (آخرت کی طرف سے بے توجہ ہونے مین) چوپایون کی طرح ہین بلکہ (اس حیثیت سے کہ چوپایون کو آخرت کی طرف متوجہ ہونے کا مکلف تو نہین بنایا گیا سو انکا متوجہ نہ ہونا مذموم نہین اور انکو تو اسکا حکم ہے پھر بھی بے توجہی کرتے ہین سو اس اعتبار سے) یہ لوگ (ان چوپایون سے بھی) زیادہ بے راہ ہین (کیونکہ) یہ لوگ (باوجود توجہ دلانے کے آخرت سے) غافل ہین (بخلاف چوپایون کے جیسا اوپر بیان ہوا) ف مسئلہ تقدیر کی تحقیق سورۂ بقرہ کے اول رکوع مین کافی طور پر مذکور ہو چکی ہے ملاحظہ کر لیا جاوے اور اگر کسی کو شبہ ہو کہ ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون سے معلوم ہوتا ہے کہ سب عبادت کے لیے پیدا ہوئے ہین اور یہان سے معلوم ہوتا ہے کہ بعضے دوزخ کے لیے پیدا ہوئے ہین جسکا سبب ترک عبادت ہے جواب یہ ہے کہ وہ غایت تشریعی ہے اور یہ غایت تکوینی پس دونون مین کچھ تعارض نہین ربط اوپر کفار کی مذمت مذکور ہے اُن مین ایک قسم مشرکین تھے جنکو تین بڑے مسئلون مین خلاف تھا توحید رسالت قیامت آگے کی آیت سے ختم سورت تک ان ہی تین مسئلون کی بحث ہے اور درمیان درمیان مناسبات خاصہ سے اور کچھ کچھ مختصر مضمون مین توحید وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ فَادْعُوهُ بِهَا ۖ وَذَرُوا الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي أَسْمَائِهِ ۚ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ اور اچھے اچھے (مخصوص) نام اللہ ہی کے لیے (خاص) ہین سو اُن نامون سے اللہ ہی کو موسوم کیا کرو اور (دوسرون پر اُن نامون کا اطلاق مت کیا کرو بلکہ) ایسے لوگون سے تعلق بھی نہ رکھو جو اُس کے (مذکورہ) نامون مین کجروی کرتے ہین (اس طرح سے کہ غیر اللہ پر اُن کا اطلاق کرتے ہین جیسا وہ لوگ اُن کو معبود اور الٰہ اعتقاد کے ساتھ کہتے تھے) اِن لوگون کو اِن کے کیے کی ضرور سزا ملیگی ف مخصوص نامون سے مراد وہ جن کا خاص ہونا

ملحقات الترجمۃ
سلہ قولہ ... ... الضلال لغوی لا شرعی لا یوصف به ... سلہ قولہ ... باوجود افادۃ ... اطلاق الغافل ... یراد به الفرد الکامل ... ہو الانعام ۱۲ سلہ قولہ فی الاسماء مخصوص فاللام للعہد ۱۲ سلہ قولہ فادعوا موسکم من الدعوۃ بمعنی التسمیۃ من دعوتہ زید او بزید ای سمیتہ کما فی قولہ تعالیٰ قل ادعوا اللہ او ادعوا الرحمن الخ سلہ قولہ ذروا بلکہ اشار الی ان المقصود النہی عن الالحاد بالمبالغۃ سلہ قولہ غیر اللہ ... اعتقاد قید بہ لورود تسمیۃ ما یعبدون آلہۃ فی القرآن لکن بناء علی زعمہم او اللغۃ ۱۲

اللغات قولہ الحد مال الی من الحق الی الباطل ۱۲

وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ

اور ہماری مخلوق جن و انس مین ایک جماعت ایسی بھی ہی جو حق کے موافق ہدایت کرتے ہین اور اسی کے موافق انصاف بھی کرتے ہین اور جو لوگ ہماری آیات کو جھٹلاتے ہین ہم انکو بتدریج لیے

لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَاُمْلِيْ لَهُمْ ۭ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ۝ اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا ۫ مَا بِصَاحِبِهِمْ مِّنْ جِنَّةٍ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝

خبر بھی نہین اور انکو مہلت دیتا ہون بیشک میری تدبیر بڑی مضبوط ہی کیا ان لوگون نے اس بات مین غور نہ کیا کہ انکا جن سے سابقہ ہی انکو ذرا بھی جنون نہین وہ تو صرف ایک صاف صاف

اللہ تعالیٰ کے ساتھ دلیل شرعی سے ثابت ہے **ربط** اوپر کفار کا ذکر تھا آگے حسب طرز قرآنی مؤمنین کا بطور استثنار کے ذکر ہے **ذکر مومنین** وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ﴿۱۸۱﴾ اور ہماری مخلوق جن و انس مین (سب گمراہ بھی نہین بلکہ) ایک جماعت (آئین) ایسی بھی ہے جو (دین) حق (یعنی اسلام) کے موافق (لوگون کو) ہدایت (بھی) کرتے ہین اور اسی کے موافق (اپنے اور غیرون کے معاملات مین) انصاف بھی کرتے ہین **ربط** اوپر مشرکین کے حق مین سیجزون فرمایا تھا چونکہ وہ جزا اسوقت تک واقع نہ ہوئی تھی اس سے شبہ عدم وقوع کی اُن کو گنجایش ہو سکتی ہے آگے عدم وقوع کی وجہ بیان کرکے اُس شبہ کا دفعیہ فرماتے ہین۔

جواب عدم وقوع عذاب در دُنیا

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۲﴾ وَاُمْلِيْ لَهُمْ ۭ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ﴿۱۸۳﴾ اور جو لوگ ہماری آیات کو جھٹلاتے ہین ہم انکو بتدریج (جہنم کی طرف) لیے جا رہے ہین اس طور پر کہ انکو خبر بھی نہین اور (دنیا مین عذاب نازل کر ڈالنے سے) اُن کو مہلت دیتا ہون بیشک میری تدبیر بڑی مضبوط ہے **ف** حاصل یہ کہ ان کی شرارتون پر سزائے شدید دنیا منظور ہے اسلیئے اسکی یہ تدبیر کیگئی کہ یہان مواخذہ کامل نہین فرمایا ورنہ اعمال موجبہ عقاب اسی حد پر منقطع ہو جاتے اور منظور تھا اُس حد مذکور سے زیادہ سزا دینا پس انکو ناز و نعم مین انکے حال پر چھوڑ کر مہلت دیدی تاکہ وہ اعمال بتدریج بڑھتے جائین جس سے یوماً فیوماً زیادت عذاب کے مستحق ہوتے جاوین پس مہلت دنیا املاء و امہال ہے اور اسپر یوماً فیوماً زیادت معاصی کا اثر مترتب ہونا حاصل استدراج کا ہے اس سے وجہ عدم تعجیل عذاب معلوم ہوگئی اور لا یعلمون کے معنے یہ ہین کہ وہ اس مہلت کو محمول کرتے ہین اپنے طریقہ کے حق ہونے اور اپنے محبوب و مقبول عند اللہ ہونے پر حالانکہ وہ جہنم تک کی مسافت کو قطع کر رہے ہین **ربط** اوپر آیت وللہ الاسماء مین منجملہ مسائل ثلاثہ مذکورہ تمہید آیت موصوفہ کے توحید کا بیان ہوا تھا آگے رسالت کا ذکر ہے جسکے نزول کا قصہ لباب مین قتادہ سے نقل کیا ہے کہ ایکبار جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوہ صفا پر کھڑے ہوئے اور ایک ایک قبیلہ کو پکار کر عذاب آخرت سے ڈرایا بعضون نے کہا کہ تمہارے اُن صاحب کو جنون ہو گیا ہے اسپر یہ آیت نازل ہوئی **بحث رسالت** اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا ۫ مَا بِصَاحِبِهِمْ مِّنْ جِنَّةٍ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۸۴﴾ کیا ان لوگون نے اس بات مین غور نہ کیا کہ انکا جن سے سابقہ ہے انکو ذرا بھی جنون نہین وہ تو صرف ایک صاف صاف (عذاب سے) ڈرانے والے ہین (جو کہ اصالۃً پیغمبر کا کام ہوتا ہے) **ف** حاصل یہ کہ اگر آپ کی مجموعی حالت مین غور کرین تو آپ کی پیغمبری سمجھ مین آجاوے آپکے معجزات تو خوارق ہین ہی جن مین سب سے بڑھ کر قرآن ہے لیکن آپکے اخلاق و شیم بھی خوارق ہی ہین اور بجائے خود معجزہ کہ دوسرا ہرگز اُن مین برابری نہین کر سکتا کرکے دیکھنے سے معلوم ہو **ربط** اوپر رسالت کے مسئلہ مین غور کرنے کو فرمایا تھا آگے توحید کے مسئلہ مین جس کا ذکر پہلے محض عنوان دعوے سے ہوا تھا غور کرنے کو جس مین اشارہ استدلال کی طرف ہے فرماتے ہین اور ساتھ مین اُن کی موت جس پر عذاب موعود و مذکور و معہود شروع ہو جاویگا یاد دلاتے ہین

ملحقات الترجمۃ

[۱] قولہ فی وجہ سب گمراہ بھی نہین اشارہ بہ الی کونہ مقابلاً لقولہ ولقد ذرأنا کما یدل علیہ قولہ خلقنا مرادفاً لقولہ ذرانا ای ممن ذرانا کذا او من خلقنا کذا واللہ اعلم۔

اللغات الاستدراج النقل درجۃ بعد درجۃ من سفل الی علو او بالعکس ثم استعیر لطلب کل نقل تدریجی من حال الی حال من الاحوال الملائمۃ للمنتقل الموافقۃ لہواہ واستدراجہ تعالیٰ ایاہم بادرار النعم علیہم مع انہماکہم فی الغی فلیس المطلوب الا تدریجہم فی مدارج المعاصی

الی ان یحق علیہم کلمۃ العذاب علی افظع حال و اشنعہا وادرار النعم وسیلۃ الی ذلک۔

النحو

اولم ای الکذبوا برسالتہ ولم یتفکروا فی انہ لیس بصاحبہم الخ ۱۲

أَوَلَمْ يَنْظُرُوا فِي مَلَكُوتِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ وَأَنْ عَسٰى أَنْ يَكُونَ قَدِ اقْتَرَبَ أَجَلُهُمْ

اور کیا ان لوگون نے غور نہین کیا آسمانون اور زمین کے عالم مین اور دوسری چیزون مین جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہین اور اس بات مین کہ ممکن ہے کہ ان کی اجل قریب ہی آپہونچی ہو

فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ ۝ مَنْ يُضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ ۚ وَيَذَرُهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ۝ يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ

پھر قرآن کے بعد کونسی بات پر یہ لوگ ایمان لاوینگے جسکو اللہ تعالیٰ گمراہ کرے اسکو کوئی راہ پر نہین لاسکتا اور اللہ تعالیٰ انکو انکی گمراہی مین بھٹکتے ہوئے چھوڑ دیتا ہی یہ لوگ آپ سے قیامت کے متعلق

أَيَّانَ مُرْسٰهَا ۖ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّي ۖ لَا يُجَلِّيهَا لِوَقْتِهَا إِلَّا هُوَ ۚ ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ لَا تَأْتِيكُمْ

کہ اس کا وقوع کب ہوگا آپ فرما دیجئے کہ اس کا علم صرف میرے رب ہی کے پاس ہے اسکے وقت پر اس کو سوا اللہ کے کوئی اور ظاہر نکریگا وہ آسمان اور زمین مین بڑا بھاری حادثہ ہوگا

إِلَّا بَغْتَةً ۗ يَسْأَلُونَكَ كَأَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا ۖ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝

وہ تم پر محض اچانک آپڑیگی وہ آپ سے اس طرح پوچھتے ہین جیسے گویا آپ اس کی تحقیقات کر چکے ہین آپ فرما دیجئے اس کا علم خاص اللہ ہی کے پاس ہے لیکن اکثر لوگ نہین جانتے

وقف لازم

توحید و تذکیر موت

أَوَلَمْ يَنْظُرُوا فِي مَلَكُوتِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ وَأَنْ عَسٰى أَنْ يَكُونَ قَدِ اقْتَرَبَ أَجَلُهُمْ ۖ فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ (۱۸۵) اور کیا ان لوگون نے غور نہین کیا آسمانون اور زمین کے عالم مین اور (نیز) دوسری چیزون مین جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہین (تاکہ انکو توحید کا علم استدلالی حاصل ہو جاتا) اور اس بات مین (بھی غور نہین کیا) کہ ممکن ہی کہ انکی اجل قریب ہی آپہونچی ہو (تاکہ احتمال عذاب سے ڈرتے اور اس سے بچنے کی فکر کرتے اور اس فکر سے دین حق تک پہنچتا اور امکان قرب اجل ہر وقت ہی اور جب قرآن جیسے مؤثر کلام سے انکی فکر تک کو حرکت نہین ہوتی تو) پھر قرآن کے بعد کونسی بات پر یہ لوگ ایمان لاوینگے

ف استدلال بالمصنوع علی توحید الصانع کی تقریر پارۂ سیقول کے شروع رکوع چہارم مین گذر چکی ہے حاصل آیت یہ کہ نہ دین حق کے موصل یعنی دلیل کی فکر ہے اور نہ اس فکر فی الموصل کے معین یعنی استحضار موت کا ذکر ہے **ربط** اور پر فبای حدیث سے انکا غالی فی الکفر ہونا ثابت ہوا اور یہ مظنہ ہی حزن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا آگے تسلی کا مضمون ہی جیسا ایکبار اوپر من یھدی اللہ الخ مین بھی آچکا ہی شاید اہتمام تسلیہ کے لیے مکرر فرما دیا گیا ہو۔

تکریر تسلیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مَنْ يُضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ ۚ وَيَذَرُهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ (۱۸۶) جسکو اللہ تعالیٰ گمراہ کرے اسکو کوئی راہ پر نہین لاسکتا (پھر غم لاحاصل) اور اللہ تعالیٰ انکو انکی گمراہی مین بھٹکتے ہوئے چھوڑ دیتا ہی (تاکہ ایکدفعہ ہی پوری سزا دیدے) **ربط** اوپر منجملہ مسائل ثلثہ مذکورہ تمہید آیت وللہ الاسماء کے توحید و رسالت کا ذکر ہو چکا آگے تیسرے مسئلہ بحث قیامت کا ذکر ہے جسکا سبب نزول لباب مین آپ سے قریش کا اور نیز یہود کا سوال کرنا منقول ہی **بحث قیامت**

يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسٰهَا ۖ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّي ۖ لَا يُجَلِّيهَا لِوَقْتِهَا إِلَّا هُوَ ۚ ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ لَا تَأْتِيكُمْ إِلَّا بَغْتَةً ۗ يَسْأَلُونَكَ كَأَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا ۖ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ (۱۸۷) یہ لوگ آپ سے قیامت کے متعلق سوال کرتے ہین کہ اسکا وقوع کب ہوگا آپ فرما دیجیے کہ اسکا (یہ) علم (کہ کب واقع ہوگی) صرف میرے رب ہی کے پاس ہے (دوسرے کسی کو اسکی اطلاع نہین) اس کے وقت پر اس کو سوا اللہ کے کوئی اور ظاہر نہ کریگا (اور وہ ظاہر کرنا یہ ہوگا کہ اسکو واقع کر دیگا اسوقت سب کو پوری خبر ہو جاویگی اسکے قبل ویسے کسی کو بتلانے کے طور پر بھی اس کو ظاہر نہ کیا جاوے گا کیونکہ) وہ آسمانون اور زمین مین بڑا بھاری حادثہ ہوگا (اس لیے) وہ تم پر محض اچانک (بے خبری مین) آپڑیگی (تاکہ وہ جس طرح اجسام پر ان کو متغیر و متفرق کر دینے مین بھاری ہے اسی طرح قلوب پر بھی اس کا بھاری

ملحقات الترجمة

ل قولہ فی لاھادی راہ پر قسرًا لتلا یرد ان النبی و من تبعہ یکون ہادیًا وتبلیغہ علما۔

اللغات قولہ مرسٰہا مصدر میمی بمعنی الارساء ای الاثبات والتقریر عن ربی للاختصاص والاستیثار الحفی من حفی اذا بحث عن تعرف حالہ۔

النحو قولہ وما خلق اللہ عطف علی ملکوت ومن شیء بیان لما وان عسی معطوف ایضا علی ملکوت فی المرء فہو معمول لینظروا لکن لا یعتبر فیہ بالنظر الیہ انہ للاستدلال بنا علی قالوا ان قید المعطوف علیہ لا یلزم ملاحظتہ فی المعطوف اہ قلت وقد بینتہ فی ف۔

اختلاف القراءة

فی قراءة ویذرھم بالجزم عطفا علی محل فلا ہادی لہ و ترتبتہ بحلیہ الاضلال علی ہذہ القراءة اظہر۔

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ ۛۚ

آپ کہدیجیے کہ مین خود اپنی ذات خاص کے لیے کسی نفع کا اختیار نہین رکھتا اور نہ کسی ضرر کا مگر اتنا ہی کہ جتنا خدا تعالیٰ نے چاہا ہو اور اگر مین غیب کی باتین جانتا ہوتا تو مین بہت سے

وَمَا مَسَّنِیَ السُّوْٓءُ ۛۚ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ وَّبَشِیْرٌ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ۠

اور کوئی مضرت ہی مجھ پر واقع نہ ہوتی مین تو محض بشارت دینے والا اور ڈرانے والا ہون اُن لوگون کو جو ایمان رکھتے ہین۔

اثر ہوا اور پہلے سے بتلا دینے مین یہ بات نہین رہتی اور پوچھنا ہی تو انکا معمولی طور پر نہین بلکہ) وہ آپ سے اس طرح (اصرار و مبالغہ سے) پوچھتے ہین جیسے گویا آپ اُسکی تحقیقات کر چکے ہین (اور تحقیقات کے بعد آپکو اُسکا پورا احاطہ ہو گیا ہے) آپ فرما دیجیے کہ اُسکا علم (مذکور) خاص اللہ ہی کے پاس ہے لیکن اکثر لوگ (اس بات کو) نہین جانتے (کہ بعض علوم حق تعالیٰ نے اپنے خزانۂ علم مین مکنون رکھے ہین انبیاء کو بھی تفصیلاً اطلاع نہین دی پس اسکے نہ جاننے سے کسی نبی کے عدم اطلاع تعیین قیامت کو معاذ اللہ دلیل نفی نبوۃ کی سمجھتے ہین اس طرح سے کہ نبوۃ کے لیے یہ علم لازم ہے اور انتفاء لازم مستلزم انتفاء ملزوم ہے حالانکہ پہلا مقدمہ محض غلط ہے **ف** اس آیت سے اور حدیث ما المسئول عنہا باعلم من السائل رواہ الشیخان سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ تعیین و تفصیل کے ساتھ قیامت کی اطلاع آپ سے بھی مخفی تھی اور بعض روایات جو تعیین کے باب مین آئی ہین کہ دُنیا کی عمر سات ہزار سال کی ہے اولاً وہ قوت مین قرآن اور حدیث شیخین کے برابر کیا فی نفسہ بھی صحیح السند نہین دوسرے مأول ہوسکتی ہین ظن غالب کے ساتھ ربط اوپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تعیین قیامت کے متعلق اپنی لاعلمی کے اظہار کا حکم ہوا ہے آگے اس لاعلمی کی علت بیان کرنے کا حکم ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ مجھکو غیب کا علم نہین ہے اور جب مجھکو تعیین کا علم نہین دیا گیا تو وہ غیب ہوا اسی لیے مجھکو اسکا علم نہین

انتفاء علم غیب از نبی صلی اللہ علیہ وسلم

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ ۛۚ وَمَا مَسَّنِیَ السُّوْٓءُ ۛۚ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ وَّبَشِیْرٌ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ﴿۱۸۸﴾ آپ کہدیجیے کہ مین خود اپنی ذات خاص کے لیے (بھی چہ جائیکہ دوسرون کے لیے) کسی نفع (تکوینی کے حاصل کرنے) کا اختیار نہین رکھتا اور نہ کسی ضرر (تکوینی کے دفع کرنے) کا (اختیار رکھتا ہون) مگر اُتنا ہی کہ جتنا خدا تعالیٰ نے چاہا ہو (کہ مجھکو اختیار دیدین اور جس امر مین اختیار نہین دیا اُنمین بعض اوقات منافع فوت ہوجاتے ہین اور مضار واقع ہوجاتے ہین ایک مقدمہ تو یہ ہوا) اور (دوسرا مقدمہ یہ ہے کہ) اگر مین غیب کی باتین (امور اختیاریہ کے متعلق) جانتا ہوتا تو مین (اپنے لیے) بہت سے منافع حاصل کر لیا کرتا اور کوئی مضرت ہی مجھ پر واقع نہ ہوتی (کیونکہ علم غیب کے سبب معلوم ہوجاتا کہ فلان امر میرے لیے یقیناً نافع ہوگا اُس کو اختیار کر لیا کرتا اور فلان امر میرے لیے یقیناً مضر ہوگا اُس سے احتراز کرتا اور اب چونکہ علم غیب نہین اس لیے بعض اوقات نافع کا علم نہین ہوتا کہ اُس کو اختیار کرون اور اسی طرح مضر کا علم نہین ہوتا کہ اس سے بچون بلکہ گاہے بالعکس نافع کو مضر اور مضر کو نافع سمجھ لیا جاتا ہے حاصل استدلال کا یہ ہوا کہ علم غیب کے لیے نفع و ضرر کا مالک ہونا لازم تھا یہ مقدمہ ذکر مین مؤخر ہے اور لازم منتفی ہے یہ مقدمہ ذکر مین مقدم ہے پس ملزوم یعنی علم غیب منتفی ہے اور یہ مطلوب ہے غرض مین ایسے امور کا علم نہین رکھتا) مین تو محض (احکام شرعیہ بتلا کر ثواب کی) بشارت دینے والا اور (عذاب سے) ڈرانے والا ہون اُن لوگون کو جو ایمان رکھتے ہین (خلاصہ یہ کہ نبوت کا اصلی مقصود امور تکوینیہ کا احاطہ نہین اس لیے ان امور کا علم جن مین تعیین قیامت بھی داخل ہے نبی کو ملنا ضرور نہین البتہ نبوۃ کا اصلی مقصود امور تشریعیہ کا علم وافی ہے سو وہ مجھ کو حاصل ہے) **ف** ایمان رکھنے والون کی تخصیص اس لیے کی کہ منتفع وہی لوگ ہوئے ورنہ آپ کا بشیر و نذیر ہونا تمام مکلفین کے لیے عام ہے اور نفع و ضرر مین جو تکوینی کی قید لگائی گئی حالانکہ بدون مشیت کے

الروایات

فی الدر المنثور اخرج ابن ابی حاتم وابو الشیخ عن ابن عباس فی قولہ ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر قال لعلمت اذا اشتریت شیئا ما اربح فیہ فلا ابیع شیئا الا ربحت فیہ وما مسنی السوء قال ولا یصیبنی الفقر اھ قلت وتایید بہذہ الروایات ما فسرت الآیۃ بہ من تخصیصہا بالامور الاختیاریۃ ۱۲

ملحقات الترجمة

سلہ قولہ قبل یسئلونک کانک معول الیہ اشارۃ الی فائدۃ تکرار ذکر السوال ولما کرر السوال کرر الجواب بعنوان جدید لیفید التکریر ۱۲ سلہ قولہ فی علمہا فی الموضعین یہ ومذکور اشارۃ الی انہ لا حاجۃ الی تقدیر المضاف نحو علم ارسٰہا لیطابق الجواب السوال ۱۲ سلہ قولہ ولنفسی چہ جائیکہ اشارۃ الی ان التقیید للمبالغۃ ۱۲ سلہ قولہ فی نفعا ولا ضرا حاصل دفع اشارۃ الی حذف المضاف فی الموضعین ۱۲

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا ۚ فَلَمَّا تَغَشّٰىهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ ۚ

وہ اللہ ایسا ہے جس نے تم کو ایک تن واحد سے پیدا کیا اور اسی سے اسکا جوڑا بنایا تاکہ وہ اس اپنے جوڑے سے انس حاصل کرے پھر جب میاں نے بی بی سے قربت کی تو اسکو حمل رہ گیا ہلکا سا سو وہ اسکو لیے

فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ اٰتَيْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝ فَلَمَّآ اٰتٰىهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَآ

پھر جب وہ بوجھل ہو گئی تو دونوں میاں بی بی اللہ سے جو کہ انکا مالک ہے دعا کرنے لگے کہ اگر آپ نے ہمکو صحیح سالم اولاد دیدی تو ہم خوب شکر گذاری کریں گے سو جب اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو صحیح سالم اولاد دیدی

اٰتٰىهُمَا ۚ فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ اَيُشْرِكُوْنَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ۝ وَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا وَّلَآ اَنْفُسَهُمْ

سو اللہ تعالیٰ پاک ہے ان کے شرک سے کیا ایسوں کو شریک ٹھہراتے ہیں جو کسی چیز کو نہ بنا سکیں اور وہ خود ہی بنائے جاتے ہوں اور وہ انکو کسی قسم کی مدد نہیں دے سکتے اور وہ خود اپنی بھی

يَنْصُرُوْنَ ۝ وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَتَّبِعُوْكُمْ ۚ سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ اَدَعَوْتُمُوْهُمْ اَمْ اَنْتُمْ صَامِتُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ

مدد نہیں کر سکتے اور اگر تم انکو کوئی بات بتلانے کو پکارو تو تمہارے کہنے پر نہ چلیں تمہارے اعتبار سے دونوں امر برابر ہیں خواہ تم انکو پکارو اور یا تم خاموش رہو واقعی تم خدا کو چھوڑ کر جنکی عبادت کرتے ہو

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَآ ۡ اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ

وہ بھی تم ہی جیسے بندے ہیں تم ان کو پکارو پھر ان کو چاہیئے کہ تمہارا کہنا کر دیں اگر تم سچے ہو۔ کیا ان کے پاؤں ہیں جن سے وہ چلتے ہوں یا ان کے ہاتھ ہیں

يَّبْطِشُوْنَ بِهَآ ۡ اَمْ لَهُمْ اَعْيُنٌ يُّبْصِرُوْنَ بِهَآ ۡ اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ۭ قُلِ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ كِيْدُوْنِ فَلَا تُنْظِرُوْنِ ۝

جن سے کسی چیز کو تھام سکیں یا انکے آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھتے ہوں یا انکے کان ہیں جن سے وہ سنتے ہوں آپ کہہ دیجئے کہ تم اپنے سب شرکاء کو بلا لو پھر میری ضرر رسانی کی تدبیر کرو پھر مجھکو

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ فی التسہیل طریق شرک الی بسط فلا تکرار فی ذکر التوحید لوجہین الاول لم یکن الشرک مذکورا فیما قبل والثانی لم یکن ذکر التوحید مبسوطا ۱۲۔

کسی امر میں بھی اختیار حاصل نہیں اسکی وجہ یہ ہے کہ اس مقام پر گفتگو اسی میں ہو رہی ہے کہ ان ہی کے نفی علم کا حکم کیا ہے اور اعلم الغیب میں جو امور اختیاریہ کے متعلق ہونے کی قید لگائی گئی وجہ اسکی یہ ہے کہ یہاں علم کو ملزوم اور استکثار و عدم مس یعنی قدرت نفع و ضر کو لازم قرار دیا ہے حالانکہ علم مستلزم قدرت کو نہیں پس حکم استلزام قرینہ اس قید کا ہے اور اس قید کے ساتھ استلزام ظاہر ہے جیسا کہ ظاہر ہے اب استلزام عقلی ہو گیا عادی کے قائل ہونے کی کوئی ضرورت نہ رہی گو شبہ اس سے بھی دفع ہو سکتا ہے ربط اوپر منجملہ مسائل ثلثہ مذکورہ تمہید آیت وللہ الاسماء الخ کے دو جگہ یعنی آیت وللہ الاسماء میں اور آیت اولم ینظروا میں توحید کا مختصر مختصر ذکر ہوا ہے آگے اسکا اور اسکے ساتھ طریق شرک کے بطلان کا جو کہ اوپر مذکور نہیں ہوا قدرے بسط سے بیان ہے۔

بحث اثبات توحید و ابطال شرک

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا ۚ فَلَمَّا تَغَشّٰىهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ ۚ فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ اٰتَيْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۸۹﴾ فَلَمَّآ اٰتٰىهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَآ اٰتٰىهُمَا ۚ فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۱۹۰﴾ اَيُشْرِكُوْنَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ﴿۱۹۱﴾ وَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا وَّلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ﴿۱۹۲﴾ وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَتَّبِعُوْكُمْ ۭ سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ اَدَعَوْتُمُوْهُمْ اَمْ اَنْتُمْ صَامِتُوْنَ ﴿۱۹۳﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۹۴﴾ اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَآ ۡ اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَآ ۡ اَمْ لَهُمْ اَعْيُنٌ يُّبْصِرُوْنَ بِهَآ ۡ اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ۭ قُلِ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ كِيْدُوْنِ فَلَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۱۹۵﴾

اللغات

قولہ یسکن الیہا یستانس بہا کذا فی الروح قولہ فمرت بہ استمرت بہ المراد بالتبعیۃ بہ کما کانت قبل حیث قامت و قعدت و مشیت و تکلمت کذا فی الروح۔

البلاغۃ

قولہ وہم یخلقون ولا یستطیعون لہ الآخر فیہ تغلیب العقلاء بناء علی زعمہم انہا موصوفۃ بالاوصاف المستلزمۃ لصفات العقلاء و من ثم عبر فی قولہ امثالکم بالمماثلۃ مع انہا دونہم فافہم۔

إِنَّ وَلِيِّيَ اللَّهُ الَّذِي نَزَّلَ الْكِتَابَ ۖ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِينَ ۝ وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ

یقیناً میرا مددگار اللہ تعالیٰ ہے جس نے یہ کتاب نازل فرمائی اور وہ نیک بندوں کی مدد کیا کرتا ہے — اور تم جن لوگوں کی خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو وہ تمہاری کچھ مدد

نَصْرَكُمْ وَلَا أَنفُسَهُمْ يَنصُرُونَ ۝ وَإِن تَدْعُوهُمْ إِلَى الْهُدَىٰ لَا يَسْمَعُوا ۖ وَتَرَاهُمْ يَنظُرُونَ إِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ ۝

نہیں کر سکتے — اور نہ وہ اپنی مدد کر سکتے ہیں — اور انکو اگر کوئی بات بتلانے کو پکارو تو اسکو نہ سنیں اور انکو آپ دیکھتے ہیں کہ گویا وہ آپکو دیکھ رہے ہیں اور وہ کچھ بھی نہیں دیکھتے

إِنَّ وَلِيِّيَ اللَّهُ الَّذِي نَزَّلَ الْكِتَابَ ۖ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِينَ ﴿١٩٦﴾ وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَكُمْ وَلَا أَنفُسَهُمْ يَنصُرُونَ ﴿١٩٧﴾ وَإِن تَدْعُوهُمْ إِلَى الْهُدَىٰ لَا يَسْمَعُوا ۖ وَتَرَاهُمْ يَنظُرُونَ إِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ ﴿١٩٨﴾

وہ اللہ ایسا (قادر اور منعم) ہے جس نے تم کو ایک تن واحد (یعنی آدم علیہ السلام) سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا (مراد حوا جس کی کیفیت شروع تفسیر سورہ نساء میں گذر چکی) تاکہ وہ اس اپنے جوڑے سے انس حاصل کرے (پس جب وہ خالق بھی ہے اور محسن بھی تو عبادت اسی کا حق ہے) پھر (آگے ان کی اولاد بڑھی اور ان میں بھی میاں بی بی ہوئے لیکن ان میں بعض کی یہ حالت ہوئی کہ) جب میاں نے بی بی سے قربت کی تو اس کو حمل رہ گیا (جو اول اول) ہلکا سا (رہا) سو وہ اس کو (پیٹ میں) لیے ہوئی (بے تکلف) چلتی پھرتی رہی پھر جب وہ (حاملہ اس حمل کے بڑھ جانے سے) بوجھل ہو گئی (اور دونوں میاں بی بی کو یقین ہو گیا کہ حمل ہے) تو (اس وقت ان کو طرح طرح کے احتمالات و توہمات ہونے لگے جیسا کہ بعضے حمل میں خطرات پیش آتے ہیں اس لیے) دونوں میاں بی بی اللہ سے جو کہ ان کا مالک ہے دعا کرنے لگے کہ اگر آپ نے ہم کو صحیح سالم اولاد دیدی تو ہم خوب شکر گذاری کریں گے (جیسا عام عادت ہے کہ مصیبت کے وقت اللہ تعالیٰ سے بڑے بڑے عہد و پیمان ہوا کرتے ہیں) سو جب اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو صحیح سالم اولاد دیدی تو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی چیز میں وہ دونوں اللہ کے شریک قرار دینے لگے (مختلف طور پر کسی نے اعتقاد سے کہ یہ اولاد فلاں زندہ یا مردہ نے دی ہے کسی نے عمل سے کہ اس کے نام کی نذر و نیاز کرنے لگے یا بچہ کو لیجا کر اس کے سامنے اس کا ماتھا ٹیک دیا یا قول سے کہ اس کی بندگی پر نام رکھدیا جیسے عبد شمس یا بندہ علی وغیرہ یعنی یہ حق تو تھا خدا کا جو کہ منعم اور خالق اور قادر و محسن ہے اور صرف کیا اس کو دوسرے معبودوں کے لیے) سو اللہ تعالیٰ پاک ہے ان کے شرک سے (یہاں تک تو حق تعالیٰ کی صفات مذکور تھیں جو مقتضی ہیں اس کے استحقاق معبودیت کو آگے آلہہ باطلہ کے نقائص کا ذکر ہے جو مقتضی ہیں ان کے عدم استحقاق معبودیت کو پس فرماتے ہیں کہ) کیا (اللہ تعالیٰ کے ساتھ) ایسوں کو شریک ٹھیراتے ہیں جو کسی چیز کو بنا نہ سکیں اور (بلکہ) وہ خود ہی بنائے جاتے ہوں (چنانچہ ظاہر ہے کہ بت پرست خود ان کو تراشتے تھے) اور (کسی چیز کا بنانا تو بڑی بات ہے) وہ (تو ایسے عاجز ہیں کہ اس سے آسان کام بھی نہیں کر سکتے مثلاً) ان کو کسی قسم کی مدد (بھی) نہیں دے سکتے اور (اس سے بھی بڑھ کر یہ ہے کہ) وہ خود اپنی بھی مدد نہیں کر سکتے (اگر کوئی حادثہ ان کو پیش آجاوے مثلاً کوئی شخص ان کو توڑنے پھوڑنے ہی لگے) اور (اس سے بھی بڑھ کر سنو کہ) اگر تم ان کو کوئی بات بتلانے کو پکارو تو تمہارے کہنے پر نہ چلیں (اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ تم ان کو پکارو کہ وہ تم کو کوئی بات بتلا دیں تو تمہارا کہنا نہ کریں یعنی نہ بتلا دیں اور دوسرے اس سے زیادہ یہ کہ تم ان کو پکارو کہ آؤ ہم تم کو کچھ بتلا دیں تو تمہارے کہنے پر نہ چلیں یعنی تمہاری بتلائی ہوئی بات پر عمل نہ کر سکیں بہر حال) تمہارے اعتبار سے دونوں امر برابر ہیں خواہ تم ان کو پکارو (وہ جب نہیں سنتے) اور یا تم خاموش رہو (جب تو نہ سننا ظاہر ہی ہے خلاصہ یہ ہے کہ جو کام سب سے سہل تر ہے کہ کوئی بات بتلانے کے لیے پکارنے کو سن لینا وہ اسی سے عاجز ہیں تو جو اس سے مشکل ہے کہ اپنی حفاظت کریں اور پھر جو اس سے بھی مشکل ہے کہ دوسروں کی امداد کرنا اور پھر جو ان سب سے دشوار تر ہے کہ کسی شے کو پیدا کرنا ان سے تو بدرجہ اولیٰ زیادہ تر عاجز ہوں گے۔ پھر ایسے عاجز محتاج کب معبودیت کے لائق ہو سکتے ہیں غرض) واقعی تم خدا کو چھوڑ کر جن کی عبادت کرتے ہو وہ بھی تم ہی جیسے (اللہ کے مملوک) بندے

ہین (یعنی تم سے بڑھ کر نہین خواہ گھٹے ہوئے ہون) سو (ہم تو تم کو سچا جب جانین کہ) تم (تو) اُن کو پکارو (اور) پھر اُن کو چاہیئے کہ تمہارا کہنا کر دین
اگر تم (اُن کے اعتقاد الوہیت مین) سچے ہو (اور وہ بیچارے تمہارا کہنا تو کیا کرین گے کہنا ماننے کے آلات تک اُن کو نصیب نہین دیکھ لو)
کیا اُن کے پاؤن ہین جن سے وہ چلتے ہون یا اُن کے ہاتھ ہین جن سے کسی چیز کو تھام سکین یا اُن کی آنکھین ہین جن سے وہ دیکھتے ہون
یا اُن کے کان ہین جن سے وہ سُنتے ہون (جب اُن مین قویٰ فاعلہ تک نہین تو کوئی فعل اُن سے کیا صادر ہوگا اور) آپ (یہ بھی) کہدیجئے
کہ (جس طرح وہ اپنے معتقدین کو نفع پہونچانے سے عاجز ہین اسی طرح اپنے مخالفین کو ضرر بھی نہین پہونچا سکتے جیسا تم کہا کرتے ہو کہ ہمارے
بتون کی بے ادبی نہ کیا کرو ورنہ وہ تم پر کوئی آفت نازل کردین گے اخرجه فی اللباب عن عبد الرزاق فی قوله تعالیٰ ویخوفونك
بالذین من دونه اور اگر تم سمجھتے ہو کہ وہ مجھ کو ضرر پہونچا سکتے ہین تو) تم (اپنا ارمان نکال لو اور) اپنے سب شرکا کو بُلا لو پھر (سب
ملکر) میری ضرر رسانی کی تدبیر کرو پھر (جب تدبیر بن جاوے تو) مجھ کو ذرا مہلت مت دو (بلکہ فوراً اُس کو نافذ کر دو دیکھون کیا ہوتا ہے
اور خاک بھی نہ ہوگا کیونکہ شرکا تو جہل محض ہین رہ گئے تم جو کچھ ہاتھ پاؤن ہلا سکتے ہو تم میرا اس لیے کچھ نہین کر سکتے کہ) یقیناً میرا مددگار
اللہ تعالیٰ ہے جس (کے مددگار اور رفیق ہونے کا کھلا ثبوت یہ ہے کہ اُس) نے (مجھ پر) یہ کتاب (مبارک جامع خیر دارین) نازل
فرمائی (اگر وہ میرا رفیق ومعین نہ ہوتا تو اپنی بڑی نعمت کیون عطا فرماتا) اور (علاوہ اس دلیل خاص کے ایک عام قاعدہ سے بھی اُس کا
مددگار ہونا معلوم ہے وہ قاعدہ یہ ہے کہ) وہ (عموماً) نیک بندون کی مدد کیا کرتا ہے (تو انبیاء تو اُن نیک بندون مین فرد کامل ہین اور مین
نبی ہون تو میرا بھی ضرور مددگار ہوگا غرض یہ کہ جن کے ضرر سے ڈراتے ہو وہ تو عاجز اور جو مجھ کو ضرر سے بچاتا ہے وہ قادر پھر اندیشہ
کاہے کا) اور (گو اُن کا عاجز ہونا اوپر بابلغ وجوہ بیان ہو چکا ہے لیکن چونکہ وہان بیان عجز مقصود بالغیر تھا اور مقصود بالذات نفی
استحقاق معبودیت تھی اس لیے آگے مقصوداً بیان عجز کا فرماتے ہین کہ) تم جن لوگون کی خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو وہ (تمہارے
دشمن کے مقابلہ مین جیسا مین ہون) تمہاری کچھ مدد نہین کر سکتے اور نہ (اپنے دشمن کے مقابلہ مین جیسا مین ہون) وہ اپنی مدد کر سکتے
ہین اور (مدد کرنا تو بڑی بات ہے) اُن کو (تو) اگر کوئی بات بتلانے کو پکارو تو اُس کو (بھی تو) نہ سُنین (اس کے بھی وہی مذکورہ بالا
دونون سُننے ہو سکتے ہین) اور (جیسے اُن کے پاس سُننے کا آلہ نہین اسی طرح دیکھنے کا آلہ بھی نہین اور اُن کی تصویرین جو آنکھین بنادی
جاتی ہین وہ محض نام ہی کی ہوتی ہین کام کی نہین چنانچہ) اُن (بتون) کو آپ دیکھتے ہین کہ گویا وہ آپ کو دیکھ رہے ہین (کیونکہ شکل تو
آنکھون کی سی بنی ہوئی ہے) اور وہ (واقع مین) کچھ بھی نہین دیکھتے (کیونکہ حقیقت مین تو وہ آنکھین نہین اسی پر دوسرے قوائے
فاعلہ ایدی وارجل کی نفی سمجھ لینا چاہیئے بس ایسے عاجز کا کیا ڈر او دکھلاتے ہو) ف یہان چند امور ضرور یہ قابل سمجھنے کے ہین
اول بعض تفاسیر مین اس جگہ ایک قصہ آدم وحوا علیہما السلام کے ایک اولاد ہونے کا اور اُس کا ایک خاص نام رکھنے کا آیا ہے اور
بعض نے بعض اشکالات کی وجہ سے اُس کا انکار کیا ہے اور نفس واحدہ اور زوجہا کی تفسیر بدلی ہے لیکن ترمذی کی تحسین اور حاکم
کی تصحیح کے بعد قصہ کا انکار اور نفس واحدہ کو غیر آدم پر محمول کرنا دشوار ہے لیکن اُس قصہ کا اس آیت کے لیے مفسر ہونا اس حدیث
سے ثابت نہین اور بعض سلف سے جو منقول ہے تو ممکن ہے کہ ظاہر الفاظ آیت سے یہ اُن کی رائے ہو جو حجت نہین رہا ظاہر الفاظ سے
اس کا مفہوم ہونا سو یہ اُس وقت ہوتا جب تغشاہا کی ضمیرین نفس واحدہ اور زوجہا کی طرف بعینہ عائد ہوتین اور اگر یہ ضمائر مطلق زوج
اور زوجہ کی طرف بطور صنعت استخدام کے راجع ہون جیسا اس آیت مین کہا گیا ہے ولقد خلقنا الانسان (ای آدم) من سلالة من
طین ثم جعلناه (ای الانسان من نسله) تو نہ تفسیر مین بعد ہوا اور نہ بعد کی آیت مین اشکال ہوا چنانچہ درمنثور مین بروایت ابن المنذر
وابن ابی حاتم حضرت ابن عباس رض کا قول بعینہ اسی مضمون پر دال ہے ما اشرك آدم ان اولها شكر (ای تعلیمه لعباده ببیان خلقهم
من آدم وحواء) وآخرها مثل ضربه الله لمن بعده (فدل لفظ بعده علی کون المراد بالاول آدم) وهذا من المواهب فلله الحمد رہا اس
حدیث کا اشکال سو اُس کا محمل دوسرا ہے آیت کی تفسیر اس پر موقوف نہین دوم بیان عجز اصنام مین جو آلات وجوارح کی نفی ہو اس سے یہ مقصود نہین کہ اگر مین

خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ۝ وَإِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝

سرسری برتاؤ کو قبول کر لیا کیجیے اور نیک کام کی تعلیم کر دیا کیجیے اور جاہلون سے ایک کنارہ ہو جایا کیجیے اور اگر آپکو کوئی وسوسہ شیطان کی طرف سے آنے لگے تو اللہ کی پناہ مانگ لیا کیجیے بلاشبہ وہ خوب سننے

اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰۗىِٕفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ۝ وَاِخْوَانُهُمْ يَمُدُّوْنَهُمْ فِي الْغَيِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُوْنَ ۝

یقیناً جو لوگ خدا ترس ہین جب اُنکو کوئی خطرہ شیطان کی طرف سے آجاتا ہے تو وہ یاد مین لگ جاتے ہین سو یکایک اُنکی آنکھین کھل جاتی ہین اور جو شیطانون کے تابع ہین وہ اُنکو گمراہی مین کھینچے چلے جاتے ہین پھر وہ

یہ سب جوارح ہونا ضروری ہین حالانکہ اللہ تعالیٰ اس سے منزہ ہے بلکہ مراد اس سے کمالات فاعلیہ ہین جو اسکے حق مین متحقق ہین لیکن جسمانیات مین وہ کمالات موقوف ہین آلات مین اس لیے اس تعبیر کو اختیار کیا گیا سوم نفی استطاعت نصرۃ الخ کا مقصود دونون جگہ الگ الگ ہے جیسا بیان ہوا اس لیے یہ تکرار نہین ہے چہارم خالقیت کی نفی صرف اول ہی جگہ کی گئی کیونکہ وہ نفی الوہیت کو مستلزم ہے نہ کہ نفی استطاعت نصر کو پنجم یہ نقائص اصنام مین بہت صریح ہین پھر اتنا اہتمام کیون کیا گیا جواب تاکہ مشرکین کی پوری حماقت ظاہر ہو فائدہ جدید سوال مشرکین اصنام کو خدا کی برابر نہ کہتے تھے پھر اس احتجاج سے اُن پر کیا الزام ہوا جواب مقصود احتجاج کا یہ ہے کہ نفس معبودیت اگرچہ بالعرض ہو موقوف ہے ان صفات کمال پر جب لازم نہین تو ملزوم بھی نہین خوب سمجھ لو **ربط** اوپر جہلاء مشرکین سے محاجہ بلیغہ تھا چونکہ باوجود اس محاجہ کے بھی وہ لوگ غایت عناد سے اپنی جہالت پر مصر رہتے تھے جو مظنہ ہے غصہ کا اس لیے آگے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہے ملاطفت کا اور غصہ آجانے پر تعلیم ہی استعاذہ کی اور بیان ہی اُنکے مبتلائے غی رہنے کا جس سے اقناط کلی ہو جاوے تاکہ غصہ نہ آوے +

امر بملاطفت و استعاذہ و تاکید آن باقناط کلی

خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۱۹۹﴾ وَإِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۰۰﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰۗىِٕفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ﴿۲۰۱﴾ وَاِخْوَانُهُمْ يَمُدُّوْنَهُمْ فِي الْغَيِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُوْنَ ﴿۲۰۲﴾ (لوگون سے یہ برتاؤ رکھیے کہ اُنکے اعمال و اخلاق مین سے) سرسری (نظر مین جو) برتاؤ (معقول و مناسب معلوم ہون اُن) کو قبول کر لیا کیجیے (اُنکی تہ اور حقیقت کی تلاش نہ کیجیے بلکہ ظاہری نظر مین سرسری طور پر جو کام کسی سے اچھا ہو اُسکو بھلائی پر محمول کیجیے باطن کا حال اللہ کے سپرد کیجیے اسی طرح پورا اخلاص اور شرائط قبول کی جامعیت بھی اخص الخواص کا حصہ ہے حاصل یہ کہ معاشرت مین سہولت رکھیے تشدد نہ کیجیے یہ برتاؤ تو اچھے کامون مین ہے) اور (جو کام ظاہر نظر مین بھی بُرا ہو اُنمین یہ برتاؤ رکھیے کہ اُس باب مین) نیک کام کی تعلیم کر دیا کیجیے اور (جو اس تعلیم کے بعد بھی براہ جہالت عمل نہ کرے یا نہ مانے تو ایسے) جاہلون سے ایک کنارہ ہو جایا کیجیے (اُن کے بہت درپے نہ ہو جیے) اور اگر (اتفاقاً اُن کی جہالت پر) آپ کو کوئی وسوسہ شیطان کی طرف سے (غصہ کا) آنے لگے (جس مین احتمال ہو کہ کوئی بات خلاف مصلحت کے صادر ہو جاوے) تو (ایسی حالت مین فوراً) اللہ کی پناہ مانگ لیا کیجیے بلاشبہ وہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے (آپکے استعاذہ کو سُنتا ہے آپکے مقصود کو جانتا ہے وہ آپ کو اس سے پناہ دیگا اور جس طرح استعاذہ و توجہ الی اللہ آپکے لیے نافع ہے اسی طرح تمام خدا ترس لوگون کے لیے بھی نافع ہے) یقیناً (یہ بات ہے کہ) جو لوگ خدا ترس ہین جب اُن کو کوئی خطرہ شیطان کی طرف سے (غصہ کا یا اور کسی امر کا) آجاتا ہے تو وہ (فوراً خدا کی) یاد مین لگ جاتے ہین (جیسے استعاذہ و دعا اور خدا تعالیٰ کی عظمت و عذاب و ثواب کو یاد کرنا) سو یکایک اُن کی آنکھین کھل جاتی ہین (اور حقیقت امر اُن پر منکشف ہو جاتی ہے جس سے وہ خطرہ اثر نہین کرتا) اور (برخلاف اس کے) جو شیاطین کے تابع ہین وہ (شیاطین) اُن کو گمراہی مین کھینچے

ملحقات الترجمہ

لے قولہ فی نزغ احتمال الخ اشار الی ان صدور المعصیۃ منہ صلی اللہ علیہ وسلم محال لکن لا استحالۃ فی صدور ما لا یقتضیہ المصلحۃ النظامیۃ ۱۲

سے قولہ فی اخوانھم شیاطین اشارۃ الی ان المراد بہ فی قولہ طائف من الشیطان الجنس لا ابلیس وحدہ ۱۲

اللغات النزغ النخس یراد بہ الوسوسۃ فاسناد ینزغ الیہ مجازی طائف وسوسۃ تطوف ای تجیئ وتذہب العفو ما عفا دیتہ وتسہل کما قیل سے خذی العفو منی تستدیمی مودتی + ولا تنطقی فی سورتی حین اغضب ۱۲

البلاغۃ ایراد النزغ فی موضع والمس فی آخر لعلہ للاشارۃ الی ان لطافۃ قلبہ صلی اللہ علیہ وسلم ازید من غیرہ حیث یکون الوسوسۃ التی لا یکون ورودہ اکثر من المس نزغا وایذاء شدیدا فی حقہ ولذا اکد باسنادہ الی النزغ نفسہ مبالغۃ وہذا من المواہب +

وَاِذَا لَمْ تَاْتِهِمْ بِاٰيَةٍ قَالُوْا لَوْلَا اجْتَبَيْتَهَا ۭ قُلْ اِنَّمَآ اَتَّبِعُ مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ مِنْ رَّبِّيْ ۚ هٰذَا بَصَاۗىِٕرُ مِنْ رَّبِّكُمْ

اور جب آپ کوئی معجزہ انکے سامنے ظاہر نہین کرتے تو وہ لوگ کہتے ہین کہ آپ یہ معجزہ کیون نہ لائے آپ فرما دیجیے کہ مین اسکا اتباع کرتا ہون جو مجھ پر میرے رب کی طرف سے حکم بھیجا گیا ہے یہ گویا بہت سی دلیلین ہین

وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝

اور ہدایت اور رحمت ہے ان لوگون کے لیے جو ایمان رکھتے ہین

چلے جاتے ہین پس وہ (تابعین گمراہی سے) باز نہین آتے (نہ وہ استعاذہ کرین نہ محفوظ رہین سو یہ مشرکین تو شیطان کے تابع ہین یہ کب باز آوینگے اسلیئے انکے غم و غصہ مین پڑنا بیکار ہے) **ف** اما ینزغنک من الشیطان نزغ کا مضمون مسئلہ عصمت انبیاء علیہم السلام کے منافی نہین کیونکہ عصمت کا حاصل یہ ہے کہ شیطان گناہ نہین کرا سکتا یہ نہین کہ گناہ کی رائے نہین دے سکتا کیونکہ جس طرح کسی انسان کافر کا کسی نبی کے سامنے کوئی کفر کی بات آکر کہنا جبکہ کچھ اثر نہ ہو مخل شان نبوت نہین اسی طرح جن کافر کو سمجھیے البتہ چونکہ صحیح مسلم کی حدیث مین تصریح ہے کہ جس طرح ہر شخص کے ساتھ ایک قرین سورہتا ہے آپکا یہ قرین بُری رائے بھی نہ دیتا تھا چنانچہ فرمایا ہے فلا یامرنی الا بخیر اس لیے آیت مین شیطان سے مراد بالمعنی المشہور لیا جاویگا جسکا احیانا آجانا محال نہین جیسا حدیث مین ہے کہ ایکبار ایک آگ کا شعلہ لیکر آپکو تکلیف پہونچانے آیا تہا واللہ اعلم **ربط** اوپر منجملہ مسائل ثلثہ مذکورہ تمہید آیت وللہ الاسماء الخ کی آیت اولم یتفکروا الخ مین رسالت کا مسئلہ مذکور تہا آگے بھی دوسرے عنوان سے اُسی کا ذکر ہے چنانچہ وہان تو طریق معرفت رسالت کا بتلایا تہا کہ فکر ہے اور یہان رسالت کے متعلق ایک شبہ کا جس سے وہ رسالت کی نفی کرتے تھے جواب ہے پس وہ استدلال تہا اور یہ دفع ہے اور اثبات مدعا کے یہی دو امر مدار ہین۔

جواب شبہ نفی رسالت

وَاِذَا لَمْ تَاْتِهِمْ بِاٰيَةٍ قَالُوْا لَوْلَا اجْتَبَيْتَهَا ۭ قُلْ اِنَّمَآ اَتَّبِعُ مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ مِنْ رَّبِّيْ ۚ هٰذَا بَصَاۗىِٕرُ مِنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۲۰۳﴾ اور جب آپ (انکے فرمایشی معجزات مین سے جنکی فرمایش براہ عناد کرتے تھے) کوئی معجزہ انکے سامنے ظاہر نہین کرتے (بوجہ اسکے کہ حق تعالی اُس معجزہ کو بمقتضائے حکمت پیدا نہین کرتے) تو وہ لوگ (بقصد نفی رسالت آپ سے) کہتے ہین کہ آپ (اگر نبی ہین تو) یہ معجزہ کیون نہ (ظہور مین) لائے آپ فرما دیجیے کہ (میرا کام معجزات باختیار خود لانا نہین بلکہ میرا اصلی کام یہ ہے کہ) مین اُسکا اتباع کرتا ہون جو مجھ پر میرے رب کی طرف سے حکم بھیجا گیا ہے (اسمین تبلیغ بھی آگئی البتہ نبوت کے اثبات کے لیے نفس معجزہ ضروری ہے سو انکا وقوع ہو چکا ہے چنانچہ انمین سب سے اعظم ایک یہی قرآن ہے جسکی شان یہ ہے کہ) یہ (بجائے خود) گویا بہت سی دلیلین ہین تمہارے رب کی طرف سے (کیونکہ اسکی ہر مقدار سورت مثلاً ایک معجزہ ہے تو اس حساب سے مجموعہ قرآن کتنی دلیلین ہوا اور اُسکا یہ دلیل ہونا تو عام ہے) اور (رہا اسکا نفع بالفعل تو وہ خاص ہے ماننے والون کے ساتھ چنانچہ وہ) ہدایت اور رحمت ہے اُن لوگون کے لیے جو (اسپر) ایمان رکھتے ہین **ف** حاصل جواب یہ ہے کہ نبوت کی غایت اصلی اصلاح ہے اور معجزہ اُسکا مثبت اور مثبت بمثبت برابر پس اسمین تعیین کی فرمایش محض لغو ہے چنانچہ مسئلہ ہے کہ مدعی کو اختیار ہے جس دلیل سے چاہے دعوے کا اثبات کر دے پس اول تعیین کی فرمایش ہی بے موقع پھر اسمین بھی طلب حق مقصود نہین۔ **ربط** اوپر قرآن مجید کا مومنین کے لیے ہدایت و رحمت ہونا مذکور ہے آگے اُسکے اس رحمت و ہدایت ہونے کی شرط خطاب عام سے بتلاتے ہین کہ وہ استماع و انصات ہے جسکا حاصل توجہ و تدبر فی القرآن ہے اس سے کفار پر تو رحمت جدیدہ ہوگی اور مومنین پر رحمت مزید اور چونکہ در منثور مین اسکے سبب نزول اور تفسیر اور تفریع مین قرأت خلف الامام اور رفع صوت بالقرأت خلف الامام اور جہری مین قرأت خلف الامام اور خود اپنی نماز مین اس سے تکلم معتاد اس طور پر کہ استماع سے مراد اپنی قرأت کی طرف توجہ اور انصات سے مراد انصات عن الکلام ہو اور خطبہ مین بھی نہی عن التکلم اور ذکر یعنی وعظ مین نہی عن التکلم اور مطلق تلاوت کے وقت گو خارج صلوۃ ہو ترک تکلم یہ سات اقوال

اللغات لا اجتبیتہا ای جمعتہا والاخذ والاختیار۔

البلاغۃ قولہ انما اتبع فی الروح المعنی علی تخصیص حالہ صلی اللہ علیہ وسلم باتباع مایوحی الیہ بتوجیہ القصر الی نفس الفعل بالنسبۃ الی مقابلہ الذی کلفوہ ایاہ لا معنی تخصیص اتباعہ بما یوحی الیہ بتوجیہ القصر بالقیاس الی مفعول آخر کما ہو الشائع فی موارد الاستعمال کانہ قیل ما افعل الا اتباع ما یوحی الی منہ تعالے دون الاقتراح۔

ملحقات الترجمۃ

سلہ قولہ فی بصائر گویا دلیلین کما فی الروح بمنزلۃ البصائر ای حجج و بینات ۱۲

قولہ فی توضیحہ مثلاً بنا علی ما ہو المشہور و قیل الی مقدارہ اقل من السورۃ لقولہ تعالے فلیاتوا بحدیث مثلہ۔

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً

اور جب قرآن پڑھا جایا کرے تو اسکی طرف کان لگا دیا کرو اور خاموش رہا کرو امید ہے کہ تم پر رحمت ہو اور اے شخص اپنے رب کی یاد کیا کر اپنے دل میں عاجزی کے ساتھ اور خوف کے ساتھ

وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ۝

اور زور کی آواز کی نسبت کم آواز کے ساتھ صبح اور شام اور اہل غفلت میں شمار مت ہونا۔

مذکور ہیں اور سیاق قرآنی سے اس کا کفار کو بھی عام ہونا مفہوم ہوتا ہے ان مجموعہ قرائن سے معلوم ہوا کہ اس میں خطاب بھی عام ہے اور حالت بھی عام ہے اور قرآن بطور عموم مجاز کے وعظ و خطبہ کو عام کہا ہے لانہا قرآن معنی اسی لیے حنفیہ نے اس سے نہی عن القراءۃ خلف الامام پر استدلال کیا ہے جس کی بحث طویل ہے اور باب سوال و جواب جانبین میں واسع ہے جسکے ذکر کا یہ محل نہیں اور اسی سے خارج عن الصلوۃ بھی قرأت کے وقت دوسرے کام میں مشغول ہونے کو ہمارے فقہاء حنفیہ نے ممنوع فرمایا ہے اور اسی پر مشغول کے پاس بیٹھکر پکار کر پڑھنے کو منع کیا ہے نقلہ فی الروح عن الخلاصۃ اور مبنی اسکا مسئلہ مشہورہ اصولیہ ہے کہ اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ کہ خصوص سبب کا لیکن احقر کو اس میں شفا نہیں ہے نہ اس مسئلہ اصولیہ میں اور نہ اس فرع فقہی میں کیونکہ ایسا عموم جو مراد متکلم سے بھی متجاوز ہو مراد لینا صحیح نہیں جیسا حدیث لیس من البر الصیام فی السفر میں صیام کو کسی نے عام نہیں لیا اور یہاں مجموعہ اسباب نزول سے معلوم ہوتا ہے کہ جو تلاوت خارج صلوۃ اپنے ثواب یا یاد کے لیے ہو کسی کی تذکیر و تبلیغ کے لیے نہ ہو وہ آیت میں مراد نہیں پس ایسی حالت تک عموم کا مراد لینا مشکل ہے اور مجتہد صاحب مذہب سے یہ فرع کہیں منقول نظر نہیں آئی اس لیے اس وجوب میں شبہ ہے چنانچہ آگے تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے جو عبداللہ بن مغفل رض سے درمنثور میں بروایت ابن ابی شیبہ وغیرہ منقول ہے انہ سئل اکل من سمع القرآن یقرأ وجب علیہ الاستماع والانصات قال لا الخ وایضا فی السراج المنیر للخطیب الشربینی عن البیضاوی وظاہر اللفظ یقتضی وجوبہما حیث یقرأ القرآن مطلقا وعامۃ العلماء علی استحبابہما خارج الصلوۃ الخ پس ظاہراً عامۃ العلماء میں حنفیہ بھی داخل ہیں اور یہ لفظ قریب اجماع کے ہے پس اس قول کو حنفیہ کا قول محقق اور قول اول کو ان کا قول مشہور کہیں گے اور اگر کسی صاحب کو اس سے زیادہ تحقیق ہو تو اس سے شفا حاصل کرلیں واللہ اعلم اور رد المحتار میں شرح منیہ سے استماع کو فرض کفایہ کہا ہے بعض کا سننا کافی ہے وہ بھی جب کہ قرأت پہلے شروع ہو گئی ہو اور اگر پہلے کام میں لگ گئے ہوں اور پھر قرأت شروع ہوئی تو شروع کرنے والا گنہگار ہوگا۔

امر بتوجہ الی القرآن

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (۱۹۸) اور (آپ ان سے یہ بھی کہہ دیجیے کہ) جب قرآن پڑھا جایا کرے (مثلاً جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکی تبلیغ فرماویں) تو اسکی طرف کان لگا دیا کرو اور خاموش رہا کرو (تاکہ اسکا اعجاز ہونا اور اسکی تعلیم کی خوبی سمجھ میں آوے جس سے) امید ہے کہ تم پر رحمت ہو (جدید یا مزید) **ف** جدید یہ کہ پہلے بوجہ کفر کے رحمت خاصہ جو قرین ہدایت ہوتی ہے نہ تھی اب قبول حق سے متوجہ ہو گئی مزید یہ کہ پہلے سے بوجہ مومن ہونے کے مورد رحمت تھے اب اس میں اور ترقی ہو گئی باقی ضروریات اسکے متعلق تمہید میں مذکور ہیں اسلئے اعادہ نہیں کیا۔ **ربط** اوپر قرآن سننے کا حکم اور اس کا ادب مذکور تھا آگے ذکر اللہ کا جسمیں تلاوت قرآن بھی داخل ہے حکم اور اسکا ادب مذکور ہوتا ہے جو اعظم مقاصد استماع سے ہے

امر بدوام ذکر اللہ

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ (۱۹۹) اور (آپ ہر شخص سے یہ بھی کہہ دیجیے کہ) اے شخص اپنے رب کی یاد کیا کر (قرآن سے یا تسبیح وغیرہ سے خواہ) اپنے دل میں (یعنی آہستہ آواز سے) عاجزی کے ساتھ اور خوف کے ساتھ اور (خواہ) زور کی آواز کی نسبت کم آواز کے ساتھ (اسی عاجزی اور خوف کے ساتھ) صبح اور شام (یعنی علی الدوام) اور (دوام کا مطلب یہ ہے کہ) اہل غفلت میں شمار مت

اللغات قوله الغدو جمع غدوة والآصال جمع اصيل۔

ملحقات الترجمہ

۵۰ قولہ فی خراشی کہہ دیجیے اشارۃ الی کونہ بجملہ معطوفۃ
۵۱ قولہ انما آمن وقولہ ہناک مثلاً ازادہ ما ثبت فی التمہید من عموم الآیۃ وخص التمثیل بہذا لکونہ الصدق و اوفق بالمقام فافہم ۱۲
۵۲ قولہ فی ف قرین ہدایت اشارۃ الی کون ذکر الرحمۃ مغنیا عن الہدی ۱۲
۵۳ قولہ فی اذکر کہہ دیجیے اشارۃ الی عطفہ ایضا علی نما اتبع ۱۲
۵۴ قولہ فی نفسک آہستہ بمقابلۃ قولہ دون الجہر فلا یراد الخیال ۱۲
۵۵ قولہ فی دون الجہر آواز بحمل القول علی الصوت وہو معطوف علی فی نفسک وقولہ ہناک اسی عاجزی میں اشارۃ الی ان الحال فی المعطوف اعتبارا فی المعطوف علیہ ۱۲

السجدۃ ۱۴ ع النلاثۃ ۱۴

إِنَّ الَّذِينَ عِندَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَيُسَبِّحُونَهُ وَلَهُ يَسْجُدُونَ ۝

یقیناً جو تیرے رب کے نزدیک ہیں وہ اُس کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے اور اُس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور اُس کو سجدہ کرتے ہیں

سورۃ الانفال مدنیۃ وھی خمس وسبعون ایۃ وعشرۃ رکوعات

ہوتا (کہ اذکار ماموربہا ہی ترک کردو) **ف** حاصل ادب کا یہ ہے کہ دل او رہیئت مین تذلل او رخوف ہو اور آواز کے اعتبار سے جہر مفرط نہ ہو یا تو بالکل آہستہ ہو یعنی مع حرکت لسانی کے اور یا جہر معتدل ہو اور جہر فی نفسہ ممنوع نہیں ہے جن حدیثون مین اسکی ممانعت آئی ہے مراد اس سے مفرط ہے البتہ کسی عارض کی وجہ سے مثل دفع خطرات یا دفع قساوت وتحصیل رقت وغیرہ ان خطرات کے ساتھ ہو کہ کسی شیخ محقق نے تجویز کیا ہو کسی نائم یا مصلی کو تشویش نہ ہو ورنہ بستی سے باہر چلا جاوے اُس جہر کو قربت نہ جانتا ہو بلکہ علاج سمجھتا ہو تو اجازت ہے کیونکہ جو مفاسد علل نہی کے تھے وہ اسمین نہین ہین واللہ اعلم اور مع حرکت لسانی کی قید اس لیے لگائی کہ اسمین دونون عضو مشغول عبادت رہتے ہین دل بہی اور زبان بہی اور اس مسئلہ مین بہی کلام طویل الذیل ہے احقر نے اپنی تحقیق لکھدی ہے اور دوام کی تفسیر مین جو کچھ لکھا گیا مبنی اُسکا یہ ہے کہ دوام ادنیٰ درجہ کا لیا گیا کہ متیقن ہے اور خطاب عام بھی اسی کو مقتضی ہے ورنہ ظاہری معنی کے اعتبار سے دوام کرنے والے ہزارون مین ایک دو ہین عامہ ناس سے اُسکا مطلوب ہونا کسی قدر مستبعد ہے واللہ اعلم **ربط** اب سورت ختم پر آئی مجموعہ سورت مین اُصولاً وفروعاً تصحیح عقائد متعلقہ توحید ورسالت وقیامت اکثر حصہ مین اور بعض اعمال جوارح وطاعت لسانیہ کچھ حصہ مین مذکور ہوئے ہین اب خاتمہ کی آیت مین اس سارے مضمون کی تاکید وتائید ہے کہ جب بڑے بڑے ملائکہ مقربین کو ان طاعات سے عار نہین تو تم کو کیا انکار ہے۔

ترغیب طاعات بذکر طاعات ملائکہ مقربین

إِنَّ الَّذِينَ عِندَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَيُسَبِّحُونَهُ وَلَهُ يَسْجُدُونَ ﴿۲۰۶﴾ یقیناً جو (ملئکہ) تیرے رب کے نزدیک (مقرب[1]) ہین وہ اُسکی عبادت سے (جسمین اصل عقائد ہین) تکبر نہین کرتے اور اُسکی پاکی بیان کرتے ہین (جو کہ طاعت لسانی ہے) اور اُسکو سجدہ کرتے ہین (جو کہ اعمال جوارح سے ہے) **ف** حسن خاتمہ کا اظہر من الشمس ہے وقد تم بحمد اللہ تفسیر سورۃ الاعراف لسبع عشرۃ خلت من ربیع الاول یوم السبت ۱۳۲۶ھ من الھجرۃ النبویۃ علی صاحبھا الف الف سلام وتحیۃ فی کل بکرۃ وعشیۃ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ الانفال مدنیۃ او الا واذ یمکرالآیات السبع فمکیۃ وآیہا ست وسبعون۔ کذا فی البیضاوی والجلالین **ربط** اوپر کی سورت مین زیادہ مشرکین کے جہل وعناد کا اور کسی قدر اہل کتاب کے کفر وفساد کا ذکر تھا اس سورت مین اس جہل وعناد وکفر وفساد کا اثر یعنی دنیا مین وبال ونکال بدر مین مشرکین پر اور دیگر بعض وقائع مین اہل کتاب یہود پر نازل ہوا اُسکا بیان ہے بدر کا زیادہ کہ اکثر حصہ سورت کا اُسی پر مشتمل ہے جیسا سورت سابقہ مین انکے جہل وعناد کا بیان بہی زیادہ تھا اور واقعہ اہل کتاب کا کم کہ بعض آیات سورت کی اُسپر مشتمل ہین جیسا سورت سابقہ مین اُنکے کفر وفساد کا ذکر بھی کم تہا اور چونکہ کفار کا مقہور ومغلوب ہونا مومنین کے حق مین احسان وانعام ہے اور کفار کے حق مین تعذیب وانتقام ہے اس لیے جا بجا دونون کو تذکیر نعم ونقم سے خطاب بھی فرمایا گیا اور ان ہی واقعات کے متعلق اور مناسب بعض احکام شرعیہ بہی مذکور ہوئے ہین یہ خلاصہ ہے مضامین سورت کا جس سے اسکا ربط سورت سابقہ سے بہی اور باہمی ارتباط خود اسکے اجزا مین بہی معلوم ہو گیا واللہ اعلم اور چونکہ کفار کے ساتھ مقابلہ کرنے مین دنیا وآخرت کی کامیابی کا مدار اعظم للّٰہیت واتفاق ہے اسلیے سورت کو امر تقوی واصلاح واطاعت اللہ ورسول وبیان فضیلت خوف وتکمیل ایمان وتوکل واقامت صلوۃ وانفاق فی الخیر سے شروع کیا ہے کہ للّٰہیت واتفاق کو ان ہی طاعات سے قوت ہوتی ہے اور تقسیم غنائم کے متعلق ایک خفیف سا امر جو کہ کسی درجہ مین کمال للّٰہیت واتفاق سے بعید تہا اور اُس وقت پیش آگیا تہا شروع مضمون مذکور کی تائید کے لیے اُسی کے ضمن مین اُسکا فیصلہ بہی فرمادیا گیا جسکا قصہ روایات ذیل مین مذکور ہے ابوداؤد ونسائی وابن حبان وحاکم نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اعلان فرمادیا تہا کہ جو شخص کسی شخص کو قتل کرے یا قید کرے اُسکو اتنا اتنا انعام ملیگا سو بوڑھے تو جھنڈون کے نیچے رہے اور جوان لوگ قتل وغنیمت کی طرف دوڑے بوڑھون نے ان جوانون سے کہا کہ ہمکو بہی اسمین شریک کرو ہم تمہارے مددگار تھے اور اگر تمپر کوئی حادثہ پڑتا تو تم ہماری ہی پناہ لیتے اسمین گفتگو ہو گئی آپ تک مقدمہ آیا اسپر یہ آیت نازل ہوئی یسئلونک الخ چنانچہ آپ نے بوڑھے جوانون سب کو

ملحقات الترجمۃ

[1] قولہ فی عند مقرب فالعندیۃ تعبیر لا مکانیۃ ۱۲۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗۤ

یہ لوگ آپ سے غنیمتوں کا حکم دریافت کرتے ہیں آپ فرما دیجیے کہ یہ غنیمتیں اللہ کی ہیں اور رسول کی ہیں سو تم اللہ سے ڈرو اور اپنے باہمی تعلقات کی اصلاح کرو اور اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرو

اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ

اگر تم ایمان والے ہو بس ایمان والے تو ایسے ہوتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر آتا ہے تو ان کے قلوب ڈر جاتے ہیں اور جب اللہ کی آیتیں انکو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ آیتیں

اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ

ان کے ایمان کو اور زیادہ کر دیتی ہیں اور وہ لوگ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں جو کہ نماز کی پابندی کرتے ہیں اور ہم نے ان کو جو کچھ دیا ہے وہ اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ سچے

هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝

ایمان والے یہ لوگ ہیں۔ ان کے لیے بڑے درجے ہیں ان کے رب کے پاس اور مغفرت ہے اور عزت کی روزی

برابر تقسیم فرمایا رواہ الحاکم فی المستدرک کذا فی الجلالین اور احمد نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی سے روایت کی ہے کہ بدر کے روز میرا بھائی عمیر قتل کیا گیا تو میں نے اس کے بدلے سعید بن العاص کو قتل کیا اور اس کی تلوار لیکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ مجھکو دیدیجیے آپ نے فرمایا کہ جاؤ اسکو غنیمت میں رکھدو میں بہت مغموم ہوا اسپر آیت انفال نازل ہوئی آپ نے فرمایا کہ اب وہ تلوار لیلو اور ابو داود اور ترمذی اور نسائی نے حضرت سعد رض سے روایت کی کہ میں بدر کے روز ایک تلوار لایا اور عرض کیا کہ مجھکو ہبہ کر دیجیے آپ نے فرمایا کہ یہ نہ میری ہے نہ تیری ہے مجھکو رنج ہوا پھر آپ نے بلا کر فرمایا کہ اسوقت تو میری نہ تھی اب وہ میری ہے اور میں تجھکو دیتا ہوں اس قصہ میں یہ آیت نازل ہوئی یہ سب روایات بجز روایت جلالین کے لباب میں ہیں اور آیندہ اکثر روایات در منثور سے نقل کیگئی ہے۔

حکم انفال و امر و فضل بعضے اعمال

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ① اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ② الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ③ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ④ یہ لوگ آپ سے (خاص) غنیمتوں کا حکم دریافت کرتے ہیں آپ فرما دیجیے کہ یہ غنیمتیں اللہ کی ہیں (یعنی کہ اللہ کی ملک ہیں اور وہ جس طرح چاہیں انکے باب میں حکم کریں) اور رسول کی ہیں (یعنی کہ آپکی معرفت اللہ تعالیٰ وہ حکم نازل کرینگے مطلب یہ کہ تمہاری رائے اور تجویز پر اسکا فیصلہ نہیں ہے بلکہ حکم شرعی پر ہے) سو تم (دنیا کی حرص مت کرو بلکہ آخرت کے طالب ہو اس طرح پر کہ) اللہ سے ڈرو اور اپنے باہمی تعلقات کی اصلاح کرو (کہ باہم تحاسد و تباغض نہ ہو) اور اللہ کی اور اسکے رسول کی اطاعت کرو اگر تم ایمان والے ہو (کیونکہ) بس ایمان والے تو ایسے ہوتے ہیں کہ جب (ان کے سامنے) اللہ تعالیٰ کا ذکر آتا ہے تو (اسکی عظمت کے استحضار سے) انکے قلوب ڈر جاتے ہیں اور جب اللہ کی آیتیں انکو پڑھکر سنائی جاتی ہیں تو وہ آیتیں انکے ایمان کو اور زیادہ (مضبوط) کر دیتی ہیں اور وہ لوگ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں (اور) جو کہ نماز کی پابندی کرتے ہیں اور ہمنے انکو جو کچھ دیا ہے وہ اس میں سے خرچ کرتے ہیں (بس) سچے ایمان والے یہ لوگ ہیں انکے لیے بڑے درجے ہیں انکے رب کے پاس اور (انکے لیے) مغفرت ہے اور عزت کی روزی **ف** اللہ و رسول کی اطاعت میں سب احکام آگئے اس طرح سے کہ احکام کی دو قسمیں ہیں حقوق اللہ و حقوق العباد قسم دوم اصلحوا کا مدلول ہے اور حقوق اللہ کی دو قسم ہیں

ملحقات الترجمة

لہ قولہ زادتهم مضبوط اشارة الى الجواب عما استدل بالآية على زيادة الايمان ۱۲۔

اللغات النفل الزيادة ويسمى به الغنيمة اما باعتبار انها خصيصة من الله تعالى لهذه الامة دون من قبلها واما لانها زيادة على الثواب ويسمى به ما يشترط الامام للغازي زيادة على سهمه لرأي يراه سواء كان لمعين او لغير معين وجعلوا من ذلك ما يزيده الامام لمن صدر منه اثر محمود في الحرب من الروح۔

كَمَآ أَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ وَإِنَّ فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ لَكَٰرِهُونَ ۝ يُجَٰدِلُونَكَ فِى الْحَقِّ بَعْدَ

جیسا آپ کے رب نے آپ کے گھر سے مصلحت کے ساتھ آپ کو روانہ کیا اور مسلمانوں کی ایک جماعت اس کو گران سمجھتی تھی وہ اس مصلحت میں بعد اس کے کہ

مَا تَبَيَّنَ كَأَنَّمَا يُسَاقُونَ إِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنظُرُونَ ۝

اس کا ظہور ہو گیا تھا آپ سے اس طرح جھگڑ رہے تھے کہ گویا کوئی ان کو موت کی طرف ہانکے لیے جاتا ہو اور وہ دیکھ رہے ہیں

ظاہری و باطنی پھر ظاہری یا بدنی ہے یقیمون الصلوٰۃ میں اس کا ذکر ہو گیا اور یا مالی ینفقون میں اس کا بیان آ گیا اور باطنی دو قسم ہیں یا عقیدہ سے زادتھم ایمانا میں اس کی طرف اشارہ ہو گیا اور یا خلق ہے یتوکلون میں اس کا بیان ہے جس کی تحقیق نصف پارہ لن تنالوا آیت فاذا عزمت میں گذری ہے اور سب کا مبنیٰ خوف ہے تقویٰ وجلت میں اس کا ذکر ہے اور شاید اس کے مبنیٰ ہونے سے مکرر مذکور ہوا ہو اس طرح سب احکام اس جگہ مذکور ہو گئے اسی طرح جزا کا بیان بھی اس کے سب اقسام کو جامع ہے کیونکہ حاصل جزا دو چیزیں ہیں مضرت نار سے بچانا سو مغفرت میں یہ مذکور ہے اور منفعت جنت عطا ہونا پھر یہ منفعت یا روحانی ہے درجات میں اس کا ذکر ہے اور یا جسمانی رزق میں اس کا بیان ہے اب بعض مسائل غنیمت کے متعلق باقتضاء مقام مذکور ہوتے ہیں **مسئلہ** مال غنیمت میں بعد خمس نکالنے کے بقیہ میں مقاتل معین اور ردء و شریک واقعہ برابر مستحق ہیں گو قتال نہ کیا ہو **مسئلہ** اگر امام اعلان کر دے من قتل قتیلا فلہ سلبہ تو خاص سلب کا مستحق مقاتل ہوگا اسی طرح اگر اور کچھ انعام کا وعدہ کر لے تو وہ اسی کو دیا جاویگا پھر جو کچھ بچے گا وہ سب کو برابر ملیگا **مسئلہ** علاوہ سہم غنیمت اور انعام موعود کے اگر امام کسی کو اور زیادہ دینا چاہے تو بھی خمس میں سے دے سکتا ہے پس تمہید میں جو اخیر کی دو روایتوں میں جو تلوار آپ سے مانگی گئی تھی وہ انعام موعود سے زائد تھی کیونکہ ایک روایت میں اسکا سلب ہونا آیا ہے اور آپ سے فلہ سلبہ کے عنوان سے وعدہ منقول نہیں اور ایک روایت میں سلب ہونا بھی منقول نہیں پس اسکو زیادۃ علی الوعدہ پر محمول کیا جاوے گا اس لیے آپ کے ذمہ دینا نہ تھا پھر ایک روایت میں تبرعاً آپ نے دیدیا اسی طرح پہلی روایت میں انعام موعود سے جو بچا تھا جو ان لوگ اس میں بھی اختصاص چاہتے ہونگے اسی واسطے آپ نے برابر تقسیم فرمایا جیسا مسائل مذکورہ میں یہی احکام مذکور ہوئے ہیں واللہ اعلم پس پہلے قصہ کا تو پوری آیت میں جواب ہے اور دو اخیر قصوں کا جواب جملہ الانفال للہ والرسول میں موجود ہے گو ان کا حکم نہ پوچھا گیا تھا۔ **ربط** اوپر مقابلہ کفار میں کامیاب ہونے کا جو مدار اعظم تھا اس کا بیان تھا آگے کامیابی کے واقعات ذکر کر کے اس بارہ میں اپنے انعامات یاد دلاتے ہیں۔

انعام اوّل

كَمَآ أَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ وَإِنَّ فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ لَكَٰرِهُونَ ۝۵ يُجَٰدِلُونَكَ فِى الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَأَنَّمَا يُسَاقُونَ إِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنظُرُونَ ۝۶ (اس میں آپ کی روانگی کے وقت کا قصہ ہے اجمالی بیان اس کا یہ ہے کہ ایک قافلہ مختصر تاجران مکہ کا شام سے مکہ کو چلا جس کے ساتھ مال اسباب بہت تھا آپ کو وحی سے معلوم ہوا آپ نے صحابہؓ کو خبر دی صحابہ کو قلت رجال اور کثرت مال کا حال معلوم ہونے سے غنیمت کا خیال ہوا اور اسی ارادہ سے مدینہ سے چلے یہ خبر جو مکہ پہونچی تو ابوجہل وہاں کے رؤسا و جنود کے ہمراہ اس قافلہ کی حفاظت کے لیے نکلا اور قافلہ سمندر کے کنارہ کنارہ ہو لیا اور ابوجہل مع لشکر بدر میں آ کر ٹھیرا اس وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وادی ذفران میں تشریف رکھتے تھے اور آپ کو یہ سارا قصہ بذریعہ وحی معلوم ہوا اور آپ سے وعدہ خداوندی ہوا کہ ان دو گروہ یعنی قافلہ اور لشکر میں سے آپ کو ایک گروہ پر غلبہ ہوگا آپ نے صحابہؓ سے مشورہ کیا چونکہ بارادہ مقابلہ لشکر کے نہ آئے تھے اس لیے سامان حرب کافی ساتھ نہ تھا و نیز خود تین سو چند آدمی تھے اور لشکر میں ایک ہزار آدمی تھے اس لیے بعض کو پس و پیش ہوا اور عرض کیا کہ اس لشکر کا مقابلہ نہ کیجیے بلکہ قافلہ کا تعاقب مناسب ہے آپ رنجیدہ ہوئے تو اس وقت حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت مقداد بن عمرو و حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اطاعت کی تقریریں کیں تب آپ بدر کی طرف روانہ ہوئے **تفسیر** انفال کا لوگوں کی

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ فی کما

اخرجک ہ انفال الخ

[illegible] فار قملے کو نہ خبر مبتدا

[illegible] معنا ای حالہم ہذا فی

[illegible] کو نہ خیر الکحال

[illegible] فی کراہتہم لہ

[illegible] ث اقتضا ہ لے

القتال و فی کونہ خیر اللہم

وَإِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ أَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّونَ أَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُونُ لَكُمْ وَيُرِيدُ اللّٰهُ

اور تم لوگ اس وقت کو یاد کرو جبکہ اللہ تعالیٰ تم سے ان دو جماعتوں میں سے ایک کا وعدہ کرتے تھے کہ وہ تمہارے ہاتھ آجاویگی اور تم اس تمنا میں تھے کہ غیر مسلح جماعت تمہارے ہاتھ آجاوے اور اللہ تعالیٰ

أَنْ يُحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكَافِرِينَ ۙ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ ۚ

کو اپنے احکام سے حق کا حق ہونا ثابت کرنے اور ان کافروں کی بنیاد کو قطع کر دے　تاکہ حق کا حق ہونا اور باطل کا باطل ہونا ثابت کر دے گو یہ مجرم لوگ ناپسند ہی کریں

مرضی موافق تقسیم نہ ہونا گو طبعاً بعض کو گران گذرا ہو مگر بوجہ تضمن مصالح کثیرہ کے یہی خیر ہے پس یہ امر مشقت طبعی اور تضمن مصالح میں ایسا ہے) جیسا آپ کے رب نے آپ کے گھر (اور بستی) سے مصلحت کے ساتھ آپ کو (بدر کی طرف) روانہ کیا اور مسلمانوں کی ایک جماعت (بوجہ قلت عدد و سامان کے طبعاً) اس کو گران سمجھتی تھی (اور) وہ اس مصلحت (کے کام) میں (یعنی جہاد و مقابلہ لشکر میں) بعد اس کے کہ اس کا ظہور ہو گیا تھا (اپنے بچاؤ کے لیے) آپ سے (بطور مشورہ کے) اس طرح جھگڑ رہے تھے کہ گویا کوئی ان کو موت کی طرف ہانکے لیے جاتا ہے اور وہ (موت کو یعنی اس کے سامان کو) دیکھ رہے ہیں (مگر انجام اس کا آخر اچھا ہوا کہ اسلام غالب اور کفر مغلوب ہوا جو کہ انعام عظیم ہے اور مقدمۂ انعام بھی انعام ہے اور یہ بات قافلہ سے غنیمت حاصل کر لینے میں کب ہوتی اسی طرح مسئلہ انفال میں بھی مصلحتیں ہیں) **ف** یہ کراہت گو بعد خروج عن البیت کے ہوئی تھی لیکن مجموعہ زمان شے واحد قرار دیا گیا یا حال مقدرہ کہا جاوے اور فریقاً اس لیے کہا کہ بعض کو تردد نہ تھا اور ظہور کا مطلب یہ ہے کہ اس کا خیر ہونا اور اس میں وعدہ ظفر ہونا آپ کے ارشاد سے معلوم ہو گیا تھا اور کانما یساقون میں اشارہ کر دیا کہ وہ کراہت طبعی تھی ظن قتل سے بوجہ بے سروسامانی کے اور عقلی و اعتقادی نہ تھی پس اس میں کوئی اعتراض نہ رہا اسی طرح اہتمام مشورہ کو مجازاً جدال فرما دیا اس میں بھی کوئی اعتراض نہیں **ربط** اوپر ایک انعام مذکور ہوا آگے دوسرا مذکور ہے۔

انعام ثانی

وَإِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ أَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّونَ أَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُونُ لَكُمْ وَيُرِيدُ اللّٰهُ أَنْ يُحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكَافِرِينَ ۙ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ ۚ اور تم لوگ اس وقت کو یاد کرو جبکہ اللہ تعالیٰ (بذریعہ وحی الی الرسول کے) تم سے ان دو جماعتوں (یعنی قافلہ و لشکر) میں سے ایک (جماعت) کا وعدہ کرتے تھے کہ وہ (جماعت) تمہارے ہاتھ آجاویگی (یعنی مغلوب ہو جاویگی) اور تم اس تمنا میں تھے کہ غیر مسلح جماعت (یعنی قافلہ) تمہارے ہاتھ آجاوے اور اللہ تعالیٰ کو یہ منظور تھا کہ اپنے احکام سے حق کا حق ہونا (عملاً) ثابت کر دے (اس طور سے کہ اس کو غلبہ دیدے) اور (یہ منظور تھا کہ) ان کافروں کی بنیاد (اور قوت) کو قطع کر دے تاکہ (اس قطع کے ذریعہ سے بھی) حق کا حق ہونا اور باطل کا باطل ہونا (عملاً) ثابت کر دے گو (اس احقاق حق و ابطال باطل کو) یہ مجرم لوگ (یعنی کفار جو کہ مغلوب ہوئے) ناپسند ہی کریں **ف** اوپر کی آیت میں جو قصہ مذکور ہوا وہ اس آیت کے حل تفسیر کے لیے بھی کافی ہے اور اس غلبہ کو باوجود اسکے کہ تمام کفار قریش ہلاک نہ ہوئے تھے قطع دابر اس لیے کہا گیا کہ اس واقعہ سے انکی قوت بالکل فنا ہو گئی تھی۔ کیونکہ ان کے بڑے بڑے رئیس ستر قتل اور ستر قید ہوئے تھے اس طرح گویا وہ سب ہی ختم ہو گئے تھے اور کلمات کی تفسیر جو احکام سے کیگئی ہے اس سے مراد یا احکام شرعیہ ہیں جسکا مصداق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لوگوں کو بدر کی طرف چلنے کے لیے فرمانا ہے اور یا احکام تکوینیہ ہیں کہ عبارت ہے غلبہ مقدرہ سے اور دونوں صورتوں میں جمع لانا باعتبار تعدد متعلق کے ہے کہ وہ انکا چلنا ان کا لڑنا انکا مغلوب و مجروح و قید و ہلاک ہونا ہے اور یحق الحق میں تکرار اس لیے نہیں کہ پہلی جگہ وہ بلا واسطے مقصود ہی اور دوسری جگہ بواسطہ قطع دابر مقصود ہی اور اشارہ ہے اس طرف کہ کسی کا ہلاک وغیرہ جو واقع ہوتا ہے وہ کسی خیر کی وجہ سے مقصود ہوتا ہے اس انعام کا حاصل مقابلہ کفار ہے جسکا انجام خیر ہوا جیسا انعام اول کا حاصل اخراج تھا **ربط** اوپر بعض انعامات مذکور ہیں آگے بعض کا ذکر ہے۔

اللغات قوله الشوكة واحد الشوك المعروف ثم استعيرت للحدة والشدة و تطلق على السلاح ايضا و فسرها بعضهم به هنا كذا في الروح

ملحقات الترجمة

۱ے قوله الکارهين

ن مانه سببه الوقعة

لیقطع دابر جمیع الکافرین

۲

إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُم بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ ۝ وَمَا جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا بُشْرَىٰ وَ

اُسوقت کو یاد کرو جبکہ تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے تمہاری سن لی کہ میں تمکو ایک ہزار فرشتوں سے مدد دونگا جو سلسلہ وار چلے آوینگے اور اللہ تعالیٰ نے یہ امداد محض اسلیے کی کہ بشارت

لِتَطْمَئِنَّ بِهِ قُلُوبُكُمْ ۚ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِندِ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ إِذْ يُغَشِّيكُمُ النُّعَاسَ أَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ

ہو اور تاکہ تمہارے دلوں کو قرار ہوجاوے اور نصرت صرف اللہ ہی کی طرف سے ہے جو کہ زبردست حکمت والے ہیں اسوقت کو یاد کرو جبکہ اللہ تعالیٰ تم پر اونگھ کو طاری کر رہا تھا اپنی طرف سے چین دینے کیلیے

عَلَيْكُم مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً لِّيُطَهِّرَكُم بِهِ وَيُذْهِبَ عَنكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ وَلِيَرْبِطَ عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ

پانی برسا رہا تھا تاکہ اس پانی کے ذریعہ سے تم کو پاک کردے اور تم سے شیطانی وسوسہ کو دفع کردے اور تمہارے دلوں کو مضبوط کردے اور تمہارے پاؤں جمادے

انعام ثالث

إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُم بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ ۝ وَمَا جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا بُشْرَىٰ وَلِتَطْمَئِنَّ بِهِ قُلُوبُكُمْ ۚ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِندِ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ اُسوقت کو یاد کرو جبکہ تم اپنے رب سے (اپنی قلت اور اُنکی کثرت دیکھکر) فریاد کر رہے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے تمہاری (فریاد) سن لی (اور وعدہ فرمایا) کہ میں تمکو ایک ہزار فرشتوں سے مدد دونگا جو سلسلہ وار چلے آوینگے اور اللہ تعالیٰ نے یہ امداد (مذکور ملائکہ سے) محض اس (حکمت) سے کیلیے کی کہ (غلبہ کی) بشارت ہو (یعنی غلبہ کی توقع سے خوشی ہوجاوے) اور تاکہ تمہارے دلوں کو (اضطراب سے) قرار ہوجاوے (یعنی تسلی اسباب سے ہوتی ہے اسلیے ایسا کیا) اور (واقع میں تو) نصرت (اور غلبہ) صرف اللہ ہی کی طرف سے ہے جو کہ زبردست حکمت والے ہیں ف پارہ لن تنالوا کے ربع پر بھی ایک ایسی ہی آیت آچکی ہے اسکے ضروری متعلقات وہاں ملاحظہ کیے جاویں اور اس انعام کا حاصل استجابت استغاثہ ہے اور اس واقعہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دعائے نصرۃ کرنا صحاح میں مروی ہے اور ظاہر آیت سے دوسرے مسلمانوں کا دعا کرنا مفہوم ہوتا ہے پس مجموعہ سے مجموعہ ثابت ہوگیا اور بعض نے تستغیثون کا مخاطب تعظیماً جناب نبوی کو بنایا ہے واللہ اعلم ربط اوپر بعض انعامات مذکور تھے آگے بعض کا ذکر ہے۔

انعام رابع

إِذْ يُغَشِّيكُمُ النُّعَاسَ أَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُم مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً لِّيُطَهِّرَكُم بِهِ وَيُذْهِبَ عَنكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ وَلِيَرْبِطَ عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ ۝ (اسمیں اشارہ ہے ایک قصہ کی طرف بیان اجمالی اُسکا یہ ہے کہ بدر میں مشرکین پہلے جا پہونچے تھے اور پانی پر قبضہ کرلیا تھا مسلمان بعد میں پہونچے اور ایک خشک ریگستان میں اُترے جہاں پانی نہ ہونے سے پیاس کی بھی شدت اور نماز کے وقت وضو اور غسل سے بھی عاجز (اور تیمم کا حکم اُس وقت تک نازل نہ ہوا تھا) ادہر ریگستان میں چلنا پھرنا مصیبت کہ اُسمیں پاؤں دھنسے جاتے تھے ان اسباب سے قلب سخت پریشان ہوا اوپر سے شیطان نے وسوسہ ڈالنا شروع کیا کہ اگر تم اللہ کے نزدیک مقبول ومنصور ہوتے تو اس پریشانی میں کیوں پھنستے حالانکہ یہ وسوسہ محض بے بنیاد تھا مگر پریشانی بڑھانے کے لیے کافی تھا حق تعالیٰ نے اول باران رحمت نازل فرمایا جس سے پانی کی افراط ہوگئی پیا بھی وضو غسل بھی کیا اور اُس سے ریتا جم گیا اور دھنس جاتی رہی برخلاف اسکے کفار نرم زمین میں تھے وہاں کیچڑ ہوگئی جس سے چلنے پھرنے میں تکلف ہونے لگا غرض سب وساوس وتشویشات دفع ہوگئے اسکے بعد اُنپر اونگھ کا غلبہ ہوا جس سے پوری راحت ہوگئی اور سب بے چینی جاتی رہی اس آیت میں ان واقعات کی طرف اشارہ ہے **تفسیر** اُس وقت کو یاد کرو جبکہ اللہ تعالیٰ تم پر اونگھ کو طاری کر رہا تھا اپنی طرف سے چین دینے کے لیے اور (اُسکے قبل) تم پر آسمان سے پانی برسا رہا تھا تاکہ اُس پانی کے ذریعہ سے تمکو (حدث اصغر وحدث اکبر سے) پاک کردے

اللغات ردف واردف بمعنی وتعدی الے مفعول واحد والمعنی تابعا لبعضهم بعضا وقد یجیئ اردف متعدیا الے مفعولین والمعنی متبعا مبنیا للفاعل بعضهم بعضا وفی قرارة مردفین مبنیا للمفعول ای متبعا لبعضهم بعضا۔

النحو قوله اذ متعلق باذکروا استانفا وقیل بدل من اذ قبله۔

البلاغة قوله علی قلوبکم صلته واصله لیربط قلوبکم نبهت علی التضمن معنی للاستعلاء للاشارة الے ان الفرکان قد ملا واستولی من الروح ۱۲

اختلاف القراءة فی قراءة انی بالفتح بحذف الباء وفی قراءة انی بالکسر علی تقدیر القول او اجراء استجاب مجری قال لان الاستجابة من جنس القول۔

ملحقات الترجمة

سله قوله فی امنة چین دینے اختیار ملے تقدیر معناف ملے اعطار امنة للاتحاد الفاعل للعامل والمفعول له وہذا من المواہب لما علی قراءة یغشاکم فاسناد الاعطار الیه یکون مجازیا فافہم ۱۲

إِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ أَنِّي مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِينَ آمَنُوا ۚ سَأُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوا

اس وقت کو یاد کرو جبکہ آپکا رب فرشتون کو حکم دیتا تھا کہ مین تمہارا ساتھی ہون سو تم ایمان والون کی ہمت بڑھاؤ مین ابھی کفار کے قلوب مین رعب ڈالے دیتا ہون سو تم گردنون پر مارو

فَوْقَ الْأَعْنَاقِ وَاضْرِبُوا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ۝ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ شَاقُّوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ وَمَن يُشَاقِقِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ اللَّهَ

اور ان کے پور پور کو مارو ۔ یہ اس بات کی سزا ہے کہ انہون نے اللہ کی اور اسکے رسول کی مخالفت کی اور جو اللہ کی اور اسکے رسول کی مخالفت کرتا ہے

شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝ ذَٰلِكُمْ فَذُوقُوهُ وَأَنَّ لِلْكَافِرِينَ عَذَابَ النَّارِ ۝

سخت سزا دیتے ہین ۔ سو یہ سزا چکھو اور جان رکھو کہ کافرون کے لیے جہنم کا عذاب مقرر ہی ہے

اور (تاکہ اسکے ذریعہ سے) تمسے شیطانی وسوسہ کو دفع کر دے اور (تاکہ اسکی وجہ سے) تمہارے دلونکو مضبوط کر دے اور (تاکہ اسکی وجہ سے) تمہارے پاؤن جما دے (یعنی تم ریگ مین نہ دھسو) ف تفسیر سب لفظون کی قصہ مذکورہ تمہید سے واضح ہو چکی اور در منثور مین قتادہ سے مروی ہی کہ نعاس دو بار ہوا ایک یوم بدر مین (جس کا یہان ذکر ہے) دوسرا یوم احد مین (جسکا پارہ چہارم کے نصف پر ذکر ہے) اور در منثور مین حضرت علی سے مروی ہی کہ ہم سب پر نیند کا غلبہ ہوا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح تک برابر نماز پڑھنے مین مشغول رہے اور احقر کہتا ہی کہ یہ نعاس علاج تھا پریشانی کا آپ غایت توکل سے پریشان ہی نہ ہوئے تھے ان انعامات کا حاصل ظاہر ہے جنمین امر مشترک زوال غم ہے اسی اعتبار سے عدد مین ایک شمار کیا گیا ربط اوپر بعض انعامات مذکور تھے آگے بعض کا ذکر ہے۔

انعام خامس

إِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ أَنِّي مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِينَ آمَنُوا ۚ سَأُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوا فَوْقَ الْأَعْنَاقِ وَاضْرِبُوا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ﴿۱۲﴾ اسوقت کو یاد کرو جبکہ آپکا رب (ان) فرشتون کو (جو امداد کے لیے نازل ہوئے تھے) حکم دیتا تھا کہ مین تمہارا ساتھی (اور مددگار) ہون سو (مجھکو مددگار سمجھکر) تم ایمان والون کی ہمت بڑھاؤ مین ابھی کفار کے قلوب مین رعب ڈالے دیتا ہون (اور یہ بیان ہی انی معکم کا) سو تم (کفار کی) گردنون پر (حربہ) مارو اور انکے پور پور کو مارو (یہ بیان ہی فثبتوا کا) ف ظاہر آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ملائکہ نے قتال کیا ہو در منثور مین اسکی موید روایات بھی ہین اور بعض نے کہا ہے کہ سالقی الخ کا مطلب یہ ہی کہ ملائکہ کو حکم ہوا کہ اہل ایمان کی اس طرح تثبیت کرو کہ انکے قلوب مین تصرف ملکی سے یہ القا کرو کہ سالقی الخ جس سے انکے دل مین یہ عزم پیدا ہو جاوے انعام ثالث مین ملائکہ کا نزول معلوم ہو چکا اس انعام کا حاصل ملائکہ کو معین بنانا ہے قتالاً یا القاءً اور کفار کا مرعوب بلکہ مغلوب ہو جانا اظہر واشہر ہے اور جاننا چاہیئے کہ اصلی مقصود نزول ملائکہ سے تثبیت تھا جو بلا قتال بھی ممکن ہے جیسا ربع پارہ لن تنالوا آیت وما جعلہ اللہ کی تفسیر مین بیان ہو چکا ہے اور یہان بھی تصرف ملکی کے لفظ مین اس طرف اشارہ ہے اور وقوع قتال زیادہ تیقن بہ نزول ملائکہ کے لیے ہو سکتا ہے اور تثبیت کا بلا قتال ممکن ہونا بطریق مذکور روح المعانی مین زجاج سے منقول ہی دللات قوۃ القاء الخیر فی القلب الخ ربط اوپر کفار کے مقتول و مخذول ہونے کا ذکر تھا جو مومنین کے حق مین انعام اور کفار کے حق مین انتقام ہے جسکو آیات بالا مین بعنوان انعام علی المومنین ذکر فرمایا ہی آگے اسکو بعنوان انتقام عن الکافرین بیان فرماتے ہین۔

انتقام بودن واقعہ مذکورہ از کفار

ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ شَاقُّوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ وَمَن يُشَاقِقِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿۱۳﴾ ذَٰلِكُمْ فَذُوقُوهُ وَأَنَّ لِلْكَافِرِينَ عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۴﴾ یہ اس بات کی سزا ہے کہ انہون نے اللہ کی اور اسکے رسول کی مخالفت کی اور جو اللہ کی اور اسکے رسول کی مخالفت کرتا ہی تو اللہ تعالیٰ (اسکو) سخت سزا دیتے ہین (خواہ دنیا مین کسی حکمت سے یا آخرت مین یا دونون جگہ) سو (اس مخالفت کی وجہ سے سردست تو) یہ سزا چکھو اور جان رکھو کہ کافرون کے لیے جہنم کا عذاب مقرر ہی ہو (سزا دنیوی سے وہ نہین ٹل گیا کہ اصلی وہی ہی ربط اوپر ملائکہ کو تثبیت مومنین کا حکم تھا آگے مومنین کو ثبات کا حکم ہے اور چونکہ اس حکم کا متعلق جہاد کے ساتھ

اللغات قولہ فوق الاعناق قیل علی الاعناق فوق بمعنی علی قیل علی الرؤس التی ہی فوق الاعناق البنان اطراف الاصابع وہو بلغۃ ہذیل الجسد کلہ کذا فی الدر المنثور عن ابن عباس رض۔ النحو قولہ ذلکم المرفوع لکونہ مبتدأ حذف خبرہ ای العذاب الدنیوی او منصوب باضمار ذوقوا وان معمول لاعلموا

المقدر۔

البلاغۃ قولہ للکفرین فیہ وضع المظہر موضع المضمر۔ اختلاف القراءۃ فی قراءۃ ان علی الاستیناف۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوهُمُ الْأَدْبَارَ ۝ وَمَن يُوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهُ إِلَّا

اے ایمان والو جب تم کافروں سے دو بدو مقابل ہو جاؤ　تو اُن سے پشت مت پھیرنا　اور جو شخص اُنکو اُس موقع پر پشت پھیرے گا مگر ہاں

مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ أَوْ مُتَحَيِّزًا إِلَىٰ فِئَةٍ فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ وَمَأْوَاهُ جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝ فَلَمْ تَقْتُلُوهُمْ

جو لڑائی کے لیے پینترا بدلتا ہو یا جو اپنی جماعت کی طرف پناہ لینے آتا ہو وہ مستثنیٰ ہیں باقی اور جو ایسا کریگا وہ اللہ کے غضب میں آجاویگا اور اُسکا ٹھکانا دوزخ ہوگا اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے سو تم نے انکو

وَلَٰكِنَّ اللَّهَ قَتَلَهُمْ ۚ وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ ۚ وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِينَ مِنْهُ بَلَاءً حَسَنًا ۚ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ

لیکن اللہ تعالیٰ نے　اُن کو قتل کیا　اور آپنے خاک کی مٹھی نہیں پھینکی لیکن اللہ تعالیٰ نے وہ پھینکی　اور تاکہ مسلمانوں کو اپنی طرف سے اُن کی محنت کا خوب عوض دے　بلاشبہ اللہ تعالیٰ

عَلِيمٌ ۝ ذَٰلِكُمْ وَأَنَّ اللَّهَ مُوهِنُ كَيْدِ الْكَافِرِينَ ۝

خوب سننے والے خوب جاننے والے ہیں ایک بات تو یہ ہوئی اور دوسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کافروں کی تدبیر کا کمزور کرنا تھا

متعلق کرنا مقصود ہے اسلیئے عام عنوان سے اسکا ذکر فرمایا ہے۔

تحریم فرار از جہاد

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوهُمُ الْأَدْبَارَ ⑮ وَمَن يُوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهُ إِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ أَوْ مُتَحَيِّزًا إِلَىٰ فِئَةٍ فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ وَمَأْوَاهُ جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ⑯ اے ایمان والو جب تم کافروں سے (جہاد میں) دو بدو مقابل ہو جاؤ تو اُن سے پشت مت پھیرنا (یعنی جہاد سے مت بھاگنا) اور جو شخص اُن سے اُس موقع پر (یعنی مقابلہ کے وقت) پشت پھیرے گا مگر ہاں جو لڑائی کے لیے پینترا بدلتا ہو یا جو اپنی جماعت کی طرف پناہ لینے آتا ہو وہ مستثنیٰ ہے باقی اور جو ایسا کرے گا وہ اللہ کے غضب میں آجاویگا اور اُس کا ٹھکانا دوزخ ہوگا اور وہ بہت ہی بُری جگہ ہے **ف مسئلہ** جہاد سے بھاگنا حرام ہے **مسئلہ** ہاں اگر کافر دونے سے زیادہ ہوں تو جائز ہے کما سیاتی من قولہ۔ الآن خفف اللہ الخ **مسئلہ** اور جب دونے سے زیادہ نہوں تب بھی دو صورتیں جواز کی ہیں جن کو آیت میں مستثنیٰ فرمایا ہے ایک یہ کہ دھوکا دینے کو سامنے سے بھاگا ہو تاکہ حریف غافل ہو جاوے پھر دفعۃً لوٹ کر اُسپر حربہ کرے دوسرے یہ کہ مقصود اصلی بھاگنا نہ ہو بلکہ بوجہ بے سروسامانی وغیرہ عوارض کے اپنی جماعت میں اس غرض سے آملا کہ انسے قوت و سامان حاصل کر کے پھر جاکر مقابلہ ہوگا پھر بعض نے جماعت کے قریب ہونے کی شرط لگائی ہے اور بعض نے عام کہا ہے اور بعض روایات میں جو آیا ہے کہ یہ حکم بدر کے ساتھ خاص تھا تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ دوسرے مواقع قتال میں فرار جائز ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ بدر میں باوجود اس کے کہ کفار دوچند سے زیادہ تھے پھر بھی فرار جائز نہ تھا جس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ اُس وقت تک وہ حکم جس میں دوچند کی قید ہے نازل نہ ہوا تھا اس اعتبار سے بدر کے ساتھ خاص کہہ دیا گیا۔ **ربط** اوپر امداد غیبی کا بیان کیا گیا تھا آگے اُس پر ایک تفریع فرماتے ہیں کہ یہ غلبہ ہماری قدرت و مشیت کا اثر ہے گو ظاہراً بوجہ خاص حکمت کے جس کا ذکر ولیبلی الخ میں ہے تمہارے فعل پر مرتب ہوا ہو۔

علّت بودن قدرت حق و حکمت بودن قدرت خلق

فَلَمْ تَقْتُلُوهُمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ قَتَلَهُمْ ۚ وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ ۚ وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِينَ مِنْهُ بَلَاءً حَسَنًا ۚ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ⑰ ذَٰلِكُمْ وَأَنَّ اللَّهَ مُوهِنُ كَيْدِ الْكَافِرِينَ ⑱ (اس میں ہی ایک قصہ کیطرف اشارہ ہے وہ یہ کہ آپنے بدر کے روز ایک مٹھی کنکریوں کی اُٹھا کر کافروں کی طرف پھینکی

اللغات الزحف مشی الصبی علی الاست والمراد ہنا مشی کل فریق الی صاحبہ للقتال۔
النحو قولہ زحفا حال بمعنی زاحفین ای ماشین حال من الفاعل والمفعول کلیہما۔
البلاغۃ قولہ لا تولوا لم یقل لا تفروا مبالغۃ لان التولی ادنی من الفرار قولہ اذ رمیت للوصل لم یرد فی قرینۃ لو قتلتموہم للایذان بکون ہذا الرمی البعید بکثیر عما ترتب

علیہ فنبہ بتصریحہ علی کونہ عجیبا ولا کذلک القتل فافہم واللہ اعلم۔

اختلاف القراءۃ

فی قراءۃ وان اللہ بالکسر من عطف الجملۃ خبر محذوف الاجزاء علی الجملۃ المحذوفۃ الاجزاء۔

إِنْ تَسْتَفْتِحُوا فَقَدْ جَاءَكُمُ الْفَتْحُ ۚ وَإِنْ تَنْتَهُوا فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ ۖ وَإِنْ تَعُودُوا نَعُدْ ۚ وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ

اگر تم لوگ فیصلہ چاہتے ہو تو وہ فیصلہ تو تمہارے سامنے آموجود ہوا اور اگر باز آجاؤ تو یہ تمہارے لیے نہایت خوب ہے اور اگر تم پھر وہی کام کروگے تو ہم بھی پھر وہی کام کرینگے اور تمہاری جمعیت تمہارے ذرا بھی

شَيْئًا وَلَوْ كَثُرَتْ ۙ وَأَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ ۝

گو کتنی زیادہ ہو اور واقعی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے ساتھ ہے

جس کے ریزے سب کی آنکھوں میں جاکر گرے اور ان کو شکست ہوئی اور فرشتوں کا امداد کے لیے آنا اوپر آچکا ہے اسپر بطور تفریع فرماتے ہیں کہ جب ایسے عجیب واقعات ہوئے جو کہ بالکل تمہارے اختیار سے خارج ہیں) سو (اس سے معلوم ہوا کہ تاثیر حقیقی کے مرتبہ میں) تم نے اُن (کافرون) کو قتل نہیں کیا لیکن (ہان اس مرتبہ مین) اللہ تعالےٰ نے (بیشک) اُن کو قتل کیا (یعنی موثر حقیقی اُسی کی قدرت ہے) اور (اسی طرح تاثیر حقیقی کے مرتبہ میں) آپ نے خاک کی مٹھی (اُن کی طرف) نہیں پھینکی لیکن (ہان اس مرتبہ مین) اللہ تعالیٰ نے (واقعی) وہ پھینکی اور (باوجود اسکے کہ مؤثر حقیقی قدرت حق ہے پھر جو آثار قتل وغیرہ کو قدرت عبد پر مرتب[1] فرمادیا تو اسمین حکمت یہ ہے کہ) تاکہ مسلمانون کو اپنی طرف سے اُن کی محنت کا خوب عوض دے (اور محنت کا تحقق موقوف ہے اسپر کہ فعل اُنکے عزم و اختیار سے صادر ہو) بلاشبہ اللہ تعالےٰ (ان مومنین کے اقوال کے) خوب سُننے والے (اور اُنکے افعال و احوال کے) خوب جاننے والے ہیں (ان اقوال استغاثہ اور افعال قتال و احوال تشویش وغیرہا میں جو ان کو محنت پیش آئی ہم کو اُسکی اطلاع ہے ان کو اُسپر جزا دینگے) ایک[2] بات تو یہ ہوئی اور دوسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کافرون کی تدبیر کا کمزور کرنا تھا (اور زیادہ کمزوری اُس وقت ظاہر ہوتی ہے جب اپنے برابر والے کے بلکہ اپنے سے کمزور کے ہاتھ سے مغلوب ہوجاوے اور یہ بھی موقوف ہے اس پر کہ وہ آثار مومنین کے ہاتھ سے ظاہر ہوں ورنہ کہہ سکتے تھے کہ تدابیر تو ہماری قوی تھین لیکن اقوی کے سامنے کہ تدبیر الٰہی ہے نہ چل سکین تو اس سے آیندہ مسلمانون کے مقابلہ مین اُن کا حوصلہ پست نہ ہوتا کیونکہ ان کو تو ضعیف ہی سمجھتے) **ف** مُٹھی خاک پھینکنے کا قصہ کئی بار ہوا بدر مین احد مین حنین مین لیکن یہان سیاق کلام سے بدر کا مراد لینا راجح ہے در منثور مین سب روایات موجود ہین **ربط** اوپر واقعات بدر مین بطور تذکیر نعم کے مومنین کو خطاب تھا آگے اسی واقعہ مین کفار کو بطور تذکیر نقم کے خطاب ہے ایک مضمون خاص کا جس کا قصہ یہ ہوا کہ کفار قریش ابو جہل وغیرہ نے مقابلہ کے وقت یہ دعا کی تھی کہ یا اللہ آج ہمارا اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ کردے جو حق پر ہو اُس کو آج غالب کردے کذا فی الدر المنثور اسپر یہ آیت نازل ہوئی۔

تذکیر بعض نقم کفار را

إِنْ تَسْتَفْتِحُوا فَقَدْ جَاءَكُمُ الْفَتْحُ ۖ وَإِنْ تَنْتَهُوا فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ ۖ وَإِنْ تَعُودُوا نَعُدْ ۚ وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْئًا وَلَوْ كَثُرَتْ ۙ وَأَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ (۱۹) اگر تم لوگ فیصلہ چاہتے ہو تو وہ فیصلہ تو تمہارے سامنے آموجود ہوا (کہ جو حق پر تھا اسکو غلبہ ہوگیا) اور اگر (اب حق زیادہ[3] واضح ہو چکنے کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مخالفت سے) باز آجاؤ تو یہ تمہارے لیے نہایت خوب ہے اور اگر (اب بھی باز نہ آئے بلکہ) تم پھر وہی کام کروگے (یعنی مخالفت) تو ہم بھی پھر یہی کام کرینگے (یعنی تمکو مغلوب اور مسلمانون کو غالب کردینا) اور (اگر تم کو اپنی جمعیت کا گھمنڈ ہو کہ اب کی بار اس سے زیادہ جمع کرلین گے تو یاد رکھو کہ) تمہاری جمعیت تمہارے ذرا بھی کام نہ آویگی گو کتنی زیادہ ہو اور واقعی بات[4] یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ (اصل مین) ایمان والون کے ساتھ (یعنی اُن کا مددگار) ہے (گو کسی عارض کی وجہ سے کسی وقت اُنکے غلبہ کا ظہور نہو لیکن اصل محل غلبہ کے یہی ہین اسلیئے ان سے مقابلہ کرنا اپنا نقصان کرنا ہے) **ربط** اوپر آیت ذلک بانهم شاقوا الله الخ اور آیت ان تستفتحوا الخ مین اللہ و رسول کی مخالفت کرنے والے کفار کی مذمت تھی آگے مومنین کو اللہ و رسول کی اطاعت و موافقت کا حکم اطیعوا مین اور مخالفت کرنے کی ممانعت لا تولوا مین اور اس کی تاکید کے لیے اُن کے ساتھ تشبہ کرنے کی ممانعت لا تکونوا مین

اختلاف القراءة فی قراءة ان الله والترکیب ظاہر۔

ملحقات الترجمة

[1] قوله فی رمیت خاک اشارة الی حذف المفعول للقرینة المقامیة ۱۲ [2] قوله فی ولیبلی مرتب فرمادیا اشارة الی حذف العامل وکون الواو للاستیناف والمعنی ومع کفایة قدرته جعل قدرة العبد سببا ظاہریا ۱۲ [3] قوله فی ذلکم ایک بات ای ذلکم بعض الحکمة والآخر ان الله فقدر الخبر فی موضع والمبتدا فی موضع ۱۲ [4] قوله فی ان تنتهوا زیادۃ وضوح افاد بهذا ان نفس الوضوح کان حاصلا من قبل بالبینات ۱۲ [5] قوله فی ان الله بات اشارة الی حذف مبتداه ای الامر ان الله الخ ۱۲

ربع ۹ ع ۱۶

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ ۝ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ قَالُوْا

اے ایمان والو اللہ کا کہنا مانو اور اُسکے رسول کا اور اس کہنا ماننے سے روگردانی مت کرو اور تم سن تو لیتے ہی ہو اور تم ان لوگوں کی طرح مت ہونا جو دعوے تو کرتے ہیں

سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۝ اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝ وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ

کہ ہم نے سن لیا حالانکہ وہ سُنتے سُناتے کچھ نہیں بیشک بدترین خلائق اللہ کے نزدیک وہ لوگ ہیں جو بہرے ہیں گونگے ہیں جو کہ ذرا نہیں سمجھتے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ اُن میں

فِيْهِمْ خَيْرًا لَّاَسْمَعَهُمْ ؕ وَلَوْ اَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ

کوئی خوبی دیکھتے تو انکو سُننے کی توفیق دیتے اور اگر ان کو اب سنا دیں تو ضرور روگردانی کرینگے بے رخی کرتے ہوئے۔ اے ایمان والو تم اللہ اور رسول کے کہنے کو بجا لایا کرو

اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ وَاتَّقُوْا فِتْنَةً

جبکہ رسول تمکو تمہاری زندگی بخش چیز کی طرف بلاتے ہوں اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ آڑ بنجایا کرتا ہے آدمی کے اور اُسکے قلب کے درمیان میں اور بلاشبہ تم سبکو خدا ہی کے پاس جمع ہونا ہے اور تم ایسے وبال سے بچو

لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ

کہ جو خاص ان ہی لوگوں پر واقع نہ ہوگا جو تم میں اُن گناہوں کے مرتکب ہوئے ہیں اور یہ جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والے ہیں۔ اور اس حالت کو یاد کرو جب کہ تم قلیل تھے

فِى الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

سرزمین میں کمزور شمار کیے جاتے تھے اس اندیشہ میں رہتے تھے کہ تمکو لوگ نوچ کھسوٹ نہ لیں سو اللہ نے تمکو رہنے کو جگہ دی اور تمکو اپنی نصرت سے قوت دی اور تمکو نفیس نفیس چیزیں عطا فرمائیں تاکہ تم شکر کرو

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ

اے ایمان والو تم اللہ اور رسول کے حقوق میں خلل مت ڈالو اور اپنی قابل حفاظت چیزوں میں خلل مت ڈالو اور تم تو جانتے ہو اور تم اس بات کو جان رکھو کہ تمہارے اموال اور

فِتْنَةٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ

ایک امتحان کی چیز ہے اور اس بات کو بھی جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ کے پاس بڑا بھاری اجر ہے اے ایمان والو اگر تم اللہ سے ڈرتے رہوگے تو اللہ تعالیٰ تم کو ایک فیصلہ کی چیز دیگا اور تم سے تمہارے گناہ

ع ۹ ۱۷

پھر مشبہ بہ کی مذمت ان شر الدواب میں اور اطاعت میں بندوں ہی کا نفع ہونا کہ حیات ابدی ہے اور اعراض میں اُن ہی کا نقصان ہونا استجیبوا الخ میں اور اپنے ساتھ دوسروں کو بھی اللہ و رسول کے مطیع بنانے کی کوشش کرنا واتقوا میں اور ترغیب اطاعت کے لیے اپنی بعض نعمتیں یاد دلانا واذکروا میں اور اخلال فی الاطاعت کا خیانت مذمومہ ہونا لا تخونوا میں اور جو امور بعض اوقات اخلال فی الاطاعت کے اسباب ہو جاتے ہیں اُنپر متنبہ کرنا واعلموا میں اور اطاعت کی بعض برکات ان تتقوا میں اور ایک واقعہ متعلقہ ہجرت نبویہ کا یاد دلانا جس کا نفع عام مومنین کی طرف عائد ہوا واذ یمکر بک میں یہ سب مضامین خیر الماکرین تک مذکور ہیں اور ان کا تناسب متجاذب ہونا ظاہر ہے اور اہتمام کے لیے جا بجا یا ایہا الذین امنوا کو مکرر لائے ہیں۔

ترغیب اطاعت و ترہیب معصیت

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۲۱﴾ اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيْهِمْ خَيْرًا لَّاَسْمَعَهُمْ ؕ وَلَوْ اَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲۳﴾ يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۵﴾ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِى الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۲۶﴾ يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۸﴾ يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ

وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ○ وَاِذْ یَمْكُرُ بِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْكَ اَوْ یَقْتُلُوْكَ اَوْ یُخْرِجُوْكَ ؕ وَیَمْكُرُوْنَ

اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والے ہیں اور اس واقعہ کا بھی ذکر کیجیے جبکہ کافر لوگ آپکی نسبت تدبیریں سوچ رہے تھے کہ آپکو قید کر لیں یا آپکو قتل کر ڈالیں یا آپکو خارج وطن کر دیں اور وہ تو اپنی تدبیریں کر رہے تھے

وَیَمْكُرُ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَیْرُ الْمَاكِرِیْنَ ○

اور اللہ اپنی تدبیر کر رہے تھے اور سب سے زیادہ مستحکم تدبیر والا اللہ ہے

وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ﴿۲۹﴾ وَاِذْ یَمْكُرُ بِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْكَ اَوْ یَقْتُلُوْكَ اَوْ یُخْرِجُوْكَ ؕ وَیَمْكُرُوْنَ وَیَمْكُرُ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَیْرُ الْمَاكِرِیْنَ ﴿۳۰﴾ اے ایمان والو اللہ کا کہنا مانو اور اس کے رسول کا اور اس کہنا ماننے[1] سے روگردانی مت کرو اور تم (اعتقاد سے[2]) سن تو لیتے ہی ہو (یعنی جیسا اعتقاد سے سن لیتے ہو ایسا ہی عمل بھی کیا کرو) اور تم (ترک اطاعت میں) اُن لوگوں کی طرح مت ہونا جو دعویٰ تو کرتے ہیں کہ ہم نے سن لیا (جیسا کفار[3] مطلق سماع کے اور منافقین سماع مع الاعتقاد کے مدعی تھے) حالانکہ وہ سنتے سناتے کچھ نہیں (کیونکہ تفہم اور اعتقاد دونوں میں مفقود ہے مطلب یہ کہ ثمرہ اعتقاد سے سننے کا عمل ہے جب عمل نہ ہوا تو بعض وجوہ سے مشابہ اسی کے ہو گیا کہ جیسے اعتقاد کے ساتھ سنا ہی نہیں جسکو تم بھی سخت مذموم جانتے ہو) بیشک (یہ بات ضرور ہے کہ اعتقاد سے سنکر عمل نہ کرنے والے اور ایک بلا اعتقاد سننے والے جو مثل نہ سننے کے ہیں بہرے ہونے میں متفاوت ضرور ہیں کیونکہ کافر اور عاصی برابر نہیں چنانچہ) بدترین خلائق[4] اللہ کے نزدیک وہ لوگ ہیں جو (حق بات کو اعتقاد کے ساتھ سننے سے) بہرے ہیں (اور حق بات کے کہنے سے) گونگے ہیں (اور) جو کہ (حق بات کو) ذرا نہیں سمجھتے (اور باوجود اعتقاد سے جن سے عمل میں کوتاہی ہو جاتی ہے وہ بدتر نہیں ہیں گو بد ہیں سو بد بھی نہ ہونا چاہیئے) اور (جن کا حال مذکور ہوا کہ وہ اعتقاد سے نہیں سنتے وجہ اسکی یہ ہے کہ ان میں ایک بڑی خوبی کی کسر ہے اور وہ خوبی طلب حق ہے کیونکہ مبدأ اعتقاد کا یہی طلب اور تلاش ہے گو اسوقت اعتقاد نہ ہو مگر کم از کم تردد تو ہو پھر اُسی تردد و طلب کی برکت سے حق واضح ہو جاتا ہے اور وہ تردد اعتقاد بنجاتا ہے جس پر سماع کا نافع ہونا موقوف ہے سو ان میں یہی خوبی مفقود ہے چنانچہ) اگر اللہ تعالیٰ اُن میں کوئی خوبی دیکھتے[5] (مراد یہ کہ اُن میں وہ خوبی مذکور ہوتی کیونکہ خوبی کے وجود کے وقت علم الٰہی کا تعلق لازم ہے پس لازم بولکر ملزوم مراد لے لیا اور کوئی خوبی اسلیے کہا کہ جب ایسی خوبی نہیں جس پر مدار نجات ہے تو گویا کوئی خوبی ہی نہیں یعنی اگر اُنمیں طلب حق ہوتی) تو (اللہ تعالیٰ) اُن کو (اعتقاد کے ساتھ) سننے کی توفیق دیتے (جیسا مذکور ہوا کہ طلب سے اعتقاد پیدا ہو جاتا ہے) اور اگر (اللہ تعالیٰ) اُن کو اب (حالت موجودہ میں کہ اُن میں طلب حق نہیں ہے) سنا دیں[6] (جیسا کہ گاہ گاہ ظاہری کانوں سے سن ہی لیتے ہیں) تو ضرور روگردانی کرینگے بے رُخی کرتے ہوئے (یعنی یہ نہیں کہ تامل و تدبر کے بعد بوجہ ظہور غلطی کے روگردانی کی ہو کیونکہ یہاں غلطی کا نام و نشان ہی نہیں بلکہ غضب تو یہ ہے کہ اُدھر توجہ ہی نہیں کرتے اور) اے ایمان والو (جب ہمنے جو اوپر تمکو اطاعت کا حکم کیا ہے تو یاد رکھو اسمیں تمہارا ہی فائدہ ہے کہ وہ حیات ابدی ہے جب یہ بات ہے تو) تم اللہ اور رسول کے کہنے کو بجا لایا کرو جبکہ رسول (جن کا ارشاد خدا ہی کا ارشاد ہے) تم کو تمہاری زندگی بخش چیز کی طرف (یعنی دین کی طرف جس سے زندگی جاوید میسر ہوتی ہے) بُلاتے ہوں (تو اس حالت میں جب کہ ہر طرح تمہارا ہی فائدہ ہے کوئی وجہ نہیں کہ تم عمل نہ کرو) اور (اس کے متعلق دو باتیں اور) جان رکھو (ایک بات یہ) کہ اللہ تعالیٰ آڑ بنجایا کرتا ہے آدمی کے اور اس کے قلب کے درمیان میں (دو طریق سے ایک طریق یہ کہ مومن کے قلب میں طاعت کی برکت سے کفر و معصیت کو نہیں آنے دیتا دوسرا طریق یہ کہ کافر کے قلب میں مخالفت کی نحوست سے ایمان و طاعت کو نہیں آنے دیتا اس سے معلوم ہوا کہ طاعت کی مداومت بڑی نافع چیز ہے اور مخالفت کی مواظبت بڑی مضر چیز ہے) اور (دوسری بات یہ جان رکھو کہ) بلاشبہ تم سب کو خدا ہی کے پاس جمع ہونا ہے (اُس وقت طاعت پر جزا اور مخالفت پر سزا ہوگی اس سے بھی طاعت کا نافع ہونا اور مخالفت کا مضر ہونا ثابت ہوا) اور (جس طرح تم پر اپنی اصلاح کے متعلق طاعت واجب ہے اسی طرح یہ بھی طاعت واجبہ میں داخل ہے کہ بقدر وسع دوسروں کی اصلاح میں بطریق امر بالمعروف و نہی عن المنکر بالید یا باللسان یا ترک اختلاط یا نفرت بالقلب جو کہ آخری درجہ ہے کوشش کرو ورنہ درصورت مداہنت اُن منکرات کا وبال جیسا مرتکبین منکرات پر واقع ہوگا ایسا ہی کسی درجہ میں ان مداہنت کرنے والوں پر بھی واقع ہوگا جب یہ بات ہے تو) تم ایسے وبال سے بچو کہ جو خاص اُن ہی لوگوں پر واقع

ملحقات الترجمہ

[1] قولہ فی لا تولوا عنہ اس کہنا ماننے سے اشارة الی عود الضمیر الی الطاعة بتاویل الامر کما فی الروح او لکونہ مصدرا ذا التارا ۱۲

[2] قولہ فی تسمعون اعتقاد سے سن تو لیتے ہی ہو ہو من المواہب و ہو حال ۱۲

[3] قولہ فی سمعنا جیسا کفار الخ فالسماع عام للغوی و الشرعی الذی یدعیہ المنافقون ۱۲

[4] قولہ فی دواب خلائق رواہ فی الدر المنثور عن ابن زید و فسر و ما من دابة الخ ۱۲

[5] قولہ فی لو علم دیکھتے من الرویة القلبیة ۱۲

[6] قولہ فی و لو اسمعہم اگر سنا دیں بعد ما قیل اگر سنا نے اشارة الی ان المعنی ان کقولہ تعالیٰ و لو ترى او و قفوا لا تدل علی استقرار مدخولہا و انما تفید الملازمة بین الامرین سواء وقعا او لم یقعا ۱۲ قولہ ہنا کہ حالت موجودہ انفع بہذا علیہم من الشرطیتین من استلزام علم اللہ منہم خیر التولیہم بناء علی ان لازم اللازم لازم وجہ الدفع فاسع ظاہر فان الاسماع اللازم غیر الاسماع الملزوم و قد رایت التصریح بہذا المعنی فی الدر المنثور عن ابن زید رضی اللہ عنہ ہکذا

[illegible]

نہ ہوگا جو تم مین اُن گناہون کے مرتکب ہوئے ہین (بلکہ اُن گناہون کو دیکھکر جنہون نے مداہنت کی ہے وہ بھی اُس مین شریک ہون گے اور اُس سے بچنا یہی ہے کہ مداہنت مت کرو) اور یہ جان رکھو کہ اللہ تعالےٰ سخت سزا دینے والے ہین (اُن کی سزا سے خوف کر کے مداہنت سے بچو) اور (اس غرض سے کہ نعمتون کے یاد کرنے سے اطاعت منعم کا شوق ہوتا ہے خدا تعالےٰ کی نعمتون کو اور خاص کر) اُس حالت کو یاد کرو جبکہ تم (ایک وقت مین یعنی قبل ہجرت مدینہ بھی) قلیل تھے (اور قوت کے اعتبار سے بھی) سرزمین (مکہ) مین کمزور شمار کیے جاتے تھے (اور غایت ضعف حال سے) اس اندیشہ مین رہتے تھے کہ تم کو (مخالف) لوگ نوچ کھسوٹ نہ لین سو (ایسی حالت مین) اللہ تعالےٰ نے تم کو (مدینہ مین اطمینان سے) رہنے کو جگہ دی اور تم کو اپنی نصرت سے قوت دی (سامان سے بھی اور مردم شماری کو زیادہ کرنے سے بھی جس سے قلت اور استضعاف اور خوف اختطاف سب زائل ہوگیا) اور (صرف یہی نہین کہ تمہاری مصیبت ہی کو دور کر دیا ہو بلکہ اعلیٰ درجہ کی خوشحالی بھی عطا فرمائی کہ دشمنون پر تم کو غلبہ دیکر کثرت فتوحات سے) تم کو نفیس نفیس چیزین عطا فرمائین تاکہ تم (ان نعمتون کا) شکر کرو (اور بڑا شکر یہ ہے کہ اطاعت کرو) اے ایمان والو (ہم مخالفت اور معصیت سے اسلیئے ممانعت کرتے ہین کہ اللہ اور رسول کے تم پر کچھ حقوق ہین جن کا نفع تمہاری ہی طرف عائد ہوتا ہے اور معصیت سے اُن حقوق مین خلل پڑتا ہے جس سے واقع مین تمہارے ہی نفع مین خلل پڑتا ہے جب یہ بات ہے تو) تم اللہ اور رسول کے حقوق مین خلل مت ڈالو اور (باعتبار انجام کے اس مضمون کو اس طرح کہا جا سکتا ہے کہ تم) اپنی قابل حفاظت چیزون مین (کہ وہ تمہارے منافع ہین جو اعمال پر مترتب ہوتے ہین) خلل مت ڈالو اور تم تو (اس کا مضر ہونا) جانتے ہو اور (اکثر اوقات مال و اولاد کی محبت مخل طاعت ہو جاتی ہے اس لیے تم کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ) تم اس بات کو جان رکھو کہ تمہارے اموال اور تمہاری اولاد ایک امتحان کی چیز ہے (کہ دیکھین کون ان کی محبت کو ترجیح دیتا ہے اور کون اللہ تعالےٰ کی محبت کو ترجیح دیتا ہے سو تم ان کی محبت کو ترجیح مت دینا) اور (اگر ان کے منافع کی طرف نظر جاوے تو تم) اس بات کو بھی جان رکھو کہ اللہ تعالےٰ کے پاس (اُن لوگون کے لیے جو اللہ کی محبت کو ترجیح دیتے ہین) بڑا بھاری اجر (موجود) ہے (کہ اُس کے سامنے یہ فانی منفعتین محض ہیچ ہین اور) اے ایمان والو (طاعت کی اور برکات سنو وہ یہ کہ) اگر تم اللہ سے ڈرتے رہو گے (کہ اطاعت کر) تو اللہ تعالےٰ تم کو ایک فیصلہ کی چیز دیگا (اس مین ہدایت اور نور قلب جس سے حق و باطل مین علمی فیصلہ ہوتا ہے اور غلبہ علی الاعداء اور نجات آخرت جس سے حق و باطل مین عملی فیصلہ ہوتا ہے سب آگیا) اور تم سے تمہارے گناہ دور کر دیگا اور تم کو بخشدیگا اور اللہ تعالےٰ بڑے فضل والا ہے (خدا جانے اپنے فضل سے اور کیا کیا دیدے جو قیاس و گمان مین بھی نہ آیا ہو) اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانون کے سامنے تذکیر نعمت کے لیے) اُس واقعہ کا بھی ذکر کیجئے جبکہ کافر لوگ آپ کی نسبت (بُری بُری) تدبیرین سوچ رہے تھے کہ (آیا) آپ کو قید کر لین یا آپ کو قتل کر ڈالین یا آپ کو خارج وطن کر دین اور وہ تو اپنی تدبیرین کر رہے تھے اور اللہ اپنی تدبیر (اُن تدبیرون کے دفع کرنے کے لیے) کر رہے تھے اور سب سے زیادہ مستحکم تدبیر والا اللہ ہے (جس کے سامنے اُن کی ساری تدبیرین گاؤ خورد ہو گئین اور آپ بال بال محفوظ رہے اور صحیح سالم مدینہ آ پہونچے چونکہ آپ کا اس طرح بچ رہنا مومنین کے حق مین بے انتہا ابواب سعادت کی مفتاح ہے اس لیے اس واقعہ کے ذکر کا حکم فرمایا) **ف** چند مضامین ضروری الذکر ہین اول حدیث ترمذی سے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن کعب کو پکارا اور وہ نماز مین تھے تو اُن کے عذر پر آپ نے اُن کو یہ آیت یاد دلائی معلوم ہوتا ہے کہ استجیبوا اپنے عموم سے اس صورت کو بھی شامل ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو پکارین تو جواب دینا واجب ہے اور اپنے اطلاق سے اُس صورت کو بھی شامل ہے کہ یہ شخص نماز مین مشغول ہو تو نماز ہی مین جواب دینا واجب ہے رہی یہ بات کہ وہ نماز باقی رہیگی یا فاسد ہو جائیگی اور اُس کا اعادہ کرنا پڑے گا یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے اور اب اس مین گفتگو کرنے کا کوئی ثمرہ نہین بخلاف بیان عموم استجابت کے کہ تبیین تفسیر کے لیے اُس کی ضرورت ہے دوم یحول کی جو تفسیر اختیار کی گئی وہ دُرِّ منثور مین حضرت ابن عباس سے موقوفا و مرفوعا مروی ہے اور جس کا حاصل معنے تصرف و تمکن تام ہے اور اس کو حیلولہ کہنا استعارہ تمثیلیہ ہے جیسا روح مین ہے کمن حال بین شئی و شئی فانہ القادر علی التصرف فیہ دون شاہ کذلک لا یقدر العبد علی التصرف فی قلبہ کقدرۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور یہان قرینہ مقام سے دوام علی الایمان و دوام علی الکفر معلوم ہوتا ہے پس اس معنی کر یحول کلیہ نہ ہوگا ورنہ ایمان سے کفر کی طرف اور کفر سے ایمان کی طرف لوگون کا آنا مشاہد ہے

ملحقات الترجمة

سلہ قولہ فی الذین ظلموا اُن گناہون زاد اسم الاشارۃ للاشارۃ الے الجواب عما یتوہم من لزوم العقاب بغیر ذنب حاصل الجواب ان نفی الخاص لا یستلزم نفی العام ۱۲ سلہ قولہ مستضعفین سرزمین مین کمزور اشارۃ الے تعلق الظرف بالمستضعفین لورودہ فی آیۃ اخری کذلک کقولہ تعالےٰ کنا مستضعفین فی الارض ۱۲ سلہ قولہ فی یتخطفکم نوچ کھسوٹ کما فی البیضاوی فی العنکبوت بالاستلاب قتلا و سبیا ۱۲ سلہ قولہ فی الطیبات نفیس نفیس حملا لہا علی المعنی العام اللغوی ۱۲ سلہ قولہ فی اماناتکم تمہارے منافع لتفسیرہ ما فی الدر المنثور عن ابن عباس تخونوا اماناتکم یقول لا تنقصوہا والامانۃ التی ائتمن اللہ علیہا العباد و اطلقت فی لعل عدم اعادۃ لا لذلک لان الخیانۃ تمیز احد فکفی نہی واحد ۱۲ سلہ قولہ فی فرقانا ایک فیصلہ سب کیا ذکرہ فی الروح ۱۲

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا قَالُوْا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَآ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَاِذْ

اور جب اُنکے سامنے ہماری آیتین پڑہی جاتی ہین تو کہتے ہین کہ ہمنے سُن لیا اگر ہم ارادہ کرین تو اسکی برابر ہم بھی کہہ دین یہ تو کچھ بھی نہین صرف بے سند باتین ہین جو پہلون سے منقول چلی آرہی ہین اور جبکہ

قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ وَمَا

اُن لوگون نے کہا کہ اے اللہ اگر یہ قرآن آپ کی طرف سے واقعی ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسائیے یا ہم پر کوئی دردناک عذاب واقع کردیجیے اور اللہ تعالیٰ

كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ۭ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝ وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ

ایسا نکرینگے کہ اُنمین آپکے ہوتے ہوئے اُنکو عذاب دین اور اللہ تعالیٰ اُنکو عذاب نہ دینگے جس حالت مین کہ وہ استغفار بھی کرتے رہتے ہین اور اُنکا کیا استحقاق ہے کہ اُنکو اللہ تعالیٰ سزا نہ دے حالانکہ وہ لوگ

يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوْٓا اَوْلِيَآءَهٗ ۭ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَمَا كَانَ

مسجد حرام سے روکتے ہین حالانکہ وہ لوگ اُس مسجد کے متولی نہین اُس کے متولی تو سوا متقیون کے اور کوئی بھی اشخاص نہین لیکن اُن مین اکثر لوگ علم نہین رکھتے اور اُن کی نماز

صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّتَصْدِيَةً ۭ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنْفِقُوْنَ

خانہ کعبہ کے پاس صرف یہ تھی سیٹیان بجانا اور تالیان بجانا سو اس عذاب کا مزہ چکھو اپنے کفر کے سبب بلاشک یہ کافر لوگ اپنے مالون کو

اَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ فَسَيُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ ڛ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ

اس لیے خرچ کر رہے ہین کہ اللہ کی راہ سے روکین سو یہ لوگ تو اپنے مالون کو خرچ کرتے ہی رہینگے پھر وہ مال اُنکے حق مین باعث حسرت ہوجاوینگے پھر مغلوب ہوجاوینگے اور کافر لوگونکو دوزخ کی طرف

يُحْشَرُوْنَ ۝ لِيَمِيْزَ اللّٰهُ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَيَجْعَلَ الْخَبِيْثَ بَعْضَهٗ عَلٰى بَعْضٍ فَيَرْكُمَهٗ جَمِيْعًا فَيَجْعَلَهٗ فِيْ جَهَنَّمَ ۭ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ

جمع کیا جاویگا تاکہ اللہ تعالیٰ ناپاک کو پاک سے الگ کردے اور ناپاکون کو ایک کو دوسرے سے ملادے یعنی اُن سب کو متصل کردے پھر اُن سبکو جہنم مین ڈالدے ایسے ہی لوگ پورے خسارہ مین ہین -

سوم واتقوا الخ مین یہ شبہ تہ ہو کہ دوسرے کے گناہ مین پکڑا جانا آیت لا تزر الخ کے خلاف ہے جواب یہ ہے کہ وہ گناہ تو اصل فاعل کا تھا مگر مداہنت کرنا تو اس کا گناہ ہے یہ اس گناہ مین پکڑا گیا چہارم آیت لا تکونوا الخ اور آیت واعلموا انما اموالکم الخ کو بعض مفسرین نے حضرت ابو لبابہ رضی کی شان مین کہا ہے کہ یہود بنی قریظہ نے اُن سے بوجہ تعلق سابق کے مشورہ چاہا کہ ہمارے ساتھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیا کرینگے چونکہ اُنکے اہل وعیال اور اموال اُن ہی لوگون کے پاس تھے اسلیے اُنہون نے خیرخواہی کے طور پر اشارہ سے راز ظاہر کردیا کہ گلے پر ہاتھ پھیر کر بتلا دیا کہ ذبح کیے جاؤگے پھر بہت پچھتائے اور توبہ کی اور وہ مقبول بھی ہوئی ذکرہ فی الروح عن الزہری والکلبی پنجم آیت واذ یمکر الخ مین جس قصہ کی طرف اشارہ ہے اُس کا تتمہ یہ ہے کہ اخیر رائے قتل پر ٹھیری آپکو وحی سے معلوم ہوگیا آپ پوشیدہ نکل کر غار ثور مین جا چھپے اور وہان سے بفراغ خاطر مدینہ طیبہ جا پہونچے **فقط ربط** اوپر ترغیب اطاعت وترہیب معصیت سے پہلے آیت ذلک بانہم شاقوا اللہ الخ و آیت ان تستفتحوا الخ مین کفار کی مذمت تھی اور اُن کا اپنے ذمائم پر مستحق عذاب ہونا آگے بھی ختم رکوع ہم الخاسرون تک اسی مضمون کی کسی قدر تفصیل ہے -

تفصیل ذمائم کفار واستحقاق شان عذاب را

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا قَالُوْا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَآ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۱﴾ وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳۲﴾ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ۭ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوْٓا اَوْلِيَآءَهٗ ۭ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّتَصْدِيَةً ۭ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۳۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ فَسَيُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ ڛ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ يُحْشَرُوْنَ ﴿۳۶﴾ لِيَمِيْزَ اللّٰهُ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَيَجْعَلَ الْخَبِيْثَ بَعْضَهٗ عَلٰى بَعْضٍ فَيَرْكُمَهٗ جَمِيْعًا فَيَجْعَلَهٗ فِيْ جَهَنَّمَ ۭ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۳۷﴾

اور (ان کفار کی یہ حالت ہے کہ) جب ان کے سامنے ہماری آیتین پڑھی جاتی ہین تو کہتے ہین کہ ہمنے سُن (کردیکھ) لیا (یہ تو کوئی معجزہ نہین کیونکہ)
اگر ہم ارادہ کرین تو اس کی برابر ہم بھی کہلاوین (پس) یہ (قرآن) تو (کلام الٰہی و معجزہ وغیرہ) کچھ بھی نہین صرف بے سند باتین ہین جو پہلون سے منقول
چلی آتی ہین (کہ پہلے اہل ملل بھی یہی دعویٰ توحید و بعث وغیرہ کے کرتے سُنے ہین اُن ہی کے مضامین آپ نقل کررہے ہین) اور (اس سے بڑھ کر
قابل ذکر وہ حالت ہے) جب کہ اُن لوگون نے (اپنے اُس جہل مرکب مین غایت صلابت و جلادت ظاہر کرنے کو یہ بھی) کہا کہ اے اللہ اگر یہ قرآن آپ کی
طرف سے واقعی ہے تو ہم پر (اسکے نہ ماننے کی وجہ سے) آسمان سے پتھر برسائیے یا ہم پر کوئی (اور) دردناک عذاب واقع کردیجئے (جو کہ خارق عادت ہونے
مین مثل بارش سنگ کے ہو اور جب ایسے عذاب واقع نہ ہوئے تو اپنی حقانیت پر ناز کرتے ہین) اور (یہ نہین سمجھتے کہ باوجود ان کے بطلان کے
خاص موانع کی وجہ سے یہ عقوبات مذکورہ نازل نہین ہوتین اُن موانع کا بیان یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ ایسا نہ کرینگے کہ اُن مین آپ کے ہوتے ہوئے انکو (ایسا)
عذاب دین اور (نیز) اللہ تعالیٰ اُن کو (ایسا) عذاب نہ دینگے جس حالت مین کہ وہ استغفار بھی کرتے رہتے ہین (گو وہ آخرت مین بوجہ ایمان نہ ہونیکے نافع نہو
لیکن آخر عمل صالح ہے دنیا مین تو کفار کو نافع ہو جاتا ہے مطلب یہ کہ ان عقوبات خارقہ سے دو امر مانع ہین ایک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تشریف رکھنا مکہ مین
یا دنیا مین اور دوسرا اُن لوگون کا اپنے طواف وغیرہ مین یہ کہنا غفرانک غفرانک جو کہ بعد ہجرت و بعد وفات بھی باقی تھا اور ایک مانع حدیثون مین ہی کہ
حضور کی امت مین کسیکا ہونا گو امت دعوت ہی ہو یہ مانع باوجود کسی کے استغفار نکرنے کے بھی باقی ہے پس یہ امور فی نفسہ مانع ہین گو احیاناً مانع کے ہوتے
ہوئے بھی کوئی عذاب خارق کسی عارض مصلحت سے واقع ہو جاوے جیسا قذف و مسخ وغیرہ کا قرب قیامت مین ہونا حدیثون مین وارد ہے) اور (ان موانع کے
سبب عذاب خارق نازل نہ ہونے سے بالکل ہی عذاب سے مطمئن نہ ہو جاوین کیونکہ جس طرح امور مذکورہ مانع عذاب ہین اسی طرح انکی حرکتین مقتضی عذاب بھی
ہین پس مانع کا اثر عذاب خارق مین ظاہر ہوا اور مقتضی کا اثر نفس عذاب مین ظاہر ہوگا کہ عذاب غیر خارق ان پر نازل ہوگا چنانچہ اُس مقتضی کا بیان فرماتے
ہین کہ) اُن کا کیا استحقاق ہے کہ اُنکو اللہ تعالیٰ (بالکل ہی معمولی) سزا (بھی) ندے حالانکہ (اُن کی یہ حرکتین مقتضی سزا کی ہین مثلاً) وہ لوگ (پیغمبر صلی اللہ
علیہ وسلم اور مسلمانون کو) مسجد حرام (مین جانے اور اُسمین نماز پڑھنے اور اُسمین طواف کرنے) سے روکتے ہین (جیسا حدیبیہ مین حقیقۃً روکا جسکا قصہ سو کا
بقرہ معاملہ کسی وہتم مین گذرچکا اور زمانہ قیام مکہ مین حکماً روکا کہ اس قدر تنگ کیا کہ ہجرت کی ضرورت ہوئی) حالانکہ وہ لوگ اُس مسجد کے متولی (بننے کے بھی لائق)
نہین (اور عابدین کو روکنا تو درکنار رہا جسکا اختیار خود متولی کو بھی نہین ہوتا) اُسکے متولی (بننے کے لائق) تو سوا متقیون کے (کہ وہ اہل ایمان ہین) اور کوئی
بھی اشخاص نہین لیکن اُنمین اکثر لوگ (اپنی نالائقی کا) علم نہین رکھتے (خواہ علم ہی نہو یا یہ کہ جب اُس علم پر عمل نہ کیا تو وہ مثل عدم علم کے ہے غرض جو سچے
نمازی تھے اُن کو تو مسجد سے اس طرح روکا) اور (خود مسجد کا کیسا حق ادا کیا اور اُس مین کیسی اچھی نماز پڑھی جس کا بیان یہ ہے کہ) ان کی نماز خانہ کعبہ
(مذکور بعنوان مسجد حرام) کے پاس صرف یہ تھی سیٹیان بجانا اور تالیان بجانا (یعنی بجائے نماز کے ان کی یہ نامعقول حرکتین ہوتی تھین) سو ان حرکات
کا ضرور مقتضا ہے کہ ان پر کوئی نہ کوئی عذاب گو وہ معمولی اور عادی ہو نازل کرکے ان کو خطاب کیا جاوے کہ لو) اس عذاب کا مزہ چکھو اپنے کفر کے سبب
(جس کا ایک اثر وہ قول ہے لو نشاء الخ اور ایک اثر وہ قول ہے ان کان ھذا الخ اور ایک اثر وہ فعل ہے یصدون الخ اور ایک اثر وہ فعل ہے
مکاءً و تصدیۃ الخ چنانچہ غزوات متعددہ مین یہ سزا واقع ہوئی جیسا اس سورت کے رکوع دوم مین بھی ہے ذٰلکم فذوقوہ الخ بعد ذٰلک بانھم شاقوا الخ
کے یہان تک تو ان لوگون کے اقوال و اعمال بدنیہ کا ذکر تھا آگے ان کے اعمال مالیہ کا بیان ہے کہ) بلاشک یہ کافر لوگ اپنے مالون کو اسلیئے خرچ کررہے ہین
کہ اللہ کی راہ سے (یعنی دین سے لوگون کو) روکین (چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ اور مخالفت کے سامان جمع کرنے مین ظاہر ہے کہ جو خرچ ہوتا
تھا اُسمین بھی غرض تھی) سو یہ لوگ تو اپنے مالون کو (اسی غرض مذکور کے لیے) خرچ کرتے ہی رہین گے (مگر) پھر (آخر مین جب آثار ناکامی کے محسوس ہونگے)
وہ مال ان کے حق مین باعث حسرت ہو جاوین گے (کہ خواہ مخواہ خرچ کیا اور) پھر (آخر) مغلوب (بھی) ہو جاوین گے (جس سے حسرت ضیاع
اموال کے ساتھ یہ دوسری حسرت مغلوبیت کی جمع ہو جاویگی) اور (یہ سزا و حسرت و مغلوبیت تو ان کی دُنیا مین ہے باقی آخرت کی سزا وہ الگ ہے
جس کا بیان یہ ہے کہ) کافر لوگون کو دوزخ کی طرف (لیجانے کے لیے قیامت مین) جمع کیا جاویگا تاکہ اللہ تعالیٰ ناپاک (لوگون) کو پاک (لوگون) سے
الگ کردے (کیونکہ جب دوزخیون کو دوزخ کی طرف لائین گے ظاہر ہے کہ اہل جنت اُن سے علیحدہ رہ جاوینگے) اور (اُن سے الگ کرکے) ناپاکون کو

ملحقات الترجمۃ
لہ قولہ فی وما لھم ای استحقاق کما فی الروح ای حظ لھم ۱۲
سلہ قولہ فی ما کانوا اولیاء جس کا اختیار الخ اندفع بہ ایراد ہو ان التقیید یوھم ان للمتولی المنع للمصلی من المسجد الاندفاع ان ہذا تاکید للذم و مبالغۃ لا التقیید و احتراز ۱۲
سلہ قولہ فی ما کان صلاتھم بجائے نماز فتسمیۃ صلاۃ من قبیل قولہ تحیۃ بینھم ضرب وجیع ۱۲
سلہ قولہ فی فسینفقونھا اسی غرض کے لیے کذا فی الخازن ۱۲

قُلْ لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوْۤا اِنْ یَّنْتَهُوْا یُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ ۚ وَ اِنْ یَّعُوْدُوْا فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْاَوَّلِیْنَ ۝

آپ ان کافرون سے کہدیجیے کہ اگر یہ لوگ باز آجاوینگے تو انکے سارے گناہ جو پہلے ہوچکے ہین سب معاف کردیے جاوینگے اور اگر اپنی وہی عادت رکھینگے تو کفار سابقین کے حق مین قانون نافذ ہوچکا ہی

وَ قَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ یَكُوْنَ الدِّیْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا یَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ۝ وَ اِنْ تَوَلَّوْا

اور تم ان سے اس حد تک لڑو کہ ان مین فساد عقیدہ نہ رہے اور دین اللہ ہی کا ہوجاوے پھر اگر باز آجاوین تو اللہ تعالی ان کے اعمال کو خوب دیکھتے ہین اور اگر روگردانی کرین

فَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ ؕ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ النَّصِیْرُ ۝

تو یقین رکھو کہ اللہ تعالی تمھارا رفیق ہے وہ بہت اچھا رفیق ہی اور بہت اچھا مددگار ہے۔

ایک دوسرے سے ملادے یعنی اُن سب کو متصل کردے پھر (متصل کرکے) اُن سب کو جہنم مین ڈالدے ایسے ہی لوگ پورے خسارہ مین ہین (جسکا کہین منتہی نہین) **ف** یہ قول لونشآء الخ نضر بن حارث کا تھا اور یہ قول ان کان ھذا ھو الحق الخ نضر کا یا ابوجہل کا تہا چونکہ اور لوگ بہی راضی تھے اسلیئے سب کی طرف نسبت کیگئی اور ان الذین کفروا ینفقون الخ کا مصداق کفار مقاتلین بدر اور انکے معاونین ہین یہ سب آیات اور اسیطرح قول غفرانک الخ اور فعل مکاء وتصدیۃ یہ سب در منثور مین منقول ہین اگر کسی کافر کا انفاق نتیجہ خیر دنیا مین ہوجاوے تو اسلیئے اشکال نہین کہ اسکا مصداق خاص مجمع تھا اور ومالھم ان لا یعذبھم کی تفسیر معمولی عذاب کے ساتھ کرنے سے تعارض ماسبق کا شبہ نہ رہا اور معمولی کی تعیین پر ذوقوا قرینہ ہوسکتا ہے کہ دال ہی عذاب کے وقوع پر اور وقوع اسی معمولی کا ہوا تھا اور عند البیت اسلیئے لائے کہ بیت کے اندر نماز کم پڑھتے ہین اکثر باہر ہوتی ہے اور وجہ تعذیب مین باوجود یکہ انکے کفریات مذکورہ لونشآء الخ اور ان کان ھذا الخ زیادہ دخیل ہین مگر تخصیص یصدون الخ کی ان کفریات کی نفی کے لیے نہین بلکہ انضمام کے لیے ہے یعنی وھم مع ماذکر یفعلون ماسینکر اور حشر اور رکم مین یہ فرق ہے کہ اول کا حاصل پاس پاس کردینا دوسرے کا حاصل بالکل ملادینا پس دوسرے کا مع اپنے متعاطفات کے علت غائیہ اور اول کا معلل ہونا صحیح ہوا کیونکہ کفار کا حشر الی النار اسلیئے ہوگا کہ فی النار کردیے جاوین اور ماکان اللہ معذبھم وھم یستغفرون کے ایک معنے کشاف مین اور بیان کئے ہین یعنے یہ جملہ حال ہی اور مقصود نفی استغفار ہے مطلب یہ کہ جیسا انت فیھم مانع ہے خاص عذاب سے اسیطرح خداتعالے انکو مطلق عذاب سے بچالیتا اگر یہ استغفار یعنے توبہ عن الشرک کرلیتے اور ایمان لے آتے پس یہ مانع ہے مطلق عذاب سے کقولہ تعالی وماکان ربک لیھلک القری بظلم واھلھا مصلحون اور آپ چونکہ یہ مانع موجود نہین اسلیئے انکو مطلق عذاب کیون نہ ہوگا جبکہ مقتضی موجود ہے جسکا آگے بیان ہے ومالھم ان لا یعذبھم اللہ وھم یصدون عن المسجد الحرام واللہ اعلم **ربط** اوپر کفار کے اقوال واعمال کفریہ کا بیان تھا انکے سُننے کے بعد کفار کی دو حالتین ہوسکتی ہین اسلام لے آنا اور کفر پر قائم رہنا اسلیئے آگے ان دو حالتون کے متعلق احکام بیان فرماتے ہین۔

احکام متعلقہ باسلام وعدم اسلام

قُلْ لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوْۤا اِنْ یَّنْتَهُوْا یُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ ۚ وَ اِنْ یَّعُوْدُوْا فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۳۸﴾ وَ قَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ یَكُوْنَ الدِّیْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا یَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ﴿۳۹﴾ وَ اِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ ؕ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ النَّصِیْرُ ﴿۴۰﴾ (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان کافرون سے کہدیجیے کہ اگر یہ لوگ (اپنے کفر سے) باز آجاوینگے (اور اسلام قبول کرلینگے) تو انکے سارے گناہ جو (اسلام سے) پہلے ہوچکے ہین سب معاف کردیے جاوینگے (یہ حکم تو حالت اسلام کا ہوا) اور اگر اپنی وہی (کفر کی) عادت رکھینگے تو (انکو سنا دیجئے کہ) کفار سابقین کے حق مین ہمارا قانون نافذ ہوچکا ہی (کہ دنیا مین ہلاک اور آخرت مین عذاب وہی تمہارے لیے ہوگا چنانچہ قتل سے ہلاک ہی ہوئے اور غیر کفار عرب کا ہلاک ذمی ہونا بھی ہی تم جانو) اور (پھر انکے اس کافر رہنے کی صورت مین اے مسلمانو) تم ان (کفار عرب) سے اس حد تک لڑو کہ انمین فساد عقیدہ (یعنی شرک) نہ رہے اور (انکا) دین (خالص) اللہ ہی کا ہوجاوے (اور کسی کے دین کا خالصًا اللہ ہی کے لیے ہوجانا موقوف ہی قبول اسلام پر تو حاصل یہ ہوا کہ شرک چھوڑکر اسلام اختیار کرین خلاصہ یہ کہ اگر اسلام نہ لاوین تو انسے لڑو جبتک کہ اسلام نہ لاوین کیونکہ کفار عرب سے جزیہ نہین لیاجاتا) پھر اگر (کفر سے) باز آجاوین تو (انکے ظاہری اسلام کو قبول کرو دل کا حال مت ٹٹولو کیونکہ اگر یہ دل سے ایمان

البلاغۃ قولہ سنۃ الاولین اضاف السنۃ تارۃ الی نفسہ وتارۃ الی الکفار کما ہھنا وتارۃ الی الرسل کقولہ سنۃ من قد ارسلنا فالاول حقیقۃ الثانی لجریانھا فیھم والثالث لجریانھا علی ایدیھم من الصح ۱۲

ملحقات الترجمۃ

سلہ قولہ قد فیہ کلمہ یعنی اشارہ الے ان الفاء للتفسیر فافہم ۱۲

سلہ قولہ قد مضت ہلاک وعذاب کذا فی المدارک ۱۲-

الجزء العاشر

وَاعْلَمُوٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ اِنْ کُنْتُمْ

اور اس بات کو جان لو کہ جو شے بطور غنیمت تمکو حاصل ہو تو اسکا حکم یہ ہے کہ کل کا پانچوان حصہ اللہ کا اور اسکے رسول کا ہے اور آپکے قرابت داروں کا ہے اور یتیمون کا ہے اور غریبون کا ہے اور مسافروں کا ہے اگر تم

اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا یَوْمَ الْفُرْقَانِ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝

اللہ پر یقین رکھتے ہو اور اس چیز پر جسکو ہم نے اپنے بندہ پر فیصلہ کے دن جسدن کہ دونون جماعتین باہم مقابل ہوئی تھین نازل فرمایا تھا اور اللہ ہر شے پر پوری قدرت رکھنے والے ہین۔

(لاوین گے تو) اللہ تعالی انکے اعمال کو خوب دیکھتے ہین (وہ آپ سمجھ لینگے تمکو کیا) اور اگر (اسلام سے) روگردانی کرین تو (اللہ کا نام لیکر انکے مقابلہ سے مت ہٹو اور) یقین رکھو کہ اللہ تعالی (انکے مقابلہ مین) تمہارا رفیق ہے وہ بہت اچھا رفیق ہے اور بہت اچھا مددگار ہے (سو وہ تمہاری رفاقت اور نصرت کریگا) **ف** یہ تفسیر امام ابو حنیفہ رح کے مذہب کی بناء پر ہے جسکا مفصل بیان ربع سیقول رکوع یسئلونک عن الاھلۃ تحت آیت وقاتلوا فی سبیل اللہ الخ مین ہو چکا ہے اور جن ائمہ کے نزدیک کفار عرب سے بھی جزیہ لیا جاتا ہے انکے نزدیک فتنہ کی تفسیر فساد و حرب ہے اور معنی ان انتہوا کے یہ ہین کہ جب وہ حربی نرہین ذمی ہوجاوین قتال سے رک جاؤ اور ان اللہ بما یعملون کی تقریر یہ ہوجاویگی کہ اگر وہ عقد ذمہ مین خداع کرینگے تو اللہ تعالی خود دیکھ لینگے تمکو ذمیت کے قبول کرنے سے انکار نہین پہونچتا اور ان تولوا کے معنے یہ ہونگے کہ اسلام اور ذمیت دونون سے انکار کرین الخ اور اس آیت مین کفار سے اسلام لانے پر وعدہ ہے گناہان گذشتہ کی مغفرت کا پس کفار تو عام ہے اصلی اور مرتد کو لیکن مغفرت خاص ہے توبہ کے ساتھ اور حقوق اور زواجر سے ساکت ہے جسکے احکام کا فر اصلی و مرتد کے متعلق کتب فقہ مین مفصلاً مذکور ہین اور ہر حکم کی مستقل جدا دلیل ہے خوب سمجھ لو **ربط** اوپر آیت وقاتلوھم الخ مین قتال کا حکم تھا چونکہ گاہے قتال مین غنیمت بھی حاصل ہوتی ہے اسلیئے آگے اسکا حکم بیان فرماتے ہین اور اگر ان آیتون کا نزول غزوہ بدر مین ہو جیسا کہ اکثر کا قول ہے تو یہ آیت شروع سورت کی آیت قل الانفال للہ الخ کی من وجہ تفصیل ہوجاویگی۔

حکم غنائم

وَاعْلَمُوٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ اِنْ کُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا یَوْمَ الْفُرْقَانِ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۴۱﴾ اور اس بات کو جان لو کہ جو شے (کفار سے) بطور غنیمت تمکو حاصل ہو تو اسکا حکم یہ ہے کہ (اسکے کل پانچ حصے کیے جاوین جن مین سے چار حصے تو مقاتلین کا حق ہے اور ایک حصہ یعنی) کل کا پانچوان حصہ (پھر پانچ حصون پر تقسیم ہوگا جنمین سے ایک تو) اللہ کا اور اسکے رسول کا ہے (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملیگا جنکو دینا بمنزلہ اسکے ہے کہ حقتعالی کے حضور مین پیش کردیا اور (ایک حصہ) آپکے قرابتداروں کا ہے اور (ایک حصہ) یتیمون کا ہے اور (ایک حصہ) غریبون کا ہے اور (ایک حصہ) مسافرون کا ہے اگر تم اللہ پر یقین رکھتے ہو اور اس چیز پر (یقین رکھتے ہو) جسکو ہمنے اپنے بندہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر فیصلہ کے دن (یعنی) جسدن کہ (بدر مین) دونون جماعتین (مومنین اور کفار کی) باہم مقابل ہوئی تھین نازل فرمایا تھا (مراد اس سے امداد غیبی بواسطہ ملائکہ کے ہے یعنی اگر ہم پر اور ہمارے الطاف غیبیہ پر یقین رکھتے ہو تو اس حکم کو جان رکھو اور عمل کرو یہ اسلیئے بڑھا دیا کہ خمس نکالنا شاق نہو اور یہ سمجھ لین کہ یہ ساری غنیمت اللہ ہی کی امداد سے تو ہاتھ آئی پھر اگر ہمکو ایک خمس نہ ملا تو کیا ہوا وہ چار خمس بھی تو ہماری قدرت سے خارج تھے بلکہ محض قدرت الٰہیہ سے حاصل ہوئے) اور اللہ (ہی) ہر شے پر پوری قدرت رکھنے والے ہین (پھر ہمارا استحقاق تو اتنا بھی نہین تھا یہ بھی بہت ملگیا) **ف** فیصلہ کے دن سے مراد یوم بدر ہے کیونکہ اس مین عملاً حق و باطل کا فیصلہ واضح ہوگیا **مسئلہ** چونکہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وفات فرما چکے اس لیے آپ کا حصہ ساقط ہوگیا اور چونکہ آپ کے اہل قرابت کا حصہ بوجہ آپ کی نصرت قدیمہ کے تھا اور وفات نبوی کے بعد نصرت باقی نہین لہذا یہ حصہ بھی ساقط ہوگیا اب یہ خمس تین حصون پر تقسیم ہوکر ایک یتامی کو ایک مساکین کو ایک ابناء السبیل کو ملیگا۔ **مسئلہ** ان مساکین مین مقدم مساکین ذوی القربی کے ہونگے **مسئلہ** یہ لوگ خمس کے مصارف ہین مستحق نہین ہین پس اگر ایک ہی صنف مین صرف کردیا جاوے تب بھی مثل زکوٰۃ کے جائز ہے کذا فی الھدایۃ والعنایۃ باقی تفصیل احکام غنیمت کی کتب فقہ مین مع دلائل موجود ہے۔

ربط

اوپر کی آیت مین یوم بدر کا ذکر تھا آگے اس کی صورت مخاطبین کے پیش نظر کرکے اس کے بعض واقعات کی حکمت اور اس کے ضمن مین اپنی نعمت و منت ظاہر فرماتے ہین پس اس اعتبار سے گویا یہ متمم ہے اُن انعامات کا جن کا ذکر آیت کما اخرجک سے شروع ہوا تھا۔

ملحقات الترجمۃ

۱ قولہ فی التمھید اکثر کا قول مقابلہ ما قال الواقدی کان الخمس فی غزوۃ بنی قینقاع بعد بدر بشھر و ثلثۃ ایام للنصف من شوال علی راس عشرین شھراً من الھجرۃ کذا فی الروح فعلی ھذا کفی فی الربط ما ذکر اولا ۱۲

۲ قولہ فی فان حکم اشارۃ الی تقدیر المبتدأ ای الحکم ان للہ الخ ۱۲

۳ قولہ فی للہ جنکو دینا اشارۃ الی ان ذکر اللہ تعالی للتعظیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کما فی قولہ تعالی واللہ و رسولہ احق ان یرضوہ و عزاہ فی الروح الی الجمھور ۱۲

۴ قولہ فی جزاء ان کنتم جان رکھو الخ اشارۃ الی تقدیر جزاء ان کنتم ۱۲

اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى وَالرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ ؕ وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ

یہ وہ وقت تھا کہ جب تم اس میدان کے ادہر والے کنارہ پر تھے اور وہ لوگ اس میدان کے اُدہر والے کنارہ پر تھے اور وہ قافلہ تم سے نیچے کی طرف کو تھا اور اگر تم اور وہ کوئی بات ٹھہراتے تو ضرور اس

فِی الْمِیْعٰدِ ۙ وَلٰكِنْ لِّیَقْضِیَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ۙ۬ لِّیَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَیِّنَةٍ وَّیَحْیٰى مَنْ حَیَّ عَنْۢ بَیِّنَةٍ ؕ

تم مین اختلاف ہوتا لیکن تاکہ جو بات اللہ کو کرنا منظور تھا اسکی تکمیل کر دے یعنی تاکہ جس کو برباد ہونا ہے وہ نشان آئے پیچھے برباد ہو اور جس کو زندہ ہونا ہو وہ نشان آئے پیچھے زندہ ہو

وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۙ اِذْ یُرِیْكَهُمُ اللّٰهُ فِیْ مَنَامِكَ قَلِیْلًا ؕ وَلَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِیْرًا لَّفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ فِی الْاَمْرِ

اور بیشک اللہ تعالیٰ خوب سننے والے خوب جاننے والے ہیں وہ وقت بھی قابل ذکر ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپکے خواب میں آپکو وہ لوگ کم دکھلائے اور اگر اللہ تعالیٰ آپکو وہ لوگ زیادہ دکھلا دیتے تو تمہاری ہمتین ہار جاتین اور

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ ؕ اِنَّهٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ وَاِذْ یُرِیْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَیْتُمْ فِیْۤ اَعْیُنِكُمْ قَلِیْلًا وَّیُقَلِّلُكُمْ فِیْۤ اَعْیُنِهِمْ

اللہ تعالیٰ نے بچا لیا بیشک وہ دلونکی باتونکو خوب جانتا ہے اور اس وقت کو یاد کرو جبکہ اللہ تعالیٰ تمکو جبکہ تم مقابل ہوئے وہ لوگ تمہاری نظر مین کم کرکے دکھلا رہے تھے اور انکی نگاہ مین تمکو کم کرکے دکھلا رہے تھے

لِیَقْضِیَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ

تاکہ جو بات اللہ کو کرنا منظور تھا اسکی تکمیل کر دے اور سب مقدمے اسی کی طرف رجوع کیے جاوینگے

حکایت وحکمت متضمنہ نعمت در بعض واقعات بدر

اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى وَالرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ ؕ **انعام سادس** وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِی الْمِیْعٰدِ ۙ وَلٰكِنْ لِّیَقْضِیَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ۙ۬ (٤٢) لِّیَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَیِّنَةٍ وَّیَحْیٰى مَنْ حَیَّ عَنْۢ بَیِّنَةٍ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَمِیْعٌ عَلِیْمٌ (٤٢) **انعام سابع** اِذْ یُرِیْكَهُمُ اللّٰهُ فِیْ مَنَامِكَ قَلِیْلًا ؕ وَلَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِیْرًا لَّفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ فِی الْاَمْرِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ ؕ اِنَّهٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ (٤٣) **انعام ثامن** وَاِذْ یُرِیْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَیْتُمْ فِیْۤ اَعْیُنِكُمْ قَلِیْلًا وَّیُقَلِّلُكُمْ فِیْۤ اَعْیُنِهِمْ لِیَقْضِیَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ (٤٤)

یہ ۵۱ وہ وقت تھا کہ جب تم اس میدان کے اِدھر والے کنارہ پر تھے اور وہ لوگ (یعنی کفار) اُس میدان کے اُدھر والے کنارے پر تھے (ادھر والے سے مراد مدینہ سے نزدیک کا موقع اور اُدھر والے سے مراد مدینہ سے دُور کا موقع) اور وہ قافلہ (قریش کا) تم سے ۵۲ نیچے کی طرف کو (بچا ہوا) تھا (یعنی سمندر کے کنارے کنارے جارہا تھا حاصل یہ کہ پورے جوش کا سامان جمع ہو رہا تھا کہ دونون آپس مین آمنے سامنے کہ ہرایک دوسرے کو دیکھکر جوش مین آوے ادہر قافلہ رستہ ہی مین جسکی وجہ سے لشکر کفار کو اُسکی حمایت کا خیال دلنشین جس سے اور جوش مین زیادتی ہو غرض وہ ایسا شدید وقت تھا پھر بھی خدا تعالیٰ نے ہم پر امداد غیبی نازل کی جیسا اوپر ارشاد ہوا ہے انزلنا علی عبدنا) اور (وہ تو مصلحت یہ ہوئی کہ اتفاقاً مقابلہ ہو گیا ورنہ) اگر (پہلے سے حسب معمول وعادت) تم اور وہ (لڑائی کے لیے) کوئی بات ٹھیرا لیتے (کہ فلان وقت لڑینگے) تو (مقتضا ۵۴ حالت موجودہ کا یہ تہا کہ) ضرور اس تقرر ۵۵ کے بارہ مین تم مین اختلاف ہوتا (یعنی خواہ صرف مسلمانون مین باہم کہ بوجہ بے سر وسامانی کے کوئی کچھ کہتا کوئی کچھ کہتا اور خواہ کفار کے ساتھ اختلاف ہوتا جسکی وجہ اس طرف کی بے سر وسامانی اور اس طرف مسلمانون کا رعب بہرحال دونون طرح اس جنگ کی نوبت نہ آتی پس اسمین جو فوائد ہوئے وہ ظہور مین نہ آتے جنکا بیان لیہلک مین آتا ہی) لیکن (اللہ تعالیٰ نے ایسا سامان کر دیا کہ اسکی نوبت نہین آئی بلا قصد لڑائی ٹھن گئی) تاکہ جو بات اللہ کو کرنا منظور ۵۶ تھا اسکی تکمیل کر دے یعنی ۵۷ تاکہ (حق کا نشان ظاہر ہو جاوے اور) جسکو برباد (یعنی گمراہ) ہونا ہے وہ نشان آئے پیچھے ۵۸ برباد ہو اور جسکو زندہ (یعنی ہدایت یافتہ) ہونا ہو وہ (بھی) نشان آئے پیچھے زندہ ہو (مطلب یہ کہ اللہ کو منظور تھا کہ لڑائی ہو تا کیونکہ ایک خاص طریق ۵۹ سے اسلام کا حق ہونا ظاہر ہو جاوے کہ اس قلت عدد وکم سامانی پر مسلمان غالب آگئے جو کہ خارق عادت ہے جس سے معلوم ہوا کہ اسلام حق ہے پس اس حجت آلہیہ تام ہو گئی اس کے بعد جو گمراہ ہو گا وہ وضوح حق کے بعد ہو گا کہ جس مین عذاب کا پورا استحقاق ہو گیا اور عذر کی گنجائش ہی نہ رہی اسی طرح

اللغات قولہ العدوۃ شاطی الوادی کذا فی القاموس وعرجم بالحاصل لان الوادی یکون منخفضا وشاطئہ مرتفعا فتوہما
النحو قولہ اسفل منکم ظرف منصوب لیس فی مکان اسفل منکم ١٢

البلاغۃ قولہ یقللکم لم یقل ویریکم قلیلا فی اعینہم لان المسلمین کانوا قلیلا فی الواقع لا فی وہمہم فقط۔
الروایات الدنیا القصوی من المدینۃ کذا فی حاشیۃ التفاسیر فی الدر المنثور من کمۃ واللہ اعلم ١٢۔

ملحقات الترجمہ

۵۱ قولہ فی اذ انتم یہ وہ وقت اشارۃ الی کونہ بدلا من یوم الفرقان ولم یقدر اذکر کما قدر فی اذ یریکہم لان المقصود بیان الظہور فذلک الیوم فناسب البدلیۃ ١٢ ۵۲ قولہ منکم تم سے ای المسلمین کما فی الخازن ١٢ ۵۳ قولہ فی تواعدتم تم اور وہ اشارۃ الی ان فی الکلام تغلیبا ١٢ ۵۴ قولہ فی لاختلفتم مقتضا لا یرد ان التواعد قد وقع احیانا ولم یختلفوا ۵۵ قولہ فی المیعاد تقرر اشارۃ الی کونہ مصدرا بمعنی الوعد ١٢ ۵۶ قولہ فی مفعولا منظور کما فی الروح مقدرا فی الازل ١٢ ۵۷ قولہ فی لیقضی تکمیل من القضا بمعنی التمام ١٢ ۵۸ قولہ فی لیہلک یعنی اشارۃ الی کونہ بدلا للتفسیر ۵۹ قولہ فی عن بینۃ پیچھے نہ یعنی بعد کما فی الروح ١٢ ۶۰ قولہ فی تقاضیہ بینۃ خاص طریق زادہ لعدم انحصار اثبات الحق فیہ ١٢

(حاشیہ: [illegible])

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوا وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا

اے ایمان والو جب تمکو کسی جماعت سے مقابلہ کا اتفاق ہوا کرے تو ثابت قدم رہو اور اللہ کا خوب کثرت سے ذکر کرو امید ہے کہ تم کامیاب ہو اور اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کیا کرو اور نزاع مت کرو

فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ وَاصْبِرُوا إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ۝ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ

ورنہ کم ہمت ہو جاؤگے اور تمہاری ہوا اکھڑ جاویگی اور صبر کرو بیشک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہیں اور ان لوگوں کے مشابہ مت ہونا کہ جو اپنے گھروں سے اتراتے ہوئے

بَطَرًا وَرِئَاءَ النَّاسِ وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ۚ وَاللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ۝

اور لوگوں کو دکھلاتے ہوئے نکلے اور لوگوں کو اللہ کے رستے سے روکتے تھے اور اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو احاطہ میں لیے ہوئے ہے

جسکو ہدایت ہونا ہو گا وہ حق کو قبول کر لیگا خلاصہ حکمت کا یہ ہوا کہ حق واضح ہو جاوے) اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ خوب سننے والے خوب جاننے والے ہیں (کہ اس وضوح کے بعد زبان اور قلب سے کون کفر کرتا ہے اور کون ایمان لاتا ہے اور) وہ وقت بھی قابل ذکر ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپکی خواب میں آپکو وہ لوگ کم دکھلائے (چنانچہ آپ نے صحابہؓ کو اس خواب کی خبر کی اُنکے دل خوب قوی ہو گئے) اور اگر اللہ تعالیٰ آپکو وہ لوگ زیادہ دکھا دیتے (اور آپ صحابہ سے فرما دیتے) تو (اے صحابہؓ) تمہاری ہمتیں ہار جاتیں اور اس امر (قتال) میں تم میں باہم نزاع (و اختلاف) ہو جاتا لیکن اللہ تعالیٰ نے (اس کم ہمتی اور اختلاف سے تمکو) بچا لیا بیشک وہ دلوں کی باتوں کو خوب جانتا ہے (اسکو معلوم تھا کہ اس طرح ضعف پیدا ہو گا اس طرح قوت اسلیے ایسی تدبیر کی) اور (صرف خواب ہی میں آپکو کم دکھلانے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ تتمیم حکمت کے لیے بیداری میں مقابلہ کے وقت مسلمانوں کی نظر میں بھی کفار کم دکھلائی دیئے جیسا کہ بالعکس بھی ہوا جو کہ واقعہ کے مطابق بھی تھا چنانچہ فرماتے ہیں کہ) اُس وقت کو یاد کرو جبکہ اللہ تعالیٰ تم کو جبکہ تم مقابل ہوئے وہ لوگ تمہاری نظر میں کم کر کے دکھلا رہے تھے اور (اسی طرح) اُنکی نگاہ میں تمکو کم کر کے دکھلا رہے تھے تاکہ جو بات اللہ کو کرنا منظور تھا اسکی تکمیل کر دے (جیسا پہلے بیان ہو چکا ہے لیہلک من ہلک الخ) اور سب مقدمے خدا ہی کی طرف رجوع کیے جاویں گے (وہ ہالک اور حی یعنی گمراہ اور مہتدی کو سزا و جزا دینگے) **ف** سورۂ آل عمران رکوع دوم آیت قد کان لکم آیۃ الخ کی تفسیر میں اس کم دکھلانے کے متعلق تحقیق گذر چکی ہے ملاحظہ کر لیا جاوے **ربط** اوپر بدر کے واقعات تھے آگے ایسے مواقع قتال کے آداب ظاہری و باطنی کی مسلمانوں کو تعلیم ہے۔

تعلیم بعض آداب قتال

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوا وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۚ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ ۖ وَاصْبِرُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ۚ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَرِئَاءَ النَّاسِ وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ۚ وَاللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ۝

اے ایمان والو جب تمکو (کفار کی) کسی جماعت سے (جہاد میں) مقابلہ کا اتفاق ہوا کرے تو (ان آداب کا لحاظ رکھو ایک یہ کہ) ثابت قدم رہو (یعنی بھاگو مت) اور (دوسرے یہ کہ) اللہ کا خوب کثرت سے ذکر کرو (کہ ذکر سے قلب میں قوت ہوتی ہے) امید ہے کہ تم (مقابلہ میں) کامیاب ہو (کیونکہ ثبات قدم اور ثبات قلب جب جمع ہوں تو کامیابی غالب ہے) اور (تیسرے یہ کہ تمام امور متعلقہ حرب میں) اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت (کا لحاظ) کیا کرو (کہ کوئی کارروائی خلاف شرع نہو) اور (چوتھے یہ کہ اپنے امام سے اور باہم بھی) نزاع مت کرو ورنہ (باہمی نااتفاقی سے) کم ہمت ہو جاؤگے (کیونکہ قوتیں منتشر ہو جاوینگی ایک کو دوسرے پر وثوق نہ ہوگا اور اکیلا آدمی کیا کر سکتا ہے) اور تمہاری ہوا اکھڑ جاویگی (ہوا خیزی سے مراد بد رعبی کیونکہ دشمن کو اس نااتفاقی کی اطلاع ہونے سے یہ امر لازمی ہے) اور (پانچویں یہ کہ اگر کوئی امر ناگواری کا پیش آوے تو اُسپر) صبر کرو بیشک اللہ تعالیٰ صبر کرنیوالوں کے ساتھ ہیں (اور معیت الٰہی موجب نصرت ہے) اور (چھٹے یہ کہ نیت خالص رکھو تفاخر اور نمائش میں) اُن (کافر) لوگوں کے مشابہ مت ہونا کہ جو (اسی واقعہ بدر میں) اپنے گھروں سے اتراتے ہوئے اور لوگوں کو (اپنی شان و سامان) دکھلاتے ہوئے نکلے اور (اس فخر و ریا کے ساتھ یہ بھی نیت تھی کہ) لوگوں کو اللہ کے رستہ (یعنی دین) سے روکتے تھے (کیونکہ مسلمانوں کو زک دینے چلے تھے جسکا اثر عام طبائع پر بھی

ملحقات الترجمۃ

ؔ۱ قولہ فی آخرہ الی الیٰ غیر حق و صنع کما فی قولہ لیحق الحق ولا تکرار الاختلاف المفعول للعلل بہ کذا التکرار فی لیقضی اللہ لہذا الاختلاف ایضاً ۱۲

ؔ۲ قولہ فی تفلحون غالب افادہ لعل فی الخبر (انہ ذکر المسلمین لعلتہ وحکمتہ) ۱۲

البلاغۃ	
قولہ تذهب ريحكم في المرشح البيع كما قال الاخفش مستعارة للدولة لتشبيهها في نفوذ	امرها و تمشیہ من کلامہم ہبت ریاح فلان اذ ادالت لہ الدولۃ وجرى امرہ على ما يريد و ركدت رياحه اذا ولت عنه و ادبر امره اھ

وَإِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَإِنِّي جَارٌ لَّكُمْ ۖ فَلَمَّا تَرَاءَتِ

اور اُس وقت کا اُن سے ذکر کیجیے جبکہ شیطان نے انکو اُنکے اعمال خوشنا کرکے دکھلائے اور کہا کہ لوگون مین سے آج کوئی تم پر غالب آنیوالا نہین اور مین تمھارا حامی ہون پھر جب دونون جماعتین

الْفِئَتَانِ نَكَصَ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ وَقَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِّنكُمْ إِنِّي أَرَىٰ مَا لَا تَرَوْنَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ ۚ وَاللَّهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ

ایک دوسرے کے مقابل ہوئین تو وہ اُلٹے پاؤن بھاگا اور یہ کہا کہ میرا تم سے کوئی واسطہ نہین مین اُن چیزون کو دیکھ رہا ہون جو تم کو نظر نہین آتین مین تو خدا سے ڈرتا ہون اور اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والے ہین

إِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ غَرَّ هَٰؤُلَاءِ دِينُهُمْ ۗ وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ

اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے کہ جب منافقین اور جنکے دلون مین بیماری تھی یون کہتے تھے کہ ان لوگون کو انکے دین نے بھول مین ڈال رکھا ہے اور جو شخص اللہ پر بھروسہ کرتا ہے تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ زبردست حکمت والے ہین

دین سے بعد ہوتا) اور اللہ تعالیٰ (اُن لوگون کو پوری سزا دیگا چنانچہ وہ) اُن کے اعمال کو (اپنے علم کے) احاطہ مین لئے ہوئے ہین **ف** در منثور مین ان کفار قریش کے اعمال و اقوال تفاخر کے مروی ہین آخر ساری شیخی خاک مین ملگئی **ربط** اوپر کفار کے بطر و ریا کا ذکر تھا آگے اُسکی علت کہ تزئین شیطان ہے اور اُس علت کا ضعف مذکور ہے اور یہ قصہ اس طرح ہوا تھا کہ قریش اور بنی کنانہ مین کچھ رنج چلا آتا تھا جب کفار قریش مکہ سے مسلمانون کے مقابلہ کو چلنے لگے تو بنی کنانہ کی طرف سے گونہ اندیشہ ہوا اور جانے مین پس و پیش کرنے لگے اُس وقت ابلیس بصورت سراقہ بنی کنانہ کے ظاہر ہوا اور کہا کہ تم اندیشہ مت کرو مین بنی کنانہ کی طرف سے تمہارا ذمہ دار ہون سب یہی سمجھے کہ یہ سراقہ ہے سب باطمینان بدر مین پہونچے جب لڑائی کا وقت آیا اور ملائکہ نازل ہونا شروع ہوئے اُسوقت اسکا ہاتھ حارث کے ہاتھ مین تھا چھڑا کر بھاگا حارث نے پوچھا تو جواب یہی یا انی بری الخ غرض لوگون مین سراقہ کی بدنامی کا چرچا ہوا سراقہ نے سُنکر قسم کھائی کہ مجھ کو کچھ خبر نہین اورده فی الدر المنثور عن ابن عباس و رفاعة بن رافع۔

ضعف کید شیطان

وَإِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَإِنِّي جَارٌ لَّكُمْ ۖ فَلَمَّا تَرَاءَتِ الْفِئَتَانِ نَكَصَ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ وَقَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِّنكُمْ إِنِّي أَرَىٰ مَا لَا تَرَوْنَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ ۚ وَاللَّهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿٥٠﴾ اور اُسوقت کا اُنسے ذکر کیجیے جبکہ شیطان نے ان (کفار) کو (بذریعہ وسوسہ) انکے اعمال (کفریہ عداوت مخالفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) خوشنما کرکے دکھلائے (کہ انہون نے ان باتون کو اچھا سمجھا) اور (وسوسہ سے بڑھکر یہ کیا کہ بالمشافہہ انسے) کہا کہ (تمکو وہ قوت و شوکت ہے کہ تمہارے مخالف[2]) لوگون مین سے آج کوئی تم پر غالب آنیوالا نہین اور مین تمہارا حامی ہون (نہ بیرونی دشمنون سے ڈرو اور نہ اندرونی دشمنون سے اندیشہ کرو) پھر جب دونون جماعتین (کفار و مسلمین کی) ایک دوسرے کے مقابل ہوئین (اور اُسنے ملائکہ کا نزول دیکھا) تو وہ اُلٹے پاؤن بھاگا اور یہ کہا کہ میرا تم سے کوئی واسطہ نہین (مین حامی وامی کچھ نہین بنتا کیونکہ) مین اُن چیزون کو دیکھ رہا ہون جو تمکو نظر نہین آتین (مراد فرشتے ہین) مین تو خدا سے ڈرتا ہون (کبھی کسی فرشتہ سے دُنیا ہی مین میری خبر لیوے) اور اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والے ہین **ف** چونکہ نرا خوف بدون ایمان کے مقبول نہین اسلیے شیطان کا خدا سے ڈرنا اگر واقعی بھی ہو کچھ محل اشکال نہین **ربط** اوپر اس گمان کی غلطی کا بیان تھا کہ کفار کے غالب آنیکی امید تھی اور وہ مغلوب ہوئے آگے اس گمان کی غلطی کا بیان ہے کہ مسلمان مغلوب ہوتے نظر آتے تھے اور وہ برکت توکل سے غالب آئے۔

برکت و قوت توکل علی اللہ

وَإِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ غَرَّ هَٰؤُلَاءِ دِينُهُمْ ۗ وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٤٩﴾ اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے کہ جب منافقین (مدینہ والون مین سے) اور جن کے دلون مین (شک کی) بیماری تھی (مکہ والون مین سے) مسلمانون کا بے سروسامانی کے ساتھ مقابلہ کفار مین آجانا دیکھکر)

اللغات قوله جار فی القاموس مجیر ومستجیر التداعی التلاقی۔

الروایات فی الدر المنثور بروایة البیہقی عن ابن عباس سنه الی ختم الآیة من مقول الشیطان و لفتح ابن ابی حاتم عن ابن اسحق و... فی قوله اذ یقول المنافقون والذین فی قلوبہم مرض قال ہم الفئة الذین خرجوا مع قریش احتبسہم آباؤہم فخرجوا منہم علی الارتیاب فلما رأوا قلة اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالوا غرّ ہؤلاء دینہم حین قدموا علی ما قدموا علیہ من قلة عددہم وکثرة عدوہم وہم فتیة من قریش مسمون خمسة قیس بن الولید بن المغیرة وابو قیس بن الفاکہ بن المغیرة المخزومیان والحارث بن زمعة وعلی بن امیة بن خلف والعاص بن منبہ کذا فی الدر المنثور قلت فالمرض یراد بالشک دون النفاق کما قیل فی سورة المدثر المکیة ولیقول الذین فی قلوبہم مرض ۱۲۔

ملحقات الترجمة

[1] قوله فی من الناس مخالف وہم المسلمون ظاہرا والفارس والروم فان خلافہم لم یکن معتدا به ۱۲

[2] قوله فی جار ای بیرونی اندرونی الاول ناسب لقوله لا غالب والثانی لقوله انی جار ۱۲۔

وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ

اور اگر آپ دیکھیں جبکہ فرشتے ان کافرون کی جان قبض کرتے جاتے ہین انکے منہ پر اور ان کی پشتون پر مارتے جاتے ہین اور یہ کہتے جاتے ہین کہ آگ کی سزا جھیلنا یہ عذاب ان اعمال کی وجہ سے ہی

اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ

جو تمنے اپنے ہاتھون سمیٹے ہین اور یہ امر ثابت ہی ہر کہ اللہ تعالیٰ بندون پر ظلم کرنیوالے نہین انکی حالت ایسی ہی ہر جیسے فرعون والونکی اور ان سے پہلے کے لوگون کی حالت تھی کہ انہون نے آیاتِ الٰہیہ کا انکار کیا سو خدا تعالیٰ نے

بِذُنُوْبِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۙ

انکے گناہون پر انکو پکڑ لیا بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑی قوت والے سخت سزا دینے والے ہین یہ بات اس سبب سے ہر کہ اللہ تعالیٰ کسی ایسی نعمت کو جو کسی قوم کو عطا فرمائی ہو نہین بدلتے جبتک کہ وہی لوگ اپنے ذاتی اعمال کو نہین بدل ڈالتے

وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ

اور یہ امر ثابت ہی ہر کہ اللہ تعالیٰ بڑے سننے والے بڑے جاننے والے ہین انکی حالت فرعون والون اور انکے پہلے والون کی سی حالت ہر کہ انہون نے اپنے رب کی آیات کو جھٹلایا اسپر ہمنے انکو اُن کے گناہون کے سبب

وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ ۚ وَكُلٌّ كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ۝

ہلاک کر دیا اور فرعون والون کو غرق کر دیا اور وہ سب ظالم تھے

یون کہتے تھے کہ ان (مسلمان) لوگون کو انکے دین نے بھول مین ڈال رکھا ہے (کہ اپنے دین کے حق ہونیکے بھروسے ایسے خطرہ مین آپڑے اللہ تعالیٰ جواب دیتے ہین) اور جو شخص اللہ پر بھروسہ کرتا ہے تو (وہ اکثر غالب ہی آتا ہے کیونکہ) بلاشبہ اللہ تعالیٰ زبردست ہین (اسلیئے اپنے اوپر بھروسہ کرنیوالے کو غالب کر دیتے ہین اور احیاناً ایسا شخص مغلوب ہوجاوے تو اُسمین کچھ مصلحت ہوتی ہے کیونکہ وہ حکمت والے (بھی) ہین (غرض ظاہری سامان و بے سامانی پر مدار نہین قادر کوئی اور ہی ہی) **ف** بعضے لوگ اہلِ مکہ مین مذبذب تھے وہ بھی بدر مین آئے تھے فریقین کی حالت کا موازنہ کرکے انہون نے یہ کہا تھا کذا فی الدر المنثور **ربط** اوپر کفار کی تعذیب دنیوی مقتولیت و مغلوبیت کا بیان تھا آگے تعذیب برزخی و اُخروی کا اور ان سب عقوبات کی علت کا کہ مخالفتِ حق ہے بیان ہے۔

عقوبتِ کفّار و علّتِ آن

وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ۚ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۵۰﴾ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۵۱﴾ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۵۲﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۵۳﴾ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ ۚ وَكُلٌّ كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿۵۴﴾ اور اگر آپ (اُس وقت کا واقعہ) دیکھین (تو عجیب واقعہ نظر آوے) جبکہ فرشتے ان (موجودہ) کافرون کی جان قبض کرتے جاتے ہین (اور) انکے منہ پر اور ان کی پشتون پر مارتے جاتے ہین اور یہ کہتے جاتے ہین کہ (ابھی کیا ہے آگے چلکر) آگ کی سزا جھیلنا (اور) یہ عذاب اُن اعمال (کفریہ) کی وجہ سے ہے جو تم نے اپنے ہاتھون سمیٹے ہین اور یہ امر ثابت ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ بندون پر ظلم کرنے والے نہین (سو اللہ تعالیٰ نے بے جرم سزا نہین دی پس) ان کی حالت (اس بارہ مین کہ کفر پر سزایاب ہوئے) ایسی ہے جیسی فرعون والون کی

فائدہ مہمہ متعلقہ بالآیۃ

ان قلت ان فی قولہ ذلک فی الموضعین و قولہ کداب و قولہ کفروا و کذبوا تکرار اقلت الاشارۃ بذلک الاول الی العذاب وبذلک الثانی الی مایعقہم من ذلک الاول مع خبرہ من کون العذاب منوطا باعمالہم و کون الثانی سببا للاول باعتبار کونہ فرعًا لہ فان تغییر النعمۃ اعم من الکفر کما فی الربع سواء کانت احوالہم السابقۃ مرضیۃ صالحۃ او اھون من الحالۃ الحادثۃ الخ فالجز فی سبب للقانون الکلی سبب فلا تکرار و کذا التشبیہ فی الاول فی الکفر و فی الثانی فی التغییر و کذا ذکر الکفر فی الاول من حیث کونہ عملا و فی الثانی من حیث کونہ تغییرا لما ان الکفر وان کان حاصلا من قبل لکن بلا تکذیب لعدم مجیٔ رسول الیہم و کانوا انعم علیہم بالامہال فلما بعث الیہم رسول کذبوا فبدلوا حالہم فبدل اللہ تعالیٰ امہالہم و قضی آجالہم۔

فائدہ اُخری

مفہوم الآیتین المصدرتین بذلک عدم وقوع العذاب والتغییر من غیر ذنب و تغییر لا وقوع العذاب والتغییر بعد الذنب والتغییر لامحالۃ فافہم و علی ہذہ الامور کلہا اشرت فی تقریر الترجمۃ فافہم واللہ یتولی ہداک ۱۲ -

إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِندَ اللَّهِ الَّذِينَ كَفَرُوا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ الَّذِينَ عَاهَدتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنقُضُونَ عَهْدَهُمْ

بلاشبہ بدترین خلائق اللہ کے نزدیک یہ کافر لوگ ہیں تو یہ ایمان نہ لاوینگے جن کی یہ کیفیت ہو کہ آپ اُن سے عہد لے چکے ہیں پھر وہ ہر بار اپنا عہد توڑ ڈالتے ہیں

فِي كُلِّ مَرَّةٍ وَهُمْ لَا يَتَّقُونَ ۝ فَإِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِم مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ ۝ وَإِمَّا تَخَافَنَّ

اور وہ ڈرتے نہیں سو اگر آپ لڑائی میں ان لوگوں پر قابو پائیں تو انکے ذریعہ سے اور لوگوں کو جو کہ انکے علاوہ ہیں منتشر کر دیجیے تاکہ وہ لوگ سمجھ جاویں اور اگر آپ کو کسی قوم سے

مِن قَوْمٍ خِيَانَةً فَانبِذْ إِلَيْهِمْ عَلَىٰ سَوَاءٍ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْخَائِنِينَ ۝

خیانت کا اندیشہ ہو تو آپ وہ عہد انکو اس طرح واپس کر دیجیے کہ آپ اور وہ برابر ہو جائیں بلاشبہ اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے

اور اُن سے پہلے کے (کافر) لوگوں کی حالت تھی کہ اُنہوں نے آیات الٰہیہ کا انکار کیا سو خدا تعالیٰ نے اُنکے (ان) گناہوں پر اُنکو (عذاب میں) پکڑ لیا بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑی قوت والے سخت سزا دینے والے ہیں (کہ اُنکے مقابلہ میں کوئی ایسی قوت نہیں رکھتا کہ اُنکے عذاب کو ہٹا سکے اور) یہ بات (کہ بلا جرم ہم سزا نہیں دیتے) اس سبب سے ہے (کہ ہمارا ایک قاعدہ کلیہ مقرر ہے اور بلا جرم سزا نہ دینا اُسی قاعدہ کی ایک فرع ہے اور وہ قاعدہ یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ کسی ایسی نعمت کو جو کسی قوم کو عطا فرمائی ہو نہیں بدلتے جب تک کہ وہی لوگ اپنے ذاتی اعمال کو نہیں بدل ڈالتے اور یہ امر ثابت ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ بڑے سننے والے بڑے جاننے والے ہیں (پس وہ تغیر قولی کو سنتے ہیں تغیر فعلی کو جانتے ہیں سو ان کفار موجودین نے اپنی یہ حالت بدلی کہ ان میں باوجود کفر کے اول ایمان لانے کی استعداد قریب تھی انکار و مخالفت کر کر کے اُسکو بعید کر ڈالا پس ہم نے اپنی نعمت امہال کو جو پہلے سے انکو حاصل تھی مبدل بہ دار و گیر کر دیا اُسکی وجہ یہ ہوئی کہ اُنہوں نے بطریق مذکور نعمت قرب استعداد کو بدل ڈالا پس اس امر تغیر میں بھی) انکی حالت فرعون والوں اور اُنسے پہلے والوں کی سی حالت ہے کہ اُنہوں نے اپنے رب کی آیات کو جھٹلایا اس پر ہم نے اُن کو اُنکے (ان) گناہوں کے سبب ہلاک کر دیا اور (اُنمیں) فرعون والوں کو خاص طور پر ہلاک کیا کہ اُنکو) غرق کر دیا اور وہ (فرعون والے اور پہلے والے) سب ظالم تھے **ربط** اُوپر کی آیات میں یہاں تک کفار مشرکین کے احوال و قتال کا بیان تھا آگے کفار اہل کتاب کے احوال اور قتال کا بیان ہے جیسا کہ تمہید سورت میں بھی اس طرف اشارہ کیا گیا ہے اور سبب نزول اسکا یہود بنی قریظہ کی عہد شکنی ہے کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عہد کیا تھا کہ ہم آپکے مخالفین کو مدد نہ دینگے اور پھر بھی غزوہ احزاب میں مشرکین کو مدد دی اور یہی چند بار ایسا ہو چکا تھا ہر بار میں کہدیتے تھے کہ ہم بھول گئے پھر تازہ عہد کرتے تھے پھر ایسا ہی کرتے تھے اسپر ان آیتوں میں آپکو حکم ہوا اُن سے قتال کا کذا فی الدر المنثور و اللباب والروح۔

احوال و احکام قتال بعض اہل کتاب

إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِندَ اللَّهِ الَّذِينَ كَفَرُوا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٥٥﴾ الَّذِينَ عَاهَدتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنقُضُونَ عَهْدَهُمْ فِي كُلِّ مَرَّةٍ وَهُمْ لَا يَتَّقُونَ ﴿٥٦﴾ فَإِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِم مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ ﴿٥٧﴾ وَإِمَّا تَخَافَنَّ مِن قَوْمٍ خِيَانَةً فَانبِذْ إِلَيْهِمْ عَلَىٰ سَوَاءٍ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْخَائِنِينَ ﴿٥٨﴾ بلاشبہ بدترین خلائق اللہ کے نزدیک یہ[1] کافر لوگ ہیں (جب یہ علم الٰہی میں ایسے ہیں) تو یہ ایمان نہ لاوینگے جنکی یہ کیفیت ہے[2] کہ آپ اُنسے (کئی بار) عہد لیچکے ہیں (مگر پھر بھی) وہ ہر بار اپنا عہد توڑ ڈالتے ہیں اور وہ (عہد شکنی سے) ڈرتے نہیں سو اگر آپ لڑائی میں ان لوگوں پر قابو[3] پائیں (اور یہ آپکے ہاتھ آئیں) تو ان (پر حملہ کر کے اُس) کے ذریعہ سے اور لوگوں کو جو کہ انکے علاوہ[4] ہیں منتشر کر دیجیے تاکہ وہ لوگ سمجھ جاویں (کہ نقض عہد یہ وبال ہوا ہم ایسا نہ کریں یہ حکم تو اُس وقت ہے کہ جب اُن لوگوں نے عہد علانیہ توڑ دیا ہو) اور اگر (ابھی تک علانیہ تو نہیں توڑا لیکن) آپ کو کسی قوم سے

الروایات ذکرت فی المتن وانما صرح ہہنا بواحدة لفائدة وہی ما فی اللباب روی ابو الشیخ عن ابن شہاب قال جل جبرئیل علی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقال قد وضعت السلاح وما زلت فی طلب القوم فاخرج فان اللہ اذن لک فی قریظة وانزل فیہم واما تخافن من قوم خیانة الآیة اہ والفائدة

تحقیق ان الاذن تقتضی وقوع النقض منہم لا خوف النقض منہم فما معنی نزول واما تخافن فیہم والوجہ عندی ان الحکم ثابت بالدلالة ای لما کان محض الخوف سببا لجواز القتال ولو بعد النبذ فالنقض اولی بہ ولا حاجة الی النبذ فافہم ١٢

ملحقات الترجمة

[1] قولہ فی الذین کفروا الآیة فالموصول للعہد بقرینة نزولہا فی قریظة وقرینة قولہ الذین عاہدت الخ ١٢ [2] قولہ فی الذین عاہدت جنکی یہ کیفیت اشارہ الی کونہ نعتا و یحتمل کونہ بدلا او خبر مبتدا او ہو ہم وقولہ ہیں آپ عہد لے چکے فیہ اشارة الی ما فی الروح ان من للایذان بان المعاہدة التی ہی عبارة عن اعطاء العہد واخذہ من الجانبین معتبرة ہہنا من حیث اخذہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ ہو المناط لما نعی علیہم من النقض لا اعطاؤہ علیہ الصلوة والسلام ایاہم عہدہ کانہ قیل الذین اخذت منہم عہدہم وعلی ہذا یصح قولہم ان من لتضمین العہد معنی الاخذ ای عاہدت آخذا منہم اہ وقولہ کئی بار بقرینة کل مرة لان النقض کل مرة لا یکون الا بعد العہد کل مرة ١٢ [3] قولہ فی تثقفنہم قابو کما فی المدارک تظفرن بہم ومعنی کونہ شرطا ان القدرة شرط للجہاد ١٢ [4] قولہ فی خلفہم علاوہ کما فی الروح وراءہم ١٢

ع ١٠ ٣

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَبَقُوا ۚ إِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُونَ ○ وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ وَمِن رِّبَاطِ الْخَيْلِ

اور کافر لوگ اپنے کو یہ خیال نہ کریں کہ وہ بچ گئے یقیناً وہ لوگ عاجز نہیں کر سکتے اور اُن کافروں کے لیے جس قدر تم سے ہو سکے ہتیار سے اور پلے ہوئے گھوڑوں سے سامان درست رکھو

تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ وَآخَرِينَ مِن دُونِهِمْ لَا تَعْلَمُونَهُمُ ۚ اللَّهُ يَعْلَمُهُمْ ۚ وَمَا تُنفِقُوا مِن شَيْءٍ

کہ اُسکے ذریعہ سے تم رعب جمائے رکھو اُن پر جو کہ اللہ کے دشمن ہیں اور تمھارے دشمن ہیں اور اُنکے علاوہ دوسروں پر بھی جنکو تم نہیں جانتے اُن کو اللہ ہی جانتا ہے اور اللہ کی راہ میں جو چیز بھی

فِي سَبِيلِ اللَّهِ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنتُمْ لَا تُظْلَمُونَ ○

خرچ کروگے وہ تم کو پورا پورا دیدیا جاویگا اور تمھارے لیے کچھ کمی نہ ہوگی

خیانت (یعنی عہد شکنی) کا اندیشہ ہو تو (اجازت[1] ہے کہ) آپ وہ عہد اُن کو اس طرح واپس کر دیجیے (یعنی اس طرح اُس عہد کے باقی نہ رہنے کی اطلاع کر دیجیے) کہ آپ اور وہ (اُس اطلاع میں) برابر[2] ہو جاویں (اور بدون ایسی صاف اطلاع کے لڑنا خیانت ہے اور) بلاشبہ اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے **ف** ایک ایسی ہی آیت ان شر الدواب اس سورت کے تیسرے رکوع میں مشرکین کے حق میں آچکی ہے چونکہ دوسرے عصاۃ سے بدتر ہونا سب کفار پر صادق آتا ہے لہذا دونوں آیتوں میں کچھ تعارض نہیں اور لا یومنون فرمانا اُن ہی کے اعتبار سے ہے جو علم الٰہی میں عمر بھر کافر رہنے والے تھے اور اس آیت میں جو فعود اور فانبذ کا خطاب خاص کیا گیا اسی طرح آگے مسئلہ صلح میں فاجنح لہا کا اس میں اشارہ ہے کہ عہد کا حل و عقد امام کی رائے پر ہے عوام کو اُس میں دخل نہ دینا چاہیئے اور نبذ عہد میں جو خوف خیانت کی قید لگائی بنا بر علی الغالب ہے کہ اکثر ایسی صورت میں نبذ کی حاجت ہوگی پس اگر بدون خوف خیانت کے بھی نبذ عہد میں مصلحت ہو تو جائز ہے کذا فی الہدایہ **ربط** اوپر مشرکین مکہ و یہود مدینہ سے قتال کا ذکر تھا چونکہ قتال میں بعضے بچ بھی جاتے ہیں آگے اُنکی نسبت فرماتے ہیں کہ خدا سے نہیں بچ سکیں گے ایک نہ ایک روز مبتلائے عذاب ہونا ہے۔

عدم تحصّن کفار از دست قہار

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَبَقُوا ۚ إِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُونَ (۶۱) اور کافر لوگ اپنے کو یہ خیال نہ کریں کہ وہ بچ گئے یقیناً وہ لوگ (خدا تعالیٰ کو) عاجز نہیں کر سکتے (کہ اُسکے ہاتھ نہ آویں یا تو دُنیا ہی میں مبتلائے عقوبت کر دیگا ورنہ آخرت میں تو یقینی ہی) **ف** اوپر قتال کفار کا ذکر تھا آگے سامان قتال مہیا رکھنے کا حکم ہے

امر بہ تہیہ قتال

وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ وَمِن رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ وَآخَرِينَ مِن دُونِهِمْ لَا تَعْلَمُونَهُمُ اللَّهُ يَعْلَمُهُمْ ۚ وَمَا تُنفِقُوا مِن شَيْءٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنتُمْ لَا تُظْلَمُونَ (۶۲) اور ان کافروں (سے مقابلہ کرنے) کے لیے جس قدر تم سے ہو سکے ہتھیار سے اور پلے ہوئے گھوڑوں سے سامان درست رکھو کہ اُس (سامان) کے ذریعہ سے تم (اپنا) رعب جمائے رکھو اُن پر جو کہ (کفر کی وجہ سے) اللہ کے دشمن ہیں اور (تمہاری فکر میں رہنے کی وجہ سے) تمہارے دشمن ہیں (جیسے مشرکین جنسے تمکو سابقہ پڑتا رہتا ہی) اور اُنکے علاوہ دوسرے (کافروں) پر بھی (رعب جمائے رکھو) جنکو تم (بالتعیین[3]) نہیں جانتے بلکہ اُن کو اللہ ہی جانتا ہے (جیسے کفار فارس اور روم وغیرہم جن سے اُسوقت سابقہ نہیں پڑا مگر صحابہؓ کا ساز و سامان و فن سپہگری اپنے وقت میں اُنکے مقابلہ میں بھی کام آیا اور اُن پر بھی رعب جما بعض مقابل ہوکر مغلوب ہوئے بعض نے جزیہ قبول کیا کہ یہ بھی اثر رعب کا ہی) اور اللہ کی راہ میں (جسمیں جہاد بھی آگیا) جو چیز بھی خرچ کروگے (جسمیں وہ خرچ بھی آگیا جو ساز و سامان درست کرنے میں کیا جاوے) وہ (یعنی اُسکا ثواب) تمکو (آخرت میں) پورا پورا دیدیا جاویگا اور تمہارے لیے

ملحقات الترجمة

[1] قوله فانبذ اجازت لان النبذ مبلح مخير فيه ۱۲
[2] قوله في سواء اطلاع میں برابر اشارة الى تركيب سواء حال من كونه حالا اى حال كونكم انتم وهم على استواء في العلم بالنبذ ۱۲
[3] قوله في لا تعلمونهم بالتعيين لان العلم الاجمالي بعداوة الكفار جميعا كان حاصلا
[4] قوله في عدوكم نے اُس وقت بھی مقابلہ مع آخرین النزا

نحو على قراءة الياء التحتية الفاعل الموصول المفعول الاول محذوف اى انفسهم والثانى جملة سبقوا على قراءة التاء الفوقية الفاعل ضمير المخاطب المفعول الذين كفروا وسبقوا البلاغة قوله القوة المصدر للمبالغة قوة مجاز اوقوله رباط الخيل الربط بمعنى مربوط الخيل ولما كان المربوط عاما لغة اضيف الى الخيل للبيان كما في عين الشمس قوله ترهبون لم يقل تقاتلون لان غاية الارهاب احد الامرين القتال والجزية كما اشير اليه في الترجمة ۱۲

وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ○ وَإِنْ يُرِيدُوا أَنْ يَخْدَعُوكَ فَإِنَّ حَسْبَكَ اللَّهُ ۚ

اور اگر وہ صلح کی طرف جھکیں تو آپ بھی اس طرف جھک جائیے اور اللہ پر بھروسہ رکھیے بلاشبہ وہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے اور اگر وہ لوگ آپکو دھوکا دینا چاہیں تو اللہ تعالیٰ آپکے لیے کافی ہیں

هُوَ الَّذِي أَيَّدَكَ بِنَصْرِهِ وَبِالْمُؤْمِنِينَ ○ وَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ ۚ لَوْ أَنْفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مَا أَلَّفْتَ

وہ وہی ہے جسنے آپ کو اپنی امداد سے اور مسلمانوں سے قوت دی اور اُنکے قلوب میں اتفاق پیدا کر دیا اگر آپ دنیا بھر کا مال خرچ کرتے تب بھی اُن کے قلوب میں

بَيْنَ قُلُوبِهِمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ أَلَّفَ بَيْنَهُمْ ۚ إِنَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ○ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ○

اتفاق پیدا نہ کرسکتے لیکن اللہ ہی نے انمیں باہم اتفاق پیدا کر دیا بیشک وہ زبردست ہیں حکمت والے ہیں اے نبی آپکے لیے اللہ کافی ہے اور جن مومنین نے آپ کا اتباع کیا ہے وہ کافی ہیں

(ع ۸)

(انمیں) کچھ کمی نہ ہوگی **ف** حدیثوں میں تیراندازی کی مشق اور گھوڑوں کے رکھنے اور سواری سیکھنے کی بڑی فضیلت آئی ہے اب بندوق اور توپ قائم مقام تیر کے ہے اور بعموم قوت میں یہ سب اور ورزش بھی داخل ہے۔ **ربط** اوپر اسباب کفا کا بیان تھا اس اسباب کے بعد احیاناً کفار کی طرف سے صلح کی درخواست ہو سکتی ہے اسلیے اگلے آیت وان جنحوا میں اُسکا حکم بیان فرماتے ہیں اور چونکہ صلح میں بعض اوقات احتمال ہوتا ہے کہ شاید کفار نے فریب کیا ہو اس کے متعلق جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے وان یریدوا میں وعدہ حفاظت اور تاکید وعدہ کے لیے اپنے نعم سابقہ کی یاد دہانی کرتے ہیں۔

اذن قبول صلح و وعدہ حفاظت از شر کفار

وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٦١﴾ وَإِنْ يُرِيدُوا أَنْ يَخْدَعُوكَ فَإِنَّ حَسْبَكَ اللَّهُ ۚ هُوَ الَّذِي أَيَّدَكَ بِنَصْرِهِ وَبِالْمُؤْمِنِينَ ﴿٦٢﴾ وَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ ۚ لَوْ أَنْفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مَا أَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ أَلَّفَ بَيْنَهُمْ ۚ إِنَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٦٣﴾ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٦٤﴾ اور اگر وہ (کفار) صلح کی طرف جھکیں تو آپ (کو بھی اجازت ہے کہ اگر اس میں مصلحت دیکھیں تو) اُس طرف جھک جائیے اور (اگر باوجود مصلحت کے یہ احتمال ہو کہ یہ ان کی چال نہ ہو تو) اللہ پر بھروسہ رکھیے (ایسے احتمالوں سے اندیشہ نہ کیجیے) بلاشبہ وہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے (اُنکے اقوال اور احوال کو سُنتا جانتا ہے اُن کا خود انتظام کر دیگا) اور اگر (واقع میں وہ احتمال صحیح ہو اور) وہ لوگ (در پیچ صلح سے) آپکو دھوکا دینا چاہیں تو اللہ تعالیٰ آپ (کی مدد اور حفاظت کرنے) کے لیے کافی ہیں (جیسا کہ اسکے قبل بھی آپکی کفایت فرماتے تھے چنانچہ) وہ وہی ہے جس نے آپ کو اپنی (غیبی) امداد (یعنی ملائکہ) سے اور (ظاہری امداد یعنی) مسلمانوں سے قوت دی اور (مسلمانوں کو ذریعہ امداد بنانے کے لیے) اُن کے قلوب میں اتفاق پیدا کر دیا (چنانچہ ظاہر ہے کہ اگر باہم اتفاق نہ ہو تو کوئی کام خصوص دین کی نصرت مل کر نہیں کرسکتے اور اُن میں بوجہ حب ریاست اور غلبہ بغض و عداوت اتفاق ایسا دشوار تھا کہ) اگر آپ (باوجودیکہ عقل و تدبیر بھی کامل رکھتے ہیں اور سامان بھی اس کے لیے آپکے پاس کافی ہوتا یہاں تک کہ) دنیا بھر کا مال (اس کام کے لیے) خرچ کرتے تب بھی اُن کے قلوب میں اتفاق پیدا نہ کرسکتے لیکن (یہ) اللہ ہی (کا کام تھا کہ اُس) نے اُن میں باہم اتفاق پیدا کر دیا بے شک وہ زبردست ہیں (کہ جو چاہیں اپنی قدرت سے کر دیں اور) حکمت والے ہیں (کہ جس طریق سے مناسب جانیں اُس کام کو کر دیں۔ اور جب اللہ تعالےٰ کا اپنی غیبی امداد اور مومنین سے آپ کی نصرت فرمانا معلوم ہو گیا تو) اے نبی (اس سے ثابت ہو گیا کہ) آپکے لیے (حقیقت میں) اللہ کافی ہے اور جن مومنین نے آپ کا اتباع کیا ہے (ظاہراً) وہ کافی ہیں **ف** فاجنح لها میں مصلحت کی قید لگا دی اور اس امر کو تخییر پر محمول کیا اس سے آیت کا منسوخ ہونا لازم نہ آیا جیسا بعض نے اختیار کیا ہے اور تمہید میں جو وعدہ حفاظت میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تخصیص کیگئی اس سے یہ شبہ رفع ہو گیا کہ بعض اوقات کفار کا خداع مومنین کے مقابلہ میں چل جاتا ہے اور آپکے مقابلہ میں کبھی خداع میں کامیابی بعد نزول اس آیت کے ثابت نہیں۔ **ربط** اوپر صلح کے متعلق مضمون تھا آگے قتال کے متعلق ایک قانون ہے نیز اوپر کفایت و نصر الٰہیہ کا مضمون تھا آیت آیندہ میں بطور تفریع کے امر بالقتال ہے۔

ملحقات الترجمہ

لے قولہ فی من اتبعک وہ کافی ہیں اشارۃ الی عطفہ للموصول علی اللہ اختارہ الکسائی وروی فی الدر المنثور عن الشعبی قال حسبک اللہ وحسبک من اتبعک یؤیدہ نزول الآیۃ فی الانصار او فی اسلام عمر رضہ کما فی الدر عن الزہری وابن عباس رضہ ولا یرد انہ لیس وراء اللہ کافی شیئ لان الکفایۃ صنفان حقیقی وظاہری فلا اشکال وہذا کما فی قولہ تعالےٰ قل کفیٰ باللہ شہیدا بینی وبینکم ومن عندہ علم الکتاب ۱۲

لے قولہ فاجنح لها الضمیر للسلم اما لکونہ مؤنثا سماعیا او اما لحملہ علی نقیضہا الحرب التی ہی مؤنث سماعی وحسبک فیہ اضافۃ حسب بمعنی الکافی الی الکاف التی کاف فیک ۱۲

يٰۤاَيُّهَا النَّبِىُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ ؕ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ

اے پیغمبر آپ مومنین کو جہاد کی ترغیب دیجئے اگر تم میں کے بیس آدمی ثابت قدم رہنے والے ہونگے تو دوسو پر غالب آجاویں گے اور اگر تم میں کے

مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْۤا اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ۝ اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا ؕ

سو آدمی ہوں گے تو ایک ہزار کفار پر غالب آجاوینگے اس وجہ سے کہ وہ ایسے لوگ ہیں جو کچھ نہیں سمجھتے اب اللہ تعالیٰ نے تم پر تخفیف کر دی اور معلوم کرلیا کہ تم میں ہمت کی کمی ہے

فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْۤا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ

سو اگر تم میں کے سو آدمی ثابت قدم رہنے والے ہونگے تو دوسو پر غالب آجاوینگے اور اگر تم میں کے ہزار ہوں گے تو دو ہزار پر اللہ کے حکم سے غالب آجاوینگے اور اللہ تعالیٰ صابرین کے ساتھ ہیں

قانون قرار و فرار در قتال کفار

يٰۤاَيُّهَا النَّبِىُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ ؕ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْۤا اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿۶۵﴾ اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا ؕ فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْۤا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۶۶﴾ اے پیغمبر (صلے اللہ علیہ وسلم) آپ مومنین کو جہاد کی ترغیب دیجئے (اور اس کے متعلق یہ قانون سنا دیجئے کہ) اگر تم میں کے بیس آدمی ثابت قدم رہنے والے ہوں گے تو (اپنے سے دس گونہ عدد پر یعنی) دوسو پر غالب آجاویں گے اور (اسی طرح) اگر تم میں کے سو آدمی ہوں گے تو ایک ہزار کفار پر غالب آجاویں گے اس وجہ سے کہ وہ ایسے لوگ ہیں جو (دین کو) کچھ نہیں سمجھتے (اور اس وجہ سے کفر پر مصر ہیں اور اس سبب سے اُن کو غیبی امداد نہیں پہونچتی اس سبب سے وہ مغلوب ہوجاتے ہیں پس تم پر واجب ہے کہ اپنے سے دس گونہ کے مقابلہ سے بھی پس پانہ ہو اول یہ حکم نازل ہوا تھا جب صحابہؓ پر شاق ہوا تو عرض کیا پس ایک[1] مدت کے بعد یہ دوسری آیت جس سے وہ پہلا حکم منسوخ ہوگیا نازل ہوئی یعنی) اب اللہ تعالیٰ نے تم پر تخفیف کر دی اور معلوم کرلیا کہ تم میں ہمت کی کمی ہے سو (اب یہ حکم دیا جاتا ہے کہ) اگر تم میں کے سو آدمی ثابت قدم رہنے والے ہوں گے تو (اپنے سے دوگنے عدد پر یعنی) دوسو پر غالب آجاوینگے اور (اسی طرح) اگر تم میں کے ہزار ہوں گے تو دو ہزار پر اللہ کے حکم سے غالب آجاوین گے اور (ہم نے جو صابر کی قید لگائی تو اس لیے کہ) اللہ تعالیٰ صابرین (یعنی جو دل اور قدم سے ثابت رہیں اُن) کے ساتھ ہیں (یعنی اُن کی مدد کرتے ہیں) **ف** ہرچند کہ یہاں لفظاً صیغہ خبر کا ہے کہ اتنے آدمی اتنوں پر غالب آجاوین گے لیکن مقصود خبر نہیں بلکہ انشاء اور امر ہے یعنی قرار واجب ہے اور فرار حرام ہے اور بعنوان خبر تعبیر کرنے میں بطور کنایہ کے مبالغہ و تاکید ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جیسا غلبہ کی خبر یقینی ہونے پر ثبات واجب ہونا چاہیے اسی طرح اب واجب ہے پس مدلول لفظی یعنی خبر مقصود ہی نہیں تو اُس پر صدق و کذب کا شبہ واقع نہیں ہوسکتا کہ بعض اوقات ہم اس غلبہ کو منتفی دیکھتے ہیں وجہ دفع یہ ہے کہ کنایہ میں انتقال ملزوم سے لازم کی طرف ہوتا ہے اور مقصود لازم ہوتا ہے اور ملزوم غیر مقصود اور غیر مقصود پر صدق و کذب متوجہ نہیں ہوتا خوب سمجھ لو اگرچہ یہاں خود ملزوم بھی فی نفسہٖ صادق ہے اس لیے کہ یغلبوا باذن اللہ کے ساتھ مقید ہے پس اگر کسی حکمت کی وجہ سے اذن نہ ہو تو غلبہ بھی نہ ہوگا اور ضعف کی وجہ احقر کے نزدیک یہ ہے کہ یہ قاعدہ طبعی ہے کہ جب کام کرنے والے کم ہوتے ہیں اور کام ضروری سمجھا جاتا ہے تو اُس وقت ہمت زیادہ ہوتی ہے ہر شخص جانتا ہے کہ میرے ہی کرنے سے ہوگا اور جب کام کرنے والے بڑھ جاتے ہیں تو ہر شخص

ملحقات الترجمة

[1] قوله قبل الاذ مدت کے بعد لذا فی الروح ۱۲

فائدہ تقیید التخفیف بالآن ظاہر واما تقیید العلم به فباعتبار تعلقه من حیث کون المعلوم واقعا فی الحال لان العلم علی وفق المعلوم فافہم۔

البلاغة ذکر فی الآیتین عددین للتمثیل وعددین للتکثیر ایذانا بانه لاخصوصیة لعدد دون عدد بل الاعتبار للنسبة الخاصة وقید القلیلین بالصابرة لیقاس الکثیر علیه وخص القلیل به لان الحاجة فیه اظہر وقید الالف من الکفار بالذین کفروا لیقاس علیه غیرہ وقید

غلبتهم الفین باذن اللہ لیقاس علیه غیرہ واشار الی علة مغلوبیة الکفار بقوله بانهم قوم لا یفقهون والی علة غالبیة المؤمنین بقوله واللہ مع الصابرین وزاد القلیل الثانی علی القلیل الاول فی الآیة الاولی بخمسة امثاله وزاد فی الثانیة بعشرة امثاله اشارة الی کون المسلمین فی بدو الامر قلیلا کانهم لم یوجدوا واجیب ایضا عنهم الی عشرة اضعاف ولا کذلک آخرا فافهم وہذا الاخیر من المواہب ۱۲

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ ۚ تُرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللَّهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ ۗ

نبی کی شان کے لائق نہیں کہ اُن کے قیدی باقی رہیں جب تک کہ وہ زمین میں اچھی طرح خونریزی نہ کرلیں تم تو دنیا کا مال اسباب چاہتے ہو اور اللہ تعالیٰ آخرت کو چاہتے ہیں

وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ○ لَوْلَا كِتَابٌ مِنَ اللَّهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ○

اور اللہ تعالیٰ بڑے زبردست بڑی حکمت والے ہیں اگر خدا تعالیٰ کا ایک نوشتہ مقدر نہ ہو چکتا تو جو امر تم نے اختیار کیا ہو اُس کے بارہ میں تم پر کوئی بڑی سزا واقع ہوتی۔

کو خیال ہے کہ کیا بھی پر منحصر ہے اور یہی تو یکام کرنے والے ہیں سب ملکر کیون نہیں کرتے اس لیے جوش اور گرمی میں کمی ہو جاتی ہے پس اس لیے ابتدا اسلام میں مثلاً بدر میں ہمت کی اور حالت تھی جب ماشاء اللہ مردم شماری بڑھی تو طبیعت اور ہمت کا رنگ بدل گیا چنانچہ در منثور میں بعض سلف سے اس پہلے حکم کا دربارہ بدر کے ہونا اور دوسرے حکم کا بعد کے لیے ہونا منقول ہے اور یہ ایک امر طبعی ہے پس صحابہ رضہ پر یہ شبہ نہیں ہو سکتا کہ اُن کے ملکات باطنہ تو روزانہ رو بہ ترقی تھے اور اس سے انحطاط کا شبہ ہوتا ہے۔ **ربط** اوپر قتال کا حکم ہے چونکہ قتال میں کبھی کفار قید ہو کر آتے ہیں اس لیے آگے بضمن اساری بدر کے اُس کا حکم ہے اور سبب نزول ان آیات کا یہ ہے کہ بدر میں ستر کافر پکڑے ہوئے آئے تو آپ نے صحابہ رضہ سے اُن کے باب میں مشورہ کیا بعض نے مشورہ دیا کہ ان کو قتل کر دینا چاہیئے بعض نے کہا ان سے کچھ مال لیکر چھوڑ دینا چاہیئے آپ پر وحی نازل ہوئی کہ ان صحابہ رضہ سے فرما دیجئے کہ تم کو اختیار دیا جاتا ہے خواہ ان کو قتل کر دو خواہ ان سے فدیہ لیکر چھوڑ دو مگر اس صورت میں اگلے سال ستر آدمی شہید ہوں گے غرض اکثر صحابہ کی یہی رائے ہوئی کہ خیر ہم شہید ہو جاویں گے اس وقت ان کو فدیہ لیکر چھوڑ دیا جاوے شاید یہ مسلمان ہو جاویں اور اس وقت مسلمانوں کو مالی مدد ملے آپ نے بھی بوجہ رحم دلی کے اسی رائے کو پسند فرمایا چنانچہ باستثنائے بعض کے کہ وہ تو قتل کئے گئے جیسے عقبہ اور نضر اور طعمہ باقی سب قیدیوں سے فدیہ لیکر چھوڑ دیا گیا صرف حضرت ابو العاص رضہ کو کہ وہ بھی اُس وقت اُن میں تھے صحابہ رضہ کی مرضی سے بدون کچھ لیے ہوئے چھوڑ دیا اس کو اصطلاح شرع میں منّ کہتے ہیں اسپر یہ آیتیں ما کان لنبی تا عذاب عظیم نازل ہوئیں ان آیتوں سے صحابہ رضہ کو اُس فدیہ کے حلال وحرام ہونے میں شبہ ہو گیا تو آیت فکلوا الخ نازل ہوئی چونکہ بعض قیدی فدیہ دینے کے بعد مسلمان ہو گئے تھے جیسے حضرت عباس رضہ وغیرہ اور انہوں نے آپ سے بوجہ فدیہ دینے کے مفلس ہو جانے کی شکایت کی اُس پر آیت یا ایہا النبی قل لمن فی ایدیکم الخ نازل ہوئی اور تتمہ قصہ کا مع بعض مسائل متعلقہ وتحقیقات تفسیر آیت کے بعد حرف ف کے تحت میں مذکور ہوگا۔

حکم اُساری بدر

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ ۚ تُرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا ۖ وَاللَّهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ لَوْلَا كِتَابٌ مِنَ اللَّهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ (اے مسلمانوں تم نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو جو ان قیدیوں سے کچھ لیکر چھوڑ دینے کا مشورہ دیا یہ بیجا تھا کیونکہ) نبی کی شان کے لائق نہیں کہ اُن کے قیدی باقی رہیں (بلکہ قتل کر دئے جاویں) جب تک کہ وہ زمین میں اچھی طرح (کفار کی) خونریزی نہ کرلیں (کیونکہ مشروعیۃ جہاد کی اصلی غرض دفع فساد ہے اور بدون اس حد کے جس میں کہ بالکل شوکت کفار کی ٹوٹ جاوے دفع فساد ممکن نہیں پس اس نوبت سے پہلے قیدیوں کا زندہ چھوڑ دینا آپ کی شان اصلاح کے مناسب نہیں البتہ جب ایسی قوت ہو جاوے پھر قتل ضروری نہیں بلکہ اور صورتیں بھی مشروع ہیں جو ف کے تحت میں مذکور ہیں پس ایسی نامناسب رائے تم نے آپ کو کیوں دی) تم تو دنیا کا مال اسباب چاہتے ہو (اس لیے فدیہ کی رائے دی) اور اللہ تعالیٰ آخرت (کی مصلحت) کو چاہتے ہیں (اور وہ اسی میں ہے کہ کفار خوب مغلوب ہو جاویں جس میں آزادی سے اسلام کا نور وہدایت پھیلے اور بے روک ٹوک لوگ بکثرت مسلمان ہوں اور

اللغات الاثخان المبالغۃ فی الجرح والقتل سلے ان یعز الاسلام ویذل الکفر واہلہ ۱۲ –

ملحقات الترجمۃ
سلہ قولہ فی ما کان لنبی لہ
مسلکین وہذا اولے من
المشہور ویؤیدہ قول بعضہم
ان الکلام علی تقدیر مضاف
ای ما کان لاصحاب نبی
کما فی الروح ۱۲ سلہ قولہ
فمان یکون باقی فالانکار
علی کون الاسری باقین
احیاء لا علی الاسر فالکون
امامۃ ای الوجود یعنی لیستمر
وجودہم وحیاتہم او ناقصۃ ای
یکون الاسری باقین احیاء
بدلالۃ قرینۃ المقام ۱۲ –

نجات پاوین) اور اللہ تعالیٰ بڑے زبردست بڑی حکمت والے ہین (وہ تم کو کفار پر غالب کرتے اور فتوحات کی کثرت سے تم کو مالدار کر دیتے گو کسی حکمت کے سبب اُس مین دیر ہوئی جو فعل تم سے واقع ہوا ہے وہ ایسا ناپسندیدہ ہے کہ) اگر خدا تعالیٰ کا ایک نوشتہ مقدر نہ ہو چکتا (وہ یہ کہ ان

قیدیون مین لوگ مسلمان ہو جاوین گے جس سے فساد محتمل واقع نہ ہوگا اگر یہ نہ ہوتا) تو جو امر تم نے اختیار کیا ہے اُس کے بارے مین تم پر کوئی بڑی سزا واقع ہوتی (لیکن چونکہ کوئی فساد نہ ہوا اور اتفاقاً تمہارا مشورہ صائب نکل آیا اس لیے تم سزا سے بچ گئے) **ف** تتمہ قصہ کا یہ ہے کہ اسکے بعد بعض صحابہ رضنے آپ کو روتے ہوئے دیکھا پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ عذاب کے آثار بہت قریب آگئے تھے مگر اللہ تعالیٰ کا فضل ہوا کہ نازل نہین ہوا اور تحقیق ضروری اسکے متعلق یہ ہے کہ اس قصہ مین صحابہ رضنے آیا کسی نص کے ہوتے ہوئے قیاس کیا یا بدون نص کے قیاس کیا شق اول پر تو یہ اشکال ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیون موافقت فرمائی اور شق ثانی پر یہ اشکال ہو کہ عتاب کیون ہوا خاصکر جبکہ وحی سے اختیار دیدیا گیا تھا پھر یہ کہ عتاب مین صحابہ رضکی کیا تخصیص کیگئی جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی قبول کرنے مین شریک تھے جواب یہ ہو کہ ہم شق ثانی کو اختیار کرتے ہین اور وجہ عتاب یہ ہو کہ ایک جزو اس رائے کے مبنیٰ کا مصلحت دنیویہ یعنی اخذ مال بھی تھا جسکا منشا یعنی حب دنیا کا مذموم ہونا پہلے سے معلوم تھا جسکی طرف تریدون عرض الدنیا مین صاف اشارہ ہے رہا صحابہ رضکا پھر اس طرف مبادرت کرنا اسمین غلطی یہ ہوئی کہ دوسرا جزو اس مین مصلحت دینیہ یعنی احتمال انکے اسلام لے آنیکا بھی ملگیا جیسا درمنثور مین فقادہم فیکون عونا لاصحابك اور لعل اللہ ان یتوب علیہم سے مجموعہ دونون مصلحتون کا معلوم ہوتا ہے پس غالبًا یون سمجھے کہ جس امر مین خواہش دُنیا تمام علت ہو وہ تو بُرا اور جس امر مین جزو علت ہو اُسکا مضائقہ نہین یہ خیال سبب مبادرت کا ہو سکتا ہو مگر پھر وجہ عتاب قلت تامل ہو کیونکہ ادنیٰ تامل سے معلوم ہو سکتا ہے کہ حسن اور قبیح سے مرکب قبیح ہوتا ہے اور دین مین دُنیا ملجانے سے اخلاص واجر فوت ہوتا ہے پس مجموعہ خواہش دنیا و احتمال اسلام کا حسن نہ ہوگا اسی لیے تریدون عرض الدنیا پر اکتفا کیا گیا انکے احتمال اسلام کے خیال کو معتدبہ نہین قرار دیا گیا پس اشکال اول تو رفع ہو گیا رہا دوسرا اشکال کہ وحی سے اختیار دیدیا گیا تھا جواب یہ ہے کہ وہ صیغہ تخییر کا تھا مقصود تخییر نہ تھی کیونکہ جسطرح امر کاہے توبیخ کے لیے ہوتا ہو اسیطرح صورت تخییر کا ہے امتحان کے لیے ہوتی ہو وجہ یہ کہ تخییر مباحین مین ہو ایک مباح اور ایک غیر مباح مین تخییر نہین ہوا کرتی اور یہان قتل مباح تھا اور فدا (بوجہ مذکور کہ غالب منشا اُسکا خواہش دنیا تھا اور نیز اسوجہ سے کہ اثر اُسکا نشر مسلمانون کا مارا جانا تھا جیسا وحی مین یہ بات بتلا دیگئی تھی) غیر مباح تھا پس یہ صورتًا تخییر تھی اور معنًے شق غیر مرضی کے ضرر پر اطلاع دینا صحابہ رضکو صورت تخییر سے شبہ ہو گیا اسلیے مبادرت کی مگر چونکہ شبہ ضعیف تھا ادنیٰ تامل سے زائل ہو سکتا تھا جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا اسلیے عتاب ہوا تیسرے اشکال کا جواب یہ ہے کہ جو مبنیٰ انکے لیے مذموم تھا وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے محمود تھا کیونکہ ان کو تو مقصود نفع پہونچانا تھا اپنے نفس کو مال سے اور یہ غیر محمود ہے اور آپ کا مقصود تھا نفع پہونچانا اپنے غیر کو کہ وہ صحابہ رضہین اور یہ محمود ہے جیسا کہ ظاہر ہے کہ یہ قصد کرنا کہ مجھکو اتنا روپیہ ملجاوے حرص ہے اور یہ قصد کرنا کہ فلان غریب کو اتنا ملجاوے شفقت اور جود و کرم ہے رہا آپ کا گریہ فرمانا یا تو غایت ہیبت سے ہو اور یا صحابہ کی محبت سے ہو کہ ان کو ضرر پہونچتا اور بعض روایات مین جو آیا ہے کہ اگر عذاب نازل ہوتا ہے تو کوئی نہ بچتا مراد یہ ہے کہ صحابہ مین کوئی نہ بچتا یہ نہین کہ مین بھی نہ بچتا مگر خدا تعالیٰ نے عذاب ٹال دیا اور نصیحت فرما دی جو دلیل ہے عفو کی اور حدیث مین اہل بدر کا مغفور ہونا اس سے زیادہ صریح الفاظ مین آیا ہے اب مسائل لکھتا ہون **مسئلہ** حنفیہ کے نزدیک من اور فدار دونون ناجائز ہین نہ کہ اس آیت کی وجہ سے کیونکہ حسب نقل صاحب اتقان سورۂ انفال کے بعد سورہ محمدؐ نازل ہوئی اُس مین من و فدار کی اجازت ہو اس طرح کہ جب اثخان یعنی شوکت و قوت اسلام حاصل ہو جاوے اسوقت من و فدار جائز ہے پس سورہ محمد کی آیت صورۃً عدم جواز من و فدار کی ناسخ اور معنًی اُسکی تفسیر اور بیان ہے پھر بقول اتقان اُسکے بعد سورہ برارت نازل ہوئی جسمین آیت فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموهم الخ موجود ہے حنفیہ کے نزدیک اسنے من و فدار کو منسوخ کر دیا پس اب یا تو قتل کیا جاوے یا غلام بنا لیا جاوے اور یا ذمی رعایا بنا کر رکھا جاوے اور دوسرے ائمہ کے نزدیک نسخ نہین ہوا بلکہ مجموعہ آیات سے مجموعہ صورتون مین امام مخیر ہے من و فدا و استرقاق و ذمیت و قتل روایات تو کتب احادیث و درمنثور سے منقول ہین اور تحقیقات حل اشکال کی مواہب الٰہیہ سے ہین اور مسائل ہدایہ سے ہین واللہ اعلم ربط تمہید آیت ما کان لنبی مین مذکور ہو چکا -

فَكُلُوا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِيْٓ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰٓى

سو جو کچھ تم نے لیا ہے اُسکو حلال پاک سمجھکر کھاؤ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ تعالیٰ بڑے بخشنے والے بڑی رحمت والے ہیں اے پیغمبر آپکے قبضہ میں جو قیدی ہیں آپ اُنسے فرما دیجئے کہ

اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّآ اُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَاِنْ يُّرِيْدُوْا خِيَانَتَكَ

اگر اللہ تعالیٰ کو تمہارے قلب میں ایمان معلوم ہوگا تو جو کچھ تم سے لیا گیا ہے اس سے بہتر تمکو دیدیگا اور تمکو بخشدیگا اور اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والے ہیں بڑی رحمت والے ہیں اور اگر یہ لوگ آپکے ساتھ خیانت

فَقَدْ خَانُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ فَاَمْكَنَ مِنْهُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝

تو اس سے پہلے اُنہوں نے اللہ کے ساتھ خیانت کی تھی پھر اللہ تعالیٰ نے اُنکو گرفتار کرا دیا اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والے ہیں بڑی حکمت والے ہیں

بیان حلت فدائے اُساری بدر

فَكُلُوا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (یعنی ہم نے اُس فدیہ کو مباح کر دیا) سو جو کچھ تم نے (اُنسے فدیہ میں) لیا ہے اُسکو حلال پاک سمجھ کر کھاؤ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو (کہ آیندہ ہر طرح کی احتیاط رکھو) بیشک اللہ تعالیٰ بڑے بخشنے والے بڑی رحمت والے ہیں (کہ تمہارا گناہ بھی معاف کر دیا یہ مغفرت ہے اور فدیہ بھی حلال کر دیا یہ رحمت ہے) ربط تمہید آیت ما کان لنبی میں مذکور ہو چکا۔

وعدہ مسلمین اُساری بنعم دارین بشرط اخلاص

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِيْٓ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰٓى ۙ اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّآ اُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَاِنْ يُّرِيْدُوْا خِيَانَتَكَ فَقَدْ خَانُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ فَاَمْكَنَ مِنْهُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ اے پیغمبر آپ کے قبضہ میں جو قیدی ہیں (اُنمیں جو مسلمان ہو گئے ہیں) آپ اُنسے فرما دیجئے کہ اگر اللہ تعالیٰ کو تمہارے قلب میں ایمان معلوم ہوگا (یعنی تم دل سے مسلمان ہوئے ہوگے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا علم تو مطابق واقعہ کے ہوتا ہے اللہ تعالیٰ مسلمان اُسی کو جانیں گے جو واقع میں مسلمان ہوگا اور جو شخص غیر مسلم ہوگا اُسکو غیر مسلم ہی جانیں گے پس اگر تم دل سے مسلمان ہوگے) تو جو کچھ تم سے (فدیہ میں) لیا گیا ہے (دُنیا میں) اس سے بہتر تمکو دیدیگا اور (آخرت میں) تمکو بخشدیگا اور اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والے ہیں (اسلیے تم کو بخشدیں گے اور) بڑی رحمت والے ہیں (اس لیے تم کو نعم البدل دینگے) اور اگر (بالفرض) یہ لوگ (صدق دل سے مسلمان نہ ہوئے ہوں بلکہ اظہار اسلام سے محض آپ کو دھوکہ ہی دینا چاہیں اور دل میں) آپکے ساتھ خیانت کرنے کا (یعنی نقض عہد کر کے مخالفت و مقابلہ کا) ارادہ رکھتے ہوں تو (کچھ فکر نہ کیجیے اللہ تعالیٰ اُن کو پھر آپ کے ہاتھوں میں گرفتار کرا دیگا جیسا) اس سے پہلے انہوں نے اللہ کے ساتھ خیانت کی تھی (اور آپ کی مخالفت اور مقابلہ کیا) پھر اللہ نے اُن کو (آپ کے ہاتھوں میں) گرفتار کرا دیا اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والے ہیں (کہ کون خائن ہے اور) بڑی حکمت والے ہیں (ایسی صورتیں پیدا کر دیتا ہے جس سے خائن مغلوب ہو جاوے) ف ان یریدوا سے کوئی شخص یہ نہ سمجھے کہ ان صاحبوں کا ایمان مشکوک فیہ تھا۔ یا نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ کو دونوں احتمال تھے اصل یہ ہے کہ یہاں قضیہ شرطیہ سے مقصود خیانت پر امکن منہم کا مرتب کرنا ہے کہ یہ اُس کے لوازم سے ہے تاکہ آپ کو تسلی ہے اور اخلاص کا شرط ہونا مؤکد ہو جاوے اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھکو بیس اوقیہ فدیہ میں دینے پڑے تھے ہر اوقیہ چالیس درہم یعنی تخمیناً دس روپیہ کا ہوتا ہے پس بیس اوقیہ دو سو روپیہ کے کم و بیش ہوئے آج میرے پاس بیس غلام ہیں اور ہر ایک کے پاس بکثرت مال ہے اور ایک بار

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ فی ایدیکم من الاسری قبضہ میں سے ان اشارۃ معان الایدی حقیقتہ لکونہم تحکومتہ والاسری بہا باعتبار ما کان وفیہم لاختصاص الوعد لمن اسلم منہم ۱۲ سلہ قولہ ف جزاء ان یریدو ا گرفتار کرا دیگا فاہر دار مقدر ای سیمکنک منہم ای تقدر علیہم کما امکن قبلہ لما خانو ا ۱۲

البلاغۃ

قولہ غنمتم لما کان حال الغنیمۃ معلوما من قبل ولم یکن دخول الفداء فی الغنیمۃ معلوما عبرہ بہا تاکید الحل ولہذا التاکید زاد طیبا بعد قولہ حلالا لئلا یبقی لہم ریب فی ذلک وما وقع فی الترمذی مرفوعا

لم تحل الغنائم لاحد من قبلکم فلما کان یوم بدر وقعوا فی الغنائم قبل ان تحل لہم فانزل اللہ لولا کتاب الخ فعندی فیہ اختصار والمعنی لم تحل الغنائم من قبلکم ثم احلت لہم لکن لم تحل الغنائم الخاصۃ ای الفداء فلما کان یوم بدر وقعوا فی الفداء قبل ان تحل لہم الخ ۱۲

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوا وَّنَصَرُوا أُولَٰئِكَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ

بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت بھی کی اور اپنے مال اور جان سے اللہ کے رستے مین جہاد بھی کیا اور جن لوگوں نے رہنے کو جگہ دی اور مدد کی یہ لوگ باہم ایک دوسرے کے وارث ہونگے

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يُهَاجِرُوا مَا لَكُم مِّن وَلَايَتِهِم مِّن شَيْءٍ حَتَّىٰ يُهَاجِرُوا وَإِنِ اسْتَنصَرُوكُمْ فِي الدِّينِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ إِلَّا عَلَىٰ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ

اور جو لوگ ایمان تو لائے اور ہجرت نہین کی تھارا انسے میراث کا کوئی تعلق نہین جبتک کہ وہ ہجرت نکرین اور اگر وہ تم سے دین کے کام مین مدد چاہین تو تھارے ذمے مدد کرنا واجب ہے مگر اس قوم کے مقابلہ مین نہین کہ تم مین

وَبَيْنَهُم مِّيثَاقٌ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝ وَالَّذِينَ كَفَرُوا بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ إِلَّا تَفْعَلُوهُ تَكُن فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ

اور اُن مین باہم عہد ہو اور اللہ تعالیٰ تمھارے سب کامون کو دیکھتے ہین اور جو لوگ کافر ہین وہ باہم ایک دوسرے کے وارث ہین اگر اس پر عمل نکروگے تو دنیا مین بڑا فتنہ اور بڑا فساد پھیلے گا

كَبِيرٌ ۝ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوا وَّنَصَرُوا أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ

اور جو لوگ مسلمان ہوئے اور انہون نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کرتے رہے اور جن لوگون نے اپنے یہان ٹھیرایا اور اُن کی مدد کی یہ لوگ ایمان کا پورا حق ادا کرنیوالے ہین

حَقًّا لَّهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ۝

ان کے لیے بڑی مغفرت اور بڑی معزز روزی ہے

انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنا مال دیا تھا جتنا یہ اُٹھا سکے اور فرماتے ہین کہ دوسرے وعدہ یعنی مغفرت کا مجھ کو انتظار اور امید ہے کذا فی الدر المنثور ربط اوپر کفار کے قتال اور صلح اور انکو قید کرنے کا ذکر تھا اور یہ تینون مسلمانون کے غلبہ اور شوکت کے وقت واقع ہوتے ہین قتل اور قید تو ظاہر ہے اور صلح کی بھی کفار جب ہی درخواست کرتے ہین جب کسیقدر مسلمانون سے دبتے ہین پس یہ احکام تو غلبہ کے متعلق ہوئے کبھی مسلمان مغلوب ہوتے ہین کہ نہ قتل و قید پر قادر اور نہ اُنسے کفار صلح کرنا چاہتے ہین ایسے وقت ہجرت کی ضرورت واقع ہوتی ہے آگے بعض احکام ہجرت کے متعلق میراث کے اور بمناسبت مقابلہ بعض احکام غیر مہاجرین اور غیر مومنین کے باعتبار اُسی میراث کے بیان فرماتے ہین حاصل تقسیم اور احکام کا یہ ہے کہ مکلف دو حال سے خالی نہین یا مومن ہے یا کافر۔ کافر کا حکم یہ ہے کہ وہ باہم ایک دوسرے کے وارث ہونگے مسلمان اُنکا وارث نہ ہوگا نہ وہ مسلمان کے وارث ہونگے اور یہ حکم اب بھی باقی ہے اور مومن دو قسم کے ہین ایک مہاجر یعنی جنہون نے فتح مکہ سے پہلے مدینہ کی طرف ہجرت کی ہو کیونکہ فتح مکہ کے بعد عرب دار الاسلام ہوگیا تھا پھر سب جگہ رہنا برابر تھا اور دوسری قسم غیر مہاجر۔ مہاجر کا حکم یہ تھا کہ اُنمین اور انصار مین جنہون نے مہاجرین کو رکھا تھا یا اُنکی خدمت اور نصرت کی بوجہ اسکے کہ مہاجرین کے اکثر اقارب اسلام سے مشرف نتھے مثل اقارب کے میراث جاری ہوتی تھی اور اسمین سب مہاجرین متساوی تھے خواہ مہاجرین اولین مین سے ہون جنہون نے زمانہ ہجرت نبویہ مین ہجرت کی یا غیر اولین سے ہون البتہ انمین باعتبار فضیلت کے باہم تفاوت ہوگا اور یہ حکم بعد فتح کے منسوخ ہوگیا اور غیر مہاجر کا یہ حکم تھا کہ اُنمین اور اُسکے مہاجر رشتہ دارمین توارث نہوتا تھا اور یہ حکم بھی منسوخ ہے اب بتباین دارین اہل اسلام مین مانع توارث نہین البتہ باہم کفار مین ہے اور باوجود عدم توارث کے اس غیر مہاجر کا یہ بھی حکم تھا کہ اگر وہ مہاجرین سے بمقابلہ کفار کے کسی مذہبی مقابلہ مین طالب امداد ہو تو امداد اُسکی واجب ہے لیکن اگر ایسی قوم کے مقابلہ مین طالب امداد ہو کہ مہاجرین مین اور اُنمین باہم عہد و پیمان ہے تو بقاء عہد تک اُنکو مدد نہ دیجاوے ہان اگر عہد توڑ دیا جاوے تو پھر مدد جائز ہے رہا یہ کہ ایسے وقت عہد توڑ دینا واجب ہے یا نہین سو اس آیت کے نزول کے وقت تو معلوم نہین کہ کیا حکم تھا لیکن اب بشرط قدرت وہ عہد توڑ دینا اور اپنے بھائی مسلمانون کی مدد کرنا واجب ہے ان آیات مین یہی اقسام اور یہی احکام مذکور ہین اور اس تمہید مین جو مضامین از قبیل روایت ہین ماخذ اُنکا در منثور سے صحابہ و تابعین کے اقوال ہین۔

اقسام و احکام باعتبار ہجرۃ و اسلام

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوا وَّنَصَرُوا أُولَٰئِكَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يُهَاجِرُوا مَا لَكُم مِّن وَلَايَتِهِم مِّن شَيْءٍ حَتَّىٰ يُهَاجِرُوا وَإِنِ اسْتَنصَرُوكُمْ فِي الدِّينِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ إِلَّا عَلَىٰ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُم مِّيثَاقٌ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝ وَالَّذِينَ كَفَرُوا بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ إِلَّا تَفْعَلُوهُ تَكُن فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيرٌ ۝ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوا وَّنَصَرُوا أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا

وَالَّذِينَ آمَنُوا مِن بَعْدُ وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا مَعَكُمْ فَأُولَٰئِكَ مِنكُمْ ۚ وَأُولُو الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ

اور جو لوگ بعد کے زمانہ میں ایمان لائے اور ہجرت کی اور تمہارے ساتھ جہاد کیا سو یہ لوگ تمہارے ہی شمار میں ہیں اور جو لوگ رشتہ دار ہیں کتاب اللہ میں ایک دوسرے کے زیادہ

فِي كِتَابِ اللَّهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝

حقدار ہیں بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتے ہیں

ع ۱۰ ۱

وَالَّذِينَ آمَنُوا مِن بَعْدُ وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا مَعَكُمْ فَأُولَٰئِكَ مِنكُمْ ۚ وَأُولُو الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝ بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت بھی کی اور اپنے مال اور جان سے اللہ کے رستہ میں جہاد بھی کیا (جس کا وقوع لوازم عادیہ ہجرت سے تھا گو مدار حکم توارث نہیں اور یہ جماعت مہاجرین سے ملقب ہے) اور جن لوگوں نے (ان مہاجرین کو) رہنے کو جگہ دی اور (ان کی) مدد کی (اور یہ جماعت انصار سے ملقب ہے) یہ (دونوں قسم کے) لوگ باہم ایک دوسرے کے وارث ہونگے اور جو لوگ ایمان تو لائے اور ہجرت نہیں کی تمہارا (یعنی مہاجرین کا) ان سے میراث کا کوئی تعلق نہیں (نہ یہ ان کے وارث نہ وہ ان کے) جب تک کہ وہ ہجرت نہ کریں (اور جب ہجرت کر لیں پھر وہ بھی اسی حکم میں داخل ہو جاوینگے) اور (گو ان سے باعتبار توارث نہ ہو لیکن) اگر وہ تم سے دین کے کام (یعنی قتال مع الکفار) میں مدد چاہیں تو تمہارے ذمے (ان کی) مدد کرنا واجب ہے مگر اس قوم کے مقابلہ میں نہیں کہ تم میں اور ان میں باہم عہد (صلح کا) ہو اور اللہ تعالیٰ تمہارے سب کاموں کو دیکھتے ہیں (پس ان کے مقررہ احکام میں خلل ڈالنا کہ مستحق ناخوشی نہ ہونا) اور (جس طرح باہم تم میں علاقہ توارث کا ہے اسی طرح) جو لوگ کافر ہیں وہ باہم ایک دوسرے کے وارث ہیں (نہ تم ان کے وارث نہ وہ تمہارے وارث) اگر اس (حکم مذکور) پر عمل نہ کرو گے (بلکہ باوجود تخالف دین محض قرابت کی بناء پر مومن و کافر میں علاقہ توارث قائم رکھو گے) تو دنیا میں بڑا فتنہ اور بڑا فساد پھیلے گا (کیونکہ توارث سے سب ایک جماعت سمجھی جاویگی اور بدون جدا جماعت ہوئے اسلام کو قوت و شوکت حاصل نہیں ہو سکتی اور ضعف اسلام سرمایہ تمامتر فتنہ و فساد عالم کا ہے جیسا کہ ظاہر ہے) اور (اس حکم توارث بین المہاجرین والانصار میں ہر چند کہ سب مہاجرین برابر ہیں خواہ زمانہ ہجرۃ نبویہ میں انہوں نے ہجرت کی ہو

فوائد جمة مهمة

الاولى كان التوارث بالهجرة والايمان الى فتح مكة كذا قال عكرمة رض الثانية فسر الولاية بالوراثة ابن عباس رض الثالثة تفسير قوله والذين كفروا بما فسرت يؤيده شان النزول قال رجل من المسلمين لنورثن ذوى القربى منا من المشركين فنزلت والذين كفروا بعضهم قاله ابن عباس رض الرابعة حمل قوله تعالى من بعد على ما بعد الهجرة النبوية اختاره في الكبير الخامسة الحكم بالناسخية على آية الاحزاب دون ما ههنا منقول عن قتادة وهو الارجح لانه لو حمل قوله تعالى واولوا الارحام الواقع ههنا ناسخا فلا بد ان يتاخر نزوله عن فتح مكة ثم لا يخلو اما ان يكون كل الآية متاخرا او هذا البعض خاصة والثاني مستبعد لم يعهد له نظير ولا يظهر له ارتباط بهذا الموضع والاول فيان قوله منكم للشركة في الحكم فلو اريد الشركة في حكم الميراث فلا يشترك الناسخ والمنسوخ في الحكم ولو اريد الشركة في الفضل لزم ان يتاخر ما قبله ايضا من قوله تعالى والذين آمنوا وهاجروا الى قوله الآخر لا تتم الا بدون ان يتعين الاستئناف والتزام هذا بعيد بل الظاهر من التامل في ما سبق له الآيات نزولها كلها جملة واحدة والله اعلم وان اشكل عليك ان الحكم المذكور قد نسخ في زمان فتح مكة والاحزاب نزلت في الخندق فكيف نزلت يمكن ان البعض كان يأتيها نزل بعد الخندق بزمان كثير السادسة فسر كتاب الله بالشرح او بآية المواريث ويرد على الثاني ان سورة النساء متاخرة عن الانفال في النزول كما في الاتقان فالمعنى الحكم الدينى سبحان الله وتاخر الحكم الاكثر بالسابعة مدار حكم التوارث على الهجرة دون الجهاد ولكن لما كان من لوازمها عادة ذكرها الثامنة الاكرار في قوله الذين آمنوا وهاجروا الخ لان المراد بالاول العام للاولين والآخرين بقرينة مقابلته قوله ولم يهاجروا وبالثاني والخاص بقرينة مقابلة قوله من بعد كما يظهر من الترجمة وايضا الاول في الميراث والثاني في الفضل التاسعة ما ترجم به قوله تعالى المؤمنون حقا اخذ بالحاصل ولم اترجم بالكامل ونحوه لانه يلزم منه كون الآخرين ناقصين في الايمان وحاشاهم العاشرة قوله تعالى ما لكم من ولايتهم من شيء في الميراث ترجمة الولاية ولا تتعلق ترجمة بشيء فافهم واعلم ان ما ورد في هذه الفوائد مما يتعلق بالروايات ماخوذ كله من الدر المنثور ۱۲۔

البلاغة

الترتيب بين الايمان وما بعده بين الحسن لان الواقع كان اولا الايمان ثم الهجرة ثم التهيؤ للجهاد باعداد الآلات التي انفقوا فيها الاموال ثم الجهاد بمباشرة القتال ۱۲۔

سورۃ التوبۃ مدنیۃ وھی مائۃ وتسع وعشرون آیۃ وست عشر رکوعاً

یا بعد مین لیکن فضیلت و مرتبہ مین باہم متفاوت ہین چنانچہ) جو لوگ (اول) مسلمان ہوئے اور انہون نے (ہجرۃ نبویہ کے زمانے مین) ہجرت کی اور (اول ہی سے) اللہ کی راہ مین جہاد کرتے رہے اور جن لوگون نے (ان مہاجرین کو) اپنے یہان ٹھیرایا اور ان کی مدد کی یہ لوگ (تو) ایمان کا پورا حق ادا کرنیوالے ہین (کیونکہ اُس کا حق یہی ہے کہ اُس کے قبول کرنے مین سبقت کرے) ان کے لیے (آخرت مین) بڑی مغفرت اور (جنت مین) بڑی معزز روزی (مقرر) ہے اور جو لوگ (ہجرۃ نبویہ کے) بعد کے زمانے مین ایمان لائے اور ہجرت کی اور تمہارے ساتھ جہاد کیا (یعنی کام تو سب کئے مگر بعد مین) سو یہ لوگ (گو فضیلت مین تمہاری برابر نہین لیکن تاہم) تمہارے ہی شمار مین ہین (فضیلت مین تو من وجہ کیونکہ اعمال کے تفاوت سے مرتبہ مین تفاضل ہوتا ہے اور احکام میراث مین من کل الوجوہ کیونکہ اعمال کے تفاضل سے احکام شرعیہ مین تفاوت نہین ہوتا) اور (ان بعد والے مہاجرین مین) جو لوگ (باہم یا مہاجرین سابقین کے) رشتہ دار ہین (گو فضل و رتبہ مین کم ہون لیکن میراث کے اعتبار سے) کتاب اللہ (یعنی حکم شرعی یا آیت میراث) مین ایک دوسرے (کی میراث) کے (بہ نسبت غیر رشتہ دارون کے) زیادہ حقدار ہین (گو غیر رشتہ دار فضل و رتبہ مین زیادہ ہون) بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتے ہین۔ (اس لیے ہر وقت کی مصلحت کے مناسب حکم مقرر فرماتے ہین) **ف** مہاجرین و انصار مین جو توارث تھا آیت اخیرہ مین غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسمین شرطیہ ہوگی کہ کوئی دوسرا رشتہ دار جو مثل موث کے مہاجر یا انصاری ہو موجود نہ ہو ورنہ رشتہ دار مقدم ہوگا جیسا کہ اولوا الارحام کی تقریر سے واضح ہوتا ہے اور ہر چند کہ یہ حکم بعد والے مہاجرین کے ساتھ خاص نہ تھا لیکن مہاجرین سابقین مین اکثر کی حالت یہ تھی کہ ان مین وہ شرط موجود تھی جب کثرت سے لوگ مسلمان اور مہاجر ہونے لگے تو اکثر رشتہ دار ایک جگہ جمع ہوگئے اس لیے بہت سے لوگون مین وہ شرط مفقود ہوگئی اسلیئے جملہ اولوا الارحام اس قسم اخیر کے ساتھ ذکر کیا گیا ورنہ نفس حکم کہ رشتہ دار مقدم اور وہ نہ ہو تو ہجرت اور نصرت سے توارث ہو یہ دونون کے لیے مشترک اور عام تھا حتی کہ فتح مکہ کے بعد آیت احزاب النبی اولی بالمومنین الخ سے منسوخ ہوا اب مسلمان رشتہ دار خواہ دار الحرب مین ہو یا دار اسلام مین وارث ہوگا جیسا تمہید مین بھی کہا گیا **تنبیہ** توجیہ تفسیر کی مفسرین نے اور اور طرح بھی کی ہے مگر احکام جو کہ اب شریعت مین معمول بہا ہین وہ اسی طرح متعین ہین جو احقر نے لکھے ہین واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم ؛ وقد کمل بحمد اللہ تعالیٰ وعونہ ؛ وتوفیقہ وصونہ ؛ تفسیر سورۃ الانفال ؛ من کلام اللہ الکبیر المتعال ؛ للسابع والعشرین من الشہر الاجل ؛ ربیع الاول ؛ یوم الثلاثاء وقت الضحیٰ ؛ سنۃ ۱۳۲۲ من ہجرۃ النبی سید الوریٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما بل الثریٰ ؛ وکنت اذ ذاک ابن اربع واربعین سنۃ الا سبعۃ ایام ؛ بالحساب الہلالی المعتبر فی الاسلام نسئل اللہ تعالیٰ لنا حسن الختام ؛ وللتفسیر خیر التمام بسم اللہ الرحمن الرحیم ○ سورۃ براءۃ[1] مدنیۃ وقیل الا آیتین من آخرہا کذا فی البیضاوی۔

فوائد ضروریہ متعلقہ سورت ہذا۔ فائدہ اول ربط

فائدہ اول ربط اس سورت مین چند غزوات اور چند واقعات کہ جملہ وہی غزوات ہین مذکور ہین اعلان نقض عہد قبائل عرب۔ فتح مکہ۔ غزوہ حنین اخراج کفار از حرم۔ غزوہ تبوک اور اُن ہی آیتون کے ضمن مین تبعاً واقعہ ہجرت اور سورت سابقہ مین اکثر بدر کے اور کچھ قریظہ کے واقعات تھے پس مناسبت ظاہر ہے جسکی تصریح عنقریب فائدہ چہارم مین جامع قرآن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی آتی ہے۔

فائدہ دوم کہ مثل فائدہ سوم کے موقوف علیہ حل تفسیر اور رفع اشکالات آیات و روایات ہے ان واقعات مذکورہ مقصودہ مین فتح مکہ اول واقع ہوا سنہ ۸ھ مین پھر غزوہ حنین شوال سنہ ۸ھ مین پھر تبوک رجب سنہ ۹ھ مین پھر اعلان نقض مع اعلان اخراج کفار ذی الحجہ سنہ ۹ھ مین اور فتح مکہ کے متعلق جو آیات ہین اُنکے مضمون مین غور کرنے سے معلوم ہوتا ہو کہ وہ قبل فتح نازل ہوئین چنانچہ روح المعانی مین تحت آیت قاتلوھم یعذبھم اللہ کے اور کمالین مین جامع البیان سے اسکی تصریح بھی کی ہو اور روح المعانی مین ابن عباس رض کا قول اسکا مؤید نقل کیا ہے کہ یہ آیت ترغیب ہے فتح مکہ کی البتہ غزوہ حنین کے متعلق جو آیات ہین وہ اُسکے وقوع کے بعد کی ہین جنکی تعیین مین مجاہد رض سے اتقان مین منقول ہو کہ یہ آیات بقیہ آیات سورہ براءت سے مقدم ہین اسبر کمی تبوک

[1] وتسمی سورۃ التوبۃ ۱۲

واعلان کی آیات سو اتقان ہی مین عامر سے منقول ہے کہ اول آیات ترغیب غزوہ تبوک کی انفروا خفافا الخ یعنی مع سباق وسیاق کے نازل ہوئین پھر بعد واپسی تبوک کے اور آیتین یعنی آخر کی آیتین جن مین تخلف تبوک پر ملامت عتاب ہے نازل ہوئین پھر اول کی آیتین جنمین نقض واخراج کا اعلان ہے نازل ہوئین اوران آخری آیات نازلہ کا جو بعض سلف سے مروی منقول ہے جسمین آیات فتح کی بھی داخل ہوئی جاتی ہین غالب یہ ہے کہ قلت تامل سے اجتہادی خطا ہوئی ہے پس اس تقریر پر ترتیب نزول آیات کی یہ ہوئی کہ اول آیات متعلقہ فتح مکہ قبل فتح مکہ پھر آیات حنین بعد حنین پھر آیات ترغیب غزوہ تبوک قبل تبوک پھر آیات ملامت تخلف تبوک بعد تبوک پھر شروع کی آیات اعلان نقض کی جو کہ شوال سنہ ۹ھ مین نازل ہوئین اور یہ جو بعض روایات مین آیا ہے کہ یہ سورت پوری نازل ہوئی مراد اس سے زیادہ حصہ ہے اور اگر شبہ ہو کہ تقریر مذکور سے تو اکثر حصہ کا بھی نزول دفعۃً نہین معلوم ہوتا تو جواب یہ ہے کہ حضرت حذیفہ رض سے مروی ہے کہ یہ سورت بہت بڑی تھی اور منافقین کا حال اس مین خوب پتہ وار تھا مگر اب بقدر ربع رہ گئی ہے باقی منسوخ التلاوۃ ہو گئی پس ممکن ہے کہ وہ تین ربع دفعۃً نازل ہوئے ہون واللہ اعلم۔

فائدہ سوم عہد نقض عہد کے متعلق جو مضامین اسمین مذکور ہین انکا ملخص یہ ہے کہ سنہ ۶ھ مین جب آپکے عمرہ کا قصد فرمایا اور قریش نے مکہ مین نہ جانے دیا اور حدیبیہ مین ان سے صلح ہوئی اس صلح کی مدت حسب نقل صاحب روح دس سال کی تھی مکہ مین اور قبائل بھی تھے تکمیل صلح کے وقت یہ بات قرار پائی کہ جس کا جی چاہے اس صلح مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ذیل مین داخل ہو جاوے اور جس کا جی چاہے قریش کے ذیل مین آجاوے چنانچہ خزاعہ رض تو آپ کے ذیل مین آ گئے اور بنی بکر قریش کے ذیل مین آ گئے سال بھر تک کوئی بات نہین ہوئی چنانچہ سنہ ۷ھ مین حسب قرارداد صلح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ تشریف لائے اور اس فوت شدہ عمرہ کی قضا کر کے واپس تشریف لیگئے اسکے بعد پانچ چھ ماہ گذرے تھے یعنی صلح کے وقت سے سترہ اٹھارہ مہینے ہوئے تھے کہ بنی بکر نے خزاعہ پر شب کے وقت دفعۃً حملہ کر دیا قریش نے یہ سمجھ کر کہ اول تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دور بہت آپ کو کیا خبر ہوگی پھر رات کا وقت کون دیکھتا ہے یہ سمجھکر بنی بکر کو ہتھیار وغیرہ بھی دیئے اور انکے ہمراہ ہو کر خزاعہ سے لڑے بھی جس سے حسب قواعد واقعیہ جو انکے نزدیک بھی مسلم تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو ان کی صلح تھی ٹوٹ گئی خزاعہ نے آپ کو اطلاع دی آپنے ایسے طور پر کہ قریش کو اطلاع نہ ہو لشکر کی تیاری کر کے سنہ ۸ھ مین ان پر چڑھائی کی اور مکہ فتح کر لیا اور بہت سے رؤسا قریش اسمین مسلمان بھی ہو گئے جن جماعتون کا شروع سورت مین ذکر ہے ان مین سے ایک جماعت یہی قریش ہین جنہون نے خود عہد شکنی کی دوسری جماعت بنی ضمرہ اور بنی مدلج دو قبیلے بنی کنانہ کے تھے جنہون نے آپ سے معاہدہ کیا تھا اور نزول برارت کے وقت ان کی مدت معاہدہ کے ختم ہونے مین بقول خازن نو ماہ باقی رہ گئے تھے تیسری جماعت اور عام قبائل عرب مین سے جن سے عہد بلا تعیین مدت تھا چوتھی جماعت عام قبائل سے جن سے کچھ بھی عہد نہ تھا ان چارون جماعتون کے احکام سورت کے شروع مین مذکور ہین چنانچہ پہلی جماعت کا حکم قبل فتح مکہ یہ فرمایا کہ جب تک یہ عہد پر قائم رہین تم بھی قائم رہو جب یہ عہد توڑ دین تم بھی قتال کرو دوسرے تیسرے رکوع مین ان ہی کا ذکر ہے اور ان کا حکم بعد نزول برارت کے بوجہ اس کے کہ انہون نے خود عہد شکنی کی تھی اور اس لیے یہ مستحق کسی مہلت کے نہین رہے اور اس کا مقتضا یہ تھا کہ ان سے فوراً اعلان جنگ کر دیا جاتا لیکن وہ زمانہ اشہر حرم کا تھا جس مین قتال خواہ ناجائز تھا یا بنا بر مصلحت مذکورہ تفسیر اس آیت کے منع کیا گیا اس لیے یہ حکم فرمایا کہ اشہر حرم گذر جاوین تو ان سے قتال کی اجازت ہے فاذا انسلخ الاشہر الحرم مین یہی مضمون ہے۔ اور اگر کسی کو شبہ ہو کہ گو قبل فتح مکہ انہون نے نقض عہد کیا تھا لیکن فتح مکہ کے بعد سب کو امن ہو گیا تھا پھر ان کے غیر مامون ہونے کے کیا معنے جواب یہ ہے کہ ہمارا یہ مطلب نہین کہ یہ نزول برارت کے وقت مامون نہین تھے بلکہ مقصود یہ ہے کہ ان کا امن بلا مہلت کیون رفع کیا گیا سو اس کی یہ وجہ بیان کرنا مقصود ہے کہ یہ ایک جرم عظیم کے مرتکب ہوئے تھے اس لیے اورون کی برابر ان کی رعایت نہین کیگئی خوب سمجھ لو۔ اور دوسری جماعت کا حکم یہ ہے کہ چونکہ انہون نے نقض عہد نہین کیا ان کی مدت پوری کر دو آیت الا الذین عاہدتم من المشرکین ثم لم ینقضوکم الخ مین ان ہی کا ذکر ہے صرح بہ فی الخازن اور تیسری چوتھی جماعت کا ایک حکم ہے کہ وقت اعلان سے چار ماہ کی مہلت ہے جہان چاہین چلے جاوین پھر مستحق قتل ہونگے بالکل شروع کی آیتون مین ان کا ذکر ہے اور دوسری جماعت کا حکم بھی نو ماہ گذرنے کے بعد اس تیسری چوتھی کا سا ہو جاویگا کہ امان مرتفع ہو جاویگا یہ سب احکام سامان اس کا ہے کہ سال بھر کے اندر اندر یہ بقعہ مطہرہ کفار سے پاک ہو جاوے آپنے سنہ ۹ھ مین حج کی تاریخون مین حضرت صدیق رض و حضرت علی رض کی معرفت

مکہ اور عرفات اور منی میں کہ مجمع عام قبائل عرب کا وہاں مجتمع تھا جنکی معرفت تمام عرب میں اس کی شہرت ہو جانا لازمی امر تھا اس اعلان کو مشتہر کر دیا اور احتیاطاً حضرت علی رضہ کی معرفت یمن میں بالتخصیص اس کا اعلان کرا دیا اور ہر چند کہ مقصود اعلان ان ہی آیات کا تھا لیکن بعض روایات میں جو ختم آیا ہے وجہ اُس کی غالباً یہ ہوگی کہ اور واقعات کا استحضار کفار کے زیادہ مرعوب ہونے کا سبب ہو جاوے گا واللہ اعلم پس اس حساب سے پہلی جماعت کو ختم محرم سنہ ۱۰ھ تک کہ خاتمہ اشہر حرم ہے اور دوسری جماعت کو دس رمضان سنہ ۱۰ھ تک اور تیسری چوتھی جماعت کو دس ربیع الثانی سنہ ۱۰ھ تک خارج حدود ہو جانا چاہیے پس اگلے حج تک کوئی کافر داخل حدود نہ رہنے پاویگا چنانچہ آیت لا یقربوا المسجد الحرام الخ کے یہی معنے ہیں جس میں مسجد حرام سے مراد تمام حرم ہے اور حدیث لا یحجن بعد العام مشرک کا یہی مطلب ہے اور چونکہ تجارت زیادہ ان ہی مخرجین کے ہاتھ میں تھی اس لیے ان خفتم عیلۃ الآیۃ سے مسلمانوں کے تردد کو رفع کیا گیا پس اگلے سال یعنی ذی الحجہ سنہ ۱۰ھ میں جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس حج کو تشریف لے گئے اور کسی مخالف کا فل وغش باقی نہ رہا اور یہی معنی ہیں اُن روایات کے کہ ان آیات والوں سے قتال نہیں ہوا کیونکہ جن کو مسلمان ہونا نہ تھا وہ چلے گئے اور یہ بھی آیا ہے کہ آپ نے اسکے بعد کسی مشرک سے عہد نہیں کیا بلکہ جزیرۂ عرب سے کفار کو خارج کرنے کا آپ نے عزم فرما لیا لیکن بوجہ اسکے کہ قریب ہی زمانہ میں یعنی ربیع الاول سنہ ۱۱ھ میں آپ نے وفات فرمائی یہ عزم پورا نہیں ہوا مگر صحابہ رضہ نے آپ کی وصیت پر اس کی تکمیل کر دی اس فائدہ دوم وسوم کی تقریر میں روایات کے متعلق جہاں ماخذ کی تصریح نہیں ہے وہ سب درمنثور سے ماخوذ ہے اور محل تعارض روایات میں اقربیت لالفاظ القرآن سے ترجیح دیگئی ہے۔

فائدہ چہارم اس سورت کے شروع میں بسم اللہ نہ ہونے کی وجہ جو خود حضرت عثمان جامع القرآن رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے وہ ترمذی سے نقل کیجاتی ہے حضرت ابن عباس رضہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان بن عفان رضہ سے پوچھا کہ اس کا کیا باعث ہے کہ آپ حضرات نے انفال کو جو کہ مثانی سے ہے اور برات کو جو کہ مئین سے ہے ترتیب قرآنی میں پاس پاس رکھا اور دونوں کے بیچ میں بسم اللہ الرحمن الرحیم نہیں لکھی اور انفال کو سبع طوال میں رکھدیا اس کا کیا باعث ہے آپ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک زمانہ میں کئی کئی سورتوں کا نزول ہوتا رہتا تھا جب کوئی آیت آپ کسی کاتب کو بُلا کر فرماتے کہ اس آیۃ کو فلان سورت میں لکھدو اور اسی طرح جب دوسری آیت آتی تب بھی یوں ہی فرماتے کہ اس کو فلان سورت میں رکھدو اور انفال اُن سورتوں میں سے تھی جو مدینہ میں اول اول نازل ہوئیں اور برات آخر قرآن سے تھی اور دونوں کا مضمون ملتا جلتا تھا میں سمجھا کہ یہ اُسی کا جزو ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی اور آپ نے اس کی تصریح نہ فرمائی اسلیے میں نے دونوں کو پاس پاس رکھدیا اور بیچ میں بسم اللہ نہیں لکھی اور انفال کو سبع طوال میں رکھدیا اور درمنثور میں افراد دارقطنی سے اتنا اور زیادہ ہے کہ جب تک بسم اللہ نازل نہ ہوتی آیات منزلہ کو سابقہ سورتوں کا جزو سمجھتے رہتے جب بسم اللہ نازل ہوتی تو دوسری سورت شروع ہوتی الخ اور بیضاوی میں ہے کہ اختلاف صحابہ رضہ کی وجہ سے درمیان میں کسی قدر فصل چھوڑ دیا گیا حاصل سوال سمجھنے کے لیے پہلے یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ قرآن کی ترتیب میں یہ امر مرعی غالب ہے کہ بڑی بڑی سورتیں اول میں ہیں اور اُن سے چھوٹی اُن کے بعد اور سب سے چھوٹی اخیر میں اور مئین وہ سورتیں کہلاتی ہیں جن میں سو آیتوں سے زیادہ ہوں اور بقرہ سے برات کے بعد تک بجز انفال کے سب سورتوں میں سو آیتوں سے زیادہ ہیں پس یہ سب مئین ہیں اور انفال میں اور اسی طرح سورۂ یوسف کے بعد کی اکثر سورتوں میں سو آیتوں سے کم آیتیں ہیں اور یہ مثانی ہیں پس انفال بھی مثانی سے ہے اور بالکل اخیر کی سورتیں مفصل کہلاتی ہیں اور اول کی سات سورتیں بقرہ سے انفال تک سبع طوال کہلاتی ہیں اب حاصل سوال سمجھیے کہ حضرت عثمان رضہ سے تین سوال کیے گئے اول یہ کہ انفال میں بوجہ اس کے کہ وہ مثانی سے ہے اور برات میں بوجہ اس کے کہ وہ مئین سے ہے تناسب نہیں پھر ان دونوں کو ایک جگہ کیوں رکھا دوسرا سوال یہ کہ جب یہ دو سورتیں ہیں تو مثل دوسری سورتوں کے ان کے بیچ میں بسم اللہ کیوں نہیں لکھی تیسرا سوال یہ کہ سبع طوال میں رکھنے کی زیادہ مستحق بوجہ بڑے ہونے کے سورہ برات تھی پھر انفال کو باوجود اُس کے چھوٹے ہونے کے سبع طوال میں کیوں داخل کیا حاصل جواب حضرت عثمان رضہ کا یہ ہے کہ بسم اللہ کا نازل ہونا علامت تھی مستقل سورت ہونے کی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تصریح کہ یہ آیت فلان سورت کا جزو ہے علامت تھی جزو سورت ہونے کی سورۂ برات میں نہ بسم اللہ نازل ہوئی نہ آپ کی تصریح پائی گئی اس لیے اس کا حال مشتبہ رہا کہ یہ کسی سورت کا جزو ہے یا مستقل سورت ہے سو میں نے دونوں امر کی رعایت کی عدم تعین استقلال کی وجہ سے بسم اللہ نہیں لکھی اور عدم تعین جزئیت کی وجہ سے بیچ میں فصل چھوڑ دیا گیا اس سے جواب ہو گیا دوسرے سوال کا جب اس کا جزو سورت ہونا محتمل ہوا تو اب جس سورت سے اس کو زیادہ

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖۤ اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ؕ فَسِيْحُوْا فِى الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّاعْلَمُوْۤا

اللہ کی طرف سے اور اس کے رسول کی طرف سے ان مشرکین سے دست برداری ہے جن سے تم نے عہد کر رکھا تھا سو تم لوگ اس سرزمین میں چار مہینے چل پھر لو اور یہ جان رکھو

اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِى اللّٰهِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مُخْزِى الْكٰفِرِيْنَ ۝ وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖۤ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ

کہ تم خدا تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتے اور یہ کہ بیشک اللہ تعالیٰ کافروں کو رسوا کریں گے اور اللہ اور رسول کی طرف سے بڑے حج کی تاریخوں میں عام لوگوں کے سامنے اعلان کیا جاتا ہے

اَنَّ اللّٰهَ بَرِىْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ۬ وَرَسُوْلُهٗ ؕ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّكُمْ غَيْرُ

کہ اللہ اور اس کا رسول دونوں دست بردار ہوتے ہیں ان مشرکین سے پھر اگر تم توبہ کر لو تو تمہارے لیے بہتر ہے اور اگر تم نے اعراض کیا تو یہ سمجھ رکھو کہ تم خدا کو

مُعْجِزِى اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝

عاجز نہیں کر سکو گے اور ان کافروں کو ایک دردناک سزا کی خبر سنا دیجیے۔

مناسبت و مشابہت ہوگی وہ اس احتمال کا زیادہ محل ہوگی اور وہ انفال ہی تھی اس لیے دونوں کو پاس پاس لکھ دیا یہ جواب ہو گیا سوال اول کا رہا یہ کہ پاس پاس ہونے کی یہ صورت بھی ہو سکتی ہے کہ برارت کو مقدم کرتے کہ وہ سبع طوال میں ہو جاتی اور انفال کو مؤخر کرتے تو اس کی ایک وجہ تو جواب سوال اول سے نکل آئی جس کو بوجہ غایت ظہور کے حضرت عثمان رضہ نے ذکر نہیں فرمایا وہ یہ کہ اس صورت میں سورہ برارت میں عایت احتمال جزئیت من الانفال کی نہ ہوتی بلکہ جس سورت کے بعد وہ رکھی جاتی اس کی جزئیت کا احتمال ہو جاتا جو خلاف مطلوب ہے مگر حضرت عثمان رضہ نے ایک اور مستقل جواب بھی دیا کہ انفال نزولاً اول کی سورتوں میں تھی اور برارت آخر کی سورتوں میں اور یہ مقتضی انفال کے تقدم اور برارت کے تاخر کو ہے اور اس مقتضی سے کوئی مانع تھا نہیں پس برارت کا سبع طوال میں کہ مقدم ہیں داخل ہونا بہ نسبت انفال کے زیادہ مناسب ہوا اور یہ جو حضرت علی رضہ سے منقول ہے کہ بسم اللہ امان ہے اور یہ سورت رفع امان کے لیے آئی ہے سو یہ علت نہیں بلکہ بطور نکتہ کے ایک حکمت ہے اور اصل علت وہی ہے جو حضرت عثمان رضہ سے نقل کیا گیا واللہ اعلم۔

فائدہ پنجم مسئلہ جب اس پر بسم اللہ نہ ہونے کی وجہ معلوم ہو گئی کہ احتمال جزئیت سورت ہے تو ثابت ہوا کہ جو شخص خود سورت سے قرارت شروع کرے یا اس کے درمیان سے کہیں شروع کرے ان دونوں حالتوں میں وہ بسم اللہ پڑھے اور جو اوپر سے پڑھتا آتا ہو وہ بدون بسم اللہ اس سورت کو شروع کر دے جیسا کہ مطلقاً سب سورتوں کے اجزاء کا یہی حکم ہے پس یہ جو آج کل حفاظ نے دستور نکالا ہے کہ پہلی دو حالتوں میں بھی بسم اللہ نہیں پڑھتے بلکہ تینوں حالتوں میں ایک تراشیدہ عبارت اعوذ باللہ من النار الخ پڑھا کرتے ہیں اس سے اول کی دو حالتوں میں دو بدعتیں لازم آتی ہیں ایک بسم اللہ نہ پڑھنا اور ایک وہ عبارت پڑھنا اور اخیر حالت میں ایک بدعت لازم آتی ہے یعنی وہ عبارت پڑھنا پس مجموعہ تین حالت میں تین بدعتوں کا ارتکاب ہوتا ہے جیسا کوئی اور کسی جزو سورت کے ساتھ یہی معاملہ کرنے لگے یقیناً وہ مخالف سنت ہو گا خوب سمجھ لو الحمد للہ کہ فوائد مقصودہ ختم ہوئے اب فائدہ دوم و سوم کو پیش نظر رکھ کر تفسیر ملاحظہ فرمائیے تاکہ اصلاً کنجلک نہ رہے انشاء اللہ تعالیٰ۔

حکم جماعت سوم و چہارم

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖۤ اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ؕ ① فَسِيْحُوْا فِى الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّاعْلَمُوْۤا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِى اللّٰهِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مُخْزِى الْكٰفِرِيْنَ ② وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖۤ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِىْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ۬ وَرَسُوْلُهٗ ؕ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِى اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ③

جماعۃ ۹ / ع ۱ / رکوع اول ۱۴

اللغات قولہ اذان فعال بمعنی افعال ای الاعلام ۱۲

النحو قولہ الا الذین عاهدتم ... استثناء من المشرکین الثانی کذا فی الروح قلت ... رضی علی ...

البلاغۃ

قولہ فی الارض للتعمیم ۱۲ -

إِلَّا الَّذِينَ عَاهَدتُّم مِّنَ الْمُشْرِكِينَ ثُمَّ لَمْ يَنقُصُوكُمْ شَيْئًا وَلَمْ يُظَاهِرُوا عَلَيْكُمْ أَحَدًا فَأَتِمُّوا إِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ إِلَىٰ مُدَّتِهِمْ

ہاں مگر وہ مشرکین مستثنےٰ ہیں جن سے تم نے عہد لیا پھر انہوں نے تمہارے ساتھ ذرا کمی نہیں کی اور نہ تمہارے مقابلہ میں کسی کی مدد کی سو ان کے معاہدہ کو ان کی مدت تک پورا کر دو

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ ○ فَإِذَا انسَلَخَ الْأَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدتُّمُوهُمْ وَخُذُوهُمْ

واقعی اللہ تعالیٰ احتیاط رکھنے والوں کو پسند کرتے ہیں سو جب اشہر حرم گذر جاویں تو ان مشرکین کو جہاں پاؤ مارو پکڑو

وَاحْصُرُوهُمْ وَاقْعُدُوا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ فَإِن تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ إِنَّ اللَّهَ

باندھو اور داؤگھات کے موقعوں میں ان کی تاک میں بیٹھو پھر اگر توبہ کر لیں اور نماز پڑھنے لگیں اور زکوٰۃ دینے لگیں تو ان کا رستہ چھوڑ دو۔ واقعی اللہ تعالیٰ

غَفُورٌ رَّحِيمٌ ○ وَإِنْ أَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتَّىٰ يَسْمَعَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ أَبْلِغْهُ مَأْمَنَهُ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُونَ ○

بڑی مغفرت کرنے والے بڑی رحمت کرنے والے ہیں اور اگر کوئی شخص مشرکین میں سے آپ سے پناہ کا طالب ہو تو آپ اس کو پناہ دیجئے تاکہ وہ کلام الٰہی سن لے پھر اس کو اس کے امن کی جگہ میں پہنچا دیجئے یہ حکم اس سبب سے ہے کہ وہ

إِلَّا الَّذِينَ عَاهَدتُّم مِّنَ الْمُشْرِكِينَ ثُمَّ لَمْ يَنقُصُوكُمْ شَيْئًا وَلَمْ يُظَاهِرُوا عَلَيْكُمْ أَحَدًا فَأَتِمُّوا إِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ إِلَىٰ مُدَّتِهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ ④ فَإِذَا انسَلَخَ الْأَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدتُّمُوهُمْ وَخُذُوهُمْ وَاحْصُرُوهُمْ وَاقْعُدُوا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَإِن تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ⑤ وَإِنْ أَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتَّىٰ يَسْمَعَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ أَبْلِغْهُ مَأْمَنَهُ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُونَ ⑥

اللہ کی طرف سے اور اس کے رسول کی طرف سے اُن مشرکین (کے عہد) سے دست برداری ہے جن سے تم نے (بلا تعیین مدت) عہد کر رکھا تھا (یہ جماعت سوم کا حکم ہے اور جماعت چہارم یعنی جن سے کچھ بھی عہد نہ تھا اُن کا یہی حکم اس سے بدرجۂ اولیٰ مفہوم ہو گیا کہ جب معاہدین سے رفع امان کر دیا تو غیر معاہدین میں تو کوئی احتمال امن کا پہلے سے ہی نہیں ہے) سو (ان دونوں جماعتوں کو اطلاع کر دو کہ) تم لوگ اس سرزمین میں چار مہینے چل پھر لو (اجازت ہے تاکہ اپنا موقع اور پناہ ڈھونڈھ لو) اور (اس کے ساتھ یہ بھی) جان رکھو کہ (اس مہلت کی بدولت صرف مسلمانوں کی دست برد سے بچ سکتے ہو لیکن) تم خدا تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتے (کہ اس کے قبضہ سے نکل سکو) اور یہ (بھی جان رکھو) کہ بیشک اللہ تعالیٰ (آخرت میں) کافروں کو رسوا کریں گے (یعنی عذاب دیں گے تمہاری سیاحت اُس سے نہیں بچا سکتی اور احتمال قتل دنیا میں الگ رہا اس میں ترغیب ہے توبہ کی) اور (پہلی دوسری جماعت کا حکم یہ ہے کہ) اللہ اور رسول کی طرف سے بڑے حج کی تاریخوں میں عام لوگوں کے سامنے اعلان کیا جاتا ہے کہ اللہ اور اس کا رسول دونوں (بدون مقرر کرنے کسی میعاد کے ابھی) دست بردار ہوتے ہیں ان مشرکین (کو امن دینے) سے (جنہوں نے خود نقض عہد کیا مراد جماعت اول ہے مگر) پھر (بھی ان سے کہا جاتا ہے کہ) اگر تم (کفر سے) توبہ کر لو تو تمہارے لیے (دونوں جہان میں) بہتر ہے (دنیا میں تو اس لیے کہ تمہاری عہد شکنی معاف ہو جاوے گی اور قتل سے بچ جاؤ گے اور آخرت میں ظاہر ہے کہ نجات ہو گی) اور اگر تم نے (اسلام سے) اعراض کیا تو یہ سمجھ رکھو کہ تم خدا کو عاجز نہیں کر سکو گے (کہ کہیں نکل کر بھاگ جاؤ) اور (آگے خدا کو عاجز نہ کر سکنے کی تفسیر ہے کہ) ان کافروں کو ایک دردناک سزا کی خبر سنا دیجئے (جو آخرت میں واقع ہو گی یہ تو یقینی اور احتمال سزائے دنیا کا الگ مطلب یہ ہوا کہ اگر اعراض کیا تو سزا بھگتو گے) ہاں مگر وہ مشرکین (اس رفع امان و دست برداری سے) مستثنےٰ ہیں جن سے تم نے عہد لیا پھر انہوں نے (عہد پورا کرنے میں) تمہارے ساتھ ذرا کمی نہیں کی اور نہ تمہارے مقابلہ میں (تمہارے) کسی (دشمن) کی مدد کی (مراد اس سے جماعت دوم ہے) سو اُن کے معاہدہ کو اُن کی مدت (مقررہ) تک پورا کر دو (اور بدعہدی نہ کرو کیونکہ) واقعی اللہ تعالیٰ (بدعہدی سے) احتیاط رکھنے والوں کو پسند کرتے ہیں (پس تم احتیاط رکھو گے تو تم بھی پسندیدۂ حق ہو جاؤ گے آگے جماعت اول کے حکم کا تتمہ ہے کہ جب اُن کو کوئی مہلت نہیں تو گو اُن سے ابھی قتال کی گنجائش ہو سکتی تھی لیکن ابھی محرم کے ختم تک اشہر حرم مانع قتال ہیں) سو (ان کے گذرنے کا انتظار کر لو اور) جب اشہر

ع ١

ملحقات الترجمة

ك قوله في يوم الحج تاریخوں حملا اليوم على الجنس لما ثبت في الروايات من الاعلان في عرفة ومنى وغيرها ١٢ ك قوله في الى الناس عام لوگوں کے سامنے فالناس ليسوا من نبذ اليهم بل من اعلموا النبذ اعم من الكفار والمسلمين كما في الروح ١٢ ك قوله في عجب تم بھی پسندیدہ اشارة الى ان المقصود ليس مدح للمشركين الذين اوفوا العهد بكونهم متقين ١٢-

حرم گذر جاویں تو (اُس وقت) ان مشرکین (جماعت اوّل) کو جہاں پاؤ مارو پکڑو و باندھو اور داؤ گھات کے موقعوں میں اُنکی تاک میں بیٹھو (یعنی لڑائی میں جو جو ہوتا ہے سب کی اجازت ہے) پھر اگر (کفر سے) توبہ کرلیں اور (اسلام کے کام کرنے لگیں یعنی مثلاً) نماز پڑھنے لگیں اور زکوٰۃ دینے لگیں تو اُنکا رستہ چھوڑ دو (یعنی قتل و قید مت کرو کیونکہ) واقعی اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت کرنے والے بڑی رحمت کرنے والے ہیں (اسواسطے ایسے شخص کا کفر بخشدیا اور اُسکی جان بچالی اور یہی حکم بقیہ جماعات کا ہوگا اُنکی میعادیں گذرنے کے بعد) اور اگر کوئی شخص مشرکین میں سے (زمانہ اباحت قتل میں بعد ختم میعاد امن کے تو ہو و اسلام کے فوائد و برکات سُنکر اُس طرف راغب ہو اور حقیقت دحقیت اسلام کی تلاش کی غرض سے آپکے پاس آکر) آپ سے پناہ کا طالب ہو (تاکہ اطمینان سے سُن سکے اور سمجھ سکے) تو (ایسی حالت میں) آپ اُس کو پناہ دیجئے تاکہ وہ کلام الٰہی (مراد مطلق دلائل دین حق کے ہیں) سُن لے پھر (اسکے بعد) اُس کو اُس کی امن کی جگہ میں پہونچادیجئے (یعنی پہونچنے دیجئے تاکہ وہ سوچ سمجھ کر اپنی رائے قائم کرے) یہ حکم (اتنی پناہ دینے کا) اس سبب (دیا جاتا) ہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں کہ پوری خبر نہیں رکھتے (اس لیے قدرے مہلت دینا ضروری ہے)۔

ف تنبیہات متعلقہ تفسیر آیات بالا

آیت اول میں عاہدتم کو کسی قید کے ساتھ مقید نہ کرنا قرینہ ہے جماعت سوم مراد لینے کا پس ان کا حکم تو مدلول بعبارۃ النص ہے اور جماعت چہارم کا حکم بدلالۃ النص ثابت ہوجاویگا جیسا اثنائے ترجمہ میں اُنکی تقریر کیگئی اور آیت ثالث میں مشرکین کا لم ینقصوکم کے مقابلہ میں آنا جیسا کہ استثنار کا مقتضا ہی قرینہ ہے کہ یہ مشرکین ناقض عہد ہیں اور وہ جماعت اول ہیں اور آیت رابع میں لم ینقصوکم اور الی مدتھم قرینہ ہے کہ جماعت دوم مراد ہے اور جماعت اول کے ذکر میں براءت کے ساتھ مدت اربعۃ اشہر نہ ہونا جیسا آیت اول میں مذکور ہے قرینہ ہے کہ ان کے لیے کوئی مدت نہیں پھر آگے آیت خامس میں وجود مانع پر تنبیہ کردیا کہ گو ان کے لیے کوئی میعاد امن کی نہیں مگر اشہر حرم کی وجہ سے سردست اجازت نہیں خواہ تو اس وجہ سے کہ اُس وقت تک ان کی حرمت باقی ہوگی پھر منسوخ ہوگئی گو ناسخ ہمارے علم میں متعین نہ ہو لیکن اجماع نسخ پر دلیل ہے کہ کوئی ناسخ ہوگا جس کی وجہ سے سب کا اجماع منعقد ہوگیا کیونکہ اجماع علی الضلالۃ مستحیل شرعی ہے اور خواہ اس وجہ سے کہ گو اُس وقت بھی ان کی حرمت باقی نہ ہو مگر اس مصلحت سے کہ قریش بلکہ تمام عرب میں ان کی حرمت پہلے سے مشہور و معمول تھی اور عنقریب ان کا اخراج حدود سے تجویز ہو ہی چکا تھا تو تھوڑے دنوں کے لیے کیوں مسلمان بدنام کیے جاویں جیسا کہ روح میں یہ احتمال نقل کیا ہے و نیز سب جماعتیں کچھ کچھ میعاد سے منتفع ہونگی سو مناسب ہے کہ ان کو بھی کچھ حصہ دیا جاوے گو ان کا استحقاق نہ ہو اور جماعت اول کے وجود حکم بیان کیے کہ بعد ارتفاع مانع کے جواز تقیید و تقتیل اور اسلام لے آنے کی صورت میں تخلیہ سبیل یہ دونوں حکم بقیہ جماعات میں بھی مشترک ہیں چنانچہ آیت ثانی و ثالث میں غیر معجزی اللہ اس ترہیب و ترغیب کی طرف مشیر ہے البتہ رابع میں شاید اس وجہ سے کہ کلام استثنائی ماقبل کا محتاج اور اس لیے اُس کے ساتھ مثل متحد کے ہوتا ہے اور ماقبل میں یہ ترغیب و ترہیب مذکور ہی ہے وہاں ذکر نہ کی گئی ہو اور ترغیب و ترہیب کا دو جگہ اشارۃً مذکور ہونا اور ایک جگہ صراحۃً ہونا شاید اس لیے ہو کہ یہ لوگ بوجہ نقض عہد کے اس تصریح کے زیادہ محتاج ہیں اور یہاں حکم اسلام و اعراض پر اکتفا کرنا اور جزیہ کا ذکر نہ کرنا اس وجہ سے ہے کہ کفار عرب سے جزیہ نہیں لیا جاتا پس اخذ و حصر سے مراد مقاتلین کا استرقاق نہ ہوگا البتہ دوسرے کفار کا استرقاق اور دلائل شرعیہ سے کالشمس فی نصف النہار ثابت ہے اور جنکو چار ماہ کی مہلت تھی اُن کے لیے اس کی تصریح نہ ہونا کہ جب یہ چار ماہ گذر جاویں الخ جیسا کہ ناقضین کے لیے اذا انسلخ الاشہر فرمایا ہے اس وجہ سے ہے کہ وہاں حاجت نہ تھی کیونکہ اربعۃ اشہر کی قید خود اس پر دال ہے بخلاف ناقضین کے کہ عدم مہلت ان سے قتال فی الحال کو مقتضی تھا اس لیے مانع کی حد بتلائی غرض مطلق محتاج تقیید ہے نہ کہ مقید۔ اور ہر چند کہ آیت اولیٰ میں بھی براءت کا اعلان عام مقصود ہے لیکن آیت ثالثہ میں اس کی تصریح شاید اس لیے ہو کہ اُس میں ناقضین عہد کا بیان ہے یہاں اعلان عام کی تصریح لفظاً بھی مناسب ہے تاکہ ان کا غدر بغین معجمہ و دال مہملہ اور مسلمانوں کا عذر بعین مہملہ و ذال معجمہ تصریحاً مشتہر ہوجاوے اور ہر چند کہ اقامت صلوٰۃ وغیرہ قبول اسلام میں شرط نہیں لیکن یہ کنایہ ہے اظہار سے جس پر عند العباد مدار احکام ہے اور اقامت و ایتاء کی تخصیص تمثیلاً ہے اور براءت کی نسبت اللہ و رسول کی طرف باوجودیکہ عہد اور اس کا نبذ متعلق مسلمانوں کے ہے اس بنا پر ہے کہ یہ نبذ مثل احکام مقصودہ کے واجب ہوگیا تھا صحابہ اس میں مخیر نہ تھے جیسا عام عقود و فسوخ میں مخیر ہوتے ہیں اور یہ حکم مشترک بین الجماعات کو پناہ دو اور پھر مامن میں پہونچنے دو اب علماء کے نزدیک منسوخ ہے جیسا روح میں سعید بن ابی عروبہ کا یہی قول

ملحقات الترجمۃ

۱ قولہ فی حق یسمع تاکہ اشارۃ الی ان الحتی للتعلیل ۱۲ ۲ قولہ فی ابلغہ پہونچنے دیجئے اشارۃ الی ان الابلاغ یراد بہ التمکین لا ما ھو المتبادر من الظاہر ۱۲

كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖٓ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ فَمَا اسْتَقَامُوْا

ان مشرکین کا عہد اللہ کے نزدیک اور اسکے رسول کے نزدیک کیسے رہیگا مگر جن لوگون سے تمنے مسجد حرام کے نزدیک عہد لیا ہے سو جب تک یہ لوگ تم سے سیدھی طرح رہین

لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝ كَيْفَ وَاِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوْا فِيْكُمْ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ۭ يُرْضُوْنَكُمْ

تم بھی اُنسے سیدھی طرح رہو بلاشبہ اللہ تعالی احتیاط رکھنے والون کو پسند کرتے ہین کیسے حالانکہ اُنکی حالت یہ ہو کہ اگر وہ تمپر کہین غلبہ پا جاوین تو تمھارے بارے مین نہ قرابت کا پاس کرین اور نہ قول

بِاَفْوَاهِهِمْ وَتَاْبٰى قُلُوْبُهُمْ ۚ وَاَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ اِشْتَرَوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ اِنَّهُمْ سَاۗءَ

راضی کر رہے ہین اور اُنکے دل نہین مانتے اور اُنمین زیادہ آدمی شریر ہین اُنہون نے احکام الٰہیہ کے عوض متاع ناپایدار کو اختیار کر رکھا ہی سو یہ لوگ اللہ کے رستے سے ہٹے ہوئے ہین یقیناً یہ انکا عمل

مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ لَا يَرْقُبُوْنَ فِيْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ ۝ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ

بہت ہی برا ہے — یہ لوگ کسی مسلمان کے بارے مین نہ قرابت کا پاس کرین اور نہ قول و قرار کا اور یہ لوگ بہت ہی زیادتی کر رہے ہین سو اگر یہ لوگ توبہ کرلین اور نماز پڑھنے لگین

وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ ۭ وَنُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ

اور زکوٰۃ دینے لگین تو وہ تمھارے دینی بھائی ہوجاوینگے اور ہم سمجھدار لوگون کے لیے احکام کو خوب تفصیل سے بیان کرتے ہین اور اگر وہ لوگ عہد کرنیکے بعد اپنی قسمون کو توڑ ڈالین

وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَىِٕمَّةَ الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ ۝ اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ

اور تمھارے دین پر طعن کرین تو تم لوگ اس قصد سے کہ یہ باز آجاوین ان پیشوایان کفر سے لڑو انکی قسمین نہین رہین تم ایسے لوگون سے کیون نہین لڑتے جنہون نے اپنی قسمون کو توڑ ڈالا

وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝

اور رسول کے جلاوطن کردینے کی تجویز کی اور انہون نے تم سے خود پہلے چھیڑ نکالی کیا ان سے ڈرتے ہو سو اللہ تعالی اس بات کے زیادہ مستحق ہین کہ تم اُن سے ڈرو اگر تم ایمان رکھتے ہو

منقول ہے اور ناسخ اُنہون نے قاتلوا المشرکین کافۃ کو کہا ہے احقر کہتا ہی کہ ذلک بانھم الخ اُسی کا مؤید ہے کیونکہ اب مضامین اسلام کی خبر عام ہوگئی عدم علم کی علت مرتفع ہوگئی اور مستحب ہے کہ مہلت دے مگر مقدار اُسکی رائے امام پر ہے اور حج اکبر احتراز ہے عمرہ سے کہ حج اصغر کہلاتا ہے اور اشہر حرم تفسیر مذکور مین اپنے ظاہری متبادر معنے پر محمول رہا اور کوئی تکلف ہی نہین ہوا بخلاف اسکے کہ اشہر حرم کو معنی لغوی پر محمول کرکے ربیع الآخر کی دس تاریخ پر اسکو ختم سمجھا جاوے یا معنے متبادر لیکر اُسکی ابتدا زمانہ نزول یعنی شوال سے لیجاوے کہ اول صورت مین تکلف ظاہری اور دوسری صورت مین اربعۃ اشہر سے اسکا مراد ہونا خفی ہے جو وضع اعلان کے خلاف ہی ۔

حکم جماعت اول متعلق فتح مکہ

كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖٓ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ⑧ كَيْفَ وَاِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوْا فِيْكُمْ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ۭ يُرْضُوْنَكُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ وَتَاْبٰى قُلُوْبُهُمْ ۚ وَاَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ ⑨ اِشْتَرَوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ اِنَّهُمْ سَاۗءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ⑩ لَا يَرْقُبُوْنَ فِيْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ ⑪ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ ۭ وَنُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ⑫ وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَىِٕمَّةَ الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ ⑬ اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ⑭

اللغات قوله الال القرابة ١٢
البلاغة قوله لا ايمان لهم لم يقل لا عهد لهم تاكيدا ومبالغة فان فيه ايماء انهم قسموا

على العهد ثم لم يفوا قوله طعنوا في ايراده مع القتال من الحسن الاعجازي ١٢
اختلاف القراءة في قراءة لا ايمان مصدر من الافعال اي لا امن لهم او لا اسلام لهم ١٢

قَاتِلُوهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللَّهُ بِأَيْدِيكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُورَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِينَ ۝ وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوبِهِمْ ۗ

اُن سے لڑو اللہ تعالیٰ اُن کو تمہارے ہاتھوں سزا دیگا اور اُن کو ذلیل کریگا اور تم کو اُن پر غالب کریگا اور بہت سے مسلمانوں کے قلوب کو شفا دیگا اور اُن کے قلوب کے غیظ کو دور کریگا

وَيَتُوبُ اللَّهُ عَلَىٰ مَن يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ أَمْ حَسِبْتُمْ أَن تُتْرَكُوا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنكُمْ

اور جس پر منظور ہوگا اللہ تعالیٰ توجہ فرماویگا اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والے بڑی حکمت والے ہیں کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ تم یوں ہی چھوڑ دیے جاؤ گے حالانکہ ہنوز اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں کو تو دیکھا ہی نہیں جنہوں نے تم میں سے جہاد

وَلَمْ يَتَّخِذُوا مِن دُونِ اللَّهِ وَلَا رَسُولِهِ وَلَا الْمُؤْمِنِينَ وَلِيجَةً ۚ وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝

کیا ہو اور اللہ اور رسول اور مومنین کے سوا کسی کو خصوصیت کا دوست نہ بنایا ہو — اور اللہ تعالیٰ کو سب خبر ہے تمہارے سب کاموں کی۔

قَاتِلُوهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللَّهُ بِأَيْدِيكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُورَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِينَ ﴿١٤﴾ وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوبِهِمْ ۗ وَيَتُوبُ اللَّهُ عَلَىٰ مَن يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿١٥﴾ أَمْ حَسِبْتُمْ أَن تُتْرَكُوا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوا مِن دُونِ اللَّهِ وَلَا رَسُولِهِ وَلَا الْمُؤْمِنِينَ وَلِيجَةً ۚ وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿١٦﴾

(جماعت اول نے جو نقض عہد کیا تھا اُن کے نقض عہد سے پہلے بطور پیشین گوئی کے فرماتے ہیں کہ) ان مشرکین (قریش) کا عہد اللہ کے نزدیک اور اُس کے رسول کے نزدیک کیسے (قابل رعایت) رہیگا کیونکہ رعایت تو اُس عہد کی ہوتی ہے جس کو دوسرا شخص خود نہ توڑے ورنہ رعایت نہیں باقی رہتی مطلب یہ کہ یہ لوگ عہد کو توڑ دینگے اُس وقت اس طرف سے بھی رعایت نہ ہوگی) مگر جن لوگون سے تم نے مسجد حرام (یعنی حرم) کے نزدیک عہد لیا ہے (مراد دوسری جماعت ہے جن کا استثنار اوپر بھی الا الذین عاھدتم من المشرکین ثم لم ینقصوکم الخ میں آچکا ہے یعنی ان سے امید ہے کہ یہ عہد کو قائم رکھینگے) سو جب یہ لوگ تم سے سیدھی طرح رہین (یعنی عہد نہ توڑیں) تم بھی اُن سے سیدھی طرح رہو (اور مدت عہد کی اُن سے پوری کر دو چنانچہ زمانہ نزول برات میں اُس مدت میں نو ماہ باقی رہے تھے اور بوجہ اُن کی عہد شکنی نہ کرنے کے اُن کی یہ مدت پوری کی گئی) بلاشبہ اللہ تعالیٰ (بدعہدی سے) احتیاط رکھنے والون کو پسند کرتے ہین (پس تم بھی احتیاط رکھنے سے پسندیدۂ حق ہو جاؤ گے یہ استثنار کر کے پھر عود ہے مضمون متعلق جماعت اول کی طرف کہ) کیسے (اُن کا عہد قابل رعایت رہیگا یعنی وہ لوگ عہد پر کب قائم رہین گے) حالانکہ اُن کی یہ حالت ہے کہ اگر وہ تم پر کہین غلبہ پا جائین تو تمہارے بارے میں نہ قرابت کا پاس کرین اور نہ قول قرار کا (کیونکہ اُن کی یہ صلح مجبوری اور خوف جہاد سے ہے دل سے نہین پس) یہ لوگ تم کو (صرف) اپنی زبانی باتون سے راضی کر رہے ہین اور اُن کے دل (اُن باتون کو) نہین مانتے (پس جب دل سے اس عہد کے پورا کرنے کا عزم نہین ہے تو کیا پورا ہوگا) اور اُن میں زیادہ آدمی شریر ہین (کہ عہد پورا نہین کرنا چاہتے اور اگر ایک آدھ پورا کرنا بھی چاہتا ہو تو زیادہ کے سامنے ایک دو کی کب چلتی ہے اور وجہ اُنکے شریر ہونے کی یہ ہے کہ) انہون نے احکام الٰہیہ کی عوض (دُنیا کی) متاع ناپائدار کو اختیار کر رکھا ہے (جیسا کہ کفار کی حالت ہوتی ہے کہ دین کو چھوڑ کر دُنیا کو اُس پر ترجیح دیتے ہین جب دُنیا زیادہ محبوب ہوگی تو جب عہد شکنی میں دنیوی غرض حاصل ہوتی نظر آویگی اُس میں کچھ باک نہ ہوگا بخلاف اُس شخص کے جو دین کو ترجیح دیتا ہے وہ احکام الٰہیہ وفائے عہد وغیرہ کا پابند ہوگا) سو (اس ترجیح دُنیا علی الدین کی وجہ سے) یہ لوگ اللہ کے (سیدھے) رستے سے (جس میں وفاء عہد بھی داخل ہے) ہٹے ہوئے ہین (اور) یقیناً یہ اُن کا عمل بہت ہی بُرا ہے (اور ہم نے جو اوپر کہا ہے لا یرقبوا فیکم الخ سو اس میں تمہاری کچھ تخصیص نہین ان کی تو یہ حالت ہے کہ) یہ لوگ کسی مسلمان کے بارے میں (بھی) نہ قرابت کا پاس کرین اور نہ قول و قرار کا اور یہ لوگ (خصوص اس باب میں) بہت ہی زیادتی کر رہے ہین سو (جب ان کے عہد پر اعتماد و اطمینان نہین بلکہ احتمال عہد شکنی کا بھی ہے جیسا کہ اس کی جانب مخالف کا بھی احتمال ہے اس لیے ہم ان کے بارے میں مفصل حکم بتلاتے ہین کہ) اگر یہ لوگ (کفر سے) توبہ کر لین (یعنی مسلمان ہو جاوین) اور (اُس اسلام کو ظاہر بھی کر دین مثلاً) نماز پڑھنے لگین اور زکوٰۃ دینے لگین تو (پھر اُن کی عہد شکنی وغیرہ پر اصلاً نظر نہ ہوگی خواہ انہون نے کچھ ہی کیا ہو اسلام لانے سے) وہ تمہارے دینی بھائی ہو جاوین گے (اور پچھلا کیا ہوا سب معاف ہو جاوے گا) اور ہم سمجھدار لوگون (کو بتلانے) کے لیے احکام کو خوب تفصیل سے

بیان کرتے ہین (چنانچہ اس مقام پر بھی ایسا ہی کیا گیا ہے) اور اگر وہ لوگ عہد کرنے کے بعد اپنی قسمون (و عہدات) کو توڑ ڈالین (جیسا کہ ان کی حالت سے غالب ہے) اور (عہد توڑ کر ایمان بھی لاوین بلکہ اپنے کفر پر قائم رہین جس کا ایک اثر یہ ہے کہ) تمہارے دین (اسلام) پر طعن (و اعتراض) کرین تو (اس حالت مین) تم لوگ اس قصد سے کہ یہ (اپنے کفر سے) باز آجاوین ان پیشوایان کفر سے (خوب) لڑو (کیونکہ اس صورت مین) ان کی قسمین (باقی) نہین رہتین (یہان تک قبل نقض پیشین گوئی ہو چکی آگے بعد وقوع نقض کے قتال کی ترغیب ہے کہ) تم ایسے لوگون سے کیون نہین لڑتے جنھون نے اپنی قسمون کو توڑ ڈالا (اور بنی بکر کی بمقابلہ خزاعہ کے مدد کی) اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے جلاوطن کر دینے کی تجویز کی اور انھون نے تم سے خود پہلے چھیڑ نکالی (کہ تمہاری طرف سے وفائے عہد مین کوئی کمی نہین ہوئی انھون نے بیٹھے بٹھائے خود ایک شوشہ چھوڑا پس ایسے لوگون سے کیون کیون نہ لڑو) کیا ان سے (لڑتے ہوئے) ڈرتے ہو (کہ ان کے پاس سامان و جمعیت زیادہ ہے) سو (اگر یہ بات ہے تو ہرگز ان سے مت ڈرو کیونکہ) اللہ تعالیٰ اس بات کے زیادہ مستحق ہین کہ تم ان سے ڈرو اگر تم ایمان رکھتے ہو (اور ان سے ڈرنے کا یہ مقتضا ہے کہ ان کے حکم کے خلاف مت کرو اور وہ حکم دیتے ہین قتال کا پس) ان سے لڑو اللہ تعالیٰ (کا وعدہ ہے کہ) ان کو تمہارے ہاتھون سزا دیگا اور ان کو ذلیل (و خوار) کرے گا اور تم کو ان پر غالب کرے گا اور (ان کی اس تعذیب اور تمہاری نصرت سے) بہت سے (ایسے) مسلمانون کے قلوب کو شفا دیگا اور ان کے قلوب کے غیظ (و غضب) کو دور کریگا (جو خود تاب مقابلہ کی نہین رکھتے اور ان کی حرکات کو دیکھ دیکھ کر دل ہی دل مین گھٹتے ہین) اور (ان ہی کفار مین سے) جس پر (توجہ و فضل کرنا) منظور ہوگا اللہ تعالیٰ توجہ (بھی) فرماویگا (یعنی مسلمان ہونے کی توفیق دیگا چنانچہ فتح مکہ مین بعضے لڑے اور ذلیل و مقتول ہوئے اور بعضے مسلمان ہو گئے) اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والے بڑی حکمت والے ہین (کہ علم سے ہر ایک کا انجام کہ اسلام ہے یا کفر جانتے ہین اور اسی لیے اپنی حکمت سے احکام مناسبہ مقرر فرماتے ہین اور تم جو لڑنے سے جی چراتے ہو گو بعضے سی سہی تو) کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ تم یون ہی (اسی حالت پر) چھوڑ دیے جاؤ گے حالانکہ ہنوز اللہ تعالیٰ نے (ظاہر طور پر) ان لوگون کو تو دیکھا ہی نہین جنھون نے تم مین سے (ایسے موقع پر) جہاد کیا ہو اور اللہ اور رسول اور مومنین کے سوا کسی کو خصوصیت کا دوست نہ بنایا ہو (جس کے ظاہر ہونے کا اچھا ذریعہ ایسے موقع کا جہاد ہے جہان مقابلہ اپنے اعزا و اقارب سے ہو کہ پورا امتحان ہو جاتا ہے کہ کون اللہ کو چاہتا ہے کون برادری کو) اور اللہ تعالیٰ کو سب خبر ہے تمہارے سب کامون کی (پس اگر جہاد مین چستی کرو گے یا سستی کرو گے اسی کے موافق تم کو جزا دیگا) **ف** اس رکوع مین جو الا الذین عاہدتم الخ آیا ہے اس کی تفسیر بھی درمنثور مین جماعت دوم یعنی بنی ضمرہ و بنی کنانہ سے کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان سے ہی حدیبیہ مین خاص گفتگو ہوئی ہوگی پس دونون جگہ مستثنیٰ کا مصداق واحد ہے صرح بہ فی البیضاوی اور تکرار اس لیے نہین کہ اس مین ظہور استقامت سے پہلے کا حال مذکور ہے اور اس مین ظہور استقامت کے بعد کا لقولہ تعالیٰ لم ینقصوکم الخ واللہ اعلم اور قاتلوھم یعذبھم الخ کی نسبت نزول قبل الفتح کو تمہید کے فائدہ دوم مین نقل کر چکا ہون اور اس سے اوپر کی آیت مین الا تقاتلون قوما نکثوا الخ کے مضمون سے اس کا نزول بھی قبل الفتح و بعد النکث معلوم ہوتا ہے اور اس سے پہلے ان نکثوا دال ہے نزول قبل النکث پر پس بدرجہ اولےٰ فتح مکہ کے قبل اس کا نزول ہوگا اور اس سے اوپر کی آیتین اسی مضمون کے مناسب ہین پس ان سب کا نزول بظن غالب قبل فتح ہے اسی لیے اول کی آیات کو پیشین گوئی پر محمول کیا گیا اور ان تابوا اور ان نکثوا کے علاوہ ایک تیسری شق بھی ان یعطوا الجزیۃ محتمل تھی لیکن چونکہ کلام کفار عرب مین ہے اس لیے اس شق کی گنجائش نہین اسی وجہ سے ینتھون کی تفسیر انتہاء عن الکفر کے ساتھ کیگئی البتہ قبل نزول آیات برات کے بطور صلح کے عہد کر لینا مشروع تھا ان آیات سے اس کی مشروعیت بھی مرتفع ہو گئی اب یا اسلام ہے یا سیف چنانچہ درمنثور مین ہے کہ پھر آپ نے ان مین سے کسی سے عہد نہین کیا اور گذشتہ عہد کو صاف جواب دیدیا اور کفار قریش نے صرف اجلاء وطن تجویز نہ کی تھی بلکہ قتل پر اخیر مین رائے قرار پائی تھی مگر اور ون کو اس لیے ذکر نہین کیا کہ اخراج سب سے اخف ہے پس یہ بتلا دیا کہ جب عزم اخراج ہی امر منکر ہے تو اس سے اشد تو زیادہ منکر ہوگا التماس ان دو رکوع کی تفسیر مین کئی کئی سال گذرے کہ مجھ کو پریشان اور خلجان رہتا تھا اور جس قدر مین نے لکھا ہے یہ میری کوشش کا منتہا ہے اگر کسی کی نظر یا ذہن مین اس سے احسن الکل

ملحقات الترجمۃ
سلہ قولہ (۱) طعنوا کفر ... من ... مماوست اللہ تعالیٰ ... ۱۲ سلہ قولہ فی تعذیبھم ... قصد سے غایۃ للقتال ... ۱۲ ... یۃ العباد الی یکون ... مسو ... لا فی الانفس و الاموال ۱۲ سلہ قولہ فی ما بعلم ... ایسے موقع پر ... التقیید عن القتال ... ہے ... الفتح غیر ممکن لا بھذا الشان ۱۲

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ؕ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۚۖ وَفِي النَّارِ

مشرکین کی یہ لیاقت ہی نہیں کہ وہ اللہ کی مسجدوں کو آباد کریں جس حالت میں کہ وہ خود اپنے اوپر کفر کا اقرار کر رہے ہیں ان لوگوں کے سب اعمال اکارت ہیں اور دوزخ میں

هُمْ خٰلِدُوْنَ ۝ اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ

وہ لوگ ہمیشہ رہینگے ہاں اللہ کی مسجدوں کو آباد کرنا ان لوگوں کا کام ہے جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لاویں اور نماز کی پابندی کریں اور زکوٰۃ دیں اور بجز اللہ کے کسی سے نہ ڈریں

اِلَّا اللّٰهَ قف فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ۝ اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ

سو ایسے لوگوں کی نسبت توقع ہے کہ اپنے مقصود تک پہونچ جاوینگے کیا تم لوگوں نے حاجیوں کے پانی پلانے کو اور مسجد حرام کے آباد رکھنے کو اس شخص کی برابر قرار دے لیا

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ وقف لازم

جو کہ اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لایا ہو اور اس نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا ہو یہ لوگ برابر نہیں اللہ کے نزدیک اور جو لوگ بے انصاف ہیں اللہ تعالیٰ انکو سمجھ نہیں دیتا جو لوگ

اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۙ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝

ایمان لائے اور انہوں نے ترک وطن کیا اور اللہ کی راہ میں اپنی جان اور مال سے جہاد کیا وہ درجہ میں اللہ کے نزدیک بہت بڑے ہیں اور یہی لوگ پورے کامیاب ہیں

تسہیل تفسیر گذرے تو وہ اسی کو اختیار کرکے مجھ کو معذور سمجھے اور میری لغزش کے عفو کی دعا کرے ربط اوپر مشرکین کے شنائع مذکور تھے چونکہ ان کو اپنے بعض اعمال پر جیسے مسجد حرام کی خدمت اور حجاج کا پانی پلانا وغیرہ افتخار تھا اس لیے آگے مضمون سابق کی تتمیم کے لیے ان کے افتخار کا ان چند آیتوں میں جواب دیتے ہیں اور اسی کے ضمن میں مسلمانوں کے ایک اختلافی مسئلہ کا جس میں اس وقت کلام ہوا تھا کہ ایمان کے بعد افضل الاعمال آیا عمارت مسجد حرام ہے یا سقایہ حاج یا جہاد آیت اجعلتم الخ میں جواب دیتے ہیں۔

جواب افتخار مشرکین مع رفع اختلاف مومنین در باب تفاضل بعضے اعمال

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ؕ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۚۖ وَفِي النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ⑰ اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ⑱ اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ⑲ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۙ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ⑳

اللغات

قوله السقاية والعمارة مصدران ۱۲

البلاغة

قوله الذين امنوا وهاجروا زاد فيه على ما قبله الهجرة وتفصيل الجهاد اشارة الى كون الهجرة والجهاد من لوازم الايمان الكامل قوله مقيم معناه من لا يرحل ولا يسافر وهو استعارة للدائم ۱۲۔

الروايات

في الدر اخرج ابو الشيخ وابن جرير عن الضحاك انه لما اسر العباس عيره المسلمون بالشرك وقطيعة الرحم واغلظ علي كرم الله وجهه في القول فقال تذكرون مساوينا وتكتمون محاسننا انا لنعمر المسجد الحرام ونحجب الكعبة ونسقي الحجيج ونفك العاني فنزلت قلت ويفهم من بعض الروايات ان العباس قال بعد ما اسلم فالوجه فيه ان الحسنات التي يعمل المرء في الجاهلية يثاب عليها ان اسلم فلعل مراده انه لما اسلمت بقيت لي تلك الاعمال فاشتركنا نحن وانتم في الاسلام ثم فضلنا كم بهذه الاعمال وكان يلزم منه حكمه بكونها افضل من الجهاد فكان تقرير الجواب كما ذكر في المتن في جواب المسلمين فافهم واخرج ابن ابي حاتم وابن مردويه عن ابن عباس ان المشركين قالوا عمارة بيت الله تعالى والقيام للسقاية خير من الايمان والجهاد واخرج مسلم وابو داؤد وابن جرير وابن المنذر وجماعة عن النعمان بن بشير قال كنت عند منبر رسول الله صلى الله عليه وسلم في نفر من اصحابه رض فقال ما ابالي ان لا اعمل عملا لله تعالى بعد الاسلام الا ان اسقي الحاج وقال آخر بل عمارة المسجد الحرام وقال آخر بل الجهاد في سبيل الله خير مما قلتم فزجرهم عمر رض وقال لا ترفعوا اصواتكم عند منبر رسول الله صلى الله عليه وسلم وذلك يوم الجمعة ولكن اذا صليتم الجمعة دخلت على رسول الله صلى الله عليه وسلم فاستفتيته فيما اختلفتم فيه فانزل الله تعالى الآية الى قوله سبحانه والله لا يهدي القوم الظالمين اه قلت ولا يحل الجمع بين هذه الروايات التي لا تعارض في كون جميعها اسبابا لجعل الخطاب عاما والله اعلم ۱۲۔

يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝

ان کا رب انکو بشارت دیتا ہے اپنی طرف سے بڑی رحمت اور بڑی رضامندی اور ایسے باغوں کی کہ انکے لیے ان میں دائمی نعمت ہوگی انمین یہ ہمیشہ ہمیشہ کو رہین گے بلاشبہ اللہ کے پاس بڑا اجر ہے

يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ مشرکین کی

یہ لیاقت ہی نہین کہ وہ اللہ کی مسجدون کو (جن مین مسجد حرام بھی آگئی) آباد کرین جس حالت مین کہ وہ خود اپنے اوپر کفر (کی باتون) کا اقرار کر رہے ہین (چنانچہ وہ خود اپنا مشرب بتلانے کے وقت ایسے عقائد کا اقرار کرتے تھے جو واقع مین کفر ہین مطلب یہ کہ عمارت مساجد گو عمل محمود ہے لیکن باوجود شرک کے کہ اس کا منافی ہے اس عمل کی اہلیت ہی مفقود ہے اور اس لیے وہ محض غیر معتد بہ ہے پھر فخر کی کیا گنجایش ہے) ان لوگون کے (جو کہ مشرک ہین) سب اعمال (نیک مثل عمارت مسجد وغیرہ) اکارت (اور ضائع) ہین (بوجہ اس کے کہ ان کی قبولیت کی شرط ہی نہین پائی جاتی اور ضائع عمل پر فخر ہی کیا) اور دوزخ مین وہ لوگ ہمیشہ رہین گے (کیونکہ وہ عمل جو کہ اسباب نجات سے ہے وہ تو ضائع ہی ہو گیا تھا) ہان اللہ کی مسجدون کو آباد کرنا ان لوگون کا کام ہے (یعنی علی وجہ الکمال ان سے مقبول ہوتا ہے) جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر (دل سے) ایمان لاوین اور (جوارح سے اس کا اظہار بھی کرین مثلاً اس طرح کہ) نماز کی پابندی کرین اور زکوٰۃ دین اور (اللہ پر ایسا توکل رکھتے ہون کہ) بجز اللہ کے کسی سے نہ ڈرین سو ایسے لوگون کی نسبت توقع (یعنی وعدہ) ہے کہ اپنے مقصود (یعنی جنت ونجات) تک پہونچ جاوینگے (کیونکہ انکا عمل بوجہ ایمان کے مقبول ہوگا اسلیے آخرت مین نفع ہوگا اور مشرکین اس شرط سے محروم ہین پس ثمرہ عمل سے بھی محروم ہین اور عمل بے ثمر پر فخر لاحاصل) کیا تم لوگون نے حاجیون کے پانی پلانے کو اور مسجد حرام کے آباد رکھنے کو اس شخص (کے عمل) کی برابر قرار دے لیا جو کہ اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لایا ہو اور اس نے اللہ کی راہ مین جہاد کیا ہو (وہ عمل ایمان اور جہاد ہے یعنی یہ اعمال برابر نہین اور جب اعمال برابر نہین تو یہ (عامل) لوگ (بھی باہم) برابر نہین اللہ کے نزدیک (غرض عمل عمل باہم اور عامل عامل باہم برابر نہین مقصود بقرینہ سیاق یہ ہے کہ ایمان اور جہاد مین سے ہر واحد افضل ہے سقایہ وعمارت کے ہر واحد سے یعنی ایمان بھی دونون سے افضل ہے اور اس سے جواب ہو گیا مشرکین کا کہ ان مین ایمان نہ تھا اور جہاد بھی دونون سے افضل ہے اس سے جواب ہو گیا بعض مومنین کا کہ جو بعد ایمان کے سقایہ اور عمارت کو جہاد پر تفضیل دیتے تھے) اور (یہ امر مذکور بہت ہی ظاہر ہے لیکن جو لوگ بے انصاف ہین (مراد مشرک ہین) اللہ تعالیٰ انکو سمجھ نہین دیتا (اس لیے وہ نہین مانتے بخلاف اہل ایمان کے کہ وہ اس تحقیق کو فوراً مان گئے آگے اس مضمون کی تصریح ہے جو اوپر کلا یستوون سے مقصود تھا یعنی) جو لوگ ایمان لائے اور (اللہ کے واسطے) انھون نے ترک وطن کیا اور اللہ کی راہ مین اپنی مال اور جان سے جہاد کیا وہ درجہ مین اللہ کے نزدیک (بمقابلہ اہل سقایہ واہل عمارت کے) بہت بڑے ہین (کیونکہ اگر اہل سقایت واہل عمارت مین ایمان نہ ہو تب تو یہ بڑائی ان ہی مومنین مہاجرین مجاہدین مین منحصر ہے اور اگر ان مین ایمان ہو تو گو وہ بھی بڑے ہین مگر یہ زیادہ بڑے ہین) اور یہی لوگ پورے کامیاب ہین (کیونکہ اگر ان کے مقابلین مین ایمان نہ ہو تب تو کامیابی کا ان ہی مین حصر ہے اور اگر ایمان ہو تو کامیابی مشترک ہے لیکن ان کی کامیابی ان سے اعلیٰ ہے آگے اس درجہ اور فوز کا بیان ہے کہ) ان کا رب ان کو بشارت دیتا ہے اپنی طرف سے بڑی رحمت اور بڑی رضامندی اور (جنت کے) ایسے باغون کی کہ ان کے لیے ان (باغون) مین دائمی نعمت ہوگی (اور) ان مین یہ ہمیشہ ہمیشہ کو رہین گے بلاشبہ اللہ کے پاس بڑا اجر ہے (اس مین سے ان کو دیا جاویگا) **ف** آیت ماکان للمشرکین الخ کی جو تفسیر بندہ نے اختیار کی ہے اس بنا پر اس آیت کا حاصل صرف یہ ہوا کہ ان کے یہ اعمال مقبول نہین اور یہ بات کہ کافر اگر مسجد بنا وے یا اس کی خدمت وغیرہ کرے اس کو اجازت دی جاوے گی یا نہین اس مسئلہ سے تعرض نہ ہوگا باقی خود اس مسئلہ کی تحقیق دوسرے دلائل سے یہ ہے کہ اگر وہ کافر اپنے مذہب کی رو سے اس کو ثواب سمجھے تو اجازت دیدی جاوے گی ورنہ نہین کذا فی الہدایۃ کتاب الوصیۃ البتہ پہلی صورت مین اگر اجازت دینا کسی مصلحت اسلامی کے خلاف ہو تو اجازت نہ ہوگی۔ **ربط** اوپر ہجرت کا ذکر تھا جس مین وطن اور اقارب اور اموال واملاک سے قطع تعلق کرنا پڑتا ہے جو کہ طبعاً شاق معلوم ہوتا ہے جو گاہے سبب ہو سکتا ہے ترک ہجرت کا اس لیے آگے ان تعلقات کے غلبہ کی مذمت فرماتے ہین۔

ملحقات الترجمۃ

۵۱ قولہ فی بالکفر کفر کی باتون الخ فانہ ضع بہ مایر دعلی ظاہرہ ان المشرکین لم یکونوا مقرین بانہم کافرون ۱۲ ۵۲ قولہ فی انما یعمر مقبول ہوتا ہے دل علیہ مقابلتہ لقولہ ماکان للمشرکین تعمیرہ الذی ذکر ۱۲ ۵۳ قولہ فی امن ایمان لاوین رعایۃ لمعنی من ۱۲ ۵۴ قولہ فی من اقام الخ اشارۃ الی ان خصوصیۃ الاعمال لیست مقصودۃ بل المراد اشتراط الاظہار للقبول بل لکمالہ لان الاخفار بلا عذر اثم کبیر والاثم مانع لکمال القبول ولاجلہ اشتراط عدم الخشیۃ ۱۲ ۵۵ قولہ فی سقایۃ پلانے کو اشارۃ الی تقدیر المضاف فی جانب المشبہ ای کعمل من امن الخ ۱۲ ۵۶ قولہ فی توضیح کلا یستوون اس سے جواب ہو گیا مشرکین کا اشارۃ الی ان المخاطب فی اجعلتم المشرکون والمسلمون معالکن باختلاف الاعتبار کما فی تقریر الترجمۃ فاجمعت علی ہذہ الروایات کلہا ۱۲ ۵۷ قولہ فی کلا یستوی بخلاف فالحکایۃ فیہا بیان حال الفریقین بمفہوم الموافقۃ ومفہومہ علی لغۃ فافہم ۱۲

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ

اے ایمان والو اپنے باپون کو اور اپنے بھائیون کو رفیق مت بناؤ اگر وہ لوگ کفر کو بمقابلہ ایمان کے عزیز رکھین اور جو شخص تم مین سے اُن کے ساتھ رفاقت رکھیگا

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ

سو ایسے لوگ بڑے نافرمان ہین آپ کہدیجیے کہ اگر تمھارے باپ اور تمھارے بیٹے اور تمھارے بھائی اور تمھاری بیبیان اور تمھارا کنبہ اور وہ مال

ۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ

جو تم نے کمائے ہین اور وہ تجارت جس مین نکاسی نہ ہونے کا تم کو اندیشہ ہو اور وہ گھر جن کو تم پسند کرتے ہو تم کو اللہ سے اور اُس کے رسول سے اور اُس کی راہ مین جہاد کرنے سے زیادہ پیارے ہون

فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝

تو تم منتظر رہو یہان تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم بھیجدین اور اللہ تعالیٰ بےحکمی کرنے والے لوگون کو اُن کے مقصود تک نہین پہونچاتا

ذمِّ ایثارِ تعلقاتِ دُنیویہ بر تعلقاتِ اُخرویہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۳﴾ قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۴﴾ اے ایمان والو اپنے باپون کو اور اپنے بھائیون کو (اپنا) رفیق مت بناؤ اگر وہ لوگ کفر کو بمقابلہ ایمان کے (ایسا) عزیز رکھین (کہ اُنکے ایمان لانے کی امید نہ رہے) اور جو شخص تم مین سے اُن کے ساتھ رفاقت رکھیگا سو ایسے لوگ بڑے نافرمان ہین (مطلب یہ کہ بڑا مانع ہجرت سے ان لوگون کا تعلق ہے اور خود وہی جائز نہین پھر ہجرت مین کیا دُشواری ہے آگے اسی مضمون کی زیادہ تفصیل ہے کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم) آپ (ان سے) کہدیجیے کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیبیان اور تمہارا کنبہ اور وہ مال جو تم نے کمائے ہین اور وہ تجارت جس مین نکاسی نہ ہونے کا تم کو اندیشہ ہو اور وہ گھر جن (مین رہنے) کو تم پسند کرتے ہو (اگر یہ چیزین) تم کو اللہ سے اور اُس کے رسول سے اور اُس کی راہ مین جہاد کرنے سے زیادہ پیاری ہون تو تم منتظر رہو یہانتک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم (سزائے ترک ہجرت کا) بھیجدین (جیسا دوسری آیت مین ہے ان الذین توفاهم الملئكة الی قوله فاولئك ماوٰهم جهنم) اور اللہ تعالیٰ بےحکمی کرنے والے لوگون کو اُن کے مقصود تک نہین پہونچاتا (یعنی انکا مقصود تھا ان چیزون سے تمتع وہ بہت جلد خلاف اُن کی توقع کے موت سے منقطع ہو جاتا ہے) **ف** ہجرت سے یہی اندیشے ہوتے تھے کہ عزیز چھوٹ جاوینگے اموال و املاک پریشان و تلف ہوجاوینگے تجارت کا انتظام وسلسلہ بگڑ جاویگا یہ آرام کے گھر جنمین رہتے ہین چھوٹ جاوینگے اور من الله ورسوله سے مراد چونکہ من العمل بامر الله ورسوله ہے اسمین ہجرت بھی آگئی اور جہاد کی تصریح سے مقصود مبالغہ ہے کہ ہجرت تو پھر سہل ہے مطلوب تو یہ ہے کہ جہاد کو بھی اشیاء مذکورہ پر ترجیح دیجاوے جسمین اپنی جانون اور کبھی ان عزیزون کی جان کو جبکہ انسے مقابلہ ہوجاوے بیقدر اور ہیچ سمجھنا پڑتا ہے پہلے پارہ والمحصنت کے نصف کے بعد رکوع ان الذین توفاهم کی

البلاغة

قوله هم الظّٰلمون الحصر ادعائی کان ظلم غیرهم کلاظلم عند ظلمهم قوله ابناؤکم لم یذکر الابناء والازواج فیما سلف وذکرهم ههنا لان ما تقدم فی الاولیاء وهم اهل الرائے وللمشورة والابناء والازواج تبع لیسوا کذلک وما ههنا فی المحبة وهم احب الی کل احد قوله عشیرتکم ذکره للتعمیم قوله اقترفتموها وتخشون وترضون التعرض للصفات المذكورة للایذان بانها مع ما فیها من موجبات المحبة ویجوز ان تکون احب من الله ورسوله الخ۔

الروايات

فی الروح عن الثعلبی عن ابن عباس نزلت فی المهاجرين فانهم لما امروا بالهجرة قالوا ان هاجرنا قطعنا آباءنا وابناءنا وعشيرتنا وذهب تجاراتنا وهلكت اموالنا وخربت ديارنا وبقينا ضائعين فنزلت فهاجروا وفی حواشی الجلالين قال الكلبی عن ابی صالح عن ابن عباس لما امر النبی صلی الله عليه وسلم بالهجرة فمنهم من تعلق به اهله وولده ويقولون ننشدك بالله ان تضيعنا فيرق لهم ويدع الهجرة فنزلت اه۔

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْـًٔا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ

تم کو خدا تعالیٰ نے بہت موقعوں میں غلبہ دیا اور حنین کے دن بھی جبکہ تم کو اپنے مجمع کی کثرت سے غرہ ہو گیا تھا پھر وہ کثرت تمھارے کچھ کار آمد نہ ہوئی اور تم پر زمین باوجود اپنی فراخی کے

الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ۞ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ

تنگی کرنے لگی پھر تم پیٹھ دیکر بھاگ کھڑے ہوئے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر اور دوسرے مومنین پر اپنی تسلی نازل فرمائی اور ایسے

جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ۚ وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ وَذٰلِكَ جَزَاۗءُ الْكٰفِرِيْنَ ۞ ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ

لشکر نازل فرمائے جن کو تم نے نہیں دیکھا اور کافروں کو سزا دی۔ اور یہ کافروں کی سزا ہے پھر خدا تعالیٰ جس کو چاہیں توبہ

عَلٰي مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۞

نصیب کردیں اور اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت کرنیوالے بڑی رحمت کرنیوالے ہیں۔

تفسیر میں تحقیق مسئلہ ہجرت کی گذر چکی ہے ملاحظہ کرلیا جاوے اور استعفوا کی جو تفسیر کیگئی ہے اس سے ایک مسئلہ مستنبط ہوا کہ جس کافر کے اسلام کی امید ہو اور اسی مصلحت سے اس سے تعلق رکھے جائز ہے اور ان اشیاء کا زیادہ پیارا ہونا جو بڑا ہے مراد اس سے وہ محبت ہے جو احکام الٰہیہ دینیویہ پر عمل کرنے سے باز رکھے میلان طبعی مراد نہیں ہے **ربط** اوپر براءۃ اور غزوہ فتح کا ذکر تھا آگے غزوہ حنین کا ذکر ہے اور ان کا تناسب ظاہر ہے اور تمہید سورت کے فائدہ اول میں بھی مذکور ہوئی ہے نیز اوپر قطع علائق ماسوی اللہ کا بیان تھا لا تتخذوا آباءکم الخ میں قصہ حنین سے اسکی تائید بھی ہوتی ہے کہ غیر اللہ پر نظر کرنے سے ضرر ہوا اور اللہ کا تعلق کافی اور نافع ہوا۔

قصہ غزوہ حنین

حنین ایک مقام ہے مکہ اور طائف کے درمیان میں یہاں قبیلہ ہوازن اور ثقیف سے فتح مکہ کے دو ہفتہ بعد لڑائی ہوئی تھی مسلمان بارہ ہزار تھے اور مشرکین ۴ ہزار بعض مسلمان اپنا مجمع دیکھکر ایسے طور پر کہ اس سے پندار مترشح ہوتا تھا کہنے لگے کہ ہم آج کسی طرح مغلوب نہیں ہو سکتے چنانچہ اول مقابلہ میں کفار کو ہزیمت ہوئی بعضے مسلمان غنیمت کو جمع کرنے لگے اس وقت کفار لوٹ پڑے اور وہ تیرانداز بڑے تھے مسلمانوں پر تیر برسانے شروع کئے اس گھبراہٹ میں مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع چند صحابہ رضی اللہ عنہم کے میدان میں رہ گئے آپ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے مسلمانوں کو آواز دلوائی پھر سب لوٹ کر دوبارہ کفار سے مقابل ہوئے اور آسمان سے فرشتوں کی مدد آئی آخر کفار بھاگے اور بہت سے قتل ہوئے بہت سے قید ہوئے پھر ان قبائل کے بہت آدمی آپکی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے اور آپ نے انکے اہل و عیال جو پکڑے گئے تھے سب انکو واپس کردئے کذا فی الروح و الدر و صحیح البخاری۔

آیت و تفسیر

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْـًٔا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ﴿۲۵﴾ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰي رَسُوْلِهٖ وَعَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ۚ وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ وَذٰلِكَ جَزَاۗءُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۶﴾ ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰي مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۷﴾ تم کو خدا تعالیٰ نے (لڑائی کے) بہت موقعوں میں (کفار پر) غلبہ دیا (جیسے بدر وغیرہ) اور حنین کے دن بھی (جسکا قصہ عجیب و غریب ہے تمکو غلبہ دیا) جبکہ (یہ واقعہ ہوا تھا کہ) تمکو اپنے مجمع کی کثرت سے غرہ ہو گیا تھا پھر وہ کثرت تمہارے کچھ کار آمد نہ ہوئی اور (کفار کے تیر برسانے سے ایسی پریشانی ہوئی کہ) تم پر زمین باوجود اپنی (اس) فراخی کے تنگی کرنے لگی پھر (آخر) تم پیٹھ دیکر بھاگ کھڑے ہوئے

النحو

قولہ یوم حنین عاملہ مقدر و ہو نصرکم المعطوف علی نصرکم المذکور لیصح کون اذ بدلا عن یوم لان الاعجاب لم یقع فی المواطن کلہا ۱۲

البلاغۃ

قولہ ضاقت فیہ استعارۃ تبعیۃ العدم وجدان مکان یقرون بہ مطمئنین و انہم لا یجلسون فی مکان کما لا یلبس فی المکان الضیق قولہ یتوب ہو علی معناہ ان نزلت قبل التوبۃ و علی المضی ان بعدہا ۱۲ –

ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ فی یوم حنین تعجیب للنحو اشارۃ الی ان تخصیصہ لا لفضلہ بل لکونہ عجیبا للظفر بعد الیاس ۱۲

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ۚ وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً

اے ایمان والو — مشرک لوگ — نرے ناپاک ہین — سو یہ لوگ اس سال کے بعد مسجد حرام کے پاس نہ آنے پاوین — اور اگر تم کو مفلسی کا اندیشہ ہو

فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖٓ اِنْ شَآءَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ

تو خدا تم کو اپنے فضل سے اگر چاہے گا محتاج نہ رکھیگا بے شک اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہی بڑا حکمت والا ہی۔

اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول (کے قلب) پر اور دوسرے مومنین (کے قلوب) پر اپنی (طرف سی) تسلی نازل فرمائی اور (مدد کے لیے) ایسے لشکر (آسمان سے) نازل فرمائے جنکو تمنے نہین دیکھا (مراد فرشتے ہین جسکے بعد تم پر مستعد قتال ہوئے اور غالب آئے) اور (اللہ تعالیٰ نے) کافرون کو سزا دی (کہ اُن پر ہزیمت اور قتل وقید واقع ہوا) اور یہ کافرون کی (دُنیا مین) سزا ہے پھر خدا تعالیٰ (اُن کافرون مین سے) جسکو چاہین توبہ نصیب کردین (چنانچہ بہت سے مسلمان ہوگئے) اور اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت کرنے والے بڑی رحمت کرنے والے ہین (کہ جو شخص اُن مین مسلمان ہوا اُسکے سب پچھلے گناہ معاف کرکے مستحق جنت کا بنا دیا) **ف** اِس قصہ مین جو غلبہ کے ساتھ یہ فرمایا کہ جبکہ یہ واقعہ ہوا تھا مراد اس سے صرف ابتدا جنگ کا تذکرہ کا مضمون نہین کہ شبہ پڑے کہ اعجاب سے تو مغلوبیت ہوئی تھی بلکہ مراد مجموعہ قصہ اخیر تک ہے اور مجموعہ مین غلبہ کا ہونا یقینی ہے اور یہ جو فرمایا کہ رسول پر تسلی نازل ہوئی مراد اس سے مطلق تسلی نہین وہ تو آپکو بلکہ جو صحابہ آپکے ساتھ رہ گئے تھے انکو بھی حاصل تھی اسی وجہ سے ثابت قدم رہے بلکہ مراد اس سے خاص تسلی ہے جس سے غلبہ کی امید قریب ہوگئی اور مومنین پر جو تسلی نازل فرمانا ارشاد فرمایا انمین جو آپکے ساتھ رہ گئے تھے اُنپر نزول تسلی کے معنے تو ابھی معلوم ہوئے اور جو ہٹ گئے تھے اُنپر نازل ہونا یہی ہے کہ پھر میدان مین آگئے اور یہ جو فرمایا کہ تمنے فرشتون کو دیکھا نہین یعنی عام طور پر پس اگر اتفاقاً کسی ایک آدھ کا دیکھنا ثابت ہوجاوے تو کچھ اشکال نہین اور قتل وقید کو جو کافرون کی سزا فرمایا مطلب یہ ہے کہ جہان واقع ہو سزا ہے اور یہ مطلب نہین کہ وقوع ضروری ہے۔ **ربط** اوپر شروع سورت مین اعلان برارت کا تھا آگے اُسی اعلان کا تتمہ مذکور ہے یعنی سال کے اندر اندر مشرکین کا خارج حدود کردینا اور اس اخراج کے حکم سے جو مسلمانون کو تردد ہوا تھا کہ مال کی آمد بند ہوجاویگی ساتھ ہی اس بارہ مین تسلی ہے۔

تتمہ اعلان برارت و تسلیہ مومنین

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ۚ وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖٓ اِنْ شَآءَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۸﴾ اے ایمان والو مشرک لوگ (بوجہ عقائد خبیثہ کے) نرے ناپاک ہین سو (اس ناپاکی پر جو احکام متفرع ہوئے ہین اُنمین سے ایک یہ ہے کہ) یہ لوگ اس سال کے بعد مسجد حرام (یعنی حرم) کے پاس (بھی) نہ آنے پاوین (یعنی حرم کے اندر داخل نہ ہون) اور اگر تم کو (اس حکم کے جاری کرنے سے بدین وجہ) مفلسی کا اندیشہ ہو (کہ لین دین انہی سے زیادہ متعلق ہے جب یہ نہ ہینگے تو کیسے کام چلیگا) تو (تم خدا پر توکل رکھو) خدا تمکو اپنے فضل سے اگر چاہے گا (انکا) محتاج نہ رکھے گا بیشک اللہ تعالیٰ (احکام کی مصلحتون کو) خوب جاننے والا ہے (اور اُن مصلحتون کی تکمیل کے باب مین) بڑا حکمت والا ہے (اس لیے یہ حکم مقرر کیا اور تمہارے افلاس کا سامان بھی کردیگا) **ف** سب کا اتفاق ہے کہ اس باب مین کفار اہل کتاب کا حکم مثل مشرکین[1] کے ہے اور در منثور کی ایک روایت اسکی مؤید بھی ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے یہودی کے ہاتھ کو مثل مشرک کے ہاتھ کے فرمایا اور مراد اس نجاست سے نجاست عقائد ہے نہ کہ نجاست اعیان واجسام چنانچہ سنن ابوداؤد کتاب الخراج مین وفد ثقیف کو مسجد مین ٹھیرانے کی روایت موجود ہے اور وہ مشرک تھے اور یہان

ملحقات الترجمة

[1] قولہ فی اول ف مثل مشرکین کے ولعل التخصیص لکون اکثر اہلہا مشرکین ۱۲

البلاغة

فی قولہ تعالیٰ لا یقربوا مجاز لان المقصود النہی للمسلمین عن ان یدعوہم یقربوا ای یدخلوا الا انہ نہی المشرکین کما ہو ظاہر لکن لما نودی المشرکون بہذا ناسب التعبیر بہذا العنوان کان المسلمین یقولون لا تقربوا الا انا نبذنا الیکم العہد الا انہ حکم شرعی فلا یلزم منہ کون الکفار مکلفا بالفروع فافہم ۱۲

الروايات

فی الدر المنثور عن ابن عباس رض قال کان المشرکون یجیئون الی البیت ویجیئون معہم بالطعام یتجرون فیہ فلما نہوا عن ان یاتوا البیت قال المسلمون فمن این لنا الطعام فانزل اللہ وان خفتم عیلۃ الآیۃ اھ ۱۲

قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ

اہل کتاب جو کہ نہ خدا پر ایمان رکھتے ہین اور نہ قیامت کے دن پر اور نہ اُن چیزون کو حرام سمجھتے ہین جنکو خدا تعالیٰ نے اور اُسکے رسول نے حرام بتلایا ہے اور نہ سچے دین کو

الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ۟ع

قبول کرتے ہین اُن سے یہان تک لڑو کہ وہ ماتحت ہوکر اور رعیت بنکر جزیہ دینا منظور کرین

مقصود حکم لا یقربوا کا فرمانا ہے انما المشرکون مین اُس کی ایک حکمت تبلادی کہ ایسے مقدس مقام مین ایسے ناپاک دل والون کا کیا کام اور مسجد حرام سے تمام حرم مراد ہونا درمنثور مین عطا رضؓ سے مروی ہے اور حدیثون سے تمام جزیرۂ عرب کا یہی حکم ثابت ہو مشرکین کے لیے بھی اور یہود و نصاریٰ کے لیے بھی یہ آثار درمنثور مین بھی نقل کی ہین چنانچہ حسب وصیت آپکے حضرت عمرؓ کے زمانے مین تمام جزیرۂ عرب مین اس قانون کا نفاذ ہوگیا اور فقہ حنفی کی رو سے مراد اس قرب و دخول بطور توطن یا استیلا کے ہے کہ یہ ناجائز ہے ورنہ مسافرانہ امام کی اجازت سے آنا اگر امام کے نزدیک خلاف مصلحت نہ ہو مضائقہ نہین جیسا دوسری آیت ماکان لھم ان یدخلوھا الا خائفین کی بعض علماء نے یہی تفسیر کی ہے اور قتادہ رضؓ کا قول فلیس لاحد من المشرکین ان یقرب المسجد الحرام بعد عامھم ذلک الا صاحب الجزیۃ او عبد رجل من المسلمین رواہ فی الدر اس کا مؤید ہے اور جب حرم کے اندر آنے کی اجازت دینا جائز ہے مسجد حرام بھی اسی حکم مین ہے البتہ حج و عمرہ کی کفار کو اجازت نہین بوجہ حدیث الا لا یحجن بعد العام مشرک کے اور جن روایتون مین مشرک سے مصافحہ کرکے ہاتھ دھونا آیا ہے وہ محمول تغلیظ پر ہین اور اس آیت مین جو اغناء کا وعدہ ہے وہ اللہ تعالیٰ نے اس طرح پورا کردیا کہ تاجر تو مون کو مسلمان کردیا وہ سب طرح کا مال مکہ مین لانے لگے اور ان شاء عدم تیقن و تبعید وعدہ کے لیے نہین بلکہ تقریب وعدہ کے لیے ہے کہ اس وعدہ کے پورا کرنے کے لیے اللہ کو کچھ لمبا چوڑا سامان کرنے کی ضرورت نہین بلکہ صرف مشیت کافی ہے خوب سمجھ لو۔ **ربط** اوپر برارت و فتح مکہ و حنین مین قتال مشرکین کا بیان تھا آگے قتال اہل کتاب کا بیان ہے گویا غزوۂ تبوک کی تمہید ہے کہ وہ بھی اہل کتاب کے ساتھ معاملہ ہوا تھا چنانچہ مجاہد سے درمنثور مین اس آیت کا نزول غزوۂ تبوک ہی مین نقل کیا ہے۔

حکم قتال اہل کتاب

قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ﴿۲۹﴾ اہل کتاب جو کہ نہ خدا پر (پورا پورا) ایمان رکھتے ہین اور نہ قیامت کے دن پر (پورا ایمان رکھتے ہین) اور نہ اُن چیزون کو حرام سمجھتے ہین جنکو خدا تعالیٰ نے اور اُسکے رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) نے حرام بتلایا ہے اور نہ سچے دین (اسلام) کو قبول کرتے ہین اُن سے یہان تک لڑو کہ وہ ماتحت ہوکر اور رعیت بنکر جزیہ دینا منظور کرین **ف مسئلہ** یہان جزیہ مین جو اہل کتاب کی تخصیص کی ہے یہ بمقابلہ کل کفار کے نہین بلکہ جن کا اوپر ذکر تھا یعنی مشرکین عرب اُن کے مقابلہ مین یہ تخصیص ہے کیونکہ اُن سے جزیہ نہین لیا جاتا یا اسلام ہے یا سیف البتہ جن کے قتل کی اجازت نہین جیسے عورتین اور بچے وہ غلام لونڈی بناکر رکھے جائینگے اور حدیثون سے ثابت ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجوس سے بھی جزیہ لیا ہے اور مشرکین عجم مثل مجوس کے ہین بلکہ آیت مین غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان سے بدرجہ اولیٰ جزیہ لیا جاوے گا کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ من الذین اوتوا الکتاب مین من بیانیہ ہے پس سب اہل کتاب ان ہی صفات سے موصوف ہونگے لا یؤمنون الخ پس مدار وضع جزیہ کا یہ ٹھیرا اور ظاہر ہے کہ یہ صفات مشرکین مین بدرجہ اقوی پائی جاتی ہین کیونکہ اہل کتاب توحید اور معاد کا عقیدہ رکھتے ہین گو اُس مین غلطیون کی وجہ سے لا یؤمنون فرمادیا ہے اور مشرکین تو خود ان عقاید کی اصل ہی مین مخالف ہین پس جب مدار حکم ان مین اقوی ہے تو حکم بھی بدرجہ اولےٰ ثابت ہوگا البتہ مشرکین عرب خاص دلیل سے اس عام سے مخصوص ہوگئے یہی مذہب ہے حنفیہ کا اور اس کی تائید ہوتی ہے ابن شہاب کے قول سے جو درمنثور مین منقول ہے کہ کفار قریش اور عرب کے بارے مین تو یہ حکم نازل ہوا قاتلوھم حتی لا تکون فتنۃ اور یہ آیت حتی یعطوا اہل کتاب کے بارے مین نازل ہوئی اھ

ملحقات الترجمة

لـه قوله فی یعطوا منظور لان الغایۃ ھو الالتزام لا الاعطاء عبر لان المقصود الالتزام ھو الاعطاء فافہم ۱۲

وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ يُضَاهِـُٔوْنَ

اور یہود نے کہا کہ عزیر خدا کے بیٹے ہین اور نصاریٰ نے کہا کہ مسیح خدا کے بیٹے ہین یہ ان کا قول ہے اُن کے مُنہ سے کہنے کا یہ بھی

قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ۭ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

اُن لوگون کی سی باتین کرنے لگے جو اُن سے پہلے کافر ہوچکے ہین خدا انکو غارت کرے یہ کدھر اُلٹے جاتے ہین انہون نے خدا کو چھوڑ کر اپنے علماء اور مشائخ کو رب بنا رکھا ہے

وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰـهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ يُرِيْدُوْنَ

اور مسیح ابن مریم کو بھی حالانکہ انکو صرف یہ حکم کیا گیا ہو کہ فقط ایک معبود کی عبادت کرین جسکے سوا کوئی لائق عبادت نہین وہ اُنکے شرک سے پاک ہے وہ لوگ یون چاہتے ہین

اَنْ يُّطْفِــُٔـوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ

کہ اللہ کے نور کو اپنے مُنہ سے بجھادین حالانکہ اللہ تعالیٰ بدون اسکے کہ اپنے نور کو کمال تک پہونچادے مانے گا نہین گو کافر لوگ کیسے ہی ناخوش ہون وہ اللہ ایسا ہے کہ اُسنے اپنے رسول کو ہدایت

بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝

اور سچا دین دیکر بھیجا ہے تاکہ اُس کو تمام دینون پر غالب کردے گو مشرک کیسے ہی ناخوش ہون

النصف

خلاصہ

مسئلہ جزیہ بدل اسلام کا نہین جیسا بعض معترضین کا زعم فاسد ہے پھر اعتراض کیا ہے کہ تھوڑے سے دام لیکر قرار علی الکفر اور اعراض عن الاسلام کی اجازت کیسے ہوگئی کہ عظمت اسلام کے خلاف ہے سو یہ اعتراض علی الفاسد بلکہ یہ بدل ہے قتل کا یعنی اس کی وجہ سے اُس کی جان بچ گئی سو یہ غایت عظمت و عزت ہے اسلام کی کہ اُسنے ایسی رعایت کی اور یہی وجہ ہے کہ جو لوگ جہاد مین قتل نہین کیے جاتے جیسے عورتین اور بچے اور بہت بڈھے اور اپاہج اور رُہبان و تارکان دنیا اُن پر جزیہ نہین اور اگر بوجہ قرار علی الکفر کے ہوتا تو ان پر بھی ہوتا کیونکہ کفر مشترک ہے البتہ وجوب قتل مین باہم متفاوت ہین **مسئلہ** عن ید کا حاصل یہ ہے کہ اُنکی شوکت نہ رہے اور صاغرون کا حاصل یہ ہے کہ وہ شریعت کے قوانین متعلقہ معاملات وسیاسات کو اپنے ذمے رکھین صغار کی یہ تفسیر روح مین امام شافعی رح سے نقل کی ہے پس اس طور پر جزیہ کا التزام کو غایت قتال فرمانے سے یہ ثابت ہوا کہ بدون اس غایت کے وجوب قتال ساقط نہ ہوگا فی الروح عن الجصاص رض انہ لا یکون لهم ذمة اذا تسلطوا علی المسلمین بالولایة ونفاذ الامر والنهی اه قلت ولکن لما کان العهد رحرا ما لا یباح دماء هم واموالهم اذا اعاهدنا هم ما لم ننبذ الیهم نعم وجب النبذ ازقدرنا وانی لنا ولکن نما ذلك علی اللہ بعزیز اور تفصیل احکام ومقدار جزیہ کی کتب فقہ مین ہے ربط اوپر اہل کتاب کی نسبت لا یؤمنون کا حکم فرمایا ہے آگے اُنکے عدم ایمان کی تفصیل ہے۔

ملحقات الترجمة

سلہ قولہ فی ف تفسیر الید شوکت نہ رہے فالمراد بالید القهر والقوة ای اذلا عاجزون او مقرونة بالذل وتفسیر الید ههنا بالقهر والقوة اخرجه ابن حاتم عن قتادة کذا فی الروح تعلق ہو حاصل ما فسرت بہ من قولی ماتحت ہوکر فالید ههنا الید الآخذة ومن سببیة وهو حال من ضمیر لیعطوا علی الاول او من الجزیة علی الثانی ۱۲۔

کفریات قولیہ وفعلیہ اہل کتاب

وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ يُضَاهِـُٔوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ۭ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰـهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِــُٔـوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝

البلاغة یضاهئون ای یضاهی قولهم قول الذین او یضاهون فی قولهم قول الذین والمعنی علی التشبیه یضاهون باعتبار قولهم یعنی یضاهی قولهم قاهم قوله قاتلهم دعاء علیهم او تعجب قوله والمسیح ابن مریم اخره مع ان القیاس لکونه اقوی تقدیمه لانه مختص بالنصاری قوله یطفئوا بافواههم ای باقاویلهم و یجوز ان یکون فی الکلام استعارة تمثیلیة بان یشبه حالهم بحال من یرید ان ینفخ فی نور عظیم منبث فی الآفاق یرید الله ان یزیده ویبلغه الغایة القصوی من الاشراق فیطفئه بنفخه ۱۲

اختلاف القراءة فی قراءة یضاهون بهاء مضمومة بعدها واو وقد جاء هت وضاهأ بمعنی وهو المشابهة والموافقة قوله عزیر ابن الله وفی قراءة بلا تنوین عزیر لالتقاء الساکنین وهو مبنی علی تشبیه النون بحرف اللین وهو مبتدا وابن خبره ۱۲

إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِندَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ۚ

یقیناً شمار مہینوں کا کتاب الٰہی میں اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں جس روز اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین پیدا کیے تھے ان میں چار خاص مہینے ادب کے ہیں۔

ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ ۚ فَلَا تَظْلِمُوا فِيهِنَّ أَنفُسَكُمْ ۚ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً ۚ وَاعْلَمُوا

یہی دین مستقیم ہے سو تم ان سب مہینوں کے بارے میں اپنا نقصان مت کرنا اور ان مشرکین سے سب سے لڑنا جیسا کہ وہ تم سب سے لڑتے ہیں۔ اور یہ جان رکھو

أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ۝ إِنَّمَا النَّسِيءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ ۖ يُضَلُّ بِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا يُحِلُّونَهُ عَامًا وَيُحَرِّمُونَهُ عَامًا لِّيُوَاطِئُوا

کہ اللہ تعالیٰ متقیوں کا ساتھی ہے۔ یہ ہٹا دینا کفر میں اور ترقی ہے جس سے کفار گمراہ کیے جاتے ہیں کہ وہ اس حرام مہینے کو کسی سال حلال کر لیتے ہیں اور کسی سال حرام سمجھتے ہیں تاکہ

عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ فَيُحِلُّوا مَا حَرَّمَ اللَّهُ ۚ زُيِّنَ لَهُمْ سُوءُ أَعْمَالِهِمْ ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ۝ ع

اللہ تعالیٰ نے جو مہینے حرام کیے ہیں ان کی گنتی پوری کر لیں پھر اللہ کے حرام کیے ہوئے مہینے کو حلال کر لیتے ہیں انکی بداعمالیاں انکو مستحسن معلوم ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ ایسے کافروں کو ہدایت نہیں دیتا

ایک یہ کہ یوں کہدیتے ہوں گے کہ اب کے صفر پہلے آگیا اس میں قتال درست ہے محرم پیچھے آویگا اُس میں قتال نہ کریں گے اور دوسرے یہ کہ صفر سے مراد مثل صفر یعنی محرم ہے اور صفر صفر لیکن محرم بوجہ حرام نہ ہونے کے مثل صفر کے ہو گیا اور صفر بوجہ حرام ہونے کے مثل محرم کے ہوگا جیسا سوۃ اولی میں بیان ہوا یہ حاصل تھا اُن کی جہالت کا یہ سب مضامین بجز دو شاید والی جگہ اور نمبر ۳ کے روح المعانی سے منقول ہیں پس آیات آیندہ میں اس جہالت کی نفی ہے اور اسی لیے شروع میں مہینوں کا عدد بتلایا کہ نمبر ۲ کی نفی ہو اور آگے تاخیر حرمت یا تاخیر شہر حرام کی نفی فرمائی تاکہ نمبر ۱ و نمبر ۳ کی نفی ہو اور اسی لیے حدیث میں اشہر حرم کی تعیین میں بہت اہتمام فرمایا ثلث متوالیات ذوالقعدہ و ذوالحجہ و محرم اور رجب کی نسبت فرمایا رجب مضر الذی بین جمادی و شعبان کیونکہ ربیعہ حسب نقل روح رمضان کو شہر حرام سمجھتے اور اُس کو رجب کہا کرتے اب آیت کی تفسیر لکھی جاتی ہے۔

تفسیر آیت

إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِندَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ۚ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ ۚ فَلَا تَظْلِمُوا فِيهِنَّ أَنفُسَكُمْ ۚ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ﴿٣٦﴾ إِنَّمَا النَّسِيءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ ۖ يُضَلُّ بِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا يُحِلُّونَهُ عَامًا وَيُحَرِّمُونَهُ عَامًا لِّيُوَاطِئُوا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ فَيُحِلُّوا مَا حَرَّمَ اللَّهُ ۚ زُيِّنَ لَهُمْ سُوءُ أَعْمَالِهِمْ ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ﴿٣٧﴾

یقیناً شمار مہینوں کا (جو کہ) کتاب الٰہی (یعنی احکام شرعیہ) میں اللہ کے نزدیک (معتبر ہیں) بارہ مہینے (قمری) ہیں (اور کچھ آج سے نہیں بلکہ) جس روز اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین پیدا کیے تھے (اُسی روز سے اور) اُن میں چار خاص مہینے ادب کے ہیں (ذیقعدہ ذی الحجہ محرم رجب) یہی (امر مذکور) دین مستقیم ہے (یعنی اُن مہینوں کا بارہ ہونا اور چار کا بالتخصیص اشہر حرم ہونا اور بخلاف عادت جاہلیت کے کہ کبھی سال کے مہینوں کا عدد بڑھا دیتے اور کبھی اشہر حرم کی تخصیص چھوڑ دیتے کہ یہ بدینی ہے) سو تم ان سب مہینوں کے بارہ میں (دین کے خلاف کر کے جو کہ موجب گناہ ہے) اپنا نقصان مت کرنا (یعنی اُس عادت جاہلیت کے موافق مت کرنا) اور اُن مشرکین سے (جبکہ یہ اپنی کفریات کو جن میں یہ خاص عادت بھی آگئی نہ چھوڑیں) سب سے لڑنا جیسا کہ وہ تم سب (مسلمانوں) سے لڑ(نے کو ہر وقت تیار رہا کر)تے ہیں اور (اگر اُن کے جمعیت اور سامان سے اندیشہ ہو تو) یہ جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ متقیوں کا ساتھی ہے (پس ایمان و تقوے کو اپنا شعار رکھو اور کسی سے مت ڈرو آگے اُن کی عادت جاہلیت کا بیان ہے کہ) یہ (مہینوں کا

ملحقات الترجمہ

سلہ قولہ فی یوم خلق تج سے اشارۃ الی المقصود من ذکر الظرف ۱۲ سلہ قولہ فاربعۃ خاص لم یصح بکونہا معہودۃ لکونہا معہودۃ وعلی العہد مدار الانکار فی مانقل عنہم ۱۲ سلہ قولہ فی ذلک یعنی الخ اشارۃ الی ان الاشارۃ الی کل ما ذکر من العدۃ وکون الاشہر الحرم معینۃ ۱۲ سلہ قولہ ھنالک یہ بدینی اشارۃ الی ان الحصر فی ذلک الدین اضافی باعتبار فعلہم لا باعتبار سائر الامور الدینیۃ ۱۲ سلہ قولہ فیہن ان سب مہینوں کذا فی الدر المنثور عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان الضمیر الی کل الاشہر ۱۲ سلہ قولہ فی المشرکین ان یعنی العرب لعدم الجزیۃ علیہم ۱۲ سلہ قولہ فی کافۃ سب سے اشارۃ الی کونہ حالا من المفعول ۱۲۔

اللغات

النسیء مصدر بمعنی التاخیر وفی قراءۃ النسی بالتشدید بابدال الہمزۃ یاء ثم الادغام ۱۲۔

لطیفہ

ومن عجائب الاتفاق انی یوم حررت ہذا المقام المتعلق بالشہور والسنۃ للرابع من ربیع الثانی ۱۳۲۵ من الہجرۃ اتے علی اربعۃ واربعون من السنین کملًا فما احسن الاتفاق بین احکام السنۃ واتمام السنۃ والاتفاق آخر الغرابۃ الطعن فیہ فی العام الجدید من الولادۃ توافق فیہ التاریخ والیوم تاریخ ولادتی ویومہا فالتاریخان خامس ربیع الثانی والیومان اربعاء وہذا من الاتفاقات الغریبۃ ۱۲۔

یا اُن کی حرمت کا آگے کو) ہٹا دینا کفر میں اور ترقی ہے جس سے (اور تمام) کفار گمراہ کیے جاتے ہیں (اس طور پر) کہ وہ اُس حرام مہینہ کو کسی سال (نفسانی غرض سے) حلال کر لیتے ہیں اور کسی سال (جب کوئی غرض نہ ہو) حرام سمجھتے ہیں تاکہ اللہ تعالے نے جو مہینے حرام کیئے ہیں (صرف) اُن کی گنتی (بلا لحاظ تخصیص وتعیین) پوری کر لیں پھر (جب تخصیص وتعیین نہ رہے تو) اللہ کے حرام کیے ہوئے مہینہ کو حلال کر لیتے ہیں ان کی بداعمالیاں ان کو مستحسن معلوم ہوتی ہیں اور (ان کے اصرار علے الکفر پر عم کرنا بے سود ہے کیونکہ) اللہ تعالے ایسے کافروں کو ہدایت (کی توفیق) نہیں دیتا (کیونکہ یہ خود راہ پر آنا نہیں چاہتے) **ف** لوند کا مہینہ جو تصحیح حساب موسم کے لیے بارہ پر بڑھا لیا جاتا ہے وہ اس آیت کی مخالفت نہیں اسی طرح دوسرے حسابوں کی اس میں نفی نہیں ہے جیسا بعض اہل زمانہ سے غلط فہمی ہوئی ہے کیونکہ ان حسابوں سے احکام شرعیہ میں تو فرق وخلل نہیں پڑتا اور مقصود آیت میں اُس حساب کا ابطال ہے جس سے احکام شرعیہ میں اختلال یا غلطی ہونے لگے جیسا اہل جاہلیت کی عادت کا بیان کیا گیا البتہ چونکہ احکام شرعیہ کا مدار حساب قمری پر ہے اس لیے اُس کی حفاظت فرض علی الکفایہ ہے پس اگر ساری امت دوسری اصطلاح کو اپنا معمول بنا لیوے جس سے حساب قمری ضائع ہو جاوے سب گنہگار ہوں گے اور اگر وہ محفوظ ہے تو دوسرے حساب کا استعمال بھی مباح ہے لیکن خلاف سنت سلف ضرور ہے اور حساب قمری کا برتنا بوجہ اُس کے فرض کفایہ ہونے کے لابد افضل واحسن ہے اور ہر چند کہ نسیئ اور یحلونہ الخ اور یحلوا ما حرم اللہ کے مفہومات کا حاصل ایک ہے لیکن اختلاف عنوان سے اُن کی مذمت کی تاکید ہو گئی یعنی یہ عمل اُن کا کئی حیثیت سے مذموم اول یہ کہ اس میں مہینوں کی تقدیم وتاخیر ہے جو بلا تخصیص اشہر حرم مطلقاً مذموم ہے اور پھر عدم انضباط بھی ہے کہ ایک ماہ کا ایک سال اور حکم اور اُسی کا دوسرے سال دوسرا حکم یہ بھی علامت ہے ہوائے نفسانی کی پھر تحلیل حرام سب سے بڑھ کر ہے خوب سمجھ لو اور اس کو ترقی فی الکفر اس لیے فرمایا کہ تحلیل حرام کفر ہے اور اس آیت کے نزول کے وقت اگر اشہر حرم کی حرمت بمعنے حرمت قتال باقی بھی تب تو کوئی خلجان نہیں اور اگر منسوخ ہو چکی تھی تو اُن کے بیان کا اہتمام زیادت ضبط وتصحیح حساب ورفع خلط وخبط جاہلیت کے ہے گو حرمت قتال نہ ہو البتہ حرمت بمعنی برکت وفضیلت اب بھی باقی ہے جیسے یوم جمعہ وماہ رمضان **ربط** اوپر بعض غزوات کا مع اُن کے متعلقات کے ذکر ہوا تھا آگے غزوہ تبوک کا بیان ہے جس کی تمہید شروع رکوع بالا کے متصل آیت قاتلوا الذین لا یومنون الخ میں بھی آ چکی ہے۔

قصۂ غزوۂ تبوک

تبوک ایک مقام ہے ملک شام میں جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب فتح مکہ وغزوہ حنین وغیرہا سے فارغ ہوئے آپ کو خبر معلوم ہوئی کہ روم کا نصرانی بادشاہ مدینہ پر فوج بھیجنی چاہتا ہے اور وہ فوج تبوک میں کہ اُس کی عملداری کے حدود میں ہے جمع کی جاوے گی آپ نے خود ہی قصد سفر کا مقابلہ کے لیے فرمایا اور مسلمانوں میں اس کا اعلان عام کر دیا چونکہ وہ زمانہ گرمی کی شدت کا تھا اور مسلمانوں کے پاس سامان بہت کم تھا اور سفر بھی دور ودراز تھا اس لیے اس غزوہ میں جانا بڑی ہمت کا کام تھا اس لیے ان آیات میں اسکی بہت ترغیب دی گئی ہے اور چونکہ منافقین بوجہ عدم ایمان وعدم اخلاص کے اس میں طرح طرح کے بہانے پیش لائے اور اُنکی طرح طرح کی خیانتیں ظاہر ہوئیں اس لیے ان آیات میں اُن پر بھی بہت تشنیع ہوئی ہے غرض آپ اُس مقام تبوک تک تشریف لیجا کر لشکر نصارےٰ کے منتظر رہے مگر وہ ایسے مرعوب ہوئے کہ اُن کا حوصلہ نہ پڑا اور آپ وہاں ایک عرصہ تک مقیم رہ کر خیر وعافیت کے ساتھ مدینہ منورہ تشریف لے آئے اور یہ واقعہ رجب ۹ھ میں ہوا من فتح المنان پہلے اُس غزوہ کی ترغیب ارشاد فرمائی جاتی ہے اس طرح کہ اول کاہلی پر ملامت اور ترک غزوہ پر وعید اور ترہیب ہے اور پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے منصور من اللہ ہونے کا کسی کے غزوہ پر موقوف نہ ہونا مذکور ہے اور پھر غزوہ کا امر اور بیان فضیلت سے وعدہ وترغیب ہے +

ما

ملحقات الترجمۃ

۱ قولہ فی یضل مام اشارۃ الی کون ہذا النسیئ من الرؤساء والاتباع من الاتباع ۱۲ ۲ قولہ فی یحلونہ حرام مہینہ کو فالمرجع الشہر الحرام المدلول علیہ انما النسیئ علی ان اللام عوض عن المضاف الیہ فان کان للشہر الحرام فقط ہو وان کان الحرمۃ فالحرمۃ ایضا یدل علی الحرام فافہم ۱۲ ۳ قولہ فی یحرمونہ سمجھتے لم یقل کر لیتے لان التحریم لم یکن حادثا خلاف الاحلال علی المجموع او علی عدم نصبہ علم ویمکن ان یقال ان الانکار علی شیئین احلال الحرام وہو ظاہر وتحریم الحلال وصورتہ انہم زادوا مثلا فی سنۃ واحدۃ شہرا او احدا بان اخروا رجب وقالوا ان السنۃ ثلثۃ عشر شہرا ویجیئ رجب بعد ہذا الشہر کان شعبان رجبا فی حسابہم فحرموا شعبان فی ہذا العام زعما منہم بانہ رجب فیقع فی العام الثانی رجب فی جمادی الآخر فحرموہ علی انہ رجب فصدق انہم احلوا رجب فی العام الماضی فکان حراما وحرموا رجب فی العام المستقبل فہو کان حلالا لکونہ جمادی مع الواقع وکلا الامرین مذموم فافہم ۱۲ —

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ مَا لَكُمْ إِذَا قِيلَ لَكُمُ ٱنفِرُوا۟ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ ٱثَّاقَلْتُمْ إِلَى ٱلْأَرْضِ ۚ أَرَضِيتُم بِٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا مِنَ

اے ایمان والو تم لوگوں کو کیا ہوا کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ اسکی راہ میں نکلو تو تم زمین کو لگے جاتے ہو کیا تم نے آخرت کے عوض دنیا کی زندگی پر قناعت کرلی

ٱلْءَاخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَٰعُ ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا فِى ٱلْءَاخِرَةِ إِلَّا قَلِيلٌ ۝ إِلَّا تَنفِرُوا۟ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا وَيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ

سو دنیوی زندگی کا تمتع تو کچھ بھی نہیں بہت قلیل ہے ۔ اگر تم نہ نکلوگے تو اللہ تعالیٰ تم کو سخت سزا دیگا اور تمہارے بدلے دوسری قوم پیدا کردیگا

وَلَا تَضُرُّوهُ شَيْـًٔا ۗ وَٱللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ قَدِيرٌ ۝ إِلَّا تَنصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ ٱللَّهُ إِذْ أَخْرَجَهُ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ ثَانِىَ ٱثْنَيْنِ

اور تم اللہ کو کچھ ضرر نہ پہونچا سکوگے اور اللہ کو ہر چیز پر پوری قدرت ہے اگر تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد نہ کروگے تو اللہ تعالیٰ آپکی مدد اسوقت کرچکا ہے جبکہ آپکو کافروں نے جلاوطن کردیا تھا جبکہ

إِذْ هُمَا فِى ٱلْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَٰحِبِهِۦ لَا تَحْزَنْ إِنَّ ٱللَّهَ مَعَنَا ۖ فَأَنزَلَ ٱللَّهُ سَكِينَتَهُۥ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُۥ بِجُنُودٍ لَّمْ تَرَوْهَا

جسوقت کہ دونوں غار میں تھے جبکہ آپ اپنے ہمراہی سے فرماتے رہے تھے کہ تم غم نہ کرو یقیناً اللہ تعالیٰ ہمارے ہمراہ ہے سو اللہ تعالیٰ نے آپ پر اپنی تسلی نازل فرمائی اور آپکو ایسے لشکروں سے قوت دی جنکو تم لوگوں

وَجَعَلَ كَلِمَةَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ ٱلسُّفْلَىٰ ۗ وَكَلِمَةُ ٱللَّهِ هِىَ ٱلْعُلْيَا ۗ وَٱللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ

اور اللہ تعالیٰ نے کافروں کی بات نیچی کردی ۔ اور اللہ ہی کا بول بالا رہا ۔ اور اللہ زبردست حکمت والا ہے ۔

ملامت برکسل و ترہیب بر ترک غزوۂ تبوک

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ مَا لَكُمْ إِذَا قِيلَ لَكُمُ ٱنفِرُوا۟ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ ٱثَّاقَلْتُمْ إِلَى ٱلْأَرْضِ ۚ أَرَضِيتُم بِٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا مِنَ ٱلْءَاخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَٰعُ ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا فِى ٱلْءَاخِرَةِ إِلَّا قَلِيلٌ ﴿۳۸﴾ إِلَّا تَنفِرُوا۟ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا وَيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوهُ شَيْـًٔا ۗ وَٱللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ قَدِيرٌ ﴿۳۹﴾ اے ایمان والو تم لوگوں کو کیا ہوا کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ اسکی راہ میں (یعنی جہاد کے لیے) نکلو تو تم زمین کو لگے جاتے ہو (یعنی اٹھتے اور چلتے نہیں) کیا تم نے آخرت کے عوض دنیاوی زندگی پر قناعت کرلی سو دنیوی زندگی کا تمتع تو کچھ بھی نہیں بہت قلیل ہے اگر تم (اس جہاد کے لیے) نہ نکلوگے تو اللہ تعالیٰ تمکو سخت سزا دیگا (یعنی تمکو ہلاک کردیگا) اور تمہارے بدلے دوسری قوم پیدا کردیگا (اور اُنسے اپنا کام لیگا) اور[1] تم اللہ (کے دین) کو کچھ ضرر نہ پہونچا سکوگے اور اللہ کو ہر چیز پر پوری قدرت ہے ۔ **ف** یہاں سے آخر سورت تک آیات میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس غزوہ کے متعلق لوگوں کی کئی حالتیں ہوگئی تھیں اول جو بلا تردد ساتھ ہولیے دوم جو بعد تردد ساتھ ہولیے الذین اتبعوہ فی ساعۃ العسرۃ من بعد ما کاد یزیغ قلوب فریق منہم میں یہ دونوں قسمیں مذکور ہیں سوم جو عذر کی وجہ سے نہ جاسکے لیس علی الضعفاء الخ میں اسکا بیان ہے چہارم وہ مومنین جو باوجود عذر نہ ہونے کے کاہلی کے سبب نہ جاسکے آخرون اعترفوا اور آخرون مرجون اور علی الثلثۃ الخ میں ان کا بیان ہے پنجم اکثر منافقین جو باوجود عذر نہ ہونے کے نفاق کے سبب نہیں گئے آیات کثیرہ میں انکا ذکر ہے ششم بعض منافقین جو بقصد تجسس و شرارت ساتھ ہولیے تھے وفیکم سمٰعون ولئن سالتہم لیقولون وھموا بما لم ینالوا میں بعض تفاسیر پر انکا ذکر ہے پس آیت مذکورہ میں ظاہراً قسم دوم مذکور ہے **ربط** اُوپر کی آیت کی تمہید میں مذکور ہوچکا ۔

ملحقات الترجمۃ

[1] قولہ تم اللہ کے دین اشارۃ الی تقدیر مضاف ۱۲ ۔

عدم توقف منصوریت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بر نصرت کسے بضمن قصۂ ہجرۃ

إِلَّا تَنصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ ٱللَّهُ إِذْ أَخْرَجَهُ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ ثَانِىَ ٱثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِى ٱلْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَٰحِبِهِۦ لَا تَحْزَنْ إِنَّ ٱللَّهَ مَعَنَا ۖ فَأَنزَلَ ٱللَّهُ سَكِينَتَهُۥ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُۥ بِجُنُودٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ ٱلسُّفْلَىٰ ۗ وَكَلِمَةُ ٱللَّهِ هِىَ ٱلْعُلْيَا ۗ وَٱللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿۴۰﴾ اگر تم لوگ

اللغات

ثانی اثنین ای احد اثنین سواء کان ثانیا او اولا وہکذا بمعنی ثالث ثلاثۃ ورابع اربعۃ ونحوہما کذا فی الروح ۱۲ ۔

البلاغۃ

فی الروح الی الارض متعلق باثاقلتم علی تضمینہ معنی المیل والاخلاد ای الی الدنیا والی الاقامۃ بارضکم قولہ من الاخرۃ ای بدلہا وقولہ فی الاخرۃ ای فی جنب الاخرۃ وفی ہذہ تسمی القیاسیۃ لان المقیس یوضع فی جنب ما یقاس بہ ۱۲

اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ لَوْ كَانَ

نکل پڑو تھوڑے سامان سے اور زیادہ سامان سے اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم یقین رکھتے ہو اگر کچھ

عَرَضًا قَرِيْبًا وَّسَفَرًا قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوْكَ وَلٰكِنْۢ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ ؕ وَسَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا

لگتے ہاتھ ملنے والا ہوتا اور سفر بھی معمولی سا ہوتا تو یہ لوگ ضرور آپکے ساتھ ہو لیتے لیکن انکو تو مسافت ہی دور دراز معلوم ہونے لگی اور ابھی خدا کی قسمیں کھا جاوینگے کہ اگر ہمارے بس کی بات

مَعَكُمْ ۚ يُهْلِكُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝

ہوتی تو ہم ضرور تمھارے ساتھ چلتے یہ لوگ اپنے آپ کو تباہ کر رہے ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ یہ لوگ یقیناً جھوٹے ہیں۔

ع ۵/۱۲

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مدد نہ کروگے تو (اللہ آپ کی مدد کرے گا جیسا) اللہ تعالیٰ آپ کی مدد اس وقت کر چکا ہے جبکہ (اس سے زیادہ مصیبت و پریشانی کا وقت تھا جبکہ) آپ کو کافروں نے (تنگ کر کرکے مکہ سے) جلا وطن کر دیا تھا جبکہ دو آدمیوں میں ایک آپ تھے (اور دوسرے حضرت ابو بکر صدیق رضؓ آپ کے ہمراہ تھے) جس وقت کہ دونوں (صاحب) غار (ثور) میں (موجود) تھے جبکہ آپ اپنے ہمراہی سے فرماتے تھے کہ تم (کچھ) غم نہ کرو یقیناً اللہ تعالیٰ (کی مدد) ہمارے ہمراہ ہے سو (وہ مدد یہ ہوئی کہ) اللہ تعالیٰ نے آپ (کے قلب) پر اپنی (طرف سے) تسلی نازل فرمائی اور آپکو (ملائکہ کے) ایسے لشکروں سے قوت دی جنکو تم لوگوں نے نہیں دیکھا اور اللہ تعالیٰ نے کافروں کی بات (اور تدبیر) نیچی کر دی (کہ وہ ناکام رہے) اور اللہ ہی کا بول بالا رہا (کہ اُن کی تدبیر اور حفاظت غالب رہی) اور اللہ زبردست حکمت والا ہے (اسی لیے اُسی کی بات اور حکمت غالب رہی) **ف** اس میں قصہ ہجرت کی طرف اشارہ ہے یہ غار مکہ معظمہ سے قریب ہے اُس میں آپ اور حضرت صدیق رضؓ تین روز تک رہے کفار آپ کو ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے ایک قائف یعنی نشان شناس کے بتلانے سے اُس غار تک پہونچے اُس وقت حضرت صدیق رضؓ کو آپکی وجہ سے فکر ہوئی آپنے اُن کی تسلی کی لا تحزن ان اللہ معنا چونکہ وہیں غار پر عنکبوت نے جالا بنا رکھا تھا اس لیے کفار کو شبہ نہیں ہوا سب لوٹ گئے اور اُس قائف کو بیوقوف بنایا پھر آپ وہاں سے نکلکر مدینہ طیبہ روانہ ہوئے اور صحیح وسالم وہاں پہونچ گئے یہ قوت قلب کی سکینۂ غیبی و نزول ملائکہ کا جو کہ سکینہ لیکر آتے ہیں اثر تھا اس کو اور کفار کے ناکام چلے جانے کو نصرۃ فرمایا یہ سب روایتیں درمنثور میں ہیں **ربط** اوپر کی آیت سے پہلی آیت کی تمہید میں مذکور ہو چکا۔

امر بغزوہ و ترغیب

اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۴۱ (جہاد کے لیے) نکل پڑو (خواہ) تھوڑے سامان سے (ہو) اور (خواہ) زیادہ سامان سے (ہو) اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم یقین رکھتے ہو (تو دیر مت کرو) **ف** آخرت کی بہتری یعنی ثواب و قرب تو یقینی ہے اور کبھی دنیا کی بہتری بھی ہوتی ہے یعنی فتح اور غنیمت اور عزت **ربط** اوپر اس غزوہ کے متعلق مومنین سے خطاب تھا آگے آخر سورۃ تک منافقین کے احوال اور اقوال مذکور ہیں جو باوجود عذر نہ ہونے کے نفاق کے سبب غزوہ میں شریک نہیں ہوئے اور درمیان درمیان کچھ اور مضامین مناسبہ آگئے ہیں۔

احوال و اقوال منافقین متخلفین

لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيْبًا وَّسَفَرًا قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوْكَ وَلٰكِنْۢ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ ؕ وَسَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ ۚ يُهْلِكُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝۴۲ اگر کچھ لگتے ہاتھ ملنے والا ہوتا اور سفر بھی معمولی سا ہوتا تو یہ (منافق) لوگ ضرور آپکے ساتھ ہو لیتے

ملحقات الترجمة

سلہ قولہ فی الا تنصروہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لان المقام یدل علی ذکرہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ سلہ قولہ فی انزل اللہ مدد یہ ہوئی اشارۃ الی ان الفاء تفسیرۃ لقولہ نصرہ اللہ ۱۲ سلہ قولہ فی ف اور کفار کے الخ اشارۃ الی کون جملۃ انزل وایدہ وجعل تفسیر النصر ۱۲ سلہ قولہ فی خفافا وثقالا سامان بواحد الاقوال فی الآیۃ کما فی الروح خفافا من السلاح وثقالا منہ فلا نسخ علی ہذا التفسیر لاعتبار القدرۃ بدلیل آخر ۱۲

النحو	اللغات
قولہ کان ای ما یدعون الیہ بدلیل المقام ۱۲	العرض ما عرض لک من منافع الدنیا ومتاعہا القریب سہل المأخذ قریب المنال الشقۃ المسافۃ التی تقطع بمشقۃ ۱۲

عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ ۚ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَتَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ لَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ

اللہ تعالیٰ نے آپ کو معاف کردیا آپ نے ان کو اجازت کیوں دیدی تھی جب تک کہ آپ کے سامنے سچے لوگ ظاہر نہ ہوجاتے اور جھوٹوں کو معلوم نہ کرلیتے جو لوگ اللہ پر اور قیامت کے دن پر

يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ ۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ۝ اِنَّمَا

ایمان رکھتے ہیں وہ اپنے مال اور جان سے جہاد کرنے کے بارہ میں آپ سے رخصت نہ مانگیں گے اور اللہ تعالیٰ ان متقیوں کو خوب جانتا ہے البتہ

يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوْبُهُمْ فَهُمْ فِيْ رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُوْنَ ۝

وہ لوگ آپ سے رخصت مانگتے ہیں جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں رکھتے اور انکے دل شک میں پڑے ہیں سو وہ اپنے شکوک میں پڑے ہوئے حیران ہیں

لیکن انکو تو مسافت ہی دور و دراز معلوم ہونے لگی (اس لیے یہاں ہی رہ گئے) اور ابھی (جب تم لوگ واپس آؤگے تو) خدا کی قسمیں کھا جاویںگے کہ اگر ہمارے بس کی بات ہوتی تو ہم ضرور تمہارے ساتھ چلتے یہ لوگ (جھوٹ بول بول کر) اپنے آپ کو تباہ (یعنی مستحق عذاب) کر رہے ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ یہ لوگ یقیناً جھوٹے ہیں (بلاشبہ انکو استطاعت تھی اور پھر یہ نہیں گئے) **ف** لکن کے ساتھ بعد شقہ فرمانے سے عرض قریب کی بھی نفی ہوگئی کیونکہ بعد شقہ سے قرب اور سہولت حصول مال کی باقی نہیں رہی اور سفر قاصد کی نفی ظاہر ہے اور اگر بعد شقہ سے ایک ہی کی نفی مفہوم ہو تب بھی مقصود حاصل ہے کیونکہ اتباع کی علت مجموعہ امرین تھا ایک جزو کی نفی سے مجموعہ منفی ہوگیا مجموعہ کی نفی سے اتباع منفی ہوگیا **ربط** او پر جن منافقین کا ذکر ہے انہوں نے آپکی روانگی کے وقت جھوٹے جھوٹے عذر تراش کر سفر میں ہمراہ نہ جانے کی اجازت حاصل کرلی تھی آپنے اذن دیدیا تھا آگے اللہ تعالیٰ اس اذن کا نامناسب ہونا اور انکے اس استیذان کا مذموم ومبنی برنفاق ہونا بیان فرماتے ہیں

عدم اولویت اذن بایشان ومبنی بر نفاق بودن استیذان ایشان

عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ ۚ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَتَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۴۳﴾ لَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ ۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۴﴾ اِنَّمَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوْبُهُمْ فَهُمْ فِيْ رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُوْنَ ﴿۴۵﴾ اللہ تعالیٰ نے آپ کو معاف (تو) کردیا (لیکن) آپ نے ان کو (ایسی جلدی) اجازت کیوں دیدی تھی جب تک کہ آپ کے سامنے سچے لوگ ظاہر نہ ہوجاتے اور (جب تک کہ) جھوٹوں کو معلوم کرلیتے (تاکہ وہ خوش تو نہ ہونے پاتے کہ ہم نے آپ کو دھوکہ دیدیا اور) جو لوگ اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں وہ اپنے مال اور جان سے جہاد کرنے کے بارہ میں (اس میں شریک نہ ہونے کی کبھی) آپ سے رخصت نہ مانگیں گے (بلکہ وہ حکم کے ساتھ دوڑ پڑیں گے) اور اللہ تعالیٰ ان متقیوں کو خوب جانتا ہے (ان کو اجر و ثواب دیگا) البتہ وہ لوگ (جہاد میں نہ جانے کی) آپ سے رخصت مانگتے ہیں جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں رکھتے اور ان کے دل (اسلام سے) شک میں پڑے ہیں سو وہ اپنے شکوک میں پڑے ہوئے حیران ہیں (کبھی موافقت کا خیال ہوتا ہے کبھی مخالفت کا) **ف** معافی جیسے گناہ کی ہوتی ہے کبھی خلاف اولیٰ کی بھی ہوتی ہے اس سے شبہ گناہ کا نہ ہونا چاہیئے اور لم اذنت سے ماضی پر عتاب مقصود بالذات نہیں بلکہ آیندہ کے لیے ممانعت اذن دینے سے اصل مقصود ہے پس اس سے بھی کوئی شبہ نہ کرنا چاہیئے اور غرض اس نصیحت سے یہ نہیں کہ آپ کی اجازت سے وہ رہ گئے ورنہ ان کا جانا مصلحت تھا وجہ یہ کہ آگے ان کے جانے کے مفاسد خود ہی مذکور ہوتے ہیں اور نیز اگر آپ اجازت نہ بھی دیتے تب بھی تو ان کی نیت جانے کی نہ تھی کذا فی الدر عن مجاہد بلکہ مطلب یہ ہے کہ رخصت ملنے سے جو ان کو ایک گونہ بیفکری ہوگئی یہ نہ ہوتی اگر رخصت منظور نہ ہوتی اور یہ تب بھی نہ جاتے تو ذرا ان کی خباثت تو علانیہ کھل جاتی اور الذین صدقوا کا یہ مطلب نہیں کہ ان میں سچے بھی تھے بلکہ مطلب یہ ہے کہ دوسرے مومنین صادقین معذورین سے ان کی حالت متمیز ہوجاتی اور سورۂ نور کے اخیر میں جو مومنین کے لیے استیذان کو ثابت فرمایا ہے لم یذھبوا حتی یستاذنوہ سو وہ استیذان بالعذر ہے اور یہاں نفی استیذان بلا عذر کی ہے پس کوئی تعارض نہیں

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ فی معاف کردیا جملہ دعائیہ للاخبار من المواہب کما فی قولہ لقد عفا اللہ عنہم ۱۲ سلہ قولہ فرائد جہاد (؟) اسمین شریک نہ ہونے کی اشارۃ الی تقدیر فی لکن لا من حیث ان الجہاد ماذون فیہ بل من حیث انہ متعلق بالماذون فیہ وھو التخلف ای لا یستاذنک فی التخلف فی باب الجہاد وھو ایضا من المواہب ھذا کما یقال ان الاٰیۃ نزلت فی الغنار ای متعلقا بالغنار ولو نہیا لا الشک فی الامر بالغنار ۱۲

وَلَوْ أَرَادُوا الْخُرُوجَ لَأَعَدُّوا لَهُ عُدَّةً وَلَٰكِن كَرِهَ اللَّهُ انبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَقِيلَ اقْعُدُوا مَعَ الْقَاعِدِينَ ۝

اور اگر وہ لوگ چلنے کا ارادہ کرتے تو اُسکا کچھ سامان تو درست کرتے لیکن اللہ تعالیٰ نے انکے جانے کو پسند نہیں کیا اسلیے انکو توفیق نہیں دی اور یون کہدیا گیا کہ اپاہج لوگون کے ساتھ تم بھی یہاں ہی دھرے رہو

لَوْ خَرَجُوا فِيكُم مَّا زَادُوكُمْ إِلَّا خَبَالًا وَلَأَوْضَعُوا خِلَالَكُمْ يَبْغُونَكُمُ الْفِتْنَةَ وَفِيكُمْ سَمَّاعُونَ لَهُمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ

اگر یہ لوگ تمھارے شامل جاتے تو سوا اسکے کہ اور دونا فساد کرتے اور کیا ہوتا اور تمھارے درمیان فتنہ پردازی کی فکر مین دوڑے دوڑے پھرتے اور تم مین انکے کچھ جاسوس موجود ہین اور ان ظالمون کو اللہ خوب

بِالظَّالِمِينَ ۝ لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِن قَبْلُ وَقَلَّبُوا لَكَ الْأُمُورَ حَتَّىٰ جَاءَ الْحَقُّ وَظَهَرَ أَمْرُ اللَّهِ وَهُمْ كَارِهُونَ ۝

سمجھے گا انھون نے تو پہلے بھی فتنہ پردازی کی فکر کی تھی اور آپکے لیے کارروائیون کی الٹ پھیر کرتے ہی رہے یہانتک کہ سچا وعدہ آگیا اور اللہ کا حکم غالب رہا اور انکو ناگوار ہی گذرتا رہا

ربط اوپر منافقین کا تخلف اور عذر کاذب کرنا مذکور تھا آگے اس عذر کے کاذب ہونے کا قرینہ ولو ارادوا مین اور ان کے تخلف سے غم نہ کرنے کے لیے اُسکی حکمت کہ یہ جاتے تو فساد ہی کرتے لوخرجوا مین اور اس حکم ترتب فساد کی تائید واقعات سابقہ سے لقد ابتغوا مین بیان فرماتے ہین۔

قرینہ بطلان عذر و حکمت تخلف و تائید مفسد بودن منافقین

وَلَوْ أَرَادُوا الْخُرُوجَ لَأَعَدُّوا لَهُ عُدَّةً وَلَٰكِن كَرِهَ اللَّهُ انبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَقِيلَ اقْعُدُوا مَعَ الْقَاعِدِينَ ﴿٤٦﴾ لَوْ خَرَجُوا فِيكُم مَّا زَادُوكُمْ إِلَّا خَبَالًا وَلَأَوْضَعُوا خِلَالَكُمْ يَبْغُونَكُمُ الْفِتْنَةَ وَفِيكُمْ سَمَّاعُونَ لَهُمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ ﴿٤٧﴾ لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِن قَبْلُ وَقَلَّبُوا لَكَ الْأُمُورَ حَتَّىٰ جَاءَ الْحَقُّ وَظَهَرَ أَمْرُ اللَّهِ وَهُمْ كَارِهُونَ ﴿٤٨﴾ اور اگر وہ لوگ (غزوہ مین) چلنے کا ارادہ کرتے (جیسا کہ وہ اپنے عذر کے وقت ظاہر کرتے ہین کہ چلنے کا تو ارادہ تھا لیکن کیا کیا جاوے فلان ضرورت پیش آگئی سو اگر ایسا ہوتا) تو اُس (چلنے) کا کچھ سامان تو درست کرتے (جیسا کہ سفر کے لوازم عادیہ سے ہے) لیکن (انھون[1] نے تو شروع سے ارادہ ہی نہین کیا اور اسی مین خیر ہوئی جیسا آگے آتا ہے لوخرجوا فیکم الخ اور اسکے خیر ہونے کی وجہ سے) اللہ تعالیٰ نے ان کے جانے کو پسند نہین کیا اس لیے اُن کو توفیق[2] نہین دی اور (بحکم تکوینی) یون کہدیا گیا کہ اپاہج[3] لوگون کے ساتھ تم بھی یہان ہی دھرے رہو (اور ان کے جانے مین خیر نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ) اگر یہ لوگ تمھارے شامل جاتے تو سوا اسکے کہ اور دونا فساد کرتے اور کیا ہوتا اور (وہ فساد یہ[4] ہوتا کہ) تمھارے درمیان فتنہ پردازی کی فکر مین دوڑے دوڑے پھرتے (یعنی لگائی بجھائی کرکے آپس مین تفریق ڈلوانے اور جھوٹی خبرین اڑا کر پریشان کرنے دشمن کا رعب تمھارے قلوب مین ڈالنے کی کوشش کرتے اس لیے ان کا نہ جانا ہی اچھا ہوا) اور (اب بھی) تم مین اُن کے کچھ جاسوس موجود ہین (جن کو اس سے زیادہ فساد کی تدبیر مین مہارت نہین) اور ان ظالمون کو اللہ خوب سمجھے گا (اور ان لوگون کی مفسدہ سازی و فتنہ پردازی کچھ آج نئی نہین) انھون نے تو پہلے (جنگ احد وغیرہ مین) بھی فتنہ پردازی کی فکر کی تھی (کہ ساتھ ہو کر ہٹ گئے کہ مسلمان دل شکستہ ہوجاوین) اور اس کے علاوہ بھی) آپ کی (ضرر رسانی کے) لیے کارروائیون کی الٹ پھیر کرتے ہی رہے یہان تک کہ سچا وعدہ آگیا اور (اس کا آنا یہ ہے کہ) اللہ کا حکم غالب رہا اور اُن کو ناگوار ہی گذرتا رہا (اسی طرح آئندہ بھی ہوگا بالکل تسلی رکھیے کچھ فکر نہ کیجیے) **ف** ان سماعین کو بعض مفسرین نے منافق کہا ہے مگر چونکہ یہ اہل الرائے نہ تھے اس لیے ان سے فساد کا خوف نہ تھا اس لیے ان کا جانا خلاف حکمت نہ تھا بلکہ بعضی مضر مصلحتین تھین کہ مسلمانون کا استقلال اور غلبہ اور کفار کا ضعف اُ

ملحقات الترجمہ

[1] قولہ لیکن انھون نے الخ اشارۃ الی تقدیر المستدرک واتی ہذا لکونہ مقامہ ۱۲ منہ

[2] قولہ فثبطہم توفیق تفسیر بالاثر ۱۲

[3] قولہ القاعدین (۱) اپاہج ای الذین قعدوا لعجز او ضعف او عذر ۱۲

[4] قولہ فی لاوضعوا یہ ہوتا اشارۃ الی کون العطف تفسیریا ۱۲

اللغات

الانبعاث الخروج او النہوض الخروج لا ینصلح الاسراع یقال اوضعت الناقۃ بالرفع واوضعت الناقۃ بہا النصب خلال الخلال جمع خلل وہو الفرجۃ استعمل ظرفا بمعنی بین ۱۲

فائدہ

فی الکشاف کانت الفتحۃ تکتب الفا قبل الخط العربی والخط العربی اخترع قریبا من نزول القرآن وقد بقی من ذلک الالف اثر فی الطباع فکتبوا صورۃ الہمزۃ الفا وفتحتہا اخری ۱۲

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ وَلَا تَفْتِنِّيْ ۭ اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا ۭ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ۝ اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ

اور ان میں بعضا شخص وہ ہے جو کہتا ہے کہ مجھکو اجازت دیدیجئے اور مجھکو خرابی میں نہ ڈالیے خوب سمجھ لو کہ یہ لوگ خرابی میں تو پڑ ہی چکے اور یقیناً دوزخ ان کافروں کو گھیر لیگی اگر آپکو کوئی اچھی حالت پیش آتی ہے

تَسُؤْهُمْ ۚ وَاِنْ تُصِبْكَ مُصِيْبَةٌ يَّقُوْلُوْا قَدْ اَخَذْنَآ اَمْرَنَا مِنْ قَبْلُ وَيَتَوَلَّوْا وَّهُمْ فَرِحُوْنَ ۝ قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ

تو وہ انکے لیے موجب غم ہوتی ہے اور اگر آپ پر کوئی حادثہ آپڑتا ہے تو کہتے ہیں کہ ہمنے تو پہلے سے اپنا احتیاط کا پہلو اختیار کر لیا تھا اور وہ خوش ہوتے ہوئے چلے جاتے ہیں آپ فرما دیجئے ہمپر کوئی حادثہ نہیں

اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۚ هُوَ مَوْلٰىنَا ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ اِلَّآ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ ۭ

مگر وہی جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے مقدر فرمایا ہے وہ ہمارا مالک ہے اور اللہ کے تو سب مسلمانوں کو اپنے سب کام سپرد رکھنے چاہئیں فرما دیجئے کہ تم تو ہمارے حق میں دو بہتریوں میں سے ایک بہتری ہی کے منتظر رہتے ہو

وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ اَنْ يُّصِيْبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖٓ اَوْ بِاَيْدِيْنَا ڮ فَتَرَبَّصُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُوْنَ ۝

اور ہم تمہارے حق میں اسکے منتظر رہا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ تم پر کوئی عذاب واقع کریگا اپنی طرف سے یا ہمارے ہاتھوں سے　سو تم انتظار کرو ہم تمہارے ساتھ انتظار میں ہیں

اور عجز دیکھ کر اپنے رؤسا کو خبر دیں تو وہ اور زیادہ جلیں مریں اور اُن کے حوصلے ہمیشہ کو پست ہو جاویں واللہ اعلم اور احد میں ان منافقین کا عین وقت پر الگ ہو جانا پارہ لن تنالوا کے ربع شروع رکوع واذ غدوت الخ میں گذر چکا ہے **ربط** اوپر منافقین کے احوال مشترکہ کا بیان تھا آگے کئی آیتوں میں جو لفظ منہم سے شروع ہوئی ہیں بعض کے احوال واقوال مختصہ اور درمیان درمیان میں احوال مشترکہ بھی مذکور ہیں۔

بعض اقوال خاصہ منافقین

اس شخص کا نام جد بن قیس تھا اس نے یہ بہانہ تراشا تھا کہ میں عورتوں پر مفتون ہو جاتا ہوں اور رومیوں کی عورتیں حسین زیادہ ہیں جانے میں میرا دینی ضرر ہے اس لیے رخصت کا خواستگار ہوں کذا فی الدر المنثور **آیت** وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ وَلَا تَفْتِنِّيْ ۭ اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا ۭ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۹﴾ اور اُن (منافقین متخلفین) میں بعضا شخص وہ ہے جو (آپ سے) کہتا ہے کہ مجھ کو (غزوہ میں نہ جانے کی اور گھر رہنے کی) اجازت دیدیجئے اور مجھ کو خرابی میں نہ ڈالیے خوب سمجھ لو کہ یہ لوگ خرابی میں تو پڑ ہی چکے (کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی اور کفر سے بڑھ کر اور کونسی خرابی ہوگی) اور یقیناً دوزخ (آخرت میں) ان کافروں کو گھیر لیگی **ربط** اوپر کی آیت کی تمہید میں بیان ہو چکا۔

بعض احوال مشترکہ منافقین

اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۚ وَاِنْ تُصِبْكَ مُصِيْبَةٌ يَّقُوْلُوْا قَدْ اَخَذْنَآ اَمْرَنَا مِنْ قَبْلُ وَيَتَوَلَّوْا وَّهُمْ فَرِحُوْنَ ﴿۵۰﴾ قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۚ هُوَ مَوْلٰىنَا ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۱﴾ قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ اِلَّآ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ ۭ وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ اَنْ يُّصِيْبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖٓ اَوْ بِاَيْدِيْنَا ڮ فَتَرَبَّصُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُوْنَ ﴿۵۲﴾ اگر آپکو کوئی اچھی حالت پیش آتی ہے تو وہ اُن کے لیے موجب غم ہوتی ہے اور اگر آپ پر کوئی حادثہ آپڑتا ہے تو (خوش ہو کر) کہتے ہیں کہ ہمنے تو (اسی واسطے) پہلے سے اپنا احتیاط کا پہلو اختیار کر لیا تھا (کہ ان کے ساتھ لڑائی وغیرہ میں نہیں گئے تھے) اور (یہ کہہ کر) وہ خوش ہوتے ہوئے چلے جاتے ہیں آپ (جواب میں اُن سے دو باتیں) فرما دیجئے (ایک تو یہ کہ) ہم پر کوئی حادثہ نہیں پڑ سکتا مگر وہی جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے مقدر فرمایا ہے وہ ہمارا مالک ہے (پس مالک حقیقی جو تجویز کرے مملوک کو اس پر راضی ہونا واجب ہے) اور (ہماری کیا تخصیص ہے) اللہ کے

ملحقات الترجمة
ؔ قوله فی امرنا احتیاط کا پہلو لان الامر عام فی کل شیٔ فخصص لمذکور بقرینة المقام وتایید بقول مجاهد قد اخذنا امرنا قد حذرنا کذا فی الدر ۱۲۔

البلاغة فی التعبیر عن الافتتان بالسقوط فی الفتنة تنزیل لها منزلة المهواة المهلکة کذا فی الروح
الروایات فی الدر اخرج ابن ابی حاتم عن جابر بن عبد الله قال جعل المنافقون الذین تخلفوا بالمدینة یخبرون عن النبی صلی الله علیه وسلم اخبار السوء یقولون ان محمدا واصحابه قد جهدوا فی سفرهم وهلکوا فبلغهم تکذیب حدیثهم وعافیة النبی صلی الله علیه وسلم واصحابه فساءهم ذلک فانزل الله تعالی ان تصبک حسنة تسؤهم الآیة

قُلْ اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا لَّنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ ۭ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ۝ وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ

آپ فرما دیجئے کہ تم خواہ خوشی سے خرچ کرو یا ناخوشی سے تم سے کسی طرح مقبول نہیں بلاشبہ تم عدول حکمی کرنے والے لوگ ہو اور اُن کے خیر خیرات قبول ہونے سے اور کوئی چیز بجز اسکے مانع نہیں

اِلَّآ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ وَلَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ۝

کہ انہوں نے اللہ کے ساتھ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا اور وہ لوگ نماز نہیں پڑھتے مگر ہارے جی سے اور خرچ نہیں کرتے مگر ناگواری کے ساتھ

فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ ۭ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ

سو ان کے اموال اور اولاد آپ کو تعجب میں نہ ڈالیں اللہ کو صرف یہ منظور ہے کہ ان چیزوں کی وجہ سے دنیوی زندگی میں ان کو گرفتار عذاب رکھے اور ان کی جان

اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ۝

کفر ہی کی حالت میں نکل جاوے

تو سب مسلمانوں کو اپنے سب کام سپرد رکھنے چاہئیں (دوسری بات یہ) فرما دیجئے کہ (ہمارے لیے جیسے اچھی حالت بہتر ہے ویسے ہی حوادث بھی باعتبار انجام کے کہ اُس میں رفع درجات و کفارہ سیئات ہوتا ہے بہتر ہے پس) تم تو ہمارے حق میں دو بہتریوں میں سے ایک بہتری ہی کے منتظر رہتے ہو (یعنی تم جو ہماری حالت کے منتظر رہتے ہو کہ دیکھئے کیا ہو تو خواہ وہ حسنہ ہو یا مصیبت ہمارے لیے دونوں ہی میں بہتری ہے) اور ہم تمہارے حق میں منتظر رہا کرتے ہیں کہ خدا تعالے تم پر کوئی عذاب واقع کرے گا (خواہ) اپنی طرف سے (دنیا میں یا آخرت میں) یا ہمارے ہاتھوں سے (جب کہ تم اپنے کفر کو ظاہر کرو تو مثل دوسرے کفار کی قتل کیے جاؤ) سو تم (اپنے طور پر) انتظار کرو (اور) ہم تمہارے ساتھ (اپنے طور پر) انتظار میں ہیں **ف** پہلے جواب کا حاصل یہ ہے کہ اللہ مالک اور حاکم ہیں حاکم ہونے کی حیثیت سے اُن کو ہر تصرف کا اختیار ہے اس لیے ہم راضی ہیں اور دوسرے جواب کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حکیم ہیں اُس مصیبت میں بھی ہمارے فائدہ کی رعایت کرتے ہیں اس لیے ہم ہر حال میں فائدہ میں ہیں بخلاف تمہارے کہ تمہاری خوش حالی کا انجام بھی وبال اور نکال ہے اگر دنیا میں نہیں تو آخرت میں ضرور ہے **ربط** او پر جس کا قول آیا ہے لا تفتنی اُس نے یہ بھی کہا تھا کہ میں خود تو نہ جاؤں گا لیکن مال سے آپ کی اعانت کر دونگا کذا فی الدر آگے اس اعانت مالی کا غیر مقبول ہونا بوجہ فقدان ایمان کے کہ شرط قبول ہے بیان فرماتے ہیں۔

مقبول نبودن نفقات منافقین

قُلْ اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا لَّنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ ۭ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ۝ وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّآ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ وَلَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ۝ فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ ۭ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ۝ آپ (ان منافقین سے) فرما دیجئے کہ تم (جہاد وغیرہ میں) خواہ خوشی سے خرچ کرو یا ناخوشی سے (خرچ کرو) تم سے کسی طرح (خدا کے نزدیک) مقبول نہیں (کیونکہ) بلاشبہ تم عدول حکمی کرنے والے لوگ ہو (مراد اس سے کفر ہے جیسا آگے آتا ہے) اور اُن کی خیر خیرات[1] مقبول ہونے سے اور کوئی چیز بجز اسکے مانع نہیں کہ انہوں نے اللہ کے ساتھ اور اسکے رسول کے ساتھ کفر کیا (اسی کو اوپر عدول حکمی کہا تھا اور کافر کا کوئی عمل مقبول نہیں) اور (اس کفر باطنی کی علامت[2] ظاہر میں یہ ہے کہ) وہ لوگ نماز نہیں پڑھتے مگر ہارے جی سے اور (نیک کام میں) خرچ نہیں کرتے مگر ناگواری کے ساتھ (کیونکہ دل میں ایمان تو ہی نہیں جس سے امید ثواب ہو اور اس امید سے

ملحقات الترجمة

[1] قوله فی وما منعهم الخ خیر خیرات الخ اشارة الی کون ان تقبل بدل اشتمال من ضمیر المفعول فی منعهم وفاعل منع ما فی حیز الا مستثنی ۱۲ اسکه

[2] قوله فی ولا یاتون علامت فلا یرد ان لا حاجة الی التعلیل بعدم اتیان الصلوة بعد التعلیل بالکفر ۱۲-

فائدہ۔ قوله انفقوا طوعا او کرها الا یدل علی انهم ینفقون طائعین لیلزم منافاته مع قوله لا ینفقون الا وهم کارهون بل غایته انه رد دهالهم بین الامرین للافادة مساواتهما لهم کیف یتصور انفاقهم طائعین فالجواب اولا ادعلی سبیل الفرض وثانیا ان یراد بالطوع عدم الزام صلی اللہ علیہ وسلم ایاهم للانفاق ۱۲ -

وَيَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ ؕ وَمَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَّفْرَقُوْنَ ۝ لَوْ يَجِدُوْنَ مَلْجَاً اَوْ مَغٰرٰتٍ اَوْ مُدَّخَلًا

اور یہ لوگ اللہ کی قسمین کھاتے ہین کہ وہ تم مین سے ہین حالانکہ وہ تم مین کے نہین لیکن وہ ڈرپوک لوگ ہین ان لوگون کو اگر کوئی پناہ کی جگہ ملجاتی یا غار یا کوئی گھس بیٹھنے کی ذرا جگہ

لَّوَلَّوْا اِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُوْنَ ۝ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِي الصَّدَقٰتِ ۚ فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْهَا رَضُوْا وَاِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَآ اِذَا هُمْ

تو یہ ضرور منہ اٹھا کر اُدھر چل دیتے اور اُن مین بعض وہ لوگ ہین جو صدقات کے بارہ مین آپ پر طعن کرتے ہین سو اگر ان صدقات مین سے انکو ملجاتا ہے تو وہ راضی ہوجاتے ہین اور اگر ان صدقات مین سے انکو نہین ملتا

يَسْخَطُوْنَ ۝ وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۙ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ ۙ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ۝

ناراض ہوجاتے ہین اور انکے لیے بہتر ہوتا اگر وہ لوگ اسپر راضی رہتے جو کچھ انکو اللہ نے اور اسکے رسول نے دیا تھا اور یون کہتے کہ ہمکو اللہ کافی ہے آیندہ اللہ تعالی اپنے فضل سے ہمکو اور دیگا اور اسکے رسول دینگے ہم اللہ ہی

رغبت ہو محض بدنامی سے بچنے کے لیے ایسا کرتے ہین) سو جب یہ ایسے مردود ہین تو [1] انکے اموال اور اولاد آپکو اس تعجب مین نہ ڈالین (کہ غیر مقبولین کو اتنے انعامات کس طرح عطا ہوئے سو یہ واقع مین نعمت نہین بلکہ نقمت ہے کیونکہ) اللہ کو صرف یہ منظور ہے کہ ان (مذکورہ) چیزون کی وجہ سے دنیوی زندگی مین (بھی) ان کو گرفتار عذاب رکھے اور ان کی جان کفر ہی کی حالت مین نکل جاوے (جس سے آخرت مین بھی گرفتار عذاب رہین پس جب اولاد واموال کا یہ انجام ہو وہ انعام کہان ہوا پھر تعجب کیون ہو) **ف** دنیا مین مال و اولاد کا عذاب ہونا جب دنیا کے لیے لازم ہے اول اُنکی تحصیل وتمنا مین کیسی کیسی کوفت جسمانی روحانی اٹھانا پڑتی ہے پھر حصول کے بعد ذرا نقصان ہوگیا ذرا مرض ہوگیا بس ایک کوہ غم سر پر سوار ہے سب حالتین طبیعت کے موافق بھی ہون تو اسکا اندیشہ کہ کوئی امر ناگوار پیش نہ آجاوے پھر مفارقت کے وقت کس بلا کی حسرت اور صدمہ کہ خدا کی پناہ اور آخرت مین تو ظاہر ہے کہ کافر پر جتنی دنیوی نعمتین ہونگی اُسکا کفر دونا بڑھے گا جسپر عذاب آخرت موعود ہے **ربط** اوپر اُن کے کافر ہونے کا ذکر تھا آگے اُن کے دعوے ایمان کی وجہ بیان فرماتے ہین کہ تقیہ اور نفاق ہے۔

مضطر بودن منافقین در اظہار ایمان

وَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ ؕ وَمَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَّفْرَقُوْنَ ۝ لَوْ يَجِدُوْنَ مَلْجَاً اَوْ مَغٰرٰتٍ اَوْ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا اِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُوْنَ ۝

اور یہ (منافق) لوگ اللہ کی قسمین کھاتے ہین کہ وہ تم مین کے ہین (یعنی مسلمان ہین) حالانکہ (واقع مین) وہ تم مین کے نہین لیکن (بات یہ ہے کہ) وہ ڈرپوک لوگ ہین (اسوجہ سے ڈر کے مارے کہ ہمارے کفر ظاہر ہونے پر ہمارے ساتھ دوسرے کفار کا سا برتاؤ نہ ہونے لگے اپنے کفر کو جھوٹی قسمین کھا کر چھپاتے ہین اور کہین دوسری جگہ ٹھکانا نہین جو آزادی سے جا رہین ورنہ) ان لوگون کو اگر کوئی پناہ کی جگہ ملجاتی یا (کہین پہاڑ وغیرہ مین) غار (ملجاتے) یا کوئی گھس بیٹھنے کی ذرا جگہ (ملجاتی) تو یہ ضرور منہ اٹھا کر اُدھر چل دیتے (اور اظہار ایمان نکرتے مگر اب کیا کرین بیچارے مجبور ہین ناچار جھوٹی قسمون سے کارروائی کرتے ہین) **ربط** اوپر تمہید آیت ومنہم من یقول ائذن لی مین گذر چکا۔

بعض اقوال خاصہ دیگر منافقین

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِي الصَّدَقٰتِ ۚ فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْهَا رَضُوْا وَاِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَآ اِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ ۝ وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ

ملحقات الترجمة

[1] قوله فی لا تعجبک تعجب اسند الفعل والمراد مع التعجب فاطلق الکل واريد به الجزء ۱۲

[2] قوله فی سرخق منافقين ای الاعتقاد او عملا لان من نزلت فيه لم ار التصريح بکونه منافقا کما سياتی من الروايات فهذا التعميم استقام الکلام علی کل من الاحتمالين ۱۲

اللغات الملجأ ما يلتجأ اليه کالحصن والمغارات الغار فی الجبل والمدخل مکان يدخلون فيه الجموح الاسراع الذی لا يرده شیء کالفرس الجموح الذی لا يرده لجام اللمز العيب وقيل باللمز فی الوجه والهمز فی الغيب وقيل بعکسه ۱۲

الروايات فی اللباب روی البخاری عن ابی سعيد الخدری قال بينما رسول الله صلی الله عليه وسلم يقسم قسما اذ جاءه ذو الخويصرة فقال اعدل فقال ويلک من يعدل فنزلت ومنهم من يلمزک فی الصدقات الآية واخرج ابن ابی حاتم عن جابر بنحوه وفی الروح اخرج ابن مردويه عن ابن مسعود قال لما قسم النبی صلی الله عليه وسلم غنائم حنين سمعت رجلا يقول ان هذه لقسمة ما اريد بها وجه الله الی قوله نزلت الآية واخرج ابن جرير وغيره عن داود بن ابی عاصم قال اوتی النبی صلی الله عليه وسلم بصدقة فقسمها ههنا وههنا حتی ذهبت وراءه رجل من الانصار فقال ما هذا بالعدل فنزلت اه قلت وفی بعض هذه الروايات تصريح بکون ما قسم غنيمة وفی بعضها صدقة وفی بعضها لم يصرح فالوجه ان يحمل تقسيم الغنائم علی تقسيم خمس منها حيث يقسم کالصدقة ۱۲

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ

صدقات تو صرف حق ہے غریبوں کا اور محتاجوں کا اور جو کارکن ان صدقات پر متعین ہیں اور جن کی دلجوئی کرنا ہے اور غلاموں کی گردن چھڑانے میں اور قرضداروں کے قرضہ میں اور

سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝

جہاد میں اور مسافروں میں یہ حکم اللہ کی طرف سے مقرر ہے اور اللہ تعالی بڑے علم والے بڑی حکمت والے ہیں

وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗۤ اِنَّاۤ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ۝ اور اُن میں بعض وہ لوگ ہیں جو صدقات (تقسیم کرنے) کے بارہ میں آپ پر طعن کرتے ہیں (کہ اس تقسیم میں نعوذ باللہ عدل کی رعایت نہیں کیگئی) سو اگر اُن صدقات میں سے اُن کو (اُن کی خواہش کی موافق) ملجاتا ہے تو وہ (آپ سے) راضی ہوجاتے ہیں اور اگر ان صدقات میں سے اُن کو (اُن کی خواہش کی موافق) نہیں ملتا تو وہ (آپ سے) ناراض ہوجاتے ہیں (جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل منشا اُن کے اعتراض اور حرف گیری کا محض حرص دنیوی اور خودغرضی ہے پس ایسے اعتراض کا باطل ہونا ظاہر ہے) اور اُنکے لیے بہتر ہوگا اگر وہ لوگ اسپر راضی رہتے جو کچھ اُن کو اللہ نے (دلوایا تھا) اور اُس کے رسول نے دیا تھا اور (اُنکی نسبت) یوں کہتے کہ ہمکو اللہ (کا دیا) کافی ہے (ہم کو اتنا ہی ملنا مناسب تھا اسی میں خیر و برکت ہوگی اور اگر پھر حاجت پیش آدیگی اور مصلحت ہوگی تو) آیندہ اللہ تعالی اپنے فضل (و کرم) سے ہم کو اور دیگا اور اُس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) دینگے ہم (دل سے) اللہ ہی کی طرف راغب ہیں (اور اُس ہی سے سب امیدیں رکھتے ہیں) ف اگر کسی کو شبہ ہو کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ صدقات میں سے منافقین کو بھی ملا کرتا تھا جواب یہ ہے کہ اگر یہ صدقہ نفل تھا یا منافق عملی مراد ہو تب تو کوئی اشکال نہیں کیونکہ اول صورت میں اسلام شرط نہیں ثانی میں منتفی نہیں اور اگر صدقہ فرضی اور منافق اعتقادی ہو تو وجہ اُسکی یہ ہو سکتی ہے کہ اُس وقت جمیع احکام میں منافقین کے ساتھ برتاؤ مومنین کا سا کیا جاتا تھا اس میں بھی ایسا ہی کیا گیا **ربط** اوپر صدقات کے بارہ میں معترضین کے اعتراض کا جواب دیا تھا آگے اُسی جواب کی تائید کے لیے صدقات کے مصارف و مستحقین کا بیان فرماتے ہیں جس سے مقصود یہ ہے کہ صدقات کا مناط اوصاف خاصہ ہیں پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دینے یا نہ دینے اور کم دینے یا زیادہ دینے میں ان اوصاف کے وجود یا عدم اور قوت یا ضعف کا لحاظ رکھتے ہیں معترض کو تاہ نظری سے اعتراض کرتا ہے اور ہر چند کہ آگے بالاجماع صدقات فرض کا بیان ہے اور ارتباط جواب کا ظاہرا موقوف معلوم ہوتا ہے صدقات کے عام ہونے پر کیونکہ اوپر کی آیت میں صدقات کا فرض ہونا ثابت نہیں لیکن ارتباط کی توجیہ اس طرح ہو سکتی ہے کہ جیسا صدقات فرض اوصاف و مصالح خاصہ پر مبنی ہیں اسی طرح صدقات میں بھی خاص خاص مصالح مرعی ہیں تا ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کو پیش نظر رکھتے ہیں پس تخصیص صدقات فرض کی ذکر میں بطور تمثیل کے ہوگی خوب سمجھ لو۔

ملحقات الترجمة
لہ قولہ فی رضوا ما آتٰہم اللہ دلوایا تھا اشارۃ الی توجیہ الاسناد الی اللہ تعالی ۱۲

مستحقین صدقات

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ (فرض) صدقات تو صرف (ان لوگوں کا) حق ہے غریبوں کا اور محتاجوں کا اور جو کارکن ان صدقات (کی تحصیل وصول کرنے) پر متعین ہیں اور جن کی دلجوئی کرنا (منظور) ہے اور غلاموں کی گردن چھڑانے میں (صرف کیا جاوے) اور قرضداروں کے قرضہ (ادا کرنے) میں اور جہاد کرنے والوں کے سامان) میں اور مسافروں (کی امداد) میں یہ حکم اللہ کی طرف سے مقرر ہے اور اللہ تعالی بڑے علم والے بڑی حکمت والے ہیں (مناسب نامناسب کو جانتے ہیں اور مناسب احکام مقرر کرتے ہیں) ف یہ

البلاغة

اٰتی فی الاصناف الاربعۃ باللام وفی الباقیۃ بفی وصرف العطف ابن السبیل علی الاقرب اما التفنن

الیہا فوراً فالمال الذی یصرف فی الرقاب انما یتناولہ السادۃ وکذلک الغارمون انما یصرف نصیبہم للارباب دیونہم تخلیصا لہم وکذا فی سبیل اللہ وابن السبیل

وَمِنْهُمُ الَّذِينَ يُؤْذُونَ النَّبِيَّ وَيَقُولُونَ هُوَ أُذُنٌ ۚ قُلْ أُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِينَ

اور انہیں سے بعضے ایسے ہیں کہ نبی کو ایذائیں پہونچاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ ہر بات کان دیکر سن لیتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ وہ نبی کان دیکر تو وہی بات سنتے ہیں جو تمھارے حق میں خیر ہو کہ وہ اللہ پر ایمان لاتے ہیں

وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ ۚ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ

اور آپ اُن لوگون کے حال پر مہربانی فرماتے ہین جو تم مین ایمان کا اظہار کرتے ہین اور جو لوگ رسول اللہ کو ایذائین پہونچاتے ہین ان لوگون کے لیے دردناک سزا ہوگی

کل آٹھ مصارف ہین ان سے متعلق یہ مسائل ہین مسئلہ مؤلفۃ القلوب کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین زکوٰۃ دیجاتی تھی گو وہ مسلمان نہ ہون مگر اُن کے مسلمان ہونے کی امید ہو یا محض اُن کے شر و فتنہ سے بچنے کے لیے اور یا مسلمان ہون مگر غریب نہ ہون محض ان کو اسلام سے محبت پیدا کرنے کے لیے صحابہ رض کے وقت مین اجماع ہوگیا ان کے عدم استحقاق پر جو علامت ہے حکم سابق کے منسوخ ہوجانے کی اخرجہ ابن ابی شیبہ و ابن المنذر و ابن ابی حاتم و ابو الشیخ و البخاری فی تاریخہ عن ابن جبیر و الشعبی و عبیدۃ السلمانی رض کذا فی الدر المنثور البتہ اگر مسلمان اور غریب ہو تو دوسرے اصناف مین داخل ہوجاوینگا مسئلہ اسلام اور قدر نصاب فارغ عن الحوائج الاصلیہ کا مالک و قابض نہ ہونا سب مین شرط ہے بجز عاملین و محصلین زکوٰۃ کے جو سلطان اسلام کی طرف سے مقرر ہون کہ اُن کو باوجود غنی ہونے کے بھی اُسی زکوٰۃ مین سے بطور اجرت کے دینا جائز ہے باقی اصناف مین قید مذکور شرط ہے اور اس بنا پر صرف فقرا کہدینا کافی معلوم ہوتا تھا لیکن دوسرے عنوانات کے لانے سے یہ مقصود ہے کہ ان مین علاوہ فقر و مسکنت کے دوسرے اسباب استحقاق و دستگیری کے بھی ہین مسئلہ بنی ہاشم مین سے نہ ہونا تمام اصناف مین شرط ہے مسئلہ فقیر اور مسکین کی تفسیر مین گو اختلاف ہے ایک کے معنے ہین جسکے پاس کچھ نہ ہو ایک کے معنی ہین جسکے پاس نصاب سے کم ہو لیکن حکم زکوٰۃ مین کچھ خلاف نہین البتہ حکم وصیت مین اختلاف ہے کہ اگر فقرا کے لیے وصیت کی تو کیسے لوگون کو ملیگا یا مساکین کے لیے وصیت کی تو کیسے لوگون کو ملیگا مسئلہ گردن چھڑانے کا مطلب یہ ہے کہ کسی غلام کو اُسکے آقا نے کہدیا ہو کہ تو اتنا روپیہ دیدے تو آزاد ہے اس غلام کو زکوٰۃ دی جاوے تاکہ اپنے آقا کو دیکر آزاد ہوجاوے مسئلہ جسکے پاس دس ہزار روپیہ موجود ہو اور گیارہ ہزار کا مثلاً قرضدار ہو اُس کو زکوٰۃ دینا درست ہے مسئلہ مجاہد اپنے گھر مال و سامان رکھتا ہے مگر گھر سے جُدا ہے اور یہان سامان نہین اُس کو زکوٰۃ دینا درست ہے یہی حکم ہے مطلق مسافر کا مسئلہ سب مصارف مذکورہ مین یہ شرط ہے کہ جن کو زکوٰۃ دی جاوے اُن کو مالک کردیا جاوے بدون تملیک زکوٰۃ ادا نہ ہوگی مسئلہ یہ سب احکام صدقہ فرض کے ہین نفل مین یہ قیدین نہین ہین یہ سب مسائل ہدایہ مین ہین۔ ربط اوپر آیت ومنھم من یقول کی تمہید مین مذکور ہوا ہے۔

بعض احوال و اقوال خاصہ دیگر منافقین

اس کا قصہ نزول یہ ہے کہ بعض منافقین نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مین کوئی نازیبا بات کہی کسی دوسرے منافق نے کہا کہ ایسا مت کرو کہین آپ کو خبر نہ ہو جاوے پھر ہماری خبر لین وہ شخص بولا کہ نہین کچھ فکر نہین آپ ہر بات کان دیکر سن لیتے ہین اور ہر ایک سے دھوکہ مین آجاتے ہین کچھ تحقیق نہین کرتے اگر ایسا ہوا ہم جاکر باتین بنا وینگے اور دھوکہ دیکر بری ہوجاوینگے رواہ فی الروح بروایۃ ابن ابی حاتم عن السدی آیت وَمِنْهُمُ الَّذِينَ يُؤْذُونَ النَّبِيَّ وَيَقُولُونَ هُوَ أُذُنٌ ۚ قُلْ أُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِينَ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ ۚ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۶۱﴾ اور اُن (منافقین) مین بعضے ایسے ہین کہ نبی (صلے اللہ علیہ وسلم) کو ایذائین پہونچاتے ہین (یعنی آپ کی شان مین ایسی باتین کہتے ہین کہ سنکر آپ کو ایذا ہو) اور (جب کوئی روکتا ہے تو) کہتے ہین کہ آپ ہر بات کان دیکر سن لیتے ہین (آپ کو جھوٹ بولکر دھوکا دینا

السلافۃ اذن جارحۃ معروفۃ اطلق علی ذی الاذن مجازا مرسلا للمبالغۃ ۱۲

الثلثة

يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ لِيُرْضُوكُمْ ۚ وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَقُّ أَن يُرْضُوهُ إِن كَانُوا مُؤْمِنِينَ ﴿٦٢﴾ أَلَمْ يَعْلَمُوا

یہ لوگ تمھارے سامنے قسمیں کھاتے ہیں تاکہ تم کو راضی کرلیں حالانکہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ حق رکھتے ہیں کہ اگر یہ لوگ سچے مسلمان ہیں تو اسکو راضی کریں کیا ان کو خبر نہیں

أَنَّهُ مَن يُحَادِدِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَأَنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا ۚ ذَٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيمُ ﴿٦٣﴾

کہ جو شخص اللہ کی اور اُس کے رسول کی مخالفت کریگا تو یہ بات ٹھیر چکی ہے کہ ایسے شخص کو دوزخ کی آگ اس طور پر نصیب ہوگی کہ وہ اس میں ہمیشہ رہیگا یہ بڑی رسوائی ہے۔

آسان ہے اس لیے کچھ فکر نہیں) آپ (جواب میں) فرما دیجیے کہ (تم کو خود دھوکہ ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی بات کو سن لینا دو طور پر ہے ایک تصدیق کے طور پر کہ دل سے بھی اُس کو صحیح سمجھیں دوسرا خوش خلقی اور کریم النفسی کے طور پر کہ باوجود اس سمجھ جانے کے کہ یہ بات محض غلط ہے خلق و کرم جبلی سے اُس کو ٹال دیں اور راوی پر دارو گیر یا اُس کی صریح تکذیب نہ کریں سو) وہ نبی کان دیکر تو وہی بات سُنتے ہیں جو تمھارے حق میں خیر (ہی خیر) ہے (جس کا حاصل اور نتیجہ یہ ہے کہ) کہ وہ اللہ (کی باتیں وحی سے معلوم کرکے اُن) پر ایمان لاتے ہیں (جن کی تصدیق کا خیر ہونا تمام عالم کے لیے ظاہر ہے کیونکہ تعلیم اور عدل اسی تصدیق پر موقوف ہے) اور مومنین (مخلصین کی باتوں) کا (جو بحیثیت ایمان و اخلاص ہوں) یقین کرتے ہیں (اس کا خیر ہونا بھی ظاہر ہے کہ عدل عام موقوف ہے احوال کی صحیح اطلاع پر اور اُس کا ذریعہ یہی مومنین مخلصین ہیں غرض کان دیکر اور سچا سمجھ کر تو اللہ کی اور مخلصین کی باتیں سُنتے ہیں) اور باقی تمہاری شرارت آمیز باتیں جو سُن لیتے ہیں تو اُس کی وجہ یہ ہے کہ) آپ اُن لوگوں کے حال پر مہربانی فرماتے ہیں جو تم میں ایمان کا اظہار کرلیتے ہیں (گو دل میں نہ ہو پس اس مہربانی اور خوش اخلاقی کی وجہ سے تمہاری باتیں سُن لیتے ہیں اور باوجود اُس کی حقیقت سمجھ جانے کے درگذر اور خاموشی برتتے ہیں پس ان باتوں کا سُننا دوسرے طور کا ہے تم نے اپنی حماقت سے اس کو بھی اول طور پر محمول کرلیا خلاصہ یہ کہ تم یہ سمجھے ہو کہ حقیقت کو حضرت نہیں سمجھتے اور واقع میں حقیقت کو تم ہی نہیں سمجھتے) اور جو لوگ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ایذائیں پہونچاتے ہیں (خواہ اُن باتوں سے جن کے کہنے کے بعد ہو اذن کہا تھا یا خود اسی ہو اذن کے کہنے سے کیونکہ اس میں بھی تو کسر شان ہے آپ کی فطانت اور ذکاوت کی تو) ان لوگوں کے لیے دردناک سزا ہوگی **ف** اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ سے کبھی منافقین کی سخن سازی مخفی نہیں رہی بلکہ مطلب یہ ہے کہ آپ کے سکوت کی ہمیشہ یہ علت نہیں اور بعد نزول آیت لتعرفنهم فی لحن القول۔ کے تو پھر اخفاء ہوا ہی نہیں کما صرح به فی تفسیرها اور مومنین میں جو بحیثیت ایمان و اخلاص کی قید لگائی گئی وجہ اُس کی یہ ہے کہ ہر مومن ہر بات میں تو واجب التصدیق نہیں ہوتا بلکہ حسب قواعد شرعیہ جو بات اُس کے ایمان و اخلاص سے ناشی سمجھی جاویگی اُس کی تصدیق واجب ہوگی اسی حیثیت میں صفات عدالت شہود کی بھی داخل ہیں **ربط** اوپر منافقین کے بعض احوال و اقوال مختصہ کا بیان تھا آگے بقیہ احوال مشترکہ کے بیان سے عود ہے سابق کی طرف جنمیں سے ایک تو اغراض فاسدہ سے اُن کی جھوٹی قسمیں کھانا ہے۔

حلف کاذب منافقین بغرض فاسد

يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ لِيُرْضُوكُمْ وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَقُّ أَن يُرْضُوهُ إِن كَانُوا مُؤْمِنِينَ ﴿٦٢﴾ أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّهُ مَن يُحَادِدِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَأَنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا ۚ ذَٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيمُ ﴿٦٣﴾

یہ لوگ تمھارے (مسلمانوں کے) سامنے (جھوٹی) قسمیں کھاتے ہیں (کہ ہم نے فلاں بات نہیں کہی یا ہم غزوہ میں فلاں عذر سے نہ جا سکے) تاکہ تم کو راضی کرلیں (جس میں جان و مال محفوظ ہے) حالانکہ اللہ اور اُس کا رسول زیادہ حق رکھتے ہیں کہ اگر یہ لوگ سچے مسلمان ہیں تو اُس کو راضی کریں (جو کہ موقوف ہے اخلاص اور ایمان پر) کیا اُن کو خبر نہیں کہ جو شخص اللہ کی اور اُس کے رسول کی مخالفت کرے گا (جیسا یہ لوگ کر رہے ہیں) تو یہ بات ٹھیر چکی ہے کہ ایسے شخص کو دوزخ کی آگ اس طور پر نصیب ہوگی کہ وہ اُسمیں

ملحقات الترجمة

سلہ قوله فاذن خیر وہی بات اشارة الی کون الاضافة بمعنی فی ای ہو اذن فی الخیر ولیس باذن فی غیرہ کذا ویدل علیه قراءة حمزة ورحمة فیما یاتی بالجر عطفا علی خیر فانه لا یحسن وصف الاذن بالرحمة ویحسن ان یقال اذن فی الخیر والرحمة کذا فی الروح ولا یشکل علیک فی قراءة الجر التقسیم الذی جعلت فیه الاذن مقابلا للرحمة لان الاذن علی ہذا یکون عاما فی قسمین قسم للتصدیق وقسم للرحمة فافهم ١٢ سلہ قوله فی للمؤمنین مخلصین للاطلاق المقتضی للکمال ١٢ سلہ قوله فی الذین امنوا اظہار کذا فسره الزمخشری ایضا فی الروح باسناد الایمان الیہم بصیغة الفعل بعد نسبته الی المؤمنین المخلصین بصیغة الفاعل المنبئ عن الرسوخ والاستمرار للایذان بان ایمانهم امر حادث ما له من قرار له قلت وایضا یویده المقابلة وضمیر الخطاب لان المخاطب المقول قل ہم المنافقون لانہم ہم المقصودون بالجواب فافہم والتعبیر بالایمان من اظہارهم موافق لما سیاتی من قوله قد کفرتم بعد ایمانکم ١٢ سلہ قوله فی یؤذون رسول الله خواه لان یقولون فیه لغتان لان کونه تفسیر لیوذون وکونه مغایرا له ١٢ سلہ قوله فی یحادد حیثیا اشارة الی تفسیر المحادة بالکفر فان محادة

يَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ قُلِ اسْتَهْزِءُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ

منافق لوگ اس سے اندیشہ کرتے ہیں کہ مسلمانوں پر کوئی ایسی صورت نازل ہو جاوے جو انکو ان منافقین کے مافی الضمیر پر اطلاع دیدے آپ فرما دیجئے کہ اچھا تم استہزار کرتے رہو بیشک اللہ تعالیٰ اس چیز کو ظاہر کر کے رہیگا

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ ؕ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ

اور اگر آپ ان سے پوچھیے تو کہدینگے کہ ہم تو محض مشغلہ اور خوش طبعی کر رہے تھے آپ کہدیجئے کیا اللہ کے ساتھ اور اسکی آیتوں کے ساتھ اور اسکے رسول کے ساتھ تم ہنسی کرتے تھے

لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ؕ اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَآئِفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ طَآئِفَةًۢ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ع ۸

تم اب عذر مت کرو تم تو اپنے کو مومن کہکر کفر کرنے لگے۔ اگر ہم تم میں سے بعض کو چھوڑ بھی دیں تاہم بعض کو تو سزا دینگے بسبب اسکے کہ وہ مجرم تھے۔

ہمیشہ رہے گا (اور) یہ بڑی رسوائی (کی بات) ہے **ف** روایات میں مصرح ہے کہ وہ لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے جھوٹی قسمیں کھاتے تھے تاکہ آپ اُن سے صاف رہیں اور یہاں آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن کا مقصود مسلمانوں کو راضی کرنا تھا آپ کو راضی کرنا نہ تھا سو بات یہ ہے کہ آپ کی رضا ایک تو بحیثیت عدم تعرض کے ہے اور اس اعتبار سے آپ کی رضا مثل رضا دوسرے مومنین کے ہے اور دوسری رضا دل سے ہے اور اس اعتبار سے آپ کی رضا مثل رضا اللہ تعالے کے ہے پس اُن کا قصد ارضار پہلی حیثیت سے تھا اور مطلوب دوسری حیثیت ہے جو کہ مفقود تھی خوب سمجھ لو **ربط** اوپر بعض احوال مشترکہ کا بیان تھا ایک اُن میں سے اُن کا استہزار اور پھر اس پر لغو تاویل کرنا ہے آگے اُس کا بیان ہے جس کا قصہ یہ ہے کہ انہوں نے باہم بعضی ایسی باتیں کیں جس میں دین کے ساتھ استہزار تھا اور پھر بدین وجہ کہ اکثر ان کی مخفیات کی اطلاع آپ کو بذریعہ وحی ہو جاتی تھی طبعًا یہ خیال ہوا کہ کہیں یہ بھی ظاہر نہ ہو جاوے چنانچہ وہ ظاہر ہو گئی تو آپ نے بُلا کر پوچھا اُس وقت انہوں نے تاویل کی نخوض ونلعب۔

استہزار واعتذار باطل منافقین

يَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ قُلِ اسْتَهْزِءُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ ﴿۶۴﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ ؕ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۶۵﴾ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ؕ اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَآئِفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ طَآئِفَةًۢ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۶۶﴾ منافق لوگ (طبعًا) اس سے اندیشہ کرتے ہیں کہ مسلمانوں پر (بذریعہ وحی پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم) کوئی ایسی سورت (مثلًا یا آیت) نازل نہ ہو جاوے جو ان کو ان منافقین کے مافی الضمیر پر اطلاع دیدے (یعنی انہوں نے جو استہزار کی باتیں خفیہ کی ہیں کہ مسلمانوں کے اعتبار سے وہ مثل اسرار مکنون فی القلب کے ہیں اُن کی خبر نہ ہو جاوے) آپ فرما دیجئے کہ اچھا تم استہزار کرتے رہو (اس میں اُسکے استہزار پر مطلع ہو جانے کو جتلا دیا چنانچہ آگے خود ارشاد ہے کہ) بیشک اللہ تعالیٰ اُس چیز کو ظاہر کر کے رہیگا جسکے (اظہار) سے تم اندیشہ کرتے تھے (چنانچہ استہزاء وا میں ظاہر کر دیا کہ تم استہزار کر رہے تھے) اور (ظاہر ہو جانے کے بعد) اگر آپ اُن سے (اس استہزار کی وجہ) پوچھیے تو کہدینگے

ملحقات الترجمہ

ل قولہ علیہم مسلمانوں لقد فی الربع ... تفکیک الضمائر بعد قیام القرینۃ ۱۲ ۔ ۲ قولہ سورۃ مثلًا ادّ لان ما یحذر منہ الاظہار سوا کانت سورۃ او غیرھا و کذا فی الواقع ۱۲ ۔ ۳ قولہ وقاد بھم مثل اسرار فی الکلام استعارۃ ۱۲ ۔ ۴ قولہ استہزء وا مطلع ہو جانے کو ہذا من المواہب ۱۲

اللغات الخوض الدخول ثم صار اسمًا لكل دخول فيہ تلويث واذار ۱۲
البلاغة قولہ ان نعف اورد علیہ ان الشرط لیس بسبب للجزاء ولا ملزوم لہ فکیف معنی الشرطیۃ واجیب بوجوہ وعندی ان الجزاء مقدر والمعنی ان نعف عن طائفۃ منکم فھو لا یستلزم العفو عن الکل لانا نرید تعذیب طائفۃ وتعذیب طائفۃ ینافی العفو عن الکل فصح نفی الاستلزام والمقصود مثل ہذا الترکیب الجزم والمبالغۃ فی التعذیب اقتضاءً لمقام التوبیخ وہذا من المواہب ۱۲
الروايات عن مجاهد فی قولہ یحذر المنافقون قال یقولون القول فیما بینہم ثم یقولون عسی اللہ ان لا یفشی علینا ہذا وعن قتادۃ رض قال بینما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی غزوۃ الی تبوک وبین یدیہ اناس من المنافقین فقالوا ایرجو ہذا الرجل ان یفتح لہ قصور الشام وحصونہا ہیہات ہیہات فاطلع اللہ نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ذلک فقال صلی اللہ علیہ وسلم احبسوا علی ہؤلاء الرکب فاتاہم فقال قلتم کذا قلتم کذا قالوا یا نبی اللہ انما کنا نخوض ونلعب وعن کعب بن مالک فی قولہ تعالیٰ ان نعف قال فکان الذی عفا اللہ عنہ مخشی بن حمیر فتسمی عبد الرحمن وسال اللہ ان یقتل شہیدًا لا یعلم بہ فقتل بالیمامۃ کذا فی الدر المنثور قلت وبقول مجاہد تایید ما اخترت فی تفسیر ما فی قلوبہم ۱۲

اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ ؕ نَسُوا اللّٰهَ

وقف لازم

منافق مرد اور منافق عورتیں سب ایک طرح کے ہیں کہ بری بات کی تعلیم دیتے ہیں اور اچھی بات سے منع کرتے ہیں اور اپنے ہاتھوں کو بند رکھتے ہیں انہوں نے خدا کا خیال نہ کیا

فَنَسِيَهُمْ ؕ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ

پس خدا نے اُن کا خیال نہ کیا بلاشبہ یہ منافق بڑے ہی سرکش ہیں اللہ تعالیٰ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کفر کرنے والوں سے دوزخ کی آگ کا عہد کر رکھا ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے

هِيَ حَسْبُهُمْ ۚ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۝ۙ كَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوْۤا اَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَّاَكْثَرَ

وہ ان کے لیے کافی ہے اور اللہ تعالیٰ اُن کو اپنی رحمت سے دور کر دیگا اور ان کو عذاب دائمی ہوگا تمہاری حالت ان لوگوں کی سی ہے جو تم سے پہلے ہو چکے ہیں جو شدت قوت میں اور کثرت

اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ؕ فَاسْتَمْتَعُوْا بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ

اموال و اولاد میں تم سے بھی زیادہ تھے تو انہوں نے اپنے حصہ سے خوب فائدہ حاصل کیا سو تم نے بھی اپنے حصہ سے خوب فائدہ حاصل کیا جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں نے اپنے حصہ سے فائدہ حاصل کیا تھا

وَخُضْتُمْ كَالَّذِيْ خَاضُوْا ؕ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝

اور تم بھی بری باتوں میں ایسے ہی گھسے جیسا وہ لوگ گھسے تھے اور لوگوں کے اعمال دنیا و آخرت میں ضائع گئے اور وہ لوگ بڑے نقصان میں ہیں

کہ ہم تو محض مشغلہ اور خوش طبعی کر رہے تھے (اس کلام کے حقیقی معنے مقصود نہ تھے محض جی خوش کرنے کو جس سے سفر آسانی سے قطع ہو جو کہ غرض صحیح ہے ایسی باتیں صرف زبانی کر رہے تھے) آپ (اُن سے) کہدیجئے گا کہ کیا اللہ کے ساتھ اور اُسکی آیتوں کے ساتھ اور اُسکے رسول کے ساتھ تم ہنسی کرتے تھے (یعنی خواہ غرض کچھ ہی ہو مگر محل استہزار تو دیکھو کہ کیسی چیزیں ہیں جنکے ساتھ استہزار کسی غرض سے بھی درست نہیں) تم اب (یہ بیہودہ) عذر مت کرو (مطلب یہ کہ یہ عذر مقبول[1] نہیں اور اس عذر سے استہزار جائز نہیں ہو جاتا) تم تو اپنے کو مومن کہکر کفر کرنے لگے (کیونکہ استہزار بالدین مطلقا کفر ہے گو دل میں تو پہلے ہی ایمان نہ تھا البتہ اگر کوئی دل سے توبہ کرے اور مومن مخلص بن جاوے تو البتہ کفر اور عذاب کفر سے چھوٹ جاوے لیکن اُنکی ہی سب کو توفیق نہ ہوگی ہاں بعض البتہ مسلمان ہو جاویں گے اور وہ معاف کر دئے جاوینگے پس حاصل یہ ٹھیرا کہ) اگر ہم تم میں سے بعض کو چھوڑ بھی دیں (بوجہ اس کے کہ وہ مسلمان ہو جاویں گے) تاہم بعض کو تو (ضرور ہی) سزا دینگے بسبب اس کے کہ وہ (علم ازلی میں) مجرم تھے (یعنی چونکہ وہ مسلمان نہ ہونگے) **ف مسئلہ** دین کے ساتھ قصداً استہزار خواہ بداعتقادی سے ہو یا بدون بداعتقادی کے ہو کفر ہے اور استہزار باللہ و آیاتہ و رسولہ باہم تینوں متلازم ہیں اور ان نعف عن طائفۃ کے مصداق میں مخشی بن حمیر کا ذکر روایات میں آیا ہے اور طائفہ کا اطلاق واحد پر بھی آتا ہے اس لیے کوئی اشکال نہیں کذا فی الروح **ربط** اوپر منافقین کے قبائح متعددہ مذکور ہوئے ہیں آگے انکا باہم و نیز دوسرے کفار سابقین کے ساتھ قبائح میں متشابہ اور متماثل ہونا اور اُن قبائح پر وعید اور امم سابقہ کے قصص کی طرف اشارہ کرنے سے اُس وعید کی تاکید فرماتے ہیں

تشابہ فی الذم مع وعید منافقین

اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ ؕ نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ ؕ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ هِيَ حَسْبُهُمْ ۚ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۝ كَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوْۤا اَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَّاَكْثَرَ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ؕ فَاسْتَمْتَعُوْا بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ وَخُضْتُمْ كَالَّذِيْ خَاضُوْا ؕ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝

النحو قولہ کالذی خاضوا ای کالخوض الذی خاضوہ فہو صفۃ مصدر محذوف ۱۲ البلاغۃ قولہ المنافقات والتعرض لاحوال الاناث فی الموضعین الایذان بکمال عراقتہم فی الکفر والنفاق ولعلہ لم یذکر المنافقات فی قولہ ان المنافقین ہم الفاسقون اکتفاء بالقرب العہد قولہ یامرون مقرر لمضمون ما قبلہ ولذا زید فی الترجمۃ کلمۃ کہ قولہ فنسیہم فیہ مشاکلۃ قولہ ہم الفاسقون المقصود بالحصر بیان کمالہم قولہ وعد فیہ تہکم قولہ حسبہم المراد عظیم عذابہا لا نفی غیرہا قولہ فاستمتعوا ذم الاولین تمہید الذم المخاطبین بمشابہتہم ولذا اختیر الاطناب ۱۲

ملحقات الترجمۃ

۱؎ قولہ فلا تعتذروا مقبول فہو کنایۃ وہذا من المواہب ۱۲

أَلَمْ يَأْتِهِمْ نَبَأُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوحٍ وَعَادٍ وَثَمُودَ ۙ وَقَوْمِ إِبْرَاهِيمَ وَأَصْحَابِ مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفِكَاتِ ۚ

کیا ان لوگون کو خبر نہین پہونچی جو ان سے پہلے ہوئے ہین جیسے قوم نوح اور عاد اور ثمود اور قوم ابراہیم اور اہل مدین اور الٹی ہوئی بستیان

وقف لازم

أَتَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ ۖ فَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلَٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ○

کہ ان کے پاس اُن کے پیغمبر صاف نشانیان لیکر آئے سو اللہ تعالے نے تو اُن پر ظلم نہین کیا لیکن وہ خود ہی اپنی جانون پر ظلم کرتے تھے

أَلَمْ يَأْتِهِمْ نَبَأُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوحٍ وَعَادٍ وَثَمُودَ ۙ وَقَوْمِ إِبْرَاهِيمَ وَأَصْحَابِ مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفِكَاتِ ۚ أَتَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ ۖ فَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلَٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿۷۰﴾ منافق مرد اور منافق عورتین سب ایک[1] طرح کے ہین کہ بُری بات کی (یعنی کفر و مخالفت اسلام کی) تعلیم دیتے ہین اور اچھی بات سے (یعنی ایمان اور اتباع نبوی سے) منع کرتے ہین اور (خدا کی راہ مین خرچ کرنے سے) اپنے ہاتھون کو بند رکھتے ہین انہون نے خدا کا خیال نہ کیا (یعنی اطاعت نہ کی) پس خدا نے اُن کا خیال نہ کیا (یعنی اُن پر رحمت خاصہ نہ کی) بلاشبہ یہ منافق بڑے ہی سرکش ہین اللہ تعالیٰ نے منافق مردون اور منافق عورتون اور (علانیہ) کفر کرنے والون سے دوزخ کی آگ کا عہد کر رکھا ہے جس مین وہ ہمیشہ رہین گے وہ ان کے لیے (سزاے) کافی ہے اور اللہ تعالےٰ اُن کو اپنی رحمت سے دور کردے گا اور اُن کو (حسب[2] وعدہ مذکور) عذاب دائمی ہوگا (اے منافقو) تمہاری[3] حالت (کفر اور استحقاق جزاے کفر مین) اُن لوگون کی سی ہے جو تم سے پہلے (زمانہ مین) ہوچکے ہین جو شدت قوت مین اور کثرت اموال و اولاد مین تم سے بھی زیادہ تھے تو انہون نے اپنے (دنیوی) حصے سے خوب[4] فائدہ حاصل کیا سو تم نے بھی اپنے (دنیوی) حصے سے خوب فائدہ حاصل کیا جیسا تم سے پہلے لوگون نے اپنے (دنیوی) حصہ سے فائدہ حاصل کیا تھا اور تم بھی بُری باتون مین ایسے ہی گھسے جیسا وہ لوگ (بُری باتون مین) گھسے تھے ان لوگون کے اعمال (حسنہ) دنیا اور آخرت (سب) مین ضائع گئے (کہ دنیا مین ان اعمال پر بشارت[5] ثواب نہین اور آخرت مین ثواب نہین) اور (اس حبط فی الدنیا والآخرة کی وجہ سے) وہ لوگ بڑے نقصان مین ہین (کہ دارین مین مسرت اور راحت سے محروم ہین پس اسی طرح تم اُن کی طرح کفر کرتے ہو انہین کی طرح خائب وخاسر ہوگے اور جیسا اُن کے اموال و اولاد اُن کے کام نہ آئے تم تو اُن چیزون مین اُن سے کم ہو تمہارے بدرجہ[6] اولیٰ کام نہ آوینگے یہ تو ضرر آخرت کی وعید ہوئی آگے احتمال ضرر دنیا کے ذکر سے متنبہ فرماتے ہین کہ) کیا اُن لوگون کو اُن (کے عذاب و ہلاک) کی خبر نہین پہونچی جو ان سے پہلے ہوئے ہین جیسے[7] قوم نوح اور عاد اور ثمود اور قوم ابراہیم اور اہل مدین اور الٹی ہوئی بستیان (یعنی قری قوم لوط) کہ اُن کے پاس اُن کے پیغمبر صاف نشانیان (حق کی) لیکر آئے (لیکن نہ ماننے سے برباد ہوئے) سو (اس بربادی مین) اللہ تعالیٰ نے تو اُن پر ظلم نہین کیا لیکن وہ خود ہی اپنی جانون پر ظلم کرتے تھے (اسی طرح ان منافقین کو بھی ڈرنا چاہیئے[8]) **ف** اور قومون کے قصص تو پارۂ ولو اننا کے اخیر کے رکوعون مین گذر چکے ہین قوم ابراہیم علیہ السلام کا قصہ یہ ہے کہ نمرود کے دماغ مین مچھر گھس گیا تھا اور سر پر مار پڑنے سے کچھ سکون ہوتا تھا اور اُس نے ایک عالیشان عمارت بنائی تھی اُس کے گرنے سے اُس قوم کے بہت لوگ دب کر مرگئے کذا فی الدر المنثور تفسیر سورة النحل آیت قد مکر الذین من قبلھم الخ

ربط

اوپر منافقین کے قبائح وفضائح مذکور تھے آگے زیادہ کشف مضمون کے لیے کہ الاشیاء تعرف بالاضدادھا اور تبشیر اضداد کے لیے مومنین کے بعض مدائح کا بیان ہے

ملحقات الترجمة

[1] قولہ فی بعضھم من بعض ایک طرح اشارہ الی ان من اتصالیۃ ۱۲

[2] قولہ عذاب مقیم حسب وعدہ اشارہ الی انہ لا تکرار فیہ لان المقصود کان فی السابق ہو الوعد وہہنا الوقوع ۱۲

[3] قولہ فی کالذین تمہاری حالت اشارہ الی انہ خبر لمبتدأ مقدر ہی انتم کالذین ۱۲

[4] قولہ فی استمتعتم خوب لان الاستمتاع ابلغ من التمتع ۱۲

[5] قولہ فی حبطت فی الدنیا بشارت وہو من المواہب ۱۲

[6] قولہ بعد الخاسرون بدرجہ اولیٰ اشارہ الی فائدة ذکر کونہم اکثر اموالا و اولادا ۱۲

[7] قولہ فی قوم نوح جیسے اشارہ الی کونہ بدلا ۱۲

[8] قولہ فی آخر الآیۃ ڈرنا چاہیئے اشارہ الی جواب سوال ہو انہ لم یقع العذاب بالمنافقین کیف اوعدوا بالنبأ والجواب ان المقصود بالایعاد ان یحذروا ذلک ۱۲

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ (وقف لازم)

اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں — نیک باتوں کی تعلیم دیتے ہیں اور بُری باتوں سے منع کرتے ہیں — اور نماز کی پابندی رکھتے ہیں

وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ وَعَدَ

اور زکوٰۃ دیتے ہیں — اور اللہ اور اُس کے رسول کا کہنا مانتے ہیں — ان لوگوں پر ضرور اللہ تعالیٰ رحمت کریگا — بلاشبہ اللہ تعالیٰ قادر ہے حکمت والا ہے۔

اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ

اللہ تعالیٰ نے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں سے ایسے باغوں کا وعدہ کر رکھا ہے جن کے نیچے سے نہریں چلتی ہونگی جن میں وہ ہمیشہ رہینگے اور نفیس مکانوں کا جو کہ اُن ہمیشگی کے باغوں میں ہونگے

وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ (ع) يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ؕ (۹ ع ۱۵)

اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی سب سے بڑی چیز ہے — یہ بڑی کامیابی ہے۔ — اے نبی کفار اور منافقین سے جہاد کیجیے — اور ان پر سختی کیجیے

وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝

اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے — اور وہ بُری جگہ ہے۔

مدح و بشارت مومنین

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۷۱﴾ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۷۲﴾ اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے (دینی) رفیق ہیں نیک باتوں کی تعلیم دیتے ہیں اور بُری باتوں سے منع کرتے ہیں اور نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اُسکے رسول کا کہنا مانتے ہیں ان لوگوں پر ضرور اللہ تعالیٰ رحمت کریگا (جس کی تفصیل وعد اللہ میں عنقریب آتی ہے) بلاشبہ اللہ تعالیٰ قادر (مطلق) ہے (جزائے تام دے سکتا ہے) حکمت والا ہے (جزائے مناسب دیتا ہے اب اُس رحمت کا بیان ہوتا ہے کہ) اللہ تعالیٰ نے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں سے ایسے باغوں کا وعدہ کر رکھا ہے جنکے نیچے سے نہریں چلتی ہونگی جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور نفیس مکانوں کا (وعدہ کر رکھا ہے) جو کہ اُن ہمیشگی کے باغوں میں ہونگے اور (ان سب نعمتوں کے ساتھ) اللہ تعالیٰ کی رضامندی (جو اہل جنت سے ہمیشہ ہمیشہ رہیگی ان) سب (نعمتوں) سے بڑی چیز ہے یہ (جزائے مذکور) بڑی کامیابی ہے **ربط** اوپر ذکر مومنین سے پہلے منافقین کا ذکر تھا آگے پھر اُن ہی کا خاص طور پر ذکر ہے کہ مضامین مذکورہ پر تفریع کے طور پر اُن سے اُن کے ساتھ کفار سے مجاہدہ باللسان اور بالسنان کا حکم ہے اور اُن کے جہنمی ہونے کی خبر ہے اور اس کے بعد اور مضامین مذکورہ کے تائید و تعلیل مجموعہ تفریع کے مذکور ہیں۔

امر بجہاد کفار و منافقین

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ؕ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۷۳﴾ اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کفار (سے بالسنان) اور منافقین سے (باللسان) جہاد کیجیے اور انپر سختی کیجیے (دنیا میں تو یہ اسکے مستحق ہیں) اور (آخرت میں) انکا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بُری جگہ ہے ربط اسی آیت بالا کی تمہید میں گذر چکا۔

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ (دینی) اشارة الی عدم لزوم المودة الطبعیة فیما بین الذکور والاناث ۱۲
۲ قولہ فی جاهد باللسان فلا یرد ان ظاہرہ یقتضی مقاتلة المنافقین وہو خلاف الواقع ۱۲

البلاغة قولہ اولیاء تغییر الاسلوب للاشارة الی تناصرہم و تعاضدہم بخلاف اولئک قولہ یامرون وینہون مقابل لیامرون وینہون ویقیمون مقابل نسوا اللہ ویؤتون مقابل یقبضون ویطیعون مقابل لقولہ الفاسقون وسیرحمہم مقابل لقولہ فنسیہم ورضوان مقابل لقولہ لعنہم اللہ

قولہ عدن لیس فیہ تکرار لقولہ خلدین لان المقصود بیان حالہم فی مقام وبیان حال الدار فی مقام آخر قولہ رضوان فیہ من المبالغة ما لیس فی الرضا ولعل عدم نظم ہذا الرضوان فی سلک الوعد علی طرز ما تقدم لاستمرارہ فی الدارین ۱۲

يَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ۭ وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا ۚ وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ

وہ لوگ قسمین کھا جاتے ہین کہ ہم نے فلانی بات نہین کہی حالانکہ یقیناً انہون نے کفر کی بات کہی تہی اور اپنے اسلام کے بعد کافر ہوگئے اور انہون نے ایسی بات کا ارادہ کیا تہا جو انکے ہاتھ نہ لگی اور یہ انہون نے

اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا

کہ ان کو اللہ نے اور اس کے رسول نے رزق خداوندی سے مالدار کردیا سو اگر توبہ کرین تو ان کے لیے بہتر ہوگا۔ اور اگر روگردانی کی تو اللہ تعالیٰ ان کو دنیا اور آخرت مین

فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ فِي الْاَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝

دردناک سزا دیگا۔ اور ان کا دنیا مین نہ کوئی یار ہے اور نہ مددگار

تائید امر جہاد و تاکید مضامین سابقہ ببیان بعضے احوال منافقین

اسکے متعلق مختصر قصہ یہ ہے کہ تبوک سے واپسی مین چند منافقین نے کہ تعداد اُن کی بارہ تک منقول ہے ایک شب کو صلاح کی کہ فلان گھاٹی مین آپ کی سواری گذرے گی سب ملکر آپ کو دھکیل دین پھر قتل کردین غرض سب اپنا منہ لپیٹ کر جمع ہوکر دفعۃً اُس موقع پر آپہونچے مگر آپنے دیکھ کر ڈانٹا اور حضرت حذیفہ رض و حضرت عمار رض ساتھ تھے انہون نے ہٹایا مگر پہچانے نہین گئے آپ کو وحی سے معلوم ہوا آپ نے منزل پر پہونچکر اُن لوگون کو بُلا کر پوچھا کہ تمنے ایسا ایسا مشورہ کیا تھا اور ایسا ارادہ کیا تھا وہ سب قسمین کھاگئے کہ نہ مشورہ ہوا نہ ارادہ ہوا ان مین سے بعض کے ساتھ آپنے خاص طور پر مالی اعانت بھی فرمائی تہی جیسے جُلاس رض بروزن غراب کہ آپنے اُسکا ایک بڑا قرضہ ادا کیا تھا اور ویسے ہی آپ کی تشریف آوری کے قبل اکثر محتاج تھے پھر غنائم کی کثرت ہوئی تو ان کو بہی ظاہری میل جول کی وجہ سے کچھ نہ کچھ ملتا ہی رہتا تھا جیسا لوکان عرضا قریبا سے بہی مفہوم ہوتا ہے اس قصہ مین یہ آیت نازل ہوئی اور اسکے نازل ہونے کے بعد جُلاس رض نے صدق و اخلاص سے اسلام قبول کیا کذا فی الدر المنثور الاحدیث الغنائم فانہ من الروح عن الکلبی اور دُرّ منثور مین اسباب نزول مین اور اور قصے بہی نقل کیے ہین اسی طرح ھموا بمالم ینالوا اور اغناھم کی تفسیر مین بہی دوسرے اقوال نقل کیے ہین۔

آیت و تفسیر

يَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ۭ وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا ۚ وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ فِي الْاَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝ وہ لوگ قسمین کھا جاتے ہین کہ ہمنے فلانی بات (مثلاً یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کردین) نہین کہی حالانکہ یقیناً انہون نے کفر کی بات کہی تہی (کیونکہ آپکے قتل کے باب مین گفتگو کرنے کا کفر ہونا ظاہر ہے) اور (وہ بات کہکر) اپنے اسلام (ظاہری) کے بعد (ظاہر مین بہی) کافر ہوگئے (گو اپنے ہی مجمع مین سہی جس کی خبر مسلمانون کو بہی ہوگئی اور اس سے عام طور پر کفر کھل گیا) اور انہون نے ایسی بات کا ارادہ کیا تھا جو اُن کے ہاتھ نہ لگی (کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنا مگر ناکام رہے) اور یہ انہون نے صرف اس بات کا بدلہ دیا ہے کہ انکو اللہ نے اور اُسکے رسول نے رزق خداوندی سے مالدار کردیا (اس احسان کا بدلہ انکے نزدیک یہی ہوگا کہ برائی کرین) سو اگر (اسکے بعد بہی) توبہ کرین تو انکے لیے (دونون جہان مین) بہتر (اور نافع) ہوگا (چنانچہ جلاس رض کو توبہ کی توفیق ہوگئی) اور اگر (توبہ سے) روگردانی کی (اور کفر و نفاق ہی پر جمے رہے) تو اللہ تعالیٰ انکو دنیا اور آخرت (دونون جگہ) مین دردناک سزا دیگا (چنانچہ عمر بھر بدنام اور پریشان اور خائف رہنا اور مرتے وقت مصیبت کا مشاہدہ کرنا یہ دنیوی عذاب ہے اور آخرت مین دوزخ مین جانا ظاہر ہی ہے) اور انکا دنیا مین نہ کوئی یار ہے اور نہ مددگار (کہ عذاب سے بچائے اور جب دنیا ہی مین کوئی یار مددگار نہین جہان اکثر مدد ہو جاتی ہے تو آخرت مین تو بدرجہ اولی منفی ہوگا ف ما نقموا الخ ایسا ہی جیسا ہماری بول چال مین کہتے ہین کہ مجھسے یہ خطا تو ہوگئی تہی کہ وقت پر اُسکے کام آگیا تھا اسکو تاکید الشی بخلافہ کہا کرتے ہین ربط اور پر تمہید آیت

ملحقات الترجمة

سلہ قولہ الارض دنیا ... عبر بہ لان ... فی ... فطار بہا ۱۲

سلہ قولہ فی ولی جنب ... الدنیا ... ولا نصیرہم فی الآخرۃ ... فلا حاجۃ الی ...

اللغات المتعلقة فی القاموس المکافاۃ بالعقوبۃ ۱۲

وَمِنْهُم مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ فَلَمَّآ اٰتٰهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ

اور ان مین بعض آدمی ایسے ہین کہ خدا تعالی سے عہد کرتے ہین کہ اگر اللہ تعالی ہم کو اپنے فضل سے عطا فرماوے تو ہم خوب خیرات کرین اور ہم خوب نیک نیک کام کیا کرین سو جب اللہ تعالی نے انکو

بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ

تو وہ اسمین بخل کرنے لگے اور روگردانی کرنے لگے اور وہ تو روگردانی کے عادی ہین سو اللہ تعالی نے انکی سزا مین انکے دلون مین نفاق کردیا جو خدا کے پاس جانے کے دن تک رہیگا اس سبب سے کہ انھون نے خدا تعالی

وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ۝ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۝

اور اس سبب سے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے کیا ان کو یہ خبر نہین کہ اللہ تعالی کو ان کے دل کا راز اور انکی سرگوشی سب معلوم ہے اور یہ کہ اللہ تعالی تمام غیب کی باتونکو خوب جانتے ہین۔

بعض احوال خاصہ بعضے منافقین

اس کا مختصر قصہ یہ ہے کہ ثعلبہ بن حاطب نامی ایک شخص نے آپ سے کثرت مال کی دعا کرائی آپ نے سمجھایا کہ مصلحت نہین اُسنے کہا کہ مین نیک کامون مین صرف کیا کرونگا غرض آپکی دعا سے وہ مالدار ہوگیا جب زکوٰۃ کا وقت آیا تو کہنے لگا کہ اس مین اور جزیہ مین کیا فرق ہے اور زکوٰۃ نہ دی اسپر یہ آیت نازل ہوئی۔

آیت و تفسیر

وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۷۵﴾ فَلَمَّآ اٰتٰهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۷۶﴾ فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ﴿۷۷﴾ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۷۸﴾ اور ان (منافقین) مین بعضے آدمی ایسے ہین کہ خدا تعالی سے عہد کرتے ہین (کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد کرنا اور خدا سے عہد کرنا برابر ہے اور وہ عہد یہ تھا کہ) اگر اللہ تعالی ہم کو اپنے فضل سے (بہت سا مال) عطا فرماوے تو ہم (اُس مین سے) خوب خیرات کرین اور ہم (اسکے ذریعہ سے) خوب نیک نیک کام کیا کرین سو جب اللہ تعالی نے اُن کو اپنے فضل سے (بہت سا) دیدیا تو وہ اس مین بخل کرنے لگے (کہ زکوٰۃ نہ دی) اور (اطاعت سے) روگردانی کرنے لگے اور وہ تو روگردانی کے (پہلے ہی سے) عادی ہین سو اللہ تعالی نے اُن (کے اس فعل) کی سزا مین اُنکے دلون مین نفاق (قائم) کردیا جو خدا کے پاس جانے کے دن تک (یعنی دم مرگ تک) رہیگا اس سبب سے کہ انھون نے خدا تعالی سے اپنی وعدہ مین خلاف کیا اور اس سبب سے کہ وہ (اس وعدہ مین شروع ہی مین) جھوٹ بولتے تھے (یعنی نیت ایفاء کی اُس وقت بھی نہ تھی پس نفاق تو اس وقت بھی دل مین تھا جس کی فرع کذب و اخلاف کے وقوع سے اور زیادہ مستحق غضب ہوئے اور اُس زیادت آمد غضب کا اثر یہ ہوا کہ وہ نفاق سابق اب دائم اور غیر زائل ہوگیا کہ توبہ ہی نصیب نہ ہوگی اسی حالت پر مرکر ابدالآباد جہنم مین رہنا نصیب ہوگا اور باوجود کفر مضمر کے جو اسلام اور اطاعت کا اظہار کرتے ہین تو) کیا ان (منافقین) کو یہ خبر نہین کہ اللہ تعالے کو ان کے دل کا راز اور ان کی سرگوشی سب معلوم ہے اور یہ کہ اللہ تعالی تمام غیب کی باتون کو خوب جانتے ہین (اور اس لیے وہ ظاہری اسلام اور اطاعت اُنکے کام نہین آسکتا بالخصوص آخرت مین پس سزائے جہنم ضروری ہے) **ف** باوجودیکہ صاحب قصہ ایک شخص ہے پھر اٰتاھم وغیرہ مین جمع کی ضمیر اس لیے لائی گئی کہ دوسرے منافقین بھی من وجہ اسمین شریک تھے چنانچہ دیکھا جاتا ہے کہ دوسرے ہم مشربون کو مال سے بھی نفع ہوتا ہے اور ایسے احوال و اقوال کو بھی وہ پسند کیا کرتے ہین اور اعقبھم الخ سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح طاعات سے ایمان کی نورانیت بڑھتی ہے اسی طرح معاصی سے کفر کی ظلمت بھی بڑھتی ہے پس کذب و اخلاف سے کفر سابق مین کہ ہم معیر مضمون بھی اسکی طرف مشیر ہے یہ اشتداد ہوگیا کہ دم مرگ تک امتداد ہوگیا جسکے لیے جہنم لازم ہے پس حاصل سزا خلود فی النار ہے تتمہ قصہ یہ ہے کہ ان آیتون کے نازل ہونے کی خبر سنکر زکوٰۃ لیکر حضور مین حاضر ہوا

اللغات فاعقبھم جعل اللہ تعالے عاقبۃ فعلہم ذلک کذا فی الروح قلت و ترجمتی اخذ بالحاصل ۱۲

ملحقات الترجمۃ

سلہ قولہ فمن فضلہ بہت سا الخ یحتمل وجہین احدہما ان یقدر المفعول له تکون من حلیۃ والاٰخر ان یکون الفضل بمعنی المال الزائد مقصودا و تکون من زائدہ ۱۲

اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقٰتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ

یہ ایسے ہین کہ نفل صدقہ دینے والے مسلمانون پر صدقات کے بارے مین طعن کرتے ہین اور اُن لوگون پر جن کو بجز مزدوری کے اور کچھ میسر نہین ہوتا یعنی اُن سے تمسخر کرتے ہین

مِنْهُمْ ؕ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ ۫ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

اللہ تعالیٰ ان کو اس تمسخر کا بدلہ دیگا اور انکے لیے دردناک سزا ہوگی

آپنے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو تیری زکوۃ لینے سے منع فرما دیا ہے اُس نے بہت ہائے وا ویلا کی پھر حضرت صدیق اکبر رض کے خلافت مین زکوۃ لایا آپنے بھی قبول نہ کی اسی طرح حضرت عمر رض اور حضرت عثمان رض نے بھی قبول نہ کی یہان تک کہ حضرت عثمان رض کے زمانہ مین وہ مرگیا کذا فی الروح عن الطبرانی و دلائل البیہقی بروایۃ ابی امامۃ الباہلی احقر کہتا ہے کہ اس کا زکوۃ لانا اور نہ لینے پر واویلا کرنا خلوص سے نہ تھا بلکہ دفع عار و بدنامی کے لیے تھا کیونکہ اعقبہم الخ سے اس کا دائما کافر رہنا معلوم ہوگیا پھر خلوص کا احتمال کب ہے اور شاید ممانعت قبول سے مراد حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی یہی ہو اس طرح کہ قبول صدقہ کے لیے ایمان شرط ہے اور شرط کا انتفا منصوص ہے پس مشروط بھی منہی عنہ ہوگا اور عجب نہین کہ الم یعلموا مین اسی کا ارشاد ہو کہ یہ شخص جو زکوۃ لایا ہے تو کیا اسکو یہ معلوم نہین کہ اللہ تعالیٰ دل کا حال جانتا ہے جب دل مین ایمان نہین تو کیسے قبول کیا جاویگا اور چونکہ کسی جگہ منقول نہین کہ پھر اس شخص نے مساکین کو خود زکوۃ دیدی ہو اس سے ظاہراً تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ نہین دی یہ بھی ایک قرینہ ہے عدم خلوص کا ورنہ خود بھی تو دے سکتا تھا اور ممکن ہے کہ آپنے مستقل وحی ہی نازل ہوئی ہو اور خلفاء راشدین کا قبول نکرنا آپکے قبول نہ فرمانے کی وجہ سے تھا اور فاعقبہم سے استدلال کی صورت مین ضمیر جمع کا ظاہر اقتضا یہ ہے کہ اور منافقین کے ساتھ بھی یہ معاملہ کیا جاتا مگر ممکن ہے کہ اورون کی تعیین نہ ہوئی ہو اس لیے ایسا برتاؤ نہ کیا گیا ہو یا اس حکم مین اُس شخص کی خصوصیت بوجہ بانی و بادی ہونے کے ہو جیسا کہ بعض احکام مخصوص ہی ہوجایا کرتے تھے اور اب چونکہ کسی کا کفر مضمر متیقن نہین اس لیے اب مظہر اسلام سے مسلم کا سا معاملہ کیا جاویگا **ربط** اوپر بعض احوال مختصہ کا بیان تھا آگے پھر بعض احوال مشترکہ کا بیان ہے جیسا پہلے سے اسی طرح سلسلہ چلا آتا ہے -

ملحقات الترجمۃ ۱؎ **قولہ** فی الذین یہ ایسے ہین اشارۃ الی ان المبتدأ مقدر ہو ہم ۱۲ ۲؎ **قولہ** فیسخرون یعنے اشارۃ الی ان الفاء لتفسیر لان اللمز للذین لا یجدون مفسر بالسخریۃ ۱۲

بعض دیگر احوال مشترکہ منافقین

اسکے قصہ متعلقہ کا خلاصہ یہ ہے کہ ایکبار آپنے صدقہ کی ترغیب دی تو ایک صحابی رض بہت سا مال لے آئے منافقین نے کہا کہ یہ ریاکار ہے دوسرے صحابی غریب تھے بہت قلیل لائے منافقین نے کہا کہ یہ میان اس واسطے لائے ہین کہ میرا بھی نام ہوجاوے اسپر آیت نازل ہوئی کذا فی الدر عن البخاری وغیرہ -

آیت و تفسیر

اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقٰتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ ؕ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ ۫ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ یہ (منافقین) ایسے ہین کہ نفل صدقہ دینے والے مسلمانون پر صدقات کے بارے مین طعن کرتے ہین اور (خصوص) اُن لوگون پر (اور زیادہ) جنکو بجز محنت مزدوری (کی آمدنی) کے اور کچھ میسر نہین ہوتا اور وہ بیچارے اُسی مین سے ہمت کرکے حاضر کردیتے ہین اُنپر زیادہ طعن کرتے ہین) یعنی اُن سے تمسخر کرتے ہین (یعنی مطلق طعن تو سب پر کرتے ہین اور ان غریبون سے تمسخر بھی کرتے ہین) اللہ تعالیٰ انکو اس تمسخر کا (تو خاص) بدلہ دیگا اور ویسے مطلق طعن کا یہ بدلہ ملے ہی گا کہ) انکے لیے (آخرت مین) دردناک سزا ہوگی **ف** تمسخر سے چونکہ زیادہ دل دکھتا ہے اس لیے اسکا ذکر وقوع اور جزا دونون مین خصوصیت کے ساتھ کیا گیا واللہ اعلم اور یہان نفل کی تخصیص باعتبار واقعہ کے ہے ورنہ لمز و تمسخر اگر غیر نفل مین ہو تب بھی یہی سزا ہے بلکہ باولویت کے درجہ مین کیونکہ فرض افضل ہے نفل سے واللہ اعلم **ربط** اوپر منافقین کے لیے عذاب الیم کا اثبات ہے آگے اس اثبات کی تاکید

الذین لا یجدون معطوف علی المطوعین عطف خاص علی عام والضمیر فی سخر اللہ منہم کما فی الروح للفریق الاخیر والکل و قع من ترجمتی فی الصدقات متعلق یلمزون ۱۲

اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ۭ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا

آپ خواہ ان کے لیے استغفار کریں یا ان کے لیے استغفار نہ کریں اگر آپ ان کے لیے ستر بار بھی استغفار کریں گے تب بھی اللہ تعالیٰ انکو نہ بخشے گا یہ اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے اللہ اور رسول کے ساتھ

بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ

کفر کیا اور اللہ تعالیٰ ایسے سرکش لوگوں کو ہدایت نہیں کیا کرتا یہ پیچھے رہ جانے والے خوش ہو گئے رسول اللہ کے بعد اپنے بیٹھے رہنے پر

اللّٰهِ وَكَرِهُوْٓا اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ ۭ قُلْ نَارُ

اور ان کو اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان کے ساتھ جہاد کرنا ناگوار ہوا اور کہنے لگے کہ تم گرمی میں مت نکلو آپ کہہ دیجیے کہ جہنم کی آگ

جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ۭ لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ۝ فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا ۚ جَزَاۗءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝

زیادہ گرم ہے کیا خوب ہوتا اگر وہ سمجھتے سو تھوڑے دنوں ہنس لیں اور بہت دنوں روتے رہیں ان کاموں کے بدلہ میں جو کچھ کیا کرتے تھے

فَاِنْ رَّجَعَكَ اللّٰهُ اِلٰى طَاۗىِٕفَةٍ مِّنْهُمْ فَاسْتَاْذَنُوْكَ لِلْخُرُوْجِ فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِيَ اَبَدًا وَّلَنْ تُقَاتِلُوْا

تو اگر خدا تعالیٰ آپ کو ان کے کسی گروہ کی طرف واپس لائے پھر یہ لوگ چلنے کی اجازت مانگیں تو آپ یوں کہہ دیجیے کہ تم کبھی بھی میرے ساتھ نہ چلو گے اور نہ میرے ہمراہ ہو کر

مَعِيَ عَدُوًّا ۭ اِنَّكُمْ رَضِيْتُمْ بِالْقُعُوْدِ اَوَّلَ مَرَّةٍ فَاقْعُدُوْا مَعَ الْخٰلِفِيْنَ ۝

کسی دشمن سے لڑو گے تم نے پہلے بھی بیٹھے رہنے کو پسند کیا تھا تو ان لوگوں کے ساتھ بیٹھے رہو جو پیچھے رہ جانے کے لائق ہی ہیں

کہ یہ عذاب نبی کی دعا و استغفار سے بھی باوجود اس کے اعظم وسائل ہونے کے نہیں ٹل سکتا بوجہ فقدان اصل شرط یعنی ایمان کے۔

عدم نفع استغفار نبی مر منافقین را

اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ۭ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۸۰﴾ آپ خواہ ان (منافقین) کے لیے استغفار کریں یا انکے لیے استغفار نہ کریں (عدم نفع میں دونوں برابر ہیں لقولہ تعالیٰ سواء علیهم استغفرت لهم الخ آگے اس عدم نفع کا بیان ہے جسمیں دونوں برابر ہیں یعنی) اگر آپ انکے لیے ستر بار (یعنی بکثرت) بھی استغفار کریں گے تب بھی اللہ تعالیٰ انکو نہ بخشے گا (اور) یہ (نہ بخشنا) اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے اللہ اور رسول کے ساتھ کفر کیا اور اللہ تعالیٰ ایسے سرکش لوگوں کو (جو کہ کبھی ایمان اور حق کی طلب ہی نہ کریں) ہدایت نہیں کیا کرتا (اس وجہ سے یہ عمر بھر کفر ہی پر قائم رہے اور اسی پر ختم ہو گئے) **ف** اس آیت کے متعلق انشاء اللہ تعالیٰ کچھ مضمون عنقریب آیت ولا تصل کی تفسیر میں آتا ہے ملاحظہ کر لیجیے **ربط** اوپر سے منافقین کا ذکر چلا آتا ہے اُن میں سے بالخصوص متخلفین کے متعلق بعض مضامین مذکور ہیں۔

بعضے از حال و مآل متخلفین

فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَكَرِهُوْٓا اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ ۭ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ۭ لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ﴿۸۱﴾ فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا ۚ جَزَاۗءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَاِنْ رَّجَعَكَ اللّٰهُ اِلٰى طَاۗىِٕفَةٍ مِّنْهُمْ فَاسْتَاْذَنُوْكَ لِلْخُرُوْجِ فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِيَ اَبَدًا وَّلَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِيَ عَدُوًّا ۭ اِنَّكُمْ رَضِيْتُمْ بِالْقُعُوْدِ اَوَّلَ مَرَّةٍ فَاقْعُدُوْا مَعَ الْخٰلِفِيْنَ ﴿۸۳﴾

اللغات المقعد القعود الخلاف بمعنی خلف ظرف عامله مقعد ہے ہو سعد ہہنا وقد یجی لازما کما فی ربحتہ السہم ۱۲

البلاغة قوله المخلفون لم يقل المتخلفون اشارة الی کونہم بالغین فی التخلف کانہم مسخرون فی ایدی الشیطان بحیث اقعدہم فقعدوا کالمجبور فافہم ۱۲

ملحقات الترجمہ لہ قولہ فی استغفار برابر وہذا کقولہ تعالیٰ سواء علیهم انذرتهم ام لم تنذرهم لا یؤمنون ۱۲

ع ۸ / ۱۰ / ۱۶

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝

اور ان میں کوئی مر جائے تو اس پر کبھی نماز نہ پڑھیے اور نہ اس کی قبر پہ کھڑے ہوجیے انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے اور وہ حالت کفر ہی میں مرے ہیں ۔

یہ پیچھے رہ جانے والے خوش ہوگئے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے (جانے کے) بعد اپنے بیٹھے رہنے پر اور ان کو اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان کے ساتھ جہاد کرنا ناگوار ہوا (دو وجہ سے اول کفر دوسرے آرام طلبی) اور (دوسروں کو بھی) کہنے لگے کہ تم (ایسی تیز) گرمی میں گھر سے) مت نکلو آپ (جواب میں) کہدیجیے کہ جہنم کی آگ (اس سے بھی) زیادہ (تیز اور) گرم ہے (سو تعجب ہے کہ اس گرمی سے تو بچتے ہو اور جہنم میں جانے کا خود سامان کر رہے ہو کہ کفر و مخالفت کر نہیں چھوڑتے) کیا خوب ہوتا اگر وہ سمجھتے سو (ان امور مذکورہ کا نتیجہ یہ ہے کہ دنیا میں) تھوڑے دنوں ہنس (کھیل) لیں) اور (پھر آخرت میں) بہت دنوں (یعنی ہمیشہ) روتے رہیں (یعنی ہنسنا تھوڑے دنوں کا ہے پھر رونا ہمیشہ کا) ان کاموں کے بدلہ میں جو کچھ (کفر و نفاق و خلاف وغیرہ) کیا کرتے تھے (جب ان کا حال معلوم ہوگیا) تو اگر خدا تعالیٰ آپ کو (اس سفر سے مدینہ کو صحیح و سالم) ان کے کسی گروہ کی طرف واپس لائے (گروہ اس لیے کہا کہ ممکن ہے بعضے اس وقت تک مر جاویں کوئی کہیں چلا جاوے اور) پھر یہ لوگ (براہ خوشامد و دفع الزام سابق کسی جہاد میں آپ صلعم کے ساتھ) چلنے کی اجازت مانگیں (اور دل میں اس وقت بھی یہی ہوگا کہ عین وقت پر کچھ بہانہ کردینگے) تو آپ یوں کہدیجیے کہ (اگرچہ اسوقت دنیا سازی کے طور پر باتیں بنا رہے ہو لیکن اللہ تعالیٰ نے تمہارا مافی الضمیر بتلا دیا ہے اس لیے نہایت وثوق سے کہتا ہوں کہ) تم کبھی بھی میرے ساتھ (جہاد میں) نہ چلوگے اور نہ میرے ہمراہ ہو کر کسی دشمن (دین) سے لڑوگے (جو کہ اصلی مقصود ہے چلنے سے کیونکہ) تم نے پہلے بھی بیٹھے رہنے کو پسند کیا تھا (اور اب بھی عزم وہی ہے) تو (خواہ مخواہ جھوٹی باتیں کیوں بناتے ہو بلکہ مثل سابق اب بھی) ان لوگوں کے ساتھ بیٹھے رہو جو (واقعی) پیچھے رہ جانے کے لائق ہی ہیں (بوجہ عذر کے جیسے بوڑھے اور بچے اور عورتیں) **ف** قالوا لا تنفروا میں دو احتمال ہیں ایک یہ کہ مسلمانوں کو بھی بہکاتے ہوں گو ان کے کہنے کا اثر نہ ہوا ہو دوسرے یہ کہ اپنے ہم مشربوں سے کہتے ہوں گو کہنے کی حاجت نہ ہو لیکن مقصود اس سے اظہار توافق اور رفع سرور اپنی رائے پر ہوتا ہے اور فلیضحکوا گو صیغہ امر کا ہے مگر مراد اس سے خبر ہے اور مقصود مرتب کرنا مجموعہ کا ہے پس یہ شبہ نہ رہا کہ بکار کا تو جزائے اعمال ہونا صحیح ہے مگر ضحک کے جزا ہونے کے کیا معنے **ربط** اوپر ان کے ساتھ انکی حالت حیوۃ میں برتاؤ کا ذکر تھا آگے ان کے مرنے کے بعد ان کے ساتھ برتاؤ کا بیان ہے ۔

معاملہ با منافقین بعد موت ایشان

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ اور ان میں کوئی مر جاوے تو اس (کے جنازہ) پر کبھی نماز نہ پڑھیے اور نہ (دفن وغیرہ کے واسطے) اس کی قبر پر کھڑے ہوجیے (کیونکہ) انہوں نے (یعنی جو کہ مر گئے ہیں) اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے اور وہ حالت کفر ہی میں مرے ہیں (اور جو کافر ہو کر مرے اس کے لیے دعاء و استغفار یا اس کے کفن دفن میں شرکت جائز نہیں) **ف** اس کے شان نزول کے متعلق کچھ اشکال ہے

فائدہ

وقد ذکر استاذی مولانا محمد یعقوب علیہ رحمۃ اللہ علام الغیوب فی حکمۃ صلاتہ صلی اللہ علیہ وسلم علیہ حکمۃ اخری ولا غرو فی تضمن فعلہ صلی اللہ علیہ وسلم حکما کثیرۃ وہی انہ صلی اللہ علیہ وسلم بہذا الفعل کشف

القناع عن وجہ سر عظیم وہو انہ لا ینفع شیء من التوسلات والتبرکات بدون الایمان الا ترون الی ما مر والصحابۃ رضی اللہ عنہم معتقدون فصلوا جمیعا علی جنازتہ واستغفر والہ وکفن فی قمیصہ ودخل جوف ریقہ ومع ذلک کلہ ہو فی الدرک الاسفل من النار فلا یغتر احد بکونہ ذا النسبۃ من مبارک او مقبول کما ہو من ہویہ الجہلاء الذین یسلکون انفسہم فی محبی الاولیاء ومعتقدیہم وانی لہم ذلک انتہی بمعناہ ۱۲

ملحقات الترجمة

لہ قولہ فی المخلفون یہ اشارۃ الی ان اللام للعہد لیخرج من تخلف لا بالنفاق ۱۲ سلہ قولہ فلیضحکوا کھیل اشارۃ الی ان المراد بالضحک مع الفرح ۱۲ سلہ قولہ قلیلا وکثیرا اشارۃ الی الظرف بمعنے زمانا کثیرا ۱۲ سلہ قولہ جزاء بدلہ اشارۃ الی کونہ مفعولا لہ لمجموع یضحکوا ویبکوا ۱۲ سلہ قولہ فی الخوف مع آپکے ساتھ والقرینۃ علیہ قولہ معی بعدہ ۱۲ سلہ قولہ فی تقاتلوا لن تقاتلوا مقصود اشارۃ الی فائدۃ زیادۃ لن تقاتلوا قولہ ہنا لن لڑوگے لم اطلع علی النہی کغیری تحریما لحقیقۃ صلی الجنازۃ اصحت وقد صحت کما قررت وہذا من المواہب ۱۲

اُس کو مع جواب نقل کرتا ہون شانِ نزول اس کا حدیث شیخین مین ابن عمر رضہ سے اس طرح منقول ہے کہ جب عبد اللہ بن اُبی منافق
مرگیا تو اُس کے بیٹے نے کہ وہ صحابی رضہ تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ اپنا قمیص دیجیے کہ اُس مین
اُس کو کفنایا جاوے آپ نے دیدیا پھر درخواست کی کہ اُس کے جنازے کی نماز بھی پڑھ دیجیے آپ پڑھنے کھڑے ہوئے تو
تو حضرت عمر رضہ نے آپ کا کپڑا پکڑ لیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ اس کی نماز پڑھتے ہین حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو
منافقین پر نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے (یعنی اس آیت مین استغفر لھم اولا تستغفر لھم الخ) آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ
نے مجھ کو اختیار دیا ہے (منع نہین کیا) چنانچہ یون فرمایا ہے استغفر لھم اولا تستغفر لھم ان تستغفر لھم سبعین
مرۃ فلن یغفر اللہ لھم مین سبعین یعنی ستر بار سے زیادہ استغفار کر دون گا غرض آپ نے نماز پڑھی اُس پر یہ آیت ولا تصل الخ
نازل ہوئی پھر کبھی آپ نے منافقین کے جنازے پر نماز نہین پڑھی اھ اس مین اشکال یہ ہے کہ آیت استغفر لھم الخ آیا مفید نہی
عن الاستغفار کو ہے یا نہین اگر مفید ہے تو آپ نے نماز کیون پڑھی کہ مقصود اُس سے استغفار ہے اور پھر تخییر کیسے سمجھی
اور اگر مفید نہین تو حضرت عمر رضہ نے کہ صاحب زبان تھے کیسے سمجھا جواب یہ ہے کہ اصل مین یہ صیغہ تسویہ کے لیے ہے نہ اس
سے نہی مفہوم ہوتی ہے نہ امر تخییری یا غیر تخییری بلکہ امر و نہی کے لیے دلیل خارجی کی ضرورت ہوتی ہے جیسے اس آیت مین سواء
علیھم ءانذرتھم الخ دوسری آیت بلغ ما انزل الخ سے امر انذار کا ثابت ہوا اب اس دلیل خارجی کی نسبت رائے کا اختلاف
ہوا حضرت عمر رضہ نے تو یہ سمجھا کہ لن یغفر اللہ لھم سے اس فعل کا عبث ہونا معلوم ہوتا ہے اور عبث کا صدور ایسے حکیم کی
شان کے اعتبار سے ممنوع ہے اس لیے نہی کا مدلول کہا اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی نظر مین چونکہ اس مین کچھ حکمتین ممکن تھین
چنانچہ درمنثور مین قتادہ رضہ سے بروایت ابو الشیخ رضہ آپ کا ارشاد مروی ہے وما یغنی عنہ قمیصی واللہ انی لارجوان
یسلم بہ اکثر من الف من بنی الخزرج اھ یعنی میرے کُرتہ سے اس کو نجات نہین ہوسکتی لیکن مجھ کو اُمید ہے کہ اس بات
کو دیکھ کر کہ اپنے بدخواہون کے ساتھ ایسی شفقت اور لطف فرمایا جاتا ہے ایک ہزار سے زیادہ مسلمان ہوجاوین گے اس
حکمت کے اعتبار سے آپ نے اُس کو عبث سے خارج سمجھ کر امر تخییری کے مقتضا پر عمل فرمایا پس نہ حضرت عمر رضہ پر اشکال رہا
نہ آپ پر اور آپ کا یہ ارشاد کہ مین ستر سے زیادہ استغفار کرلون گا اس پر مبنی نہین کہ آپ نے سبعین سے تحدید مراد
سمجھی کیونکہ یقینی بات ہے کہ اس سے مراد تکثیر ہے بلکہ اصل مین یہ قضیہ شرطیہ بصورت خبریہ ہے چنانچہ درمنثور مین بخاری
کی روایت سے آپ کا یہ قول مروی ہے فلو اعلم انی ان زدت علی السبعین غفر لہ لزدت علیھا یعنی اگر مین جانتا کہ ستر
سے زائد استغفار کرنے سے مغفرت ہوجاوے گی تو مین زیادہ کرلیتا مطلب یہ کہ اگر تحدید مراد ہوتی تو زیادہ استغفار کرلیتا مگر
چونکہ مراد تکثیر ہے اس لیے اب زیادہ استغفار نہ کرون گا البتہ مطلق استغفار چونکہ حکمت مذکورہ کو متضمن ہے اس لیے بضمن
صلوٰۃ جنازہ اُس کو اختیار کیا گیا لیکن ممانعت کی وجہ یہ ہوئی کہ گو اُس مین وہ مصالح ضرور تھے لیکن آیندہ مفاسد مرتب ہوتے
مثلاً مخالفین کو زجر نہ ہوتا اور موافقین کا دل نہ بڑھتا کہ یہان تو سب مساوی ہین وغیر ذلک **مسئلہ** کافر کے جنازے پر
نماز اور اُس کے لیے استغفار جائز نہین **مسئلہ** قیام علی القبر سے مراد وہ ہے جو بطور اکرام کے ہو خواہ بغرض زیارت ہو یا بغرض
دفن اور اگر عبرت اور تذکر موت کے لیے ہو یا ضرورت کے لیے ہو جیسے ہدایہ مین ہے کہ جس کا کوئی کافر رشتہ دار مرجاوے اور
اُس کا انتظام اُس کے متعلق آپڑے تو اُس کو بدون رعایت طریقہ مسنون کے غسل و کفن دیکر دفن کردے تو اس طرح قیام
علے القبر درست ہے لیکن اگر زیارت بغرض عبرت مین کوئی مفسدہ دینیہ ہو تو جائز نہین فقط **ربط** اوپر کی آیت سے
ان کا مبغوض عند اللہ ہونا معلوم ہوا آگے بتلاتے ہین کہ ان کے پاس جو مال و اولاد ہے یہ دلیل ان کے محبوب ہونے کی
نہین بلکہ بوجہ آلۂ تعذیب ہونے کے وہ بھی ثمرہ مبغوضیت کا ہے۔

وَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَاَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ۝

اور ان کے اموال اور اولاد آپ کو تعجب میں نہ ڈالیں اللہ کو صرف یہ منظور ہے کہ ان چیزوں کی وجہ سے دنیا میں انکو گرفتار عذاب رکھے اور ان کا دم حالت کفر ہی میں نکل جاوے

وَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ اَنْ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَجَاهِدُوْا مَعَ رَسُوْلِهِ اسْتَاْذَنَكَ اُولُوا الطَّوْلِ مِنْهُمْ وَقَالُوْا ذَرْنَا نَكُنْ

اور جب کبھی کوئی ٹکڑا قرآن کا اس مضمون میں نازل کیا جاتا ہے کہ تم اللہ پر ایمان لاؤ اور اسکے رسول کے ہمراہ ہو کر جہاد کرو تو ان میں کے مقدور والے آپ سے رخصت مانگتے ہیں اور کہتے ہیں ہمکو اجازت دیجیے

مَّعَ الْقٰعِدِيْنَ ۝ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ۝ لٰكِنِ الرَّسُوْلُ

کہ ہم بھی یہاں ٹھیرنے والوں کے ساتھ رہجاویں وہ لوگ خانہ نشین عورتوں کے ساتھ رہنے پر راضی ہوگئے اور انکے دلوں پر مہر لگ گئی جس سے وہ سمجھتے ہی نہیں ہاں لیکن رسول

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ ۫ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

اور آپ کی ہمراہی میں جو مسلمان ہیں انہوں نے اپنے مالوں سے اور جانوں سے جہاد کیا اور ان ہی کے لیے ساری خوبیاں ہیں اور یہی لوگ کامیاب ہیں

اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ ع ۹ ۱۷

اللہ تعالی نے انکے لیے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جنکے نیچے سے نہریں جاری ہیں وہ ان میں ہمیشہ کو رہیں گے اور یہ بڑی کامیابی ہے -

آلۂ تعذیب بودن اموال و اولاد کفار را

وَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَاَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۸۵﴾ اور انکے اموال اور اولاد آپ کو (اس) تعجب میں نہ ڈالیں (کہ ایسے مبغوضین پر یہ نعمتیں کیسے ہوئیں سو یہ واقع میں انکے لیے نعمتیں نہیں بلکہ آلات عذاب ہیں کیونکہ) اللہ کو صرف یہ منظور ہے کہ ان (مذکورہ) چیزوں کی وجہ سے دنیا میں (بھی) انکو گرفتار عذاب رکھے اور انکا دم حالت کفر ہی میں نکل جاوے (جس سے آخرت میں بھی مبتلائے عذاب رہیں) **ف** ایسی آیت یہاں سے چار رکوع پہلے ب نفقات کے غیر مقبول ہونے کے ذکر میں آچکی ہے پس وہاں حیوۃ کی ایک حالت کے ساتھ کہ عدم قبول نفقات ہے اس مضمون کا تعلق تھا اور یہاں موت کی ایک حالت کے ساتھ کہ عدم نجات ہے تعلق ہے پس تکرار نہ رہا یا بوجہ مہتم بالشان ہونے کے اسکی تاکید مقصود ہو پس یہ بھی ایک فائدہ جدیدہ ہے **ربط** اوپر غزوہ تبوک کے متعلق منافقین کے تخلف و استیذان باعذار باطلہ کا بیان تھا آگے انکی اس عادت کا مستمرہ ہونا کہ ہر غزوہ میں انکی حالت ہے اور انکے مقابلہ میں اہل ایمان کی جانبازی اور اسکی فضیلت بیان فرماتے ہیں -

استمرار عادت منافقین در تخلف و مدح مومنین

وَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ اَنْ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَجَاهِدُوْا مَعَ رَسُوْلِهِ اسْتَاْذَنَكَ اُولُوا الطَّوْلِ مِنْهُمْ وَقَالُوْا ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴿۸۶﴾ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ﴿۸۷﴾ لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ ۫ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۸۸﴾ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۸۹﴾ اور جب کبھی کوئی ٹکڑا [1] قرآن کا اس مضمون میں نازل کیا جاتا ہے کہ تم (خلوص [2] دل سے) اللہ پر ایمان

ملحقات الترجمة

[1] قوله فی اذا جب کبھی اذا تفید العموم بقرینة المقام کما فی الروح ۱۲ [2] قوله فی سورة ٹکڑا اشارة الی الحمل علی المعنی اللغوی لان اکثر ما نزل فی الجهاد ہو الآیات لا السورة وہو مجاز شرعی ویمکن ان یحمل علی الحقیقة الشرعیة ویراد بالسورة بعضها کما ان القرآن یطلق علی الکل والجزء ۱۲ [3] قوله فی آمنوا خلوص لیصح امر المنافقین به ۱۲

اللغات

فی الخازن قیل الخوالف النساء اللاتی یتخلفن فی البیوت فلا یخرجن منها وقیل خوالف جمع خالفة وهم اردیاء الناس وسفلتهم یقال فلان خالفة قومه اذا کان دونهم وفی الروح الخیرات جمع خیرة بسکون الیاء مخفف خیرة المشددة تانیث خیر وهو الفاضل من کل شئ المستحسن منه ۱۲ -

البلاغة

کرر اسم الاشارة تنویها بشانهم ۱۲

فائدہ واختلاف الآیتین فی العنوان للتفنن عندی وهذا اسلم ما سہل ۱۲ -

وَجَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِيْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ

اور کچھ بہانہ باز لوگ دیہاتیون مین سے آئے تاکہ اُن کو اجازت مل جائے اور جنہون نے خدا سے اور اُس کے رسول سے بالکل ہی جھوٹ بولا تھا وہ بالکل ہی بیٹھے رہے ان مین جو کافر رہین گے

كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○

اُن کو دردناک عذاب ہوگا

لاؤ اور اُس کے رسول کے ہمراہ ہوکر جہاد کرو تو ان مین کے مقدور[۱] والے آپ سے رُخصت مانگتے ہین اور (رخصت کا یہ مضمون[۲] ہوتا ہے کہ) کہتے ہین ہم کو اجازت دیجئے کہ ہم بھی یہان ٹھیرنے والون کے ساتھ رہ جاوین (البتہ[۳] ایمان واخلاص کے دعوے مین کچھ کرنا نہین پڑتا اُس کو کہدیا کہ ہم تو مخلص ہین) وہ لوگ (غایت بے حمیتی سے) خانہ نشین عورتون کے ساتھ رہنے پر راضی ہوگئے اور اُن کے دلون پر مہر لگ گئی جس سے وہ (حمیت بے حمیتی کو) سمجھتے ہی نہین ہان لیکن رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) اور آپ کے ہمراہی ہین جو مسلمان ہین انہون نے (البتہ اُس حکم کو مانا اور) اپنے مالون سے اور جانون سے جہاد کیا اور ان ہی کے لیے ساری خوبیان ہین اور یہی لوگ کامیاب ہین (اور وہ خوبی اور کامیابی یہ ہے کہ) اللہ تعالے نے اُن کے لیے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہین جن کے نیچے سے نہرین جاری ہین (اور) وہ اُن مین ہمیشہ رہین گے اور یہ بڑی کامیابی ہے۔ **ف** اولو الطول کے ذکر سے تخصیص مقصود نہین بلکہ غیر اولی الطول کا حال بدرجۂ اولےٰ معلوم ہوگیا کہ جب اہل مقدور کا یہ حال ہے تو بے مقدورون کا تو ضرور ہی ہوگا اور باوجودیکہ ذکر رسول کی کوئی حاجت نہین لیکن اس سے مقصود مومنین کی مدح ہے کہ جہاد مین اُن کا خلوص بھی کامل ہے جیسا آپ کا اکمل ہے **ربط** اوپر مدینہ کے منافقین کا ذکر تھا آگے دیہات کے منافقین کا ذکر ہے۔

حال اعراب منافقین

وَجَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِيْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۹۰﴾ اور کچھ بہانہ باز لوگ دیہاتیون مین سے آئے تاکہ اُن کو (گھر رہنے کی) اجازت مل جاوے اور (اُن دیہاتیون مین سے) جنہون نے خدا سے اور اُس کے رسول سے (دعوے ایمان مین) بالکل ہی جھوٹ بولا تھا وہ بالکل ہی بیٹھ[۴] رہے (جھوٹے عذر کرنے بھی نہ آئے) ان مین جو (آخر تک) کافر رہین گے اُن کو (آخرت مین) دردناک عذاب ہوگا (اور جو توبہ کرلین وہ عذاب سے بچ جاوین گے) **ف** یون تو دعوے ایمان مین سب ہی منافقین جھوٹے تھے مگر جو عذر کرنے آئے تھے اُنہون نے اپنے دعوے کو ظاہرداری مین تو نباہا اور بعضے ایسے متکبر بیباک تھے جنہون نے ظاہرداری بھی نہ برتی وہ جیسے دل مین جھوٹے تھے ظاہر مین بھی اُن کا جھوٹ کھل گیا بالکل جھوٹ بولنے کا مطلب یہ ہے اس طور پر ان دیہاتی منافقین کی دو قسمین[۵] ہوگئین خوب سمجھ لو **ربط** اوپر جھوٹے عذر والون کا اور اُن کے عذرون کے غیر مقبول ہونے کا بیان تھا آگے سچے عذر والون اور اُن کے عذرون کے مقبول ہونے کا بیان ہے اور انما السبیل الخ مین تاکید مقبولیت عذر کے لیے مواخذہ کا انحصار اہل اعذار باطلہ مین فرما دیا گیا۔

ملحقات الترجمہ

[۱] قولہ فی الطول سند در کما فی الربح قدرۃ مالیۃ ویعلم من ذلک البدینۃ بالقیاس و خصوا بانہ کرلانہم المادمون کما بین فی ف ۱۲

[۲] قولہ فی وقالوا یہ مضمون اشارۃ الی ان العطف تفسیری ولذا لم یقید الاستیذان بالنعوذ لانتفار

[۳] قولہ مع القاعدین عنہ ۱۲

[۵] قولہ فی ف دو قسمین نہت ذلک معانی الخازن ویروی عن ابی عمرو بن العلاء انہ قال ان قوما تکلفوا عذرا باطلا فہم الذین عناہم اللہ تعالے بقولہ وجاء المعذرون وتخلف آخرون لا لعذر ولا لشبہۃ عذر جرارۃ علے اللہ تعالےٰ فہم المراد بقولہ وقعد الذین کذبوا وفیہ انما قال منہم لانہ سبحانہ وتعالی علم ان منہم من سیومن فاستثناہم اللہ تعالے

اللغات

فی الخازن المعذرون المعتذرون وقیل ان الاصل فی ہذا اللفظ عند النحاۃ المعتذرون ادغمت التاء فی الذال لقرب مخرجیہا ای بعد نقل حرکۃ التاء الی العین والاعتذار فی کلام العرب علی قسمین یقال اعتذر اذا کذب فی عذرہ ومنہ قولہ تعالے یعتذرون الیکم فرد اللہ تعالے علیہم بقولہ لا تعتذروا ویقال اعتذر اذا اتی بعذر صحیح ومنہ قول لبید ومن یبک حولا کاملا فقد اعتذر ۱۲۔

لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَاۗءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضٰى وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

کم طاقت لوگون پر کوئی گناہ نہین اور نہ بیمارون پر اور نہ ان لوگون پر جنکو خرچ کرنے کو میسر نہین جبکہ یہ لوگ اللہ اور رسول کے ساتھ خلوص رکھین

مَا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۙ وَّلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَاۤ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ

ان نکوکارون پر کسی قسم کا الزام نہین اور اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والے بڑی رحمت والے ہین اور نہ ان لوگون پر کہ جسوقت وہ آپ کے پاس اسواسطے آتے ہین کہ آپ انکو کوئی سواری دیدین

لَاۤ اَجِدُ مَاۤ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ ۪ تَوَلَّوْا وَّاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ ؕ

اور آپ کہدیتے ہین کہ میرے پاس تو کوئی چیز نہین جسپر مین تم کو سوار کردون تو وہ اس حالت سے واپس چلے جاتے ہین کہ انکی آنکھون سے آنسو روان ہوتے ہین اس غم مین کہ انکو خرچ کرنیکو کچھ بھی

اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ وَهُمْ اَغْنِيَاۤءُ ۚ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ ۙ وَطَبَعَ اللّٰهُ

بس الزام تو صرف ان لوگون پر ہے جو باوجود اہل سامان ہونے کے اجازت چاہتے ہین وہ لوگ خانہ نشین عورتون کے ساتھ رہنے پر راضی ہوگئے اور اللہ نے انکے دلون پر

عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

مہر کردی جس سے انکو جانتے ہی نہین ۔

قبول اعذار صحیحہ و تاکید آن

لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَاۗءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضٰى وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ مَا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۹۱﴾ وَّلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَاۤ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَاۤ اَجِدُ مَاۤ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ ۪ تَوَلَّوْا وَّاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ ﴿۹۲﴾ اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ وَهُمْ اَغْنِيَاۤءُ ۚ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ ۙ وَطَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۹۳﴾ کم طاقت لوگون پر کوئی گناہ نہین اور نہ بیمارون پر اور نہ ان لوگون پر جنکو (سامان جہاد کی تیاری مین) خرچ کرنے کو میسر نہین جبکہ یہ لوگ اللہ اور رسول کے ساتھ (اور احکام مین) خلوص رکھین (اور دل سے اطاعت کرتے رہین تو) ان نکوکارون پر کسی قسم کا الزام (عائد) نہین (کیونکہ لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا) اور اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والے بڑی رحمت والے ہین (کہ اگر یہ لوگ اپنے علم مین معذور ہون اور اپنی طرف سے خلوص و اطاعت مین کوشش کرین اور واقع مین کچھ کمی رہ جاوے تو معاف کردینگے) اور نہ ان لوگون پر (کوئی گناہ اور الزام ہے) کہ جسوقت وہ آپکے پاس اس واسطے آتے ہین کہ آپ انکو کوئی سواری دیدین اور آپ (ان سے) کہدیتے ہین کہ میرے پاس تو کوئی چیز نہین جسپر مین تمکو سوار کردون تو وہ (ناکام) اس حالت سے واپس چلے جاتے ہین کہ انکی آنکھون سے آنسو روان ہوتے ہین اس غم مین کہ (افسوس) انکو (سامان جہاد کی تیاری مین) خرچ کرنے کو کچھ میسر نہین (نہ خود ہے نہ دوسری جگہ سے ملا غرض ان معذورین مذکورین پر کوئی مواخذہ نہین) بس الزام (اور مواخذہ) تو صرف ان لوگون پر ہے جو باوجود اہل سامان (و قوت) ہونے کے (گھر رہنے کی) اجازت چاہتے ہین وہ لوگ (غایت بے حمیتی سے) خانہ نشین عورتون کے ساتھ رہنے پر راضی ہوگئے اور اللہ نے انکے دلون پر مہر کردی جس سے وہ (گناہ و ثواب کو) جانتے ہی نہین **ف** درمنثور مین چند روایتین لکھی ہین جن مین ان سواری مانگنے والون کا نام مذکور ہے اور رضوا الخ پہلے بھی آیا ہے وہان مطلق غزوات کے بیان مین یہ مضمون تھا اور یہان خاص غزوہ تبوک کے بیان مین پس تکرار نہ رہا یا تکرار سے تاکید کا فائدہ ہے ربط اوپر ان منافقین کا ذکر تھا جنہون نے روانگی کے وقت عذر تراشے تھے آگے انکا ذکر ہے جنہون نے واپسی کے وقت بہانے تصنیف کیے کہ ہم برابر عازم تھے مگر فلان فلان عوارض مانع ہوگئے یہ اگلی آیتین واپسی کے قبل نازل ہوئین جن مین اغراض فانیہ اعراض و رضائے خلق کی تحصیل کے لیے انکی بہانہ بازی کے متعلق پیشین گوئی ہے

ملحقات الترجمة

سلہ قولہ فی المحسنین ان اشارۃ الی ان فیہ وضع المظہر موضع المضمر والفائدۃ فی نفی السبیل بعد نفی الحرج المبالغۃ لان المعنی لا سبیل لعاتب علیہم ای لا یمر بہم فضلا عن الاثم ۱۲

سلہ قولہ فی ولا علی الذین اذا ما اتوک گناہ اور الزام اشارۃ الی صحۃ عطفہ علی الضعفاء او علی المحسنین فافہم

سلہ قولہ فی قلت اور آپ اشارۃ الی کونہ حالا والجوار تولوا ۱۲

سلہ قولہ فی الا یجدوا نہ دوسری جگہ سے اشارۃ الی ان قولہ ولا علی الذین اذا ما اتوک الخ من عطف الخاص علی العام لانہم داخلون فی ما سبق من قولہ الذین لا یجدون فائدۃ العطف اللیذان بانہم متمیزون منہم بانہم بالغوا فی الکد حتی انہم سالوا فافہم ۱۲

يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ ؕ قُلْ لَّا تَعْتَذِرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنْ اَخْبَارِكُمْ ؕ وَسَيَرَى اللّٰهُ

یہ لوگ تمھارے سامنے عذر پیش کرینگے جب تم ان کے پاس واپس جاؤگے آپ کہدیجیے کہ یہ عذر پیش مت کرو ہم کبھی تم کو سچا نہ سمجھین گے اللہ تعالی ہمکو تمھاری خبر دے چکے ہین اور آیندہ بھی اللہ تعالے

عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۞ سَيَحْلِفُوْنَ

اور اس کا رسول تمھاری کارگذاری دیکھ لین گے پھر ایسے کے پاس لوٹائے جاؤگے جو پوشیدہ اور ظاہر سب کا جاننے والا ہے پھر وہ تمکو بتا دیگا جو جو کچھ تم کرتے تھے ہان وہ اب تمھارے سامنے

بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ اِنَّهُمْ رِجْسٌ وَّ

اللہ کی قسمین کھا جاوین گے جب تم ان کے پاس واپس جاؤگے تاکہ تم اُن کو اُن کی حالت پر چھوڑ دو سو تم ان کو اُن کی حالت پر چھوڑ دو وہ لوگ بالکل گندے ہین اور

مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۞ يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ۚ فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ

اُن کا ٹھکانا دوزخ ہے اُن کامون کے بدلے مین جو کچھ وہ کیا کرتے تھے یہ اس لیے قسمین کھاوینگے کہ تم ان سے راضی ہوجاؤ سو اگر تم ان سے راضی بھی ہوجاؤ تو اللہ تعالی

لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ

تو ایسے شریر لوگون سے راضی نہین ہوتا

اور قل لا تعتذروا اور فاعرضوا مین اس عذر کے وقت اُنکے ساتھ قولا وعملا برتاؤ کی تعلیم ہے اور ساتھ ساتھ عذاب کی وعیدین اُن کو سُنائی گئی ہین -

اخبار از عذر منافقین و معاملہ با ایشان در نشاتین

يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ ؕ قُلْ لَّا تَعْتَذِرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنْ اَخْبَارِكُمْ ؕ وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۴﴾ سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ اِنَّهُمْ رِجْسٌ وَّمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۹۵﴾ يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ۚ فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۹۶﴾ یہ لوگ تمھارے (سب کے) سامنے عذر پیش کرین گے جب تم ان کے پاس واپس جاؤگے (سوائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ (سب کی طرف سے صاف) کہدیجیے کہ (بس رہنے دو) یہ عذر پیش مت کرو ہم کبھی تم کو سچا نہ سمجھین گے (کیونکہ) اللہ تعالے ہم کو تمھاری (واقعی حالت کی) خبر دے چکے ہین (کہ تم کو کوئی عذر صحیح نہ تھا) اور (خیر) آیندہ بھی اللہ تعالے اور اس کا رسول تمھاری کارگذاری دیکھ لین گے (معلوم ہوجاوے گا کہ حسب زعم خود کتنے مطیع اور مخلص ہو) پھر ایسے کے پاس لوٹائے جاؤگے جو پوشیدہ اور ظاہر سب کا جاننے والا ہے (جس سے تمھارا کوئی اعتقاد کوئی عمل مخفی نہین) پھر وہ تم کو بتادے گا جو جو کچھ تم کرتے تھے (اور اُس کا بدلہ دیگا) ہان وہ اب تمھارے سامنے اللہ کی قسمین کھا جاوین گے (کہ ہم معذور تھے) جب تم اُنکے پاس واپس جاؤگے تاکہ تم اُن کو اُن کی حالت پر چھوڑ دو (اور ملامت وغیرہ نہ کرو) سو تم (اُن کا مطلب پورا کردو اور) اُن کو اُن کی حالت پر چھوڑ دو (اس غرض فانی کے حاصل ہونے سے اُن کا کچھ بھلا نہ ہوگا کیونکہ) وہ لوگ بالکل گندے ہین اور (آخر مین) اُن کا ٹھکانا دوزخ ہے اُن کامون کے بدلے مین جو کچھ وہ (نفاق وخلاف وغیرہ) کیا کرتے تھے (نیز اس کا بھی مقتضا ہے کہ اُن کو اُن کے حال پر چھوڑ دیا جاوے کیونکہ تعرض سے مقصود ہے اصلاح اور اُس کی ان کے خبث سے امید نہین اور نیز) یہ اس لیے قسمین کھاوینگے کہ تم ان سے راضی ہوجاؤ سو (اول تو تم ان دشمنان خدا سے راضی بھی کیون ہونے لگے لیکن بالفرض) اگر تم ان سے راضی بھی ہوجاؤ تو (ان کو کیا نفع کیونکہ) اللہ تعالے تو ایسے شریر لوگون سے راضی نہین

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ فی الیکم سب کے اشارۃ الی ان الخطاب لہ علیہ السلام وللمؤمنین ۱۲ **۲ قولہ** فی قل سب کی طرف سے اشارۃ الی انہ علیہ السلام خص بذلک لان الجواب وظیفتہ علیہ السلام ۱۲ **۳ قولہ** فی سیحلفون ہم معذور اشارۃ الی حذف المحلوف علیہ لعلمہ من الکلام ۱۲ **۴ قولہ** فی فاعرضوا مطلب کذا فی المدارک وہو مما شہد بہ ذوقی ۱۲ **۵ قولہ** فی قولہ آخر جس اس غرض و قولہ بعدہ نیز اشارۃ الی ان قولہ انہم تعلیل للامرین لعدم الاعراض کما قرر فیما بعدہ ثانیہما ما یفہم من الاعراض من عدم النفع الاعراض لہم کما قرر فیما قبل ۱۲ **۶ قولہ** فی فان ترضوا اول تو دل علیہ کلمۃ ان مع ما ہم علیہ من الایمان المقتضی للحب والبغض فی اللہ وفیہ اشارۃ الی حذف الجزاء ای فرضنا کم لا ینتج لہم نفعا لان اللہ الخ ۱۲

البلاغۃ **قولہ** اذا انقلبتم فی الروح فائدۃ تقیید حلفہم الایذان بانہ لیس لرفع ما خاطبہم النبی صلی اللہ علیہ وسلم بہ من قولہ تعالے لا تعتذروا بل ہو امر مبتدأ ۱۲-

اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّنِفَاقًا وَّاَجْدَرُ اَلَّا يَعْلَمُوْا حُدُوْدَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۹۷﴾

دیہاتی لوگ کفر اور نفاق میں بہت ہی سخت ہیں اور ان کا ایسا ہونا ہی چاہیے کہ ان کو ان احکام کا علم نہ ہو جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر نازل فرمائے ہیں اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والے بڑی حکمت

وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يَّتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ مَغْرَمًا وَّيَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَآئِرَ ؕ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ ؕ

اور ان دیہاتیوں میں سے بعض بعض ایسا ہے کہ جو کچھ خرچ کرتا ہے اس کو جرمانہ سمجھتا ہے اور تم مسلمانوں کے واسطے گردشوں کا منتظر رہتا ہے برا وقت ان ہی پر پڑنے والا ہے

وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۹۸﴾ وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ

اور اللہ تعالیٰ سنتے ہیں جانتے ہیں اور بعضے اہل دیہات ایسے بھی ہیں جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں اس کو عند اللہ قرب حاصل ہونے کا

عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ ؕ اَلَآ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ؕ سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۹۹﴾

ذریعہ اور رسول کی دعا کا ذریعہ بناتے ہیں یاد رکھو کہ ان کا یہ خرچ کرنا بیشک ان کے لیے موجب قربت ہے ضرور ان کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں داخل کر لیں گے اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والے بڑی رحمت

ہوتا (اور بدون رضائے خالق کے رضائے خلق محض بے سود ہے) **ف** عذر و حلف میں ان کی دو غرضیں فرمائیں اعراض اور رضا اور اس کے متعلق تین حکم فرمائے ایک لا تعتذروا دوسرا اعرضوا تیسرا عدم رضا جو فان ترضوا سے مفہوم ہوتا ہے سو ان اغراض کے جمع ہونے کی صورت تو یہ ہے کہ بعض کی غرض اعراض ہو گی بعض کی رضا یا سب کی غرض ظاہر میں اعراض اور باطن میں رضا یا اصلی غرض رضا ہو گی اور اخیر درجہ اعراض اور احکام ثلثہ کے جمع ہونے کی صورت یہ ہے کہ قلب سے عدم رضا اور قول سے اول لا تعتذروا اور اس کے بعد اعراض اور حدیث میں جو آیا ہے قبل علانیتہم ووکل سرائرہم الی اللہ مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ بعد لا تعتذروا کے ایسا کیا جو کہ حاصل ہے اعراض کا و اللہ اعلم **ربط** اوپر شروع رکوع میں دیہاتی منافقین کا ذکر تھا آگے بھی ان کی مذمت ہے اور ان کے ساتھ اہل دیہات میں جو مومن مخلص تھے ان کی مدح ہے۔

ذم منافقین و مدح مخلصین از اعراب

اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّنِفَاقًا وَّاَجْدَرُ اَلَّا يَعْلَمُوْا حُدُوْدَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۹۷﴾ وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يَّتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ مَغْرَمًا وَّيَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَآئِرَ ؕ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۹۸﴾ وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ ؕ اَلَآ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ؕ سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۹۹﴾

(ان منافقین میں جو) دیہاتی (ہیں وہ) لوگ (بوجہ سخت مزاجی کے) کفر اور نفاق میں بہت ہی سخت ہیں اور (بوجہ بعد علماء و عقلاء کے) ان کا ایسا ہونا ہی چاہیے کہ ان کو ان احکام کا علم نہ ہو جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) پر نازل فرمائے ہیں (کیونکہ جب جاننے والوں سے دور دور رہیں گے تو ان کا جاہل رہنا تو اسکا لازمی نتیجہ ہے اور اسی وجہ سے مزاج میں سختی اور مجموعہ سے کفر و نفاق میں غلظت ہو گی) اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والے بڑی حکمت والے ہیں (وہ ان سب امور پر مطلع ہیں اور حکمت سے مناسب سزا دیں گے) اور ان (مذکورہ منافقین) دیہاتیوں میں سے بعض بعض ایسا ہے کہ (کفر و نفاق و جہل کے علاوہ بخل و عداوت کے ساتھ بھی موصوف ہے حتیٰ کہ) جو کچھ (جہاد و زکوٰۃ وغیرہ کے مواقع میں مسلمانوں کی شرماشرمی) خرچ کرتا ہے اس کو (مثل) جرمانہ سمجھتا ہے (یہ تو بخل ہوا) اور (عداوت یہ ہے کہ) تم مسلمانوں کے واسطے (زمانہ کی) گردشوں کا منتظر رہتا ہے (کہ کہیں ان پر کوئی حادثہ پڑ جائے تو ان کا خاتمہ ہو سو) برا وقت انہی (منافقین)

ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ فی الاعراب ان کو اشارۃ الی ان اللام للعہد فلا یعم الحکم کلہم وقیل للجنس باعتبار بعض الافراد کما فی قولہ کان الانسان کفورا ۱۲ سلہ قولہ فی اجدر الیسا ہونا ہی چاہیے ہو حاصل معنی بخلیق ولم اترجم کغیری بلفظ قابل ولائق لانہ یوہم فی لساننا ان ترتب عدم العلم علی حالتہم مما یستحسن وینبغی وہو خلاف المراد ۱۲ سلہ فی لا یعلموا اسی وجہ سے مزاج میں الخ اشارۃ الی ان المعطوف معلول من البعد کالعلۃ للاشدیۃ ۱۲ سلہ قولہ فی من الاعراب الاول ان الخ اشارۃ الی المذکورین لا المطلق وافرادہم بالذکر لزیادتہم فی صفۃ البخل والعداوۃ اللذین یوجدان فی بعض دون بعض بعد اشتراک الکل فی الکفر والنفاق والجہل فہو من قبیل التخصیص بعد التعمیم وہذا من المواہب ۱۲

اللغات ۔ الاعراب صیغۃ جمع ولیست بجمع للعرب لئلا یلزم کون الجمع اخص من الواحد فان العرب ہذا الجیل المعروف مطلقا والاعراب سکان البادیۃ منہم و لذا

لہ الاعراب سہ لفظ فقیل اعرابی اجدر ای بعدی بالباء فالتقدیر بان ۱۲

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ لا رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ

اور جو مہاجرین اور انصار سابق اور مقدم ہین اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ اُن کے پیرو ہین اللہ اُن سب سے راضی ہوا اور وہ سب اُس سے راضی ہوئے

وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ

اور اللہ نے اُن کے لیے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہین جنکے نیچے نہرین جاری ہونگی جن مین ہمیشہ ہمیشہ رہین گے یہ بڑی کامیابی ہے

پر پڑنے والا ہے (چنانچہ فتوحات کی وسعت ہوئی کفار ذلیل ہوئے انکی ساری حسرتین دل ہی مین رہ گیئن اور تمام عمر رنج وخوف مین کٹی) اور اللہ تعالے (انکے کفر ونفاق کی باتین) سنتے ہین (اور ان کے دلی خیالات اتخاذ مغرم وتربص دوائر کو) جانتے ہین (پس اس سب کی سزا دینگے) اور بعضے اہل دیہات مین ایسے بھی ہین جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر (پورا پورا) ایمان رکھتے ہین اور جو کچھ (نیک کامون مین) خرچ کرتے ہین اسکو عند اللہ قرب حاصل ہونے کا ذریعہ اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی دعا (لینے) کا ذریعہ بنلاتے ہین (کیونکہ آپکی عادت شریف تھی کہ ایسے مواقع پر خرچ کرنے والے کو دعا دیتے تھے جیسا احادیث مین ہے) یاد رکھو کہ ان کا یہ خرچ کرنا بیشک ان کے لیے موجب قربت (عند اللہ) ہے (اور دعا کا ہونا تو یہ خود دیکھ سن لیتے ہین اُس کی خبر دینے کی ضرورت نہ تھی اور وہ قرب یہ ہے کہ) ضرور اُن کو اللہ تعالی اپنی (خاص) رحمت مین داخل کر لین گے (کیونکہ) اللہ تعالے بڑی مغفرت والے بڑی رحمت والے ہین (پس ان کی لغزشین معاف کرکے اپنی رحمت مین لے لینگے)

ف اشد اور اجدر ہونے کی جو علت اثناء ترجمہ مین مذکور ہے اس سے اعراب مومنین نکل گئے کیونکہ وہ خود اہل علم کے پاس آتے جاتے ہین اس سے علم حاصل ہوتا ہے اور علم سے خشوع اور کمال ایمان پس یہ شبہ نہ رہا کہ سخت مزاجی اور بعد عن العلماء تو سب کے لیے عام ہے اور اتخاذ مغرم مین اگر یہ شبہ ہو کہ بدون طیب خاطر کے کسی کا مال حلال نہین ہوتا اور اتخاذ مغرم منافی طیب خاطر کے ہے پھر ایسا مال کیون لیا جاتا تھا جواب یہ ہے کہ اول تو یہ مسلم نہین کہ ایسا مال لیا جاتا تھا چنانچہ روح المعانی مین آیت انفقوا طوعا او کرها لن یتقبل منکم کی تفسیر مین عدم تقبل کی ایک تفسیر عدم اخذ نقل کی ہے دوسرے یہ کراہت اعتقادی تھی بوجہ عدم اعتقاد ثواب کے اور چونکہ بمصلحت عقلیہ تقیہ کے ہوتا تھا جس کے منافع طبعًا اُن کو مطلوب ومرغوب تھے اس لیے طیب خاطر کے ساتھ اجتماع ہو سکتا ہے اور ریاء معطی موجب حرمت للآخذ نہین تیسرے ممکن ہے کہ اپنے طور پر خرچ کرتے ہون اور آخذ کو کراہت کا علم نہ ہو **ربط** اوپر مومنین اعراب کا ذکر تھا آگے تمام مومنین کا بتقدیم افضل کے مفضول پر ذکر ہے۔

فضیلت مہاجرین وانصار واتباع شان

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ لا رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۞ اور جو مہاجرین اور انصار (ایمان لانے مین سب امت سے) سابق اور مقدم ہین اور (بقیہ امت مین) جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ (ایمان لانے مین) اُن کے پیرو ہین اللہ اُن سب سے راضی ہوا (کہ اُن کا ایمان مقبول فرمایا جسپر جزا ملیگی) اور وہ سب اُس (اللہ) سے راضی ہوئے (کہ طاعت اختیار کی جس کی جزا سے یہ رضا اور زائد ہوگی) اور اللہ نے اُنکے لیے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہین جنکے نیچے نہرین جاری ہونگی جن مین ہمیشہ ہمیشہ رہین گے (اور) یہ بڑی کامیابی ہے **ف** سابقون اولون مین سب مہاجرین وانصار آگئے اور الذین اتبعوھم مین بقیہ مومنین جن مین اول درجہ تو اُن کا ہے جو صحابہ ہین گو مہاجر وانصار نہین کیونکہ اخیر مین ہجرت فرض نہ رہی تھی مسلمان ہو کر اپنے اپنے گھر رہنے کی اجازت تھی اور دوسرا درجہ تابعین بالمعنی الاصطلاحی کا ہے پھر غیر صحابہ وغیر تابعین کا پھر خود اس اخیر درجہ مین بھی تفاوت ہے کہ تبع تابعین فضل مین اورون سے مقدم ہین جس طرح صحابہ مین مہاجرین وانصار دوسرے صحابہ سے افضل ہین اور اولیت کا موجب

البلاغة السابقون الاولون اقول لعله تاکید او یقال السابقون علی المعاصرین والاولون من غیرهم ١٢

ملحقات الترجمہ

له قوله ومن الاعراب المثانی اہل دیہات اشارة الی ان المراد ہنا مطلق الاعراب ١٢

سه قوله فی یوم پورا زادہ لان الکثیر منهم کانوا یهود او کانوا یومنون بالتوحید والمعاد ١٢

سه قوله ما ینفق نیک کامون اشارة الی ان نفق الانفاق لیس بموضوع للقربات والصلوٰت ١٢

سه قوله قربت ذریعہ اشارة الی ان المصاف مقدر ١٢

ه قوله انها خرچ کرنا اشارة الی ان التانیث باعتبار النفقة المدلول علیها بینفق ١٢

له قوله قربة ضرورت نہ تھی ہذا من المواهب نے الروح الاقتصار علی بیان کونها قربة لهم لانها الغاية القصوی وصلوات الرسول علیه السلام من ذرائعها ١٢

که قوله من المهاجرین جو مہاجرین اشارة الی ان من بیانية فدخل فيهم جميع المهاجرين والانصار كما في الروح فالمراد بالسابقين جميع المهاجرين والانصار ومعنى كونهم سابقين انهم اولون بالنسبة الى سائر المسلمين كثير من الناس ذهب الى هذا ويؤيده ما في الدر المنثور عن حميد بن زياد انه قال الا تقرأ والسابقون الاولون الآية اوجب لجميع اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم الجنة والرضوان الخ ١٢

له قوله فالسابقون مہاجرین الخ والقرینة عليه ما مر من قوله تعالى يؤمن بالله واليوم الآخر ١٢

ه قوله الذين اور بقیہ اشارة الى عطف الموصول على السابقون والى شموله جميع الامة ويؤيده ما

وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْأَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ ۛ وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ۛ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ ۟ لَا تَعْلَمُهُمْ ۭ

مع وقف منزل

اور کچھ تمھارے گرد و پیش والون مین اور کچھ مدینہ والون مین ایسے منافق ہین کہ نفاق کی حد کمال پر پہونچے ہوے ہین آپ ان کو نہین جانتے

نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ۭ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ ۝

اُن کو ہم جانتے ہین ہم ان کو دوہری سزا دینگے پھر وہ بڑے بھاری عذاب کی طرف بھیجے جاوین گے

فضل ہونا معاصرین سے تو اس لیے کہ معاصرین باوجود قدرت کے متاخر ہے اور غیر معاصرین سے اس لیے کہ وہ حضرات بانی اور بادی ہو کر مصداق من سن سنة حسنة والدال الی الخیر کفاعلہ کے ہوئے گو یہ غیر معاصرین زمانہ متقدمہ مین بوجہ موجود نہونے کے ایمان پر قادر نہ تھے اور جیسا جیسا تفاوت مراتب مذکورہ مین ہوگا ویسا ہی مراتب جزا مین ہوگا مثل رضوان وجنت سابقین کے لیے اورون سے اعلیٰ و اتم ہوگی وعلی ہذا القیاس۔ اور سابقون مین قید احسان کی اس لیے نہین ذکر فرمائی کہ اُن کا مہاجر اور ناصر ہونا کافی دلیل ہے وجود احسان کی۔ **ربط** اوپر آیات کثیرہ مین منافقین کے اقوال و افعال کا بیان چلا آتا ہے جنکے نفاق کا حال اُن اقوال و افعال سے معلوم ہو گیا تھا آگے ان منافقین کا ذکر ہے جنکا منافق ہونا بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم نہ تھا غرض اوپر معلوم النفاق لوگون کا ذکر تھا آگے غیر معلوم النفاق لوگون کا ذکر ہے۔

ذکر منافقین غیر معلوم النفاق

وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْأَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ ۛ وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ۛ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ ۟ لَا تَعْلَمُهُمْ ۭ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ۭ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ ۝ اور کچھ[۵۳] تمھارے گرد و پیش والون مین اور کچھ مدینہ والون مین ایسے منافق ہین کہ نفاق کی حد[۵۲] کمال پر پہونچے ہوئے ہین (کہ) آپ (بھی) اُن کو نہین جانتے (کہ[۵۳] منافق ہین بس) اُنکو ہم ہی جانتے ہین ہم اُنکو (اور منافقین سے آخرت سے پہلے بھی) دوہری سزا دینگے (ایک[۵۵] نفاق کی دوسرے کمال نفاق کی) پھر (آخرت مین) وہ بڑے بھاری عذاب (یعنی نار مع الخلود) کی طرف بھیجے جاوینگے **ف** آخرت سے پہلے مین دُنیا اور قبر کی ما بین الدنیا والآخرۃ ہے دونون داخل ہوگئین دُنیا مین اور منافقین سے دونا عذاب اس طرح ہو سکتا ہے کہ منافقین کو زیادہ پریشانی اس سے رہتی تھی کہ ہمارا نفاق نہ کھل جاوے سو ظاہر ہے کہ جن کا پتہ لگ چکا اُن کی نسبت اخفا کی فکر اُن کو زیادہ ہوگی جنکا اب تک پتہ نہین لگا اور قبر مین تضعیف عذاب اور آخرت مین اورون سے عظیم ہونے مین کوئی اشکال ہی نہین اور ان کو اور منافقین سے بڑھا ہوا اس لیے فرمایا کہ مدار نفاق کے نفاق ہونے کا اخفا ہے اور یہ اس مین ایسے بڑھے ہوئے ہین کہ باوجودیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذکاوت و فطانت مین تمام جہان سے اکمل ہین مگر انہون نے آپ کو بھی پتہ نہ چلنے دیا اور لا تعلمھم کے ترجمہ مین لفظ بھی اسی مضمون کی طرف اشارہ ہے **ربط** تمہید رکوع یا ایھا الذین آمنوا مالکم اذا قیل لکم واقع نصف پارہ و اعلموا مین غزوہ تبوک کے متعلق لوگون کا کئی جماعتون کی طرف تقسیم ہونا بیان کیا تھا جن مین اکثر آیات مین جماعت پنجم یعنی منافقین کا زیادہ ذکر ہوا ہے آگے جماعت چہارم یعنی اُن مومنین کا ذکر ہے جو کاہلی سے پیچھے رہ گئے مگر بہانے نہین تراشے پھر ان مین دو قسمین ہو گئی تھین قسم اول جنہون نے جس وقت سُنا کہ آپ تشریف لے آئے تو اپنے کو مسجد کے ستونون سے باندھ دیا کہ اگر آپ کھولینگے تو خیر ملون ہی ختم ہو جاوینگے اور قسم دوم جنہون نے نہ عذر تراشا اور نہ اپنے کو باندھا بلکہ حاضر ہو کر سچ سچ بات عرض کر دی آیت آخرون اعترفوا الخ مین پہلون کا بیان ہے اس کے نزول پر آپ نے اُن کو کھول دیا تو وہ آپ کی خدمت مین کچھ مال لائے کہ ہماری طرف سے نیک راہ مین صرف فرما دیجیے اس پر آیت خذ من اموالھم الخ نازل ہوئی چنانچہ آپ نے قبول فرما لیا اور آخرون مرجون مین دوسرون کا بیان ہے اور ان کی توبہ قبول ہونے کا رکوع آیندہ کے ختم آیت لقد تاب الخ

ملحقات الترجمة

[۵۱] قوله ذ ومن کچھ لے کر لیے اشارہ اسے الترکیب من ان من اہل المدینۃ معطوف علی ممن حولکم وخبرہا صفتہ لمنافقون کذا فی الخازن والبیضاوی ۱۲

[۵۲] قوله فی مردوا حد کمال نقل فی الروح عن القاموس ہو العتو او ہو ان یبلغ الغایۃ التی یخرج بہا من جملۃ ما علیہ ذلک الصنف ۱۲

[۵۳] قوله لا تعلمھم کہ الی قوله منافق ہین اشارۃ الی ان المعنی الاول ان قوله لا تعلمھم یا نفرہم والثانی ان معنی لا تعلمھم لا العلم بصفۃ النفاق لا بالاعیان ۱۲

[۵۴] قوله فی نحن نعلمھم بس ہم ہی اشارہ بہ لے فائدۃ زیادۃ قوله نحن علی ما فی الروح من التقریر المسبوق من مہارتہم فی النفاق ای لا یقف علی سرائرہم الا من لا تخفی علیہ خافیۃ ۱۲

[۵۵] قوله فی مرتین ایک نفاق الخ کذا فی الروح ۱۲

وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا ۭ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ ۭ

اور کچھ اور لوگ ہین جو اپنی خطا کے مقر ہو گئے جنہون نے ملے جلے عمل کئے تھے کچھ بھلے اور کچھ برے　اللہ سے امید ہے کہ اُن پر توجہ فرما دین

اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ صَلٰوتَكَ

بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والے بڑی رحمت والے ہین آپ ان کے مالون مین سے صدقہ لیجیے جسکے ذریعہ سے آپ ان کو پاک صاف کر دینگے اور ان کے لیے دعا کیجیے بلاشبہ آپکی دعا

سَكَنٌ لَّهُمْ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ

انکے لیے موجب اطمینان ہے اور اللہ تعالیٰ خوب سنتے ہین خوب جانتے ہین کیا ان کو یہ خبر نہین کہ اللہ ہی اپنے بندون کی توبہ قبول کرتا ہے　اور وہی صدقات کو قبول فرماتا ہے

وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۭ

اور یہ کہ اللہ ہی توبہ قبول کرنے مین اور رحمت کرنے مین کامل ہے اور آپ کہدیجیے کہ عمل کیے جاؤ سو ابھی دیکھے لیتا ہے تمھارے عمل کو اللہ تعالیٰ اور اُس کا رسول　اور اہل ایمان

وَسَتُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ

اور ضرور تم کو ایسے کے پاس جانا ہے جو تمام چھپی اور کھلی چیزون کا جاننے والا ہے سو وہ تم کو تمھارا سب کیا ہوا بتلا دیگا　اور کچھ اور لوگ ہین جن کا معاملہ

لِاَمْرِ اللّٰهِ اِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَاِمَّا يَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝

خدا کے حکم آنے تک ملتوی ہے کہ ان کو سزا دیگا یا اُن کی توبہ قبول کریگا اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے بڑا حکمت والا ہے

مین بیان ہے کذا فی الدر عن ابن عباس رضؓ۔

ذکر مومنین متخلفین

وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا ۭ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۰۲﴾ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۰۳﴾ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۰۴﴾ وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۭ وَسَتُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ اِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَاِمَّا يَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۰۶﴾ اور کچھ[۵] اور لوگ ہین جو اپنی خطا کے مقر ہو گئے جنہون نے ملے جلے عمل کیے تھے کچھ بھلے (جیسے اعتراف جس کا منشا ندامت ہے اور یہی توبہ ہے اور جیسے اور غزوات جو پہلے ہو چکے ہین غرض یہ کام تو اچھے کیے) اور کچھ برے (کہ جیسے تخلف بلا عذر سو) اللہ سے امید (یعنی اُن کا وعدہ) ہے کہ اُن (کے حال) پر (رحمت کے ساتھ) توجہ فرما دین (یعنی توبہ قبول کرلین) بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والے بڑی رحمت والے ہین (جب اس آیت سے توبہ قبول ہو چکی اور وہ حضرات ستونون سے کھل چکے تو اپنا مال آپ کی خدمت مین لے کر آئے اور درخواست کی کہ اس کو اللہ کی راہ مین صرف کیا جاوے تو ارشاد ہوا کہ) آپ ان کے مالون مین سے صدقہ (جسکو یہ لائے ہین) لیجیے

ملحقات الترجمة

[۵] قولہ فی اٰخرون کچھ اور لوگ ہین اشارۃ الی ان التقدیر من ان اٰخرون صفۃ لقوم مقدر مبتدأ اصلوح النکرۃ الموصوفۃ لہ والخبر اعترفوا وقولہ خلطوا حال ۱۲

البلاغة

قولہ عن عبادہ فی الروح تعدیۃ القبول بعن لتضمنہ معنی التجاوز والعفو وقیل بمعنی من قولہ خلطوا الخ الاصل فی الخلط التعدیۃ بالباء لکن بحیث یکون المفعول ۲

۳ بلا واسطۃ خلوبا والمفعول بواسطۃ غالبا فیقال خلط الماء باللبن ولا یقال خلط اللبن بالماء ولما کان حکم التائب والسیئ من قبول التوبۃ والعفو عنہ ما الکل من غلبت حسناتہ سیئاتہ او بالعکس لم یعد بالباء لفظا فالتقدیر خلطوا عملا صالحا بالسیئ وسیئا بالصالح فافہم ۱۲

اور بعضے ایسے ہین جنہون نے ان اغراض کے لیے مسجد بنائی ہے کہ (اسلام کو) ضرر پہونچاوین اور (اس مین بیٹھ بیٹھ کر) کفر (یعنی عداوت رسول) کی باتین کرین اور (اس کی وجہ سے) ایمان دارون (کے مجمع) مین تفریق ڈالین (کیونکہ جب دوسری مسجد بنتی ہے اور ظاہر کیا جاوے کہ خوش نیتی سے بنی ہے تو ضرور ہے کہ پہلی مسجد کا مجمع کچھ نہ کچھ منتشر ہو ہی جاتا ہے) اور (یہ بھی غرض ہے کہ) اس شخص کے قیام کا سامان کرین جو اس (مسجد بنانے) کے قبل سے خدا و رسول کا مخالف ہے (مراد ابو عامر راہب ہے) اور (پوچھو تو) قسمین کھا جاوین گے (جیسا ایک دفعہ پہلے بھی پوچھنے پر کھا چکے ہین) کہ بجز بھلائی کے اور ہماری کچھ نیت نہین (بھلائی سے مراد آسایش اور گنجائش) اور اللہ گواہ ہے کہ وہ (اس دعوے مین) بالکل جھوٹے ہین (جب اس مسجد کی یہ حالت ہے کہ وہ واقع مین مسجد ہی نہین بلکہ مضر اسلام ہے تو) آپ اس مین کبھی (نماز کے لیے) کھڑے نہ ہون البتہ جس مسجد کی بنیاد اول دن سے (یعنی روز تجویز سے) تقوی (اور اخلاص) پر رکھی گئی ہے (مراد مسجد قبا ہے) وہ (واقعی) اس لائق ہے کہ آپ اس مین (نماز کے لیے) کھڑے ہون (چنانچہ گاہ گاہ آپ وہان تشریف لیجاتے اور نماز پڑھتے) اس (مسجد قبا) مین ایسے (اچھے) آدمی ہین کہ وہ خوب پاک ہونے کو پسند کرتے ہین اور اللہ تعالے خوب پاک ہونے والون کو پسند کرتا ہے (جب دونون مسجدون کے بانیون کا حال معلوم ہو گیا تو) پھر (سمجھ لو) آیا ایسا شخص بہتر ہے جس نے اپنی عمارت (یعنی مسجد) کی بنیاد خدا سے ڈرنے پر اور خدا کی خوشنودی پر رکھی ہو یا وہ شخص (بہتر ہو گا) جس نے اپنی عمارت (یعنی مسجد) کی بنیاد کسی گھاٹی (یعنی غار) کے کنارہ پر جو کہ گرنے ہی کو ہو رکھی ہو (مراد اس سے اغراض باطلہ کفریہ ہین ناپائداری مین اس کے ساتھ تشبیہ دی گئی) پھر وہ (عمارت) اس (بانی) کو لے کر آتش دوزخ مین گر پڑے (یعنی وہ عمارت تو گرے بوجہ اس کے کہ کنارہ پر ہے جب وہ کنارہ پانی سے کٹ کر گرے گا تو وہ عمارت بھی گر پڑے گی اور بانی گرا اس لیے کہ اس عمارت مین رہتا تھا اور چونکہ مراد اس سے اغراض کفریہ ہین جو موصل الی النار ہین اس لیے یہ فرمایا کہ وہ اس کو لے کر جہنم مین جا گرا) اور اللہ تعالے ایسے ظالمون کو (دین کی) سمجھ ہی نہین دیتا (کہ بنائی تو مسجد کے نام سے جو کہ دین کے شعائر مین سے ہے اور غرضین اس مین کیسی کیسی فاسد کر لین) ان کی یہ عمارت (یعنی مسجد) جو انہون نے بنائی ہے ہمیشہ ان کے دلون مین (کانٹا سا) کھٹکتی رہے گی (کیونکہ جس غرض سے بنائی تھی وہ پوری نہ ہوئی اور قلعی کھل گئی سو الگ اور پھر اوپر سے منہدم کر دی گئی غرض کوئی ارمان نہ نکلا اس لیے ساری عمر اس کا افسوس اور ارمان باقی رہے گا) ہان مگر ان کے (وہ) دل ہی (جن مین وہ ارمان ہے) اگر فنا ہو جاوین تو خیر وہ ارمان بھی اس وقت ختم ہو جاوے) اور اللہ تعالے بڑے علم والے بڑی حکمت والے ہین (ان کی حالت کو جانتے ہین اور اسی کے مناسب سزا دین گے) **ف** الا ان تقطع قلوبهم کا یہ مطلب نہین کہ بعد فنا و موت کے راحت ہو جاوے گی بلکہ یہ محاورات مین کنایہ ہے دوام حسرت سے اور یہ بھی کہنا ممکن ہے کہ حقیقۃً دوام حسرت کو مفید ہو کیونکہ موت سے محل ادراک یعنی قلب حقیقی کو موت نہین آتی پس تقطع کبھی متحقق ہی نہ ہو گا اس لیے حسرت بھی کبھی منقطع نہ ہو گی یہان ایک علمی سیر ہے وہ یہ کہ حدیثون مین مصرح ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ نے اہل مسجد قبار سے پوچھا تم کیا تطہر کرتے ہو کہ تمھاری ثنا کی گئی انہون نے کہا کہ ہم استنجا ڈھیلے سے کر کے پانی بھی لیتے ہین آپ نے فرمایا یہی بات ہے اس سے اور نیز سیاق آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجد اسس علی التقوی سے مراد مسجد قبار ہے پھر اس حدیث کے کیا معنے کہ دو صحابیون رض کی اس مین گفتگو ہوئی اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس سے مراد یہ میری مسجد یعنی مسجد نبوی ہے جواب یہ ہے کہ حدیث کا یہ مطلب نہین جو ظاہراً متبادر ہوتا ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ مسجد نبوی بھی ہے اور مقصود اس جواب سے رد کرنا ہے دعوے اختصاص بمسجد قبار کو رہا یہ کہ سیاق اس سے آبی ہے جواب یہ ہے کہ مدلول بعبارۃ النص تو مسجد قبار ہی ہے مگر مدلول بدلالۃ النص مسجد نبوی بھی ہے کیونکہ جب صحابہ کے بانی ہونے

تعلقات الترجمۃ

سے قولہ فی والذین بعضے اشارۃ الی تقدیر ومنہم ۱۲ سے قولہ فی ضرارا اغراض اشارۃ الی ان المنصوبات مفعول لہ ۱۲ سے قولہ فی ارصادا سامان لما فی القاموس ارصد لہ اعددت لہ وکافاتہ بالخیر او بالشر ۱۲ سے قولہ فی اول یوم تجویز ای من اول یوم بنائہ لان بنائہ کان علے غیر تقوی ثم ابواد اخلصوا وقیل من اول یوم الہجرۃ ۱۲ ھ قولہ فی تقوی اور اخلاص اشار بالعطف الی التفسیر بکون المراد بالتقوی اعظم شعبہ ۱۲ سے قولہ فی احق اس لائق فاحق بمعنی حقیق ۱۲ سے قولہ فی تقوی و رضوان خدا کی خوشنودی مبنی علی تقیید المعطوف بما قید بالمعطوف علیہ من اللہ صفۃ للتقوی والمعنی لتقوی اللہ کما فی الخازن ۱۲

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَ

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانون سے اُن کی جانون کو اور اُن کے مالون کو اس بات کی عوض مین خرید لیا ہے کہ اُن کو جنت ملیگی وہ لوگ اللہ کی راہ مین لڑتے ہین جس مین قتل کرتے ہین اور

يُقْتَلُوْنَ ۫ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ ؕ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ

قتل کیے جاتے ہین اس پر سچا وعدہ کیا گیا ہے توریت مین اور انجیل مین اور قرآن مین اور اللہ سے زیادہ اپنے عہد کو کون پورا کرنے والا ہے تو تم لوگ اپنی اس بیع پر جس کا تم نے

الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ؕ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ

معاملہ ٹھیرایا ہے خوشی مناؤ اور یہ بڑی کامیابی ہے وہ ایسے ہین جو توبہ کرنے والے ہین عبادت کرنے والے حمد کرنے والے روزہ رکھنے والے رکوع اور سجدہ کرنے والے

الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

نیک باتون کی تعلیم کرنے والے اور بری باتون سے باز رکھنے والے اور اللہ کی حدون کا خیال رکھنے والے اور ایسے مومنین کو آپ خوشخبری سنا دیجیے

سے وہ ان اوصاف کی مصداق بن گئی تو جس مسجد کے حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم بانی ہونگے وہ ظاہر ہے کہ بدرجۂ اولیٰ اس کی مصداق ہو گی اور نفی کرنا مسجد قبا کی آپ کا مقصود نہین خوب سمجھ لو واللہ اعلم **مسئلہ** اس قصہ سے جو بعض علمار نے مستنبط کیا ہے کہ جو مسجد تفاخر و ریا کے لیے بنائی جاوے وہ مسجد نہین مجھ کو اسمین کلام ہے کیونکہ مقیس علیہ مین تو درحقیقت مسجد بنانے ہی کی نیت نہ تھی کیونکہ اُن کے اعتقاد سے مسجد بنانا موجب تقرب نہ تھا بخلاف مقیس کے کہ وہ مسجد بنانے کو موجب تقرب سمجھتا ہے گو اُس مین نیت فاسد ہو تو فساد نیت کو فساد عقیدہ پر قیاس کرنا مع الفارق ہے اور مجتہد مذہب سے یہ جزئی کہین منقول نہین دیکھی گئی اسلیے احکام ظاہری مین وہ مسجد ہے گو عند اللہ مقبول نہو مسجدیت اور مقبولیت مین تلازم نہین نہ ایک جانب سے نہ دونون جانب سے واللہ اعلم **ربط** اوپر متخلفین عن الجہاد کی مذمت تھی آگے مجاہدین کی فضیلت پھر اُن مین سے خاص کاملین کی جن مین دوسرے اوصاف ایمانیہ بھی ہون منقبت مذکور ہے۔

فضل مجاہدین عموماً و کاملین خصوصاً

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ ۫ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ ؕ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ؕ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۱۱﴾ اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانون سے اُن کی جانون کو اور اُن کے مالون کو اس بات کی عوض مین خرید لیا ہے کہ اُن کو جنت ملیگی (اور خدا کے ہاتھ مال و جان کے بیچنے کا مطلب یہ ہے کہ) وہ لوگ اللہ کی راہ مین (یعنی جہاد مین) لڑتے ہین جس مین (کبھی) قتل کرتے ہین اور (کبھی) قتل کیے جاتے ہین (یعنی وہ بیع جہاد کرنا ہے خواہ اُس مین قاتل ہونے کی نوبت آئے یا مقتول ہونے کی) اس (قتال) پر (ان سے جنت کا) سچا وعدہ کیا گیا ہے توریت مین (بھی) اور انجیل مین (بھی) اور قرآن مین (بھی) اور (یہ مسلم ہے کہ) اللہ سے زیادہ اپنے عہد کو کون پورا کرنے والا ہے (اور اُس نے اس بیع پر وعدہ جنت کا کیا ہے) تو (اس حالت مین) تم لوگ (جو کہ جہاد کر رہے ہو) اپنی

ملحقات الترجمة

سلہ قولہ فی یقاتلون مطلب اشارۃ الی انہ بیان لما قبلہ من الاشتراء ۱۲ سلہ قولہ فی فیقتلون بعین الخ اشارۃ الی ان الاجتماع لیس بشرط بل المناط ہو القتال فقط و یترتب علیہ القاتلیۃ مرۃ والمقتولیۃ اخری ۱۲ سلہ قولہ فی فی التوریۃ وعدہ کیا گیا ہے توریت مین اشارۃ الی تعلق الجار بالوعد ۱۲

اللغات

السائحون من السیاحۃ و فسر بالصیام مرفوعا اخرجہ ابن مردویہ عن ابن مسعود و ابی ہریرۃ رضہ لان الصوم یعوق عن الشہوات کما ان السیاحۃ تمنع منہا فی الاکثر و قیل المہاجرون و قیل المجاہدون و قیل طلبۃ العلم اخرجہ ابو الشیخ عن عکرمۃ قولہ والناہون اتی بالواو للمقابلۃ مع الامر و ہو اسہل وجہ عندی ۱۲

النحو

وعدا مفعول مطلق لمقدر دل علیہ قولہ بان لہم الجنۃ قولہ و من اوفی اعتراض مؤکد ۱۲

البلاغة

فی فاستبشروا التفات ۱۲

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ

پیغمبر کو اور دوسرے مسلمانوں کو جائز نہیں کہ مشرکین کے لیے مغفرت کی دعا مانگیں اگرچہ وہ رشتہ دار ہی ہوں اس امر کے ظاہر ہو جانے کے بعد کہ یہ لوگ

الْجَحِيمِ ۝ وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ إِلَّا عَنْ مَوْعِدَةٍ وَعَدَهَا إِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ لِلَّهِ

دوزخی ہیں اور ابراہیم کا اپنے باپ کے لیے دعائے مغفرت مانگنا صرف وعدہ کے سبب سے تھا جو انہوں نے اس سے وعدہ کر لیا تھا پھر جب ان پر یہ بات ظاہر ہو گئی

تَبَرَّأَ مِنْهُ ۚ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ ۝

کہ وہ خدا کا دشمن ہے تو وہ اس سے محض بے تعلق ہو گئے واقعی ابراہیم بڑے رحیم المزاج حلیم الطبع تھے

اس بیع (مذکور) پر جس کا تم نے (اللہ تعالیٰ سے) معاملہ ٹھیرایا ہے خوشی مناؤ (کیونکہ اس بیع پر تم کو حسب وعدہ مذکور جنت ملیگی) اور یہ (جنت ملنا) بڑی کامیابی ہے (تو ضرور تم کو یہ سودا کرنا چاہیے) وہ (مجاہدین ایسے ہیں جو علاوہ جہاد کے ان اوصاف کمال کے ساتھ بھی موصوف ہیں کہ گناہوں سے) توبہ کرنے والے ہیں (اور اللہ کی) عبادت کرنے والے (ہیں اور اللہ کی) حمد کرنے والے (ہیں اور) روزہ رکھنے والے (ہیں اور) رکوع اور سجدہ کرنے والے (ہیں یعنی نماز پڑھتے ہیں اور) نیک باتوں کی تعلیم کرنے والے (ہیں) اور بری باتوں سے باز رکھنے والے (ہیں) اور اللہ کی حدوں کا (یعنی احکام کا) خیال رکھنے والے (ہیں) اور ایسے مومنین کو (جن میں جہاد اور یہ صفات ہوں) آپ خوشخبری سنا دیجیے (کہ ان سے جنت کا وعدہ مذکورہ ہے) **ف** ان صفات کی قید لگانے کا یہ مطلب نہیں کہ بدون ان صفات کے جہاد کا ثواب نہیں ملتا کیونکہ نصوص کثیرہ میں صرف جہاد پر بشارات وارد ہیں البتہ ایمان شرط ضروری ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان سب کے اجتماع پر ثواب اور فضیلت میں اور کثرت اور قوت ہو جاتی ہے تاکہ نرے جہاد پر نہ بیٹھ جاویں بلکہ ان عبادات کو بھی ہمیشہ بجا لاویں اور چونکہ جہاد میں اکثر مال بھی خرچ ہوتا ہے اور جان کا خرچ کرنا زیادہ اہم ہے اس لیے شروع آیت میں تو انفس و اموال دونوں کا ذکر فرمایا اور اس کی تفصیل میں صرف بذل النفس یعنی قتال پر اکتفا فرمایا اور بذل نفس سے مراد بھی قتال ہے کہ اس میں جان سے کام لیا جاتا ہے یہ ضرور نہیں کہ جان کام آوے یعنی مقتول ہو جاوے اس سے یہ شبہ بھی جاتا رہا کہ جان تو بعد مرنے کے بھی باقی رہتی ہے پھر اس کے بذل کے کیا معنے اور مشہور ہے کہ انجیل میں جہاد کا حکم نہیں ہے پھر انجیل میں اس وعدہ کے ہونے کے کیا معنے سو یا تو اس میں اس امت کا ذکر ہوگا کہ ان کے لیے قتال مشروع ہوگا اور ان سے یہ وعدہ ہوگا اور یا مطلق بذل مال و نفس کی اس میں فضیلت ہوگی جس کے عموم میں جہاد بھی داخل ہے اور اگر اب یہ مضامین اس میں نہ ہوں تو شبہ نہ کیا جاوے کیونکہ اصلی کتب سابقہ مفقود ہیں **ربط** زیادہ تر حصہ سورت کا تبری عن الکفار میں ہے چنانچہ آغاز کیا گیا براءة من اللہ ورسولہ الخ سے اور جہاد کا حکم ہوا یہ سب معاملات متعلق حیات کے تھے آگے اسی تبری کی تاکید کے لیے کفار کے واسطے استغفار کرنے سے نہی ہے جو کہ متعلق مابعد الموت کے ہے کہ اس میں بالکل ہی قطع ہے تعلقات غیر ضروریہ کا جیسا کہ اوپر منافقین کے جنازہ پر نماز کی ممانعت تھی اور وجہ اس نہی کی یہ ہوئی کہ ابو طالب کی وفات کے بعد آپ نے فرمایا کہ جب تک مجھکو ممانعت نہ ہوگی انکے لیے استغفار کرونگا اس پر اور مسلمانوں نے بھی اپنے مشرک اموات کے لیے استغفار شروع کیا تو آیت ماکان للنبی الخ میں اسکی ممانعت آئی بعض کو شبہ ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی تو اپنے باپ کے لیے استغفار فرمایا تھا اس پر آیت وماکان استغفار ابراھیم الخ میں اس کا جواب نازل ہوا اخرجہ ابو الشیخ وابن عساکر من طریق سفیان بن عیینة عن عمرو بن دینار ھکذا فی الروح واخرج سبب نزول الآیة الاولی الشیخان

ملحقات الترجمة

۱ قولہ فی التمھید تعلقات غیر ضروریہ قیدبہ لان ضروری منہا لاینقطع کالتبلیغ والمصاحبة الدنیویة بالمعروف والدعاء لہم بالہدایة ونحو ذلک ۱۲

نہی از استغفار برائے مشرکین مع جواب شبہ متعلقہ آن

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ﴿۱۱۳﴾ وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ إِلَّا عَنْ مَوْعِدَةٍ وَعَدَهَا إِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ لِلَّهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ ۚ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ ﴿۱۱۴﴾

اللغات قولہ الاواہ مبالغة من التأوہ وھو قول آہ وھو کنایة عن کمال الرافة ورقة القلب کذا فی الروح ۱۲ | **البلاغة** قولہ تبرأ منہ لم یقل ترکہ لما فیہ من المبالغة مالیس فی الترک ونحو ذلک ۱۲

پیغمبر (صلے اللہ علیہ وسلم) کو اور دوسرے مسلمانوں کو جائز نہیں کہ مشرکین کے لیے مغفرت کی دعا مانگیں اگرچہ وہ رشتہ دار ہی (کیون نہ) ہون اس امر کے ظاہر ہوجانے کے بعد کہ یہ لوگ دوزخی ہین (اس وجہ سے کہ کافر ہو کر مرے ہین) اور (اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قصہ سے شبہ ہو کہ اُنہون نے اپنے باپ کے لیے دعائے مغفرت کی تھی تو اُس کا جواب یہ ہے کہ) ابراہیم (علیہ السّلام) کا اپنے باپ کے لیے دعا مغفرت مانگنا (وہ اس کے قبل تھا کہ اس کا دوزخی ہونا ظاہر ہوجاوے اور) وہ (بھی) صرف وعدہ کے سبب سے تھا جو اُنہون نے اُس سے وعدہ کرلیا تھا (اس قول مین سأستغفر لك ربی غرض جواز تو اس لیے تھا کہ اُس کا دوزخی ہونا ظاہر نہ ہوا تھا اور وقوع کو اس سے ترجیح ہوگئی تھی کہ وعدہ کرلیا تھا ورنہ باوجود جواز کے بھی وقوع نہ ہوتا) پھر جب اُن پر یہ بات ظاہر ہوگئی کہ وہ خدا کا دشمن (یعنی کافر ہو کر مرا) ہے تو وہ اُس سے محض بے تعلق ہوگئے (کہ استغفار بھی چھوڑ دیا کیونکہ اُس وقت دعائے مغفرت کرنا بے معنے ہے کیونکہ کافر مین احتمال مغفرت کا ہے ہی نہین بخلاف حالت حیات کے کہ دعائے مغفرت کے معنے اُس وقت طلب توفیق ہدایت ہوسکتے ہین کہ توفیق ہدایت کے لیے مغفرت لازم ہے اور رہا یہ کہ وعدہ کیون کرلیا تھا تو وجہ اُس کی یہ ہے کہ) واقعی ابراہیم (علیہ السلام) بڑے رحیم المزاج حلیم الطبع تھے (کہ باوجودیکہ باپ نے ان کو کیسی کیسی سخت باتین کہین مگر حلم سے کام لیا اور مزید براں یہ کہ شفقت کے جوش سے وعدہ کرلیا اور احتمال نفع تک اُس وعدہ کو پورا فرمایا جب یاس ہوگیا ہار کر چھوڑ دیا بخلاف تمھارے استغفار کے کہ مشرکین کے مرنے کے بعد ہو رہا ہے جن کا حالت شرک پر مرنا ظاہر مشاہدہ سے معلوم ہے اور احکام شرعیہ مین ایسا ظاہر کافی ہے پھر قیاس کب صحیح ہے اور اُس قیاس پر شبہ کب مبنی ہوسکتا ہے) **ف** اس سے معلوم ہوا کہ قرآن مین جو ابراہیم علیہ السلام کی دعا آئی ہے واغفر لابی اُس کے معنے یہ ہین واھد ابی اور انہ کان من الضالین اس کے بہت ہی مناسب ہے اور ایک آیت مین جو والدین کے لیے مغفرت کی دعا مین یوم یقوم الحساب فرمایا ہے وہان یہ مطلب ہے اھدھما لیغفر لھما یوم قیام الحساب اور حدیث بخاری مین جو آیا ہے کہ ابراہیم علیہ السّلام قیامت مین عرض کرین گے انك وعدتنی ان لا تخزنی یوم یبعثون فای خزی اخزی من ابی الابعد اور اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہوگا انی حرمت الجنۃ علی الکافرین اور پھر ارشاد ہوگا ما تحت رجلیك اور اُن کو وہ بشکل کفتار نظر آوے گا پھر دوزخ مین پھینک دیا جاوے گا سو اس حدیث کا یہ مطلب نہین کہ آپ اُس وقت اُس کی مغفرت چاہین گے بلکہ مطلب یہ ہوگا کہ آپ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ تم کو قیامت کی رسوائی سے بچاؤن گا اور اس مین بھی ایک گونہ رسوائی ہے کہ میرا باپ اس حالت مین ہو تو اس سے مجھ کو بچا لیجئے اور اللہ تعالےٰ کے ارشاد کا حاصل یہ ہوگا کہ رسوائی سے بچانے کا ایک طریق تو ہو نہین سکتا کہ اس کی مغفرت کردی جاوے ہم دوسری صورت تجویز کرتے ہین کہ اُس کو مسخ کرتے ہین کہ کوئی اس کو پہچانے نہین اور تم کو شرمندگی نہ ہو خوب سمجھ لو اور جاننا چاہیئے کہ ابراہیم ؑ کا استغفار کرنا جس طرح پر واقع ہوا اُس طرح اورون کو بھی جائز ہے پھر جو سورۂ ممتحنہ مین فرمایا گیا ہے الا قول ابراھیم یعنی اس قول مین آپ کا اقتدار نہ کرنا مطلب یہ ہے کہ اس قول کا جو مطلب تم سمجھتے ہو کہ اس کو اطلاق پر محمول کر رکھا ہے اس مین اقتدا مت کرنا خوب سمجھ لو ربط اوپر کی آیت مین مشرکین کے لیے استغفار کرنے کو ناجائز فرمایا تھا چونکہ ناجائز افعال کا خاصہ ہے کہ اُن کے کرنے سے قلب مین ایک ظلمت پیدا ہوجاتی ہے جس سے گمراہی کا مادہ قریبہ پیدا ہوجاتا ہے اور بار بار کرنے سے اُس مین اور قوت ہوتی ہے جیسا آیت بل ران علی قلوبھم کی تفسیر مین ترمذی اور نسائی نے حضرت ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً یہ مضمون روایت کیا ہے کہ اس پر نظر کرکے مومن خائف ہوسکتا ہے کہ ہم کو اس استغفار ناجائز سے کہین یہ ضرر مذکور نہ پہونچا ہو اس کے متعلق آگے تسلی فرماتے ہین جس کا حاصل یہ ہے کہ یہ اثر کسی فعل مین اُس کے ممنوع ہونے کے بعد ہے نہ کہ قبل ممنوع ہونے کے کیونکہ عدم جواز بعد نہی کے حادث ہے اگر نہی کے قبل ہوتا اور نہی سے صرف اُس کا ظہور ہوتا تو اس احتمال کی گنجائش تھی کہ اثر تو اُس مین پہلے ہی سے اس لیے ضرر ہوا ہوگا اور تسلی کے بعد اپنا صفات کمال کے ساتھ موصوف ہونا بیان فرماتے ہین تاکہ نہی اور تسلیہ سب کی تاکید ہوجاوے۔

ملحقات الترجمہ

سلہ قولہ فعل کان جائز نہین یعنی الآن انتفی الجواز فلا یرد انہ صلی اللہ علیہ وسلم والمؤمنین باشروا ما لا یجوز ۱۲

سلہ قولہ قبل الاظہر من عرش لسکے قبل تھا اشار بہ الی ان اصل الجواب ہو ان الاستغفار کان قبل التبیین والاستغفار لم بعد التبیین فاقیم حدیث النسبہ عن الموعدۃ مقامہ للایذان بانہ لو لم یکن ہذا الموعدۃ لما استغفر مع کونہ جائزاً وتفسیری لہذہ الآیۃ بما فسرت یزیل کثیراً من الاشکالات المتعلقۃ بہا ولذا خالف اشکالات جوابہ فیہ ان شاء اللہ تعالےٰ ۱

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا يَتَّقُوْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ

اور اللہ ایسا نہیں کرتا کہ کسی قوم کو ہدایت کئے پیچھے گمراہ کردے جب تک کہ ان چیزوں کو صاف صاف نہ بتلادے جن سے وہ بچتے رہیں بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتے ہیں بلاشبہ اللہ ہی کی

مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ؕ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝ لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى

سلطنت ہے آسمانوں اور زمین میں وہی جلاتا اور مارتا ہے　اور تمہارا اللہ کے سوا نہ کوئی یار ہے نہ مددگار ہے　اللہ تعالیٰ نے پیغمبر کے حال پر توجہ فرمائی

النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ

اور مہاجرین اور انصار کے حال پر بھی جنہوں نے ایسی تنگی کے وقت میں پیغمبر کا ساتھ دیا بعد اس کے کہ ان میں سے ایک گروہ کے دلوں میں کچھ تزلزل ہو چلا تھا

ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ؕ

پھر اللہ نے ان کے حال پر توجہ فرمائی بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان سب پر بہت ہی شفیق مہربان ہے اور ان تین شخصوں کے حال پر بھی جن کا معاملہ ملتوی چھوڑ دیا گیا تھا

تسلیۂ مومنین متعلق نہی مذکور و اوصاف باریتعالیٰ بتاکید تسلیہ و نہی

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا يَتَّقُوْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ؕ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۱۶﴾ اور اللہ ایسا نہیں کرتا کہ کسی قوم کو ہدایت کئے پیچھے گمراہ کردے جبتک کہ اُن چیزوں کو صاف صاف نہ بتلادے جن سے وہ بچتے رہیں (پس جب ہم نے تم مسلمانوں کو ہدایت کی اور اسکے قبل استغفار للمشرکین کی ممانعت بتلائی نہ تھی تو اُسکے کرنے سے تمکو یہ سزا نہیں دیجاویگی کہ تم میں گمراہی کا مادہ پیدا کردیا جاوے) بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتے ہیں (سو وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ بدون ہمارے بتلائے ہوئے ایسے احکام کو کوئی نہیں جان سکتا اسلیئے اُن افعال سے مضرت بھی نہیں پہونچنے دیتے اور) بلاشبہ اللہ ہی کی سلطنت ہے آسمانوں اور زمین میں وہی جلاتا اور مارتا ہے (یعنی ہر طرح کی حکومت اور قدرت اُسی کے لیے خاص ہے اسلیئے جو چاہے حکم دے سکتا ہے اور جس ضرر سے چاہے بچا سکتا ہے) اور تمہارا اللہ کے سوا نہ کوئی یار ہے نہ مددگار ہے (بلکہ وہی یار و مددگار ہے اسلیئے قبل نہی تمکو ضرر سے بچاتا ہے اور اگر تم نے بعد نہی اطاعت نہ کی تو اور کوئی بچانیوالا نہیں) **ف** اور جو ضلالۃ قبل الہدایت ہوتی ہے جیسے کفار مصرین میں ہوتی ہے وہ بھی بعد اتضاح حق ہی کے ہوتی ہے کما یدل علیہ قولہ تعالیٰ وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا پس یہ تخصیص باعتبار خصوص واقعہ کے ہے **ربط** اوپر آیات کثیرہ قصۂ تبوک کے متعلق ہیں آگے بھی اُسی قصے کے متعلق شریک ہونیوالوں کی اور شریک نہ ہونے والوں میں سے سچ بولنے والوں اور توبہ کرنے والوں کی مدح اور اُن کا مقبول و مرحوم ہونا بیان فرماتے ہیں جنمیں سے بعض کا ذکر اجمالاً اوپر آیت وآخرون مرجون میں گذر بھی چکا ہے اور یہ تین بزرگ تھے کعب بن مالک مرارہ بن الربیع ہلال بن امیہ انکا قصہ جسکی طرف اس آیت میں اشارہ ہے بخاری کی حدیث میں آیا ہے کہ آپ نے انسے ارشاد فرمادیا کہ جاؤ اللہ کا جو حکم تمہارے بارہ میں ہوگا کیا جاویگا اور آپ نے مسلمانوں کو انکے ساتھ کلام کرنے سے منع فرمادیا اور اسی حالت میں انپر پورے پچاس دن گذر گئے حتی کہ غایت پریشانی سے تمام عالم انکی نظروں میں تنگ و تاریک نظر آنے لگا آخر یہ آیت نازل ہوئی جس میں قبول توبہ کی بشارت دی گئی مفصل قصہ حدیث میں ہے اور بڑی وقعت اور اثر کا قصہ ہے

مقبولیت مجاہدین و تائبین از تبوک

لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾ وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ؕ

الروایات فی الدر المنثور عن مجاہد فی قولہ وما کان اللہ لیضل قوما بعد اذ ہداہم حتی یبین لہم ما یتقون قال بیان اللہ للمومنین فی الاستغفار للمشرکین خاصۃ و فی بیانہ طاعتہ ومعصیتہ عامۃ مافعلوا او ترکوا اہ قلت والقول طاعتہ ومعصیتہ عامۃ صح ما روی فی سبب النزول غیر ما ذکر فانہ لاتنافی بین الاسباب ۱۲

حَتّٰٓى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْٓا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَيْهِ

یہانتک کہ جب زمین باوجود اپنی فراخی کے ان پر تنگی کرنے لگی اور وہ خود اپنی جان سے تنگ آگئے اور انہون نے سمجھ لیا کہ خدا سے کہین پناہ نہین مل سکتی بجز اسکے کہ اسی کی طرف رجوع کیا جاوے

ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ

پھر ان کے حال پر توجہ فرمائی تاکہ وہ آیندہ بھی رجوع رہا کرین بیشک اللہ تعالیٰ بہت توجہ فرمانے والے بڑے رحم کرنے والے ہین اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچون کے ساتھ رہو۔

حَتّٰٓى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْٓا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَيْهِ ۭ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۱۸﴾ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حال پر توجہ فرمائی (کہ آپ کو نبوت اور امامت جہاد اور تمام خوبیان عطا فرمائین) اور مہاجرین اور انصار کے حال پر بھی (توجہ فرمائی کہ انکو ایسی مشقت کے جہاد مین ثابت قدم رکھا) جنہون نے ایسی تنگی کے وقت مین پیغمبر کا ساتھ دیا بعد اسکے کہ ان مین سے ایک گروہ کے دلون مین کچھ تزلزل ہو چلا تھا (اور جہاد مین جانے سے ہمت ہارنے کو تھے مگر) پھر اللہ نے اس (گروہ) کے حال پر توجہ فرمائی (کہ انکو سنبھال لیا اور آخر ساتھ ہو ہی لیے پس) بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان سب پر بہت ہی شفیق مہربان ہے (کہ اپنی مہربانی سے ہر ایک کے حال پر کس کس طرح توجہ فرمائی) اور ان تین شخصون کے حال پر بھی (توجہ فرمائی) جنکا معاملہ[2] ملتوی چھوڑ دیا گیا تھا یہانتک کہ جب (انکی پریشانی کی یہ نوبت پہونچی کہ) زمین باوجود اپنی (اتنی بڑی) فراخی کے انپر تنگی کرنے لگی اور خود وہ اپنی جان سے تنگ آگئے اور انہون نے سمجھ لیا کہ خدا (کی گرفت) سے کہین پناہ نہین مل[3] سکتی بجز اسکے کہ اسی کی طرف رجوع کیا جاوے (اسوقت وہ خاص توجہ کی قابل ہوئے) پھر انکے حال پر (بھی خاص) توجہ فرمائی تاکہ وہ آیندہ بھی (ایسے موقع مصیبت و معصیت مین اللہ کی طرف) رجوع رہا کرین بیشک اللہ تعالیٰ بہت توجہ فرمانے والے بڑے رحم کرنے والے ہین **ف** نصف پارہ ۱۰ آیت یا ایہا الذین امنوا مالکم کے ذیل مین اس غزوہ کے متعلق وجوہ جداگانہ کا بیان کیا گیا تھا یہان آیتون سے جماعت اول اور دوم اور چہارم کا ذکر ہے چنانچہ شمولیت کے انطباق سے معلوم ہو سکتا ہے اور اس مقام پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کی ضرورت نہ تھی کیونکہ آپکی محبوبیت مثل اظہر من الشمس و معلومات ضروریہ دینیہ سے ہے مگر اول تو تبرکا کچھ صحابہ کے تطییب قلب کے لیے کہ ہم بھی اس عنایت خاصہ کے فیض سے محروم نہ رہیے جو آپکی ذات مقدس پر متوجہ ہے اور اس غزوہ کے زمانہ کو ساعۃ العسرۃ اس واسطے فرمایا کہ گرمی شدید کا وقت تھا سفر دراز تھا مقابلہ تو اعدا ان لشکر تھا سواری کی بہت کمی تھی کھانے پینے کے سامان رسد کی کمی اس درجہ تھی کہ ایک ایک خرما دو دو شخصون مین تقسیم ہوتا تھا بعض دفعہ ایک چھوارے کو آگے پیچھے کئی کئی آدمی چوستے تھے سواری کے اونٹ ذبح کرنے پڑے ان کی آلایش کو نچوڑ کر پینا پڑا کذا فی الدر المنثور **مسئلہ** کسی شخص کو بوجہ ارتکاب امر خلاف شرع کے یہ سزا دینا کہ اس سے ترک سلام و کلام کردین جائز ہے اور حدیثون مین ممانعت آئی ہے کہ تین روز سے زیادہ ترک کلام نہ کرے مراد اس سے وہ ہے جس کا سبب کوئی دنیوی رنج ہو واللہ اعلم **ربط** اوپر مجاہدین اور تائبین کی مدح اور مقبولیت مذکور تھی چونکہ یہ مقبولیت بدولت تقوی و صدق و اخلاص کے ہے اسلیے آگے عامہ مومنین کو اس کا امر فرماتے ہین۔

امر تقوی وصدق

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور (عمل مین) سچون کے ساتھ رہو (یعنی جو نیت[4] اور بات کے سچے ہین ان کی راہ چلو کہ تم بھی صدق اختیار کرو) **ربط** اوپر متخلفین پر ملامت اور مجاہدین کی فضیلت الگ الگ مذکور تھی آگے دونون کو جمعاً اس طرح فرماتے ہین کہ دوسرے مضمون سے پہلے مضمون پر استدلال ہو جاوے۔

ملحقات الترجمة

[1] قولہ ف تاب علیھم ان گروہ اشارۃ الی عود الضمیر الی الفریق کما یدل علیہ قولہ یزیغ ۱۲ [2] قولہ ف خلفوا معاملہ فالاسناد مجازی ای خلف امرہم ۱۲ [3] قولہ بعد ظنوا و سمجھ لی قابل اشارۃ بہذا الی تقدیر الجزاء ای صلحوا للتوبۃ بمعنی الرحمۃ الخاصۃ ثم بعد الصلوح تاب علیہم ۱۲ [4] قولہ ف الصادقین نیت اور بات کما فی الروح الذین صدقوا فی دین نیۃ و قولا و عملا ۱۲

النحو

قولہ حتی غایۃ لقولہ خلفوا لان التخلیف کان منتہیا الیہ ثم نزل الحکم فیہم ۱۲

مَا كَانَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِنَ الْأَعْرَابِ أَنْ يَتَخَلَّفُوا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ وَلَا يَرْغَبُوا بِأَنْفُسِهِمْ

مدینے کے رہنے والوں کو اور جو دیہاتی اُن کے گرد و پیش میں رہیں اُن کو یہ زیبا نہ تھا کہ رسول اللہ ؐ کا ساتھ نہ دیں اور نہ یہ کہ اپنی جان کو اُن کی جان سے عزیز سمجھیں

عَنْ نَفْسِهِ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ لَا يُصِيبُهُمْ ظَمَأٌ وَلَا نَصَبٌ وَلَا مَخْمَصَةٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَطَئُونَ مَوْطِئًا يَغِيظُ الْكُفَّارَ

یہ اس سبب سے ہے کہ ان کو اللہ کی راہ میں جو پیاس لگی اور جو ماندگی پہونچی اور جو بھوک لگی اور جو چلنا چلے جو کفار کے لیے موجب غیظ ہوا ہو

وَلَا يَنَالُونَ مِنْ عَدُوٍّ نَيْلًا إِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهِ عَمَلٌ صَالِحٌ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ۝ وَلَا يُنْفِقُونَ نَفَقَةً

اور دشمنوں کی جو کچھ خبر لی ان سب پر ان کے نام ایک ایک نیک کام لکھا گیا یقیناً اللہ تعالیٰ مخلصین کا اجر ضائع نہیں کرتے اور جو کچھ چھوٹا بڑا انہوں نے

صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً وَلَا يَقْطَعُونَ وَادِيًا إِلَّا كُتِبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ اللَّهُ أَحْسَنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝

خرچ کیا اور جتنے میدان ان کو طے کرنے پڑے یہ سب بھی ان کے نام لکھا گیا تاکہ اللہ تعالیٰ ان کو ان کے کاموں کا اچھے سے اچھا بدلہ دے

ملامت متخلفین بضمن فضیلت مجاہدین

مَا كَانَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِنَ الْأَعْرَابِ أَنْ يَتَخَلَّفُوا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ وَلَا يَرْغَبُوا بِأَنْفُسِهِمْ عَنْ نَفْسِهِ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ لَا يُصِيبُهُمْ ظَمَأٌ وَلَا نَصَبٌ وَلَا مَخْمَصَةٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَطَئُونَ مَوْطِئًا يَغِيظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُونَ مِنْ عَدُوٍّ نَيْلًا إِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهِ عَمَلٌ صَالِحٌ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ﴿۱۲۰﴾ وَلَا يُنْفِقُونَ نَفَقَةً صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً وَلَا يَقْطَعُونَ وَادِيًا إِلَّا كُتِبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ اللَّهُ أَحْسَنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۱۲۱﴾ مدینہ کے رہنے والوں کو اور جو دیہاتی انکے گرد و پیش میں (رہتے) ہیں انکو یہ زیبا نہ تھا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ساتھ نہ دیں اور نہ یہ (زیبا تھا) کہ اپنی جان کو انکی جان سے عزیز[۱] سمجھیں (کہ آپ تو تکلیفیں سہیں اور یہ آرام سے بیٹھے رہیں بلکہ آپکے ہمراہ جانا ضروری تھا اور) یہ (ساتھ[۲] جانے کا ضروری ہونا) اس سبب سے ہے کہ (علاوہ[۳] ادائے حق نسبت رسول کے ان مجاہدین کو بات بات پر ثواب حاصل ہوا ہے اگر یہ اخلاص[۴] کے ساتھ جاتے انکو بھی ملتا چنانچہ) انکو اللہ کی راہ (یعنی جہاد) میں جو پیاس لگی اور جو ماندگی پہونچی اور جو بھوک لگی اور جو چلنا[۵] چلے جو کفار کے لیے موجب غیظ ہوا ہو اور دشمنوں کی جو کچھ خبر لی ان سب پر انکے نام ایک ایک نیک کام لکھا گیا (باوجودیکہ بعض امور افعال اختیاریہ نہیں مگر بمقتضائے مقبولیت و محبوبیت کہ امور اضطراریہ بھی مثل اعمال اختیاریہ کے موجب ثواب قرار دیے گئے اور اس وعدہ میں احتمال تخلف کا نہیں کیونکہ) یقیناً اللہ تعالیٰ مخلصین کا اجر ضائع نہیں کرتے (پس جب وعدہ کر لیا تو ضائع نہ ہوگا) اور (نیز) جو کچھ چھوٹا یا بڑا انہوں نے خرچ کیا اور جتنے میدان[۶] ان کو طے کرنے پڑے یہ سب بھی ان کے نام (نیکیوں میں) لکھا گیا تاکہ اللہ تعالیٰ انکو انکے (ان سب) کاموں کا اچھے[۷] سے اچھا بدلہ دے (کیونکہ جب ثواب لکھا گیا تو بدلہ ملیگا) **ف** لا یضیع میں مخلصین کی تخصیص اس لیے ہے کہ بدون اخلاص کے تو اجر ہی نہیں ملتا **ربط** اوپر جو متخلفین کے باب میں ملامت کے مضامین نازل ہوئے اس سے آئندہ کے لیے شبہ ہو سکتا تھا کہ ہمیشہ کے لیے سب کے ذمہ جہاد میں جانا ضروری ہوگا اس لیے آگے ہر شخص کے جانے کا فرض نہ ہونا بیان فرماتے ہیں اور تبوک میں جو سب حاضرین کے ذمہ فرض تھا اُس کی وجہ آیت واٰخرون اعترفوا کی تفسیر کے ذیل میں گذر چکی ہے پس خلاصہ مجموع آیتین کا یہ ہوا کہ فی نفسہ تو جہاد فرض کفایہ ہے مگر امام کے حکم سے ہر مخاطب پر فرض عین ہو جاویگا۔

ملحقات الترجمہ

[۱] قولہ فی لا یرغبوا عزیز رکھنا بالمحاورۃ ۱۲ [۲] قولہ فی ذلک یہ ساتھ نہ ہم ما قبلہ ای وجوب المشایعۃ ۱۲ [۳] قولہ قبل بانہم علاوہ ایشعر بہ قولہ لا یرغبوا کما یشہد بہ الذوق ۱۲ [۴] قولہ بعد اخلاص کے ساتھ جاتے فلذا ان المنافقین لا یکتب لہم اجر ولو نفروا والدلیل علی ہذا القید قولہ اجر المحسنین ۱۲ [۵] قولہ فی موطئا چلنا اشارۃ الی انہ مصدر ۱۲ [۶] قولہ فی وادیا میدان استعمل فیہ مجازا کما فی الروح ۱۲ [۷] قولہ فی احسن اچھے سے الخ علی معنی ان الاعمال لہم جزاء حسنا واحسن ہو تعالیٰ اختار لہم احسن جزاء کذا فی الروح ۱۲

اللغات

قولہ ینالون فی الروح لا یاخذ ون شیئا من الاخذ کالقتل والاسر ۱۲

البلاغۃ قولہ کتب لہم بہ قال النہی وحد الضمیر لانہ لما تکررت لا صار کلو احد منہا علی البدل مفردا بالذکر مقصودا بالوعد کذا فی الروح قولہ صغیرۃ ولا کبیرۃ فی الروح ظاہرہ العکس فی الترتیب فالترتیب باعتبار کثرۃ الوقوع وقلتہ وفیہ وفصل ہذا وآخر لانہ اہون مما قبلہ وفیہ وصف النفقۃ بالصغیرۃ والکبیرۃ دون القلیلۃ والکثیرۃ حملا للطاعۃ علی المعصیۃ الموصوفۃ بالصغیرۃ والکبیرۃ ۱۲ ف

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنْفِرُوا كَافَّةً ۚ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنْذِرُوا

اور مسلمانوں کو یہ نہ چاہیے کہ سب کے سب نکل کھڑے ہوں سو ایسا کیوں نہ کیا جاوے کہ ان کی ہر ہر بڑی جماعت میں سے ایک ایک چھوٹی جماعت جایا کرے تاکہ باقیماندہ لوگ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرتے رہیں تاکہ یہ

قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلُونَكُمْ مِنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوا

قوم کو جب کہ وہ ان کے پاس واپس آویں ڈراویں تاکہ وہ احتیاط رکھیں — اے ایمان والو اُن کفار سے لڑو جو تمہارے آس پاس ہیں اور اُن کو تمہارے اندر سختی پانا چاہیے

ع ۴

فِيكُمْ غِلْظَةً ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ۝ وَإِذَا مَا أُنْزِلَتْ سُورَةٌ فَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ أَيُّكُمْ زَادَتْهُ هَٰذِهِ إِيمَانًا

الربع

اور یہ یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ متقی لوگوں کے ساتھ ہے اور جب کوئی سورت نازل کی جاتی ہے تو بعض منافقین کہتے ہیں کہ اس سورت نے تم میں سے کس کے ایمان میں ترقی دی

فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فَزَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَهُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ۝

سو جو لوگ ایماندار ہیں اس سورت نے اُن کے ایمان میں ترقی دی ہے اور وہ خوش ہو رہے ہیں

فرض کفایہ بودن نفیر برائے جہاد

۱۲۲

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنْفِرُوا كَافَّةً ۚ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ

اور (ہمیشہ کے لیے) مسلمانوں کو یہ (بھی) نہ چاہیے کہ جہاد کیواسطے سب کے سب (ہی) نکل کھڑے ہوں (کہ اس میں بھی بعض اوقات مسلمانوں کا ضرر ہے) سو ایسا کیوں نہ کیا جاوے کہ انکی ہر ہر بڑی جماعت میں سے ایک ایک چھوٹی جماعت (جہاد میں) جایا کرے (اور کچھ اپنے وطن میں رہا کریں) تاکہ (یہ) باقیماندہ لوگ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں آپ سے اور آپکے بعد علمائے شہر سے) دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرتے رہیں اور تاکہ یہ لوگ اپنی (اُس) قوم کو (جو کہ جہاد میں گئے ہیں) جبکہ وہ اُنکے پاس واپس آویں (دین کی باتیں سنا کر خدا کی نافرمانی سے) ڈراویں تاکہ وہ (اُنسے دین کی باتیں سنکر بُرے کاموں سے) احتیاط رکھیں **ف** باقیماندہ لوگوں کے رہجانے میں جو مصلحتیں ہیں اُنمیں سے ایک بڑی مصلحت کو کہ دینی مصلحت ہے ذکر فرمادیا اسکے علاوہ دُنیا کی بھی مصلحتیں ہیں جو ظہور کی وجہ سے محتاج ذکر نہیں مثلاً سب کے چلے جانے میں خود دار الاسلام کا قبضہ سے نکل جانا غیر مستبعد ہے اور لتفقہ فی الدین کی تخصیص فرقہ باقیماندہ کے ساتھ اسلیے ہے کہ غالباً تحصیل علم حضر اور شہر میں ہوتا ہے ربط اوپر چند آیتوں میں جہاد کی ترغیب تھی آگے اسکی ترتیب مع اسکے بعض متعلقات کے مذکور ہے۔ **ترتیب جہاد** يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلُونَكُمْ مِنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوا فِيكُمْ غِلْظَةً ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ۝ اے ایمان والو اُن کفار سے لڑو جو تمھارے آس پاس (رہتے) ہیں اور اُنکو تمھارے اندر سختی پانا چاہیے (یعنی جہاد کے وقت بھی مضبوط رہنا چاہیے اور ویسے بھی غیر زمانہ صلح میں اُنسے ڈھیلا پن نہ برتنا چاہیے) اور یہ یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ (کی امداد) متقی لوگوں کے ساتھ ہے (پس اُنسے ڈرو دبو مت) **ف** حاصل ترتیب کا ظاہر ہے کہ اول پاس والوں سے نبٹنا چاہیے پھر بقایا میں جو سب سے پاس کے ہوں وعلیٰ ہذا القیاس اور اس ترتیب کے عکس میں جو مفاسد ہیں ظاہر ہیں چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو باختیار خود غزوات فرمائے اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی سب میں یہی ترتیب ملحوظ رہی ربط اوپر آیات کثیرہ میں منافقین کے ذمائم مذکور ہوئے ہیں منجملہ انکے آیات منزلہ کے ساتھ تمسخر اور اُنسے تنفر ہے آگے اسکا بیان ہے مع جواب وعتاب کے۔

ذکر تمسخر منافقین بآیات منزلہ وتنفر شان ازانہا مع جواب وعتاب

وَإِذَا مَا أُنْزِلَتْ سُورَةٌ فَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ أَيُّكُمْ زَادَتْهُ هَٰذِهِ إِيمَانًا ۚ فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فَزَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَهُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ۝۱۲۸

الروايات اخرج ابو الشيخ عن عبد الله بن عبيد الله بن عمير قال كان المومنون لحرصهم على الجهاد اذ ابعث رسول الله صلى الله عليه وسلم سرية خرجوا فيها وتركوا النبي صلى الله عليه وسلم في رقة من الناس فانزل الله تعالى وما كان المومنون لينفروا كافة امروا اذا بعث النبي صلى الله عليه وسلم سرية ان تخرج طائفة وتقيم طائفة فيحفظ المقيمون على الذين خرجوا ما انزل الله من القرآن وما سن من السنن فاذا رجع اخوانهم اخبروهم بذلك وعلموهم واذا اخرج رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يتخلف عنه احد الا باذن او عذر واخرج ابن جرير وابن المنذر عن عكرمة قال لما نزلت ان لا تنفروا يعذبكم عذابا اليما وما كان لاهل المدينة الآية قال المنافقون هلك اهل البدو الذين تخلفوا عن محمد صلى الله عليه وسلم وقد كان اناس خرجوا الى البدو والى قومهم يفقهونهم فانزل الله تعالى وما كان المومنون لينفروا الآية اهـ وقد اخذت بحاصل كلا السببين في التمهيد ۱۲

ملحقات الترجمة

ا قوله في فلولا كيون نہ كيا جاوے اشارة الى ما في الروح وهو ان لو لا ههنا للتحضيض وهي متى دخلت على الماضي تفيد التوبيخ لكن اللوم على الترك فيما يمكن تلافيه قد يفيد الامر به في المستقبل اي فهلا نفر ۱۲ ۲ قوله في فرقة وطائفة بڑی چھوٹی في الروح ماخوذ من السياق ومن التبعيضية لان البعض في الغالب اقل من الباقي والا فاهو هي لم يفرق بينهما ۱۲ ۳ قوله في ليتفقهوا باقيماندہ في الروح عائد الى الفرقة الباقية المفهومة من الكلام وقيل لابد من اضمار وتقديره اي فلولا نفر من كل فرقة طائفة واقام طائفة ليتفقهوا الخ ۱۲ ۴ قوله في يجدوا يعني اشارة الى ان المامور هم الكفار لفظا والمومنون معنى ۱۲ ۵ قوله في ف پھر بقایا میں اشارة الى ان قوله يلونكم يدخل فيه الكفار جميعا بهذا الاعتبار والا بعد الحقيقي شاذ ۱۲

وَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى رِجْسِهِمْ وَمَاتُوْا وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ○ اَوَلَا يَرَوْنَ اَنَّهُمْ يُفْتَنُوْنَ

اور جن کے دلون مین آزار ہے اس سورت نے ان مین ان کی گندگی کے ساتھ اور گندگی بڑھادی اور وہ حالت کفر ہی مین مرگئے اور کیا ان کو نہین دکھلائی دیتا کہ یہ لوگ ہر سال مین

فِيْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوْبُوْنَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ○ وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ

ایکبار دو بار کسی نہ کسی آفت مین پھنسے رہتے ہین پھر بھی باز نہین آتے اور نہ وہ کچھ سمجھتے ہین اور جب کوئی سورت نازل کی جاتی ہے تو ایک دوسرے کو دیکھنے لگتے ہین

اِلٰى بَعْضٍ ؕ هَلْ يَرٰىكُمْ مِّنْ اَحَدٍ ثُمَّ انْصَرَفُوْا ؕ صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ○

کہ تم کو کوئی دیکھتا تو نہین پھر چل دیتے ہین خدا تعالیٰ نے ان کا دل پھیر دیا ہے اس وجہ سے کہ وہ محض بے سمجھ لوگ ہین

وَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى رِجْسِهِمْ وَمَاتُوْا وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿١٢٥﴾ اَوَلَا يَرَوْنَ اَنَّهُمْ يُفْتَنُوْنَ فِيْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوْبُوْنَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿١٢٦﴾ وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ ؕ هَلْ يَرٰىكُمْ مِّنْ اَحَدٍ ثُمَّ انْصَرَفُوْا ؕ صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿١٢٧﴾ اور جب کوئی سورت (جدید) نازل کی جاتی ہے تو بعض منافقین (غربا مسلمین سے بطور تمسخر) کہتے ہین کہ (کہو) اس سورت نے تم مین سے کس کے ایمان مین ترقی دی (آگے حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہین کہ تم جواب چاہتے ہو) سو (سنو) جو لوگ ایماندار ہین اس سورت نے انکے (تو) ایمان مین ترقی دی ہے اور وہ (اس ترقی کے ادراک سے) خوش ہو رہے ہین (مگر چونکہ وہ امر قلبی ہے اور تم کو نصیب نہین اسلیے اسکا ادراک بھی نصیب نہین اور [illegible]) اور جن کے دلون مین (نفاق کا) آزار ہے اس سورت نے ان مین انکی (پہلی) گندگی کے ساتھ اور (نئی) گندگی بڑھادی (کیونکہ پہلے ایک حصے قرآن کا انکار تھا اب اس جدید حصہ کا انکار مزید ہوا) اور وہ حالت کفر ہی مین مرگئے (یعنی جو ان مین مرچکے ہین وہ کافر مرے اور جو اسی اصرار پر رہین گے وہ کافر مرین گے حاصل جواب یہ ہوا کہ قرآن مین ایمان کو ترقی دینے کی بے شک خاصیت ہے لیکن محل مین قابلیت بھی تو ہو اور اگر پہلے سے خباثت مستحکم ہے تو اور بھی اس کو استحکام ہوجاویگا در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس) اور کیا ان کو نہین دکھلائی دیتا کہ یہ لوگ ہر سال مین ایکبار دو بار کسی نہ کسی آفت مین پھنستے رہتے ہین (مگر) پھر بھی (اپنی حرکات شنیعہ سے) باز نہین آتے اور نہ وہ کچھ سمجھتے ہین (جس سے باز آنے کی آیندہ امید ہو یعنی ان حوادث سے انکو عبرت پکڑنا اور عبرت پکڑ کر اپنی اصلاح کرلینا چاہیے تھا یہ تو ان کے تمسخر کا بیان ہوا جو اپنی مجالس مین کرتے تھے آگے تنفر کا بیان ہے جو مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین ان سے صادر ہوتا تھا چنانچہ ارشاد ہے) اور جب کوئی سورت (جدید) نازل کیجاتی ہے تو ایک دوسرے کو دیکھنے لگتے ہین (اور اشارہ سے باتین کرتے ہین) کہ تم کو کوئی (مسلمان) دیکھتا تو نہین (کہ اٹھتا ہوا دیکھ لے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جا لگائے) پھر (اشارون ہی اشارون مین باتین کرکے وہان سے اٹھ کر) چل دیتے ہین (یہ لوگ مجلس نبوی سے کیا پھرے) خدا تعالیٰ نے ان کا دل (ہی ایمان سے) پھیر دیا ہے اس وجہ سے کہ وہ محض بے سمجھ لوگ ہین (کہ اپنے نفع سے بھاگتے ہین) **ف** مرۃ او مرتین سے مراد خاص عدد نہین بلکہ مراد یہ ہے کہ کبھی ایکبار کبھی متعدد بار ایسا ہو جاتا ہے اور مراد ان آفات و حوادث سے یا تو عام ہے مگر عاقل ان سے بھی متنبہ ہو کر اپنی اصلاح کرتا ہے یا خاص وہ واقعات مراد ہین جو انکے نفاق کی بنا پر پیش آتے تھے مثلاً انکے دوست کفار مغلوب ہوگئے کبھی ان کے نفاق کی باتین کھل گئین اس پریشانی اور بازپرس کے اندیشہ مین مبتلا رہے و [illegible] ان سے عبرت حاصل [illegible] ساتھ ضروری تھا **ربط** چونکہ یہ سورت قرآن کی آخری سورتون مین سے ہے اسلیے اس کے خاتمہ پر اقامت حجت [illegible] کہ پہلے آپ کی رسالت اور بعض اوصاف کمال کی توضیح مناسب ہوئی اور نہ ماننے کی صورت مین اظہار توکل و [illegible] اظہار جلادت مستحسن ہوئی بالخصوص اس سورت کے ساتھ اسکو [illegible] سے یہ مضمون زیادہ چسپان ہے [illegible] اتمام حجت کردیا گیا پس ایک اتمام دوسرے اتمام کا موکد ہوجاوے گا +

ملحقات الترجمہ

سلہ قولہ بعد کہ دو فی [illegible] حاصل جواب [illegible] ان الحو [illegible] بقولہ تعالیٰ واما الذین [illegible] علیہ قولہ اما الذین فی قلوبہم [illegible] قلوبہم [illegible] جہلہم [illegible] علیہ [illegible]

سلہ قولہ هل یرٰىكم [illegible] القول [illegible] عادتہ ساد [illegible] المجلس النبوی ١٢

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝

تمھارے پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمھاری جنس سے ہیں جنکو تمھاری مضرت کی بات نہایت گران گذرتی ہے جو تمھاری منفعت کے بڑے خواہشمند رہتے ہیں ایمانداروں کے ساتھ

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝

پھر اگر روگردانی کریں تو آپ کہدیجیے کہ میرے لیے اللہ تعالیٰ کافی ہے اسکے سوا کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں میں نے اُسی پر بھروسہ کرلیا اور وہ بڑے بھاری عرش کا مالک ہے

رسالت و کمالات رسالت مع اظہار جلالت

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۲۹﴾ (اے لوگو) تمھارے پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمھاری جنس (بشر) سے ہیں (کہ تم کو نفع حاصل کرنا آسان ہے) جن کو تمھاری مضرت کی بات نہایت گران گذرتی ہے (چاہتے ہیں کہ تم کو کوئی ضرر نہ پہونچے) جو تمھاری منفعت کے بڑے خواہشمند رہتے ہیں (یہ حالت تو سب کے ساتھ ہے پھر بالخصوص) ایمانداروں کے ساتھ (تو) بڑے ہی شفیق (اور) مہربان ہیں (ایسے رسول سے مستفید نہ ہونا بڑی محرومی ہے) پھر اگر (اس پر بھی آپ کو رسول ماننے سے اور آپ کے اتباع کرنے سے) روگردانی کریں تو آپ کہدیجیے (میرا کیا نقصان ہے) میرے لیے (تو) اللہ تعالیٰ (حافظ و ناصر) کافی ہے اُس کے سوا کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں (پس معبودیت اُس کے ساتھ مختص ہے تو لامحالہ سارے کمالات علم و قدرت اُس میں بے مثل ہوں گے پھر مجھ کو کسی کی مخالفت سے کیا اندیشہ) میں نے اُسی پر بھروسہ کرلیا اور وہ بڑے بھاری عرش کا مالک ہے (تو اور چیزیں تو بالاولے اُس کی مملوک ہوں گی پس اُس پر بھروسہ کرنے کے بعد مجھ کو کوئی اندیشہ نہیں البتہ تم اپنی فکر کرلو کہ حق کا انکار کرکے کہاں رہو گے) **ف** عرش کا عظیم ہونا اس سے ظاہر ہے کہ آفتاب زمین سے ڈیڑھ سو حصہ سے بھی بڑا ہے اور آسمان میں کتنی ذرا سی جگہ میں موجود ہے پس آسمان کتنا بڑا ہوا پھر دوسرا آسمان اُس سے اور تیسرا اُس سے وعلی ہذا القیاس کسقدر بڑا ہوگا اور سب آسمان کرسی کے سامنے ایسے ہیں جیسے بڑی ڈھال میں سات درہم ڈال دیئے جاویں پھر کرسی عرش کے سامنے ایسی ہی چھوٹی ہے اس سے اندازہ کرلیا جاوے اہل رصد جس کو فلک الافلاک کہتے ہیں مرکز عالم سے اُس کے مقعر تک حسب نقل روح المعانی تین کروڑ چھتیس لاکھ پچیس ہزار چھ سو نو فرسنگ کا فاصلہ ہے اور فرسنگ تین کوس کا ہوتا ہے تو فاصلہ مذکورہ دس کروڑ پانچ لاکھ تہتر ہزار آٹھ سو ستائیس کوس کا ہوا یہ اس دائرہ سطح مقعر کا نصف قطر ہوا اس سے سطح مقعر کی عظمت کا اندازہ کرنا چاہیے اور محدب تک کو چھل اہل رصد کو معلوم نہیں ہوا حالانکہ اہل ہیئت یہ ثابت نہیں کرسکے کہ فلک الافلاک سے اوپر کچھ نہیں اور روایات سے یہ بات ثابت ہے کہ عرش سے اوپر کوئی جسم نہیں پس اگر فلک الافلاک عرش کے علاوہ کوئی چیز ہے تو عرش اُس سے بھی اوپر ہوگا تو اُس کی عظمت کا کیا حساب ہوسکتا ہے وہ عدد عربی میں ان الفاظ سے لکھا ہے ثلاثة وثلثون الف الف وخمسمائة و اربعة وعشرون الفا وستمائة وتسع فراسخ واللّٰه اعلم وقد تم تفسير سورة براءة لسبع عشرة خلت من ربيع الثانی يوم الاثنين ۱۳۳۲ھ من الهجرة النبوية صلى اللّٰه على صاحبها مالا يعد ولا يحصى من سلام وتحية اللهم وفقنی لاتمام تفسير بقية القرآن ببركة هذا النبی سيد الانس والجان ؛

النحو عزيز عليه خبر مقدم وما عنتم بتاويل المصدر مبتدا –

منہیات جلد چہارم تفسیر بیان القرآن

اِن منہیات کی بھی وہی تمہید مقصود ہے جو جلد اول کے منہیات کے قبل معروض ہو چکی ہے۔ ملاحظہ فرما لیا جاوے فقط کتبہ۔ اشرف علی عفی عنہ ؛

منہیہ اولی توضیح بعض مقامات تفسیر جلد چہارم

صفحہ ۳ سطر ۱۳۔ قولہ غایت مافی الباب الخ یعنی احادیث میں جو تمام اعمال کا موزون ہونا آیا ہے اِن بعض آیات کو اُن کا معارض نہ سمجھا جاوے کیونکہ آیات نافی نہیں اور ساکت معارض نہیں ہوتا ناطق کے ساتھ **صفحہ ۳۵۔ سطر ۲۰۔ قولہ** جواب الخ اور یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ یہاں صیغۂ امر سے مقصود اجازت نہیں بلکہ مراد عدم مبالات کا اظہار ہے یعنی ہمکو اِس سے ذرا اندیشہ نہیں تم جو چاہو کر لو ؛ **صفحہ ۴۳ سطر ۱۳۔ قولہ** مبادی تجلی سے متعلق بقولہ معطل ہو جاتی ہو مطلب یہ کہ مبادی تجلی کے سبب چشم خفاش معطل ہو جاتی ہو قبل تجلی کے بہ قبلیت زمانیہ الخ **صفحہ ۵۶ سطر ۹۔ قولہ** یہ شاید الخ یعنی لفظ شاید جو لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ کے ترجمے میں آیا ہے ؛

صفحہ ۹۱ سطر ۲ (حاشیہ تحتانی بیان) **قولہ** ثُمَّ أُحِلَّتْ لَهُم۔ الضمیر للصحابۃ المخاطبین فی الآیۃ لا لمن قبلہم۔

صفحہ ۹۲ سطر ۱۴۔ قولہ بعض احکام ہجرت کے الخ یعنی جو احکام ہجرت کے کہ متعلق ہیں میراث کے ؛

صفحہ ۹۹ سطر ۱۰ قولہ مشرکین کا الخ یعنی آیت ثالثہ میں جو بَرِیءٌ من المشرکین آیا ہے۔ یہ المشرکین مقابل ہے مابعد کی آیت کے اس جزو کے الا الذین عاہدتم من المشرکین ثم لم ینقصوکم اور قرینہ مقابلہ کا استثناء ہے اِس مقابلہ سے معلوم ہوا کہ آیتِ سابقہ میں مُراد مشرکین سے ناقضین عہد ہیں ؛

صفحہ ۱۰۹ مسئلہ اول قولہ بدل اسلام کا نہیں الخ قلت اور اسی طرح بدل دفاع و حفاظت جان کا نہیں یعنی اِس لیے نہیں ہے کہ چونکہ تم اپنے سے مدافعت نہیں کر سکتے اور ہم دوسرے اعداء سے تمھاری جان کی حفاظت کرتے ہیں کیونکہ حفاظت تو سبکی کیجاتی ہے اور جزیہ سب سے نہیں لیا جاتا بلکہ صرف اُن ہی سے جو کہ مستحق قتل تھے اِس سے ثابت ہو گیا کہ یہ بدل ہے قتل کا۔ وللہ در الفقہاء کیف وصلوا الی فہم الاسرار حیث قالوا فیہا ہی لغۃ الجزاء لانہا جزت عن القتل کذا فی الدر المختار و ما راب بعض اہل الاحداث کما نسمع عنہ فی بعض رسائلہ من کتب الصحابۃ او خطبہم المشعرۃ بعدم اخذہم الجزیۃ من لم یحفظوہم اور دوہا علیہم فغایتہ ما ثبت بہ کونہا مشروطۃ بالدفاع لا بدلا عنہ کالصلوۃ ہی مشروطۃ بالوضوء لا بدل عنہ واما عفوہم الجزیۃ عمن اعانوا المسلمین فہو مکافاۃ منہم لاحسانہم ثم وضعہا عنہم لاعانۃ المسلمین لا یستلزم وضعہا عنہم للذب عن انفسہم الکافرۃ والمدعی یتوقف علی الثانی واما وجود ہذا الاسم او الرسم فی عہد کسریٰ فلا مس لہ بالمدعی کما اعترف بہ صاحب الرسالۃ نفسہ مادعاہ الفقہاء من انہا لغۃ الجزاء یؤیدہ تسمیۃ الصحابۃ لہا فی تلک الکتب جزاء ۱۲

صفحہ ۱۱۲ سطر ۱۰ قولہ گو اثر میں الخ یعنی فعل مُؤثر میں تفاوت ہے کہ ایک جلدی ختم ہوا ایک دیر میں اسی طرح اس فعل مُؤثر کا جو اثر ہے یعنی اَلم جو کہ بعد میں بھی باقی رہتا ہے۔ اس اثر میں بھی دونوں جگہ تفاوت ہو اور اس تفاوت کے لیے تفاوت فی الامتداد ضروری نہیں تفاوتِ فی الاشتداد کافی ہے گو مدت دونوں کی مساوی ہو متناہی ہونے پر بھی جیسا عصاۃ کے لیے ہوگا اور غیر متناہی ہونے پر بھی جیسا کفار کے لیے ہوگا ؛

صفحہ ۱۱۲ سطر ۱۱ قولہ بجز دو شاید والی جگہ الخ یعنی بجز دو مضمون کے جنکے اول میں لفظ شاید ہے۔ اولہما قولہ فی الصفحۃ السابقۃ شاید اپنی اُس کمی بیشی الخ وثانیہما قولہ بعد ستۃ اسطر شاید اسی واسطے الخ ؛

صفحہ ۱۱۳ سطر ۵ حاشیہ فوقانی۔ **قولہ** لم یصرح یعنی لم یذکر فی القرآن لفظ وال علی کونہا معینۃ کمخصوصات و معلومات ونحوہما کا ذکرت فی الترجمۃ لفظ خاص

صفحہ ۱۱۳ سطر ۱۵۔ قولہ تحلیل حرام کفر ہے الخ یعنی یہ بھی فعل کفر ہے اور اسکے قبل سے بھی وہ لوگ کافر تھے پس اس تحلیل حرام سے اُن کے کفر میں زیادتی ہو گی۔

صفحہ ۱۱۳ سطر ۱۴۔ قولہ الاتباع من الاتباع الاول مصدر والثانی جمع ای کون الاتباع من التابعین ؛

صفحہ ۱۱۷ سطر ۱۹۔ قولہ جن کو اس سے زیادہ الخ یعنی جاسوسی سے زیادہ اِس صفت کے بڑھانے سے مقصود اس شبہ کا دفع کرنا ہے کہ آیت میں عدم خروج منافقین کا متضمن مصلحت ہونا مذکور ہے مگر جب انکے جاسیس موجود ہیں تو وہ عدم خروج متحقق نہ رہا اور مصلحت عدم خبال کی بھی نہ رہی جواب یہ ہے کہ جاسوسوں کو اُس خبال و فساد کا جو کہ آیت میں منفی ہے سلیقہ نہیں آگے ف میں یہ مضمون مصرح ہے ؛

صفحہ ۱۱۹ سطر ۲۷ قولہ ناگواری کے ساتھ الخ اگر شبہ ہو کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انکو انفاق پر بعض اوقات جبر کیا جاتا ہوگا ورنہ کرہًا کے کیا معنی اور یہ جبر جائز نہیں۔ جواب سکا آیات الاعراب اشد کفرا و نفاقا الخ کی تفسیر میں ف کے تحت میں مذکور ہے۔

صفحہ ۱۲۱ سطر ۱۸۔ قولہ صدقات کے عام ہونے پر الخ یعنی جو صدقات آگے مذکور ہونگے وہ عام ہوں فرض اور نفل کو ارتباط اُس وقت ہوگا ورنہ اگر آیت لاحقہ میں صدقات فرض ہوں اور اوپر کی آیت میں جو صدقات مذکور ہیں یہ کسی دلیل سے ثابت نہیں کہ وہ فرض تھے تو ارتباط کیسے ہوگا ۔

صفحہ ۱۲۳ سطر ۲۲۔ قولہ جنہیں سے ایک تو الخ اور دوسرا تفسیر احال وہ ہے جو ربط آیندہ میں مذکور ہے یعنی استہزار اور تاویل لغو۔

صفحہ ۱۲۳ سطر ۱ حاشیہ فوقانی قولہ ولا یشکل علیک الخ فاعل یشکل التقسیم الخ ۔

صفحہ ۱۳۴ سطر ۱۶۔ قولہ یہاں حیٰوۃ کی و قولہ یہاں موت کی الخ قرینہ اس تخصیص کا دونوں آیتوں کا سباق بالابرار الموعدہ ہے کہ اول مقام پر عدم قبول نفقات مذکور ہے اور دوسرے مقام پر غیر مغفور ہونا۔

صفحہ ۱۳۶ سطر اخیر۔ قولہ اعراض و رضا الخ یہ تفسیر ہے اغراض فانیہ کی۔ اعراض اس آیت میں مذکور ہے لتعرضوا عنہم اور رضا اسکے بعد لترضوا عنہم

صفحہ ۱۴۰ سطر ۱۶۔ قولہ اور منافقین سے الخ یہ صلہ ہے دوہری کا اور آخرت سے پہلے یہ ظرف زمان ہے فعل سزا دینگے کا یعنی انکو دوسرے منافقین کی نسبت دوہری سزا ہوگی اور یہ بسبب مضاعف آخرت سے پہلے ہی ہوگی۔

صفحہ ۱۴۸ سطر ۱۸۔ قولہ تخصیص الخ یعنی آیت میں جو تطہیر کے ساتھ بعدا و تزکیہم کی قید لگائی ہے

منہیہ ثانیہ مضامین تفسیر

صفحہ ۱۳ سطر ۲۔ عموم و لزوم معجزہ جمیع انبیاء علیہم السلام ۔ صفحہ ۵۱ سطر ۱۱۔ تحقیق وجوب و عدم وجوب امر بالمعروف وقت یاس از نفع۔

״ ״ ۲۷۔ تحقیق کفر بودن امن از عذاب و یاس از رحمت ۔ ״ ۱۱۳ ״ ۵۔ حکم لونڈ۔

״ ۴۵ ״ ۲۰۔ توجیہات مقبولہ القاء الواح موسیٰ علیہ السلام ״ ״ ״ ۸۔ افضلیت حساب بشہور قمریہ

״ ۴۸ ״ ۲۴۔ فرق درمیان معنی نبی و رسول۔

منہیہ ثالثہ صحت نامہ تفسیر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲۴	تقدیم لبث	تقدیم مسئلہ بعث	۶	۱۹	باطل	الباطل	۱۰	۲	یہ اس طور	یہ اشیاء اس طور
۲۰	۲۶	نودبھی	خودہی	״	۲۱	بیان	بیان ہے	״	۴	خالص ہیں	خالص رہیں
״	۲حاشیہ تحتانی بیاں	دروع	ارفع	״	۲حاشیہ تحتانی	الزیع	الزوج	״	״	رب سے نوام	رب سے نصرف حرام
۳	۱۳	آتینا	اتینا	״	۳حاشیہ فوقانی	قسم	القسم	״	۱۶	نفغ	نفع
״	۱۵	اسی	اس	۷	۴	قسم کھائی	قسم کھالی	״	۲۹	پڑھکر	بڑھکر
״	۲۸	مخالفت کا بدنتیجہ	مخالفت کا جیسا اوپر بھی ترہیب تھی بدنتیجہ۔	״	۴حاشیہ فوقانی	کان	کانا	۱۱	۱۰	پیدا ہونگے جزا	پیدا ہونگے اسوقت جزا
״	حاشیہ تحتانی بیاں	لم یکتب	لم یکیف	۸	۲۶	ابن عباس سے کہ	ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ	۱۲	۷	ہر فرد	ہر فرد
۴	۲۰	اسکا قیاس	ابلیس کا قیاس	۹	۱۰	خاص	خالص	״	۱۶	شال	شامل
۵	۱۲	جواب میں	اس جواب میں	״	۱۹	کسی وجہ	کئی وجہ	״	۲۴	فرمائی گئی تھی	فرمائی گئی ہے
״	۲۶	تفیر	تفسیر	״	۱حاشیہ تحتانی بیاں	المراد	والمراد	۱۲	۳۰	تمکو جدید	تمکو کچھ جدید
۶	۱۰	احسان مانکر	احسان مانکر	״	۲ ״	الاللامکان	لا للامکان	״	״	ارواح	ارواح بھی۔

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
١٢	٣١	صعت	صورت
١٣	۴حاشیہ تحتانی بین	ادراک	دارک
١٣	١٠	تفرہونیکا	نافرہونے کا
،	١٢	آدمیوں سے	آدمیوں میں سے
،	٢٥	وہ کبھی	وہ لوگ کبھی
١۵	١٧	خوف الفت	خوب الفت
١٦	٧	آیت میں	آیت میں سے
،	،	السلام علیک	السلام علیکم
،	٣١	کرقبل	کرے قبل
،	۵حاشیہ فوقانی	جمع طرت	جمع حرف
،	، ٢٣	یغزی	یغیری
١٢	، ١٨	الساہم	انساہم
١٩	٢	عبادت کرو	عبادت کیا کرو
،	٢٨	ایسا ہی ہے	لیا ہے
،	١حاشیہ تحتانی بین	باعتبار لفظ	باعتبار اللفظ
،	١٠حاشیہ تحتانی	وانا	وانا
،	، ٢٣	اللہ	للہ
،	، ٣٣	کلاہنا	کلاہما
٢٠	١٧	اثبات عجب اور	ثبات اور
،	٢حاشیہ تحتانی بین	یہناد	یہنادہ
،	١٠حاشیہ فوقانی	قولہ بناکی اس کا	قول اس کا
٢١	٦	آبرودار	آبرو دار لوگ
،	حاشیہ تحتانی بیان	وحدہ	وجہ دہ
،	،	اعنی ایجاد الموضوع منہ	اعنی ایجاد الموضوع منہ
			احال اعنی سوداً کذا فی الروح
،	٣حاشیہ فوقانی	معطوف الیہ	معطوف علیہ
٢٢	٨	معبود ہونے	معبود ہونے
،	٢٣	ثبوت ہونے کا	نبوت کا
،	٢٩	قولہ تعقون	قولہ افلا تعقلون
،	حاشیہ تحتانی بین	فیکون	تسکنون
٢٣	١٠	دلیل بھی نہیں	دلیل ہی نہیں
،	١٨	قداور	قد اور
،	٢٠	اولاد بھی	اولاد بھی
،	٢٩	توم کا	توم بھاکا
٢۴	٢٠	کو مار بھی	کو بھی مار
،	٣حاشیہ تحتانی بین	تاخر	تاخر
٢۵	٧	بیباکی کی کر	بیباکی کر
،	١۴	اہل میر	اہل سیر
،	١۵	ہوتی تھی	ہوتی تھی
،	٢٠	کیا ہو	کیا ہو واللہ اعلم
،	١حاشیہ تحتانی بین	تشتبہونہا	تشتبہون
،	،	التنفید	التقیید
،	،	تقربیہم	تقریبہم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٢۵	٢حاشیہ تحتانی بین	استناہم	استفہامہم
،	٢ ،	الاستغناء عنہ	الاستغناء عنہ
،	۴ ،	تونیو	تونہا
،	٢حاشیہ تحتانی بیان	جراب	جواب
،	٢حاشیہ فوقانی	صاف نہیں چھپا	فی تقوسہ امتہ
٢٦	١۵	بالانجام	الانجام بہ
،	٨حاشیہ فوقانی	من المخرجین تقریر	من المخرجین فالمعنی
			الخضر تقریرہ
،	١٣ ،	متصا	متصلا
	٢ ،	سلح نور رخ	یہ حاشیہ صفحہ سابقہ میں سطر
			انیس لفظ آخر پر ہونا چاہیئے
٢٧	٢حاشیہ تحتانی بیان	تعہنا	تعہما
،	، ،	وعیرہا	وغیرہا
٢٨	٢	سکن	سکن
،	١۴	بیٹھ کر	بیٹھ کر
،	٣حاشیہ فوقانی	تعینہا	تعینہا
٢٩	١٦	ہیے ہے	ہیے ہے
،	٣١	رجع	رنج
،	،	بھکتنا	بھگتنا
،	٢حاشیہ تحتانی بیان	بذکر الاخوین	بذکر احد الاخوین
،	۵حاشیہ فوقانی	الصفتہ	الصفتہ
٣٠	٢۴	اس میں	اس بھول میں
،	٢٩	رہتے تھے	ہو گئے تھے
٣١	٨	پکڑے	پکڑے
،	٩	بستجھ	سمجھ
،	١٣	کچھ کچھ	کچھ کچھ شہ
،	١٧	دلہ	ولبہ
،	٢٨	سورو	سورہ
،	٩حاشیہ فوقانی	نصا	فصل
،	٣١	یمن	یمین
،	٢۴ ،	عطفت	عطفہ
،	٣٠	ماحارہم	ما جاہم
٣٢	١٧	ولائل	دلائل
،	٣٠	فرعون پاس	فرعون کے پاس
،	٣٢	نہیں کرسکتا	نہیں کرتا
	٣۵	لیس	لیس
	١حاشیہ تحتانی بین	مادکرتہ	الماذکرتہ
،	١۵حاشیہ فوقانی	والاداالترجمتہ	والالفالترجمتہ
،	٢١	قبل ارسل	قبل فارسل
،	٢٣	قولہ تعالی	قولہ تعالی
٣٣	۴	کوچند سے مہلت	کومہلت
،	،	باہر	باہر
،	٦	عرض کی	عرض کیا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٣٣	٨	کردی اور ایک	کردی لوگوں پر ہیبت
			غالب کردی اور ایک
،	١۴	کہا کرتے تھے	کہا کرتے ہیں
٣۴	٢	ساحر تھے	ساحر تھے وہ
،	۴	کہ میں اجازت	کہ میں تمکو اجازت
،	٩	طرف کا پانو	طرف کے پانو
،	١٨	کرتے ہیں	کر رہے ہیں
،	٢٣	اسکو اطلاع	اسکی اطلاع
،	٢٧	آنے لگیں پاور	آنے لگیں اور ان پر
		ایک طرح	ہیبت غالب کردی
			اور ایک طرح۔
،	٢٨	ڈالنا تھا	ڈالتا تھا
،	٣حاشیہ تحتانی بین	اللفاف الصلب	اللفات قولہ ھنالک
			ظرف مکان کا ترجمہ عنہ
			الترجمۃ وفی الروح ای
			فی ذلک المحل العظیم الصلب
٣۵	۵	کہ میں اجازت	کہ میں تمکو اجازت
،	،	ہوئی	ہوا ہے
،	٩	نہیں جاوینگے	نہ جاوینگے
،	١٢حاشیہ فوقانی	النفصل	لنفصل
٣٦	١٠	لیفسدوا	رلیفسدوا
٣٧	۴	چاہیئے اگر	چاہیئے اور اگر
،	١٠	اٹھادیں	ہٹادیں
،	١٢	پھونچتا تھا	پہونچتا تھا
	٢٦	ہوجائے	ہوجاتے
،	٢٧	کفریہ	کفریہ
،	٢حاشیہ تحتانی بین	ترجز	تزجر
،	٣	العمل السیٔ	العمل السیٔ
،	حاشیہ تحتانی بیان	البلاغتہ تعریف	البلاغۃ تعریف
،	٣	تقدولہ	اندولہ
،	۵حاشیہ فوقانی	للیصاری	للبصیرۃ او تی
٣٩	١٧	تے بھی	سکتے ہی
،	،	سختی پر ہے	سختی بھی
،	٢۵	مبتلا ہوجائے	مسلط ہو جاتی
،	،	بلادسنین	بلادسنین
،	٢٦	معمول	معمولی
،	١٠حاشیہ فوقانی	عہد	العہد
٣٩	١٩	شام کو تمہارا	شام کر کے تمہارا
۴٠	١٨و٢	میں بڑی	میں تمہارے پروردگار
			کی طرف سے بڑی۔
،	۴	بدنظم کی	بدنظم لوگوں کی
،	٦	اگرآپنی	اگر یہ اپنی
،	٨	آن کے	او نکے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۰	۲۸	اُنہیں یہ تو	اُنہیں تو
〃	〃	فراموشی	فراموش
〃	۵ حاشیہ فوقانی	الصیعتین	الصیغتیں
۴۱	۱۰	گئے اور اُنکو	گئے اُنکو
〃	۲۱	بدنظم کی	بدنظم لوگوں کی
〃	۲۶	اگر اپنی	اگر یہ اپنی
۴۲	۸	برگشتگی سے	برگشتگی
〃	۱۱	برگشتگی	برگشتگی سے
〃	〃	حقیقت	حقیت
〃	۲۱	حجت	حجب
〃	۸ فوقانی	طرف	طرفا
〃	۱۰	من	عن
۴۳	۲۴	اِلَیْہ	اِلَیْکِہ
〃	۳ حاشیہ تحتانی بیان	وضعہا	دفعہا
〃	۴	قولہ	قو لہ
۴۴	۱۶	تعنبہ	تنبیہ
〃	۱۰ حاشیہ فوقانی	رضاہم	لرضاہم
〃	۱۶	ای	الی
۴۵	۲۲	چنانچہ حکم وقوع	چنانچہ وقوع
〃	۵ حاشیہ فوقانی	مقابلۃ	مقابلہ
۴۶	۵	یہی شبہہ	بھی شبہہ
〃	۲۶	معاند	معاند لوگ
〃	۲۷	ضرور سلہ	ضرور سلہ
〃	۲۸	قلب سے ہے	قلب کے ہے
۴۷	۲۱	یاایہا الذین	یاایہا الناس
۴۸	حاشیہ تحتانی	المعنی	لمعنیٰ
۴۹	۱۳	حکم کردیا	حکم دیا
۵۰	۲	بستی کا	بستی والوں کا
〃	۸	جو زیادتی	جوکہ زیادتی
〃	۳ حاشیہ فوقانی	اشارۃ	اشار
〃	۷ 〃	الی القریۃ	فی القریۃ
〃	۴ 〃	لایہامہ	لایہامہ
۵۱	۱۸	آپ وقطعناہم	آیت وقطعناہم
〃	۱۹	اہلاک کے خلف	اسلاف کے بعد اُن کے خلف
〃	۱ حاشیہ تحتانی بیان	ایعاد	الایعاد
〃	۳ 〃	عطف معنی	عطف علی معنی
〃	۴ 〃	یعلی	یعلی
۵۲	۲	کیا نہیں	کیا تم نہیں
〃	۱۷	آگے بھی	آگے بھی
〃	۱ حاشیہ تحتانی بیان	والغاتق	الغاتق
۵۳	۲۵	یہ عذر	یہ عذر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۳	۳ حاشیہ تحتانی بیسار	یوجد	یوجد
〃	۳ 〃	اہادیثہا	احادیثہا
۵۴	۲۲	اُی	اُسی
〃	۲۴	سابعہ	سابع
〃	〃	اُس وقت کا	اُس وقت کے
〃	۲۵	انضام	انضمام
۵۵	۲	بدولت مرتبہ	بدولت بلند مرتبہ
〃	۴	علمہ	حملہ
〃	۱۲	کردیئے	کردیتے
〃	۲۷	نوعمل	نوعمل
	۲ حاشیہ تحتانی بیان	حادبہ	حادثہ
۵۶	۱۰	عادۃ	عادت
۵۷	۲	مخلوق جن وانس میں	مخلوق میں
〃	۲۶	اون	اِن
۵۸	۶	آسمان	آسمانوں
〃	۸	فرمادیجئے اُس کا	فرمادیجئے کہ اُس کا
〃	۱۸	راہ پر	راہ پر سلہ
۵۹	۱۴	کنت سلہ	کنت
۶۰	×	نہ بنا سکیں	بنا نہ سکیں
〃	۱۰	تم اُنکو	سو تم اُنکو
〃	۱۲	راحہلت ست	ذرا مہلت ست
〃	۲ حاشیہ تحتانی بیسار	اے نصیع	اتی نصیح
〃	۷ حاشیہ فوقانی	سوطا	مبسوطا
۶۱	۱۸	شرک سے	شرک سلہ سے
〃	۲۰	بنا نہ سکیں	بنا نہ سکیں سلہ
〃	۲۱	تراشتے تھے	تراشتے سلہ تھے
〃	حاشیہ فوقانی	×	ملحقات الترجمہ سلہ قولہ فی عائشۃ کون شرک اشارۃ الی کون ما مصدریۃ سلہ قولہ فی لا یخلقون بنا نہ سکیں سے ترجمہ مبنی الامکان لا تتضاد المقام ۱۲ سلہ قولہ فی ہم یخلقون تراشتے تھے - کما فسرہ اول الفرقان علی قولہ اتعبدون ما تنحتون ۱۲
۶۲	۱۴	عجر	عجز
〃	۱۹	گوبا	گویا سلہ
〃	۲۰	کچھ بھی	کچھ بھی سلہ
〃	۲۸	الانسان من	الانسان الذی من
〃	۸	آلات میں	آلات پر
〃	〃	جدید	جدید

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶۳	۸ حاشیہ فوقانی	×	ملحقات الترجمۃ سلہ قولہ فی ہم ینظرون گویا دل علیہ الحس المدرک عدم نظرہم حقیقۃ ۱۲ سلہ قولہ فی لا یبصرون کچھ بھی دل علیہ عدم ذکر المفعول
〃	۲۳	ہی یقینا	ہی چنانچہ یقینا
〃	۱ حاشیہ تحتانی بیان	النخش	النخش
	۲ 〃	ویۃ	وتبہیر
۶۴	۸	تصریح تھی	تصریح ہے
〃	〃	سور	سوء
〃	۲۶	میں بھی نہی	میں نہی
〃	۲ حاشیہ تحتانی بیسار	الاتباع	الااتباع
۶۵	۳	عام کہا ہے	عام ہے
〃	۱۳	الکل	اکل
〃	۱۶	کہینگے اور اگر	کہیں گے اگر
〃	۵ حاشیہ فوقانی	بمقابلۃ	لمقابلہ
۶۶	۳	عند بعض مفسرین کو مات کے نیچے ہے	عند بعض حسن وسیبویہ کے نیچے ہونا چاہیئے
〃	۵	لبتہ کسی	البتہ اگر کسی
۶۷	〃	کیگئی ہے	کی گئی ہیں
۶۸	۱۰	مقائل	قائل
〃	۲۹	عمر وحضرت	عمرو حضرت
〃	۵ حاشیہ فوقانی	ہذا	ہذہ
۶۹	۳ 〃	ق	ان
〃	۴ 〃	لم یقیصع	لم یقطع
۷۰	۱۰	ان لی	سن لی
〃	۳ حاشیہ فوقانی	اشارۃ اسے	اشارۃ الی
۷۱	۲	رحب	رعب
〃	۳۰	زیادۃ	زیادت
۷۳	۸	خاک	خاک سلہ
〃	۱ حاشیہ فوقانی	ظاہرا ۱۲	ظاہرا یلیلی الخ ۱۲
۷۵	۱۲	اعتقاد سے	اعتقاد کے
〃	۱۸	ستادیں	سنادیں سلہ
〃	۵۳ حاشیہ فوقانی	خبرا	خمرا
۷۶	۲۳	سعادت	سعادات
۷۷	۱۶	لاتکونوا	لاتخونوا
۷۸	۱۵	استحقاق	استحقاق سلہ
〃	۱۶	سوکا	سورہ
〃	۲۴	بعل	بعد
〃	۱۳ حاشیہ فوقانی	فتمیتہ	فتمیتہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷۹	۴	اگر بار	اگر بیاز
″	۱۰	نتیجہ خیر	نتیجہ خیز
″	۲۸	اگر دکفر	اگر یہ دکفر
″	۱ حاشیہ تحتانی	حقیقتہ	حقیقۃ
۸۰	۲۳	ہمارا	تمھارا
۸۱	۱۰	مقدمہ	مقاسے
۸۲	۱۶	باطن	باطنی
″	۳ حاشیہ تحتانی یمین	تشبیہا	تشبیہا
″	۱ حاشیہ تحتانی یسار	لا الدولہ	ا الدولہ
۸۳	۱۰	سے اتقو بنی	[illegible]
″	۱۲	رافع	رافع د فی الدرن عن غیر واحد من المفسرین دفی الکاملین عن ابن اسحق
″	۱۶	عداوت مخالفت	عداوت و مخالفت
″	۱ حاشیہ تحتانی یسار	غرہولار	غر ہولار
۸۴	۸	فرعون واو	فرعون والوں
″	۳ حاشیہ تحتانی یمین	اے ماطہم	الی مابلغہم
″	۶ ″	تشبہ	لتشبیہ
۸۵	۲۵	عبدیہ	عبدکایہ
″	۲۶ حاشیہ فوقانی	عری	عندی
۸۶	۴ و ۲۴	جو چیز بھی	جو کچھ بھی
″	۲۲	جنسے شب وروز	جن سے شب وروز
″	″	بالتیمین ۴۵	بالتعیین ۵۵
″	۹ حاشیہ تحتانی یمین	املی	وعلی
″	۳ ″	والمرابہ القوۃ	والمراد مابہ القوۃ
″	۹ حاشیہ فوقانی	۵۳	۵۵
″	۲۳ ″	۵۴	۵۳
″	۱۴ ″	اسوقت	شب وروز
۸۷	۱۰	تاکرودہ	تاکد وغیرہ
″	۱۸	فرمائے تھے	فرماتے تھے
″	۲۴	وہ کافی ہیں	وہ کافی ہیں
″	حاشیہ تحتانی	ای الکاف	الی الکاف
″	۳ حاشیہ فوقانی	من اتبعت	من اتبعک
۸۸	۱۳	کفار غالب	کفار پر غالب
″	۳ حاشیہ تحتانی یمین	بعدہ	بعدد
″	۱ حاشیہ تحتانی یسار	رائی	والی
″	۳ حاشیہ فوقانی	لذا	وکذا
۸۹	۱۴	عضبہ	عقبہ
″	۱۹	مسائل متعلقہ تحقیقات	مسائل و تحقیقات متعلقہ
		تعسیر	تفسیر
″	۳ و ۴ حاشیہ تحتانی	مسلمانوں	مسلمانو
۹۰	۲	فرسقتہ	فرشتہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹۰	۹	جبکا	جسکے
″	۱۶	مباحثین میں ہو	مباحثین میں ہوتی ہو
″	۱۷	نیر	نیز
″	۲۳	پہوسچنا	پہونچتا
″	″	ہوتا ہے	ہوتا
۹۱	۴	رکھتے ہیں	رکھتے ہوں
″	۲۵	پس پس	پس پیش
″	۲ حاشیہ تحتانی یمین	رال	حل
۹۳	۲ حاشیہ تحتانی	سبق	سیق
″	۹	انی ذی تاص	بالنافی الخاص
″	۱۱	بنی	لبثی
۹۴	۱	آیۃ	[illegible] بعض
″	۲	رکونا	
		خذاس	رکوعا
″	۲	ہوتاہے	ہوجاتا ہے
″	۲۱	فاندواول بعد	۷
۹۵	۱۱	خرامہ	[illegible]
	۲۸	لم یعفوکم	لم ینقصوکم
۹۶	۵	آت آپ	ابت آتی آپ
″	″	کلمہ واور اسی	کلمہ واسی
۹۰	۲۶	اس سطر کے مقابل جو سرخی حاشیہ پر لکھی گئی اور اسی طرح صفحہ آئندہ میں جو سرخیاں حاشیہ پر لکھی گئی ہیں یہ تینوں سرخیاں حاشیہ متن تفسیر ہیں ان تینوں مقاموں پر متن اور حاشیہ دونوں میں ف کا نکرہ ہونا دیا جاتا ہے اور تفسیر کی سرخی حیم کے بعد ہے	
۹۷	۱ حاشیہ تحتانی یمین	اذان افعال	اذان نعال
″	″ ″	اسلے	اسے
۹۸	۱۵	تاریخوں	تاریخوں
″	″	عام	عام
″	حاشیہ تحتانی	النفس	النفص
″	۱۳ حاشیہ فوقانی	طرح	مرح
۹۹	۱	چاہو	باو
″	۴	قتل عین	قتل میں
″	۳۱	کو پناہ	کہ پناہ
۱۰۰	۱۰	کرینگے	کرنے کے
″	۱۸	ظاہری	ظاہر ہے
″	۱ حاشیہ تحتانی یسار	ایراد	ایرادہ
″		من الحسن	من الحسن
۱۰۲	۶	کیوں کیوں	کیوں
″	۱۴	(ظاہر طور پر)	ظاہری طور پر)
″	۱۸	خیر	خبر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۲	۳۱	پریشان	پریشانی
۱۰۳	۱۰	اپنی جان اور مال سے	اپنے مال اور جان سے
″	۲ حاشیہ تحتانی یسار	مرا ودیتہ	مرود یہ
۱۰۴	۲۷	اسکو	تو اسکو
″	۱۷ حاشیہ فوقانی	استرایط	اشترط
″	۲۷	فاجمعت	فاجتمعت
۱۰۵	۳۰	بہی	یہی
″	۳۲	جانوں	جان
۱۰۶	۱۰	دعوتیہ	دنبوتیہ
″	۱۲	ہوئی سینہ	ہراستہ
″	۱۵	مکہ سے	مکہ سے
۱۰۷	۴	نہیر	نم پھر
″	۷	مغفرت والے	مغفرت کرنے والے
″	۲۳	افلاس کا	افلاس کے انسداد کا
۱۰۸	۱۰	اور عبد رجل	او عبد لرجل
″	۳۰	منظور کریں	منظور کریں
۱۰۹	۱۲	اعتراض علی الفاسد	اعتراض بنا ر الفاسد
″	۱ حاشیہ تحتانی یسار	بعمہ	بیم مابہ
″	۴ ″	العین	اللین
″	۵ حاشیہ فوقانی	بالمنزل	بالنزل
۱۱۰	۴	ستاد بجئے	شنادیجئے جو کر
	۱۲	انکے	ان کے
۱۱۱	۵	۵۱	۵۴
″	۲۷	سال کے اون	سال اون
	۲۹	[illegible]	کھبلتہ
″	۳۰	ذی	ذا
″	۷ حاشیہ فوقانی	مفہرار	مفسرا
۱۱۲	۱۰	صورۃ	صورت
″	۲۴	تنیار	تنیارشت
″	۲ حاشیہ تحتانی یمین	العنسی	العنسی
″	۴ حاشیہ تحتانی یسار	انفاقات	الاتفاقات
″	۴ حاشیہ فوقانی	من المفعول ۱۲	من المفعول ۱۲ اشد قولہ فی یقاتلون ن تیارلان المشرکین لایقاتلون بالفعل فی جمیع الاوقات ۱۲
۱۱۳	۳	نہ رہے	نہ رہی
″	۱۲	ایک ہے	ایک ہی ہے
″	۱۳	مذموم	مذموم ہے
″	۱۴	جلام	حرام
″	۲۲	بھیجنی	بھیجنا
″	۱۴ حاشیہ فوقانی	الآخر	الآخرۃ
″	۲۹	مع	فی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱۴	۲	دنیا کی	دنیاوی
〃	۸	فرماتے رہتے تھے	فرما رہے تھے
〃	۱۹	اسکا	ان کا
〃	۲۱	لیقولون	لیقولن
〃	۲ حاشیہ تحتانی بیسار	بمعنی	معنی
〃	۴ حاشیہ فوقانی	مات	مضات
۱۱۵	۱	تعلمون	تعلمون ۝
〃	۹	فرماتے رہتے تھے	فرما رہے تھے
〃	۱ حاشیہ تحتانی بیسار	متاعا	متاعہا
۱۱۶	۱۷	کردیا	کردیا سلف
۱۱۷	۱۸	ڈلواسے	ڈلواسکے
۱۱۹	۱۳	حق میں منتظر	حق میں ستکے منتظر
〃	۱۴	اللہ	اللہ تعالیٰ
〃	۲۱	مقبول	قبول
۱۲۰	۱ حاشیہ تحتانی بیسار	یلجأ	یلتجأ
۱۲۱	۹	ہوگا	ہوتا
〃	۱۳	فرضی	فرض
〃	۱۹	مبنی ہے	مبنی ہیں
〃	۳ حاشیہ تحتانی بیسار	ماصتہم	ماجئتہم
۱۲۲	۳	اَلِیْمٌ	اَلِیْمٌ ؕ
〃	۲۴	بنادینگے	بنادینگے
〃	۲۸	دنیا	دیدیتا
۱۲۴	۲	صورت	سورت
〃	۲۱	اوسکے	اون سکے
〃	۲۲	منود	ثمود
〃	۶ حاشیہ تحتانی بیسار	محشی	محتشی
〃	〃	نفسی	نفتسی
〃	〃	نقتل	نفتل
〃	۴ حاشیہ فوقانی	الضار	الضمائر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۲۵	۱۰	اور لوگوں	ان لوگوں
〃	۱۹	مثنی بن جمیع	مثنی بن جبیر
〃	۲ حاشیہ تحتانی بیسار	عظیم	عظم
۱۲۶	۳	لوگوں کو خبر	لوگوں کو انکی خبر
〃	۲۶ حاشیہ فوقانی	بالنبأ	بالنبأ
〃	۲۷ 〃	بالاجار	بالایاد
۱۲۷	۲۱	اونسے ادکے	ان کو اور ان کے
〃	〃	مضامین کرو	مضامین مثل مضامین کرو
〃	۲۳	کفار و منافقین	کفار و منافقین
〃	۲۴	الی نبی	اسے نبی
〃	۲۶ حاشیہ فوقانی	ظاہرہ	ظاہرہ
۱۲۸	۱۰	وحی ہے	وحی سے
〃	۱۲	جلاس رض	جلاس
〃	۲۸	بتبیان آیت	بتبیان آیت و مفہوم من لقول آذن لہ الخ میں گزر چکا
〃	۳ حاشیہ فوقانی	للعمیم	للتعمیم
〃	۹ 〃	لنفیہ	نفیہ
۱۲۹	۲۰	فرع کذب	فرع یہ کذب واقعات ہے پھر اس کذب
〃	۶	زیادہ آمد غضب	زیادہ غضب
۱۳۰	۳	بجز مزدوری	بجز محنت و مزدوری
〃	۱۰	ارشاد	اشارہ
۱۳۱	۲۱	آتا ہوا انہیں	آتا ہوا سنے انکے اس میں

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۳۲	۶	مخالفت کر	مخالفت کو
〃	۱۹	بترتاؤ	برتاؤ
〃	۱ حاشیہ تحتانی بیسار	شرعی	مشرع
〃	۹ حاشیہ فوقانی	الظرف	انظرف
۱۳۳	۳	تو تو	تو
۱۳۴	۱۸	انکی حالت	انکی یہ حالت
〃	۳ حاشیہ تحتانی بیسار	الاشاۃ نحوہا فائدہ و ذہنا	الاشارۃ الی اولئک تنوینہا فائدہ قوزدل یعجبک الخ و ذہنا
۱۳۵	۱۱	ہمیشہ رہینگے	ہمیشہ کو رہینگے
〃	۲ حاشیہ تحتانی	البار	النار
〃	۳ 〃	ای العین	الی العین
〃	۲ حاشیہ فوقانی	الماوموں	الملومون
〃	۱۲ 〃	حاہم	ہناہم
۱۳۶	۶	کچھ بھی میسر	کچھ میسر
〃	۱۰	جس سے اونکو	جس سے وہ
〃	۲۳	قوت	قوت ہو
۱۳۷	۲۶	راضی بھی	راضی ہی
〃	۱۹ حاشیہ فوقانی	عند النفع	عدم نفع
〃	۲۵ 〃	فرضناکم	فرضناکم
۱۳۸	۶	دیہاست ایسے	دیہات میں ایسے
〃	۹ حاشیہ فوقانی	بلفظہ	بلفظہ
۱۳۹	۵	رنج و خوف	رنج اور خوف
〃	۲۳ حاشیہ فوقانی	یونیدہا	یونیدہا
۱۴۰	۲۲	خیر اول	خیر ورنہ یوں

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۴۱	۲ حاشیہ تحتانی بیسار	والسمی	والسمی
۱۴۳	۱۷	بنائی ہے	بنائی ہے
〃	حاشیہ تحتانی بیین	السیل	السیل
〃	〃 〃	بانیر	بائر
۱۴۴	۱۲	سرے	گری
〃	۱۶	جاگرا	جاگری
〃	۲۵	[illegible]	مشتبہ
〃	۲۹	کرحث	کہ اس حدیث
۱۴۵	۱۲	اعتقادے	اعتقادات
۱۴۷	۱۲	لاتحذنی	لاتخذنی
〃	۲۷	لیا سبتہ کر اس	لیا سبتہ اس
۱۴۹	۲۱	وہ خود	خود وہ
〃	۲۶	میں مخالفت	میں جو مخالفت
〃	۹	بات نہ سمجھے	بات میں سمجھے
۱۵۰	۸	آنکے تھے	آنکو دیتے
〃	۲ حاشیہ تحتانی بیسار	آخر	اخر
۱۵۱	۳	تَاقِلُوْا	نَاتِلُوْا
〃	۵ حاشیہ تحتانی بیین	اجرہم	اخبرہم
〃	۴ حاشیہ فوقانی	ان تا مرا	ان لوا
۱۵۲	۱۴	ایک صفحے	ایک حصہ

تتمہ مہنیہ اولی جلد اول

مقام اول صفحہ ا سطر ۲ حاشیہ تحتانی بیین۔ **قولہ** واعیت الخ کیونکہ تبلانا ہمارے محاورے میں دونوں جگہ استعمال کیا جاتا ہے چنانچہ بولتے ہیں اسکو مسجد کا رستہ تبلادو اور یوں بھی کہتے ہیں کہ اسکو مسجد بتادو **مقام ثانی** صفحہ ۸ سطر ۴ **قولہ** اس شخص کے گرداگرد **قولہ** انکی روشنی کو چونکہ جو آ میں ضمیر مفرد ہے اور بنورہم میں ضمیر جمع کی ہے اسلیے دونوں جگہ ترجمہ اسی کے موافق کیا **مقام ثالث** صفحہ ۴ سطر ۱ **قولہ** ایسی مثال ہے الخ حاصل یہ ہے کہ اس کا اثر بالذات تو نفع اور ہدایت ہی ہے مگر چونکہ بعض نے اس سے کام ہی نہیں لیا بوجہ اسکے کہ اسکو مضر سمجھا تو وہ اس سے محروم رہا اور اسکے امراض متعلقہ بصیرت جو اسکے استعمال سے جاتے رہتے نہ گئے اور بوجہ علاج نہ کرنے کے بڑھ گئے تو ضلال و مرض بڑھا تو اس استعمال نہ کرنے سے مگر یہ استعمال کرنا متعلق اس آلہ ہدایت سے تھا۔ بس اتنے تلبس سے اسکی طرف منسوب کردیا گیا۔ پس اس حیثیت سے یہ اسکا اثر بالعرض ہوا اور یہ توجیہ علاوہ توجیہ مشہور کے ہے وقریب من قولہ تعالیٰ حاج ابراہیم فی ربہ ان آتاہ الملک اور اسکا مقتضا یہ تھا کہ یضل بہ کثیرا بصیغہ لازم معروف ہوتا۔ مگر چونکہ خالق اسکا حق تعالیٰ ہے اس لیے بصیغہ متعدی وارد کیا گیا سو توجیہ مشہور بھی لطیف و بلیغ ہے اور اسکی تائید اس آیہ آخر سورہ توبہ سے ہوتی ہے واما الذین فی قلوبہم مرض فزادتہم رجسا الی رجسہم۔

مقام رابع صفحہ ۱۴ سطر ۱ **قولہ** افتخار الخ یہ توجیہ مشہور کے علاوہ توجیہ ہے معنی لغوی تو دونوں میں متحد ہیں آہی مشتاۃ باغشیۃ لاہیکا ویصیل الیہا ماجاریہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم صرف تفاوت یہ ہے کہ توجیہ مشہور پر یہ کہنا اعتذار اتھا کہ ہم کیا کریں ہمارے ذہن ہی میں نہیں پہنچا یا بعض کے نزدیک استدلالاً علی ابطال الحق تھا کہ ہر علم نافع ہمارے ذہن تک پہنچ جاتا ہے اور یہ نہیں پہنچا پس یہ نافع نہیں ہے اور میری توجیہ پر یہ کہنا افتخار ہے سو غرض کے بدلنے سے تفسیر کی تبدیل لازم نہیں آتی اور تفسیر بالرای میں داخل نہیں ہوتی مجکو ذوقاً اسکے جواب میں بل لعنہم اللہ یا ایک جگہ بل طبع اللہ علیہا فرمانے سے یہ توجیہ زیادہ چسپاں معلوم ہوئی **مقام خامس** صفحہ ۱۱ سطر ۲۴ **قولہ** لمناسبۃ المقام الخ و لورود ہذا الاستعمال ایضاً فی القرآن کقولہ تعالیٰ اذن اللہ ان ترفع وہذا ایضاً غیر التوجیہ المشہور المشہور فی معنی الاذن التیسیر والتوفیق کما فی الخازن ❖

تتمہ منہیہ اولیٰ جلد دوم

صفحہ ۴۷ سطر ۱ **قولہ** خاص طور پر کلام فرمایا۔ خاص اسلیے کہا کہ مطلق کلام تو سب انبیاء علیہم السلام سے ہوا ہے پھر تخصیص کیوں کی گئی اور مراد اس خاص سے کلام کی وہ قسم ہے جسکو جسکو سورۂ شوریٰ کے اخیر میں منجملہ اقسام کلام کے من وراء حجاب فرمایا ہے مفصل بحث اسکی متعلق وہاں آویگی ❖

فہرست مضامین منصوصۂ قرآنیہ

اعلام

کلید مثنوی شرح مثنوی
مولانا روم مع حل اللغت بزبان اردو
نہایت سلیس و مطلب خیز و مختصر تعریف
مستغنی ہے ... فرع الایمان قیمت ...

القول البدیع
... کے متعلق ... رسالہ ...
قیمت ... اوراد حاجی ...
سبحانی مجتبائی ... فضائل تسبیح
... تکبیر ... قیمت ...

طالبان دین بلکہ طالبان سیاست
مدن کیلئے علوم شرعیہ کا ضروری ہونا اور ان سب علوم
کے لیے قرآن مجید کا اصل ہونا اجماعاً و اتفاقاً ثابت اور منصفین کے نزدیک مسلم
ہے اور اسکے ساتھ ہی اسکے فہم کا موقوف ہونا تفسیر پر سب کے لیے عموماً اور بوجہ اختلاف
لسان اہل ہند کے لیے خصوصاً نیز معلوم ہے اور اسی بنا پر جمیع ممالک کے علما نے ہر زمانہ میں تفسیر
کی تدوین پر توجہ مبذول رکھی اور ہندوستان میں بھی مدت سے اس کا سلسلہ جاری ہے اور باستقرا اسوقت
کے بعض تراجم و تفاسیر کے جنکے مولفین کا اصل مقصود تجارت یا اپنے بدعات کی اشاعت ہے باقی کثیر التعداد
اپنے زمانے کے مذاق اور ضرورت کے اعتبار سے بجائے خود کافی و وافی ہیں چونکہ اس مدت مستمرہ کے موافق اسوقت
کے اوساط و خواص اہل ہند کا مجموعی مذاق بھی ایک خاص طرز کی جامع ضروریات و موضح معضلات متوسط المقدار مفسری
اللغت تفسیر کو مقتضی تھا کہ تفصیل اس طرز کی فہرست امور مہمہ ملتزمہ تفسیر مذکور بالا سے معلوم ہو سکتی ہے اور حضرات
علمائے عصر دوسرے امور مہمہ میں مشتغل تھے اسلیئے حضرت نے چونکہ یہ کام تقاضائے ضرورت باوجود علم اپنی عدم صلاحیت
کے بنام خدا تفسیر ہذا شروع کی جو بفضلہ تعالیٰ ختم بھی ہو گئی جسکو صاحب جود و ہمت جناب مولوی عبدالاحد صاحب
سلمہ نے بصرف زر کثیر اسکو لکھوا کر اپنے مطبع مجتبائی دہلی میں نہایت حسن و صفا کے ساتھ طبع فرمایا جسکی بارہ جلدوں میں سے
بہ جلد آپکے ہاتھ میں ہے اور بقیہ جلدیں بھی انشاء اللہ تعالیٰ علی الترتیب عنقریب شائع ہونگی میں امید کرتا
ہوں کہ متوسط مناسبت رکھنے والے حضرات اور ان سے زیادہ طلبہ اس تفسیر سے حسب استعداد منتفع
ہونگے۔ اور اس حقیر کے اور مولوی صاحب ممدوح کے لیئے دعائے رضا اور حسن
ختام فرما دیجئے۔ والسلام علی اہل الاسلام +

کتبہ اشرف علی عفی عنہ

اعلان

کہ جملہ حقوق کاپی رائٹ
بحق مطبع مجتبائی دہلی
محفوظ ہیں +
محمد عبدالاحد
مالک مطبع مجتبائی دہلی

قال الله تعالى إن علينا جمعه وقرآنه فإذا قرأناه فاتبع قرآنه ثم إن علينا بيانه

چون راس اساس علوم حکمیه علوم قرآن ست و ازین عمر توجه علماء امت مبذول بخدمتش از قدیم زمان ست و از جمله علوم خادمه قرآن حسب آیت مزبوره علم تفسیر و تبیان ست ۔ و با وجود توفر ذخائر کتب این فن تجدید ضرورت و مذاق اہل عصر مقتضی تالیفے جدید در تبیان فرقان ست و کتاب ہذا کہ مسمی به

بیان القرآن

۱۳۲۰ھ

از تصنیف جامع الکمالات ...

ست ... درین جلد ... اثنان ہست ... با حسن عنایت ... تن قرآنی ... ترجمہ و تفسیر ... وحواشی عربیه ... با ہتمام محمد عبد الاحد عفی عنه

مطبع مجتبائی واقع دہلی ... طبع شد

یادداشت متعلق حیات جلد ہٰذا

چونکہ اس جلد کی کا بیان قبل طبع [illegible] اسے [illegible] کی ضرورت [illegible] قبل طبع کیا اور چونکہ اس تصحیح کے وقت زیادہ تر اغلاط کی درستی [illegible] اس لیے [illegible] غلطیاں جو بوجہ اس کے کہ اوپر کی یادداشت طبع سے سابق [illegible]

صحت نامہ جلد ہٰذا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹۸	ملحقات ۷	بودی	یودی	۸۰	حاشیہ تحتانی	بدا	[illegible]
۹۸	حاشیہ تحتانی	بدر	بدا	۸۸	حاشیہ فوقانی	ازیل	ازیل
۹۸	حاشیہ فوقانی ۱۱	حکم بعد الیوم	حکم بینہ بعد الیوم	۹۹	۳	لم یحیطوا بستا	لم یحیطوا بستا
۸۸	۲۹	تولا وف	تولہ او ف	۹۳	۱۹	لی سر	لی سر
۹۳	۳۰	اسر	الشریۃ	۱۲۳	۳	لی ہہ	لی ہہ

فہرست مضامین منصوصۂ قرآنیہ جلد پنجم بیان القرآن

سورۃ یونس مکیۃ وھی مائۃ | بسم اللہ الرحمٰن الرحیم | وتسع ایات واحد عشر رکوعا ۱۱

المنزل الثالث

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ۝ اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ

یہ پرحکمت کتاب کی آیتیں ہیں کیا ان لوگوں کو اس بات سے تعجب ہوا کہ ہم نے ان میں سے ایک شخص کے پاس وحی بھیجدی کہ سب آدمیوں کو ڈرایئے

وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ ۝

اور جو ایمان لے آئے ان کو یہ خوشخبری سنایئے کہ ان کے رب کے پاس ان کو پورا مرتبہ ملے گا کافر کہنے لگے کہ یہ شخص تو بلا شبہ صریح جادوگر ہے۔

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم سورۃ یونس مکیۃ وھی مائۃ وتسع ایات (کذافی البیضاوی) ربط اس تمام سورت کا حاصل چند مضامین ہیں اول اثبات توحید ثانی اثبات رسالت ثالث اثبات قرآن رابع اثبات معاد خامس تہدید بعض قصص اور اول کے ضمن میں ابطال شرک اور ثانی کے ضمن میں اُس کے متعلق بعض شبہات کا جواب اور ثالث کے ضمن میں اُسکی تکذیب پر رد اور رابع کے ضمن میں جزا وسزا وفناء دنیا کا بیان اور خامس کے ضمن میں بعض شبہات کا جواب اور آپ کی تسلی اور یہ سب مضامین محاجہ ہیں کفار کے ساتھ اور پہلی سورت میں بھی ان سے محاجہ تھا گو وہاں بالسنان تھا اور یہاں باللسان اور وہاں کفار کے مختلف فرقوں سے تھا اور یہاں صرف مشرکین سے چنانچہ آیات میں غور کرنے سے یہ سب امور ظاہر ہوسکتے ہیں اس تقریر سے دونوں سورتوں میں بھی اور اس سورت کے اجزاء میں باہم کر بھی تناسب وارتباط ظاہر ہوگیا۔

حقیت قرآن و رسالت

الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ۝۱ اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ ۝۲ الٓرٰ کا مطلب تو اللہ کو معلوم یہ (جو آگے آتی ہیں) پرحکمت کتاب (یعنی قرآن) کی آیتیں ہیں (جو بوجہ حق ہونے کے قابل جاننے اور ماننے کے ہیں اور چونکہ جن پر اس کا نزول ہوا ہے اُن کی نبوت کا کفار انکار کرتے تھے اس لیے جواب فرماتے ہیں کہ) کیا ان (مکہ کے) لوگوں کو اس بات سے تعجب ہوا کہ ہم نے اُن میں سے ایک شخص کے پاس (جو کہ مثل اُن کی بشر ہے) وحی بھیجدی (جس کا خلاصہ یہ ہے) کہ (عام طور پر) سب آدمیوں کو (احکام خداوندی کے خلاف کرنے پر) ڈرایئے اور جو ایمان لے آئے اُن کو یہ خوشخبری سنایئے کہ اُن کے رب کے پاس (پہونچکر) اُن کو پورا مرتبہ ملیگا (یعنی اگر ایسا مضمون کسی بشر پر وحی کے ذریعہ سے نازل ہوجاوے تو کوئی تعجب کی وجہ نہیں مگر) کافر اس قدر متعجب ہوئے کہ آپ کی نسبت، کہنے لگے کہ (نعوذ باللہ) یہ شخص تو بلا شبہ صریح جادوگر ہے (نبی نہیں ہے کیونکہ نبوت بشر کے لیے نہیں ہوسکتی)، **ف** یہ ایک جہالت تھی مشرکین کی کہ بلا دلیل نبوت اور بشریت کو منافی سمجھتے تھے اس آیت میں اُس کا جواب ہے جس کا حاصل منع اصطلاحی ہے اور دوسرا قول اُن کا بطریق تنزل تھا لولا نزل ہذا القرآن

ملحقات الترجمۃ

۱ قولہ فی رجل بشر یہ اشارۃ الی ان المماثلۃ مقصودۃ فی البشریۃ لانہ کان مناط تعجبہم کما یفصح عنہ اقوالہم ۱۲۔

۲ قولہ فی انذر الناس علم ظہورا اشارۃ الی ان ہذا غیر الناس الاول فان الاول خاص و ہذا عام واشار ایضا الی ان الانذار لیس بمختص للکافرین فان المعصیۃ الممکنۃ الاجتماع مع الایمان تقتضی للانذر ایضا ولذا حذف مفعولہ۔

۳ قولہ قبل قال اس قدر اشارۃ الی ان جملۃ قال الخ بیان لقولہ اکان للناس الخ

اللغات قولہ قدم صدق فی الروح اصل القدم العضو المخصوص والملتفت علی السبق مجازا مرسلا لکونہا سببہ وآلتہ واریدبہ من السبق الفضل والشرف والتقدم المعنوی الی المنازل الرفیعۃ مجازا ایضا فالمجاز بہمنا بمرتبتین واصلہ لصدق مایکون فی الاقوال ویستعمل فی الافعال فیقال صدق فی القتال اذا وفاہ حقہ فیعبر بہ عن کل فعل فاضل ظاہرا وباطنا ویضاف الیہ کمقعد صدق ومدخل صدق ومخرج صدق الی غیر ذلک وصرحوا ہہنا بان الاضافۃ من اضافۃ الموصوف الی صفتہ والاصل قدم صدق ای محققۃ مقررۃ وفیہ مبالغۃ لجعلہا عین الصدق ثم جعل الصدق کانہ صاحبہا اھ ۱۲

الروایات فی الدر المنثور اخرج ابن جریر وابن ابی حاتم وابو الشیخ وابن مردویہ عن ابن عباس رضی قال لما بعث اللہ محمدا صلی اللہ علیہ وسلم رسولا انکرت العرب ذلک ومن انکر منہم قالوا اللہ اعظم من ان یکون رسولہ بشرا مثل محمد فانزل اللہ اکان للناس عجبا ان اوحینا الی رجل منہم الآیۃ وما ارسلنا قبلک الا رجالا نوحی الیہم الآیۃ فلما کرر اللہ علیہم الحجج قالوا واذا کان بشرا فغیر محمد کان احق بالرسالۃ فلو لا نزل ہذا القرآن علی رجل من القریتین عظیم یقولون اشرف من محمد یعنی الولید ابن المغیرۃ من مکۃ وعروۃ بن مسعود الثقفی من الطائف فانزل اللہ ردا علیہم اہم یقسمون رحمۃ ربک الآیۃ اھ ۱۲

إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ ۖ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ ۖ مَا مِن شَفِيعٍ إِلَّا

بلاشبہ تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے آسمانون کو اور زمین کو چھ روز مین پیدا کر دیا　پھر عرش پر قائم ہوا　وہ ہر کام کی تدبیر کرتا ہے　کوئی سفارش کرنیوالا نہین

مِن بَعْدِ إِذْنِهِ ۚ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ ۚ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ۝ إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا ۖ وَعْدَ اللَّهِ حَقًّا ۚ إِنَّهُ يَبْدَأُ الْخَلْقَ

بدون اُسکی اجازت کے ایسا اللہ تمہارا رب ہے سو تم اُسکی عبادت کرو کیا تم پھر بھی نہین سمجھتے۔　تم سب کو اللہ ہی کے پاس جانا ہے　اللہ نے سچا وعدہ کر رکھا ہے بیشک وہی پہلی بار بھی پیدا کرتا ہے

ثُمَّ يُعِيدُهُ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ بِالْقِسْطِ ۚ وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيمٍ وَعَذَابٌ أَلِيمٌ

پھر وہی دوبارہ بھی پیدا کریگا تاکہ ایسے لوگون کو جو کہ ایمان لائے اور انہون نے نیک کام کیے انصاف کے ساتھ جزا دے اور جن لوگون نے کفر کیا اُنکے واسطے کھولتا ہوا پانی پینے کو ملیگا اور دردناک عذاب ہوگا

بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ۝ هُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاءً وَالْقَمَرَ نُورًا وَقَدَّرَهُ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوا عَدَدَ السِّنِينَ وَالْحِسَابَ ۚ

اُن کے کفر کی وجہ سے۔　وہ اللہ ایسا ہے جس نے آفتاب کو چمکتا ہوا بنایا اور چاند کو نورانی بنایا اور اُسکے لیے منزلین مقرر کین تاکہ تم برسون کی گنتی اور حساب معلوم کر لیا کرو۔

علی رجل من القریتین عظیم اُس کا جواب اُسی کے بعد مذکور ہے اہم تقسیمون رحمۃ ربک الخ **ربط** اوپر قرآن و رسالت کا ذکر تھا آگے توحید کا بیان ہے **حقیقت توحید** إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ ۖ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ ۖ مَا مِن شَفِيعٍ إِلَّا مِن بَعْدِ إِذْنِهِ ۚ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ ۚ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ③ بلاشبہ تمہارا رب (حقیقی) اللہ ہی ہے جس نے آسمانون کو اور زمین کو چھ روز (کی مقدار) مین پیدا کر دیا (پس اعلیٰ درجہ کا قادر ہے) پھر عرش (یعنی تخت شاہی) پر قائم ہوا (یعنی زمین و آسمان مین احکام جاری کرنے لگا پس حاکم بھی ہے) وہ ہر کام کی (مناسب) تدبیر کرتا ہے (پس حکیم بھی ہے) اُس کے سامنے) کوئی سفارش کرنیوالا (سفارش) نہین (کر سکتا) بدون اُسکی اجازت کے (پس عظیم بھی ہوا پس) ایسا اللہ تمہارا رب (حقیقی) ہے سو تم اُسکی عبادت کرو (اور شرک مت کرو) کیا تم (ان دلائل سننے کے بعد) پھر بھی نہین سمجھتے **ربط** اوپر توحید کا ذکر تھا آگے معاد کا ذکر ہے **حقیقت معاد** إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا ۖ وَعْدَ اللَّهِ حَقًّا ۚ إِنَّهُ يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ بِالْقِسْطِ ۚ وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيمٍ وَعَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ④ تم سب کو اللہ ہی کے پاس جانا ہے اللہ نے (اس کا) سچا وعدہ کر رکھا ہے بیشک وہی پہلی بار بھی پیدا کرتا ہے پھر وہی دوبارہ بھی (قیامت کو) پیدا کریگا تاکہ ایسے لوگون کو جو کہ ایمان لائے اور انہون نے نیک کام کیے انصاف کے ساتھ (پوری پوری) جزا دے (اور اس مین ذرا کمی نکرے بلکہ بہت کچھ زیادہ دیدے) اور جن لوگون نے کفر کیا اُن کے واسطے (آخرت مین) کھولتا ہوا پانی پینے کو ملیگا اور دردناک عذاب ہوگا اُن کے کفر کی وجہ سے **ربط** اوپر توحید کا بیان ہوا ہے آگے پھر اُسی کی طرف عود ہے **عود بتوحید** هُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاءً وَالْقَمَرَ نُورًا وَقَدَّرَهُ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوا عَدَدَ السِّنِينَ وَالْحِسَابَ ۚ ⑤

ملحقات الترجمۃ

سے فی بالقسط کمی نکرے وہو الفائدۃ فی التقیید بالقسط فالمقصود نفی النقص لا نفی الزیادۃ وحیث وقع فی الغنایۃ فالمراد نفی الزیادۃ لا النقص لانہ لا محذور فیہ فلا حاجۃ الی تفسیر القسط بالعمل الصالح ونحوہ ۱۲

اللغات لا فرق بین الضیاء والنور ولنا زدت لفظۃ بہی فی نور او ما اشتہر فی الفرق بینہما بکون الضیاء بالذات والنور بالعرض وبناءہ علی استفادۃ القمر النور من الشمس فمما لم یثبت فی اللغۃ واما حدیث الاستفادۃ فما ذکروا فیہ انہ من الحدسیات لاختلاف اشکالہ بسبب قربہ وبعدہ منہا انہ لا یفید الجزم لاحتمال ان یکون القمر کرۃ نصفہا مضیئ ونصفہا مظلم یتحرک علی نفسہ فیری ہلالا ثم بدرا ثم ینمحق واما الاستدلال بحصول الخسوف عند توسط الارض بینہ وبین الشمس فلا یفید الجزم ایضا لجواز ان یکون سبب آخر لاختلاف تلک الاشکال النوریۃ لکنا لا نعلمہ کان یکون کوکب کمد تحت فلک القمر ینخسف بہ فی بعض استقبالاتہ ۱۲

النحو قولہ یدبر الامر اما حال واما خبر بعد خبر واما تفسیر لقولہ استوی علی العرش ومر ما یتعلق بالآیۃ فی حواشی مثل ہذہ فی سورۃ الاعراف ۱۲

البلاغۃ قولہ جعل الشمس ضیاءً بمعنی ذات ضیاء او نفس ضیاء بطریق المبالغۃ وعلی کل فہو من قبیل تشبیہ فہم الرکیۃ لان اللہ تعالی خلقہا مضیئۃ من اول الامر قولہ قدرہ ای قدر لہ ای سیرہ ۱۲

مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ اِنَّ فِي اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ

اللہ تعالیٰ نے یہ چیزین بے فائدہ نہین پیدا کین وہ یہ دلائل اُن لوگون کو صاف صاف بتلا رہے ہین جو دانش رکھتے ہین بلاشبہ رات اور دن کے یکے بعد دیگرے آنے مین اور اللہ نے جو کچھ

فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَّقُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَرَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

آسمانون اور زمین مین پیدا کیا ہے اُن سب مین اُن لوگون کے واسطے دلائل ہین جو ڈرتے ہین جن لوگون کو ہمارے پاس آنے کا کھٹکا نہین ہے اور وہ دنیوی زندگی پر راضی ہو گئے ہین

وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ اِنَّ

اور اُس مین جی لگا بیٹھے ہین اور جو لوگ ہماری آیتون سے بالکل غافل ہین ایسے لوگون کا ٹھکانا اُن کے اعمال کی وجہ سے دوزخ ہے یقیناً

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ يَهْدِيْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِيْمَانِهِمْ ۚ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝

جو لوگ ایمان لائے اور اُنہون نے نیک کام کیے اُن کا رب اُن کو بوجہ اُن کے مومن ہونے کے اُن کے مقصد تک پہونچا دیگا اُن کے نیچے نہرین جاری ہون گی چین کے باغون مین

دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ۚ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ ع

اُن کے منہ سے یہ بات نکلے گی کہ سبحان اللہ اور اُن کا باہمی سلام یہ ہوگا السلام علیکم اور اُن کی اخیر بات یہ ہوگی الحمد للہ رب العالمین -

ع ۱۰/۶

مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ اِنَّ فِي اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَّقُوْنَ ۝۶ وہ اللہ ایسا ہے جسنے آفتاب کو چمکتا ہوا بنایا اور چاند کو (بھی) نورانی بنایا اور اُس (کی چال) کے لیے منزلین مقرر کین (کہ ہر روز ایک منزل قطع کرتا ہے) تاکہ (ان اجرام کے ذریعہ سے) تم برسون کی گنتی اور حساب معلوم کر لیا کرو اللہ تعالیٰ نے یہ چیزین بے فائدہ نہین پیدا کین وہ یہ دلائل اُن لوگون کو صاف صاف بتلا رہے ہین جو دانش رکھتے ہین بلاشبہ رات اور دن کے یکے بعد دیگرے آنے مین اور اللہ نے جو کچھ آسمانون اور زمین مین پیدا کیا ہے اُن سب مین اُن لوگون کے واسطے (توحید کے) دلائل ہین جو (خدا کا) ڈر مانتے ہین **ف** یون تو غیر اہل علم وغیر اہل تقوی کے لیے بھی دلائل بیان کیے گئے ہین مگر تخصیص باعتبار انتفاع کے ہے اور منزل سے مراد وہ مسافت جس کو کوئی کوکب شب و روز مین قطع کرلے خواہ وہ مسافت خلا رہو یا ملا رہو اور اس معنے کر آفتاب بھی ذی منازل ہے چنانچہ بعض نے قدرہ کی ضمیر بتاویل ہر واحد کے دونون کی طرف راجع کی ہے لیکن چونکہ قمر کی چال بہ نسبت سورج کے سریع ہے اور اُس کا منازل کو طے کرنا محسوس ہے اس لئے اُس کے ساتھ سیر منازل کی تخصیص مناسب ہوئی اور اس اعتبار سے قمر کی اُنتیس یا تیس منزلین ہوئین مگر چونکہ اٹھائیس رات سے زیادہ نظر نہین آتا اس لیے اٹھائیس منزلین اسکی مشہور ہین اور ہرچند کہ شمس و قمر دونون عدد سنین اور حساب کے آلات مین سے ہین لیکن آفتاب کا دورہ ایک سال مین پورا ہونے کی وجہ سے زیادہ مناسب یہ ہے کہ عدد سنین کو شمس کے متعلق کہا جاوے اور اُس سے چھوٹے حساب کو قمر کے متعلق کہا جاوے اور اسیواسطے حساب کا لفظ بڑھایا گیا بطور تعمیم بعد تخصیص کے واللہ اعلم ربط اوپر معاد کا مضمون تھا آگے پھر اُس کی طرف عود ہے۔

عود معاد

اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَرَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ۝۷ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝۸ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ يَهْدِيْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِيْمَانِهِمْ ۚ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝۹ دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ۚ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۱۰

اللغات الرجاء عام للامل والخوف ويشير الى عدم الامل قوله رضوا والى عدم الخوف قوله واطمانوا ۱۲

البلاغة تكرير الموصول فى قوله والذين هم عن آياتنا من عطف الصفة على الصفة لذات واحدة للتنبيه بان كلا من الصفتين تكفى فى ايجابها النار قوله بايمانهم خصص الايمان بالذكر بعد المجموع دلالة على اصالة الايمان وتفرعه

الكلام استدل المعتزلة بالآية على توقف دخول الجنة على الايمان والعمل الصالح والجواب ظاهر فان الآية تدل على كون المجموع سببا لا شرطا ودلت نصوص اخرى على كفاية الايمان فى نفس الدخول ولا تنافى بين الاسباب ۱۲

وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ إِلَيْهِمْ أَجَلُهُمْ ۖ فَنَذَرُ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا

اور اگر اللہ تعالیٰ لوگون پر جلدی سے نقصان واقع کر دیا کرتا جسطرح وہ فائدے کے لئے جلدی مچاتے ہین تو انکا وعدہ کبھی کا پورا ہو چکا ہوتا سو ہم ان لوگون کو جنکو ہمارے پاس آنیکا کھٹکا نہین ہے انکے حال پر چھوڑے رکھتے

فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ○

کہ اپنی سرکشی مین بھٹکتے رہین

جن لوگون کو ہمارے پاس آنے کا کھٹکا نہین ہے اور وہ دنیوی زندگی پر راضی ہو گئے ہین (آخرت کی طلب اصلا نہین کرتے) اور اُس مین جی لگا بیٹھے ہین (آیندہ کی کچھ خبر نہین) اور جو لوگ ہماری آیتون سے (جو کہ بعث پر دلالت کرتی ہین) بالکل غافل ہین ایسے لوگون کا ٹھکانا ان کے اِن اعمال کی وجہ سے دوزخ ہے (اور) یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور انہون نے نیک کام کئے اُن کا رب اُن کو بوجہ اُن کے مؤمن ہونیکے اُن کے مقصد (یعنی جنت) تک پہونچا دیگا اُن کے (مسکن کے) نیچے نہرین جاری ہونگی چین کے باغون مین (اور جسوقت وہ جنت[۱] مین جاوین گے اور عجائبات[۲] کا دفعۃً معاینہ کرین گے تو اُسوقت، اُن کے مُنہ سے یہ بات نکلے گی کہ سبحان اللہ اور (پھر جب ایک دوسرے کو دیکھین گے تو) اُن کا باہمی سلام یہ ہوگا السلام علیکم اور (جب اطمینان سے وہان جا بیٹھین گے اور اپنے پُرانے مصائب اور متاعب اور اسوقت کے غیر مکدر دائمی عیش کا موازنہ کرین گے تو) اُن کی (اُسوقت کی ان باتون مین) اخیر بات یہ ہوگی الحمد للہ رب العالمین (جیسا دوسری آیت مین ہے الحمد للہ الذی اذہب عنا الحزن) **ف** آخر دعوٰہم کی اس تفسیر پر یہ شبہ نہین رہا کہ کیا اس کے بعد وہ کوئی بات نہ کرین گے **ربط** اوپر اولٰئک ماوٰہم النار مین کفار کا آخرت مین معذب ہونا بیان فرمایا ہے ایسے مضامین پر کفار تکذیب کی غرض سے کہا کرتے کہ ہم تو عذاب کو حق جب سمجھین کہ ہم پر یہان دنیا ہی مین عذاب نازل ہو جاوے جیسا سورہ ص مین ہے وقالوا ربنا عجل لنا قطنا قبل یوم الحساب اور اسکے بعد عذاب نازل نہونے سے شبہ عدم عذاب فی المعاد کا ہو سکتا تھا آگے اسکا جواب ارشاد ہوتا ہے

جواب شبہ از عدم وقوع عذاب عاجل

وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ إِلَيْهِمْ أَجَلُهُمْ ۖ فَنَذَرُ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿۱۱﴾

اور اگر اللہ تعالیٰ لوگون پر (اُن کے جلدی مچانے کے موافق) جلدی سے نقصان واقع کر دیا کرتا جس طرح وہ فائدے کے لئے جلدی مچاتے ہین (اور اُس کے موافق وہ فائدہ جلد[۳] واقع کر دیتا ہے اسیطرح اگر نقصان بھی واقع کر دیا کرتا) تو ان کا وعدہ (عذاب) کبھی کا پورا ہو چکا ہوتا (لیکن ہماری حکمت جسکا بیان ابھی آتا ہے چونکہ اس کو مقتضی نہین ہے) سو (اس لئے) ہم ان لوگون کو جن کو ہمارے پاس آنے کا کھٹکا نہین ہے ان کے حال پر (بلا عذاب چندروز) چھوڑے رکھتے ہین کہ اپنی سرکشی مین بھٹکتے رہین (اور مستحق زیادہ عذاب کے ہو جاوین اور وہ حکمت یہی ہے) **ف** اگر کسیکو شبہ ہو کہ آیت سے دو امر مفہوم ہوتے ہین ایک یہ کہ شر مانگنے سے بھی جلدی واقع نہین ہوتا دوسرا یہ کہ مانگنے سے خیر جلدی واقع ہوتی ہے حالانکہ اس کا عکس بھی بکثرت واقع ہوتا ہے اُس کا جواب یہ ہے کہ مقصود آیت کا یہ ہے کہ بمقتضائے رحمت اصل خیر مین تعجیل وقوع ہے اور شر مین عدم تعجیل وقوع لیکن کسی عارض سے اگر عکس ہو جاوے تو منافی مدلول آیت کے نہین پس آیت مین تعجیل و عدم تعجیل باعتبار اقتضائے اصل کے ہے یا یون کہا جاوے کہ جو شر و نقصان واقع ہوتا ہے اُس مین باعتبار شخص خاص یا باعتبار عامہ مصالح کے کوئی خیر مضمر ہوتی ہے اور جس خیر مین توقف ہوتا ہے اسی طرح اسمین کوئی شر مضمر ہوتا ہے پس اُس شر کا وقوع واقع مین خیر کا وقوع ہے اور اُس خیر کا عدم وقوع واقع مین شر کا عدم وقوع ہے **ربط** اوپر توحید کا ذکر ہوا ہے آگے شرک کا باطل ہونا ایک خاص طور پر بیان فرماتے ہین وہ یہ کہ مصیبت مین خود مشرکین ہی خدا کے سوا سبکو چھوڑ بیٹھتے ہین پس شرک واقع مین جسطرح باطل ہے اسیطرح اُس عقیدہ والون کے طرز عمل سے بھی وہ لچر ثابت ہوتا ہے

ملحقات الترجمۃ

[۱] قولہ تحت یہدیہم مقصد اشارۃ الی ان الکلام یہدیہم ربہم الی ما وہم لدلالۃ السیاق علیہ ۱۲

[۲] قولہ فی جنات الخ عجائبات الخ وہذا التفسیر بھذا النہج وبھذا الترتیب من مواہب اللہ تعالیٰ ویقع شمل ذلک فی مجالس الدنیا واللہ اعلم ۱۲

[۳] قولہ فی استعجالہم فائدہ جلد واقع الخ اشارۃ الی تقدیر الکلام ہکذا ولو یعجل اللہ للناس الشر استعجالہم لتعجیل الخیر باستعجالہم لہ فوضع استعجالہم بالخیر موضع تعجیلہ لہم اشعارا کما فی الکشاف بسرعۃ اجابتہ سبحانہ لہم واسعافہ بطلبتہم حتی کان استعجالہم بالخیر تعجیل لہ ام سنے الروح وہو کلام رصین یدل علی دقۃ نظر صاحبہ کما قال ابن المنیر ۱۲

وَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْبِهِ أَوْ قَاعِدًا أَوْ قَائِمًا فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهُ مَرَّ كَأَنْ لَمْ يَدْعُنَا إِلَىٰ

اور جب انسان کو کوئی تکلیف پہونچتی ہے تو ہم کو پکارنے لگتا ہے لیٹے بھی بیٹھے بھی کھڑے بھی پھر ہم جب اسکی وہ تکلیف اس سے ہٹا دیتے ہین تو پھر اپنی پہلی حالت پر آجاتا ہے گویا جو تکلیف اسکو پہنچی تھی

ضُرٍّ مَسَّهُ ۚ كَذَٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِينَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ○ وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا الْقُرُونَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوا

اس کے ہٹانے کے لیے کبھی ہمکو پکارا ہی نہ تھا ان حد سے نکلنے والون کے اعمال انکو اسیطرح مستحسن معلوم ہوتے ہین اور ہم نے تم سے پہلے بہت سے گروہون کو ہلاک کردیا ہے جبکہ انہون نے ظلم کیا

وَجَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ وَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا ۚ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِينَ ○ ثُمَّ جَعَلْنَاكُمْ

حالانکہ انکے پاس ان کے پیغمبر بھی دلائل لیکر آئے اور وہ ایسے کب تھے کہ ایمان لے آتے ہم مجرم لوگون کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہین پھر ان کے بعد ہمنے دنیا مین بجائے

خَلَائِفَ فِي الْأَرْضِ مِنْ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ ○

ان کے تم کو آباد کیا تاکہ ہم دیکھ لین کہ تم کسطرح کام کرتے ہو۔

تزییف طریقہ مشرکین وَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْبِهِ أَوْ قَاعِدًا أَوْ قَائِمًا فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهُ مَرَّ كَأَنْ لَمْ يَدْعُنَا إِلَىٰ ضُرٍّ مَسَّهُ ۚ كَذَٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِينَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ⑫ اور جب انسان کو (یعنی اُن مین سے بعض کو) کوئی تکلیف پہونچتی ہے تو ہم کو پکارنے لگتا ہے لیٹے بھی بیٹھے بھی کھڑے بھی (اور اُس وقت کوئی بت وغیرہ یاد نہین رہتا ضل من تدعون الا ایاہ) پھر جب (اُس کی دعا والتجا کے بعد) ہم اُس کی وہ تکلیف اُس سے ہٹا دیتے ہین تو پھر اپنی پہلی حالت پر آجاتا ہے اور ہم سے ایسا بے تعلق ہو جاتا ہے) کہ گویا جو تکلیف اُس کو پہونچی تھی اُس کے ہٹانے کے لیے کبھی ہمکو پکارا ہی نہ تھا (اور پھر وہی شرک کی باتین کرنے لگتا ہے نسی کان یدعوا الیہ من قبل وجعل للہ اندادا) ان حد سے نکلنے والون کے اعمال (بد) اُن کو اسیطرح مستحسن معلوم ہوتے ہین (جسطرح ہمنے ابھی بیان کیا ہے)، **ف** اس آیت کا مضمون قرآن مجید کی چند آیتون مین مختلف الفاظ سے آیا ہے جن کا خلاصہ یہ ہے کہ حالت خیر مین یہ احکام ثابت فرمائے ہین اعراض نسیان ترک دعا، فرح فخر ان سب کا صحت اجتماع ظاہر ہے اور حالت شر مین یہ احکام ثابت فرمائے ہین یاس کفران دعا، ان مین یاس وکفران کا صحت اجتماع تو ظاہر ہے لیکن دعا اور یاس کا اجتماع ظاہراً مشکل ہے کیونکہ دعا امید ہی مین کیجاتی ہے سو یا تو یون کہا جاوے کہ زبان سے دعا کرتا ہے مگر دل مین مایوسی ہوتی ہے اور یا یون کہا جاوے کہ اوّل اوّل خوب دعا کرتا ہے پھر بعد چندے مایوس ہوکر چھوڑ دیتا ہے اور سورہ حم فصلت کے آخر مین جو ارشاد ہوا ہے لا یسام الانسان من دعاء الخیر اس مین ظاہراً یہ اشکال ہوتا ہے کہ اگر یہ حالت خیر مین ہے تب تو اُس مین اوپر ترک دعا ثابت ہو چکا ہے اور اگر حالت شر مین ہے تو لا یسام کا حکم مشکل ہے کیونکہ یاس مین نشاط فی الدعا بالیقین فوت ہو جاتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ دونون حالتون مین مشترک ہے اور دعا سے مراد محض استدعا اور تمنا اور حرص ہے یہ امور ہر حالت مین تازہ رہتے ہین خوب سمجھ لینا چاہیئے اس تقریر سے تمام اشکالات رفع ہوگئے۔ **ربط** اوپر مضمون معاد مین کفار کا مستحق عذاب ہونا بیان فرمایا ہے آگے تاکید استحقاق کے لیے اجمالاً کفار سابقین کا انواع عذاب سے ہلاک ہونا بیان فرماتے ہین تاکہ تنبیہ ہو جاوے کہ یہ بھی مستحق عذاب کے ہین لیکن بعض حکمتون سے دنیا مین عذاب ٹل رہا ہے وہان چونکہ کوئی مانع نہوگا اس لیے لامحالہ واقع ہو جاویگا اور اس اجمال کی تفصیل کے لیے آخر سورت مین بعض قصص امم سابقہ کے آئے ہین۔ **تہدید کفار بذکر اہلاک سابقین اجمالاً** وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا الْقُرُونَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوا ۙ وَجَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ وَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا ۚ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِينَ ⑬ ثُمَّ جَعَلْنَاكُمْ خَلَائِفَ فِي الْأَرْضِ مِنْ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ ⑭

اور ہم نے تم سے پہلے بہت سے گروہون کو (انواع عذاب سے) ہلاک کردیا ہے جبکہ انہون نے ظلم (یعنی کفر و شرک) کیا

اللغات القرن اہل کل زمان کذافی الروح ۱۲

ملحقات الترجمۃ

۱ قولہ فی الانسان فبعض لانہ منہم من لیس کذلک فہذا وصف لجنس الانسان باعتبار بعض افرادہ ۱۲

۲ قولہ فی فلما الخ التجا کے بعد دل علیہ الفاء ۱۲

۳ قولہ فی مر پہلی حالت لما فی الروح مضے واستمر علی ما کان علیہ قبل اھ

۴ قولہ فی الی ضر ہٹانے اشارۃ الی تقدیرہ ہہنا الی کشف ضر مسہ ۱۲

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ قُلْ مَا يَكُوْنُ

اور جب ان کے سامنے ہماری آیتین پڑھی جاتی ہین جو بالکل صاف صاف ہین تو یہ لوگ جن کو ہمارے پاس آنے کا کھٹکا نہین ہے یون کہتے ہین کہ اسکے سوا کوئی دوسرا قرآن لائیے یا اسمین کچھ ترمیم کردیجیے آپ یون کہدیجیے کہ مجھسے

لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۚ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ

یہ نہین ہوسکتا کہ مین اپنی طرف سے اسمین ترمیم کردون بس مین تو اُسیکا اتباع کرونگا جو میرے پاس وحی کے ذریعہ سے پہونچا ہے اگر مین اپنے رب کی نافرمانی کرون تو مین ایک بڑے

يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ۫ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ؕ

بھاری دن کے عذاب کا اندیشہ رکھتا ہون آپ یون کہدیجیے کہ اگر خدا تعالی کو منظور ہوتا تو نہ تو مین تم کو یہ پڑھکر سناتا اور نہ اللہ تعالی تم کو اس کی اطلاع دیتا کیونکہ اس سے پہلے بھی تو ایک بڑے حصہ عمر تک تم مین رہچکا ہون

اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ ۝

پھر کیا تم اتنی عقل نہین رکھتے سو اُس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا اُس کی آیتون کو جھوٹا بتلاوے یقیناً ایسے مجرمون کو اصلا فلاح نہوگی

تتمہ حالانکہ اُن کے پاس اُن کے پیغمبر بھی دلائل لیکر آئے اور وہ (بوجہ غایت عناد کے) ایسے کب تھے کہ ایمان لے آتے ہم مجرم لوگون کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہین (جیسا ہمنے ابھی بیان کیا ہے) پھر اُن کے بعد ہمنے دنیا مین بجائے اُنکے تم کو آباد کیا تاکہ (ظاہری طور پر بھی) ہم دیکھ لین کہ تم کسطرح کام کرتے ہو (آیا ویسا ہی شرک و کفر کرتے ہو یا ایمان لاتے ہو) **ف** ظاہری طور اس لیے کہا کہ علم الٰہی قبل الوقوع بھی ہی **ربط** اوپر توحید و معاد کے متعلق گفتگو تھی آگے قرآن و رسالت کے صدق و حقیت کا بیان ہی جو شروع مین بھی آچکا ہے۔

حقیت قرآن و رسالت

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ ؕ قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۚ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۵﴾ قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ۫ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۶﴾ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۱۷﴾

اور جب اِن کے سامنے ہماری آیتین پڑھی جاتی ہین جو بالکل صاف صاف ہین تو یہ لوگ جن کو ہمارے پاس آنے کا کھٹکا نہین ہے (آپ سے) یون کہتے ہین کہ (یا تو) اس کے سوا کوئی (پورا) دوسرا قرآن (ہی) لائیے (جس مین ہمارے مسلک کے خلاف مضامین نہون) یا (کم سے کم) اسی (قرآن) مین کچھ ترمیم کردیجیے (کہ ہمارے مسلک کے خلاف مضامین اسمین سے حذف کردیجیے اور اس منطوق سے یہ بھی مفہوم ہوا کہ وہ لوگ قرآن کو کلام محمدی سمجھتے تھے اللہ تعالی اسی بنا پر جواب تعلیم فرماتے ہین کہ) آپ یون کہدیجیے کہ (قطع نظر اس سے کہ ایسے مضامین کا حذف کرنا فی نفسہ کیسا ہی خود) مجھسے یہ نہین ہوسکتا کہ مین اپنی طرف سے اُسمین ترمیم کردون (اور جب بعض کا حذف بھی ممکن نہین تو کل کا حذف تو بدرجۂ اولی ناممکن ہی کیونکہ وہ میرا کلام تو ہی ہی نہین بلکہ اللہ کا کلام ہی جو وحی کے ذریعہ سے آیا ہی جب یہ ہی تو) بس مین تو اُسی کا اتباع کرونگا جو میرے پاس وحی کے ذریعہ سے پہونچا ہی (اور بالفرض خدانخواستہ) اگر مین (وحی کا اتباع نکرون بلکہ) اپنے رب کی نافرمانی کرون تو مین ایک بڑے بھاری دن کے عذاب کا اندیشہ رکھتا ہون (جو اہل عصیان کے لیے مخصوص ہی اور وہ بوجہ عصیان کے تمہارے نصیب ہین ہی سو مین تو اُس عذاب یا اُس کے سبب یعنی عصیان کی جرأت نہین رکھتا اور اگر ان کو اس کے وحی ہونے مین کلام ہی اور یہ آپ ہی کا کلام سمجھے جاتے ہین تو) آپ یون کہدیجیے کہ (یہ تو ظاہر ہے کہ یہ کلام معجز ہے کوئی بشر اس پر قادر نہین ہوسکتا خواہ مین ہون یا تم ہو سو) اگر خدا تعالی کو منظور ہوتا (کہ مین یہ کلام معجز تمکو نہ سنا سکون اور اللہ تعالی میرے ذریعہ سے تم کو اس کی اطلاع ندے، تو (مجھپر اِس کو نازل نہ فرماتا پس) نہ تو مین تم کو یہ (کلام) پڑھکر سناتا اور نہ اللہ تعالی تم کو اس کی اطلاع دیتا (پس جب مین تمکو سنا رہا ہون اور میرے ذریعہ سے تمکو اطلاع ہو رہی ہی اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالی کو اس کلام معجز کا سنوانا اور اطلاع کرنا منظور ہوا اور سنانا اور اطلاع دینا بدون وحی کے بوجہ اُس کے معجز ہونے کے ممکن نہین اس سے معلوم ہوا کہ وہ وحی منزل اور

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ فی قال الذین یہ لوگ اشارۃ الی ان فیہ وضع المظہر موضع المضمر ۱۲

۲ قولہ فی ما یکون لی جب بعض کا حذف اشارۃ الی کون المذکور جوابا عن الامرین تو ہم ائت بقرآن غیرہ ہذا وتولہم بدلہ ۱۲

۳ قولہ فی اخاف تمہارے نصیب اشارۃ الی ان فی الکلام تعریضا ۱۲

۴ قولہ فی قل لو شاء ظاہر اشارۃ الی ان مدار کون الکلام من کونہ معجزا ظہورہ ولما سیاتی فقد لبثت ۱۲

۵ قولہ فی وجاءتہم حالانکہ اشارۃ الی ان الواو حالیۃ ۱۲

البلاغۃ نعل ایراد قولہ ولا ادراکم مع کفایۃ ما تلوتہ فی المقام للاشارۃ الی ان تلاوتہ علیہ السلام لما لم تکن من تلقاء نفسہ منہ وادراء من اللہ تعالی لہم فہو مشیر الی تقریر کونہ وحیا ۱۲

وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ قُلْ

اور یہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ اُن کو ضرر پہونچا سکیں اور نہ اُنکو نفع پہونچا سکیں اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں آپ کہدیجئے

أَتُنَبِّئُونَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ ۚ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝ وَمَا كَانَ

کہ کیا تم خدا تعالیٰ کو ایسی چیز کی خبر دیتے ہو جو خدا تعالیٰ کو معلوم نہیں نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں　وہ پاک اور برتر ہے ان لوگوں کے شرک سے　اور تمام

النَّاسُ إِلَّآ أُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوا ۚ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِيمَا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۝

آدمی ایک ہی طریقہ کے تھے پھر اُنہون نے اختلاف پیدا کرلیا اور اگر ایک بات نہوتی جو آپکے رب کی طرف سے پہلے ٹھہر چکی ہے تو جس چیز میں یہ لوگ اختلاف کر رہے ہیں ان کا قطعی فیصلہ ہوچکا ہوتا

اور کلام الٰہی ہی، کیونکہ (آخر) اس (کلام کے ظاہر کرنے) سے پہلے بھی تو ایک بڑے حصہ عمر تک تم میں رہ چکا ہوں (پھر اگر یہ میرا کلام ہے تو یا تو اتنی مدت تک ایک جملہ بھی اس طرز کا نہ نکلا اور یا دفعۃً اتنی بڑی بات بنالی یہ تو بالکل عقل کے خلاف ہے) پھر کیا تم اتنی عقل نہیں رکھتے سو (جب اس کا کلام الٰہی اور حق ہونا ثابت ہوگیا اور پھر بھی مجھ سے درخواست ترمیم کی کرتے ہو اور اسکو نہیں مانتے تو سمجھ لو) اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے (جیسا میرے لیے تجویز کرتے ہو) یا اُس کی آیتوں کو جھوٹا بتلاوے (جیسا اپنے لیے تجویز کر رکھا ہے) یقیناً ایسے مجرموں کو اصلاً فلاح نہ ہوگی (بلکہ معذب ابدی ہون گے)، **ف** اعجاز کے اثبات میں فقد لبثت فیکم سے استدلال علی سبیل التنزل ہے یعنی اصل استدلال یہ ہے فاتوا بسورۃ من مثلہ اور اس میں کوئی بعید احتمال نکالتا کہ شاید عام اسپر قادر نہوں آپ قادر ہوں اس احتمال پر یہ جواب دیا ہے کہ دفعۃً ایسے اعلیٰ طرز کا کلام طویل بیتہا کر دینا ممتنعات عادیہ سے ہے اور اعجاز میں امتناع عادی ہی پر مدار ہوتا ہے۔ **ربط** اوپر طریقہ مشرکین کی تشنیع تھی آگے بھی ابطال شرک کا بیان ہے

ابطال شرک

وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ قُلْ أَتُنَبِّئُونَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ ۚ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝ وَمَا كَانَ النَّاسُ إِلَّآ أُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوا ۚ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِيمَا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ⑲ اور یہ لوگ اللہ (کی توحید) کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو (عبادت نکرنے کی صورت میں) نہ ان کو ضرر پہونچا سکیں اور نہ (عبادت کرنے کی صورت میں) ان کو نفع پہونچا سکیں اور (اپنی طرف سے بلا دلیل ایک نفع تراش کر) کہتے ہیں کہ یہ (معبود) اللہ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں (اس لیے ہم ان کی عبادت کرتے ہیں)، آپ کہدیجیے کہ کیا تم خدا تعالیٰ کو ایسی چیز کی خبر دیتے ہو جو خدا تعالیٰ کو معلوم نہیں نہ آسمانوں میں نہ زمین میں (یعنی خدا تعالیٰ کو ان چیزوں کے شفیع یا معبود بحق ہونے کے وقوع کا یا امکان کا علم نہیں اور خدا تعالیٰ کا علم تمام اشیاء کو محیط ہے پس جب ان کا علم نہیں تو معلوم ہوا کہ ان کا وقوع یا امکان باطل ہے پس عدم اور استحالہ حق ہے اس سے عقیدہ شرک کا بطلان لازم آگیا پس)، وہ پاک اور برتر ہے ان لوگوں کے شرک سے اور (یہ طریقہ شرکیہ عقلاً و شرعاً باطل ہونے کے علاوہ قدیم بھی تو نہیں کیونکہ پہلے)، تمام آدمی ایک ہی طریقہ کے تھے (یعنی سب موحد تھے کیونکہ آدم علیہ السّلام موحد تھے بہت روز تک اُن کی اولاد اُن ہی کے طریقہ پر رہی پس سب موحد رہے)، پھر (اپنی کجرائی سے)، اُنہوں نے (یعنی بعض نے)، اختلاف پیدا کرلیا (اور مشرک ہوگئے پس طریقہ شرکیہ محض مخترع ٹھہرا) اور (یہ مشرک ایسے مستحق عذاب ہیں کہ)، اگر ایک بات نہوتی جو آپکے رب کی طرف سے پہلے ٹھہر چکی ہے (کہ پورا عذاب اِن کو آخرت میں دونگا)، تو جس چیز میں یہ لوگ اختلاف کر رہے ہیں اِن کا قطعی فیصلہ (دنیا ہی میں)، ہوچکا ہوتا (یعنی وہی عذاب موعود واقع ہوجاتا جو کہ عملی فیصلہ ہے)، **ف** عدم ضرر و عدم نفع اگر حقیقۃً لیا جائے تو سب معبودات غیر اللہ احیاء

النحو قوله في السموت في الروح في موضع الحال من العائد المحذوف اي بما لا يعلمه كائنا في ذلك والمقصود تاكيد النفي المدلول عليه بما قبله فانه قد جرى في العرف	ان يقال عند تاكيد النفي للشئ ليس هذا في السماء ولا في الارض اه

ع ۲

وَيَقُولُونَ لَوْلَآ أُنزِلَ عَلَيْهِ ءَايَةٌ مِّن رَّبِّهِۦ ۖ فَقُلْ إِنَّمَا ٱلْغَيْبُ لِلَّهِ فَٱنتَظِرُوٓا۟ إِنِّى مَعَكُم مِّنَ ٱلْمُنتَظِرِينَ ۝

اور یہ لوگ یون کہتے ہین کہ ان پر کوئی معجزہ کیون نہین نازل ہوا سو آپ فرما دیجیے کہ غیب کی خبر صرف خدا کو ہے سو تم بھی منتظر رہو مین بھی تمہارے ساتھ منتظر ہون

وَإِذَآ أَذَقْنَا ٱلنَّاسَ رَحْمَةً مِّنۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُمْ إِذَا لَهُم مَّكْرٌ فِىٓ ءَايَاتِنَا ۚ قُلِ ٱللَّهُ أَسْرَعُ مَكْرًا ۚ إِنَّ

اور جب ہم لوگون کو بعد اس کے کہ اُنپر کوئی مصیبت پڑ چکی ہو کسی نعمت کا مزہ چکھا دیتے ہین تو فوراً ہی ہماری آیتون کے بارہ مین شرارت کرنے لگتے ہین آپ کہدیجیے کہ اللہ تعالیٰ اس شرارت کی سزا بہت جلد دیگا بالیقین

رُسُلَنَا يَكْتُبُونَ مَا تَمْكُرُونَ ۝

ہمارے فرشتے تمہاری سب شرارتون کو لکھ رہے ہین

واموات کو شامل ہے اور اگر صورتہ لیا جاوے جب بھی اموات یعنی اصنام وغیرہ کو شامل ہے جن کو اہل مکہ معبود سمجھتے تھے اور اُن کا یہ کہنا کہ یہ ہمارے شفیع ہین اور شفیع مستحق عبادت ہوتا ہے اس کے دو جواب ہین ایک ابطال صغریٰ سے دوسرا ابطال کبریٰ سے أتنبئون اللہ مین دونون کی طرف اشارہ ہے یعنی اوّلاً وہ شفیع نہین پھر شفیع کے لیے معبود ہونا لازم نہین غرض معبودیت غیر اللہ کا اعتقاد خواہ بالذات ہو یا بالعرض شرک ہے اور اُن کو جو سفارشی مانتے تھے دنیا مین تو تحقیقاً اور آخرت مین فرضاً کیونکہ وہ آخرت کے قائل نہ تھے جیسا اس آیت مین ولئن رجعت الی ربی الخ ربط اوپر بعض آیات مین رسالت کا مسئلہ آچکا تھا آگے پھر اُسی کی طرف عود ہے۔

عود بمسئلہ رسالت

وَيَقُولُونَ لَوْلَآ أُنزِلَ عَلَيْهِ ءَايَةٌ مِّن رَّبِّهِۦ ۖ فَقُلْ إِنَّمَا ٱلْغَيْبُ لِلَّهِ فَٱنتَظِرُوٓا۟ إِنِّى مَعَكُم مِّنَ ٱلْمُنتَظِرِينَ ۝۲۰ اور یہ لوگ (براہ عناد باوجود ظہور معجزات کثیرہ کے خصوص قرآن کے کہ اثبات نبوت کے لیے کافی دلیل ہے) یون کہتے ہین کہ ان پر (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمارے فرمائشی معجزات مین سے) کوئی معجزہ کیون نہین نازل ہوا سو آپ فرما دیجیے کہ (چونکہ مقصود معجزہ سے دلالت علی النبوة ہوتی ہے اور یہ ہر معجزہ سے حاصل ہے اس لیے ان فرمائشون کی ضرورت تو باقی رہی نہین البتہ امکان وقوع وعدم وقوع دونون کا ہے سو یہ ایک علم غیبی ہے کہ وقوع ہوگا یا عدم وقوع اور) غیب کی خبر صرف[۱] خدا کو ہے (مجھکو نہین) سو تم بھی منتظر رہو مین بھی تمہارے ساتھ منتظر ہون (کہ آیا وقوع ہوتا ہے یا عدم وقوع خلاصہ یہ کہ اِن امُور کو منصب رسالت یا اُس کے لوازم سے کوئی تعلق نہین مین نہین جانتا نہ مجھ کو کوئی دخل اصل مقصود کے اثبات کے لیے البتہ ہر وقت آمادہ ہون اور ثابت بھی کر چکا ہون) **ف** اس مضمون کی تقریر کئی جگہ گذر چکی ہے ربط اوپر کفار کا قول نقل فرمایا تھا لولا انزل علیہ آیۃ آگے اس اعتراض کی علت کہ اعراض ہے اور اُس کی علت کہ حصول مقاصد واغراض ہے مع وعید فرماتے ہین اور علاوہ اس افادہ علت کے یہ مضمون آیت بالا فلما کشفنا عنہ ضرہ الخ کا تتمہ اور آیت آیندہ فلما انجاہم الخ کی تمہید بھی ہے۔

علت اعتراض و اعراض کفار

وَإِذَآ أَذَقْنَا ٱلنَّاسَ رَحْمَةً مِّنۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُمْ إِذَا لَهُم مَّكْرٌ فِىٓ ءَايَاتِنَا ۚ قُلِ ٱللَّهُ أَسْرَعُ مَكْرًا ۚ إِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُونَ مَا تَمْكُرُونَ ۝۲۱ اور جب ہم لوگون کو بعد اس کے کہ اُنپر کوئی مصیبت پڑ چکی ہو کسی نعمت کا مزا چکھا دیتے ہین تو فوراً ہی ہماری آیتون کے بارہ مین شرارت کرنے لگتے ہین (یعنی اُن سے اعراض کرتے ہین اور اُن کے ساتھ تکذیب واستہزا سے پیش آتے ہین اور براہ عناد واعتراض دوسرے معجزات کی فرمائشین کرتے ہین اور مصیبت گذشتہ سے عبرت نہین پکڑتے پس علت اعتراض کی آیات منزلہ سے اعراض ہے اور اُس کی علت تنعم ہے آگے وعید ہے کہ) آپ کہدیجیے کہ اللہ تعالیٰ اس شرارت کی سزا[۲] بہت جلد دیگا بالیقین ہمارے فرشتے تمہاری سب شرارتون کو لکھ رہے ہین (پس علاوہ علم الٰہی مین محفوظ ہونیکے دفتر مین بھی محفوظ ہین) ربط اوپر توحید کا مضمون مکرر آچکا ہے آگے پھر اُس کی طرف مع وعید عود ہے جسمین تحقیق

ملحقات الترجمہ

[۱] قولہ ق انما الغیب خبر اشارة الی حذف المضاف بقرینة المقام واللہ اعلم ۱۲

[۲] قولہ فی اسرع مکرا شرارت کی سزا اشارة الی ان فیہ مشاکلة ۱۲

البلاغة فی زیادة مستہم ایذان بانہم احسوا بسوء اثرہا فیہم قولہ اسرع ای منکم ولا یلزم ان یوجد السرعة فی المفضل علیہ ولو لزم فیدل علیہ اذا للمفاجاة ۱۲

هُوَ الَّذِيْ يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۭ حَتّٰٓي اِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ ۚ وَجَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيْحٍ طَيِّبَةٍ وَّفَرِحُوْا بِهَا

وہ ایسا ہے کہ تمکو خشکی اور دریا میں لیے لیے پھرتا ہے یہانتک کہ جب تم کشتی میں ہوتے ہو اور وہ کشتیاں لوگوں کو موافق ہوا کے ذریعہ سے لیکر چلتی ہیں اور وہ لوگ اُنسے خوش ہوتے ہیں

جَاۗءَتْهَا رِيْحٌ عَاصِفٌ وَّجَاۗءَھُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّظَنُّوْٓا اَنَّھُمْ اُحِيْطَ بِهِمْ ۙ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ

اُنپر ایک جھونکا ہوا کا آتا ہے اور ہر طرف سے انپر موجیں اٹھی چلی آتی ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ آگھرے سب خالص اعتقاد کرکے اللہ ہی کو پکارنے لگتے ہیں

لَهُ الدِّيْنَ ڬ لَىِٕنْ اَنْجَيْتَنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝ فَلَمَّآ اَنْجٰىھُمْ اِذَا ھُمْ يَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ

اگر آپ ہم کو اس سے بچالیں تو ہم ضرور حق شناس بنجاویں۔ پھر جب اللہ تعالےٰ انکو بچا لیتا ہے تو فوراً ہی وہ زمین میں

بِغَيْرِ الْحَقِّ ۭ يٰٓاَيُّھَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلٰٓي اَنْفُسِكُمْ ۙ مَّتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۡ ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُمْ

ناحق کی سرکشی کرنے لگتے ہیں اے لوگو یہ تمہاری سرکشی تمہارے لیے وبال ہونے والی ہے دنیوی زندگی میں حظ اٹھارہے ہو پھر ہمارے پاس تم کو آنا ہے پھر ہم سب

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَاۗءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَاۗءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا يَاْكُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ ۭ

تمہارا کیا ہوا انکو جتلا دینگے بس دنیوی زندگی کی حالت تو ایسی ہے جیسے ہم نے آسمان سے پانی برسایا پھر اس سے زمین کی نباتات جنکو آدمی اور چوپائے کھاتے ہیں خوب گنجان ہوکر نکلے

اور التزام دونوں سے کام لیاگیا ہے ثُمَّ کہ تحقیق ہے اور دعوا اللہ میں التزام ہے اور آگے اذا ہم یبغون الخ میں زجر و عید ہے۔

توحید و مزید وعید

هُوَ الَّذِيْ يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۭ حَتّٰٓي اِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ ۚ وَجَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيْحٍ طَيِّبَةٍ وَّفَرِحُوْا بِهَا جَاۗءَتْهَا رِيْحٌ عَاصِفٌ وَّجَاۗءَھُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّظَنُّوْٓا اَنَّھُمْ اُحِيْطَ بِهِمْ ۙ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ڬ لَىِٕنْ اَنْجَيْتَنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝ فَلَمَّآ اَنْجٰىھُمْ اِذَا ھُمْ يَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۭ يٰٓاَيُّھَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلٰٓي اَنْفُسِكُمْ ۙ مَّتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۡ ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۳﴾ وہ (اللہ) ایسا ہے کہ تم کو خشکی اور دریا میں لیے لیے پھرتا ہے (یعنی جن آلات واسباب سے تم چلتے پھرتے ہو وہ سب اللہ ہی کے دیے ہوئے ہیں) یہانتک کہ (بعض اوقات) جب تم کشتی میں (سوار) ہوتے ہو اور وہ کشتیاں لوگوں کو موافق ہوا کے ذریعہ سے لیکر چلتی ہیں اور وہ لوگ اُن (کی رفتار) سے خوش ہوتے ہیں (اسی حالت میں دفعتہً) اُن پر ایک جھونکا (مخالف) ہوا کا آتا ہے اور ہر طرف سے اُن (لوگوں) پر موجیں اٹھی چلی آتی ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ (برے) آگھرے (اُسوقت) سب خالص اعتقاد کرکے اللہ ہی کو پکارنے لگتے ہیں (کہ اے اللہ) اگر آپ ہم کو اس (مصیبت) سے بچالیں تو ہم ضرور حق شناس (یعنی موحد) بنجاویں (یعنے اس وقت جیسا اعتقاد توحید کا ہوگیا ہے اس پر قائم رہیں) پھر جب اللہ تعالےٰ اُن کو (اُس مہلکہ سے) بچا لیتا ہے تو فوراً ہی وہ (اطراف واقطار) زمین میں ناحق کی سرکشی کرنے لگتے ہیں (یعنے وہی شرک ومعصیت) اے لوگو (سن لو) یہ تمہاری سرکشی تمہارے لیے وبال (جان) ہونے والی ہے (بس) دنیوی زندگی میں (چندے اس سے) حظ اٹھارہے ہو پھر ہمارے پاس تم کو آنا ہے پھر ہم سب تمہارا کیا ہوا تم کو جتلا دیں گے (اور اُس کی سزا دیں گے)۔

ربط اوپر بیان تھا اس انما بغیکم الخ میں فرمایا تھا کہ یہ تمہاری کامرانی کفر ومعاصی سے دنیا میں چندروزہ ہے پھر آخرت میں اس کی سزا بھگتنا ہے آگے دنیا کا فانی ہونا اور آخرت کی جزا وسزا کا باقی ہونا مع تفصیل جزا وسزا اور اُس کے مستحقین کے مذکور ہے پس یہ مضمون اپنے ماقبل سے بھی متصل ہوا اور معاد پر بھی مشتمل ہوا جو کہ مقاصد سورت ہذا سے ہے۔

فنائے دنیا وبقائے جزا وسزائے عقبےٰ

اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَاۗءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَاۗءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا يَاْكُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ ۭ

ملحقات الترجمة

۱ قوله زمین ۱ ض انتظار اشارة الی ان زیادة الارض علم ماله علی ان بغیہم لا یقتصر علی بعض الامکنة بل ہو شامل اقطارہا الے حیث تہ رہ

۲ قوله متاع اٹھارہے ہو اشارة الی ان المذکور مصدر من تقدیر تتمتعون ۱۲

البلاغة قوله حتی ہو عندی للترتیب لا للغایة فلا اشکال والمقصود ترتب المجموع علی التسییر ولو باعتبار بعض الاجزاء فلا یضر تقدم الکون علی التسییر فافہم ۱۲

حَتّٰٓى اِذَآ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَآ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَآ اَتٰىهَآ اَمْرُنَا لَيْلًا

یہاں تک کہ جب وہ زمین اپنی رونق کا پورا حصہ لے چکی اور اسکی خوب زیبائش ہوگئی اور اسکے مالکوں نے سمجھ لیا کہ اب ہم اسپر بالکل قابض ہوچکے تو دن میں یا رات میں

اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ ۭ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ وَاللّٰهُ

اسپر ہماری طرف سے کوئی حادثہ آپڑا سو ہمنے اسکو ایسا صاف کردیا کہ گویا کل وہ موجود ہی نہ تھی ہم اسی طرح آیات کو صاف صاف بیان کرتے ہیں ایسے لوگوں کیلئے جو سوچتے ہیں

يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ۭ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ ۭ

دارالبقاء کی طرف تمکو بلاتا ہے اور جسکو چاہتا ہے راہ راست پر چلنے کی توفیق دیدیتا ہے جن لوگوں نے نیکی کی ہے انکے واسطے خوبی ہے اور مزید برآں

وَلَا يَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ

اور انکے چہروں پر نہ کدورت چھاوے گی اور نہ ذلت یہ لوگ جنت میں رہنے والے ہیں وہ اسمیں ہمیشہ رہیں گے اور جن لوگوں نے بدکام کیے

جَزَاۗءُ سَيِّئَةٍۢ بِمِثْلِهَا ۙ وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۭ مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ كَاَنَّمَآ اُغْشِيَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ

ان کی بدی کی سزا اُس کے برابر ملے گی اور انکو ذلت چھائیگی انکو اللہ سے کوئی نہ بچا سکے گا گویا انکے چہروں پر اندھیری رات کے پرت کے پرت

الَّيْلِ مُظْلِمًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

لپیٹ دیئے گئے ہیں یہ لوگ دوزخ میں رہنے والے ہیں وہ اُس میں ہمیشہ رہیں گے

حَتّٰٓى اِذَآ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَآ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَآ ۙ اَتٰىهَآ اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ ۭ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝۲۴ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ۭ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝۲۵ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ ۭ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۲۶ وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ جَزَاۗءُ سَيِّئَةٍۢ بِمِثْلِهَا ۙ وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۭ مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ كَاَنَّمَآ اُغْشِيَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۲۷

بس دنیوی زندگی کی حالت تو ایسی ہے جیسے ہمنے آسمان سے پانی برسایا پھر اُس (پانی) سے زمین کی نباتات جنکو آدمی اور چوپائے کھاتے ہیں خوب گنجان ہو کر نکلے یہانتک کہ جب وہ زمین اپنی رونق کا پورا حصہ لے چکی اور اُس کی خوب زیبائش ہوگئی (یعنی سبزہ سے خوشنما معلوم ہونے لگی) اور اُس (زمین) کے مالکوں نے سمجھ لیا کہ اب ہم اُس (کے نباتات) پر بالکل قابض ہوچکے تو (ایسی حالت میں) دن میں یا رات میں اُس (کے اُن نباتات) پر ہماری طرف سے کوئی حادثہ آپڑا (جیسے پالا یا خشکی یا ادرچھ) سو ہمنے اُس کو ایسا صاف کردیا کہ گویا کل (یہاں) وہ موجود ہی نہ تھی (بس ایسی نبات کی مثل دنیوی زندگی ہے) ہم اسی طرح آیات کو صاف صاف بیان کرتے ہیں ایسے لوگوں کے (سمجھانے کے) لئے جو سوچتے ہیں (بس دنیا تو دارالزوال ٹھیری) اور اللہ تعالے دار البقاء کی طرف تم کو بلاتا ہے اور جس کو چاہتا ہے راہ راست پر چلنے کی توفیق دیدیتا ہے (جس سے دار البقاء تک رسائی ہوسکتی ہے آگے جزا وسزا کا بیان ہے کہ) جن لوگوں نے نیکی کی ہے (یعنے ایمان لائے ہیں) اُن کے واسطے خوبی (یعنے جنت) ہے اور مزید برآں (خدا کا دیدار) بھی اور اُن کے چہروں پر نہ کدورت (غم کی) چھاویگی اور نہ ذلت یہ لوگ جنت میں رہنے والے ہیں وہ اُس میں ہمیشہ رہیں گے اور جن لوگوں نے بدکام کئے (یعنی شرک وکفر کیا) ان کی بدی کی سزا

اللغات فی القاموس رہقہ غشیہ ۱۲

البلاغۃ قولہ لیلا او نہارا فی الروح محل المراد انہ لافرق فی اتیان العذاب بین زمن غفلتہم وزمن تیقظہم اذ لایمنع منہ مانع ولا یدفع عنہ دافع ۱۲

ملحقات الترجمۃ

لـہ قولہ فی فاختلط بہ پانی سے ملی تو وگنجان ہوئے اشارۃ الی کون الباء سببیۃ والاختلاط بمعنے تضام بعض النبات ببعض ۱۲

ٹـہ قولہ اخذت پورا حصہ فی الروح استوفت حسنہا ۱۲

ٹـہ قولہ فی اتاہا وجعلناہا نباتات اشارۃ الی حذف مضاف ۱۲ ٹـہ قولہ لم تغن موجود من غنی بالمکان اقام ۱۲ ھـہ قولہ الی دار السلام دار البقاء کون السلام بمعنے السلامۃ ۱۲ ٹـہ قولہ فی احسنوا الایمان لقرینۃ المقابلۃ کذا تقابلہ بتفسیر بالکفر

ٹـہ قولہ فی زیادۃ دیدار کذا رواہ مسلم مرفوعا ۱۲

ٹـہ قولہ فی سیئۃ ان کی بدی اشارۃ الی ان التنوین عوض عن المضاف الیہ ای جزاء سیئتہم فارتبط الجملۃ والمجرور ۱۲

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا مَكَانَكُمْ أَنْتُمْ وَشُرَكَاؤُكُمْ فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ وَقَالَ شُرَكَاؤُهُمْ

اور وہ دن بھی قابل ذکر ہے جس روز ہم ان سب کو جمع کرینگے پھر مشرکین سے کہیں گے کہ تم اور تمہارے شریک اپنی جگہ ٹھیرو پھر ہم انکے آپس میں پھوٹ ڈالدینگے اور انکے وہ شرکا کہینگے

مَا كُنْتُمْ إِيَّانَا تَعْبُدُونَ ۝ فَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ إِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغَافِلِينَ ۝ هُنَالِكَ تَبْلُو

کہ تم ہماری عبادت نہیں کرتے تھے سو ہمارے تمہارے درمیان خدا کافی گواہ ہے کہ ہم کو تمہارے عبادت کی خبر بھی نہ تھی اس مقام پر ہر شخص

كُلُّ نَفْسٍ مَا أَسْلَفَتْ وَرُدُّوا إِلَى اللَّهِ مَوْلَاهُمُ الْحَقِّ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۝

اپنے اگلے کیے ہوئے کاموں کا امتحان کریگا اور یہ لوگ اللہ کی طرف جو انکا مالک حقیقی ہے لوٹائے جاوینگے اور جو کچھ معبود تراش رکھے تھے سب اُنسے غائب ہوجاوینگے

ع ۳ نصف

اُس کی برابر ملے گی (بدی سے زیادہ نہوگی) اور اُن کو ذلت چھاویگی اُن کو اللہ (کے عذاب) سے کوئی نہ بچا سکے گا (اُن کی کدورت چہرہ کی ایسی حالت ہوگی کہ) گویا اُن کے چہروں پر اندھیری رات کے پرت کے پرت لپیٹے ٹکڑے لپیٹ دیے گئے ہیں یہ لوگ دوزخ میں رہنے والے ہیں وہ اُس میں ہمیشہ رہیں گے ربط اوپر مشرکین کے حق میں فرمایا تھا ما لہم من اللہ من عاصم چونکہ وہ لوگ اپنے معبودوں کو اپنا شفیع کہتے تھے اس لئے آگے اُن معبودین کا اِن عابدین سے قیامت میں بے تعلقی ظاہر کرنا جس کے لئے عدم نفع لازم ہے بیان فرماتے ہیں۔

تبری معبودین از عابدین در قیامت وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا مَكَانَكُمْ أَنْتُمْ وَشُرَكَاؤُكُمْ فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ وَقَالَ شُرَكَاؤُهُمْ مَا كُنْتُمْ إِيَّانَا تَعْبُدُونَ ﴿۲۸﴾ فَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ إِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغَافِلِينَ ﴿۲۹﴾ هُنَالِكَ تَبْلُو كُلُّ نَفْسٍ مَا أَسْلَفَتْ وَرُدُّوا إِلَى اللَّهِ مَوْلَاهُمُ الْحَقِّ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿۳۰﴾

اور وہ دن بھی قابل ذکر ہے جس روز ہم اُن سب (خلائق) کو (میدان قیامت میں) جمع کریں گے پھر (منجملہ اُن تمام خلائق کے) مشرکین سے کہیں گے کہ تم اور تمہارے (تجویز کیے ہوئے) شریک (جنکو تم عبادت میں خدا کا شریک ٹھیراتے تھے ذرا) اپنی جگہ ٹھیرو (تاکہ تم کو حقیقت تمہارے عقیدہ کی معلوم کرائی جائے) پھر ہم اُن (عابدین و معبودین) کے آپس میں پھوٹ ڈالدینگے اور اُن کے وہ شرکاء (اُن سے خطاب کرکے) کہیں گے کہ تم ہماری عبادت نہیں کرتے تھے (کیونکہ عبادت سے مقصود ہوتا ہے معبود کا راضی کرنا) سو ہمارے تمہارے درمیان خدا کافی گواہ ہے کہ ہمکو تمہاری عبادت کی خبر بھی نہ تھی (اور راضی ہونا تو درکنار البتہ شیاطین کی تعلیم تھی اور وہی راضی تھے پس اس اعتبار سے اُن کی پرستش کرتے تھے) اس مقام پر ہر شخص اپنے کیے ہوئے کاموں کا امتحان کریگا (کہ آیا واقع میں یہ اعمال نافع تھے یا غیر نافع چنانچہ ان مشرکین کو بھی حقیقت کھل جاویگی کہ جنکی شفاعت کے بھروسے ہم اُن کو پوجتے تھے اُنھوں نے اور ہمارے خلاف شہادت دی نفع کی تو کیا امید رکھی جائے) اور یہ لوگ اللہ (کے عذاب) کی طرف جو اُن کا مالک حقیقی ہے لوٹائے جاوینگے اور جو کچھ معبود تراش رکھے تھے سب اُن سے غائب (اور گم) ہوجاوینگے (کوئی بھی تو کام نہ آوے گا)

ف اگر کسی کو شبہ ہو کہ کیا بت بھی بولیں گے جواب یہ ہے کہ اس میں کوئی محال نہیں اور اُن کا غافل ہونا اِن کی عبادت سے ظاہر ہے اسواسطے کہ بتوں کو ایسا شعور ظاہر ہے کہ یہاں نہیں ہے اور اگر اور معبودین مثل ملائکہ وغیرہم کو بھی عام لیا جاوے تو بھی غافل ہونا صحیح ہے کیونکہ علم ملائکہ وغیرہم کا محیط نہیں ہے اور سب اپنے اپنے کام میں لگے ہیں اور ماکنتم ایانا تعبدون کی جو تقریر کی گئی سورہ سبا کی آیت بل کانوا یعبدون الجن سے اس کی تائید ہوتی ہے اور تبلوا کل نفس کو جو ہنالک کے ساتھ مقید کیا یہ باعتبار تحقق زیادت علم کے ہے ورنہ مطلق علم تو مرنے کے ساتھ ہی اور قبر میں حاصل ہوجاتا ہے اور یہاں اللہ تعالے کو کفار کا مولا فرمادینا باعتبار معنے مالکیت کے ہے اور لا مولی لہم میں نفی کرنا باعتبار معنے محب و ناصر کے ہے ربط اوپر کئی آیتوں میں اثبات توحید و ابطال شرک ہے آگے پھر یہی مضمون ہے۔

ملحقات الترجمة
۱ قوله فی بشلها زیادہ نہوگی اشارۃ الی ان المثل لیس ہہنا لنفی التخفیف ۱۲ ۲ قوله فی منظلما اندھیری اشارۃ الی کون منظلما حالا من اللیل ۱۲ ۳ قوله فی شرکاؤکم تجویز کیے ہوے اشارۃ الی ان الاضافۃ باعتبار اعتقادہم ذلک باشراکہم لا کذلک فی الواقع لانہ لا شریک لہ تعالی ۱۲ ۴ قوله زیلنا پھوٹ کما فی الروح فرقنا بقطع الاقران والوصل التی کانت بینہم وبین انفسہم فی الدنیا ۱۲ ۱۲ ۱۲

اللغات قوله زیلنا فرقنا ای ۱۲	ایقع والاخبار بخبر الکل فی تہویل الیوم ادخل کذا فی الروح
البلاغة قوله نحشرہم جمیعا علی ان المراد الفریقان فائدتہ ان التوبیخ والتہدید علی رؤس الاشہاد	اختلاف القراءة فی قراءۃ تتلو باتائین من التلاوۃ ای تقرا صحف الاعمال السالفۃ ۱۲

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ

آپ کہیے کہ وہ کون ہے جو تم کو آسمان اور زمین سے رزق پہونچاتا ہے یا وہ کون ہے جو کانوں اور آنکھوں پر پورا اختیار رکھتا ہے اور وہ کون ہے جو جاندار کو بے جان سے نکالتا ہے اور

يُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ

بے جان کو جاندار سے نکالتا ہے اور وہ کون ہے جو تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے سو ضرور وہ یہی کہیں گے کہ اللہ تو ان سے کہیے کہ پھر کیوں نہیں پرہیز کرتے سو یہ ہے اللہ جو تمہارا رب

الْحَقُّ ۚ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ ۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ۝ كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ فَسَقُوْا اَنَّهُمْ

حقیقی ہے پھر حق کے بعد اور کیا رہ گیا بجز گمراہی کے پھر کہاں پھرے جاتے ہو — اسی طرح آپکے رب کی بات کہ یہ ایمان نہ لاوینگے تمام متمرد لوگوں کے حق میں

لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ۚ قُلِ اللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ فَاَنّٰى

ثابت ہو چکی ہے — آپ یوں کہیے کہ کیا تمہارے شرکا میں کوئی ایسا ہے جو پہلی بار بھی پیدا کرے پھر دوبارہ بھی پیدا کرے آپ کہہ دیجئے کہ اللہ ہی پہلی بار بھی پیدا کرتا ہے پھر وہی دوبارہ

تُؤْفَكُوْنَ ۝ قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ ۚ قُلِ اللّٰهُ يَهْدِيْ لِلْحَقِّ ۚ اَفَمَنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ اَحَقُّ

تم کہاں پھرے جاتے ہو آپ کہئے کہ کیا تمہارے شرکا میں کوئی ایسا ہے کہ امر حق کا رستہ بتلاتا ہو آپ کہہ دیجئے کہ اللہ ہی امر حق کا رستہ بتلاتا ہے تو پھر آیا جو شخص امر حق کا رستہ بتلاتا ہو وہ زیادہ

اَنْ يُّتَّبَعَ اَمَّنْ لَّا يَهِدِّيْٓ اِلَّآ اَنْ يُّهْدٰى ۚ فَمَا لَكُمْ ۟ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ۝ وَمَا يَتَّبِعُ اَكْثَرُهُمْ اِلَّا ظَنًّا ۭ اِنَّ الظَّنَّ

اتباع کے لائق ہے یا وہ شخص جس کو بے تبلائے خود ہی رستہ نہ سوجھے تو تم کو کیا ہو گیا تم کیسی تجویزیں کرتے ہو اور ان میں سے اکثر لوگ صرف بے اصل خیالات پر چل رہے ہیں یقیناً بے

لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْــــًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۝

امر حق میں ذرا بھی مفید نہیں یہ جو کچھ کر رہے ہیں یقیناً اللہ کو سب خبر ہے۔

احقاق توحید وابطال شرک

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۳۱﴾ فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ ۚ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ ۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ﴿۳۲﴾ كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ فَسَقُوْٓا اَنَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۳﴾ قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ۚ قُلِ اللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۳۴﴾ قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ ۚ قُلِ اللّٰهُ يَهْدِيْ لِلْحَقِّ ۚ اَفَمَنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ اَمَّنْ لَّا يَهِدِّيْٓ اِلَّآ اَنْ يُّهْدٰى ۚ فَمَا لَكُمْ ۟ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَمَا يَتَّبِعُ اَكْثَرُهُمْ اِلَّا ظَنًّا ۭ اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْــــًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾

البلاغة قوله من السماء ابتدائية قوله ام من اضراب انتقالي لا ابطالي واورد ام في هذا المعطوف دون اخواته لان السمع والابصار لكونهما من اقوى المدركة مما يذهب الوهم ان العباد يملكونهما فحسن التنبيه على بطلان ذلك الوهم بالاضراب الدال على الاهتمام وهذا من المواهب قوله بعد الحق هو بمعنى غير قوله هل من شركائكم كان القول الاول لاثبات التوحيد والثاني لابطال الشرك اما والثالث لابطاله خاصا بذوي العقول فظهر وجه هذه الاقوال المتعددة قوله قل الله قال في الاول فسيقولون وههنا قل لان الاول كان سوالا عن قدرة الله تعالى ولا يتلعثمون عن الاعتراف به والثاني والثالث سوال عن عجز الشركاء وكانوا يتلعثمون عن الاعتراف فلذا امره صلى الله عليه وسلم بالجواب نسبته المذكور الى الله تعالى المستلزم للعجز المذكور قوله يعيده الضمير الى الخلق المفعول يبدا

على انه مصدر قوله احق ان يتبع لم يقل احق ان يعبد مع ان الكلام في العبادة مبالغة كما قرينة في آثار الترجمة قوله اكثرهم فائدته الاشعار بايمان البعض فيما سياتي ۱۲

اختلاف القراءة قوله لا يهدي بفتح الياء وكسر الهاء وتشديد الدال قراءة حفص واصله يهتدي وكسر الهاء لالتقاء الساكنين بالادغام وفي قراءة يهدي بفتح الياء والهاء وتشديد الدال فتح الهاء بحركة التاء ۱۲

آپ (ان مشرکین سے) کہیے کہ (بتلاؤ) وہ کون ہے جو تم کو آسمان اور زمین سے رزق پہونچاتا ہے (یعنی آسمان سے بارش کرتا ہے اور زمین سے نباتات پیدا کرتا ہے جس سے تمہارا رزق تیار ہوتا ہے) یا (یہ تبلاؤ کہ) وہ کون ہے جو تمہارے کانوں اور آنکھوں پر پورا اختیار رکھتا ہے کہ پیدا بھی اسی نے کیا حفاظت بھی وہی کرتا ہے اور اگر چاہتا ہے تو ان کو معطل کر دیتا ہے) اور وہ کون ہے جو جاندار (چیز) کو بے جان (چیز) سے نکالتا ہے اور بے جان (چیز) کو جاندار (چیز) سے نکالتا ہے (جیسے نطفہ اور بیضہ کہ وہ جاندار سے نکلتا ہے اور اس سے جاندار پیدا ہوتا ہے) اور وہ کون ہے جو تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے (ان سے یہ سوالات کیجیے) سو ضرور وہ (جواب میں) یہی کہیں گے کہ (ان سب افعال کا فاعل) اللہ (ہے) تو ان سے کہیے کہ پھر (شرک سے) کیوں نہیں پرہیز کرتے سو (جس کے یہ افعال و اوصاف مذکور ہوئے) یہ ہے اللہ جو تمہارا رب حقیقی ہے (اور جب امر حق ثابت ہوگیا) پھر (امر) حق کے بعد اور کیا رہ گیا بجز گمراہی کے (یعنی جو امر حق کی ضد ہوگی وہ گمراہی ہے اور توحید کا حق ہونا ثابت ہوگیا پس شرک یقیناً گمراہی ہے) پھر (حق کو چھوڑ کر) کہاں (باطل کی طرف) پھرے جاتے ہو (آگے تسلی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ آپ لوگوں کی باطل پرستی پر مغموم ہوا کرتے تھے پس ارشاد ہے کہ جس طرح یہ لوگ ایمان نہیں لاتے) اسی طرح آپ کے رب کی یہ (ازلی) بات کہ یہ ایمان نہ لاویں گے تمام متمرد (سرکش) لوگوں کے حق میں ثابت ہو چکی ہے (پھر آپ کیوں مغموم ہوں اور) آپ (ان سے) یوں (بھی) کہیے کہ کیا تمہارے (تجویز کیے ہوئے) شرکاء میں (عام اس سے کہ ذوی العقول ہوں جیسے شیاطین یا غیر ذوی العقول ہوں جیسے بت) کوئی ایسا ہے جو پہلی بار بھی (مخلوق کو) پیدا کرے پھر (قیامت میں) دوبارہ بھی پیدا کرے (اگر وہ اس وجہ سے کہ اس میں توہین ہے شرکاء کی جواب میں تامل کریں تو) آپ کہدیجیے کہ اللہ ہی پہلی بار بھی پیدا کرتا ہے پھر وہی دوبارہ بھی پیدا کریگا سو (اس کی تحقیق کے بعد بھی) پھر تم کہاں (حق سے) پھرے جاتے ہو (اور) آپ (ان سے یوں بھی) کہیے کہ کیا تمہارے (تجویز کیے ہوئے ذوی العقول) شرکاء میں (جیسے شیاطین) کوئی ایسا ہے کہ امر حق کا رستہ تبلاتا ہو آپ کہدیجیے کہ اللہ ہی امر حق کا رستہ (بھی) تبلاتا ہے (چنانچہ اس نے عقل دی انبیاء بھیجے بخلاف شیاطین کے کہ اول تو وہ ان افعال پر قادر نہیں اور محض تعلیم جس کی قدرت ان کو دیگئی ہے وہ اس کو اضلال و اغواء میں صرف کرتے ہیں) تو پھر (ان سے کہیے کہ یہ تبلاؤ کہ) آیا جو شخص امر حق کا رستہ تبلاتا ہو وہ زیادہ اتباع کے لائق ہے یا وہ شخص جس کو بے تبلائے خود ہی رستہ نہ سوجھے (اور اس سے بھی بڑھکر یہ کہ سوجھانے پر بھی اس پر نہ چلے جیسے شیاطین پھر جب یہ اتباع کے بھی قابل نہوں تو عبادت کے لائق تو کب ہو سکتے ہیں) تو اے مشرکین تم کو کیا ہوگیا تم کیسی تجویزیں کرتے ہو (کہ توحید کو چھوڑ کر شرک کو اختیار کرتے ہو) اور (تماشا یہ ہے کہ اپنی اس تجویز اور عقیدہ پر یہ لوگ کوئی دلیل نہیں رکھتے بلکہ) ان میں سے اکثر لوگ صرف بے اصل خیالات پر چل رہے ہیں (اور) یقیناً بے اصل خیالات امر حق (کے اثبات) میں ذرا بھی مفید نہیں (رہی یہ بات کہ) یہ جو کچھ کر رہے ہیں یقیناً اللہ کو سب خبر ہے (وقت پر سزا دیگا) **ف** یہ جو ارشاد ہوا قل ہل من شرکائکم من یبدؤ الخلق ثم یعیدہ حالانکہ مشرکین خود اعادہ کے قائل نہ تھے وجہ اس کی یہ ہے کہ اعادہ پر چونکہ دلائل قطعی قائم ہیں اس لئے اس کو مثل امر مسلم کے قرار دیکر یہ احتجاج کیا گیا۔ **ربط** اوپر بعض آیات میں حقیت قرآن کا بیان تھا آگے پھر وہی مضمون ہے۔

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ فی یدبر الامر تمام کاموں فی للام للاستغراق ۱۲

۲ قولہ فی فماذا بعد الحق امر حق اشارۃ الی ان المراد بہ مغایر للحق فی قولہ ربکم الحق وکذلک فیما سیاتی من قولہ یہدی الی الحق ۱۲

۳ قولہ فی ہل من شرکائکم الثانی ذوی العقول دل علیہ قولہ امن لا یہدی الخ ۱۲

۴ قولہ فی لا یہدی اس سے بڑھکر فالہدایۃ عامۃ بعموم المجاز وکلا الامرین متحقق فی الشیاطین فالمعنے علی الثانی لا یتبع الا ان یجبر علی ذلک ۱۲

وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ

اور یہ قرآن افترا کیا ہوا نہیں ہے کہ غیر اللہ سے صادر ہوا ہو بلکہ یہ تو اُن کتابون کی تصدیق کرنیوالا ہے جو اسکے قبل ہو چکی ہین اور احکام ضروریہ کی تفصیل بیان کرنیوالا ہی

لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۭ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

اسمین کوئی بات شک کی نہین رب العلمین کی طرف سے ہی کیا یہ لوگ یون کہتے ہین کہ آپ نے اسکو افترا کر لیا ہی آپ کہدیجیے کہ تو پھر تم اسکے مثل ایک ہی سورت لاؤ اور جن جن غیر اللہ کو بلا سکو انکو بلالو

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَلَمَّا يَاْتِهِمْ تَاْوِيْلُهٗ ۭ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

اگر تم سچے ہو — بلکہ ایسی چیز کی تکذیب کرنے لگے جسکو اپنے احاطہ علمی مین نہین لائے اور ہنوز انکو اسکا اخیر نتیجہ نہین ملا جو لوگ ان سے پہلے ہو چکے ہین اسی طرح انھون نے بھی جھٹلایا تھا

فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَمِنْهُمْ مَّنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهٖ ۭ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِيْنَ ۝

سو دیکھیے اُن ظالمون کا انجام کیسا ہوا — اور انمین سے بعضے ایسے ہین جو اسپر ایمان لے آوینگے اور بعض ایسے ہین کہ اسپر ایمان نہ لاوینگے اور آپ کا رب مفسدون کو خوب جانتا ہی

حقیت قرآن

وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۭ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَلَمَّا يَاْتِهِمْ تَاْوِيْلُهٗ ۭ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَمِنْهُمْ مَّنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهٖ ۭ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِيْنَ ۝

اور یہ قرآن افترا کیا ہوا نہین ہے کہ غیر اللہ سے صادر ہوا ہو بلکہ یہ تو اُن کتابون کی تصدیق کرنے والا ہے جو اس کے قبل (نازل) ہو چکی ہین اور احکام ضروریہ (الٰہیہ) کی تفصیل بیان کرنے والا ہے (اور) اس مین کوئی بات شک (وشبہ) کی نہین (اور وہ) رب العالمین کی طرف سے (نازل ہوا) ہے کیا (باوجود اس کے افترا نہ ہونے کے) یہ لوگ یون کہتے ہین کہ (نعوذ باللہ) آپ نے اس کو افترا کر لیا ہے آپ (ان سے) کہدیجیے کہ (اچھا) تو پھر تم (بھی تو عربی ہو اور اعلیٰ درجے کے فصیح بلیغ ہو) اس کی مثل ایک ہی سورت (بنا) لاؤ اور (اکیلے نہین) جن جن غیر اللہ کو بلا سکو اُن کو (مدد کے لئے) بلا لو اگر تم سچے ہو (کہ نعوذ باللہ مین نے تصنیف کر لیا ہے تو تم بھی تصنیف کر لاؤ مگر مشکل تو یہ ہے کہ اس قسم کے دلائل سے وہ مستفید ہوتا ہے جو سمجھنا بھی چاہے سو انھون نے تو کبھی سمجھنا ہی نہ چاہا) بلکہ ایسی چیز کی تکذیب کرنے لگے جس (کے صحیح سقیم ہونے) کو اپنے احاطہ علمی مین نہین لائے (اور اُس کی حالت سمجھنے کا ارادہ نہین کیا تو ایسون سے کیا سمجھنے کی امید ہو سکتی ہے) اور (اُن کی اس بیفکری وبے پروائی کی وجہ یہ ہے کہ) ہنوز اُن کو اُس (قرآن کی تکذیب) کا اخیر نتیجہ نہین ملا (یعنی عذاب نہین آیا ورنہ سارا نشہ ہرن ہو جاتا اور آنکھین کھل جاتین اور حق وباطل متمیز ہو جاتا لیکن آخر کبھی تو وہ نتیجہ پیش آنے والا ہی ہے گو اُس وقت ایمان نافع نہ ہو چنانچہ) جو (کافر) لوگ ان سے پہلے ہوئے ہین اسی طرح (جیسے بے تحقیق یہ جھٹلا رہے ہین) انھون نے بھی (امور حقہ کو) جھٹلایا تھا سو دیکھ لیجیے اُن ظالمون کا انجام کیسا (برا) ہوا (اسی طرح انکا ہوگا) اور (ہم جو ان کا انجام بد تبلا رہے ہین سو سب مراد نہین کیونکہ) ان مین سے بعضے ایسے ہین جو اُس (قرآن) پر ایمان لے آوینگے اور بعض

ملحقات الترجمة

لے قولہ فی ان یفتری کیا ہوا اشارة الی ان المصدر بمعنی اسم المفعول ۱۲ ے قولہ فی من دون صادر کذا فی الروح قید واقعی ۱۲ سے قولہ فی الکتب احکام مرد ترنا الکتاب بمعنی المکتوب جنس شامل للاحکام المکتوبة بمعنی المفروضة ۱۲ ہے قولہ فی لاریب اور اشارة الی انہ خبر بعد خبر وکذا ما بعدہ ۱۲ ھے قولہ فی ام یقولون کیا فام بمعنی ہمزة الاستفہام کذا فی الروح ۱۲ لے قولہ فی لم یحیطوا صحیح سقیم وہذا من المواہب ۱۲ ے قولہ فی تاویلہ یعنی عذاب کما فی قولہ تعالی ہل ینظرون الا تاویلہ ۱۲ ۱۲

النحو قولہ لکن تصدیق عطف علی خبر کان وکذا تفصیل الکتب ۱۲

البلاغة قولہ من استطعتم من دون اللہ فائدة ہذا التقیید ایذان بانہم لیسوا من اللہ فی شیء قولہ ان یفتری قیل ان ان تخلص المضارع للاستقبال والمشرکون انما زعموا الافتراء فی الماضی لا فی المستقبل واجیب حسنہ بان الفعل فیہا مستعمل فی مطلق الزمان وقد نص علی جواز ذلک فی الفعل ابن الحاجب وغیرہ ولعل ذلک من باب المجاز واجاب بعضہم بمنع ذلک مسلم لا یجوز ان یکون ذلک فیما عدا خبر کان المنفیة کما فی قولہ ما کان للنبی والذین آمنوا ان یستغفروا فانہ انکار للاستغفار فی الماضی والمستقبل قولہ لکن تصدیق ذکر فضل القرآن باعتبار نفسہ اولا ثم باعتبار کونہ منزلا من اللہ ثانیا مع کفایة الثانی تنبیہا علی شرفہ فوق الشرف قولہ لما یاتہم دل التوقع علی نزول العذاب بعد حین ۱۲

وَإِن كَذَّبُوكَ فَقُل لِّي عَمَلِي وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ ۖ أَنتُم بَرِيئُونَ مِمَّا أَعْمَلُ وَأَنَا بَرِيءٌ مِّمَّا تَعْمَلُونَ ۝ وَمِنْهُم

اور اگر آپ کو جھٹلاتے رہیں تو یہ کہدیجیے کہ میرا کیا ہوا مجھکو ملیگا اور تمہارا کیا ہوا تمکو ملیگا تم تو میرے کئے ہوئے کے جوابدہ نہیں ہو اور میں تمہارے کئے ہوئے کا جوابدہ نہیں ہوں اور ان میں

مَّن يَسْتَمِعُونَ إِلَيْكَ ۚ أَفَأَنتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ وَلَوْ كَانُوا لَا يَعْقِلُونَ ۝ وَمِنْهُم مَّن يَنظُرُ إِلَيْكَ ۚ أَفَأَنتَ تَهْدِي

بعض ایسے ہیں جو آپ کی طرف کان لگا لگا بیٹھتے ہیں کیا آپ بہرون کو سناتے ہیں گو انکو سمجھ بھی نہو اور ان میں بعض ایسے ہیں کہ آپکو دیکھ رہے ہیں پھر کیا آپ اندھوں کو

الْعُمْيَ وَلَوْ كَانُوا لَا يُبْصِرُونَ ۝ إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا وَلَٰكِنَّ النَّاسَ أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۝

رستہ دکھلانا چاہتے ہیں گو انکو بصیرت بھی نہو یہ یقینی بات ہے کہ اللہ تعالے لوگون پر ظلم نہیں کرتا لیکن لوگ خود ہی اپنے آپ کو تباہ کرتے ہیں۔

ایسے ہیں کہ اُسپر ایمان نہ لاوینگے اور آپ کا رب (اُن) مفسدون کو خوب جانتا ہے (جو ایمان نہ لاوینگے پس خاص اُنکو وقت موعود پر سزا دیگا) **ف** لم یحیطوا کا مطلب یہ ہے کہ آدمی جس امر مین کلام کرے پہلے اُس کی تحقیق تو کرے بعد تحقیق جو کلام کرنا ہو کرے اور بعض وہمیون نے قل فاتو بسورۃ الخ مین شبہ نکالا ہے کہ بعض متکلم مین بعض خصوصیت ایسی ہوتی ہے کہ دوسرے مین نہیں ہوتی پس یہ دلیل اعجاز کی نہیں جواب اس کا یہ ہے کہ اولا وہ خصوصیت آپ کے ہر کلام مین نہیں دوسرے چالیس سال کے بعد دفعۃً وہ خصوصیت کیسے پیدا ہوگئی تیسرے ہزار خصوصیت ہو لیکن دوسرے بلغا کو شش کرکے تھوڑا بہت تو ویسا کلام کرسکتے ہیں یہان بالکل ایسا کیون نہ ہوسکا چوتھے خصوصیت والا قیامت تک کا دعوے نہیں کرسکتا یہی وجہ ہے کہ کفار نے یہ شبہات پیش نہ کئے اور گو حدیث کی عبارت اور ون سے ابلغ ہے مگر اس مین دعوے امتناع نظیر کا نہیں فرمایا گیا ربط اوپر افترا مین اُن لوگون کی تکذیب اور قل فاتوا الخ میں اُس تکذیب کا مناظرانہ جواب مذکور تھا آگے اُن کے اصرار علی التکذیب کی حالت مین معرضانہ جواب متضمن تبری اور اُن کی ہدایت سے مایوس کرکے آپ کی تسلی فرماتے ہیں۔

تبریہ و تسلیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وَإِن كَذَّبُوكَ فَقُل لِّي عَمَلِي وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ ۖ أَنتُم بَرِيئُونَ مِمَّا أَعْمَلُ وَأَنَا بَرِيءٌ مِّمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٤١﴾ وَمِنْهُم مَّن يَسْتَمِعُونَ إِلَيْكَ ۚ أَفَأَنتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ وَلَوْ كَانُوا لَا يَعْقِلُونَ ﴿٤٢﴾ وَمِنْهُم مَّن يَنظُرُ إِلَيْكَ ۚ أَفَأَنتَ تَهْدِي الْعُمْيَ وَلَوْ كَانُوا لَا يُبْصِرُونَ ﴿٤٣﴾ إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا وَلَٰكِنَّ النَّاسَ أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿٤٥﴾

اور اگر (ان دلائل کے بعد بھی) آپ کو جھٹلاتے رہیں[1] تو (بس اخیر بات) یہ کہدیجیے کہ (صاحب) میرا کیا ہوا مجھکو ملے گا اور تمہارا کیا ہوا تم کو ملے گا تم تو میرے کئے ہوئے کے جوابدہ نہیں ہو اور مین تمہارے کئے ہوئے کا جوابدہ نہیں ہون (جس طریقہ پر چاہو رہو آپ معلوم ہو جاوے گا) اور (آپ ان کے ایمان کی توقع چھوڑ دیجیے کیونکہ ان مین (گو) بعض ایسے (بھی) ہیں (جو بظاہر) آپ کی طرف کان لگا لگا بیٹھتے ہیں لیکن دل مین ارادہ ایمان اور حق طلبی کا نہیں ہے پس اس اعتبار سے ان کا سننا نہ سننا برابر ہے پس اُن کی حالت بہرون کی سی ہوئی تو) پھر کیا آپ بہرون کو سنانا (کر اُن سے ماننے کا انتظار کر) تے ہیں[2] گو اُن کو سمجھ بھی نہو (ہان اگر سمجھ ہوتی تو بہرا ہونے مین بھی کام چل جاتا) اور (اسی طرح) انمین بعض ایسے ہیں کہ (ظاہرا) آپکو (مع معجزات و کمالات) دیکھ رہے ہیں (لیکن طلب حق نہونے سے اُنکی حالت مثل اندھوں کے ہے تو) پھر کیا آپ اندھوں کو رستہ دکھلانا چاہتے ہیں گو انکو بصیرت بھی نہو (ہان اگر بصیرت ہوتی تو اندھے پن مین بھی کام چل جاتا اور انکی عقلین جو اس طرح تباہ ہوگئین تو) یہ یقینی بات ہے کہ اللہ تعالے لوگون پر ظلم نہیں کرتا (کہ اُن کو قابلیت ہدایت کی ندے اور پھر[3] مواخذہ فرماوے) لیکن لوگ خود ہی اپنے آپ کو تباہ کرتے ہیں (کہ قابلیت موہوبہ کو ضائع کر دیتے ہیں اور اُس سے کام نہیں لیتے) ربط اوپر آیت کذلک کذب الذین من قبلہم الخ

ملحقات الترجمہ

[1] قولہ فی کذبوک جھٹلاتے رہیں فسر بالاصرار لان نفس التکذیب کان حاصلا من قبل ۱۲

[2] قولہ فی تسمع انتظار کان الاسماع کان واجبا علیہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

[3] قولہ فی لا یظلم اور پھر مواخذہ ہو المقصود بالنفی لا سلب الاستعداد لانہ یکون مسلوبا ببعض الامراض لکن یسقط التکلیف ۱۲

البلاغۃ قولہ ولو کانوا لا یعقلون معنی داو الوصلیۃ ہہنا ان تقدیرہ تسمعہم ولو کانوا لا یعقلون وظاہر ان اسماعہم مع العقل بطریق الاولی والاستفہام داخل علی المجموع فاندفع ما یتوہم ان ترقی باعتبار نفی الاسماع والسنۃ لان عدم الاسماع مع العقل لیس اولی الخ من الروح قولہ

انتم بریئون الخ ولعل نکتۃ تقدیم المتکلم اولا وتاخیرہ ثانیا والعکس فی حکم المخاطبین لان العمل من المتکلم لما تقدم اولا احسن ان یکون حکمہ وہو برائۃ المخاطب منہ وعمل المخاطب لما اخر احسن تاخیر حکمہ وہو برائۃ المتکلم منہ ۱۲

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ كَأَن لَّمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ يَتَعَارَفُونَ بَيْنَهُمْ ۚ قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ كَذَّبُوا

اور ان کو وہ دن یاد دلائیے جس میں اللہ تعالیٰ انکو اس کیفیت سے جمع کریگا کہ گویا وہ سارے دن کی ایک آدھ گھڑی رہے ہونگے اور آپس میں ایک دوسرے کو پہچاننے کو ٹھہرے تھے واقعی خسارہ میں پڑے وہ لوگ جنہوں نے

بِلِقَاءِ اللَّهِ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ ○ وَإِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَإِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ اللَّهُ

اللہ کے پاس جانے کو جھٹلایا اور وہ ہدایت پانیوالے نہ تھے اور جس کا انسے ہم وعدہ کر رہے ہیں اس میں سے کچھ تھوڑا سا اگر ہم آپکو دکھلا دیں یا ہم آپکو وفات دیدیں سو ہمارے پاس تو انکو آنا ہی ہے پھر اللہ

شَهِيدٌ عَلَىٰ مَا يَفْعَلُونَ ○ وَلِكُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولٌ ۖ فَإِذَا جَاءَ رَسُولُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُم بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ○

انکے سب افعال کی اطلاع رکھتا ہے اور ہر امت کیلئے ایک حکم پہونچانیوالا ہے سو جب انکا وہ رسول آچکتا ہے انکا فیصلہ انصاف کیساتھ کیا جاتا ہے اور ان پر ظلم نہیں کیا جاتا

وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ○ قُل لَّا أَمْلِكُ لِنَفْسِي ضَرًّا وَلَا نَفْعًا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ ۗ لِكُلِّ

اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب ہوگا اگر تم سچے ہو آپ فرما دیجئے کہ میں اپنی ذات خاص کیلئے تو کسی نفع کا اور کسی ضرر کا اختیار رکھتا ہی نہیں مگر جتنا خدا کو منظور ہو ہر

أُمَّةٍ أَجَلٌ ۚ إِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً ۖ وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ ○ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَتَاكُمْ عَذَابُهُ

ایک معین وقت ہے جب انکا وہ معین وقت آپہونچتا ہے تو ایک ساعت نہ پیچھے ہٹ سکتے ہیں اور نہ آگے سرک سکتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ یہ تو بتلاؤ کہ اگر تم پر خدا کا عذاب

بَيَاتًا أَوْ نَهَارًا مَّاذَا يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُونَ ○ أَثُمَّ إِذَا مَا وَقَعَ آمَنتُم بِهِ ۚ آلْآنَ وَقَدْ كُنتُم بِهِ تَسْتَعْجِلُونَ ○

رات کو آپڑے یا دن کو تو عذاب میں کون چیز ایسی ہے کہ مجرم لوگ اسکو جلدی مانگ رہے ہیں کیا پھر جب وہ آہی پڑیگا اس کی تصدیق کروگے ہاں اب مانا حالانکہ تم اسکی جلدی مچایا کرتے تھے

وآیات ربط اوپر کی آیات میں کفر و تکذیب پر عذاب کی وعید فرمائی ہے آگے مسئلہ عذاب کے دنیا میں واقع نہونے سے وہ کفار جو شبہات کرتے تھے اُن کا جواب انہیں تحقیق معاد کے بتلاتے ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ بیانًا دنیا میں گو واقع ہو جاوے لیکن اصلی وقت اُس کا یوم حشر ہے اسی لیے دنیا میں اُس کے صرف بعض حصے واقع ہوتے ہیں بقولہ تعالیٰ بعض الذی اور کامل طور پر آسی وقت ہوگا بقولہ تعالیٰ ولو ان لکل نفس پس دنیا میں وقوع نہونا نہ مضر ہے نہ میرے اختیار میں ہے بقولہ تعالیٰ قل لا املک اور نہ تمہارے لیے مصلحت ہے کیونکہ فوری وقوع میں مہلت ایمان کی بھی فوت ہو جاوے گی بقولہ تعالیٰ ماذا یستعجل الخ

تحقیق معاد و جواب ایرادات کفار متعلق آن

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ كَأَن لَّمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ يَتَعَارَفُونَ بَيْنَهُمْ ۚ قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِلِقَاءِ اللَّهِ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ ﴿٤٥﴾ وَإِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَإِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ اللَّهُ شَهِيدٌ عَلَىٰ مَا يَفْعَلُونَ ﴿٤٦﴾ وَلِكُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولٌ ۖ فَإِذَا جَاءَ رَسُولُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُم بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿٤٧﴾ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿٤٨﴾ قُل لَّا أَمْلِكُ لِنَفْسِي ضَرًّا وَلَا نَفْعًا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ ۗ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ ۚ إِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً ۖ وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ ﴿٤٩﴾ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَتَاكُمْ عَذَابُهُ بَيَاتًا أَوْ نَهَارًا مَّاذَا يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُونَ ﴿٥٠﴾ أَثُمَّ إِذَا مَا وَقَعَ آمَنتُم بِهِ ۚ آلْآنَ وَقَدْ كُنتُم بِهِ تَسْتَعْجِلُونَ ﴿٥١﴾

النحو قوله بياتا اسى وقت البيات وهو النوم قوله ماذا يستعجل ماذا مبتدأ شئ منصوب المحل مفعول مقدم ومن للتبعيض والضمير للعذاب والجزاء او انثم الجواب مقدم اى ان اتاكم فاخبرونى اى شئ يستعجلون من العذاب وليس شئ منه يوجب الاستعجال لكونه مر المذاق قوله آلآن بقدر قبله قيل عطف عليه ثم قيل ١٢

البلاغة قوله بعض الذى فى تخصيص البعض بالذكر تيل رمز الى عدة بارادة بعض الموعود تحداراه صلى الله عليه وسلم ذلك يوم بدر كذا فى روح المعانى وهو عندى تبعد واضح لان كل الموعود لا يرى فى الدنيا قط والا انتفت الآخرة قوله ثم الله شهيد المراد من الشهادة لازمها مجازا وهو المعاقبة والجزاء والا فالشهادة امر دائم وثم لا تناسب ذلك قوله ان اتاكم فى ايراد ما موقع او المجازاة للخصم وقوله اذا ما وقع جريان على مقتضى المقام الاصلى قوله كنتم به تستعجلون كان مقتضى مقابلة آمنتم ان يقال تكذبون لكن فى العدول استحضار لمقالتهم الشنيعة فى الاستعجال المقصود به التكذيب والاستبعاد فكان ابلغ ١٢

ثُمَّ قِيلَ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا ذُوقُوا عَذَابَ الْخُلْدِ ۚ هَلْ تُجْزَوْنَ إِلَّا بِمَا كُنتُمْ تَكْسِبُونَ ○ وَيَسْتَنبِئُونَكَ أَحَقٌّ هُوَ

پھر ظالمون سے کہا جاویگا کہ ہمیشہ کا عذاب چکھو تمکو تو تمہارے ہی کیے کا بدلہ ملا ہے اور وہ آپ سے دریافت کرتے ہین کہ کیا وہ عذاب واقعی امر ہے

قُلْ إِي وَرَبِّي إِنَّهُ لَحَقٌّ ۖ وَمَا أَنتُم بِمُعْجِزِينَ ○ وَلَوْ أَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِي الْأَرْضِ لَافْتَدَتْ بِهِ ۗ

آپ فرما دیجیے کہ ہان قسم ہے میرے رب کی کہ وہ واقعی امر ہے اور تم کسی طرح خدا کو عاجز نہین کر سکتے اور اگر ہر ہر مشرک شخص کے پاس اتنا ہو کہ ساری زمین مین بھر جاوے تب بھی اسکو دیکر اپنی جان بچانے لگے

وَأَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ ۖ وَقُضِيَ بَيْنَهُم بِالْقِسْطِ ۚ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ○ أَلَا إِنَّ لِلَّهِ مَا فِي

اور جب عذاب دیکھین گے تو پشیمانی کو پوشیدہ رکھین گے اور انکا فیصلہ انصاف کے ساتھ ہوگا اور انپر ظلم نہ ہوگا یاد رکھو کہ جتنی چیزین آسمانون مین اور

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ أَلَا إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ○ هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ○

زمین مین ہین سب اللہ ہی کی ملک ہین یاد رکھو کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے لیکن بہت سے آدمی یقین ہی نہین کرتے وہی جان ڈالتا ہے وہی جان نکالتا ہے اور تم سب اسی کے پاس لائے جاؤ گے

ثُمَّ قِيلَ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا ذُوقُوا عَذَابَ الْخُلْدِ هَلْ تُجْزَوْنَ إِلَّا بِمَا كُنتُمْ تَكْسِبُونَ ﴿٥٢﴾ وَيَسْتَنبِئُونَكَ أَحَقٌّ هُوَ قُلْ إِي وَرَبِّي إِنَّهُ لَحَقٌّ وَمَا أَنتُم بِمُعْجِزِينَ ﴿٥٣﴾ وَلَوْ أَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِي الْأَرْضِ لَافْتَدَتْ بِهِ وَأَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ وَقُضِيَ بَيْنَهُم بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿٥٤﴾ أَلَا إِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ أَلَا إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٥٥﴾ هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٥٦﴾

اور اِن کو وہ دن یاد دلائیے[۵۱] جس مین اللہ تعالیٰ ان کو اس کیفیت[۵۲] سے جمع کریگا کہ (وہ ایسا سمجھین گے کہ) گویا وہ (دُنیا یا برزخ مین) سارے دن کی ایک آدھ گھڑی رہے ہون گے (چونکہ وہ دن مدید بھی ہوگا اور شدید بھی ہوگا اس لیے دنیا اور برزخ کی مدت اور تکلیف سب بھولکر ایسا سمجھین گے کہ وہ زمانہ بہت جلد گذر گیا) اور آپس مین ایک دوسرے کو پہچانین گے[۵۳] (بھی لیکن ایک دوسرے کی مدد[۵۴] نہ کرسکین گے اس اور رنج و صدمہ ہوگا کیونکہ شناسا لوگون سے توقع نفع کی ہوا کرتی ہے)، واقعی (اسوقت) خسارے مین پڑے وہ لوگ جنھون نے اللہ کے پاس جانے کو جھٹلایا اور وہ (دنیا مین بھی) ہدایت پانیوالے نہ تھے (اسی لیے آج خسارہ مین پڑے پس ان کے عذاب کا اصلی وقت تو یہ دن ہے ان کو یاد دلا دیجیے) اور (دنیا مین ان پر عذاب واقع ہونا سو اُس کی نسبت یہ بات ہے کہ) جس (عذاب) کا ان سے ہم وعدہ کر رہے ہین اُسمین سے کچھ تھوڑا سا (عذاب) اگر ہم آپ کو دکھلا دین (یعنی آپ کی حیات مین اُنپر اُس کا نزول ہو جاوے) یا (اُس کے نزول کے قبل ہی) ہم آپ کو وفات دیدین (پھر خواہ بعد مین نزول ہو یا نہو) سو (دونون احتمال ہین کوئی شق ضروری نہین لیکن بہرحال اور ہر احتمال پر) ہمارے پاس تو اِن کو آنا ہی ہے پھر (سب کو معلوم ہے کہ) اللہ ان کے سب افعال کی اطلاع رکھتا ہی ہے (پس اُنپر سزا دیگا غرض یہ کہ دنیا مین خواہ سزا ہو یا نہو مگر اصلی موقع پر ضرور ہوگی) اور (یہ سزا جو اِن کے لیے تجویز ہوئی ہے تو اتمام حجت و ازالہ عذر کے بعد ہوئی ہے اور ان کی کیا تخصیص ہے بلکہ ہمیشہ سے ہماری عادت رہی ہے کہ جن امتون کو ہمنے مکلف[۵۵] بنانا چاہا ہے اُن مین سے) ہر ہر امت کے لیے ایک حکم پہونچانیوالا (ہوا) ہے سو جب اُن کا وہ رسول (اُن کے پاس) آچکتا ہے (اور احکام پہونچا دیتا ہے اُس کے بعد) اُن کا فیصلہ انصاف کے ساتھ کیا جاتا ہے (وہ فیصلہ یہی ہے کہ نہ ماننے والون کو عذاب ابدی مین مبتلا کیا جاتا ہے) اور اُن پر (ذرا) ظلم نہین کیا جاتا (کیونکہ اتمام حجت کے بعد سزا دینا خلاف انصاف نہین ہے) اور یہ لوگ (عذاب کی وعیدین سنکر بقصد تکذیب یون) کہتے ہین کہ (اے نبی اور اے مسلمانو) یہ وعدہ (عذاب کا) کب (واقع) ہوگا اگر تم سچے ہو (تو واقع کیون نہین کرا دیتے)

ملحقات الترجمة

[۵۱] قوله في يوم ياد دلائيے الى تقدير اذكر لهم ۱۲ [۵۲] قوله في كان اس كيفيت سے اشارة الى كون جملة كان لم يلبثوا حالا ۱۲ [۵۳] قوله في يتعارفون لعله اشارة الى كون الجملة مستينفا [۵۴] قوله ہاتک مدد نہ کرسکین قوله لا انساب بينهم يومئذ و لا يتساءلون ۱۲ [۵۵] قوله یہ تقرير لغاية الاخبار عن الساعة [۵۶] قوله في لكل امة معطوف على تكميل حال اهل الخسر ومن لم تبلغهم الدعوة ولا قوله تعالى لتنذر قوما ما انذر آباؤهم ۱۲ [۵۷] قوله في رسول پہونچانے والا اشارة الى كونه بالمعنى اللغوي سواء ارسله الله تعالى او ارسله رسول ۱۲ [۵۸] قوله في قضي بينهم ان كا فيصلہ يقتضي الفريقين كما صرح به في روح المعاني في قضي الثاني ۱۲ [۵۹] قوله في يقولون اے نبی الخ توجيه لجمع الصيغة ۱۲ [۶۰] قوله في ان كنتم واقع کیون نہین کرا دیتے دل على ان الجزاء محذوف لا لطلب ۱۲

اللغة	البلاغة
النحو ترا لافتدت بحذف المفعول اى نفسها ۱۲ البلاغة قوله ان ہو المقصود حصر العذاب في الحقية لا العكس	قوله قضي الثاني لاتكرار فيه لان الاول فيه حال كل امة والثاني فيه حال بعد ذلك ۱۲

يَآيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ○

اے لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک ایسی چیز آئی ہے جو نصیحت ہے اور دلوں میں جو روگ ہیں اُن کے لیے شفا ہے اور رہنمائی کرنیوالی ہے اور رحمت ہے ایمان والوں کے لیے

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ؕ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ○

آپ کہدیجیے کہ بس لوگوں کو خدا کے اس انعام اور رحمت پر خوش ہونا چاہیے وہ اس دنیا بدرجہا بہتر ہے جس کو جمع کر رہے ہیں

آپ (سبکی طرف سے جواب میں) فرما دیجیے کہ میں (خود) اپنی ذات خاص کے لیے تو کسی نفع (کے حاصل کرنے) کا اور کسی ضرر (کے دفع کرنے) کا اختیار رکھتا ہی نہیں مگر جتنا (اختیار) خدا کو منظور ہو (اُتنا اختیار البتہ حاصل ہے) پس جب خاص اپنے نفع و نقصان کا مالک نہیں تو دوسرے کے نفع و نقصان کا تو کیونکر مالک ہونگا پس عذاب واقع کرنا میرے اختیار میں نہیں رہا یہ کہ کب واقع ہوگا سو بات یہ ہے کہ، ہر امت کے (عذاب کے) لیے (اللہ کے نزدیک) ایک معین وقت ہے (خواہ دنیا میں یا آخرت میں سو) جب اُن کا وہ معین وقت آپہونچتا ہے تو (اُسوقت) ایک ساعت نہ پیچھے ہٹ سکتے ہیں اور نہ آگے سرک سکتے ہیں (بلکہ فوراً عذاب واقع ہو جاتا ہے اسیطرح تمہارے عذاب کا بھی وقت معین ہے اُسوقت اُس کا وقوع ہو جاویگا اور وہ جو فرمایش کرتے ہیں کہ جو کچھ ہونا ہے جلدی ہو جاوے جیسا کہ متی ہذا الوعد مفہوماً اور ربنا عجل لنا قطنا منطوقاً اس استعجال پر دال ہے جس سے مقصود تکذیب ہے تو) آپ (اس کے متعلق ان سے) فرما دیجیے کہ یہ تو بتلاؤ کہ اگر تم پر خدا کا عذاب رات کو آپڑے یا دن کو (آپڑے) تو یہ بتلاؤ کہ عذاب میں کون چیز ایسی ہے کہ مجرم لوگ اُس کو جلدی مانگ رہے ہیں (یعنی عذاب تو سخت چیز اور پناہ مانگنے کی چیز ہے نہ کہ جلدی مانگنے کی اور چونکہ استعجال سے مقصود اُن کا تکذیب ہے اس لیے فرماتے ہیں کہ) کیا اب تو تکذیب کر رہے ہو اجو کہ وقت ہے تصدیق کے نافع ہونے کا) پھر جب وہ (عذاب موعود) آہی پڑے گا (اُسوقت) اُس کی تصدیق کروگے (جسوقت کہ تصدیق نافع نہ ہوگی اور اُسوقت کہا جاویگا کہ) ہاں اب مانا حالانکہ (پہلے سے تم (بقصد تکذیب) اس کی جلدی مچایا کرتے تھے پھر ظالموں (یعنی مشرکوں) سے کہا جاویگا کہ ہمیشہ کا عذاب چکھو تم کو تو تمہارے ہی کیے کا بدلہ ملا ہے اور وہ (غایت تعجب و انکار سے) آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا عذاب واقعی امر ہے آپ فرما دیجیے کہ ہاں قسم میرے رب کی کہ وہ واقعی امر ہے اور تم کسیطرح خدا کو عاجز نہیں کر سکتے (کہ وہ عذاب دینا چاہے اور تم بچ جاؤ) اور (اُس عذاب کی یہ شدت ہوگی کہ) اگر ہر ہر مشرک شخص کے پاس اتنا (مال) ہو کہ ساری زمین میں بھر جاوے تب بھی اُس کو دیکر اپنی جان بچانے لگے (اگرچہ نہ خزانہ ہوگا اور نہ لیا جاویگا لیکن شدت اس درجہ ہوگی کہ ہونے کی تقدیر پر سب دینے پر راضی ہو جاوے) اور جب عذاب دیکھیں گے تو (مزید فضیحت کے خوف سے) پشیمانی کو (اپنے دل ہی میں) پوشیدہ رکھیں گے (یعنی اُس کے آثار قولیہ و فعلیہ کو ظاہر نہونے دیں گے تاکہ دیکھنے والے زیادہ نہ ہنسیں لیکن آخر میں یہ ضبط و تحمل بھی اُس شدت سے جاتا رہیگا) اور اُن کا فیصلہ انصاف کے ساتھ ہوگا اور اُنپر (ذرا) ظلم نہوگا یاد رکھو کہ جتنی چیزیں آسمانوں میں اور زمین میں ہیں سب اللہ ہی کی ملک ہیں (اُنمیں جسطرح چاہے تصرف کرے اور اُنمیں یہ مجرم بھی داخل ہیں ان کا فیصلہ بھی بطریق مذکور کر سکتا ہے) یاد رکھو کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے (پس قیامت ضرور آوے گی) لیکن بہت سے آدمی یقین ہی نہیں کرتے وہی جان ڈالتا ہے وہی جان نکالتا ہے (پس دوبارہ پیدا کرنا اُس کو کیا مشکل ہے) اور تم سب اُسی کے پاس لائے جاؤگے (اور حساب و کتاب ہوگا) ربط اوپر بعض آیات میں حقیت قرآن کا اثبات تھا آگے مع بیان فضیلت کے پھر وہی مضمون ہے نیز اس سے اوپر ترہیب کے ساتھ دعوت تھی آگے ترغیب کے ساتھ دعوت ہے **حقیت و فضیلت قرآن و استمالت مخاطبین بدو**

يَآيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝٥٧ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ؕ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝٥٨

ملحقات الترجمة

۵۱ قولہ فی قل لا املک سبکی طرف سے لیطابق قولہ تعالیٰ کنتم صادقین ۱۲ ۵۲ قولہ قبل قل اثم استعجال پر دال ہے جس سے مقصود تکذیب جمع بینہما لان الآیات فیما بعد متعرضۃ لکلیہما ۱۲ ۵۳ قولہ فی الآن تکذیب اشار الی التقدیر ای اکذبتم الآن ثم وقت الوقوع آمنتم ۱۲ ۵۴ قولہ فی اذا ما وقع اصل موعود لان الانکار علی الایمان الدال علی عدم قبولہ انما یکون بمعاینۃ العذاب الاخروی ۱۲ ۵۵ قولہ فی الآن ہاں اشارۃ الی ان الاستفہام للتوبیخ المستعمل فیہ کلمۃ ہاں فی لساننا ۱۲ ۵۶ قولہ فی تستعجلون بقصد تکذیب لردہ مقابلا لقولہ آمنتم ۵۷ قولہ ہناک مزید لان اصل الفضیحۃ حاصلۃ ۱۲ ۵۸ قولہ فی الندامۃ آثار لان الندامۃ دائما یکون سراً وانما یظہر بعض آثارہا ۱۲ ۵۹ قولہ ہناک آخر میں کما یدل علیہ الآیات یحسرتی علی ما فرطت وقولہ یدعوا ثبورا وقولہ یویلنا قد کنا فی غفلۃ ونحوہا ۱۲

النحو قولہ بفضل اللہ الخ عاملہ مقدر ای لیفرحوا بفضل اللہ ورحمتہ وقولہ بذلک فلیفرحوا تاکید للجملۃ الاولی والفائین جزائیۃ والاخرے زائدۃ والمعنی ان فرحوا بشئ فلیفرحوا بذلک وتقدیم الظرف للحصر ۱۲

قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا ؕ قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ۝ وَمَا

آپ کہیے کہ یہ تو بتلاؤ کہ اللہ تعالی نے تمہارے لیے جو کچھ رزق بھیجا تھا پھر تم نے اسکا کچھ حصہ حرام اور کچھ حلال قرار دیلیا آپ پوچھیے کہ کیا تمکو خدا نے حکم دیا ہے یا اللہ پر افترا ہی کرتے ہو اور جو

ظَنُّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ۝

لوگ اللہ پر جھوٹ افترا باندھتے ہین اُن کا قیامت کی نسبت کیا گمان ہی واقعی لوگون پر اللہ کا بڑا ہی فضل ہے لیکن اکثر آدمی بیقدر رہین

ع ۷ / ۱۱

اے لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک ایسی چیز آئی ہے جو (بُرے کامون سے روکنے کے لیے) نصیحت ہی اور (اگر اُس پر عمل کر کے بُرے کامون سے بچین تو) دلون مین جو (بُرے کامون سے) روگ (ہو جاتے) ہین اُن کے لیے شفا ہے اور (نیک کامون کے کرنے کے لیے) رہنمائی کرنیوالی ہے اور (اگر اُسپر عمل کر کے نیک کامون کو اختیار کرین تو) رحمت (اور ذریعہ ثواب) ہے (اور یہ سب برکات) ایمان والون کے لیے (ہین کیونکہ عمل وہی کرتے ہین پس قرآن کے یہ برکات سنا کر) آپ (اُن سے) کہد یجیے کہ (جب قرآن ایسی چیز ہے) پس لوگون کو خدا کے اس انعام اور رحمت پر خوش ہونا چاہیے (اور اُس کو دولت عظیمہ سمجھکر لینا چاہیے) وہ اُس (دنیا) سے بدرجہا بہتر ہے جس کو جمع کر رہے ہین (کیونکہ دنیا کا نفع قلیل اور فانی اور قرآن کا نفع کثیر اور باقی) **ف** موعظت اور شفاء اور ہدی اور رحمت کے مفہومات کا فرق ترجمہ ہی سے ظاہر ہے اور میرے نزدیک للمومنین سبکی قید ہے جیساکہ دوسری آتیین اسپر دال ہین قال تعالیٰ قل ھو للذین آمنوا ھدی وشفاء وقال تعالیٰ وننزل من القرآن ما ھو شفاء ورحمۃ للمومنین وقال تعالے ھذا بیان للناس وھدی وموعظۃ للمتقین **ربط** اوپر چند آیات مین شرک کا ابطال کیا گیا ہے اُس شرک کی رسوم مین سے ایک تحریم حلال کی رسم تھی جس کی تفصیل پارہ ہشتم کے ربع پر بیان ہوئی ہے آگے اس رسم کی تقبیح ہے **تقبیح لبعض رسوم شرک**

قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا ؕ قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ﴿۷۱﴾ وَمَا ظَنُّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۷۲﴾

آپ (اُن سے) کہیے کہ یہ تو بتلاؤ کہ اللہ تعالے نے تمہارے (انتفاع کے) لیے جو کچھ رزق بھیجا تھا پھر تم نے (اپنی گھڑت سے) اُس کا کچھ حصہ حرام اور کچھ حلال قرار دے لیا (حالانکہ اُس کی تحریم کی کوئی دلیل نہین تو) آپ (اُن سے) پوچھیے کہ کیا تمکو خدا نے حکم دیا ہے یا (محض) اللہ پر (اپنی طرف سے) افترا ہی کرتے ہو اور (اور چونکہ شق اول کا احتمال ہی نہین بلکہ شق ثانی متعین ہے اس لیے اُس پر وعید فرماتے ہین کہ) جو لوگ اللہ پر جھوٹ افترا باندھتے ہین اُن کا قیامت کی نسبت کیا گمان ہے (جو بالکل ڈرتے نہین کیا یہ سمجھتے ہین کہ قیامت نہین آویگی یا آویگی مگر ہم سے بازپرس نہین ہوگی) واقعی لوگون پر اللہ کا بڑا ہی فضل ہی (کہ ساتھ کے ساتھ سزا نہین دیتا بلکہ توبہ کے لیے مہلت دے رکھی ہے) لیکن اکثر آدمی بیقدر ہین (ورنہ توبہ کر لیتے) **ف** چونکہ اوپر موقع مذکور تمہید مین تفصیل اس تحریم وتحلیل کے آچکی ہے اس لیے اعادہ کی حاجت نہین۔

النحو قوله ارايتم الخ ما موصولة فی موضع النصب علی انه مفعول اول لارايتم والعائد محذوف ای انزله وجملة آلله اذن لكم الخ فی موضع المفعول الثانی لارايتم وقل مكرر للتاكيد وقوله فجعلتم معطوف علی انزل والعائد علی المفعول الاول محذوف والمعنی ارايتم الذی انزله الله تعالى لكم من رزق فجعلتم منه ما جعلتم ای الامرين كائن فيه الاذن من الله تعالى بجعله قسمين ام الافتراء منكم وقوله يوم القيمة ظرف لنفس الظن ای ای شیء ظنهم فی ذلك اليوم ای فاعل بهم وقيل الظرف متعلق بما يتعلق به ظنهم ای ای شیء ظنهم لما سيقع يوم القيمة الخ كذا فی روح المعانی و هی الثانی راجحا لان الاول يميل ظاهرا كون يوم القيمة زمانا لوقوع الظن وهو غير ظاهر لان ظنهم وقع فی الدنيا نعم تعلقه بيوم القيمة صحيح وانما يعينه الثانی والله اعلم ۱۲

البلاغة ايراد انزل فی الرزق باعتبار انزال سببه ای المطر من السماء وزيادة الكذب بعد الافتراء لاظهار كمال القبح وكونه كذبا فی اعتقادهم ايضا۔

الكلام استدل المعتزلة بالآية على ان الحرام ليس برزق ولا دليل لهم فيها اذ المعنى ما قدر لانتفاعكم والمقدر للانتفاع هو الحلال فيكون المذكور ههنا قسما من الرزق لا مطلق الرزق الشامل للحلال والحرام والكفرة انما اخطؤا فی جعل لبعض الحلال حراما ومن جعل اہل السنة تطيرا لهم فی جعلهم الرزق مطلقا منقسما الی قسمين فقد اعظم الفرية ۱۲ من روح المعانی

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهٖ رُسُلًا اِلٰی قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَمَا كَانُوْا لِیُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ؕ كَذٰلِكَ

پھر نوح کے بعد ہمنے اور رسولون کو اُن کی قومون کی طرف بھیجا سو وہ اُن کے پاس معجزات لیکر آئے پھر جس چیز کو اُنہون نے اول مین جھوٹا کہدیا یہ نہ ہوا کہ پھر اُس کو مان لیتے

نَطْبَعُ عَلٰی قُلُوْبِ الْمُعْتَدِیْنَ ۝ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰی وَ هٰرُوْنَ اِلٰی فِرْعَوْنَ وَ مَلَا۠ئِهٖ بِاٰیٰتِنَا

اللہ تعالیٰ اسیطرح کافرون کے دلون پر بند لگا دیتے ہین پھر ان پیغمبرون کے بعد ہمنے موسےٰ اور ہارون کو فرعون اور اُس کے سردارون کے پاس اپنے معجزات دیکر بھیجا

فَاسْتَكْبَرُوْا وَ كَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِیْنَ ۝ فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْۤا اِنَّ هٰذَا لَسِحْرٌ مُّبِیْنٌ ۝ قَالَ

سو اُنہون نے تکبر کیا اور وہ لوگ جرائم کے خوگر تھے پھر جب اُن کو ہمارے پاس سے صحیح دلیل پہونچی تو وہ لوگ کہنے لگے کہ یقیناً یہ صریح جادو ہے موسیٰ نے فرمایا

مُوْسٰۤی اَتَقُوْلُوْنَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَكُمْ ؕ اَسِحْرٌ هٰذَا ؕ وَ لَا یُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ ۝ قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا

کیا تم اِس صحیح دلیل کی نسبت جبکہ وہ تمہارے پاس پہونچی ایسی بات کہتے ہو کیا یہ جادو ہے حالانکہ جادوگر کامیاب نہین ہوا کرتے وہ لوگ کہنے لگے کیا تم ہمارے پاس اسلیے آئے ہو کہ ہمکو اُس

عَلَیْهِ اٰبَآءَنَا وَ تَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِیَآءُ فِی الْاَرْضِ ؕ وَ مَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِیْنَ ۝ وَ قَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِیْ

طریقہ سے ہٹا دو جسپر ہمنے اپنے بزرگون کو دیکھا ہے اور تم دونون کو دنیا مین ریاست مل جاوے اور ہم تم دونون کو کبھی نہ مانین گے اور فرعون نے کہا کہ میرے پاس تمام

بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِیْمٍ ۝ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰۤی اَلْقُوْا مَاۤ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ۝

ماہر جادوگرون کو حاضر کرو سو جب وہ آئے موسےٰ نے اُن سے فرمایا کہ ڈالو جو کچھ تم کو ڈالنا ہے

اور نوح علیہ السّلام کی دعوت اُن سب کو عام تھی تو عموم بعثت خصائص محمدیہ سے نرہا جواب یہ ہے کہ خصوصیت کے معنے یہ ہین کہ جب امم مختلفہ موجود ہون اُس وقت آپ کی بعثت سبکی طرف ہوگی اور دوسرے انبیاؑ کی خاص قوم کی طرف پس یہ خصوصیت اب بھی محفوظ ہے کیونکہ صورت مفروضہ مین مختلف اقوام ہی نرہی تھین ربط اوپر قوم نوح علیہ السلام کا قصہ تھا آگے عاد و ثمود وغیرہ سبکا اجمالاً قصہ مذکور ہے

ملحقات الترجمة ؎ قوله نے قومهم قومون اشارة الى انه بمعنے الاقوام ۱۲

اجمال قصۂ عاد و ثمود وغیرہم

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ رُسُلًا اِلٰی قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَمَا كَانُوْا لِیُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ؕ كَذٰلِكَ نَطْبَعُ عَلٰی قُلُوْبِ الْمُعْتَدِیْنَ ۝

پھر نوح (علیہ السّلام) کے بعد ہمنے اور رسولون کو اُن کی قومون کی طرف بھیجا سو وہ اُن کے پاس معجزات لیکر آئے (مگر پھر بھی اُن کی ضد اور ہٹ کی یہ کیفیت تھی کہ) جس چیز کو اُنہون نے اوّل (وہلہ) مین (ایکبار) جھوٹا کہدیا یہ نہ ہوا کہ پھر اُس کو مان لیتے (اور جیسے یہ لوگ دل کے سخت تھے) اللہ تعالیٰ اسیطرح کافرون کے دلون پر بند لگا دیتے ہین **ف** ایک ایسی آیت پارہ ہشتم کے رکوع دوم مین گذر چکی ہے ربط اوپر بعض قصص مذکور ہوئے آگے قصہ موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کے ساتھ مذکور ہے

قصۂ موسیٰ علیہ السلام با فرعون

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰی وَ هٰرُوْنَ اِلٰی فِرْعَوْنَ وَ مَلَا۠ئِهٖ بِاٰیٰتِنَا فَاسْتَكْبَرُوْا وَ كَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِیْنَ ۝ فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْۤا اِنَّ هٰذَا لَسِحْرٌ مُّبِیْنٌ ۝ قَالَ مُوْسٰۤی اَتَقُوْلُوْنَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَكُمْ ؕ اَسِحْرٌ هٰذَا ؕ وَ لَا یُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ ۝ قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَیْهِ اٰبَآءَنَا وَ تَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِیَآءُ فِی الْاَرْضِ ؕ وَ مَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِیْنَ ۝ وَ قَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِیْ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِیْمٍ ۝ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰۤی اَلْقُوْا مَاۤ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ۝

اللغات قوله مبين من ابان ظهر ۱۲

البلاغة قوله لا يفلح الساحرون من موضع بيان حال الساحر كون المذكور فيما قبل هو السحر لاستلزام القول كونه سحرا القول كمحبت من اتى به ساحرا قوله يكون لكما وتخن

للمانى ارجع تثنية الضمير فى يكون للموضعين بعد افراده فيما تقدم من المقامين باعتبار شمول الكبرياء لهما عليهما السلام ولاستلزام التصديق لاحدهما التصديق للآخر واما الالتفات والمجئ فمهمت كانا من خصائص صاحب الشريعة اسند الى موسى عليه السلام خاصة ۱۲

فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ ۙ السِّحْرُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ○

سو جب اُنھون نے ڈالا تو موسے نے فرمایا کہ یہ جو کچھ تم لائے ہو جادو یہ ہے یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو ابھی درہم برہم کیے دیتا ہے اللہ تعالیٰ ایسے فسادیوں کا کام بننے نہین دیتا

وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ○

اور اللہ تعالیٰ دلیل صحیح کو اپنے وعدون کے موافق ثابت کر دیتا ہے گو مجرم لوگ کیسا ہی ناگوار سمجھین۔

ع ١٢/١٣

فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ ۙ السِّحْرُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿٨١﴾ وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿٨٢﴾

پھر ان (مذکور) پیغمبرون کے بعد ہمنے موسیٰ اور ہارون (علیہما السلام) کو فرعون اور اُس کے سردارون کے پاس اپنے معجزات (عصا اور ید) دیکر بھیجا سو اُنھون نے (دعوے کے ساتھ ہی اُن کی تصدیق کرنے سے) تکبر کیا (اور طلب حق کے لیے غور بھی تو نہ کیا) اور وہ لوگ جرائم کے خوگر تھے (اس لئے اطاعت نہ کی) پھر جب (بعد دعوے کے) اُن کو ہمارے پاس سے (نبوت موسویہ پر) صحیح دلیل پہونچی (مراد اس سے معجزہ ہے) تو وہ لوگ کہنے لگے کہ یقیناً یہ صریح جادو ہی موسے (علیہ السلام) نے فرمایا کیا تم اِس صحیح دلیل کی نسبت جبکہ وہ تمہارے پاس پہونچی ایسی بات[^51] کہتے ہو (کہ یہ جادو ہے) کیا یہ جادو ہی حالانکہ جادوگر (جبکہ دعویٰ نبوت کا کرین تو اظہار خارق مین) کامیاب نہین ہوا کرتے (اور مین کامیاب ہوا کہ اول دعویٰ کیا پھر خوارق ظاہر کر دیئے) وہ لوگ (اِس تقریر کا تو کچھ جواب دے[^52] نہ سکے ویسے ہی براہ جہالت) کہنے لگے کیا تم ہمارے پاس اس لیے آئے ہو کہ ہم کو اُس طریقہ سے ہٹا دو جس پر ہمنے اپنے بزرگون کو دیکھا ہے اور (اس لیے آئے ہو کہ) تم دونون کو دنیا مین ریاست (اور سرداری) ملجاوے اور (تم خوب سمجھ لو کہ) ہم تم دونون کو کبھی نہ مانین گے اور فرعون نے (اپنے سردارون سے) کہا کہ میرے پاس تمام ماہر جادوگرون کو (جو ہمارے قلمرو[^53] مین ہین) حاضر کرو (چنانچہ جمع کیے گئے) سو جب وہ آئے (اور موسیٰ علیہ السلام سے مقابلہ ہوا تو) موسے (علیہ السلام) نے اُن سے فرمایا کہ ڈالو جو کچھ تم کو (میدان مین) ڈالنا ہی سو جب اُنھون نے (اپنا جادو کا سامان) ڈالا تو موسے (علیہ السلام) نے فرمایا کہ جو کچھ تم (بنا کر) لائے ہو جادو[^54] یہ ہے (نہ وہ جس کو فرعون والے جادو کہتے ہین) یقینی بات ہو کہ اللہ تعالیٰ اِس (جادو) کو ابھی درہم برہم کیے دیتا ہے (کیونکہ) اللہ تعالیٰ ایسے فسادیون کا کام بننے نہین دیتا (جو معجزہ کے ساتھ مقابلہ سے پیش آوین) اور اللہ تعالیٰ (جس طرح اہل باطل کے باطل کو بمقابلہ معجزات حقہ کے باطل کر دیتا ہے اسیطرح) دلیل صحیح (یعنی معجزہ) کو اپنے وعدون کے موافق (کہ اثبات نبوت انبیاءؑ کے متعلق ہین) ثابت کر دیتا ہے گو مجرم (اور کافر) لوگ کیسا ہی ناگوار سمجھین **ف** لا یفلح الساحرون اور لا یصلح عمل المفسدین کے ظاہر پر شبہہ ہوتا تھا کہ بعض اوقات ہم ساحرون اور مفسدون کو کامیاب پاتے ہین مگر احقر کی تقریر ترجمہ سے وہ شبہہ دفع ہو گیا یعنی مراد خاص وہ ساحر ہے جو مدعی نبوت ہو اور وہ مفسد ہے جو معجزہ کا مقابلہ کرے سو ان کی کامیابی یقیناً منفی ہی کیونکہ اظہار معجزہ کا ید کاذب پر اور اختفا معجزہ کا ید صادق پر دونون شرعاً ممتنع ہین اور اسیطرح سورہ طٰہٰ مین جو آیا ہے ولا یفلح الساحر حیث اتیٰ مراد اس سے بھی یہی ہی حیث اتیٰ معارضا للمعجزۃ خوب سمجھ لو **ربط** اوپر سے موسیٰ علیہ السلام کا قصہ چلا آتا ہے آگے اُس کا تتمہ ہے۔

ملحقات الترجمۃ

[^51]: قولہ فی اتقولون ایسی بات اشارۃ الے حذف المفعول ای تقولون ما تقولون ۱۲

[^52]: قولہ فی قالوا اجئتنا دے نہ سکے لانہ کلام لا تعلق لہ بکلامہ علیہ السلام فضلا عن الجواب الصحیح ففیہ ایماء الی انقطاعہم راسا ۱۲

[^53]: قولہ فی کل ساحر قلمرو اشارۃ الی ان لا استغراق عرفی ۱۲

[^54]: قولہ ما جئتم بہ السحر جادو یہ ہے نہ وہ الخ افاد الحصر الافرادی لام التعریف ۱۲

اختلاف القراءۃ قرأ ابو عمرو آلسحر بقطع الالف ومدہا علی الاستفہام فما استفہامیۃ مرفوعۃ علی الابتداء وجئتم بہ خبرہا والسحر خبر مبتدأ ای اہو السحر ۱۲

فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰۤى اِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ عَلٰى خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهِمْ اَنْ يَّفْتِنَهُمْ ؕ وَاِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِى

پس موسیٰ علیہ السلام پر اُن کی قوم میں سے صرف قدرے قلیل آدمی ایمان لائے وہ بھی فرعون سے اور اپنے حکام سے ڈرتے ڈرتے کہ کہیں اُنکو تکلیف پہونچاویں اور واقع میں فرعون اُس ملک میں

الْاَرْضِ ۚ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الْمُسْرِفِيْنَ ۝ وَقَالَ مُوْسٰى يٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْۤا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ ۝

زور رکھتا تھا اور یہ بھی بات تھی کہ وہ حد سے باہر ہو جاتا تھا اور موسیٰ نے فرمایا کہ اے میری قوم اگر تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو تو اُسی پر توکل کرو اگر تم اطاعت کرنیوالے ہو۔

فَقَالُوْا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ وَاَوْحَيْنَاۤ

انہوں نے عرض کیا کہ ہمنے اللہ ہی پر توکل کیا اے ہمارے پروردگار ہمکو ان ظالم لوگوں کا تختۂ مشق نہ بنا اور ہمکو اپنی رحمت کا صدقہ ان کافر لوگوں سے نجات دے۔ اور ہمنے

اِلٰى مُوْسٰى وَاَخِيْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوْتًا وَّاجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

موسیٰ اور اُنکے بھائی کے پاس وحی بھیجی کہ تم دونوں اپنے ان لوگوں کے لیے مصر میں گھر برقرار رکھو اور تم سب اپنے اُنہیں گھروں کو نماز پڑھنے کی جگہ قرار دے لو اور نماز کے پابند رہو اور آپ مسلمانوں کو بشارت دیدیں

تتمہ قصہ موسویہ

فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰۤى اِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ عَلٰى خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهِمْ اَنْ يَّفْتِنَهُمْ ؕ وَاِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِى الْاَرْضِ ۚ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الْمُسْرِفِيْنَ ۝ وَقَالَ مُوْسٰى يٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْۤا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ ۝ فَقَالُوْا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ وَاَوْحَيْنَاۤ اِلٰى مُوْسٰى وَاَخِيْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوْتًا وَّاجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ پس (جب عصا کا معجزہ ظاہر ہوا تو) موسیٰ علیہ السلام پر (شروع شروع میں) اُن کی قوم میں سے صرف قدرے قلیل آدمی ایمان لائے وہ بھی فرعون سے اور اپنے حکام سے ڈرتے ڈرتے کہ کہیں (ظاہر ہونے پر) اُن کو تکلیف (نہ) پہونچاوے اور واقع میں (ڈرنا ان کا بیجا نہ تھا کیونکہ) فرعون اس ملک میں زور سلطنت رکھتا تھا اور یہ بھی بات تھی کہ وہ حد (انصاف) سے باہر ہو جاتا تھا (اور ظلم کرنے لگتا تھا پھر جو شخص حکومت سے ظلم کرتا ہو اس سے تو ڈر لگتا ہی ہے) اور موسیٰ (علیہ السلام) نے (جب اُنکو خائف دیکھا تو اُن سے) فرمایا کہ اے میری قوم اگر تم (سچے دل سے) اللہ پر ایمان رکھتے ہو تو (سوچ بچار مت کرو بلکہ) اُسی پر توکل کرو اگر تم (اُس کی) اطاعت کرنیوالے ہو اُنہوں نے (جواب میں) عرض کیا کہ ہمنے اللہ ہی پر توکل کیا (بعد اس کے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ) اے ہمارے پروردگار ہمکو ان ظالم لوگوں کا تختۂ مشق نہ بنا اور ہمکو اپنی رحمت کا صدقہ ان کافر لوگوں سے نجات دے (یعنی جبتک ہم یہاں ان کی حکومت مقدر ہے ظلم نہ کرنے پاویں اور پھر ان کی حکومت ہی سے ہمارا نکال دیجیے) اور ہمنے (اس دعا کے قبول کرنے کا سامان کیا کہ) موسیٰ (علیہ السلام) اور اُن کے بھائی (ہارون علیہ السلام) کے پاس وحی بھیجی کہ تم دونوں اپنے ان لوگوں کے لیے (بدستور) مصر میں گھر برقرار رکھو یعنی وہ ڈر کر گھر نہ چھوڑیں ہم اُنکے محافظ ہیں) اور (نماز کے اوقات میں) تم سب اپنے اُنہیں گھروں کو نماز پڑھنے کی جگہ قرار دے لو (مساجد کی حاضری خوف کی وجہ سے معاف ہے) اور (یہ ضروری ہے کہ) نماز کے پابند رہو (تاکہ نماز کی برکت سے اللہ تعالیٰ جلدی اس مصیبت سے چھڑادے) اور (اے موسیٰ) آپ مسلمانوں کو بشارت دیدیں (کہ اب جلدی

ملحقات الترجمہ

لے قولہ دربہ ملک فسیر کہ دافی الکبیر نہ عدل

سے قولہ ت خوف ... اشارۃ الی ... ۱۲

سے قولہ ... فہو کفور ... خالی والمدبن ... السارہ ای ... ۱۲

اللغات قولہ تبوا التبوا اتخاذ المباءۃ ای المنزل کالتوطن اتخاذ الوطن والفعل مما قبل ما یعدی لواحد لکن اذا دخلت اللام علی الفاعل فتعدے لاثنین ونقص وتفعل قد یکون بمعنی فعل عنقها وتعلقہا ناء التقدیر بویا قوما بیوتا یسکنون فیہا ۱۲

البلاغۃ قولہ ان کنتم الی مسلمین فی الروح لیس ہذا من تعلیق الحکم بشرطین

بل من قبیل شبیہین بشرطیین لانہ علق وجوب التوکل المفہوم من الامر بالایمان وعلق نفس التوکل ووجودہ بالاسلام لانہ لا یتحقق مع التخلیط الی آخر ما قال واطال علی عادتہ رحمہ اللہ تعالی واللہ اعلم قولہ تبوا الی المومنین فی الروح انما ثنی الضمیر اولا ای فی التبوا لان التبوا للقوم مما یتولاہ الرؤ سا رثم جمع ثانیا ای فی اجعلوا لان الصلوۃ فیہا مما یفعل کل احد ثم وحد ثالثا ای فی بشر لان بشارۃ الامۃ وظیفۃ صاحب الشریعۃ واللہ اعلم ۱۲

وَقَالَ مُوسَىٰ رَبَّنَا إِنَّكَ آتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَأَهُ زِينَةً وَأَمْوَالًا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا رَبَّنَا لِيُضِلُّوا عَن سَبِيلِكَ

اور موسیٰ نے عرض کیا کہ اے ہمارے رب آپنے فرعون کو اور اوسکے سرداروں کو سامان تجمل اور طرح طرح کے مال دنیوی زندگی میں اسے ہمارے رب اسی واسطے دیے ہیں کہ وہ آپ کی راہ سے گمراہ کریں

رَبَّنَا اطْمِسْ عَلَىٰ أَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوا حَتَّىٰ يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ○ قَالَ قَدْ

اے ہمارے رب ان کے مالون کو نیست و نابود کر دیجیے اور ان کے دلون کو سخت کر دیجیے سو یہ ایمان نہ لانے پاوین یہانتک کہ عذاب الیم کو دیکھ لین۔ حق تعالیٰ نے فرمایا

أُجِيبَت دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيمَا وَلَا تَتَّبِعَانِّ سَبِيلَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ○

کہ تم دونوں کی دعا قبول کر لی گئی سو تم مستقیم رہو اور ان لوگوں کی راہ نہ چلنا جن کو علم نہیں۔

یہ مصیبت ختم ہو جاویگی، **ف** اس تفسیر پر بعض کو یہ شبہہ ہو جاتا ہے کہ بنی اسرائیل چونکہ فرعون کے ہاتھوں سب مبتلائے مصائب تھے اس لیے موسیٰ علیہ السلام سے کوئی مخالف نہ تھا پھر معدودے چند کی تخصیص ایمان میں کیا معنے اور اپنے سرداروں سے ڈرنے کی کیا وجہ پھر سیر سے معلوم ہوتا ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو مصر سے لیکر چلے ہیں لاکھوں تھے جواب یہ ہے کہ مخالف نہونا ایمان لانے کو مستلزم نہیں دل سے یہ عزم ہوگا کہ ابھی سلمان ہو کر کون پریشانی میں پڑے موقع پر مسلمان ہو جاوینگے ان میں جو طالب صادق تھے ان سے بے پروائی اور تاخیر نہو سکی وہ قاعدہ کے موافق ایمان لے آئے گو اسکا عام اعلان نکیا اور اپنے سرداران سے مراد قبطی ہیں کہ وہی حکام تھے اور یہ قصہ ابتدا امر کا ہے پھر کچھ ہمت بڑہتی گئی اور مسلمان بڑھتے گئے مدارک میں اول الامر کی قید کی تصریح ہے اب سب شبہات رفع ہوگئے اور جاننا چاہیے کہ توکل کے لیے یہ لازم ہے کہ خلق پر نظر نہ رہے طمعًا یا خوفًا پس یہ منافی ودافع نہیں اور یہ جو حکم ہوا تبوا اس کا مقصود ترجمہ سے ظاہر ہو چکا ہے پس یہ شبہہ نہیں ہو سکتا کہ ان کے گھر تو پہلے سے معین بنے ہوئے تھے پھر یہ حکم کیوں ہوا اور اجعلوا بیوتکم قبلۃ کا حاصل یہ ہے کہ امم سابقہ میں بجز مساجد کے اور جگہہ نماز نہوتی تھی مگر ضرورت میں انکو اب رب دکھی پھر انہیں بھی گھر کے ہر جزو میں درست نہوگی بلکہ موقع معین کرنا پڑیگا اس بنا پر پھر بھی امت محمدیہ ان سے اس خصوصیت میں ممتاز رہی کہ ان کے لیے اسکی بھی حاجت نہیں اور اقیموا الصلوٰۃ کا حکم شاید اس طور پر ہوا ہو جیسا ارشاد ہے استعینوا بالصبر والصلوٰۃ پس یہ تفصیل ہو جاویگی اس قول کی قال موسیٰ لقومہ استعینوا باللہ واصبروا الخ اور یہ سب احکام آثار قبول دعا سے ہیں یعنی تبوأ دار میں تشویش سفر سے بچا لیا اور اجعلوا بیوتکم میں خروج للصلوٰۃ جو سبب تھا رکا ہونا معاف کر دیا اور اقیموا الصلوٰۃ میں مدبیر نجات بتلادی اور بشر میں وعدہ نجات کر لیا اور ان سب میں اجابت کا دخل ظاہر ہے **ربط** اوپر کی طرح آگے بھی تتمہ ہے قصہ موسویہ کا۔

تتمہ قصہ موسویہ

وَقَالَ مُوسَىٰ رَبَّنَا إِنَّكَ آتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَأَهُ زِينَةً وَأَمْوَالًا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا رَبَّنَا لِيُضِلُّوا عَن سَبِيلِكَ رَبَّنَا [illegible] وَاشْدُدْ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوا حَتَّىٰ يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ۞ قَالَ قَدْ أُجِيبَت دَّعْوَتُكُمَا [illegible]

اور موسیٰ (علیہ السلام) نے (دعا میں) عرض کیا کہ اے ہمارے رب (ہم کو یہ بات معلوم ہوگئی کہ) آپ نے فرعون کو اور اس کے سرداروں کو سامان تجمل اور طرح طرح کے مال دنیوی زندگی میں اے ہمارے رب اسی واسطے دیے ہیں کہ وہ آپ کی راہ سے گمراہ کریں (پس جب ہدایت ان کے مقدر میں ہی نہیں اور جو حکمت تھی وہ حاصل ہو چکی تو اب ان کے اموال اور نفوس کو کیوں باقی رکھا جاوے پس) اے ہمارے رب ان کے مالوں کو نیست نابود کر دیجیے اور (ان کے نفوس کی ہلاکت کا سامان کر دیجیے اس طرح کہ ان کے دلوں کو (زیادہ) سخت کر دیجیے (جس سے ہلاکت کے مستحق ہو جاویں) سو یہ ایمان نہ لانے پاویں [illegible] ہے) یہانتک کہ عذاب الیم (کے مستحق ہو کر اس) کو دیکھ لیں۔

وَجَاوَزْنَا بِبَنِيٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ بَغْيًا وَّعَدْوًا ۭ حَتّٰٓي اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ۙ قَالَ

اور ہمنے بنی اسرائیل کو دریا سے پار کردیا پھر ان کے پیچھے پیچھے فرعون مع اپنے لشکر کے ظلم اور زیادتی کے ارادہ سے چلا یہانتک کہ جب ڈوبنے لگا تو کہنے لگا

اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِيْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ اٰۗلْــٰٔنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ

مین ایمان لاتا ہون کہ بجز اُس کے کہ جسپر بنی اسرائیل ایمان لائے ہین کوئی معبود نہین اور مین مسلمانون مین داخل ہوتا ہون جواب دیا گیا کہ اب ایمان لاتا ہے اور پہلے سے سرکشی کرتا رہا

مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً ۭ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ۝

مفسدون مین داخل رہا سو آج ہم تیری لاش کو نجات دینگے تاکہ تو اُن کے لیے موجب عبرت ہو جو تیرے بعد ہین اور حقیقت یہ ہے کہ بہت سے آدمی ہماری عبرتون سے غافل ہین۔

ع ۱۰ ۹ ۱۴

(سو اُسوقت ایمان نافع نہین ہوتا موسےٰ علیہ السّلام نے یہ دعا کی اور ہارون علیہ السلام آمین کہتے رہے کذا فی الدر المنثور) حق تعالیٰ نے فرمایا کہ تم دونون کی دُعا قبول کرلی گئی (کیونکہ آمین کہنا بھی دعا مین شریک ہونا ہے یعنی ہم اِن کے اموال ونفوس کو اب ہلاک کرنیوالے ہین) سو تم (اپنے منصبی کام یعنی تبلیغ پر) مستقیم رہو (یعنی گو ہدایت اِن کی تقدیر مین نہو مگر تبلیغ مین تمہارا تو فائدہ ہے) اور اُن لوگون کی راہ نہ چلنا جن کو (ہمارے وعدہ کے سچے ہونے کا یا توقف مین حکمت ہونے کا یا تبلیغ کے ضروری ہونے کا) علم نہین (یعنی ہمارے وعدہ کو سچا سمجھو اور اگر ہلاکت مین دیر ہو جاوے اسمین حکمت سمجھو اور اپنے منصبی کام مین لگے رہو) **ف** یہان یہ شبہہ نہ کیا جاوے کہ موسےٰ علیہ السلام آئے تو تھے ہدایت کیواسطے اور بددعا کرنے لگے ہدایت نہ ہونیکی اصل یہ ہے کہ ہدایت کے لیے آنے کے معنی تو یہ ہین کہ اُن کو راہ دین کی طرف بلاتے رہین سو یہ تو بددعا کے بعد بھی کرتے رہے اسمین اور بددعا مین منافات نہین رہی بددعا سو اصل مقصود گمراہی کی بددعا کرنا نہین ہے بلکہ بعد انکشاف یقینی مستند الی الوحی کے کہ اب یہ ایمان نہ لاوینگے ہلاکت کی بددعا فرمائی جیسا نوح علیہ السلام نے کی تھی اور اشدد علی قلوبہم مقصود بالذات نہین بلکہ تمہید ہے دعائے ہلاکت کی اور مقصود بالعرض ہے اور یہ مقصود بالعرض عین موافقت تھی قضاء مکشوف کی اس لیئے اس مین بھی اشکال نہین رہا یہ کہ اللہ تعالیٰ کا مال ودولت وغیرہ دینا گمراہ کرنے یا گمراہ ہونے کے لیے سو بعد ثابت ہوجانے جملہ فعل الحکیم لایخلوعن الحکمۃ اسمین کوئی شبہہ نہین گو ہم تعیین حکمت کی نکرسکین آگے اُس کے اور اُس کے لشکر کے ہلاک ہونے کا ذکر ہے اور ظاہر ہے کہ مال بھی بہت سا غرق ہوکر تلف ہوا اور تمام اموال کے لیے بددعا نہ تھی اور بعض آثار مین ہے کہ اُن کا مال ومتاع قبل غرق پتھر بن گیا تھا کذا فی الدر المنثور۔ **ربط** اوپر کی طرح آگے بھی تتمہ ہے قصّۂ موسویہ کا۔

تتمہ قصّۂ موسویہ

وَجَاوَزْنَا بِبَنِيٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ بَغْيًا وَّعَدْوًا ۭ حَتّٰٓي اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ۙ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِيْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۹۰﴾ اٰۗلْــٰٔنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۹۱﴾ فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً ۭ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ﴿۹۲﴾

اور (جب ہمنے فرعون کو ہلاک کرنا چاہا تو موسےٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ بنی اسرائیل کو مصر سے باہر نکال لیجایئے چنانچہ وہ سبکو لیکر چلے اور رستہ مین دریائے شور حائل ہوا اور موسیٰ علیہ السّلام کی دعا سے اُس مین رستہ ہوگیا اور) ہم نے بنی اسرائیل کو (اُس) دریا سے پار کردیا پھر اِن کے پیچھے پیچھے فرعون مع اپنے لشکر کے ظلم اور زیادتی کے ارادہ سے (دریا مین) چلا (کہ دریا سے نکلکر ان سے قتل وقتال کرے لیکن وہ دریا سے پار

النحو قولہ ببدنک ملابسا ببدنک قولہ آمنت انہ ای بانہ ۱۲	برب موسیٰ وہارون اظہار الکمال الاستکانۃ حیث اتبع من کان یستتبعہم ویستضعفہم ۱۲
البلاغۃ اتی فی ایمانہ بثلاث عبارات رغبۃ فی القبول ولم یقل کما قال السحرۃ	

وَلَقَدْ بَوَّأْنَا بَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ مُبَوَّأَ صِدْقٍ وَرَزَقْنَٰهُم مِّنَ ٱلطَّيِّبَٰتِ فَمَا ٱخْتَلَفُوا۟ حَتَّىٰ جَآءَهُمُ ٱلْعِلْمُ

اور ہمنے بنی اسرائیل کو بہت اچھا ٹھکانا رہنے کو دیا اور ہمنے اُن کو نفیس چیزین کھانے کو دین سو اُنھون نے اختلاف نہین کیا یہانتک کہ اُن کے پاس علم پہنچگیا

إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُمْ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ فِيمَا كَانُوا۟ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۝

یقینی بات ہے کہ آپکا رب اُن کے درمیان قیامت کے دن اُن امورمین فیصلہ کریگا جنمین وہ اختلاف کیا کرتے تھے

نہو سکا) یہانتک کہ جب ڈوبنے لگا (اور ملائکہ عذاب کے نظر آنے لگے) تو (سراسیمہ ہوکر) کہنے لگا مین ایمان لاتا ہون کہ بجز اُس کے کہ جسپر بنی اسرائیل ایمان لائے ہین کوئی معبود نہین اور مین مسلمانون مین داخل ہوتا ہون (سو مجھکو اس غرق سے اور عذاب آخرت سے نجات دی جاوے اور انا من المسلمین مین موسے علیہ السلام کی رسالت کی تصدیق بھی داخل ہوگئی فرشتہ کے ذریعہ سے) جواب دیا گیا کہ اب ایمان لاتا ہی (جبکہ مقبول نہین کیونکہ معاینہ آخرت کا شروع ہوگیا) اور (معاینہ آخرت کے) پہلے سے سرکشی کرتا رہا اور مفسدون مین داخل رہا (اب نجات چاہتا ہی) سو (بجائے نجات مطلوبہ کے) آج ہم تیری لاش کو (پانی مین تہ نشین ہونے سے) نجات دینگے تاکہ تو اُنکے لیے موجب عبرت ہو جو تیرے بعد (موجود) ہین (کہ تیری بدحالی اور تباہی دیکھکر مخالفت احکام الٰہیہ سے ڈرین) اور حقیقت یہ ہی کہ (پھر بھی) بہت سے آدمی ہماری (ایسی ایسی) عبرتون سے غافل ہین (اور مخالفت احکام سے نہین ڈرتے) **ف** اس لاش کے بچالینے کو اور پانی پر تیر آنے کو نجات فرمانا بطور تہکم کے اور اُس کے مایوس کردینے کے ہی کہ ایسی نجات ہوگی جو تیرے لیے زیادہ موجب رسوائی ہو جیسا معارک جنگ مین بعضون کی لاش یا سر اس لئے محفوظ رکھا جاتا ہی کہ اس کی تشہیر کی جاویگی اور عموم مفہوم آیت مین یہ بھی منقول ہے کہ بنی اسرائیل کو فرعون کے غرق ہونے مین اُس کی غایت عظمت اور ہیبت کی وجہ سے شبہہ تھا اُن کو بھی یقین آگیا اور چونکہ یہ ایمان معاینہ آخرت کے وقت تھا مقبول نہین ہوا جیسا کہ ارشاد ہی فلم یک ینفعہم ایمانہم لما راوا باسنا اور باوجود تیقن عدم قبول کے حضرت جبرئیل علیہ السلام کا فرعون کے مُنہ مین کیچڑ ٹھوسنا اور یہ کہنا لئلا تدرکہ الرحمۃ جیسا بعض احادیث مین ہی اُس کی یہ توجیہ ہے کہ رحمت سے مراد رحمت دنیوی ہے اور حاصل یہ ہی کہ گو یہ تلفظ بوجہ عدم تحقق ایمان شرعی کے آخرت مین تو نافع نہین لیکن شاید مثل حالت منافقین کے کہ اُن کا ایمان آخرت مین نافع نہین ہوتا مگر دنیا مین حفظ النفس واموال کے لیے کافی ہوتا ہے اسیطرح شاید یہ ان الفاظ کی بدولت غرق سے بچ جاوے اور اس کا رہنا موجب فساد عالم ہوگا اس لئے منہ بند کرتے تھے کہ پھر یہ الفاظ نہ نکلین اور ابن جریر وغیرہ سے جو صاحب روح نے اس روایت مین فیغفر لہ کی زیادت نقل کی ہی اس کو بھی مغفرت صوریہ دنیویہ پر محمول کرین گے یعنی جیسے اسلام حقیقی سے ذنوب سابقہ کی حقیقۃً مغفرت ہوجاتی ہے اسی طرح ایمان صوری سے صورۃً عفو ہوجاتا ہی کہ پہلے کفریات کا احکام دنیویہ مین انتقام نہین لیا جاتا واللہ اعلم اور بعض اکابر سے جو فرعون کے ایمان کی صحت منقول ہے وہ کسی شخص نے اُن کی تصنیف مین الحاق کردیا ہے چنانچہ الیواقیت والجواہر مین اس کی تفصیل موجود ہی **ربط** اوپر قصہ موسویہ مین بنی اسرائیل پر انعام عظیم ہونا کہ اُن کو کیسے بڑے موذی سے نجات دی بیان فرمایا ہے آگے اپنی بقیہ نعمت کی حکایت اور اُن کی معصیت کی شکایت ارشاد ہے۔

ملحقات الترجمۃ

۵۱ قولہ فی ادرکہ ڈوبنے لگا ای قارب الادراک ۱۲

۵۲ قولہ فی آلآن فرشتہ کے ذریعہ سے الی ایمان لہ تابر اشارۃ الی تقدیر العامل قرین والی ان الجواب بواسطۃ ملک وہو میکائیل علے ما نقل فی الروح من ابی الشیخ مرفوعاً ویؤید ہذہ الروایۃ ان فرعون عاین الآخرۃ ۱۲

حکایت نعمت و دوم شکایت معصیت یہود

وَلَقَدْ بَوَّأْنَا بَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ مُبَوَّأَ صِدْقٍ وَرَزَقْنَٰهُم مِّنَ ٱلطَّيِّبَٰتِ فَمَا ٱخْتَلَفُوا۟ حَتَّىٰ جَآءَهُمُ ٱلْعِلْمُ إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُمْ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ فِيمَا كَانُوا۟ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۝٩٣

اللغات فی الروح بوأ انزل وجار بوأہ منزلا و فی منزل وکذا بوات لہ مکانا والمبوأ اسم مکان واصل الصدق ضد الکذب والعادۃ انہم اذا مدحوا شیئا اضافوہ الی الصدق فالمعنی منزلا صالحا مرضیا ۱۲

فَاِنۡ کُنۡتَ فِیۡ شَکٍّ مِّمَّاۤ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَیۡکَ فَسۡـَٔلِ الَّذِیۡنَ یَقۡرَءُوۡنَ الۡکِتٰبَ مِنۡ قَبۡلِکَ ۚ لَقَدۡ جَآءَکَ الۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّکَ

پھر اگر آپ اُس کی طرف سے شک میں ہوں جسکو ہمنے آپکے پاس بھیجا ہی تو آپ اُن لوگوں سے پوچھ دیکھیے جو آپ سے پہلے کی کتابوں کو پڑھتے ہیں بیشک آپکے پاس آپ کے رب کی طرف سے سچی کتاب آئی ہے

فَلَا تَکُوۡنَنَّ مِنَ الۡمُمۡتَرِیۡنَ ۙ وَ لَا تَکُوۡنَنَّ مِنَ الَّذِیۡنَ کَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِ اللّٰہِ فَتَکُوۡنَ مِنَ الۡخٰسِرِیۡنَ ۝

آپ ہرگز شک کرنیوالوں میں سے نہوں اور نہ اُن لوگوں میں ہوں جنہوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا کہیں آپ تباہ نہو جاویں۔

اور ہمنے (غرق فرعون کے بعد) بنی اسرائیل کو بہت اچھا ٹھکانا رہنے کو دیا (کہ اُسوقت تو مصر کے مالک ہوگئے اور اُن کی اول ہی نسل کو بیت المقدس اور ملک شام عمالقہ پر فتح دیکر عطا فرمایا) اور ہمنے اُن کو نفیس چیزیں کھانے کو دیں (مصر میں بھی جنت وعیون تھے اور شام کی نسبت بارکنا فیہا آیا ہی) سو (چاہیے تھا کہ ہماری اطاعت میں زیادہ سرگرم رہتے لیکن اُنہوں نے اُلٹا دین میں اختلاف کرنا شروع کیا اور غضب یہ کہ) اُنہوں نے (جہل کی وجہ سے) اختلاف نہیں کیا یہانتک کہ اُن کے پاس (احکام کا) علم پہونچ گیا (تھا اور پھر اختلاف کیا آگے اس اختلاف پر وعید ہے کہ) یقینی بات ہے کہ آپ کا رب اُن (اختلاف کرنیوالوں) کے درمیان قیامت کے دن اُن اُمور میں فیصلہ (عملی) کریگا جن میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے **ف** مبوا صدق کی تفسیر مصر و شام کے ساتھ درمنثور میں منقول ہے اور اختلاف کے دو معنے ہوسکتے ہیں ایک باوجود تصدیق نبوت کے اختلاف علی الانبیاء کہ اُن کے احکام میں طرح طرح کے حیلے اور حجتیں نکالتے تھے جیسا قصہ بقرہ میں ہوا تھا اور دوسرا بعض انبیاء کی تصدیق نکرنا یعنی اختلاف مع الانبیا جس میں یہود کا ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ ماننا بھی داخل ہے اور انعام علی السلف من وجہ انعام علی الخلف ہے۔ س ہے اس انعام کے محل یہ لوگ بھی ہوسکتے ہیں ربط اوپر یہود کے اختلاف فی الدین کا ذکر تھا چونکہ مشرکین جن سے اس سورت میں گفتگو ہے اس اختلاف میں اُن کے مشارک بلکہ اُن سے بھی بڑھے ہوئے تھے اس لیے قرآن کی حقانیت سے دین اسلام کی حقانیت کا ایک خاص عنوان سے اثبات فرماتے ہیں۔

حقیت دین محمدی بطرز خاص

فَاِنۡ کُنۡتَ فِیۡ شَکٍّ مِّمَّاۤ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَیۡکَ فَسۡـَٔلِ الَّذِیۡنَ یَقۡرَءُوۡنَ الۡکِتٰبَ مِنۡ قَبۡلِکَ ۚ لَقَدۡ جَآءَکَ الۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّکَ فَلَا تَکُوۡنَنَّ مِنَ الۡمُمۡتَرِیۡنَ (۹۴) وَ لَا تَکُوۡنَنَّ مِنَ الَّذِیۡنَ کَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِ اللّٰہِ فَتَکُوۡنَ مِنَ الۡخٰسِرِیۡنَ (۹۵) پھر (اثبات حقیت دین محمدی کے واسطے ہم ایک ایسا کافی طریقہ بتلاتے ہیں کہ غیر صاحب وحی کے لیے تو کیسے کافی نہوگا وہ ایسا ہے کہ آپ صاحب وحی ہیں مگر آپ سے بھی اگر اُس کا خطاب بطور قضیہ شرطیہ کے کیا جاوے تو ممکن ہے اس طرح سے کہ) اگر (بالفرض) آپ اُس (کتاب) کی طرف سے شک (وشبہ) میں ہوں جسکو ہمنے آپ کے پاس بھیجا ہے تو (اُس شک کے دفع کا ایک سہل طریقہ یہ بھی ہے کہ) آپ اُن لوگوں سے پوچھ دیکھیے جو آپ سے پہلے کی کتابوں کو پڑھتے ہیں (مراد توریت وانجیل ہیں وہ من حیث القرارۃ اُس کی پیشین گوئیوں کی بنا پر اس قرآن کے صدق کو بتلا دیں گے) بیشک آپ کے پاس آپ کے رب کی طرف سے سچی کتاب آئی ہے آپ ہرگز شک کرنیوالوں میں سے نہوں اور نہ (شک کرنیوالوں سے بڑھکر) اُن لوگوں میں ہوں جنہوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا کہیں آپ (نعوذ باللہ) تباہ نہو جاویں **ف** ظاہر میں خطاب آپ کو ہے مگر مقصود خطاب دوسروں کو ہے آپ کو خطاب کرنے میں ایک تو مبالغہ ہے اِس دلیل کی کفایت میں کیونکہ صاحب وحی جو بلا واسطہ تلقی من اللہ ومن الملائکہ کرتا ہے جب تلقی من اہل العلم جو کہ تلقی من اللہ کا واسطہ ہے اُس کے لیے کافی ہوگئی تو جو تلقی بلا واسطہ کر ہی نہیں سکتا اُس کے لیے وہ تلقی بواسطہ بدرجہ اولی کافی ہوگی یہ تو اول خطاب کی توجیہ ہی اور اخیر خطاب فلا تکونن ولا تکونن فتکون میں مبالغہ ہی امتراء وتکذیب کے قابل نہی ہونے میں کیونکہ جس ذات میں اس کا احتمال بھی نہیں جب اُس کو روکا جاتا ہے تو جس میں احتمال ہے اُس کو تو بدرجہ اولی روکنا چاہیے

النحو قوله من قبلك معمول لمحذوف هو صفة للكتب اے الكتب المنزلة من قبلك ۱۲

اِنَّ الَّذِیْنَ حَقَّتْ عَلَیْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا یُؤْمِنُوْنَ ○ وَلَوْ جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰیَةٍ حَتّٰى یَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ ○ فَلَوْلَا

یقیناً جن لوگوں کے حق میں آپ کے رب کی بات ثابت ہو چکی ہے وہ ایمان نہ لاویں گے گو اُن کے پاس تمام دلائل پہونچ جاویں جبتک کہ عذاب دردناک ۔۔۔ چنانچہ

كَانَتْ قَرْیَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَاۤ اِیْمَانُهَاۤ اِلَّا قَوْمَ یُوْنُسَ ؕ لَمَّاۤ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْیِ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا

کوئی بستی ایمان نہ لائی کہ ایمان لانا اُس کو نافع ہوتا ہاں مگر یونس کی قوم جب وہ ۔۔۔ رسوائی کے عذاب کو ۔۔۔

وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِیْنٍ ○ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِی الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِیْعًا ؕ اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى یَكُوْنُوْا

اور اُن کو ایک وقت خاص تک عیش دیا ۔ اور اگر آپ کا رب چاہتا ۔۔۔

مُؤْمِنِیْنَ ○ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَیَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِیْنَ لَا یَعْقِلُوْنَ ○

ایمان لے آوین حالانکہ کسی شخص کا ایمان لانا بدون خدا کے حکم کے ممکن نہیں اور اللہ تعالیٰ ۔۔۔ لوگوں پر ۔۔۔ کی ۔۔۔

اور نزول آیت کے وقت آپ نے اپنے مقصود بالخطاب ہوئے کو ان لفظوں سے ظاہر فرما دیا لا اشک ولا اسأل اخرجہ عبد الرزاق وابن جریر عن قتادہ مرفوعاً مرسلاً کذا فی الدر المنثور اور یہ بات کہ تلقی من اہل العلم صاحب روح ۔۔۔ کافی ہو سکتی ہے سو وجہ یہ ہے کہ وہ اہل علم متبوع نہیں بلکہ ناقل ہیں اور اس میں کوئی اشکال نہیں اور یہ بات کہ اہل کتاب تو خود تکذیب کرتے تھے پھر اُن سے پوچھنا کیسے بتلا دیا گیا اُسکا جواب من حیث القراءۃ کے لفظ میں خود تقریر ترجمہ میں موجود ہے یعنی جب وہ اصل مضمون کو پڑھتے ہیں تو اخفا نہیں ہو سکتا **ربط** اوپر ایمان نہ لانیوالوں کا ذکر تھا چونکہ آپکو طبعاً اس سے رنج ہوتا تھا اس لیے آگے آپ کی تسلی کے لیے فرماتے ہیں کہ ان کا عدم ایمان مقدر ہو چکا ہے اس لیے اس کے خلاف واقع نہ ہوگا لقولہ تعالیٰ لا یؤمنون البتہ اگر قوم یونس علیہ السلام کی طرح ان کا عدم ایمان مقدر نہ ہو چکا ہوتا تو شاید اُن کے توفیق ایمان کی ہو جاتی لقولہ تعالیٰ الا آمنوا اور قوم یونس علیہ السلام کی کیا تخصیص ہے اگر تمام ۔۔۔ کا ایمان مقدر ہو جاتا تو سب ہی ایمان لے آتے لقولہ تعالیٰ ولو شاء پس آپ اس کی فکر چھوڑ دیجیے لقولہ تعالیٰ افانت تکرہ

تسلیۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان دوران ہدایت بر مشیت

اِنَّ الَّذِیْنَ حَقَّتْ عَلَیْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَلَوْ جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰیَةٍ حَتّٰى یَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ ﴿۹۷﴾ فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْیَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَاۤ اِیْمَانُهَاۤ اِلَّا قَوْمَ یُوْنُسَ ؕ لَمَّاۤ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْیِ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِیْنٍ ﴿۹۸﴾ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِی الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِیْعًا ؕ اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى یَكُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ ﴿۹۹﴾ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَیَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِیْنَ لَا یَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ یقیناً جن لوگوں کے حق میں آپ کے رب کی (یہ ازلی) بات (کہ یہ ایمان نہ لاوین گے) ثابت ہو چکی ہے وہ (کبھی) ایمان نہ لاوین گے گو اُن کے پاس تمام دلائل (ثبوت حق کے) پہونچ جاویں جبتک کہ عذاب دردناک کو نہ دیکھ لیں (مگر اُس وقت ایمان نافع نہیں ہوتا) چنانچہ (جتنی بستیوں پر عذاب آچکا ہے اُن میں سے) کوئی بستی ایمان نہ لائی کہ ایمان لانا اُس کو نافع ہوتا (کیونکہ اُن کے ایمان کے ساتھ مشیت متعلق نہوئی تھی) ہاں مگر یونس (علیہ السلام) کی قوم (کہ اُن کے ایمان کے ساتھ مشیت متعلق ہوئی تھی اس لیے وہ عذاب موعود کے آثار ابتدائیہ کو دیکھکر ایمان لے آئے اور) جب وہ ایمان لے آئے تو ہمنے رسوائی کے عذاب کو دنیوی زندگی میں اُنپر سے ٹال دیا اور اُن کو ایک وقت خاص (یعنی وقت موت) تک (خیر و خوبی کے ساتھ) عیش دیا (پس اور قریوں کا ایمان نہ لانا اور قوم یونس علیہ السلام کا ایمان لانا دونوں مشیت سے ہوئے) اور (ان اقوام و قری کی کیا تخصیص ہے) اگر آپ کا رب چاہتا تو تمام روئے زمین کے لوگ سب کے سب ایمان لے آتے (مگر بعض حکمتوں کی وجہ سے یہ نہ چاہا اس لیے سب ایمان نہیں لائے) سو (جب یہ بات ہے تو) کیا آپ لوگوں پر

تحقیقات الترجمہ

۔۔۔ چنانچہ ملے لو ایمان ۔۔۔ اشارہ الی ایمان کون الفاء للتعقیب الذی تدل سبیل ۔۔۔ لو ۔۔۔ چنانچہ ۔۔۔ کون بولا بشبہ التقی ۔۔۔ لازم معنے ۔۔۔ للتخفیف ولا للتوبیخ لاھم ۔۔۔ للنفی ۔۔۔ الدر ۔۔۔

۱۳ قولہ فی الا قوم ہاں مگر ۔۔۔ الاستدراک منقطع وقولہ لما آمنوا استیناف وانما حملناہ علی الانقطاع لان عدم ایمانہم بعد الباس وایمانہم قبل الباس ۔۔۔

قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَا تُغْنِي الْاٰيٰتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ○ فَهَلْ

آپ کہدیجیے کہ تم غور کرو کہ کیا کیا چیزین ہین آسمانون مین اور زمین مین اور جو لوگ ایمان نہین لاتے اُن کو دلائل اور دھمکیان کچھ فائدہ نہین پہونچاتے سو

يَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ قُلْ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّىْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ○ ثُمَّ نُنَجِّيْ

وہ لوگ صرف اُن لوگون کے سے واقعات کا انتظار کر رہے ہین جو ان سے پہلے گذر چکے ہین آپ فرما دیجیے کہ اچھا تو تم انتظار مین رہو مین بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنیوالون مین ہون پھر ہم اپنے

رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ ۚ حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ ○

پیغمبرون کو اور ایمان والون کو بچا لیتے تھے ہم اسیطرح سب ایمان والون کو نجات دیا کرتے ہین یہ ہمارے ذمہ ہے۔

زبردستی کر سکتے ہین جسمین وہ ایمان ہی لے آوین حالانکہ کسی شخص کا ایمان لانا بدون خدا کے حکم (یعنی مشیت) کے ممکن نہین اور اللہ تعالے بے عقل لوگون پر (کفر کی) گندگی واقع کر دیتا ہے (یعنی وہ تعلق مشیت بسبب اُن کے جہل بسیط یا مرکب کے ہوتا ہے گو اُس کا سلسلہ بھی مشیت و حکمت تک پہونچتا ہے) **ف** متعنا ہم کے ترجمہ مین جو خیر و خوبی کی قید لگائی دلیل اس کی اول سورہ ہود کی آیت ہے یمتعکم متاعا حسنا الی اجل مسمی اور حقیقت اُس کی یہ ہے جو حاصل ہے آتنا فی الدنیا حسنة کا اور وہ خصائص مومنین سے ہے پس یہ شبہ نرہا کہ تمتیع تو کفار کے لیے بھی عام ہے پھر اس کا ایمان پر مرتب ہونا کیا معنے اور خلاصہ قصہ قوم یونس علیہ السلام کا یہ ہے کہ ان کے ایمان نہ لانے پر حسب وحی الٰہی یونس علیہ السلام نے اِن کو عذاب کی خبر دی اور خود چلے گئے جب وقت موعود پر عذاب کے آثار شروع ہوئے تو تمام قوم نے حق تعالیٰ کے روبرو گریہ و زاری شروع کی اور ایمان لے آئے وہ عذاب ٹل گیا اور ان آثار سے نزول عذاب ظناً یا بدون معاینہ ملائکہ و انکشاف آخرت کے معلوم ہوا تھا اس لئے لمّا اٰمنوا کے مناسب نہین اور یہ سہل ہے اور بعض نے اُس عموم سے اس واقعہ کو مخصوص و مستثنیٰ کہا ہے اور فی الحیٰوة الدنیا تخصیص کے لیے نہین بلکہ بیان ہے واقعہ کا اور ایمان کا نافع آخرت ہونا یقینی ہے **ربط** اوپر مضمون تسلیہ سے پہلے ایمان نہ لانیوالیان تھا آگے باوجود عناد کے اُن کا محل تکلیف ہونا یعنی یاس کی وجہ سے اُن کا دائرہ امر و نہی سے خارج نہو جانا اور اُس عناد پر انکا مستحق تعذیب ہونا مذکور ہے

مکلف و معذب شدن معاندین

قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَا تُغْنِي الْاٰيٰتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ فَهَلْ يَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ قُلْ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّىْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ ثُمَّ نُنَجِّيْ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ ۚ حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۳﴾ آپ کہدیجیے کہ تم غور کرو (اور دیکھو) کہ کیا کیا چیزین ہین آسمانون مین اور زمین مین (آسمانون مین ستارے وغیرہ اور زمین مین بے انتہا مخلوق نظر آتی ہین یعنی ان مین غور کرنے سے توحید کی دلیل عقلی حاصل ہوگی یہ بیان ہوا اُن کے مکلف ہونے کا) اور جو لوگ (عناداً) ایمان نہین لاتے اُن کو دلائل اور دھمکیان کچھ فائدہ نہین پہونچاتے (یہ بیان ہوا اُن کے عناد کا) سو (اُن کی اس حالت عناد سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ) وہ لوگ (بدلالت حال) صرف اُن لوگون کے سے واقعات کا انتظار کر رہے ہین جو ان سے پہلے گذر چکے ہین (یعنی باوجود دلائل اور وعیدون کے جو ایمان نہین لاتے تو ان کی حالت اُس شخص کے مشابہ ہے جو ایسے عذاب کا منتظر ہو جو کہ پہلی قومون پر آیا تھا سو) آپ فرما دیجیے کہ اچھا تو تم (اُس کے) انتظار مین رہو مین بھی تمہارے ساتھ (اُس کے) انتظار کرنیوالون مین ہون (جن گذشتہ قومون کا اوپر ذکر تھا ہم اُن پر تو عذاب واقع کرتے تھے) پھر ہم (اُس عذاب سے) اپنے پیغمبرون کو اور ایمان والون کو بچا لیتے تھے (جس طرح اُن مومنین کو ہمنے نجات دی تھی) ہم اسیطرح سب ایمان والون کو نجات دیا کرتے ہین یہ (حسب وعدہ) ہمارے ذمہ ہے (پس اسیطرح اگر ان کفار پر کوئی افتاد پڑی تو مسلمان اُس سے محفوظ رہین گے خواہ دنیا مین خواہ آخرت مین)

ملحقات الترجمة

۱ قوله فی النذر دھمکیان اشارة الی کونه جمع نذیر بمعنے الانذار ۱۲ ۲ قوله فی تغنی کچھ اشار الی تقدیر مفعول تغنی یعنی شیئا ۱۲ ۳ قوله فی ينتظرون بدلالت حال اشارة الی حمل الانتظار علی المطابقة ۱۲ ۴ قوله فی ايام واقعات کقولهم ايام العرب ۱۲ ۵ قوله فی ثم ننجي جن گذشتہ اشارة الی تقدیر جملة دل علیها قوله ايام الذين خلوا من قبلهم اے کنا نهلک الامم ثم ننجي وما بینهما اعتراض ۱۲

البلاغة مل ایراد ثم لتفاوت رتبة النجاة من الهلاك والمعر بعد ولا کلهم ایضا ۱۲

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِن كُنتُمْ فِي شَكٍّ مِّن دِينِي فَلَا أَعْبُدُ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ وَلَٰكِنْ

آپ کہدیجیے کہ اے لوگو اگر تم میرے دین کی طرف سے شک مین ہو تو مین اُن معبودون کی عبادت نہین کرتا جن کی تم خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو لیکن ہان

أَعْبُدُ اللَّهَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُمْ ۖ وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ○ وَأَنْ أَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا ج

اس معبود کی عبادت کرتا ہون جو تمہاری جان قبض کرتا ہی اور مجھکو یہ حکم ہوا ہے کہ مین ایمان لانے والون مین سے ہون اور یہ کہ اپنے آپ کو اس دین کی طرف اسطرح متوجہ رکھنا کہ اور سب طریقون سے علیحدہ ہوجاؤ

وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ○ وَلَا تَدْعُ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ج فَإِن فَعَلْتَ

اور کبھی مشرک مت بننا۔ اور خدا کو چھوڑ کر ایسی چیز کی عبادت مت کرنا کہ جو تجھکو نہ کوئی نفع پہونچا سکے اور نہ کوئی ضرر پہونچا سکے پھر اگر ایسا کیا

فَإِنَّكَ إِذًا مِّنَ الظَّالِمِينَ ○ وَإِن يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ ج وَإِن يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا

تو تم اس حالت مین حق ضائع کرنیوالون مین سے ہوجاؤ گے اور اگر تم کو اللہ تعالی کوئی تکلیف پہونچا دے تو بجز اسکے اور کوئی اس کا دور کرنیوالا نہین ہی اور اگر وہ تم کو کوئی راحت پہونچانا چاہے تو

رَادَّ لِفَضْلِهِ ۚ يُصِيبُ بِهِ مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۚ وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ○

اوس کے فضل کا کوئی ہٹانے والا نہین وہ اپنا فضل اپنے بندون مین سے جس پر چاہین مبذول فرمادین اور وہ بڑی مغفرت بڑی رحمت والے ہین

ف اخروی عذاب سے تو مومنین کا بچنا ظاہر ہے اور پہلے عذابون مین دنیوی عذاب سے بھی بچنا ظاہر ہے اور اس امت کے کفار کے عذاب سے کہ قتل وغیرہ ہے مسلمانون کا بچنا باین معنے ہے کہ وہ واقعہ انکے من حیث العذاب نہین آتا ربط اوپر کفار کی تکذیب بالاسلام کا بیان تھا آگے دین اسلام کی حقیقت کا رکن اعظم کہ توحید ہے مذکور ہے تاکہ اس حقیقت مین غور کرکے اس کی حقیت کا علم حاصل ہوسکے

بیان توحید رکن اعظم اسلام

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِن كُنتُمْ فِي شَكٍّ مِّن دِينِي فَلَا أَعْبُدُ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ وَلَٰكِنْ أَعْبُدُ اللَّهَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُمْ ۖ وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٠٦﴾ وَأَنْ أَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا ج وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿١٠٧﴾ وَلَا تَدْعُ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ج فَإِن فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذًا مِّنَ الظَّالِمِينَ ﴿١٠٨﴾ وَإِن يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ ج وَإِن يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ ۚ يُصِيبُ بِهِ مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۚ وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿١٠٩﴾ آپ (ان سے) کہدیجیے کہ اے لوگو اگر تم میرے دین کی طرف سے شک (اور تردد) مین ہو تو (مین تم کو اُس کی حقیقت بتلاتا ہون[1] وہ یہ ہی کہ) مین اُن معبودون کی عبادت نہین کرتا جن کی تم خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو لیکن ہان اُس معبود کی عبادت کرتا ہون جو تمہاری جان قبض کرتا ہے اور مجھکو (منجاب اللہ) یہ حکم ہوا ہے کہ مین (ایسے معبود پر) ایمان لانیوالون مین سے ہون اور (مجھکو) یہ (حکم ہوا ہی) کہ اپنے آپ کو اس دین (مذکور توحید خالص) کی طرف اس طرح متوجہ رکھنا کہ اور سب طریقون سے علیحدہ ہوجاؤ اور (مجھ کو یہ حکم ہوا ہے کہ) کبھی مشرک مت بننا اور (یہ حکم ہوا ہی کہ) خدا (کی توحید) کو چھوڑ کر ایسی چیز کی عبادت مت کرنا کہ جو تجھکو نہ (عبادت کرنے کی حالت مین) کوئی نفع پہونچا سکے اور نہ (ترک عبادت کی حالت مین) کوئی ضرر پہونچا سکے پھر اگر (بالفرض) ایسا کیا (یعنی غیر اللہ کی عبادت کی) تو تم اس حالت مین (اللہ کا) حق ضائع کرنیوالون مین سے ہوجاؤ گے اور (مجھ سے یہ کہا گیا ہے کہ) اگر تم کو اللہ تعالی کوئی تکلیف پہونچا دے تو بجز اس کے اور کوئی اس کا

ملحقات الترجمة

[1] قولہ فی فلا اعبد تبلاتا ہون اشارۃ الی ان الجزاء مفسدای فاخبرکم ۱۲

النحو قولہ وان اقم ای مصدریۃ وتدخل علی الامر کذا فی الروح عن سیبویہ ۱۲

البلاغة قولہ یتوفکم تخصیص التوفی للتخویف قولہ یمسسک ویردک ذکر المس فی الشر والارادۃ فی الخیر لعلہ اشارۃ الی ان مس الضر مع کونہ مرادا لما وقع بالذنوب فکانہ لم ینسب الی الارادۃ بخلاف الخیر فانہ محض الرحمۃ ومنسوب الی الارادۃ المحضۃ وکذا قولہ فی الاول فلا کاشف الا ھو وفی الثانی فلا راد لفضلہ بدون الاستثناء اشارۃ الی ان

الاصل فی الشر الکشف وفی الخیر عدم الزوال وہذا کلہ مقتضی الرحمۃ ۱۲

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ ۖ فَمَنِ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ ضَلَّ فَإِنَّمَا
آپ کہدیجیے کہ اے لوگو تمہارے پاس حق تمہارے رب کی طرف سے پہونچ چکا ہے سو جو شخص راہ راست پر آجاویگا سو وہ اپنے واسطے راہ راست پر آویگا اور جو شخص بیراہ رہیگا تو اُس کا

يَضِلُّ عَلَيْهَا ۖ وَمَا أَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيلٍ ۝ وَاتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتَّىٰ يَحْكُمَ اللَّهُ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ ۝
بیراہ ہونا اُسی پر پڑیگا اور مین تمپر مسلط نہین کیا گیا اور آپ اُس کا اتباع کرتے رہیے جو کچھ آپ کے پاس وحی بھیجی جاتی ہو اور صبر کیجیے یہانتک کہ اللہ تعالیٰ فیصلہ کردینگا اور وہ سب فیصلہ کرنیوالون سے اچھا ہے

ع ۱۹

سُورَةُ هُودٍ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ وَثَلٰثٌ وَعِشْرُونَ اٰيَةً وَعَشْرُ رُكُوعَاتٍ

عند البعض ۱۲

دور کرنیوالا نہین ہے اور اگر وہ تم کو کوئی راحت پہونچانا چاہے تو اُس کے فضل کا کوئی ہٹانے والا نہین (بلکہ) وہ اپنا فضل اپنے بندون مین سے جسپر چاہین مبذول فرماوین اور وہ بڑی مغفرت بڑی رحمت والے ہین (اور فضل کے تمام افراد مغفرت اور رحمت مین داخل ہین اور وہ مغفرت اور رحمت عظیمہ کے ساتھ موصوف ہین پس لامحالہ صاحب فضل بھی ہین) **ف** خلاصہ یہ کہ میرا دین توبہ ہے جس مین کسیکو شک ہونا چاہیے اور کفار باوجودیکہ منکر تھے پھر شک کیون فرمایا اس مین اشارہ اس طرف ہو کہ اس دین مین تو شک بھی نہونا چاہیے چہ جائے انکار و تکذیب **ربط** اوپر دین اسلام کی حقیقت ظاہر کی گئی ہے آگے اس اظہار کا موجب اتمام حجت ہونا مذکور ہے۔

اقامت حجت بعد اتمام دعوت

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ ۖ فَمَنِ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۖ وَمَا أَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيلٍ ۝۱۱۰ آپ (یہ بھی) کہدیجیے کہ اے لوگو تمہارے پاس (دین) حق تمہارے رب کی طرف سے (دلیل) پہونچ چکا ہے سو (اس کے پہونچ جانیکے بعد) جو شخص راہ راست پر آجاوے کا سو وہ اپنے (نفع کے) واسطے راہ راست پر آویگا اور جو شخص (اب بھی) بیراہ رہیگا تو اُس کا بیراہ ہونا (یعنی اُسکا وبال بھی) اُسی پر پڑیگا اور مین تمپر (کچھ بطور ذمہ داری کے) مسلط نہین کیا گیا (کہ تمہاری بیراہی کی بازپرس مجھ سے ہونے لگے تو میرا کیا نقصان ہے **ربط** اوپر اقامت حجت و اتمام دعوت کا مضمون تھا چونکہ اس کے بعد بھی بعضے منکر رہے جو آپ کو رنج دہ تھا اس لیے آگے تسلی پر سورت کو ختم فرماتے ہین جیسے کئی آیت پہلے بھی مضمون تسلی کا آیا ہے۔

تسلیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وَاتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتَّىٰ يَحْكُمَ اللَّهُ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ ۝۱۱۱ اور آپ اُس کا اتباع کرتے رہیے جو کچھ آپ کے پاس وحی بھیجی جاتی ہے (اُس مین سب اعمال کے ساتھ تبلیغ بھی آگئی) اور (ان کی کفر ایذا پر) صبر کیجیے یہانتک کہ اللہ تعالیٰ (ان کا) فیصلہ کردینگے (خواہ دنیا مین ہلاکت کے ساتھ خواہ آخرت مین عذاب کے ساتھ مطلب یہ کہ آپ اپنے ذاتی اور منصبی کام مین لگے رہیے ان کی فکر نہ کیجیے) اور وہ سب فیصلہ کرنیوالون مین اچھا (فیصلہ کرنے والا) ہے **ف** ایسی گفتگو اور اسیطرح اس کے قبل کی آیت والی گفتگو عامۃً مخاطبات و مناظرات کے بالکل اخیر مین ہوا کرتی ہے پس اسپر سورت کا ختم کرنا نہایت لطیف حسن ختام ہے۔

وقد تم بحمد اللہ تفسیر سورۃ یونس فی التاسع والعشرین من ربیع الثانی ۱۳۲۴ھ من الہجرۃ علی اللہ تعالیٰ علی صاحبہا بعدد کل ذرۃ الف الف مرۃ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۰ ہود مکیۃ الا قولہ تعالیٰ واقم الصلوۃ الآیۃ عند قتادۃ کذا فی روح المعانی

اس سورت کے مضامین کا خلاصہ یہ ہو کہ اول اس مین رسالت اور توحید کا ذکر ہے اور اُس کے ضمن مین ایمان پر خیر دارین کا وعدہ اور اعراض پر عذاب کی وعید اور اس کی مناسبت سے بعث کا ذکر اور نزول عذاب کے بارہ مین اُن کا منشا اشتباہ کہ تاخیر عذاب ہے اور انسان کی ایک اکثری جبلی خصلت سے اُس اشتباہ کی تقریر ولئن اذقنا الانسان الخ مین پھر اُن کے

اللغات ~~ نزلہ بوکیل ای بحفیظ موکول الی امرکم ۱۲ **البلاغۃ** التعبیر فی الآیۃ الاولی بالمجی و فی ہذہ بالوحی تنبیہ علی مابین المرتبتین من التفاوت ۱۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہون مین اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑی رحمت والا ہین

الٓرٰ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ۝ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنَّنِيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ

الٓرٰ　یہ ایک ایسی کتاب ہے کہ اس کی آیتین محکم کی گئی ہین پھر صاف صاف بیان کی گئی ہین ایک حکیم باخبر کی طرف سے　یہ کہ اللہ کی سوا کسیکی عبادت مت کرو مین تمکو اللہ کی طرف سے ڈرانیوالا

وَّبَشِيْرٌ ۝ وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ

اور بشارت دینے والا ہون　اور یہ کہ تم لوگ اپنے گناہ اپنے رب سے معاف کراؤ پھر اُس کی طرف متوجہ رہو وہ تمکو وقت مقرر تک خوش عیشی دیگا　اور ہر زیادہ عمل کرنیوالے کو زیادہ ثواب دے گا

فَضْلَهٗ ؕ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ ۝ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

اور اگر تم لوگ اعراض کرتے رہو تو مجھکو تمہارے لیے ایک بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ ہے -　تم کو اللہ ہی کا طرف جانا ہی اور وہ ہر شئے پر پوری قدرت رکھتا ہے -

اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ ؕ اَلَا حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ ۙ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ

یاد رکھو وہ لوگ دوہرا کیئے دیتے ہین اپنے سینون کو تاکہ اپنی باتین خدا سے چھپا سکین　یاد رکھو کہ وہ لوگ جس وقت اپنے کپڑے لپیٹتے ہین وہ اُسوقت بھی سب جانتا ہے جو کچھ چپکے چپکے باتین کرتے ہین اور جو کچھ ظاہر کرتے ہین

اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝

بالیقین وہ دلون کے اندر کی باتین جانتا ہے

انکار رسالت پر آپ کی دل تنگی پر تسلی پھر قرآن پر جو وہ شبہہ کرتے تھے اُسکا جواب پھر استحقاق عذاب کے متعلق اُن کے ایک زعم باطل کا ابطال پھر مومنین کی فضیلت اور کفار کی بدانجامی پھر دونون کے تفاوت کی ایک مثال پھر اِن سب مضامین کی تقریر و تائید کے لئے چند قصص جن سے توحید و رسالت و وقوع وعید اور مومنین کی فلاح اور منکرین کا خسارہ سب ثابت ہوتا ہی اور پھر قصص کے بعد اُنپر وعید کی تفریع اور اُسمین قیامت کی جزا و سزا اور وعید مین سب مشرکین کا اشتراک پھر منکرین کے خلاف کا پہلے سے چلا آنا آپ کی تسلی کے لیے اور اُس کے ضمن مین تاخیر عذاب کی حکمت جس کا ذکر اول سورت مین اُن کی منشا اشتباہ کی تقریر مین آیا تھا اور پھر اُس عذاب کا اپنے وقت پر واقع ہونا اور پھر اِن کفار سے اعراض کرکے اہل ایمان کو اپنے کام مین لگے رہنے کا حکم بالخصوص استقامت و قطع موالاۃ کفار و اقامت صلوٰۃ و صبر کا پھر عبرت کے واسطے اُمم سابقہ مہلکہ کا اجمالی حال نکال اور اُس کا ظاہری سبب یعنی اجرام اور حقیقی سبب یعنی مشیت و حکمت اور ذکر قصص کی بعض حکمتین اور پھر کفار سے آخری کلام کہ اگر نہین مانتے تو جس حال مین چاہو رہو خود نتیجہ دیکھ لوگے اور اس کی تقریر کے لیے اللہ تعالیٰ کا عالم الغیب و مرجع کل اُمور اور اُن کے اعمال پر مطلع ہونا اور اس کے ضمن مین عبادت اور توکل کا وجوب کہ مناسب مقام ہے یہ مضامین نہایت ترتیب و تہذیب کے ساتھ مذکور ہین اور ان کا باہمی تناسب اور سورت سابقہ کے مضامین سے تقارب ظاہر ہی بالخصوص سورت ہذا کا آغاز اور سورت سابقہ کا انجام تو ہمہ تن متحد ہی کہ دونون مین توحید و رسالت کا اثبات ہی واللہ اعلم و علمہ اتم و احکم بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اول قرآن کا منزل من اللہ ہونا اور اُس کا توحید پر مشتمل ہونا اور آپ کا بشیر و نذیر یعنی رسول ہونا توبہ و استغفار یعنی ایمان کا حکم اور اُس پر بشارت اور پھر توحید کے اثبات کے لیے علم و قدرت و ترزیق و تخلیق و حکمت تخلیق کا آیت وہو الذی خلق السموات والارض فی ستۃ ایام تک بیان ہے -

توحید و رسالت و متعلقات آن

الٓرٰ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ۝۱ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنَّنِيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ ۝۲ وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ؕ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ ۝ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ ؕ اَلَا حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ ۙ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۚ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ

اللغات متاعا تمتیعا ۔ **الروایات** ذکر بعضہا فی المتن و ہو ادنق بالمقام و ما فی البخاری من نزولہا فیمن کان یستحیی ان یتخلی او یجامع فیفضی الی السماء فیشکل ظاہرہ لانہ کان ظاہرہ للاستخفاء الا ان یحمل علی الجہل فی الاول فاد من اسکار او المبالغۃ المحاذرۃ عن صد السرع فی ذلک من بعض المومنین کما ہو عادۃ المتشددین ۱۲

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا كُلٌّ فِي كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝ وَهُوَ

اور کوئی جاندار روے زمین پر چلنے والا ایسا نہین کہ اس کی روزی اللہ کے ذمے نہو اور وہ ہرایک کی زیادہ رہنے کی جگہ کو اور چند روزہ رہنے کی جگہ کو جانتا ہے سب چیزین کتاب مبین مین ہین اور وہ

الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فِيْ سِتَّةِ أَيَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا

ایسا ہے کہ سب آسمان اور زمین کو چھہ دن مین پیدا کیا اور اسوقت اس کا عرش پانی پر تھا تاکہ تم کو آزمادے کہ تم مین اچھا عمل کرنے والا کون ہے

ملحقات الترجمۃ

ف۱ قولہ فی تم فصلت جیم اس کے ساتھہ المختار بہذا الے ان التراخی للترقی لان الواقع فی الاکثران الکلام المحکم بالدلائل یکون منغلقا وہذا الکتاب لیس کذلک

ف۲ قولہ فی من لدن اور وہ کتاب اشارہ الے کونہ صفۃ ثانیۃ لکتاب ۱۲

ف۳ قولہ فی الا تعبدوا جس کا بڑا مقصد اشار بذلک الی امرین الاول ان آن مفسرۃ لمافی التفصیل من معنے القول والثانی ان وجہ تخصیص بعض مافیہ بالذکر للاہتمام ۱۲

ف۴ قولہ فی یثنون اھ اوپر سے القرینۃ علیہ قولہ الاحین یستغشون وکذا قولہ فی یستغشون دوہرے ہوکر القرینۃ علیہ قولہ یثنون طلا لوقع سنہم فصلان ذکر احدہما فی مقام والآخر فے آخر ۱۲

ف۵ قولہ فی لیستخفوا بدلالت حال لان الظاہر انہم لم یعتقدوا ذلک ۱۲

ف۶ قولہ فی یعلم بھی تنازع الے ان تنبیہ العلم ہہنا لیس للتخصیص بل للدلالۃ علے جنسہ بالاولے ۱۲

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فِيْ سِتَّةِ أَيَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا کے معنے تو اللہ کو معلوم) یہ (قرآن) ایک ایسی کتاب ہی کہ اسکی آیتین (دلائل سے) محکم کیگئی ہین پھر (اس کے ساتھہ) صاف صاف (بھی) بیان کی گئی ہین (اور وہ کتاب ایسی ہے کہ) ایک حکیم باخبر (یعنی اللہ تعالیٰ) کی طرف سے (آئی ہے جس کا بڑا مقصد) یہ (ہے) کہ اللہ کے سوا کسیکی عبادت مت کرو مین تم کو اللہ کی طرف سے (ایمان نہ لانے پر عذاب سے) ڈرانیوالا اور (ایمان لانے پر ثواب کی) بشارت دینے والا ہون اور (اس کتاب کے مقاصد مین سے) یہ (بھی ہی) کہ تم لوگ اپنے گناہ (شرک وکفر وغیرہ) اپنے رب سے معاف کراؤ (یعنی ایمان لاؤ اور) پھر (ایمان لاکر) اُس کی طرف (عبادت سے) متوجہ رہو (یعنی عمل صالح کرو پس ایمان وعمل صالح کی برکت سے) وہ تمکو وقت مقرر (یعنی وقت موت) تک (دنیا مین) خوش عیشی دیگا اور (آخرت مین) ہر زیادہ عمل کرنیوالے کو زیادہ ثواب دیگا (یہ کہنا بھی بمنزلہ بشیر کہنے کے ہی) اور اگر (ایمان لانے سے) تم لوگ اعراض (ہی) کرتے رہے تو مجھکو (اس صورت مین) تمہارے لیے ایک بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ ہی (یہ کہنا بمنزلہ نذیر کہنے کے ہی اور عذاب کو مستبعد مت سمجھو کیونکہ) تم (سب) کو اللہ ہی کے پاس جانا ہی اور وہ ہر شئے پر پوری قدرت رکھتا ہی (پھر استبعاد کی کوئی وجہ نہین البتہ اگر وہان تمہاری حاضری نہ ہوتی یا نعوذ باللہ اُس کو قدرت نہوتی تو عذاب واقع نہوتا پس ایسی حالت مین ایمان اور توحید سے اعراض نہ چاہیئے اور اثبات قدرت کا تعلق توحید سے بھی ہی آگے علم کا اثبات ہی کہ اسکو بھی وقوع جزا اور توحید دونون سے تعلق ہے چنانچہ ارشاد ہے کہ) یاد رکھو وہ لوگ دوہرا کیے دیتے ہین اپنے سینون کو (اور اوپر سے کپڑا لپیٹ لیتے ہین) تاکہ اپنی باتین خدا سے چھپا سکین (یعنی اسلام اور مسلمانون کے خلاف مین جو باتین کرتے ہین تو اس ہیئت سے کرتے ہین تاکہ کسیکو خبر نہ ہو جاوے اور جسکو اعتقاد ہوگا کہ خدا کو ضرور خبر ہوتی ہی اور آپ کا صاحب وحی ہونا دلائل سے ثابت ہی پس وہ اخفا کی یہ تدبیر کبھی نکریگا پس یہ تدبیر کرنا گویا بدلالت حال اللہ سے پوشیدہ رہنے کی کوشش کرنا ہے سو) یاد رکھو کہ وہ لوگ جسوقت (دوہرے ہوکر) اپنے کپڑے (اپنے اوپر) لپیٹتے ہین وہ اُسوقت بھی سب جانتا ہی جو کچھہ چپکے چپکے باتین کرتے ہین اور جو کچھہ وہ ظاہر باتین کرتے ہین (کیونکہ) بالیقین وہ (تو) دلون کے اندر کی باتین جانتا ہے (تو زبان سے کہی ہوئی تو کیون نہ جانے گا آگے توحید کے متعلق ترزیق کا بیان ہے جس سے مسئلہ علم کی بھی تائید ہوتی ہے چنانچہ ارشاد ہے) اور کوئی (رزق کھانے والا) جاندار روے زمین پر چلنے والا ایسا نہین کہ اُس کی روزی اللہ کے ذمے نہ ہو (اور رزق رسانی کے لیے علم کی ضرورت ہوتی ہے سو) وہ ہرایک کی زیادہ رہنے کی جگہہ کو اور چند روزہ رہنے کی جگہہ کو جانتا ہے (اور ہرایک کو وہان ہی رزق پہونچاتا ہے اور گو سب چیزین علم الٰہی مین تو ہین ہی مگر اس کے ساتھہ ہی) سب چیزین کتاب مبین (یعنی لوح محفوظ) مین (بھی منضبط ومندرج ہین) ہین (غرض واقعات ہر طرح محفوظ ہین آگے تخلیق کا مع اُس کی بعض حکمتون کے بیان ہے جس سے مسئلہ بعث کی بھی جوکہ آگے مذکور ہے تائید ہوتی ہے کیونکہ خلق ابتدائی دلیل ہے خلق مکرر پر قادر ہونے کی چنانچہ ارشاد ہے) اور وہ (اللہ) ایسا ہے کہ سب آسمان اور زمین کو

وَلَئِنْ قُلْتَ إِنَّكُمْ مَبْعُوثُونَ مِنْ بَعْدِ الْمَوْتِ لَيَقُولَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُبِينٌ ۝ وَلَئِنْ

اور اگر آپ کہتے ہیں کہ یقیناً تم لوگ مرنے کے بعد زندہ کیے جاؤگے تو جو لوگ کافر ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ تو نرا صاف جادو ہے اور اگر

أَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ إِلَىٰ أُمَّةٍ مَعْدُودَةٍ لَيَقُولُنَّ مَا يَحْبِسُهُ ۗ أَلَا يَوْمَ يَأْتِيهِمْ لَيْسَ مَصْرُوفًا

تھوڑے دنوں تک ہم ان سے عذاب کو ملتوی رکھتے ہیں تو کہنے لگتے ہیں کہ اس عذاب کو کون چیز روک رہی ہے یاد رکھو جس دن وہ ان پر آپڑیگا تو پھر کسی کے ٹالے

عَنْهُمْ وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۝

نہ ٹلیگا اور جسکے ساتھ یہ استہزاء کر رہے تھے وہ ان کو آگھیرے گا

ع ۸ / ۱

چھ دن (کی مقدار) میں پیدا کیا اُس وقت اُس کا عرش پانی پر تھا (کہ یہ دونوں چیزیں پہلے سے پیدا ہو چکی تھیں اور یہ پیدا کرنا اس لیے ہے) تاکہ تم کو آزماوے کہ (دیکھیں) تم میں اچھا عمل کرنے والا کون ہے (مطلب یہ کہ زمین و آسمان کو پیدا کیا تمہارے حوائج و منافع اُس میں پیدا کیے تاکہ تم اُن کو دیکھکر توحید پر استدلال کرو اور اُن سے منتفع ہوکر منعم کا شکر اور خدمت کہ عبارت ہے عمل صالح سے بجالاؤ سو بعض نے ایسا کیا بعض نے نہ کیا) **ف** استخفا کی تفسیر شاہ عبدالقادر صاحب سے نقل کی گئی ہے درمنثور میں مجاہد سے اس کی تفسیر من الله ان استطاعوا اور ابن زید سے یثنون کی تفسیر یستغشون کی تفسیر کان احدہم یحنی ظہرہ و یستغشی بثوبہ اس کی مؤید ہے اور بات کرنے کی قید منقول نظر سے نہیں گذری لیکن سیر دن اسکا قرینہ ہے جس کا مفعول دوسری آیت میں مصرح ہے۔ واسروا النجوی الذین ظلموا ہل ہذا الا بشر مثلکم الخ جسکا جواب قل ربی یعلم القول فی السماء والارض الخ کے وہاں ارشاد ہوا ہے۔ مستقر اور مستودع کی تفسیر مذکور جو کہ مشہور تر ہے گو سب دواب کو عام نہیں لیکن ذوات مستقر و مستودع کے ساتھ تعلق علم بدرجہ اولیٰ غیر ذوات مستقر و مستودع کے ساتھ تعلق علم پر دال ہے کیونکہ اُن کا وجود اظہر ہے اور ظاہر ہے کہ مستتر کا علم مظہر کے علم کو بالاولےٰ مستلزم ہے پس اس اعتبار سے تعلق علمی کا عموم مدلول کلام ہو گیا واللہ تعالےٰ اعلم اور دابہ میں مرزوق کی قید اس لئے لگائی کہ بعضے بے کھائے پئے مرجاتے ہیں پس اس قید کے بعد یہ شبہہ نہ رہا کہ ایسوں کو کہاں رزق پہونچتا ہے اور حسن عیشی سے مراد وہ ہے جس کو آتنا فی الدنیا حسنة اور لنحیینه حیوة طیبة میں ذکر فرمایا ہے اور یؤت کل ذی فضل کا ترتب ایمان پر اس وجہ سے ہے کہ بدون ایمان کے اعمال مقبول نہیں **ربط** اوپر سے متکلم میں ایمان لانے پر وعدہ ثواب کا اور وہاں تولوا میں ایمان نہ لانے پر وعید عذاب کی اور دونوں کا اجمالی بیان لیبلوکم میں مذکور تھا اور یہ سب بعد بعث کے ہوگا اس لیے آگے بعث کے متعلق مضمون ہے

ملحقات الترجمة ۱ قوله في وكان اسوقت اشارة الى كونه حالا ۱۲ ۲ قوله في ليقولن بطور انكار و استهزاء للدلالة قرينة يستهزءون عليه ۱۲

بحث بعث

وَلَئِنْ قُلْتَ إِنَّكُمْ مَبْعُوثُونَ مِنْ بَعْدِ الْمَوْتِ لَيَقُولَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُبِينٌ ۝ وَلَئِنْ أَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ إِلَىٰ أُمَّةٍ مَعْدُودَةٍ لَيَقُولُنَّ مَا يَحْبِسُهُ ۗ أَلَا يَوْمَ يَأْتِيهِمْ لَيْسَ مَصْرُوفًا عَنْهُمْ وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۝

اور اگر آپ (لوگوں سے) کہتے ہیں کہ یقیناً تم لوگ مرنے کے بعد (قیامت کے روز دوبارہ) زندہ کیے جاؤگے تو (اُن میں) جو لوگ کافر ہیں وہ (قرآن کی نسبت جس میں بعث کی خبر ہے) کہتے ہیں کہ یہ تو نرا صاف جادو ہے (جادو اس لئے کہتے ہیں کہ وہ باطل ہوتا ہے مگر مؤثر اسیطرح قرآن کو نعوذ باللہ باطل سمجھتے تھے لیکن اُس کے مضامین کا مؤثر ہونا بھی مشاہدہ کرتے تھے اس مجموعہ پر یہ حکم کیا نعوذ باللہ منہ مقصود اس سے بعث کا انکار تھا آگے اُن کے منشأ انکار کا جواب ارشاد ہے) اور اگر تھوڑے دنوں تک (مراد دنیوی زندگی ہے) ہم ان سے عذاب (موعود) کو ملتوی رکھتے ہیں (کہ اس میں حکمتیں ہیں) تو (بطور انکار و استہزاء کے) کہنے لگتے ہیں کہ (جب ہم تمہارے نزدیک مستحق عذاب ہیں تو) اس عذاب کو کون چیز روک رہی ہے

النحو قوله یوم یاتیهم منصوب بمصروفا ۱۲ **اللغات** قوله امة طائفة من الایام معدودة قلیلة لان ما یحصره العد قلیل ۱۲

وَلَئِنْ أَذَقْنَا الْإِنسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنَاهَا مِنْهُ إِنَّهُ لَيَئُوسٌ كَفُورٌ ۝ وَلَئِنْ أَذَقْنَاهُ نَعْمَاءَ بَعْدَ

اور اگر ہم انسان کو اپنی مہربانی کا مزہ چکھا کر اُس سے چھین لیتے ہین تو وہ نا امید و ناشکر ہو جاتا ہی اور اگر اسکو کسی تکلیف کے بعد جو کہ اسپر واقع ہوئی ہو

ضَرَّاءَ مَسَّتْهُ لَيَقُولَنَّ ذَهَبَ السَّيِّئَاتُ عَنِّي إِنَّهُ لَفَرِحٌ فَخُورٌ ۝ إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

کسی نعمت کا مزہ چکھا دین تو کہنے لگتا ہی کہ میرا سب دکھ درد رخصت ہوا وہ اترانے لگتا ہی شیخی بگھارنے لگتا ہی مگر جو لوگ مستقل مزاج ہین اور نیک کام کرتے ہین

أُولَٰئِكَ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ ۝

وہ ایسے نہین ہوتے ایسے لوگون کے لیے بڑی مغفرت اور بڑا اجر ہے۔

(یعنی اگر عذاب کوئی چیز ہوتی تو ابتک ہو چکتا جب نہین ہوا تو معلوم ہوا کہ کچھ بھی نہین حق تعالے جواب دیتے ہین کہ) یاد رکھو جس دن (وقت موعود پر) وہ (عذاب) ان پر آپڑیگا تو پھر کسی کے ٹالے نہ ٹلے گا اور جس (عذاب) کے ساتھ یہ استہزاء کر رہے تھے وہ ان کو آگھیریگا (مطلب یہ کہ باوجود استحقاق کے یہ تاخیر اس لئے ہے کہ بعض حکمتون سے اس کا وقت معین ہے پھر اُس وقت ساری کسر نکل جاویگی)
ربط اوپر تاخیر عذاب کی وجہ سے اُن کا انکار کر دینا عذاب اور وقت عذاب یعنی بعث سے مذکور تھا آگے اسکی تائید کے لیے انسان کا ایک خاصۂ اکثریہ مذکور ہے۔

بیان بعض خواص بشریہ در باب منن و محن

وَلَئِنْ أَذَقْنَا الْإِنسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنَاهَا مِنْهُ إِنَّهُ لَيَئُوسٌ كَفُورٌ ⑨ وَلَئِنْ أَذَقْنَاهُ نَعْمَاءَ بَعْدَ ضَرَّاءَ مَسَّتْهُ لَيَقُولَنَّ ذَهَبَ السَّيِّئَاتُ عَنِّي إِنَّهُ لَفَرِحٌ فَخُورٌ ⑩ إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ ⑪

اور اگر ہم انسان کو اپنی مہربانی کا مزہ چکھا کر اُس سے چھین لیتے ہین تو وہ نا امید اور ناشکر ہو جاتا ہی اور اگر اُس کو کسی تکلیف کے بعد جو کہ اُسپر واقع ہوئی ہو کسی نعمت کا مزہ چکھا دین تو (ایسا اتراتا ہے کہ) کہنے لگتا ہی کہ میرا سب دُکھ درد رخصت ہوا (اب کبھی نہ ہوگا پس) وہ اترانے لگتا ہے شیخی بگھارنے لگتا ہے مگر جو لوگ مستقل مزاج ہین اور نیک کام کرتے ہین (مراد اس سے مومنین ہین کہ اُن مین کم و بیش یہ خصال ہوتی ہین سو) وہ ایسے نہین ہوتے (بلکہ زوال نعمت کے وقت صبر سے کام لیتے ہین اور عطائے نعمت کے وقت شکر و طاعت کہ حاصل ہی اعمال صالحہ کا بجالاتے ہین پس) ایسے لوگون کے لئے بڑی مغفرت اور بڑا اجر ہے (خلاصہ یہ کہ بجز مومنین کے اکثر آدمی ایسے ہی ہین کہ ذراسی دیر مین نظر ہو جاوین ذرا ہی مین نا امید ہو جاوین اس لیے یہ لوگ تاخیر عذاب کے سبب بیخوف اور منکر ہو گئے) **ف** اور جب مضرت واقعہ کے زوال کے بعد اُس کے وقوع ثانیا کا احتمال بھول جاتے ہین تو قیامت کی مضرت تو ابھی واقع بھی نہین ہوئی اُس کا انکار کیا عجب ہے اسیطرح نعمت واقعہ کے زوال کے بعد اُس کے وقوع ثانیا کا احتمال اس کو نہین رہتا جس سے یاس ہو جاتا ہی اور ظاہرا اس مقام کا مقصود صرف ولئن اذقناہ نعماء الخ سے حاصل ہے لیکن غالبا اُس کی منشا کی تاکید کے لیے دوسرا جملہ ولئن اذقنا الانسان الخ لایا گیا ہی کہ وہ منشا دونون مین مشترک ہی یعنی واقع فی الحال کے عدم زوال کا جزم اور واقع فی المآل کا عدم احتمال واللہ اعلم اور اس آیت کے متعلق کچھ ضروری مضمون سورہ یونس کے رکوع دوم کی آیت دوم مین لکھا گیا ہے **ربط** شروع سورت مین رسالت اور توحید کا بیان تھا آگے بھی رسالت کے متعلق اس ترتیب سے بحث ہی کہ اول اُن کے استہزاء مذکور کی وجہ سے آپ کے ضیق قلب پر تسلی پھر ابطال رسالت یعنی قرآن پر اُن لوگون کے شبہہ کا جواب پھر حقیت قرآن کی تصریح اور اس بحث رسالت کے ساتھ توحید کا بیان ہے جو کہ اعظم مقاصد رسالت سے ہی

البلاغۃ خصص بالذکر حکم زوال النعمۃ بعد النعمۃ وزوال المضرۃ بعد المضرۃ ولم یذکر حکم المضرۃ ابتداءً افادۃ للمبالغۃ کما قررنہ فی ف لے یدل المذکور علی غیر المذکور بالاولی ۱۲

فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ بَعْضَ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ وَضَائِقٌ بِهِ صَدْرُكَ أَن يَقُولُوا لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْهِ كَنزٌ أَوْ

سو شاید آپ اُن احکام میں سے جو کہ آپ کے پاس وحی کے ذریعہ سے بھیجے جاتے ہیں بعض کو چھوڑ دینا چاہتے ہیں اور آپ کا دل اس بات سے تنگ ہوتا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اُن پر کوئی خزانہ کیوں نہیں نازل ہوا

جَاءَ مَعَهُ مَلَكٌ ۚ إِنَّمَا أَنتَ نَذِيرٌ ۚ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ ۝ أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ۖ قُلْ فَأْتُوا بِعَشْرِ

یا اُن کے ہمراہ کوئی فرشتہ کیوں نہیں آیا آپ تو صرف ڈرانیوالے ہیں اور پورا اختیار رکھنے والا ہر شئے پر اللہ ہی ہے کیا یوں کہتے ہیں کہ آپ نے اسکو خود بنا لیا ہے آپ فرما دیجیے کہ تو تم بھی اس جیسی دس

سُوَرٍ مِّثْلِهِ مُفْتَرَيَاتٍ وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝ فَإِلَّمْ يَسْتَجِيبُوا

سورتیں بنائی ہوئی لے آؤ اور جن جن غیر اللہ کو بلا سکو بلا لو اگر تم سچے ہو پھر یہ کفار اگر تم لوگوں کا کہنا نہ کر سکیں

لَكُمْ فَاعْلَمُوا أَنَّمَا أُنزِلَ بِعِلْمِ اللَّهِ وَأَن لَّا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ فَهَلْ أَنتُم مُّسْلِمُونَ ۝

تو تم یقین کر لو کہ یہ قرآن اللہ ہی کے علم سے اُترا ہے اور یہ کہ اللہ کے سوا کوئی اور معبود نہیں تو پھر اب بھی مسلمان ہوتے ہو

بحث رسالت و بیان توحید

فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ بَعْضَ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ وَضَائِقٌ بِهِ صَدْرُكَ أَن يَقُولُوا لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْهِ كَنزٌ أَوْ جَاءَ مَعَهُ مَلَكٌ ۚ إِنَّمَا أَنتَ نَذِيرٌ ۚ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ ⑫ أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ۖ قُلْ فَأْتُوا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهِ مُفْتَرَيَاتٍ وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ⑬ فَإِلَّمْ يَسْتَجِيبُوا لَكُمْ فَاعْلَمُوا أَنَّمَا أُنزِلَ بِعِلْمِ اللَّهِ وَأَن لَّا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ فَهَلْ أَنتُم مُّسْلِمُونَ ⑭ (یہ لوگ جو انکار و استہزاء سے پیش آتے ہیں) سو شاید آپ (تنگ ہو کر) اُن احکام میں سے جو کہ آپ کے پاس وحی کے ذریعہ سے بھیجے جاتے ہیں بعض کو (کہ وہ تبلیغ ہے) چھوڑ دینا چاہتے ہیں (یعنی کیا ایسا ممکن ہے کہ آپ تبلیغ ترک کر دیں سو ظاہر ہے کہ ایسا ارادہ تو آپ کر نہیں سکتے پھر تنگ ہونے سے کیا فائدہ) اور آپ کا دل اس بات سے تنگ ہوتا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ (اگر یہ نبی ہیں تو) اُن پر کوئی خزانہ کیوں نہیں نازل ہوا یا اُن کے ہمراہ کوئی فرشتہ (جو ہم سے بھی بولتا چالتا) کیوں نہیں آیا (یعنی ایسے خوارق کیوں نہیں دے گئے سو ایسی باتوں سے آپ تنگ نہ ہوجیے کیونکہ) آپ تو (ان کفار کے اعتبار سے) صرف ڈرانیوالے ہیں (یعنی پیغمبر ہیں جسکے لیے مطلق خارق کی ضرورت ہے نہ کہ خارق خاص کی) اور پورا اختیار رکھنے والا ہر شئے پر (تو) اللہ ہی ہے (آپ نہیں ہیں جب یہ بات ہے تو اُن خوارق کا ظاہر کرنا آپ کے اختیار سے باہر ہے پھر اُس کی فکر اور اُس فکر سے تنگی کیوں ہو اور چونکہ پیغمبر کے لیے مطلق خارق کی ضرورت ہے اور آپ کا بڑا خارق قرآن ہے تو اس کو نہ ماننے کی کیا وجہ) کیا (اُس کی نسبت) یوں کہتے ہیں کہ (نعوذ باللہ) آپ نے اس کو (اپنی طرف سے) خود بنا لیا ہے آپ (جواب میں) فرما دیجیے کہ (اگر یہ میرا بنایا ہوا ہے) تو (اچھا) تم بھی اس جیسی دس سورتیں (جو تمہاری) بنائی ہوئی (ہوں) لے آؤ اور (اپنی مدد کے لیے) جن جن غیر اللہ کو بلا سکو بلا لو اگر تم سچے ہو پھر یہ کفار اگر تم لوگوں کا (یعنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین کا یہ) کہنا (کہ اس کی مثل بنا لاؤ) نہ کر سکیں تو تم (اُن سے کہدو کہ اب تو) یقین کر لو کہ یہ قرآن اللہ ہی کے علم (اور قدرت) سے اُترا ہے (اس میں اور کسی کے نہ علم کا دخل ہے اور نہ قدرت کا) اور یہ (بھی یقین کر لو) کہ اللہ کے سوا کوئی اور معبود نہیں (کیونکہ معبود صفات اُلوہیت میں کامل ہوتا ہے پھر اگر اور کوئی ہوتا تو اُس کو قدرت بھی پوری ہوتی اور اُس قدرت سے وہ تم لوگوں کی مدد کرتا کہ تم اسکا مثل لے آتے کیونکہ موقع تحقیق دین کا اس کو مقتضی تھا پس عجز عن الاتیان بالمثل سے رسالت اور توحید دونوں ثابت ہوگئیں جب دونوں ثابت ہوگئیں) تو پھر اب بھی مسلمان ہوتے ہو (یا نہیں) **ف** سورہ یونس اور بقرہ میں اس سورۃ مسئلہ ہے

البلاغۃ تو ر مثلہ نعت لسورۃ وکان الظاہر مطابقتہ لہا فی الجمع لکنہ افرد باعتبار مماثلۃ کل واحدۃ منہا اذ ہو المقصود لا مماثلۃ المجموع کذا فی الروح ۱۲

[illegible] ۵۸ قولہ [illegible] ... في القدرة ... الا ... علیہ ... فی ... بان ظاہرہ ... والمجرور ... نفی ... والکلام مقدر ا ۱۲

ملحقات الترجمہ

۵۱ قولہ فی لعلک شاید الی قولہ کیا ایسا ممکن ہے اشارۃ الی ان الترجی مستعمل للتبعید والاستفہام مجاز نظرا الی دلالۃ ظاہر الحال فان ظاہر التضییق مما یدل علی ذلک وباطن الامر منع عن ذلک فافاد التبعید ۱۲ ۵۲ قولہ فی بعض بعض سے تبلیغ اخذتہ من الدر المنثور عن ابن جریج فی تفسیر البعض ان تفعل فیہ ما امر وتدعو الیہ کما ارسلت ۱۲ ۵۳ قولہ فی ضائق اور آپ کا اشارۃ الی عطفہ علی الترجی لا علی المترجی لان الضیق واقع لا متوقع ۱۲ ۵۴ قولہ فی بہ اس بات سے الی کروہ اشارۃ الی کون ان یقولوا بدلا من الضمیر المجرور لفظہ المجرور سببہم تشبیہ بذلک قولہ تعالی یضیق صدرک بما یقولون وہو ارجح عندی علی عود الضمیر الی البعض او ما یوحی واشارۃ الی کون ان یقولوا سببا للضیق لوقوع التنزل ۱۲ ۵۵ قولہ فی نذیر کفار کے اعتبار سے فلا ینافی کونہ بشیرا ۱۲ ۵۶ قولہ فی فان لم یستجیبوا کہنا الی قولہ مومنین کا تائیدہ بقولہ تعالی فان لم یستجیبوا لک اما معنی قولہ فاعلموا ابتقدیر القول عندی ای فان لم یستجیبوا لکم فقولوا لہم اعلموا والقرینۃ علیہ فہل انتم مسلمون لانہ خطاب بشان الکفار فی آخر قولہ نیا بہ ابلغیۃ بیہ من المذاہب ۱۲ ۵۷ قولہ فی بعلم اللہ اور قدرت لدلالۃ المقام علیہ انما حصر العلم بالذکر لان نفی العلم من غیر اللہ مدلول علیہ بالحصر

مَنۡ کَانَ یُرِیۡدُ الۡحَیٰوۃَ الدُّنۡیَا وَ زِیۡنَتَہَا نُوَفِّ اِلَیۡہِمۡ اَعۡمَالَہُمۡ فِیۡہَا وَ ہُمۡ فِیۡہَا لَا یُبۡخَسُوۡنَ ۝ اُولٰٓئِکَ

جو شخص محض حیات دنیوی اور اسکی رونق چاہتا ہے تو ہم اُن لوگوں کے اعمال اُن کو دنیا ہی میں پورے طور سے بھگتا دیتے ہیں اور اُنکے لیے دنیا میں کچھ کمی نہیں ہوتی　یہ ایسے

الَّذِیۡنَ لَیۡسَ لَہُمۡ فِی الۡاٰخِرَۃِ اِلَّا النَّارُ ۫ۖ وَ حَبِطَ مَا صَنَعُوۡا فِیۡہَا وَ بٰطِلٌ مَّا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ۝

لوگ ہیں کہ اِن کے لیے آخرت میں بجز دوزخ کے اور کچھ نہیں اور انہوں نے جو کچھ کیا تھا وہ آخرت میں سب ناکارہ ہوگا اور جو کچھ کر رہے ہیں وہ بے اثر ہے

سو سورہ بقرہ تو مدنی ہے اس سے عاجز ہونے کے بعد ایک سورت سے معارضہ مناسب ہی اور سورہ یونس اگر مدنی ہے جیسا اتقان میں ایک قول نقل کیا ہی تو اس کی بھی یہی توجیہ ہی اور اگر مکی ہو اور ہود سے مقدم ہے جیسا اتقان میں یہ قول بھی ہے تو میرے نزدیک اس کی توجیہ یہ ہے کہ اعجاز فی نفسہ کے اعتبار سے تو ایک سورت سے معارضہ کیا گیا اور اُن کے دعوی قدرت کے اعتبار سے کہ اُن کا قول تھا لو نشاء لقلنا مثل ہذا دس سورتوں کا معارضہ کیا گیا واللہ اعلم **ربط** اوپر بعض آیات میں ان منکرین توحید و رسالت و قرآن و بعث کو عذاب کی وعید سنائی گئی ہے اسپر وہ کہہ سکتے تھے کہ ہم تو بڑے بڑے نیک کام کرتے ہیں جیسے مہمانداری غریب پروری صلہ رحم وغیرہا تو اگر قیامت کوئی چیز ہے تو ہم کو تو ثواب ہوگا نہ کہ عذاب جیسا اس قول میں بھی ولئن رجعت الی ربی ان لی عندہ للحسنی اسلئے آگے ان زعم کا ابطال ہے

ابطال زعم کفار استحقاق ثواب را بر اعمال خود

مَنۡ کَانَ یُرِیۡدُ الۡحَیٰوۃَ الدُّنۡیَا وَ زِیۡنَتَہَا نُوَفِّ اِلَیۡہِمۡ اَعۡمَالَہُمۡ فِیۡہَا وَ ہُمۡ فِیۡہَا لَا یُبۡخَسُوۡنَ ﴿۱۵﴾ اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ لَیۡسَ لَہُمۡ فِی الۡاٰخِرَۃِ اِلَّا النَّارُ ۫ۖ وَ حَبِطَ مَا صَنَعُوۡا فِیۡہَا وَ بٰطِلٌ مَّا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۶﴾

جو شخص (اپنے اعمال خیر سے) محض حیات دنیوی (کی منفعت) اور اُس کی رونق (کا حاصل کرنا) چاہتا ہے (جیسے شہرت و نیکنامی و جاہ اور ثواب آخرت حاصل کرنے کی اُس کی نیت نہ ہو) تو ہم اُن لوگوں کے (اُن) اعمال (کی جزا) اُن کو دنیا ہی میں پورے طور سے بھگتا دیتے ہیں اور اُن کے لیے دنیا میں کچھ کمی نہیں ہوتی (یعنی دنیا ہی میں اُن اعمال کی عوض اُن کو نیکنامی اور صحت و فراغ عیش و کثرت اموال و اولاد عنایت کر دیا جاتا ہے جبکہ اِن کے اعمال کا اثر اِن کے اضداد پر غالب ہو اور اگر اضداد غالب ہوں تو پھر یہ اثر نہیں مرتب ہوتا یہ تو دنیا میں ہوا رہا آخرت میں سو) یہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے لیے آخرت میں بجز دوزخ کے اور کچھ (ثواب وغیرہ) نہیں اور انہوں نے جو کچھ کیا تھا وہ آخرت میں سب (کا سب) ناکارہ (ثابت) ہوگا اور (واقع میں تو) جو کچھ کر رہے ہیں وہ (اب بھی) بے اثر ہے (بوجہ فساد نیت کے مگر صورت ظاہری کے اعتبار سے ثابت سمجھا جاتا ہو آخرت میں یہ ثبوت بھی زائل ہو جاویگا)

ف اس آیت کا یہ مطلب نہیں کہ کفار کی نیت بجز دنیا کے کچھ نہیں ہوتی بلکہ اُنہیں جوابسے ہوتے ہیں کہ اُنکی نیت بجز دنیا کے کچھ نہو اس آیت میں اُن کا بیان ہی جیسا بعض اوقات بعض مسلمانوں کی نیت بھی صرف دنیا ہی کے لیے ہوتی ہی اسیواسطے بعض مفسرین نے آیت کو عام کہا ہی مگر اولی یہ ہے کہ کفار کے ساتھ خاص کہا جاوے بقرینہ لیس لہم فی الآخرۃ الا النار کے گو اس میں یہ تاویل ممکن ہی لیس لہم علی ہذہ الاعمال الا النار لیکن تاویل بعید ہی و نیز احتمال عفو موجود ہے اور مومنین میں جو ریاکار ہیں اُن کے لیے اور احادیث آئی ہیں اسیطرح جن کفار کی نیت تحصیل ثواب آخرت کی ہوتی ہے اُن کا حکم دوسرے مقام سے مستفاد ہوتا ہے جسمیں ایمان کا شرط ہونا قبول اعمال کے لیے ثابت ہی اور آیت میں ظاہرا دو حکم مذکور ہیں ایک یہ کہ دنیا میں ضرور جزا ملجاتی ہی دوسرا یہ کہ آخرت میں کچھ نفع نہیں اول پر اشکال موہوم ہوتی

البلاغۃ قولہ فیہا مکررا فائدتہ افادتہ من اول الامر ان عدم البخس لیس الا فی الدنیا فلو لم یذکر توہم انہ مطلق ویجوز ان یکون للتاکید کذا فی الروح قولہ فی الآیۃ الاولی قولہ نُوَفِّ وَلَا یُبۡخَسُوۡنَ وقولہ فی الثانیۃ قولہ حبط و باطل قد ذکر

الفرق بین المتعاطفین فی الثانیۃ فی تقریر الترجمۃ واما بین المتعاطفین فی الاولی فظاہران احدہما فیہ اثبات امر و فی الآخر نفی ضدہ ۱۲

أَفَمَن كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ وَيَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِن قَبْلِهِ كِتَابُ مُوسَىٰ إِمَامًا وَرَحْمَةً ۚ أُولَٰئِكَ

کیا منکر قرآن ایسے شخص کی برابری کرسکتا ہے جو قرآن پر قائم ہو جو کہ اس کے رب کی طرف سے آیا ہے اور اس کے ساتھ ایک گواہ تو اسی میں موجود ہے اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب ہے جو کہ امام ہے اور رحمت ہے یہ لوگ

يُؤْمِنُونَ بِهِ ۚ وَمَن يَكْفُرْ بِهِ مِنَ الْأَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهُ ۚ فَلَا تَكُ فِي مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۚ إِنَّهُ الْحَقُّ مِن

اس قرآن پر ایمان رکھتے ہیں اور جو شخص دوسرے فرقوں میں سے اس قرآن کا انکار کریگا تو دوزخ اس کے وعدہ کی جگہ ہے سو تم قرآن کی طرف سے شک میں مت پڑنا بلاشک وشبہ وہ سچی کتاب ہے

رَّبِّكَ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ ۝

تمہارے رب کے پاس سے لیکن بہت سے آدمی ایمان نہیں لاتے

کہ بعض اوقات دنیا میں بھی کچھ نہیں ملتا دوسرے پر یہ شبہہ ہوتا ہے کہ بعض روایات سے آخرت میں تخفیف عذاب مفہوم ہوتی ہے جیسا ابوطالب کے واسطے آیا ہے اشکال اول کا جواب تقریر ترجمہ سے معلوم ہوگیا کہ اعمال نیک واعمال بد کی خصوصیت کے آثار مختلف ہیں دونوں کے مجموعہ کے اعتبار سے جو غالب ہوگا اسی کا اثر مرتب ہوگا اور یہ خصوصیات ہمارے علم میں منضبط نہیں مخصوص بعلم الٰہی ہیں دوسرے شبہہ کا جواب میرے نزدیک یہ ہے کہ وہ تخفیف ابتدا ہی سے ہوگی یعنی بعض کو پہلے ہی سے ہلکا شروع ہوگا لیکن جس درجہ کا عذاب شروع ہوجاویگا پھر کم نہو گا بلکہ زدناہم عذابا فوق العذاب سے بظاہر تزاید معلوم ہوتا ہے گو خفیف مع الزائد غیر خفیف مع الزائد سے خفیف رہیگا اور اس اعتبار سے ابوطالب کا عذاب دائما سب سے اہون رہیگا واللہ اعلم **ربط** اوپر آیات میں کفار کا قرآن کی تکذیب کرنا مذکور تھا آگے مومنین کا اسکی تصدیق کرنا مع وجہ استدلال کے اسکے حق ہونے پر مذکور ہے اور مومنین کے مقابلہ میں منکرین کی وعید بھی کردیا گیا ہے

تصدیق مومنین مر قرآن ثابت بالدلیل را و وعید مکذبین

أَفَمَن كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ وَيَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِن قَبْلِهِ كِتَابُ مُوسَىٰ إِمَامًا وَرَحْمَةً ۚ أُولَٰئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهِ ۚ وَمَن يَكْفُرْ بِهِ مِنَ الْأَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهُ ۚ فَلَا تَكُ فِي مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۚ إِنَّهُ الْحَقُّ مِن رَّبِّكَ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿۱۷﴾ کیا منکر قرآن ایسے شخص کی برابری کرسکتا ہے جو قرآن پر قائم ہو جو کہ اس کے رب کی طرف سے آیا ہے اور اس (قرآن) کے ساتھ ایک گواہ تو اسی میں موجود ہے (یعنی اس کا معجز ہونا جو کہ دلیل عقلی ہے) اور (ایک) اس سے پہلے (یعنی) موسیٰ (علیہ السلام) کی کتاب (یعنی توریت اس کے ساتھ شہادت کے لیے موجود) ہے جو کہ (احکام بتلانے کے اعتبار سے) امام ہے اور (ان احکام پر جو ثمرہ وثواب ملیگا اس کے اعتبار سے وہ کتاب سبب) رحمت ہے (اور یہ دلیل نقلی ہے غرض قرآن کے صدق وصحت کے لئے دونوں دلیلیں موجود ہیں پس ان ہی دلائل کے سبب سے) ایسے لوگ (جن کا ذکر ہوا کہ وہ صاحب بینہ ہیں) اس قرآن پر ایمان رکھتے ہیں اور (کافر کا حال یہ ہے کہ) جو شخص دوسرے فرقوں میں سے اس قرآن کا انکار کرے گا تو دوزخ اس کے وعدہ کی جگہ ہے (پھر منکر قرآن مصدق قرآن کی برابر کب ہوا سو اے مخاطب) تم قرآن کی طرف سے شک میں مت پڑنا بلاشک وشبہہ وہ سچی کتاب ہے تمہارے رب کے پاس سے (آئی ہے) لیکن (باوجود ان دلائل کے غضب ہے کہ) بہت سے آدمی ایمان نہیں لاتے **ربط** اوپر کی آیت سے مصدقین ومنکرین کی عدم مساوات حالت میں مفہوم ہے آگے دونوں کا غیر مساوی جزا میں ہونا مع ایک مثال کے مذکور ہے۔

النحو قوله افمن كان الفاء للتعقيب الذكري او ترتيب عدم المماثلة على مابين من الحالين فيما قبل ومن كان مبتدأ محذوف خبره اى كمن ليس كذلك والتارك البينة للمبالغة او النقل وباعتبار ذلك ذكر الضمير الراجع اليه فى يتلوه ومن ربه صفة له ويعطف على الصفة و يتلوه ويعطف على شاهد قوله من قبله كتاب موسى ومن فى من الاحزاب بيانية

والمراد بالاحزاب الكفار ۱۲

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ۚ أُولَٰئِكَ يُعْرَضُونَ عَلَىٰ رَبِّهِمْ وَيَقُولُ الْأَشْهَادُ هَٰؤُلَاءِ الَّذِينَ

اور ایسے شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے — ایسے لوگ اپنے رب کے سامنے پیش کیے جاوینگے — اور گواہ فرشتے یون کہینگے کہ یہ وہ لوگ ہین کہ

كَذَبُوا عَلَىٰ رَبِّهِمْ ۚ أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ ۝ الَّذِينَ يَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَيَبْغُونَهَا عِوَجًا

جنھون نے اپنے رب کی نسبت جھوٹی باتین لگائی تھین — سب سن لو کہ ایسے ظالمون پر خدا کی لعنت ہے — جو کہ دوسرون کو بھی خدا کی راہ سے روکتے تھے — اور اُس مین کجی نکالنے کی تلاش مین رہا کرتے تھے

وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ ۝ أُولَٰئِكَ لَمْ يَكُونُوا مُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ

اور وہ آخرت کے بھی منکر تھے — یہ لوگ زمین پر خدا تعالی کو عاجز نہین کر سکتے تھے — اور نہ اُن کا خدا کے سوا کوئی

أَوْلِيَاءَ ۘ يُضَاعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ ۚ مَا كَانُوا يَسْتَطِيعُونَ السَّمْعَ وَمَا كَانُوا يُبْصِرُونَ ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ

مددگار ہوا — ایسون کو دوگنی سزا ہوگی — یہ لوگ سُن نہ سکتے تھے — اور نہ دیکھتے تھے — یہ وہ لوگ ہین

خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۝ لَا جَرَمَ أَنَّهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمُ الْأَخْسَرُونَ ۝ إِنَّ

جو اپنے آپ کو برباد کر بیٹھے — اور جو معبود اُنھون نے تراش رکھے تھے اُن سے سب غائب ہوگئے — لازمی بات ہے کہ آخرت مین سب سے زیادہ خسارہ مین یہی لوگ ہونگے — بیشک

الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَأَخْبَتُوا إِلَىٰ رَبِّهِمْ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ مَثَلُ

جو لوگ ایمان لائے اور اُنھون نے اچھے اچھے کام کیے اور اپنے رب کی طرف جھکے — ایسے لوگ اہل جنت ہین — وہ اُس مین ہمیشہ رہا کرینگے — دونون

الْفَرِيقَيْنِ كَالْأَعْمَىٰ وَالْأَصَمِّ وَالْبَصِيرِ وَالسَّمِيعِ ۚ هَلْ يَسْتَوِيَانِ مَثَلًا ۚ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ۝

فریق کی حالت ایسی ہے جیسے ایک شخص ہو اندھا بھی اور بہرا بھی اور ایک شخص ہو کہ دیکھتا بھی ہو اور سنتا بھی ہو کیا یہ دونون شخص حالت مین برابر ہین کیا تم سمجھتے نہین

تفصیل انجام مکذبین ومصدقین

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ۚ أُولَٰئِكَ يُعْرَضُونَ عَلَىٰ رَبِّهِمْ وَيَقُولُ الْأَشْهَادُ هَٰؤُلَاءِ الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَىٰ رَبِّهِمْ ۚ أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ ﴿١٨﴾ الَّذِينَ يَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَيَبْغُونَهَا عِوَجًا وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ ﴿١٩﴾ أُولَٰئِكَ لَمْ يَكُونُوا مُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ أَوْلِيَاءَ ۘ يُضَاعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ ۚ مَا كَانُوا يَسْتَطِيعُونَ السَّمْعَ وَمَا كَانُوا يُبْصِرُونَ ﴿٢٠﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿٢١﴾ لَا جَرَمَ أَنَّهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمُ الْأَخْسَرُونَ ﴿٢٢﴾ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَأَخْبَتُوا إِلَىٰ رَبِّهِمْ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٢٣﴾ مَثَلُ الْفَرِيقَيْنِ كَالْأَعْمَىٰ وَالْأَصَمِّ وَالْبَصِيرِ وَالسَّمِيعِ ۚ هَلْ يَسْتَوِيَانِ مَثَلًا ۚ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿٢٤﴾

اور ایسے شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے (کہ اُس کی توحید کا اُس کے رسول کی رسالت کا اُس کے کلام کے کلام ہونے کا انکار کرے) ایسے لوگ (قیامت کے روز) اپنے رب کے سامنے (مفتری ہونے کی حیثیت سے) پیش کیے جاوینگے اور (ان کے اعمال کے) گواہ فرشتے (علی الاعلان) یون کہینگے کہ یہ وہ لوگ ہین کہ جنھون نے اپنے رب کی نسبت جھوٹی باتین لگائی تھین سب سن لو کہ ایسے ظالمون پر خدا کی (زیادہ) لعنت ہے جو کہ (اپنے کفر وظلم کے ساتھ) دوسرون کو بھی خدا کی راہ (یعنی دین) سے روکتے تھے اور اُس (راہ دین) مین کجی (اور شبہات) نکالنے کی تلاش (اور فکر) مین رہا کرتے تھے (تاکہ دوسرون کو گمراہ کرین) اور وہ آخرت کے بھی منکر تھے (پس...)

البلاغة قوله وهم بالآخرة هم كافرون كرر هم للتاكيد قوله ما كانوا يستطيعون هو نظير قول القائل العاشق لا يستطيع ان يسمع كلام العاذل

ملحقات الترجمة

ل۱ قوله في يعرضون ... [illegible]

ل۲ قوله يقول الاشهاد على الاعلان ... [illegible]

ل۳ قوله في لعنة الله زيادة ... [illegible]

ل۴ قوله في هم كفرون ... [illegible]

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖۤ اِنِّیْ لَكُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ۟ۙ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ اَلِیْمٍ ۟

اور ہم نے نوح کو اُن کی قوم کے پاس رسول بنا کر بھیجا کہ تم اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت مت کرو میں تم کو صاف صاف ڈراتا ہوں میں تمہارے حق میں ایک بڑی تکلیف دینے والے دن کے عذاب کا اندیشہ کرتا ہوں

فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِیْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِیَ الرَّاْیِ

سو اُن کی قوم میں جو کافر سردار تھے وہ کہنے لگے کہ ہم تو تم کو اپنا ہی جیسا آدمی دیکھتے ہیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ تمہارا اتباع انہیں لوگوں نے کیا ہے جو ہم میں بالکل رذیل ہیں وہ بھی محض سرسری رائے سے

اعلان کا مضمون تھا آگے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ، یہ لوگ (تمام) زمین (کے تختہ) پر (بھی) خدا تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتے تھے (کہ کہیں جا چھپتے اور خدا تعالیٰ کے ہاتھ نہ آتے)، اور نہ اُن کا خدا کے سوا کوئی مددگار ہوا (کہ بعد گرفتاری کے چھڑا لیتا) ایسوں کو (اوروں سے) دونی سزا ہوگی (ایک اپنے کافر ہونے کی ایک دوسروں کو کافر بنانے کی کوشش کرنے کی)، یہ لوگ (مارے نفرت کے احکام الٰہی کو) سُن نہ سکتے تھے اور نہ (غایت عناد سے راہ حق کو) دیکھتے تھے یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے آپ کو برباد کر بیٹھے اور جو معبود انہوں نے تراش رکھے تھے (آج) اُن سے سب غائب (اور گم) ہو گئے (کوئی بھی تو کام نہ آیا پس) لازمی بات ہے کہ آخرت میں سب سے زیادہ خسارہ میں یہی لوگ ہوں گے (یہ تو انجام ہوگا کافروں کا آگے مسلمانوں کا انجام مذکور ہے کہ)، بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے اچھے کام کیے اور (دل سے) اپنے رب کی طرف جھکے (یعنی انقیاد اور خشوع دل میں پیدا کیا) ایسے لوگ اہل جنت ہیں (اور) وہ اس میں ہمیشہ رہا کریں گے (یہ دونوں کے انجام کا تفاوت بیان ہوگیا آگے تفاوت حال کی مثال ہے جس پر تفاوت فی المآل مرتب ہے پس ارشاد ہے کہ) دونوں فریق (مذکورین یعنی مومن و کافر) کی حالت ایسی ہے جیسے ایک شخص ہو اندھا بھی اور بہرا بھی (جو نہ عبارت کو سنے نہ اشارہ کو دیکھے تو اُس کے سمجھنے کی عادۃً کوئی صورت ہی نہیں) اور ایک شخص ہو کہ دیکھتا بھی ہو اور سنتا بھی ہو (اُس کو سمجھنا بہت آسان) کیا یہ دونوں شخص حالت میں برابر ہیں (ہرگز نہیں یہی حالت کافر اور مسلمان کی ہے کہ وہ ہدایت سے بہت دور ہے اور یہ ہدایت کے ساتھ موصوف ہے) کیا تم (اس تفاوت کو) سمجھتے نہیں (یعنی اس میں تردد ہونے کی گنجائش ہی نہیں بہت بدیہی ہے) **ف** یضاعف کے ترجمہ میں جو یہ قید ظاہر کردی گئی کہ اوروں سے اس سے یہ شبہ دفع ہوگیا کہ قرآن میں یہ آیا ہے من جاء بالسیئۃ فلا یجزی الا مثلہا وجہ دفع ظاہر ہے کہ مماثلت تو عمل کے ساتھ ہے اور مضاعفت اوروں کے اعتبار سے ہے بوجہ مضاعفت عمل کے اور اگر یصدون کو صدود بمعنے الاعراض سے لیا جاوے جس میں دوسروں کو گمراہ کرنا ماخوذ و معتبر نہیں تو مضاعفت بوجہ تعدد عمل کے نہیں بلکہ بوجہ شدت عمل صدود کے ہے کہ وہ شدت خود مقتضی ازدیاد عذاب کو ہے اس اعتبار سے مماثلت محفوظ ہے خوب سمجھ لو اور آمنوا وعملوا الصلحت واخبتوا میں اشارہ ہوگیا تمام عقائد و اعمال و کیفیات نفسانیہ کی طرف **ربط** اور یہاں تک جو مضامین مذکور ہو چکے ہیں توحید و رسالت و وقوع وعید فلاح مومنین و خسران کفار ان سب کی تقریر و تائید کے لیے آگے چند قصص مذکور ہوتے ہیں

قصہ حضرت نوح علیہ السلام با قوم او

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖۤ اِنِّیْ لَكُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ۟ۙ (۲۵) اَنْ لَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ اَلِیْمٍ (۲۶)
فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِیْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِیَ الرَّاْیِ

ملحقات الترجمۃ

ل قولہ فی الارض تمۃ اشارۃ الی فائدۃ الزیادۃ لما فی الا وح لم یکونوا معجزین فی الارض مع سعتہا وان ہربوا منہا کل مہرب ۱۲

ل قولہ فی خسروا برباد اشارۃ الی ان فوتہم سعادۃ الانفس کفوتہم انفسہم فان الخسارۃ فی الشئ لاضاعۃ الشئ ۱۲

ل قولہ قبل قولہ العمی والاصم تفاوت مجمع بہذا الاقتضاء کلا الشیئین ۱۲

ل قولہ فی الاعمی والاصم یعنی اشارۃ الی ان المجموع احد طرفی التشبیہ ۱۲

اللغات قولہ بادی الرای فیہ قراءتان بہمز اللام وتا نیہما فالاول من البدء ای الابتداء والثانی من البدو ای الظہور ۱۲

النحو قولہ بادی الرای ظرف لاتبعک استشکل بان ما قبل الا لا یعمل فیما بعدہا الا اذا کان مستثنی منہ او مستثنی او تابعا للمستثنی منہ وبادی الرای لیس واحدا من ہذہ الثلاثۃ واجیب بانہ یغتفر ذلک فی الظرف ۱۲

البلاغۃ الالیم الموتم فیہ اسناد مجازی ۔

وَمَا نَرٰى لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍۢ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِيْنَ ۝ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَاٰتٰىنِيْ

اور ہم تم لوگوں میں کوئی بات اپنے سے زیادہ بھی نہیں پاتے بلکہ ہم تم کو جھوٹا سمجھتے ہیں نوح نے فرمایا کہ اے میری قوم بھلا یہ تو بتلاؤ کہ اگر میں اپنے رب کی جانب سے دلیل پر ہوں اور اس نے مجھکو

رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ ؕ اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَاَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ ۝ وَيٰقَوْمِ لَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا ؕ

اپنے پاس سے رحمت عطا فرمائی ہو پھر وہ تمکو نہ سوجھتی ہو تو کیا ہم اس کو تمہارے گلے مڑھدیں اور تم اس سے نفرت کیے چلے جاؤ اور اے میری قوم میں تم سے اس پر کچھ مال نہیں مانگتا

اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَمَاۤ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَلٰكِنِّيْۤ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ۝ وَيٰقَوْمِ

میرا معاوضہ تو صرف اللہ کے ذمہ ہے اور میں تو ایمانداروں کو نکالتا نہیں یہ لوگ اپنے رب کے پاس جانیوالے ہیں لیکن واقعی میں تم لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ جہالت کر رہے ہو اور اگر میں

مَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ طَرَدْتُّهُمْ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ وَلَاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَاۤ اَعْلَمُ الْغَيْبَ

انکو نکال بھی دوں تو مجھکو خدا کی گرفت سے کون بچالیگا کیا تم اتنی بات بھی نہیں سمجھتے اور میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے تمام خزانے ہیں اور نہ میں تمام غیب کی باتیں جانتا ہوں

وَلَاۤ اَقُوْلُ اِنِّيْ مَلَكٌ وَّلَاۤ اَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ تَزْدَرِيْۤ اَعْيُنُكُمْ لَنْ يُّؤْتِيَهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ ۚ

اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں اور جو لوگ تمہاری نگاہوں میں حقیر ہیں ان کی نسبت یہ نہیں کہسکتا کہ اللہ تعالی ہرگز ان کو ثواب نہ دیگا ۔ ان کے دلمیں جو کچھ ہو اس کو اللہ ہی خوب جانتا ہے

اِنِّيْۤ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ قَالُوْا يٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ

میں تو اس صورت میں ستم ہی کردوں وہ لوگ کہنے لگے کہ اے نوح تم ہم سے بحث کر چکے پھر بحث بھی بہت کر چکے سو جس چیز سے تم ہمکو دھمکایا کرتے ہو وہ ہمارے سامنے

الصّٰدِقِيْنَ ۝ قَالَ اِنَّمَا يَاْتِيْكُمْ بِهِ اللّٰهُ اِنْ شَآءَ وَمَاۤ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۝ وَلَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِيْۤ اِنْ اَرَدْتُّ

لے آؤ انہوں نے فرمایا کہ اس کو تو اللہ تعالی بشرطیکہ اس کو منظور ہو تمہارے سامنے لاویگا اور تم اس کو عاجز نہ کرسکوگے اور میری خیرخواہی تمہارے کام نہیں آسکتی گو میں تمہاری

اَنْ اَنْصَحَ لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يُّغْوِيَكُمْ ؕ هُوَ رَبُّكُمْ قف وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝

کیسی ہی خیرخواہی کرنا چاہوں جبکہ اللہ ہی کو تمہارا گمراہ کرنا منظور ہو وہی تمہارا مالک ہے اور اسی کے پاس تمکو جانا ہے

وَمَا نَرٰى لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍۢ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِيْنَ ۝۲۷ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَاٰتٰىنِيْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ ؕ اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَاَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ ۝۲۸ وَيٰقَوْمِ لَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا ؕ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَمَاۤ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَلٰكِنِّيْۤ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ۝۲۹ وَيٰقَوْمِ مَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ طَرَدْتُّهُمْ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝۳۰ وَلَاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَاۤ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَاۤ اَقُوْلُ اِنِّيْ مَلَكٌ وَّلَاۤ اَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ تَزْدَرِيْۤ اَعْيُنُكُمْ لَنْ يُّؤْتِيَهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ ۚ اِنِّيْۤ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۳۱ قَالُوْا يٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝۳۲ قَالَ اِنَّمَا يَاْتِيْكُمْ بِهِ اللّٰهُ اِنْ شَآءَ وَمَاۤ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۝۳۳ وَلَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِيْۤ اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ اَنْصَحَ لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يُّغْوِيَكُمْ ؕ هُوَ رَبُّكُمْ قف وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝۳۴

اللغات قوله عميت اي اخفيت ۱۲

النحو قوله لا ينفعكم دال على جواب الشرط الآتي وقوله ان اردت شرط والجواب مقدر والجملة كلها دال على جواب الشرط الآتي وقوله ان كان الله شرط وجوابه مقدر وتقدير الكلام ان كان الله يريد ان يغويكم فان اردت ان انصح لكم لا ينفعكم نصحي من البيضاوي قلت لكن الشرط في ان اردت ليس على ظاهره لان ارادة النصح لا دخل له في عدم النصح بل كلمة ان هذه كان الوصلية اي اذا ارادة الله الاغواء فلا ينفعكم نصحي وان اردت النصح فافهم ۱۲

البلاغة قوله فاكثرت الفاء على ظاهره لان اكثار الجدال لابد ان يكون قبله شيء من الجدال ۱۲

اور ہمنے نوح (علیہ السلام) کو اُن کی قوم کے پاس رسول بناکر (یہ پیغام دیکر) بھیجا کہ تم اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت مت کرو (اور جو بت تم نے قرار دے رکھے ہیں وَدّ اور سواع اور یغوث اور یعوق اور نسر ان کو چھوڑ دو چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام نے جاکر اُن سے فرمایا کہ) میں تمکو (درصورت عبادت غیر اللہ کے) صاف صاف ڈراتا ہوں (اور اُس ڈرانے کی تفصیل یہ ہے کہ) میں تمہارے حق میں ایک بڑے تکلیف دینے والے دن کے عذاب کا اندیشہ کرتا ہوں سو اُن کی قوم میں جو کافر سردار تھے وہ (جواب میں) کہنے لگے کہ (تم جو نبوت کا دعوے کرتے ہو جیسا نذیر مبین سے معلوم ہوتا ہے تو ہمارے جی کو یہ بات نہیں لگتی کیونکہ) ہم تو تم کو اپنا ہی جیسا آدمی دیکھتے ہیں (اور بشر کا نبی ہونا دور از کار ہے) اور (اگر بعض لوگوں کے اتباع کرنے سے استدلال کیا جاوے تو وہ قابل استدلال نہیں کیونکہ) ہم دیکھتے ہیں کہ تمہارا اتباع انہیں لوگوں نے کیا ہے جو ہم میں بالکل رذیل ہیں (جن کی عقل اکثر خفیف ہوتی ہے پھر) وہ (اتباع) بھی محض سرسری رائے سے ہوا ہے یعنی اول تو اُن کی عقل ہی صائب نہیں غور کے بعد بھی غلطی کرتے دوسرے پھر غور بھی نہیں کیا اس لئے ایسے لوگوں کا تم کو نبی سمجھ لینا یہ کوئی حجت نہیں بلکہ بالعکس ہمارے اتباع سے مانع ہے کیونکہ شرفا کو رذیلوں کی موافقت سے عار آتی ہے نیز اکثر ایسے کم حوصلہ لوگوں کے اغراض بھی حصول مال یا ترفع ہوا کرتا ہے سو یہ لوگ بھی دل سے ایمان نہیں لائے) اور (اگر یہ کہا جاوے کہ باوجود رذیل ہونے کے ان لوگوں کو کسی خاص امر کے اعتبار سے ہم پر فضیلت ہے جس کے اعتبار سے ان کی رائے اس باب میں صائب ہے سو) ہم تم لوگوں میں (یعنی تم میں اور مسلمانوں میں) کوئی بات اپنے سے زیادہ بھی نہیں پاتے (اس لیے تم مسلمانوں کی رائے کو صحیح نہیں سمجھتے) بلکہ ہم تم کو (بالکل) جھوٹا سمجھتے ہیں نوح (علیہ السلام) نے فرمایا کہ اے میری قوم (تم جو کہتے ہو کہ تمہاری نبوت جی کو نہیں لگتی تو) بھلا یہ تو بتلاؤ کہ اگر میں اپنے رب کی جانب سے دلیل پر (قائم) ہوں (جس سے میری نبوت ثابت ہوتی ہے) اور اُس نے مجھکو اپنے پاس سے رحمت (یعنی نبوت) عطا فرمائی ہو پھر وہ (نبوت یا اُس کی حجت) تم کو نہ سوجھتی ہو تو (میں کیا کروں مجبور ہوں) کیا ہم اُس (دعوی یا دلیل) کو تمہارے گلے مڑھ دیں اور تم اُس سے نفرت کیے چلے جاؤ (مطلب یہ کہ تمہارا یہ کہنا کہ جی کو نہیں لگتی محض استبعاد ہے امتناع اجتماع نبوت و بشریت کی تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں اور میرے پاس وقوع اجتماع کی دلیل موجود ہے یعنی معجزہ وغیرہ نہ کہ کسیکا اتباع اس سے اس کا جواب بھی ہوگیا کہ ان کا اتباع حجت نہیں لیکن انتاج دلیل کا موقوف ہے نظر پر تم نظر کرتے نہیں اور یہ میرے بس سے باہر ہے) اور (اتنی بات اور ارشاد فرمائی کہ) اے میری قوم (یہ تو سوچو کہ اگر میں نبوت کا غلط دعوے کرتا تو آخر اُس میں میرا کچھ مطلب تو ہوتا مثلاً یہی ہوتا کہ اس کے ذریعہ سے خوب مال کماؤنگا تو تم کو معلوم ہے کہ) میں تم سے اس (تبلیغ) پر کچھ مال نہیں مانگتا میرا معاوضہ تو صرف اللہ کے ذمہ ہے (اُسی سے آخرت میں اُسکا طالب ہوں اسیطرح اور اغراض بھی اگر غور کرو تو منتفی پاؤگے پھر جب کوئی غرض نہیں پھر مجھکو جھوٹ بولنے سے کیا فائدہ تھا خلاصہ یہ کہ کذب دعوے کو کوئی امر مقتضی نہیں اور صدق دعوے پر دلیل قائم ہے پھر نبوت میں کیا شبہہ ہوسکتا ہے) اور (تم جو اتباع اراذل کو اپنے اتباع سے مانع بتلاتے ہو اور صراحۃً یا دلالۃً یہ چاہتے ہو کہ میں اُنکو اپنے پاس سے نکال دوں سو) میں تو ان ایمان والوں کو نکالتا نہیں کیونکہ یہ لوگ اپنے رب کے پاس (عزت و مقبولیت کے ساتھ) جانیوالے ہیں (اور بھلا کوئی شخص مقربان شاہی کو نکالا کرتا ہے اور اس سے اُس کا بھی جواب ہوگیا کہ یہ لوگ دل سے ایمان نہیں لائے) لیکن واقعی میں تم لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ (خواہ مخواہ کی) جہالت کر رہے ہو (اور بے ڈھنگی باتیں کر رہے ہو) اور (بالفرض والتقدیر) اگر میں ان کو نکال بھی دوں تو (یہ بتلاؤ کہ) مجھکو خدا کی گرفت سے کون بچا لیگا (کیا تم میں اتنی ہمت ہے جو ایسے بیہودہ مشورے دے رہے ہو) کیا تم اتنی بات بھی نہیں سمجھتے

ملحقات ترجمۃ النفسیر

ف۵ قولہ تی انی لکم نذیر مبین ان لا تعبدوا الا اللہ ترجمۃ الموضوع ... المقدر وجہہ ان قولہ ان لا تعبدوا بتقدیر الباء متعلق بارسلنا وقولہ انی لکم بالکسر علی ارادۃ القول ای فقال ولا بد فی ہذا التقدیر من ہذا الاعتبار واما علی قراءۃ الفتح فلا حاجۃ الی اعتبار التقدیر والتاخیر لان قولہ ان لا تعبدوا کما فی الروح یکون بدل الاشتمال من قولہ انی لکم ویکون انی لکم مفتوحا علی اضمار حرف الجر ای متلبسا بذلک الکلام وہو انی لکم نذیر فلما اتصل الجار فتح کما فتح فی کان والمعنی علی الکسر ۱۲ ف۵۲ قولہ فی ما نرٰک اتبعک

اگر بعض الٰی قولہ ایمان نہیں لائے فقصدہ ثلث امور القرینۃ علی الاول قولہ ما نری لکم علینا من فضل و علی الثانی قولہ اشعار انومن لک واتبعک الارذلون وعلی الثالث قولہ تعالٰی اللہ اعلم بما فی انفسہم ۱۲

اور (اس تقریر مین اُن کے تمام شبہات کا جواب ہوگیا لیکن آگے ان سب جوابون کا پھر تتمہ ہے یعنی جب نبوت میری دلیل سے ثابت ہی تو اول تو دلیل کے سامنے استبعاد کوئی چیز نہین پھر یہ کہ وہ مستبعد بھی نہین البتہ کسی امر عجیب وغریب کا اگر دعوی کرتا تو انکار و استبعاد چندان منکر و مستبعد نہ تھا گو دلیل کے بعد پھر وہ بھی مسموع نہین البتہ اگر دلیل بھی مقتضی استبعاد کو ہو تو پھر واجب ہے لیکن مین تو کسی ایسے امر عجیب کا دعوے نہین کرتا چنانچہ) مین تم سے یہ نہین کہتا کہ میرے پاس اللہ کے تمام خزانے ہین اور نہ مین (یہ کہتا ہون کہ مین) تمام غیب کی باتین جانتا ہون اور نہ یہ کہتا ہون کہ مین فرشتہ ہون اور (یہ تو اپنی نبوت کے متعلق ارشاد فرمایا آگے اپنے تابعین کے متعلق ارشاد ہے یعنی) جو لوگ تمہاری نگاہون مین حقیر ہین مین ان کی نسبت (تمہاری طرح) یہ نہین کہہ سکتا کہ (یہ لوگ دل سے ایمان نہین لائے اس لیے) اللہ تعالی ہرگز ان کو ثواب نہ دیگا ان کے دل مین جو کچھ ہو اسکو اللہ ہی خوب جانتا ہے (تو ممکن ہے کہ ان کے دلون مین اخلاص ہو تو پھر مین ایسی بات کیونکر کہدون) مین تو (اگر ایسی بات کہدون تو) اس صورت مین ستم ہی کر دون (کیونکہ بے دلیل دعوی کرنا گناہ کی بات ہے جب نوح علیہ السلام نے سب باتون کا پورا پورا جواب دیدیا جس کا جواب پھر اُن سے کچھ بن نہ پڑا تو عاجز ہو کر) وہ لوگ کہنے لگے کہ اے نوح تم ہم سے بحث کر چکے پھر بحث بھی بہت کر چکے سو (اب ہم بحث وحث نہین کرتے) جس چیز سے تم ہمکو دھمکایا کرتے ہو (کہ عذاب آجاوے گا) وہ ہمارے سامنے لے آؤ اُنہون نے فرمایا کہ (اُس کو لانیوالا مین کون ہون مجھکو تو پہونچا دینے اور سنا دینے کا حکم تھا سو مین بجا لا چکا) اُس کو تو اللہ تعالی بشرطیکہ اُس کو منظور ہو تمہارے سامنے لا دیگا اور اُس وقت پھر تم اُس کو عاجز نہ کر سکوگے (کہ وہ عذاب واقع کرنا چاہے اور تم نہ ہونے دو) اور (جو میرا کام تھا پہونچا دینا اور سنا دینا اُس مین) مین نے تمھاری پوری خیرخواہی اور دلسوزی کی لیکن میری خیرخواہی تمھارے کام نہین آسکتی گو مین تمہاری کیسی ہی خیرخواہی کرنا چاہون جبکہ اللہ ہی کو تمہارا گمراہ کرنا منظور ہو (جس کی وجہ تمہارا عناد و استکبار ہے مطلب یہ کہ جب تم ہی اپنی بدقسمتی سے اپنے لیے نفع حاصل کرنا اور نقصان سے بچنا نہ چاہو تو میرے چاہنے سے کیا ہوتا ہے) وہی تمہارا مالک ہی (اور تم مملوک تو تم پر اُس کے تمام حقوق واجب ہین اور تم اُن کو براہ عناد ضائع کر کے مجرم ہو رہے ہو) اور اُسی کے پاس تمکو جانا ہے (وہ تمہارے اس ساری عناد و کفر کی کسر نکالدیگا) **ف** لا اسئلکم علیہ مالا مین مال کی تخصیص اس لیے کی گئی کہ اکثر مدعیان کاذب کا مقصود مال ہی ہوتا ہے اور جاہ بھی اگر مطلوب ہوتی ہے تو اکثر مال ہی کے لیے چنانچہ مشاہد ہے اور کفار نے مومنین کو اراذل اس لیے کہا کہ وہ اکثر غریب لوگ تھے اور پیشے بھی ایسے ہی کرتے تھے جو عرفاً حقیر ہوتے ہین اور کفار جو اُن کی سخافت رائے کے مثبت اور فضل کے نافی ہوئے چونکہ ثبوت نبوت اس کے جواب پر موقوف نہ تھا اس لیے تعرض کی ضرورت نہ ہوئی ونیز جواب بدیہی بھی ہے وہ یہ کہ قبول حق کے باب مین خاصتہً یہ دعوی نفی واثبات مذکور کا بالمشاہدہ باطل ہی ایسے لوگ حق کو بہت جلد قبول کرتے ہین چنانچہ حدیث مین بھی یہ مضمون آیا ہے کیونکہ ان مین کبر وغیرہ موانع نہین ہوتے پھر اس سے بڑھکر سلامت رائے اور فضل اور کیا ہوگا اور یہ جو کہا گیا کہ دلیل کے بعد استبعاد مسموع نہین وجہ یہ کہ بعض امور غیر مدرک بحسن العقل مستبعد ہوتے ہین لیکن امکان کے ساتھ جب صدق مخبر منضم ہو جاوے تو مرجح وقوع ہوتا ہے البتہ اگر دلیل عقلی یا شرعی مقتضی امتناع کو ہے تو وہ استبعاد مقبول ہے بلکہ اُس سے بڑھکر امتناع کا قائل ہونا واجب ہی اور حضرت نوح علیہ السلام نے اول انہم ملاقوا ربہم مین اُن کے اخلاص کا اثبات فرمایا ہی پھر ولا اقول للذین تزدری الخ مین عدم اخلاص کے عدم اثبات پر اکتفا فرمانا تلطیف فی الدعوۃ ہے یعنی اگر تم اُن کے اخلاص کے معتقد نہ ہو تو عدم اخلاص کے بھی تو بلا دلیل معتقد نہ ہو خوب سمجھ لو **ربط** اوپر نوح علیہ السلام کا محاجہ اپنی قوم سے مذکور ہوا ہے چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کفار قریش بھی محاجہ کیا کرتے تھے اس لیے قصۂ مذکورہ کے درمیان مین استتباعاً اس کے متعلق ایک آیت آگئی

ع ۳

اَمْ يَقُولُونَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَعَلَيَّ اِجْرَامِيْ وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُجْرِمُوْنَ ۝ وَاُوْحِيَ اِلٰى نُوْحٍ اَنَّهٗ

کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ محمد نے یہ قرآن تراش لیا ہے آپ فرما دیجئے کہ اگر میں نے تراشا ہوگا تو میرا یہ جرم مجھ پر ہوگا اور میں تمہارے اس جرم سے بری الذمہ رہونگا اور نوح کے پاس وحی بھیجی گئی کہ سوائے ان کے

لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَىِٕسْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا

جو ایمان لا چکے ہیں اور کوئی شخص تمہاری قوم میں سے ایمان نہ لاویگا سو جو کچھ یہ لوگ کر رہے ہیں اس پر کچھ غم نہ کرو اور تم ہماری نگرانی میں اور ہمارے حکم سے کشتی تیار کر۔

وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ۝ وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ ۣ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَاٌ مِّنْ قَوْمِهٖ سَخِرُوْا مِنْهُ ؕ

اور مجھ سے کافروں کے بارہ میں کچھ گفتگو مت کرنا وہ سب غرق کیے جاوینگے۔ اور وہ کشتی تیار کرنے لگے اور جب کبھی اُن کی قوم میں سے کسی رئیس گروہ کا اُن پر گذر ہوتا تو اُن سے ہنسی کرتے

قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ ؕ ۝ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۝ حَتّٰٓى

آپ فرماتے کہ اگر تم ہم پر ہنستے ہو تو ہم تم پر ہنستے ہیں جیسا تم ہم پر ہنستے ہو سو ابھی تم کو معلوم ہوا جاتا ہے کہ وہ کون شخص ہے جس پر ایسا عذاب آیا چاہتا ہے جو اس کو رسوا کر دیگا اور اس پر دائمی عذاب آئیگا یہاں تک

اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ اٰمَنَ ؕ

کہ جب ہمارا حکم آ پہنچا اور زمین میں سے پانی اُبلنا شروع ہوا ہم نے فرمایا کہ ہر قسم میں سے ایک ایک نر اور ایک ایک مادہ یعنی دو دو عدد اس میں چڑھا لو اور اپنے گھر والوں کو بھی باستثناء اس کے جس پر حکم نافذ ہو چکا ہے اور دوسرے ایمان والوں کو بھی

جواب محاجہ کفار مکہ

اَمْ يَقُولُونَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَعَلَيَّ اِجْرَامِيْ وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُجْرِمُوْنَ ۝۳۵

کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے (نعوذ باللہ) یہ قرآن تراش لیا ہے آپ (جواب میں) فرما دیجیے کہ اگر (بالفرض) میں نے تراشا ہوگا تو میرا یہ جرم مجھ پر (عائد) ہوگا (اور تم میرے جرم سے بری الذمہ رہوگے) اور (اگر تمہارا یہ دعویٰ تراشا ہوگا تو تمہارا یہ جرم تم پر عائد ہوگا اور) میں تمہارے اس جرم سے بری الذمہ ہونگا **ف** یہ اخیر درجہ کا جواب ہے اور اصل جواب وہ ہے کہ اس افترار کا افترار ہونا ثابت کر دیا جاوے جیسا کہ اسی سورت کے دوسرے رکوع میں جواب دیا ہے قل فاتوا بعشر سور مثلہ الخ لیکن جو شخص دلیل میں نہ قدح کر سکے اور نہ تسلیم کرے اخیر درجہ یہی کہا جاتا ہے کہ خیر بھائی جیسا میں نے کیا ہوگا میں بھگتوں گا جیسا تم کر رہے ہو تم بھگتوگے **ربط** آگے پھر تتمہ ہے قصۂ مذکورہ کا۔

تتمہ قصہ نوح علیہ السلام متعلق طوفان

وَاُوْحِيَ اِلٰى نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَىِٕسْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝۳۶ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ۝ وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ ۣ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَاٌ مِّنْ قَوْمِهٖ سَخِرُوْا مِنْهُ ؕ قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ ۝ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۝ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ اٰمَنَ ؕ

اللغات فار التنور وجه الارض كذا في القاموس قلت هذا التفسير احسن لانه عام للتنور المتعارف وغيره وينبع على جميع الاقوال وهو مروي في الدر عن ابن عباس رض ايضا ۔ **النحو** قوله الا من قد امن بمعنى غير فلا يرد ان ايمان من امن في المستقبل لا معنى له قوله باعيننا الباء للملابسة فصح دخولها على الاعين والوحي ولان تفاوت وجه التلبس فيهما قوله من كل زوجين اثنين موبدل من زوجين زاده للتاكيد لتوهم ان المراد بالزوج مجموع الذكر والانثى فيلزم على هذا ان يكون المحمول اربعا من كل ولي قرارة بالاضافة كل فاثنين مفعول لاحمل ۔

البلاغة قوله وانا بريء لم يصرح بشرطه اي ان افتريتم لتحققه يقينا والشرط يقتضي التردد قوله ان افتريته معناه ان ثبت اني افتريته لان الافتراء المفروض ههنا ماض والشرط يخلص للاستقبال كذا في الروح قوله كما تسخرون التشبيه في نفس الوقوع والا فالسخرية بالحقية والبطلان تتحقق البتة ۔

ملحقات الترجمة

۱ قوله ف جیسا میں نے آخر ہذا احد المسلکین في تقرير الاية والثاني وهو دقيق اني لما جئتكم بدلائل منقحة فلو فرض اني مفتر لكم لاتوا خذون على اتباعي وهو مبني على ان من لم يأل جهدا ثم اخطأ فهو معذور كما ذكرت شيئا في نحو هذا المسلك في سورة الاعراف تحت اية يبني ادم قد انزلنا عليكم لباسا الخ فانظر ولا تنكر للعامة فيتنبهوا عليك ۔

وَمَآ اٰمَنَ مَعَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلٌ ۝ وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا ۭ اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَهِىَ تَجْرِيْ

اور بجز قلیل آدمیوں کے اُن کے ساتھ کوئی ایمان نہ لایا تھا اور نوح نے فرمایا کہ اس کشتی مین سوار ہوجاؤ اس کا چلنا اور اس کا ٹھہرنا اللہ ہی کے نام سے ہے بالیقین میرا رب غفور ہے رحیم ہے اور وہ کشتی

بِهِمْ فِيْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ ۣ وَنَادٰي نُوْحُۨ ابْنَهٗ وَكَانَ فِيْ مَعْزِلٍ يّٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ قَالَ سَاٰوِيْٓ

اُن کو لیکر پہاڑ جیسی موجوں مین چلنے لگی اور نوح نے اپنے بیٹے کو پکارا اور وہ علیحدہ مقام پر تھا کہ اے میرے پیارے بیٹے ہمارے ساتھ سوار ہوجا اور کافرون کے ساتھ مت ہو وہ کہنے لگا کہ

اِلٰى جَبَلٍ يَّعْصِمُنِيْ مِنَ الْمَاۗءِ ۭ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ۚ وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ ۝

میں ابھی کسی پہاڑ کی پناہ لے لونگا جو مجھکو پانی سے بچا لیگا نوح نے فرمایا کہ آج اللہ کے قہر سے کوئی بچانیوالا نہین لیکن جسپر وہی رحم کرے اور دونون کے بیچ مین ایک موج حائل ہوگئی پس وہ غرق ہوگیا

وَمَآ اٰمَنَ مَعَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلٌ ۝ وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا ۭ اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۴۱ وَهِىَ تَجْرِيْ بِهِمْ فِيْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ ۣ وَنَادٰي نُوْحُۨ ابْنَهٗ وَكَانَ فِيْ مَعْزِلٍ يّٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ ۝۴۲ قَالَ سَاٰوِيْٓ اِلٰى جَبَلٍ يَّعْصِمُنِيْ مِنَ الْمَاۗءِ ۭ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ۚ وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ ۝۴۳

اور (جب نصیحت کرتے ہوئے ایک زمانہ دراز گذر گیا اور کچھ اثر نہوا تو) نوح (علیہ السلام) کے پاس وحی بھیجی گئی کہ سوائے اُن کے جو (اسوقت تک) ایمان لا چکے ہین اور کوئی (دنیا) شخص تمہاری قوم مین سے ایمان نہ لاویگا سو جو کچھ یہ لوگ (کفر وایذا و استہزا) کر رہے ہین اسپر کچھ غم نکرو (کیونکہ غم توخلاف توقع سے ہوتا ہے جب ان سے بجز مخالفت کے کوئی توقع ہی نہین پھر کیون غم کیا جاوے) اور (چونکہ ہمارا ارادہ اب اُن کے غرق کرنے کا ہی اور اسلیے طوفان آنے کو ہی پس) تم (اس طوفان سے بچنے کے لیے) ہماری نگرانی مین اور ہمارے حکم سے کشتی تیار کرلو (کہ اُس کے ذریعہ سے طوفان سے تم اور مومنین محفوظ رہوگے) اور (یہ سن لوکہ) مجھسے کافرون (کی نجات) کے بارہ مین کچھ گفتگو مت کرنا (کیونکہ) وہ سب غرق کیے جاوینگے (اُن کے لیے یہ قطعی طور پر تجویز ہوچکا ہے تو اُن کی سفارش بیکار ہوگی غرض نوح علیہ السلام نے سامان کشتی کا جمع کیا) اور (کشتی تیار کرنے لگے (خواہ خود یا دوسرے کاریگرون کے ذریعہ سے) اور (اثنا ریتاری مین) جب کبھی اُن کی قوم مین سے کسی رئیس گروہ کا اُن پر گذر ہوتا تو (اُن کو کشتی بناتا دیکھکر اور یہ سنکر کہ طوفان آنے والا ہی) اُن سے ہنسی کرتے (کہ دیکھو پانی کا کہین نام و نشان نہین مفت مصیبت جھیل رہے ہین) آپ فرماتے کہ اگر تم ہم پر ہنستے ہو تو ہم تم پر ہنستے ہین جیسا تم ہمپر ہنستے ہو (کہ عذاب ایسا نزدیک آپہونچا ہی اور تم کو ہنسی سوجھ رہی ہے ہم اسپر ہنستے ہین) سو ابھی تم کو معلوم ہوا جاتا ہے کہ وہ کون شخص ہی جسپر (دنیا مین) ایسا عذاب آیا چاہتا ہی جو اُسکو رسوا کردے گا اور (بعد مرگ) اسپر دائمی عذاب نازل ہوتا ہی (غرض اسیطرح کے مکالمات اور معاملات ہوا کرتے) یہانتک کہ جب ہمارا حکم (عذاب کا قریب) آپہونچا اور زمین مین سے پانی اُبلنا شروع ہوا (اور یہ علامت تھی طوفان شروع ہوجانے کی اور اوپر سے برسنا شروع ہوا اُس وقت) ہمنے (نوح علیہ السلام سے) فرمایا کہ ہر قسم (کے جانورون) مین سے (جوکہ انسان کے کارآمد ہین اور پانی مین زندہ نہین رہ سکتے) ایک ایک نر اور ایک ایک مادہ یعنی دو عدد اس (کشتی) مین چڑھالو اور اپنے گھر والون کو بھی (چڑھالو) باستثنا اُس کے جسپر (غرق ہونے کا) حکم نافذ ہوچکا ہی (یعنی اُن مین جو غیر مومن ہین اُن کی نسبت تو حکم مغرق ہونا کہدیا گیا ہی اُس کو سوار مت کرنا) اور (گھر والون کے علاوہ دوسرے) ایمان والون کو بھی (سوار کرلو) اور بجز قلیل آدمیون کے اُن کے ساتھ کوئی ایمان نہ لایا تھا (بس اُن ہی کے سوار کرنے کا حکم ہوگیا) اور نوح (علیہ السلام) نے (سب جانورون کو سوار کرکے اپنے متبعین سے) فرمایا کہ (آؤ) اس کشتی مین سوار ہوجاؤ (اور غرق سے کچھ اندیشہ مت کرنا کیونکہ) اس کا چلنا اور اس کا ٹھہرنا (سب) اللہ ہی کے نام سے ہے (اور وہی اس کے محافظ ہین پھر اندیشہ کیون کیا جاوے اور گو

تحقیقات الترجمۃ

۱ قولہ فی قال اور تسخر دارد ... اشارۃ الی ان المراد بالقول باستمرار تسخرہم المدلول علیہ ... الخ

۲ قولہ فی اصل نیہا کشتی بنا دین الفلک بالسفینۃ ...

۳ قولہ ومن اٰمن اور دوسرے اشارۃ الی التعمیم بعد التخصیص والقرینۃ لا اہل سے تمیز من اٰمن ہم ایذانا بشرفہم ...

اللہ ... نوذیلاً من رحمۃ اشتنا منقطع ای لیہ المعصوم ... علیہ المقامہ قولہ بسم اللہ متعلق بمجریہا ومرسٰہا بمعنی الاستعانۃ | باسم اللہ تعالٰی الاستعانۃ باللہ تعالٰی او یکون المراد تسبب مبادی اجرارہ تعالٰی من القدرۃ والارادۃ والامر بالجریان والرسو ...

بندون کے گناہ مقتضی غرق کو ہین مگر) بالیقین میرا رب غفور ہے رحیم ہے (وہ اپنی رحمت سے گناہ بھی بخشدیتا ہے اور حفاظت بھی فرماتا ہے غرض سب کشتی پر سوار ہو گئے اور اس اثنا میں پانی بڑھ گیا) اور وہ کشتی انکولے کر پہاڑ جیسی موجون مین چلنے لگی اور نوح (علیہ السلام) نے اپنے (ایک سگے یا سوتیلے) بیٹے کو (جسکا نام کنعان تھا اور وہ باوجود فہمایش کے ایمان نہ لایا تھا اور بوجہ ایمان نہ لانے کے کشتی مین سوار نہ کیا گیا تھا اور اس وقت کشتی کنارہ کے قریب ہی تھی اور وہ کنارہ پر موجود تھا بطور آخری دعوت کے) پکارا اور وہ (کشتی سے) علیحدہ مقام پر تھا کہ اے میرے پیارے بیٹے (کشتی مین سوار ہونے کی شرط کہ ایمان ہے بجا لا کر جلدی) ہمارے ساتھ سوار ہو جا اور (عقیدہ مین) کافرون کے ساتھ مت ہو (یعنی کفر کو چھوڑ دے کہ غرق سے بھی بچ جاوے) وہ کہنے لگا کہ مین ابھی کسی پہاڑ کی پناہ لے لونگا جو مجھکو پانی (مین غرق ہونے) سے بچا لیگا (کیونکہ وہ وقت ابتدا طوفان کا تھا پہاڑون کے اوپر پانی نہ پہونچا تھا) نوح (علیہ السلام) نے فرمایا کہ آج اللہ کے قہر سے کوئی بچانیوالا نہین (نہ پہاڑ اور نہ اور کوئی چیز) لیکن جسپر وہی رحم کرے (تو اس کو خود ہی بچالے غرض کنعان اسوقت بھی ایمان نہ لایا اور پانی زور و شور کے ساتھ اُس طرف سے بڑھ گیا) اور دونون (باپ بیٹون) کے بیچ مین ایک موج حائل ہو گئی پس وہ (بھی مثل دوسرے کافرون کے) غرق ہو گیا **ف** ہرچند کہ بعض عدم عموم طوفان کے قائل ہوئے ہین لیکن ظاہر آیات سے جن کو ماول کہنا بعید ہے عموم معلوم ہوتا ہے قال تعالیٰ وجعلنا ذریتہ ہم الباقین وقال تعالیٰ رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا اور عموم طوفان پر ظاہرًا جو بعض اشکالات واقع ہوتے ہین سب کے جواب قریب ہین مثلاً یہ کہ تمام انواع حیوانات کے ایک متعارف مقدار کی کشتی مین کیسے سما سکتے ہین جس کا جواب یہ ہے کہ جو پانی مین رہ سکتے ہین وہ یقینًا خارج ہین جو محتاج تناسل نہین وہ خارج ہین رہے اور اقسام سو اُن مین سے ممکن ہے کہ وہی سوار کیے گئے ہون جن سے انسانی حاجت متعلق ہوتی ہے جیسے ماکولات ومرکوبات وعوامل وحوامل تاکہ بعد ختم طوفان کے بقیہ افراد انسانی کو تکلیف نہ ہو سو ایسے جانور بہت قلیل ہین ہر ایک کا ایک جوڑا رکھنا کچھ مشکل نہین اور جن سے حاجت انسانی متعلق نہین ہے جیسے سباع وغیرہ وہ سوار نہ کیے گئے ہون اور ان کو اللہ تعالےٰ نے دوبارہ پیدا کردیا ہو یا یہ کہ بطور خرق عادت کے اُسی کشتی مین ان کی بھی جگہ ہو گئی ہو اور مثلاً یہ اشکال کہ نابالغ بچے کیسے غرق کیے گئے جس کا جواب یہ ہے کہ ممکن ہے کہ چند روز پہلے توالد وتناسل بند ہو گیا ہو پس پُرانے نابالغ بالغ ہو گئے ہون اور نیا نابالغ پیدا نہوا ہو جیسا کہ روح المعانی مین عبد اللہ بن زیاد بن سمعان سے بروایت اسحٰق بن بشیر و ابن عساکر کے نقل بھی کیا ہے کہ چالیس سال قبل سے توالد وتناسل بند ہو گیا تھا اور یا یہ کہ وہ بچے بڑے ہو کر کافر ہونیوالے تھے جیسا لن یولدوا الا فاجرا کفارا سے مفہوم ہوتا ہے پس انکا غرق ہو جانا اُن کے لیے موجب رحمت ہوا کہ کفر سے اور اُس کے ثمرہ سے بچ گئے اور مثلاً یہ اشکال کہ اور جانورون نے کیا خطا کی تھی جس کا جواب یہ ہے کہ وہ طوفان کفار کے حق مین عذاب تھا اور بہائم کے لیے بمنزلہ موت طبعی کے تھا جو ہر روز واقع ہوا کرتی ہے اس کے لیے خطا وار ہونے کی ضرورت نہین خوب سمجھ لو اور کشتی مین جو اہل ایمان سوار تھے اُن کے عدد مین اختلاف ہے سب سے بڑا عدد یہ ہے کہ اسی مرد تھے اسی عورتین مگر [illegible] نہین [illegible] اب تمام عالم کے آدمی صرف نوح علیہ السلام کی اولاد ہین واللہ اعلم اور کشتی [illegible] نوح علیہ السلام نے بنائی اور ایک یہ کہ کاریگرون سے بنوائی اور کنعان [illegible] بیٹا تھا [illegible] کہ ان کا ربیب یعنی بیوی کا بیٹا تھا اور چونکہ بعض اہل سیر نے ان کی بی بی کا بھی کشتی مین موجود ہونا روایت کیا ہے اور قرآن مین ان کی بی بی کا کافر ہونا اور کافر کا نجات نہ پانا مذکور ہے اس لیے بعض علما قائل ہوئے ہین کہ ان کی ایک بی بی مومن تھی اور ایک کافر۔

ربط ظاہر ہے۔

ملحقات الترجمۃ
۱ قولہ یابنی [illegible]
۲ قولہ فی امر اللہ قہر خصص الامر بقرینۃ المقام ۲

وَقِيلَ يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ وَيَا سَمَاءُ أَقْلِعِي وَغِيضَ الْمَاءُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُودِيِّ وَقِيلَ بُعْدًا

اور حکم ہو گیا کہ اے زمین اپنا پانی نگل جا اور اے آسمان تھم جا | اور پانی گھٹ گیا | اور قصہ ختم ہوا | اور کشتی جودی پر آٹھہری | اور کہدیا گیا کہ کافر لوگ

الربع

لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝ وَنَادَىٰ نُوحٌ رَبَّهُ فَقَالَ رَبِّ إِنَّ ابْنِي مِنْ أَهْلِي وَإِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَأَنْتَ أَحْكَمُ الْحَاكِمِينَ

رحمت سے دور | اور نوح نے اپنے رب کو پکارا | اور عرض کیا کہ اے میرے رب میرا یہ بیٹا میرے گھر والوں میں سے ہے اور آپ کا وعدہ بالکل سچا ہے اور آپ احکم الحاکمین ہیں

قَالَ يَا نُوحُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ ۖ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ۖ فَلَا تَسْأَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ۖ إِنِّي أَعِظُكَ أَنْ تَكُونَ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے نوح یہ شخص تمہارے گھر والوں میں نہیں یہ تباہ کار ہے سو مجھ سے ایسی چیز کی درخواست مت کرو جسکی تم کو خبر نہیں میں تمکو نصیحت کرتا ہوں کہ تم

مِنَ الْجَاهِلِينَ ۝ قَالَ رَبِّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَسْأَلَكَ مَا لَيْسَ لِي بِهِ عِلْمٌ ۖ وَإِلَّا تَغْفِرْ لِي وَتَرْحَمْنِي أَكُنْ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝

نادان نہ بن جاؤ | انہوں نے عرض کیا کہ اے میرے رب میں اس امر سے آپکی پناہ مانگتا ہوں کہ آپ سے ایسے امر کی درخواست کروں جسکی مجکو خبر نہو اور اگر آپ میری مغفرت نہ فرماوینگے اور مجھ پر رحم نہ فرماوینگے تو میں تو بالکل تباہ ہی ہوجاؤنگا

قصہ فرو شدن طوفان

وَقِيلَ يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ وَيَا سَمَاءُ أَقْلِعِي وَغِيضَ الْمَاءُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُودِيِّ ۖ وَقِيلَ بُعْدًا لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿٤٤﴾ اور (جب کفار سب غرق ہو چکے تو) حکم ہو گیا کہ اے زمین اپنا پانی (جو کہ تیری سطح پر موجود ہے) نگل جا اور اے آسمان (برسنے سے) تھم جا (چنانچہ دونوں امر واقع ہو گئے) اور پانی گھٹ گیا اور قصہ ختم ہوا اور کشتی (کوہ) جودی پر آٹھہری اور کہدیا گیا کہ کافر لوگ رحمت سے دور

ف اس سے معلوم ہوا کہ طوفان کا پانی پہاڑ سے اونچا تھا اور قصہ ختم ہونے میں سب باتیں آگئیں نوح علیہ السلام کی نجات کا فرون کا غرق اور طوفان کا فرو ہو جانا اور بعداً للقوم الظالمین شاید اس لئے فرمایا گیا ہو کہ عبرت تازہ ہو جاوے کہ کفر کا یہ وبال ہے تاکہ آئندہ والے اس سے بچے رہیں اور جودی کی تحقیق فتح المنان میں دیکھ لیجاوے ربط ظاہر ہے

دعاے نوح علیہ السلام وجواب باریتعالے

وَنَادَىٰ نُوحٌ رَبَّهُ فَقَالَ رَبِّ إِنَّ ابْنِي مِنْ أَهْلِي وَإِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَأَنْتَ أَحْكَمُ الْحَاكِمِينَ ﴿٤٥﴾ قَالَ يَا نُوحُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ ۖ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ۖ فَلَا تَسْأَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ۖ إِنِّي أَعِظُكَ أَنْ تَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ ﴿٤٦﴾ قَالَ رَبِّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَسْأَلَكَ مَا لَيْسَ لِي بِهِ عِلْمٌ ۖ وَإِلَّا تَغْفِرْ لِي وَتَرْحَمْنِي أَكُنْ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿٤٧﴾ اور (جب) نوح (علیہ السلام نے کنعان کو ایمان لانے کے لیے فرمایا اور اس نے نہ مانا تو اس کے غرق ہونے کے قبل انہوں) نے (اس امید پر کہ شاید حق تعالیٰ اپنی قدرت سے اس کے دل میں ایمان القاء فرماوے اور یہ ایمان لے آوے) اپنے رب کو پکارا اور عرض کیا کہ اے میرے رب میرا یہ بیٹا میرے گھر والوں میں سے ہے اور آپ کا (یہ) وعدہ بالکل سچا ہے (کہ گھر والوں میں جو ایمان والے ہیں ان کو بچا لونگا) اور (گو سردست ایمان والا اور مستحق نجات نہیں ہے لیکن) آپ احکم الحاکمین (اور بڑی قدرت والے) ہیں (اگر آپ چاہیں تو اسکو مومن بنا دیں تاکہ یہ بھی اس وعدہ حقہ کا محل بن جاوے خلاصہ معروض کا دعا تھی اس کے مومن ہونے کے لیے) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے نوح یہ شخص (ہمارے علم ازلی میں) تمہارے (ان) گھر والوں میں نہیں (جو ایمان لا کر نجات پاویں گے یعنی اسکی قسمت میں ایمان نہیں بلکہ) یہ (خاتمہ تک) تباہ کار (یعنی کافر رہنے والا) ہے سو مجھ سے ایسی چیز کی درخواست مت کرو جسکی تم کو

النحو قولہ بعداً ہلا کا مفعول مطلق عاملہ بعدوا واللام صلۃ للمصدر ۱۲

فائدہ متعلقہ بالآیۃ الاولے فی الکشاف بعد ذکر شئی من اللطائف ما نصہ ولما ذکرنا من المعانی والنکت استفصح علماء البیان ہذہ الآیۃ ورقصوا لہا رؤسہم اھ وان اشتقت الی نبذ منہا فانظر فی روح المعانی ۱۲

فوائد متعلقہ بالآیات الاخر الاولی زادنی الدعاء بایمان ابنہ انہ من اہلی مع ان الدعاء کان یمکن بدونہ تقریباً للدعاء الی القبول وتاکیداً للاستغاثۃ وایضاً لاجل ان من لم یؤمن من قومہ قد انقطع من ایمانہ بقولہ لن یؤمن فاشار بالزیادۃ الی انی لا ادعو لمن ہو کافر بالیقین وانما ادعو للمحتمل ۱۲ الثانیۃ لما کان الایمان عملاً صالحاً صح ارادۃ الکفر بعمل غیر صالح ومعناہ ذو عمل غیر صالح ۱۲ الثالثۃ قولہ اعظک نص فی عدم العتاب ۱۲ الرابعۃ قولہ احکم الحاکمین یعنی الحکم فیہ کمعناہ فی قولہ واللہ یحکم لا معقب لحکمہ ۱۲ الخامسۃ قولہ ما لیس لک بہ علم ظن نوح علیہ السلام جواز السوال لمن لم یعلم کفرہ فنبہ علی تخصیص الجواز بمن یعلم بعدم کفرہ فیما نہی فیہ عن السوال السادسۃ حکمۃ ما لا مطلقاً لان الانبیاء کانوا یسألون الہدایۃ لکفار قومہم ۱۲

قِيْلَ يٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَكٰتٍ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ ۭ وَاُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ يَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ

کہا گیا کہ اے نوح اترو ہماری طرف سے سلام اور برکتیں لیکر جو تم پر نازل ہونگی اور اُن جماعتوں پر کہ تمہارے ساتھ ہیں اور بہت سی ایسی جماعتیں بھی ہونگی کہ ہم اُنکو چندے عیش دینگے پھر اُن پر ہماری طرف سے سزائے سخت واقع ہوگی

تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَاۗءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ اِلَيْكَ ۚ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَآ اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ ھٰذَا ۭ فَاصْبِرْ ۭ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ

یہ قصہ منجلہ اخبار غیب کے ہے جسکو ہم وحی کے ذریعہ سے آپکو پہونچاتے ہیں اس کو اس کے قبل نہ آپ جانتے تھے اور نہ آپ کی قوم سو صبر کیجیے یقیناً نیک انجامی متقیوں ہی کے لیے ہے

خبر نہیں (یعنی ایسے امر محتمل کی دعا مت کرو) میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ تم (آیندہ) نادان نہ بن جاؤ (یعنی ایسی دعا نادانی کی بات ہے) اُنھوں نے عرض کیا کہ اے میرے رب میں اس امر سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں کہ (آیندہ) آپ سے ایسے امر کی درخواست کروں جسکی مجھکو خبر نہو اور (گذشتہ معاف کردیجیے کیونکہ) اگر آپ میری مغفرت نہ فرمادینگے اور مجھپر رحم نہ فرمادینگے تو میں تو بالکل تباہ ہی ہوجاؤنگا **ف** وعدہ نجات مومنین احمل فیہا سے مستفاد ہوتا ہے ان وعدک الحق میں یہی مراد ہے اور اللہ تعالیٰ نے اہلک کے ساتھ الا من سبق علیہ القول فرمادیا تھا اور اُس کا مصداق متعین فرمایا نہ تھا اور یہ عدم تعیین واقع میں اسلیے تھی کہ یہ اخبار یا اغراق تک مبہم رہے بجز ہمارے کسیکو اسکی اطلاع نہو کہ کون مومن ہوگا کون کافر اور اس عدم اطلاع میں کوئی حکمت ہوگی پس در پردہ اسمیں ایسے مشتبہ کے حق میں دعا کرنے کی بھی ممانعت تھی اور لا تخاطبنی فی الذین ظلموا میں بھی ظلم سے مراد ظلم فی علمنا تھا جو کہ عام تھا متیقن و مشتبہ کو مگر نوح علیہ السلام یوں سمجھے کہ ظلموا سے مراد ظلموا فی علم نوح اور سبق القول سے بھی مراد سبق فی علم نوح یعنی متیقن الکفر مراد ہے پس چونکہ کنعان متیقن الکفر الی الموت نہ تھا یعنی معلوم الکفر نہ تھا البتہ غیر معلوم الایمان تھا جس کو جواب میں ما لیس لک بہ علم سے تعبیر فرمایا گیا ہے اس لیے دعا کردی اور چونکہ تفسیر مذکور کے لیے دعا کی اجازت نہ تھی اسلیے نصیحت کیگئی کہ آیندہ ایسا نکرنا کہ ہم جس کو مبہم رکھنا چاہیں اسمیں درخواست کرو اور اگر شبہہ ہو کہ لن یؤمن سے اسکا متیقن الکفر ہونا معلوم ہوتا پھر کیوں دعا کی جواب یہ ہے کہ وہ باعتبار قوم کے ہے اہل کے اعتبار سے ہونا ثابت نہیں پس عصمت نوح میں کوئی اشکال نہ ہا وہذا التقریر لہذا المقام من مواہب اللہ العلام

ربط ظاہر ہے **خاتمہ قصہ** قِيْلَ يٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَكٰتٍ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ ۭ وَاُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ يَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ (جب جودی پر کشتی ٹھیرنے کے چند روز بعد بالکل پانی اُتر گیا اُس وقت نوح علیہ السلام سے) کہا گیا (یعنی اللہ تعالیٰ نے خود یا کسی فرشتہ کے ذریعہ سے ارشاد فرمایا) کہ اے نوح (اب جودی پر سے زمین پر) اُترو ہماری طرف سے سلام اور برکتیں لے کر جو تم پر نازل ہونگی اور اُن جماعتوں پر کہ تمہارے ساتھ ہیں (کیونکہ ساتھ والے سب مسلمان تھے اور اس علت کے اشتراک سے قیامت تک کے مسلمانوں پر بھی سلام و برکات کا نزول معلوم ہوگیا) اور (چونکہ یہ کلام بعد والے مسلمانوں پر برکات نازل ہونے پر بھی دلالت کرتا ہے اور بعد والوں میں بعضے کافر بھی ہونگے اس لئے اُن کا حال بھی بیان فرماتے ہیں کہ) بہت سی ایسی جماعتیں بھی ہونگی کہ ہم اُن کو (دنیا میں) چند روز عیش دینگے پھر (آخرت میں) اُن پر ہماری طرف سے سزائے سخت واقع ہوگی **ربط** قصہ نوح علیہ السلام کو ختم کرکے منجلہ فوائد قصص کے دو فائدے بیان فرماتے ہیں دلالت نبوت محمدیہ پر اور تسلی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ **بعضے فوائد قصہ مذکورہ**

تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَاۗءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ اِلَيْكَ ۚ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَآ اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ ھٰذَا ۭ فَاصْبِرْ ۭ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ

یہ قصہ (آپ کے[1] اعتبار سے) منجلہ اخبار غیب کے ہے جس کو ہم وحی کے ذریعہ سے آپ کو پہونچاتے ہیں اس (قصہ) کو اس (ہمارے بتلانے) کے قبل نہ آپ جانتے تھے اور نہ آپ کی قوم (جانتی تھی اس اعتبار سے غیب تھا اور بجز وحی کے دوسرے سب اسباب علم کے یقیناً

ملحقات الترجمة

[1] قولہ فی الغیب آپ کے اعتبار سے اشار الی ان الغیب فی الآیة اضافی کما اوضحہ فی ترجمة ولا قومک فافہم ۱۲

النحو قولہ ممن معک من بیانیة والامم ہم الذین کانوا معہ سماہم امما اما للتفخیم لاسلامہم واما لکونہم جماعات متفرقة قولہ وامم مبتدأ خبرہ محذوف ای ومن الناس امم و لو بعد ہولاء قولہ نوحیہا حال من انباء وما کنت تعلمہا خبر ثان لتلک ولذا قیل فی ترجمة الاول جن کو والثانی اس کو ۱۲

فائدة الاقسام المحتملة عقلا ہہنا اربعة المسلمون الحاضرون والمسلمون الغائبون والکافرون الحاضرون والکافرون الغائبون فالاول منطوق لفظاً والثانی مفہوم معنیً والثالث منتف تحققا والرابع منطوق کالاول فافہم فلا یرد ذکر بعض وعدم ذکر آخرین ۱۲

وَاِلٰی عَادٍ اَخَاھُمْ ھُوْدًا ؕ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ ؕ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ ۝ یٰقَوْمِ لَآ اَسْئَلُکُمْ

اور ہم نے عاد کی طرف اُن کے بھائی ہود کو بھیجا انہوں نے فرمایا اے میری قوم تم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں تم محض مفتری ہو اے میری قوم میں تم سے اس پر کچھ

عَلَیْہِ اَجْرًا ؕ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی الَّذِیْ فَطَرَنِیْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ وَیٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَیْہِ یُرْسِلِ السَّمَآءَ

معاوضہ نہیں مانگتا میرا معاوضہ تو صرف اُس کے ذمہ ہے جس نے مجھکو پیدا کیا پھر کیا تم نہیں سمجھتے اور اے میری قوم تم اپنے گناہ اپنے رب سے معاف کراؤ پھر اسکی طرف متوجہ رہو وہ تم پر خوب

عَلَیْکُمْ مِّدْرَارًا وَّیَزِدْکُمْ قُوَّۃً اِلٰی قُوَّتِکُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِیْنَ ۝ قَالُوْا یٰھُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَیِّنَۃٍ وَّمَا نَحْنُ بِتَارِکِیْٓ

بارشیں برساویگا اور تمکو اور قوت دیکر تمہاری قوت میں ترقی کردیگا اور مجرم رہکر اعراض مت کرو ان لوگوں نے جواب دیا کہ اے ہود آپنے ہمارے سامنے کوئی دلیل تو پیش کی نہیں اور ہم

اٰلِھَتِنَا عَنْ قَوْلِکَ وَمَا نَحْنُ لَکَ بِمُؤْمِنِیْنَ ۝ اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰکَ بَعْضُ اٰلِھَتِنَا بِسُوْٓءٍ ؕ قَالَ اِنِّیْٓ اُشْھِدُ اللّٰہَ

کہنے سے تو اپنے معبودوں کو چھوڑنے والے ہیں نہیں اور ہم کسیطرح آپکا یقین کرنیوالے نہیں ہمارا قول تو یہ ہے کہ ہمارے معبودوں میں سے کسی نے آپکو کسی خرابی میں مبتلا کردیا ہے ہود نے فرمایا کہ میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں

وَاشْھَدُوْٓا اَنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِکُوْنَ ۝ مِنْ دُوْنِہٖ فَکِیْدُوْنِیْ جَمِیْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ ۝ اِنِّیْ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ رَبِّیْ

اور تم بھی گواہ رہو کہ میں اُن چیزوں سے بیزار ہوں جنکو تم خدا کے سوا شریک قرار دیتے ہو سو تم سب ملکر میرے ساتھ داؤگھات کرلو پھر مجکو ذرا مہلت مت دو میں نے اللہ پر توکل کرلیا ہے جو میرا بھی مالک ہے

وَرَبِّکُمْ ؕ مَا مِنْ دَآبَّۃٍ اِلَّا ھُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِیَتِھَا ؕ اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ اَبْلَغْتُکُمْ

اور تمہارا بھی مالک ہے جتنے روئے زمین پر چلنے والے ہیں سب کی چوٹی اُسنے پکڑ رکھی ہے یقیناً میرا رب صراط مستقیم پر ہے پھر اگر تم پھرے رہوگے تو میں تو جو پیغام دیکر

مَّآ اُرْسِلْتُ بِہٖٓ اِلَیْکُمْ ؕ وَیَسْتَخْلِفُ رَبِّیْ قَوْمًا غَیْرَکُمْ ۚ وَلَا تَضُرُّوْنَہٗ شَیْئًا ؕ اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ حَفِیْظٌ ۝

مجکو بھیجا گیا تھا وہ تم کو پہونچا چکا ہوں اور تمہاری جگہ میرا رب دوسرے لوگوں کو زمین میں آباد کردیگا اور اُس کا تم کچھ نقصان نہیں کرسکتے بالیقین میرا رب ہرشے کی نگہداشت کرتا ہے

مقصود ہیں بس ثابت ہوگیا کہ آپ کو وحی کے ذریعہ سے معلوم ہوا ہے اور یہی نبوت ہے لیکن یہ لوگ بعد ثبوت نبوت کے بھی آپ سے مخالفت کرتے ہیں) سو صبر کیجیے (جیسا اس قصہ میں نوح علیہ السلام کا صبر آپ کو معلوم ہوا ہے) یقیناً نیک انجامی متقیوں ہی کے لیئے ہے (جیسا نوح علیہ السلام کے قصہ میں معلوم ہوا کہ کفار کا انجام برا ہے اور مسلمانوں کا انجام اچھا ہوا اسیطرح ان کفار کا چند روزہ زور وشور ہے پھر اخیر میں غلبہ حق ہی کو ہوگا)، **ربط** قصہ نوح علیہ السلام کے بعد حضرت ہود علیہ السلام اور قوم عاد کا قصہ آتا ہے

قصہ عاد قوم ہود علیہ السلام

وَاِلٰی عَادٍ اَخَاھُمْ ھُوْدًا ؕ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ ؕ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ ۝۵۰ یٰقَوْمِ لَآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا ؕ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی الَّذِیْ فَطَرَنِیْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝۵۱ وَیٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَیْہِ یُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَیْکُمْ مِّدْرَارًا وَّیَزِدْکُمْ قُوَّۃً اِلٰی قُوَّتِکُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِیْنَ ۝۵۲ قَالُوْا یٰھُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَیِّنَۃٍ وَّمَا نَحْنُ بِتَارِکِیْٓ اٰلِھَتِنَا عَنْ قَوْلِکَ وَمَا نَحْنُ لَکَ بِمُؤْمِنِیْنَ ۝۵۳ اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰکَ بَعْضُ اٰلِھَتِنَا بِسُوْٓءٍ ؕ قَالَ اِنِّیْٓ اُشْھِدُ اللّٰہَ وَاشْھَدُوْٓا اَنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِکُوْنَ ۝۵۴ مِنْ دُوْنِہٖ فَکِیْدُوْنِیْ جَمِیْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ ۝۵۵ اِنِّیْ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ رَبِّیْ وَرَبِّکُمْ ؕ مَا مِنْ دَآبَّۃٍ اِلَّا ھُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِیَتِھَا ؕ اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝۵۶ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ اَبْلَغْتُکُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ بِہٖٓ اِلَیْکُمْ ؕ وَیَسْتَخْلِفُ رَبِّیْ قَوْمًا غَیْرَکُمْ ۚ وَلَا تَضُرُّوْنَہٗ شَیْئًا ؕ اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ حَفِیْظٌ ۝۵۷

اللغات قولہ اعتراک ای اصابک من عری یعرو و اصلہ قصد عراہ ای محلہ و ناصیتہا کنایۃ قولہ تعالیٰ الشمس طلعت بالغداۃ ۱۲

النحو قولہ ان نقول معناہ ان نقول قولنا الا قولنا ہذا اعتراک الخ قولہ بسوء الباء للتعدیۃ ۱۲

وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُوْدًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَنَجَّيْنٰهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ۝ وَتِلْكَ عَادٌ

اور جب ہمارا حکم پہونچا ہم نے ہود کو اور جو اُن کے ہمراہ اہل ایمان تھے اُنکو اپنی عنایت سے بچا لیا — اور اُن کو ایک بہت ہی سخت عذاب سے بچا لیا — اور یہ قوم عاد تھی

جَحَدُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهٗ وَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ۝ وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ

جنہوں نے اپنے رب کی آیات کا انکار کیا اور اُس کے رسولوں کا کہنا نہ مانا اور تمام تر ایسے لوگوں کے کہنے پر چلتے رہے جو ظالم ضدی تھے اور دنیا میں بھی لعنت اُن کے ساتھ ساتھ رہی اور قیامت کے دن بھی

اَلَآ اِنَّ عَادًا كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ۭ اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُوْدٍ ۝

خوب سُن لو قوم عاد نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا خوب سُن لو رحمت سے دوری ہوئی عاد کو جو کہ ہود کی قوم تھی

وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُوْدًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا ۚ وَنَجَّيْنٰهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ۝ وَتِلْكَ عَادٌ ۟ۙ جَحَدُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهٗ وَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ۝ وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اَلَآ اِنَّ عَادًا كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ۭ اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُوْدٍ ۝

اور ہمنے (قوم) عاد کی طرف اُن کی (برادری یا وطن کے) بھائی (حضرت) ہود (علیہ السلام) کو (پیغمبر بناکر) بھیجا اُنہوں نے (اپنی قوم سے) فرمایا اے میری قوم تم (صرف) اللہ کی عبادت کرو اُس کے سوا کوئی تمہارا معبود (ہونے کے قابل) نہیں تم (اس بت پرستی کے اعتقاد میں) محض مفتری ہو (کیونکہ اس کا باطل ہونا دلیل سے ثابت ہے) اے میری قوم (میری نبوت کی علاوہ ثبوت بدلیل کے اس امر سے مزید تائید ہوتی ہے کہ) میں تم سے اس (تبلیغ) پر کچھ معاوضہ نہیں مانگتا میرا معاوضہ تو صرف اُس (اللہ) کے ذمہ ہے جسنے مجھکو (عدم محض سے) پیدا کیا پھر کیا تم (اس کو) نہیں سمجھتے (کہ دلیل مصحح نبوت موجود اور مانع صحت نبوت یعنی خود غرضی مرتفع پھر نبوت میں شبہہ کی کیا وجہ) اور اے میری قوم تم اپنے گناہ (کفر و شرک وغیرہ) اپنے رب سے معاف کراؤ (یعنی ایمان لاؤ اور) پھر (ایمان لاکر) اُس کی طرف (عبادت سے) متوجہ رہو (یعنی عمل صالح کرو پس ایمان و عمل صالح کی برکت سے) وہ تم پر خوب بارشیں برساویگا (در منثور میں ہے کہ عاد پر تین سال متواتر قحط ہوا تھا اور ویسے بھی بارش مطلوب ہے) اور (ایمان و عمل کی برکت سے) تم کو اور قوت دیکر تمہاری قوت (موجودہ) میں ترقی کردیگا (پس ایمان لے آؤ) اور مجرم رہکر (ایمان سے) اعراض مت کرو اُن لوگوں نے جواب دیا کہ اے ہود آپ نے ہمارے سامنے (اپنے رسول من اللہ ہونے کی) کوئی دلیل تو پیش کی نہیں (یہ قول اُن کا عناداً تھا) اور ہم آپ کے (مجرد) کہنے سے تو اپنے معبودوں (کی عبادت) کو چھوڑ دینے والے ہیں نہیں اور ہم کسیطرح آپ کا یقین کرنیوالے نہیں (اور) ہمارا قول تو یہ ہے کہ ہمارے معبودوں میں سے کسی نے آپ کو کسی خرابی میں (مثل جنون وغیرہ کے) مبتلا کردیا ہے (چونکہ آپ نے اُن کی شان میں گستاخی کی اُنہوں نے باولا کردیا اس لئے ایسی بہکی بہکی باتیں کرتے ہو کہ خدا ایک ہی میں نبی ہوں) ہود (علیہ السلام) نے فرمایا کہ (تم جو کہتے ہو کہ کسی بت نے مجھکو باولا کردیا ہے تو) میں (علی الاعلان) اللہ کو گواہ کرتا ہوں اور تم بھی (سُن لو اور) گواہ رہو کہ میں اُن چیزوں سے (بالکل) بیزار ہوں جن کو تم خدا کے سوا شریک (عبادت) قرار دیتے ہو سو (میری عداوت اول تو پہلے سے ظاہر ہے اور اب اس تبری سے اور زیادہ موکد ہوگئی تو اگر اُن بتوں میں کچھ قوت ہے تو) تم (اور وہ) سب ملکر میرے ساتھ (ہر طرح کا) داؤ گھات کرلو (اور) پھر مجھکو ذرا مہلت نہ دو (اور کوئی کسر چھوڑ کر دیکھوں تو سہی میرا کیا کرلیں گے اور جب وہ مع تمہارے کچھ نہیں کرسکتے تو اکیلے تو کیا خاک کرسکتے ہیں اور میں یہ دعوے اس لیے دل کھولکر کیسا ہوں کہ بت تو محض عاجز ہیں اُن سے تو اس لئے نہیں ڈرتا رہے تم سو گو تم کو کچھ قدرت ہے لیکن میں تم سے اس لئے نہیں ڈرتا کہ) میں نے اللہ پر توکل کرلیا ہے جو میرا بھی مالک ہے اور تمہارا بھی مالک ہے جتنے روئے زمین پر چلنے والے ہیں سب کی چوٹی اُس نے پکڑ رکھی ہے (یعنی سب اُسکے قبضہ میں ہیں بے اُس کے حکم کے کوئی کان نہیں ہلا سکتا اس لئے میں تم سے بھی نہیں ڈرتا اور اس تقریر سے ایک نیا معجزہ بھی ظاہر ہوگیا کہ ایک شخص

ملحقات الترجمة

سلہ قولہ فی فطرنی مدم محض لانہ الابداع ۱۲ سلہ قولہ فی مجرمین رکبہ اشارۃ الی ارادۃ الاستمرار لان التولی والاجرام کان حاصلا من قبل ۱۲ سلہ قولہ فی قولک مجرد دلیلہ قولہم ماجئتنا ببینۃ ۱۲ سلہ قولہ فی بسوء منین کسیطرح دلیلہ البناء ۱۲

اللغات جحد کذکر کما جاحدی بنفسہ وبالباء ۱۲ **البلاغة** قولہ ۞ آیت دلیل القسید قولہ واتبعوا اعاد الضمیر باعتبار البعض ای انتابعین بعضہم باعتبار بعضہم المتبوع عن بعضہم فہم کقولہ تعالی واتبعوا من لم یزدہ مالہ وکثیۃ من الملازمۃ کما ان الاتباع عدم المفارقۃ قولہ قوم ہود زادہ اشارۃ الی ان اصل یہم انا ہو لما لقنتم ہود ۱۲

وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا ۚ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ هُوَ أَنشَأَكُم مِّنَ الْأَرْضِ

اور ہمنے ثمود کے پاس اُن کے بھائی صالح کو پیغمبر بنا کر بھیجا انھون نے فرمایا اے میری قوم تم اللہ کی عبادت کرو اُس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہین اُسنے تم کو زمین سے پیدا کیا

وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيهَا فَاسْتَغْفِرُوهُ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ

اور تمکو اُسمین آباد کیا تو تم اپنے گناہ اُس سے معاف کراؤ پھر اُس کی طرف متوجہ رہو

تن تنہا ایسے بڑے بڑے زور آور لوگون سے ایسی مخالفانہ باتین کرے اور وہ اُس کا کچھ نہ کر سکین پس وہ جو کہتے تھے ما جئتنا ببینۃ اس سے اُس کا بھی ایک جواب ہوگیا کہ اگر معجزہ سابقہ سے قطع نظر کیجاوے تو یہ دوسرا معجزہ ہے پس نبوت پر دلیل قائم ہوگئی اور اسمین جو منشأ اشتباہ تھا اعتراک بعض آلہتنا الخ اُس کا جواب بھی ہوگیا پس نبوت ثابت ہوگئی اس سے توحید کا جواب بھی ثابت ہوگیا جس کی طرف مین دعوت کرتا ہون اور تمہارا کہنا مانحن بتارکی آلہتنا الخ باطل ہوگیا اور صراط مستقیم یہی ہے اور یقیناً میرا رب صراط مستقیم پر (چلنے سے ملتا) ہے (پس تم بھی اس صراط مستقیم کو اختیار کرو تاکہ مقبول و مقرب ہو جاؤ) پھر اگر (اس بیان بلیغ کے بعد بھی تم (راہ حق سے) پھرے رہوگے تو مین تو (معذور سمجھا جاؤنگا کیونکہ) جو پیغام دیکر مجھکو بھیجا گیا تھا وہ تم کو پہونچا چکا ہون (لیکن تمہاری کمبختی آویگی کہ تم کو اللہ تعالیٰ ہلاک کردیگا) اور تمہاری جگہ میرا رب دوسرے لوگون کو زمین مین آباد کردیگا (سو تم اس اعراض و کفر مین اپنا ہی نقصان کر رہے ہو) اور اُس کا تم کچھ نقصان نہین کر رہے (اور اگر اس اہلاک مین کسیکو یہ شبہہ ہو کہ خدا کو کیا خبر کہ کون کیا کر رہا ہے تو خوب سمجھ لو کہ) بالیقین میرا رب ہر شے کی نگہداشت کرتا ہے (اُس کو سب خبر رہتی ہے غرض ان تمام مضمون پر بھی اُن لوگون نے نہ مانا) اور (سامان عذاب شروع ہوا سو) جب ہمارا حکم (عذاب کے لیے) پہونچا (اور بادِ صرصر کا عذاب نازل ہوا تو) ہمنے ہود (علیہ السلام) کو اور جو اُن کے ہمراہ اہل ایمان تھے اُن کو اپنی عنایت سے (اُس عذاب سے) بچا لیا اور اُن کو (کیسی چیز سے بچا لیا) ایک بہت ہی سخت عذاب سے بچا لیا (آگے اورون کو عبرت دلانے کے لئے فرماتے ہین) اور یہ (جن کا ذکر ہوا) قوم عاد تھی جنھون نے اپنے رب کی آیات (یعنی دلائل اور احکام) کا انکار کیا اور اُس کے رسولون کا کہنا نہ مانا اور تمامتر ایسے لوگون کے کہنے پر چلتے رہی جو ظالم (اور) ضدی تھے اور (ان افعال کا یہ نتیجہ ہوا کہ) اس دنیا مین بھی لعنت اُن کے ساتھ ساتھ رہی اور قیامت کے دن بھی (اُن کے ساتھ ساتھ رہیگی چنانچہ دنیا مین اُس کا اثر عذاب اہلاک تھا اور آخرت مین عذاب مخلد ہوگا) خوب سُن لو قوم عاد نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا خوب سُن لو (اُس کفر کا یہ خمیازہ ہوا کہ) رحمت سے دوری ہوئی (دونون جہان مین) عاد کو جو کہ ہود (علیہ السلام) کی قوم تھی **ف** یہ جو فرمایا کہ عاد نے رسولون کا کہنا نہ مانا حالانکہ اُن کے پاس صرف ہود علیہ السلام کا تشریف لانا ثابت ہے وجہ اُسکی یہ ہے کہ پیغمبر مسئلہ توحید مین سب متفق ہین جب ہود علیہ السلام کا کہنا نہ مانا تو جتنے پیغمبران سے پہلے گذرے تھے بلکہ جو آیندہ بھی ہوئے اُن سب ہی کی مخالفت ہوئی اور احقر نے جو ما جئتنا ببینۃ مین کہا ہے کہ یہ قول اُن کا عناداً تھا وجہ اُس کی یہ ہے کہ معجزہ سے کوئی نبی خالی نہین ہوا گو تعیین ہمکو نہ پہونچی ہو چنانچہ حدیث مین ہے ما من نبی الا قد اعطی من الآیات ما مثلہ آمن علیہ البشر متفق علیہ اور دوسرے معجزہ کی تقریر مین جو احقر نے لفظ تن تنہا کہا ہے مراد اس سے یہ ہے کہ اُن کے مقابلہ کی ظاہری قوت نہ تھی گو چند مسلمان بھی اُس وقت تک ساتھ ہوگئے ہون پس یہ شبہہ نہین ہو سکتا کہ الذین آمنوا معہ منافی ہے تن تنہا ہونے کے اور یہ جو اُن کفار نے کہا تھا اعتراک الخ یہ عقلاً بھی فاسد ہے کیونکہ نہی عن الشرک کی علت اعتراک کو بتلاتے تھے اور اعتراک کی علت خود نہی عن الشرک کو قرار دیتے تھے پس یہ دور صریح ہے اور اگر کسی توجیہ سے دور کو دفع کیا جاوے تب بھی بطلان اُس کا بدیہی ہے اور سورہ مومنون کے رکوع سوم مین جس قوم کا ذکر ہے بعض نے اُس کو عاد پر محمول کیا ہے اور اُسمین عذاب صیحہ مذکور ہے سو ممکن ہے کہ یہ بھی ہوا ہو فقط والسلام ربط قصہ عاد کے بعد ثمود قوم صالح علیہ السلام کا قصہ آتا ہے ۔

قصہ ثمود قوم صالح علیہ السلام

وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا ۚ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ هُوَ أَنشَأَكُم مِّنَ الْأَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيهَا فَاسْتَغْفِرُوهُ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ

ملحقات الترجمة

۱ قولہ خصر لہا چلنے سے هذا من المواهب فهو كقوله تعالیٰ وعلى الله قصد السبيل يعني عليه قصد السبيل يصل اليه من يسلكه لا محالة كذا في البيضاوي وفي قوله فإنما السعي في بيان الشارة الى المطالم ...نها تنتهي الى الحق آخر ويتايه ما اخترته ۔ ۲ قوله في تولوا پھرے رہوگے اشارة الى ارادة معنى الاستمرار ۔ ۳ قولہ في خلفا الملحقتكم معذور ... الى ...الجزاء ... ۔ ۴ قولہ في عذاب غليظ كيسي چيز ... الى ... المجلة ... تفسير بيان ... النجاة كما ... الاولى بيان من ... النجاة ۔

إِنَّ رَبِّي قَرِيبٌ مُّجِيبٌ ۝ قَالُوا يَا صَالِحُ قَدْ كُنتَ فِينَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هَٰذَا أَتَنْهَانَا أَن نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا وَإِنَّنَا

بیشک میرا رب قریب ہی قبول کرنیوالا ہی — وہ لوگ کہنے لگے کہ ای صالح تم تو اس کے قبل ہم مین ہونہار تھے کیا تم ہمکو ان چیزون کی عبادت سے منع کرتے ہو جن کی عبادت ہمارے بڑے کرتے آئے اور ہم

لَفِي شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُونَا إِلَيْهِ مُرِيبٍ ۝ قَالَ يَا قَوْمِ أَرَأَيْتُمْ إِن كُنتُ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّي وَآتَانِي مِنْهُ

دین کی طرف تم ہمکو بلا رہے ہو واقعی ہم تو اس کی طرف سے بڑے شبہ مین ہین جسنے ہمکو تردد مین ڈال رکھا ہو آپنے فرمایا ای میری قوم بھلا یہ بتلاؤ کہ اگر مین اپنے رب کی جانب سے دلیل پر ہون اور اسنے مجھکو اپنی طرف سے

رَحْمَةً فَمَن يَنصُرُنِي مِنَ اللَّهِ إِنْ عَصَيْتُهُ فَمَا تَزِيدُونَنِي غَيْرَ تَخْسِيرٍ ۝ وَيَا قَوْمِ هَٰذِهِ نَاقَةُ اللَّهِ

رحمت عطا فرمائی — ہو سو اگر مین خدا کا کہنا نہ مانون تو پھر مجھکو خدا سے کون بچالیگا تو تم تو سراسر میرا نقصان ہی کر رہے ہو — اور ای میری قوم یہ اونٹنی ہی اللہ کی

لَكُمْ آيَةً فَذَرُوهَا تَأْكُلْ فِي أَرْضِ اللَّهِ وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيبٌ ۝ فَعَقَرُوهَا فَقَالَ

جو تمہارے لیے دلیل ہی اسکو چھوڑدو کہ اللہ کی زمین مین کھاتی پھرا کرے اور اسکو برائی کے ساتھ ہاتھ بھی مت لگانا کبھی تمکو فوری عذاب آپکڑے سو اُنہون نے اُسکو مار ڈالا تو صالح نے فرمایا

تَمَتَّعُوا فِي دَارِكُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ ذَٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوبٍ ۝ فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا صَالِحًا وَالَّذِينَ آمَنُوا

تم اپنے گھرون مین تین دن اور بسر کرلو — یہ ایسا وعدہ ہی جسمین ذرا جھوٹ نہین — سو جب ہمارا حکم آپہونچا ہمنی صالح کو اور جو اُن کے ہمراہ اہل ایمان تھے اُنکو

مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْيِ يَوْمِئِذٍ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ ۝ وَأَخَذَ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ

اپنی عنایت سے بچالیا — اور اُس دن کی بڑی رسوائی سے بچالیا — بیشک آپ کا رب ہی قوت والا غلبہ والا ہی — اور ان ظالمون کو ایک نعرہ نے آدبایا

فَأَصْبَحُوا فِي دِيَارِهِمْ جَاثِمِينَ ۝ كَأَن لَّمْ يَغْنَوْا فِيهَا أَلَا إِنَّ ثَمُودَ كَفَرُوا رَبَّهُمْ أَلَا بُعْدًا لِّثَمُودَ ۝

جس سے وہ اپنے گھرون مین اوندھے پڑے رہگئے جیسے ان گھرون مین کبھی بسے ہی نہ تھے — خوب سُن لو ثمود نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا — خوب سن لو رحمت سے ثمود کو دوری ہوئی

إِنَّ رَبِّي قَرِيبٌ مُّجِيبٌ ﴿٦١﴾ قَالُوا يَا صَالِحُ قَدْ كُنتَ فِينَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هَٰذَا أَتَنْهَانَا أَن نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا وَإِنَّنَا لَفِي شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُونَا إِلَيْهِ مُرِيبٍ ﴿٦٢﴾ قَالَ يَا قَوْمِ أَرَأَيْتُمْ إِن كُنتُ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّي وَآتَانِي مِنْهُ رَحْمَةً فَمَن يَنصُرُنِي مِنَ اللَّهِ إِنْ عَصَيْتُهُ فَمَا تَزِيدُونَنِي غَيْرَ تَخْسِيرٍ ﴿٦٣﴾ وَيَا قَوْمِ هَٰذِهِ نَاقَةُ اللَّهِ لَكُمْ آيَةً فَذَرُوهَا تَأْكُلْ فِي أَرْضِ اللَّهِ وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيبٌ ﴿٦٤﴾ فَعَقَرُوهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوا فِي دَارِكُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ ذَٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوبٍ ﴿٦٥﴾ فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا صَالِحًا وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْيِ يَوْمِئِذٍ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ ﴿٦٦﴾ وَأَخَذَ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دِيَارِهِمْ جَاثِمِينَ ﴿٦٧﴾ كَأَن لَّمْ يَغْنَوْا فِيهَا أَلَا إِنَّ ثَمُودَ كَفَرُوا رَبَّهُمْ أَلَا بُعْدًا لِّثَمُودَ ﴿٦٨﴾

اور ہمنے (قوم) ثمود کے پاس اُن کے بھائی صالح (علیہ السلام) کو پیغمبر بناکر بھیجا اُنہون نے (اپنی قوم سے) فرمایا ای میری قوم تم (صرف) اللہ کی عبادت کرو اُس کے سوا کوئی تمہارا معبود (ہونے کے قابل) نہین (اُس کا تم پر یہ انعام ہی کہ) اُس نے تم کو زمین (کے مادہ) سے پیدا کیا اور تم کو اُس (زمین) مین آباد کیا (یعنی ایجاد و ابقاء دونون

النحو والقراءة فی قراءة یومئذ بفتح المیم لکونہ مضافا الی اذ وہو غیر متمکن ووجہ الکسر ظاہر قولہ ان کنت الخ تقدیرہ ہکذا ان کنت علی بینة من ربی وآتانی منہ رحمة فان عصیتہ فمن ینصرنی من اللہ الخ ۱۲

البلاغة قولہ ان کنت فی ایراد کلمة الشک مع کونہ علی یقین مجاراة للخصم لحسن الانصاف والاستیناس قولہ ینصرنی من اللہ بمعنی یمنعنی من عذاب اللہ فالنصر مجاز عن المنع والمضاف مقدر قولہ تزیدوننی عبر عن الخسران العظیم بالزیادة المقتضیة لکون شئ من الخسارة موجودا من قبل مع عدم تحققہ مجازا للمبالغة قولہ وعد سماہ وعدا تہکما ۱۲

نعمتین عطا فرمائین جنمین سب نعمتین آگئین جب وہ ایسا منعم ہے) تو تم اپنے گناہ (شرک وکفر وغیرہ) اُس سے معاف کراؤ (یعنی ایمان لاؤ) اور پھر (ایمان لاکر) اُس کی طرف (عبادت سے) متوجہ رہو (یعنی عمل صالح کرو) بیشک میرا رب (اُس شخص سے قریب ہی (جو اُسکی طرف متوجہ ہو اور اُس شخص کی عرض) قبول کرنیوالا ہی (جو اُس سے گناہ معاف کراتا ہی) وہ لوگ کہنے لگے کہ ای صالح تم تو اس کے قبل ہم مین ہونہار (معلوم ہوتے) تھے (یعنی ہم کو تم سے امید تھی کہ اپنی لیاقت ووجاہت سے فخر قوم اور ہمارے لئے مایہ ناز اور ہمارے سرپرست بنوگے افسوس اسوقت جو باتین کر رہے ہو اُس سے تو ساری اُمیدین خاک مین ملتی نظر آتی ہین) کیا تم ہم کو اُن چیزون کی عبادت سے منع کرتے ہو جن کی عبادت ہمارے بڑے کرتے آئے ہین (یعنی تم اس سے منع[۱] مت کرو) اور جس دین کی طرف تم ہمکو بلا رہی ہو (یعنی توحید) واقعی ہم تو اُسکی طرف سے بڑے[۲] (بھاری) شبہ مین ہین جسنے ہمکو تردد مین ڈال رکھا ہی (کہ مسئلہ توحید ہمارے خیال ہی مین نہین آتا) آپ نے (جواب مین) فرمایا ای میری قوم (تم جو کہتے ہو کہ تم توحید کی دعوت اور بت پرستی سے ممانعت مت کرو تو) بھلا یہ تو بتلاؤ کہ اگر مین اپنے رب کی جانب سے دلیل پر (قائم) ہون (جس سے توحید ثابت ہی) اور اُس نے مجھکو اپنی طرف سے رحمت (یعنی نبوت) عطا فرمائی ہو (جس سے اُس توحید کی دعوت کا مین مامور ہون) سو (اس حالت مین) اگر مین خدا کا کہنا نہ مانون (اور دعوت توحید کو ترک کر دون جیسا تم کہتے ہو) تو (یہ تبلاؤ کہ) پھر مجھکو خدا (کے عذاب) سے کون بچالیگا تو تم تو (ایسا برا مشورہ دیکر) سراسر میرا نقصان ہی کر رہے ہو (یعنی اگر خدانخواستہ قبول کرلون تو بجز نقصان کے اور کیا ہاتھ آوے اور چونکہ اُنہون نے معجزہ کی بھی ثبوت رسالت کے لیے درخواست کی تھی اس لیے آپنے فرمایا) اور ای میری قوم (تم جو معجزہ چاہتے تھے سو) یہ اونٹنی ہی اللہ کی جو تمہارے لیے دلیل (بناکر ظاہر کی گئی) ہی (اور اسی لئے اللہ کی اونٹنی کہلائی کہ اللہ کی دلیل ہی) سو (علاوہ اس کے کہ یہ بوجہ معجزہ ہونے کے میری رسالت پر دلیل ہے خود اس کے بھی کچھ حقوق ہین منجملہ اُن کے یہ ہی کہ) اس کو چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین مین (گھاس چارہ) کھاتی پھرا کرے (اسی طرح اپنی باری کے دن پانی پیتی رہی جیسا دوسری آیت مین ہی) اور اُس کو برائی (اور تکلیف دہی) کے ساتھ ہاتھ بھی مت لگانا کبھی تمکو فوری عذاب آپکڑے (یعنی دیر[۳] نہ لگے) سو اُنہون نے (باوجود اس تمامتر اتمام حجت کے) اُس (اونٹنی) کو مار ڈالا تو صالح (علیہ السلام) نے فرمایا (خیر) تم اپنے گھرون مین تین دن اور بسر کرلو (تین دن کے بعد عذاب آتا ہی اور) یہ[۴] ایسا وعدہ ہی جس مین ذرا جھوٹ نہین (کیونکہ منجانب اللہ ہی) سو (تین دن گذرنے کے بعد) جب ہمارا حکم (عذاب کے لئے) آپہونچا ہم نے صالح (علیہ السلام) کو اور جو اُن کے ہمراہ اہل ایمان تھے اُن کو اپنی عنایت سے (اُس عذاب سے) بچالیا اور[۵] (اُن کو کیسی چیز سے بچالیا) اُس دن کی بڑی رسوائی سے بچالیا (کیونکہ قہر الٰہی مین مبتلا ہونے سے بڑھکر کیا رسوائی ہوگی) بیشک آپ کا رب ہی قوت والا غلبہ والا ہی (جس کو چاہے سزا دیدے جس کو چاہی بچالے) اور اُن ظالمون کو ایک نعرہ نے آدبایا (کہ وہ آواز تھی جبرئیل علیہ السلام کی) جس سے وہ اپنے گھرون مین اوندھے پڑے رہگئے (اور اُن کی یہ حالت ہوگئی) جیسے ان گھرون مین کبھی بسے ہی نہ تھے خوب سن لو (قوم) ثمود نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا خوب سن لو (اُس کفر کا یہ نتیجہ ہوا کہ) رحمت سے ثمود کو دوری ہوئی **ف** یہ قصہ پارہ ہشتم کے ختم مین آیا ہی اور وہان رجفہ یعنی زلزلہ کا عذاب مذکور ہے وجہ تطبیق اسی جگہ ذکر کر دیگئی ہی دیکھ لیجیے اور ظاہر حال ثمود سے انکار توحید کا معلوم ہوتا ہے پھر جو اُس کو شک سے تعبیر کیا تو مراد اس سے مطلق انکار ہی گو جزم جانب مخالف کے ساتھ ہو **ربط** اوپر قوم ثمود کا قصہ ذکر ہوا ہے اور اکثر مقامات پر بعد اس قصہ کے قوم لوط علیہ السلام کا قصہ مذکور ہوا ہے یہ قرینہ ہی کہ یہان بھی زیادہ مقصود اسی کا بیان کرنا ہے چنانچہ فما خطبکم کے سوال وجواب سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مقصود اعظم اُن ملائکہ کا تعذیب قوم لوط تھی اور بیچ مین حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ بعض وجوہ خاصہ سے آگیا ہے ایک تو دونون مین خاص تعلق ہی کہ دونون قصون مین ملائکہ کی جماعت متحد تھی پھر دونون پیغمبر رشتہ دار بھی ہین اور مسکن بھی دونون کا قریب تھا اور اُن کے باب مین ابراہیم علیہ السلام نے کلام بھی کیا تھا اور غالبا مستقل صاحب شریعت حضرت

ملحقات الترجمۃ

[۱] قولہ فی اتنہٰنا منع مت کرو افادہ الاستفہام وبہذا یرتبط بہ قولہ عصیتہ ۱۲

[۲] قولہ فی شک بڑے افادہ التنوین ۱۲

[۳] قولہ فی قریب دیر لگے ای قریب من مسکم بلا استمہال ۱۲

[۴] قولہ فی ذلک یہ ایسا المشار الیہ العذاب المفہوم من ثلثۃ ایام یکون بعدہا العذاب ۱۲

[۵] قولہ فی ومن خزی بچالیا اشارۃ الی تقدیر نجینا ثم عطفہ علی نجینا المذکور الدال علی شمل معنے ما سبق فی قصۃ عاد ونجیناہم من عذاب غلیظ سوا السواد ۱۲

وَلَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُنَا إِبْرَاهِيمَ بِالْبُشْرَىٰ قَالُوا سَلَامًا ۖ قَالَ سَلَامٌ ۖ فَمَا لَبِثَ أَنْ جَاءَ بِعِجْلٍ حَنِيذٍ ۝ فَلَمَّا رَأَىٰ

اور ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے ابراہیم کے پاس بشارت لیکر آئے اور اُنہوں نے سلام کیا ابراہیم نے بھی سلام کیا پھر دیر نہین لگائی کہ ایک تلا ہوا بچھڑا لائی سو جب ابراہیم نے دیکھا

أَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ إِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَأَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيفَةً ۚ قَالُوا لَا تَخَفْ إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلَىٰ قَوْمِ لُوطٍ ۝

کہ اُن کے ہاتھ اُس کھانے تک نہین بڑھتے تو اُن سے متوحش ہوئے اور اُن سے دلمین خوف زدہ ہوئے وہ فرشتے کہنے لگے ڈرو مت ہم قوم لوط کی طرف بھیجے گئے ہین

وَامْرَأَتُهُ قَائِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنَاهَا بِإِسْحَاقَ وَمِنْ وَرَاءِ إِسْحَاقَ يَعْقُوبَ ۝ قَالَتْ يَا وَيْلَتَىٰ أَأَلِدُ وَأَنَا

اور ابراہیم کی بی بی کھڑی تھین پس ہنسین سو ہمنے اُن کو بشارت دی اسحٰق کی اور اسحٰق سے پیچھے یعقوب کی کہنے لگین کہ ہائے خاک پڑے اب مین بچہ جنون گی

عَجُوزٌ وَهَٰذَا بَعْلِي شَيْخًا ۖ إِنَّ هَٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيبٌ ۝ قَالُوا أَتَعْجَبِينَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ ۖ رَحْمَتُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ

بڑھیا ہو کر اور یہ میرے میان ہین بالکل بوڑھے واقعی یہ بھی عجیب بات ہی فرشتون نے کہا کہ کیا تم خدا کے کامون مین تعجب کرتی ہو اس خاندان کے لوگو تمپر تو اللہ کی رحمت

عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ ۚ إِنَّهُ حَمِيدٌ مَجِيدٌ ۝ فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ الرَّوْعُ وَجَاءَتْهُ الْبُشْرَىٰ

اور اُسکی برکتین ہین بیشک وہ تعریف کے لائق بڑی شان والا ہی پھر جب ابراہیم کا وہ خوف زائل ہوگیا اور اُن کو خوشی کی خبر ملی

يُجَادِلُنَا فِي قَوْمِ لُوطٍ ۝ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَحَلِيمٌ أَوَّاهٌ مُنِيبٌ ۝ يَا إِبْرَاهِيمُ أَعْرِضْ عَنْ هَٰذَا ۖ إِنَّهُ

تو ہم سے لوط کی قوم کے بارہ مین جدال کرنا شروع کیا واقعی ابراہیم بڑے حلیم الطبع رحیم المزاج رقیق القلب تھے اے ابراہیم اس بات کو جانے دو

قَدْ جَاءَ أَمْرُ رَبِّكَ ۖ وَإِنَّهُمْ آتِيهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُودٍ ۝

تمہارے رب کا حکم آچکا ہے اور اُنپر ضرور ایسا عذاب آنے والا ہی جو کسیطرح ہٹنے والا نہین

ابراہیم علیہ السلام ہی تھے اور لوط علیہ السلام اُن کی طرف سے بطور نیابت تھے دوسرے دونون قصون کے متصل آنے سے اشارہ ہوگیا کہ قہر اور رحمت دونون کا مدار اطاعت و معصیت ہی دیکھو وہی ملائکہ مطیعین کے لئے مبشر تھے اور وہی ملائکہ عاصین کے لئے منذر اور عذاب کے لانے والے تھے تیسرے ایک قصہ دوسرے کا متمم ہی وغیر ذلک من الفوائد اور اسی وجہ سے کہ مقصود قصہ قوم لوط کا بیان کرنا ہی جیسے سب قصون مین ارسلنا آیا ہے ایسا ہی اُس قصہ مین بھی اسی مادہ کا استعمال کیا گیا ہی بخلاف قصہ ابراہیم علیہ السلام کے کہ اُس مین لفظ جاء لایا گیا ہی و نیز تغیر اسلوب مین یہ اشارہ ہی کہ اس قصہ مین مثل اور قصون کے عذاب کا مضمون نہین ہے۔

قصہ ابراہیم علیہ السلام و اضیاف او

وَلَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُنَا إِبْرَاهِيمَ بِالْبُشْرَىٰ قَالُوا سَلَامًا ۖ قَالَ سَلَامٌ ۖ فَمَا لَبِثَ أَنْ جَاءَ بِعِجْلٍ حَنِيذٍ ۝ فَلَمَّا رَأَىٰ أَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ إِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَأَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيفَةً ۚ قَالُوا لَا تَخَفْ إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلَىٰ قَوْمِ لُوطٍ ۝ وَامْرَأَتُهُ قَائِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنَاهَا بِإِسْحَاقَ وَمِنْ وَرَاءِ إِسْحَاقَ يَعْقُوبَ ۝ قَالَتْ يَا وَيْلَتَىٰ أَأَلِدُ وَأَنَا عَجُوزٌ وَهَٰذَا بَعْلِي شَيْخًا ۖ إِنَّ هَٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيبٌ ۝ قَالُوا أَتَعْجَبِينَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ ۖ رَحْمَتُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ ۚ إِنَّهُ حَمِيدٌ مَجِيدٌ ۝ فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ الرَّوْعُ وَجَاءَتْهُ الْبُشْرَىٰ يُجَادِلُنَا فِي قَوْمِ لُوطٍ ۝ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَحَلِيمٌ أَوَّاهٌ مُنِيبٌ ۝ يَا إِبْرَاهِيمُ أَعْرِضْ عَنْ هَٰذَا ۖ إِنَّهُ قَدْ جَاءَ أَمْرُ رَبِّكَ ۖ وَإِنَّهُمْ آتِيهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُودٍ ۝

اللغات قولہ اوجس احس و اضمر کذا فی القاموس قولہ یویلتی اصلہ یا ویلتی بیاء المتکلم ۱۲

النحو قولہ قالوا سلما اما منصوب بسلم او منصوب بقالوا علی انہ حکایۃ لمعنی ما قالوا لا حکایۃ للفظہم قولہ قال سلم ای علیکم قولہ فما لبث ان جاء ای فی ان جاء وقیل ان بمعنی حتی کذا فی الروح وقیل معناہ ما تاخر عن ان جاء قولہ یعقوب فی البیضاوی نصبہ ابن عامر وحمزۃ وحفص علی انہ معطوف علی موضع باسحٰق و قرأ الباقون بالرفع

ع۱ از مبتدا خبرہ الظرف ای مختصر قولہ شیخا حال ۱۲

اور ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے (بشکل بشر) ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس (اُن کے فرزند اسحاق علیہ السلام کی) بشارت لیکر آئے (گو مقصود اعظم اُن کے آنے کا اہلاک قوم لوط تھا لقولہ تعالیٰ فما خطبکم الخ) اور (آنے کے وقت) اُنہون نے سلام کیا ابراہیم (علیہ السلام) نے بھی سلام کیا (اور پہچانا نہین کہ یہ فرشتے ہین لقولہ تعالیٰ قال سلم قوم منکرون معمولی مہمان سمجھے) پھر دیر نہین لگائی کہ ایک تلا ہوا (فربہ لقولہ تعالیٰ سمین) بچھڑا لائے (اور اُن کے سامنے رکھدیا یہ تو فرشتے تھے کیون کھانے لگے) سو جب ابراہیم (علیہ السلام) نے دیکھا کہ اُن کے ہاتھ اُس کھانے تک نہین بڑہتے تو اُن سے متوحش ہوئے اور اُن سے دلمین خوف زدہ ہوئے (کہ یہ مہمان تو نہین ہین کوئی مخالف نہون کہ بارادہ فاسد آئے ہون اور مین گھر مین ہون احباب و اصحاب پاس نہین یہانتک کہ بے تکلفی سے اُس کو زبان سے بھی ظاہر کردیا لقولہ تعالیٰ قال انا منکم وجلون) وہ فرشتے کہنے لگے ڈرو مت (ہم آدمی نہین ہین فرشتے ہین آپ کے پاس بشارت لے کر آئے ہین کہ آپ کے ایک فرزند پیدا ہوگا اسحق اور اُس کے پیچھے ایک فرزند ہوگا یعقوب اور بشارت اس لئے کہا کہ اول تو اولاد خوشی کی چیز ہے پھر ابراہیم علیہ السلام بوڑھے ہوگئے تھے بی بی بھی بہت بوڑھی تھین امید اولاد کی نرہی تھی لقولہ تعالیٰ لاتوجل انا نبشرک بغلام علیم وقولہ تعالیٰ لاتخف وبشروہ بغلام علیم آپ نے نور نبوت سے توجہ کرکے پہچان لیا کہ واقعی فرشتے ہین لیکن فراست نبوت سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ اس کے سوا اور بھی کسی بڑے کام کے لیے آئے ہین اس لئے اُس کی تعیین سے سوال کیا لقولہ تعالیٰ قال فما خطبکم الخ اُس وقت اُنہون نے کہا کہ) ہم قوم لوط کی طرف بھیجے گئے ہین (کہ اُن کو سزائے کفر مین ہلاک کرین اِن مین تو یہ گفتگو ہو رہی تھی) اور ابراہیم (علیہ السلام) کی بی بی (حضرت سارہ کہین) کھڑی (سن رہی) تھین پس (اولاد کی خبر سنکر جس کی اُن کو بعد اس کے کہ اسمٰعیل علیہ السلام بطن ہاجرہ سے متولد ہوئے تمنا بھی تھی خوشی سے) ہنسین (اور بولتی پکارتی آئین اور تعجب سے ماتھے پر ہاتھ مارا لقولہ تعالیٰ فاقبلت امراتہ فی صرۃ فصکت وجہہا) سو ہمنے (یعنی ہمارے فرشتون نے) اُن کو (مکرر) بشارت دی اسحٰقؑ (کے پیدا ہونے) کی اور اسحٰق سے پیچھے یعقوبؑ کی (جو کہ اسحٰقؑ کے فرزند ہونگے جس سے معلوم ہوگیا کہ تمہارے فرزند ہوگا اور زندہ رہیگا یہانتک کہ وہ بھی صاحب اولاد ہوگا اسوقت) کہنے لگین کہ ہائے خاک پڑے اب مین بچہ جنون گی بڑھیا ہو کر اور یہ میرے میان (بیٹھے) ہین بالکل بوڑھے واقعی یہ بھی عجیب بات ہے فرشتون نے کہا کہ کیا (خاندان نبوت مین رہکر اور ہمیشہ خوارق و معاملات عجیبہ دیکھ دیکھ کر) تم خدا کے کامون مین تعجب کرتی ہو (اور خصوصاً اس خاندان کے لوگو تمپر تو اللہ کی (خاص) رحمت اور اُس کی (انواع قسم کی) برکتین (نازل ہوتی رہتی) ہین بیشک وہ (اللہ تعالیٰ تعریف کے لائق (اور) بڑی شان والا ہے (وہ بڑے سے بڑا کام کرسکتا ہے پس بجائے تعجب کے اُس کی تعریف اور شکر مین مشغول ہو پھر جب ابراہیم (علیہ السلام) کا وہ خوف زائل ہوگیا (جب فرشتون نے لاتخف کہا اور اُن کا فرشتہ ہونا معلوم ہوگیا) اور اُن کو خوشی کی خبر ملی (کہ اولاد پیدا ہوگی) تو (ادھر سے بیفکر ہو کر دوسری طرف متوجہ ہوئے کہ قوم لوط ہلاک کیجاویگی اور) ہم سے لوط (علیہ السلام) کی قوم کے بارہ مین (سفارش جو باعتبار مبالغہ و اصرار کے صورۃً جدال تھا) کرنا شروع کیا (جس کی تفصیل دوسری آیت مین ہے کہ وہان تو لوط علیہ السلام بھی موجود ہین اس لئے عذاب نہ بھیجا جاوے کہ اُن کو گزند پہونچے گا مطلب یہ ہوگا کہ اس بہانہ سے قوم بچ جاوے جیسا فی قوم لوط سے ظاہر معلوم ہوتا ہے اور شاید ابراہیم علیہ السلام کو اُن کے مومن ہونے کی اُمید ہو) واقعی ابراہیمؑ بڑے حلیم الطبع رحیم المزاج رقیق القلب تھے (اس لئے سفارش مین مبالغہ کیا ارشاد ہوا کہ اے ابراہیمؑ (گو بہانہ لوط علیہ السلام کا ہے مگر اصلی مطلب معلوم ہوگیا کہ قوم کی سفارش ہے سو) اس بات کو جانے دو (یہ ایمان نہ لاوین گے اسی لئے) تمہارے رب کا حکم (اس کے متعلق) آچکا ہے اور (اُس کے سبب سے) اُنپر ضرور ایسا عذاب آنے والا ہے جو کسی طرح ہٹنے والا نہین (اس لئے اس باب مین کہنا سننا بیکار ہے رہا لوط علیہ السلام کا وہان ہونا سو اُنکو اور سب اہل ایمان کو وہان سے علیحدہ کردیا جاوے گا اُس کے بعد عذاب آوے گا تاکہ اُن کو گزند نہ پہونچے چنانچہ اس پر بات ختم ہوگئی) **ف** فرشتون کے بشکل آدمی کے آنے سے آپ نے نہ پہچانا اسیواسطے کھانا لائے اُن کے نہ کھانے سے جو خوف ہوا وہ اسباب ظاہری کے اعتبار سے طبعی تھا گو اتنے مجمع کے مقابلہ کے لئے آپ کے خادم موجود تھے لیکن خاص گھر مین

ملحقات الترجمة

له قوله نكرهم منهم لم يترجم بناشناسي لان النكارة قسمان قسم تحقق في الابتداء وهو المذكور في قوله تعالى قوم منكرون وقسم تحقق في الآخر وهو المدلول هنا فافهم ،،
ك قوله بويلتى خاك پڑے محاوری تقال [illegible] في الحالة التي [illegible] نا ولتي [illegible] تعدنت [illegible] [illegible] اذا ط عليهن [illegible] منه وذ يعيث النتاسب بين معنى الكلمتين ،،

وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِیْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالَ هٰذَا یَوْمٌ عَصِیْبٌ ۝ وَجَآءَهٗ قَوْمُهٗ یُهْرَعُوْنَ اِلَیْهِ

اور جب ہمارے وہ فرشتے لوط کے پاس آئے تو لوط اُن کی وجہ سے مغموم ہوئے اور اُن کے سبب تنگدل ہوئے اور کہنے لگے کہ آج کا دن بہت بھاری ہے اور ان کی قوم ان کے پاس دوڑتی ہوئی آئی

وَمِنْ قَبْلُ كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ ؕ قَالَ یٰقَوْمِ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِیْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ

اور پہلے سے نامعقول حرکتیں کیا ہی کرتے تھے لوط فرمانے لگے کہ اے میری قوم یہ میری بیٹیاں موجود ہیں وہ تمہارے لیے خاصی ہیں سو اللہ سے ڈرو اور میرے مہمانوں میں مجھکو

فِیْ ضَیْفِیْ ؕ اَلَیْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِیْدٌ ۝ قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِیْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ ۚ وَاِنَّكَ لَتَعْلَمُ

فضیحت مت کرو کیا تم میں کوئی بھی بھلامانس نہیں ۔ وہ لوگ کہنے لگے کہ آپ کو معلوم ہے کہ ہمکو آپکی ان بیٹیوں کی کوئی ضرورت نہیں اور آپ کو تو معلوم ہے

مَا نُرِیْدُ ۝ قَالَ لَوْ اَنَّ لِیْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِیْٓ اِلٰی رُكْنٍ شَدِیْدٍ ۝ قَالُوْا یٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ یَّصِلُوْٓا

جو ہمارا مطلب ہے لوط فرمانے لگے کیا خوب ہوتا اگر میرا تم پر کچھ زور چلتا یا کسی مضبوط پایہ کی پناہ پکڑتا فرشتے کہنے لگے کہ اے لوط ہم تو آپکے رب کے بھیجے ہوئے ہیں آپ تک ہرگز ان کی

اِلَیْكَ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّیْلِ وَلَا یَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ ؕ اِنَّهٗ مُصِیْبُهَا مَآ اَصَابَهُمْ ؕ

رسائی نہیں ہوگی سو آپ رات کے کسی حصے میں اپنے گھر والوں کو لیکر چلے جائیے اور تم میں سے کوئی پیچھا پھر کر بھی نہ دیکھے ہاں مگر آپ کی بیوی نہ جاویگی اس پر بھی وہی آفت آنیوالی ہے جو اور لوگوں پر آویگی

اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ؕ اَلَیْسَ الصُّبْحُ بِقَرِیْبٍ ۝ فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِیَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَیْهَا

ان کے وعدہ کا وقت صبح کا وقت ہے کیا صبح کا وقت قریب نہیں سو جب ہمارا حکم آپہونچا تو ہمنے اس زمین کا اوپر کا تختہ تو نیچے کردیا اور اس سرزمین پر کھنگر کے پتھر برسانا

حِجَارَةً مِّنْ سِجِّیْلٍ ۙ۬ مَّنْضُوْدٍ ۝ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ ؕ وَمَا هِیَ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ بِبَعِیْدٍ ۝

شروع کئے جو لگاتار گر رہے تھے جنپر آپ کے رب کے پاس خاص نشان بھی تھا اور یہ بستیاں ان ظالموں سے کچھ دور نہیں ہیں

نصف ع ٥

تو کوئی نہ تھا پھر اُن کو فرشتہ یقین کرلیا صرف اُن کے دعوی پر نہ تھا بلکہ قوت مدرکہ قدسیہ کے ذریعے سے متوجہ ہوکر یقین کیا جس سے اولاً توجہ نہ فرمائی تھی جیسا بعض اوقات محسوسات میں بھی یہ قصہ پیش آتا ہے اور آپ کا یہ پوچھنا فما خطبکم الخ بوجہ کثرت ملائکہ کے نہ تھا جیسا کہ مشہور ہے کیونکہ بشارت کے لئے متعدد ملائکہ کا آنا کچھ امر غریب نہیں چنانچہ حضرت یحیی و حضرت عیسی علیہما السلام کی بشارت میں لفظ ملائکہ آیا ہے بلکہ فراست نبوت سے سمجھے کہ ان کو اور کوئی امر مہم بھی درپیش ہے اور ظاہرا حضرت سارہ پہلے اس جگہ نہ تھیں شاید پردہ میں ہوں پھر جب معلوم ہوگیا کہ فرشتے ہیں ان سے کیا پردہ سامنے چلے آئیں جیسا فاقبلت سے معلوم ہوتا ہے اور ہنسنا یہ عورتوں کا امر طبعی ہے کہ بعض خوشی کی بات پر کہ مردوں کو ہنسی نہیں آتی عورتوں کو آجاتی ہے اور یہ گفتگو مجادلہ کی گو فرشتوں سے ہوئی تھی مگر مقصود عرض کرنا تھا حق تعالی سے اس لئے یجادلنا فرمایا۔

قصہ حضرت لوط علیہ السلام و قوم او کہ بمنزلہ تتمہ قصہ سابقہ است

وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِیْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالَ هٰذَا یَوْمٌ عَصِیْبٌ (٧٧) وَجَآءَهٗ قَوْمُهٗ یُهْرَعُوْنَ اِلَیْهِ ؕ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ ؕ قَالَ یٰقَوْمِ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِیْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِیْ ضَیْفِیْ ؕ اَلَیْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِیْدٌ (٧٨) قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِیْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ ۚ وَاِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِیْدُ (٧٩) قَالَ لَوْ اَنَّ لِیْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِیْٓ اِلٰی رُكْنٍ شَدِیْدٍ (٨٠) قَالُوْا یٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ یَّصِلُوْٓا اِلَیْكَ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّیْلِ وَلَا یَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ ؕ اِنَّهٗ مُصِیْبُهَا مَآ اَصَابَهُمْ ؕ اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ؕ اَلَیْسَ الصُّبْحُ بِقَرِیْبٍ (٨١) فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِیَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَیْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّیْلٍ (٨٢) مَّنْضُوْدٍ (٨٣) مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ ؕ وَمَا هِیَ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ بِبَعِیْدٍ

اللغات قولہ یھرعون یسرعون ویقبلون معنی کونہ مبنیا للمفعول کونہم بحیث یحثہم بعضا بعضا الموبطع فی الفاحشۃ وقری یہرعون بفتح الیاء من ہرع قولہ رکن الناحیۃ من البیت او الجبل یراد بہ القوی تشبیہا بالجبل فی القوۃ قولہ ذرعا اصلہ انہ یضیق الذرع کنایۃ عن العجز کما ان بسط الید کنایۃ من القدرۃ وقیل کنایۃ عن العقد والقلب قولہ فاسر بالقطع والوصل قراتان وہما بمعنی واحد قولہ سجیل معرب سنگ گل النحو قولہ الا امراتک

استثناء منقطع وہو حال من التلفت قولہ عند ربک متعلق بمسومۃ قولہ ببعید بتاویل الشیء بعید ١٢ **البلاغۃ** قولہ ھؤلاء نزل الغائب بمنزلۃ الحاضر قولہ لا یلتفت کنایۃ عن السرعۃ قولہ جعلنا عالیہا سافلہا ولم یقل سافلہا عالیہا وان لزم منہ تہویلا للامر وتفظیعا للخطب لان جعل عالیہا الذی ہو مقرہم ومسکنہم سافلہا اشق من جعل سافلہا عالیہا وان کان مستلزما لہ کذا فی الروح ١٢

اور (ابراہیم علیہ السلام کے پاس سے فارغ ہوکر) جب ہمارے وہ فرشتے لوط (علیہ السلام) کے پاس آئے تو لوط (علیہ السلام) اُن کے (آنے کی) وجہ سے (اس لئے) مغموم ہوئی (کہ وہ بہت حسین نوجوانون کی شکل مین آئے تھے اور لوط علیہ السلام نے اُن کو آدمی سمجھا اور اپنی قوم کی نامعقول حرکت کا خیال آیا) اور (اسوجہ سے) اُن کے (آنیکے) سبب تنگدل ہوئے اور (غایت تنگدلی سے) کہنے لگے کہ آج کا دن بہت بھاری ہی (کہ ان کی تو ایسی صورتین اور قوم کی یہ حرکتین اور مین تن تنہا دیکھیے کیا ہوتا ہی) اور اُن کی قوم (نے جو یہ خبر سنی تو) اُن کے (یعنی لوط علیہ السلام کے) پاس دوڑتے ہوئے آئے اور پہلے سے نامعقول حرکتین کیا ہی کرتے تھے (اسی خیال سے اب بھی آئے) لوط (علیہ السلام بڑے گھبرائے اور براہ تملق) فرمانے لگے کہ ای میری قوم یہ میری (بہو) بیٹیان (جو تمہارے گھرون مین ہین) موجود ہین وہ تمہارے (نفس کی کامرانی کے) لئے (اچھی) خاصی ہین سو (امردون پر نگاہ کرنے کے باب مین) اللہ سے ڈرو اور میرے مہمانون مین مجھکو فضیحت مت کرو (یعنی ان مہمانون کو کچھ کہنا مجھکو شرمندہ اور رسوا کرنا ہی اگر ان[1] کی رعایت نہین کرتے کہ مسافر ہین تو میرا تو خیال کرو کہ تم مین رہنا سہنا ہون افسوس اور تعجب ہی) کیا تم مین کوئی بھی (معقول آدمی اور) بھلا مانس نہین (کہ اسبات کو سمجھے اور اورون کو سمجھاوے) وہ لوگ کہنے لگے کہ آپ کو معلوم ہی کہ ہم کو آپ کی ان (بہو) بیٹیون کی کوئی ضرورت[2] نہین (کیونکہ عورتون سے ہم کو رغبت ہی نہین) اور آپ کو تو معلوم ہی (یہان آنے سے) جو ہمارا مطلب ہی لوط (علیہ السلام نہایت عاجز اور زچ ہوکر) فرمانے لگے کیا خوب ہوتا اگر میرا تمپر کچھ زور چلتا (کہ خود تمہارے شر کو دفع کرتا) یا کسی مضبوط پایہ کی پناہ پکڑتا (مراد یہ کہ میرا کوئی کنبہ قبیلہ ہوتا کہ میری مدد کرتے لوط علیہ السلام کا جو اس قدر اضطراب دیکھا تو) فرشتے کہنے لگے کہ ای لوط (ہم آدمی نہین جو آپ اس قدر گھبراتے ہین) ہم تو آپ کے رب کے بھیجے ہوئے (فرشتے) ہین (تو ہمارا تو کیا کر سکتے ہین اور آپ اپنے لئے بھی اندیشہ نہ کرین) آپ تک (بھی) ہرگز ان کی رسائی نہین ہوگی (کہ آپ کو کچھ تکلیف پہونچا سکین اور ہم ان پر عذاب نازل کرنے آئی ہین) سو آپ رات کے کسی[3] حصہ مین اپنے گھر والون کو لیکر (یہان سے باہر) چلے جائیے اور تم مین سے کوئی پیچھا پھر کر بھی نہ دیکھے (یعنی سب جلدی چلے جائین) ہان مگر آپ کی بیوی (بوجہ مسلمان نہونیکے) نہ جاوے اُسپر بھی وہی آفت آنے والی ہی جو اور لوگون پر آوے گی (اور ہم رات کے وقت نکلجانے کو اس لئے کہتے ہین کہ) ان کے (عذاب کے) وعدہ کا وقت صبح کا وقت ہی (لوط علیہ السلام بہت دق ہو گئے تھے فرمانے لگے کہ جو کچھ ہو ابھی ہو جاوے کذا فی الدر المنثور فرشتون نے کہا کہ) کیا صبح کا وقت قریب نہین (غرض لوط علیہ السلام شبا شب دور نکل گئے اور صبح ہوئی اور عذاب کا سامان شروع ہوا) سو جب ہمارا حکم (عذاب کے لئے) آپہونچا تو ہمنے اُس[4] زمین (کو الٹ کر اُس) کا اوپر کا تختہ تو نیچے کر دیا (اور نیچے کا تختہ اوپر کر دیا) اور اُس سرزمین پر کھنگر کے پتھر (مراد جھانوہ جو پک کر مثل پتھر کے ہو جاتا ہی) برسانا شروع کئے جو لگاتار[5] گر رہے تھے جنپر آپ کے رب کے پاس (یعنی عالم غیب مین) خاص نشان بھی تھا (جس سے اور پتھرون سے وہ پتھر ممتاز تھے) اور (اہل مکہ کو چاہئے کہ اس قصہ سے عبرت پکڑین کیونکہ) یہ بستیان (قوم لوط کی) ان ظالمون سے کچھ دور نہین ہین (ہمیشہ شام کو آتے جاتے اُن کی بربادی کے آثار دیکھتے ہین پس ان کو اللہ و رسول کی مخالفت سے ڈرنا چاہیئے) **ف** بناتی سے مجازاً امت کی عورتین مراد ہین کیونکہ نبی امت کے لئے بجائے باپ کے ہوتا ہی اور حقیقی معنے اس لیے مراد نہین ہو سکتے کہ آپ کی دو یا تین بیٹیان تھین سو کس کس سے اُن کا نکاح کر دیتے وہ تو سارے اسی مرض مین مبتلا تھے اور کنکریون کو جو ممتاز کہا سو درمنثور مین روایات ہین جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اُنپر کچھ خاص رنگ اور ہیئت کے نقوش بنے تھے جو دنیا کے احجار مین نہین دیکھے جاتے یہان دو عذابون کا ذکر ہی تختہ الٹ جانا اور پتھر برسنا سو بعض نے تو کہا ہی اور ظاہر یہی ہی کہ اول زمین اوپر اُٹھا کر لوٹ دیگئی جب وہ نیچے کو گرے تو اوپر سے اُنپر پتھراؤ کیا لیکن اگر اسقدر اقتضا طبعی زمین کا باقی رہی کہ زیادت ثقل سے حرکت الی المرکز سریع ہونا چاہیئے تو اس پتھراؤ کے لیے اس کا التزام کر لیا جاویگا کہ زمین تھوڑی دیر روک لی گئی ورنہ پتھراؤ کی کوئی صورت نہوگی اور اگر اقتضا طبعی کو باقی نہ سمجھا جاوے تو اسکی کوئی ضرورت نہین اور بعض نے کہا ہی کہ جو بستی مین تھے وہ اُلٹ دیے گئے اور جو باہر گئے ہوئے تھے اُنپر پتھر برسے اور لوط علیہ السلام کا یہ فرمانا آوی الی رکن شدید یہ

ملحقات الترجمۃ

[1] قولہ فی لاتخزون اگر ان کی رعایت الخ اشارۃ الی فائدۃ قولہ لاتخزون دون ان یقول لاتخزہم ۱۲

[2] قولہ فی حق ضرورت اشارۃ الی مافی الروح من تفسیرہ بالحاجۃ

[3] قولہ فی قطع کسی حصہ اشارۃ الی عمومہ للاول والاوسط والاخیر اقوال ۱۲

[4] قولہ فی عالیہا اُس زمین و الیہ المقام ۱۲

[5] قولہ فی منضود لگاتار کہ رہی فالمنضود متتابع الارسال کما فی الروح ۱۲

وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۚ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ وَلَا تَنقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ

اور ہمنے مدین کی طرف اُن کے بھائی شعیبؑ کو بھیجا اُنہوں نے فرمایا کہ اے میری قوم تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اُس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں اور تم ناپ اور تول مین کمی مت کیا کرو

إِنِّي أَرَاكُم بِخَيْرٍ وَإِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيطٍ ۝ وَيَا قَوْمِ أَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ ۖ وَلَا

مین تمکو فراغت کی حالت مین دیکھتا ہون اور مجھکو تمپر اندیشہ ہی ایسے دن کے عذاب کا جو انواع مصائب کا جامع ہوگا اور اے میری قوم تم ناپ اور تول پوری پوری کیا کرو اور

تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ۝ بَقِيَّتُ اللَّهِ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۚ

لوگون کا اُن کی چیزون مین نقصان مت کیا کرو اور زمین مین فساد کرتے ہوئے حد سے مت نکلو اللہ کا دیا ہوا جو کچھ بچ جاوے وہ تمہارے لیے بدرجہا بہتر ہی اگر تمکو یقین آوے

وَمَا أَنَا عَلَيْكُم بِحَفِيظٍ ۝ قَالُوا يَا شُعَيْبُ أَصَلَاتُكَ تَأْمُرُكَ أَن نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا أَوْ أَن نَّفْعَلَ فِي أَمْوَالِنَا

اور مین تمہارا پہرہ دینے والا تو ہون نہین وہ لوگ کہنے لگے کہ اے شعیبؑ کیا تمہارا تقدس تم کو تعلیم کررہا ہی کہ ہم اُن چیزون کو چھوڑ دین جن کی پرستش ہمارے بڑے کرتے آئے ہین یا اسبات کو چھوڑ دین کہ ہم

مَا نَشَاءُ ۖ إِنَّكَ لَأَنتَ الْحَلِيمُ الرَّشِيدُ ۝ قَالَ يَا قَوْمِ أَرَأَيْتُمْ إِن كُنتُ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّي وَرَزَقَنِي مِنْهُ

اپنے مال مین جو چاہین تصرف کرین واقعی آپ ہین بڑے عقلمند دین پر چلنے والے شعیبؑ نے فرمایا کہ اے میری قوم بھلا یہ تو بتلاؤ کہ اگر مین اپنے رب کی جانب سے دلیل پر ہون اور اُس نے مجھکو اپنی طرف

رِزْقًا حَسَنًا ۚ وَمَا أُرِيدُ أَنْ أُخَالِفَكُمْ إِلَىٰ مَا أَنْهَاكُمْ عَنْهُ ۚ إِنْ أُرِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ۚ وَمَا

ایک عمدہ دولت دی ہو تو پھر کیسے تبلیغ نکرون اور مین یہ نہین چاہتا ہون کہ تمہارے برخلاف اُن کامون کو کرون جن سے تم کو منع کرتا ہون مین تو اصلاح چاہتا ہون جہانتک میرے امکان مین ہو اور

تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ۝ وَيَا قَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِي أَن يُصِيبَكُم مِّثْلُ مَا أَصَابَ

مجھکو جو کچھ توفیق ہوجاتی ہی صرف اللہ ہی کی مدد سے ہی اُسی پر مین بھروسہ رکھتا ہون اور اُسی کی طرف رجوع کرتا ہون اور اے میری قوم میری ضد تمہارے لیے اسکا باعث نہو جاوے کہ تمپر بھی اسیطرح کی مصیبتین

قَوْمَ نُوحٍ أَوْ قَوْمَ هُودٍ أَوْ قَوْمَ صَالِحٍ ۚ وَمَا قَوْمُ لُوطٍ مِّنكُم بِبَعِيدٍ ۝

آپڑین جیسے قوم نوح یا قوم ہود یا قوم صالح پر پڑی تھین اور قوم لوط تو تم سے دور نہین ہوئی

اقتضا ئے طبعی تھا کہ اس درجہ مین اسباب ظاہری سے تمسک کیا جاتا ہی حدیث ترمذی مین ہی کہ اُن کے بعد سب انبیاءؑ جتھے والے ہوئے تاکہ پریشانی نہونے پاوے اور بعضے ضروری مضامین متعلق اس قصہ کے آخر پارہ ہشتم مین لکھے جاچکے ہین دیکھ لیے جاوین اور ایک آیت مین فاخذتہم الصیحۃ آیا ہی سو ممکن ہی کہ اول صیحہ ہوا ہو پھر انقلاب جیساکہ اُس آیت مین فجعلنا پر حرف فا آنے سے معلوم ہوتا ہی۔ **ربط** ظاہر ہے

قصہ شعیب علیہ السلام با اہل مدین

وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۚ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ وَلَا تَنقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ ۚ إِنِّي أَرَاكُم بِخَيْرٍ وَإِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيطٍ ﴿٨٤﴾ وَيَا قَوْمِ أَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ ۖ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ﴿٨٥﴾ بَقِيَّتُ اللَّهِ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۚ وَمَا أَنَا عَلَيْكُم بِحَفِيظٍ ﴿٨٦﴾ قَالُوا يَا شُعَيْبُ أَصَلَاتُكَ تَأْمُرُكَ أَن نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا أَوْ أَن نَّفْعَلَ فِي أَمْوَالِنَا مَا نَشَاءُ ۖ إِنَّكَ لَأَنتَ الْحَلِيمُ الرَّشِيدُ ﴿٨٧﴾ قَالَ يَا قَوْمِ أَرَأَيْتُمْ إِن كُنتُ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّي وَرَزَقَنِي مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا ۚ وَمَا أُرِيدُ أَنْ أُخَالِفَكُمْ إِلَىٰ مَا أَنْهَاكُمْ عَنْهُ ۚ إِنْ أُرِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ۚ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ﴿٨٨﴾ وَيَا قَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِي أَن يُصِيبَكُم مِّثْلُ مَا أَصَابَ قَوْمَ نُوحٍ أَوْ قَوْمَ هُودٍ أَوْ قَوْمَ صَالِحٍ ۚ وَمَا قَوْمُ لُوطٍ مِّنكُم بِبَعِيدٍ ﴿٨٩﴾

اللغات قولہ اخالفکم فی الروح یجوز ان یبقی اخالف علی ظاہرہ من المخالفۃ ویکون ان وما بعدہ فی موضع المفعول بہ لارید ویقدر مائلا الی آخرہ ۱۲

البلاغۃ قولہ او ان نفعل بمعنی الواو ۱۲

وَاسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ ۚ إِنَّ رَبِّي رَحِيمٌ وَدُودٌ ۝ قَالُوا يَا شُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيرًا مِّمَّا تَقُولُ وَإِنَّا لَنَرَاكَ

اور تم اپنے رب سے اپنے گناہ معاف کراؤ پھر اسکی طرف متوجہ ہو بلاشک میرا رب بڑا مہربان بڑی محبت والا ہے — وہ لوگ کہنے لگے کہ اے شعیبؑ بہت سی باتیں تمہاری کہی ہوئی ہماری سمجھ میں نہیں آتیں اور ہم تمکو

فِينَا ضَعِيفًا ۖ وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنَاكَ ۖ وَمَا أَنتَ عَلَيْنَا بِعَزِيزٍ ۝ قَالَ يَا قَوْمِ أَرَهْطِي أَعَزُّ عَلَيْكُم مِّنَ

اپنے میں کمزور دیکھ رہے ہیں اور اگر تمہارے خاندان کا پاس نہوتا تو ہم تمکو سنگسار کرچکے ہوتے اور ہماری نظر میں تمہاری کچھ توقیر نہیں — شعیبؑ نے فرمایا کہ اے میری قوم کیا میرا خاندان تمہارے نزدیک

اللَّهِ وَاتَّخَذْتُمُوهُ وَرَاءَكُمْ ظِهْرِيًّا ۖ إِنَّ رَبِّي بِمَا تَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ۝ وَيَا قَوْمِ اعْمَلُوا عَلَىٰ مَكَانَتِكُمْ إِنِّي عَامِلٌ

اللہ سے بھی زیادہ باتوقیر ہے اور اس کو تم نے پس پشت ڈال دیا — یقیناً میرا رب تمہارے سب اعمال کو احاطہ کیے ہوئے ہے۔ — اور اے میری قوم تم اپنی حالت پر عمل کرتے رہو میں بھی عمل کر رہا ہوں

سَوْفَ تَعْلَمُونَ مَن يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ ۖ وَارْتَقِبُوا إِنِّي مَعَكُمْ رَقِيبٌ ۝ وَلَمَّا

اب جلدی تمکو معلوم ہوا جاتا ہے کہ وہ کون شخص ہے جس پر ایسا عذاب آیا چاہتا ہے جو اس کو رسوا کردیگا اور وہ کون شخص ہے جو جھوٹا تھا — اور تم بھی منتظر رہو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں — اور جب

جَاءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَأَخَذَتِ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَأَصْبَحُوا

ہمارا حکم آپہنچا ہمنے شعیبؑ کو اور جو اُن کی ہمراہی میں اہل ایمان تھے اُن کو اپنی عنایت سے بچالیا — اور ان ظالموں کو ایک سخت آواز نے آپکڑا — سو اپنے گھروں کے

فِي دِيَارِهِمْ جَاثِمِينَ ۝ كَأَن لَّمْ يَغْنَوْا فِيهَا ۗ أَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُودُ ۝

اندر اوندھے گرے رہگئے — جیسے کبھی ان گھروں میں بسے ہی نہ تھے — خوب سن لو مدین کو رحمت سے دوری ہوئی جیسا ثمود رحمت سے دور ہوگئے تھے

وَاسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ ۚ إِنَّ رَبِّي رَحِيمٌ وَدُودٌ ﴿٩٠﴾ قَالُوا يَا شُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيرًا مِّمَّا تَقُولُ وَإِنَّا لَنَرَاكَ فِينَا ضَعِيفًا ۖ وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنَاكَ ۖ وَمَا أَنتَ عَلَيْنَا بِعَزِيزٍ ﴿٩١﴾ قَالَ يَا قَوْمِ أَرَهْطِي أَعَزُّ عَلَيْكُم مِّنَ اللَّهِ وَاتَّخَذْتُمُوهُ وَرَاءَكُمْ ظِهْرِيًّا ۖ إِنَّ رَبِّي بِمَا تَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ﴿٩٢﴾ وَيَا قَوْمِ اعْمَلُوا عَلَىٰ مَكَانَتِكُمْ إِنِّي عَامِلٌ ۖ سَوْفَ تَعْلَمُونَ مَن يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ ۖ وَارْتَقِبُوا إِنِّي مَعَكُمْ رَقِيبٌ ﴿٩٣﴾ وَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَأَخَذَتِ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دِيَارِهِمْ جَاثِمِينَ ﴿٩٤﴾ كَأَن لَّمْ يَغْنَوْا فِيهَا ۗ أَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُودُ ﴿٩٥﴾

اور ہمنے مدین (والوں) کی طرف اُن کے بھائی شعیب (علیہ السلام) کو (پیغمبر بناکر) بھیجا انہوں نے (اہل مدین سے) فرمایا کہ اے میری قوم تم (صرف) اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی تمہارا معبود (بننے کے قابل) نہیں (یہ حکم تو دیانات کے متعلق اُن کے مناسب حال تھا) اور (دوسرا حکم معاملات کے متعلق اُن کے مناسب فرمایا کہ) تم ناپ اور تول میں کمی مت کیا کرو (کیونکہ) میں تمکو فراغت کی حالت میں دیکھتا ہوں (پھر تم کو ناپ تول میں کمی کرنے کی کیا ضرورت پڑی ہے گو حقیقۃً تو کسیکو بھی ضرورت نہیں ہوتی) اور (علاوہ اس کے کہ ناپ تول میں کمی نکرنا نعم الٰہیہ کا مقتضا ہے خود خوف ضرر بھی اسکو مقتضی ہے کیونکہ اس میں) مجکو تمپر اندیشہ ہے ایسے دن کے عذاب کا جو انواع مصائب کا جامع ہوگا اور (ہرچند کہ کمی نکرنا مستلزم ہے پورا کرنے کو مگر تاکید کے لیے اُس کی نہی کے بعد اس امر کی بھی تصریح فرمائی کہ) اے میری قوم تم ناپ اور تول پوری پوری کیا کرو اور لوگوں کا اُن کی چیزوں میں نقصان مت کیا کرو (جیسا تمہاری عادت ہے) اور (شرک اور نقص حقوق کرکے) زمین میں فساد کرتے ہوئے حد (توحید وعدل) سے مت نکلو (لوگوں کے حقوق ادا کرنے کے بعد) اللہ کا دیا ہوا جو کچھ (حلال مال) بچ جائے وہ تمہارے لئے (اس حرام کمائی سے) بدرجہا بہتر ہے (کیونکہ حرام میں گو وہ کثیر ہو برکت نہیں اور انجام اُسکا جہنم اور حلال میں گو وہ قلیل ہو برکت ہوتی ہے اور انجام اُسکا رضائے حق) اگر تم کو یقین آوے (تو مان لو) اور (اگر یقین نہ آوے تو تم جانو) میں تمہارا پہرہ دینے والا تو ہوں نہیں (کہ تمسے جبراً یہ افعال چھوڑا دوں جیسا کروگے بھگتوگے) وہ لوگ (یہ تمام مواعظ ونصائح سنکر) کہنے لگے کہ اے شعیب کیا تمہارا (مصنوعی اور وہمی) تقدس تمکو (ایسی باتوں کی) تعلیم کر رہا ہے کہ (تم ہمسے کہتے ہو کہ) ہم اُن چیزوں (کی پرستش) کو چھوڑ دیں جنکی پرستش ہمارے بڑے کرتے آئے ہیں یا اس بات کو چھوڑ دیں کہ ہم اپنے مالوں میں جو چاہیں تصرف کریں واقعی آپ ہیں بڑے عقلمند

ملحقات الترجمہ

۱ے قولہ قبل الی اخاف علاوہ احمد اشارالی کون الکلام اللاحق للترہیب لکون السابق للترغیب ۱۲ ۲ے قولہ فی محیط جامع اشارالی کونہ صفۃ لیوم وقیل للعذاب ۱۲ ۳ے قولہ فی صلوتک تقدس اطلاق للجزء علی الکل ای الدین وہذہ کانہا عادۃ مستمرۃ یستہزؤن باہل الدین بالصلوۃ فناد وہمی لاہم المعتقدین للتقدس ۱۲ ۴ے قولہ فی تامرک تم ہمسے اشارۃ الی تقدیر الکلام ہکذا تامرک ان تامرنا بان نترک کما صرحوا ولابد من ہذا التقدیر بان الرجل لا یؤمر بفعل غیرہ ۱۲ ۵ے قولہ فی ان نفعل یا اسات کو جھوڑ دیں اشارالی عطف ان نفعل علی ما یعبد ۱۲

اللغات الظہری ای من وراء الظہر وکسر الظاء للنسبۃ کالانسی بکسر الہمزۃ فی النسبۃ الی الانس ۱۲ البلاغۃ قولہ وکثیرا مما تقول فی الوجہ وتوہم کثیر القرار من المکابرۃ ۱۲

دین پر چلنے والے (یعنی جن باتون سے ہمکو منع کرتے ہو دونون مین کوئی بُرائی نہین کیونکہ ایک کی دلیل تو نقلی ہی کہ ہمارے بڑون سے بت پرستی ہوتی آئی ہی دوسرے کی دلیل عقلی ہی کہ اپنا مال ہی اُسمین ہر طرح کا اختیار ہی پس[۱] ہمکو منع کرنا چاہئے اور حلیم رشید تمسخر سے کہا جیسا بد دینون کی عادت ہوتی ہی دینداروں کے ساتھ اور اس نقلی و عقلی دلیل کا فساد بدیہی ہی) شعیب (علیہ السلام) نے فرمایا کہ ای میری قوم (تم جو یہ چاہتے ہو کہ مین تمکو توحید و عدل کی نصیحت نکرون تو) بھلا یہ تو بتلاؤ کہ اگر مین اپنے رب کی جانب سے دلیل پر (قائم) ہون (جس سے توحید و عدل ثابت ہی) اور اُس نے مجھکو اپنی طرف سے ایک عمدہ دولت (یعنی نبوت[۲]) دی ہو (جس سے مجھپر تبلیغ ان احکام کی واجب ہی یعنی توحید و عدل کا حق ہونا بھی ثابت اور اُنکی تبلیغ بھی واجب) تو پھر کیسے تبلیغ نکرون اور مین (جس طرح ان باتون کی تمکو تعلیم کرتا ہون خود بھی تو اُسپر عمل کرتا ہون) یہ نہین چاہتا ہون کہ تمہارے برخلاف اُن کامون کو کرون جن سے تم کو منع کرتا ہون (برخلاف سے یہی مراد ہی کہ تم کو اور راہ بتلاؤن خود اور راہ چلون مطلب یہ کہ میری نصیحت محض خیر خواہی و دلسوزی سے ہی جس کا قرینہ یہ ہی کہ مین وہی باتین بتلاتا ہون جو اپنے نفس کے لئے بھی پسند کرتا ہون غرض) مین تو اصلاح چاہتا ہون جہانتک میرے امکان مین ہی اور مجھکو جو کچھہ (عمل و اصلاح کی) توفیق ہوجاتی ہے صرف اللہ ہی کی مدد سے ہی (ورنہ کیا مین اور کیا میرا ارادہ) اُسی پر مین بھروسہ رکھتا ہون اور اُسی کی طرف (تمام امور مین) رجوع کرتا ہون (خلاصہ یہ کہ توحید و عدل کے وجوب پر دلائل بھی قائم اور بامر خداوندی اُس کی تبلیغ اور ناصح ایسا دلسوز اور مصلح پھر بھی نہین مانتے بلکہ اُلٹی مجھہ سے امید رکھتے ہو کہ مین کہنا چھوڑ دون اور چونکہ اس تقریر مین دلسوزی اور اصلاح کی اپنی طرف نسبت کی ہی اس لئے وما توفیقی الخ فرمادیا یہانتک تو ان کے قول کا جواب ہوگیا آگے ترہیب و ترغیب فرماتے ہین) اور ای میری قوم میری ضد (اور عداوت) تمہارے لیے اس کا باعث نہوجاوے کہ تمپر بھی اُسی طرح کی مصیبتین آپڑین جیسے قوم نوح یا قوم ہود یا قوم صالح پر پڑی تھین اور (اگر ان قومون کا قصہ پرانا ہوچکا ہی اور اس لیے اُس سے متاثر نہین ہوتے تو) قوم لوط تو (ابھی) تم سے (بہت) دور (زمانہ مین) نہین ہوئی (یعنی اُن قومون کی نسبت ان کا زمانہ نزدیک ہی یہ تو ترہیب کا مضمون ہوگیا آگے ترغیب ہی) اور تم اپنے رب سے اپنے گناہ (یعنی شرک و ظلم) معاف کراؤ (یعنی ایمان لاؤ کیونکہ ایمان سے سب گناہ معاف ہوجاتے ہین گو حقوق ادا کرنے پڑین) پھر (طاعت و عبادت کے ساتھہ) اُس کی طرف متوجہ ہو بلاشک میرا رب بڑا مہربان بڑی محبت والا ہی (وہ گناہ کو معاف کردیتا ہی اور طاعت کو قبول کرتا ہی) وہ لوگ (یہ لاجواب دلآویز تقریر سنکر جواب معقول سے عاجز ہوکر براہ جہالت) کہنے لگے کہ ای شعیبؑ بہت سی باتین تمہاری کہی ہوئی ہماری سمجھہ مین نہین آتین (یہ بات یا تو اس وجہ سے کہی ہو کہ اچھی طرح توجہ سے آپ کی باتین نہ سُنی ہون یا تحقیراً کہا ہو کہ نعوذ باللہ یہ ہذیان ہی سمجھنے کے قابل نہین چنانچہ بددینون سے یہ سب امور واقع ہوتے ہین) اور ہم تم کو اپنے (مجمع) مین کمزور دیکھہ رہے ہین اور اگر تمہارے خاندان کا (کہ ہمارے ہم مذہب ہین ہم کو) پاس نہوتا تو ہم تمکو (کبھی کا) سنگسار کرچکے ہوتے اور ہماری نظر مین تمہاری تو کچھہ توقیر ہی نہین (لیکن جس کا لحاظ ہوتا ہی اُس کے سبب اُس کے رشتہ دار کی بھی رعایت ہوتی ہی مطلب اُن کا یہ تھا کہ تم ہم کو یہ مضامین مت سناؤ ورنہ تمہاری جان کا خطرہ ہی پہلے تمسخر کے طور پر تبلیغ سے روکا تھا اصلوتک تامرک الخ اور اب دھمکی دیکر روکا) شعیب (علیہ السلام) نے (جواب مین) فرمایا کہ ای میری قوم (افسوس اور تعجب ہی کہ میری جو نسبت اللہ تعالیٰ کے ساتھہ ہی کہ مین اُس کا نبی ہون وہ تو میرے اہلاک سے مانع نہوئی اور جو میری نسبت خاندان کے ساتھہ ہی کہ اُن کا رشتہ دار ہون وہ اُس سے مانع ہوئی تو اس سے تو یہ لازم آتا ہی کہ تم خاندان کا لحاظ اللہ سے بھی زیادہ کرتے ہو تو) کیا میرا خاندان تمہارے نزدیک (نعوذ باللہ) اللہ سے بھی زیادہ باتوقیر ہی (کہ خاندان کا تو پاس کیا) اور اُس کو (یعنی اللہ تعالیٰ کو) تمنے پس پشت ڈالدیا (یعنی اُس کا پاس نہ کیا سو اس کا خمیازہ عنقریب بھگتوگے کیونکہ) یقیناً میرا رب تمہارے سب اعمال کو (اپنے علم مین) احاطہ کیے ہوئے ہی اور ای میری قوم (اگر تم کو عذاب کا بھی یقین نہین آتا تو اخیر بات یہ ہی کہ تم جانو بہتر ہی) تم اپنی حالت پر عمل کرتے رہو مین بھی (اپنے طور پر) عمل کررہا ہون (سو) اب جلدی تم کو معلوم ہوا جاتا ہی کہ وہ کون شخص ہی جسپر ایسا عذاب آیا چاہتا ہی جو اُسکو رسوا کردیگا اور وہ

ملحقات الترجمة

[۱] قولہ فی توضیحہ منع کرنا چاہیے والدلیل علیہ جوابہ بقولہ ارایتم ۱۲ [۲] قولہ فی یعنی نبوت وحسن تعبیرہ بالرزق للاشارۃ بان ارزاق الاصلی ما بہ القرب فلا یفرحوا بما یلتمسہ کذاب القوم ۱۲ [۳] قولہ فی لولا رھطک باسر اشارۃ الی تقدیر المضاف ای مراعاۃ رھطک ۱۲

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿٩٦﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاتَّبَعُوْۤا اَمْرَ فِرْعَوْنَ

اور ہمنے موسیٰ علیہ السلام کو اپنے معجزات اور دلیل روشن دیکر　فرعون　اور اس کے سرداروں کے پاس بھیجا سو وہ لوگ فرعون کی رائے پر چلتے رہے

وَمَاۤ اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍ ﴿٩٧﴾ يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ ﴿٩٨﴾

اور فرعون کی رائے کچھ صحیح نہ تھی　وہ قیامت کے دن اپنی قوم سے آگے آگے ہوگا پھر اُن کو دوزخ میں جا اُتاریگا　اور وہ بہت ہی بُری جگہ ہے اُترنے کی جسمیں یہ اُتارے جاوینگے

وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهٖ لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ ﴿٩٩﴾ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَاۗءِ الْقُرٰى نَقُصُّهٗ

اور اس دنیا میں بھی لعنت اُن کے ساتھ ساتھ رہی اور قیامت کے دن بھی برا انعام ہے　جو اُن کو دیا گیا　یہ ان بستیوں کے بعض حالات تھے جن کو ہم آپ سے بیان کرتے ہیں

عَلَيْكَ مِنْهَا قَاۗىِٕمٌ وَّحَصِيْدٌ ﴿١٠٠﴾ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فَمَاۤ اَغْنَتْ عَنْهُمْ

بعضی بستیاں تو اُن میں قائم ہیں اور بعض کا بالکل خاتمہ ہوگیا　اور ہمنے اُنپر ظلم نہیں کیا　لیکن اُنہوں نے خود ہی اپنے اوپر ظلم کیا سو اُنکے وہ معبود جن کو وہ خدا کو چھوڑکر

اٰلِهَتُهُمُ الَّتِيْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ لَّمَّا جَاۗءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۭ

پوجتے تھے اُن کو کچھ فائدہ نہ پہونچا سکے　جب آپ کے رب کا حکم آپہونچا

کون شخص ہے جو جھوٹا تھا (یعنی تم مجھکو دعوی نبوت میں جھوٹا کہتے ہو اور حقیر سمجھتے ہو تو اب معلوم ہوجاویگا کہ جرم کذب کا مرتکب اور سزائے ذلت کا مستوجب کون تھا تم یا میں) اور تم بھی منتظر رہو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں (کہ دیکھیں عذاب کا وقوع ہوتا ہے جیسا میں کہتا ہوں یا عدم وقوع جیسا تمہارا زعم ہے غرض ایک زمانہ کے بعد عذاب کا سامان شروع ہوا) اور جب ہمارا حکم (عذاب کے لیے) آپہونچا (تو) ہمنے (اُس عذاب سے) شعیب (علیہ السلام) کو اور جو اُن کی ہمراہی میں اہل ایمان تھے اُن کو اپنی عنایت (خاص) سے بچالیا اور اُن ظالموں کو ایک سخت آواز نے (کہ نعرہ جبرئیل تھا) آپکڑا سو اپنے گھروں کے اندر اوندھے گرے رہگئے (اور مرگئے) جیسے کبھی ان گھروں میں بسے ہی نہ تھے خوب سُن لو (اور عبرت پکڑو) مدین کو رحمت سے دوری ہوئی جیسا ثمود رحمت سے دور ہوئے تھے **ف** شروع پارہ نہم میں ان کا عذاب رجفہ سے مذکور ہے اور دونوں کا اجتماع ممکن ہے جیسا ابھی قوم ثمود کے باب میں بعینہ ایسا ہی مضمون واقع ہوا کہ یہاں صیحہ کا ذکر ہے اور وہاں رجفہ کا　پس صیحہ اور رجفہ کے اجتماع میں دونوں قومیں مجتمع ہیں اور یہی وجہ تشبیہ کی مفسرین نے بیان کی ہے کما بعدت میں واللہ اعلم **ربط** ظاہر ہے **قصہ موسی علیہ السلام با فرعون** وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿٩٦﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاتَّبَعُوْۤا اَمْرَ فِرْعَوْنَ ۚ وَمَاۤ اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍ ﴿٩٧﴾ يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ ۭ وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ ﴿٩٨﴾ وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهٖ لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ ﴿٩٩﴾ اور ہمنے موسیٰ (علیہ السلام) کو (بھی) اپنے معجزات اور دلیل روشن دیکر فرعون اور اُس کے سرداروں کے پاس بھیجا سو (نہ فرعون نے مانا اور نہ اُس کے سرداروں نے مانا بلکہ فرعون بھی اپنے کفر پر رہا اور) وہ لوگ (بھی) فرعون (ہی) کی رائے پر چلتے رہے اور فرعون کی رائے کچھ صحیح نہ تھی وہ (فرعون) قیامت کے دن اپنی قوم سے آگے آگے ہوگا پھر اُن (سب) کو دوزخ میں جا اُتاریگا اور وہ (دوزخ) بہت ہی بری جگہ ہے اُترنے کی جسمیں یہ لوگ اُتارے جاوینگے اور اس دنیا میں بھی لعنت اُن کے ساتھ ساتھ رہی اور قیامت کے دن بھی (اُن کے ساتھ ساتھ رہیگی چنانچہ یہاں قہر سے غرق ہوئے اور وہاں دوزخ نصیب ہوگا) برا انعام ہے جو ان کو دیا گیا **ف** سلطان مبین سے مراد یا تو عصا اور ید بیضا ہے جو منجملہ آیات تسعہ کے جو پارہ نہم کے ربع پر مذکور ہیں اعظم ہیں یا مراد موسیٰ علیہ السلام کی تقریر بلیغ ہے جو فرعون کے سامنے دربارہ توحید کے اُنہوں نے فرمائی **ربط** اوپر کئی قصے مذکور ہوئے منجملہ اُن کے فوائد کے ایک فائدہ تاکید تنبیہ ہے دنیا کے اعتبار سے بھی اور آخرت کے اعتبار سے بھی آگے اُسپر متنبہ فرماتے ہیں اور ضمناً مقابلہ میں مومنین کا فائز المرام ہونا ذکر فرماتے ہیں **تذکیر عواقب دنیویہ کفر** ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَاۗءِ الْقُرٰى نَقُصُّهٗ عَلَيْكَ مِنْهَا قَاۗىِٕمٌ وَّحَصِيْدٌ ﴿١٠٠﴾ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فَمَاۤ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِيْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ لَّمَّا جَاۗءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۭ

ف قولہ ف دونوں کا اجتماع فی روح المعانی عن البلخی تجویز ان یکون المراد بالصیحۃ نوعا من العذاب والعرب تقول صاح بہم الزمان اذا ہلکوا آہ قلت وکانہ راجح فی قوم لوط وان کان مرجوحاً ہہنا ١٢

اللغات قولہ الورد المورود الورد الورود والعطیۃ ١٢ **النحو** قولہ من شیء بمنزلۃ المفعول المطلق ای شیئا من الاغناء ١٢ **البلاغۃ** قولہ فاتبعوا ولم یذکر ہہنا حال فرعون لوضوحہ ولدلالۃ ما ہہنا من عاقبۃ امرہ علیہا والمراد استمروا علی اتباعہ لان الاتباع حاصل من قبل قولہ المرفود ای اہلہ فالاسناد فیہ مجازی کما فی قولہم جد جدہ وجنونک مجنون ١٢

وَمَا زَادُوهُمْ غَيْرَ تَتْبِيبٍ ○ وَكَذٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ ۚ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيمٌ

اور اُنہون نے اُن کو نقصان ہی پہنچایا — اور آپکے رب کی دار وگیر ایسی ہی ہے جب وہ کسی بستی والون پر دار وگیر کرتا ہے جبکہ وہ ظلم کیا کرتے ہون بلاشبہ اُسکی دار وگیر بڑی الم رسان

شَدِيدٌ ○ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْآخِرَةِ ۚ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوعٌ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ

سخت ہے — ان واقعات مین اُس شخص کے لیے بڑی عبرت ہے جو آخرت کے عذاب سے ڈرتا ہو — وہ ایسا دن ہوگا کہ اُسمین تمام آدمی جمع کیے جاوینگے — اور وہ

يَوْمٌ مَّشْهُودٌ ○ وَمَا نُؤَخِّرُهُ إِلَّا لِأَجَلٍ مَّعْدُودٍ ○ يَوْمَ يَأْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۚ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ

سب کی حاضری کا دن ہے — اور ہم اُس کو صرف تھوڑی مدت کے لیے ملتوی کیے ہوئے ہین — جس وقت وہ دن آویگا کوئی شخص بدون خدا کی اجازت کے بات تک نکر سکیگا پھر اُن مین بعضے تو شقی

وَّسَعِيدٌ ○ فَأَمَّا الَّذِينَ شَقُوا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَّشَهِيقٌ ○ خَالِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ

ہونگے اور بعضے سعید ہونگے — سو جو لوگ شقی ہین وہ تو دوزخ مین ایسے حال سے ہونگے کہ اُسمین اُنکی چیخ پکار پڑی رہیگی — ہمیشہ ہمیشہ کو اُسمین رہین گے جبتک آسمان

وَالْأَرْضُ إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ ۚ إِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ ○ وَأَمَّا الَّذِينَ سُعِدُوا فَفِي الْجَنَّةِ خَالِدِينَ فِيهَا

اور زمین قائم ہین ہان اگر خدا ہی کو منظور ہو تو دوسری بات ہے آپکا رب جو کچھ چاہے اُسکو پورے طور سے کرسکتا ہے — اور رہ گئے وہ لوگ جو سعید ہین سو وہ جنت مین ہونگے وہ اُسمین ہمیشہ ہمیشہ کو رہین گے

مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْأَرْضُ إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ ۖ عَطَاءً غَيْرَ مَجْذُوذٍ ○ فَلَا تَكُ فِي مِرْيَةٍ

جبتک آسمان و زمین قائم ہین — ہان اگر خدا ہی کو منظور ہو تو دوسری بات ہے وہ غیر منقطع عطیہ ہوگا — سو جس چیز کی یہ پرستش کرتے ہین اُسکے بارہ مین ذرا شبہ

مِّمَّا يَعْبُدُ هٰؤُلَاءِ ۚ مَا يَعْبُدُونَ إِلَّا كَمَا يَعْبُدُ آبَاؤُهُم مِّن قَبْلُ ۚ وَإِنَّا لَمُوَفُّوهُمْ نَصِيبَهُمْ غَيْرَ مَنقُوصٍ ○

نکرنا یہ لوگ بھی اسیطرح عبادت کررہے ہین جسطرح انکے قبل اُن کے باپ دادا عبادت کرتے تھے — اور ہم یقیناً ان کا حصہ ان کو پورا پورا بلاکم و کاست پہونچا دین گے

وَمَا زَادُوهُمْ غَيْرَ تَتْبِيبٍ ○ وَكَذٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ ۚ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ ○

تذکیر عواقب اخرویہ کفر

إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْآخِرَةِ ۚ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوعٌ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُودٌ ○ وَمَا نُؤَخِّرُهُ إِلَّا لِأَجَلٍ مَّعْدُودٍ ○ يَوْمَ يَأْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۚ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّسَعِيدٌ ○ فَأَمَّا الَّذِينَ شَقُوا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَّشَهِيقٌ ○ خَالِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْأَرْضُ إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ ۚ إِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ ○ وَأَمَّا الَّذِينَ سُعِدُوا فَفِي الْجَنَّةِ خَالِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْأَرْضُ إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ ۖ عَطَاءً غَيْرَ مَجْذُوذٍ ○ فَلَا تَكُ فِي مِرْيَةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ هٰؤُلَاءِ ۚ مَا يَعْبُدُونَ إِلَّا كَمَا يَعْبُدُ آبَاؤُهُم مِّن قَبْلُ ۚ وَإِنَّا لَمُوَفُّوهُمْ نَصِيبَهُمْ غَيْرَ مَنقُوصٍ ○

اللغات قوله تتبيب لا اہلاک التخسیر قوله سعدوا ورد سعده الله تعالى فهو مسعود واسعده فهو مسعد الزفیر والشهیق فی القاموس زفر زفیرا اخرج نفسه بعد مدة اياه وشهق تردد البكاء فی صدره ۱۲ فیه الزفیر اول صوت الحمار والشهیق آخره ۱۲

النحو قوله عطاء مفعول مطلق عامله مقدر تعطیهم یدل علیه المذکور خالدین الخ ۱۲

البلاغة قوله ما زادوهم نزلت الاصنام منزلة العقلاء بناء على زعمهم قوله اخذ القرى لم يقل اهل القرى ايذانا بسريان الاخذ من اهل القرى الى القرى قوله يوم يأت اشكل كون الزمان ظرفا لنفسه والجواب ان بعض الازمنة ينزل منزلة الزماني فيصح كون الزمان ظرفا له كما يقال يوم يأتي العيد قوله فاما الذين شقوا الخ فذم شقوا على سعدوا واثبت لاهل الشقاء الزفير والشهيق ولم يثبت لاهل السعادة البهجة والسرور لان المقام مقام تحذير فناسب ان يهتم بالتحذير واما ايراد شقوا مبنيا للفاعل وايراد سعدوا مبنيا للمفعول فللاشارة الى حديث فمن وجد خيرا فليحمد الله ومن وجد غير ذلك فلا يلومن الا نفسه واما الفرق بين التابيدين حيث تمم الاول بقوله ان ربك والثاني بقوله عطاء فلعله لان توهم الانقطاع من الاستثناء في الاول لا يخل بالتحذير والمقام مقام بيان القدرة وتوهمه في الثاني يخل بالتبشير فدفعه بقوله عطاء غير مجذوذ وقد فرغ من بيان القدرة فيما سبق وان اقتضاه الثاني ايضا قوله نصيبهم فيه تهكم ۱۲

اختلاف القراءة قوله يوم يأتي بالياء وحذفها على التخفيف ۱۲

یہ (جو کچھ اوپر قصص مین مذکور ہوا) ان (غارت شدہ) بستیون کے بعض حالات تھے جن کو ہم آپ سے بیان کرتے ہین (سو بعضی بستیان تو ان مین (اب بھی) قائم ہین (مثلاً مصر کہ بعد اہلاک فرعونیون کے آباد رہا) اور بعض کا بالکل خاتمہ ہوگیا اور (ہمنے جو ان مذکورہ بستی والون کو سزائین دین سو) ہمنے اُنپر ظلم نہین کیا (کہ بلاقصور سزا دی ہو جو کہ صورۃً ظلم ہی) لیکن اُنہون نے خود ہی اپنے اوپر ظلم کیا (کہ ایسی حرکتین کین جن سے مستوجب سزا ہوئی) سو اُن کے وہ معبود جن کو وہ خدا کو چھوڑ کر پوجتے تھے اُن کو کچھ فائدہ نہ پہونچا سکے جب آپ کے رب کا حکم (عذاب کے لیے) آپہونچا (کہ اُن کو عذاب سے بچالیتے) اور (فائدہ تو کیا پہونچاتے اور) اُلٹا اُن کو نقصان پہونچایا (یعنی سبب نقصان کے ہوئے کہ اُن کی پرستش کی بدولت سزایاب ہوئے) اور آپکے رب کی دارو گیر ایسی ہی (سخت) ہی جب وہ کسی بستی والون پر دارو گیر کرتا ہی جبکہ وہ ظلم (وکفر) کیا کرتے ہون بلاشبہہ اُس کی دارو گیر بڑی الم رسان (اور سخت) ہی (کہ اُس سے سخت تکلیف پہونچتی ہی اور اُس سے بچ نہین سکتا) ان واقعات مین اُس شخص کے لیے بڑی عبرت ہے جو آخرت کے عذاب سے ڈرتا ہو (وجہ عبرت ظاہر ہی کہ جب دنیا کا عذاب ایسا سخت ہی حالانکہ یہ دارالجزا نہین تو آخرت کا جو کہ دارالجزا ہی کیسا سخت عذاب ہوگا) وہ (یعنی آخرت کا دن) ایسا دن ہوگا کہ اوسمین تمام آدمی جمع کیے جاوینگے اور وہ سب کی حاضری کا دن ہی اور وہ دن گو اب تک آیا نہین لیکن اس سے کوئی اُس کے آنے مین شک نکرے آویگا ضرور) ہم اُس کو صرف تھوڑی مدت کے لیے (بعض مصلحتون سے) ملتوی کیے ہوئے ہین (پھر) جس وقت وہ دن آویگا (مارے ہیبت کے لوگون کا یہ حال ہوگا کہ) کوئی شخص بدون خدا کی اجازت کے بات تک (بھی) نکر سکے گا (ہان جب پروانگی ہوگی اور جواب طلب کرنا بھی پروانگی مین داخل ہی اُسوقت البتہ منہ سے بات نکلے گی خواہ وہ بات مقبول ہو یا مقبول نہو سو اس حالت مین تو سب اہل موقف شریک ہین) پھر (آگے) اُن مین (یہ فرق ہوگا کہ) بعضے تو شقی (یعنی کافر) ہون گے اور بعضے سعید (یعنی مومن) ہونگے سو جو لوگ شقی ہین وہ تو دوزخ مین ایسے حال سے ہون گے کہ اُس مین اُنکی چیخ پکار پڑی رہیگی (اور) ہمیش ہمیش کو اُس مین رہینگے جب تک آسمان و زمین قائم ہین (یہ محاورہ ہی ابدیت کے لیے اور کوئی نکلنے کی سبیل نہ ہوگی) ہان اگر خدا ہی کو (نکالنا) منظور ہو تو دوسری بات ہی (کیونکہ) آپ کا رب جو کچھ چاہی اُسکو پورے طور سے کر سکتا ہے (مگر باوجود قدرت کے یہ یقینی ہی کہ خدا یہ بات نہ چاہی گا اس لیے نکلنا کبھی نصیب نہ ہوگا) اور رہی وہ لوگ جو سعید ہین سو وہ جنت مین ہونگے (اور) وہ اُس مین (داخل ہونے کے بعد) ہمیشہ ہمیشہ کو رہین گے جب تک آسمان و زمین قائم ہین (گو جانیکے قبل کچھ سزا گناہون کی بھگتی ہو وہ بھی جنت سے کبھی نہ نکلین گے) ہان اگر خدا ہی کو (نکالنا) منظور ہو تو دوسری بات ہی (مگر یہ یقینی ہے کہ خدا یہ بات کبھی نہ چاہے گا پس نکلنا بھی کبھی نہوگا بلکہ) وہ غیر منقطع عطیہ ہوگا (اور جب کفر کا وبال اوپر کی آیتون سے معلوم ہو چکا) سو (اے مخاطب جس چیز کی یہ پرستش کرتے ہین اُس کے بارہ مین ذرا شبہہ نکرنا (بلکہ یقین رکھنا کہ اُنکا یہ عمل موجب سزا ہے بوجہ باطل ہونے کے اور باطل ہونیکی دلیل یہ ہی کہ) یہ لوگ بھی اسیطرح (بلا دلیل بلکہ خلاف دلیل) عبادت (غیر اللہ کی) کر رہی ہین جسطرح انکے قبل انکے باپ دادا عبادت کرتے تھے (اور امر خلاف دلیل باطل اور موجب سزا ہوتا ہی) اور ہم یقیناً (قیامت کو) اِن کا حصّہ (عذاب کا) (اِن کو) پورا پورا بے کم و کاست پہونچا دین گے **ف** لاتکلم نفس الا باذنہ کی جو تفسیر کی گئی ہے اس سے اس مضمون کے متعلق آیات مین کوئی شبہہ نرہا قولہ تعالیٰ لایتکلمون الا من اذن لہ الرحمٰن قولہ تعالیٰ ہذا یوم لاینطقون ولایؤذن لہم فیعتذرون قولہ تعالیٰ یوم تاتی کل نفس تجادل عن نفسہا قولہ قالوا واللہ ربنا ماکنا مشرکین قولہ تعالیٰ اقبل بعضہم علی بعض یتساءلون کما یظہر بالتامل **ربط** اوپر قصص مذکورہ سے پہلے آیت فلعلک تارک الخ مین آپ کی تسلی اور آیت۔ لئن اخرنا عنہم العذاب الخ مین اجمالاً تاخیر عذاب کی حکمت اور آیت الا یوم یاتیہم الخ مین اپنے وقت پر عذاب کا وقوع اور آیت ان الذین آمنوا وعملوا الصلحٰت واخبتوا الخ مین امتثال اوامر کی ترغیب اور فضیلت یہ سب مضامین مذکور تھے آگے قصص اور اُس کے متعلقات کے بعد پھر انہین مضامین کی طرف عود ہی

ملحقات الترجمہ

ملہ قولہ فی الفتن غارت سدہ اشارۃ الی کون اللام للعہد ای القری المہلکۃ ۱۲ ؁ قولہ فی حصید بعض اشارۃ الی تقدیر ... عطف الجملۃ علی الجملۃ ۱۲ ؁ قولہ فیہ خاتمہ تشبیہاً بما الزرع فی قیام ... واستیصال وحصادہ ۱۲ ؁ قولہ تنبیہ ماظلمناہم بستی والوں لدلالۃ القری علیہم ۱۲ ؁ قولہ فی ظلمتہم صورۃ لان حقیقۃ لایتصور من اللہ تعالیٰ ؁ قولہ فی شدید بچ نہین سکتا ہذا راجع الی الشدید والاول الی الالیم ۱۲ ؁ قولہ فی آیۃ عبرت لان العبرۃ من لوازم الآیۃ ۱۲ ؁ قولہ فی مشہود حاضری کا دن لم اقل کثیری اُسین سب حاضر ہونگے لاظہار الفائدۃ فی ایراد مشہود بعد مجموع لہ الناس وہی تفخیم الیوم نظراً الی ان الذی یتبادر یطلق الاسم المشہور علی الاطلاق علیہ ولو فسر بالاول ... لکان تکراراً ۱۲ ؁ قولہ فی اجل معدود تھوڑی مدت اشارۃ الی ان الاجل یراد بہ ہہنا المدۃ لا انتہاؤہا ... کلیہا معنی انقضۃ ... علیہ المعدود ۱۲ ؁ قولہ فی لاتکلم جواب ... عام سوا ... صراحۃ او دلالۃ ... کان اباحۃ ازکیاً ۱۲ ؁ قولہ فمنہم شقی شریک ... اشارۃ الی ... من الجمع الی التفریق ثم التقسیم ؁ قولہ سعید بعضے ... ؁ قولہ ... بعض ... الکون ... الخبر ... قولہ فی ... و ... الوجود و ابعد ... الخبر المرفوع فی ... ۱۲

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ

اور ہمنے موسیٰ کو کتاب دی تھی سو اسمین اختلاف کیا گیا اور اگر ایک بات نہوتی جو آپکے رب کی طرف سے پہلے ٹھیر چکی ہے تو انکا فیصلہ ہوچکا ہوتا اور یہ لوگ اسکی طرف سے ایسے شک مین ہین جسنے انکو تردد مین ڈال رکھا ہے

وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ اَعْمَالَهُمْ ۭ اِنَّهٗ بِمَا يَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ

اور بالیقین سب کے سب ایسے ہی ہین کہ آپ کا رب اُن کو اُن کے اعمال کا پورا پورا حصہ دیگا وہ بالیقین اُنکے سب اعمال کی پوری خبر رکھتا ہے تو آپ جسطرح کہ آپکو حکم ہوا ہے مستقیم رہیے اور وہ لوگ بھی جو کفر سے توبہ کرکے آپکے ساتھ ہین

وَلَا تَطْغَوْا ۭ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ

اور دائرہ سے ذرا مت نکلو یقیناً وہ تم سب کے اعمال کو خوب دیکھتا ہے اور ان ظالموں کی طرف مت جھکو کبھی تمکو دوزخ کی آگ لگجاوے اور خدا کے سوا تمہارا کوئی رفاقت کرنے والا نہو

اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَاۗءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ۭ اِنَّ الْحَسَنٰتِ

پھر حمایت تو تمہاری ذرا بھی نہو اور آپ نماز کی پابندی رکھیے دن کے دونون سرون پر اور رات کے کچھ حصون مین بیشک نیک کام

يُذْهِبْنَ السَّـيِّاٰتِ ۭ ذٰلِكَ ذِكْرٰي لِلذّٰكِرِيْنَ ۝ وَاصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ

مٹا دیتے ہین برے کامون کو یہ بات ایک نصیحت ہے نصیحت ماننے والون کے لیے اور صبر کیا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ نیکو کارون کا اجر ضائع نہین کرتے

عود بمضامین تسلیہ و حکمت تاخیر عذاب و یقین وقوع آن بوقت خود و ترغیب امتثال اوامر

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ (١١٠) وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ اَعْمَالَهُمْ ۭ اِنَّهٗ بِمَا يَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ (١١١) فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا ۭ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ (١١٢) وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَاۗءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ (١١٣) وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ۭ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّـيِّاٰتِ ۭ ذٰلِكَ ذِكْرٰي لِلذّٰكِرِيْنَ (١١٤) وَاصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ (١١٥)

اور ہمنے موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب (یعنی توریت) دی تھی سو اسمین (بھی مثل قرآن کے) اختلاف کیا گیا (کہ کسی نے مانا کسی نے نہ مانا یہ کوئی آپ کے لیے نئی بات نہین ہوئی پس آپ مغموم نہون) اور (یہ منکرین ایسے مستحق عذاب ہین کہ) اگر ایک بات نہوتی جو آپ کے رب کی طرف سے پہلے ٹھیر چکی ہے (کہ پورا عذاب ان کو آخرت مین دونگا) تو جس چیز مین یہ اختلاف کر رہے ہین اُن کا قطعی فیصلہ (دنیا ہی مین) ہوچکا ہوتا (یعنی وہ عذاب موعود واقع ہوجاتا) اور یہ لوگ (باوجود قیام براہین کے ابھی تک) اس (فیصلہ یعنی عذاب[۱] موعود) کی طرف سے ایسے شک مین (پڑے) ہین جسنے انکو تردد مین ڈال رکھا ہے (کہ ان کو عذاب کا یقین ہی نہین آتا شک[۲] کا مطلب یہی ہے) اور (کسیکی شک وانکار سے یہ عذاب ٹلیگا نہین بلکہ) بالیقین سب کے سب ایسے ہی ہین کہ آپ کا رب اُن کو اُن کے اعمال (کی جزا) کا پورا پورا حصہ دیگا وہ بالیقین اُن کے سب اعمال کی پوری خبر رکھتا ہے (جب ان کی سزا کا معاملہ آپ سے کچھ سروکار نہین رکھتا) تو آپ (اور مسلمان اپنے کام مین لگے رہین وہ کام یہ ہین کہ آپ) جس طرح کہ آپ کو حکم ہوا ہے (راہ دین پر) مستقیم رہیے اور وہ لوگ بھی (مستقیم رہین) جو کفر سے توبہ کرکے آپ کی ہمراہی مین ہین اور دائرہ (دین) سے ذرا مت نکلو یقیناً وہ تم سب کے اعمال کو خوب دیکھتا ہے اور (اے مسلمانو) ان ظالموں کی (یا جو انکی مثل ہون اُن کی) طرف (باعتبار دوستی یا شرکت احوال و اعمال کے) مت جھکو کبھی تم کو دوزخ کی آگ لگجاوے اور (اُس وقت) خدا کے سوا تمہارا کوئی رفاقت کرنیوالا نہو پھر حمایت تو تمہاری ذرا بھی نہو (کیونکہ رفاقت تو حمایت سے سہل[۳] ہے جب وہ نہو تو اس کا تو کب احتمال ہے) اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نماز کی پابندی رکھیے دن کے دونون سرون پر (یعنی اول اور آخر مین) اور رات کے کچھ حصون مین بیشک نیک

ملحقات الترجمہ

[۱] قولہ فی شک منہ عذاب دال علی الرجعۃ قولہ لقضی بینہم [۲] قولہ یعنی شک کا مستعمل فالشک بمقابل التصدیق الانکار [۳] قولہ فی ثم لا تنصرون سہل فثم للتراخی الرتبی کمون النصر ابعد من الولایۃ

اللغات قولہ لما اصلہ لمن ما علی ان من موصولۃ وما زائدۃ فقلبت النون میما للادغام فاجتمع ثلث میمات فحذفت اولیٰهن وفی ان ولما اربع قراءات تشدیدہما وقد ذکر وتخفیفہما باعمال ان المخففۃ اعتبارا للاصل وکون اللام تاکیدا لام القسم وکون ما مزیدۃ بینہما للفصل وتشدید الاول وتخفیف الثانی وتخفیف الاول وتشدید الثانی وتوجیہ الاخیرین معلوم من الاولین الزلف جمع زلفۃ بمعنی ساعۃ ١٢ البلاغۃ قولہ موسیٰ الکتب تخصیص موسیٰ علیہ السلام لمشارکتہ لہ علیہما السلام فی طول مقاساۃ الشدائد من امتہما قولہ فاستقم ولا ترکنوا فی الروح من البلاغۃ القرآنیۃ ان الاوامر بافعال الخیر افردت للنبی صلی اللہ علیہ وسلم

فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْ بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِى الْاَرْضِ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا

تو جو امتیں تم سے پہلے ہو گذری ہیں اُن میں ایسے سمجھدار لوگ نہ ہوئے جو کہ ملک میں فساد پھیلانے سے منع کرتے بجز چند آدمیوں کے کہ جن کو اُن میں سے ہمنے بچا لیا تھا

مِنْهُمْ ۚ وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَآ اُتْرِفُوْا فِيْهِ وَكَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ○ وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّ

اور جو لوگ نافرمان تھے وہ جس ناز و نعمت میں تھے اسی کے پیچھے پڑے رہے اور جرائم کے خوگر ہو گئے ۔ اور آپ کا رب ایسا نہیں کہ بستیوں کو کفر کے سبب ہلاک کر دے اور

اَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ ○ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ ○ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ

اُنکے رہنے والے اصلاح میں لگے ہوں ۔ اور اگر اللہ کو منظور ہوتا تو سب آدمیوں کو ایک ہی طریقہ کا بنا دیتا اور ہمیشہ اختلاف کرتے رہینگے مگر جس پر آپ کے رب کی رحمت

رَبُّكَ ۚ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ ۚ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ○

ہو ۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو اسیواسطے پیدا کیا ہو اور آپ کے رب کی یہ بات پوری ہوگی کہ میں جہنم کو جنات سے اور انسانوں سے دونوں سے بھر دونگا

کام (نامۂ اعمال سے) مٹا دیتے ہیں بُرے کاموں کو یہ بات[1] (کہ نیکیوں سے گناہ معاف ہوتے ہیں) ایک (جامع) نصیحت ہی نصیحت ماننے والوں کے لیے (کیونکہ ہر نیکی اس قاعدہ کلیہ میں داخل ہی پس اس سے ہر نیکی کی رغبت ہونا چاہیئے) اور (ان منکرین کی طرف سے جو معاملات پیش آتے ہیں اُن پر) صبر کیا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ نکوکاروں کا اجر ضائع نہیں کرتے (پس صبر بھی اعلیٰ درجہ کی نکوکاری ہی اس کا پورا اجر ملیگا) **ف** دن کے دو سروں سے مراد بعض کے نزدیک فجر اور عصر ہی اور بعض کے نزدیک دو سروں سے مراد دو حصے اول کا اور آخر کا اول کے حصہ میں صبح کی نماز ہی آخر کے حصہ میں ظہر اور عصر اور رات کے حصوں سے مراد مغرب[2] اور عشا کا وقت پس ایک قول پر اس آیت میں پانچوں نمازیں مراد ہیں اور ایک قول پر بجز ظہر کے چار نمازیں اور ظہر دوسری آیت میں مذکور ہی سورۂ روم میں ہی وحین تظہرون شاید چار کی تخصیص ذکر میں خاص اہتمام کے لیئے ہو کہ فجر اور عشا کا وقت نوم کا ہی عصر کا وقت مشغولی کاروبار کا مغرب کا وقت کھانے کا گھر میں آنے کا بخلاف ظہر کے وقت کے کہ بالکل فراغت کا ہوتا ہی چونکہ اصل میں ان احکام کا سنانا اوروں کو مقصود ہی اس لیئے اُن کی حالت کی رعایت سے یہ تخصیص ہوئی ہو واللہ اعلم اور سیئات سے مراد آیت میں صغائر ہیں اور تحقیق اس مسئلہ کی شروع پارہ پنجم تحت آیت ان تجتنبوا الخ کے گذر چکی ہی **ربط** اوپر قصص میں امم مہلکہ کے وبال و نکال کا حال مذکور ہوا تھا آگے اُس کا سبب قریب کہ اُن کی نافرمانی ہی اور سبب بعید کہ مشیت و حکمت ہی مذکور ہی اور اول کے بیان سے اپنا رحم و کرم اور ثانی کے بیان سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا تسلیہ و دفع غم منظور ہی۔

سبب قریب و بعید ہلاک امم سابقہ

فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِى الْاَرْضِ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ ۚ وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَآ اُتْرِفُوْا فِيْهِ وَكَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۱۱۶﴾ وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ ۚ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ ۚ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ اور[1] اوپر جو امم مہلکہ کے قصص مذکور ہوئے) تو (وجہ اُس کی یہ ہوئی کہ) جو امتیں تمسے پہلے ہو گذری ہیں اُن میں ایسے سمجھدار لوگ نہ ہوئے جو کہ (دوسروں کو) ملک میں فساد (یعنی کفر و شرک) پھیلانے سے منع کرتے بجز چند آدمیوں کے کہ جن کو اُن میں سے ہمنے (عذاب سے) بچا لیا تھا (کہ وہ تو البتہ جیسے خود کفر و شرک سے تائب ہو گئے تھے اوروں کو بھی منع کرتے رہتے تھے اور ان ہی دونوں عمل کی برکت سے وہ عذاب سے بچ گئے تھے باقی اور لوگ چونکہ خود ہی کفر میں مبتلا تھے اُنہوں نے اوروں کو بھی منع نہ کیا) اور جو لوگ نافرمان تھے وہ جس ناز و نعمت میں تھے اُسی کے پیچھے پڑے رہے اور

ملحقات الترجمة

[1] قولہ فی ذلک یہ بات ہو احد الوجوہ المذکورة فی روح المعانی وہو انیہا عندی [2] قولہ فی مغرب اور عشا فالزلف اما ان یراد بہ ما فوق الواحد او یقال ان کلا من الصلوتین یؤدی فی اکثر من ساعة لان الساعة مطلق الوقت وہو شامل لکل قلیل و کثیر [3] قولہ فی فلولا اور اوپر الی قولہ نہ ہوئے اشار بالاول الی معنے الفاء و بالثانی الی ان التعبیر بہ للنفی کما فی آخر سورة یونس فلولا کانت قریة آمنت فانظر فی الحاشیة منہ ۱۲

اللغات

البقیة خصلة باقیة من الرای والعقل او الفضل ماخوذ من البقیة التی یصطفیہا المرء لنفسہ ویدخرہا مما ینفعہ ومن ہنا قیل فلان من بقیة القوم ای من خیارہم الاتراف من الترف وہو التوسع فی النعمة ۱۲

وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنۢبَآءِ ٱلرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهِۦ فُؤَادَكَ ۚ وَجَآءَكَ فِى هَٰذِهِ ٱلْحَقُّ

اور پیغمبرون کے قصون مین سے ہم یہ سارے قصے آپ سے بیان کرتے ہین جن کے ذریعہ سے ہم آپ کے دلکو تقویت دیتے ہین　اور ان قصون مین آپ کے پاس ایسا مضمون پہونچا ہی جو خود بھی راست

وَمَوْعِظَةٌ وَذِكْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ ۝

اور مسلمانون کے لیے نصیحت ہی اور یاد دہانی ہی

اور جرائم کے خوگر ہو گئے (کہ اُس سے باز ہی نہ آئے خلاصہ مطلب یہ کہ نافرمانی تو اُنمین عام طور پر رہی اور منع کرنیوالا کوئی ہوا نہین اس لیے سب ایک ہی عذاب مین مبتلا ہوئے ورنہ کفر کا عذاب عام ہونا اور فساد کا خاص بوجہ منع نہ کرنے کے غیر مفسد بھی مفسد ہونے مین شریک قرار دیے گئے اس لیے جو عذاب مجموعہ کفر و فساد پر نازل ہوا وہ بھی عام رہا) اور (اس سے ثابت ہو گیا کہ) آپ کا رب ایسا نہین کہ بستیون کو کفر کے سبب ہلاک کر دے اور اُن کے رہنے والے (اپنی اور دوسرون کی) اصلاح مین لگے ہون (بلکہ جب بجاے اصلاح کے فساد کرین اور فساد کرنیوالون کو منع نکرین اُسوقت عذاب خاص کے مستحق ہو جاتے ہین) اور اگر اللہ کو منظور ہوتا تو سب آدمیون کو ایک ہی طریقہ کا بنا دیتا (یعنی سب کو مومن کر دیتا لیکن بعض حکمتون سے ایسا منظور نہ ہوا اس لیے دین کے خلاف مختلف طریقون پر ہو گئے) اور (آیندہ بھی) ہمیشہ اختلاف (ہی) کرتے رہین گے مگر جس پر آپ کے رب کی رحمت ہو (وہ دین کے خلاف طریقہ اختیار نکریگا) اور (اس اختلاف کا غم یا تاسف یا تعجب نکیجیے کیونکہ) اللہ تعالیٰ نے ان لوگون کو اسیواسطے پیدا کیا ہی (کہ ان مین اختلاف ہی) اور (اختلاف کے لیے پیدا کرنے کی وجہ یہ ہی کہ) آپ کے رب کی بات پوری ہو گی کہ مین جہنم کو جنات سے اور انسانون سے دونون سے بھر دونگا (اور خود اس کی حکمت یہ ہی کہ جسطرح مرحومین مین صفت رحمت کا ظہور ہوا مغضوبین مین صفت غضب کی ظاہر ہو پھر اس ظہور کی حکمت یا اُس حکمت کی حکمت اللہ ہی کو معلوم غرض اس ظہور کی حکمت سے جہنم مین جانا بعضون کا ضرور اور جہنم مین جانے کے لیے وجود کفار کا تکوینًا ضروری اور وجود کفار کے لئے اختلاف لازم یہ وجہ سب کے مسلمان نہونیکی **ف** مراد اس اختلاف سے اختلاف بعد الاتفاق ہی پس آیت كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً سے اس آیت کا کچھ تعارض نہین کہ ایک سے اختلاف اور دوسری سے عدم اختلاف معلوم ہوتا ہی وجہ عدم تعارض تغایر دونون کے زمانون کا ہی اور تخصیص اہل الرائے کی اس لئے کی کہ جب اُنھون نے منع نہ کیا تو اورون کا منع نکرنا تو بدرجہ اولی مفہوم ہو گیا اور اس آیت سے جو ظاہرًا شبہ ہوتا ہی کہ اصل وجہ تو اہلاک کی کفر تھا نہ کہ عدم نہی اس کا جواب اثناے ترجمہ مین تقریر خلاصہ مطلب سے معلوم ہو گیا کہ عدم نہی مطلق عذاب کا سبب نہین بلکہ عذاب خاص کا **ربط** اوپر محکی عنہ یعنی واقعات قصص کی علت و حکمت مذکور تھی آگے حکایت یعنی بیان قصص کی حکمت مذکور ہے۔

بیان بعض حکمتہاے حکایت قصص

وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنۢبَآءِ ٱلرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهِۦ فُؤَادَكَ ۚ وَجَآءَكَ فِى هَٰذِهِ ٱلْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَذِكْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۲۰﴾

اور پیغمبرون کے قصون مین سے ہم یہ سارے (مذکورہ) قصے آپ سے بیان کرتے ہین جن کے ذریعہ سے ہم آپ کے دل کو تقویت دیتے ہین (ایک فائدہ بیان قصص کا تو یہ ہوا جس کا حاصل آپ کو تسلی دینا ہی) اور ان قصون مین آپ کے پاس ایسا مضمون پہونچا ہی جو خود بھی راست (اور واقعی) ہی اور مسلمانون کے لیے (برے کامون سے روکنے کو) نصیحت ہی اور (اچھے کام کرنے کے لیے) یاد دہانی ہی (یہ دوسرا فائدہ بیان قصص کا ہوا ایک فائدہ نبی کے لیے دوسرا امت کے لیئے) **ف** حق صفت ذاتیہ ہی آیات قرآنیہ کی جو قصص پر مشتمل ہین اور موعظۃ اور ذکری اُس کی صفات اضافیہ جن مین ایک زاجر اور ایک آمر ہی **ربط** اوپر مجموعہ سورت مین توحید اور رسالت اور بعث اور حقانیت قرآن اور وعدہ و وعید کے اثبات اور شبہات کی نفی سے اتمام دعوت اور الزام حجت کا حق کافی وافی ادا کر دیا گیا اب جو لوگ اسپر بھی نہ مانین اُن سے آخری کلام کر کے سورت کو ختم کیا جاتا ہے

النحو کلا منصوب علیٰ انہ مفعول بہ لنقص والتنوین عوض عن المضاف الیہ ای کل نبأ و من انباء صفۃ	لنبأ مقدر و من تبعیضیۃ و ما نثبت عطف بیان او بدل من کلا و ہذہ اشارۃ الی الانباء ۱۲

وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ ؕ اِنَّا عٰمِلُوْنَ ۙ وَانْتَظِرُوْا ۚ اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ○ وَلِلّٰهِ غَيْبُ

اور یہ لوگ ایمان نہیں لاتے اُن سے کہدیجیے کہ تم اپنی حالت پر عمل کرتے رہو ہم بھی عمل کر رہے ہیں اور تم منتظر رہو ہم بھی منتظر ہیں اور آسمانوں اور

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ ؕ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ○

زمین میں جتنی غیب کی باتیں ہیں اُنکا علم خدا ہی کو ہے اور سب امور اُسی کی طرف رجوع ہونگے تو آپ اُسکی عبادت کیجیے اور اُسی پر بھروسہ رکھیے اور آپ کا رب اُن باتوں سے بیخبر نہیں جو کچھ تم لوگ کر رہے ہو

رکوع ۱۰

سورة يوسف مكية وهي مائة واحد عشرة اٰية واثنا عشر ركوعًا

بالاخلاف ۱۲

خاتمہ کلام بالالخصام قُلْ لِّلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنَّا عٰمِلُوْنَ (۱۲۱) وَانْتَظِرُوْا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ (۱۲۲) وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ (۱۲۳) اور جو لوگ (باوجود ان حجج قاطعہ کے بھی) ایمان نہیں لاتے اُن سے کہدیجیے کہ (ہم تم سے اُلجھتا نہیں) تم اپنی حالت پر عمل کرتے رہو ہم بھی (اپنے طور پر) عمل کر رہے ہیں اور (ان اعمال کے نتیجہ کے تم بھی) منتظر رہو ہم بھی منتظر ہیں (سو عنقریب حق و باطل کھلجاویگا) اور آسمانوں اور زمین میں جتنی غیب کی باتیں ہیں اُن کا علم خدا ہی کو ہے (تو بندوں کے اعمال تو غیب بھی نہیں اُن کا علم تو بدرجہ اولی حق تعالی کو ہے) اور سب امور اُسی کی طرف رجوع ہونگے (یعنی علم و اختیار دونوں کے ساتھ موصوف ہے پھر اُس کو کیا مشکل ہے اگر اعمال کی جزا و سزا دیدے اور جب وہ ایسا علم و اختیار رکھتا ہے) تو (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ اُسکی عبادت کیجیے جسمیں تبلیغ بھی داخل ہے، اور اُسی پر بھروسہ رکھیے (اگر تبلیغ میں کسی اذیت کا احتمال ہو بیچ میں بطور جملہ معترضہ کے آپ سے خطاب فرمادیا آگے پھر وہی اوپر کا مضمون ہے یعنی) اور آپ کا رب اُن باتوں سے بیخبر نہیں جو کچھ تم لوگ کر رہے ہو (جیساکہ اوپر علم غیب کے اعمال کا علم بدرجہ اولی ثابت ہوگیا) **ف** حسن ختام سورت کا اس آیت پر ظاہر ہے وقد فرغ بحمد اللہ تعالی من تفسیر ہذہ السورۃ لثمان عشر خلون من جمادی الاولی ۱۳۲۴ من الہجرۃ

بسم اللہ الرحمن الرحیم سورۃ یوسف مکیۃ وآیہا مائۃ واحدی عشرۃ اٰیۃ کذا فی البیضاوی - خلاصہ سورت کا ظاہر ہے کہ تقریبا تمامتر مشتمل ہے قصہ حضرت یوسف علیہ السلام پر اور اس کے آغاز سے پہلے قرآن کی حقیت جسمیں وہ قصہ بیان ہوا ہے اور اسکے ختم کے پیچھے اول توحید کا مضمون اور اُسکے اخلال پر وعید پھر رسالت کی بحث اور اُس کے منکرین کی بد انجامی کی اجمالی حکایت اور ایسی حکایات و قصص کا موجب عبرت ہونا اور قرآن میں جن میں یہ قصص ہیں حق ہونا مذکور ہے اور اسی پر سورت ختم ہے پس زیادہ حصہ سورت کا قصص پر مشتمل ہے جس کے بیان کی حکمت سورت سابقہ کی اخیر کی آیت وکلا نقص الخ میں مذکور ہوئی تھی اور کچھ حصہ سورت کا اصول دین میں ہے جسمیں کفار کی مخالفت کرنے کی وجہ سے جو آپ کو غم تھا اُس کے ازالہ اور تسلی کے لیے یہ قصہ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو اُن کے اخوان کی مخالفت سے کوئی ضرر نہیں پہونچا بلکہ انجام کار وہی ترقی کا سبب ہوگیا اسیطرح آپ کو آپ کی قوم کی مخالفت مضر نہ ہوگی پس مناسبت دونوں سورتوں کی اور خود اجزاء سورت کی بھی اس تقریر سے مستفاد ہوگئی اور چونکہ ارتباط اجزاء قصہ میں جو بڑا حصہ سورت کا ہے محتاج بیان نہیں اس لیے مثل دیگر مقامات کے اُن میں تقریر ربط کی مستقلا بیان نہ کیجاویگی اور شان نزول اس کا درمنثور میں ابن عباس رض سے اسطرح مروی ہے کہ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر آپ ہمکو کوئی قصہ سناویں تو خوب ہو اسپر یہ قصہ نازل ہوا اور خازن میں بروایت ضحاک ابن عباس رض سے مروی ہے کہ یہود نے آپ سے یہ قصہ پوچھا تھا (یعنی امتحانا) اُس پر یہ آیات الٓر الخ نازل ہوئیں واللہ اعلم اور اس قصہ کے متعلق نیز فائدے منقول ہیں اول یہ کہ اسکو احسن القصص کیوں فرمایا اسکی وجہ روح المعانی میں مختصر الفاظ میں یہ لکھی ہے کہ وہ مشتمل ہے ان امور پر حاسد و محسود مالک و مملوک شاہد و مشہود عاشق و معشوق حبس و اطلاق خصب و جدب ذنب و عفو فراق و وصال سقم و صحت حل و ارتحال ذل و عز اور نیز مفید ہے ان امور کو قضا و قدر کا کوئی دافع اور مانع نہیں ہے جسکو خدا تعالی کوئی چیز پہونچانا چاہیں کوئی روک نہیں سکتا۔ حسد سے حاسد ہی کو نقصان و خذلان پہونچتا ہے صبر مفتاح الفرج ہے تدبیر کرنا عقل کی بات ہے اصلاح امور معاش میں عقل کام کی چیز ہے وغیر ذلک اھ دوم او سے قصے کچھ کچھ بیان کیے گئے یہ بالاستیعاب بیان کیا گیا

البلاغۃ قولہ غیب بتقدیر علم المضاف قولہ تعملون بالتاء فیہ تغلیب المخاطب علی معنی ما ربک بغافل عما انت وما یعملون ہم فیجازی کلا منک ومنہم موجب الاستحقاق ۱۲

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

الٓرٰ تِلۡکَ اٰیٰتُ الۡکِتٰبِ الۡمُبِیۡنِ ○ اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰہُ قُرۡءٰنًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّکُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ ○ نَحۡنُ نَقُصُّ عَلَیۡکَ اَحۡسَنَ

الٓر　یہ آیتیں ہیں ایک کتاب واضح کی　ہم نے اس کو اُتارا ہے قرآن عربی　زبان کا تاکہ تم سمجھو　ہم نے جو یہ قرآن آپ کے پاس بھیجا ہے اس کے ذریعے

الۡقَصَصِ بِمَاۤ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡکَ ہٰذَا الۡقُرۡاٰنَ ٭ۖ وَ اِنۡ کُنۡتَ مِنۡ قَبۡلِہٖ لَمِنَ الۡغٰفِلِیۡنَ ○ اِذۡ قَالَ یُوۡسُفُ لِاَبِیۡہِ

ہم آپ سے ایک بڑا عمدہ قصہ بیان کرتے ہیں　اور اس کے قبل آپ محض بے خبر تھے　وہ وقت قابل ذکر ہے　جبکہ یوسف نے اپنے والد سے کہا

یٰۤاَبَتِ اِنِّیۡ رَاَیۡتُ اَحَدَ عَشَرَ کَوۡکَبًا وَّ الشَّمۡسَ وَ الۡقَمَرَ رَاَیۡتُہُمۡ لِیۡ سٰجِدِیۡنَ ○ قَالَ یٰبُنَیَّ لَا تَقۡصُصۡ رُءۡیَاکَ

کہ ابا میں نے گیارہ ستارے اور سورج اور چاند دیکھے ہیں اُن کو اپنے روبرو سجدہ کرتے ہوئے دیکھا ہے　انھوں نے فرمایا کہ بیٹا اپنی اس خواب کو اپنے بھائیوں کے روبرو

عَلٰۤی اِخۡوَتِکَ فَیَکِیۡدُوۡا لَکَ کَیۡدًا ؕ اِنَّ الشَّیۡطٰنَ لِلۡاِنۡسَانِ عَدُوٌّ مُّبِیۡنٌ ○ وَ کَذٰلِکَ یَجۡتَبِیۡکَ رَبُّکَ

بیان مت کرنا پس وہ تمہارے لیے کوئی خاص تدبیر کریں گے　بلاشبہ شیطان آدمی کا صریح دشمن ہے　اور اسی طرح تمہارا رب تم کو منتخب کریگا

وَ یُعَلِّمُکَ مِنۡ تَاۡوِیۡلِ الۡاَحَادِیۡثِ وَ یُتِمُّ نِعۡمَتَہٗ عَلَیۡکَ وَ عَلٰۤی اٰلِ یَعۡقُوۡبَ کَمَاۤ اَتَمَّہَا عَلٰۤی اَبَوَیۡکَ

اور تم کو خوابوں کی تعبیر کا علم دیگا اور تم پر اور یعقوب کے خاندان پر اپنا انعام کامل کریگا جیسا اس کے قبل تمہارے دادا پردادا یعنی ابراہیمؑ و اسحٰقؑ پر اپنا انعام کامل کر چکا ہے

مِنۡ قَبۡلُ اِبۡرٰہِیۡمَ وَ اِسۡحٰقَ ؕ اِنَّ رَبَّکَ عَلِیۡمٌ حَکِیۡمٌ ○

واقعی تمہارا رب بڑا علم و حکمت والا ہے

ع ۱۱ / ۶

ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ المبین اولیہ قید بہا لان ما فیہ مما یتوقف علے الاستنباط خفی کما ہو غیر خفی ۱۲

اس کی وجہ روح میں جلال سیوطیؒ سے یہ لکھی ہے کہ یہ صحابہؓ کی درخواست پر نازل ہوا اس لئے بسط و تمام کے ساتھ بیان کیا گیا تاکہ اُن کا مقصود کہ استیعاب ہی حاصل ہو جاوے اور احاطہ سے اُن کو راحت اور سیری ہو اھ سوم اس قصہ کو مثل دوسرے قصوں کے مکرر نہیں لائے اس کی وجہ میرے نزدیک فائدہ دوم پر متفرع ہے کیونکہ اور قصوں میں چونکہ استیعاب نہیں ہے اس لیے ہر مقام کے مناسب مختلف فوائد کے لیے کچھ کچھ اجزا لائے گئے گو اُن میں بعض اجزاء مشترک بھی ہوں مگر مقصود اجزاء متباینہ اور اجزاء مشترکہ کے فوائد متباینہ ہیں بخلاف اس قصہ کے کہ سب اجزاء اور سب فوائد ایک جگہ مجتمع کر دیے گئے اس لئے اس میں تکرار نہیں اور روح میں اس کی وجہ یہ لکھی ہے کہ اور قصص میں مقصود زجر ہے معاصی پر اور تقبیح ہے مناہی کی اور ان کا اہتمام بالشان ہونا مقتضی ہے تکرار کو بخلاف اس قصے کے جیسا کہ ظاہر ہے اور یہی دونوں وجہ قصہ اصحاب کہف اور قصہ ذی القرنین اور قصہ موسےٰ مع الخضر علیہما السلام اور قصہ ذبیحؑ کے غیر مکرر ہونے میں بھی جاری ہیں واللہ اعلم

حقیقت قرآن و تمہید قصہ

الٓرٰ تِلۡکَ اٰیٰتُ الۡکِتٰبِ الۡمُبِیۡنِ ① اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰہُ قُرۡءٰنًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّکُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ ② نَحۡنُ نَقُصُّ عَلَیۡکَ اَحۡسَنَ الۡقَصَصِ بِمَاۤ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡکَ ہٰذَا الۡقُرۡاٰنَ ٭ۖ وَ اِنۡ کُنۡتَ مِنۡ قَبۡلِہٖ لَمِنَ الۡغٰفِلِیۡنَ ③ الٓر (اس کے معنے تو اللہ کو معلوم ہیں) یہ آیتیں ہیں ایک کتاب واضح کی (جس کے الفاظ اور معانی اس کے بہت صاف ہیں) ہم نے اس کو اتارا ہے قرآن عربی زبان کا تاکہ تم (بوجہ اہل لسان ہونے کے اولاً) سمجھو (اور تمہارے واسطے سے اور لوگ سمجھیں) ہم نے جو یہ قرآن (جس کی صفت اوپر مذکور ہوئی) آپ کے پاس بھیجا ہے اس (کے بھیجنے) کے ذریعے سے ہم آپ سے ایک بڑا عمدہ قصہ بیان کرتے ہیں اور اس ہمارے بیان کرنے کے قبل آپ (اس سے) محض بے خبر تھے (کیونکہ نہ کوئی کتاب پڑھی تھی نہ کسی صاحب کتاب سے حاصل کیا تھا اور علوم میں ایسی کامل صحت کے ساتھ متشبہ ہونا بغیر تعلیم کے اس سے ثابت ہوا کہ یہ قرآن وحی ہے) آغاز قصہ خواب حضرت یوسف علیہ السلام و جواب دادن یعقوب علیہ السلام اِذۡ قَالَ یُوۡسُفُ لِاَبِیۡہِ یٰۤاَبَتِ اِنِّیۡ رَاَیۡتُ اَحَدَ عَشَرَ کَوۡکَبًا وَّ الشَّمۡسَ وَ الۡقَمَرَ رَاَیۡتُہُمۡ لِیۡ سٰجِدِیۡنَ ④ قَالَ یٰبُنَیَّ لَا تَقۡصُصۡ رُءۡیَاکَ عَلٰۤی اِخۡوَتِکَ فَیَکِیۡدُوۡا لَکَ کَیۡدًا ؕ اِنَّ الشَّیۡطٰنَ لِلۡاِنۡسَانِ عَدُوٌّ مُّبِیۡنٌ ⑤ وَ کَذٰلِکَ یَجۡتَبِیۡکَ رَبُّکَ وَ یُعَلِّمُکَ مِنۡ تَاۡوِیۡلِ الۡاَحَادِیۡثِ وَ یُتِمُّ نِعۡمَتَہٗ عَلَیۡکَ وَ عَلٰۤی اٰلِ یَعۡقُوۡبَ کَمَاۤ اَتَمَّہَا عَلٰۤی اَبَوَیۡکَ مِنۡ قَبۡلُ اِبۡرٰہِیۡمَ وَ اِسۡحٰقَ ؕ اِنَّ رَبَّکَ عَلِیۡمٌ حَکِیۡمٌ ⑥

البلاغۃ قولہ یٰبنیّ تاکید ویابنی للشفقۃ او لصغر السن والتاکید بکیدا اشارۃ الی نوع خاص	منہ ما لکونہ عظیما واما لکونہ خفیا وفی قولہ فیکیدوا تعقیب ۱۲

لَقَدْ كَانَ فِي يُوسُفَ وَإِخْوَتِهِ آيَاتٌ لِلسَّائِلِينَ ۝ إِذْ قَالُوا لَيُوسُفُ وَأَخُوهُ أَحَبُّ إِلَىٰ أَبِينَا مِنَّا وَنَحْنُ

یوسف کے اور اُن کے بھائیون کے قصہ مین دلائل موجود ہین اُن لوگون کے لیے جو پوچھتے ہین وہ وقت قابل ذکر ہی جبکہ اُن بھائیون نے گفتگو کی کہ یوسف اور اُنکا بھائی ہمارے باپکو ہمسے زیادہ پیارا ہی حالانکہ ہم

عُصْبَةٌ إِنَّ أَبَانَا لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ۝ اقْتُلُوا يُوسُفَ أَوِ اطْرَحُوهُ أَرْضًا يَخْلُ لَكُمْ وَجْهُ أَبِيكُمْ وَتَكُونُوا

ایک جماعت کی جماعت ہین واقعی ہمارے باپ کھلی غلطی مین ہین یا تو یوسف کو قتل کر ڈالو یا اُن کو کسی سرزمین مین ڈال آؤ تو تمہارے باپ کا رخ خالص تمہاری طرف ہو جاویگا اور تمہارے سب

مِنْ بَعْدِهِ قَوْمًا صَالِحِينَ ۝ قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ لَا تَقْتُلُوا يُوسُفَ وَأَلْقُوهُ فِي غَيَابَتِ الْجُبِّ

کام بن جاوین گے اُنہین مین سے ایک کہنے والے نے کہا کہ یوسف کو قتل مت کرو اور اُن کو کسی اندھیرے کنوئین مین ڈالدو

يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ إِنْ كُنْتُمْ فَاعِلِينَ ۝

تاکہ اُن کو کوئی راہ چلتا نکال لیجاوے اگر تمکو کرنا ہے

وہ وقت قابل ذکر ہی جب کہ یوسف (علیہ السلام) نے اپنے والد (یعقوب علیہ السلام) سے کہا کہ اَبا مین نے (خواب مین) گیارہ ستارے اور سورج اور چاند دیکھے ہین اُن کو اپنے روبرو سجدہ کرتے ہوئے دیکھا ہی اُنہون نے (جواب مین) فرمایا کہ بیٹا اپنے اِس خواب کو اپنے بھائیون کے روبرو بیان مت کرنا (کیونکہ بوجہ خاندان نبوت مین ہونے کے وہ اس کی تعبیر جانتے ہین گو ظناً سہی کہ گیارہ ستارے گیارہ بھائی ہین اور سورج باپ بوجہ عظمیت اور چاند ماں بوجہ صغریت یا بالعکس بمناسبت تذکیر و تانیث لفظی کے اور سجدہ سے اصلی مراد انقیاد کہ پس (یہ سمجھکر) وہ تمہاری (ایذا رسانی کے) لیے کوئی خاص تدبیر کرین گے (یعنی اُن مین سے اکثر کہ دس بھائی علاتی تھے اور حقیقی بنیامین سے گو اندیشہ ضرر نہین لیکن شاید اُن کے مُنہ سے نکل جاوے پھر فتنہ ہو) بلاشبہہ شیطان آدمی کا صریح دشمن ہی (اس لیے بھائیون کے دلمین وسوسے ڈالے گا) اور (جس طرح خدا تمکو یہ عزت دیگا کہ سب تمہارے منقاد ہون گے) اسیطرح تمہارا رب تمکو (دوسری عزتین بھی دیگا کہ تمکو نبوت کے لیے) منتخب کریگا اور تم کو (علوم دقیقہ بھی دیگا مثلاً) خوابون کی تعبیر کا علم دیگا اور (اس کے علاوہ اور نعمتین دیکر بھی) تمپر اور یعقوبؑ کے خاندان پر اپنا انعام کامل کریگا جیسا اس کے قبل تمہارے دادا پردادا یعنی ابراہیم و اسحق (علیہما السلام) پر اپنا انعام کامل کرچکا ہی واقعی تمہارا رب بڑا علم و حکمت والا ہی (ہر ایک کے مناسب فیض عطا فرماتا ہی) **ف** یہان چند امور قابل تحقیق ہین اوّل یہ دیکھنا غالباً حالت خواب مین تھا کیونکہ اکثر اطلاق رؤیا کا خواب پر آتا ہی دوم یہ کل بارہ بھائی تھے دو حقیقی اور دس علاتی علاتیون سے خوف ایذا تھا اور حقیقی سے یہ کہ منہ سے نکل جاوے سوم بھائیون کا تعبیر سمجھنا مناسبت خاندان نبوت سے تھا پس اُنکا نبی یا ولی ہونا لازم نہین آتا اور ظناً تھا اس لیے تاویل الاحادیث کے شرف کا مشترک ہونا لازم نہین آتا چہارم یہ کید اس غرض سے ہونا ضرور نہین کہ یہ تعبیر واقع نہو بلکہ تعبیر تو بالیقین واقع ہوگی مگر حسد سے ایذا دینگے گو اس کے بعد پھر وقوع تعبیر ضروری ہی پنجم یہ بشارتین یعقوب علیہ السلام نے جو دین یا تو اس خواب سے سمجھے یا وحی سے ششم بھائیون کے مشابہ کواکب ہونے سے اُن کی نبوت ثابت نہین ہوئی کیونکہ نورانیت صحابیت سے بھی ہو سکتی ہی چنانچہ سجدہ کے وقت وہ تائب ہو کر کامل صحابی تھے اور اسیطرح آل یعقوبؑ سے بھی اس کا اثبات نہین ہوتا کیونکہ اولاً نعمت عام ہی اختلاف عمل سے اُس کی خصوصیات مختلف ہونگی پس مقصود مطلق نعمت مین اشتراک ہی تماثل ضرور نہین دوسرے آل یعقوبؑ سے مراد بواسطہ بھی ہو سکتا ہی سو اُنکی اولاد مین آگے بہت نبی ہوئے ہفتم اتمام نعمت مین اپنا ذکر تواضعاً نہین فرمایا

معاملہ اخوان یوسف علیہ السلام با او

لَقَدْ كَانَ فِي يُوسُفَ وَإِخْوَتِهِ آيَاتٌ لِلسَّائِلِينَ ۝ إِذْ قَالُوا لَيُوسُفُ وَأَخُوهُ أَحَبُّ إِلَىٰ أَبِينَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ إِنَّ أَبَانَا لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ۝ اقْتُلُوا يُوسُفَ أَوِ اطْرَحُوهُ أَرْضًا يَخْلُ لَكُمْ وَجْهُ أَبِيكُمْ وَتَكُونُوا مِنْ بَعْدِهِ قَوْمًا صَالِحِينَ ۝ قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ لَا تَقْتُلُوا يُوسُفَ وَأَلْقُوهُ فِي غَيَابَتِ الْجُبِّ يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ إِنْ كُنْتُمْ فَاعِلِينَ ۝

اللغات قولہ غیابۃ الجب الغیابۃ القعر لان مافیہ یغیب عن البصر والجب بیر لم تطو ۱۲

قَالُوا يَا أَبَانَا مَا لَكَ لَا تَأْمَنَّا عَلَىٰ يُوسُفَ وَإِنَّا لَهُ لَنَاصِحُونَ ○ أَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا يَرْتَعْ وَيَلْعَبْ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ○

سب نے کہا کہ اَبّا اسکی کیا وجہ ہے کہ یوسف ع کے بارہ مین آپ ہمارا اعتبار نہین کرتے حالانکہ ہم انکے خیرخواہ ہین آپ ان کو کل کے روز ہمارے ساتھ بھیجئے کہ ذرا وہ کھاوین کھیلین اور ہم انکی پوری محافظت کرینگے

قَالَ إِنِّي لَيَحْزُنُنِي أَنْ تَذْهَبُوا بِهِ وَأَخَافُ أَنْ يَأْكُلَهُ الذِّئْبُ وَأَنْتُمْ عَنْهُ غَافِلُونَ ○ قَالُوا لَئِنْ أَكَلَهُ الذِّئْبُ

یعقوب ع نے فرمایا کہ مجھکو یہ بات غم مین ڈالتی ہے کہ اس کو تم لیجاؤ اور مین یہ اندیشہ کرتا ہون کہ اس کو کوئی بھیڑیا کھاجاوے اور تم اس سے بیخبر رہو۔ وہ بولے کہ اگر ان کو بھیڑیا کھاجاوے

وَنَحْنُ عُصْبَةٌ إِنَّا إِذًا لَخَاسِرُونَ ○ فَلَمَّا ذَهَبُوا بِهِ وَأَجْمَعُوا أَنْ يَجْعَلُوهُ فِي غَيَابَتِ الْجُبِّ ۚ وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِ

ثلثة ارباع

اور ہم ایک جماعت کی جماعت ہون تو ہم بالکل ہی گئے گذرے ہوئے سو جب انکو لے گئے اور سب نے پختہ عزم کرلیا کہ ان کو کسی اندھیرے کنوئین مین ڈالدین اور ہمنے ان کے پاس وحی بھیجی

لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِأَمْرِهِمْ هَٰذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ○ وَجَاءُوا أَبَاهُمْ عِشَاءً يَبْكُونَ ○ قَالُوا يَا أَبَانَا إِنَّا ذَهَبْنَا

کہ تم ان لوگون کو یہ بات جتلاؤگے اور وہ تمکو پہچانینگے بھی نہین اور وہ لوگ اپنے باپ کے پاس عشاء کے وقت روتے ہوئے پہونچے کہنے لگے کہ اَبّا ہم سب تو آپس مین دوڑنے

نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَأَكَلَهُ الذِّئْبُ ۖ وَمَا أَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَنَا وَلَوْ كُنَّا صَادِقِينَ ○

ثلثة ارباع

مین لگ گئے اور یوسف کو ہمنے اپنی چیز بست کے پاس چھوڑدیا بس ایک بھیڑیا اُن کو کھاگیا اور آپ تو ہمارا کاہے کو یقین کرنے لگے گو ہم کیسے ہی سچے ہون

وَجَاءُوا عَلَىٰ قَمِيصِهِ بِدَمٍ كَذِبٍ ۚ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ أَمْرًا ۖ فَصَبْرٌ جَمِيلٌ ۖ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ

اور یوسف ع کی قمیص پر جھوٹ موٹ کا خون بھی لگا لائے تھے یعقوب ع نے فرمایا کہ بلکہ تمنے اپنے دل سے ایک بات بنالی ہے سو صبر ہی کرونگا جسمین شکایت کا نام نہوگا اور جو باتین تم بناتے ہو ان مین

مَا تَصِفُونَ ○ وَجَاءَتْ سَيَّارَةٌ فَأَرْسَلُوا وَارِدَهُمْ فَأَدْلَىٰ دَلْوَهُ ۖ قَالَ يَا بُشْرَىٰ هَٰذَا غُلَامٌ ۚ وَأَسَرُّوهُ بِضَاعَةً ۚ

اللہ ہی مدد کرے اور ایک قافلہ آنکلا اور اُنھون نے اپنا آدمی پانی لانے کے واسطے بھیجا اور اُسنے اپنا ڈول ڈالا کہنے لگا کہ ارے بڑی خوشی کی بات ہے یہ تو بڑا اچھا لڑکا نکل آیا اور انکو مال تجارت قرار دیکر چھپا لیا

وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِمَا يَعْمَلُونَ ○ وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُودَةٍ ۚ وَكَانُوا فِيهِ مِنَ الزَّاهِدِينَ ○

اور اللہ کو ان سبکی کارگزاریان معلوم تھین۔ اور اُن کو بہت ہی کم قیمت کو بیچ ڈالا یعنی گنتی کے چند درہم کی عوض اور وہ لوگ کچھ اُن کے قدردان تو تھے ہی نہین

ع ۱۲ / ۲

ملحقات الترجمة

ا‌ے قولہ فی اخوتہ علاتی القرینۃ علیہ قولہ اذ قالوا معود الضمیر فیہ الی بنی العلات ۱۲

ے قولہ فی یوسف نفسہ اشارۃ الی تقدیر المضاف ۔

قَالُوا يَا أَبَانَا مَا لَكَ لَا تَأْمَنَّا عَلَىٰ يُوسُفَ وَإِنَّا لَهُ لَنَاصِحُونَ (١١) أَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا يَرْتَعْ وَيَلْعَبْ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ (١٢) قَالَ إِنِّي لَيَحْزُنُنِي أَنْ تَذْهَبُوا بِهِ وَأَخَافُ أَنْ يَأْكُلَهُ الذِّئْبُ وَأَنْتُمْ عَنْهُ غَافِلُونَ (١٣) قَالُوا لَئِنْ أَكَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ إِنَّا إِذًا لَخَاسِرُونَ (١٤) فَلَمَّا ذَهَبُوا بِهِ وَأَجْمَعُوا أَنْ يَجْعَلُوهُ فِي غَيَابَتِ الْجُبِّ ۚ وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِأَمْرِهِمْ هَٰذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ (١٥) وَجَاءُوا أَبَاهُمْ عِشَاءً يَبْكُونَ (١٦) قَالُوا يَا أَبَانَا إِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَأَكَلَهُ الذِّئْبُ ۖ وَمَا أَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَنَا وَلَوْ كُنَّا صَادِقِينَ (١٧) وَجَاءُوا عَلَىٰ قَمِيصِهِ بِدَمٍ كَذِبٍ ۚ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ أَمْرًا ۖ فَصَبْرٌ جَمِيلٌ ۖ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ (١٨) وَجَاءَتْ سَيَّارَةٌ فَأَرْسَلُوا وَارِدَهُمْ فَأَدْلَىٰ دَلْوَهُ ۖ قَالَ يَا بُشْرَىٰ هَٰذَا غُلَامٌ ۚ وَأَسَرُّوهُ بِضَاعَةً ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِمَا يَعْمَلُونَ (١٩) وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُودَةٍ ۚ وَكَانُوا فِيهِ مِنَ الزَّاهِدِينَ (٢٠)

یوسف (علیہ السلام) کے اور اُن کے (علاتی) بھائیون کے قصہ مین (خدا کی قدرت اور آپ کی نبوت کے) دلائل موجود ہین اُن لوگون کے لیے جو (آپ سے اُن کا قصہ) پوچھتے ہین (کیونکہ یوسف علیہ السلام کو ایسی بیکسی اور بےبسی سے اس سلطنت ورفعت کو پہونچا دینا یہ خدا ہی کا کام تھا اس سے مسلمانون کو جو کہ کسی قصہ کے خواہان تھے عبرت اور قوت ایمان حاصل ہوگی اور یہود کو کہ اُنھون نے خصوصیت کے ساتھ یہ قصہ

اللغات قولہ یرتع التوسع فی اکل الفواکہ الوارد من یستقی الماء فی الجیش

بوجھا تھا دلیل نبوت کی ہوسکتی ہے اگر غور کرین) وہ وقت قابل ذکر ہے جبکہ اُنکے (علاتی) بھائیون نے (باہم بطور مشورہ کے یہ گفتگو کی کہ (یہ کیا بات ہے کہ) یوسف
اور اُنکا حقیقی بھائی (بنیا مین) ہمارے باپ کو ہم سے زیادہ پیارے ہین حالانکہ (وہ دونون بوجہ کم عمری کے اُنکی کچھ کاروخدمت بھی نہین کرسکتے اور) ہم ایک جماعت
کی جماعت ہین (کہ اپنی قوت اور کثرت کی وجہ سے اُنکی ہر طرح کی خدمت بھی کرتے ہین تو ہم زیادہ عزیز ہونے چاہئین) واقعی ہمارے باپ (اس مقدمہ مین) کھلی
غلطی مین ہین (لیکن یوسف علیہ السلام کے ہوتے ہوئے تو امید کم ہے کہ تم زیادہ عزیز ہوسکو اور بنیامین سے جو محبت ہے وہ صرف اسوجہ سے کہ یوسف ع
کے حقیقی بھائی ہین تو اصل مین خاطر داشت یوسف ہی کی مقصود ہے اور محبت مین اصل یہی ہین تو ان کو کسی تدبیر سے باپ کے پاس سے ہٹانا چاہیے
اُسکی صورت یہ ہے کہ) یا تو یوسف ع کو قتل کر ڈالو یا اُن کو کسی (دور دراز) سرزمین مین ڈال آؤ (دونون صورتون مین باپ سے جدا ہوجاوین گے) تو (پھر)
تمہارے باپ کا رخ خالص تمہاری طرف ہوجاویگا اور تمہارے سب کام بن جاوینگے اُنہین مین سے ایک کہنے والے نے کہا کہ یوسف ع کو قتل مت کرو
(قتل کرنا بہت بڑی بات ہے ہان دوسری شق کا مضائقہ نہین، اور اُس کی صورت یہ ہے کہ) اُن کو کسی (ایسے) اندھیرے کنوئین مین ڈالدو (جس مین
پانی بھی زیادہ نہو کہ ڈوبنے کا ڈر ہو ورنہ وہ تو قتل ہی ہے اور یکایک ہر کسیکو اطلاع بھی نہو کیونکہ اندھیرا کنوان ہے اور رہگذر سے بھی بہت دور نہو) تاکہ
اُن کو کوئی راہ چلتا نکال لیجاوے اگر تمکو (یہ کام) کرنا ہے (تو اسطرح کرو غرض سب کا اتفاق رائے ہوگیا اور سب نے ملکر باپ سے) کہا کہ ابا اس کی کیا
وجہ ہے کہ یوسف ع کے بارہ مین آپ ہمارا اعتبار نہین کرتے (اور کبھی اُن کو ہمارے ساتھ کہین نہین بھیجتے) حالانکہ ہم اُن کے (دل و جان سے) خیرخواہ ہین (سو
ایسا نہ چاہیئے بلکہ) آپ اُنکو کل کے روز ہمارے ساتھ (جنگل کو) بھیجیے کہ ذرا وہ کھاوین کھیلین اور ہم اُنکی پوری محافظت رکھین گے یعقوب (علیہ السلام)
نے فرمایا کہ (مجھکو ساتھ بھیجنے سے دو امر مانع ہین ایک حزن ایک خوف حزن تو یہ کہ) مجھکو یہ بات غم مین ڈالتی ہے کہ اسکو تم (میری آنکھون کے سامنے سے)
لیجاؤ اور (خوف یہ کہ) مین یہ اندیشہ کرتا ہون کہ اس کو کوئی بھیڑیا کھاجاوے اور تم (اپنے مشاغل مین) اس سے بیخبر رہو کیونکہ اس جنگل مین بھیڑیے بہت ہیں
وہ بولے کہ اگر اِن کو بھیڑیا کھاجاوے اور ہم ایک جماعت کی جماعت موجود ہون تو ہم بالکل ہی گئے گذرے ہوئے (کیونکہ جماعت کی قوت بھی زیادہ ہوتی ہے
اور کئی آدمیون مین نگرانی بھی سہل ہے غرض کہہ سنکر یعقوب علیہ السلام سے اُنکو لیکر چلے) سو جب اُن کو (اپنے ساتھ جنگل کو) لیگئے اور (حسب قرار داد سابق
سب نے) پختہ عزم کرلیا کہ ان کو کسی اندھیرے کنوئین مین ڈالدین (تو جو کچھ تجویز کیا تھا عمل در آمد کیا) اور (اُسوقت اُن کی تسلی کے لیے) ہم نے اُن کے پاس
وحی بھیجی کہ (تم مغموم مت ہو ہم تمکو یہان سے خلاصی دیکر بڑے رتبہ پر پہونچاوین گے اور ایکدن وہ ہوگا کہ) تم ان لوگون کو یہ بات جتلاؤگے اور وہ تم کو
(بوجہ اس کے کہ ایک حالت رفیعہ مین ہوگے) پہچانین گے بھی نہین (چنانچہ یہ وعدہ واقع ہوا ہل علمتم ما فعلتم بیوسف الخ غرض یوسف علیہ السلام کا تو
یہ قصہ ہوا) اور (ادھر) وہ لوگ اپنے باپ کے پاس عشاء کے وقت روتے ہوئے پہونچے (اور جب اُنہون نے رونیکا سبب پوچھا تو) کہنے لگے
کہ ابا ہم سب تو آپسمین دوڑنے مین (کہ دیکھین کون آگے نکلے آپسمین) لگ گئے اور یوسف ع کو ہمنے (ایسی جگہ جہان بھیڑیا آنے کا گمان نہ تھا) اپنی
چیز بست کے پاس چھوڑ دیا بس (اتفاقاً) ایک بھیڑیا (آیا اور) اُنکو کھا گیا اور آپ تو ہمارا کاہے کو یقین کرنے لگے گو ہم کیسے ہی سچے (کیون نہ) ہون
اور (جب یعقوب علیہ السلام کے پاس آنے لگے تھے تو) یوسف کی قمیص پر جھوٹ موٹ کا خون بھی لگا لائے تھے (اس طرح سے کہ کوئی ہرن یا بکری
ذبح کی اور اُس کے خون مین قمیص آلودہ کرلیا وہ قمیص اپنی قول کی سند مین پیش کیا) یعقوب (علیہ السلام) نے (دیکھا تو کرتہ کہین سے پھٹا نہین
چرا نہین تو) فرمایا کہ (یوسف ع کو بھیڑیئے نے ہرگز نہین کھایا) بلکہ تمنے اپنے دل سے ایک بات بنالی ہے سو (خیر) صبر ہی کرونگا جس مین شکایت
کا نام نہوگا اور جو باتین تم بناتے ہو اُن مین اللہ ہی مدد کرے (کہ اس وقت مجھکو اُن کی سہار ہو اور آیندہ تمہارا
جھوٹ آشکار ہو غرض یعقوب علیہ السلام روپیٹ کر بیٹھ رہے) اور (یوسف علیہ السلام کا یہ قصہ ہوا کہ اتفاق سے اُدھر)
ایک قافلہ آنکلا (جو مصر کو جاتا تھا) اور اُنہون نے اپنا آدمی پانی لانے کے واسطے (یہان کنوے پر) بھیجا اور اُس نے
اپنا ڈول ڈالا (یوسف علیہ السلام نے اُس کو پکڑ لیا جب ڈول باہر آیا تو یوسف علیہ السلام کو دیکھا
خوش ہوکر) کہنے لگا کہ ارے بڑی خوشی کی بات یہ تو بڑا اچھا لڑکا نکل آیا (غرض قافلہ والون کو خبر ہوئی وہ
بھی بڑے خوش ہوئے) اور

ملحقات الترجمۃ

۱؎ قولہ فی عصبۃ قوت لانہ من العصب وھو الشد ای من تعصب بالامر ۱۲

۲؎ قولہ فی ضلٰل مبین تمہارے سب کام اشارۃ الی ترجیح ہذا التعبیر علی تفسیرہ بالتوبۃ لانہ لا دخل فیہا للقتل او الطرح ۱۲

۳؎ قولہ فی غلیبت کسی اشارۃ الی اللام للجنس ۱۲

۴؎ قولہ فی صادقین کیسے ہی سے مستغنین بالصدق مطلقا فی ہذہ الواقعۃ خصوصا والالزام الاعتراف بالکذب والصنیع ۱۲

۵؎ قولہ فی کذب جھوٹ موٹ کا اشارۃ الی کون المصدر للصفۃ ۱۲

۶؎ قولہ فی فصبر کرونگا اشارۃ الی معنے الترکیب ای فامری صبر جمیل وتفسیر الجمیل بالا شکوی فیہ ۱۲

۷؎ قولہ فی غلٰم بڑا اچھا افادۃ التنکیر للتعظیم والتنویع ۱۲

وَقَالَ الَّذِی اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖۤ اَكْرِمِیْ مَثْوٰىهُ عَسٰۤى اَنْ یَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ؕ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا

اور جس شخص نے مصر مین اُنکو خرید اتھا اُس نے اپنی بیوی سے کہاکہ اسکو خاطر سے رکھنا کیا عجب ہی کہ ہمارے کام آوے یا ہم اسکو بیٹا بنا لیوین اور ہمنے اسیطرح یوسف ؑ کو

لِیُوْسُفَ فِی الْاَرْضِ ۫ وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ ؕ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰۤى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ○

اس سرزمین مین خوب قوت دی اور تاکہ ہم اُنکو خوابون کی تعبیر دینا بتلادین اور اللہ تعالی اپنے کام پر غالب ہی لیکن اکثر آدمی جانتے نہین

اُن کو مال (تجارت) قرار دیکر (اس خیال سے) چھپالیا (کہ کوئی اگر دعوے دار نہو پھر اس کو مصر مین لیجاکر کسی بڑے آدمی کے ہاتھ بیچکر خوب نفع کماوینگے)

اور اللہ کو ان سب کی کارگزاریان معلوم تھین (کہ بھائی اُن کو بیوطن اور قافلہ والے ذریعہ ثمن بنا رہے تھے اور اللہ اُن کو شاہ زمن بنا رہا تھا اور وہ بھائی بھی آس پاس خبر کے لیے لگے رہتے اور وقتاً فوقتاً کنوے مین دیکھ آتے تھے کھانا پانی بھی پہونچا دیتے تھے یون چاہتے تھے کہ یوسف کنوئین مین ہلاک بھی ہون کوئی ان کو نکال لے لیکن کہین دوسری جگہ لیجاوے اور یعقوب علیہ السلام تک خبر نہ پہونچے غرض اُس روز جو کنوئین مین نہ پایا اور قافلہ کو اُترا ہوا دیکھا تو تجسس کرتے کرتے یوسف علیہ السلام تک جا پہونچے اور قافلہ والون سے کہا کہ یہ ہمارا غلام ہی بھاگ گیا تھا اب ہم اسکو رکھنا نہین چاہتے) اور (یہ کہکر) اُن کو بہت ہی کم قیمت کو (قافلہ والون کے ہاتھ) بیچڈالا یعنی گنتی کے چند درہم کے عوض اور (وجہ اُسکی یہ تھی کہ) وہ لوگ کچھ اُن کے قدردان تو تھے ہی نہین کہ اونکو متاع نفیس کی طرح آلہ تحصیل مال کثیر کا بناتے کیونکہ بیع مقصود نہ تھی بلکہ مقصود بلا کی طرح اُن کا یہان سے ٹالنا تھا یوسف علیہ السلام ڈر کے مارے خاموش رہے کہ مار نہ ڈالین اور اس کو غنیمت سمجھا) **ف** اس مقام مین کئی مضمون قابل تحقیق ہین اول حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ سب سے زیادہ محبت ہونے کی مختلف وجوہ بیان کی گئی ہین اقرب یہ ہی کہ فراست نبوت سے یعقوب علیہ السلام اُن کو ہونہار دیکھتے تھے اور خواب سننے کے بعد یہ امر اور زیادہ موکد ہوگیا تھا جیسا کہ اُن کے ارشاد وکذلک یجتبیک الخ سے یہ امر ترشح ہوتا ہی دوم دوسرے بھائی یون سمجھتے تھے کہ یوسف علیہ السلام کی نسبت ایسا خیال یعقوب علیہ السلام کا اجتہاد ہی اور اجتہاد مین غلطی ہونا منافی نبوت نہین پس ضلال سے مراد خطاء فی الاجتہاد ہی ورنہ اعتقاد ضلال نبی کی نسبت کفر ہی اور یہ سب بھائی مومن یقیناً تھے گو نبوت ثابت نہین سوم یوسف علیہ السلام کے ساتھ جو معاملہ ہوا اسمین تاویل دشوار ہی اس لئے ظاہر وہ گناہ تھا لیکن آخر قصہ مین استغفار اور معذرت اُن کی منصوص ہی اور توبہ یقیناً مطہر ہی چہارم ظاہر لعب کو یعقوب علیہ السلام نے جائز رکھا باوجودیکہ امر عبث کی تجویز شان انبیاء علیہم السلام کے خلاف ہی سو اصل یہ ہی کہ یہ لعب اس لئے عبث نہین کہ مراد اس سے مسابقت و تیراندازی وغیرہ ہی جو کہ امور مفیدہ مین سے ہی جواب مشہور تو یہ ہی اور احقر کہتا ہی کہ منجملہ فوائد مقصودہ کے تجدید نشاط بھی ہی جو کہ بچون کے لیے ضروری اور مشاغل ضروریہ مین جی لگنے کا موقوف علیہ ہی اور ضروری کا مقدمہ بھی ضروری ہوتا ہی خوب سمجھ لو پنجم اجنبیت مین بنیامین بھی شریک تھے تو اُن کی نسبت کوئی تدبیر انھون نے نہین سوچی جواب اسکا اثنائے تقریر ترجمہ مین مذکور ہی کہ اُن کے نزدیک اجنبیت بالذات یوسف علیہ السلام کی تھی اور بنیامین کی بالعرض تاکہ بنیامین کی راحت سے یوسف علیہ السلام کو بھی راحت ہو جب یوسف ؑ نہ رہین گے یہ معاملہ بنیامین کے ساتھ نہ رہیگا ششم حضرت یعقوب علیہ السلام کا بل سولت لکم فرمانا بنا بر قول مشہور اُس قمیص کے مسلم دیکھنے سے تھا لیکن اگر وہ روایت ثابت نہو تو ذوق اجتہاد و شہادت قلب سے ہوگا جو کہ انبیاء علیہم السلام مین اکثر تو مطابق واقع کے ہوتا ہی اور کبھی وہ گمان واقع کے خلاف بھی ہو جاتا ہی جیسا کہ بنیامین کے ماخوذ ہونے کے قصہ مین بھی بعینہ یعقوب علیہ السلام کا یہی قول آیا ہی حالانکہ اسمین ظاہراً تسویل نہ تھی ہفتم جب یعقوب علیہ السلام کو یقیناً یا ظناً یوسف علیہ السلام کے بھائیون کا بیان غلط ہونا معلوم تھا تو یوسف علیہ السلام کو تلاش کیون نہین کیا ایسے صبر مین تو دوسرے کی جان کا تلف ہو جانا مظنون ہی غالب یہ ہی کہ یعقوب علیہ السلام کو وحی سے اجمالاً معلوم ہو گیا ہو گا کہ وہ تلف نہ ہونگے لیکن بہری قسمت مین مفارقت طویلہ مقدر ہی بہری تلاش سے نہ ملین گے اب کوئی اشکال نرہا ہشتم اہل سیر کا اتفاق ہی کہ اسوقت یوسف علیہ السلام صغیر السن تھے پس چالیس برس کے بعد حق نازل ہونا یہ اکثری ہی کلی نہین **قصہ یوسف علیہ السلام در مکان عزیز** وَقَالَ الَّذِی اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖۤ اَكْرِمِیْ مَثْوٰىهُ عَسٰۤى اَنْ یَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ؕ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِیُوْسُفَ فِی الْاَرْضِ ۫ وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ ؕ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰۤى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۲۱﴾

ملحقات الترجمة

لہ قولہ یعملون سب کی جمع فیہا من الدین بعدم التنافی ۱۲

وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗۤ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ○ وَرَاوَدَتْهُ الَّتِىْ هُوَ فِىْ بَيْتِهَا

اور جب وہ اپنی جوانی کو پہونچے ہم نے انکو حکمت اور علم عطا فرمایا اور ہم نیک لوگوں کو اسیطرح بدلا دیا کرتے ہیں اور جس عورت کے گھر میں یوسف رہتے تھے وہ ان سے اپنا مطلب حاصل کرنے

عَنْ نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ ؕ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّىْۤ اَحْسَنَ مَثْوَاىَ ؕ اِنَّهٗ

ان کو پھسلانے لگی اور سارے دروازے بند کردے اور کہنے لگی کہ آجاؤ تم ہی سے کہتی ہوں یوسف نے کہا اللہ بچائے وہ میرا مربی ہے کہ مجھکو کیسی اچھی طرح رکھا ایسے حق فراموشوں کو

لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ○ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا ۚ لَوْلَاۤ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ؕ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ

فلاح نصیب ہوا کرتی اور اس عورت کے دلمیں تو ان کا خیال جم ہی رہا تھا اور انکو بھی اس عورت کا کچھ کچھ خیال ہو چلا تھا اگر اپنے رب کی دلیل کو نہ دیکھا ہوتا تو زیادہ خیال ہو جاتا عجب نہ تھا ہمنے اسیطرح انکو تھام لیا کہ ہم انسے

وَالْفَحْشَآءَ ؕ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ○ وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ وَّاَلْفَيَا سَيِّدَهَا

اور کبیرہ گناہ کو دور رکھیں وہ ہمارے برگزیدہ بندوں میں سے تھے اور دونوں آگے پیچھے دروازے کی طرف کو دوڑے اور اس عورت نے ان کا کرتا پیچھے سے پھاڑ ڈالا اور دونوں نے اس عورت کے شوہر کو

لَدَا الْبَابِ ؕ قَالَتْ مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْٓءًا اِلَّاۤ اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ قَالَ هِىَ رَاوَدَتْنِىْ

دروازے کے پاس پایا عورت بولی کہ جو شخص تیری بی بی کے ساتھ بدکاری کا ارادہ کرے اس کی سزا بجز اس کے اور کیا ہے کہ وہ جیلخانہ بھیجا جاوے یا اور کوئی دردناک سزا ہو یوسف نے کہا یہی مجھسے اپنا مطلب

عَنْ نَّفْسِىْ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ○

مجھکو پھسلاتی تھی اور اس عورت کے خاندان میں سے ایک گواہ نے شہادت دی کہ ان کا کرتہ اگر آگے سے پھٹا ہے تو عورت سچی اور یہ جھوٹے

وَاِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ○ فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ

اور اگر وہ کرتہ پیچھے سے پھٹا ہے تو عورت جھوٹی اور یہ سچے سو جب انکا کرتہ پیچھے سے پھٹا ہوا دیکھا کہنے لگا کہ یہ

كَيْدِكُنَّ ؕ اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ ○ يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ٚ سكتہ وَاسْتَغْفِرِىْ لِذَنْۢبِكِ ۚ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِـِٕيْنَ ○ ع

تم عورتوں کی چالاکی ہے بیشک تمہاری چالاکیاں بھی غضب ہی کی ہوتی ہیں اے یوسف اس بات کو جانے دو اور ای عورت تو اپنے قصور کی معافی مانگ بیشک سراسر تو ہی قصوروار ہے

وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗۤ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ (۲۲) وَرَاوَدَتْهُ الَّتِىْ هُوَ فِىْ بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ ؕ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّىْۤ اَحْسَنَ مَثْوَاىَ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ (۲۳) وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا ۚ لَوْلَاۤ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ؕ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ ؕ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ (۲۴) وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ وَّاَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ ؕ قَالَتْ مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْٓءًا اِلَّاۤ اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (۲۵) قَالَ هِىَ رَاوَدَتْنِىْ عَنْ نَّفْسِىْ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ (۲۶) وَاِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ (۲۷) فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ ؕ اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ (۲۸) يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ٚ سكتہ وَاسْتَغْفِرِىْ لِذَنْۢبِكِ ۚ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِـِٕيْنَ (۲۹)

اللغات المراودة المطالبة برفق من راد يرود اذا ذهب وجاء لطلب شئ وهى بمعنى المخادعة التى فيها معنى المنازعة لان احدهما يريد شيئا لا يريد صاحبه ان يخرجه من يده قوله هيت اسم فعل بمعنى تعال سواء كانت التاء مضمومة او مفتوحة ۱۲

البلاغة قوله راودته المفاعلة للمبالغة او للمشاركة الاعجازا من حيث ان احد الجهتين فيه كان جمال يوسف عليه السلام قوله قدت اسناد الى السبب وانما اسند اليها وان كان احد جزئى السبب هو عليه السلام ايضا لعزمه للفرار

الجزء الاخير كانت هى قوله من دبر المضاف اليه مقدر اى دبر القميص او يوسف ۱۲ قوله من كيدكن تعميم الخلق للتنبيه على ان الكيد خلق لهن عريق ۱۲

لطيفة قال بعض العلماء ان النساء اشد شرا من الشيطان لان الله تعالى سمى كيدهن عظيما وكيده ضعيفا وفيه ان عظمته بالنسبة الى كيد الرجال وضعفه بالنسبة الى قدرة الله تعالى فافهم ۱۲

(غرض قافلہ والوں نے یوسف علیہ السلام کو بھائیوں سے خرید کر مصر میں لاکر عزیز مصر کے ہاتھ فروخت کیا) اور جس شخص نے مصر میں ان کو خریدا تھا (یعنی عزیز) اُس نے (ان کو اپنی گھر لاکر اپنی بیوی کے سپرد کیا اور اُس) اپنی بیوی سے کہا کہ اس کو خاطر سے رکھنا کیا عجب ہے کہ (بڑا ہوکر) ہمارے کام آوے (جیسا پرورده لوگ اپنی کام آیا کرتے ہیں) یا ہم اس کو بیٹا بنالیں (مشہور یہ ہے کہ یہ اس لئے کہا کہ ان کے اولاد نہ تھی) اور ہم نے (جس طرح یوسف علیہ السلام کو اپنی خاص عنایت سے اُس چاہ تاریک سے نجات دی) اسیطرح یوسف (علیہ السلام) کو اس سرزمین (مصر) میں خوب قوت دی (مراد اس سے سلطنت ہے) اور (جس طرح نجات سلطنت دینی کی غرض سے تھی اسیطرح اس غرض سے بھی نجات دی تھی) تاکہ ہم اُن کو خوابوں کی تعبیر دینا بتلادیں (مطلب یہ کہ نجات دینے سے مقصود یہ تھا کہ دولت ظاہری و باطنی سے مالامال کریں) اور اللہ تعالیٰ اپنے (چاہے ہوئے) کام پر غالب (اور قادر) ہے (جو چاہے کرے) لیکن اکثر آدمی (اسباب کو) جانتے نہیں (کیونکہ اہل ایمان ویقین تو کمی ہیں یہ قصہ کے درمیان میں بطور جملہ معترضہ کے آگیا تاکہ بیع وشرا کے قصہ کے ساتھ اول ہی سے سامعین کو معلوم ہوجاوے کہ گویہ اسوقت ظاہرا ایسی ناگوار حالت میں ہیں مگر ہم نے ان کو اصل میں سلطنت رفیعہ ... کے لئے بچایا ہے اور یہ حالتیں عارضی اور مقاصد اصلیہ کا مقدمہ ہیں کیونکہ ترقی سلطنت کا زینہ عزیز کے گھر کا آنا ہی ہوا اور اسیطرح علوم و واردات قلبیہ کے لئے مکارہ و مشاق سبب ہوجاتے ہیں پس اس اعتبار سے علوم کے فیضان میں بھی اسکو دخل ہوا اور مشترک طور پر امرا کے گھر پرورش پانا سلیقہ وتجربہ بڑھاتا ہے جس کی ضرورت سلطنت اور علوم دونوں میں ہے خصوص علم تعبیر میں اور اس جملہ معترضہ کا کچھ تتمہ آگے ہے یعنی) اور جب وہ اپنی جوانی (یعنی سن بلوغ یا کمال شباب) کو پہونچے ہم نے انکو حکمت اور علم عطا فرمایا اور ہم نیک لوگوں کو اسیطرح بدلہ دیا کرتے ہیں (جس طرح یوسف علیہ السلام کو ان کے عمل بالشریعت کی بدولت ان کے علم وحکمت میں روزانہ ترقی فرماتے رہے اس تتمہ جملہ معترضہ میں پہلے سے یہ بتلاتا ہے کہ جو کچھ آگے قصہ میں بعضے امور کی تہمت آپ کی نسبت آوے گی وہ سب غلط ہوگا کیونکہ وہ صاحب حکمت تھے جس کا حاصل ہے علم نافع یعنی علم مع العمل اور اُن امور کا صدور حکمت کے خلاف ہے پس صدور غلط ہے اب آگے قصہ آتا ہے کہ وہاں نازونعم سے رہا کیے) اور (اس اثنا میں یہ ابتلا پیش آیا کہ) جس عورت کے گھر میں یوسف (علیہ السلام) رہتے تھے وہ (ان پر مفتون ہوگئی اور) ان سے اپنا مطلب حاصل کرنے کو ان کو پھسلانے لگی اور (گھر کے) سارے دروازے بند کردیے اور (ان سے) کہنے لگی کہ آجاؤ تم ہی سے کہتی ہوں یوسف (علیہ السلام) نے کہا (کہ اول تو یہ خود بڑا بھاری گناہ ہے) اللہ بچائے (دوسرے وہ یعنی تیرا شوہر) میرا مربی (اور محسن) ہے کہ مجھکو کیسی اچھی طرح رکھا (تو کیا میں اسی کے ناموس میں خلل اندازی کروں) ایسے حق فراموشوں کو فلاح نہیں ہوا کرتی (بلکہ اکثر تو دنیا ہی میں خوار اور پریشان ہوتے ہیں ورنہ آخرت تو وقت موعود ہے ہی) اور اُس عورت کے دل میں ان کا خیال (عزم کے درجہ میں) جم ہی رہا تھا اور ان کو بھی اُس عورت کا کچھ کچھ خیال (امر طبعی کے درجہ میں) ہو چلا تھا (جو کہ اختیار سے باہر ہے جیسا گرمی کے روزہ میں پانی کی طرف میلان طبعی ہوتا ہے گو روزہ توڑنے کا وسوسہ تک بھی نہیں آتا البتہ) اگر اپنے رب کی دلیل کو (یعنی اس فعل کے گناہ ہونے کی دلیل کو کہ حکم شرعی ہے) انہوں نے نہ دیکھا ہوتا (یعنی اُن کو علم شریعت جو مقرون قوت علمیہ کے ساتھ ہے نہ ہوتا) تو زیادہ خیال ہو جانا عجب نہ تھا (کیونکہ دواعی اور اسباب ایسے ہی قوی تھے مگر ہم نے اسی طرح اُن کو علم دیا تاکہ ہم اُن سے صغیرہ اور کبیرہ گناہ کو دور رکھیں (یعنی ارادہ سے بھی بچایا اور فعل سے بھی بچایا کیونکہ) وہ ہمارے برگزیدہ بندوں میں سے تھے (اور برگزیدہ بھی اعلیٰ درجہ کے بوجہ نبی ہونے کے جن کے لئے عصمت لازم ہے مگر اُس عورت نے پھر بھی اصرار کیا تو اُس وقت یوسف علیہ السلام وہاں سے جان بچاکر بھاگے اور وہ ان کو پکڑنے کے لئے ان کے پیچھے چلی) اور دونوں آگے پیچھے دروازے کی طرف کو دوڑے اور (دوڑنے میں ان کو جو پکڑنا چاہا تو) اُس عورت نے ان کا کرتہ پیچھے سے پھاڑ ڈالا (یعنی کرتہ پکڑکر کھینچا اور یہ آگے کو دوڑے تو کرتہ پھٹ گیا مگر یوسف علیہ السلام دروازہ سے باہر نکل گئے) اور (عورت بھی ساتھ تھی تو) دونوں نے (اتفاقاً) اُس عورت کے شوہر کو دروازہ کے پاس (کھڑا) پایا عورت (خاوند کو دیکھکر سٹ پٹائی اور فوراً بات بناکر) بولی کہ جو شخص

تیری بی بی کے ساتھ

ملحقات الترجمة

ف۱ قولہ فی مصر میں اشارة الی ان من بیت فی ذلیل تبقدیر المضاف ای من اہل مصر کذا فی الروح ۱۲

ف۲ قولہ فی اکرمی مثویٰہ خاطر سے رکھنا اخلقه الی انه حاصل المعنی لکونه کنایة عن اکرامه علیہ السلام نفسه علی ابلغ وجه وتمه یحسن مکرم المحل تنظیفه وفرشه ونحو ذلک فقد اکرم ضیفه بسائر ما یکرم به وقیل المثوی مقحم کما یقال المجلس العالی والمقام السامی ۱۲

ف۳ قولہ فی کذالک مکنا اسیطرح اشارة الی تقدیر العامل ۱۲

ف۴ قولہ فی لنعلمه جسطرح الخ اشارة الی تقدیر المعطوف علیه ہے ۱۲

ف۵ قولہ سنا کی غرض یعنی بہ الحکمة مجازا ۱۲

ف۶ قولہ فی اشده بلوغ یا کمال اشارة الی ان فیه قولین والاول دل علی ان ما قبله کان فی الصغر ۱۲

ف۷ قولہ فی هم بها ترقی اشارة الی اندفاع الدور الذی یتوہم بان ظاهر الآیة یدل علی ان الحکم والعلم موقوف علی الاحسان والحال ان الاحسان نفسه موقوف علی الحکم والعلم تقریر الاندفاع ظاهر ۱۲

ف۸ قولہ فی هیت لک تم ہی سے اشارة الی ان اللام للتبیین وتقدیره اقول لک ۱۲

بدکاری کا ارادہ کرے اس کی سزا بجز اس کے اور کیا (ہو سکتی) ہے کہ وہ جیلخانہ بھیجا جاوے یا اور کوئی دردناک سزا ہو (جیسے ضرب جسمانی) یوسف علیہ السلام نے کہا کہ یہ جو میری طرف نسبت کرتی ہے بالکل جھوٹی ہے بلکہ معاملہ برعکس ہے یہی مجھ سے اپنا مطلب نکالنے کو مجھکو پھسلاتی تھی اور (اس موقع پر اس عورت کے خاندان میں سے ایک گواہ نے (جو کہ شیرخوار بچہ تھا اور یوسف علیہ السلام کے معجزہ سے بول پڑا آپ کی براءت و نزاہت پر) شہادت دی (اور ہرچند کہ صرف اس کا غیر معتاد طور پر بول پڑنا ہی صدق یوسف علیہ السلام کے لیے کافی شہادت تھی مگر ناطق ہونے کے ساتھ اس کا عاقل ہونا یہ دوسرا معجزہ آپ کا تھا چنانچہ اس نے ایک معقول علامت بتلا کر عاقلانہ فیصلہ بھی کیا اور کہا) کہ ان کا کرتہ (دیکھو کہاں سے پھٹا ہے) اگر آگے سے پھٹا ہے تو (تنزلاً و تبرعاً تسلیم کرلیا کہ) عورت سچی اور یہ جھوٹے (گو یہ علامت عادۃً یقینی نہیں کیونکہ اسمیں یہ بھی احتمال ہے کہ دونوں آمنے سامنے ہوں اور عورت انکا دامن پکڑ کر کھینچتی ہو اور یہ اسکو چھڑاتے ہوں اسلئے دامن پھٹ گیا ہو مگر خیر ہم اس احتمال سے قطع نظر کئے لیتے ہیں) اور اگر وہ کرتہ پیچھے سے پھٹا ہے تو (عادۃً یقینی ہے کہ) عورت جھوٹی اور یہ سچے (اس فیصلہ میں ظاہر ہے کہ عورت کے لئے بڑی وسعت کیگئی ہے کہ اس کے صدق کی دلیل میں تو جانب مخالف کا احتمال ہوتے ہوئے بھی اس کو دلیل قرار دے لیا اور ان کے صدق کی دلیل کو جب ہی دلیل قرار دیا کہ احتمال جانب مخالف کا عادۃً بالکل قطع ہو جاوے غرض اس فیصلہ کے موافق وہ کرتہ دیکھا تو پیچھے سے پھٹا ہوا نکلا) سو جب (عزیز نے) ان کا کرتہ پیچھے سے پھٹا ہوا دیکھا (عورت سے) کہنے لگا کہ (تو نے جو کہا تھا ما جزاء من اراد باھلک الخ) یہ تم عورتوں کی چالاکی ہے بیشک تمہاری چالاکیاں بھی غضب ہی کی ہوتی ہیں (پھر یوسف علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوکر کہنے لگا) اے یوسف اس بات کو جانے دو (یعنی اس کا چرچا یا خیال مت کرو) اور (عورت سے کہا کہ اے عورت تو (یوسف سے) اپنے قصور کی معافی مانگ بیشک سر تا سر تو ہی قصوروار ہے **ف چند فائدے ضروریہ**۔ اول یوسف علیہ السلام نے جو قبح کی علت میں یہ فرمایا انہ ربی حالانکہ زنا مطلقاً قبیح ہے وجہ اس کی دو ہیں اول یہ کہ اس صورت میں زیادہ قبیح ہے جیسا حدیث میں پڑوسن سے اس فعل کے ارتکاب میں زیادہ وعید آئی ہے دوسرے یہ کہ مخاطب زلیخا تھی وہ قبح شرعی کو تو سمجھتی نہ تھی اور قبح عقلی دقیق کو بھی نہ سمجھتی اس لئے ایک قبح عقلی جو بالکل ظاہر ہے اس کو بیان کردیا کہ اس پر محبت ہو دوم ہم بہا الخ میں بہت محققین نے یہ بھی توجیہ فرمائی ہے کہ یہ مقید ہے لولا ان رأ الخ کے ساتھ جسمیں حاصل معنے ہوگا کہ وہ بھی خیال کرتے اگر برہان رب کو نہ دیکھتے مگر اب خیال بھی نہیں ہوا یہ بھی نہایت لطیف تفسیر ہے مگر احقر نے تفسیر متن کو اس لئے اختیار کیا کہ اس میں یوسف علیہ السلام کا کمال زیادہ ہے کہ باوجود رغبت کے جس کا منشا قوت طبیعت و صحت بدن و تعدیل مزاج و سلامت قویٰ ہے رک گئے اسمیں صبر و مجاہدہ اشد ہے اور جو اس میں اشکال تھا وہ اسطرح رفع ہوگیا کہ زلیخا کا ہم اور قسم کا ہے اور ان کا ہم اور طرح کا جیسا ترجمہ سے ظاہر ہے اسیوجہ سے ہما یا ہم کلواحد ما آخر نہیں فرمایا اور اول کو لام اور قد کے ساتھ مؤکد کیا دوسرے کو نہیں کیا جو کہ مؤید تغایر ہے اور اس کو ہم کہنا مشاکلۃً ہے ورنہ یہ مرتبہ ہم سے پہلے ہی خوب سمجھ لو سوم غلقت الابواب سے دروازوں کا تعدد معلوم ہوتا ہے اور استبقا الباب سے اس دروازہ کا توحد اور الفیا سیدھا لدی الباب سے دروازہ کا انفتاح معلوم ہوتا ہے سو غالب یہ ہے کہ یہ ابواب متعددہ ایسے تھے جیسے امراء کے مکانات میں ایک ایک درجہ میں کئی کئی دروازے مختلف اطراف میں ہوا کرتے ہیں ان کا آگے پیچھے علی الترتیب ہونا ضروری نہیں جیسا کہ مشہور ہے پھر حضرت یوسف علیہ السلام ان دروازوں میں سے کسی ایک دروازہ کی طرف دوڑے ہوں گے اور اس کو جلدی سے کھولکر باہر گئے ہوں گے جیسا معمولی طور پر صرف کنڈی لگا کر دروازہ بند کرلیا جاتا ہے اور کنڈی کے کھلنے سے کھلجاتا ہے باقی کیفیت مشہورہ کے لئے دلیل کی حاجت ہے واللہ اعلم چہارم اس شاہد کا طفل شیرخوار ہونا حدیث مرفوع میں وارد ہے چنانچہ روح المعانی میں مسند احمد اور صحیح ابن حبان اور مستدرک حاکم سے مع تصحیح حاکم علی شرط الشیخین کے نقل کیا ہے و نیز رکوع آیندہ میں رأوا الآیات سے بھی ظاہراً اس کی تائید ہوتی ہے واللہ اعلم پنجم اگر یوسف علیہ السلام اسوقت نبی نہوں تو اس خارق کو اصطلاح میں بجائے معجزہ کے ارہاص کہیں گے ششم اس شاہد نے جو فیصلہ بتلایا یہ کوئی حجت شرعی نہیں حجۃ کافیہ تو صرف اس کا نطق ہے لیکن حاضرین کے مذاق کے موافق اس کا بیان کردینا حجت اصلیہ کے لئے زیادہ مؤید ہوگیا پس اس سے ایسے امور ظنیہ کا حجت ہونا ثابت نہیں ہوتا جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ ایک قیافہ شناس نے حضرت اسامہ رض کو حضرت زید رض کا بیٹا بتلایا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس لیے خوش ہوئے

ملحقات الترجمة

لـه قوله فی استغفری یوسف کم اشارة الی ان الاستغفار یجوز استعماله فی الاعتذار للخلق ایضاً ودلیله ما فی الروح حمل الاستغفار علی طلب المغفرة والصفح من الزوج اھ وقصدی بنقله جواز استعماله فی الاعتذار للخلق

لـه قوله فی الخاطئین قصوروار اشارة الی ان الخطأ قد یستعمل فی مطلق الذنب وان کان عن عمد کما فی الروح ۱۲

وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِينَةِ امْرَأَتُ الْعَزِيزِ تُرَاوِدُ فَتٰهَا عَنْ نَّفْسِهٖ ۚ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ؕ اِنَّا لَنَرٰىهَا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○

اور چند عورتوں نے جو کہ شہر میں رہتی تھیں یہ بات کہی کہ عزیز کی بی بی اپنے غلام کو اُس سے اپنا مطلب حاصل کرنے کے واسطے پھسلاتی ہے اس غلام کا عشق اسکے دل میں جگہ کر گیا ہے ہم تو اسکو صریح غلطی میں دیکھتی ہیں

فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَيْهِنَّ وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّاٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّيْنًا وَّقَالَتِ

سو جب اُس عورت نے اُن عورتوں کی بدگوئی سنی تو کسی کے ہاتھ اُن کو بلا بھیجا اور ان کے واسطے مسند تکیہ لگایا اور ہر ایک کو ان میں سے ایک ایک چاقو دیا اور کہا کہ ذرا انکے

اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ ۚ فَلَمَّا رَاَيْنَهٗۤ اَكْبَرْنَهٗ وَقَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ ؗ وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ؕ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا مَلَكٌ

سامنے تو آجاؤ سو عورتوں نے جو اُن کو دیکھا تو حیران رہ گئیں اور اپنے ہاتھ کاٹ لئے اور کہنے لگیں حاش للہ یہ شخص آدمی ہرگز نہیں یہ تو کوئی بزرگ فرشتہ ہے

كَرِيْمٌ ○ قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِيْ لُمْتُنَّنِيْ فِيْهِ ؕ وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ ؕ وَلَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَاۤ اٰمُرُهٗ

وہ عورت بولی تو وہ شخص یہی ہے جس کے بارے میں تم مجھکو برا بھلا کہتی تھیں اور واقعی میں نے اس سے اپنا مطلب حاصل کرنے کی خواہش کی تھی مگر یہ پاک صاف رہا اور اگر آئندہ کو میرا کہنا نہ کریگا

لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ ○ قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا يَدْعُوْنَنِيْۤ اِلَيْهِ ۚ وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّيْ كَيْدَهُنَّ

تو بیشک جیلخانہ بھیجا جاویگا اور بے عزت بھی ہوگا۔ یوسف نے دعا کی کہ اے میرے رب جس کام کی طرف یہ عورتیں مجھکو بلا رہی ہیں اس سے تو جیلخانہ میں جانا مجھکو زیادہ پسند ہے اور اگر آپ انکے داؤ پیچ کو مجھ سے دفع نہ کرینگے

اَصْبُ اِلَيْهِنَّ وَاَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِيْنَ ○ فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○

تو انکی طرف مائل ہو جاؤنگا اور نادانی کا کام کر بیٹھونگا۔ سو انکی دعا انکے رب نے قبول کی اور اُن عورتوں کے داؤ پیچ کو اُن سے دور رکھا بیشک وہ بڑا سننے والا خوب جاننے والا ہے۔

کہ معترضین اُس کے قول کو حجت سمجھتے تھے اور حجت شرعیہ پہلے سے قائم تھی یعنی الولد للفراش اُس سے اس کی تائید بھی ہوگئی اور اس کو شاہد کہنا باعتبار نطق کے تو ظاہر ہے کہ اسمیں احتمال صدق زلیخا سے تعرض ہی نہیں لیکن اس فیصلہ کے اعتبار سے اس کا شاہد کہنا باوجودیکہ اس فیصلہ میں دونوں متنازعین کا صدق محتمل ہے بدین وجہ ہے کہ آخر میں اس فیصلہ کا نفع حضرت یوسف علیہ السلام ہی کے حق میں ہوا پس گویا مقصود اُن کی ہی شہادت دینا ہے۔ تتمہ اس عورت کا نام بعض نے راعیل کہا ہے اور مشہور زلیخا ہے بفتح زا و کسر لام یا بالضم زا و فتح لام اور بعض نے کہا ہے کہ ایک نام ہے ایک لقب خواہ وہ یا یہ اور اس کا شوہر عزیز کے لقب سے مشہور تھا جیسا کہ آگے آتا ہے امرأۃ العزیز اور یہ سلطنت مصر کے مدار المہام کا لقب ہوتا تھا اور نام اس شخص کا قطفیر ہے واللہ اعلم

قصہ قاطعات ید با یوسف علیہ السلام و سجن او

وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِينَةِ امْرَأَتُ الْعَزِيزِ تُرَاوِدُ فَتٰهَا عَنْ نَّفْسِهٖ ۚ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ؕ اِنَّا لَنَرٰىهَا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۰﴾ فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَيْهِنَّ وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّاٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّيْنًا وَّقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ ۚ فَلَمَّا رَاَيْنَهٗۤ اَكْبَرْنَهٗ وَقَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ؕ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ﴿۳۱﴾ قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِيْ لُمْتُنَّنِيْ فِيْهِ ؕ وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ ؕ وَلَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَاۤ اٰمُرُهٗ لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا يَدْعُوْنَنِيْۤ اِلَيْهِ ۚ وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّيْ كَيْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَيْهِنَّ وَاَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۳۳﴾ فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۴﴾

اللغات الشغاف فی القاموس کسحاب غلاف القلب او حجابہ او حبتہ او سویداؤہ المکر المراد بہ الغیبۃ وسوء المقالۃ مجازا لعلاقۃ الاختفاء المتکأ النمارق والوسائد التی یتکأ علیہا او المجلس قولہ حاش للہ اصلہ حاشا بالالف فحذفت تخفیفا وہو حرف وضع للاستثناء والتنزیہ ثم نقل وجعل اسما بمعنی التنزیہ واللام للبیان فہی متعلقۃ بمحذوف ویستعمل فی معنی التعجب قولہ اکبرنہ اعظمنہ ودہشن برؤیۃ جمالہ ۱۲

النحو قولہ شغفہا حبا الضمیر فی الفعل الی یوسف علیہ السلام وحبا تمییز منہ ای شغفہا حبہ دخل فی شغاف قلبہا الذی یسمے الغلاف کما صرح بہ اہل التفسیر ای من اجزاء غلب الغشاء ۱۲

البلاغۃ قولہ السجن احب ولم یقل والصغار لان الصغار من لوازم السجن عادۃ فما ذکر احدہما من الآخر ۱۲

رسم الخط قولہ لیکونا کتبت فیہا النون بصورۃ الالف علی حکم الوقف لان حین الوقف یقرأ الفا کما فی الکافیۃ والنون المخففۃ المفتوح ما قبلہا تقلب الفا فی الوقف اھ جواز من شاء تبع عبد الرحمن بن الجوزی

ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰيٰتِ لَيَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى حِيْنٍ ع

پھر مختلف نشانیاں دیکھنے کے بعد ان لوگوں کو یہی مصلحت معلوم ہوا کہ ان کو ایک وقت تک قید میں رکھیں

ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰيٰتِ لَيَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۳۵﴾ اور چند عورتوں نے جو کہ شہر میں رہتی تھیں (یعنی شہر کی چند عورتوں نے) یہ بات کہی کہ عزیز کی بی بی اپنے غلام کو اُس سے اپنا (ناجائز) مطلب حاصل کرنے کے واسطے پھسلاتی ہے (کیسی پست طبیعت ہے کہ غلام پر گرتی ہے) اُس غلام کا عشق اُس کے دل میں جگہ کر گیا ہے ہم تو اُس کو صریح غلطی میں دیکھتے ہیں سو جب اُس عورت نے اُن عورتوں کی بدگوئی کی خبر سنی تو کسی کے ہاتھ ان کو بلا بھیجا (کہ تمہاری دعوت ہے) اور اُن کے واسطے مسند تکیہ لگایا اور (جب وہ آئیں اور ان کے روبرو مختلف کھانے اور میوے حاضر کیے جن میں بعضی چیزیں چاقو سے تراش کر کھانے کی تھیں اور اس واسطے) ہر ایک کو اُن میں سے ایک ایک چاقو (بھی) دیدیا (جس کے لیے ظاہر میں تو ان چیزوں کا بہانہ تھا اور اصلی غرض وہ تھی جو آگے آتی ہے کہ حواس باختہ ہو کر ان چاقوؤں سے اپنے ہاتھوں کو زخمی کرلیں گی) اور (یہ سب سامان درست کرکے یوسف علیہ السلام سے جو کہ کسی دوسرے مکان میں تھے) کہا کہ ذرا ان کے سامنے تو آجاؤ (چنانچہ یوسف علیہ السلام یہ سمجھکر کہ کوئی صحیح غرض ہوگی باہر آگئے) سو عورتوں نے جو اُن کو دیکھا تو (اُن کے جمال سے) حیران رہگئیں اور (اُس حیرت میں) اپنے ہاتھ کاٹ لیئے (یعنی جسوقت یہ باہر آئے وہ عورتیں کوئی چیز مثل ترنج وغیرہ تراش رہی تھیں ان کو دیکھکر ایسی حیرت چھائی کہ اُس بے خبری میں وہ چاقو ہاتھ پر چل گیا جیسا اکثر دوسری طرف خیال بٹ جانے سے ایسا اتفاق ہو جاتا ہے) اور کہنے لگیں حاش للہ یہ شخص آدمی ہرگز نہیں یہ تو کوئی بزرگ فرشتہ ہے (مطلب یہ کہ ایسا حسن وجمال آدمی میں کب ہوتا ہے فرشتے البتہ ایسے نورانی ہوتے ہیں) وہ عورت بولی تو (دیکھ لو) وہ شخص یہی ہے جسکے بارے میں تم مجھکو بُرا بھلا کہتی تھیں (کہ اپنے غلام کو چاہتی ہے) اور واقعی میں نے اس سے اپنا مطلب حاصل کرنے کی خواہش کی تھی مگر یہ پاک صاف رہا اور (پھر یوسف علیہ السلام کے دھمکانے اور سُنانے کو کہا کہ) اگر آئندہ کو میرا کہنا نہ کریگا (جیسا ابتک نہیں کیا) تو بیشک جیلخانہ بھیجا جاویگا اور بے عزت بھی ہوگا (وہ سب عورتیں بھی یوسف علیہ السلام سے کہنے لگیں کہ تم کو اپنی محسنہ سے ایسی بے اعتنائی مناسب نہیں جو یہ کہے تم کو ماننا چاہیئے) یوسف (علیہ السلام) نے (جو یہ باتیں سنیں اور دیکھا کہ یہ عورت تو بدڈھب پیچھے پڑی ہے اور سب اسی کی ہاں میں ہاں ملاتی ہیں تو حق تعالیٰ سے) دعا کی کہ اے میرے رب جس (واہیات) کام کی طرف یہ عورتیں مجھکو بلا رہی ہیں اس سے تو جیلخانہ میں جانا ہی مجھ کو زیادہ پسند ہے اور اگر آپ ان کے داؤ پیچ کو مجھ سے دفع نہ کریں گے تو اُن کی (اصلاح کی) طرف مائل ہو جاؤنگا اور نادانی کا کام کر بیٹھونگا سو اُن کی دعا اُن کے رب نے قبول کی اور اُن عورتوں کے داؤ پیچ کو اُن سے دور رکھا بیشک وہ (دعاؤں کا) بڑا سننے والا (اور اُن کے احوال کا) خوب جاننے والا ہے پھر (یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی کی) مختلف نشانیاں دیکھنے کے بعد (جن سے خود تو اُس کا پورا یقین ہو گیا مگر عوام میں سے چرچا قطع ہونے کی غرض سے) اُن لوگوں کو (یعنی عزیز اور اُس کے متعلقین کو) یہی مصلحت معلوم ہوا کہ ان کو ایک وقت (خاص) تک قید میں رکھیں **ف** یوسف علیہ السلام کا یہ فرمانا وان لاتصرف الخ منافی عصمت کے نہیں کیونکہ عصمت بھی تو بدولت حفاظت خداوندی ہی کے ہے چونکہ انبیاء علیہم السلام کی نظر اصل مؤثر کی طرف ہوتی ہے اس لیے اُن کو اپنی عصمت پر اعتماد اور ناز نہیں ہوتا اور یوسف علیہ السلام کا یہ کہنا ان لاتصرف مقصود اس سے یہ ہے کہ اصرف عنی الخ اس لیے اس کے بعد فاستجاب فرمایا اور اُس استجابت کا بیان خود قرآن میں ہے فصرف عنہ الخ اور سجن میں جانا جزو استجابت نہیں جیسا مشہور ہے کہ قید کی دعا کی اس لیے قید میں گئے کیونکہ قید کی درخواست تو نہیں کی صرف فعل قبیح کا سجن سے اقبح ہونا بیان کیا ہے پس ثم بدا لہم جملہ مستقلہ ہے استجابت کا متمم نہیں اور آیات سے مراد معجزہ کہ دلیل عقلی ہے اور قد قمیص کہ دلیل عادی ہے اور اقرار زلیخا راودتہ عن نفسہ فاستعصم کہ دلیل شرعی ہے جو موافق قول مشہور ع نہاں کی ماند آن رازے کزو سازند محفلہا عزیز تک پہونچ گیا تھا یا بقول بعض صرف اولین کہ سب دال ہیں نزاہت یوسف پر

ملحقات الترجمہ

سلہ قولہ فی المدینۃ جگہ اشارۃ الی کونہ صفۃ لنسوۃ ۱۲

سلہ قولہ فی احوج صریح غرض اشارۃ الی دفع ایراد ہو ان رؤیتہن لہ علیہ السلام کان من نفس تمکینہا علیہ السلام ... علیہ السلام علی ہذا الامر ۱۲

سلہ قولہ لیکونا کہنے لگیں ... فی التفاسیر ... فی القرآن من قولہ تعالیٰ یدعوننی وقولہ تعالیٰ بکیدہن علیہ قولہ راودتن ... الاعانۃ علی ... فی حکم ذلک ۱۲

سلہ قولہ فی اصب صلاح اشارۃ الی تقدیر المضاف ای الی اجابتہن ۱۲

سلہ قولہ فی قصوص دور رکھا اشارۃ ان المراد استمرار الصرف لااحداثہ بعد ان لم یکن ۱۲

النحو قولہ ثم بدا لہم فاعلہ الضمیر الی السجن وقولہ لیسجننہ بتقدیر القول حال ای بدا لہم السجن قائلین لیسجننہ ... الفاعل جملہ لیسجننہ بتاویل المصدر کما فی قولہ اولم یہد لہم کم اہلکنا ۱۲ م

وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيَانِ ۚ قَالَ أَحَدُهُمَا إِنِّي أَرَانِي أَعْصِرُ خَمْرًا ۖ وَقَالَ الْآخَرُ إِنِّي أَرَانِي أَحْمِلُ فَوْقَ رَأْسِي

اور یوسف کے ساتھ اور بھی دو غلام جیلخانہ میں داخل ہوئے ان میں سے ایک نے کہا کہ میں اپنے کو خواب میں دیکھتا ہوں کہ شراب نچوڑ رہا ہوں اور دوسرے نے کہا کہ میں اپنے کو اسطرح دیکھتا ہوں کہ اپنے سر پر

خُبْزًا تَأْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ ۖ نَبِّئْنَا بِتَأْوِيلِهِ ۖ إِنَّا نَرَاكَ مِنَ الْمُحْسِنِينَ ۝ قَالَ لَا يَأْتِيكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقَانِهِ إِلَّا نَبَّأْتُكُمَا

روٹیاں لئے جاتا ہوں اس میں سے پرندے کھاتے ہیں ہم کو اس خواب کی تعبیر بتلائیے آپ ہمکو نیک آدمی معلوم ہوتے ہیں یوسف نے فرمایا کہ جو کھانا تمہارے پاس آتا ہے جو تمکو کھانیکے لئے ملتا ہے میں

بِتَأْوِيلِهِ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَكُمَا ۚ ذَٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِي رَبِّي ۚ إِنِّي تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ ۝

اس کے آنے سے پہلے اس کی حقیقت تم کو بتلا دیا کرتا ہوں یہ بتلا دینا اس علم کی بدولت ہے جو مجھکو میرے رب نے تعلیم فرمایا ہے میں نے تو ان لوگوں کا مذہب چھوڑ رکھا ہے جو اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور وہ لوگ آخرت کے بھی منکر ہیں

وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ آبَائِي إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ ۚ مَا كَانَ لَنَا أَنْ نُشْرِكَ بِاللَّهِ مِنْ شَيْءٍ ۚ ذَٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ عَلَيْنَا

اور میں نے اپنے ان باپ دادوں کا مذہب اختیار کر رکھا ہے ابراہیم کا اور اسحٰق کا اور یعقوب کا ہم کو کسیطرح زیبا نہیں کہ اللہ کے ساتھ کسی شئے کو شریک قرار دیں یہ ہم پر اور لوگوں پر خدا تعالیٰ کا ایک فضل ہے

وَعَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ ۝ يَا صَاحِبَيِ السِّجْنِ أَأَرْبَابٌ مُتَفَرِّقُونَ خَيْرٌ أَمِ اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝

لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے اے قید خانہ کے رفیقو متفرق معبود اچھے یا ایک معبود برحق جو سب سے زبردست ہے وہ اچھا

مَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِهِ إِلَّا أَسْمَاءً سَمَّيْتُمُوهَا أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ ۚ إِنِ الْحُكْمُ

تم لوگ تو خدا کو چھوڑ کر صرف چند بے حقیقت ناموں کی عبادت کرتے ہو جنکو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے ٹھیرا لیا ہے خدا تعالیٰ نے تو ان کی کوئی دلیل بھیجی نہیں حکم

إِلَّا لِلَّهِ ۚ أَمَرَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ ۚ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝ يَا صَاحِبَيِ

خدا ہی کا ہے اسنے یہ حکم دیا ہے کہ بجز اس کے اور کسیکی عبادت مت کرو یہی سیدھا طریقہ ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے اے قید خانے کے

السِّجْنِ أَمَّا أَحَدُكُمَا فَيَسْقِي رَبَّهُ خَمْرًا ۖ وَأَمَّا الْآخَرُ فَيُصْلَبُ فَتَأْكُلُ الطَّيْرُ مِنْ رَأْسِهِ ۚ قُضِيَ الْأَمْرُ

رفیقو تم میں ایک تو اپنے آقا کو شراب پلایا کرے گا اور دوسرا سولی دیا جاوے گا اور اس کے سر کو پرندے کھاویں گے جس امر میں تم پوچھتے تھے

الَّذِي فِيهِ تَسْتَفْتِيَانِ ۝ وَقَالَ لِلَّذِي ظَنَّ أَنَّهُ نَاجٍ مِنْهُمَا اذْكُرْنِي عِنْدَ رَبِّكَ

وہ اسیطرح مقدر ہو چکا اور جس شخص پر رہائی کا گمان تھا اس سے یوسف نے فرمایا کہ اپنے آقا کے سامنے میرا بھی تذکرہ کرنا۔

قصۂ یوسف علیہ السلام باساقی وخباز شاہی در سجن

وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيَانِ ۖ قَالَ أَحَدُهُمَا إِنِّي أَرَانِي أَعْصِرُ خَمْرًا ۖ وَقَالَ الْآخَرُ إِنِّي أَرَانِي أَحْمِلُ فَوْقَ رَأْسِي خُبْزًا تَأْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ ۖ نَبِّئْنَا بِتَأْوِيلِهِ ۖ إِنَّا نَرَاكَ مِنَ الْمُحْسِنِينَ ﴿۳۶﴾ قَالَ لَا يَأْتِيكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقَانِهِ إِلَّا نَبَّأْتُكُمَا بِتَأْوِيلِهِ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَكُمَا ۚ ذَٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِي رَبِّي ۚ إِنِّي تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ ﴿۳۷﴾ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ آبَائِي إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ ۚ مَا كَانَ لَنَا أَنْ نُشْرِكَ بِاللَّهِ مِنْ شَيْءٍ ۚ ذَٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ ﴿۳۸﴾ يَا صَاحِبَيِ السِّجْنِ أَأَرْبَابٌ مُتَفَرِّقُونَ خَيْرٌ أَمِ اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۳۹﴾ مَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِهِ إِلَّا أَسْمَاءً سَمَّيْتُمُوهَا أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ ۚ إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ ۚ أَمَرَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ ۚ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۴۰﴾ يَا صَاحِبَيِ السِّجْنِ أَمَّا أَحَدُكُمَا فَيَسْقِي رَبَّهُ خَمْرًا ۖ وَأَمَّا الْآخَرُ فَيُصْلَبُ فَتَأْكُلُ الطَّيْرُ مِنْ رَأْسِهِ ۚ قُضِيَ الْأَمْرُ الَّذِي فِيهِ تَسْتَفْتِيَانِ ﴿۴۱﴾ وَقَالَ لِلَّذِي ظَنَّ أَنَّهُ نَاجٍ مِنْهُمَا اذْكُرْنِي عِنْدَ رَبِّكَ

النحو	الکلام والبلاغۃ
قولہ یصاحبی السجن وقولہ ذکر ربہ فیہا الاضافۃ لادنی الملابسۃ وحقیقتہا یصاحبی فی السجن وذکر یوسف عند ربہ ۔	قولہ ظن انہ ناج ان کان التعبیر من اجتہاد دل علی ان الاجتہاد یخطی وامن الانبیاء وان کان من وحی فالمراد بتیقن فنسبہ علی احد المتقین مسند من الکلام علی الآخر سابقا

ع ۱۵

فَأَنسَٰهُ ٱلشَّيۡطَٰنُ ذِكۡرَ رَبِّهِۦ فَلَبِثَ فِي ٱلسِّجۡنِ بِضۡعَ سِنِينَ

پھر اُس کو اپنے آقا سے تذکرہ کرنا شیطان نے بھلا دیا تو قیدخانہ میں اور بھی چند سال اُنکا رہنا ہوا

فَأَنسَٰهُ ٱلشَّيۡطَٰنُ ذِكۡرَ رَبِّهِۦ فَلَبِثَ فِي ٱلسِّجۡنِ بِضۡعَ سِنِينَ ﴿۴۲﴾ اور یوسف (علیہ السلام) کے ساتھ (یعنی اُسی زمانہ میں) اور بھی دو غلام (بادشاہ کے) جیلخانہ میں داخل ہوئے (جن میں ایک ساقی تھا دوسرا خبازا ور اُن کے مقید ہونے کا سبب یہ ہوا تھا کہ اُن کی نسبت شبہہ ہوا تھا کہ اُنہوں نے کھانے میں اور شراب میں زہر ملا کر بادشاہ کو دیا ہے سو مقدمہ زیر تحقیق تھا اور یہ دونوں حبس میں بھیجدیئے گئے تھے اُنہوں نے جو حضرت یوسف علیہ السلام میں بزرگی کے آثار پائے تو) اُنہیں سے ایک نے (حضرت یوسف علیہ السلام سے) کہا کہ میں اپنے کو خواب میں (کیا) دیکھتا ہوں کہ (جیسے شراب (بنانے کے لیے انگور کا شیرہ) نچوڑ رہا ہوں (اور بادشاہ کو وہ شیرا پلا رہا ہوں) اور دوسرے نے کہا کہ میں اپنے کو اسطرح دیکھتا ہوں کہ (جیسے) اپنے سر پر روٹیاں لیے جاتا ہوں (اور) اُنمیں سے پرندے (نوچ نوچ کر) کھاتے ہیں ہم کو اس خواب کی (جو کہ ہم دونوں نے دیکھا ہے) تعبیر بتلایئے آپ ہمکو نیک آدمی معلوم ہوتے ہیں (حضرت) یوسف (علیہ السلام) نے (جا کہ جب یہ میرے معتقد ہیں تو ان کو دعوت ایمان اول کرنا چاہیئے اس لیئے اول اپنا نبی ہونا ایک معجزہ سے ثابت کرنے کے لیے) فرمایا کہ (دیکھو) جو کھانا تمہارے پاس آتا ہے جو کہ تم کو کھانے کے لیے (جیلخانہ میں) ملتا ہے میں اُس کے آنے سے پہلے اُس کی حقیقت تم کو بتلا دیا کرتا ہوں (کہ فلانی چیز آویگی اور ایسی ہوگی اور) یہ بتلا دینا اُس علم کی بدولت ہے جو مجھکو میرے رب نے تعلیم فرمایا ہے (یعنی مجھکو وحی سے معلوم ہوجاتا ہے پس یہ معجزہ ہوا جو دلیل نبوت ہے اور شاید تخصیص اس معجزہ کی اس مناسبت سے فرمائی ہو کہ جس واقعہ میں اُنہوں نے آپ سے رجوع کیا وہ واقعہ بھی طعام کا ہے تو یہ معجزہ اسوقت ان کے حال کے مناسب زیادہ ہوا واللہ اعلم اب اثبات نبوت کے بعد آگے اثبات توحید ہے یعنی جب میرا کمال اور نبوت دلیل سے ثابت ہے تو جس طریق کو میں اختیار کروں اور اُس کو صحیح بتلاؤں وہ حق ہوگا سو وہ طریق یہ ہے کہ) میں نے تو اُن لوگوں کا مذ (ہب پہلے ہی سے) چھوڑ رکھا ہے جو اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور وہ لوگ آخرت کے بھی منکر ہیں اور میں نے اپنے ان (بزرگوار) باپ دادوں کا مذہب اختیار کر رکھا ہے ابراہیم کا اور اسحق کا اور یعقوب کا (علیہم السلام اور اُس مذہب کا رکن اعظم یہ ہے کہ) ہم کو کسیطرح زیبا نہیں کہ اللہ کے ساتھ کسی شے کو شریک (عبادت) قرار دیں (یعنی توحید اُس مذہب کا رکن اعظم ہے اور) یہ (عقیدۂ توحید) ہمپر اور (دوسرے) لوگوں پر (بھی) خدا تعالیٰ کا ایک فضل ہے (کہ اس کی بدولت دنیا و آخرت کی فلاح ہے) لیکن اکثر لوگ (اس نعمت کا) شکر (ادا) نہیں کرتے (یعنی توحید کی قدر اور اُس کو اختیار نہیں کرتے) اے قیدخانہ کے رفیقو (ذرا سوچکر بتلاؤ کہ عبادت کے واسطے) متفرق معبود اچھے یا ایک معبود برحق جو سب سے زبردست ہے وہ اچھا (جواب اس کا ظاہر ہے) تم لوگ تو خدا کو چھوڑ کر صرف چند بے حقیقت ناموں کی عبادت کرتے ہو (یعنی وہ مسمیات منزلہ اسماء محض کے ہیں) جن کو تمنے اور تمہارے باپ دادوں نے (آپ ہی) ٹھیرا لیا ہے خدا تعالیٰ نے تو اُن (کے معبود ہونے) کی کوئی دلیل (عقلی یا نقلی) بھیجی نہیں (اور) حکم (دینی کا اختیار) صرف خدا ہی کا ہے (اور) اُس نے یہ حکم دیا ہے کہ بجز اُس کے اور کسی کی عبادت مت کرو (پس اسی حکم پر عمل کرنا چاہیئے) یہی (توحید اور عبادت میں حق تعالیٰ کی تخصیص) سیدھا طریقہ ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے (اور اس طریقہ کو اختیار نہیں کرتے ایمان کے ارکان کی تبلیغ کرکے اب اُن کے خواب کی تعبیر بتلاتے ہیں کہ) اے قیدخانہ کے رفیقو تم میں ایک تو (جرم سے بری ہوکر) اپنے آقا کو (بدستور) شراب پلایا کریگا اور دوسرا (مجرم قرار پاکر) سولی دیا جاویگا اور اُس کے سر کو پرندے (نوچ نوچ) کھاوینگے جس بارہ میں تم پوچھتے تھے وہ اسیطرح مقدر ہوچکا (چنانچہ) یوں ہی ہوگا چنانچہ بعد تنقیح مقدمہ ایک بری ثابت ہوا دوسرا مجرم دونوں جیلخانہ سے بلائے گئے ایک رہائی کے لئے دوسرا سزا کے لئے) اور (جب وہ لوگ جیلخانہ سے جانے لگے تو) جس شخص پر رہائی کا گمان تھا اُس سے یوسف (علیہ السلام) نے فرمایا کہ اپنے آقا کے سامنے میرا بھی تذکرہ کرنا (کہ ایک شخص بیقصور قید ہے اُس نے وعدہ کرلیا) پھر اُس کو اپنے آقا سے (یوسف علیہ السلام کا) تذکرہ کرنا شیطان نے بھلا دیا تو (اس وجہ سے) قیدخانہ میں اور بھی چند سال اُن کا رہنا ہوا **ف** چونکہ اسباب عادیہ کا استعمال

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ فی معہ اُسی زمانہ میں اشارۃ الی المعیۃ الزمانیۃ وتحتمل ان یکون المعیۃ فی معلق دخول السجن

۲ قولہ بتاویلہ اول انتہاء بتاویل الحبس اوما ذکرہ

۳ قولہ فی بتاویلہ اسکی حقیقت لان مرجع الشیء ومنتہاہ ہو حقیقتہ

۴ قولہ فی سوکنت چھوڑ رکھا ہے اشارۃ الی ان الترک ابتدائیۃ مقام وہو لا لاستعلاء بہا الی ترکہا الحاجۃ

۵ قولہ فی ارباب عبادت کے واسطے اشارۃ الی حذف المضاف ای عباد او ارباب الخ

وَقَالَ الْمَلِكُ إِنِّي أَرَىٰ سَبْعَ بَقَرَاتٍ سِمَانٍ يَأْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَسَبْعَ سُنبُلَاتٍ خُضْرٍ وَأُخَرَ يَابِسَاتٍ ۖ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ

اے بادشاہ نے کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ سات گائیں فربہ ہیں جنکو سات لاغر گائیں کھا گئیں اور سات بالیں سبز ہیں اور اُن کے علاوہ سات اور ہیں جو کہ خشک ہیں اے دربار والو

أَفْتُونِي فِي رُؤْيَايَ إِن كُنتُمْ لِلرُّؤْيَا تَعْبُرُونَ ۝ قَالُوا أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ ۖ وَمَا نَحْنُ بِتَأْوِيلِ الْأَحْلَامِ بِعَالِمِينَ ۝

اگر تم تعبیر دے سکتے ہو تو میری اس خواب کے بارے میں مجھکو جواب دو وہ لوگ کہنے لگے کہ یون ہی پریشان خیالات ہیں اور ہم لوگ خوابوں کی تعبیر کا علم بھی نہیں رکھتے

وَقَالَ الَّذِي نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ أُمَّةٍ أَنَا أُنَبِّئُكُم بِتَأْوِيلِهِ فَأَرْسِلُونِ ۝ يُوسُفُ أَيُّهَا الصِّدِّيقُ أَفْتِنَا فِي سَبْعِ

اور ان دو قیدیوں میں سے جو رہا ہو گیا تھا اس نے کہا اور مدت کے بعد اس کو خیال آیا میں اس کی تعبیر کی خبر لائے دیتا ہوں آپ لوگ مجھکو جانے کی اجازت دیجئے اے یوسف اے صدق مجسم آپ ہم لوگوں کو اس کا جواب دیجئے کہ سات

بَقَرَاتٍ سِمَانٍ يَأْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَسَبْعِ سُنبُلَاتٍ خُضْرٍ وَأُخَرَ يَابِسَاتٍ لَّعَلِّي أَرْجِعُ إِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُونَ ۝

گائیں موٹی ہیں اُن کو سات دبلی گائیں کھا گئیں اور سات بالیں ہری ہیں اس کے علاوہ خشک بھی ہیں تاکہ میں اُن لوگوں کے پاس لوٹ کر جاؤں تاکہ ان کو بھی معلوم ہو جاوے

جائز ہے اس لیے اس امر میں یوسف علیہ السلام پر کوئی شبہہ نہیں ہو سکتا اور یہ جو فرمایا فلبث الخ یہ بطور عتاب کے نہیں فرمایا بلکہ نسیان محض مرتب کرنا اس امر کا مقصود ہے کہ وہ جو بھول گیا اس لئے کوئی سامان ان کے نکلنے کا نہوا خوب سمجھلو اور بضع کا اطلاق عربی میں تین سے دس تک آتا ہے پس اس کے درمیان جتنے عدد ہیں ہر عدد کا آیت میں احتمال ہے۔

قصہ تعبیر یوسف علیہ السّلام رویا ملک مصر را

وَقَالَ الْمَلِكُ إِنِّي أَرَىٰ سَبْعَ بَقَرَاتٍ سِمَانٍ يَأْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَسَبْعَ سُنبُلَاتٍ خُضْرٍ وَأُخَرَ يَابِسَاتٍ ۖ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَفْتُونِي فِي رُؤْيَايَ إِن كُنتُمْ لِلرُّؤْيَا تَعْبُرُونَ ﴿٤٣﴾ قَالُوا أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ ۖ وَمَا نَحْنُ بِتَأْوِيلِ الْأَحْلَامِ بِعَالِمِينَ ﴿٤٤﴾ وَقَالَ الَّذِي نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ أُمَّةٍ أَنَا أُنَبِّئُكُم بِتَأْوِيلِهِ فَأَرْسِلُونِ ﴿٤٥﴾ يُوسُفُ أَيُّهَا الصِّدِّيقُ أَفْتِنَا فِي سَبْعِ بَقَرَاتٍ سِمَانٍ يَأْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَسَبْعِ سُنبُلَاتٍ خُضْرٍ وَأُخَرَ يَابِسَاتٍ لَّعَلِّي أَرْجِعُ إِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿٤٦﴾

اللغات الافتاء الابانة والعبارة والتعبير من العبور وهو المجاوزة وهي الانتقال من الصورة المشاهدة في المنام الى ما هي صورة ومثال لها من الامور الآفاقية والانفسية الواقعة في الخارج الاضغاث جمع ضغث وهو اقل من الحزمة واكثر من القبضة من اخلاط النبات والحلم عبارة عما يراه النائم مطلقا لكن غلبت الرؤيا على ما يراه من الخير والشئ الحسن وغلب الحلم على خلافه والحلم عند العرب يستعمل استعمال الرؤيا والتفريق من الاصطلاحات الشرعية واضغاث الاحلام تخاليطها تبيين لجنس الحالم او اضافة لمعنى الى الموصوف اي الاحلام المختلطة وهي متحققة في رؤيا واحدة بحسب انها متركبة من اشياء كل منها حلم فكانت احلاما ادرادبه الجنس من غير نظر الى معنى الجمعية الامة الطائفة من الزمان ۱۲

البلاغة قوله اني ارىٰ لم يصرح بكونه في المنام اكتفاء بقرائن المقام لان ذلك الشئ العجيب لا يرى عادة في اليقظة وايضا لدلالة قوله رؤياي عليه قوله سبع عجاف اورد بالوصف دون الاضافة على سبع بقرات عجاف لحال التعبير وهو ان المميز اذا وصف يجر فيه الابهام والاحتمال من العدد واذن بانها مقصودات في الذكر بخلاف اذا ميز تم... بل الوصف ... لان المميز انما استجلب للوصف ومن ثم ترك التمييز في القرائن الثلث والمقام يقتضي ذلك لان المقصود بيان الانحلال بالشدة بعد الرخاء وبيان الكمية بالعدد والكيفية بالبقرات ثم ربع فليفهم ويعلم من ذلك وجه العدول الى ما في النظم الكريم من ان يقال اني ارى سبع بقرات عجاف ياكلهن سبعا سمانا الاخضر كذا في الروح وانما لم تكن هذه السبع بقرات وكذا كون اليابسات سنبلات ذكرها سبعا بقرينة المقام قوله انا انبئكم لم يقل افتيكم للدلالة على ان هذا النبأ يكون بالتلقي من غيري لا من المقام النفسي قوله فارسلون لم يصرح باسم يوسف حرصا على ان يكون هو المرسل فانه لو ذكره فربما ارسلوا غيره قوله افتنا في سبع الى في رؤيا ذلك ولم يصرح لدلالة مضمون الحادثة عليه حيث ان مثله لا يقع في عالم الشهادة عادة ولم يقل ثبت نقلا لقول الملك افتوني ولم يقل افتني اشعارا بان الرؤيا ليست له بل لغيره وممن له ملابسة بامور العامة وله في ذلك سفير قوله لعلي ولعلهم مجاراة معه عليه السلام على نهج الادب واحترازا من المجازفة اذ لم يكن على يقين من الرجوع ولا من علمهم بذلك فربما لم يعلموه اما لعدم فهمهم او لعدم اعتقادهم ۱۲

قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِيْنَ دَاَبًا ۚ فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِيْ سُنْۢبُلِهٖٓ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ ۝ ثُمَّ يَاْتِيْ

آپ نے فرمایا کہ تم سات سال متواتر غلہ بونا | پھر جو فصل کاٹو اُس کو بالون مین رہنے دینا | ہان مگر تھوڑا سا جو تمہارے کھانے مین آوے | پھر اس کے بعد سات

مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَّاْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ ۝ ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ

برس اور ایسے سخت آوین گے | جو کہ اُس ذخیرہ کو کھا جاوین گے جسکو تمنے ان برسون کے واسطے جمع کرکے رکھا ہوگا ہان مگر تھوڑا سا جو رکھ چھوڑوگے | پھر اس کے بعد ایک برس ایسا آویگا

ذٰلِكَ عَامٌ فِيْهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيْهِ يَعْصِرُوْنَ ۝ع

جس مین لوگون کے لئے خوب بارش ہوگی | اور اسمین شیرہ بھی نچوڑین گے

ع ۶ / ۱۶

قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِيْنَ دَاَبًا ۚ فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِيْ سُنْۢبُلِهٖٓ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ ﴿۴۷﴾ ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَّاْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ ﴿۴۸﴾ ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِيْهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيْهِ يَعْصِرُوْنَ ﴿۴۹﴾ اور بادشاہ (مصر) نے (بھی ایک خواب دیکھا اور ارکان دولت کو جمع کرکے اُن سے) کہا کہ مین (خواب مین کیا) دیکھتا ہون کہ سات گائین فربہ ہین جن کو سات لاغر گائین کھا گئین اور سات بالین سبز ہین اور اُن کے علاوہ سات اور ہین جو کہ خشک ہین (اور اُن خشک بالون نے اسیطرح اُن سات سبز پر لپٹ کر اُن کو خشک کر دیا) ای دربار والو اگر تم (خواب کی) تعبیر دے سکتے ہو تو میری اس خواب کے بارہ مین مجھکو جواب دو وہ لوگ کہنے لگے کہ (اول تو یہ کوئی خواب نہین جس سے آپ فکر مین پڑین، یون ہی پریشان خیالات ہین اور (دوسرے) ہم لوگ (کہ صرف اُمور سلطنت مین ماہر ہین) خوابون کی تعبیر کا علم بھی نہین رکھتے (دو جواب اس لئے دیئے کہ اول جواب سے بادشاہ کے قلب سے پریشانی اور وسواس دور کرنا ہے اور دوسرے جواب سے اپنا عذر ظاہر کرنا ہے خلاصہ یہ کہ اول تو ایسی خواب قابل تعبیر نہین دوسرے ہم اس فن سے واقف نہین) اور اُن (مذکورہ) دو قیدیون مین سے جو رہا ہو گیا تھا (وہ مجلس مین حاضر تھا) اُس نے کہا اور مدت کے بعد اُس کو (یوسف علیہ السلام کی وصیت کا) خیال آیا مین اسکی تعبیر کی خبر لائے دیتا ہون آپ لوگ مجھکو ذرا جانے کی اجازت دیجیے (چنانچہ دربار سے اجازت ہوئی اور وہ قیدخانہ مین یوسف علیہ السلام کے پاس پہونچا اور جاکر کہا) ای یوسف ای صدق مجسم آپ ہم لوگون کو اس (خواب) کا جواب (یعنی تعبیر) دیجیے کہ سات گائین موٹی ہین اُن کو سات دُبلی گائین کھا گئین اور سات بالین ہری ہین اور اُس کے علاوہ (سات) خشک بھی ہین (کہ ان خشک کے لپٹنے سے وہ ہری بھی خشک ہوگئین آپ تعبیر بتلایئے) تاکہ مین (جنہون نے مجھکو بھیجا ہے) اُن لوگون کے پاس لوٹ کر جاؤن (اور بیان کرون) تاکہ (اس کی تعبیر اور اس سے آپ کا حال) اُن کو بھی معلوم ہو جاوے (تعبیر کے موافق عملدرآمد کرین اور آپ کی خلاصی کی کوئی صورت نکلی) آپ نے فرمایا کہ (اُن سات فربہ گایون اور سات سبز بالون سے مراد پیداوار اور بارش کے سال ہین پس) تم سات سال متواتر (خوب) غلہ بونا پھر جو فصل کاٹو اُس کو بالون ہی مین رہنے دینا (تاکہ گھن نہ لگ جاوے) ہان مگر تھوڑا سا جو تمہارے کھانے مین آوے (وہ بالون مین سے نکالا ہی جاویگا) پھر اُس (سات برس) کے بعد سات برس اور ایسے سخت (اور قحط کے) آوین گے جو کہ اُس (زمانہ) ذخیرہ کو کھا جاوینگے

ملحقات الترجمة

سلہ قولہ نی یعلمون تعبیر او رحال التعبیر علی الاول اقتصر الرویا وعلی الثانی ذکرہ قولے یوسف اذکرنی عند ربک فافہم ۱۲

اللغات الدأب بالحرکۃ والسکون حرکۃ لاسکون لہا ای تعب ولما کان التعب فی الغالب من الفعل الدائم استعمل فی الاستمرار وسوقہ موقع الحال او المفعول المطلق ای دائبین او تدابون دابا قولہ یغاث من الغیث ۱۲

البلاغۃ قولہ فما حصدتم الجملۃ معترضۃ بین جزئی التعبیر ارشادا الی الاصلح مع علم ان التعبیر لیس فی قولہ تزرعون بل فی ما ترتب علیہ الزرع واصل الکلام کما قال سیاتی سبع خصاب تمطرون فیہا وان زرعتم نبتت کثیرا ہذا ہو التعبیر فالواجب علیکم ان تزرعوا فیہا فالامر بالزرع ایضا ارشاد الی الاصلح ولیس جزء التعبیر فافہم قولہ یاکلن فیہ اسناد مجازی وکان الداعی الیہ التطبیق بین المعبر والمعبرۃ قولہ فیہ یعصرون والتعرض لذکرہ مع جواز الاکتفاء عنہ بذکر الغیث المستلزم لہ عادۃ کما اکتفی بہ عن ذکر تضرر ہم فی الجدوب اما لان استلزام الغیث لہ لیس کاستلزامہ للجدوب اذ المذکورات یتوقف صلاحہا علی امور اخری غیر المطر واما لمراعاۃ جانب المستفتی باعتبار حالتہ الخاصۃ بہ بشارۃ لہ وہی التی یدور علیہا حسن موقع تغلیبہ علی الناس فی قراءۃ حمزۃ والکسائی بالفوقانیۃ ۱۲

وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهِ ۖ فَلَمَّا جَاءَهُ الرَّسُولُ قَالَ ارْجِعْ إِلَىٰ رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ اللَّاتِي قَطَّعْنَ

اور بادشاہ نے حکم دیا کہ اُن کو میرے پاس لاؤ پھر جب اُنکے پاس قاصد پہونچا آپنے فرمایا کہ تو اپنی سرکار کے پاس لوٹ جا پھر اُس سے دریافت کر کہ اُن عورتون کا کیا حال ہے جنہون نے اپنے ہاتھ

أَيْدِيَهُنَّ ۚ إِنَّ رَبِّي بِكَيْدِهِنَّ عَلِيمٌ ۝ قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ إِذْ رَاوَدتُّنَّ يُوسُفَ عَن نَّفْسِهِ ۚ قُلْنَ

کاٹ لیے تھے میرا رب ان عورتون کے فریب کو خوب جانتا ہے ۔ کہا کہ تمہارا کیا واقعہ ہے جب تم نے یوسف سے اپنے مطلب کی خواہش کی عورتون نے جواب دیا

حَاشَ لِلَّهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِن سُوءٍ ۚ قَالَتِ امْرَأَتُ الْعَزِيزِ الْآنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ أَنَا رَاوَدتُّهُ عَن

کہ حاش للہ ہمکو اُن میں ذرا بھی تو برائی کی بات نہیں معلوم ہوئی عزیز کی بی بی کہنے لگی کہ اب تو حق بات ظاہر ہو ہی گئی مین نے ہی اُن سے اپنے مطلب کی

نَّفْسِهِ وَإِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ ۝ ذَٰلِكَ لِيَعْلَمَ أَنِّي لَمْ أَخُنْهُ بِالْغَيْبِ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي كَيْدَ الْخَائِنِينَ ۝

خواہش کی تھی اور بیشک وہی سچے ہیں ۔ یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ تمام اہتمام محض اسلیے تھا تاکہ عزیز کو بیقین ساتھ معلوم ہوجاوے کہ مینے اُسکی عدم موجودگی مین اُسکی آبرو مین دست اندازی نہیں کی اور یہ کہ اللہ تعالیٰ خیانت کرنیوالونکے فریب کو چلنے نہیں دیتا ۔

جس کو تمنے ان برسون کے واسطے جمع کرکے رکھا ہوگا ہان مگر تھوڑا سا جو (بیج کے واسطے) رکھ چھوڑو گے (وہ البتہ بچ جاویگا اور اُن خشک بالون اور خشک گابون سے اشارہ ان سالون کی طرف ہے) پھر اس (سات برس) کے بعد ایک برس ایسا آویگا جسمین لوگون کے لیے خوب بارش ہوگی اور اسمین (بوجہ اس کے کہ انگور کثرت سے پھلین گے) شیرہ بھی نچوڑین گے (اور شرابین پیوین گے) **ف** ظاہر آیہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ اعیان سلطنت فن تعبیر سے ناواقف تھے اسی لیے بادشاہ کے کلام مین بھی شک پایا جاتا ہے ان کنتم للرؤیا تعبرون اور انہون نے بھی نفی علم کی کی ہے ما نحن بتاویل الاحلام بعلمین اور اُن کا یہ کہنا اضغاث احلام دلیل جاننے کی نہین بلکہ مطلب یہ ہے کہ تفصیلاً تو ہم علم تعبیر جانتے نہین مگر خوابون کی جیسی شان ہوتی ہے اُس سے اجمالاً اتنا کہسکتے ہین کہ یہ خواب نہین ہے محض خیال ہے تو اتنا علم اجمالی دلیل مہارت فن کی نہین اور اس قول کا فائدہ وہی تھا جو متن مین مذکور ہے یعنی بیفکر کرنا بادشاہ کو اب یہ شبہہ بھی نہین ہو سکتا کہ جب وہ تعبیر نہ جانتے تھے تو صرف دوسرا جملہ کہدینا کافی تھا اور ساقی کا یہ کہنا کہ انا انبئکم الخ اس سے بھی ظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ تعبیر کے عالم نہ تھے ورنہ علما تعبیر کے فیصلہ کے بعد ارکان سلطنت کے روبرو ایسی جرأت نہوتی اس سے معلوم ہوا کہ وہ جانتے نہ تھے بلکہ خود بھی مشتاق و منتظر تھے اور ان اعیان سلطنت کا یہ جواب چونکہ تعبیر نہ تھا اس لیے اس خواب کی دوسری تعبیر جو یوسف علیہ السلام نے دی وہی واقع ہوئی ورنہ جیسا حدیث مین آیا ہے اول ہی تعبیر واقع ہوا کرتی ہے بشرطیکہ وہ خواب باعتبار اصول تعبیر کے اس تعبیر کو محتمل ہو اور اگر قاعدہ کے موافق محتمل نہ ہو تو واقع ہونا ضرور نہین پس جہان کہین دو تعبیرون مین سے دوسری واقع ہو اور پہلی نہو معلوم کرلو کہ تعبیر اول موافق قاعدہ کے نہ تھی اور قواعد اس کے چونکہ بہت دقیق ہین لہذا احاطہ اُن کا کسیقدر دشوار ہے اور یہ جو فرمایا یاتی من بعد ذلک عام یہ غالباً اس سے سمجھا کہ جب بقرات عجاف اور سنبلات یابسات سے مراد سبع شداد ہین تو لامحالہ ان سبع کے بعد شدت نہ رہیگی پس بارش وغیرہ ہوگی واللہ اعلم اور خواب مین بقرات اور سنبلات دونون کا نظر آنا شاید اس لیے ہو کہ قحط کا اثر حیوانات اور نباتات ہی پر ہوتا ہے ۔ **قصہ ملاقات و مکالمت یوسف علیہ السلام با ملک مصر**

وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهِ ۖ فَلَمَّا جَاءَهُ الرَّسُولُ قَالَ ارْجِعْ إِلَىٰ رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ اللَّاتِي قَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ ۚ إِنَّ رَبِّي بِكَيْدِهِنَّ عَلِيمٌ ۝٥٠ قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ إِذْ رَاوَدتُّنَّ يُوسُفَ عَن نَّفْسِهِ ۚ قُلْنَ حَاشَ لِلَّهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِن سُوءٍ ۚ قَالَتِ امْرَأَتُ الْعَزِيزِ الْآنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ أَنَا رَاوَدتُّهُ عَن نَّفْسِهِ وَإِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ ۝٥١ ذَٰلِكَ لِيَعْلَمَ أَنِّي لَمْ أَخُنْهُ بِالْغَيْبِ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي كَيْدَ الْخَائِنِينَ ۝٥٢

البلاغۃ قولہ فاسئلہ فی الروح وانما لم یقل فاسألہ ان یفتش عن ذلک حثا للملک علی الجد فی التفتیش لتتبین براءتہ وتتضح نزاہتہ فان السؤال عن شئ مما یہیج الانسان ویحرکہ للبحث لانہ یأنف من الجہل ولو قال سلہ ان یفتش لکان تہییجا لہ عن الفحص عن ذلک وفیہ جرأۃ علیہ فربما امتنع منہ ولم یلتفت الیہ اھ

قولہ ما خطبکن وقولہ ذلک لیعلم وقولہ فلما کلمہ قیل ہذہ الجمل کلہا جمل مقدرۃ ففیہا ایجاز ۱۲

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ ۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ ۭ اِنَّ رَبِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ وَقَالَ الْمَلِكُ

اور مین اپنے نفس کو بری نہین بتلاتا نفس تو بری ہی بات بتلاتا ہی بجز اُس کے جسپر میرا رب رحم کرے بلا شبہ میرا رب بڑی مغفرت والا بڑی رحمت والا ہی اور بادشاہ نے کہا

ائْتُوْنِیْ بِهٖٓ اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِیْ ۚ فَلَمَّا كَلَّمَهٗ قَالَ اِنَّكَ الْیَوْمَ لَدَیْنَا مَكِیْنٌ اَمِیْنٌ ۝ قَالَ اجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآئِنِ

کہ اُن کو میرے پاس لاؤ مین اُنکو خاص اپنے لیے رکھونگا پس جب بادشاہ نے اُن سے باتین کین تو بادشاہ نے کہا کہ تم ہمارے نزدیک آج بڑے معزز اور معتبر ہو یوسف نے فرمایا کہ ملکی خزانون پر مجھکو

الْاَرْضِ ۚ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ ۝ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِیُوْسُفَ فِی الْاَرْضِ ۚ یَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَیْثُ یَشَآءُ ۭ نُصِیْبُ بِرَحْمَتِنَا

مامور کردو مین حفاظت رکھونگا اور خوب واقف ہون اور ہمنے ایسے طور پر یوسف کو ملک مین با اختیار بنا دیا کہ اُس مین جہان چاہین رہین سہین ہم جسپر چاہین اپنی عنایت متوجہ کردین

مَنْ نَّشَآءُ وَلَا نُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ ۝ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا یَتَّقُوْنَ ۝ ع

اور ہم نیکی کرنیوالون کا اجر ضائع نہین کرتے اور آخرت کا اجر کہین زیادہ بڑھکر ہی ایمان اور تقوے والون کے لیے

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ ۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ ۭ اِنَّ رَبِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (۵۳) وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِیْ بِهٖٓ اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِیْ ۚ فَلَمَّا كَلَّمَهٗ قَالَ اِنَّكَ الْیَوْمَ لَدَیْنَا مَكِیْنٌ اَمِیْنٌ (۵۴) قَالَ اجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآئِنِ الْاَرْضِ ۚ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ (۵۵) وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِیُوْسُفَ فِی الْاَرْضِ ۚ یَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَیْثُ یَشَآءُ ۭ نُصِیْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَلَا نُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ (۵۶) وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا یَتَّقُوْنَ (۵۷)

(غرض وہ شخص تعبیر لیکر دربار مین پہونچا) اور (جاکر بیان کیا) بادشاہ نے (جو سنا تو آپ کے علم و فضل کا معتقد ہوا اور) حکم دیا کہ اُن کو میرے پاس لاؤ (چنانچہ یہان سے قاصد چلا) پھر جب اُن کے پاس (وہ) قاصد پہونچا (اور پیغام دیا تو) آپ نے فرمایا کہ (مین جبتک میرا اُس تہمت سے بری ہونا اور بےقصور قید ہونا ثابت نہو جاویگا نہ آؤنگا) تو اپنی سرکار کے پاس لوٹ جا پھر اُس سے دریافت کرکہ (تجھکو کچھ خبر ہی) اُن عورتون کا کیا حال ہی جنہون نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے تھے (مطلب یہ تھا کہ اُن کو بلاکر میرا حال متعلق اُس واقعہ کے جس مین مجھکو قید کی گئی تفتیش کیا جاوے اور عورتون کے حال سے مراد اُن کا واقف یا ناواقف ہونا ہی حال یوسف علیہ السلام سے اور ان عورتون کی تخصیص شاید اس لیے ہو کہ اُن کے سامنے زلیخا نے اقرار کیا تھا ولقد راودتہ عن نفسہ فاستعصم) میرا رب ان عورتون کے فریب کو خوب جانتا ہی (یعنی اللہ کو تو معلوم ہی ہی کہ زلیخا کا مجھپر تہمت لگانا کید تھا مگر عند الناس بھی اس کی تنقیح ہو جانا مناسب ہی چنانچہ بادشاہ نے اُن عورتون کو حاضر کیا اور) کہا کہ تمہارا کیا واقعہ ہی جب تمنے یوسف (علیہ السلام) سے اپنے مطلب کی خواہش کی (یعنی ایک نے خواہش کی اور بقیہ نے اُس کی اعانت کی کہ اعانت فعل بھی مثل فعل کی ہی اُس وقت تمکو کیا تحقیق ہوا شاید بادشاہ نے اس طور پر اس لیے پوچھا ہو کہ مجرم سُن لے کہ بادشاہ کو وقوع مراودہ کی اطلاع ہی تو تعیین کی بھی اطلاع ہوگی اور اس حالت مین انکار نہ چل سکیگا پس اس طرح اقرار کرلے) عورتون نے جواب دیا کہ حاش للہ ہم کو اُنمین ذرا بھی تو برائی کی بات نہین معلوم ہوئی (وہ بالکل پاک صاف ہین شاید زلیخا کا وہ اقرار اس لیے ظاہر نکیا ہو کہ مقصود زیادہ نزاہت یوسف علیہ السلام کا اثبات سمجھی ہون اور وہ حاصل ہو گیا یا زلیخا کے روبرو ہونے سے حیا یا احتمال عداوت مانع ہوا ہو) عزیز کی بیوی بی بی (جوکہ حاضر تھی) کہنے لگی کہ اب تو حق بات (سب پر) ظاہر ہو ہی گئی (اب اخفاء بیکار ہی سچ یہی ہی کہ) مین نے ہی اُن سے اپنے مطلب کی خواہش کی تھی (نہ کہ اُنہون نے جیسا مین نے اول کہدیا تھا ما جزاء الخ) اور بیشک وہ (اس بات مین کہ ہی راودتنی الخ) وہی سچے ہین (اور غالبًا ایسے امر کا اقرار کرلینا مجبوری ہی کی حالت مین زلیخا کو پیش آیا غرض تمام صورت مقدمہ اور اظہارات اور ثبوت نزاہت یوسف علیہ السلام کا اُن کے پاس کہلا کر بھیجا اُس وقت) یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ تمام اہتمام (جو مین نے کیا) محض اس وجہ سے تھا تاکہ عزیز کو زائد یقین کے ساتھ معلوم ہو جاوے کہ مینے اُس کی عدم موجودگی مین اُسکی آبرو مین دست اندازی نہین کی اور یہ (بھی معلوم ہو جاوے) کہ اللہ تعالیٰ خیانت کرنیوالون کے فریب کو چلنے نہین دیتا (چنانچہ زلیخا نے عزیز کی حرمت مین خیانت کی تھی کہ دوسرے پر نگاہ کی خدا نے اُس کی قلعی کھولدی پس میری غرض یہ تھی) اور (باقی) مین اپنے نفس کو (بالذات) بری (اور پاک) نہین بتلاتا (کیونکہ) نفس تو (ہر ایک کا) بُری ہی بات بتلاتا ہی بجز اُس (نفس) کے جسپر میرا رب رحم کرے (اور اُسمین امر بالسوء کا مادہ نرکھے جیسا انبیاء کے نفوس ہوتے ہین مطمئنہ جنمین سے یوسف علیہ السلام کا نفس بھی داخل ہی خلاصہ مطلب یہ ہوا کہ میری نزاہت و عصمت میرے نفس کا ذاتی کمال نہین کہ تخلف محال ہو بلکہ رحمت و عنایت الٰہیہ کا اثر ہی اسلیے وہ امر بالسوء نہین کرتا وسنہ جیسے

ملحقات الترجمہ

ف۱ قولہ فی لیعلم الآیۃ لان نفس الیقین کان حاصلاً بالآیات کشہادۃ شاہد وغیرہ ۱۲

ف۲ قولہ فی الا ما رحم بجز اس نفس کے کما روی عن ابن عباس فی الخازن ان ما بمعنٰی من عصم ربی فہو کقولہ تعالیٰ ما طاب لکم من النساء ۱۲

ف۳ قولہ فی توضیحہ جن مین یوسف علیہ السلام کا نفس بھی مصرح بہ فی المدارک ۱۲

وَجَآءَ اِخْوَةُ يُوْسُفَ فَدَخَلُوْا عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ۝ وَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ قَالَ ائْتُوْنِیْ

اور یوسفؑ کے بھائی آئے پھر یوسفؑ کے پاس پہونچے سو یوسفؑ نے اُنکو پہچان لیا اور اُنہوں نے یوسفؑ کو نہیں پہچانا اور جب یوسفؑ نے ان کا سامان طیار کر دیا تو فرمایا کہ

بِاَخٍ لَّكُمْ مِّنْ اَبِيْكُمْ ۚ اَلَا تَرَوْنَ اَنِّیْۤ اُوْفِی الْكَيْلَ وَاَنَا خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَاْتُوْنِیْ بِهٖ فَلَا كَيْلَ لَكُمْ

اپنے علاتی بھائی کو بھی لانا تم دیکھتے نہیں ہو کہ میں پورا ناپ کر دیتا ہوں اور میں سب سے زیادہ مہمان نوازی کرتا ہوں اور اگر تم اُس کو میرے پاس نہ لائے تو نہ میرے پاس

عِنْدِیْ وَلَا تَقْرَبُوْنِ ۝

تمہارے نام کا غلہ ہوگا اور نہ تم میرے پاس آنا

اوروں کے نفوس میں ویسا ہی ہوتا) بلاشبہ میرا رب بڑی مغفرت والا بڑی رحمت والا ہی (یعنی اوپر جو نفس کی دو قسمیں معلوم ہوئیں امارہ اور مطمئنہ سو امارہ اگر توبہ کرے تو اُس کی مغفرت فرمائی جاتی ہی اور مرتبہ توبہ میں وہ لوامہ کہلاتا ہی اور جو مطمئنہ ہی وہ کمال اُسکا لازم ذات نہیں بلکہ عنایت و رحمت کا اثر ہی پس امارہ کے لوامہ ہونے پر غفور کا ظہور ہوتا ہی اور مطمئنہ میں رحیم کا یہ تمام تر مضمون ہوا یوسف علیہ السلام کی تقریر کا باقی یہ امر کہ یہ صورت اثبات نزاہت کی بعد رہائی کے بھی تو ممکن تھی پھر رہائی پر اس کو مقدم کیوں رکھا اُس کی وجہ یہ ہو سکتی ہی کہ جتنا یقین اس ترتیب میں ہو سکتا ہی اس کے خلاف میں نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ دلائل کی دلالت تو مشترک ہی لیکن اس صورت مجوزہ میں یہ امر زائد ہی کہ بادشاہ اور عزیز سمجھ سکتے ہیں کہ جب بدون تبریہ کے یہ رہا ہونا نہیں چاہتے حالانکہ ایسی حالت میں رہائی اغر مطلوب و اکرم مرغوب ہوتی ہی تو معلوم ہوتا ہی کہ ان کو اپنی نزاہت و برارت کا کامل یقین ہی اس لیے اُس کے ثابت ہو جانے کا ان کو پورا اطمینان ہی بقول مشہور آنرا کہ حساب پاک ست از محاسبہ چہ باک + اور ظاہر ہی کہ ایسا کامل یقین بری ہی کو ہو سکتا ہی نہ کہ ملوث کو یہ ساری باتیں بادشاہ نے سنیں) اور (سنکر اُس) بادشاہ نے کہا کہ اُن کو میرے پاس لاؤ میں اُن کو خاص اپنے (کام کے) لیے رکھونگا (اور عزیز سے اُن کو لیلونگا کہ اُس کے ماتحت نہ رہیں گے چنانچہ لوگ اُن کو بادشاہ کے پاس لائے) پس جب بادشاہ نے اُن سے باتیں کیں (اور باتوں سے اور زیادہ فضل و کمال آپکا ظاہر ہوا) تو بادشاہ نے (ان سے) کہا کہ تم ہمارے نزدیک آج (سے) بڑے معزز اور معتبر ہو اور بعد اس کے اُس خواب کی تعبیر کا ذکر آیا اور بادشاہ نے کہا کہ اتنے بڑے قحط کا اہتمام بڑا بھاری کام ہی یہ انتظام کس کے سپرد کیا جاوی یوسف (علیہ السلام) نے فرمایا کہ ملکی خزانوں پر مجھکو مامور کر دو میں (ان کی) حفاظت (بھی) رکھونگا اور (آمد و خرچ کے انتظام اور اُس کے حساب کتاب کے طریقہ سے بھی) خوب واقف ہوں (چنانچہ بجائے اسکے کہ ان کو کوئی خاص منصب دیتا مثل اپنے پورے اختیارات ہر قسم کے دیدیے گویا حقیقت میں بادشاہ یہی ہو گئے گو برائے نام وہ بادشاہ رہا اور یہ عزیز کے عہدہ سے مشہور ہوئے چنانچہ ارشاد ہی) اور ہم نے ایسے (عجیب) طور پر یوسف (علیہ السلام) کو ملک میں با اختیار بنا دیا کہ اُس میں جہاں چاہیں رہیں سہیں (جیسا کہ بادشاہوں کو آزادی ہوتی ہی یعنی یا تو وہ وقت تھا کہ کنوئیں میں محبوس تھے پھر عزیز کی ماتحتی میں مقید ہی پھر قید خانہ میں بند ہی اور یا آج یہ خود مختاری اور آزادی عنایت ہوئی بات یہ ہی کہ ہم جس پر چاہیں اپنی عنایت متوجہ کر دیں اور ہم نیکی کرنیوالوں کا اجر ضائع نہیں کیا کرتے (یعنی دنیا میں بھی نیکی کا اجر ملتا ہی کہ حیوۃ طیبہ عطا فرماتے ہیں خواہ ضمن میں سیاست کے جیسا یوسف علیہ السلام کو عطا ہوا اور خواہ ضمن میں عسلہ کے کہ قناعت و رضا جس سے عیش لذیذ میسر ہوتا ہی عطا فرماتے ہیں تو اجر دنیا میں ہوا اور آخرت کا اجر کہیں زیادہ بڑھکر ہی ایمان و تقویٰ والوں کے لئے ف یوسف علیہ السلام کے اس اہتمام برات سے معلوم ہوا کہ دفع تہمت میں سعی کرنا امر مطلوب ہی حدیثوں میں اسکا مطلوب ہونا وارد ہی منجملہ اس کے فوائد کے یہ بھی ہی کہ لوگ غیبت سے بچیں گے اپنا قلب بھی تشویش سے محفوظ رہیگا اور گو عزیز کو برات پہلے سے معلوم تھی مگر استحکام یقین عزیز اور دفع بدنامی عند العوام مصلحت جدیدہ تھی اور یوسف علیہ السلام کے اس قول اجعلنی الخ سے معلوم ہوا کہ جب کسی کام کی لیاقت اپنے اندر منحصر دیکھے خود اسکی درخواست جائز ہی مگر مقصود نفع رسانی ہو کہ نفس پروری اور اجر مومنین فی الدنیا کی تفسیر حیوۃ طیبہ سے کیگئی یہ دوسری آیت میں منصوص ہی من عمل صالحا من ذکر او انثی وھو مومن فلنحیینہ حیوۃ طیبۃ پس بعضوں کو دنیوی ثروت نہ ملنے سے کوئی اشکال لازم نہیں آتا اور تفسیر میں منقول ہی کہ عزیز اسی زمانہ میں گیا اور زلیخا سے یوسف علیہ السلام کا نکاح ہو گیا واللہ اعلم ظہور قحط و بار اول آمدن برادران یوسف علیہ السلام و بازگشتن

وَجَآءَ اِخْوَةُ يُوْسُفَ فَدَخَلُوْا عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۵۸﴾ وَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ قَالَ ائْتُوْنِیْ بِاَخٍ لَّكُمْ مِّنْ اَبِيْكُمْ ۚ اَلَا تَرَوْنَ اَنِّیْۤ اُوْفِی الْكَيْلَ وَاَنَا خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ﴿۵۹﴾ فَاِنْ لَّمْ تَاْتُوْنِیْ بِهٖ فَلَا كَيْلَ لَكُمْ عِنْدِیْ وَلَا تَقْرَبُوْنِ ﴿۶۰﴾

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ قبل مکنا عزیز نقولہ تعالیٰ فیما بعد یا ایہا العزیز

قَالُوا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ أَبَاهُ وَإِنَّا لَفَاعِلُونَ ○ وَقَالَ لِفِتْيَانِهِ اجْعَلُوا بِضَاعَتَهُمْ فِي رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُونَهَا

وہ بولے ہم اُس کے باپ سے اسکو مانگیں گے اور ہم اس کام کو ضرور کریں گے اور یوسف نے اپنے نوکروں سے کہا کہ ان کی جمع پونجی ان ہی کے اسباب میں رکھدو تاکہ جب اپنے گھر جاویں تو اسکو پہچانیں

إِذَا انْقَلَبُوا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ○ فَلَمَّا رَجَعُوا إِلَىٰ أَبِيهِمْ قَالُوا يَا أَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ فَأَرْسِلْ مَعَنَا

شاید پھر دوبارہ آویں غرض جب لوٹ کر اپنے باپ کے پاس پہونچے کہنے لگے اے ابا ہمارے لئے غلہ کی بندش کردی گئی سو آپ ہمارے بھائی کو ہمارے ساتھ بھیج دیجیے

أَخَانَا نَكْتَلْ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ○ قَالَ هَلْ آمَنُكُمْ عَلَيْهِ إِلَّا كَمَا أَمِنْتُكُمْ عَلَىٰ أَخِيهِ مِنْ قَبْلُ ۖ فَاللَّهُ

تاکہ ہم غلہ لاسکیں اور ہم ان کی پوری حفاظت رکھیں گے۔ یعقوبؑ نے فرمایا کہ بس میں اس کے بارہ میں بھی تمہارا ویسا ہی اعتبار کرتا ہوں جیسا اس سے پہلے اس کے بھائی کے بارہ میں تمہارا اعتبار کر چکا ہوں سو اللہ

خَيْرٌ حَافِظًا ۖ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ○ وَلَمَّا فَتَحُوا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ إِلَيْهِمْ ۖ قَالُوا يَا أَبَانَا مَا نَبْغِي ۖ

سب سے بڑھ کر نگہبان ہے اور وہ سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے اور جب انہوں نے اپنا اسباب کھولا تو ان کو ان کی جمع پونجی ملی کہ ان ہی کو واپس کردی گئی کہنے لگے کہ اے ابا اور ہم کو کیا چاہئے

هَٰذِهِ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ إِلَيْنَا ۖ وَنَمِيرُ أَهْلَنَا وَنَحْفَظُ أَخَانَا وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيرٍ ۖ ذَٰلِكَ كَيْلٌ يَسِيرٌ ○ قَالَ لَنْ

یہ ہماری جمع پونجی بھی تو ہم ہی کو لوٹادی گئی اور اپنے گھر والوں کے واسطے رسد لاویں گے اور اپنے بھائی کی خوب حفاظت رکھیں گے اور ایک اونٹ کا بوجھ غلہ اور زیادہ لاویں گے یہ تھوڑا سا غلہ ہے یعقوبؑ نے فرمایا

أُرْسِلَهُ مَعَكُمْ حَتَّىٰ تُؤْتُونِ مَوْثِقًا مِنَ اللَّهِ لَتَأْتُنَّنِي بِهِ إِلَّا أَنْ يُحَاطَ بِكُمْ ۖ فَلَمَّا آتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللَّهُ

کہ اس وقت تک ہرگز اسکو تمہارے ہمراہ نہ بھیجوں گا جب تک کہ اللہ کی قسم کھا کر مجھکو پکا قول نہ دو گے کہ تم اسکو ضرور لے ہی آؤگے ہاں اگر کہیں گھر ہی جاؤ تو مجبوری ہے سو جب وہ قسم کھا کر اپنے باپ کو قول دیچکے تو انہوں نے فرمایا

عَلَىٰ مَا نَقُولُ وَكِيلٌ ○ وَقَالَ يَا بَنِيَّ لَا تَدْخُلُوا مِنْ بَابٍ وَاحِدٍ وَادْخُلُوا مِنْ أَبْوَابٍ مُتَفَرِّقَةٍ ۖ وَمَا

کہ ہم لوگ جو کچھ بات چیت کررہے ہیں یہ سب اللہ ہی کے حوالے ہے اور یعقوبؑ نے فرمایا کہ اے میرے بیٹو سب کے سب ایک ہی دروازہ سے مت جانا بلکہ علٰحدہ علٰحدہ دروازوں سے جانا اور خدا کے حکم کو میں

أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ ۖ إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ ۖ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۖ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ ○ وَلَمَّا

نہیں ٹال سکتا حکم تو بس اللہ ہی کا ہے اُسی پر بھروسہ رکھتا ہوں اور اسی پر اور بھروسہ کرنیوالوں کو بھروسہ رکھنا چاہیئے اور جب

دَخَلُوا مِنْ حَيْثُ أَمَرَهُمْ أَبُوهُمْ مَا كَانَ يُغْنِي عَنْهُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا حَاجَةً فِي نَفْسِ يَعْقُوبَ

جسطرح اُن کے باپ نے کہا تھا اندر داخل ہوئے تو باپ کا ارمان پورا ہوگیا اُن کے باپ کو اُن سے خدا کا حکم ٹالنا مقصود نہ تھا۔ لیکن یعقوبؑ کے جی میں ایک ارمان تھا

قَضَاهَا ۚ وَإِنَّهُ لَذُو عِلْمٍ لِمَا عَلَّمْنَاهُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ○

جسکو انہوں نے ظاہر کردیا اور وہ بلاشبہ بڑے عالم تھے بایں وجہ کہ ہم نے انکو علم دیا تھا لیکن اکثر لوگ اس کا علم نہیں رکھتے۔

ع ۸ — ۱۱ — ۲

اللغات الرحل فی القاموس مرکب البعیر ومسکنک وما یستصحبہ من الاثاث قولہ حاجۃ المراد بہ الشفقۃ مجازا لان الحاجۃ الی الشئی الفقر الیہ مع محبتہ فالمحبۃ والشفقۃ جزء من مفہومہا الحقیقی قولہ قضاہا ای اظہرہا ۱۲

النحو قولہ موثقا من اللہ صفۃ موثقا وہو مصدر میمی بمعنی المفعول والمراد الحلف باللہ تعالیٰ وانما جعل الحلف بہ سبحانہ موثقا منہ لانہ مما تؤکد بہ العہود وتشدد وقد اذن اللہ تعالیٰ بذلک فہو اذن منہ تعالیٰ شانہ کذا فی الروح قولہ الا حاجۃ استثناء منقطع بمعنی لکن

البلاغۃ قولہ منع منا الکیل ای حکم بعد الیوم والتعبیر بذلک مجاز للمبالغۃ کان الشئی قد وقع وہذا علی روایۃ انہ علیہ السلام اعطی لہ وسقا وقیل ان الفعل علی حقیقتہ بناء علی روایۃ انہ لم یعط لہ وسقا واللہ اعلم ۱۲

رسم الخط قولہ ونزداد کیل استقاط الیاء العدم التلفظ بہا لالتقاء الساکنین ۱۲

قَالُوا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ أَبَاهُ وَإِنَّا لَفَاعِلُونَ ﴿٦١﴾ وَقَالَ لِفِتْيَانِهِ اجْعَلُوا بِضَاعَتَهُمْ فِي رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُونَهَا إِذَا انْقَلَبُوا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿٦٢﴾ فَلَمَّا رَجَعُوا إِلَىٰ أَبِيهِمْ قَالُوا يَا أَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ فَأَرْسِلْ مَعَنَا أَخَانَا نَكْتَلْ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ﴿٦٣﴾ قَالَ هَلْ آمَنُكُمْ عَلَيْهِ إِلَّا كَمَا أَمِنْتُكُمْ عَلَىٰ أَخِيهِ مِنْ قَبْلُ ۖ فَاللَّهُ خَيْرٌ حَافِظًا ۖ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ﴿٦٤﴾ وَلَمَّا فَتَحُوا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ إِلَيْهِمْ ۖ قَالُوا يَا أَبَانَا مَا نَبْغِي ۖ هَٰذِهِ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ إِلَيْنَا ۖ وَنَمِيرُ أَهْلَنَا وَنَحْفَظُ أَخَانَا وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيرٍ ۖ ذَٰلِكَ كَيْلٌ يَسِيرٌ ﴿٦٥﴾ قَالَ لَنْ أُرْسِلَهُ مَعَكُمْ حَتَّىٰ تُؤْتُونِ مَوْثِقًا مِنَ اللَّهِ لَتَأْتُنَّنِي بِهِ إِلَّا أَنْ يُحَاطَ بِكُمْ ۖ فَلَمَّا آتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللَّهُ عَلَىٰ مَا نَقُولُ وَكِيلٌ ﴿٦٦﴾ وَقَالَ يَا بَنِيَّ لَا تَدْخُلُوا مِنْ بَابٍ وَاحِدٍ وَادْخُلُوا مِنْ أَبْوَابٍ مُتَفَرِّقَةٍ ۖ وَمَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ ۖ إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ ۖ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۖ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ ﴿٦٧﴾ وَلَمَّا دَخَلُوا مِنْ حَيْثُ أَمَرَهُمْ أَبُوهُمْ مَا كَانَ يُغْنِي عَنْهُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا حَاجَةً فِي نَفْسِ يَعْقُوبَ قَضَاهَا ۚ وَإِنَّهُ لَذُو عِلْمٍ لِمَا عَلَّمْنَاهُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٦٨﴾

(غرض یوسف علیہ السلام نے با اختیار ہو کر غلہ کاشت کرانا اور جمع کرانا شروع کیا اور سات برس کے بعد قحط شروع ہوا یہانتک کہ دور دور سے یہ خبر سنکر کہ مصر میں سلطنت کی طرف سے غلہ فروخت ہوتا ہی جوق جوق لوگ آنا شروع ہوئے) اور (کنعان میں بھی قحط ہوا تو) یوسف علیہ السلام کے بھائی (بھی بجز بنیامین کے غلہ لینے مصر میں) آئے پھر یوسف (علیہ السلام) کے پاس پہونچے سو یوسف (علیہ السلام) نے (تو) ان کو پہچان لیا اور انہوں نے یوسف (علیہ السلام) کو نہیں پہچانا (کیونکہ انمین تغیر کم ہوا تھا نیز یوسف علیہ السلام کو ان کے آنے کا خیال و قوی احتمال بھی تھا پھر نوواردے پوچھ بھی لیتے ہیں اور شناسا لوگوں کو تھوڑے پتہ سے اکثر پہچان بھی لیتے ہیں بخلاف یوسف علیہ السلام کے کہ انمین چونکہ مفارقت کے وقت بہت کم عمر تھے تغیر بھی زیادہ ہو گیا تھا اور ان کو یوسف علیہ السلام کے ہونے کا احتمال بھی نہ تھا پھر حکام سے کوئی پوچھ بھی نہیں سکتا کہ آپ کون ہیں یوسف علیہ السلام کا معمول تھا کہ ہر شخص کے ہاتھ غلہ صرف بقدر حاجت فروخت کرتے تھے چنانچہ ان کو بھی جب فی آدمی ایک ایک اونٹ غلہ داموں کی عوض ملنے لگا تو انہوں نے کہا کہ ہمارا ایک علاتی بھائی اور ہی اس کو باپ نے اس وجہ سے کہ ان کا ایک بیٹا گم ہو گیا تھا اپنی تسلی کے لیئے رکھ لیا ہی اس کے حصہ کا بھی ایک اونٹ غلہ زیادہ مول دیدیا جاوے یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ قانون کے خلاف ہی اگر اسکا حصہ لینا ہی وہ خود آکر لیجاوے غرض ان کے حصہ کا غلہ ان کو دلوا دیا) اور جب یوسف (علیہ السلام) نے ان کا سامان (غلہ کا) تیار کر دیا تو (چلتے وقت) فرمایا کہ (اگر یہ غلہ خرچ کرکے اب کے آنے کا ارادہ کرو تو) اپنے علاتی بھائی کو بھی (ساتھ) لانا (تاکہ اس کا حصہ بھی دیا جا سکے) تم دیکھتے نہیں ہو کہ میں پورا ناپ کر دیتا ہوں اور میں سب سے زیادہ مہمان نوازی کرتا ہوں (پس اگر تمہارا وہ بھائی آویگا اسکو بھی پورا حصہ دونگا اور اس کی خوب خاطر داشت کرونگا جیسا تمنے اپنے ساتھ دیکھا غرض آنے میں تو نفع ہی نفع ہی) اور اگر تم (دوبارہ آئے اور) اس کو میرے پاس نہ لائے تو (میں سمجھونگا کہ تم مجھکو دھوکہ دے کر غلہ زیادہ لینا چاہتے تھے تو اسکی سزا میں) نہ میرے پاس تمہارے نام کا غلہ ہوگا اور نہ تم میرے پاس آنا (پس اسکے نہ لانے میں یہ نقصان ہوگا کہ تمہارے حصہ کا غلہ بھی سوخت ہو جاویگا) وہ بولے کہ (ہم (اپنی حد امکان تک تو) اس کے باپ سے اس کو مانگیں گے اور ہم اس کام کو (یعنی کوشش اور درخواست) ضرور کریں گے (آگے باپ کے اختیار میں ہی) اور (جب وہاں سے بالکل چلنے لگے تو) یوسف (علیہ السلام) نے اپنے نوکروں سے کہدیا کہ ان کی جمع پونجی (جس کے عوض انہوں نے غلہ مول لیا ہی ان (ہی) کے اسباب میں (چھپا کر) رکھدو تاکہ جب اپنے گھر جاویں تو اسکو (جب وہ اسباب میں سے نکلے) پہچانیں شاید (یہ احسان و کرم دیکھکر) پھر دوبارہ آویں (چونکہ یوسف علیہ السلام کو ان کا دوبارہ آنا اور ان کے بھائی کو لانا منظور تھا اس لیئے کئی طرح سے اس کی تدبیر کی اول وعدہ کیا کہ اگر اس کو لاوگے تو اس کا بھی حصہ ملیگا دوسرے وعید سنادی کہ اگر نہ لاوگے تو اپنا حصہ بھی نہ پاوگے تیسرے دام جو کہ نقد کے علاوہ کوئی اور چیز تھی واپس کر دیے دو خیال سے ایک یہ کہ اس سے احسان و کرم پر استدلال کرکے پھر آوینگے دوسرے اس لیئے کہ شاید ان کے پاس اور دام نہوں اور اسلیئے پھر نہ آسکیں اور جب یہ دام ہونگے ان ہی کو لیکر پھر آسکتے ہیں) غرض جب لوٹ کر اپنے باپ (یعقوب علیہ السلام) کے پاس پہونچے کہنے لگے (اے ابا (ہماری بڑی خاطر ہوئی اور غلہ بھی ملا مگر بنیامین کا حصہ نہیں ملا بلکہ بدون بنیامین کے ساتھ لیجائے ہوئے آیندہ بھی) ہمارے لیئے (مطلقاً) غلہ کی بندش کر دی گئی سو (اس صورت میں ضروری ہی کہ) آپ ہمارے بھائی (بنیامین) کو ہمارے ساتھ بھیجدیجیے تاکہ (دوبارہ غلہ لانے سے جو امر مانع ہی وہ مرتفع ہو جاوے اور) ہم (پھر) غلہ لاسکیں اور (اگر ان کے بھیجنے سے آپکو کوئی اندیشہ مانع ہی تو اس کے متعلق یہ عرض ہی کہ) ہم ان کی پوری حفاظت رکھیں گے یعقوب (علیہ السلام) نے فرمایا کہ بس (رہنے دو) میں اسکے بارہ میں بھی تمہارا ویسا ہی اعتبار کرتا ہوں جیسا اس سے پہلے اس کے بھائی (یوسف) کے بارہ میں تمہارا اعتبار کر چکا ہوں (یعنی دل تو میرا گواہی دیتا نہیں مگر تم کہتے ہو کہ بدون اس کے گئے ہوئے آیندہ غلہ نہ ملے گا اور وہ عادۃً موقوف علیہ ہی قوام بدن و حیات جسمانی کا جس کی تحصیل فرض ہی سو خیر اگر لے ہی جاؤگے تو) اللہ (کی سپردگی) سب سے بڑھکر نگہبان ہی (میری نگہبانی سے کیا ہوتا ہی) اور وہ سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہی (میری محبت اور شفقت سے کیا ہوتا ہی) اور (اس گفتگو کے بعد) جب انہوں نے اپنا اسباب کھولا تو (اس میں) ان کو ان کی جمع پونجی (بھی) ملی کہ ان ہی کو واپس کر دی گئی کہنے لگے کہ اے ابا (لیجیے) اور ہمکو کیا چاہیے یہ ہماری جمع پونجی بھی تو ہم ہی کو لوٹا دی گئی (ایسا کریم بادشاہ ہی اور اس سے زیادہ کس عنایت کا انتظار کریں یہ عنایت بس ہی اس کا مقتضا بھی یہی ہی کہ ایسے کریم بادشاہ کے پاس پھر جاویں اور وہ موقوف ہی بھائی کے ساتھ لیجانے پر اس لیئے اجازت ہی دیدیجیے ان کو ساتھ لیجاوینگے) اور اپنے گھر والوں کے واسطے (اور) رسد لاوینگے اور اپنے بھائی کی خوب حفاظت رکھیں گے اور ایک اونٹ کا بوجھ غلہ

ملحقات الترجمة

لے قولہ قبل لما
جہزھم فی آدمی ایک ایک دل علیہ قولہ نزداد کیل بعیر ۱۲

۲ قولہ فی لفاعلون
کوشش الخ کذا فی البیضاوی ای لفاعلون الاجتہاد والاحتیال بالنح ۱۲

۳ قولہ فی کیل بعیر
قد اشارۃ الی ان الکیل بمعنے المکیل ۱۲

قَالُوا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ أَبَاهُ وَإِنَّا لَفَاعِلُونَ ○ وَقَالَ لِفِتْيَانِهِ اجْعَلُوا بِضَاعَتَهُمْ فِي رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُونَهَا

وہ بولے ہم اُس کے باپ سے اسکو مانگیں گے اور ہم اس کام کو ضرور کریں گے ۔ اور یوسفؑ نے اپنے نوکروں سے کہدیا کہ ان کی جمع پونجی ان ہی کے اسباب میں رکھدو تاکہ جب اپنے گھر جاویں تو اسکو پہچانیں

إِذَا انْقَلَبُوا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ○ فَلَمَّا رَجَعُوا إِلَىٰ أَبِيهِمْ قَالُوا يَا أَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ فَأَرْسِلْ مَعَنَا

شاید پھر دوبارہ آویں ۔ غرض جب لوٹ کر اپنے باپ کے پاس پہونچے کہنے لگے کہ اے ابا ہمارے لئے غلہ کی بندش کر دیگئی سو آپ ہمارے بھائی کو ہمارے ساتھ بھیجد یجیے

أَخَانَا نَكْتَلْ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ○ قَالَ هَلْ آمَنُكُمْ عَلَيْهِ إِلَّا كَمَا أَمِنْتُكُمْ عَلَىٰ أَخِيهِ مِنْ قَبْلُ ۚ فَاللَّهُ

تاکہ ہم غلہ لاسکیں اور ہم ان کی پوری حفاظت رکھیں گے ۔ یعقوبؑ نے فرمایا کہ بس میں اس کے بارہ میں بھی تمہارا ویسا ہی اعتبار کرتا ہوں جیسا اس سے پہلے اس کے بھائی کے بارہ میں تمہارا اعتبار کر چکا ہوں سو اللہ

خَيْرٌ حَافِظًا ۖ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ○ وَلَمَّا فَتَحُوا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ إِلَيْهِمْ ۖ قَالُوا يَا أَبَانَا مَا نَبْغِي

سب سے بڑھ کر نگہبان ہے اور وہ سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے اور جب انھوں نے اپنا اسباب کھولا تو ان کو ان کی جمع پونجی ملی کہ ان ہی کو واپس کر دیگئی ۔ کہنے لگے کہ اے ابا اور ہم کو کیا چاہئے

هَٰذِهِ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ إِلَيْنَا ۖ وَنَمِيرُ أَهْلَنَا وَنَحْفَظُ أَخَانَا وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيرٍ ۖ ذَٰلِكَ كَيْلٌ يَسِيرٌ ○ قَالَ لَنْ

یہ ہماری جمع پونجی بھی تو ہم ہی کو لوٹا دی گئی ۔ اور اپنے گھر والوں کے واسطے رسد لاویں گے اور اپنے بھائی کی خوب حفاظت رکھیں گے اور ایک اونٹ کا بوجھ غلہ اور زیادہ لاویں گے یہ تھوڑا سا غلہ ہے یعقوبؑ نے فرمایا

أُرْسِلَهُ مَعَكُمْ حَتَّىٰ تُؤْتُونِ مَوْثِقًا مِنَ اللَّهِ لَتَأْتُنَّنِي بِهِ إِلَّا أَنْ يُحَاطَ بِكُمْ ۖ فَلَمَّا آتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللَّهُ

کہ اسوقت تک ہرگز اسکو تمہارے ہمراہ نہ بھیجونگا جبتک کہ اللہ کی قسم کھا کر مجھکو پکا قول نہ دوگے کہ تم اسکو ضرور لے ہی آؤگے ہاں اگر کہیں گھر ہی جاؤ تو مجبوری ہے سو جب وہ قسم کھا کر اپنے باپ کو قول دیچکے تو انھوں نے فرمایا

عَلَىٰ مَا نَقُولُ وَكِيلٌ ○ وَقَالَ يَا بَنِيَّ لَا تَدْخُلُوا مِنْ بَابٍ وَاحِدٍ وَادْخُلُوا مِنْ أَبْوَابٍ مُتَفَرِّقَةٍ ۖ وَمَا

کہ ہم لوگ جو کچھ بات چیت کر رہے ہیں یہ سب اللہ ہی کے حوالے اور یعقوبؑ نے فرمایا کہ اے میرے بیٹو سب کے سب ایک ہی دروازہ سے مت جانا بلکہ علیحدہ علیحدہ دروازوں سے جانا اور خدا کے حکم کو میں

أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ ۖ إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ ۖ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۖ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ ○ وَلَمَّا

نہیں ٹال سکتا ۔ حکم تو بس اللہ ہی کا ہے اُسی پر بھروسہ رکھتا ہوں اور اُسی پر اور بھروسہ کرنیوالوں کو بھروسہ رکھنا چاہیے ۔ اور جب

دَخَلُوا مِنْ حَيْثُ أَمَرَهُمْ أَبُوهُمْ مَا كَانَ يُغْنِي عَنْهُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا حَاجَةً فِي نَفْسِ يَعْقُوبَ

جسطرح اُن کے باپ نے کہا تھا اندر داخل ہوئے تو باپ کا ارمان پورا ہوگیا اُن کے باپ کو اُن سے خدا کا حکم ٹالنا مقصود نہ تھا لیکن یعقوبؑ کے جی میں ایک ارمان تھا

قَضَاهَا ۚ وَإِنَّهُ لَذُو عِلْمٍ لِمَا عَلَّمْنَاهُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ○

جسکو انھوں نے ظاہر کر دیا ۔ اور وہ بلاشبہ بڑے عالم تھے بایں وجہ کہ ہم نے اُنکو علم دیا تھا لیکن اکثر لوگ اس کا علم نہیں رکھتے ۔

اللغات الرحل فی القاموس مرکب البعیر و مسکنک و ما یستصحبہ من الاثاث قولہ حاجۃ المراد بہ الشفقۃ مجازا لان الحاجۃ الی الشی المفتقر الیہ مع محبتہ فالمحبۃ والشفقۃ جزء من مفہومہا الحقیقی قولہ قضاہا اظہرہا ۱۲
النحو قولہ موثقا من اللہ صفۃ موثقا وہو مصدر میمی بمعنی المفعول والمراد الحلف باللہ تعالیٰ وانما جعل الحلف بہ سبحانہ موثقا منہ لانہ مما تؤکد بہ العہود وتشدد وقد اذن اللہ تعالیٰ بذلک فہو اذن منہ تعالیٰ شانہ کذا فی الروح قولہ الا حاجۃ استثناء منقطع بمعنی لکن
البلاغۃ قولہ منع منا الکیل ای حکم بعد الیوم والتعبیر بذلک مجاز للمبالغۃ کان المنع قد وقع وہذا علی روایۃ انہ علیہ السلام اعطی لہ وسقا وقیل ان المنع علی حقیقتہ بناء علی روایۃ انہ لم یعط لہ وسقا واللہ اعلم ۱۲
رسم الخط قولہ لا ادخلکم الکیل اسقاط الیاء العدم التلفظ بہا لالتقاء الساکنین ۱۲

ع ۸ ۱۱ ۲

قَالُوا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ أَبَاهُ وَإِنَّا لَفَاعِلُونَ (٦١) وَقَالَ لِفِتْيَانِهِ اجْعَلُوا بِضَاعَتَهُمْ فِي رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُونَهَا إِذَا انْقَلَبُوا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ (٦٢)
فَلَمَّا رَجَعُوا إِلَىٰ أَبِيهِمْ قَالُوا يَا أَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ فَأَرْسِلْ مَعَنَا أَخَانَا نَكْتَلْ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ (٦٣) قَالَ هَلْ آمَنُكُمْ عَلَيْهِ إِلَّا كَمَا أَمِنْتُكُمْ
عَلَىٰ أَخِيهِ مِنْ قَبْلُ ۖ فَاللَّهُ خَيْرٌ حَافِظًا ۖ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ (٦٤) وَلَمَّا فَتَحُوا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ إِلَيْهِمْ ۖ
قَالُوا يَا أَبَانَا مَا نَبْغِي ۖ هَٰذِهِ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ إِلَيْنَا ۖ وَنَمِيرُ أَهْلَنَا وَنَحْفَظُ أَخَانَا وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيرٍ ۖ ذَٰلِكَ كَيْلٌ يَسِيرٌ (٦٥) قَالَ لَنْ
أُرْسِلَهُ مَعَكُمْ حَتَّىٰ تُؤْتُونِ مَوْثِقًا مِنَ اللَّهِ لَتَأْتُنَّنِي بِهِ إِلَّا أَنْ يُحَاطَ بِكُمْ ۖ فَلَمَّا آتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللَّهُ عَلَىٰ مَا نَقُولُ وَكِيلٌ (٦٦)
وَقَالَ يَا بَنِيَّ لَا تَدْخُلُوا مِنْ بَابٍ وَاحِدٍ وَادْخُلُوا مِنْ أَبْوَابٍ مُتَفَرِّقَةٍ ۖ وَمَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ ۖ إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ ۖ
عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۖ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ (٦٧) وَلَمَّا دَخَلُوا مِنْ حَيْثُ أَمَرَهُمْ أَبُوهُمْ مَا كَانَ يُغْنِي عَنْهُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ
شَيْءٍ إِلَّا حَاجَةً فِي نَفْسِ يَعْقُوبَ قَضَاهَا ۚ وَإِنَّهُ لَذُو عِلْمٍ لِمَا عَلَّمْنَاهُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ [illegible] لَا يَعْلَمُونَ (٦٨)

(غرض یوسف علیہ السلام نے با اختیار ہو کر غلہ کاشت کرانا اور جمع کرانا شروع کیا اور سات برس کے بعد قحط شروع ہوا یہانتک کہ دور دور سے یہ خبر سنکر کہ مصر مین سلطنت کی طرف سے غلہ فروخت ہوتا ہی جوق جوق لوگ آنا شروع ہوئے) اور (کنعان مین بھی قحط ہوا تو یوسف علیہ السلام کے بھائی (بھی بجز بنیامین کے غلہ لینے مصر مین) آئے پھر یوسف (علیہ السلام) کے پاس پہونچے سو یوسف (علیہ السلام) نے (تو) اُن کو پہچان لیا اور انہوں نے یوسف (علیہ السلام) کو نہین پہچانا (کیونکہ انمین تغیر کم ہوا تھا نیز یوسف علیہ السلام کو اُن کے آنے کا خیال و رقوی احتمال بھی تھا پھر نو وارد سے پوچھ بھی لیتے ہین اور شناسا لوگوں کو تھوڑے پتہ سے اکثر پہچان بھی لیتے ہین بخلاف یوسف علیہ السلام کے انمین چونکہ مفارقت کے وقت بہت کم عمر تھے تغیر بھی زیادہ ہو گیا تھا اور اُن کو یوسف علیہ السلام کے ہونے کا احتمال بھی نہ تھا پھر حکام سے کوئی پوچھ بھی نہین سکتا کہ آپ کون ہین یوسف علیہ السلام کا معمول تھا کہ ہر شخص کے ہاتھ غلہ صرف بقدر حاجت فروخت کرتے تھے چنانچہ ان کو بھی جب فی آدمی ایک ایک اونٹ غلہ دامون کی عوض ملنے لگا تو انہوں نے کہا کہ ہمارا ایک علاتی بھائی اور ہی اُس کو باپ نے اسوجہ سے کہ اُن کا ایک بیٹا گم ہو گیا تھا اپنی تسلی کے لئے رکھ لیا ہی اُس کے حصہ کا بھی ایک اونٹ غلہ زیادہ مول دیدیا جاوی یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ قانون کے خلاف ہی اگر اُسکا حصہ لینا ہی وہ خود آکر لیجاوی غرض ان کے حصہ کا غلہ ان کو دلوادیا) اور جب یوسف علیہ السلام نے ان کا سامان (غلہ کا) تیار کر دیا تو (چلتے وقت) فرمادیا کہ (اگر یہ غلہ خرچ کر کے اب کے آنے کا ارادہ کرو تو) اپنے علاتی بھائی کو بھی (ساتھ) لانا (تاکہ اُس کا حصہ بھی دیا جا سکے) تم دیکھتے نہین ہو کہ مین پورا ناپ کر دیتا ہون اور مین سب سے زیادہ مہمان نوازی کرتا ہون (پس اگر تمہارا وہ بھائی آویگا اُسکو بھی پورا حصہ دونگا اور اس کی خوب خاطر داشت کرونگا جیسا تمنے اپنی ساتھ دیکھا غرض آنے مین تو نفع ہی نفع ہی) اور اگر تم (دوبارہ آئے اور) اُس کو میرے پاس نہ لائے تو (مین سمجھونگا کہ تم مجھکو دھوکہ دے کر غلہ زیادہ لینا چاہتے تھے تو اُسکی سزا مین) نہ میرے پاس تمہارے نام کا غلہ ہوگا اور نہ تم میرے پاس آنا (پس اُسکے نہ لانے مین یہ نقصان ہوگا کہ تمہارے حصہ کا غلہ بھی سوخت ہو جاویگا) وہ بولے کہ (ہم (اپنی حدامکان تک تو) اُس کے باپ سے اُس کو مانگین گے اور ہم اس کام کو (یعنی کوشش اور درخواست) ضرور کرین گے (آگے باپ کے اختیار مین ہی) اور (جب وہان سے بالکل چلنے لگے تو) یوسف (علیہ السلام) نے اپنے نوکرون سے کہدیا کہ ان کی جمع پونجی (جس کے عوض انہون نے غلہ مول لیا ہی ان (ہی) کے اسباب مین (چھپا کر) رکھدو تاکہ جب اپنے گھر جاوین تو اُسکو (جب وہ اسباب مین سے نکلے) پہچانین شاید (یہ احسان و کرم دیکھکر) پھر دوبارہ آوین (چونکہ یوسف علیہ السلام کو ان کا دوبارہ آنا اور ان کے بھائی کو لانا منظور تھا اس لئے کئی طرح سے اُس کی تدبیر کی اول وعدہ کیا کہ اگر اُس کو لاؤگے تو اُس کا بھی حصہ ملیگا دوسرے وعید سنادی کہ اگر نہ لاؤگے تو اپنا حصہ بھی نہ پاؤگے تیسرے دام جو کہ نقد کے علاوہ کوئی اور چیز تھی واپس کر دیے دو خیال سے ایک یہ کہ اس سے احسان و کرم پر استدلال کر کے پھر آوینگے دوسرے اس لئے کہ شاید ان کے پاس اور دام نہون اور اسلئے پھر نہ آسکین اور جب یہ دام ہونگے ان ہی کو لیکر پھر آسکتے ہین) غرض جب لوٹ کر اپنے باپ (یعقوب علیہ السلام) کے پاس پہونچے کہنے لگے (کہ اے ابا (ہماری بڑی خاطر ہوئی اور غلہ بھی ملا مگر بنیامین کا حصہ نہین ملا بلکہ بدون بنیامین کے ساتھ لیجائے ہوئے آیندہ بھی) ہمارے لئے (مطلقاً) غلہ کی بندش کر دی گئی سو (اس صورت مین ضروری ہی کہ) آپ ہمارے بھائی (بنیامین) کو ہمارے ساتھ بھیجدیجیے تاکہ (دوبارہ غلہ لانے سے جو مانع ہی وہ مرتفع ہو جاوے اور) ہم (پھر) غلہ لاسکین اور (اگر ان کے بھیجنے سے آپکو کوئی اندیشہ مانع ہی تو اُس کے متعلق یہ عرض ہی کہ) ہم ان کی پوری حفاظت رکھین گے یعقوب (علیہ السلام) نے فرمایا کہ بس (رہنے دو) مین اسکے بارہ مین بھی تمہارا ویسا ہی اعتبار کرتا ہون جیسا اس سے پہلے اس کے بھائی (یوسف) کے بارہ مین تمہارا اعتبار کر چکا ہون (یعنی دل تو میرا گواہی دیتا نہین مگر تم کہتے ہو کہ بدون اس کے گئے ہوئے آیندہ غلہ نہ ملے گا اور وہ عادۃً موقوف علیہ ہی قوام بدن و حیات جسمانی کا جس کی تحصیل فرض ہی سو خیر اگر لے ہی جاؤگے تو) اللہ (کی سپردہی) سب سے بڑھکر نگہبان ہی (میری نگہبانی سے کیا ہوتا ہی) اور وہ سب مہربانون سے زیادہ مہربان ہی (میری محبت اور شفقت سے کیا ہوتا ہی) اور (اس گفتگو کے بعد) جب انہون نے اپنا اسباب کھولا تو (اُس مین) ان کو ان کی جمع پونجی (بھی) ملی کہ ان ہی کو واپس کر دی گئی ہی کہنے لگے کہ اے ابا (لیجیے) اور ہمکو کیا چاہیئے یہ ہماری جمع پونجی بھی تو ہم ہی کو لوٹا دی گئی (ایسا کریم بادشاہ ہی اور اس سے زیادہ کس عنایت کا انتظار کرین یہ عنایت بس ہی اس کا مقتضا بھی یہی ہی کہ ایسے کریم بادشاہ کے پاس پھر جاوین اور وہ موقوف ہی بھائی کے ساتھ لیجانے پر اس لئے اجازت ہی دیدیجیے ان کو ساتھ لیجاوینگے) اور اپنے گھر والون کے واسطے (اور) رسد لاوین گے اور اپنے بھائی کی خوب حفاظت رکھین گے اور ایک اونٹ کا بوجھ غلہ

لحقات الترجمۃ

۵۱ قولہ قبل لما جھزھم فی آدمی ایک ایک دل علیہ قولہ نزداد کیل بعیر ۱۲

۵۲ قولہ فی لنفاعلون کوشش الخ کذا فی البیضاوی ای لنفاعلون الاجتہاد ولا نتہاون بالایتاع بالالح ۱۲

۵۳ قولہ فی کیل بعیر قد اشارۃ الی ان الکیل بمعنے المکیل ۱۲

اور زیادہ لاوین گے (کیونکہ جسقدر اسوقت لائے ہین) یہ تو تھوڑا سا غلہ ہے (جلدی ختم ہوجاویگا پھر اور ضرورت ہوگی اور اس کا ملنا موقوف ہے ان کے جانے پر) یعقوب (علیہ السلام) نے فرمایا کہ (خیر اس حالت مین بھیجنے سے انکار نہین لیکن) اُس وقت تک ہرگز اس کو تمہارے ہمراہ نہ بھیجونگا جب تک کہ اللہ کی قسم کھاکر مجھکو پکا قول ندو گے کہ تم اس کو ضرور لے ہی آؤگے ہان اگر کہین گھر ہی جاؤ تو مجبوری ہے (چنانچہ سب نے اسپر قسم کھائی) سو جب وہ قسم کھاکر اپنے باپ کو قول دیچکے تو انہون نے فرمایا کہ ہم لوگ جو کچھ بات چیت کر رہے ہین یہ سب اللہ ہی کے حوالے (یعنی وہی ہمارے قول وقرار کا گواہ ہے کہ سُن رہا ہے اور وہی اُس قول کو پورا کر سکتا ہے پس اس کہنے سے دو غرض ہوئین اول اُنکو اپنے قول کے خیال رکھنے کی ترغیب اور تنبیہ کہ اللہ کو حاضر ناظر سمجھنے سے یہ بات ہوتی ہے اور دوسرے اس تدبیر کا منتہی تقدیر کو قرار دینا کہ توکل کا حاصل ہے اور اس کے بعد بنیامین کو ہمراہ جانیکی اجازت دیدی غرض دوبارہ مصر کے سفر کو مع بنیامین سب تیار ہوئے) اور (چلتے وقت) یعقوب (علیہ السلام) نے (اُن سے) فرمایا کہ اے میرے بیٹو (جب مصر مین پہونچو تو) سب کے سب ایک ہی دروازہ سے مت جانا بلکہ علیحدہ علیحدہ دروازون سے جانا اور (یہ محض ایک تدبیر ظاہری ہے بعض مکروہات مثل نظر بد وغیرہ سے بچنے کی باقی) خدا کے حکم کو تم پر سے نہین ٹال سکتا حکم تو بس اللہ ہی کا (چلتا) ہے (باوجود اس تدبیر ظاہری کے دل سے) اُسی پر بھروسہ رکھتا ہون اور اُسی پر اور بھروسہ کرنیوالون کو بھروسہ رکھنا چاہیے (یعنی تم بھی اُسی پر بھروسہ رکھنا تدبیر پر نظر مت کرنا غرض سب رخصت ہوکر چلے) اور جب (مصر پہونچکر) جسطرح اُن کے باپ نے کہا تھا (اُسیطرح شہر کے) اندر داخل ہوئے تو باپ کا ارمان پورا ہوگیا (باقی) اُن کے باپ کو اُن سے (یہ تدبیر بتلاکر) خدا کا حکم ٹالنا مقصود نہ تھا (تاکہ اُن پر کسی قسم کا اعتراض یا اس تدبیر کے نافع نہونے سے اُنپر شبہ لازم آوے چنانچہ خود انہون نے ہی فرما دیا تھا ما اغنی عنکم الخ) لیکن یعقوب (علیہ السلام) کے جی مین (درجۂ تدبیر مین) ایک ارمان (آیا) تھا جس کو انہون نے ظاہر کردیا اور وہ بلاشبہ بڑے عالم تھے باینوجہ کہ ہمنے اُن کو علم دیا تھا (وہ علم کے خلاف تدبیر کو اعتقاداً موثر حقیقی کب سمجھ سکتے تھے صرف اُن کے اُس قول کی وجہ وہی عملاً ایک تدبیر کا ارتکاب تھا جو کہ مشروع ومحمود ہے) لیکن اکثر لوگ اس کا علم نہین رکھتے (بلکہ جہل سے تدبیر کو موثر حقیقی اعتقاد کرلیتے ہین) **ف** بعض کتب مین لکھا ہے کہ اول بار مین یوسف علیہ السلام نے بنیامین کا بھی حصہ دیدیا تھا مگر آگے کے لیے روک دیا تھا کہ بدون بنیامین کے غلہ لینے مت آنا ورنہ بالکل نہ ملیگا واللہ اعلم ایک سوال اس مقام پر یہ پیدا ہوتا ہے کہ یوسف علیہ السلام نے جس طرح اپنے بھائی کے بلانے کی تدبیر کی یعقوب علیہ السلام کے بُلانے کا اہتمام کیون نہ فرمایا خواہ اپنے حال کی صاف اطلاع کرکے خواہ کسی تدبیر سے اُس کا جواب یہ ہے کہ آپ کو وحی سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ ابھی ملاقات مقدر نہین ہے یا کوئی اور مصلحت خفی ہو ایک سوال یہ ہے کہ یعقوب علیہ السلام بھی مشاہیر مین سے تھے اور یوسف علیہ السلام بھی پھر خبر کیسے مخفی رہی روح المعانی مین ختم قصہ پر یہ جواب دیا ہے کہ یہ امر غلبۂ قدر سے منجملہ خوارق عادات ہے ایک سوال یہ ہے کہ یعقوب علیہ السلام جب ان بیٹون کا تجربہ کرچکے تھے تو حضرت بنیامین کو خطرہ مین ڈالنا کب جائز تھا اُس کا جواب توضیح ترجمہ ہل آمنکم الخ سے ظاہر ہے کہ نہ بھیجنے مین ضرر متیقن تھا اور بھیجنے مین ضرر متوہم تھا جس کا تدارک بھی قسم وغیرہ سے ہوگیا تھا پس بھیجنا جائز بلکہ ضروری ہوا ایک سوال یہ ہے کہ پہلی بار جو یہ غلہ لینے گئے تھے اُس وقت یہ وصیت کیون نہین فرمائی گئی لا تدخلوا من باب واحد الخ اُس کے دو جواب دیے گئے ہین ایک یہ کہ اُس وقت مصر والے ان کو پہچانتے نہ تھے کسی نے التفات بھی نہ کیا تھا اور ایکبار جانے سے جو یوسف علیہ السلام نے ان کے ساتھ عنایت کا خاص برتاؤ کیا تو ان پر نظرین پڑنے لگین اور تھے سب وجیہ وشکیل اس لئے نظر بد کا حسد کا بہت سی چیزون کا اِن پر احتمال ہوا۔ دوسرے یہ کہ زیادہ مقصود بنیامین کی حفاظت تھی اور پہلی بار وہ ساتھ نہ تھے ایک سوال یہ ہے کہ ظاہر قرآن کے الفاظ ما کان یغنی الخ سے معلوم ہوتا ہے کہ یعقوب علیہ السلام کی تدبیر نافع نہین ہوئی حالانکہ بالیقین حسد ونظر بد وغیرہ جن کو اجتماع وتفرق نے الدخول سے تعلق ہے یہ اُمور واقع نہین ہوئے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تدبیر نافع ہوئی اور یہ صورت تعارض کی ہے جواب یہ ہے کہ نافع نہونے کا مطلب یہ ہے کہ اصل مقصود یعقوب علیہ السلام کا یہ تھا کہ اِن پر کوئی حادثہ واقع نہو کچھ تخصیص حسد وغیرہ کی نہ تھی لیکن اُن کے ذہن مین وہ اُمور آئے جو واقع ہونے والے نہ تھے اور اُن ہی کی تدبیر بتلادی اور جو اُمور مقدر تھے وہ ذہن مین بھی نہ آئے اور واقع ہوئے

ملحقات الترجمة

سلہ قولہ فی جواب کما دخلوا: باپ کا ارمان اشارۃ الی حذف الجواب دال علیہ قضاہا ۱۲

وَلَمَّا دَخَلُوا عَلٰی یُوسُفَ اٰوٰٓی اِلَیْهِ اَخَاهُ قَالَ اِنِّیْٓ اَنَا اَخُوْكَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝ فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ

اور جب یہ لوگ یوسفؑ کے پاس پہونچے اُنہوں نے اپنے بھائی کو اپنے ساتھ ملا لیا کہا کہ میں تیرا بھائی ہوں سو یہ لوگ جو کچھ کرتے رہے ہیں اُسکا رنج مت کرنا پھر جب یوسفؑ نے اُنکا سامان تیار کر دیا

جَعَلَ السِّقَایَةَ فِیْ رَحْلِ اَخِیْهِ ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَیَّتُهَا الْعِیْرُ اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ ۝ قَالُوْا وَاَقْبَلُوْا عَلَیْهِمْ مَّاذَا تَفْقِدُوْنَ ۝

تو پانی پینے کا برتن اپنے بھائی کے اسباب میں رکھ دیا پھر ایک پکارنے والے نے پکارا کہ اے قافلہ والو تم ضرور چور ہو ۔ وہ ان کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے کہ تمہاری کیا چیز گم ہو گئی ہے

قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِیْرٍ وَّاَنَا بِهٖ زَعِیْمٌ ۝ قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِی

اُنہوں نے کہا کہ ہم کو بادشاہی پیمانہ نہیں ملتا اور جو شخص اُس کو حاضر کرے اُس کو ایک بار شتر غلہ ملے گا اور میں اُسکا ذمہ دار ہوں یہ لوگ کہنے لگے کہ بخدا تم کو خوب معلوم ہے کہ ہم لوگ ملک میں

الْاَرْضِ وَمَا كُنَّا سٰرِقِیْنَ ۝ قَالُوْا فَمَا جَزَآؤُهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ كٰذِبِیْنَ ۝ قَالُوْا جَزَآؤُهٗ مَنْ وُّجِدَ فِیْ رَحْلِهٖ فَهُوَ جَزَآؤُهٗ ؕ

فساد پھیلانے نہیں آئے اور ہم لوگ چوری کرنے والے نہیں اُن لوگوں نے کہا اچھا اگر تم جھوٹے نکلے تو اُسکی کیا سزا اُنہوں نے جواب دیا کہ اُسکی سزا یہ ہے کہ وہ جس شخص کے اسباب میں ملے پس وہی شخص اپنی سزا

كَذٰلِكَ نَجْزِی الظّٰلِمِیْنَ ۝ فَبَدَاَ بِاَوْعِیَتِهِمْ قَبْلَ وِعَآءِ اَخِیْهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَآءِ اَخِیْهِ ؕ كَذٰلِكَ كِدْنَا لِیُوْسُفَ ؕ

ہم لوگ ظالموں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں ۔ پھر یوسفؑ نے اپنے بھائی کے تھیلے سے قبل تلاشی کی ابتدا اول دوسرے بھائیوں کے تھیلوں سے کی پھر اس کو اپنے بھائی کے تھیلے سے برآمد کر لیا ہم نے یوسفؑ کی خاطر اس طرح تدبیر فرمائی

مَا كَانَ لِیَاْخُذَ اَخَاهُ فِیْ دِیْنِ الْمَلِكِ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ وَفَوْقَ كُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْمٌ ۝

یوسفؑ اپنے بھائی کو اُس بادشاہ کے قانون کی رو سے نہیں لے سکتے تھے مگر یہی کہ اللہ ہی کو منظور تھا ہم جسکو چاہتے ہیں خاص درجوں تک بڑھا دیتے ہیں اور تمام علم والوں سے بڑھکر ایک بڑا علم والا ہے

پس تدبیر کا نافع ہونا باعتبار اصل مقصود کے صحیح ہوا اور آیت قال یبنی لا تدخلوا الخ کا مقصود مدلول بعبارۃ النص احقر کے ذوق میں غالباً خود اس قول کا نقل کرنا یا ایسی تدبیرات کی ترغیب دینا نہیں ہے بلکہ اس حکایت مشہورہ پر ظاہر اجو شبہ ہو سکتا تھا کہ یہ تدبیر خلاف شان نبوت ہے اُس کا جواب دینا مقصود ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ خلاف شان جب ہوتا جب اُس کو مؤثر حقیقی سمجھتے اور توکل کے ساتھ تدبیر کرنا منافی شان نہیں ہے البتہ اگر نظر بہ کوئی چیز ہوتی تب بھی شبہ باقی رہتا لیکن دلیل نقلی و تجربے سے اس کا مؤثر ہونا خود ثابت ہے اس لئے شبہ کی اصلاً گنجائش نہ رہی

بار دوم آمدن برادران یوسف علیہ السلام

وَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰی یُوْسُفَ اٰوٰٓی اِلَیْهِ اَخَاهُ قَالَ اِنِّیْٓ اَنَا اَخُوْكَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۶۹﴾ فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَایَةَ فِیْ رَحْلِ اَخِیْهِ ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَیَّتُهَا الْعِیْرُ اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ ﴿۷۰﴾ قَالُوْا وَاَقْبَلُوْا عَلَیْهِمْ مَّاذَا تَفْقِدُوْنَ ﴿۷۱﴾ قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِیْرٍ وَّاَنَا بِهٖ زَعِیْمٌ ﴿۷۲﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِی الْاَرْضِ وَمَا كُنَّا سٰرِقِیْنَ ﴿۷۳﴾ قَالُوْا فَمَا جَزَآؤُهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ كٰذِبِیْنَ ﴿۷۴﴾ قَالُوْا جَزَآؤُهٗ مَنْ وُّجِدَ فِیْ رَحْلِهٖ فَهُوَ جَزَآؤُهٗ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِی الظّٰلِمِیْنَ ﴿۷۵﴾ فَبَدَاَ بِاَوْعِیَتِهِمْ قَبْلَ وِعَآءِ اَخِیْهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَآءِ اَخِیْهِ ؕ كَذٰلِكَ كِدْنَا لِیُوْسُفَ ؕ مَا كَانَ لِیَاْخُذَ اَخَاهُ فِیْ دِیْنِ الْمَلِكِ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ وَفَوْقَ كُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْمٌ ﴿۷۶﴾

اللغات قوله السقایة اناء یشرب فیه الصواع صاع الوعاء الظرف الذی یحفظ فیه الشیٔ وعندی هو اخص من الرحل فمعنے جعله فی الرحل جعله فی الوعاء منه وسبب التفتیش من الوعاء لا فی الرحل لان الرحل بعضه لا یصلح لان یکتم المتاع فیه وانما الذی یکتم فیه هو الوعاء من الرحل ۱۲

النحو قوله ما کنا عطف علی ما جئنا او علی لقد علمتم فعلی الاول یکون المعلوم امران وعلی الثانی امر واحد قوله جزاؤه مبتدأ وجملة من وجد الخ خبره قوله استخرجها ای السقایة او الصواع لانه ما یذکر ویؤنث قوله الا ان یشاء الله استثناء منقطع ای لکن اخذه بمشیة الله واذنه فی دین غیر الملک ۱۲

البلاغة قوله تالله لقد علمتم الخ فی الروح لنفسد فان السرقة من اعظم انواع الفساد او لنفسد فیها ای افساد کان فضلا عما نسبتمونا الیه من السرقة ونفی المجیٔ للافساد وان لم یکن مستلزما لما هو یقتضی المقصد من نفی الافساد مطلقا لکنهم جعلوا المجیٔ الذی یترتب علیه ذلک ولو بطریق الاتفاق مجیأ لغرض الافساد مفعولا لاجله ادعاء اظهار الکمال قبحه عندهم وتربیة لاستحالة صدوره عنهم فکانهم قالوا ان صدر عنا افساد کان مجیئنا لذلک مریدین به تقبیح حاله واظهار کمال نزاهتهم عنه والحلف فی الحقیقة علی الامر الذی فی حیز العلم لا علی علم المخاطبین بذلک الا انهم ذکروه للاستشهاد وتاکید الکلام قوله کذلک کدنا لیوسف ای صنعنا ودبرنا ففیه مجاز لغوی واللام للنفع لا کاللام فی قوله فیکیدوا لک کیدا فانها للضرر علی ما هو الاستعمال الشائع ۱۲

قَالُوْٓا اِنْ يَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ ۚ فَاَسَرَّهَا يُوْسُفُ فِيْ نَفْسِهٖ وَلَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ ۚ قَالَ اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا ۚ

کہنے لگے کہ اگر اس نے چوری کی تو اس کا ایک بھائی بھی اس سے پہلے چوری کر چکا ہے پس یوسف نے اس بات کو اپنے دل میں پوشیدہ رکھا اور اس کو ان کے سامنے ظاہر نہیں کیا یعنی یوں کہا کہ اس درجہ میں تو تم ہی برے ہو

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ ۝ قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ اِنَّ لَهٗٓ اَبًا شَيْخًا كَبِيْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ

اور جو کچھ تم بیان کر رہے ہو اس کا اللہ ہی کو خوب علم ہے کہنے لگے اے عزیز اس کے ایک بہت بوڑھا باپ ہے سو آپ اس کی جگہ ہم میں سے ایک کو رکھ لیجیے　　ہم آپ کو

مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗٓ ۙ اِنَّآ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ ۝

نیک مزاج دیکھتے ہیں　　یوسف نے کہا ایسی بات سے خدا بچاوے کہ جس کے پاس ہم نے اپنی چیز پائی ہے اس کے سوا دوسرے شخص کو پکڑ کے رکھ لیں اس حالت میں تو ہم بڑے بے انصاف سمجھے جاویں گے

ع ۱۱

قَالُوْٓا اِنْ يَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ ۚ فَاَسَرَّهَا يُوْسُفُ فِيْ نَفْسِهٖ وَلَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ ۚ قَالَ اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا ۚ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ ۝ قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ اِنَّ لَهٗٓ اَبًا شَيْخًا كَبِيْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗٓ ۙ اِنَّآ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ ۝ ع اور جب یہ لوگ (یعنی برادران یوسفؑ) یوسف (علیہ السلام) کے پاس پہونچے (اور بنیامین کو پیش کرکے کہا کہ ہم آپ کے حکم کی موافق ان کو لائے ہین) انہون نے اپنے بھائی کو اپنے ساتھ ملا لیا (اور تنہائی مین ان سے) کہا کہ مین تیرا بھائی (یوسف) ہون سو یہ لوگ جو کچھ (بدسلوکی) کرتے رہے ہین اس کا رنج مت کرنا (کیونکہ اب تو اللہ نے ہم کو ملا دیا اب سب غم بھلا دینا چاہیے یوسف علیہ السلام کے ساتھ بدسلوکی تو ظاہر اور مشہور ہی رہا بنیامین کے ساتھ سو یا تو ان کو بھی کچھ تکلیف دی ہو ورنہ یوسف علیہ السلام کی جدائی کیا ان کے حق مین کچھ کم تکلیف ہے پھر دونون بھائیون نے مشورہ کیا کہ کوئی ایسی صورت ہو کہ بنیامین یوسف علیہ السلام کے پاس رہین کیونکہ ویسے رہنے مین تو اور بھائیون کا بوجہ عہد و سوگند کے اصرار ہوگا ناحق کا جھگڑا ہوگا اور پھر اگر وجہ ظاہر ہو گئی تو راز کھلا اور اگر مخفی رہی تو یعقوب علیہ السلام کا رنج بڑھیگا کہ بلا سبب کیون رکھے گئے یا کیون رہے یوسف علیہ السلام نے فرمایا تدبیر تو ہے مگر ذرا تمہاری بدنامی ہے بنیامین نے کہا کچھ پروا نہین غرض انہین یہ امر قرار پاگیا اور ادھر سب کو غلہ دیکر ان کی رخصت کا سامان درست کیا گیا) پھر جب یوسف (علیہ السلام) نے ان کا سامان (غلہ اور روانگی کا) تیار کر دیا تو (خود یا کسی معتمد کی معرفت) پانی پینے کا برتن (کہ وہی پیمانہ غلہ دینے کا بھی تھا) اپنے بھائی کے اسباب مین رکھدیا پھر (جب یہ لاد پھاند کر چلے تو یوسف علیہ السلام کے حکم سے پیچھے سے) ایک پکارنیوالے نے پکارا کہ اے قافلہ والو تم ضرور چور ہو وہ ان (تلاش کرنیوالون) کی طرف متوجہ ہوکر کہنے لگے کہ تمہاری کیا چیز گم ہو گئی ہے (جس کی چوری کا ہم پر شبہ ہوا) انہون نے کہا کہ ہم کو بادشاہی پیمانہ نہین ملتا (وہ غائب ہے) اور جو شخص اسکو (لاکر) حاضر کرے اس کو ایکبار شتر غلہ (بطور انعام کے خزانہ سے) ملیگا (اور یا یہ مطلب ہو کہ اگر خود چور بھی مال دیدے تو عفو کے بعد انعام پائیگا) اور مین اس (کے دلوانے) کا ذمہ دار ہون (غالباً یہ ندا اور یہ وعدہ انعام بحکم یوسف علیہ السلام ہوگا) یہ لوگ کہنے لگے کہ بخدا تم کو خوب معلوم ہے کہ ہم لوگ ملک مین فساد پھیلانے (جس مین چوری بھی داخل ہے) نہین آئے اور ہم لوگ چوری کرنیوالے نہین (یعنی ہمارا یہ شیوہ نہین ہے) ان (ڈھونڈنے والے) لوگون نے کہا اچھا اگر تم جھوٹے نکلے (اور تم مین سے کسی پر سرقہ ثابت ہو گیا) تو اس (چور) کی کیا سزا انہون نے (موافق شریعت یعقوب علیہ السلام کے) جواب دیا کہ اس کی سزا یہ ہے کہ وہ جس شخص کے اسباب مین ملے پس وہی شخص اپنی سزا (یعنی چوری کی عوض مین خود اس کی ذات کو صاحب مال اپنا غلام بنالے) ہم لوگ ظالمون (یعنی چورون) کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہین (یعنی ہماری شریعت مین یہی مسئلہ اور عمل ہے غرض یہ امر باہم ٹھیرنے کے بعد اسباب اتروایا گیا) پھر (تلاشی کے وقت) یوسف (علیہ السلام) نے (خود یا کسی معتمد کی معرفت) اپنے بھائی کے (اسباب کے) تھیلے سے قبل تلاشی کی ابتداء اول دوسرے بھائیون کے (اسباب کے) تھیلون سے کی پھر (اخیر مین) اس (برتن) کو اپنے بھائی کے (اسباب کے) تھیلے سے برآمد کر لیا

ملحقات الترجمة

لہ قوله فی جعل خود یا معتمد فالاسناد حقیقی او مجازی والثانی هو الظاهر من حیث کونه ملکا والاول اظهر من حیث ان المقام مقام الاختصار حتی من الحاجة ۱۲

سلہ قوله فی فما جزاؤه چور اشارة الی ان الضمیر للسارق المدلول علیه بقرینة المقام ۱۲

النحو قوله فاسرها مفسر وقال انتم تفسیر فالضمیر الی المقالة المدلول علیها بالمقالة قوله معاذ الله ای نعوذ بالله عوذا من ان ناخذ الخ ۱۲

البلاغة قوله شیخا کبیرا هو مسقط الفائدة والا فکونه ذا اب معلوم مما سبق ۱۲

ہم نے یوسف (علیہ السلام) کی خاطر سے اس طرح (بنیامین کے رکھنے کی) تدبیر فرمائی (وجہ اس تدبیر کی یہ ہوئی کہ) یوسف اپنے بھائی کو اس بادشاہ (مصر) کے قانون کی رو سے نہین لے سکتے تھے (کیونکہ اس کے قانون مین کچھ تادیب وجرمانہ تھا) مگر یہ کہ اللہ ہی کو منظور تھا (اس لیے یوسف علیہ السلام کے دل مین یہ تدبیر آئی اور اُن لوگون کے منہ سے یہ فتوی نکلا اور اس مجموعہ سے تدبیر راست آگئی اور چونکہ یہ حقیقۃً استرقاق نہ تھا بلکہ بنیامین کی خوشی سے صورت استرقاق کی تھی اس لئے استرقاق حر کا شبہ لازم نہین آیا اور گو یوسف علیہ السلام بڑے عالم عاقل تھے مگر پھر بھی ہمارے القاء تدبیر کے محتاج تھے وجہ یہ کہ کسیکا علم ذاتی اور محیط نہین ہے بلکہ) ہم جس کو چاہتے ہین (علم مین) خاص[۱] درجون تک بڑھا دیتے ہین (پس سب کا علم مستفاد بھی ہوا اور محدود بدرجات متناہیہ بھی ہوا) اور تمام علم والون سے بڑھکر ایک بڑا علم والا ہے (یعنی اللہ تعالیٰ[۲] کہ اس کا علم ذاتی بھی ہے اس مین یہ بھی فوقیت ہے اور محیط بالکل بھی ہے یہ بھی فوقیت ہے پس جب علم مخلوق ناقص ٹھیرا اور علم خالق کامل لامحالہ مخلوق اپنی علم و تدبیر مین محتاج ہوگا تعلیم والقاء خالق کا اس لئے کذنا اور الا ان یشاء اللہ کہا گیا حاصل یہ کہ جب ان کے اسباب کے وہ برتن برآمد ہوا اور بنیامین روک لیے گئے تو وہ سب بڑے شرمندہ ہوئے اور) کہنے لگے کہ (صاحب) اگر اس نے چوری کی تو (تعجب نہین کیونکہ) اس کا ایک بھائی (تھا وہ) بھی (اسیطرح) اس کے پہلے چوری کر چکا ہے (جس کا قصہ در منثور مین اسطرح لکھا ہے کہ یوسف علیہ السلام کو ان کی پھوپھی پرورش کرتی تھین جب ہوشیار ہوئے تو یعقوب علیہ السلام نے لینا چاہا وہ چاہتی بہت تھین اُنہون نے ان کا رکھنا چاہا اس لئے انہون نے ان کی کمر مین ایک پٹکا کپڑون کے اندر باندھکر مشہور کر دیا کہ پٹکا گم ہوگیا اور سبکی تلاشی لی تو ان کی کمر مین نکلا اور اُس شریعت کے قانون کی موافق ان کو پھوپھی کے قبضہ مین رہنا پڑا یہانتک کہ اُن پھوپھی نے وفات پائی پھر یعقوب علیہ السلام کے پاس آگئے انتہیٰ اور ممکن ہے کہ بصورت استرقاق کی بھی یوسف علیہ السلام کی رضامندی سے ہوئی ہو اس لئے یہان بھی استرقاق حر لازم نہین ہر چند کہ قرائن واخلاق یوسفیہ مین ذرا تامل کرنے سے آپ کی برارت اس فعل سے یقیناً معلوم تھی مگر بنیامین پر جو بھائیون کو غصہ تھا اس مین یہ بات بھی کہدی) پس یوسف (علیہ السلام) نے اس بات کو (جو آگے آتی ہے) اپنے دل مین پوشیدہ رکھا اور اس کو ان کے سامنے (زبان سے) ظاہر نہین کیا یعنی (دل مین) یون کہا کہ اس (چوری کے) درجہ مین تم تو اور بھی زیادہ برے ہو (یعنی ہم دونون بھائیون سے تو حقیقت سرقہ کی صادر نہین ہوئی اور تم نے تو اتنا بڑا کام کیا کہ کوئی مال غائب کرتا ہے تم نے آدمی غائب کر دیا کہ مجھکو باپ سے بچھڑا دیا اور ظاہر ہے کہ آدمی کی چوری مال کی چوری سے زشت تر ہے) اور جو کچھ تم (ہم دونون بھائیون کے متعلق) بیان کر رہے ہو (کہ ہم سارق ہین) اس (کی حقیقت) کا اللہ ہی کو خوب علم ہے (کہ ہم چور نہین ہین جب بھائیون نے دیکھا کہ انہون نے بنیامین کو ماخوذ کر لیا اور اوسپر قابض ہوگئے تو براہ خوشامد) کہنے لگے اے عزیز اس (بنیامین) کے ایک بہت بوڑھا باپ ہے (اور وہ اس کو بہت چاہتا ہے اس کے غم مین خدا جانے کیا حال ہو اور ہم سے اسقدر محبت نہین سو آپ (ایسا کیجئے کہ) اس کی جگہہ ہم مین سے ایک کو رکھ لیجیے (اور اپنا مملوک بنا لیجیے) ہم آپ کو نیک مزاج دیکھتے ہین (امید ہے کہ اس درخواست کو منظور فرمالینگے) یوسف (علیہ السلام) نے کہا ایسی (بے انصافی کی) بات سے خدا بچاوے کہ جس کے پاس ہم نے اپنی چیز پائی ہے اُس کے سوا دوسرے شخص کو پکڑ کے رکھ لین (اگر ہم ایسا کرین تو) اس حالت مین تو ہم بڑے بے انصاف سمجھے جاوینگے کیونکہ استرقاق حقیقۃً جسکو مرقوق استرقاق سمجھے بلا استحقاق رضامندی سے بھی حرام ہے) **ف** یہان چند امور قابل تحقیق ہین امر اول ظاہر یہ ہے کہ انکم لسارقون کی ندا باذن یوسف علیہ السلام ہوئی تو اس کے صدق کی کیا توجیہ ہے احقر کے نزدیک یہ توریہ ہے مراد وہ سرقہ ہے کہ یوسف علیہ السلام کو یعقوب علیہ السلام سے غائب کر دیا جو کہ انتم شر مکانا کا مفہوم ہے اور سامعین معنے قریب یعنی سرقہ سقایہ کا سمجھے اور توریہ یہی ہے امر دوم اُس منادی کے ساتھ تفتیش کے لئے اور لوگ بھی ہونگے جیسا اقبلوا علیھم سے معلوم ہوتا ہے اور شاہی اُمور مین یہی عادت بھی ہے کہ ایک کام پر کئی کئی شخص معین و متعین ہوتے ہین امر سوم وہ سقایہ پانی پینے کا خاص ممتاز برتن تھا اُس کو غلہ ناپنے کے لیے تجویز کیا تھا جس کی وجہ شاید یہ ہو کہ لینے والون کا اعزاز واکرام ظاہر ہو سائلین کے مثل ذلیل نہ سمجھے جاوین نیز غلہ تھوڑا تھوڑا بقدر ضرورت دیا جاتا تھا اس لیے چھوٹا برتن تجویز کیا چونکہ اُس سے

ملحقات الترجمہ

[۱] قولہ نرفع درجات خاص... درجات متناہیہ بقرینۃ التنکیر تحملات... الدرجات لکون اللام للعہد والاستغراق وابتنائہا المعاد علی تناہیہا... لان ہذا فی المخلوق وذلک فی الخالق

[۲] قولہ فی علیم اللہ تعالیٰ وہذا من ابدع التفسیر وھو مروی من الحبر کما فی روح المعانی اخرج عبدالرزاق وجماعۃ عن سعید بن جبیر قال کنا عند ابن عباس... فحدث بحدیث فقال رجل عنده وفوق کل ذی علم علیم فقال ابن عباس بئسما قلت اللہ علیم وھو فوق کل عالم انتہی... وتشکر

[۳] قولہ فی سرقۃ کل اشارۃ... سرقۃ باعتبار ساترۃ... لاباعتبار اشکال الان... المستکلم لاترفیہ مطلقا فافہم

فَلَمَّا اسْتَيْـَٔسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِيًّا ؕ قَالَ كَبِيْرُهُمْ اَلَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنَّ اَبَاكُمْ قَدْ اَخَذَ عَلَيْكُمْ مَّوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ وَمِنْ قَبْلُ

پھر جب ان کو یوسف سے تو بالکل امید نہ رہی تو علیحدہ ہو کر باہم مشورہ کرنے لگے اُن سب میں جو بڑا تھا اُس نے کہا کہ کیا تمکو معلوم نہیں کہ تمہارے باپ تم سے خدا کی قسم کھلا کر پکا قول لے چکے ہیں اور اس سے پہلے

مَا فَرَّطْتُّمْ فِيْ يُوْسُفَ ۚ فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰى يَاْذَنَ لِيْٓ اَبِيْٓ اَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ لِيْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ۝ اِرْجِعُوْٓا

یوسف ع کے بارہ میں کسقدر کوتاہی کر ہی چکے ہو سو میں تو اس زمین سے ٹلتا نہیں تاوقتیکہ میرے باپ مجھکو اجازت نہ دیں یا اللہ تعالیٰ اس مشکل کو سلجھا دے اور وہی خوب سلجھانیوالا ہے تم واپس

اِلٰٓى اَبِيْكُمْ فَقُوْلُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ ۚ وَمَا شَهِدْنَآ اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حٰفِظِيْنَ ۝ وَسْـَٔلِ الْقَرْيَةَ

اپنے باپ کے پاس جاؤ اور کہو کہ اے ابا آپکے صاحبزادے نے چوری کی اور ہم تو وہی بیان کرتے ہیں جو ہمکو معلوم ہوا ہے اور ہم غیب کی باتوں کے تو حافظ تھے نہیں اور اُس بستی والوں سے

الَّتِيْ كُنَّا فِيْهَا وَالْعِيْرَ الَّتِيْٓ اَقْبَلْنَا فِيْهَا ؕ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ۝ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ؕ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ؕ

پوچھ لیجئے جہاں ہم موجود تھے اور اُس قافلہ والوں سے پوچھ لیجئے جن میں ہم شامل ہو کر آئے ہیں اور یقین جانئے ہم بالکل سچ کہتے ہیں یعقوب فرمانے لگے بلکہ تم نے دل سے ایک بات بنا لی ہے سو صبر ہی کروں گا جس میں شکایت کا نام نہ ہوگا

عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَنِيْ بِهِمْ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝ وَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰٓاَسَفٰى عَلٰى يُوْسُفَ وَابْيَضَّتْ

اللہ سے امید ہے کہ اُن سب کو مجھ تک پہونچا دیگا وہ خوب واقف ہے بڑی حکمت والا ہے اور اُن سے دوسری طرف رخ کر لیا اور کہنے لگے ہائے یوسف ع افسوس اور غم سے اُن کی آنکھیں

عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ ۝ قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهٰلِكِيْنَ ۝

سفید پڑ گئیں اور وہ گھٹا کرتے تھے بیٹے کہنے لگے بخدا تم سدا کے سدا یوسف ع کی یادگاری میں لگے رہو گے یہانتک کہ گھل گھل کر دم لب ہو جاؤ گے یا یہ کہ بالکل مر ہی جاؤ گے

بادشاہی کام ہوتا تھا اس لیے اُس کا لقب صواع الملک ہو گیا تھا یہ ضرور نہیں کہ خاص بادشاہ کے پینے کا ہو اور نہ یہ ضرور ہی کہ ملک سے مراد یوسف علیہ السلام ہوں اور صواع اور متاع سے بھی یہی مراد ہی امر چہارم من وجدنی رحلہ فہو جزاءہ میں صرف وجدان کو موجب سزا قرار دیا حالانکہ اس میں یہ بھی احتمال تھا کہ کسی اور نے رکھدیا ہو توجیہ اس کی یہ ہی کہ جب متہم یہ احتمال پیش نہ کرے تو ظاہراً سرقہ کو اُس نے تسلیم کر لیا اس لیے جزا مرتب کی گئی امر پنجم درمنثور میں مجاہد رض سے منقول ہی کہ مصر کا بادشاہ مسلمان ہو گیا تھا لیکن ماکان لیاخذ الخ سے ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ یہ روایت صحیح نہیں ورنہ اسلام کے بعد اپنا قانون غیر شرعی کیوں جاری رکھتا البتہ اگر یہ کہا جاوے کہ عام رعایا سے مغلوب رہا ہو اس لئے قانون شرعی جاری نہ کر سکا ہو تو ممکن ہی امر ششم جب یوسف علیہ السلام اپنا شرعی قانون جاری کرنے کے مختار نہ تھے تو عہدہ حکومت کیوں لیا جواب یہ ہی کہ قانون شرعی جاری نہ کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ غیر شرعی جاری کیا کرتے ہوں اور محل اعتراض یہ دوسرا امر ہو سکتا تھا دوسرے جہاں شرعاً حد ہو اور قانوناً تعزیر ہو اور حد کا اختیار نہ ہو تو تعزیر کے عدم سے اسکا وجود غنیمت ہی اسکو غیر مختار کے لئے حکم بغیر الشرع نہ کہینگے امر ہفتم یوسف علیہ السلام کو عزیز باعتبار لقب عہدہ کے کہا گو اختیارات شاہی رکھتے ہوں فقط

بازگشتن برادران یوسف علیہ السلام از سفر دوم

فَلَمَّا اسْتَيْـَٔسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِيًّا ؕ قَالَ كَبِيْرُهُمْ اَلَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنَّ اَبَاكُمْ قَدْ اَخَذَ عَلَيْكُمْ مَّوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ وَمِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُّمْ فِيْ يُوْسُفَ ۚ فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰى يَاْذَنَ لِيْٓ اَبِيْٓ اَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ لِيْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۸۰﴾ اِرْجِعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْكُمْ فَقُوْلُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ ۚ وَمَا شَهِدْنَآ اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حٰفِظِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَسْـَٔلِ الْقَرْيَةَ الَّتِيْ كُنَّا فِيْهَا وَالْعِيْرَ الَّتِيْٓ اَقْبَلْنَا فِيْهَا ؕ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۸۲﴾ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ؕ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ؕ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَنِيْ بِهِمْ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۸۳﴾ وَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰٓاَسَفٰى عَلٰى يُوْسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ ﴿۸۴﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهٰلِكِيْنَ ﴿۸۵﴾

اللغات قوله خلصوا انفردوا عن غيرهم واعتزلوا الناس قوله نجيا اى متناجين ووحده لانه مصدر فى الاصل قوله ابرح تامة بمعنى ذهب ومضت وهنا كنفى فانى فنصبت الارض على المفعولية ولا يجوز ان تكون ناقصة قوله كظيم مملوء من الغيظ على الاولاد ومن الحزن على يوسف الحرض المرض المشفى على الهلاك وقيل من ادوائهم او مرض وجيل منه ولا يخفيك وهى فى الاصل مصدر ۱۲ **النحو** قوله من قبل الجار والمجرور متعلق بقوله تعالى ما فرطتم وما زائدة والجملة حالية قوله تفتؤا اى لا تفتؤا حذف حرف النفى لان القسم اذا لم يكن معه علامة الاثبات كان على النفى ومع علامة الاثبات اى اللام ونون التاكيد فانه لم يذكر ادل على انه منفى كذا فى الروح ۱۲ **البلاغة** قوله حتى تكون حرضا افنکت الخ فيا الترتيب الوقوعى مالا كان الظاهر عكسه ۱۲

قَالَ اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ

یعقوبؑ نے فرمایا کہ میں تو اپنے رنج و غم کی حضرت اللہ سے شکایت کرتا ہوں اور اللہ کی باتوں کو جتنا میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے اے میرے بیٹو جاؤ اور یوسفؑ اور ان کے بھائی کی تلاش کرو

يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ وَلَا تَايْـَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝

اور اللہ کی رحمت سے نا امید مت ہو بیشک اللہ کی رحمت سے وہی لوگ نا امید ہوتے ہیں جو کافر ہیں

قَالَ اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۸۶ يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ وَلَا تَايْـَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝۸۷

پھر جب ان کو یوسف (علیہ السلام) سے ۱ (ان کے صاف جواب کے سبب) تو بالکل امید نہ رہی (کہ بنیامین کو دینگے) تو (اس جگہ سے) علیحدہ ہو کر باہم مشورہ کرنے لگے (کہ کیا کرنا چاہیے پھر زیادہ کی یہ رائے ہوئی کہ مجبوری ہی سب کو واپس چلنا چاہیے مگر ان سب میں جو بڑا تھا اس نے کہا کہ (تم جو سب کے سب واپس چلنے کی صلاح کر رہے ہو تو) کیا تم کو معلوم نہیں کہ تمہارے باپ تم سے خدا کی قسم کھلا کر پکا قول لے چکے ہیں (کہ تم ان کو اپنے ہمراہ لانا لیکن اگر گھر جاؤ تو مجبوری ہی سو ہم سب کے سب تو گھرے ہیں کہ تدبیر کی گنجائش نہ رہتی اس لئے حتی الامکان کچھ تدبیر کرنا چاہیے) اور اس سے پہلے یوسفؑ کے بارہ میں کس قدر کوتاہی کر ہی چکے ہو (کہ ان کے ساتھ جو برتاؤ ہوا اس سے باپ کے حقوق بالکل ضائع ہوئے سو وہ پرانی ہی شرمندگی کیا کم ہے جو ایک نئی شرمندگی لیکر جاویں) سو میں تو اس زمین سے ٹلتا نہیں تا وقتیکہ میرا باپ مجھ کو حاضری کی) اجازت نہ دیں یا اللہ تعالیٰ اس مشکل کو سلجھا وے اور وہی خوب سلجھانیوالا ہے (یعنی کسی تدبیر سے بنیامین چھوٹ جاوے غرض میں اس کو لیکر جاؤنگا یا بلایا ہوا جاؤنگا سو مجھکو تو یہاں چھوڑو اور) تم واپس اپنے باپ کے پاس جاؤ اور (جا کر ان سے) کہو کہ ابا آپ کے صاحبزادے (بنیامین) نے چوری کی (اس لیے گرفتار ہوئے) اور ہم تو وہی بیان کرتے ہیں جو ہمکو (مشاہدہ سے) معلوم ہوا ہے اور ہم (قول و قرار دینے کے وقت) غیب کی باتوں کے تو حافظ تھے نہیں (کہ یہ چوری کرے گا ورنہ ہم کبھی قول نہ دیتے) اور (اگر ہمارے کہنے کا یقین نہ ہو تو) اس بستی (یعنی مصر) والوں سے (کسی اپنے معتمد کی معرفت) پوچھ لیجیے جہاں ہم (اس وقت) موجود تھے (جب چوری برآمد ہوئی ہے) اور اس قافلہ والوں سے پوچھ لیجیے جن میں ہم شامل ہو کر (یہاں) آئے ہیں (معلوم ہوتا ہے اور بھی کنعان کے یا آس پاس کے لوگ غلہ لینے گئے ہوں گے) اور یقین جانیے ہم بالکل سچ کہتے ہیں (چنانچہ سب نے بڑے کو وہاں چھوڑا اور خود آکر سارا ماجرا بیان کیا) یعقوب (علیہ السلام واقعہ یوسف علیہ السلام کے سبب ان سے غیر مطمئن ہو چکے تھے اسی قیاس پر مثل سابق، فرمانے لگے (کہ بنیامین چوری میں ماخوذ نہیں ہوا) بلکہ تم نے اپنے دل سے ایک بات بنالی ہے سو (خیر مثل سابق) صبر ہی کرونگا جس میں شکایت کا نام نہ ہوگا (مجھکو) اللہ سے امید ہے کہ ان سب کو (یعنی یوسفؑ اور بنیامین اور جو بڑا بھائی اب مصر میں رہ گیا ہے ان تینوں کو) مجھ تک پہونچا دیگا (کیونکہ) وہ (حقیقت حال سے) خوب واقف ہے (اس لیے اس کو سب کی خبر ہے کہ کہاں کہاں اور کس کس حال میں ہیں اور وہ) بڑی حکمت والا ہے (جب ملانا چاہیگا ہزاروں اسباب و تدابیر درست کر دے گا) اور (یہ جواب دیکر بوجہ اس کے کہ ان سے رنج پہونچا تھا) ان سے دوسری طرف رخ کر لیا اور (بوجہ اس کے کہ اس نئے غم سے وہ پرانا غم اور تازہ ہو گیا یوسف کو یاد کر کے) کہنے لگے ہائے یوسف افسوس اور غم سے (روتے روتے) ان کی آنکھیں سفید پڑ گئیں (کیونکہ زیادہ رونے سے سیاہی آنکھوں کی کم ہو جاتی ہے اور آنکھیں بے رونق یا بالکل بے نور ہو جاتی ہیں) اور وہ (غم سے جی ہی جی میں) گھٹا کرتے تھے (کیونکہ شدت غم کے ساتھ جب شدت ضبط ہوگا جیسا کہ صابرین کی شان ہے تو کظم کی کیفیت پیدا ہوگی) بیٹے کہنے لگے بخدا (معلوم ہوتا ہے) تم سدا کے سدا یوسفؑ کی یادگاری میں لگے رہو گے یہاں تک کہ گھل گھل کر دم بلب ہو جاؤ گے

ملحقات الترجمة

۱ قوله منه يوسف لان عود الضمير الى بنيامين ثانيه ظاهر قوله او يحكم الشلي وملازمة الكبير مصر ما جيا خلاصه يحيبة ۱۲

۲ قوله في خلصوا نجيا زياده كى يه رائے ہوئى الخ القرينة عليه الجلب بقوله الم تعلموا الخ

۳ قوله في من الحزن روتے روتے لان الحزن بنفسه لا يذهب بالبصر وانما يكون سببا للبكاء وهو سبب للابيضاض ۱۲

اللغات الروح بالفتح اصله التنفس ثم استعير للفرج ۱۲

یا یہ کہ بالکل مرہی جاوگے (تو اتنے غم سے فائدہ کیا) یعقوب (علیہ السلام) نے فرمایا کہ (تم کو میرے رونے سے کیا بحث) مین تو اپنے رنج وغم کی صرف اللہ سے شکایت کرتا ہون (تم سے تو کچھ نہین کہتا) اور اللہ کی باتون کو جتنا مین جانتا ہون تم نہین جانتے (باتون سے مراد یا تو لطف و کرم و رحمت اتم ہی اور یا مراد الہام ہی ان سب سے ملنے کا جو بلا واسطہ ہو یا بواسطہ خواب یوسف ؑ کی جس کی تعبیر اب تک واقع نہین ہوئی تھی اور واقع ہونا اُس کا ضرور ہی) اى میرے بیٹو (اظہار غم تو صرف اللہ کی جناب مین کرتا ہون مسبب الاسباب وہی ہین لیکن ظاہری تدبیر تم بھی کرو کہ ایکبار پھر سفر مین) جاؤ اور یوسف ؑ اور اُن کے بھائی کی تلاش کرو (یعنی ایسی فکر و تدبیر کی جستجو کرو جس سے یوسف ؑ کا نشان ملے اور بنیامین کو رہائی ہو) اور اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہو بیشک اللہ کی رحمت سے وہی لوگ ناامید ہوتے ہین جو کافر ہین

ف اس واقعہ مین یعقوب علیہ السلام کا بل سولت لکم الخ فرمانا ظاہرا واقع کے مطابق معلوم نہین ہوتا لیکن چونکہ اجتہاداً فرمایا تو اجتہاد مین خطا ہوجانا منافی عصمت نبوت نہین اس لیے اسمین کوئی اشکال نہین اور اگر یہ شبہ ہو کہ اجتہاد سے تہمت لگانا کب جائز ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ متہم اور مشتبہ کو ظناً متہم و مشتبہ سمجھنا موجب معصیت نہین کہ اسمین آدمی طبعاً مضطر بھی ہی البتہ تیقن جائز نہین اور وہ منقول نہین رہا یہ کہ بل سولت تو صیغہ تیقن کا ہی جواب یہ ہی کہ قرائن حالیہ کے انضمام سے عدم تیقن پر دلالت کی گئی ہوگی پھر والد کو اولاد پر بہ نسبت غیرون کے حق عتاب زیادہ بھی ہی پس ایہام تیقن جبکہ قلب مین تیقن نہو عفو ہی بالخصوص اگر مقصود اخبار نہو بلکہ استکشاف ہو جیسا موضع تفتیش مین عادت ہی کہ صیغہ خبر کا تکلم کیا کرتے ہین تاکہ متہم سمجھے کہ ان کو خبر ہے اور اس وجہ سے واقعہ کا انکار نکر سکے اور مقصود اُس سے استخبار ہوتا ہی یہ تقریر تو باعتبار ظاہر کے ہی اور اگر نظر غائر سے دیکھا جاوے تو یہ ارشاد مطابق واقع کے بھی ہی کیونکہ سرقہ تو واقع نہین ہوا تھا یعقوب علیہ السلام کو نورانیت قلب سے مدرک ہوگیا ہو کہ خبر سرقہ کی غلط ہی البتہ کشف مین اتنی کمی رہی کہ اس کارروائی کا فاعل ان کو علی التعیین معلوم نہ ہوا مجملاً اتنا معلوم ہوگیا ہو کہ یہ کارروائی میری اولاد ہی مین سے کسی سے واقع ہوئی ہی اور لکم کے خطاب سے وہی فاعل مقصود ہو اور لکم تغلیباً فرمادیا ہو واللہ اعلم اور عسے اللہ ان یاتینی بہم جمیعا سے معلوم ہوتا ہی کہ بقیہ بھائیون کے ساتھ بھی آپ کو محبت تھی اور یہ فرمانا عجب نہین کہ اس بنا پر ہو کہ خواب یوسف ؑ کا تو صحیح ہی اور وہ ضرور واقع ہوگا اور اُس کا وقوع موقوف ہی اسپر کہ یوسف ؑ بھی زندہ ہون اور سب بھائی بھی صحیح و سالم مع میرے اور میری بی بی کے ایک جگہ جمع ہون اور ابیضت عیناہ کی تقریر مین جو بے رونق یا بے نور دو لفظ لائے گئے وجہ اُس کی یہ ہی کہ اسمین علما مختلف ہین کہ آپ کی بینائی بالکل گم ہوگئی تھی یا کم ہوگئی تھی دوسرے قول والون نے فارتد بصیرا کے معنے یہ کہے ہین کہ خوشی سے توانائی آئی اور ضعف بصر بھی جاتا رہا اور یعقوب علیہ السلام نے جو یا اسفی علی یوسف فرمایا حالانکہ اسوقت دوسرا غم بھی تھا وجہ اُس کی یہ ہی کہ غالب غم وہی تھا اور غم کا قاعدہ ہی کہ نئے حادثہ سے پرانے حادثہ کا اثر تازہ ہوجاتا ہے اس لئے اس واقعہ تازہ نے فراق یوسف ؑ کا غم اور زیادہ کردیا اُس کے غلبہ مین یہ کلمہ کہا اور بنیامین کا غم مغلوب تھا غالب کے روبرو مغلوب کا ذکر نہین کیا اور یہ جو فرمایا تحسسوا من یوسف واخیہ حالانکہ تیسرے بھائی بھی اسوقت غائب ہین وجہ یہ کہ وہ اپنے اختیار سے رہ گئے تھے کسی آفت مین تو مبتلا نہین ہوئے تھے اُن کے تحسس کی کیا ضرورت ہی وہ جب موقع پائین گے خود آجاوین گے دوسرے وہ تو ان کے ساتھ متفق ہی ہین اُن کو تو یہ خود ہی ڈھونڈھین گے بخلاف یوسف ؑ اور بنیامین کے کہ اُن سے یہ رنج رکھتے تھے اس لئے شاید اُن کے تحسس مین کمی کرین اور یعقوب علیہ السلام کا حب مخلوق مین اس قدر رونا موجب وسوسہ نہو کیونکہ محبت امر اضطراری ہی اور گریہ بھی دلیل رقت قلب و ترحم ہی اور خاص کر جبکہ محبت کا سبب کوئی امر دینی ہو چنانچہ رکوع دوم کے فوائد تفسیریہ کے تحت مین اُس کا بیان ہوچکا ہی اور اس مسئلہ کی تحقیق کہ رحمت الٰہیہ سے مایوس ہونا کفر ہے پارۂ نہم کے رکوع اول کے فوائد تفسیریہ مین گذر چکی ہے دیکھ لیا جاوے اور کسی کو شبہ نہ ہو کہ جب یعقوب علیہ السلام نے فرمایا تھا فصبر جمیل پھر شکایت کیون زبان پر لائے اس کا جواب خود قرآن مین ہے۔ اشکو بثی وحزنی الی اللہ یعنی شکایت الی الخلق منافی ہے صبر جمیل کے نہ کہ شکایت الی الخالق کہ مین دعاء و التجاء مطلوب ہے

فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَيْهِ قَالُوا يَا أَيُّهَا الْعَزِيزُ مَسَّنَا وَأَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُزْجَاةٍ فَأَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ

پھر جب یوسف کے پاس پہونچے کہنے لگے اے عزیز ہمکو اور ہمارے گھر والوں کو بڑی تکلیف پہونچ رہی ہے اور ہم کچھ یہ نکمی چیز لائے ہیں سو آپ پورا غلہ دیدیجیے اور ہمکو خیرات دیدیجیے

عَلَيْنَا إِنَّ اللَّهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِينَ ۝ قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَا فَعَلْتُمْ بِيُوسُفَ وَأَخِيهِ إِذْ أَنْتُمْ جَاهِلُونَ ۝

بیشک اللہ تعالیٰ خیرات دینے والوں کو جزا دیتا ہے یوسف نے فرمایا وہ بھی تمکو یاد ہے جو کچھ تمنے یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا تھا جبکہ تمہاری جہالت کا زمانہ تھا

قَالُوا أَإِنَّكَ لَأَنْتَ يُوسُفُ قَالَ أَنَا يُوسُفُ وَهَٰذَا أَخِي قَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا إِنَّهُ مَنْ يَتَّقِ وَيَصْبِرْ فَإِنَّ

کہنے لگے کیا سچ مچ تم ہی یوسف ہو انہوں نے فرمایا میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے ہم پر اللہ نے بڑا احسان کیا واقعی جو شخص گناہوں سے بچتا ہے اور صبر کرتا ہے تو

اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ۝ قَالُوا تَاللَّهِ لَقَدْ آثَرَكَ اللَّهُ عَلَيْنَا وَإِنْ كُنَّا لَخَاطِئِينَ ۝ قَالَ لَا تَثْرِيبَ

اللہ تعالیٰ ایسے نیک کام کرنیوالوں کا اجر ضائع نہیں کیا کرتا وہ کہنے لگے کہ بخدا کچھ شک نہیں تم کو اللہ تعالیٰ نے ہم پر فضیلت عطا فرمائی اور بیشک ہم خطاوار تھے یوسف نے فرمایا کہ نہیں

عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ۝ اذْهَبُوا بِقَمِيصِي هَٰذَا فَأَلْقُوهُ

تمپر آج کوئی الزام نہیں اللہ تعالیٰ تمہارا قصور معاف کرے اور وہ سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے اب تم میرا یہ کرتہ لیتے جاؤ اور اسکو میرے باپ کے چہرہ پر

عَلَىٰ وَجْهِ أَبِي يَأْتِ بَصِيرًا وَأْتُونِي بِأَهْلِكُمْ أَجْمَعِينَ ۝ ع

ڈالدو ان کی آنکھیں روشن ہوجاوینگی اور اپنے گھر والوں کو سب کو میرے پاس لے آؤ

بار سوم آمدن برادران یوسف علیہ السلام بامر یعقوب علیہ السلام بجستجوئے یوسف و بنیامین

فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَيْهِ قَالُوا يَا أَيُّهَا الْعَزِيزُ مَسَّنَا وَأَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُزْجَاةٍ فَأَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا إِنَّ اللَّهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِينَ ﴿۸۸﴾ قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَا فَعَلْتُمْ بِيُوسُفَ وَأَخِيهِ إِذْ أَنْتُمْ جَاهِلُونَ ﴿۸۹﴾ قَالُوا أَإِنَّكَ لَأَنْتَ يُوسُفُ قَالَ أَنَا يُوسُفُ وَهَٰذَا أَخِي قَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا إِنَّهُ مَنْ يَتَّقِ وَيَصْبِرْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ﴿۹۰﴾ قَالُوا تَاللَّهِ لَقَدْ آثَرَكَ اللَّهُ عَلَيْنَا وَإِنْ كُنَّا لَخَاطِئِينَ ﴿۹۱﴾ قَالَ لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ﴿۹۲﴾ اذْهَبُوا بِقَمِيصِي هَٰذَا فَأَلْقُوهُ عَلَىٰ وَجْهِ أَبِي يَأْتِ بَصِيرًا وَأْتُونِي بِأَهْلِكُمْ أَجْمَعِينَ ﴿۹۳﴾ پھر (حضرت یعقوب علیہ السلام کے حکم کے موافق کہ انہوں نے فرمایا تھا تحسسوا من یوسف واخیہ مصر کو چلے کیونکہ بنیامین کو مصری میں چھوڑا تھا یہ خیال ہوا ہوگا کہ جس کا نشان معلوم ہو پہلے اس کے لانے کی تدبیر کرنا چاہیے کہ بادشاہ سے مانگیں پھر یوسف بے نشان کو ڈھونڈ ہیں گے غرض مصر پہونچکر) جب یوسف علیہ السلام کے پاس (جن کو عزیز سمجھ رہے تھے) پہونچے (اور غلہ کی بھی حاجت تھی پس یہ خیال ہوا کہ غلہ کے بہانہ سے عزیز کے پاس چلیں اور اس کی خرید کے ضمن میں خوشامد کی باتیں کریں جب اس کی طبیعت میں نرمی دیکھیں اور مزاج خوش پائیں تو بنیامین کی درخواست کریں اس لیے اول غلہ لینے کے متعلق گفتگو شروع کی اور) کہنے لگے اے عزیز ہم کو اور ہمارے گھر والوں کو (قحط کی وجہ سے) بڑی تکلیف پہونچ رہی ہے اور (چونکہ ہم کو ناداری نے گھیر رکھا ہے اس لیے خرید غلہ کے واسطے کھرے دام نہیں میسر ہوئے) ہم کچھ یہ نکمی چیز لائے ہیں سو آپ (اس کے نکمے ہونے سے قطع نظر کرکے) پورا غلہ دیدیجیے (اور اس کے نکمے ہونے سے غلہ کی مقدار میں کمی نہ کیجیے) اور (ہمارا کچھ استحقاق نہیں) ہم کو خیرات (سمجھکر) دیدیجیے بیشک اللہ تعالیٰ خیرات دینے والوں کو (خواہ حقیقۃً خیرات دیں خواہ تسامح و رعایت کریں کہ وہ بھی مثل خیرات کے ہے) جزا (ئے خیر) دیتا ہے (اگر مومن ہے تو آخرت میں بھی ورنہ دنیا ہی میں) یوسف (علیہ السلام ہے کہ یہ جو ان کے یہ مسکنت آمیز الفاظ سنے رہا نہ گیا اور بے اختیار جی چاہا کہ اب ان سے کھل جاؤں اور عجب نہیں کہ نور قلب سے

اللغات قولہ مزجاۃ مدفوعۃ من الازجی الدفع ای ردیّہ قولہ تثریب من الثرب وھو الشحم الرقیق فی الجوف وعلی الکرش والتفعیل للسلب ای ازالۃ الثرب استعیر للوم الذی یظہر	المعیب کما ان ازالتہ الشحم یبدی الہزال ونحوہ قولہ یات بصیرا ای یصیر بصیرا فصفتہ " البلاغۃ قولہ لا تثریب علیکم الیوم التقیید بالیوم لیس للتخصیص بل للمبالغۃ لان الیوم

زمان المقالۃ فاذا انتفی فیہ مع انہ مظنۃ فی غیرہ بالاولیٰ "

وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّىْ لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ لَوْلَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ ۝

اور جب قافلہ چلا تو ان کے باپ نے کہنا شروع کیا کہ اگر تم مجھکو بڑھاپے مین بہکی باتین کرنیوالا نہ سمجھو تو ایک بات کہون کہ مجھکو تو یوسف کی خوشبو آرہی ہو

معلوم ہوگیا ہوکہ اب کی باران کو تحسس بھی مقصود ہی اور یہ بھی منکشف ہوگیا ہوکہ اب زمانہ مفارقت کا ختم ہوچکا پس تمہید تعارف کے طور پر) فرمایا (کہو) وہ بھی تم کو یاد ہی جو کچھ تمنے یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ (برتاؤ) کیا تھا جبکہ تمہاری جہالت کا زمانہ تھا (اور بھلے برے کی کچھ سوچ نہ تھی یہ سنکر تو چکرائے کہ عزیز مصر کو یوسف کے قصہ سے کیا واسطہ ادھر اس شروع زمانے کے خواب سے غالب احتمال تھا ہی کہ شاید یوسف کسی بڑے رتبہ کو پہونچین کہ ہم سب کو ان کے سامنے گردن جھکانا پڑے اس لیے اس کلام سے شبہ ہوا اور غور کیا تو کچھ پہچانا اور زیادت تحقیق کے لیے) کہنے لگے کیا سچ مچ تم ہی یوسف ہو انہون نے فرمایا (ہان) مین یوسف ہون اور یہ (بنیامین) میرا (حقیقی) بھائی ہی (یہ اس لیے بڑھا دیا کہ اپنے یوسف ہونے کی اور تاکید ہو جاوے یا ان کے تحسس کی کامیابی کی بشارت ہی کہ جن کو تم ڈھونڈھنے نکلے ہو ہم دونو ایک جگہ جمع ہین) ہمپر اللہ تعالیٰ نے بڑا احسان کیا (کہ ہم دونون کو اول توفیق صبر و تقوے کی عطا فرمائی پھر اس کی برکت سے ہماری تکلیف کو راحت سے اور افتراق کو اجتماع سے اور قلت مال وجاہ کو کثرت مال وجاہ سے مبدل فرما دیا) واقعی جو شخص گناہون سے بچتا ہی اور (مصائب پر) صبر کرتا ہی تو اللہ تعالیٰ ایسے نیک کام کرنیوالوں کا اجر ضائع نہین کیا کرتا وہ (تمام گذشتہ قصون کو یاد کرکے نادم ہوئے اور معذرت کے طور پر) کہنے لگے کہ بخدا کچھ شک نہین تم کو اللہ تعالیٰ نے ہمپر فضیلت عطا فرمائی (اور تم اسی لائق تھے) اور بیشک ہم (اس مین) خطاوار تھے (للہ معاف کردو) یوسف (علیہ السلام) نے فرمایا کہ نہین تمپر آج (میری طرف سے) کوئی الزام نہین (بیفکر رہو میرا دل صاف ہوگیا) اللہ تعالیٰ تمہارا قصور معاف کرے اور وہ سب مہربانون سے زیادہ مہربان ہی (آگے میری اولاد ہی مین ہی دیتا ہی اسی دعا سے یہ بھی مفہوم ہوگیا کہ مین نے بھی معاف کردیا اور لا تثریب سے ہی معلوم ہوگیا) اب تم (میران یا تینی بہم جملے سے معلوم ہو بشارت کے ساتھ) میرا یہ کرتہ (بھی) لیتے جاؤ اور اس کو میرے باپ کے چہرہ پر ڈالدو (اس سے) ان کی آنکھین کھل جاوینگی اور روشنی دیدی (اور یہان تشریف لے آوینگے) اور اپنے (باقی) گھر والون کو (بھی) سبکو میرے پاس لے آؤ (کہ سب ملین اور خوش ہون کیونکہ بحالت موجودہ مین میرا جانا مشکل ہے اس لیے گھر والے ہی چلے آوین) ف تصدق علینا کی جو تفسیر کی گئی ہی اس سے دو شبہ دفع ہوگئے اول یہ کہ ان کو صدقہ کب حلال تھا بوجہ نبی ہونے کے یا آل نبی ہونے کے دوسرے یہ کہ ان کو سوال کرنا جو کہ ممنوع ہی کیسے درست تھا تقریر جواب ظاہر ہی کہ حاصل فی المعاملہ کو مجازاً تصدق کہدیا اور اس کی درخواست اور قبول نبی اور آل نبی سب کو جائز ہی اور سوال اول کا ایک جواب یہ بھی ہی کہ ان کی نبوت ثابت نہین اور آل انبیاء کو نفل صدقہ جائز ہی اور اگر بعض علماء کا قول لیا جاوے کہ تحریم صدقہ خصوصیات آل محمدی سے ہی تو ایک اور جواب بھی حاصل ہو سکتا ہی اور یجزی المتصدقین مین جو تشقین مومن اور کافر کی بیان کین وجہ یہ کہ ان کو عزیز مصر کا مومن ہونا معلوم نہ تھا اور آخرت کے ساتھ لفظ بھی اس لیے بڑھایا کہ صدقہ کی خاصیت دفع بلا دنیا مین مومن کے لئے بھی واقع ہوتی ہی اور ما فعلتم بیوسف واخیہ کی تفسیر اس سے اوپر کے رکوع کی اول آیت مین بیان ہوچکی ہی اور من یتق الخ مین دعوے تقوے کا نہین ہی کیونکہ منّ اللہ مین وہ داخل ہی جیسا اثنائے ترجمہ مین بیان ہوا اور القوہ الخ اس لئے فرمایا کہ ان کو خلل بصارت کا علم ہوگیا ہوگا اور یہ بصیر ہونا بطور معجزہ کے تھا اور قمیص علی الاصح کوئی خاص نہ تھا یہی معمولی ملبوس تھا اور یعقوب علیہ السلام کے لانے کو اس لیے تصریحاً نہین فرمایا کہ وہ تو بے آئے رہ ہی نہین سکتے ان کا تشریف لانا یقینی تھا اور ما فعلتم بیوسف واخیہ کے ساتھ دبابیہ نہ کہا حالانکہ ان کو بھی ایذا مین پہونچی تھین وجہ یہ کہ ان کو جو کچھ تکلیف ہوئی وہ بواسطہ مذکورین پہونچی ۔ بازگشتن برادران یوسف علیہ السلام از سفر سوم و بشارت بردن (۹۴) وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّىْ لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ لَوْلَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ فی ہل علمتم یا د اشارۃ الی ان المراد بعلم استمرارہ بقرینۃ المقام ۱۲

اللغات التفنید النسبۃ الی الفند وھو ضعف العقل بسبب الھرم ۱۲

البلاغۃ قولہ لو لا ان تفندون جوابہ تقلت ولا یفسد تعلیقہ بھذا الترکیب فیحذفہ المقام والا لما قال ہذا القول مالم یقولوا لا تفندک بل یراد المعنی ای لا تفندونی فانہم کذا لک لقیتے فی سعی ۱۲

قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ ○ فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰىهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ۚ

وہ کہنے لگے کہ بخدا آپ تو اپنے اسی پرانے غلط خیال مین مبتلا ہین — پس جب خوشخبری لانیوالا آپہونچا تو اس نے وہ کرتہ ان کے منہ پر لاکر ڈالدیا بس فوراً ہی ان کی آنکھین کھل گئین

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ ۚ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ○ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَآ اِنَّا كُنَّا

آپ نے فرمایا کیون مین نے تم سے کہا نہ تھا کہ اللہ کی باتون کو جتنا مین جانتا ہون تم نہین جانتے — سب بیٹون نے کہا کہ اے ہمارے باپ ہمارے لیے ہمارے گناہون کی دعائے مغفرت کیجیے ہم بیشک

خٰطِـِٕيْنَ ○ قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ○

خطاوار تھے — یعقوب علیہ السلام نے فرمایا عنقریب تمہارے لیے اپنے رب سے دعائے مغفرت کرونگا بیشک وہ غفور رحیم ہے

قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ (۹۵) فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰىهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ۚ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ ۚ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (۹۶) قَالُوْا يٰٓاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَآ اِنَّا كُنَّا خٰطِـِٕيْنَ (۹۷) قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (۹۸)

اور جب (یوسف علیہ السلام سے بات چیت ہوچکی اور آپ کے فرمانے کے موافق کرتہ لیکر چلنے کی تیاری کی اور) قافلہ (شہر مصر سے) چلا (جس مین یہ لوگ بھی تھے) تو ان کے باپ نے (پاس والون سے) کہنا شروع کیا کہ اگر تم مجھکو بڑھاپے مین بہکی باتین کرنیوالا نہ سمجھو تو ایک بات کہون کہ مجھکو تو یوسف ؑ کی خوشبو آرہی ہے (یہ معجزہ تھا یعقوب علیہ السلام کا کہ اُس کرتہ مین جو یوسف علیہ السلام کے بدن کا اثر تھا وہ محسوس ہوگیا اور چونکہ معجزہ اختیاری نہین ہوتا اس سے پہلے یہ ادراک نہوا) وہ (پاس والے) کہنے لگے کہ بخدا آپ تو اپنے اسی پرانے غلط خیال مین مبتلا ہین (کہ یوسف زندہ ہین اور ملین گے اسی خیال کے غلبہ سے اب خوشبو کا وہم ہوگیا اور واقع مین نہ خوشبو ہے نہ کچھ ہے یعقوب علیہ السلام خاموش ہورہے) پس جب (یوسف ؑ کے صحیح سلامت ہونے کی) خوشخبری لانیوالا (مع کرتہ کے یہان) آپہونچا تو (آتے ہی) اُس نے وہ کرتہ ان کے منہ پر لاکر ڈالدیا بس (آنکھون کو لگنا تھا اور دماغ مین خوشبو پہونچنا کہ) فوراً ہی ان کی آنکھین کھل گئین (اور انہون نے آپ سے سارا ماجرا بیان کیا) آپ نے (بیٹون سے) فرمایا کیون مین نے تم سے کہا نہ تھا کہ اللہ کی باتون کو جتنا مین جانتا ہون تم نہین جانتے (اور اسی لیے مین نے تم کو یوسف ؑ کے تجسس کے لئے بھیجا تھا دیکھو آخر اللہ تعالیٰ میری امید راست لایا اُن کا یہ قول اس سے اوپر کے رکوع مین آچکا ہے اُس وقت) سب بیٹون نے کہا کہ اے ہمارے باپ ہمارے لیے (خدا سے) ہمارے گناہون کی دعائے مغفرت کیجیے (ہمنے جو کچھ آپ کو یوسف علیہ السلام کے معاملہ مین تکلیف دی اُس مین) ہم بیشک خطاوار تھے (مطلب یہ کہ آپ بھی معاف کردیجیے کیونکہ عادۃً کسی کے لئے استغفار وہی کرتا ہے جو خود بھی مواخذہ کرنا نہین چاہتا) یعقوب (علیہ السلام) نے فرمایا عنقریب تمہارے لئے اپنے رب سے دعائے مغفرت کرونگا بیشک وہ غفور رحیم ہے (اور اسی سے ان کا معاف کردینا بھی معلوم ہوگیا اور عنقریب کا مطلب یہ ہے کہ تہجد کا وقت آنے دو جو کہ قبولیت کی ساعت ہے کذا فی الدر المنثور مرفوعاً) ف قال الم اقل لکم کی تفسیر مذکور پر لازم آتا ہے کہ جنہون نے معجزہ یعقوبی کو مستبعد سمجھا تھا اُن سے کچھ نہین کہا اس کی چند وجہ ہین اول اسی سے اُن کا جواب نکل آیا دوسرے اُن کی غلطی فوراً ظاہر ہوگئی بتانے کی کوئی ضرورت نہ تھی اور بیٹون سے انی اعلم الخ کہنا اسیر ایک مدت گذر گئی تھی تیسرے ان مستبعدین سے زیادہ معاملہ بھی نہ تھا جتنا بیٹون سے تھا اور انہون نے یعقوب علیہ السلام سے صراحۃً یون نہین کہا کہ آپ معاف کردیجیے وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ ان کے ذمے دو قسم کے حقوق تھے حقوق اللہ و حقوق العباد اس لئے ایسا جامع عنوان اختیار کیا جس مین دونون مضمون آگئے ورنہ حقوق اللہ کے لئے پھر جدا کہنا پڑتا اور غالباً اسی وجہ سے یعقوب علیہ السلام نے وعدہ استغفار کا کیا جیسا یوسف علیہ السلام نے بھی یغفر اللہ کہا کہ یہ بھی دونون حق کا جامع ہے۔

اللغات قوله فارتد بصیرا ابصار

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰی یُوْسُفَ اٰوٰۤی اِلَیْهِ اَبَوَیْهِ وَ قَالَ ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِیْنَ ؕ وَ رَفَعَ اَبَوَیْهِ

پھر جب یہ سب لوگ یوسفؑ کے پاس پہونچے تو انہوں نے اپنے والدین کو اپنے پاس جگہ دی اور کہا سب مصر میں چلیے انشاء اللہ تعالیٰ امن چین سے رہیے اور اپنے والدین کو تخت پر

عَلَی الْعَرْشِ وَ خَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ۚ وَ قَالَ یٰۤاَبَتِ هٰذَا تَاْوِیْلُ رُءْیَایَ مِنْ قَبْلُ ؗ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّیْ حَقًّا ؕ

اونچا بٹھایا اور سب کے سب ان کے سامنے سجدہ میں گر گئے　اور وہ کہنے لگے کہ اے ابا یہ ہے میری خواب کی تعبیر جو پہلے زمانہ میں دیکھا تھا میرے رب نے اس کو سچا کر دیا۔

وَ قَدْ اَحْسَنَ بِیْۤ اِذْ اَخْرَجَنِیْ مِنَ السِّجْنِ وَ جَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّیْطٰنُ بَیْنِیْ وَ بَیْنَ

اور میرے ساتھ اس وقت احسان فرمایا جس وقت مجھکو قید سے نکالا　اور بعد اس کے کہ شیطان نے میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان میں فساد ڈلوا دیا تھا　تم سب کو باہر

اِخْوَتِیْ ؕ اِنَّ رَبِّیْ لَطِیْفٌ لِّمَا یَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ ۝

سے لے آیا　بلاشبہ　میرا رب جو چاہتا ہے اس کی تدبیر لطیف کر دیتا ہے بلاشبہ وہ بڑا علم اور حکمت والا ہے

بار چہارم آمدن برادران یوسف علیہ السلام مع والدین و اہل خود

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰی یُوْسُفَ اٰوٰۤی اِلَیْهِ اَبَوَیْهِ وَ قَالَ ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِیْنَ ﴿۹۹﴾ وَ رَفَعَ اَبَوَیْهِ عَلَی الْعَرْشِ وَ خَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ۚ وَ قَالَ یٰۤاَبَتِ هٰذَا تَاْوِیْلُ رُءْیَایَ مِنْ قَبْلُ ؗ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّیْ حَقًّا ؕ وَ قَدْ اَحْسَنَ بِیْۤ اِذْ اَخْرَجَنِیْ مِنَ السِّجْنِ وَ جَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّیْطٰنُ بَیْنِیْ وَ بَیْنَ اِخْوَتِیْ ؕ اِنَّ رَبِّیْ لَطِیْفٌ لِّمَا یَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ ﴿۱۰۰﴾

غرض سب مصر کو تیار ہو کر چل دیے اور یوسف علیہ السلام خبر سنکر استقبال کے لیے بیرون مصر تشریف لائے اور باہر ہی ملاقات کا سامان کیا گیا) پھر جب یہ سب کے سب یوسف (علیہ السلام) کے پاس پہونچے تو انہوں نے (سب سے مل ملا کر) اپنے والدین کو اپنے پاس (تعظیما) جگہ دی اور (بات چیت سے فارغ ہو کر) کہا سب مصر میں چلیے (اور) انشاء اللہ تعالیٰ (وہاں) امن چین سے رہیے (مفارقت کا غم اور قحط کا الم سب کافور ہو گئے غرض سب مصر میں پہونچے) اور (وہاں پہونچ کر تعظیماً) اپنے والدین کو تخت (شاہی) پر اونچا بٹھایا اور (اس وقت سب کے قلوب پر یوسف علیہ السلام کی ایسی عظمت غالب ہوئی کہ) سب کے سب ان کے سامنے سجدہ میں گر گئے اور (یہ حالت دیکھکر) وہ کہنے لگے کہ اے ابا یہ ہے میرے خواب کی تعبیر جو پہلے زمانہ میں دیکھا تھا (کہ شمس و قمر اور گیارہ ستارے مجھکو سجدہ کرتے ہیں) میرے رب نے اس (خواب) کو سچا کر دیا (یعنی اس کی سچائی کا ظہور کر دیا) اور (علاوہ اس شرف کے میرے رب نے مجھپر اور انعام بھی فرمائے چنانچہ) میرے ساتھ (ایک) اس وقت احسان فرمایا جس وقت مجھکو قید سے نکالا (اور اس رتبہ سلطنت تک پہونچایا) اور (دوسرا یہ انعام فرمایا کہ) بعد اس کے کہ شیطان نے میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان میں فساد ڈلوا دیا تھا (جس کا مقتضا یہ تھا کہ عمر بھر بھی مجتمع و متفق نہ ہوتے مگر اللہ تعالیٰ کی عنایت ہے کہ وہ) تم سب کو (جن میں میرے بھائی بھی ہیں) باہر سے (یہاں) لے آیا (اور سب کو ملا دیا) بلاشبہ میرا رب جو چاہتا ہے اس کی تدبیر لطیف کر دیتا ہے بلاشبہ وہ بڑا علم اور حکمت والا ہے (اپنے علم و حکمت سے سب امور کی تدبیر درست کر دیتا ہے) ف اس امر کی وجہ کہ اول ملاقات میں سجدہ نہ کیا اور مصر میں آکر کیا شاید یہ ہو کہ وہاں محبت کا عظمت پر غلبہ تھا اس کے مناسب یہ امور ہیں ملنا جلنا معانقہ مکالمہ اور یہاں عظمت کا محبت پر غلبہ ہوا یا تو اس وجہ سے کہ محبت کے جوش کو سکون ہو گیا تھا اس لئے عظمت کا مشاہدہ ہوا اور یا یہ کہ اس جگہ یوسف علیہ السلام گویا اپنے اجلاس شاہی پر تھے اور باہر اجلاس پر نہ تھے دونوں حالتوں میں تفاوت ظاہر ہے اور یہ سجدہ بطور تحیت کے تھا جو امم سابقہ میں جائز تھا اور بعضوں کو جو یہ شبہ ہوا ہے کہ یوسف علیہ السلام نے اپنے والدین سے اپنی اتنی بڑی

ملحقات الترجمۃ
۱؎ قولہ قبل فلما دخلوا باہر دل علیہ ظاہر قولہ تعالیٰ ادخلوا مصر وقال بعضہم فی معناہ تمکنوا فیہ بعد الدخول ۱۲
۲؎ قولہ تحققا ظہور لان کون الرؤیا حقا حاصل من قبل وان لم یظہر ۱۲

اللغات قولہ البدو والظہور وما کان الشیٔ فی البادیۃ ظاہرا اطلق علیہا وکنعان وان لم یکن بادیۃ لکن القری کالبادیۃ فی جنب امثال مصر قولہ نزغ فی القاموس افسد بینہم ۱۲
النحو قولہ لما یشآء متعلق بلطیف بمعنی لطیف تدبیرہ نافذ فی الامور وماش فیہا ۱۲

البلاغۃ قولہ من السجن لم یقل ومن الجب تکرما لاخوتہ کیلا یخجلوا ولان تمام النعمۃ کان بعد الخروج من السجن حیث تسلطن بعدہ قولہ نزغ الشیطان فیہ تلطف باخوتہ حیث لم یضعوا انما ضلوا بانفسہم وانما اغراہم الشیطان فنسطم الملامۃ علیہ ۱۲

رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۣ اَنْتَ

اے میرے پروردگار آپ نے مجھکو سلطنت کا بڑا حصہ دیا اور مجھکو خوابون کی تعبیر دینا تعلیم فرمایا — اے خالق آسمانون اور زمین کے — آپ

وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ۝

میرے کارساز ہین دنیا مین بھی اور آخرت مین بھی — مجھکو پوری فرمانبرداری کی حالت مین دنیا سے اٹھا لیجیے اور مجھکو خاص نیک بندون مین شامل کر دیجیے

تعلیم کو کیونکر گوارا کیا محض ضعیف شبہ ہے اُن کو تو خواب سے معلوم تھا کہ ایسا امر ہونیوالا ہے پھر کیا امور کائنہ مین مزاحمت فرماتے اور ذکر اجتماع مین جو فرمایا من بعد ان نزغ الخ یہ اس لیے کہ اس کا مقتضا یہ تھا کہ نہ بھائیون سے میل ہوتا بوجہ رنج کے اور نہ والدین سے ہوتا بوجہ نہ پہونچنے خبر کے جس کا سبب وہی فساد تھا جسنے باہم جدائی ڈالدی تھی اور اس مین علما کے دو قول ہین کہ آیا ان کی والدہ تھین یا خالہ جنکو مجازاً والدہ کہدیا

ختم قصہ بر دعاے یوسف علیہ السلام براے ختم بالخیر

رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۣ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ﴿١٠١﴾ (اس کے بعد سب ہنسی خوشی رہتے رہے یہانتک کہ یعقوب علیہ السلام کی عمر ختم پر پہونچی اور بعد وفات حسب وصیت ملک شام مین لیجا کر اپنے بزرگون کے پاس دفن کیے گئے پھر یوسف علیہ السلام کو بھی آخرت کا اشتیاق ہوا اور دعا کی کہ) اے میرے پروردگار آپ نے مجھکو (ہر طرح کی نعمتین دین ظاہری بھی باطنی بھی ظاہری یہ کہ مثلاً) سلطنت کا بڑا حصہ دیا اور (باطنی یہ کہ مثلاً) مجھکو خوابون کی تعبیر دینا تعلیم فرمایا (جو کہ علم عظیم ہے خصوصاً جب کہ وہ یقینی ہو جو موقوف ہے وحی پر پس اسکا وجود مستلزم ہوگا عطاء نبوت کو) اے خالق آسمانون اور زمین کے آپ میرے کارساز ہین دنیا مین بھی اور آخرت مین بھی (پس جسطرح دنیا مین میرے سارے کام بنا دیے کہ سلطنت دی علم دیا اسیطرح آخرت کے کام بھی بنا دیجیے کہ) مجھکو پوری فرمانبرداری کی حالت مین دنیا سے اٹھا لیجیے اور مجھکو خاص نیک بندون مین شامل کر دیجیے (یعنی میرے بزرگون مین جو انبیاء عظام ہوئے ہین اُن مین مجھکو پہونچا دیجیے) **ف** اشتیاق موت کا اگر شوقاً الی لقاء اللہ ہو تو جائز ہے اور حصہ سلطنت کا اس لئے کہا کہ ساری دنیا کی سلطنت تو آپ کے پاس نہ تھی اور مثلاً اس لیے بڑھا دیا گیا کہ نعمتین ان ہی امور مذکورہ مین تو منحصر نہین اور بعض علما نے کہا ہے کہ یہ دعا طلب موت کے لئے نہین تھی بلکہ مطلب یہ تھا کہ جب وفات ہو اسلام اور صلاح پر ہو اور ہر حالت مین گو انبیاء علیہم السلام کا اسلام و صلاح پر وفات پانا یقینی ہے لیکن اس کے مراتب مختلف ہین اور متزاید ہوتے رہتے ہین اس لیے اس کی طلب مین کوئی اشکال نہین اہل سیر نے لکھا ہے کہ جب آپ کی وفات کا وقت آیا تو آپ نے اپنے بھائیون کو یا اون کی اولاد کو وصیت فرمائی کہ اگر کبھی تم لوگ مصر کا توطن چھوڑ کر اپنے آبائی ملک شام کو جانے لگو تو میری لاش اپنے ہمراہ لیجانا چنانچہ موسیٰ علیہ السلام جب مصر سے مخفی نکلے ہین تو حسب وحی الٰہی یوسف علیہ السلام کی نعش کا صندوق اپنے ہمراہ لے لیا تھا اور بعض تفاسیر مین لکھا ہے کہ بعد وفات یوسف علیہ السلام کے سلطنت مصر کی سلاطین مصر ہی کی طرف منتقل ہوگئی کیونکہ یوسف علیہ السلام کو گو اختیارات سلطنت کے حاصل ہوگئے تھے مگر ضابطہ تو پہلا ہی بادشاہ بادشاہ رہا تھا اسی لئے یوسف علیہ السلام عزیز مصر کہلاتے تھے چنانچہ ان ہی سلاطین مصر کے سلسلہ مین وہ فرعون ہوا جو موسےٰ علیہ السلام کے زمانہ مین تھا اور ان برادران یوسف علیہ السلام کی اولاد مین وہ بنی اسرائیل ہوئے جو موسےٰ علیہ السلام کے وقت مین تھے اور بعض مفسرین نے بلا سند لکھا ہے کہ یہود نے امتحاناً پوچھا تھا کہ یعقوب علیہ السلام تو شام کے رہنے والے تھے اُن کی اولاد مصر مین فرعون کے ہاتھ مین کہان پہونچ گئی اس قصہ سے اسکا جواب بھی حاصل ہوگیا اور مفصل وجہ شام سے مصر کو آنے کی بیان فرما دی ان مفسرین نے رکوع دوم کی پہلی آیت لقد کان الخ کی تفسیر اسی سوال کے ساتھ کی ہے واللہ اعلم ربط آیات قصہ یوسف علیہ السلام جس طرح قصہ سے سوال کرنے والونکا جواب ہے اسیطرح جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر بھی

ملحقات الترجمة

لہ قوله في توضيح تاويل مستلزم ولم يصرح بعطاء النبوة لانها لا تستلزم هذا التاويل فذكر التاويل ودل على الجمع بين النعمتين فافهم

ذٰلِكَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۚ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْٓا اَمْرَهُمْ وَهُمْ يَمْكُرُوْنَ ۝ وَمَآ اَكْثَرُ

یہ قصہ غیب کی خبرون مین سے ہی ہم وحی کے ذریعہ سے آپ کو یہ قصہ بتلاتے ہین اور آپ انکے پاس اوسوقت موجود نہ تھے جبکہ انھون نے اپنا ارادہ پختہ کرلیا تھا اور وہ تدبیرین کر رہے تھے اور اکثر

النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَمَا تَسْـَٔلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ

لوگ ایمان نہین لاتے گو آپ کا کیسا ہی جی چاہتا ہو اور آپ اُن سے اسپر کچھ معاوضہ تو چاہتے نہین یہ تو صرف تمام جہان والون کے لیے ایک نصیحت ہی اور بہت سی نشانیان ہین

فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ۝ وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ۝

آسمانون مین اور زمین مین جنپر ان کا گذر ہوتا رہتا ہی اور وہ ان کی طرف توجہ نہین کرتے اور اکثر لوگ جو خدا کو مانتے بھی ہین تو اس طرح کہ شرک بھی کرتے جاتے ہین

اَفَاَمِنُوْٓا اَنْ تَاْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ اَوْ تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝

سو کیا پھر بھی اس بات سے مطمئن ہوئے بیٹھے ہین کہ انپر خدا کے عذاب کی کوئی ایسی آفت آپڑے جو ان کو محیط ہوجاوے یا انپر اچانک قیامت آجاوے اور ان کو خبر بھی نہ ہو

دلیل ہی جیسا آیت لقد کان فی یوسف الخ مین اس طرف اشارہ بھی ہی آگے ذلک من انباء الغیب الخ مین اسی دلالت کی تقریر اور آیت وما اکثر الناس الخ مین کفار کا عناد کہ باوجود دلائل کے ایمان نہین لاتے اور آیت وما تسئلھم الخ مین اُس عناد کی تقریر اور آیت وکاین الخ اور آیت وما یؤمن الخ مین مثل انکار نبوت کے اُن کا انکار توحید و نیز آیت وما اکثر الناس سے آخر آیات مذکورہ تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تسلیہ بھی کہ ناامیدی سے راحت ہوجاتی ہی جو کہ مدلول آیت وما اکثر الناس کا ہے اور اسیطرح اس امر کے معلوم ہونے سے کہ اُن کے ایمان نہ لانے سے آپ کا کوئی اجر و نفع فوت نہین ہوتا بلکہ نصیحت نہ ماننے سے اُن ہی کا ضرر ہی جو کہ مدلول ہی آیت وما تسئلھم الخ کا [illegible] ہوتی ہی اور اسی طرح اس سننے سے بھی تسلی ہوتی ہی کہ نبوت سے بڑھکر یہ توحید کے منکر ہین تو نبوت کے انکار پر کیا تعجب کیا جاوے جو کہ مدلول ہی وکاین الخ اور وما یؤمن الخ کا آگے آیت افامنوا الخ مین اس انکار توحید و رسالت پر وعید ہی آگے آیت قل ہذہ الخ مین [illegible] کے لیے تکریر دعوت ہے آگے وما ارسلنا الخ مین نبوت پر ان کے ایک شبہ کا کہ نبی فرشتہ ہونا چاہئے جواب ہے اور اسی آیت کے آخر مین وعید کی تقریر و تاکید ہی آگے آیت حتی اذا استیئس الخ مین آپ کی اور اہل ایمان کی تسلی اور کفار کے وعید کی تقریر ہی آگے ختم کی آیت مین حکمت قصص سابقہ کی کہ تسلی اور وعید بالا ہے اور حقیقت قرآن کی کہ قصص پر مشتمل ہے جو کہ ابتدا سورت کی [illegible] کا بھی یہی مضمون تھا مذکور ہے پس خلاصہ ان تمام آیات کا وہ ہوا جو عنوان [illegible] ہے۔

بحث رسالت و توحید و تسلیہ حضور و وعید منکرین و حقیقت قرآن

ذٰلِكَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۚ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْٓا اَمْرَهُمْ وَهُمْ يَمْكُرُوْنَ ۝ وَمَآ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَمَا تَسْـَٔلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ۝ وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ۝ اَفَاَمِنُوْٓا اَنْ تَاْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ اَوْ تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝

البلاغۃ قولہ وما کنت لدیہم وانما نفت [illegible] الاخبار [illegible] ملقبہ علیہ السلام من احدیث ان الدال علی النبوۃ ہو المجموع انا نعلمہ من آیۃ اخری کعولہ تعالی ما کنت تعلمہا و ما للتہکم من کذبہ علیہ السلام وذلک من بیت ان تعالی جعل المشکوک [illegible] کونہ علیہ السلام حاضرا بین یدی اولاد یعقوب علیہ السلام ماکرین فنفاہ بقولہ وما کنت لدیہم واما الذی یمکن ان یرتاب فیہ الارتیاب قبل التوقف ہو تلقیہ من [illegible] الفقنۃ و کان ظاہر الکلام ان ینفی ذلک فلما جعل المشکوک مالاریب فیہ لان کونہ علیہ السلام لم یلق احدا ولاسمع کان عندہم کفلق الفجر جاء

[illegible] الی نبیہ وانکارکم لما اخبر بہ [illegible] تعالی ام کنتم شہداء اذ وصاکم اللہ بہذا [illegible] من اسلوب ما کنت تعلمہا انت ولا قومک الی ہذا الاسلوب [illegible] وہی ان المذکور مکرہم وما دبروہ وہو مما اخفوہ حتی لا یعلمہ غیرہم فلا یکن نقلہ من الغیر ولا یخلو عن حسن من الردح [illegible]

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۣ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ۭ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○

آپ فرما دیجیے کہ یہ میرا طریق ہے میں خدا کی طرف اس طور پر بلاتا ہوں کہ میں دلیل پر قائم ہوں میں بھی اور میرے ساتھ والے بھی اور اللہ پاک ہے اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى ۭ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ

اور ہم نے آپ سے پہلے مختلف بستی والوں میں سے جتنے بھیجے سب آدمی ہی تھے تو کیا یہ لوگ ملک میں چلے پھرے نہیں

فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اتَّقَوْا ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○

کہ دیکھ لیتے کہ ان لوگوں کا کیسا انجام ہوا جو ان سے پہلے ہو گذرے ہیں اور البتہ عالم آخرت ان لوگوں کے لیے نہایت بہبودی کی چیز ہے جو احتیاط رکھتے ہیں سو کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے

حَتّٰىٓ اِذَا اسْتَايْــــَٔسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا جَاۗءَهُمْ نَصْرُنَا ۙ فَنُجِّيَ مَنْ نَّشَاۗءُ ۭ وَلَا يُرَدُّ بَاْسُنَا

یہاں تک کہ پیغمبر مایوس ہو گئے اور ان کو گمان غالب ہو گیا کہ ہماری فہم نے غلطی کی ان کو ہماری مدد پہنچی پھر ہم نے جس کو چاہا وہ بچا لیا گیا اور ہمارا عذاب

عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ○ لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ۭ مَا كَانَ حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى

مجرم لوگوں سے نہیں ہٹتا ان کے قصہ میں سمجھدار لوگوں کے لئے عبرت ہے یہ قرآن کوئی تراشی ہوئی بات تو ہے نہیں

وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ○

بلکہ اس سے پہلے جو کتابیں ہو چکی ہیں ان کی تصدیق کرنے والا ہے اور ہر بات کی تفصیل کرنے والا ہے اور ایمان والوں کے لیے ذریعہ ہدایت و رحمت ہے

ع ٧

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۣ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ۭ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١٠٨﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى ۭ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اتَّقَوْا ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿١٠٩﴾ حَتّٰىٓ اِذَا اسْتَايْــــَٔسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا جَاۗءَهُمْ نَصْرُنَا ۙ فَنُجِّيَ مَنْ نَّشَاۗءُ ۭ وَلَا يُرَدُّ بَاْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿١١٠﴾ لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ۭ مَا كَانَ حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿١١١﴾

النحو قوله على بصيرة خبر مقدم وانا مع ما عطف عليه مبتدأ مؤخر ١٢

الكلام قوله الا رجالا استدل به على اختصاص النبوة بالرجال دون النساء وفيه ان هذا الحصر باعتبار الملائكة فلا دلالة فيه على ما ذكر والمسألة ظنية والعلم عند الله تعالى نعم لم يثبت نبوة امرأة بقاطع وما لم يقم القاطع على واحد من شقيه فهو محتمل الوجود والعدم ١٢

اختلاف القراءة في كذبوا قراءتان بالتخفيف والتشديد وفي كليهما احتمالات اربعة عقلية عود ضميري ظنوا وانهم كذبوا الى الرسل وعودهما الى الامم وعود الاول الى الرسل والثاني الى الامم وبالعكس فهذه ثمانية احتمالات الاول كون كذبوا بالتشديد وكون الضميرين للرسل الثاني كون الضميرين للامم مع التشديد الثالث كون الاول للرسل والثاني للامم مع التشديد الرابع بالعكس مع التشديد الخامس كون كذبوا بالتخفيف وكون الضميرين للرسل السادس كون الضميرين للامم مع التخفيف السابع كون الاول للرسل والثاني للامم مع التخفيف الثامن عكسه مع التخفيف فالاول فيه وجوه منها ما ذكر في فائدة المتن ومنها ان يكون الظن بمعنى اليقين وفاعل التكذيب اهل الكفر واليأس من ايمان هؤلاء الكفرة والخامس فيه وجوه منها ما ذكر في المتن والفائدة وفاعل الكذب على هذا نفسهم او رجاؤهم ومنها ان يكون الظن بمعنى الوسوسة التي لا يؤاخذ عليها ولا يكون اختيارا وفاعل الكذب من اخبرهم من الله تعالى واليأس اما من النصر او من ايمان الكفرة والسادس توجيهه ان الامم ظنوا ان الرسل قد كذبوا مبنيا للفاعل فيما ادعوه من النبوة والوعيد والثامن توجيهه ان الامم قد ظنوا ان الرسل قد كذبوا مبنيا للمفعول اي اخلفوا وغلط الامر عليهم وباقي الاحتمالات محتمل عقلا ولا يصح وقوعا فافهم ١٢

یہ قصّہ (جو اوپر بیان کیا گیا آپ کے اعتبار سے) غیب کی خبروں مین سے ہی (کیونکہ آپ کے پاس کوئی ظاہری ذریعہ اس کے جاننے کا نہین تھا صرف) ہم (ہی) وحی کے ذریعہ سے آپ کو یہ قصہ تبلاتے ہین اور یہ ظاہر ہی کہ آپ ان (برادران یوسف) کے پاس اسوقت موجود نہ تھے جبکہ اُنہون نے اپنا ارادہ (یوسف علیہ السلام کو کنوے مین ڈالنے کا) پختہ کر لیا تھا اور وہ (اس کے متعلق) تدبیرین کر رہے تھے (کہ باپ سے یون کہین ان کو یون لیجائین وغیر ذالک اور اسی طرح یہ امر یقینی ہی کہ آپ نے کسی سے یہ قصّہ سُنا سنایا بھی نہین پس یہ صاف دلیل ہی نبوت کی اور صاحب وحی ہونے کی) اور (باوجود نبوت پر دلائل قائم ہونے کے) اکثر لوگ ایمان نہین لاتے گو آپ کا کیسا ہی جی چاہتا ہو اور (ان کے ایمان نہ لانے سے آپ کا تو کوئی نقصان ہی نہین کیونکہ) آپ اُن سے اس (قرآن) پر کچھ معاوضہ تو چاہتے نہین (جسمین یہ احتمال ہو کہ اگر یہ قرآن کو نہ قبول کرین گے تو آپ کا معاوضہ فوت ہو جاویگا) یہ (قرآن) تو صرف تمام جہان والون کے لیے ایک نصیحت ہی (جو نہ مانیگا اُسیکا نقصان ہوگا) اور (جیسے یہ لوگ منکر نبوت ہین اسیطرح باوجود دلائل منکر توحید بھی ہین چنانچہ) بہت سی نشانیان ہین (کہ توحید پر دال ہین) آسمانون مین (جیسا کواکب وغیرہ) اور زمین مین (جیسے عناصر وعنصریات) جنپر ان کا گذر ہوتا رہتا ہی (یعنی اُن کا مشاہدہ کرتے رہتے ہین) اور وہ اُنکی طرف (اصلا) توجہ نہین کرتے (یعنی اُن سے استدلال نہین کرتے) اور اکثر لوگ جو خدا کو مانتے بھی ہین تو اس طرح کہ شرک بھی کرتے جاتے ہین (پس بدون توحید خدا کا ماننا مثل نہ ماننے کے ہی پس یہ لوگ اللہ کے ساتھ بھی کفر کرتے ہین اور نبوت کے ساتھ بھی کفر کرتے ہین) سو کیا (اللہ ورسول کے منکر ہوکر) پھر بھی اس بات سے مطمئن ہوئے بیٹھے ہین کہ انپر خدا کے عذاب کی کوئی ایسی آفت آپڑے جو ان کو محیط ہوجاوے یا انپر اچانک قیامت آجاوے اور ان کو (پہلے سے) خبر بھی نہو (مطلب یہ کہ مقتضا کفر کا عقوبت ہی خواہ دنیا مین نازل ہوجاوے یا قیامت کے دن واقع ہووے ان کو ڈرنا اور کفر کو چھوڑ دینا چاہیے) آپ فرما دیجیے کہ یہ (مضمون جو اوپر مفہوم ہوا رسالت کا حق ہونا توحید کا حق ہونا ہی) میرا طریق ہی (جس کا خلاصہ مکرر سنایا جاتا ہی کہ) مین (لوگون کو توحید) خدا کی طرف اس طور پر بلاتا ہون کہ مین (اُس توحید کی اور اپنے داعی من اللہ ہونے کی) دلیل پر قائم ہون مین بھی اور میرے ساتھ والے بھی (یعنی میرے پاس بھی دلیل ہی توحید ورسالت کی اور میرے ساتھ والے بھی استدلال کے ساتھ مجھپر ایمان لائے ہین مین بے دلیل بات کی طرف کسیکو نہین بلاتا دلیل سنو اور سمجھو پس حاصل طریق یہ ہوا کہ خدا واحد ہی اور مین داعی ہون) اور اللہ (شرک سے) پاک ہی اور مین (اس طریق کو قبول کرتا ہون اور) مشرکین مین سے نہین ہون (خلاصہ یہ ہوا کہ میرا مقصود دعوی نبوت سے اپنا بندہ بنانا نہین بلکہ اللہ کا بندہ بنانا ہی لیکن اُس کا طریق بذریعہ داعی من اللہ کے تبلایا جاتا ہی اس لئے میرا داعی ماننا جب کہ میرے پاس اس کی دلیل بھی ہی واجب ہی) اور (یہ جو نبوت پر شبہ کرتے ہین کہ نبی فرشتہ ہونا چاہیے محض مہمل بات ہی کیونکہ) ہم نے آپ سے پہلے مختلف بستی والون مین سے جتنے (رسول) بھیجے سب آدمی ہی تھے (کوئی بھی فرشتہ نہ تھا اور جنہون نے اُن کو نہ مانا اور ایسے مہمل شبہات کرتے رہے اُن کو سزائین دی گئین اسیطرح ان کو بھی سزا ہوگی خواہ دنیا مین خواہ آخرت مین اور یہ لوگ جو بیفکر ہین) تو کیا یہ لوگ ملک مین (کہین) چلے پھرے نہین کہ (اپنی آنکھون سے) دیکھ لیتے کہ اُن لوگون کا کیسا (بُرا) انجام ہوا جو ان سے پہلے (کافر) ہو گذرے ہین (مطلب یہ کہ اُن کی ہلاکت اور بدانجامی کے آثار مشاہدہ کر لیتے) اور (یاد رکھو کہ جس دنیا مین منہمک ہوکر تمنے کفر اختیار کر رکھا ہی یہ دنیا محض ہیچ اور فانی ہی) البتہ عالم آخرت اُن لوگون کے لئے نہایت بہبودی کی چیز ہے جو (شرک وغیرہ سے) احتیاط رکھتے ہین (اور توحید اختیار کرتے ہین) سو کیا تم اتنا بھی نہین سمجھتے (کہ فانی کا اختیار کرنا بہتر ہے یا باقی کا اور اگر تم کو تاخیر عذاب سے شبہہ عدم وقوع کا ہوتا ہو تو تمہاری غلطی ہے اس لئے کہ کفار امم سابقہ کو بھی بڑی بڑی مہلتین دیگئین) یہانتک کہ (طویل مدت مہلت کی وجہ سے) پیغمبر (اسباب سے) مایوس ہوگئے (کہ جو وقت اجمالی وعدہ الٰہیہ کا اپنے اجتہاد سے معین کرکے ہمنے اپنے ذہن مین قرار دے رکھا تھا اُس وقت مین ہم منصور اور کفار مقہور نہ ہونگے) اور اُن (پیغمبرون) کو گمان غالب ہوگیا کہ (وعدہ الٰہیہ کی تحدید مین) ہمارے فہم نے غلطی کی (کہ بلا تنصیص محض قرائن یا حسب استعجال نصر سے قریب کا وقت معین کر لیا حالانکہ وعدہ مطلق ہے ایسی مایوسی کی حالت مین) اُن کو ہماری مدد پہونچی (وہ مدد یہ کہ کفار پر عذاب آیا)

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ قبل حتی اذا استیئس الرسل مہلتین الخ اشارة الی تقدیر امهلوا کما فی البیضاوی ای لا یغررہم تمادی ایام امهالہم فان من قبلہم امهلوا الخ ۱۲

سورۃ الرعد مکیۃ وھی ثلث و اربعون اٰیۃ وست رکوعات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہون مین اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہین

الٓمّٓرٰ قف تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ ؕ وَالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○

الٓمّٓرٰ یہ آیتین ہین ایک بڑی کتاب کی اور جو کچھ آپ پر آپ کے رب کی طرف سے نازل کیا جاتا ہو بالکل سچ ہو اور لیکن بہت سے آدمی ایمان نہین لاتے

پھر (اُس عذاب سے) ہمنے جس کو چاہا وہ بچا لیا گیا (مراد اس سے مؤمنین ہین) اور (اُس عذاب مین کفار ہلاک کیے گئے کیونکہ) ہمارا عذاب مجرم لوگون سے نہین ہٹتا (بلکہ اُنپر ضرور واقع ہونا ہو گو بدیر سہی پس یہ کفار مکہ بھی اس دھوکہ مین نرہین) اِن (انبیاء و امم سابقین) کے قصہ مین سمجھدار لوگون کے لیے (بڑی) عبرت ہو (کہ اُس سے عبرت حاصل کرتے ہین کہ اطاعت کا یہ انجام ہو اور معصیت کا یہ انجام ہو) یہ قرآن (جس مین یہ قصے ہین) کوئی تراشی ہوئی بات تو ہی نہین (کہ اُس سے عبرت نہوتی) بلکہ اس سے پہلے جو (آسمانی) کتابین ہوچکی ہین یہ اُن کی تصدیق کرنیوالا ہو اور ہر (ضروری) بات کی تفصیل کرنیوالا ہو اور ایمان والون کے لیے ذریعہ ہدایت و رحمت ہو (پس ایسی کتاب مین جو مضامین عبرت کے ہون گے اُن سے تو عبرت حاصل کرنا لازم ہی ہو) **ف** ظنوا کے ترجمہ مین گمان غالب کا اعتبار اُس صورت مین ہو جب مدت معہودہ فی الذہن کے گذرنے سے پہلے اس ظن کا اعتبار کیا جاوے کہ آثار نصرت نہ پانے سے گمان غالب ہوگیا اور اگر اُس کے گذرنے کے بعد اس کا اعتبار کیا جاوی تو ظن بمعنے تیقن کے ہوگا اور مایوسی بھی ایک صورت مین ظنی ہوگی اور ایک حالت مین یقینی اور یہ تفسیر کذبوا کی اسہل و اسلم تفاسیر ہو اور اسکی غلطی اجتہادی کا انبیاءؑ سے جائز ہونا ہو سو حدیثون مین یہ امر مصرح ہو خود ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا عام حدیبیہ مین خواب دیکھنا کہ طواف کرنے مکہ گئے ہین اور اس ارادہ سے چلنا اور کامیاب نہونا اس خطائے اجتہادی رسل کی نظیر ہو اور ایک قرات کذبوا بالتشدید ہو جسکے معنے تکذیب کیے گئے اُس کا حاصل معنے یہ ہو کہ رسل کو شبہ ہوا کہ کہین اہل ایمان ہی تکذیب و شک نکرنے لگین پس ظن بمعنے توہم و احتمال ہو اور انہم اور کذبوا کی ضمیر رسل کی طرف اور فاعل کذبوا کا اہل ایمان اور سنا ئیس کے یہی معنی ہین اور دونون قراتون مین اور اور توجیہات بھی ہین مگر اسہل و اسلم یہی ہین جو بندہ نے اختیار کین واللہ اعلم اور اسی کے قریب مضمون کی آیت پارہ دوم کے نصف پر ام حسبتم ان تدخلوا الجنۃ الخ آئی ہو اُس کی تفسیر دیکھنے سے یہان کی اور توضیح ہو جاوے گی) وقد تم تفسیر سورۃ یوسف علیہ السلام بحمد اللہ المنعام ضحوۃ یوم الجمعۃ السابع والعشرین من جمادی الاولی ۱۳۲۴ھ من ہجرۃ خیر الانام علیہ وعلی اخوانہ من النبیین وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین مالا یعد ولا یحصے من الصلوٰت والتحیات الی یوم القیام ــ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۃ الرعد مدنیۃ وقیل مکیۃ الا قولہ ویقول الذین کفروا الاٰیۃ وایہا خمس و اربعون کذا فی البیضاوی ــ اس سورت کا حاصل یہ مضامین ہین توحید رسالت جواب شبہات بر رسالت تسلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حقیت قرآن وعدہ و وعید جس کی تفصیل تقریرات ربط اور معانی آیات سے معلوم ہوگی اور یہی مضامین اجمالاً سورۂ یوسف کے آخری رکوع مین مذکور ہین پس ربط سورت کا ما سبق سے بھی اور باہم کر بھی اس سے ظاہر ہوگیا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم **حقیت قرآن** الٓمّٓرٰ قف تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ ؕ وَالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ①

الٓمّٓرٰ (اس کے معنے اللہ کو معلوم ہین) یہ (جو آپ سُن رہے ہین) آیتین ہین ایک بڑی کتاب (یعنی قرآن) کی اور جو کچھ آپ پر آپ کے رب کی طرف سے نازل کیا جاتا ہو یہ بالکل سچ ہو اور (اُس کا مقتضا یہ تھا کہ سب ایمان لاتے) لیکن بہت سے آدمی ایمان نہین لاتے ــ

ربط اوپر حقیت قرآن کا مضمون تھا آگے توحید کا مضمون ہو جو کہ اعظم مقاصد قرآن سے ہو ــ

ملحقات الترجمۃ

سے ۱۱۱ · قولہ فی قصصہم قصد عبارۃ الی کونہ مصدرا بمعنے المقصوص ای حصہ ۱۱ تا ماں للجمع ۲

سے ۵ قولہ فی الکتب یعنی افادۃ الاطلاق فکانہ ہو الکتاب لاغیر واستلزم ذلک عظمتہ ۱۲

اَللّٰهُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ یَّجْرِیْ

اللہ ایسا ہو کہ اُس نے آسمانون کو بدون ستونون کے اونچا کھڑا کر دیا چنانچہ تم اُنکو دیکھ رہے ہو پھر عرش پر قائم ہوا اور آفتاب و ماہتاب کو کام مین لگا دیا ہر ایک ایک وقت معین

لِاَجَلٍ مُّسَمًّی ؕ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ یُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِیْ مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ

پر چلتا رہتا ہے وہی ہر کام کی تدبیر کرتا ہے دلائل کو صاف صاف بیان کرتا ہے تاکہ تم اپنے رب کے پاس جانیکا یقین کر لو اور وہ ایسا ہے کہ اُس نے زمین کو پھیلایا اور اسمین

فِیْهَا رَوَاسِیَ وَاَنْهٰرًا ؕ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِیْهَا زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ

پہاڑ اور نہرین پیدا کیں اور اسمین ہر قسم کے پھلون سے دو دو قسم کے پیدا کیے شب سے دن کو چھپا دیتا ہے ان امور مین

لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ وَفِی الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّنَخِیْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَیْرُ

سوچنے والون کے واسطے دلائل اور زمین مین پاس پاس مختلف قطعے ہین اور انگورون کے باغ ہین اور کھیتیان ہین اور کھجورین ہین جنمین بعضے تو ایسے ہین کہ ایک تنہ سے اوپر جاکر دو تنے ہو جاتے ہین اور بعضے مین

صِنْوَانٍ یُّسْقٰی بِمَآءٍ وَّاحِدٍ ۫ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰی بَعْضٍ فِی الْاُكُلِ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ۝

دو تنے نہین ہوتے سب کو ایک ہی طرح کا پانی دیا جاتا ہے اور ہم ایک کو دوسرے پر پھلون مین فوقیت دیتے ہین ان امور مین سمجھ دارون کے واسطے دلائل ہین

توحید

اَللّٰهُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی ؕ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ یُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِیْ مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ فِیْهَا رَوَاسِیَ وَاَنْهٰرًا ؕ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِیْهَا زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ وَفِی الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّنَخِیْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَیْرُ صِنْوَانٍ یُّسْقٰی بِمَآءٍ وَّاحِدٍ ۫ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰی بَعْضٍ فِی الْاُكُلِ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ۝ (۴)

اللہ ایسا (قادر) ہے کہ اُس نے آسمانون کو بدون ستون کے اونچا کھڑا کر دیا چنانچہ تم اُن (آسمانون) کو (اسیطرح) دیکھ رہے ہو پھر عرش (یعنی تخت شاہی) پر قائم ہوا (یعنی زمین آسمان مین احکام جاری کرنے لگا) اور آفتاب و ماہتاب کو کام مین لگا دیا (ان دونون مین سے) ہر ایک (اپنی مدار پر) ایک وقت معین مین چلتا رہتا ہے (چنانچہ سورج اپنی مدار کو سال بھر مین قطع کر لیتا ہے اور چاند مہینہ بھر مین) وہی (اللہ) ہر کام کی (جو کچھ عالم مین واقع ہوتا ہے) تدبیر کرتا ہے (اور) دلائل (تکوینیہ و تشریعیہ) کو صاف صاف بیان کرتا ہے تاکہ تم اپنے رب کے پاس جانیکا (یعنی بعث و نشر کا) یقین کر لو (اُس کے امکان کا تو اسطرح کہ جب اللہ تعالیٰ ایسی عظیم چیزون کی تخلیق پر قادر ہے تو مردون کو زندہ کرنے پر کیون نہین قادر ہوگا اور اُس کے وقوع کا یقین اس طرح کہ مخبر صادق نے ایک امر ممکن کے وقوع کی خبر دی لامحالہ وہ واقع ہے) اور وہ ایسا ہے کہ اُس نے زمین کو پھیلایا اور اُس (زمین) مین پہاڑ اور نہرین پیدا کین اور اُس مین ہر قسم کے پھلون سے دو دو قسم کے پیدا کیے (مثلاً کھٹے اور میٹھے یا چھوٹے اور بڑے کوئی کسی رنگ کا کوئی کسی رنگ کا اور) شب (کی تاریکی) سے دن (کی روشنی) کو چھپا دیتا ہے (یعنی شب کی تاریکی سے دن کی روشنی پوشیدہ اور زائل ہو جاتی ہے) ان امور (مذکورہ) مین سوچنے والون کے (سمجھنے کے) واسطے (توحید پر) دلائل (موجود) ہین (جس کی تقریر پارہ دوم کے رکوع چہارم کے شروع مین گذری ہے) اور (اسیطرح اور بھی دلائل ہین توحید کے چنانچہ)

اللغات قولہ عمد اسم جمع قولہ سخر جعلہما طائعین لما ارید منہما قولہ یدبر فیہ مجاز ای یتصرف من غیر نظر الی معنی الفکر فی العواقب قولہ مد بسط قولہ رواسی ثوابت صنوان الفرعان من اصل واحد ۱۲

النحو قولہ ترونہا استیناف وقیل صفۃ عمد ثم النفی اما متوجہ الی المقید والقید ای لا عمد ولا رویۃ وقیل الی القید فقط والعمد ثبت بان یراد بہ القدرۃ

الاٰیۃ کقولہ تعالیٰ ان اللہ یمسک السموات الخ ۱۲

البلاغۃ قولہ رفع السموت وہذا کقولہ سبحان الذی کبر الفیل وصغر البق ۱۲

اختلاف القراءۃ فی قراءۃ وزرع ونخیل مجرورین عطفا علی اعناب وہو کما فی الکشف من باب تقلدا سیفا ورمحا او المراد ان فی الجنات فرجا مزروعۃ بین الاشجار والا فلا یقال للمزرعۃ وحدہا جنۃ قال فی روح المعانی وہذا احسن منظرا وانزہ ۱۲

وَاِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۬ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ

اور اگر آپ کو تعجب ہو تو اُن کا یہ قول تعجب کے لائق ہے کہ جب ہم خاک ہوگئے کیا ہم پھر از سر نو پیدا ہونگے ۔ یہ وہ لوگ ہین کہ انہون نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا اور ایسے لوگون کی

الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ

گردنون مین طوق ڈالے جاوینگے اور ایسے لوگ دوزخی ہین وہ اُس مین ہمیشہ رہین گے اور یہ لوگ عافیت سے پہلے آپ سے مصیبت کا تقاضا کرتے ہین

وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ ۭ وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰي ظُلْمِهِمْ ۚ وَاِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيْدُ

حالانکہ ان سے پہلے واقعات عقوبت گذر چکے ہین اور یہ بات بھی یقینی ہے کہ آپ کا رب لوگون کی خطائین باوجود اُن کی بیجا حرکتون کے معاف کردیتا ہے اور یہ بات بھی یقینی ہے کہ آپکا رب سخت

الْعِقَابِ ۝ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۝

سزا دیتا ہے اور یہ کفار یون کہتے ہین کہ انپر خاص معجزہ کیون نہین نازل کیا گیا آپ صرف ڈرانیوالے ہین اور ہر قوم کے لئے ہادی ہوتے چلے آئے ہین

ع ۷

زمین مین پاس پاس (اور پھر) مختلف قطعے ہین (جن کا باوجود تلاصق کے مختلف الاثر ہونا عجیب بات ہے) اور انگورون کے باغ ہین اور (مختلف) کھیتیان ہین اور کھجور (کے درخت) ہین جن مین بعضے تو ایسے ہین کہ ایک تنہ سے اوپر جاکر دو تنے ہو جاتے ہین اور بعضے مین دو تنے نہین ہوتے (بلکہ جڑ سے شاخون تک ایک ہی تنہ چلا جاتا ہے اور) سبکو ایک ہی طرح کا پانی دیا جاتا ہے اور (باوجود اس کے پھر بھی) ہم ایک کو دوسرے پر پھلون مین فوقیت دیتے ہین ان اُمور (مذکورہ) مین (بھی) سمجھدارون کے (سمجھنے کے) واسطے (توحید کے) دلائل (موجود) ہین **ف** نزدنہا سے ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ یہ جو نظر آتا ہے آسمان ہے اور فلاسفہ جو اس رنگ محسوس کو نور و ظلمت کی ترکیب کا اثر بتلاتے ہین ہم اُس کے منکر نہین لیکن اگر باوجود اس کے اسی مین آسمان کا رنگ بھی نظر آتا ہو تو کیا تعجب ہے خواہ وہ رنگ اسی کے مناسب ہو جیسا ظاہر حدیث ما اظلت الخضراء سے معلوم ہوتا ہے اور یا دوسرا رنگ ہو کہ امتزاج سے ایسا محسوس ہونے لگا ہو جیسا فرض کیجیے ایک سفید کپڑے کے سامنے دو آئینے ہون ایک سفید اور ایک سیاہ تو ان دونون کے اندر سے وہ کپڑا بھی نظر آتا ہے گو اصلی رنگ پر نہ ہو پس اس صورت مین خضراء اُس کو باعتبار عارض کے فرما دیا اور آیت والی السماء کیف رفعت سے بھی ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ آسمان نظر آتا ہے اور بعض نے یہ کہا ہے کہ یہ رؤیت اور نظر حکمی ہے حقیقی نہین یعنی دلائل سے اس کا وجود اور صفت و کیفیت ایسی معلوم ہے جیسے گویا دیکھ لیا واللہ اعلم **ف** صنوان کے ترجمہ مین دو تنہ کی تخصیص تمثیلاً ہے ورنہ بعض مین تین چار تک دیکھے گئے ہین اور پھر ہر ایک مین پیچھے الگ الگ نکلتے ہین اور پھل الگ الگ لگتے ہین **ربط** اوپر توحید کا اثبات تھا آگے جواب ہے کفار کے شبہات کا جو نبوت کے متعلق تھے مع وعید کے اور وہ تین شبہے تھے اول بعث و نشر کو وہ لوگ محال سمجھتے تھے اور اس سے نفی نبوت پر استدلال کرتے تھے جیسا دوسری آیت مین ہے ہل ندلکم علے رجل ینبئکم اذا مزقتم کل ممزق انکم لفی خلق جدید۔ دوسرا شبہ یہ تھا کہ اگر آپ نبی ہین تو انکار نبوت پر جس عذاب کی آپ وعید سناتے ہین وہ کیون نہین آتا کقولہ تعالی ان کان ہذا ہو الحق من عندک الخ تیسرا شبہ یہ تھا کہ جن معجزات کی ہم فرمایش کرتے ہین وہ کیون نہین ظاہر کیے جاتے آیت وان تعجب الخ مین اول شبہ کا رد ہے اور آیت ویستعجلونک الخ مین دوسرے شبہ کا جواب اور آیت ویقول الذین کفروا الخ مین تیسرے شبہ کا جواب ہے کذا فی الکبیر

جواب مطاعن بر نبوت

وَاِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝۵ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۶ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ ۭ وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰي ظُلْمِهِمْ ۚ وَاِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝۷ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۝۸

اللغات قولہ المثلٰت جمع مثلۃ بفتح المیم و ضم الثاء وہی العقوبۃ الفاضحۃ سمیت بہا لما بین العقاب والمعاقب بہ من المماثلۃ ۱۲ **النحو** قولہ اذا کنا عاملہ ما دل علیہ قولہ انا لفی خلق ای نبعث و تکرار الہمزۃ للتاکید قولہ قبل الحسنۃ بتقدیر المضاف ای قبل انقضاء الزمان المقدر لہا کذا فی الروح ۱۲

اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ۭ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ۝ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ

اللہ تعالیٰ کو سب خبر رہتی ہے جو کچھ کسی عورت کو حمل رہتا ہے اور جو کچھ رحم میں کمی بیشی ہوتی ہے اور ہر شے اللہ کے نزدیک ایک خاص انداز سے ہے وہ تمام پوشیدہ اور ظاہر چیزوں کا جاننے والا ہے

الْمُتَعَالِ ۝ سَوَاۗءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍۢ بِالَّيْلِ وَسَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ ۝

سب سے بڑا عالیشان ہے تم میں سے جو شخص کوئی بات چپکے سے کہے اور جو پکار کر کہے اور جو شخص رات میں کہیں چھپ جاوے اور جو دن میں چلے پھرے یہ سب برابر ہیں

اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اگر آپ کو (ان لوگوں کے انکار بعث سے) تعجب ہو تو (واقعی) اُن کا یہ قول تعجب کے لائق ہے کہ جب ہم (مر کر) خاک ہو گئے (خاک ہو کر) ہم پھر (قیامت کو) از سر نو پیدا ہونگے (تعجب کے لائق اس لئے کہ جو ذات ایسی اشیاء مذکورہ کے خلق پر ابتدا قادر ہے اس کو دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہے اور اسی سے جواب ہو گیا استبعاد بعث کا اور انکار نبوت کا بھی جسکا مبنیٰ وہ استبعاد تھا ایک کے جواب سے دوسرے کا جواب ہو گیا آگے ان کے لئے وعید ہے کہ) یہ وہ لوگ ہیں کہ انہوں نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا (کیونکہ انکار بعث سے اُس کی قدرت کا انکار کیا نیز انکار نبوت سے جو لازم تھا انکار بعث سے حق تعالیٰ کی صفت تائید للحق کا انکار کیا کہ اظہار معجزات ید کاذب پر ایک قسم ہے تائید باطل و تلبیس حق کی) اور ایسے لوگوں کی گردنوں میں (دوزخ میں) طوق ڈالے جاوینگے اور ایسے لوگ دوزخی ہیں (اور) وہ اُس میں ہمیشہ رہینگے اور یہ لوگ عافیت (کی میعاد ختم ہونے) سے پہلے آپ سے مصیبت (کے نازل ہونے) کا تقاضا کرتے ہیں (کہ اگر آپ نبی ہیں تو جلدی عذاب منگا دیجیے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عذاب کے وقوع کو بڑا بعید سمجھتے ہیں) حالانکہ ان سے پہلے (اور کفار پر) واقعات عقوبت گذر چکے ہیں (تو نیز آ جانا کیا مستبعد ہے) اور (اللہ تعالیٰ کے غفور اور رحیم ہونے کو سنکر یہ لوگ مغرور نہ ہو جاویں کہ اب ہمکو عذاب نہ ہوگا کیونکہ صرف غفور رحیم ہی نہیں ہیں اور پھر سب کے لئے غفور رحیم نہیں ہیں بلکہ دونوں باتیں اپنے اپنے موقع پر ظاہر ہوتی ہیں یعنی) یہ بات بھی یقینی ہے کہ آپ کا رب لوگوں کی خطائیں باوجود اُن کی (ایک خاص درجہ کی) بیجا حرکتوں کے معاف کر دیتا ہے اور یہ بات بھی یقینی ہے کہ آپ کا رب سخت سزا دیتا ہے (یعنی اس میں دونوں صفتیں ہیں اور ہر ایک کے ظہور کی شرطیں اور اسباب ہیں پس اُنہوں نے بلا سبب اپنے کو مستحق رحمت و مغفرت کیسے سمجھ لیا بلکہ کفر کی وجہ سے اُن کے لیے تو اللہ تعالیٰ شدید العقاب ہے) اور یہ کفار (قدح نبوت کی غرض سے) یوں (بھی) کہتے ہیں کہ ان پر خاص معجزہ (جو ہم چاہتے ہیں) کیوں نہیں نازل کیا گیا (اور ایسی فرمایش محض حماقت ہے کیونکہ آپ مالک معجزات نہیں بلکہ) آپ صرف (عذاب خدا سے کافروں کو) ڈرانیوالے (یعنی نبی) ہیں (اور نبی کے لئے مطلق معجزہ کی ضرورت ہے جو کہ ظاہر ہو چکا ہے نہ کہ خاص معجزہ کی) اور (کوئی آپ انوکھے نبی نہیں ہوئے بلکہ) ہر قوم کے لئے (امم ماضیہ میں) ہادی ہوتے چلے آئے ہیں (اُن میں بھی یہی قاعدہ چلا آیا ہے کہ دعوے نبوت کے لئے مطلق دلیل کو کافی قرار دیا گیا خاص دلیل کا التزام نہیں ہوا) **ف** آیت میں ہادی عام ہے نبی اور نائب نبی کو پس ہند میں مطلق ہادی کے آنے سے اُس کا نبی ہونا لازم نہیں البتہ محتمل ہے اس میں زیادہ بحث عبث ہے نہیں ربط اوپر بعث و رسالت سے پہلے توحید کا مضمون تھا آگے پھر عود ہے اُسی طرف کہ اللہ یعلم الخ میں اپنا جمیع العلم ہونا اور لہ معقبٰت الخ میں اپنا حافظ و متصرف ہونا اور ہو الذی یریکم الخ میں اپنا عظیم الشان ہونا اور لہ دعوۃ الحق میں اپنا مجیب الدعوات ہونا اور وللہ یسجد الخ میں اپنا قادر مطلق ہونا اور قل من رب الخ میں اپنا خالق ہونا مذکور فرمایا ہے۔

عود بسوئے توحید

اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ۭ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ۝ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ۝ سَوَاۗءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍۢ بِالَّيْلِ وَسَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ ۝ (۱۱)

ملحقات الترجمہ

لے قولہ تعجب واقعی اے لائق اشارۃ الی تقدیر الجزاء ای ان تعجب فحق لک التعجب لان قولہم حقیق بان یتعجب منہ

سے قولہ قبل وقد خلت جس سے معلوم الخ اشارۃ الی توجیہ الحال والتقدیر یستعجلونک مستہزئین بانذارک بکارین لوقوع ما انذرتہم ایاہ والحال انہ قد مضت العقوبات علی امثالہم کذا فی الروح

سے قولہ اپنے ظلم پر خاص درجہ المراد المعصیۃ احترازا من الکفر۔

لہ معقبت من بین یدیہ ومن خلفہ یحفظونہ من امر اللہ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما

ہر شخص کے لئے کچھ فرشتے ہیں جن کی بدلی ہوتی رہتی ہے کچھ اس کے آگے اور کچھ اس کے پیچھے کہ وہ بحکم خدا اس کی حفاظت کرتے ہیں واقعی اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت میں تغیر نہیں کرتا جب تک وہ

بانفسہم واذا اراد اللہ بقوم سوءا فلا مرد لہ وما لہم من دونہ من وال ۝ ھو الذی یریکم البرق

لوگ خود اپنی حالت کو نہیں بدل دیتے اور جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر مصیبت ڈالنا تجویز کر لیتا ہے تو پھر اس کے ہٹنے کی کوئی صورت ہی نہیں اور کوئی خدا کے سوا ان کا مددگار نہیں رہتا وہ ایسا ہے کہ تم کو بجلی دکھلاتا ہے

خوفا وطمعا وینشئ السحاب الثقال ۝ ویسبح الرعد بحمدہ والملئکۃ من خیفتہ ویرسل الصواعق

جس سے ڈر بھی ہوتا ہے اور امید بھی ہوتی ہے اور وہ بادلوں کو بلند کرتا ہے جو پانی سے بھرے ہوتے ہیں اور رعد اس کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بیان کرتا ہے اور فرشتے بھی اس کے خوف سے اور وہ بجلیاں بھیجتا ہے

فیصیب بہا من یشاء وہم یجادلون فی اللہ وھو شدید المحال ۝ لہ دعوۃ الحق والذین

پھر جس پر چاہے گرا دیتا ہے　اور وہ لوگ اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں　حالانکہ وہ بڑا شدید القوت ہے　سچا پکارنا اسی کے لئے خاص ہے　اور خدا کے سوا جن کو یہ

یدعون من دونہ لا یستجیبون لہم بشیء الا کباسط کفیہ الی الماء لیبلغ فاہ وما ھو ببالغہ وما

لوگ پکارتے ہیں وہ ان کی درخواست کو اس سے زیادہ منظور نہیں کر سکتے جتنا پانی اس شخص کی درخواست کو منظور کرتا ہے جو اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلائے ہوئے ہو تاکہ وہ اس کے منہ تک آ جاوے اور وہ اس کے منہ تک آنے والا نہیں

دعاء الکفرین الا فی ضلل ۝ وللہ یسجد من فی السموت والارض طوعا وکرہا وظللہم بالغدو

کافروں کی درخواست کرنا محض بے اثر ہے　اور اللہ ہی کے سامنے سب سر خم کئے ہیں جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمین میں ہیں خوشی سے اور مجبوری سے اور ان کے سائے بھی

والاصال ۝ قل من رب السموت والارض قل اللہ قل افاتخذتم من دونہ اولیاء لا یملکون

صبح و شام　آپ کہیے کہ آسمانوں اور زمین کا پروردگار کون ہے آپ کہہ دیجیے کہ اللہ ہے آپ یہ کہیے کہ کیا پھر بھی تم نے خدا کے سوا دوسرے مددگار قرار دے رکھے ہیں

لانفسہم نفعا ولا ضرا قل ھل یستوی الاعمی والبصیر ام ھل تستوی الظلمت والنور ام جعلوا

اپنی ذات کے نفع نقصان کا بھی اختیار نہیں رکھتے آپ یہ کہیے کہ کیا اندھا اور آنکھوں والا برابر ہو سکتا ہے　یا کہیں تاریکی اور روشنی برابر ہو سکتی ہے　یا انہوں نے اللہ

للہ شرکاء خلقوا کخلقہ فتشابہ الخلق علیہم قل اللہ خالق کل شیء وھو الواحد القہار

کے ایسے شریک قرار دے رکھے ہیں کہ انہوں نے بھی پیدا کیا ہو جیسا خدا پیدا کرتا ہے پھر ان کو پیدا کرنا ایک سا معلوم ہوا ہو آپ کہہ دیجیے کہ اللہ ہی ہر چیز کا خالق ہے اور وہی واحد ہے غالب ہے

لہ معقبت من بین یدیہ ومن خلفہ یحفظونہ من امر اللہ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم واذا اراد اللہ بقوم سوءا فلا مرد لہ وما لہم من دونہ من وال ⑪ ھو الذی یریکم البرق خوفا وطمعا وینشئ السحاب الثقال ⑫ ویسبح الرعد بحمدہ والملئکۃ من خیفتہ ویرسل الصواعق فیصیب بہا من یشاء وہم یجادلون فی اللہ وھو شدید المحال ⑬ لہ دعوۃ الحق والذین یدعون من دونہ لا یستجیبون لہم بشیء الا کباسط کفیہ الی الماء لیبلغ فاہ وما ھو ببالغہ وما دعاء الکفرین الا فی ضلل ⑭ وللہ یسجد من فی السموت والارض طوعا وکرہا وظللہم بالغدو والاصال ⑮ قل من رب السموت والارض قل اللہ قل افاتخذتم من دونہ اولیاء لا یملکون لانفسہم نفعا ولا ضرا قل ھل یستوی الاعمی والبصیر ⑯ ام ھل تستوی الظلمت والنور ام جعلوا للہ شرکاء خلقوا کخلقہ فتشابہ الخلق علیہم قل اللہ خالق کل شیء وھو الواحد القہار

اللغات قولہ معقبت یعنی نعقبات لا یا ہاذ ذا یہا انشاد بین قولہ المحال من المحل بمعنی المکر والقدیر المراد القوۃ ۔ **النحو** قولہ دعوۃ الحق الدعوۃ الحق الذی یترتب علیہ الاثر قولہ الا کباسط قدرہ الا کاستجابۃ الماء لباسط کفیہ قولہ خوفا وطمعا بمعنی خائفین وطامعین حال من ضمیر المفعول قولہ الثقال جمع لکون السحاب جمعا ۔ **البلاغۃ** قولہ سواء منکم تخصیص بعد تعمیم لتفید وفی ببالغہ معنی الجمیل مبالغۃ ۔

اللہ تعالیٰ (کا علم ایسا وسیع ہی کہ اُس) کو سب خبر رہتی ہی جو کچھ کسی عورت کو حمل رہتا ہی (یعنی لڑکا ہی یا لڑکی ہی) اور جو کچھ (اُن عورتون کے) رحم مین کمی بیشی ہوتی ہی (بچہ مین یا مدت مین مثلاً کبھی ایک بچہ ہوتا ہی کبھی زیادہ کبھی جلدی ہوتا ہی کبھی دیر مین) اور ہر شئے اللہ کے نزدیک (یعنی اُس کے علم مین) ایک خاص انداز سے (مقرر) ہی وہ تمام پوشیدہ اور ظاہر چیزون کا جاننے والا ہی سب سے بڑا (اور) عالیشان ہی تم مین سے جو شخص کوئی بات چپکے سے کہے اور جو پکار کر کہے اور جو شخص رات مین کہین چھپ جاوے اور جو دن مین چلے پھرے یہ سب (خدا کے علم مین) برابر ہین (یعنی سب کو یکسان جانتا ہی اور جیسا تم مین سے ہر شخص کو جانتا ہی اسیطرح ہر ایک کی حفاظت بھی کرتا ہی چنانچہ تم مین سے) ہر شخص (کی حفاظت) کے لیے کچھ فرشتے (مقرر) ہین جن کی بدلی ہوتی رہتی ہی کچھ اُس کے آگے اور کچھ اُس کے پیچھے کہ وہ بحکم خدا (بہت بلاؤن سے) اُس کی حفاظت کرتے ہین (اور اس سے کوئی یون نہ سمجھ جاوے کہ جب فرشتے ہمارے محافظ ہین پھر جو چاہے کرو معصیت خواہ کفر کسیطرح عذاب نازل ہی نہوگا یہ سمجھنا بالکل غلط ہی کیونکہ) واقعی اللہ تعالیٰ (ابتداءً تو کسی کو عذاب دیتا نہین چنانچہ اُس کی عادت ہی کہ وہ) کسی قوم کی (اچھی) حالت مین تغیر نہین کرتا جب تک وہ لوگ خود اپنی (صلاحیت کی) حالت کو نہین بدل دیتے (مگر اس کے ساتھ یہ بھی ہی کہ جب وہ اپنی صلاحیت مین خلل ڈالنے لگتے ہین تو پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی اُنپر مصیبت و عقوبت تجویز کیجاتی ہی) اور جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر مصیبت ڈالنا تجویز کر لیتا ہی تو پھر اُس کے ہٹنے کی کوئی صورت ہی نہین (وہ واقع ہو ہی جاتی ہی) اور (ایسے وقت مین) کوئی خدا کے سوا (جن کی حفاظت کا اُن کو زعم ہی) اُن کا مددگار نہین رہتا (حتی کہ فرشتے بھی اُن کی حفاظت نہین کرتے اور اگر کرتے بھی تو حفاظت اُن کی کام نہ آسکتی) وہ ایسا (عظیم الشان) ہی کہ تم کو (بارش کے وقت) بجلی (چمکتی ہوئی) دکھلاتا ہی جس سے (اُس کے گرنے کا) ڈر بھی ہوتا ہی اور (اُس سے بارش کی) امید بھی ہوتی ہے اور وہ بادلون کو (بھی) بلند کرتا ہی جو پانی سے بھرے ہوتے ہین اور رعد (فرشتہ) اُس کی تعریف کے ساتھ اُس کی پاکی بیان کرتا ہی اور (دوسرے) فرشتے بھی اُس کے خوف سے (اُس کی تحمید و تسبیح کرتے ہین) اور وہ (زمین کی طرف) بجلیان بھیجتا ہی پھر جسپر چاہی گرا دیتا ہی اور وہ لوگ اللہ کے باب مین (یعنی اُس کی توحید مین باوجود اُس کے ایسے عظیم الشان ہونے کے) جھگڑتے ہین حالانکہ وہ بڑا شدید القوت ہی (کہ جس سے ڈرنا چاہیے مگر یہ لوگ ڈرتے نہین اور اُس کے ساتھ شریک ٹھیراتے ہین اور وہ ایسا مجیب الدعوات ہی کہ) سچا پکارنا اُسی کے لئے خاص ہی (کیونکہ اُس کو قبول کرنے کی قدرت ہی) اور خدا کے سوا جن کو یہ لوگ (اپنی حوائج و مصائب مین) پکارتے ہین وہ (بوجہ عدم قدرت کے) ان کی درخواست کو اس سے زیادہ منظور نہین کر سکتے جتنا پانی اُس شخص کی درخواست کو منظور کرتا ہی جو اپنے دونون ہاتھ پانی کی طرف پھیلائے ہو (اور اُس کو اشارہ سے اپنی طرف بلا رہا ہو) تاکہ وہ (پانی) اُس کے منہ تک (اڑکر) آجاوے اور وہ (ازخود) اس کے منہ تک (کسیطرح) آنیوالا نہین (پس جسطرح پانی ان کی درخواست قبول کرنے سے عاجز ہی اسیطرح ان کے معبود عاجز ہین اگر وہ غیر ذی روح ہین تب تو ظاہر ہی اور اگر وہ ذی روح ہین تب بھی قادر حقیقی کے روبرو تو عاجز ہی ہین) اور (چونکہ وہ معبود ین ان کی درخواست کے قبول کرنے سے عاجز ہین اس لیئے) کافرون کی (اُن سے) درخواست کرنا محض بے اثر ہے اور اللہ ہی (ایسا قادر مطلق ہی کہ اُسی) کے سامنے سب سرخم کیے ہین جتنے آسمانون مین ہین اور جتنے زمین مین ہین (بعضے) خوشی سے اور (بعضے) مجبوری سے (خوشی سے یہ کہ باختیار خود عبادت کرتے ہین اور مجبوری کے یہ معنے ہین کہ اللہ تعالیٰ جس مخلوق مین جو تصرف کرنا چاہتے ہین وہ اُس کی مخالفت نہین کر سکتا) اور اُن (زمین والون) کے سائے بھی (سرخم کیے ہین) صبح اور شام کے وقتون مین (یعنی سایہ کو جتنا چاہین بڑھا ہین جتنا چاہین گھٹا ئین اور صبح و شام کے وقت چونکہ امتداد اور تقلص اُن کا زیادہ ظاہر ہوتا ہے اس لیئے تخصیص کی گئی ورنہ سایہ بھی باین معنے ہر طرح مطیع ہے اور چونکہ مثل صفات بالا کے وہ تمام عالم کا خالق ہی ہے اس لیئے اس مضمون کی تقریر و تحقیق کے لیئے) آپ (اُن سے یون) کہیے کہ آسمانون اور زمین کا پروردگار (یعنی موجد و مبقی یعنی خالق و حافظ) کون ہی (اور چونکہ اس کا جواب متعین ہے اس لیے جواب بھی) آپ (ہی) کہد یجیئے کہ اللہ ہی (پھر) آپ یہ کہیے کہ کیا (یہ دلائل توحید سنکر) پھر بھی تمنے خدا کے

ملحقات الترجمة

لہ قولہ فی تغیض رحم ای اشارة الی الاسناد المجازی الفاعل ما یلابس الرحم من اولاد المدة ان کان البعض والازدیاد لازمین او الفاعل ہو اللہ تعالیٰ ان کانا متعدیین

ٹہ قولہ رب السموت تاق کذا فی الروح

سوا دوسرے مددگار (یعنی معبود بنا) قرار دے رکھے ہیں جو (بوجہ غایت عجز کے) خود اپنی ذات کے نفع نقصان کا بھی اختیار نہیں رکھتے (اور پھر شرک کے ابطال اور توحید کے احقاق کے بعد اہل شرک اور اہل توحید اور خود توحید و شرک کے درمیان اظہار فرق کے لئے آپ یہ (بھی) کہیے کہ کیا اندھا اور آنکھوں والا برابر ہوسکتا ہے (یہ مثال ہے مشرک اور موحد کی) یا کہیں تاریکی اور روشنی برابر ہوسکتی ہے (یہ مثال ہے شرک اور توحید کی) یا انہوں نے اللہ کے ایسے شریک قرار دے رکھے ہیں کہ انہوں نے بھی (کسی چیز کو) پیدا کیا ہو جیسا خدا (ان کے اعتراف کے موافق بھی) پیدا کرتا ہے پھر (اس وجہ سے) ان کو (دونوں کا) پیدا کرنا ایک سا معلوم ہوا ہو (اور اس سے استدلال کیا ہو کہ جب دونوں یکساں خالق ہیں تو دونوں یکساں معبود بھی ہونگے سو اس کے متعلق بھی) آپ (یہی) کہدیجیے کہ اللہ ہی ہر چیز کا خالق ہے اور وہی (اپنی ذات و صفات کمال میں) واحد ہے (اور سب مخلوقات پر) غالب ہے **ف** لہ معقبت الخ سے جو شبہ پیدا ہوا تھا اس کے جواب کے لئے گو صرف واذا اراد اللہ بقوم سوء الخ کافی ہے مگر ان اللہ لایغیر الخ کا فائدہ یہ ہے کہ یہ بھی ایک منشا تھا اسی اشتباہ کا جو لہ معقبت سے پیدا ہوا تھا یعنی بعض صورتوں میں عدم تغییر کو دیکھ کر بھی دھوکہ ہوسکتا تھا کہ کسی صورت میں تغییر واقع نہ کیا جاویگا اس لئے تغییر کے یقینی انتفاء کی ایک حد بیان فرما دی گئی جیسا کہ یہ سب ترجمہ کی تقریر سے ظاہر ہے اور بعض لوگوں کو وسوسہ ہوا ہے کہ باوجود حفاظت ملائکہ کے پھر کیوں بعض حوادث کا وقوع ہوتا ہے جواب ظاہر ہے کہ من امر اللہ کی اسمیں قید ہے پس جب کسی حکمت کی وجہ سے جس کی تعیین کا علم ہونا ہم کو ضرور نہیں حکم حفاظت کا نہیں ہوتا وہ ملائکہ اپنا کام نہیں کرتے اور اگر کسی کو یہ وسوسہ ہو کہ حفاظت تو ویسے بھی ہوسکتی تھی ملائکہ کے مقرر ہونے کی کیا ضرورت جواب یہ ہے کہ ضرورت کی نفی سے حکمت کی نفی لازم نہیں آتی مثل دوسرے اسباب کے اس میں بھی حکمتیں ہوں گی اور اگر کسی کو یہ وسوسہ ہو کہ بعض اوقات دیکھا جاتا ہے کہ باوجود ارتکاب معاصی کے عافیت اور نعمت زائل نہیں ہوتی اور بعض اوقات باوجود اجتناب معاصی کے عافیت اور نعمت زائل ہوجاتی ہے اور یہ دونوں امر مقتضائے ان اللہ لایغیر الخ کے منافی ہیں جواب یہ ہے کہ امر اول تو ظاہراً بھی منافی نہیں کیونکہ آیت کا مدلول یہ نہیں کہ ان کی تغییر حالت سے ہم ضرور تغییر کردیں گے بلکہ اس کا مدلول یہ ہے کہ بدون ان کی تغییر کے ہم تغییر نہ کریں گے سو امر اول ظاہر ہے کہ اس مدلول کے منافی نہیں اور امر ثانی بھی تامل کے بعد منافی نہیں کیونکہ ما بقوم سے مراد رحمت الٰہیہ اور اس کی تغییر سے مراد غضب اور ناراضی ہے جیسا ما بانفسہم سے مراد طاعۃ اور اس کی تغییر سے مراد معصیت ہے پس حاصل مدلول آیت یہ ہوا کہ بدون معصیت کے ہم ناراض نہیں ہوتے پس اجتناب معاصی میں ناراضی کی نفی یقینی ہے نعمت اور عافیت کی نفی کا وعدہ نہیں پس امر ثانی کو مدلول آیت سے کوئی تنافی نہیں اور اس بنا پر امر اول کے عدم تنافی کی اور بھی تقریر ممکن ہے وہ یہ کہ ارتکاب معاصی سے گو نعمت اور عافیت ظاہری زائل نہ ہو لیکن حق تعالیٰ کی ناراضی کسبدرجہ میں تو ضرور مرتب ہوجاتی ہے چنانچہ روح المعانی میں بروایت ابن ابی شیبہ والوالشیخ وابن مردویہ حضرت علی رض سے مرفوعاً ایک حدیث قدسی نقل کی ہے جس میں یہ مضمون مصرح ہے اس کے الفاظ یہ ہیں وعزتی وجلالی وارتفاعی فوق عرشی مامن اہل قریۃ ولا اہل بیت ولا رجل ببادیۃ کانوا علی ما کرہت من معصیتی ثم تحولوا عنہا الی ما احببت من طاعتی الا تحولت لہم عما یکرہون من عذابی الی ما یحبون من رحمتی ومامن اہل قریۃ ولا اہل بیت ولا رجل ببادیۃ کانوا علی ما احببت من طاعتی ثم تحولوا عنہا الی ما کرہت من معصیتی الا تحولت لہم عما یحبون من رحمتی الی ما یکرہون من عذابی اور اس تفسیر سے ایک اور وسوسہ زائل ہوگیا وہ یہ کہ بعض آیات و احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ذنوب خاصہ سے کبھی مواخذہ عامہ بھی ہوتا ہے تو غیر عاصی کا ماخوذ ہونا بظاہر منافی ہے مدلول ان اللہ لایغیر الخ کے وجہ زوال ظاہر ہے کہ اگر یہ ماخوذین باوجود قدرت کے مداہنت کرتے تھے تب تو یہ بھی ایک معصیت کے مرتکب تھے تو کچھ اشکال ہی نہیں اور اگر اس سے بھی محفوظ تھے تو وہ مواخذہ صوریہ ہے غضب اور ناراضی نہیں ہے پس دونوں میں کچھ تنافی نہ ہوئی اور ظاہر آیت سے کہ رعد کا ذکر ملائکہ کے ساتھ کیا گیا اور ترمذی کی حدیث مرفوع کی تصریح سے رعد کا ایک فرشتہ ہونا معلوم ہوتا ہے اور اسی حدیث سے برق کا اس فرشتہ کے ہاتھ میں ایک ناری تازیانہ ہونا معلوم ہوتا ہے اس میں بعض نے ایک

اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا ؕ وَمِمَّا يُوْقِدُوْنَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ

اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی نازل فرمایا پھر نالے اپنی مقدار کے موافق چلنے لگے پھر وہ سیلاب خس و خاشاک کو بہا لایا جو اس کے اوپر ہے اور جن چیزون کو آگ کے اندر زیور یا اور اسباب بنانے

ابْتِغَآءَ حِلْيَةٍ اَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ ؕ فَاَمَّا الزَّبَدُ

غرض سے تپاتے ہین اُسمین بھی ایسا ہی میل کچیل ہے اللہ تعالیٰ حق اور باطل کی اسیطرح کی مثال بیان کر رہا ہے سو جو میل کچیل تھا

فَيَذْهَبُ جُفَآءً ۚ وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ ؕ

وہ پھینک دیا جاتا ہے اور جو چیز لوگون کے کارآمد ہے وہ دنیا مین رہتی ہے اللہ تعالیٰ اسیطرح مثالین بیان کیا کرتے ہین

اشکال نقل کیا ہے اور ایک ... شخص اول یہ کہ سورۂ بقرہ مین رعد کو ذکر آیا ہے مگر یہ معلوم ہوتا تو ذکر ... دوسرا یہ کہ فلاسفہ نے اس کے خلاف ذکر کیا ہے اول کا جواب یہ ہے کہ رعد جیسا فرشتہ کا نام ہے ایسے ہی رعد اُس فرشتہ کی آواز کو بھی کہتے ہین پس نکرہ سے مراد اُس کی صورت ہے اور دوسرے کا جواب یہ ہے کہ اگر اس آواز کا سبب ظاہری بخلاف فلاسفہ قول کے موافق ہو اور سبب حقیقی خبر شرع کے مطابق ہو تو اسمین کوئی اشکال نہین چنانچہ انسان کی آواز کا ظاہری سبب قلع و قرع خاص ہے اور حقیقی سبب اُسکی روح ہے اسیطرح یہان ہونا بھی مستبعد نہین اور یہ بھی کہنا مضائقہ نہین کہ کہا کہ یہ سبب ہوا ہو گا کہ وہ ہو کیونکہ سبب واحد کے اسباب کا متعدد ہونا جائز ہے اسیطرح برق کی حقیقت تو وہی ہو جو فلاسفہ کہتے ہین مگر وہ اُس فرشتہ کے قبضہ مین ہو تو اسمین کوئی استبعاد نہین پاگا ہے یہ ہو گا ہے وہ ہو خوب سمجھ لو واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم

ربط اوپر توحید کا حق ہونا اور شرک کا باطل ہونا مذکور تھا آگے اس حق اور اس باطل کی دو مثالین مذکور ہین جیسا اوپر بھی ایک تمثیل نور و ظلمات کے ساتھ مذکور ہوئی ہے

مثال حق و باطل

اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌۢ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا ؕ وَمِمَّا يُوْقِدُوْنَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَآءَ حِلْيَةٍ اَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ ؕ فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً ۚ وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ ؕ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی نازل فرمایا پھر (اُس پانی سے) نالے (بھر کر) اپنی مقدار کی موافق چلنے لگے (یعنی چھوٹے نالے مین تھوڑا پانی اور بڑے نالے مین زیادہ پانی) پھر وہ سیلاب (کا پانی) خس و خاشاک کو بہا لایا جو اُس (پانی کی سطح کے) اوپر (آ رہا) ہے (ایک کوڑا کرکٹ تو یہ ہے) اور جن چیزون کو آگ کے اندر (رکھکر) زیور یا اور اسباب (ظروف وغیرہ) بنانے کی غرض سے تپاتے ہین اُسمین بھی ایسا ہی میل کچیل (اوپر آ جاتا ہے) (پس ان دو مثالون مین دو چیزین ہین ایک کارآمد چیز کہ اصل پانی اور اصل مال ہے اور ایک ناکارہ چیز کہ کوڑا کرکٹ میل کچیل ہے غرض) اللہ تعالیٰ حق (یعنی توحید و ایمان وغیرہ) اور باطل (یعنی کفر و شرک وغیرہ) کی اسیطرح کی مثال بیان کر رہا ہے (جس کی تکمیل اگلے مضمون سے ہوتی ہے) سو (ان دونون مثالون مین) جو میل کچیل تھا وہ تو پھینک دیا جاتا ہے اور جو چیز لوگون کے کارآمد ہے وہ دنیا مین (نفع رسانی کے ساتھ) رہتی ہے (اور جس طرح اس حق و باطل کی مثال بیان کی گئی) اللہ تعالیٰ اسیطرح (ہر ضروری مضمون مین) مثالین بیان کیا کرتے ہین **فـ** حاصل دونون مثالون کا یہ ہے کہ جیسا ان مثالون مین میل کچیل برائے چندے اصلی چیز کے اوپر نظر آتا ہے لیکن انجام کار وہ پھینک دیا جاتا ہے اور اصلی چیز رہ جاتی ہے اسیطرح باطل گو برائے چندے حق کے اوپر غالب نظر آوے لیکن آخرکار باطل محو اور مغلوب ہو جاتا ہے اور حق باقی اور ثابت رہتا ہے کما فی الجلالین **ربط** اور پر ... مذکور ہین اور باطل کا تمام بیان ہو گیا تھا

اللغات قوله اودية جمع وادى الموضع الذى يسيل فيه الماء بكثرة قوله فاحتمل قوله السيل الماء الجارى فى الاودية قوله زبدا هو الغثاء الذى يطرحه الوادى رابيا عاليا منتفخا فوق الماء قوله جفاء جفاه الماء اى رمى به ... قوله

النحو قوله بقدرها متعلق بسالت قوله ومما يوقدون ... فى النار ... المقام خبر مقدم ... مفعول له ... قوله جفاء حال

البلاغة تنكير اودية لان الاستيعاب غير واقع وزيادة قوله فى النار قيل للاشعار بالمبالغة فى الاشتعال للاذابة وحصول ... الزبد

لِلَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنَىٰ ۚ وَالَّذِينَ لَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُ لَوْ أَنَّ لَهُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ

جن لوگون نے اپنے رب کا کہنا مان لیا اُن کے واسطے اچھا بدلہ ہے اور جن لوگون نے اُس کا کہنا نہ مانا اُنکے پاس اگر تمام دنیا بھر کی چیزین ہون اور اُس کے ساتھ اُسیکے برابر اور بھی ہو

لَافْتَدَوْا بِهِ ۚ أُولَٰئِكَ لَهُمْ سُوءُ الْحِسَابِ ۙ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۞ أَفَمَن يَعْلَمُ أَنَّمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ

تو وہ سب اپنی رہائی کے لیے دے ڈالین اُن لوگون کا سخت حساب ہوگا اور اُن کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ برا قرارگاہ ہے جو شخص یہ یقین رکھتا ہو کہ جو کچھ آپکے رب کی طرف سے آپ پر

مِن رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ أَعْمَىٰ ۚ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ ۝ الَّذِينَ يُوفُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَلَا يَنقُضُونَ الْمِيثَاقَ

نازل ہوا ہے وہ سب حق ہے کیا ایسا شخص اُس کی طرح ہو سکتا ہے جو کہ اندھا ہے پس نصیحت تو سمجھدار ہی لوگ قبول کرتے ہین یہ لوگ ایسے ہین کہ اللہ سے جو کچھ انہون نے عہد کیا ہے اُسکو پورا کرتے ہین اور عہد کو توڑتے نہین

وَالَّذِينَ يَصِلُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَن يُوصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُونَ سُوءَ الْحِسَابِ ۝ وَالَّذِينَ صَبَرُوا

اور یہ ایسے ہین کہ اللہ نے جن علاقون کے قائم رکھنے کا حکم کیا ہے اُنکو قائم رکھتے ہین اور اپنے رب سے ڈرتے رہتے ہین اور سخت عذاب کا اندیشہ رکھتے ہین اور یہ لوگ ایسے ہین کہ

ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً وَيَدْرَءُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ أُولَٰئِكَ

اپنے رب کی رضامندی کے جویان رہکر مضبوط رہتے ہین اور نماز کی پابندی رکھتے ہین اور جو کچھ ہمنے اُن کو روزی دی ہے اُس مین سے چپکے بھی اور ظاہر کر کے بھی خرچ کرتے ہین اور بدسلوکی کو نیک سلوک سے ٹال دیتے ہین

لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ۝ جَنَّاتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا وَمَن صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ ۖ وَالْمَلَائِكَةُ

ٹالدیتے ہین اُس جہان مین نیک انجام اُن لوگون کے واسطے ہے یعنی ہمیشہ رہنے کی جنتین جنمین وہ لوگ بھی داخل ہونگے اور اُن کے ماں باپ اور بیبیون اور اولاد مین جو لائق ہونگے وہ بھی داخل ہونگے اور فرشتے

يَدْخُلُونَ عَلَيْهِم مِّن كُلِّ بَابٍ ۝ سَلَامٌ عَلَيْكُم بِمَا صَبَرْتُمْ ۚ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ۝ وَالَّذِينَ يَنقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ

اُن کے پاس ہر دروازہ سے آتے ہونگے کہ تم صحیح سلامت رہو گے بدولت اس کے کہ تم مضبوط رہے تھے سو اس جہان مین تمہارا انجام بہت اچھا ہے اور جو لوگ خدا تعالیٰ کے معاہدون کو

مِن بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَن يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ ۙ أُولَٰئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ

اُن کی پختگی کے بعد توڑتے ہین اور خدا تعالیٰ نے جن علاقون کے قائم رکھنے کا حکم فرمایا ہے اُن کو قطع کرتے رہتے ہین اور دنیا مین فساد کرتے ہین ایسے لوگون پر لعنت ہوگی اور اُن کے لیے اُس جہان مین خرابی ہوگی

آگے اہل حق اور اہل باطل کا حال باعتبار صفت یعنی ہدایت و ضلالت و بعض اعمال حسنہ و سیئہ کے اور نیز باعتبار جزا یعنی ثواب و عقاب کے مذکور ہے جیساکہ اوپر تمثیل بالاعمیٰ والبصیر مین بھی ان کا حال ہدایت و ضلالت کا اجمالاً مذکور ہوا تھا

بعض صفات و عواقب محققین و مبطلین

لِلَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنَىٰ ۚ وَالَّذِينَ لَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُ لَوْ أَنَّ لَهُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ لَافْتَدَوْا بِهِ ۚ أُولَٰئِكَ لَهُمْ سُوءُ الْحِسَابِ ۙ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ أَفَمَن يَعْلَمُ أَنَّمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ أَعْمَىٰ ۚ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ ۝ الَّذِينَ يُوفُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَلَا يَنقُضُونَ الْمِيثَاقَ ۝ وَالَّذِينَ يَصِلُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَن يُوصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُونَ سُوءَ الْحِسَابِ ۝ وَالَّذِينَ صَبَرُوا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً وَيَدْرَءُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ۝ جَنَّاتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا وَمَن صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ ۖ وَالْمَلَائِكَةُ يَدْخُلُونَ عَلَيْهِم مِّن كُلِّ بَابٍ ۝ سَلَامٌ عَلَيْكُم بِمَا صَبَرْتُمْ ۚ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ۝ وَالَّذِينَ يَنقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِن بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَن يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ ۙ أُولَٰئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ ۝

البدائع قوله افمن یعلم الخ قال البیضاوی الہمزة لانکار ان تقع شبہة فی تشابہہما بعد ما ضرب من المثل ۱ھ قلت وبہ ظہر معنی الہمزة والفاء ۱۲

ع ۶/۹

اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۚ وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ ۝

اللہ جسکو چاہے زیادہ رزق دیتا ہے اور تنگی کر دیتا ہے اور یہ لوگ دنیوی زندگانی پر اتراتے ہیں اور یہ دنیوی زندگی آخرت کے مقابلہ میں بجز ایک متاع قلیل کے اور کچھ بھی نہیں

جن لوگوں نے اپنے رب کا کہنا مان لیا (اور توحید اور طاعت کو اختیار کر لیا) اُن کے واسطے اچھا بدلہ (یعنی جنت مقرر) ہے اور جن لوگوں نے اُس کا کہنا نہ مانا (اور کفر و معصیت پر قائم رہے) اُن کے پاس (قیامت کے دن) اگر تمام دنیا بھر کی چیزیں (موجود) ہوں اور (بلکہ) اُس کے ساتھ اُسی کی برابر اور بھی (مال دولت) ہو تو وہ سب اپنی رہائی کے لئے دے ڈالیں اِن لوگوں کا سخت حساب ہوگا (جس کو دوسری آیت میں حساب عسیر فرمایا ہے) اور اُن کا ٹھکانا (ہمیشہ کے لئے) دوزخ ہے اور وہ بُرا قرار گاہ ہے جو شخص یہ یقین رکھتا ہو کہ جو کچھ آپ کے رب کی طرف سے آپ پر نازل ہوا ہے وہ سب حق ہے کیا ایسا شخص اسکی طرح ہو سکتا ہے جو کہ (اس علم سے محض) اندھا ہے (یعنی کافر و مومن برابر نہیں) پس نصیحت تو سمجھدار ہی لوگ قبول کرتے ہیں (اور) یہ[۱] (سمجھدار) لوگ ایسے ہیں کہ اللہ سے جو کچھ انہوں نے عہد کیا ہے اُس کو پورا کرتے ہیں اور (اُس) عہد کو توڑتے نہیں اور یہ ایسے ہیں کہ اللہ نے جن علاقوں کے قائم رکھنے کا حکم کیا ہے اُن کو قائم رکھتے ہیں اور اپنے رب سے ڈرتے رہتے ہیں اور سخت عذاب کا اندیشہ رکھتے ہیں (جو کہ کفار کے ساتھ خاص ہوگا اس لئے کفر سے بچتے ہیں) اور یہ لوگ ایسے ہیں کہ اپنے رب کی رضامندی کے جویان رہکر (دین حق پر) مضبوط رہتے ہیں[۲] اور نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور جو کچھ ہمنے اُن کو روزی دی ہے اُس میں سے چپکے بھی اور ظاہر کرکے بھی (جیسا موقع ہوتا ہے) خرچ کرتے ہیں اور (لوگوں کی) بدسلوکی کو (جو اِن کے ساتھ کیجاوے) حسن سلوک سے ٹال دیتے ہیں (یعنی کوئی ان کے ساتھ بدسلوکی کرے تو کچھ خیال نہیں کرتے بلکہ اُس کے ساتھ سلوک کرتے ہیں) اُس جہان میں (یعنی آخرت میں) نیک انجام ان لوگوں کے واسطے ہے یعنی ہمیشہ رہنے کی جنتیں جن میں وہ لوگ بھی داخل ہوں گے اور اُن کے ماں باپ[۳] اور بیبیوں اور اولاد میں جو (جنت کی) لائق (یعنی مومن) ہونگے (گو ان موصوفین کے درجہ کے نہوں) وہ بھی (جنت میں ان کی برکت سے ان ہی کے درجوں میں) داخل ہوں گے اور فرشتے ان کے پاس ہر (سمت کے) دروازہ سے آتے ہونگے (اور یہ کہتے ہوں گے) کہ تم (ہر آفت اور خطرہ سے) صحیح سلامت رہوگے بدولت اس کے کہ تم (دین حق پر) مضبوط رہے تھے سو اس جہان میں تمہارا انجام بہت اچھا ہے (یہ تو عمل اور مآل ہوا مطیعین کا آگے ان کے اضداد کا ذکر ہے) اور جو لوگ خدا تعالیٰ کے معاہدوں کو اُن کی پختگی کے بعد توڑتے ہیں اور خدا تعالیٰ نے جن علاقوں کے قائم رکھنے کا حکم فرمایا ہے اُن کو قطع کرتے ہیں اور دنیا میں فساد کرتے ہیں ایسے لوگوں پر لعنت ہوگی اور ان کے لئے اُس جہان میں خرابی ہوگی ف

چونکہ ایسے مضامین مومنین اور کفار کے متعلق قرآن میں ابتک متعدد مواقع پر آچکے ہیں اس لئے مزید تفصیل کی ضرورت نہ سمجھی گئی البتہ یہ بات شاید ابتک کہیں مذکور نہیں ہوئی کہ مقربین کی برکت سے اُن کے آبا و ازواج و اولاد بھی اُسی درجہ میں بالتبع داخل ہونگے سو یہ مضمون اس آیت کی تفسیر میں ابن جبیرؓ سے منقول ہے کذا فی الروح عن ابن ابی حاتم و ابی الشیخ اس روایت کے الفاظ یہ ہیں مدخل الرجل الجنة فيقول اين امی اين ولدی اين زوجتی فيقال لم يعملوا مثل عملك فيقول كنت اعمل لی ولهم ثم قرأ الآية اور من صلح کی تفسیر اسی نقل کی ہے اور مراد آبا و اولاد سے وہ ہیں جو بلا واسطہ ہوں ورنہ تمام اہل جنت کا ایک ہی درجہ میں ہونا لازم آتا ہے اور وہ منتفی بالنصوص ہے اگر کسیکو شبہ ہو کہ بلا واسطہ میں بھی یہی امر لازم آتا ہے کیونکہ ان تابعین کے بھی آبا و اولاد کچھ بلا واسطہ ہونگے وعلی ہذا جواب یہ ہے کہ جو شخص بالتبع صاحب درجہ ہوگا اُس کی تبعیت سے دوسرا صاحب درجہ نہوگا ربط اوپر کفار کا ملعون یعنی رحمت سے بعید ہونا مذکور ہوا ہے چونکہ اکثر کفار باعتبار ثروت دنیوی کے خوش حال تھے اس لئے خود انکو یا دوسرے دیکھنے والوں کو یہ شبہ ہوسکتا تھا کہ اگر یہ لوگ رحمت سے بعید ہوتے تو آثار رحمت یعنی دولت و ثروت سے کیوں کامیاب ہوتے آگے اس شبہ کا جواب ہے **جواب شبہہ عدم مبغوضیت کفار از وسعت رزق** اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۚ وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ ۝ ۲۶

ملحقات الترجمة

[۱] قوله الذين يوفون یہ لوگ ایسے اشارة الى ان الموصول مبتدأ وخبره اولئك فق بقوله تعالى والذين ينقضون تا متقابل لا وهو جنة ايضا نقص ۱۲

[۲] قوله صبروا ماتبعه رہتے ہیں ونحوه اشارة الى ارادة استقبل بالماضی بقرينة اخواتها ۱۲

[۳] قوله آبائهم ماں باپ تغليب ۱۲

وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَآ أُنزِلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِّن رَّبِّهِ ۗ قُلْ إِنَّ اللَّهَ يُضِلُّ مَن يَشَآءُ وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ أَنَابَ ○

اور یہ کافر لوگ کہتے ہیں کہ ان پر کوئی معجزہ ان کے رب کی طرف سے کیوں نہیں نازل کیا گیا آپ کہہ دیجئے کہ واقعی اللہ تعالیٰ جس کو چاہیں گمراہ کر دیتے ہیں اور جو شخص ان کی طرف متوجہ ہوتا ہے اس کو اپنی طرف ہدایت کر دیتے ہیں

الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُم بِذِكْرِ اللَّهِ ۗ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ ○ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

مراد اس سے وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور اللہ کے ذکر سے ان کے دلوں کو اطمینان ہوتا ہے خوب سمجھ لو کہ اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان ہو جاتا ہے جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے

طُوبَىٰ لَهُمْ وَحُسْنُ مَآبٍ ○ كَذَٰلِكَ أَرْسَلْنَاكَ فِي أُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهَآ أُمَمٌ لِّتَتْلُوَا عَلَيْهِمُ الَّذِي

ان کے لئے خوشحالی اور نیک انجامی ہے اور اسی طرح ہم نے آپ کو ایک ایسی امت میں رسول بنا کر بھیجا ہے کہ اس سے پہلے اور بہت سی امتیں گزر چکی ہیں تاکہ آپ ان لوگوں کو وہ کتاب پڑھ کر سنا دیں جو ہم نے

أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُونَ بِالرَّحْمَٰنِ ۚ قُلْ هُوَ رَبِّي لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ مَتَابِ ○

آپ کے پاس وحی کے ذریعہ سے بھیجی ہے اور وہ لوگ ایسے بڑے رحمت والے کی ناسپاسی کرتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ وہ میرا مربی ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے قابل نہیں میں نے اسی پر بھروسہ کر لیا اور اسی کے پاس مجھ کو جانا ہے

وَلَوْ أَنَّ قُرْآنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ أَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْأَرْضُ أَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتَىٰ ۗ بَل لِّلَّهِ الْأَمْرُ جَمِيعًا ۗ

اور اگر کوئی ایسا قرآن ہوتا جس کے ذریعہ سے پہاڑ ہٹا دیئے جاتے یا اس کے ذریعہ سے زمین جلدی جلدی طے ہو جاتی یا اس کے ذریعہ سے مردوں کے ساتھ کسی کو باتیں کرا دی جاتیں (تب بھی یہ لوگ ایمان نہ لاتے) بلکہ سارا اختیار خاص اللہ ہی کو ہے

أَفَلَمْ يَيْأَسِ الَّذِينَ آمَنُوا أَن لَّوْ يَشَآءُ اللَّهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيعًا ۗ

کیا پھر بھی ایمان والوں کو اس بات میں دلجمعی نہیں ہوئی کہ اگر خدا تعالیٰ چاہتا تو تمام آدمیوں کو ہدایت دے دیتا

(یعنی ظاہری دولت و ثروت کو دیکھ کر یہ دھوکہ نہ کھانا چاہیے کہ یہ لوگ مورد رحمت ہیں کیونکہ رزق کی تو یہ کیفیت ہے کہ) اللہ جس کو چاہے زیادہ رزق دیتا ہے اور (جس کے لئے چاہتا ہے) تنگی کر دیتا ہے (رحمت و غضب کا یہ معیار نہیں) اور یہ (کفار) لوگ دنیوی زندگانی پر (اور اس کے عیش و عشرت پر) اتراتے ہیں اور (ان کا اترانا بالکل فضول اور غلطی ہے کیونکہ) یہ دنیوی زندگی (اور اس کا عیش و عشرت) آخرت کے مقابلہ میں بجز ایک متاع قلیل کے اور کچھ بھی نہیں۔ ربط اوپر ذکر جزائے فریقین و بیان توحید سے پہلے آیات وان تعجب الخ میں نبوت کے متعلق مضمون تھا آگے پھر عود ہے اسی طرف

عود بہ مبحث نبوت

وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَآ أُنزِلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِّن رَّبِّهِ ۗ قُلْ إِنَّ اللَّهَ يُضِلُّ مَن يَشَآءُ وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ أَنَابَ ﴿٢٧﴾ الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُم بِذِكْرِ اللَّهِ ۗ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ ﴿٢٨﴾ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ طُوبَىٰ لَهُمْ وَحُسْنُ مَآبٍ ﴿٢٩﴾ كَذَٰلِكَ أَرْسَلْنَاكَ فِي أُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهَآ أُمَمٌ لِّتَتْلُوَا عَلَيْهِمُ الَّذِي أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُونَ بِالرَّحْمَٰنِ ۚ قُلْ هُوَ رَبِّي لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ مَتَابِ ﴿٣٠﴾ وَلَوْ أَنَّ قُرْآنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ أَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْأَرْضُ أَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتَىٰ ۗ بَل لِّلَّهِ الْأَمْرُ جَمِيعًا ۗ أَفَلَمْ يَيْأَسِ الَّذِينَ آمَنُوا أَن لَّوْ يَشَآءُ اللَّهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيعًا ۗ

ملحقات الترجمة

۱ قوله في الآخرة مقابلة اشارة الى التقدير بكذا في جنب الآخرة ١٢

۲ قوله في متاع قليل افاده التنوين ١٢

اللغات قوله طوبى كبشرى مصدر اصله طيبى قوله افلم يايئس في الروح افلم يعلموا وهي لغة هوازن والظاهر ان استعمال اليأس في ذلك حقيقة وقيل مجاز لانه متضمن للعلم فان الآيس عن الشيء عالم بانه لا يكون فاستعمل المتضمن موضع العلم في المتعلق وهو متعلق العلم ١٢

الروايات قوله ويقول الذين كفروا وقوله لا يزال الذين كفروا اى اهل مكة كذا في روح المعاني قوله ولو ان قرآنا الخ في الروح اخرج ابن ابي شيبة وابن المنذر وغيرهما عن الشعبي قال قالت قريش لرسول الله صلى الله عليه وسلم ان كنت نبيا كما تزعم فباعد جبلي مكة اخشبيها هذين مسيرة اربعة ايام او خمسة فانها ضيقة حتى نزرع فيها ونرعى وابعث لنا آباءنا من الموتى حتى يكلمونا ويخبرونا انك نبي او احملنا الى الشام او الى اليمن او الى الحيرة حتى نذهب ونجيء في ليلة كما زعمت انك فعلته فنزلت هذه الآية واخرج ابن جرير وابو الشيخ عن ابن عباس انهم قالوا سير بالقرآن الجبال قطع بالقرآن الارض اخرج به موتانا فنزلت

قوله افلم يايئس روي عن ابن عباس ان الكفار لما سألوا الآيات ود المؤمنون ان يظهرها الله تعالى ليجتمعوا على الايمان اه قلت وهذه وان كانت بلا سند لكن ظاهر الفاظ القرآن يؤيده قوة القصة والله اعلم ١٢

بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مَكْرُهُمْ وَصُدُّوا عَنِ السَّبِيلِ ۗ وَمَن يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ۝ لَهُمْ عَذَابٌ

بلکہ ان کافرون کو اپنی مغالطہ کی باتین مرغوب معلوم ہوتی ہین اور یہ لوگ راہ سے محروم رہگئے ہین اور جسکو خدا تعالیٰ گمراہی مین رکھے اُس کا کوئی راہ پر لانیوالا نہین ان کے لئے دنیوی زندگانی

فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَشَقُّ ۖ وَمَا لَهُم مِّنَ اللَّهِ مِن وَاقٍ ۝ مَّثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ

مین عذاب ہے اور آخرت کا عذاب اُس سے بدرجہا زیادہ سخت ہی اور اللہ سے اُن کا کوئی بچانیوالا نہین ہوگا جس جنت کا متقیون سے وعدہ کیا گیا ہی اسکی کیفیت یہ ہی

الْمُتَّقُونَ ۖ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ أُكُلُهَا دَائِمٌ وَظِلُّهَا ۚ تِلْكَ عُقْبَى الَّذِينَ اتَّقَوا ۖ وَّعُقْبَى الْكَافِرِينَ النَّارُ ۝

کہ اُس کے نیچے نہرین جاری ہونگی اُس کا پھل اور اُس کا سایہ دائم رہیگا یہ تو انجام ہوگا متقیون کا اور کافرون کا انجام دوزخ ہوگا

بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مَكْرُهُمْ وَصُدُّوا عَنِ السَّبِيلِ ۗ وَمَن يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ۝۳۳ (جب حق تعالیٰ کی شان معلوم ہوگئی کہ وہی مختار کل ہین تو اس کے معلوم اور ثابت ہونے کے بعد پھر (بھی) کیا جو (خدا) ہر شخص کے اعمال پر مطلع ہو اور ان لوگون کے شرکاء برابر ہوسکتے ہین اور (باوجود اس کے) ان لوگون نے خدا کے لئے شرکاء تجویز کئے ہین آپ کہیئے کہ (ذرا) اُن (شرکاء) کا نام تو لو (مین بھی سنون کون ہین اور کیسے ہین) کیا (تم حقیقۃً اُن کو شرکاء سمجھکر دعوے کرتے ہو تب تو یہ لازم آتا ہے) تم اللہ تعالیٰ کو ایسی بات کی خبر دیتے ہو کہ دنیا (بھر) مین اُس (کے وجود) کی خبر اللہ تعالیٰ کو نہو (کیونکہ اللہ تعالیٰ تو اُسی کو موجود جانتے ہین جو واقع مین موجود ہو اور معدوم کو موجود نہین جانتے کیونکہ اس سے علم کا غلط ہونا لازم آتا ہی گو انکشاف مین دونون یکسان ہین غرض اُنکو حقیقی شریک کہنے سے یہ امر لازم آتا ہی اور وہ محال ہی پس اُنکا شریک ہونا بھی محال ہی) یا (یہ کہ اُن کو حقیقۃً شریک نہین کہتے بلکہ) محض ظاہری لفظ کے اعتبار سے اُن کو شریک کہتے ہو اور مصداق واقعی اُس کا کہین نہین ہی اگر یہ شق ثانی ہی تو اُن کے شریک نہونے کو از خود تسلیم کرتے ہو پس مطلب کہ بطلان اشراک ہی دونون شقون پر ثابت ہوگیا اول شق مین دلیل سے دوسری شق مین تمہاری تسلیم سے اور یہ تقریر باوجودیکہ اعلیٰ درجہ مین کافی ہی مگر یہ لوگ نہ مانین گے، بلکہ ان کافرون کو اپنے مغالطے کی باتین (جن سے تمسک کرکے مبتلائے شرک ہین) مرغوب معلوم ہوتی ہین اور (اسی وجہ سے) یہ لوگ راہ (حق) سے محروم رہگئے ہین اور (اصل وہی بات ہی جو اوپر بل للہ الامر سے مفہوم ہوچکی ہی یعنی) جسکو خدا تعالیٰ گمراہی مین رکھے اُس کا کوئی راہ پر لانیوالا نہین (البتہ وہ اُسی کو گمراہ رکھتا ہی جو باوجود وضوح حق کے عناد کرتا رہی) **ف** فی الارض اس لئے کہا کہ آسمان مین وجود شرکاء کے وہ بھی قائل نہ تھے

ربط اوپر طریقہ مشرکین کی تقبیح تھی آگے اُن کی سزا کا بیان ہی اور مقابلہ کے لئے مومنین کی جزاء وصلہ کا بیان ہی **سزائے مشرکین وجزائے مومنین**

لَهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَشَقُّ ۖ وَمَا لَهُم مِّنَ اللَّهِ مِن وَاقٍ ۝۳۴ مَّثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ ۖ
تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ أُكُلُهَا دَائِمٌ وَظِلُّهَا ۚ تِلْكَ عُقْبَى الَّذِينَ اتَّقَوا ۖ وَّعُقْبَى الْكَافِرِينَ النَّارُ ۝۳۵

ان کافرون کے لئے دنیوی زندگانی مین (بھی) عذاب ہی (وہ عذاب قتل وقید وذلت یا امراض ومصائب ہیں) اور آخرت کا عذاب اُس سے بدرجہا زیادہ سخت ہی (کیونکہ شدید بھی ہی اور دائم بھی ہی) اور اللہ (کے عذاب) سے اُن کا کوئی بچانیوالا نہین ہوگا (اور) جس جنت کا متقیون (یعنی شرک وکفر سے بچنے والون) سے وعدہ کیا گیا ہی اُس کی کیفیت یہ ہی کہ اُس (کے عمارات اور اشجار) کے نیچے سے نہرین جاری ہون گی اُس کا پھل اور اُس کا سایہ دائم رہیگا یہ تو انجام ہوگا متقیون کا اور کافرون کا انجام دوزخ ہوگا **ف** عذاب دنیوی کی تفسیر مین جو امراض ومصائب کہا گیا تو کافرون کے حق مین یہ امور عقوبت ہین اور مومنین کے لئے رحمت کہ اُن کے لئے رفع درجات، کفارہ سیئات کا سبب ہوتا ہی جیسا کہ حدیث مین آیا ہی اور میوون کے دائم رہنے سے مراد یہ ہی کہ نوع اُن کی باقی رہیگی گو بعض افراد فنا ہوجاوین یعنی اگر ایکبار میوہ کھا لیا دوسرا اُسکی عوض درخت پر اور لگ جاویگا اور سایہ کے دوام کی وجہ یہ ہی کہ وہان آفتاب نہ ہوگا اور اس سے یہ وسوسہ نہو کہ کوئی اور روشنی بھی نہوگی کیونکہ نور منحصر آفتاب مین نہین **ربط** اوپر آیت وان تعجب الخ اور آیت ویقول الذین کفروا لولا انزل علیہ الخ مین نبوت کی بحث آچکی ہی آگے اُسی کے متعلق اہل کتاب کی حالت

محسنات الترجمہ
سوء ... یعنی شرک
... علیہ اسارۃ مغالطہ
عقبی الکفرین ...

اللغات تورا اکلھا ای اکل وھو الثمر کذا فی الروح قلت ولما کان المراد الجنس لم یعتبر الافراد ۱۲

وَالَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَفْرَحُوْنَ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَمِنَ الْاَحْزَابِ مَنْ یُّنْكِرُ بَعْضَهٗ ؕ قُلْ اِنَّمَاۤ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ

اور جن لوگوں کو ہمنے کتاب دی ہے وہ اس سے خوش ہوتے ہیں جو آپ پر نازل کی گئی ہے اور اُن ہی کے گروہ میں بعضے ایسے ہیں کہ اسکے بعض حصہ کا انکار کرتے ہیں آپ فرمائیے کہ مجھکو صرف یہ حکم ہوا ہے کہ میں اللہ کی عبادت کروں

وَلَاۤ اُشْرِكَ بِهٖ ؕ اِلَیْهِ اَدْعُوْا وَاِلَیْهِ مَاٰبِ ۝ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِیًّا ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ مَا جَآءَكَ

اور کسی کو اسکا شریک نہ ٹھیراؤں میں اللہ ہی کی طرف بلاتا ہوں اور اسی کی طرف مجھکو جانا ہے اور اسیطرح ہمنے اسکو اس طور پر نازل کیا کہ وہ ایک خاص حکم ہے عربی زبان میں اور اگر آپ انکی نفسانی خیالات کا اتباع کرنے لگیں بعد

مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا وَاقٍ ۝ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّیَّةً ؕ وَمَا

اس کے کہ آپ کے پاس علم پہونچ چکا ہے تو اللہ کے مقابلہ میں نہ کوئی آپکا مددگار ہوگا اور نہ کوئی بچانیوالا اور ہمنے یقیناً آپ سے پہلے بہت سے رسول بھیجے اور ہمنے انکو بیبیاں اور بچے بھی دیئے اور

كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ یَّاْتِیَ بِاٰیَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ۝ یَمْحُوا اللّٰهُ مَا یَشَآءُ وَیُثْبِتُ ۚۖ وَعِنْدَهٗۤ اُمُّ الْكِتٰبِ ۝

کسی پیغمبر کے اختیار میں یہ امر نہیں کہ ایک آیت بھی بدون خدا کے حکم کے لاسکے ہر زمانہ کے مناسب خاص خاص احکام ہوتے ہیں خدا تعالیٰ جس حکم کو چاہیں موقوف کر دیتے ہیں اور جس حکم کو چاہیں قائم رکھتے ہیں اور اصل کتاب اسی کے پاس ہے

اور اُن کے بعض شبہات کا جواب مذکور ہے۔

کلام با اہل کتاب متعلق نبوت

وَالَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَفْرَحُوْنَ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَمِنَ الْاَحْزَابِ مَنْ یُّنْكِرُ بَعْضَهٗ ؕ قُلْ اِنَّمَاۤ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَاۤ اُشْرِكَ بِهٖ ؕ اِلَیْهِ اَدْعُوْا وَاِلَیْهِ مَاٰبِ ﴿۳۶﴾ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِیًّا ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا وَاقٍ ﴿۳۷﴾ ع وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّیَّةً ؕ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ یَّاْتِیَ بِاٰیَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ﴿۳۸﴾ یَمْحُوا اللّٰهُ مَا یَشَآءُ وَیُثْبِتُ ۚۖ وَعِنْدَهٗۤ اُمُّ الْكِتٰبِ ﴿۳۹﴾

اور جن لوگوں کو ہمنے (آسمانی) کتاب (یعنی توریت و انجیل) دی ہے (اور وہ اُس کو پورے طور سے مانتے تھے) وہ اُس (کتاب) سے خوش ہوتے ہیں جو آپ پر نازل کی گئی ہے (کیونکہ اس کی خبر اپنی کتابوں میں پاتے ہیں اور خوش ہو کر مان لیتے ہیں اور ایمان لے آتے ہیں جیسے یہود میں عبداللہ بن سلام اور اُن کے ساتھی اور نصاریٰ میں نجاشیؓ اور اُن کے فرستادے جن کا ذکر اور آیات میں بھی ہے) اور اُن ہی کے گروہ میں بعضے ایسے ہیں کہ اُس (کتاب) کے بعض حصہ کا (جس میں اُن کی کتاب کے خلاف احکام ہیں) انکار کرتے ہیں (اور کفر کرتے ہیں) آپ (اُن سے) فرمائیے (احکام دو قسم کے ہیں اصول اور فروع اگر تم اصول میں مخالف ہو سو وہ تو سب شرائع میں مشترک ہیں چنانچہ) مجھکو (توحید کے متعلق) صرف یہ حکم ہوا ہے کہ میں اللہ کی عبادت کروں اور کسیکو اُس کا شریک نہ ٹھیراؤں (اور نبوت کے متعلق یہ بات ہے کہ) میں (لوگوں کو) اللہ ہی کی طرف بلاتا ہوں (یعنی نبوت کا حاصل یہ ہے کہ میں داعی الی اللہ ہوں) اور (معاد کے متعلق میرا یہ عقیدہ ہے کہ) اسی کی طرف مجھکو (دنیا سے لوٹ کر) جانا ہے (یعنی

ملحقات الترجمة

سلہ قولہ فی اتیناھم پورے طور سے القرینۃ علیہ التعبیر بالذین آتیناھم والاخبار عنہم یفرحون؛ قولہ مانتے تھے والدلیل علیہ مقابلتہ قولہ ینکرہ۔

اللغات قولہ الاحزاب جمع حزب وھو الطائفۃ المجتمعۃ لامر ما کعداوۃ ونحوھا الاجل فی الروح ای لکل وقت ومدۃ من الاوقات والمدد قولہ کتب حکم معین یکتب ۱۲

الروایات فی الدر المنثور اخرج ابن جریر وابو الشیخ عن الضحاک فی قولہ لکل اجل کتاب یقول لکل کتاب ینزل من السماء اجل فیمحو اللہ ما یشاء الخ واخرج ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم و البیہقی فی المدخل عن ابن عباس رضی فی قولہ تعالیٰ یمحو اللہ ما یشاء قال یبدل اللہ ما یشاء من القرآن فینسخہ ویثبت ما یشاء فلا یبدلہ وعندہ ام الکتاب یقول وجملۃ ذلک عندہ فی ام الکتب الناسخ والمنسوخ وما یبدل وما یثبت کل ذلک فی کتاب اللہ تعالیٰ وعن ابن زید فی الآیۃ قال یمحو اللہ ما یشاء مما ینزل علی الانبیاء ویثبت ما یشاء مما ینزل علی الانبیاء وعندہ ام الکتب لا یبدل ولا یغیر آہ قلت ما نقل عن السلف انہم دعوا اللہ تعالیٰ للمحو للشقاوۃ واثبات السعادۃ وتلاوتہم الآیۃ فاما مبنی علی تفسیرہم الآیۃ بغیر ما ذکر او علی قیاسہم محوا علی محو واثباتا علی اثبات واما اشکال التغییر فی القدر فالجواب عنہ ان ہذا المحو والاثبات لیس فی اللوح المحفوظ بل کتاب دونہ وما نقل عن البعض من المنافات تغیر اللوح المحفوظ علیہم فاما ان یقال اشتبہ علیہم غیر اللوح باللوح او یفسر ام الکتب بعلم اللہ تعالیٰ کما نقلہ روح المعانی عن کعب بروایۃ عبد الرزاق وابن جریر فی معنی ان العلم ہو اصل کل کتاب ویشہد ذوقی بصحۃ حدیث الاشتباہ واللہ اعلم۔

وَاِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ۝

اور جس بات کا ہم ان سے وعدہ کر رہے ہیں اسمیں کا بعض واقعہ اگر ہم آپ کو دکھلا دیں خواہ ہم آپ کو وفات دیدیں بس آپکے ذمہ تو صرف پہونچا دینا ہے اور دارو گیر کرنا تو ہمارا کام ہے

اعظم اصول یہ تین ہیں سو اُن میں ایک بات بھی قابل انکار نہیں چنانچہ توحید سب کے نزدیک مسلم ہے جیسا ہی مضمون دوسری آیت میں ہے تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا الخ اور نبوت میں اپنے لئے مال و جاہ نہیں چاہتا جسپر انکار کی گنجایش ہو محض دعوت الی اللہ کرتا ہوں سو ایسے لوگ پہلے بھی ہوئے ہیں جس کو تم بھی مانتے ہو جیسا ہی مضمون دوسری جگہ بھی ہے ما کان لبشر ان یوتیہ اللہ الکتاب الخ اسیطرح معاد کا عقیدہ مشترک اور مسلم غیر قابل انکار ہے) اور (اگر فروع میں مخالف ہو تو اُس کا جواب اللہ تعالیٰ یون دیتے ہیں کہ ہمنے جس طرح اور رسولون کو خاص خاص زبانون میں خاص خاص احکام دیئے) اسی طرح ہمنے اس (قرآن) کو اس طور پر نازل کیا کہ وہ ایک خاص حکم ہے عربی زبان میں (عربی کی تصریح سے اشارہ ہو گیا دوسرے انبیاءؑ کی دوسری السنہ کی طرف اور اختلاف السنہ سے اشارہ ہو گیا اختلاف امم کی طرف تو حاصل جواب کا یہ ہوا کہ اختلاف فروع بسبب اختلاف امم کے ہوا کیونکہ مصالح امم کے ہر زمانہ میں جداگانہ ہیں پس یہ اختلاف شرائع کا مقتضی مخالفت کو نہیں چنانچہ خود تمہاری شرائع مسلمہ میں بھی ایسا اختلاف فروع کا ہوا پھر تمہاری مخالفت و انکار کی کیا گنجایش ہے) اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اگر آپ (بفرض محال) اُن کے نفسانی خیالات کا (یعنی احکام منسوخہ یا احکام محرفہ کا) اتباع کرنے لگیں بعد اس کے کہ آپ کے پاس (احکام مقصودہ کا) علم (صحیح) پہونچ چکا ہے تو اللہ کے مقابلہ میں نہ کوئی آپ کا مددگار ہوگا اور نہ کوئی بچانیوالا (اور جب نبی کو ایسا خطاب کیا جا رہا ہے تو اور لوگ انکار کر کے کہان رہیں گے سو اسمیں تعریض ہے اہل کتاب کے ساتھ پس دونون شقون پر منکرین و مخالفین کا جواب ہو گیا) اور (اہل کتاب میں سے بعضون کا جو نبوت پر یہ طعن ہے کہ ان کے پاس بیبیان متعدد ہیں سو اُس کا جواب یہ ہے کہ) ہمنے یقیناً آپ سے پہلے بہت سے رسول بھیجے اور ہمنے اُن کو بیبیان اور بچے بھی دیئے (یہ کونسا امر منافی رسالت ہے ایسا ہی مضمون دوسری آیت میں ہے ام یحسدون الناس علی ما آتاہم اللہ الخ) اور (چونکہ اختلاف شرائع کا شبہہ اور شبہات سے زیادہ مشہور اور اوپر محض اجمال کے ساتھ مذکور تھا اس لئے اُس کو آگے مکرر و مفصل ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص نبی پر اختلاف شرائع کا شبہہ کرتا ہے وہ درپردہ نبی کو مالک احکام سمجھتا ہے حالانکہ) کسی پیغمبر کے اختیار میں یہ امر نہیں کہ ایک آیت (یعنی ایک حکم) بھی بدون خدا کے حکم کے (اپنی طرف سے) لاسکے (بلکہ احکام کا مقرر ہونا اذن و اختیار خداوندی پر موقوف ہے اور خدا تعالیٰ کی حکمت و مصلحت کے اعتبار سے یہ معمول مقرر ہے کہ) ہر زمانہ کے مناسب خاص خاص احکام ہوتے ہیں (پھر دوسرے زمانہ میں بعض امور میں دوسرے احکام آتے ہیں اور پہلے احکام موقوف ہو جاتے ہیں اور بعضے بحالہا باقی رہتے ہیں پس) خدا تعالیٰ (ہی) جس حکم کو چاہیں موقوف کر دیتے ہیں اور جس حکم کو چاہیں قائم رکھتے ہیں اور اصل کتاب (یعنی لوح محفوظ) اُن ہی کے پاس (رہتی) ہے (اور یہ سب احکام ناسخ و منسوخ و مستمر اُس میں درج ہیں وہ سب کی جامع اور گویا منبع الکل ہے یعنی جہان سے یہ احکام آتے ہیں وہ اللہ ہی کے قبضہ میں ہے پس احکام سابقہ کے موافق یا مغایر احکام لانے کی کسیکو گنجایش اور دسترس ہی نہیں ہو سکتی) **ف** آیت یمحوا اللہ ما یشاء الخ کی سہل اور بے تکلف اور مناسب مقام یہی تفسیر ہے جو مذکور ہوئی اور علماء عربیا کی تقریر سے صرف اہل عرب کا امت ہونا متوہم نہو وجہ تخصیص عربی کی باوجود عموم بعثت کے عنقریب شروع سورہ ابراہیم میں آتی ہے **ربط** اوپر کی آیتون میں اہل کتاب میں سے منکرین نبوت کے متعلق کلام تھا آگے دوسرے کفار منکرین نبوت کے متعلق کلام ہے۔

کلام در منکرین نبوت از غیر اہل کتاب

وَاِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ﴿۴۵﴾

ملحقات الترجمہ

ل قولہ بل کذلک — حیطرح القرینۃ علیہ قولہ ولقد ارسلنا الخ وقولہ آتیناہم الکتب فانہ یدل علی وجوب الکتب الاخر المنزلۃ من السماء ۱۲

ل قولہ فی عربیا تصریح سے اشارہ — المقصود بیان فائدۃ التقیید بہ واعلم ان المراد بالاقوام الامم فان ہذا اللفظ یستعمل تارۃ فی المشارکین فی النسب او الوطن کما فی قولہ تعالیٰ وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ ویستعمل تارۃ فی الامۃ کما فی قولہ تعالیٰ ان قومی اتخذوا ہذا القرآن الخ ۱۲

ق قولہ عندہ ام الکتب یعنی — جہان سے یہ احکام آتے ہیں المقصود بیان فائدۃ زیادۃ قولہ تعالیٰ وعندہ ام الکتب فافہم ۱۲

اَوَلَمۡ یَرَوۡا اَنَّا نَاۡتِی الۡاَرۡضَ نَنۡقُصُهَا مِنۡ اَطۡرَافِهَا ؕ وَاللّٰهُ یَحۡکُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُکۡمِهٖ ؕ وَهُوَ سَرِیۡعُ الۡحِسَابِ ۝

کیا اس امر کو نہین دیکھ رہے کہ ہم زمین کو ہر چہار طرف سے برابر کم کرتے چلے آتے ہین اور اللہ حکم کرتا ہو اُس کے حکم کو کوئی ہٹانے والا نہین اور وہ بڑی جلد حساب لینے والا ہو

وَقَدۡ مَکَرَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ فَلِلّٰهِ الۡمَکۡرُ جَمِیۡعًا ؕ یَعۡلَمُ مَا تَکۡسِبُ کُلُّ نَفۡسٍ ؕ وَسَیَعۡلَمُ الۡکُفّٰرُ لِمَنۡ عُقۡبَی الدَّارِ ۝

اور ان سے پہلے جو لوگ ہو چکے ہین اُنھون نے تدبیرین کین سو اصل تدبیر تو خدا ہی کی ہو اُس کو سب خبر رہتی ہو جو شخص جو کچھ بھی کرتا ہو اور ان کفار کو ابھی معلوم ہوا جاتا ہو کہ اُس عالم مین نیک انجامی کس کے حصہ مین ہی

وَیَقُوۡلُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لَسۡتَ مُرۡسَلًا ؕ قُلۡ کَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیۡدًۢا بَیۡنِیۡ وَبَیۡنَکُمۡ ۙ وَمَنۡ عِنۡدَهٗ عِلۡمُ الۡکِتٰبِ ۝

اور یہ کافر لوگ یون کہہ رہے ہین کہ آپ پیغمبر نہین آپ فرما دیجیے کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ اور وہ شخص جس کے پاس کتاب کا علم ہو کافی گواہ ہین

ع ۶ ۱۲

اَوَلَمۡ یَرَوۡا اَنَّا نَاۡتِی الۡاَرۡضَ نَنۡقُصُهَا مِنۡ اَطۡرَافِهَا ؕ وَاللّٰهُ یَحۡکُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُکۡمِهٖ ؕ وَهُوَ سَرِیۡعُ الۡحِسَابِ ﴿۴۱﴾ وَقَدۡ مَکَرَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ فَلِلّٰهِ الۡمَکۡرُ جَمِیۡعًا ؕ یَعۡلَمُ مَا تَکۡسِبُ کُلُّ نَفۡسٍ ؕ وَسَیَعۡلَمُ الۡکُفّٰرُ لِمَنۡ عُقۡبَی الدَّارِ ﴿۴۲﴾ وَیَقُوۡلُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لَسۡتَ مُرۡسَلًا ؕ قُلۡ کَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیۡدًۢا بَیۡنِیۡ وَبَیۡنَکُمۡ ۙ وَمَنۡ عِنۡدَهٗ عِلۡمُ الۡکِتٰبِ ﴿۴۳﴾

اور (یہ لوگ جو اس بنا پر انکار نبوت کرتے ہین کہ اگر آپ نبی ہین تو انکار نبوت پر جس عذاب کا وعدہ کیا جاتا ہو وہ عذاب کیون نہین نازل ہوتا تو اس کے متعلق سُن لیجیے کہ) جس بات کا (یعنی عذاب کا) ہم ان سے (انکار نبوت پر) وعدہ کر رہے ہین اُس مین کا بعض واقعہ اگر ہم آپ کو دکھلا دین (یعنی آپ کی حیات مین کوئی عذاب ان پر نازل ہو جاوے) خواہ (قبل نزول اُس عذاب کے) ہم آپ کو وفات دیدین (پھر بعد مین وہ عذاب واقع ہو خواہ دنیا مین یا آخرت مین تو دونون حالتون مین آپ فکر و اہتمام نکرین[۱] کیونکہ) بس آپ کے ذمہ تو صرف (احکام کا) پہونچا دینا ہی اور دار و گیر کرنا تو ہمارا کام ہو (آپ اس فکر مین کیون پڑین کہ اگر واقع ہو جاوے تو بہتر ہے شاید یہ ایمان لے آوین اور ان لوگون سے بھی تعجب ہو کہ وقوع عذاب علی الکفر کا کیسے یک لخت انکار کر رہے ہین) کیا (مقدمات عذاب مین سے) اس امر کو نہین دیکھتے ہے کہ ہم (فتح اسلام کے ذریعہ سے اُن کی) زمین کو ہر چہار طرف سے برابر کم کرتے چلے آتے ہین (یعنی اُن کی عملداری بسبب کثرت فتوحات اسلامیہ کے روز بروز گھٹتی جا رہی ہو سو یہ بھی تو ایک قسم کا عذاب ہی جو مقدمہ ہی اصلی عذاب کا جیسا دوسری آیت مین ہی ولنذیقنھم من العذاب الادنی دون العذاب الاکبر) اور اللہ (جو چاہتا ہی) حکم کرتا ہو اُس کے حکم کو کوئی ہٹانیوالا نہین (پس عذاب ادنیٰ خواہ عذاب اکبر جو ہو اُس کو کوئی ان کے شرکا یا غیر شرکا مین سے رد نہین کر سکتا) اور (اگر ان کو چندے مہلت بھی ہو گئی تو کیا ہی) وہ بڑی جلدی حساب لینے والا ہی (وقت کی دیر ہی پھر فوراً ہی سزا لے موعود شروع ہو جاویگی) اور (یہ لوگ جو ایذار رسول یا تنقیص اسلام مین طرح طرح کی تدبیرین کرتے ہین تو اُن سے کچھ نہین ہوتا چنانچہ) ان سے پہلے جو (کافر) لوگ ہو چکے ہین اُنھون نے (بھی ان ہی اغراض کے لئے بڑی بڑی) تدبیرین کین سو (کچھ بھی نہوا کیونکہ) اصل تدبیر[۲] تو خدا ہی کی ہی (اُس کے سامنے کسی کی نہین چلتی سو اللہ نے اُن کی وہ تدبیرین نہ چلنے دین اور) اُس کو سب خبر رہتی ہی جو شخص جو کچھ بھی کرتا ہی (پھر اُس کو وقت پر سزا دیتا ہی) اور (اسیطرح) ان کفار کے اعمال کی بھی سب اُس کو خبر ہی سو ان) کو ابھی معلوم ہوا جاتا ہی کہ اُس عالم مین نیک انجامی کس کے حصہ مین ہی (آیا اُن کے یا مسلمانون کے یعنی عنقریب ان کو اپنی بد انجامی اور سزا ے اعمال معلوم ہو جاویگی) اور یہ کافر لوگ (ان سزاؤن کو بھولے ہوئے) یون کہہ رہے ہین کہ (نعوذ باللہ) آپ پیغمبر نہین آپ فرما دیجیے کہ (تمہارے انکار کر دینے سے کیا ہوتا ہو) میرے اور تمہارے درمیان (میری نبوت پر) اللہ تعالیٰ اور وہ شخص جس کے پاس کتاب (آسمانی) کا علم ہو (جس مین میری نبوت کی تصدیق ہی) کافی گواہ ہین (مراد اس سے علماء اہل کتاب جو منصف تھے اور نبوت کی پیشین گوئی دیکھکر ایمان لے آئے تھے مطلب یہ ہوا کہ میری نبوت کی دو دلیلین ہین عقلی اور نقلی عقلی تو یہ کہ حق تعالیٰ نے مجھکو معجزات عطا فرمائے جو دلیل نبوت ہین

ملحقات الترجمہ

[۱] قولہ تبل انما علیک البلاغ اشارہ الی ان الجزاء محذوف تقدیرہ فلا تہتم ۱۲

[۲] قولہ فللہ المکر اصل تدبیر افادہ الجنس لانہ لیس ما وراء الجنس شئی ۱۲

اللغات المعقب فی الروح ہو من یکر علی الشئی فیبطلہ وحقیقتہ الذی یعقب الشئی بالابطال آھ

اور اللہ کے گواہ ہونے کے یہی معنی ہین اور نقلی یہ کہ کتب سماویہ سابقہ مین اس کی خبر موجود ہی اگر یقین نہ آوے منصف علمار سے پوچھ لو وہ ظاہر کردین سے پس دلائل نقلیہ و عقلیہ کے ہوتے ہوئے نبوت کا انکار کرنا بجز شقاوت کے اور کیا ہے کسی عاقل کو اس سے شبہہ نہ ہونا چاہئے

ف اگر یہ سورت مکی ہو تو ننقصہا کی تفسیر برظاہر آیہ اشکال ہوگا کہ قبل ہجرت فتوحات اسلامیہ نہ تھین اس کے دو جواب ہوسکتے ہین ایک یہ کہ یہ آیت خاص مدنی ہو دوسرے یہ کہ فتوعات عام ہو طوعًا یا کرہًا گو پس قبول اسلام فتح اسلامی ہی طوعًا اور غلبۂ اسلام بعد القتال فتح اسلامی ہی کرہًا اور یقینی بات ہی کہ قبل ہجرت بھی اسلام پھیل رہا تھا اور قبائل عرب سے گذر کر اسلام حبشہ تک پہونچ چکا تھا اور یہی جواب ہی اوس آیۃ کے متعلق جو اسی قسم کی سورۂ انبیار کے ربع کے قریب واقع ہی اور وہ سورۃ علی المشہور مکی ہے **خاتمہ** الحمد للہ آج دوسری تاریخ جمادی الاخری کے یوم چارشنبہ وقت چاشت ۱۳۲۴ھ تفسیر سورۂ رعد کی ختم ہوئی اللہ تعالےٰ اپنی فضل و کرم سے بقیہ تفسیر بھی اتمام کو پہونچاوے آمین یارب العلمین بحرمۃ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ و اصحابہ و اولیار امتہ اجمعین ابد الآبدین و دہر الداہرین فقط۔

الٰہی آپ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ تفسیر بیان القرآن جلد پنجم تا ختم سورۂ رعد بماہ شعبان المعظم ۱۳۳۰ھ اختتام کو پہونچی اور اب چھٹی جلد چھپنا شروع ہوتی ہے اور اسی طرح کُل جلدین مسلسل بہت جلد چھاپی جاتی ہین شائقین منتظر رہین

محمد عبد الاحد عُفی عنہ

اگست ۱۹۱۲ء

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۰۳ ۱۰۱	[illegible] یوسف علیہ السلام [illegible] [illegible] [illegible] یوسف علیہ السلام [illegible]	۱۰۴ ۱۰۸ ۱۰۹	بحث رسالت توحید تسلیہ حضور بعد منکرین و حقیقت قرآن حقیقت قرآن توحید	۱۱۰ ۱۱۲ ۱۱۳	جواب مطالبہ معجزات [illegible] توحید مثال حق و باطل بعض صفات و عقاب متقین و مبطلین	۱۱۴ ۱۱۵ ۸۰	جواب شبہ عدم نبوت [illegible] ورق مودۃ بحث نبوت۔ تقبیح شرک اہل آن	۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰	سزائے مشرکین و جزائے مومنین۔ کلام با اہل کتاب متعلق نبوت۔ کلام و منکرین		نبوت از غیر اہل کتاب۔ ؛؛

تتمہ فہیمہ ثالثہ جلد سوم بیان القرآن

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶	۲۵	ہوگیا ایک غرض	ہوگیا غرض۔	۹	۱۵	پھر اور مجرور	اور پھر مجرور
۱۸	۵	قادر ہین کسی کا	قادر ہین تو کسی کا	۵۹	۱۰	اوس وقت	اوس قیمت
۴۶	۱۰	مصلحت کے بھی	مصلحت کے لیے	۶۶	۱۵	تو (تو ایسی	تو (ایسی
۴۷	۲۶	ہمیشہ عدم اشتراک	ہمیشہ اشتراک	۹۲	۲	تم کو جگا	تم کو دن مین جگا
۹۲	۲۴	تم کو جگا	تم کو دن مین جگا	۹۳	۲۷	طیبہ	طیبہ
۹۷	۴	مین اپنا رخ	مین یکسو ہو کر اپنا رخ	۹۸	۱۵	طریقون سے یکسو	طریقون سے) یکسو
۹۹	۶	چیزون کا	چیزون سے	۱۰۱	۲۱	اور انسے تبلیغ کے وقت	ان سے تبلیغ کیوقت
۱۱۲	۲۱	راہ (راست) پر ہین	راہ (راست) سے				

تتمہ فہیمہ ثالثہ جلد چہارم تفسیر بیان القرآن

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۳	۹	خاک کی مٹھی نہین پھینکی لیکن۔	خاک کی مٹھی نہین پھینکی جبکہ آپ نے خاک کی مٹھی پھینکی لیکن	۴۳	۸	نہین پھینکی لیکن	نہین پھینکی جبکہ (مرتبہ صدور ظاہری مین) آپ نے خاک کی مٹھی پھینکی لیکن

اعلام

طالبانِ دین کے لیے اور طالبانِ سیاست کے لیے علوم شرعیہ

کا ضروری ہونا اور ان سب علوم کے لیے قرآن مجید کا اصل ہونا اجماعاً و اتفاقاً ثابت اور مصنفین کے نزدیک مسلّم ہے اور اسکے ساتھ ہی اُسکے فہم کا موقوف ہونا تفسیر پر سب کے لیے عموماً اور بوجہ اختلاف لسان کے اہل ہند کے لیے خصوصاً معلوم ہے اور اسی بنا پر جمیع ممالک کے علما نے ہر زمانہ میں تفاسیر کی تدوین پر توجہ مبذول رکھی اور ہندوستان میں بھی مدت سے اسکا سلسلہ جاری ہے اور با استثناء اسوقت کے بعض تراجم و تفاسیر کے جن کے مؤلفین کا اصل مقصود تجارت یا اپنے بدعات کی اشاعت ہے باقی اکثر تفاسیر اپنے زمانہ کے مذاق اور ضرورت کے اعتبار سے بجائے خود کافی و وافی ہیں چونکہ اس مدت مستمرہ کے موافق اسوقت کے اوساط و خواص اہل ہند کا عمومی مذاق بھی ایک خاص طرز کی جامع ضروریات و موضح معضلات متوسط المقدار بندی اللغت تفسیر کو مقتضی تھا کہ تفصیل اس طرز کی فہرست محمودہ حیات میں تفسیر ہذا کے ذکر و بالا سے معلوم ہو سکتی ہے اور حضرات علما عصر دوسرے امور مہمہ میں مشتغل تھے اس لیے احقر نے چونکہ بیکار تھا بضرورت باوجود علم اپنی عدم صلاحیت کے بنام خدا تفسیر ہذا شروع کی جو بفضلہ تعالیٰ ختم بھی ہو گئی جس کو صاحب جود و ہمت جناب مولوی **عبد الاحد** صاحب سلمہ نے بصرف زر کثیر اس کو اپنے مطبع مجتبائی دہلی میں نہایت حسن صفا کے ساتھ طبع فرمایا جس کی بارہ جلدوں میں سے ایک جلد آپ کے ہاتھ میں ہے اور باقیہ جلدیں بھی انشاء اللہ تعالیٰ علی الترتیب عنقریب شائع ہونے کو ہیں امید ہے کہ متوسط مناسبت رکھنے والے حضرات اور ان سے زیادہ طلبہ اس تفسیر سے حسب استعداد منتفع ہوں گے۔ اور اس احقر کے اور مولوی صاحب ممدوح کے لیے دعائے رضا اور حسن خاتمہ فرماویں گے۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَہْلِ الْاِسْلَام

کتبہ
اشرف علی
عفی عنہ

اعلان

محمد عبد الاحد عفی عنہ

مہتمم و پراپرائٹر مطبع مجتبائی

دہلی

قال الله تعالیٰ إن علینا جمعه وقرآنه فإذا قرأناه فاتبع قرآنه ثم إن علینا بیانه

چون اساس اساس علوم حکمیہ علوم قرآن ست۔ وازین معرفت تحقیقات آیات بیند دل بجد تشنی انقیم زمان ست وازجملہ علوم خادمہ قرآن حسب آیت عزیزہ علم تفسیر و تبیان ست۔ وبا وجود توفر و تکثر کتب این فن تجدد ضرورت و مذاق اہل عصر مقتضی تالیفے جدید در تبیان فرقان ست۔ وکتاب ہذا کہ مسمی بہ

بیان القرآن

[illegible] این جلد [illegible] ست۔ [illegible] ترجمہ تفسیر [illegible] [illegible] باہتمام [illegible]

سورة ابرٰهيم مكية وهى اثنتان وخمسون اٰية۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہون مین اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہین

الٓرٰ قف كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝

یہ ایک کتاب ہی جسکو ہمنے آپ پر نازل فرمایا ہی تاکہ آپ تمام لوگون کو اونکے پروردگار کے حکم سے تاریکیون سے روشنی کی طرف یعنی خداے غالب ستودہ صفات کی راہ کیطرف لاوین

اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ؕ وَوَيْلٌ لِّلْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِيْدِ ۙ ۝ الَّذِيْنَ يَسْتَحِبُّوْنَ

وہ ایسا خدا ہی کہ اوسی کی ملک ہی جو کچھ کہ آسمانون مین ہی اور جو کچھ زمین مین ہی اور بڑی خرابی یعنی بڑا سخت عذاب ہی اون کافرون کو جو دنیوی زندگانی کو

الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ؕ اُولٰٓئِكَ فِىْ ضَلٰلٍ بَعِيْدٍ ۝ وَمَآ اَرْسَلْنَا

آخرت پر ترجیح دیتے ہین اور اللہ کی راہ سے روکتے ہین اور اوسمین کجی کے متلاشی رہتے ہین ایسے لوگ بڑی دور کی گمراہی مین ہین اور ہم نے تمام پیغمبرون

مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ؕ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

کو اون ہی کے قوم کی زبان مین پیغمبر بناکر بھیجا ہی تاکہ اون سے بیان کرین پھر جسکو اللہ تعالیٰ چاہین گمراہ کرتے ہین اور جسکو چاہین ہدایت کرتے ہین اور وہی غالب ہی حکمت والا ہی

سورة ابراهيم مكيّة وهى احدى وخمسون اٰية كذا فى البيضاوى۔ اس سورت کا خلاصہ یہ مضامین ہین شروع رسالت کی بحث اور اسی سے اس کا آغاز سورہ رعد کے اختتام سے متناسب ہوگیا اور من ورائه جهنم سے کفار کی سزا کا بیان اور ادخل الذين سے مومنین کی جزاء کا بیان پس یہ دونون مضمون معاد کے متعلق ہوگئے اور الم تر کیف سے توحید کا ذکر اور اسی کی تقریر کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ جس مین اوس نعمت کا بھی کسی قدر بیان ہی جو آیت الم تر الى الذين بدلوا نعمة الله مین اجمالاً مذکور ہے پھر لاتحسبن سے عود مضمون معاد کی طرف اور ختم کی آیت ان سب مضامین کی جامع ہی اور تناسب مضامین مذکورہ کا کہ رسالت اور معاد اور توحید ہی ظاہر ہی اور متعدد دفعہ کو بھی ہو چکا ہی **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ** **بحث رسالت** الٓرٰ قف كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ؕ وَوَيْلٌ لِّلْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِيْدِ ۙ الَّذِيْنَ يَسْتَحِبُّوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ؕ اُولٰٓئِكَ فِىْ ضَلٰلٍ بَعِيْدٍ ۝ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ؕ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ الٓرٰ اس کے معنے اللہ ہی کو معلوم ہین) یہ (قرآن) ایک کتاب ہی جسکو ہمنے آپ پر نازل فرمایا ہی تاکہ آپ (اس کے ذریعہ سے) تمام[1] لوگون کو اونکے پروردگار کے حکم سے (مرتبۂ تبلیغ مین کفر کی) تاریکیون سے (ایمان وہدایت کی) روشنی کی طرف یعنی خداے غالب ستودہ صفات کی راہ کی طرف (کہ روشنی سے یہی مراد ہی) لاوین (روشنی مین لانے کا مطلب یہ ہی کہ وہ راہ بتلاوین) وہ ایسا خدا ہی کہ اوسی کی ملک ہی جو کچھ کہ آسمانون مین ہی اور جو کچھ کہ زمین مین ہی اور (جب یہ کتاب خدا کا رستہ بتلاتی ہی تو) بڑی خرابی یعنی بڑا سخت عذاب ہی اون کافرون کو جو (اس راہ کو نہ تو خود قبول کرین بلکہ) دنیوی زندگانی کو آخرت پر ترجیح دیتے ہین (اس لئے دین کی جستجو نہین کرتے) اور (نہ دوسرون کو یہ راہ اختیار کرنے دین بلکہ) اللہ کے (اوس) راہ (مذکور) سے روکتے ہین اور اوسمین کجی

ملحقات
[1] قوله تمام اشارة للاستغراق علیه الصلاة

اللغات اللسان يطلق على اللغة وعلى الجارحة ١٢

النحو قوله باذن ربهم متعلق بتخرج بمعنے باموهم قوله الى صراط بدل من الى النور وفائدة البدل الايذان بكونه طريقين جامعا بين كونه صراطا ونورا قوله الله الذى بالجر بدل من العزيز الحميد وبالرفع خبر مبتدأ مقدما ای هو كما فى قراءة قوله من عذاب من بيانية وهو بيان ويل وقيل وقيل قوله يبغونها عوجا ای يبغون لها فحذف الجار واوصل الفعل الى الضمير ای يقولون لمن يريدون صده هى سبيل ناكبة زائغة غير مستقيمة ١٢

الروايات فى اللباب اخرج ابن جرير عن سعيد بن جبير رضى الله عنه قال قالت قريش لولا انزل هذا القرآن اعجميا وعربيا فانزل الله ولو جعلناه قرآنا اعجميا الاية وفى روح المعانى عن البحر سبب نزول الاية اى قوله تعالى وما ارسلنا من رسول ان قريشا قالوا ما بال الكتب كلها اعجمية وهذا عربى اهـ قلت ومقصودى هو هذا الاخير فلكن لما كان بلا سند ذكرت الاول للتقوية والله اعلم

(یعنی شبہات) کے متلاشی رہتے ہین (جنکے ذریعہ سے دوسرون کو گمراہ کر سکین) ایسے لوگ بڑی دور کی گمراہی مین ہین (یعنی وہ گمراہی حق سے بڑی دور ہی) اور (اس کتاب کے منزل من اللہ ہونے مین جو بعض کفار کو یہ شبہ ہی کہ یہ عربی کیون ہی جس سے احتمال ہوتا ہی کہ خود پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے تصنیف کرلیا ہوگا عجمی زبان مین کیون نہین تاکہ یہ احتمال ہی نہ ہوتا اور قرآن دوسری کتب سماویہ سے عجمی ہونے مین متوافق بھی ہوتا تو یہ شبہ محض لغو ہی کیونکہ) ہم نے تمام (پہلے) پیغمبرون کو (بھی) اون ہی کی قوم کی زبان مین پیغمبر بنا کر بھیجا ہی تاکہ (اون کی زبان مین) اون سے (احکام الہیہ کو) بیان کرین (کہ اصل مقصود یہی ہے نہ کہ السنہ کا توافق) پھر (بیان کرنے کے بعد) جس کو اللہ تعالی چاہین گمراہ کرتے ہین (کہ وہ اون احکام کو قبول نہین کرتا) اور جس کو چاہین ہدایت کرتے ہین (کہ وہ اون احکام کو قبول کرلیتا ہی) اور وہی (سب امور پر) غالب ہے (اور) حکمت والا ہی (پس غالب ہونے سے سب کو ہدایت کرسکتا تھا مگر بہت سی حکمتین اسکو مقتضی نہ ہوئین) **ف** غرض جب سب پیغمبر اپنی اپنی قوم مین احکام لے کر آئے تو آپ کے لیے بھی یہی قاعدہ رکھا گیا کہ آپ کی قوم عرب ہین گو امت سب ہین اس لئے عربی زبان مین یہ کتاب نازل کی گئی پس شبہ محض لغو ہے یہ تو حکمت ہوئی عربی زبان مین قرآن کے ہونے کی اور عجمی مین نہ ہونے کی اور سورۂ فصلت مین ایک اور وجہ بھی مذکور ہے ولو جعلناہ قرآنا اعجمیا لقالوا لولا فصلت آیاتہ ءاعجمی و عربی رہا عربی مین یہ احتمال کہ شاید خود تصنیف کرلیا ہو سو یہ اوس کے معجز ہونے سے مدفوع ہی لقولہ تعالی فاتوا بسورۃ من مثلہ اونکے شبہ کے جواب کی تقریر یہانتک ختم ہوئی جس سے وہ شبہ بالکلیہ رفع ہوگیا۔ اب مستقلاً ایک اور شبہ خصوص بعثت کا ہی جو بلسان قومہ سے متوہم ہوتا ہی اور جس کے یہود مدعی تھے وہ یہ کہ اس سے معلوم ہوتا ہی کہ آپ کی قوم صرف عرب ہین حالانکہ ضروریات اسلام سے یہ عقیدہ ہو کہ آپ کی بعثت عام ہی اور آیات و احادیث بھی اسمین نص صریح ہین اوس کے جواب کی طرف اجمالاً خود اوپر کی تقریر مین بھی اشارہ کردیا گیا ہی اس قول مین آپکی قوم عرب ہین گو امت سب ہین تفصیل اسکی یہ ہی کہ قوم خاص ہی امت عام ہی قوم کے خاص ہونے سے امت کا خاص ہونا لازم نہین ہوتا قوم کہتے ہین جماعۃ خاصہ کو خواہ شرکت نسبیہ وغیرہ رکھتے ہون یا نہین اور امت جنکی طرف نبی مبعوث ہو البتہ اور انبیاء علیہم السلام کی قوم اور امت دونون کا مصداق ایک ہوتا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا مصداق قوم سے عام ہی اور یہود کے دعوی کا ایک مستقل عقلی جواب بھی ہی یعنی جب تم آپ کو نبی عرب مانتے ہو اور نبی کے لئے صدق لازم ہو اور آپ مدعی ہین عموم بعثت کے پس اسمین بھی صادق ہون گے وھو المطلوب پس یہ شبہ بھی مرتفع ہوگیا۔ اب اس کی تحقیق باقی رہی کہ جب آپ کی امت تمام اقوام عرب و عجم ہین تو تبیین احکام اس طریق سے سہل ہی کہ قرآن سب زبانون مین ہوتا اس کا جواب روح المعانی مین لکھا ہی کہ اسمین تعدد السنہ سے اختلاف بہت ہوجاتا اور کوئی اصل نہ ہوتی جو مرجع سب اختلافات کا ہوتا اور یہ حکمت نزول کتاب کے منافی تھا اور تبیین کی سہولت ایسی عظیم مصلحت نہ تھی جتنا عظیم یہ مفسدہ تھا اور نفس تبیین ترجمہ و تفسیر سے حاصل ہو اور اختلاف تراجم کے وقت اصل زبان کی تحقیق سے اختلاف مضر رفع ہوسکتا ہی پھر یہ کہ ایک زبان عربی ہی کیون ہوئی اس کا ایک جواب تو بلسان قومہ مین مصرح یعنی چونکہ آپ کی قوم کی زبان ہے دوسرا جواب اس لسان کی خصوصیات ہین اور تیسرا جواب اس قوم کی خصوصیات مین غور کرنے سے معلوم ہوسکتا ہے یعنی عربی زبان اشرف اللغات واجمع اللغات ہے اور عرب خصوصاً قریش کہ اخص قوم آپ کی وہی ہین حمیت و نشر دین مین سب اقوام سے اکمل تھے اس لیے اصل دین اونکی زبان مین کیا گیا کہ ان سے زیادہ خصوصیت رہے اور یہ اوس کی خصوصیت کے ساتھ حامی رہین اور خود عرب کے لغات مین باہم ایسا اختلاف نہ تھا اسی لئے قرآن لغت قریش مین نازل ہوا کما فی البخاری گو برائے چندے دوسرے لغات عرب مین ہر اہل لغت کو کلمات مخصوصہ پڑھنے کی اجازت ہوگئی تھی جیسا حدیثون مین ہے پھر جب لغت قریش سے سب مالوف ہوگئے وہ اجازت نہ رہی نقلہ فی الروح عن ابی شامۃ ملخصاً فقط

ربط۔ اوپر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا مضمون تھا آگے اوسی کی تائید کے لیے دوسرے رسل کا ذکر ہے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ڏ وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

اور ہمنے موسی کو یہ حکم دیکر بھیجا کہ اپنی قوم کو تاریکیوں سے روشنی کی طرف لاؤ اور اونکو اللہ تعالی کے معاملات یاد دلاؤ بلاشبہ ان معاملات

لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ اَنْجٰىكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ

عبرتین ہین ہر صابر شاکر کے لیے　اور اوسوقت کو یاد کیجیے کہ جب موسی نے　اپنی قوم سے فرمایا کہ تم اللہ تعالی کا انعام اپنے اوپر یاد کرو جبکہ تمکو فرعون والون سے نجات دی

يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ وَيُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ؕ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ

جو تمکو سخت تکلیفین پہونچاتے تھے　اور تمہارے بیٹون کو ذبح کر ڈالتے تھے اور تمہاری عورتون کو زندہ چھوڑ دیتے تھے　اور اسمین تمہارے رب کی طرف سے ایک

عَظِيْمٌ ۝ ع وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ ۝

بڑا امتحان تھا ـ　اور وہ وقت یاد کرو جبکہ تمہارے رب نے تمکو اطلاع فرمادی　کہ اگر تم شکر کروگے تو تمکو زیادہ نعمت دونگا اور اگر تم ناشکری کروگے تو میرا عذاب بڑا سخت ہے

وَقَالَ مُوْسٰٓى اِنْ تَكْفُرُوْٓا اَنْتُمْ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝

اور موسی نے فرمایا کہ اگر تم اور تمام دنیا بھر کے آدمی سب کے سب ملکر بھی ناشکری کرنے لگو تو اللہ تعالی بالکل بے احتیاج ستودہ صفات ہین ـ

ع ۱۳

جس سے یہ معلوم ہو جاوے کہ رسالت کوئی انوکھی چیز نہین کہ اوس کا انکار کیا جاوے پہلے بھی رسول ہوتے آئے ہین نیز اس مین ما ارسلنا من رسول کے اجمال کی تفصیل بھی ہے پھر موسی علیہ السلام کے متعلق زیادہ مضمون ہے بوجہ انکے زیادہ مشہور اور نیز صاحب کتاب ہونے اور دوسرون کا بعض مجمل جیسے نوح اور ہود و صالح علیہم السلام اور بعض کا مبہم جیسے والذین من بعدھم الخ اور مضمون رسالت کے ساتھ ہر مقام پر انکار کا وبال بھی ساتھ ساتھ مذکور ہے **ذکر موسی علیہ السلام** وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۝ وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ اَنْجٰىكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ وَيُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ؕ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ۝ وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ ۝ وَقَالَ مُوْسٰٓى اِنْ تَكْفُرُوْٓا اَنْتُمْ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝ اور ہم نے موسی (علیہ السلام) کو یہ حکم دیکر بھیجا کہ اپنی قوم کو (کفر و معاصی کی) تاریکیون سے (ایمان وطاعت کی) روشنی کی طرف لاؤ اور اونکو اللہ تعالی کے معاملات (نعمت اور نقمت کے) یاد دلاؤ بلاشبہ ان معاملات مین عبرتین ہین ہر صابر شاکر کے لیے (کیونکہ نعمت کو یاد کرکے شکر کریگا اور نقمت کو پھر اوس کے زوال کو یاد کرکے آیندہ حوادث مین صبر کرے گا اور یاد دلانے کا یہ ایک فائدہ ہے) اور اوس وقت کو یاد کیجیے کہ جب (ہمارے اس ارشاد بالا کے موافق) موسی (علیہ السلام) نے اپنی قوم سے فرمایا کہ تم اللہ تعالی کا انعام اپنے اوپر یاد کرو جبکہ تمکو فرعون والون سے نجات دی جو تمکو سخت تکلیفین پہونچاتے تھے اور تمہارے بیٹون کو ذبح کر ڈالتے تھے اور تمہاری عورتون کو (یعنی لڑکیون کو جو کہ بڑی ہوکر عورتین ہو جاتی تھین) زندہ چھوڑ دیتے تھے (تاکہ اون سے کار خدمت لین سو یہ بھی مثل ذبح ہی کے ایک عقوبت تھی) اور اس (مصیبت اور نجات دونون) مین تمہارے رب کی طرف سے ایک بڑا امتحان تھا (یعنی مصیبت مین بلا تھی اور نجات مین نعمت تھی اور بلا اور نعمت دونون بندہ کے لیے امتحان ہین پس اسمین

ملحقات الترجمة

لہ قولہ فی ایام معاملات کذا فسر فی الروح سابقا للبلاء والآلاء وفی بعض الاحادیث من تفسیرہ بالآلاء قد ینافیہ لانہ یحتمل التفسیر ببعض مفہومہ

فائدہ الظاہر ان المراد بقومہ بنو اسرائیل بقرینۃ قولہ اذکروا نعمۃ اللہ علیکم الخ ۱۲

مع
عند المتقدمین

اَلَمْ یَاْتِکُمْ نَبَؤُا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ڎ وَالَّذِیْنَ مِنْۢ بَعْدِھِمْ ؕ لَا یَعْلَمُھُمْ اِلَّا اللّٰہُ ؕ جَآءَتْھُمْ

کیا تم کو اون لوگون کی خبر نہین پہونچی جو تم سے پہلے ہو گذرے ہین یعنی قوم نوح اور عاد اور ثمود اور جو لوگ ان کے بعد ہوئے ہین جن کو بجز اللہ تعالیٰ کے کوئی نہین جانتا اون کے پیغمبر

رُسُلُھُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَرَدُّوْٓا اَیْدِیَھُمْ فِیْٓ اَفْوَاھِھِمْ وَقَالُوْٓا اِنَّا کَفَرْنَا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِہٖ وَاِنَّا لَفِیْ شَکٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَنَآ

اون کے پاس دلائل لے کر آئے سو اون قومون نے اپنے ہاتھ اُن پیغمبرون کے موزمین دیدے دئے اور کہنے لگے کہ جو حکم دے کر تمکو بھیجا گیا ہی ہم اوسکے منکر ہین اور جس امر کی طرف تم ہمکو بلاتے ہو

ثلثۃ ارباع

اِلَیْہِ مُرِیْبٍ ۝ قَالَتْ رُسُلُھُمْ اَفِی اللّٰہِ شَکٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ یَدْعُوْکُمْ لِیَغْفِرَ لَکُمْ مِّنْ ذُنُوْبِکُمْ

ہم تو اوسکی جانب سے بہت بڑی شبہ مین ہین جو تردد مین ڈالے ہوئے ہین اونکے پیغمبرون نے کہا کیا اللہ تعالیٰ کے بارہ مین شک ہی جو کہ آسمانون اور زمین کا پیدا کرنیوالا ہی وہ تمکو بلا رہا ہی تاکہ تمہارے گناہ معاف کردے

وَیُؤَخِّرَکُمْ اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی ؕ قَالُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ؕ تُرِیْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا کَانَ یَعْبُدُ

اور معین مت تک تمکو مہلت دے اونہون نے کہا کہ تم محض ایک آدمی ہو جیسے ہم ہین تم یون چاہتے ہو کہ ہمارے آبا و اجداد جس چیز کی عبادت کرتے تھے اوس

ثلثۃ ارباع

اٰبَآؤُنَا فَاْتُوْنَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ۝ قَالَتْ لَھُمْ رُسُلُھُمْ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَمُنُّ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ

سے ہمکو روک دو سو کوئی صاف معجزہ دکھلاؤ اون کے رسولون نے کہا کہ ہم بھی تمہاری جیسے آدمی ہی ہین لیکن اللہ اپنے بندون مین سے جسپر چاہے احسان فرمادے

مِنْ عِبَادِہٖ ؕ وَمَا کَانَ لَنَآ اَنْ نَّاْتِیَکُمْ بِسُلْطٰنٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ ؕ وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ وَمَا لَنَآ

اور یہ بات قبضہ کی نہین کہ ہم تمکو کوئی معجزہ دکھلا سکین بغیر خدا کے حکم کے اور اللہ ہی پر سب ایمان والون کو بھروسہ کرنا چاہیے اور ہمکو اللہ

ع ۳
۱۴

اَلَّا نَتَوَکَّلَ عَلَی اللّٰہِ وَقَدْ ھَدٰىنَا سُبُلَنَا ؕ وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰی مَآ اٰذَیْتُمُوْنَا ؕ وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُتَوَکِّلُوْنَ ۝ ع

پر بھروسہ نکرنے کا کون امر باعث ہو سکتا ہی حالانکہ اوسنے ہمکو ہمارے رستے بتلا دئے اور تم نے جو کچھ ہمکو ایذا پہونچائی ہی ہم اوسپر صبر کرینگے اور اللہ ہی پر بھروسہ کرنیوالونکو بھروسہ رکھنا چاہئے

موسی علیہ السلام نے ایام اللہ یعنی نعمت و نقمت دونون کی تذکیر فرما دی) اور (موسی علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا کہ اے میری قوم) وہ وقت یاد کرو جبکہ تمہارے رب نے (میرے ذریعہ سے) تمکو اطلاع فرما دی کہ اگر (میری نعمتون کو سنکر) تم شکر کروگے تو تمکو (خواہ دنیا مین بھی یا آخرت مین تو ضرور) زیادہ نعمت دونگا اور اگر تم (اون نعمتون کو سنکر) ناشکری کروگے تو (یہ سمجھ رکھو کہ) میرا عذاب بڑا سخت ہی (ناشکری مین اوسکا احتمال ہی) اور موسی (علیہ السلام) نے (یہ بھی) فرمایا کہ اگر تم اور تمام دنیا بھر کے آدمی سب کے سب ملکر بھی ناشکری کرنے لگو تو اللہ تعالیٰ (کا کوئی ضرر نہین کیونکہ وہ) بالکل بے احتیاج (اور اپنی حد ذات مین) ستودہ صفات ہین (استکمال بالغیر کا ویان احتمال نہین پس اللہ تعالیٰ کا ضرر محتمل ہی نہین اور تم اپنا ضرر سن چکے ہو یعنی عذاب شدید اس لئے شکر کرنا ناشکری مت کرنا) **ف** شکر مین ایمان اور ناشکری مین کفر بھی داخل ہی۔ ربط آیات بالا کی تمہید مین مذکور ہو چکا۔

ذکر معاملات بعض دیگر رسل با قوم ایشان

اَلَمْ یَاْتِکُمْ نَبَؤُا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ڎ وَالَّذِیْنَ مِنْۢ بَعْدِھِمْ ؕ لَا یَعْلَمُھُمْ اِلَّا اللّٰہُ ؕ جَآءَتْھُمْ رُسُلُھُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَرَدُّوْٓا اَیْدِیَھُمْ فِیْٓ اَفْوَاھِھِمْ وَقَالُوْٓا اِنَّا کَفَرْنَا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِہٖ وَاِنَّا لَفِیْ شَکٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَنَآ اِلَیْہِ مُرِیْبٍ ۝۹ قَالَتْ رُسُلُھُمْ اَفِی اللّٰہِ شَکٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ یَدْعُوْکُمْ لِیَغْفِرَ لَکُمْ مِّنْ ذُنُوْبِکُمْ وَیُؤَخِّرَکُمْ اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی ؕ قَالُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ؕ تُرِیْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا کَانَ یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا فَاْتُوْنَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ۝۱۰ قَالَتْ لَھُمْ رُسُلُھُمْ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَمُنُّ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ ؕ وَمَا کَانَ لَنَآ اَنْ نَّاْتِیَکُمْ بِسُلْطٰنٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ ؕ وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۱۱ وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَکَّلَ عَلَی اللّٰہِ وَقَدْ ھَدٰىنَا سُبُلَنَا ؕ وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰی مَآ اٰذَیْتُمُوْنَا ؕ وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُتَوَکِّلُوْنَ ۝۱۲

النحو قولہ والذین من بعدہم معطوف علی قوم نوح قولہ لا یعلمہم حال من الضمیر المستتر فی الجار والمجرور والتقدیر والذین کانوا من بعدہم حال کونہم مجہولا للکائنین لا یعلمہم الخ ۱۲

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ۭ فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ ۝

اور اُن کفار نے اپنے رسولون سے کہا کہ ہم تمکو اپنی سرزمین سے نکال دینگے یا یہ ہو کہ تم ہمارے مذہب مین پھر آجاؤ پس اُن رسولون پر اُنکے رب نے وحی نازل فرمائی کہ ہم اِن

وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۭ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَخَافَ وَعِيْدِ ۝ وَاسْتَفْتَحُوْا

ظالمون کو ضرور ہلاک کردینگے اور ان کے بعد تمکو اس سرزمین مین آباد رکھینگے یہ ہر اوس شخص کے لئے ہے جو میرے روبرو کھڑے ہونے سے ڈرے اور میری وعید سے ڈرے اور کفار فیصلہ چاہنے

وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ۝

لگے اور جتنے سرکش ضدی تھے وہ سب نامراد ہوئے

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ۭ فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۭ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَخَافَ وَعِيْدِ ﴿۱۴﴾ وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿۱۵﴾ (اے کفار مکہ) کیا تم کو ان لوگون (کے واقعات) کی خبر (گو اجمالاً سہی) نہین پہونچی جو تم سے پہلے ہو گذرے ہین یعنی قوم نوح اور عاد (قوم ہود) اور ثمود (قوم صالح) اور جو لوگ ان کے بعد ہوئے ہین جن (کی مفصل حالت) کو بجز اللہ تعالیٰ کے کوئی نہین جانتا (کیونکہ اون کے حالات تفصیلاً ضبط و منقول نہین ہوئے اور وہ واقعات یہ ہین کہ) اون کے پیغمبر اون کے پاس دلائل لیکر آئے سو اون قومون (میں جو کفار تھے اونھون) نے اپنے ہاتھ اون پیغمبرون کے منہ مین دے دئے (یعنی ماننے کو کیا یہ کوشش کرتے تھے کہ اون کو بات تک نہ کرنے دین) اور کہنے لگے کہ جو حکم دیکر تمکو (بزعم تمہارے) بھیجا گیا ہے (یعنی توحید ایمان) ہم اوسکے منکر ہین اور جس امر کیطرف تم ہمکو بلاتے ہو (یعنی وہی توحید و ایمان) ہم تو اوسکی جانب سے بہت بڑے شبہ مین ہین جو (ہمکو) تردد مین ڈالے ہوئے ہے (مقصود اس سے توحید و رسالت دونون کا انکار ہے توحید کا تو ظاہر ہے اور رسالت کا تدعو ننا مین جسکا حاصل یہ ہے کہ تم خود اپنی رائے سے دعوت توحید کر رہے ہو مامور و مرسل من اللہ نہین ہو) اون کے پیغمبرون نے (اس بات کے جواب مین) کہا کیا (تمکو) اللہ تعالیٰ کے بارہ مین (یعنی اوسکی توحید مین) شک (و انکار) ہے جو کہ آسمانون اور زمین کا پیدا کرنیوالا ہے (یعنی اوسکا ان چیزون کا پیدا کرنا خود دلیل اوسکی ہستی اور وحدانیت کی ہے پھر اس دلیل کے ہوتے ہوئے شک کرنا بڑی تعجب کی بات ہے اور تم جو دعوت الی التوحید کو استقلالاً ہمارے طرف منسوب کرتے ہو یہ بھی محض غلط ہے گو توحید بوجہ حق ہونیکے اس قابل ہے کہ اگر کوئی اپنی رائے سے بھی دعوت کرے تو بھی زیبا ہے لیکن محل تنازع فیہ مین تو ہماری دعوت بحکم خداوند تعالیٰ ہے پس) وہ (ہی) تمکو (توحید کیطرف) بلا رہا ہے تاکہ (اوسکے قبول کرنے کی برکت سے) تمہارے (گذشتہ) گناہ معاف کردے اور (تمہاری عمر کی) معین مدت تک تمکو (خیر و خوبی کے ساتھ) حیات دے (مطلب یہ کہ توحید علاوہ اس کے کہ فی نفسہ حق ہے تمہارے لئے دونون جہان مین نافع بھی ہے دنیا مین تو تاخیر الی اجل مسمّے بالمعنی المذکور اور آخرت مین مغفرت اور اس جواب مین دونون امر کے متعلق جواب ہو گیا توحید کے متعلق بھی افی اللہ شک الخ مین اور رسالت کے متعلق بھی یدعوکم مین جیسا تقریر ترجمہ سے ظاہر ہے) اونھون نے (پھر دونون امر کے متعلق گفتگو شروع کی اور) کہا کہ تم (پیغمبر نہین ہو بلکہ) محض ایک آدمی ہو جیسے ہم ہین (اور بشریت منافی رسالت ہے جب پیغمبر نہین ہو تو تم جو کچھ توحید کے بارہ مین کہتے ہو وہ من اللہ نہین ہے (بلکہ تم (اپنی رائے ہی سے) یون چاہتے ہو کہ ہمارے آبا و اجداد جس چیز کی عبادت کرتے تھے (یعنی بت) اوس سے ہمکو روکدو سو اگر رسالت کے مدعی ہو تو علاوہ اون دلائل و بینات مذکورہ جملہ جاءتہم رسلہم بالبینات کے جو تک نبوت پر قائم ہو چکے ہین اور) کوئی صاف معجزہ دکھلاؤ (جو اون سب سے واضح تر ہو آمین نبوت پر تو کلام ظاہر ہے اور یعبد آباؤنا مین توحید پر کلام کی طرف اشارہ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ شرک کے حق ہونیکی دلیل یہ ہے کہ ہمارے بزرگ اسکو کرتے تھے) اون کے رسولون نے (اسکے جواب مین) کہا کہ (تمہاری تقریر کے کئی جزو ہین انکار توحید بدلیل فعل آبا انکار نبوت بدعوی تنافی نبوت و بشریت مطالبہ سلطان مبین علاوہ بینات سابقہ سو امر اول کے متعلق تو فاطر السمٰوات والارض مین جواب ہو گیا کیونکہ دلیل عقلی کے روبرو رسم و عرف کوئی چیز نہین امر دوم کے متعلق ہم اپنی بشریت کو تسلیم کرتے ہین کہ واقعی) ہم بھی تمہاری طرح آدمی ہی ہین لیکن (بشریت اور نبوت مین تنافی نہین کیونکہ نبوت ایک اعلیٰ درجہ کا احسان خداوندی ہے اور) اللہ کو اختیار ہے کہ اپنے بندون مین سے جسپر چاہے (وہ) احسان فرما دے (اور احسان کے غیر بشر کے ساتھ مختص ہونے کی کوئی دلیل نہین) اور (امر سوم کے متعلق یہ ہے کہ دعوے کیلئے جسمین دعوی نبوت بھی داخل ہے نفس دلیل اور مطلق بینہ جو دعوی نبوت کی صورت مین معجزہ ہوگا ضروری ہے جو کہ پیش کی جا چکی ہے رہا دلیل و معجزہ خاص جسکو تم سلطان مبین یعنی صاف دلیل سے تعبیر کر رہے ہو سو وہ لاحسب قواعد مناظرہ ضروری نہین ثانیاً) یہ بات ہمارے قبضہ

ملحقات الترجمہ

ف۱ قولہ فی ا دسلکم بزعم خلاف انہم لم یکونوا معتقدین رسالتہم ف۲ قولہ فی افی اللہ شک الانکار اشارۃ الی ان المراد بالشک ہھنا لا معناہ المشہور لانہم کانوا مکذبین جزماً فالشک یقابل العلم جہلا مرکبا کان او بسیطا ف۳ قولہ من ذنوبکم گذشتہ گناہ من زائدہ تبعیضیۃ والبعض ہو ما سبق احترازا عن اللحق دفائدتہا الایذان بان ما تستعملون من بعد تواخذون بہ فافہم فانہ عجیب اخذتہ من البیضاوی سورہ نوح ف۴ قولہ فی یؤخرکم خیر و خوبی ولبدلہ مناتماحسنا فی سورۃ ہود والا فالتاخیر لا یختص باہل الایمان فترجمہ حیات ترجمتہا الکامل ۱۲

مِّنْ وَّرَآئِهٖ جَهَنَّمُ وَيُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ ۙ يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ

اوس کے آگے دوزخ ہی اور اوس کو ایسا پانی پینے کو دیا جاویگا جو کہ پیپ لہو ہوگا جسکو گھونٹ گھونٹ کرکے پیویگا اور گلے سے آسانی کے ساتھ اوتارنے کی کوئی صورت نہوگی

كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ؕ وَمِنْ وَّرَآئِهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ ۝

اور ہر طرف سے اوسپر موت کی آمد ہوگی اور وہ کسیطرح مریگا نہین اور اوسکو اور سخت عذاب کا سامنا ہوگا

نہین کہ ہم تمکو کوئی معجزہ دکھلا سکین بغیر خدا کے حکم کے (پس تمہاری تمامتر شبہات کا جواب ہوگیا پھر اگر اسپر بھی تم نہ مانو اور مخالفت کیے جاؤ تو خیر ہم تمہاری مخالفت سے نہین ڈرتے بلکہ اللہ پر بھروسا کرتے ہین) اور اللہ ہی پر سب ایمان والون کو بھروسہ کرنا چاہیے (چونکہ ہم بھی باایمان ہین اور ایمان مقتضی ہی توکل کو اس لیے ہم بھی اوسکو اختیار کرتے ہین) اور ہمکو اللہ پر نہ بھروسہ کرنے کا کون امر باعث ہوسکتا ہی حالانکہ اوسنے (ہماری حال پر بڑا فضل کیا کہ) ہمکو ہماری (دونون) راہین کے) رستے بتلادیے (جسکا اتنا بڑا فضل ہو اوسپر تو ضرور بھروسہ کرنا چاہیے) اور (ضرر خارجی سے تو یون بیفکر ہوگئے رہا ضرر داخلی کہ تمہاری مخالفت کا غم و حزن ہوتا سو) تم نے (عناد و خلاف کرکے) جو کچھ ہمکو ایذا پہنچائی ہی ہم اوسپر صبر کرین گے (پس اوس سے بھی ہمکو ضرر نرہا اور حاصل اس صبر کا بھی وہی توکل ہی) اور اللہ ہی پر بھروسہ کرنیوالون کو (ہمیشہ[1]) بھروسہ رکھنا چاہیے (اور ان تمامتر اتمام حجت کے بعد بھی کفار نرم نہ ہوئے بلکہ) اون کفار نے اپنے رسولون سے کہا کہ ہم تمکو اپنی سرزمین سے نکال دین گے یا یہ ہو کہ تم ہمارے مذہب مین پھر آجاؤ (پھر آنا اس لیے کہا کہ سکوت قبل بعثت سے وہ یہی سمجھتے تھے کہ اونکا اعتقاد بھی ہم ہی جیسا ہوگا) پس اون رسولون پر اون کے رب نے (تسلی کے لیے) وحی نازل فرمائی کہ (یہ بیچارے تمکو کیا نکالین گے) ہم (ہی) ان ظالمون کو ضرور ہلاک کردین گے اور ان کے (ہلاک کرنے کے) بعد تمکو اس سرزمین مین آباد رکھین گے (اور) یہ (وعدہ آباد رکھنے کا کچھ تمہارے ساتھ خاص نہین بلکہ) ہر اوس شخص کے لیے (عام) ہے جو میرے روبرو کھڑے ہونے سے ڈرے اور میری وعید سے ڈرے (مراد یہ کہ جو مسلمان ہو جسکی علامت خوف موقف اور خوف وعید ہی سب کے لیے یہ وعدہ عذاب سے نجات دینے کا عام ہی) اور (پیغمبرون نے جو یہ مضمون کفار کو سنایا کہ تم نے دلائل کے فیصلہ کو نہ مانا اب غذا سے فیصلہ ہونیوالا ہی یعنی عذاب آنیوالا ہی جیسا آیت اخاف علیکم عذاب یوم وامثالہا سے معلوم ہوتا ہی تو) کفار[2] (چونکہ جہل مرکب عنادین غرقاب تھے اس سے بھی نہ ڈرے بلکہ کمال بیباکی سے وہ) فیصلہ چاہنے لگے (جیسا آیت فاتنا بما تعدنا وامثالہا سے معلوم ہوتا ہی) اور (جب وہ فیصلہ آیا تو) جتنے سرکش (اور) ضدی (لوگ) تھے وہ سب (اوس فیصلہ مین) بیمراد ہوئے (یعنی ہلاک ہوگئے اور جو اون کی مراد تھی کہ اپنی کو اہل حق سمجھکر فتح و ظفر چاہتے تھے وہ حاصل نہ ہوئی) ف کبھی وسوسہ ہوجاتا ہی کہ الم یاتکم الخ سے تو اون کے واقعہ کا علم اور لایعلمہم سے اوسکا عدم علم معلوم ہوتا ہی جواب یہ ہی کہ اول باعتبار اجمال کے دوسرا باعتبار تفصیل کے جیسا تقریر ترجمہ سے ظاہر ہی پس لایعلمہم کا مضمون مثل آیت ومنہم من لم نقصص علیک کے ہوا۔ کذا فی الکبیر اور یغفر لکم من ذنوبکم کے متعلق تحقیق آخر پارہ نہم آیت قل للذین کفروا الخ کے ذیل مین گذر چکی ہی ملاحظہ فرمائی جاوے۔ حاصل یہ کہ اسلام سے ذنوب توکل معاف ہوتے ہین لیکن حقوق و زواجر معاف نہین ہوتے چنانچہ اسلام کے سبب ذمی سے حدود کا ساقط نہ ہونا فقہ مین مذکور ہے۔ ربط اوپر منکر رسالت کے عذاب دنیوی کا ذکر تھا آگے اوسکے عذاب اخروی کا ذکر ہے۔

عذاب منکرین رسل

مِّنْ وَّرَآئِهٖ جَهَنَّمُ وَيُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ ۙ (۱۶) يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ؕ وَمِنْ وَّرَآئِهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ (۱۷) (جس جبار عنید کا اوپر ذکر ہوا ہی علاوہ دنیوی عذاب کے) اوس کے آگے دوزخ (کا عذاب آنیوالا) ہی اور اوس کو (دوزخ مین) ایسا پانی پینے کو دیا جاویگا جو کہ پیپ لہو کے مشابہ ہوگا جسکو (غایت تشنگی کی وجہ سے) گھونٹ گھونٹ کرکے پیویگا اور (غایت حرارت و کراہت کی وجہ سے) گلے سے آسانی کے ساتھ اوتارنے کی کوئی صورت نہوگی اور ہر (چہار) طرف سے اوسپر (سامان) موت کی آمد ہوگی اور وہ کسیطرح مریگا نہین (بلکہ یون ہی سسکتا رہیگا) اور (پھر یہی نہین کہ یہی عذاب مذکور ایک حالت پر رہے بلکہ) اس (شخص) کو اور (زیادہ) سخت عذاب کا سامنا (برابر) ہوا کریگا (جس سے عادت پڑنے کا احتمال ہی نہین ہوسکتا

ملحقات الترجمة

[1] قولہ فی متوکل الثانی ہمیشہ ہرباعن تحصیل الحاصل

[2] قولہ فی واستفتحوا کفار فیہ کقولہ تعالیٰ ان تستفتحوا فقد جاءکم الفتح ورجحہ فی البیضاوی بقولہ ویشہد الجیبۃ اذا کان الاستفتاح من اللغۃ بمعنی انا وقد آمر مختفرا وفی حاشیتہ حیث لم یحصل ما توخوا الصمیم بہٰذا کمال الخیبۃ ۱۲

التحقیق قولہ من ورائہ ای من بین یدیہ الی جبار عنید ۱۲ قولہ صدید عطف بیان او بدل ۱۲ | قولہ یاتیہ الموت بحذف المضاف ای اسباب الموت فی انواع العذاب ۱۲

مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ ﴿اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ ۭ لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا

جو لوگ اپنے پروردگار کے ساتھ کفر کرتے ہین اونکی حالت با عتبار عمل کے یہ ہی جیسے کچھ راکھ ہو جسکو تیز آندہی کے دن مین تیزی کے ساتھ ہوا اودالیجا ئے اون لوگون نے جو کچھ عمل کیے تھے

عَلٰى شَيْءٍ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ۝ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ

اوسکا کوئی حصہ اونکو حاصل نہوگا یہ بھی بڑی دور دراز کی گمراہی ہے کیا تجکو یہ بات معلوم نہین کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانون کو اور زمین کو بالکل ٹھیک ٹھیک پیدا کیا ہو

اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝ وَّمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ۝ وَبَرَزُوْا

اگر وہ چاہے تو تم سب کو فنا کردے اور ایک دوسری نئی مخلوق پیدا کردے اور یہ خدا کو کچھ بھی مشکل نہین اور خدا کے سامنے

لِلّٰهِ جَمِيْعًا فَقَالَ الضُّعَفٰۗؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ

سب پیش ہونگے پھر چھوٹے درجہ کے لوگ بڑے درجہ کے لوگون سے کہین گے کہ ہم تمہارے تابع تھے توکیا تم خدا کے عذاب کا

مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ

کچھ جزو ہم سے ہٹا سکتے ہو

کقولہ تعالیٰ کلما نضجت جلودہم بدلنا ہم جلودا غیرہا) **ف** تجرع اور لایکاد کے اجتماع کی دو صورتین ہین ایک یہ کہ پھنس کر گلے سے اوتر پس اوترجانے کے اعتبار سے تجرع کا حکم صحیح ہوا اور بے پھنسے نہ اوترنے کے اعتبار سے لایکاد کا حکم صحیح ہوا دوسری صورت یہ کہ پھنس کر رہجاوے اوترے نہین پس لایکاد کا حکم تو ظاہر ہے اور تجرع کا حکم باعتبار قصد کے صحیح ہو یعنی پینا چاہیگا مگر پی نہ سکیگا واللہ اعلم **ربط** اوپر منکر رسالت کے عذاب کا ذکر تھا چونکہ بعض منکرین رسالت اپنے زعم مین کچھ اعمال قربت و ثواب کے بھی کرتے تھے جنمین بعض تو فی نفسہ بھی قربت نہ تھے جیسے بت پرستی اور بعض اون کے اعتبار سے قربت نہ تھے جیسے اعتاق وصلہ رحم ومہمانداری وغیرہا کہ فی نفسہ تو قربت ہین مگر شرط یعنی ایمان کے فقدان سے اون کے حق مین قربت نہین رہی پس ان اعمال پر نظر کرکے اون کو شبہہ ہوسکتا تھا کہ یہ اعمال ہمارے کام آوین گے اور عذاب سے بچالین گے اسیطرح یہ شبہہ ہوسکتا تھا کہ قیامت مین ہمارا زندہ ہی ہونا محال ہے پھر گنجایش عذاب کی کہان اسیطرح یہ وسوسہ ممکن تھا کہ ہم جن کے کہنے سے اس طریق کو اختیار کیے ہوئے ہین وہ ہمارے کام آوین گے اسیطرح یہ احتمال ہوسکتا تھا کہ معبودین غیر اللہ ہمکو بچالین گے اس لیے آگے اولاً ان اعمال کا محض بے اثر ہونا آیت مثل الذین کفروا الخ مین اور ثانیاً قیامت کا امکان و وقوع آیت الم تران اللہ الخ مین اور ثالثاً اکابر کا کام نہ آنا آیت وبرزوا للہ الخ مین اور رابعاً معبودین غیر اللہ کی معبودیت کا جو اصل سرمنشا ہے یعنی شیطان اوس کا قیامت کے روز صاف جواب دیدینا بیان فرماتے ہین پس حاصل مجموعی کا تمام طرق نجات کا مسدود ہو جانا ہے

انسداد جمیع طرق محتملہ نجات کفار

مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ ﴿اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ ۭ لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰي شَيْءٍ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ۝ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝ وَّمَا ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ۝ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ جَمِيْعًا فَقَالَ الضُّعَفٰۗؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ

البلاغۃ قولہ کرماد تخصیصہ لخفتہ ولسرعۃ ذہابہ مع الہواء ہمسر

ع ۳ ۹ ۱۵

قَالُوْا لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَهَدَيْنٰكُمْ ؕ سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ ۠

وہ کہیں گے کہ اگر اللہ ہمکو کوئی راہ بتلاتا تو ہم تمکو بھی راہ بتلا دیتے ہم سب کے حق میں دونوں صورتیں برابر ہیں خواہ ہم پریشان ہوں خواہ ضبط کریں ہماری بچنے کی کوئی صورت نہیں

وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ؕ

اور جب تمام مقدمات فیصل ہو چکیں گے تو شیطان کہیگا کہ اللہ تعالٰے نے تمسے سچے وعدے کئے تھے اور میں نے بھی کچھ وعدے کئے تھے سو میں نے

وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْٓا

وہ وعدے تمسے خلاف کئے تھے اور میرا تم پر اور تو کچھ زور چلتا نہ تھا بجز اسکے کہ میں نے تمکو بلایا تھا سو تم نے میرا کہنا مان لیا تو تم مجھپر ملامت مت کرو اور ملامت

اَنْفُسَكُمْ ؕ مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ؕ اِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ

اپنے آپ کو کرو نہ میں تمہارا مددگار ہوں اور نہ تم میرے مددگار ہو میں خود تمہارے اس فعل سے بیزار ہوں کہ تم اس کے قبل مجھکو شریک

مِنْ قَبْلُ ؕ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

قرار دیتے تھے یقیناً ظالموں کیلیے دردناک عذاب ہے

قَالُوْا لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَهَدَيْنٰكُمْ ؕ سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ ۝۲۱ وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ؕ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ؕ اِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ؕ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۲۲ (ان کافروں کو اگر اپنی نجات کے متعلق یہ زعم ہو کہ ہمارے اعمال ہمکو نافع ہونگے تو اسکا قاعدہ کلیہ تو یہ سن لو کہ) جو لوگ اپنے پروردگار کے ساتھ کفر کرتے ہیں اونکی حالت (باعتبار عمل کے) یہ ہے (یعنی اون کے اعمال کی ایسی مثال ہی) جیسے کچھ راکھ ہو (جو اُڑنے میں بہت خفیف ہوتی ہی) جس کو تیز آندھی کے دنمیں تیزی کے ساتھ ہوا اُڑا لیجاوے (کہ اس صورتمیں اوس راکھ کا نام ونشان بھی نہ رہیگا اسیطرح) اُن لوگوں نے جو کچھ عمل کیے تھے اوسکا کوئی حصہ (یعنی اثر و نفع کے قبیل سے) انکو حاصل نہوگا (اوس راکھ کیطرح ضائع و برباد جاویگا) یہ بھی بڑی دور دراز کی گمراہی ہی (کہ گمان تو ہو کہ ہمارے عمل نیک اور نافع ہیں اور پھر ظاہر ہوں بد اور مضر جیسے عبادت اصنام یا غیر نافع جیسے اعتاق وصلہ ارحام اور چونکہ حق سے اسکو بہت بعد ہی اس لیے بعید کہا گیا پس اس طریق سے تو نجات کا احتمال نہ رہا اور اگر انکا یہ زعم ہو کہ قیامت ہی کا وجود محال ہی اور اس صورت میں عذاب کا احتمال نہیں تو اوسکا جواب یہ ہی کہ کیا (اے مخاطب) تجھکو یہ بات معلوم نہیں کہ اللہ تعالٰی نے آسمانوں کو اور زمین کو بالکل ٹھیک ٹھیک (یعنی مشتمل بر منافع ومصالح) پیدا کیا ہی (اور اس سے قادر ہونا اوس کا ظاہر ہی (پس جب وہ قادر مطلق ہی تو) اگر وہ چاہے تو تم سب کو فنا کر دے اور ایک دوسری نئی مخلوق پیدا کر دے اور یہ خدا کو کچھ بھی مشکل نہیں (پس جب نئی مخلوق پیدا کرنا آسان ہی تو تمکو دوبارا پیدا کر دینا کون مشکل ہے پس اسمیں خلق سموات وارض سے تو قدرت علی خلق جدید پر استدلال کیا اور اس سے اعادہ خلق قدیم پر قادر ہونے پر استدلال کیا۔

اللغات قولہ محیص من حاص حاد وفر وہو اما اسم مکان کالمبیت والمصیف او مصدر میمی کالمغیب والمشیب ای لامنجی او لانجاۃ قولہ فاخلفتکم قال البیضاوی جعل تبیین خلف وعدہ کالاخلاف منہ فی الحاشیۃ یعنی ان الاخلاف حقیقۃ ہو عدم ما انجاز من یقدر علی انجاز وعدہ ولیس الشیطان کذلک فقولہ اخلفتکم یکون مجازا اھ وفی الروح ولو جعل مشاکلۃ یصح قلت و ترجمتی بالحاصل ۱۲ قولہ مصرخ یقال استصرخنی فاصرختہ ای استغاثنی فاغثتہ واصلہ من الصراخ وہو الصوت والہمزۃ للسلب کان المغیث یزیل صراخ المستغیث ۱۲ قولہ

انی کفرت بمعنے تبرأت مجازا ۱۲ **النحو** قولہ وعد الحق من اضافۃ الموصوف الی الصفۃ ۱۲ قولہ انی کفرت بما اشرکتمون من قبل ای باشراککم ایای فہو کقولہ تعالی ویوم القیٰمۃ یکفرون بشرککم ۱۲

البلاغۃ قولہ ان الظلمین کونہ من کلام ابلیس ابلغ فی المقصود وہو قطع المطمع بالکلیۃ حیث یقول من یقول الیوم بخلافہ ۱۲

غرض یہ بھی طریق نجات کا باطل ہوا) اور (اگر یہ وسوسہ ہو کہ ہمارے اکابر ہمکو بچالینگے تو اوسکی حقیقت سُن لو کہ قیامت کے دن) خدا کے
سامنے سب پیش ہونگے پھر چھوٹے درجہ کے لوگ (یعنی عوام و تابعین) بڑے درجہ کے لوگون سے (یعنی خواص و متبوعین سے بطور ملامت
و عتاب) کہینگے کہ ہم (دنیا مین) تمہارے تابع تھے (حتی کہ دین کا جو راہ تم نے ہمکو بتلایا ہم اوسی پر ہولیے اور آج ہم پر مصیبت ہی) تو کیا
تم خدا کے عذاب کا کچھ جزو ہم سے ہٹا سکتے ہو (یعنی اگر بالکل نہ بچا سکو تو کسیقدر ہی بچا سکتے ہو) وہ (جواب مین) کہینگے کہ (ہم تمکو کیا بچاتے
خود ہی نہین بچ سکتے ہین البتہ) اگر اللہ ہمکو کوئی راہ بچنے کا بتلاتا تو ہم تمکو بھی (وہ) راہ بتلا دیتے (اور اب تو) ہم سب کے حق مین دونون صورتین
برابر ہین خواہ ہم پریشان ہون (جیسا کہ تمہاری پریشانی فھل انتم مغنون سے ظاہر ہوا اور ہماری پریشانی لو ھدنا اللہ سے ظاہر ہی ہی) خواہ ضبط
کرین (دونون حالتون مین) ہمارے بچنے کی کوئی صورت نہین (پس اس سوال و جواب سے معلوم ہوگیا کہ طریق کفر کے اکابر بھی تابعین کے کچھ
کام نہ آوینگے یہ طریق بھی نجات کا محتمل نرہا) اور اگر اسکا بھروسہ ہو کہ یہ معبودین غیر اللہ کام آوینگے اوسکا حال اس حکایت سے معلوم
ہوجاویگا کہ) جب (قیامت مین) تمام مقدمات فیصل ہوچکینگے (یعنی اہل ایمان جنت مین اور کفار دوزخ مین بھیجدئے جاوینگے) تو
اہل دوزخ سب شیطان کے پاس کہ وہ بھی وہان ہوگا جاکر ملامت کرینگے کہ کمبخت تو تو ڈوبا ہی تھا ہم کو بھی اپنے ساتھ ڈبویا اوسوقت
شیطان (جواب مین) کہیگا کہ (مجھپر تمہاری ملامت ناحق کی ہی کیونکہ) اللہ تعالی نے تم سے (جتنے وعدے[1] کیے تھے سب) سچے وعدے
کیے تھے (کہ قیامت ہوگی اور کفر سے ہلاکت ہوگی اور ایمان سے نجات ہوگی) اور مین نے بھی تم سے کچھ وعدے کیے تھے (کہ قیامت
نہ ہوگی اور تمہارا طریقہ کفر بھی طریقہ نجات ہی) سو مین نے وہ وعدے خلاف تم سے کیے تھے (اور اللہ تعالی کے وعدون کے حق ہونے
پر اور میرے وعدون کے باطل ہونے پر دلائل قطعیہ قائم تھے سو باوجود اس کے تم نے میرے وعدون کو صحیح اور خدائے تعالے کے
وعدون کو غلط سمجھا تو یہ اپنے ہاتھون تم ڈوبے) اور (اگر تم یون کہو کہ آخر سچے وعدون کو جھوٹا سمجھنے اور جھوٹے وعدون کو سچا
سمجھنے کا سبب بھی تو مین ہی ہوا تو بات یہ ہی کہ واقعی مین اغواء کے مرتبہ مین سبب ضرور ہوا لیکن یہ دیکھو کہ میرے اغواء کے بعد تم مختار
تھے یا مضطر و مجبور سو ظاہر ہے کہ) میرا تمپر اور تو کچھ زور چلتا نہ تھا بجز اس کے کہ مین نے تمکو (گمراہی کی طرف) بلایا تھا
سو تم نے (باختیار خود) میرا کہنا مان لیا (اگر نہ مانتے تو مین بزور تم کو گمراہ نہ کرسکتا تھا جب یہ بات ثابت ہی) تو تم مجھپر (ساری)
ملامت مت کرو (اس طرح سے کہ اپنے کو بالکل بری سمجھنے لگو) اور (زیادہ) ملامت اپنے آپ کو کرو (کیونکہ اصل علت عذاب
کی تمہارا ہی فعل ہے اور میرا فعل تو محض سبب ہے جو بعید اور غیر مستلزم ہے پس ملامت کا تو یہ جواب ہے اور اگر مقصود اس
قول سے استعانت و استمداد ہے تو مین کسی کی کیا مدد کرونگا خود ہی مبتلائے مصیبت و محتاج امداد ہو رہا ہون - لیکن جانتا ہون
کہ کوئی میری مدد نہ کریگا ورنہ مین بھی تم سے اپنے لئے مدد چاہتا کیونکہ زیادہ مناسبت تم سے ہے بس اب تو) نہ مین تمہارا مددگار
(ہوسکتا) ہون اور نہ تم میرے مددگار (ہوسکتے) ہو (البتہ اگر مین تمہارے طریقۂ شرک کو حق سمجھتا ہوتا تو بھی اس تعلق کیوجہ
سے نصرت کا مطالبہ کرنے کی کسی درجہ مین گنجایش تھی لیکن) مین خود تمہارے اس فعل سے بیزار ہون (اور اوس کو باطل سمجھتا ہون
کہ تم اس کے قبل (دنیا مین) مجھکو (خدا کا) شریک قرار دیتے تھے (یعنی دربارۂ عبادت اصنام وغیرہا میری ایسی اطاعت کرتے
تھے جو اطاعت کہ خاصہ حق تعالی ہی پس اصنام کو شریک ٹھہرانا باین معنے شیطان کو شریک ٹھہرانا ہی پس مجھ سے تمہارا کوئی تعلق
نہین نہ تمکو استمداد کا کوئی حق ہی بس) یقیناً ظالمون کے لیئے دردناک عذاب (مقرر) ہی (پس عذاب پر صبر کرو نہ مجھ کو ملامت کرنے سے
نفع کی امید رکھو اور نہ مدد چاہنے سے جو تم نے ظلم کیا تھا تم بھگتو جو مین نے کیا تھا مین بھگتونگا پس گفتگو قطع کرو یہ حاصل ہوا جواب
ابلیس کا پس اس سے معبودین غیر اللہ کا بھروسہ بھی قطع ہوا کیونکہ جو ان معبودین کی عبادت کا اصل بانی و محرک ہے اور درحقیقت
عبادت غیر اللہ سے زیادہ راضی وہی ہوتا ہے چنانچہ اسی بناپر قیامت کے دن دوزخ مین اہل نار اوسی سے کہین سنینگے اور
کسی معبود غیر اللہ سے کچھ بھی نہ کہینگے جب اوسنے صاف جواب دیدیا تو اورون سے کیا امید ہوسکتی ہے اس نجات کفار کے

ملحقات الترجمة

[1] قوله فی وعد : وعداً وعدت حملا للمصدر علے الجنس الشامل للواحد والکثیر ۱۲

وَاُدْخِلَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ

اور جو لوگ ایمان لائے اور انہون نے نیک کام کئے وہ ایسے باغون مین داخل کئے جاوینگے جنکے نیچے نہرین جاری ہونگی وہ انہین اپنے پروردگار کے حکم سے ہمیشہ

تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ۝ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ

رہین گے وہان اونکو سلام اس لفظ سے کیا جاویگا السلام علیکم کیا آپ کو معلوم نہین کہ اللہ تعالی نے کیسی مثال بیان فرمائی ہو کلمہ طیبہ کی کہ وہ مشابہ ہو ایک پاکیزہ درخت کے جس کی جڑ خوب

وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ۝ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِاِذْنِ رَبِّهَا ۗ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ

گڑی ہوئی ہو اور اوسکی شاخین اونچائی مین جارہی ہون وہ خدا کے حکم سے ہر فصل مین اپنا پہل دیتا ہو اور اللہ تعالی مثالین لوگون کے واسطے

سب طریقے مسدود ہوگئے اور یہی مضمون مقصود تھا جیسا ترجمے مین ظاہر کیا گیا ہے) **ف** یہ جو اوپر ضعفاء کا قول فرمایا گیا ہو فہل انتم مغنون الخ اگر یہ امر جائز رکھا جاوے کہ قیامت مین بعض حقائق کفار سے مخفی رہین گے جیسا کہ اکثر آیات کے ظاہر سے یہی معلوم ہوتا ہو جیسا آیا ہو ادعوا ربکم یخفف عنا یوما من العذاب کہ ظاہر درخواست سے معلوم ہوتا ہو کہ اون کو اسکا احتمال ہوگا تب تو قول انتم مین استفہام اپنے ظاہر پر ہو اور بندے نے اسی کو اختیار کیا ہو اور اگر بعض حقائق کا مخفی رہنا تجویز نہ کیا جاوے تو یہ استفہام توبیخ و عتاب کے لئے ہوگا بعض مفسرین نے اسی کو اختیار کیا ہو اور یہ جو آیا ہو ما کان لی علیکم من سلطٰن یہ حصر محققین کے نزدیک باعتبار اضلال کے ہو یعنی گمراہ کرنے مین اس سے زیادہ زور نہین چلتا کہ اغوا کردے یہ نہین ہوسکتا کہ جبراً کسی کو گمراہ کردے پس اس سے یہ لازم نہین آتا کہ شیاطین کوئی دوسری مضرت انسان کو نہ پہونچا سکین بلکہ نصوص و مشاہدات سے اسکا امکان اور وقوع ثابت ہو کہ بعض امراض مین شیاطین کو دخل ہوسکتا ہو وہ بیہوش کرسکتے ہین وہ آدمی کو اوٹھا لیجا سکتے ہین وہ پتھر برسا سکتے ہین مگر چونکہ اکثر اوقات فرشتے محافظ رہتے ہین اسلیے ایسے واقعات بکثرت نہین ہوتے اور یہ جو آیا ہے دعوتکم اسکا صدق بواسطہ و بلا واسطہ دونون طرح ہوسکتا ہو پس شیطان بعض اوقات خود اغوا کرتا ہو اور کبھی دوسرے شیاطین کو اسکا حکم کرتا ہو اور ایک وقت مین بلا واسطہ متعدد اشخاص کو اغوا کرسکنے کے امتناع پر کوئی دلیل معتد بہ قائم نہین ہوئی واللہ اعلم **ربط** اوپر کفار کے عذاب کا ذکر تھا آگے تتمیم مضمون کے لئے اہل ایمان کے ثواب کا ذکر ہو کیونکہ وبرزوا للہ جمیعا مین لفظ جمیعا سب کو شامل ہو کفار اور مومنین کی تفصیل سے اوسکی تتمیم ہوگئی **ثواب مومنین** وَاُدْخِلَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۗ تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ﴿۲۳﴾ اور جو لوگ ایمان لائے اور انہون نے نیک کام کئے وہ ایسے باغون مین داخل کیے جاوین گے جن کے نیچے نہرین جاری ہون گی (اور) وہ انہین اپنے پروردگار کے حکم[1] سے ہمیشہ ہمیشہ رہین گے (اور) وہان اونکو سلام اس لفظ سے کیا جاویگا السلام علیکم (یعنی باہم بھی اور فرشتون کی طرف سے بھی لقولہ تعالے الا قیلا سلاما سلاما ولقولہ تعالی والملائکۃ یدخلون علیہم من کل باب سلام علیکم بما صبرتم الآیۃ) **ربط** اوپر شروع سے یہانتک رسالت اور معاد کا ذکر ہوچکا آگے توحید کا بیان ہو پس اول کلمہ توحید کی فضیلت اور کلمہ کفر و شرک کی مذمت مثال سے بھی الم تر کیف الخ مین اور اثر سے بھی یثبت اللہ الخ مین ذکر کیگئی پھر مشرکین کی مذمت کہ نعم الٰہیہ کا مقابلہ کفر سے کیا الم تر الی الذین الخ مین اور موحدین کی فضیلت اشارۃً اور اونکو نعم الٰہیہ کے شکر کی تاکید قل لعبادی الخ مین بیان کی گئی پھر توحید کے دلائل مع تعداد بعض نعم الٰہیہ اللہ الذی الخ مین مذکور ہوئے

فضل کلمہ توحید و شناعۃ کلمہ شرک ببیان مثال و اثر

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ﴿۲۴﴾ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِاِذْنِ رَبِّهَا ۗ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ

ملحقات الترجمۃ

[1] قولہ باذن حکم ہو احد القولین و یجوز ان یراد بتوفیقہ و ہدایتہ جل شانہ ۱۲

النحو قولہ کلمۃ طیبۃ بدل من مثلا و کشجرۃ خبر مبتدا ای ہی و قولہ کشجرۃ خبیثۃ فیہ حذف المضاف ای کمثل شجرۃ خبیثۃ و وجہہ ظاہر ۱۲

الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۝ وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيثَةٍ ٱجْتُثَّتْ مِن فَوْقِ

اس لیے بیان فرماتے ہین تاکہ وہ خوب سمجھ لیں — اور گندہ کلمہ کی مثال ایسی ہی جیسے ایک خراب درخت ہوکہ وہ زمین کے — اوپر ہی اوپر

الْأَرْضِ مَا لَهَا مِن قَرَارٍ ۝ يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا

سے اوکھاڑ لیا جاوے اوسکو کچھ ثبات نہو — اللہ تعالیٰ ایمان والون کو — اوس پکی بات سے — دنیا اور

وَفِي الْآخِرَةِ ۖ وَيُضِلُّ اللَّهُ الظَّالِمِينَ ۚ وَيَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ ۝

آخرت مین مضبوط رکھتا ہی — اور ظالمون کو بچلا دیتا ہی — اور اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہو کرتا ہی

ع ۴ ، ۱۲

الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۝ وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيثَةٍ ٱجْتُثَّتْ مِن فَوْقِ الْأَرْضِ مَا لَهَا مِن قَرَارٍ ۝ يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۖ وَيُضِلُّ اللَّهُ الظَّالِمِينَ ۚ وَيَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ ۝ کیا آپ کو معلوم نہین (یعنی اب معلوم ہوگیا) کہ اللہ تعالیٰ نے کیسی (اچھی اور موقع کی) مثال بیان فرمائی ہی کلمہ طیبہ کی (یعنی کلمہ توحید و ایمان کی) کہ وہ[1] مشابہ ہی ایک پاکیزہ درخت کے (مراد کھجور کا درخت ہی) جسکی جڑ (زمین کے اندر) خوب گڑی ہوئی ہو اور اوسکی شاخین اونچائی مین جا رہی ہون (اور) وہ (درخت) خدا کے حکم سے ہر فصل مین (یعنی جب اوسکی فصل آجاوے) اپنا پھل دیتا ہو (یعنی خوب پھلتا ہو کوئی فصل ماری نہ جاتی ہو اسیطرح کلمہ توحید یعنی لا الہ الا اللہ کی ایک جڑ ہی یعنی اعتقاد جو مومن کے قلب مین استحکام کے ساتھ جاگیر ہے اور اوسکی کچھ شاخین ہین یعنی اعمال صالحہ جو ایمان پر مرتب ہوتے ہین جو بارگاہ قبولیت مین آسمان کی طرف لیجائے جاتے ہین پھر اونپر رضائے دائمی کا ثمرہ مرتب ہوتا ہی) اور اللہ تعالیٰ (اس قسم کی) مثالین لوگون (کے بتلانے) کے واسطے اسلئے بیان فرماتے ہین تاکہ وہ (لوگ معانی مقصودہ کو) خوب سمجھ لین (کیونکہ مثال سے مقصود کی خوب توضیح ہوجاتی ہی) اور گندہ کلمہ کی (یعنی کلمہ کفر و شرک کی) مثال ایسی ہی جیسے ایک خراب درخت ہو (مراد درخت حنظل ہی) کہ وہ زمین کے اوپر ہی اوپر سے اوکھاڑ لیا جاوے (اور) اوسکو (زمین مین) کچھ ثبات نہو (خراب فرمایا باعتبار اوسکی بو اور مزہ اور رنگ کے یا اوس کے پھل کے بو اور مزہ اور رنگ کے یہ صفت طیبہ کے مقابل ہوئی اور اوپر سے اوکھاڑنے کا مطلب یہ ہی کہ جڑ اوس کی دور تک نہین ہوتی اوپر ہی رکھی ہوتی ہی یہ اصلہا ثابت کے مقابل فرمایا اور ما لہا من قرار اوسی کی تاکید کے لئے فرمایا اور اوسکی شاخون کا اونچا نہ جانا اور پھل کا نفع مطلوب نہ ہونا ظاہر ہی یہی حال کلمہ کفر کا ہی کہ گو کافر کے دل مین اوسکی جڑ ہی مگر حق کے سامنے اوسکا مضمحل و مغلوب ہوجانا مشابہ اسی کے ہی جیسے اوسکی جڑ ہی نہین قال تعالیٰ حجتہم داحضۃ اور شاید ما لہا من قرار کی تصریح سے کفر کا بھی اضمحلال و مغلوبیت بتلانا مقصود ہو اور چونکہ اوس کے اعمال مقبول نہین ہوتے اس لئے فروع فی السماء بھی منفی ہی اور چونکہ اوس کے اعمال پر رضائے الٰہی مرتب نہین ہوتی اسلیئے پھل کی نفی بھی ظاہر ہی اور چونکہ قبول و رضا کا کافر مین اصلا احتمال نہین شاید اسی لیئے مشبہ بہ کی جانب مین فروع اور ثمر کا ذکر قطعاً مطروح و متروک فرما دیا ہو بخلاف نفس کفر کے کہ اوسکا وجود محسوس بھی ہی اور احکام جہاد وغیرہ مین معتبر بھی ہی یہ تو دونون کی مثال ہوگئی آگے اثر کا بیان ہی کہ) اللہ تعالیٰ ایمان والون کو اوس پکی بات (یعنی کلمہ طیبہ ثابت الاصل کی برکت) سے (جسکا اوپر ذکر ہوا) ایمان والون کو دنیا اور آخرت (دونون جگہون) مین (دین مین اور امتحان مین) مضبوط رکھتا ہی اور (اوس کلمہ خبیثہ کی نحوست سے) ظالمون (یعنی کافرون) کو (دونون جگہ دین مین اور امتحان مین)

ملحقات الترجمة
[1] قوله فی کشجرة طیبة کہ وہ الخ ہذہ الکاف بیانیة تستعمل فی الفارسیة فی صدر الجملة البیانیة ۱۲

اللغات قولہ اجتثت اصلہ اخذ الجثة ۱۲
البلاغة قولہ ومثل کلمة خبیثة فی الروح ولعل تغییر الاسلوب حیث لم یقل وضرب اللہ مثلا کلمة خبیثة الخ للایذان بان ذلک غیر مقصود بالبیان وانما ذلک امر ظاہر یعرفہ کل احد کمثل قلت ولعل کونہ غیر مقصود لکون الکفر غیر مقصود فسکت ذکرہ وقد تا الاہتمام للمحبوب قلت ولعل عدم ذکر الاغصان والثمار فی ہذا المثال مبنی علی کونہ غیر مقصود فاقتضی الاجمال والاختصار واللہ اعلم ۱۲

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَتَ اللَّهِ كُفْرًا وَأَحَلُّوا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ۝ جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا وَبِئْسَ

کیا آپ نے اون لوگون کو نہین دیکھا جنہون نے بجاے نعمت الٰہی کے کفر کیا اور جنہون نے اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر یعنی جہنم مین پہونچایا وہ اوسمین داخل ہونگے اور وہ برُی

الْقَرَارُ ۝ وَجَعَلُوا لِلَّهِ أَندَادًا لِّيُضِلُّوا عَن سَبِيلِهِ ۗ قُلْ تَمَتَّعُوا فَإِنَّ مَصِيرَكُمْ إِلَى النَّارِ ۝

جگہ ہے اور اُن لوگون نے اللہ کے ساجھی قرار دیے تاکہ اوس کے دین سے گمراہ کرین آپ کہدیجیے کہ چندے عیش کرلو کیونکہ اخیر انجام تمہارا دوزخ مین جانا ہے

قُل لِّعِبَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا يُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُنفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً

جو میرے خاص ایمان والے بندے ہین اونسے کہدیجیے کہ وہ نماز کی پابندی رکھین اور ہم نے جو کچھ اون کو دیا ہے اوسمین سے پوشیدہ اور آشکارا خرچ کیا کرین

مِّن قَبْلِ أَن يَأْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيهِ وَلَا خِلَالٌ ۝

ایسے دن کے آنے سے پہلے جسمین نہ خرید و فروخت ہوگی اور نہ دوستی ہوگی

بچلادیتا ہے اور (کسی کو ثابت رکھنے اور کسی کو بچلا دینے مین ہزارون حکمتین ہین پس) اللہ تعالیٰ (اپنی حکمت سے) جو چاہتا ہے کرتا ہے **ف** حنظل تنہ دار نہین ہوتا اوسکو شجرہ مجازاً فرما دیا گیا اور شجرہ طیبہ اور شجرہ خبیثہ کی یہ تفسیرین حدیث مین آئی ہین اور وہ فی الدر المنثور عن الترمذی والنسائی والبزار وابی یعلی وابن جریر وابن ابی حاتم وابن حبان والحاکم مع تصحیحہ وابن مردویہ عن انس مرفوعاً خرما کا طیب ہونا تو ظاہر ہے اور حنظل کو خبیث باعتبار بو اور مزہ اور بعض مضرتون کے فرمایا جو کتب طبیہ مین مذکور ہین اور یُثبت فی الحیوۃ الدنیا سے مراد یہ ہے کہ شیاطین الانس والجن کے اضلال و اغوا کا اوسپر اثر نہین ہوتا اور مرتے دم تک ایمان پر قائم رہتا ہے اور یثبت فی الآخرۃ سے مراد قبر مین نکیرین کے سوال کا صحیح صحیح اور اطمینان سے جواب دیدینا ہے یہ تفسیر بکثرت حدیثون مین آئی ہے البتہ اکثر حدیثون مین مجموعی طور پر آیت کی یہ تفسیر آئی ہے جس سے بعض نے اوسکو تثبت فی الحیوۃ الدنیا کی تفسیر قرار دی ہے اور آخرت سے مراد زمانہ قیامت کا لیا ہے لیکن در منثور مین ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً بالتخصیص تفسیر منقول ہوئی ہے قال فی الآخرۃ القبر اخرجہ الطبرانی فی الاوسط وابن مردویہ اور اسی کے مناسب اضلال فی الدنیا و فی الآخرۃ کی تفسیر ہو جاویگی چنانچہ دنیا مین اونکی ضلالت ظاہر ہے اور قبر مین حسب تصریح احادیث اون سے جواب نہ بن پڑیگا بلکہ متحیرانہ جواب دیگا ہاہا لاادری چنانچہ درمنثور مین ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ کافر کے جواب نہ دیسکنے کا ذکر کرکے اونہون نے کہا فذالک قولہ ویضل اللہ الظلمین اخرجہ ابن جریر وابن ابی حاتم والبیہقی واللہ اعلم اور اس مقام پر ایک اشکال ہے وہ یہ کہ سوال قبر کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ مین ہوا ہے چنانچہ سوسن ختم قصہ فرعون پر اسکا بیان آویگا پس اس آیۃ کی کہ سورۂ مکیہ کا جزو ہے تفسیر کرنا سوال قبر سے کیسے صحیح ہے جواب یہ ہے کہ یا تو یہ آیت مدنی ہوگی اور سورت کا مکیہ ہونا باعتبار اکثر اجزا کے ہے اور یا یہ ہے کہ یہ آیت عام ہے قبر اور یوم قیامت کو اور لفظ آخرت دونون کو شامل ہے لیکن اسکی تفسیر کے ایک جزو کا علم تو حضور کو مکہ مین دیا گیا دوسرا جزو مخفی رکھا گیا وہ مدینہ مین بتلا دیا گیا اور نصوص سے قیامت کے دن بھی سوال ہونا ثابت ہے کقولہ تعالیٰ فلنسئلن الذین ارسل الیہم ولنسئلن المرسلین مگر کفار سے وہ سوال بطور حساب عسیر کے ہوگا اور اہل ایمان سے بطور حساب یسیر کے ہوگا اور اوسمین تثبیت سی اعانت فرمائی جاویگی اور نزلت فی عذاب القبر جو آیا ہے مراد اس سے تخصیص نہین بلکہ مقصود یہ ہے کہ یہ بھی اُسکا مدلول ہے۔ **ربط** آیات بالا کی تمہید مین مذکور ہو چکا

مذمت کفار و مشرکین و مدح مومنین أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَتَ اللَّهِ كُفْرًا وَأَحَلُّوا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ﴿۲۸﴾ جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا وَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿۲۹﴾ وَجَعَلُوا لِلَّهِ أَندَادًا لِّيُضِلُّوا عَن سَبِيلِهِ ۗ قُلْ تَمَتَّعُوا فَإِنَّ مَصِيرَكُمْ إِلَى النَّارِ ﴿۳۰﴾ قُل لِّعِبَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا يُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُنفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً مِّن قَبْلِ أَن يَأْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيهِ وَلَا خِلَالٌ ﴿۳۱﴾ کیا آپ نے اون لوگون کو نہین دیکھا (یعنی اونکا حال عجیب ہے) جنہون نے بجائے نعمت الٰہی کے (شکر کے) کفر کیا (مراد اس سے کفار مکہ ہین کذا فی الدر المنثور عن ابن عباسؓ) اور جنہون نے اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر یعنی جہنم مین پہونچایا (یعنی اونکو بھی کفر کی تعلیم کی جس سے) وہ اوس (جہنم) مین داخل ہونگے اور وہ رہنے کی بری جگہ ہے (اسمین اشارہ ہو گیا کہ اون کا داخل ہونا قرار

ملحقات الترجمة

۱ے قولہ فی نعمت اللہ شکر اشارۃ الی تقدیر المضاف ۱۲ منہ

النحو قولہ یقیموا الصلوۃ فی البیضاوی یجوز ان یقدر لام الامر لیصح تعلق القول بہما ای | بالاقامۃ والانفاق وانا حسن ذلک ولم یحسن قولہ محمد تفد نفسک کل نفس ای لتفد لدلالۃ قل علیہ ولا دلالتی

محمد تفد ۱۲ الساءؔ اشعۃ قولہ فاحلوا منعرض سبحلوا لہم لان الاحلال متسلزم للحلول ۱۲ قولہ لیضلوا فی البیضاوی ولیس الضلال ولا الاضلال غرضہم لکن لما کان نتیجتہ جعل کالغرض ۱۲ قولہ فان مصیرکم فی البیضاوی وفی

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ

اللہ ایسا ہی جس نے آسمانون کو اور زمین کو پیدا کیا اور آسمان سے پانی برسایا پھر اوس پانی سے پھلون کی قسم سے تمہارے لئے رزق پیدا کیا

وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِیَ فِی الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ۝ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ

اور تمہارے نفع کیواسطے کشتی کو مسخر بنایا تاکہ وہ خدا کے حکم سے دریا مین چلے اور تمہارے نفع کے واسطے نہرونکو مسخر بنایا اور تمہارے نفع کیواسطے سورج

وَالْقَمَرَ دَآئِبَیْنِ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ ۝ وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ

اور چاند کو مسخر بنایا جو ہمیشہ چلنے ہی مین رہتے ہین اور تمہارے نفع کے واسطے رات اور دن کو مسخر بنایا اور جو جو چیز تم نے مانگی تم کو ہر چیز دی

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ۝

اور اللہ تعالی کی نعمتین اگر شمار کرنے لگو تو شمار مین نہین لا سکتے سچ یہ ہی کہ آدمی بہت ہی بے انصاف بڑا ہی ناشکر ہی۔

۵ع ۱۷

اور دوام کے لیئے ہوگا) اور (اوپر جو کہا گیا ہے کہ اون لوگون نے شکر نعمت کی جگہہ کفر کیا اور اپنی قوم کو جہنم مین پہونچایا اوس کفر اور پہونچانے کا بیان یہ ہے کہ) اون لوگون نے اللہ کے ساجھی قرار دیئے تاکہ (دوسرون کو بھی) اوس کے دین سے گمراہ کرین (پس ساجھی قرار دینا کفر ہے اور دوسرون کو گمراہ کرنا جہنم مین پہونچانا ہی) آپ (ان سے) کہدیجیے کہ چندے عیش کرلو کیونکہ آخر انجام تمہارا دوزخ مین جانا ہی (عیش سے مراد حالت کفر مین رہنا کیونکہ ہر شخص کو اپنے مذہب مین لذت ہوتی ہی یعنی اور چندے کفر کرلو یہ تہدید ہی اور مطلب کیونکہ کا یہ ہے کہ چونکہ جہنم مین جانا تو تمہارا ضروری ہی اسواسطے کفر سے باز نہ آنا تمہارا مشکل ہی خیر اور چندے گذار لو پھر تو اوس مصیبت کا سامنا ہو ہی گا اور) جو میرے خاص ایمان والے بندے ہین (اونکو اس کفر نعمت کے وبال پر متنبہ کرکے اوس سے محفوظ رکھنے کے لیے) اون سے کہدیجیے کہ وہ (نعمت الہی کے اسطرح شکر گذار رہین کہ) نماز کی پابندی رکھین اور ہم نے جو کچھہ اونکو دیا ہی اوس مین سے (حسب قواعد شرعیہ) پوشیدہ اور آشکارا (جیسا موقع ہو) خرچ کیا کرین ایسے دن کے آنے سے پہلے پہلے جسمین نہ خرید و فروخت ہوگی نہ دوستی ہوگی (مطلب یہ کہ عبادات بدنیہ و مالیہ کو ادا کرتے رہین کہ یہی شکر ہے نعمت کا **ف** اسمین مومنین کی کئی طرح مدح ہوگئی ایک تو الذین آمنوا سے اون کو تعبیر فرمایا پھر اونکو عبادی تشریفاً فرمایا پھر اُنکو براہ عنایت شکر کی ترغیب دیکر کفران کی ایک آفت عظیمہ سے بچایا تمہید بالا مین اشارۃً سے یہی مراد ہی اور بیع و خلت کی نفی پارہ سوم کے پہلے رکوع مین بھی کیگئی ہی وہان ملاحظہ کرلیا جاوی اور مقصود نفی خلال سے یہ ہی کہ یہ مستقلاً نافع نہین ہی نہ یہ کہ ایمان کے ہوتے ہوئے بھی جبکہ حب فی اللہ ہو نافع نہین ہی۔ **ربط** تمہید بالا مین مذکور ہو چکا

اثبات توحید و تعداد بعض نعم

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِیَ فِی الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ﴿۳۲﴾ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَیْنِ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ ﴿۳۳﴾ وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ﴿۳۴﴾ ع

اللہ ایسا ہی جس نے آسمانون کو اور زمین کو پیدا کیا اور آسمان سے پانی (یعنی مینھہ) برسایا پھر اوس پانی سے پھلون کی قسم سے تمہارے لئے رزق پیدا کیا اور

اللغات قولہ دائبین فی الحاشیۃ علی البیضاوی الدوب مرور الشی فی العمل علی عادتہ فیہ من الداب وھو العادۃ ۱۲

النحو قولہ من کل ما سالتموہ ہی ابتدائیۃ و لا حاجۃ علی ما فسرنا الی التبعیض ۱۲

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ۝ رَبِّ اِنَّهُنَّ

اور جبکہ ابراہیمؑ نے کہا اے میرے رب اس شہر کو امن والا بنا دیجیے اور مجھکو اور میرے خاص فرزندوں کو بتوں کی عبادت سے بچائے رکھیے اے میرے پروردگار ان

اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

بتوں نے بہتیرے آدمیوں کو گمراہ کر دیا پھر جو شخص میری راہ پر چلیگا وہ تو میرا ہے ہی اور جو شخص میرا کہنا نہ مانے سو آپ تو کثیر المغفرت کثیر الرحمت ہیں۔

اور تمہارے نفع کے واسطے کشتی (اور جہاز) کو (اپنی قدرت کا) مسخر بنایا تاکہ وہ خدا کے حکم (و قدرت) سے دریا میں چلے (اور تمہاری تجارت اور سفر کی غرض حاصل ہو) اور تمہارے نفع کے واسطے نہروں کو (اپنی قدرت کا) مسخر بنایا (تاکہ اوس سے پیو اور آبپاشی کرو اور اوسمیں کشتی چلاؤ) اور تمہارے نفع کے واسطے سورج اور چاند کو (اپنی قدرت کا) مسخر بنایا جو ہمیشہ چلنے ہی میں رہتے ہیں (تاکہ تم کو روشنی اور گرمی وغیرہ کا فائدہ ہو) اور تمہارے نفع کے واسطے رات اور دن کو (اپنی قدرت کا) مسخر بنایا (تاکہ تمکو معیشت اور آسایش کا نفع حاصل ہو) اور جو جو چیز تم نے مانگی (اور وہ تمہاری مناسب حال ہوئی) تم کو ہر چیز دی اور (اشیاے مذکورہ ہی پر کیا منحصر ہے) اللہ تعالیٰ کی نعمتیں (تو اسقدر بے شمار ہیں کہ) اگر (اونکو) شمار کرنے لگو تو شمار میں نہیں لا سکتے (مگر) سچ یہ ہے کہ آدمی بہت ہی بے انصاف بڑا ہی ناشکرا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر اور شکر نہیں کرتا بلکہ اور بالعکس کفر و معصیت کرنے لگتا ہے جیسا اوپر آیا ہے الم تر الی الذین بدلوا نعمۃ اللہ کفرا

ف آسمان سے پانی نازل ہونے پر بعض کو یہ شبہہ ہوا ہے کہ بعض اوقات اونچے پہاڑوں پر کھڑے ہونے سے نیچے پانی برستا ہوا نظر آتا ہے اور یہ شخص خشک کھڑا رہتا ہے اگر آسمان سے پانی برستا تو اوسکے اوپر بھی برستا مگر یہ شبہہ نہایت لچر ہے ممکن ہے کہ وہ پانی آسمان سے بادلوں میں ایسے طور پر ملئکہ کی معرفت آجاوے کہ اوپر سے تقاطر نہو پھر بادل سے تقاطر ہوتا ہو اور ہم بارش میں تبخیر کے دخل ہونے کے منکر نہیں ممکن ہے کہ دونوں امر کا مجموعہ سبب ہو یا کبھی ایک طریق ہو کبھی دوسرا واللہ اعلم اور آتاکم من کل ما سالتموہ میں جو یہ قید لگائی کہ وہ مناسب حال ہو اس سے یہ شبہہ جاتا رہا کہ بعض اشیا ہم مانگتے ہیں اور وہ نہیں ملتی سو وہ حکمت الٰہیہ میں اس سائل کے مناسب نہ ہوگی اور بعض نے جواب دیا ہے کہ لفظ کل تکثیر کے لئے ہے نہ کہ تعمیم کے لئے جیسے فتحنا علیہم ابواب کل شیٔ اور اگر تقریر ترجمہ پر شبہہ ہو کہ آتاکم من کل ما سالتموہ الخ میں تو کل نعمتیں آگئیں پھر اس کے کیا معنے کہ اشیای مذکورہ میں انحصار نہیں الخ تو اوسکا جواب یہ ہے کہ کل ما سالتموہ نعم مسئولہ کو عام ہے نعم غیر مسئولہ تو اوسمیں داخل نہیں اسلئے وان تعدوا الخ میں وہ سب داخل کی گئیں اور اللہ تعالیٰ کی نعمتیں بیشمار اسلیے ہیں کہ اول تو جو منافع اسکو بالفعل حاصل ہیں اور جو مضرتیں اس سے مدفوع ہیں وہ خود کثیر ہیں پھر ان منافع کے اسباب و علل و مقدمات ابتداے سلسلہ حوادث تک اور ان منافع کے مصالح و حکم متاخرہ کہ وہ بھی نعمتیں ہیں اونمیں اور زیادہ کثرت ہے کہ عادۃً اوسکا احاطہ نہیں ہو سکتا یہی مطلب ہے لا تحصوہا کا اور اسی کو بیشمار سے تعبیر کیا گیا ہے اور یہ جو فرمایا ہے ان الانسان مراد اس سے جنس ہے گو بعض افراد کے اعتبار سے سہی پس یہ شبہہ لغو ہے کہ ہر انسان تو ایسا نہیں **ربط** اوپر توحید اور نعم الٰہیہ کا ذکر تھا آگے حضرت ابراہیم کے بعض واقعات مذکور ہیں جنمیں شرک کی مذمت اور بعض نعم الٰہیہ متعلقہ باہل مکہ کا ذکر ہے جس سے مضمون سابق کی تقریر ہو گئی خصوص اہل مکہ کے لئے کہ ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں تھے پس اونکو تنبیہ ہو گئی کہ تمہارے جد امجد شرک کو برا کہتے تھے اور تمہارے لیے بعض نعم کی دعا کر گئے تھے کہ تم شکر کرو گے جیسا لعلہم یشکرون سے معلوم ہوتا ہے مگر تم نے بجائے شکر کے کفر کیا جیسا بدلوا نعمۃ اللہ کفرا میں مذکور ہوا۔

قصہ ابراہیم علیہ السلام بتقریر توحید حق و انعام

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ﴿۳۵﴾ رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۶﴾

ملحقات الترجمہ

لے قولہ فی سخر لکم تمہارے نفع اشارۃ الی ان اللام للانتفاع لا للصلۃ فلا یرد ان ما ذکر ہہنا لیس فی قدرتنا کما قال البیضاوی لانتفاعکم والقرینۃ علی ہذا المعنی قولہ بامرہ ۱۲ منہ ۲ے قولہ فی نعمت اللہ نعمتیں اشارۃ الی ارادۃ الجنس ۳ے قولہ فی تعدوا شمار کرنے لگو اشارۃ الی دفع ایراد وہو ان العد والاحصاء متحدان فکیف یترتب عدم شئی علی وجودہ والجواب ان معنے الشرط ان تشرعوا فاندفع الایراد ۱۲ منہ

رَبَّنَآ اِنِّیْٓ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ

ای ہمارے رب مین اپنی اولاد کو آپ کے معظم گھر کے قریب ایک میدان مین جو زراعت کے قابل نہین آباد کرتا ہون ای ہمارے رب تاکہ وہ لوگ نماز کا اہتمام رکھین تو آپ کچھ

اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْٓ اِلَیْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ یَشْکُرُوْنَ ○ رَبَّنَآ اِنَّکَ تَعْلَمُ

لوگون کے قلوب انکی طرف مائل کر دیجیے اور اونکو پھل کھانے کو دیجیے تاکہ یہ لوگ شکر کرین ای ہمارے رب آپ کو تو سب کچھ معلوم

مَا نُخْفِیْ وَمَا نُعْلِنُ وَمَا یَخْفٰی عَلَی اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ ○ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَهَبَ لِیْ

ہی جو ہم اپنے دل مین رکھین اور جو ظاہر کرین اور اللہ تعالی سے کوئی چیز بھی مخفی نہین نہ زمین مین اور نہ آسمان مین تمامی حمد خدا کے لیے ہے جس نے مجھکو

عَلَی الْکِبَرِ اِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ اِنَّ رَبِّیْ لَسَمِیْعُ الدُّعَآءِ ○ رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ

بڑھاپے مین اسمٰعیل اور اسحق عطا فرمائے حقیقت مین میرا رب دعا کا بڑا سننے والا ہی ای میرے رب مجھکو بھی نماز کا اہتمام کرنیوالا رکھیے اور میری اولاد مین بھی بعضون کو

رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ○ رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ○

ای ہمارے رب اور میری دعا قبول کیجیے ای ہمارے رب میری مغفرت کر دیجیے اور میرے ماں باپکی بھی اور کل مومنین کی بھی حساب قائم ہونے کے دن

رَبَّنَآ اِنِّیْٓ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْٓ اِلَیْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ یَشْکُرُوْنَ ﴿۳۷﴾ رَبَّنَآ اِنَّکَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِیْ وَمَا نُعْلِنُ وَمَا یَخْفٰی عَلَی اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ ﴿۳۸﴾ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَهَبَ لِیْ عَلَی الْکِبَرِ اِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ اِنَّ رَبِّیْ لَسَمِیْعُ الدُّعَآءِ ﴿۳۹﴾ رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ﴿۴۰﴾ رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ﴿۴۱﴾ اور (وہ وقت قابل یاد کرنے کے ہی) جبکہ ابراہیم (علیہ السلام) نے حضرت اسمٰعیل اور حضرت ہاجرہ کو بحکم الٰہی میدان مکہ مین لاکر رکھنے کے وقت دعا کے طور پر) کہا کہ ای میرے رب اس شہر (مکہ) کو امن والا بنا دیجیے (کہ اسکے رہنے والے مستحق امن رہین یعنی حرم کر دیجیے) اور مجھکو اور میرے خاص فرزندون کو بتون کی عبادت سے (جوکہ اسوقت جہلا مین شائع ہی) بچائے رکھیے (جیسا ابتک بچائے رکھا) ای میرے پروردگار (مین بتون کی عبادت سے بچنے کی دعا اس لیئے کرتا ہون کہ) ان بتون نے بہتیرے آدمیون کو گمراہ کر دیا (یعنی انکی گمراہی کا سبب[۱] ہو گئے اس لئے ڈر کر آپ کی پناہ چاہتا ہون اور مین جسطرح اولاد کے بچنے کی دعا کرتا ہون اسیطرح اونکو بھی کہتا[۲] سنتا رہونگا) پھر (میرے کہنے سننے کے بعد) جو شخص میری راہ پر چلے گا وہ تو میرا ہے ہی (اور اوس کے لئے وعدہ مغفرت ہئی ہی) اور جو شخص (اس باب مین) میرا کہنا نہ مانے سو (اوس کو آپ ہدایت فرمایئے کیونکہ) آپ تو کثیر المغفرت (اور) کثیر الرحمۃ ہین (اونکی مغفرت اور رحمت کا سامان بھی کر سکتے ہین کہ اونکو ہدایت کر دین مقصود اس دعا سے شفاعت مومنین کے لئے اور طلب ہدایت غیر مومنین کے لئے ہی) ای ہمارے رب مین اپنی اولاد[۳] کو (یعنی اسمٰعیل علیہ السلام کو اور اون کے واسطہ[۴] سے انکی نسل کو) آپ کے معظم گھر (یعنی خانہ کعبہ) کے قریب (جوکہ پہلے[۵] یہان بنا ہوا تھا اور ہمیشہ سے لوگ اوسکا ادب کرتے آتے تھے) ایک (کف دست) میدان مین جو (بوجہ سنگستان ہونے کے) زراعت کے قابل (بھی) نہین آباد کرتا ہون ای ہمارے رب (بیت محرم کے پاس اسلئے آباد کرتا ہون) تاکہ وہ لوگ نماز کا (خاص) اہتمام رکھین (اور چونکہ یہ اسوقت کف دست میدان ہی) تو آپ کچھ لوگون کے قلوب انکی طرف مائل کر دیجیے (کہ یہان آکر رہین سہین تاکہ آبادی پر رونق

ع ۶/۱۸

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ فی اضللن سبب اشارة الی کون الاسناد مجازیا الی السبب وذکرہا بصیغة الجمع ذات العقل مبالغة لان الاصل فی الاضلال ان یکون من ذوی العقول ۱۲ ۲ قولہ قبل فمن تبعنی کہتا سنتا اشارة الی ان من ابتدائیة ۱۲ ۳ قولہ بعدہ واسطہ اشارة الی ان الاسکان عام لما بالواسطہ وما بلا واسطة ففیہ عموم المجاز ۱۲ ۵ قولہ فی بیتک پہلے سے اشارة الی ان التسمیة بیتا باعتبار ما کان ولا یشکل علیک انہ لما کان محرما فما معنے دعائہ بالامن ای بکونہ حرما لان المحرم کان ہو البیت خاصة لا ما حول البیت الی حدود الحرم ۱۲

اللغات قولہ المحرم من الحرمة الشرعیة بمعنی ان اللہ تعالی حرم التعرض لہ والتہاون بہ او من الحرمة الکونیة بمعنی انہ لم یزل ممنعا عزیزا یہابہ الجبابرة فی کل عصر ۱۲ قولہ بواد فی القاموس منفرج بین جبال او تلال او اکام ۱۲ قولہ علی الکبر مع الکبر ۱۲

النحو قولہ من الناس ای من افئدة الناس ومن تبعیضیة ۱۲ قولہ ومن ذریتی من ہذہ تبعیضیة وہو معطوف علی مفعول اجعل الاول ۱۲ **البلاغة** قولہ رب وربنا تکریر للمبالغة فی التضرع واضیف الرب الی المفرد تارة والی الجمع تارة فحیث اعتبر کون الاولاد معہ وحیث لم یعتبر فرد ۱۲

ہوجاوے) اور (چونکہ یہان زراعت وغیرہ نہین ہی اس لیے) اونکو (محض اپنی قدرت سے) پھل کھانے کو دیجیے تاکہ یہ لوگ (ان نعمتون
کا) شکر کرین ای ہمارے رب (یہ دعائین محض عبودیت وافتقار کے لیے ہین آپ کو اپنی حاجات کی اطلاع کے لئے نہین کیونکہ) آپ
کو تو سب کچھ معلوم ہی جو ہم اپنی دلمین رکھین اور جو ظاہر کردین اور (ہمارے ظاہر و باطن پر کیا حصر ہی) اللہ تعالے سے (تو) کوئی چیز بھی مخفی
نہین نہ زمین مین اور نہ آسمان مین (کچھ دعائین آگے آوین گی اور بیچ مین بعض نعم سابقہ پر حمد و شکر کیا تاکہ شکر کی برکت سے یہ دعائین اقرب
الی القبول ہو جاوین چنانچہ فرمایا کہ) تمامی حمد (وثنا) خدا کے لئے (سزاوار) ہی جس نے مجھکو بڑھاپے مین اسمٰعیل اور اسحٰق (دو بیٹے) عطا
فرمائے حقیقت مین میرا رب دعا کا بڑا سننے والا (یعنی قبول کرنے والا) ہی (کہ عطای اولاد کے متعلق میری یہ دعا رب ہب لی من الصلحین
قبول کرلی پھر اس نعمت کا شکر ادا کرکے آگے بقیہ دعائین پیش کرتے ہین کہ) ای میرے رب (جو میری نیت ہی اپنی اولاد کو بیت محرم کے پاس
بسانے سے کہ وہ نمازون کا اہتمام رکھین اوسکو پورا کردیجیے اور جیسا اونکے لیے اہتمام نماز میرا مطلوب ہی اسیطرح اپنے لئے بھی مطلوب ہے
اس لئے اپنی اور اون کے دونون کے لیئے دعا کرتا ہون اور چونکہ مجھکو وحی سے معلوم ہوگیا ہی کہ اونمین بعض غیر مومن بھی ہونگے اس لیئے دعا
سب کے لیے نہین کرسکتا ہون پس ان مضامین پر نظر کرکے یہ دعا کرتا ہون کہ) مجکو بھی نماز کا (خاص) اہتمام کرنیوالا رکھئے اور میری اولاد مین
بھی بعضون کو (نماز کا اہتمام رکھنے والا کیجیے) ای ہمارے رب اور میری (یہ) دعا قبول کیجیے (اور) ای ہمارے رب میری مغفرت کردیجیے
اور میرے ماں باپ کی بھی اور کل مومنین کی بھی حساب قائم ہونے کے دن (یعنی قیامت کے روز سب مذکورین کی مغفرت کردیجیے) **ف**
اس مقام پر ابراہیم علیہ السّلام کی کئی دعائین ہین اور بجز مغفرت باپ کے سب قبول ہوئین **اول** مکہ کو امن والا بنانا چنانچہ وہ اس طرح قبول
ہوئی کہ وہ حرم ہوگیا جسمین قتل و غارت حتی کہ وحش اور بعض نباتات کا تلف کرنا حرام ہوگیا اور حدیث مین اسیکو فرمایا ہی کہ ابراہیم
علیہ السّلام نے مکہ کو حرم بنوایا۔ اور مین نے ترجمہ مین مستحق امن سے اس لیے تفسیر کی کہ اگر کوئی امن کو توڑے تب بھی ابراہیم علیہ السّلام
کی دعا کا قبول نہ ہونا اس سے لازم نہین آتا اور اس دعا سے کہ رب اجعل ہذا البلد الخ یہ لازم نہین آتا کہ اوسوقت وہ شہر کی صورت مین
ہو بلکہ اسکی ایسی مثال ہی کہ کوئی شخص سنار کے پاس سونا یا چاندی لیجاکر کہے اجعل ہذا الخاتم حسنا یعنی اس انگوٹھی کو اچھا بنانا تو اس سے
یہ لازم نہین آتا کہ وہ انگوٹھی بالفعل تیار ہو بلکہ ایسی ترکیب سے مقصود یہ بتلانا ہی کہ زیادہ محط فائدہ مفعول ثانی ہی پس اجعل ہذا بلدًا اور
اجعل ہذا البلد مین تعارض نہین ہی اور رہا یہ کہ اونہون نے دونون لفظ کہے تھے یا ایک سو دونون احتمال ہین کہ اول بلدًا آمنا کہا ہو جسمین بلد
ہونے کی بھی دعا ہو پھر البلد کہا جسمین زیادہ مقصود امن کی دعا ہو یا ایک لفظ کہا ہو جس مین بلدیہ کی بھی درخواست مقصود تھی اور امنیت کی
زیادہ مقصود تھی اس لئے حکایت مین دونون تعبیرین صحیح ہوگئین اول تعبیر دونون کی مقصودیت کی بنا پر اور دوسری تعبیر امنیت کی زیادہ
مقصودیت کی بنا پر **دوسری دُعا** اجنبنی و بنیّ الخ یہ اسطرح قبول ہوئی کہ اون کے خاص صلبی فرزند اس سے محفوظ رہے پس اولاد الاولاد
کے شرک سے کوئی اشکال لازم نہین آتا رہا یہ امر کہ اپنے لیئے اجنبنی کہنے کے کیا معنی حالانکہ وہ ہمیشہ سے منزہ تھے جواب یہ ہی کہ مقصود دوام حفظ کا تھا
جیسا تقریر ترجمہ سے ظاہر ہی پھر یہ کہ دوام حفظ بھی بوجہ نبوت و عصمت کے امر یقینی تھا پھر اسکی طلب کے کیا معنی جواب حسب تحقیق روح المعانی
یہ ہی کہ عصمت کا لزوم بتوفیق الٰہی ہی امر طبعی نہین اسلیے طلب حفظ ضروری ہی **تیسری دعا** لیقیموا الصلوٰة جسکی تصریح رب اجعلنی مقیم
الصلوٰة الخ مین ہی اسکا قبول ہونا ظاہر ہی کہ آپکی اولاد مین بہت سے عابد ہوئے بلکہ سید العابدین ہوئے۔ **چوتھی دعا** فاجعل
افئدة یہ بھی قبول ہوئی چنانچہ اول قبیلہ جرہم نے وہان آکر سکونت اختیار کی پھر مختلف زمانون مین لوگ آفاق
سے آآکر وہان بسا کیے **پانچوین دعا** وارزقہم الخ یہ دو صورت سے واقع ہوا ایک طائف مین پیداوار کی کثرت دوسرے
اور بلاد و امصار سے آمد۔

اب یہان دو اشکال ہین۔ ایک من عصانی کے لیے دعائے مغفرت اوس کا جواب تقریر ترجمہ سے ظاہر ہے
دوسرا اشکال والدین کے لیے دعا کرنا سو اہل سیر نے والدہ کا ایمان تو نقل کیا ہے۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُونَ ۚ إِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيهِ الْأَبْصَارُ ۝ مُهْطِعِينَ مُقْنِعِي

اور جو کچھ یہ ظالم لوگ کر رہے ہین اوس سے خدا تعالی کو بے خبر مت سمجھ انکو صرف اوس روز تک مہلت دے رکھی ہے جسمین ان لوگون کی نگاہین پھٹی رہجاوینگی دوڑتے ہونگے اپنے سر اوپر

رُءُوسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ إِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ ۖ وَأَفْئِدَتُهُمْ هَوَاءٌ ۝ وَأَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَأْتِيهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُولُ الَّذِينَ ظَلَمُوا رَبَّنَا

اوٹھا رکھے ہونگے اونکی نظر اونکی طرف ہٹ کر نہ آویگی اور اونکے دل بالکل بدحواس ہونگے اور آپ ان لوگون کو اوس دن سے ڈرائیے جسدن اونپر عذاب آپڑیگا پھر یہ ظالم لوگ کہین گے کہ اے

أَخِّرْنَا إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ نُجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ ۗ أَوَلَمْ تَكُونُوا أَقْسَمْتُمْ مِنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِنْ زَوَالٍ ۝ وَسَكَنْتُمْ فِي مَسَاكِنِ

ہمارے رب ایک مدت قلیل تک ہمکو مہلت دیدیجیے ہم آپکا سب کہنا مان لین گے اور پیغمبرونکا اتباع کرین گے کیا تم نے اسکے قبل قسمین نہ کھائین تھین کہ تمکو کہین جانا ہی نہین ہے حالانکہ تم اون لوگون کے رہنے کی

الَّذِينَ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْأَمْثَالَ ۝ وَقَدْ مَكَرُوا مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ وَإِنْ كَانَ

جگہون مین رہتے تھے جنہون نے اپنی ذات کا نقصان کیا تھا اور تمکو یہ بھی معلوم ہوگیا تھا کہ ہمنے اونکے ساتھ کیونکر معاملہ کیا تھا اور ہمنے تمسے مثالین بیان کین اور ان لوگون نے اپنی سی بہت ہی بڑی بڑی تدبیرین کیتھین اور انکی تدبیرین اللہ

مَكْرُهُمْ لِتَزُولَ مِنْهُ الْجِبَالُ ۝ فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهِ رُسُلَهُ ۗ إِنَّ اللّٰهَ عَزِيزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ

کے سامنے تھین اور واقعی انکی تدبیرین ایسی تھین کہ اونسے پہاڑ بھی ٹلجاوین پس اللہ تعالی کو اپنے رسولون سے وعدہ خلافی کرنیوالا نہ سمجھنا بیشک اللہ تعالی بڑا زبردست پورا بدلہ لینے والا ہے جس روز دوسری زمین بدلدیجاویگی

غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ ۖ وَبَرَزُوا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۝ وَتَرَى الْمُجْرِمِينَ يَوْمَئِذٍ مُقَرَّنِينَ فِي الْأَصْفَادِ ۝

اس زمین کے علاوہ اور آسمان بھی اور سب کے سب ایک زبردست اللہ کے روبرو پیش ہونگے اور تو مجرمون کو زنجیرون مین جکڑے ہوئے دیکھے گا۔

اور باپ کے لیے دعا کرنے کی توجیہ پارہ یازدہم کے رکوع دوم آیت وما کان استغفار ابراہیم الخ کے ذیل مین گذر چکی ہے کہ مقصود دعاء ہدایت ہے البتہ ایک وسوسہ باقی ہے وہ یہ کہ یہ دعا بڑھاپے کی حالت مین ہوئی ہے اور ظاہر یہ ہے کہ اوسوقت باپ زندہ نہو گا پھر دعاء ہدایت کب متصور ہے سو اگر اوسکے مرنے کی خبر اونکو پہونچ چکی ہو تو معنے یہ ہون گے اغفر لہ ان مات مؤمنا پھر وحی سے جب علم موت علی الکفر کا ہوا تو تبری فرمائی ہو واللہ اعلم اور اگر والد کا ایمان ثابت ہو تو یہی جواب وہان ہے اور ثمرات کے ساتھ پانی نہ مانگنے کیوجہ حالانکہ اوسکی بھی ضرورت تھی اور اوسوقت موجود بھی نہ تھا یہ لکھی ہے کہ وادی مین پانی تو جمع ہو ہی جاتا ہے اور اسیوجہ سے غیر ذی زرع فرمایا اور غیر ذات ماء نہ بڑھایا واللہ اعلم اور ہرچند کہ ابراہیم علیہ السلام کے علاوہ اسمٰعیل و اسحٰق کے اور فرزند بھی تھے جیسا روضۃ الصفا مین منقول ہے کہ آپ نے بعد وفات سارہ کے کسی کنعانی بی بی سے نکاح کیا اور اوس سے چھ فرزند ہوئے لیکن دعا مین ان دو کا نام لینا یا اسوجہ سے ہوگا کہ اوسوقت یہی دو ہون یا اسوجہ سے کہ سب سے اشرف تھے اور جاننا چاہیے کہ ان سب دعاؤن کا ایک جلسہ مین ہونا ضرور نہین پس یہ شبہہ نہ رہا کہ اسمٰعیل علیہ السلام کے بچپن مین کہ تبادر اسکنت سے معلوم ہوتا ہے اسحٰق کہان تھے ربط اوپر من ورائہ جہنم الخ مین کفار کا عذاب مذکور تھا آگے پھر وہی مضمون ہے اور درمیان مین جو توحید و رسالت کا ذکر تھا اوس سے تناسب ظاہر ہے کہ اسی کے انکار سے یہ عذاب ہوتا ہے

عود بذکر عذاب کفار

وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُونَ ۚ إِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيهِ الْأَبْصَارُ (۴۲) مُهْطِعِينَ مُقْنِعِي رُءُوسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ إِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ ۖ وَأَفْئِدَتُهُمْ هَوَاءٌ (۴۳) وَأَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَأْتِيهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُولُ الَّذِينَ ظَلَمُوا رَبَّنَا أَخِّرْنَا إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ نُجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ ۗ أَوَلَمْ تَكُونُوا أَقْسَمْتُمْ مِنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِنْ زَوَالٍ (۴۴) وَسَكَنْتُمْ فِي مَسَاكِنِ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْأَمْثَالَ (۴۵) وَقَدْ مَكَرُوا مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ وَإِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُولَ مِنْهُ الْجِبَالُ (۴۶) فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهِ رُسُلَهُ ۗ إِنَّ اللّٰهَ عَزِيزٌ ذُو انْتِقَامٍ (۴۷) يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ ۖ وَبَرَزُوا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ (۴۸) وَتَرَى الْمُجْرِمِينَ يَوْمَئِذٍ مُقَرَّنِينَ فِي الْأَصْفَادِ

اللغات قولہ مہطعین مسرعین ۱۲ قولہ مقنعی رافعی ۱۲ قولہ طرفہم فی البیضاوی نظرہم دخنقیۃ ارتدادہ ان الشعاع یخرج وقت الرؤیۃ من العین ثم اذا غض رجع الیہا قولہ ہواء خالیۃ من العقل والفہم ۱۲ قولہ قریب قلیل لان القلیل ینقضی عنقریب ۱۲ قولہ مقرنین مقرونۃ ایدیہم وارجلہم الی الاعناق ۱۲ قولہ الاصفاد القیود ۱۲ **النحو** قولہ مہطعین حال من اصحاب الابصار الدال علیہا الابصار

سَرَابِيلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ وَّتَغْشٰى وُجُوْهَهُمُ النَّارُ ۝ لِيَجْزِيَ اللّٰهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝

اون کے کرتے قطران کے ہونگے اور آگ انکی چہرون پر لپٹی ہو گی تاکہ اللہ تعالی ہر شخص کو اوسکے کیے کی سزا دے یقیناً اللہ تعالی بڑی جلد حساب لینے والا ہی

سَرَابِيلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ وَّتَغْشٰى وُجُوْهَهُمُ النَّارُ ۝ لِيَجْزِيَ اللّٰهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝ اور (ای مخاطب[1])
جو کچھہ یہ ظالم (کافر) لوگ کر رہی ہین اوس سے خدای تعالی کو (جلدی عذاب ندینے کی بنا پر) بیخبر مت سمجھہ (کیونکہ) انکو صرف
اوس روز تک مہلت دے رکھی ہی جسمین انکے[2] لوگون کی نگاہین (مارے حیرت اور ہیبت کے) پھٹی رہجاوینگی (اور وہ موقف حساب[3]
کی طرف حسب الطلب) دوڑتے ہون کے (اور فرط حیرت سے) اپنے سر اوپر اوٹھا رکھے ہونگے (اور) اونکی نظر اونکی طرف ہٹ کر نہ آویگی
(یعنی ایسی ٹکٹکی بند ھیگی کہ آنکھہ نہ جھپکین گے) اور اون کے دل (شدت ہول سے) بالکل بدحواس ہونگے اور (جب وہ دن آجاویگا
پھر مہلت نہ ہوگی پس) آپ اُن لوگون کو اوسدن (کے آنے) سے ڈرائیے جسدن اونپر عذاب آپڑیگا پھر یہ ظالم لوگ کہین گے کہ اے
ہمارے رب ایک مدت قلیل تک ہم کو (اور) مہلت[4] دیدیجیے (اور دنیا مین پھر بھیجدیجیے) ہم (اوس مدت مین) آپ کا سب[5] کہنا مان
لین گے اور پیغمبرون کا اتباع کرین گے (جواب مین ارشاد ہوگا کہ کیا ہم نے دنیا مین تمکو مہلت[6] طویلہ نہ دی تھی اور) کیا تم نے (اوس
مہلت کے طول ہی کے سبب) اس کے قبل (دنیا مین) قسمین نہ کھائین تھین کہ تمکو (دنیا سے) کہین جانا ہی نہین ہی (یعنی قیامت کے
منکر تھے اور اوسپر قسم کھاتے تھے کقوله تعالی واقسموا باللہ جهد ایمانهم لا یبعث اللہ من یموت) حالانکہ (اسباب منع انکار کے سب
مجتمع تھے چنانچہ) تم اون (پہلے) لوگون کی رہنے کی جگھون مین رہتے تھے جنہون نے (کفر و انکار قیامت کرکے) اپنی ذات کا نقصان
کیا تھا اور تمکو (تواتر اخبار سے) یہ بھی معلوم ہوگیا تھا کہ ہم نے اونکے ساتھہ کیونکر معاملہ کیا تھا (کہ اونکے کفر و انکار پر اونکو سزائین دین
اس سے تمکو معلوم ہوسکتا تھا کہ انکار کرنا موجب غضب ہے پس تصدیق واجب ہی اور ان کے یہ لازم نہیں رہنا ہر وقت اون کے ان حالات
کا مذکر ہوسکتا تھا پس انکار کی کسیوقت گنجایش نہ تھی) اور (علاوہ ان واقعات کے سننے کے جو تم حسب بالا یہ لئے کافی تھے) ہم نے (بھی)
تمسے مثالین بیان کین (یعنی کتب سماویہ مین ہم نے بھی اُن واقعات کو مثال کے طور پر بیان کیا کہ اگر تم ایسا کروگے تو تم بھی ایسے ہی
مغضوب و مستحق عذاب ہوگے پس واقعات کا اولاً اخبار سے سننا پھر ہمارا اونکو بیان کرنا پھر مماثلت پر تنبیہ کردینا یہ سب اسباب مقتضی اسکو
تھے کہ قیامت کا انکار نہ کرتے) اور (ہم نے جن پہلے لوگون کو اونکے کفر و انکار پر سزائین دین) اون لوگون نے (دین حق کے مٹانے مین)
اپنی سی بہت ہی بڑی بڑی تدبیرین کین تھین اور اونکی (یہ سب) تدبیرین اللہ کے سامنے تھین (اوس کے علم سے مخفی نہ رہ سکتی تھین) اور
واقعی اونکی تدبیرین ایسی تھین کہ (عجب نہین) اون سے پہاڑ بھی (اپنی جگھہ سے) ٹل جاوین (مگر پھر بھی حق ہی غالب رہا اور اونکی ساری
تدبیرین گاؤخورد ہوگئین اور وہ ہلاک کیے گئے اس سے بھی معلوم ہوگیا کہ حق وہی ہی جو پیغمبر فرماتے تھے اور اوسکا انکار موجب غضب و عذاب
ہی جب قیامت[7] مین اونکا معذب ہونا معلوم ہوگیا) پس (ای مخاطب) اللہ تعالی کو اپنے رسولون سے وعدہ خلافی کرنیوالا نہ سمجھنا (چنانچہ
قیامت کے دن اون کے منکرین کے عذاب کا وعدہ تھا سو وہ پورہ ہوگا جیسا اوپر مذکور ہوا) بیشک اللہ تعالی بڑا زبردست (اور) پورا بدلہ
لینے والا ہے (کہ اوسکو کوئی بدلہ لینے سے نہین روک سکتا پس قدرت بھی کامل پھر مشیت کا تعلق اوپر معلوم ہوا پھر خلف وعدہ کا کیا احتمال
رہا اور یہ بدلا[8] اوس روز ہوگا) جس روز دوسری زمین بدل دیجاویگی اس زمین کے علاوہ اور آسمان بھی (دوسرے بدل دئے جاوین گے ان
آسمانون کے علاوہ کیونکہ اول بار کے نفخ صور سے سب زمین و آسمان ٹوٹ پھوٹ جاوین گے پھر دوسری بار مین از سر نو زمین و آسمان بنین گے
اور سب کے سب ایک (اور) زبردست اللہ کے روبرو پیش ہون گے (مراد اس سے قیامت کا دن یعنی قیامت مین بدلہ

ملحقات الترجمة

[1] قوله فی لا تحسبن ای مخاطب اشارة الی کون المخاطب غیر متعین فلا یرد اشکال [2] قوله فی الابصار ان لوگون کی دلیل التخصیص قوله تعالی فی المؤمنین لا یحزنهم وقوله لا خوف علیهم ولا هم یحزنون ونحو ذلک [3] قوله فی مهطعین موقف الدلیل علیه مهطعین الی الداع وظاهران دعوة الداعی الی الموقف [4] قوله فی دعوتک ... التنفید العدم من الجنتین و ... الی المعروف [5] قوله قبل اوله تمکو لو امهلت طویله الخ اشارة الی توجیه تفریع قوله تعالی ... تمکو لزا فی جواب قولهم ... [6] قوله قبل فلا تحسبن جب قیامت مین الخ اشارة الی توجیه الفاء [7] قوله قبل لیوم تبدل بدلا اوس ... اشارة الی ... ظرف للانتقام ۱۲

اللغات قوله سرابیلهم جمع سربال وهو القمیص ۱۲ قوله قطران هو ما یحلب | من شجر الابهل فیطبخ وتهنأ به الابل الجربی وهو اسود منتن ۱۲ منه

هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَلِيَعْلَمُوْٓا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ع

یہ لوگون کے لیے احکام کا پہونچانا ہے اور تاکہ اسکے ذریعہ سے ڈرائے جاوین اور تاکہ اس بات کا یقین کرلین کہ وہی ایک معبود برحق ہے اور تاکہ دانشمند لوگ نصیحت حاصل کرین

لیا جاویگا) اور (اس روز اے مخاطب، تو مجرمون کو (یعنی کافرون کو) زنجیرون مین جکڑے ہوئے دیکھیگا (اور) اُنکے کُرتے قطران کے ہونگے (یعنی سارے بدن کو قطران لپٹی ہوگی کہ اُسمین آگ جلدی اور تیزی کے ساتھ لگے اور وہ درخت چیڑ کا روغن ہوتا ہے کما فی کتب اللغات والطب) اور آگ اُن کے چہرون پر لپٹی ہوگی (یہ سب کچھ اسلیئے ہوگا) تاکہ اللہ تعالیٰ ہر (مجرم) شخص کو اُسکے کیے کی سزا دے (اور گو ایسے مجرم بے انتہا ہونگے مگر) یقیناً اللہ تعالیٰ (کو اُن کا حساب وکتاب کچھ دشوار نہین کیونکہ وہ) بڑی جلد حساب لینے والا ہے (سب کا فیصلہ شروع کرکے فوراً ہی ختم کردے گا) **ف** سکنتم مین خطاب کفار متاخرین کو ہے جن سے پہلے کوئی امت معذب ہوچکی ہے پس اس مین تسلسل لازم نہین آتا کہ ساکن کے لئے مساکن ظلمہ کا ہونا ضروری ہے اور وہ ظلمہ بھی ساکن مین وہلم جرا اور الناس کا انذر کے لیے مفعول ہونا اور یاتیہم کا مرجع الناس ہونا اور یقول اور اُسکے جواب کا یاتیہم پر مرتب ہونا قرینہ ہے کہ متاخرین مین بھی صرف اسی امت کے کفار مراد ہین اور اُن کا معذبین کے مساکن مین رہنا با این معنے ہے کہ بعض قریے ملک شام مین تھے اور عرب کے لوگ تجارت کے سفر مین آتے جاتے اُن کو دیکھتے تھے اور ٹھیرنے کا وقت آجاتا تو ٹھیرتے بھی تھے کقولہ تعالیٰ وانھما لبامام مبین وقولہ تعالیٰ وانکم لتمرون علیھم مصبحین وباللیل اور یا باین معنے ہے کہ نوح علیہ السلام کے زمانہ مین سب کفار غرق ہوگئے تھے سو جہان عرب رہتے تھے یہ بھی اُنہین سے بعض کے مساکن تھے واللہ اعلم اور سموات وارض کی تجدید وتبدیل باعتبار ذات وصفات دونون کے صحیح ہوسکتی ہے کیونکہ مادہٗ قدیمہ کا اعادہ اور اسمین ہیئت جدیدہ کا افادہ ہوگا پس اگر ہیئت کو جزو ذات کہا جاوے تو تبدیل ذات اُسکو کہنا صحیح ہے اور اگر خارج ذات کہا جاوے تو تبدیل صفات کہنا صادق ہے اور حدیثون سے معلوم ہوتا ہے کہ علاوہ اس اعادہٗ خلق کے سموات وارض مین کوئی اور تبدیل بھی ہوگی جسمین بعض تبدیل کے وقت اہل محشر زمین پر نہونگے بلکہ پلصراط پر ہونگے جیسا مسلم کی حدیث مین مصرح ہے باقی اُس تبدیل کی حکمت اللہ ہی کو معلوم ہے **ہ** زبان تازہ کردن باقرار تو — نینگیختن علت از کار تو ‡ اور یہ جو فرمایا کہ اُن تدبیرون سے پہاڑون کا ٹلجانا عجب نہ تھا یہ ایک مثل ہے کسی شئے کی قوت بیان کرنے کے لیے اور فی نفسہ یہ امر کچھ محال بھی نہین کیونکہ پہاڑون کے توڑنے اور اڑانے کی تدبیرین بکثرت استعمال مین آتی ہین واللہ اعلم۔

ربط اوپر شروع سورت سے یہانتک مضامین توحید ورسالت ومعاد کے مذکور تھے آگے سورت کو ایسی آیت پر ختم فرمایا جاتا ہے جو مدح قرآن کے ساتھ ان سب کو جامع ہے۔

خاتمہ مشتمل خلاصہ تمام سورت مع مدح قرآن

هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَلِيَعْلَمُوْٓا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ع یہ (قرآن) لوگون کے لیے احکام کا پہونچانا ہے [۲] (تاکہ مبلغ یعنی رسول کی تصدیق کرین) [۳] اور تاکہ اس کے ذریعہ سے (عذاب سے) ڈرائے جاوین اور تاکہ اس بات کا یقین کرلین کہ وہی ایک معبود برحق ہے اور تاکہ دانشمند لوگ نصیحت حاصل کرین **ف** بلاغ مین تصدیق رسالت اور لینذروا بہ مین تصدیق معاد اور لیعلموا مین تصدیق توحید اور لیذکر مین عبادات بدنیہ ومالیہ جنکا ذکر یقیموا الصلوۃ الخ مین تھا آگئین اور یہی حاصل ہے تمام سورت کا سبحان اللہ کیا اچھا ختم ہے اے اللہ اپنے فضل سے اِن ہی عقائد واعمال پر ہمکو ختم کیجیو وقد تم تفسیر سورۃ ابراہیم علیہ السلام ثامن جمادی الآخرۃ یوم الثلاثاء ۱۳۲۴ من الہجرۃ والحمد للہ تعالیٰ علیٰ ذلک

ملحقات الترجمة

[۱] قولہ قبل یجزی سب کچھ اشارۃ الی تعلقہ بمضمر ای یفعل ذلک بہم [۲] قولہ فی بلغ پہونچانا اشارۃ الی انہ بمعنے التبلیغ ۱۲ [۳] قولہ قبل ولینذر مراد التصدیق اشارۃ الی تقدیر المعطوف علیہ ودلیس الحسبص دلالۃ بلاغ علی مبلغ ۱۲

سورۃ الحجر مکیۃ وہی تسع وتسعون اٰیۃ بلا خلاف | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

عشر ۱۴ الجزء الرابع عشر

الرٰقف تِلۡكَ اٰیٰتُ الۡكِتٰبِ وَقُرۡاٰنٍ مُّبِیۡنٍ ۝ رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا لَوۡ كَانُوۡا

الٓر یہ آیتیں ہیں ایک کامل کتاب کی اور قرآن واضح کی کافر لوگ بار بار تمنا کرینگے کہ کیا خوب ہوتا اگر وہ

مُسۡلِمِیۡنَ ۝ ذَرۡهُمۡ یَاۡكُلُوۡا وَیَتَمَتَّعُوۡا وَیُلۡهِهِمُ الۡاَمَلُ فَسَوۡفَ یَعۡلَمُوۡنَ ۝ وَمَاۤ اَهۡلَكۡنَا مِنۡ قَرۡیَةٍ

مسلمان ہوتے آپ انکو انکے حال پر رہنے دیجئے کہ وہ کھالیں اور چین اڑالیں اور خیالی منصوبے انکو غفلت میں ڈالے رکھیں انکو ابھی حقیقت معلوم ہوئی جاتی ہے اور ہمنے جتنی بستیاں ہلاک کی

اِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَّعۡلُوۡمٌ ۝ مَا تَسۡبِقُ مِنۡ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا یَسۡتَاۡخِرُوۡنَ ۝

ہیں اُن سب کے لئے ایک معین وقت نوشتہ ہوتا رہا ہے کوئی امت اپنی میعاد مقررسے نہ پہلے ہلاک ہوئی ہے اور نہ پیچھے رہی ہے۔

سورۃ الحجر مکیۃ وھی تسع وتسعون اٰیۃ کذا فی البیضاوی خلاصہ اس سورت کا یہ مضامین ہیں حقیت قرآن تعذیب کفار تحقیق رسالت اثبات توحید ذکر بعض انعامات جزائے مطیعین وسزائے مخالفین بعضے قصص بطور نمونہ جزا وسزا حقیت قیامت تسلیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چنانچہ تفصیل اپنے موقع سے معلوم ہوگی اوران سب کا ارتباط باہمی اور نیز مضامین سورت سابقہ کے ساتھ ظاہر ہے اور اس سورت کے فاتحہ اور سورت سابقہ کے خاتمہ میں بوجہ اشتمال بر فضل قرآن ارتباط ظاہر ہے بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حقیت قرآن

الرٰقف تِلۡكَ اٰیٰتُ الۡكِتٰبِ وَقُرۡاٰنٍ مُّبِیۡنٍ ۝ الٓر (اس کے معنے تو اللہ ہی کو معلوم ہیں) یہ آیتیں ہیں ایک کامل کتاب کی اور قرآن واضح کی (یعنی اس کی دونوں صفتیں ہیں کامل کتاب ہونا بھی اور قرآن واضح ہونا بھی) **ربط** اوپر قرآن کی حقیت کا اثبات تھا جس سے اجمالاً اوسکے تمام مضامین کے حق ہونے پر تنبیہ ہوگئی آگے بعض مضامین مقصودہ ہیں تاکہ قرآن کی حقیت سننے کے بعد اُن کو اچھی طرح سنیں اور یقین کریں

بیان عذاب وحسرت کفار

رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا لَوۡ كَانُوۡا مُسۡلِمِیۡنَ ۝ ذَرۡهُمۡ یَاۡكُلُوۡا وَیَتَمَتَّعُوۡا وَیُلۡهِهِمُ الۡاَمَلُ فَسَوۡفَ یَعۡلَمُوۡنَ ۝ وَمَاۤ اَهۡلَكۡنَا مِنۡ قَرۡیَةٍ اِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَّعۡلُوۡمٌ ۝ مَا تَسۡبِقُ مِنۡ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا یَسۡتَاۡخِرُوۡنَ ۝ (جب قیامت کا دن ہوگا اور کافروں پر طرح طرح کا عذاب ہوگا اُن اوقات میں) کافر لوگ بار بار[2] تمنا کرینگے کہ کیا خوب ہوتا اگر وہ (یعنی ہم دنیا میں) مسلمان ہوتے (بار بار اس لئے کہ جب کوئی نئی شدت واقع ہوگی اور معلوم ہوگا کہ اسکی علت کفر ہے تب ہی اسلام نہ لانے پر تازہ حسرت کرینگے) آپ (دنیا میں اُن کے کفر پر غم[3] نہ کیجیے اور) اُن کو اُن کے حال پر رہنے دیجیے کہ وہ (خوب) کھالیں اور چین اڑالیں اور خیالی منصوبے اُن کو غفلت میں ڈالے رکھیں اُن کو ابھی (مرنے کے ساتھ ہی) حقیقت معلوم ہوئی جاتی ہے (اور دنیا میں جو اُن کو جلدی سزا نہیں ملتی اُسکی وجہ یہ ہے کہ سزا کا وقت مقررہ نہیں آیا) اور ہم نے جتنی بستیاں (کفر کی وجہ سے) ہلاک کی ہیں اُن سب کے لیے ایک معین وقت نوشتہ ہوتا رہا ہے (اور ہمارا قاعدہ ہے کہ) کوئی امت اپنی میعاد مقرر سے نہ پہلے ہلاک ہوئی ہے اور نہ پیچھے رہی ہے (بلکہ وقت مقرر پر ہلاک ہوئی ہے پس اسیطرح جب ان کا وقت آجاوے گا ان کو بھی سزا دیدی جاویگی) **ربط** اوپر کفار کے بعض احوال بدمآل مذکور تھے

آگے اُنکے بعض اقوال متضمنہ انکار رسالت مع جواب اور اُنکے عناد کے مذکور ہیں

ملحقات الترجمۃ

[1] قولہ فی ملک یعنی اسکی اشارۃ الی انہ من عطف الصفۃ علی الصفۃ مع وحدۃ الذات

[2] قولہ فی ربما بار بار اشارۃ الی کونہا للتکثیر ۱۲

[3] قولہ قبل ذرھم غم نہ کیجیے اشارۃ الی ما یراد من ذرھم ۱۲

النحو قولہ ولہا حال اے ما اہلکنا قریۃ فی حال من الاحوال الا فی حال کونہا لہا کتب معلوم ۱۲ البلاغۃ قولہ ذرہم یاکلوا الحکم فیہ ترتب الاکل والتمتع علی ذرہم مع ان الظاہر عدم سببیۃ ذرہم الاکل والتمتع فان التمتع والاکل لا یتوقف علی تحقق معنے ذرہم وتوجیہہ ان لو تصدے علیہ السلام لمخاطبتہم ومقارعتہم ما تہیا لہم عیش فبہذا الاعتبار صح الحکم بالترتب فافہم ۱۲ منہ

وَقَالُوا يَا أَيُّهَا الَّذِي نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ إِنَّكَ لَمَجْنُونٌ ۝ لَوْ مَا تَأْتِينَا بِالْمَلَائِكَةِ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝

اور ان کفار نے یون کہا کہ ای وہ شخص جس پر قرآن نازل کیا گیا ہو تم مجنون ہو — اگر تم سچے ہو تو ہمارے پاس فرشتون کو کیون نہین لاتے

مَا نُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ إِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوا إِذًا مُنْظَرِينَ ۝ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۝ وَلَقَدْ

ہم فرشتون کو صرف فیصلہ ہی کے لیے نازل کیا کرتے ہین اور اوسوقت انکو مہلت بھی نہ دی جاتی — ہم نے قرآن کو نازل کیا ہو اور ہم اوسکے محافظ ہین — اور

أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِي شِيَعِ الْأَوَّلِينَ ۝ وَمَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۝ كَذَٰلِكَ

ہم نے آپکے قبل بھی پیغمبرون کو اگلے لوگون کے بہت سے گروہون مین بھیجا تھا — اور کوئی رسول اون کے پاس ایسا نہین آیا جسکے ساتھ انہون نے استہزا نہ کیا ہو — اسیطرح

نَسْلُكُهُ فِي قُلُوبِ الْمُجْرِمِينَ ۝ لَا يُؤْمِنُونَ بِهِ ۖ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ ۝ وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا

ہم یہ استہزا اون مجرمین کے قلوب مین ڈالدیتے ہین — یہ لوگ قرآن پر ایمان نہین لاتے اور یہ دستور پہلون سے ہی ہوتا آیا ہے — اور اگر ہم ان کے لیے آسمان مین کوئی دروازہ

مِنَ السَّمَاءِ فَظَلُّوا فِيهِ يَعْرُجُونَ ۝ لَقَالُوا إِنَّمَا سُكِّرَتْ أَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَسْحُورُونَ ۝ ع

کھولدین پھر دن کے وقت اوسمین چڑھ جادین — تب بھی یون کہدین کہ ہماری نظر بندی کردیگئی تھی بلکہ ہم لوگون پر تو بالکل — جادو کر رکھا ہے۔

بحث رسالت

وَقَالُوا يَا أَيُّهَا الَّذِي نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ إِنَّكَ لَمَجْنُونٌ ۝ لَوْ مَا تَأْتِينَا بِالْمَلَائِكَةِ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝ مَا نُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ إِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوا إِذًا مُنْظَرِينَ ۝ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۝ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِي شِيَعِ الْأَوَّلِينَ ۝ وَمَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۝ كَذَٰلِكَ نَسْلُكُهُ فِي قُلُوبِ الْمُجْرِمِينَ ۝ لَا يُؤْمِنُونَ بِهِ ۖ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ ۝ وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِنَ السَّمَاءِ فَظَلُّوا فِيهِ يَعْرُجُونَ ۝ لَقَالُوا إِنَّمَا سُكِّرَتْ أَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَسْحُورُونَ ۝ اور ان کفار (مکہ) نے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے) یون کہا کہ ای وہ شخص جسپر (بزعم اوسکے) قرآن نازل کیا گیا ہی تم (نعوذ باللہ) مجنون ہو اور نبوت کا غلط دعوی کرتے ہو ورنہ) اگر تم (اس دعوی مین) سچے ہو تو ہمارے پاس فرشتون کو کیون نہین لاتے (جو ہمارے سامنے تمہارے صدق کی گواہی دین کقولہ تعالی لولا انزل الیہ ملک فیکون معہ نذیرا اللہ تعالی جواب دیتے ہین کہ) ہم فرشتون کو (جسطریق پر وہ درخواست کرتے ہین) صرف فیصلہ ہی کے لیے نازل کیا کرتے ہین اور (اگر ایسا ہوتا تو) اوسوقت اونکو مہلت بھی نہ دیجاتی (بلکہ جب اونکے آنے پر بھی ایمان نہ لاتے جیسا ان سے یہ امر متیقن ہے تو فوراً ہلاک کردئے جاتے جیسا کہ سورۂ انعام کے اول رکوع کے اخیر آیتون مین اسکی وجہ مذکور ہوچکی ہی اور یہ جو تنزیل قرآن کے منکر ہین سو یہ انکار بھی محض باطل ہی) ہم نے قرآن کو نازل کیا ہی اور (یہ دعوی بلا دلیل نہین ہی بلکہ اسکا معجز ہونا اسپر دلیل ہی پھر اس کے معجز ہونے کی ایک دلیل تو دوسری سورتون مین مذکور ہی کہ اس کے مثل کوئی ایک سورت بنالاوے اور دوسری دلیل اس کے معجز ہونے کی یہ ہی کہ ہم قبل از وقوع خبر دیتے ہین کہ) ہم اس (قرآن) کے محافظ (اور نگہبان) ہین (اسمین کوئی شخص کمی بیشی نہین کرسکتا جیسا اور کتابون مین ہوتا ہی کہ باوجود کسی مخالف کے نہونے کے اوسکے نسخون مین اختلاف کمی و بیشی کا ہوجاتا ہے اور اسمین باوجود مخالفین کی کوششون کے یہ بات نہین ہوئی پس یہ ایسا صریح معجزہ ہے کہ جو وجوہ بلاغت کے اعتبار سے قرآن اور غیر قرآن مین تمیز نہ کرسکے اس فرق کا تو وہ بھی انکار نہین کرسکتا پس باوجود دلیل کے کہ اعجاز ہے

ملحقات الترجمہ

۱ے قولہ فی نزل بزعم ہکے لانہم لم یکونوا معترفین بہ وانما قالوہ تہکما وتعلیلا لحکم بالجنون

۲ے قولہ فی ما ننزل جس طریق قدرہ لان مطلق نزول الملائکۃ لا یکون بالعذاب

۳ے قولہ فی الحق فیصلہ کما روی عن مجاہد والحسن تفسیرہ بالعذاب کذا فی الروح

اللغات

قولہ نسلکہ ندخل یقال سلکت الخیط فی الابرۃ ۱۲ قولہ سکرت شدت و منعت من الابصار حقیقۃ وما نراہ تخیل فہو من السکر بالفتح ۱۲ **البلاغۃ** قولہ تعالی ما ننزل الملائکۃ الذی ہو جواب مقولہم المتاخر لوما تاتینا فتقدیمہ علی قولہ تعالی انا نحن الذی ہو جواب مقولہم المتقدم انک لمجنون لشدتہ استندما رالمتاخر جواب فان قولہم الاول بدیہی البطلان وانا الثانی فما اسبرہ وطلب الدلیل فالاشتیاق الی جوابہ اشد وابقیا لیتصل بعض الجواب ببعض السؤال ولو ادعی الترتیب لانفصل کلا الجوابین عن کلا السؤالین فافہم ۱۲ **الفقہ** دل قولہ تعالی وانا لہ لحافظون علی ان من حاول اضیاع شئ من القرآن فقد انکر النص ۱۲

انکار کرنا محض عناد ہی) اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان کی تکذیب سے غم نہ کیجیے کیونکہ یہ معاملہ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ہمیشہ سے ہوتا چلا آیا ہی چنانچہ) ہم نے آپ کے قبل بھی پیغمبرون کو اگلے لوگون کے بہت سے گروہون مین بھیجا تھا اور (اون کی یہ حالت تھی کہ) کوئی رسول اون کے پاس ایسا نہین آیا جسکے ساتھ اونہون نے استہزا نہ کیا ہو (چونکہ تکذیب کی قبیح تر قسم ہی پس جسطرح اون لوگون کے دلو نمین یہ استہزا پیدا ہوا تھا) اسیطرح ہم یہ استہزا اون مجرمین (یعنی کفار مکہ) کے قلوب مین ڈالدیتے ہین (جسکی وجہ یہ لوگ قرآن پر ایمان نہین لاتے اور یہ دستور پہلون ہی سے ہوتا آیا ہی کہ انبیا کی تکذیب کرتے رہے ہین پس آپ مغموم نہون) اور ان کے عناد کی یہ کیفیت ہی کہ فرشتون کا آسمان سے آنا تو درکنار اس سے بڑھکر) اگر (خود انکو آسمان پر بھیجدیا جاوے اسطرح سے کہ) ہم ان کے لیے آسمان مین کوئی دروازہ کھولدین پھر یہ دن کے وقت (جسمین اونگھ نیند وغیرہ کا بھی شبہہ نہو) اوس (دروازہ) مین (سے آسمان کو) چڑھ جاوین تب بھی یون کہدین کہ ہماری نظر بندی کردی گئی تھی (جس سے ہم اپنے کو آسمان پر چڑھتا ہوا دیکھ رہے ہین اور واقع مین نہین چڑھ رہے اور نظر بندی مین کچھ اسی واقعہ کی تخصیص نہین) بلکہ ہم لوگون پر تو بالکل جادو کر رکھا ہی (اگر ہم کو اس سے بڑھکر بھی کوئی خارق دکھلایا جاویگا وہ بھی واقعمین خارق نہوگا) **ف** انا لہ لحافظون کی وجہ بعض نے اعجاز نظم کو سمجھا ہی پھر اون مین بعض کو یہ وسوسہ ہوا ہی کہ قرآن کا نظم کے اعتبار سے بلیغ ہونا اسکو تو مستلزم ہی کہ اوسمین بیشی نہو ورنہ وہ غیر معجز ہوگی اور اگر پوری سورت کم اور ضائع کردی جاوے تو اعجاز نظمی سے یہ کمی کیسے معلوم ہو سکتی ہی لیکن احقر نے اسکو مستقل معجزہ قرار دے کر جو تقریر کی ہی اوسمین اسکی گنجایش نہین رہی کیونکہ ایسی کمی اگر کیجاتی تو تمام دنیا کے نسخون کا اوسمین متفق ہونا عادۃً ممتنع تھا بلکہ کسی مین وہ کمی ہوتی کسی مین نہوتی خلاصہ یہ کہ نسخون مین اختلاف ہوتا جیسا اور کتب سماویہ مین مشاہدہ ہو رہا ہے کہ وہ معجز نتھین گو اصل مین منجانب اللہ تھین۔ اور ہر چند کہ کفار مکہ کے وقت مین اس پیشینگوئی کا وقوع ایسا واضح جیسا اب ہوا ہی بایں وجہ نہوا تھا کہ قرآن کے نزول کو تھوڑا زمانہ ہوا تھا لیکن ایک حیثیت سے اسی کے قریب قریب اوسوقت بھی وقوع ہو گیا تھا کہ باوجود اس کے کہ ظاہری سامان حفاظت کا مثل کتابت و تدوین وغیرہ کم تھی پھر نثر عبارت تھی باوجود اس کے یاد رکھنے والون مین اختلاف نہ تھا اور اگر اتفاقاً و سہواً کوئی لفظ کسی کو غلط یاد ہو جاتا تو تنبیہ کے ساتھ ہی اوس کی اصلاح ہو جاتی اور اوسیطرح اگر کوئی یاد کا دعوے کرتا تو وہ دعوے نہ چل سکتا یہ مجموعی حالت کسی عبارت یا خطبہ مین نہ تھی اس لیے اس وجہ اعجاز کا بھی اون کفار کے مقابلہ مین بیان کرنا غیر مفید نہ ہوا اور کوئی یون شبہہ نہ کرے کہ جب اللہ تعالے اسکا محافظ ہی تو صحابہ سے لیکر اسوقت تک اسکی حفاظت کا سامان کیون کیا جاتا ہی اسکا جواب یہ ہی کہ یہ سامان بھی اللہ کی محافظت کا ظہور ہے اور اگر کسی کو یہ شبہہ ہو کہ اگر کسی دوسری کتاب کی بھی محافظت و نگہداشت کیجاوے تو کیا اوسکا منجانب اللہ تعالی ہونا پایۂ ثبوت کو پہونچ جاوے گا جواب یہ ہے کہ باوجود محافظت بلیغ کے بھی ہرگز اسقدر محفوظ نرہ سکے گی کہ اوسمین کسی طرح پر کمی و بیشی کا احتمال نہ ہو سکے پس قرآن کی محافظت ظاہری پر ایسی کامیابی دلیل ہی محافظت غیبی کی جو کہ اصل مدلول ہے لحافظون کا خوب سمجھ لو اور بعض کو زمان متاخر کے اعتبار سے یہ وسوسہ ہوا ہے کہ کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ خود یہ آیت ہی کسی نے ملادی ہو پس اس کا یقینی پیشینگوئی ہونا کیونکر ثابت ہوگا مگر یہ بھی محض لغو ہے اس لیے کہ تواتر سے یہ بات ثابت ہے کہ یہ آیت دوسری آیات کے زمانہ مین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلے پھر الحاق کا احتمال کیونکر ہو سکتا ہے اور احقر نے جو لو فتحنا الخ کی تقریر مین انکے آسمان پر عروج کرنے کو فرشتون کے آسمان سے نزول کرنے سے بڑھکر کہا ہی وجہ اوسکی ظاہر ہی کہ یہ عروج انسانی عادت کا خارق ہے اور وہ نزول ملئکہ کی عادت کا خارق نہین اور وہ کفار بھی اس نزول کو مانتے تھے گو نزول علی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر تھے

ربط اوپر رسالت کے متعلق مضمون ہدایت مشحون تھا آگے توحید کے متعلق ہے کہ وہ لوگ اسکے بھی منکر تھے۔

ملحقات الترجمة

لہ قولہ فی سنۃ کفار ... رواہ فی الروح عن ابن عباس

وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَزَيَّنَّاهَا لِلنَّاظِرِينَ ○ وَحَفِظْنَاهَا مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ رَجِيمٍ ○ إِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ

اور بیشک ہمنے آسمانمین بڑے بڑے ستارے پیدا کئے اور دیکھنے والون کے لئے اسکو آراستہ کیا اور اسکو ہر شیطان مردود سے محفوظ فرمایا ہان مگر کوئی بات چوری چھپے سن بھاگے

فَأَتْبَعَهُ شِهَابٌ مُبِينٌ ○ وَالْأَرْضَ مَدَدْنَاهَا وَأَلْقَيْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ وَأَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَوْزُونٍ ○

تو اوسکے پیچھے ایک روشن شعلہ ہولیتا ہی ۔ اور ہم نے زمین کو پھیلایا اور اوسمین بھاری بھاری پہاڑ ڈالدئے اور اوسمین ہر قسم کی چیز ایک معین مقدار سے اوگائی

وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ وَمَنْ لَسْتُمْ لَهُ بِرَازِقِينَ ○ وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهُ وَمَا نُنَزِّلُهُ

اور ہم نے تمہارے واسطے اوسمین معاش کے سامان بنائے اور انکو بھی معاش دی کہ جنکو تم روزی نہین دیتے اور جتنی چیزین ہین ہمارے پاس سب کے خزانے ہین اور ہم اوسکو

إِلَّا بِقَدَرٍ مَعْلُومٍ ○ وَأَرْسَلْنَا الرِّيَاحَ لَوَاقِحَ فَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَسْقَيْنَاكُمُوهُ وَمَا أَنْتُمْ لَهُ بِخَازِنِينَ ○

ایک معین مقدار سے اوتارتے رہتے ہین اور ہم اپنی ہواؤن کو بھیجتے ہین جو کہ بادل کو پانی سے بھر دیتی ہین پھر ہم ہی آسمان سے پانی برساتے ہین پھر وہ پانی تمکو پینے کو دیتے ہین اور تم اتنا پانی جمع کرکے

وَإِنَّا لَنَحْنُ نُحْيِي وَنُمِيتُ وَنَحْنُ الْوَارِثُونَ ○ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَأْخِرِينَ ○

نہ رکھ سکتے تھے اور ہم ہی ہین کہ زندہ کرتے ہین اور مارتے ہین اور ہم ہی رہجاتے ہین اور ہم تمہارے اگلون کو بھی جانتے ہین اور ہم تمہارے پیچھلون کو بھی جانتے ہین

وَإِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ ۚ إِنَّهُ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ○

اور بیشک آپکا رب ہی ان سب کو محشور فرماویگا بیشک وہ حکمت والا ہی علم والا ہی

بیان توحید

وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَزَيَّنَّاهَا لِلنَّاظِرِينَ ⑯ وَحَفِظْنَاهَا مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ رَجِيمٍ ⑰ إِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَأَتْبَعَهُ شِهَابٌ مُبِينٌ ⑱ وَالْأَرْضَ مَدَدْنَاهَا وَأَلْقَيْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ وَأَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَوْزُونٍ ⑲ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ وَمَنْ لَسْتُمْ لَهُ بِرَازِقِينَ ⑳ وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهُ وَمَا نُنَزِّلُهُ إِلَّا بِقَدَرٍ مَعْلُومٍ ㉑ وَأَرْسَلْنَا الرِّيَاحَ لَوَاقِحَ فَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَسْقَيْنَاكُمُوهُ وَمَا أَنْتُمْ لَهُ بِخَازِنِينَ ㉒ وَإِنَّا لَنَحْنُ نُحْيِي وَنُمِيتُ وَنَحْنُ الْوَارِثُونَ ㉓ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَأْخِرِينَ ㉔ وَإِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ ۚ إِنَّهُ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ㉕

اور بیشک ہمنے آسمان مین بڑے بڑے ستارے پیدا کیئے اور دیکھنے والون کے لئے اوس (آسمان) کو (اون ستارون سے) آراستہ کیا (کہ دیکھنے مین اچھا معلوم ہوتا ہی) اور اوس (آسمان) کو (اون ستارون کے ذریعہ سے) ہر شیطان مردود سے محفوظ فرمایا (کہ وہان تک اونکی رسائی نہین ہونے پاتی) ہان مگر کوئی باتﷺ (فرشتون کی) چوری چھپے سن بھاگے تو اوس کے پیچھے ایک روشن شعلہ ہولیتا ہی (اور اوس کے اثر سے وہ شیطان ہلاک یا بدحواس ہوجاتا ہی اور رجیم اسی معنے کر باعتبار مایؤل کے فرمایا اور اسطرح وہ آسمانی خبر اور کسی تک نہین پہونچتی آسمان کی حفاظت سے یہی مقصود ہی) اور ہم نے زمین کو پھیلایا اور اوس (زمین) مین بھاری بھاری پہاڑ ڈالدئے اور اوس (زمین) مین ہر قسم کی (ضرورت کی نباتی) چیز ایک معین مقدار سے اوگائی اور ہم نے تمہارے واسطے اوس (زمین) مین معاش کے سامان (ماکولات ومشروبات وملبوسات کے قبیل سے) بنائے اور (نہ صرف تم ہی کو یہ سامان معاش دیا بلکہ) اونکو بھی معاش دی کہ جن کو روزی تم نہین دیتے (یعنی تمام مخلوقات جو ظاہر مین بھی تمہارے ہاتھ سے خور ونوش کا سامان نہین پاتے) اور جتنی چیزین (از قبیل معاش ورزق) ہین ہمارے پاس سب کے خزانے (بھرے پڑے) ہین اور ہم (حسب حکمت) اوس (چیز) کو ایک معین مقدار سے اوتارتے رہتے ہین اور ہم اپنی ہواؤن کو بھیجتے ہین جو کہ بادل کو پانی سے بھر دیتی ہین پھر ہم ہی آسمان سے پانی برساتے ہین پھر وہ پانی تم کو پینے کو دیتے ہین اور تم اتنا پانی جمع کرکے نہ رکھ سکتے تھے (کہ ہمیشہ کے لئے بارش سے مستغنی ہوجا

ملحقات الترجمة

۵۱ قوله في السمع کوئی بات اشارة الى ان السمع بمعنى المسموع ۵۲ قوله في موزون معين مقدر كما في الروح فهو مجاز مستعمل في لازم معناه او كناية ۵۳ قوله في من لستم اونکو بھی معاش ذي اشارة الى التقدير هكذا واعشنا من لستم اي اما غيركم لان المعنى اعشناكم ۵۴ قوله في وان من شيء از قبيل معاش القرينة على التخصيص السياق والسباق من قوله معايش واسقيناكموه ۱۲

پس اگر بارش نہوتی بڑی مصیبت مین پڑتے) اور ہم ہی ہین کہ زندہ کرتے ہین اور مارتے ہین اور (سب کے مرنے کے بعد) ہم ہی (باقی) رہ جاوینگے اور ہم تمہارے اگلون کو بھی جانتے ہین اور ہم تمہارے پچھلون کو بھی جانتے ہین اور بیشک آپکا رب ہی ان سب کو (قیامت مین) محشور فرماویگا (یہ اسلیے فرمادیا کہ اوپر توحید ثابت ہوئی ہے اسمین منکر توحید کی سزا کی طرف اشارہ کردیا) بیشک وہ حکمت والا ہے (ہر شخص کو اوس کے مناسب بدلہ دیگا اور) علم والا ہے (سب کے اعمال کی اوسکو پوری خبر ہے) **ف** بروج کی تفسیر کواکب کے ساتھ مجاہد اور قتادہ سے اور کواکب عظام کے ساتھ ابوصالح سے دُرمنثور مین منقول ہے مجازا و تشبیہًا اونکو بروج کہدیا گیا اور یہ اسہل و اسلم تفاسیر ہے اور استراق سمع کے باب مین بخاری نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے جو حدیث مرفوعًا روایت کی ہے اوسمین تصریح ہے کہ ملائکہ بادل مین آکر آسمانی خبرون کا تذکرہ کرتے ہین اور شیاطین کچھ سن لیتے ہین آہ اور دوسری حدیث مین جو ہے کہ قالوا ماذا قال ربکم قالوا الحق فیسمعہا مسترقوا السمع اس سے یہ لازم نہین آتا کہ آسمان مین سے سُن لیتے ہین بلکہ فا محض تعقیب کے لیے ہے یعنی تذکرہ فی السماء کے بعد سنتے ہین گو سحاب مین سہی اب یہ اشکال نہ رہا کہ بعد ولادت یا بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ روک دیئے گئے ہین پھر اسکے کیا معنے یعنی آسمان سے بالکل روک دیے گئے اور سحاب مین سے کچھ سنتے ہین باقی یہ امر کہ پھر آسمان سے روک دینے سے فائدہ کیا ہوا جبکہ سننے کا دوسرا ذریعہ موجود رہا جواب یہ ہے کہ ممکن ہے کہ سموات مین امور عظام کا تذکرہ ہوا کرتا ہو اوسکو بالکل مسدود کردیا کہ علوم عظیمہ کے انکشاف کا کوئی طریق بجز وحی کے نرہے اور سحاب مین واقعات جزئیہ کا تذکرہ ہوتا ہو کہ وہ علوم مقصودہ نہین اور آیہ انہم عن السمع لمعزولون باعتبار سموات کے ہو اور استرق السمع باعتبار سحاب کے ہو پس الامن استرق السمع مین استثنا منقطع ہوگا اور غالبًا سحاب مین سے بھی ناتمام علم حاصل ہوتا ہے جیسا خطف الخطفۃ سے معلوم ہوتا ہے اور چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے آسمانون کی خبرین بھی سن لیتے تھے اس لیے یہ مسدودی خصائص نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے باقی یہ کہ پہلے وہانتک کیون رسائی ہوتی تھی غالبًا اسمین اظہار شرف ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور ممکن ہے کہ ختم نبوت اسکا سبب ہو کیونکہ ہرچند کہ التباس وحی اور غیروحی کا پہلے بھی نہ ہوسکتا تھا کیونکہ جس نبی کی نبوت دلائل قاطعہ سے ثابت ہوجاتی تھی وہ جسکی غیروحی کہدیتے وہ یقینًا غیروحی ہوتا تھا لیکن بعد انقضاے زمانۂ نبوت کے ممکن تھا کہ کاہن وغیرہ لوگ اوسمین خلط و لبس کرنا چاہتے ہون اور عوام الناس ضلالت مین پڑجاتے ہون مگر چونکہ نبوت ختم نہوئی تھی اسلیے آیندہ نبی کے آنے پر وہ اختلاط مبدل بہ تمیز ہوسکتا تھا اس لیے مسدودی کی ضرورت نہ تھی جب نبوت کا سلسلہ ختم ہونے کو ہوا پھر ایسے اختلاط و التباس کا رفع ہونا مستبعد تھا اس لیے بالکل ایسے علوم عظیمہ کا انسداد کردیا ہو واللہ اعلم اور جاننا چاہیے کہ قرآن و حدیث مین یہ دعوے نہین کہ بدون اس سبب کے شہاب نہین پیدا ہوتا بلکہ دعوی یہ ہے کہ استراق کے وقت شہاب سے شیاطین کو رجم کیا جاتا ہے پس ممکن ہے کہ شہاب کبھی محض طبعی طور پر ہوتا ہو اور کبھی اس غرض کے لیے ہوتا ہو اور اوس مین کوکب کو یہ دخل ہو کہ سخونت کوکب سے خود مادۂ شیاطین مین یا مادہ بخارات مین بواسطۂ فعل ملئکہ کے نار پیدا ہوجاتی ہو جس سے شیاطین کو ہلاکت یا فساد عقل کا صدمہ پہونچتا ہو اس تقریر پر بفضلہ تعالی اس بحث مین نہ کوئی اشکال عقلی رہا نہ نقلی جیسا ماہران علوم و فنون پر مخفی نہین اور رہا اون کو جو فرمایا کہ بادلون کو پانی سے بھر دیتی ہے یہ اس اعتبار سے فرمایا کہ جو بخارات مادہ ہے سحاب کا اوسکو ہوا طبقۂ زمہریر مین پہونچاتی ہے جہان اوسمین مائیت پیدا ہوتی ہے پس ہوا سبب ہوگئی سحاب مین مائیت پیدا ہونے کا اور اوس کے ساتھ جو فرمایا انزلنا من السماء ماءً اوس کی یہ توجیہ ہوسکتی ہے کہ کچھ پانی وہان پیدا ہوچکا تھا پھر حسب عادۂ الٰہیہ آسمان سے بھی اوس مین پانی امداد کے واسطے احیانًا یا دوامًا بھیجدیا جاتا ہو اس تقریر پر یہ آیتین مشاہدات و تجربات کے اصلا مخالف نہ رہین خوب سمجھ لو وللہ الحمد علی ما الہمنی ربی وافہمنی واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم اور شہاب ثاقب دن کو بھی ہوتا ہے لیکن بوجہ ضوء شمس کے نظر نہین آتا

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝ وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ۝ وَاِذْ قَالَ

اور ہم نے انسان کو بجتی ہوئی مٹی سے جو کہ سڑے ہوئے گارے کی بنی تھی پیدا کیا اور جن کو اسکے قبل آگ سے کہ وہ ایک گرم ہوا تھی پیدا کر چکے تھے اور وہ وقت یاد کیجئے کہ جب

رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝ فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ

آپ کے رب نے ملائکہ سے فرمایا کہ میں ایک بشر کو بجتی ہوئی مٹی سے جو کہ سڑے ہوئے گارے کی بنی ہوگی پیدا کرنے والا ہوں سو میں جب اسکو پورا بنا چکوں

فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ ۝ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ۝ اِلَّآ اِبْلِیْسَ ؕ اَبٰۤی اَنْ یَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِیْنَ ۝ قَالَ

ڈالدوں تو تم سب اوسکے روبرو سجدہ میں گر پڑنا سو سارے کے سارے فرشتوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے کہ اوسنے اس بات کو قبول نہ کیا کہ سجدہ کرنیوالوں کے ساتھ شامل ہو اللہ تعالیٰ

یٰۤاِبْلِیْسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِیْنَ ۝ قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝ قَالَ

نے فرمایا کہ اے ابلیس تجھکو کون امر باعث ہوا کہ تو سجدہ کرنیوالوں میں شامل نہوا کہنے لگا کہ میں ایسا نہیں کہ بشر کو سجدہ کروں جسکو آپنے بجتی ہوئی مٹی سے جو کہ سڑے ہوئے گارے کی بنی ہے پیدا کیا ہے

فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِیْمٌ ۝ وَّاِنَّ عَلَیْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ۝ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِیْۤ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ۝ قَالَ فَاِنَّكَ

ارشاد ہوا تو آسمان سے نکل کیونکہ بیشک تو مردود ہوگیا اور بیشک تجھپر لعنت رہے گی قیامت کے دن تک کہنے لگا تو پھر مجھکو مہلت دیجیے قیامت کے دن تک ارشاد ہوا تو تجھکو

مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ ۝ اِلٰی یَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ۝ قَالَ رَبِّ بِمَاۤ اَغْوَیْتَنِیْ لَاُزَیِّنَنَّ لَهُمْ فِی الْاَرْضِ وَلَاُغْوِیَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ ۝ اِلَّا

معین وقت کی تاریخ تک مہلت دیگئی کہنے لگا کہ اے رب بسبب اسکے کہ آپنے مجھے گمراہ کیا ہے میں قسم کھاتا ہوں کہ میں دنیا میں اُنکی نظر میں معاصی کو مرغوب کرکے

عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِیْنَ ۝ قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَیَّ مُسْتَقِیْمٌ ۝ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَكَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ

دکھاؤنگا اور اون سبکو گمراہ کرونگا بجز آپکے ان بندوں کے جو ان میں منتخب کئے گئے ہیں ارشاد ہوا کہ یہ ایک سیدھا رستہ ہے جو مجھ تک پہنچتا ہے واقعی میرے اُن بندوں پر تیرا ذرا بھی بس نہ چلے گا ہاں مگر جو گمراہ لوگوں

مِنَ الْغٰوِیْنَ ۝ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِیْنَ ۝ لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ ؕ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ۝

میں سے تیری راہ پر چلنے لگے اور اُن سب سے جہنم کا وعدہ ہے جسکے سات دروازے ہیں ہر دروازے کے لئے اون لوگوں کے الگ الگ حصے ہیں

پس یہ وسوسہ نرہا کہ کیا شیاطین رات ہی کو استراق کرتے ہیں ربط اوپر توحید کا بپیرایۂ انعام میں ذکر تھا اور اس کے قبل کفار کے نکال و وبال کا ذکر تھا آگے قصۂ آدم علیہ السلام میں خالق ہونے کے ضمن میں توحید اور انعام ظاہری اور امر بالسجود میں انعام باطنی اور نافرمانی و بدانجامی ابلیس کے ضمن میں منکرین کا نکال و وبال مذکور ہے

قصۂ آدم علیہ السلام مشتمل توحید و انعام و وخامت کفر

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۲۶﴾ وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ﴿۲۷﴾ وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۲۸﴾ فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ ﴿۲۹﴾ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ﴿۳۰﴾ اِلَّآ اِبْلِیْسَ ؕ اَبٰۤی اَنْ یَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِیْنَ ﴿۳۱﴾ قَالَ یٰۤاِبْلِیْسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِیْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۳۳﴾ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِیْمٌ ﴿۳۴﴾ وَّاِنَّ عَلَیْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ﴿۳۵﴾ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِیْۤ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ﴿۳۶﴾ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ ﴿۳۷﴾ اِلٰی یَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ﴿۳۸﴾ قَالَ رَبِّ بِمَاۤ اَغْوَیْتَنِیْ لَاُزَیِّنَنَّ لَهُمْ فِی الْاَرْضِ وَلَاُغْوِیَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ ﴿۳۹﴾ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِیْنَ ﴿۴۰﴾ قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَیَّ مُسْتَقِیْمٌ ﴿۴۱﴾ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَكَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِیْنَ ﴿۴۲﴾ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِیْنَ ﴿۴۳﴾ لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ ؕ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ﴿۴۴﴾ اور ہم نے

اللغات قولہ صلصال طین یابس یصلصل ۱۲ قولہ حما الطین الاسود المنتن ۱۲ قولہ مسنون منتن بوصف بہ مبالغۃ ۱۲ قولہ سموم ریح حارۃ نافذۃ فی المسام ۱۲ قولہ من حما بدل او صفۃ

انسان کو (یعنی اس نوع کی اصل اول یعنی آدم علیہ السلام کو) بجتی ہوئی مٹی سے جو کہ سڑے ہوئے گارے کی بنی تھی پیدا کیا (یعنی اول گارے کو خوب خمیر کیا کہ اوسمین بو آنے لگی پھر وہ خشک ہو گیا کہ وہ خشک ہونے سے کھن کھن بولنے لگا جیسا مٹی کا برتن چٹکی مارنے سے بجا کرتا ہی پھر اوس خشک گارے سے آدم کا پتلا بنایا کہ زیادہ دال علی القدرت ہی) اور جن کو (یعنی اوس نوع کی اصل ابوالجان کو) اس کے قبل (یعنی آدم علیہ السلام کے قبل) آگ سے کہ وہ (غایت لطافت کی وجہ سے) ایک گرم ہوا تھی پیدا کر چکے تھے (مطلب یہ کہ چونکہ اوس آگ مین اجزاء دخانیہ نہ تھے اس لئے وہ مثل ہوا کے نظر نہ آتی تھی کیونکہ آگ کا نظر آنا اجزائے کثیفہ کے اختلاط سے ہی اس کو دوسری آیت مین اسطرح فرمایا ہی وخلق الجان من مارج من نار) اور وہ وقت یاد کرنے کے قابل ہی جب آپ کے رب نے ملائکہ سے (ارشاد) فرمایا کہ مین ایک بشر کو (یعنی اوسکے پتلے کو) بجتی ہوئی مٹی سے جو کہ سڑے ہوئے گارے کی بنی ہوگی پیدا کرنے والا ہون سو مین جب اسکو (یعنی اوسکے اعضائے جسمانیہ کو) پورا بنا چکون اور اوسمین اپنی (طرف سے) جان ڈالدون تو تم سب اوسکے روبرو سجدہ مین گر پڑنا سو (جب اللہ تعالیٰ نے اوسکو بنا لیا تو) سارے کے سارے فرشتون نے (آدم علیہ السلام کو) سجدہ کیا مگر ابلیس نے کہ اوس نے اسبات کو قبول نہ کیا کہ سجدہ کرنیوالون کے ساتھ شامل ہو (یعنی سجدہ نکیا) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ای ابلیس تجھکو کون امر باعث ہوا کہ تو سجدہ کرنیوالون مین شامل نہ ہوا کہنے لگا کہ مین ایسا نہین کہ بشر کو سجدہ کرون جسکو آپ نے بجتی ہوئی مٹی سے جو کہ سڑے ہوئے گارے کی بنی ہی پیدا کیا ہی (یعنی یہ حقیر و ذلیل مادہ سے بنایا گیا ہی کیونکہ مین نورانی مادۂ آتش سے پیدا ہوا ہون تو نورانی ہو کر ظلمانی کو کیسے سجدہ کرون) ارشاد ہوا تو (اچھا پھر) آسمان سے نکل کیونکہ بیشک تو (اس حرکت سے) مردود ہو گیا اور بیشک تجھپر (میری) لعنت قیامت تک رہیگی (جیسا دوسری آیت مین ہی علیک لعنتی یعنی قیامت تک تو میری رحمت سے بعید رہیگا مقبول و مرحوم و موفق للتوبہ نہو گا اور ظاہر ہی کہ قیامت تک جو محل رحمت ہی پھر قیامت مین تو مرحوم ہونیکا احتمال ہی نہین پس جسوقت تک احتمال تھا اوسکی نفی کردی) کہنے لگا (کہ اگر مجھکو آدم ع کی وجہ سے مردود کیا ہی) تو پھر مجھکو (مرنے سے) مہلت دیجیے قیامت کے دن تک (تاکہ ان سے اور ان کی اولاد سے خوب بدلہ لون) ارشاد ہوا (جب تو مہلت مانگتا ہی) تو (جا) تجھکو معین وقت کی تاریخ تک مہلت دیگئی کہنے لگا ای میرے رب بسبب اسکے کہ آپنے مجکو (بحکم تکوین) گمراہ کیا ہی مین قسم کھاتا ہون کہ مین دنیا مین ان کے (یعنی آدم ع اور اولاد آدم کے) نظر مین معاصی کو مرغوب کرکے دکھلاؤنگا اور ان سب کو گمراہ کرونگا بجز آپ کے اُن بندون کے جو ان مین منتخب کیے گئے ہین (یعنی آپ نے اُنکو میرے اثر سے محفوظ رکھا ہی) ارشاد ہوا کہ (ہان) یہ (منتخب ہو جانا جسکا طریقہ اعمال صالحہ و اطاعت کاملہ ہی) ایک سیدھا راستہ ہی جو مجھ تک پہنچتا ہی (یعنی اس پر چلکر ہمارا مقرب ہو جاتا ہی) واقعی میرے ان (مذکورہ بندون) پر تیرا ذرا بھی بس نہ چلیگا ہان مگر جو گمراہ لوگون مین سے تیری راہ پر چلنے لگے (تو چلے) اور (جو لوگ تیری راہ پر چلین گے) اون سب سے جہنم کا وعدہ ہی جسکے سات دروازے ہین ہر دروازہ (مین سے جانے) کے لیے اُن لوگون کے الگ الگ حصے ہین (کہ کوئی کسی دروازہ سے جاویگا کوئی کسی دروازے سے)، **ف** اول کے جن کی پیدایش کا ذکر آیت مین ہی پھر اونمین بھی مثل انسان کے توالد و تناسل ہونے لگا اور غالب یہ ہی کہ نار سے پیدا کرنے کا مطلب یہ ہی کہ جزو غالب یہ نار ہی جیسا انسان مین سب عناصر ہین مگر غالب تراب ہی اور اگر یہ شبہہ ہو کہ جب اور عناصر مل گئے تو خالص نار کہان رہی جواب یہ ہی کہ اول خالص لی گئی ہو گو بعد مزج دیگر عناصر کے خالص نہ رہی اور دلائل مختلفہ سے جنات کے متعلق یہ امور معلوم ہوتے ہین آگ سے پیدا ہونا توالد و تناسل ہونا عادۃً اونکا نظر نہ آنا مختلف اشکال مین اونکا متشکل ہو سکنا مگر جن اشکال مین متشکل ہونے سے کوئی التباس مضر دین ہوتا ہو اوس پر بحکمت الٰہی قادر نہ ہونا اور جسمین التباس مضر دنیا ہوتا ہو اوس پر کم قادر ہونا شیطان کا بھی از قسم جن ہونا یعنی جس جن مین شرارت ہو اوسکو شیطان کہتے ہین۔ اور روح اگر جسم لطیف ہو جیسا جمہور کا قول مشہور ہی تب تو نفخ کے معنے حقیقی ہین اور اگر جوہر مجرد عن المادہ ہو تو نفخ مطلق تعلق کو مجازاً و استعارۃً کہدیا اور اللہ تعالیٰ کا یہ جواب ہذا صراط الخ یہ قول ابلیس کی تصدیق ہی کہ واقعی ایسا ہی ہوگا کہ مقتضا حکمت کا ہی مگر جواب مین جو ترتیب بدلی گئی کہ اوسکے قول مین غاوین کا ذکر مقدم تھا اور مخلصین کا مؤخر اور جواب مین برعکس اوسمین یہ نکتہ ہی کہ جسکا اہتمام زیادہ ہوتا ہی اوسکو مقدم کیا کرتی ہین

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ فی روحی اپنی طرف سے اشارۃ الی توجیہ الاضافۃ ۱۲ ۲ قولہ قبل فسجدوا جب بنا لیا اشارۃ الی ان فی الکلام ایجازا ۱۲ ۳ قولہ قبل فانظرنی اگر مجکو اشارۃ الی وجہ ترتیبہ بالفاء ۴ قولہ قبل فانک جب تو مہلت اشارۃ ایضا الی معنے الفاء ۵ قولہ فی الارض معاصی اشارۃ الی تقدیر المفعول ۶ قولہ فی عبادی ان مذکور اشارۃ الی کون الاضافۃ للعہد ۱۲ ۷ قولہ فی الا من اتبعک ہان الی تو چلے اشارۃ الی کون الاستثناء منقطعاً

إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ۝ ادْخُلُوهَا بِسَلَامٍ آمِنِينَ ۝ وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِم

بیشک خدا سے ڈرنے والے باغوں اور چشموں میں ہونگے ۔ تم ان میں سلامتی اور امن کے ساتھ داخل ہو ۔ اور ان کے دلوں میں جو کینہ تھا ہم

مِّنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَىٰ سُرُرٍ مُّتَقَابِلِينَ ۝ لَا يَمَسُّهُمْ فِيهَا نَصَبٌ وَمَا هُم مِّنْهَا

وہ سب دور کردیں گے کہ سب بھائی بھائی کیطرح رہیں گے تختوں پر آمنے سامنے بیٹھا کریں گے ۔ وہاں انکو ذرا بھی تکلیف نہ پہونچیگی ۔ اور نہ وہ وہاں سے نکالے

بِمُخْرَجِينَ ۝ نَبِّئْ عِبَادِي أَنِّي أَنَا الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ۝ وَأَنَّ عَذَابِي هُوَ الْعَذَابُ الْأَلِيمُ

جاوینگے ۔ آپ میرے بندوں کو اطلاع دیدیجیے کہ میں بڑا مغفرت اور رحمت والا بھی ہوں ۔ اور یہ کہ میری سزا دردناک سزا ہے

وَنَبِّئْهُمْ عَن ضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ ۝ إِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ

اور آپ اونکو ابراہیم کے مہمانوں کی بھی اطلاع دیجیے ۔ جبکہ وہ ان کے پاس آئے ۔

سو ابلیس کو تو اغوا کا اہتمام زیادہ ہے اور حق تعالیٰ کو مخلصین کی حفاظت کا واللہ اعلم اور لہا سبعۃ ابواب میں کلام ہوا ہے بعض نے تو کہا ہے کہ سات طبقے ہیں مختلف العذاب جیسا جیسا استحقاق عذاب کا ہوگا ویسے ہی طبقہ میں دخول ہوگا چونکہ ہر طبقہ کا دروازہ بھی علیحدہ ہوگا اس لئے سبعۃ ابواب سے تعبیر فرمادیا اور بعض نے کہا ہے کہ سات دروازے ہی مراد ہیں اور مقصود بیان کرنا کثرت داخلین کا ہے کہ ایک دروازہ کافی نہ ہوگا تاکہ سننے سے ہول زائد ہو اور بعض الفاظ کی تفسیر اور ضروری مضامین متعلق مقام سورۂ بقرہ کے رکوع سوم اور سورۂ اعراف کے رکوع دوم میں گذر چکے ہیں **ربط** اوپر آیات کے آخر میں اہل نار کا ذکر تھا آگے اہل جنت کا ذکر ہے جیسا قرآن کی عادت مطردہ ہے **نعیم اہل جنان** إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ﴿٤٥﴾ ادْخُلُوهَا بِسَلَامٍ آمِنِينَ ﴿٤٦﴾ وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِم مِّنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَىٰ سُرُرٍ مُّتَقَابِلِينَ ﴿٤٧﴾ لَا يَمَسُّهُمْ فِيهَا نَصَبٌ وَمَا هُم مِّنْهَا بِمُخْرَجِينَ ﴿٤٨﴾ بیشک خدا سے ڈرنیوالے (یعنی اہل ایمان) باغوں اور چشموں میں (بستے) ہوں گے (خواہ اول ہی سے اگر معصیت نہ ہو یا عفو ہو گئی ہو اور خواہ بعد سزائے معصیت کے اور ان سے کہا جاویگا کہ) تم ان (جنات وعیون) میں سلامتی اور امن کے ساتھ داخل ہو (یعنی اسوقت بھی ہر مکروہ سے سلامتی ہے اور آیندہ بھی کسی شر کا اندیشہ نہیں) اور (دنیا میں طبعی تقاضا سے) ان کے دلوں میں جو کینہ تھا ہم وہ سب (ان کے دلوں سے) (جنت میں داخل ہونے کے قبل ہی) دور کردیں گے کہ سب بھائی بھائی کیطرح (الفت و محبت سے) رہیں گے تختوں پر آمنے سامنے بیٹھا کریں گے[1] وہاں انکو ذرا بھی تکلیف نہ پہونچے گی اور نہ وہ وہاں سے نکالے جاوینگے **ربط** اوپر اہل نار و اہل جنت کے وعدہ و وعید کا ذکر تھا آگے اوسی وعدہ و وعید کی تاکید کے لیے حقتعالیٰ اپنی لطف و قہر کا اجمالاً بیان فرماتے ہیں **تاکید وعدہ و وعید سابق** نَبِّئْ عِبَادِي أَنِّي أَنَا الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿٤٩﴾ وَأَنَّ عَذَابِي هُوَ الْعَذَابُ الْأَلِيمُ ﴿٥٠﴾ (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ میرے بندوں کو اطلاع دیدیجیے کہ میں بڑا مغفرت اور رحمت والا بھی ہوں اور (نیز) یہ کہ میری سزا (بھی) دردناک سزا ہے (تاکہ اس سے مطلع ہوکر ایمان اور تقوے کی رغبت اور کفر و معصیت سے رہبت ہو) **ربط** اوپر اللہ تعالیٰ کی رحمت و قہر فی الآخرت کا ذکر تھا آگے ایک رحمت و قہر فی الدنیا کا بطور نظیر و نمونہ کے دو قصوں کے ضمن میں ذکر ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے لئے بشریٰ اور لوط علیہ السلام کے اور ان کے متبعین کے لیے بھی نجات یہ رحمت ہے اور قوم لوط کا اہلاک یہ قہر ہے **قصۂ ابراہیم و لوط علیہما السلام بطور نظیر رحمت و قہر** وَنَبِّئْهُمْ عَن ضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ ﴿٥١﴾ إِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ

ملحقات الترجمۃ

[1] قولہ فی متقابلین بیٹھا کریں گے اشارۃ الی کون التقابل احیاناً لذا تنازسو الاکل عین لان منزل کل واحد منہم ملیحۃ فلذا لم لیترجم لقولہ بیٹھے ہوں گے ۱۲

النحو قولہ اذ دخلوا ظرف لخبر معناف الے ضیف ای خبر ضیف ابراہیم حین دخولہم علیہ ۱۲

البلاغۃ قولہ انا الغفور الرحیم وان عذابی الخ فی توصیف ذاتہ تعالے بالمغفرۃ والرحمۃ دون التعذیب حیث لم یقل وانا المعذب ترجیح لجانب الوعد علی الوعید ثم ۲ سہ ثم فیضا

فَقَالُوا سَلٰمًا ۭ قَالَ اِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ ۝ قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ۝ قَالَ اَبَشَّرْتُمُوْنِيْ عَلٰٓي

پھر انہوں نے کہا السلام علیکم کہا ابراہیم ع کہنے لگے کہ ہم تو تم سے خائف ہین — اونہوں نے کہا کہ آپ خائف نہون ہم آپکو ایک فرزند کی بشارت دیتے ہین جو بڑا عالم ہوگا — ابراہیم کہنے لگے کہ کیا تم مجھکو اس حالت پر بشارت

اَنْ مَّسَّنِيَ الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ ۝ قَالُوْا بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْقٰنِطِيْنَ ۝ قَالَ وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ

دیتے ہو کہ مجھپر بڑھاپا آگیا سو کسی چیز کی بشارت دیتے ہو — وہ بولے کہ ہم آپ کو امر واقعی کی بشارت دیتے ہین سو آپ نا امید نہون — ابراہیم نے فرمایا کہ بھلا اپنے رب کی

رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّاۗلُّوْنَ ۝ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ۝ قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ۝

رحمت سے کون نا امید ہوتا ہے بجز گمراہ لوگون کے — فرمانے لگے کہ اب تمکو کیا مہم درپیش ہے اے فرشتو — فرشتون نے کہا کہ ہم ایک مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہین

اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ ۭ اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ اِلَّا امْرَاَتَهٗ قَدَّرْنَآ ۙ اِنَّهَا لَمِنَ الْغٰبِرِيْنَ ۝

مگر لوط کا خاندان — کہ ہم ان سب کو بچا لینگے — بجز اونکی بی بی کے کہ اوسکی نسبت ہم نے تجویز کر رکھا ہے کہ وہ ضرور اوسی قوم مجرم مین رہجاویگی

رکوع ١٦ / ٤

فَقَالُوْا سَلٰمًا ۭ قَالَ اِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ ﴿٥٢﴾ قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ﴿٥٣﴾ قَالَ اَبَشَّرْتُمُوْنِيْ عَلٰٓي اَنْ مَّسَّنِيَ الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ ﴿٥٤﴾ قَالُوْا بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْقٰنِطِيْنَ ﴿٥٥﴾ قَالَ وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّاۗلُّوْنَ ﴿٥٦﴾ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿٥٧﴾ قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ﴿٥٨﴾ اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ ۭ اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿٥٩﴾ اِلَّا امْرَاَتَهٗ قَدَّرْنَآ ۙ اِنَّهَا لَمِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿٦٠﴾ اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان لوگون) کو ابراہیم (علیہ السلام) کے مہمانون (کے قصہ) کی بھی اطلاع دیجیے (وہ قصہ اوس وقت واقع ہوا تھا) جبکہ وہ (مہمان جو کہ واقع مین فرشتے تھے) اونکے (یعنی ابراہیم علیہ السلام کے) پاس آئے پھر (آکر) اونہون نے السلام علیکم کہا (ابراہیم علیہ السلام انکو مہمان سمجھکر فوراً اونکے لیے کھانا تیار کرکے لائے مگر چونکہ وہ فرشتے تھے اونہون نے کھایا نہین تب) ابراہیم (علیہ السلام دل مین ڈرے کہ یہ لوگ کھانا کیون نہین کھاتے کیونکہ وہ فرشتے بشکل بشر تھے اون کو بشر ہی سمجھا اور کھانا نہ کھانے سے شبہہ ہوا کہ یہ لوگ کہین مخالف نہون اور) فرمانے لگے کہ ہم تو تم سے خائف ہین اونہون نے کہا کہ آپ خائف نہون کیونکہ ہم (فرشتے ہین منجانب اللہ ایک بشارت لیکر آئے ہین اور) آپ کو ایک فرزند کی بشارت دیتے ہین جو بڑا عالم ہوگا (مطلب یہ کہ نبی ہوگا کیونکہ آدمیون مین سب سے زیادہ علم انبیا کو ہوتا ہی مراد اس فرزند سے اسحٰق علیہ السلام ہین) ابراہیم (علیہ السلام) کہنے لگے کہ کیا تم مجھکو اس حالت پر (فرزند کی) بشارت دیتے ہو کہ مجھپر بڑھاپا آگیا سو (ایسی حالت مین مجھکو) کس چیز کی بشارت دیتے ہو (مطلب یہ کہ یہ امر فی نفسہ عجیب ہی نہ یہ کہ قدرت سے بعید ہی) وہ (فرشتے) بولے کہ ہم آپ کو امر واقعی کی بشارت دیتے ہین (یعنی تولد فرزند یقیناً واقع ہونیوالا ہی) سو آپ نا امید نہون (یعنی اپنی بوڑھاپے پر نظر نہ کیجیے کہ ایسے اسباب عادیہ پر نظر کرنے سے وساوس نا امیدی کے غالب ہوتے ہین) ابراہیم (علیہ السلام) نے فرمایا کہ بھلا اپنے رب کی رحمت سے کون نا امید ہوتا ہی بجز گمراہ لوگون کے (یعنی مین نبی ہوکر گمراہون کی صفت سے کب موصوف ہوسکتا ہون محض مقصود اس امر کا عجیب ہونا ہی باقی اللہ کا وعدہ سچا اور مجھکو امید سے بڑھکر اوس کا کامل یقین بعد اوس کے فراست نبوة سے آپ کو معلوم ہوا کہ ان ملائکہ کے آنے سے علاوہ بشارت کے اور بھی کوئی مہم عظیم مقصود ہے اس لیے) فرمانے لگے کہ (جب قرائن سے مجکو یہ معلوم

اللغات قوله علی ان مسنی مع قوله بالحق بالامر المحقق قوله فبم اصله فبما ای بای شئ والمراد ان البشارة بما لا یقع عادة بشارة بغیر شئ کذا فی الروح **النحو** قوله الا آل لوط استثنا منقطع کما ہو ظاہر ، منہم فیفصد **البلاغة** قوله قال فما خطبکم فی الروح توسیط قال بین کلامیه علیه السلام یدل ان ہناک ما طوی ذکره اوما ان ہناک انتقالا الی بحث آخر –

اختلاف القراءة – قوله تبشرون فی الروح قرا ابن کثیر بکسر النون مشددة بدون یا علی ادغام نون الجمع فی نون الوقایة والاکتفاء بالکسرة عن الیاء و قرا نافع بکسر النون مخففة وفیه حذف نون الرفع کما ہو مذہب سیبویه استثقالا لاجتماع المثلین و دلالة بابقاء نون الوقایة علی الیاء اھ ١٢

فَلَمَّا جَآءَ اٰلَ لُوْطِ ِالْمُرْسَلُوْنَ ○ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ○ قَالُوْا بَلْ جِئْنٰكَ بِمَا كَانُوْا فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ○ وَاٰتَيْنٰكَ

پھر جب وہ فرشتے خاندان لوط کے پاس آئے کہنے لگے تم تو اجنبی آدمی ہو اونہوں نے کہا نہیں بلکہ ہم آپ کے پاس وہ چیز لیکر آئے ہین جسمین یہ لوگ شک کیا کرتے تھے اور ہم آپکے

بِالْحَقِّ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ○ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَاتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ وَّامْضُوْا حَيْثُ

پاس یقینی ہونیوالی چیز لیکر آئے ہین اور ہم بالکل سچے ہین سو آپ رات کے کسی حصہ مین اپنے گھر والون کو لیکر چلے جایئے اور آپ سب کے پیچھے ہو لیجیئے اور تم مین سے کوئی پیچھا پھر کر بھی نہ دیکھے اور جسجگہ کا تمکو حکم ہوا ہے

تُؤْمَرُوْنَ ○ وَقَضَيْنَآ اِلَيْهِ ذٰلِكَ الْاَمْرَ اَنَّ دَابِرَ هٰٓؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِيْنَ ○ وَجَآءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ يَسْتَبْشِرُوْنَ

اوسطرف سب چلے جاؤ اور ہمنے لوط کے پاس یہ حکم بھیجا کہ صبح ہوتے ہی ان کی بالکل جڑ ہی کٹ جاویگی اور شہر کے لوگ خوب خوشیان کرتے ہوئے پہونچے

قَالَ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَيْفِيْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ ○ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ ○ قَالُوْٓا اَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ○ قَالَ هٰٓؤُلَآءِ بَنٰتِيْٓ

لوط نے فرمایا کہ یہ لوگ میرے مہمان ہین سو مجھکو فضیحت مت کرو اور اللہ سے ڈرو اور مجھکو رسوا مت کرو وہ کہنے لگے کیا ہم تمکو دنیا بھر کے لوگون سے منع نہین کرچکے لوط نے فرمایا کہ یہ میری بیٹیان

اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ○ لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ○ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِيْنَ ○ فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا

موجود ہین اگر تم میرا کہنا کرو آپ کی جان کی قسم وہ اپنی مستی مین مدہوش تھے پس سورج نکلتے نکلتے انکو آواز سخت نے آدبایا پھر ہمنے ان بستیون کا اوپر کا تختہ تو نیچے کردیا

وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ○ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ ○ وَاِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ ○ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ

اور ان لوگون پر کنکر کے پتھر برسانا شروع کئے اس واقعہ مین کئی نشان ہین اہل بصیرت کے لیئے اور یہ بستیان ایک آباد سڑک پر ملتی ہین اُن بستیون مین اہل ایمان کے لیے بڑی عبرت ہے

ہوگیا کہ تمہارے آنے کا کچھ اور بھی مقصود ہے) تو (یہ بتلاؤ کہ) اب تم کو کیا مہم درپیش ہے اے فرشتو۔ فرشتون نے کہا کہ ہم ایک مجرم قوم کیطرف (اونکو سزا دینے کے لیے) بھیجے گئے ہین (مراد قوم لوط ہے) مگر لوط (علیہ السلام) کا خاندان کہ ہم اُن سب کو (عذاب سے) بچالین گے (یعنی اونکو بچنے کا طریقہ بتلا دینگے کہ اون مجرمون سے علیحدہ ہوجاوین) بجز انکی (یعنی لوط علیہ السلام کی) بی بی کے کہ اوسکی نسبت ہم نے تجویز کر رکھا ہے کہ وہ ضرور اوسی قوم مجرم مین) رہجاویگی (اور اُنکے ساتھ عذاب مین مبتلا ہوگی) **ف** فرشتون کو جو اللہ تعالیٰ نے مہمان کے عنوان سے تعبیر فرمایا تو اسوجہ سے کہ بشکل آدمیون تھے جو ابراہیم علیہ السلام کو مہمان معلوم ہوئے اور دوسری آیت مین اسحٰق علیہ السلام کی بشارت کے ساتھ یعقوب علیہ السلام کی بھی بشارت مذکور ہے یہان اُن ہی آنیوالون کی وجہ سے یہانین اکتفا فرمایا اور قدرنا مین فرشتون نے اپنی طرف مجازاً نسبت کی حالانکہ وہ فعل اللہ تعالیٰ کا تھا وجہ اوسکی قرب واختصاص ملئکہ کا ہے اور سورۂ ہود مین نصف پارے کے قریب یہ قصہ آچکا ہے کچھ ضروری مضامین اسکے متعلق وہان بھی مذکور ہین دیکھ لئے جاوین **ربط** اوپر کے قصہ کا آگے بقیہ ہے۔

اہلاک مجرمین و انجاء مومنین از قوم لوط علیہ السلام

فَلَمَّا جَآءَ اٰلَ لُوْطِ ِالْمُرْسَلُوْنَ ﴿۶۱﴾ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ﴿۶۲﴾ قَالُوْا بَلْ جِئْنٰكَ بِمَا كَانُوْا فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ﴿۶۳﴾ وَاَتَيْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۶۴﴾ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَاتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ وَّامْضُوْا حَيْثُ تُؤْمَرُوْنَ ﴿۶۵﴾ وَقَضَيْنَآ اِلَيْهِ ذٰلِكَ الْاَمْرَ اَنَّ دَابِرَ هٰٓؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِيْنَ ﴿۶۶﴾ وَجَآءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۶۷﴾ قَالَ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَيْفِيْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ ﴿۶۸﴾ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ ﴿۶۹﴾ قَالُوْٓا اَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۰﴾ قَالَ هٰٓؤُلَآءِ بَنٰتِيْٓ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿۷۱﴾ لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۷۲﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِيْنَ ﴿۷۳﴾ فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ﴿۷۴﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ ﴿۷۵﴾ وَاِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ ﴿۷۶﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۷﴾

اللغات قوله قضينا اوحينا مقتضيا مبتا نقضى مضمن معنى اوحى ولذا عدى تعدية ۱۲ قوله مصبحين داخلين فى الصباح وهى حينئذ ۱۲ قوله للمتوسمين التوسم التفعل من الوسم وهو العلامة التى يستدل بها على مطلوب وترجمته بالى ملهم والفراسة اه يا تيه لما كانت تو ما من البصيرة قرامه رسول الله صلى الله عليه وسلم ذكر الفراسة لان التوسم هذا مفسر بالفراسة فافهم ۱۲ **قوله تعالى** بقيه ثابت لم يندرس وترجمته ايضا بالحاصل ۱۲ **البلاغة** قوله تعالى جئناك واتيناك نسبة المجئ بالعذاب اليه عليه السلام مع ان المجئ كان الى القوم لعله باعتبار ان المبشر بخبره اليه عليه السلام ۱۲ من المواهب ۱۲ قوله اتيناك بالحق

فيه مبالغة وتاكيد لان فيه يقينا لا تتركهم المذكور سابقا والاستمرار على معناه لا يحتاج الى تاويل بالانكار لانهم كبعة كان لهم ان يقبلوا الا بالحق الى اية القاف فى قوله تعالى قالوا بل جئناك بالحق فى الروح وحمل التقديم هذه المفاوله على

پھر جب وہ فرشتے خاندان لوط (علیہ السلام) کے پاس آئے (تو چونکہ بشکل بشر تھے اسلیے) کہنے لگے تم تو اجنبی آدمی (معلوم ہوتے) ہو (دیکھیے شہر والے تمہارے ساتھ کیا سلوک کرتے ہین کیونکہ یہ اجنبی لوگون کو پریشان کیا کرتے ہین (اونہون نے کہا نہین (ہم آدمی نہین) بلکہ ہم (آئے ہین) آپکے پاس وہ چیز (یعنی وہ عذاب) لیکر آئے ہین جسمین یہ لوگ شک کیا کرتے تھے اور ہم آپکے پاس یقینی ہونیوالی چیز (یعنی عذاب) لیکر آئے ہین اور ہم (اس خبر دینے مین) بالکل سچے ہین سو آپ رات کے کسی حصہ مین اپنے گھر والون کو لیکر (یہانسے) چلے جائیے اور آپ سب کے پیچھے ہو لیجیے (تاکہ کوئی رہ نجاوے لوٹ نہ جاوے اور آپ کی ہیبت سے کوئی التفات نہ کرے جسکی ممانعت آتی ہے) اور تم مین سے کوئی پیچھا پھر کر بھی نہ دیکھے (یعنی سب جلدی چلے جاوین) اور جس جگہہ (جانے) کا تم کو حکم ہوا ہے (یعنی شام کذا فی الدر عن السدی) او سطرف سب چلے جانا (آگے اللہ تعالی کا ارشاد ہے) اور ہم نے (اون فرشتون کیواسطہ سے) لوط (علیہ السلام) کے پاس یہ حکم بھیجا کہ صبح ہوتے بالکل ان کی جڑ ہی کٹ جاویگی (یعنی بالکل ہلاک ہو جاوینگے یہ فرشتون کی گفتگو جو مذکور ہوئی وقوع مین موخر ہے اہتمام مقصود کے لئے کہ انجاء و اہلاک کی خبر دینا ہے ذکر مین مقدم فرما دیا اور آگے جو قصہ آتا ہے وہ وقوع مین مقدم ہے تتمیم کے لئے اوسکو بیان فرماتے ہین یعنی) اور شہر کے لوگ (یہ خبر سنکر کہ لوط علیہ السلام کے یہان حسین حسین لڑکے آئے ہین) خوب خوشیان کرتے ہوئے (لوط علیہ السلام کے گھر بنیت فاسد) پہونچے لوط (علیہ السلام) نے (جو کہ اب تک وہ بھی ان کو آدمی ہی سمجھتے تھے اونکی بدنیتی کیوجہ سے) فرمایا کہ یہ لوگ میرے مہمان ہین سو (انکو دق کرکے) مجھکو (عام لوگون مین) فضیحت مت کرو (کیونکہ مہمان کی اہانت میزبان کی اہانت ہے سو اگر ان مسافرون کا خیال نہین کرتے تو میرا تو خیال کرو کہ تمہاری بستی کا ہون) اور (خود اس فعل ناجائز کے بارہ مین بھی) اللہ سے ڈرو اور مجھکو (ان مہمانون کی نظر مین) رسوا مت کرو (یون سمجھین گے کہ اہل شہر انکی کچھ وقعت نہین کرتے) وہ کہنے لگے (کہ یہ فضیحتی ہماری طرف سے نہین آپ نے خود اپنے ہاتھون خریدی ہے کہ ان کو مہمان بنایا) کیا ہم آپ کو دنیا بھر کے لوگون (کو مہمان بنانے) سے (بارہا) منع نہین کرچکے (نہ مہمان بناتے نہ اس رسوائی کی نوبت آتی) لوط (علیہ السلام) نے فرمایا کہ (آخر اس بیہودہ حرکت کی ضرورت ہی کیا ہے جس کی وجہ سے مہمانداری سے بھی ممانعت کیجاتی ہے قضاء شہوت کے لئے) یہ میری (بہو) بیٹیان (جو تمہارے گھرون مین ہین) موجود ہین اگر تم میرا کہنا کرو (تو یہ عورتین کافی ہین مگر وہ کس کی سنتے تھے) آپ کی جان کی قسم وہ اپنی مستی مین مدہوش تھے پس سورج نکلتے نکلتے اون کو آواز سخت نے آدبایا پھر (صبح کے بعد) ہم نے اون بستیون (کی زمین کو اولٹ کراون) کا اوپر کا تختہ تو نیچے کردیا (اور نیچے کا تختہ اوپر کردیا) اور اون لوگون پر کنکر کے پتھر برسانا شروع کئے اس واقعہ مین کئی (مضمونون کے) نشان ہین اہل بصیرت کے لئے (مثلا ایک یہ کہ فعل بد کا نتیجہ بد ہوتا ہے ایک یہ کہ ایمان و اطاعت سے نجات ہوتی ہے ایک یہ کہ اللہ کو بڑی قدرت ہے کہ اسباب طبعیہ کے خلاف جو چاہے کردے وغیر ذلک) اور یہ بستیان ایک آباد سڑک پر ملتی ہین (یعنی عرب سے شام کو جاتے ہوئے اون کے آثار معلوم ہوتے ہین) اون بستیون مین (بحالت کذائیہ) اہل ایمان کے لئے بڑی عبرت ہے (کہ اونکو دیکھکر اون مضامین کا استحضار کر لیتا ہے اور جو مومن نہین ہے وہ اوس کو اسباب طبعیہ یا بخت و اتفاق پر محمول کرتا ہے نہ خدا کو قادر سمجھتا ہے نہ گناہون کی اوس کو سزا سمجھتا ہے) **ف** یہ قصہ سورۂ ہود کے نصف پارہ پر بھی گذر چکا ہے بعض ضروری مضامین متعلقہ اس کے وہان دیکھ لیے جاوین اور مصبحین اور مشرقین کا اجتماع یا تو اس اعتبار سے ہے کہ صبح سے ابتدا ہوئی ہو اور اشراق تک خاتمہ ہو گیا ہو اور یا صبح کا مفہوم عام لے لیا جاوے اشراق کو بھی دوسری آیت مین بکرہ کا لفظ ہے جس کے معنے اول نہار ہین اگر نہار عرفی لیا جاوے تو مشرقین کا مرادف ہے اور اگر شرعی لیا جاوے تو مصبحین کا متقارب ہے اور اللہ تعالے نے جو جابجا مخلوقات کی قسم کھائی ہے اون چیزون کا عظیم ہونا باعتبار کثیر النفع یا دال علے القدرت ہونے کے ظاہر کرنا مقصود ہے

ملحقات الترجمۃ

۵۱ قولہ قیل بل جئناک ہم آدمی نہین دل علیہ قولہ لان القوم یختص بالرجال والرجل لایکون الا من الثقلین لان الملک لا یوصف بالذکورۃ کما یوصف بالانوثۃ وہ انفع یعنے بل وہذا من المواہب ۵۲ قولہ فی ذالک الامر یعنی ہلاک ہو جاویگی اشارۃ الی ان ہلاک و ابدہ الخ تفسیر لذلک الامر ۵۳ قولہ فی آلا تفضحون عام مبیعی لا تخزون مہمانون اشارۃ الی دفع التکرار والقرینۃ علی الثانی قولہ لا تخزون فی ضیفی وعلی الاول ورودہ متقابلا ۵۴ قولہ فی کنتم فاعلین میرا کہنا لان المعذر والمفعول ونی مالعہدیہ عورتین اشارۃ الی تقدیر الجواب ۵۵ قولہ فی عالیہا بستیون بدلیل قولہ تعالی المؤتفکات ودل علیہا ہہنا ہدیۃ لان ما عداہا یتعلق بحالہ مستہم منفیہ

وَاِنْ كَانَ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ لَظٰلِمِيْنَ ۙ﴿۷۸﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ ۘ وَاِنَّهُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِيْنٍ ﴿۷۹﴾ؑ وَلَقَدْ كَذَّبَ

اور بن والے بڑے ظالم تھے سو ہم نے اون سے بدلہ لیا اور دونون بستیان صاف سڑک پر ہین اور حجر والون نے

اَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ ۙ﴿۸۰﴾ وَاٰتَيْنٰهُمْ اٰيٰتِنَا فَكَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ۙ﴿۸۱﴾ وَكَانُوْا يَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ

پیغمبرون کو جھوٹا بتلایا اور ہم نے اونکو اپنی نشانیان دین سو وہ لوگ اونسے روگردانی کرتے رہے اور وہ لوگ پہاڑون کو تراش تراش اونمین

بُيُوْتًا اٰمِنِيْنَ ﴿۸۲﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِيْنَ ۙ﴿۸۳﴾ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۸۴﴾ؕ

گھر بناتے تھے کہ امن مین رہین سو اون کو صبح کے وقت آواز سخت نے آپکڑا سو اونکے ہنر اون کے کچھ بھی کام نہ آئے

اور مکلفین کو اس سے ممانعت فرمانا اسلیے ہی کہ کہین قسم کھانیوالا اوس چیز کو ایسا معظم نہ سمجھ جاوے جیسا حق تعالی کو معظم سمجھتا ہو کیونکہ بعض سے اسکا وقوع ہوچکا ہی اور اللہ تعالی مین یہ احتمال ہی نہین کہ وہ کسی مخلوق کو معظم سمجھین کیونکہ سب سے اعظم وہ خود ہین یا یون کہا جاوی کہ ان اشیا کی قسم باعتبار انکی ذات کے نہین بلکہ اس اعتبار سے ہی کہ یہ اشیاء دال علی القدرۃ ہین پس مقصود انکی قسم سے قسم ہی قدرت الٰہیہ کی اور صفات الٰہیہ کا مقسم بہ ہونا مثل ذات کے محل اشکال نہین اور عام قسم کھانے والے اس لحاظ سے قسم نہین کھاتے پھر انکے ذمہ ایہام سے بچنا بھی واجب کیا گیا ہو **ربط** اوپر قوم لوط علیہ السلام کے عذاب کا ذکر تھا آگے اصحاب ایکہ اور اصحاب حجر کے عذاب کا ذکر ہی کہ مقصود سب کا مشترک ہی کہ قہر فی الدنیا کا ذکر کرنا بطور نمونہ قہر فی الآخرت کے مقصود ہی ونیز ان عذاب کے قصو نمین احقاق مسئلہ رسالت پر بھی دلالت ہی جیسا کہ ظاہر ہی **قصہ اصحاب ایکہ** وَاِنْ كَانَ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ لَظٰلِمِيْنَ ﴿۷۸﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ وَاِنَّهُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِيْنٍ ﴿۷۹﴾ **قصہ اصحاب حجر** وَلَقَدْ كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۸۰﴾ وَاٰتَيْنٰهُمْ اٰيٰتِنَا فَكَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَكَانُوْا يَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا اٰمِنِيْنَ ﴿۸۲﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِيْنَ ﴿۸۳﴾ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۸۴﴾ اور بن والے (یعنی شعیب علیہ السلام کی امت بھی) بڑے ظالم تھے سو ہم نے اون سے (بھی) بدلہ لیا (اور اونکو عذاب سے ہلاک کیا) اور دونون (قوم کی) بستیان صاف سڑک پر (واقع) ہین راہ اور شام کو جاتے ہوئے راہ مین نظر آتی ہین) اور حجر (بکسر حا) والون نے (بھی) پیغمبرون کو جھوٹا بتلایا (کیونکہ جب صالح علیہ السلام کو جھوٹا کہا اور سب پیغمبرونکا اصل دین ایک ہی ہی تو سب کو بھی جھوٹا بنایا) اور ہم نے انکو اپنی (طرف سے) نشانیان دین (جن سے اللہ تعالی کی توحید اور حضرت صالح علیہ السلام کی نبوت ثابت ہوتی تھی مثلاً دلائل توحید اور ناقہ کہ معجزہ صالح علیہ السلام کا تھا) سو وہ لوگ اون (نشانیون) سے روگردانی (ہی) کرتے رہے اور وہ لوگ پہاڑون کو تراش تراش اونمین گھر بناتے تھے کہ (اونمین سب آفات سے) امن مین رہین سو اونکو صبح کے وقت (خواہ اول ہی صبح مین یا دن چڑھے علی الاختلافین) آواز سخت نے آپکڑا سو اون کے (دنیوی) ہنر اون کے کچھ بھی کام نہ آئے (اون ہی مستحکم گھرونمین عذاب سے کام تمام ہوگیا اس آفت سے اون کے گھرون نے نہ بچا لیا بلکہ اس آفت کا اون کو احتمال بھی نہ تھا اور اگر ہوتا بھی تو کیا کرتے) **ف** ایکہ کہتے ہین بن کو بعض نے کہا ہی کہ مدین کے پاس ایک بن تھا اس لئے اہل مدین کا یہ ہی لقب ہی اور بعض نے کہا ہی کہ یہ دو قومین تھین ایک کے ہلاک ہونے کے بعد شعیب علیہ السلام دوسری قوم کی طرف مبعوث ہوئے اور روح المعانی مین بہ تخریج ابن عساکر یہ حدیث مرفوع نقل کی ہی ان مدین واصحاب الایکۃ امتان بعث اللہ تعالی الیہما شعیبا علیہ السلام واللہ اعلم اور حجر ایک وادی ہی حجاز اور شام کے درمیان اوسمین قوم ثمود بستی تھی اور پارہ ہشتم کے اخیر قصہ سوم مین رجفہ اور صیحہ کے اجتماع کی توجیہ ذکر کی گئی ہے اور قوم لوط کی بستیون کا سرراہ واقع ہونا اوپر کی آیت مین آچکا ہے یہان مکرر ذکر فرمانا شاید

اللغات الامام الطریق لانہ یؤتم بہ ای یقصد ویتبع ۱۲

وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ وَاِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ ۝ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلّٰقُ

اور ہم نے آسمانون کواور زمین کو اور اونکی درمیانی چیزون کو بغیر مصلحت کے نہین پیدا کیا اور ضرور قیامت آنے والی ہو سو آپ خوبی کے ساتھ درگذر کیجیے بلا شبہ آپ کا رب بڑا خالق

الْعَلِيْمُ ۝ وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ ۝ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَا

بڑا عالم ہو اور ہم نے آپکو سات آیتین دین جو مکرر پڑھی جاتی مین اور قرآن عظیم دیا آپ اپنی آنکھ اوٹھا کر بھی اوس چیز کو نہ دیکھیے جوکہ ہمنے مختلف قسم کے کافرون کو برتنے کیلیے

تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَقُلْ اِنِّيْٓ اَنَا النَّذِيْرُ الْمُبِيْنُ ۝ كَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ

دی رکھی ہو اور انپر غم نہ کیجیے اور مسلمانون پر شفقت رکھیے اور کہدیجیے کہ مین کھلم کھلا ڈرانیوالا ہون جیسا ہم نے اون لوگون پر نازل کیا ہو جنہون نے

جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ ۝ فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ

کر رکھے تھے یعنی آسمانی کتاب کے مختلف اجزا قرار دیے تھے سو آپ کے پروردگار کی قسم ہم ان سب سے ان کے اعمال کی ضرور باز پرس کرینگے غرض آپکو جس بات کا حکم کیا گیا ہو اوسکو صاف صاف سنا دیجیے اور

اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ

مشرکون کی پروا نہ کیجیے یہ لوگ جو ہنستے ہین اللہ تعالی کے ساتھ دوسرا معبود قرار دیتے ہین آپکے لیے ہم کافی ہین سو انکو ابھی معلوم ہوا جاتا ہو اور واقعی ہم کو معلوم ہو کہ یہ لوگ جو باتین

صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ ۝ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ۝ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ۝

کرتے ہین اوس سے آپ تنگدل ہوتے ہین سو آپ اپنے پروردگار کی تسبیح وتحمید کرتے رہیے اور نمازین پڑھنے والون مین رہیے اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہیے یہانتک کہ آپکو موت آجاوے

اس لیئے ہو کہ منازل اہل ایکہ کے وقوع علی الطریق کو منازل قوم لوط کے وقوع علی الطریق سے تشبیہ دینا مقصود ہو یعنی اوسکا وقوع علی الطریق تو اوپر معلوم ہو چکا ہو یہ بھی اسیطرح واقع علی الطریق ہو پس دونون کے دونون واقع علی الطریق ہین اس تقریر پر حقیقی تکرار نہوا اور ظاہری تکرار جو ہی سو اس سے اوس مکرر کی تاکید مقصود نہوئی بلکہ اس متاخر کی تاکید اوسکے ساتھ تشبیہ دینے سے مقصود ہوئی خوب سمجھ لو۔ **ربط** اوپر تمام سورت مین کفار مکہ کے شدت عناد و مخالفت کا جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیان تھا بالخصوص آیت وقالوا یایہا الذی نزل علیہ الذکر سے نحن قوم مسحورون تک جیساکہ اسکے ترجمہ سے ظاہر ہوا اور اوسی کے ساتھ اجمالاً آپ کی تسلی کا مضمون بھی ارشاد فرمایا تھا ولقد ارسلنا من قبلک سے سنۃ الاولین تک پھر درمیان مین اور اور مضامین مناسبت خاصہ سے مذکور ہوئے تھے اب آگے خاتمہ سورت پھر اوسی عناد و مخالفت کے بارہ مین تفصیلاً مضمون آپ کی تسلی کا بابلغ وجوہ مذکور ہو جیسا تقریر ترجمہ سے انشاء اللہ واضح ہوتا ہو **تسلیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بابلغ وجوہ بر عناد کفار** وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ وَاِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ ﴿۸۵﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ﴿۸۶﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ ﴿۸۷﴾ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۸﴾ وَقُلْ اِنِّيْٓ اَنَا النَّذِيْرُ الْمُبِيْنُ ﴿۸۹﴾ كَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِيْنَ ﴿۹۰﴾ الَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ ﴿۹۱﴾ فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۹۲﴾ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۹۴﴾ اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ﴿۹۵﴾ الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ ﴿۹۷﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۹۸﴾ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ﴿۹۹﴾

اللغات مثانی جمع مثنی بمعنی المکرر جمع للمبالغۃ **قولہ** ازواجا اصنافا **قولہ** اخفض جناحک فی الروح اصل ذلک ان الطائر اذا اراد ان یضم فرخا الیہ بسط جناحیہ لہ والجناحان من ابن آدم جانباہ اھ وہو کنایۃ عن التواضع والرفق والشفقۃ ۱۲ **قولہ** المقتسمین ای الذین یقسمونہ **قولہ** عضین جمع عضۃ واصلہا عضوۃ بکسر العین وفتح الضاد بمعنی جزء فہو معتل اللام من عضاہ بالتشدید جعلہ عضیا ای اجزاء وجمع السلامۃ تعویضا عما حذف منہ والمحققہ ان لا یجمع جمع السلامۃ المذکر لکونہ غیر عاقل **قولہ** فاصدع ای اظہرہ واجہر بہ یقال صدع بالحجۃ ای تکلم بہا جہارا۔ **قولہ** الیقین الموت وسمی بہ لانہ متیقن اللحوق لکل حی ۱۲ منہ **النحو** **قولہ** والقرآن عطف علی السبع عطف الصفۃ علی الصفۃ والذات متحدۃ **قولہ** من المثانی من ہذہ بیانیۃ **قولہ** کما انزلنا متعلق بمقدر ای ننزل علیہم عذابا کما انزلنا ویدل علی ذلک المقدر الملفوظ من قولہ انا النذیر کما ہو ظاہر وفی البیضاوی ہکذا انا النذیر المبین انذرکم ببیان وبرہان ان عذاب اللہ نازل بکم ان لم تومنوا کما انزلنا مثل العذاب الذی انزلنا الخ **البلاغۃ** **قولہ** تعالی کن من الساجدین فی الروح ولمزید الاعتناء بامر الصلوۃ جیٔ بالامر بہا کما تری مغائر الامر السابق علی ہذا الوجہ المخصوص فی ذلک من الترغیب فیہا ما لا یخفی **قولہ** واعبد ربک فی النظم بلفظ الرب تاکید لما دل علیہ الربوبیۃ من اظہار اللطف بہ صلی اللہ علیہ وسلم **قولہ** حتی یاتیک الیقین

اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان لوگون کے عناد و خلاف سے غم نہ کیجیے کیونکہ اسکا ایک روز فیصلہ ہونے والا ہے اور وہ روز قیامت ہے جسکی آمد کے متعلق ہم آپ سے تذکرہ کرتے ہین کہ) ہم نے آسمانون کو اور زمین کو اور اُنکی درمیانی چیزون کو بغیر مصلحت کے نہین پیدا کیا (بلکہ اس مصلحت سے پیدا کیا کہ اُن کو دیکھکر صانع عالم کے وجود اور وحدت اور عظمت پر استدلال کرکے اُسکے احکام کی اطاعت کرین اور بعد اقامت اس حجت کے جو ایسا نکرے وہ معذب ہو) اور (دنیا مین پورا عذاب ہوتا نہین تو اور کہین ہونا چاہیے اُس کے لیے قیامت مقرر ہے پس) ضرور قیامت آنیوالی ہے (وہان سب کو بھگتا یا جاویگا) سو آپ (کچھ غم نہ کیجیے بلکہ) خوبی کیساتھ (ان کی شرارتون سے) درگذر کیجیے (درگذر کا مطلب یہ ہے کہ اس غم مین نہ پڑیے اسکا خیال نہ کیجیے اور خوبی یہ کہ شکوہ شکایت بھی نہ کیجیے کیونکہ) بلاشبہ آپ کا رب (چونکہ) بڑا خالق (ہے اس سے ثابت ہوا کہ) بڑا عالم (بھی) ہے (سب کا حال اُسکو معلوم ہے آپ کے صبر کا بھی اُنکی شرارت کا بھی اس لئے اُن سے پورا پورا بدلہ لیگا اور خالق ہونے کا ذکر بطور استدلال کیا گیا کیونکہ خالق ہونا دلیل ہے عالم ہونے کی کقولہ تعالیٰ الا یعلم من خلق) اور (آپ اُن کے معاملہ کو نہ دیکھیے کہ موجب غم ہوتا ہے ہمارا معاملہ اپنے ساتھ دیکھیے کہ ہماری طرف سے آپ کے ساتھ کسقدر لطف و عنایت ہے چنانچہ) ہم نے آپ کو (ایک بڑی بھاری نعمت یعنی) سات آیتین دین جو (نماز مین) مکرر پڑھی جاتی ہین اور (بوجہ جامع مضامین عظیمہ ہونے کے اس قابل ہے کہ اوس کے دینے کو یون کہا جاوے کہ) قرآن عظیم دیا (مراد اس سے سورہ فاتحہ ہے جو بوجہ عظیم ہونے کے ام القرآن سے ملقب ہے پس اس نعمت اور منعم کی طرف نگاہ رکھیے کہ موجب فرح و سرور ہو اُن لوگون کے عناد و خلاف کی طرف التفات نہ کیجیے اور) آپ اپنی آنکھ اُٹھا کر بھی اُس چیز کو نہ دیکھیے (تاسفانہ غبطاً) جو کہ ہم نے مختلف قسم کے کافرون کو (مثلاً یہود و نصارے اور مجوس و مشرکین) برتنے کے لئے دے رکھی ہے (اور بہت جلد اُن سے جدا ہو جاوگی) اور اُن (کی حالت کفر) پر (کچھ) غم نہ کیجیے (غبطاً نظر کرنا یہ کہ چونکہ وہ دشمن خدا ہین اس لئے بوجہ بغض فی اللہ کے غصہ آوے کہ ایسی نعمتین اُن کے پاس ہون تین اُس کے جواب کی طرف متعنا بہٖ مین اشارہ ہے کہ یہ کوئی بڑی معتد بہ دولت نہین کہ ان مبغوضین مغضوبین کے پاس ہوتی متاع فانی ہے اور تاسفاً نظر یہ کہ افسوس یہ چیزین ان کو ایمان سے مانع ہو رہی ہین اگر یہ نہون تو غالباً ایمان لے آوین اس کا جواب لا تحزن مین ہے جسکی تفصیل یہ ہے کہ غایت عناد اِن کی طینت مین ہے ان سے کسیطرح توقع نہین اور حزن ہوتا ہے خلاف توقع پر جب توقع نہین پھر حزن بے وجہ اور حرصاً نظر کا احتمال ہی نہین غرض یہ کہ آپ کسیطرح بھی اِن کفار کے فکر و غم مین نہ پڑیے) اور مسلمانون پر شفقت رکھیے (یعنی فکر مصلحت اور شفقت کے لیے مسلمان کافی محل ہین کہ اُن کو اس سے نفع بھی ہے) اور (کافرون کے لئے چونکہ فکر مصلحت کا کوئی نتیجہ نہین اس لئے اون کیطرف توجہ بھی نہ کیجیے البتہ تبلیغ کہ آپ کا فرض منصبی ہے اُس کو ادا کرتے رہیے اور اتنا) کہدیجئے کہ مین کھلم کھلا (تم کو عذاب خدا سے) ڈرانیوالا ہون (اور خدا کی طرف سے تم کو یہ مضمون پہونچاتا ہون کہ وہ عذاب جس سے ہمارا نبی ڈراتا ہے ہم تمپر کسی وقت ضرور نازل کرین گے) جیسا ہم نے (وہ عذاب) اُن لوگون پر (مختلف اوقات گذشتہ مین) نازل کیا ہے جنہون نے (احکام الٰہی کے) حصے کر رکھے تھے یعنی آسمانی کتاب کے مختلف اجزاء قرار دیے تھے (اُنمین جو مرضی کے موافق ہوا مان لیا جو خلاف مرضی ہوا اُس سے انکار کر دیا مراد اس سے یہود و نصارے سابق ہین جن پر مخالفت احکام انبیاء علیہم السلام سے عذابون کا ہونا مثل مسخ قردہ و خنازیر و قتل و قید و ذلت کے مشہور و معروف تھا مطلب یہ کہ عذاب کا نازل ہونا کوئی امر مستبعد نہین پہلے بھی ہو چکا ہے اگر تم پر بھی ہو جاوے تعجب کیا ہے خواہ دنیا مین خواہ آخرت مین اور جب اِن مشبہ اور مشبہ بہ لوگون کا مستحق عذاب ہونا تقریر بالا ت

ملحقات الترجمة

ؑ۱ قولہ فی ملحق مصلحت لان الحق مقابل للباطل وہو مالا نفع فیہ فہذا الحق ما لہ نفع ۱۲

ؑ۲ قولہ فی اخفض شفقت ہو ترجمۃ بالحاصل و تحقیقہ فی اللغات من ہذہ الحواشی ۱۲

ؑ۳ قولہ فی القرآن آسمانی کتاب حملا للقرآن علی معناہ اللغوی ای المقرو لا الاصطلاحی ای الخاص بکتاب نبینا صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

معلوم ہوگیا) سو (ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو) آپ کے پروردگار کی (یعنی اپنی) قسم ہم ان سب (اگلون اور پچھلون) سے
اِن کے اعمال کی (قیامت کے روز) ضرور باز پرس کرین گے (پھر ہرایک کو اُس کے مناسب سزا دین گے) غرض (حاصل
کلام یہ کر) آپ کو جس بات (کے پہونچانے) کا حکم کیا گیا ہے اُسکو (تو) صاف صاف سُنا دیجیے اور (اگر یہ نمانین تو) اِن مشرکون (کے
نہ ماننے) کی (مطلق) پروا نکیجیے (یعنی نہ غم کیجیے جیسا اوپر آیا ہے لاتحزن اور نہ طبعًا خوف کیجیے کہ یہ مخالف بہت سے ہین کیونکہ) یہ لوگ
جو (جو آپ کے اور خدا کے مخالف ہین چنانچہ آپ پرتو) ہنستے (ہین اور) اللہ تعالےٰ کے ساتھ دوسرا معبود قرار دیتے ہین اِن (کے
شر و ایذار) سے آپ (کو محفوظ رکھنے) کے لیے (اور اُن سے بدلہ لینے کے لیے) ہم کافی ہین سو اِن کو ابھی معلوم ہوا جاتا ہے (کہ استہزار
اور شرک کا کیا انجام ہوتا ہے غرض جب ہم کافی ہین پھر کاہے کا خوف) اور واقعی ہم کو معلوم ہے کہ یہ لوگ جو (کفر و استہزار کی) باتین کرتے
ہین اُس سے آپ دل تنگ ہوتے ہین (کہ یہ طبعی بات ہے) سو (اُسکا علاج یہ ہی کہ) آپ اپنے پروردگار کی تسبیح و تحمید کرتے رہیے
اور نمازین پڑھنے والون مین رہیے اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہیے یہانتک کہ (اسی حالت مین) آپ کو موت آجاوے (یعنی
مرتے دم تک ذکر و عبادت مین مشغول رہیے اسمین علاوہ مامور بہ اور ماجور علیہ ہونے کے یہ بھی خاصیت ہے کہ اسطرف شغل کو منقصر
کر دینے سے دوسرا شغل جو کہ موجب ضیق صدر تھا زائل یا مغلوب ہوجاتا ہے **ف** بعض مضامین تسلیہ سے مثل سزا وغیرہ کی خبر کے
یون معلوم ہوتا ہے کہ آپ اُن کا سزایاب ہونا چاہتے تھے اسمین شاید کسی کو تنافی شفقت کا شبہہ ہو تو جواب یہ ہی کہ اپنے ساتھ
کسی معاملہ کی وجہ سے یہ امر نہ تھا بلکہ چونکہ حق تعالےٰ کے ساتھ کفر و شرک کرتے تھے اس لیے بغض فی اللہ کا اثر یہ غضب مرکوز تھا
اور شفقت تو یہ ہے کہ آپ انکی ہدایت مین ساعی تھے نہ یہ کہ باوجود کفر کے اُن کی مغفرت کے طالب تھے اور آخر آیت کے آخر
ترجمہ مین منقصر کی قید اس لیے ظاہر کی کہ کسیکو یہ وسوسہ نہو کہ جب ضیق صدر کا علاج مشغولی عبادت ہے تو آپ تو ہمیشہ سے مشغول
عبادت تھے پھر ضیق کیسے واقع ہوا اب اس قید سے جواب ظاہر ہوگیا کہ مطلق مشغولی اس کا علاج نہین ہے بلکہ اُس کا منقصر ہونا
سو آپ کی مشغولی تو دائم تھی لیکن طبعًا یا قصدًا کہ خیر خواہی کا قصد بھی عبادت ہے آپ اُن کے حال پر بھی متوجہ ہونے سے
اس لیے مقصودًا اقتصار کی تعلیم فرمائی گئی کہ خیر خواہی کی حد ختم ہوچکی تھی واللہ اعلم اور کما انزلنا الخ مین تفسیر مذکور پر صنعت
التفات ہے اور انکی کتاب کو قرآن کہنے مین یہ نکتہ ہوسکتا ہے کہ اس محمدی قرآن کے انکار مین آپ کو
تسلی ہوجاوے کہ پہلے قرآن کا بھی انکار ہوچکا ہے اور بعض نے اس کو آیت ناک کے متعلق کہکر یہ معنے
کہے ہین کہ ہم نے آپکو سبع مثانی اِسطرح جیسا سابق اہل کتاب پر بواسطۂ انبیاء کے کتاب نازل
کی تھی اور مقصود اس تشبیہ سے دفع استبعاد ہے نزول وحی مین اور علی الانبیاء شاید اس لیے
نہ کہا ہو کہ اشارہ ہوجاوے کہ مقصود انزال کتب الٰہیہ سے مکلف بنانا ہوتا ہی
امت کو پس آپ پر بھی نزول اسی لیے ہوا ہی اور دونون توجیہون پر اگر
قرآن کے معنے اصطلاحی رکھے جاوین اور مقتسمین کی صفت جعلوا
الخ کے ساتھ باعتبار اُنکے بعض کے کہ زمانۂ نزول قرآن
مین موجود تھے کہی جاوے تب بھی بعید
نہین۔ واللہ اعلم

وقد تم تفسیر سورۃ الحجر لثلث عشرۃ مضت من جمادی الاخرے یوم الاحد ۱۳۲۴ھ و للہ الحمد

ملحقات الترجمۃ

۱؎ قولہ فسبح بحمد
تسبیح و تحمید بناہ کون البار للملابسۃ والفرق بینہما ان التسبیح نفی ما یجب نفیہ والتحمید اثبات ما یجب اثباتہ۔

۲؎ قولہ الساجدین
نمازین حملا للسجدۃ علی الصلوٰۃ اطلاقا للجزء علی الکل مجازا۔

سُوْرَةُ النَّحْلِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ وَثَمَانٍ وَعِشْرُوْنَ اٰيَةً بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام کے ساتھ جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

اَتٰٓى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ

خدا تعالیٰ کا حکم آپہنچا سو تم اس میں جلدی مت مچاؤ وہ لوگوں کے شرک سے پاک اور برتر ہے وہ فرشتوں کو وحی یعنی اپنا حکم دے کر اپنے بندوں میں سے

مِنْ عِبَادِهٖٓ اَنْ اَنْذِرُوْٓا اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ ۝ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝

جسپر چاہیں نازل فرماتے ہیں یہ کہ خبردار کردو کہ میرے سوا کوئی لائق عبادت نہیں سو مجھ سے ڈرتے رہو آسمانوں کو اور زمین کو حکمت سے بنایا وہ اُن کے شرک سے پاک ہے

سورۃ النحل مکیۃ غیر ثلث اٰیٰتٍ فی اٰخرھا وھی مائۃ وثمان وعشرون اٰیۃ کذا فی البیضاوی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ **ربط وتناسب** اس سورت میں یہ مضامین ہیں توحید بہ پیرایۂ امتنان جسکو زیادت ایقاظ کے لئے تمہید وعید سے شروع کیا گیا اور گذشتہ سورت کے ختم پر بھی توحید اور عدم توحید پر وعید کا مضمون تھا جیسا یجعلون مع اللہ اور فسبح بحمد ربک الخ سے معلوم ہوتا ہے اور اس اشتراک سے اُسکے انجام اور اسکے آغاز کا تناسب بھی معلوم ہو گیا اور اس توحید کے ضمن میں شرک کا رد اور اہل شرک کی مذمت اور بعض آیا تمیں نبوت و قرآن کے انکار پر وعید اور اُس کے مقابلہ میں مصدقین قرآن کے لیئے بشارت اور بعض آیات میں بعث کا اثبات بھی ہے اور یہ مضمون رکوع پنجم کے ختم تک چلا گیا ہے پھر رکوع ششم کے اول میں ہجرت کی فضیلت اور نبوت کا اثبات اور منکرین کے لیے وعید بیان کر کے پھر توحید کی طرف عود فرمایا گیا ہے پھر رکوع ہشتم کے اخیر میں رسالت اور قرآن کی حقانیت بیان فرما کر پھر توحید کی طرف عود ہے پھر رکوع یازدہم کے قریب ختم سے قرآن کی حقیقت اور برکت اور اسکی تعلیمات میں سے بعض کی خوبی اور اُنمیں سے بالخصوص ایفاء عہد کی زیادہ تاکید پھر مطلقاً اعمال صالحہ کی فضیلت مذکور ہے پھر رکوع سیزدہم کے قریب ختم سے قرآن اور رسالت کی بحث اور منکر پر وعید اور اکراہ میں زبانی انکار کا استثنا اور آخر رکوع چہاردہم میں اُس انکار کا ایمانی برکت سے معاف ہو جانا بیان ہوا ہے پھر رکوع پانزدہم کے شروع میں کفر کا وبال اخروی و دنیوی اور پھر بعض رسوم شرکیہ کا ابطال پھر اُس رکوع میں توبہ کی ترغیب پھر ختم کے رکوع میں رسالت محمدیہ کا اثبات اور اسکی تقویت کے لیے رسالت ابراہیمیہ کا ذکر پھر منصب رسالت کے بعض آداب اور مخالفین کی مخالفت پر آپکو مع اتباع کے صبر تقویٰ کا ارشاد فرمایا ہے اور اسی کی فضیلت پر سورت کو ختم کر دیا ہے اب تمام اجزاء سورت کا تناسب بالکل واضح ولائح ہے واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم اب دلائل توحید سے سورت شروع ہوتی ہے جسمیں زیادہ حصہ دلائل عقلیہ کا ہے کہ آیت خلق السموات الخ سے دور تک چلا گیا ہے اور اس کے قبل آیت ینزل الملٰئکۃ میں اُس توحید کی دلیل نقلی کیطرف اشارہ ہے اور چونکہ مضمون توحید کا مہتم بالشان ہے اس لیے سب سے اول اتٰی امر اللہ میں وعید کا مضمون لایا گیا ہے تاکہ اس سے متنبہ ہو کر توجہ کے ساتھ دلائل میں غور کریں اور اسی اہتمام کے لئے دلیل نقلی میں انذار کا امر تنبیہ کے لیے لائے ہیں اور دلائل عقلیہ میں اپنے انعامات کا ذکر بھی فرمایا ہے تاکہ اتیان امر اور انذار سے ترہیب اور ذکر نعم سے ترغیب ہو جاوے کہ دونوں کو توجہ میں خاص دخل ہے۔ **تمہید توحید بوعید** اَتٰٓى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝۱ خدا تعالیٰ کا حکم (یعنی سزائے کفر و شرک کا وقت قریب) آپہونچا (اور اوسکا آنا یقینی ہے) سو (اے منکرو) تم اُسمیں (منکرانہ) جلدی مت مچاؤ (جیسا اُنکا قول تھا کہ اگر عذاب کوئی چیز ہے تو جلدی آجانا چاہیے۔ یعنی جلدی نہ آنا بہتر ہے تاکہ تمکو اصلاح و توبہ کی مہلت ملجاوے باقی اُسکا آنا یقینی ہے پھر جلدی مانگنے سے کیا فائدہ جب کفر و شرک پر عذاب ہونا سُن لیا تو اب توحید اختیار کرو اور اُسکی حقیقت سنو کہ) وہ لوگوں کے شرک سے پاک اور برتر ہے (یعنی اُسکا کوئی شریک نہیں ہے) **اثبات توحید بدلیل نقلی** يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اَنْ اَنْذِرُوْٓا اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ ۝۲ وہ اللہ تعالیٰ فرشتوں (کی جنس یعنی جبرئیل) کو وحی یعنی اپنا حکم دیکر اپنے بندوں میں سے جسپر چاہیں (یعنی انبیاء پر) نازل فرماتے ہیں (اور وہ حکم یہ ہے) کہ لوگوں کو خبردار کردو کہ میرے سوا کوئی لائق عبادت نہیں سو مجھ سے ڈرتے رہو (یعنی میرے ساتھ شرک مت کرو ورنہ سزا ہوگی)، **ف** اسمیں یہ امر ظاہر فرمایا کہ توحید تمام انبیاء علیہم السلام کی شریعت مشترکہ ہے **اثبات توحید بطریق عقلی متضمن ذکر نعم** خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ

ملحقات الترجمة
ل قوله فی قبل فلا یقینی اشارہ الی معنی الفاء ثم اوضحہ بعود فیما بعد فکرانہ فافہم ۱۲

النحو قوله بالروح الباء فیہ للملابسۃ ومن بیانیۃ وامرہ بیان للروح بمعنی الوحی لاشتراکھما فی معنی الاحیاء وان انذروا بدل وتفسیر للروح ۔ **البلاغۃ** قوله الملٰئکۃ المراد بھا الجنس والتعبیر بالقدر من الاعلام بجامع

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ○ وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ○

انسان کو نطفہ سے بنایا پھر وہ یکایک کھلم کھلا جھگڑنے لگا اور اوسی نے چوپایوں کو بنایا ان میں تمہارے جاڑے کا بھی سامان ہے اور بھی بہت سے فائدے ہیں اور انہیں

وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ ○ وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ

سے کھاتے بھی ہو اور انکی وجہ سے تمہاری رونق بھی ہے جبکہ شام کے وقت لاتے ہو اور جبکہ صبح کے وقت چھوڑ دیتے ہو اور وہ تمہارے بوجھ بھی ایسے شہر کو لیجاتے ہیں جہاں تم بدون جان کو محنت میں ڈالے ہوئے

الْاَنْفُسِ ؕ اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ○ وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً ؕ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ○

نہیں پہونچ سکتے تھے واقعی تمہارا رب بڑی شفقت اور رحمت والا ہے اور گھوڑے اور خچر اور گدھے بھی پیدا کئے تاکہ تم اُن پر سوار ہو اور نیز زینت کے لئے بھی اور وہ ایسی ایسی چیزیں بناتا ہے جنکی تمکو خبر بھی نہیں

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝ وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ ۝ وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ ؕ اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً ؕ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ (اللہ تعالیٰ نے) آسمانوں کو اور زمین کو حکمت سے بنایا وہ انکی شرک سے پاک ہے (اور) انسان کو (یعنی اس نوع کے اکثر افراد کو) نطفہ سے بنایا پھر وہ یکایک کھلم کھلا (خدا ہی کی ذات و صفات میں) جھگڑنے لگا (یعنی بعضے ایسے بھی ہوئے مطلب یہ کہ ہماری تو یہ نعمتیں اور انسان کی طرف سے یہ ناشکری) اور اوسی نے چوپایوں کو بنایا انہیں تمہارے جاڑے کا بھی سامان ہے (چنانچہ بعضی جانوروں کی کھال کا پوستین اور بال کا کمل بنتا ہے) اور بھی بہت سے فائدے ہیں (کسیکا دودھ پیا جاتا ہے کسی پر سوار ہوتے ہیں کوئی ہل میں چلایا جاتا ہے وغیرہ وغیرہ جنمیں بعض کا آگے ذکر آتا ہے) اور انمیں سے (جو کھانے کی چیزیں ہیں انکو) کھاتے بھی ہو (جیسے لحم و شحم مثلاً) اور انکی وجہ سے تمہاری رونق بھی ہے جبکہ (انکو) شام کے وقت (جنگل سے گھر) لاتے ہو اور جبکہ (انکو) صبح کے وقت (گھر سے جنگل کو) چھوڑ دیتے ہو اور وہ تمہارے بوجھ بھی (لادکر) ایسے شہر کو لیجاتے ہیں جہاں تم بدون جان کو محنت میں ڈالے ہوئے (خود بھی) نہیں پہونچ سکتے تھے (اور بوجھ ہمراہ ہونا تو اور بھی مشکل تھا) واقعی تمہارا رب بڑی شفقت اور رحمت والا ہے (کہ تمہاری آرام کے لئے کیا کیا سامان پیدا کئے) اور گھوڑے اور خچر اور گدھے بھی پیدا کئے تاکہ تم انپر سوار ہو اور نیز زینت کے لئے بھی اور وہ ایسی ایسی چیزیں (تمہارے فائدے کی لئے) بناتا ہے جنکی تمکو خبر بھی نہیں (اور اُس سے تمکو فائدہ پہونچ رہا ہے اور ایسی چیزیں کثرت سے ہیں مثلاً کسی موذی جانور کی نسل بڑھگئی اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسا سمی مادہ زمین میں پیدا کردیا جس سے وہ ہلاک ہوگیا اور عامہ کو اُس مادہ کی اطلاع تک بھی نہیں ونحو ذلک) **ف** خلق الانسان کے ترجمہ میں اکثر اسلیے کہا گیا کہ آدم علیہ السلام اس سے مستثنیٰ ہیں اور اگر نطفہ مخصوص ہو منی مرد کے ساتھ جیسا اکثر کتابوں میں لکھا ہے تو عیسیٰ علیہ السلام بھی مستثنیٰ ہیں اور ان آیات میں جمال اور زینت کا جواز معلوم ہوتا ہے اور اسمیں اور تکبر و تفاخر میں فرق یہ ہے کہ جمال اور زینت تو اپنا دل خوش کرنے کے لئے یا اظہار نعمت الٰہیہ کے لیے ہوتا ہے اور دل میں اپنے کو نہ اُس نعمت کا مستحق سمجھتا ہے اور نہ دوسروں کو حقیر سمجھتا ہے بلکہ منعم حقیقی کیطرف اُسکا منسوب ہونا اُسکی پیش نظر رہتا ہے اور جسمیں دعوی استحقاق و تحقیر اوروں پر نظر ادوسروں کی نظر میں علو شان کا

ملحقات الترجمہ

۱؎ قولہ تاکلون لحم و شحم بناءً علی ان من تبعیضیۃ والضمیر الی الانعام المخصوص بالازواج الثمانیۃ ولما کان جمیعہا ماکول احمل التبعیض علی اجزائہ لا علی اصنافہ ۱۲

۲؎ قولہ فی بھلوق فائدے دلیلہ عندی کون المقام للامتنان ۱۲

اللغات قولہ دفء اسم لما یدفأ بہ ای یسخن ۱۲ **قولہ** تریحون یقال اراح الماشیۃ اذا ردہا الی المراح بالعشی **قولہ** تسرحون یقال سرحہا اخرجہا من حظائرہا ودینہا الی مسارحہا ومراعیہا غدوۃ ۱۲ **النحو** قولہ لکم فیہا دفء استیناف کما بعدہ ولکم فیہا جمال **قولہ** والخیل عطف علی الانعام ۱۲ **البلاغۃ** قولہ منہا تاکلون تقدیم الظرف اما للفاصلۃ او للحصر الاضافی باعتبار ان اکثر ایعتاد الاکل منہا فلا یرد ان غیر الانعام ایضا یؤکل ۱۲ **قولہ** حین تریحون وحین تسرحون فی الروح وتعیین لوقتین لان مایدور علیہ امر الجمال من تزیین الافنیۃ وتجاوب ثغائہا ورغائہا فیہا انما ہو عندالذہاب والمجی فی ذینک الوقتین واما عند کونہا فی المسارح فقد تقطع اضافتہا الحسیۃ الی اربابہا وعند کونہا فی الحظائر لا یراہا راء ولا ینظر الیہا ناظر وتقدیم الاراحۃ علی السرح مع انہا متاخرۃ فی الوجود عنہ لکونہا اظہر منہ فی استتباع ماذکر من الجمال واتم فی استجلاب الانس والبہجۃ اذ فیہا حضور بعد غیبۃ واقبال بعد ادبار علی احسن مایکون ملای البطون حافلۃ الضروع **قولہ** لم تکونوا بلغیہ لم تنقل ہلغیہا ای الاثقال مبالغۃ کما یظہر من تقریر الترجمۃ **قولہ** وزینۃ لم یدخل علیہا اللام اشارۃ الی انہا لیست مقصودۃ بالذات حقیقۃ بان یدخل علیہ لام التعلیل بخلاف الرکوب وہو معطوف علی محل لترکبوہا ای ولتتزینوا بہا ۱۲ **الفقہ** استدل بقولہ تعالیٰ لترکبوہا الخ لابی حنیفۃ رح علی حرمۃ الخیل علی ما ہو المشہور وضعف بان التخصیص لکون الرکوب اکثر مالوف فیہ الخیل لا لعدم تحقق الاکل فیہا فلابد من الرجوع فی ذلک الی الاخبار **الکلام** استدل بعض المنکرین للخوارق کطی الارض للاولیاء بقولہ تعالیٰ الا بشق الانفس والجواب ان ہذا باعتبار اکثر الاشخاص واکثر الازمان ۱۲

ع ٩

وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَمِنْهَا جَآئِرٌ ؕ وَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۠ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ

اور سیدھا رستہ اللہ تک پہونچتا ہے اور بعضے رستے ٹیڑھے بھی ہین اور اگر خدا چاہتا تو تم سب کو مقصود تک پہونچا دیتا وہ ایسا ہے جس نے تمہارے واسطے آسمان سے پانی برسایا جس سے تم کو

شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ ۝ يُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُوْنَ وَالنَّخِيْلَ وَالْاَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ اِنَّ

پینے کو ملتا ہے اور اوس سے درخت ہین جنمین تم چرنے چھوڑ دیتے ہو اوس سے تمہارے لیے کھیتی اور زیتون اور کھجور اور انگور اور ہر قسم کے پھل اوگاتا ہے بیشک

فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۙ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمْرِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

اسمین سوچنے والون کے لئے دلیل ہے اور اوس نے تمہارے لئے رات اور دن اور سورج اور چاند کو مسخر بنایا اور ستارے اوسکے حکم سے مسخر ہین بیشک اس مین

لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝ وَمَا ذَرَاَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ

عقلمند لوگون کے لیے چند دلیلین ہین اور ان چیزون کو بھی جنکو تمہارے لئے اسطور پر پیدا کیا کہ ان کے اقسام مختلف ہین بے شک اسمین سمجھدار لوگون کے لئے دلیل ہے اور وہ ایسا ہے کہ

سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

اوس نے دریا کو مسخر بنایا کہ اسمین سے تازہ تازہ گوشت کھاؤ اور اوس مین سے گہنا نکالو جسکو تم پہنتے ہو اور تو کشتیون کو دیکھتا ہے کہ اسمین پانی چیرتی ہوئی چلی جارہی ہین اور تاکہ تم خدا کی روزی تلاش کرو اور تاکہ تم شکر کرو

وقصد ہو وہ تکبر اور حرام ہے **ربط** اوپر بعض دلائل توحید کا ذکر ہوا ہے اور بعض دلائل آگے مذکور ہونگے درمیان مین بطور جملہ معترضہ کے ان دلائل کا نعمت روحانی ہونا بیان فرماتے ہین کہ وہ دلائل صراط مستقیم تک پہونچانیوالے ہین اور غیر مستقیم سے بچانیوالے ہین **جملہ معترضہ برای تبیین اثر دلائل مذکورہ** وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَمِنْهَا جَآئِرٌ ؕ وَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ اور (دلائل مذکورہ سابقہ ولاحقہ سے جو) سیدھا رستہ (دین کا ثابت ہوتا ہے وہ خاص) اللہ تک پہونچتا ہے اور بعضے رستے (جو کہ دین کے خلاف ہین) ٹیڑھے بھی ہین (کہ ان سے اللہ تک رسائی ممکن نہین پس بعضے تو سیدھے رستہ پر چلتے ہین اور بعضے ٹیڑھے پر) اور اگر خدا چاہتا تو تم سب کو (منزل) مقصود تک پہونچا دیتا (مگر وہ اسی کو پہونچاتے ہین جو اس صراط مستقیم کا طالب بھی ہو والذین جاہدوا فینا لنہدینہم سبلنا اس لئے تمکو چاہیے کہ اون دلائل مین غور کرو اور ان سے حق کو طلب کرو کہ تمکو مقصود تک رسائی عطا ہو) **ربط** جملہ معترضہ مذکورہ کے بعد بقیہ دلائل توحید کا بیان فرماتے ہین **بقیہ دلائل مفیدہ توحید و نعم** هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ ۝ يُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُوْنَ وَالنَّخِيْلَ وَالْاَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۙ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمْرِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝ وَمَا ذَرَاَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

ملحقات الترجمة

ل قولہ فی علی اللہ پہونچتا ہے اشارة الى التقدير هكذا قصد السبيل اى مستقيمه موصل اليه تعالى وما عليه سبحانه ذكره فى الروح الى ابن عطية وهو اقرب الى ذوقى وان كان بعيدا من ذوق صاحب الروح ولكل وجهة هو موليها ١٢

اللغات قولہ تسيمون يقال اسام الماشية وسومها جعلها ترعى **قوله** مواخر يقال مخر الماء اذا شقها **قوله** سخر فى الروح ليس المراد بتسخير ذالك للمخاطبين تمكينهم من التصرف به كيف شاؤا كما فى قوله تعالى سبحان الذى سخر لنا هذا ونحوه بل تصريفه سبحانه لذلك حسب ما يترتب عليه منافعهم ومصالحهم كان ذلك تسخير لهم ونصرة من قبلهم حسب ارادتهم قاله بعض المحققين قلت ولطال ما ارانيه الله تعالى وله الحمد على الموافقة ١٢ **النحو قوله** وما ذرأ عطف على الليل اى سخر ما ذرأ ١٢ **قوله** ولتبتغوا عطف على لتاكلوا ١٢ **البلاغة قوله** منه شراب تبعيضية **قوله** منه شجر سببية او ابتدائية **قوله** النخيل والاعناب ذكرها بصيغة الجمع لكثرة اصنافها جدا **قوله** لآية ولآيات وقوله يتفكرون ويعقلون ويذكرون هذا عندى تفنن للعبارات ١٢ **قوله** لحما طريا التعبير عنه اللحم مع كونه حيوانا للاشارة الى قلة عظامه وضعفها فكان كاللحم ووصفه بالطراوة ضد اليبوسة للاشعار بلطافته ١٢ **قوله** لعلكم تشكرون فى الروح ولعل تخصيص هذه النعمة بالتعقيب بالشكر لانها اقوى فى باب الانعام من حيث جعل ركوب البحر مع كونه مظنة للهلاك سببا للانتفاع وحصول المعاش ١٢ **الروايات فى الدر** اخرج ابن جرير وابن ابى حاتم عن قتادة فى قوله وهو الذى سخر البحر لتاكلوا منه لحما طريا يعنى حيتان البحر اه قلت وهو موافق لابى حنيفة رحمه الله تعالى ١٢

وَاَلْقٰى فِى الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَاَنْهٰرًا وَّسُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝ وَعَلٰمٰتٍ ۭ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ ۝

اور اوس نے زمین مین پہاڑ رکھدیے تاکہ وہ تمکو لیکر ڈگمگانے نہ لگے اور اوسنے نہرین اور رستے بنائے تاکہ منزل مقصود تک پہونچ سکو اور بہت سی نشانیاں بنائین اور تارونسے بھی لوگ رستہ معلوم کرتے ہین

وَاَلْقٰى فِى الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَاَنْهٰرًا وَّسُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝ وَعَلٰمٰتٍ ۭ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ ۝ وہ (اللہ) ایسا ہی جس نے تمہارے (فائدہ کے) واسطے آسمان سے پانی برسایا جس سے تمکو پینے کو ملتا ہی اور اوس (کے سبب) سے درخت (پیدا ہوتے) ہین جنہین تم (اپنے مواشی کو) چرنے چھوڑ دیتے ہو (اور) اوس (پانی) سے تمہارے (فائدہ کے) لئے کھیتی اور زیتون اور کھجور اور انگور اور ہر قسم کے پھل (زمین سے) اگاتا ہے بیشک اس (مذکور) مین سوچنے والون کے لیے (توحید کی) دلیل (موجود) ہے اور اوس (اللہ) نے تمہارے (فائدہ کے) لئے رات اور دن اور سورج اور چاند کو (اپنا) مسخر (قدرت) بنایا اور (اسیطرح اور) ستارے (بھی) اوس کے حکم سے مسخر (قدرت) ہین بیشک اس (مذکور) مین (بھی) عقلمند لوگون کے لیے (توحید کی) چند دلیلین (موجود) ہین اور (اسیطرح) اون چیزون کو بھی (مسخر قدرت) بنایا جنکو تمہارے (فائدے کے لیے) اسطور پر پیدا کیا ہی کہ اون کے اقسام (یعنی اجناس وانواع واصناف) مختلف ہین (اسمین تمام حیوانات ونباتات وجمادات وبسائط ومرکبات داخل ہوگئے) بیشک اس (مذکور) مین (بھی) سمجھدار لوگون کے لیے (توحید کی) دلیل (موجود) ہی اور وہ (اللہ) ایسا ہی کہ اوسنے دریا کو (بھی) مسخر (قدرت) بنایا تاکہ اوسمین سے تازہ تازہ گوشت (یعنی مچھلی نکال نکالکر) کھاؤ اور (تاکہ) اوسمین سے (موتیون کا) گہنا نکالو جسکو تم (مرد وعورت سب) پہنتے ہو اور (ای مخاطب اوس دریا کا ایک یہ بھی فائدہ ہی کہ) تو کشتیون کو (خواہ چھوٹی ہون یا بڑی ہون جیسے جہاز تو اُن کو) دیکھتا ہی کہ اوس (دریا) مین (اوسکا پانی چیرتی ہوئی چلی جارہی ہین اور (نیز اسلیے دریا کو مسخر قدرت بنایا) تاکہ تم (اوسمین مال تجارت لے کر سفر کرو اور اوس کے ذریعہ سے) خدا کی روزی تلاش کرو اور تاکہ (ان سب فائدون کو دیکھکر اوسکا) شکر (ادا) کرو اور اوس نے زمین مین پہاڑ رکھدئے تاکہ وہ (زمین) تمکو لیکر ڈگمگانے (اور ہلنے) نہ لگے اور اوسنے (چھوٹی چھوٹی) نہرین اور رستے بنائے تاکہ (اون رستون کے ذریعہ سے اپنی) منزل مقصود تک پہونچ سکو اور (اُن رستون کی پہچان کے لیے) بہت سی نشانیان بنائین (جیسے پہاڑ درخت وغیرہ جن سے رستہ پہچانا جاتا ہی ورنہ اگر تمام زمین کا سطح یکسان حالت پر ہوتا رستہ ہرگز نہ پہچانا جاتا) اور ستارون سے بھی لوگ رستہ معلوم کرتے ہین (چنانچہ ظاہر معلوم ہی) **ف** آیت مین شجر عام ہی گیاہ وغیرہ کو بھی اور مشہور یہ ہی کہ موتی مونگا وغیرہ صرف دریائے شور مین پیدا ہوتا ہی اگر یہ بات محقق ہو جاوے تو آیت مین بحر سے مراد خاص وہی ہوگا ورنہ شیرین کو بھی عام ہوگا اور سورۂ رحمٰن مین جو منہما آیا ہی تقدیر ثانی پر تو تاویل کی کوئی حاجت نہین اور اول پر بوجہ محاورت کے منہما کہدیا کیونکہ وہان اجتماع بحرین کا ذکر ہی جیسا فرض کرو دو شخص اکٹھے آوین اور اُنمین ایک کے پاس کوئی مال تجارت ہو تو کہا جاتا ہی کہ دو شخص آئے تھے جن کے پاس ایسا ایسا مال تھا اور تلبسونہا کے ترجمہ مین جو مرد وعورت کی تعمیم ظاہر کی گئی وجہ یہ کہ موتی مونگا پہننا مردون کی بھی جائز ہی پس تلبسون مین تغلیب ہی اور پہاڑونکی جو حکمت استقرار ارض کو فرمایا اسپر بادی النظر مین شبہہ ہوتا ہی کہ حکماء کے اصول پر تو ارض طبعًا مقتضی سکون کو ہی اور متکلمین کے نزدیک اگرچہ مقتضی سکون کو نہین مگر مقتضی حرکت کو بھی نہین پھر پہاڑون کے نہ ہونے کی صورت مین اوسکے حرکت واضطراب کی کیا وجہ جسکے روکنے کے لئے پہاڑ پیدا کئے گئے جواب اس شبہہ کا یہ ہی کہ گو وہ مقتضی حرکت کو نہین ہی مگر حق تعالیٰ نے کسی حکمت سے اوسکو ایسی حالت پر بنایا کہ عنصر آب کے اندر ہونے سے جب پانی کو ہوا سے حرکت ہوتی تو یہ بھی ہلتی جیسا بخارات محتبسہ کی حرکت سے خود حکماء بھی حرکت ارض کے قائل ہین اسکے بند کرنے کو اوسپر پہاڑ پیدا کئے کہ حرکت پانی کی اوسکو حرکت نہ دیسکے جیسا اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایسی حالت پر بنایا ہی کہ بدون غذا کے زندہ نہ رہتا پھر غذا پیدا کرکے زندہ کہا اب یہ سوال کہ زمین کو پہلے سے کیون ایسا بنایا

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ فی لعلکم تھتدون رستون کے ذریعہ سے اشارہ الی ان التعلیل بالنظر الی قولہ تعالیٰ وسبلا کما ہو الظاہر کذا فی الروح

النحو قولہ وانہارا فی البیضاوی وجعل فیہا انہارا لان القی فیہ معنے الجعل وقولہ سبلا وعلامات معطوف علی انہارا ومعمول لجعل المقدر ۱۲

أَفَمَنْ يَخْلُقُ كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ ۗ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ○ وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا ۗ إِنَّ اللَّهَ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ○

سو کیا جو شخص پیدا کرتا ہو وہ اس جیسا ہو جاویگا جو پیدا نہیں کر سکتا پھر کیا تم نہیں سمجھتے اور اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو گننے لگو تو نہ گن سکو واقعی اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والے بڑی رحمت والے ہیں

وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ○ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُونَ ○

اور اللہ تعالیٰ تمہارے پوشیدہ اور ظاہری احوال سب جانتے ہیں اور جنکی یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں وہ کسی چیز کو پیدا نہیں کر سکتے اور وہ خود ہی مخلوق ہیں

أَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ ۖ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ ○ إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ

وہ مردے ہیں زندہ نہیں اور اون کو خبر نہیں کہ مردے کب اوٹھائے جاوینگے تمہارا معبود برحق ایک ہی معبود ہے توجو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے اونکے

قُلُوبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُونَ ○ لَا جَرَمَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِينَ ○

دل منکر ہو رہے ہیں اور وہ تکبر کرتے ہیں ضروری بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کے سب احوال پوشیدہ وظاہر جانتے ہیں یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ تکبر کرنیوالوں کو پسند نہیں کرتے

بعینہٖ ایسا سوال ہے کہ کوئی شخص کہے کہ انسان کو پہلے سے کیوں محتاج غذا بنایا کیونکہ ہم احاطہ حکمت کے مدعی نہیں ہیں اور ممکن ہے کہ حکمت ہو کہ فرشتوں کو اپنی عظمت قدرت کی دکھلانا مقصود ہو کہ ہم نے کسطرح حرکت پیدا کردی اور کسطرح اوسکو سکون سے مبدل کردیا کذا فی روح المعانی اور احقر کہتا ہے کہ یوں بھی کہنا ممکن ہے کہ ارض کے سب اجزا اگر متشابہ ہوتے تو اوسکا مرکز حجم مرکز ثقل پر منطبق ہوتا اور پانی میں غرق ہوتی اور جب اُس کے ایک حصہ کو کھولنے کے واسطے پانی سے نکالا جاتا تو پھر یہ پانی میں غرق ہونا چاہتی اور اس لیے اوسمیں حرکت ہوتی اور چونکہ عنصر آب بھی طالب مرکز عالم ہے اس لیے کسی درجہ میں وہ اسکے ساتھ متمانع کرتا لامحالہ مضطربانہ حرکت پیدا ہوتی خوب سمجھ لو اور اگر میدکے معنے مطلق حرکت کے ہوں جیسا قاموس سے معلوم ہوتا ہے تو اثبات مقاومت کی بھی حاجت نہیں۔ پہاڑوں وغیرہ کے سبب سے اوسکا مرکز ثقل مرکز حجم سے اتنی دور ہو گیا کہ اسکا یہ حصہ پانی سے مکشوف ہو گیا پس پہاڑ اس حرکت سے مانع ہو گئے اور اول جواب متکلمین کے اصول پر منطبق ہے اور دوسرا اصول حکماء سے اقرب ہے گو منطبق اسوجہ سے نہیں کہ وہ عدم جبال کی حالت میں استقرار فی الوسط کو طبعی کہتے ہیں اور واقع میں باذن اللہ ہے۔ اور جاننا چاہیے کہ بعضوں نے ان تمید بہم الخ سے نفی حرکت ارض پر استدلال کیا ہے لیکن حق یہ ہے کہ قرآن میں اوس حرکت ارض سے جو حکماء میں مختلف فیہ ہے کہیں تعرض نہیں ہے نہ نفیاً نہ اثباتاً اسمیں دوسرے دلائل کی ضرورت ہے اور تمید میں جس حرکت کی نفی ہے وہ حرکت عارضی ہے نہ وہ جسمیں کلام ہے ربط اوپر دلائل توحید کے بیان فرماکر آگے معبودین بغیر حق کا ان صفات مذکورہ سے خالی ہونا اور اس بنا پر اونکا قابل معبودیت نہونا اور باوجود اقامت دلائل کے ایسے اعتقاد والوں کی مذمت بیان فرماتے ہیں پس اوپر صریحاً احقاق توحید کا تھا اور آگے صریحاً ابطال شرک کا ہے مع ذم اہل شرک **ابطال اشراک وذم مشرکین** أَفَمَنْ يَخْلُقُ كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ ۗ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ⑰ وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا ۗ إِنَّ اللَّهَ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ⑱ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ⑲ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُونَ ⑳ أَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ ۖ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ ㉑ إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ قُلُوبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُونَ ㉒ لَا جَرَمَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِينَ ㉓ سو جب اللہ تعالیٰ کا خالق اشیاء مذکورہ ہونا اور اوسمیں اوسکا منفرد ہونا ثابت ہو چکا تو) کیا جو شخص پیدا کرتا ہو (یعنی اللہ تعالیٰ) وہ اُس جیسا ہو جاویگا جو پیدا نہیں کر سکتا (کہ تم دونوں کو معبود سمجھنے لگے تو اسمیں اللہ تعالیٰ کی اہانت ہے کہ اوسکو بتوں کے برابر کردیا) پھر کیا تم (اتنا بھی) نہیں سمجھتے اور (اللہ تعالیٰ نے جو اوپر دلائل توحید میں اپنی نعمتیں بتلائی ہیں اونپر کیا حصر ہے وہ تو اس کثرت سے ہیں کہ

البلاغۃ	
البلاغۃ قولہ أفمن يخلق في الروح كان حق الكلام بحسب الظاهر أفمن لا يخلق كمن يخلق لكن اختير ما عليه النظم تفاديا عن توسيط ذكر غير الخالق بين الخالق وما ذكر من جزئيات الخالقية وتنبيها على كمال قبح ما فعلوه من حيث ان ذلك ليس بمجرد رفع اصنامهم من محلها بل هو حط لمنزلة الربوبية	الى مرتبة الجمادية ولا ريب انه افتح من الاول واتى بمن تغليبا لذوي العلم على غيرهم او بناء على ما عندهم ۱۲

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ مَاذَا أَنْزَلَ رَبُّكُمْ قَالُوا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ۝ لِيَحْمِلُوا أَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمِنْ أَوْزَارِ الَّذِينَ

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تمہارے رب نے کیا چیز نازل فرمائی ہے تو کہتے ہیں وہ تو محض بے سند باتین ہین جو پہلون سے چلی آرہی ہین نتیجہ اسکا یہ ہوگا کہ ان لوگون کو قیامت کے دن اپنے گناہون کا پورا بوجھ

يُضِلُّونَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ أَلَا سَاءَ مَا يَزِرُونَ ۝ قَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَأَتَى اللَّهُ بُنْيَانَهُمْ

اور جن لوگون کو یہ بے علمی سے گمراہ کر رہے تھے انکے گناہ کا بھی کچھ بوجھ اپنے اوپر اوٹھانا پڑیگا خوب یاد رکھو کہ جس گناہ کو یہ اپنے اوپر لاد رہے ہین وہ برا بوجھ ہے جو لوگ ان سے پہلے ہو گذرے ہین انہون نے بڑی بڑی تدبیرین کین سو اللہ تعالیٰ نے انکا بنا بنایا گھر

رکوع ۹

اگر تم اللہ تعالیٰ کی (ان) نعمتون کو گننے لگو تو (کبھی) نہ گن سکو (مگر تم شکر اور قدر نہیں کرتے اور یہ جرم اتنا عظیم تھا کہ نہ معاف کرانے سے معاف ہوتا اور نہ سزا ہوتی لیکن یہ نعمتین ملتی ہین لیکن) واقعی اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والے بڑی رحمت والے ہین (کہ کوئی شرک سے توبہ کرے تو مغفرت ہو جاتی ہے اور رحمت ہے کہ یہ تمام نعمتین حیات تک منقطع نہیں ہوتین) اور (یہان نعمتون کے فائض ہونے سے کوئی یون نہ سمجھے کہ کبھی سزا ہوگی بلکہ آخرت میں ضرور سزا ہوگی کیونکہ) اللہ تعالیٰ تمہارے پوشیدہ اور ظاہری احوال سب جانتے ہین (پس اونکے موافق سزا دین گے) یہ تو حق تعالیٰ کے خالق اور منعم ہونے کا بیان تھا) اور جن کی یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہین وہ کسی چیز کو پیدا نہیں کر سکتے اور وہ خود ہی مخلوق ہین (اور اوپر قاعدہ علمیہ ثابت ہو چکا ہے کہ غیر خالق اور خالق مساوی نہیں پس یہ معبودین کیسے مستحق عبادت ہو سکتے ہین اور وہ (معبودین) مردے (بیجان) ہین (خواہ دوامًا جیسے بت یا فی الحال جیسے جو مر چکے یا فی المآل جیسے جو مرین گے مثلاً فرشتے اور جن اور عیسیٰ علیہ السلام وغیرہم) زندہ (رہنے والے) نہیں (پس خالق تو کیا ہوتے) اور اون (معبودین) کو (اتنی بھی) خبر نہیں کہ (قیامت میں) مردے کب اوٹھائے جاوینگے (یعنی بعض کو تو علم ہی نہیں اور بعض کو تعیین معلوم نہیں اور معبود کے لیے علم تو محیط چاہیے خصوصًا بعث کا کہ اسپر جزا ہوگی عبادت و عدم عبادت کی تو اسکا علم تو معبود کے لیے بہت ہی مناسب ہے (پس خدا کے برابر تو علم میں کیا ہونگے اس تقریر سے ثابت ہوا کہ) تمہارا معبود برحق ایک ہی معبود ہے تو (اس اتضاح حق پر بھی) جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے (اور اسی لیے ان کو ڈر نہیں کہ توحید کو قبول کرین معلوم ہوا کہ) اونکے دل ہی ایسے ناقابل ہین کہ معقول بات کے منکر ہو رہے ہین اور (معلوم ہوا کہ) وہ (قبول حق سے) تکبر کرتے ہین (اور) ضروری بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اون کے سب احوال پوشیدہ و ظاہر جانتے ہین (اور یہ بھی) یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ تکبر کرنیوالون کو پسند نہیں کرتے (پس جب انکا تکبر معلوم ہی تو اونکو بھی ناپسند کرین گے اور سزا دین گے) **ف** احقر نے جو تقریر اموات غیر احیاء کی کی ہے اوس سے اُن لوگون کا استدلال اس آیت سے جاتا رہا جو عیسیٰ علیہ السلام کی حیات بالفعل کے منکر ہین اور ہم یخلقون کے بعض نے یہ معنے کہے ہین کہ وہ خود ہی تراشے جاتے ہین سو اس صورت میں صرف بتون کا ذکر ہوگا اور اگر یدعون کو عام لیا جاوے تو ما یشعرون الخ کا باعتبار انبیاء و ملائکہ کے صحیح ہونا اسطرح پر ہے کہ گو انکو نفس بعث کا علم تو ہے مگر تعیین وقت بعث کا علم نہیں ہے جیسا کہ آیات متعددہ مین تصریح ہے **ربط** اوپر مشرکین کی ضلالت کا بیان تھا آگے اون کے اضلال کا جو کہ بواسطہ انکار نبوۃ و قرآن کے تھا مع اوسکی وعید کے بیان ہے

بیان اضلال مشرکین مع وعید

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ مَاذَا أَنْزَلَ رَبُّكُمْ قَالُوا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ﴿۲۴﴾ لِيَحْمِلُوا أَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمِنْ أَوْزَارِ الَّذِينَ يُضِلُّونَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ أَلَا سَاءَ مَا يَزِرُونَ ﴿۲۵﴾ قَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَأَتَى اللَّهُ بُنْيَانَهُمْ

ملحقات الترجمہ
لہ قولہ فی الذین لا یؤمنون تو اس ایضاح الی قولہ معلوم ہوا اشارہ ہے ترجیہ ترتب ما بعد الفاء کے فالذین لا یؤمنون الخ ما قبلہا فافہم و تدبر ۱۲

اللغات البنیان مصدر بمعنی المبنی والمراد منہ ما بنی الاساس

البلاغۃ قولہ اتی اللہ بنیانہم الخ فی الکلام تمثیل ۱۲

الکلام قولہ تعالیٰ کاملۃ فیہ دلالۃ علی ان المومنین یرجی لہم سقوط بعض عقابہم لاتر جی اوزارہم کاملۃ من الروح

الروایات فی الدر المنثور اخرج ابن ابی حاتم عن السدی وقتادۃ و اختلطت الاحادیث بعضہا فی بعض واختصرتہ قالا ان ناسا من مشرکی العرب کانوا یقعدون بطریق من اتی نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاذا مروا سالوہم فاخبروہم بما سمعوا من النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا انما ہو اساطیر الاولین فیرجع احدہم ما ذا کان اولوا قدم من عزم اللہ لہ علی الرشاد فقالوا لہ مثل ذلک (فلا یرجع) فیدخل مکۃ فیلقی المومنین فیسالہم ما ذا یقول محمد و ما ذا انزل ربکم فیقولون خیرا الخ ۱۲ منہ

مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَأَتٰهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ۝ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

پھر اوپر سے اونپر چھت آپڑی — اور اُن پر عذاب ایسی طرح آیا کہ اُن کو خیال بھی نہ تھا — پھر قیامت کے دن بھی اللہ

يُخْزِيْهِمْ وَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُشَآقُّوْنَ فِيْهِمْ ۭ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ

ان کو رسوا کریگا — اور یہ کہیگا کہ میرے شریک — جنکے بارہ مین — تم لڑا جھگڑا کرتے تھے کہان ہین — جاننے والے کہین گے کہ آج پوری — رسوائی

وَالسُّوْۗءَ عَلَي الْكٰفِرِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۠ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْۗءٍ ۭ

اور عذاب — کافرون پر ہے — جنکی جان فرشتون نے حالت کفر پر قبض کی تھی — پھر کافر (لوگ) صلح کا پیغام ڈالین گے کہ ہم کوئی برا کام نہ کرتے تھے

بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝

کیون نہین بیشک اللہ تعالٰی کو تمہارے سب اعمال کی پوری خبر ہی — سو جہنم کے دروازون مین داخل ہوجاؤ — اُنہین ہمیشہ ہمیشہ کو — سو غرض تکبر کرنیوالون کا وہ برا ٹھکانا ہے

مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُخْزِيْهِمْ وَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَاۗءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُشَاۗقُّوْنَ فِيْهِمْ ۭ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوْۗءَ عَلَي الْكٰفِرِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۠ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْۗءٍ ۭ بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝ اور جب اُن سے کہا جاتا ہی (یعنی کوئی ناواقف شخص تحقیق کے لیے یا کوئی واقف شخص امتحان کے لئے اون سے پوچھتا ہی) کہ تمہارے رب نے کیا چیز نازل فرمائی ہی (یعنی قرآن جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالٰی کا نازل کیا ہوا فرماتے ہین آیا یہ صحیح ہی) تو کہتے ہین کہ (صاحب وہ رب کا نازل کیا ہوا کہان ہی) وہ تو بے سند باتین ہین جو پہلون سے (منقول) چلی آرہی ہین (یعنی اہل ملل پہلے سے توحید و نبوۃ و معاد کے مدعی ہوتے آئے ہین ان ہی سے یہ بھی نقل کرنے لگے باقی یہ وحی خدا کے تعلیم دیے ہوئے نہین) نتیجہ اس (کہنے) کا یہ ہوگا کہ اِن لوگون کو قیامت کے دن اپنے گناہون کا پورا بوجھ اور جنکو یہ لوگ بے علمی سے گمراہ کر رہے تھے اُن کے گناہون کا بھی کچھ بوجھ اپنے اوپر اوٹھانا پڑیگا (گمراہ کرنے سے مراد یہی کہنا ہی اساطیر الاولین کیونکہ اس سے دوسرے آدمی کا اعتقاد خراب ہوتا ہی اور جو شخص کسیکو گمراہ کیا کرتا ہی اوس گمراہ کو تو گمراہی کا گناہ ہوتا ہی اور اس گمراہ کرنیوالے کو اُسکی گمراہی کے سبب بن جانے کا اس حصۂ تسبب کو کچھ بوجھ فرمایا گیا اور اپنے گناہ کا کامل طور پر اوٹھانا ظاہر ہی) خوب یاد رکھو کہ جس گناہ کو یہ اپنے اوپر لاد رہے ہین وہ برا بوجھ ہی (اور انہون نے جو گمراہ کرنے کی یہ تدبیر نکالی ہی کہ دوسرون کو ایسی ایسی باتین کرکے بھکاتے ہین سو یہ تدبیرین حق کے مقابلہ مین پیش رفت نہون گی بلکہ خود ان ہی پر اونکا وبال و نکال عود کریگا چنانچہ) جو لوگ اِن سے پہلے ہو گذرے ہین اونہون نے (انبیاء علیہم السلام کے مقابلہ اور مخالفت مین) بڑی بڑی تدبیرین کین سو اللہ تعالٰی نے اُن (کی تدبیرون) کا بنا بنایا گھر جڑ بنیاد سے ڈھا دیا پھر (وہ ایسے ناکام ہوئے جیسے گویا) اوپر سے اُن پر (اوس گھر کی) چھت آپڑی (ہو۔ یعنی جسطرح چھت آپڑنے سے سب دبکر رہجاتے ہین اسی طرح وہ لوگ بالکل خائب و خاسر ہوئے) اور (علاوہ ناکامی کے) اُن پر (خدا کا) عذاب ایسی طرح آیا کہ اون کو خیال بھی نہ تھا (کیونکہ توقع تو اُس تدبیر مین کامیابی کی تھی خلاف توقع اُن پر ناکامی سے بڑھکر عذاب آگیا جو کوسون بھی اُن کے ذہن مین نہ تھا۔ کفار سابقین پر عذابون کا آنا معلوم و معروف ہے یہ حالت تو اُنکی دنیا مین ہوئی) پھر قیامت کے دن (اُن کے واسطے یہ ہوگا کہ) اللہ تعالٰی اُن کو رسوا کرے گا اور (اُسمین سے ایک رسوائی یہ ہوگی کہ اون سے) یہ کہے گا کہ (تم نے جو) میرے شریک (بنا رکھے تھے) جن کے بارے مین تم (انبیاء و اہل ایمان سے) لڑا جھگڑا کرتے تھے (وہ اب) کہان ہین (اس حالت کو دیکھکر حق کے) جاننے والے کہین گے کہ آج پوری رسوائی اور عذاب کافرون پر ہے جنکی جان فرشتون نے حالت کفر پر قبض کی تھی (یعنی آخر وقت تک کافر رہے تھے

ملحقات الترجمۃ

لے قولہ فی اساطیر کہنا ۔۔۔ یہ ورق اشارۃ الی امرین الاول ان اساطیر نہ ... مفعول ... المعدول عن الظاہر ... الی الرفع ... اقرار بالانزال ... الانکار ... قول الذین ... بمعنے انزل خیرا ... فیہ الاقرار ... منعہ ... قولہ لیحملوا النتیجۃ اشارۃ ان اللام للعاقبۃ ۵۳ قولہ فی ... ذو عادیا لمانی الروح ... ۵۴ قولہ فی ... قبض کی تھی ... حکایۃ حال ماضیۃ ...

وَقِيْلَ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا مَاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ؕ قَالُوْا خَيْرًا ؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ؕ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ ؕ

اور جو لوگ شرک سے بچتے ہیں اُنسے کہا جاتا ہی کہ تمہارے رب نے کیا چیز نازل فرمائی ہو وہ کہتے ہیں کہ بڑی خیر نازل فرمائی ہو جن لوگون نے نیک کام کیے ہیں انکے لیے اس دنیا میں بھی بھلائی ہو اور عالم آخرت تو

وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ ۙ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ ؕ كَذٰلِكَ يَجْزِي

اور زیادہ بہتر ہی اور واقعی وہ شرک سے بچنے والونکا اچھا گھر ہی وہ گھر ہمیشہ رہنے کی باغ ہین جن مین یہ داخل ہونگے ان باغون کے نیچے سے نہرین جاری ہونگی جس چیز کو انکا جی چاہیگا وہان انکو ملیگی اسیطرحکا عوض اللہ تعالیٰ

اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ ۙ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ۙ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

سب شرک سے بچنے والون کو دیگا جن کی روح فرشتے اس حالت مین قبض کرتے ہین کہ وہ پاک ہوتے ہین وہ کہتے جاتے ہین السلام علیکم تم جنت مین چلے جانا اپنے اعمال کے سبب

اِن اہل علم کا قول بیچ مین اسلیے بیان فرمایا ہو کہ کفار کی رسوائی کا عام اور علانیہ ہونا معلوم ہوجاوے) پھر کافر لوگ (این شرکا کی کے جواب مین) صلح کا پیغام ڈالین گے (اور کہین گے) کہ (شرک جو اعلیٰ درجہ کی برائی اور مخالفت حقتعالیٰ کی ہی ہماری کیا مجال تھی کہ ہم اُسکے مرتکب ہوتے) ہم تو کوئی برا کام (جسمین ادنیٰ مخالفت بھی حقتعالیٰ کی ہو) نہ کرتے تھے (اسکو صلح کا مضمون اس لیے کہا گیا کہ دنیا مین شرک کا جو کہ مخالفت یقینیہ ہی بڑے جوش و خروش سے اقرار تھا کقولہ تعالیٰ لو شاء اللہ ما اشرکنا اور شرک اقرار مخالفت کا اقرار تھا خصوصاً انبیاء علیہم السلام کے ساتھ تو خود صریح مخالفت کے مدعی تھے وہان اس شرک کے انکار سے مخالفت کا انکار کرین گے اس لئے اسکو صلح فرمایا اور یہ انکار ایسا ہی جیسا دوسری آیت مین ہی واللہ ربنا ما کنا مشرکین حقتعالیٰ اِن کے اس قول کو رد فرمائینگے کہ کیون نہین (بلکہ واقعی تم نے بڑے کام مخالفت کے کیے) بیشک اللہ کو تمہارے سب اعمال کی پوری خبر ہے سو (اچھا) جہنم کے دروازون (سے جہنم مین) داخل ہوجاؤ (اور) اوسمین ہمیشہ ہمیشہ کو رہو غرض (حق سے) تکبر (اور مخالفت اور مقابلہ) کرنے والون کا وہ برا ٹھکانا ہی (یہ عذاب آخرت کا ذکر ہوگیا پس حاصل آیات کا یہ ہوا کہ تمنے اپنے سے پہلے کافرون کا حال خسارہ و عذاب دنیا و آخرت کا سن لیا اسیطرح جو تدبیر و مکر دین حق کے مقابلہ مین تم کررہے ہو اور خلق کو گمراہ کرنا چاہتے ہو یہی انجام تمہارا ہوگا **ف** بغیر علم کے تفسیر پارہ ہشتم کے ربع رکوع وہو الذی انشأ کے اخیر آیت مین اور واللہ ربنا ما کنا مشرکین کے متعلق تحقیق سورۂ انعام کے رکوع سوم مین گذرچکی ہی **ربط** اوپر قرآن و رسالت کے متعلق کفار کے بعض اقوال کفر و اضلال کا مع وعید کے بیان ہوا تھا آگے اوس کے مقابلہ مین اوسکے متعلق مومنین کے صالح اقوال و اعمال کا مع وعدہ و بشارت کے مذکور ہے۔

بیان اعمال مومنین مع بشارت مزید

وَقِيْلَ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا مَاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ؕ قَالُوْا خَيْرًا ؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ؕ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ ؕ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۰﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ ؕ كَذٰلِكَ يَجْزِي اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۱﴾ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ ۙ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ۙ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۳۲﴾ اور جو لوگ شرک سے بچتے ہین اُن سے (جو قرآن کے بارے مین) کہا جاتا ہی کہ تمہارے رب نے کیا چیز نازل فرمائی ہی وہ کہتے ہین کہ بڑی خیر (اور برکت کی چیز) نازل فرمائی ہے جن لوگون نے نیک کام کیے ہین (جسمین یہ قول مذکور اور تمام اعمال صالحہ آگئے) اُن کے لئے اس دنیا مین بھی بھلائی ہی (وہ بھلائی ثواب کا وعدہ و بشارت ہی) اور عالم آخرت تو (بوجہ اس کے کہ وہان اس وعدہ کا تحقق وظہور ہوجاویگا) اور زیادہ بہتر (اور موجب سرور) ہے اور واقعی وہ شرک سے بچنے والون کا اچھا گھر ہی (وہ گھر کیا ہی) ہمیشہ رہنے کی باغ ہین جن مین یہ داخل ہون گے اون باغون کے (اشجار و عمارات کے) نیچے سے نہرین جاری ہون گی جس چیز کو اُن کا جی چاہیگا وہان انکو ملیگی (اور خاص اِن ہی کی کیا تخصیص ہے جنکا قول اس مقام پر مذکور ہے بلکہ) اسیطرح کا عوض اللہ تعالیٰ سب شرک سے بچنے والون کو دیگا جن کی روح فرشتے اس حالت

الروایات مرت فی الحواشی علی الآیۃ السابقۃ ۔

ملحقات الترجمۃ

سلہ قولہ فی فالقوا کہین گے اشارۃ الی تقدیر القول الذی مقولہ ما کنا نعمل ۔ سلہ قولہ فی توضیح اخیر الترجمۃ انجام تمہارا اشارۃ الی ان قولہ تعالیٰ ویخزیہم کذا ما بعدہ کلہ فی الکفار المعاصرین فالضمائر راجعۃ الی الذین من قبلہم سلہ قولہ فی العنوان مزید سماہ مزیداً لان الجزاء زید دائماً علی العمل سلہ قولہ فی حسنۃ ثواب کا وعدہ ہو اسلم التفاسیر عندی ومافی قولہ تعالیٰ ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ یراد بہا عندی التوفیق للاعمال الحسنۃ فان کلا یحمل علی ما ہو المناسب للمقام سلہ قولہ فی بخشنے وہ اشارۃ الی ان المراد خیر جدید ای بہی ۔

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ اَمْرُ رَبِّكَ ؕ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ

یہ لوگ اسی بات کے منتظر ہین کہ ان کے پاس فرشتے آجاوین یا آپ کے پروردگار کا حکم آجاوے — ایسا ہی ان سے پہلے جو لوگ تھے اونہون نے بھی کیا تھا اور ان پر اللہ تعالیٰ نے ذرا ظلم نہین کیا

وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝ فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ

لیکن وہ آپ ہی اپنے اوپر ظلم کر رہے تھے آخر انکے اعمال بد کی انکو سزائین ملین اور جس عذاب پر وہ ہنستے تھے اونکو اوسی نے آگھیرا اور مشرک لوگ یون

اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ نَّحْنُ وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ؕ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ

کہتے ہین کہ اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو خدا کے سوا کسی چیز کی نہ ہم عبادت کرتے اور نہ ہمارے باپ دادا اور نہ ہم اوسکے بدون کسی چیز کو حرام کہہ سکتے جو لوگ انسے پہلے ہوئے ہین ایسی

مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ

ہی حرکت اُنہون نے بھی کی تھی سو پیغمبرون کے ذمہ تو صرف صاف صاف پہونچا دینا ہی اور ہم ہر امت مین کوئی نہ کوئی پیغمبر بھیجتے رہے ہین کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور شیطان سے بچتے رہو

۴ ع ۹ ۱۰

ہین قبض کرتے ہین کہ وہ (شرک سے) پاک (صاف) ہوتے ہین (مطلب یہ کہ مرتے دم تک توحید پر قائم رہتے ہین اور) وہ (فرشتے) کہتے جاتے ہین السلام علیکم تم (قبض روح کے بعد) جنت مین چلے جانا اپنے اعمال کے سبب **ف** قبض روح کے بعد جنت مین جانا روحانی جانا ہی اور جسمانی جانا مخصوص ہی قیامت کے ساتھ اور یہ بھی معنے ہوسکتے ہین کہ قیامت مین تم جنت مین جانا اور ہر حال مین مقصود بشارت سنانا ہی اور اعمال کو جو سبب دخول جنت کا فرمایا یہ سبب عادی ہی اور سبب حقیقی رحمت الٰہیہ ہی جیسا ایک حدیث مین آیا ہی پس آیت و حدیث مین تعارض نہین **ربط** اوپر ذکر مومنین سے پہلے کفار کے ضلال و اضلال کا ذکر تھا سو منین کا ذکر بمناسبت مقابلہ تتمیم مضمون کے لئے درمیان مین آگیا اب پھر آگے کفار کے اصرار و عناد پر وعید ہی **وعید بر اصرار کفار** هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ اَمْرُ رَبِّكَ ؕ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۳۳﴾ فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۳۴﴾ یہ لوگ (جو اپنے کفر و عناد و جہالت پر اصرار کر رہے ہین اور باوجود وضوح دلائل حق کے ایمان نہین لاتے تو معلوم ہوتا ہی کہ یہ) اسی بات کے منتظر ہین کہ ان کے پاس (موت کے) فرشتے آجاوین یا آپ کے پروردگار کا حکم (یعنی قیامت) آجاوے یعنی کیا موت کے وقت یا قیامت مین ایمان لاوین گے جبکہ ایمان مقبول نہوگا گو اوسوقت تمام کفار بوجہ انکشاف حقیقت کے توبہ کرین گے جیسا اصرار کفر پر یہ لوگ کر رہے ہین) ایسا ہی ان سے پہلے جو لوگ تھے اونہون نے بھی (کفر پر اصرار) کیا تھا اور (اصرار کی بدولت سزایاب ہوئے سو) اُن پر اللہ تعالیٰ نے ذرا ظلم نہین کیا لیکن وہ آپ ہی اپنے اوپر ظلم کر رہے تھے (کہ ایسے کام جان جان کے کرتے تھے) آخر اُن کے اعمال بد کی انکو سزائین ملین اور جس عذاب (کی خبر پانے) پر وہ ہنستے تھے اونکو اوسی (عذاب نے) آگھیرا (پس ایسا ہی تمہارا حال ہوگا) **ربط** اوپر کفار کو اُن کے کفر پر عذاب قیامت سے ڈرایا تھا اسپر کفار کو دو شبہے تھے ایک یہ کہ ہمارا یہ طریقہ جسکو تم کفر کہتے ہو حقتعالیٰ کے نزدیک ناپسندیدہ نہین تاکہ اسپر عذاب کا استحقاق ہوسکے دوسرے یہ کہ خود قیامت ہی کوئی چیز نہین تاکہ بر تقدیر استحقاق اُس عذاب کا وقوع ہوسکے آگے اِن دونون شبہون کو مع جواب کے ارشاد فرمایا ہی اور چونکہ ایسے شبہات براہ عناد کے ہوتے تھے اور اسوجہ سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو حزن شدید ہوتا تھا اس لئے درمیان مین تسلیہ کا مضمون بھی ہی اور چونکہ شبہہ اول کا جواب مفصل پارہ ہشتم بعد ربع آیت سیقول الذین اشرکوا الخ مین گذر چکا ہی جیسا کہ وہان اسکی تقریر قابل ملاحظہ آچکی ہی اسلئے یہان اجمالی جواب پر اکتفا ہوا ہی **ردّ کفار مر اثبات حقیت طریقۂ خود و نفی قیامت را مع تسلیہ** وَقَالَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ؕ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۳۵﴾ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ

فائدہ وان شئت حملت اتیان الملائکۃ علی ما حمل علیہ قولہ تعالیٰ فی آخر الانعام ہل ینظرون الآیۃ والکل قریب ۱۲

فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ ۚ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

سو اونمین بعضے وہ ہوئے کہ جن کو اللہ نے ہدایت دی اور بعضے اُنمین وہ ہوئے جن پر گمراہی کا ثبوت ہوگیا تو زمین مین چلو پھرو پھر دیکھو کہ جھٹلانے والون کا کیسا انجام

الْمُكَذِّبِيْنَ ۝ اِنْ تَحْرِصْ عَلٰى هُدٰىهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ يُّضِلُّ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ

ہوا ان کے راہ راست پر آنے کی اگر آپ کو تمنا ہو تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو ہدایت نہین کیا کرتا جسکو گمراہ کرتا ہے اور اون کا کوئی حامی نہ ہوگا اور یہ لوگ بڑے

جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ ۚ بَلٰى وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِيْ

زور لگا لگا کر اللہ کی قسمین کھاتے ہین کہ جو مر جاتا ہے اللہ تعالیٰ اوسکو دوبارہ زندہ نہ کریگا کیون نہین زندہ کریگا اس وعدے کو تو اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لازم کر رکھا ہے لیکن اکثر لوگ یقین نہین لاتے تاکہ جس چیز مین یہ لوگ

يَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰذِبِيْنَ ۝ اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَآ اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝

اختلاف کیا کرتے تھے ان کے روبرو اوسکا اظہار کر دے اور تاکہ کافر لوگ یقین کر لین کہ واقعی وہی جھوٹے تھے ہم جس چیز کو چاہتے ہین بس اس سے ہمارا اتنا ہی کہنا ہوتا ہے کہ تو ہو جا بس وہ ہو جاتی ہے

فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ ۚ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝ اِنْ تَحْرِصْ عَلٰى هُدٰىهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ يُّضِلُّ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ ۚ بَلٰى وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِيْ يَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰذِبِيْنَ ۝ اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَآ اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝

اور مشرک لوگ یون کہتے ہین کہ اگر اللہ تعالیٰ کو (بطور رضا کے یہ امر) منظور ہوتا (کہ ہم غیر اللہ کی عبادت نہ کرین جو کہ ہمارے طریقہ کے اصول مین سے ہے اور بعض اشیا کی تحریم کہ ہمارے طریقہ کے فروع مین سے ہے نہ کرین مطلب یہ کہ اگر اللہ تعالیٰ ہمارے طریقہ موجودہ کو ناپسند اور اوس کے خلاف کو پسند کرتے) تو خدا کے سوا کسی چیز کی نہ ہم عبادت کرتے اور نہ ہمارے باپ دادا اور نہ ہم اوس کے بدون (حکم کے) کسی چیز کو حرام کہہ سکتے (اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو تمہارا طریقہ پسند ہے ورنہ ہمکو کیون کرنے دیتے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ اس سے مغموم نہون کیونکہ یہ بیہودہ مجادلہ کوئی نئی بات نہین بلکہ) جو (کافر) لوگ ان سے پہلے ہوئے ہین ایسی ہی حرکت اونہون نے بھی کی تھی (یعنی بیہودہ مجادلات اپنے پیغمبرون سے کئے تھے) سو پیغمبرون (کا اس سے کیا بگڑا اور وہ جس طریق کی طرف بلاتے ہین اُسکو کیا ضرر پہونچا اون) کے ذمہ تو (احکام کا) صرف صاف صاف پہونچا دینا ہے (صاف صاف یہ کہ دعویٰ واضح ہو اور دلیل صحیح او پر قائم ہو اسیطرح آپ کے ذمہ بھی یہی کام تھا جو آپ کر رہے ہین پھر اگر براہ عناد دعوی اور دلیل مین خوض نہ کرین تو آپ کی بلا سے) اور (جسطرح ان کا معاملہ آپ کے ساتھ یعنی مجادلہ کوئی نئی بات نہین اسیطرح آپ کا معاملہ ان کے ساتھ یعنی توحید و دین حق کی طرف بلانا کوئی نئی بات نہین بلکہ اس کی تعلیم بھی قدیم سے چلی آئی ہے چنانچہ) ہم ہر امت مین (اُمم سابقہ سے) کوئی نہ کوئی پیغمبر (اس بات کی تعلیم کے لیے) بھیجتے رہے ہین کہ تم (خاص) اللہ کی عبادت کرو اور شیطان (کے رستہ) سے (کہ وہ شرک و کفر ہے) بچتے رہو (اسمین تحریم مبحوث فیہ بھی آگئی کیونکہ وہ بھی شعبہ شرک و کفر کا تھا) سو اُنمین بعضے وہ ہوئے جن کو اللہ نے ہدایت دی (کہ انہون نے حق کو قبول کر لیا) اور بعضے اُن مین وہ ہوئے جن پر گمراہی کا ثبوت ہوگیا (مطلب یہ کہ کفار اور انبیا مین یہ معاملہ اسیطرح چلا آرہا ہے اور ہدایت و اضلال کے متعلق اللہ تعالیٰ کا معاملہ بھی ہمیشہ سے یون ہی جاری ہے کہ مجادلہ کفار کا بھی قدیم تعلیم انبیاء علیہم السلام کی بھی قدیم اور سب کا ہدایت نہ پانا بھی قدیم پھر آپ کو غم کیون ہو یہانتک تسلی فرمائی گئی جسمین اخیر کے مضمون مین اونکے شبہہ کا اجمالی جواب بھی ہوگیا کہ ایسی باتین کرنا گمراہی ہے جسکے گمراہی ہونیکی آگے تائید اور جواب کی زیادہ توضیح ہے یعنی اگر مجادلہ مع الرسل کا گمراہی ہونا تم کو معلوم نہو) تو (اچھا) زمین مین چلو پھرو پھر (آثار سے) دیکھو کہ (پیغمبرون کے) جھٹلانے والون کا کیسا (برا) انجام ہوا (پس اگر وہ گمراہ نہ تھے تو اُنپر عذاب کیون نازل ہوا اور واقعات الفا فیہ اُن کو

ع ۵
۱۰

الملخو قولہ حقا صفۃ لوعدا وعلیہ متعلق بمقدر ای لازما وہو صفۃ ایضا لوعدا ووعدا مفعول مطلق للفعل المقدر ۱۲ قولہ لیبین متعلق بمقدر یدل علیہ بلی ای یبعثہم لیبین الخ ۱۲

وقف لازم

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۭ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ

اور جن لوگون نے اللہ کے واسطے اپنا وطن چھوڑ دیا بعد اس کے کہ اُن پر ظلم کیا گیا ہم اُن کو دنیا مین ضرور اچھا ٹھکانا دینگے اور آخرت کا ثواب بدرجہا بڑا ہے کاش

كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝

ان کو خبر ہوتی وہ ایسے ہین جو صبر کرتے ہین اور اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہین

اسلیئے نہین کہسکتے کہ خلاف عادت ہوئے اور انبیاء علیہم السلام کی پیشینگوئی کے بعد ہوا اور مومنین اوس سے بچ رہے پھر اُسکے غذاب ہونے مین کیا شک ہے اور جونکہ بوجہ تقدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آپکے تسلیہ کا اہتمام الہی اسلیے پہلے لوگونکا گمراہی کی جو وجہ تھی تفریع فرمانیکے طور پر آگے پھر آپکو خطاب ہے کہ جیسے یہ بعضے لوگ ہوئے ہین جنپر حقت علیہ الضلالۃ صادق آتا تھا اسیطرح یہ لوگ بھی ہین جو آپکے راہ راست پر آنے کی اگر آپ کو تمنا ہو تو (کچھ نتیجہ نہین کیونکہ) اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو ہدایت نہین کیا کرتا جسکو (اُس شخص کے عناد کے سبب) گمراہ کرتا ہے (البتہ اگر وہ عناد کو چھوڑ دے تو ہدایت کر دیتا ہے لیکن یہ عناد کو چھوڑین گے نہین اس لیے انکو ہدایت بھی نہ ہوگی) اور (ضلالت و عذاب کے بارہ مین اگر انکا یہ گمان ہو کہ ہمارے شرکا اس حالت مین بھی عذاب سے بچالین گے تو وہ سمجھ رکھین خدا تعالیٰ کے مقابلہ مین) اونکا کوئی حمایتی نہ ہوگا (یہانتک تقریر ہوئی اون کے شبہ اول کے متعلق آگے دوسرے شبہہ کے متعلق کلام ہے) اور یہ لوگ بڑے زور لگا لگا کر اللہ کی قسمین کھاتے ہین کہ جو مر جاتا ہے اللہ تعالیٰ اوس کو دوبارہ زندہ نہ کریگا (اور قیامت نہ آویگی آگے جواب ہے کہ) کیون نہین زندہ کریگا (یعنی ضرور زندہ کریگا) اس وعدہ کو تو اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لازم کر رکھا ہے لیکن اکثر لوگ (باوجود قیام دلیل صحیح کے اس پر) یقین نہین لاتے (اور یہ دوبارہ زندہ کرنا اس لیے ہوگا) تاکہ (دین کے متعلق جس چیز مین یہ لوگ (دنیا مین) اختلاف کیا کرتے تھے (اور انبیاء کے فیصلہ سے روبراہ نہ آتے تھے) ان کے روبرو اس (کی حقیقت) کا (بطور معاینہ کے) اظہار کردے اور تاکہ (اُس اظہار حقیقت کے وقت) کافر لوگ (پورا) یقین کرلین کہ واقعی وہی جھوٹے تھے (اور انبیاء و مومنین سچے تھے پس قیامت کا آنا یقینی اور عذاب سے فیصلہ ہونا ضروری یہ جواب ہوگیا لا یبعث اللہ کا اور چونکہ وہ لوگ قیامت کی نفی و قوع بنا بر اوسکے استبعاد کے کرتے تھے اسلیے آگے اپنی قدرت کاملہ کے اثبات سے اوس کا استبعاد دفع فرماتے ہین کہ ہماری قدرت ایسی عظیم ہے کہ) ہم جس چیز کو (پیدا کرنا) چاہتے ہین پس اُس سے ہمارا اتنا ہی کہنا (کافی) ہوتا ہے کہ تو (پیدا) ہوجا پس وہ (موجود) ہوجاتی ہے (تو اتنی بڑی قدرت کاملہ کے روبرو بیجان چیزونمین دوبارہ جان کا پڑجانا کون دشوار ہے جیسا پہلی بار جان ڈال چکے ہین اب دونون شبہون کا پورا جواب ہوچکا وللہ الحمد) **ف** کن فیکون کی بحث آخر پارۂ الم رکوع وقالت الیہود آیت بدیع السموات مین آچکی ہے ملاحظہ فرمایا جاوے اور لقد بعثنا فی کل امۃ رسولا سے ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان والون کے لئے بھی زمانہ قدیم مین کچھ رسول مبعوث ہوئے ہین خواہ ہند ہی مین پیدا ہوئے اور رہے ہون یا کسی اور ملک مین رہتے ہون اور یہان اُنکے نائب تبلیغ کے لیے آئے ہون اور اگر آیت لتنذر قوما ما اتاہم من نذیر من قبلک سے اس کے تعارض کا شبہہ ہو تو دو طرح سے مدفوع ہوسکتا ہے ایک یہ کہ کل امۃ مین لفظ کل تکثیر کے لیے ہو اسی لئے ہند مین رسول آنے کے مضمون مین احقر نے لفظ ظاہرا بڑھایا ہے دوسرے یہ کہ ہر امت اور قوم کے اوائل مین ایک رسول آگئے ہون اسطرح کہ اگر وہ لوگ اس شریعت کا سلسلہ قائم و باقی رکھنا چاہتے تو ممکن ہوتا اور ضرورت اسی قدر سے مرتفع ہوسکتی ہے اور اواخر مین رسول آنے کی ضرورت نہین رہتی گو اوائل کی تقصیر سے اواخر تک وہ سلسلہ نہ پہونچا ہو پس حکم بعث کا کل امم مین باعتبار اوائل کے ہوا اور ما اتاہم من نذیر باعتبار اواخر کے ہوا اور اس صورت مین احتمال ہے کہ بعض جگہ جبال و جزائر مین تبلیغ نہوئی ہو واللہ اعلم ربط اوپر کفار کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایذا رسانی کا معاملہ کہ مجادلہ بالباطل ہے بیان فرماکر آپکو تسلی دی ہے آگے کفار کا اہل ایمان کے ساتھ جو ایذا رسانی کا معاملہ تھا یعنی اخراج من الوطن اُس بارہ مین اہل ایمان کو بشارت خیر دارین کی سُناکر تسلی دیتے ہین لیکن آیت مین ہجرت سے مدینہ کی ہجرت مراد نہین ہے کیونکہ یہ سورت مکی ہے قبل ہجرت نازل ہوئی بلکہ ہجرت حبشہ مراد ہے اور لنبوئنہم سے مدینہ مین قرار دینے کا وعدہ ہے کذا فی الدر عن قتادۃ **تفسیر مہاجرین** وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۭ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ اور جن لوگون نے اللہ کے واسطے اپنا وطن (مکہ) چھوڑ دیا (اور حبشہ کو چلے گئے) بعد اس کے کہ اُن پر (کفار کیطرف سے) ظلم کیا گیا (کیونکہ ایسی مجبوری مین وطن چھوٹنا بڑا شاق گذرتا ہے) ہم انکو دنیا مین ضرور اچھا ٹھکانا دین گے (یعنی اُن کو مدینہ پہونچا کر خوب امن و راحت دینگے چنانچہ بعد چندے مدینہ مین اللہ تعالیٰ نے پہونچا دیا اور اُسکو وطن اصلی

ملحقات الترجمة

لـه قوله فی ان حرص

نتیجہ نہین اشارۃ الی تقدیر جواب ان ای فلا ینفع حرصک ۱۲منہ

النحو قوله فی اللہ ای للہ کما فی قوله علیه السلام فی ہرۃ قوله حسنة ای مبارۃ حسنة یعنی منزلا قوله الذین صبروا ای ہم الذین ۱۲

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْٓ اِلَیْهِمْ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ بِالْبَیِّنٰتِ وَالزُّبُرِ ؕ وَاَنْزَلْنَآ

اور ہم نے آپ کے قبل صرف آدمی ہی رسول بناکر معجزات اور کتابین دیکر بھیجے ہین کہ ان پر وحی بھیجا کرتے تھے سو اگر تمکو علم نہین تو اہل علم سے پوچھ دیکھو اور آپ پر بھی یہ قرآن اتارا ہے

اِلَیْكَ الذِّكْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ یَتَفَكَّرُوْنَ ۝ اَفَاَمِنَ الَّذِیْنَ مَكَرُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ یَّخْسِفَ اللّٰهُ

تاکہ جو مضامین لوگون کے پاس بھیجے گئے انکو آپ ان سے ظاہر کردین اور تاکہ وہ فکر کیا کرین جو لوگ بری بری تدبیرین کرتے ہین کیا ایسے لوگ پھر بھی اس بات سے بےفکر ہین کہ اللہ تعالیٰ

بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ یَاْتِیَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَیْثُ لَا یَشْعُرُوْنَ ۝ اَوْ یَاْخُذَهُمْ فِیْ تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِیْنَ ۝

انکو زمین مین غرق کردے یا ان پر ایسے موقع سے عذاب آپڑے جہان انکو گمان بھی نہو یا انکو چلتے پھرتے پکڑلے سو یہ لوگ خدا کو ہرا نہین سکتے

اَوْ یَاْخُذَهُمْ عَلٰی تَخَوُّفٍ ؕ فَاِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۝

یا انکو گھٹاتے گھٹاتے پکڑلے سو تمہارا رب شفیق مہربان بڑا ہے

قرار دیا گیا اسلیے اسکو ٹھکانا کہا اور ہر طرح کی وہان سے ترقی ہوئی اس لئے حسنہ کہا گیا اور حبشہ کا قیام عارضی تھا اس لیے اوسکو ٹھکانا نہین فرمایا) اور آخرت کا ثواب (اس سے) بدرجہا بڑا ہے (کہ خیر بھی ہے اور ابقی بھی) کاش (اس اجر آخرت کی) ان (بیخبر کافرون) کو (بھی) خبر ہوتی (اور اوس کے حاصل کرنے کی رغبت سے مسلمان ہوجاتے) وہ (مہاجرین ان مدعودن کے اس لیے مستحق ہین کہ وہ) ایسے ہین جو (ناگوار واقعات پر) صبر کرتے ہین (چنانچہ وطن کا چھوڑنا گوا ون کو ناگوار ہے لیکن بدون اسکے دین پر عمل نہین کرسکتے تھے دین کے لیے وطن چھوڑا اور صبر کیا) اور (وہ ہر حال مین) اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہین (وطن چھوڑنے کے وقت یہ خیال نہین کرتے کہ کھاوین پیوین گے کہان سے **ف** گو بعض کا حبشہ ہی مین انتقال ہوگیا تھا لیکن اکثر مدینہ مین پہنچے پھر یہ کہ اصل مطلب تو پریشانی کی نفی کرنا ہے سو یہ اموات پر بھی صادق ہے **ربط** اوپر کی آیت سے پہلے کفار کے بعض شبہات کفریہ کا جواب مذکور تھا آگے ایک شبہہ کفریہ کا جواب رسالت کے متعلق مذکور ہے

جواب شبہ کفار متعلق رسالت وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْٓ اِلَیْهِمْ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ بِالْبَیِّنٰتِ وَالزُّبُرِ ؕ وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ الذِّكْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ یَتَفَكَّرُوْنَ ۝ اور (یہ لوگ جو آپ کی رسالت کا اس بناپر انکار کرتے ہین کہ رسالت اور بشریت مین منافات سمجھ رہے ہین محض مہمل بات ہے کیونکہ) ہم نے آپ کے قبل (بھی) صرف آدمی ہی رسول بناکر معجزات اور کتابین (یعنی دلائل واحکام) دیکر بھیجے ہین کہ ان پر وحی بھیجا کرتے تھے سو (اے مکہ والو منکرو) اگر تم کو علم نہین تو (دوسرے) اہل علم سے پوچھ دیکھو (جو تمہارے نزدیک مسلمانون کی طرف داری نکرین) اور (اسیطرح آپ کو رسول بناکر) آپ پر بھی یہ قرآن اتارا ہے تاکہ جو مضامین (آپ کے واسطہ سے) لوگون کے پاس بھیجے گئے انکو آپ ان سے ظاہر کردین اور تاکہ وہ (انمین) فکر کیا کرین (یعنی آپ اپنا کام کرین اور وہ اپنا کام کرین کہ مجموعہ سے ہدایت ہو غرض یہ کہ جب آپ کی رسالت بھی سنت قدیمہ کے موافق ہے پھر انکار کی کیا وجہ اور دعویٰ تنافی کی کیا دلیل) **ف** مراد اہل ذکر سے اہل کتاب ہین جو خود مشرکین کی طرح اہل اسلام کے مخالف تھے اور اگر کوئی کہے کہ اس مسئلہ مین منشرکین انکے بھی مخالف تھے پھر انکا قول کیسے حجت ہوگا جواب یہ ہے کہ یہ امر منقول ہے مذہبی حیثیت سے قطع نظر کرکے من حیث التواتر انکا قول حجت ہوجاویگا اور تواتر مین عدالت شرط نہین پس اہل کتاب کا مذہبا غیر عادل ہونا مضر احتجاج نہین ہوسکتا **ربط** اوپر آیات وقال الذین اشرکوا الخ سے پہلے آیت ثم یوم القیامۃ یخزیہم اور پہل بہ بطون مین کفار کو عذاب آخرت سے ڈرایا تھا آگے عذاب دنیوی سے ڈراتے ہین **وعید کفار باحتمال عذاب دنیوی** اَفَاَمِنَ الَّذِیْنَ مَكَرُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ یَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ یَاْتِیَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَیْثُ لَا یَشْعُرُوْنَ ۝ اَوْ یَاْخُذَهُمْ فِیْ تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِیْنَ ۝ اَوْ یَاْخُذَهُمْ عَلٰی تَخَوُّفٍ ؕ فَاِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۝ جو لوگ (دین حق کے باطل کرنے کو) بری بری تدبیرین کرتے ہین (کہ کبھی اسمین شبہات واعتراض نکالتے ہین اور حق کا انکار کرتے ہین کہ ضلال ہے کہین دوسرون کو روکتے ہین کہ۔)

اللغات قولہ ان یخسف بکم الخسف لازم ومتعد فالباء اما للتعدیۃ او للملابسۃ والارض | المفعول بہ او نصب بنزع الخافض قولہ تخوف فی القاموس تخوف الشی تنقصہ ومنہ قولہ تعالیٰ او یاخذہم علی تخوف

النحو قولہ تعالیٰ بالبینٰت والزبر متعلق بارسلنا المقدر الدال علیہ ما ارسلنا المذکور **البلاغۃ** قولہ ان کنتم فی الشرط معنی التبکیت والالزام کما فی قول الاجیر ان کنت عملت لک فاعطنی حقی فان العلم غیر مشکوک فیہ کما ان

أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَىٰ مَا خَلَقَ اللَّهُ مِن شَيْءٍ يَتَفَيَّأُ ظِلَالُهُ عَنِ الْيَمِينِ وَالشَّمَائِلِ سُجَّدًا لِّلَّهِ وَهُمْ دَاخِرُونَ ۝ وَلِلَّهِ يَسْجُدُ

کیا لوگون نے اللہ کی اُن پیدا کی ہوئی چیزون کو نہین دیکھا جن کے سایے کبھی ایکطرف کو کبھی دوسری طرف کو اسطور پر جھکتے جاتے ہین کہ خدا کے تابع ہین اور وہ چیزین بھی عاجز ہین اور اللہ ہی کی مطیع

مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مِن دَابَّةٍ وَالْمَلَائِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ۝ يَخَافُونَ رَبَّهُم مِّن فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ۩

ہین جتنی چیزین چلنے والی آسمانون مین اور زمین مین موجود ہین اور فرشتے اور وہ تکبر نہین کرتے وہ اپنے رب سے ڈرتے ہین جو کہ اُنپر بالادست ہی اور انکو جو کچھ حکم کیا جاتا ہی وہ اسکو کرتے ہین

سجدۃ ۳ ۱۲

اضلال ہی) کیا ایسے لوگ (یہ کارروائیان کفر کی کرکے) پھر بھی اس بات سے بیفکر (بیٹھے ہوئے) ہین کہ اللہ تعالیٰ اُنکو (اُن کے کفر کے وبال مین) زمین مین غرق کردے یا اُن پر ایسے موقع سے عذاب آپڑے جہان اُنکو گمان بھی نہو (جیسے جنگ بدر مین ایسے بے سروسامان مسلمانون کے ہاتھ سے اُن کو سزا ملی کہ کبھی اُن کو اس کا احتمال عقلی بھی نہوتا کہ یہ ہم پر غالب آسکین گے) یا اُن کو چلتے پھرتے (کسی آفت مین) پکڑ لے (جیسے کوئی مرض ہی دفعۃً آکھڑا ہو) سو (اگر ان امور مین سے کوئی امر ہوجاوے تو) یہ لوگ خدا کو ہرا (بھی) نہین سکتے یا اُنکو گھٹاتے گھٹاتے پکڑلے (جیسے قحط و وبا پڑے اور تدریجاً خاتمہ ہوجاوے یعنی نڈر ہونا نہ چاہیے خدا کو سب قدرت ہی مگر مہلت جو دی رکھی ہی) سو (اسکی وجہ یہ ہی کہ) تمہارا رب شفیق مہربان بڑا ہی (اس لیے مہلت دی ہی کہ اب بھی سمجھ جاؤ اور فلاح اور نجات کا طریق اختیار کرلو) **ف** آفت کے اقسام مختلف ہین اول بواسطۂ انسان کے دوسرے غیبی طور پر جو اچانک ہو تیسرے غیبی اور معمولی طور پر جو خاص شخص کی حالت کے اعتبار سے ہو چوتھے غیبی معمولی طور پر جو عام حالت کے اعتبار سے ہو یخسف اللہ مین قسم دوم اور یاتیہم العذاب مین قسم اول اور یاخذہم فی تقلبہم مین قسم سوم اور یاخذہم علی تخوف مین قسم چہارم کیطرف اشارہ ہی واللہ اعلم باسرار کلامہ **ربط** اوپر شروع سورت سے دور تک توحید کا مضمون تھا آگے پھر عود ہی اوسکی طرف **عود بسوے توحید** أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَىٰ مَا خَلَقَ اللَّهُ مِن شَيْءٍ يَتَفَيَّأُ ظِلَالُهُ عَنِ الْيَمِينِ وَالشَّمَائِلِ سُجَّدًا لِّلَّهِ وَهُمْ دَاخِرُونَ ۝ وَلِلَّهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مِن دَابَّةٍ وَالْمَلَائِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ۝ يَخَافُونَ رَبَّهُم مِّن فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ۝ کیا (ان) لوگون نے اللہ کی اُن پیدا کی ہوئی چیزون کو نہین دیکھا (اور دیکھکر توحید پر استدلال نہین کیا) جنکے سایے کبھی ایک طرف کو کبھی دوسری طرف کو اسطور پر جھکتے جاتے ہین کہ (بالکل) خدا کے (حکم کے) تابع ہین (یعنی سایہ کے اسباب کہ آفتاب کا نورانی ہونا اور سایہ دار جسم کا کثیف ہونا ہی اور حرکت سایہ کا سبب کہ آفتاب کی حرکت ہی پھر سایہ کے خواص یہ سب بحکم الٰہی ہی) اور وہ (سایہ دار) چیزین بھی (اللہ کے روبرو) عاجز (اور تابع حکم) ہین اور (جسطرح یہ اشیا مذکورہ جنمین حرکت ارادیہ نہین جیسا کہ یتفیؤ کی اسناد ظلال کی طرف اس کا قرینہ ہی کیونکہ متحرک بالارادہ مین سایہ کی حرکت خود اس متحرک بالارادہ کی حرکت سے ہوتی ہی حکم خدا کے تابع ہین اسیطرح) اللہ ہی کے مطیع (حکم) ہین جتنی چیزین (بالارادہ) چلنے والی آسمانون مین (جیسے فرشتے) اور زمین مین (جیسے حیوانات) موجود ہین اور (بالخصوص) فرشتے (بھی) اور وہ (فرشتے باوجود علو مکان و رفعت شان کے اطاعت خداوندی سے) تکبر نہین کرتے (اور اسی لیے بالخصوص اِن کا ذکر کیا گیا باوجودیکہ ما فی السموٰت مین داخل تھے) وہ اپنے رب سے ڈرتے ہین جو کہ اُنپر بالادست ہے اور اونکو جو کچھ (خدا کیطرف سے) حکم کیا جاتا ہی وہ اوس کو کرتے ہین **ربط** اوپر توحید کا اثبات تھا آگے اشراک کا ابطال ہے۔

ذم وابطال شرک و ترہیب عباد

ملحقات الترجمۃ
۱ قولہ فی افامن کارروائیان اشارۃ الی توجیہ الفاء ۱۲ ۲ قولہ قبل فان ربکم مہلت اشارۃ الی ان المذکور علۃ للمقدر ای لم یفعل ذلک فان ربکم الخ ۱۲ منہ ۳ قولہ فی الیمین و الشمائل ایکطرف آخر اشارۃ الی ان المراد بہا مطلق الجانبین مجازا ۴ قولہ فی سجدا تابع اشارۃ الی ان فیہ مجازا ۵ قولہ فی ھم داخرون سایہ دار چیزین اشارۃ الی ان الضمیر الی شئی والجمع باعتبار عمومہ معنے کما ان افراد ضمیر ظلالہ الراجع الی شئی باعتبار افرادہ لفظا و فی لضمیر ذوی العقول اشارۃ الی ان دخورہا کدخور اہل العقل ۱۲

اللغات قولہ دابۃ قال البیضاوی الدبیب ہی الحرکۃ الجسمانیۃ سواء کان فی ارض او سماء فلت منہم الملائکۃ ۱۲
النحو ۔ قولہ من شئی بیان لما خلق قولہ من فوقہم حال من ربہم ۱۲
البلاغۃ ۔ لعل النکتۃ فی افراد الیمین وجمع الشمائل لان التفیؤ من الیمین یراد بہ ما یقارب الطلوع فافرادہ کافراد النور فی القرآن والتفیؤ من الشمال یراد بہ ما یقارب الغروب فجمعہ کجمع الظلمات واللہ اعلم باسرار کلامہ

وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ ۚ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ۝ وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ دو معبود مت بناؤ — بس ایک معبود وہی ہے — تو تم لوگ خاص مجھ ہی سے ڈرا کرو — اور اسی کی ہیں سب چیزیں جو کچھ کہ آسمانوں میں اور زمین میں ہیں

وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا ۭ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ ۝ وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْــــَٔرُوْنَ ۝

اور لازمی طور پر اطاعت بجا لانا اوسیکا حق ہے تو کیا پھر اللہ کے سوا اوروں سے ڈرتے ہو اور تمہارے پاس جو کچھ بھی نعمت ہے وہ سب اللہ ہی کیطرف سے ہے پھر جب تمکو تکلیف پہونچتی ہے تو اسی سے فریاد کرتے ہو

ثُمَّ اِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ۝ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۭ فَتَمَتَّعُوْا ۣ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ وَيَجْعَلُوْنَ

پھر جب تم سے اس تکلیف کو ہٹا دیتا ہے تو تم میں کی ایک جماعت اپنے رب کے ساتھ شرک کرنے لگتی ہے — جسکا حاصل یہ ہے کہ ہماری دی ہوئی نعمت کی ناشکری کرتے ہیں خیر چندے اور عیش اڑا لو اب جلدی تمکو خبر ہوئی جاتی ہے

لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ نَصِيْبًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ ۭ تَاللّٰهِ لَتُسْــَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ ۝ وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ ۙ وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ ۝

اور یہ لوگ ہماری دی ہوئی چیزوں میں سے انکا حصہ لگاتے ہیں جنکے متعلق انکو کچھ علم نہیں قسم ہے خدا کی تم سے تمہاری ان افترا پردازیوں کی ضرور باز پرس ہوگی اور اللہ تعالیٰ کے لیے بیٹیاں تجویز کرتے ہیں سبحان اللہ اور اپنے لیے چاہتی چیز

وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ۝ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْۗءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ۭ اَيُمْسِكُهٗ

اور جب ان میں کسی کو بیٹی کی خبر دیجاوے تو سارے دن اسکا چہرہ بے رونق رہے اور وہ دل ہی دل میں گھٹتا رہے — جس چیز کی اسکو خبر دی گئی ہے اوسکی عار سے لوگوں سے چھپا چھپا پھرے آیا اسکو ذلت پر لیے رہے یا

عَلٰي هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِي التُّرَابِ ۭ اَلَا سَاۗءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ ۚ

اوسکو مٹی میں گاڑ دے خوب سن لو انکی یہ تجویز بہت ہی بری ہے — جو لوگ آخرت پر یقین نہیں رکھتے ان کی بری حالت ہے

وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

اور اللہ تعالیٰ کے لیے تو بڑے علیٰ درجہ کی صفات ثابت ہیں اور وہ بڑے زبردست ہیں بڑی حکمت والے

وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ ۚ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ﴿۵۱﴾ وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا ۭ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْــــَٔرُوْنَ ﴿۵۳﴾ ثُمَّ اِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۴﴾ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۭ فَتَمَتَّعُوْا ۣ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَيَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ نَصِيْبًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ ۭ تَاللّٰهِ لَتُسْــَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ ﴿۵۶﴾ وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ ۙ وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ﴿۵۸﴾ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْۗءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ۭ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰي هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِي التُّرَابِ ۭ اَلَا سَاۗءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۵۹﴾ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ ۚ وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۶۰﴾ اور اللہ تعالیٰ نے (تمام مکلفین کو بواسطہ رسل کے) فرمایا ہے کہ دو (یا زیادہ) معبود مت بناؤ بس ایک معبود وہی ہے (اور جب یہ بات ہے) تو تم لوگ خاص مجھ ہی سے ڈرا کرو (کیونکہ جب الوہیت میرے ساتھ خاص ہے تو جو اوسکے لوازم ہیں کمال قدرت وغیرہ وہ بھی میرے ہی ساتھ خاص ہونگے تو انتقام وغیرہ کا خوف مجھ ہی سے چاہیے اور شرک انتقام کی مستدعی ہے پس شرک نہ کرنا چاہیے) اور اسی کی (ملک) ہیں سب چیزیں جو کچھ کہ آسمانوں میں اور زمین میں ہیں اور لازمی طور پر اطاعت بجا لانا اوسیکا حق ہے (یعنی وہی اس امر کا مستحق ہے کہ سب اسکی اطاعت بجا لاویں جب یہ بات ثابت ہے) تو

اللغات قولہ الدین الطاعۃ الواصب اللازم الدائم قولہ تجأرون الجؤار التضرع الصیاح **النحو** قولہ واصبا حال من ضمیر الدین مستکن فی الظرف والظرف عامل فیہ قولہ ولہم عطف علی للہ معمول لیجعلون قولہ علی ہون حال من فاعل یمسک ای یمسکہ حال کون الممسک ذلیلا وتذکیر الضمیر فی یمسکہ باعتبار اللفظ فی ما بشر **البلاغۃ** قولہ اثنین و واحد فی الروح جیٔ بہا للایضاح والتفسیر للتاکید وان حصل وتقریر ذلک ان لفظ الٰہین حامل لمعنی الجنسیۃ یعنی الالٰہیۃ ومعنی العدد اعنی الاثنینیۃ وکذا لفظ الٰہ حامل لمعنی الجنسیۃ والوحدۃ والغرض المسوق لہ الکلام فی الاول النہی عن اتخاذ الاثنین من الالٰہ لا عن اتخاذ جنس الالٰہ وفی الثانی اثبات الواحد من الالٰہ لا اثبات جنسہ فوصف الٰہین باثنین والٰہ بواحد ایضاحا لہذا الغرض ۱۲ قولہ ثم اذا مسکم و قولہ ثم اذا کشف فی الروح

ملحقات الترجمۃ ۱۴ ع ۱۰

۵ قولہ فی المتن (دو) یا زیادہ اشارۃ الی ان المقصود بالنہی التعدد لا خصوصیۃ العدد ولذا کان نفی الاثنین یستلزم نفی ما زاد علیہ اقتصر علیہ ۱۲

وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ۝

اور اگر اللہ تعالیٰ لوگون پر اُنکے ظلم کے سبب دارو گیر فرماتے تو سطح زمین پر کوئی حرکت کرنیوالا نہ چھوڑتے لیکن ایک میعاد معین تک مہلت دے رہے ہین پھر جب انکا وقت معین آپہونچیگا اُسوقت ایک ساعت نہ پیچھے ہٹ سکینگے اور نہ آگے

کیا پھر بھی اللہ کے سوا اورون سے ڈرتے ہو (اور اُن سے ڈر کر اُن کو پوجتے ہو) اور (جیسا ڈرنے کے قابل سوا خدا کے کوئی نہین ایسا ہی نعمت دینے والا اور امید کے قابل بھی بجز خدا کے کوئی نہین چنانچہ) تمہارے پاس جو کچھ (کسی قسم کی) بھی نعمت ہے وہ سب اللہ ہی کی طرف سے ہے پھر جب تمکو (ذرا) تکلیف پہونچتی ہے تو (اوس کے رفع ہونے کے لیے) اوسی (اللہ) سے فریاد کرتے ہو (اور کوئی بُت وغیرہ اوسوقت یاد نہین آتا جس سے توحید کا حق ہونا اوسوقت تمہارے اقرار حال سے بھی معلوم ہوجاتا ہے لیکن) پھر جب (اللہ تعالیٰ) تم سے اوس تکلیف کو ہٹا دیتا ہے تو تم مین کی ایک جماعت (اور وہی بڑی جماعت ہے) اپنے رب کے ساتھ (بدستور سابق) شرک کرنے لگتے ہین جسکا حاصل یہ ہے کہ ہماری دی ہوئی نعمت کی (کہ وہ تکلیف کا رفع کرنا ہے) ناشکری کرتے ہین (جو کہ عقلاً بھی قبیح ہے) خیر چند روزہ عیش اُڑالو (دیکھو) اب جلدی (مرتے ہی) تمکو خبر ہوئی جاتی ہے (اور ایک جماعت اس لیے کہا گیا کہ بعضے اُس حالت کو یاد رکھکر توحید و ایمان پر قائم ہوجاتے ہین کقولہ تعالیٰ فلما نجاھم الی البر فمنھم مقتصد) اور (منجملہ اون کے شرک کے ایک یہ کہ) یہ لوگ ہماری دی ہوئی چیزون مین سے اون (معبودون) کا حصہ لگاتے ہین جن کے (معبود ہونے کے) متعلق اِن کو کچھ علم (اور اِن کے معبود ہونے کی کوئی دلیل و سند) نہین (جیسا اسکی تفصیل پارہ ہشتم کے رکوع سوم آیت و جعلوا للہ الخ مین گذری ہے) قسم ہے خدا کی تم سے تمہاری ان افترا پردازیون کی (قیامت مین) ضرور باز پرس ہوگی (اور ایک شرک انکا یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ کے لیے بیٹیان تجویز کرتے ہین سبحان اللہ (کیسی بیہودہ بات ہے) اور (اُسپر طرہ یہ کہ) اپنے لیے چاہتی چیز (یعنی بیٹے پسند کرتے ہین) اور جب انمین کسیکو بیٹی (پیدا ہونے) کی خبر دیجاوے (جسکو اللہ کے لیے تجویز کرتے ہین) تو (اسقدر ناراض ہو کہ) کہ سارے دن اوسکا چہرہ بے رونق رہے اور وہ دل ہی دل مین گھٹتا رہے (اور) جس چیز کی اسکو خبر دی گئی ہے (یعنی تولد دختر) اوسکی عار سے لوگون سے چھپا چھپا پھرے (اور دل مین اُتار چڑھاو کرے کہ) آیا اس (مولود جدید) کو ذلت (کی حالت) پر لیے رہے یا اُسکو (زندہ یا مار کر) مٹی مین گاڑ دے خوب سن لو ان کی یہ تجویز بہت ہی بُری ہے (کہ اول تو خدا کے لیے اولاد ثابت کرنا ہی کسقدر بُری بات ہے پھر اولاد بھی وہ جسکو خود اسقدر ذلیل و موجب عار سمجھین پس) جو لوگ آخرت پر یقین نہین رکھتے انکی بُری حالت ہے دنیا مین بھی کہ ایسے جہل مین مبتلا ہین اور آخرت مین بھی کہ مبتلائے عقوبت و ذلت ہونگے) اور اللہ تعالیٰ کے لیے تو بڑے اعلیٰ درجہ کے صفات ثابت ہین (نہ وہ جو کہ یہ مشرکین بکتے ہین) اور وہ بڑے زبردست ہین (اگر انکو دنیا مین شرک کی سزا دینا چاہین تو کچھ مشکل نہین لیکن ساتھ ہی) بڑے حکمت والے (بھی) ہین (مقتضائے حکمت بعد موت تک سزا کو مؤخر فرما دیا ہے) **ف** روح المعانی مین ہے کہ خزاعہ ملائکہ کو بیٹیان خدا کی کہتے تھے اور جیسے بنوۃ کا اعتقاد مہمل تھا ایسی ہی انکی تانیث کا بھی واللہ اعلم **ربط** اوپر شرک کا رد مذکور تھا اور اگلی آیت کے بعد و یجعلون للہ الخ مین پھر اوسی کے متعلق مضمون ہے اور درمیان مین یعنی اگلی آیت ولو یواخذ الخ مین شرک کا بوجہ غایت قبح کے مقتضی تعجیل سزا کا ہونا لیکن بمقتضائے حکمت اُس سزا کا مؤجل ہونا اور اُس اجل پر لا بد اوس کا وقوع ہوجانا مذکور ہے جسکی طرف آیت بالا کے اخیر یعنی وھو العزیز الحکیم مین اشارہ ہو بھی چکا ہے **امہال ظالمین تا وقت موعود** وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ۝ اور اگر اللہ تعالیٰ (ظالم) لوگون پر اُن کے ظلم (یعنی شرک و کفر) کے سبب (فی الفور دنیا مین پوری) دارو گیر فرماتے تو سطح زمین پر کوئی (حس و) حرکت کرنے والا نہ چھوڑتے (بلکہ سب کو ہلاک کر دیتے) لیکن (فی الفور دارو گیر نہین فرماتے بلکہ) ایک میعاد معین تک مہلت دے رہے ہین (تاکہ اگر کوئی توبہ کرنا چاہے تو گنجایش ہو) پھر جب انکا (وہ) وقت معین (نزدیک) آپہونچے گا اُس وقت ایک ساعت نہ (اُس سے) پیچھے ہٹ سکین گے اور نہ آگے بڑھ سکین گے (بلکہ فوراً سزا ہوجاوے گی) **ف** تقریر ملازمت شرط و جزا مین احقر کے نزدیک یہ ہے کہ ظالم تو اپنے ظلم کی وجہ سے ہلاک ہوتے اور غیر ظالم

ملحقات الترجمة

۱۔ قولہ فی مسلم ذنا ول علیہ مادة انس ۲۔ قولہ فی لیکفروا حاصل اشارة الی ان اللام للعاقبة ۱۲ ۳۔ قولہ فی لو ضلیعہ عقلاً اشارة الی فائدة قید لیکفروا ۴۔ قولہ قبل لھم فیہ اشارة الی انہ لا دخل لہ فی اشتراکہم والانکار انما ھو علی المجموع ۱۲ ۵۔ قولہ فی بشر پیدا اشارة الی حذف المضاف ای بولادة الانثی ۶۔ قولہ فی سوء عار اشارة الی ان ہذا السوء باعتبار العرف لا فی الواقع ۷۔ قولہ قبل ایمسکہ آثار جنتا و اشارة الی تقدیر الکلام ہکذا یتواری ویتفکر فی نفسہ ماذا یفعل ایمسکہ الخ ۸۔ قولہ فی بلا زندہ یا مار کر ان عاداتہم کانت مختلفة وما کان کل الجہلة الدفن دخل فی الدس جمیع الصور ۱۲ ۹۔ قولہ فی الناس ظالم کذا فی الروح ۱۰۔ قولہ فی یواخذ پوری لان بعض المواخذة قد یقع لیذیقہم بعض الذی عملوا الخ ۱۱۔ قولہ فی علیہا زمین لدلالة الناس علیہ ۔

وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُوْنَ وَتَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ اَنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰى ؕ لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَاَنَّهُمْ مُّفْرَطُوْنَ ۝

اور اللہ تعالیٰ کے لیے وہ امور تجویز کرتے ہین جنکو خود ناپسند کرتے ہین اور اپنی زبان سے جھوٹے دعوے کرتے جاتے ہین کہ انکو ہر طرح کی بھلائی ہی لازمی بات ہو کہ انکے لیے دوزخ ہی اور بیشک وہ لوگ سب سے

تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ

پہلے بھیجے جاوینگے بخدا آپ سے پہلے جو امتین ہو گذری ہین ان کے پاس بھی ہم نے رسولون کو بھیجا تھا سو انکو بھی شیطان نے انکے اعمال مستحسن کرکے دکھلائے پس وہ آج انکا رفیق تھا اور انکے واسطے

اَلِيْمٌ ۝ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝

دردناک سزا ہی اور ہم نے آپ پر یہ کتاب صرف اسواسطے نازل کی ہی کہ جن امور مین لوگ اختلاف کر رہے ہین آپ لوگون پر انکو ظاہر فرمادین اور ایمان والون کی ہدایت اور رحمت کی غرض سے

اس لئے کہ حکمت خداوندی باعتبار اکثر اوقات کے اس عالم مین مجموعہ کے آباد کرنے کو مقتضی ہی ورنہ نیکون کی آبادی زمین پر بغیر ظالمون کے مثل آبادی ملائکہ کے آسمان پر ہوتی پھر آبادی زمین کو جدا کیون کیا جاتا اور اس مضمون کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہی جسمین ارشاد ہی لولم تذنبوا لذہب اللہ بکم الخ یعنی لولم یکن فیکم مذنبون۔ اس لئے نیک بھی نہ رہتے اور چونکہ حیوانات انسان ہی کے منافع کے لئے مخلوق ہوئے ہین یہ نہوتے تو وہ بھی نہوتے وہذا من المواہب وللہ الحمد اور اکثر اوقات کی قید اس لئے لگائی کہ بعض اوقات مین دنیا مین صرف غیر ظالم ہی رہین گے جیسے زمان عیسیٰ علیہ السلام مین **ربط** پھر عود ہی ذم شرک و اہل شرک کیطرف جس سے زیادہ مقصود باوجود شرک مذموم کے اونکے دعوی نجات کرنے پر مذمت کرنا ہی **ذم دعوی اہل شرک باوجود منافی** وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُوْنَ وَتَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ اَنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰى ؕ لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَاَنَّهُمْ مُّفْرَطُوْنَ ﴿٦٢﴾ اور اللہ تعالیٰ کے لیے وہ امور تجویز کرتے ہین جنکو خود اپنے لیے ناپسند کرتے ہین (جیسا اوپر آیا ہی ویجعلون للہ البنات) اور (پھر اسپر) اپنی زبان سے جھوٹے دعوے کرتے جاتے ہین کہ ان کے (یعنی ہمارے) لیے (بر تقدیر وقوع قیامت) ہر طرح کی بھلائی ہی (اللہ تعالیٰ فرماتے ہین کہ بھلائی کہان سے آئی تھی بلکہ) لازمی بات ہی کہ انکے لیے (قیامت کے دن) دوزخ ہی اور بیشک وہ لوگ (دوزخ مین) سب سے پہلے بھیجے جاوینگے **ف** تصف السنتہم الکذب مین دو وجہ سے تکرار نہین ایک تو یہ کہ یجعلون للہ البنات سے عام ہی چنانچہ اپنی ریاست مین کسیکی شرکت کا ناپسند ہونا بھی اسمین داخل ہے دوسرے یہان زیادہ مقصود رد ہی تصف السنتہم کا کہ ایسی تو باتین کرتے ہین اور پھر اپنے لیے قیامت مین امید بھلائی کی رکھتے ہین جیسا تمہید مین بھی مذکور ہوا اور عنوان بھی اس پر دال ہی اور بر تقدیر وقوع ترجمہ مین اس لیے بڑھایا کہ وہ لوگ قیامت کے منکر تھے پس انکا یہ کہنا بنائے مذکور پر تھا کقولہ تعالیٰ ولئن رجعت الی ربی ان لی عندہ للحسنٰی **ربط** اوپر کفار کی جہالات وکفریات کا مذکور تھا چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے صدمہ پہونچتا تھا آگے آپ کی تسلی جسکے ضمن مین اثبات رسالت وحقانیت قرآن بھی ہی فرماتے ہین **تسلیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٦٣﴾ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿٦٤﴾ ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ انکے

اللغات قولہ مفرطون مقدمون او منسیون متروکون کذا فی القاموس **النحو** فی الروح قولہ ہدی ورحمۃ فی موضع نصب علی انہما مفعول من اجلہ وانتصب انزلنا ولما اتحد الفاعل فی العلۃ والمعلول وصل الفعل بہا بنفسہ ولما لم یتحد فی لتبین لان فاعل الانزال ہو اللہ تعالیٰ لا الرسول علیہ الصلوۃ والسلام وصلت العلۃ بالحرف اھ **البلاغۃ** قولہ تصف السنتہم الکذب فی الروح والمراد من تصف السنتہم الکذب یکذبون وہو من بلیغ الکلام وبدیعہ وسیاتی ان شاء اللہ تعالیٰ قریبًا تمام الکلام فی ذلک اھ ثم انجز وعدہ فی آخر السورۃ وقال کان السنتہم لکونہا منشا الکذب ومنبعا للزور شخص عالم بکنہہ ومحیط بحقیقتہ یصفہ للناس ویعرفہ اوضح وصف وابین تعریف ومثل ہذا وارد فی کلام العرب والعجم تقول لہ وجہ یصف الجمال وریق یصف السلاف ومنہ تصف السحر اھ قولہ ہدی ورحمۃ فی الروح ولعلہ انما قدمت علۃ التبیین علے علتے الہدی والرحمۃ لتقدمہ فی الوجود علیہما ١٢ منہ

وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ۝ وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۭ نُسْقِيْكُمْ

اور اللہ تعالی نے آسمان سے پانی برسایا پھر اس سے زمین کو اسکے مردہ ہونے کے بعد زندہ کیا اسمین ایسے لوگون کے لئے بڑی دلیل ہے جو سنتے ہین   اور تمھارے لیے مواشی مین بھی غور

مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَاۗىِٕغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ ۝ وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا

درکار ہے انکے پیٹ مین جو گوبر اور خون ہے اسکے درمیانمین سے صاف اور گلے مین آسانی سے اترنیوالا دودھ ہم تمکو پینے کو دیتے ہین اور کھجور اور انگورون کے پھلون سے تم لوگ نشہ کی چیز اور عمدہ کھانے

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝ وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِيْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ ۝ ثُمَّ كُلِيْ

کی چیزین بناتے ہو بیشک اسمین ان لوگون کے لیے بڑی دلیل ہے جو عقل رکھتے ہین اور آپکے رب نے شہد کی مکھی کے جی مین یہ بات ڈالی کہ تو پہاڑون مین گھر بنالے اور درختون مین اور لوگ جو عمارتین بناتے ہین ان مین

مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِيْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ۭ يَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَاۗءٌ لِّلنَّاسِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ

پھر ہر قسم کے پھلون سے چوستی پھر پھر اپنے رب کے رستون مین چل جو آسان ہین سائس کے پیٹ مین سے پینے کی ایک چیز نکلتی ہے جسکی رنگتین مختلف ہوتی ہین کہ اسمین لوگون کے لئے شفا ہے اسمین ان لوگون

يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفّٰىكُمْ ڐ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَـيْـــًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۝

کے لیے بڑی دلیل ہے جو سوچتے ہین اور اللہ تعالی نے تمکو پیدا کیا پھر تمہاری جان قبض کرتا ہے اور بعضے تم مین وہ ہین جو ناکارہ عمر تک پہونچائے جاتے ہین جسکا اثر یہ ہوتا ہے کہ ایک چیز سے باخبر ہو کر پھر بے خبر ہو جاتا ہے بیشک اللہ تعالی

کفر و جہالت پر کچھ غم نہ کیجیے کیونکہ بخدا آپ (کے زمانہ) سے پہلے جو اُمتین ہو گذری ہین اون کے پاس بھی ہم نے رسولون کو بھیجا تھا (جیسا آپ کو انکے پاس بھیجا ہے) سو (جسطرح یہ لوگ اپنی کفریات کو پسند کرتے ہین اور اُسپر قائم ہین اسیطرح) اُن کو بھی شیطان نے اُن کے اعمال (کفریہ) مستحسن کرکے دکھلائے پس وہ (شیطان) آج (یعنی دنیا مین) اُنکا رفیق تھا (کہ انکو بہکاتا سکھاتا تھا پس دنیا مین تو اُن کو یہ خسارہ ہوا اور (پھر قیامت مین) اُن کے واسطے دردناک سزا (مقرر) ہے (غرض یہ لاحقین بھی اُن سابقین کیطرح کفر کر رہے ہین اور اُن ہی کیطرح انکو بھی ہوگی آپ کیون غم مین پڑے) اور ہم نے آپ پر یہ کتاب (جسکا نام قرآن ہے) اسواسطے نازل نہین کی کہ سب کا ہدایت پر لانا آپ کے ذمہ ہوتا کہ بعض کے ہدایت پر نہ آنے سے آپ مغموم ہون بلکہ) صرف اسواسطے نازل کی ہے کہ جن اُمور (دین) مین لوگ اختلاف کر رہے ہین (مثل توحید و معاد و احکام حلال و حرام) آپ (عامہ) لوگون پر اسکو ظاہر فرما دین (یہ فائدہ تو قرآن کا عام ہے) اور ایمان والون کی ہدایت (خاصہ) اور رحمت کی غرض (نازل فرمایا ہے سو یہ اُمور بفضلہ تعالی حاصل ہین) **ربط** اوپر شروع سورت سے زیادہ مضمون توحید کا بپیرایہ انعامات چلا آتا ہے آگے پھر وہی مضمون ہے جو آیت یعرفون نعمۃ اللہ الخ تک چلا گیا ہے جسمین چند چیزون سے بترتیب استدلال و امتنان کیا گیا ہے یعنی نباتات منافع مواشی منافع نحل احوال بشر یعنی ایجاد و توفی ابقاء شخصی و نوعی اعطاء حواس و عقل اعطاء اسباب معیشت اور درمیان درمیان آیت فما الذین فضلوا اور آیت ضرب اللہ مثلا عبدا و آیت و ضرب اللہ مثلا رجلین مین شرک کا ابطال اور بعض آیا تمین صرف اثبات صفات کمال علم و قدرت سے توحید پر استدلال کیا گیا ہے اور ختم آیات پر مضمون تسلیہ کا فرمایا ہے اور شروع سورت سے ان آیات کے ختم تک کہ دو ثلث سورت کا ہے چونکہ اکثر ایسے اُمور مذکور ہین جو دلائل قدرت ہونے کے علاوہ وجوہ نعمت بھی ہین اسلیے اس سورت کا نام سورہ نعم بھی ہے یعنی جمع نعمت **عود بتوحید متضمن انعامات** وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿۶۵﴾ وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۭ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَاۗىِٕغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴿۶۶﴾ وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِيْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ ﴿۶۸﴾ ثُمَّ كُلِيْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِيْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ۭ يَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَاۗءٌ لِّلنَّاسِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۶۹﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفّٰىكُمْ ڐ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَـيْـــًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ﴿۷۰﴾

اللغات قولہ اوحی الہم والنکتۃ فی التعبیر بہ ان ذلک الالہام بحیث لا یعلمہ الا اللطیف الخبیر فشابہ الوحی قولہ لکیلا یعلم کے مصدریۃ بمعنی ان **النحو** قولہ مما فی بطونہ من بیان من الاولی تبعیضیۃ ومن الثانیۃ ابتدائیۃ وکلاہما

متعلق بنسقیکم وتذکیر الضمیر فی بطونہ الراجع الی الانعام لان الانعام اسم جمع فہو مفرد لفظا قولہ ومن ثمرات متعلق بتتخذون ومنہ تکریر للظرف تاکیدا کذا فی الروح ۱۲ **البلاغۃ** قولہ یسمعون التعبیر بالسمع مع ان ما ذکر

اور اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی برسایا پھر اُس سے زمین کو اُسکے مردہ ہونے کے بعد زندہ کیا (یعنی اُسکی قوت نامیہ کو بعد اِس کے کہ خشک ہو جانے سے کمزور ہو گئی تھی تقویت دی) اس (امر مذکور) مین ایسے لوگون کے لیے (توحید کی اور منعم ہونے کی) بڑی دلیل ہی جو (جی سے اِن باتون کو) سنتے ہین اور (نیز) تمھارے لیے مواشی مین بھی غور درکار ہی (دیکھو) اون کے پیٹ مین جو گوبر اور خون (کا مادہ) ہی اوس کے درمیان مین سے (دودھ کا مادہ کہ ایک حصہ خون کا ہی بعد ہضم کے جدا کر کے تھن کے مزاج سے اُسکا رنگ بدلکر اوس کو صاف) اور گلے مین آسانی سے اُترنے والا دودھ (بنا کر) ہم تمکو پینے کو دیتے ہین اور (نیز) کھجور اور انگورون (کی حالت مین غور کرنا چاہیے کہ اُن) کے پھلون سے تم لوگ نشہ کی چیز اور عمدہ کھانے کی چیزین (جیسے خرمائے خشک و کشمش اور شربت اور سرکہ) بناتے ہو بیشک اس مین (بھی توحید کی اور منعم ہونے کی) اون لوگون کے لیے بڑی دلیل ہی جو عقل (سلیم) رکھتے ہین اور (یہ بات بھی غور کے قابل ہے کہ) آپ کے رب نے شہد کی مکھی کے جی مین یہ بات ڈالی کہ تو پہاڑون مین گھر (یعنی چھتہ) بنالے اور درختون مین (بھی) اور لوگ جو عمارتین بناتے ہین اُن مین (بھی چھتہ لگالے چنانچہ ان سب موقعون پر وہ چھتہ لگاتی ہی) پھر ہر قسم کے (مختلف) پھلون سے (جو تجھکو مرغوب ہون) چوستی پھر پھر (جو سکر چھتہ کیطرف واپس آنے کے لیے) اپنے رب کے رستون مین چل جو (تیرے لیے باعتبار چلنے کے اور یاد رہنے کے) آسان ہین (چنانچہ بڑی بڑی دور سے بے رستہ بھولے ہوئے اپنے چھتے کو لوٹ آتی ہی پھر جب چوس کر اپنے چھتہ کیطرف لوٹتی ہی تو) اُس کے پیٹ مین سے پینے کی ایک چیز نکلتی ہی (یعنی شہد) جسکی رنگتین مختلف ہوتی ہین کہ اُس مین لوگون (کی بہت سی بیماریون) کے لیے شفا ہی اِس مین (بھی) اُن لوگون کے لیے (توحید کی اور منعم ہونے کی) بڑی دلیل ہی جو سوچتے ہین اور (اپنی حالت بھی سوچنے کے قابل ہی کہ) اللہ تعالیٰ نے تم کو (اول) پیدا کیا پھر (عمر ختم ہونے پر) تمھاری جان قبض کرتا ہی (جنمین بعضے تو ہوش و حواس مین چلتے ہاتھہ پاؤن اُٹھہ جاتے ہین) اور بعضے تم مین وہ ہین جو ناکارہ عمر تک پہونچائے جاتے ہین (جسمین نہ قوت جسمانیہ رہی نہ قوت عقلیہ رہی) جسکا یہ اثر ہوتا ہی کہ ایک چیز سے باخبر ہو کر پھر بے خبر ہو جاتا ہی (جیسا اکثر ایسے بوڑھون کو دیکھا جاتا ہی کہ ابھی اُنکو ایک بات بتلائی اور ابھی بھول گئے اور پھر اُسکو پوچھ رہے ہین) بیشک اللہ تعالیٰ بڑے علم والے بڑی قدرت والے ہین (علم سے ہر ایک مصلحت جانتے ہین اور قدرت سے ویسا ہی کر دیتے ہین اسلیے حیات و وفات کی حالتین مختلف کر دین پس یہ بھی دلیل ہی توحید کی **ف** انعام یعنی مواشی سے بھی یہی خاص مواشی مراد ہین گائے بھینس بھیڑ بکری اونٹ اور نسقیکم مما فی بطونہ الخ کے ترجمہ کی جو تقریر کیگئی اُس سے تولد لبن کی کیفیت پر انطباق آیت کا ظاہر ہو گیا حاصل یہ کہ آیت سے یہ مراد نہین کہ پیٹ مین ایکطرف گوبر ہوتا ہے اور ایک طرف خون اور دونون کے درمیان مین دودھ رہتا ہی بلکہ پیٹ مین جو غذا ہوتی ہی اُسمین وہ اجزا جو آگے چلکر دودھ بنین گے اور وہ اجزا جو گوبر بنا وین گے سب مخلوط ہوتے ہین اللہ تعالیٰ اُن کو جدا جدا کرتے ہین کچھ گوبر بنکر دفع ہو جاتا ہی اور کچھ ہضم کبدی مین اخلاط بنتے ہین جن مین خون بھی ہی پھر اِس خون مین وہ حصہ جو آگے چلکر دودھ بنے گا اور وہ حصہ جو دودھ نہ بنے گا یہ دونون مخلوط ہوتے ہین اللہ تعالیٰ ایک حصہ جدا کر کے پستان تک پہونچاتا ہی اور وہ وہان پہونچکر دودھ بن جاتا ہے جیسا انثیین مین خاصیت رکھی ہے کہ خون وہان پہونچکر مادہ منویہ بن جاتا ہے پس اجزائے دمویہ خاصہ خوا ہ آخر مین مستحیل الے اللبن ہوئے ہین ایک بار اجزا مستحیلہ الے الفرث سے اور ایک بار اجزائے دمویہ غیر مستحیلہ الے اللبن سے متمیز ہوتے ہین یہ تمیز اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے خوب سمجھ لینا چاہیے اور تمیز اول کا تو بطن مین ہونا ظاہر ہے اور تمیز ثانی کا محل بطن کو فرمایا تو اِس اعتبار سے ہی کہ بطن سے مراد یا تو داخل البدن ہو یا اِس اعتبار سے کہ یہ اجزا متمیزہ ثانیا کسیوقت تو بطن ہی مین تھے اور تتخذون منہ سکرا الخ مین دو قول ہین ایک یہ کہ نزول آیت کے وقت مسکرات حرام نہ تھے کیونکہ آیت مکی ہے اس لیے امتنان فرمایا لیکن چونکہ حرام ہونے والے تھے اس لیے اِس کو حسن وغیرہ کے ساتھ موصوف نہ کیا۔ جیسا رزق کو کیا ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ گو نزول آیت کے وقت مسکرات حرام بھی ہو گئے ہون

ملحقات الترجمة

لہ قولہ من کل الثمرات تجھکو مرغوب اشارۃ الے ان الکل للاستغراق العرفی او للتکثیر ۱۲ ۲ قولہ قبل ومنکم من یرد جنمین بعضے تو ہوش و حواس اشارۃ الی ان قولہ تعالیٰ ومنکم من یرد معطوف علی مقدر ای فمنکم من تعجل وفاتہ وہو مسلم الخ ۱۲ ۳ قولہ لکیلا یعلم جسکا یہ اثر اشارۃ الی ان اللام للعاقبۃ ۱۲

وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ فَمَا الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا بِرَآدِّيْ رِزْقِهِمْ عَلٰى مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ

اور اللہ تعالیٰ نے تم میں بعضون کو بعضون پر رزق مین فضیلت دی ہی سوجن لوگون کو فضیلت دیگئی ہی وہ اپنے حصہ کا مال اپنے غلامون کو اسطرح کبھی دینے والے نہین کہ وہ سب اسمین برابر

اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ۝ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً وَّ

ہوجاوین کیا پھر بھی خدا تعالیٰ کی نعمت کا انکار کرتے ہین اور اللہ تعالیٰ نے تمہین مین سے تمہارے لیے بیبیان بنائین اور ان بیبیون سے تمہارے بیٹے اور پوتے پیدا کیے اور

رَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ ۝ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ

اچھی اچھی چیزین کھانے کو دین۔ کیا پھر بھی بے بنیاد چیز پر ایمان رکھین گے اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کی ناشکری کرتے رہین گے اور اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیزون کی عبادت کرتے رہین گے جو انکو نہ آسمان

رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَيْئًا وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ۝ فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

مین سے رزق پہونچانے کا اختیار رکھتی ہین اور نہ زمین مین سے اور نہ قدرت رکھتی ہین سو تم اللہ تعالیٰ کے لیے مثالین مت گھڑو اللہ تعالیٰ جانتے ہین اور تم نہین جانتے

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا

اللہ تعالیٰ ایک مثال بیان فرماتے ہین کہ ایک غلام ہی مملوک کہ کسی چیز کا اختیار نہین رکھتا اور ایک شخص ہی جسکو ہمنے اپنے پاس سے خوب روزی دے رکھی تو وہ اسمین سے پوشیدہ اور علانیہ خرچ کرتا ہی

اس احتمال پر کہ شاید یہ آیت مدنی ہو لیکن یہان امتنان حسی مقصود نہین تاکہ موقوف ہو حلت پر بلکہ امتنان معنوی یعنی استدلال علی التوحید ہی اور وہ باوجود حرمت کے بھی صحیح ہی کیونکہ یہ بھی دلیل قدرت ہی کہ تازہ شیرہ مین نشہ کی صفت نہ تھی پھر ایک نئی کیفیت اوسمین حادث ہوگئی جو علت حرمت کی ہوگئی اور حادث کے لیے محدث کی ضرورت ہی پس وجود محدث پر اسطرح سے یہ دلیل ہوگئی اور بعض نے کہا ہے کہ امتنان مقصود ہی نہین بلکہ عتاب ہی اور رزقا حسنا مین منت ہے پس آیت جامع ہی درمیان عتاب و منت کے یعنی ہمارا یہ انعام اور تم ایسی بیجا حرکت کرتے ہو اور شہد کے متعلق اختلاف ہی کہ یہ مونہ کی رطوبت ہی یا معدہ کی اگر قول اول ثابت ہی تو کلی کے معنے ہون گے لتقطی اور بطونہا سے مراد ہوگا افواہہا کیونکہ وہ بھی مشابہ بطن کے ہی اور اگر قول ثانی محقق ہی تو دونون لفظ اپنے ظاہری معنے پر رہین گے اور ہر حالت مین فیہ شفاء للناس باعتبار بعض امراض کے ہی رہی یہ بات کہ یہ خاصیت تو اکثر ادویہ مین ہے کہ بعض امراض کے لیے نافع ہی پھر عسل کی کیا تخصیص ہے وجہ اسکی یہ ہی مکھی شہد کی ایک زہری جانور ہی چنانچہ اس کے کاٹنے سے الم شدید کا ہونا اس کی ظاہر دلیل ہی پس معدن سم سے تریاق و شفا کا پیدا کرنا یہ قدرت عجیبہ ہے اور شہد کے الوان کا مختلف ہونا امر مشاہد ہے اور ارذل عمر ہر شخص مین باختلاف مزاج مختلف ہی **ربط** اوپر ذکر ہو چکا **بقیہ مضمون سابق** وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ ج فَمَا الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا بِرَآدِّيْ رِزْقِهِمْ عَلٰى مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ ط اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ۝ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً وَّرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ط اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ ۝ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَيْئًا وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ۝ فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا

اللغات قولہ حفدۃ فی القاموس مع معان اٰخر اولاد الاولاد ۱۲

النحو قولہ من الطیبات من تبعیضیۃ و ہذا ظاہر ۱۲

البلاغۃ قولہ مملوکا زادہ للدلالۃ علی تعیین معنے العبد دفعا للاشتراک لانہ یستعمل بمعنے عبد اللہ ایضا ۱۲

هَلْ يَسْتَوٗنَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ

کیا اس قسم کے شخص آپسمیں برابر ہوسکتے ہیں ساری تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے لایق ہیں بلکہ انمیں اکثر تو جانتے ہی نہیں اور اللہ تعالیٰ ایک اور مثال بیان فرماتے ہیں کہ دو شخص ہیں جنمیں ایک تو گونگا ہے کوئی کام نہیں کرسکتا

عَلٰى مَوْلٰىهُ ۙ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ ؕ هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ ۙ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ ۙ وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

ع ۱۰ / ۱۶

وہ اپنے مالک پر وبال جان ہے وہ اسکو جہاں بھیجتا ہے کوئی کام درست کرکے نہیں لاتا کیا یہ شخص اور ایسا شخص باہم برابر ہوسکتے ہیں جو اچھی باتوں کی تعلیم کرتا ہو اور خود بھی معتدل طریقہ پر ہو

هَلْ يَسْتَوٗنَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ ۙ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ ؕ هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ ۙ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ ۙ وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ اور (اثبات توحید کے ساتھ شرک کا قبح ایک باہمی معاملہ کے ضمن میں سنو کہ) اللہ تعالیٰ نے تم میں بعضوں کو بعضوں پر رزق (کے باب) میں فضیلت دی ہے (مثلاً کسی کو غنی اور غلاموں کا مالک بنایا کہ اُن کے ہاتھ سے اُن غلاموں کو بھی رزق پہونچتا ہے اور کسی کو غلام بنا دیا کہ اُسکو مالک ہی کے ہاتھ سے رزق پہونچتا ہے اور کسیکو نہ ایسا غنی بنایا کہ دوسرے غلاموں کو دے نہ غلام بنایا کہ اوسکو کسی مالک کے ہاتھ سے پہونچے) سو جن لوگوں کو رزق میں خاص، فضیلت دیگئی ہے (کہ اُن کے پاس مال بھی ہے اور غلام بھی ہیں) وہ (لوگ) اپنے حصہ کا مال اپنے غلاموں کو اسطرح کبھی دینے والے نہیں کہ وہ (مالک و مملوک) سب اوسمیں برابر ہوجاویں (کیونکہ اگر غلام رکھکر دیا تو مال انکی ملک ہی نہ ہوگا بلکہ بدستور یہی مالک رہیں گے اور اگر آزاد کرکے دیا مساوات ممکن ہے مگر وہ غلام نہ رہیں گے پس غلامی اور مساوات ممکن نہیں اسیطرح یہ بت وغیرہ جب باعتراف مشرکین خدا تعالیٰ کے مملوک ہیں تو باوجود مملوک ہونے کے معبود ہونے میں خدا کے مماثل کیسے ہوجاوینگے اسمیں شرک کی غایت تقبیح ہے کہ جب تمہارے غلام تمہارے شریک رزق نہیں ہوسکتے تو اللہ تعالیٰ کے غلام اُس کے شریک الوہیت کیسے ہوسکتے ہیں) کیا (یہ مضامین سنکر) پھر بھی، خدائے تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتے ہیں جس سے عقلاً یہ لازم آتا ہے کہ) خدا تعالیٰ کی نعمت کا (یعنی اسبات کا کہ خدا نے نعمت دی ہے) انکار کرتے ہیں (وجہ لزوم ظاہر ہے کیونکہ متفرد بالانعام کے لیے تفرد با لوہیت لازم ہے شرک سے لازم منتفی ہوگیا پس ملزوم بھی منتفی ہوگیا اور تفرد بالانعام اُس کے منعم ہونے کے لوازم سے ہے پس اسکا بھی انکار ہوگیا پس شرک مستلزم ہے انکار انعام منعم کو اور یہ فی نفسہ عقلاً قبیح ہے پس شرک کا قبح بعنوان دوسرے امر کے جسکا قبح مسلم ہے ظاہر ہوگیا) اور (منجملہ دلائل قدرت و وجوہ نعمت کے ایک بڑی نعمت اور دلیل قدرت اللہ تعالیٰ کی خود تمہارا وجود و بقاء شخصی و نوعی ہے کہ) اللہ تعالیٰ نے تم ہی میں سے (یعنی تمہاری جنس اور نوع سے) تمہارے لیے بیبیاں بنائیں اور (پھر) اُن بیبیوں سے تمہارے بیٹے اور پوتے پیدا کیے (کہ یہ بقاء نوعی ہے) اور تمکو اچھی اچھی چیزیں کھانے (پینے) کو دیں (کہ یہ بقاء شخصی ہے اور چونکہ بقاء موقوف ہے وجود پر اسمیں اُسکی طرف بھی اشارہ ہوگیا) کیا (یہ سب دلائل و نعم سنکر) پھر بھی بے بنیاد چیز پر (یعنی بتوں وغیرہ پر جنکے معبود ہونے کی کوئی دلیل نہیں بلکہ خلاف دلیل ہے) ایمان رکھیں گے اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کی ناشکری (و بیقدری) کرتے رہیں گے اور (مطلب اس ناشکری کا یہ ہے کہ) اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی عبادت کرتے رہیں گے جو ان کو نہ آسمان میں سے رزق پہونچانے کا اختیار رکھتی ہیں اور نہ زمین میں سے (یعنی نہ بارش کرنے کا ان کو اختیار ہے نہ زمین سے کوئی پیداوار کرنے کا) اور نہ (اختیار حاصل کرنے کی) قدرت رکھتے ہیں (اس کی نفی سے زیادہ مبالغہ ہوگیا کیونکہ بعض دفعہ دیکھا جاتا ہے کہ ایک شخص بالفعل تو با اختیار نہیں ہے لیکن جد و جہد سے اختیارات حاصل کرلیتا ہے اس لیے اسکی بھی نفی فرمادی) سو (جب شرک کا بطلان ثابت ہوگیا تو) تم اللہ تعالیٰ کے لیے مثالیں مت گھڑو (کہ اللہ تعالیٰ کی مثال بادشاہان دنیا کی سی ہے کہ ہر شخص اُن سے عرض حاجت نہیں کرسکتا اس لیے اُس کے نائب ہوتے ہیں کہ عوام اُن سے عرض حاجت کرتے ہیں پھر وہ سلاطین سے عرض کرتے ہیں کذا فی الکبیر ویوخذ من قولہ تعالیٰ مانعبدہم الا لیقربونا و ہؤلاء شفعاؤنا عند اللہ) اللہ تعالیٰ (خوب) جانتے ہیں (کہ ایسی مثالیں محض مہمل ہیں) اور تم (بوجہ عدم تدبر کے

ملحقات الترجمة

۵۱ قولہ فی ویعبدون مطلب اشارة الی انہ عطف تفسیر

وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

اور آسمانون اور زمین کی پوشیدہ باتین اللہ ہی کے ساتھ خاص ہین اور قیامت کا معاملہ بس ایسا ہوگا جیسے آنکھ جھپکنا بلکہ اس سے بھی جلدی بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتے ہین

وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ۙ وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ

اور اللہ تعالیٰ نے تمکو تمہاری ماؤن کے پیٹ سے اس حالت مین نکالا کہ تم کچھ بھی نہ جانتے تھے اور اُس نے تمکو کان دیے اور آنکھ اور دل تاکہ تم

تَشْكُرُوْنَ ۝ اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِيْ جَوِّ السَّمَآءِ ؕ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝

شکر کرو کیا لوگون نے پرندون کو نہین دیکھا کہ آسمان کے میدان مین مسخر ہو رہے ہین اُن کو کوئی نہین تھامتا بجز اللہ کے اس مین ایمان والے لوگون کے لئے چند دلیلین ہین

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْۢ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُيُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا

اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے واسطے تمہارے گھرون مین رہنے کی جگہہ بنائی اور تمہارے لیے جانورونکی کھال کے گھر بنائے جنکو تم اپنے

نہین جانتے (اس لیے جو چاہتے ہو بک ڈالتے ہو اور) اللہ تعالیٰ (شرک کے بطلان ظاہر کرنے کے لیے) ایک مثال بیان فرماتے ہین کہ (فرض کرو) ایک (تو) غلام ہے (کسیکا) مملوک کہ (اموال و تصرفات مین سے) کسی چیز کا (بلا اذن) اختیار نہین رکھتا اور (دوسرا) ایک شخص ہے جسکو ہم نے اپنے پاس سے خوب روزی دے رکھی تو وہ اوسمین سے پوشیدہ اور علانیہ (جسطرح جی چاہتا ہے جہان چاہتا ہے) خرچ کرتا ہے (اُسکو کوئی روکنے ٹوکنے والا نہین) کیا اُس قسم کے شخص آپسمین برابر ہو سکتے ہین (پس جب مالک مجازی و مملوک مجازی برابر نہین ہو سکتے تو مالک حقیقی و مملوک حقیقی تو کب برابر ہو سکتے ہین اور استحقاق عبادت موقوف ہے مساوات پر اور وہ منتفی ہے حقیقت مین) ساری تعریفین اللہ تعالیٰ ہی کے لیے لائق ہین (کیونکہ کامل الذات والصفات وہی ہین پس معبود بھی وہی ہو سکتا ہے مگر پھر بھی مشرکین غیر اللہ کی عبادت نہین چھوڑتے) بلکہ اُنمین اکثر تو (بوجہ عدم تدبر کے) جانتے ہی نہین اور اسیوجہ سے کہ عدم علم کا سبب عدم تدبر ہے معذور نہ ہونگے) اور اللہ تعالیٰ (اسکی توضیح کے لیے) ایک اور مثال بیان فرماتے ہین کہ (فرض کرو) دو شخص ہین جن مین ایک تو (علاوہ غلام ہونے کے) گونگا (بہرا بھی) ہے (اور بوجہ بہرے اندھے بیعقل ہونے کے) کوئی کام نہین کر سکتا اور (اسوجہ سے) وہ اپنے مالک پر ایک وبال جان ہے (کہ وہ مالک ہی اُس کے سارے کام کرتا ہے اور) وہ (مالک) اُس کو جہان بھیجتا ہے کوئی کام درست کر کے نہین لاتا (یعنی خود تو کیا کرتا دوسرون کی تعلیم سے بھی اُس سے کوئی کام درست نہین ہوتا سو) کیا یہ شخص اور ایسا شخص باہم برابر ہو سکتے ہین جو اچھی باتون کی تعلیم کرتا ہو (جس سے اسکا ناطق عاقل صاحب قوۃ علمیہ ہونا معلوم ہوتا ہے) اور خود بھی (ہر امر مین) معتدل طریقہ پر (چلتا) ہو (جس سے قوۃ عملیہ منتظمہ معلوم ہوتی ہے جب مخلوق مخلوق مین باوجود تشارک فی الماہیۃ والاوصاف الکلیۃ کے یہ تفاوت ہے تو کجا مخلوق و خالق۔ اور لایقدر کے ترجمہ مین بلا اذن کی قید سے فقہی شبہات مندفع ہوگئے اور کوئی وسوسہ مین نہ پڑے کہ شاید معبود غیر اللہ کو بھی اذن ہوگیا ہو۔ جواب یہ ہے کہ ربوبیت کے لیے کسی کو اذن نہین ہوا اور نہ ہو سکتا ہے) **ربط** تمہید آیات واللہ انزل الخ مین گذر چکا **تتمہ سابق** وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۷۷﴾ وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ۙ وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۸﴾ اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِيْ جَوِّ السَّمَآءِ ؕ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْۢ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُيُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا

اللغات اللمح النظر ۱۲ **قولہ** الطیر جمع طائر ۱۲ الجو الهواء المتباعد من الارض وقیل هو ما بین السماء والارض واضافته الی السماء لما انه فی جانبها من الناظر ۱۲ السکن جعل بمعنی المفعول ای ما یسکن فیه **قولہ** تستخفونها السبن للوجدان ۱۲ **النحو** **قولہ** من بیوتکم من بیانیۃ ۱۲ **البلاغۃ** **قولہ** او هو اقرب قال الفراء او بمعنی بل والثانی بین تشبیه فی السرعۃ بما هو غایۃ ما یتعارف الناس فی بابه وبین کونه فی الواقع اقرب من ذلک وهذا بناء علی ان الغرض من التشبیه بیان سرعته لا بیان مقدار زمان وقوعه وتحدیده کذا فی روح المعانی ۱۲

ملحقات الترجمہ

۱؎ قولہ فی حسنا خوب ای الکثیر وهذا معنی مجازی لانه فی الاصل ما یستحسنه الناس والمعروف ان الکثیر یستحسنونه

۲؎ قولہ فی یستوٗن اس قسم کے اشارہ الی ان المراد الصنفان لا الفردان ولذا اورد بصیغۃ الجمع دون التثنیۃ ۱۲

۳؎ قولہ تبل بل اکثرہم نہین چھوڑتے فظہر بہ توجیہ کلمۃ بل

۴؎ قولہ فی مثلا الثانی اور بقرینۃ العطف علی مثل

۵؎ قولہ فی احدهما ابکم علاوہ غلام ولبید قولہ تعالیٰ مولاہ فان الظاهر منه المالک وایضا لما اورد المثال الثانی لزیادۃ التوضیح ینبغی ان یراعی فیه ما روعی فی الاول مع شیء زائد ۱۲

۶؎ قولہ فی لایقدر بوجہ بہرے اندھے لان المتلی لا یظهر وجهه بدون اعتبار هذه الا صداق فاشار الی دخول کلها فی نفی القدرۃ وجعل تخصیص الابکم بالذکر لان المسابقۃ فائدۃ لان الغالب لافادۃ والاستفادۃ

يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ إِقَامَتِكُمْ ۙ وَمِنْ أَصْوَافِهَا وَأَوْبَارِهَا وَأَشْعَارِهَا أَثَاثًا وَمَتَاعًا إِلَىٰ حِينٍ ۝ وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُمْ

کوچ کے دن اور مقام کے دن ہلکا پاتے ہو اور اُن کے اُون اور اُن کے رؤون اور اُنکے بالون سے گھر کا سامان اور فائدے کی چیزین ایک مدت تک کیلیے بنائین اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے

مِّمَّا خَلَقَ ظِلَالًا وَجَعَلَ لَكُم مِّنَ الْجِبَالِ أَكْنَانًا وَجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيلَ تَقِيكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيلَ تَقِيكُم بَأْسَكُمْ ۚ

لیے اپنی بعض مخلوقات کے سایے بنائے اور تمہارے لیے پہاڑون مین پناہ کی جگہین بنائین اور تمہارے لیے ایسے کرتے بنائے جو گرمی سے تمہاری حفاظت کرین اور ایسے کرتے بنائے جو تمہاری لڑائی

كَذَٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُونَ ۝ فَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ۝ يَعْرِفُونَ

سے تمہاری حفاظت کرین اللہ تعالیٰ تم پر اسیطرح اپنی نعمتین پوری کرتا ہے تاکہ تم فرمانبردار رہو پھر اگر یہ لوگ اعراض کرین تو آپکے ذمے تو صاف صاف پہونچا دینا ہے وہ لوگ خدا کی

نِعْمَتَ اللَّهِ ثُمَّ يُنكِرُونَهَا وَأَكْثَرُهُمُ الْكَافِرُونَ ۝

نعمت کو پہچانتے ہین پھر اُس کے منکر ہوتے ہین اور زیادہ اُنمین ناسپاس ہین

ع ۱۱ / ۱۷

يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ إِقَامَتِكُمْ ۙ وَمِنْ أَصْوَافِهَا وَأَوْبَارِهَا وَأَشْعَارِهَا أَثَاثًا وَمَتَاعًا إِلَىٰ حِينٍ ﴿٨٠﴾ وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُم مِّمَّا خَلَقَ ظِلَالًا وَجَعَلَ لَكُم مِّنَ الْجِبَالِ أَكْنَانًا وَجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيلَ تَقِيكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيلَ تَقِيكُم بَأْسَكُمْ ۚ كَذَٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُونَ ﴿٨١﴾ فَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ﴿٨٢﴾ يَعْرِفُونَ نِعْمَتَ اللَّهِ ثُمَّ يُنكِرُونَهَا وَأَكْثَرُهُمُ الْكَافِرُونَ ﴿٨٣﴾ اور آسمانون اور زمین کی (تمام) پوشیدہ باتین (جو کسیکو معلوم نہین باعتبار علم کے) اللہ ہی کے ساتھ خاص ہین (پس صفت علم مین وہ کامل ہین) اور (قدرت مین ایسے کامل ہین کہ اُن غیوب مین سے جو ایک امر عظیم ہے) قیامت (اُس) کا معاملہ بس ایسا (جھٹ پٹ) ہوگا جیسے آنکھ جھپکنا بلکہ اس سے بھی جلدی (قیامت کے معاملہ سے مراد ہے مُردون مین جان پڑنا اور اُس کا جلدی ہونا ظاہر ہے کیونکہ آنکھ جھپکنا حرکت ہے اور حرکت زمانی ہوتی ہے اور جان پڑنا آنی ہے اور آنی ظاہر ہے کہ زمانی سے اسرع ہے اور اسپر تعجب نہ کیا جاوے کیونکہ) یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتے ہین (اور اثبات قدرت کے لیے تخصیص ساعۃ کی شاید اس وجہ سے کی ہو کہ وہ منجملہ غیوب خاصہ کے بھی ہے پس وہ علم اور قدرت دونون کی دلیل ہے قبل الوقوع تو علم کی اور بعد الوقوع قدرت کی) اور (منجملہ دلائل قدرت و وجوہ نعمت یہ امر ہے کہ) اللہ تعالیٰ نے تم کو تمہاری ماؤن کے پیٹ سے اس حالت مین نکالا کہ تم کچھ بھی نہ جانتے تھے (اس مرتبہ کا نام اصطلاح مین عقل ہیولانی ہے) اور اُس نے تم کو کان دیے اور آنکھ اور دل تاکہ تم شکر کرو (اور استدلال علی القدرت کے لیے) کیا لوگون نے پرندون کو نہین دیکھا کہ آسمان کے (تلے) میدان مین (قدرت کے) مسخر ہو رہے ہین (یعنی) اُن کو (اُس جگہہ) کوئی نہین تھامتا بجز اللہ کے (ورنہ اُن کے اجسام کا ثقیل ہونا اور ہوا معاوِق کا رقیق و لطیف ہونا طبعاً مقتضی اسکو ہے کہ نیچے گر پڑین اس لیے) اس (امر مذکور) مین ایمان والے لوگون کے لیے (قدرت الٰہیہ کی) چند دلیلین (موجود) ہین (چند نشانیان اس لیے فرمایا کہ طیور کو خاص وضع پر پیدا کرنا جس سے اڑنا ممکن ہو ایک دلیل ہے پھر جو کو ایسے طور پر پیدا کرنا جسمین اُڑنا ممکن ہو ایک دلیل ہے پھر بالفعل اوس طیران کا وقوع ایک دلیل ہے اور جتنے اسباب کو طیران مین دخل ہے جسکی وجہ سے ثقل جسم و رقۃ قوام معاوق کا اثر طبعی ظاہر نہین ہوا چونکہ وہ سب اللہ ہی کی پیدا کی ہوئی ہین پھر اُن اسباب پر مسبب یعنی طیران کا مرتب ہو جانا یہ بھی بہ مشیت الٰہی ہے اس لیے آیات الخ فرمایا گیا) اور (منجملہ وجوہ نعمت و دلائل قدرت یہ امر ہے کہ) اللہ تعالےٰ نے تمہارے واسطے (حالت حضر مین) تمہارے گھرون مین رہنے کی جگہہ بنائی اور (حالت سفر مین) تمہارے لیے جانورون کی کھال کے گھر (یعنی خیمے) بنائے

اللغات السوف للضنم الوبر للابل الشعر للمعز السربال القميص وكل ما يلبس كذا في القاموس ۱۲

وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِينَ كَفَرُوا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ ○ وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ

اور جسدن ہم ہر ہر امت میں سے ایک ایک گواہ قائم کرینگے پھر اُن کافرون کو اجازت نہ دیجاوے گی اور نہ اُنکو حقتعالیٰ کے راضی کرنیکی فرمایش کیجاوے گی اور جب ظالم لوگ عذاب کو دیکھینگے

فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ ○ وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ أَشْرَكُوا شُرَكَاءَهُمْ قَالُوا رَبَّنَا هَٰؤُلَاءِ شُرَكَاؤُنَا الَّذِينَ

تو وہ عذاب نہ اُنسے ہلکا کیا جاویگا اور نہ وہ کچھ مہلت دیے جاوینگے اور جب مشرک لوگ اپنے شریکون کو دیکھینگے تو کہینگے کہ اے ہمارے پروردگار وہ ہمارے شریک یہی ہین کہ

كُنَّا نَدْعُو مِنْ دُونِكَ فَأَلْقَوْا إِلَيْهِمُ الْقَوْلَ إِنَّكُمْ لَكَاذِبُونَ ○ وَأَلْقَوْا إِلَى اللَّهِ يَوْمَئِذٍ السَّلَمَ وَضَلَّ عَنْهُمْ

چھوڑکر ہم ان کو پوجا کرتے تھے سو وہ اُنکی طرف کلام کو متوجہ کرینگے کہ تم جھوٹے ہو اور یہ لوگ اُس روز اللہ کے سامنے اطاعت کی باتین کرنے لگینگے اور جو کچھ افترا

مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ○ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ زِدْنَاهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوا يُفْسِدُونَ ○

پردازیان کرتے تھے وہ سب گم ہوجاوینگی جو لوگ کفر کرتے تھے اور اللہ کی راہ سے روکتے تھے اُن کے لیے ہم ایک سزا پر دوسری سزا بمقابلہ اُن کے فساد کے بڑھادینگے

جن کو تم اپنے کوچ کے دن اور مقام (کرنے) کے دن ہلکا (پھلکا) پاتے ہو (اور اسوجہ سے اُس کا لادنا اور نصب کرنا سب سہل معلوم ہوتا ہے) اور اُن (جانورون) کے اُون اور اُن کے روؤن اور اُن کے بالون سے (تمھاری) گھر کا سامان اور فائدے کی چیزین ایک مدت تک کے لیے بنائین (مدت تک اسلیے فرمایا کہ عادةً یہ سامان بہ نسبت روئی کے کپڑون کے دیرپا ہوتا ہے) اور (منجملہ دلائل قدرت و وجوہ نعمت کے یہ ہی کہ) اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے اپنی بعضی مخلوقات کے سایے بنائے (جیسے درخت و مکانات وغیرہ) اور تمہارے لیے پہاڑون مین پناہ کی جگہین بنائین (یعنی غار وغیرہ جسمین گرمی سردی بارش موذی دشمن آدمی جانور سے محفوظ رہ سکتے ہو) اور تمھارے لیے ایسے کرتے بنائے جو گرمی سے تمہاری حفاظت کرین اور ایسے کرتے (بھی) بنائے جو تمہاری (آپس کی) لڑائی (مین زخم لگنے) سے تمہاری حفاظت کرین (مراد اس سے زرہین ہین) اللہ تعالیٰ تم پر اسیطرح (کی) اپنی نعمتین پوری کرتا ہی تاکہ تم (ان نعمتون کے شکریہ مین) فرمانبردار رہو (اور ہرچند کہ نعم مذکورہ مین بعض مصنوعات عباد بھی ہین مگر مادہ اور سلیقہ ترکیب تو اللہ ہی کا پیدا کیا ہوا ہے اس لیے منعم حقیقی وہی ہین) پھر (ان نعمتون کے بعد بھی) اگر یہ لوگ (ایمان سے) اعراض کرین تو (آپ غم نہ کرین آپ کا کوئی ضرر نہین کیونکہ) آپ کے ذمہ تو صرف صاف صاف پہونچا دینا ہی (اور اُن کے اعراض کی وجہ ان نعمتون کا نہ پہچاننا نہین ہی) وہ لوگ خدا کی نعمت کو (تو) پہچانتے ہین (مگر پہچانکر) پھر (برتاؤ مین) اُس کے منکر ہوتے ہین (جو کہ برتاؤ منعم کے ساتھ چاہیے تھا یعنی عبادت وہ دوسرے کے ساتھ کرتے ہین) اور زیادہ ایسے ہی ناسپاس ہین **ف** لاتعلمون شیئًا مین جو عقل ہیولانی کے مرتبہ مین مطلقًا نفی علم کی کی گئی ہی - اگر حکمار کے اس دعوے کی دلیل کے مقدمات سب تسلیم کرلیے جاوین کہ اُسوقت نفس کو اپنا علم حضوری ہوتا ہی تو اس شیئًا سے اسکی تخصیص بدلیل عقل ہوجاویگی ورنہ اپنے عموم پر رہیگا اور متاع کا مفہوم اثاث سے عام ہی کہ تجارت اور زینت وغیرہ سبکو شامل ہی اور یہان کرتون کی صفت مین گرمی کے بچاؤ کا ذکر فرمایا کیونکہ شروع سورت مین لکم فیہا دفء مین سردی کا بچاؤ مذکور ہوچکا ہی اور اکثر ممالک مین غالبًا سردیون مین پوستین اور اونی کپڑے کا استعمال اور گرمیون مین روئی کا استعمال اسکا مرجح ہوا کہ وہان سردی کے بچاؤ کا ذکر ہوا اور یہان گرمی کے بچاؤ کا **ربط** اوپر توحید اور نعمت کے ذکر مین کفار کا شرک اور انکار نعمت کا ذکر فرمایا تھا آگے اوس پر عذاب یوم قیامت کی وعید فرماتے ہین **وعید کفار بر کفر** وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِينَ كَفَرُوا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ ﴿٨٤﴾ وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ ﴿٨٥﴾ وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ أَشْرَكُوا شُرَكَاءَهُمْ قَالُوا رَبَّنَا هَٰؤُلَاءِ شُرَكَاؤُنَا الَّذِينَ كُنَّا نَدْعُو مِنْ دُونِكَ ۖ فَأَلْقَوْا إِلَيْهِمُ الْقَوْلَ إِنَّكُمْ لَكَاذِبُونَ ﴿٨٦﴾ وَأَلْقَوْا إِلَى اللَّهِ يَوْمَئِذٍ السَّلَمَ ۖ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿٨٧﴾ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ زِدْنَاهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوا يُفْسِدُونَ ﴿٨٨﴾

اللغات قولہ یستعتبون فی البیضاوی یسترضون من العتبی وہو الرضا ۱ | الحاشیۃ ای لایقال ارضوا ربکم اھ ۲

وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا عَلَيْهِم مِّنْ أَنفُسِهِمْ ۖ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيدًا عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ ۚ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ

جس دن ہم ہر ہر امت مین ایک ایک گواہ جو انکی ہی مین کا ہوگا اُن کے مقابلہ مین قائم کرین گے اور ان لوگون کے مقابلہ مین آپ کو گواہ بنا کر لائینگے اور ہم نے آپ پر قرآن اُتارا ہے

تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ ۝ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ

کہ تمام باتون کا بیان کرنیوالا ہے اور مسلمانون کے واسطے بڑی ہدایت اور بڑی رحمت اور خوشخبری سنانیوالا ہے بیشک اللہ تعالیٰ اعتدال اور احسان اور اہل قرابت کو دینے کا حکم فرماتے ہین

وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۝

اور کھلی برائی اور مطلق برائی اور ظلم کرنے سے منع فرماتے ہین اللہ تعالیٰ تمکو اسلیے نصیحت فرماتے ہین کہ تم نصیحت قبول کرو

اور (وہ دن یاد کرنے کے قابل ہے) جسدن ہم ہر ہر امت مین سے ایک ایک گواہ (کہ اُس اُمّت کا پیغمبر ہوگا) قائم کرین گے (جو اُن کے اعمال سیئہ کی شہادت دین گے) پھر اُن کافرون کو (عذر و معذرت کرنے کی) اجازت نہ دیجاویگی اور نہ اُن کو حقتعالیٰ کے راضی کرنے کی فرمایش کیجاویگی (یعنی اُن سے یون نکہا جاویگا کہ تم توبہ یا کوئی عمل کرکے اللہ کو خوش کرلو وجہ اُسکی ظاہر ہے کہ آخرت دار الجزاء ہے دار العمل نہین) اور جب ظالم (یعنی کافر) لوگ عذاب کو دیکھین گے (یعنی اُسمین پڑینگے) تو وہ عذاب نہ اُنسے ہلکا کیا جاویگا اور نہ وہ (اُسمین) کچھ مہلت دیے جاوینگے (کہ چند روز کے بعد وہ عذاب جاری کیا جاوے) اور جب مشرک لوگ اپنے شریکونکو (جنکو خدا کے سوا پوجتے تھے) دیکھین گے تو (بطور اقرار جرم کے) کہین گے کہ اے ہمارے پروردگار وہ ہمارے شریک یہی ہین کہ آپ کو چھوڑ کر ہم ان کی پوجا کرتے تھے سو وہ (شرکا ڈر) رین گے کہ کہین ہماری کمبختی نہ آجاوے اس لیے) وہ اُن کی طرف کلام کو متوجہ کرین گے کہ تم جھوٹے ہو (اصل مطلب اِن کا یہ ہوگا کہ ہمارا تمہارا کوئی تعلق نہین جس سے مقصود اپنی حفاظت ہے اب خواہ یہ مطلب اُن کا صحیح ہو جیسا اگر مقبولین مثل ملائکہ و انبیا علیہم السلام کے بات کہین تو صحیح ہے کقولہ تعالیٰ بل کانوا یعبدون الجن اور خواہ یہ غلط ہو جیسے خود شیاطین کہنے لگین اور خواہ اُن کو صحیح غلط ہونے کی خبر ہی نہو جیسے اگر اصنام و اشجار وغیرہ کہنے لگین) اور یہ (مشرک اور کافر) لوگ اُس روز اللہ کے سامنے اطاعت کی باتین کرنے لگین گے اور جو کچھ (دنیا مین) افترا پردازیان کرتے تھے (اُسوقت) وہ سب گم ہوجاوینگی (اور ان مین) جو لوگ (خود بھی) کفر کرتے تھے اور (دوسرون کو بھی) اللہ کی راہ (یعنی دین) سے روکتے تھے اُن کے لیے ہم ایک سزا پر (کہ کفر کے مقابلہ مین ہوگی) دوسری سزا بمقابلہ اُن کے فساد کے (کہ راہ خدا سے روکتے تھے) بڑھادین گے **ف** ایسے مضامین کی آیتین جابجا آچکی ہین اور ضروریات متعلقہ تفسیر اُن کی بیان ہوچکی ہین **ربط** اوپر بیان وعید مین شہادت انبیا علیہم السلام کو اپنی اپنی امت پر ذکر فرمایا تھا آگے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت اپنی اُمّت پر ذکر فرماتے ہین اور چونکہ یہ شہادت خواص انبیا علیہم السلام سے ہے اس حیثیت سے اس شہادت سے رسالت محمدیہ کا بھی اثبات ہوگیا اس لیے نزلنا علیک الخ مین اُس رسالت پر استدلال فرماتے ہین اور چونکہ اس جزو آیت مین قرآن کا تبیان اور ہدیٰ و رحمت ہونا مذکور ہے اس لیے آیت ان اللہ یامر الخ مین اس پر تنبیہ فرماتے ہین کیونکہ کسی کتاب کا ایسی تعالیم پر مشتمل ہونا صاف دلیل ہے اُسکے موصوف بہ اوصاف مذکورہ ہونیکی پس خلاصہ اِن آیتون کا اس تقریر پر یہ ہوا جو عنوان ذیل مین مذکور ہے **وعید متضمن رسالت و فضل قرآن** وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا عَلَيْهِم مِّنْ أَنفُسِهِمْ ۖ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيدًا عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ ۚ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ ۝ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۝ اور (وہ دن قابل یاد کرنے اور لوگون کے ڈرنے کے ہے) جس دن ہم ہر اُمّت مین ایک ایک گواہ جو اُن ہی مین کا ہوگا اُن کے مقابلہ مین قائم کرین گے (مراد اُس امت کا نبی ہے اور اُن ہی مین کا

ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ فی التمہید تنبیہ فرماتے ہین کذا فی الروح والدلیل علی ہذا الربط ما فیہ کذا اخرج احمد عن عثمان بن ابی العاص قال کنت عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جالسا اذ شخص بصرہ فقال اتانی جبریل فامرنی ان اضع ہذہ الآیۃ بہذا الموضع ان اللہ یامر الخ ا ھ

اللغات تبیان فی الاصل مصدر ،،

وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ

اور تم اللہ کے عہد کو پورا کرو جبکہ تم اسکو اپنے ذمہ کرلو اور قسموں کو بعد ان کے مستحکم کرنے کے مت توڑو اور تم اللہ تعالیٰ کو گواہ بھی بنا چکے ہو بیشک اللہ تعالیٰ

يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا ؕ تَتَّخِذُوْنَ اَيْمَانَكُمْ دَخَلًاۢ بَيْنَكُمْ اَنْ

کو معلوم ہے جو کچھ تم کرتے ہو اور تم اوس عورت کے مشابہ مت بنو جس نے اپنا سوت کاتے پیچھے بوٹی بوٹی کرکے نوچ ڈالا کہ تم اپنی قسموں کو آپس میں فساد ڈالنے کا ذریعہ بنانے لگو

تَكُوْنَ اُمَّةٌ هِيَ اَرْبٰى مِنْ اُمَّةٍ ؕ اِنَّمَا يَبْلُوْكُمُ اللّٰهُ بِهٖ ؕ وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝

محض اسوجہ سے کہ ایک گروہ دوسرے گروہ سے بڑھجاوے بس اس سے اللہ تعالیٰ تمھاری آزمایش کرتا ہے اور جن چیزوں میں تم اختلاف کرتے رہے قیامت کے دن ان سب کو تمھارے روبرو ظاہر کردیگا

ہونا عام ہے خواہ باعتبار شرکت نسب کے ہو خواہ باعتبار شرکت سکنے کے ہو) اور اِن لوگوں کے مقابلہ میں آپ کو گواہ بناکر لائیں گے اور (اس اخبار شہادت سے جو آپ کی رسالت کا اخبار مفہوم ہوتا ہے اُس کی دلیل یہ ہے کہ) ہم نے آپ پر قرآن اُتارا ہے جو (علاوہ معجز ہونے کے جو کہ مدار ہے اثبات رسالت کا ان خوبیوں کا جامع ہے) کہ تمام (دین کی) باتوں کا (بواسطہ یا بلاواسطہ عامہ ناس کے لیے) بیان کرنیوالا ہے اور (خاص) مسلمانوں کے واسطے بڑی ہدایت اور بڑی رحمت اور (ایمان پر) خوشخبری سنانیوالا ہے (اور قرآن کا اِن اوصاف کو جامع ہونا اس سے ظاہر ہے کہ) بیشک اللہ تعالیٰ (اس قرآن میں) اعتدال اور احسان اور اہل قرابت کو دینے کا حکم فرماتے ہیں اور کھُلی برائی اور مطلق برائی اور (کسی پر) ظلم (وزیادتی) کرنے سے منع فرماتے ہیں (اور ماموراتِ ومنہیات مذکورہ میں تمام اشیاء حسنہ وقبیحہ آگئیں پس اس جامعیت سے اسکا تبیان وغیرہ ہونا صاف ظاہر ہے اور) اللہ تعالیٰ تمکو (امور مذکورہ کی) اسلیے نصیحت فرماتے ہیں کہ تم نصیحت قبول کرو (اور عمل کرو کہ ہدی ورحمت وبشری ہونا اسکا اسی پر مرتب ہے) **ف** ماموارت میں اعتدال عام ہے قوۃ علمیہ وعملیہ کو اسمیں سارے عقائد واعمال ظاہرہ باطنہ غرض تمام شرائع داخل ہوگئے پھر اُنمیں سے احسان بوجہ اسکے کہ اُسکا نفع متعدی الی الغیر ہے ذکر کے ساتھ خاص کیا گیا پھر احسانوں میں سے احسان الی ذوی القربیٰ اور زیادہ فضیلت و اہمیت رکھتا ہے اس لیے اُسکے بعد اسکو لائے اور اسیطرح منہیات میں منکر عام ہے تمام اُمور خلاف شریعت کو پھر اسمیں فحشا کو بوجہ زیادہ قباحت کے مخصوص بالذکر فرمایا اور اشدیت کی وجہ سے مقدم فرمایا اسیطرح اُن اُمور منکرہ میں سے بغی بوجہ اس کے کہ اُسکا ضرر متعدی الی الغیر ہے مخصوص بالذکر کیا گیا پس اسطرح سے اسمیں تمام اُمور حسنہ وقبیحہ داخل ہوگئے اور لکل شیٔ سے مراد دین کی باتیں اور تبیان سے مراد عام بواسطہ وبلا واسطہ لینے سے یہ اشکال دفع ہوگیا کہ اسمیں دنیا کی باتیں کہاں ہیں بلکہ دین کی سب باتیں کہاں ہیں وجہ رفع اشکال کی ظاہر ہے کہ دنیا کی باتیں تو مراد ہی نہیں اور دین کی باتیں بعضی سنت واجماع وقیاس سے ثابت ہیں اور ان تینوں کا حجت ہونا قرآن سے ثابت پس اُمور ثابتہ بہذہ الدلائل بھی بواسطہ قرآن سے ثابت ہیں **ربط** اوپر امر بالعدل میں تمام شرائع کا حکم تھا آگے اُنمیں سے ایک خاص امر یعنی وفاء عہد کا نہایت اہتمام سے حکم ہے اور وجہ اوسکی تخصیص کی علاوہ اُسکے فی نفسہ مہتم بالشان ہونیکے شاید یہ بھی ہو کہ ابتداء اسلام میں عہد کے ایفا اور نقض کا اسلام پر ایک خاص اثر تھا کہ اسلام پر باقی رہنا یہ بھی ایک فرد تھی وفاء عہد کی نیز صلح جنگ میں مدار اعتبار یہی تھا نیز اس سے اسلام لانیوالونکو اپنے حقوق شخصی وجمہوری کے باب میں پورا اطمینان ہوتا تھا جو قوت وترقی اسلام کا سبب تھا اسیطرح نقض میں اس کے برعکس مفاسد مرتب ہوتے تھے جسکا ضرر اسلام کو پہونچتا تھا اسوجہ سے یہ مضمون قابل اہتمام ہوا امر بالفاء عہد وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۹۱﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا ؕ تَتَّخِذُوْنَ اَيْمَانَكُمْ دَخَلًاۢ بَيْنَكُمْ اَنْ تَكُوْنَ اُمَّةٌ هِيَ اَرْبٰى مِنْ اُمَّةٍ ؕ اِنَّمَا يَبْلُوْكُمُ اللّٰهُ بِهٖ ؕ وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۹۲﴾

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ فی ھدی بڑی افادہ التنوین والمراد بہ مع ہذا القید الایصال الی المطلوب فانہ اعظم معنی الہدٰی فافہم ۱۲

اللغات انکاثا جمع نکث بکسر النون وھو ما ینکث فتلہ الدخل ای دخل الشئ ولم یکن منہ تم کنی بہ عن الفساد ای وسیلۃ للغدر والفساد ۱۲

الروایات فی الدر المنثور اخرج ابن جریر عن عبداللہ بن کثیر فی قولہ ولا تکونوا کالتی نقضت غزلہا قال خرقا کانت بمکۃ تنقضہ ابدا بعدما تبرمہ ۱۲

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَلَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

اور اگر اللہ تعالی کو منظور ہوتا تو تم سب کو ایک ہی طریقہ کا بنا دیتے لیکن جسکو چاہتے ہین بیراہ کر دیتے ہین اور جسکو چاہتے ہین راہ پر ڈال دیتے ہین اور تم سے تمہارے سب اعمال کی ضرور باز پرس ہوگی

وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اَيْمَانَكُمْ دَخَلًاۢ بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌۢ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا وَتَذُوْقُوا السُّوْٓءَ بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ

اور تم اپنی قسمون کو آپس مین فساد ڈالنے کا ذریعہ مت بناؤ کبھی کسی اور کا قدم جمنے کے بعد نہ پھسل جاوے پھر تم کو اس سبب سے کہ تم راہ خدا سے مانع ہوئے تکلیف بھگتنا پڑے۔

وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

اور تم کو بڑا عذاب ہوگا اور تم لوگ عہد خداوندی کے عوض مین تھوڑا سا فائدہ مت حاصل کرو بس اللہ کے پاس کی جو چیز ہی وہ تمھارے لیئے بدرجہا بہتر ہی اگر تم سمجھنا چاہو

مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ؕ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

اور جو کچھ تمہارے پاس ہی وہ ختم ہوجاویگا اور جو کچھ اللہ کے پاس ہی وہ دائم رہیگا اور جو لوگ ثابت قدم ہین ہم اُن کے اچھے کامون کے عوض مین انکا اجر انکو ضرور دینگے۔

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَلَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اَيْمَانَكُمْ دَخَلًاۢ بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌۢ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا وَتَذُوْقُوا السُّوْٓءَ بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۹۴﴾ وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۵﴾ مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ؕ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾ اور تم اللہ کے عہد کو (یعنی جس عہد کے پورا کرنیکا شرعاً حکم ہی اُس کو) پورا کرو (اس سے وہ نکل گیا جو خلاف شرع عہد ہوا اور باقی سب عہود مشروعہ خواہ متعلق حقوق اللہ کے ہون یا متعلق حقوق العباد کے ہون اسمین داخل ہوگئے) جبکہ تم اسکو (تخصیصاً یا تعمیماً) اپنے ذمہ کرلو (تخصیصاً یہ کہ تصریحاً اسکا التزام کرلیا تعمیماً یہ کہ ایمان لائے تو تمام احکام واجبہ کا التزام اُس کے ضمن مین ہوگیا) اور (بالخصوص جن عہود مین قسم بھی کھائی ہو وہ زیادہ قابل اہتمام ہین سو اُنمین) قسمون کو بعد اُن کے مستحکم کرنے کے (کہ اللہ کا نام لینے سے مستحکم ہوجاتی ہین) مت توڑو اور تم (اُن قسمون کی وجہ سے اُن عہود مین) اللہ تعالی کو گواہ بھی بنا چکے ہو (یہ قیدین بعد توکیدہا اور قد جعلتم واقعی ہین مقتضی للوفا پر تنبیہ کے لیے اِن کی تصریح کی گئی) بیشک اللہ تعالی کو معلوم ہی جو کچھ تم کرتے ہو (خواہ وفا یا نقض پس اُسی کے موافق تمکو جزا و سزا دیگا) اور تم (نقض عہد کرکے) اُس (دیوانی مکہ مین رہنے والی) عورت کے مشابہ مت بنو جس نے اپنا سوت کاتے پیچھے بوٹی بوٹی کرکے نوچ ڈالا کہ (اُسکی طرح تم دبھی) اپنی قسمون کو (بعد درستی کے توڑکر انکو) آپس مین فساد ڈالنے کا ذریعہ بنانے لگو (کیونکہ قسم وعہد توڑنے سے موافقین کو بے اعتباری اور مخالفین کو برانگیختگی پیدا ہوتی ہی اور یہ اصل ہے فساد کی اور توڑنا بھی) محض اسوجہ سے کہ ایک گروہ دوسرے گروہ سے (کثرت یا ثروت مین) بڑھ جاوے (یعنی مثلاً کفار کے دو گروہ ہون مین باہم مخالفت ہو اور تمھاری ایک سے صلح ہو جاوے پھر دوسری طرف پلّہ جھکتا ہوا دیکھکر اس گروہ مصالح سے غدر کرکے دوسرے گروہ سے سازش کرلے یا مثلاً کوئی مسلمان ہوکر مسلمانون مین شامل ہوا اور پھر کافرون کی طرف زور دیکھا تو عہد اسلام کو توڑکر مرتد ہوجاوے اور یہ جو ایک گروہ دوسرے سے بڑھا ہوا ہوتا ہے یا دوسری کسی جماعت کے شامل ہوجانے سے بڑھجانا ہی تو) بس اس (زائد ہونے) سے اللہ تعالی تمھاری آزمایش کرتا ہی (کہ دیکھین وفاء عہد کرتے ہو یا جُھکتا پلّہ دیکھکر ادھر ڈھل جاتے ہین) اور جن چیزون مین تم اختلاف کرتے رہی (اور مختلف راہین چلتے رہی) قیامت کے دن اُن سب (کی حقیقت) کو تمھارے سامنے (عملاً) ظاہر کردیگا (کہ حق والون کو جزا اور باطل والون کو سزا ہوجاویگی آگے اس اختلاف کی حکمت بطور جملہ معترضہ کے اجمالاً بیان فرماتے ہین) اور (ہرچند کہ اللہ تعالی کو یہ بھی قدرت تھی کہ اختلاف نہونے دیتے چنانچہ) اگر اللہ تعالی کو منظور ہوتا تو تم سب کو ایک ہی طریقہ کا بنا دیتے لیکن (بمقتضاے حکمت جسکی تفصیل وتعیین یہان ضروری نہین) جسکو چاہتے ہین بیراہ کردیتے ہین اور جس کو چاہتی ہین راہ پر ڈال دیتی ہین (چنانچہ منجملہ

ملحقات الترجمة

لے قوله فی کفیلا کگواہ کما فی الروح ای شاہدا رقیبا فان الکفیل مراع لحال المکفول بہ رقیب علیہ والعلاقۃ للمجاز اللزوم ۱۲ کے قوله فی غزلها سوت ونحوہ کاتنے وجہہ ظاہر ۱۲ سے قوله فی انکاثا بوٹی بوٹی کرکے اشارۃ الی انہ حال من غزلہا ۱۲ کے قوله فی تتخذون الاول کہ اسکی اشارۃ الی انہ حال من فاعل لا تکونوا ۱۲ ھے قوله فی ان تکون محض اسوجہ سے اشارۃ الی تعلقہ بتقدیر اللام تتخذون ۱۲ لے قوله فی یبلوکم اللہ اس زائد ہونے فالضمیر المجرور راجع الی کون الامۃ اربی والکون مذکر ۱۲ کے قوله فی تختلفون مختلف راہین اشارۃ الی کون الاختلاف اعم من القولی والفعلی والاعتقادی ۱۲

البلاغة قوله قدم افردہ ایذانا بانہ لو زلت قدم واحدۃ لکفی فی الاضرار فکیف بما اذا زلت اقدام ۱۲

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا

جو شخص کوئی نیک کام کریگا خواہ وہ مرد ہو یا عورت ہو بشرطیکہ صاحب ایمان ہو تو ہم اس شخص کو بالطف زندگی دینگے اور ان کے اچھے کاموں کے عوض میں انکا اجر دینگے

يَعْمَلُوْنَ ۝ فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ

تو جب آپ قرآن پڑھنا چاہیں تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کریں یقیناً اس کا قابو ان لوگوں پر نہیں چلتا جو ایمان

اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ ۝

رکھتے ہیں اور اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں بس اسکا قابو تو صرف ان ہی لوگوں پر چلتا ہے جو اس سے تعلق رکھتے ہیں اور ان لوگوں پر جو کہ اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں

ع ۱۳ / ۱۹

ہدایت کے وفائے عہد اور منجملہ ضلالت کے نقض عہد بھی ہے) اور (یہ نہ سمجھنا کہ جیسے دنیا میں گمراہوں کو پوری سزا نہیں ہوتی ایسے ہی آخرت میں مطلق العنان رہیں گے ہرگز نہیں بلکہ قیامت میں، تم سے تمہارے سب اعمال کی ضرور بازپرس ہوگی اور (جیسا نقض عہد و قسم سے حسی ضرر ہوتا ہے جسکا اوپر بیان تھا اسیطرح اس سے معنوی ضرر بھی ہوتا ہے آگے اسکا ذکر ہے یعنی) تم اپنی قسموں کو آپس میں فساد ڈالنے کا ذریعہ مت بناؤ (یعنی قسموں اور عہدوں کو مت توڑو کبھی (اسکو دیکھکر) کسی اور کا قدم جمنے کے بعد نہ پھسل جاوے (یعنی دوسرے بھی تمہاری تقلید کریں اور عہد شکنی کرنے لگیں) پھر تم کو اس سبب سے کہ تم (دوسروں کے لیے) راہ خدا سے مانع ہوئے تکلیف بھگتنا پڑے (کیونکہ وفائے عہد راہ خدا ہے تم اس کے نقض کے سبب بن گئے اور یہی ہے وہ معنوی ضرر کہ دوسروں کو بھی ناقض عہد بنایا) اور (وہ تکلیف یہ ہوگی کہ اس حالت میں) تمکو بڑا عذاب ہوگا اور (جسطرح گروہ غالب میں شامل ہوکر جاہ حاصل کرنے کی غرض سے نقض عہد ممنوع ہے جسکا اوپر ذکر ہوا اسیطرح تحصیل مال کی غرض سے جو نقض ہو اسکی ممانعت فرماتے ہیں کہ) اور تم لوگ عہد خداوندی کے عوض میں (دنیا کا) تھوڑا سا فائدہ مت حاصل کرو (عہد اللہ کے معنی تو شروع آیت میں معلوم ہوئے اور ثمن قلیل سے مراد دنیا ہے کہ باوجود کثیر ہونے کے بھی قلیل ہی ہے چنانچہ خود فرماتے ہیں کہ) پس اللہ کے پاس کی جو چیز ہے (یعنی ذخیرۂ آخرت) وہ تمہارے لیے (متاع دنیوی سے) بدرجہا بہتر ہے اگر تم سمجھنا چاہو (پس متاع آخرت کثیر ہوئی اور متاع دنیوی قلیل) اور (علاوہ تفاوت قلیل و کثیر کے دوسرا تفاوت فنا و بقا کا بھی ہے چنانچہ) جو کچھ تمہارے پاس (دنیا میں) ہے وہ ایک روز ختم ہو جاویگا (خواہ زوال ... یا موت سے) اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ دائم رہے گا اور جو لوگ (وفائے عہد وغیرہ احکام دین پر) ثابت قدم ہیں ہم ان کے اچھے کاموں کے عوض میں انکا اجر (کہ وہی نعمت باقیہ مذکورہ ہے) ان کو ضرور دینگے (پس وفائے عہد کر کے دولت کثیرہ غیر فانیہ کو حاصل کرو اور قلیل فانی کے لیے نقض عہد مت کرو) **ربط** اوپر عمل خاص یعنی ایفاء عہد کا اجر اور فضل اور نقض عہد کی مذمت فرمائی تھی آگے آیت من عمل الخ میں اعمال صالحہ اور عامل صالح کی تعمیم کہ خواہ کوئی عمل صالح ہو اور خواہ عامل مذکر یا مؤنث کوئی ہو مذکور ہے اور چونکہ نقض عہد اور اسیطرح جمیع اعمال غیر صالحہ کا سبب اغواء شیطان ہے اس لیے اس کے بعد آیت فاذا قرأت الخ میں اس کے شر سے بچنے کا طریق ارشاد فرماتے ہیں **فضیلت اعمال خیر** مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ **حفاظت از داعی اعمال شر** فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ ۝ (اور کچھ اجر و ثواب وفاء عہد ہی میں منحصر نہیں اور نہ کسی عامل کی تخصیص ہے بلکہ قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ) جو شخص کوئی نیک کام کریگا خواہ وہ مرد ہو یا عورت ہو بشرطیکہ صاحب ایمان ہو (کیونکہ کافر کے اعمال صالحہ مقبول نہیں) تو ہم اس شخص کو (دنیا میں تو) بالطف زندگی دینگے اور (آخرت میں) انکے اچھے کاموں کے عوض میں انکا اجر دینگے (اور جب عمل صالح کی فضیلت معلوم ہوئی اور اسمیں کبھی کبھی شیطان کھنڈت ڈالا کرتا ہے چنانچہ کبھی وفائے عہد کے باب میں اغوا کرتا ہے کبھی دوسرے عمل صالح مثل قرات قرآن کے باب میں اغوا کرتا ہے) تو (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ اور آپکے واسطے سے اور مخاطب سن لیں کہ) جب آپ (کیسا ہی نیک کام

ملخصات الترجمہ

۱۔ قولہ فی وھو مؤمن الیہ ... شارۃ الی انہ حال ۱۲

وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ ۙ وَّاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ قُلْ نَزَّلَهٗ

اور جب ہم کسی آیت کو بجاے دوسری آیت کے بدلتے ہین اور حالانکہ اللہ تعالی جو حکم بھیجتا ہی اسکو وہی خوب جانتا ہی تو یہ لوگ کہتے ہین کہ آپ افترا کرنیوالے ہین بلکہ انہین مین اکثر لوگ جاہل ہین۔ آپ فرما دیجیے کہ اسکو

رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ۝ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ

روح القدس آپ کے رب کیطرف سے حکمت کے موافق لائے ہین تاکہ ایمان والون کو ثابت قدم رکھے اور ان مسلمانون کے لیے ہدایت اور خوشخبری ہوجاوے اور ہمکو معلوم ہے کہ یہ لوگ یہ بھی کہتے ہین

اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ۭ لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۙ

کہ انکو تو آدمی سکھلا جاتا ہی جس شخص کیطرف اسکی نسبت کرتے ہین اسکی زبان تو عجمی ہی اور یہ قرآن صاف عربی ہے جو لوگ اللہ کی آیتون پر ایمان نہین لاتے انکو اللہ تعالی

لَا يَهْدِيْهِمُ اللّٰهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ اِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۚ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ۝

کبھی راہ پر نہ لاوین گے اور انکے لیے دردناک سزا ہوگی بس جھوٹ افترا کرنے والے تو یہی لوگ ہین جو اللہ کی آیتون پر ایمان نہین رکھتے اور یہ لوگ ہین پورے جھوٹے

کام کرنا چاہین حتی کہ) قرآن پڑھنا چاہین تو شیطان مردود (کے شر) سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کرین (یعنی دل سے خدا پر نظر رکھنا کہ حقیقت استعاذہ کی ہے اصلی واجب ہی اور زبان سے بھی کہہ لینا قراءت مین مسنون ہی اور ہم پناہ مانگنے کا جسکا حاصل خدا پر نظر رکھنا ہی اس لیے حکم کرتے ہین کہ) یقیناً اس کا قابو اُن لوگون پر نہین چلتا (یعنی اسکا وسوسہ انپر مؤثر نہین ہوتا) جو ایمان رکھتے ہین اور اپنے رب پر (دل سے) بھروسہ رکھتے ہین بس اُسکا قابو تو صرف انہی لوگون پر چلتا ہی جو اُس سے تعلق رکھتے ہین (اور اسکی مخالفت کا قصد نہین کرتے اسی لیے اللہ پر انکی نظر اور بھروسہ نہین کیونکہ بھروسہ کا عزم تو قصد مخالفت کے وقت کرتا) اور اُن لوگون پر (قابو چلتا ہی) جو کہ اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہین (پس مشرکون مقابل آمنوا کے ہی اور نیز لونہ مقابل توکلون کے) **ف** حیوٰۃ طیبہ سے یہ مراد نہین کہ اسکو فقر یا مرض کبھی نہوگا بلکہ مطلب یہ ہی کہ اطاعت کی برکت سے اُسکے قلب مین ایسا نور پیدا ہوگا جس سے وہ ہر حال مین شاکر و صابر اور رضا و تسلیم سے رہیگا اور اصل جمعیت کی یہی رضا ہی اور استعاذہ مین قرآن کی تخصیص مین یہ نکتہ ہی کہ قرآن کے شان ہی لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ جس سے معلوم ہوتا ہی کہ بہ نسبت دوسرے اعمال کے اسمین شیطانی تصرف و وسوسہ کم ہوتا ہی اسی لیے مشہور ہی ع دیو بگریزد ازان قوم کہ قرآن خوانند ؎ اور بعض بعض آیات اور سورتون مین بالتخصیص بھی فرار شیطان کی تاثیر منقول ہی پس اس تخصیص مین نہایت مبالغہ ہوگیا کہ جب ایسے عمل مین بھی استعاذہ کا حکم ہی تو اور اعمال صالحہ مین تو بدرجۂ اولی ضروری ہی اور استعاذہ سے جو اصل مقصود ہی تو کل اسکے اعتبار سے امر اپنے حقیقی معنے وجوب پر باقی ہی اور قابو کی نفی و اثبات کا حاصل گناہ کا صادر کرنا یا نہ کرا سکنا ہی فقط **ربط** اوپر منجملہ اصول کے توحید کا اور پھر ضمن اثبات رسالت مین اجمالاً کل فروع کا اور تفصیلاً بعض فروع کا مضمون مذکور تھا آگے دوسری اصل یعنی رسالت کے متعلق مخالفین کے شبہات کا جواب مع وعید کے مذکور ہی **جواب**

شبہات بر نبوت مع تہدید وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ ۙ وَّاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ۝ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ۭ لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۙ لَا يَهْدِيْهِمُ اللّٰهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ اِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۚ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ۝

اور جب ہم کسی آیت کو بجاے دوسری آیت کے بدلتے ہین (یعنی

ملحقات الترجمہ
۱۔ قولہ فی اذ قرأت ... واردہ ...

اللغات قولہ یلحدون میلون قولہم عن الاستقامۃ الیہ ای ینسبون التعلم الیہ
النحو قولہ ہدی وبشری معطوفان علی محل لیثبت ای تثبیتا وہدایۃ الخ کذا فی البیضاوی
البلاغۃ قولہ من ربک فی الروح فی اضافۃ الرب الی ضمیرہ صلی اللہ علیہ وسلم من الدلالۃ علی تحقیق افاضۃ آثار الربوبیۃ علیہ علیہ الصلوۃ والسلام مالیس فی اضافتہ

الی یاء المتکلم المنبئۃ عن التلقین المحض کما فی ارشاد العقل السلیم وکانہ اعتناء بامر ہذہ الدلالۃ لم یقل من بکم علی ان فی ترک خطابہم من حط قدرہم ما فیہ الخ قولہ للمسلمین فیہ وضع المظہر موضع المضمر والعدول من ضمیرہم او من المؤمنین لمدحہم بکلا العنوانین قولہ تشرفی الروح وانما لم یصرح باسم من زعموا مع انہ ادخل فی ظہور کذبہم للایذان بان مدار خطائہم لیس نسبتہ صلی اللہ علیہ وسلم الی التعلم من شخص معین بل

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ

جو شخص ایمان لائے پیچھے اللہ کے ساتھ کفر کرے مگر جس شخص پر زبردستی کیجاوے بشرطیکہ اس کا قلب ایمان پر مطمئن ہو لیکن ہاں جو جی کھول کر کفر کرے تو ایسے لوگوں پر

غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ

اللہ تعالیٰ کا غضب ہوگا اور انکو بڑی سزا ہوگی یہ اس سبب سے ہوگا کہ انہوں نے دنیوی زندگی کو آخرت کے مقابلہ میں عزیز رکھا

ایک آیت کو لفظاً یا معنیً منسوخ کرکے اسکی جگہ دوسرا حکم بھیجدیتے ہیں) اور حالانکہ اللہ تعالیٰ جو حکم (اولاً یا ثانیاً) بھیجتا ہے اُس (کی مصلحت) کو وہی خوب جانتا ہے (کہ باعتبار حالت مکلفین کے اول اور مصلحت تھی پھر اور مصلحت ہوگئی) تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ (نعوذ باللہ) آپ (خدا پر) افترا کرنے والے ہیں (کہ اپنے کلام کو اللہ کی طرف نسبت کردیتے ہیں ورنہ احکام خداوندی میں نسخ کیوں ہوتا غرض وہ لوگ نسخ کو مستلزم نفی کلام اللہ کہتے ہیں گو عدم نسخ کو مستلزم ثبوت کلام اللہ نہ مانتے تھے اللہ تعالیٰ جواب دیتے ہیں کہ آپ مفتری نہیں ہیں) بلکہ اُن ہی میں اکثر لوگ جاہل ہیں (کہ نسخ کو ملزوم اور نفی کلام اللہ کو لازم بلا دلیل مانتے ہیں) آپ (جواب میں) فرما دیجیے کہ (یہ کلام میرا بنایا ہوا نہیں بلکہ) اسکو روح القدس (یعنی جبریل علیہ السلام) آپ کے رب کی طرف سے حکمت کے موافق لائے ہیں (پس یہ اللہ کا کلام ہے اور تبدیل احکام بوجہ حکمت کے ہے اور یہ کلام اس لیے بھیجا گیا ہے) تاکہ ایمان والوں کو (ایمان پر) ثابت قدم رکھے اور اُن مسلمانوں کے لیے ہدایت اور خوشخبری (کا ذریعہ) ہوجاوے (اس غایت کے بڑھانے سے تعریض ہوگئی کہ ایسی نافع چیز سے یہ مخالفین منتفع نہیں ہوتے) اور ہم کو معلوم ہے کہ یہ لوگ (دوسری بات) یہ بھی کہتے ہیں کہ انکو تو آدمی سکھلا جاتا ہے (مراد اس سے ایک عجمی ورومی نصرانی غلام یا لوہار ہے جسکا نام بلعام یا مقیس تھا وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں جی لگا کر سنتا تو حضور کبھی اسکے پاس جا بیٹھتے اور انجیل وغیرہ کچھ جانتا تھا تو کافروں نے یہ ایک بات نکالی کہ حضور کو یہ سکھلا دیتا ہے کذا فی الدر المنثور اللہ تعالیٰ جواب دیتے ہیں کہ قرآن مجید تو مجموعہ لفظ و معنیٰ کا نام ہے سو اگر معنیٰ کی جزالت خارقہ کے ادراک کی تم کو تمیز نہیں تو الفاظ کی بلاغت خارقہ کو سمجھ سکتے ہو پس اگر فرض کرلیا جاوے کہ مضامین وہ شخص سکھلا دیتا ہے تو یہ تو سوچو کہ یہ الفاظ کہاں سے آگئے کیونکہ) جس شخص کیطرف اس کی نسبت کرتے ہیں اسکی زبان تو عجمی ہے اور یہ قرآن صاف عربی ہے (اور عربی بھی ایسی کہ بلغاء عرب اُسکے معارضہ سے عاجز آگئے تو بیچارہ عجمی کب ایسی عبارت بنا سکتا ہے پھر کیسے احتمال ہوسکتا ہے کہ وہ شخص آپ کو قرآن سکھلاتا ہو اور یہ احتمال کہ وہ مضامین سکھلا دیتا ہو اور آپ اپنے الفاظ میں ادا کردیتے ہوں پہلے سے مدفوع ہے کیونکہ آپ کی بھی ایسی زبان نہ تھی پھر دوسرے بلغاء اس سے کیوں عاجز ہوگئے اس مقام پر صرف تہمت تعلیم کا رفع کرنا ہے سو تقریر مذکورہ بالا اوس کے لیے کافی ہے آگے اُن کے لیے تہدید ہے کہ) جو لوگ اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں لاتے (جیسے یہ لوگ آیات قرآنیہ کے منکر ہیں) اُن کو اللہ تعالیٰ کبھی راہ پر نہ لاویں گے اور اُن کے لیے دردناک سزا ہوگی (اور یہ جو نعوذ باللہ آپ کو مفتری کہتے ہیں سو) بس جھوٹ افترا کرنیوالے تو یہی لوگ ہیں جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں رکھتے (چنانچہ نبی کو مفتری کہنا کتنا بڑا افترا ہے) اور یہ لوگ ہیں پورے جھوٹے (کیونکہ خلق پر جھوٹ لگانے سے خالق پر جھوٹ باندھنا اشد ہے جب کلام اللہ کا انکار کیا تو خدا پر جھوٹ باندھا کہ اُنکی کہی ہوئی بات کو یوں کہا کہ نہیں کہی) **ف** اور اعجمی کا اطلاق احیاناً غیر واضح و غیر مفہوم کلام پر بھی آتا ہے گو عربی ہو آیت میں یہ معنے بھی ہوسکتے ہیں کہ اُس شخص کی تقریر خود کافی و وافی نہیں **الخ ربط** اوپر کفار منکرین توحید و رسالت کے حق میں وعیدیں مذکور ہوئی ہیں آگے خاص اُنکی وعید جو ایمان لاکر کافر ہوجاویں من کفر باللہ میں اور اُس سے مکرہ کا استثنا الا من اکرہ میں مذکور ہے **وعید مرتدین واستثناء مکرہین** مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ فی بما ینزل مصلحت اشارۃ الی تقدیر المضاف الی الموصول ای اعلم مصلحۃ ما ینزل ۱۲

۲ قولہ فی الکاذبون پورے کذا فی البیضاوی

الروایات فی الدر المنثور باسانید کثیرۃ نزول الآیۃ فی عمار کرم خم جاء و سال ۱۲

وَاَنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْكٰفِرِیْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ

اور اس سبب سے ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ایسے کافر لوگوں کو ہدایت نہیں کیا کرتا — یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر اور کانوں پر اور آنکھوں پر مہر لگا دی ہے

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ۝ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِیْنَ هَاجَرُوْا

اور یہ لوگ بالکل غافل ہیں — لازمی بات ہے کہ آخرت میں یہ لوگ بالکل گھاٹے میں رہیں گے — پھر بیشک آپ کا رب ایسے لوگوں کے لیے

مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَصَبَرُوْٓا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ ع

کہ جنہوں نے مبتلائے کفر ہونے کے بعد ہجرت کی پھر جہاد کیا اور قائم رہے — تو آپ کا رب ان کے بعد بڑی مغفرت کرنے والا بڑی رحمت کرنیوالا ہے

وَاَنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْكٰفِرِیْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ۝ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ جو شخص ایمان لائے پیچھے اللہ کے ساتھ کفر کرے (اسمیں کفر بارسول بھی داخل ہے) مگر جس شخص پر (کافروں کی طرف سے) زبردستی کیجاے (کہ اگر تو کفر کا فلانا کلام یا فلانا کام نہ کرے گا تو تجھکو قتل کر دین گے مثلاً) بشرطیکہ اُس کا قلب ایمان پر مطمئن ہو (یعنی عقیدہ میں فتور نہ آوے اور اوس قول یا فعل کو بُرا سمجھتا ہو تو وہ مستثنیٰ ہے کہ اُسکو ظاہری کفر کا ارتکاب جائز ہے اور اُس کے لیے وہ وعید آیندہ نہیں ہے) لیکن ہاں جو جی کھول کر (یعنی اُسکو صحیح اور مستحسن سمجھکر) کفر کرے تو ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوگا اور اُن کو بڑی سزا ہوگی (اور) یہ (غضب و عذاب) اس سبب سے ہوگا کہ انہوں نے دنیوی زندگی کو آخرت کے مقابلہ میں عزیز رکھا اور اس سبب سے ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ایسے کافر لوگوں کو (جو کہ دنیا کو ہمیشہ آخرت پر ترجیح دیں) ہدایت نہیں کیا کرتا (یہ دو سبب الگ الگ نہیں بلکہ مجموعہ سبب ہے حاصل یہ ہے کہ چونکہ عزم فعل کے بعد عادۃ اللہ جاری ہے کہ خلق فعل ہو جاتا ہے اور اُس خلق پر صدور فعل مرتب ہوتا ہے پس سبب عادی صدور فعل قبیح کا مجموعہ عزم و خلق ہے استحبوا میں عزم کیطرف اشارہ ہے اور لا یہدی میں خلق کیطرف) یہ وہ لوگ ہیں کہ (دنیا میں ان کے اصرار علی الکفر کی یہ حالت ہے کہ) اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر اور کانوں پر اور آنکھوں پر مہر لگا دی ہے اور یہ لوگ (انجام سے) بالکل غافل ہیں (اس لیے) لازمی بات ہے کہ آخرت میں یہ لوگ بالکل گھاٹے میں رہیں گے **ف** احکام اکراہ کے مفصلاً کتب فقہ میں ملاحظہ کیے جاویں **ربط** اوپر کفر پر وعید تھی اصلی ہو یا ارتداد ہو آگے فرماتے ہیں کہ اگر یہ لوگ ایمان لے آویں تو یہ کفر اور اُسکی وعید سب معاف اور رفع ہو جاویں گے **سقوط کفر باثر ایمان** ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِیْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَصَبَرُوْٓا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ پھر (اگر کفر کے بعد یہ لوگ ایمان لے آویں تو) بیشک آپ کا رب ایسے لوگوں کے لیے کہ جنہوں نے مبتلائے کفر ہونے کے بعد (ایمان لا کر) ہجرت کی پھر جہاد کیا اور (ایمان پر) قائم رہے (یعنی پھر نہیں پھرے) تو آپ کا رب (ایسے لوگوں کے لیے) ان (اعمال) کے بعد بڑی مغفرت کرنیوالا بڑی رحمت کرنیوالا ہے (یعنی ایمان اور اعمال صالحہ کی برکت سے اُن کے سب گناہ گذشتہ کفر وغیرہ معاف ہو جاوینگے اور رحمت الٰہیہ سے اُن کو جنت اور اُس میں بڑے بڑے درجے ملیں گے **ف** ہرچند کہ مغفرت و نفس رحمۃ صرف ایمان لانے سے ہو جاتی ہے مگر رحمت کاملہ کے درجات عالیہ بھی ملیں اس کے لیے عادۃً اور اعمال کی بھی ضرورت ہے اور اگر آیت میں

ملحقات الترجمۃ

[۱] قولہ فی فتنوا مبتلائے کفر ہو احد الوجوہ المذکورۃ فی الکبیر وہو اوفق بالمقام منہ ۱۲ [۲] قولہ قبل ہاجروا ایمان لا کر دل علیہ لما جوز التوقفہا علی الایمان او یقال انہا کانت فی الابتداء بمنزلۃ الاقرار فعبر بہا عن الایمان ۱۲

النحو قولہ تعالیٰ ثم ان ربک الخ فی الروح عن ابی البقاء خبران الاولیٰ ہو الاٰتی و ان الثانیۃ واسمہا تکریر للتاکید والجار والمجرور متعلق باحدی المرفوعین ۱۲ آہ **اختلاف القراءۃ** فی قراءۃ فتنوا معروفا فی الروح وہو ضمیر المشرکین ای عذبوا المومنین او وقعوا فی الفتنۃ فان فتن جاء متعدیا ولازما وتستعمل الفتنۃ فیما یحصل منہ العذاب آہ ای الکفر وہو اوفق بما مر من الکبیر کما فی قولہ تعالیٰ لا یفتننکم الشیطن ای لا یضلنکم وکما فی قولہ تعالیٰ الا فی الفتنۃ سقطوا فافہم **الروایات** فی الروح اخرج ابن جریر عن الحسن و عکرمۃ انہا نزلت فی عبد اللہ بن ابی سرح الذی کان یکتب لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فازلہ الشیطن فلحق بالکفار فاستجار لہ عثمان رض یوم فتح مکۃ اہ تعم یشکل علی التفاسیر کلہا کون السورۃ مکیۃ لکن نقل فی الروح عن ابن عطیۃ ان ہذہ الآیۃ مدنیۃ او یقال ان الہجرۃ یراد بہا الی الحبشۃ والجہاد یراد بہ اللغوی او یقال ان الہجرۃ من الکفر والجہاد مع النفس او یقال انہ اخبار عما سیکون واللہ اعلم ۱۲

يَوْمَ تَأْتِي كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا وَتُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ○ وَضَرَبَ اللّٰهُ

جس روز ہر شخص اپنی ہی طرفداری مین گفتگو کرے گا اور ہر شخص کو اُسکے کیے کا پورا بدلا ملیگا اور اُنپر ظلم نہ کیا جاویگا اور اللہ تعالیٰ ایک

مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ

بستی والون کی حالت عجیبہ بیان فرماتے ہین کہ وہ امن واطمینان مین تھے اُن کے کھانے پینے کی چیزین بڑی فراغت سے ہر چہار طرف سے اُنکے پاس پہونچا کرتی تھین سو انہون نے خدا

فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ○ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ

کی نعمتون کی بیقدری کی اسپر اللہ تعالیٰ نے اُن کو ان حرکات کے سبب ایک محیط قحط اور خوف کا مزہ چکھایا اور اُن کے پاس اُن ہی مین کا ایک رسول بھی آیا سو اُسکو اُنہون

فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ○

نے جھوٹا بتایا تب اُن کو عذاب نے پکڑا جبکہ وہ بالکل ہی ظلم پر کمر باندھنے لگے۔

نفس رحمت مراد لیجاوی تب بھی مغفرت و رحمت کے لیے مجموعۂ ایمان و اعمال کے سبب ہونے سے شرط ہونا لازم نہین آتا خوب سمجھ لو **ربط** اوپر کفار کے حق مین وعید اور مومنین کے حق مین وعدہ مذکور ہے آگے اس وعدہ و وعید کے ظہور کا وقت بتلاتے ہین **ذکر یوم جزا** يَوْمَ تَاْتِيْ كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا وَتُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ⑪ (یہ جزا و سزا مذکور) اُس روز واقع ہوگی جس روز ہر شخص اپنی ہی طرفداری مین گفتگو کریگا (اور دوسرے کو نہ پوچھیگا) اور ہر شخص کو اُسکے کیے کا پورا بدلہ ملیگا (یعنی نیکی کے بدلہ مین کمی نہ ہوگی گو زیادتی ہو جاوی اور بدی کے بدلہ مین زیادتی نہوگی گو کمی ہو جاوے) اور (یہی مطلب ہے اسکا کہ) اُنپر ظلم نہ کیا جاویگا (پس پورا کہنے مین ایک جگہ زیادتی کی نفی ہے ایک جگہ کمی کی) **ف** اور اس سے شفاعت کی نفی کا شبہہ نہو کیونکہ وہ اپنی رائے سے نہوگا بلکہ بالاذن ہے پس گویا وہ شافع کی طرف منسوب ہی نہین اور یہان اوس گفتگو کا ذکر ہے جو اپنی رائے سے ہو **ربط** اوپر کفر پر عذاب اخروی کی وعید ہے آگے بتلاتے ہین کہ کفر پر دنیوی آفات کا نزول بھی بعید نہین۔

بعض آفات کفر در دنیا گو غیر لازم باشد

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ⑫ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ⑬ اور اللہ تعالیٰ (وبال کفر پر متنبہ کرنے کے لیے) ایک بستی والون کی حالت عجیبہ بیان فرماتے ہین کہ وہ (بڑے) امن و اطمینان مین (رہتے) تھے (اور) اُن کے کھانے پینے کی چیزین بڑی فراغت سے ہر چہار طرف سے اُن کے پاس پہونچا کرتی تھین سو (بجائے اس کے کہ اس حالت مین منعم حقیقی کا احسان مانتے اور اطاعت کرتے) انھون نے خدا کی نعمتون کی بیقدری کی (یعنی خدا کے ساتھ شرک و کفر کیا) اسپر اللہ تعالیٰ نے اُن کو ان حرکات کے سبب ایک محیط قحط اور خوف کا مزہ چکھایا کہ (جوع سے رزق رغد جاتا رہا اور خوف سے امن و اطمینان فوت ہوگیا) اور (اس سزا مین حق تعالیٰ کی طرف سے کچھ جلدی نہین کی گئی بلکہ اول اُنکی اصلاح کیواسطے) اُن کے پاس اُن ہی مین کا ایک رسول بھی (منجانب اللہ) آیا (جسکے صدق و امانت کا بوجہ اُن ہی مین سے ہونے کے اُن کو پورا حال معلوم تھا) سو اُس (رسول) کو (بھی) اُنہون نے جھوٹا بتایا تب اُنکو عذاب (الٰہی) نے پکڑا جبکہ وہ بالکل ہی ظلم پر کمر باندھنے لگے **ف** اسکی توجیہ مین مفسرین کی دو تقریرین ہین ایک یہ کہ مکہ والون کو یہ مضمون سنانا ہے اور قریہ سے مراد قریہ غیر معین ہے کیونکہ کفار سابقین

ملحقات الترجمة

لے قوله فی یوم جزا و سزا اشارة الی کونه ظرفا لرحیم والخاسرون ۲ے قوله فی کل نفس ہر شخص اشارة الی جواب عما یرد ظاہرا من اضافة الشئ الے نفسه فی نفسها الراجع ضمیره الی النفس فالمعنے نفس النفس والجواب ان النفس الاول بمعنے المرء والثانیة بمعنے العین والشاخصة فی قولهم بعین المرء فافهم ۱۲

البلاغة قوله تعالے اذاقها اللہ الخ فی البیضاوی استعار الذوق لادراک اثر الضرر واللباس لما غشیهم واشتمل علیهم من الجوع والخوف واوقع الاذاقة علیه بالنظر الے المستعار له لا المستعار کقول کثیر غمر الرداء فانه استعار الرداء للمعروف واضاف الیه الغمر الذی ہو وصف المعروف لا وصف الرداء وقد ینظر الے المستعار کقوله ینازعنی ردائی عبد عمرو الی قوله فاتجر منه بشطر استعار الرداء للسیف ثم قال فاتجر نظرا الی المستعار آھ

فَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّاشْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ

سو جو چیزین اللہ نے تمکو حلال اور پاک دی ہین انکو کھاؤ اور اللہ کی نعمت کا شکر کرو اگر تم اُسی کی عبادت کرتے ہو تم پر تو صرف مردار کو حرام کیا ہے

وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

اور خون کو اور خنزیر کے گوشت کو اور جس چیز کو غیر اللہ کے نامزد کر دیا گیا ہو پھر جو شخص کہ بالکل بیقرار ہو جاوے بشرطیکہ طالب لذت نہو اور نہ حد سے تجاوز کرنیوالا ہو تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ

اور جن چیزون کے بارہ مین محض تمہارا جھوٹا زبانی دعوی ہے اُن کی نسبت یون مت کہدیا کرو کہ فلانی چیز حلال ہے اور فلانی چیز حرام ہے جسکا حاصل یہ ہوگا کہ اللہ پر جھوٹی تہمت لگادو گے

يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ۝ۭ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۠ وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا

بلاشبہ جو لوگ اللہ پر جھوٹ لگاتے ہین وہ فلاح نہ پاوینگے یہ چند روزہ عیش ہے اور اُن کے لیے دردناک سزا ہے اور صرف یہودیون پر

حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ ۚ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝

ہم نے وہ چیزین حرام کر دی تھین جنکا بیان ہم اس کے قبل آپ سے کر چکے ہین اور ہم نے اُنپر کوئی زیادتی نہین کی لیکن وہ خود ہی اپنے اوپر زیادتی کیا کرتے تھے

کے قریونمین ایسی حالت بہت سے قریونکی ہو چکی ہے کہ نعمت حسی امن و رزق بھی تھا اور نعمت معنوی مجئی رسول بھی ہوا اور پھر کفر کیا اور مواخذہ کیے گئے پس مکہ والونکو سناتے ہین کہ تم اگر ایسا کرو گے تو یہی حال تمہارا ہوگا چنانچہ جب وہ کفر سے باز نہ آئے تو بعد چندے قحط بھی پڑا اور مسلمانون کے لشکرون کا ہر وقت اندیشہ بھی اُن کے لیے طوق گردن ہو گیا اور بعض نے کہا ہے کہ قریہ سے مراد مکہ ہے اور مدینہ والون کو یہ مضمون سُنانا ہے کہ تم ایسے مت ہونا اور ان علماء نے اس آیت کو مدنی کہا ہے فالہ مقاتل یہ دونون قول روح المعانی مین منقول ہین اور دونون غیر بعید ہین اور احقر نے عنوان مین غیر لازم اس لیے کہا کہ بعض اوقات کفر پر دنیا مین سزائے صریح وجلی نہین ہوتی اور یون تو قہر خدا اور ناراضی خود بڑی سزا ہے مگر خفی ہے اور چونکہ یہان دوام سزائے دنیوی کا دعوی نہین کیا گیا اس لیے کوئی شبہہ نہین ہو سکتا ہے مقصود صرف ڈرانا ہے تو ضرر محتمل بھی تخویف کے لیے کافی ہے البتہ سزائے آخرت یقینی اور لازم ہے اور امن و اطمینان مین یہ فرق ہے کہ امن کی حقیقت ہے زوال خوف اعداء و غیرہم اور اطمینان اس امن کا اثر ہے یعنی سکون قلب جب خوف نہو گا سکون ہو گا **ربط** اوپر کفر و شرک کا وبال اخروی و دنیوی مذکور ہوا ہے آگے بطور تفریع کے بعض رسوم شرک و کفریہ یعنی تحلیل و تحریم بالہوی ہے مع وعید منع فرماتے ہین خواہ خطاب مسلمانون کو ہو بایں معنے کہ تم ان کے سے کام مت کرنا خواہ کفار کو ہو بایں معنے کہ ان کامون کو ترک کر دو

نہی از بعض رسوم شرکیہ فَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّاشْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۠ وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾ وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ ۚ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۸﴾

(جب کفر و شرک کا اصلاً و فرعاً مذموم ہونا معلوم ہو گیا) سو جو چیزین اللہ نے تمکو حلال اور پاک دی ہین انکو (حرام مت سمجھو کہ رسم شرک ہے بلکہ انکو) کھاؤ اور اللہ کی نعمت کا شکر کرو اگر تم (واقع مین یا بزعم خود) اُسی کی عبادت کرتے ہو (جیسے مسلمان واقع مین خدا کی عبادت کرتے تھے اور کفار اس کے مقصود بالذات ہونے کے مدعی تھے کہتے تھے ما نعبدہم الا لیقربونا پس دونون خطابون پر معنے آیت کے واضح ہو گئے) تم پر تو (منجملہ اُن اشیاء کے جن مین تم گفتگو کرتے ہو) صرف مردار کو حرام کیا ہے اور خون کو اور خنزیر کے گوشت (وغیرہ) کو اور

فائدہ قد ذکر فی حواشی آیۃ وقد فصل لکم ما حرم علیکم فی ما یتعلق بالترتیب بین ہذہ الآیۃ وتلک الآیۃ فی التقدیم والتاخیر فانظر ۱۲

ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْٓا اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

پھر آپ کا رب ایسے لوگوں کے لیے جنہوں نے جہالت سے برا کام کر لیا پھر اس کے بعد توبہ کر لی اور اپنے اعمال درست کر لیے تو آپ کا رب اس کے بعد بڑی مغفرت کرنیوالا بڑی رحمت کرنیوالا ہے

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا ۭ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ ۭ اِجْتَبٰىهُ وَهَدٰىهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

بیشک ابراہیم بڑے مقتدا تھے اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار تھے بالکل ایک طرف کے ہو رہے تھے اور وہ شرک کرنیوالوں میں سے نہ تھے اللہ کی نعمتوں کے شکر گزار تھے اللہ تعالیٰ نے انکو منتخب کر لیا تھا اور انکو سیدھے رستہ پر ڈال دیا تھا

وَاٰتَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۭ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۭ وَمَا كَانَ

اور ہم نے انکو دنیا میں بھی خوبیاں دی تھیں اور وہ آخرت میں بھی اچھے لوگوں میں ہوں گے پھر ہم نے آپ کے پاس وحی بھیجی کہ آپ ابراہیم کے طریقہ پر جو کہ بالکل ایک طرف کے ہو رہے تھے چلیے اور وہ

مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ اِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۭ وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝

شرک کرنیوالوں میں سے نہ تھے بس ہفتہ کی تعظیم تو صرف انہی لوگوں پر لازم کی گئی تھی جنہوں نے اس میں خلاف کیا تھا بیشک آپکا رب قیامت کے دن ان میں باہم فیصلہ کر دیگا جس بات میں یہ اختلاف کیا کرتے تھے

اور جس چیز کو غیر اللہ کے نامزد کر دیا گیا ہو پھر جو شخص مارے فاقہ کے (بالکل بیقرار ہو جاوے) بشرطیکہ طالب لذت نہ ہو اور نہ حد ضرورت سے تجاوز کرنیوالا ہو تو اللہ تعالیٰ اسکیلئے (اگر وہ ان چیزوں کو کھالے) بخشدینے والا مہربانی کرنیوالا ہے اور جن چیزوں کے بارہ میں محض تمہارا جھوٹا زبانی دعویٰ ہے اور اسپر کوئی دلیل صحیح قائم نہیں ان کی نسبت یوں مت کہہ دیا کرو کہ فلانی چیز حلال ہے اور فلانی چیز حرام ہے (جیسا پارہ ہشتم کے ربع کے قریب آیات جعلوا للہ مما ذرأ میں مذکور ہیں) جسکا حاصل یہ ہوگا کہ اللہ پر جھوٹی تہمت لگا دوگے (کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے موافق تو نہیں کہا بلکہ اس کے خلاف فرمایا ہے) بلاشبہ جو لوگ اللہ پر جھوٹ لگاتے ہیں وہ فلاح نہ پاویں گے (خواہ دارین میں یا آخرت میں) یہ دنیا میں چند روزہ عیش ہے اور (آگے مرنے کے بعد) ان کیلیے دردناک سزا ہے اور (یہ مشرکین مدعی ہیں ملت ابراہیمی کے سو شیائے طیبہ ان کی شریعت میں تو حرام نہ تھیں البتہ بہت روز بعد ان اشیا میں سے) صرف یہودیوں پر ہم نے وہ چیزیں حرام کر دی تھیں جنکا بیان ہم اس سے قبل (سورۂ انعام میں) آپ سے کر چکے ہیں اور (اُن کی تحریم میں بھی) ہم نے اُن پر (صورۃً بھی) کوئی زیادتی نہیں کی لیکن وہ خود ہی اپنے اوپر (مخالفت انبیاء کی کرکے) زیادتی کیا کرتے تھے (پس تحریم اشیاء طیبہ مقصوداً تو کبھی ہوئی نہیں اور شریعت ابراہیمیہ میں سارض کبھی نہیں ہوئی پھر تم نے کہاں سے اختراع لیا) **ف** اسی آیت میں [illegible] جا آ گئی ہیں وہ ان تفسیر ملاحظہ فرمائی جاوے [illegible]

ابھی اوپر بھی ایسی ہی آیت اسی مناسبت سے [illegible] ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْٓا اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ [illegible] لوگوں کے لیے جنہوں نے جہالت سے [illegible]

پھر اس کے بعد توبہ کر لی (جو طریقہ توبہ کا مقرر ہے) اور (آئندہ کے لیے) اپنے اعمال درست کر لیے تو آپکا رب اس (توبہ) کے بعد بڑی مغفرت کرنیوالا بڑی رحمت کرنیوالا ہے **ف** جہالت کے معنے کے لیے سورۂ نساء کے رکوع سوم کی آیت انما التوبۃ کی تفسیر اور اصلحوا کی قید کے سبب نہ کہ شرط ہونے کے لیے اس آیت کی چار سطر اوپر کی آیت کی تفسیر مع فائدہ ملاحظہ فرمالیجیے **ربط** اوپر شرک کفر کے اصول و فروع یعنی انکار توحید و انکار رسالت و تحریم حلال و تحلیل حرام کا ابطال اور رد کیا گیا ہے چونکہ مشرکین مکہ جنسے ان مضامین کا اول خطاب ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں تھے اور انہی کو اپنی طریقہ پر بتلاتے تھے اسلیے اگلے مضامین مذکورہ کی تقویت کیلیے کان امۃ میں ابراہیم علیہ السلام کا مقتدائے خلق ہونا جسکا حاصل نبوت و رسالت ہے اور لم یک من المشرکین میں مع سیاق و سباق انکا مشرک نہ ہونا کہ توحید ہے اور انما جعل السبت میں اشارۃً اشیاء طیبہ کا انکے یہاں حرام نہ ہونا اور فاتک کے عموم تحلیل حرام و تحریم حلال ان کی دونوں کا نہ ہونا اور اجتبٰہ و ہدٰہ و اٰتینٰہ میں اس طریقہ کی اور اس طریقہ کی فضیلت اور درمیان میں ثم اوحینا الیک میں جناب رسول اللہ صلعم کا اس طریقہ پر ہونا مع اثبات رسالت کے بیان فرماتے ہیں تاکہ انکو اپنی طریقہ مخالفہ ملت ابراہیمیہ کے ترک کی اور حضور صلعم کے طریقہ موافقہ ملت ابراہیمیہ کے اختیار کی ترغیب ہو جسکے لوازم سے رسالت محمدیہ کے انکار سے بالخصوص باز آنا بھی ہے **تحقیق فضیلت ملت ابراہیمیہ برائے ترغیب اتباع ملت محمدیہ موافقہ با او** اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا ۭ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ ۭ اِجْتَبٰىهُ وَهَدٰىهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ وَاٰتَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۭ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۭ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ اِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۭ وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝

ملحقات الترجمة

۱ے قولہ فی لما تصف

انکی نسبت تحریم کی الروح اللام صلۃ لا تقولوا مثلھا فی قولہ [illegible] من تفسیل التحریم معاملۃ الاختصاص ما سو صلۃ [illegible] محذوف ای لا تقولوا فی شان الذی تصف السنتکم من البھائم بالحل والحرمۃ بمجرد قول باللسان ۱۲

ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ ۖ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۚ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَن ضَلَّ عَن سَبِيلِهِ ۖ

آپ اپنے رب کی راہ کیطرف علم کی باتون اور اچھی نصیحتون کے ذریعہ سے بلایئے اور اُن کے ساتھ اچھے طریقہ سے بحث کیجیے آپ کا رب خوب جانتا ہو اُس شخص کو بھی جو اسکے رستہ سے گم ہوا

وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ﴿﴾ وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُم بِهِ ۖ وَلَئِن صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصَّابِرِينَ ﴿﴾ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ

اور وہی راہ پر چلنے والون کو بھی خوب جانتا ہو اور اگر بدلا لینے لگو تو اتنا ہی بدلا لو جتنا تمہارے ساتھ برتا ؤ کیا گیا ہو اور اگر صبر کرو تو وہ صبر کرنیوالون کے حق مین بہت ہی اچھی بات ہو اور آپ صبر کیجیے

إِلَّا بِاللَّهِ ۚ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِي ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُونَ ﴿﴾ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوا وَّالَّذِينَ هُم مُّحْسِنُونَ ﴿﴾

ع ۹ / ۲۲

اور آپکا صبر کرنا خاص خدا ہی کی توفیق سے ہو اور انپر غم نہ کیجیے اور جو کچھ یہ تدبیرین کیا کرتے ہین اس سے تنگدل نہو جئے اللہ تعالی ایسے لوگون کے ساتھ ہوتا ہو جو پرہیزگار ہوتے ہین اور جو نیک کردار ہوتے ہین

بیشک ابراہیم (علیہ السلام جنکو تم بھی مانتے ہو) بڑے مقتدا (یعنی نبی اولوالعزم امت عظیمہ کے متبوع) تھے (پھر مسلہ نبوت مین کلام کے کیا کیا معنی اور) اللہ تعالیٰ کے (پورے) فرمانبردار تھے (اپنی ہوائے نفسانی سے کوئی عقیدہ یا عمل نہ کرتے تھے پھر تحلیل حرام اور تحریم حلال مین بلا دلیل اپنی ہوائے نفسانی کی پیروی کیون کرتے ہو اور وہ) بالکل ایک (خدا کی) طرف کے ہو رہے تھے اور (مطلب ایکطرف ہونے کا یہ ہی کہ وہ) شرک کرنیوالون مین سے نہ تھے (بلکہ موحد خالص تھے پھر تم شرک کیون کرتے ہو اور وہ) اللہ کی نعمتون کے (بڑے) شکرگزار تھے (پھر تم شرک وکفر کرکے ناشکری کیون کرتے ہو جیسا اوپر آیا ہی فکفرت بانعم اللہ غرض ابراہیم علیہ السلام کی یہ شان اور یہ طریقہ تھا اور وہ ایسے مقبول تھے کہ) اللہ تعالیٰ نے اُنکو منتخب کر لیا تھا اور اُنکو سیدھے رستہ پر ڈالدیا تھا اور ہم نے اُنکو دنیا مین بھی خوبیان (مثل نبوت واجتبا و ہدایت) دی تھین اور وہ آخرت مین بھی (اعلیٰ درجہ کے) اچھے لوگون مین ہونگے (پس ایسے مقبول کا جو طریقہ ہوگا وہ بالکل مقبول ہوگا اُسکو اختیار کرنا چاہیے اور وہ اب منحصر ہو طریقہ محمدیہ مین چنانچہ اُسکا ذکر فرماتے ہین کہ) پھر ہم نے آپ کے پاس وحی بھیجی کہ آپ ابراہیم کے طریقہ پر جوکہ بالکل ایک (خدا کی) طرف کے ہو رہے تھے (اس حیثیت سے کہ وہی آپ کی شریعت ہی) چلیے اور (چونکہ اُن کے مدعیان اتباع مشرک و اہل کتاب کچھ نہ کچھ شرک مین مبتلا تھے اسلیے مکرر فرماتے ہین کہ) وہ شرک کرنیوالون مین سے نہ تھے (تاکہ مشرکین کے ساتھ یہود و نصاریٰ کے طریقہ موجودہ کی بھی نفی ہو جاوے اور جیسا شرک کی نفی مکرر اہتمام کے لیے فرمائی اسیطرح اہتمام کے لیے کہ ایسے رسوم مین زیادہ مبتلا تحریم طیبات کی نفی کی طرف باوجودیکہ قانتاً کے عموم مین مذکور ہو چکی ہی مکرر اشارۃً قریب بصراحۃ فرماتے ہین کہ) بس ہفتہ کی تعظیم (یعنی اُسمین مچھلی کے شکار کی ممانعت جوکہ تحریم طیبات کی ایک فرد ہی وہ) تو صرف اُنہی لوگون پر لازم کیگئی تھی جنہون نے (آخر مین) اُس مین (عملاً) خلاف کیا تھا (کہ کسی نے مانا اور عمل کیا کسی نے خلاف کیا مراد اس سے یہود ہین یعنی تحریم طیبات کی یہ صورت مثل دوسری صورتون کے صرف یہود کے ساتھ مخصوص تھی ملت ابراہیمی مین نہ تھی آگے احکام مین اختلاف کرنے کے متعلق فرماتے ہین کہ) بیشک آپکا رب قیامت کے دن اُنمین باہم (عملاً) فیصلہ کر دیگا جس بات مین یہ (دنیا مین) اختلاف کیا کرتے تھے **ف** انما جعل السبت مین صرف تحریم طیبات کیطرف اشارہ ہی شاید تکریر مین اسکی تخصیص اسلیے ہو کہ اسمین شعبہ شرک کا تھا کہ تعظیم اصنام اس تحریم کا سبب تھا بخلاف تحلیل حرام کے کہ فی نفسہ مستقل غلطی تھی تعظیم اصنام کو اُسمین دخل نتھا اور پھر تحریم طیبات کی صورتون مین سے ذکر سبب سے صرف تحریم سمک کو مثال مین لانا شاید اس لیے ہو کہ اور طیبات کی تحریم کا اوپر وعلی الذین ہادوا حرمنا آلخ مین ذکر آچکا تھا واللہ اعلم ربط اوپر ثم اوحینا الیک آلخ مین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے اثبات سے یہ مقصود تھا کہ مرسل علیہم اُس رسالت کے حقوق ادا کرین یعنی تصدیق اور اتباع کرین آگے خود رسول اللہ صلعم کو ادائے رسالت کے حقوق وآداب کی تعلیم ہی جنمین سے مراعاۃ عدل فی الانتقام مین خصوصاً آپ کے تابعین کو بھی عموماً خطاب ہی کیونکہ انتقام مین عادۃً تابعین کا اشتراک ضروری ہی بخلاف تبلیغ و دعوت وبقیہ احکام مذکورہ آیت کے کہ نبی سے بالانفراد بھی اوسکا صدور ہو سکتا ہی اسلیے اُسمین خطاب خاص ہی

آداب تبلیغ احکام رخصت و عزیمت در انتقام ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ ۖ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۚ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَن ضَلَّ عَن سَبِيلِهِ ۖ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ﴿١٢٥﴾ وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُم بِهِ ۖ وَلَئِن صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصَّابِرِينَ ﴿١٢٦﴾ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللَّهِ ۚ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِي ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُونَ ﴿١٢٧﴾ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوا وَّالَّذِينَ هُم مُّحْسِنُونَ ﴿١٢٨﴾

ملحقات الترجمۃ

لے قولہ فی امۃ بیکو نفتدا لان الامۃ بمعنی من یوتم بہ والتنوین للتفخیم فہو فعلۃ بمعنی مفعول کالرحلۃ والنخبۃ ۱۲

سلے قولہ فی حسنۃ خوبیان حملا علی الجنس

سلے قولہ فی الصلحین اعلیٰ درجہ دلالۃ للاطلاق علی الکمال لان مطلق الصلاح لایمدح بمثل ابراہیم علیہ السلام فان تخففہ ظاہر ۱۲

سمے قولہ فی جعل السبت تعظیم اما بتقدیر مضاف واما بکون السبت مصدرا لا علما للیوم ای السبوت ۱۲

الروایات روی فی الصحاح انہ مثل بقتلی الانصار والمہاجرین ومنہم حمزۃ رض یوم احد فقالوا لئن ظفرنا بہم لنمثلن بہم ولنزیدن علیہم فنزل اخرہ والآیۃ علی ہذہ مدنیۃ وفی الروح ذہب النحاس الی انہا مکیۃ انما اقسموا لہا القصۃ ۱۲

آپ اپنے رب کی راہ (یعنی دین) کی طرف (لوگون کو) علم کی باتون (کے ذریعہ سے جن سے مقصود اثبات مدعا ہوتا ہے)
اور اچھی نصیحتون کے ذریعے (جن سے مقصود ترغیب و ترہیب و ترقیق قلب ہوتا ہے) بلایئے اور (اگر بحث
آن پڑے تو) اُن کے ساتھ اچھے طریقے سے (کہ جس مین شدت و خشونت نہو) بحث کیجیے (بس اتنا کام آپ کا ہے
پھر آپ اس تحقیق مین نہ پڑیے کہ کس نے مانا کس نے نہین مانا کیونکہ یہ کام خدا کا ہے پس) آپ کا رب
خوب جانتا ہے اُس شخص کو بھی جو اُسکے رستہ سے گم ہوا اور وہی راہ پر چلنے والون کو بھی خوب جانتا ہے اور (اگر
کبھی کفار جدال علمی کی حد سے گذر کر جدال عملی تک پہونچ جاوین اور ید یا لسان سے ایذا پہونچا دین اُس مین آپ
کو مع آپ کے تابعین کے بدلا لینا بھی جائز ہے کہ رخصت ہے اور صبر کرنا بھی جائز ہے کہ عزیمت ہے پس، اگر (شق
اول اختیار کرو یعنی) بدلا لینے لگو تو اتنا ہی بدلا لو جتنا تمھارے ساتھ برتاؤ کیا گیا ہے (کہ اُس سے زیادتی مت
کرو) اور اگر (شق ثانی اختیار کرو یعنی اُن کی ایذا اون پر) صبر کرو تو وہ (صبر کرنا) صبر کرنیوالون کے حق مین
بہت ہی اچھی بات ہے (کہ مخالف پر بھی اچھا اثر پڑتا ہے اور دیکھنے والون پر بھی اور آخرت مین موجب
اجر عظیم ہی) اور (ہر چند کہ صبر کرنا عموماً سب کے لیے عزیمت ہے لیکن خصوصاً آپ کے لیے بوجہ اعظمیت شان کے
اور دن سے زیادہ[1] عزیمت ہے اس لیے آپ کو خصوصیت کے ساتھ حکم ہے کہ) آپ صبر کیجیے اور (چونکہ) آپ
کا صبر کرنا خاص خدا ہی کی توفیق (خاص) سے ہے (اس لیے آپ تسلی کرلین کہ صبر مین آپ کو دشواری نہوگی
اور اِن (لوگون کی مخالفت) پر غم نہ کیجیے اور جو کچھ یہ (مخالفت مین) تدبیرین کیا کرتے ہین اُس سے تنگدل
نہ ہوجیے (اس سے آپ کا کوئی ضرر نہین ہوگا کیونکہ آپ تقوے و احسان کے ساتھ موصوف ہین اور) اللہ تعالیٰ
ایسے لوگون کے ساتھ ہوتا ہے (یعنی اُن کا مدد و معاون ہوتا ہے) جو پرہیز گار ہوتے ہین اور جو نیک کردار ہوتے ہین

ف حکمت اور موعظۃ حسنہ اور جدال کی تفسیر سے خود اِن مین تغایر معلوم ہوگیا اور یہ تفسیر اسلم
واقرب الی العربیۃ ہے بہ نسبت اس کے کہ اِن الفاظ کو برہان و خطابہ و جدل اصطلاحی پر محمول کیا جاوے
جیسا کبیر مین ہو اُس مین علاوہ تکلف کے ایک کمی یہ ہے کہ حکمت اور موعظت اور جدال کے مخاطب الگ الگ
قسم کے لوگ ہون گے حالانکہ ذوق سیاق سے یہ بعید معلوم ہوتا ہے اور جاننا چاہیے کہ اصل حکمت مین دلائل
قطعیہ ہین جن کو برہان کہتے ہین اور ظاہراً قرآن مین بکثرت دلائل خطابیہ عادیہ و ظنیہ کا استعمال کیا
گیا ہے سو اصل یہ ہے کہ ایسے کسی مدعا پر ظنی استدلال نہین کیا گیا جس پر دلیل برہانی قائم نہو بلکہ وہ
سب دعوے برہانی ہین لیکن برعایت فہم مخاطبین اور اُنکی تسہیل کے لیے عنوانات مالوفہ اختیار کیے
گیے ہین بس اِس سے کوئی شبہہ نہ کرے کہ قرآن نے استقرار و غیرہ کو حجت سمجھا ہے اور اس بنا پر اہل قرآن
خصم کے ایسے استدلالات پر بے تکلف کلام کرنے کا حق رکھتے ہین جب تک کہ وہ کوئی برہانی دلیل پیش نہ کرین
خوب سمجھ لو۔ اور الا باللہ کے ترجمہ مین توفیق کو خاص کے ساتھ اس لیے مقید کیا گیا کہ بدون توفیق الٰہی
کے تو کوئی شخص بھی صبر بلکہ کوئی عمل نیک نہین کرسکتا پھر آپ کی اس مین کیا تخصیص ہے اس قید
سے وجہ تخصیص معلوم ہوگئی یعنی توفیق کے مراتب مختلف ہین۔ نفس توفیق تو مشترک ہے لیکن انبیاء
علیہم السلام کے ساتھ خاص اور زائد عنایت ہوتی ہے اور وہ اُن کے اعمال مین موثر ہوتی ہے فقط واللہ تعالیٰ
اعلم۔ تم والحمد للہ تعالیٰ تفسیر سورۃ النحل للرابع والعشرین من جمادی الآخرۃ یوم الخمیس سنۃ ۱۳۲۴ من
الہجرۃ وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

ملحقات الترجمہ

[1] قولہ فی عوقبتم برنا د اشارۃ الی ان فیہ مشاکلۃ بناءً علی ان العقاب فی اصل اللغۃ المجازاۃ علی عمل سابق موجب للمجازاۃ و تو بنی علی ما فی العرف من اطلاقہ علی مطلق العذاب فلا حاجۃ الی المشاکلۃ کذا فی الروح ۱۲

[۲] قولہ فی واصبر زیادہ عزیمت وہل ہو الواجب او السنۃ فی حقہ علیہ السلام لم ار المقرر بعد لعدم الاہمیۃ فی العنوان ۱۲

الجزء الخامس عشر ۱۵

سورۃ بنی اسرآءیل مکیۃ وھی مائۃ واحدی عشر ایۃ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع کرتا ہون مین اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہین

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا

وہ پاک ذات ہے جو اپنے بندہ کو شب کے وقت مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جسکے گرداگرد ہمنے برکتین کر رکھی ہین

حَوۡلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ ﴿۱﴾

لے گیا تاکہ ہم اُنکو اپنے کچھ عجائبات قدرت دکھلاوین بیشک اللہ تعالیٰ بڑے سننے والے بڑے دیکھنے والے ہین

سورۃ بنی اسرائیل مکیۃ وقیل الا قولہ وان کادوا لیفتنونک الی اخر ثمان ایات وھی مائۃ وعشر ایات کذا فی البیضاوی اس سورت مین زیادہ مضامین توحید متضمن انعامات کے اور رسالت کے ہین چنانچہ قصہ معراج سے کہ خارق عظیم ہے اس کی ابتدا کی گئی جو کہ تنزیہ الٰہی کے ساتھ دلالت کرتی ہے رسالت پر اور اس مضمون سے اس کی ابتدا سورۃ النحل کی انتہا سے بھی تناسب ہے اور تقویت رسالت کے لیے موسیٰ اور نوح علیہما السلام کا ذکر لایا گیا اور اُسکی تصدیق کی ترغیب کے لیے نجات طوفان نوح اور تکذیب کی ترہیب کے لیے قصہ فساد بنی اسرائیل اور اُنکی سزایابی کا سنایا گیا پھر قرآن کو کہ دلیل رسالت ہے ہادی بتایا گیا یہ رکوع اول ہے پھر توقف عذاب سے جو رسالت پر شبہ تھا اُسپر کلام کیا گیا عذاب کا وقت بتایا گیا قری سابقہ کا عذاب سنایا گیا دنیا کی مذمت کی گئی جسکی محبت مانع ایمان ہے یہ رکوع دوم ہے قرآن کے بعض احکام بتلائے گئے جن کے لفظی اعجاز اور معنوی خوبی سے رسالت پر استدلال کیا جا سکتا ہے یہ رکوع سوم وچہارم ہے اس کے بعد توحید کا اثبات ہے پھر قرآن اور رسالت کی بحث ہے اور رسالت پر جو اخبار عن البعث سے شبہہ تھا اُسکا جواب ہے یہ رکوع پنجم ہے پھر انکار و اعتراض پر جو مسلمانون کو غصہ آجاتا تھا اُسمین نرمی کا حکم ہے پھر رسالت داودیہ سے رسالت محمدیہ کی تقویت ہے پھر شرک کا ابطال ہے پھر انکار پر وعید ہے پھر ایک شبہہ متعلقہ رسالت کا جواب ہے یہ رکوع ششم ہے پھر ضرر مخالفت ظاہر کرنے کے لیے ابلیس کا قصہ ہے پھر دلائل توحید ہین یہ رکوع ہفتم ہے پھر مخالفت پر قیامت کی وعید ہے پھر کچھ رسالت کے متعلق مضمون ہے یہ رکوع ہشتم ہے پھر کچھ قرآن کے بعض آثار اور منکرین کی ناشکری کا تسلیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بیان ہے یہ رکوع نہم ہے پھر رکوع دہم سے آخر سورت تک رسالت کے متعلق بحث چلی گئی ہے اور ساتھ ساتھ کچھ کچھ مضامین وعید کے ہین اس تقریر سے سورت ہذا کے اجزاء کا باہمی ارتباط اور اس کے ابتدا کا سورت سابقہ کے انتہا سے تناسب اور نیز دونون سورتون کا تقارب بوجہ مشترک فیہ ہونے توحید و رسالت کے مع قطع نظر کے کمی و بیشی سے ظاہر ہو رہا ہے بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ **قصہ اجمالی معراج** سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ ﴿۱﴾ وہ پاک ذات ہے جو اپنے بندہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو شب کے وقت مسجد حرام (یعنی مسجد کعبہ) سے مسجد اقصیٰ (یعنی بیت المقدس) تک جسکے گرداگرد (کہ ملک شام ہے ہم نے (دینی و دنیوی) برکتین کر رکھی ہین (دینی برکت یہ ہے کہ وہان بکثرت انبیاء مدفون ہین دنیوی برکت یہ کہ وہان اشجار و انہار و پیداوار کی کثرت ہے غرض اس مسجد اقصےٰ تک عجیب طور پر اسواسطے) لیگیا تاکہ ہم اُن (بندہ) کو اپنے کچھ عجائبات قدرت دکھلاوین (جنمین بعض تو خود وہان کے متعلق ہین مثلاً اتنی بڑی مسافت مدت قصیرہ مین طے کرنا سب انبیاء علیہم السلام کو دیکھنا اُن کی باتین سننا وغیر ذلک اور بعض آگے کے متعلق ہین مثلاً آسمانون پر جانا اور عجائبات کثیرہ دیکھنا) بیشک اللہ تعالیٰ بڑے سننے والے بڑے دیکھنے والے ہین (چونکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کو سنتے احوال کو دیکھتے تھے اسلیے اُن کو اسطرح مکرم و مقرب بنایا) **ف** اس مقام پر چند تنبیہات

سلہ وقیل مائۃ واحدی عشر آیۃ ۱۲

اللغات الاسراء السیر لیلا خاصۃ کالسری فاسری وسری بمعنی ویقال اسراہ واسری بہ کاخذ الخطام واخذ بہ ولیست ہمزۃ اسری للتعدیۃ کذا فی الروح قلت وعلم منہ ان اسری تستعمل لازما ومتعدیاً

اور چند تحقیقات اور چند دفع اشکالات ہین تنبیہ اول سبحان تنزیہ و تعجیب کے لیے مستعمل ہی چونکہ یہ لیجانا عجیب تھا اور عجیب ہونیکی وجہ سے قدرت عظیمہ پر دال ہی اس لیے اس سے شروع کرنا مناسب ہوا اور اسی لیے احقرنے ترجمہ مین لفظ عجیب طور پر کو ظاہر کردیا اور یہ جانا براق پر تھا جیسا صحاح مین ہی جسکی برق رفتاری بھی عجیب تھی تنبیہ دوم اس مسجد حرام سے مسجد اقصی تک لیجانے کو اسرا کہتے ہین اور آگے آسمانون پر جانے کو معراج کہتے ہین اور گاہے دونون لفظ مجموعہ پر اطلاق کیے جاتے ہین تنبیہ سوم یہان بعبدہ کہنے سے دو فائدے ہین ایک تو اظہار آپ کے قرب و قبول کا دوسرے اس عجیب معجزہ کی وجہ سے کوئی آپ پر الوہیت کا شبہ نکر سکے تنبیہ چہارم ہرچند کہ اسری رات ہی کے لے چلنے کو کہتے ہین لیکن لیلاً کی تصریح اس لیے ہی تاکہ باعتبار عرف و محاورات کے تبعیض پر دال ہو اور زیادہ دلالت کرے قدرت پر کہ تھوڑی ہی رات مین اتنا دراز کام کردیا گیا اور دلالت علی التبعیض کی تصریح عبدالقاہر سے اور اسکی توجیہ سیبویہ اور ابن مالک سے صاحب روح نے اسطرح نقل کی ہی اللیل والنہار اذا عرفا کانا معیار التعمیم وظرفا ممدودا بخلاف المنکر فلما عدل عن تعریفہ علم انہ لم یقصد استغراق السری تنبیہ پنجم مسجد حرام کا اطلاق گاہے مطلق حرم پر بھی آتا ہی اور یہان دونون معنے صحیح ہوسکتے ہین کیونکہ بعضی حدیثون مین آیا ہی کہ آپ اسوقت حطیم مین تشریف رکھتے تھے اور بعض مین آیا ہی کہ ام ہانی کے گھر مین تھے پس آیت کو دونو پر محمول کرسکتے ہین اور وجہ تطبیق دونون حدیثون مین بہت سہل ہی کیونکہ ام ہانی کے گھر مین تھے پس آیت کو دونون پر محمول کرسکتے ہین اور وجہ تطبیق دونون حدیثون مین بہت سہل ہی کیونکہ ام ہانی کے گھر سے حطیم مین آجانا اور وہان سے آگے جانا کوئی امر مستبعد نہین تنبیہ ششم مسجد اقصے کی وجہ تسمیہ یہ ہی کہ اقصے کے معنی عربی مین ہین بہت دور چونکہ وہ مسجد مکہ سے بہت دور ہی اس لیے اقصی کہا گیا تنبیہ ہفتم ہرچند کہ عجائبات کا مشاہدہ بدون آپ کے لیجائے ہوئے بھی ممکن تھا لیکن اسمین اور اسیطرح رکوب مین اور زیادہ اکرام و اظہار شان ہی اس لئے آپ کو اسطرح لے گئے تنبیہ ہشتم رات کی تخصیص مین یہ حکمت لکھی ہی کہ عادۃً وہ وقت خلوت کا ہے اسمین بلانا دلیل ہی زیادت اختصاص کی تنبیہ نہم یہان مسجد اقصے سے مراد صرف اس مسجد کی زمین ہی کہ حقیقت مین مسجد اصالۃً زمین ہی ہوتی ہی اور عمارت تو تبعاً مسجد ہوتی ہی وجہ اس مراد لینے کی یہ ہی کہ یہ امر تاریخ سے ثابت ہی کہ عیسیٰ علیہ السلام کے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے درمیان مین اسکی عمارت منہدم کردی گئی تھی چنانچہ عنقریب تفسیر آیات وقضینا الی بنی اسرائیل مین مذکور ہوگا اسلیے ظاہراً اس پر شبہہ ہوتا ہی کہ مسجد اقصے کا جب اسوقت وجود ہی نہ تھا پھر وہان تک لے جانے کے کیا معنے پس اس مراد کی تعیین سے وہ شبہہ جاتا رہا اور اگر اس حدیث پر شبہہ ہو کہ کفار معترضین نے آپ سے بیت المقدس کی ہیئت و کیفیت دریافت کی تھی اسکے کیا معنے تو اسکا جواب یہ ہی کہ اول تو منہدم عمارت کی ہیئت و کیفیت دریافت کرنا بھی ممکن ہے علاوہ اس کے اس زمین کے قرب مین لوگون نے کچھ عمارتین بنام نہاد بیت المقدس کے بنالی تھین اس سے بھی سوال ممکن ہے تنبیہ دہم الذی بارکنا بطور مدح کے بڑھایا ہی اور اس سے خود اس مسجد کا مبارک ہونا بدرجۂ اولی مفہوم ہوگیا کیونکہ جب اوس کے آس پاس باوجود مسجد نہونے کے برکت ہی تو خود اسمین تو ضرور برکت ہوگی کیونکہ آس پاس دو قسم کی برکتین ہین ایک دنیوی سو اس سے تو دینی برکت ضرور زیادہ ہی اور دوسری دینی کہ مدفن انبیا ہی سو دفن ہونا صرف تلبس جسم کا ہی اور قبلہ ہونا جیساکہ اکثر انبیاء علیہم السلام کا وہ قبلہ رہا ہی تلبس روح کا ہی اور یہ زیادہ موجب برکت ہوگا خصوص جبکہ وہان نبی رہکر عبادت کرین کہ جسم کا تلبس بھی ہوجاویگا کیونکہ وہ قبلہ ہونے کے ساتھ اکثر انبیاء کا متعبد اور محل عبادت بھی رہا ہی پس اسطرح خود اس مسجد کے مبارک تر ہونے پر دلالت ہوگئی پس بعض کتب مین جو لکھا ہی کہ موضع جسد شریف رسول مقبول صلعم عرش سے بھی افضل ہی اسکا فضیلت جزئی پر محمول کرنا مناسب ہی واللہ اعلم تنبیہ یازدہم لنریہ مین آیاتنا مین آیات کا اطلاق جو کہ عرفاً اعظم اور کمال پر دال ہوتا ہی اور آیات سماویہ خصوصاً جبکہ آسمانون پر انبیا بھی تھے جیسا احادیث معراج مین ہی آیات ارضیہ مین اعظم اور اکمل ہین اسطرح یہ اطلاق مشیر ہی کہ مسجد اقصے سے آگے بھی آپ کو لیگئے اسی لیے روح المعانی مین یہ تفسیر کی ہی لنریہ مین آیاتنا ای لنرفعہ الی السماء حتی یری ما یری من العجائب مگر تصریح نکرنے مین شاید یہ نکتہ ہو کہ وہ اور زیادہ عجیب ہے اور انکار اس کا قریب ہی اور نص قطعی کا انکار کفر ہی پس نصریح نکرنا رحمت ہی ضعفاء کے ساتھ تنبیہ دوازدہم

بیتکا تبعیضیہ ہونا اسوجہ سے ہی کہ واقع مین ایسا ہی ہوا تھا چنانچہ صحاح مین ہے اسمع صریر الاقلام کہ قلم کے چلنے کی آواز آتی تھی اور ظاہر ہے معلوم ہوتا ہی کہ قلم نہین دیکھے وعلی ہذا تنبیہ سیزدہم اسرے

مین ضمیر غائب کی ہی اس سے شروع کیا گیا اور انہ ہو السمیع پر کہ اسمین بھی ضمیر غائب کی ہی ختم کیا گیا اور درمیان مین ضمیر متکلم کہ دال تعظیم پر بھی ہی لائی گئی اسمین یہ نکات ہین **اول** تجدید کلام و تنشیط سامع **دوم** برکات اور آیات اور ارارات کا عظیم ہونا **سوم** اسرا کے بعد قرب کے زیادہ ہونے کیطرف اشارہ اور قرب کے وقت اصل تکلم ہی **تنبیہ چہاردہم** انہ ہو السمیع البصیر کے بڑھانیکا فائدہ علاوہ فائدہ مذکورہ فی المتن کے ایک یہ بھی ہوسکتا ہی کہ مکذبین کو وعید ہے کہ ہم تمہاری تکذیب و مخالفت کو دیکھتے سنتے ہین خوب سزا دینگے **تنبیہ پانزدہم** لنریہ من آیاتنا کے بعد اسکا بڑھانا ضمیر اسطرف ہی کہ گو رویت عجائبات کی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی مگر علم مین ہمارے برابر نہین ہوگئے کیونکہ اُن کو تو ہم نے دکھلایا اور ہم بالذات سمیع بصیر ہین دوسرے انھون نے بعض آیات کو دیکھا اور ہم علی الاطلاق سمیع بصیر ہین **تحقیقات تحقیق اول** یہان مسجد اقصےٰ تک جانا مذکور ہی اندر جانا احادیث مین مصرح ہی کہ آپ اندر تشریف لے گئے اور انبیاء علیہم السلام سے ملے اور آپ نماز مین اُن کے امام بنے **تحقیق دوم** آگے آسمانون کی طرف جانا اس آیت مین مصرح نہین ہی گو اشارہ اوسکی طرف ہی اور اس سے زیادہ صراحت کے قریب اشارہ سورۂ والنجم مین ہی ولقد رآہ نزلۃ اخریٰ عند سدرۃ المنتہیٰ یعنی آپ نے جبریل علیہ السلام کو دوسری بار سدرۃ المنتہیٰ کے پاس دیکھا ہی اور پہلی بار کا دیکھنا اس کے قبل وہو بالافق الاعلیٰ مین مذکور ہوا ہی سو اس سے ظاہراً معلوم ہوا کہ آپ سدرۃ المنتہیٰ تک پہونچے تھے کیونکہ عند متعلق رأی کے ہی پس رویت عند السدرہ سے ظاہراً معلوم ہوتا ہی کہ رائی اور مرئی دونون سدرہ کے پاس ہونگے پھر حدیثون مین تو اسکی اسقدر تصریح ہی کہ مجال انکار نہین **تحقیق سوم** جمہور اہلسنت و جماعت کا مذہب یہ ہی کہ معراج بیداری مین جسد کے ساتھ ہوئی اور دلیل اسکی اجماع ہی اور مستند اس اجماع کا یہ امور ہوسکتے ہین **اول** حقتعالیٰ نے جس اہتمام سے قصۂ اسرا کو بیان فرمایا ہی اُس سے اسکا غایت عجیب ہونا معلوم ہوتا ہی اگر یہ نوم مین یا روحانی طور پر ہوتی تو یہ کوئی عجیب بات نہین ہی **دوسرے** بعبدہ سے ظاہراً یہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ حقیقی اور متبادر معنے جاءنی عبد فلان کے یہی ہین کہ وہ بیداری مین دھڑ اور جان سمیت آیا پس عبد کا مصداق مجموعہ روح و جسد اور اسی فعل کا صدور مقید بالیقظہ ہوتا ہی الاان یصرح علی خلاف ذلک **تیسرے** اگر یہ خواب کی حالت مین یا روحانی طور پر ہوتی تو جسوقت کفار نے تکذیب کی تھی یا بیت المقدس اور اپنے قافلہ کے حالات پوچھے تھے جیسا کہ حدیثون مین آیا ہی بعضہا فی الصحاح وبعضہا رواہ البیہقی وغیرہ کما فی الدر المنثور تو آپ اُسوقت بہت سہولت سے جواب دیدیتے کہ مین بیداری مین اسکے ہونے کا کب مدعی ہون جو تم ایسی باتین کرتے ہو اور بیت المقدس کی ہیئت و کیفیت بیان کرنے کے متعلق فکر مین نہ پڑتے جیسا حدیثون مین ہی کہ آپ کو فکر ہوئی حق تعالیٰ نے منکشف کردیا اور آپ نے بتلادیا رواہ مسلم اور بعض کو آیت وما جعلنا الرؤیا الخ سے شبہہ ہوا ہی سو اول تو وہان احتمال ہی کہ واقعۂ بدر یا عمرۂ مکہ کا خواب مراد ہو جیسا بعض مفسرین اسطرف گئے ہین جنکا ذکر اجمالاً اذ یریکہم اللہ فی منامک ولقد صدق اللہ رسولہ الرؤیا مین آیا ہی اور اگر واقعۂ معراج ہی مراد ہو تو رویا بمعنے رویت ہی کیونکہ رائے کے دونون مصدر ہین مثل قربیٰ اور قرابت کے یا بقول بعض شب کی رویت کو رویا کہتے ہین گو بیداری مین ہو یا تشبیہاً رویا کہدیا ہو اور وجہ تشبیہ کی یا عجایب کا دیکھنا ہی اور یا شب کے وقت واقع ہونا ہی کذا فی روح المعانی اور بعض کو شریک کے حدیث سے جسکے آخر مین ثم استیقظت ہی شبہہ پڑگیا ہی سو چونکہ شریک محدثین کے نزدیک حافظ حدیث نہین اور دوسرے حفاظ کے خلاف گیا اس لیے وہ زیادت غیر مقبول ہی کذا فی روح المعانی یا محمول ہی تعدد واقعہ پر کیونکہ علما نے لکھا ہی کہ عروج روحانی آپکو کئی بار ہوا ہی یعنی اس معراج سے پہلے خواب مین عروج ہوا ہی جسکی حکمت یہ لکھی ہی کہ تدریجاً اس معراج اعظم کی استعداد اور برداشت ہوسکے اور بعض کو حضرت معاویہؓ و حضرت عائشہ رضؓ کے اقوال سے شبہہ پڑگیا ہی سو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تو اُسوقت تک آپکے نکاح مین بھی نہ آئین تھین اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اُسوقت تک اسلام بھی نہ لائے تھے خدا جانے کسی سے سنکر کہا ہی یا اجتہاداً کہا ہی یا کسی دوسرے واقعہ کی نسبت کہا ہی اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال **تحقیق چہارم** بیت المقدس تک جانے کا منکر کافر ہی اور متاول مبتدع ہی اور آگے جانیکا منکر اور متاول مبتدع ہی اور ہر چند کہ سورۂ نجم مین قریباً بالتصریح ہی لیکن عندہ مین احتمال ہی کہ وہ رآہ کے مفعول کا حال ہو اسلیے آپ کے سدرۃ المنتہیٰ تک پہونچنے مین نص نہین ہی **تحقیق پنجم** اسمین اختلاف ہی کہ حقتعالیٰ کو اوس شب مین آپنے دیکھا یا نہین اسمین سلف اور خلف سب کا اختلاف ہی اور روایات مختلف تا دیل کا ہین

وَاٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِيْ وَكِيْلًا ۝ ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا ۝

اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور ہم نے اسکو بنی اسرائیل کیلیے ہدایت بنایا کہ تم میرے سوا کوئی کارساز مت قرار دو اے اُن لوگوں کی نسل جنکو ہم نے نوح کے ساتھ سوار کیا تھا وہ بڑے شکر گزار بندہ تھے

کیونکہ روایات مشتبہ رویت مین احتمال ہی کہ رویت بالقلب مراد ہو اور نفی رویت سے کسی خاص رویت کی نفی مراد ہو مثلاً قیامت کے روز جنت مین جو انکشاف ہوگا یہ انکشاف اُس سے کم ہو گو رویت صادق آوے جیسے بے عینک دیکھنا بھی دیکھنا ہی اور عینک سے اور زیادہ انکشاف ہوتا ہی غرض اس مسئلہ مین توقف بہتر ہے۔

دفع اشکالات

دفع اشکال اول بعض کو وسوسہ ہوا ہی کہ ابراہیم علیہ السلام کے باب مین فرمایا ہی نُرِیٓ ابراہیم ملکوت السموٰت والارض اور آپ کے لیے من تبعیضیہ کیون فرمایا جواب یہ ہی کہ ملکوت السموات والارض کل آیات تو نہین ہین اور ممکن ہی کہ یہ بعض جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھلایا گیا اُس بعض سے اعظم ہو۔ **دفع اشکال دوم** بعض ظاہر پرست شبہہ کرتے ہین کہ خرق والتیام افلاک پر محال ہی جواب یہ ہی کہ اُس دلیل کے سب مقدمات باطل ہین جیسا اپنی محل مین مذکور ہی **دفع اشکال سوم** بعض کہتے ہین کہ اسقدر سیر سریع کیونکر ممکن ہی جواب یہ ہی کہ بعض کواکب باوجود اسقدر عظیم ہونے کے نہایت سریع ہین اور سرعت کی عقلاً کوئی حد نہین ہی **دفع اشکال چہارم** بعض کہتے ہین کہ آسمان کے نیچے ہوا نہین اور حرارت شدید ہی جسم عنصری سلامت نہین رہ سکتا جواب یہ ہی کہ محال ممکن نہین ہوتا لیکن مستبعد واقع ہو سکتا ہی۔ **دفع اشکال پنجم** بعض کہتی ہین آسمان ہی موجود نہین ہی جواب یہ ہی کہ ہاتوا برہانکم ان کنتم صادقین **ربط** اوپر حق تعالیٰ نے اپنی تنزیہ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی دلیل بیان فرمائی تھی آگے موسیٰ علیہ السلام کا صاحب کتاب ہونا کہ موید نبوت محمدیہ ہی اور درمیان مین اُس کتاب ہادی کا کہ علی الاطلاق اطاعت احکام پر دال ہی ذکر ہی اور اُس کتاب کا ایک مہتم بالشان مضمون کہ موید تنزیہ و توحید حق تعالیٰ ہی بیان فرماتی ہین اور مخاطبین کو اولاد اصحاب سفینۂ نوح کے عنوان سے پکار کر نوح علیہ السلام کا شاکر ہونا بیان فرماتے ہین کہ عنوان ہذا سے اپنا احسان جو مقتضی تنزیہ و توحید و اطاعت کو ہی اور اُنکے شاکر ہونے سے تنزیہ و توحید و اطاعت کی ترغیب اور اُن کے نام کی تصریح سے بوجہ مشہور بالنبوۃ ہونے کے نبوۃ محمدیہ کی تائید ارشاد فرماتے ہین **تقویت توحید و رسالت مع ترغیب اطاعت بطرز بلیغ** وَاٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِيْ وَكِيْلًا ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا ۝ اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب (یعنی توریت) دی اور ہم نے اسکو بنی اسرائیل کے لیے (ذریعۂ) ہدایت بنایا (جسمین اور احکام کے ساتھ یہ توحید کا عظیم الشان حکم بھی تھا) کہ تم میرے سوا (اپنا) کوئی کارساز مت قرار دو اے اُن لوگوں کی نسل جنکو ہمنے نوح (علیہ السلام) کے ساتھ (کشتی مین) سوار کیا تھا (ہم تم سے خطاب کر رہے ہین تاکہ اُس نعمت کو یاد کرو کہ اگر ہم اُن کو کشتی پر سوار کرکے نہ بچاتے تو آج تم اُنکی نسل کہاں ہوتے اور نعمت کو یاد کرکے اُسکا شکر کرو جسکی بڑی فرد توحید ہی اور) وہ نوح (علیہ السلام) بڑے شکر گزار بندہ تھے (پس جب انبیا شکر کرتے رہے تو تم کیسے اُسکے تارک ہو سکتے ہو) **ربط** اوپر جعلناہ ہدی لبنی اسرائیل مین اتباع ہدایت اور اطاعت احکام الٰہیہ کی ترغیب تھی اور کان عبداً شکوراً مین اُسکی اور تائید تھی آگے اُن بنی اسرائیل کی مخالفت احکام کا جنکی ہدایت کے لیے وہ کتاب آئی تھی بیان کرکے اس مخالفت و معصیت سے ترہیب اور عبرت دلانے کا مضمون ہی **ترہیب از مخالفت و معصیت** وَقَضَيْنَآ الخ ان آیات مین اجمالاً دو واقعون کا بیان ہی کہ بنی اسرائیل نے ایک بار معاصی مین انہماک کیا تو اُنپر اعدا مسلط ہوئے اور اُنکو تباہ کیا پھر ذرا شرارت کم ہوئی تو پھر سنبھل گئے مگر بعد چندے پھر ویسی ہی شرارت کی اور پھر اسیطرح تباہ ہوئے اور تاریخ سے اِن لوگون پر چھ حادثون کا واقع ہونا معلوم ہوتا ہی **واقعہ اول** سلیمان علیہ السلام کی وفات کے تھوڑے دنون بعد حاکم بیت المقدس نے بے دینی اختیار کی اُسپر شاہ مصر چڑھ آیا اور بیت المقدس سے بہت سا اسباب چاندی و سونے کا لوٹ لے گیا مگر شہر اور مسجد کو منہدم نہین کیا **واقعہ دوم** تخمیناً چار سال کے بعد بعضون مین بت پرستی اور بعضون مین نا اتفاقی پیدا ہونے کی نحوست سے ایک اور بادشاہ مصر کا چڑھ آیا اور کسیقدر شہر کی عمارتون اور مسجد کو بھی صدمہ پہونچایا **واقعہ سوم** چند سال بعد بخت نصر شاہ بابل نے چڑھائی کی اور شہر کو فتح کرکے اپنے ساتھ بہت سے قیدی پکڑ لے گیا اور مال و دولت لوٹا اور ایک شخص کو پہلے بادشاہ کے خاندان مین سے اپنا نائب مقرر کرکے چلا گیا **واقعہ چہارم** اس نئے بادشاہ نے جو کہ بت پرست و بدکار تھا اور حضرت ارمیا علیہ السلام کی نصیحت نہ سنتا تھا بخت نصر سے بغاوت کی وہ پھر چڑھ آیا اور اسقدر کشت و خون و قتل غارت کیا جسکی حد نہین اور شہر اور مسجد مین آگ لگا دی اور بالکل میدان کر دیا

النحو قولہ ان لا تتخذوا فی موضع البدل من الکتاب ۱۲ **اختلاف القراءۃ** فی قراءۃ ابی لا یتخذوا بالغیبۃ ۱۲

وَقَضَیْنَآ اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ فِی الْکِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِی الْاَرْضِ مَرَّتَیْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا کَبِیْرًا ۝ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا

اور ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب میں یہ بات بتلادی تھی　کہ تم سرزمین میں دو بار خرابی کروگے　اور بڑا زور چلانے لگو گے　پھر جب اُن دو بار میں سے پہلی بار کی

بَعَثْنَا عَلَیْکُمْ عِبَادًا لَّنَآ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّیَارِ وَکَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ۝ ثُمَّ رَدَدْنَا لَکُمُ الْکَرَّةَ

میعاد آویگی ہم تم پر اپنے ایسے بندوں کو مسلط کرینگے جو بڑے جنگجو ہونگے پھر وہ گھروں میں گھس پڑینگے اور یہ ایک وعدہ ہے جو ضرور ہو کر رہیگا　پھر ہم پھر اُن پر تمھارا غلبہ کردینگے

عَلَیْهِمْ وَاَمْدَدْنٰکُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِیْنَ وَجَعَلْنٰکُمْ اَکْثَرَ نَفِیْرًا ۝ اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِکُمْ وَاِنْ اَسَاْتُمْ

اور مال اور بیٹوں سے ہم تمھاری امداد کرینگے　اور ہم تمہاری جماعت بڑھادینگے　اگر اچھے کام کرتے رہوگے تو اپنے ہی نفع کے لیے اچھے کام کروگے اور اگر تم بُرے

فَلَهَا فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ لِیَسُوْٓءٗا وُجُوْهَکُمْ وَلِیَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ کَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّلِیُتَبِّرُوْا

کام کروگے تو بھی اپنے ہی لیے پھر جب پچھلی بار کی میعاد آویگی ہم پھر دوسروں کو مسلط کرینگے تاکہ تمہارے منھ بگاڑ دیں اور جسطرح وہ لوگ مسجد میں گھسے تھے یہ لوگ بھی اُو سیمیں گھس پڑیں اور جس

مَا عَلَوْا تَتْبِیْرًا ۝ عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یَّرْحَمَکُمْ وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْکٰفِرِیْنَ حَصِیْرًا ۝

پر انکا زور چلے سب کو برباد کرڈالیں عجب نہیں کہ تمہارا رب تم پر رحم فرماوے اور اگر تم پھر وہی کروگے تو ہم بھی پھر وہی کرینگے اور ہم نے جہنم کو کافروں کا جیلخانہ بنا رکھا ہے

اور یہ حادثہ عظیم تخمیناً چارسو پندرہ سال بعد تعمیر مسجد کے گذرا ہے اور اس کے بعد یہود جلاوطن ہوکر ستر سال تک بابل میں نہایت ذلت و خواری سے رہے پھر شاہ بابل کا شاہ ایران کے ہاتھوں استیصال ہوا تو شاہ ایران نے پھر یہود پر رحم کرکے اُنکے ملک شام میں پہونچا دیا اور سامان بھی واپس دیا پھر یہود نے شاہان ایران کی مدد سے پھر مسجد کو نمونہ سابقہ پر تیار کیا اور شہر پناہ وغیرہ کو بھی از سر نو بنایا اور اب تک یہود اپنے افعال قبیحہ پر نادم اور تائب تھے **واقعہ سوم** مگر اس کے بعد پھر وہی پُرانی شرارتیں سوجھیں تو ایسے اسباب جمع ہوئے کہ ایک بادشاہ جس نے انطاکیہ آباد کیا ہے بیت المقدس پر حضرت مسیح علیہ السلام سے ایک سو ستر برس پہلے چڑھ آیا چالیس ہزار یہود کو قید چالیس ہزار کو قتل کیا اور مسجد کی بڑی بیعزتی کی مگر مسجد بچ رہی پھر اُس بادشاہ کے جانشینوں میں سے ایک بادشاہ نے شہر اور مسجد کو ویران کردیا پھر بعد چندے سلاطین روم کی اُس جگہ حکومت ہوگئی اُنہوں نے مسجد کو پھر درست کیا اور اُسکے آٹھ سال بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے **واقعہ ششم** پھر یہود نے سلاطین روم سے بغاوت اختیار کی آخر رومیوں نے پھر شہر اور مسجد کی وہی حالت بنائی افسوس کہ بادشاہ رومی کا نام طیطس تھا جو نہ یہودی تھا نہ نصرانی کیونکہ اسکے بہت روز بعد قسطنطین اول عیسائی ہوا ہے یہ حادثہ عیسیٰ علیہ السلام کے صعود سے چالیس برس بعد ہوا اور اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ تک یہ مسجد ویران پڑی رہی حتی کہ آپ نے تعمیر کرائی یہ ہے اجمالی حکایت ان واقعات کی اب قرآن میں جو اجمالاً دو واقعہ مذکور ہیں ہر چند کہ اُنکی تعیین یقینی تو مشکل ہے لیکن انسب اور اقرب یہ ہے کہ ان میں جو بڑے واقعات ہیں جنمیں شرارت بھی زیادہ کی اور سزا بھی سخت ملی انپر محمول کیا جاوے سو اُنمیں ایک تو واقعہ چہارم ہے اور ایک واقعہ ششم اور اگر واقعات کی تفصیل دیکھنا ہو تو تفسیر حقانی ملاحظہ فرمایئے میں نے اس اجمال کا اُسی تفصیل سے اقتباس کیا ہے اب تفسیر شروع ہوتی ہے اور یہ بھی کہنا ممکن ہے کہ مرتین سے مراد دو شریعتوں کی مخالفت ہو یعنی لتخالفن شریعتین گو ہر شریعت کی مخالفت کئی کئی بار ہوئی پس اسطرح اسمیں سب فتنات داخل ہوجاوینگے کہ بعض حوادث شریعت موسویہ کی مخالفت کی سزا تھی اور بعض شریعت عیسویہ کی مخالفت کی سزا پھر انکے بعد ان عدتم میں شریعت محمدیہ کی مخالفت پر وعید ہے اور اسطرح کلام نہایت جامع اور متناسق ہوجاویگا اور بعض نے خوب کہا ہے کہ قرآن کا جو اصل مقصود ہے کہ جب معاصی کی کثرت ہوئی سزا دیگئی اسکے لیے تعیین واقعات کی کوئی ضرورت نہیں **تفسیر آیات** وَقَضَیْنَآ اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ فِی الْکِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِی الْاَرْضِ مَرَّتَیْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا کَبِیْرًا ۝ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا بَعَثْنَا عَلَیْکُمْ عِبَادًا لَّنَآ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّیَارِ وَکَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ۝ ثُمَّ رَدَدْنَا لَکُمُ الْکَرَّةَ عَلَیْهِمْ وَاَمْدَدْنٰکُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِیْنَ وَجَعَلْنٰکُمْ اَکْثَرَ نَفِیْرًا ۝ اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِکُمْ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ لِیَسُوْٓءٗا وُجُوْهَکُمْ وَلِیَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ کَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّلِیُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِیْرًا ۝ عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یَّرْحَمَکُمْ وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْکٰفِرِیْنَ حَصِیْرًا ۝ ۸

اللغات قولہ قضینا ای اعلمنا ہم کتائی الروح قلت اکان الاعلام متضمنا معنی الانہاء للجز عدی بالی قولہ لتعلن العوا لانتفاع تحوزبہ عن التکبر والاستیلاء علی وجہ الظلم قولہ جاسو ای سطوا د

إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ

بلاشبہ یہ قرآن ایسے طریقہ کی ہدایت کرتا ہے جو بالکل سیدھا ہے اور اُن ایمان والوں کو جو کہ نیک کام کرتے ہیں یہ خوشخبری دیتا ہے کہ ان کو

أَجْرًا كَبِيرًا ۝ وَأَنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝ ع ۱

بڑا بھاری ثواب ملیگا اور یہ بھی بتلاتا ہے کہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہم نے اُنکے لیے ایک دردناک سزا تیار کر رکھی ہے

اور ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب میں (خواہ توریت میں یا اور انبیاء بنی اسرائیل کے صحف میں) یہ بات (بطور پیشین گوئی) بتلادی تھی کہ تم سرزمین (شام) میں دو بار (گناہوں کی کثرت سے) خرابی کروگے (ایکبار شریعت موسویہ کی مخالفت دوسری بار شریعت عیسویہ کی مخالفت) اور (دوسروں پر بھی) بڑا زور چلانے لگوگے (یعنی زیادتیاں کروگے پس لتفسدن میں حقوق اللہ کے اور لتعلن میں حقوق العباد کے ضائع کرنے کیطرف اشارہ ہے اور یہ بھی لکھا تھا کہ دونوں بار سخت سزا میں مبتلا کیے جاؤگے) پھر جب اُن دو بار میں سے پہلی بار کی (سزائے شرارت) کی میعاد آویگی (تو ہم (تمہاری سزا کے لیے) تم پر اپنے ایسے بندوں کو مسلط کرینگے جو بڑے جنگجو ہونگے پھر وہ (تمہارے) گھروں میں گھس پڑینگے (اور تمکو قتل اور قید اور غارت کرینگے) اور یہ (وعدہ سزا) ایک وعدہ ہے جو ضرور ہو کر رہیگا پھر (جب تم نادم و تائب ہوگے تو) ہم اُنپر تمہارا غلبہ کردینگے (گو بواسطہ ہی کہ جو قوم اُنپر غالب آویگی وہ تمہاری حامی ہوگی پس تمہارے وہ دشمن اُس قوم سے اور تم سے دونوں سے مغلوب ہونگے) اور مال اور بیٹوں سے (جو کہ قید اور غارت کیے گئے تھے) ہم تمہاری امداد کرینگے (یعنی یہ چیزیں تمکو واپس ملینگی اور ان سے تمکو قوت پہونچیگی) اور ہم تمہاری جماعت (یعنی تابعین کو) بڑھادینگے (پس جاہ اور مال اور اولاد اور اتباع سب میں ترقی ہوگی جیسا کہ کرہ اور اموال اور بنین اور نفیرا اس پر دال ہے) اور اُس کتاب میں بطور نصیحت کے یہ بھی لکھا تھا کہ اگر (اب آیندہ کے لیے) اچھے کام کرتے رہوگے تو اپنے ہی نفع کے لیے اچھے کام کروگے (یعنی دنیا و آخرت میں اُسکا نفع حاصل ہوگا) اور اگر (پھر) تم بُرے کام کروگے تو بھی اپنے ہی لیے (بُرائی کروگے یعنی پھر سزا ہوگی چنانچہ ایسا ہی ہوا جسکا آگے بیان ہے کہ) پھر جب (اُن دو بار میں سے) پچھلی بار کی (سزا کی) میعاد آویگی (اور تم شریعت عیسویہ کی مخالفت اور شرارت کروگے) ہم دوسرے بندوں کو مسلط کرینگے تاکہ (تمکو مار مار کر) تمہارے منہ بگاڑ دیں اور جسطرح وہ (پہلے) لوگ مسجد (بیت المقدس) میں (لوٹ مار کے ساتھ) گھسے تھے یہ (پچھلے) لوگ بھی اس میں گھس پڑیں اور جس جس چیز پر انکا زور چلے سب کو (ہلاک و) برباد کر ڈالیں (اور اُس کتاب میں یہ بھی لکھا تھا کہ اگر اس بعثت ثانی کے بعد جب (وہ شریعت محمدیہ کا زمانہ ہو) تم معصیت سے باز آکر شریعت محمدیہ کا اتباع کرلو تو عجب نہیں (یعنی امید یعنی وعدہ ہے) کہ تمہارا رب تم پر رحم فرماوے (اور تمکو ادبار و ذلت سے بچاوے) اور اگر تم پھر وہی (شرارت) کروگے تو ہم بھی پھر وہی (سزا کا برتاؤ) کرینگے (چنانچہ حضور کے وقت میں اُنہوں نے آپکی مخالفت کی پھر قتل اور قید اور ذلیل ہوئے یہ تو دنیا کی سزا ہوئی) اور (آخرت میں) ہم نے جہنم کو (ایسے) کافروں کا جیل خانہ بنا رکھا ہے ف الکتاب کے ترجمہ میں جو احقر نے تردید کی ہے وجہ اسکی یہ ہے کہ بقول بعض علما یہ مضمون اب توریت میں نہیں ہے پس یا تو تحریف ہوئی ہو اور یا اور دوسری الہامی کتب مراد ہیں کہ اُنمیں اب تک یہ مضامین بکثرت پائے جاتے ہیں واللہ اعلم ۔۔۔ میں ۔۔۔ مسطور ۔۔۔ ہونے سے یہ شبہہ نہ کیا جاوے کہ کیا اللہ تعالیٰ ۔۔۔ مقصود ہونے سے جسکا حاصل تعیین ارادہ ہے تشریعاً مقصود ہونا لازم نہیں آتا جسکا حاصل رضا ہے پس کچھ شبہہ نہیں ربط شروع سورت میں ۔۔۔ رسالت پر استدلال تھا آگے قرآن کی جو کہ رسالت کی بڑی دلیل ہے مدح ہے اور جیسے اوپر تنزیہ باریتعالی کا بھی مضمون تھا ایسے ہی للتی ہی اقوم ۔۔۔ مضمونکو مدح قرآن دال بر توحید و رسالت إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا كَبِيرًا ۝ وَأَنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝ بلاشبہ یہ قرآن ایسے طریقہ کی ہدایت کرتا ہے جو بالکل سیدھا ہے (یعنی اسلام) اور (اُس طریقہ کو ماننے اور نہ ماننے والوں کی جزا و سزا بھی بتلاتا ہے چنانچہ) اُن ایمان والوں کو جو کہ نیک کام کرتے ہیں یہ خوشخبری دیتا ہے کہ اُنکو بڑا بھاری ثواب ملیگا اور یہ بھی بتلاتا ہے کہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہم نے اُنکے لیے ایک دردناک سزا تیار کر رکھی ہے ف اگر اجر کبیر سے مراد مطلق جنت ہے تب تو یعملون الصلحت کے قید کے سبب میں نہیں اسکا شرط ہونا لازم نہیں آتا اور اگر مراد درجات عالیہ جنت کے ہیں تو شرط ہونا بھی صحیح ہے اور لایومنون میں آخرت کی تخصیص اسلیے کہ وہ واجب الایمان چیز کا ہے اسمیں ہو جاویگا ربط اوپر

ملحقات الترجمة

۱ قولہ فی دعد ل کرلہما سزائے شرارت کی میعاد اشارۃ الی ان فی الکلام مضافا مقدرا ای وعد عقاب ۔۔۔ الوعد ظاہر لتعلقہ بامر مرغوب او مرہوب وہذا مقام الوعید ویمکن ان یکون الوعد بمعنی الموعد ای الوقت فیصح ۔۔۔ ۲ قولہ قبل لیسوء ۔۔۔ مسلط اشارۃ الی تقدیر بعثنا بقرینۃ المقام ۳ قولہ ہناک ۔۔۔ پچھلے اشارۃ الی ان مرجع ۔۔۔ ودخلوا ۔۔۔ على عدم رجوع الضمیر للمذکورین ۔۔۔ عندی فی زعم ۔۔۔ وہذا اذا قدر قبل لیسوء وا ۔۔۔ ولو قدر بعثنا آخرین ۔۔۔ ۴ قولہ کما دخلوہ ۔۔۔

وَيَدْعُ الْإِنسَانُ بِالشَّرِّ دُعَاءَهُ بِالْخَيْرِ ۖ وَكَانَ الْإِنسَانُ عَجُولًا ۝ وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ آيَتَيْنِ ۖ فَمَحَوْنَا

اور انسان برائی کی ایسی درخواست کرتا ہی جسطرح بھلائی کی درخواست اور انسان جلدباز ہی اور ہمنے رات اور دن کو دو نشانیان بنایا سو رات کی

آيَةَ اللَّيْلِ وَجَعَلْنَا آيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوا فَضْلًا مِّن رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوا عَدَدَ السِّنِينَ وَالْحِسَابَ ۚ

نشانی کو تو ہمنے دھندلا بنایا اور دن کی نشانی کو ہم نے روشن بنایا تاکہ اپنے رب کی روزی تلاش کرو اور تاکہ برسون کا شمار اور حساب معلوم کرلو

وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنَاهُ تَفْصِيلًا ۝ وَكُلَّ إِنسَانٍ أَلْزَمْنَاهُ طَائِرَهُ فِي عُنُقِهِ ۖ وَنُخْرِجُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كِتَابًا يَلْقَاهُ

اور ہم نے ہر چیز کو خوب تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہی اور ہم نے ہر انسان کا عمل اُس کے گلے کا ہار کر رکھا ہی اور قیامت کے دن ہم اوسکا نامۂ اعمال اُسکے واسطے نکالکر سامنے

مَنشُورًا ۝ اقْرَأْ كِتَابَكَ كَفَىٰ بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيبًا ۚ مَّنِ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ ۖ وَمَن

کردینگے جسکو وہ کھلا ہوا دیکھ لیگا اپنا نامۂ اعمال پڑھ لے آج تو خود اپنا آپ ہی محاسب کافی ہی جو شخص راہ پر چلتا ہی وہ اپنے نفع کے لیے راہ پر چلتا ہی اور جو شخص

ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۗ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا ۝

بیراہی کرتا ہی سو وہ بھی اپنے ہی نقصان کے لیے بے راہ ہوتا ہی اور کوئی شخص کسیکا بوجھ نہ اوٹھاویگا۔ اور ہم سزا نہیں دیتے جب تک کسی رسول کو نہیں بھیج لیتے

توحید رسالت و قرآن کی حقیت کا اثبات اور غیر اہل ایمان کے لیے عذاب کا استحقاق مذکور تھا اوسپر کفار کو یہ شبہہ تھا کہ اگر یہ چیزین حق ہین اور انکا انکار موجب عذاب ہی تو ہم پر دنیا ہی مین عذاب موعود کیون نہین آجاتا کقولہ تعالیٰ ان کان ہذا ہو الحق من عندک فامطر وقالوا ربنا عجل لنا قطنا الخ آگے اس شبہہ پر کلام ہی کہ اول ویدع الانسان مین کفار کا استعجال ذکر فرمایا پھر کل انسان الزمناہ سے رسولا تک حساب و کتاب و موعود عذاب کا معین وقت پر واقع ہونا بیان فرمایا اور درمیان مین تخلیق لیل و نہار کی حکمت سے کہ تحدید اوقات ہی بطور تنظیر کے اسطرف اشارہ فرمایا کہ جسطرح معمولی واقعات محسوب بالاوقات ہین اسیطرح واقعات عذاب وغیرہ بھی جنمین جو دنیا مین واقع ہونیوالے ہین وہ اپنے وقت پر ہوجاوینگے اور باقی قیامت کے یوم موعود مین ہوجاوینگے اور اس مجموعہ سے اُن کے شبہہ کا جواب ہوگیا اور ممکن ہی کہ درمیان مین آیت وجعلنا اللیل الخ بعبر توحید کیلیے ہو جو کہ اوپر بھی مذکور ہوتی ہی اور کل شئی فصلناہ سے یا تو قرآن کی مدح کرنا ہی جسکا اوپر ذکر ہوچکا ہی اور نیز یہ مضامین مفیدہ بھی اسمین بیان ہو رہے ہین اور یا اگر لوح محفوظ مراد ہو تو حساب و کتاب کے مقدر فی اللوح ہونے سے اُسکے موقت ہونے کی تقریر ہی **جواب شبہہ اہل عناد بتوقف عذاب** وَيَدْعُ الْإِنسَانُ بِالشَّرِّ دُعَاءَهُ بِالْخَيْرِ ۖ وَكَانَ الْإِنسَانُ عَجُولًا ⑪ وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ آيَتَيْنِ فَمَحَوْنَا آيَةَ اللَّيْلِ وَجَعَلْنَا آيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوا فَضْلًا مِّن رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوا عَدَدَ السِّنِينَ وَالْحِسَابَ ۚ وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنَاهُ تَفْصِيلًا ⑫ وَكُلَّ إِنسَانٍ أَلْزَمْنَاهُ طَائِرَهُ فِي عُنُقِهِ ۖ وَنُخْرِجُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كِتَابًا يَلْقَاهُ مَنشُورًا ⑬ اقْرَأْ كِتَابَكَ كَفَىٰ بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيبًا ⑭ مَّنِ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ ۖ وَمَن ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۗ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا ⑮ اور (بعضا) انسان (جیسے کفار ہین) برائی (یعنی عذاب) کی ایسی درخواست (تقاضے سے) کرتا ہی جسطرح بھلائی کی درخواست (تقاضے اور جلدی کے ساتھ کرتا ہی) اور انسان (کچھ طبعًا ہی) جلدباز (ہوتا) ہے (مگر جنہون نے اپنی تہذیب کرلی ہی وہ تعجیل ممنوع سے بچتے ہین اور جو ہدایت یافتہ نہین ہین وہ انجام اندیشی نہین کرتے اور عذاب مانگتے ہین اور اُسکے نہ آنیسے اُسکا انکار کرتے ہین) اور (دیکھو) ہم نے جسطرح تمام واقعات کا حساب وقت پر رکھا ہی اسیطرح عذاب بھی اپنے وقت پر ہوگا آخرت مین تو ضرور اور ممکن ہی کہ کچھ دنیا مین بھی چنانچہ دنیا کے واقعات کا محسوب ہونا دیکھو کہ

رسم الخط	البلاغۃ
حذف الواو من یدع انما ہو فی الخط لعدم التلفظ بہ ۱۲	قولہ محونا ہو من قبیل قولہم ضیق فم الرکیۃ ۱۲ قولہ الزمناہ طائرہ الطائر کنایۃ عن العمل لان العرب یتطیرون بالطائر فی الخیر والشر و قولہ فی عنقہ لتصویر شدۃ اللزوم وکمال الارتباط

وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ۝

اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو | اسکے خوش عیش لوگون کو حکم دیتے ہین پھر وہ لوگ وہان شرارت مچاتے ہین تب اُنپر حجت تمام ہوجاتی ہی | پھر اُس بستی کو تباہ اور غارت کرڈالتے ہین

وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْۢ بَعْدِ نُوْحٍ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًاۢ بَصِيْرًا ۝

اور ہم نے بہت سی امتون کو نوح کے بعد ہلاک کیا ہی | اور آپ کا رب اپنے بندون کے گناہون کا جاننے والا دیکھنے والا کافی ہی

ہم نے رات اور دن کو (اپنی قدرت کی) دو نشانیان بنایا سو رات کی نشانی (یعنی خود رات[۱]) کو تو ہم نے دھندلا بنایا اور دن کی نشانی کو روشن بنایا (کہ اُسمین سب چیزین بے تکلف دکھائی دین) تاکہ (دن مین) اپنے رب کی روزی تلاش کرو اور تاکہ (دونون رات اور دن کی آمد و رفت و اختلاف الوان و مقدار و اختلاف مبدا و منتہا سے) برسون کا شمار اور (دوسرے چھوٹے چھوٹے) حساب معلوم کرلو (جیسا سورۂ یونس کے پہلے رکوع مین بیان ہوا ہی) اور ہم نے ہر چیز کو خوب تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہی (خواہ لوح محفوظ مین پس کل شیٔ عام ہی اور یا قرآن مین پس کل شئے سے مراد ضروری ہی اول صورت مین تقریر مطلب کی یہ ہی کہ لوح محفوظ مین ہر شئے کا جدا جدا وقت معین لکھا ہی اور دوسری صورت مین یہ تقریر ہوگی کہ دیکھو قرآن مین کیسے مفید مضامین ہدایت اور شبہات مین موجب تسکین مذکور ہین) اور ہم نے ہر (عمل کرنے والے[۲]) انسان کا عمل (نیک ہو یا بد) اُسکے گلے کا ہار کر رکھا ہی (یعنی ہر شخص کا عمل اُسکے ساتھ لازم ہی) اور (پھر) قیامت کے دن ہم اُسکا نامۂ اعمال اُسکے (دیکھنے کے) واسطے نکالکر سامنے کردینگے جسکو وہ کھلا ہوا دیکھ لیگا (اور اُس سے کہا جاویگا کہ لے) اپنا نامۂ اعمال (خود) پڑھ لے آج تو خود اپنا آپ ہی محاسب کافی ہی (یعنی اسکی ضرورت نہین کہ تیرے اعمال کوئی گنا دے نامۂ اعمال پڑھتا جا اور تسلیمین یاد کرکے ملزم ہوتا جا مطلب یہ کہ گو ابھی عذاب نہین آیا لیکن یہ بلا ٹلے گی نہین ایک وقت ایسا ہوگا کہ اپنے سب اعمال مخزونہ مکنونہ کو کھلی آنکھون دیکھ لیگا اور حجت استحقاق عذاب کی اُسپر قائم ہوجاویگی اور) جو شخص (دنیا مین) راہ پر چلتا ہی وہ اپنے نفع کے لیے راہ پر چلتا ہی (اُسوقت اُسکا نفع اُسکو نظر آویگا) اور جو شخص بے راہی کرتا ہی سو وہ بھی اپنے ہی نقصان کے لیے بے راہ ہوتا ہی (وہ اُسوقت اُسکا خمیازہ بھگتے گا کسی دوسرے کا کچھ نقصان نہین کیونکہ ہمارا قانون ہی کہ) کوئی شخص کسی (کے گناہ) کا بوجھ نہ اوٹھاویگا اور (یہ جو کچھ سزا و عقوبت ہوتی ہی اتمام حجت کے بعد کیونکہ ہمارا قانون اور معمول ہی کہ) ہم (کبھی) سزا نہین دیتے جبتک کسی رسول کو (ہدایت کے لیے) نہین بھیج لیتے (بشرطیکہ اُس شخص کو بواسطہ یا بلاواسطہ اُس رسول کی خبر پہونچ چکی ہو اور پھر بھی نہ مانے اُسوقت البتہ سزا تجویز کرتے ہین) ف تقریر مذکور پر کہ مقصود محسوب ہونا ہی واقعات کا لتبتغوا کا لانا تذکیر نعمت اور اسطرف اشارہ ہی کہ وقت موعود کے قبل قبل تو ہماری طرف سے نعمتین فائض ہو رہی ہین و نیز اشارہ ہی کہ لیل و نہار کی حکمت حساب مین منحصر نہین بلکہ ایک حکمت ابتغا بھی ہی اور تخرج فرمانا اسوجہ سے ہی کہ نامۂ اعمال عالم غیب مین ملائکہ کے ہاتھ و نیز محفوظ تھا اور قتادہ سے منقول ہی کہ بے پڑھا ہوا آدمی بھی نامۂ اعمال پڑھ لیگا کذا فی الروح اور ماکنا معذبین الخ سے بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ جن قومون تک رسول کی اصلا خبر نہین پہونچی وہ کفر و معاصی پر معذب نہونگے چنانچہ بعض کا یہی مذہب ہی اور جو بعض اسکے قائل ہین کہ حسن عقائد و اعمال کا قبح مدرک بالعقل ہو سکتا ہی اور کسی سبب سے ادراک کی تحریک بھی ہوئی اور زمانہ تامل و ادراک کا بھی ملا کو بوجہ عدم تامل کے ادراک نہوا ہو یا یہ کہ ادراک ہوگیا ہو اور پھر ایسے عقائد و اعمال کے مرتکب ہوئے ہون وہ معذب ہونگے تو ان بعض کا قول بھی اس آیت کے موافق اسطرح ہوسکتا ہی کہ یہ صورت بھی شامل بعث رُسل کے ہی کیونکہ فائدہ بعث رسل سے یہی امر ہی پس مقصود اصلی آیت مین یہی عام رہنا ہوگا پس مطلب آیت کا یہ ہوگا ما کنا معذبین حتی ننبہہ بالنقل او بالعقل واللّٰہ اعلم ربط اوپر وما کنا معذبین الخ مین بدون بعثت رسول کے عذاب نہونا بیان فرمایا آگے بعثت رسل کے بعد حسب اطاعت نہ کرین عذاب کا ہونا بیان فرماتے ہین تاکہ سننے والے متنبہ ہون کہ ہماری طرف رسول مقبول صلی اللّٰہ علیہ وسلم مبعوث ہوچکے ہین نہ ماننے سے ہم بھی مستحق عذاب ہوجاوینگے گو وقت معین سے قبل نہو جیسا اُنپر بھی معین وقت پر آیا تھا اور اوپر جواب شبہہ مین یہ مضمون بھی مذکور تھا

استحقاق عذاب بعصیان رُسل

وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ۝ وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْۢ بَعْدِ نُوْحٍ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًاۢ بَصِيْرًا ۝ اور جب ہم کسی بستی کو (جو کہ کفر و معصیت کے سبب بمقتضائے حکمت قابل ہلاک ہو) ہلاک کرنا چاہتے ہین تو (اُسکو قبل بعثت رسل ہلاک نہین کرتے بلکہ کسی رسول کی معرفت اُس بستی) کے خوش عیش (یعنی امیر رئیس) لوگون کو (خصوصاً اور دوسرے عوام کو عموماً ایمان و طاعت[۳] کا) حکم دیتے ہین پھر (جب) وہ لوگ (کہنا نہین مانتے بلکہ) وہان شرارت

ملحقات الترجمة

[۱] قوله فی آیة اللیل خود رات اشارة الی ان الاضافة بیانیة [۲] قوله فی کل انسان عمل کرنیوالے القرینة علیه طائرہ المراد به العمل [۳] قوله فی امرنا ایمان و طاعت اخرجه ابن جریر عن ابن عباس کذا فی الدر المنثور والقرینة علی تقدیر قوله بالطاعة قوله تعالی ففسقوا فان المقدر ند یکون عین المذکور و قد یکون ضده کقول امرته فعصانی امرته فعصانی ۱۲

مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهُ فِيهَا مَا نَشَاءُ لِمَنْ نُرِيدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهُ جَهَنَّمَ يَصْلَاهَا مَذْمُومًا مَدْحُورًا

جو شخص دنیا کی نیت رکھیگا ہم ایسے شخص کو دنیا میں جتنا چاہیں گے جسکے واسطے چاہیں گے فی الحال ہی دیدینگے پھر ہم اسکے لیے جہنم تجویز کریں گے وہ اسمیں بدحال راندہ ہوکر داخل ہوگا

وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ وَسَعَىٰ لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَشْكُورًا ۝ كُلًّا نُمِدُّ

اور جو شخص آخرت کی نیت رکھیگا اور اسکے لیے جیسی سعی کرنا چاہیے ویسی ہی سعی بھی کریگا بشرطیکہ وہ شخص مومن بھی ہو سو ایسے لوگوں کی یہ سعی مقبول ہوگی آپ کے رب کی عطا میں

هَٰؤُلَاءِ وَهَٰؤُلَاءِ مِنْ عَطَاءِ رَبِّكَ ۚ وَمَا كَانَ عَطَاءُ رَبِّكَ مَحْظُورًا ۝ انْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ

سے تو ہم ان کی بھی امداد کرتے ہیں اور ان کی بھی اور آپ کے رب کی عطاء بند نہیں آپ دیکھیے ہم نے ایک کو دوسرے پر کسطرح

عَلَىٰ بَعْضٍ ۚ وَلَلْآخِرَةُ أَكْبَرُ دَرَجَاتٍ وَأَكْبَرُ تَفْضِيلًا ۝

فوقیت دی ہے اور البتہ آخرت درجوں کے اعتبار سے بھی بہت بڑی ہے اور فضیلت کے اعتبار سے بھی بہت بڑی ہے

مچاتے ہیں تب اُن پر حجت تمام ہوجاتی ہے پھر اس بستی کو تباہ اور غارت کر ڈالتے ہیں اور (اسی طرز کے موافق) ہم نے بہت سی امتوں کو نوح (علیہ السلام) کے (زمانہ کے) بعد (اُن کے کفر و معصیت کے سبب) ہلاک کیا ہے (جیسے عاد و ثمود وغیرہم اور نوح علیہ السلام کی قوم کا ہلاک ہونا مشہور و معروف ہی ہے اسلیے من بعد نوح پر اکتفا کیا گیا) اور آپ کا رب اپنے بندوں کے گناہوں کا جاننے والا دیکھنے والا کافی ہے (پس جیسا جیسا گناہ ہوتا ہے ویسی ویسی سزا دیتا ہے)

ف بعض مفسرین نے امرنا کے معنے کثرنا کے ہیں یعنی کثیر کردیتے ہیں کیونکہ امر جسطرح کثیر شد کے معنے میں آتا ہے اسیطرح کثیر نمود کے معنے میں بھی آتا ہے پس یہ لازم و متعدی دونوں ہے کذا فی الروح اُسوقت یہ معنی ہونگے کہ ہم امراء کو باعتبار عدد اور سامان کے بڑھا دیتے ہیں جسکو استدراج کہتے ہیں حتی کہ اُن کو خوب غفلت و انہماک ہوجاتا ہے جیسا اس آیت میں ہے حتی اذا فرحوا بما اوتوا اخذناہم بغتۃ مجموعہ تفسیرین کا حاصل یہ ہوا کہ ہم اتمام حجت کے لیے بعثت رسل اور امہال کو مقدم کردیتے ہیں اور جس حکمت سے وہ لوگ قابل ہلاک ہوتے ہیں اُسکی تعیین و تفتیش ضروری نہیں جیسے دوسرے عام واقعات کی حکمت اور راز کا بھی احاطہ نہیں ہوسکتا پس اسپر یہ لازم نہیں آیا کہ قبل بعثت اگر وہ قابل ہلاک نہیں تھے تو گویا ہلاک کرنے کے لیے یہ سلسلہ نکالا جو ظاہرا بعید از رحمت ہے اور اگر قابل ہلاک تھے تو تفسیر اول پر بدون بعثت رسل قابل ہلاک ہونیکا قائل ہونا پڑتا ہے حاصل اشکال کا شق ثانی کا اختیار کرنا ہے کہ بمقتضائے حکمت الٰہیہ اُنکا ہلاک مناسب تھا مگر بالفعل ہلاک ہونا جسکا سبب ذنوب ہیں نہ کہ محض ارادہ بمقتضائے عادت الٰہیہ موقوف بعثت رسل پر رکھا گیا اب شبہہ ہلاکت کے مقصود بالذات ہونیکا بھی نہ رہا جیسا ظاہراً اذا اردنا کے شرط اور امرنا کے جزا ہونے سے ہوتا ہے اور اسیواسطے قریہ کے ترجمہ میں اس قید سے مقید کردیا کہ جو کہ کفر و معصیت کے سبب الخ اور مترفین کی تخصیص ذکر بوجہ اُن کے ذی اثر ہونے کے ہے کہ اُن کی طاعت کا بھی معصیت کا بھی تنعم کا بھی دوسروں پر درباب اتباع کے اثر پڑتا ہے اس لیے اُن کو زیادہ سمجھا جاتا ہے دوسرے غافل اور معاند اور احمق بھی زیادہ یہی ہوتے ہیں اور تخصیص ذکر نوح علیہ السلام کی خود تقریر ترجمہ سے ظاہر ہے **ربط** اوپر آیات ویدع الانسان الخ میں اس شبہہ کا جواب تھا کہ اگر ہمارا طریقہ موجب عذاب ہو تو دنیا ہی میں کیوں نہیں وہ عذاب آجاتا اب آگے اس شبہہ کا جواب ہے کہ اگر ہماری بعض اعمال مختلف فیہا موجب عذاب بھی ہوں لیکن جو اعمال ہم سے ایسے صادر ہوتے ہیں جو بالاتفاق حسن ہیں جیسے مہمانداری و اعانت مظلوم و انجاح سوال وغیرہا یہ نجات کا ذریعہ ہوجاوینگے حاصل جواب یہی ہے کہ دو حال سے خالی نہیں یا تو ان اعمال سے تمکو نفع دنیا مقصود ہے جیسا کہ یہی واقع بھی ہے چنانچہ انکار آخرت اسکی دلیل ہے تب تو تم یرید العاجلۃ میں داخل ہو جسکا انجام جہنم ہے اور اگر تمکو نفع آخرت مقصود ہے جیسا کہ محض فرضی صورت ہے تو اسمیں فہو مومن کی قید ہے جو تم میں مفقود ہے اس لیے وہ بھی نجات کا ذریعہ نہیں ہوسکتا پس ہر حال تم مستوجب عذاب ہو و نیز ساتھ ساتھ دنیا کی تذلیل اور آخرت کی تفضیل بھی مذکور ہے

اشتراط نیت آخرت و ایمان برای قبول اعمال مع تحقیر دنیا و تفضیل آخرت مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهُ فِيهَا مَا نَشَاءُ لِمَنْ نُرِيدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهُ جَهَنَّمَ يَصْلَاهَا مَذْمُومًا مَدْحُورًا ۝ وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ وَسَعَىٰ لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَشْكُورًا ۝ كُلًّا نُمِدُّ هَٰؤُلَاءِ وَهَٰؤُلَاءِ مِنْ عَطَاءِ رَبِّكَ ۚ وَمَا كَانَ عَطَاءُ رَبِّكَ مَحْظُورًا ۝ انْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ ۚ وَلَلْآخِرَةُ أَكْبَرُ دَرَجَاتٍ وَأَكْبَرُ تَفْضِيلًا ۝

النحو قوله كلا مفعول مقدم لنمد و هؤلاء بدل من كلا **البلاغة** قوله ما نشاء لمن نريد ذكر المشيئة في اصحاب الارادة في الآخرة تفنن **قوله** من عطاء عبر من الرزق وغيره بالعطاء ايذانا بان الامداد المذكور ليس بطريق الاستحقاق بل

لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ۝ وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ

اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود مت تجویز کر ورنہ تو بدحال بے یار مددگار ہو کر بیٹھ رہیگا اور تیرے رب نے حکم کر دیا ہے کہ بجز اسکے کسی کی عبادت مت کرو اور تم ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کیا کرو

اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۝ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ

اگر تیرے پاس انمین سے ایک یا دونوں کے دونوں بوڑھاپے کو پہونچ جاوین سو انکو کبھی ہون بھی مت کہنا اور نہ انکو جھڑکنا اور ان سے خوب ادب سے بات کرنا اور انکے سامنے شفقت سے انکساری

مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۝ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ ؕ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ۝

کے ساتھ جھکے رہنا اور یون دعا کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار ان دونون پر رحمت فرمایئے جیسا انہون نے مجھکو بچپن مین پالا پرورش کیا ہے تمہارا رب تمہارے مافی الضمیر کو خوب جانتا ہے اگر تم سعادتمند ہو تو وہ توبہ کرنیوالوں کی خطا معاف کر دیتا

جو شخص (اپنے اعمال نیک سے صرف) دنیا (کے نفع) کی نیت رکھیگا (خواہ اسلیے کہ آخرت کا منکر ہی یا اسلیے کہ آخرت کی نیت نہین کی) ہم ایسے شخص کو دنیا مین جتنا چاہین (اور) جسکے واسطے چاہین گے فی الحال ہی دیدینگے (یعنی دنیا ہی مین کچھ جزا ملجاویگی) پھر (آخرت مین خاک نہ ملیگا بلکہ وہان) ہم اسکے لیے جہنم تجویز کرینگے وہ اس (جہنم) مین بدحال راندہ (درگاہ) ہو کر داخل ہوگا اور جو شخص (اپنے اعمال مین) آخرت (کے ثواب) کی نیت رکھیگا اور اس (آخرت) کے لیے جیسی سعی کرنا چاہیے ویسی ہی سعی بھی کریگا (مطلب اسکا یہ ہی کہ وہ عمل قواعد شرعیہ کے موافق کیا کیونکہ آخرت کے لیے وہی سعی کرنا چاہیے جسکا امر ہوا ہو بخلاف ان اعمال کے جو ہوائے نفسانی کے موافق ہون کہ وہ مقبول نہین غرض شرع کے موافق عمل کیا) بشرطیکہ وہ شخص مومن بھی ہو سو ایسے لوگونکی یہ سعی (مذکور عند اللہ) مقبول ہوگی (غرض قبول سعی یعنی عمل کی تین شرطین ہوئین تصحیح نیت جسپر اراد الآخرۃ دال ہی تصحیح عمل حسب شرع جسپر سعیہا دال ہی تصحیح عقیدہ جسپر مومن دال ہی پس شرائط قبول کے یہ ہین اور بدون اسکے غیر مقبول اور کافرون پر نعم دنیویہ ہونا علامت مقبولیت کی نہین ہی کیونکہ نعمت دنیویہ مخصوص مقبولین کے ساتھ نہین بلکہ) آپکے رب کی (اس عطاء دنیوی) مین سے تو ہم ان (مقبولین) کی بھی امداد کرتے ہین اور ان (غیر مقبولین) کی بھی (امداد کرتے ہین) اور آپکے رب کی (یہ) عطا (دنیوی کسی پر) بند نہین (چنانچہ) آپ دیکھ لیجیے ہم نے (اس عطا دنیوی مین تو بلا ایمان و کفر کے) ایک کو دوسرے پر کس طرح فوقیت دی ہی (حتی کہ اکثر کفار اکثر مومنین سے زیادہ متنعم رکھتے ہین پس یہ چیزین قابل فخر نہین) اور البتہ آخرت (جو مخصوص ہی مقبولین کے ساتھ وہ) درجون کے اعتبار سے بھی بہت بڑی ہی اور فضیلت کے اعتبار سے بھی بہت بڑی ہی (اوسکا اہتمام چاہیے جو مشروط بشرائط مذکورہ ہی) ف سورۂ ہود کے رکوع دوم کی آیت من کان یرید الحیوۃ الدنیا وزینتہا نوف الیہم الخ سے ظاہراً معلوم ہوتا ہی کہ ان کے اعمال کا بدلہ دنیا مین ضرور ملتا ہی اور اس آیت مین مشیت کے ساتھ مقید ہی یہ اشکال اس آیت کے ترجمہ و تفسیر کے ملاحظہ سے دفع ہو جاویگا کیونکہ وہان نوف الیہم اعمالہم کی تفسیر مین ایسے قیود ہین جن سے لازم توفیہ جزاء اعمال کا نہین رہتا بلکہ بعض صور تو مین توفیہ ہوتا ہی پس ما نشاء لمن نرید کا مصداق وہی صورتین ہو جاوینگی اور دونون آیتون کا مضمون متحد ہو جاویگا ربط اوپر قبول اعمال کی شرطین بتلائی ہین اب آگے بعض اعمال ضروریہ بتلاتے ہین کہ طالب آخرت انکو اختیار کرے اور چونکہ بڑی شرط ایمان توحید تھی اسلیے ان احکام کو توحید سے شروع کیا اور توحید ہی پر ختم کیا اور دونون جگہ زیادہ اہتمام کے لیے متقارب ہی الفاظ فرمائے لاتجعل الخ پس اسمین جو مومن کی قدر تفصیل ہو گئی اور درمیان الحکم مین ربکم اعلم بما فی نفوسکم الخ اور الفواد کل اولئک الخ کے عنوان عام مین اشتراط نیت بھی داخل ہو گیا پس یہ اراد الآخرۃ کے مناسب ہو گیا اور باقی احکام بتلانے سے قانون شرعی کی تبیین ہو گئی اس سے سعی لہا سعیہا کی تبیین ہو گئی اور یہ احکام مختلف انواع کے متعدد اوامر اور متعدد نواہی ہین جو اپنی حسن و خوبی کی وجہ سے اہل بصیرت کے لیے رسالت محمدیہ کے دلائل بھی ہو سکتے ہین جسمین اوپر کلام تھا **حکم اول توحید** لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ۝ وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ (اے مخاطب) اللہ (برحق) کے ساتھ کوئی اور معبود مت تجویز کر (یعنی شرک مت کر) ورنہ تو بدحال بے یار مددگار ہو کر بیٹھ رہیگا اور (آگے پھر اسکی تاکید ہی کہ) تیرے رب نے حکم کر دیا ہی کہ بجز اس (معبود برحق) کے کسی کی عبادت مت کر **حکم دوم ادائے حقوق الوین** وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۝ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۝ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ ؕ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ۝

اللغات قولہ فتقعد القعود ویراد بالمکث مطلقا مجازاً قولہ کلاہما یاتی فی تالارمع الکاف لتاکید ہو حرو کما قیل او زائدۃ فیہا کقولہ تعالی غل ما انکم تنطقون قولہ اف ہو اسم صوت مبنی من تضجر او اسم فعل ہو لتضجر و اسم الفعل بمعنی المضارع وکذا بمعنی الماضی ملیل والکثیر بمعنی الامر قولہ ولا تنہر ہما زادہ بعد قولہ لا تقل لہما اف ذکر الخاص بعد العام للاعتناء بشانہ وقیل لان المراد من قولہ تعالی لا تقل لہما

ملحقات الترجمہ
لہ قولہ فی لا تعبد اسکی تاکید اشارۃ الی وجہ التکرار ۱۲

الکثیر والمراد من قولہ سبحانہ ولا تنہرہما المنع من اظہار المخالفۃ فی القول علی سبیل الرد علیہما والتکذیب لہما والمنارۃ علی طریق الترتیب حال فالمنع من التافیف یدل علی المنع من النہر بطریق الاولی قولہ واخفض لہما

وَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا ۝ إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ ۖ

اور قرابت دار کو اسکا حق دیتے رہنا اور محتاج اور مسافر کو بھی دیتے رہنا اور بے موقع مت اڑانا بیشک بے موقع اڑانیوالے شیطانون کے بھائی بند ہین

وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا ۝ وَإِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَاءَ رَحْمَةٍ مِنْ رَبِّكَ تَرْجُوهَا فَقُلْ لَهُمْ قَوْلًا مَيْسُورًا ۝ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً

اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ناشکرہ ہے اور اگر اپنے رب کی طرف سے جس رزق کے آنیکی امید ہو اسکے انتظار مین تجھکو ان سے پہلو تہی کرنا پڑے تو انسے نرمی کی بات کہدینا اور نہ تو اپنا ہاتھ گردن ہی سے

إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَحْسُورًا ۝ إِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ۚ إِنَّهُ كَانَ بِعِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا

باندھ لینا چاہیے اور نہ بالکل ہی کھولدینا چاہیے ورنہ الزام خوردہ تہیدست ہو کر بیٹھ رہوگے بلاشبہ تیرا رب جسکو چاہتا ہے زیادہ رزق دیتا ہے اور وہی تنگی کردیتا ہے بیشک وہ اپنے بندونکو خوب جانتا ہے دیکھتا ہے

اور تم (اپنے) ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کیا کرو اگر (وہ) تیرے پاس (ہون اور) انمین سے ایک یا دونون کے دونون بڑھاپے (کی عمر) کو پہونچ جاوین جسکی وجہ سے محتاج خدمت ہو جاوین اور جبکہ طبعاً انکی خدمت کرنا ثقیل معلوم ہو) سو (اسوقت بھی اتنا ادب کرو کہ) ان کو کبھی (ہان سے) ہون بھی مت کہنا اور نہ انکو جھڑکنا اور ان سے خوب ادب سے بات کرنا اور ان کے سامنے شفقت سے انکساری کے ساتھ جھکے رہنا اور (ان کیلیے حق تعالیٰ سے) یون دعا کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار ان دونون پر رحمت فرمایئے جیسا انھون نے مجھکو بچپن (کی عمر) مین پالا پرورش کیا ہے (اور صرف اس ظاہری توقیر و تعظیم پر اکتفا مت کرنا دل مین بھی ان کا ادب اور قصد اطاعت رکھنا کیونکہ) تمھارا رب تمھاری مافی الضمیر کو خوب جانتا ہے (اور اسیوجہ سے تمھارے لیے ایک تخفیف بھی سناتے ہین کہ) اگر تم (حقیقت مین دل سے) سعادتمند ہو (اور غلطی یا تنک مزاجی یا دل تنگی سے کوئی ظاہری فروگذاشت ہو جاوے اور پھر نادم ہو کر معذرت کرلو) تو وہ توبہ کرنے والون کی خطا معاف کردیتا ہے **ف** ارحمہما مین جو دعا کیلیے فرمایا ہے ظاہراً امر ندب و استحباب کے لیے ہے اور بعض نے کہا ہے کہ وجوب کے لیے ہے لیکن عمر بھر مین ایکبار دعا کرنیسے بھی واجب ادا ہو جاویگا اور بدلائل شرعیہ یہ دعا کرنا مفید ہے ایمان ابوین کے ساتھ البتہ اگر حالت کفر مین زندہ ہون اور دعاء رحمت بمعنی دعائے ہدایت کیجاوے تو جائز ہے **حکم سوم اداے حقوق دیگر اہل حق** وَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ **حکم چہارم نہی از تبذیر** وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا ﴿٢٦﴾ إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ ۖ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا ﴿٢٧﴾ **حکم پنجم رد جمیل** وَإِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَاءَ رَحْمَةٍ مِنْ رَبِّكَ تَرْجُوهَا فَقُلْ لَهُمْ قَوْلًا مَيْسُورًا ﴿٢٨﴾ **حکم ششم اقتصاد در انفاق** وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَحْسُورًا ﴿٢٩﴾ إِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ۚ إِنَّهُ كَانَ بِعِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا ﴿٣٠﴾

اور قرابت دار کو اسکا حق (مالی و غیر مالی) دیتے رہنا اور محتاج اور مسافر کو بھی (ان کے حقوق) دیتے رہنا اور (مال کو) بے موقع مت اڑانا (کیونکہ) بیشک بے موقع اڑانے والے شیطانون کے بھائی بند (یعنی انکے مشابہ ہوتے) ہین اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ناشکرا ہے (کہ حق تعالیٰ نے اسکو دولت عقل کی دی مگر اسنے خدا تعالیٰ کی نافرمانی مین اسکو صرف کیا اسیطرح مبذرین کو دولت مال کی دی مگر وہ خدا تعالیٰ کی نافرمانی مین اسکو صرف کرتے ہین) اور اگر (آپ کے پاس کسیوقت ان لوگون کے دینے کو نہو اور) اپنے رب کیطرف سے جس رزق کے آنے کی امید ہو اسکے انتظار مین (اسکے نہ آنے تک) تجھکو ان سے پہلو تہی کرنا پڑے تو (اتنا خیال رکھنا کہ) ان سے نرمی کی بات کہدینا (یعنی دلجوئی کے ساتھ انسے وعدہ کرلینا کہ انشاء اللہ تعالیٰ کہین سے آویگا تو دیدینگے اور دل آزار جواب مت دینا) اور نہ تو اپنا ہاتھ گردن ہی سے باندھ لینا چاہیے (کہ غایت بخل سے بالکل ہی ہاتھ روک لیا جاوے) اور نہ بالکل ہی کھول دینا چاہیے (کہ اسراف کیا جاوے) ورنہ الزام خوردہ (اور) تہیدست ہو کر بیٹھ رہوگے (اور محض کسیکے فقر و احتیاج پر ترحم کر کے اپنے کو پریشانی مین ڈالنا بیکار ہے کیونکہ) بلاشبہ تیرا رب جسکو چاہتا ہے زیادہ رزق دیتا ہے اور وہی (جسپر چاہے) تنگی کردیتا ہے بیشک وہ اپنے بندون (کی حالت اور انکی مصلحت) کو خوب جانتا ہے دیکھتا ہے (تم اس فکر مین کیون پڑے کہ باوجود گنجائش نہ ہونے کے کچھ دینا چاہیے) **ف** اسراف اور تبذیر کا حاصل ایک ہی ہے کہ محل معصیت مین خرچ کرنا خواہ وہ معصیت بالذات ہو جیسے شراب و قمار و زنا خواہ بالغیر جیسے فعل مباح مین بہ نیت شہرت و تفاخر خرچ کرنا اور بعض نے یہ فرق کیا ہے کہ اسراف مین جہل بالکمیۃ ہے کہ مقادیر حقوق سے تجاوز ہوا اور تبذیر مین جہل بالکیفیۃ ہے کہ محل و موقع نہ سمجھے اور حق عام ہے مالی اور غیر مالی کو شامل حسن معاشرت کے اور شیاطین چونکہ بہت سے ہین گو ابلیس ایک ہی ہے اسلیے جمع لائے

ملحقات الترجمة

۲۶ قوله في احسانا سلوک کیا کرو اشارة الى التقدير احسنوا ۲۸ قوله في عندك تیرے پاس کما قال البیضاوی في كنفك وكفالتك ويحتمل ان يكون المعنى عندك اي في خيالك ودمن شم ترجمة البعض بقوله تمہارے سامنے ۲۸ قوله في قولا کریما خوب افادہ انہ کالمفعول المطلق ۲۸ قوله في ابتغاء جسکے نہ آنے تک اشارة الى دفع ایراد تقریرہ ان ابتغاء مفعول له فتقريره ان ابتغاء مفعول له لتعرضن وهو متعذر ولا يصلح الا بالعلية وانما العلة عدم الوجدان تقرير الجواب ان الابتغاء لما دل على عدم الوجدان صح جعله مفعولا له ۱۲

اللغات قوله میسورا اسم مفعول بمعنی السهل كالمیمون قوله محسورا اي منقطعا بك لا شيء عندك من حسره السفر اعياه واوقفه حتى انقطع من رفقته قال الراغب يقال للمعيى حاسر ومحسور اما الحاسر فتصور

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ۭ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ۝ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰىٓ اِنَّهٗ

اور اپنی اولاد کو ناداری کے اندیشہ سے قتل مت کرو ہم اُنکو بھی رزق دیتے ہیں اور تمکو بھی بیشک اُن کا قتل کرنا بڑا بھاری گناہ ہے اور زنا کے پاس بھی مت پھٹکو بلاشبہ وہ

كَانَ فَاحِشَةً ۭ وَسَاۗءَ سَبِيْلًا ۝ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ

بڑی بےحیائی کی بات ہے اور بُرا راہ ہے اور جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے اسکو قتل مت کرو ہاں مگر حق پر اور جو شخص ناحق قتل کیا جاوے تو ہم نے اسکے وارث کو

سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ۝ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِىَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ

اختیار دیا ہے سو اسکو قتل کے بارہ میں حد سے تجاوز نہ کرنا چاہیے وہ شخص طرفداری کے قابل ہے ۔ اور یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ مگر ایسے طریقہ سے جو کہ مستحسن ہے یہاں تک کہ وہ اپنے سن بلوغ کو پہنچ جاوے

وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْــــُٔوْلًا ۝

اور عہد کو پورا کیا کرو بیشک عہد کی باز پرس ہونے والی ہے

اور شیطان جو مفرد لایا گیا تو مراد اس سے ابلیس ہے کہ اصل کفران میں وہی ہے اور یا جنس مراد ہے کہ سب شیاطین کو شامل ہے اور آخر میں جو اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ الخ ارشاد فرمایا اس سے یہ مقصود نہیں کہ کوئی کسی کا غم نہ کرے بلکہ مطلب یہ ہے کہ دوسرے کے نفع کے لیے اپنی کو دینی ضرر پہونچانا یا ایسا دنیوی ضرر برداشت کرنا جسکا انجام دینی ضرر ہو یہ ممنوع ہے اگر ایسی حالت میں بہت جوش ہو تو سمجھ لے کہ اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ الخ **حکم ہفتم نہی از قتل اولاد** وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ۭ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ﴿۳۱﴾ اور اپنی اولاد کو ناداری کے اندیشہ سے قتل مت کرو (کیونکہ) ہم اُن کو بھی رزق دیتے ہیں اور تمکو بھی (البتہ اگر تم رازق ہوتے تو ایسی باتیں سوچتے) بیشک اُن کا قتل کرنا بڑا بھاری گناہ ہے **ف** جاہلیت میں بعضے بیٹیوں کو خوف فقر سے مار ڈالتے تھے کذا فی الدر المنثور عن قتادۃ پس اولاد سے مراد بنات ہونگی اور اولاد کے عنوان سے تعبیر کرنا اظہار تعلق و اختصاص کے لیے ہے کہ جوش ترحم ہو **حکم ہشتم نہی از زنا** وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰىٓ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ۭ وَسَاۗءَ سَبِيْلًا ﴿۳۲﴾ اور زنا کے پاس بھی مت پھٹکو (یعنی اسکی مبادی و مقدمات سے بھی بچو) بلاشبہ وہ (فی نفسہ بھی) بڑی بےحیائی کی بات ہے اور (باعتبار مفاسد کے بھی) بُرا راہ ہے (کیونکہ اُس پر عداوتیں اور فتنے اور تضییع نسب مرتب ہوتے ہیں) **حکم نہم نہی از مطلق قتل ناحق** وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ﴿۳۳﴾ اور جس شخص (کے قتل کرنے) کو اللہ تعالیٰ نے (قواعد شرعیہ کی رو سے) حرام فرمایا ہے اسکو قتل مت کرو ہاں مگر حق پر (قتل کرنا درست ہے یعنی جب وجوب یا اباحت قتل کا کوئی سبب شرعی پایا جاوے اور اسوقت وہ حرم اللہ میں داخل نہیں) اور جو شخص ناحق قتل کیا جاوے تو ہم نے اسکے وارث (حقیقی یا حکمی) کو (قصاص لینے کا شرعاً) اختیار دیا ہے سو اسکو قتل کے بارہ میں حد (شرع) سے تجاوز نکرنا چاہیے (یعنی غیر قاتل کو قتل نہ کرے کیونکہ) وہ شخص (زیادتی نکرنے کی صورت میں تو شرعاً) طرفداری کے قابل ہے (اور زیادتی کرنے سے پھر فریق ثانی طرفداری کے قابل ہو جاویگا اسلیے زیادتی کرکے منصوریت سے خارج نہونا چاہیے) **ف** ولی سے مراد وہ شخص ہے جسکو حق قصاص ہو اگر کوئی وارث موجود ہو تو وہ ورنہ سلطان۔ کہ وارث حکمی سے یہی مراد ہے **حکم دہم نہی از تصرف ناحق در مال یتیم** وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِىَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۠ اور یتیم کے مال کے پاس نجاؤ (یعنی اسمیں تصرف مت کرو) مگر ایسے طریقہ سے (تصرف کی اجازت ہے) جو کہ (شرعاً) مستحسن ہے یہانتک کہ وہ اپنے سن بلوغ کو پہونچ جاوے **ف** یہی الفاظ سورۂ انعام کے اخیر رکوع سے پہلے رکوع میں آئے ہیں وہاں اسکی تفسیر دیکھ لیجاوے **حکم یازدہم امر بوفاء عہد** وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا ﴿۳۴﴾ اور عہد (مشروع) کو پورا کیا کرو بیشک (ایسے) عہد کی (قیامت میں) باز پرس ہونیوالی ہے **ف** عہد میں تمام احکام الٰہیہ اور تمام عقود جو فیما بین العباد ہیں داخل ہو گئے چنانچہ کبیر میں ہے کل عقد تقدم لاجل توثیق الامر و توکیدہ فہو عہد اور خازن میں ایسی تفسیر کی ہے کہ وعدہ کو بھی شامل ہے وہ بھی اسی قبیل سے ہے او بالعہد ما یلتزمہ الانسان علی نفسہ لیکن وعدہ کا وجوب دیانۃً ہوگا قضاءً نہیں اور مشروع کی قید سے غیر مشروع نکلگئے انکو توڑنا ضرور ہے

اللغات خطاء کاثم وزنا ومعنے قولہ الزنا والزناء جائز فیہ القصر والمد ۱۲ **النحو** قولہ الا بالحق استثناء منقطع لان من قتل بالحق لیس داخلا فی النفس المحرمۃ قولہ مسئولا ای مسئولا عنہ علی حذف الجار کذا فی الروح

البلاغۃ قولہ نحن نرزقہم جواب عن خشیۃ وقدم ہم لان تقلیلہم دلیل علی مدعاہ من النہی بترتیم الکلام فی الحاجۃ قولہ ولا تقربوا الزنیٰ نہی عن قربانہ للمبالغۃ ولان القربان داع الی المباشرۃ ۱۲

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ۝ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ؕ

اور قرابت دار کو اسکا حق دیتے رہنا اور محتاج اور مسافر کو بھی دیتے رہنا اور بے موقع مت اڑانا بیشک بے موقع اڑانیوالے شیطانوں کے بھائی بند ہیں

وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ۝ وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ۝ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً

اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ناشکر ہے اور اگر تجھ کو رب کی طرف سے جس رزق کے آنیکی امید ہو اسکے انتظار میں تجھکو ان سے پہلوتہی کرنا پڑے تو انسے نرمی کی بات کہدینا اور نہ تو اپنا ہاتھ گردن ہی سے

اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ۝ اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ۝

باندھ لینا چاہیے اور نہ بالکل ہی کھول دینا چاہیے ورنہ الزام خوردہ تہیدست ہوکر بیٹھ رہوگے بلاشبہ تیرا رب جسکو چاہتا ہے زیادہ رزق دیتا ہے اور وہی تنگی کردیتا ہے بیشک وہ اپنے بندوں کو خوب جانتا ہے دیکھتا ہے

اور تم (اپنے) ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کیا کرو اگر (وہ) تیرے پاس (ہوں اور) ان میں سے ایک یا دونوں کے دونوں بوڑھاپے (کی عمر) کو پہونچ جاویں (جسکی وجہ سے محتاج خدمت ہو جاویں اور جبکہ طبعاً انکی خدمت کرنا ثقیل معلوم ہو) سو (اسوقت بھی اتنا ادب کرو کہ) ان کو کبھی (ہاں سے) ہوں بھی مت کہنا اور نہ ان کو جھڑکنا اور ان سے خوب ادب سے بات کرنا اور ان کے سامنے شفقت سے انکساری کے ساتھ جھکے رہنا اور (ان کیلیے حق تعالیٰ سے) یوں دعا کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار ان دونوں پر رحمت فرمائیے جیسا انھوں نے مجھکو بچپن (کی عمر) میں پالا پرورش کیا ہے (اور صرف اس ظاہری توقیر و تعظیم پر اکتفا مت کرنا دل میں بھی ان کا ادب اور قصد اطاعت رکھنا کیونکہ) تمہارا رب تمہارے مافی الضمیر کو خوب جانتا ہے (اور اسیوجہ سے تمہارے لیے ایک تخفیف بھی سناتے ہیں کہ) اگر تم (حقیقت میں دل سے) سعادتمند ہو (اور غلطی یا تنگ مزاجی یا دل تنگی سے کوئی ظاہری فروگذاشت ہو جاوے اور پھر نادم ہوکر معذرت کرلو) تو وہ توبہ کرنے والوں کی خطا معاف کردیتا ہے **ف** ارحمہما میں جو دعا کے لیے فرمایا ہے ظاہر امر ندب و استحباب کے لیے ہے اور بعض نے کہا ہے کہ وجوب کے لیے ہے لیکن عمر بھر میں ایکبار دعا کرنے سے بھی واجب ادا ہو جاویگا اور بدلائل شرعیہ یہ دعا کرنا مفید ہے ایمان ابوین کے ساتھ البتہ اگر حالت کفر میں زندہ ہوں اور دعاے رحمت بمعنی دعاے ہدایت کیجاوے تو جائز ہے **حکم سوم اداے حقوق دیگر اہل حق** فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ **حکم چہارم نہی از تبذیر** وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ۝ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ؕ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ۝ **حکم پنجم رد جمیل** وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ۝ **حکم ششم اقتصاد در انفاق** وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ۝ اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ۝

اور قرابت دار کو اسکا حق (مالی و غیر مالی) دیتے رہنا اور محتاج اور مسافر کو بھی (ان کے حقوق) دیتے رہنا اور (مال کو) بے موقع مت اڑانا (کیونکہ) بیشک بے موقع اڑانے والے شیطانوں کے بھائی بند (یعنی انکے مشابہ ہوتے) ہیں اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ناشکرا ہے (کہ حق تعالیٰ نے اسکو دولت عقل کی دی مگر اسنے خدا تعالیٰ کی نافرمانی میں اسکو صرف کیا اسیطرح مبذرین کو دولت مال کی دی مگر وہ خدا تعالیٰ کی نافرمانی میں اسکو صرف کرتے ہیں) اور اگر (آپ کے پاس کسیوقت ان لوگوں کے دینے کو نہو اور) اپنے رب کیطرف سے جس رزق کے آنے کی امید ہو اسکے انتظار میں (اسکے نہ آنے تک) تجھکو ان سے پہلوتہی کرنا پڑے تو (اتنا خیال رکھنا کہ) ان سے نرمی کی بات کہدینا (یعنی دلجوئی کے ساتھ انسے وعدہ کرلینا کہ انشاء اللہ تعالیٰ کہیں سے آویگا تو دونگا اور دل آزار جواب مت دینا) اور نہ تو اپنا ہاتھ گردن ہی سے باندھ لینا چاہیے (کہ غایت بخل سے بالکل ہی ہاتھ روک لیا جاوے) اور نہ بالکل ہی کھول دینا چاہیے (کہ اسراف کیا جاوے) ورنہ الزام خوردہ (اور) تہیدست ہوکر بیٹھ رہوگے (اور محض کسیکے فقر و احتیاج پر ترحم کرکے اپنے کو پریشانی میں ڈالنا بیکار ہے کیونکہ) بلاشبہ تیرا رب جسکو چاہتا ہے زیادہ رزق دیتا ہے اور وہی (جسپر چاہے) تنگی کردیتا ہے بیشک وہ اپنے بندوں (کی حالت اور انکی مصلحت) کو خوب جانتا ہے دیکھتا ہے (تم اس فکر میں کیوں پڑو کہ باوجود گنجایش نہونے کے کچھ دینا چاہیے) **ف** اسراف اور تبذیر کا حاصل ایک ہی ہے کہ محل معصیت میں خرچ کرنا خواہ وہ معصیت بالذات ہو جیسے شراب و قمار و زنا خواہ بالغیر ہو جیسے فعل مباح میں بہ نیت شہرت و تفاخر خرچ کرنا اور بعض نے یہ فرق کیا ہے کہ اسراف میں جہل بالکمیہ ہے کہ مقادیر حقوق سے تجاوز ہو اور تبذیر میں جہل بالکیفیہ ہے کہ محل و موقع نہ سمجھے اور حق عام ہے مالی اور غیر مالی کو مثل حسن معاشرت کے اور شیاطین چونکہ بہت سے ہیں گو ابلیس ایک ہی ہے اسلیے جمع لائے

اللغات قولہ میسورا اسم مفعول بمعنی سہل کالمیسور بمعنی اسعد قولہ محسورا ای منقطعا لک لا شئی عندک من حسر السفر اعیاہ و اوقفہ حتی انقطع من رفقتہ قال الراغب فقال للمعی حاسر و محسور اما الحاسر فتصور

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ فی احسانا سلوک کیا کرو اشارۃ الی التقدیر احسنوا **لہ قولہ فی عندک** تیرے پاس کما قال البیضاوی فی کنفک و کفالتک و تحمل ان یکون المعنی عندک ای فی خیالک و من ثم ترجمہ البعض بقولہ تمہارے سامنے **لہ قولہ فی قولا** کریما خوب افادہ انہ تاکید للمفعول مطلق **لہ قولہ فی ابتغاء** اسکے نہ آنے تک اشارالی دفع ایراد تقریرہ ان ابتغاء مفعول لہ لتعرضن فہو علۃ لہ و لا یصلح الابتغاء للعلیۃ و انما العلۃ عدم الوجدان تقریر الجواب ان الابتغاء لما دل علی عدم الوجدان صح جعلہ مفعولا لہ ۱۲

انہ قد حسر نفسہ قواہ و اما المحسور فتصور انہ تعب قد حسر کذا فی روح **الکلام** استدل البعض بمافی الدر المنثور فی لغتہ عن ابن عباس قال لما نزلت الآیۃ دعا صلی اللہ علیہ وسلم علی فاطمۃ فاعطاہا فدک قال ابن کثیر فلا حجۃ فیہ لان الآیۃ مکیۃ و ایضا لیس فیہ ان الاعطاء تملیک و قد صح الخبر ان ہذا الاعطاء انما کان عاریۃ ہبۃ فان کان الاول فلا احتجاج ویانفیہ للعلامہ و ان کان الثانی فاسمعنے دعوی عقلا لحق الاشتغہ ولہ ذکر تتمہ کہ منذ الاعطاء فافہم ۱۲

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ۭ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ۝ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ

اور اپنی اولاد کو ناداری کے اندیشہ سے قتل مت کرو — ہم انکو بھی رزق دیتے ہیں — اور تمکو بھی — بیشک ان کا قتل کرنا بڑا بھاری گناہ ہے — اور زنا کے پاس بھی مت پھٹکو بلاشبہ وہ

كَانَ فَاحِشَةً ۭ وَسَاۗءَ سَبِيْلًا ۝ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ

بڑی بیحیائی کی بات ہے اور بُری راہ ہے — اور جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے اسکو قتل مت کرو ہاں مگر حق پر — اور جو شخص ناحق قتل کیا جاوے تو ہم نے اسکے وارث کو

سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ۝ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِىَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ

اختیار دیا ہے سو اسکو قتل کے بارہ میں حد سے تجاوز نہ کرنا چاہیے وہ شخص طرفداری کے قابل ہے — اور یتیم کے مال کے پاس نجاؤ مگر ایسے طریقہ سے جو کہ مستحسن ہے یہانتک کہ وہ اپنے سن بلوغ کو پہنچ جاوے

وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْــــُٔوْلًا ۝

اور عہد کو پورا کیا کرو — بیشک عہد کی بازپرس ہونے والی ہے

اور شیطان جو مفرد لایا گیا تو مراد اس سے ابلیس ہے کہ اصل کفران میں وہی ہے اور یا جنس مراد ہے کہ سب شیاطین کو شامل ہے اور آخر میں جو اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ ارشاد فرمایا اس سے یہ مقصود نہیں کہ کوئی کسیکا غم نہ کرے بلکہ مطلب یہ ہے کہ دوسرے کے نفع کے لیے اپنی کو دینی ضرر پہونچانا یا ایسا دنیوی ضرر برداشت کرنا جسکا انجام دینی ضرر ہو یہ ممنوع ہے اگر ایسی حالت میں بہت جوش ہو تو سمجھ لے کہ اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ الخ **حکم ہفتم نہی از قتل اولاد** وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ۭ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ۝ اور اپنی اولاد کو ناداری کے اندیشہ سے قتل مت کرو (کیونکہ ہم ان کو بھی رزق دیتے ہیں اور تمکو بھی (البتہ اگر تم رازق ہوتے تو ایسی باتیں سوچتے) بیشک ان کا قتل کرنا بڑا بھاری گناہ ہے **ف** جاہلیت میں بعضے آدمی بیٹیوں کو خوف فقر سے مار ڈالتے تھے کذا فی الدر المنثور عن قتادۃ پس اولاد سے مراد بنات ہونگی اور اولاد کے عنوان سے تعبیر کرنا اظہار تعلق و اختصاص کے لیے ہے کہ جوش ترحم ہو **حکم ہشتم نہی از زنا** وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ۭ وَسَاۗءَ سَبِيْلًا ۝ اور زنا کے پاس بھی مت پھٹکو (یعنی اسکی مبادی و مقدمات سے بھی بچو) بلاشبہ وہ (فی نفسہ بھی) بڑی بیحیائی کی بات ہے اور (باعتبار مفاسد کے بھی) بُری راہ ہے (کیونکہ اس پر عداوتیں اور فتنے اور تضییع نسب مرتب ہوتے ہیں) **حکم نہم نہی از مطلق قتل ناحق** وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ۝ اور جس شخص (کے قتل کرنے) کو اللہ تعالیٰ نے (قواعد شرعیہ کی رو سے) حرام فرمایا ہے اسکو قتل مت کرو ہاں مگر حق پر (قتل کرنا درست ہے یعنی جب وجوب یا اباحت قتل کا کوئی سبب شرعی پایا جاوے اور اسوقت وہ حرم اللہ میں داخل نہیں) اور جو شخص ناحق قتل کیا جاوے تو ہم نے اسکے وارث (حقیقی یا حکمی) کو (قصاص لینے کا شرعاً) اختیار دیا ہے سو اسکو قتل کے بارہ میں حد (شرع) سے تجاوز نکرنا چاہیے (یعنی غیر قاتل کو قتل نہ کرے کیونکہ) وہ شخص (زیادتی نکرنے کی صورت میں تو شرعاً) طرفداری کے قابل ہے (اور زیادتی کرنے سے پھر فریق ثانی طرفداری کے قابل ہو جاویگا اسلیے زیادتی کرکے منصوریت سے خارج نہونا چاہیے) **ف** ولی سے مراد وہ شخص ہے جسکو حق قصاص ہو اگر کوئی وارث موجود ہو تو وہ ورنہ سلطان۔ کہ وارث حکمی سے یہی مراد ہے **حکم دہم نہی از تصرف ناحق در مال یتیم** وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِىَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۠ اور یتیم کے مال کے پاس نجاؤ (یعنی اسمیں تصرف مت کرو) مگر ایسے طریقہ سے (تصرف کی اجازت ہے) جو کہ (شرعاً) مستحسن ہے یہانتک کہ وہ اپنے سن بلوغ کو پہونچ جاوے **ف** یہی الفاظ سورۂ انعام کے اخیر رکوع سے پہلے رکوع میں آئے ہیں وہاں اسکی تفسیر دیکھ لیجاوے **حکم یازدہم امر بوفاء عہد** وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْــــُٔوْلًا ۝ اور عہد (مشروع) کو پورا کیا کرو بیشک (ایسے) عہد کی (قیامت میں) بازپرس ہونیوالی ہے **ف** عہد میں تمام احکام الٰہیہ اور تمام عقود جو فیما بین العباد ہیں داخل ہوگئے چنانچہ کبیر میں ہے کل عقد لتقدم لاجل توثیق الامر وتوکیدہ فہو عہد اور خازن میں ایسی تفسیر کی ہے کہ وعدہ کو بھی شامل ہے وہ یہی قبیل اراد بالعہد ما یلتزمہ الانسان علی نفسہ لیکن وعدہ کا وجوب دیانۃً ہوگا قضاءً نہیں اور مشروع کی قید سے غیر مشروع نکلگئے انکو نہ پورا کرنا ضروری ہے۔

اللغات خطاءً کاثم وزناً ومعنیً قولہ الزنا والزناء جاء فیہ القصر والمد ۱۲ **النحو** قولہ الا بالحق استثناء منقطع لان من قتل بالحق لیس داخلا فی النفس المحرمۃ قولہ مسئولا ای مسئولا عنہ علی حذف الجار کذا فی الروح ۱۲

البلاغۃ قولہ نحن نرزقہم جواب عن خشیۃ الاملاق وقولہ ان قتلہم دلیل علی مدعاہ من النہی تتمیم الکلام فی الحاجۃ قولہ ولا تقربوا الزنی نہی عن قربانہ للمبالغۃ ولان القربان داع الی المباشرۃ ۱۲

وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ

اور جب ناپ کر دو تو پورا ناپو | اور صحیح ترازو سے تول کر دو | یہ اچھی بات ہے اور انجام بھی اسکا اچھا ہے اور جس بات کی تجھکو تحقیق نہو اسپر عمل درآمد مت کیا کر کان اور آنکھ اور دل

كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا ۝ وَلَا تَمْشِ فِى الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ۝ كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ

ہر شخص سے ان سب کی پوچھ ہوگی | اور زمین پر اتراتا ہوا مت چل | تو نہ زمین کو پھاڑ سکتا ہے | اور نہ پہاڑوں کی لمبائی کو پہونچ سکتا ہے | یہ سارے برے کام تیرے رب کے

عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا ۝ ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰٓى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِىْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۝

نزدیک ناپسند ہیں | یہ باتیں اوس حکمت میں کی ہیں جو خدا تعالیٰ نے آپ پر وحی کے ذریعہ سے بھیجی ہیں اور اللہ برحق کے ساتھ کوئی اور معبود تجویز مت کرنا ورنہ تو الزام خوردہ اور راندہ ہوکر جہنم میں پھینکدیا جاویگا

دوسرے دلائل سے عدم عذر کی بھی قید ہے اور عذر میں وجوب ساقط ہے **حکم دوازدہم و سیزدہم امر بایفاء کیل و وزن** کا وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝ اور (ناپنے کی چیزوں کو) جب ناپ کر دو تو پورا ناپو اور (تولنے کی چیزوں کو) صحیح ترازو سے تول کر دو یہ (فی نفسہ بھی) اچھی بات ہے اور انجام بھی اسکا اچھا ہے (آخرت میں ثواب اور دنیا میں اعتبار) **حکم چہاردہم نہی از اتباع غیر دلیل** وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا ۝ اور جس بات کی تجھکو تحقیق نہو اوسپر عمل درآمد مت کیا کر (کیونکہ) کان اور آنکھ اور دل ہر شخص سے ان سب کی (قیامت کے دن) پوچھ ہوگی (کہ آنکھ کا استعمال کہاں کیا کان کا کہاں استعمال کیا دل سے بے دلیل بات کا کیوں خیال جمایا اسلیے بلا تحقیق بات پر وثوق کرکے اسپر عمل درآمد مت کر) **ف** علم اصول و کلام میں ہر امر کی تحقیق کا درجہ جدا جدا ثابت ہوچکا ہے پس جس امر میں جس درجہ کی تحقیق ضروری ہے بدون اوس درجہ کی تحقیق کے اوس پر عمل درآمد جائز نہیں خواہ قولاً ہو مثل نقل و حکایت یا فتوی اور خواہ فعلاً ہو کہ اوس کام کو کیا جاوے پس قطعیات میں دلیل قطعی تحقیق کا درجہ ہے اور ظنیات میں دلیل ظنی پس اس سے قیاس شرعی کی نفی لازم نہیں آتی خوب سمجھ لو **حکم پانزدہم نہی از مرح** وَلَا تَمْشِ فِى الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ۝ اور زمین پر اتراتا ہوا مت چل (کیونکہ) تو (زمین پر زور سے پاؤں رکھکر) نہ زمین کو پھاڑ سکتا ہے اور نہ (بدن کو تان کر) پہاڑوں کی لمبائی کو پہونچ سکتا ہے (پھر اترانا عبث) **ف** یعنی زور سے پاؤں رکھنے کیلیے کم از کم اتنی قوت تو ہونا چاہئے اور تننے کیلیے کم از کم اتنی قدرت ضرور ہے جب اس سے بھی عاجز ہے پھر قوت و قدرت کی وضع کیوں بنائی اور جن چیزوں پر انسان قادر بھی ہے اسپر بھی حقیقۃً قدرت نہیں رکھتا پس تکبر ہر امر میں مذموم ہوا اب اس تعلیل پر یہ شبہہ نہ رہا کہ اس سے امور اختیاریہ میں تکبر کا جواز متوہم ہوتا ہے **ربط** اوپر جن امور جزئیہ کی نہی آئی ہے منہیات میں تو عین مذکورات اور مامورات میں ضد مذکورات آگے عنوان کلی سے سب کا قبیح ہونا بیان فرماتے ہیں **قبح منہیات مذکورہ** كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا ۝ یہ سارے (مذکورہ) برے کام تیرے رب کے نزدیک (بالکل) ناپسند ہیں **ف** جو کہ منہیات میں تو صریحاً مذکور ہیں اور مامورات میں دلالۃً مثلاً اوفوا سے اسکی ضد یعنی عدم ایفاء کی حرمت پر دلالت نکلتی ہے جیسا سورۂ انعام کی آیت قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ کے بعد ارشاد ہوا ہے اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا حالانکہ عدم اشراک اور احسان حرام نہیں مگر یہ جن اضداد پر دال ہیں یعنی شرک و اسائت وہ حرام ہیں **ربط** اوپر مضامین مذکورہ بیان فرماکر آگے اُنپر عمل کرنے کی ترغیب کے واسطے ان کا عین علم و حکمت ہونا بیان فرماتے ہیں اور ان مضامین کو اسی مضمون توحید پر ختم کرتے ہیں جس سے ان کا آغاز فرمایا تھا **ختم احکام مذکورہ بر مدح آن و تکرار توحید** ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰٓى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِىْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۝ اے

اللغات قوله القسطاس الميزان في اللغة الرومية لا يقدح استعماله في القرآن في عربيته لانه بعد التعريب والسماع في صحيح الكلام يصير عربيا قوله ولا تقف قفا اتبع قفاه ثم استعمل في مطلق الاتباع وصار حقيقة فيه **النحو** قوله كان عنه مسئولا اي الروح وجوزان يكون اسم كان او فاعله ضمير كل محذوف المضاف اي كان صاحبه عنه مسئولا اوكان عنه مسئولا صاحبه فيقال لم استعملت السمع فيما لا يحل الخ قلت ومن معنى على هذا التركيب قوله مرحا مصدر وضع موضع الحال قوله طولا تمييز عن الجبال اي لن تبلغ طول الجبال قوله

سيئه الاضافة بيانية **البلاغة** قوله كل اولئك اي كل هذه الاعضاء واشير اليها باولئك لانها جارية مجرى العقلاء من حيث انها اسم جمع لذا وهو بمعنى القبيلين كذا في الروح قوله في الارض التقييد بالارض ليس للاحتراز من المشي في الهواء وعلى الماء بل للتذكير بالمبدأ والمعاد وهو ادعى من هذا المشي قوله لن تخرق الارض وايثار الاظهار على الاضمار حيث لم يقل لن تخرقها لزيادة الايقاظ والتقريع قوله سيئه ولم يصرح تعالى بكون المامورات مرضية لان ورود المفاسد اهم من جلب المصالح قوله ولا تجعل الخ كرر للتنبيه على ان التوحيد مبدأ الامر ومنتهاه وانه راس كل حكمة وملاكها ورتب عليه

أَفَأَصْفَاكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِينَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ إِنَاثًا ۚ إِنَّكُمْ لَتَقُولُونَ قَوْلًا عَظِيمًا ﴿٤٠﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ لِيَذَّكَّرُوا وَمَا

تو کیا تمہارے رب نے تم کو تو بیٹوں کے ساتھ خاص کیا ہے اور خود فرشتوں کو بیٹیاں بنائی ہیں بیشک تم بڑی بات کہتے ہو ۔ اور ہم نے اس قرآن میں طرح طرح سے بیان کیا ہے تاکہ اچھی طرح سمجھ لیں

يَزِيدُهُمْ إِلَّا نُفُورًا ﴿٤١﴾ قُلْ لَوْ كَانَ مَعَهُ آلِهَةٌ كَمَا يَقُولُونَ إِذًا لَابْتَغَوْا إِلَىٰ ذِي الْعَرْشِ سَبِيلًا ﴿٤٢﴾ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يَقُولُونَ عُلُوًّا كَبِيرًا ﴿٤٣﴾

اُن کو نفرت ہی بڑھتی جاتی ہے ۔ آپ فرمایئے کہ اگر اُسکے ساتھ اور معبود بھی ہوتے جیسا یہ لوگ کہتے ہیں تو اس حالت میں عرش والے تک انہوں نے رستہ ڈھونڈھ لیا ہوتا یہ لوگ جو کچھ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ اُس سے پاک اور

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمَاوَاتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ ۚ وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَٰكِنْ لَا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ ۗ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا ﴿٤٤﴾

بہت زیادہ برتر ہے تمام ساتوں آسمان اور زمین اور جتنے اُن میں ہیں اُسکی پاکی بیان کر رہے ہیں اور کوئی چیز ایسی نہیں جو تعریف کے ساتھ اُسکی پاکی بیان نہ کرتی ہو لیکن تم لوگ اُنکی پاکی بیان کرنے کو سمجھتے نہیں ہو وہ بڑا حلیم ہے بڑا غفور ہے

محمد صلی اللہ علیہ وسلم) یہ باتیں (جو مذکور ہوئیں) اُس حکمت میں کی ہیں جو خدا تعالیٰ نے آپ پر وحی کے ذریعہ سے بھیجی ہیں اور (اے مخاطب) اللہ برحق کے ساتھ کوئی اور معبود تجویز مت کرنا ورنہ تو الزام خوردہ اور راندہ ہو کر جہنم میں پھینک دیا جاویگا ربط اوپر توحید کی تقریر اور تکریر تھی آگے بھی وہی مضمون ہے تاکید توحید

أَفَأَصْفَاكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِينَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ إِنَاثًا ۚ إِنَّكُمْ لَتَقُولُونَ قَوْلًا عَظِيمًا ﴿٤٠﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ لِيَذَّكَّرُوا وَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا نُفُورًا ﴿٤١﴾ قُلْ لَوْ كَانَ مَعَهُ آلِهَةٌ كَمَا يَقُولُونَ إِذًا لَابْتَغَوْا إِلَىٰ ذِي الْعَرْشِ سَبِيلًا ﴿٤٢﴾ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يَقُولُونَ عُلُوًّا كَبِيرًا ﴿٤٣﴾ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمَاوَاتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ ۚ وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَٰكِنْ لَا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ ۗ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا ﴿٤٤﴾

(جب اوپر[1] شرک کا قبیح اور باطل ہونا سن لیا) تو کیا (پھر بھی ایسی باتوں کے قائل ہوتے ہو جو توحید کے خلاف ہیں مثلاً یہ کہ) تمہارے رب نے تم کو تو بیٹوں کے ساتھ خاص کیا ہے اور خود فرشتوں کو (اپنی) بیٹیاں بنائی ہیں (جیسا بعض جہلا کا زعم تھا پس وجہ انکار اسمیں دو ہیں ایک تو اللہ تعالیٰ کے لیے اولاد قرار دینا پھر اولاد بھی وہ جو اپنے لیے ناکارہ سمجھی جاوے پس دو نقص کا نسبت کرنا اللہ تعالیٰ کی طرف لازم آیا) بیشک تم بڑی (سخت) بات کہتے ہو اور (افسوس تو یہ ہے کہ) ہم نے (اسی مضمون[2] اثبات توحید و ابطال شرک کو) اس قرآن میں طرح طرح سے بیان کیا ہے تاکہ (اُسکو) اچھی طرح سمجھ لیں (یعنی کہ بار بار اور مختلف طرق سے بیان کرنیکا مقتضا یہی ہے کہ سمجھ میں آجاوے) اور (باوجود اس کے) اُن کو (اس توحید سے) نفرت ہی بڑھتی جاتی ہے آپ (ابطال شرک کے لیے اُن سے) فرمایئے کہ اگر اُس (معبود برحق) کے ساتھ اور معبود بھی (شریک الوہیت و ربوبیت) ہوتے جیسا یہ لوگ کہتے ہیں تو اس حالت میں عرش والے (یعنی خدائے حقیقی) تک (مخالفانہ طور پر پہنچنے کا انہوں نے (کبھی کا) رستہ ڈھونڈھ لیا ہوتا (یعنی مخالفت اور مقابلہ واقع ہوتا پھر عالم کا نظام موجود کیسے باقی رہتا حالانکہ نظام عالم قائم ہے معلوم ہوا کہ سبب فساد یعنی تعدد آلہ منفی ہے پس ثابت ہوا کہ) یہ لوگ جو کچھ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ اُس سے پاک اور بہت زیادہ برتر ہے (وہ ایسا پاک ہے کہ) تمام ساتوں آسمان اور زمین اور جتنے (آدمی اور جن اور فرشتے) اِن میں (موجود) ہیں (سب قالاً یا حالاً) اُسکی پاکی بیان کر رہے ہیں (چنانچہ فرشتے اور مومنین ثقلین کے قالاً بھی اور کفار صرف حالاً) اور (ان ہی پر کیا انحصار ہے اور بھی جتنی چیزیں ہیں اُنمیں) کوئی چیز ایسی نہیں جو تعریف کے ساتھ اُسکی پاکی (قالاً یا حالاً) بیان نہ کرتی ہو لیکن (اے مشرکین) تم لوگ اُن (عقلاء و اشیاء مذکورہ) کی پاکی بیان کرنے کو سمجھتے نہیں ہو (حالی کو تو اس لیے نہیں سمجھتے کہ اسکی حقیقت استدلال ہے اور وہ موقوف ہے تامل پر اور تم تامل کرتے نہیں اور قالی کو بعض اشیا میں تو اس لیے کہ وہ امور کشفیہ سے ہے اور مومنین کی تسبیح قالی کو اسلیے کہ باوجود سننے کے اُسکے معنے اور اُسکی حقیقت میں تدبر نہیں کرتے اور تمہاری اس غفلت مذمومہ پر جو عذاب نہیں ہوتا اس حقیقت توحید میں شبہہ نکرنا کیونکہ وجہ توقف عذاب کا یہ ہے کہ) وہ بڑا حلیم ہے (ورنہ تمہارا عقیدہ ضرور موجب عذاب ہے البتہ اگر توبہ کرلو تو وہ) بڑا غفور (بھی) ہے (سب معاف کر دیگا) ف اذا لابتغوا الی ذی العرش کا مضمون ملازمت عادیہ پر مبنی ہے اور ایسی بڑی عظیم القدرت ذوالتین وام صلح بھی عادۃً ممتنع ہے اور اسکا افنا ہونا اسلیے مضر نہیں کہ فی نفسہ یہ برہانی ہے بیان تقریب افہام کیلیے یہ تقریر اختیار کرلی گئی چنانچہ دلیل برہانی توحید کی پارہ دوم رکوع چہارم کی تفسیر میں گذر چکی ہے اور آیت تسبح لہ الخ میں تسبیح بطور عموم مجاز کے تسبیح حقیقی یعنی قالی اور تسبیح حکمی یعنی حالی دونوں کو شامل ہے پس مطیعین ذوی العقول کی تسبیح قالی تو ظاہر ہے اور غیر ذوی العقول کی تسبیح احادیث سے ثابت اور کشف سے مؤید ہے اور عصاۃ ذوی العقول کی صرف حالی ہے باین معنے کہ انکا وجود و توابع وجود دال ہیں وجود موجد پر اور اسطرح کی تسبیح حالی اور اقسام موجودات میں بھی عام ہے پس حالاً یا قالاً میں جو تردید ہے بطور منع الخلو کے ہے اور عدم فقہ کا

ملحقات الترجمة

[1] قولہ فی افاصفکم جب اوپر اشارة بهذا الى توجيه الفاء التفريعية ۱۲

[2] قولہ فی صرفنا اسی مضمون اشارة الى تقدير المفعول ۱۲

[3] قولہ فی ما یزیدهم بڑھتی جاتی ترجمة بالحاصل لان الاسناد فی یزیدهم الى السبب ۱۲

النحو قولہ كما يقولون الكاف في محل النصب على انها نعت لمصدر محذوف ... والمطابقة كذا في الروح ۱۲ البلاغة مع اختلاف القراءة قولہ كما تقولون ...

وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَیْنَكَ وَبَیْنَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ۙ وَّجَعَلْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ

اور جب آپ قرآن پڑھتے ہیں تو ہم آپ کے اور جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اُن کے درمیان میں ایک پردہ حائل کر دیتے ہیں اور ہم اُن کے دلوں پر حجاب ڈالتے ہیں اس سے کہ وہ

یَّفْقَهُوْهُ وَفِیْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِی الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰٓی اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ۝ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا یَسْتَمِعُوْنَ بِهٖٓ اِذْ یَسْتَمِعُوْنَ

اُسکو سمجھیں اور اُنکے کانوں میں ڈاٹ دیدیتے ہیں اور جب آپ قرآن میں صرف اپنے رب کا ذکر کرتے ہیں تو وہ لوگ نفرت کرتے ہوئے پشت پھیر کر چلدیتے ہیں جسوقت یہ لوگ آپکی طرف کان لگاتے ہیں تو ہم خوب جانتے ہیں جس غرض سے

اِلَیْكَ وَاِذْ هُمْ نَجْوٰٓی اِذْ یَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ۝ اُنْظُرْ كَیْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ سَبِیْلًا ۝

سنتے ہیں اور جسوقت یہ لوگ باہمیں سرگوشیاں کرتے ہیں جبکہ یہ ظالم یوں کہتے ہیں کہ تم لوگ محض ایسے شخص کا ساتھ دے رہے ہو جس پر جادو کا اثر ہوگیا ہے آپ دیکھیے تو یہ لوگ آپ کے لیے کیسے کیسے القاب تجویز کرتے ہیں سو یہ لوگ گمراہ ہوگئے تو رستہ نہیں پا سکتے

کا خطاب بقرینہ مقام مشرکین کو ہے اور تسبیحہم کی ضمیر بطور تغلیب کے سب مسبحین و مسبحات کی طرف ہے اور لاتفقہون سمجھنا ہر تسبیح کے اعتبار سے ہے جیسا ترجمہ میں تقریر کی گئی اور یہی مدار ملامت بھی ہے جیسا لاتفقہون سے مذمت عدم تفقہ کی بقرینہ انہ کان حلیماً غفوراً کے معلوم ہوتی ہے ورنہ بعض اقسام کا نہ سمجھنا موجب ملامت نہیں بخلاف مومنین کے کہ سب کی تسبیح کو سمجھتے ہیں خواہ ہر مسبح کی ہر تسبیح کو جیسے اہل کشف خواہ بعض مسبح کی ایک تسبیح کو اور بعض کی دونوں تسبیح کو جیسے عامہ مومنین کہ جمادات و مخفیات کی صرف تسبیح حالی کو سمجھتے ہیں کہ اُن کے وجود مشاہد یا ثابت بالدلیل سے استدلال وجود صانع پر کرتے ہیں اور عقلاء مطیعین کی دونوں تسبیحوں کو سمجھتے ہیں اور بعض کو جو وسوسہ ہوا ہے کہ تسبیح کے لیے علم اور علم کے لیے حیات چاہیے اور یہ جمادات میں نہیں ہے سو جواب یہ ہے کہ اسقدر علم اور اسقدر حیات اگر حاصل ہو اور محسوس نہ ہو تو کیا امتناع ہے ربط اوپر فرمایا تھا کہ باوجود قرآن میں مضمون توحید مکرر ہونے کے انکو تذکر نہیں ہوتا آگے اس عدم تذکر کی وجہ عدم تدبر و تفکر کو فرماتے ہیں جسکے ساتھ تنفر و تمسخر بھی ہوتا تھا اور اس سے اُنکے انکار رسالت و قرآن پر بھی دلالت ہوگئی اور مضمون سابق اُن کے انکار توحید کے اخبار کے ساتھ بھی مناسبت ہوگئی **معاملہ کفار وقت استماع قرآن** وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَیْنَكَ وَبَیْنَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ۝ وَّجَعَلْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ یَّفْقَهُوْهُ وَفِیْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِی الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰٓی اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ۝ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا یَسْتَمِعُوْنَ بِهٖٓ اِذْ یَسْتَمِعُوْنَ اِلَیْكَ وَاِذْ هُمْ نَجْوٰٓی اِذْ یَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ۝ اُنْظُرْ كَیْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ سَبِیْلًا ۝ اور جب آپ (تبلیغ کے لیے) قرآن پڑھتے ہیں تو ہم آپ کے اور جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اُن کے درمیان میں ایک پردہ حائل کر دیتے ہیں اور (وہ پردہ یہ ہے کہ) ہم اُن کے دلوں پر حجاب ڈالدیتے ہیں اس سے کہ وہ اُس (قرآن کے مقصود) کو سمجھیں اور اُن کے کانوں میں (اُس کے بغرض ہدایت سُننے سے) ڈاٹ دیدیتے ہیں (یعنی وہ پردہ عدم فہم اور عدم ارادہ فہم ہے جس سے وہ آپ کی شان نبوت کا ادراک نہیں کرسکتے) اور جب آپ قرآن میں صرف اپنے رب (کے اوصاف و کمالات) کا ذکر کرتے ہیں (اور اُن کے معبودین سے اُن کمالات کی نفی کرتے ہیں) تو وہ لوگ (اُسی عدم تفہم کے سبب اُس سے) نفرت کرتے ہوئے پشت پھیر کر چلدیتے ہیں (آگے اسپر وعید ہے کہ) جسوقت یہ لوگ آپ کی طرف کان لگاتے ہیں تو ہم خوب جانتے ہیں جس غرض سے یہ (قرآن کو) سنتے ہیں (یعنی وہ غرض یہی اعتراض و طعن) اور (نیز) جسوقت یہ لوگ (قرآن سننے کے بعد) آپس میں سرگوشیاں کرتے ہیں (ہم اُسکو بھی خوب جانتے ہیں) جبکہ (اُس سرگوشی میں) یہ ظالم یوں کہتے ہیں کہ تم لوگ (یعنی تمہارے برادری میں سے جو اِن کے ساتھ ہوگئے ہیں) محض ایسے شخص کا ساتھ دے رہے ہو جس پر جادو کا (خاص) اثر (کہ وہ جنون ہے) ہوگیا ہے (یعنی یہ جو عجیب عجیب باتیں کرتے ہیں یہ سب مالیخولیا ہے ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم ذرا) آپ دیکھیے تو یہ لوگ آپ کے لیے کیسے کیسے القاب تجویز کرتے ہیں سو (ایسی ایسی باتیں اور ایسی ایسی مخالفین کرکے) یہ لوگ (بالکل ہی) گمراہ ہوگئے تو (اب حق کا) رستہ نہیں پاسکتے (کیونکہ ایسے امور سے استعداد ضائع ہو جاتی ہے غرض قرآن کے ساتھ بھی استہزا رسول کے ساتھ بھی استہزا اس سے بڑھکر کیا ضلالت ہوگی **ف** صحیح حدیثوں میں آیا ہے کہ آپ پر ایک دفعہ جادو چلگیا تھا بعض لوگوں نے اس آیت سے اُس حدیث کی تکذیب کی ہے کہ یہ قول تو کفار کا تھا اور باطل تھا

ملحقات الترجمة

لے قولہ فی جعلنا وہ پردہ اشارة الی کون الساتر ... تفسیر**۲ قولہ فی** توضیح جعلنا علی قلوبہم جس سے وہ تو بیہ لیحصل الحجاب بینہم و بینہ صلی اللہ علیہ وسلم مع انہم کالزاید کونہ وحاصل الوجہ وقوع الحجاب بینہم و بینہ صلی اللہ علیہ وسلم باعتبار عدم ادراکہم ما ہو علیہ من النبوة وجلالة القدر

۳ قولہ فی وحدہ کمالات کی نفی فیضے وحدہ ماہو بشرط لاشی لا ماہو لابشرط شی

قولہ فی ان تتبعون تمہارے برادری ... فی الکلام تجرید فلا یرد انہم لم یسبعوہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

اللغات ... مستورا ... قولہ وحدہ ... مصدر وہو حال ... قولہ نفورا مصدر مفعول مطلق ... قولہ نجوی مصدر ...

... قولہ الامثال الاوصاف ... صلی اللہ علیہ وسلم ...

وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ۝ قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِيْدًا ۝ اَوْ خَلْقًا مِّمَّا

اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ کیا جب ہم ہڈیاں اور چورا ہو جاویں گے تو کیا ہم از سر نو پیدا اور زندہ کیے جاویں گے ۔ آپ فرما دیجیے کہ تم پتھر یا لوہا ۔ یا اور کوئی مخلوق ہو کر دیکھ لو

يَكْبُرُ فِيْ صُدُوْرِكُمْ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ يُّعِيْدُنَا ۭ قُلِ الَّذِيْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ فَسَيُنْغِضُوْنَ اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ

جو تمہارے ذہن میں بہت ہی بعید ہو اسپر پوچھیں گے کہ وہ کون ہے جو ہمکو دوبارہ زندہ کریگا آپ فرما دیجیے کہ وہ وہ ہے جس نے تمکو اول بار میں پیدا کیا تھا اسپر آپ کے آگے سر ہلا ہلا کر کہیں گے

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ ۭ قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا ۝ يَوْمَ يَدْعُوْكُمْ فَتَسْتَجِيْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ وَتَظُنُّوْنَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا ۝

کہ یہ کب ہوگا ۔ آپ فرما دیجیے کہ عجب نہیں یہ قریب ہی آ پہونچا ہو یہ اس روز ہوگا کہ اللہ تعالیٰ تمکو پکاریگا اور تم اسکی حمد کرتے ہوئے حکم کی تعمیل کروگے اور تم یہ خیال کروگے کہ تم بہت ہی کم

جواب اس کا تقریر ترجمہ سے ظاہر ہو گیا کہ انکا مقصود مسحور کہنے سے بطور کنایہ کے مجنون کہنا تھا جسکے خیالات اور مقالات سب ہذیانات اور توہمات ہوتے ہیں اور وہ وحی کو اس قبیل سے کہتے تھے یہ بیشک قرآن میں منفی ہے اور آپ پر جو سحر ہوا تھا اس سے بعض جزئی امور عادیہ میں ایک گونہ ذہول ہو گیا تھا باقی دنیوی امور میں بھی کوئی اختلال نہیں ہوا اور دینی امور میں تو ایسا ذہول بھی نہیں ہوا اور نہ بعد زوال اسکے اثر کے اللہ تعالیٰ ان امور پر متنبہ فرما دیتے جیسا خطاء اجتہادی میں متنبہ ہو جاتا تھا پس آیت میں سحر کے اثر خاص یعنی جنون کی نفی ہے اور حدیث میں اثبات مطلق سحر کا آیا ہے اور نفی خاص سے نفی عام کی لازم نہیں آتی پس آیت و حدیث میں کچھ تعارض نہیں **ربط** اوپر کفار کے انکار توحید و رسالت و قرآن کا جواب تھا آگے اُن کے انکار بعث کا جواب ہے و نیز اس سے نبوت پر بھی شبہہ کرتے تھے کہ ایسے معاملات کی خبر دینے والا رسول کسطرح ہو سکتا ہے پس اسطور پر ان آیات میں بعث اور رسالت دونوں کے متعلق شبہات کا حل ہے **کلام بامنکرین بعث** وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ﴿۴۹﴾ قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِيْدًا ﴿۵۰﴾ اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِيْ صُدُوْرِكُمْ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ يُّعِيْدُنَا ۭ قُلِ الَّذِيْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ فَسَيُنْغِضُوْنَ اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ ۭ قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا ﴿۵۱﴾ يَوْمَ يَدْعُوْكُمْ فَتَسْتَجِيْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ وَتَظُنُّوْنَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۵۲﴾ اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ کیا جب ہم (مر کر) ہڈیاں اور (ہڈیوں کا بھی) چورا (یعنی ریزہ ریزہ) ہو جاویں گے تو کیا (اسکے بعد قیامت میں) ہم از سر نو پیدا اور زندہ کیے جاوینگے (یعنی اول تو مر کر ہی زندہ ہونا مشکل ہے کہ محل میں قابلیت نہیں رہی پھر خاصکر ایسی حالت میں کہ محل میں اجتماع بھی نہ رہے) آپ (جواب میں) فرما دیجیے کہ (تم تو ہڈیوں ہی کی حیات کو بعید کہتے ہو اور ہم کہتے ہیں کہ) تم پتھر یا لوہا یا اور کوئی ایسی مخلوق ہو کر دیکھ لو جو تمہارے ذہن میں (قبول حیات سے) بہت ہی بعید ہو (دیکھو زندہ کیے جاؤگے یا نہیں اور لوہے پتھر کا بعید عن الحیات ہونا ظاہر ہے کہ انمیں کبھی حیوانی حیات نہیں آئی بخلاف اجزاء انسان کے کہ ایک بار حیات کے ساتھ موصوف ہو چکے ہیں جب ابعد کا احیاء ممکن ہے تو اقرب کا احیاء تو بدرجہ اولیٰ ممکن ہے اور کونوا سے مقصود امر نہیں ہے بلکہ تعلیق ہے کہ اگر حدید و حجارہ بھی ہو جاؤ تب بھی محل قدرت رہوگے) اس پر (یعنی جب قابل کی قابلیت ثابت ہو گئی تو اب فاعل کی تحقیق کرنے کے لیے آپ سے) پوچھیں گے کہ وہ کون ہے جو دوبارہ ہمکو زندہ کریگا آپ فرما دیجیے کہ وہ وہ ہے جس (کی اتنی بڑی قدرت ہے کہ اس) نے تم کو اول بار میں پیدا کیا تھا (جبکہ تم جماد محض تھے اب اسکی قدرت کہاں گئی خصوص ایسی چیز پر کہ اسمیں قابلیت بھی زیادہ ہے غرض قابل تام اور فاعل کامل پھر فعل میں کیا استبعاد) اسپر (جب قابل و فاعل دونوں کی تحقیق ہو چکی زمانہ وقوع کی تحقیق کے لیے) آپ کے آگے (بطور انکار کے) سر ہلا ہلا کر کہیں گے کہ (اچھا یہ بتلایئے) یہ (زندہ ہونا) کب ہوگا آپ فرما دیجیے کہ عجب نہیں یہ قریب ہی آ پہونچا ہو (آگے اس کے وقت وقوع کی حالت کا بیان ہے کہ) یہ اس روز ہوگا کہ اللہ تعالیٰ تمکو (زندہ کرنے اور میدان حشر میں جمع ہونے کیلیے فرشتے کے ذریعے سے) پکاریگا اور تم (بالاضطرار) اسکی حمد (و ثنا) کرتے ہوئے حکم کی تعمیل کروگے (یعنی زندہ بھی ہو جاؤگے اور میدان حشر میں بھی حاضر ہو جاؤگے) اور (اس روز کی ہول و ہیبت دیکھکر یہ حال ہوگا کہ دنیا و قبر میں رہنے کی نسبت) تم یہ خیال کروگے کہ تم (قبر و دنیا میں) بہت ہی کم (مدت) رہے تھے (کیونکہ قبر و دنیا میں اس دن کی نسبت پھر راحت تھی اور راحت کا زمانہ شدت کے زمانہ کے سامنے کم معلوم ہوتا ہے **ف** فتستجیبون بحمدہ کی تفسیر میں صاحب روح نے عبد ابن حمید سے ابن جبیر کا قول نقل کیا ہے کہ قبروں سے سبحانک اللھم وبحمدک کہتے ہوئے نکلیں گے گو کافر کو یہ نافع نہو اور بعض نے کہا ہے کہ یہ کنایہ ہے انقیاد سے یعنی تنقادون لہ انقیاد الحامدین اور یہ فرشتہ جس کے ذریعہ سے پکارا جاویگا اسرافیل علیہ السلام ہیں انکے نفخہ میں یہی حکم ہوگا اور بالاضطرار اس لیے کہا کہ حیات میں تو مطلق اختیار نہیں اور میدان حشر میں جانے

اللغات النغض الحرکۃ والانغاض التحریک قبل التحریک الذی ہو بطریق الانکار خاصۃ ای سیحرکون انکاراً واستہزاءً **النحو** قولہ اذا کنا الظرف متعلق بمقدر ای نبعث لا بمبعوثون لان ان لہا الصدر فلا یعمل ما بعدہا فی ما قبلہا والنفو

وَقُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ۝ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِكُمْ ؕ

اور آپ میرے بندوں سے کہدیجیے کہ ایسی بات کہا کریں جو بہتر ہو ۔ شیطان لوگوں میں فساد ڈلوا دیتا ہے ۔ واقعی شیطان انسان کا صریح دشمن ہے ۔ تم سب کا حال تمہارا رب

اِنْ يَّشَاْ يَرْحَمْكُمْ اَوْ اِنْ يَّشَاْ يُعَذِّبْكُمْ ؕ وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ۝ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا

خوب جانتا ہے اگر وہ چاہے تم پر رحمت فرماوے یا اگر وہ چاہے تم کو عذاب دینے لگے اور ہم نے آپ کو ان کا ذمہ دار بنا کر نہیں بھیجا ۔ اور آپ کا رب خوب جانتا ہے ان کو جو کہ آسمانوں میں ہیں اور زمین میں ہیں اور ہم نے بعض نبیوں کو

بَعْضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰى بَعْضٍ وَّاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۝ قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا ۝

بعض پر فضیلت دی ہے ۔ اور ہم داؤد کو زبور دے چکے ہیں ۔ آپ فرما دیجیے کہ جن کو تم خدا کے سوا قرار دے رہے ہو ذرا ان کو پکارو تو سہی سو وہ نہ تم سے تکلیف کو دور کرنیکا اختیار رکھتے ہیں اور نہ اسکے بدلنے کا

پر کامل اختیار نہیں **ربط** اوپر کفار کی جہالات کا ذکر تھا جو مسلمانوں کو غصہ آنیکا مظنہ تھا اسلیے آگے جواب میں نرمی برتنے کی تعلیم ہے **تعلیم ترک خشونت در محاجہ کفار** وَقُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ۝ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِكُمْ ؕ اِنْ يَّشَاْ يَرْحَمْكُمْ اَوْ اِنْ يَّشَاْ يُعَذِّبْكُمْ ؕ وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ۝ اور آپ میرے (مسلمان) بندوں سے کہدیجیے کہ (اگر کفار کو جواب دیں تو) ایسی بات کہا کریں جو (اخلاق کے اعتبار سے) بہتر ہو (یعنی اس میں سب و شتم اور خشونت اور اشتعال نہو کیونکہ) شیطان (سخت جواب کہلوا کر) لوگوں میں فساد ڈلوا دیتا ہے واقعی شیطان انسان کا صریح دشمن ہے (اور وجہ ہمارے اس حکم کی یہ ہے کہ سختی سے کوئی نفع نہیں کیونکہ ہدایت و ضلالت بالکل مشیت الٰہیہ سے متعلق ہے سو) تم سب کا حال تمہارا پروردگار خوب جانتا ہے (کہ کون کس قابل ہے بس) اگر وہ چاہے تم (میں سے جس) پر (چاہے) رحمت فرما دے (یعنی ہدایت کر دے) یا اگر وہ چاہے تو تم (میں سے جس کو چاہے) عذاب دینے لگے (یعنی اسکو توفیق ہدایت نہ دے اور اس پر عذاب ہو) اور ہم نے آپ (تک) کو ان (کی ہدایت) کا ذمہ دار بنا کر نہیں بھیجا (جب آپ باوجود نبوت کے ذمہ دار نہیں بنائے گئے تو اور آدمی تو کیونکر ذمہ دار ہو سکتے ہیں پھر اسقدر درپے ہونا اور سختی سے کام لینا کیا ضرور) **ف** مراد اس سے بے ضرورت سختی کرنا ہے جیسا اکثر مجادلات میں ہو جاتی ہے ورنہ ضرورت اور مصلحت کے موقع پر اس سے زیادہ قتال تک کی اجازت ہے خوب کہا گیا ہے **ع** اے حکم شرع آب خوردن خطاست ۔ و گر خون بفتویٰ بریزی رواست ۔ **ربط** اوپر واذا قرات القرآن اور قالوا ءاذا کنا میں کفار کے انکار رسالت پر دلالت تھی منجملہ ان کے وجوہ انکار رسالت کے ایک انکا یہ بھی خیال تھا کہ رسول فرشتہ ہونا چاہیے یا اگر بشر ہو تو کوئی رئیس ہو جیسا ان کا قول نقل کیا گیا ہے لولا انزل ہذا القرآن علی رجل من القریتین عظیم آگے اس شبہہ کا جواب اور ذکر داؤد علیہ السلام سے آپکی رسالت کی تائید اور سورتوں میں سے آپکے افضل ہونیکی طرف اجمالی اشارہ فرماتے ہیں **اثبات رسالت و فضیلت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰى بَعْضٍ وَّاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۝ اور آپکا رب خوب جانتا ہے ان کو (بھی) جو کہ آسمانوں میں ہیں اور (ان کو بھی جو کہ) زمین میں ہیں (آسمان والوں سے مراد ملائکہ اور زمین والوں سے جن اور انسان مطلب یہ کہ ہم خوب واقف ہیں کہ انمیں سے کسکو نبی بنانا مناسب ہے اور کسکو نہیں پس اگر آپ کو نبی بنا دیا تو کیا تعجب ہے) اور (اسیطرح اگر آپ کو فضیلت دی تو کیا تعجب ہے کیونکہ ہم نے پہلے بھی بعض نبیوں کو بعض پر فضیلت دی ہے اور (اسیطرح اگر آپکو قرآن دیا تو کیا تعجب ہے کیونکہ آپ کے قبل) ہم داؤد (علیہ السلام) کو زبور دے چکے ہیں **ف** زبور کی تخصیص میں یہ نکتہ ہے کہ اسمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحب ملک و سلطنت ہونیکی خبر دیگئی ہے قال تعالیٰ ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثہا عبادی الصالحون چنانچہ تفسیر حقانی میں اس مضمون کا حوالہ ۳۷ زبور کے ۹ اور گیارہویں درس پر کیا ہے **ربط** اوپر چند آیتوں میں شرک کا ابطال تھا آگے اسمیں سے بعض خاص صورتوں کا رد ہے اور وہ خاص صورت یہ ہے کہ بعض لوگ ملائکہ اور جنات کی پرستش کرتے تھے پھر وہ جنات مسلمان ہو گئے اور فرشتے تو مومن ہیں ہی لیکن یہ لوگ پھر بھی انکی پرستش کرتے رہے اس باب میں یہ آیتیں نازل ہوئیں رواہ البخاری عن ابن مسعود حدیث الجن و ابن جریر عنہ حدیث الملائکۃ و فیہ یقولون ہم بنات اللہ کذا فی الدر المنثور **عود بابطال شرک** قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا ۝

ملحقات الترجمۃ ۵۱ قولہ فی ما ارسلنٰک آپ تک فیہ اشارۃ الی وجہ العدول من ضمیر الجمع الی الواحد فان ظاہر المقام ارسلناکم ۵۲ **قولہ فی التمہید** وجوہ انکار رسالت الخ ذکرہ فی روح المعانی ۵۳ وکذا قولہ فی ف نکتۃ الخ ذکرہ فی الروح ۔

النحو قولہ یقولوا من الزجاج انہ مجزوم بلام الامر المقدرۃ ای لیقولوا کذا فی الروح ۔ **البلاغۃ** قولہ قل ادعوا الخ فی الآیۃ ترق و تدرج لان قولہ تعالیٰ ادعوا اعتبر فیہ کشف الضر فقط ثم ترقیٰ لا یملکون کشف الضر وجہ التخصیص ان دفع الضر اہم من جلب النفع ثم قولہ تعالیٰ یدعون اعتبر فیہ بالطلاق کشف الضر و جلب النفع کلاہما ثم قولہ تعالیٰ فی الجلب یبتغون الخ اعتبر فیہ ثلٰثۃ امور کونہم عابدین المدلول علیہ بقولہ یبتغون و کونہم محتاجین فی جلب النفع المدلول علیہ بقولہ یرجون و کونہم محتاجین فی دفع الضر المدلول علیہ بقولہ یخافون فافہم ۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُ ۚ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُورًا ۞ وَإِن مِّن قَرْيَةٍ

یہ لوگ کہ جنکو مشرکین پکار رہے ہیں وہ خود ہی اپنے رب کی طرف ذریعہ ڈھونڈھ رہے ہیں کہ ان میں کون زیادہ مقرب بنتا ہے اور وہ اسکی رحمت کے امیدوار ہیں اور اسکے عذاب سے ڈرتے ہیں واقعی آپکے رب کا عذاب ہے بھی ڈرنے کے قابل

إِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ أَوْ مُعَذِّبُوهَا عَذَابًا شَدِيدًا ۚ كَانَ ذَٰلِكَ فِي الْكِتَابِ مَسْطُورًا ۞ وَمَا مَنَعَنَا أَن نُّرْسِلَ بِالْآيَاتِ

اور ایسی کوئی بستی نہیں جسکو ہم قیامت سے پہلے ہلاک نہ کریں یا اسکو سخت عذاب نہ دیں یہ بات کتاب میں لکھی ہوئی ہے اور ہم کو خاص معجزات کے بھیجنے سے صرف

إِلَّا أَن كَذَّبَ بِهَا الْأَوَّلُونَ ۚ وَآتَيْنَا ثَمُودَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوا بِهَا ۚ وَمَا نُرْسِلُ بِالْآيَاتِ إِلَّا تَخْوِيفًا ۞ وَإِذْ قُلْنَا لَكَ إِنَّ رَبَّكَ

یہی امر مانع ہوا کہ پہلے لوگ انکی تکذیب کر چکے ہیں اور ہم نے قوم ثمود کو اونٹنی دی تھی جو کہ بصیرت کا ذریعہ تھی سو ان لوگوں نے اسکے ساتھ ظلم کیا اور ہم ایسے معجزات کو صرف ڈرانے کیلئے بھیجا کرتے ہیں اور آپ وہ وقت یاد کر لیجئے جبکہ ہم نے آپ سے کہا تھا

أَحَاطَ بِالنَّاسِ ۚ وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآنِ ۚ وَنُخَوِّفُهُمْ فَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا طُغْيَانًا كَبِيرًا ۞

کہ آپکا رب تمام لوگوں کو محیط ہے اور ہم نے جو تماشا آپ کو دکھلایا تھا اور جس درخت کی قرآن میں مذمت کی گئی ہے ہم نے ان دونوں چیزوں کو ان لوگوں کیلئے موجب گمراہی کر دیا اور ہم انکو ڈراتے رہتے ہیں لیکن انکی بڑی سرکشی بڑھتی چلی جاتی ہے

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُ ۚ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُورًا ۞ آپ (ان لوگوں سے) فرما دیجئے کہ جنکو تم خدا کے سوا (معبود) قرار دے رہے ہو (جیسے ملائکہ و جنات) ذرا ان کو (تکلیف دور کرنے کیلئے) پکارو تو سہی سو (یقیناً) وہ نہ تمہاری تکلیف کو دور کر سکتے ہیں اور نہ اسکے بدل ڈالنے کا (اختیار رکھتے ہیں مثلاً شدید سے خفیف ہی کر دیں اور وجہ اسکی ظاہر ہے کہ گو جنات و ملائکہ نفس اختیار کی صفت سے موصوف ہیں لیکن بنا غنیہ محتاج خدا کے ہیں پس جس چیز کا اختیار عطا نہیں ہوا اسپر اختیار نہیں رکھتے چنانچہ فرماتے ہیں کہ) یہ لوگ جنکو مشرکین (جلب منفعت یا دفع مضرت کیلئے) پکار رہے ہیں وہ خود ہی اپنے رب کیطرف (پہنچنے کا) ذریعہ ڈھونڈھ رہے ہیں کہ ان میں کون زیادہ مقرب بنتا ہے (یعنی خود ہی طاعت و عبادت میں مشغول ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ کا قرب میسر ہو جاوے اور چاہتے ہیں کہ زیادہ قرب ہو جاوے) اور وہ اسکی رحمت کے امیدوار ہیں اور اسکے عذاب (در صورت نافرمانی کے) ڈرتے ہیں (اور) واقعی آپکے رب کا عذاب ہے بھی ڈرنے کے قابل (مطلب یہ کہ جب وہ خود عابد ہیں تو معبود کیونکر ہونگے اور جب وہ خود ہی منفعت یعنی رحمت میں اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں اور دوسروں کو کیا منفعت دے سکتے ہیں اسیطرح جب وہ خود مضرت یعنی عذاب سے بچنے میں اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں تو اور وں سے مضرت کو کیا دفع کر سکتے ہیں پھر انکا معبود ہونا محض باطل ہوا) ربط اوپر آیات ویدع الانسان الی وکم اہلکنا من القرون میں فی نفسہٖ کفار کا استحقاق عذاب اور اسکا عارض کیوجہ سے توقف مذکور تھا اب پھر اسکے وقوع کا یقینی ہونا بیان فرماتے ہیں بعض کو دنیا میں بھی اور بعض پر آخرت میں مقصود یہ کہ ملنے کا نہیں اگر یہاں نہیں تو وہاں ضرور ہوگا اور نیز اس کے قبل کی آیت کی خاتمہ پر ان عذاب ربک کان محذورا میں عذاب کو قابل حذر بتلایا اب اس عذاب کے وقوع کو بتلاتے ہیں دونوں توجیہ مناسبت کی ہو سکتی ہیں

ترہیب کفار از ہلاک و عذاب وَإِن مِّن قَرْيَةٍ إِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ أَوْ مُعَذِّبُوهَا عَذَابًا شَدِيدًا ۚ كَانَ ذَٰلِكَ فِي الْكِتَابِ مَسْطُورًا ۞ اور (کفار کی) ایسی کوئی بستی نہیں جسکو ہم قیامت سے پہلے ہلاک نہ کریں یا (قیامت کے روز) اس (کے رہنے والوں) کو (دوزخ کا) سخت عذاب نہ دیں یہ بات کتاب (یعنی لوح محفوظ) میں لکھی ہوئی ہے پس اگر کوئی کافر یہاں کسی آفت میں ہلاک ہونے سے بچ گیا تو قیامت کے روز آفت کبریٰ سے نہ بچیگا ف ہلاک ہونے میں آفت کی قید اسلیے ظاہر کر دی کہ موت طبعی سے تو سب ہلاک ہوتے ہی ہیں اس میں کفر کی تخصیص نہیں ہے ربط اوپر چند آیات میں رسالت کے متعلق کلام تھا چنانچہ آیت وربکم اعلم الخ کی تمہید میں عنقریب مذکور ہوا ہے آگے بھی رسالت ہی کے متعلق انکے ایک شبہ کا جواب ہے منشا شبہ کا بعض خاص فرمائشی معجزات کا واقع نہ ہونا تھا آیت میں انکے عدم وقوع کی حکمت کے بیان سے جواب دیا گیا ہے

حکمت عدم وقوع بعض مقترحات کفار وَمَا مَنَعَنَا أَن نُّرْسِلَ بِالْآيَاتِ إِلَّا أَن كَذَّبَ بِهَا الْأَوَّلُونَ ۚ وَآتَيْنَا ثَمُودَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوا بِهَا ۚ وَمَا نُرْسِلُ بِالْآيَاتِ إِلَّا تَخْوِيفًا ۞ وَإِذْ قُلْنَا لَكَ إِنَّ رَبَّكَ أَحَاطَ بِالنَّاسِ ۚ وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآنِ ۚ وَنُخَوِّفُهُمْ فَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا طُغْيَانًا كَبِيرًا ۞

ملحقات الترجمۃ

لـه قوله فی قریة کفار کی دل علی ہذا التخصیص المقام ١٢

٥٢ قوله فی معذبوها قیامت کے روز دل علیه السکوت عن القید السابق ومجیئه فی مقابلته والقضاء یدل علیه اتصاف العذاب بالشدید المناسب بعذاب القیامة ١٢

النحو قوله اولئک مبتدا والذین صفته یدعون صلته ویبتغون خبر والمراد باولئک المعبودون والضمیر فی یدعون الی العابدین و المفعول محذوف ای اولئک الذین یدعونهم الخ قوله ایهم اقرب ذکر الزمخشری وجهین الثانی کون ای استفهامیة وهی مبتدا واقرب خبرها والجملة فی محل نصب بیبتغون ومعنی یبتغون فکانه قیل یحرصون ایهم یکون اقرب الی الله تعالیٰ وذلک بالطاعة وازدیاد الخیر والصلاح قوله الشجرة الملعونة معطوف علی الرؤیا ای وما جعلنا الشجرة الا فتنة للناس **البلاغة** قوله وما منعنا ذکر فی الآیة قیاسین مفارقین وتخویفین قوله وآتینا ثمود وتخصیص الناقة لوجوه منها ان اشهر سبق ثمود کان اقرب حرًا فناسب ذکر سبع الآیات المقترحة الثانی ان ثمود کانوا من العرب الثالث فی الدر المنثور اخرج البیهقی فی الدلائل عن الربیع بن انس قال قال الناس لرسول الله صلی الله علیه وسلم لو جئتنا بآیة کما جاء بها صالح والنبیون الخ فلما ذکرها الناقة بالخصوص ناسب ذکرها بخصوصها

الکلام استدل بعض بالرؤیا علی ان المعراج کان فی المنام ونحن نمنع حمل الرؤیا علی الرؤیا المنامیة کما فی الدر المنثور عن البخاری وخلق کثیر عن ابن عباس قال هی رؤیا عین اریها رسول الله صلی الله علیه وسلم لیلة اسری به ولیست برؤیا منام **الروایات** فی الدر المنثور اخرج ابن اسحق وابن جریر وابن المنذر عن الحسن رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم لما حدث بذلک کذب بها ناس فانزل الله فیها ما جعلنا الخ وفیه اخرج ابن المنذر عن مجاهد فی قوله والشجرة الملعونة قال الزقوم قال ابو جهل ابو العلاء الخ وفیه اخرج الحاکم والطبرانی وغیرهما عن ابن عباس قال سأل اهل مکة النبی صلی الله علیه وسلم ان یجعل لهم الصفا ذهبا وان ینحی عنهم الجبال فیزرعوا فقیل له ان شئت ان تستأنی بهم وان شئت نؤتهم الذی سألوا فان کفروا اهلکوا کما اهلکت من قبلهم قال بل استانی بهم فانزل الله تعالیٰ وما منعنا ان نرسل بالآیات الخ وفی اللباب اخرج ابن ابی حاتم والبیهقی فی البعث عن ابن عباس قال لما ذکر الله الزقوم خوف به هذا الحی من قریش قال ابو جهل هل تدرون ما هذا الزقوم الذی یخوفکم به محمد قالوا لا قال الثرید بالزبد اما لئن امکننا منها لنتزقمنها تزقما فانزل الله الشجرة الملعونة فی القرآن ونخوفهم فما یزیدهم الا طغیانا کبیرا وفیه اخرج ابن جریر عن قتادة قال قال ابو جهل زعم صاحبکم هذا ان فی النار شجرة والنار تأکل الشجرة وانا والله ما نعلم

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا ۚ قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِيْ

اور جبکہ ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو سو اُن سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے کہا کہ کیا میں ایسے شخص کو سجدہ کروں جسکو آپ نے مٹی سے بنایا ہے کہنے لگا کہ اس شخص کو جو آپ نے مجھپر فوقیت

كَرَّمْتَ عَلَيَّ ۫ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا ۝

دی ہے تو بھلا بتلائیے تو خیر اگر آپ نے مجھکو قیامت کے زمانہ تک مہلت دیدی تو میں بجز قدرے قلیل لوگوں کے اسکی تمام اولاد کو اپنے بس میں کر لونگا ارشاد ہوا جا جو شخص انمیں سے تیرے ساتھ ہولیگا سو تم سب کی سزا جہنم ہے سزا پوری

اور ہمکو خاص (فرمایشی) معجزات کے بھیجنے سے صرف یہی امر مانع ہوا کہ پہلے لوگ اُن (کے ہم جنس فرمایشی معجزات) کی تکذیب کر چکے ہیں (اور طبیعتیں انکی اور اُنکی مشابہ ہیں پس یہ بھی تکذیب کرینگے) اور (نمونہ کے طور پر ایک قصہ بھی سُن لو کہ) ہم نے قوم ثمود کو (اُنکی فرمایش کے موافق بطور معجزہ صالح علیہ السلام کے) اونٹنی دی تھی (جو عجیب طور پر پیدا ہوئی اور) جو کہ (معجزہ ہونے کے سبب فی نفسہ) بصیرت کا ذریعہ تھی سو اُن لوگوں نے (اُس سے بصیرت حاصل نکی بلکہ) اُسکے ساتھ ظلم کیا (کہ اُس کو قتل کر ڈالا پس ایسا ہی یہ بھی کرینگے) اور ہم ایسے معجزات کو صرف (اس بات سے) ڈرانے کے لیے بھیجا کرتے ہیں (کہ اگر ایمان نہ لاؤگے تو ابھی ہلاک کر دیے جاؤگے یعنی فرمایشی معجزات سے اصل مقصود یہ ہوتا ہے اور اُسپر ایمان کا اثر کم مرتب ہوتا ہے پس اگر اُن کا وقوع ہوتا تو یہ ایمان نہ لاتے اور ہم اپنی وعدہ تخویفی کو پورا کرتے تو یہ ہلاک ہوتے جیسے ثمود اور اصحاب مائدہ کے ساتھ ہوا اور ابھی بہت سی حکمتوں سے اِن کے ہلاک کا وقت مقرر نہیں آیا) اور (ہم جو کہتے ہیں کہ یہ ایمان نہ لاوینگے تو وجہ یہ کہ ہمکو یہ بات پہلے سے معلوم ہے اور اسکے قبل ہم آپ کو اپنے اس معلوم ہونے کی اطلاع بھی دے چکے ہیں چنانچہ) آپ وہ وقت یاد کر لیجیے جبکہ ہم نے آپ سے کہا تھا (کہ وحی غیر متلو کی ذریعہ سے کہا ہوگا) کہ آپ کے رب (اپنے علم سے) تمام لوگوں (کے احوال ظاہری موجودہ و مستقبلہ) محیط ہو رہے ہیں (اور اُن احوال مستقبلہ میں انکا ایمان نہ لانا بھی ہے پس اللہ تعالیٰ کو وہ بھی معلوم ہے) اور (جیسا اِن کی حالت کا قیاس واقعات اولین پر دلیل ہے اِن کے ایمان نہ لانے کی اسیطرح خود اِن کے بعض واقعات پر قیاس کرنا نیز دلیل ہے انکے ایمان نہ لانے پر چنانچہ) ہم نے (واقعہ معراج میں) جو تماشا (بیداری میں) آپ کو دکھلایا تھا اور جس درخت کی قرآن میں مذمت کیگئی ہے (یعنی زقوم کہ طعام کفار ہے) ہم نے ان دونوں چیزوں کو ان لوگوں کے لیے موجب گمراہی کر دیا (یعنی ان دونوں امر کو سنکر تکذیب کی معراج کی تو اسلیے کہ ایک شب میں اتنی دور جانا پا بالخصوص آسمان پر کسیطرح بھی جانا ممکن نہیں اور شجرہ زقوم کی اسلیے کہ وہ دوزخ میں بتلایا جاتا ہے سو اسپر کہتے تھے کہ آگ سے تو درخت جلجاتا ہے نہ کہ اسمیں پیدا ہو خلاصہ یہ کہ ان میں ایک امر خارق تو دنیا ہی میں واقع ہوا اور ایک امر گو دنیا میں خارق ہے لیکن اُسکا وقوع آخرت میں ہے کہ وہاں کے اعتبار سے خارق ہونا ضرور نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ وہاں کی یہی عادت ہو مگر ان اُمور کی تکذیب کی پس اس قیاس سے بھی عام مخاطبین بہت جلدی سمجھ سکتے ہیں کہ اگر فرمایشی معجزات آتے ضرور یہ تکذیب کرتے اور یہ دونوں قیاس تقریب فہم ناظرین و سامعین کے لیے ہیں ورنہ اصل دلیل تو وہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو یہ بات معلوم ہے جسکی طرف احاط بالناس میں اشارہ ہے) اور ہم (ان کو گو ایسے آیات مقترحہ کے ایقاع سے تخویف نہیں کرتے لیکن آیات تشریعیہ کے ذریعہ سے) ان کو (عذاب آخرت سے) ڈراتے رہتے ہیں لیکن انکی بڑی سرکشی بڑھتی چلی جاتی ہے (حالانکہ یہ تخویف باصلہ موضوع ہدایت ہی کیلیے ہے جب امر موضوع للہدایۃ سے ان کو ہدایت نہیں ہوتی تو امر غیر موضوع للہدایۃ یعنی آیات مقترحہ موضوع للتخویف والتعذیب سے تو انکو کیا ہدایت ہوتی جیسا یہ دعوی کرتے ہیں کہ ہم اُنکے ظاہر ہونے پر ایمان لے آتے اسلیے ظاہر نہونا مصلحت ہوا ف شجرۂ زقوم کے ساتھ علاوہ تکذیب بالنہج المذکور کے ایک استہزاء بھی کرتے تھے جسکا بیان مع زاید تحقیق اس مقام کے سورہ صفت کے دوسرے رکوع کے اخیر میں آویگا وہاں ملاحظہ فرمایا جاوے) **ربط** اوپر آیات واذا قرأت القرآن میں کفار کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے استہزاء و خلاف کے ساتھ پیش آنا اور اولئک الذین یدعون الخ میں ملائکہ کا جنکو کفار نے معبود بنا رکھا تھا عبودیت و انقیاد بجا لانا اور ومامنعنا ان نرسل الخ میں آیات مقترحہ کی کفار کی جانب سے فرمایش ہونا مذکور ہے آگے قصہ آدم و ابلیس کا ان سب مضامین کے مناسب ہی بیان فرماتے ہیں کہ اُس سے مضمون اول کی وجہ بھی معلوم ہوگئی کہ حسد ہے جسطرح ابلیس کو بھی حسد باعث مخالفت آدم علیہ السلام ہوا تھا اور ساتھ ساتھ تسلی بھی کردیگئی کہ جسطرح اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی شیطان سے حفاظت کرتے ہیں اسیطرح شر کفار سے آپکو بچا لینگے اور اس سے مضمون ثانی کی بھی تقویت ہوگئی کہ اسمیں امتثال ملائکہ کا مذکور ہے اور مضمون ثالث کا سبب بھی معلوم ہوگیا کہ شیطان ایسے ایسے کام کراتا ہے جیسا اُسنے کہدیا تھا کہ میں گمراہ کرونگا اور ساتھ ساتھ اسکام کرنیوالوں کے واسطے وعید لطیف بھی اشارہ ہے جیسا شیطان کو جواب ہی میں کہدیا گیا تھا کہ تیری تابعین کی سزا جہنم ہے **قصہ آدم و ابلیس** وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا ۝ قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِيْ كَرَّمْتَ عَلَيَّ ۫ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا ۝

ملحقات الترجمۃ

قولہ فی کذب بہا ہم جنس مادہ لان بعض ہذہ الآیات التی یقترحہا قریش لم تقع فی الاولین ۵۲ قولہ فی مبصرۃ بصیرت کا ذریعہ کما فی الروح یتبصر بہا النعیر فالصیغۃ للنسب ۵۳ قولہ فی الملعونۃ مذمت لقولہ تعالیٰ طلعہا کانہ رؤس الشیاطین واشارۃ الی ان ماخذہ قول العرب لکل طعام مکروہ ضار ملعون ۵۴ قولہ فی نخوفہم آیات تشریعیہ اشارۃ الی دفع ایراد ہو ان قولہ تعالیٰ وما نرسل الخ یدل علی عدم وقوع التخویف وقولہ نخوفہم دال علی وقوعہ فتقریر الدفع ان المنفی التخویف بالعذاب العاجل والمثبت التخویف بالآجل

اللغات قولہ اذہب لیس المراد بہ ضد المجی بل تخلیتہ وما سولتہ لہ نفسہ اہانۃ کقولہ اسلکی الفلک **النحو** قولہ جزاء موفورا حال اصفہا التی ہی حال فی الحقیقۃ ولذا جازت جامدۃ کقولہ تعالیٰ قرآنا عربیا۔

وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَأَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ۚ وَمَا يَعِدُهُمُ

اور اُنمین سے جس جس پر تیرا قابو چلے اپنی چیخ پکار سے اسکا قدم اُکھاڑ دینا اور اُنپر اپنے سوار اور پیادے چڑھا لانا اور اُنکے مال اور اولاد مین اپنا ساجھا کر لینا اور اُن سے وعدہ کرنا اور شیطان اِن

الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا ○ إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ ۚ وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ وَكِيلًا ○ رَبُّكُمُ الَّذِي يُزْجِي لَكُمُ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوا

لوگونسے بالکل جھوٹے وعدے کرتا ہے میرے خاص بندون پر تیرا ذرا قابو نہ چلے گا - اور آپ کا رب کافی کارساز ہے تمھارا رب ایسا ہے کہ تمھارے لیے کشتی کو دریا مین لے چلتا ہے تاکہ تم

مِنْ فَضْلِهِ ۚ إِنَّهُ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ○ وَإِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُونَ إِلَّا إِيَّاهُ ۖ فَلَمَّا نَجَّاكُمْ إِلَى الْبَرِّ أَعْرَضْتُمْ ۚ وَكَانَ

اسکے رزق کی تلاش کرو بیشک وہ تمھارے حال پر بہت مہربان ہے اور جب تمکو دریا مین کوئی تکلیف پہونچتی ہے تو بجز خدا کے اور جتنون کی تم عبادت کرتے تھے سب غائب ہو جاتے ہین پھر جب تمکو خشکی کی طرف بچا لاتا ہے تو تم پھر جاتے ہو اور

الْإِنْسَانُ كَفُورًا ○ أَفَأَمِنْتُمْ أَنْ يَخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ أَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ وَكِيلًا ○ أَمْ أَمِنْتُمْ أَنْ

انسان ہے بڑا ناشکرا - تو کیا تم اِس بات سے بےفکر ہو بیٹھے ہو کہ تمکو خشکی کی جانب مین لاکر زمین مین دھنسادے یا تم پر کوئی ایسی تند ہوا بھیجدے جو کنکر پتھر برسانے لگے پھر تم کسی کو اپنا کارساز نہ پاؤ یا تم اس سے بےفکر ہو گئے ہو کہ

يُعِيدَكُمْ فِيهِ تَارَةً أُخْرَىٰ فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِنَ الرِّيحِ فَيُغْرِقَكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ ۙ ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهِ تَبِيعًا ○

خدا تعالیٰ پھر تمکو پھر دریا ہی مین دوبارہ لیجاوے پھر تم پر ہوا کا سخت طوفان بھیجدے پھر تمکو تمھارے کفر کے سبب غرق کردے پھر اس بات پر کوئی ہمارا پیچھا کرنیوالا تم کو نہ ملے

وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَأَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ۚ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا ﴿۶۴﴾ إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ ۚ وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ وَكِيلًا ﴿۶۵﴾ اور (وہ وقت قابل ذکر ہے) جبکہ ہم نے فرشتون سے کہا کہ آدم (علیہ السلام) کو سجدہ کرو سو اُن سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے (نہ کیا اور) کہا کہ کیا مین ایسے شخص کو سجدہ کرون جسکو آپ نے مٹی سے بنایا ہے (اسپر مردود و مطرود ہوا اسوقت) کہنے لگا کہ اس شخص کو جو آپ نے مجھپر فوقیت دی ہے (اور اسی بنا پر سجدہ کراتے ہین) تو بھلا بتلائیے تو (آپ مین کیا فضیلت ہے) خیر (اسکی وجہ جیسا مین مردود ہوا ہون) اگر آپ نے (میری درخواست کے موافق) مجھکو قیامت کے (قریب) زمانہ تک (موت سے) مہلت دیدی تو مین (بھی) بجز قدرے قلیل لوگون کے (کہ وہ مخلصین ہین باقی) اسکی تمام اولاد کو اپنے بس مین کرلونگا (یعنی گمراہ کردونگا) ارشاد ہوا جا (جو تجھسے ہوسکے کیجیو) جو شخص اُنمین سے تیرے ساتھ ہولیگا سو تم سب کی (یعنی تیری اور اُنکی) سزا جہنم ہے سزا پوری اور اُنمین سے جس جس پر تیرا قابو چلے اپنی چیخ پکار سے (یعنی اغوا و وسوسہ سے) اُسکا قدم (راہ راست سے) اکھاڑ دینا اور اُنپر اپنے سوار اور پیادے (مراد مطلق لشکر) چڑھا لانا (کہ سب ملکر گمراہ کرنے مین خوب زور لگا دین) اور اُن کے مال اور اولاد مین اپنا ساجھا کر لینا (یعنی مال و اولاد کو ذریعہ گمراہی بنا دینا چنانچہ مشاہد ہے) اور اُن سے (جھوٹے جھوٹے) وعدے کرنا (کہ قیامت نہین گناہ پر مواخذہ نہوگا اور یہ شرکت فی النفس ہے۔ یہ سب صیغے تہدید کے ہین) اور آگے بطور جملہ معترضہ کے فرماتے ہین کہ) شیطان اِن لوگونسے بالکل جھوٹے وعدے کرتا ہے (جنکا تفصیلاً جھوٹ ہونا نصوص مین منصوص ہے آگے پھر اُسکے خطاب کا بیان ہے کہ) میرے خاص بندون پر تیرا ذرا قابو نہ چلیگا (جیسا تو خود بھی مقر ہے) اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اُسکا قابو کیونکر چلے کہ) آپ کا رب (اُنکا) کافی کارساز ہے (یہ سب جواب تھا اُس کے قول لئن اخرتن الخ کا اور اُس کے قبل کے قول اہٰذا الذی کرمت الخ کا جواب بوجہ غایت ظہور کے مذکور نہین کیونکہ مامور کو تفتیش عن الحکمۃ کا منصب حاصل نہین اور خیل و رجل سے مراد محاورات مین مطلق لشکر ہے یہ ضرور نہین کہ شیطان کے بھی ہوتی ہون گو ممتنع بھی نہین اور یہ بات کہ شیطان کو ابتدا ہی سے معلوم ہوا کہ مین اغوا بنی آدم پر قادر ہون جواب یہ ہے کہ غالباً انسان کے قویٰ ترکیبیہ مختلفہ سے اُسکو یہ ظن حاصل ہوا اور ربط اوپر کی آیتون مین اثبات توحید و ابطال شرک کا مضمون ہے آگے ایک خاص طرز پر پھر اُسکی طرف عود ہے اور وہ خاص طرز توحید کے باب مین بیان ہے بعض نعمتون کا کہ دال علی التوحید کے ساتھ ترغیب بھی ہے اداے حقوق منعم کی کہ اُنمین اعظم توحید ہے اور وہ خاص طرز ابطال شرک مین اظہار ہے اُن کے اعتراف کا وقت مصیبت مین کہ اُسوقت خدا کے سوا کسی سے مدد نہین مانگتے **عود بسوی توحید** رَبُّكُمُ الَّذِي يُزْجِي لَكُمُ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ ۚ إِنَّهُ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا وَإِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُونَ إِلَّا إِيَّاهُ ۖ فَلَمَّا نَجَّاكُمْ إِلَى الْبَرِّ أَعْرَضْتُمْ ۚ وَكَانَ الْإِنْسَانُ كَفُورًا ﴿۶۷﴾ أَفَأَمِنْتُمْ أَنْ يَخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ أَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ وَكِيلًا ﴿۶۸﴾ أَمْ أَمِنْتُمْ أَنْ يُعِيدَكُمْ فِيهِ تَارَةً أُخْرَىٰ فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِنَ الرِّيحِ فَيُغْرِقَكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ ۙ ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهِ تَبِيعًا ﴿۶۹﴾ تمھارا رب ایسا (منعم) ہے کہ تمھارے (نفع کے) لیے کشتی کو دریا مین لے چلتا ہے تاکہ تم اُس کے

ملحقات الترجمۃ

ا۵ قولہ فی طیناً نصب علی الحال ای منہ او الی النصب بنزع الخافض ۵۲ قولہ قبل قال ارأیتک اسپر مردود اشارۃ الی ان بین القولین بعض الفاصل ومن ثم کرر قال اینا بان قولہ ارأیتک لیس مترتبا علی قولہ ءاسجد الخ ۵۳ قولہ فی توضیح ارأیتک آپ مین کیا فضیلت اشارۃ الی وجہ الترکیب حاصلہ ان الکاف حرف خطاب موکد لمعنی التاء ولا محل لہ من الاعراب وارأی علمیۃ وہذا مفعولہا الاول والمفعول الثانی محذوف لدلالۃ الصلۃ علیہ ای اخبرنی عن ہذا الذی کرمتہ علی لم کرمتہ علی والعلاقۃ ما بین العلم والاخبار من السببیۃ والمسببیۃ ۵۴ قولہ قبل لئن اخرتن خیر اشارۃ الی ان جملۃ لئن اخرتن مستانفۃ فلا دلالۃ علی الاستیناف زیدت ہذہ الکلمۃ ۵۵ قولہ فی لاحتنکن بس مین اشارۃ الی انہ ماخوذ من قولہم حنک الدابۃ واحتنکہا اذا جعل فی حنکہا الاسفل حبلا یقودہا بہ والمعنی لاستولین علیہم استیلاء اقویا کذا فی روح المعانی عن ابن عباس ۵۶ قولہ فی جزاءکم تیری انکی اشارۃ الی التغلیب ۵۷ قولہ فی صوتک یعنی اغوا کما فی الروح وعبر عن الدعاء الی المعصیۃ والوسوسۃ بالصوت تحقیرا لہ حتی کانہ لامعنی لہ الا الصوت ۵۸ قولہ فی اجلب چڑھا لانا کما فی الروح عن الزجاج اجلب علی العدو جمع علیہ الخیل من الجلب وہی الصیاح ۵۹ قولہ بعد عدھم تہدید بدلالۃ اللہ لا یامر بالفحشاء ۶۰ قولہ قبل وما یعدھم جملہ معترضہ اور دال لا بد ان یتعلق کی ضمیر المدلول علیہا بالقول بعد ستم ۶۱ قولہ فی ربک ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم اشارۃ

اللغات قولہ واستفزز الاستفزاز الاستخفاف والخدع والازعاج فیما ارادہ منہ واصل معنی الفز القطع قولہ بخیلک الخیل ہنا الفرسان قولہ حاصبا ریحا ترمی بالحصباء قولہ قاصفا کاسرا لکل شیء تمر علیہ **البلاغۃ** قولہ وکان الانسان کفورا فی الروح فیہ التفات حیث اعرض سبحانہ عن خطابہم حیث اعرضوا من طاعتہ قولہ جانب البر ذکر الجانب لیکون المعنی ان الجوانب کلہا تساوت بالنسبۃ الی قدرتہ تعالیٰ برا او بحرا فالاضافۃ بیانیۃ قولہ یعیدکم کم القول ان تعودوا اشارۃ الی ان عظم الہول السابق یقتضی ان لا یعودوا الا ان یعادوا

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَىٰ كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا ۝ يَوْمَ نَدْعُو كُلَّ أُنَاسٍ

اور ہم نے آدم کی اولاد کو عزت دی اور ہم نے اُن کو خشکی اور دریا مین سوار کیا اور نفیس نفیس چیزین اُن کو عطا فرمائین اور ہم نے اُن کو اپنی بہت سی مخلوقات پر فوقیت دی جس روز ہم تمام آدمیون کو اُن

بِإِمَامِهِمْ ۖ فَمَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَأُولَٰئِكَ يَقْرَءُونَ كِتَابَهُمْ وَلَا يُظْلَمُونَ فَتِيلًا ۝ وَمَنْ كَانَ فِي هَٰذِهِ أَعْمَىٰ فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَىٰ وَأَضَلُّ سَبِيلًا ۝

نامۂ اعمال سمیت بلاوینگے پھر جسکا نامۂ اعمال اُسکے داہنے ہاتھ مین دیا جاویگا تو ایسے لوگ اپنا نامۂ اعمال پڑھین گے اور اُنکا ذرا نقصان نکیا جاویگا اور جو شخص دنیا مین اندھا رہیگا سو وہ آخرت مین بھی اندھا رہیگا اور زیادہ

رزق کی تلاش کرو (چنانچہ اکثر تجارت کے لیے بحری سفر ہوتا ہی) بیشک وہ تمہارے حال پر بہت مہربان ہی (کہ تمہارے نفع کے لیے ایسا ایسا سامان بنایا) اور جب تم کو دریا مین کوئی تکلیف پہونچتی ہی (جیسے موج اور ہوا کے طوفان سے غرق ہونیکا خوف) تو (اُسوقت) بجز خدا کے اور جنکی تم عبادت کرتے تھے سب غایب ہوجاتے ہین (دل سے بھی کہ اُنکا خیال نہین آتا اور فریادرسی سے بھی کہ وہ امداد نہین کرسکتے جس سے بدلالت حال و مقال خود تمہارے اعتراف سے بطلان شرک کا لازم آتا ہی) پھر جب تمکو خشکی کیطرف بچا لاتا ہی تم پھر (بدستور سابق) پھر جاتے ہو اور (واقعی) انسان ہی بڑا ناشکرا (کہ ایسی جلدی منعم کا انعام اور اپنا الحاح بھول جاتا ہی اور تم جو اعراض کرنے لگے تو کیا تم اسبات سے بیفکر ہو بیٹھے ہو کہ تمکو خشکی کی جانب مین لا کر زمین مین دھنسا دی (کہ مثل غرق فی البحر کے ہی) یا تم پر کوئی ایسی تند ہوا بھیجدی جو کنکر پتھر برسانے لگے (جیسا قوم عاد پر ہوا آئی تھی اور یہ عذاب اوپر سے ہی جیسا پہلا نیچے سے تھا) پھر تم کسی کو اپنا کارساز (خدا کے مقابلہ مین) نپاؤ یا تم اس سے بیفکر ہو گئے کہ خدا تعالی پھر تم کو دریا ہی مین دوبارہ لیجاوی پھر تم پر ہوا کا سخت طوفان بھیجدی پھر تمکو تمہارے کفر (سابق یا دائم) کے سبب غرق کردی (یعنی اگر خشکی مین غرق ہونا سمجھہ مین نہ آوی تو اسکا بھی تو احتمال ہی کہ ایسا کام نکلے کہ پھر سمندر کا سفر کرنا پڑی اور وہان غرق کردی) پھر اسبات پر (یعنی غرق کردینے پر) کوئی ہمارا پیچھا کرنیوالا (یعنی بدلا لینے والا) تمکو نملے **ربط** اوپر بعض انعامات کے پیرایہ مین توحید کا مذکور آگے دیگر بعض انعامات کے پیرایہ مین توحید کا مذکور ہی **ذکر بعض انعامات بغرض توحید** وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَىٰ كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا ۝ اور ہم نے آدم کی اولاد کو (بعض صفات خاصہ عطا فرماکے) عزت دی اور ہم نے اُن کو خشکی اور دریا مین (جانورون اور کشتیون پر) سوار کیا اور نفیس نفیس چیزین اُن کو عطا فرمائین اور (ان امور مین) ہم نے اُن کو اپنی بہت سے مخلوقات پر فوقیت دی (کیونکہ اور حیوانات اس سے خالی ہین پس اس نعمت کی قدر کرین اور توحید و طاعت بجا لاوین) **ف** انسان مین بعض صفات خاصہ ایسی ہین جو اور حیوانات مین نہین جیسے حسن صورت جسمین استقامت قامت بھی آگیا اور عقل اور ایجاد صنائع وغیرہا اور یہ نعم تمام نوع کو عام ہین پس بنی آدم سے مراد سب بنی آدم ہین اور چونکہ اوپر کرمنا مجمل تھا جس سے شبہہ ہو سکتا تھا کہ ان صفات مین یہ سب سے افضل ہی حالانکہ یہ امر خلاف واقع تھا کیونکہ یہ امور مدار فضیلت علی الملائکہ نہین ہو سکتے اور جو صفات مدار فضیلت علی الملائکہ ہین وہ کل بنی آدم مین متحقق نہین اسلیے فضلنا مین یہ ایہام رفع کردیا کہ مراد تکریم سے تفضیل علی بعض الخلائق ہی یعنی حیوانات اور حیوانات سے جو کم رتبہ ہین پس آیت ملائکہ اور بشر کے تفاضل مسئلہ فیہا بین المتکلمین سے ساکت ہی کسیکا استدلال آیت سے نہین ہو سکتا واللہ اعلم **ربط** اوپر آیات وقالوا ءاذا کنا عظاما الخ مین اثبات بعث کا مضمون تھا آگے اُس یوم بعث کے بعض واقعات کا ذکر ہی نیز اس کے ضمن مین مخالفت پر وعید بھی ہی **بعض واقعات قیامت** يَوْمَ نَدْعُو كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ ۖ فَمَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَأُولَٰئِكَ يَقْرَءُونَ كِتَابَهُمْ وَلَا يُظْلَمُونَ فَتِيلًا ۝ وَمَنْ كَانَ فِي هَٰذِهِ أَعْمَىٰ فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَىٰ وَأَضَلُّ سَبِيلًا ۝ (اُس دن کو یاد کرنا چاہیے) جس روز ہم تمام آدمیون کو اُن کے نامۂ اعمال سمیت (میدان محشر مین) بلاوین گے (اور وہ نامۂ اعمال اُڑا دیے جاوینگے اور پھر کسی کے داہنے اور کسیکے بائین ہاتھہ مین آجاوین گے) پھر جسکا نامۂ اعمال اُسکے داہنے ہاتھہ مین دیا جاویگا (اور یہ اہل ایمان ہونگے) تو ایسے لوگ اپنا نامۂ اعمال (خوش ہو کر) پڑھین گے اور اُنکا ذرا نقصان نکیا جاویگا (یعنی اُن کے ایمان و اعمال کا ثواب پورا پورا ملیگا کم نہوگا خواہ زیادہ ملجاوی اور عذاب سے بھی نجات ہوگی خواہ اولاً یا بعد چندے) اور جو شخص دنیا مین (راہ نجات دیکھنے سے) اندھا رہیگا سو وہ آخرت مین بھی (منزل نجات تک پہونچنے سے) اندھا رہیگا اور (بلکہ بہ نسبت دنیا کے وہان اور) زیادہ راہ گم کردہ ہوگا (کیونکہ دنیا مین تو ضلالت کا تدارک ممکن تھا اور وہان یہ بھی ممکن نہوگا ایسا شخص بائین ہاتھہ مین نامۂ عمل دیا جاویگا) **ف** قرآن مجید کی آیات متعددہ سے معلوم ہوتا ہی کہ بائین ہاتھہ مین نامۂ اعمال کفار کو دیا جاویگا چنانچہ اسکے بارہ مین یہ الفاظ آئے ہین انہ کان لا یؤمن باللہ العظیم اور انہ ظن ان لن یحور پس تقابل سے معلوم ہوا کہ داہنے ہاتھہ مین اہل ایمان کو دیا جاویگا خواہ

ملحقات الترجمة

۵۱ قوله تعالیٰ رزقناهم عطاؤ ولم يترجم الاطلاق اشارة الى عموم جميع المستلذات من المطعومات والمشروبات والملبوسات مما يحصل بصنعهم او بغير صنعهم كما في الروح ۱۲ **۵۲** قوله في امامهم نامۂ اعمال اخرجه ابن جرير عن ابن عباس كذا في الدر المنثور وانما سمي بالامام لان كل احد يكون تابعا لما فيه من موجبات الثواب او العقاب **۵۳** قوله في بامامهم سمیت غالبا بمعنے مع ۱۲

البلاغة قوله يقرؤن كتابهم لم يقل يقرؤنه اعتناءً واهتماماً قوله ومن كان كان مقتضى الظاهر ان يقال من اوتي كتبه بشماله لكن عدل الى تيار بالشمال غداً الى المسمى مستناً الاعمى لى حيث ذكر في احد الموضعين السبب المطلق على المسبب وفي الآخر المسبب الدال على السبب فافهم ۱۲

وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ عَنِ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهٗ ۖ وَاِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِيْلًا ۝ وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ

اور یہ لوگ آپکو اس چیز سے بچلانے ہی لگے تھے جو ہم نے آپ پر وحی کے ذریعہ سے بھیجی ہے تاکہ آپ اسکے سوا ہماری طرف غلط بات کی نسبت کردیں اور ایسی حالت میں آپکو گاڑھا دوست بنا لیتے اور اگر ہم نے آپکو ثابت قدم نہ بنایا ہوتا تو

تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْـًٔا قَلِيْلًا ۝ اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيْرًا ۝ وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ

آپ انکی طرف کچھ کچھ جھکنے کے قریب جا پہونچتے اگر ایسا ہوتا تو ہم آپ کو حالت حیات میں اور بعد موت کے دوہرا عذاب چکھاتے پھر آپ ہمارے مقابلہ میں کوئی مددگار بھی نہ پاتے اور یہ لوگ اس سرزمین سے آپکے قدم ہی

مِنَ الْاَرْضِ لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَاِذًا لَّا يَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيْلًا ۝

اکھاڑنے لگے تھے تاکہ آپکو اس سے نکالدیں اور اگر ایسا ہوجاتا تو آپکے بعد یہ بھی بہت کم ٹھہرنے پاتے جیسا ان صاحبوں کے بارے میں قاعدہ رہا ہے جنکو آپ سے پہلے رسول بنا کر بھیجا تھا اور آپ ہمارے قاعدہ میں تغیر نہ پاویگے

ع ۸

خواہ عاصی ہوں یا غیر عاصی پھر خوش ہو کر نامۂ اعمال جو پڑھیگا بلکہ اوروں کو بھی بلا کر پڑھوائیگا جیسا ارشاد ہے ہاؤم اقرؤا کتابیہ یہ خوشی ایمان کی ہوگی کہ مستلزم ہے نجات عن العذاب الابدی کو گو بعض اعمال پر سزا بھی ہوجاوے اور لایظلمون فتیلا میں جو اعمال کے ثواب کا ذکر ہے مراد مطلق اعمال صالحہ ہیں گو بعض سہی اور یہ قبول اعمال کفار کے لیے بالکل نہوگا کیونکہ شرط قبول یعنی ایمان مفقود ہے اور قرآن میں داہنے اور بائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال کے دیے جانے کی کیفیت مذکور نہیں لیکن بعض حدیثوں میں مجملاً آیا ہے وعند تطایر الکتب رواہ احمد عن عائشۃ مرفوعًا اور بعض روایات میں اور زیادہ مفصل ہے کہ سب نامۂ اعمال عرش کے نیچے جمع ہو رہے اسوقت ایک ہوا آویگی کہ اوڑا کر کسی کے داہنے ہاتھ میں کسی کے بائیں ہاتھ میں پہونچا دیگی اخرجہ العقیلی عن انس مرفوعًا دونوں حدیثیں روح المعانی میں ہیں واللہ اعلم ربط اوپر آیات واذا قرأت القرآن الخ اور نیز دیگر بعض آیات سابقہ میں کفار کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تکذیب کے ساتھ پیش آنا مذکور ہوا ہے آگے آپکے ساتھ ان کا عداوت سے پیش آنا مذکور ہے دین کے اعتبار سے بھی جسکا وان کادوا لیفتنونک میں ذکر ہے اور دنیا کے اعتبار سے بھی جسکا وان کادوا لیستفزونک میں ذکر ہے پس اس مضمون کا رسالت سے تعلق ہے اور دور تک بلکہ آخر سورت تک تقریبًا زیادہ تر رسالت ہی کے متعلق مضمون چلا گیا ہے جیسا ہر جگہ ربط کی تقریرات سے معلوم ہوگا

معاملۂ عداوت کفار با رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم در امور دینیہ و دنیویہ

وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ عَنِ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهٗ ۖ وَاِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِيْلًا ﴿۷۳﴾ وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْـًٔا قَلِيْلًا ﴿۷۴﴾ اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيْرًا ﴿۷۵﴾ وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَاِذًا لَّا يَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۷۶﴾ سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيْلًا ﴿۷۷﴾ **ف مقدمہ** ایک قصہ کی طرف آیات وان کادوا لیفتنونک الخ میں اشارہ ہے اور ایک قصہ کی طرف وان کادوا لیستفزونک الخ میں لیکن تعیین قصہ میں اقوال مختلف ہیں اور اسی بنا پر ان آیات کے مکی اور مدنی ہونے میں اختلاف ہے کیونکہ بعض قصے مکہ میں واقع ہوئے اور بعض مدینہ میں چنانچہ مکہ میں جو قصے واقع ہوئے ان میں ایک یہ ہے کہ قریش نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ اگر آپ ہماری طرف رسول ہو کر آئے ہیں تو ان غربا اور عوام کو اپنے پاس سے بالکل ہٹا دیجیے کہ ہم آپکے تابع اور اصحاب ہوجاویں اور دوسرا یہ ہے کہ اہل مکہ نے دار الندوہ میں مشورہ کیا تھا کہ آپکو مکہ سے جبرًا نکال دینا چاہیے جسکا ذکر سورۂ انفال کی ان آیات میں ہے واذ یمکر بک الذین کفروا الخ اور مدینہ میں جو قصے واقع ہوئے ایک انمیں یہ ہے کہ قبیلۂ ثقیف نے آپسے درخواست کی کہ ہم کو اسلام لانے کے لیے ایک سال کی مہلت دیجیے ذرا اس سال بتوں کے چڑھاوے کی آمدنی ہم وصول کرلیں پھر مسلمان ہوجاوینگے اور دوسرا یہ ہے کہ یہود نے آپ سے براہ شرارت عرض کیا کہ اگر آپ نبی ہیں تو جو مسکن اکثر انبیاء کا رہا ہے یعنی ملک شام آپ بھی وہاں جا کر رہیے چنانچہ آپکو کچھ خیال ہوگیا یہ سب روایات درمنثور اور لباب النقول میں ہیں پس پہلی آیتیں تو قصۂ اول یا سوم کے متعلق ہیں اور پچھلی آیتیں قصۂ دوم یا چہارم کے متعلق ہیں اب تفسیر لکھی جاتی ہے **تفسیر** اور یہ (کافر) لوگ (اپنی قوت کید کیوجہ سے) آپ کو اس چیز سے بچلانے (اور ہٹلانے) ہی لگے تھے جو ہم نے آپ پر وحی کے ذریعہ سے بھیجی ہے (یعنی اسکی کوشش میں لگے تھے کہ آپ ہمارے حکم کے خلاف کریں کہ مسلمانوں کو ہٹا دیں یا مسلمان ہونیکے لیے ایک سال کی مہلت دیدیں کہ دونوں امر خلاف شرع ہیں اور ان کی یہ کوشش اسلیے تھی) تاکہ آپ اس (حکم وحی) کے سوا ہماری طرف (عملًا) غلط بات کی نسبت کردیں (کیونکہ نبی کا فعل خلاف شرع ہوتا نہیں پس نعوذ باللہ اگر آپ انکی درخواست کے موافق عمل کرلیتے تو اوسکی نسبت حکم الٰہی ہونیکا دعویٰ لازم آتا اور یہ افترا ہوتا) اور ایسی حالت میں آپ کو گاڑھا دوست بنا لیتے اور (انکی یہ تدبیر اور شرارت ایسی تیز تھی کہ) اگر ہم نے آپ کو ثابت قدم نہ بنایا ہوتا (اور معصوم نکیا ہوتا جو کہ لازمۂ نبوت ہے) تو آپ انکی طرف کچھ کچھ جھکنے کے قریب جا پہونچتے (اور) اگر ایسا ہوتا تو کچھ

أَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ إِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ۖ إِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا ﴿٧٨﴾ وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰى

آفتاب ڈھلنے کے بعد سے رات کے اندھیرے ہونے تک نمازیں ادا کیا کیجیے اور صبح کی نماز بھی بیشک صبح کی نماز حاضر ہونیکا وقت ہے اور کسی قدر رات کے حصہ میں بھی سو اس میں تہجد پڑھا کیجیے جو کہ آپ کیلیے زائد چیز ہے

أَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا ﴿٧٩﴾ وَقُلْ رَّبِّ أَدْخِلْنِي مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّأَخْرِجْنِي مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّي مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيرًا ﴿٨٠﴾

امید ہے کہ آپکا رب آپکو مقام محمود میں جگہ دیگا اور آپ یوں دعا کیجیے کہ اے رب مجھکو خوبی کے ساتھ پہونچائیو اور مجھکو خوبی کے ساتھ لیجائیو اور مجھکو اپنے پاس سے ایسا غلبہ دیجیو جسکے ساتھ نصرت ہو۔

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ﴿٨١﴾ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ۙ وَلَا يَزِيدُ الظّٰلِمِينَ إِلَّا خَسَارًا ﴿٨٢﴾

اور کہدیجیے کہ حق آیا اور باطل گیا گذرا ہوا واقعی باطل چیز تو یونہی آتی جاتی رہتی ہے اور ہم قرآن میں ایسی چیزیں نازل کرتے ہیں کہ وہ ایمان والوں کے حق میں تو شفا و رحمت ہے اور ناانصافوں کو اس سے اور الٹا نقصان بڑھتا ہے

رجحان و میلان ہو جاتا) تو ہم آپ کو (لو جا سکے کہ مقربان رابش بود حیرانی) حالت حیات میں (دنیا میں) اور بعد موت کے (برزخ یا آخرت میں) دوہرا عذاب چکھاتے پھر آپ ہمارے مقابلہ میں کوئی مددگار بھی نہ پاتے (مگر چونکہ آپ کو معصوم اور ثابت قدم بنایا اسلیے کسیقدر قرب میلان بھی نہیں ہوا اور ضعف الحیوٰۃ وضعف الممات سے بھی بچ گئے) اور (نیز) یہ (کافر) لوگ اس سرزمین (مکہ یا مدینہ) سے آپ کے قدم ہی اکھاڑنے لگے تھے (خواہ جبراً یا خداعاً) تاکہ آپ کو اس سے نکال دیں اور اگر ایسا (واقع) ہو جاتا تو آپ کے (جانے کے) بعد یہ بھی بہت کم (یہاں) ٹھہرنے پاتے جیسا ان صاحبوں کے باب میں (ہمارا) قاعدہ رہا ہے جنکو آپ سے پہلے رسول بنا کر بھیجا تھا (کہ جب ان کی قوم نے ان کو وطن سے نکالا ان کو بھی رہنا نصیب نہوا) اور آپ ہمارے (اس) قاعدے میں تغیر (تبدل) نہ پاوینگے **لقد کدت ترکن الیہم الخ** میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تنزیہ میں نہایت ہی بلیغ ہے کہ اول تو رکون باعتبار مراتب ولیہ کے جیسا کہ شیئاً قلیلاً اس پر دال ہے ایک خفیف امر اور وسوسہ کا مرتبہ ہے جو مذموم نہیں پھر اسکا بھی قرب کہ اور بھی اخف ہے مگر آپ سے یہ بھی منفی تھا اور یہ ارشاد عتاب نہیں بلکہ اظہار محبوبیت ہے کہ آپ ایسے محبوب ہیں کہ ہم نے رکون قلیل کے قرب سے بھی آپ کو بچایا اور اذاً لاذقناک میں اذاً سے وہی مراد ہے جو وہاں منفی تھا اس لیے بندہ نے کچھ قرب رجحان سے تفسیر کی اور پچھلی آیتوں میں اگر مدینہ کا قصہ ہے تب تو چونکہ ایکا خروج نہیں ہوا اسلیے ان کے خروج و عدم خروج کے متعلق کوئی اشکال نہیں اور ستفل حکمت انکا اخراج کیا گیا اور اگر مکہ کا قصہ ہے تو وہاں سے چونکہ آپکا خروج ہوا ہے اسلیے اسکی دو طرح سے توجیہ کیگئی ہے بعض نے کہا ہے کہ اخراج پر یہ وعید تھی مگر انہوں نے اخراج نہیں کیا بلکہ آپ باذن الٰہی اختیار تشریف لے گئے اسلیے لایلبثون الخ کا مرتب ہونا ضرور نہیں اور بعض آیات میں جو یخرجون الرسول آیا ہے وہ اسناد مجازی الی السبب ہے اور بعض نے کہا ہے کہ اخراج عام ہے اور وہ بعد میں واقع ہوا اور عدم لبث اسطرح مرتب ہوا کہ بڑے بڑے رؤسا بدر میں مارے گئے جو بچ رہے کل سکان مکہ کے تھے اور چونکہ بہر حال میں خروج سے پہلے رائے کا تبدل ضرور ہوتا ہے اگر طبعاً نہیں تو عقلاً سہی اور اسیوجہ سے خارج ہونیوالا اخراج جبری میں بھی منقادت و مزاحمت کو چھوڑ دیتا ہے اسلیے یخرجوک سے پہلے یستفزون کو لائے واللہ اعلم **ربط** اوپر کفار کی مخالفت و عداوت کا ذکر تھا جو فی نفسہ موجب تعلق خاطر نبوی ہو سکتا تھا آگے اقم الصلوٰۃ الخ میں اشتغال بالعبادۃ اور قل رب ادخلنی الخ میں التجاء و تفویض الی اللہ کا حکم اور عسٰی ان یبعثک میں بشارات اخرویہ کا وعدہ صراحۃً اور جاء الحق میں بعض بشارات دنیویہ کا وعدہ اشارۃً ارشاد فرماتے ہیں تاکہ ان امور میں مشغول ہونے سے وہ تعلق خاطر جو موجب حزن ہوتا نہو یا نہ رہے پھر زیادت تسلیہ کے لیے ننزل من القرآن الخ میں استدلال علی النبوۃ کے ساتھ لا یزید الخ میں کفار کی بداستعدادی بیان فرمادی تاکہ انکے ایمان سے مایوسی موجب قلت قلق ہو جاوے پس اس مضمون کا بھی رسالت سے تعلق ہوا **اوامر و مواعید اخبار خاصہ مقللہ حزن نبوی** أَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ إِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ۖ إِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا ﴿٧٨﴾ وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰى أَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا ﴿٧٩﴾ وَقُلْ رَّبِّ أَدْخِلْنِي مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّأَخْرِجْنِي مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّي مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيرًا ﴿٨٠﴾ وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ﴿٨١﴾ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ۙ وَلَا يَزِيدُ الظّٰلِمِينَ إِلَّا خَسَارًا ﴿٨٢﴾ آفتاب ڈھلنے کے بعد سے رات کے اندھیرے ہونے تک نمازیں

ملحقات الترجمۃ

۱؎ قولہ فی سنۃ حیث اشارۃ الی نزع الخافض کذا فی الروح ۲؎ قولہ فے وستنا اس قاعدہ بقرینۃ المقام فلا یستدل بالآیۃ علی عدم وقوع الخوارق والاعجمت فمنہا انہ لا یجوزہا احد حتی تبینک فی الانجاز ۳؎ قولہ فی لدلوک یعنی لان اللام للتاقیت وہی بعضے بعد کما فی قولہ لطول الاجتماع لہ بقیت لیلۃ سماکذا فی الروح ۴؎ قولہ فی اقم الصلوٰۃ نمازیں للجنسیۃ ۱۲

اللغات قولہ دلوک فیہ معنے الانتقال ومنہ الدلاک المعروف لان فیہ نقل الید من موضع الی موضع قولہ غسق شدۃ الظلمۃ ومن ثم حمل علی وقت العشاء قولہ تہجد من الہجود بمعنے النوم والتفعل للسلب ومن ثم اشترط فیہ بعضہم النوم اولاً ثم التیقظ ثانیاً وعندی ان النوم الذی ہو شرط اعم من الحقیقی والحکمی والمراد الاصلی جعلہ فی آخر اللیل سواء کان قبلہ النوم او وقت النوم فتفکر ۱۲ محمود سمی بہ لانہ علیہ السلام یحمدہ فیہ جمیع الاولین والآخرین حیث یظہر ہناک کرامتہ علی اللہ تعالیٰ ۱۲ **النحو** قولہ قرآن الفجر ای صلوٰۃ الفجر معطوف علی الصلوٰۃ **البلاغۃ** قولہ عسٰی ان یبعثک افاد تہوین المشقۃ فی العبادۃ قولہ ادخلنی قدم لانہ اہم قولہ مدخل صدق الاضافۃ للمبالغۃ والمراد ادخالاً مرضیاً جیداً لا اکرہ فیہ ۱۲

وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَـُٔوْسًا ۝ قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ۭ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا ۝

اور آدمی کو جب ہم نعمت عطا کرتے ہین تو منہہ موڑلیتا ہو اور کروٹ پھیر لیتا ہی اور جب اسکو کوئی تکلیف پہونچتی ہی تو نا امید ہوجاتا ہی آپ فرما دیجیے کہ ہر شخص اپنے طریقہ پر کام کرتا ہی سو تمہارا رب خوب جانتا ہی جو وہ

ادا کیا کیجیے (اسمین ظہر عصر مغرب عشا چار نمازین آگئین جیسا کہ حدیث سے اس اجمال کی تفصیل ہوگئی)، اور صبح کی نماز بھی (ادا کیا کیجیے) بیشک صبح کی نماز (فرشتون کے) حاضر ہونے کا وقت ہی (جیسا حدیثون مین ہی کہ عصر اور فجر کیوقت ملائکہ کی جو کہ انسان پر حفاظت یا کتابت کے لیے مقرر ہین بدلی ہوتی ہی اور چونکہ صبح کا وقت نیند سے اُٹھنے کا تھا اسلیے اُسکا حکم بھی الگ کیا اور ایک خاص بزرگی بھی بیان کی) اور کسیقدر رات کے حصہ مین بھی (نماز ادا کیجیے) سو اُسمین تہجد پڑھا کیجیے جو کہ آپ کے لیے (پنجگانہ نمازون کے علاوہ) زائد چیز ہی (خواہ فرض زائد ہو یا نفل ہو کہ وہ زائد ہوتا ہی ہی دونون قول ہین آگے بشارت ہی کہ) امید (یعنی وعدہ) ہے کہ آپکا رب آپکو مقام محمود مین (کہ مقام شفاعۃ کبریٰ ہی) جگہ دیگا اور (یہ تو عبادت کا حکم اور بشارت اخرویہ کا وعدہ تھا آگے تفویض کا حکم ہی کہ) آپ یون دعا کیجیے کہ اے رب (مکہ سے جانے کے بعد) مجھکو (جہان لیجانا ہو) خوبی (یعنی راحت) کے ساتھہ پہونچائیو اور (جب مکہ سے لیجانا ہو تو) مجھکو خوبی (یعنی راحت) کے ساتھہ لے جائیو اور مجھکو اپنی پاس سے (ان کفار پر) ایسا غلبہ دیجو جسکے ساتھہ (آپ کی) نصرت (اور مدد) ہو (جس سے وہ غلبہ بڑھتا ہی جاوے ورنہ عارضی غلبہ تو کفار کو بھی ہوجاتا ہی مگر وہ منصور من اللہ نہین ہوتے اس لیے جلد زائل ہوجاتا ہی اسمین تفویض کا حکم ہوگیا) اور (آگے بشارت دنیویہ ہی کہ ان دعاؤن کے قبول ہونے کی خبر دینے کے طور پر یہ بھی) کہدیجیے کہ (بس اب دین) حق (غالب ہونے کو) آیا اور باطل (دین) گیا گذرا ہوا (اور) واقعی باطل چیز تو یون ہی آتی جاتی رہتی ہی (یعنی آپ ان مضامین پر نظر کیجیے اور مغموم نہوجیے چنانچہ ہجرت کے بعد مکہ فتح ہوا اور سب وعدے پورے ہوگئے) اور (زیادت تسلیہ کے لیے یون سمجھیے کہ) ہم قرآن مین ایسی چیزین نازل کرتے ہین کہ وہ ایمان والون کے حق مین تو (موجب) شفا اور رحمت ہی (کیونکہ وہ اُسکو مانتے ہین اور عمل کرتے ہین جس سے حقتعالیٰ کی رحمت اُنپر ہوتی ہی اور عقائد و اعمال فاسدہ سے شفا ہوتی ہی) اور ناانصافون کو اُس سے اور اُلٹا نقصان بڑہتا ہی (کہ وہ مانتے نہین زیادہ مغضوب و مستحق عذاب ہوتے ہین جبکہ اُنکی یہ حالت ہی پھر اُن سے امید قبول اور مخالفت پر حزن بیفائدہ ہی) **ف** تہجد پہلے سب پر فرض تھا پھر امت سے فرضیت منسوخ ہوگئی لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے باب مین دو قول ہین ایک یہ کہ آپ پر فرض رہا تھا اخرجہ ابن ابی حاتم عن الضحاک قال نسخ قیام اللیل الا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعن ابن عباس انہ قال فی ذلک یعنی خاصۃ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم امر بقیام اللیل وکتب علیہ اور دوسرا قول یہ کہ آپ پر بھی فرض نہ رہا تھا اخرجہ ابن جریر عن مجاہد یہ سب روایتین درمنثور مین ہین قول اول پر نافلہ کے معنے لغوی ہونگے یعنی فریضۃ زائدۃ لک اور تطبیق دونون مین اسطرح ہوسکتی ہی کہ اول نسخ صرف امت کیلیے ہوا ہو پھر آپکے لیے بھی ہوگیا ہو اور یہی صحیح ہی کہ آپ پر بھی فرض نہ تھا اور دوسرے قول پر وجہ تخصیص لک کی یہ ہوگی کہ فضیلت زائدہ یہ آپ ہی کے ساتھہ خاص ہی بخلاف اُمت کے کہ اُن کیلیے کبھی کفارہ سیئات بھی ہوتی ہی اور آپ خود معصوم ہین اور مقام محمود کی یہ تفسیر صحاح مین آئی ہی اور شفاعت کبریٰ وہ ہی کہ جسمین تمام خلائق کے حساب کتاب شروع ہونے کی شفاعت ہوگی اور بعض روایات مین جو مقام محمود کی تفسیر مین شفاعۃ لامتی آیا ہی مراد اس سے غیر اُمت کی نفی نہین ہی اور ادخلنی واخرجنی کی تفسیر ہجرت کے ساتھہ ترمذی مین آئی ہی اور قل جاء الحق مین فتح مکہ کیطرف اشارہ حدیث شیخین مین آیا ہی کہ آپ فتح مکہ مین یہ آیت پڑھکر بتون کو گراتے تھے اور باطل کو جو زہوق فرمایا مراد اس سے عام ہی اب یا پھر باقی نفسہ کو ظہور نہوا ہو پس باطل کا چندے رہجانا موجب شبہہ نرہا ربط اوپر کفار کی مخالفات اور قرآن سے اُن کے منتفع نہونیکا بیان تھا اور اُسکے ساتھہ مومنین کا اُس سے منتفع ہونا مذکور تھا آگے واذا انعمنا الخ مین کفار کی اس مخالفت اور عدم قبول کی علت کا کہ تکبر اور قسوت اور بیتعلقی حقتعالیٰ سے ہی بیان ہی اور قل کل الخ مین بعموم الفاظ کفار اور مومنین دونون کے اعمال و اقوال کے تفاوت کی علت اور جزا اجمالاً مذکور ہی **اعمال جاہلین خصوصاً و احوال عاملین عموماً** وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَـُٔوْسًا ۝ قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ۭ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا ۝ اور (بعض) آدمی (یعنی کافر ایسا ہوتا ہی کہ اُس) کو جب ہم نعمت عطا کرتے ہین تو (ہم سے اور ہمارے احکام سے) مُنہ موڑلیتا ہی اور کروٹ پھیر لیتا ہی اور جب اُسکو کوئی تکلیف پہنچتی ہی تو (بالکل رحمت سے) ناامید ہوجاتا ہی (اور یہ دونون امر دلیل ہین اللہ سے بیتعلقی کے اور یہی بیتعلقی اصل سبب ہے ہدایت کی طرف متوجہ نہونیکا (حقیقین غور نکرنیکا) اور اسی سے کفر وغیرہ پیدا ہوتا ہی) آپ فرما دیجیے کہ (مومنین اور کفار اور اشرار اور اخیار مین سے) ہر شخص اپنے

ملحقات الترجمۃ

۵۱ قولہ فی قرآن الفجر نماز تسمیۃ للکل بجزئہ الاشرف وسل النکتۃ فی ہذا التعبیر الاشارۃ الی ندب طول القراءۃ فی الفجر ۵۲ قولہ من اللیل ادا کیجیے اشارۃ الی تعلق من اللیل باقم المقدر المعطوف علی اقم قبلہ و قولہ فتہجد تفسیر لہ خاصۃ ومن تبعیضیۃ والباء فی بہ بمعنی فی ۱۲ ۵۳ قولہ فی یبعثک مقاماً مقام محمود مین جگہ دیگا اشارۃ الی امرین الاول ان یبعثک متضمن لمعنی یقیمک اذ لا یصح ان یعمل فی مثل ہذا الظرف الا فعل فیہ معنی الاستقرار کذا فی الروح فالمعنی یبعثک فیقیمک ولذا زہب الی الحصول والثانی ان نصب مقاماً علی الظرف ای فی مقام ۱۲

اللغات قولہ ونا بجانبہ لوی عطفہ عن طاعۃ الاستقامۃ ... قولہ علی شاکلتہ ای علی مذہبہ وطریقتہ التی تشاکل حالہ ... روی ذلک عن ابن عباس ... فسر مجاہد بالطبیعۃ ... اختلاف القراءۃ فی الروح قرأ ابن عامر و ناء بجانبہ ... ذلک

نہضر ای اسرع بصرف جانبہ وقیل معناہ تثاقل من التکبر ۱۲

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ۭ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ وَلَىِٕنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ

اور یہ لوگ آپ سے روح کو پوچھتے ہین آپ فرما دیجیے کہ روح میرے رب کے حکم سے بنی ہی اور تمکو بہت تھوڑا علم دیا گیا ہے اور اگر ہم چاہین تو جسقدر آپ پر وحی بھیجی ہی سب سلب کر لین

اِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا ۝ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۭ اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا ۝ قُلْ لَّىِٕنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ

پھر اسکے لیے آپکو ہمارے مقابلہ مین کوئی حمایتی بھی نہ ملے مگر آپ کے رب ہی کی رحمت ہی بیشک آپ پر اسکا بڑا فضل ہی آپ فرما دیجیے کہ اگر تمام انسان اور جنات سب اس بات کے لیے جمع

عَلٰٓي اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ۝

ہوجاوین کہ ایسا قرآن بنالاوین تب بھی ایسا نہ لاسکین گے اگرچہ ایک دوسرے کا مددگار بھی بنجاوے

طریقہ پر (جو کہ مقتضا اسکی عقل صحیح یا جہل قبیح کا ہی نیک یا بد) کام کر رہا ہی (اسمین اشارہ ہی علت کیطرف کہ عقل صحیح یا جہل قبیح اعمال خیر و شر کی علت[ع] ہی) سو تمہارا رب خوب جانتا ہی جو زیادہ ٹھیک رستہ پر ہو (اور اسیطرح جو ٹھیک رستہ پر نہو۔ ہر ایک کو اسکے موافق جزا دیگا یہ نہیں کہ بے دلیل شرعی جسکا دل چاہا ہو اپنے کو ٹھیک رستہ پر سمجھنے لگے) **ربط** اوپر سے آیات عدیدہ مین رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفار کا معاملہ کہ مباحث متعلقہ رسالت سے ہی چلا آرہا ہی آگے بھی رسالت امتحان کیلیے جو آپسے کفار نے سوال کیا تھا اسکا جواب ہی جیسا صحیحین مین ہی کہ یہود نے آپسے امتحانا روح کا سوال کیا اور نسائی اور ترمذی کی حدیث مین ہی کہ یہود سے مشورہ کرکے قریش نے یہ سوال کیا تھا اور اسی بنا پر اس آیت کے مکی و مدنی ہونے مین اختلاف ہوگیا کہ قریش تو مکہ مین تھے اور یہود کا سوال مدینہ مین تھا **جواب سوال** وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ۭ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ۝۸۵ اور یہ لوگ آپ سے (امتحانا) روح (کی حقیقت) کو پوچھتے ہین آپ (جواب مین) فرما دیجیے کہ روح (کے متعلق بس اتنا اجمالا جان لو کہ وہ ایک چیز ہی جو) میرے رب کے حکم سے بنی ہی اور (باقی اسکی مفصل حقیقت سو) تمکو بہت تھوڑا علم (بقدر تمہاری فہم کے اور وہ بھی صرف ضروریات کا) دیا گیا ہی (اور چونکہ اسکا علم ضروریات سے نہین ہی اور نہ تمہاری فہم مین آسکتا ہی اسلیے مخفی رکھا گیا) **ف** ظاہر یہ معلوم ہوتا ہی کہ اسی روح کے متعلق سوال تھا جس سے انسان زندہ ہی کیونکہ جب مطلق روح بولتے ہین یہی مفہوم ہوتی ہی اور جواب سے ظاہر معلوم ہوتا ہی کہ نصوص مین اسکی حقیقت ظاہر نکرنے کی وجہ بتلائی ہی اور ضروری عقیدہ اسکے حدوث کا ظاہر کردیا گیا ہی اب یہ امر کہ کسی دوسرے طریقہ سے اسکا انکشاف ہو سکتا ہی یا ہوا ہی آیت اس کے اثبات و نفی دونون سے ساکت ہی پس دونون امر محتمل ہین اور کوئی شق معارض نص کے نہین اور یہان جو علم کو قلیل فرمایا تو بہ نسبت علم الٰہی کے اور دوسری آیت مین جو علم کو خیر کثیر فرمایا تو بہ نسبت متاع دنیا کے پس دونو مین تصادم نہین **ربط** اوپر ونُنزل من القرآن الخ مین تنزیل قرآن عموما اور قل الروح الخ مین تنزیل جواب خصوصا دال ہین نبوت محمدیہ پر آگے ان علوم وحی کے ابقاء سے امتنان تسلیہ کے ساتھ تقریر نبوت پر بھی دلالت ارشاد فرمائی جاتی ہی پس یہ مضمون بھی متعلق رسالت کے ہی **امتنان بقاء وحی** وَلَىِٕنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا ۝۸۶ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۭ اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا ۝۸۷ اور اگر ہم چاہین تو جسقدر آپ پر ہم نے وحی بھیجی ہی سب سلب کر لین (یعنی نہ خارج مین نہ ذہن مین کہین نہ رہے) پھر اس (وحی) کے (واپس لانے کے) لیے آپکو ہمارے مقابلہ مین کوئی حمایتی بھی نہ ملے مگر (یہ) آپ کے رب ہی کی رحمت ہی (کہ ایسا نہین کیا) بیشک آپ پر اسکا بڑا فضل ہی (مطلب یہ کہ آپ نبوت کے متعلق اللہ تعالیٰ کی ان نعمتون کو یاد کرکے خوش رہیے اور کسی کی مخالفت کا غم نہ کیجیے) **ربط** اوپر خاص مضامین سے رسالت کی تقریر تھی اگلے مضمون اعجاز قرآن مین بھی اسکی تقریر ہی **اعجاز قرآن** قُلْ لَّىِٕنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓي اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ۝۸۸ آپ فرما دیجیے کہ اگر تمام انسان اور جنات سب اس بات کے لیے جمع ہوجاوین کہ ایسا قرآن بنالاوین تب بھی ایسا نہ لاسکین گے اگرچہ ایک دوسرے کا مددگار بھی بنجاوے (اور یہ اجتماع آرا ہی تو بدون مدد کے تو بدرجہ اولیٰ عاجز رہین گے گو اجتماع ظاہری کو تصمیم عزم مین پھر بھی دخل ہوگا پس اگر بالکل اجتماع نہو تو اولیٰ سے بھی اولے درجہ مین عجز ہوگا **ف** شاید جن کا ذکر اس لیے کیا ہو کہ وہ جنات کی عبادت کرتے تھے مطلب یہ ہوگا کہ اگر تمہارے خدا بھی آجاوین تب بھی نہ بنا سکو اور یا یون کہا جاوے کہ چونکہ جن بھی مکلف ہین اسلیے انکا ذکر کیا گیا **ربط** آگے آپکی تقریر رسالت کیلیے

ملحقات الترجمة

[۱] قوله فی به ای بمجیٔ کے واپس اشارة الی عود الضمیر الی الذی اوحینا وتقدیر المضاف ای لا تجد لک باسترداد الذی اوحینا الخ

[۲] قوله فی الا رحمة ملیا نہین کیا اشارة الی ان الا بمعنی لکن والتقدیر لکن رحمة من ربک ترکته غیر مذهوب فلم تحتج الی من یتوکل للاسترداد مایوس عنه بالعقدان المدلل علیه بلا تجد والسنا المعنوی بین الکلامین کان کذا الردح ۲

النحو قوله من امر ربی متعلق بکائن ای حادث من امر ربی ای بامر ربی تمن للسببیة کما فی الکبیر بتخلیق الله تعالی قوله لا یاتون جواب القسم ساد مسد الجزاء ولیس هو الجزاء بدلیل اثبات النون **البلاغة** قوله لا یاتون بمثله فی الروح اوثر الاظهار علی ایراد الضمیر الراجع الی المثل المذکور احترازا عن ان یتوهم ان له مثلا معینا **الروايات** فی اللباب اخرجه ابن المنذر عن بعض ابنیه قال له صلی الله علیه وسلم انزل علینا

[ع] کنا بالعزیمة والا جعلناک مثل ما تاتی به فنزلت ۱۲

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِي هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ○ وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ

اور ہم نے لوگوں کے لیے اس قرآن میں ہر قسم کا عمدہ مضمون طرح طرح سے بیان کیا ہے پھر بھی اکثر لوگ بے انکار کیے ہوئے نہ رہے اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم آپ پر ہرگز ایمان نہ لاویں گے جب تک آپ ہمارے لیے زمین

الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ○ اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ○ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ

کوئی چشمہ نہ جاری کر دیں یا خاص آپ کے لیے کھجور اور انگور کا کوئی باغ نہ ہو پھر اس باغ کے بیچ بیچ میں جگہ جگہ بہت سی نہریں آپ جاری کر دیں۔ یا جیسا آپ کہا کرتے ہیں آپ آسمان کے ٹکڑے

عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا ○ اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ ؕ وَلَنْ نُّؤْمِنَ

ہم پر نہ گرا دیں یا آپ اللہ کو اور فرشتوں کو سامنے نہ لا کھڑا کریں یا آپ کے پاس کوئی سونے کا بنا ہوا گھر نہ ہو یا آپ آسمان پر نہ چڑھ جاویں اور ہم تو آپ کے چڑھنے کا

لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ؕ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ○

بھی کبھی باور نہ کریں جبتک کہ آپ ہمارے پاس ایک نوشتہ نہ لاویں جسکو ہم پڑھ بھی لیں آپ فرما دیجیے کہ سبحان اللہ میں بجز اسکے کہ آدمی ہوں پیغمبر ہوں اور کیا ہوں

قرآن کا کافی شافی ہونا اور کفار کا عناد کہ باوجود اسکے اسکو نہیں مانتے مذکور ہے اور اسی کے قریب اوپر کے مضامین ہیں **ضلالت کفار باوجود ہدایت نامہ قرآن** وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا اور ہم نے لوگوں کے (سمجھانے کے) لیے اس قرآن میں ہر قسم کا عمدہ مضمون طرح طرح سے بیان کیا ہے پھر بھی اکثر لوگ بے انکار کیے ہوئے نہ رہے **ربط** آگے بھی تقریر رسالت کے لیے مشرکین کے ایک شبہہ متعلقہ نبوت کا جواب ہے کہ انہوں نے محض براہ عناد کچھ بے سروپا فرمائشیں کی تھیں اس شبہہ کو آیت میں دفع کیا گیا ہے اخرجہ ابن جریر عن ابن عباس کذا فی اللباب اور اوپر بھی تقریر رسالت کا مضمون تھا **جواب اقتراح معاندین** وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ۙ اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ۙ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا ۙ اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ ؕ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ؕ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا اور یہ لوگ (باوجود اسکے کہ اعجاز قرآن سے آپکی نبوت ثابت ہو چکی ایمان نہیں لاتے بلکہ یوں) کہتے ہیں کہ ہم آپ پر ہرگز ایمان نہ لاویں گے جبتک آپ ہمارے لیے (مکہ کی) زمین سے کوئی چشمہ نہ جاری کر دیں یا خاص آپ کے لیے کھجور اور انگوروں کا کوئی باغ نہ ہو پھر اس باغ کے بیچ بیچ میں جگہ جگہ بہت سی نہریں آپ جاری کر دیں یا جیسا آپ کہا کرتے ہیں آپ آسمان کے ٹکڑے ہم پر نہ گرا دیں (جیسا اس آیت میں ہے ان نشا نخسف بہم الارض او نسقط علیہم کسفا من السماء) یا آپ اللہ کو اور فرشتوں کو (ہمارے) سامنے نہ لا کھڑا کر دیں (کہ ہم کھلم کھلا دیکھ لیں) یا آپ کے پاس کوئی سونے کا بنا ہوا گھر نہ ہو یا آپ آسمان پر (ہمارے سامنے) نہ چڑھ جاویں اور ہم تو آپ کے (آسمان پر) چڑھنے کا بھی کبھی باور نہ کریں جبتک کہ (وہاں سے) آپ ہمارے پاس ایک نوشتہ نہ لاویں جسکو ہم پڑھ بھی لیں (اور اس میں آپکے آسمان پر پہنچنے کی تصدیق بطور رسید لکھی ہوئی ہو) آپ (ان سب خرافات کے جواب میں) فرما دیجیے کہ سبحان اللہ میں بجز اس کے کہ آدمی ہوں (مگر) پیغمبر ہوں اور کیا ہوں (کہ ان فرمایشوں کا پورا کرنا میری قدرت میں ہو پس بشریت کہ بالذات عجز کو مقتضی ہے متحقق ہے اور بالعرض قدرت کو کوئی امر مقتضی نہیں اور رسالت گو میری صفت ہے مگر وہ اسکو مقتضی نہیں اور اگر اسکو مقتضی کہا جاوے تو محض غلط ہے کیونکہ اسکا مقتضا صرف اسقدر ہے کہ کوئی دلیل صحیح سالم عن المعارض اسپر قائم ہو سو اسکو بارہا تم لوگوں کے سامنے پیش کر چکا ہوں اور اب تک اسپر کوئی قدح نہیں کیا گیا اس لیے بالعرض قدرت کو بھی کوئی امر مقتضی نہ رہا پس ان آیات کو بشر یا رسول سے تو کوئی تعلق نہ رہا اب رہگیا یہ امر کہ حق تعالیٰ باوجود عدم ضرورت کے ظاہر کر دیں سو اس کی حکمت کو وہ جانیں کسی کو اس فرمایش کا حق نہیں چنانچہ بعض حکمتیں معلوم بھی ہو گئی ہیں کہ فرمایش کے پورا ہونے پر ایمان نہ لاتے تو استیصال ہی ہو جاتا جیسا کئی بار گذر چکا ہے) **ربط** اوپر بعض شبہات متعلقہ رسالت کا جواب تھا آگے بھی بعض شبہات متعلقہ رسالت کا جواب ہے وہ شبہہ یہ تھا کہ رسول بشر نہ ہونا چاہیے فرشتہ ہونا چاہیے جواب کا حاصل یہ ہے کہ رسول اور مرسل الیہم میں مناسبت ضروری ہے اگر مرسل الیہم فرشتے ہوتے تو رسول بھی فرشتہ ہوتا جبکہ مرسل الیہم بشر

ملحقات الترجمہ
لے قولہ فی کل مثل عمدہ مضمون کما فی الروح من کل معنے بدیع ہو فی الحسن والغرابۃ واستجلاب النفوس کالمثل آہ وانما زدت کلمۃ قسم لان القرآن لایحیط بکل فرد من المعانی بل ہو محیط بکل نوع من المعانی المتعلقۃ
ﷲ قولہ فی الارض مکہ کی تیسیل اسباب النزول ﷵ قولہ فی خسے تفجر لہا جاری کر دین فی الروح ہو باب نصر للتعدی قرأ بعضہم تفجر من تفعیل و ذہبہ
ﷴ قولہ فی تفجیرا جگہ جگہ مرادہم من المفعول المطلق للتکثیر

اللغات ینبوع من نبع الماء کیعبوب غالبا زائدۃ للمبالغۃ

النحو قولہ کسفا حال

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ أَنْ يُؤْمِنُوا إِذْ جَاءَهُمُ الْهُدَىٰ إِلَّا أَنْ قَالُوا أَبَعَثَ اللَّهُ بَشَرًا رَسُولًا ۝ قُلْ لَوْ كَانَ فِي الْأَرْضِ مَلَائِكَةٌ

اور جسوقت ان لوگون کے پاس ہدایت پہونچ چکی اُسوقت ان کو ایمان لانیسے بجز اسکے اور کوئی بات مانع نہین ہوئی کہ انہون نے کہا کیا اللہ تعالیٰ نے بشر کو رسول بناکر بھیجا ہے آپ فرمادیجیے کہ اگر زمین پر فرشتے ہوتے

يَمْشُونَ مُطْمَئِنِّينَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِنَ السَّمَاءِ مَلَكًا رَسُولًا ۝ قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ إِنَّهُ كَانَ بِعِبَادِهِ

کہ اوسمین چلتے بستے تو البتہ ہم اُنپر آسمان سے فرشتہ کو رسول بناکر بھیجتے آپ کہدیجیے کہ اللہ تعالیٰ میرے اور تمہارے درمیان کافی گواہ ہے۔ وہ اپنے بندون کو

خَبِيرًا بَصِيرًا ۝ وَمَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِهِ وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ

خوب جانتا خوب دیکھتا ہے اور اللہ جسکو راہ پر لادے وہی راہ پر آتا ہے اور جسکو وہ بے راہ کردے تو خدا کے سوا آپ کسی کو بھی ایسونکا مددگار نپاوینگے اور ہم قیامت کے روز ان کو

عُمْيًا وَبُكْمًا وَصُمًّا مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنَاهُمْ سَعِيرًا ۝ ذَٰلِكَ جَزَاؤُهُمْ بِأَنَّهُمْ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا وَقَالُوا أَإِذَا كُنَّا

اندھا گونگا بہرا کرکے منہ کے بل چلاوینگے اونکا ٹھکانا دوزخ ہے وہ جب ذرا دھیمی ہونے لگیگی تبھی ہم انکے لیے اور زیادہ بھڑکا دینگے یہ ہے انکی سزا اس سبب سے کہ انہون نے ہماری آیتونکا انکار کیا تھا اور یون کہا تھا

عِظَامًا وَرُفَاتًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا ۝ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ قَادِرٌ عَلَىٰ

کیا جب ہم ہڈیان اور بالکل ریزہ ریزہ ہوجاوینگے تو کیا ہم ازسرنو پیدا کرکے اُٹھائے جاوینگے - کیا ان لوگون کو اتنا معلوم نہین کہ جس اللہ نے آسمان اور زمین پیدا کیے وہ اس بات پر قادر ہے کہ وہ ان

أَنْ يَخْلُقَ مِثْلَهُمْ وَجَعَلَ لَهُمْ أَجَلًا لَا رَيْبَ فِيهِ فَأَبَى الظَّالِمُونَ إِلَّا كُفُورًا ۝

جیسے آدمی دوبارہ پیدا کردے اور انکے لیے ایک میعاد معین کر رکھی ہے کہ اسمین ذرا بھی شک نہین اسپر بھی بے انصاف لوگ بے انکار کیے نرہے -

---

جواب بعض شبہات متعلقہ رسالت وَمَا مَنَعَ النَّاسَ أَنْ يُؤْمِنُوا إِذْ جَاءَهُمُ الْهُدَىٰ إِلَّا أَنْ قَالُوا أَبَعَثَ اللَّهُ بَشَرًا رَسُولًا ۝ قُلْ لَوْ كَانَ فِي الْأَرْضِ مَلَائِكَةٌ يَمْشُونَ مُطْمَئِنِّينَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِنَ السَّمَاءِ مَلَكًا رَسُولًا ۝ اور جسوقت ان لوگون کے پاس ہدایت (یعنی دلیل صحیح رسالت کی مثل اعجاز قرآن کے) پہونچ چکی (جسکا مقتضا یہ تھا کہ ایمان لے آتے) اُسوقت انکو ایمان لانے سے بجز اسکے اور کوئی (قابل التفات) بات مانع نہین ہوئی کہ انہون نے (بشریت اور رسالت مین تنافی سمجھی جسکے سبب یہ) کہا کیا اللہ تعالیٰ نے بشر کو رسول بناکر بھیجا ہے (یعنی ایسا نہین ہوسکتا) آپ (جواب مین ہماری طرف سے) فرمادیجیے کہ اگر زمین پر فرشتے (رہتے) ہوتے کہ اسمین (مثل دیگر سکان ارض کے) چلتے بستے (اور مقتضائے حکمت تبدیل خاصیت ملکیت آسمانی نہ ہوجاتی) تو البتہ ہم اُنپر آسمان سے فرشتہ کو رسول بناکر بھیجتے ف اگر وسوسہ ہو کہ جب مناسبت کیفرورت سی مجانست کی رعایت ہوئی تو پھر رسول کے پاس کہ بشر ہوتا ہے فرشتہ کیسے آتا ہے اور کیونکر فیض ہوتا ہے جواب یہ ہے کہ رسول مین چونکہ شان ملکیت کی بھی ہوتی ہے اسلیے اوسکو فرشتہ اور بشر دونو سے مناسبت ہوتی ہے کہ فرشتہ سے وحی لیکر بشر کو پہونچا دی بخلاف عوام بشر کے کہ انمین شان ملکیت کی نہین ہوتی اسلیے مجانست شرط مناسبت ہے اور اگر یہ وسوسہ ہو کہ اگر فرشتہ آدمی کی شکل مین بن کر آجاتا تو عوام کو بھی مناسبت ہوجاتی اُسکے دو جواب ہین ایک تو وہ جو کہ سورۂ انعام کے رکوع اول کے آخر مین آیت ولو جعلناہ ملکا لجعلناہ رجلا مین لکھا جاچکا ہے دوسرا یہ کہ شکل بدلنے سے فرشتہ کی خاصیت نہین بدلتی پھر بھی مناسبت نہوتی اور اگر یہ وسوسہ ہو کہ پھر آپ کی بعثت جنات کیطرف کس طرح ہوئی جواب یہ ہے کہ آپ مین وصف جامعیت ہے اس لیے انکو بھی آپ سے فیض ممکن ہے اور یمشون مطمئنین کی قید اسلیے لگائی کہ اگر انکو عروج کی اجازت ہوتی تو ارسال رسول کی ضرورت نہوتی ربط اور قل لئن اجتمعت مین رسالت کی دلیل قطعی کا اور بعد کی آیتو مین اُسکے متعلق شبہات کے جوابونکا بیان تھا چونکہ معاندین پر کچھ بھی نہین ملے اسلیے آگے آخری خطاب اور اُسکے ساتھ قیامت کے روز وعید عذاب اور اسکے ضمن مین قیامت کے متعلق شبہ کا جواب ارشاد ہے **جواب اخیر و وعید سعیر و اثبات یوم عسیر** قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ إِنَّهُ كَانَ بِعِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا ۝ وَمَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِهِ وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ عُمْيًا وَبُكْمًا وَصُمًّا مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنَاهُمْ سَعِيرًا ۝ ذَٰلِكَ جَزَاؤُهُمْ بِأَنَّهُمْ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا وَقَالُوا أَإِذَا كُنَّا عِظَامًا وَرُفَاتًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا ۝ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ قَادِرٌ عَلَىٰ أَنْ يَخْلُقَ مِثْلَهُمْ وَجَعَلَ لَهُمْ أَجَلًا لَا رَيْبَ فِيهِ فَأَبَى الظَّالِمُونَ إِلَّا كُفُورًا ۝ (جب یہ لوگ باوجود قیام ادلہ و دفع شبہات کے بھی نہین مانتے تو آپ (اخیر بات) کہدیجیے کہ اللہ تعالیٰ

ملحقات الترجمة

ل قوله فی ما منع الناس قابل التفات اشارة الی جواب سوال ہو انہ ما معنی الحصر مع انہ کان لہم شبہات شتی والجواب ان الحصر باعتبار معظم الموانع ولا منافاة مع تعدد الغیر فلا یرد انہ کیف یصح ہذا الحصر مع الحصر الآخر فی قولہ تعالیٰ وما منع الناس ان یؤمنوا اذ جاءہم الہدی ویستغفروا ربہم الا ان تاتیہم سنة الاولین الخ ۵۲ قوله فی الآن قال الشبرية اور رسالت الخ اشارة الی ان المانع ہو الاعتقاد بتنبیہ ہذا القول لا ہذا القول کما ہو ظاہر ۵۳ قوله فی قل لو کان ما ای طرفہ لقرینة لنزلنا فان بعض الاجوبة حكاية عن سبحانه وبعضها امر كما فی الآية التی بعدها ...

قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآئِنَ رَحْمَةِ رَبِّيْٓ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا ۝

آپ فرما دیجیے کہ اگر تم لوگ میرے رب کی رحمت کے خزانون کے مختار ہوتے تو اس صورت مین تم خرچ کرنے کے اندیشہ سے ضرور ہاتھ روک لیتے اور آدمی ہے بڑا تنگدل

میرے اور تمہارے درمیان (کے اختلاف مین) کافی گواہ ہے (یعنی خدا جانتا ہے کہ مین واقع مین رسول ہون تم نہین مانتے مت مانو ایک روز بھگتو گے کیونکہ) وہ اپنے بندون (کے احوال) کو خوب جانتا خوب دیکھتا ہے (تمہارے عناد کو بھی دیکھتا جانتا ہے تم کو اسکی سزا دیگا) اور (واقعی بات یہ ہے کہ) اللہ جسکو راہ پر لاوے وہی راہ پر آتا ہے اور جسکو وہ بے راہ کردے تو خدا کے سوا (جتنے ہین جنکی مدد کا ان کو بھروسہ ہے انمین سے) آپ کسی کو بھی ایسون کا مددگار نپاوین گے (اور خدا کی مدد سے بوجہ کفر کے محروم ہین یعنی جبتک خدا کی طرف سے دستگیری نہو نہ ہدایت ہو سکتی ہے نہ عذاب سے بچ سکتا ہے چنانچہ یہ لوگ باوجود اجتماع اسباب ہدایت کے بوجہ مخذول ہونے کے ہدایت تک نہ پہونچ سکے) اور ہم قیامت کے روز ان کو اندھا گونگا بہرا کر کے منہ کے بل چلاوین گے (پھر) اُن کا ٹھکانا دوزخ ہے (اور وہان کے شدت عذاب کی یہ کیفیت ہوگی کہ) وہ (یعنی اسکی آگ) جب ذرا دھیمی ہونے لگے گی تب ہی ہم اُن کیلیے اور زیادہ بھڑکا دین گے یہ ہے انکی سزا اس سبب سے کہ انھون نے ہماری آیتون کا انکار کیا تھا اور یون کہا تھا کہ کیا جب ہم ہڈیان اور (ہڈیان بھی کیسی کہ) بالکل ریزہ ریزہ ہو جاوین گے تو کیا ہم از سر نو پیدا کر کے (قبرون سے) اٹھائے جاوین گے کیا ان لوگون کو اتنا معلوم نہین کہ جس اللہ نے آسمان اور زمین پیدا کیے وہ اس بات پر بدرجہ اولیٰ قادر ہے کہ وہ ان جیسے آدمی دوبارہ پیدا کر دے اور (منکرین کو شاید یہ وسوسہ ہو کہ ہزارون مر گئے مگر اب تک یہ وعدہ بعث عام کا پورا ہوا نہین تو اسکی وجہ یہ ہے کہ) ان کے (دوبارہ پیدا کرنے کے) لیے ایک میعاد معین کر رکھی ہے کہ اُس (میعاد کے آنے کے وقت دوبارہ پیدا کرنے) مین ذرا بھی شک نہین اسپر بھی بے انصاف لوگ بدون انکار کیے نرہے ف حدیث شیخین مین تصریح ہے کہ کفار منہ کے بل چلین گے پس علیٰ وجوہہم مین تو معنے مجازی یقیناً نہین اور اسی کے قرینہ سے ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ عمیاً وبکماً وصماً مین بھی مجاز نہین جیسا دوسری آیت مین ہے لم حشرتنی اعمیٰ وقد کنت بصیرا الخ پھر دوسری آیتون سے جو انکا سمیع بصیر ہونا یا انکا سر اونچا ہونا معلوم ہوتا ہے جیسے اسمع بہم وابصر ومقنعی رؤسہم اسمین متعدد جواب ہو سکتے ہین لیکن اسہل اور اقرب یہ ہے کہ عین حشر کے وقت ذلت کیلیے یہ حالت ہوگی بعد مین سمع وبصر و اقناع رؤس ودیگر مطلحون سے مثل شدت خوف وحیرت وغیرہ کے واقع ہوگا اور خلقہم کی جگہہ تخلیق مثلہم اسلیے فرمایا کہ یہ خلق جدید ان کو اور تمام آدمیون کو جو کہ ان مذکورین کے امثال ہین بلکہ کل مخلوقات کو عام ہوگی یا مثلہم سے یہ مراد ہو من کان علیٰ صفتہم من الصغر والحقارۃ بالنسبۃ الی السموات والارض اور اس کے عموم مین یہ بھی داخل ہون ربط اوپر کفار کا آپکی نبوت پر انکار کرنا اور آپسے عداوت رکھنا مذکور ہوا ہے آگے بطور تفریع کے فرماتے ہین کہ اگر نبوت تمہاری اختیار مین ہوتی تم تو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی ندیتے مگر وہ تو فضل خاص خدا کے ہاتھ مین ہے اسلیے تمہاری کراہت وعداوت مانع نہین ہو سکتی نیز اس سے انکے اس قول کا جواب بھی نکل آیا جو کہا کرتے تھے لولا نزل ہذا القرآن علی رجل من القریتین عظیم جسکا جواب اُس جگہہ ان لفظون مین دیا ہے اہم یقسمون رحمۃ ربک پس دونون آیتون کا مضمون قریب قریب ہو گیا چنانچہ یہان بھی لفظ رحمت مذکور ہے جسکی تفسیر نبوت ہے **موکول بودن عطائے نبوت بعیاد** قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآئِنَ رَحْمَةِ رَبِّيْٓ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا ۝ آپ فرما دیجیے کہ اگر تم لوگ میرے رب کی رحمت (یعنی نبوۃ) کے خزانون (یعنی کمالات) کے مختار ہوتے (کہ جسکو چاہتے دیتے جسکو نہ چاہتے نہ دیتے جیسا تمہاری بیجا تحکمات سے مترشح ہوتا ہے مثلاً یہ کہنا لولا نزل الخ اور مثلاً اقتراح آیات اور مثلاً دعویٰ منافات بشریۃ ونبوۃ) تو اس صورت مین تم (اسکے) خرچ کرنے کے اندیشہ سے ضرور ہاتھ روک لیتے (یعنی کبھی بھی کسیکو ندیتے باوجودیکہ وہ چیز ایسی ہوتی کہ دینے سے بھی نگھٹتی مگر تم وہ اُس کے دینے ہی کو مثل خرچ کرنے کے سمجھکر کسی کو بھی ندیتے جیسے بعض لوگ علم کی بات غایت بخل سے نہین بتلایا کرتے) اور آدمی ہے بڑا تنگدل (کہ ایسی نہ گھٹنے والی چیز کے عطا کرنے سے بھی دریغ کرتا ہے جسکی وجہ بخل وعداوت نبویہ کے ساتھ یہ بھی شاید ہوتی کہ اگر کسیکو نبی بنالیا تو پھر پابندی احکام کرنا پڑیگی جیسے اتفاق کر کے کسی کو بادشاہ قرار دے لینے پر یہی امر مترتب ہوتا ہے) ف یہ تفسیر مواہب الٰہیہ سے ہے اور مقام کے ساتھ نہایت چسپان ہے اسی نبوت کو رحمت کے ساتھ تعبیر کرنا ایسا ہوگا جیسا بالاجماع آیت اہم یقسمون رحمۃ ربک مین تعبیر کیا گیا ہے اور اعطاء نبوت کو انفاق کہنا ایسا ہوگا جیسا بعض مفسرین نے عبارۃ ومما رزقنہم ینفقون مین انفاق کی تفسیر افاضۃ الوارثۃ کی ہے ربط اوپر رسالت محمدیہ اور دلیل رسالت یعنی اعجاز قرآن کا اثبات اور عناد کفار کا بیان تھا آگے بطور تنظیر کے رسالت موسویہ اور معجزات موسویہ کا ذکر اور عناد وعدول بیان ہے

تنقات الترجمۃ

لے قولہ فی تخشر ہے بیلا کیونکہ ہو تر تیبہ بالی یسل لان اصل الجمع الما کان ہذا الجمع بعد الاشتمام صح تفسیرہ بہ

ہے قولہ فی آخر لہ تبر وا معلوم اشاعۃ الی ان الرویۃ علمیۃ

ہے قولہ فی ان یخلق دوبارہ لان الکلام فی الخلق الجدید

ہے قولہ قبل حجل بعث عام قید بہ لان بعض الموتیٰ قد احیاہم اللہ تعالیٰ معجزۃ للانبیاء

ہے قولہ فی خشیۃ الانفاق حیث الخ ہذا من المواہب فیہ من المبالغۃ ما لا یخفی حیث جعل الانفاق مخوفا وسببہ ہم قدر المنفات ای خشیۃ عاقبۃ الانفاق وہو السفاد والمعنیٰ ظاہر

لے قولہ فی ف مواہب الخ [illegible]

[illegible]

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ فَسْـَٔلْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِذْ جَآءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّيْ لَاَظُنُّكَ يٰمُوْسٰى مَسْحُوْرًا۝

اور ہم نے موسیٰ کو کھلے ہوئے نو معجزے دیے جبکہ وہ بنی اسرائیل کے پاس آئے تھے سو آپ بنی اسرائیل سے پوچھ دیکھیے تو فرعون نے اُن سے کہا کہ اے موسیٰ میرے خیال میں تو ضرور تم پر کسی نے جادو کر دیا ہے

قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَصَآئِرَ ۚ وَاِنِّيْ لَاَظُنُّكَ يٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا۝ فَاَرَادَ اَنْ يَّسْتَفِزَّهُمْ

موسیٰ نے فرمایا تو خوب جانتا ہے کہ یہ عجائبات خاص آسمان اور زمین جو کہ بصیرت کے لیے ذرائع ہیں اور میرے خیال میں ضرور تیری کمبختی کے دن آگئے ہیں پھر اُس نے چاہا کہ بنی اسرائیل کا

مِّنَ الْاَرْضِ فَاَغْرَقْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ جَمِيْعًا۝ وَّقُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ لِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اسْكُنُوا الْاَرْضَ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ

اس سرزمین سے قدم اکھاڑ دے سو ہم نے اُسکو اور جو اُسکے ساتھ تھے سبکو غرق کر دیا اور اُسکے بعد ہم نے بنی اسرائیل کو کہدیا کہ تم اِس سرزمین میں رہو سہو پھر جب آخرت کا وعدہ آجاویگا تو ہم سب کو جمع کر کے

لَفِيْفًا۝ وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ۭ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا۝ وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَي النَّاسِ عَلٰي مُكْثٍ

حاضر لا کر دینگے — اور ہم نے اس قرآن کو راستی ہی کے ساتھ تو نازل کیا اور وہ راستی ہی کے ساتھ نازل ہو گیا اور ہم نے آپکو صرف خوشی سنانیوالا اور ڈرانیوالا بنا کر بھیجا ہے اور قرآن میں ہم نے جا بجا فصل رکھا تاکہ آپ اُسکو لوگوں کے سامنے

وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا۝ قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖٓ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا۝

ٹھہر ٹھہر کر پڑھیں اور ہم نے اسکو اتارا بھی تدریجاً اتارا آپ کہدیجیے کہ تم اس قرآن پر خواہ ایمان لاؤ یا ایمان نہ لاؤ جن لوگوں کو قرآن سے پہلے علم دیا گیا تھا یہ قرآن جب اُنکے سامنے پڑھا جاتا ہے تو ٹھوڑیوں کے بل سجدہ میں گر پڑتے ہیں

وَّيَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا۝ وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا۝

اور کہتے ہیں ہمارا رب پاک ہے بیشک ہمارے رب کا وعدہ ضرور پورا ہی ہوتا ہے اور ٹھوڑیوں کے بل گرتے ہیں روتے ہوئے اور یہ قرآن اُنکا خشوع اور بڑھا دیتا ہے

جس سے آیات مقترحہ کے عدم ظہور کی حکمت بھی مفہوم ہو گئی کہ یہ مثل فرعون کے ضرور انکار کرتے اور مستوجب عذاب ہوتے اور تسلیہ کیلیے عناد فرعون کا اور صبر بنی اسرائیل کا انجام مذکور ہے تاکہ اِن معاندین کے انجام کو اُس پر قیاس کر لیا جاوے اور مسلمانوں کو استقلال سہل ہو اور نظیر مذکور کا بیان کر کے آیت بالحق انزلنا الخ سے پھر اصلی مدعا یعنی تحقیق تقریر رسالت و دلیل رسالت کی طرف عود ہے اور قل آمنوا الخ میں تسلیہ کیلیے عدم مبالاة کی تصریح ہے پس تمامتر کلام سے مقصود تحقیق رسالت ہے۔

تحقیق رسالت وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ فَسْـَٔلْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِذْ جَآءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّيْ لَاَظُنُّكَ يٰمُوْسٰى مَسْحُوْرًا۝١٠١ قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَصَآئِرَ ۚ وَاِنِّيْ لَاَظُنُّكَ يٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا۝١٠٢ فَاَرَادَ اَنْ يَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ الْاَرْضِ فَاَغْرَقْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ جَمِيْعًا۝١٠٣ وَّقُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ لِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اسْكُنُوا الْاَرْضَ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيْفًا۝١٠٤ وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ۭ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا۝١٠٥ وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَي النَّاسِ عَلٰي مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا۝١٠٦ قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖٓ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا۝١٠٧ وَّيَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا۝١٠٨ وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا۝١٠٩ اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو کھلے ہوئے نو معجزے دیے (جنکا ذکر پارہ نہم کے رکوع ششم آیت اول میں ہے) جبکہ وہ بنی اسرائیل کے پاس آئے تھے سو آپ بنی اسرائیل سے (بھی چاہے) پوچھ دیکھیے (اور چونکہ آپ فرعون کی طرف بھی بھیجے گئے تھے اور فرعون و آل فرعون کے ایمان نہ لانے سے وہ عجائبات ظاہر ہوئے تھے اسلیے موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو دوبارہ ایمان لانے کیلیے یاد دہانی کی اور اُن آیات بینہ سے ڈرایا) تو فرعون نے اُنسے کہا کہ اے موسیٰ میرے خیال میں تو ضرور تم پر کسی نے جادو کر دیا ہے (جس سے تمہاری عقل مخبط ہو گئی کہ ایسی بہکی بہکی باتیں کرتے ہو) موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا تو (دل میں) خوب جانتا ہے (گو عار کی وجہ سے زبان سے اقرار نہیں کرتا) کہ یہ عجائبات خاص آسمان اور زمین کے پروردگار نے بھیجے ہیں جو کہ بصیرت کے لیے (کافی) ذرائع ہیں اور میرے خیال میں ضرور تیری کمبختی کے دن آگئے ہیں (اور یا تو فرعون کی یہ حالت تھی کہ موسیٰ علیہ السلام کی درخواست پر بھی بنی اسرائیل کو مصر سے جانیکی اجازت نہ دیتا تھا اور) پھر (یہ ہوا کہ) اُسنے (اس خیال سے کہیں بنی اسرائیل موسیٰ علیہ السلام

محققات الترجمة
قولہ فی اذ جاءهم حتیٰ آخر متعلقا علی ترجمة فسئل اشارة الی تعلق اذ باٰتینا دون فسئل جملة معترضة للتقریر والتاکید
سے قولہ نبل فقال لہ فرعون دوبارہ لانہ لم تنتقع بالآیات اذ جاءہ موسےٰ اول مرة

اللغات ثبورا من الثبور الهلاک قولہ لفیفا جمیعا کذا فی الروح عن ابن عباس قولہ للاذقان اللام قیل للاختصاص وقیل بمعنے علے ،،

النحو قولہ قرآنا عامله مقدر ای فرقنا ،،

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ط

آپ فرمادیجیے کہ خواہ اللہ کہکر پکارو یا رحمٰن کہکر پکارو

کے اثر سے قوت نہ پکڑ جاویں خود ہی) چاہا کہ بنی اسرائیل کا اس سرزمین سے قدم اکھاڑ دے (یعنی اُن کو شہر بدر کردے) سو ہم نے (قبل اسکے کہ وہ کامیاب ہو خود)
اُس (ہی) کو اور جو اُسکے ساتھ تھے سب کو غرق کردیا اور اُس (کے غرق کرنے) کے بعد ہم نے بنی اسرائیل کو کہدیا کہ (اب) تم اس سرزمین (کے جہاں سے تمکو
نکالنا چاہتا تھا مالک ہو تم ہی اس مین رہو سہو (خواہ بالقوۃ[1] یا بالفعل مگر یہ مالکیت حیوۃ دنیا تک ہی) پھر جب آخرت کا وعدہ آجاویگا تو ہم سبکو جمع کرکے
(قیامت کے میدان مین مملوکانہ محکومانہ) حاضر لاکر ینگے اور (جسطرح ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو معجزے دیے اسیطرح آپ کو معجزے دیے جنمین عظیم الشان معجزہ قرآن
ہو کہ) ہم نے اُس قرآن کو راستی ہی کے ساتھ تو نازل کیا اور وہ راستی ہی کے ساتھ (آپ پر) نازل ہوگیا (یعنی جیسا کاتب کے پاس سے چلا تھا اوسیطرح مکتوب الیہ
تک پہونچ گیا اور درمیان مین کوئی تغیر و تبدل و تصرف نہین ہوا پس سرتاسر راستی ہی راستی ہے) اور (جسطرح ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو پیغمبر بنایا تھا اور ہدایت
اُنکے اختیار مین نہ تھی اسیطرح) ہم نے آپکو (بھی) صرف (ایمان پر ثواب کی) خوشی سُنانیوالا اور (کفر پر عذاب سے) ڈرانیوالا بنا کر بھیجا ہے (اگر کوئی ایمان نہ لاوے کچھ غم نہ کیجئے
اور قرآن (مین صفت راستی کے ساتھ بمقتضائے رحمت اور بھی ایسے صفات کی رعایت کیگئی ہے کہ اُس سے ہدایت زیادہ آسان ہو چنانچہ ایک تو یہ کہ اُس مین)
ہم نے (آیات[2] وغیرہ کا) جابجا فصل رکھا تاکہ آپ اُسکو لوگون کے سامنے ٹھہر ٹھہر کر پڑھین (جسمین وہ اچھی طرح سمجھ سکین کیونکہ تقریر طویل مسلسل بعض اوقات ضبط
مین نہین آتی) اور (دوسرے یہ کہ) ہم نے اُسکو اُتارنے مین بھی (حسب واقعات) تدریجاً اُتارا (تاکہ معانی کا خوب انکشاف ہو اب اِن سب اُمور کا مقتضا یہ تھا
کہ یہ لوگ ایمان لے آتے لیکن اگر اسپر بھی ایمان نہ لاوین تو آپ کچھ پروا نہ کیجیے بلکہ صاف) کہدیجیے کہ تم اس قرآن پر خواہ ایمان لاؤ یا ایمان نہ لاؤ (مجھکو کوئی پرواہ نہین
دو وجہ سے اول تو یہ کہ میرا ضرر کیا دوسرے یہ کہ تم ایمان نہ لائے تو کیا ہوا دوسرے لوگ ایمان لے آئے چنانچہ) جن لوگون کو قرآن (کے نزول) سے پہلے (دین کا)
علم دیا گیا تھا (یعنی منصف علماء اہل کتاب) یہ قرآن جب اُنکے سامنے پڑھا جاتا ہے تو ٹھوڑیون کے بل سجدہ مین گر پڑتے ہین اور کہتے ہین ہمارا رب (وعدہ خلافی سے)
پاک ہے بیشک ہمارے رب کا وعدہ ضرور پورا ہی ہوتا ہے (سو جس کتاب کا جس نبی پر نازل کرنیکا وعدہ کتب سابقہ مین کیا تھا اُسکو پورا فرمادیا) اور ٹھوڑیون کے
بل (جو) گرتے ہین[3] (تو) روتے ہوئے (گرتے ہین) اور یہ قرآن (یعنی اسکا سُننا) اُن کا (دلی) خشوع اور بڑھا دیتا ہے (کیونکہ ظاہر باطن کا توافق کیفیت کو قوی
کردیتا ہے) **ف** یہ سجدہ مین گرنا یا بطور شکر کے ہے کہ وعدہ مندرجہ کتب سابقہ پورا ہوا یا تعظیم و اجلال کے لیے ہے کہ قرآن سنکر ہیبت طاری ہوتی ہے یا مجازاً کنایہ ہے
کمال انقیاد و خشوع سے اور سجدہ چہرے کے بل ہوتا ہے مگر ٹھوڑی کے بل کہنا مبالغہ کے لیے ہے کہ اپنے چہرے کو زمین اور خاک سے اسقدر لگائے دیتے ہین کہ ٹھوڑی
لگنے کے قریب ہوجاتی ہے اور ترمذی کی حدیث مین یہود کا آپ سے تسع آیات سے سوال کرنا اور جواب مین احکام بیان فرمانا مذکور ہے لیکن آیت مین اُسکا مراد
لینا سیاق کلام سے بعید ہے کہ ظاہراً کلام معجزات مین ہے پس معنے حدیث کے احقر کے نزدیک یہ ہین کہ آپ نے اُن معجزات کو بیان کرکے بطور زیادت علی الجواب کے
احکام بھی بیان کردیے راوی نے احکام کو مہتم بالشان سمجھکر معجزات کا مضمون کلام سے حذف کردیا واللہ اعلم اور مثبور کہنا اگر لہجہ شفقت مین ہو تو قول لین
کے خلاف نہین ہے اور چونکہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے متبوع رہے ہین اس لیے اذجاءهم مین بنی اسرائیل کی تخصیص کی **ربط** اوپر آیات متعددہ مین توحید کی
تقریر تھی آگے ختم سورت پر پھر اسی کے متعلق بعض تحقیقات و بعض تعلیمات ہین اور چونکہ سورت کے افتتاح مین بھی باریتعالیٰ کی تنزیہ پر دلالت تھی پس اُسکا
اختتام پر ہونا لطافت و حسن مراعاۃ کو دوبالا کردیتا ہے اور ان آیات کے اسباب نزول یہ قصے ہین **اول** آپ نے ایک روز دعا مین فرمایا یا اللہ
یا رحمٰن مشرکین نے اعتراض کیا کہ ہم کو تو دو معبودون کے پکارنے سے منع کرتے ہین اور خود دو معبودون کو پکارتے ہین اس پر یہ نازل ہوا
قل ادعوا اللہ الخ **دوم** آپ نماز مین ذرا بلند آواز سے قرآن پڑھتے تو مشرکین قرآن اور حق تعالیٰ اور جبریل علیہ السلام کی شان
مین گستاخی کرتے اس پر یہ نازل ہوا ولا تجہر الخ **سوم** یہود و نصاریٰ اللہ کے اولاد قرار دیتے تھے اور عرب شرک کرتے تھے اور صابئون
اور مجوس کہتے تھے کہ اگر اللہ کے مخصوصین نہون تو نعوذ باللہ اسکی قدر کم ہوجاوے اس پر یہ نازل ہوا وقل الحمد الخ کذا فی
اللباب باسانید متلفۃ **تحقیق و تعلیم توحید** قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ط

ملحقات الترجمۃ

[1] قولہ فی اسکنوا بالقوۃ لیا بالفعل اشارۃ الی الاختلاف بین دخولہم مصر بعد غرقہ فعدم الاشک فی التمکن من السکنی وہذا ہو المراد بالقوۃ وفسر الارض بعضہم بالشام وارادہ بعیدا

[2] قولہ فی فرقناہ آیات الخ لم ارہ لغیری واخذتہ من قول ابن عباس انزل آیۃ آیۃ وقول ابی بن کعب بینہ وقراءۃ الاول مثقلا والثانی مخففا کذا فی الدر المنثور

[3] قولہ فی یخرون الثانی گرتے ہین اشارۃ الی فائدۃ التکریر تقیید الاول بالبکاء والخشوع

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَیًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی ۚ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَیْنَ ذٰلِكَ سَبِیْلًا ۝ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ

جس نام سے بھی پکارو گے سو اسکے بہت سے اچھے اچھے نام ہیں اور اپنی نماز میں نہ تو بہت پکار کر پڑھیے اور نہ بالکل ہی چپکے چپکے پڑھیے اور دونوں کے درمیان ایک طریقہ اختیار کر لیجیے اور کہیے کہ تمام خوبیاں

لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِیْرًا ۝

اُسی اللہ کے لیے ہیں جو نہ اولاد رکھتا ہے اور نہ اسکا کوئی سلطنت میں شریک ہے اور نہ کمزوری کی وجہ سے اسکا کوئی مددگار ہے اور اسکی خوب بڑائیاں بیان کیا کیجیے

ع ۱۲

سورۃ الکہف مکیۃ وھی مائۃ وعشر آیات واثنا عشر رکوعا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ یَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۜ ۝ قَیِّمًا لِّیُنْذِرَ بَاْسًا شَدِیْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَیُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِیْنَ

تمام خوبیاں اُس اللہ کے لیے ثابت ہیں جس نے اپنے بندے پر یہ کتاب نازل فرمائی اور اس میں ذرا بھی کجی نہیں رکھی بالکل استقامت کے ساتھ موصوف بنایا تاکہ وہ ایک سخت عذاب سے جو کہ منجانب اللہ ہوگا

الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ۝ مّٰكِثِیْنَ فِیْهِ اَبَدًا ۝ وَّیُنْذِرَ الَّذِیْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۝

ڈرائے اور ان اہل ایمان کو جو کہ نیک کام کرتے ہیں یہ خوشخبری دے کہ ان کو اچھا اجر ملے گا جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اور تاکہ ان لوگوں کو ڈرائے جو یوں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اولاد رکھتا ہے

اَیًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی ۚ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَیْنَ ذٰلِكَ سَبِیْلًا وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِیْرًا ۝ آپ فرما دیجیے کہ خواہ اللہ کہکر پکارو یا رحمٰن کہکر پکارو جس نام سے بھی پکارو سو (بہتر ہے کیونکہ) اسکے بہت سے اچھے اچھے نام ہیں (اور اسمیں شرک سے کوئی علاقہ نہیں کیونکہ مسمّٰی تو ایک ہی ہے اسماء متعدد ہیں شرک جب ہوتا جب مسمّٰی دوسرا ہوتا) اور اپنی جہری نماز میں نہ تو بہت پکار کر پڑھیے (کہ سن سن کر مشرکین خرافات بکیں اور قلب نماز میں مشوش ہو) اور نہ بالکل ہی چپکے چپکے پڑھیے (کہ نمازیوں کو بھی نہ سنائی دے کیونکہ انکی تعلیم دینی میں کمی پڑتی ہے) اور دونوں کے درمیان ایک (متوسط) طریقہ اختیار کر لیجیے (کہ منفعت بھی فوت نہو اور مضرت بھی مرتب نہو) اور (اعلان پر ذکر کرنے کے لیے علی الاعلان) کہیے کہ تمام خوبیاں اُسی اللہ (پاک) کے لیے (خاص) ہیں جو نہ اولاد رکھتا ہے اور نہ اسکا کوئی سلطنت میں شریک ہے اور نہ کمزوری کی وجہ سے اسکا کوئی مددگار ہے اور اسکی خوب بڑائیاں بیان کیا کیجیے (اسمیں سب عقائد فصّہ سوم کا ابطال ہو گیا) **ف** بندہ نے جو نماز میں جہر کی قید لگائی وجہ اسکی ظاہر ہے کہ اسمیں جہر سے احتمال مشرکین کے سننے اور بکنے کا تھا اور لاتجہر کی توضیح میں جو حضرت نے کہا ہے کہ قلب نماز میں مشوش ہو وجہ اسکی یہ ہے کہ تبلیغ کے وقت اس ضرر کا اعتبار نہیں کیونکہ وہاں بدون اسماع کے غرض حاصل نہیں ہوتی پس ضروری ہوا ضروری کیلیے اس ضرر کا تحمل کیا جاویگا بخلاف صلوٰۃ کے کہ یہاں اسماع سے غرض یعنی حضور قلب فوت ہوتا ہے اسلیے منع کیا گیا **لطیفہ** جس سے مخلوق کو کسیقدر قوت پہونچ سکتی ہے وہ کبھی تو اپنے سے چھوٹا ہوتا ہے جیسے اولاد اور کبھی مساوی ہوتا ہے جیسے شریک اور کبھی بڑا ہوتا ہے جیسے ناصر و حامی حقتعالیٰ نے بترتیب تینوں کی نفی فرمادی کیونکہ یہاں مقسم ہی نہیں یعنی وہ خود ایسے قوی ہیں کہ کسی سے قوت حاصل کرنیکی ضرورت ہی نہیں **لطیفہ دوم** سورت کو تسبیح سے شروع کیا اور تحمید و تکبیر پر ختم کیا پس سبحان اللہ والحمد للہ واللہ اکبر کے معانی پر فاتحہ اور خاتمہ ہوا واللہ اعلم وسبحان اللہ والحمد للہ واللہ اکبر علی ما وفقنی لاتمام تفسیر سورۃ الاسراء الیوم الاثنین سادس رجب ۱۳۲۳ھ ویلیہ انشاء اللہ تعالیٰ تفسیر سورۃ الکہف واللہ المستعان وعلیہ التکلان فقط سورۃ الکہف مکیۃ وقیل الا قولہ تعالیٰ واصبر نفسک الآیۃ وھی مائۃ وعشر آیۃ **ربط** اس سورت میں یہ مضامین ہیں مباحث توحید و رسالت و فنائی و حقارت دنیا و جزا و سزائے آخرت و ذم کبر و ابطال شرک و بعض قصص رسالت و توحید و بعث پر دلالت کرنے کے لیے چنانچہ مفصلاً تقریرات ربط میں معلوم ہوگا اور ان سب کا تناسق ظاہر ہے کہ ان سب مضامین کو ایمان کے حصول میں دخل ہے اور گذشتہ سورت کا ختم اور اس سورت کا آغاز حمد سے ہونا تناسب طرفین کے لیے کافی ہے واللہ اعلم **رسالت و عظمت الرسالت و تسلیہ صاحب رسالت** بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ یَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۝ قَیِّمًا لِّیُنْذِرَ بَاْسًا شَدِیْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَیُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ۝ مّٰكِثِیْنَ فِیْهِ اَبَدًا ۝ وَّیُنْذِرَ الَّذِیْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا

ملحقات الترجمہ ۱ قولہ فی تدعوا جس نام سے الخ اشارۃ الی ما قال الزمخشری انہ بمعنے التسمیۃ لا بمعنی النداء وھو یتعدی الی مفعولین تقول دعوتہ زیدا ثم یترک احدہما استغناء عنہ فتقول دعوت زیدا ۲ قولہ فی صلاتک نماز جہری ملی توجیہین اما ان یکون المراد بالصلوٰۃ القراءۃ واما ان یقدر المضاف ای بقراءۃ صلاتک

النحو قولہ ایا ما اسم شرط جازم منصوب بتدعوا ... [illegible] قولہ قیما حال ... [illegible] **البلاغۃ** [illegible]

مَا لَهُم بِهِ مِنْ عِلْمٍ وَلَا لِآبَائِهِمْ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ إِن يَقُولُونَ إِلَّا كَذِبًا ۝ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ

نہ تو اس کی کوئی دلیل انکے پاس ہے اور نہ انکے باپ دادوں کے پاس تھی بڑی بھاری بات ہے جو انکے منہ سے نکلتی ہے وہ لوگ بالکل ہی جھوٹ بکتے ہیں سو شاید آپ ان کے پیچھے اگر

نَّفْسَكَ عَلَىٰ آثَارِهِمْ إِن لَّمْ يُؤْمِنُوا بِهَٰذَا الْحَدِيثِ أَسَفًا ۝ إِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْأَرْضِ زِينَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ

یہ لوگ اس مضمون پر ایمان نہ لائے تو غم سے اپنی جان دیدیجئے ہم نے زمین پر کی چیزوں کو اسکے لیے باعث رونق بنایا تاکہ ہم لوگوں کی آزمائش کریں کہ انمین

أَيُّهُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ۝ وَإِنَّا لَجَاعِلُونَ مَا عَلَيْهَا صَعِيدًا جُرُزًا ۝

زیادہ اچھا عمل کون کرتا ہے اور ہم زمین پر کی تمام چیزوں کو ایک صاف میدان کردینگے

مَا لَهُم بِهِ مِنْ عِلْمٍ وَلَا لِآبَائِهِمْ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ إِن يَقُولُونَ إِلَّا كَذِبًا ۝ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلَىٰ آثَارِهِمْ إِن لَّمْ يُؤْمِنُوا بِهَٰذَا الْحَدِيثِ أَسَفًا ۝ إِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْأَرْضِ زِينَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ أَيُّهُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ۝ وَإِنَّا لَجَاعِلُونَ مَا عَلَيْهَا صَعِيدًا جُرُزًا ۝

تمام خوبیاں اُس اللہ کے لیے ثابت ہیں جسنے اپنے (خاص) بندہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر یہ کتاب نازل فرمائی اور اُس (کتاب) میں (کسی قسم کی) ذرا بھی کجی نہیں رکھی (نہ لفظی مثل رکاکت واختلال فصاحت کے اور نہ معنوی مثل تناقض ومخالفت حکمت کے بلکہ اُسکو) بالکل استقامت کے ساتھ موصوف بنایا (اور نازل اسلیے کیا) تاکہ وہ (کتاب کافروں کو عموماً) ایک سخت عذاب سے جو کہ منجانب اللہ (اُن کیلئے آخرت میں) ہوگا ڈرائے اور اُن اہل ایمان کو جوکہ نیک کام کرتے ہیں یہ خوشخبری دے کہ انکو (آخرت میں) اچھا اجر ملیگا جسمین وہ ہمیشہ رہینگے اور تاکہ (کفار میں سے بالخصوص) اُن لوگوں کو (عذاب سے) ڈرائے جو یوں کہتے ہیں کہ (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ اولاد رکھتا ہے (بالخصوص اُن کو جدا اسلیے فرمایا کہ عرب میں یہ بلا بہت تھی کہ وہاں کے مشرکین اسی میں مبتلا تھے) نہ تو اسکی کوئی دلیل اُن کے پاس ہے اور نہ اُن کے باپ دادوں کے پاس تھی بڑی بھاری بات ہے جو اُن کے منہ سے نکلتی ہے (اور وہ) لوگ بالکل ہی جھوٹ بکتے ہیں (جسمیں بوجہ امتناع عقلی کے صدق کا عقلی احتمال بھی نہیں اور آپ جو ان کے کفر پر اتنا غم کرتے ہیں) سو (معلوم ہوتا ہے) شاید آپ ان کے پیچھے اگر یہ لوگ اس مضمون (قرآنی) پر ایمان نہ لائے تو غم سے اپنی جان دیدینگے (یعنی اتنا غم نہ کیجیے کہ قریب ہلاکت کردے وجہ یہ ہے کہ یہ عالم ابتلا ہے اس میں کفر وایمان دونوں ہی چیزیں ہونی ہیں چنانچہ) ہم نے زمین پر کی چیزوں کو اُس (زمین) کے لیے باعث رونق بنایا تاکہ ہم (اس کے ذریعہ سے) لوگوں کی آزمائش کریں کہ (دیکھیں) انمیں زیادہ اچھا عمل کون کرتا ہے (اور کون نہیں کرتا یعنی کون تو اُسکے اسباب زینت میں مشغول ہوکر منعم سے غافل ہو جاتا ہے اور کون اُسپر فریفتہ نہو کر حقتعالیٰ کی طرف مشغول ہوتا ہے غرض یہ عالم ابتلا ٹھیرا اِس لیے تکوینًا ضرور ہوا کہ کوئی مبتلائے کفر اور کوئی مشرف بایمان ہو پھر غم بیکار۔ آپ اپنا کام کیے جائیے) اور (انکی کفر کے نتیجہ کی فکر میں آپ نہ پڑیے کہ اسکا مرتب کرنا ہمارا کام ہے چنانچہ ایک روز ہوگا کہ) ہم زمین پر کی تمام چیزوں کو ایک صاف میدان (یعنی فنا) کردینگے (یعنی قیامت آنیوالی ہے جسمین فنا کے بعد پھر بقا اور اُس بقا پر جزا و سزا سب واقع ہوجاوینگی خلاصہ یہ کہ آپ تبلیغ کیجیے یوں نہ سوچیے کہ ہائے ان پر عذاب ہوگا وہ ہمارے متعلق ہے جیسا دوسری جگہ فرمایا انا ارسلناک بالحق بشیرا ونذیرا ولا تسئل عن اصحاب الجحیم) ربط اوپر رسالت کی بحث تھی آگے ایک قصہ ہے جسمین اصحاب کہف کا واقعہ مذکور ہے جو کہ اس اعتبار سے منجملہ دلائل رسالت کے ہے کہ آپ نے بظاہر کسی سے یہ مضامین نہیں سنے اور پھر جواب دیدیا چنانچہ کفار قریش نے بتعلیم یہود امتحان نبوت ہی کے لیے آپ سے یہ تین سوال کیے بھی تھے ایک روح کے متعلق جس کا جواب سورت سابقہ میں گذرچکا ایک اصحاب کہف کا قصہ

ملحقات ترجمہ

لہ قولہ ... (margin note, largely illegible)

اللغات قولہ باخع قاتل ومہلک الاسف الحزن والغضب مشترک قولہ جرزا ارض لانبات فیہ واصلہ القطع ای ارض قطع نباتہا ۱۲ النحو قولہ کبرت الثابتۃ باعتبار المقالۃ وکلمۃ تمیز قولہ اسفا مفعول لہ لقولہ باخع ۱۲ البلاغۃ قولہ تخرج فائدتہ استعظام اجترائہم علی النطق بہا واخراجہا من افواہہم فان کثیرا مما یوسوس بہ الشیطان وتحدث بہ النفس لایمکن ان یتفوہ بہ بل یصرف عنہ الفکر فکیف بمثل ہذا المنکر کذا فی الروح قولہ علی آثارہم فی البیضاوی ای اذا ولوا عن الایمان شبہہ لما تداخلہ من الوجد علی تولیہم بمن فارقتہ اعزتہ وہو یتحسر علی آثارہم ویبخع نفسہ وجدا علیہم ۱۲

قولہ احسن فی الروح وایراد صیغۃ التفضیل مع ان الابتلاء شامل للفریقین باعتبار اعمالہم المنقسمۃ الی الحسن والقبیح ایضا لا الی الحسن والاحسن فقط للاشعار بان الغایۃ الاصلیۃ للجعل المذکور انما ہو ظہور کمال احسان المحسنین ۱۲ قولہ صعیدا جرزا المحمول علی المجاز عندی لان الصعید الجزء من الارض لا علی الارض وانما تجوز مبالغۃ وصفا للحال بوصف المحل وعلی الحقیقۃ عند غیری یجعلہ ترابا فیصح تسمیتہ صعیدا وعلی الکنایۃ من مطلق الفناء کما یقال لمن مات صار ترابا۔ وللناس فیما یعتقدون مذاہب ۱۲

اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ۝ اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا

کیا آپ یہ خیال کرتے ہین کہ غار والے اور پہاڑ والے ہماری عجائبات مین سے کچھ تعجب کی چیز تھے وہ وقت قابل ذکر ہو جبکہ اُن نوجوانون نے اُس غار مین جاکر پناہ لی پھر کہا کہ اے ہمارے پروردگار ہمکو اپنے پاس سے

مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ۝ فَضَرَبْنَا عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ فِى الْكَهْفِ سِنِيْنَ عَدَدًا ۝ ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَىُّ الْحِزْبَيْنِ اَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْٓا اَمَدًا ۝

رحمت کا سامان عطا فرمائیے اور ہمارے لیے کام مین درستی کا سامان مہیا کردیجیے سو ہم نے اُس غار مین اُنکے کانون پر سالہا سال تک نیند کا پردہ ڈال دیا پھر ہمنے اُن کو اُٹھایا تاکہ ہم معلوم کرلین کہ اُن دونون گروہ مین کونسا گروہ اُنکی

ع ۱۳ / ۱۳

جو ابھی مذکور ہوتا ہی ایک ذوالقرنین کا قصہ جو اس سورت کے آخر مین آویگا کذا فی اللباب عن ابن عباس بروایت ابن جریر اور اُس روایت مین یہود کا اصحاب کہف کے بارے مین یہ قول بھی ہی فانہ کان لہم امر عجیب اور عجب نہین کہ اسیواسطے اسکی تمہید مین ام حسبت الی عجبا فرمایا گیا ہو پس اول اس قصہ کی تمہید ہی پھر قصہ کا بیان ہے اول اجمالاً پھر تفصیلاً **تمہید قصہ اصحاب کہف** اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ۝۹ **اجمال قصہ اصحاب کہف** اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ۝۱۰ فَضَرَبْنَا عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ فِى الْكَهْفِ سِنِيْنَ عَدَدًا ۝۱۱ ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَىُّ الْحِزْبَيْنِ اَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْٓا اَمَدًا ۝۱۲ کیا آپ یہ خیال کرتے ہین کہ غار والے اور پہاڑ والے (کہ وہ دونون ایک ہی جماعت کے لقب ہین) ہماری عجائبات (قدرت) مین سے کچھ تعجب کی چیز تھے (جیسا یہود کے قول سے کان لہم امر عجیب یا اُن کے اس فعل سے معلوم ہوتا ہی کہ سوال کے لیے اُسکو زیادہ عجیب سمجھکر اس خیال سے منتخب کیا کہ معمولی واقعہ کا جواب تو کچھ سُن سناکر کچھ قیاس و رائے لگاکر ممکن ہی اور خلاف عادت مین بدون نقل صحیح اور علم تام کے ممکن نہین اور گو روح و ذوالقرنین کے مضمون کو بھی عجیب سمجھا ہو مگر اسکو زیادہ عجیب سمجھا ہوگا اسیلیے اس حکم مین اسکی تخصیص ہوئی ہو غرض یہ کہ آپکو مخاطب بناکر اورونکو سنانا مقصود ہی کہ یہ قصہ باوجود عجیب ہونیکے فی نفسہ ورآیات قدرت مثل خلق سموات و ارض وغیرہا کے زیادہ عجیب نہین جنکا پیدا کرنا محل معدوم مین تصرف تھا اور اس واقعہ مین تو تصرف محل موجود مین تھا پھر ان مخالفین سے تعجب ہے کہ اسکو تو عجیب سمجھتے ہین اور دوسری آیات قدرت سے عبرت نہین پکڑتے کہ صانع عالم کے حقوق توحید و طاعت کاملہ کے بجالاوین جسکے لوازم مین سے تصدیق رسالت بھی ہی یہ تو تمہید تھی آگے اجمالاً وہ قصہ فرماتے ہین کہ) وہ وقت قابل ذکر ہی جبکہ اُن نوجوانون نے (ایک بیدین بادشاہ سے بھاگ کر) اُس غار مین (جسکا قصہ آتا ہی) جاکر پناہ لی پھر (حق تعالیٰ سے بطور دعا کے) کہا کہ اے ہمارے پروردگار ہمکو اپنے پاس سے رحمت کا سامان عطا فرمائیے اور ہمارے لیے (اس) کام مین درستی کا سامان مہیا کردیجیے (غالبا رحمت سے حصول مقاصد کی طرف اشارہ ہی اور تہیہ رشد سے تصحیح مقدمات کی طرف) سو (ہمنے اُنکی دعا قبول کرلی اور اُن کی حفاظت کے ساتھ اُن کے افکار و تشویشات کو اسطرح رفع کیا کہ) ہم نے اُس غار مین اُن کے کانون پر سالہا سال تک نیند کا پردہ ڈال دیا (یعنی ایسے غرق ہوکر سوئے کہ کوئی آواز اُن کے کان مین نہ پہونچتی تھی اور اسمین زیادہ مبالغہ ہی بہ نسبت اسکے کہ کہا جاوی کہ آنکھ پر پردہ ڈال دیا کیونکہ آنکھ تو بدون نوم ثقیل کے بھی مبصرات سے معطل ہو جاتی ہی) پھر (سالہا سال کے بعد) ہم نے اُن کو (نیند سے) اُٹھایا تاکہ ہم (ظاہری طور پر بھی) معلوم کرلین کہ اُن (کے) دونون گروہ مین (سے جنمین ایک کا قول تھا لبثنا یوما او بعض یوم اور دوسرے کا قول تھا ربکم اعلم بما لبثتم) کونسا گروہ اُنکی (اس حالت مین) رہنے کی مدت سے زیادہ واقف تھا (چنانچہ جس گروہ نے ربکم اعلم الخ کہا تھا وہی زیادہ واقف تھا گو اجمالا سہی کیونکہ طول مدت کا حکم تو صحیح تھا گو بلا تعیین سہی) **ف** چونکہ وہ غار پہاڑ مین تھا اس لیے اِن کو اصحاب الکہف اور اصحاب الرقیم دونون کہتے ہین اور بعض نے رقیم بمعنے مرقوم یعنی مکتوب لیا ہی اور کہا ہی کہ لوگون نے اُن کے غار مین دوبارہ جانے کے وقت اُن کے نام لکھکر غار کے دہانہ پر لٹکا دیے تھے اس لیے اُنکو اصحاب الرقیم کہتے ہین لیکن چونکہ یہ لکھنا کسی قوی روایت سے منقول نہین اسلیے مین نے قرآن کی تفسیر کو اُس پر مبنی نہین کیا۔

اللغات قولہ الکہف النقب المتسع فی الجبل فان لم یکن واسعا فہو غار والرقیم بمعنے محل فی الجبل وقیل بمعنے الجبل من رقمۃ الوادی ای جانبہ کذا فی الروح وقال صاحب القاموس کامیر قریۃ اصحاب الکہف او جبلہم او کلبہم او الوادی او الصخرۃ او لوح رصاص نقش فیہ نسبہم واسمائہم ودینہم آہ

النحو قولہ ہیئ لنا من امرنا فی الروح اللام ومن متعلقان بہیئ والاولی للاجل والثانیۃ ابتدائیۃ قولہ احصے فی البیضاوی احصے ضبط وقیل اسم تفضیل من الاحصار بحذف الزوائد کقولہم ہو اعطاہم للمال فی الروح والحق ان الذاہب الی کون احصے فعل تفضیل جعل امدا تمییزا وہو فعل فی تمیز علی الصحیح آہ۔

البلاغۃ قولہ اذ اوی الفتیۃ فیہ وضع المظہر موضع المضمر تنبیہا علی انہم کانوا فتیتہ اما رشا لیدل علی کمال طلبہم للحق حیث اتبعوہ فی حالۃ یشتغلون فیہ باللہو واللعب واما اخلاقا لیدل علی کمال قوتہم العلمیۃ قولہ لنعلم فی جعلہ غایۃ ہہنا وجعل قولہ لیتساءلوا بینہم غایۃ فیما بعد للفعل الواحد وہو بعثناہم اشارۃ الی کون محصل الغایتین واحدا وہو ظہور القدرۃ الالٰہیۃ علیہم فالمقصود ہو التساؤل ولما کان العلم من لوازمہ عبر عنہ ہہنا بالعلم۔

ملحقات الترجمۃ

۱؎ قولہ فی ام کیا اشارۃ الی ان ام بمعنے الہمزۃ کما فی الروح ۲؎ قولہ فی عجبا تعجب کی چیز اشارۃ الی تقدیر المضاف ای ذوات عجب لان العجب مصدر ۳؎ قولہ فی توضیح حسبت آپ کو مخاطب بناکر الخ ولعل قرینۃ علی کونہ صلی اللہ علیہ وسلم منبطا ماسیاتی نحن نقص علیک وعلی کون غیرہ مسمعا انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان علی علم صحیح من الحکم علی الاعجب بالاعجب وعلی العجیب بالعجیب ۱۲ ۴؎ قولہ فی سنین سالہا سال بقرینۃ انضمام عددا الیہ الذی ہو للتکثیر فان کون الشئ معدودا قد یدل علی التکثیر وقد یدل علی التقلیل فان الکثیر بغایۃ الکثرۃ لا یعد فلذا افاد التقلیل وکذا القلیل فی غایۃ القلۃ لا یعد فلذا افاد التکثیر ۵؎ قولہ فی ضرب نیند کا پردہ اشارۃ الی تقدیر المفعول ای ضربنا الحجاب ۶؎ قولہ فی بعثنا نیند سے اشارۃ الی المجاز العرفی والنکتۃ فیہ الاشارۃ الی ان نومہم کان من الثقل بحیث یشابہ الموت ۱۲

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ ۭ اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ هُدًى ۝ وَّرَبَطْنَا عَلٰي قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا

ہم انکا واقعہ آپسے ٹھیک ٹھیک بیان کرتے ہین وہ لوگ چند نوجوان تھے جو اپنے رب پر ایمان لائے تھے اور ہم نے انکی ہدایت مین اور ترقی کر دی تھی اور ہم نے انکے دل مضبوط کر دیے جبکہ وہ پختہ ہوکر

رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَا۟ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلٰــهًا لَّقَدْ قُلْنَآ اِذًا شَطَطًا ۝ هٰٓؤُلَاۗءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ

کہنے لگے کہ ہمارا رب تو وہ ہی جو آسمانون اور زمین کا رب ہی ہم تو اسکو چھوڑ کر کسی معبود کی عبادت نہ کرینگے کیونکہ اس صورت مین ہم نے یقیناً بڑی ہی بیجا بات کہی یہ جو ہماری قوم ہی انہون نے خدا کو چھوڑ کر اور معبود

اٰلِهَةً ۭ لَوْلَا يَاْتُوْنَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطٰنٍۢ بَيِّنٍ ۭ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَي اللّٰهِ كَذِبًا ۝ وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَمَا

قرار دے رکھے ہین یہ لوگ اُن معبودون پر کوئی کھلی دلیل کیون نہین لاتے۔ تو اس شخص سے زیادہ کون غضب ڈھانے والا ہوگا جو اللہ پر جھوٹ تہمت لگادے اور جب تم ان لوگون سے الگ ہو گئے ہو

يَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗٓا اِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَيُهَــيِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا ۝ وَتَرَى الشَّمْسَ

اور ان کے معبودون سے بھی مگر اللہ سے تو تم غار مین چلکر پناہ لو تم پر تمہارا رب اپنی رحمت پھیلا دیگا اور تمہارے لیے تمہارے اس کام مین کامیابی کا سامان درست کر دیگا۔ اور اے مخاطب جب دھوپ

اِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَاِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِيْ فَجْــوَةٍ مِّنْهُ ۭ ذٰلِكَ مِنْ

نکلتی ہو تو تو اسکو دیکھیگا کہ وہ داہنی جانب کو بچی رہتی ہو اور جب وہ چھپتی ہو تو بائین طرف ہٹی رہتی ہو اور وہ لوگ اُس غار کے ایک فراخ موقع مین تھے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی

اٰيٰتِ اللّٰهِ ۭ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ۝

نشانیون مین سے ہی جسکو اللہ ہدایت دے وہی ہدایت پاتا ہی اور جسکو وہ بے راہ کر دین تو آپ اُسکے لیے کوئی مددگار راہ بتلانیوالا نہ پاوینگے۔

البتہ اگر رقیم بمعنے مرقوم لیکر وجہ تسمیہ یہ کہی جاوے کہ اس حال کو عجیب سمجھکر مثل دوسرے واقعات تاریخیہ کے اُسوقت لوگون نے اسکو کتابین ضبط اور مدون کر لیا تھا تو پہلے سے قریب تر ہی اور بندہ نے جو ام حسبت الخ کی تفسیر کی ہی وہ تفسیر کبیر مین مجاہد سے منقول ہی اور اُسکی بنا یہ ہی کہ یہ قول کا قائل جدا ہو اور اگر ایک ہی ہون تو حزبین کا تعدد حکمی ہو جاویگا واللہ اعلم آگے اس قصہ کی تفصیل بعد الاجمال ہے۔

تفصیل قصۂ اصحابِ کہف

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ ۭ اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ هُدًى ۝ وَّرَبَطْنَا عَلٰي قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَا۟ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلٰــهًا لَّقَدْ قُلْنَآ اِذًا شَطَطًا ۝ هٰٓؤُلَاۗءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ۭ لَوْلَا يَاْتُوْنَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطٰنٍۢ بَيِّنٍ ۭ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَي اللّٰهِ كَذِبًا ۝ وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗٓا اِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَيُهَــيِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا ۝ وَتَرَى الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَاِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِيْ فَجْــوَةٍ مِّنْهُ ۭ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ ۭ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ۝ ہم اُن کا واقعہ آپ سے ٹھیک ٹھیک بیان کرتے ہین یہ اس لیے کہا کہ لوگون نے اسکو مختلف طور پر مشہور کیا تھا اس لیے فرمایا کہ ٹھیک وہ ہی جو قرآن مین ہی) وہ لوگ (یعنی اصحاب کہف) چند نوجوان تھے جو اپنے رب پر (موافق تعلیم دین عیسوی) ایمان لائے تھے اور ہم نے (ایمان لانے کے بعد) انکی ہدایت مین اور ترقی کر دی تھی (کہ اُن کو ثبات و صبر و توکل و زہد فی الدنیا کی صفتین بھی عنایت کی تھین) اور (اس زیادت ہدایت مین سے یہ تھا کہ) ہم نے اُنکے دل (صبر و ثبات سے) مضبوط کر دیے جبکہ وہ (دین مین) پختہ ہوکر (آپس مین یا کہ بادشاہ اور لوگون کے روبرو) کہنے لگے کہ ہمارا رب تو وہ ہی جو آسمانون اور زمین کا رب ہی ہم تو اسکو چھوڑ کر کسی معبود کی عبادت نہ کرینگے کیونکہ (اگر خدا نخواستہ ہم نے ایسا کیا تو) اس صورت مین ہم نے یقیناً بڑی ہی بیجا بات کہی (عبادت آلہہ پر بیجا بات کہنے کو اس لیے مرتب کیا کہ عبادت مین لامحالہ اعتراف اونکی معبودیت کا یا خود اُنکے سامنے کلمات تضرع۔

اللغات قولہ شططا ذات شطط ای بعد عن الحق مفرط ۱۲ قولہ مرفقا ما ترتفقون بہ و تنتفعون ۱۲ قولہ تزاور مشتق من الزور وھو المیل ۱۲ قولہ ذات الیمین من الظروف المتصرفۃ یمینا و شمالا ۱۲ قولہ تقرضھم ای تعدل عنھم قال الکسائی یقال قرضت المکان اذا عدلت عنہ ولم تقربہ ۱۲ قولہ فجوۃ متسع ۱۲ قولہ المھتد حذف الیاء تخفیفا۔

البلاغۃ قولہ وتری الشمس فی الروح لیس المراد الاخبار بوقوع الرؤیۃ بل الانباء بکون الکہف لو رأیتہ تری الشمس الخ ۱۲

وَتَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا وَّهُمْ رُقُوْدٌ ۖ وَّنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ۖ وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ ۚ لَوِ اطَّلَعْتَ

اور اے مخاطب تو انکو جاگتا ہوا خیال کرتا حالانکہ وہ سوتے تھے اور ہم انکو دہنی طرف اور بائیں طرف کروٹ دیتے تھے اور انکا کتا دہلیز پر اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے تھا اگر تو انکو جھانک

عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَّلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ۝ وَكَذٰلِكَ بَعَثْنٰهُمْ لِيَتَسَآءَلُوْا بَيْنَهُمْ ۭ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ۭ

کر دیکھتا تو ان سے پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑا ہوتا اور تیرے اندر انکی دہشت سما جاتی　　اور اسیطرح ہمنے انکو جگا دیا تاکہ وہ آپس میں پوچھ پاچھ کریں انمیں سے ایک کہنے والے نے کہا کہ تم کسقدر رہے

قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۭ قَالُوْا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ ۭ فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ اَزْكٰى

ہونگے بعضوں نے کہا کہ ایک دن یا ایک دن سے بھی کچھ کم رہے ہونگے دوسرے بعضوں نے کہا کہ یہ تو تمہارے خدا ہی کو خبر ہے کہ تم کسقدر رہے اب اپنے میں سے کسیکو یہ روپیہ دیکر شہر کی طرف بھیجو پھر وہ تحقیق کرے کہ

طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ اَحَدًا ۝ اِنَّهُمْ اِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوْكُمْ اَوْ يُعِيْدُوْكُمْ فِيْ مِلَّتِهِمْ

کونسا کھانا حلال ہے سو اسمیں سے تمہارے پاس کچھ کھانا لے آوے اور کام خوش تدبیری سے کرے اور کسیکو تمہاری خبر نہ ہونے دے اگر وہ لوگ کہیں تمہاری خبر پا جاوینگے تو تمکو یا تو پتھروں سے مار ڈالینگے یا تمکو اپنے طریقہ میں پھر لے لینگے

وَلَنْ تُفْلِحُوْٓا اِذًا اَبَدًا ۝ وَكَذٰلِكَ اَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوْٓا اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيْهَا ۚ اِذْ يَتَنَازَعُوْنَ بَيْنَهُمْ اَمْرَهُمْ

اور ایسا ہوا تو تمکو کبھی فلاح نہ ہوگی　　اور اسیطرح ہمنے لوگوں کو ان پر مطلع کر دیا تاکہ وہ لوگ اس بات کا یقین کریں کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے اور یہ کہ قیامت میں کوئی شک نہیں وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جبکہ اس زمانے کے لوگ

فَقَالُوا ابْنُوْا عَلَيْهِمْ بُنْيَانًا ۭ رَبُّهُمْ اَعْلَمُ بِهِمْ ۭ قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا عَلٰٓي اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا ۝

معاملہ میں باہم جھگڑ رہے تھے سو ان لوگوں نے کہا کہ انکے پاس کوئی عمارت بنوا دو انکا رب انکو خوب جانتا تھا جو لوگ اپنے کام پر غالب تھے انہوں نے کہا کہ ہم تو ان کے پاس ایک مسجد بنا دینگے

واستغفار زبان سے بھی صادر ہوتے ہیں) یہ جو ہماری قوم ہے انہوں نے خدا کو چھوڑ کر اور معبود قرار دے رکھے ہیں (کیونکہ یہ قوم مع اپنے بادشاہ کے اور پرست تھی سو) یہ لوگ ان معبودوں (کے معبود ہونے) پر کوئی کھلی دلیل کیوں نہیں لاتے (جیسا موحدین توحید پر دلیل روشن رکھتے ہیں) تو (باوجود توحید کے ثابت بالدلیل ہونے کے) اس شخص سے زیادہ کون غضب ڈھانیوالا ہوگا جو اللہ پر جھوٹ تہمت لگاوے (کہ معاذ اللہ اسکے شریک بھی ہیں) اور (پھر آپس میں کہا کہ) جب تم ان لوگوں سے (عقیدہ میں) الگ ہو گئے ہو اور ان کے معبودوں (کی عبادت) سے بھی (الگ ہو گئے ہو) مگر اللہ سے (الگ نہیں ہوئے بلکہ اسی کے واسطے سب سے الگ ہوئے) تو (اس حالت میں مصلحت یہ ہے کہ تم (فلاں) غار میں (چلکر) پناہ لو (تاکہ امن وفراغ کے ساتھ اللہ کی عبادت کر سکو) تم پر تمہارا رب اپنی رحمت پھیلا دیگا اور تمہارے لیے تمہارے اس کام میں کامیابی کا سامان درست کر دیگا (یہ توقع وہی ہے جسکی دعا انسے اوپر منقول ہوئی ہے ربنا آتنا من لدنک رحمة وهيئ لنا من امرنا رشدا) اور اے مخاطب (وہ غار ایسی وضع پر ہے کہ) جب دھوپ نکلتی ہے تو تو اسکو دیکھیگا کہ وہ غار سے داہنی جانب کو بچی رہتی ہے (یعنی غار کے دروازے سے الگ رہتی ہے) اور جب وہ چھپتی ہے تو (غار کے) بائیں طرف ہٹی رہتی ہے (یعنی اسوقت بھی دروازہ پر نہیں پڑتی تاکہ دھوپ سے ایذا نہ ہو) اور وہ لوگ اس غار کے ایک فراخ موقع میں تھے (یعنی ایسے غار نہیں جوکہ دور تک چلی جایا کرتے ہیں کہیں فراخ کہیں تنگ جگہیں چھوٹی ہیں تو وہ انمیں سے فراخ جگہہ میں تھے تاکہ جی نہ گھبراوے اور ہوا بھی لگے) یہ (ان لوگوں کا باوجود اپنے ضعف وقلت اور مخالفین کی قوت وکثرت کے ہدایت پانا) اللہ تعالیٰ کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے ہے (کہ وہ کسطرح اپنے بندوں کو خلاف اسباب ظاہری ہمت واستقلال دیتے ہیں بس معلوم ہوکہ) جسکو اللہ ہدایت دے وہی ہدایت پاتا ہے اور جسکو وہ بے راہ کر دیں تو آپ اسکے لئے کوئی مددگار راہ بتلانیوالا نہ پاویں گے **ف** غار کی داہنی اور بائیں جانب یا تو اسمیں داخل ہونیوالے کے اعتبار سے ہے یا اس سے خارج ہونیوالے کے اعتبار سے پس تقدیر اول پر یہ غار شمال رویہ ہوگا اور تقدیر ثانی پر جنوب رویہ اور ہر تقدیر پر یہ ہوں میں طلوع کے وقت اُنپر دھوپ پڑتی اور غروب کے وقت اور مقصود اس سے اس جگہ کا محفوظ ہونا ہے **بقیہ قصہ مذکورہ** وَتَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا وَّهُمْ رُقُوْدٌ ۖ وَّنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ۖ وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ ۭ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَّلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ۝ وَكَذٰلِكَ بَعَثْنٰهُمْ لِيَتَسَآءَلُوْا بَيْنَهُمْ ۭ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ۭ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۭ قَالُوْا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ ۭ فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ اَحَدًا ۝ اِنَّهُمْ اِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوْكُمْ اَوْ يُعِيْدُوْكُمْ فِيْ مِلَّتِهِمْ وَلَنْ تُفْلِحُوْٓا اِذًا اَبَدًا ۝ وَكَذٰلِكَ اَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوْٓا اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيْهَا ۚ اِذْ يَتَنَازَعُوْنَ بَيْنَهُمْ اَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوْا عَلَيْهِمْ بُنْيَانًا ۭ رَبُّهُمْ اَعْلَمُ بِهِمْ ۭ قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا عَلٰٓي اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا ۝

ملحقات الترجمة
سلہ قوله فی قومنا یہ جو ہماری اشارة الی ان قولنا عطف بیان لا خبر سلہ قوله فی علیهم معبود ہونے اشارة الی حذف المضاف ای علی عبادتهم بمعنی معبوديتهم سلہ قوله الا الله الگ نہیں ہوئے ہو کہنا فی التحلذ فالعامل فی الاستثناء اعتزلتموهم لا يعبدون فافهم ولعل زيادة تتميم العلة للايواء لانها مجموع عبادة الله وترك عبادة غيره فافهم سلہ قوله فی ذلك ہدایت پانا الخ قال صاحب الروح ۱۲

اللغات ايقاظ جمع يقظ بكسر القاف قوله ذات اليمين اي جهة ذات يمين ... قوله الوصيد الفناء والعتبة كذا في القاموس ... قوله ازكى احل والمراد الحلال ... قوله رعبا منصول ثان ... قوله فابعثوا ... قوله طعاما ... قوله ازكى البلاغة قوله فابعثوا ... [illegible]

اور اے مخاطب تو (اگر اُس وقت جبکہ وہ غار مین گئے اور ہم نے اُن پر نیند کو مسلط کردیا) اُنکو دیکھتا تو بوجہ اسکے کہ اُن پر ظاہر آخواب کے آثار مثل آنکھ بند ہونے تغیر
سانس وغیرہ کچھ نمودار نہ تھے اور صرف آنکھ بند ہونا علامت یقینی نوم کی ہو نہین اسلیے) اُن کو جاگتا ہوا خیال کرتا حالانکہ وہ سوتے تھے اور (اُس سونیکے زمانہ
دراز مین) ہم اُنکو (کبھی) داہنی طرف اور (کبھی) بائین طرف کروٹ دیدیتے تھے اور (اُس حالت مین) اُنکا کتا (جو کسی ضرورت سے اُنکے پاس تھا اور ساتھ چلا آیا تھا
غار کی) دہلیز پر اپنے دونون ہاتھ پھیلائے ہوئے (بیٹھا) تھا (اور اُن کے رعب جلال خداداد کی یہ حالت تھی کہ) اگر (اے مخاطب) تو اُنکو جھانک کر دیکھتا تو اُن سے
پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑا ہوتا اور تیرے اندر اُن کی دہشت سما جاتی (غالبًا یہ سب اُمور اُنکے اسباب حفاظت ہین کیونکہ جسکو آدمی جاگتا ہوا سمجھتا ہے دفعۃً اُسکو گزند پہونچانے
کا حوصلہ نہین پڑتا اسیطرح کروٹین دینے سے اُن کا بدن مٹی کے کھالینے سے محفوظ رہا اسیطرح کتا بھی اجنبی آدمی کو آنے جانے سے روکتا ہے اور اگر وہ سوتا بھی ہوتا ہے
تو اجنبی آدمی کے آنے کے وقت اکثر اُسکی آنکھ کھل جاتی ہے اور دہلیز پر بیٹھا رہنا یہ حسب عادت اس جانور کے ہے کہ پہرہ کیواسطے اکثر دروازہ پر پڑ جاتا ہے اسیطرح اُنکی
صورتون کو ہیبت ناک کر دینا یہ بھی حفاظت کیواسطے ہے کہ ہر شخص کی ہمت وہان جانیکی نہو تو اس آیت مین عام لوگون کو خطاب ہے پس اس سے حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کا مرعوب ہونا لازم نہین آتا) اور (جسطرح ہم نے اُنکو اپنی قدرت محضہ سے اتنے دنون تک سُلایا) اسیطرح (بعد اس نوم طویل کے اپنی قدرت
سے ہم نے اُنکو جگا دیا تاکہ وہ آپس مین پوچھ پاچھ کرین (جس سے اخیر مین اُن کو حق تعالیٰ کی قدرت اور حکمت منکشف ہو چنانچہ) اُن مین سے ایک کہنے والے نے
کہا کہ تم (اس حالت نوم مین) کسقدر رہے ہوگے (جواب مین) بعضون نے کہا کہ (غالبًا) ایک دن یا ایک دن سے بھی کچھ کم رہے ہونگے (اس اندازہ کے لیے سورج
وغیرہ کے دیکھنے کی کوئی ضرورت نہین اکثر لوگ سو کر جب اُٹھتے ہین نیند بھرنے نہ بھرنے سے اندازہ وقت کا رائے سے کیا کرتے ہین) دوسرے بعضون نے کہا (کہ یوں کہ
اگر پہلے ہی لوگ اسکے قائل ہوئے تو عبارت یون ہوتی ربنا اعلم بما لبثنا غرض اُنہون نے کہا) کہ (اس کی تفتیش کی کیا ضرورت ہے یہ تو ٹھیک ٹھیک) تمہارا
خدا ہی کو خبر ہے کہ تم کسقدر رہے (اس جواب مین بھی اس قائل ہونے کی ضرورت نہین کہ اُن کے بال وناخن وغیرہ بڑھے ہوئے تھے اس سے شبہہ ہوا محض عبث
سمجھکر اس گفتگو سے روک دیا اور بال وناخن وغیرہ مین دونون احتمال ہین) اب (اس قصہ کو چھوڑ کر ضروری کام کرنا چاہیے وہ یہ کہ) اپنے (مجمع) مین سے کسیکو یہ
روپیہ (جو کہنے والے کے پاس ہوگا کیونکہ کچھ خرچ بھی لیکر چلے تھے غرضکہ کسیکو یہ روپیہ) دیکر شہر کیطرف بھیجو پھر وہ (وہان پہونچکر) تحقیق کرے کہ کونسا کھانا حلال
ہے (کیونکہ اُن کے زمانہ پوشیدگی غار مین بتون کا ذبیحہ بکثرت بکتا تھا) سو اُسمین سے تمہارے پاس کچھ کھانا لے آوے اور (سب) کام خوش تدبیری سے کرے (کہ
اُسکو کوئی پہچانے ایسی ہیئت ووضع سے جاوے اور نہ یہ کسیکو معلوم ہو کہ یہ بت کے ذبیحہ کو اسلیے تحقیق کرتا ہے کہ اُسکو حرام سمجھتا ہے) اور کسیکو تمہاری خبر نہونے دے
(کیونکہ) اگر وہ لوگ (یعنی اہل شہر جنکو وہ اپنے زعم مین اُسی زمانہ گذشتہ کے مشرکین سمجھے ہوئے ہین) کہین تمہاری خبر پا جاوین گے تو تمکو یا پتھرون سے مار ڈالین گے
(یہ کنایہ ہے مطلق قتل سے یا اُس زمانہ مین سزائے شدید کی یہی صورت ہوگی غرض تمکو ہلاک کر دین گے) یا (جبرًا) تمکو اپنے طریقہ مین پھر کرلین گے اور ایسا ہوا تو تمکو کبھی فلاح
نہوگی (وجہ یہ کہ گو حالت اکراہ مین تلفظ بالکفر مع اطمینان قلب بالایمان جائز ہے لیکن بکثرت ایسا بھی ہوتا ہے کہ ابتداءً اکراہ سے کفر کیا تھا پھر شیطان کے اغوار
سے دنیوی مصالح پر نظر کر کے اُسمین سہل انکاری کرتا ہے شدہ شدہ اُسکی برائی دل سے نکلجاتی ہے اور دل کھولکر کفر کرنے لگتا ہے چنانچہ ایسے واقعات ہوئے ہین
کہ کوئی شخص نیا مسلمان ہوا مگر اُسپر دباؤ ڈال کر پھر کفار نے اُسکو اپنے مین شامل کرلیا اول اول تنگی رہی پھر مساوات ہوگئی اور ویسا ہی ہوگیا نعوذ باللہ من ذلک
یا فلاح سے مراد فلاح کامل ہو یعنی اکراہ مین کفر کرنا رخصت ہے لیکن عزیمت کے ثواب سے تو جو کہ فلاح کامل ہے محروم رہیگی غرض اُنمین سے ایک شخص کھانا
لینے چلا روپیہ جو بازار مین دکھلایا تو کئی سو برس کے سکہ کا دوکاندار کو شبہہ چوری کا ہوا تب مجبور ہوکر اُنہون نے اپنا پورا قصہ بیان کیا حتیٰ کہ اسکا چرچا ہوا
جب پرانے لوگون نے کہا کہ ہان ہم نے اپنے بڑون سے سنا ہے کہ چند نوجوان اسطرح غائب ہوگئے تھے واقعی وہ لوگ یہی ہین چنانچہ اللہ تعالیٰ اسی مطلع
ہونے کے قصہ کو مع ایک حکمت کے فرماتے ہین) اور (ہم نے جسطرح اپنی قدرت سے اُنکو سُلایا اور جگایا) اسیطرح ہم نے (اپنی قدرت وحکمت سے اُس
زمانہ کے) لوگون کو ان (کے حال) پر مطلع کردیا تاکہ (منجملہ اور فوائد کے ایک فائدہ یہ بھی ہو کہ) وہ لوگ (اس واقعہ
سے استدلال کرکے) اس بات کا یقین (یا زیادہ یقین) کرلین کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے اور (وہ وعدہ
یہ (ہی) کہ قیامت کے ہونے) مین کوئی شک نہین (یقین یا زیادہ یقین دو باتین اس لیے کہین کہ یہ لوگ جن کو یہ علم
دینا مقصود تھا اگر کافر تھے تب تو یقین حاصل ہوگیا اور اگر مومن تھے تو زیادہ یقین ہوگیا۔ اور

ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ فی تحسبھم دیکھتا کذا فی روح المعانی لو رأیتھم الخ ۱۲

لہ قولہ فی لیعلموا منجملہ اور فوائد الخ اشارۃ الی ان الغایۃ لا انحصار فیھا وکذلک اکثر الغایات ۱۲

لہ قولہ فی وان الساعۃ وہ وعدہ الخ اشارۃ الی ان العطف تفسیری ۱۲

سَيَقُولُونَ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ وَيَقُولُونَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ ۚ وَيَقُولُونَ سَبْعَةٌ وَّثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ

بعضے لوگ تو کہیں گے کہ وہ تین ہیں چوتھا اُنکا کتا ہے اور بعضے کہیں گے کہ پانچ ہیں چھٹا اُن کا کتا ہے یہ لوگ بے تحقیق بات کو ہانک رہے ہیں اور بعضے کہیں گے کہ وہ سات ہیں آٹھواں اُنکا کتا ہے

قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَّا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيْلٌ ڬ فَلَا تُمَارِ فِيْهِمْ اِلَّا مِرَآءً ظَاهِرًا ۠ وَّلَا تَسْتَفْتِ فِيْهِمْ مِّنْهُمْ اَحَدًا ؏

آپ کہدیجیے کہ میرا رب ان کا شمار خوب جانتا ہے اُن کو بہت قلیل لوگ جانتے ہیں سو آپ اُنکے بارہ میں بجز سرسری بحث کے زیادہ بحث نہ کیجیے اور آپ اُنکے بارہ میں ان لوگوں میں سے کسی سے بھی کچھ نہ پوچھیے

تقریر اس حصول یقین کی یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام ہمیشہ سے بعث کی خبر دیتے آئے ہیں اور دلائل سمعیہ بھی اُسپر قائم ہیں غرض شرائط حصول یقین کے سارے موجود لیکن صرف ایک مانع کیوجہ سے کفار کو یقین نہیں ہوتا تھا اور وہ مانع استبعاد اور خرق عادت تھا اس واقعہ سے خرق عادت کا امکان ثابت ہوگیا بالخصوص اس نوم طویل و تیقظ کو موت اور بعثت سے ایک گونہ مشابہت بھی ہے پس وہ مانع مرتفع ہوگیا اور شرائط پہلے سے مجتمع تھے پس یقین مرتب ہوگیا چونکہ حصول یقین کی علت تامہ کا جزو اخیر یہی رفع مانع تھا اسلیے اسکو علت فرمایا گیا اور زیادہ یقین کا مرتب ہونا تو اور بھی ظاہر ہے اب یہ شبہہ نہ رہا کہ اس واقعہ سے امکان بعث تو معلوم ہو سکتا ہے لیکن تحقق بعث معلوم نہیں ہو سکتا اس تقریر سے علم بالامکان بوجہ رفع مانع کے موجب علم تحقیق بعث ہوگیا پھر اُسی زمانہ میں یا بعد کے زمانہ میں ان صاحبوں کے غار میں وفات پالی اور اطلاع وفات پر اُن کے متعلق اہل عصر میں ایک اختلاف ہوا جسکو آگے بیان فرماتے ہیں کہ) وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جبکہ اُس زمانہ کے لوگ اُن کے معاملہ میں باہم جھگڑ رہے تھے (اور وہ معاملہ اُس غار کا منہ بند کرنا تھا بغرض حفاظت اُن کی لاشوں کے یا یادگار قائم کرنا تھا بغرض نشان کے) سو اُن لوگوں نے کہا کہ اِن کے (غار کے) پاس کوئی عمارت بنوا دو (پھر اختلاف ہوا کہ کیا عمارت ہو کسی نے کچھ کہا کسی نے کچھ کہا اُس اختلاف کے وقت) اُن کا رب اُن کے احوال مختلفہ کو خوب جانتا تھا (بالآخر) جو لوگ اپنے (چاہے ہوئے) کام پر غالب (اور قادر) تھے (یعنی اہل حکومت کہ وہ اُسوقت دین حق پر تھے) اُنہوں نے کہا کہ ہم تو اِن کے پاس ایک مسجد بنا دینگے (تاکہ مسجد اس بات کی بھی علامت رہے کہ یہ لوگ عابد تھے اِنکو کوئی معبود نہ بنا لے جیسا کہ دوسری عمارات میں پرستش کا احتمال ہے)

ف پس مسجد بنانا اس مصلحت کے لیے اور دوسرے مفاسد بند کرنے کیلیے تھا سو اگر کسی زمانہ میں مسجد بنانے میں بھی کوئی مفسدہ ہونے لگے وہ بھی ناجائز ہوگی جیسا قواعد شرعیہ شاہد ہیں پس آیت اباحت فی نفسہ سے زائد پر دال نہیں اور شاید اس تنازع کے ذکر کرنے سے بھی انکی حفاظت نعشوں کی اور پھر بنانے مسجد سے انکی حفاظت معبودیت بیان فرمانا مقصود ہے تاکہ معلوم ہو جاوے کہ اُنھوں نے ہم پر توکل کیا اور اطاعت کی ہم نے ہر طرح سے کیسی حفاظت کی ربط یہانتک قصہ اصحاب کہف کا بقدر اقتضاے مقام ختم ہو چکا چونکہ اس قصہ میں ناقلین بعض بعض اجزا میں اختلاف رکھتے تھے اسلیے اُسکو منکر اہل اختلاف کیجانب سے اُن اختلافات کے اظہار کا محل تھا خصوص اُن اجزا میں جو اوپر اجمال و ابہام کیساتھ مذکور ہوئے ہیں جیسے فتیۃ کہ مبہم ہے اسمیں انکا عدد مصرح نہیں اور جیسے سنین عددا کہ اسمیں عدد سنین کی تعیین نہیں اسلیے آگے بالخصوص اِن دونوں اختلافوں سے تصریحا تعرض کرکے ایک سے تو اول کلام میں منطوقا سیقولون الخ اور دوسرے سے آخر کلام میں مفہوما ولبثوا الی قولہ قل اللہ اعلم الخ اور دوسرے اختلافوں کو متفا لیسہ پر چھوڑ کر ساتھ ساتھ اور درمیان میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ان اختلافات کے وقت طرز مخاطبت کی نہایت اعلیٰ تعلیم فرماتے ہیں حاصل طرز مذکور کا یہ ہے کہ مجموعہ متکلم و مخاطب کی جانب میں تین امر ہیں دعویٰ استفہام اعتراض پس دعویٰ مخالف کے دفع کی تو اظہار غلطی کیلیے نقل صحیح قرآنی پیش کر کے قل ربی اعلم اور قل اللہ اعلم کہدینے کو کافی فرمایا اور انکے استفہام کی نسبت جبکہ اسکا جواب وحی میں منقول نہ ہو ہو قابل جواب بھی ہو اور اس بنا پر جواب کا وعدہ کر لیا جاوے لا تقولن الخ میں اس عدہ کو مشیت الٰہیہ پر معلق کرنیکا بعنوان عام حکم فرمایا اور استفہام مذکور میں یہ قیود اسلیے لگائی گئیں کہ جسکا جواب وحی میں منقول ہو چکا ہو اسمیں عدہ جواب کی جگہ خود جواب ہی آچکا ہے اسیطرح جو قابل جواب نہو اسمیں بھی وعدہ جواب نہوگا اسلیے یہ دونوں صورتیں بحث میں داخل نہیں اب رہا اعتراض جو محض عناد آمیز ہو اسکے جواب میں زائد مشغول ہونے سے لا تمار الخ میں منع فرمایا یہ تین امر تو مخالفین کیجانب سے ہوئے اب رہے یہی تینوں امر جو آپکی طرف سے ہوں تو دعوے کے اثبات میں تو نقل صحیح جسکی صحت خود اسکی اعجاز سے ثابت ہے پیش کرنیکو اور اس سے زائد کاوش نکرنیکو ارشاد فرمایا چنانچہ لا تمار الخ میں یہ بھی داخل ہے اور استفہام سے بوجہ اسکے غیر ضروری ہونے کے لا تستفت الخ میں ممانعت فرمائی اب رہا اعتراض سو لا تمار الخ میں اسکی ممانعت بھی آگئی یہی حاصل آیات آیندہ کا ہے وجہ ارتباط وجہ تخصیص تعرض عدد و مدت لبث عدم اجتماع فی الذکر یعنی ذکر عدد اول و ذکر مدت لبث در آخر بغرض حفاظت اختلافات بمجموعہ کلام بقصد اظہار مقصودیت ذکر اختلاف مطرز عمل متعلق اختلاف و للہ الحمد علی ما افہمنی اسلوب ہذا المقام تعلیم مکالمات و محاصمات

سَيَقُولُونَ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ وَيَقُولُونَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ ۚ وَيَقُولُونَ سَبْعَةٌ وَّثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَّا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيْلٌ ڬ فَلَا تُمَارِ فِيْهِمْ اِلَّا مِرَآءً ظَاهِرًا ۠ وَّلَا تَسْتَفْتِ فِيْهِمْ مِّنْهُمْ اَحَدًا ﴿۲۲﴾

ملحقات الترجمۃ

قولہ فی اذ یتنازعون قائل ذکر ہو من المواہب کذا ارجاع الضمیر فی ربہم اعلم بہم الی المتنازعین —

۵۲ قولہ فی توضیح بنیانا عمارت اس قارۃ کا من الکشاف وقولہ بغرض نشان من غیرہ ۱۲

۵۳ قولہ فی توضیح لنتخذن اس بات کی بھی یعنی احد الغرضین المذکورین من الکشاف وغیرہ ۱۲

النحو قولہ رجما حال بمعنی راجمین **البلاغۃ** قولہ رابعہم فقد یراد فی مثل ہذا الترکیب تشریف المضاف کما ہہنا انہ کان کانہ واحد منہم وقد یراد تشریف المضاف الیہ کما فی قولہ علیہ السلام اسد اللہ کما ہو ظاہر و قد لا و لا لکثرۃ کقالی ما یکون من نجوی ثلثۃ الا ہو رابعہم الخ قولہ رجما بالغیب ای راجمین بالخبر الذی خفی علمہ و یراد بالرجم التکلم من غیر علم لانہ مشابہ برجم الحجارۃ فلما تعیب المرحوم علی الساد قولہ وثامنہم ہذہ الواو لصوق الصفۃ بالموصوف

وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِکَ غَدًا ۙ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ ۫ وَاذْکُرْ رَّبَّکَ اِذَا نَسِیْتَ وَقُلْ عَسٰٓی اَنْ یَّهْدِیَنِ رَبِّیْ لِاَقْرَبَ مِنْ هٰذَا رَشَدًا ۝ وَلَبِثُوْا فِیْ کَهْفِهِمْ

اور آپ کسی کام کی نسبت یون نہ کہا کیجیے کہ مین اسکو کل کردونگا مگر خدا کے چاہنے کو ملا دیا کیجیے اور جب آپ بھول جاوین تو اپنے رب کا ذکر کیا کیجیے اور کہدیجیے کہ مجھکو امید ہے کہ میرا رب مجھکو دلیل نبوت بننے کے اعتبار سے اس سے بھی نزدیک تر بات بتلادے اور وہ لوگ

ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِیْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا ۝ قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا ۚ لَهٗ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَبْصِرْ بِهٖ وَاَسْمِعْ ؕ مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِیٍّ ۫ وَّلَا یُشْرِکُ فِیْ حُکْمِهٖۤ اَحَدًا ۝

اپنے غار مین تین سو برس تک رہے اور نو برس اور زیادہ رہے۔ آپ کہدیجیے کہ خدا تعالیٰ انکے رہنے کی مدت کو زیادہ جانتا ہے تمام آسمانون اور زمین کا علم غیب اسی کو ہے وہ کیسا کچھ دیکھنے والا اور کیسا کچھ سننے والا ہے انکا خدا کے سوا کوئی بھی مددگار نہین اور نہ اللہ تعالیٰ کسی

وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِکَ غَدًا اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ وَاذْکُرْ رَّبَّکَ اِذَا نَسِیْتَ وَقُلْ عَسٰٓی اَنْ یَّهْدِیَنِ رَبِّیْ لِاَقْرَبَ مِنْ هٰذَا رَشَدًا وَلَبِثُوْا فِیْ کَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِیْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا لَهٗ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَبْصِرْ بِهٖ وَاَسْمِعْ مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا یُشْرِکُ فِیْ حُکْمِهٖۤ اَحَدًا (تفسیر) آپ اصحاب کہف کا قصہ بیان کر رہے تھے بعضے لوگ کہینگے کہ وہ تین ہین چوتھا

کتا ہے اور بعضے کہین گے کہ وہ پانچ ہین چھٹا اُن کا کتا ہے (اور) یہ لوگ (تحقیق بات کو) ہانک رہے ہین اور بعضے کہین گے کہ وہ سات ہین اور آٹھوان اُن کا کتا ہے آپ

(ان اہل اختلاف سے) کہدیجیے کہ میرا رب اُن کا شمار خوب (صحیح صحیح) جانتا ہے (کہ آیا ان اقوال متعارضہ مین سے کوئی قول صحیح ہے یا سب غلط ہین) اُن (کے شمار) کو (صحیح صحیح) بہت قلیل لوگ جانتے ہین (اور چونکہ کوئی فائدہ معتد بہا اسکی تعیین کے متعلق نتھا لہذا اس اختلاف کا کوئی صریح فیصلہ آیت مین نہین فرمایا لیکن

روایات مین حضرت ابن عباسؓ و ابو مسعودؓ کا قول آیا ہے انا من القلیل کہ مین اُن ہی قلیل مین سے ہون اور وہ سات تھے کذا فی الدر المنثور عن ابن ابی حاتم

وغیرہ اور آیت مین بھی اشارۃً اسکی صحت مفہوم ہوتی ہے کیونکہ اس اخیر قول کو نقل کر کے اسکا رد نہین فرمایا واللہ اعلم) سو (اگر اسپر بھی وہ لوگ اختلاف سے باز نہ آوین

تو آپ (ان لوگون سے) اُن (اصحاب کہف) کے عدد وغیرہ کے بارے مین بجز سرسری بحث کے زیادہ بحث نہ کیجیے (سرسری بحث سے یہ مراد ہے کہ آپ وحی کے موافق اُن

کے روبرو قصہ بیان کر دیجیے اور زیادہ سوال و جواب نہ کیجیے اسکو بحث اسلیے کہا کہ آخر تلاوت وحی سے اُسکے معارض قول کی تغلیط تو ضرور ہی ہوگی بالخصوص رجم

بالغیب اور قل ربی اعلم اور امثال اسکے سے مگر چونکہ اُسمین بار بار رد و قدح نہین ہے اسلیے یہ بحث سرسری قرار دیگئی اور اس نہی کے مضمون مین اُن کے اعتراض

کے جواب مین زیادہ مشغول ہونا اور اپنے دعوے کے اثبات مین زیادہ کاوش کرنا یا اُنپر اعتراضات کرنا یہ سب آگیا) اور (جسطرح زیادہ بحث کرنے سے ممانعت کیگئی ہے

اسیطرح آپ کو ان سے کچھ پوچھنے سے بھی ممانعت ہے پس) آپ اُن (اصحاب کہف) کے بارے مین ان لوگون مین سے کسی سے بھی کچھ نہ پوچھیے (کیونکہ وحی مین

ضروری کی تعلیم ہو چکی اور غیر ضروری غیر ضروری ہے) اور (اگر یہ لوگ آپ سے کوئی بات قابل جواب دریافت کرین اور آپ جواب کا وعدہ کرین تو اسکے ساتھ

انشاء اللہ تعالیٰ ملا لیا کیجیے بلکہ ہر بات جو ہو سکے اُسمین کوئی بات ضرور ملا لیا کرین بلکہ وعدہ جواب کی کیا تخصیص ہے ہر امر مین اسکا لحاظ رکھیے پس) آپ کسی کام کی نسبت یون نہ کہا

کیجیے کہ مین اسکو (مثلاً) کل کر دونگا مگر خدا کے چاہنے کو ملا دیا کیجیے (یعنی انشاء اللہ تعالیٰ وغیرہ بھی ساتھ کہدیا کیجیے اور آیندہ ایسا نہو جیسا اسکے قبل ہو گیا

کہ آپ سے روح و اصحاب کہف و ذو القرنین کا قصہ پوچھا گیا تو آپ نے وحی کے بھروسہ زبان سے انشاء اللہ کہے وعدہ فرما لیا کہ کل جواب دیدونگا چنانچہ پندرہ

روز تک وحی نازل نہوئی اور آپکو بڑا غم ہوا اُسکے بعد جواب کے ساتھ یہ حکم بھی نازل ہوا کذا فی اللباب عن ابن عباس) اور جب آپ (اتفاقاً انشاء اللہ تعالیٰ کہنا

بھولجاوین (اور پھر کبھی یاد آوے) تو (اسوقت انشاء اللہ تعالیٰ کہکر) اپنے رب کا ذکر کر لیا کیجیے (یعنی جب یاد آوے کہہ لیا کیجیے) اور یہ حکم افادہ برکت کے اعتبار سے ہے کہ

وعدہ وغیرہ مین مقصود ہے تعلیق و ابطال اثر کے اعتبار سے نہین ہے جو کہ طلاق و عتاق و یمین وغیرہ مین مقصود ہے پس اُسمین متصل کہنا ابطال اثر مین مفید ہوگا اور منفصل

مفید نہوگا) اور (ان لوگون سے یہ بھی) کہدیجیے کہ (تم نے جو امتحان نبوت کے لیے اصحاب کہف کا قصہ مجھ سے پوچھا تھا جسکا جواب دینا میری نبوت کے دلائل مین سے ہے

سو یہ نہ سمجھا جاوے کہ میرے نزدیک اس سوال کا جواب دیدینا کوئی اعظم الدلائل اور سرمایہ ناز و افتخار ہے جیسا تم نے اس قصہ کو عجیب تر سمجھکر پوچھا ہے اور اسکے جواب کو

اعظم دلائل سمجھتے ہو سو چونکہ یہ قصہ اعجب الآیات نہین ہے جیسا تمہید قصہ مین بھی فرمایا گیا ہے ام حسبت الخ اسلیے میرے نزدیک یہ دلالۃ علی النبوۃ مین سب سے اعظم و اقرب نہین ہے مطلب یہ کہ میری

نبوت الی سالۃ الحق و متقین ہے کہ اُسپر استدلال کرنیکے لیے جس دلیل کو تم اعظم سمجھتے ہو مین اُس سے بھی اعظم دلیلین اپنے پاس رکھتا ہون چنانچہ اُنمین سے بعض دلائل تو ہوچکے تمہارے روبرو جیسے عقلی

اعجاز قرآن وغیرہ کے یقیناً اس سوال کے جواب سے دلالت علی المدعا مین فائق تر ہے کہ کوئی شخص کسی طرح اُسکی نظیر نہین بخلاف جواب سوال کے کہ گو میرے اعتبار سے وہ معجزہ ہے لیکن عالم بالنقل بھی ایسے سوالات کا جواب

دے سکتا ہے اور بعضے ایسے دلائل کی نسبت مجھکو امید ہے کہ میرا رب مجھکو (نبوت کی) دلیل بننے کے اعتبار سے اس (قصہ) سے بھی نزدیک تر بات بتلادے (چنانچہ اصحاب کہف سے بھی زیادہ حیرتناک زمانہ قدیم

کا جسکا پتہ نہ چل سکتا تھا وہ وحی سے بتلادیئے گئے کہ وہ یقیناً اس قصہ کے جواب سے اخبار عن الغیب مین زیادہ عجیب و غریب ہین اور جیسا ان لوگون کا انکی عدد مین اختلاف ہے

ملحقات الترجمة

ا قولہ فی سیقولون کہینگے کما فی الروح انہ اخبار قبل الوقوع ۲ قولہ فی ثلثۃ وہ اشارۃ الی انہ خبر لمبتدا مقدر ۳ قولہ فی ویقولون کہین گے اشارۃ الی اعتبار السین فیہ ایضاً لتفریع العطف ۴ قولہ فی ما یعلمهم انکے شمار اشارۃ الی حذف المضاف ای عددہم ۵ قولہ فی لا تمار فیهم عدد وغیرہ فیہ زیادۃ لفظ غیرہ نظراً الی ما فی التمهید من قولہ متعلقہ بہ الآیۃ ۶ قولہ فی لا تستفت کچھ دل علیہ لانہ الاستفسار ۷ قولہ فی الا ان یشاء اللہ اسکے ہم معنے کو قولہ تعالیٰ عسی ان یہدین فانہ ایضاً رجاء و تفویض الی اللہ تعالیٰ فسبحان اللہ ما احسن الارشاد حیث ارشد الی التحری عما ارشد الی کلمۃ تبارک ۸ قولہ فی لشایء کام لان الشیء عام خصصہ وقوع فلک المراد بالشیء معمول الفاعل فکان الشیء لا محالۃ فعلا مفعولا ۹ قولہ فی غدا مثلاً اشارۃ الی ان المراد الزمان المستقبل والتعبیر بالغد لوقوعہ فی کلامہ صلی اللہ علیہ وسلم فی جوابہ هذا کما فی اللباب ۱۰ قولہ فی قل عسی یہ نہ سمجھا جاوے انکما فی الروح ان فیہ تہوینا للقصۃ ای کما کان فی ما سبق من قولہ ام حسبت ۱۱ قولہ فی رشدا دلیل نبوت کما فی الروح ارشاد الناس و دلالۃ علی النبوۃ ۱۲

النحو قولہ الا ان یشاء استثناء مفرغ من اعم الاحوال تقدیرہ لا تقولن فی حال الا فی حال ملابسۃ القول بمشیۃ اللہ تعالیٰ بان تذکرہا بالملابسۃ الذکریۃ ولا اعتبار علی ہذا المعنی ۔ قولہ ازدادوا ضمیر راجع الی اصحاب الکہف ای ازدادوا مدۃ اللبث و تسعا مفعول الی واحد

اسیطرح مدت نوم مین بھی اختلاف ہی جسمین امر واقعی ہم بتلاتے ہین کہ) وہ لوگ اپنے (اُس) غار مین (حالت خواب مین) تین سو برس تک رہے اور نو برس اوپر اور رہے (اور اگر اسکو سُنکر بھی اختلاف کرین تو آپ کہدیجیے کہ خدا تعالیٰ اُنکے (غار مین) رہنے کی مدت کو (تم سے) زیادہ جانتا ہی (پس جو اُسنے بتلا دیا وہی صحیح ہی اور وہ اس قصہ کو زیادہ کیون نہ جانتا اُسکی تو یہ شان ہی کہ) تمام آسمانون اور زمین کا علم غیب اُسی کو ہی وہ کیسا کچھ دیکھنے والا اور کیسا کچھ سننے والا ہی (پس اُنکو چاہیے کہ ایسے صاحب علم محیط کے ساتھ دعوی علم بالمعلومات مین معارضہ نکرین ورنہ مستحق سزا ہونگے اور سزا کے وقت) اُن کا خدا کے سوا (جتنے ہین اُنمین سے) کوئی بھی مددگار نہین ہوگا جو اپنی رائے سے مدد کرے) اور نہ اللہ تعالےٰ کسی کو اپنے حکم مین شریک (کیا) کرتا ہی (کہ شریک مشورہ بنکر کسی کے نفع رسانی کی رائے دے سکے خلاصہ یہ کہ نہ کوئی مزاحم ہی نہ کوئی شریک ہے پس ایسے عالیشان سرکار کی مخالفت سے بہت حذر کرنا چاہیے) **ف** اُن کے سات ہونے کے متعلق مدارک مین ایک اور لطیفہ بھی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہی کہ جب وہ سوکر اُٹھے ہین اُس قصہ مین ارشاد ہی قال قائل ایک تو یہ ہوا آگے ہی قالوا لبثنا تین یہ ہوئے پھر آگے ہی قالوا ربکم تین یہ ہوئے اور ظاہر اسب قائل متغائر معلوم ہوتے ہین اور جمع کے درجۂ اقل سے زائد ہونا محتاج دلیل ہی اور اصل انتفا ہی مین کہتا ہون کہ یہ لطیفہ مؤید دلیل ہو سکتا ہی مستقل دلیل نہین ہو سکتا جیساکہ ظاہر ہی اور انشاء اللہ کہنے کے متعلق مسائل مفصلاً کتب فقہ مین مذکور ہین حاصل اس مقام کا اتنا ہی کہ آیت مین تفویض کے طور پر انشاء اللہ تعالیٰ کہنے کا بیان ہی سو فصل مدت اسمین مانع نہین اور نہ تبرک الحکم کے طور پر کہنے کا بیان نہین ہی جسمین فصل مانع ہی اور ظاہراً یہ انشاء اللہ تعالیٰ زبان سے کہنا مستحب ہی لیکن خواص کی پھر اخص الخواص صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ارفع ہوتی ہی اسلیے ترک مستحب پر بھی وحی مین دیر ہو گئی اور لبثوا الخ سے ظاہراً معلوم ہوتا ہی کہ حق تعالیٰ نے اُن کی مدت لبث کی خبر دی ہی اور بعض نے ابن عباس رضی سے نقل کیا ہی کہ مقصود اس سے بھی مثل سیقولون الخ کے دوسرے لوگون کا قول نقل کرنا اور قل اللہ اعلم سے اُسکا رد کرنا ہی اور یقولون یہان مقدر ہی یا اوپر کے سیقولون پر عطف ہی لیکن اس قول کی کوئی دلیل نہین اور اگر قل اللہ اعلم کو دلیل کہا جاوے جیساکہ اُس روایت مین اسی سے استدلال منقول ہی تو لازم آتا ہی کہ اوپر جو قل ربی اعلم کہا گیا ہی اُس سے بھی سب اقوال کا رد کرنا مقصود ہو حالانکہ خود ابن عباس رضی سے تیسرے قول کا صحیح ہونا اثنائے ترجمہ مین نقل کیا گیا ہی پس ظاہراً یہ روایت اور یہ استدلال ابن عباس رضی سے ثابت نہین اور ظاہر سیاق سے وہی ہی جو اوپر نقل کیا گیا اور اللہ اعلم کی تقریر خود ترجمہ سے ظاہر ہو رہا ہی کہ اس تقدیر پر اللہ تعالیٰ نے عدد کی تعیین تو اشارۃً فرمائی اور مدت لبث کی تعیین صراحۃً فرمائی اسکی کیا وجہ ہی تو عجب نہین کہ اسکی وجہ یہ ہو کہ یہ واقعہ نوم طویل کا بوجہ نمونہ بعث ہونے کے قدرت الٰہیہ اور امکان بعث پر زیادہ دال ہی بخلاف اُن کے سبعہ ہونے کے اور اہل مکہ کو اس مضمون کی زیادہ ضرورت تھی اسلیے اسکی تصریح کر دیگئی واللہ اعلم اور اگر اُس روایت کو خدشات سے صاف مان لیا جاوے تب بھی اُسکا مدلول اسقدر ہوگا کہ اس عدد خاص مین کلام ہی لیکن شروع قصہ مین سنین عدداً سے تصریحاً سالہا سال تک سونا معلوم ہوتا ہی پس بعض معاصرین منکرین خوارق کا اس روایت سے سالہا سال تک سونیکی نفی پر استدلال کرنا محض لغو ہی اور سنین والی آیت مین تحریف معنوی کرنا اُس سے زیادہ منکر اور اقبح ہی رہا یہ کہ مختصر الفاظ کیون نہ رکھدیے ثلثمائۃ وتسع سنین میرے نزدیک سبب یہ ہی کہ اس عبارت مین لفظ سنین ثلثمائۃ سے دور ہو جاتا تو جیسے تین سو سال کے معنی پر اب صریح دلالت ہی اُسوقت نہ ہوتی اور یہ دلالت بسبب تنبیہ کفار کے قدرت الٰہیہ پر فی نفسہ مقصود ہی اور اگر دونون جگہ سنین آتا تو تطویل ہوتی اور اگر کوئی کہے کہ اب تسع کی دلالت بھی سال کے معنی پر صریحہ دلالۃً نہین گو قرینہ مقام دال ہی جواب یہ ہی کہ یہ مقصود مذکور مین منحصر نہین دوسرے تسع بہت چھوٹی کسر ہی بہت بڑے عدد پر اسلیے وازدادوا کی لفظ سے اس کی زیادۃ اور علاوہ یعنی کسر ہونے پر صراحۃً دلالت فرما دی گئی واللہ اعلم اور تین سوالون مین سے دو مین ویسئلونک لانا اور اس قصہ مین نہ لانا شاید اسوجہ سے ہو کہ امر روح باعتبار خفاء ماہیت کے اور امر ذی القرنین بوجہ بعد زمان کے سوال کے قابل تھے بخلاف اس قصہ کے کہ دونون امر اسمین نہین ہین عالم حس مین واقع ہونے سے عدم خفا تو ظاہر ہی اور عدم بعد زمان کا بیان ابھی آتا ہی اسلیے یسئلون کا نہ لانا اشارہ اسطرف ہو گیا کہ یہ سوال ہی کے قابل زیادہ نہ تھا پس یسئلون کا نہ لانا اسی نفی عجب مزعوم اہل کتاب کو مفید ہی جسکو آیت ام حسبت اور آیت قل عسی الخ مفید جواب جانا مگر اس قصہ کے متعلق اور رہ گئے ایک یہ کہ مذہب عیسوی محرف ہو چکا تھا پھر اصحاب کہف کے قبول کے لیے وہ کیسے کافی ہوا جواب یہ ہی کہ ممکن ہی بعض بعض علماء کے پاس اسوقت مذہب محفوظ ہو دوسرے یہ کہ اِن کا زمانہ کون سا تھا تفسیر حقانی مین تاریخ سے

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ ما لبثوا مدت اشارۃ الی ان امر لبثوا یعلوہ المدۃ والعاد معرفۃ

وَاتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنْ کِتَابِ رَبِّکَ ۚ لَا مُبَدِّلَ لِکَلِمٰتِہٖ ۚ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِہٖ مُلْتَحَدًا ۝ وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ

اور آپ کے پاس جو آپ کے رب کی کتاب وحی کے ذریعہ سے آئی ہے وہ پڑھ دیا کیجیے اس کی باتوں کو کوئی بدل نہیں سکتا اور آپ خدا کے سوا اور کوئی پناہ نہ پاوینگے اور آپ اپنے کو ان لوگوں کے ساتھ مقید رکھا

الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدٰوۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْہَہٗ وَلَا تَعْدُ عَیْنٰکَ عَنْھُمْ ۚ تُرِیْدُ زِیْنَۃَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا ۚ وَلَا تُطِعْ

کیجیے جو صبح و شام اپنے رب کی عبادت محض اس کی رضا جوئی کیلیے کرتے ہیں اور دنیوی زندگانی کی رونق کے خیال سے آپکی آنکھیں ان سے ہٹنے نہ پاویں اور ایسے شخص کا کہنا نہ مانیے

مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَہٗ عَنْ ذِکْرِنَا وَاتَّبَعَ ھَوٰىہُ وَکَانَ اَمْرُہٗ فُرُطًا ۝ وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّکُمْ ۣ فَمَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْیَکْفُرْ ۙ

جسکے قلب کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر رکھا ہے اور وہ اپنی نفسانی خواہش پر چلتا ہے اور اس کا حال حد سے گزر گیا ہے اور آپ کہدیجیے کہ حق تمہارے رب کیطرف سے ہے سو جسکا جی چاہے ایمان لاوے اور جسکا جی چاہے کافر رہے

اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِیْنَ نَارًا ۙ اَحَاطَ بِھِمْ سُرَادِقُھَا ۭ وَاِنْ یَّسْتَغِیْثُوْا یُغَاثُوْا بِمَآءٍ کَالْمُھْلِ یَشْوِی الْوُجُوْہَ ۭ بِئْسَ الشَّرَابُ ۭ وَسَآءَتْ

بیشک ہم نے ایسے ظالموں کیلیے آگ تیار کر رکھی ہے کہ اس آگ کی قناتیں انکو گھیرے ہونگی اور اگر فریاد کرینگے تو ایسے پانی سے انکی فریاد رسی کیجاویگی جو تیل کی تلچھٹ کیطرح ہوگا منہوں کو بھون ڈالیگا کیا ہی برا پانی ہوگا اور

مُرْتَفَقًا ۝ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِیْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ۚ اُولٰۗئِکَ لَھُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھِمُ الْاَنْھٰرُ

وہ دوزخ کیا ہی بری جگہ ہوگی بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیے تو ہم ایسوں کا اجر ضائع نہ کرینگے جو اچھی طرح کام کو کرے ایسے لوگوں کیلیے ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں انکے نیچے نہریں بہتی ہونگی انکو

یُحَلَّوْنَ فِیْھَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَھَبٍ وَّیَلْبَسُوْنَ ثِیَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَّکِـِٕیْنَ فِیْھَا عَلَی الْاَرَآئِکِ ۭ نِعْمَ الثَّوَابُ ۭ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ۝

وہاں سونے کے کنگن پہنائے جاوینگے اور سبز رنگ کے کپڑے باریک اور دبیز ریشم کے پہنینگے وہاں مسہریوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہونگے کیا ہی اچھا صلہ ہے اور کیا ہی اچھی جگہ ہے۔

ع ۹ / ۱۶

نقل کیا ہے کہ سنہ ڈھائی سو عیسوی میں ایک ظالم بادشاہ تھا اور تین سو سال سونے کے ملائے جاویں تو ساڑھے پانسو عیسوی ہوتے ہیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تخمیناً ۵۷۰ء میں پیدا ہوئے ہیں تو اس حساب سے انکی بیداری آپکی ولادت شریفہ سے بیس برس پہلے ہوئی تیسری بات یہ کہ یا اب مر گئے یا ابھی ظاہر اکثر روایات سے یہی ہے کہ اسی زمانہ کے قریب انتقال کر گئے تھے واللہ اعلم فقط چوتھا امر یہ کہ ان کا مقام کونسا تھا سو تفسیر حقانی میں اسکا نام افسوس اور طرسوس اور اشیار کو چاپ کا ایک شہر لکھا ہے جو اب شکل ویران قصبے حضرت سلطان کی حکومت میں ہے اور آبادی سے تین کوس وہ غار کئی میل کا ہے فقط ربط اوپر رسالت کی بحث چلی آتی تھی اور اسکی تقریب کیلیے قصہ اصحاب کہف کا بیان کیا گیا ہے آگے بھی منصب رسالت کے حقوق و آداب مذکور ہیں جسکا حاصل استغنا کے ساتھ تبلیغ کرنا اور مصدقین کو باوجود ان کی شکستہ بالی کے مکذبین پر باوجود انکی خوشحالی کے ترجیح دینا ہے چنانچہ شان نزول بھی اسکا یہی ہے کہ بعض رؤسا مشرکین نے آپسے درخواست کی تھی کہ ہمارے آنے کیوقت ان فقراء غرباء کو ہٹا دیا کیجیے جسکی تفصیل پارہ ہفتم کے نصف کے ذرا بعد آیت و انذر بہ الذین یخافون و لا تطرد الذین الخ کی تفسیر میں گذر چکی ہے

بعض آداب تبلیغ وَاتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنْ کِتَابِ رَبِّکَ ۚ لَا مُبَدِّلَ لِکَلِمٰتِہٖ ۚ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِہٖ مُلْتَحَدًا ﴿۲۷﴾ وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدٰوۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْہَہٗ وَلَا تَعْدُ عَیْنٰکَ عَنْھُمْ ۚ تُرِیْدُ زِیْنَۃَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَہٗ عَنْ ذِکْرِنَا وَاتَّبَعَ ھَوٰىہُ وَکَانَ اَمْرُہٗ فُرُطًا ﴿۲۸﴾ وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّکُمْ ۣ فَمَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْیَکْفُرْ ۙ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِیْنَ نَارًا ۙ اَحَاطَ بِھِمْ سُرَادِقُھَا ۭ وَاِنْ یَّسْتَغِیْثُوْا یُغَاثُوْا بِمَآءٍ کَالْمُھْلِ یَشْوِی الْوُجُوْہَ ۭ بِئْسَ الشَّرَابُ ۭ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا ﴿۲۹﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِیْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ﴿۳۰﴾ اُولٰۗئِکَ لَھُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھِمُ الْاَنْھٰرُ یُحَلَّوْنَ فِیْھَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَھَبٍ وَّیَلْبَسُوْنَ ثِیَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَّکِـِٕیْنَ فِیْھَا عَلَی الْاَرَآئِکِ ۭ نِعْمَ الثَّوَابُ ۭ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ﴿۳۱﴾ ع

ملحقات الترجمة

۱ قولہ فی التمہید شان نزول کما فی الدر المنثور قال جاءت المؤلفة قلوبہم الی قولہ فانزل اللہ واتل ما اوحی الخ وفیہ فی قولہ ولا تطع نزلت فی امیۃ بن خلف اھ قلت والآیۃ علی بعض الروایات مدنیۃ کما فی الروح من قولہ علیہ تکون الآیات مستثنات من حکم السورۃ ای الحکم بکونہ مکیۃ ۲

اللغات قولہ ملتحدا ملجأ تزولہ لا تعد لا تتجاوز قولہ فرطا افراطا ۱۲ السرادق معرب سراپردہ وقیل سرادق قیل سارما احاط بوضع من حائط او مضرب او خباء ۱۲ المہل فسر فی الحدیث بعکر الزیت وایضا ذکرہ فی القاموس ۱۲ المرتفق فی الروح المتکأ والمجلس آہ وقیل مجلس الراحۃ خاصۃ فعلیۃ یکون قبیلۃ اکثر او التہکم ۱۲ العدن الاقامۃ ۱۲ قولہ اساور جمع اسورۃ جمع سوار ۱۲ قولہ سندس واستبرق سرقان رقیق من دیباج وغلیظ **النحو** قولہ تریدحال فلا اشکال قولہ من اساور من فیہ للابتدائیۃ والثانیۃ بیانیۃ ۱۲ **البلاغۃ** قولہ یریدون وجہہ ای رضاہ قال السہیل ان الوجہ اذا اضیف الیہ تعالی یراد بالرضا والطاعۃ المرضیۃ مجازا لان من رضی علی شخص تقبل علیہ ومن غضب یعرض عنہ کذا فی الروح قولہ یحلون بنیا للمفعول لیدلہ ولبسوا بنیا للفاعل اشعارا بانہم لا یتعاطون التحلیۃ بانفسہم وانما یفعلہ الخدم وکذلک الملوک فی الدنیا یلبسہم التیجان وتحوہا خدمہم واسند اللبس الیہم لان الانسان یتعاطی ذلک بنفسہ خصوصا اذا کان فیہ ستر العورۃ کذا فی الروح ۱۲

اور آپ کا کام صرف اسقدر ہی کہ) آپ کے پاس جو آپ کے رب کی کتاب وحی کے ذریعہ سے آئی ہی وہ (لوگون کے سامنے) پڑھ دیا کیجیے (اس سے زیادہ فکر نہ کیا کیجیے اور یہ نہ سوچیے کہ بڑے لوگ اگر مخالف رہے اور انکی دلجوئی نکی گئی تو دین کی کسطرح ترقی ہوگی اسکی ترقی کا تو ہم وعدہ کر چکے ہین) اور اسکی باتونکو (یعنی وعدون کو) کوئی بدل نہین سکتا (یعنی مخالفین کو یہ قدرت نہین ہی کہ خدا تعالیٰ وعدہ پورا کرنے نہ دین اور وہ اسکو پورا نہ ہونے دین اور حق تعالیٰ کو تبدیل پر قادر مین مگر دوسرے دلائل سے معلوم ہی کہ وہ تبدیل واقع نکرینگے پھر کسیکی مخالفت سے کیا ضرر) اور (اگر انکی ایسی دلجوئی کی کہ احکام الٰہیہ متروک ہوگئے تو پھر) آپ خدا کے سوا اور کوئی پناہ (بھی) نپا وینگے (اور گو اسکا وقوع رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بدلائل شرعیہ محال ہو لیکن مقصود اس سے اس فعل کے اثر بیان کرنے مین مبالغہ ہی) اور (جیسا ان رؤسا کفار سے استغنار کا حکم ہی اسیطرح فقرا مسلمین کے حال پر مزید التفات و توجہ کا آپ کو حکم ہی پس) آپ اپنے کو ان لوگون کے ساتھ (بیٹھنے مین) مقید رکھا کیجیے جو صبح و شام (یعنی علی الدوام) اپنے رب کی عبادت محض اوسکی رضا جوئی کیلیے کرتے ہین (اور ان کی کوئی دنیوی[1] غرض نہین ہی) اور دنیوی زندگانی کی رونق کے خیال سے آپ کی آنکھین (یعنی توجہات) انسے ہٹنے نہ پاوین (خیال رونق سے مراد یہ کہ یہ رئیس مسلمان ہوجاوین تو اسلام مین زیادہ جمال و کمال ہوگا پس اسمین بتلادیا کہ اس ظاہری سامان سے اسلام کا جمال و کمال نہین ہی بلکہ اسکا مدار اخلاص و اطاعت کا مل ہی گو فقرا ہی سے ہو) اور ایسے شخص کا کہنا (دربارہ غربا کے ہٹا دینے کے) نہ مانیے جسکے قلب کو ہم نے (اسکی سزائے عناد مین) اپنی یاد سے غافل کر رکھا ہی (کہ دین حق کو قبول نہین کرتا) اور وہ اپنی نفسانی خواہش پر چلتا ہی اور اسکا (یہ) حال (یعنی اتباع ہوا) حد سے گذر گیا ہی اور آپ) ان رؤسا کفار سے صاف) کہدیجیے کہ (یہ دین) حق تمہارے رب کیطرف سے (آیا) ہی سو جسکا جی چاہی ایمان لے آوے اور جسکا جی چاہی کافر رہے (ہمارا کوئی نفع و نقصان نہین بلکہ ایمان نہ لانے سے اپنا ہی ضرر اور ایمان لانے سے اپنا ہی نفع ہی چنانچہ آگے اللہ تعالیٰ نے اسکو علی الترتیب بیان فرمایا ہی کہ ایمان نہ لانیکا تو یہ ضرر ہی کہ) بیشک ہم نے ایسے ظالمون کے لیے (دوزخ کی) آگ (سزا کے لیے) تیار کر رکھی ہی کہ اس آگ کی قناتین ان کو گھیرے ہونگی (یعنی وہ قناتین بھی آگ ہی کی ہین جیسا حدیث[2] مین ہی اور اسمین سے نکل نہ سکینگے) اور اگر (پیاس سے) فریاد کرینگے تو ایسے پانی سے انکی فریاد رسی کیجاویگی جو (کراہت صورت مین تو) تیل کی تلچھٹ (یعنی کیٹ) کی طرح ہوگا (اور تیز اور گرم اسقدر ہوگا کہ پاس لاتے ہی) مونہون کو بھون ڈالیگا (حتی کہ چہرے کی کھال اتر کر گر پڑیگی جیسا حدیث[3] مین ہی کیا ہی برا پانی ہوگا اور وہ دوزخ (بھی) کیا ہی بری جگہ ہوگی (یہ تو ایمان نہ لانے کا ضرر ہوا اور ایمان لانے کا یہ نفع ہی کہ) بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انہون نے اچھے کام کیے تو ہم ایسون کا اجر ضائع نکرینگے جو اچھی طرح کام کو کرے (پس) ایسے لوگون کے لیے ہمیشہ رہنے کے باغ ہین ان کے (مساکن کے) نیچے نہرین بہتی ہونگی ان کو وہان سونے کے کنگن پہنائے جاوینگے اور سبز رنگ کے کپڑے باریک اور دبیز ریشم کے پہنینگے (اور) وہان مسہریون پر تکیے لگائے بیٹھے ہونگے کیا ہی اچھا صلہ ہی اور (بہشت) کیا ہی اچھی جگہ ہی **ف** واصبر نفسک آہ کا یہ مطلب نہین ہی کہ جبتک یہ لوگ نہ اٹھین گے آپ بیٹھے رہا کیجیے بلکہ مطلب یہ ہی کہ بدستور سابق ان کو اپنی طول مجالست سے مشرف کیجیے طول کو مقید ہونا فرمادیا چنانچہ درمنثور مین اسکی تفسیر مین ابراہیم کا قول لاتطردہم عن الذکر اور ابی جعفر کا قول امران یصبر نفسہ مع اصحابہ یعلمہم القرآن منقول ہی اور بعضون کو وسوسہ ہوا ہی کہ ان رؤسا نے وعدہ کیا تھا کہ اگر ہماری مجلس خالص بنادی تو ہم مسلمان ہوجاوین تو یہ درخواست تو منظوری کے قابل تھی جواب یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ یہ ایمان نہ لاوینگے دوسرے اگر کوئی کافر کسی امر مباح پر اپنا ایمان معلق کرے تو وہ واجب نہین ہوجاتا چہ جائیکہ امر مکروہ پر مثلاً اگر کوئی کافر کہی کہ مجھکو ہزار روپیہ دو تو مین مسلمان ہوجاؤن کسی مسلمان پر اس درخواست کا پورا کرنا واجب نہین۔ اور یحلون فیہا مین بعض کو وسوسہ ہوا ہی کہ مردون کے ہاتھ مین تو کنگن بُرے معلوم ہونگے جواب یہ ہی کہ یہان بھی جس جگہ اسکا عرف ہی بُرے نہین سمجھے جاتی البتہ نہی شرعی مانع ہی سو وہ وہان نہین ہوگی اور یہ جو فرمایا کہ سبز لباس ہوگا اس سے حصر مقصود نہین کیونکہ آیات مین مصرح ہی کہ جس چیز کو جی چاہے گا وہ ملے گی اور یہان سندس اور استبرق کو مطلق فرمایا مگر سورۂ رحمٰن مین ارشاد ہے بطائنہا من استبرق یعنی استر دبیز ریشمی کپڑے کا ہوگا اس سے اشارۃً مفہوم ہوسکتا ہے کہ ظہائر یعنی ابرہ سندس یعنی باریک ریشمی کپڑے کا ہوگا جیسا دنیا مین بھی اکثر ایسی ہی عادت ہے واللہ اعلم

ربط اوپر بیان آداب تبلیغ کے ضمن مین کفار کی اس درخواست کا کہ ہمارے آنے کے وقت فقراء مسلمین کو ہٹا دیا جاوے رد تھا آگے تذلیل مال و تفضیل ایمان و اعمال کے بیان سے ایک قصہ کے پیرایہ مین اس درخواست

ملحقات الترجمۃ

[1] قولہ فی یریدون وجہہ دنیوی غرض نہین اشارۃ الی ان المقصود لیس نفی طلب الجنۃ فانہا من آثار وجہ اللہ ۱۲

[2] قولہ فی سرادقہا حدیث مین ہی ورد فی الروح عن احمد وتاریخ البخاری ۱۲

[3] قولہ فی یشوی الوجوہ حدیث مین ہی رواہ الترمذی

[4] قولہ فی فیہا ذہب ہو ترجمۃ بالحاصل ۱۲

وَاضْرِبْ لَهُم مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِأَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ أَعْنَابٍ وَحَفَفْنَاهُمَا بِنَخْلٍ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا ۝

اور آپ ان لوگوں سے دو شخصوں کا حال بیان کیجیے اُن دو شخصوں میں سے ایک کو ہم نے دو باغ انگور کے دے رکھے تھے اور اُن دونوں باغوں کا کھجور کے درختوں سے احاطہ بنا رکھا تھا اور اُن دونوں کے درمیان میں کھیتی بھی لگا رکھی تھی

كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ آتَتْ أُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِم مِّنْهُ شَيْئًا ۚ وَفَجَّرْنَا خِلَالَهُمَا نَهَرًا ۝ وَكَانَ لَهُ ثَمَرٌ فَقَالَ لِصَاحِبِهِ وَهُوَ

دونوں باغ اپنا پورا پھل دیتے تھے اور کسی کے پھل میں ذرا بھی کمی نہ رہتی تھی اور اُن دونوں کے درمیان میں نہر چلا رکھی تھی اور اُس شخص کے پاس اور بھی تمول کا سامان تھا سو (ایک بار) اُس ملاقاتی سے اِدھر اُدھر کی باتیں

يُحَاوِرُهُ أَنَا أَكْثَرُ مِنكَ مَالًا وَأَعَزُّ نَفَرًا ۝ وَدَخَلَ جَنَّتَهُ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ قَالَ مَا أَظُنُّ أَن تَبِيدَ هَٰذِهِ

کرتے کرتے کہنے لگا کہ میں تجھ سے مال میں بھی زیادہ ہوں اور مجمع بھی میرا زبردست ہے۔ اور وہ اپنے اوپر جرم قائم کرتا ہوا اپنے باغ میں پہنچا (اور) کہنے لگا کہ میرا تو خیال نہیں ہے کہ یہ باغ کبھی بھی

أَبَدًا ۝ وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً وَلَئِن رُّدِدتُّ إِلَىٰ رَبِّي لَأَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنقَلَبًا ۝ قَالَ لَهُ صَاحِبُهُ

برباد ہو۔ اور میں قیامت کو نہیں خیال کرتا کہ آوے گی اور اگر میں اپنے رب کے پاس پہنچایا گیا تو ضرور اس باغ سے بہت زیادہ اچھی جگہ مجھ کو ملے گی۔ اُس سے اُس کے ملاقاتی نے جواب

وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَكَفَرْتَ بِالَّذِي خَلَقَكَ مِن تُرَابٍ ثُمَّ مِن نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوَّاكَ رَجُلًا ۝ لَّٰكِنَّا هُوَ اللَّهُ رَبِّي

طور پر کہا کہ کیا تو اُس ذات کے ساتھ کفر کرتا ہے جس نے تجھ کو مٹی سے پیدا کیا پھر نطفہ سے پھر تجھ کو صحیح سالم آدمی بنایا۔ لیکن میں تو یہ عقیدہ رکھتا ہوں کہ وہ یعنی اللہ تعالیٰ

وَلَا أُشْرِكُ بِرَبِّي أَحَدًا ۝ وَلَوْلَا إِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ ۚ إِن تَرَنِ أَنَا أَقَلَّ

میرا رب ہے اور میں اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھیراتا۔ اور تو جس وقت اپنے باغ میں پہنچا تھا تو تو نے یوں کیوں نہ کہا کہ جو اللہ کو منظور ہوتا ہے وہی ہوتا ہے (اور) بدون خدا کی مدد کے کوئی قوت نہیں اگر تو مجھ کو مال

مِنكَ مَالًا وَوَلَدًا ۝ فَعَسَىٰ رَبِّي أَن يُؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّن جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَاءِ فَتُصْبِحَ صَعِيدًا زَلَقًا ۝

اور اولاد میں کمتر دیکھتا ہے۔ تو مجھ کو وہ وقت نزدیک معلوم ہوتا ہے کہ میرا رب مجھ کو تیرے باغ سے اچھا باغ دیدے اور اس پر کوئی تقدیری آفت آسمان سے بھیجدے جس سے وہ باغ دفعتاً ایک صاف میدان ہو کر رہ جاوے

أَوْ يُصْبِحَ مَاؤُهَا غَوْرًا فَلَن تَسْتَطِيعَ لَهُ طَلَبًا ۝ وَأُحِيطَ بِثَمَرِهِ فَأَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلَىٰ مَا أَنفَقَ فِيهَا وَهِيَ

یا اُس سے اُس کا پانی بالکل اندر اتر جاوے پھر تو اُس کی کوشش بھی نہ کر سکے۔ اور اُس شخص کے سامان تمول کو آفت نے آگھیرا پس اپنے جو کچھ اُس باغ پر خرچ کیا تھا اُس پر ہاتھ ملتا رہ گیا اور وہ باغ

قصہ کے بیعی او مشاکا کہ اموال دنیا پر افتخار اور استکبار اور بوجہ ناداری کے غربا مسلمین کا استحقار واستضعاف یہ مضر باتیں ہیں اور یہ قصہ قرآن میں بہت مجمل آیا ہے جس میں اہل قصہ کا نام و نشان نہیں بتلایا اسی لیے بعض نے اسکو فرضی قصہ کہا ہے لیکن درمنثور میں ابی عمرو شیبانی کا قول نہیں نہر مذکور فی القصہ کے بارہ میں منقول ہے کہ یہ نہر بطل ملک شام کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قصہ واقعی ہے اور چونکہ اصل مقصود تفصیل پر موقوف نہ تھا اس لیے اجمال مضر مقصود نہیں واللہ اعلم اور جیسا اس قصے سے کفار کی تغلیط ہو گئی اسیطرح مومنین کی تسکین اور تسلی بھی ہو گئی کہ ناداری کا غم نہ کریں اور حصول دولت عقبی پر شکر کریں فقط

قصہ دربیان تذلیل مال وتفضیل اعمال

وَاضْرِبْ لَهُم مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِأَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ أَعْنَابٍ وَحَفَفْنَاهُمَا بِنَخْلٍ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا ﴿۳۲﴾ كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ آتَتْ أُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِم مِّنْهُ شَيْئًا ۚ وَفَجَّرْنَا خِلَالَهُمَا نَهَرًا ﴿۳۳﴾ وَكَانَ لَهُ ثَمَرٌ فَقَالَ لِصَاحِبِهِ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَنَا أَكْثَرُ مِنكَ مَالًا وَأَعَزُّ نَفَرًا ﴿۳۴﴾ وَدَخَلَ جَنَّتَهُ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ قَالَ مَا أَظُنُّ أَن تَبِيدَ هَٰذِهِ أَبَدًا ﴿۳۵﴾ وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً وَلَئِن رُّدِدتُّ إِلَىٰ رَبِّي لَأَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنقَلَبًا ﴿۳۶﴾ قَالَ لَهُ صَاحِبُهُ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَكَفَرْتَ بِالَّذِي خَلَقَكَ مِن تُرَابٍ ثُمَّ مِن نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوَّاكَ رَجُلًا ﴿۳۷﴾ لَّٰكِنَّا هُوَ اللَّهُ رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ بِرَبِّي أَحَدًا ﴿۳۸﴾ وَلَوْلَا إِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ ۚ إِن تَرَنِ أَنَا أَقَلَّ مِنكَ مَالًا وَوَلَدًا ﴿۳۹﴾ فَعَسَىٰ رَبِّي أَن يُؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّن جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَاءِ فَتُصْبِحَ صَعِيدًا زَلَقًا ﴿۴۰﴾ أَوْ يُصْبِحَ مَاؤُهَا غَوْرًا فَلَن تَسْتَطِيعَ لَهُ طَلَبًا ﴿۴۱﴾ وَأُحِيطَ بِثَمَرِهِ فَأَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلَىٰ مَا أَنفَقَ فِيهَا وَهِيَ

اللغات قوله حففناهما بنخل ای جعلنا النخل محیطة بهما ... **البلاغة** قوله ...

احدهما علی ظهر الاخری ثم بعکس الامر ... فهو کنایة عن الندم والتحسر ... فی قوله تعالیٰ علی ما انفق

خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوۡشِهَا وَيَقُوۡلُ يٰلَيۡتَنِىۡ لَمۡ اُشۡرِكۡ بِرَبِّىۡۤ اَحَدًا ۝ وَلَمۡ تَكُنۡ لَّهٗ فِئَةٌ يَّـنۡصُرُوۡنَهٗ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ

اپنی ٹٹیون پر گرا پڑا تھا | اور کہنے لگا کیا خوب ہوتا کہ مین اپنے رب کیساتھ کسیکو شریک نہ ٹھیراتا | اور اسکے پاس کوئی ایسا مجمع نہوا کہ خدا کے سوا اسکی مدد کرتا | اور نہ وہ خود

مُنۡتَصِرًا ۝ هُنَالِكَ الۡوَلَايَةُ لِلّٰهِ الۡحَـقِّ ؕ هُوَ خَيۡرٌ ثَوَابًا وَّخَيۡرٌ عُقۡبًا ۝

بدلا لے سکا۔ | ایسے موقع پر مدد کرنا اللہ برحق ہی کا کام ہے | اسیکا ثواب سب سے اچھا ہے اور اسیکا نتیجہ سب سے اچھا ہے

ع ۵ / ۱۳ / ۱۷

خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوۡشِهَا وَيَقُوۡلُ يٰلَيۡتَنِىۡ لَمۡ اُشۡرِكۡ بِرَبِّىۡۤ اَحَدًا ﴿۴۲﴾ وَلَمۡ تَكُنۡ لَّهٗ فِئَةٌ يَّـنۡصُرُوۡنَهٗ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مُنۡتَصِرًا ﴿۴۳﴾ هُنَالِكَ الۡوَلَايَةُ لِلّٰهِ الۡحَـقِّ ؕ هُوَ خَيۡرٌ ثَوَابًا وَّخَيۡرٌ عُقۡبًا ﴿۴۴﴾ اور آپ (دنیا کی بے ثباتی اور عقبیٰ کی ثبات ظاہر کرنے کے لیے) اِن لوگون سے دو شخصون کا حال (جنمین باہم ملاقات یا قرابت کا تعلق تھا) بیان کیجیے (تاکہ کفار کا زعم باطل ہو جاوے اور مسلمانون کو تسلی حاصل ہو جاوے سو) اُن دو شخصون مین سے ایک کو (جوکہ بددین تھا) ہم نے دو باغ انگور کے دے رکھے تھے اور اُن دونون (باغون) کا کھجور کے درختون سے احاطہ بنا رکھا تھا (یعنی باڑ کھجور کے درختون کی تھی) اور اُن دونون (باغون) کے درمیان مین کھیتی بھی لگا رکھی تھی (اور) دونون باغ اپنا پورا پھل دیتے تھے اور کسی کے پھل مین ذرا بھی کمی نرہتی تھی (بخلاف اکثر باغون کے کہ کبھی کسی درخت مین اور کسی سال پورے باغ مین پھل کم آتا ہے) اور اُن دونون (باغون) کے درمیان مین نہر چلا رکھی تھی اور اُس شخص کے پاس اور بھی تمول کا سامان تھا سو (ایک بار) اپنے اُس (دوسرے) ملاقاتی سے ادہر اودھر کی باتین کرتے کرتے کہنے لگا کہ مین تجھ سے مال مین بھی زیادہ ہون اور مجمع بھی میرا زبردست ہے (یعنی تو جو میرے طریقہ کو باطل اور عند اللہ ناپسندیدہ بتلایا کرتا ہے اور اپنے طریقہ کو حق اور عند اللہ پسندیدہ کہتا ہے سو ثمرہ دونون کا دیکھ لے اگر تیرا دعوی صحیح ہوتا تو حالت بالعکس ہوتی کیونکہ دشمن کو کوئی نہین نوازتا اور دوست کو کوئی نقصان نہین پہونچاتا) اور وہ (اتفاق سے اپنے ملاقاتی کو لیکر) اپنے اوپر جرم (کفر) قائم کرتا ہوا اپنے باغ مین پہونچا (اور) کہنے لگا کہ (اجتماع اسباب بقاو نشو ونما کے اعتبار سے) میرا تو خیال نہین ہے کہ یہ باغ (میری مدت حیات مین) کبھی بھی برباد ہو (یہ اُسنے توحید کے مسئلہ مین کلام کیا کہ تو جو صانع عالم کا اور اسکی قدرت وغیرہ کا قائل ہے سو مین تو نہین سمجھتا کہ اسباب طبعیہ کو کوئی معطل کر سکے اور زراعت وغیرہ کا کارخانہ جسکی آبادی کے سارے اسباب جمع ہین کہ نہ کوئی کارکن بھی مین خرچ کرنے کو مال بھی اُس مال کی حفاظت کا سامان بھی ہے کسیطرح مختل ہو سکتا ہو) اور (اسیطرح) مین قیامت کو نہین خیال کرتا کہ آویگی اور اگر (بفرض محال قیامت آ بھی گئی اور) مین اپنے رب کے پاس پہونچایا گیا (جیسا تو کہا کرتا ہے تو ضرور اس باغ سے بہت زیادہ اچھی جگہ مجھکو ملیگی (یعنی وہان کی جنت کو تو یہان سے اچھا تو کہا ہی کرتا ہے اور وہ مقبولین کے واسطے ہے اور میرے مقبول ہونے کی یہی دلیل ہے کہ یہان کیسی راحت وعزت سے رکھا جاتا ہون پس اگر قیامت ہوئی وہان بھی مجھکو جنت ہی ملیگی پس اس شخص نے چار دعوے کیے کفر کا مدعوم ہونا انا اکثر الخ مین توحید کا انکار ما اظن ان تبید الخ مین قیامت کا انکار ما اظن الساعۃ الخ مین اپنا مکرم عند اللہ ہونا لئن رددت مین جو فرع ہے پہلے دعوی کی) اُس (کی یہ باتین سنکر اُس) سے اُسکے ملاقاتی نے (جوکہ دیندار اور غریب تھا) جواب کے طور پر کہا کیا تو (توحید اور قیامت سے انکار کرکے) اُس ذات (پاک) کے ساتھ کفر کرتا ہے جس نے تجھکو (اول) مٹی سے (جوکہ تیرا مادہ بعیدہ ہے بواسطہ آدم علیہ السلام کے) پیدا کیا پھر (تجھکو) نطفہ سے (جوکہ تیرا مادہ قریبہ ہے رحم مادر مین بنایا یعنی اعضا بنائے) پھر تجھکو صحیح وسالم آدمی بنایا (یعنی ہاتھ پاؤن سے درست بنایا مطلب یہ کہ توحید اور قیامت کا انکار کفر باللہ ہے توحید مین تو عقلا بھی اور قیامت مین صرف نقلا خیر اگر تو کفر کرتا ہے تو کیا کر) لیکن مین تو یہ عقیدہ رکھتا ہون کہ وہ یعنی اللہ تعالی میرا رب (حقیقی) ہے اور مین اُسکے ساتھ کسیکو شریک نہین ٹھیراتا (اس جواب سے توحید کا بھی اثبات ہو گیا جیسا لا اشرک صریحًا دال ہے اور قیامت کا بھی اثبات دلالۃً ہو گیا جیسا ربی سے معلوم ہوا کیونکہ جسکو قدرت احیاء کی بھی نہو وہ عاجز ہے اور عاجز لائق ربوبیت حقیقیہ کے نہین) اور (جب توحید ثابت ہے جسکے لوازم مین سے ہے قدرت کاملہ کا ثابت ہونا اور اسکے فروع مین سے ہے اسباب طبعیہ کا معطل ہو سکنا تو اس بنا پر تجھکو واجب تھا کہ آگے بڑھکر مسبب کیطرف نظر کرتا سو) تو جسوقت اپنے باغمین پہونچا تھا تو تو نے یون کیون نکہا کہ جو اللہ کو منظور ہوتا ہے وہی ہوتا ہے (اور) بدون خدا کی مدد کے (کسیمین) کوئی قوت نہین (چنانچہ باغ اللہ تعالی جب تک چاہیگا قائم رکھیگا اگر وہ چاہیگا ویران ہو جاویگا اسکی مشیت کے روبرو اسباب معطل ہین اور جسمین کوئی قوت

ملحقات الترجمۃ

سلہ قولہ فی کان لہ ثمر سامان تمول کما فی الروح من النفائس وغیرہا انواع المال

سلہ قولہ فی دخل جنتہ ملاقاتی کو لیکر دل علی ہذا القید السیاق والمحاورۃ کذا فی الروح

سلہ قولہ فی قال لہ صاحبہ الثانی جواب کے طور پر دل علیہ قولہ فی الجواب

سلہ قولہ فی لکنا مین یہ عقیدہ اشارۃ الی اصلہ وہو لکن انا اعتقد ہو اولی من اقول

سلہ قولہ فی ما شاء اللہ مدد اشارۃ الی ان الباء للاستعانۃ

اللغات قولہ عقبًا بضم القاف والتنوین عاقبۃ

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا

اور آپ ان لوگوں سے دنیوی زندگی کی حالت بیان فرمائیے کہ وہ ایسی ہے جیسے آسمان سے ہم نے پانی برسایا ہو پھر اس کے ذریعہ سے زمین کی نباتات خوب گنجان ہوگئی ہوں پھر وہ ریزہ ریزہ ہو جاوے کہ اس کو ہوا اڑائے لئے پھرتی ہو اور اللہ تعالیٰ

اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ۝ وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْاَرْضَ بَارِزَةً ۙ وَّحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا

ہر چیز پر پوری قدرت رکھتے ہیں مال اور اولاد حیات دنیا کی ایک رونق ہیں اور جو اعمال صالحہ باقی رہنے والے ہیں وہ آپ کے رب کے نزدیک ثواب کے اعتبار سے بھی ہزار درجہ بہتر ہیں اور امید کے اعتبار سے بھی ہزار درجہ بہتر ہیں اور اس دن کو یاد کرنا چاہیے جس روز ہم پہاڑوں کو ہٹا دیں گے اور آپ

کوئی اسباب کام نہیں آسکتے اس سے بھی توحید کی تائید ہو گئی اب دو مضمون رہ گئے ایک اول کا یعنی کفر کے مذموم ہونے پر کثرت اموال وغیرہ سے استدلال اور ایک آخر کا جو اسی پر فرع ہے یعنی ان چیزوں سے مکرم عند اللہ ہونے پر استدلال آگے اس کا جواب ہے کہ) اگر تو مجھ کو مال اور اولاد میں (جو کہ نفر کے عموم میں داخل ہیں) کمتر دیکھتا ہے (اور اس سے اپنی اور اپنے طریقہ کی مکرم عند اللہ ہونے کا شبہ پڑ گیا ہے) تو مجھ کو وہ وقت نزدیک معلوم ہوتا ہے کہ میرا رب مجھ کو تیرے باغ سے اچھا باغ دیدے (خواہ دنیا میں یا مرنے کے بعد جس میں سب طرح کا سامان عیش ممکن ہوتا ہے (اس میں اولاد ونفر کی کثرت کا جواب بھی آگیا کیونکہ مقصود اولاد وغیرہ سے قلب کی راحت ہوتی ہے سو اس اچھے باغ میں راحت کا سب سامان ہوگا خواہ اولاد وغیرہ کے واسطہ سے یا کسی ایسی چیز کے واسطہ سے جو اولاد سے بھی زیادہ ہو) اور اس (تیرے باغ) پر کوئی تقدیری آفت آسمانی (یعنی حکم غیبی بلا توسط اسباب طبعیہ یا بعید جس سے وہ باغ دفعتہ) ایک صاف میدان ہو کر رہ جاوے یا اس سے اس کا پانی (جو نہر میں جاری ہے) بالکل اندر (زمین کے) اتر کر خشک ہو جاوے پھر تو اس کے لانے اور نکالنے کی کوشش بھی نہ کر سکے (اور دنیا تو بیچ ہے اور اس کافر کی اولاد کی نسبت کوئی بات نہیں کہی اس کی بے تکلف توجیہ میری سمجھ میں آتی ہے کہ اولاد کی راحت بھی مال کے ساتھ ہے جب مال نہیں ہوتا تو اولاد الٹا وبال جان ہو جاتی ہے اور آلۂ تعذیب ہوتی ہے اور کھیت کا بھی لفظوں میں ذکر نہیں کیونکہ اس کا مدار پانی پر ہے جب وہ نہیں رہا تو کھیت بھی اجڑ جاوے گا یا یہ کہ کھیت تابع تھا اور باغ دو تھے اور پھر جگہ ایک کا ذکر کیا وجہ اس کی یہ ہے کہ مراد جنس باغ ہے جو دونوں کو شامل ہے حاصل یہ ہوا کہ تیرا منشا اشتباہ یہ دولت و ثروت ہے جو تیرے پاس ہے اور میرے پاس نہیں سو اس کا منشا سمجھنا ہی غلط ہے کیونکہ اول تو یہاں ہی ممکن ہے کہ عکس ہو جاوے پھر کبھی نہ کبھی تو یہ فنا ہونے والی ہے اور آخرت کی نعمتیں کبھی فنا نہ ہونگی اس لیے اعتبار وہاں کا ہے یہاں کا نہیں اور من السماء بالتفسیر المذکور سے اس طرف بھی اشارہ ہو گیا کہ اگر غیر معمولی طریقہ سے آفت نازل ہو تو ان اسباب طبعیہ بھی معلوم ہو جاوے جس سے توحید کی زائد تائید ہو) اور (اس گفتگو کے بعد یہ واقعہ ہوا کہ) اس شخص کے سامان تمول کو آفت نے آگھیرا (معلوم نہیں کیا آفت تھی لیکن ظاہر اس کے ابہام سے جیسا کہ احیط کا مبنی للمفعول ہونا دال ہے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی عظیم آفت تھی اور غیر معمولی عظیم ہونے میں عظیم ہے نہیں کہ کوئی امر خارق عادت ہو چنانچہ خازن میں لکھا ہے کہ ایک آگ تھی جو آسمان سے آئی اور باغ وکھیت کو جلا دیا اور پانی کو خشک کر دیا نیز حسبان کی تفسیر بھی بعض نے نار کے ساتھ کی ہے اخرج ذلک ابن ابی شیبۃ وابن ابی حاتم عن الضحاک کذا فی الروح اور اگر نہ بھی ہو تب بھی کچھ خرابی نہیں کیونکہ من السماء کی اگر یہ تفسیر ہو تو اس مومن کا ایک خیال تھا جو پورا ہونا ضروری نہیں) پس اس نے جو کچھ اس باغ پر خرچ کیا تھا اس پر ہاتھ ملتا رہ گیا اور وہ باغ اپنی ٹٹیوں پر گرا ہوا پڑا تھا (خواہ وہ بھی سوختہ ہوں یا سب نیم سوختہ ہوں اور باغ کی تخصیص حسرت میں یہ ہے کہ اس میں زیادہ خرچ کیا اور وہ محبوب بھی زیادہ تھا اور ہلاک ہونے پر حسرت کا ذکر نہیں فرمایا وجہ یہ کہ وہ لفظاً ہی انفاق کا ذکر اسلیے فرمایا کہ دوہری حسرت تھی حال پر بھی ماضی پر بھی بلا واسطہ بھی بالواسطہ بھی) اور کہنے لگا کیا ہوتا میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا (مراد یہ کہ کفر نہ کرتا اس میں انکار قیامت وغیرہ سب آگیا چونکہ توحید سب میں اعظم ہے اس لیے اس کی تخصیص کی مطلب معلوم ہوتا ہے کہ وہ سمجھ گیا کہ یہ آفت کفر کے انتقام میں آئی ہے اسلیے اس پر نادم ہوا ہے کہ اگر کفر نہ کرتا تو یا تو آفت نہ آتی یا آتی تو اس کا بدل آخرت میں ملتا اب خسر الدنیا والآخرۃ کا مصداق ہو گیا یہ باتیں مومن سے اس کے کان میں پڑی ہونگی اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ مومن ہو گیا ہو کیونکہ یہ ندامت ضرر کی وجہ سے ہے کفر کے مذموم ہونے کی وجہ سے ندامت ثابت نہیں) اور اس کے پاس کوئی ایسا مجمع نہ ہوا کہ خدا کے سوا اس کی مدد کرتا (کہ اس پر آفت آنے نہ دیتا یا آنے کے بعد ہٹا دیتا سارا ناز مجمع پر جاتا رہا) اور نہ وہ خود (ہم سے) بدلہ لے سکا ایسے موقع پر مدد کرنا اللہ ہی کا کام ہے (اور آخرت میں بھی) اسی کا ثواب سب سے اچھا ہے اور (دنیا میں بھی) اسی کا نتیجہ سب سے اچھا ہے (یعنی اگر اس کے مقبولین کو کوئی نقصان ہو جاتا ہے تو دونوں جہان میں اس کا ثمرہ نیک ہے برخلاف کفار کے کہ بالکل خسارہ میں رہ گیا) ربط اوپر جس طرح ایک تمثیل جزئی کے ضمن میں مال و جاہ دنیا کا فانی اور حقیر ہونا اور اعمال صالحہ کا باقی اور قیمتی ہونا مذکور تھا اسی طرح آگے بھی ایک تمثیل کلی کے ضمن میں دنیا کا بے اعتبار اور پھر اعمال صالحہ کا باقی رہنا اور پھر بعض واقعات قیامت کے ذکر سے آخرت کا قابل اہتمام اور مخالفت کا قابل حذر ہونا بیان فرماتے ہیں

فناء دنیا و بقاء عقبیٰ و ہول قیامت

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ﴿۴۵﴾ اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ﴿۴۶﴾ وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْاَرْضَ بَارِزَةً ۙ وَّحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا

ملحقات الترجمۃ

البلاغۃ قولہ خیر عند ربک ثوابا وخیر املا تکریر خیر للمبالغۃ ۱۲

وَعُرِضُوا عَلَىٰ رَبِّكَ صَفًّا لَّقَدْ جِئْتُمُونَا كَمَا خَلَقْنَاكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ بَلْ زَعَمْتُمْ أَلَّن نَّجْعَلَ لَكُم مَّوْعِدًا ۝ وَوُضِعَ الْكِتَابُ فَتَرَى الْمُجْرِمِينَ مُشْفِقِينَ

اور سب کے سب آپ کے رب کے روبرو برابر برابر کھڑے کرکے پیش کیے جاویں گے دیکھو آخر تم ہمارے پاس آئے بھی جیسا ہم نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا بلکہ تم یہی سمجھتے رہے کہ ہم تمہارے لیے کوئی وقت موعود نہ لاویں گے اور نامۂ عمل رکھدیا جاویگا تو آپ مجرموں کو دیکھینگے کہ اسمین

مِمَّا فِيهِ وَيَقُولُونَ يَا وَيْلَتَنَا مَالِ هَٰذَا الْكِتَابِ لَا يُغَادِرُ صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً إِلَّا أَحْصَاهَا ۚ وَوَجَدُوا مَا عَمِلُوا حَاضِرًا ۗ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ أَحَدًا ۝

جو کچھ ہوگا اس سے ڈرتے ہونگے اور کہتے ہونگے کہ ہائے ہماری کمبختی اس نامۂ عمل کی عجیب حالت ہے کہ بے قلمبند کیے ہوئے نہ کوئی چھوٹا گناہ چھوڑا نہ بڑا گناہ۔ اور جو کچھ انہوں نے کیا تھا وہ سب موجود پاوینگے اور آپ کا رب کسی پر ظلم نہ کریگا

وَعُرِضُوا عَلَىٰ رَبِّكَ صَفًّا لَّقَدْ جِئْتُمُونَا كَمَا خَلَقْنَاكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ بَلْ زَعَمْتُمْ أَلَّن نَّجْعَلَ لَكُم مَّوْعِدًا ۝ وَوُضِعَ الْكِتَابُ فَتَرَى الْمُجْرِمِينَ مُشْفِقِينَ مِمَّا فِيهِ وَيَقُولُونَ يَا وَيْلَتَنَا مَالِ هَٰذَا الْكِتَابِ لَا يُغَادِرُ صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً إِلَّا أَحْصَاهَا ۚ وَوَجَدُوا مَا عَمِلُوا حَاضِرًا ۗ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ أَحَدًا ۝ اور آپ ان لوگوں سے دنیوی زندگی کی حالت بیان فرمایئے کہ وہ ایسی ہے جیسے آسمان سے ہمنے پانی برسایا ہو پھر اُس (پانی) کے ذریعہ سے زمین کی نباتات خوب گنجان ہوگئی ہوں پھر وہ بعد اسکے کہ تر و تازہ اور سبز تھے خشک ہوکر ریزہ ریزہ ہو جاوے کہ اسکو ہوا اڑائے لیے پھرتی ہو (یہی حال دنیا کا ہے کہ آج ہری بھری نظر آتی ہے پھر اسکا نام و نشان بھی نہ رہیگا) اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتے ہین (جب چاہیں ایجاد کریں ترقی دیں جب چاہیں فنا کر دیں جب خود اس حیات دنیا کا یہ حال ہے اور) مال اور اولاد حیات دنیا کی ایک رونق (اور اسکے توابع میں سے) ہے (تو مال و اولاد تو اُس سے بھی زیادہ سریع الزوال ہے) اور جو اعمال صالحہ (ہمیشہ ہمیشہ کو) باقی رہنے والے ہیں وہ آپکے رب کے نزدیک (یعنی آخرت میں اس دنیا سے) ثواب کے اعتبار سے بھی ہزار درجہ بہتر ہے اور امید کے اعتبار سے بھی ہزار درجہ بہتر ہے (یعنی اعمال صالحہ پر جو امیدیں البتہ ہوتی ہیں وہ آخرت میں پوری ہونگی اور اُس سے بھی زیادہ ثواب ملیگا بخلاف متاع دنیا کے کہ اُس سے خود دنیا ہی میں امیدیں نہیں پوری ہوتیں اور آخرت میں تو احتمال ہی نہیں اسلیے دنیا سے دلچسپی یا اُس پر فخر کرنا نچاہیے بلکہ آخرت کا اہتمام کرنا چاہیے اور) اُس دن کو یاد کرنا چاہیے جسدن ہم پہاڑوں کو (اُنکی جگہ سے) ہٹا دینگے (یا ابتدا میں ہوگا پھر وہ ریزہ ریزہ ہو جاوینگے) اور (ہو جاسکے کہ پہاڑ اور اشجار اور عمارات کچھ نہ رہینگے) آپ زمین کو دیکھینگے کہ کھلا میدان پڑا ہے اور ہم اُن سب کو (قبروں سے اٹھا کر میدان حساب میں) جمع کر دینگے اور اُنمیں سے کسیکو بھی نہ چھوڑینگے (کہ وہ وہاں نہ لایا جاوے) اور سب کے سب آپ کے رب کے روبرو (یعنی موقف حساب میں) برابر برابر کھڑے کرکے پیش کیے جاوینگے (یہ بھی احتمال نہ رہیگا کہ کوئی کسی کی آڑ میں چھپ جاوے اور اُنمیں جو قیامت کی تکذیب کرتے تھے اُن سے کہا جاویگا کہ) دیکھو آخر تم ہمارے پاس (دوبارہ پیدا ہوکر) آئے بھی جیسا ہمنے تمکو پہلی بار (یعنی دنیا میں) پیدا کیا تھا (مگر تم باوجود مشاہدۂ خلق اول کے خلق ثانی کے قائل نہوئے) بلکہ تم یہی سمجھتے رہے کہ ہم تمہارے (دوبارہ پیدا کرنے کے) لیے کوئی وقت موعود نہ لاوینگے اور نامۂ عمل (خواہ داہنے ہاتھ یا بائیں ہاتھ میں دیکر اس کے سامنے کھلا ہوا) رکھدیا جاویگا (جیسا دوسری آیت میں ہے وَنُخْرِجُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كِتَابًا يَلْقَاهُ مَنشُورًا) تو آپ مجرموں کو دیکھینگے کہ اسمین جو کچھ (لکھا) ہوگا (اسکو دیکھکر) اُس سے (یعنی اسکی سزا سے) ڈرتے ہونگے اور کہتے ہونگے کہ ہائے ہماری کمبختی اس نامۂ عمل کی عجیب حالت ہے کہ بے قلمبند کیے ہوئے نہ کوئی چھوٹا گناہ چھوڑا نہ بڑا گناہ (چھوڑا) اور جو کچھ اُنہوں نے (دنیا میں) کیا تھا وہ سب (لکھا ہوا) موجود پاوینگے اور آپ کا رب کسی پر ظلم نہ کریگا (کہ بے کیا ہوا گناہ لکھ لے یا کی ہوئی نیکی جبکہ شرائط کے ساتھ کیجاوے نہ لکھے خلاصہ یہ کہ رؤسا مشرکین جس چیز پر فخر کرتے ہیں اُنہوں نے اسکا حال اور اُس کا مآل سُن لیا اور جن غرباء کو حقیر سمجھتے ہیں اُن کے باقیات صالحات کا دولت لازوال ہونا معلوم کر لیا اب بھی عقل نہ آوے تو گولی ماریے) **ربط** اوپر آیت وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَن ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا کے الفاظ عامہ سے رؤسا کفار کے فساد اخلاق افتخار و استکبار اور فساد و عقائد کفر و انکار پر دلالت ہوئی تھی اور اُسی سلسلہ سے یہانتک کلام چلا آیا ہے آگے بھی اُسیکے تعلق سے ابلیس کی بد انجامی بسبب تکبر کے اور ان لوگوں کا اسکے تابع ہونا اور قیامت میں اِس اتباع کا کچھ کام نہ آنا اور معذب ہونا اور اِن لوگوں کا قرآن میں اور رسالت میں جدال کرنا اور دلائل صحیحہ سے اعراض کرنا اور اُن کے ایمان سے یاس ظاہر فرمانا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تسلیہ کے لیے اور باوجود استحقاق عذاب کے تاخیر عذاب کی حکمت یہ سب مضامین دور کوع تک چلے گئے ہیں **بیان کفریات و**

ملحقات الترجمة

لے قوله فی کما ء دہ اسمی جمع اشارۃ الی امرین الاول ان الجار والمجرور خبر مبتدأ مقدر اسمی ہی والثانی ان الخشیۃ بمیر نفس الماء بل ہذا المجموع باعتبار الہیئۃ المنتزعۃ ۱۲ منہ

لے قوله یوم نسیر یا د اشارۃ الی تقدیر اذکر ۱۲

البلاغة قوله بل زعمتم بل للاضراب عن توبیخ الی توبیخ فی المشہور وما قررتہ فی الترجمۃ علت فیہ علی معناہا المشہور قوله لا صغیرۃ ولا کبیرۃ الظاہر فی الترقی العکس لکن اذا لم التعمیم الترقی بل العموم جاز کما فی الروح تقدیم الادنی علی الاعلیٰ ۱۲

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗ

اور جبکہ ہم نے ملائکہ کو حکم دیا کہ آدم کے سامنے سجدہ کرو سو سب نے سجدہ کیا بجز ابلیس کے وہ جنات میں سے تھا سو اسنے اپنے رب کے حکم سے عدول کیا سو کیا پھر بھی تم اوسکو اور اوسکے چیلے چانٹوں کو دوست

اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا ۝ مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ وَمَا كُنْتُ

بناتے ہو مجھکو چھوڑکر حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں یہ ظالموں کے لیے بہت برا بدل ہے میں نے اونکو نہ تو آسمان اور زمین پیدا کرنے کے وقت بلایا اور نہ خود اونکے پیدا کرنے کے وقت اور میں ایسا نہ تھا

مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا ۝ وَيَوْمَ يَقُوْلُ نَادُوْا شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَّوْبِقًا ۝ وَ

گمراہ کرنیوالوں کو اپنا بازو بناتا۔ اور اوس دن کو یاد کرو کہ حق تعالیٰ فرماویگا کہ جن کو تم ہمارا شریک سمجھا کرتے تھے اونکو پکارو پس وہ اونکو پکارینگے سو وہ اونکو جواب ہی نہ دینگے اور ہم اونکے درمیان میں ایک آڑ کر دینگے اور

رَاَ الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ فَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا وَلَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا ۝ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ وَكَانَ الْاِنْسَانُ

مجرم لوگ دوزخ کو دیکھینگے پھر یقین کرینگے کہ وہ اوسمیں گرنیوالے ہیں اور اوس سے کوئی بچنے کی راہ نہ پاوینگے۔ اور ہمنے اس قرآن میں لوگوں کے واسطے ہر قسم کے عمدہ مضامین طرح طرح سے بیان فرمائے ہیں اور آدمی جھگڑے میں

اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ۝ وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰى وَيَسْتَغْفِرُوْا رَبَّهُمْ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ

سب سے بڑھکر ہے اور لوگوں کو بعد اسکے کہ اونکو ہدایت پہنچ چکی ایمان لانے سے اور اپنے پروردگار سے مغفرت مانگنے سے اور کوئی امر مانع نہیں رہا بجز اس کے کہ اون کو اسکا انتظار ہو کہ اگلے لوگوں کا سا معاملہ اونکو بھی پیش آئے

قُبُلًا ۝ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ وَيُجَادِلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ

یا یہ کہ عذاب رو در رو اونکو سامنے آ کھڑا ہو اور ہم رسولوں کو تو صرف بشارت دینے والے اور ڈرانے والے بنا کر بھیجا کرتے ہیں اور یہ کافر لوگ ناحق کی باتیں پکڑ پکڑ کر جھگڑے نکالتے ہیں تاکہ اوسکے ذریعہ سے حق بات کو بچلا دیویں اور انہوں نے میری

وَمَآ اُنْذِرُوْا هُزُوًا ۝ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ

آیتوں کو اور جس سے اونکو ڈرایا گیا تھا اوسکو دل لگی بنا رکھا ہے اور اوس سے زیادہ کون ظالم ہوگا جسکو اوسکے رب کی آیتوں سے نصیحت کی جاوے پھر وہ اوس سے روگردانی کرے اور جو کچھ اپنے ہاتھوں سمیٹ رہا ہے اوسکو بھولجاوے ہم نے اوسکے سمجھنے سے اونکے دلوں پر

وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ يَّهْتَدُوْٓا اِذًا اَبَدًا ۝ وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوْا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ

اور ان کے کانوں میں ڈاٹ دے رکھی ہے اور اگر آپ اونکو راہ راست کیطرف بلاویں تو ایسی حالت میں ہرگز کبھی راہ پر آویں اور آپ کا رب بڑا مغفرت کرنیوالا ہے بڑا رحمت والا ہے اگر ان سے اونکے اعمال پر دارو گیر کرنے لگتا تو ان پر فوراً ہی عذاب

بَلْ لَّهُمْ مَّوْعِدٌ لَّنْ يَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ مَوْئِلًا ۝ وَتِلْكَ الْقُرٰٓى اَهْلَكْنٰهُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا

واقع کر دیتا بلکہ انکے واسطے ایک معین وقت ہے کہ اوس سے اسطرف کوئی پناہ کی جگہ نہیں پا سکتے۔ اور یہ بستیاں جب انہوں نے شرارت کی تو ہمنے اونکو ہلاک کر دیا اور ہمنے اونکے ہلاک ہونے کے لئے وقت معین کیا تھا۔

عقوبات منکرین وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا ﴿٥٠﴾ مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا ﴿٥١﴾ وَيَوْمَ يَقُوْلُ نَادُوْا شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَّوْبِقًا ﴿٥٢﴾ وَرَاَ الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ فَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا وَلَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا ﴿٥٣﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ﴿٥٤﴾ وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰى وَيَسْتَغْفِرُوْا رَبَّهُمْ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا ﴿٥٥﴾ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ وَيُجَادِلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَمَآ اُنْذِرُوْا هُزُوًا ﴿٥٦﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ يَّهْتَدُوْٓا اِذًا اَبَدًا ﴿٥٧﴾ وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوْا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ بَلْ لَّهُمْ مَّوْعِدٌ لَّنْ يَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ مَوْئِلًا ﴿٥٨﴾ وَتِلْكَ الْقُرٰٓى اَهْلَكْنٰهُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا ﴿٥٩﴾

اللغات الموبق فی القاموس کل شیء حال بین شیئین قوله یدحضوا به یبطلوا موئل ملجأ ١٢

النحو قوله جدلا منصوب علی التمییز ویراد بالشیء الشیء المجادل والمعنی ان جدل الانسان اکثر من جدل کل مجادل ١٢

قوله تلک القری مبتدا و اهلکناهم خبره ١٢

فائدہ ما ورد فی الحدیث من ایقاظه صلی اللہ علیہ وسلم علیاً و فاطمة رضی اللہ عنہما وقراءته صلی اللہ علیہ وسلم قوله تعالیٰ وکان الانسان اکثر شیء جدلا فمرادہ بہ لا تفسیر الاٰیة فلا یلزم دخول علی رضی اللہ عنہ فی الانسان المذکور فی الاٰیة لا یلیق

اور (وہ وقت بھی قابل ذکر ہی) جبکہ ہم نے ملائکہ کو حکم دیا کہ آدم (علیہ السلام) کے سامنے سجدہ کرو سو سب نے سجدہ کیا بجز ابلیس کے وہ جنات سے تھا سو (اسلیے) اُس نے اپنے رب کے حکم سے عدول کیا (جیسا اُسکے عنصر غالب نار کا مقتضا تھا لیکن وہ معذور اسلیے نہوگا کہ وہ مقتضا مغلوب ہوسکتا تھا جیسا اکثر آدمی کی طبیعت معصیت کی طرف مائل ہوتی ہی مگر اُسکو روکنا ممکن ہی) سو (جب ابلیس ایسا ہی تو) کیا پھر بھی تم اُسکو اور اُسکے چیلی چانٹوں کو (یعنی اُسکی اولاد اور توابع) دوست بناتے ہو مجھکو چھوڑ کر (یعنی میرے اتباع کو چھوڑ کر عقیدۃً اُن کا اتباع کرتے ہو کہ شرک محض ہی) حالانکہ وہ (یعنی ابلیس اور اُسکی جماعت) تمہارے دشمن ہین (کہ ہر وقت تمہاری درپے ضرر رہتے ہین) یہ (ابلیس اور اُسکی ذریت کا دوست بنانا) ظالمون کے لیے بہت بُرا بدل ہی (بدل اسلیے کہا کہ دوست تو بنانا چاہیے تھا مجھکو اور اسکی جگہ اُنہون نے دوست بنایا شیاطین کو پس اُنکا عدو ہونا تو اتخاذ ولایت سے مانع ہی اور اتخاذ ولایت کے لیے جو کہ درحقیقت اتخاذ شریک ہی کوئی امر موجب بھی موجود نہین چنانچہ) مین نے اُن کو نہ تو آسمان اور زمین کے پیدا کرنے کے وقت (اپنی مدد یا مشورت کے لیے) بلایا اور نہ خود اُن کے پیدا کرنے کے وقت (بلایا یعنی ایک کے پیدا کرنے کے وقت دوسرے کو بلالیا جاتا مطلب یہ کہ اگر کوئی خدا کا شریک ہوتا تو اگر وہ مستقل نہوتا تو اقل درجہ مین تابع تو ہوتا اور اگر دوسری مخلوقات مین اُنکی شرکت نہوتی تو کم از کم خود اُن کے ذاتی تعلقات کے باب مین تو اُن کی پوچھ ہوتی جب یہ بھی نہین تو اُنکو شریک قرار دینا سفاہت محضہ ہی) اور مین ایسا (عاجز) نہ تھا کہ (کسیکو اور خصوصؔ) گمراہ کرنے والون کو (یعنی شیاطین کو) اپنا (دستؔ) بازو بناتا (یعنی مین تو وہ ڈھونڈھے جو خود قادر نہو) اور (یہان تو اُن کو شریک خدائی سمجھ رہی ہو وہان حقیقت معلوم ہوگی سو اُس دن کو یاد کرو کہ حقتعالیٰ (مشرکین سے) فرماویگا کہ جن کو تم ہمارا شریک سمجھا کرتے تھے اُن کو (اپنی امداد کے لیے) پکارو سو یہ وہ اُنکو پکارین گے سو وہ اُنکو جواب ہی ندین گے اور ہم اُن کے درمیان مین ایک آڑ کردین گے (جس سے بالکل ہی مایوسی ہوجاوی ورنہ بے آڑ بھی مدد نہین کرسکتے تھے) اور (اُسوقت) مجرم لوگ دوزخ کو دیکھین گے پھر یقین کرین گے کہ وہ اُسمین گرنے والے ہین اور اُس سے کوئی بچنے کی راہ نپاوین گے اور ہم نے اس قرآن مین لوگون (کی ہدایت) کے واسطے ہر قسم کے (ضروری) عمدہ مضامین طرح طرح سے بیان فرمائے ہین اور (اسپر بھی منکر) آدمی (کا یہ حال ہی کہ وہ ناحق) جھگڑنے مین سب سے بڑھکر ہی (یعنی جن مخلوقات سے مجادلہ کا صدور ہوسکتا ہی جیسے جن مثلاً اور حیوانات بھی اگر اُنمین استعداد ادراک کے قائل ہوجاوین) اور لوگون کو بعد اسکے کہ اُنکو ہدایت پہونچ چکی (جسکا مقتضا یہ تھا کہ ایمان لے آتے) ایمان لانے سے اور اپنے پروردگار سے (کفر وغیرہ) مغفرت مانگنے سے اور کوئی امر مانع نہین رہا بجز اسکے کہ اُنکو اسکا انتظار ہو کہ اگلے لوگون کا سا معاملہ (اہلاک وغیرہ کا) ان کو بھی پیش آوے یا یہ کہ عذاب (الٰہی) رُو در رُو اُن کے سامنے آکھڑا ہو (مطلب یہ کہ کیا اسلیے ایمان نہین لاتے کہ ایسے امور کا وقوع ہو تب ایمان لاوین گے جیسا اِن کے حال سے مترشح ہی اور کہہ بھی ڈالتے تھے کہ ایسے امور کیون نہین واقع ہوتی) اور (اگر وہ رسول کے ماننے کو اِن ہی واقعات کے وقوع پر معلق کرتے ہین تو اسکو مسئلہ رسالت سے کوئی تعلق نہین کیونکہ) رسولون کو تو ہم صرف بشارت دینے والے اور ڈرانے والے بنا کر بھیجا کرتے ہین (اور اُس کے اثبات کے لیے کافی دلیل عطا کرتے ہین اس سے زیادہ فرمائش محض لغو ہی) اور (اُسکی نسبت یون کہا جاویگا کہ) کافر لوگ ناحق کی باتین پکڑ پکڑ کر جھگڑے نکالتے ہین تاکہ اُس کے ذریعہ سے حق بات کو بچلادین اور اُنہون نے میری آیتون کو اور جس (عذاب) سے اُنکو ڈرایا گیا تھا اسکو دل لگی بنا رکھا ہی اور اُس سے زیادہ کون ظالم ہوگا جسکو اُس کے رب کی آیتون سے نصیحت کیجاوی پھر وہ اُس سے روگردانی کرے اور جو کچھ اپنے ہاتھون (گناہ) سمیٹ رہا ہی اوس (کے نتیجہ) کو (جلکہ ملنے والا ہی) بھول جاوی ہم نے اُس (حق بات) کے سمجھنے سے اِن کے دلون پر پردے ڈال رکھے ہین اور (اُسکے سُننے سے) اِن کے کانون مین ڈاٹ دے رکھی ہی اور (اسوجہ سے اُن کا یہ حال ہی کہ) اگر آپ ان کو راہ راست کیطرف بلاوین تو ایسی حالت مین (کہ اُنکے قلوب و آذان کی یہ کیفیت ہی) ہرگز بھی راہ پر نہ آوین (پس آپ کیون غم کرین) اور (اِن کو تاخیر عذاب سے خیال عدم وقوع عذاب کا ہو رہا ہی سو اُس تاخیر کی وجہ یہ ہی کہ) آپ کا رب بڑا مغفرت کرنیوالا (اور) بڑا رحمت والا ہی (پس مہلت اسلیے دی ہی کہ اگر مسلمان ہوجاوین تو اُنکی مغفرت کردونگا دوسرے خود رحمت بھی مقتضی ہی کہ ایمان نہ لانے پر بھی دنیا مین عذاب شدید سے مہلت دیجاوے ورنہ ان کے اعمال تو ایسے ہین کہ) اگر اُن سے ان کے اعمال پر دار و گیر کرنے لگتا (یعنی دار و گیر کرنا چاہتا) تو اُن پر فوراً ہی عذاب واقع کردیتا (مگر ایسا نہین کرتا) بلکہ اِن کے (عذاب کے) واسطے ایک معین وقت (ٹھیرا رکھا) ہی (یعنی یوم قیامت) کہ اُس سے اِسطرف (یعنی پہلے) کوئی پناہ کی جگہ نہین پاسکتے (اسطور کہ اُسکے آنے سے پہلے اُس پناہ مین جا چھپین اور اُس سے محفوظ رہین) اور (یہی قاعدہ پہلے کفار کے ساتھ بھی برتا گیا چنانچہ) یہ بستیان (جنکے قصے مشہور و مذکور ہین) جب اُنہون نے (یعنی اُن کے سکان نے) شرارت کی تو ہم نے اُن کو ہلاک کردیا (پس کفر کا موجب ہلاک ہونا ثابت ہوا) اور ہم نے اُنکے ہلاک ہونے کیلیے وقت معین کیا تھا (اسیطرح اِن کے لیے وقت معین ہی پس عدم وقوع کیونکر لازم آیا) ربط اوپر رؤسا کفار کی اس درخواست کی تقبیح تھی کہ ہماری مجلس تعلیم مین فقرا مسلمین نہ بیٹھنے پاوین آگے پہلے علیہ السلام ایک

ملحقات الترجمة

سلہ قولہ فی ذریتہ ۱۲ اولاد و توابع تعبیرات جمع مبنیا علی سبیل عموم المجاز ۵۲ قولہ فی ما کنت متخذ خصوص اشلۃ الی ان التخصیص للاہتمام والا فلا عضد لہ تعالٰی من الاولیاء ایضًا ۵۳ قولہ فی الا ان تاتیہم اشتظار اشارۃ الی حذف المضاف ای انتظار ان تاتیہم لان نفس الاتیان لیس عملہم نعم یصح کون الانتظار مانعا لان حصل المانع عدم الوقوع وہو من لوازم الانتظار ۱۲ ۵۴ قولہ فی توضیح ان تاتیہم حال سے مترشح ہی اشارۃ الی جواب انہم لم یکونوا منتظرین لان الاستظار یتوقف علی التیقن ومع ذلک حکم علیہم بکون الانتظار مانعا لہم والجواب ان کون الانتظار مانعا تشبیہ حالہم ومن تاتیہم لان ہذا الحال والقال کحال المنتظر فی انہ لایجل شیئا ولایعتقد مالم یقع الامر المنتظر ۵۵ قولہ فی ان یفقہوہ حق بات اشارۃ الی ان الضمیر الی الحق فی قولہ لیدحضوا بہ الحق ۵۶ قولہ فی لو یؤاخذہم چاہتا اشارۃ الی ان المعنی لو اراد ان یاخذہم لان التعجیل للمؤاخذۃ متحقق تکمیف الترتیب ۱۲

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰىهُ لَآ اَبْرَحُ حَتّٰٓى اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِيَ حُقُبًا ۝ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ

اور وہ وقت یاد کرو جبکہ موسیٰ نے اپنے خادم سے فرمایا کہ مین برابر چلا جاؤنگا یہانتک کہ اس موقع پر پہونچ جاؤن جہان دو دریا آپسمین ملے ہین یا یونہی زمانہ دراز تک چلتا رہونگا پس جب دونون دریاؤن کے جمع ہونیکے موقع پر پہونچے اون اپنی مچھلی کو

فِي الْبَحْرِ سَرَبًا ۝ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰىهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ۝ قَالَ اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَآ

دونون بھول گئے اور مچھلی نے دریا مین اپنی راہ لی اور چلدی پھر جب دونون آگے بڑھ گئے تو موسیٰ نے اپنے خادم سے فرمایا کہ ہمارا ناشتہ تو لاؤ ہمکو تو اس سفر مین بڑی تکلیف پہونچی خادم نے کہا کہ لیجیے دیکھیے جب ہم او س

اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ وَمَآ اَنْسٰنِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ عَجَبًا ۝ قَالَ

پتھر کے قریب ٹھہرے تھے سو مین اوس مچھلی کو بھول گیا اور مجھکو شیطان ہی نے بھلادیا کہ مین اوسکو ذکر کرتا اور اوس مچھلی نے دریا مین عجیب طور پر اپنی راہ لی موسیٰ نے فرمایا

ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلٰٓى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا ۝ فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ۝

یہی وہ موقع ہے جسکی ہمکو تلاش تھی سو دونون اپنے قدمون کے نشان دیکھتے ہوئے اولٹے لوٹے سو اونہون نے ہمارے بندون مین سے ایک بندہ کو پایا جنکو ہم نے اپنی خاص رحمت دی تھی اور ہم نے اون کو اپنے پاس سے ایک خاص طور کا علم سکھایا تھا

قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ۝ قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ۝ وَكَيْفَ

موسیٰ نے اون سے فرمایا کیا مین آپکے ساتھ رہ سکتا ہون اس شرط سے کہ جو علم مفید آپکو سکھلایا گیا ہے اوس مین سے آپ مجھکو بھی سکھلا دین اُن بزرگ نے جواب دیا آپ سے میرے ساتھ رہکر صبر نہ ہو سکے گا اور ایسے امور پر

تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا ۝ قَالَ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَآ اَعْصِيْ لَكَ اَمْرًا ۝ قَالَ فَاِنِ

آپ کیسے صبر کرینگے جو آپکے احاطہ واقفیت سے باہر ہے موسیٰ نے فرمایا کہ انشاء اللہ آپ مجھکو صابر پاوینگے اور مین کسی بات مین آپ کے خلاف حکم نہ کرونگا اون بزرگ نے فرمایا کہ تو

اتَّبَعْتَنِيْ فَلَا تَسْــَٔلْنِيْ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰٓى اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ۝

اگر آپ میرے ساتھ رہنا چاہتے ہین تو مجھ سے کسی بات کی نسبت کچھ پوچھنا نہین جب تک کہ اوسکے متعلق مین خود ہی ابتدائً ذکر کردون

اِس تفنیح کی زیادہ توضیح یہ کہ اُنھون نے تواپنے سے چھوٹے کو بعض خاص علوم مین استاد بنانے سے بھی عار نہین فرمائی اور ہمکو ان غریبون کے شریک تعلیم ہونے سے بھی عار آتی ہے نیز اس مقصود کے ساتھ اس قصہ مین آپ کی نبوت پر بھی دلالت ہوگئی جسکی وجہ ظاہر ہے **قصہ موسیٰ علیہ السلام با خضر علیہ السلام** وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰىهُ لَآ اَبْرَحُ حَتّٰٓى اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِيَ حُقُبًا ۝ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا ۝ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰىهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ۝ قَالَ اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَآ اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ وَمَآ اَنْسٰنِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ عَجَبًا ۝ قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلٰٓى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا ۝ فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ۝ قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ۝ قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ۝ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا ۝ قَالَ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَآ اَعْصِيْ لَكَ اَمْرًا ۝ قَالَ فَاِنِ اتَّبَعْتَنِيْ فَلَا تَسْــَٔلْنِيْ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰٓى اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ۝ اور وہ وقت یاد کرو جبکہ موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنے خادم سے (جنکا نام یوشع تھا رواہ البخاری) فرمایا کہ مین (اس سفر مین) برابر چلا جاؤنگا یہانتک کہ اُس موقع پر پہونچ جاؤن جہان دو دریا آپسمین ملے ہین یا یون ہی زمانہ دراز تک چلتا رہونگا (یہ ویسا مضمون ہے کہ ؎ دست از طلب ندارم تا کام من برآید ٭ یا تن رسد بجانان یا جان زتن برآید ٭ اور وجہ اس سفر کی یہ ہوئی تھی کہ ایکبار موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل مین وعظ فرمایا تو کسی نے پوچھا کہ اسوقت آدمیون مین سب سے بڑا عالم کون شخص ہے آپ نے فرمایا مین مطلب یہ تھا کہ اُن علوم مین کہ جن کو قرب الی اللہ کی تحصیل

۹ ع ۱۱ ۲۱

ملحقات الترجمة

سلہ قولہ فی فتٰہ خادم لانہ کان یخدمہ و یتبعہ ولذا تسمی الخادم فتی لان الخدم اکثر ما یکون فی سن الفتوۃ ۱۲ سلہ قولہ فی لآ ابرح چلا جاؤنگا اشارۃ الی حذف الخبر ای اسیر بقرینۃ المعنی سلہ قولہ فی حقبا زمانہ دراز اشارۃ الی انہ مفرد بمعنی الزمان الطویل کما فی الروح ۱۲

الصرف قولہ نبغ حذف الیاء تخفیفا ۱۲

النحو قولہ عجبا صفۃ للمصدر المقدر ای اتخاذا عجبا قولہ قصصا مصدر ای یقصان قصصا قولہ خبرا تمییز محول من الفاعل ای لم یحط بہ خبرک ۱۲

البلاغة تجمع بینہما الاضافۃ علی الاتساع قولہ فاتخذ سبیلہ الفاء فصیحۃ ای حی ذلک الحوت قبل ذلک فاتخذ

خلافیہم کون الاتخاذ موخرا عن النسیان وفی الترجمۃ اشارۃ الی ذلک فافہم قولہ ارایت فی الکبیر الہمزۃ للاستفہام ورأیت علی معناہ الاصلی وقد جاء ہذا الکلام علی ما ہو المتعارف بین الناس فانہ اذا حدث لاحدہم امر عجیب قال لصاحبہ ارایت ما حدث لی کذلک ہہنا کانہ قال ارایت ما وقع لی منہ اذ اوینا فحذف مفعول ارایت لان قولہ فانی نسیت یدل علیہ اھ

فَانْطَلَقَا ۫ حَتّٰىٓ اِذَا رَكِبَا فِي السَّفِيْنَةِ خَرَقَهَا ۭ قَالَ اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا ۚ لَقَدْ جِئْتَ شَيْـــًٔـا اِمْرًا ۝ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ

پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب دونوں کشتی میں سوار ہوئے تو ان بزرگ نے اس کشتی میں چھید کر دیا موسیٰ نے فرمایا کہ کیا آپ نے اس کشتی میں اس لئے چھید کیا ہوگا کہ اس کے بیٹھنے والوں کو غرق کر دیں آپ نے بڑی بھاری بات کی ان بزرگ نے کہا کیا میں نے کہا نہیں تھا کہ آپ سے میرے ساتھ صبر نہ ہو سکے گا

قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِيْ مِنْ اَمْرِيْ عُسْرًا ۝ فَانْطَلَقَا ۫ حَتّٰىٓ اِذَا لَقِيَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ ۙ قَالَ اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةًۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ ۭ لَقَدْ جِئْتَ

موسیٰ نے فرمایا کہ آپ میری بھول چوک پر گرفت نہ کیجئے اور میرے اس معاملہ میں مجھ پر زیادہ تنگی نہ ڈالئے پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب ایک لڑکے سے ملے تو ان بزرگ نے اس کو مار ڈالا موسیٰ کہنے لگے کہ آپ نے ایک بے گناہ جان کو مار ڈالا بدوں کسی جان کے بدلے بیشک آپ نے بڑی بیجا حرکت کی

میں دخل ہے میرے برابر کوئی نہیں اور یہ فرمانا صحیح تھا اسلئے کہ آپ نبی اور اولو العزم تھے اور انبیاء اولو العزم کی برابر دوسرے کو یہ علم نہیں ہوتا لیکن چونکہ ظاہر لفظ مطلق تھا اسلئے اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا کہ انکو احتیاط فی الکلام کی تعلیم دیجاوے غرض ارشاد ہوا کہ ایک ہمارا بندہ مجمع البحرین میں تم سے بھی زیادہ علم رکھتا ہے مطلب تھا کہ بعض علوم میں زیادہ ہے گو ان علوم کو قرب الٰہی میں دخل نہ ہو جیسا آگے واضح ہوگا لیکن اس بنا پر جواب میں مطلقاً تو اپنی کو اعلم کہنا چاہیے تھا غرض موسیٰ علیہ السلام ان کے ملنے کے مشتاق ہوئے اور پوچھا کہ ان تک پہنچنے کی کیا صورت ہے ارشاد ہوا کہ ایک مچھلی اپنے ساتھ لیکر سفر کرو جہاں وہ مچھلی گم ہو جاوے وہ شخص وہاں ہے اسوقت موسیٰ علیہ السلام نے یوشع علیہ السلام کو ساتھ لیا اور یہ بات فرمائی) پس جب (چلتے چلتے) دونوں دریاؤں کے جمع ہونے کے موقع پر پہنچے (وہاں کسی پتھر سے لگ کر سو رہے اور وہ مچھلی باذنہ تعالیٰ زندہ ہو کر دریا میں جا پڑی یوشع علیہ السلام نے بیدار ہو کر مچھلی کو نہ پایا ارادہ تھا کہ موسیٰ علیہ السلام جب جاگیں تو اسکا ذکر کرونگا مگر انکو مطلق یاد نہ رہا شاید اہل و وطن وغیرہ کے خیالات کا بہت زیادہ ہجوم ہوا ہوگا کہ ذکر کرنا بھول گئے ورنہ ایسی عجیب بات کا بھولجانا کم ہوتا ہے لیکن جو شخص ہر وقت خوارق دیکھتا ہو اسکے ذہن سے کسی ایسی وجہ کی عجیب بات کا نکلجانا کسی خیال کے غلبہ کے سبب عجیب نہیں اور موسیٰ علیہ السلام کو بھی پوچھنے کا خیال نہ رہا اسطرح سے) اس اپنی مچھلی کو دونوں بھول گئے اور مچھلی نے (اسکے قبل زندہ ہو کر) دریا میں اپنی راہ لی اور چلدی پھر جب دونوں (وہاں سے) آگے بڑھ گئے (اور دور نکل گئے) تو موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنے خادم سے فرمایا کہ ہمارا ناشتہ تو لاؤ ہمکو تو اس سفر (یعنی آج کی منزل) میں بڑی تکلیف پہنچی (اور اس کے قبل کی منزلوں میں نہیں تھکے تھے جسکی وجہ ظاہراً موقع مقصود سے آگے بڑھ آنا تھا) خادم نے کہا کہ لیجیے دیکھیے (عجب بات ہوئی) جب ہم اس پتھر کے قریب ٹھیرے تھے (اور سو گئے تھے اسوقت اس مچھلی کا ایک قصہ ہوا اور میرا ارادہ آپ سے ذکر کرنیکا ہوا لیکن میں کسی دوسرے دھیان میں لگ گیا) سو میں اس مچھلی (کے تذکرہ) کو بھول گیا اور مجھکو شیطان ہی نے بھلا دیا کہ میں اسکو ذکر کرتا اور (وہ قصہ یہ ہوا کہ) اس مچھلی نے (زندہ ہونیکے بعد) دریا میں عجیب طور پر اپنی راہ لی (ایک عجیب طور تو خود زندہ ہو جانا ہے اور دوسرا عجیب طور یہ کہ وہ مچھلی دریا میں جہانکو گذری تھی وہاں کا پانی بطور خرق عادت کے اسیطرح سرنگ کے طور پر ہو گیا تھا غالباً پھر ملگیا ہوگا) موسیٰ (علیہ السلام) نے (یہ حکایت سنکر) فرمایا کہ یہی وہ موقع ہے جسکی ہم کو تلاش تھی (وہاں ہی لوٹنا چاہیے) سو دونوں اپنے قدموں کے نشان دیکھتے ہوئے الٹے لوٹے (غالباً وہ رستہ سڑک کا نہ ہوگا اسلیے نشان دیکھنے پڑے) سو (وہاں پہونچکر) انہوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ (یعنی خضر) کو پایا جنکو ہم نے اپنی خاص رحمت (یعنی مقبولیت) دی تھی (مقبولیت کے معنی میں ولایت و نبوت دونوں کا احتمال ہے) اور ہم نے انکو اپنے پاس سے (یعنی بلا واسطہ اسباب اکتساب) ایک خاص طور کا علم سکھلایا تھا (مراد اس سے علم اسرار کونیہ ہے جیسا واقعات آئندہ سے معلوم ہوتا ہے اور اس علم کو حصول قرب میں کچھ دخل نہیں جس علم کو قرب میں دخل ہے وہ علم اسرار الٰہیہ ہے جن میں موسیٰ علیہ السلام بڑھے ہوئے تھے غرض) موسیٰ (علیہ السلام) نے (انکو سلام کیا اور) ان سے فرمایا کیا میں آپ کے ساتھ رہ سکتا ہوں (یعنی آپ ساتھ رہنے کی اجازت دیجیے) اس شرط سے کہ جو علم مفید آپکو (منجانب اللہ) سکھلایا گیا ہے اس میں سے آپ مجھکو بھی سکھلا دیں ان بزرگ نے جواب دیا آپ سے میرے ساتھ رہکر (میرے افعال پر) صبر نہ ہو سکیگا یعنی آپ مجھ پر روک ٹوک کرینگے اور معلم تعلیم کے متعلق متعلم کی روک ٹوک کرنے سے نفع مشکل ہے اور (بھلا) ایسے امور پر آپ کیسے صبر کرینگے جو آپکے احاطۂ واقفیت سے باہر ہیں (یعنی ہر چند وہ امور بظاہر شریعت کے خلاف معلوم ہونگے اور آپ کو انکی اطلاع نہیں تو آپ کیسے سکوت کر سکینگے) موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ نہیں انشاء اللہ آپ مجھکو صابر (یعنی ضابط) پاوینگے اور میں کسی بات میں آپکے خلاف حکم نہ کرونگا (یعنی مثلاً اگر روک ٹوک سے منع کر دیں گے میں روک ٹوک نہ کرونگا اسیطرح اور کسی بات میں مخالفت نہ کرونگا) ان بزرگ نے فرمایا کہ (اچھا) تو اگر آپ میرے ساتھ رہنا چاہتے ہیں تو (اتنا خیال رہے کہ) مجھ سے کسی بات کی نسبت کچھ پوچھنا نہیں جبتک کہ اسکے متعلق میں خود ہی ابتداءً ذکر نہ کر دوں **ف** مختلف دو دریاؤں کے ملنے کے متعدد مواقع ہیں ان مواقع میں یہ بھی کوئی موقع ہوگا تعیین کوئی امر ضروری موقوف نہیں اور اگر شبہ ہو کہ جب مجمع البحرین کا پتہ انکو بتلایا گیا تھا تو وہاں پہنچکر کیوں آگے بڑھ گئے اور مچھلی کے زندہ ہونیکا قصہ معلوم نہ تھا لیکن یہ تو معلوم تھا کہ مجمع البحرین کہاں ہے جواب یہ ہے کہ مجمع البحرین کی کوئی خاص موقع اور حد نہیں بلکہ اسکا قرب و جوار دور تک مجمع البحرین کہلایا جاسکتا ہے آپ اسی وسعت سے سمجھے ہوں گے کہ جہاں پہنچنے کی علامت مقرر کی گئی تھی اس علامت کو سنکر ضرور اس موقع کو متعین سمجھیں گا گو متکلم کے نزدیک متعین ہو اور اس مچھلی کا زندہ ہونا ظاہراً محض قدرت الٰہیہ سے ہے اسلئے علامت مقرر کی گئی تھی گو پانی لگنے کے وقت جیسا ہوئی ہو مگر اس سے اس کے جینے کا سبب ہونا لازم نہیں آتا یا سبب ہونے اسی کیلیے ہو تو اس سببیت لازم نہیں آتا اور اگر شبہ ہو کہ یوشع علیہ السلام نبی ہوئے ہیں پھر ان پر شیطان کا تصرف نسیان کے بارے میں کیسے ہوا جواب یہ ہے کہ جو تصرف مفضی الی المعصیۃ ہو اس سے انبیاء کا محفوظ ہونا ثابت ہے اور باقی دوسرے تصرفات ایسے ہیں جیسے کوئی کافر کسی نبی کے پتھر مار دے اور چوٹ لگجاوے اور تتمہ قصہ

فَانْطَلَقَا ۫ حَتّٰىٓ اِذَا رَكِبَا فِي السَّفِيْنَةِ خَرَقَهَا ۭ قَالَ اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا ۚ لَقَدْ جِئْتَ شَيْـــًٔـا اِمْرًا ۝ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ۝ قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِيْ مِنْ اَمْرِيْ عُسْرًا ۝ فَانْطَلَقَا ۫ حَتّٰىٓ اِذَا لَقِيَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ ۙ قَالَ اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةًۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ ۭ لَقَدْ جِئْتَ شَيْـــًٔـا نُّكْرًا ۝

ملحقات الترجمة

ل قوله في سفرنا هذا اشارة الى كونه مصدرا بمعنى ذهابا من سرب المنفذ كذا في الكبير والتسمية مخالفة للحديث امساك الله الماء بعد جريه لانه صرحت بوقوعه في ترجمة عجبا وليس الحديث مصرحا بكونه تفسيرا لوقوعه

قوله في رشدا مفعول لان الرشد اصابة الخير وبه يكون العلم منفيا وهو مصدر وقع صفة لعلما المقدر وهو المفعول الثاني لعلمت ١٢

اللغات [illegible]

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ۝ قَالَ اِنْ سَاَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍۭ بَعْدَهَا فَلَا تُصٰحِبْنِيْ ۚ قَدْ بَلَغْتَ

ان بزرگ نے فرمایا کہ کیا میں نے آپ سے نہیں کہا تھا کہ آپ سے میرے ساتھ صبر نہ ہو سکے گا — موسیٰ نے فرمایا کہ اگر اس مرتبہ کے بعد آپ سے کسی امر کے متعلق کچھ پوچھوں تو آپ مجھکو اپنے ساتھ نہ رکھیے بیشک آپ میری

مِنْ لَّدُنِّيْ عُذْرًا ۝ فَانْطَلَقَا ٚ حَتّٰٓى اِذَآ اَتَيَآ اَهْلَ قَرْيَةِ ِۨاسْتَطْعَمَآ اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا

طرف سے عذر کو پہونچ چکے ہیں — پھر دونوں چلے — یہانتک کہ جب ایک گاؤں والوں پر گذر ہوا تو وہاں والوں سے کھانے کو مانگا سو انہوں نے انکی مہمانی کرنے سے انکار کردیا اتنے میں انکو وہاں ایک دیوار ملی

يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ ۭ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا ۝ قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ ۚ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِيْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ۝

جو گرا ہی چاہتی تھی تو ان بزرگ نے اسکو سیدھا کردیا موسیٰ نے فرمایا کہ اگر آپ چاہتے تو اسپر کچھ اجرت ہی لے لیتے — ان بزرگ نے کہا کہ یہ وقت ہمارے اور آپکی علحدگی کا ہے میں ان چیزوں کی حقیقت بتلائے دیتا ہوں جن پر آپ سے صبر

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ۝ قَالَ اِنْ سَاَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍۭ بَعْدَهَا فَلَا تُصٰحِبْنِيْ ۚ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّيْ عُذْرًا ۝ فَانْطَلَقَا ٚ حَتّٰٓى اِذَآ اَتَيَآ اَهْلَ قَرْيَةِ ِۨاسْتَطْعَمَآ اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ ۭ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا ۝ قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ ۚ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِيْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ۝ (غرض باہم قول قرار ہوگیا) پھر دونوں (کسی طرف) چلے (اور غالباً یوشع علیہ السلام بھی ساتھ ہونگے مگر چونکہ وہ موسیٰ علیہ السلام کے تابع تھے اسلئے متبوع کا ذکر تابع کے ذکر سے مغنی ہوگیا) یہانتک کہ (چلتے چلتے کسی ایسے مقام پر پہونچے جہاں کشتی پر سوار ہونیکی ضرورت ہوئی پس) جب دونوں کشتی میں سوار ہوئے تو ان بزرگ نے اس کشتی (کا ایک تختہ نکال کر اس) میں چھید کردیا (پھر شاید مرمت کردی ہوگی اور شاید اہل کشتی اجمالاً انکے معتقد ہوں اسلیے نہ روکا ہو) موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا کہ کیا آپ نے اس کشتی میں اسلیے چھید کیا ہوگا کہ اسکے بیٹھنے والوں کو غرق کردیں (یعنی اسپر یہ ضرر[1] مرتب ہونا بعید نہ تھا اور گو یہ ضرر محتمل تھا مگر جب تک[2] کوئی غالب مصلحت نہ ہو اُس وقت تک ضرر محتمل بھی واجب الاحتراز ہی اور مصلحت کچھ معلوم نہیں ہوتی) آپنے بڑی بھاری (یعنی خطرہ کی) بات کی اُن بزرگ نے کہا کہ کیا میں نے کہا نہیں تھا کہ آپ سے میرے ساتھ صبر نہ ہوسکیگا (آخر وہی ہوا اور آپ اپنے قول پر نہ رہے) موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا کہ (مجھکو یاد نہ رہا تھا سو) آپ میری بھول چوک پر گرفت نہ کیجیے اور میرے اس معاملہ (متابعت) میں مجھپر زیادہ تنگی نہ ڈالیے (کہ بھول چوک بھی معاف نہ کیجاوے۔ بات گئی گذری ہوئی) پھر دونوں (کشتی سے اتر کر آگے) چلے یہانتک کہ جب ایک (کمسن) لڑکے سے ملے تو ان بزرگ نے اسکو مار ڈالا موسیٰ (علیہ السلام گھبرا کر) کہنے لگے آپ نے ایک بیگناہ جان کو مار ڈالا (اور وہ بھی) بے بدلے کسی جان کے بیشک آپنے (یہ تو) بڑی بیجا حرکت کی (کیونکہ اول تو نابالغ کا قتل کرنا جسکو قصاص میں بھی نہیں قتل کیا جاتا پھر اُسنے تو کوئی فعل موجب قصاص بھی نہ کیا تھا اس حیثیت سے یہ فعل پہلے سے بھی بڑھکر ہی کیونکہ وہاں مال کا نقصان گو یقینی ہوا لیکن جان کا ضرر محتمل تھا اور یہاں جان کا ضرر متیقن ہوا اور وہ بھی بالکل مرفوع القلم کا کیونکہ یہ لڑکا نابالغ تھا جیسا مسلم میں حدیث مرفوع ہی لوادرک الحلم نیز حضرت خضر علیہ السلام کے عذر آیندہ سے بھی معلوم ہوتا ہی کہ اسکے والدین کے بگڑنے کا اندیشہ تھا ورنہ اگر یہ بالغ اور ڈاکو ہوتا جیسا بعض قائل ہوئے ہیں تو یہ عذر زیادہ قریب الفہم تھا اسکو ذکر کرتے) اُن بزرگ نے فرمایا کہ کیا میں نے آپ سے نہیں کہا تھا کہ آپ سے میرے ساتھ صبر نہ ہوسکیگا موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا کہ (خیر اب کے اور جانے دیجیے لیکن) اگر اس مرتبہ کے بعد آپ سے کسی امر کے متعلق پوچھوں تو آپ مجھکو اپنے ساتھ نہ رکھیے بیشک آپ میری طرف سے عذر (کی انتہا) کو پہونچ چکے ہیں (یعنی آپ نے بہت درگذر کی اگر اب ساتھ نہ رکھیں گے معذور ہیں اور اب کی بار نسیان کا عذر نہ کرنے سے معلوم ہوا کہ نسیان نہ ہوا تھا غرض) پھر دونوں (آگے) چلے یہانتک کہ جب ایک گاؤں والوں پر گذر ہوا تو وہاں والوں سے کھانے کو مانگا (کہ ہم مہمان ہیں) سو انہوں نے انکی مہمانی کرنے سے انکار کردیا اتنے میں انکو وہاں ایک دیوار ملی جو گرا ہی چاہتی تھی تو اُن بزرگ نے اسکو (ہاتھ کے اشارہ سے بطور خرق عادت کے) سیدھا کردیا موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا کہ اگر آپ چاہتے تو اس (کام) پر کچھ اجرت ہی لے لیتے (کہ اسوقت کام بھی چلتا اور ان لوگوں کی بھی اصلاح اخلاق کی ہوتی ورنہ ایسوں کیساتھ رعایت کرنے سے دونی بدخلقی ان کی بڑھتی ہی) اُن بزرگ نے کہا کہ یہ وقت ہماری اور آپ کی علحدگی کا ہی (جیساکہ خود آپنے شرط کی تھی) میں اُن چیزوں کی حقیقت بتلائے دیتا ہوں جنپر آپ سے صبر نہ ہوسکا (چنانچہ آیات آیندہ میں آتا ہی)

ملحقات الترجمۃ

[1] قولہ فی التغرق ضرر مرتب ہونا اشارۃ الی ان اللام للعاقبۃ ۱۲

[2] قولہ فی توضیحہ مگر جب تک کوئی غالب رکھ زادہ لیکون الجواب بقولہ اما السفینۃ الخ متمما والا فلا یرتفع بہ الاشکال المذکور من خوف الغرق فافہم

[3] قولہ فی بغیر نفس وہ بھی اشارۃ الی ان زیادۃ ہذا للمبالغۃ کما بینہ فی الترجمۃ فلا یصح الاحتجاج بہ علی بلوغہ والقرینۃ علی کونہ غیر بالغ استعمال لفظ غلام فیما سیاتی فی غیر البالغین بلا دلیل ۱۲

الصرف قولہ لتخذت بتاء مفتوحۃ وخاء مکسورۃ کما فی قراءۃ الماسن تخذ بمعنی اخذ ولیس ماخوذا بابدال الفاء تاء والمصدر فی الروح ۱۲ **النحو** قولہ قد بلغت من لدنی عذرا مفعول بلغت والمعنی کما نقل فی الروح عن النووی قد ظہرت

الی الغایۃ التی تعذر بہا فی فراقی حیث خالفتک مرۃ بعد مرۃ ۱۲ **البلاغۃ** قولہ الم اقل لک زاد لک فی الکرۃ الثانیۃ طلبا للتقریر والتنبیہ علی کون المخاطب ہو المخاطب لا غیر لیکون اشد اہتماما ۱۲

أَمَّا السَّفِينَةُ فَكَانَتْ لِمَسٰكِينَ يَعْمَلُونَ فِي الْبَحْرِ فَأَرَدْتُّ أَنْ أَعِيبَهَا وَكَانَ وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ غَصْبًا

وہ جو کشتی تھی سو چند غریب آدمیوں کی تھی جو دریا میں محنت مزدوری کرتے تھے سو میں نے چاہا کہ اوسمین عیب ڈالدون اور ان لوگون سے آگے کیطرف ایک بادشاہ تھا جو ہر کشتی کو زبردستی پکڑ رہا تھا

وَأَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ أَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِينَا أَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۚ فَأَرَدْنَا أَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّأَقْرَبَ

اور رہا وہ لڑکا سو اسکے مان باپ ایماندار تھے سو ہمکو اندیشہ ہوا کہ ان دونوں پر سرکشی اور کفر کا اثر نہ ڈالدے پس ہمکو یہ منظور ہوا کہ بجاے اوسکے انکا پروردگار انکو ایسی اولاد دے جو پاکیزگی مین اوس سے بہتر ہو اور محبت

رُحْمًا ۞ وَأَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيمَيْنِ فِي الْمَدِينَةِ وَكَانَ تَحْتَهُ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ أَبُوهُمَا صٰلِحًا ۚ فَأَرَادَ رَبُّكَ أَنْ يَّبْلُغَآ

کرنے مین اوس سے بڑھکر ہو اور رہی دیوار سو وہ دو یتیم لڑکون کی تھی جو اس شہر مین ہین اور اس دیوار کے نیچے انکا کچھ مال مدفون تھا اور انکا باپ ایک نیک آدمی تھا سو آپکے رب نے اپنی مہربانی سے چاہا کہ وہ دونوں

أَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا ۖ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۚ وَمَا فَعَلْتُهُ عَنْ أَمْرِي ۚ ذٰلِكَ تَأْوِيلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ۞ ع ١٢

اپنی جوانی کو پہونچ جاوین اور اپنا دفینہ نکال لین اور کوئی کام مین نے اپنی راے سے نہین کیا یہ ہی حقیقت ان باتون کی جن پر آپ سے صبر نہ ہوسکا

ف اور عجب نہین کہ ان اسرار کا بتلانا اُس درخواست کا پورا کرنا بھی ہو جو موسیٰ علیہ السلام نے کی تھی تعلمن مما علمت گو نمونہ ہی کے طور پر سہی اور زیادہ ساتھ رہتے ہین غالباً وہ مناسب موقع پر خود ہی بتلاتے اور ہر واقعہ پر بتلاتے تو یہ علم زیادہ حاصل ہوتا اور گو یہ علم موسوی کے برابر مفید عام نہو کیونکہ قابل اتباع نہین تاہم کسی قدر مفید خاص ضرور ہے کہ بعض حکمتین مفصلاً منکشف ہوتی ہین گو اجمالی عقیدہ کہ ہر واقعہ مشتمل حکمتون پر ہوتا ہی قرب کے لیے کافی ہی اور موسیٰ علیہ السلام نے جواب مین یہ نہ کہا کہ تم خلاف شرع کرتے ہو وجہ یہ کہ بعد غصہ فرو ہو جانے کے اجمالاً سمجھ گئے تھے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اِن کے پاس بھیجا ہی تو ان کا فعل موافق ہوگا اور موسیٰ علیہ السلام نے وعدہ کرکے پھر جو اعتراض فرمایا تو وجہ یہ کہ وہ وعدہ معنیً مقید تھا عدم مخالفت شریعت کیساتھ گو صورۃً مطلق تھا پس خلف[۵۱] لازم نہین آیا **تتمہ قصہ** أَمَّا السَّفِينَةُ فَكَانَتْ لِمَسٰكِينَ يَعْمَلُونَ فِي الْبَحْرِ فَأَرَدْتُّ أَنْ أَعِيبَهَا وَكَانَ وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ غَصْبًا ۞ وَأَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ أَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِينَا أَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۞ فَأَرَدْنَا أَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّأَقْرَبَ رُحْمًا ۞ وَأَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيمَيْنِ فِي الْمَدِينَةِ وَكَانَ تَحْتَهُ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ أَبُوهُمَا صٰلِحًا ج فَأَرَادَ رَبُّكَ أَنْ يَّبْلُغَآ أَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا ۖ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ج وَمَا فَعَلْتُهُ عَنْ أَمْرِي ۚ ذٰلِكَ تَأْوِيلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ۞ وہ جو کشتی تھی سو چند غریب آدمیون کی تھی جو (اُس کے ذریعہ سے) دریا مین محنت مزدوری کرتے تھے (اور اسی پر اُن کی گذر اوقات ہوتی ہی) سو مین نے چاہا کہ اُسمین عیب ڈالدون اور (وجہ اسکی یہ تھی کہ) ان لوگون سے آگے کیطرف ایک (ظالم) بادشاہ تھا جو ہر (اچھی) کشتی کو زبردستی پکڑ رہا تھا (سو اگر ان کی کشتی مین عیب نہ ڈالا جاتا تو اسکو بھی چھین لیتا اور اُن غریبون کا ٹکڑا مارا جاتا پس اس توڑنے مین یہ مصلحت تھی) اور رہا وہ لڑکا سو اسکے مان باپ ایماندار تھے (اور وہ اگر بڑا ہوتا تو کافر ہوتا اور مان باپ اُسکو چاہتے بہت تھے) سو ہمکو اندیشہ (یعنی تحقیق[۵۴]) ہوا کہ اُن دونون پر سرکشی اور کفر کا اثر نہ ڈالدے (یعنی اُسکی محبت کے سبب وہ بھی بددینی مین اُسکا ساتھ دینے لگین) پس ہمکو یہ منظور ہوا کہ (اسکا تو قصہ تمام کردیا جاوے پھر) بجاے اُسکے اُن کا پروردگار انکو ایسی اولاد دے (خواہ لڑکا ہو یا لڑکی) جو پاکیزگی (یعنی دین) مین اُس سے بہتر ہو اور (مان باپ کے ساتھ) محبت کرنے مین اُس سے بڑھکر ہو اور رہی دیوار سو وہ دو یتیم لڑکون کی تھی جو اس شہر مین (رہتے) ہین اور اُس دیوار کے

ملحقات الترجمہ

[۵۱] قولہ فی الخلف خلف لازم نہین باشارۃ الی ان قولہ انشاء اللہ تعالیٰ للیتمن و المقصود الوعد للتعلیق فانہ نعبدای بعد [۵۲] قولہ فی دراءھم آگے کیطرف ہذا للمعنی من المعنیین بقراۃ ابن عباس اما مہم [۵۳] قولہ فی فخشینا تحقیق ہکذا فی الحمل [۵۴] قولہ فی فاردنا تمام کردیا جاوے اشارۃ الی توجیہ تعلق الارادۃ بالابدال مع عدم کونہ محلا للارادۃ المشترکۃ والتوجیہ ان المقصود تعلقہا بالقتل المستتبع للابدال حسب التعلیم الالٰہی ۱۲

البلاغۃ قولہ فخشینا واردنا اعلم ان القول قد اختلف فی نکتۃ اسناد الارادۃ فی النفحۃ الاولی الی ضمیر المتکلم المفرد وفی الثانیۃ الی ضمیر الجمع وفی الثالثۃ الی المظہر والذی لزق بالقلب ہو ما فی الروح انہ روعی فی الجواب حال الاعتراض وما تضمنہ واشار الیہ فلما کان الاعتراض الاول متضمنا اسناد الاغراق الی الخضر وکان الانکار فیہ دون الانکار مما یلیہ بنار علی ان نکرا ابلغ من امرا علی ما اختارہ المحققون ناسب ان یصرح باسناد ارادۃ التعییب الی نفسہ المشیر الی نفی ارادۃ الاغراق التی یشیر کلام موسی علیہ السلام الیہا وان لا یاتی بما یدل علی التعظیم من ضم احد معہ خلاف ما حسبہ علیہ السلام ولما کان الاعتراض الثانی فی غایۃ المبالغۃ والانکار ناسب ان یشیر الی ان ما اعترض علیہ ولو لغ فی انکارہ قد ارید بہ امر عظیم فلذا اسند الخشیۃ و الارادۃ الی ضمیر المتکلم فان فی اسناد الارادۃ الی المتکلم تعظیم الارادۃ و فی تعظیم الارادۃ تعظیم المراد وکذا فی اسناد الخشیۃ ولما کان الاعتراض ہہنا جدا حیث کان بلفظ التطلب فیہ فناسب ان یلین فی جوابہ المقام ولا ینسب لنفسہ استقلالا او مشارکۃ شیئا من الافعال اھ قولہ خیرا واقرب لا یراد التفضیل انما یراد المبالغۃ لان المقتول لم تکن فیہ زکوۃ ورحمۃ اصلا قولہ فی المدینۃ سماہا قریۃ فی ما قبل ومدینۃ ہہنا لان ما تقدم من الاباء المستہجن یناسب شان القریۃ التی یکون اہلہا فی الغالب اہل جفوۃ وقساوۃ وما ہہنا من کون الیتیمین ولدی صالح یناسب شان المدینۃ التی اہلہا فی الاکثر ذوو ادب ورشد ۱۲

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ ۭ قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا ۝ اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِي الْاَرْضِ وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا ۝

اور یہ لوگ آپ سے ذوالقرنین کا حال پوچھتے ہیں ۔ آپ فرما دیجیے کہ میں اسکا ذکر ابھی تمہارے سامنے بیان کرتا ہوں ۔ ہم نے انکو روے زمین پر حکومت دی تھی اور ہم نے انکو ہر قسم کا سامان دیا تھا

فَاَتْبَعَ سَبَبًا ۝ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِيْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَّوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا ڛ قُلْنَا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ

چنانچہ وہ ایک راہ پر ہولیے ۔ یہانتک کہ جب غروب آفتاب کے موقع پر پہونچے ۔ تو آفتاب انکو ایک سیاہ رنگ کے پانی میں ڈوبتا ہوا دکھلائی دیا اور اس موقع پر انہوں نے ایک قوم دیکھی ۔ ہم نے یہ کہا کہ اے ذوالقرنین

اِمَّآ اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّآ اَنْ تَتَّخِذَ فِيْهِمْ حُسْنًا ۝ قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ فَيُعَذِّبُهٗ

خواہ سزا دو اور خواہ ان کے بارہ میں نرمی کا معاملہ اختیار کرو ۔ ذوالقرنین نے عرض کیا کہ لیکن جو ظالم رہیگا سو اوسکو تو ہم لوگ سزا دینگے پھر وہ اپنے مالک حقیقی کے پاس پہونچایا جاویگا پھر

عَذَابًا نُّكْرًا ۝ وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَاۗءَ ۨالْحُسْنٰى ۚ وَسَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا يُسْرًا ۝

اوسکو سخت سزا دیگا ۔ اور جو شخص ایمان لے آویگا اور نیک عمل کریگا تو اوس کے لیے بدلے میں بھلائی ملے گی ۔ اور ہم اپنے برتاؤ میں اوسکو آسان بات کہیں گے

نیچے اُن کا کچھ مال مدفون تھا جو اُن کے باپ سے میراث میں پہونچا ہی) اور اُنکا باپ (جو مر گیا ہی وہ) ایک نیک آدمی تھا (بس اسکے نیک ہونیکی برکت سے خدا تعالےٰ نے اُسکی اولاد کے مال کو محفوظ فرمانا چاہا اور دیوار گرنے سے لوگ مال لوٹ لیجاتے اور غالبًا جوان لڑکون کا سرپرست تھا اور اُسکو اس دفینہ کا علم ہوگا وہ یہان موجود نہوگا جو انتظام کرلیتا) سو آپکے رب نے اپنی مہربانی سے چاہا کہ وہ دونون اپنی جوانی (کی عمر) کو پہونچ جاوین اور اپنا دفینہ نکال لین اور (یہ سارے کام مین نے) بالہام الٰہی کیے ہین انمین سے) کوئی کام مین نے اپنی رائے سے نہین کیا (لیجیے صاحب) یہ ہی حقیقت اُن باتون کی جنپر آپ سے صبر نہوسکا (جسکو مین حسب وعدہ بتلا چکا چنانچہ موسیٰ علیہ السلام اسکے بعد اُنسے رخصت ہوئے حدیث مین ہی کہ موسیٰ علیہ السلام نے شرما کر یہ کہدیا کہ اگر اب کی بار پوچھون تو ساتھ نرکھنا ورنہ اگر ساتھ رہتے تو اور عجائب امور دیکھتے) **ف** اثنائے ترجمہ مین جسقدر مضامین روایت کے متعلق ہین سب احادیث صحیحین سے ہین بجز اُن جملون کے جنمین یہ الفاظ آئے ہین مطلب اور یعنی اور غالبًا اور شاید اور احتمال اور مراد اور ظاہرًا اور ہوگیا ہوگا اور عجب نہین اور یا اور اس قصہ سے بعض کو دھوکہ ہوگیا ہی کہ علم باطن علم شریعت سے افضل ہے جواب اُسکا یہ ہی کہ علم باطن کے دو شعبے ہین علم مرضیات الٰہی جو متعلق بالنفس ہین اور علم اسرار کونیہ سو پہلا تو شریعت کا ایک جزو ہی اور جزو کبھی کل سے افضل نہین ہوسکتا اور دوسرا چونکہ قرب الٰہی مین کچھ دخل نہین رکھتا اسلیے فضیلت کا احتمال ہی نہین دوسرا دھوکہ یہ ہی کہ خضر علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام سے افضل ہین جواب یہ ہی کہ خضر علیہ السلام کو علم باطن کا دوسرا شعبہ حاصل ہونا اس قصہ سے ثابت ہی اور ابھی سن لیا ہی کہ وہ علم شریعت سے جو کہ موسیٰ علیہ السلام کو حاصل تھا افضل نہین رہا ان کا اُنکے پاس بھیجنا سو بنا اُسکی افضلیت نہین بلکہ تعلیم تادیب کہ آیندہ تکلم مین احتیاط رکھین اور تقیید کی جگہہ مطلق نہ بولا کرین بعض کو یہ دھوکہ ہوا ہی کہ پیر اگر خلاف شرع کوئی کام کرے اُسپر انکار نہ کرے چنانچہ اس قصہ مین حدیث مین آیا ہی کہ موسیٰ علیہ السلام اگر صبر کرتے تو خوب ہوتا جواب یہ ہی کہ خضر علیہ السلام کا کمال نص سے معلوم تھا اسلیے سکوت جائز تھا دوسرے کا اُنپر قیاس کرنا مع الفارق ہی بعض کو دھوکہ ہوا ہی کہ الہام پر خلاف شرع عمل جائز ہی جواب یہ ہی کہ یا تو وہ نبی ہونگے اور یا یہ شریعت سابقہ ہوگی مگر اس فرع مین یہ جائز نہین یہان بعض اہل کتاب کہتے ہین کہ یہ قصہ موسیٰ مشہور پیغمبر کا نہین ہی ورنہ ہماری کتابون مین ہوتا مگر حدیث مین تصریح ہی کہ یہی موسیٰ علیہ السلام صاحب واقعہ ہین اور بعض کتابین اہل کتاب کی گم ہوگئی ہین ممکن ہی کہ انمین ہو یا اگر نہبھی ہو تو مثبت مقدم ہی نافی پر اور بعض نے یہ خدشہ کیا ہی کہ موسیٰ علیہ السلام نے یہ سفر کب کیا ہی کہ بنی اسرائیل مین مشہور نہوا جواب یہ ہی کہ یا تو انکو علم ہوا ہو اور عار کی وجہ سے چرچا قطع کر دیا ہو یا خود موسیٰ علیہ السلام نے بخیال اُنکی غباوت کے انکو اطلاع نکی ہو کہ کسی فتنہ مین مبتلا نہو جاوین اور بنی اسرائیل یون سمجھے ہون کہ کہین حسب عادت تشریف لیگئے ہونگے **ربط** اور اصحاب کہف کا قصہ جس سوال کے جواب مین مذکور ہی اُسی کے ساتھ ذوالقرنین کے قصہ کا بھی اُسی امتحان نبوت کی غرض سے سوال ہوا تھا آگے اُسکا جواب مذکور ہی جسمین اُنکے تین سفرون کا بھی بیان ہی **قصہ ذوالقرنین** وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِي الْاَرْضِ وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا ۝ فَاَتْبَعَ سَبَبًا ۝ **سفر اول** حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِيْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَّوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا ڛ قُلْنَا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِمَّآ اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّآ اَنْ تَتَّخِذَ فِيْهِمْ حُسْنًا ۝ قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًا ۝ وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا

ملحقات الترجمة

سلہ قولہ فی رحمۃ اپنی مہربانی سے منصلا مع قولہ آپکے رب نے اشارۃ الی ان الاول ای مفعول لہ نفوذ اراد لا بستخرجا لاختلاف الفاعلین المال فی المشہور والثانی ان فیہ وضع المظہر موضع المضمر ۱۲

سلہ قولہ فی نعذبہ کو آ کام اشارۃ الی ان ضمیر المفعول راجع الی کل واحد مما ذکر ۱۲

اللغات السبب الطریق الموصل الی المقصود ای متصوکان نعم العدۃ السبیل **قولہ** فی عین حمئۃ فی الروح اللاو بالعین لامین وتقدیسہ او البحر لغتہ وتسمیتہ عینا لاباس بہ وحمئۃ ذات حماۃ وہی الطین الاسود نعقد ترجمت بالحاصل مراعیا فیہ المعنی اللغوی فافہم ولا منافاۃ بینہا وبین القراءۃ الاخری حامیۃ ای حارۃ لان المار لایبعد کونہ حارا بالشمس **النحو** قولہ جزاء حال مقدم **البلاغۃ** قولہ فاتبع سببا الفاء فصیحۃ ای فاراد السیر الی المغرب فاتبع وقد اشرت الیہ فی الترجمۃ **قولہ** فلہ جزاء الحسنی قدم ہہنا جزاء الآخرۃ علی ثمرتہ فی الدنیا وفیما قبل عکس اشارۃ الی ان الاہم الاقدم فی نظر المؤمن ہو الآخرۃ واما الکافر فاول ما یقع نظرہ علی الدنیا فاخبر جزاء من خسلہ فیہا التی ہو شاہدہا

ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ۝ حَتّٰۤی اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلٰی قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا ۝ كَذٰلِكَ ؕ وَقَدْ اَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا ۝

پھر ایک راہ پر ہولئے - یہاتنک کہ جب طلوع آفتاب کے موقع پر پہونچے تو آفتاب کو ایک ایسی قوم پر طلوع ہوتے دیکھا جن کے لیے ہم نے آفتاب کے اوپر کوئی آڑ نہین رکھی - یہ قصہ اسیطرح ہے اور ذوالقرنین کے پاس جو کچھ تھا ہمکو اسکی پوری خبر ہے

اور یہ لوگ آپسے ذوالقرنین کا حال پوچھتے ہین (اسکے پوچھنے کی وجہ یہ لکھی ہے کہ ان کی تاریخ قریب قریب گم تھی اور اسی لیئے جو امور ان کے متعلق قرآن مین مصرح نہین کہ اصل قصہ سے زائد تھے وہ آجتک مختلف فیہ ہین اور اسیواسطے انہون نے اس کو سوال کے لئے تجویز کیا تھا پس اس سوال کا جواب بھی کامل دلیل ہے نبوت کی) آپ فرمادیجیے کہ مین اسکا ذکر ابھی تمہارے سامنے بیان کرتا ہون (آگے حق تعالیٰ کیطرف سے اسکی حکایت شروع ہوئی کہ وہ ذوالقرنین ایک ایسے جلیل القدر بادشاہ ہوگذرے ہین کہ) ہمنے اون کو روئے زمین پر حکومت دی تھی اور ہمنے انکو ہر قسم کا سامان (کافی) دیا تھا (جس سے وہ اپنے شاہی ارادون کو پورا کرسکین چنانچہ وہ بارادہ فتوحات ملک مغرب) ایک راہ پر ہولیئے (اور اس راہ سے سفر کرنا شروع کیا) یہانتک کہ جب (سفر کرتے کرتے اور درمیانی بلاد و امصار کو فتح کرتے کرتے) غروب آفتاب کے موقع پر (یعنی جہت مغرب مین منتہائے آبادی پر) پہونچے تو آفتاب اُن کو ایک سیاہ رنگ کے پانی مین ڈوبتا ہوا دکھلائی دیا (مراد اس سے غالباً سمندر ہے کہ اسکا رنگ اکثر جگہ سیاہ ہے اور سمندر مین گو حقیقۃً غروب نہین ہوتا لیکن جہان سمندر سے آگے نگاہ نجاتی ہو تو بادی النظر مین سمندرہی مین غروب ہوتا معلوم ہوگا) اور اُس موقع پر انہون نے ایک قوم دیکھی (جنکے کافر ہونے پر اگلی آیت امامن ظلم الخ دلالت کرتی ہے) ہم نے (الہاماً یا اُس زمانہ کی شریعت کیواسطے سے) یہ کہا کہ اے ذوالقرنین (اس قوم کے بارہ مین تمکو دو اختیار ہین) خواہ (انکو ابتداء ہی سے قتل وغیرہ کے ذریعہ سے) سزا دو اور خواہ ان کے بارہ مین نرمی کا معاملہ اختیار کرو (یعنی اول دعوت ایمان کرو اور ابتداءً قتل کرنا شاید اسلیے جائز ہو کہ اُن کو کسی ذریعہ سے دعوت پہونچ چکی ہوگی لیکن دوسری صورت کو بوجہ ترجیح کے حُسن سے تعبیر فرمایا) ذوالقرنین نے عرض کیا کہ (بہت اچھا اول دعوت ایمان ہی کرونگا لیکن بعد دعوت ایمان کے) جو (امین) ظالم (کافر) رہیگا سو اسکو تو ہملوگ (قتل وغیرہ کی) سزا دینگے (اور یہ سزا تو دنیا مین ہوگی) پھر (مرنے کے بعد) وہ اپنے مالک حقیقی کے پاس پہونچایا جائیگا پھر وہ اُسکو (دوزخ کی) سخت سزا دیگا اور جو شخص (میری دعوت ایمان کے بعد) ایمان لے آویگا اور (قواعد دینیہ کے موافق) نیک عمل کرے گا تو اسکے لیے (آخرت مین بھی) بدلے مین بھلائی ملیگی اور ہم (بھی دنیا مین) اپنے برتاؤ مین اُسکو آسان (اور نرم) بات کہین گے (یعنی قولی سختی بھی اوسکے ساتھ روا نہ رکھین گے اور فعلی سختی تو بدرجۂ اولےٰ روا نہ رکھی جاوے گی) **ف** ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ ذوالقرنین کوئی مقبول بزرگ بادشاہ ہین خواہ نبی ہون یا ولی ہون کسی دوسرے نبی کے متبع - پھر ولایت کی صورت مین یہ مکالمت بطور الہام ہوئی ہو یا کسی نبی کے ذریعہ سے اور شاید ذوالقرنین انکا لقب اس لیے ہوا ہو کہ قرن جانب کو کہتے ہین اور تثنیہ سے مراد تکریر ہو چونکہ اُنہون نے جوانب ارض پر تسلط حاصل کیا تھا اسلیے ذوالقرنین لقب ہوگیا ہو واللہ اعلم اور ذوالقرنین کے دوسفر آیندہ مین یہ مضمون تخییر بین التعذیب والاتخاذ کا مذکور نہین شاید ایک جگہ ذکر کرکے بقیہ مواقع کو سامعین کے مقائسہ پر چھوڑ دیا ہو اور اُن کے معاملہ مین بھی یہی مکالمت ہوئی ہو یا خود مکالمت کو اُن کے مقایسہ پر چھوڑ دیا ہو کہ یہی برتاؤ وہان کرین گے **سفر دوم** ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ۝ حَتّٰۤی اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلٰی قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا ۝ كَذٰلِكَ ؕ وَقَدْ اَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا ۝ پھر (مالک مغربیہ فتح کرکے ممالک مشرقیہ فتح کرنے کے ارادہ سے مشرق کی طرف) ایک (دوسری) راہ پر ہولیے یہانتک کہ جب (مسافت قطع کرکے) طلوع آفتاب کے موقع پر (یعنی جہت مشرق مین منتہائے آبادی پر) پہونچے تو آفتاب کو ایک ایسی قوم پر طلوع ہوتے دیکھا (یعنی وہان ایک ایسی قوم آباد تھی) جن کے لیے ہم نے آفتاب کے اوپر کوئی آڑ نہین رکھی (ظاہرا یہ مطلب معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ مکان وغیرہ بنانا نہ جانتے تھے کہ آفتاب کی گرمی سے پناہ لے سکین) یہ قصہ اسی طرح ہے اور ذوالقرنین کے پاس جو کچھ (سامان وغیرہ) تھا ہم کو اُس کی پوری خبر ہے **ف** یہ تاکید و تحقیق ہے مضمون کی کہ ہم جو کچھ بیان کر رہے ہین علم سے کہہ رہے ہین اور ہمارا علم مطابق واقع کے ہے اور ذلک کا مشار الیہ صرف واقعہ سفر مشرق ہو یا پہلا واقعہ سفر مغرب بھی شاید اس سے زیادت تنبیہ ہو نبوت محمدیہ پر کہ دیکھو اخبار ماضیہ مندرسہ کو کس طرح ٹھیک ٹھیک بیان فرماتے ہین جس سے معلوم ہوا کہ ہم بتلاتے ہین۔

ملحقات الترجمہ

۱؎ قولہ فی عندھا الخ موقع ہو ترجمہ بالحاصل و حقیقۃ الکلام عند العین ۲؎ قولہ نعذبہ ہم لوگ [illegible] بہ ماعنیھا المحاورۃ ان الجمع لیس للتعظیم بل للاحتقار ایذانا باخر اصحون خدام و اتباع فافہم فانہ من المواہب ۳؎ قولہ فی امرنا برتاؤ [illegible] لفظ الامر وکذا الیسر عام [illegible] شیئ دامر و بعض تعبیر الکلام ۴؎ قولہ فی کذلک یہ قصہ [illegible] اشارۃ الی تقدیر مبتدا ای الامر کذلک کما ذکر ۱۲۔

ثُمَّ أَتْبَعَ سَبَبًا ۝ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِن دُونِهِمَا قَوْمًا لَّا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ قَوْلًا ۝ قَالُوا يَا ذَا الْقَرْنَيْنِ

پھر ایک اور راہ پر ہو لیے یہاں تک کہ جب وہ پہاڑوں کے درمیان میں پہونچے تو ان پہاڑوں سے اسطرف ایک قوم کو دیکھا جو کوئی بات سمجھنے کے قریب بھی نہیں پہونچتے انہوں نے عرض کیا کہ اے ذوالقرنین

إِنَّ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلَىٰ أَن تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ۝ قَالَ مَا مَكَّنِّي

قوم یاجوج وماجوج اس سرزمین میں بڑا فساد مچاتے ہیں سو کیا ہم لوگ آپ کے لیے کچھ چندہ جمع کر دیں اس شرط پر کہ آپ ہمارے اور انکے درمیان میں کوئی روک بنا دیں ذوالقرنین نے جواب دیا کہ

فِيهِ رَبِّي خَيْرٌ فَأَعِينُونِي بِقُوَّةٍ أَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ۝ آتُونِي زُبَرَ الْحَدِيدِ ۖ حَتَّىٰ إِذَا سَاوَىٰ بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ

جس مال میں میرے رب نے مجکو اختیار دیا ہے وہ بہت کچھ ہے سو ہاتھ پاؤں سے میری مدد کرو تو میں تمہارے اور انکے درمیان میں خوب مضبوط دیوار بنا دوں تم لوگ میرے پاس لوہے کی چادریں لاؤ یہانتک کہ جب انکے دونوں سروں کے بیچ کو برابر کر دیا

قَالَ انفُخُوا ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَعَلَهُ نَارًا قَالَ آتُونِي أُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا ۝ فَمَا اسْطَاعُوا أَن يَظْهَرُوهُ وَمَا اسْتَطَاعُوا لَهُ نَقْبًا ۝

تو حکم دیا کہ دھونکو یہانتک کہ جب اوسکو لال انگارا کر دیا تو حکم دیا کہ اب میرے پاس پگھلا ہوا تانبا لاؤ کہ اسپر ڈالدوں سو نہ تو یاجوج ماجوج اوسپر چڑھ سکتے تھے اور نہ اوسمیں نقب دے سکتے تھے

قَالَ هَٰذَا رَحْمَةٌ مِّن رَّبِّي ۖ فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ رَبِّي جَعَلَهُ دَكَّاءَ ۖ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّي حَقًّا ۝

ذوالقرنین نے کہا کہ یہ میرے رب کی ایک رحمت ہے پھر جسوقت میرے رب کا وعدہ آوے گا تو اسکو ڈھا کر برابر کر دے گا اور میرے رب کا ہر وعدہ برحق ہے۔

ملحقات الترجمة

۱ قوله فاتوني زبر الحديد — دا ہم سرکار ارادہ لگا بنا ئی قولہ لیکن مکنی فیہ ربی خیر ۱۲

سفر سوم ثُمَّ أَتْبَعَ سَبَبًا ۝ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِن دُونِهِمَا قَوْمًا لَّا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ قَوْلًا ۝ قَالُوا يَا ذَا الْقَرْنَيْنِ إِنَّ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلَىٰ أَن تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ۝ قَالَ مَا مَكَّنِّي فِيهِ رَبِّي خَيْرٌ فَأَعِينُونِي بِقُوَّةٍ أَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ۝ آتُونِي زُبَرَ الْحَدِيدِ ۖ حَتَّىٰ إِذَا سَاوَىٰ بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ انفُخُوا ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَعَلَهُ نَارًا قَالَ آتُونِي أُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا ۝ فَمَا اسْطَاعُوا أَن يَظْهَرُوهُ وَمَا اسْتَطَاعُوا لَهُ نَقْبًا ۝ قَالَ هَٰذَا رَحْمَةٌ مِّن رَّبِّي ۖ فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ رَبِّي جَعَلَهُ دَكَّاءَ ۖ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّي حَقًّا ۝ پھر (مغرب و مشرق ختم کرکے) ایک اور راہ پر ہو لیے (چونکہ آبادی شمالی حصہ میں زیادہ ہے اسلیے غالب گمان ہے کہ اس سے سمت شمال مراد ہو مفسرین نے یہی سمت لکھی بھی ہے) یہانتک کہ جب (مسافت قطع کرکے ایک ایسے مقام پر جو) دو پہاڑوں کے درمیان میں (تھا) پہونچے تو ان پہاڑوں سے اسطرف ایک قوم کو دیکھا جو (غایت اجنبیت لغت و قلت فہم کیوجہ سے) کوئی بات سمجھنے کے قریب بھی نہیں پہونچتے (یعنی غیر زبان ہونیکی وجہ سے تو بات نہیں سمجھتے اور وحشی اور قلیل الفہم ہونیکی وجہ سے سمجھنے کے لگ بھگ بھی نہیں پہونچتے ورنہ عاقل آدمی رموز و قرائن سے کچھ قریب قریب سمجھ لیتا ہے مگر کسی مترجم کے ذریعہ سے) انہوں نے (ذوالقرنین سے) عرض کیا کہ اے ذوالقرنین قوم یاجوج وماجوج (جو اس گھاٹی کے اسطرف رہتے ہیں ہماری) اس سرزمین میں (کبھی کبھی آکر) بڑا فساد مچاتے ہیں (یعنی ہمیں مار دھاڑ کرتے ہیں اور ہمکو مقابلہ کی طاقت نہیں) سو کیا (آپ اجازت دیتے ہیں کہ) ہم لوگ آپ کے لیے کچھ چندہ جمع کر دیں اس شرط پر کہ آپ ہمارے اور انکے درمیان میں کوئی روک بنا دیں (کہ وہ ادھر نہ آنے پاویں) ذوالقرنین نے جواب دیا کہ جس مال میں میرے رب نے مجھکو (تصرف کرنیکا) اختیار دیا ہے وہ بہت کچھ ہے (سو مال کی تو مجھکو ضرورت نہیں البتہ) ہاتھ پاؤں سے میری مدد کرو (تو) میں تمہارے اور انکے درمیان میں خوب مضبوط دیوار بنا دوں (اچھا تو) تم لوگ میرے پاس لوہے کی چادریں لاؤ (دام سرکار سے ملینگے اور ضرورت کی اور بھی چیزیں منگوائی ہونگی مگر رکن اعظم اور اس وحشی ملک میں کمیاب چیز یہی تھی اسلیے ذکر میں اسکی تخصیص کیگئی چنانچہ سب سامان جمع کیا گیا اور دونوں پہاڑوں کے درمیان بنیاد کھود کر اسکو پتھروں وغیرہ سے بھروا کر اوپر سے یہی لوہے کے چٹانوں کے ردے رکھنے شروع کیے) یہانتک کہ جب (ردے ملاتے ملاتے) اون (دونوں پہاڑوں) کے دونوں سروں کے بیچ (کے خلا) کو (پہاڑوں کے) برابر کر دیا تو حکم دیا کہ دھونکو (دھونکنا شروع ہوگیا) یہانتک کہ جب (دھونکتے دھونکتے)

اللغات قوله السدين الجبلين كما في الروح عن القاموس سمي به لانه سد الفضاء ۱۲ قوله ياجوج مأجوج اسمان اعجميان ۱۲ قوله خرجا جعلا من الاموال قوله مكني بالادغام هو مكنني قوله ردما حاجزا حصينا وهو اكبر من السد واوثق كما في الروح وعليه يكون قد وعدهم بالاسعاف مراعيهم فوق ما يرجونه وهو اللائق بشان الملوك قوله زبر جمع زبرة كغرفة في غرف وهي القطعة العظيمة واصل الزبر الاجتماع قوله ساوى اي المتعدد والمعنى جعل ما بين جانبي الجبلين من البنيان مساويا لهما في العلو فبين مفعول ساوى وفاعله ضمير ذي القرنين واما لازم فالفاعل ضمير السد اي حتى اذا ساوى السد الفضاء الذي بين الصدفين قوله الصدفين من جانب الجبل واصله ما قيل الميل ولا يقال للمنفرد صدف حتى يصادفه الآخر ۱۲ القطر النحاس المذاب هو قول الاكثرين قوله اسطاعوا بحذف التاء تخفيفا ۱۲ قوله دكاء ارضا مستوية ۱۲ **اختلاف القراءة** في قراءة لا يفقهون من الافعال

ای لعلمهم كان في لسانهم والقصد تفهيم النقص في ذي القرنين واهله ۱۲

اُسکو لال انگارا کردیا تو (اُسوقت) حکم دیا کہ اب میرے پاس پگھلا ہوا تانبا لاؤ (جو پہلے سے تیار کرالیا ہوگا) کہ اُسپر ڈال دون (یعنی ڈلوا دون) چنانچہ تانبا لایا گیا اور آلات کے ذریعہ سے اوپر سے چھوڑ دیا گیا کہ تمام درزون مین گھسکر سب چادرین ایک ذات ہوکر ایک ڈال کی دیوار آہنی بنگئی طول و عرض خدا کو معلوم) سو (اُسکے غایت ارتفاع و ملاست کے سبب) نہ تو یاجوج ماجوج اُسپر چڑھ سکتے اور (غایت استحکام کے سبب) نہ اُسمین نقب دے سکتے تھے (اور دیوار بنانے کے وقت وہ لوگ اُس موقع سے بہت دور تھے کیونکہ اُسطرف وسیع زمین ہی) ذوالقرنین نے (جب اُس دیوار کو تیار دیکھا جسکا تیار ہونا معمولی کام نہ تھا تو بطور شکر کے) کہا کہ یہ (تیاری دیوار کی) میرے رب کی ایک رحمت ہی (مجھپر بھی کہ میرے ہاتھ سے ایسا کام لیا اور اس دیوار سے باہر بسنے والون کے لیے بھی کہ یاجوج و ماجوج کے شر سے محفوظ ہو گئے) پھر جسوقت میرے رب کا وعدہ آویگا (یعنی اسکے فنا کا وقت آویگا) تو اسکو ڈھا کر (زمین کے) برابر کردیگا اور میرے رب کا ہر وعدہ برحق ہی (اور اپنی وقت پر ضرور واقع ہوتا ہی) **ف** یا تو یہ مضمون حضرت ذوالقرنین نے اُس مجمل بنا پر فرمادیا کہ ہر شی فانی ہی اور یا ممکن ہی کہ اُن کو وحی سے اگر وہ نبی ہون یا الہام یا کسی نبی کے اخبار سے مفصل وقت اُسکے انہدام کا کہ قرب قیامت ہی معلوم ہو گیا ہو جیسا کہ حدیثون مین مصرح و مشرح ہی اور یہ بات حضرت ذوالقرنین نے شاید اسلیے فرمادی ہو کہ آدمی کسی حال مین حقتعالی سے غافل اور کسی سامان پر مغرور نہو بلکہ نعمت کا شکر کرے اور فنا کو پیش نظر رکھے اور جاننا چاہیے کہ مصنفین و مؤلفین نے اس سد یاجوج و ماجوج کی تعیین کے متعلق اپنی اپنی مقالات و خیالات جمع کیے ہین اور اسکے مصداق مین اپنی اپنی کہی ہی لیکن قرآن و حدیث مین جو اسکے چند اوصاف معلوم ہوتے ہین ایک یہ کہ اسکا بانی کوئی بندہ مقبول ہی دوسرے یہ کہ وہ جلیل القدر بادشاہ ہی تیسرے یہ کہ وہ دیوار آہنی ہی چوتھے یہ کہ اسکے دونون سرے دو پہاڑون سے ملے ہین پانچوین یہ کہ اُس دیوار کے اُسطرف جو یاجوج و ماجوج ہین وہ ابھی باہر نہین نکلسکے چھٹے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین اسمین تھوڑا سا سوراخ ہو گیا ہی ساتوین یہ کہ وہ لوگ ہر روز اُس کو چھیلتے ہین اور پھر وہ باذنہ تعالی ویسی ہی دبیز ہو جاتی ہی اور قرب قیامت مین جب چھیل چکین گے تو کہین گے کہ انشاء اللہ تعالی کل بالکل آر پار کردینگے چنانچہ اوس روز پھر وہ دبیز نہوگی اور اگلے روز اسکو توڑ کر نکل پڑین گے آٹھوین یہ کہ یاجوج و ماجوج کی قوت باوجود آدمی ہونے کے آدمیون سے بہت زیادہ طبعی ہوئی ہی اور عدد مین بھی بہت زیادہ ہین نوین یہ کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کے وقت مین نکلینگے اور اُسوقت عیسیٰ علیہ السّلام بوحی الٰہی خاص خاص لوگون کو لیکر کوہ طور پر چلے جاوینگے باقی لوگ اپنے اپنے طور پر قلعہ بند اور محفوظ مکانون مین بند ہو جاوین گے دسوین یہ کہ وہ دفعۃً غیر معمولی موت سے مر جاوین گے اول کے پانچ اوصاف قرآن سے اور اخیر کے پانچ اوصاف احادیث صحیحہ سے معلوم ہوتے ہین پس جو شخص ان سب اوصاف کو پیش نظر رکھیگا اُسکو معلوم ہوگا کہ جتنی دیوارونکا لوگون نے راے سے پتہ دیا ہی یہ مجموعہ اوصاف ایک مین بھی پایا نہین جاتا پس وہ خیالات صحیح نہین معلوم ہوتے اور حدیثون کا انکار یا نصوص کی تاویلات بعیدہ خود دین کے خلاف ہی رہا یہ شبہہ مخالفین کا کہ ہم نے تمام زمین کو چھان ڈالا مگر کہین اُسکا پتہ نہین ملا اور اسی شبہہ کے جواب کے لیے ہمارے مؤلفین نے پتہ بتلانے کی کوشش کی ہی لیکن اسکا صحیح جواب وہ ہی جسکو صاحب روح المعانی نے اختیار کیا ہی حاصل ترجمہ اوسکا یہ ہی کہ ہمکو اوسکا موقع معلوم نہین اور ممکن ہی کہ ہمارے اور اوسکے درمیان بڑے بڑے سمندر حائل ہون اور یہ دعوی کرنا کہ ہم تمام خشک و تری کو محیط ہو چکے ہین واجب التسلیم نہین اور عقلاً یہ جائز ہی کہ امریکہ کی طرح سمندر کے درمیان مین کوئی حصۂ زمین کا ایسا ہو جہان اب تک رسائی نہ ہوئی ہو اور عدم وجدان سے عدم وجود لازم نہین آتا اور جب مخبر صادق نے جسکا صدق دلائل قطعیہ سے ثابت ہی اس دیوار کی مع اُس کے اوصاف کے خبر دی ہی تو ہم پر واجب ہی کہ تصدیق کرین جس طرح اور امور ممکنہ کی خبر دی ہے اور تصدیق ضروری ہی اور ایسے مشککین کے کلام فضول کیطرف التفات کرنے کا منشا محض ضعف دین اور قلت یقین ہے اھ اور قرآن مین سفر جنوب کا ذکر نہونا شاید اسوجہ سے ہو کہ اس سفر کا اتفاق نہ ہوا ہو یا کسی وجہ سے ذکر نہ کیا ہو **ربط** اوپر آخر قصہ مین ذوالقرنین کا قول جو مشعر اُس دیوار کے فنا کا اور مشیر خروج یاجوج ماجوج کی طرف ہی حکایت کیا گیا ہے آگے حق تعالےٰ اپنی طرف سے خروج مذکور کے وقت کی خاص حالت اور عموماً دنیا کا فنا ہوکر پھر ثانیاً پیدا ہونا اور اُس کے بعد جزا و سزا کا معاملہ اور جو امور و اعمال جزا و سزا کے اسباب ہین اجمالاً اُن کا بیان فرماتے ہین غرض فنا رخاص کی مناسبت سے فنائے عام اور اُس کی مناسبت سے بقار ثانی اور اُس کی مناسبت سے جزا سزا اور اُس کی مناسبت سے موجبات جزا و سزا کا ذکر کیا گیا ہے۔

بیان فنا و بقار

وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ وَّنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ۝ وَّعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضًا ۝

اور ہم اوس روز انکی یہ حالت کرین گے کہ ایک مین ایک گڈمڈ ہوجاوینگے اور صور پھونکا جاویگا پھر ہم سب کو ایک ایک کرکے جمع کرلینگے اور دوزخ کو اوس روز کافرون کے سامنے پیش کردین گے

الَّذِيْنَ كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ فِيْ غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِيْ وَكَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا ۝ اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ يَّتَّخِذُوْا

جن کی آنکھون پر ہماری یاد سے پردہ پڑا ہوا تھا اور وہ سن بھی نہ سکتے تھے۔ سو کیا پھر بھی ان کافرون کا خیال ہے کہ مجھکو چھوڑکر

عِبَادِيْ مِنْ دُوْنِيْٓ اَوْلِيَآءَ ۭ اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ نُزُلًا ۝ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ۝ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ

میرے بندون کو اپنا کارساز قرار دین ہمنے کافرون کی دعوت کے لیے دوزخ کو تیار کر رکھا ہے۔ آپ کہیے کہ کیا ہم تمکو ایسے لوگ بتائین جو اعمال کے اعتبار سے بالکل خسارہ مین ہین یہ وہ لوگ ہین

سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ۝ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَاۗىِٕهٖ

جنکی دنیا مین کری کرائی محنت سب گئی گذری ہوئی اور وہ اس خیال مین ہین کہ وہ اچھا کام کر رہے ہین۔ یہ وہ لوگ ہین جو اپنے رب کی آیتون کا اور اوس سے ملنے کا انکار کر رہے ہین

فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ۝ ذٰلِكَ جَزَاۗؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوْا وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَرُسُلِيْ هُزُوًا ۝

سو اونکے سارے کام غارت گئے تو قیامت کے روز ہم انکا ذرا بھی وزن قائم نہ کرین گے۔ انکی سزا وہی ہوگی یعنی دوزخ اس سبب سے کہ انہون نے کفر کیا تھا اور میری آیتون اور پیغمبرون کا مذاق بنایا تھا

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا ۝

بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہون نے نیک کام کیے اونکی مہمانی کے لیے فردوس کے باغ ہونگے جن مین وہ ہمیشہ رہین گے اور نہ وہ وہان سے کہین اور جانا چاہین گے

ملحقات الترجمة

ا قولہ فی جمعنا ایک ایک استفید من التاکید جمعا فافہم ۲ قولہ فی عبادی افتخیارا یا اضطرارا اشارۃ الی تعمیم اسباد المعبودین من الاغنیاء والاصنام فالاضافۃ لیس للتشریف بل لاظہار اختصاص المالکیۃ والمملوکیۃ ۱۲ ۳ قولہ فی الاخسرین بالکل اشتقت من صیغۃ التفضیل ۱۲

وتسرا وجزا الیوم لقاء وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ وَّنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ۝۹۹ وَّعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضًا ۝۱۰۰ الَّذِيْنَ كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ فِيْ غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِيْ وَكَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا ۝۱۰۱ اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ يَّتَّخِذُوْا عِبَادِيْ مِنْ دُوْنِيْٓ اَوْلِيَآءَ ۭ اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ نُزُلًا ۝۱۰۲ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ۝۱۰۳ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ۝۱۰۴ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَاۗىِٕهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ۝۱۰۵ ذٰلِكَ جَزَاۗؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوْا وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَرُسُلِيْ هُزُوًا ۝۱۰۶ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ۝۱۰۷ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا ۝۱۰۸

اور ہم اُس روز (یعنی جب اُس دیوار کے انہدام کا وقت موعود آویگا اور یاجوج و ماجوج کا خروج ہوگا تو اوس روز ہم) اُنکی یہ حالت کرین گے کہ ایک مین ایک گڈمڈ ہوجاوینگے (بوجہ اسکے کہ کثرت سے ہونگے اور ایکدم سے نکل پڑین گے) اور (یہ قیامت کے قریب زمانہ مین ہوگا پھر بعد چندے قیامت کا سامان شروع ہوگا حتی کہ ایکبار اول صور پھونکا جاویگا جس سے تمام عالم فنا ہوجاویگا پھر صور (دوبارہ) پھونکا جاویگا (جس سے سب زندہ ہوجاوینگے) پھر ہم سب کو ایک ایک کرکے (میدان محشر مین) جمع کرلین گے اور دوزخکو اوس روز کافرون کے سامنے پیش کردین گے جنکی آنکھون پر (دنیا مین) ہماری یاد سے (یعنی دین حق کے دیکھنے سے) پردہ پڑا ہوا تھا اور (جسطرح حق کو دیکھتے نہ تھے اسیطرح اُسکو) وہ سن بھی نہ سکتے تھے (یعنی امر حق کا ذرا ادراک کرنا نہ چاہتے تھے) سو (جب یہ بات ثابت ہے کہ کفر پر ایسی وعید شدید کا استحقاق ہی تو) کیا پھر بھی ان کافرون کا خیال ہی کہ مجھکو چھوڑکر میرے بندون کو (یعنی جو میرے مملوک و محکوم ہین اختیارًا یا اضطرارًا اُنکو) اپنا کارساز (یعنی معبود و حاجت روا) قرار دین (جو کہ شرک اور کفر محض ہی یعنی کفر کا موجب عذاب ہونا دریافت کرکے بھی کفر کرتے ہین خیر وہ جانین) ہمنے (تو) کافرون کی دعوت کیلیے دوزخکو تیار کر رکھا ہی (دعوت بطور تہکم کے فرمایا) اور اگر اُن کو اپنے اُن اعمال پر ناز ہو جنکو وہ بزعم خود اعمال حسنہ سمجھتے ہین اور اس سبب سے اپنی کو عذاب کفر سے محفوظ اور ناجی سمجھتے ہون تو اس باب مین) آپ (اُنسے) کہیے کہ کیا ہم تمکو ایسے لوگ بتائین جو اعمال کے اعتبار سے بالکل خسارہ مین ہین یہ وہ لوگ ہین جنکی دنیا مین کری کرائی محنت (جو اعمال حسنہ مین کی تھی آخرت مین) سب گئی گذری ہوئی اور وہ (بوجہ جہل کے) اسی خیال مین

البلاغۃ قولہ عرضنا تخصیص العرض بالکافرین لان العرض الخاص الفظیع الدال علیہ التاکید بعرضا مختص بالکفرین ۱۲	اللغات قولہ نزلا ہو ما یعد للضیف وقت النزول ۱۲ فردوس البستان باللغۃ الرومیۃ المعربۃ ۱۲ قولہ حولا مصدر بمعنی تحولا النحو قولہ ذلک مبتداء وجزاءہم خبرہ وجہنم خبر مبتداء محذوف ای ہو جہنم وعلیہ ترجمت ۱۲

قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ۝ قُلْ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ

آپ کہدیجیے کہ اگر میرے رب کی باتین لکھنے کے لیے سمندر روشنائی ہو تو میرے رب کی باتین ختم ہونے سے پہلے سمندر ختم ہوجاوے اگرچہ اس سمندر کی مثل ایک دوسرا سمندر مدد کیلیے ہم لے آوین آپ کہدیجیے کہ مین تو تم ہی جیسا

مِّثْلُكُمْ يُوْحٰۤى اِلَيَّ اَنَّمَاۤ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا ۝

بشر ہون میرے پاس بس یہ وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے سو جو شخص اپنے رب سے ملنے کی آرزو رکھے تو نیک کام کرتا رہے اور اپنے رب کی عبادت مین کسی کو شریک نہ کرے

ع ١٢ ٩

ہین کہ وہ اچھا کام کر رہے ہین (آگے اُن کا مصداق ایسے عنوان سے تبلاتے ہین جس سے اُنکی محنت ضائع ہونیکی وجہ بھی معلوم ہوتی ہے اور پھر اس حبطِ اعمال کی تصریح بھی بطور تفریع کے فرماتے ہین یعنی) یہ وہ لوگ ہین جو اپنے رب کی آیتون کا (یعنی کتب الٰہیہ کا) اور اس سے ملنے کا (یعنی قیامت کا) انکار کر رہے ہین سو (اسلیے) اِن کے سارے (نیک) کام غارت گئے تو قیامت کے روز ہم اُن (کے نیک اعمال) کا ذرا بھی وزن قائم نکرین گے (بلکہ) اُن کی سزا وہی ہوگی (جو اوپر مذکور ہوئی) یعنی دوزخ اس سبب سے کہ انہون نے کفر کیا تھا (جیسا اوپر بھی معلوم ہوا کہ کفر کا ثمرہ دوزخ ہے) اور (اُسی کفر کا ایک شعبہ یہ بھی تھا کہ) میری آیتون اور پیغمبرونکا مذاق بنایا تھا (آگے ان کے مقابلہ مین اہلِ ایمان کا حال فرماتے ہین کہ) بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انہون نے نیک کام کیے اُنکی مہمانی کے لیے فردوس (یعنی بہشت) کے باغ ہونگے[1] جنمین وہ ہمیشہ رہین گے (نہ اُنکو کوئی نکالیگا) اور نہ وہ وہان سے کہین اور جانا چاہین گے **ربط** اوپر آیت افحسب الخ مین توحید کے انکار پر اور آیت واتخذوا آیٰتی ورسلی الخ مین رسالت کے انکار پر استحقاق عذاب اور ان الذین اٰمنوا الخ مین ان کی تصدیق و اطاعت پر وعدہ ثواب مذکور تھا آگے بھی قل لو کان البحر الخ مین توحید کا اور قل انما انا بشر الخ مین رسالت کا بھی اثبات اور فمن کان یرجوا الخ مین مومن کا ثواب منطوقاً اور منکر کا عذاب مفہوماً مذکور ہے اور اسی پر سورت ختم ہے اور بعینہٖ یہی مضمون افتتاح سورت مین بھی تھا چنانچہ ملاحظہ آیات سے واضح ہو سکتا ہے **توحید و رسالت مع جزاے تصدیق و تکذیب** قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ۝ قُلْ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰۤى اِلَيَّ اَنَّمَاۤ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا ۝ آپ (انسے) کہدیجیے کہ اگر میرے رب کی باتین (یعنی وہ کلمات و عبارات جو اوصاف و کمالاتِ الٰہیہ پر دال ہون اور اُنسے اُنکی تعبیر کیجاوے پس ایسے کلمات) لکھنے[2] کے لئے سمندر (کا پانی) روشنائی (کی جگہ) ہو (اور اُس سے لکھنا شروع کرین) تو میرے رب کی باتین ختم ہونے سے پہلے سمندر ختم ہوجاوے (اور باتین احاطہ مین نہ آوین) اگرچہ اس سمندر کے مثل ایک دوسرا سمندر (اسکی) مدد کے لیے ہم لے آوین (تب بھی وہ باتین ختم نہون اور دوسرا سمندر بھی ختم ہوجاوے پس اُسکے کمالات تو غیر متناہی ہین اور کوئی معبود تراشیدہ ایسا ہی نہین پس الوہیت و ربوبیت اُسیکے ساتھ مختص ہوئی) اور آپ (یون بھی) کہدیجیے (تم جو میرے ساتھ انکار سے پیش آتے ہو تو مین امر ممتنع یا مستبعد کا تو مدعی نہین ہون بلکہ) مین تو تم ہی جیسا بشر ہون (اسکا اقرار کرتا ہون ملکیت وغیرہ کا مدعی نہین کہ موجبِ توحش ہو اور) میرے پاس بس یہ وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود (برحق) ایک ہی معبود ہے (تو نہ وحی کا آنا کچھ عجیب اور نہ وہ مضمون کچھ وحشتناک جو وحی کیا جاتا ہے بلکہ توحید خود دلائل عقلیہ سے بھی ثابت ہے) سو (جب توحید و رسالت ثابت ہوگئی تو) جو شخص اپنے رب سے ملنے کی آرزو رکھے (اور اُن کا محبوب و مقرب بننا چاہے) تو (مجھکو رسول مانکر میری شریعت کے موافق) نیک کام کرتا رہے اور اپنے رب کی عبادت مین کسیکو شریک نہ کرے (یعنی توحید و رسالت کا اعتقاد رکھے کہ نفسِ نجات کا موقوف علیہ دائمی ہے اور نیک عمل کرے کہ کمالِ نجات کا موقوف علیہ اکثری ہے اور شرک کے عموم مین شرکِ خفی یعنی ریا کا دخول بھی حدیث سے معلوم ہوا پس اِس جزو کے اعتبار سے عملاً صالحاً کے بعد تخصیص بعد تعمیم ہوجاویگی) **ف** چونکہ کمالاتِ الٰہیہ مین کمالِ علمی بھی ہے تو اس سے علومِ الٰہیہ کا غیر متناہی ہونا بھی معلوم ہوا پس اسطرح سے یہ جواب ہوگیا یہود کے اوس قول کا بھی کہ ہمارا علم تو کثیر ہے جسکو انہون نے آیت متضمن جوابِ روح مین یہ جملہ سنکر کہا تھا وما اوتیتم من العلم الا قلیلا کذا فی اللباب واللہ اعلم بالصواب حاصل جواب یہ ہوا کہ علومِ الٰہیہ کے مقابلہ مین سب قلیل ہے **لطیفہ** آیت قل لو کان البحر الخ کی تفسیر لکھنے کے وقت مجھکو اپنے ایک بزرگ یعنی جناب ماموں شوکت علی صاحب مرحوم و مغفور کا ایک مخمس جو بمنزلہ ترجمہ اس آیت کے ہے یاد آیا دلچسپی کے لیے اُسکو نقل کرتا ہون ؎ اگر جملہ دریا شود روشنائی ✽ کند کلک اشجار مدحت سرائی ✽ محال از ثنائے تو عہدہ برآئی ✽ ازل تا ابد

اللغات المداد ھو فی الاصل اسم لکل ما یمد بہ الشیٔ واختص فی العرف لما تمد بہ الدواۃ من الحبر | والمدد العون والزیادۃ ۱۲

لمعات الترجمۃ

[1] قولہ فی جنّٰت الفردوس بہشت کے باغ اشارۃ الی ان المراد بالفردوس المعنی الشرعی لکن لا بمعنی درجۃ الخاصۃ العلیہ والا یلزم الاشکال من دخول بعضہم الفردوس وبعضہم ما حولہا من الجنات الاخر بل بمعنی مطلق الجنۃ وان لم یراد بہا بل مراد معناہا اللغوی فصحیح المعنی و مستقیم

[2] قولہ فی لکلمٰت لکھنے اشارۃ الی تقدیر الکتابۃ وکون المقدر کالمذکور ۱۲

اسی تو فرمان روائی ؛ کہ اجر تو در ملک تو بادشائی کہ ؛ خدا یتعالیٰ انکی مغفرت اور اُن پر رحمت فرما دے واقعی بہت خوب لکھا ہے فقط

وللہ الحمد حمدا سابقًا علی مزید ؛ والیوم یوم عید ؛ وبختی بخت سعید ؛ حیث وفقنی اللہ الغنی الحمید ؛ لاتمام النصف الاکثر

من تفسیر القرآن المجید ؛ یوم الاربعاء الخامس عشر من رجب ۱۳۲۶ ہجری من ہجرۃ خیر العبید ؛

صلی اللہ علیہ وسلم ابدالابید ؛ وارجو اللہ تعالیٰ ان یاتی علی عید آخر

جدید ؛ ویقرب الیّ البعید ؛ یوم اقول بلا فی وقد کمل التفسیر

بالتطریب والتغرید ؛ الا ایہا الاحباب

عید علی عید ؛ انہ یفعل ما یشاء و

یحکم ما یرید

منہیات ثلثہ متعلقہ تفسیر بیان القرآن جلد ششم

منہیہ اولی توضیح بعض مقامات تفسیر جلد ہذا

صفحہ ۳ سطر ۲۱ قولہ نقمت کو الی قولہ صبر کریگا الخ یعنی یہ سوچ کر کہ اس طرح اور نقم بھی عنقریب زائل ہو جاوینگی اور ظاہر ہے کہ یہ عین ہمکا صبر میں۔ **صفحہ ۴ سطر ۱۷** قولہ اوس کا احتمال ہے اشارہ الی تقدیر الجزاء ای فان العذاب محتمل لان المذکور من قولہ تعالیٰ ان عذابی لشدید لایصلح للجزاء لان کون العذاب شدیدا واقع فی نفسہ لایتاخر عن کفر احد۔ **صفحہ ۱۱ سطر ۱۸** قولہ اور اوسکی شاخون الخ امین اسکی وجہ ذکر کیگئی کہ یہان فرعہا فی السماء اور تؤتی اکلہا کا مقابل بیان نہیں فرمایا۔ **صفحہ ۱۱ سطر ۲۰** قولہ شاید مالہا من قرار الخ یعنی وجہ تشبیہ کی تصریح سے مشبہ کی اس خاص حالت کا بتلانا مقصود ہو کہ وہ اضمحلال مذکور السابق ہے **صفحہ ۱۱ سطر ۲۳** قولہ بخلاف نفس کفر کے الخ یعنی اوس کا کیون ذکر کیا گیا **صفحہ ۱۲ سطر ۱ حاشیہ تحتانی** یسار قولہ محمد انخ ہو منادی **صفحہ ۱۲ سطر ۲ حاشیہ تحتانی** قولہ مستلزم ای شرعًا یعنی ثبت بالنصوص **صفحہ ۱۸ سطر ۱۱** مہلت کے طول ہی کے سبب الخ یعنی اسقدر بہت طویل تھی کہ اُس سے تکو دھوکہ ہو گیا عدم وقوع ما بعدہا کا **صفحہ ۲۲ سطر ۲۳** قولہ نزول الخ بلا اضافۃ الی الملئکۃ وقولہ ملئکہ ہو مضاف الیہ لعادۃ۔ **صفحہ ۲۶ سطر ۴** قولہ قیامت تک الخ اور اس سے شبہ نہ کیا جاوے کہ امین تو مہلت مانگنے سے پہلے ہی مہلت دینے کا وعدہ ہو گیا بات یہ ہے کہ مقصود قیامت تک عمر دینا نہیں ہے کہ یہ شبہ ہو بلکہ مطلب یہ ہے کہ حیات دنیویہ مین تو ملعون ہے گو وہ قیامت تک ممتد کیون نہ ہو **صفحہ ۵۰ سطر ۱۷** قولہ تکرار نہیں الخ اوپر آیا ہے ویجعلون للہ البنات اور یہان فرمایا یجعلون للہ ما یکرھون کہ ظاہرا ما یکرھون کا مصداق بنات معلوم ہوتا ہے پس کلام میں تکرار ہوا پس اس کے دو جواب دیئے ایک یہ کہ ما یکرھون کے مصداق میں شرک فی الریاستہ بھی داخل ہے کہ اپنے لیے ناگوار سمجھتے تھے اور خدا تعالیٰ کے لیے گوارا کرتے تھے یہ عام ہوا تو تکرار نہ ہوا دوسرا جواب یہ کہ اگر اس کا مصداق خاص بھی کہا جاوے تو اختلاف غرض سے تکرار نہ ہا اول مقام پر غرض اون کے خود اس اعتقاد پر انکار تہا دوسرے مقام پر غرض باوجود اس قبیح کے ارتکاب کے دعوی نجات پر انکار ہو چنانچہ تمہید یعنی ربط اور عنوان یعنی

سرخی مین اسطرف اشارہ ظاہر ہے۔ **صفحہ ۱۵ سطر اخیر حاشیہ قولہ** ومنہ تکریرا الخ ای کلمۃ منہ فی قولہ تتخذون منہ تکریر للظرف ای لقولہ من ثمرات
صفحہ ۵۵ سطر ۱۲ قولہ لایقدر الخ جو کہ آیت ضرب اللہ مثلا عبدا مین واقع ہے **صفحہ ۵۵ سطر ۲۲ قولہ** فہی شبہات الخ مثلا یہ کہ ماذون ہو نیکے
بعد تو وہ قادر علی التصرف ہوجاتا ہے اور قدرت سے مراد قدرت حکمی ہے نہ کہ حسی پس یہ فی شبہات بھی نہین ہوسکتے کہ قدرت تو اوسکی مشاہد ہے پھر نفی
کیسے کردی۔ **صفحہ ۵۶ سطر ۱۶** قولہ اثبات قدرت الخ یعنی استدلال علی القدرت کے لیے واقعۂ ساعۃ کو ذکر کے ساتھ اسواسطے خاص فرمایا کہ آمین
دوسرے دلائل سے ایک خصوصیت زائد ہے کہ یہ دال علی العلم ہے **صفحہ ۵۷ سطر ۴ ۲ قولہ** وہان سردی الخ کیونکہ وہان انعام کا ذکر ہے جسکے
یہ اجزاء ہیں اور یہان مطلق سرابیل ہے جو روئی کو بھی شامل ہے **صفحہ ۵۸ سطر ۵ ۱ قولہ** صحیح غلط ہونے کی خبر ہی نہوا الخ کیونکہ اون اشجار و اصنام کو
خود عبادت ہی کی خبر نہیں تو اوس کے احکام متعلقہ صحت و غلط کی ہی خبر نہیں **صفحہ ۶۲ سطر ۳ حاشیہ تحتانی** یسا۔ قولہ لکلا العنوانین ای الذین آمنوا
والمسلمین لم یکن بناؤ فی مالو قال المومنین **صفحہ ۶۸ سطر اخیر حاشیہ** قولہ فاما سدورا الخ ای علی تقدیر کون الآیۃ مکیۃ حیث یحتاج الی جواب اشکال ہوا نہم کیف
ارادوا والزیادۃ مع کون الآیۃ الناہیۃ نازلۃ من قبل **صفحہ ۶۹ سطر اخیر الملحقات قولہ** اہمت فی العنوان حیث قیل فی المتن زیادہ عزیمت **صفحہ ۷۰ سطر ۱**
قولہ اور نوح علیہ السلام الخ اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ شروع سورت آیت ذریۃ من حملنا مع نوح میں لفظ حملنا مشیر ہے اونکی قوم کے اہلاک کی طرف اسلیے گویا اوسکو
ذکر اہلاک قوم نوح قرار دیکر یہان من بعد نوح فرمایا گیا **صفحہ ۷۰ سطر ۱۸ قولہ** بالفعل ہلاک ہونا ہذا ابتداء و قولہ موقوف رکھا گیا خبر و قولہ بمقتضا متعلق بالخبر و قولہ جس کا
سبب صفۃ للمبتدأ و قولہ نہ کہ محض ارادہ معطوف علی ذنوب فافہم۔ **صفحہ ۸۰ سطر ۴ قولہ** اگر داخل علی قولہ تحکوا ون سے الخ **صفحہ ۸۱ سطر ۱ حاشیہ تحتانی** یسار **قولہ**
دان قتلہم یعنی قولہ تعالی ان قتلہم **صفحہ ۸۲ سطر ۱ حاشیہ تحتانی** یسار۔ **قولہ** لانہا ای کلمۃ اولئک قولہ من حیث انہا ای اولئک قولہ لذا ای لفظ ذا اسم اشارۃ وہو ای لفظ
ذا الیم القبیلتین ای العقلاء وغیر العقلاء فکذا اولئک الذی ہو اسم جمع لہ **صفحہ ۸۴ سطر ۱۴ قولہ** ان کے انکار تفسیر لقولہ مضمون سابق **صفحہ ۸۷ سطر ۵ حاشیہ**
تحتانی یمین **قولہ** فی الآیۃ ای قولہ تعالی وما منعنا الی کبیرا قیاسین الاول قیاس حالہم علی احوال السابقین فی الآیۃ الاولی والثانی قیاس حالہم ہذہ علی حالہم السابقۃ فی الآیۃ الثانیۃ
و قولہ خارقین الاول الناقۃ والثانی الشجرۃ و قولہ تخویفین الاول ما نرسل بالآیات الا تخویفا والثانی و نخوفہم فقط۔ **صفحہ ۸۹ سطر ۹ قولہ** تم پھر پھر جاتے ہو
اول کلمہ پھر عاطفہ ہے اور دوسرا جزو ہے فعل پھر جاتے ہو کا **صفحہ ۸۹ سطر ۱۲ حاشیہ** فوقانیہ **قولہ** مابین الخ قولہ ما موصولۃ و قولہ من بیان لما فافہم۔
صفحہ ۸۹ سطر ۱۹ قولہ شرکت فی النفس ہی یعنی جیسا اس کے قبل شرکت فی الاموال والاولاد مذکور ہے۔ **صفحہ ۸۹ سطر ۲۲ قولہ** مامور کو الخ اور شیطان مامور تھا
اس لیے اوس کا قول ءاسجد اور ہذا الذی تحابل جواب نہین ہے۔ **صفحہ ۹۰ سطر ۱۸ قولہ** ان صفات مین یعنی ان صفات کے سبب۔ **صفحہ ۹۰ سطر ۱۹ قولہ** فضلنا مین
یعنی اوسکے ساتھ علی کثیر فرما دینے سے **صفحہ ۹۲ سطر ۱۷ قولہ** بعد مین یعنی بعد نزول آیت کے وہذا علی تقدیر نزولہا بمکۃ۔ **صفحہ ۹۴ سطر ۱۲ حاشیہ فوقانی قولہ**
مایوس الخ صفۃ لقولہ من ای الذی الیس عنہ فی قولہ لا تجد و قولہ والتغایر الخ الذی ہو شیئا قبل من الحق فسر بہ الا وما بعد **صفحہ ۹۸ سطر ۴ و ۲۵ ۔ قولہ** خاص عجائبات کی
صفت نہین ہو بلکہ بھیجنے والے کی حصر کے لیے ہے **صفحہ ۹۹ سطر اخیر حاشیہ** فوقانیہ **قولہ** تقیید بدل عن قولہ فائدۃ التکریر **صفحہ ۱۰۱ سطر ۵ حاشیہ**
تحتانی یمین **قولہ** شبہہ ضمیر المفعول راجع الیہ صلی اللہ علیہ وسلم **صفحہ ۱۰۶ سطر ۱۰ حاشیہ** فوقانی قولہ الغرضین المذکورین فی السطر الحادی عشر من متن ہذہ الصفحہ **صفحہ ۱۰۶ سطر ۲۰**
قولہ ایک سے تو الخ یعنی تعرض جس کا اوپر ذکر ہوا فی قولہ تعرض کرکے و قولہ فیما بعد اور دوسرے الخ یہ معطوف ہے تعرض کرکے پر۔ **صفحہ ۱۰۷ سطر ۱۹ حاشیہ** فوقانیہ
قولہ حیث ارشد الخ ای ارشد قریبا الی قولہ وقل عسی الذی ہو جزئی من الکلی الذی ارشد الیہ فی قولہ الا ان یشاء اللہ وکون الارشاد الثانی قریبا من الاول فی الکلام ظاہر۔
صفحہ ۱۰۷ سطر ۱۲ حاشیہ فوقانیہ قولہ لان الشیء عام الخ ای عام للعمل وغیرہ خصصہ ای معنے العمل قوع لفظ ذلک الذی ارید بہ الشیء بقرینۃ المقام معمولا للفظ فاعل فثبت
بہ ان الشیء المجرور فی الکلام ہو العمل الذی یکون مفعولا للفظ فاعل بواسطۃ اتحادہ مع مفہوم ذلک **صفحہ ۱۰۷ سطر اخیر حاشیہ تحتانی قولہ** معمول الباء فتقدیر الکلام
الا بان یشاء اللہ۔ **صفحہ ۱۰۸ سطر ۲۰ قولہ** اوس روایت الخ یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت کہ مقصود اس سے بھی مثل سیقولون کے الخ و قولہ اس عدد خاص یعنی
تین سو نو۔ حاصل یہ کہ اگر یہ عدد خاص بھی ثابت نہ ہو تب بھی سنین عدد ابھی سالہا سال کی مدت پر دلالت کرنے کے لیے کافی ہے **صفحہ ۱۱۴ سطر ۱ حاشیہ**
تحتانی یسار قولہ تقدیم ہو فاعل جاز **صفحہ ۱۱۸ سطر ۵ حاشیہ** فوقانیہ لحدیث وقع ہذا الحدیث مع تفسیر قولہ تعالی سرہا فکان منطنۃ شبہۃ المخالفۃ وتقریر الجواب
ظاہر۔ **صفحہ ۱۱۸ سطر ۱ حاشیہ تحتانی** قولہ بعد الشعر الشکر ہو مفعول فسر۔ **صفحہ ۱۱۸ سطر ۲ حاشیہ تحتانی** ۔ قولہ لایکون الافتراق ای عن اہل السفینۃ داہل

القریۃ **صفحہ ۱۲۰ سطر ۹ قولہ** اضیافہ مساحت رہنے مین الخ غالبا مقصود اس سے توجیہ ہے اوس حدیث کی جس مین حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمنا ظاہر فرمائی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نہ بولتے تو اور قصے واقع ہوتے حاصل توجیہ کا یہ ہے کہ خود قصے سننا محل تمنا نہیں بلکہ وہ اسرار جو ان قصوں میں ظاہر ہوتے اور حضرت علیہ السلام سکوت پر بھی خود بتلا دیتے اور گو وہ اسرار مفید عام نہین مگر تفصیل وتعیین حکمت کے اعتبار سے مفید خاص ضرور ہین ظاہر ہے کہ جب ہر ہر واقعہ کی حکمت بیان کیجاتی تو یہ علم زیادہ حاصل ہوتا اس اعتبار سے حضور نے ایسی تمنا فرمائی اور مین نے غالبا اس سے یہ کہا کہ ابھی طرح ذہن میں نہین آیا کہ تہ عبارت لکھتے وقت کیون بڑہائی تھی **صفحہ ۱۲۰ سطر ۱۲ قولہ** موسی علیہ السلام فی الحقیقت یعنی جب خضر علیہ السلام نے اون کے بولنے پر انکار کیا تو موسی علیہ السلام نے اپنے بولنے کی وجہ یہ کیون نہ بتلائی کہ تم خلاف شرع کرتے ہو۔

ضمیمۂ ثانیہ فہرست مضامین تفسیریہ

ضمیمہ ثالثہ صحت نامہ تفسیر بیان القرآن جلد سادس

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۱۳	بعض مجمل	بعض کا مجمل	۱۱	۳۰	کابی اضحلال	کاہی اضمحلال	۲۳	۳۰	شیطان مردوسے	شیطان مردود سے
۴	۲	بعدوئے ہین	بعد ہوئے ہین	۱۲	۱۷	دیگابالاادری	دیگاباہ لاادری	۲۳	۲۵	بھی معاشر دی	بھی معاش دی
۴	۸	مین پٹے سے اور	مین ہوئے وسے اور	۱۲	۲۸	(سکے شکر،	(سکے شکر)	۲۳	۲۵	جنکو روزی کم نہین	جنکو تم روزی نہین
۴	۸	تمکومرات سے	تمکو حیات وسے	۱۳	۱۳	باز نہ آنا	باز آنا	۲۳	۲۸	سوانا سے رہتے ہین	سو اوتارتے رہتے ہین
۴	۱۴	بھروسہ کرنے کا	بھروسہ نہ کرنے کا	۱۳	حاشیہ تحتانی مین	البیضاوی الدوب مرور	البیضاوی الدؤب مرور	۲۳	۲۸	ہم اپی ہواؤن	ہم ہی ہواؤن
۴	۱۸	دنیا پھر سے	دنیا بھر سے	۱۴	۱۰	شمار کرنے	شمار کرسے	۲۳	۹ حاشیہ فوقانی	معاش دی اشانۃ	معاش دی اشارۃ
۴	۱۹	مین مستودہ صفات	مین، ستودہ صفات	۱۵	۲۵	(بیت محرم	(بیت محرم	۲۳	۱۳ ؍	معاش القرنیۃ	معاش القرینۃ
۵	۸	تم کو اول	تمکو ادن	۱۶	۱۷	انجام حسینا یعنے	انجام حسنا سے یعنے	۲۴	۱۷	وہ جسکی غیر دی	وہ جسکو غیر دی
۵	۱۵	مین مشیک	مین، شک	۱۷	۲۷	الاذفر غیرم الاذفر	الاذفر غیر الاذفر	۲۵	۲۱	نَارِ السَّمُوْمِ ۲۵	نَارِ السَّمُوْمِ ۲۵
۵	۱۷	بھی اوکی	بھی اوسکی	۱۸	۳	(ای مخاطب،	(ای مخاطب)	۲۶	۲۱	پہلے گاہان گر	پہلے گاہان مگر
۵	۹ حاشیہ فوقانی	فالشک یقابل العلم	فالشک یقابل العلم	۱۸	۹	جہلت دید تجیے	مہلت دید تجیے	۲۷	۲	جو کینا تھا	جو کینہ تھا
۵	۱۲ ؍	احتراز عن الحق	احتراز عن مالحق وفائدتھا	۱۸	۲۴	وہ پورہ ہوگا	وہ پورا ہوگا	۲۷	۴	بیٹھا کریگے وہان	بیٹھا کرینگے وہان
		وفاملہا الانداث	الایذان -	۱۹	۲۷	اول بالکے	اول باسکے	۲۷	۱۹	کے قبل ہی)	کے قبل ہی)
۵	۱۵ ؍	سورہ	سورۃ	۱۸	احاشیہ تحتانی یسار	فیطبخ وتہیابہ	فیطبخ وتہنابہ	۲۷	۱۹	سامنے بیٹھا کرین	سامنے بٹھا کرین
۵	۱۹ ؍	وترجمہ	وترجمۃ	۱۸	۱۳ حاشیہ فوقانی	سبا بنا المتفید العموم من الجہتیۃ و	سبب کبنا استفید العموم من الجنیۃ و	۲۷	احاشیہ تحتانی مین	قولہ ذو خلو	قولہ اذ دخلوا
۶	۷	اسہ تر بھروسہ کرنیکا	اسپر بھروسہ کرنے کا	۱۹	۳ حاشیہ فوقانی	تعلقہ بمصر	تعلقہ بعضر	۲۷	۴ حاشیہ فوقانی	التقابل حیاتا اذا	التقابل احیانا اذا
۷	۲۱	مجموعی	مجموعہ	۲۰	۱	تسعون ایۃ	تسعون آیۃ	۲۷	۵ ؍	تنارموالاکل عین	تنادموالاکل حین
۷	۲۱	سد وہوجاتا ہے	مسدود ہوجاتا ہے	۲۰	۲۴	کاوقت مقدر نہین	کاوقت مقرر نہین	۲۸	۲	اونہوں نے کیا السلام	انہون سنے السلام
۸	۱۱	دقال الشیطن لما	وَقَالَ الشَّیْطٰنُ لَمَّا	۲۰	۲ حاشیہ تحتانی	وزہم الاکل والتمتع	وزہم للاکل والتمتع	۲۸	۱۳	(اگر)	(آکر)
۸	[illegible] تحتانی	[illegible]	[illegible]	۲۱	۱۳	اِلَّا کَانُوْا بِہٖ	اِلَّا کَانُوْا بِہٖ	۲۸	۱۵	اور) فرمانے لگے کہ	اور) کہنے لگے کہ
۸	۵ ؍	یصح	لصح	۲۱	احاشیہ تحتانی مین	سکرت شدت و	سکرت سدت و	۲۸	۲ حاشیہ تحتانی مین	عادۃ بشارۃ بغیر	عادۃ بشارۃ بغیر
۹	۳	جو راہ تمنے	جو راہ تم نے	۲۱	۳ ؍	جواب مقتولہم المتاخر	جواب لقولہم المتاخر	۲۹	۱	وَاٰتَیْنٰکَ	وَاٰتَیْنٰکَ
۹	۱۵	سمجھا تویہ اپنے	سمجھا تو اپنے	۲۱	۳ ؍	تاتینا فتقدیمہ علی	تاتینا تقدیمہ علی	۲۹	۲۲	وَاتیلکَ	وَاٰتَیْنٰکَ
۹	۲۱	ہواس نجات	ہے لیس نجات	۲۱	۴ ؍	جواب مقولہم التقدم	جواب لقولہم التقدم	۲۹	احاشیہ تحتانی مین	مضمن معنے ادحی	مضمن معنے اوحی
۱۰	۶	مین جاری ہون	مین جارہا ہون	۲۲	۱	انکار کرنا محض عنادہے)	انکار کرنا محض عنادہے)	۲۹	۴ حاشیہ تحتانی یسار	فیہ یقینا لاتراہم	فیہ نفیا لاتراہم
۱۰	۱۰	اور بندہ نے	اور بندہ سنے	۲۲	۴	استہزاراون مجرمین	استہزاران مجرمین	۲۹	۴ ؍	المذکور سالقاً	المذکور سابقاً
۱۱	۱۰	مین جاری ہون	مین جارہی ہون	۲۳	۸	ہم اپنی ہواؤن	ہم ہی ہواؤن	۳۰	۷ حاشیہ فوقانی	یوصف بالانوثۃ	لایوصف بالانوثۃ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۰	۲۳ و ۲۴	ہہنا لمدینۃ	ہہنا المدینۃ	۴۳	۲۲	کو دوشبہہ تھے	کو دو شبہے تھے	۶۰	۲ حاشیہ فوقانی	والعلامۃ للمجاز	والعلاقۃ للمجاز
۳۱	۱۶	عالم تھے	ظالم تھے	۴۴	۱۶	اللہ تعالی کہ تمہارا	اللہ تعالی کو تمہارا	۴	۸ ″	و قوۃ کہاتے	و فی قوۃ کہاتے
۳۱	۱۶	ہین راور	ہین راور	۴۵	۱ حاشیہ تحتانی	ای للہ کما	ای للہ کما	۶۳	۲۰	صادر کرنایانہ	صادر کرانایانہ
۳۱	۲۳	کا یہی لقب	کا یہ بھی لقب	۴۶	۳	بِنَاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیھِمْ	لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیھِمْ	۶۲	۱ حاشیہ تحتانی یمین	ینسبون التعلم الیہ	ینسبون التعلیم الیہ
۳۲	۱۸	سورت پھر اوسی	سورت پر اوسی	۴۸	۲۳	انتقام کی مستدعی	انتقام کو مستدعی	۶۲	۲ حاشیہ تحتانی یسار	لمافیہ آخر قولہ	مافیہ اھ قولہ
۳۳	۳ حاشیہ تحتانی یمین	الذین یقسموہ قولہ	الذین قسموہ قولہ	۴۸	۱ حاشیہ تحتانی یمین	تجارون الجائر التضرع	تجارون الجوار التضرع	۶۲	۴ ″	شخص لعین بل	شخص معین بل
۳۲	۴ ″	اللام عن عضلہ بالتشدید	اللام من عضلہ بالتشدید	۴۹	۱۰	ایک یہ کہ	ایک یہ ہے کہ	۶۳	۴	کے معاملہ مین	کے مقابلہ مین
۳۲	۵ ″	جملہ اعضاؤ اجزار	جعلہ اعضاءہ اجزاء	۴۹	۱۲ حاشیہ فوقانی	ای لولادۃ الانثی	ای بولادۃ الانثی	۶۳	۱۴	بیٹھنے اور انجیل	بیٹھتے اور وہ انجیل
۳۲	۵ ″	السلامتہ بغیر ماحذف	السلامتہ بجبیر ماحذف	۵۰	۱۲	وتصف السنتہم الکذب مین	وتجعلون للہ مایکرہون مین	۶۴	۸	کفر بارسول بہی	کفر بالرسول بھی
۳۲	۶ ″	اذا تنظم بہا جہارا۔	اذا تکلم بہا جہارا۔	۵۱	۱۵	آپکے ذمہ ہوتا	آپ کے ذمہ ہو	۶۴	۱ حاشیہ تحتانی یسار	ابی شرح الذی	ابی سرح الذی
۳۲	۵ حاشیہ تحتانی یسار	مغایر اللام السابق	مغایر اللام السابق	۵۱	۱۶	کہ بعض کے	تاکہ بعض کے	۶۴	۲ ″	عثمان رضہ یوم	عثمان رضہ یوم
۳۳	۱۳ حاشیہ فوقانی	فیہ ہذا لحق مالہ	فیہ فالحق مالہ	۵۲	۸	بنانے	بنالے	۶۵	۱۱	ہر شخص اپنی	ہر شخص اپنی
۳۳	۱۱ ″	بالخاص بکتابہ نبینا	الخاص بکتاب نبینا	۵	۱۶	پھر کے خبر	پھر بے خبر	۶۵	۱۲	اور ہر شخص کو	اور ہر شخص کو
۳۴	۱۰	کہ اسیطرف شغل	کہ اس طرف شغل	۵۲	۲۵	خاصہ خواآخر	خاصہ جو آخر	۶۵	۱۳	دبہی مطلب	دیہی مطلب
۳۴	۱۳	غضب مرکوز تھا	غضب مذکور تھا	۵۲	۲۷	بطن کو فرمایا تو اس	بطن کو فرمانایا تو اس	۶۵	۱۴	سے نہو گا بلکہ	سے نہو گی بلکہ
۳۴	۲۱	سبع مثانی سطرح جیسا	سبع مثانی اسطرح دی جیسا	۵۲	۲۷	مرادیا تو داخل البدن	مرادمافی داخل البدن	۶۵	۲۳	کا بوجھ ان ہی	کا بوجھ ان ہی
۳۵	۲ حاشیہ فوقانی	قولہ فی قبل فلا	قولہ قبل فسلا	۵۲	۲۸	ہو یا اس	ہو اور یا اس	۶۵	۵ حاشیہ فوقانی	کل نفس ہر شخص	کل نفس کا دل ہر شخص
۳۶	۲ حاشیہ تحتانی یمین	تجاوب تغائہا وغائہا	وتجاوب تغائہا ورغائہا	۵۳	۱۰	اپنے باس سے	اپنے پاس سے	۶۶	۲	سو چیز مین	سو جو چیز مین
۳۶	۲ حاشیہ تحتانی یسار	الوف فیہ الخیل	مالوف فی انخیل	۵۴	۱۲	کے دیا مساواۃ	کے دیا تو مساواۃ	۶۸	۹	اپنی ہوائی نفسانی	اپنی ہوائے نفسانی
۳۷	۲ حاشیہ تحتانی یمین	تصریفہ بسبحانہ لذلک	تصریفہ سبحانہ لذلک	۵۴	۱۶	لازم ہی شرک	لازم ہی اور شرک	۶۸	۱۷	مبتلا تحریم	مبتلا تھے تحریم
۳۷	۴ ″	المحققین قلت	المحققین اہ قلت	۵۵	۱۲	کیا اس قسم کے	کیا اس قسم کے	۶۸	۱۸	اشارۂ قریب	اشارہ قریب
۳۷	۱ حاشیہ تحتانی یسار	رالیعبوتہ للاشعار بلطافتہ	رالیعبوتہ للاشعار بلطافتہ	۵۵	۲ حاشیہ تحتانی یمین	السکن جعل بمعنی	السکن فعل بمعنے	۶۸	۲۳	ذکر سبب کو	ذکر سبب سے
۳۷	۵ حاشیہ فوقانی	تعالی وماعلیہ	تعالی و مار علیہ	۵۵	۳ ″	السین الموجدان ۱۲	السین للوجدان ۱۲	۶۸	۹ حاشیہ فوقانی	للیوم المسہود ۱۲	للیوم المعہود ۱۲
۳۹	۸	وظاہر نخو مین	وظاہر جا نتے مین	۵۶	۶	آپکے ذمے تو	آپکے ذمے تو	۶۹	۸	دکہ اس سے	داس سے
۳۹	۱۳	ساتھ نہ مقاومت	ساتھ مقاومت	۵۶	۲۵	پیدا کی ہوئی ہیں	پیدا کئے ہوئے ہیں	۶۹	۱۳	تسلی کر لین کہ	تسلی رکہین کہ
۳۹	۱ حاشیہ تحتانی یمین	لا یخلق ان یخلق	لا یخلق کمن یخلق	۵۷	۱۹	ہین (جوکہ برتاؤ	ہین رکہ جو برتاؤ	۷۱	۹	مطلق حرام پر	مطلق حرم پر
۴۰	۳ حاشیہ تحتانی یمین	عقلہم ملا ترجی اونارہم	عقولہم ولا تنفی اونارہم	۵۷	۲۴	کفار کا شرک	کفار کے شرک	۷۱	۱۱ و ۱۲	بہت سہل ہو کیونکہ ام ہانی کے گھر میں تھے آیت کو دونون پر محمول کر سکتے ہین اور وجہ دونون حدیثون مین بہت سہل ہی کیونکہ ام ہانی کے گھر سے حطیم مین	بہت سہل ہے کیونکہ ام ہانی کے گھر سے حطیم مین
۴۰	۱ حاشیہ تحتانی یسار	اصدہم ماذاکان	اصدہم فاذاکان	۵۷	۲۷	اَشْرَکَاؤُنَا کُنَّا	شُرَکَاؤُنَا الَّذِیْنَ کُنَّا				
۴۱	۳۰	کافر ہو شیار	کافر رہے شاید	۵۸	۲۰	آگے جناب	آگے ہم نہ شکلی چہنا مین جناب				
۴۲	۱۳	تم نے بڑی کام	تم نے بڑی کام	۶۰	۲۵	ڈھل جاتے ہیں)	ڈھل جاتے ہو)				

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷۱	۲۸	ارضیہ میں اعظم	ارضیہ سے اعظم
۷۳	۶	فرمایاہو نُیری ابراہیم	فرمایا ہو نُیری ابراہیم
۷۳	۱۲	اُس کتاب ہادی کا کہ	اُس کتاب کے ہادی ہونے کا کہ
۷۳	۱۳	حال ہو ذکر ہو اور	حال ہے اور
۷۳	۱۵	کی تائید ارشاد فرمایئن تقویت	کی تائید مفہوم ہو جاوے تقویت
۷۳	۲۶	تخمیناً چارسو	تخمیناً چار سو
۷۴	۲ سطر طویل برحاشیہ	احسنتم لا یقل قلبا	احسنتم لم یقل قلبا
۷۵	۱۲	اور تغیر اس پر	اور تغیر اس پر
۷۵	۱۵	(سرار کی)	(سزا کی)
۷۵	۲۱	واللہ اعلم لیہ خلوا المسجد	واللہ اعلم اور لیہ خلوا المسجد
۷۵	۲۳	حاصل تعین ارادہ	حاصل تعلق ارادہ
۷۵	۲۶	جو بالکل سیدھا	جو بالکل سیدھا
۷۵	۳۰	اسلیے کہ ہر	اسلیے ہے کہ ہر
۷۵	۶ حاشیہ فوقانی	ظاہر التعلیق بامر	ظاہرہ التعلق بامر
۷۶	۱۷	اور نیز بہ	اور نیز یہ
۷۷	۶	) آپنے سب کی	) اپنے رب کی
۷۷	۳ حاشیہ فوقانی	الی ان الاصافۃ	الی ان الاضافۃ
۷۷	۱۳،۱۲	ضدہ تقول امرتہ	ضدہ تقول امرتہ
۷۸	۱۷	حاصل اشکال کا	حاصل حل اشکال کا
۷۹	۱۸	مشیت کے یو مقید	مشیت کے ساتھ مقید
۷۹	۲۴	اہل بصیرت کیلئے	اہل بصیرت کے لیے
۷۹	۲۵	معبودمت تجویز	معبودمت تجویز کرد
۸۰	۱ حاشیہ تحتانی یمین	ای منقطعاً لک	ای منقطعاً بک
۸۰	۱ حاشیہ تحتانی یسار	من حسرۃ السفر	من حسرۃ السفر
۸۰	۲ حاشیہ تحتانی	ان التبب قد	ان التعب قد
۸۰	۸ حاشیہ فوقانی	ومن ثم ترجمۃ البعض	ومن ثم ترجمہ البعض
۸۲	۳	لَن تَخرُقَ الاَرضَ	لَن تَخرِقَ الاَرضَ
۸۲	۵	اِلٰھُنَا اٰخرُ فَتَلَقّٰی	اِلٰھًا اٰخرَ فَتُلقٰی
۸۲	۶ حاشیہ تحتانی	علیہ یُعلم ان	علیہ و بہ یُعلم ان
۸۳	۲۵	عذاب کا یہ ہو کہنا	عذاب کی یہ ہو کہ)

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۴	۲۳	اعتراض و طعن)	اعتراض و طعن ہی)
۸۴	۲۶	الیبی مخالفین کرکی)	الیبی مخالفتین کرکے)
۸۴	۲ حاشیہ تحتانی یسار	والاستخفاف الہزء بک	والاستخفاف بک
۸۴	۳ حاشیہ تحتانی	جمع لجبی کقتیل و قتلے قولہ	جمع تجی کقتیل و قتلے قولہ
۸۴	۱ سطر طویل برحاشیہ	من حیث تعلقہ بہا	من حیث تعلقہ بما
۸۵	۱۶	(ہڈون کا	(ہڈیون کا
۸۶	۱۷	لولا انزل ہذا القرآن	لولا انزل ہذا القرآن
۸۶	۲۳	وسلم کو صاحب	وسلم کے صاحب
۸۷	۸	محیط رہا ہین اور	محیط ہو رہا ہے اور
۸۷	۱۱	اختیار سے محتاج	اختیار مین محتاج
۸۷	۴ حاشیہ تحتانی یمین	و ما منعنا ذکر	ما منعنا الی کبیر اذکر
۸۷	۲ حاشیہ تحتانی یسار	ہمو یا منام	برویا منام
۸۷	۱ حاشیہ تحتانی	قال التزید	قال التزید
۸۸	۱۲	ومستقبلہم محیط	ومستقبلہم کو محیط
۸۸	۲۵	والبیس کا آن	والبیس کا جوان
۸۸	۱ حاشیہ تحتانی	لیس المراد بہ نفی الجمی	لیس المراد بہ ضد الجمی
۸۹	۱ حاشیہ تحتانی	ارادہ عنہ و	ارادہ منہ و
۸۹	۲ ؍	کلہا تساویۃ بالنسبۃ	کلہا متساویۃ بالنسبۃ
۸۹	۱۰ حاشیہ فوقانی	حاصلہ ای	حاصلہ ان
۹۰	۱۰	نیاؤ باتم اس	نپاؤ یاتم اس
۹۰	۱۲	(یعنی غرق کردیتی)	(یعنی غرق کردینے پر)
۹۰	۱۳	مذکور آگے	مذکور رہتا آگے
۹۰	۳ حاشیہ فوقانی	ولم یترجم الاطعام اشارۃ	ولم یترجم لما طعام اشارۃ
۹۰	۴ ؍	الی عموم جمیع المستلذات	الی عموم جمیع المستلذات
۹۱	۴	اس سرزمین سے	اس سرزمین سے
۹۱	۱۲	اُن کا عداوت سے	اُن کی عداوت سے
۹۱	۲۸	تھی آنا کہ آپ	تھی تاکہ آپ
۹۲	۲۱	تسلیہ کیلیے تنزل	تسلیہ کیلیے منزل
۹۲	۱ حاشیہ فوقانی	بمعنے بعد	بمعنے بعد
۹۳	۱ حاشیہ تحتانی یمین	الاشکال المناسب فالطریقۃ	الاشکال المذہب الطریقۃ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹۵	۸ حاشیہ فوقانی	محیط بالکل نوع	محیط بکل نوع
۹۵	۸ ؍	من المعانی الفاضلۃ	من المعانی الفاضلۃ
۹۵	۹ ؍	مکۃ بدیل	مکۃ بدلیل
۹۵	۱۲ ؍	ہو باب نصر	ہو من باب نصر
۹۶	۲۵	مالے اسلیے	مانے اسلیے
۹۶	۱ حاشیہ تحتانی	محض لا معنے لہ ۱۲	محض لا معنے لہ ۱۲
۹۶	۷ حاشیہ فوقانی	مع تعدد المعظم	فی تعدد المعظم
۹۷	۲۰ حاشیہ فوقانی	اما الدلالۃ علی	اما الدلالۃ علی
۹۷	۲۶ ؍	اظہار المقترحات	اظہار المقترحات
۹۸	۴	آسمان اور زمین جو کہ	آسمان اور زمین کے پیدا ہونے کو کافی
			سمجھے ہیں جو کہ
۹۸	۴	اُس نے چانا کہ	اُس نے چاہا کہ
۱۰۱	۳ حاشیہ تحتانی یمین	استعظام اجترائہم علی	استعظام اجترائہم علی
۱۰۱	۴ حاشیہ تحتانی یسار	لاعلی الارض	لا ما علی الارض
۱۰۲	۶ حاشیہ تحتانی یسار	فی التمیز علی	فی التمییز علی
۱۰۳	۱۴	کی ہو دو تفسیر	کی ہو وہ تفسیر
۱۰۳	۳ حاشیہ تحتانی یسار	لورائیتہ تری	لورائیتہ تری
۱۰۴	۲۵	لِو اطلعت	لَوِ اطَّلَعتَ
۱۰۴	۲۶	بعثہم	بعثنہم
۱۰۴	۳ حاشیہ فوقانی	ان قولنا عطف	ان قومنا عطف
۱۰۵	۱۷	(نہ کر	ذکر نہ
۱۰۶	۲۴	اب رہا سکے اعتراض	اب رہا اعتراض
۱۰۶	۱۰ حاشیہ فوقانی	یعنی احد الغرضین	یعنی مع احد الغرضین
۱۰۸	۲۳	رکھدے خلتنا تہ	کہدے خلتنا تہ
۱۰۸	۳ حاشیہ فوقانی	اشارت الی	اشارۃ الی
۱۰۹	۱۲	اور سبز رنگ	اور سبز رنگ
۱۰۹	۱۶	جناب نخل ویران	جواب نخل ویران
۱۰۹	۲ حاشیہ تحتانی یمین	مائدۃ و مغرب العنبار	مائدۃ و مغرب الغبار
۱۰۹	۳ حاشیہ تحتانی یمین	وقیل محال الراحۃ	وقیل مجلس الراحۃ
۱۰۹	۹ حاشیہ فوقانی	متشنات من	مستثناۃ من

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۹	۱۰ حاشیہ فوقانی	ای الحکم بکونہ بکینۃ ۱۲	ای الحکم بکونہا بکینۃ ۱۲	۱۱۶	۳	اور توابع)	اور توابع کو)	۱۱۹	۲ حاشیہ تحتانی بین	وتفصیل فی الروح ۱۲	وتفصیلا فی الروح ۱۲
۱۱۰	۴	ہوکر وہ تبدیل	ہوکر وہ تبدیل	۱۱۶	۱۱	پکارو سولپس	پکارو لپس	۱۲۰	۲ حاشیہ تحتانی بین	رزق تقلبی	لزق تقلبی
۱۱۱	۱۴	اُس سے	یا اُس سے	۱۱۶	۱۶	(کفر وغیرہ)	(کفر وغیرہ کی)	۱۲۱	۲	ذکر بھی تمہاری	ذکر ابھی تمہاری
۱۱۱	۱ حاشیہ تحتانی بین	مطیفتہ بکنا فیہا ای	مطیفتہ بکا فیہا ای	۱۱۶	۲۹	(جنکے قصہ مشہور)	(جنکے قصے مشہور	۱۲۱	۱۵	نہین اوریا	نہین اوریا
۱۱۲	۱۶	محمل ویراکی	تحمل ویرانی	۱۱۷	۱۲	سے باہر ہے	سے باہر ہین	۱۲۱	۱۹	کریں اُسیر انکار	کرسے اوس پر انکار
۱۱۲	۲۰	(کسیمین)	(کسی مین)	۱۱۷	۴ حاشیہ تحتانی بین	ای ہی ذلک	ای ہی ذلک	۱۲۱	۱ حاشیہ تحتانی بین	فعم العدۃ السبیل	فعم العدۃ دا السبیل
۱۱۳	۷	عیش ولذتکا ہو	عیش ولذت کا ہو	۱۱۷	۱ حاشیہ فوقانی	بقرینۃ المضی ۱۲	بقرینۃ المضی ۱۲	۱۲۱	۳ حاشیہ تحتانی یسار	التی یشابہہا ۱۲	التی یشابہہا ۱۲
۱۱۳	۸	وغیرہ کیواسطے یاکسی	وغیرہ کے واسطے سے یا کسی	۱۱۸	۲	بھاری باتکی ودن	بھاری بات کی اون	۱۲۲	۶	کیطرف ہو اوسکی	کیطرف سے اوسکی
۱۱۳	۹	حکم غیبی بلا توسط	حکم غیبی سے بلا توسط	۱۱۸	۲۱	اسمین آپ	اس مین سے آپ	۱۲۲	۶	ایک یہ ایسے	ایک ایسے
۱۱۳	۹	اسباب طبیعیہ)	اسباب طبیعیہ)	۱۱۸	۲۲	باہر ہو (یعنی	باہر ہین (یعنی	۱۲۲	۲۱	کرسامعین	کو سامعین
۱۱۳	۱۲ حاشیہ فوقانی	ان کون الحسبان	من کون الحسبان	۱۱۸	۲۴	(اتنا خیال ہو کہ)	(اتنا خیال ہو کر)	۱۲۲	۲۳	سے کہدر ہے ہین	سے کہہ رہے ہین
۱۱۳	۱۶ ”	السلطان الملک ۱۲	السلطان والملک ۱۲	۱۱۸	۱ حاشیہ تحتانی	تقدسقی الاقران	تقدیقی الاقران	۱۲۳	۳	اِنَّ یَاجُوجَ	اِنَّ یَاْجُوْجَ
۱۱۴	۲	تم ہی سمجھتے	تم ہی سمجھتے	۱۱۸	۱ ”	وابہتو دہیا اذا امرا	وابہتۃ وہیا اذا امرا	۱۲۴	۳	ارتفاع وملاپ کے	ارتفاع وملاست کے
۱۱۴	۱۶	حساب مین)	حساب مین)	۱۱۸	سطر ٹوپن حاشیہ	ربالیفرق الملاقی	ربا یفترق الملاقی	۱۲۴	۵	یاہر بسنے والون	باہر بسنے والون
۱۱۵	۴	اورزمین پیا	اور زمین کے پیا	۱۱۸	۱ ”	ولاتکمن عینسنہ	ولاتکمن حینئذ				

تتمۂ منہیہ ثالثہ تفسیر جلد اوّل

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۱	۸ حاشیہ تحتانی یسار	علی عدم اجزاء بہذہ الثلثہ عالم یرتفع	علی عدم اجزاء بہذہ السبعۃ عالم یرتفع
۱۰۳	۸	ضرور ہین سات روزے تو دسوین	ضرور ہین تین روزے تو دسوین
۱۰۳	۸	حج کرچکے تین مُسوقت	حج کرچکے سات مُوقت
۱۰۳	۹	دسوین سے پہلے سات روزے	دسوین سے پہلے تین روزے

فہرست مضامین مخصوصۂ قرآنیہ جلد ہذا

اعلام

کا ضروری ہونا اور ان سب علوم کے لیے قرآن مجید کا اصل ہونا [illegible] ثابت [illegible]

[illegible] تفسیر [illegible] لسان [illegible]

[illegible] تفسیر کی [illegible] ہندوستان [illegible]

[illegible] بعض تراجم و تفاسیر [illegible] مؤلفین کا اصل مقصود [illegible] اشاعت [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تفسیر ہذا شروع کی جو بفضلہ تعالیٰ ختم بھی ہو گئی جس کو [illegible] جناب مولوی عبد الاحد صاحب [illegible]

اپنے مطبع مجتبائی دہلی میں نہایت حسن صفائی کے ساتھ طبع فرمایا جس کی بارہ جلدیں [illegible] آپ کے [illegible]

تعالیٰ علی الترتیب عنقریب شائع ہوں گی [illegible]

حسب استعداد مستفید ہوں گے اور [illegible] احقر کے اور مولوی صاحب ممدوح کے لیے دعائے [illegible] حسن خاتمہ

فرماویں گے۔ والسلام علی اہل الاسلام

کتبہ اشرف علی عفی عنہ

اعلان ثانی

[illegible] مطبع مجتبائی دہلی [illegible]

محمد عبد الاحد عفی عنہ

[illegible] مطبع مجتبائی

الله یجتبی الیه من یشاء ویهدی الیه من ینیب

وچوں علمی ما اساس علم ہمہ علوم قرآن ست مائے ین مروجہ علما امت متداول ... از قدیم زمان ست و از جملہ
علوم خادمہ قرآن حسب آیت ان علینا جمعہ وقرآنہ فاذا قرأناہ فاتبع قرآنہ ثم ان علینا بیانہ علم تفسیر و تبیان ست و
تو فر و تکثر کتب این فن تجدد ضرورت و مذاق اہل عصر مقتضی تالیف جدید در بیان فرقان ست لہذا

بیان القرآن

است بعیان مع برہان کامل حاوی آن عزیز عنوان ست این طبع بازان ست بنا بر حلیہ کتاب ... کو مع ترجمہ بین السطور
در اول حصہ صفحہ ... مع تکریر ترجمہ و تقریر تفسیر بغرض امتیاز مابین ترجمہ و تفسیر در دوئمی حصہ ... در ...
حصہ ... کہ مجموعش ... شائقان و قاریان و شائقان ست ۔ اہتمام محمد ... الاحسن قد طبع

فی المطبع المجتبائی الواقع فی بلدہ دہلی

التیسیر للشیخ سیدنا ابی عمرو عثمان بن سعید الدانی المقری علم اجزا سبعہ قراۃ مین بے نظیر کتاب عربی زبان مین ہے۔ پانچوین صدی مین تصنیف ہوئی مجتبائی۔

تنشیط الطبع فی اجراء السبع مجتبائی مؤلفہ مولوی قاری محمد اشرف علی صاحب تھانوی

تفسیر اتقان جلال الدین سیوطی وبر حاشیہ اعجاز القرآن مصری۔

تفسیر ابن عباس رض۔ برحاشیہ اسباب النزول ناسخ و منسوخ۔ مصری۔

تفسیر سہل تستری المتوفی ۲۸۳ھ مصری

تفسیر ابن جریر طبری مصری۔

تفسیر بیضاوی۔ مصری وبہامشہ حاشیۃ العلامۃ ابی الفضل القرشی الصدیقی الخطیب المشہور بکازرونی

تفسیر جلالین وبرحاشیہ اسباب النزول وغیرہ مصری۔

تفسیر در منثور للسیوطی وبرحاشیہ تفسیر ابن عباس مصری۔

تفسیر کبیر امام رازی وبرحاشیہ تفسیر ابی السعود

تفسیر کشاف مع حاشیہ سید جرجانی وغیرہ مصری

تفسیر محی الدین ابن عربی (مصری)

تفسیر میر غنی المسمی بتاج التفاسیر مصری

تفسیر خازن وبرحاشیہ تفسیر مدارک مصری

تفسیر جلالین مع کمالین محشی بحواشی جدیدہ ومفیدہ مجتبائی یہ تفسیر اس مطبع میں جو پہلے چھپی تھی بہت جلد فروخت ہوگئی اب مکرر باضافہ حواشی جدیدہ ومفیدہ نہایت خوشخط پاکیزہ اور عمدہ کاغذ پر طبع کی ہے امید ہے کہ حضرات معلم اور متعلم اسے پہلے سے بھی زائد وقعت کی نگاہ سے دیکھیں گے۔ کاغذ عمدہ

تفسیر بیضاوی تا سورہ بقر بتحقیق اہتمام محشی بحواشی مفیدہ از شہاب خفاجی وملا عصام وعبد الحکیم سیالکوٹی مجتبائی جلد اول

ایضاً جلد دوم بصفحات مسطورہ بالا سورہ کہف کے ختم تک مجتبائی۔

ایضاً جلد سوم تا ختم زیر طبع

تفسیر احمدی محشی بحواشی جدیدہ مطبوعہ بمبئی مجلد۔

سبق الغایات فی نسق الآیات۔ عربی مجتبائی از مولوی اشرف علی صاحب۔

صاوی علی تفسیر الجلالین برحاشیہ جلالین کامل مصری۔

تفسیر اتقان حصہ اول خاتم المفسرین مولانا جلال الدین سیوطی رح کی نہایت مستند و مقبول عام تصنیف اتقان فی علوم القرآن کا اردو ترجمہ جسمین قرآن مجید کے علوم اسی ہم کے انواع و اقسام از قبیل عام و خاص مجمل و مبین محکم متشابہ ظاہر و نص کیفیت نزول۔ و اسباب نزول۔ وقت نزول۔ جائے نزول اعجاز طریق استنباط مسائل وغیرہ امور کو نہایت تفصیل سے بیان کیا ہے تقطیع ۲۰×۲۶ ۷۰۰ صفحہ کاغذ ولایتی۔

تفسیر بیان القرآن۔ رئیس المفسرین حضرت محمد اشرف علی صاحب تھانوی کو مصنف تفسیر ہذا ہی کی شہرت سے اندازہ اس تفسیر کی خوبیوں کا ہوسکتا ہو مگر یہ تبلا دینا ضرور ہے کہ تفسیر بارہ جلدوں مین ختم ہے انمین سے آٹھ جلدین تیار ہوگئی ہین باقی جلدین مسلسل زیر طبع ہین اس تفسیر کا اجمالی طرز یہ ہے ترجمہ قرآن مجید کا برعایت تحت لفظی کیا گیا ہے۔ اگر کہین ترجمہ کی توضیح یا دفعہ شبہ یا اور بات ضروری معلوم ہوئی تو (ف) بنا کر اسکو لکھا ہے۔ مضامین ضروری اور روایات صحیح لکھی گئی ہین اور اتباع سلف صالح کا کیا گیا ہے تفسیر کے موافق مسائل فقہیہ وکلامیہ کی ہر آیت کی تحقیق کی ہے جن آیات کی تفسیرین مختلف منقول ہوئی ہین انکے مقابلہ مین کسی کا قول نہین لیا گیا ہے ربط آیات کا بیان بالالتزام کیا ہے بعض جگہ مین اختلاف قرأۃ و لغات و نحو وغیرہ وجوہ بلاغت متعلق ترکیب توجیہ ترجمہ و تفسیر اعجاز کے ساتھ لکھے ہین۔ ہر جلد دو پارہ کی ہے۔

ما ثبت بالسنہ معرب مشکل مجتبائی مع ترجمہ اردو مسمی بہ اعمال الماثورہ فی ایام المشہورہ یہ ترجمہ بامحاورہ زیر متن ہے اور اسکے حاشیہ پر حل لغات شیخ عبد الحق محدث دہلوی کی تالیف سے ہے اسمین حدیثون سے ہر ہر مہینے کے فضائل اور واقعات لکھے ہین۔

البیان فی علوم القرآن از مولوی عبد المجید

احادیث قدسیہ مع ترجمہ اردو مجتبائی۔

سنن ابو داؤد مجتبائی۔

بخاری شریف محشی از مولانا احمد علی صاحب محدث سہارنپوری در دو جلد کامل مجتبائی۔

بلوغ المرام من ادلۃ الاحکام مجتبائی۔

ترمذی شریف مع شمائل نبوی صحیح خوشخط محشی بحواشی مفیدہ مع فہرست ابواب کاغذ چکنا ولایتی سفید عنابی۔ مجتبائی۔

ترمذی شریف۔ ربع اول مع شرح اسعد نظامی۔ ایضاً۔ ربع ثانی نظامی۔

تیسیر الوصول الی جامع الاصول کشمیری

صحیح مسلم (مصری)

صحیح بخاری مشکل مصری۔

طحاوی شرح معانی الآثار در دو جلد کامل۔

کتاب الآثار للامام محمد حسن لاہور۔

موطا امام محمد محشی بحواشی جدیدہ مولوی عبد الحی مرحوم لکھنؤ۔

مجالس الابرار مع ترجمہ اردو زیر متن

مسند امام احمد بن حنبل وبرحاشیہ منتخب کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال مصری۔

نسائی شریف۔ مجتبائی

اخبار الاخیار وبرحاشیہ کتاب المکاتیب والرسائل الی ارباب الکمال والفضائل بعدہ جلد اول مجتبائی۔ یہ دونون کتابین حضرت مولانا شیخ عبد الحق محدث دہلوی کی تالیفات سے ہین اخبار مین اولیا اللہ کے حالات ہین اور مکاتیب مین جو حاشیہ پر چھپے ہین ۲۹ رسالے ہین جنمین ایک کتاب حاوی مسائل شریعت مع فوائد طریقت اور فرہنگ ہے دونون کتابین نایاب ہوگئی تھین اس مطبع نے دو نون کو مکرر چھاپا ہے تاکہ انکے فوائد اور برکات سے ناظرین متمتع ہون اور خفر کو دعا سے یاد کرین

السلسلۃ الذہبیہ فی احوال اکابر النقشبندیۃ المجددیہ حصہ اول مجموعہ حالات ومقامات امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ۔

بدر الشروح یعنی شرح دیوان حافظ مجتبائی

پنج گنج ملفوظات خواجگان چشت اہل بہشت مجتبائی۔

تذکرۂ غوثیہ اردو اسکا تاریخی نام شجرۂ الخیر ہے اسمین حضرت غوث علی شاہ قلندر قدس سرہ کے ملفوظات اور انکے حالات ہین مجتبائی۔

عشرۂ کاملہ مجتبائی۔ تصوف مین یہ بڑی عمدہ کتاب حضرت شاہ کلیم اللہ جہان آبادی کی تصنیف سے ہے چونکہ یہ کتاب عربی زبان مین تھی عام ہمارے ہندوستانی بھائی اس سے فائدہ نہین اٹھا سکتے تو اسلئے مطبع نے اسکا اردو ترجمہ کرکے چھاپا ہے اور اصل متن کو بھی اس طرح سے رکھا ہے کہ اصل عبارت کے نیچے اصل متن اور پھر اسکے نیچے بامحاورہ اردو ترجمہ لکھا ہے

فیض سبحانی۔ ترجمہ اردو فتوح الغیب مجتبائی۔

فہرست مضامین منصوصۂ قرآنیہ جلد ہفتم بیان القرآن

سُورَةُ مَرْيَمَ مَكِّيَّةٌ　بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ　وَهِيَ ثَمَانٍ وَتِسْعُوْنَ اٰيَةً

شروع کرتا ہون اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہین

كٓهٰيٰعٓصٓ ۚ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ۚ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ۚ قَالَ رَبِّ اِنِّىْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّىْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ

کہیعص　یہ تذکرہ ہے آپ کے پروردگار کے مہربانی فرمانے کا اپنے بندہ زکریا پر جبکہ انہون نے اپنے پروردگار کو پوشیدہ طور پر پکارا عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میری ہڈیان کمزور ہوگئی ہین اور سر مین بالون کی سفیدی پھیل گئی

شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ۞ وَاِنِّىْ خِفْتُ الْمَوَالِىَ مِنْ وَّرَآءِىْ وَكَانَتِ امْرَاَتِىْ عَاقِرًا فَهَبْ لِىْ مِنْ لَّدُنْكَ

اور آپ سے مانگنے مین اے میرے رب ناکام نہین رہا ہون　اور مین اپنے بعد رشتہ دارون سے اندیشہ رکھتا ہون　اور میری بی بی بانجھ ہے　سو آپ مجھکو خاص اپنے پاس سے ایک ایسا وارث

وَلِيًّا ۞ يَّرِثُنِىْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ ۖ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ۞ يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ۨاسْمُهٗ يَحْيٰى ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ

کہ وہ میرا وارث بنے اور یعقوب کے خاندان کا وارث بنے　اور اسکو اے میرے رب پسندیدہ بنا لیجے　اے زکریا ہم تمکو ایک فرزند کی خوشخبری دیتے ہین جسکا نام یحیی ہوگا کہ اسکے قبل ہم نے کسی کو اسکا ہم صفت

سَمِيًّا ۞ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِىْ غُلٰمٌ وَّكَانَتِ امْرَاَتِىْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ۞ قَالَ كَذٰلِكَ ۚ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَىَّ

نہ بنایا ہوگا　زکریا نے عرض کیا کہ اے میرے رب میرے　اولاد کس طرح ہوگی حالانکہ میری بی بی بانجھ ہے اور مین بڑھاپے کے انتہائی درجہ کو پہونچ چکا ہون　ارشاد ہوا کہ حالت یون ہی رہیگی تمہارے رب کا قول ہے کہ یہ مجھکو

هَيِّنٌ وَّقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْئًا ۞ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّىْٓ اٰيَةً ۚ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ

آسان ہے اور مین نے تمکو پیدا کیا　حالانکہ تم کچھ بھی نہ تھے　زکریا نے عرض کیا کہ اے میرے رب میرے لیے کوئی علامت مقرر فرمادیجیے ارشاد ہوا کہ تمہاری علامت یہ ہے کہ تم تین رات

لَيَالٍ سَوِيًّا ۞ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ۞ يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ

آدمیون سے بات نہ کرسکوگے حالانکہ تندرست ہوگے　پس حجرے مین سے اپنی قوم کے پاس برآمد ہوئے اور انکو اشارہ سے فرمایا کہ تم لوگ صبح اور شام خدا کی پاکی بیان کیا کرو　اے یحیی کتاب کو مضبوط ہوکر لو

بِقُوَّةٍ ۗ وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ۞ وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً ۗ وَكَانَ تَقِيًّا ۞ وَّبَرًّاۢ بِوَالِدَيْهِ

اور ہم نے انکو لڑکپن ہی مین سمجھ　اور خاص اپنے پاس سے رقت قلب اور پاکیزگی عطا فرمائی تھی　اور وہ بڑے پرہیزگار اور اپنے والدین کے خدمتگزار تھے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سورۃ مریم علیہا السلام مکیۃ الا ایۃ السجدۃ وھی ثمان او تسع وتسعون ایۃ کذا فی البیضاوی **ربط** اس سورت کا خلاصہ تین مضمون ہین۔ اول اثبات توحید چنانچہ حضرت عیسی علیہ السلام کی تقریر اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تذکیر اور بعض آیات واقعہ اخیر اسپر دال ہین۔ دوم اثبات نبوت اسکی تقریر دو طرح ہے ایک بعض انبیا علیہم السلام کے قصص بیان فرمانے سے اسطرف اشارہ کیا کہ نبوت کوئی امر عجیب و غریب نہین آپ سے پہلے اور حضرات کو بھی یہ دولت عطا ہوئی ہے۔ دوسرے یہ کہ آپنے باوجودیکہ خلق سے علوم کو اخذ نہین فرمایا اخبار ماضیہ کو کسطرح صحیح صحیح بیان فرماتے ہین جو دلیل ہے صاف دعوی نبوت کی صحت کی سوم مباحث معاد جسمین جزا و سزا کے ذکر کے ساتھ بعض شبہات منکرین بعث کا بھی جواب ہے۔ گذشتہ سورت مین بھی بڑا حصہ ان ہی مضامین کا تھا اور نیز یہ مضامین باہم بھی متلاصق و متناسق ہین اور سورت گذشتہ کے ختم پر جسطرح آپ کی رسالت کا ذکر ہے اس سورت کے ختم پر اسیطرح بعض انبیاء سابقین کی نبوت کا مضمون ہے پس اس تقریر سے تمام ارتباطات مقصودہ واضح و لائح ہوگئے۔ جاننا چاہیے کہ اس سورت مین انبیاء علیہم السلام کے کئی قصے مذکور ہین۔

قصہ اول حضرت زکریا و حضرت یحیی علیہما السلام

كٓهٰيٰعٓصٓ ۞ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ۞ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ۞ قَالَ رَبِّ اِنِّىْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّىْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ۞ وَاِنِّىْ خِفْتُ الْمَوَالِىَ مِنْ وَّرَآءِىْ وَكَانَتِ امْرَاَتِىْ عَاقِرًا فَهَبْ لِىْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۞ يَّرِثُنِىْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ ۖ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ۞ يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ۨاسْمُهٗ يَحْيٰى ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ۞ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِىْ غُلٰمٌ وَّكَانَتِ امْرَاَتِىْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ۞ قَالَ كَذٰلِكَ ۚ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَىَّ هَيِّنٌ وَّقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْئًا ۞ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّىْٓ اٰيَةً ۚ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ۞ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ

اللغات عتيا فى القاموس عتا الشيخ عتيا كبر وفى البيضاوى جساوة وقوله فى المفاصل اى صلابة ويبوسة فى الرياح اصله عتو كقعود فاستثقل لتوالى الضمتين والواوين فكسرت التاء فانقلبت الواو الاولى ياء ثم انقلبت الثانية ايضا وادغمت الاولى فيها... [illegible]

وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ۝ وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ۝

اور وہ سرکشی کرنے والے نافرمانی کرنے والے نہ تھے اور انکو سلام پہونچے جس دن کہ وہ پیدا ہوئے اور جسدن انتقال کرینگے اور جسدن زندہ ہوکر اٹھائے جاوینگے

المراب فاوحی الیہم ان سبحوا بکرۃ وعشیا ۝ یٰیحیی خذ الکتب بقوۃ واتینٰہ الحکم صبیا ۝ وحنانا من لدنا وزکوۃ وکان تقیا ۝ وبرا بوالدیہ ولم یکن جبارا عصیا ۝ وسلم علیہ یوم ولد ویوم یموت ویوم یبعث حیا ۝ کٓہٰیٰعٓصٓ (اس کے معنے تو اللہ ہی کو معلوم ہین) یہ (جو آئندہ قصہ آتا ہی) تذکرہ ہی آپکے پروردگار کے مہربانی فرمانیکا اپنے (مقبول) بندہ (حضرت) زکریا (علیہ السلام کے حال) پر جبکہ انہون نے اپنے پروردگار کو پوشیدہ طور پر پکارا (جسمین یہ) عرض کیا کہ ای میرے پروردگار میری ہڈیان (بوجہ پیری کے) کمزور ہوگئین اور (میرے) سر مین بالون کی سفیدی پھیل پڑی (یعنی تمام بال سفید ہوگئے اور اس حالت کا مقتضا یہ ہو کہ مین اس حالت مین اولاد کی درخواست نہ کرون مگر چونکہ آپ کی قدرت و رحمت بڑی کامل ہے) اور (مین اس قدرت و رحمت کے ظہور کا خوگر ہمیشہ سے رہا ہون چنانچہ اسکے قبل کبھی) آپ سے (کوئی چیز) مانگنے مین ای میرے رب ناکام نہین رہا ہون (اس بنا پر بعید بعید مقصود بھی طلب کرنا مضائقہ نہین) اور (اس طلب کا مرجع یہ امر خاص ہوگیا ہو کہ) مین اپنے (مرنیکے) بعد (اپنے) رشتہ دارون (کی طرف) سے (یہ) اندیشہ رکھتا ہون (کہ میری مرضی موافق شریعت اور دین کی خدمت نہ بجالاوینگے یا مرجع ہے طلب اولاد کے لیے جسمین خاص خاص اوصاف پائے جاوین جنکو توقع خدمت دین مین دخل ہو) اور (چونکہ میری پیرانہ سالی کے ساتھ) میری بی بی (بھی) بانجھ ہے (جسکے کبھی باوجود میری صحت مزاج کے اولاد ہی نہین ہوئی اسلیے اسباب عادیہ اولاد ہونے کے بھی مفقود ہین) سو (اس صورتمین) آپ مجکو خاص اپنے پاس سے (یعنی بلا توسط اسباب عادیہ کے) ایک ایسا وارث (یعنی بیٹا) دیدیجیے کہ وہ (میرے علوم خاصہ مین) میرا وارث بنے اور (میرے جد) یعقوب (علیہ السلام) کے خاندان (کے علوم متوارثہ مین ان) کا وارث بنے (یعنی علوم سابقہ ولاحقہ اسکو حاصل ہون) اور (بوجہ باعمل ہونیکے) اسکو ای میرے رب (اپنا) پسندیدہ (و مقبول) بنائیے (یعنی عالم بھی ہو اور عامل بھی ہو حق تعالیٰ کا بواسطہ ملائکہ کے ارشاد ہوا کہ) ای زکریا ہم تمکو ایک فرزند کی خوشخبری دیتے ہین جسکا نام یحیی ہوگا کہ اس کے قبل (خاص اوصاف مین) ہم نے کسیکو اسکا ہم صفت نہ بنایا ہوگا (یعنی جس علم و عمل کی تم دعا کرتے ہو وہ تو اس فرزند کو ضرور ہی عطا کرینگے اور مزید برآن کچھ اوصاف خاصہ بھی عنایت کیے جاوینگے مثلاً خشیت الٰہیہ سے خاص درجہ کی رقت قلب وغیرہ۔ چونکہ اس اجابت دعا مین کوئی خاص کیفیت حصول ولد کی بتلائی نہ گئی تھی اسلیے اسکے استفسار کے لیے) زکریا (علیہ السلام) نے عرض کیا کہ ای میرے رب میرے اولاد کس طور پر ہوگی حالانکہ میری بی بی بانجھ ہو اور (ادھر) مین بڑھاپے کے انتہائی درجہ کو پہونچ چکا ہون (بس معلوم نہین ہم جوان ہون گے یا مجکو دوسرا نکاح کرنا ہوگا یا بحالت موجودہ اولاد ہوگی) ارشاد ہوا کہ حالت (موجودہ) یون ہی رہے گی (اور پھر اولاد ہوگی) ای زکریا، تمہارے رب کا قول ہو کہ یہ (امر) مجکو آسان ہو اور (یہ کیا اس سے بڑا کام کرچکا ہون مثلاً) مین نے تمکو (ہی) پیدا کیا ہو حالانکہ (پیدایش کے قبل) تم کچھ بھی نہ تھے (اسیطرح خود اسباب مادیہ بھی کوئی چیز نہ تھے جب معدوم کو موجود کرنا آسان ہی تو ایک موجود سے دوسرا موجود کردینا کیا مشکل ہے۔ یہ سب ارشاد تقویت رجا کے لیے تھا نہ کہ رفع شبہہ کے لیے کیونکہ زکریا علیہ السلام کو کوئی شبہ نہ تھا جب) زکریا (علیہ السلام کو قوی امید ہوگئی تو انہون) نے عرض کیا کہ ای میرے رب (وعدہ پر تو اطمینان ہوگیا اب اس وعدہ کے قرب وقوع یعنی حمل کی بھی) میرے لیے کوئی علامت مقرر فرما دیجیے (تاکہ زیادہ شکر کرون اور خود وقوع تو محسوسات ظاہرہ ہی مین سے ہے) ارشاد ہوا کہ تمہاری (وہ) علامت یہ ہو کہ تم تین رات (اور تین دن تک) آدمیون سے بات (چیت) نہ کرسکو گے حالانکہ تندرست ہوگے (کوئی بیماری وغیرہ نہ ہوگی اور اسی وجہ سے ذکر اللہ کے ساتھ تکلم پر قدرت رہیگی چنانچہ باذن اللہ تعالیٰ زکریا علیہ السلام کی بی بی حاملہ ہوئین اور حسب اخبار الٰہی زکریا علیہ السلام کی زبان بستہ ہوگئی) پس حجرے مین سے اپنی قوم کے پاس برآمد ہوئے اور انکو اشارہ سے فرمایا (کیونکہ زبان سے تو بول نہ سکتے تھے) کہ تم لوگ صبح اور شام خدا کی پاکی بیان کیا کرو (یہ تسبیح اور امر بالتسبیح یا تو حسب معمول تھا ہمیشہ تذکیر زبان سے کہتے تھے آج اشارہ سے کہا اور یا اس نعمت جدیدہ کے شکر مین خود بھی تسبیح کی کثرت فرمائی اور اورون کو بھی اسی طور پر امر فرمایا غرض یحیی علیہ السلام پیدا ہوئے اور سن شعور کو پہونچے تو انکو حکم ہوا کہ) ای یحیی کتاب کو (یعنی توریت کو کہ اسوقت وہی کتاب شریعت تھی اور انجیل کا نزول بعد مین ہوا) مضبوط ہوکر لو (یعنی خاص کوشش کے ساتھ عمل کرو) اور ہم نے انکو (انکے) لڑکپن ہی مین (دین کی) سمجھ اور خاص اپنے پاس سے رقت قلب (کی صفت) اور پاکیزگی (اخلاق کی) عطا فرمائی تھی (حکم مین علم کی طرف اور حنان اور زکوۃ مین اخلاق کی طرف اشارہ ہوگیا) اور (آگے اعمال ظاہری کی طرف اشارہ فرمایا کہ) وہ بڑے پرہیزگار اور اپنے والدین کے خدمت گذار تھے (اسمین حقوق اللہ و حقوق العباد دونون کی طرف اشارہ ہوگیا) اور وہ (خلق کے ساتھ) سرکشی کرنے والے (یا حق تعالیٰ کی) نافرمانی کرنے والے نہ تھے اور (عند اللہ ایسے وجیہ و مکرم تھے کہ ان کے حق مین منجانب اللہ

ع ۱

ملحقات الرحمیۃ

سلہ قولہ فی ذکر جو آئندہ الخ اشارۃ الی کونہ خبر مبتدا و ہو اسم اشارۃ الی المعہود وانما صحت الاشارۃ الیہ مع عدم جریان ذکرہ لانہ باعتبار کونہ علی جناح الذکر صار فی حکم الحاضر المشاہد کما قیل فی قولہم ہذا ما اشتری فلان ۱۲

سلہ قولہ فی عبدہ مقبول افادہ الاضافۃ التشریفیۃ ۱۲

سلہ قولہ فی قال جسمین اشارۃ الی کونہ تفسیرا لنادی ۱۲

سلہ قولہ فی ولیا یعنی بیٹا لقولہ فی آل عمران ذریۃ ۱۲

ہ قولہ یا زکریا بواسطہ ملائکہ بدلیل قولہ تعالیٰ فی آل عمران فنادتہ الملائکۃ ۱۲

سلہ قولہ فی من الکبر بڑھاپے کے انتہائی اشارۃ الی کون من الکبر بیانا لعتیا کذا الفہم من الکشاف

سلہ قولہ فی ثلث لیال اور تین دن لقولہ تعالیٰ فی آل عمران ثلثۃ ایام ۱۲

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ۙ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا ۪ فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا

اور اس کتاب میں مریم کا بھی ذکر کیجیے — جبکہ وہ اپنے گھر والوں سے علیحدہ ایک ایسے مکان میں جو مشرق کی جانب میں تھا گئیں — پھر ان لوگوں کے سامنے سے انہوں نے پردہ ڈال لیا — پس ہم نے انکے پاس اپنے فرشتہ

رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ۝ قَالَتْ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ۝ قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ۖ

اور وہ انکے سامنے ایک پورا آدمی بنکر ظاہر ہوا — کہنے لگیں کہ میں تجھ سے رحمان کی پناہ مانگتی ہوں — اگر تو خدا ترس ہے — فرشتے نے کہا کہ میں تو تمہارے رب کا بھیجا ہوا ہوں

لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ۝ قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا ۝ قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ

تاکہ تمکو ایک پاکیزہ لڑکا دوں — وہ کہنے لگیں کہ میرے لڑکا کسطرح ہوجاویگا حالانکہ مجکو کسی بشر نے ہاتھ تک نہیں لگایا اور نہ میں بدکار ہوں — فرشتے نے کہا کہ یونہی ہوجاویگا تمہارے رب نے ارشاد فرمایا ہے

هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۚ وَلِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ۝

کہ یہ بات مجکو آسان ہے اور اس طور پر اس لیے پیدا کرینگے تاکہ ہم اس فرزند کو لوگوں کے لیے ایک نشانی بناویں اور باعث رحمت بناویں اور یہ ایک طے شدہ بات ہے

یہ ارشاد ہوتا ہے کہ) اُنکو (اللہ تعالیٰ کا) سلام پہنچے جسدن کہ وہ پیدا ہوے اور جسدن کہ وہ انتقال کرینگے اور جسدن (قیامت میں) زندہ ہوکر اٹھائے جاوینگے **ف** دعا کو خفی اسلیے کی گئی کہ وہ اقرب الی الاجابت ہو اور نادی سے اعلان کا شبہہ نہ ہو کیونکہ ندا بمعنے دعا عام ہے۔ اور بجاے طلب ولد کے اصلاح موالی کی دعا نہ کرنا باوجود یہ بھی طریق حفاظت دین کا تھا شاید اس لیے ہو کہ جو ابتدا سے صلح ہو عوام پر اُسکا اثر وعظ کا زیادہ ہوتا ہے اور من آل یعقوب بڑھانا دلیل نقلی ہے اسپر کہ وراثت مالیہ مراد نہیں ہے کیونکہ یقیناً موالی مذکور فی الآیت قرابت میں بہ نسبت یحییٰ علیہ السلام کے موروث سے زیادہ قریب تھے پھر بعید کو کب میراث پہنچ سکتی ہے اور انبیا علیہم السلام کی نظر سے مال ومتاع کا مہتم بالشان نہ ہونا دلیل عقلی ہے وراثت مالیہ کے مراد نہ ہونے پر کیا وہ اس لیے اولاد مانگتے کہ میرا روپیہ پیسہ میرے اور رشتہ داروں کو نہ ملے۔ اور اگر یہ کہا جاوے کہ ہاں یہ نہ ملنا اس لیے چاہتے تھے کہ وہ اقارب اُسکو معصیت میں صرف نہ کریں۔ تو اسکا جواب یہ ہے کہ پھر مورث پر تو کوئی مواخذہ نہیں جو اسکے بچنے کی فکر ہو اور لفظ میراث کا میراث مالی کے ساتھ خاص ہونا یا اُس کا شئے مکتسب کے ساتھ خاص ہونا دونوں کو یہ آیت رد کرتی ہے ثم اورثنا الکتب الذین اصطفینا من عبادنا اور اس مسئلہ میں اہل سنت کے مذہب کی تائید خود کتب شیعہ میں موجود ہے چنانچہ روح المعانی میں یہ روایتیں منقول ہیں روی الکلینی فی الکافی من ابی البختری عن ابی عبد اللہ جعفر الصادق رض انه قال ان العلماء ورثة الانبیاء وذلک ان الانبیاء لم یورثوا درهما ولا دینارا وانما ورثوا احادیث من احادیثهم فمن اخذ بشیء منها فقد اخذ بحظ وافر۔ وایضاً روی الکلینی فی الکافی عن ابی عبد اللہ رض قال ان سلیمان ورث داؤد وان محمدا صلی اللہ علیه وسلم ورث سلیمان علیه السلام اور ظاہر ہے کہ یہ وراثت اخیرہ کسیطرح مالی ہو ہی نہیں سکتی۔ اور آل عمران میں اس دعا کا باعث ظہور خوارق مریم علیہا السلام ہونا جو مذکور فی ہذا المقام کے منافی نہیں اصل رغبت اس سے ہوئی ہوا ور اظہار اُسکے سبب ہوا ہو۔ اور اگر شبہہ ہو کہ زکریا علیہ السلام کی دعا میں یرثنی سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ میرے بعد بھی رہے اور سورہ انبیاء میں فاستجبنا لہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دعا قبول ہوئی حالانکہ یحییٰ علیہ السلام پہلے قتل کیے گئے۔ جواب یہ ہے کہ یا تو یرثنی عام ہے بقاء ذات وبقاء آثار کو یا فاستجبنا بعض اجزاء کے اعتبار سے ہے یا قصہ تقدم قتل یحییٰ علیہ السلام کا ثابت نہیں۔

قصہ دوم حضرت عیسیٰ ومریم علیہما السلام

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ﴿۱۶﴾ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا ۪ فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ﴿۱۷﴾ قَالَتْ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ﴿۱۸﴾ قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ڰ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ﴿۱۹﴾ قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا ﴿۲۰﴾ قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۚ وَلِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ﴿۲۱﴾ اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اس کتاب (یعنی قرآن کے اس خاص حصہ یعنی سورت) میں (حضرت) مریم (علیہا السلام)

ملحقات الترجمۃ

سلہ قولہ فی سلام اللہ تعالیٰ علیہ آثار قال ان السلام لتحیۃ کذا فی الروح ۱۲

ستہ قولہ فی الکتب خاص حصہ آخر کذا فی الروح ۱۲

النحو قولہ اذ انتبذت ظرف للواقع المقدر ای اذکر نبأ مریم الذی وقع اذا انتبذت قولہ بشرا حال او تمییز۔ قولہ ولنجعلہ متعلق بمقدر ای فعلنا ذلک ۱۲
البلاغۃ قولہ ان کنت تقیا لم یجعل التقوی شرطا للاستعاذۃ بل شرط کافتہ واستہانۃ وکنت عن ذلک بالاستعاذۃ باللہ تعالی تحذیرا علی المکافاۃ بالطف وجہ والمعنی ان من تعرض للمستعیذ فقد تعرض لغضبہ سخطہ ۱۲ قولہ لم یمسسنی بشر کنت بعض بالحلال بقرینۃ المقابلۃ ما ادت بالعموم فی آیۃ اخری المتفق علیہ غیر
اللغۃ استدلال بعض الجہلۃ بقولہ لاہب علی جواز النسبۃ برسول بخش ونحوہ جہل عظیم لان الاسناد المجازی تحقیق علی الملائکۃ کما ان جبرئیل کان انما جعلت محل النسبۃ فانہ ما صدق فیہ نفخ سر النبی یکون سببا للہبۃ الحقیقیۃ لا آیۃ فافہم الروایات قولہ لاہب اللہ یا کریا بان یرعا خرجہ عبد اللہ بن احمد حق تعوا لما الزحمن تومت ان جبرئیل

فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ۝ فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ۝

پھر اُن کے پیٹ میں لڑکا رہ گیا پھر اس حمل کو لیے ہوئے کسی دور جگہ میں الگ چلی گئیں پھر درد زہ کے مارے مجبور ہو کر درخت کی طرف آئیں کہنے لگیں کاش میں اس سے پہلے ہی مرگئی ہوتی اور ایسی نیست و نابود ہو جاتی کہ کسی کو یاد بھی نہ رہتی

فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِيْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ۝ وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ۝

پس جبرئیل نے اُنکی پائیں سے اُنکو پکارا کہ تم مغموم مت ہو تمہارے رب نے تمہارے پائیں میں ایک نہر پیدا کردی ہے اور اس کھجور کے تنہ کو اپنی طرف کو ہلاؤ اس سے تم پر تروتازہ کھجوریں جھڑیں گی

کا (قصہ) بھی ذکر کیجیے (کہ قصہ مذکورہ سے خاص مناسبت رکھتا ہے اور وہ اُسوقت واقع ہوا) جبکہ وہ اپنے گھر والوں سے علیحدہ (ہوکر) ایک ایسے مکان میں جو مشرق کی جانب میں تھا (غسل کے لیے) گئیں پھر اُن (گھر والے) لوگوں کے سامنے سے انہوں نے (درمیان میں) پردہ ڈال لیا (تاکہ آڑ میں غسل کر سکیں) پس اُس حالت میں ہم نے اُنکے پاس اپنے فرشتہ (جبرئیل علیہ السلام) کو بھیجا اور وہ (فرشتہ) اُنکے سامنے (ہاتھ پاؤں اور حسن و جمال سے) ایک پورا آدمی بنکر ظاہر ہوا (چونکہ حضرت مریم اُسکو بشر سمجھیں یہ بے گھبرا کر) کہنے لگیں کہ میں تجھ سے (اپنے خدائے) رحمان کی پناہ مانگتی ہوں اگر تو (کچھ) خدا ترس ہے تو یہاں سے ہٹ جاؤ گے فرشتہ نے کہا کہ (میں بشر نہیں ہوں کہ تم مجھ سے ڈرتی ہو بلکہ) میں تو تمہارے رب کا بھیجا ہوا (فرشتہ) ہوں (اس لیے آیا ہوں) تاکہ تم کو ایک پاکیزہ لڑکا دوں (یعنی تمہارے منہ میں یا گریبان میں دم کردوں کہ اُسکے اثر سے باذن اللہ تعالیٰ حمل رہ جاوے اور لڑکا پیدا ہو) وہ (تعجباً) کہنے لگیں (کہ بھلا) میرے لڑکا کس طرح ہو جاویگا حالانکہ (منجملہ شرائط عادیہ کے مرد کی مقاربت ہے اور وہ بالکل مفقود ہے کیونکہ) مجھکو کسی بشر نے ہاتھ تک نہیں لگایا (یعنی نہ تو نکاح ہوا) اور نہ میں بدکار ہوں فرشتہ نے کہا کہ (بس) بلا مس بشر یوں ہی (اولاد) ہو جاویگی (اور میں اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ) تمہارے رب نے ارشاد فرمایا ہے کہ یہ بات (کہ بلا اسباب عادیہ پیدا کردوں) مجھکو آسان ہے اور (یہ بھی فرمایا ہے کہ ہم بلا اسباب عادیہ) اسطور پر اسلیے پیدا کرینگے تاکہ ہم اُس فرزند کو لوگوں کے (استدلال علی القدرة الالٰہیہ کے) لیے ایک نشانی (قدرت کی) بناویں اور (نیز اُن کے ذریعہ سے لوگوں کے ہدایت پانے کے لیے اُسکو) باعث رحمت بناویں اور یہ (بے باپ کے اس بچہ کا پیدا ہونا) ایک طے شدہ بات ہے (جو ضرور ہوگی) **ف** انکا اول رہنا سہنا مسجد کے متعلق مکانات میں تھا پس اگر یہ اسوقت جوان تھیں تب تو اپنی خالہ حضرت زکریا علیہ السلام کی بی بی کے پاس اونکے گھر آرہی ہونگی اور اگر جوان نہ تھیں جیسا بعض کا قول ہے تو غسل کے لیے گھر آئی ہونگی اور غسل کو مفسرین نے بطور روایت کے بھی نقل کیا ہے اور فانتبذت من دونہم حجابا بھی اسپر قرینہ ہے واللہ اعلم۔ اور اول وہلہ میں گو فرشتہ کو نہیں پہچانا مگر اُنکی تقریر سنکر فراست ولایت سے یقین آگیا پس یہ شبہ نہیں ہو سکتا کہ حضرت مریم نے نرا دعویٰ کیسے قبول کرلیا۔ اور نہ اس غرض خاص کے لیے فرشتہ کے آنے اور کلام کرنے سے نبی ہونا حضرت مریم کا لازم آتا ہے۔ اور تمثل سے حقیقت ملکیہ کا معدوم ہونا لازم نہیں آتا یہ اشباح اُس حقیقت کے ہنا سے ایسے ہیں جیسے ہمارے اعتبار سے مختلف لباس اور تمثل کے امکان پر یہ شبہ نہیں ہو سکتا کہ ہر شخص میں احتمال ہے کہ شاید کوئی اور مخلوق اس شخص کی شکل میں متمثل ہو گیا ہو۔ وجہ یہ کہ ایسے امور نادر الوقوع ہوتے ہیں پس بدون دلیل کے یہ احتمال محض غیر ناشی عن دلیل ہے جو عقلاً اصلاً معتبر نہیں۔ اور شاید صورت ملکیہ میں ظاہر نہ ہونے میں یہ حکمت ہو کہ ڈر نہ جاویں اور بشر کی تخصیص شاید اس لیے ہو کہ جنس کو جنس سے اُنس ہوتا ہے۔ اور مکان کا شرقی ہونا اتفاقی امر تھا نہ کہ قصدی۔

مُلحقات الترجمة
سلک مولوی ... بہ ...
... ...

تتمہ قصہ متضمنہ حمل و تولد

فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ۝٢٢ فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ۝٢٣ فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِيْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ۝٢٤ وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ۝٢٥

اللغات قوله فانتبذت به الباء للمصاحبة كما في قوله تدرس بها وقوله تعالى تنبت بالدهن۔ قوله قصيا بعيدا۔ قوله فاجاءها متعد من جاء لكنه خص عرفا بالالجاء التي تكون الجاء ولا يستعمل في مطلق الاجاءة كما قال صاحب الكشاف۔ قوله المخاض مصدر مخضت المرأة اذا اخذها الطلق وتحرك الولد في بطنها للخروج۔ قوله سريا جدولا السرية۔ قوله جذع ما بين العروق وتشعب الاغصان يقال له بالفارسية تنه۔ قوله نسيا المنسي۔ الشيء الحقير الذي من شأنه ان ينسى في العادة ويطرح وان لم ينس ولذا اكده بقوله منسيا

فافاد فائدة جديدة فافهم وليست فقط مبنى تسقط من الاسقاط قوله جنيا اي يجنى من الشجر ... لدفع توهم ان الساقط من الشجر لا يكون في الاغلب جيدا ... ظاهر ... جنيا ما يصلح ان يكون جنيا

البلاغة قوله هزي اليك عدى باللام لتضمنه معنى الميل ... قوله بجذع ... مع كونه ... التنزيل منزلة اللازم ...

فَكُلِي وَاشْرَبِي وَقَرِّي عَيْنًا ۖ فَإِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ أَحَدًا فَقُولِي إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَٰنِ صَوْمًا فَلَنْ أُكَلِّمَ الْيَوْمَ

پھر کھاؤ اور پیو اور آنکھیں ٹھنڈی کرو پھر اگر تم آدمیوں میں سے کسی کو بھی دیکھو تو کہدینا کہ میں نے تو اللہ کے واسطے روزے کی منت مان رکھی ہے سو میں آج کسی آدمی

إِنسِيًّا ۚ فَأَتَتْ بِهِ قَوْمَهَا تَحْمِلُهُ ۖ قَالُوا يَا مَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا

سے نہیں بولونگی پھر وہ انکو گود میں لیے ہوئے اپنی قوم کے پاس لائیں لوگوں نے کہا اے مریم تم نے بڑے غضب کا کام کیا

فَكُلِي وَاشْرَبِي وَقَرِّي عَيْنًا ۖ فَإِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ أَحَدًا فَقُولِي إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَٰنِ صَوْمًا فَلَنْ أُكَلِّمَ الْيَوْمَ إِنسِيًّا ﴿۲۶﴾ پھر (اس گفتگو کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام نے انکے گریبان میں پھونک ماردی جس سے) ان کے پیٹ میں لڑکا رہگیا پھر (جب انکو آثار وضع کے معلوم ہوئے تو) اس حمل کو لیے ہوئے (اپنے گھر سے) کسی دور جگہ (جنگل پہاڑ میں) الگ چلی گئیں پھر (جب درد شروع ہوا تو) دردزہ کے مارے کھجور کے درخت کی طرف آئیں (کہ اسکے سہارے بیٹھیں اٹھیں اب حالت یہ تھی کہ نہ کوئی انیس نہ جلیس و رد سے بچین یا ایسے وقت جو سامان راحت ضرورت کا ہونا چاہیے وہ ندارد ادھر بچہ ہونے پر بدنامی کا خیال آخر گھبرا کر) کہنے لگیں کاش میں اس (حالت) سے پہلے ہی مرگئی ہوتی اور ایسی نیست ونابود ہو جاتی کہ کسیکو یاد بھی نہ رہتی پس (اسی وقت خدا تعالیٰ کے حکم سے حضرت) جبرئیل (علیہ السلام پہونچے اور ان کے احترام کی وجہ سے سامنے نہیں گئے بلکہ جس مقام پر حضرت مریم تھیں اس سے اسفل مقام میں آرہیں آئے اور انہوں) نے ان کے (اس) پائین (مکان) سے انکو پکارا (جسکو حضرت مریم نے پہچانا کہ یہ اسی فرشتہ کی آواز ہے جو اول ظاہر ہوا تھا) کہ تم (بے سروسامان سے یا خوف بدنامی سے) مغموم مت ہو (کیونکہ بے سروسامانی کا تو یہ انتظام ہوا ہے کہ) تمہارے رب نے تمہارے پائین (مکان) میں ایک نہر پیدا کردی (جسکے دیکھنے سے اور پانی پینے سے فرحت طبعی ہو ونیز حسب روایت روح انکو اسوقت پیاس بھی تھی اور حسب مسئلہ طبیہ مسخنات کا استعمال قبل وضع یا بعد وضع مسہل ولادت و دافع فضلات و مقوی طبیعت بھی ہے اور پانی میں اگر سخونت بھی ہو جیسا بعض چشموں میں مشاہد ہے تو اور زیادہ مزاج کے موافق ہوگا ونیز تمر کثیر الغذا مولد دم مسمن و مقوی گردہ و کمر و مفاصل ہونے کی وجہ سے زچہ کے لیے خیر الاغذیہ والادویہ ہے اور حرارت کی وجہ سے جو اسکی مضرت ہے سو اول تو رطب میں حرارت کم ہے دوسرے پانی سے اسکی اصلاح ہو سکتی ہے تیسرے مضرت کا ظہور جب ہوتا ہے کہ عضو میں ضعف ہو ورنہ کوئی چیز بھی کچھ نہ کچھ مضرت سے خالی نہیں ہوتی۔ ونیز قوت طبیعت کے ساتھ خوارق کا مطمئین کے لیے علامت کرامت و قبول عنداللہ ہونا موجب مسرت روحانی بھی ہے) اور اس کھجور کے تنہ کو (پکڑ کر) اپنی طرف کو ہلاؤ اس سے تم پر تر و تازہ کھجوریں گریں گے (کہ اس سے بھی پھل کے کھانے میں لذت جسمانی اور بطور خرق عادت کے پھل کے آنے میں لذت روحانی مجتمع ہے) پھر (اس پھل کو) کھاؤ اور (وہ پانی) پیو اور آنکھیں ٹھنڈی کرو (یعنی بچہ کے دیکھنے سے اور کھانے پینے سے اور علامت قبول عنداللہ ہونے سے خوش رہو) پھر (جب بدنامی کے احتمال کا موقع آوے یعنی کوئی آدمی اس قصہ پر مطلع ہو تو اسکا یہ انتظام ہوا ہے کہ) اگر تم آدمیوں میں سے کسیکو بھی (آتا اور اعتراض کرتا) دیکھو تو (تم کچھ مت بولنا بلکہ اشارہ سے اس سے) کہدینا کہ میں نے تو اللہ کے واسطے (ایسے) روزہ کی منت مان رکھی ہے (جسمیں بولنے کی بھی بندش ہے) سو (اس وجہ سے) میں آج (دن بھر) کسی آدمی سے نہیں بولونگی (اور خدا کے ذکر اور دعا میں مشغول ہونا اور بات ہے بس تم اتنا جواب دیکر بیفکر ہو جانا اللہ تعالیٰ اس مولود مسعود کو خرق عادت کے طور پر بولتا کر دیگا جس سے ظہور اعجاز دلیل نزاہت عصمت ہو جاویگی غرض ہر غم کا علاج ہو گیا) ف یہ تمنائے موت اگر غم دنیا سے تھی تب تو غلبۂ حال کو اسکا عذر کہا جاویگا جسمیں انسان من کل الوجوہ مکلف نہیں رہتا اور اگر غم دین سے تھا کہ لوگ بدنام کرینگے اور شاید مجھ سے بے صبری ہو سکے تو بے صبری کی معصیت میں مبتلا رہو گا موت سے اس معصیت سے حفاظت رہتی تو ایسی تمنا ممنوع نہیں ہے اور اگر شبہہ ہو کہ حضرت مریم کو جو کہا گیا کہ تم کہدینا کہ میں نے نذر کی ہے سو انہوں نے نذر تو کی نہ تھی جواب یہ ہے کہ اسی سے یہ حکم بھی مفہوم ہو گیا کہ تم نذر بھی کر لینا اور اسکو ظاہر کر دینا اور دردزہ میں پانی اور کھجور کا استعمال طباً بھی مفید ہے۔ اور اکل و شرب کا حکم بظاہر اباحت کے لیے معلوم ہوتا ہے واللہ اعلم اور حمل و تولد بلا توسط مرد کے خارق عادت ہے اور خوارق میں کتنا ہی استبعاد ہو مضائقہ نہیں لیکن اسمیں سو وجہ سے زیادہ استبعاد بھی نہیں کہ حسب تصریح کتب طب عورت کی منی میں قوت منعقدہ کے ساتھ قوت عاقدہ بھی ہے اسی لیے مرض جامہ اعضا کی کچھ ناتمام صورت بھی بنجاتی ہے کما صرح فی القانون پس اگر یہی قوت عاقدہ اور بڑھ جاوے تو زیادہ مستبعد نہیں

تتمہ قصہ متضمنہ ملامت قوم و جواب عیسیٰ علیہ السلام فَأَتَتْ بِهِ قَوْمَهَا تَحْمِلُهُ ۖ قَالُوا يَا مَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا ﴿۲۷﴾

ملحقات الترجمة

ل قوله فی نخلته وفلتبقا ما زید فی الترجمة اشارة الی ان الفاء فصیحة فلا یلزم کون الوضع متصلا بالحمل ۱۲ ۲ قوله فی نخلته ترکا اشارة الی حذف ضمیر المفعول الی الغلام ۱۲ ۳ قوله فی قصیا جنگل پہاڑ القرینة علیه قوله تعالیٰ سریا والنخلة ومن تحتها فان المجموع یسهل تصوره فی الغیاض والجبال والله اعلم بحقیقة الحال ۴ قوله فی فنادیها جبرئیل لیتشهد ظاهر الکلام قیل عیسیٰ علیه السلام هو بعید ظاهرا ۵ قوله فی جعل نهر ول علی کون و ذکرها فاروایات مذکورة فی التفاسیر وظاهر المقام ایضا لان المقصود تسلیتها علیها السلام وظهور الخوارق ادخل فیها والله اعلم ۱۲ ۶ قوله فی قولی اشاره قرینته ظاهر قوله تعالیٰ لن اکلم وقوله فاشارت الیه ۱۲

اللغات قوله قری من قر بمعنی السکوت او بمعنی السرور فان العین اذا رأت ما یسر النفس سکنت الیه من النظر الی غیره وشبهه قوله تعالیٰ تقر اعینهم وان فقتضی السرور بازدة جنت فعلت فریا عظیما ماخوذ من الفری بمعنی القطع

يٰۤاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا ۚ فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ ۗ قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِى الْمَهْدِ

اے ہارون کی بہن تمہارے باپ کوئی بُرے آدمی نہ تھے اور نہ تمہاری ماں بدکار تھیں پس مریم نے بچہ کی طرف اشارہ کردیا وہ لوگ کہنے لگے کہ بھلا ہم ایسے شخص سے کیونکر باتین کرین

صَبِيًّا ۚ قَالَ اِنِّىْ عَبْدُ اللّٰهِ ۗ اٰتٰنِىَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِىْ نَبِيًّا ۙ وَّجَعَلَنِىْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ وَاَوْصٰنِىْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ

جو ابھی گود مین بچہ ہی ہو وہ بچہ بول اٹھا کہ مین اللہ کا بندہ ہون اُس نے مجھکو کتاب دی اور اُسنے مجھکو نبی بنایا اور مجھکو برکت والا بنایا مین جہان کہین بھی ہون اور اُس نے مجھکو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا

مَا دُمْتُ حَيًّا ۖ وَّبَرًّاۢ بِوَالِدَتِىْ وَلَمْ يَجْعَلْنِىْ جَبَّارًا شَقِيًّا ۚ وَالسَّلٰمُ عَلَىَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا

جب تک مین زندہ رہون ــ اور مجھکو میری والدہ کا خدمت گزار بنایا اور اُس نے مجھکو سرکش بدبخت نہین بنایا اور مجھپر سلام ہی جس روز مین پیدا ہوا اور جسروز مرونگا اور جسروز مین زندہ کرکے اٹھایا جاؤنگا

يٰۤاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا ﴿۲۸﴾ فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ ۗ قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِى الْمَهْدِ صَبِيًّا ﴿۲۹﴾ قَالَ اِنِّىْ عَبْدُ اللّٰهِ ۗ اٰتٰنِىَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِىْ نَبِيًّا ﴿۳۰﴾ وَّجَعَلَنِىْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ وَاَوْصٰنِىْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ﴿۳۱﴾ وَّبَرًّاۢ بِوَالِدَتِىْ وَلَمْ يَجْعَلْنِىْ جَبَّارًا شَقِيًّا ﴿۳۲﴾ وَالسَّلٰمُ عَلَىَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا ﴿۳۳﴾ (غرض مریم علیہا السلام کی اس کلام سے تسلی ہوئی اور عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے پھر وہ اُنکو گود مین لیئے ہوئے (وہان سے بستی کو چلین اور) اپنی قوم کے پاس لائین لوگون نے (جو دیکھا کہ انکی شادی تو ہوئی نہ تھی یہ بچہ کیسا بدگمان ہوکر) کہا اے مریم تم نے بڑے غضب کا کام کیا (یعنی نعوذ باللہ بدکاری کی اور یون تو بدکاری کوئی کرے بُرا ہی لیکن تم سے ایسا فعل ہونا زیادہ غضب کی بات ہی کیونکہ) اے ہارون کی بہن (تمہارے خاندان مین کبھی کسی نے ایسا نہین کیا چنانچہ) تمہارے باپ کوئی بُرے آدمی نہ تھے (کہ اُن سے یہ اثر تم مین آیا ہو) اور نہ تمہاری ماں بدکار تھین (کہ اُن سے یہ اثر تم مین آیا ہو پھر ہارون جو تمہارے رشتہ کے بھائی ہین جنکا نام اُن ہارون نبی کے نام پر رکھا گیا ہو وہ کیسے کچھ نیک شخص ہین غرض جسکا خاندان کا خاندان پاک صاف ہو اُس سے یہ حرکت ہونا کتنا بڑا غضب ہی) پس مریم (علیہا السلام) نے (یہ ساری تقریر سنکر کچھ جواب نہین دیا بلکہ) بچہ کی طرف اشارہ کر دیا (کہ اس سے کہو جو کچھ کہنا ہو جواب دیگا) وہ لوگ (سمجھے کہ ہمارے ساتھ تمسخر کرتی ہین) کہنے لگے کہ بھلا ہم ایسے شخص سے کیونکر باتین کرین جو ابھی گود مین بچہ ہی ہے (کیونکہ بات اُس شخص سے کیجاتی ہی جو کہ وہ بھی بات چیت کرتا ہو سو جب یہ بچہ ہی اور بات چیت پر قادر نہیں اس سے کیا بات کرین اتنے مین) وہ بچہ (خود ہی) بول اٹھا کہ مین اللہ کا (خاص) بندہ ہون (نہ تو اللہ ہون جیسا جہلاے نصاریٰ سمجھین گے اور نہ غیر مقبول ہون جیسا یہود سمجھین گے اور بندہ ہونے کے اور پھر خاص ہونے کے یہ آثار ہین کہ) اُس نے مجھکو کتاب (یعنی انجیل) دی (یعنی گو آیندہ دیگا مگر بوجہ یقینی ہونے کے ایسا ہی ہے کہ جیسے دیدی) اور اُس نے مجھکو نبی بنایا (یعنی بناویگا) اور مجھکو برکت والا بنایا (یعنی مجھ سے خلق کو دین کا نفع پہونچیگا) مین جہان کہین بھی ہون (گا مجھسے برکت پہونچیگی وہ نفع تبلیغ دین ہے خواہ کوئی قبول کرے یا نہ کرے انھون نے تو نفع پہونچا ہی دیا) اور اُس نے مجھکو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا جب تک مین (دنیا مین) زندہ رہون (اور ظاہر ہے کہ آسمان پر جانے کے بعد مکلف نہین رہے اور یہ دلیل ہو بندہ ہونے کی جیسا اور دلائل ہین خصوصیت کے) اور مجھکو میری والدہ کا خدمتگزار بنایا (اور چونکہ بے باپ پیدا ہوئے ہین اسلیئے والدہ کی تخصیص کی گئی) اور اُس نے مجھکو سرکش بدبخت نہین بنایا (کہ ادائے حق خالق یا ادائے حق والدہ سے سرکشی کرون یا حقوق و اعمال کے ترک سے بدبختی خریدون) اور مجھپر (اللہ کی جانب سے) سلام ہی جس روز مین پیدا ہوا اور جس روز مرونگا (کہ وہ زمانہ قرب قیامت کا بعد نزول من السماء کے ہوگا) اور جس روز مین (قیامت مین) زندہ کرکے اٹھایا جاؤنگا (اور اللہ کا سلام دلیل ہی خاص بندہ ہونیکی) **ف** عیسیٰ علیہ السلام کے مجموعہ اوصاف و احوال مذکورہ آیت سے نزاہت و طہارت حضرت مریم علیہا السلام کی ثابت ہوگئی جو مقصود تھا اس تکلم خارق عادت سے جسمین سب سے بڑھکر دلالت علی المطلوب مین وصف نبوت ہے کیونکہ نبوت کیساتھ فساد نسب جو کہ اعلیٰ درجہ کا سبب عار ہی مجتمع نہین ہوتا اور عطاء نبوت کا تحقق اس تکلم خارق سے ہوتا ہی کیونکہ بے گناہ سے خارق کا صدور

اللغات المهد فى الروح من قتادة حجر امه وقال عكرمة المرباة اى المرجحة وقيل سريره ۱۲ **النحو** قوله كان فى المهد فى الروح قال ابو عبيدة كان زائدة لمجرد التاكيد من غير دلالة على الزمان و صبيا حال موكدة والعامل فيها الاستقرار ونظائره الخ كانوا اى الماضى صبيا نافى المهد وكذا اراد ان كان الزائدة لا تنصب الخبر قوله اينما كنت فى الروح من البحر ان هذا شرط وجزاءه محذوف لدلالة ما تقدم عليه الخ اسم الشرط لا ينصبه فعل قبله فلا يجعل ان يكون معمولا لجعلنى السابق الخ بتغيير و اختصار قول و برا عطف

على مباركا وان جعل الفصل مانعا يقدر فعل اى وجعلنى بارا ۱۲ **الروايات** فى الروح اخرج احمد و مسلم والترمذى والنسائى والطبرانى وابن حبان وغيرهم من المغيرة بن شعبة قال بعثنى رسول اللہ صلى اللہ عليه وسلم الى اهل نجران فقالوا أرأيت ما تقرءون يا اخت هارون وموسى قبل عيسى بكذا وكذا قال فرجعت فذكرت ذلك لرسول اللہ صلى اللہ عليه وسلم فقال الا اخبرتهم انهم كانوا يسمون بالانبياء والصالحين قبلهم ــ وروى عن الكلبى هو اخ لهاس [illegible] ابيها م

ذٰلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِي فِيهِ يَمْتَرُونَ ۝ مَا كَانَ لِلّٰهِ أَنْ يَتَّخِذَ مِنْ وَلَدٍ سُبْحٰنَهُ إِذَا قَضٰى أَمْرًا فَإِنَّمَا

یہ ہین عیسی بن مریم مین سچی بات کہہ رہا ہون جسمین یہ لوگ جھگڑ رہے ہین۔ اللہ تعالی کی یہ شان نہین ہے کہ وہ اولاد اختیار کرے وہ پاک ہے وہ جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو بس

يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ۝ وَإِنَّ اللّٰهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ هٰذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ۝ فَاخْتَلَفَ الْأَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ

اسکو اتنا فرما دیتا ہے کہ ہوجا سو وہ ہوجاتا ہے۔ اور بیشک اللہ میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے سو اسکی عبادت کرو یہی سیدھا رستہ ہے۔ سو مختلف گروہون نے باہم اختلاف ڈال لیا

فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ مَشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝ أَسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصِرْ يَوْمَ يَأْتُونَنَا لٰكِنِ الظّٰلِمُونَ الْيَوْمَ فِي ضَلٰلٍ مُبِينٍ ۝ وَأَنْذِرْهُمْ

سو ان کافرون کے لیے ایک بڑے دن کے آنے سے بڑی خرابی ہے۔ جس روز یہ لوگ ہمارے پاس آوینگے کیسے کچھ شنوا اور بینا ہوجاوینگے لیکن یہ ظالم آج صریح غلطی مین ہین۔ اور آپ ان کو

يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ وَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ إِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْأَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَإِلَيْنَا يُرْجَعُونَ

حسرت کے دن سے ڈرایئے جبکہ اخیر فیصلہ کردیا جاویگا اور وہ لوگ غفلت مین ہین اور وہ لوگ ایمان نہین لاتے۔ تمام زمین اور زمین کے رہنے والون کے ہم ہی وارث رہجاوینگے اور یہ سب ہمارے ہی پاس لوٹائے جاوینگے

دلیل مقبولیت ہے، نہ مقبول ہونا کاذب ہونے کے منافی ہو۔ اور آیت کی تفسیر سے اہل قادیان کو گنجایش استدلال نہین رہی فقط۔ اور اگر ثابت ہو کہ انبیا پر زکوۃ فرض نہین ہوتی تو زکوۃ صالحی سے مراد ہوگا شریعت مین اسکا ہونا گو امت ہی کے لیے ہو۔ **ربط** آگے مضمون قصہ عیسی علیہ السلام پر توحید کی تفریع ہے اور اسکے ساتھ ذکر قیامت سے منکرین توحید کی تقریع ہے۔

تفریع توحید و تقریع کافر عنید

ذٰلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِي فِيهِ يَمْتَرُونَ ۝ مَا كَانَ لِلّٰهِ أَنْ يَتَّخِذَ مِنْ وَلَدٍ سُبْحٰنَهُ إِذَا قَضٰى أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ۝ وَإِنَّ اللّٰهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ هٰذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ۝ فَاخْتَلَفَ الْأَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ مَشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝ أَسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصِرْ يَوْمَ يَأْتُونَنَا لٰكِنِ الظّٰلِمُونَ الْيَوْمَ فِي ضَلٰلٍ مُبِينٍ ۝ وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ وَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ إِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْأَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَإِلَيْنَا يُرْجَعُونَ ۝ یہ ہین عیسی بن مریم (جنکے اقوال و احوال مذکور ہوئے جس سے انکا بندہ مقبول ہونا معلوم ہوتا ہے نہ جیسے کہ عیسائیون نے انکو عبدیت سے خارج کرکے الوہیت تک پہونچا یا ہے اور نہ ویسے جیسا کہ یہودیون نے انکو مقبولیت سے خارج کرکے طرح طرح کی تہمتین لگائی ہین، ہین (بالکل) سچی بات کہہ رہا ہون جسمین یہ (افراط و تفریط کرنے والے) لوگ جھگڑ رہے ہین (چنانچہ یہود و نصاری کے اقوال اوپر معلوم ہوئے اور چونکہ یہود کا قول ظاہراً بھی موجب تنقیص نبی تھا جو کہ بداہۃً باطل ہے اسلیے اسکے رد کی طرف اس مقام پر توجہ نہین فرمائی بخلاف قول نصاری کے کہ ظاہراً مثبت زیادت کمال تھا کہ نبوت کے ساتھ بنوت حق تعالے کے ساتھ ثابت کرتے تھے اسلیے آگے اسکو رد فرماتے ہین جسکا حاصل یہ ہے کہ اسمین حق تعالی کی تنقیص ہوجہ انکار توحید کے لازم آتی ہے حالانکہ) اللہ تعالی کی یہ شان نہین ہے کہ وہ (کسیکو) اولاد اختیار کرے وہ (بالکل) پاک ہے (کیونکہ اسکی یہ شان ہے کہ) وہ جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو بس اسکو اتنا فرما دیتا ہے کہ ہوجا سو وہ ہوجاتا ہے (اور ایسے کمال والے کے واسطے اولاد کا ہونا عقلاً نقص ہے) اور (آپ تقریر توحید کے لیے لوگون سے فرما دیجیے کہ مشرکین بھی سن لین کہ) بیشک اللہ میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے سو (صرف) اُسی کی عبادت کرو (اور) یہی (خالص خدا کی عبادت کرنا یعنی توحید اختیار کرنا دین کا) سیدھا رستہ ہے سو (توحید پر باوجود دلائل منقولہ و معقولہ کے قائم ہونیکے پھر بھی) مختلف گروہون نے (اس بارہ مین) باہم اختلاف ڈال لیا (یعنی انکار توحید کا کرکے طرح طرح کے مذاہب ایجاد کرلیے) سو ان کافرون کے لیے ایک بڑے (بھاری) دن کے آنے سے بڑی خرابی (ہونیوالی) ہے (مراد اس سے قیامت ہے کہ باعتبار امتداد و اشتداد کے عظیم ہوگا) جس روز یہ لوگ (حساب و جزا کے لیے) ہمارے پاس آوینگے (اس روز) کیسے کچھ شنوا اور بینا ہوجاوینگے (کیونکہ قیامت مین یہ حقائق پیش نظر ہوجاوینگے اور تمام تر غلطیان رفع ہوجاوینگی) لیکن یہ ظالم آج (دنیا مین کیسی) صریح غلطی مین (مبتلا ہو رہے) ہین اور آپ ان لوگون کو حسرت کے دن سے ڈرایئے جبکہ (جنت دوزخ کا) اخیر فیصلہ کردیا جاویگا (جسکا ذکر حدیث مین ہے کہ جنت اور دوزخ والون کو موت دکھلا کر اسکو ذبح کردیا جاویگا اور دونون کو خلود کا حکم سنا دیا جاویگا رواہ الشیخان والترمذی اور اس وقت کی حسرت کا بے حد ہونا ظاہر ہے) اور وہ لوگ (آج دنیا مین) غفلت مین (پڑے) ہین

اللغات ـ فی القاموس المرية الشك والجدل ... يمترون ... الاحزاب ... ان الاختلاف ... الاسماع ... والابصار ...

ملحقات الترجمة ـ قوله قول الحق ... الظلمون ...

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ۬ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ۝ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ يٰٓاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَ

اور آپ اس کتاب مین ابراہیم کا ذکر کیجیے — وہ بڑے راستی والے اور پیغمبر تھے — جبکہ اُنھون نے اپنے باپ سے کہا کہ ای میرے باپ تم ایسی چیز کی کیون عبادت کرتے ہو جو نہ کچھ سنے اور نہ کچھ دیکھے

لَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْئًا ۝ يٰٓاَبَتِ اِنِّيْ قَدْ جَآءَنِيْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْٓ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ۝ يٰٓاَبَتِ لَا تَعْبُدِ

اور نہ تمہارے کچھ کام آسکے — ای میرے باپ میرے پاس ایسا علم پہونچا ہے جو تمہارے پاس نہین آیا تو تم میرے کہنے پر چلو مین تم کو سیدھا رستہ بتلاؤنگا — ای میرے باپ تم شیطان

الشَّيْطٰنَ ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا ۝ يٰٓاَبَتِ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ

کی پرستش مت کرو — بیشک شیطان رحمان کا نافرمانی کرنیوالا ہے — ای میرے باپ مین اندیشہ کرتا ہون کہ تم پر رحمان کی طرف سے کوئی عذاب نہ آپڑے — پھر تم شیطان کے

لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا ۝ قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِيْ يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۚ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِيْ مَلِيًّا ۝ قَالَ سَلٰمٌ

ساتھی ہوجاؤ — باپنے جواب دیا کہ کیا تم میرے معبودون سے پھرے ہوئے ہو اے ابراہیم — اگر تم باز نہ آئے تو مین ضرور تم کو سنگسار کردونگا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے مجھ سے برکنار ہو — ابراہیم نے کہا

عَلَيْكَ ۚ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِيْ حَفِيًّا ۝

میرا سلام لو اب مین تمہارے لیے اپنے رب سے مغفرت کی درخواست کرونگا بیشک وہ مجھپر بہت مہربان ہے

اور وہ لوگ ایمان نہین لاتے (لیکن آخر ایک دن مرین گے اور) تمام زمین اور زمین پر رہنے والون کے وارث (یعنی آخر مالک) ہم ہی رہجاوینگے اور یہ سب ہمارے ہی پاس لوٹائے جاوینگے (پھر اپنے کفر و شرک کی سزا بھگتینگے) **ف** اذ قضی امرا الخ سے امتناع اتخاذ ولد پر استدلال کی تقریر پارہ الم کے تین ربع رکوع وقالت الیہود مین اسی مضمون کی آیت کی تفسیر مین گذرچکی ہے اور حسرتین وقت مذکور سے پہلے بھی ہون گے لیکن اسوقت کی حسرت سب سے اعظم ہوگی۔ اور ان اللہ ربی الخ مین نظیر آیات سورۂ زخرف کے جو قصہ عیسویہ مین آئی ہین ایک توجیہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ اس سے پہلا قال مقدر ہو یعنی حالت صبا مین وہ کہا جو اوپر مذکور ہوا اور پھر بعد نبوت یہ فرمایا ان اللہ ربی الخ اور احزاب سے مراد جو بعد عیسیٰ علیہ السلام کے ہوئے واللہ اعلم **قصہ سوم حضرت ابراہیم علیہ السلام** وجہ ارتباط قصص تمہید سورت مین گذرچکی وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ۬ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ۝ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ يٰٓاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْئًا ۝ يٰٓاَبَتِ اِنِّيْ قَدْ جَآءَنِيْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْٓ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ۝ يٰٓاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا ۝ يٰٓاَبَتِ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا ۝ اور (ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ اس کتاب (یعنی قرآن) مین (لوگون کے سامنے حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کا (قصہ) ذکر کیجیے (تاکہ انکو توحید و رسالت کا مسئلہ زیادہ منکشف ہوجاوے) وہ بڑے راستی والے اور پیغمبر تھے (اور وہ قصہ جسکا ذکر کرنا اسجگہ مقصود ہے اُسوقت ہوا تھا) جبکہ انھون نے اپنے باپ سے (جو کہ مشرک تھا) کہا کہ ای میرے باپ تم ایسی چیز کی کیون عبادت کرتے ہو جو نہ کچھ سنے اور نہ کچھ دیکھے اور نہ تمہارے کچھ کام آسکے (مراد بت ہین حالانکہ اگر کوئی دیکھتا سنتا کچھ کام آتا بھی ہو مگر واجب الوجود نہو تب بھی لائق عبادت نہین چہ جائیکہ ان اوصاف سے بھی عاری ہو وہ تو بدرجہ اولے لائق عبادت نہوگا) ای میرے باپ میرے پاس ایسا علم پہونچا ہے جو تمہارے پاس نہین آیا (مراد اس سے وحی ہے جسمین احتمال غلطی کا ہو ہی نہین سکتا پس مین جو کچھ کہہ رہا ہون قطعا حق ہے جب یہ بات ہے) تو تم میرے کہنے پر چلو مین تم کو سیدھا رستہ بتلاونگا (اور وہ توحید ہے) اے میرے باپ تم شیطان کی پرستش مت کرو (یعنی شیطان کو اور اُسکی عبادت کو تو تم بھی بُرا سمجھتے ہو اور بت پرستی مین شیطان پرستی بالیقین لازم ہے کہ وہی یہ حرکت کراتا ہے اور کسی کی ایسی اطاعت کرنا کہ حق تعالے کے مقابلہ مین بھی اُسکی تعلیم کو حق سمجھے یہی عبادت ہے پس بت پرستی مین شیطان پرستی ہوئی اور) بیشک شیطان (حضرت) رحمان کا نافرمانی کرنیوالا ہے (تو وہ کب اطاعت کے لائق ہوگا) ای میرے باپ مین اندیشہ کرتا ہون (اور وہ اندیشہ یقینی ہے) کہ تم پر رحمان کی طرف سے کوئی عذاب نہ آپڑے (خواہ دنیا مین یا آخرت مین) پھر تم (عذاب مین) شیطان کے ساتھی ہوجاؤ (یعنی جب اطاعت مین اُسکا ساتھ دوگے تو نفس عقوبت مین بھی اُسکا ساتھ ہوگا گو شیطان کو دنیا مین نہ ہوا ہو جسکو کوئی اپنی بھلائی چاہنے والا پسند نہ کریگا) **ف** اور عذاب کے ساتھ من الرحمٰن کہنے سے اشارہ اس طرف ہے کہ گو وہ رحمان ہے مگر یون نہ سمجھنا کہ کفر پر سزا نہ دیگا بلکہ باوجود رحمان ہونے کے بھی اسپر سزا دیگا **تتمہ قصہ** قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِيْ يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۚ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِيْ مَلِيًّا ۝ قَالَ سَلٰمٌ عَلَيْكَ ۚ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِيْ حَفِيًّا ۝

اللغات الملی الدھر الطویل والمراد بہ ہہنا الابد بمعنے مدۃ عمرہ الحفی الملیغ فی البر والاکرام **البلاغۃ** قولہ صدیقا نبیا فیہ تدرج من الادنی الی الاعلی ۱۲

ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ فی اذکر لوگون کے سامنے اشارۃ الی انہ مثل قولہ واتل علیہم نبأ ابراہیم ۱۲

ٰ۵ قولہ فی صدیقا نبیا اور پیغمبر اشارہ الی کون نبیا خبرا بعد خبر لکان ۱۲

وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَاَدْعُوْا رَبِّيْ عَسٰۤى اَلَّاۤ اَكُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّيْ شَقِيًّا۝ فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ

اور مین تم لوگون سے اور جن کی تم خدا کو چھوڑ کر عبادت کر رہے ہو ان سے کنارہ کرتا ہون اور اپنے رب کی عبادت کرونگا امید ہے کہ اپنے رب کی عبادت کرکے محروم نہ ہونگا — پس جب اُن لوگون سے اور جنکی وہ لوگ

وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا۝ وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا

خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے تھے اُن سے علیحدہ ہوگئے ہم نے اُنکو اسحق اور یعقوب عطا فرمایا — اور ہم نے ہر ایک کو نبی بنایا — اور ان سب کو ہم نے اپنی رحمت کا حصہ دیا اور ہم نے اُنکا نام

لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا۝ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مُوْسٰۤى اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا وَّكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا۝ وَنَادَيْنٰهُ مِنْ جَانِبِ

نیک اور بلند کیا — اور اس کتاب مین موسی کا بھی ذکر کیجیے — وہ بلا شبہہ اللہ تعالیٰ کے خاص کیے ہوئے تھے اور وہ رسول بھی تھے نبی بھی تھے اور ہم نے اُنکو کوہ طور کی داہنی جانب

الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا۝ وَوَهَبْنَا لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَاۤ اَخَاهُ هٰرُوْنَ نَبِيًّا۝ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ اِنَّهٗ كَانَ

سے آواز دی اور ہم نے اُنکو رازکی باتین کرنے کے لیے مقرب بنایا اور ہم نے اُنکو اپنی رحمت سے اُن کے بھائی ہارون کو نبی بنا کر عطا کیا — اور اس کتاب مین اسماعیل کا بھی ذکر کیجیے — بلا شبہہ وہ وعدے کے سچے تھے

صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا۝

اور وہ رسول بھی تھے — نبی بھی تھے

وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَاَدْعُوْا رَبِّيْ عَسٰۤى اَلَّاۤ اَكُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّيْ شَقِيًّا۝ (۴۹) فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا۝ (۵۰) وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا۝ (۵۱) ابراہیم علیہ السلام کی یہ تمام تصلیح سنکر باپ نے جواب دیا کہ کیا تم میرے معبودون سے پھرے ہوئے ہو اے ابراہیم (اور اس لیے مجکو بھی منع کرتے ہو یاد رکھو) اگر تم (ان بتون کے مذمت سے اور مجکو انکی عبادت سے منع کرنے سے) باز نہ آئے تو مین ضرور تمکو مار پتھرون کے سنگسار کردونگا پس تم اس سے باز آجاؤ) اور ہمیشہ ہمیش کے لیے مجھ (کو کہنے سننے) سے برکنار رہو ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا (بہتر) میرا سلام لو (اب تم سے کہنا سننا بے سود ہے) اب مین تمہارے لیے اپنے رب سے مغفرت کی (اسطرح) درخواست کرونگا کہ تمکو ہدایت کرے جسپر مغفرت مرتب ہوتی ہے) بیشک وہ مجھپر بہت مہربان ہے اس لیے اُسی سے عرض کرونگا جسکا قبول فرمانا یا نہ فرمانا دونون مختلف اعتبار سے رحمت اور مہربانی ہے) اور (تم اور تمہارے ہم مذہب جب میری حق بات کو بھی نہیں مانتے تو تم مین رہنا بھی فضول ہے اس لیے) مین تم لوگون سے اور جن کی تم خدا کو چھوڑ کر عبادت کر رہے ہو ان سے (بدنا بھی) کنارہ کرتا ہون (جیسا قلبا پہلے ہی سے برکنار ہون یعنی یہان رہنا بھی نہیں) اور (اطمینان سے علیحدہ ہوکر) اپنے رب کی عبادت کرونگا (کیونکہ یہان رہکر اسمین بھی مزاحمت ہوگی) امید (یعنی یقین) ہے کہ اپنے رب کی عبادت کرکے محروم نہ ہونگا (جیسا بت پرست اپنی باطل معبودون کی عبادت کرکے محروم رہتے ہین غرض اس گفتگو کے بعد اُن سے اسطرح علیحدہ ہوئے کہ ملک شام کی طرف ہجرت کرکے چلے گئے) پس جب اُن لوگون سے اور جنکی وہ لوگ خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے تھے ان سے (اسطرح) علیحدہ ہوگئے (تو ہم نے اُنکو اسحق (بیٹا) اور یعقوب (پوتا) عطا فرمایا (جو لہ رفاقت کے لیے اُن کی بت پرست برادری سے بدرجہا بہتر تھے) اور ہم نے (ان دونون مین) ہر ایک کو نبی بنایا اور ان سب کو ہم نے (طرح طرح کے کمالات دیکر) اپنی رحمت کا حصہ دیا اور (آیندہ نسلون مین) ہم نے انکا نام نیک و بلند کیا (کہ سب تعظیم اور ثنا کے ساتھ ذکر کرتے ہین اور اسحق کے قبل اسماعیل ان ہی صفات کے ساتھ عطا ہو چکے تھے) **ف** اسماعیل علیہ السلام کا اس جگہہ ذکر نہ فرمانا اسوجہ سے ہے کہ اول تو وہ اورون سے اول عطا ہو چکے تھے بعد والون کے ذکر سے قبل والے کا ذکر خود ہی مفہوم ہوجاتا ہے دوسرے انکا ذکر مستقل طور پر آیندہ قریب آنے والا ہے تیسرے ابراہیم علیہ السلام کے ذکر سے جیسا عرب کا استجلاب قلب ہوا اسحق ویعقوب علیہما السلام کے ذکر سے اہل کتاب کا استجلاب قلب مناسب ہے اور اسی نکتہ کی وجہ سے اس کے متصل موسیٰ علیہ السلام کا ذکر آتا ہے پھر اُن کے بعد اسماعیل علیہ السلام کا آویگا واللہ اعلم باسرار کلامہ **قصہ چہارم حضرت موسیٰ علیہ السلام** وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مُوْسٰۤى اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا وَّكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا۝ (۵۲) وَنَادَيْنٰهُ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا۝ (۵۳) وَوَهَبْنَا لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَاۤ اَخَاهُ هٰرُوْنَ نَبِيًّا۝ (۵۴) وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا۝ (۵۵)

اللغات قولہ لسان صدق علیا اللسان مجاز عن الذکر والصدق بمعنے الصادق ای الحسن والعلی کلاہما صفۃ للسان احدہما بصورۃ الاضافۃ والآخر بصورۃ الوصف ۱۲

البلاغۃ قولہ عسی فی تصدیر الکلام بہ اظہار التواضع وحسن الادب وان الاثابۃ بطریق الفضل لا الوجوب

قولہ نجیا فی الروح مثل حالہ علیہ السلام بحال من قربہ الملک لمناجاتہ واصطفاہ لمصاحبتہ ورفع الوسائط بینہ وبینہ ۱۲

اختلاف القراءۃ فی قراءۃ مخلصا مبنیا للفاعل ای من اخلص للہ تعالیٰ

ع ۱۰/۳ ۶

ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ قبل واجھونی مدۃ آجاہ اشارۃ الی تقدیر المعطوف علیہ لان العطف علی المذکور فیہ عطف الانشاء علی الاخبار ۱۲

لہ قولہ فی سلام میرا سلام لو اشارۃ الی ان ہذا السلام للمتارکۃ بقرینۃ المقام فلا مس بمسئلۃ السلام علی الکافر جوازا ومنعا بہذا المقام ۱۲

لہ قولہ فی حفیا عرض کرونگا اشارۃ الی ان المقصود بہذا الکلام کونہ حقیقیا بالدعاء ولیس المقصود الاخبار عن الاجابۃ لا محالۃ لہ و ان ہذا الدعاء لم یجب فانہ لم یؤمن ۱۲

لہ قولہ فی شقیا جیسا بت پرست اشارۃ الی ان فی الکلام تعریضا بہ وبقومہ ۱۲

لہ قولہ فی وہبنا رفاقت اشارۃ الی توجیہ معنی الشرطیۃ فی المعاولو قیل للظرفیۃ فلا تشکل اصلا ۱۲

وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ ۖ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهِ مَرْضِيًّا ۝ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ إِدْرِيسَ ۚ إِنَّهُ كَانَ

اور اپنے متعلقین کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم کرتے رہتے تھے — اور وہ اپنے پروردگار کے نزدیک پسندیدہ تھے — اور اس کتاب میں ادریس کا بھی ذکر کیجیے — بیشک وہ بڑی راستی والے

صِدِّيقًا نَّبِيًّا ۝ وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ۝ أُولٰٓئِكَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ ۖ

نبی تھے — اور ہم نے انکو بلند رتبہ تک پہونچایا — یہ وہ لوگ ہین جنپر اللہ تعالےٰ نے انعام فرمایا ہے منجملہ انبیاء کے آدم کی نسل سے اور ان لوگون کی نسل سے

وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ ۖ وَّمِنْ ذُرِّيَّةِ إِبْرٰهِيمَ وَإِسْرَآءِيلَ ۖ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا ۚ إِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ

جن کو ہم نے نوح کے ساتھ سوار کیا تھا — اور ابراہیم اور یعقوب کی نسل سے — اور اُن لوگون مین سے جنکو ہم نے ہدایت فرمائی اور انکو مقبول بنایا جب ان کے سامنے رحمن

سجدۃ

اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا ۝

کی آیتین پڑھی جاتی تھین تو سجدہ کرتے ہوئے اور روتے ہوئے گر جاتے تھے۔

وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ ۖ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهِ مَرْضِيًّا ۝ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ إِدْرِيسَ ۚ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَّبِيًّا ۝ وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ۝ أُولٰٓئِكَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ ۖ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ ۖ وَّمِنْ ذُرِّيَّةِ إِبْرٰهِيمَ وَإِسْرَآءِيلَ ۖ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا ۚ إِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا ۝ اور اس کتاب (یعنی قرآن) مین موسیٰ (علیہ السلام) کا بھی ذکر کیجیے (یعنی لوگون کو سنا دیجیے ورنہ کتاب مین ذکر کرنے والا تو فی الحقیقۃ اللہ تعالےٰ ہے) وہ بلاشبہہ اللہ تعالیٰ کے خاص کیے ہوئے (بندے) تھے اور وہ رسول بھی تھے نبی بھی تھے اور ہم نے انکو کوہ طور کی داہنی جانب سے آواز دی اور ہم نے انکو راز کی باتین کرنے کے لیے مقرب بنایا اور ہم نے اُن کو اپنی رحمت (اور عنایت) سے اُن کے بھائی ہارون کو نبی بنا کر عطا کیا (یعنی انکی درخواست کے موافق انکو نبی کیا کہ اُن کی مدد کرین) اور اس کتاب مین اسماعیل (علیہ السلام) کا بھی ذکر کیجیے بلاشبہہ وہ وعدے کے (بڑے) سچے تھے اور وہ رسول بھی تھے نبی بھی تھے اور اپنے متعلقین کو نماز اور زکوٰۃ کا (خصوصاً اور بھی احکام کا عموماً) حکم کرتے رہتے تھے اور وہ اپنے پروردگار کے نزدیک پسندیدہ تھے اور اس کتاب مین ادریس (علیہ السلام) کا بھی ذکر کیجیے بیشک وہ بڑے راستی والے نبی تھے اور ہم نے اُن کو (کمالات مین) بلند رتبہ تک پہونچایا یہ (حضرات جنکا شروع سورت سے یہانتک ذکر ہوا زکریا علیہ السلام سے ادریس علیہ السلام تک یہ) وہ لوگ ہین جنپر اللہ تعالےٰ نے (خاص) انعام فرمایا ہے (چنانچہ نبوت سے بڑھکر کون سی نعمت ہوگی) منجملہ (دیگر) انبیاء (علیہم السلام) کے (یہ وصف سب مذکورین مین مشترک ہے اور یہ سب) آدم (علیہ السلام) کی نسل سے (تھے) اور (بعضے انمین) اُن لوگون کی نسل سے (تھے) جنکو ہم نے نوح (علیہ السلام) کے ساتھ (کشتی مین) سوار کیا تھا (چنانچہ بجز ادریس علیہ السلام کے کہ وہ اجداد نوح علیہ السلام سے ہین باقی سب مین یہ وصف ہے) اور (بعضے انمین) ابراہیم (علیہ السلام) اور یعقوب (علیہ السلام) کی نسل سے (تھے چنانچہ حضرت زکریا ویحیٰی وعیسٰی وموسٰی علیہم السلام دونون کی اولاد مین تھے اور اسحٰق و اسماعیل و یعقوب علیہم السلام صرف حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد مین تھے) اور (یہ سب حضرات) اُن لوگون مین سے (تھے) جنکو ہم نے ہدایت فرمائی اور انکو مقبول بنایا (اور باوجود اس مقبولیت واختصاص کے اِن سب حضرات موصوفین کی عبدیت کی یہ کیفیت تھی کہ) جب انکے سامنے (حضرت) رحمان کی آیتین پڑھی جاتی تھین تو (غایت افتقار وانکسار وانقیاد کے اظہار کے لیے) سجدہ کرتے ہوئے اور روتے ہوئے (زمین پر) گر جاتے تھے **ف** یہان چند فوائد ہین **اول** رسول اور نبی کی تفسیر مین اقوال متعدد ہین تتبع آیات مختلفہ سے جو بات احقر کے نزدیک محقق ہوئی ہو وہ یہ ہے کہ اِن دونون کے مفہوم مین عموم و خصوص من وجہ ہے۔ رسول وہ ہے جو مخاطبین کو شریعت جدیدہ پہونچاوے خواہ وہ شریعت اس رسول کے اعتبار سے بھی جدید ہو جیسے توراۃ وغیرہ یا صرف مرسل الیہم کے اعتبار سے جدید ہو جیسے اسماعیل علیہ السلام کی شریعت وہی شریعت ابراہیمیہ تھی لیکن قوم جرہم کو اسکا علم حضرت اسماعیل علیہ السلام ہی سے حاصل ہوا اور خواہ وہ رسول نبی ہو یا نبی نہ ہو جیسے ملائکہ کہ اُن پر رسل کا اطلاق کیا گیا ہے اور وہ انبیا نہین ہین یا جیسے انبیا کے فرستادے اصحاب جیسا سورہ یٰسین مین ہے اذ جاءها المرسلون اور نبی وہ ہے جو صاحب وحی ہو خواہ شریعت جدیدہ کی تبلیغ کرے یا شریعت قدیمہ کی جیسے اکثر انبیاء بنی اسرائیل کہ شریعت موسویہ کی تبلیغ کرتے تھے پس من وجہ وہ عام ہے من وجہ یہ عام ہے پس جن آیتون مین دونون مجتمع ہین اُس مین تو کوئی اشکال نہین

النحو اولٰئك بتداء الموصول خبره ومن النبيين بيان للموصول ومن ذرية آدم بدل من الجار والمجرور ومن حملنا ومن ذرية ابراهيم ومن هدينا كلها بدل الكل او بعضها بدل البعض واذا تتلى استيناف ۱۲

الفقہ السجدة مستقلة للاجلال او للشكر خارج الصلوٰة قربة مشروعة لكن غير مقصود ة بذاتها فلا تنافي في وروده في النصوص وفي قول ابي حنيفة كرا هتها فان هذا القول مقيد باعتقادها قربة مقصودة

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ۙ اِلَّا مَنْ تَابَ وَعَمِلَ

پھر ان کے بعد ایسے ناخلف پیدا ہوئے　جنہون نے نماز کو برباد کیا　اور خواہشون کی پیروی کی　سو یہ لوگ عنقریب خرابی دیکھینگے　ہان مگر جس نے توبہ کرلی اور ایمان لے آیا اور

صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ شَيْئًا ۙ جَنّٰتِ عَدْنِ ِۨ الَّتِيْ وَعَدَ الرَّحْمٰنُ عِبَادَهٗ بِالْغَيْبِ ؕ

نیک کام کرنے لگا سو یہ لوگ جنت مین جاوینگے　اور انکا ذرا نقصان نہ کیا جاویگا　وہ ہمیشہ رہنے کے باغ جنکا رحمان نے اپنے بندون سے غائبانہ وعدہ فرمایا ہو اُسکے وعدہ کی ہوئی چیز کو یہ لوگ ضرور

اِنَّهٗ كَانَ وَعْدُهٗ مَاْتِيًّا ۞ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا اِلَّا سَلٰمًا ؕ وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيْهَا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ۞

پہونچینگے اُسمین وہ لوگ کوئی فضول بات نہ سننے پاوینگے بجز سلام کے　اور اُن کو اُن کا کھانا صبح و شام ملا کرے گا۔

له عام و خاص کا جمع ہونا صحیح ہی اور جس موقع پر دونون مین تقابل ہوا ہے جیسے ما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الخ چونکہ عام و خاص مقابل ہوتے نہیں اس لیے وہان نبی کو عام نہ لین گے بلکہ خاص کرلین گے مبلغ شریعت سابقہ کے ساتھ پس معنے یہ ہونگے ما ارسلنا من قبلک من صاحب شرع جدید ولا صاحب شرع غیر جدید الخ لیکن چونکہ اب متبادر لفظ رسول سے صاحب نبوۃ ہوتا ہے اس لیے غیر نبی پر اطلاق اسکا بوجہ ایہام کے درست نہین جیسے اسوقت بعض اہل زیغ اپنے لیے وحی اور رسالت بلکہ نبوت کے اطلاق کو جائز رکھتے ہین اور تفسیر بھی ان الفاظ کی بدل ڈالی ہے نعوذ باللہ **دوم** موسیٰ علیہ السلام کی وحی کو جو راز کہا تو اس اعتبار سے کہ اُسوقت استماع مین کوئی البشر شریک نہ تھا گو بعد مین اورون کو بھی موسےٰ علیہ السلام کے ذریعہ سے اسکی اطلاع ہوگئی **سوم** اور اُس جانب کو امین اس لیے کہا کہ وہ موسیٰ علیہ السلام کے دست راست کی طرف تھی **چہارم** اور ہارون علیہ السلام کو عطا کیا جانا فرمانے سے مراد یہ ہی کہ اُنکی معاونت و معاضدت عطا فرمائی ورنہ ہارون علیہ السلام عمر مین بڑے ہین **پنجم** حضرت اسماعیل علیہ السلام کے کمالات مین بالتخصیص صدق وعدہ کو فرمانا اس لیے ہی کہ یہ صفت خصوصیت کے ساتھ آپ پر غالب تھی چنانچہ مشہور ہے جسمین سے ایک فرد اعظم یعنی بچپن مین ایسا سخت وعدہ ذبح کے متعلق ستجدنی انشاء اللہ من الصابرین پورا کردینا خود قرآن مین مذکور ہی **ششم** اہل سے مراد اگر مطلق امت ہو تب تو تعمیم حاصل ہے اور اگر خاص گھر والے مراد ہون تو وجہ تخصیص دو ہو سکتی ہین یا تو باعتبار بدایت کے کہ گھر والون کو اور ون سے پہلے فرمایا اور یہی شان ہے اہل تبلیغ کی کما ورد قوله تعالیٰ وانذر عشیرتک الاقربین اور یا اس اعتبار سے کہ اور لوگ انکا اقتدا کرین گے **ہفتم** صلوٰۃ و زکوٰۃ کی تخصیص باعتبار اہتمام کے ہے نہ کہ انحصار کے **ہشتم** یہان انبیاء علیہم السلام کے بعض اوصاف جو کہ مشترک بھی ہین جدا جدا فرمانا یہ تفنن کلام کا ہے جو زیادہ تدقیق کا محتاج نہین **نہم** ادریس علیہ السلام کے قصہ مین رفعت اور مکان اور علو سب معنوی ہین اور جو قصہ علو حسی کا مشہور ہے اگر وہ صحیح بھی ہو تب بھی تفسیر کا موقوف علیہ بنانے کی ضرورت نہین علو اور رفعت کا معنوی ہونا تو کثیر الاستعمال ہے لیکن مکان کا معنوی ہونا بھی صاحب روح نے اس شعر سے ثابت کیا ہے ؎ وکن فی مکان اذا ما سقطت ؞ تقوم و رجلاک فی عافیۃ **دہم** چونکہ بعض انبیاء علیہم السلام کی شان مین بعضے ملحدین افراط و تفریط کرتے تھے اس لیے حق تعالےٰ نے ان سب حضرات کے دو قسم کے اوصاف فرمائے۔ اُنکا مقبول و ذی کمال ہونا کہ علاج ہے تفریط کا۔ اور اذا تتلی علیہم الخ مین انکا مفتقر و منکسر ہونا کہ علاج ہے افراط کا واللہ اعلم بالاسرار المودعۃ فی کتابہ مطلع الانوار وما علمنا فی علمہ الا اقل من قطرۃ بل من رشحۃ فی جنب البحار **ربط** اوپر حضرات انبیاء علیہم السلام کے قصص ذکر کرکے آگے اُن کے متبعین اور مبتدعین کے حال اور دونون کے مآل کو اس لیے بیان فرماتے ہین کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وفاق اور شقاق کرنے والون کو ترغیب اور ترہیب ہو و نیز اسمین اثبات معاد بھی ہے جو توحید و نبوت کے ساتھ اکثر جگہ قرآن مین مذکور ہوتا ہے **حال و مآل اہل وفاق و اہل شقاق** فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ۞ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ شَيْئًا ۞ جَنّٰتِ عَدْنِ ِۨ الَّتِيْ وَعَدَ الرَّحْمٰنُ عِبَادَهٗ بِالْغَيْبِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ وَعْدُهٗ مَاْتِيًّا ۞ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا اِلَّا سَلٰمًا ؕ وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيْهَا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ۞

اللغات خلف بسکون اللام عام للصالح وغیر الصالح او خاص بغیر الصالح واما بالفتح فخاص بالصالح وقد یستعمل احدهما مکان الآخر قوله غیا هو الضلال حقیقة وجزاءه مجازا وما اللطف ترجمته بقوله خرابی فانه ینطبق علی کلا المعنیین ماتیا بمعنے اسم مفعول کما حملته علیه او بمعنے آتیا ۱۲

النحو قوله الا من تاب استثناء متصل لان ما قبله حمل علی العموم قوله جنت عدن بدل من الجنة والمراد بالجنة العرفیة وبالجنات اللغویة فتغایرا مفهوما ۱۲ قوله التی صفة لقوله الجنة لا الجنات قوله بالغیب حال ای غائبة عنهم او غائبین عنها فالباء للملابسة قوله الا سلاما استثناء منفصل ۱۲

البلاغة قوله بالغیب لعل نکتة التقیید به الاشعار بان الله تعالیٰ وعدهم ما لا یتوقعونه لعدم تعلق علمهم به بخلاف ملوک الدنیا فانهم فی الاکثر یعدون ما یظنون فیه ان المطیع یتوقعه وذلک غایة من الکرم قوله الا سلاما عندی هذا التخصیص للتقلیل والا فلا ینحصر کلام الجنة فی السلام ۱۲ فقط

الفقه التقیید بالعمل الصالح باعتبار من وجب علیه واما من لم یتمکن بان مات مثلا بعد الایمان فورا فلا تقیید باعتباره فافهم ۱۲

تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي نُورِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا ۝ وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ

یہ جنت ایسی ہے کہ ہم اپنے بندوں میں سے اوسکا مالک ایسے لوگوں کو بنا دینگے جو کہ خدا سے ڈرنے والا ہو ۔ اور ہم بدون آپ کے رب کے حکم کے وقتاً فوقتاً نہیں آ سکتے اسی کی ہیں ہمارے آگے کی سب چیزیں اور ہمارے پیچھے کی

ذَٰلِكَ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ۝ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهِ هَلْ تَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا ۝

ان کے درمیان میں ہیں اور آپکا رب بھولنے والا نہیں ۔ وہ رب ہے آسمانوں اور زمین کا اور ان سب چیزوں کا جو ان دونوں کے درمیان میں ہیں سو تو اسکی عبادت کیا کر اور اسکی عبادت پر قائم رہ بھلا تو کسی کو اسکا ہم صفت جانتا ہے

تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي نُورِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا ۝ پھر ان (مذکورین) کے بعد (بعضے) ایسے ناخلف پیدا ہوئے جنھوں نے نماز کو برباد کیا (خواہ اعتقاداً کہ انکار کیا یا عملاً کہ اُسکے ادا کرنے میں یا حقوق وآداب ضروریہ میں کوتاہی کی) اور (نفسانی ناجائز) خواہشوں کی پیروی کی (جو ضروری طاعت سے غافل کرنیوالی تھیں) سو یہ لوگ عنقریب (آخرت میں) خرابی دیکھیں گے (خواہ ابدی یا غیر ابدی) ہاں مگر جس نے (کفر ومعصیت سے) توبہ کرلی، اور (مطلب کفر سے توبہ کرنے کا یہ ہے کہ) ایمان لے آیا اور (معصیت سے توبہ کرنا یہ ہے کہ) نیک کام کرنے لگا سو یہ لوگ (بلا خرابی دیکھے) جنت میں جاوینگے اور (جزا ملنے کے وقت) انکا ذرا نقصان نہ کیا جاویگا (یعنی ہر نیک عمل کی جزا ملیگی) وہ ہمیشہ رہنے کے باغ جنکا رحمان نے اپنے بندوں سے غائبانہ وعدہ فرمایا ہے (اور) اسکے وعدہ کی ہوئی چیز کو یہ لوگ پہونچیں گے اُس (جنت) میں وہ لوگ کوئی فضول بات نہ سننے پاوینگے (کیونکہ وہاں فضول بات ہی نہ ہوگی) بجز (فرشتوں اور ایک دوسرے کے) سلام (کرنے) کے اور ظاہر ہے کہ سلام سے بہت ہی خوشی اور راحت ہوتی ہے تو وہ فضول نہیں) اور انکو انکا کھانا صبح وشام ملا کریگا (یعنی یہ تو معین طور پر ہوگا اور یوں دوسرے وقت بھی اگر چاہیں گے ملیگا) یہ جنت (جسکا ذکر ہوا) ایسی ہے کہ ہم اپنے بندوں میں سے اُسکا مالک ایسے لوگوں کو بنا دینگے جو کہ خدا سے ڈرنے والا ہو (جو مبنی ہے ایمان وعمل صالح کا) ف

یلقون غیا کی تفسیر میں ابدی وغیر ابدی دو قسمیں باعتبار کافر وعاصی کے کہی گئیں۔ اسیطرح یدخلون الجنۃ کی تفسیر میں جو بلا خرابی کہا گیا یہاں بھی ایمان پر خرابی ابدی کی نفی اور عمل صالح پر مطلق خرابی کی نفی مراد ہے۔ اور لا یظلمون دونوں کے لیے عام ہے مقابلہ کفار کے کہ اُن کے حسنات پر ثواب نہوگا گو یہ ظلم نہیں مگر بیان جو اسکی تفسیر ہے بنقصون وہ نقصان تو متحقق ہے۔ اور صبح وشام سے مراد مقدار صبح وشام ہے ورنہ جنت میں تو ظلمت ہے ہی نہیں جسکے یہ سب فروع ہیں ربط اوپر اہل وفاق کی فضیلت واجر کے بیان کرنے میں اطاعت کی ترغیب فرمائی تھی آگے اسکی تاکید وتقویت کے لیے وما نتنزل الخ میں ملائکہ کا غایت درجہ تابع امر ہونا بیان فرما کر اور پھر رب السموات الخ میں تمام عالم کا مسخر قدرت ومربوب ہونا بیان فرما کر فاعبدہ الخ میں تفریعاً اطاعت کا امر فرماتے ہیں کیونکہ شان نزول وما نتنزل کا جیسا بخاری وغیرہ نے روایت کیا ہے یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے آرزو ظاہر فرمائی تھی کہ ذرا زیادہ آیا کرو اسپر یہ آیت نازل ہوئی جو بطور جواب کے ہے حضرت جبرئیل علیہ السلام کی جانب سے جسکے مضمون سے غایت تابعیت للامر الالٰہی ظاہر ہے اور اس تابعیت سے ترغیب طاعت کی تاکید وتقویت ظاہر ہے کہ جب فرشتوں کی باوجود عظمت کے یہ کیفیت ہے تو ہم کیونکر اطاعت نہ کریں۔

محکوم ومربوب بودن ملائکہ وتمامی خلائق مرحق تعالیٰ را وتفریع وجوب عبادت آن

وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ ۖ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذَٰلِكَ ۚ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ۝ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهِ ۚ هَلْ تَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا ۝ اور (ہم آپ کی درخواست کا جبرئیل علیہ السلام کی طرف سے جواب دیتے ہیں سنیے وہ یہ ہے کہ) ہم (یعنی فرشتے) بدون آپ کے رب کے حکم کے وقتاً فوقتاً نہیں آسکتے اسیکی (ملک) ہیں ہمارے آگے کی سب چیزیں (مکان ہو یا زمان مکانی ہو یا زمانی) اور (اسیطرح) ہمارے پیچھے کی سب چیزیں اور جو چیزیں ان کے درمیان میں ہیں (آگے کا مکان تو جو منہ کے سامنے ہو اور پیچھے کا جو پشت کی طرف ہو اور ما بین ذلک جسمیں یہ شخص خود ہو اور آگے کا زمان جو مستقبل ہو اور پیچھے کا جو ماضی ہو اور ما بین ذلک جو زمانہ حال ہو) اور آپ کا رب بھولنے والا نہیں (چنانچہ یہ سب امور آپ کو پہلے سے معلوم ہیں مطلب یہ ہے کہ ہم تکوینا وتشریعاً مسخر امر ہیں اپنی رائے سے ایک مکان سے دوسرے مکان میں یا جس زمان میں ہم چاہیں کہیں آجا نہیں سکتے لیکن جب ہمارا بھیجنا مصلحت ہوتا ہے حق تعالیٰ بھیجدیتے ہیں یہ احتمال نہیں کہ شاید کسی مصلحت کے وقت میں بھول جاتے ہوں) وہ رب ہے آسمانوں اور زمین کا اور اُن سب چیزوں کا جو ان دونوں کے درمیان میں ہیں سو (جب ایسا حاکم ومالک ہے تو اے مخاطب) تو اُسکی عبادت (اور اطاعت) کیا کر اور (ایک آدھ بار نہیں بلکہ) اُسکی عبادت پر قائم رہ (اور اگر تو اسکی عبادت نہ کریگا تو کیا دوسرے کی عبادت کریگا) بھلا تو کسیکو اُسکا ہم صفت جانتا ہے (یعنی کوئی اُسکا ہم صفت نہیں تو لائق عبادت بھی کوئی نہیں پس اُسی کی عبادت کرنا ضرور ہوا) ف

ملحقات الرحمۃ

۱۵ قولہ فی خلف شفی اعتبار الواقع وعدم وما نیتہ ملف الی العموم ۱۲ ۵۲ قولہ فی الشہوات ناجائز لقرینۃ المقام ۱۲ ۵۳ قولہ فی وامن مطالب اشارۃ الی کونہ عطف تفسیر ۱۲ ۵۴ قولہ فی یدخلون بلا خرابی اسقط احتجاج المعتزلۃ فی اشتراطہم العمل لدخول الجنۃ مطلقاً ۱۲ ۵۵ قولہ فی لا یسمعون فضول بات نہ ہوگی فالنفی للقید باعتبار نفی المطلق لا للقید فقط ۱۲ ۵۶ قولہ فی ما نتنزل ہم آپ کی درخواست کا الخ اشارۃ الی انہ لا یلزم کونہ نقلا لکلام جبرئیل علیہ السلام لانہ لا دلیل علی انہ علیہ السلام قالہ اولاً ثم حکی اللہ تعالیٰ عنہ ثانیاً ولا یلزم علی تقدیر کونہ کلامہ تعالیٰ رجوع الضمیر الی اللہ تعالیٰ ولا یلزم کونہ خطابا وتعلیما لجبرئیل علیہ السلام لیقولہ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فافہم فانہ عزیز ۱۲ ۵۷ قولہ فی رب السموات وہ اشارۃ الی حذف المبتدأ ۱۲ ۵۸ قولہ فی فاعبدہ ای مخاطب اشارۃ الی عدم تخصیص الخطاب للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ ۵۹ قولہ فی ہل تعلم ہم صفت نہیں اشارۃ الی ان نفی العلم فی الآیۃ یراد بہ نفی المعلوم فافہم

وَيَقُوْلُ الْاِنْسَانُ ءَاِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَيًّا ۝ اَوَلَا يَذْكُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْـًٔا ۝

اور انسان یون کہتا ہے کہ مین جب مرجاؤنگا تو کیا پھر زندہ کرکے نکالا جاؤنگا - کیا انسان اس بات کو نہین سمجھتا کہ ہم اسکو اسکے قبل وجود مین لاچکے ہین اور یہ کچھ بھی نہ تھا

فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيٰطِيْنَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ۝ ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ اَيُّهُمْ اَشَدُّ عَلَى

سو قسم ہے آپکے رب کی ہم ان کو جمع کرینگے اور شیاطین کو بھی پھر اُن کو دوزخ کے گرداگرد اس حالت سے حاضر کرینگے کہ گھٹنون کے بل گرے ہونگے پھر ہر گروہ مین سے اُن لوگون کو جدا کرینگے جو اُنمین سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ

الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا ۝ ثُمَّ لَنَحْنُ اَعْلَمُ بِالَّذِيْنَ هُمْ اَوْلٰى بِهَا صِلِيًّا ۝ وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا

سے سرکشی کیا کرتا تھا - پھر ہم ایسے لوگون کو خوب جانتے ہین جو دوزخ مین جانیکے زیادہ مستحق ہین - اور تم مین سے کوئی بھی نہین جسکا اُسپر گذر نہو یہ آپ کے رب کے اعتبار سے لازم ہے

مَّقْضِيًّا ۝ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا ۝

جو پورا ہو کر رہیگا - پھر ہم اُن لوگون کو نجات دیدینگے جو خدا سے ڈرتے تھے اور ظالمون کو اُسمین ایسی حالت مین رہنے دینگے کہ گھٹنون کے بل گر پڑینگے

بعض نے جنکو حدیث سے اعتقاد نہین اس آیت کو اہل جنت کا قول بنایا ہے کہ جنت مین جاکر کہین گے کہ ہمارا یہ نزول جنت بامر رب ہوا ہے الخ لیکن اول تو یہ صحیح شان نزول کے خلاف ہے۔ دوسرے تنزل کے معنے ہین بار بار نازل ہونا سو یہ جنت میں مفقود ہے۔ تیسرے اس صورت مین بجائے بامر ربک کے بامر ربنا زیادہ مناسب و قرین بلاغت تھا خوب سمجھ لو۔ **ربط** اوپر اہل اطاعت و معصیت کا دنیا مین حال اور آخرت مین مآل مجملاً مذکور ہوا تھا آگے یہی حال اور مآل اور اُسی مین بعض کے اقوال کسیقدر مفصلاً مذکور ہین نیز اسمین مبحث معاد کی بھی تفصیل ہوگئی جو اوپر اجمال کے ساتھ مذکور تھی اور یہ توجیہ ربط کی یہانسے آخر سورت تک جاری ہے

تفصیل حال و معاد اہل ضلال و اہل ارشاد

وَيَقُوْلُ الْاِنْسَانُ ءَاِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَيًّا ﴿۶۶﴾ اَوَلَا يَذْكُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْـًٔا ﴿۶۷﴾ فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيٰطِيْنَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ﴿۶۸﴾ ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ اَيُّهُمْ اَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا ﴿۶۹﴾ ثُمَّ لَنَحْنُ اَعْلَمُ بِالَّذِيْنَ هُمْ اَوْلٰى بِهَا صِلِيًّا ﴿۷۰﴾ وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ﴿۷۱﴾ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا ﴿۷۲﴾ اور انسان (منکر بعث) یون کہتا ہے کہ مین جب مرجاؤنگا تو کیا پھر زندہ کرکے قبر سے نکالا جاؤنگا (اللہ تعالیٰ جواب دیتے ہین کہ) کیا (یہ) انسان اس بات کو نہین سمجھتا کہ ہم اُسکو اس کے قبل (عدم سے) وجود مین لاچکے ہین اور یہ (اُسوقت) کچھ بھی نہ تھا (جب ایسی حالت سے حیات تک لانا آسان ہے تو دوبارہ حیات دینا تو بدرجہ اولیٰ آسان ہے) سو قسم ہے آپکے رب کی ہم اُنکو (قیامت مین زندہ کرکے موقف مین) جمع کرینگے اور (اُن کے ساتھ) شیاطین کو بھی (جو دنیا مین اُن کے ساتھ رہکر بہکاتے سکھاتے تھے جیسا دوسری آیت مین ہے قال قرینہ ربنا ما اطغیتہ) پھر اُن (سب) کو دوزخ کے گرداگرد اس حالت سے حاضر کرینگے کہ (مارے ہیبت کے) گھٹنون کے بل گرے ہون گے پھر (اِن کفار کے) ہر گروہ مین سے (جیسے یہود و نصاریٰ و مجوس و بت پرست) اُن لوگون کو جدا کرینگے جو اُن مین سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے سرکشی کیا کرتا تھا (تاکہ ایسون کو اورون سے پہلے دوزخ مین داخل کرین) پھر[3] (یہ نہین کہ اس جدا کرنے مین ہمکو کسی تحقیقات کی ضرورت پڑی کیونکہ) ہم (خود) ایسے لوگون کو خوب جانتے ہین جو دوزخ مین جانے کے زیادہ (یعنی اول) مستحق ہین (پس اپنے علم سے ایسون کو الگ کرکے اول اُنکو پھر دوسرے کفار کو دوزخ مین داخل کردینگے اور یہ ترتیب صرف اولیت مین ہے اور آخریت نہ ہونے مین تو سب مساوی ہین) اور (جہنم کا وجود ایسا یقینی ہے کہ اُسکا معاینہ سب مومن و کافر کو کرایا جاویگا گو صورت اور غرض معاینہ کی مختلف ہوگی کفار کو بطور دخول کے اور تعذیب ابدی کے واسطے اور مومنین کو بطور عبور پل صراط کے اور زیادت شکر اور فرح کے واسطے کہ اُسکو دیکھکر جو جنت مین پہنچین گے تو اور زیادہ شکر کرینگے اور خوش ہون گے اور بعض عصاۃ کو سزائے محدود کے لیے جو کہ تطہیر ہے اسی عموم معاینہ کی خبر دیجاتی ہے کہ) تم مین سے کوئی بھی نہین جسکا اُسپر گذر نہو (کسیکا دخولاً کسیکا عبوراً) یہ (وعدہ کے موافق) آپکے رب کے اعتبار سے (بطور) لازم (ہوگیا ہے) جو (ضرور) پورا ہو کر رہیگا پھر (اس ورود کے

ملحقات الترجمۃ

[1] قولہ فی لنحشرنہم اُن کو اشارۃ الی ان الضمائر للکفار الاعضیہ مشکر محمل علی العموم بقرینۃ الحدیث الدال علی عموم الورود فافہم ومحل الالتفات من الغیبۃ الی الخطاب یکون لہذہ النکتۃ ۱۲

[2] قولہ فی ثم نحن پھر یہ ہیں وقولہ فی ثم ننجی پھر اس ورود اشارۃ بہذین التقدیرین الی ان التراخی فی الحکایۃ لا المحکی عنہ [3] قولہ فی توضیح الذین ہم اولیٰ ایسون تو الگ کرکے اشارۃ الی ان الموصول فیہ وضع المظہر موضع المضمر فافہم ۱۲

اللغات قولہ اولا یذکر ہنا من الذکر الذی بمعنے التفکر الجثی بارکین علی الرکب جمع جاث اصلہ جثوو بوزن عتیا بنوا عن الطاعۃ مصدر صلیا مصدر بمعنے الدخول ۱۲

البلاغۃ قولہ لنحشرنہم کان الظاہر ان یقول لنحشر جہنم لکن او شر ہذا لیکون ابلغ فی الدلالۃ یعنی یکون الاخراج مع قسمی زائد لا حائل ۱۲

الروایات فی الروح اخرج ابن المنذر عن ابن جریج انہا ای آیۃ ویقول الانسان نزلت فی الولید بن المغیرۃ واخرج ابن ابی حاتم عن ابن زید انہ قال فی الآیۃ ای قولہ وان منکم ورود المسلمین المرور علی الجسر بین ظہریہا وورود المشرکین ان یدخلوہا اھ قال صاحب الروح ولا بد علی ہذا من ارتکاب عموم المجاز ۱۲

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ خَيْرٌ مَّقَامًا وَّاَحْسَنُ نَدِيًّا ○ وَكَمْ

اور جب ان لوگون کے سامنے ہماری کھلی کھلی آیتین پڑھی جاتی ہین تو یہ کافر لوگ مسلمانون سے کہتے ہین کہ دونوں فریقون مین مکان کسکا زیادہ اچھا ہو اور محفل کسکی اچھی ہو — اور

اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَحْسَنُ اَثَاثًا وَّرِئْيًا ○ قُلْ مَنْ كَانَ فِي الضَّلٰلَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمٰنُ مَدًّا ۚ حَتّٰٓى اِذَا رَاَوْا

ہم نے ان سے پہلے بہت سے ایسے ایسے گروہ ہلاک کیے ہین جو سامان اور نمود مین ان سے بھی اچھے تھے — آپ فرما دیجیے کہ جو لوگ گمراہی مین ہین اللہ تعالیٰ انکو ڈھیل دیتا چلا جا رہا ہو یہانتک کہ جس چیز کا

مَا يُوْعَدُوْنَ اِمَّا الْعَذَابَ وَاِمَّا السَّاعَةَ ۭ فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضْعَفُ جُنْدًا ○ وَيَزِيْدُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ

ان سے وعدہ کیا گیا ہو جب اسکو دیکھ لینگے خواہ عذاب کو خواہ قیامت کو سو ان کو معلوم ہو جاویگا کہ برا مکان کسکا ہو اور کمزور مددگار کسکے ہین — اور اللہ تعالیٰ ہدایت والونکو ہدایت

اهْتَدَوْا هُدًى ۭ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ مَّرَدًّا ○

بڑھاتا ہے — اور جو نیک کام ہمیشہ کے لیے باقی رہنے والے ہین وہ تمہارے رب کے نزدیک ثواب مین بھی بہتر ہین اور انجام مین بھی بہتر ہین —

یہ نہ سمجھا جاوے کہ اسمین مومن و کفار برابر ہین بلکہ) ہم ان لوگون کو نجات دیدینگے جو خدا سے ڈر (کر ایمان لا) تے تھے (خواہ اول ہی وہلہ مین نجات ہو جاوے جیسے مومنین کاملین کو اور خواہ بعد کسیقدر تکلیف کے جیسے مومنین ناقصین کو) اور ظالمون کو (یعنی کافرون کو) اسمین (ہمیشہ کے لیے) ایسی حالت مین رہنے دینگے کہ (مارے رنج و غم کے) گھٹنون کے بل گرگر پڑینگے [1] ربط اوپر کی آیتون کی تمہید مین گذر چکا۔

ردّ بعض اقوال منکرین

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ خَيْرٌ مَّقَامًا وَّاَحْسَنُ نَدِيًّا ﴿٧٣﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَحْسَنُ اَثَاثًا وَّرِئْيًا ﴿٧٤﴾ قُلْ مَنْ كَانَ فِي الضَّلٰلَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمٰنُ مَدًّا ۚ حَتّٰٓى اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ اِمَّا الْعَذَابَ وَاِمَّا السَّاعَةَ ۭ فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضْعَفُ جُنْدًا ﴿٧٥﴾ وَيَزِيْدُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اهْتَدَوْا هُدًى ۭ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ مَّرَدًّا ﴿٧٦﴾ اور جب ان (منکر) لوگوں کے سامنے ہماری (وہ) کھلی کھلی آیتین پڑھی جاتی ہین (جنمین مومنین کا حق پر ہونا اور کفار کا باطل پر ہونا مذکور ہوتا ہی) تو یہ کافر لوگ مسلمانون سے کہتے ہین کہ (یہ بتلاؤ ہم) دونون فریقون مین (یعنی ہم مین اور تم مین دنیا مین) مکان کسکا زیادہ اچھا ہو اور محفل کسکی اچھی ہو (یعنی ظاہر ہو کہ خانگی اور مجلسی سازو سامان اور اہل و اعوان مین ہم بڑھے ہوئے ہین۔ یہ مقدمہ تو حسّی ہے اور دوسرا مقدمہ عرفی ہو کہ محبوب کو نعمت دیجاتی ہو ان دونون مقدمون سے ثابت ہوا کہ ہم اللہ کے محبوب و مقبول ہین اور تم مغضوب و مخذول۔ آگے اللہ تعالیٰ ایک جواب الزامی اور ایک تحقیقی دیتے ہین پہلا جواب تو یہ ہو کہ لوگ ایسی بات کہتے ہین) اور (یہ نہین دیکھتے کہ) ہم نے ان سے پہلے بہت سے ایسے ایسے گروہ (ہیبت ناک سزاؤن سے کہ بالیقین عذاب تھے) ہلاک کیے ہین جو سامان اور نمود مین ان سے بھی (کہین) اچھے تھے (اس سے معلوم ہوا کہ مقدمہ ثانیہ غلط ہی بلکہ کسی حکمت اور مصلحت سے نعمت دنیویہ اور مبغوضیت کا جمع ہونا ممکن ہے آگے دوسرا جواب ہی کہ اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) آپ فرما دیجیے کہ جو لوگ گمراہی مین ہین (یعنی تم) اللہ تعالیٰ انکو ڈھیل دیتا چلا جا رہا ہے (یعنی اس نعمت دنیوی مین یہ حکمت ہی کہ مہلت دیکر اتمام حجت کر دے جیسا دوسری آیت مین ہی اولم نعمرکم ما یتذکر فیہ من تذکر الخ اور یہ مہلت چند روزہ ہی) یہانتک کہ جس چیز کا ان سے وعدہ کیا گیا ہو جب اسکو دیکھ لین گے خواہ عذاب کو (دنیا مین) خواہ قیامت کو (دوسرے عالم مین) سو (اسوقت) انکو معلوم ہو جاویگا کہ برا مکان کسکا ہی اور کمزور مددگار کسکے ہین (یعنی دنیا مین جو اپنی اہل مجلس کو اپنا مددگار سمجھتے ہین اور فخر کرتے ہین وہان معلوم ہو گا کہ انمین کتنا زور ہی کیونکہ وہان تو زور مین اتنی کمی ہو گی کہ اصلا زور نہ ہو گا اسیکو اضعف فرمایا تھا) اور (مسلمانون کا یہ حال ہو کہ) اللہ تعالیٰ ہدایت والون کو (دنیا مین تو) ہدایت بڑھاتا ہی (یعنی اصل سرمایہ یہ ہی اگر اس کے ساتھ مال و دولت نہ ہو مضر نہین) اور (آخرت مین ظاہر ہو گا کہ) جو نیک کام ہمیشہ کے لیے باقی رہنے والے ہین وہ تمہارے رب کے نزدیک ثواب مین بھی بہتر ہین اور انجام مین بھی بہتر ہین پس انکو ثواب مین بڑی بڑی نعمتین ملین گی جنمین مکانات اور باغات سب کچھ ہون گے اور انجام ان اعمال کا ابد تک ہے ان نعمتون کی پس کیفیۃ و کمیۃ مسلمانون ہی کی حالت اخیرہ بہتر ہو گی اور اخیر ہی کا اعتبار بھی ہو۔ ف آیتون کا بینات ہونا یا باعتبار اعجاز کے ہو یا اثبات مطالب کے یا ہر دو کے۔ اور اضعف جندا سے یہ شبہہ

ملحقات الترجمة

[1] قوله فی جثیا انا بی گرگر پڑینگے ۔ اشارہ الی دفع ما یتوہم ان النصوص ناطقۃ بالا یجمع مع الجثو من الصعود والدوران ونحوہما ۱۲

[2] قوله فی للذین امنوا مسلمانون سے اشارہ الی ان اللام للتبلیغ لا بمعنی الاجل لان قولہم لیس فی حق المؤمنین فقط ۱۲

[3] قوله فی مدا چلا جا رہا ہے دل بمعنیہ التاکید بالمصدر ۱۲

اَفَرَءَيْتَ الَّذِىْ كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا ۝ اَطَّلَعَ الْغَيْبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ۝ كَلَّا سَنَكْتُبُ

بھلا آپ نے اُس شخص کو بھی دیکھا جو ہماری آیتوں کے ساتھ کفر کرتا ہی اور کہتا ہی کہ مجکو مال اور اولاد ملینگے ۔ کیا یہ شخص غیب پر مطلع ہوگیا ہی یا اسنے اللہ تعالیٰ سے کوئی عہد لیلیا ہو ۔ ہرگز نہیں ہم اسکا کہا ہوا بھی

مَا يَقُوْلُ وَنَمُدُّ لَهٗ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ۝ وَّنَرِثُهٗ مَا يَقُوْلُ وَيَاْتِيْنَا فَرْدًا ۝ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ

لکھے لیتے ہین اسکے لئے عذاب بڑھاتے چلے جاوینگے ۔ اور اسکی کہی ہوئی چیزون کے ہم مالک رہ جاوینگے اور وہ ہمارے پاس تنہا ہو کر آویگا اور ان لوگون نے خدا کو چھوڑکر اور معبود تجویز کر رکھے ہین تاکہ انکے لیے

عِزًّا ۝ كَلَّا ۭ سَيَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ۝ ع اَلَمْ تَرَ اَنَّآ اَرْسَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ تَؤُزُّهُمْ اَزًّا ۝

باعث عزت ہون ہرگز نہیں وہ تو انکی عبادت ہی کا انکار کر بیٹھین گے اور ان کے مخالف ہوجاوینگے ۔ کیا آپ کو معلوم نہین کہ ہم نے شیاطین کو کفار پر چھوڑ رکھا ہی کہ وہ انکو خوب ابھارتے رہتے ہین

نہ کیا جاوی کہ اُن کے پاس وہان جند ہوگا مگر ضعیف ہوگا کیونکہ یہان جند اہل مجلس کو کہا جو دنیا مین جند تھے وہان انکا ضعف بیان کرنا مقصود ہی ۔ اور اسیطرح اضعف سے یہ شبہہ نہ کیا جاوی کہ اُس جند مین وہان قوت تو ہوگی مگر کم کیونکہ ضعف کا منتہا یہ ہی کہ بالکل قوت نہ رہے تو خالی عن القوت پر بھی اضعف صادق آتا ہو چنانچہ احقر کے تقریر ترجمہ سے یہ دونون شبہے اسیطرح صاف ہوچکے ہین **ربط** آیت ویقول الانسان کی تمہید مین مذکور ہوچکا ۔

ردبعض دیگر اقوال منکرین

اور اس قول کا قصہ یہ ہے کہ خباب بن ارت صحابی لوہار کا کام کرتے تھے انکا کچھ قرض عاص بن وائل کے ذمہ رہگیا تھا اُنھون نے ایک بار تقاضا کیا تو عاص نے جواب دیا کہ جبتک تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفر نہ کریگا تیرے دام نہ دونگا انہون نے کہا کہ اگر تو مرکر بھی زندہ ہوگا جب بھی کفر نہ کرونگا اُسنے کہا پس جب یہ بات ہی کہ مین مرکر پھر بھی زندہ ہونے والا ہون تو میرے پاس جب ہی آنا میرے پاس اُسوقت بھی مال اولاد سب کچھ ہوگا تیرے دام بھگتا دونگا اسپر یہ آیندہ آیت نازل ہوئی رواہ البخاری ومسلم والترمذی والطبرانی وابن حبان وغیرہم **آیت وتفسیر** اَفَرَءَيْتَ الَّذِىْ كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا ۝ اَطَّلَعَ الْغَيْبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ۝ كَلَّا ۭ سَنَكْتُبُ مَا يَقُوْلُ وَنَمُدُّ لَهٗ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ۝ وَّنَرِثُهٗ مَا يَقُوْلُ وَيَاْتِيْنَا فَرْدًا ۝ (ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم) بھلا آپ نے اُس شخص (کی حالت) کو بھی دیکھا جو ہماری آیتون کے ساتھ (جنکا حق یہ ہی کہ اُنپر ایمان لایا جاتا جنمین سے آیات بعث بھی ہین) کفر کرتا ہی اور (علی سبیل الاستہزاء) کہتا ہی کہ مجھکو (آخرت مین) مال اور اولاد ملین گے (مطلب یہ کہ اسکی حالت بھی تعجب کے قابل ہے آگے اسکا رد ہی کہ) کیا یہ شخص غیب پر مطلع ہوگیا ہے یا اس نے اللہ تعالیٰ سے کوئی عہد (اس بات کا) لے لیا ہی (یعنی اس دعوی کا علم آیا بلا واسطہ اسباب ہوا ہی کہ علم غیب ہی یا بواسطہ اسباب ہوا ہی پھر چونکہ وہ دعوی حکم عقلی تو ہے نہین بلکہ امر نقلی ہے اسلیے صرف دلیل نقلی کہ اخبار خداوندی ہے اسکی دلیل ہوسکتی ہی سو دونون طریق مفقود ہین اول تو عقلاً بھی ممتنع ہی اور دوسرا وقوعاً منتفی ہے) ہرگز نہیں (محض غلط کہتا ہی اور) ہم اُسکا کہا ہوا بھی لکھے لیتے ہین (اور وقت پر یہ سزا دینگے کہ) اُسکے لئے عذاب بڑھاتے چلے جاوینگے اور اسکی کہی ہوئی چیزون کے ہم مالک رہ جاوینگے (یعنی وہ تو دنیا سے مرجاویگا اور اموال واولاد پر کوئی اُسکا اختیار نہ رہیگا ہم ہی سب کے مالک رہین گے اور قیامت مین ہم اسکو نہ دینگے بلکہ) وہ ہمارے پاس (مال و اولاد سے) تنہا ہوکر آویگا **ربط** آیت ویقول الانسان کی تمہید مین گذر چکا ۔

ذم بعضے احوال منکرین وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا ۝ كَلَّا ۭ سَيَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ۝ اور ان لوگون نے خدا کو چھوڑکر اور معبود تجویز کر رکھے ہین تاکہ ان کے لیے وہ (عند اللہ) باعث عزت ہون (جیسا اس آیت مین حکایت ہی یقولون ھؤلاء شفعاؤنا عند اللہ سو ایسا) ہرگز نہیں (ہوگا بلکہ) وہ تو (قیامت مین خود) انکی عبادت ہی کا انکار کر بیٹھین گے (جیسا سورہ یونس کے تیسرے رکوع مین گذرچکا قَالَ شُرَكَاۗؤُهُمْ مَّا كُنْتُمْ اِيَّانَا تَعْبُدُوْنَ) اور (الٹے) ان کے مخالف ہوجاوینگے (قالا بھی جیسا گذرا اور حالاً بھی کہ بجاے عزت کے سبب ذلت ہوجاوینگے **ف** ان معبودین مین اصنام بھی ہونگے سو انکا ناطق ہونا جیسا یکفرون کا مقتضا ہی مثل نطق جوارح کے مستبعد و مستغرب نہین **ربط** اوپر جن ضلالات کا بیان ہوا ہی آگے خصوصاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی کے لیے انکا سبب کہ تسلط شیاطین ہی اور پھر ان کا اثر کہ عذاب ہی اور اسکے وقوع کا وقت کہ یوم الدین ہے مذکور ہوتا ہی جن خاص طور سے بطلان انکا سمجھا

بیان سبب ضلال و وبال ضلال و وقت وبال منکرین بغرض تسلیہ رسول امین صلی اللہ علیہ وسلم

اَلَمْ تَرَ اَنَّآ اَرْسَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ تَؤُزُّهُمْ اَزًّا ۝

ملحقات الترجمۃ

ے قولہ فی قال لاوتین استہزاء فلا اشکال فی اجتماع انکار البعث منہا القول فافہم ۱۲

ے قولہ فی نرثہ مایقول کہی ہوئی چیزون اشارۃ الی ان المراد مصداق مایقول وھو المال والولد

ے قولہ فی عزا باعث عزت اشارۃ الی حذف المضاف وعبر بالمصدر مبالغۃ ۱۲

اللغات الازو الہز والاستفزاز الازعاج بشدۃ ۱۲ النحو قولہ افرءیت تقدیرہ انظرت فرءیت قولہ سنکتب السین للتاکید - قولہ تؤزھم فی الرجح اما حال مقدرۃ من الشیاطین او استئناف جوابی ۱۲

فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ۚ يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ۙ وَّنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا ۘ

سو آپ انکے لیے جلدی نہ کیجیے ہم انکی باتین خود شمار کر رہے ہین جس روز ہم متقیون کو رحمان کی طرف مہمان بناکر جمع کرینگے اور مجرمون کو دوزخ کی طرف پیاسا ہانکین گے

لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ۘ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ؕ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْـًٔا اِدًّا ۙ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ

کوئی سفارش کا اختیار نرکھے گا مگر ہان جس نے رحمان کے پاس اجازت لی ہو اور یہ لوگ کہتے ہین کہ اللہ تعالی نے اولاد اختیار کر رکھی ہے تم نے یہ ایسی سخت حرکت کی ہے کہ اسکے سبب کچھ بعید

يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ۙ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ۚ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا ؕ

نہین کہ آسمان پھٹ پڑین اور زمین کے ٹکڑے اڑ جاوین اور پہاڑ ٹوٹ کر گر پڑین اس بات سے کہ یہ لوگ خدا تعالی کی طرف اولاد کی نسبت کرتے ہین حالانکہ خدا تعالی کی شان نہین کہ وہ اولاد اختیار کرے

اِنْ كُلُّ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّاۤ اٰتِى الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ؕ لَقَدْ اَحْصٰىهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ؕ وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا

جتنے بھی کچھ آسمانون اور زمین مین ہین سب خدا تعالی کے روبرو غلام ہوکر حاضر ہوتے ہین اُسنے سبکو احاطہ کر رکھا ہے اور سبکو شمار کر رکھا ہے اور قیامت کے روز سب کے سب اسکے پاس تنہا تنہا حاضر ہونگے

فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ﴿۸۴﴾ يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ﴿۸۵﴾ وَّنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا ﴿۸۶﴾ لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ﴿۸۷﴾ (آپ جو انکی گمراہی سے غم کرتے ہین تو) کیا آپ کو معلوم نہین کہ ہم نے شیاطین کو کفار پر (ابتلاءً) چھوڑ رکھا ہے کہ وہ انکو (کفر و ضلال پر) خوب ابھارتے (اور اکساتے) رہتے ہین (پھر جو خود ہی اپنے اختیار سے اپنے بدخواہ کے بھکانے مین آجاوے اسکا کیون غم کیا جاوے) سو (جب شیاطین ابتلاءً مسلط ہوئے ہین اور یہ لوگ سزا کے مستحق ہین ابتلا رہتا نہین تو) آپ انکے لیے جلدی (عذاب ہونیکی درخواست) نہ کیجیے ہم انکی باتین (جنپر سزا ہوگی) خود شمار کر رہے ہین (اور وہ سزا اس روز واقع ہوگی) جس روز ہم متقیون کو رحمان (کے دار النعیم) کی طرف مہمان بناکر جمع کرینگے اور مجرمون کو دوزخ کی طرف پیاسا ہانکین گے (اور کوئی انکا سفارشی بھی نہ ہوگا کیونکہ وہان) کوئی سفارش کا اختیار نرکھے گا مگر ہان جس نے رحمان کے پاس (سے) اجازت لی ہے (وہ انبیا و صلحا ہین اور اجازت خاص ہے مومنین کے ساتھ پس کفار محل شفاعت نہ ہوئے) **ف** حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جلدی عذاب چاہنا بعد مایوسی اُن کے ایمان لانے کے شاید اسوجہ سے ہو کہ انکا ضرر کفر دوسرون تک متعدی نہ ہو جائے پس ایسا استعمال منافی شان رحمت کے نہین ہے۔ اور ظاہر مجرمین سے مراد کفار ہین تو مقابلہ مین متقین سے مراد مومن ہین پھر یہ حشر اگر جنت کی طرف لیجانا ہے تب تو مطلق مومن مراد ہین اور اگر یہ حشر من القبر الی الموقف ہے تو مومنین کامل مراد ہین کہ اکرام مستمر اُن ہی کے ساتھ خاص ہے اور مومنین ناقص کا حال مقایسہ سے مفہوم ہو گیا کہ بین بین ہوگا واللہ اعلم **ربط** اوپر بعض ضلالات اور اُنکی عقوبت کا بیان تھا آگے بھی ایک خاص ضلال کا مع اسکے ابطال ور اسکے نکال کے بیان ہے۔

ابطال و مآل عقیدہ اتخاذ ولد

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ﴿۸۸﴾ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْـًٔا اِدًّا ﴿۸۹﴾ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ﴿۹۰﴾ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ﴿۹۱﴾ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا ﴿۹۲﴾ اِنْ كُلُّ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّاۤ اٰتِى الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ﴿۹۳﴾ لَقَدْ اَحْصٰىهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ﴿۹۴﴾ وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ﴿۹۵﴾ اور یہ (کافر) لوگ کہتے ہین کہ (نعوذ باللہ) اللہ تعالی نے اولاد (بھی) اختیار کر رکھی ہے (چنانچہ نصاری کثرت سے اور یہود قلت سے اور مشرکین عرب کے اس عقیدہ فاسدہ مین مبتلا تھے اللہ تعالی فرماتے ہین کہ) تم نے (جو) یہ (بات کہی تو) ایسی سخت حرکت کی ہے کہ اسکے سبب کچھ بعید نہین کہ آسمان پھٹ پڑین اور زمین کے ٹکڑے اڑ جاوین اور پہاڑ ٹوٹ کر گر پڑین اس بات سے کہ یہ لوگ خدا تعالی کی طرف اولاد کی نسبت کرتے ہین حالانکہ خدا تعالی کی شان نہین کہ وہ اولاد اختیار کرے (کیونکہ) جتنے بھی کچھ آسمانون اور زمین مین ہین سب خدا تعالی کے روبرو غلام ہوکر حاضر ہوتے ہین (اور) اُس نے سبکو (اپنی قدرت مین) احاطہ کر رکھا ہے اور (اپنے علم سے) سبکو شمار کر رکھا ہے (یہ حالت تو انکی فی الحال ہے) اور قیامت کے روز سب کے سب اُسکے پاس تنہا تنہا حاضر ہونگے (کہ ہر شخص خدا ہی کا محتاج اور محکوم ہوگا پس اگر خدا کے اولاد ہو تو خدا ہی کی طرح وجوب وجود و لوازم وجوب کے ساتھ موصوف ہونا چاہیے اور خدا کی یہ صفات ہین جو مذکور ہوئین عموم قدرت۔ عموم علم اور غیر خدا کی یہ صفتین ہین افتقار و انقیاد

ملحقات الترجمة

۱ قوله فی تؤزهم خوب افاد انه تاكيد المفعول المطلق ۱۲

۲ قوله فی نعد لهم باتین اشارة الى تقدير الاعمال وقيل يقدر الاعمار والساعات كناية عن قصور مدتهم ولا ينافی على هذا المدلان الطول باعتبارهم والقصر باعتباره تعالى ۱۲

۳ قوله فی لا يملكون كوئی اشارة الى كون مرجع الضمير عاما ۱۲

۴ قوله فی عهدا اجازت كما فی الروح قيل المراد بالعهد الامر والاذن ويقال اتخذت الاذن ۱۲ ۵ قوله فی احصٰهم قدرت كما فی قوله تعالى علم ان لن تحصوه وفی الحديث ولن تحصوا ۱۲

اللغات الوفد الركب او من يقدم على الملوك وبالجملة فاللفظة مشعرة من الاكرام الورد عطاش وبمعنى المصدر من ورد ای سار الى الماء ويلزمه العطش عادة كلا د التثقيل العظيم وهو بالكسر اسم وبالفتح مصدر والهد كما فی القاموس الهدم الشديد والكسر ۱۲

النحو يوم نحشر ناصبه المقدر المدلول عليه بالكلام السابق ای نعذبهم يوم الخ قوله ان دعوا لاجل انها باللام التعليلية واما بالبدلية من الضمير المجرور فی منه ۱۲

البلاغة قوله اتی الرحمن هذا الاتيان كما فی الروح معنوی قوله تنشق خلاف العبارات الثلاثة عند...

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ۝ فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ وَ

بلاشبہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیے اللہ تعالیٰ انکے لیے محبت پیدا کر دیگا سو ہم نے اسی قرآن کو آپ کی زبان میں اسلیے آسان کیا ہے کہ آپ اس سے متقیوں کو خوشخبری

تُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا ۝ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ ؕ هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ۝

سنادیں اور اس سے جھگڑالو آدمیوں کو خوف دلادیں اور ہم نے ان کے قبل بہت سے گروہوں کو ہلاک کر دیا ہے کیا آپ ان میں سے کسی کو دیکھتے ہیں یا انکی کوئی آہستہ آواز سنتے ہیں

رکوع ۶ ع

جو مضادہیں وجوب کے پھر ضدین کا اجتماع کیونکر ہوسکتا ہے **ف** اس قول میں اور آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے ٹوٹنے پھوٹنے میں علاقہ یہ ہے کہ اس قول کا جو اثر معقول ہے اگر وہ محسوس ہوتا تو اُسکے آثار خارجیہ یہ ہوتے **ربط** اوپر کفار کو نقم اخرویہ کی وعید اور ابرار کو نعم اخرویہ کا وعدہ سُنایا تھا آگے ان الذین آمنوا الخ میں ابرار کو نعم دنیویہ کا وعدہ اور کم اہلکنا الخ میں کفار کو نقم دنیویہ کی وعید سُناتے ہیں اور چونکہ یہ وعدے اور وعیدیں تبشیر و انذار ہیں درمیان میں آیہ فانما یسرناہ الخ میں اسی تبشیر و انذار کا تمام قرآن کی غایت ہونا ارشاد فرماتے ہیں اور چونکہ آیات بالا میں کفار کی طرف زیادہ روی سخن ہے اسلیے مضمون مذکور کو انذار پر ختم فرماتے ہیں اور اسی پر سورت ختم ہے پس سورت کا رحمت سے شروع ہونا اور انذار پر ختم ہونا ایک خاص لطف دیتا ہے۔

تبشیر اہل ایمان و انذار اہل طغیان و بودن او اعظم مقاصد قرآن

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ۝ فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا ۝ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ ؕ هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ۝ بلاشبہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیے اللہ تعالیٰ اُنکو علاوہ نعم مذکورہ اخرویہ کے دنیا میں یہ نعمت دیگا کہ) اُنکے لیے (خلائق کے دل میں) محبت پیدا کر دیگا سو (آپ انکو یہ بشارت دیدیجیے کیونکہ) ہم نے اس قرآن کو آپ کی زبان (عربی) میں اسلیے آسان کیا ہے کہ آپ اس سے متقیوں کو خوشخبری سنادیں اور (نیز) اس سے جھگڑالو آدمیوں کو خوف دلادیں اور (ان خوف کی چیزوں میں سے نقمت دنیویہ کا ایک یہ بھی مضمون ہے کہ) ہم نے انکے قبل بہت سے گروہوں کو (عذاب و قہر سے) ہلاک کر دیا ہے (سو) کیا آپ اُنمیں سے کسیکو دیکھتے ہیں یا اُن میں سے کسی) کی کوئی آہستہ آواز سنتے ہیں (یہ کنایہ ہے بے نام و نشان ہونے سے سو کفار اس نقمت دنیویہ کے بھی مستحق ہیں گو کسی مصلحت سے کسی کافر کے لیے اسکا وقوع نہ ہو مگر اندیشہ کے قابل تو ہے) **ف** ان الذین آمنوا الخ کی یہ تفسیر حدیث میں آئی ہے اور اسکا نعمت ہونا بلکہ اعظم نعمت ہونا ظاہر ہے کیونکہ مثمر نعمت کا راحت اور امن ہے اور ظاہر ہے کہ محبوبیت اُسکے اعظم اسباب سے ہے اور اسکا یہ مطلب نہیں کہ اُس سے کسی کو بغض نہ ہوگا بلکہ مقصود قرآن و حدیث کا یہ ہے کہ عام خلائق جنکا نہ کوئی نفع اس مؤمن سے وابستہ ہے نہ کوئی ضرر وہ اُس سے محبت کرتے ہیں چنانچہ مشاہدہ ہے اور اہل انتفاع کا محبت کرنا جیسا کہ نفع رسان کفار سے بھی لوگوں کو محبت ہوتی ہے یا اہل تضرر کا بغض کرنا جیسا کہ ظالموں کو مسلمانوں سے ہوتا ہے قابل اعتبار نہیں کیونکہ درحقیقت وہ محبت و بغض اپنے نفع اور ضرر سے ہے اگر دونوں سے قطع نظر کیجاوے اسوقت مؤمن کی صفات میں اثر یہ ہے کہ اُس سے عام قلوب کا انجذاب ہوتا ہے اور اہلاک قرون کا مضمون اس سے پہلے رکوع میں بھی آیا ہے لیکن وہان مقصود دوسرا تھا یعنی جواب دینا کفار کے اس قول کا ای الفریقین خیر مقاما الخ پس تکرار نہ رہا۔ اور آہستہ آواز کی نفی اسواسطے فرمائی کہ دارو گیر کے وقت مجرم خوف زدہ ہوتا ہے دلیری سے بات کرنے کی تو مجال ہی نہیں ہوتی البتہ چپکے چپکے باتیں کر سکتا ہے پس اسکی نفی سے غیر خفی کی نفی بدرجہ اولی ہو گئی **لطیفہ** اس سورت میں مادہ رحمت کا بکثرت لایا گیا ہے چنانچہ لفظ رحمان پندرہ سولہ جگہ آیا ہے اور لفظ رحمت شروع میں آیا ہے اور بھی چند جا لفظ رحمت آیا ہے اسمیں نکتہ یہ ہو سکتا ہے کہ اس سورت میں کفار و مؤمنین کا حال زیادہ بیان کیا گیا ہے پس جہان ذکر مؤمنین میں یہ لفظ آیا ہے وہان تو اشارہ اسطرف ہے کہ ان پر بڑی رحمت ہوگی اور یہ نعمتیں مقتضا رحمت عظیمہ کا ہے جیسا کہ لفظ رحمان کا مقتضا ہے اور جہان ذکر کفار میں یہ لفظ آیا ہے وہان اشارہ اسطرف ہے کہ کفار ایسے بڑے رحمت والے کی مخالفت کرتے ہیں اور

اللغات الرکز الصوت الخفی ۱۲

البلاغۃ قولہ یسرناہ بلسانک الباء بمعنی علی او علی اصلہ وھو الالصاق لتضمین یسرنا معنی انزلنا ای یسرناہ منزلین لہ بلغتک والفاء لتعلیل امر ینساق الیہ النظم الکریم کانہ قیل بعد ایجاز ہذہ السورۃ الکریمۃ بلغ ہذا المنزل وبشر بہ وانذر فانما یسرناہ بلسانک العربی المبین کذا فی الروح ۱۲

الروایات اخرج البخاری ومسلم والترمذی وعبد بن حمید وغیرہم عن ابی ہریرۃ رض ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا احب اللہ تعالیٰ عبدا نادی جبریل انی قد احببت فلانا فاحبہ فینادی فی السماء ثم تنزل لہ المحبۃ فی الارض فذلک قول اللہ تعالیٰ ان الذین آمنوا الآیۃ کذا فی الروح

ایاتها ۱۳۵
رکوعاتها ۸ كلماتها ۱۳۱۵
حروفها ۵۴۶۶

سُوۡرَةُ طٰهٰ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ | بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ | مِائَةٌ وَّخَمۡسٌ وَّثَلٰثُوۡنَ اٰيَةً

شروع کرتا ہون اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہین

طٰهٰ ۚ مَآ اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡكَ الۡقُرۡاٰنَ لِتَشۡقٰٓى ۙ اِلَّا تَذۡكِرَةً لِّمَنۡ يَّخۡشٰى ۙ تَنۡزِيۡلًا مِّمَّنۡ خَلَقَ الۡاَرۡضَ وَالسَّمٰوٰتِ

طٰه ہم نے آپ پر قرآن اسلیے نہین اُتارا کہ آپ تکلیف اٹھائین بلکہ ایسے شخص کی نصیحت کے لیے جو ڈرتا ہو یہ اسکی طرف سے نازل کیا گیا ہی جسنے زمین کو اور بلند آسمانون کو

الۡعُلٰى ؕ اَلرَّحۡمٰنُ عَلَى الۡعَرۡشِ اسۡتَوٰى ۚ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الۡاَرۡضِ وَمَا بَيۡنَهُمَا وَمَا تَحۡتَ الثَّرٰى ۚ وَاِنۡ تَجۡهَرۡ بِالۡقَوۡلِ

پیدا کیا ہی وہ بڑی رحمت والا عرش پر قائم ہے اسیکی ملک ہین جو چیزین آسمانون مین ہین اور جو چیزین زمین مین ہین اور جو چیزین اُن دونون کے درمیان مین ہین اور جو چیزین تحت الثری مین ہین اور اگر

فَاِنَّهٗ يَعۡلَمُ السِّرَّ وَاَخۡفٰى ۚ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَهُ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰى

تو وہ تو چپکے سے کہی ہوئی بات کو اور اُس سے بھی زیادہ خفی بات کو جانتا ہی اللہ ایسا ہی کہ اسکے سوا کوئی معبود نہین اسکے اچھے اچھے نام ہین

اور اُسکے احسانات و انعامات سے بھی نہین شرماتے واللہ اعلم تمت السورۃ مع تفسیرہا فی الخامس والعشرین من رمضان المبارک ۱۳۲۴ من الہجرۃ سُوۡرۃ طٰه مکیۃ وھی مائۃ واربع وثلٰثون ایۃ کذا فی البیضاوی ربط اوپر کی سورت مین توحید و رسالت و معاد کا بیان تھا اس سورت مین بھی یہی مضامین ہین چنانچہ شروع مین رسالت و وحی کے متعلق مضمون ہی اور تنزیلا ممن خلق سے توحید کے متعلق ہے اور ہل اتاک سے موسیٰ علیہ السلام کے قصہ سے توحید و رسالت دونون کی تقریر ہوگئی چنانچہ اننی انا اللہ مین توحید کی تصریح ہی اور رسالت موسویہ سے رسالت محمدیہ کی توضیح ہی۔ پھر کذلک نقص سے وحی و تنزیل کے مضمون کی تکمیل ہی پھر من اعرض سے اس وحی کے مصدق و مکذب کی جزا و سزا کے ذکر کے ساتھ معاد کی تفصیل ہے پھر کذلک انزلناہ الخ مین رسالت کا ذکر اور فتعالی اللہ مین توحید کا ذکر اور لقد عہدنا الخ مین کذلک نقص کی تتمیم۔ پھر فاما یاتینکم سے توحید و رسالت کے ماننے اور نہ ماننے کی جزا و سزا۔ اور افلم یہد لہم سے وعید سزا کی تقریر۔ اور فاصبر الخ مین مکذبین کے معاملہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی۔ اور قالوا لولا یاتینا سے ختم تک رسالت کے متعلق مکذبین کے ایک شبہہ کا جواب ہی۔ اور چونکہ اوپر کی سورت ذکر قرآن پر ختم ہوئی ہے اور یہ سورت بھی ذکر قرآن سے شروع ہوئی ہی اس لیے اُسکے خاتمہ اور اسکے فاتحہ مین بھی تناسب خاص حاصل ہے۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○

تقریر رسالت و توحید

طٰهٰ ۚ مَآ اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡكَ الۡقُرۡاٰنَ لِتَشۡقٰٓى ۙ اِلَّا تَذۡكِرَةً لِّمَنۡ يَّخۡشٰى ۙ تَنۡزِيۡلًا مِّمَّنۡ خَلَقَ الۡاَرۡضَ وَالسَّمٰوٰتِ الۡعُلٰى ؕ اَلرَّحۡمٰنُ عَلَى الۡعَرۡشِ اسۡتَوٰى ۚ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الۡاَرۡضِ وَمَا بَيۡنَهُمَا وَمَا تَحۡتَ الثَّرٰى ۚ وَاِنۡ تَجۡهَرۡ بِالۡقَوۡلِ فَاِنَّهٗ يَعۡلَمُ السِّرَّ وَاَخۡفٰى ۚ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَهُ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰى ۚ طٰه (کے معنے تو اللہ کو معلوم ہین) ہم نے آپ پر قرآن (مجید) اسلیے نہین اُتارا کہ آپ تکلیف اٹھائین بلکہ ایسے شخص کی نصیحت کے لئے (اُتارا ہی) جو (اللہ سے) ڈرتا ہو یہ اُس (ذات) کی طرف سے نازل کیا گیا ہے جسنے زمین کو اور بلند آسمانون کو پیدا کیا ہی (اور) وہ بڑی رحمت والا عرش (یعنی تخت سلطنت) پر قائم (وجلوہ فرما) ہی (اور وہ ایسا ہی کہ) اُسیکی ملک مین جو چیزین آسمانون مین ہین اور جو چیزین زمین مین ہین اور جو چیزین اُن دونون کے درمیان مین ہین (یعنی آسمان سے نیچے اور زمین سے اوپر) اور جو چیزین تحت الثری مین ہین (یعنی زمین کے اندر جو تر مٹی ہے جسکو ثری کہتے ہین جو چیز کہ اسکے نیچے ہی مراد یہ کہ زمین کی تہ مین یہ تو اللہ تعالی کی قدرت و سلطنت تھی) اور (علم کی یہ شان ہے کہ) اگر تم (اے مخاطب) پکار کر بات کہو تو (اسکے سننے مین تو کیا شبہہ ہی وہ تو ایسا ہی کہ) چپکے سے کہی ہوئی بات کو اور (بلکہ) اس سے بھی زیادہ خفی بات کو (یعنی جو ابھی دل مین ہے) جانتا ہے (وہ) اللہ ایسا ہی کہ اُسکے سوا کوئی معبود (ہونیکا مستحق) نہین اُسکے (بڑے) اچھے اچھے نام ہین (جو اوصاف و کمالات پر دلالت کرتے ہین سو قرآن ایسی ذات مستجمع الصفات کا نازل کیا ہوا ہی اور یقینی حق ہی) ف آیت اولی مین تعب کی نفی عام ہی چند صورتون کو اول یہ کہ کفار کے انکار پر غم و حزن نہ کیجیے آپکا کام تذکیر و تبلیغ ہی جسکی قسمت مین ڈرنا اور ماننا ہی وہ قبول کریگا۔ دوم آپ شبکو قیام طویل فرماتے تھے اور اُسمین قرآن پڑھتے تھے کہ تھک جاتے تھے اس لئے آسانی کا حکم دیا جیسے ارشاد ہوا ہی فاقرءوا ما تیسر من القرآن سوم اس قیام طویل پر کفار نے طعن کیا کہ قرآن کی وجہ سے محمد مصیبت مین پڑ گئے اسکی نفی فرمائی

ملحقات الترجمة
سلہ قولہ فی الا بلکہ اتباع للسیاد و نظم عله قوله فی الرحمن وه شارة الی العهد الربط اکلام بالسابق مع اللاحق ۱۲

اللغات قوله لتشقی فی القاموس الشدة والعسر ۱۲
النحو قوله الا تذكرة استثناء منقطع ويقدر انزلناه و لكن انزلناه تذكرة قوله تنزيلا مفعول مطلق لانزلنا المقدر قوله الرحمن مبتدأ وكذا اسم الجلالة فی قوله الله لا اله الا هو ۱۲
البلاغة قوله ممن خلق فيه وضع المظهر موضع المضمر وكان الظاهر منا ۱۲

وَهَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ مُوسَىٰ ۝ إِذْ رَأَىٰ نَارًا فَقَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوا إِنِّي آنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّي آتِيكُم مِّنْهَا بِقَبَسٍ أَوْ أَجِدُ عَلَى

اور کیا آپکو موسیٰ کی خبر بھی پہونچی ہو جبکہ اُنہوں نے ایک آگ دیکھی سو اپنے گھر والون سے فرمایا کہ تم ٹھیرے رہو مین نے ایک آگ دیکھی ہو شاید مین اُسمین سے تمہارے پاس کوئی شعلہ لاؤن یا آگ کے

النَّارِ هُدًى ۝ فَلَمَّا أَتَاهَا نُودِيَ يَا مُوسَىٰ ۝ إِنِّي أَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۖ إِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۝ وَأَنَا اخْتَرْتُكَ

پاس رستہ کا پتہ مجکو مجاوے سو وہ جب اسکے پاس پہونچے تو آواز دیگئی کہ اے موسیٰ مین تمہارا رب ہون بس تم اپنی جوتیان اُتار ڈالو تم ایک پاک میدان یعنی طوی مین ہو اور مین نے تمکو منتخب فرمایا ہے

فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوحَىٰ ۝ إِنَّنِي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي ۝ إِنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ أَكَادُ أُخْفِيهَا

سو جو کچھ وحی کی جارہی ہے اُسکو سُن لو مین اللہ ہون میرے سوا کوئی معبود نہین تو تم میری ہی عبادت کیا کرو اور میری ہی یاد کی نماز پڑھا کرو بلاشبہ قیامت آنیوالی ہے مین اُسکو پوشیدہ رکھنا چاہتا

لِتُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعَىٰ ۝ فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَن لَّا يُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ فَتَرْدَىٰ ۝

تاکہ ہر شخص کو اُسکے کیے کا بدلہ مِلجاوے سو تمکو قیامت سے ایسا شخص باز رکھنے پاوے جو اُسپر ایمان نہین رکھتا اور اپنی خواہشون پر چلتا ہے کہین تم تباہ نہ ہو جاؤ

دوم وسوم در منثور مین منقول ہے اور اول بوجہ عموم لفظ کے احتمال مقبول ہے۔ اور عرش حسب روایات وآیات ایک جسم عظیم ہے آسمانون اور کرسی کے علاوہ اوران سب کے اوپر مثل قبہ کے اوران سب سے بڑا اُسکے پائے بھی ہین اور فرشتے اُسکو اُٹھائے ہین اور وہ ساکن ہے احیاناً اسکو حرکت ہوجاتی ہے چنانچہ اس آیت کی تفسیر مین صاحب روح نے وہ سب نصوص جمع کیے ہین۔ ربط اوپر توحید ورسالت کی تقریر تھی آگے قصہ موسویہ مین بھی اسیکا بسط ہے۔

بسط قصہ موسیٰ علیہ السلام

وَهَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ مُوسَىٰ ۝٩ إِذْ رَأَىٰ نَارًا فَقَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوا إِنِّي آنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّي آتِيكُم مِّنْهَا بِقَبَسٍ أَوْ أَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ۝١٠ فَلَمَّا أَتَاهَا نُودِيَ يَا مُوسَىٰ ۝١١ إِنِّي أَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۖ إِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۝١٢ وَأَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوحَىٰ ۝١٣ إِنَّنِي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي ۝١٤ إِنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ أَكَادُ أُخْفِيهَا لِتُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعَىٰ ۝١٥ فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَن لَّا يُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ فَتَرْدَىٰ ۝١٦

اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کیا آپ کو موسیٰ (علیہ السلام کے قصہ) کی خبر پہونچی ہے (یعنی وہ سننے کے قابل ہے کہ اُسمین توحید ونبوت کے متعلق علوم ہین جنکی تبلیغ نافع ہوگی جو کہ اُس حالت مین واقع ہوا تھا) جبکہ اُنہون نے (مدین سے آتے ہوئے ایک رات کو کہ اُسمین سردی بھی تھی اور راستہ بھی بھول گئے تھے کوہ طور پر) ایک آگ دیکھی (کہ واقع مین وہ نور تھا مگر شکل آگ کی سی تھی) سو اپنے گھر والون سے (کہ صرف بی بی تھین یا خادم وغیرہ بھی) فرمایا کہ تم (یہان ہی) ٹھیرے رہو (یعنی میرے پیچھے پیچھے مت آنا کیونکہ یہ تو احتمال ہی نہ تھا کہ بدون انکے آگے سفر کرنے لگین گے) مین نے ایک آگ دیکھی ہے (مین وہان جاتا ہون) شاید مین اُسمین سے تمہارے پاس کوئی شعلہ (کسی لکڑی وغیرہ مین لگا کر) لاؤن (تاکہ سردی کا علاج ہو) یا (وہان) آگ کے پاس رستہ کا پتہ (جاننے والا کوئی آدمی بھی) مجکو مِلجاوے سو وہ جب اُس (آگ) کے پاس پہونچے تو (اُنکو منجانب اللہ) آواز دیگئی کہ اے موسیٰ مین تمہارا رب ہون بس تم اپنی جوتیان اُتار ڈالو (کیونکہ) تم ایک پاک میدان یعنی طوی مین ہو (یہ اُسکا نام ہے) اور مین نے تمکو (نبی بنانے کے لیے منجملہ دیگر خلائق کے) منتخب فرمایا ہے سو (اسوقت) جو کچھ وحی کیجارہی ہے اُسکو (غور سے) سُن لو (وہ یہ ہے کہ) مین اللہ ہون میرے سوا کوئی معبود (ہونے کے لائق) نہین (اور جب مین ہی لائق معبود ہونے کے ہون) تو تم میری ہی عبادت کیا کرو اور میری ہی یاد کی نماز پڑھا کرو (دوسری بات یہ سنو کہ) بلاشبہ قیامت آنیوالی ہے مین اُسکو (تمام خلائق سے) پوشیدہ رکھنا چاہتا ہون (اور قیامت

ملحقات الترجمہ ١؎ قولہ فی هل اتاك قائل اشارة الی ان الاستفهام للتشویق ١٢ ٢؎ قولہ فی لاهله صرف بی بی الخ فالجمع علی الاول انما لظاهر لفظ الاهل او للتفخیم کما فی قول القائل - وان شئت حرمت النساء سواکم ١٢ ٣؎ قولہ فی هدی بھی اشارة الی ان الترديد لمانعة الخلو ١٢

اللغات الحديث الخبر القبس شعلة مقتبسة تكون على راس عود ونحوه فعل بمعنى مفعول الوادي مفرج بين الجبال والتلال كذا في القاموس طوى اسم واد ومن نونه فعلى تاويل المكان ومن لم ينونه فعلى تاويل البقعة فهو ممنوع من الصرف للعلمية والتانيث قوله اكاد ويجيء كاد بمعنى اراد كما قال ابن جنى في المحتسب ومنه قوله كادت وكدت وتلك خير ارادة لو عاد من لهو الصبابة ما مضى وقيل معناه اكاد اخفيها اي ابالغ في اخفائها فلا اجمل بكلام فضل السعى عام للخير والشر لقوله تعالى ان سعيكم لشتى ١٢ **النحو** قوله اذ رأى متعلق بحديث فان الظرف يكفى لتعلقه ادنى رائحة الفعل ولذا نقل الشريف عن بعضهم ان القصة والحديث الخبر والنبأ ويجوز اعمالها في الظروف خاصة وان لم يرد بها المعنى المصدري لتضمن معناها الحصول والكون كذا في الروح قوله نودي في السراج والظاهر ان القائم مقام فاعل نودي ضمير موسى عليه السلام وقيل هو قوله تعالى يا موسى وكان ذلك على اعتبار تضمين النداء معنى القول وارادة هذا اللفظ من الجملة فان الجملة لا تكون فاعلا ولا قائما مقامه الا بضرب من التاويل كذا في الروح **البلاغة** قوله فاخلع الفاء لترتيب الامر على ما قبلها فان ربوبيته تعالى له عليه السلام من موجبات الامر ودواعيه **الروايات** في الصحيح من حديث ابى هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال من نسى صلاة فليقضها اذا ذكرها فان الله تعالى قال اقم الصلوة لذكرى الحديث ومنه فهم بعضهم ان اللام في الآية وقتية والكلام على تقدير مضاف اي لذكر صلاتي وهو مع بعض الظن فان التعليل كما في الكشف صحيح والذكر على ظاهره والمراد عليه السلام انه اذا ذكر الصلوة اشتغل من ذكرها الى ذكر ما شرعت له وهو ذكر الله تعالى فيحمله على اقامتها كذا في الروح

وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى ۝ قَالَ هِيَ عَصَايَ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِيْ وَلِيَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى ۝ قَالَ

اور یہ تمہارے داہنے ہاتھ میں کیا چیز ہے اے موسی — انہوں نے کہا کہ یہ میری لاٹھی ہے — میں اسپر سہارا لگاتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں پر پتے جھاڑتا ہوں اور اسمیں میرے اور بھی کام ہیں — ارشاد ہوا

اَلْقِهَا يٰمُوْسٰى ۝ فَاَلْقٰىهَا فَاِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعٰى ۝ قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰى ۝ وَاضْمُمْ

کہ اسکو ڈال دو اے موسی — سو انہوں نے اسکو ڈال دیا بکایک وہ ایک دوڑتا ہوا سانپ بنگیا ارشاد ہوا کہ اسکو پکڑ لو اور ڈرو نہیں ہم ابھی اسکو اسکی پہلی حالت پر کر دینگے — اور تم

يَدَكَ اِلٰى جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ اٰيَةً اُخْرٰى ۝ لِنُرِيَكَ مِنْ اٰيٰتِنَا الْكُبْرٰى ۝ اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ۝

اپنا ہاتھ اپنی بغل میں دے لو — وہ بلا کسی عیب کے روشن ہو کر نکلے گا کہ یہ دوسری نشانی ہوگی — تاکہ ہم تمکو اپنی بڑی نشانیوں میں بعض نشانیاں دکھلائیں — تم فرعون کے پاس جاؤ وہ بہت حد سے نکلگیا ہے

ع ۲۴ / ۱۰

اس لیے آویگی) تاکہ ہر شخص کو اسکے کیے کا بدلہ ملجاوے سو (جب قیامت کا آنا یقینی ہے تو) تمکو قیامت (کے لیے مستعد رہنے) سے ایسا شخص باز رکھنے پاوے (یعنی تم ایسے شخص کے اثر سے قیامت کے لیے تیاری کرنے سے بیفکر نہ ہوجانا) جو اسپر ایمان نہیں رکھتا اور (اس وجہ سے) اپنی (نفسانی) خواہشوں پر چلتا ہے کہیں تم (اس بیفکری کی وجہ سے) تباہ نہ ہوجاؤ۔ **ف** بڑے مسئلے اصول میں تین ہیں۔ توحید۔ و نبوت۔ و معاد۔ تینوں کی تعلیم کی گئی۔ اور فاعبدنی میں تمام فروع آگئے نماز کو شرف کی وجہ سے جدا گانہ بھی ذکر فرمایا اور موسیٰ علیہ السلام کو یہ فرمانا فاعبدنی یا فلا یصدنک الخ تاکید استقامت کے لیے ہے اور دوسروں کو سنانے کے لیے بھی کہ جب خاصان درگاہ کو یہ احکام سنائے جاتے ہیں تو اور تو کس شمار میں ہیں۔ اور خلع نعلین یا تو وجہ ان کے غیر طاہر ہونے کے تھا یا اسلیے کہ مقام کا ادب ہو یا اسلیے کہ مقام متبرک سے قدم بھی مس کرے کہ اسکی برکت زیادہ پہونچے اور انکے بالوا آخ ہر حال میں علت ہو سکتا ہے جیسا کہ ظاہر ہے۔ اور قصہ کے متعلق تو سبین کے درمیان کے مضامین روح اور در منثور کے ہیں۔ اور اس ندا کی کیفیت وصفت نہ کہیں منصوص ہے نہ قیاس سے ادراک کیجا سکتی ہے اسلیے تعیین بالتخمین رجم بالغیب ہے البتہ یہ امر یقینی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کو یقین کے ساتھ یہ امر معلوم ہو گیا کہ یہ ندا منجانب اللہ ہے خواہ یہ یقین علم ضروری سے حاصل ہوا ہو یا کسی علم استدلالی سے واللہ اعلم وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى ۝ قَالَ هِيَ عَصَايَ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِيْ وَلِيَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى ۝ قَالَ اَلْقِهَا يٰمُوْسٰى ۝ فَاَلْقٰىهَا فَاِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعٰى ۝ قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰى ۝ وَاضْمُمْ يَدَكَ اِلٰى جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ اٰيَةً اُخْرٰى ۝ لِنُرِيَكَ مِنْ اٰيٰتِنَا الْكُبْرٰى ۝ اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ۝

اور (حق تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے یہ بھی فرمایا کہ) یہ تمہارے داہنے ہاتھ میں کیا چیز ہے اے موسی انہوں نے کہا کہ یہ میری لاٹھی ہے میں (کبھی) اسپر سہارا لگاتا ہوں اور (کبھی) اس سے اپنی بکریوں پر (درختوں کے) پتے جھاڑتا ہوں اور اسمیں میرے اور بھی کام (نکلتے) ہیں (مثلاً کندھے پر رکھکر اسباب وغیرہ لٹکا لینا اس سے موذی جانوروں کو دفع کرنا وغیرہ وغیرہ) ارشاد ہوا کہ اس (عصا) کو (زمین پر) ڈالدو اے موسی سو انہوں نے اسکو (زمین پر) ڈالدیا یکایک وہ (خدا کی قدرت سے) ایک دوڑتا ہوا سانپ بن گیا (جس سے موسیٰ علیہ السلام ڈر گئے) ارشاد ہوا کہ اسکو پکڑ لو اور ڈرو نہیں ہم ابھی (پکڑتے ہی) اسکو اسکی پہلی حالت پر کر دینگے (یعنی یہ پھر عصا بن جاویگا اور تمکو کوئی گزند نہ پہونچے گا ایک امر خارق تو یہ ہوا) اور (دوسرا خارق اور دیا جاتا ہے کہ) تم اپنا (داہنا) ہاتھ اپنی (بائیں) بغل میں دے لو (پھر نکالو) وہ بلا کسی عیب (یعنی بلا کسی مرض برص وغیرہ) کے (نہایت) روشن ہو کر نکلے گا کہ یہ دوسری نشانی (ہماری قدرت اور تمہاری نبوت کی) ہوگی (اور یہ حکم القاء عصا اور ضم ید کا اسلیے کیا گیا ہے) تاکہ ہم تمکو اپنی (قدرت کی) بڑی نشانیوں میں بعض نشانیاں دکھلائیں (تو اب یہ نشانیاں لیکر) تم فرعون کے پاس جاؤ وہ بہت حد سے نکلگیا ہے (کہ خدائی کا دعوی کرتا ہے تم اسکو تبلیغ توحید کرو اور اگر نبوت میں شبہہ کرے تو یہی معجزے دکھلادو) **ف** اللہ تعالیٰ کا یہ پوچھنا کہ ما تلک بیمینک آلخ اسلیے تھا کہ اسوقت اسکی حقیقت کہ عصا ہے اور اسکے منافع انکے ذہن میں خوب مستحضر ہو جاویں پھر جو سانپ بنجاویگا تو ذات وصفات دونوں کا انقلاب قدرت الٰہیہ پر زیادہ دال ہوگا اسی لیے موسیٰ علیہ السلام نے جواب میں حقیقت اور منافع دونوں عرض کیے پس سوال وجواب دونوں بالکل متطابق ہیں اور دوسرے معجزے میں یہ اہتمام نہ فرمانا شاید اسلیے ہو کہ معجزہ عصا کا زیادہ عظیم ہے کہ اسمیں ذات اور صفت دونوں کا تبدل ہے اور موسیٰ علیہ السلام کا ڈر جانا بعض نے کہا ہے کہ طبعی ہے جو کسیطرح جلالت شان کے منافی نہیں اور بعض نے کہا ہے کہ جو حادثہ مخلوق کی جانب سے ہو اسمیں تو نہ ڈرنا کمال ہے جیسے ابراہیم علیہ السلام آتش نمرودی سے نہیں ڈرے اور جو امر خالق کی طرف سے ہو اسمیں ڈرنا ہی کمال ہے کہ وہ فی الحقیقت حق تعالیٰ سے ڈرنا ہے جیسے ہوا تیز ہونیکے وقت

ملحقات الترجمة

سلہ قولہ ان ت یہ پوچھنا آلخ فالاستفہام للتقریر ۱۲

اللغات الجناح کما فی القاموس الید والعضد والابط۔ والجانب ونفس الشیٔ والمراد ادخل یدک الیمنی من طوق مدرعتک واجعلها تحت ابطک الیسریٰ او تحت عضدها عند الابط وتحتها عنده فلا منافاة بین ما ابهنا وقوله تعالیٰ ادخل یدک فی جیبک کذا فی الروح ۱۲ **النحو** قولہ آیة اخری حال قولہ لنریک عامله مقدر ای فعلنا ما فعلنا او امرنا ما امرنا به ۱۲ **البلاغة** قولہ من غیر سوء فیه احتراس عن ایهام المرض ولبعیدا

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي ۝ وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي ۝ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي ۝ يَفْقَهُوا قَوْلِي ۝ وَاجْعَل لِّي وَزِيرًا

عرض کیا کہ اے میرے رب میرا حوصلہ فراخ کردیجیے اور میرا کام آسان فرمادیجیے اور میری زبان پر سے بستگی ہٹادیجیے تاکہ لوگ میری بات سمجھ سکیں اور میرے واسطے میرے کنبہ میں سے ایک معاون

مِّنْ أَهْلِي ۝ هَارُونَ أَخِي ۝ اشْدُدْ بِهِ أَزْرِي ۝ وَأَشْرِكْهُ فِي أَمْرِي ۝ كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيرًا ۝ وَنَذْكُرَكَ كَثِيرًا ۝ إِنَّكَ كُنتَ بِنَا بَصِيرًا ۝

مقرر کردیجیے یعنی ہارون کو کہ میرے بھائی ہیں انکے ذریعہ سے میری قوت کو مستحکم کردیجیے اور انکو میرے کام میں شریک کردیجیے تاکہ ہم دونوں آپکی خوب کثرت سے پاکی بیان کریں اور آپکا خوب کثرت سے ذکر کریں بیشک آپ ہمکو خوب دیکھ

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گھبرا جانا حدیثوں میں آیا ہے سو چونکہ اس تبدل میں مخلوق کا واسطہ نہ تھا اس سے ڈر گئے کہ یہ کوئی قہر الٰہی نہ ہو اور دوسری آیت میں انک من الآمنین فرمانے سے تسلی دینا اسطرف مشیر ہے واللہ اعلم قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي ﴿۲۵﴾ وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي ﴿۲۶﴾ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي ﴿۲۷﴾ يَفْقَهُوا قَوْلِي ﴿۲۸﴾ وَاجْعَل لِّي وَزِيرًا مِّنْ أَهْلِي ﴿۲۹﴾ هَارُونَ أَخِي ﴿۳۰﴾ اشْدُدْ بِهِ أَزْرِي ﴿۳۱﴾ وَأَشْرِكْهُ فِي أَمْرِي ﴿۳۲﴾ كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيرًا ﴿۳۳﴾ وَنَذْكُرَكَ كَثِيرًا ﴿۳۴﴾ إِنَّكَ كُنتَ بِنَا بَصِيرًا ﴿۳۵﴾ (جب موسیٰ علیہ السلام کو معلوم ہوا کہ مجکو پیغمبر بناکر فرعون کی فہمائش کے لیے بھیجا جاتا ہے تو اسوقت اس منصب عظیم کے مشکلات کی آسانی کے لیے درخواست کی اور) عرض کیا کہ اے میرے رب میرا حوصلہ (اور زیادہ) فراخ کردیجیے (کہ تبلیغ میں انقباض یا تکذیب و مخالفت میں ضیق نہ ہو) اور میرا (یہ) کام (تبلیغ کا) آسان فرمادیجیے (کہ اسباب تبلیغ کے مجتمع اور موانع تبلیغ کے مرتفع ہوجاویں) اور میری زبان پر سے بستگی (لکنت کی) ہٹادیجیے تاکہ لوگ میری بات سمجھ سکیں اور میرے واسطے میرے کنبہ میں سے ایک معاون مقرر کردیجیے یعنی ہارون کو کہ میرے بھائی ہیں انکے ذریعہ سے میری قوت کو مستحکم کردیجیے اور انکو میرے (اس تبلیغ کے) کام میں شریک کردیجیے (یعنی انکو بھی نبی بناکر مامور بالتبلیغ کیجیے کہ ہم دونوں تبلیغ کریں اور میرے قلب کو قوت پہونچے) تاکہ ہم دونوں (ملکر تبلیغ و دعوت کے وقت) آپکی خوب کثرت سے پاکی (شرک و نقائص سے) بیان کریں اور آپ (کے اوصاف کمال) کا خوب کثرت سے ذکر کریں (کیونکہ اگر دو شخص مبلغ ہوں گے تو ہر شخص کا بیان دوسرے کی تائید سے وافر اور متکاثر ہوگا) بیشک آپ ہمکو (اور ہمارے حال کو) خوب دیکھ رہے ہیں (اس حالت سے ہماری احتیاج اس امر کی کہ ایک دوسرے کے معاون ہوں آپ کو معلوم ہے) **ف** جس گرہ کے کھولنے کی دعا کی ہے یا تو خلقی لکنت تھی جیسا بعض قائل ہوئے ہیں اور یا بچپن میں ایکبار جب انہوں نے فرعون کی داڑھی پکڑلی تھی اور فرعون نے بدلہ لینا چاہا اور حضرت آسیہ اہلیہ فرعون نے سفارش کی کہ بچہ ہے اسکو کیا سمجھ ہے اور اس کے امتحان کے واسطے ان کے سامنے آگ حاضر کی گئی اسوقت انہوں نے ایک چنگاری اٹھاکر منہ میں رکھ لی تھی اس سے زبان کی روانی کم ہوگئی تھی ہکذا فی الدر المنثور عن سعید بن جبیر۔ اور یہ اشکال کہ ہاتھ تو پہلے جلا ہوگا پھر منہ تک چنگاری کیسے لیگئے اسطرح ممکن الجواب ہے کہ شاید اس کوئلہ کا ایک حصہ جلا ہوا اسکو پکڑکر جلتا ہوا حصہ منہ میں رکھ لیا ہو۔ پھر یہ کہ مقصود اس دعا سے آیا بالکل بستگی کا رفع ہوجانا تھا یا صرف بقدر ضرورت تفہیم دونوں احتمال ہیں اگرچہ عقدۃً کی تنکیر اور یفقہوا کو غرض قرار دینا اور لا یکاد یبین کے ظاہر الفاظ مرجح احتمال ثانی کے ہیں لیکن تاہم نص نہیں کیونکہ دو قرینہ اول تو احتمال اول کے ساتھ بھی ظاہرا جمع ہوسکتے ہیں اور قرینہ ثالثہ یعنی جملہ لا یکاد فرعون کا قول ہے جو ممکن ہے کہ عناداً ہو کہ آپکے بیان حجۃ کو عدم بیان کہدیا ہو اور ہر حال میں اوتیت سؤلک یا موسیٰ نص ہے کہ آپ کی درخواست جو کچھ بھی ہو منظور ہوئی اور احتمال ثانی پر یہ شبہہ نہ کیا جاوے کہ قدرے بستگی بھی زبان میں رہنا عیب ہے اور انبیاء عیوب سے مبرا ہوتے ہیں وجہ شبہہ نہ ہوسکنے کی یہ ہے کہ ایسی بستگی جو تفہیم میں مخل نہو اور نیز سامعین کو اس سے تنفر بھی نہو سکا عیب ہونا مسلم نہیں بلکہ وہ ایسی ہی کا تفاوت ہے مثل تفاوت فی اللون والجثہ کے ہے۔ اور معاون مانگنے میں اہل کی تخصیص شاید اسلیے ہو کہ انکو طبعی الفت بھی زیادہ ہوگی اُن سے زیادہ معاونت ہوسکتی ہے۔ اور حضرت نے جو اشدد واشرکہ کی تفسیر میں کہا ہے کہ انکو نبی بناکر الخ اسکی دلالت نبوت کی درخواست پر اس لیے ہے کہ حق تعالیٰ سے معاون بنانیکی درخواست کی اور بلا نبوت کے تو یہ خود ہارون علیہ السلام سے بھی درخواست امداد کی کرسکتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ مقصود نبی بنوانا ہے۔ اور نسبحک کثیرا ونذکرک کثیرا کو اگر تسبیح و ذکر فی الخلوت پر محمول کیا جاوے وہ بھی ایک وجہ حسن ہے یعنی جب اسباب تقویت کے زائد ہونگے طبیعت میں نشاط زیادہ ہوگا اور قوت نشاط کو کثرت ذکر میں خاص دخل ہے

ملحقات الترجمۃ

۲۷ قولہ فی من لسانی زبان پر سے۔ اشارۃ الی ان من للابتداء ومتعلقۃ باحلل او بالمقدر الذی ہو وصف للعقدۃ ای عقدۃ ناشیۃ من لسانی ۳۳ قولہ فی نسبحک دعوت کے وقت فہو کقولہ تعالیٰ اذا ذکر اللہ وحدہ ای وقت التبلیغ

اللغات الوزیر المعاون الازر القوۃ

النحو اشدد استینافیۃ

البلاغۃ قولہ اشرح لی ویسر لی فی الروح وفی ذکر کلمۃ لی مع انتظام الکلام تاکید لطلب الشرح والتیسیر بابہام المشروح والمیسر اولا وتفسیرہما ثانیا فانہ لما قال اشرح لی علم ان ثم مشروحا یختص بہ حتی لو اکتفی لتم فاذا قیل صدری افاد التفسیر والتفصیل اما لو قیل اشرح واکتفی بہ فلا

اختلاف القراءۃ قرأ ابن عامر اشدد واشرکہ بلفظ الخبر علی انہما جواب الامر

قَالَ قَدْ أُوتِيتَ سُؤْلَكَ يَا مُوسَىٰ ○ وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً أُخْرَىٰ ○ إِذْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّكَ مَا يُوحَىٰ ○ أَنِ اقْذِفِيهِ فِي

ارشاد ہوا کہ تمہاری درخواست منظور کی گئی اے موسیٰ۔ اور ہم تو اور دفعہ اور بھی تم پر احسان کر چکے ہیں جبکہ ہمنے تمہاری ماں کو وہ بات الہام سے بتلائی جو الہام سے بتلانی تھی یہ کہ موسیٰ کو

التَّابُوتِ فَاقْذِفِيهِ فِي الْيَمِّ فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ يَأْخُذْهُ عَدُوٌّ لِي وَعَدُوٌّ لَهُ ۚ وَأَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِنِّي ○

ایک صندوق میں رکھو پھر انکو دریا میں ڈال دو پھر دریا انکو کنارہ تک لے آویگا کہ انکو ایک ایسا شخص پکڑ لیگا جو میرا بھی دشمن ہے اور انکا بھی دشمن ہے اور میں نے تمہارے اوپر اپنی طرف سے ایک اثر محبت ڈالدیا

وَلِتُصْنَعَ عَلَىٰ عَيْنِي ○ إِذْ تَمْشِي أُخْتُكَ فَتَقُولُ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ مَنْ يَكْفُلُهُ ۖ فَرَجَعْنَاكَ إِلَىٰ أُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ ۚ

اور تاکہ تم میری نگرانی میں پرورش پاؤ جبکہ تمہاری بہن چلتی ہوئی آئیں پھر کہنے لگیں کیا تم لوگوں کو ایسے شخص کا پتہ دوں جو اسکو پالے رکھے پھر ہم نے تمکو تمہاری ماں کے پاس پھر پہونچا دیا تاکہ انکی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور

وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنَاكَ مِنَ الْغَمِّ وَفَتَنَّاكَ فُتُونًا ۚ فَلَبِثْتَ سِنِينَ فِي أَهْلِ مَدْيَنَ ثُمَّ جِئْتَ عَلَىٰ قَدَرٍ يَا مُوسَىٰ ○

اور تم نے ایک شخص کو جان سے مار ڈالا پھر ہم نے تمکو اس غم سے نجات دی اور ہمنے تمکو خوب خوب محنتوں میں ڈالا پھر مدین والوں میں کئی سال رہے پھر ایک خاص وقت پر تم آئے اے موسیٰ

وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِي ○ اذْهَبْ أَنْتَ وَأَخُوكَ بِآيَاتِي وَلَا تَنِيَا فِي ذِكْرِي ○ اذْهَبَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَىٰ ○ فَقُولَا

اور میں نے تمکو اپنے لیے منتخب کیا تم اور تمہارے بھائی دونوں میری نشانیاں لے کر جاؤ اور میری یادگاری میں سستی مت کرنا۔ دونوں فرعون کے پاس جاؤ وہ بہت نکل چلا ہے پھر اُس سے

لَهُ قَوْلًا لَيِّنًا لَعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَىٰ ○

نرمی کے ساتھ بات کرنا شاید وہ نصیحت قبول کرے یا ڈر جاوے

قَالَ قَدْ أُوتِيتَ سُؤْلَكَ يَا مُوسَىٰ (٣٦) وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً أُخْرَىٰ (٣٧) إِذْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّكَ مَا يُوحَىٰ (٣٨) أَنِ اقْذِفِيهِ فِي التَّابُوتِ فَاقْذِفِيهِ فِي الْيَمِّ فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ يَأْخُذْهُ عَدُوٌّ لِي وَعَدُوٌّ لَهُ ۚ وَأَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِنِّي ۚ وَلِتُصْنَعَ عَلَىٰ عَيْنِي (٣٩) إِذْ تَمْشِي أُخْتُكَ فَتَقُولُ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ مَنْ يَكْفُلُهُ ۖ فَرَجَعْنَاكَ إِلَىٰ أُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ ۚ وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنَاكَ مِنَ الْغَمِّ وَفَتَنَّاكَ فُتُونًا ۚ فَلَبِثْتَ سِنِينَ فِي أَهْلِ مَدْيَنَ ثُمَّ جِئْتَ عَلَىٰ قَدَرٍ يَا مُوسَىٰ (٤٠) وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِي (٤١) اذْهَبْ أَنْتَ وَأَخُوكَ بِآيَاتِي وَلَا تَنِيَا فِي ذِكْرِي (٤٢) اذْهَبَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَىٰ (٤٣) فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَيِّنًا لَعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَىٰ (٤٤) ارشاد ہوا کہ تمہاری (یہ) درخواست (جو کہ رب اشرح لی الخ میں مذکور ہے) منظور کی گئی اے موسیٰ اور (یہ تو تمہاری خود درخواست کی ہوئی تھی) ہم تو اور دفعہ اور بھی (اسکے قبل بے درخواست ہی) تم پر احسان کر چکے ہیں جبکہ ہم نے تمہاری ماں کو وہ بات الہام سے بتلائی جو (بوجہ مہتم بالشان ہونے کے الہام سے بتلانے کی (قابل) تھی (وہ) یہ کہ موسیٰ کو (جلادوں کے ہاتھ سے بچانے کے لیے) ایک صندوق میں رکھو پھر اُن کو (مع صندوق کے) دریا میں (جسکی ایک شاخ فرعون کے محل تک بھی گئی تھی) ڈالدو پھر دریا انکو (مع صندوق کے) کنارہ (کے پاس) تک لے آویگا کہ (آخرکار) انکو ایک ایسا شخص پکڑ لیگا جو (کافر ہونیکی وجہ سے) میرا بھی دشمن ہے اور انکا بھی دشمن ہے (خواہ فی الحال بوجہ اسکے کہ سب بچوں کو قتل کرتا تھا خواہ آئندہ انکا خاص طور پر دشمن ہوگا) اور (جب صندوق پکڑا گیا اور تم اسمیں سے نکالے گئے تو) میں نے تمہارے (چہرے کے) اوپر اپنی طرف سے ایک اثر محبت ڈالدیا (تاکہ جو تمکو دیکھے پیار کرے) اور تاکہ تم میری (خاص) نگرانی میں پرورش پاؤ (یہ اسوقت کا قصہ ہے) جبکہ تمہاری بہن (تمہاری تلاش میں فرعون کے گھر) چلتی ہوئی آئیں پھر (تمکو دیکھکر اجنبی بنکر) کہنے لگیں (جبکہ تم کسی انا کا دودھ نہ پیتے تھے) کیا تم لوگوں کو ایسے شخص کا پتہ دوں جو اسکو (اچھی طرح) پالے رکھے (چنانچہ اُن لوگوں نے چونکہ انکو تلاش تھی منظور کیا اور تمہاری بہن تمہاری ماں کو بلا کر لائیں) پھر (اس تدبیر سے) ہم نے تمکو تمہاری ماں کے پاس پھر پہونچا دیا تاکہ انکی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور انکو غم نہ رہے (جیسا تھوڑے عرصہ تک فراق سے مغموم رہیں) اور (بڑے ہونیکے بعد ایک اور احسان کیا کہ) تم نے (غلطی سے) ایک شخص (قبطی) کو جان سے مار ڈالا (جسکا قصہ سورہ قصص میں ہے اور مار کر غم ہوا خوف عقاب سے بھی اور خوف انتقام سے بھی) پھر ہم نے تمکو اُس غم سے نجات دی (خوف عقاب سے تو اسطرح کہ استغفار کی توفیق دی اور اسکو قبول کیا اور خوف انتقام سے اسطرح کہ مصر سے مدین پہونچا دیا) اور (مدین پہنچنے تک) ہم نے تمکو خوب خوب محنتوں میں ڈالا (اور پھر اُن سے خلاصی دی جنکا ذکر سورہ قصص میں ہے کہ خلاصی دینا بھی منت ہے

اللغات السؤل المسئول فالفعل بمعنے المفعول قوله اخرى اى مغايرة لا مقابلا لا ولىٰ قوله فاقذفيه القذف بمعنے الوضع وعليه يحمل قوله تعالیٰ والقى الالواح اى وضعها قوله بالساحل يراد به ما يقرب من الساحل

النحو قوله ولتصنع عطف على مقدر اى ليتعطف عليك ولتصنع۔
البلاغة قوله اوتيت عبر بالمعنىٰ مع كون بعض المسئول مستقبلا للاهتمام وتحقق الوقوع قوله فليلقه عبر بالامر عن الخبر للدلالة على مطلوبيته۔ قوله على عينى التخصيص للتشريف ان حمل على بعينه لكمال

قَالَا رَبَّنَآ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَآ اَوْ اَنْ يَّطْغٰى ۝ قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِيْ مَعَكُمَآ اَسْمَعُ وَاَرٰى ۝ فَاْتِيٰهُ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلَا

دونون نے عرض کیا کہ اے ہمارے پروردگار ہمکو یہ اندیشہ ہے کہ وہ ہمپر زیادتی نہ کر بیٹھے یا یہ کہ زیادہ شرارت کرنے لگے ارشاد ہوا کہ تم اندیشہ نکرو مین تم دونون کے ساتھ ہون سنتا دیکھتا ہون سو تم اسکے پاس جاؤ اور کہو کہ ہم تیرے

رَبِّكَ فَاَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ۬ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ ۭ قَدْ جِئْنٰكَ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ ۭ وَالسَّلٰمُ عَلٰي مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى ۝

تیرے پروردگار کے فرستادے ہین سو بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ جانے دے اور انکو تکلیفین مت پہونچا ہم تیرے پاس تیرے رب کی طرف سے نشان لائے ہین اور ایسے شخص کے لیے سلامتی ہے جو راہ پر چلے

اِنَّا قَدْ اُوْحِيَ اِلَيْنَآ اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰي مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۝ قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا يٰمُوْسٰى ۝ قَالَ رَبُّنَا الَّذِيْٓ اَعْطٰي كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى

ہمارے پاس یہ حکم پہونچا ہے کہ عذاب اس شخص پر ہوگا جو جھٹلاوے اور روگردانی کرے وہ کہنے لگا کہ پھر تم دونون کا رب کون ہے اے موسیٰ موسیٰ نے کہا کہ ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو اسکے مناسب بناوٹ عطا فرمائی

اور خود ابتلا بھی بوجہ اسکے کہ وہ سبب ہے حصول اخلاق حمیدہ و ملکات فاضلہ کا مستقل منت ہی پھر (مدین پہونچے اور) مدین والون مین کئی سال رہے پھر ایک خاص وقت پر (جو میرے علم مین تمہاری نبوت و ہمکلامی کے لیے مقدر تھا) تم (یہان) آئے اے موسیٰ اور (یہان آنے پر) مین نے تمکو اپنے (نبی بنانے کی) لیے منتخب کیا (سو اب) تم اور تمہارے بھائی دونون میری نشانیان (یعنی معجزات کہ اصل دو معجزے ہین عصا و ید بیضا اور پھر ایک مین وجوہ اعجاز متعدد ہین) لیکر (جس موقع کے لیے حکم ہوتا ہی جاؤ اور میری یادگاری مین (خواہ خلوت مین خواہ تبلیغ کے وقت) سستی مت کرنا (اب موقع جانے کا بتلایا جاتا ہے کہ) دونون فرعون کے پاس جاؤ وہ بہت نکل چلا ہے پھر اس کے پاس جاکر اس سے نرمی کے ساتھ بات کرنا شاید وہ (رغبت سے) نصیحت قبول کرلے یا (عذاب الٰہی سے) ڈرجاوے (اور اسی سے مان جاوے) **ف** وجوہ اعجاز کا تعدد اسطرح ہے کہ عصا کا اژدہا بنجانا ایک۔ پھر عصا بنجانا دوسرا۔ اور ید کا روشن ہونا ایک۔ پھر اصلی رنگ پر آجانا دوسرا اور لا تنیا اہتمام کے لیے فرمایا ورنہ انبیا مین اسکا احتمال نہین اور شاید کا لفظ باعتبار دوسرے لوگون کے فرمایا نہ باعتبار علم الٰہی کے۔ اور دونون کو حکم فرمانیکے لیے ہارون علیہ السلام کا وہان تشریف رکھنا ضرور نہین یا تو موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہو کہ ان سے کہدین یا انکو انکے مقام پر وحی ہوئی ہو یا یہ وحی دونون کے اجتماع کے وقت ہوئی ہو بعد واپسی طور کے واللہ اعلم۔ اور بار بار یا موسیٰ فرمانا رافت اور تشریف کے لیے ہے۔ اور الہام مین عدد کی تعیین نہین فرمائی تھی جیسا قصد سے معلوم ہوتا ہے۔ اور الہام اگر فرشتہ کے ذریعہ سے ہو تب بھی نبوت لازم نہین آتی کیونکہ نبوت کے لوازم سے تبلیغ ہے قَالَا رَبَّنَآ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَآ اَوْ اَنْ يَّطْغٰى ۝ قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِيْ مَعَكُمَآ اَسْمَعُ وَاَرٰى ۝ فَاْتِيٰهُ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّكَ فَاَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ۬ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ ۭ قَدْ جِئْنٰكَ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ ۭ وَالسَّلٰمُ عَلٰي مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى ۝ اِنَّا قَدْ اُوْحِيَ اِلَيْنَآ اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰي مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۝ قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا يٰمُوْسٰى ۝ قَالَ رَبُّنَا الَّذِيْٓ اَعْطٰي كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى ۝ جب یہ حکم دونون صاحبون کو پہونچ چکا تو) دونون نے عرض کیا کہ اے ہمارے پروردگار (ہم تبلیغ کے لیے حاضر ہین لیکن) ہمکو یہ اندیشہ ہے کہ (کہین) وہ ہمپر (تبلیغ سے پہلے ہی) زیادتی نہ کر بیٹھے (کہ تبلیغ ہی رہ جاوے) یا یہ کہ (عین تبلیغ کے وقت اپنے کفر مین) زیادہ شرارت نہ کرنے لگے (کہ اپنی بک بک مین تبلیغ نہ سُنے نہ سُننے دے جس سے وہ عدم تبلیغ کے برابر ہوجاوے) ارشاد ہوا کہ (اس امر سے مطلق) اندیشہ نہ کرو (کیونکہ) مین تم دونون کے ساتھ ہون سب سنتا دیکھتا ہون (مین تمہاری حفاظت کرونگا اور اسکو مرعوب کردونگا جس سے پوری تبلیغ کرسکو گے جیسا دوسری آیت مین ہے نجعل لکما سلطانا) سو تم (بیخوف و خطر) اُس کے پاس جاؤ اور (اُس سے) کہو کہ ہم دونون تیرے پروردگار کے فرستادے ہین (کہ ہمکو نبی بناکر بھیجا ہے) سو (تو ہماری اطاعت کر اصلاح عقیدہ مین بھی کہ توحید کی تصدیق کر اور اصلاح اخلاق مین بھی کہ ظلم وغیرہ سے باز آ اور) بنی اسرائیل کو (جنپر تو ناحق ظلم کرتا ہے اپنے پنجۂ ظلم سے رہا کرکے) ہمارے ساتھ جانے دے (کہ جہان چاہین اور جسطرح چاہین رہین) اور انکو تکلیفین مت پہونچا (اور ہم (جو دعوی نبوت کا کرتے ہین تو خالی خولی نہین بلکہ ہم) تیرے پاس تیرے رب کی طرف سے (اپنی نبوت کا) نشان (یعنی معجزہ بھی) لائے ہین اور (تصدیق اور قبول حق کا ثمرہ اس قاعدہ کلیہ سے معلوم ہوگا کہ) ایسے شخص کے لیے (عذاب الٰہی سے) سلامتی ہے جو (سیدھی) راہ پر چلے (اور تکذیب و رد حق کے باب مین) ہمارے پاس یہ حکم پہونچا ہے کہ (اللہ کا) عذاب (قہر کا) اُس شخص پر ہوگا جو (حق کو) جھٹلاوے اور (اُس سے) روگردانی کرے (غرض یہ سارا مضمون جاکر اُس سے کہو چنانچہ دونون حضرات تشریف لے گئے اور جاکر اُس سے سب کہدیا) وہ کہنے لگا کہ پھر (یہ تو بتلاؤ کہ) تم دونون کا رب کون ہے

ملحقات الترجمة

لے قولہ فقولا فارسل بنی اسرائیل الخ رسلے اشارۃ الی ان المراد بالارسال الاسترسال بلکہ البعث الی الشام ۱۲

لے قولہ تعالیٰ قال فمن ربکما تشریف لے گئے اشارہ الی ان بہ ایجاز ا لحصول علی ما تفرضیۃ ۱۲

اللغات قولہ یفرط فی القاموس فرط سبق وعلیہ فی القول اسرف وفی الروح ای یعجل علینا بالعقوبۃ ولا یصبر الی اتمام الدعوۃ ۱۲

النحو فاتیاہ عطف علی لا تخافا قولہ اسمع واری تاکید لقولہ اننی معکما ۱۲

البلاغۃ قولہ بایۃ افرد بالان المقصود المجئ مطلق الآیۃ لا ذکر تعددہا قولہ فمن ربکما الفاء لترتیب السوال علی ما سبق من کونہما رسولی ربہا ای اذا کنتما رسولی ربکما الذی ارسلکما فاخبرا من ربکما الذی ارسلکما ۱۲

قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰی ۝ قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّیْ فِیْ كِتٰبٍ ۚ لَا یَضِلُّ رَبِّیْ وَلَا یَنْسَی ۝ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ

فرعون نے کہا کہ اچھا تو پہلے لوگوں کا کیا حال ہوا۔ موسیٰ نے فرمایا کہ ان لوگوں کا علم میرے پروردگار کے پاس دفتر میں ہے میرا رب نہ غلطی کرتا ہے اور نہ بھولتا ہے وہ ایسا ہے جس نے تم لوگوں کیلئے زمین کو فرش

مَهْدًا وَّسَلَكَ لَكُمْ فِیْهَا سُبُلًا وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ؕ فَاَخْرَجْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰی ۝ كُلُوْا وَارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ ؕ

بنایا اور اس میں تمہارے واسطے رستے بنائے اور آسمان سے پانی برسایا پھر ہم نے اسکے ذریعہ سے اقسام مختلفہ کے نباتات پیدا کیے۔ خود کھاؤ اور اپنے مواشی کو چراؤ

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی النُّهٰی ۝ مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِیْهَا نُعِیْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰی ۝ ع ۲

ان سب چیزوں میں اہل عقل کے واسطے نشانیاں ہیں۔ ہم نے تمکو اسی زمین سے پیدا کیا اور اسی میں ہم تمکو لیجاوینگے اور پھر دوبارہ اسی سے ہم تمکو نکال لینگے

جسکے تم اپنے کو فرستادہ بتلاتے ہو) اے موسیٰ (جواب میں) موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا کہ ہمارا (دونوں کا بلکہ سب کا) رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو اسکے مناسب بناوٹ عطا فرمائی پھر (انمیں جو جاندار چیزیں تھیں انکو اسکے منافع و مصالح کی طرف) رہنمائی فرمائی (چنانچہ ہر جانور اپنی مناسب غذا اور جوڑہ اور مسکن وغیرہ ڈھونڈھ لیتا ہے پس وہی ہمارا بھی رب ہے ف ایک آیت میں جو سنشد عضدک باخیک کے ساتھ ونجعل لکما سلطانا آیا ہے سو اقتران فی الذکر سے اقتران فی القول لازم نہیں آتا اب یہ اشکال نرہا کہ بعد وعدہ جعل سلطان کے پھر خوف کیوں ہوا اور اگر لیسر لی امری کے ساتھ آذیت سوالک کے انضمام سے شبہہ ہو کہ تیسیر امر تبلیغ کے وعدہ کے بعد یہ خوف کیوں ہوا سو جواب یہ ہے کہ تیسیر تبلیغ بمعنے ارتفاع الموانع فی المتکلم مستلزم نہیں ارتفاع الموانع فی المخاطب کو۔ اور فرعون اگر وجود صانع کا قائل تھا تب تو اعطی الخ کو صلہ میں لانا بوجہ اسکے معلوم ہونے کے ہے اور اگر دہری تھا تو اسکو صلہ میں لانا بوجہ کالمعلوم ہونے کے ہے۔ اور فرعون کا صرف موسیٰ علیہ السلام کو مخاطب بنانا یا تو اسلیے ہو کہ قرائن سے ان کا اصل ہونا معلوم ہو گیا ہو یا قدیم تعلق کی وجہ سے ہو یا اسلیے ہو کہ کلام بھی موسیٰ علیہ السلام نے کیا تھا ہارون علیہ السلام صرف موید تھے واللہ اعلم۔ اور اعطی کل شیٔ خلقہ میں کسی شئے سے ناقص الخلقت ہونے سے شبہہ نہ کیا جاوے کیونکہ وہاں یہی مناسب ہے گو مصالح اسکے خفی ہوں۔ اور ان العذاب کے ترجمہ میں قہر کی قید سے یہ شبہہ جاتا رہا کہ عذاب تو عصاۃ کو بھی ہوگا سو وہ عذاب تطہیر کے لیے ہے نہ کہ قہر سے۔

قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰی ۝۵۱ قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّیْ فِیْ كِتٰبٍ ۚ لَا یَضِلُّ رَبِّیْ وَلَا یَنْسَی ۝۵۲ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّسَلَكَ لَكُمْ فِیْهَا سُبُلًا وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ؕ فَاَخْرَجْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰی ۝۵۳ كُلُوْا وَارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی النُّهٰی ۝۵۴ مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِیْهَا نُعِیْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰی ۝۵۵ فرعون نے (اسپر شبہہ کیا اِنَّ الْعَذَابَ عَلٰی مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰی اور) کہا کہ اچھا تو پہلے لوگوں کا کیا حال ہوا (جو انبیاء کی تکذیب کرتے تھے اُن پر کون سا عذاب نازل ہوا) موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا کہ (میں نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ وہ عذاب موعود دنیا ہی میں آنا ضرور ہے بلکہ کبھی دنیا میں بھی آجاتا ہے اور آخرت میں ضرور ہی ہوگا چنانچہ) اُن لوگوں (کی بداعمالیوں) کا علم میرے پروردگار کے پاس دفتر (اعمال) میں (محفوظ) ہے (گو اُسکو دفتر کی حاجت نہیں مگر بعض حکمتوں سے ایسا ہی کیا گیا ہے غرض یہ کہ اللہ تعالیٰ کو اُن کے اعمال معلوم ہیں اور) میرا رب (ایسا جاننے والا ہے کہ) نہ غلطی کرتا ہے اور نہ بھولتا ہے (پس اُنکے اعمال کا صحیح صحیح علم اسکو حاصل ہے مگر عذاب کے لیے وقت مقدر کر رکھا ہے جب وہ وقت آویگا وہ عذاب اُن پر جاری کر دیا جاویگا پس دنیا میں عذاب نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ کفر و تکذیب علت عذاب کی نہ ہو یہاں تک موسیٰ علیہ السلام کی تقریر ہو چکی آگے اللہ تعالیٰ اپنی شان ربوبیت کی کچھ تفصیل بیان فرماتے ہیں جسکا ذکر اجمالاً موسیٰ علیہ السلام کے اس کلام میں تھا ربنا الذی اعطی الخ علمہا عند ربی الخ لایضل ربی الخ چنانچہ ارشاد ہے کہ) وہ (رب) ایسا ہے جس نے تم لوگوں کے لیے زمین کو (مثل) فرش (کے) بنایا (کہ اُسپر آرام کرتے ہو) اور اُس (زمین) میں تمہارے (چلنے کے) واسطے رستے بنائے اور آسمان سے پانی برسایا پھر ہم نے اُس (پانی) کے ذریعہ سے اقسام مختلفہ کے نباتات پیدا کیے (اور تمکو اجازت دی کہ) خود (بھی) کھاؤ اور اپنے مواشی کو (بھی) چراؤ ان سب (مذکورہ) چیزوں میں اہل عقل کے (استدلال کے) واسطے (قدرت الٰہیہ کی) نشانیاں ہیں (اور جسطرح نباتات کو زمین سے نکالتے ہیں اسیطرح) ہم نے تمکو اسی زمین سے (ابتدا میں) پیدا کیا (چنانچہ آدم علیہ السلام مٹی سے بنائے گئے سو اُن کے واسطے سے

ملحقات الترجمة

۱ قولہ فی ھدی جو جاندار لان الهدایة قرینة علیه ۱۲

۲ قولہ فی کلوا اجازت دی اشارة الی کون الامر معمولا للمقدر حالا ای قائلین و آذنین لکم الخ ۱۲

اللغات الرعی لازم و متعد المهد مصدر ثم جعل اسم جنس لما یمهد للصبی و سلک کما فی القاموس ادخل ای حصل لکم طرقا و سطها بین الجبال والاودیة کذا فی الروح النهی جمع نهیة العقل لنهیه عن اتباع الباطل دار نکات البقیع ۱۲ **النحو** قوله شتی صفة لازواج و یمکن ان یجعل صفة لنبات لما انه فی الاصل مصدر یستوی فیه الواحد والجمع ۱۲ **البلاغة** قوله فیها نعیدکم لم یقل الیها للدلالة علی الاستقرار المدید فیها ۱۲

وَلَقَدْ اَرَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَاَبٰى ۝ قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا بِسِحْرِكَ يٰمُوْسٰى ۝ فَلَنَاْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ

اور ہم نے اسکو اپنی سب ہی نشانیاں دکھلائین سو وہ جھٹلایا ہی کیا اور انکار ہی کرتا رہا کہنے لگا کہ اے موسیٰ تم ہمارے پاس اسواسطے آئے ہو کہ ہمکو ہمارے ملک سے اپنے جادو سے نکال باہر کرو سو اب ہم بھی تمہارے مقابلہ مین ایسا ہی

فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهٗ نَحْنُ وَلَآ اَنْتَ مَكَانًا سُوًى ۝ قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّيْنَةِ وَاَنْ يُّحْشَرَ

جادو لاتے ہین تو ہمارے اور اپنے درمیان مین ایک وعدہ مقرر کرلو جسکو نہ ہم خلاف کرین اور نہ تم خلاف کرو کسی ہموار میدان مین۔ موسیٰ نے فرمایا تمہارے وعدہ کا وقت وہ دن ہے جسمین میلا ہوتا ہو اور دن چڑھے

النَّاسُ ضُحًى ۝ فَتَوَلّٰى فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهٗ ثُمَّ اَتٰى ۝ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰى وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ

لوگ جمع ہو جاتے ہین۔ غرض فرعون لوٹ گیا پھر اپنا مکر کا سامان جمع کرنا شروع کیا پھر آیا۔ موسیٰ نے اُن لوگون سے فرمایا کہ ارے کمبختی مارو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ افترا مت کرو کبھی خدا تعالیٰ تمکو

بِعَذَابٍ ۚ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰى ۝ فَتَنَازَعُوْا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ وَاَسَرُّوا النَّجْوٰى ۝ قَالُوْا اِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ يُرِيْدٰنِ

کسی قسم کی سزا سے بالکل نیست و نابود ہی کردے اور جو جھوٹ باندھتا ہے وہ ناکام رہتا ہے پس جادوگر باہم اپنی رائے مین اختلاف کرنے لگے اور خفیہ گفتگو کرتے رہے کہنے لگے کہ بیشک یہ دونون جادوگر ہین انکا مطلب یہ ہے کہ

اَنْ يُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى ۝ فَاَجْمِعُوْا كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا ۚ وَقَدْ اَفْلَحَ الْيَوْمَ

اپنے جادو سے تمکو تمہاری سرزمین سے نکال باہر کرین اور تمہارے عمدہ طریقہ کا دفتر ہی اٹھا دین تو اب تم ملکر اپنی تدبیر کا انتظام کرو اور صفین آراستہ کرکے آؤ اور آج وہی کامیاب ہے

مَنِ اسْتَعْلٰى ۝ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى ۝

جو غالب ہو۔ انہون نے کہا کہ اے موسیٰ آپ پہلے ڈالین گے یا ہم پہلے ڈالنے والے بنین

سبکا مادہ بعید خاک ہوئی) اور اسی مین ہم تمکو (بعد موت) لیجا دینگے (چنانچہ کوئی مردہ کسی حالت مین ہو لیکن آخر کو گو مدتون کے بعد سہی مگر مٹی مین ضرور ملیگا) اور روز قیامت کے روز پھر دوبارہ اسی سے ہم تمکو نکال لین گے جیسا پہلی بار اُس سے پیدا کر چکے ہین۔ **ف** شاید اللہ تعالیٰ نے یہ جملہ اسلیے بڑھا دیا ہو کہ سورت مکیہ ہے کفار مکہ توحید و بعث کے منکر تھے اور اس جملہ مین دونون پر دلالت ہے واللہ اعلم وَلَقَدْ اَرَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَاَبٰى ﴿۵۶﴾ قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا بِسِحْرِكَ يٰمُوْسٰى ﴿۵۷﴾ فَلَنَاْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهٗ نَحْنُ وَلَآ اَنْتَ مَكَانًا سُوًى ﴿۵۸﴾ قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّيْنَةِ وَاَنْ يُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ﴿۵۹﴾ اور ہم نے اُس (فرعون) کو اپنی (وہ) سب ہی نشانیاں دکھلائین (جو کہ موسیٰ علیہ السلام کو عطا ہوئین تھین) سو وہ (جب بھی) جھٹلایا ہی کیا اور انکار ہی کرتا رہا (اور) کہنے لگا کہ اے موسیٰ تم ہمارے پاس (یہ دعویٰ لیکر) اسواسطے آئے ہو (گے) کہ ہمکو ہمارے ملک سے اپنے جادو کے زور سے نکال باہر کرو (اور خود عوام کو فریفتہ اور تابع بناکر رئیس بنجاؤ) سو اب ہم بھی تمہارے مقابلہ مین ایسا ہی جادو لاتے ہین تو ہمارے اور اپنے درمیان مین ایک وعدہ مقرر کرلو جسکو نہ ہم خلاف کرین اور نہ تم خلاف کرو کسی ہموار میدان مین (تاکہ سب دیکھ لین) موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا تمہارے (مقابلہ کے) وعدہ کا وقت وہ دن ہے جسمین (تمہارا) میلا ہوتا ہو اور (جسمین) دن چڑھے لوگ جمع ہو جاتے ہین (اور ظاہر ہے کہ میلے کا موقع اکثر ہموار ہی زمین مین ہوتا ہے اس سے مکان سوی کی شرط بھی پوری ہوجا. گی) **ف** یہ جو فرعون نے کہا اجئتنا لتخرجنا اگر دل مین یہ غرض سمجھتا ہو جیسا کہ ظاہر بھی ہے تو یہ کہنا اسلیے ہوگا کہ اور سننے والون کو موسیٰ علیہ السلام پر غیظ پیدا ہوجاوے کیونکہ ترک وطن طبائع پر شاق ہوتا ہے اور اس غیظ کی وجہ سے انکی طرف میلان نہ ہونے پاوے کہ آیات مین تدبر کرسکین فَتَوَلّٰى فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهٗ ثُمَّ اَتٰى ﴿۶۰﴾ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰى وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ ۚ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰى ﴿۶۱﴾ فَتَنَازَعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ وَاَسَرُّوا النَّجْوٰى ﴿۶۲﴾ قَالُوْٓا اِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ يُرِيْدٰنِ اَنْ يُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى ﴿۶۳﴾ فَاَجْمِعُوْا كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا ۚ وَقَدْ اَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلٰى ﴿۶۴﴾ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى ﴿۶۵﴾

ملحقات الترجمۃ

قوله فی تارة اخری جیسا پہلی بار اشارة الی ان الاخراج والخلق لما کانا متغایرین مع اتحاد الحکم علی الاخراج بکونه تارة اخری ۱۲ قوله فی ایتنا دکھلائین اشارة الی کون الارة بمعنی الابصار والتعریف لانه لا یجوز حذف المفعول الثالث ۱۲ قوله فی کلها جو کہ موسیٰ علیہ السلام الخ وبه ارتفع الاشکالات کلها وتلک الآیات هی التی ذکرت فی قوله اذهب انت واخوک بایاتی کما قررت فی تفسیره ۱۲

اللغات موعدا وقوله موعدکم مصدر فی الاول بقرینة هو وضمیر نخلفه الیه لانه لا معنی لاخلاف وقت الوعد وظرف فی الثانی بصحة الاخبار عنه بقوله یوم الزینة بلا تکلف قوله سوی ای کانا مستو من الارض لا وعر فیه ولا جبل ولا اکمة ولا مطمئن بحیث یستر الحاضرین فیه بعضهم من بعض اخرجه ابن ابی حاتم عن ابن زید کذا فی الروح ۱۲ السحت والاسحات الاستیصال ۱۲

النحو قال اجئتنا استیناف قوله وان یحشر عطف علی الزینة ای یوم الزینة ویوم الحشر قوله مکانا سوی انتصابه علی انه مفعول بفعل مقدر دل علیه موعدا ای عد مکانا قوله اما ان تلقی منصوب بفعل مضمر ای ما تختار الفارک او تختار کوننا اول من لقی او مرفوع علی انه خبر لمبتدأ محذوف ای الامر اما القاءک

او کوننا اول من القی کذا فی الروح ۱۲

اختلاف القراءة قوله ان هذان قرأ ابن کثیر بتشدید نون هذان وهو علی خلاف القیاس وفی قراءة ان بتشدید النون هذان بالالف ونون خفیفة علی لغة بعض العرب من اجراء المثنی بالالف دائما قالوا اضربته بین اذناه ومن یشتری الخفان وهی لغة لکنانة ولبنی الحرث بن کعب وخثعم وزبید ولبنی العنبر وبنی الهجیم ومراد وعذرة وقرأ ابو عمرو ان هذین واعرابه واضح - واما ما نسب الی عائشة رض من حکمها علی القراءة الثانیة بکونها لحنا وخطأ من الکتاب فغیر ثابت کیف وقد ذکر اهل المصطلح ان ما یدرک به وضع الخبر ما یؤخذ من حال المروی کان یکون مناقضا لنص القرآن او السنة المتواترة او الاجماع القطعی او صریح العقل حیث لا یقبل شیء من التاویل او لم یحتمل سقوط شیء منه یزول المحذور کذا فی الروح ۱۲

قَالَ بَلْ أَلْقُوا ۖ فَإِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِن سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعَىٰ ۝ فَأَوْجَسَ فِي نَفْسِهِ خِيفَةً مُّوسَىٰ ۝ قُلْنَا لَا تَخَفْ

آپ نے فرمایا نہین تم ہی پہلے ڈالو پس یکایک انکی رسیان اور لاٹھیان انکی نظربندی سے موسیٰ کے خیال مین ایسی معلوم ہونے لگین جیسے چلتی دوڑتی ہون سو موسیٰ کے دلمین تھوڑا سا خوف ہوا ہم نے کہا کہ تم خوف نکرو

إِنَّكَ أَنتَ الْأَعْلَىٰ ۝ وَأَلْقِ مَا فِي يَمِينِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوا ۖ إِنَّمَا صَنَعُوا كَيْدُ سَاحِرٍ ۖ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتَىٰ ۝ فَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ

تم ہی غالب رہوگے ۔ اور یہ تمہارے داہنے ہاتھ مین جو ہے اسکو ڈال دو ان لوگون نے جو کچھ بنایا ہے یہ سبکو نگل جاویگا یہ جو کچھ بنایا ہے جادوگرون کا سا سانگ ہے اور جادوگر کہین جاوے کامیاب نہین ہوتا سو جادوگر

سُجَّدًا قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ هَارُونَ وَمُوسَىٰ ۝ قَالَ آمَنتُمْ لَهُ قَبْلَ أَنْ آذَنَ لَكُمْ ۖ إِنَّهُ لَكَبِيرُكُمُ الَّذِي عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۖ

سجدہ مین گر گئے کہا کہ ہم تو ایمان لے آئے ہارون اور موسیٰ کے پروردگار پر ۔ فرعون نے کہا کہ بدون اسکے کہ مین تمکو اجازت دون تم موسیٰ پر ایمان لے آئے واقعی وہ تمہارا بھی بڑا ہے کہ اُنہون نے تمکو سحر سکھلایا ہے

فَلَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُم مِّنْ خِلَافٍ وَلَأُصَلِّبَنَّكُمْ فِي جُذُوعِ النَّخْلِ وَلَتَعْلَمُنَّ أَيُّنَا أَشَدُّ عَذَابًا وَأَبْقَىٰ ۝ قَالُوا

سو مین تم سب کے ہاتھ پاؤن کٹواتا ہون ایک طرف کا ہاتھ اور ایک طرف کا پاؤن اور تم سب کو کھجور کے درختون پر سولی دلواتا ہون اور یہ بھی تمکو معلوم ہوا جاتا ہے کہ ہم دونون مین کسکا عذاب زیادہ سخت اور

لَن نُّؤْثِرَكَ عَلَىٰ مَا جَاءَنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالَّذِي فَطَرَنَا ۖ فَاقْضِ مَا أَنتَ قَاضٍ ۖ إِنَّمَا تَقْضِي هَٰذِهِ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ۝ إِنَّا آمَنَّا

صاف جواب دیا کہ ہم تجکو کبھی ترجیح نہ دینگے بمقابلہ اُن دلائل کے جو ہمکو ملے ہین اور بمقابلہ اُس ذات کے جس نے ہمکو پیدا کیا ہے تجکو جو کچھ کرنا ہو کر ڈال تو بجز اسکے کہ اس دنیوی زندگانی مین کچھ کر لے اور کر ہی کیا سکتا ہے ہم

بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطَايَانَا وَمَا أَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ ۗ وَاللَّهُ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ۝ إِنَّهُ مَن يَأْتِ رَبَّهُ مُجْرِمًا فَإِنَّ لَهُ جَهَنَّمَ

اپنے پروردگار پر ایمان لا چکے تاکہ ہمارے گناہ معاف کردین اور تونے جو جادو مین ہمپر زور ڈالا اسکو بھی معاف کردین اور اللہ تعالیٰ بمدرجہا اچھے ہین اور زیادہ بقا والے ہین جو شخص مجرم ہوکر اپنے رب کے پاس حاضر ہوگا سو اسکے لیے جہنم ہے

لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ ۝ وَمَن يَأْتِهِ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصَّالِحَاتِ فَأُولَٰئِكَ لَهُمُ الدَّرَجَاتُ الْعُلَىٰ ۝ جَنَّاتُ عَدْنٍ

اسمین نہ مری گا اور نہ جیے ہی گا ۔ اور جو شخص رب کے پاس مؤمن ہوکر حاضر ہوگا جس نے نیک کام بھی کیے ہون سو ایسون کے لیے بڑے اونچے درجے ہین یعنی ہمیشہ رہنے کے باغات

تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ مَن تَزَكَّىٰ ۝

جنکے نیچے نہرین جاری ہونگی وہ اُنمین ہمیشہ ہمیشہ کو رہین گے اور جو شخص پاک ہوا اوسکا یہی انعام ہے

قَالَ بَلْ أَلْقُوا ۖ فَإِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِن سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعَىٰ ﴿۶۶﴾ فَأَوْجَسَ فِي نَفْسِهِ خِيفَةً مُّوسَىٰ ﴿۶۷﴾ قُلْنَا لَا تَخَفْ إِنَّكَ أَنتَ الْأَعْلَىٰ ﴿۶۸﴾ وَأَلْقِ مَا فِي يَمِينِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوا ۖ إِنَّمَا صَنَعُوا كَيْدُ سَاحِرٍ ۖ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتَىٰ ﴿۶۹﴾ فَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ هَارُونَ وَمُوسَىٰ ﴿۷۰﴾ قَالَ آمَنتُمْ لَهُ قَبْلَ أَنْ آذَنَ لَكُمْ ۖ إِنَّهُ لَكَبِيرُكُمُ الَّذِي عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۖ فَلَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُم مِّنْ خِلَافٍ وَلَأُصَلِّبَنَّكُمْ فِي جُذُوعِ النَّخْلِ وَلَتَعْلَمُنَّ أَيُّنَا أَشَدُّ عَذَابًا وَأَبْقَىٰ ﴿۷۱﴾ قَالُوا لَن نُّؤْثِرَكَ عَلَىٰ مَا جَاءَنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالَّذِي فَطَرَنَا ۖ فَاقْضِ مَا أَنتَ قَاضٍ ۖ إِنَّمَا تَقْضِي هَٰذِهِ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ﴿۷۲﴾ إِنَّا آمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطَايَانَا وَمَا أَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ ۗ وَاللَّهُ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ﴿۷۳﴾ إِنَّهُ مَن يَأْتِ رَبَّهُ مُجْرِمًا فَإِنَّ لَهُ جَهَنَّمَ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ ﴿۷۴﴾ وَمَن يَأْتِهِ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصَّالِحَاتِ فَأُولَٰئِكَ لَهُمُ الدَّرَجَاتُ الْعُلَىٰ ﴿۷۵﴾ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ مَن تَزَكَّىٰ ﴿۷۶﴾

غرض (یہ سنکر) فرعون (دربار سے اپنی جگہہ) لوٹ گیا پھر اپنا مکر (یعنی جادو کا) سامان جمع کرنا شروع کیا پھر (سکو لیکر اُس میدان مین جہان وعدہ ٹھیرا تھا) آیا (اُسوقت) موسیٰ (علیہ السلام) نے اُن (جادوگر) لوگون سے فرمایا کہ ارے کمبختی مارو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ افترا مت کرو (کہ اُس کے وجود یا توحید کا انکار کرنے لگو یا اُسکے ظاہر کیے ہوئے معجزات کو سحر بتلانے لگو) کبھی خدا تعالیٰ تمکو کسی قسم کی سزا سے بالکل نیست و نابود ہی کر دے اور جو جھوٹ باندھتا ہے وہ (آخر کو) ناکام رہتا ہے پس جادوگر (یہ بات سنکر ان دونون حضرات کے بارہ مین) باہم اپنی رائے مین اختلاف کرنے لگے اور خفیہ گفتگو کرتے رہے (آخری نتیجہ سب متفق ہوکر) کہنے لگے کہ بیشک یہ دونون جادوگر ہین انکا مطلب یہ ہے کہ اپنی جادو (کے زور) سے تمکو تمہاری سرزمین سے نکال باہر کرین اور تمہارے عمدہ (مذہبی) طریقہ کا دفتر ہی اٹھا دین تو اب تم ملکر اپنی تدبیر کا انتظام کرو اور صفین آراستہ کرکے (مقابلہ مین) آؤ اور آج وہی کامیاب ہے جو غالب ہو (پھر

اللغات الایجاس الاضمار ۱۲	النحو قولہ انما صنعوا ما کافۃ ۱۲

وَلَقَدْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰىٓ ۙ اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا ۙ لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰى ۝

اور ہم نے موسیٰ کے پاس وحی بھیجی کہ ہمارے بندوں کو راتون رات لیجاؤ پھر ان کے لیے دریا مین خشک رستہ بنا دینا نہ تمکو کسی کے تعاقب کا اندیشہ ہوگا اور نہ اور کسی قسم کا خوف

فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ ۝ وَاَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰى ۝

پس فرعون اپنے لشکرون کو لے کر انکے پیچھے چلا تو دریا انپر جیسا ملنے کو تھا آملا اور فرعون اپنی قوم کو بری راہ لایا اور نیک راہ انکو نہ بتلائی۔

(موسیٰ علیہ السلام سے) کہا کہ اے موسیٰ (کہیے آپ (اپنا عصا) پہلے ڈالین گے یا ہم پہلے ڈالنے والے بنین آپ نے (نہایت بے پروائی سے) فرمایا نہیں تم ہی پہلے ڈالو (چنانچہ اُنہون نے اپنی رسیان اور لاٹھیان ڈالین اور نظر بندی کردی) پس یکایک انکی رسیان اور لاٹھیان انکی نظربندی سے موسیٰ (علیہ السلام) کے خیال مین ایسی معلوم ہونے لگین جیسے (سانپ کیطرح) چلتی دوڑتی ہون سو موسیٰ (علیہ السلام) کے دلمین تھوڑا سا خوف ہوا (کہ جب دیکھنے مین یہ رسیان اور لاٹھیان بھی سانپ معلوم ہوتی ہین اور میرا عصا بھی بہت سے بہت سانپ بنجاویگا تو دیکھنے والے تو دونون چیزون کو ایک ہی سا سمجھینگے تو حق و باطل مین امتیاز کسطرح کرینگے اُسوقت) ہم نے کہا کہ تم ڈرو نہیں تم ہی غالب رہوگے اور (اسکی صورت یہ ہی کہ) یہ تمہارے داہنے ہاتھ مین جو (عصا) ہی اسکو ڈال دو ان لوگون نے جو کچھ (سانگ) بنایا ہی یہ (عصا) سبکو نگل جاویگا یہ جو کچھ بنایا ہے جادوگرون کا سانگ ہی اور جادوگر کہین جاوے (معجزہ کے مقابلہ مین کبھی) کامیاب نہیں ہوتا (موسیٰ علیہ السلام کو تسلی ہوگئی کہ اب امتیاز خوب ہو سکتا ہی چنانچہ اُنہون نے عصا ڈالا اور واقعی وہ سب کو نگل گیا) سو جادوگر (دن نے جو یہ فعل فوق السحر دیکھا سمجھ گئے کہ یہ بیشک معجزہ ہے اور فوراً ہی سب) سجدہ مین گر گئے (اور باواز بلند) کہا کہ ہم تو ایمان لے آئے ہارون اور موسیٰ (علیہما السلام) کے پروردگار پر فرعون نے (یہ واقعہ دیکھکر جادوگرون کو دھمکایا اور) کہا کہ بدون اسکے کہ مین تمکو اجازت دون (یعنی میری خلاف مرضی) تم موسیٰ (علیہ السلام) پر ایمان لے آئے واقعی (معلوم ہوتا ہی کہ) وہ (سحر مین) تمہارے بھی بڑے (اور اوستاد) ہین کہ اُنہون نے تمکو سحر سکھلایا ہی (اور اوستاد شاگردون نے سازش کرکے جنگ زرگری کی ہی تاکہ تمکو ریاست حاصل ہو) سو (اب حقیقت معلوم ہوئی جاتی ہی) مین تم سب کے ہاتھ پانو کٹواتا ہون ایک طرف کا ہاتھ اور ایک طرف کا پانو اور تم سب کو کھجورون کے درختون پر ٹنگواتا ہون (تاکہ سب دیکھکر عبرت حاصل کرین) اور یہ بھی تمکو معلوم ہوا جاتا ہی کہ ہم دونون مین (یعنی مجھ مین اور رب موسیٰ مین) کسکا عذاب زیادہ سخت اور دیرپا ہی اُن لوگون نے صاف جواب دیدیا کہ ہم تجکو کبھی ترجیح نہ دینگے بمقابلہ اُن دلائل کے جو ہمکو ملے ہین اور بمقابلہ اُس ذات کے جس نے ہمکو پیدا کیا ہی تجکو جو کچھ کرنا ہو (دل کھولکر) کرڈال تو بجز اسکے کہ اس دنیوی زندگانی مین کچھ کرلے اور کر ہی کیا سکتا ہی بس اب تو ہم اپنے پروردگار پر ایمان لاچکے تاکہ ہمارے (پچھلے) گناہ (کفر وغیرہ) معاف کردین اور تونے جو جادو (کے مقدمہ) مین ہمپر زور ڈالا اُسکو بھی معاف کردین اور اللہ تعالیٰ (باعتبار ذات وصفات کے بھی تجھسے) بدرجہا اچھے ہین اور (باعتبار ثواب و عقاب کے بھی) زیادہ بقا والے ہین (اور تجکو نہ خیریت نصیب ہی نہ بقا تو تیرا کیا انعام جسکا وعدہ ہم سے کیا تھا اور کیا عذاب جسکی اب وعید سناتا ہی اور اللہ تعالیٰ کے جس ثواب اور عذاب کو بقا ہے اُسکا قانون یہ ہی کہ) جو شخص (بغاوت کا) مجرم ہوکر (یعنی کافر ہوکر) اپنے رب کے پاس حاضر ہوگا سو اُسکے لیے دوزخ (مقرر) ہے اُسمین نہ مرہی گا اور نہ جیے ہی گا (نہ مرنا تو ظاہر ہے اور نہ جینا یہ کہ جینے کا آرام نہ ہوگا) اور جو شخص رب کے پاس مؤمن ہوکر حاضر ہوگا جسنے نیک کام بھی کیے ہون سو ایسون کے لیے بڑے اونچے درجے ہین یعنی ہمیشہ رہنے کے باغات جنکے نیچے نہرین جاری ہونگی وہ اُنمین ہمیشہ ہمیشہ کو رہینگے اور جو شخص (کفر و معصیت سے) پاک ہوا اُسکا یہی انعام ہی (پس اس قانون کے موافق ہم نے کفر کو چھوڑکر ایمان اختیار کرلیا) **ف** فرعون کا یہ کہنا کہ علمکم السحر عوام کو فریب دینے کے لیے تھا ورنہ موسیٰ علیہ السلام سے اُن کی بے تعلقی وہ بھی جانتا تھا۔ اور اگر سچ سچ کہتا یا تو اس بناپر ہو کہ حکم سلطانی کے بعد آزادی سے رای قائم کرنیکی گنجائش نہیں رہتی اور یا اس وجہ سے ہو کہ ساحرین کی رائے مقابلہ مین اُسکی نہ ہوگی کسی مصلحت کے خیال سے۔ اور اسکی کہین تصریح نہیں دیکھی کہ فرعون نے ان نومسلمون کو یہ سزا دی یا نہیں۔ اور مؤمن غیر عامل صالحات کا ذکر اس آیت مین نہیں ہی اسکا حال دوسرے دلائل سے معلوم ہی۔ وَلَقَدْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰىٓ ۙ اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا ۙ لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰى ۝ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ ۝ وَاَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰى ۝

اللغات الدرک العوق قولہ اتبعہم بمعنے تبعہم ”**النحو** قولہ طریقا مفعول بہ لاضرب علی الاتساع وھو مجاز عقلی والاصل اضرب البحر لیصیر لہم طریقا وقیل ان الضرب بمعنی الجعل والاتخاذ“

ملحقات الترجمۃ
ؔ قولہ فی خیفۃ تصور میں سا لفظ التنکیر للتقلیل ”
ؔ قولہ فی کید ساحر جادوگرون اشارۃ الی ارادۃ الجنس ”
ؔ قولہ فی قبل ان اذن بدون اشارۃ الی ان المعنے من غیر اذنی کما فی قولہ تعالیٰ قبل ان تنفد کلمات ربی لا ان اذنہ لہم فی ذلک واقع بعد او متوقع ”

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ قَدْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَوٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ الطُّوْرِ الْاَيْمَنَ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى

اے بنی اسرائیل　ہم نے تمکو تمہارے دشمن سے نجات دی اور ہم نے تم سے کوہ طور کی داہنی جانب آنیکا وعدہ کیا　اور ہم نے تم پر من و سلوی نازل فرمایا

كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ ۚ وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى وَاِنِّيْ لَغَفَّارٌ

ہمنے جو نفیس چیزیں تمکو دی ہیں انکو کھاؤ　اور اس میں حد سے مت گذرو کہیں میرا غضب تمپر واقع ہو جاوے اور جس شخص پر میرا غضب واقع ہوتا ہے وہ بالکل گیا گذرا ہوا　اور میں ایسے لوگوں کے لیے

لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى ۝ وَمَآ اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوْسٰى ۝ قَالَ هُمْ اُولَآءِ عَلٰٓى اَثَرِيْ وَعَجِلْتُ اِلَيْكَ

بڑا بخشنے والا بھی ہوں جو توبہ کرلیں اور ایمان لے آویں اور نیک عمل کریں پھر راہ پر قائم رہیں　اور اے موسیٰ آپکو اپنی قوم سے جلدی آنیکا کیا سبب ہوا انہوں نے عرض کیا کہ وہ لوگ یہی تو ہیں میرے پیچھے اور میں آپکے پاس جلدی

رَبِّ لِتَرْضٰى ۝ قَالَ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْۢ بَعْدِكَ وَاَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ۝ فَرَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۚ

اس لیے چلا آیا کہ آپ خوش ہونگے ارشاد ہوا کہ تمہاری قوم کو تو ہم نے تمہارے بعد ایک بلا میں مبتلا کر دیا اور انکو سامری نے گمراہ کر دیا　غرض موسیٰ غصہ اور رنج میں بھرے ہوئے اپنی قوم کی طرف واپس آئے

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ قَدْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَوٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ الطُّوْرِ الْاَيْمَنَ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ۝ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ ۚ وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى ۝ وَاِنِّيْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى ۝ اور (جب فرعون اسپر بھی ایمان نہ لایا اور ایک عرصہ تک مختلف معاملات و واقعات ہوتے رہے اسوقت) ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس وحی بھیجی کہ ہمارے (ان) بندوں کو (یعنی بنی اسرائیل کو مصر سے) راتوں رات (باہر لیجاؤ (اور دور چلے جاؤ تاکہ فرعون کے ظلم و شدائد سے انکو نجات ہو) پھر (راہ میں جو دریا ملیگا تو) اُن کے لیے دریا میں (عصا مار کر) خشک رستہ بنا دینا (یعنی عصا مارنا کہ اس سے خشک رستہ بن جاویگا) نہ تو تم کو کسی کے تعاقب کا اندیشہ ہوگا (کیونکہ اہل تعاقب کامیاب نہ ہوسکے گو تعاقب کریں) اور نہ اور کسی قسم کا (مثلاً غرق وغیرہ کا) خوف ہوگا (بلکہ امن و اطمینان سے پار ہو جاؤگے چنانچہ موسیٰ علیہ السلام موافق حکم کے انکو شبا شب نکال لے گئے اور صبح مصر میں خبر مشہور ہوئی) پس فرعون اپنے لشکروں کو لیکر ان کے پیچھے چلا (اور بنی اسرائیل موافق وعدہ الٰہیہ کے دریا سے پار ہوگئے اور ہنوز وہ راستے اُسی طرح اپنی حالت پر تھے جیسا دوسری آیت میں ہے واترك البحر رهوا انهم جند مغرقون فرعونیوں نے جلدی میں کچھ آگا پیچھا سوچا نہیں اُن رستوں پر ہولیے جب اندر آگئے) تو (اسوقت چاروں طرف سے) دریا (کا پانی سمٹ کر) اُن پر جیسا ملنے کو تھا آملا (اور سب غرق ہوکر رہ گئے) اور فرعون اپنی قوم کو بُری راہ لایا اور نیک راہ انکو نہ بتلائی (جسکا اسکو دعوی تھا ومآ اهديكم الا سبيل الرشاد اور بری راہ ہونا ظاہر ہے کہ دنیا کا بھی ضرر ہوا اور آخرت کا بھی حیث اغرقوا فادخلوا نارا پھر بنی اسرائیل کو بعد نعمت انجا کے اور نعمتیں عنایت ہوئیں مثلاً عطای توراۃ اور من و سلوی ان نعمتوں کو عطا کر کے ہم نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ) اے بنی اسرائیل (دیکھو) ہم نے (تمکو کیسی کیسی نعمتیں دیں کہ) تمکو تمہارے (ایسے بڑے) دشمن سے نجات دی اور ہمنے تمسے (یعنی تمہارے پیغمبر سے تمہارے نفع کے واسطے) کوہ طور کے داہنی جانب آنے کا (اور وہاں آنے کے بعد توراۃ دینے کا) وعدہ کیا اور (وادی تیہ میں) ہم نے تمپر من و سلوی نازل فرمایا (اور اجازت دی کہ) ہمنے جو نفیس چیزیں (شرعاً بھی کہ حلال ہیں اور طبعاً بھی کہ لذیذ ہیں) تمکو دی ہیں انکو کھاؤ اور اس (کھانے) میں حد (شرعی) سے مت گذرو (مثلاً یہ کہ حرام سے حاصل کیا جاوے کذا فی الدر یا کھاکر معصیت کی جاوے) کہیں میرا غضب تمپر واقع ہو جاوے اور جس شخص پر میرا غضب واقع ہوتا ہی وہ بالکل گیا گذرا ہوا اور (نیز اس کے ساتھ یہ بھی کہ) میں ایسے لوگوں کے لیے بڑا بخشنے والا بھی ہوں جو (کفر و معصیت سے) توبہ کرلیں اور ایمان لے آویں اور نیک عمل کریں پھر (اسی) راہ پر قائم (بھی) رہیں (یعنی ایمان و عمل صالح پر مداومت کریں یہ مضمون ہم نے بنی اسرائیل سے کہا تھا کہ تذکیر نعمت و امر بالشکر و نہی عن المعصیت اور وعدہ و عید یہ خود بھی دینی نعمت ہی) ف جانب طور کو ایمن اسلیے فرمایا کہ وہ جانب اُسطرف جانے والے کے داہنے ہاتھ پڑتی ہے اور بعض نے یمن سے لیا ہی بمعنے برکت یعنی جانب مبارک اسکی توجیہ ظاہر ہی کیونکہ محل وحی کے مبارک ہونے میں کیا شبہہ ہے چنانچہ اسکو مقدس بھی کہا ہی وَمَآ اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوْسٰى ۝ قَالَ هُمْ اُولَآءِ عَلٰٓى اَثَرِيْ وَعَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى ۝ قَالَ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْۢ بَعْدِكَ وَاَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ۝ فَرَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۚ

اللغات قوله يحل من حل الدين يحل بكسر الحاء اذا وجب اداره و اصله من الحلول وهو في الاجسام ثم استعير لغيرها و شاع حتى صارت حقيقة فيه وقرأ الكسائي فيحل بضم الحاء و يحلل بضم اللام و معنى مضموم الحاء ينزل لكن حل بالبلدة وفي المصباح حل العذاب يحل و يحل هذه وحدها بالكسر والضم معا والباقي بالكسر فقط قوله هوى هلك واصله السقوط عن علو الى سفل **النحو** قوله يبسا مصدر وصف به مبالغة **البلاغة** قوله ثم اهتدى كلمة ثم اما للتراخي باعتبار الانتهاء البعدة عن الابتداء او للدلالة على بعد ما بين المرتبتين فان المداومة اعلى و اعظم من الشروع ١٢

ملحقات الترجمة

سے قوله ای بنی اسرائیل ہم نے فرمایا اشارة الى تقدير قلنا فهو حكاية لما خاطبهم به لا خطاب لمعاصري نبينا صلى الله عليه وسلم ٢ قوله في واعدنكم تمہارے نفع کے واسطے اشارة الى نكتة التعبير بما عبر به ٣ قوله آنيکا اشارة الى حذف المضاف اى واعدناكم اتيان الجانب

قَالَ يٰقَوْمِ اَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ۬ اَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ اَمْ اَرَدْتُّمْ اَنْ يَّحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ

فرمانے لگے کہ اے میری قوم کیا تم سے تمہارے رب نے ایک اچھا وعدہ نہیں کیا تھا کیا تم پر زیادہ زمانہ گذر گیا تھا یا تمکو یہ منظور ہوا کہ تم پر تمہارے رب کا غضب واقع ہو

فَاَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِيْ ۝ قَالُوْا مَاۤ اَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَلٰكِنَّا حُمِّلْنَاۤ اَوْزَارًا مِّنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ فَقَذَفْنٰهَا

اس لیے تمنے مجھ سے جو وعدہ کیا تھا اُسکے خلاف کیا وہ کہنے لگے کہ ہم نے جو آپ سے وعدہ کیا تھا اسکو اپنے اختیار سے خلاف نہیں کیا ولیکن قوم کے زیور میں سے ہم پر بوجھ لد رہا تھا سو ہم نے اسکو ڈال دیا

فَكَذٰلِكَ اَلْقَى السَّامِرِيُّ ۝ فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ فَقَالُوْا هٰذَاۤ اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى ۬ فَنَسِيَ ۝ اَفَلَا

پھر اسیطرح سامری نے ڈال دیا۔ پھر اس نے ان لوگون کے لیے ایک بچھڑا ظاہر کیا کہ وہ ایک قالب تھا جسمین ایک آواز تھی سو وہ لوگ کہنے لگے کہ تمہارا اور موسیٰ کا بھی معبود تو یہ ہے موسیٰ تو بھول گئے کیا وہ لوگ

يَرَوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ قَوْلًا ۬ وَّلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ۝

اتنا بھی نہین دیکھتے تھے کہ وہ نہ تو انکی کسی بات کا جواب دیسکتا ہے اور نہ اُنکے کسی ضرر یا نفع پر قدرت رکھتا ہے

ع ٤ ١٣

قَالَ يٰقَوْمِ اَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ۬ اَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ اَمْ اَرَدْتُّمْ اَنْ يَّحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِيْ ۝ قَالُوْا مَاۤ اَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَلٰكِنَّا حُمِّلْنَاۤ اَوْزَارًا مِّنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ فَقَذَفْنٰهَا فَكَذٰلِكَ اَلْقَى السَّامِرِيُّ ۝ فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ فَقَالُوْا هٰذَاۤ اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى ۬ فَنَسِيَ ۝ اَفَلَا يَرَوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ قَوْلًا ۬ وَّلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ۝ اور (جب اللہ تعالیٰ کو توراۃ دینا منظور ہوا تو موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور پر آنیکا حکم فرمایا اور ساتھ آنیکا قوم کو بھی یعنی بعضون کو حکم ہوا کذا فی فتح المنان عن الباب التاسع عشر من سفر الخروج موسیٰ علیہ السلام شوق مین سب سے آگے تنہا جا پہونچے اور دوسرے لوگ اپنی جگہ رہ گئے طور کا ارادہ ہی نہین کیا اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا کہ) اے موسیٰ آپکو اپنی قوم سے آگے جلدی آنیکا کیا سبب ہوا انہون نے (اپنے گمان کے موافق) عرض کیا کہ وہ لوگ یہی تو ہین میرے پیچھے پیچھے (آرہے ہین) اور مین (سب سے پہلے) آپ کے پاس (یعنی محل مکالمت و مخاطبت کی جگہ) جلدی سے اس لیے چلا آیا کہ آپ (زیادہ) خوش ہون گے (کیونکہ امتثال امر مین پیشدستی کرنا زیادہ موجب خوشنودی کا ہے) ارشاد ہوا کہ تمہاری قوم کو تو ہم نے تمہارے (چلے آنے کے) بعد ایک بلا مین مبتلا کر دیا اور انکو سامری نے گمراہ کر دیا (جسکا بیان آگے آتا ہے فاخرج لہم عجلا الخ اور اضلال سامری کا ظاہر ہے اور فتنا مین اسناد باعتبار تخلیق کے ہے جسمین کوئی قبح نہین) غرض موسیٰ (علیہ السلام بعد انقضائے میعاد کے) غصہ اور رنج مین بھرے ہوئے اپنی قوم کی طرف واپس آئے (اور) فرمانے لگے کہ اے میری قوم کیا تم سے تمہارے رب نے ایک اچھا (اور سچا) وعدہ نہین کیا تھا (کہ ہم تمکو ایک کتاب احکام کی دینگے تو اُس کتاب کا تو تمکو انتظار واجب تھا) کیا تم پر (میعاد مقرر سے) زیادہ زمانہ گذر گیا تھا کہ اُسکے ملنے سے ناامیدی ہو گئی اسلیے اپنی طرف سے ایک عبادت ایجاد کر لی) یا (باوجود ناامیدی نہ ہونے کے) تمکو یہ منظور ہوا کہ تم پر تمہارے رب کا غضب واقع ہو اسلیے تم نے مجھ سے جو وعدہ کیا تھا (کہ آپکی واپسی تک بھی اسی دین توحید پر قائم رہین گے) اُسکے خلاف کیا وہ کہنے لگے کہ ہم نے جو آپ سے وعدہ کیا تھا اسکو اپنے اختیار سے خلاف نہین کیا (یہ معنے نہین کہ بالکل مضطر ہو گئے تھے بلکہ مطلب یہ ہے کہ جس رائے کو ہم ابتدا تحلی بالطبع ہو کر اختیار کرتے سامری کا فعل ہمارے لیے منشأ اشتباہ بن گیا جس سے ہمنے وہ رائے سابق اختیار نہ کی بلکہ رائے بدل گئی گو اُسپر بھی عمل اختیار ہی سے ہوا چنانچہ کہا گیا) ولیکن قوم (قبط) کے زیور مین سے ہم پر بوجھ لد رہا تھا سو ہم نے اسکو (سامری کے کہنے سے آگ مین) ڈالدیا پھر اسیطرح سامری نے (بھی اپنے ساتھ کا زیور) ڈالدیا (آگے اللہ تعالیٰ قصہ کی تتمیم فرماتے ہین) پھر اُس (سامری) نے اُن لوگون کے لیے ایک بچھڑا (بناکر) ظاہر کیا کہ وہ ایک قالب (خالی از کمالات) تھا جسمین ایک (بے معنی) آواز تھی سو (اُسکی نسبت وہ (احمق) لوگ (ایک دوسرے سے) کہنے لگے کہ تمہارا اور موسیٰ کا بھی معبود تو یہ ہے (اسکی عبادت کرو) موسیٰ تو بھول گئے (کہ طور پر خدا کی طلب مین گئے ہین حق تعالیٰ اُنکی تقبیح فرماتے ہین کہ) کیا وہ لوگ اتنا بھی نہین دیکھتے تھے کہ وہ (بواسطہ نہ بلا واسطہ) نہ تو انکی کسی بات کا جواب دیسکتا ہے اور نہ اُنکے کسی ضرر یا نفع پر قدرت رکھتا ہے (ایسا ناکارہ خدا کیا ہوگا اور اللہ حق بواسطہ انبیاء کے خطاب و کلام ضروری فرماتا ہے) **ف** زیور لینے کا قصہ پارہ نہم کے رکوع واتخذ قوم موسیٰ الخ مین گذرچکا ہے اور اسکے زیور کو نقد مین نہ لانے کی وجہ یہ تھی کہ وہ مال کفار کا بے رضا لیا ہوا تھا اسکا حکم شریعت موسوی مین

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ ایک اچھا وعدہ کی تفسیر ... الی تعدیہ ... الی مکان ... متعال من حسیبنہ ١٢

لہ قولہ فی العہد زمانہ کذا فی الکشاف ١٢

اللغات عجل بچھڑا۔ **الخوار** ... **البلاغۃ** قولہ فانا قد فتنا قومک ... فتعقیب ... قولہ افلا یرون ... الی تقدیر المعطوف علیہ ... کذا فی الروح

قولہ فاخرج الخ الشکنۃ فی کون التعبیر من اللہ تعالیٰ کما یدل علیہ قولہ لہم دون لنا ... قالوا قولہ افلا یرون الاشارۃ الی ان المذہب لا یطول کلامہم علی قولہم القی السامری فاخرج ... معنی الفاء للتعلیل للمقدر ای ہذا الحکم فاعبدوہ فان موسیٰ نسی ١٢

وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُونُ مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ ۚ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِيْ وَاَطِيْعُوْٓا اَمْرِيْ ۝ قَالُوْا

اور اُن لوگون سے ہارون نے پہلے بھی کہا تھا کہ اے میری قوم تم اسکے سبب گمراہی مین پھنس گئے ہو اور تمہارا رب رحمان ہی سو تم میری راہ پر چلو اور میرا کہنا مانو انہون نے جواب دیا

لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسٰى ۝ قَالَ يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ ضَلُّوْٓا ۝ اَلَّا تَتَّبِعَنِ ۗ اَفَعَصَيْتَ

کہ ہم تو جب تک موسیٰ ہمارے پاس واپس آئین اسی پر برابر جمے بیٹھے رہین گے کہا اے ہارون جب تم نے دیکھا تھا کہ یہ گمراہ ہوگئے تو تمکو میرے پاس چلے آنے سے کون امر مانع ہوا تھا سو کیا تم نے میرے

اَمْرِيْ ۝ قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِيْ وَلَا بِرَاْسِيْ ۚ اِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِيْ ۝

کہنے کے خلاف کیا ہارون نے کہا کہ اے میرے ماں جائے تم میری داڑھی مت پکڑو اور نہ سر کو مجھکو یہ اندیشہ ہوا کہ تم کہنے لگو کہ تم نے بنی اسرائیل کے درمیان مین تفریق ڈالدی اور تم نے میری بات کا پاس نہ کیا

ابتک معلوم نہ ہوا تھا اسلیے سامری نے جمع کرنے کی رائے دی کہ محفوظ رہے پھر حکم کی تحقیق کرلین گے۔ اور سامری منسوب ہی سامرہ کی طرف کہ ایک قریہ کا نام ہی شام مین اور یہ شخص منافق تھا اور بچھڑے مین آواز ہونیکی وجہ آگے آویگی اور ظاہر آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مکالمت طور پر پہونچتے ہی ہوئی اور اس مکالمت کے وقت فتنہ گوسالہ کا واقع ہوچکا تھا پس غالب یہ ہی کہ موسیٰ علیہ السلام کے پہونچنے مین جو ایام لگے ہین اُن ایام مین یہ واقعہ ہوگیا اور اگر اس سے زیادہ مدت کسی صحیح روایت سے ثابت ہوجاوے تو فتنا اور اضل کو ماؤل کیا جاویگا ابتدا فتنہ و اضلال کے ساتھ کہ اُس نے لوگون کی رائے بدلنا اور اسکا منصوبہ سوچنا شروع کیا ہوگا واللہ اعلم اور روایات کے مضامین درمنثور سے نقل کیے ہین وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ ۚ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِيْ وَاَطِيْعُوْٓا اَمْرِيْ ۝ قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسٰى ۝۹۱ قَالَ يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ ضَلُّوْٓا ۝۹۲ اَلَّا تَتَّبِعَنِ ۗ اَفَعَصَيْتَ اَمْرِيْ ۝۹۳ قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِيْ وَلَا بِرَاْسِيْ ۚ اِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِيْ ۝۹۴ اور اُن لوگون سے ہارون (علیہ السلام) نے (حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لوٹنے سے) پہلے بھی کہا تھا کہ اے میری قوم تم اس (گوسالہ) کے سبب گمراہی مین پھنس گئے ہو یعنی اس طریق مین صواب کا احتمال نہین یقینا ضلالت ہے) اور تمہارا رب (حقیقی) رحمان ہے (نہ کہ یہ گوسالہ) سو تم (دین کے بارہ مین) میری راہ پر چلو۔ (اس باب مین) میرا کہنا مانو (یعنی میرے قول و فعل کی اقتدا کرو) انہون نے جواب دیا کہ ہم تو جب تک موسیٰ (علیہ السلام) ہمارے پاس واپس (ہوکر) آئین اسی (کی عبادت) پر برابر جمے بیٹھے رہین گے (غرض ہارون علیہ السلام کا کہنا نہین مانا یہانتک کہ موسیٰ علیہ السلام بھی آگئے اور قوم سے اول خطاب کیا جو اوپر آچکا بعد اسکے ہارون علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے اور) کہا اے ہارون جب تم نے (انکو) دیکھا تھا کہ یہ (بالکل) گمراہ ہوگئے (اور نصیحت بھی نہین سنی) تو (اُسوقت) تمکو میرے پاس چلے آنے سے کون امر مانع ہوا تھا (یعنی اُسوقت میرے پاس چلا آنا چاہیے تھا تاکہ ان لوگونکو اور زیادہ یقین ہوتا کہ تم ان کے فعل کو نہایت ناپسند کرتے ہو اور نیز ایسے باغیون سے قطع تعلقات جسقدر زیادہ ہو بہتر ہی) سو کیا تم نے میرے کہنے کے خلاف کیا (کہ مین نے کہا تھا لاتتبع سبیل المفسدین جیسا پارہ نہم مین ہی جو بعمومہ دال ہی عدم موافقت مفسدین بوجہ من الوجوہ پر اور اُس عموم مین مساکنت بھی داخل ہی) ہارون (علیہ السلام) نے کہا کہ اے میرے ماں جائے (یعنی میرے بھائی) تم میری داڑھی مت پکڑو اور نہ سر (کے بال پکڑو) اور میرا عذر سُن لو میرے تمہارے پاس نہ آنیکی وجہ تھی کہ مجھکو یہ اندیشہ ہوا کہ (اگر مین چلا تو میرے ساتھ غیر عابدین عجل بھی چلیں گے اور اُس حالت مین) تم کہنے لگو کہ تم نے بنی اسرائیل کے درمیان مین تفریق ڈالدی (جو بعض اوقات مشارکت فی المسکن سے زیادہ مضر ہوتی ہی کہ مفسدین خالی میدان پاکر بے خطر فساد مین ترقی کرتے ہین) اور تم نے میری بات کا پاس نہ کیا (کہ مین نے کہا تھا اصلح۔ **ف** حاصل مقام کا یہ ہی کہ یہان دو اجتہاد ہین ایک یہ کہ ترک مساکنت زیادہ نافع تھی۔ دوسرا یہ کہ ترک مساکنت زیادہ مضر تھی موسیٰ علیہ السلام کا ذہن اجتہاد اول کی طرف گیا اور ہارون علیہ السلام کا ذہن دوسرے اجتہاد کی طرف گیا اور لاتتبع عموم مین محکم نہین کیونکہ عدم اتباع فی الاعتقاد والعمل بھی اُسکے امتثال کے لیے کافی ہی باقی توجیہ اسف غضب کی اور اخذ بلحیہ و راس کی پارہ نہم رکوع واتخذ قوم موسیٰ مین گذر چکی ہے۔ اور اُن لوگون کا حتی یرجع الینا موسیٰ کہنا وعدہ ترک کے لیے نہین بلکہ مطلب یہ ہی کہ دیکھین وہ کیا کہتے ہین اور بعض مفسرین نے ولقد قال لہم الخ کو تتمہ مضمون افلا یرون کا کہا ہی اور مجموعہ سے تحمیق اُن لوگون کی مقصود سمجھی ہے یعنی وہ ایسے احمق تھے کہ نہ انکو خود سوجھا ان لا یرجع الیہم الخ اور باوجود دیکھ ہارون علیہ السلام نے بھی سمجھایا تب بھی نہ سمجھا واللہ اعلم۔ اور ابن ام سے اُنکا عینی بھائی ہونا لازم نہین آتا کیونکہ ممکن ہے کہ استعطاف و طلب شفقت کے لیے کہدیا ہو

ملحقات الترجمة

ل۱ قوله في انما فتنتم صواب و احتمال اشارة على وجه الحصر في انما الا فقصة الى مقدر ۱۲

ل۲ قوله في توضيح اتبعوني قول وفعل اشارة الى تعميم الأمر من الاتباع والاطاعة ۱۲

النحو قوله لا تتبعن لا زائدة ۱۲

قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ ۝ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا بِهٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ

کہا کا ای سامری تیرا کیا معاملہ ہے | اُس نے کہا کہ مجکو ایسی چیز نظر آئی تھی جو اورون کو نظر نہ آئی تھی پھر مین نے اُس فرستادہ کے نقش قدم سے ایک مٹھی اُٹھالی تھی سو مین نے وہ مٹھی الدی اور میرے

سَوَّلَتْ لِيْ نَفْسِيْ ۝ قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ ۪ وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ ۚ وَانْظُرْ اِلٰۤى اِلٰهِكَ الَّذِيْ

جی کو یہی بات پسند آئی | آپ نے فرمایا تو بس تیرے لیے اس زندگی مین یہ سزا ہو کہ تو یہ کہتا پھر یگا کہ مجکو کوئی ہاتھ نہ لگانا | اور تیرے لیے ایک اور وعدہ ہی جو تجھسے ٹلنے والا نہین اور تو اپنے اُس معبود کو دیکھ

ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا ۭ لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ۝ اِنَّمَآ اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۝

جسپر تو جما ہوا بیٹھا تھا | ہم اسکو جلا دینگے پھر اسکو دریا مین بکھیر کر بہا دینگے | بس تمہارا معبود تو صرف اللہ ہی جسکے سوا کوئی عبادت کے قابل نہین وہ علم سے تمام چیزون کو احاطہ کیے ہوئی ہو

قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ ۝ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا بِهٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِيْ نَفْسِيْ ۝ قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ ۪ وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ ۚ وَانْظُرْ اِلٰۤى اِلٰهِكَ الَّذِيْ ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا ۭ لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ۝ اِنَّمَآ اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۝ (پھر سامری کی طرف متوجہ ہوئے اور اُس سے) کہا کہ ای سامری تیرا کیا معاملہ ہے (یعنی تونے یہ حرکت کیون کی) اُس نے کہا کہ مجکو ایسی چیز نظر آئی تھی جو اورون کو نظر نہ آئی تھی (یعنی حضرت جبرئیل علیہ السلام گھوڑے پر چڑھے ہوئے جس روز دریا سے پار اُترے ہین کہ بمصلحت نصرت مومنین و ہلاک کفار کے آئے ہونگے اور تاریخ طبری مین سدی سے بسند نقل کیا ہے کہ حضرت جبرئیل موسیٰ علیہ السلام کے پاس یہ حکم لیکر گھوڑے پر سوار ہوکر آئے تھے کہ آپ طور پر جاوین تو اسوقت سامری نے دیکھا تھا آہ) پھر مین نے اُس فرستادہ (خداوندی کی سواری) کے نقش قدم سے ایک مٹھی (بھر کر خاک) اُٹھالی تھی (اور خود بخود میرے قلب مین یہ بات آئی کہ اسمین اثر تحصیل حیات کا ہوگا) سو مین نے وہ مٹھی (خاک اس قالب کے اندر) ڈالدی اور میرے جی کو یہی بات (بھائی اور) پسند آئی آپنے فرمایا تو بس تیرے لیے اس (دنیوی) زندگی مین یہ سزا (تجویز کی گئی) ہو کہ تو یہ کہتا پھر یگا کہ مجکو کوئی ہاتھ نہ لگانا اور تیرے لیے (اس سزا کے علاوہ) ایک اور وعدہ (حق تعالیٰ کے عذاب کا) ہے جو تجھسے ٹلنے والا نہین (یعنی آخرت مین جدا عذاب ہوگا) اور تو اپنے اُس معبود (باطل) کو دیکھ جس (کی عبادت) پر تو جما ہوا بیٹھا تھا (دیکھ) ہم اسکو جلا دینگے پھر اس (کی راکھ) کو دریا مین بکھیر کر بہا دینگے (تاکہ نام و نشان باقی نہ رہے) بس تمہارا (حقیقی معبود تو صرف اللہ ہی جسکے سوا کوئی عبادت کے قابل نہین وہ (اپنے) علم سے تمام چیزون کو احاطہ کیے ہوئے ہی ف درمنثور مین حضرت ابن عباسؓ سے بصرت بما لم یبصروا بہ الخ کی وہی تفسیر منقول ہی جو احقر نے تقریر ترجمہ مین لکھی ہی اور اُسی مین حضرت ابن عباس سے یہ بھی مروی ہی کہ جب فرعون بچونکو قتل کرتا تھا تو سامری کی مان اُسکو کسی غار مین چھپا کر ڈال آئی تھی کہ ذبح سے محفوظ رہے اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام سے اُسکو پرورش کرایا پس وہ جبرئیل علیہ السلام کو اُس صورت سے پہچانتا تھا اور اس روایت پر یہ شبہہ نہ کیا جاوے کہ وہ تو قریہ سامرہ کی طرف منسوب ہی دوسرے ذبح مختص تھا بنی اسرائیل کے ساتھ جواب یہ ہی کہ ممکن ہے کہ اسکا باپ دادا سامرہ سے بنی اسرائیل مین آبسا ہو اور بعد الحاق اُنہین مین شمار کیا جاتا ہو۔ اور یہ بات کہ اُسکو یہ کیسے معلوم ہوا کہ اسمین یہ اثر ہے اسکی وجہ بھی اُسی روایت مین ہے القی فی روعہ انہ لا یلقیہا علی شئی فیقول کن کذا الا کان جسکا ترجمہ میری تقریر مین ہے یعنی خود بخود میرے قلب مین الخ یا بقول بعض اُس گھوڑے کا جہان سم پڑتا تھا سبزہ جم آتا تھا اس سے استدلال کیا ہو کذا فی الکمالین اور اسی تفسیر کو روح المعانی مین صحابہ و تابعین و جمہور مفسرین سے منقول کہا ہے۔ اور اسمین بعضے ظاہر پرستون کو جو استبعادات واقع ہوئے ہین صاحب روح نے سبکا جواب دیا ہی اور ایسے استبعادات کی بنا پر سلف صالحین کی تفسیر ترک کرنے والون پر تشنیع کی ہی فجزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزاء۔ اور سامری کو یہ سزا جو دیگئی ممکن ہے کہ وحیًا ہو یا اجتہادًا ہو اور اس سزا کی تقریر مین مشہور قول یہ ہے کہ اگر کوئی اُسکو چھوتا تھا تو دونون کو بخار چڑھ جاتا تھا کذا فی المعالم اس ڈر کے مارے بھاگا بھاگا پھرتا تھا اور کسیکو دور سے دیکھتا تو کہتا تھا لا مساس اور دوسرے بھی اُس سے بچتے تھے۔ اور بعض نے یہ کہا ہی کہ اُسکو کچھ جنون سا ہو گیا تھا اُس وحشت جنون مین لوگون سے بھاگتا بھی تھا اور یہ لفظ بھی کہتا تھا۔ اور اُس گوسالہ کے باب مین ایک اختلاف یہ ہی کہ آیا وہ لحم و شحم کا تھا یا چاندی سونے ہی کا تھا پھر اسمین آواز حیوان کی پیدا ہو گئی تھی پہلے قول پر لنحرقنہ بعد ذبح کے ہوگا اور دوسرے قول پر احراق دو صورت سے ہو سکتا ہی یا تو سوہان سے ریت کر

اللغات ظلت اصلہ ظللت حذفت احد اللامین تخفیفا۔ قولہ بصرت فی الروح قال الزجاج یقال بصر بالشئی اذا علمہ و بصر اذا نظر وقیل بصرہ و بصرہ بمعنی واحد اھ و علی الاول معناہ علمت ما لم یعلموہ و فطنت لما لم یفطنوا لہ وھو ان الرسول الذی جاءک روحانی محض لا یمس اثرہ شیئا الا احیاہ و علی الثانی معناہ رایت ما لم یروہ وھو ان جبرئیل جاء علی فرس الحیوۃ کذا فی البیضاوی **اختلاف القراءۃ** قرا الکسائی ما لم تبصروا بہ بالخطاب ولا اشکال لانہ یمکن ان خاطب القوم مخالۃ من خطاب موسیٰ عم ۱۲

كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْبَآءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَقَدْ اٰتَيْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا ذِكْرًا ۖ مَنْ اَعْرَضَ عَنْهُ فَاِنَّهٗ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

اسیطرح ہم آپ سے اور واقعات گذشتہ کی خبرین بھی بیان کرتے رہتے ہین اور ہم نے آپکو اپنے پاس سے ایک نصیحت نامہ دیا ہے جو لوگ اُس سے روگردانی کرینگے سو وہ قیامت کے روز بڑا بھاری

وِزْرًا ۙ خٰلِدِيْنَ فِيْهِ ۖ وَسَآءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حِمْلًا ۙ يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا ۖ يَّتَخَافَتُوْنَ

بوجھ لادے ہونگے وہ اُسمین ہمیشہ رہینگے اور یہ بوجھ قیامت کے روز انکے لیے برا ہوگا جس روز صور مین پھونک ماری جاویگی اور ہم اُس روز مجرم لوگون کو اس حالت سے جمع کرینگے کہ نیلی آنکھین ہونگی چپکے چپکے آپس مین

بَيْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا ۚ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ اِذْ يَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ طَرِيْقَةً اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا يَوْمًا ۚ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ

باتین کرتے ہونگے کہ تم لوگ صرف دس روز رہے ہوگے جسکی نسبت وہ بات چیت کرین گے اُسکو ہم خوب جانتے ہین جبکہ اُن سب مین کا زیادہ صائب الراے یون کہتا ہوگا کہ نہین تم تو ایک ہی روز رہے ہو اور لوگ آپ سے پہاڑون

الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا ۙ فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ۙ لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا ۙ يَوْمَئِذٍ يَّتَّبِعُوْنَ

کی نسبت پوچھتے ہین سو آپ فرما دیجیے کہ میرا رب اُنکو بالکل اُڑا دیگا پھر زمین کو ایک ہموار میدان کر دیگا کہ جسمین تو نہ تو ناہمواری دیکھیگا اور نہ کوئی بلندی دیکھیگا اُس روز سب کے سب بلانے کے

الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ ۚ

کہنے پر ہو لین گے اُسکے سامنے کوئی ٹیڑھاپن نہ رہیگا

جیسا درمنثور مین ہے یا کسی حیلہ اکسیریہ سے جیسا صاحب روح نے کہا ہے واللہ اعلم - اور ہر حالت مین یعنی خواہ وہ لحم وشحم ہو یا چاندی سونا وہ خارق عادت تھا - اور اسپر اگر کسیکو شبہہ ہو کہ خرق عادت سے تو نبوت پر استدلال کیا جاتا ہے تو کاذب کے ہاتھ پر کیسے ظہور ہو گیا - جواب یہ ہے کہ خارق عادت مطلقاً دلیل نبوت نہین بلکہ جب وہ مقرون ہو دعوی رسالت کے ساتھ تو اگر وہ دعوی رسالت کا کرتا تو حسب عادت الٰہیہ اُسکے ہاتھ پر اس خارق کا ظہور نہ ہوتا مگر ایسے امر کا دعوی کیا کہ عقلاً بھی باطل ہے یعنی اُلوہیت عجل کا تو اس صورت مین اشتباہ و التباس کا احتمال نہین لہذا ظہور خارق مین امتناع نہین خوب سمجھ لو - اور ظلت علیہ عاکفا مین تخصیص سامری کی باعتبار بانی ہونے کے ہے - اور روح مین بحر کے حوالہ سے حضرت جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اُسکے قتل کا ارادہ کیا تھا مگر اللہ تعالی نے اُسکے سخی ہونیکے سبب قتل سے منع فرما دیا **ف ٢** یہان ایک شبہہ ہے وہ یہ کہ بنی اسرائیل نے جو زیور قبطیون سے لیا تھا اگر وہ اُسکے مالک نہ ہوئے تھے تب تو وہ واپس کیون نہ کیا گیا اور اگر مالک ہو گئے تھے تو اولاً انکے لیے غنیمت کا حلال ہونا لازم آتا ہے جو بروی احادیث اُمت محمدیہ کے خصائص سے ہے ثانیاً موسیٰ علیہ السلام کے ذمہ اُسکا ضمان کیون نہ واجب ہوا اور جواب اسکا یہ ہے کہ وہ مالک ہو گئے تھے خواہ ابتداءً یا بعد ہلاک فرعون و اہل فرعون کے - اور حلت غنیمت کا خاص ہونا شاید خاص ہو غنیمت حاصلہ وقت الحرب کے ساتھ اور یہی جواب ہوگا اسکا کہ بنی اسرائیل قبطیون کے باغ و املاک کے مالک ہو گئے تھے کما قال تعالی واورثنا بنی اسرائیل واللہ اعلم اور عدم ضمان موسیٰ علیہ السلام پر اسلیے ہو سکتا ہے کہ آلات معصیت کے اتلاف سے امام پر ضمان نہین **ربط** اوپر قصہ موسویہ مین رسالت محمدیہ کا اثبات بھی تھا جسکی تقریر تمہید سورۃ و تمہید قصہ مین گذر چکی ہے آگے اجمالاً بیان قصص سے اور تنزیل قرآن سے بھی رسالت موصوفہ کا اثبات ہے اور حقیت قرآن کے ذیل مین معاد کی کچھ تفصیل ہے بمناسبت جزا و سزا مصدق و مکذب قرآن کے اور اس مضمون کے خاتمہ پر آیت وکذلک انزلناہ الخ مین قرآن کی مدح اور اسکے تنزیل پر منت اور اُسکے متعلق بعض خاص آداب اور اس کے علوم کا مطلوب ہونا بیان فرمایا ہے پس اس مقام کا آغاز و انجام دونون قرآن کے ذکر سے ہوئے كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْبَآءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَقَدْ اٰتَيْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا ذِكْرًا ﴿٩٩﴾ مَنْ اَعْرَضَ عَنْهُ فَاِنَّهٗ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وِزْرًا ﴿١٠٠﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهِ ۖ وَسَآءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حِمْلًا ﴿١٠١﴾ يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا ﴿١٠٢﴾ يَّتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا ﴿١٠٣﴾ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ اِذْ يَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ طَرِيْقَةً اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا يَوْمًا ﴿١٠٤﴾ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا ﴿١٠٥﴾ فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ﴿١٠٦﴾ لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا ﴿١٠٧﴾ يَوْمَئِذٍ يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ ۚ

اللغات القاع فی القاموس ارض سہلۃ قد انفرجت عنہا الجبال والآکام والصفصف المستوی من الارض اہ قلت ویراد بالتکریر التاکید العوج فی الروح عدم الاستقامۃ المعنویۃ او الحسیۃ وصح الواو فیہ لانہ منقوص من اعوج والماصح فی الفعل صح فی المصدر ایضاً **النحو** اذ یقول متعلق بیقولون ۱۲ **الروایات** قولہ تعالی ویسئلونک فی الدر المنثور اخرج ابن المنذر عن ابن جریج قال قالت قریش یا محمد کیف یفعل ربک بہذہ الجبال یوم القیامۃ فنزلت ویسئلونک عن الجبال الآیۃ قولہ

یتبعون الداعی فی الدر المنثور اخرج ابن ابی حاتم عن محمد بن کعب القرظی قال یحشر اللہ تعالی الناس یوم القیامۃ الی قولہ ینادی مناد فیتبع الناس الصوت یؤمونہ فذلک قولہ تعالی یومئذ یتبعون الآیۃ وعن ابی صالح لاعوج لہ قال لاعوج عنہ ۱۲

وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ۝ يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا ۝ يَعْلَمُ

اور تمام آوازین اللہ تعالیٰ کے سامنے دب جاوین گی سو تو بجز پاؤن کی آہٹ کے اور کچھ نہ سنیگا　اُس روز سفارش نفع نہ دیگی مگر ایسے شخص کو کہ جسکے واسطے اللہ تعالیٰ نے اجازت دیدی ہو اور اُس شخص کے واسطے بولنا پسند کر لیا ہو وہ

مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا ۝ وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ۭ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ

اُن سب کے اگلے پچھلے احوال جانتا ہے　اور اسکو انکا علم احاطہ نہین کر سکتا　اور تمام چہرے اُس حی قیوم کے سامنے جھکے ہونگے　اور ایسا شخص تو ناکام رہیگا جو ظلم لیکر آیا ہوگا　اور جسنے نیک کام کیے ہونگے

الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخٰفُ ظُلْمًا وَّلَا هَضْمًا ۝ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا وَّصَرَّفْنَا فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ

اور وہ ایمان بھی رکھتا ہوگا سو اُسکو نہ کسی زیادتی کا اندیشہ ہوگا اور نہ کمی کا　اور ہمنے اسیطرح اسکو عربی قرآن کر کے نازل کیا ہے اور اسمین ہم نے طرح طرح سے وعید بیان کی ہے تاکہ وہ لوگ ڈر جاوین

اَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا ۝ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰٓى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ ۡ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ۝

یا یہ قرآن انکے لیے کسیقدر سمجھ پیدا کردے　سو اللہ تعالیٰ جو بادشاہ حقیقی ہے بڑا عالیشان ہے اور قرآن مین قبل اسکے کہ آپ پر اسکی وحی پوری نازل ہو چکے عجلت نہ کیا کیجیے اور آپ یہ دعا کیا کیجیے کہ اے میرے رب میرا علم بڑھا دے

وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ۝۱۰۸ يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا ۝۱۰۹ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا ۝۱۱۰ وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ۭ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ۝۱۱۱ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخٰفُ ظُلْمًا وَّلَا هَضْمًا ۝۱۱۲ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا وَّصَرَّفْنَا فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ اَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا ۝۱۱۳ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰٓى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ ۡ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ۝۱۱۴ (جسطرح ہم نے موسیٰ علیہ السلام کا قصہ بیان کیا) اسیطرح ہم آپ سے اور واقعات گذشتہ کی خبرین (اور حکایتین) بھی بیان کرتے رہتے ہین (تاکہ نبوت پر دلیلین کثیر ہوتی جاوین) اور ہم نے آپکو اپنے پاس سے ایک نصیحت نامہ دیا ہے (یعنی قرآن جسمین وہ خبرین ہین اور وہ خود بھی استقلالاً بوجہ اعجاز کے دال علی النبوۃ ہے اور وہ نصیحت نامہ ایسا ہے کہ) جو لوگ اُس (کے مضامین ماننے) سے روگردانی کرینگے سو وہ قیامت کے روز بڑا بھاری بوجھ (عذاب کا) لادے ہونگے (اور) وہ اُس (عذاب) مین ہمیشہ رہینگے اور یہ بوجھ قیامت کے روز ان کے لیے بُرا (بوجھ) ہوگا جس روز صور مین پھونک ماری جاویگی (جس سے مردے زندہ ہو جاوینگے) اور ہم اُس روز مجرم (یعنی کافر) لوگون کو (میدان قیامت مین) اس حالت سے جمع کرینگے کہ (نہایت بدصورت ہون گے کہ آنکھون سے) کرنجے ہون گے (جو بدترین الوان چشم ہے اور خوف زدہ اسقدر ہون گے کہ) چپکے چپکے آپسمین باتین کرتے ہون گے (اور ایک دوسرے سے کہتے ہون گے) کہ تم لوگ (قبرون مین) صرف دس روز رہے ہوگے (مطلب یہ کہ ہم تم یون سمجھتے تھے کہ مرکر پھر زندہ ہونا نہین یہ گمان تو بالکل غلط نکلا نہ زندہ ہونا تو درکنار یہ بھی تو نہ ہوا کہ دیر ہی مین زندہ ہوتے بلکہ بہت ہی جلدی زندہ ہوگئے کہ وہ مدت دس روز کے برابر معلوم ہوتی ہے وجہ اس مقدار کے برابر معلوم ہونے کی اُس روز کی درازی اور ہول اور پریشانی ہے کہ مدت لبث فی القبر اُسکے سامنے اسقدر قصیر معلوم ہوگی حق تعالےٰ فرماتے ہین کہ) جس (مدت) کی نسبت وہ بات چیت کرین گے اُسکو ہم خوب جانتے ہین (کہ وہ کسقدر ہے) جبکہ اُن سب مین کا زیادہ صائب الرائے یون کہتا ہوگا کہ نہین تم تو ایک ہی روز (قبر مین) رہے ہو (اسکو صائب الرائے اسلیے فرمایا کہ اُس یوم کے طول اور ہول کے اعتبار سے یہی نسبت اقرب ہے پس اس شخص کو حقیقت شدت کا زیادہ ادراک ہوا اسلیے اسکی رائے پہلے شخص کے اعتبار سے اصوب ہے اور یہ مقصود نہین کہ یہ شخص مدت کی مقدار تحدید کرنے مین مصیب ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ دونون مقدارین تحدیداً صحیح نہین اور نہ ان قائلین کا یہ مقصود تھا) اور (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کا حال سنکر بعضے) لوگ آپ سے پہاڑون کی نسبت پوچھتے ہین (کہ قیامت مین انکا کیا حال ہوگا) سو آپ (جواب مین) فرما دیجیے کہ میرا رب اُنکو (ریزہ ریزہ کر کے) بالکل اڑا دیگا پھر زمین کو ایک میدان ہموار کر دیگا کہ جسمین تو (اے مخاطب) نہ ناہمواری دیکھیگا اور نہ کوئی بلندی (پہاڑ ٹیلہ وغیرہ کی) دیکھیگا اس روز سب کے سب (خدائی) بلانے والے یعنی صور پھونکنے والے فرشتہ کے کہنے پر ہولین گے (یعنی وہ اپنی صور پھونکنے کی آواز سے سبکو قبرون سے بلاویگا سب نکل پڑین گے) اُس کے سامنے (کسیکا) کوئی ٹیڑھاپن نہ رہیگا (کہ قبر سے زندہ ہو کر نہ نکلے جیسے دنیا مین انبیاء علیہم السلام کے سامنے ٹیڑھے رہتے تھے کہ تصدیق نہ کرتے تھے) اور (مارے ہیبت کے) تمام آوازین اللہ تعالےٰ کے سامنے دب جاوین گی سو

ملحقات الترجمة

سلہ قولہ فی مانند سبق واقعات گذشتہ الأنباء المراد بها الحوادث ۱۲

سلہ قولہ فی من اعرض الیساجہ اشارۃ الی ان الجملۃ صفۃ ذکراً

سلہ قولہ فی زرقا آنکھون کے کذا فی الروح عن ابن عباس ۱۲

سلہ قولہ فی یتخافتون کہتے ہون گے اشارۃ الی تضمن یتخافتون لیقولون او تقدیرہ

سلہ قولہ فی عشراً دن فی الروح المذکر اذا حذف وابقی عددہ فقد لا یوتی بالتاء اھ فلا اشکال فی تقدیر ایام لکونہ موافقاً لقول الاشل الایام ۱۲

سلہ قولہ فی طریقۃ رائے کذا فی الروح ۱۲

سلہ قولہ فی یذرھا زمین دل بذکر الجبال علی الارض بقرینۃ القاع الصفصف ۱۲

سلہ قولہ فی امتاً بلندی لم یرد مطلق الارتفاع لانہ قد نفی بنفی العوج ۱۲

الروایات قولہ ولا تعجل فی الدر المنثور عن ابن ابی حاتم عن السدی قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا نزل علیہ جبرئیل بالقرآن اتعب نفسہ فی حفظہ حتی یشق علی نفسہ تیخوف ان یصعد جبرئیل ولم یحفظہ فینسی ما علمہ فقال اللہ فلا تعجل بالقرآن من قبل ان یقضی الیک وحیہ وقال لا تحرک بہ لسانک لتعجل بہ ۱۲

وَلَقَدْ عَهِدْنَآ إِلَىٰٓ ءَادَمَ مِن قَبْلُ فَنَسِىَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُۥ عَزْمًا ۝ وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَٰٓئِكَةِ ٱسْجُدُوا۟ لِءَادَمَ فَسَجَدُوٓا۟ إِلَّآ إِبْلِيسَ أَبَىٰ ۝

اور اس سے پہلے ہم آدم کو ایک حکم دے چکے تھے سو اُن سے غفلت ہوگئی اور ہم نے اُنمین پختگی نہ پائی۔ اور وہ وقت یاد کرو جبکہ ہم نے فرشتوں سے ارشاد فرمایا کہ آدم کو سجدہ کرو سو سب نے سجدہ کیا بجز ابلیس کے

(اے مخاطب) تو بجز پاؤں کی آہٹ کے (کہ میدان محشر کی طرف چپکے چپکے چل رہے ہوں گے) اور کچھ (آواز) نہ سنے گا (خواہ یوجہ اسکے کہ اُسوقت بولتے ہی نہ ہوں گے گو دوسرے موقعہ پر آہستہ آہستہ بولیں جیسا اوپر آیا ہی یتخافتون اور خواہ بوجہ اسکے کہ بہت آہستہ بولتے ہوں گے کہ جو ذرا فاصلہ سے ہو وہ نہ سن سکے) اُس روز کسیکو کسی کی) سفارش نفع نہ دیگی مگر ایسے شخص کو (انبیاء وصلحا کی سفارش نفع دیگی) کہ جس (کی سفارش کرنے) کے واسطے اللہ تعالیٰ نے (شافعین کو) اجازت دیدی ہو اور اُس شخص کے واسطے (شافع کا) بولنا پسند کرلیا ہو (مراد اس سے مؤمن ہے کہ شافعین کو اُسکی سفارش کے لیے اجازت ہوگی اور اس باب مین شافع کا بولنا پسندیدہ حق ہوگا اور کفار کے لیے سفارش کی کسیکو اجازت ہی نہ ہوگی پس عدم نفع بوجہ عدم شفاعة کے ہو اسمین ترہیب ہو کفار معرضین کو کہ تم تو شفاعة سے بھی محروم رہو گے اور وہ (اللہ تعالیٰ) اُن سب کے اگلے پچھلے احوال کو جانتا ہو اور اُس (کے معلومات) کو اُنکا علم احاطہ نہیں کرسکتا (یعنی ایسا تو کوئی امر نہیں جو خلق کو معلوم ہو اور اللہ تعالیٰ کو معلوم نہو اور ایسے بہت امور ہین کہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہین اور خلق کو معلوم نہین پس مخلوقات کے وہ سب احوال بھی اُسکو معلوم ہین جنپر شفاعت کی قابلیت یا عدم قابلیت مرتب ہو سو جو اسکا اہل ہوگا اُسکے واسطے سفارش کرنے کی شافعین کو اجازت ہوگی اور جو اہل نہ ہوگا اُسکے لیے اجازت نہ ہوگی) اور (اُس روز) تمام چہرے اُس حی قیوم کے سامنے جھکے ہونگے (اور سب متکبرین وجاحدین کا تکبر وجحود ختم ہوجاویگا) اور (اس صفت مین تو سب مشترک ہونگے پھر آگے اُنمین یہ فرق ہوگا کہ) ایسا شخص تو (ہر طرح) ناکام رہیگا جو ظلم (یعنی شرک) لیکر آیا ہوگا اور جس نے نیک کام کیے ہونگے اور وہ ایمان بھی رکھتا ہوگا سو اُسکو (کامل ثواب ملیگا) نہ کسی زیادتی کا اندیشہ ہوگا اور نہ کمی کا (مثلاً یہ کہ کوئی گناہ اُسکے نامۂ اعمال مین زیادہ لکھ دیا جاوے یا کوئی نیکی کم لکھ دیجاوے اور یہ کنایہ ہے کمال ثواب سے پس اسکے مقابلہ مین کفار سے ثواب کی نفی مقصود ہوگی بوجہ عدم موجب ثواب کے گو ظلم وہضم کفار کے لیے بھی نہوگا اور اُنکے حسنات کا نہ لکھا جانا بوجہ عدم شرط قبول یعنی ایمان کے ہضم نہیں ہے) اور ہم نے (جسطرح یہ مضامین مذکورہ مقام صاف صاف ارشاد کیے ہین) اسیطرح اسکو (سارے کو) عربی قرآن کرکے نازل کیا ہو (جسکے الفاظ واضح ہین) اور اُسمین ہم نے طرح طرح سے وعید (قیامت وعذاب کی) بیان کی ہے (جس سے معنے بھی واضح ہوگئے مطلب یہ کہ سارے قرآن کے مضامین ہمنے صاف صاف بتلائے ہین) تاکہ وہ (سننے والے) لوگ (اُسکے ذریعہ سے بالکل) ڈرجائین (اور فی الحال ایمان لے آئین) یا (اگر بالکل نہ ڈرین تو یہی ہو کہ) یہ قرآن اُن کے لیے کسیقدر (تو) سمجھ پیدا کردے (یعنی اگر پورا اثر نہ ہو تو تھوڑا ہی ہو اور اسیطرح چندبار تھوڑا تھوڑا جمع ہوکر کافی مقدار ہوجاوے اور کسیوقت مسلمان ہوجاوین) سو اللہ تعالیٰ جو بادشاہ حقیقی ہے بڑا عالیشان ہے (کہ ایسا نافع کلام نازل فرمایا) اور (جسطرح عمل کرنا اور نصیحت ماننا جو اوپر مذکور ہوئے قرآن کے حقوق متعلقہ تبلیغ سے ہین جنکا ادا کرنا سب مکلفین پر فرض ہے اسیطرح بعض آداب قرآن کی تنزیل کے متعلق بھی ہین جنکے ادا کا تعلق آپ سے ہو اُنمین سے ایک یہ ہو کہ) قرآن (پڑھنے) مین قبل اسکے کہ آپ پر اُسکی وحی پوری نازل ہوچکے عجلت نہ کیا کیجیے (کہ اسمین آپ کو تکلیف ہوتی ہے کہ جبرئیل علیہ السلام سے سننا اور اُسکو پڑھنا ساتھ ساتھ کرنا پڑتا ہی سو ایسا نہ کیجیے اور اسکا اندیشہ نہ کیجیے کہ شاید یاد نہ رہے یاد کرانا ہمارے ذمہ ہے) اور آپ (کبھی یاد ہونیکے لیے ہم سے) یہ دعا کیجیے کہ اے میرے رب میرا علم بڑھادے (اسمین علم حاصل کے یاد رہنے کی اور غیر حاصل کے حصول کی اور جو حاصل ہونیوالا نہیں ہے اُسمین عدم حصول کی خبر ملنے کی اور سب علوم مین خوش فہمی کی یہ سب دعائین داخل ہین تو العجل کے بعد اسکا آنا نہایت ہی مناسب ہوا حاصل یہ کہ تدابیر حفظ مین سے تدبیر تعجیل کو ترک کیجیے اور تدبیر دعا کو اختیار کیجیے) **ف** حدیثون مین آیا ہو کہ آپ پہلے ایسا کرتے تھے ربط اوپر آیت من اعرض عنه فانه یحمل الخ مین معرضین عن الاحکام کی وعید ارشاد فرمائی تھی اب آگے اس مضمون کی تاکید کے لیے قصہ آدم علیہ السلام کا بیان فرماتے ہین کہ دیکھو جب باوجود اُنکے کمال مقرب ومقبول ہونے کے ایک ترک احتیاط سے اُنکی شان اور عمل کی مناسب اُنکو ضرر پہونچا تو عوام مکلفین تو کس شمار مین ہین اُنکو اعراض عن الذکر کی سزا ہونا کیا مستبعد ہے چنانچہ آغاز قصہ مین عہدنا الی آدم من قبل اور انجام مین من اعرض عن ذکری الخ کے عنوانات اس تاکید کے قرائن واضحہ ہین نیز اس قصہ مین آیت وکذلک نقص الخ کی تتمیم اور انجاز وعد بھی ہے۔

تاکید کلام بقصۂ آدم علیہ السلام

وَلَقَدْ عَهِدْنَآ إِلَىٰٓ ءَادَمَ مِن قَبْلُ فَنَسِىَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُۥ عَزْمًا ﴿١١٥﴾ وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَٰٓئِكَةِ ٱسْجُدُوا۟ لِءَادَمَ فَسَجَدُوٓا۟ إِلَّآ إِبْلِيسَ أَبَىٰ ﴿١١٦﴾

ملحقات الترجمة

لے قوله فی همسا آہٹ ہوا حد معانیه المذکورة فی القاموس اخترته لترجحه للمقام ١٢
ع قوله فی لا یحیطون به معلومات کو انکا علم اشارة الی حذف المضاف ای بمعلوماته والی کون العلم تمییزا محولا عن فاعل یحیطون
سے قوله فی توضیح فتعالی ایسا نافع اشارة الی توجیه ترتب الحکم بانه تعالی علی ذکر القرآن ١٢

فَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ۝ اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى ۝

پھر ہم نے کہا کہ اے آدم یہ بلا شبہہ تمہارا اور تمہاری بی بی کا دشمن ہے سو کہیں تم دونوں کو جنت سے نہ نکلوا دے پھر تم مصیبت میں پڑ جاؤ یہاں جنت میں تو تمہارے لیے یہ ہے کہ تم نہ کبھی بھوکے ہوگے اور نہ ننگے ہوگے

وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ۝ فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰٓاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ۝

اور نہ یہاں پیاسے ہوگے اور نہ دھوپ میں تپو گے پھر ان کو شیطان نے بہکایا کہنے لگا کہ اے آدم کیا میں تم کو ہمیشگی کا درخت بتلا دوں اور ایسی بادشاہی جس میں کبھی ضعف نہ آوے

فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ وَعَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ۝ ثُمَّ اجْتَبٰهُ

سو دونوں نے اُس درخت سے کھا لیا تو اُن دونوں کے ستر ایک دوسرے کے سامنے کھل گئے اور دونوں اپنے اوپر جنت کے پتے چپکانے لگے اور آدم سے اپنے رب کا قصور ہو گیا سو غلطی میں پڑ گئے پھر ان کو ان کے رب نے

رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى ۝ قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيْعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنِ

مقبول بنا لیا سو اُن پر توجہ فرمائی اور راہ پر قائم رکھا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دونوں کے دونوں جنت سے اُترو ایسی حالت سے کہ ایک کا دشمن ایک ہوگا پھر اگر تمہارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت پہونچے تو جو

اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى ۝ وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

شخص میری اُس ہدایت کا اتباع کریگا تو وہ نہ گمراہ ہوگا اور نہ شقی ہوگا اور جو شخص میری اُس نصیحت سے اعراض کریگا تو اُسکے لیے تنگی کا جینا ہوگا اور قیامت کے روز ہم اسکو اندھا کرکے اٹھاویں گے

اَعْمٰى ۝ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ۝ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ

وہ کہیگا کہ اے میرے رب آپ نے مجھکو اندھا کرکے کیوں اٹھایا میں تو آنکھوں والا تھا ارشاد ہوگا کہ ایسا ہی تیرے پاس ہمارے احکام پہونچے تھے پھر تو نے انکا کچھ خیال نہ کیا اور ایسا ہی آج

تُنْسٰى ۝ وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْۢ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ۭ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰى ۝

تیرا کچھ خیال نہ کیا جاویگا اور اسیطرح اُس شخص کو ہم سزا دینگے جو حد سے گذر جاوے اور اپنے رب کی آیتوں پر ایمان نہ لاوے اور واقعی آخرت کا عذاب ہے بڑا سخت اور بڑا دیرپا

فَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى (۱۱۷) اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى (۱۱۸) وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى (۱۱۹) فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰٓاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى (۱۲۰) فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ وَعَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى (۱۲۱) ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى (۱۲۲) قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيْعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى (۱۲۳) وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى (۱۲۴) قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا (۱۲۵) قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى (۱۲۶) وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْۢ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ۭ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰى (۱۲۷)

اور اس سے (بہت زمانہ) پہلے ہم آدم (علیہ السلام) کو ایک حکم دے چکے تھے (جسکا بیان آگے آتا ہے) سو اُن سے غفلت (اور بے احتیاطی) ہو گئی اور ہم نے (اُس حکم کے اہتمام میں) اُنمیں پختگی (اور ثابت قدمی) نہ پائی اور (اس اجمال کی تفصیل اگر مطلوب ہو تو) وہ وقت یاد کرو جبکہ ہم نے فرشتوں سے ارشاد فرمایا کہ آدم (علیہ السلام) کے سامنے سجدہ (تحیت) کرو سو سب نے سجدہ کیا بجز ابلیس کے (کہ) اُس نے انکار کیا پھر ہم نے (آدم سے) کہا کہ اے آدم (یاد رکھو) یہ بلا شبہہ تمہارا اور تمہاری بی بی کا (اس وجہ سے) دشمن ہے (کہ تمہارے معاملہ میں یہ مردود ہوا) سو کہیں تم دونوں کو جنت سے نہ نکلوا دے (یعنی اسکے کہنے سے کوئی ایسا کام مت کر بیٹھنا کہ جنت سے باہر کیے جاؤ) پھر مصیبت (اکتساب معاش) میں پڑ جاؤ (او ساتھ میں تمہاری بی بی بھی مگر زیادہ حصہ مصیبت کا تمکو بھگتنا پڑیگا اور) یہاں جنت میں تو تمہارے لیے یہ (آرام) ہے کہ تم نہ کبھی بھوکے ہوگے (جس سے تکلیف ہو یا اسکی تدبیر میں دیر اور پریشانی ہو) اور نہ ننگے ہوگے (کہ کپڑا نہ ملے یا احتیاج کی اتنی دیر بعد ملے کہ تکلیف ہونے لگے) اور نہ یہاں پیاسے ہوگے (کہ پانی نہ ملے یا دیر ہونے سے تکلیف ہو) اور نہ دھوپ میں تپو گے (کیونکہ جنت میں دھوپ ہی نہیں اور مکان بھی ہر طرح پناہ کے ہیں بخلاف اُس حالت کے کہ اگر جنت سے نکلکر دنیا میں گئے وہ ساری مصیبتیں ہونگی اسلیے ان امور کو پیش نظر رکھکر خوب ہی

اللغات قوله فتشقیٰ الشقا الشدة والعسر ويدكذا في القاموس ۱۲
النحو قوله وملك لا يبلیٰ تاكيد قوله ضنكا مصدر وصف به يستوي فيه المذكر والمؤنث ۱۲
الروايات في الروح اخرج عبد الرزاق وسعيد بن منصور ومسدد في مسنده وعبد بن حميد والحاكم وصححه والبيهقي في كتاب عذاب القبر وجماعة من ابي سعيد قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم قوله تعالیٰ معيشة ضنكا عذاب القبر اه قلت ولا ينافي التخصيص الذكري العموم الارادي والتخصيص يحتمل ان يكون تمثيلا ويكون هذا الفرد اشد وافظع ۱۲

اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ

کیا ان لوگون کو اس سے بھی ہدایت نہین ہوئی کہ ہم ان سے پہلے بہت سے گروہون کو ہلاک کر چکے ہین کہ اُنکے رہنے کے مقامات مین یہ لوگ بھی چلتے پھرتے ہین اسمین تو اہل فہم کے لیے دلائل موجود ہین اور اگر آپکے رب کی طرف سے ایک بات پہلے سے

ہوشیاری و بیداری سے رہنا) پھر اُنکو شیطان نے (جعانسہ دیا یعنی) بہکایا کہنے لگا کہ اے آدم کیا مین تمکو ہمیشگی (کی خاصیت) کا درخت بتلا دون (کہ اسکے کھانیسے ہمیشہ شاد و آباد رہو) اور ایسی بادشاہی جسمین کبھی ضعف نہ آوے سو (اُسکے بہکانے سے) دونون نے اُس درخت سے کھا لیا (جس سے ممانعت ہوئی ہی اور شیطان نے اُسکو شجرۃ الخلد کہا تھا) تو (اُسکے کھاتے ہی) اُن دونون کے ستر ایک دوسرے کے سامنے کھل گئے اور (اپنا بدن ڈھکنے کو) دونون اپنے (بدن کے) اوپر جنت (کے درختون) کے پتے چپکانے لگے اور آدم سے اپنے رب کا قصور ہو گیا سو (تحصیل مقصود خلد کے باب مین) غلطی مین پڑ گئے پھر (جب اُنہون نے معذرت کی تو) اُنکو اُنکے رب نے (زیادہ) مقبول بنا لیا سو اُنپر (مہربانی سے) توجہ فرمائی اور راہ (راست) پر (ہمیشہ) قائم رکھا (کہ پھر ایسی خطا نہین ہوئی اور جب درخت کھا لیا تو) اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ دونون کے دونون جنت سے اُترو (اور دنیا مین) ایسی حالت سے (جاؤ) کہ (تمہارے فرزندون مین) ایک کا دشمن ایک ہوگا پھر اگر تمہارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت (کا ذریعہ یعنی رسول یا کتاب) پہونچے تو (تم مین) جو شخص میری اُس ہدایت کا اتباع کریگا تو وہ نہ (دنیا مین) گمراہ ہوگا اور نہ (آخرت مین) شقی ہوگا اور جو شخص میری اُس نصیحت سے اعراض کریگا تو اُسکے لیے (قیامت سے پہلے دنیا اور قبر مین) تنگی کا جینا ہوگا اور قیامت کے روز ہم اُسکو اندھا کر کے (قبر سے) اُٹھا مین گے وہ (تعجب سے) کہیگا کہ اے میرے رب آپ نے مجکو اندھا کر کے کیون اٹھایا مین تو (دنیا مین) آنکھون والا تھا (مجھ سے ایسی کیا خطا ہوئی) ارشاد ہوگا کہ (جیسی تجکو سزا ہوئی ہے) ایسا ہی (تجھسے عمل ہوا تھا وہ یہ کہ) تیرے پاس (انبیاء و علما کے واسطے سے) ہمارے احکام پہونچے تھے پھر تو نے اُنکا کچھ خیال نہ کیا اور ایسا ہی آج تیرا کچھ خیال نہ کیا جاتا (جیسا تو نے خیال نہ کیا تھا) اور (جسطرح کہ یہ سزا مناسب عمل دیگئی) اسیطرح (ہر) اُس شخص کو ہم (مناسب عمل) سزا دین گے جو حد (اطاعت) سے گذر جاوے اور اپنے رب کی آیتون پر ایمان نہ لاوے اور واقعی آخرت کا عذاب ہے بڑا سخت اور بڑا دیرپا (کہ اُسکا کہین انتہا ہی نہین تو اُس سے بچنے کا بہت ہی اہتمام کرنا واجب ہے)

ف آدم علیہ السلام کے قصہ کی تفصیل اور مضامین کی توجیہ سورہ بقرہ اور سورہ اعراف کے شروع مین گذر چکی ہے۔ اور تنشقی مین تخصیص آدم علیہ السلام کی اسلیے ہے کہ اکثر مرد پر مشقت معیشت کی زیادہ ہوتی ہے اور لا تجوع الخ کی جو تقریر ترجمہ مین کی گئی ہے اُس سے یہ فائدہ ہے کہ اگر جنت مین کسیقدر بھوک اور پیاس کا تحقق بھی ہو تب بھی اشکال نہ رہے جیسا کہ احتمال ہے کہ شاید خفیف سی بھوک اور پیاس اس مصلحت سے لگے کہ مطعومات و مشروبات مین التذاذ ہو۔ اور عصٰی اور غوٰی کا فرق ترجمہ کی تقریر سے ظاہر ہے۔ اور اجتباہ کے ترجمہ مین زیادہ کی تصریح سے یہ اشکال جاتا رہا کہ کیا کسی وقت وہ غیر مقبول بھی تھے۔ اور کافر کا قیامت مین اندھا اُٹھنا قبر سے خروج کے وقت ہوگا پھر یہ عمی زائل ہو جاویگا پس آیات رای المجرمون النار اور اسمع بہم وابصر وغیرہا سے اسکا تعارض نہین۔ اور کنت بصیرا یہ قول اکثر افراد کا ہوگا ورنہ بعضے کفار دنیا مین بھی اعمی ہوتے ہین اور بعض نے یہ تفسیر کی ہے کہ اعمی عن الحجۃ و بصیرا بالحجۃ یعنی دنیا مین تو مین بڑا زبان آور تھا یہان بالکل گنگ لال ہو گیا کوئی بات نہ سوجھتی ہے نہ بولا جاتا ہے۔ اور معیشت ضنک قبر مین تو ظاہر ہے کہ قبر کافر پر تنگ ہوگی اور طرح طرح سے اُسپر عذاب ہوگا اور دنیا مین تنگی باعتبار قلب کے ہے کہ ہر وقت دنیا کی حرص مین ترقی کی فکر مین کمی کے اندیشہ مین بے آرام رہتا ہے گو کوئی کافر بیفکر بھی ہو لیکن اکثر کی حالت یہی ہے اور آیت مین مطلق معیشت ضنک آیا ہے اگر کسیکو صرف قبر ہی مین معیشت ضنک ہو تب بھی یہ حکم صادق ہے خوب سمجھ لو ربط اوپر قصہ آدم علیہ السلام سے آیت من اعرض عنہ کے مضمون کی تاکید تھی جیسا کہ تمہید آیات قصہ مین بیان کیا گیا اب آگے بھی ان ہی معرضین کے احوال و اقوال کی تقبیح اور ان اقوال و احوال سے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حزن ہوا کرتا تھا درمیان مین اُس حزن کا ازالہ اور آپ کی تسلی کا مضمون ہے اور اس مضمون خاتمہ کو مضمون فاتحہ سورت سے بھی خاص مناسبت ہے چنانچہ وہان اول آیت مین بھی یہی مضمون آپکی رفع مشقت کا جو بعمومہ حزن باقوال الکفار کو بھی شامل ہے مذکور تھا اور لمن یخشٰی کے مفہوم مقابل سے غیر خاشین کا عدم تذکر بھی معلوم ہوتا ہے پس جو وہان مجمل ہے یہان مفصل ہے واللہ اعلم

تقبیح احوال و اقوال کفار و تسلیہ سید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم

اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ﴿۱۲۸﴾ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ

مِنْ رَّبِّكَ

لَكَانَ لِزَامًا وَّاَجَلٌ مُّسَمًّى ۚ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَمِنْ اٰنَآئِ

اور ایک میعاد معین نہ ہوتی تو عذاب لازمی طور پر ہوتا سو آپ انکی باتوں پر صبر کیجیے اور اپنے رب کی حمد کیساتھ تسبیح کیجیے آفتاب نکلنے سے پہلے اور اسکے غروب سے پہلے اور اوقات شب

الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى ۝ وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ

مین تسبیح کیا کیجیے اور دن کے اول و آخر مین تاکہ آپ خوش ہون اور ہرگز ان چیزون کی طرف آپ آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھیے جن سے ہمنے کفار کے مختلف گروہون کو انکی آزمایش کے لیے متمتع کر رکھا ہے کہ وہ دنیوی

لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ؕ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۝ وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ؕ لَا نَسْـَٔلُكَ رِزْقًا ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ؕ وَ

زندگی کی رونق ہے اور آپکے رب کا عطیہ بدرجہا بہتر ہے اور دیرپا ہے اور اپنے متعلقین کو بھی نماز کا حکم کرتے رہیے اور خود بھی اسکے پابند رہیے ہم آپ سے معاش نہین چاہتے معاش تو آپکو ہم دینگے اور

الْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ۝ وَقَالُوْا لَوْلَا يَاْتِيْنَا بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ اَوَلَمْ تَاْتِهِمْ بَيِّنَةُ مَا فِى الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ۝ وَلَوْ اَنَّاۤ اَهْلَكْنٰهُمْ

بہتر انجام تو پرہیزگاری ہی کا ہے اور وہ لوگ یون کہتے ہین کہ یہ ہمارے پاس کوئی نشانی کیون نہین لاتے کیا انکے پاس پہلی کتابون کے مضمون کا ظہور نہین پہونچا اور اگر ہم انکو قبل قرآن آنے کے کسی عذاب سے

بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَاۤ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰى ۝ قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ

ہلاک کر دیتے تو یہ لوگ یون کہتے کہ اے ہمارے رب آپنے ہمارے پاس کوئی رسول کیون نہین بھیجا تھا کہ ہم آپ کے احکام پر چلتے قبل اسکے کہ ہم بیقدر ہون اور رسوا ہون آپ کہدیجیے کہ سب انتظار کر رہے ہین

فَتَرَبَّصُوْا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ اَصْحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدٰى ۝

سو تم بھی انتظار کر لو اب عنقریب تمکو معلوم ہو جاویگا کہ راہ راست والے کون ہین اور وہ کون ہے جو مقصود تک پہونچا

ع ۷ | ۱۷

لَكَانَ لِزَامًا وَّاَجَلٌ مُّسَمًّى ﴿۱۲۹﴾ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَمِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى ﴿۱۳۰﴾ وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ؕ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿۱۳۱﴾ وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ؕ لَا نَسْـَٔلُكَ رِزْقًا ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ﴿۱۳۲﴾ وَقَالُوْا لَوْلَا يَاْتِيْنَا بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ اَوَلَمْ تَاْتِهِمْ بَيِّنَةُ مَا فِى الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ﴿۱۳۳﴾ وَلَوْ اَنَّاۤ اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَاۤ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰى ﴿۱۳۴﴾ قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوْا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ اَصْحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدٰى ﴿۱۳۵﴾ یہ معترضین جو اعراض پر اصرار کر رہے ہین تو کیا ان لوگون کو (اب تک) اس سے بھی ہدایت نہین ہوئی کہ ہم ان سے پہلے بہت سے گروہون کو (اس اعراض ہی کی بدولت عذاب سے) ہلاک کر چکے ہین کہ اُن (مین سے بعض) کے رہنے کے مقامات مین یہ لوگ بھی چلتے (پھرتے) ہین (کیونکہ شام کو جاتے ہوئے اہل مکہ کے رستہ مین بعض اُن قومون کے مساکن آتے تھے) اس (امر مذکور) مین تو اہل فہم کے سمجھنے کے لیے (کافی) دلائل (اعراض کے مذموم عند اللہ ہونے کے) موجود ہین اور (انپر عذاب نہ آنے سے جو انکو شبہ اپنے مسلک کے مذموم نہ ہونیکا ہوتا ہے تو اُسکی حقیقت یہ ہے کہ) اگر آپکے رب کی طرف سے ایک بات پہلے سے فرمائی ہوئی نہ ہوتی (وہ یہ کہ بعض مصلحتون کی وجہ سے انکو مہلت ہوگی) اور (عذاب کے لیے) ایک میعاد معین نہ ہوتی (کہ وہ قیامت کا دن ہی) تو (انکے کفر و اعراض کے اقتضا سے) عذاب لازمی طور پر ہوتا (خلاصہ یہ کہ کفر تو

اللغات اللزام مصدر بمعنی اللازم و مد العین طموح البصر الی الشئ کما فی الفارس النحو من آناء اللیل فی الروح ذکر الخفاجی انہ معمول لسبح من غیر حاجۃ لدعوی زیادۃ الفاء لانہا لا تمنع عمل ما بعدہا فیما قبلہا کما صرح بہ النحاۃ قولہ اطراف النہار عطف علی محل قولہ سبحانہ من آناء اللیل قولہ زہرۃ فی الکشاف فی وجوہ انتصابہ و علی ابدالہ من محل الجار و المجرور یعنی قولہ تعالٰی بہ و لا حجۃ فی تضعیف ابن الحاجب قولہ من قبلہ فی الروح متعلق باہلکنا البلاغۃ قولہ واجل مسمی عطف علی کلمۃ کما اخرج ابن ابی حاتم عن قتادۃ و السدی و فصلہ عما عطف علیہ للمسارعۃ الی بیان جواب لولا و الاشعار باستقلال کل منہا بنفی لزوم

العذاب مراعاۃ فواصل الآی الکریمۃ کذا فی الروح و یراد بہ یوم القیمۃ و فی الروح تعقب بتعدیہ بالکلمۃ السابقۃ و اجیب بانہ لا یلزم من تاخیر العذاب عن الدنیا ان یکون لہ وقت لا یتاخر عنہ و لا یتخلف اھ فتغایرا قولہ و من آناء اللیل فسبح و للاعتناء بالشان کرر الامر بالتسبیح و لم یقتصر بالعطف ۱۲ **الروایات** فی الدر المنثور اخرج عبد بن حمید عن عکرمۃ فی قولہ و اطراف النہار قال بعد الصبح و عند غروب الشمس اھ قلت علیہ فسرت و ہذا التکریر للاہتمام کما فی قولہ تعالٰی و الصلوۃ الوسطٰی و الاطراف بمعنی التثنیۃ ان ارید بالنہار النہار الواحد و علی معناہ ان ارید الجنس الشامل لنہار کل یوم و فی تفسیر التسبیح بالاعم رعایۃ لجمیع الاقوال فی التسبیح ۱۲

سُوْرَةُ الْاَنْبِيَاءِ مَكِّيَّةٌ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | وَهِيَ مِائَةٌ وَّاثْنَتَا عَشْرَةَ اٰيَةً

شروع کرتا ہون اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہین

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ۝ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ

ان لوگون سے انکا حساب نزدیک آپہونچا　اور یہ غفلت مین ہین　اعراض کیے ہوئے ہین　ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے جو نصیحت تازہ آتی ہے یہ اسکو

اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ ۝

ایسے طور سے سنتے ہین کہ ہنسی کرتے ہین

مقتضی عذاب کا ہے لیکن ایک مانع سے توقف ہو رہا ہے پس انکا وہ شبہہ اور تمسک عدم وقوع عذاب سے غلط ہے غرض یہ کہ امہال ہی اہمال نہین) سو جب عذاب کا آنا یقینی ہے تو آپ ان کی (کفر آمیز) باتون پر صبر کیجیے (اور بغض فی اللہ کی وجہ سے جو انپر غیظ آتا ہے اور اُسپر توقف عذاب سے اضطراب ہوتا ہے اس اضطراب کو ترک کیجیے) اور اپنے رب کی حمد (وثنا) کے ساتھ (اُسکی) تسبیح (وتقدیس) کیجیے (اسمین نماز بھی آگئی) آفتاب نکلنے سے پہلے (مثلاً نماز فجر) اور اُسکے غروب سے پہلے (مثلاً نماز ظہر وعصر) اور اوقات شب مین (بھی) تسبیح کیا کیجیے (مثلاً نماز مغرب وعشا) اور دن کے اول وآخر مین (تسبیح کرنے کے واسطے اہتمام کے لیے مکرر کہا جاتا ہے جس سے نماز فجر ومغرب کے ذکر کی بھی اہتمام مکرر ہو گئی) تاکہ (آپ کو جو ثواب ملے) آپ (اوس سے) خوش ہون (مطلب یہ کہ آپ اپنی توجہ معبود حقیقی کی طرف رکھیے انکی فکر نہ کیجیے) اور ہرگز اُن چیزون کی طرف آپ آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھیے (جیسا اب تک بھی نہین دیکھا) جنسے ہم نے کفار کے مختلف گروہون کو (مثلاً یہود ونصاریٰ ومشرکین کو) انکی آزمایش کے لیے متمتع کر رکھا ہے کہ وہ (محض) دنیوی زندگی کی رونق ہے (مطلب اورون کو سنانا ہے کہ جب معصوم کے لیے یہ ممانعت ہے جنمین احتمال بھی نہین تو غیر معصوم کو تو اسکا اہتمام کیونکر ضروری نہوگا اور آزمایش یہ کہ کون احسان مانتا ہے اور کون سرکشی کرتا ہے) اور آپ کے رب کا عطیہ (جو آخرت مین ملیگا) بدرجہا (اس سے) بہتر ہے اور دیرپا ہے (کہ کبھی فنا ہی نہ ہوگا خلاصہ کلام کا یہ ہوا کہ نہ انکی اعراض بکسر الہمزہ کی طرف التفات کیا جاوے نہ ان کے اعراض بفتح الہمزہ کی طرف سبکا انجام عذاب ہے) اور اپنے متعلقین کو (یعنی اہل خاندان کو یا مومنین کو) بھی نماز کا حکم کرتے رہیے اور خود بھی اُسکے پابند رہیے (یعنی زیادہ توجہ کے قابل یہ امور ہین) ہم آپ سے (اور اسیطرح دوسرون سے ایسے) معاش (کمانا) نہین چاہتے (جو مانع طاعات ضروریہ ہو) معاش تو آپ کو (اور اسیطرح اورون کو) ہم دینگے (یعنی مقصود اصلی اکتساب نہین بلکہ دین اور طاعت ہین اکتساب کی اسی حالت مین اجازت یا امر ہے کہ ضروری طاعت مین وہ مخل نہو) اور بہتر انجام تو پرہیزگاری ہی کا ہے (اس لیے ہم حکم دیتے ہین لاتمدن اور وامر اھلک الخ) اور (معرضین کے بعض احوال واقوال جیسے اوپر معلوم ہوئے اسیطرح انکا ایک اور قول بھی مذکور ہوتا ہے کہ) وہ لوگ (عناداً) یون کہتے ہین کہ یہ رسول ہمارے پاس کوئی نشانی (اپنی نبوت کی) کیون نہین لاتے (آگے جواب ہے کہ) کیا انکے پاس پہلی کتابون کے مضمون کا ظہور نہین پہونچا (مراد اس سے قرآن ہے کہ اس سے کتب سابقہ کے مضمون پیشین گوئی کی صدق کا ظہور ہو گیا مطلب یہ کہ کیا انکے پاس قرآن نہین پہونچا جسکی پہلے سے شہرت تھی کہ وہ نبوت پر کافی دلیل ہے) اور اگر ہم انکو قبل قرآن آنے کے (سزائے کفر مین) کسی عذاب سے ہلاک کر دیتے (اور پھر قیامت کے روز اصلی سزا کفر کی دیجاتی کہ وہ لازم ہی تھی) تو یہ لوگ (بطور عذر کے) یون کہتے کہ اے ہمارے رب آپ نے ہمارے پاس کوئی رسول (دنیا مین) کیون نہین بھیجا تھا کہ ہم آپکے احکام پر چلتے قبل اس کے کہ ہم (یہان خود[1]) بیقدر ہون اور (دوسرون کی نگاہ مین) رسوا ہون (سو اب اس عذر کی بھی گنجایش نہین رہی اگر وہ یون کہین کہ وہ عذاب کب ہوگا تو) آپ کہدیجیے کہ (ہم) سب انتظار کر رہے ہین سو (چندے) اور انتظار کر لو اب عنقریب تمکو (بھی) معلوم ہو جاویگا کہ راہ راست والے کون ہین اور وہ کون ہے جو (منزل) مقصود تک پہونچا (یعنی وہ فیصلہ عنقریب بعد موت یا بعد الحشر ظاہر ہو جاوے گا) ف اصبر کی تقریر مین حضور کے غیظ کی جو وجہ بیان ہوئی ہے اُس سے عدم شفقت کا شبہہ جاتا رہا اور نیز تقریر مذکور پر یہ آیت حکم قتال سے منسوخ نہین ٹھیری کہ ترک اضطراب مستلزم ترک حراب نہین وقد تم بحمد اللہ تعالیٰ تفسیر السورۃ للثانی عشر من شوال ۱۳۲۴ھ من الہجرۃ سورۃ الانبیاء مکیۃ وھی مائۃ واثنتا عشر آیۃ کذا فی البیضاوی اس سورت مین یہ مضامین مختلط ہین تحقیق معاد تحقیق نبوت تحقیق توحید اور توحید ورسالت کی تائید کے لیے بعض انبیاء علیہم السلام کے قصص مذکور ہوئے ہین اور یہی مضامین خصوص مضمون قصص وجہ ارتباط ہے سورہ طہ کے ساتھ اور اس سورت کے آغاز مین حساب کا اقتراب اور سورہ طہ کے ختم مین انکشاف حقیقت حقیت کا انتظار جو مدلول ہے سین کا وجہ ارتباط ہے دونون کے آغاز وانجام مین بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ملحقات الترجمۃ
[1] قولہ فی نذل خود ودنی نخزی دوسرون کی اشارۃ الی التغایر بین المفہومین المحسن للجمع ۱۲۔

لَاهِيَةً قُلُوبُهُمْ ۚ وَأَسَرُّوا النَّجْوَى الَّذِينَ ظَلَمُوا هَلْ هَٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۖ أَفَتَأْتُونَ السِّحْرَ وَأَنتُمْ تُبْصِرُونَ ۝ قَالَ رَبِّي يَعْلَمُ

انکے دل متوجہ نہیں ہوتے اور یہ لوگ یعنی ظالم لوگ چپکے چپکے سرگوشی کرتے ہیں کہ یہ محض تم جیسے ایک آدمی ہیں تو کیا تم پھر بھی جادو کی بات سننے کو جاؤگے حالانکہ تم جانتے ہو پیغمبر نے فرمایا کہ میرا

الْقَوْلَ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۖ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ بَلْ قَالُوا أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ بَلِ افْتَرَاهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ فَلْيَأْتِنَا

سب ہر بات کو آسمان میں اور زمین میں جانتا ہے اور وہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے بلکہ یوں کہا کہ یہ پریشان خیالات ہیں بلکہ انہوں نے اسکو تراش لیا ہے بلکہ یہ تو ایک شاعر شخص ہیں

بِآيَةٍ كَمَا أُرْسِلَ الْأَوَّلُونَ ۝ مَا آمَنَتْ قَبْلَهُم مِّن قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا ۖ أَفَهُمْ يُؤْمِنُونَ ۝ وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ إِلَّا رِجَالًا

ایسی کوئی نشانی لا دیں جیسا پہلے لوگ رسول بنائے گئے ان سے پہلے کوئی بستی والے جنکو ہم نے ہلاک کیا ہے ایمان نہیں لائے سو کیا یہ لوگ ایمان لے آوینگے اور ہم نے آپ سے قبل صرف آدمیوں ہی کو پیغمبر بنایا

نُّوحِي إِلَيْهِمْ ۖ فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۝ وَمَا جَعَلْنَاهُمْ جَسَدًا لَّا يَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوا خَالِدِينَ ۝ ثُمَّ

جنکے پاس ہم وحی بھیجا کرتے تھے سو اگر تمکو معلوم نہ ہو تو اہل کتاب سے دریافت کر لو اور ہم نے اُن رسولوں کے ایسے جسم نہیں بنائے تھے جو کھانا نہ کھاتے ہوں اور وہ حضرات ہمیشہ زندہ رہنے والے نہیں ہوئے

صَدَقْنَاهُمُ الْوَعْدَ فَأَنجَيْنَاهُمْ وَمَن نَّشَاءُ وَأَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِينَ ۝ لَقَدْ أَنزَلْنَا إِلَيْكُمْ كِتَابًا فِيهِ ذِكْرُكُمْ ۖ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝

ہم نے جو اُن سے وعدہ کیا تھا اُسکو سچا کیا یعنی اُنکو اور جن جن کو منظور ہوا اُنکو نجات دی اور حد سے گذرنے والوں کو ہلاک کیا ہم تمہارے پاس ایسی کتاب بھیج چکے ہیں کہ اُس میں تمہاری نصیحت موجود ہے کیا پھر بھی تم نہیں سمجھتے

تشنیع بر غفلت و جہالت و انکار رسالت

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ مُّعْرِضُونَ ۝ مَا يَأْتِيهِم مِّن ذِكْرٍ مِّن رَّبِّهِم مُّحْدَثٍ إِلَّا اسْتَمَعُوهُ وَهُمْ يَلْعَبُونَ ۝ لَاهِيَةً قُلُوبُهُمْ ۗ وَأَسَرُّوا النَّجْوَى الَّذِينَ ظَلَمُوا هَلْ هَٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۖ أَفَتَأْتُونَ السِّحْرَ وَأَنتُمْ تُبْصِرُونَ ۝ قَالَ رَبِّي يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۖ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ بَلْ قَالُوا أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ بَلِ افْتَرَاهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ فَلْيَأْتِنَا بِآيَةٍ كَمَا أُرْسِلَ الْأَوَّلُونَ ۝ مَا آمَنَتْ قَبْلَهُم مِّن قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا ۖ أَفَهُمْ يُؤْمِنُونَ ۝ وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ إِلَّا رِجَالًا نُّوحِي إِلَيْهِمْ ۖ فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۝ وَمَا جَعَلْنَاهُمْ جَسَدًا لَّا يَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوا خَالِدِينَ ۝ ثُمَّ صَدَقْنَاهُمُ الْوَعْدَ فَأَنجَيْنَاهُمْ وَمَن نَّشَاءُ وَأَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِينَ ۝ لَقَدْ أَنزَلْنَا إِلَيْكُمْ كِتَابًا فِيهِ ذِكْرُكُمْ ۖ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝ ان (منکر) لوگوں سے انکا (وقت) حساب نزدیک آپہونچا (یعنی قیامت وقتاً فوقتاً نزدیک ہوتی جاتی ہے) اور یہ (ابھی) غفلت (ہی) میں (پڑے) ہیں اور (اسکے یقین کرنے سے اُسکے لیے تیاری کرنے سے) اعراض کیے ہوئے ہیں (اور انکی غفلت یہانتک بڑھ گئی ہے کہ) ان کے پاس انکے رب کی طرف سے جو نصیحت تازہ (حسب حال انکی) آتی ہے (بجائے اسکے کہ انکو متنبہ ہوتا) یہ اُسکو ایسے طور سے سنتے ہیں کہ (اُسکے ساتھ) ہنسی کرتے ہیں (اور) ان کے دل (اصلاً) ادھر متوجہ نہیں ہوتے اور یہ لوگ یعنی ظالم (اور کافر) لوگ (آپس میں) چپکے چپکے سرگوشی کرتے ہیں (نہ بوجہ خوف اہل اسلام کے کہ مکہ میں ضعیف تھے بلکہ بقصد تمہید مکر و ابطال شیوع اسلام کے کہ اخفا ایسے اُمور کا عادات میں سے ہے) کہ یہ (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) محض تم جیسے ایک معمولی آدمی ہیں (یعنی نبی نہیں اور یہ جو ایک دلکش دلربا کلام سناتے ہیں اسپر اعجاز کا شبہہ و راُس اعجاز سے نبوت کا خیال نہ کرنا کیونکہ وہ حقیقت میں جادو آمیز کلام ہے) تو کیا (با وجود اس بات کے) پھر بھی تم جادو کی بات سننے کو (انکے پاس) جاؤگے حالانکہ تم (اس بات کو خوب) جانتے (بوجھتے) ہو پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کو جواب دینے کا حکم ہوا اور انہوں) نے (موافق حکم کے جواب میں) فرمایا کہ میرا رب ہر بات کو (خواہ) آسمان میں (ہو) اور (خواہ) زمین میں (ہو اور خواہ ظاہر ہو یا خفی ہو خوب) جانتا ہے اور وہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے (سو تمہارے ان اقوال کفریہ کو بھی جانتا ہے اور تمکو خوب سزا دیگا اور انہوں نے صرف سحر کہنے پر اکتفا نہیں کیا) بلکہ یوں (بھی) کہا کہ یہ (قرآن) پریشان خیالات ہیں (کہ واقع میں دلکش بھی نہیں) بلکہ (اس سے بڑھکر یہ ہے کہ) انہوں نے (یعنی پیغمبر نے) اس کو

اللغات قولہ ھل ھذا ھو بمعنی النفی قولہ جسد ای القاموس جسم الانسان والجن والملائکۃ **البلاغۃ** قولہ اسروا النجوی الذین التنکتۃ فی البدل ہو الاشعار بکونہم موصوفین بالظلم الفاحش فیما اسروا بہ ۱۲

فائدہ ہل قسمان استفہامیۃ والبطالیۃ وفی وقوعہا للابطال فی کلام اللہ تعالی خلاف والحق ان الابطال ان کان لما صدر عن الغیر فہو واقع فی القرآن وان کان لما صدر عنہ تعالی فغیر واقع بل ہو محال لانہ بداء کذا فی الروح ۱۲

ملحقات الترجمۃ ۱ قولہ فی للناس ان اشارۃ الی کون اللام للعہد وہم المشرکون فی مکۃ ۲ قولہ فی حسابہم وقت اشارۃ الی تقدیر المضاف ۳ قولہ فی معرضون اور اسکے الخ اشارۃ الی کونہ خبرا ثانیا ولی فائدۃ زیادتہ من کونہ کالتتمۃ للاول وکونہ دفعا للشبہۃ وہی ان الغفلۃ لعلہا تکون عذرا لہم فاندفع بزیادتہ ان نہم الغفلۃ لما نشأت عن الاعراض لم تکن عذرا ۱۲ ۴ قولہ فی یلعبون ہنسی کذا فی الروح یلعبون مستہزئین ۱۲ ۵ قولہ فی الذین ظلموا یعنی اشارۃ الی کون الموصول بدلا عن الضمیر فی اسروا ۱۲

وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَّاَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ۝ فَلَمَّآ اَحَسُّوْا بَاْسَنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَرْكُضُوْنَ ۝

اور ہمنے بہت سی بستیاں جہان کے رہنے والے ظالم تھے غارت کردین اور انکے بعد دوسری قوم پیدا کردی　سو جب اُن ظالمون نے ہمارا عذاب آتا دیکھا تو اُس بستی سے بھاگنا شروع کیا

لَا تَرْكُضُوْا وَارْجِعُوْٓا اِلٰى مَآ اُتْرِفْتُمْ فِيْهِ وَمَسٰكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْئَلُوْنَ ۝ قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝ فَمَا

بھاگو مت　اور اپنے سامان عیش کی طرف　اور اپنے مکانون کی طرف واپس چلو شاید تم سے کوئی پوچھ پاچھ　وہ لوگ کہنے لگے کہ ہائی ہماری کمبختی بیشک ہم لوگ ظالم تھے　سو

زَالَتْ تِّلْكَ دَعْوٰىهُمْ حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا خٰمِدِيْنَ ۝

انکی یہی غل پکار رہی　حتی کہ ہم نے انکو ایسا کردیا جسطرح کھیتی کٹ گئی ہو اور آگ ٹھنڈی ہوگئی ہو

(قصدا و اختیارا اپنے دل سے) تراش لیا ہے (اور اضغاث احلام مین تو انسان کسیقدر بے اختیار و معذور اور مبتلائے اشتباہ بھی ہوتا ہے اور یہ افترا کچھ قرآن ہی کے ساتھ خاص نہین) بلکہ یہ تو ایک شاعر شخص ہین (انکی تمام باتین ایسی ہی تراشیدہ اور خیالی ہوتی ہین خلاصہ یہ کہ یہ رسول نہین ہین اور اگر یہ مدعی رسالت ہین) تو انکو چاہیے کہ ہمارے پاس ایسی کوئی (بڑی) نشانی لاوین جیسا پہلے لوگ رسول بنائے گئے (اور بڑے بڑے معجزات ظاہر کیے اُسوقت ہم رسول مانین اور ایمان لاوین اور یہ کہنا بھی ایک بہانہ تھا ورنہ وہ انبیا ء سابقین کو بھی نہ مانتے تھے حق تعالی جواب مین فرماتے ہین کہ) ان سے پہلے کوئی بستی والے جنکو ہم نے ہلاک کیا ہے (باوجود انکے فرمایشی معجزات ظاہر ہونے کے) ایمان نہین لائے سو کیا یہ لوگ (ان معجزات کے ظاہر ہونے پر) ایمان لے آوین گے (اور ایسی حالت مین ایمان نہ لانے پر عذاب نازل ہو جاوے گا اس لیے ہم وہ معجزات ظاہر نہین فرماتے اور قرآن معجزہ کافی ہے) اور (رسالت کے متعلق جو انکا یہ شبہہ ہے کہ رسول بشر نہ ہونا چاہیے اُسکا جواب یہ ہے کہ) ہم نے آپ سے قبل صرف آدمیون ہی کو پیغمبر بنایا جنکے پاس ہم وحی بھیجا کرتے تھے سو (اے منکرو) اگر تمکو (یہ بات) معلوم نہ ہو تو اہل کتاب سے دریافت کرلو (کیونکہ اولا تو خبر متواتر بلا اشتراط عدالت راوی کے واقع مین بھی حجت ہے پھر تم انکو اپنا دوست سمجھتے ہو تو تمہارے نزدیک معتبر ہونے چاہییں اور اسیطرح رسالت کے متعلق جو اس شبہہ کی دوسری تقریر ہے کہ رسول فرشتہ ہونا چاہیے اُسکا جواب یہ ہے کہ) ہم نے اُن رسولون کے (جو کہ گذر چکے ہین) ایسے جسم نہین بنائے تھے جو کھانا نہ کھاتے ہون (یعنی فرشتہ نہ بنایا تھا) اور (یہ لوگ جو آپکی وفات کے انتظار مین خوشیان منا رہے ہین لقوله تعالى نتربص به ريب المنون كذا فى المعالم یہ وفات بھی منافی نبوت نہین کیونکہ) وہ (گذشتہ حضرات بھی دنیا مین) ہمیشہ رہنے والے نہین ہوئے (پس اگر آپ کی بھی وفات ہو جاوے تو نبوت مین کیا قدح لازم آیا غرض یہ کہ جیسے پہلے رسول تھے ویسے ہی آپ بھی ہین اور یہ لوگ جسطرح آپکی تکذیب کرتے ہین اسیطرح اُن حضرات کی بھی اُس زمانہ کے کفار نے تکذیب کی) پھر ہم نے جو اُن سے وعدہ کیا تھا (کہ مکذبین کو عذاب سے ہلاک کرین گے اور انکو اور مؤمنین کو محفوظ رکھین گے ہم نے) اُس (وعدہ) کو سچا کیا یعنی انکو اور جن جن کو (نجات دینا) منظور ہوا (اُس عذاب سے) ہمنے نجات دی اور (اُس عذاب سے) حد (اطاعت) سے گذرنے والون کو ہلاک کیا (سو ان لوگون کو ڈرنا چاہیے اور اے منکرو اس تکذیب کے بعد اگر تمپر دنیا یا آخرت مین عذاب آوے تو تعجب نہین کیونکہ) ہم تمہارے پاس ایسی کتاب بھیج چکے ہین کہ اسمین تمہاری نصیحت (کافی) موجود ہے کیا (باوجود ایسی بلیغ موعظت کے) پھر بھی تم نہین سمجھتے (اور نہین مانتے) **ربط** اوپر مکذبین کی مذمت اور عذاب الٰہی سے انکا ہلاک ہونا اجمالا بیان کیا گیا تھا آگے اسکی کسیقدر تفصیل ہے۔

چیزے از تفصیل اہلاک مخالفین انبیاء

وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَّاَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ⑪ فَلَمَّآ اَحَسُّوْا بَاْسَنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَرْكُضُوْنَ ⑫ لَا تَرْكُضُوْا وَارْجِعُوْٓا اِلٰى مَآ اُتْرِفْتُمْ فِيْهِ وَمَسٰكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْئَلُوْنَ ⑬ قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ⑭ فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ دَعْوٰىهُمْ حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا خٰمِدِيْنَ ⑮ اور ہم نے بہت سی بستیان جہان کے رہنے والے ظالم (یعنی کافر) تھے غارت کردین اور انکے بعد دوسری قوم پیدا کردی سو جب اُن ظالمون نے ہمارا عذاب آتا دیکھا تو اُس بستی سے بھاگنا شروع کیا (کہ عذاب سے بچ جاوین حق تعالی ارشاد فرماتے ہین کہ) بھاگو مت اور اپنے سامان عیش کی طرف اور اپنے مکانون کی طرف واپس چلو شاید

ملحقات الترجمۃ

لہ قوله فى بل هو شاعر خاصة نهين اشارة الى وجه زيادته والتغاير بينه وبين ما قبله دالى نكتة فى تغيير العنوان ۱۲

ٹہ قوله قبل فلياتنا الخ اشارة الى كون المذكور جوابا المقدر ۱۲

ٹہ قوله فى اهل الذكر كتب كذا فى الروح ۱۲

ٹہ قوله فى ذا نجينا هم يعني اشارة الى كون الفاء للتفصيل

اللغات الحصيد مصدر يستوى فيه الواحد والجمع ۱۲

النحو قوله بعدها اى بعد القرية قوله احسوا راجع الى اهل القرية لا الى قوم آخرين۔ قوله منها اى من القرية وقيل من الباس بتاويل العقوبة قوله حصيدا خامدين مجموعهما المفعول الثانى اى جامعين بين الحصاد والخمود فلا يرد ان الجعل لا يتعدى الى ثلثة مفاعيل وفيه الجمع بين التشبيهين فى فقرة واحدة ۱۲

البلاغة قوله انشانا بعدها السر فى تقديم انشاء هؤلاء على حكاية مبادى اهلاك اولئك بقوله فلما احسوا الخ التنبيه على استيصال الاولين وقطع دابرهم بالكلية۔ قوله لا تركضوا فى

اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ۭ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاۗءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۭ اَفَلَا

کیا ان کافرون کو یہ معلوم نہین ہوا کہ آسمان اور زمین بند تھے پھر ہم نے دونون کو کھول دیا اور ہم نے پانی سے ہر جاندار چیز کو بنایا ہے کیا پھر بھی

يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَجَعَلْنَا فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِهِمْ ۠ وَجَعَلْنَا فِيْهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ۝

ایمان نہین لاتے اور ہم نے زمین مین اسلیے پہاڑ بنائے کہ زمین ان لوگون کو لیکر ہلنے نہ لگے اور ہم نے اسمین کشادہ کشادہ رستے بنائے تاکہ وہ لوگ منزل کو پہونچ جاوین

وَجَعَلْنَا السَّمَاۗءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا ښ وَّهُمْ عَنْ اٰيٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ

اور ہم نے آسمان کو ایک چھت بنایا جو محفوظ ہے اور یہ لوگ اسکی نشانیون سے اعراض کیے ہوئے ہین اور وہ ایسا ہے کہ اُس نے رات اور دن اور سورج

وَالْقَمَرَ ۭ كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ۝

اور چاند بنائے ہر ایک ایک دائرہ مین تیر رہے ہین

(تو بہ توبہ) وہ (اللہ تعالیٰ اس سے) پاک ہے (اور وہ فرشتے اُسکی اولاد نہین ہین) بلکہ (اُسکے) بندے ہین (ہان)[1] معزز (بندے ہین اسی سے بے عقلون کو اشتباہ ہوگیا اور اُنکی عبدیت اور محکومیت اور ادب کی یہ کیفیت ہے کہ) وہ اُس سے آگے بڑھکر بات نہین کرسکتے (بلکہ منتظر حکم رہتے ہین) اور وہ اُسیکے حکم کے موافق عمل کرتے ہین (اُسکے خلاف نہین کرسکتے کیونکہ وہ جانتے ہین کہ) اللہ تعالیٰ اُنکے اگلے پچھلے احوال کو (خوب) جانتا ہے (پس جو حکم ہوگا اور جب حکم ہوگا موافق حکمت کے ہوگا اسلیے یہ فعلی مخالفت کرتے ہین نہ قولی مسابقت کرتے ہین) اور (اُنکے ادب کی یہ کیفیت ہے کہ) وہ بجز اس (شخص) کے جسکے لیے (شفاعت کرنے کی) خدا تعالیٰ کی مرضی ہو اور کسی کی سفارش نہین کرسکتے اور وہ سب اللہ تعالیٰ کی ہیبت سے ڈرتے رہتے ہیں اور (یہ تو بیان تھا اُنکی مغلوبیت اور محکومیت کا آگے بیان ہے اللہ تعالیٰ کی غالبیت اور حاکمیت کا گو حاصل دونون کا متقارب ہی یعنی) اُنمین سے جو شخص (فرضًا) یون کہے کہ (نعوذ باللہ) مین علاوہ خدا کے معبود ہون سو ہم اُسکو سزائے جہنم دین (اور) ہم ظالمون کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہین (یعنی خدا کا اُنپر یوں بس ہے جیسے اور مخلوقات پر پھر وہ خدا کی اولاد جسکے لیے خدا ہونا ضروری ہے کیسے ہوسکتے ہین) **ف** یسبحون الیل و النہار میں دوام تسبیح پر یہ شبہہ کیا گیا ہے کہ اور اقوال و افعال کے وقت کیسے ممکن ہے جواب یہ ہے کہ افعال کے ساتھ تو اجتماع مین اشکال نہین اور اقوال کا وقت یا تو اس دوام سے مخصوص ہو یا مثل تسبیح قلبی کے وقوع ہوتا ہو۔ آور لوکان فیہما الخ مین استدلال عادی ہے اور استدلال عقلی کی طرف اشارہ ہے جسکی تفصیل علم کلام مین ہے اور پارہ دوم کے ربع چہارم کے شروع مین اُسکی تقریر بھی گذر چکی ہے اور گو آیات توحید سے منطوقًا اصنام سے کمالات کی نفی ہوتی ہے جسکے وہ مشرک بھی قائل نہ تھے مگر مقصود یہ ہے کہ استحقاق معبودیت کے لیے یہ کمالات لازم ہین جب لازم منتفی ہے ملزوم بھی منتفی ہے فقط ربط اوپر آیت وما خلقنا السماء الخ مین اجمالًا ان مصنوعات کا دال علی التوحید ہونا مذکور تھا آگے اسکی تفصیل ہے۔

تفصیل بعضے از دلائل قدرت

اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ۭ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاۗءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۭ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَجَعَلْنَا فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِهِمْ ۠ وَجَعَلْنَا فِيْهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ۝ وَجَعَلْنَا السَّمَاۗءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا ښ وَّهُمْ عَنْ اٰيٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۭ كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ۝ کیا ان کافرون کو یہ معلوم نہین ہوا کہ آسمان اور زمین (پہلے) بند تھے (یعنی نہ آسمان سے بارش ہوتی تھی نہ زمین سے کچھ پیداوار اور اسکو بند ہونا فرمایا چنانچہ جس زمانہ مین بارش نہین ہوتی اور زمین سے کچھ پیدا نہین ہوتا اب بھی بند ہوتے ہین) پھر ہم نے دونون کو (اپنی قدرت سے) کھول دیا (کہ آسمان سے بارش ہونے لگی اور زمین سے نباتات اُگنے لگین پس فتق تو امر مشاہد ہی اور رتق جو فی الحال ہوتا ہے وہ بھی مشاہد ہے اور جو ابتدائی تھا وہ دلیل عقلی سے معلوم ہوتا ہے کیونکہ فتق حادث ہے پس مسبوق بعدم الفتق ہوگا اور عدم الفتق یا بوجہ عدم محل فتق کے ہوگا یا بعد وجود محل کے ہوگا شق ثانی کی تعیین کتب سماویہ سے ہو جاویگی جنکا صدق دلیل عقلی سے ثابت ہے اول ہر مشاہد اور استدلال عقلی اور نقلی سبکو شامل ہے) اور (بارش سے صرف نباتات ہی کو نمو نہین ہوتا بلکہ ہم نے (بارش کے) پانی سے ہر جاندار چیز کو بنایا ہے (خواہ حدوثًا خواہ بقاءً خواہ بواسطہ یا بلا واسطہ جیسا دوسری آیت مین ہے وما انزل اللہ من السماء من ماء فاحیا بہ الارض بعد موتہا وبث فیہا من کل دابۃ) کیا (ان باتونکو سنکر) پھر بھی ایمان نہین لاتے اور ہمنے (اپنی قدرت سے) زمین مین اسلیے پہاڑ بنائے کہ زمین ان لوگونکو لیکر ہلنے نہ لگے اور ہم نے اُس (زمین) مین کشادہ کشادہ رستے بنائے تاکہ وہ لوگ (اُنکے ذریعہ سے منزل

ملحقات الترجمۃ

[1] قولہ انی مکرمون ہان اشارۃ الی کونہ منشأ الاشتباہ کما صرح بہ فیما بعد ۱۲ [2] قولہ بل یعلم جانتے ہین کذا قدرہ فی الروح [3] فی خشیۃ ہیبت اشارۃ الی ما فی الروح من بعضہم ان الخشیۃ ہہنا مجاز عن سببہا ای رہبتہم من مہابتہ تعالیٰ ۔۔۔۔

(المحذوف ان ۔۔۔) الوحدۃ سببہا و سببہا ۔۔۔

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّن قَبْلِكَ الْخُلْدَ ۖ أَفَإِن مِّتَّ فَهُمُ الْخَالِدُونَ ۝ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ۗ وَنَبْلُوكُم بِالشَّرِّ وَ

اور ہم نے آپ سے پہلے بھی کسی بشر کے لیے ہمیشہ رہنا تجویز نہیں کیا پھر اگر آپ کا انتقال ہو جاوے تو کیا یہ لوگ ہمیشہ ہمیشہ کو رہینگے ہر جاندار موت کا مزہ چکھیگا اور ہم تمکو بری بھلی حالتون سے اچھی طرح

الْخَيْرِ فِتْنَةً ۖ وَإِلَيْنَا تُرْجَعُونَ ۝ وَإِذَا رَآكَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِن يَتَّخِذُونَكَ إِلَّا هُزُوًا أَهَٰذَا الَّذِي يَذْكُرُ

آزماتے ہین اور پھر تم سب ہمارے پاس چلے آؤگے اور یہ کافر لوگ جب آپ کو دیکھتے ہین تو بس آپ سے ہنسی کرنے لگتے ہین کہ کیا یہی ہین جو تمہارے معبودون کا ذکر

آلِهَتَكُمْ وَهُم بِذِكْرِ الرَّحْمَٰنِ هُمْ كَافِرُونَ ۝ خُلِقَ الْإِنسَانُ مِنْ عَجَلٍ ۚ سَأُورِيكُمْ آيَاتِي فَلَا تَسْتَعْجِلُونِ ۝

کیا کرتے ہین اور یہ لوگ رحمان کے ذکر پر انکار کیا کرتے ہین انسان جلدی ہی کا بنا ہوا ہے ہم عنقریب تمکو اپنی نشانیان دکھائے دیتے ہین پس تم مجھ سے جلدی مت مچاؤ

وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝ لَوْ يَعْلَمُ الَّذِينَ كَفَرُوا حِينَ لَا يَكُفُّونَ عَن وُجُوهِهِمُ

اور یہ لوگ کہتے ہین کہ یہ وعدہ کسوقت آویگا اگر تم سچے ہو کاش ان کافرون کو اسوقت کی خبر ہوتی جبکہ یہ لوگ آگ کو نہ اپنے سامنے سے روک سکینگے

النَّارَ وَلَا عَن ظُهُورِهِمْ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ۝

اور نہ اپنے پیچھے سے اور نہ انکی کوئی حمایت کریگا

(مقصود) کو پہونچ جاوین اور ہم نے (اپنی قدرت سے) آسمان کو (مقابلہ زمین کے اسکے اوپر مثل) ایک چھت (کے) بنایا جو (ہر طرح سے) محفوظ ہی (یعنی گرنے سے بھی ٹوٹنے پھوٹنے سے بھی شیاطین کے استراق اخبار سے بھی کقولہ تعالیٰ اِنَّ اللہ یمسک السموات وقولہ تعالیٰ ہل تری من فطور وقولہ تعالیٰ وحفظناھا من کل شیطٰن رجیم اور یہ محفوظیت دہر طویل تک ہیشگی یا ابدیت کے ساتھ موصوف نہین) اور یہ لوگ اُس (آسمان) کے (اندر کی موجودہ) نشانیون سے اعراض کیے ہوئے ہین (یعنی انمین تدبر نہین کرتے) اور وہ ایسا (قادر) ہے کہ اُس نے رات اور دن اور سورج اور چاند بنائے (وہ نشانیان آسمان کی یہی ہین اور شمس و قمر مین سے) ہر ایک ایک ایک دائرہ مین (اسطرح چل رہی ہین گویا) تیر رہی ہین **ف** رتق وفتق کی یہی تفسیر درمنثور مین ابن عباس رض سے مروی ہے اخرجہ الفریابی وعبد بن حمید والحاکم وصححہ والبیہقی فی الاسماء والصفات اور جعلنا من الماء الخ کی جو تفسیر لکھی گئی ہے شاید ہی کوئی شاذ و نادر حیوان اس سے خارج رہا ہو اور اگر رہگیا ہو تو النادر کالمعدوم وللاکثر حکم الکل کے اعتبار سے اس کلیہ مذکورہ مین قدح نہین لازم آتا اور محاورات مین کل بمعنے اکثر بھی آتا ہی جیسا دوسری آیت مین ہی یجبیٰ الیہ ثمرات کل شیٔ ۔ اور پہاڑون کا مانع حرکت ارض ہونا سورہ نحل کے دوسرے رکوع مین گذر چکا ہی دیکھ لیا جاوے اور فلک گول چیز کو کہتے ہین چونکہ شمس و قمر کی حرکت مستدیر ہی اسلیے اسکے مدار کو فلک فرمادیا خواہ وہ آسمان ہو یا فضا ہین السماء والارض ہو یا ثخن سماء ہو کوئی نص اسمین قطعی نہین اور سلف سے تفسیرین مختلف منقول ہین کما فی الدر المنثور اسلیے اسکو مبہم ہی رکھنا اقرب الی الاحتیاط ہی اور بہرحال ہین اس سے آسمان کا مستدیر ہونا ثابت نہین ہوتا اور ظاہر اسنادیسبحون سے کہ اصل اسناد مین حقیقت ہی شمس و قمر کا حرکت ذاتیہ سے متحرک ہونا معلوم ہوتا ہی اور حرکات مختلفہ ممکنۃ الاجتماع مین تو کوئی اشکال نہین اور غیر ممکنۃ الاجتماع کا انضباط ایک حرکت کی انقطاع سے بھی ہوسکتا ہی اور دوسرے اجسام کی حرکت سے بھی ہوسکتا ہی خواہ وہ اجسام علویہ ہون یا سفلیہ بہرحال یہ حرکت کواکب کی نہ حرکت سماء کو مستلزم ہی نہ اسکی نافی واللہ اعلم باسرار خلقہ چونکہ مقاصد شرعیہ مین اس تفصیل کی حاجت نہ تھی اسلیے ابہام مضر نہین اور اگر یہ قول ثابت ہو جاوے کہ شمس کی حرکت کسی مدار پر نہین تو خود اسکی حرکت وضعیہ جو محور پر ہی ایک کرہ متوہمہ پیدا کرتا ہی فلک اُسکو بھی عام ہو جاویگا اور اگر اسکی حرکت بھی کسی کوکب کے گرد ہوتی ہو جیسا صاحب روح نے سورہ رحمٰن آیت والشمس والقمر بحسبان کی تفسیر مین بعض فلاسفہ جدیدہ کا قول نقل کیا ہی تو فلک بمعنی مدار ہی بے تکلف رہیگا واللہ اعلم اور حرکت وضعیہ بھی دال علی القدرۃ ہے کہ اتنے بڑے جسم مین تصرف ہی اور یہی مقصود مقام ہی پس مقصود بالافادہ پر دلالت ہو جاویگی **ربط** شروع سورت مین انکار رسالت پر تشنیع تھی اور اس کے سباق اور سیاق مین اُسپر استحقاق وعید عذاب سے تفریع تھی آگے بھی دوسرے عنوان سے یہی مضمون ہے کفی بنا حاسبین تک چنانچہ ترجمہ سے ظاہر ہوگا۔

تتمہ مضمون تشنیع بر انکار رسول وتفریع بعذاب ہول

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّن قَبْلِكَ الْخُلْدَ ۖ أَفَإِن مِّتَّ فَهُمُ الْخَالِدُونَ ۝ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ۗ وَنَبْلُوكُم بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ۖ وَإِلَيْنَا تُرْجَعُونَ ۝ وَإِذَا رَآكَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِن يَتَّخِذُونَكَ إِلَّا هُزُوًا أَهَٰذَا الَّذِي يَذْكُرُ آلِهَتَكُمْ وَهُم بِذِكْرِ الرَّحْمَٰنِ هُمْ كَافِرُونَ ۝ خُلِقَ الْإِنسَانُ مِنْ عَجَلٍ ۚ سَأُورِيكُمْ آيَاتِي فَلَا تَسْتَعْجِلُونِ ۝ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝ لَوْ يَعْلَمُ الَّذِينَ كَفَرُوا حِينَ لَا يَكُفُّونَ عَن وُجُوهِهِمُ النَّارَ وَلَا عَن ظُهُورِهِمْ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ۝

اللغات قولہ لا یکفون وقولہ ردھا تفایر یہا ظاہر فلا حاجۃ بہا **البلاغۃ** قولہ نبلوکم وقولہ سأوریکم فیہما التفات قولہ من الرحمٰن وفی التعرض لعنوان الرحمانیۃ تنبیہ علی انہ لا حفظ لہم الا برحمتہ وتلقین الجواب

بَلْ تَأْتِيهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ ۝ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِنْ قَبْلِكَ

بلکہ وہ آگ انکو ایکدم سے آلگے گی سو انکو بدحواس کر دیگی پھر نہ اسکے ہٹانیکی انکو قدرت ہوگی　اور نہ انکو مہلت دیجاویگی　اور آپ سے پہلے جو پیغمبر ہو گذرے ہین انکے ساتھ بھی تمسخر کیا گیا تھا

فَحَاقَ بِالَّذِينَ سَخِرُوا مِنْهُمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۝ قُلْ مَنْ يَكْلَؤُكُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمَٰنِ ۗ بَلْ هُمْ

سو جن لوگون نے ان سے تمسخر کیا تھا انپر وہ عذاب واقع ہوگیا جسکے ساتھ وہ استہزا کرتے تھے　کہدیجیے کہ وہ کون ہے جو رات مین اور دن مین رحمان سے تمہاری حفاظت کرتا ہو　بلکہ وہ لوگ

عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُعْرِضُونَ ۝ أَمْ لَهُمْ آلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِنْ دُونِنَا ۚ لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَ أَنْفُسِهِمْ وَلَا هُمْ مِنَّا يُصْحَبُونَ ۝ بَلْ مَتَّعْنَا

اپنے رب کے ذکر سے　روگردان ہین　کیا انکے پاس ہمارے سوا اور ایسے معبود ہین کہ انکی حفاظت کرلیتے ہون　وہ خود اپنی حفاظت کی قدرت نہین رکھتے اور نہ ہمارے مقابلہ مین کوئی اور انکا ساتھ دیسکتا ہے　بلکہ ہم نے

هَٰؤُلَاءِ وَآبَاءَهُمْ حَتَّىٰ طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۗ أَفَلَا يَرَوْنَ أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا ۚ أَفَهُمُ الْغَالِبُونَ ۝ قُلْ إِنَّمَا أُنْذِرُكُمْ

انکو اور انکے باپ دادون کو خوب سامان دیا یہانتک کہ انپر ایک عرصہ دراز گذر گیا　کیا انکو یہ نظر نہین آتا کہ ہم زمین کو ہر چہار طرف سے برابر گھٹاتے چلے جاتے ہین　سو کیا یہ لوگ غالب آوینگے　آپ کہدیجیے کہ مین صرف تمکو

بِالْوَحْيِ ۚ وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَاءَ إِذَا مَا يُنْذَرُونَ ۝ وَلَئِنْ مَسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُولُنَّ يَا وَيْلَنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ ۝

ذریعہ وحی کے تمکو ڈراتا ہون　اور یہ بہرے جسوقت ڈرائے جاتے ہین سنتے ہی نہین　اور اگر انکو آپ کے رب کے عذاب کا ایک جھونکا بھی ذرا لگجاوے　تو یون کہنے لگین کہ ہائے ہماری کمبختی واقعی ہم خطاوار تھے

وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا ۖ وَإِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا ۗ وَكَفَىٰ بِنَا حَاسِبِينَ ۝

اور قیامت کے روز ہم میزان عدل قائم کرینگے　سو کسی پر اصلا ظلم نہوگا　اور اگر عمل رائی کے دانہ کے برابر بھی ہوگا　تو ہم اسکو حاضر کردینگے　اور ہم حساب لینیوالے کافی ہین

ملحقات الترجمة قولہ شیئا یعنی طرح اشارۃ الی کونہ مفعولا مطلقا ۱۲

بَلْ تَأْتِيهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ ۝ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِينَ سَخِرُوا مِنْهُمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۝ قُلْ مَنْ يَكْلَؤُكُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمَٰنِ ۗ بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُعْرِضُونَ ۝ أَمْ لَهُمْ آلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِنْ دُونِنَا ۚ لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَ أَنْفُسِهِمْ وَلَا هُمْ مِنَّا يُصْحَبُونَ ۝ بَلْ مَتَّعْنَا هَٰؤُلَاءِ وَآبَاءَهُمْ حَتَّىٰ طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۗ أَفَلَا يَرَوْنَ أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا ۚ أَفَهُمُ الْغَالِبُونَ ۝ قُلْ إِنَّمَا أُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ ۚ وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَاءَ إِذَا مَا يُنْذَرُونَ ۝ وَلَئِنْ مَسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُولُنَّ يَا وَيْلَنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ ۝ وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا ۖ وَإِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا ۗ وَكَفَىٰ بِنَا حَاسِبِينَ ۝ اور (یہ لوگ جو آپ کی وفات کی خوشیان منا رہے ہین لقولہ تعالیٰ نتربص بہ ریب المنون یہ وفات بھی منافی نبوت نہین کیونکہ) ہم نے آپ سے پہلے بھی کسی بشر کے لیے (خواہ وہ نبی ہو یا غیر نبی دنیا مین) ہمیشہ رہنا تجویز نہین کیا (کقولہ تعالیٰ وما کانوا خالدین بس جیسے آپ کے قبل نبوت اور وفات محل واحد مین مجتمع ہو چکی ہے اسیطرح آپ مین بھی اجتماع دونون کا صحیح ہے اور) پھر (یہ کہ) اگر آپکا انتقال ہو جاوے تو کیا یہ لوگ (دنیا مین) ہمیشہ ہمیشہ کو رہین گے (آخر یہ بھی مرین گے پھر خوشی کا ہے کی مطلب کہ آپ کی وفات کی خوشی اگر بخیال ابطال نبوت کے ہے تب تو ماجعلنا لبشر الخ اسکا جواب ہے اور اگر بخیال نفس مخالفت کے ہے تو افان مت الخ اسکا جواب ہے غرض ہر حال مین یہ انتظار مہمل اور لغو ہے اور موت تو ایسی چیز ہے کہ تم مین) ہر جاندار موت کا مزہ چکھیگا اور (یہ جو ہم نے چندروزہ تمکو زندگی دے رکھی ہے تو اس سے مقصود محض یہ ہے کہ) ہم تمکو بُری بھلی حالتون سے اچھی طرح آزماتے ہین (بری حالت سے مراد جو کہ خلاف مزاج ہو جیسے مرض و فقر اور اچھی حالت سے مراد جو کہ موافق مزاج ہو جیسے صحت اور غنا زندگی مین یہی حالتین مختلف طور پر پیش آتی ہین کوئی انمین ایمان اور طاعت بجالاتا ہے اور کوئی کفر و معصیت کرتا ہے مطلب یہ کہ زندگی اسلیے دی رکھی ہے کہ دیکھین کیسے کیسے عمل کرتے ہو) اور (اس زندگی کے ختم پر) پھر تم سب ہمارے پاس چلے آؤگے (اور ہر ایک کو اسکے مناسب سزا و جزا دینگے پس اہم تو موت اور ما بعد الموت ہی ہوا اور زندگی محض عارضی پھر یہ لوگ اسپر اتراتے ہین اور پیغمبر کی وفات پر خوشیان مناتے ہین یہ نہ ہوا کہ اس مستعار زندگی مین دولت ایمان و طاعت کما لیتے ان کے کام آتی اور اُلٹا نامۂ اعمال سیاہ اور آخرت بھاری کر رہے ہین ڈرتے نہین) اور (ان منکرین کی یہ حالت ہے کہ) یہ کافر لوگ

اللغات قولہ سخروا منہم من ہنہ صلۃ کالباء سخرواء قولہ یصحبون قال ابن قتیبۃ ای لا یجیرہم منا احد لان المجیر صاحب لجارہ والعرب تقول صحبک اللہ ای حفظک اہ

النحو قولہ القسط صفۃ للموازین الافراد اما لکونہ مصدرا وصف بہ مبالغۃ او علی حذف مضاف ای ذوات القسط **البلاغۃ** قولہ اذا ما ینذرون ہذا التقیید لبیان کمال شدۃ الصمم فان الانذار عادۃ تکون باصوات عالیۃ مکررۃ مقارنۃ لہیأت دالۃ علیہ قولہ مستہم نفحۃ فیہ مبالغات ذکر المس وہو دون النفوذ وما فی النفح من معنی النزارۃ فان اصلہ ہبوب رائحۃ الشیء وبناء المرۃ والتنکیر والتکون من للتبعیض ۱۲

جب آپکو دیکھتے ہین تو بس آپ سے ہنسی کرنے لگتے ہین (اور آپسمین کہتے ہین) کہ کیا یہی (صاحب) ہین جو تمہارے معبودون کا (برائی سے) ذکر کیا کرتے ہین (سو آپ پر
تو بتون کے انکار کا بھی اعتراض ہے) اور (خود) یہ لوگ (حضرت) رحمان (جل شانہ) کے ذکر پر انکار (اور کفر) کیا کرتے ہین (تو اعتراض کی بات تو درحقیقت یہ ہے
پس انکو اپنی اس حالت پر استہزا کرنا چاہیے تھا اور انکی یہ حالت ہے کہ جب سزائے کفر کا مضمون سنتے ہین جیسے ابھی اوپر ہی ذکر ہوا ہے الینا ترجعون تو بوجہ تکذیب
کے اسکا تقاضا کرتے ہین اور یہ تقاضا اور عجلت کچھ انسانی طبیعت کا خاصہ اکثر یہ بھی ہے پس اسکا طبعی ہونا ایسا ہے جیسے گویا) انسان جلدی ہی (کے خمیر) کا بنا ہوا ہے
یعنی جلدی مثل اسکے اجزاء عنصریہ کے ہے اسیواسطے یہ لوگ عذاب جلدی مانگتے ہین اور اسمین دیر ہونے کو دلیل عدم وقوع کی سمجھتے ہین لیکن ای کافرو یہ تمہاری غلطی ہے
کیونکہ اسکا وقت معین ہے سو ذرا صبر کرو) ہم عنقریب (اسکے وقت آنے پر) تمکو اپنی نشانیان (قہر کی یعنی سزائین) دکھائے دیتے ہین پس تم مجھ سے جلدی مت مچاؤ (کیونکہ
وقت سے پہلے آتا نہین اور وقت پر ٹلتا نہین) اور یہ لوگ (جب یہ مضمون سنتے ہین کہ وقت موعود پر عذاب آویگا تو رسول اور مؤمنین سے یون) کہتے ہین کہ یہ وعدہ کسوقت
آویگا اگر تم (وقوع عذاب کی خبر مین) سچے ہو (تو توقف کاہے کا جلدی سے کیون نہین واقع کر دیا جاتا اصل یہ ہے کہ انکو اس مصیبت کی خبر نہین جو ایسی بیفکری کی باتین
کرتے ہین) کاش ان کافرون کو اسوقت کی خبر ہوتی جبکہ (انکو سب طرف سے دوزخ کی آگ آگھیرے گی اور یہ لوگ (اس) آگ کو نہ اپنے سامنے سے روک سکینگے اور
نہ اپنے پیچھے سے اور نہ انکی کوئی حمایت کریگا (یعنی اگر اس مصیبت کا علم ہوتا تو ایسی باتین نہ بناتے اور یہ جو دنیا ہی مین عذاب نار کی فرمایش کر رہے ہین سو یہ ضرور
نہین کہ انکی فرمایش کے موافق ہی عذاب نار آجاوے) بلکہ وہ آگ (تو) انکو ایکدم سے آلیگی سو انکو بدحواس کر دیگی پھر نہ اسکے ہٹانیکی انکو قدرت ہوگی اور نہ انکو مہلت دیجاویگی
اور (اگر وہ یون کہین کہ اگر یہ عذاب آخرت مین موعود ہونے کی وجہ سے دنیا مین نہین ہوتا تو اچھا دنیا مین اسکا کوئی نمونہ تو دکھلا دو تو گو بقاعدہ مناظرہ نمونہ دکھلانا ضرور
نہین لیکن تبرعاً نمونہ کا پتہ بھی دیا جاتا ہے وہ یہ کہ) آپ سے پہلے جو پیغمبر ہو گذرے ہین انکے ساتھ بھی (کفار کی طرف سے) تمسخر کیا تھا سو جن لوگون نے ان سے تمسخر کیا تھا
انپر وہ عذاب واقع ہو گیا جسکے ساتھ وہ استہزا کرتے تھے (کہ عذاب کہان ہے پس اس سے معلوم ہوا کہ کفر موجب عذاب ہے پس اگر دنیا مین وقوع نہ ہو تو آخرت مین ہوگا
اور یہ بھی ان سے) کہدیجیے (کہ دنیا مین جو تم عذاب سے محفوظ ہو سو یہ حفاظت بھی حضرت رحمان ہی کر رہا ہے اسمین بھی اسی کا احسان اور دلالت علی التوحید ہے
اور اگر تم اسکو تسلیم نہین کرتے تو پھر بتلاؤ) وہ کون ہے جو رات مین اور دن مین رحمان (کے عذاب) سے تمہاری حفاظت کرتا ہو (اور اس مضمون مسلم کا مقتضا یہ تھا
کہ توحید کے قائل ہو جاتے مگر وہ اب بھی قائل نہ ہوئے) بلکہ وہ لوگ (اب بھی بدستور) اپنے رب (حقیقی) کے ذکر (توحید کے قبول کرنے) سے روگردان (ہی) ہین (ہان
ہم من یکلؤکم کے مصداق کو توضیح کے لیے تصریحاً دریافت کرتے ہین کہ) کیا انکے پاس ہمارے سوا اور ایسے معبود ہین کہ (عذاب مذکور سے) انکی حفاظت کر لیتے ہون (وہ
بیچارے انکی تو کیا حفاظت کرتے انکی بیچارگی و درماندگی کی تو یہ حالت ہے کہ) وہ خود اپنی حفاظت کی قدرت نہین رکھتے (مثلاً انکو کوئی توڑنے پھوڑنے لگے تو مدافعت
بھی نہین کر سکتے کقولہ تعالیٰ وان یسلبهم الذباب الخ پس نہ وہ آلہہ انکی حفاظت کر سکتے ہین) اور نہ ہمارے مقابلہ مین کوئی انکا ساتھ دیسکتا ہے (اور یہ لوگ باوجود ان
دلائل ساطعہ کے جو حق کو قبول نہین کرتے تو یہ وجہ نہین کہ دعوی یا دلیل مین کچھ خلل ہے) بلکہ (اصل وجہ اسکی یہ ہے کہ) ہم نے انکو اور انکے باپ دادون کو (دنیا کا) خوب
سامان دیا یہان تک کہ انپر (اسی حالت مین) ایک عرصہ دراز گذر گیا (کہ پشتہا پشت سے عیش آرام کرتے آرہے ہین پس کھا کھا کے غرانے لگے اور آنکھین پھرا گئین مطلب یہ کہ
ان ہی مین خلل غفلت کا ہے لیکن باوجود منبہات تشریعیہ و تکوینیہ کے اتنی غفلت بھی نہ ہونا چاہیے چنانچہ ایک امر منبہ کا ذکر کیا جاتا ہے وہ یہ کہ) کیا انکو یہ نظر نہین آتا کہ
ہم (انکی) زمین کو (بذریعہ فتوحات اسلامیہ کے) ہر چہار طرف سے برابر گھٹاتے چلے جاتے ہین سو کیا یہ لوگ (یہ توقع رکھتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مؤمنین
پر) غالب آوینگے (کیونکہ قرائن عادیہ اور دلائل تنزیلیہ متفق ہین انکے مغلوب اور اہل حق کے غالب ہوتے جانے پر تا وقتیکہ اسلام کی کامل اشاعت ہو جاوے پس
اس امر مین تامل کرنا بھی تنبہ کے لیے کافی ہے اگر اسپر بھی عناد و جہالت سے وقوع عذاب ہی کی فرمایش کرین تو) آپ کہدیجیے کہ مین تو صرف وحی کے ذریعہ سے تمکو
ڈراتا ہون (عذاب کا آنا میرے بس سے باہر ہے) اور (گو یہ طریقہ دعوت الی الحق کا اور یہ انذار کافی ہے مگر) یہ بہرے جسوقت (حق کی طرف بلائے جانے کے واسطے عذاب سے)
ڈرائے جاتے ہین سنتے ہی نہین (اور طریق وضوح حق مین تامل ہی نہین کرتے بلکہ وہی مرغی کی ایک ٹانگ عذاب ہی مانگے جاتے ہین) اور (کیفیت عالی ہمتی کی یہ ہے
کہ) اگر انکو آپ کے رب کے عذاب کا ایک جھونکا بھی ذرا لگ جاوے تو (ساری بہادری ختم ہو جاوے اور) یون کہنے لگین کہ ہائے ہماری کمبختی (کیسی ہمارے سامنے
آئی) واقعی ہم خطاوار تھے (بس اس ہمت پر عذاب کی فرمایش ہے واقعی انکی اس شرارت کا تو یہی مقتضا تھا کہ دنیا ہی مین فیصلہ کر دیتے مگر ہم بہت سی
حکمتون سے دنیا مین سزائے موعود دینا نہین چاہتے) بلکہ

ملحقات الترجمة

۱ قولہ فی یذکر کم برائی بقرینۃ المقام ۱۲

۲ قولہ فی آیاتی سزائین کما فی الروح ان المراد بالآیات نقماتہ ۱۲

۳ قولہ فی ان کنتم صادقین جلدی سے الخ اشارۃ الی تقدیر الجواب ای فلیاتنا بسرعۃ کما فی الروح ۱۲

۴ قولہ فی حین اسوقت کی اشارۃ الی کون حین مفعولاً بہ کما فی الروح عن الکشاف ۱۲

۵ قولہ فی وجوههم سامنے اشارۃ الی کونہا بمعنی القدام والخلف کما فی الروح وقیل التخصیص بالذکر لکونہا اشہر الجوانب واستلزام الاحاطۃ بہا للاحاطۃ بالکل ۱۲

۶ قولہ قبل بل تاتیہم یہ ضرور نہین اشارۃ الی ما فی الروح عن ابن عطیۃ انہ استدراک مقدر قبلہ نفی والتقدیر ان الآیات لا تاتی بحسب اقتراحہم بل تاتیہم بغتۃ وقولہ فی تاتیہم آگ قال فی الروح استظہر فی البحر ۱۲

۷ قولہ قبل بل ہم عن ذکر ربہم اب بھی قائل الخ اشارۃ الی کون المذکور استدراکاً عن مقدر ۱۲

۸ قولہ قبل ولا ہم منا ندوہ آلہہ اشارۃ الی کون المذکور معطوفاً علی منفی مقدر ملزوم من قولہ ام لہم آلہۃ ای لا تمنعہم آلہتہم لا یصحبہم احد سوی الآلہۃ

۹ قولہ قبل بل متعنا کچھ خلل ہے اشارۃ الی تقدیر المستدرک منہ ۱۲

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ وَضِيَاۤءً وَّذِكْرًا لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ

اور ہم نے موسیٰ اور ہارون کو ایک فیصلہ کی اور روشنی کی اور متقیون کے لیے نصیحت کی چیز عطا فرمائی تھی جو اپنے رب سے بن دیکھے ڈرتے ہین

وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُوْنَ ۝ وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ ۭ اَفَاَنْتُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ

اور وہ لوگ قیامت سے ڈرتے ہین ۔ اور یہ ایک کثیر الفائدہ نصیحت ہی جسکو ہم نے نازل کیا سو کیا پھر بھی تم اسکے منکر ہو ۔ اور ہم نے اس سے پہلے ابراہیم کو انکی خوش فہمی عطا فرمائی تھی

قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ ۝

اور ہم انکو خوب جانتے تھے

آخرت کے لیے اٹھا رکھا ہی) اور (وہان) قیامت کے روز ہم میزان عدل قائم کرین گے (اور سب کے اعمال کا وزن کرین گے) سو کسی پر اصلا ظلم نہ ہوگا اور (ظلم نہ ہونے کا یہ ثمرہ ہوگا کہ) اگر (کسیکا کوئی) عمل رائی کے دانہ کے برابر بھی ہوگا تو ہم اسکو (وہان) حاضر کر دینگے (اور اسکا بھی وزن کرینگے) اور ہم حساب لینے والے کافی ہین (ہمارے اس وزن اور حساب کے بعد پھر کسی حساب کتاب کی ضرورت نہ رہیگی بلکہ اُسی پر سب فیصلہ ہو جاویگا پس وہان ان لوگون کی شرارتون کی بھی سزاے مناسب وکافی جلدی کر دیجاویگی) ف کل نفس ذائقۃ الموت مین نفوس مکلفہ مراد ہین بقرینہ ونبلوکم الخ پس نفخ صور کے وقت ملائکہ کی موت یا عدم موت سے آیت ساکت ہی ۔ اور وما جعلنا لبشر الخ مین دنیا کی قید سے جسپر قرینہ مقام دال ہی استدلال نافی حیوۃ سماویہ عیسویہ کا استدلال جاتا رہا ۔ اور خلق الانسان الخ مین اکثریہ کی قید سے یہ اشکال نہ رہا کہ بعض افراد ایسے نہین ہین ۔ اور آیت افلا یرون انا ناتی الارض الخ کے متعلق ایک ضروری تحقیق سورۂ رعد کے اخیر رکوع آیت اولم یروا الخ کے فائدہ تفسیریہ مین گذر چکی ہی ملاحظہ فرمالیا جاوے ۔ اور میزان کے متعلق تحقیق سورہ اعراف کے اول رکوع کے اخیر آیت کی تفسیر مین گذر چکی ہی ۔ اور افہم الغالبون کی تفسیر مین جو یہ کہا گیا تا وقتیکہ الخ اس سے یہ اشکال رفع ہوگیا کہ بعد مین تو مسلمان مغلوب ہوئے ہین توجیہ رفع اشکال ظاہر ہی اور راز اسمین یہ ہے کہ ابتدا مین اسلام کا مغلوب ہونا اسکی اشاعت مین مخل تھا اور جب اسکی تبلیغ واشاعت کافی ہو چکی جو اصل مقصود تھی اب مغلوب ہونے سے وہ مفقود نہین ہو سکتا چنانچہ مشاہد ہی ۔ اور موازین کا جمع لانا یا تو اس وجہ سے ہی کہ ہر شخص کے لیے جدا میزان عمل ہو یا چونکہ ایک ہی میزان مین بہت سے لوگون کے اعمال کا وزن ہوگا اسلیے وہ ایک قائم مقام متعدد کے ہوگی واللہ اعلم ۔ اور آیت افلا یرون الخ کی ایک تقریر یہ بھی ہو سکتی ہے بعد اس قول کے کہ خلل غفلت کا ہے یون کہا جاوے اور ان لوگون سے تعجب ہے کہ وقوع عذاب علی الکفر کا باب تحت انکار کر رکھا ہین) کیا (مقدمات عذاب مین سے) اس امر کو نہین دیکھ رہے ہین کہ ہم (فتوحات اسلامیہ کے ذریعہ سے انکی) زمین کو ہر چہار طرف سے برابر کم کرتے چلے آتے ہین سو کیا یہ لوگ (مسلمانون پر) غالب آ رہی ہین (نہین بلکہ مغلوب ہوتے جاتے ہین سو یہ بھی تو ایک قسم کا عذاب ہے جو مقدمہ ہے عذاب اکبر کا کقولہ تعالیٰ ولنذیقنهم من العذاب الادنى دون العذاب الاکبر) ربط شروع سورت سے یہان تک توحید اور رسالت کا زیادہ اور اسکے ضمن مین اسکے تعلق سے مخالفین رسل کا آخرت مین عموماً معذب ہونا اور بعض کا دنیا مین بھی ہلاک ہونا مذکور تھا آگے بعض حضرات انبیاء علیہم السلام کے قصص بیان فرمانے سے ان ہی مضامین کی تائید فرماتے ہین رسالت کی تائید تو انکے رسول ہونے سے ظاہر ہی اور توحید کی تائید انکے داعی الی التوحید ہونے سے اور تعذیب کی تائید انکی بعض امم کی ہلاکت سے

قصہ عطاء کتاب بموسیٰ وہارون علیہما السلام

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ وَضِيَاۤءً وَّذِكْرًا لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُوْنَ ۝ وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ ۭ اَفَاَنْتُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ۝ اور ہم نے (آپ کے قبل) موسیٰ اور ہارون (علیہما السلام) کو ایک فیصلہ کی اور روشنی کی اور متقیون کے لیے نصیحت کی چیز (یعنی توریت) عطا فرمائی تھی جو (متقی) اپنے رب سے بن دیکھے ڈرتے ہین اور (خدا ہی سے ڈرنے کے سبب) وہ لوگ قیامت سے (بھی) ڈرتے ہین (کیونکہ قیامت مین اسیکا خوف ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ناراضی اور سزا نہ ہونے لگے) اور (جیسے انکو وہ کتاب ہم نے دی تھی اسیطرح) یہ (قرآن بھی) ایک کثیر الفائدہ نصیحت (کی کتاب) ہی جسکو ہم نے نازل کیا سو کیا (بعد اسکے کہ نزول کتب کا عادۃ اللہ ہونا معلوم ہوگیا اور خود اسکا منزل ہونا دلیل سے ثابت ہی) پھر بھی تم اسکے (منزل من اللہ ہونیکے) منکر ہو ۔

قصہ حضرت ابراہیم علیہ السلام

وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ ۝

البلاغۃ قولہ الفرقان وضیاء وذکرا من عطف صفۃ علی صفۃ والصفات کلها متلازمۃ فلا یرد ان وصف التوراۃ بالصفات ووصف القرآن بصفۃ واحدۃ یوہم کون التوراۃ افضل من القرآن واما تنکیر ضیاء

إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا هَٰذِهِ التَّمَاثِيلُ الَّتِي أَنتُمْ لَهَا عَاكِفُونَ ۝ قَالُوا وَجَدْنَا آبَاءَنَا لَهَا عَابِدِينَ ۝ قَالَ لَقَدْ

جبکہ اُنہوں نے اپنے باپ سے اور اپنی برادری سے فرمایا کہ یہ کیا مورتیں ہیں جن پر تم جمے بیٹھے ہو ۔ وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم نے اپنے بڑوں کو انکی عبادت کرتے ہوئے دیکھا ہے ابراہیم نے کہا

كُنتُمْ أَنتُمْ وَآبَاؤُكُمْ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝ قَالُوا أَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ أَمْ أَنتَ مِنَ اللَّاعِبِينَ ۝ قَالَ بَل رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمَاوَاتِ

کہ بیشک تم اور تمہارے باپ دادے صریح غلطی میں ہو ۔ وہ لوگ کہنے لگے کہ کیا تم سچی بات ہمارے سامنے پیش کر رہے ہو یا دل لگی کر رہے ہو ۔ ابراہیم نے فرمایا کہ نہیں بلکہ تمہارا رب وہ ہے جو تمام آسمانوں

وَالْأَرْضِ الَّذِي فَطَرَهُنَّ وَأَنَا عَلَىٰ ذَٰلِكُم مِّنَ الشَّاهِدِينَ ۝ وَتَاللَّهِ لَأَكِيدَنَّ أَصْنَامَكُم بَعْدَ أَن تُوَلُّوا مُدْبِرِينَ ۝

کا اور زمین کا رب ہے جس نے ان سب کو پیدا کیا اور میں اسپر دلیل بھی رکھتا ہوں ۔ اور خدا کی قسم میں تمہارے ان بتوں کی گت بناؤنگا جب تم چلے جاؤ گے ۔

فَجَعَلَهُمْ جُذَاذًا إِلَّا كَبِيرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ إِلَيْهِ يَرْجِعُونَ ۝ قَالُوا مَن فَعَلَ هَٰذَا بِآلِهَتِنَا إِنَّهُ لَمِنَ الظَّالِمِينَ ۝ قَالُوا

رُبع

تو انہوں نے ان بتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا بجز ان کے ایک بڑے بت کے کہ شاید وہ لوگ ابراہیم کی طرف رجوع کریں کہنے لگے کہ یہ ہمارے بتوں کے ساتھ کس نے کیا ہے اسمیں کوئی شک نہیں کہ اس نے بڑا ہی غضب کیا

سَمِعْنَا فَتًى يَذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهُ إِبْرَاهِيمُ ۝ قَالُوا فَأْتُوا بِهِ عَلَىٰ أَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُونَ ۝ قَالُوا أَأَنتَ فَعَلْتَ

بعضوں نے کہا کہ ہم نے ایک نوجوان آدمی کو جسکو ابراہیم کر کے پکارا جاتا ہے ان بتوں کا تذکرہ کرتے سنا ہے وہ لوگ بولے کہ تو اچھا اسکو سب آدمیوں کے سامنے حاضر کرو تا کہ وہ لوگ گواہ ہو جائیں ان لوگوں نے کہا کہ کیا ہمارے بتوں کے

هَٰذَا بِآلِهَتِنَا يَا إِبْرَاهِيمُ ۝ قَالَ بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَٰذَا فَاسْأَلُوهُمْ إِن كَانُوا يَنطِقُونَ ۝ فَرَجَعُوا إِلَىٰ أَنفُسِهِمْ فَقَالُوا

ساتھ تم نے یہ حرکت کی ہے ای ابراہیم اُنہوں نے فرمایا کہ نہیں بلکہ انکے اس بڑے نے کی سو ان سے پوچھ لو اگر یہ بولتے ہوں ۔ اس پر وہ لوگ اپنے جی میں سوچے پھر کہنے لگے

إِنَّكُمْ أَنتُمُ الظَّالِمُونَ ۝ ثُمَّ نُكِسُوا عَلَىٰ رُءُوسِهِمْ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هَٰؤُلَاءِ يَنطِقُونَ ۝ قَالَ أَفَتَعْبُدُونَ مِن دُونِ

کہ حقیقت میں تم ہی لوگ ناحق پر ہو ۔ پھر اپنے سروں کو جھکا لیا ۔ ای ابراہیم تمکو تو معلوم ہی ہے کہ یہ بت بولتے نہیں ۔ ابراہیم نے فرمایا کہ تو کیا خدا کو چھوڑ کر تم ایسی چیز کی عبادت

اللَّهِ مَا لَا يَنفَعُكُمْ شَيْئًا وَلَا يَضُرُّكُمْ ۝ أُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ ۖ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝

کرتے ہو جو تم کو نہ کچھ نفع پہونچا سکے اور نہ کچھ نقصان پہونچا سکے تف ہے تیر اور ان پر جنکو تم خدا کے سوا پوجتے ہو ۔ کیا تم نہیں سمجھتے ۔

إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا هَٰذِهِ التَّمَاثِيلُ الَّتِي أَنتُمْ لَهَا عَاكِفُونَ (٥٢) قَالُوا وَجَدْنَا آبَاءَنَا لَهَا عَابِدِينَ (٥٣) قَالَ لَقَدْ كُنتُمْ أَنتُمْ وَآبَاؤُكُمْ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ (٥٤) قَالُوا أَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ أَمْ أَنتَ مِنَ اللَّاعِبِينَ (٥٥) قَالَ بَل رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الَّذِي فَطَرَهُنَّ وَأَنَا عَلَىٰ ذَٰلِكُم مِّنَ الشَّاهِدِينَ (٥٦) وَتَاللَّهِ لَأَكِيدَنَّ أَصْنَامَكُم بَعْدَ أَن تُوَلُّوا مُدْبِرِينَ (٥٧) فَجَعَلَهُمْ جُذَاذًا إِلَّا كَبِيرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ إِلَيْهِ يَرْجِعُونَ (٥٨) قَالُوا مَن فَعَلَ هَٰذَا بِآلِهَتِنَا إِنَّهُ لَمِنَ الظَّالِمِينَ (٥٩) قَالُوا سَمِعْنَا فَتًى يَذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهُ إِبْرَاهِيمُ (٦٠) قَالُوا فَأْتُوا بِهِ عَلَىٰ أَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُونَ (٦١) قَالُوا أَأَنتَ فَعَلْتَ هَٰذَا بِآلِهَتِنَا يَا إِبْرَاهِيمُ (٦٢) قَالَ بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَٰذَا فَاسْأَلُوهُمْ إِن كَانُوا يَنطِقُونَ (٦٣) فَرَجَعُوا إِلَىٰ أَنفُسِهِمْ فَقَالُوا إِنَّكُمْ أَنتُمُ الظَّالِمُونَ (٦٤) ثُمَّ نُكِسُوا عَلَىٰ رُءُوسِهِمْ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هَٰؤُلَاءِ يَنطِقُونَ (٦٥) قَالَ أَفَتَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنفَعُكُمْ شَيْئًا وَلَا يَضُرُّكُمْ (٦٦) أُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ ۖ أَفَلَا تَعْقِلُونَ (٦٧)

اللغات قوله التمثال الصورة المصنوعة مشبهة بمخلوق من مخلوقات الله تعالى من مثلت الشيء بالشيء اذا شبهته به ۱۲ قوله جذاذا فعال بمعنى المفعول قوله اف صوت ثم صار اسم فعل بمعنى اتضجر وفيه لغات كثيرة واللام لبيان المتأفف له ۱۲ ۱۲

النحو قوله افتعبدون اي اتعلمون ذلك فتعبدون قوله افلا تعقلون تقديره الاتتفكرون فلا تعقلون ۱۲

البلاغة قوله لها عاكفون اما بمعنى على لانها صلة العكوف او للتبيين قوله جعلهم اتى بجمع العقلاء تنزيلا لها

منزلتهم على زعم عبدتها قوله يقال له ابراهيم كون المفرد مقولا اذ اريد به اللفظ معمول في الزمخشري ۔ **فائدة** في الروح كان القياس ان يذكر نوح ثم ابراهيم ثم موسى عليهم السلام لكن روعي في ذلك ترشيح التسلي والتاسي فقد ذكر موسى عليه السلام لان حاله وما قاساه من قومه كثرة آياته وتكالفهم اشبه بحال نبينا صلى الله عليه وسلم ثم ثنى بذكر ابراهيم عليه السلام وقيل من قبل لهذا اي كون ذكر الانبياء عليهم السلام للتاسي الاتري الى قوله تعالى ونوحا اذ نادى من قبل اي قبل

قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۝ قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ۝ وَاَرَادُوْا

وہ لوگ کہنے لگے کہ انکو آگ مین جلادو اور اپنے معبودون کا بدلا لو　اگر تمکو کچھ کرنا ہی　ہم نے حکم دیا کہ اے آگ تو ٹھنڈی اور بے گزند ہو جا　ابراہیم کے حق مین　اور اُن لوگون نے

بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ ۝ وَنَجَّيْنٰهُ وَلُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ ۝ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ

انکے ساتھ برائی کرنا چاہا تھا سو ہم نے انہین لوگون کو ناکام کر دیا　اور ہم نے ابراہیم کو اور لوط کو ایسے ملک کی طرف بھیجکر بچا لیا جسمین ہم نے دنیا جہان والون کے واسطے برکت رکھی ہی　اور ہم نے انکو اسحق

وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً ؕ وَكُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ ۝ وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِمْ فِعْلَ

اور یعقوب پوتا عطا کیا　اور ہم نے ان سب کو نیک کیا　اور ہم نے انکو مقتدا بنایا　کہ ہمارے حکم سے ہدایت کیا کرتے تھے　اور ہم نے انکے پاس نیک کامون کے کرنیکا

الْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءَ الزَّكٰوةِ ۚ وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ ۝

اور نماز کی پابندی کا　اور زکوٰۃ ادا کرنیکا حکم بھیجا　اور وہ ہماری عبادت کرتے تھے۔

قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿۶۸﴾ قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ﴿۶۹﴾ وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ ﴿۷۰﴾ وَنَجَّيْنٰهُ وَلُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۱﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ ؕ وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً ؕ وَكُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ ﴿۷۲﴾ وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءَ الزَّكٰوةِ ۚ وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ ﴿۷۳﴾ اور ہم نے اس (زمانہ موسوی) سے پہلے ابراہیم (علیہ السلام) کو انکی (شان کے مناسب[1]) خوش فہمی عطا فرمائی تھی اور ہم اُن (کے کمالات علمیہ و عملیہ) کو خوب جانتے تھے (یعنی وہ بڑے کامل تھے خواہ بالقوہ و استعداد اقبل عطائے رشد یا بالفعل بعد عطائے رشد انکا وہ وقت یاد کرنے کے قابل ہے) جبکہ اُنہون نے اپنے باپ سے اور اپنی برادری سے (اُنکو عبادت اصنام مین مشغول دیکھکر) فرمایا کہ یہ کیا (واہیات[2]) مورتین ہین جن (کی عبادت) پر تم جمے بیٹھے ہو (یعنی یہ ہرگز قابل عبادت نہین) وہ لوگ (جواب مین) کہنے لگے کہ ہم نے اپنے بڑون کو انکی عبادت کیے ہوئے دیکھا ہی (اور وہ لوگ عاقل تھے اس سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ مورتین لائق عبادت کے ہین) ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا کہ بیشک تم اور تمہارے باپ دادے (ان کو لائق عبادت سمجھتے ہین) صریح غلطی مین (مبتلا) ہو (یعنی خود اُن ہی کے پاس انکی معبودیت کی کوئی دلیل اور سند نہین ہی وہ تو اسلیے ضلال مین ہین اور تم ایسون کی تقلید کرتے ہو جنکا متمسک بالدلیل ہونا ثابت نہین اسلیے تم ضلال مین ہو چونکہ اُن لوگون نے ایسی بات کبھی سنی نہ تھی نہایت متعجب[3] ہوکر) وہ لوگ کہنے لگے کہ کیا تم (اپنے نزدیک[4]) سچی بات (سمجھکر) ہمارے سامنے پیش کر رہے ہو یا (یون ہی) دل لگی کر رہے ہو ابراہیم (علیہ السلام) نے فرمایا کہ نہین (دل لگی نہین بلکہ سچی بات ہی اور صرف میرے ہی نزدیک نہین بلکہ واقع مین بھی سچی بات یہی ہی کہ یہ عبادت کے قابل نہین) بلکہ تمہارا رب (حقیقی جو لائق عبادت ہی) وہ ہی جو تمام آسمانون کا اور زمین کا رب ہے جس نے (علاوہ تربیت کے) ان سب (آسمانون اور زمین اور اُنمین جو مخلوق ہی جس مین یہ اصنام بھی داخل ہین سب) کو پیدا بھی کیا اور مین اس (دعوی) پر دلیل بھی رکھتا ہون (تمہاری طرح کورانہ تقلید سے متمسک نہین کرتا) اور خدا کی قسم مین تمہارے ان بتون کی گت[5] بناؤنگا جب تم (ان کے پاس سے) چلے جاؤگے (تاکہ ان کا عاجز اور درماندہ ہونا زیادہ مشاہدہ مین آجاوے اُن لوگون نے یہ سمجھکر کہ یہ اکیلے ہمارے مخالف کارروائی کیا کرسکتے ہین کچھ التفات نہ کیا ہوگا اور چلے گئے) تو (اُن کے چلے جانے کے بعد) انہون نے اُن بتون کو (تبر وغیرہ سے توڑ پھوڑکر) ٹکڑے ٹکڑے کر دیا بجز اُن کے ایک بڑے بت کے (جو جثے مین یا اُن لوگون کی نظر مین معظم ہونے مین بڑا تھا کہ اُس کو چھوڑ دیا جس سے ایک قسم کا استہزا مقصود تھا کہ ایک کے سالم اور دوسرون کے قطع و برید سے ایہام ہوتا ہی کہ کہین اسی نے تو سب کی خبر نہین لی پس ابتدا تو ایہام ہی پھر جب وہ لوگ قطع و برید کرنے والے کی تحقیق کرین گے اور اُس صنم کبیر پر احتمال بھی نہ کرین گے تو انکی طرف سے اُس کے عجز کا بھی اعتراف ہو جاویگا اور حجت در لازم تر ہو جاویگی پس انتہا یہ الزام و افحام ہی اور مقصود مشترک اثبات عجز ہی بعض کا انکسار سے اور ایک کا اُنکے اقرار سے غرض ایک کو اس مصلحت سے چھوڑکر سبکو توڑ دیا) کہ شاید وہ لوگ ابراہیم کی طرف (دریافت کرنے کے طور پر) رجوع کرین (اور پھر وہ تقریر جواب سے مکرر بوجہ ابلغ احقاق حق کر سکین غرض) وہ لوگ جو بتخانہ مین آئے تو بتون کی بُری گت دیکھی آپسمین) کہنے لگے کہ یہ (بے ادبی کا کام) ہمارے بتون کے ساتھ کس نے کیا ہی اسمین کوئی شک نہین کہ اُس نے بڑا ہی غضب کیا (یہ بات ایسے لوگون نے پوچھی جنکو اُس قول کی اطلاع نہ تھی تاللہ لاکیدن الخ یا تو اسوجہ سے کہ وہ اُسوقت موجود نہ ہونگی کیونکہ اُس مناظرہ کے وقت تمام قوم کا مجتمع ہونا ضروری نہین یا موجود ہون مگر سنا نہ ہو اور بعضون نے سن لیا ہو کذا فی الدر المنثور عن ابن مسعود نحوا منہ) بعضون[6] نے کہا (جنکو اُس قول کا علم تھا) کہ ہم نے ایک نوجوان

ملحقات الترجمہ

[1] قولہ فی رشدہ کا مناسب افادہ الاضافۃ

[2] قولہ فی ما ھذہ واہیات اشارۃ الی کون الاستفہام للتحقیر

[3] قولہ فی اجئتنا متعجب اشارۃ الی کون الاستفہام ناشئا من التعجب

[4] قولہ فی بالحق اپنے نزدیک لانہم لم یکونوا متردّدین

[5] قولہ فی الشٰہدین دلیل لان الشاہد یکون علی دلیل من المشاہدۃ ونحوہا

[6] قولہ فی لاکیدن گت حمل علی المجاز من الاجتہاد فی الکسر لان المعنی الحقیقی من الاحتیال مستبعد لمابینہ وبین الاظہار عندہم من التضاد

[7] قولہ فی قالوا سمعنا بعضون بقرینۃ المقام

آدمی کو جسکو ابراہیم کر کے پکارا جاتا ہی اِن بتون کا (برائی کے ساتھ) تذکرہ کرتے سنا ہی (پھر) وہ (سب) لوگ (یا جنہون نے اول استفسار کیا تھا) بولے کہ (جب یہ بات ہی) تو اچھا اُس کو سب آدمیون کے سامنے حاضر کرو تاکہ (شاید وہ اقرار کرلے اور) وہ لوگ (اُس کے اقرار کے) گواہ ہوجائین (پھر سزا حجت سے دیجاوے جسپر کوئی ملامت نہ کرے غرض سب کے روبرو وہ آئے اور اُن سے) اُن لوگون نے کہا کہ کیا ہمارے بتون کے ساتھ تم نے یہ حرکت کی ہے ای ابراہیم اُنہون نے (جواب مین) فرمایا کہ (تم یہ احتمال کیون نہین فرض کرتے کہ یہ حرکت مین نے) نہین (کی) بلکہ ان کے اس بڑے (گرو) نے کی (اور جب اس کبیر مین فاعل ہونے کا احتمال ہو سکتا ہی تو ان صغار مین ناطق ہونیکا احتمال بھی ہوگا) سو ان (ہی) سے پوچھ لو (نا) اگر یہ بولتے ہون (اور اگر یہ شق احتمال فاعلیت و ناطقیت کی باطل ہی تو عجز انکا تمہارے نزدیک مسلم ہوگیا پھر اعتقاد الوہیت کی کیا وجہ) اسپر وہ لوگ اپنے جی مین سوچے پھر (آپسمین) کہنے لگے کہ حقیقت مین تم ہی لوگ ناحق پر ہو (اور ابراہیم حق پر ہی کہ جو ایسا عاجز ہو وہ کیا معبود ہوگا) پھر (شرمندگی کے مارے) اپنے سرون کو جھکا لیا (اور ابراہیم علیہ السلام سے نہایت مغلوبانہ لہجہ مین بولے کہ) ای ابراہیم تمکو تو معلوم ہی ہے کہ یہ بُت (کچھ) بولتے (و ولتے) نہین (ہم ان سے کیا پوچھین اور اس سے فاعلیت کبیر کی نفی بدرجہ ادلے ہوگئی اُسوقت) ابراہیم (علیہ السلام) نے (خوب خبر لی اور) فرمایا کہ (افسوس جب یہ ایسے ہین) تو کیا خدا کو چھوڑ کر تم ایسی چیز کی عبادت کرتے ہو جو تمکو نہ کچھ نفع پہونچا سکے اور نہ (بالمباشرۃ) کچھ نقصان پہونچا سکے (گو تسبیباً ضرر رسانی یقینی ہی کہ سبب کفر و تعذیب ہی) تف ہی تمپر (کہ باوجود وضوح حق کے باطل پر مصر ہو) اور اُن پر (بھی) جنکو تم خدا کے سوا پوجتے ہو کیا تم (اتنا بھی) نہین سمجھتے (اس تمامتر تقریر سے خصوص اس سے کہ توڑنے پھوڑنے سے انکار نہین فرمایا باوجودیکہ احتمال انتقام مقتضی انکار کو تھا اُنکو ثابت ہوگیا کہ یہ کام ان ہی کا ہی اور تقریر کا کچھ جواب بن نہ آیا تو مقتضائے اس قول کے کہ ؎ چو حجت نماند جفاجوی را ٭ بپرخاش درہم کشد روی را یعنی جب جاہل جواب نہ رکھتا ہو اور قدرت رکھتا ہو تو برسرپیکار آجاتا ہے آپسمین) وہ لوگ کہنے لگے کہ ان (ابراہیم) کو آگ مین جلادو اور اپنے معبودون کا (ان سے) بدلا لو اگر تمکو کچھ کرنا ہی (تو یہ کام کرو ورنہ بالکل ہی بات ڈوب جاویگی (غرض سب نے متفق ہوکر اسکا سامان کیا اور اُن کو آتش سوزان مین ڈال دیا اُسوقت) ہم نے (آگ کو) حکم دیا کہ ای آگ تو ٹھنڈی اور بے گزند ہوجا ابراہیم کے حق مین (یعنی نہ سوزان رہ کہ گزند حرارت کا پہونچے اور نہ بہت یخ ہوجا کہ گزند برودت کا پہونچے بلکہ مثل ہوائے معتدل کے بن جا چنانچہ ایسا ہی ہوگیا) اور اُن لوگون نے اُن کے ساتھ بُرائی کرنا چاہا تھا (کہ ہلاک ہوجاوین گے) سو ہم نے اُن ہی لوگون کو ناکام کردیا (کہ اُنکا مقصود حاصل نہوا بلکہ اور بالعکس حقانیت ابراہیم علیہ السلام کا زیادہ ثبوت ہوگیا) اور ہم نے ابراہیم کو اور (اُن کے برادر زادہ کذا فی الدر المنثور عن ابن عباس) لوط (علیہ السلام) کو (کہ اُنہون نے برخلاف قوم کے ابراہیم علیہ السلام کی تصدیق کی تھی قال تعالیٰ فآمن له لوط اور اس وجہ سے لوگ اُنکے بھی مخالف اور درپے تھے) ایسے ملک (یعنی شام) کی طرف بھیج کر (کافرون کے شر و ایذا رسے) بچا لیا جسمین ہم نے دنیا جہان والون کے واسطے (خیر و) برکت رکھی ہی (دنیوی بھی کہ فواکہ و حبوب بکثرت پیدا ہوتے ہین اور دوسرے لوگ بھی اُس سے منتفع ہوسکتے ہین اور دینی بھی کہ بکثرت وہان انبیاء علیہم السلام ہوئے جنکے شرائع کی برکت دور دور عالم مین پھیلی یعنی اُنہون نے ملک شام کی طرف باذن الٰہی ہجرت فرمائی) اور (ہجرت کے بعد) ہم نے انکو اسحٰق (بیٹا) اور یعقوب پوتا عطا کیا اور ہم نے ان سب (باپ بیٹے پوتے) کو (اعلیٰ درجہ کا) نیک کیا (اعلیٰ درجہ کی نیکی کا مصداق عصمت ہی جو پیشین مین خواص نبوت سے ہی پس مراد یہ کہ ان سب کو نبی بنایا) اور ہم نے ان (سب) کو مقتدا بنایا (جو کہ لوازم نبوت سے ہی) کہ ہمارے حکم سے (خلق کو) ہدایت کیا کرتے تھے کہ مناسب نبوت سے ہی) اور ہم نے اُن کے پاس نیک کامون کے کرنیکا اور (خصوصاً) نماز کی پابندی کا اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم بھیجا (یعنی یہ حکم بھیجا کہ ان کامون کو کیا کرو) اور وہ (حضرات) ہماری (خوب) عبادت کیا کرتے تھے (یعنی اُنکو جو حکم ہوا تھا اُسکو اچھی طرح بجالاتے تھے پس صالحین مین کمال نبوت کی طرف اور اوحینا الیہم فعل الخیرات مین کمال علم کی طرف اور کانوا لنا عابدین مین کمال عمل کی طرف اور ائمۃ یہدون مین تکمیل للغیر کی طرف اشارہ کا فیہ ہی) **ف** آیت لقد کنتم انتم وآباؤکم کی جو تقریر کی گئی ہی اُس سے اُن لوگون کا استدلال باطل ہوگیا جو تقلید مشروع کی نفی ایسی آیتون سے کیا کرتے ہین اور انا علیٰ ذالکم من الشاہدین مین کو انہ تقلید سے وہی تقلید مراد ہی جسکی نفی آیت بالا مین ہوئی ہی اور بل فعلہ کبیرہم کی جو تقریر کی گئی ہی اُس سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ یہ صدق محض ہے مگر چونکہ اس مضمون کے علیٰ سبیل الفرض ہونے پر محض قرینہ مقامیہ دال ہے کوئی قرینہ مقالیہ دال نہین جیسا ہذا ربی مین بھی ایسا ہی ہے اس لیے حدیث مین صورۃً اسپر مجازاً کذب کا اطلاق آیا ہے۔ اور اس آتش ابراہیمی مین چند احتمال ہین ایک یہ کہ اُسمین حرارت و احراق نہ رہا ہو اور اضاءۃ و اشراق رہا ہو دوسرے یہ کہ ہیئت آگ ہی کی رہی ہو مگر حقیقت اُس کی منقلب ہوگئی ہو مثلاً ہوا بن گئی ہو۔ تیسرے یہ کہ آگ ہی رہی ہو مگر موذی نہ رہے اور ظاہر علیٰ ابراہیم کی قید سے احتمال ثالث ہے گو خارق ہر حالت مین ہے -

ملحقات الترجمۃ

له قوله فقبل فاسئلوهم جب اس کبیر مین الخ و بہ ظہر توجیہ الفاء فی فاسئلوہم ۱۲ ٥٢ قوله فی فرجعوا سوچنے لگے فی الروح فتفکروا وتدبروا وتذکروا الخ ۳ قوله فی ثم نکسوا شرمندگی کذا اختاره فی الروح ناقلاً عن الزمخشری ٤ قوله فی ان کنتم فاعلین یہ کام کرو اشارۃ الی تقدیر الجواب ۵ قوله سلاماً بے گزند اشارۃ الی حذف المضاف ای ذات سلامۃ ٦ قوله فی نافلۃ پوتا کذا فی الدر المنثور

وَلُوْطًا اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا وَّنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰٓئِثَ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِيْنَ ۙ وَاَدْخَلْنٰهُ

اور لوط کو ہمنے حکمت اور علم عطا فرمایا   اور ہم نے انکو اس بستی سے نجات دی جسکے رہنے والے گندے گندے کام کیا کرتے تھے — بلاشبہ وہ لوگ بجمہ بدذات بدکار تھے — اور ہم نے لوط کو

فِيْ رَحْمَتِنَا ۭ اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۧ وَنُوْحًا اِذْ نَادٰى مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ۚ

اپنی رحمت میں داخل کیا — بلاشبہ وہ بڑے نیکوں میں تھے اور نوح کا تذکرہ کیجیے جبکہ اس سے پہلے انہوں نے دعا کی سو ہم نے انکی دعا قبول کی اور انکو اور انکے تابعین کو بڑے بھاری غم سے نجات دی —

وَنَصَرْنٰهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ وَدَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ

اور ہم نے ایسے لوگوں سے انکا بدلہ لیا جنہوں نے ہماری حکموں کو جھوٹا بتایا تھا   بلاشبہ وہ لوگ بہت برے تھے   اس لیے ہم نے ان سب کو غرق کر دیا — اور داؤد   اور سلیمان

اِذْ يَحْكُمٰنِ فِي الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِيْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ ۚ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِيْنَ ۝ فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ ۚ

کا تذکرہ کیجیے جبکہ دونوں کسی کھیت کے بارہ میں فیصلہ کرنے لگے جبکہ اسمیں کچھ لوگوں کی بکریاں رات کے وقت جا پڑیں اور ہم اس فیصلہ کو جو لوگوں کے متعلق ہوا تھا دیکھ رہے تھے — سو ہم نے اس فیصلہ کی سمجھ سلیمان کو دیدی

اور اس بت شکنی کے قصہ سے کوئی شخص اس مسئلہ فقہیہ پر شبہہ کرے کہ ذمی کے بت کا ضمان توڑنے والے پر لازم آتا ہے کیونکہ وہ مسئلہ ذمی کے لیے ہے اور یہ لوگ ذمی نہ تھے اور کلا جعلنا صالحین میں بعض نے لوط علیہ السلام کو بھی داخل کیا ہے سو یہاں انکا ذکر تبعًا تھا اور آگے استقلالًا ہے پس تکرار نہ ہوگا — اور یہ سلامت رہنا ابراہیم علیہ السلام کا اگر باوجود بقاء جرم نار کے ہی تب تو معجزہ عظیمہ ہونا ظاہر ہے اور اگر اطفاء نار کی حالت میں ہی تو اولا دفعۃً اطفاء ایسی نار عظیمہ کا خود ایک معجزہ عظیمہ ہے ثانیا بعد اطفاء کے بھی بقاء اثر یعنی حرارت شدیدہ کا بہت عرصہ تک ضروری طبعی ہی ایسی حالت میں سلامت رہنا یہ بھی معجزہ ہے۔

قصہ حضرت لوط علیہ السلام

وَلُوْطًا اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا وَّنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰٓئِثَ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِيْنَ ﴿۷۴﴾ وَاَدْخَلْنٰهُ فِيْ رَحْمَتِنَا ۭ اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۷۵﴾

اور لوط (علیہ السلام) کو ہم نے حکمت اور علم (جو شان انبیا کے مناسب ہوتا ہی) عطا فرمایا اور ہم نے انکو اس بستی سے نجات دی جسکے رہنے والے گندے گندے کام کیا کرتے تھے (جنمیں سب سے بدتر لواطت تھی اور بھی بعض افعال شنیعہ کے وہ لوگ معتاد تھے۔ ڈھیلے پھینکنا۔ کبوتربازی۔ گانا بجانا۔ شتر انجواری۔ داڑھی کٹانا مونچھیں بڑھانا سیٹی بجانا۔ ریشمی لباس پہننا اخرجہ اسحٰق بن بشر والخطیب و ابن عساکر عن الحسن مرفوعًا کذا فی الروح) بلاشبہہ وہ لوگ بڑی بدذات بدکار تھے اور ہم نے لوط کو اپنی رحمت میں (یعنی جن بندوں پر رحمت ہوتی ہی انمیں) داخل کیا (کیونکہ) بلاشبہہ وہ بڑے (درجہ کے) نیکوں میں سے تھے (بڑے درجہ کے نیک سے مراد معصوم جو لوازم نبوت سے ہی) ف ہر چند کہ انکے کئی قریہ تھے لیکن چونکہ انمیں اصل پرگنہ ایک تھا اور بقیہ اُس کے تابع تھے اس لیے اُسی کے ذکر پر اکتفا فرمایا جس سے تبعًا سبکا حال معلوم ہوگیا۔ اور بعض نے خبائث کی تفسیر صرف لواطت سے کی ہی اور جمع لانا اس لیے ہوگا کہ متعدد فاعل کے افعال متعدد ہوں گے۔ اور نجیناہ میں اشارہ ہی قوم کے معذب ہونیکی طرف اور انہم کانوا الخ معنے اُسی کی علت ہو جاویگی اور ممکن ہی کہ تعمل الخبائث کی علت ہو کہ چونکہ انمیں بدذاتی اور فسق یعنی حکم عدولی راسخ تھی اسلیے عامل خبائث تھے

قصہ حضرت نوح علیہ السلام

وَنُوْحًا اِذْ نَادٰى مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿۷۶﴾ وَنَصَرْنٰهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۷۷﴾ اور نوح (علیہ السلام کے قصہ) کا تذکرہ کیجیے جبکہ اس (زمانہ ابراہیمی) سے (بھی) پہلے انہوں نے (اللہ تعالیٰ سے) دعا کی (کہ ان کافروں سے میرا بدلہ لیجیے) سو ہم نے انکی دعا قبول کی اور انکو اور انکے تابعین کو بڑے بھاری غم سے (جو تکذیب و ایذا کفار کی وجہ سے انکو پیش آتا تھا) نجات دی اور نجات اس طرح دی کہ ہم نے ایسے لوگوں سے انکا بدلا لیا جنہوں نے ہماری حکموں کو (جو کہ نوح علیہ السلام لائے تھے) جھوٹا بتایا تھا بلاشبہ وہ لوگ بہت برے تھے اسلیے ہم نے ان سب کو غرق کر دیا

قصہ داؤد و سلیمان علیہما السلام

وَدَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ اِذْ يَحْكُمٰنِ فِي الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِيْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ ۚ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِيْنَ ﴿۷۸﴾ فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ ۚ

اللغات الکرب الغم الشدید کذا فی الروح قولہ نصرنٰہ فی الروح المتعدی بعلی یدل علی مجرد الاعانۃ والمتعدی بمن یدل علی استتباع ذلک للانتقام من العدو وانتصار الحرث الزرع مجازا بمعنے الکرم قولہ نفشت ہو رعی الماشیۃ فی اللیل بغیر راع کما ان الہمل رعیہا فی النہار کذلک وکان اصلہ الانتشار والتفرق ای تفرقت وانتشرت کذا فی الروح **النحو** لوطا معمول لآتینا المقدر بقرینۃ آتیناہ قولہ فی رحمتنا ہو علی حذف المضاف ای اہل رحمتنا قولہ نوحا معمول لاذکر المقدر ویقدر قبلہ مضاف ای نبأ نوح واذ بدل من النباء ففہمنہا ای الحکومۃ الدال علیہا قولہ یحکمان —

وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا ۫ وَّسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ۭ وَكُنَّا فٰعِلِيْنَ ۝ وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ

اور ہم نے دونوں کو حکمت اور علم عطا فرمایا تھا اور ہم نے داؤد کے ساتھ تابع کردیا تھا پہاڑوں کو کہ وہ تسبیح کیا کرتے تھے اور پرندوں کو بھی اور کرنے والے ہم تھے اور ہم نے انکو زرہ کی صنعت تم لوگوں کے واسطے

لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ۝ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖٓ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ۭ

سکھلائی تاکہ وہ تمکو ایک دوسرے کی زد سے بچائے سو تم شکر کروگے بھی اور ہم نے سلیمان کا زور کی ہوا کو تابع بنادیا تھا کہ وہ انکے حکم سے اس سرزمین کی طرف کو چلتی جس میں ہم نے برکت رکھی ہے

وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ ۝ وَمِنَ الشَّيٰطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ ۚ وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ ۝

اور ہم ہر چیز کو جانتے ہیں اور بعضے بعضے شیطان ایسے تھے کہ سلیمان کے لیے غوطے لگاتے تھے اور وہ اور اور کام بھی اسکے علاوہ کیا کرتے تھے اور ان کے سنبھالنے والے ہم تھے

وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا ۫ وَّسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ۭ وَكُنَّا فٰعِلِيْنَ ۝ وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ۝ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖٓ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ۭ وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ ۝ وَمِنَ الشَّيٰطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ ۚ وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ ۝ اور داؤد و سلیمان (علیہما السلام کے قصہ) کا تذکرہ کیجیے جبکہ دونوں (حضرات) کسی کھیت کے بارہ میں (جسمیں غلہ تھا یا انگور کے درخت تھے کذا فی الدر المنثور) فیصلہ کرنے لگے جبکہ اُس (کھیت) میں کچھ لوگوں کی بکریاں رات کے وقت جا پڑیں (اور اُس کو چر گئیں) اور ہم اُس فیصلہ کو جو (مقدمہ والے) لوگوں کے متعلق ہوا تھا دیکھ رہے تھے سو ہم نے اُس فیصلہ (کی آسان صورت) کی سمجھ سلیمان کو دیدی اور (یوں) ہم نے دونوں (ہی) کو حکمت اور علم عطا فرمایا تھا (یعنی داؤد علیہ السلام کا فیصلہ بھی خلاف شرع نہ تھا۔ صورت مقدمہ کی یہ تھی کہ جسقدر کھیت کا نقصان ہوا تھا اُسکی لاگت بکریوں کی قیمت کی برابر تھی داؤد علیہ السلام نے ضمان میں کھیت والے کو وہ بکریاں دلوادیں اور اصل قانون شرعی کا یہی مقتضا تھا جسمیں مدعی یا مدعی علیہ کی رضا بھی شرط نہیں مگر چونکہ اسمیں بکری والوں کا بالکل ہی نقصان ہوتا تھا اسلیے سلیمان علیہ السلام نے بطور مصالحت کے جو کہ موقوف تھی تراضی جانبین پر یہ صورت جس میں دونوں کی سہولت اور رعایت تھی تجویز فرمائی کہ چند روز کے لیے بکریاں تو کھیت والے کو دیجاویں کہ اُنکے دودھ وغیرہ سے اپنا گذر کریں اور بکری والوں کو وہ کھیت سپرد کیا جاوے کہ اُس کی خدمت آبپاشی وغیرہ سے کریں جب کھیت پہلی حالت پر آجاوے کھیت اور بکریاں اپنے اپنے مالکوں کو دیدی جاویں کذا فی الدر المنثور عن مرۃ وابن مسعود و مسروق و ابن عباس و مجاہد و قتادۃ والزہری پس اس سے معلوم ہوگیا کہ دونوں فیصلوں میں کوئی تعارض نہیں کہ ایک کی صحت دوسرے کی عدم صحت کو مقتضی ہو اسلیے کلا آتینا حکما وعلما بڑھا دیا گیا اور (یہاں تک تو کرامت عامہ کا ذکر تھا جو دونوں حضرات میں مشترک تھی آگے دونوں حضرات کی خاص خاص کرامتوں کا بیان ہے) ہم نے داؤد (علیہ السلام) کے ساتھ تابع کردیا تھا پہاڑوں کو کہ (اُنکی تسبیح کے ساتھ) وہ (بھی) تسبیح کیا کرتے تھے اور (اسیطرح) پرندوں کو بھی (جیسا سورۂ سبا میں ہے یا جبال اوبی معہ والطیر) اور کوئی اس بات کا تعجب نہ کرے کیونکہ ان کاموں کے) کرنے والے ہم تھے (اور ہماری قدرت کا عظیم ہونا ظاہر ہے پھر ان خوارق میں تعجب ہی کیا ہے) اور ہم نے انکو زرہ (بنانے) کی صنعت تم لوگوں کے (نفع کے) واسطے سکھلائی (یعنی) تاکہ وہ (زرہ) تمکو (لڑائی میں) ایک دوسرے کی زد سے بچائے (اور اس نفع عظیم کا مقتضا یہ ہے کہ تم شکر کرو) سو تم (اس نعمت کا) شکر کروگے بھی (یا نہیں) اور ہم نے سلیمان (علیہ السلام) کا زور کی ہوا کو تابع بنادیا تھا کہ وہ اُنکے حکم سے اُس سرزمین کی طرف کو چلتی جس میں ہم نے برکت رکھی ہے (مراد ملک شام ہے کذا فی الدر عن السدی جو اُنکا مسکن تھا کما روی ویدل علیہ عمارتہ بیت المقدس یعنی جب ملک شام سے کہیں چلے جاتے پھر آتے تو یہ آنا اور اسیطرح جانا بھی ہوا کے ذریعہ سے ہوتا تھا جیسا درمنثور میں بروایت و تصحیح حاکم حضرت ابن عباس رض سے اُسکی کیفیت یہ مروی ہے کہ سلیمان علیہ السلام مع اعیان ملک کے کرسیوں پر بیٹھ جاتے پھر

ملحقات الترجمة

لے قولہ فی حکمہم لوگوں کے متعلق اشارۃ الی ان المرجع ہم اہل الحرث واہل الغنم والاضافۃ لادنی ملابستہ ولکونہم قد حکم بہم وعلیہم فلا حاجۃ الے ارجاع الضمیر الے سلیمان و داؤد ثم التکلف فی توجیہہ و ہذا من خواص المواہب لسد الحمد ۱۲

اللغات قولہ لبوس الدرع واصلہ کل مایلبس ۱۲

البلاغة قولہ فی قصۃ داؤد سخرنا مع داؤد وفی قصۃ سلیمان ولسلیمان الریح فی الروح جئی باللام ہہنا دون الاول للدلالۃ علی مابین التسخیرین من التفاوت فان تسخیر ما سخر لہ علیہ السلام کان بطریق الانقیاد الکلی لہ والامتثال بامرہ ونہیہ بخلاف تسخیر الجبال والطیر لداؤد علیہ السلام فانہ کان بطریق التبعیۃ والاقتداء بہ علیہ السلام فی عبادۃ اللہ عزوجل اھ قولہ یغوصون لہ فی الروح لما کان الغائص قد یغوص لنفسہ ولغیرہ قیل لہ للایذان بان الغوص لیس لانفسہم بل لاجلہ علیہ السلام وقد کان علیہ السلام

یامرہم فیغوصون فی البحار ویستخرجون لہ من نفائسہ اھ وبہذا علم ان المراد بالمعادن صورۃ

لطیفہ فی الروح وفی قصتی داؤد وسلیمان علیہما السلام مایدل علی عظم قدرۃ اللہ تعالیٰ قال الامام وتسخیر الکثف الاجسام لداؤد علیہ السلام وہو الحجر ونعمتہ اللہ تعالیٰ بالتسبیح والحدید واذا لانہ سبحانہ لہ وتسخیر الطف الاجسام لسلیمان علیہ السلام وہو الریح والشیاطین وہم من نار وکانوا یغوصون فی الماء فلا یضرہم دلیل واضح علی باہر قدرتہ سبحانہ واظہار الضد من الضد الخ

وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗۤ اَنِّىْ مَسَّنِىَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۚۖ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ

اور ایوب کا تذکرہ کیجیے جبکہ انہون نے اپنے رب کو پکارا کہ مجکو یہ تکلیف پہونچ رہی ہی اور آپ سب مہربانون سے زیادہ مہربان ہین سو ہم نے انکی دعا قبول کی اور انکو جو تکلیف تھی اُس کو دور کردیا

وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ ۝

اور ہم نے اُنکو انکا کنبہ عطا فرمایا اور اُن کے ساتھ اُن کے برابر اور بھی اپنی رحمت خاصہ کے سبب سے اور عبادت کرنے والون کے لیے یادگار رہنے کے سبب سے —

ہوا کو بلا کر حکم دیتے وہ سب کو اُٹھا کر تھوڑی سی دیر مین ایک ایک ماہ کی مسافت قطع کرتی) اور ہم ہر چیز کو جانتے ہین (پس ہماری علم مین سلیمان کو یہ چیزین دینے مین حکمت تھی اس لیے عطا فرمائی) اور بعضے بعضے شیطان (یعنی جن) ایسے تھے کہ سلیمان (علیہ السلام) کے لیے (دریاؤن مین) غوطے لگاتے تھے (تاکہ موتی نکال کر انکے پاس لاوین) اور وہ اور کام بھی اسکے علاوہ (سلیمان کے لیے) کیا کرتے تھے اور (گو وہ جن بڑے سرکش اور شریر تھے مگر) اُنکے سنبھالنے والے ہم تھے (اس لیے وہ چون نہین کرسکتے تھے) ف مسئلہ جیسا واقعہ بکریون کا اس قصہ مین واقع ہوا تھا اگر اب واقع ہوا مئہ شریعت مین اُسکا حکم مختلف فیہ ہی امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک یہ تفصیل ہی کہ اگر بکریون کے ساتھ کوئی سائق وقائد نہ ہو تو اس صورت مین کچھ ضمان لازم نہین لما رواہ الشیخان ان العجماء جرحہا جبار اور سنن مین جو روایت ہی قضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی اہل الاموال بحفظہا بالنہار وعلی اہل المواشی بحفظہا باللیل تو صاحب روح نے کہا ہی کہ اس حدیث مین اضطراب ہی اور اس کے رجال سند مین کلام ہی اس لیے معارض حدیث صحیحین کی نہین ہوسکتی نیز حدیث مین ضمان سے تعرض بھی نہین ممکن ہی کہ یہ وجوب مذکور فی الحدیث دیانۃ ہو جس کے ترک سے اہل مواشی کو گناہ ہو اور گناہ مستلزم ضمان کو نہین اور اگر کوئی سائق وقائد ہمراہ ہو تو ضمان لازم آویگا اور چونکہ حرث ذوات القیم سے ہی اس لیے قیمت متلف کی لازم آویگی البتہ اگر تراضی قیمت کے بدلے کوئی ذات القیم چیز لیلی جاوی جائز ہی فقط اور زرہ اگر اول داؤد علیہ السلام کے ہاتون ایجاد ہوئی ہی جیسا جلالین مین ہے اور اُسوقت سے پہلے تختیان سی ہوتی تھین جیسا درمنثور مین سورہ سبا کی تفسیر مین قتادہ سے منقول ہی تب تو لکم کے معنی ظاہر ہین کہ تم لوگ اس ایجاد سے منتفع ہورہے ہو اور اگر ثابت ہوجاوے کہ پہلے بھی زرہ بنتی تھی تو حسن صنعت و رعایت غایت مین زرہ داؤدی بڑھی ہوئی کہی جاویگی اس اعتبار سے اُسکو زیادہ منتفع بہ ہونے مین دخل ہوگا کما قال تعالیٰ فی سورۃ سبا ان اعمل سابغات وقدر فی السرد سو اگر تقدیر سرد پہلے سے جاری ہوتی تو ظاہرا اس ارشاد کی ضرورت نہ ہوتی واللہ اعلم۔ اور بعضون نے جو تسخیر ریح مین خواہ مخواہ تاویل کی ہی کہ جہاز رانی مراد ہی تو فسخنا لہ اور تجری بامرہ الفاظ قرآنیہ واقعہ سورہ ص اور حاکم کی تصحیح سے جو روایت ضمن ترجمہ مین مذکور ہوئی ہی یہ سب ان تاویلات فاسدہ کو دفع کرتی ہین اور اس آیت مین ریح کو عاصف فرمایا اور سورہ ص مین رخاء فرمایا تو یا تو سلیمان علیہ السلام کے ارادہ پر اسکا عاصف و رخاء ہونا تھا یا باعتبار تاثیر فی البدن اور راکب کو حرکت نہونے کے رخاء کی صفت رکھتی تھی اور باعتبار سرعت سیر اور قطع مسافت کے عاصف کا حکم رکھتی تھی۔ اور لفظ شیاطین سے ظاہرا مفہوم ہوتا ہی کہ وہ جن کافر تھے کیونکہ اکثر اس لفظ کا اطلاق کفار جن پر آتا ہی اور عملا دون ذلک سے مراد وہ ہین جو سورہ سبا مین ہے یعملون لہ ما یشاء من محاریب وتماثیل وجفان کالجواب وقدور راسیات۔ اور قصہ داؤد علیہ السلام مین تسخیر سے مراد محض تبعیت اقتدا فی التسبیح ہے نہ یہ کہ اُنکے فرمانے سے تسبیح کرتے تھے گو ممکن یہ بھی ہی مگر محتاج دلیل ہی

قصہ ایوب علیہ السلام

وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗۤ اَنِّىْ مَسَّنِىَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۸۳﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ ﴿۸۴﴾ اور ایوب (علیہ السلام کے قصہ) کا تذکرہ کیجیے جبکہ انہون نے (بعد مبتلا ہونے مرض شدید کے) اپنے رب کو پکارا کہ مجکو یہ تکلیف پہونچ رہی ہی اور آپ سب مہربانون سے زیادہ مہربان ہین (پس اپنی مہربانی سے میری تکلیف رفع کردیجیے) سو ہم نے اُن کی دعا قبول کی اور اُنکو جو تکلیف تھی اسکو دور کردیا اور (بلا استدعا) ہمنے اُنکو انکا کنبہ (یعنی اولاد جو اُنسے غائب ہوگئے تھے قالہ الحسن کذا فی الدر المنثور یا مرگئے تھے کما قال غیرہ) عطا فرمایا (اسطرح سے کہ وہ انکے پاس آگئے یا یا این معنے کہ اُتنے ہی اور پیدا ہوگئے قالہ عکرمۃ کذا فی فتح المنان) اور اُنکے ساتھ (گنتی مین) اُنکے برابر اور بھی (دیے خواہ اُن ہی کے صلب سے یا اُنکی اولاد کے صلب سے کذا فی الفتح عن کتاب ایوب) اپنی رحمت خاصہ کے سبب سے اور عبادت کرنے والون کے لیے یادگار رہنے کے سبب سے (یعنی عابدین یاد رکھین کہ اللہ تعالیٰ صابرون کو کیسی جزا دیتے ہین) ف ایوب علیہ السلام کی بیماری مین بھی کئی قول ہین بہرحال کوئی سخت بیماری تھی اور اولاد کے مفقود ہوجانیکا الگ صدمہ تھا ان سب پر ایوب علیہ السلام نے صبر کیا جیسا دوسری آیت مین انا وجدناہ صابرا اور یہ دعا خواہ ابتداء مرض ہی مین کی ہو۔

ملحقات الترجمۃ
۱ قولہ فی عندنا خاصۃ ہذا ترجمۃ بالحاصل ۱۲

[illegible] قولہ اٰتینٰہ معطوف علی استجبنا لا علی کشفنا لان الاتیان لم یکن عن دعاء لا ید خل تحت [illegible]

وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ وَذَا الْكِفْلِ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ ۚۖ وَاَدْخَلْنٰهُمْ فِيْ رَحْمَتِنَا ؕ اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۞ وَذَا

اور اسماعیل اور ادریس اور ذا الکفل کا تذکرہ کیجیے سب ثابت قدم رہنے والے لوگون سے تھے اور ہم نے انکو اپنی رحمت مین داخل کرلیا تھا بیشک یہ کمال صلاحیت والون مین تھے اور

النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّيْ

مچھلی والے کا تذکرہ کیجیے جب وہ خفا ہوکر چلدئے اور انہون نے یہ سمجھا کہ ہم اُن پر کوئی دارو گیر نہ کرینگے پس اُنہون نے اندھیرون مین پکارا کہ آپ کے سوا کوئی معبود نہین ہے آپ پاک ہین مین

كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۞ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ؕ وَكَذٰلِكَ نُـْۨجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۞

بیشک قصوروار ہون ــ سو ہم نے انکی دعا قبول کی اور انکو اُس گھٹن سے نجات دی اور ہم اسیطرح ایمان والون کو نجات دیا کرتے ہین

اور قبولیت خواہ جلدی ہوئی ہو خواہ بدیر کسی مصلحت سے اور خواہ بعد چند روز دعا ہوئی ہو جیسا ابن عباس رض کا قول ہے انساہ اللہ الدعاء الی قولہ لما انتہی الاجل اذن لہ فی الدعاء ویسرہ لہ الخ کذا فی الدر المنثور من ابن جریر اور ہر حال مین دعا منافی صبر کے نہین ۔ اور رحمت اور ذکری دونون سبب ہین مگر اول علت مؤثرہ متقدمہ اور ثانی علت غائیہ متاخرہ اور صابرین کی جزاء عام ہے خواہ دنیا مین بھی ہو یا صرف آخرت مین ۔ اور مثلہم معہم اگر ان کے صلب سے ہون تب تو اہلہ سے مراد اہل سابقین ہین اور اگرچہ وہ مرگئے ہون مگر دوسرے جو عطا ہوئے انکو شدت مماثلت کی وجہ سے حکماً عین سابقین قرار دے لیا اور اگر مثلہم معہم سے مراد اولاد الاولاد ہو تو اہلہ سے مراد اہل لاحقین ہوجاوینگے اور توجیہ مین کسی تکلف کی ضرورت نہوگی اور یہان اولاد پر اہل کے اطلاق کرنے سے یہ لازم نہین آتا کہ ازواج پر کہین اطلاق نہ ہو خوب سمجھ لو ۔ اور دعا مین کشف ضر کی تخصیص غالباً اس لیے ہے کہ مرض کی تکلیف حاضر ہوتی ہے اور موت یا فقدان اولاد پر جو غم ہوتا ہے بعض اوقات غائب ہوجاتا ہے ۔

قصہ اسماعیل و ادریس و ذا الکفل علیہم السلام

وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ وَذَا الْكِفْلِ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ ۝٨٥ وَاَدْخَلْنٰهُمْ فِيْ رَحْمَتِنَا ؕ اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝٨٦ اور اسماعیل اور ادریس اور ذا الکفل (کے قصہ) کا تذکرہ کیجیے (یہ) سب (احکام الٰہیہ تشریعیہ و تکوینیہ پر) ثابت قدم رہنے والے لوگون سے تھے اور ہم نے ان (سب) کو اپنی رحمت (خاصہ) مین داخل کرلیا تھا بیشک یہ (سب) کمال صلاحیت والون مین تھے ف حضرت ذا الکفل کے باب مین اختلاف ہے کہ آیا یہ نبی تھے یا ایک صالح شخص تھے پھر پہلے سے صالح تھے یا بعد توبہ کے صالح تھے جیسا ترمذی کی روایت مین مرفوعاً وارد ہے لا یتورع من ذنب الی قولہ قال واللہ لا اعصی اللہ بعدہا ابدا ظاہر سیاق قرآن سے انکا نبی ہونا مظنون ہوتا ہے اور اس قول پر اور اسیطرح دوسرے قول پر تعدد ذی الکفل کا التزام کیا جاویگا کہ وہ تائب دوسرے شخص ہونگے قول ثانی و ثالث پر صابرین اور صالحین مین تشکیک کے قائل ہونگے اولین اول درجہ کے ہونگے اور یہ مرتبہ متاخرہ کے ۔

قصہ حضرت یونس علیہ السلام

وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝٨٧ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ؕ وَكَذٰلِكَ نُـْۨجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۝٨٨ اور مچھلی والے (پیغمبر یعنی یونس علیہ السلام کے قصہ) کا تذکرہ کیجیے جب وہ اپنی قوم سے (جبکہ وہ ایمان نہ لائے) خفا ہوکر چلدیے (اور انکی قوم سے عذاب ٹلنے کے بعد بھی خود واپس نہ آئے اور اس سفر کے لیے ہماری حکم کا انتظار نہین کیا) اور اُنہون نے (اپنے اجتہاد سے) یہ سمجھا کہ ہم (اس چلے جانے مین) اُن پر کوئی دارو گیر نہ کرینگے (یعنی چونکہ اس فرار کو اُنہون نے اجتہاداً جائز سمجھا اس لیے انتظار نصل ورحی کا نہ کیا لیکن چونکہ امید وحی تک وحی کا انتظار انبیاء کے لیے مناسب ہے اس ترک مناسب پر انکو یہ ابتلا پیش آیا کہ راہ مین انکو کوئی دریا ملا اور وہان کشتی مین سوار ہوئے کشتی چلتے چلتے رک گئی یونس علیہ السلام سمجھ گئے کہ میرا یہ فرار بلا اذن ناپسند ہوا اسکی وجہ سے یہ کشتی رکی کشتی والون سے فرمایا کہ مجھکو دریا مین ڈالدو وہ راضی نہ ہوئے غرض قرعہ پر اتفاق ہوا تب بھی ان ہی کا نام نکلا آخر انکو دریا مین ڈالدیا اور خدا کے حکم مین انکو ایک مچھلی نگل گئی اخرجہ ابن ابی حاتم عن ابن عباس کذا فی الدر المنثور) پس انہون نے اندھیرون مین پکارا (ایک اندھیرا شکم ماہی کا دوسرا قعر دریا کا پھر دونون گہرے اندھیرے بجائے بہت سے اندھیرون کے یا تیسرا اندھیرا رات کا قالہ ابن مسعود رض کما فی الدر المنثور غرض ان تاریکیون مین دعا کی) کہ آپ کے سوا کوئی معبود نہین ہے (یہ توحید ہے) آپ (سب نقائص سے) پاک ہین (یہ تنزیہ ہے)

ملحقات الترجمۃ

۱؎ قولہ فی ظن اجتہاد سے ومن ثم عبر بالظن فلا یلزم انہ خطر ببالہ علیہ السلام الجانب المخالف

اللغات قولہ ذا الکفل قیل سمی بہ لان الکفل الحظ وکان ذا حظ من اللہ تعالیٰ اولانہ لضعف وکان ضعف عمل معاصریہ ۱۲ **الروایات** اخرج ابن جریر والبیہقی فی الاسماء والصفات عن ابن عباس فی قولہ

وَزَكَرِيَّا إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَأَنتَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَوَهَبْنَا لَهُ يَحْيَىٰ وَأَصْلَحْنَا لَهُ

اور زکریا کا تذکرہ کیجیے جبکہ اُنہون نے اپنے رب کو پکارا کہ ای میرے رب مجکو لاوارث مت رکھیو اور سب وارثون سے بہتر آپ ہی ہین — سو ہم نے اُن کی دعا قبول کر لی اور ہم نے اُن کو یحیٰی عطا فرمایا اور اُنکی خاطر سے اُنکی

زَوْجَهُ ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا ۖ وَكَانُوا لَنَا خَاشِعِينَ ۝ وَالَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا

بی بی کو اولاد کے قابل کر دیا یہ سب نیک کامون مین دوڑتے تھے اور امید و بیم کے ساتھ ہماری عبادت کیا کرتے تھے اور ہمارے سامنے دب کر رہتے تھے — اور اُس بی بی کا تذکرہ کیجیے جنہون نے اپنے ناموس کو

فَنَفَخْنَا فِيهَا مِن رُّوحِنَا وَجَعَلْنَاهَا وَابْنَهَا آيَةً لِّلْعَالَمِينَ ۝ إِنَّ هَٰذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُونِ

بچایا پھر ہم نے اُن مین اپنی روح پھونک دی اور ہم نے اُنکو اور اُنکے فرزند کو دنیا جہان والون کے لیے نشانی بنا دی یہ ہے تمہارا طریقہ کہ وہ ایک ہی طریقہ ہے اور مین تمہارا رب ہون سو تم سب میری عبادت کیا کرو

مین بیشک قصوروار ہون (یہ استغفار ہے جس سے مقصود یہ ہے کہ میرا قصور معاف کر کے اس شدت سے نجات دیجیے) سو ہم نے اُن کی دعا قبول کی اور اُنکو اُس گھٹن سے نجات دی (جسکا قصہ سورہ صٰفٰت مین ہے فنبذناہ بالعراء الخ) اور (جسطرح دعا کرنے سے یونس علیہ السلام کو نجات دی) ہم اسیطرح (اور) ایمان والون کو (بھی کرب اور غم سے) نجات دیا کرتے ہین (جبکہ چندے غم مین رکھنا مصلحت نہ ہو) ف حضرت یونس علیہ السلام سے اس واقعہ مین کوئی امر کی مخالفت نہین ہوئی صرف اجتہاد مین غلطی ہوئی جو امت کے لیے عفو ہے مگر انبیاء کی تربیت و تہذیب زائد مقصود ہوتی ہے اس لیے یہ ابتلاء ہوا اور کچھ قصہ یونس علیہ السلام کا سورۂ یونس مین آ چکا ہے کچھ سورۂ صافات مین آویگا۔ اور استغفار سے پہلے ثناء الٰہی یعنی توحید و تنزیہ کی تقدیم مین تعلیم ادب استغفار ہے۔

قصہ زکریا علیہ السلام

وَزَكَرِيَّا إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَأَنتَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ ﴿٨٩﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَوَهَبْنَا لَهُ يَحْيَىٰ وَأَصْلَحْنَا لَهُ زَوْجَهُ ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا ۖ وَكَانُوا لَنَا خَاشِعِينَ ﴿٩٠﴾ اور زکریا (علیہ السلام کے قصہ) کا تذکرہ کیجیے جبکہ اُنہون نے اپنے رب کو پکارا کہ ای میرے رب مجکو لاوارث مت رکھیو (یعنی مجکو فرزند دیجیے کہ میرا وارث ہو قال تعالیٰ فہب لی من لدنک ولیا یرثنی الخ) اور (یون تو) سب وارثون سے بہتر (یعنی حقیقی وارث) آپ ہی ہین (اسلیے وہ وارث حقیقی نہ ہوگا بلکہ ایک وقت وہ بھی فنا ہو جاویگا لیکن اس ظاہری وارث سے بعض منافع دینیہ حاصل ہونگے اس لیے اُس کو مانگتا ہون ورنہ کبھی نہ کبھی اُسکے اور اُسکے نائبون کے فنا ہو جانے سے اُن منافع کا سلسلہ بھی ختم ہو جاویگا اور حقیقی اور دائمی بقا سب کے بعد آپ ہی کے لیے رہیگا) سو ہم نے اُنکی دعا قبول کر لی اور ہم نے اُن کو یحیٰی (فرزند) عطا فرمایا اور اُن کی خاطر سے اُن کی بی بی کو (جو کہ بانجھ تھین لقولہ تعالیٰ وکانت امرأتی عاقرا الخ) اولاد کے قابل کر دیا یہ سب (جنکا اس سورت مین ذکر ہوا) نیک کامون مین دوڑتے تھے اور امید و بیم کے ساتھ ہماری عبادت کیا کرتے تھے اور ہمارے سامنے دب کر رہتے تھے (جس سے اِن حضرات کی کمال عبدیت اور ہماری کمال معبودیت ثابت ہوتی ہے پس رسالت اور توحید ہر دو مسئلون کی تقویت ہوتی ہے جو کہ مقاصد سورت مین سے مقصد اعظم ہے)

قصہ حضرت عیسیٰ و مریم علیہما السلام

وَالَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيهَا مِن رُّوحِنَا وَجَعَلْنَاهَا وَابْنَهَا آيَةً لِّلْعَالَمِينَ ﴿٩١﴾ اور اُن بی بی (مریم کے قصہ) کا (بھی) تذکرہ کیجیے جنہون نے اپنے ناموس کو (مردون سے) بچایا (نکاح سے بھی اور ناجائز سے بھی) پھر ہم نے اُن مین (بواسطہ جبرئیل علیہ السلام) اپنی روح پھونک دی (جس سے اُن کو بے شوہر حمل رہگیا) اور ہم نے اُنکو اور اُن کے فرزند (عیسیٰ علیہ السلام) کو (کہ روح القدس علاوہ صفات مذکورہ یسارعون الخ کی ایک صفت زائد کے ساتھ موصوف کیا کہ اُنکو) دنیا جہان والون کے لیے (اپنی قدرت کاملہ کی) نشانی بنا دی (کہ اُن کو دیکھکر سمجھین کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہین ربط یہانتک حضرات انبیاء علیہم السلام کے قصص کا بیان ہوا چونکہ یہ سب حضرات موحد و داعی الی التوحید تھے جس کی بعض قصون مین تو تفصیل کے ساتھ تصریح ہے جیسے قصہ ابراہیم علیہ السلام مین مناظرہ مشرکین سے اور قصہ یونس علیہ السلام مین لا الٰہ الا انت مذکور ہے اور ختم پر یدعوننا رغبا و رہبا الخ مین اجمالاً بالاشتراک اس طرف تلویح ہے اور نیز سب حضرات کا اُس مین متفق ہونا مشہور و معروف بھی ہے اس لیے آگے بطور نتیجہ قصص مذکورہ کے توحید کا اثبات اور اختلاف فی التوحید یعنی شرک کی مذمت اور اُن مضامین کی تاکید کے لیے معاد کی تفصیل جسپر اہل حق کو جزا اور اہل باطل کو سزا ہوگی ارشاد فرماتے ہین توحید مع ذکر معاد برائے تاکید) إِنَّ هَٰذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُونِ ﴿٩٢﴾

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ فی جعلناها علاوہ صفات اشعار بالی تخصیصهما بعد تعمیم ما ذکر لها الخ

اللغات امۃ بالکسر والضم الدین کذا فی القاموس ۔ **البلاغۃ** تقدم ہبۃ یحیی مع توقفها علی اصلاح الزوج للولادۃ لانها المطلوب الاعظم والواو لا تقتضی ترتیبا کذا فی الروح ۔ قولہ نفخنا فیها قال فی

وَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ ۭ كُلٌّ اِلَيْنَا رٰجِعُوْنَ ۝ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ

اور ان لوگوں نے اپنے دین میں اختلاف پیدا کر لیا سب ہماری پاس آنے والے ہیں　سو جو شخص نیک کام کرتا ہوگا　اور وہ ایمان والا بھی ہوگا سو اس کی محنت اکارت جانے والی نہیں

وَاِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ ۝ وَحَرٰمٌ عَلٰي قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ۝ حَتّٰٓي اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ

اور ہم اس کو لکھ لیتے ہیں - اور ہم جن بستیوں کو فنا کر چکے ہیں ان کے لیے یہ بات ناممکن ہے کہ وہ پھر لوٹ کر آئیں　یہاں تک کہ جب یاجوج و ماجوج　کھول دیئے جاویں گے اور وہ

مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ۝ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِىَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ يٰوَيْلَنَا قَدْ كُنَّا

ہر بلندی سے نکلتے ہوں گے　اور سچا وعدہ نزدیک آپہنچا ہوگا　تو بس پھر ایک دم سے یہ قصہ ہوگا کہ منکروں کی نگاہیں پھٹی کی پھٹی رہ جاویں گی کہ ہائے کمبختی ہماری ہم اس سے

فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا بَلْ كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝ اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ۭ اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ ۝

غفلت میں تھے　بلکہ ہم ہی قصور وار تھے　بلاشبہ تم اور جن کو تم خدا کو چھوڑ کر پوج رہے ہو سب جہنم میں جھونکے جاؤ گے　تم سب اس میں داخل ہوگے

لَوْ كَانَ هٰٓؤُلَاۗءِ اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا ۭ وَكُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّهُمْ فِيْهَا لَا يَسْمَعُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ

اگر یہ واقعی معبود ہوتے تو اس میں کیوں جاتے　اور سب اس میں ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے　ان کا اس میں شور ہوگا　اور وہاں کوئی بات سنیں گے بھی نہیں　جن کے لیے ہماری

سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى ۙ اُولٰۗىِٕكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ۝ لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا ۚ وَهُمْ فِيْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ۝

طرف سے بھلائی مقدر ہو چکی ہے　وہ لوگ اس سے دور رکھے جاویں گے　اس کی آہٹ بھی نہ سنیں گے　اور وہ لوگ اپنی جی چاہی چیزوں میں　ہمیشہ رہیں گے

لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ ۭ هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝

ان کو بڑی گھبراہٹ غم میں نہ ڈالے گی　اور فرشتے ان کا استقبال کریں گے　یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔

وَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ ۭ كُلٌّ اِلَيْنَا رٰجِعُوْنَ ﴿۹۳﴾ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ ۚ وَاِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ ﴿۹۴﴾ وَحَرٰمٌ عَلٰي قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۹۵﴾ حَتّٰٓي اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِىَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ يٰوَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا بَلْ كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۹۷﴾ اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ۭ اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ ﴿۹۸﴾ لَوْ كَانَ هٰٓؤُلَاۗءِ اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا ۭ وَكُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۹۹﴾ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّهُمْ فِيْهَا لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى ۙ اُولٰۗىِٕكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا ۚ وَهُمْ فِيْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ ۭ هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾

اللغات تقطعوا اما بمعنی قطعوا فامرہم مفعول بہ واما بمعناہ ومعنی امرہم فی امرہم کذا فی الروح قولہ حرام ای ممتنع سوار کان عادۃ او شرعا وعقلا کذا فی الروح حدب ما ارتفع من الارض من الجبل والاکمۃ حصب ما یحصب بہ ای یرمی ۔ **النحو** قولہ حتی اذا فتحت غایۃ لقولہ لا یرجعون قولہ فاذا ھی شاخصۃ جواب اذا کذا فی الروح ۔ **البلاغۃ** قولہ تقطعوا فیہ التفات ۔ قولہ من الصلحت ای بعض مبالغۃ فی الترغیب ای لا یضیع السعی ولو عمل بعض العمل قولہ لا یرجعون لا زائدۃ کما فی قولہ تعالیٰ ما منعک ان لا تسجد وہذا مثلہ فی معنی المادۃ ایضا للاشتراک من المنع والامتناع قولہ فتحت فیہ اسناد مجازی لان المفتوح ہو السد لا ہم قولہ انتم لھا تاکید **الروایات** فی الدر المنثور اخرج ابو داؤد فی ناسخہ وجماعۃ عن ابن عباس قال لما نزلت انکم وما تعبدون قال ابن الزبعری یا محمد اشئی آلہتنا خاصۃ ام لکل من عبد من دون اللہ قال بل لکل من عبد من دون اللہ فقال ابن الزبعری خصمت ورب الکعبۃ فہذہ النصاری تعبد عیسی وہذہ الیہود تعبد عزیرا وغیرہم بنو ملیح تعبد الملائکۃ فضج اہل مکۃ وفرحوا فنزلت ان الذین سبقت الآیۃ ونزلت لما ضرب ابن مریم مثلا اذا قومک منہ یصدون اھ مختصرا وفی الروح بروایۃ ابن مردویہ عن ابن عباس قال صلی اللہ علیہ وسلم بل ہم عبدوا الشیاطین التی امرتہم بذلک اھ قال فی الروح وھی وفق ما ورد جواب الملائکۃ علیہم السلام فی قولہ تعالیٰ ویوم یحشرہم جمیعا ثم نقول للملائکۃ اہؤلاء ایاکم کانوا یعبدون قالوا سبحنک انت ولینا من دونہم بل کانوا یعبدون الجن اکثرہم بہم مؤمنون اھ قلت ولما ورد جوابہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الروایۃ الثانیۃ وسبب ما کانت الروایۃ الاولی یوہمہ من سکوتہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یشکل ہذا الجواب بانہ یقتضی خروج الاصنام من الآلہۃ ایضا لاشتراک مبنی الجواب وھو ان ہؤلاء الصالحین لما وجد منہم السخط للعبادۃ وامرہم وجد فیہم الصلاح قطع ہذا السخط والصلاح نسبۃ ہذہ العبادۃ عنہم وانحصرت علی الشیاطین بخلاف الاصنام فانہ لما لم یوجد منہا السخط والصلاح المذکور بقیت العبادۃ منسوبۃ الیہا والی الشیاطین معا بالاعتبارین المختلفین فحصل الجواب ھو الذی قررتہ فی اثناء الترجمۃ من ان ہؤلاء الصالحین یوجد فیہم بعض الموانع فلم یوثر المقتضی والآلہۃ لا یوجد ذلک المانع فیہم فاثر المقتضی فہو صلی اللہ علیہ وسلم تنبیہ علی بعض تلک الموانع وکان

یَوْمَ نَطْوِی السَّمَآءَ کَطَیِّ السِّجِلِّ لِلْکُتُبِ کَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِیْدُهٗ وَعْدًا عَلَیْنَا اِنَّا کُنَّا فٰعِلِیْنَ وَلَقَدْ

وہ دن یاد کرنے کے قابل ہے جس روز ہم آسمانوں کو اس طرح لپیٹ دینگے جسطرح لکھے ہوے مضمونوں کا کاغذ لپیٹ لیا جاتا ہے ہم نے جسطرح اول بار پیدا کرنے کے وقت ابتدا کی تھی اُسی طرح اُسکو دوبارہ پیدا کرینگے یہ ہمارے ذمہ وعدہ ہے

کَتَبْنَا فِی الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّکْرِ اَنَّ الْاَرْضَ یَرِثُهَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ

ہم کتابوں میں لوح محفوظ کے بعد لکھ چکے ہیں کہ اُس زمین کے مالک میرے نیک بندے ہوں گے

یَوْمَ نَطْوِی السَّمَآءَ کَطَیِّ السِّجِلِّ لِلْکُتُبِ کَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِیْدُهٗ وَعْدًا عَلَیْنَا اِنَّا کُنَّا فٰعِلِیْنَ ﴿۱۰۴﴾ وَلَقَدْ کَتَبْنَا فِی الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّکْرِ اَنَّ الْاَرْضَ یَرِثُهَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ اے لوگو اوپر جو انبیاء علیہم السلام کا طریقہ توحید کا معلوم ہوا) یہ ہے تمہارا طریقہ (یعنی جس پر تمکو رہنا واجب[1] ہے) کہ وہ ایک ہی طریقہ ہے (یعنی جسمیں کسی نبی اور کسی شریعت کو اختلاف نہیں ہوا) اور (حاصل اُس طریقہ کا یہ ہے کہ) میں تمہارا رب (حقیقی) ہوں سو تم سب میری عبادت کیا کرو اور (لوگوں کو چاہیے تھا کہ بعد ثابت ہو جانے اس امر مذکور کے سب اسی ایک طریقہ پر رہتے مگر ایسا نہ کیا بلکہ) ان لوگوں نے اپنے دین میں اختلاف پیدا کر لیا (مگر اس کی سزا دیکھیں گے کیونکہ) سب ہمارے پاس آنے والے ہیں (اور آنے کے بعد ہر ایک کو اُس کے عمل کا بدلہ ملیگا) سو جو شخص نیک کام کرتا ہوگا اور وہ ایمان والا بھی ہوگا (جو کہ توحید پر موقوف ہے) سو اُس (شخص) کی محنت اکارت جانے والی نہیں اور ہم اُس کو لکھ لیتے ہیں (پس قیامت میں وہی لکھا ہوا نامہ عمل ظاہر ہوگا اور اُسکے موافق اُسکو ثواب ملیگا) اور (ہم نے جو کل الینا راجعون کہا ہے اُسمیں منکرین کو اس لیے شبہ ہے کہ ابتک دوبارہ زندہ کر کے کسیکا حساب و کتاب نہیں کیا گیا سو یہ شبہہ محض واہی ہے کیونکہ اس رجوع موعود کے لیے ہم نے ایک خاص وقت معین کر رکھا ہے اور سب تک وہ وقت نہیں آتا اُسوقت تک تو یہ بات ہے کہ) ہم جن بستیوں کو (عذاب سے یا موت سے) فنا کر چکے ہیں اُن کے لیے یہ بات (بامتناع شرعی) ناممکن ہے کہ وہ (دنیا میں حساب کتاب کے لیے) پھر لوٹ کر آویں (مگر یہ عدم رجوع ابدی نہیں ہے جیسا منکرین سمجھتے ہیں بلکہ صرف اُس وقت موعود کے نہ آنے تک ہے) یہاں تک کہ جب (وہ وقت موعود آپہونچے گا جسکا ابتدائی سامان یہ ہوگا کہ) یاجوج و ماجوج (جو اب سد ذو القرنین میں بند ہیں وہ) کھول دیے جاویں گے اور وہ (غایت کثرت کی وجہ سے) ہر بلندی سے (جیسے ٹیلہ اور پہاڑ) نکلتے (معلوم) ہوں گے (یعنی جدھر دیکھو وہی نظر آوینگے سو ہموار زمین میں تو نظر پڑتے ہی دکھلائی دیں گے اور بلندی کی آڑ میں اول وہلہ میں نہ دکھلائی دینگے لیکن تھوڑی دیر میں وہاں سے بھی وہی نکلتے معلوم ہوں گے) اور (وہ رجوع و بعث کا) سچا وعدہ نزدیک آپہونچا ہوگا تو بس پھر (اُس کے واقع ہوتے ہی) ایکدم سے یہ قصہ ہوگا کہ منکروں کی نگاہیں پھٹی کی پھٹی رہ جاوینگی (اور یوں کہتے نظر آوینگے) کہ ہائے کمبختی ہماری ہم اس (امر) سے غفلت میں تھے (اور سچ پوچھو تو غفلت بھی جب کہی جاتی کہ جب کوئی ہمکو آگاہ نہ کرتا بلکہ (واقعی یہ ہے کہ) ہم ہی قصوروار تھے (کہ باوجود تنبیہ کے متنبہ نہ ہوئے حاصل یہ ہوا کہ اُسوقت منکرین رجوع بھی رجوع کے قائل ہو جاوینگے آگے مشرکین کو جنکا قطعاً میں ذکر تھا بمقابلہ من یعمل الخ کے وعید ہے کہ) بلاشبہ تم (اے مشرکین) اور جس کو تم خدا کو چھوڑ کر پوج رہے ہو سب جہنم میں جھونکے جاوگے (اور) تم سب اُسمیں داخل ہوگے (البتہ اگر معبودین میں سے کسی میں کوئی امر مانع ہو تو اس مقتضی کا اثر واقع نہ ہوگا مثلاً انبیاء و ملائکہ کو کسی نے اُنکو معبود بنا لیا ہو مگر خود اُنکی مقبولیت اس سے مانع ہوگی چنانچہ یہ قید تو عقلی بھی ہے اور اُس کی تائید کے لیے آگے آیت بھی ہے ان الذین سبقت الخ پس اُس حکم میں اصنام اور شیاطین بھی داخل رہ گئے اصنام میں تو ایک مقتضی بلا مانع موجود ہے اور شیاطین میں خود دوسرا مقتضی بھی یعنی اُن کا کفر موجود ہے غرض یہ سب جہنم میں جاویں گے اور یہ بات سمجھنے کی ہے کہ) اگر یہ (تمہارے معبود) واقعی معبود ہوتے تو اس (جہنم) میں کیوں جاتے اور (جانا بھی کوئی چندروزہ نہیں بلکہ) سب (عابدین و معبودین) اُسمیں ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے (اور) اُنکا اُسمیں شور ہوگا اور وہاں (اپنے غل شور میں کسی کی) کوئی بات سنیں گے بھی نہیں (یہ تو دوزخیوں کا حال ہوا اور) جن کے لیے ہماری طرف سے بھلائی مقدر ہو چکی ہے (اور اُس کا ظہور اُنکے اعمال اور افعال میں ہوا) وہ لوگ اُس (دوزخ) سے (اسقدر) دور رکھے جاویں گے (کہ) اُسکی آہٹ بھی نہ سنیں گے (کیونکہ وہ جنت میں ہونگے اور جنت دوزخ میں بون بعید ہوگا)

اور وہ لوگ اپنی جی چاہی چیزوں میں ہمیشہ رہینگے (اور) اُنکو بڑی گھبراہٹ (یعنی نفخہ ثانیہ سے زندہ ہونے کی اور ہیبت و شدت کے مشاہدہ کرنے کی حالت) غم میں نہ ڈالیگی اور (قبر سے نکلتے ہی) فرشتے اُنکا استقبال کریں گے

ملحقات الترجمۃ

[1] قولہ قبل ان ھذہ ای لوگو اشارۃ الی ان الخطاب للعلم

[2] قولہ فی امتکم واجب اشارۃ الی یکون الاضافۃ لہذہ الملابسۃ ۱۲

اللغات سجل الصحیفۃ والکتب ماکتب فیہ من المعانی کذا فی الکشاف ۱۲

النحو قولہ للکتب صفۃ او حال من السجل ای السجل الکائن او کائنا للکتب قولہ کما بدانا وجہ

الترکیب فیہ عندی ان مفعول بدانا مقدر دل علیہ تنوین خلق ہو عوض عن المضاف الیہ و اول خلق ظرف و ضمیر المفعول فی نعیدہ عائد الی ذلک المقدر و تقدیر الکلام ہکذا کما بدانا کل شیٔ فی اول خلقہ کذلک نعیدہ کل شیٔ ۱۲

البلاغۃ قولہ کطی السجل اعترض بانہ لا یحسن التشبیہ و لیس المشبہ بہ اقوی واجیب بانہ اقوی نظرا الی صغر حجمہ بالنسبۃ الی السماء اھ

قَالُوا حَرِّقُوهُ وَانصُرُوا آلِهَتَكُمْ إِن كُنتُمْ فَاعِلِينَ ۝ قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ ۝ وَأَرَادُوا

وہ لوگ کہنے لگے کہ انکو آگ مین جلادو اور اپنے معبودون کا بدلا لو اگر تمکو کچھ کرنا ہی ہم نے حکم دیا کہ اے آگ تو ٹھنڈی اور بے گزند ہوجا ابراہیم کے حق مین اور اُن لوگون

بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَخْسَرِينَ ۝ وَنَجَّيْنَاهُ وَلُوطًا إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا لِلْعَالَمِينَ ۝ وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ

نے اُن کے ساتھ برائی کرنا چاہا تھا سو ہم نے انہین لوگون کو ناکام کردیا اور ہم نے ابراہیم کو اور لوط کو ایسے ملک کی طرف بھیجکر بچا لیا جسمین ہم نے دنیا جہان والون کے واسطے برکت رکھی ہو اور ہم نے انکو اسحٰق

وَيَعْقُوبَ نَافِلَةً ۖ وَكُلًّا جَعَلْنَا صَالِحِينَ ۝ وَجَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِمْ فِعْلَ

اور یعقوب پوتا عطا کیا اور ہم نے ان سب کو نیک کیا اور ہم نے انکو مقتدا بنایا کہ ہمارے حکم سے ہدایت کیا کرتے تھے اور ہم نے انکے پاس نیک کامون کرنیکا

الْخَيْرَاتِ وَإِقَامَ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءَ الزَّكَاةِ ۖ وَكَانُوا لَنَا عَابِدِينَ ۝

اور نماز کی پابندی کا اور زکوٰۃ ادا کرنیکا حکم بھیجا اور وہ ہماری عبادت کرتے تھے۔

قَالُوا حَرِّقُوهُ وَانصُرُوا آلِهَتَكُمْ إِن كُنتُمْ فَاعِلِينَ ﴿۶۸﴾ قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ ﴿۶۹﴾ وَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَخْسَرِينَ ﴿۷۰﴾ وَنَجَّيْنَاهُ وَلُوطًا إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا لِلْعَالَمِينَ ﴿۷۱﴾ وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ نَافِلَةً ۖ وَكُلًّا جَعَلْنَا صَالِحِينَ ﴿۷۲﴾ وَجَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَإِقَامَ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءَ الزَّكَاةِ ۖ وَكَانُوا لَنَا عَابِدِينَ ﴿۷۳﴾ اور ہم نے اس (زمانہ موسوی) سے پہلے ابراہیم (علیہ السلام) کو انکی (شان کے مناسب[1]) خوش فہمی عطا فرمائی تھی اور ہم اُن (کے کمالات علمیہ عملیہ) کو خوب جانتے تھے (یعنی وہ بڑے کامل تھے خواہ بالقوہ واستعداداً قبل عطائے رشد یا بالفعل بعد عطائے رشد انکا وہ وقت یاد کرنے کے قابل ہے) جبکہ اُنہون نے اپنے باپ سے اور اپنی برادری سے (انکو عبادت اصنام مین مشغول دیکھکر) فرمایا کہ یہ کیا (واہیات[2]) مورتین ہین جن (کی عبادت) پر تم جمے بیٹھے ہو (یعنی یہ ہرگز قابل عبادت نہین) وہ لوگ (جواب مین) کہنے لگے کہ ہم نے اپنے بڑون کو انکی عبادت کرتے ہوئے دیکھا ہی (اور وہ لوگ عاقل تھے اس سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ مورتین لائق عبادت کے ہین ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا کہ بیشک تم اور تمہارے باپ دادے (ان کو لائق عبادت سمجھتے ہین) صریح غلطی مین (مبتلا) ہو (یعنی خود اُن ہی کے پاس انکی معبودیت کی کوئی دلیل اور سند نہین ہو وہ تو اسلیے ضلال مین ہین اور تم ایسون کی تقلید کرتے ہو جنکا تمسک بالدلیل ہونا ثابت نہین اسلیے تم ضلال مین ہو چونکہ اُن لوگون نے ایسی بات کبھی سنی نہ تھی نہایت متعجب[3] ہوکر) وہ لوگ کہنے لگے کہ کیا تم (اپنے[4] نزدیک) سچی بات (سمجھکر) ہمارے سامنے پیش کر رہے ہو یا (یون ہی) دل لگی کر رہے ہو ابراہیم (علیہ السلام) نے فرمایا کہ نہین (دل لگی نہین بلکہ سچی بات ہے اور صرف میرے ہی نزدیک نہین بلکہ واقع مین بھی سچی بات یہی ہو کہ یہ عبادت کے قابل نہین) بلکہ تمہارا رب (حقیقی جو لائق عبادت ہی) وہ ہو جو تمام آسمانون کا اور زمین کا ربّ ہے جس نے (علاوہ تربیت کے) ان سب (آسمانون اور زمین اور اُنمین جو مخلوق ہی جس مین یہ اصنام بھی داخل ہین سب) کو پیدا بھی کیا اور مین اس (دعویٰ) پر دلیل[5] بھی رکھتا ہون (تمہاری طرح کورانہ تقلید سے تمسک نہین کرتا) اور خدا کی قسم مین تمہارے ان بتون کی گت[6] بناؤنگا جب تم (ان کے پاس سے) چلے جاؤگے (تاکہ ان کا عاجز اور درماندہ ہونا زیادہ مشاہدہ مین آجاوے اُن لوگون نے یہ سمجھکر کہ یہ اکیلے ہمارے مخالف کارروائی کیا کرسکتے ہین کچھ التفات نہ کیا ہوگا اور چلے گئے) تو (اُن کے چلے جانے کے بعد) انہون نے اُن بتون کو (تبر وغیرہ سے توڑ پھوڑکر) ٹکڑے ٹکڑے کردیا بجز اُن کے ایک بڑے بت کے (جو جثے مین یا اُن لوگون کی نظر مین معظم ہونے مین بڑا تھا کہ اُس کو چھوڑ دیا جس سے ایک قسم کا استہزاء مقصود تھا کہ ایک کے سالم اور دوسرون کے قطع و برید سے ایہام ہوتا ہی کہ کہین اسی نے تو سب کی خبر نہین لی پس ابتداءً تو ایہام ہی پھر جب وہ لوگ قطع و برید کرنے والے کی تحقیق کرینگے اور اُس صنم کبیر پر احتمال بھی نہ کرینگے تو انکی طرف سے اُس کے عجز کا بھی اعتراف ہوجاویگا اور حجت در لازم تر ہوجاویگی پس انتہاءً یہ الزام و افحام ہی اور مقصود مشترک اثبات عجز ہی بعض کا انکسار سے اور ایک کا اُنکے اقرار سے غرض ایک کو اس مصلحت سے چھوڑکر سبکو توڑ دیا) کہ شاید وہ لوگ ابراہیم کی طرف (دریافت کرنے کے طور پر) رجوع کرین (اور پھر وہ تقریر جواب سے مکرر بوجہ ابلغ احقاق حق کرسکین غرض وہ لوگ جو بتخانہ مین آئے تو بتون کی بُری گت دیکھی آپسمین) کہنے لگے کہ یہ (بے ادبی کا کام) ہمارے بتون کے ساتھ کس نے کیا ہی اسمین کوئی شک نہین کہ اُس نے بڑا ہی غضب کیا (یہ بات ایسے لوگون نے پوچھی جنکو اُس قول کی اطلاع نہ تھی تاللہ لاکیدن الخ یا تو اسوجہ[7] سے کہ وہ اُسوقت موجود نہ ہونگے کیونکہ اُس مناظرہ کے وقت تمام قوم کا مجتمع ہونا ضرور نہین ویا موجود ہون مگر سنا نہ ہوا اور بعضون نے سُن لیا ہو کذا فی الدر المنثور عن ابن مسعود نحو اسنہ) بعضون[8] نے کہا (جنکو اُس قول کا علم تھا) کہ ہم نے ایک نوجوان

ملحقات الترجمۃ

[1] قولہ فی رشدہ کا مناسب افادہ الاضافۃ

[2] قولہ فی ما ھذہ واہیات اشارۃ الی کون الاستفہام للتحقیر

[3] قولہ فی اجئتنا متعجب اشارۃ الی کون الاستفہام ناشئا من التعجب

[4] قولہ فی بالحق اپنے نزدیک لانہم لم یکونوا مترددین

[5] قولہ فی الشاھدین دلیل لان الشاہد یکون علی دلیل من المشاہدۃ ونحوہا

[6] قولہ فی اکیدن گت حمل علی المجاز من الاجتہاد فی الکسر لان المعنی الحقیقی من اخفیاء مستبعد لما بینہ وبین اظہار عندہم من التضاد

[7] قولہ فی قالوا سمعنا تعیین بقرینۃ المقام

آدمی کو جسکو ابراہیم کرکے پکارا جاتا ہی ان بتون کا (برائی کے ساتھ) تذکرہ کرتے سنا ہی (پھر) وہ (سب) لوگ (یا جنہون نے اول استفسار کیا تھا) بولے کہ (جب یہ بات ہی) تو اچھا اُس کو سب آدمیون کے سامنے حاضر کرو تاکہ (شاید وہ اقرار کرلے اور) وہ لوگ (اُس کے اقرار کے) گواہ ہوجائین (پھر سزا حجت سے دیجاوے جسپر کوئی ملامت نہ کرے غرض سب کے روبرو وہ آئے اور اُن سے) اُن لوگون نے کہا کہ کیا ہمارے بتون کے ساتھ تم نے یہ حرکت کی ہے اے ابراہیم اُنہون نے (جواب مین) فرمایا کہ (تم یہ احتمال کیون نہین فرض کرتے کہ یہ حرکت مین نے) نہین (کی) بلکہ ان کے اس بڑے (گرو) نے کی (اور جب اس کبیر مین فاعل ہونے کا احتمال ہو سکتا ہی تو ان صغار مین ناطق ہونیکا احتمال بھی ہوگا) سو ان (ہی) سے پوچھ لو (نا) اگر یہ بولتے ہون (اور اگر یہ شق احتمال فاعلیت و ناطقیت کی باطل ہی تو عجز انکا تمہارے نزدیک مسلم ہوگیا پھر اعتقاد الوہیت کی کیا وجہ) اسپر وہ لوگ اپنی جی مین سوچے پھر (آپس مین) کہنے لگے کہ حقیقت مین تم ہی لوگ ناحق پر ہو (اور ابراہیم حق پر ہی کہ جو ایسا عاجز ہو وہ کیا معبود ہوگا) پھر (شرمندگی کے مارے) اپنے سرون کو جھکا لیا (اور ابراہیم علیہ السلام سے نہایت مغلوبانہ لہجہ مین بولے کہ) اے ابراہیم تمکو تو معلوم ہی ہے کہ یہ بت (کچھ) بولتے (دولتے) نہین (ہم ان سے کیا پوچھین اور اس سے فاعلیت کبیر کی نفی بدرجہ اولٰے ہوگئی اُسوقت) ابراہیم (علیہ السلام) نے (خوب خبر لی اور) فرمایا کہ (افسوس جب یہ ایسے ہین) تو کیا خدا کو چھوڑ کر تم ایسی چیز کی عبادت کرتے ہو جو تمکو نہ کچھ نفع پہونچا سکے اور نہ (بالمباشرۃ) کچھ نقصان پہونچا سکے (گو تسبیباً ضرر رسانی یقینی ہی کہ سبب کفر و تعذیب ہی) تف ہی تمپر (کہ باوجود وضوح حق کے باطل پر مصر ہو) اور اُن پر (بھی) جنکو تم خدا کے سوا پوجتے ہو کیا تم (اتنا بھی) نہین سمجھتے (اس تمام تر تقریر سے خصوص اس سے کہ توڑنے پھوڑنے سے انکار نہین فرمایا باوجودیکہ احتمال انتقام مقتضئ انکار کو تھا اُنکو ثابت ہوگیا کہ یہ کام ان ہی کا ہی اور تقریر کا کچھ جواب بن نہ آیا تو بمقتضائے اس قول کے کہ ے چو حجت نماند جفا جوی را ٭ بپرخاش درہم کشد روی را یعنی جب جاہل جواب نہ رکھتا ہو اور قدرت رکھتا ہو تو برسرپیکار آجاتا ہے آپس مین) وہ لوگ کہنے لگے کہ ان (ابراہیم) کو آگ مین جلادو اور اپنے معبودون کا (ان سے) بدلا لو اگر تمکو کچھ کرنا ہی (تو یہ کام کرو ورنہ بالکل ہی بات ڈوب جاویگی (غرض سب نے متفق ہوکر اسکا سامان کیا اور اُن کو آتش سوزان مین ڈال دیا اُسوقت) ہم نے (آگ کو) حکم دیا کہ اے آگ تو ٹھنڈی اور بے گزند ہوجا ابراہیم کے حق مین (یعنی نہ سوزان رہ کہ گزند حرارت کا پہونچے اور نہ بہت یخ ہوجا کہ گزند برودت کا پہونچے بلکہ مثل ہوائے معتدل کے بن جا چنانچہ ایسا ہی ہوگیا) اور اُن لوگون نے اُن کے ساتھ برائی کرنا چاہا تھا (کہ ہلاک ہوجاوینگے) سو ہم نے اُن ہی لوگون کو ناکام کردیا (کہ اُنکا مقصود حاصل نہوا بلکہ اور بالعکس حقانیت ابراہیم علیہ السلام کا زیادہ ثبوت ہوگیا) اور ہم نے ابراہیم کو اور (اُن کے برادر زادہ کذا فی الدر المنثور عن ابن عباس) لوط (علیہ السلام) کو (کہ اُنہون نے برخلاف قوم کے ابراہیم علیہ السلام کی تصدیق کی تھی قال تعالٰی فآمن لہ لوط اور اس وجہ سے لوگ اُنکے بھی مخالف اور درپے تھے) ایسے ملک (یعنی شام) کی طرف بھیج کر (کافرون کے شر و ایذا رسے) بچالیا جسمین ہم نے دنیا جہان والون کے واسطے (خیر و) برکت رکھی ہی (دنیوی بھی کہ فواکہ وحبوب بکثرت پیدا ہوتے ہین اور دوسرے لوگ بھی اُس سے منتفع ہوسکتے ہین اور دینی بھی کہ بکثرت وہان انبیاء علیہم السلام ہوئے جنکے شرائع کی برکت دور دور عالم مین پھیلی یعنی اُنہون نے ملک شام کی طرف باذن الٰہی ہجرت فرمائی) اور (ہجرت کے بعد) ہم نے اُنکو اسحٰق (بیٹا) اور یعقوب پوتا عطا کیا اور ہم نے ان سب (باپ بیٹے پوتے) کو (اعلیٰ درجہ کا) نیک کیا (اعلیٰ درجہ کی نیکی کا مصداق عصمت ہی جو منجملہ خواص نبوت سے ہی پس مراد یہ کہ ان سب کو نبی بنایا) اور ہم نے ان (سب) کو مقتدا بنایا (جو کہ لوازم نبوت سے ہی) کہ ہمارے حکم سے (خلق کو) ہدایت کیا کرتے تھے کہ مناسب نبوت سے ہی) اور ہم نے اُن کے پاس نیک کامون کے کرنیکا اور (خصوصًا) نماز کی پابندی کا اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم بھیجا (یعنی یہ حکم بھیجا کہ ان کامون کو کیا کرو) اور وہ (حضرات) ہماری (خوب) عبادت کیا کرتے تھے (یعنی اُنکو جو حکم ہوا تھا اُسکو اچھی طرح بجالاتے تھے پس صالحین مین کمال نبوت کی طرف اور اوحینا الیہم فعل الخیرات مین کمال علم کی طرف اور کانوا لنا عابدین مین کمال عمل کی طرف اور ائمۃ یہدون مین تکمیل للغیر کی طرف اشارہ کافیہ ہی) **ف** آیت لقد کنتم انتم وآباؤکم کی جو تقریر کی گئی ہی اُس سے اُن لوگون کا استدلال باطل ہوگیا جو تقلید مشروع کی نفی ایسی آیتون سے کیا کرتے ہین اور انا علی ذالکم من الشاہدین مین کورانہ تقلید سے وہی تقلید مراد ہی جسکی نفی آیت بالا مین ہوئی ہی اور بل فعلہ کبیرہم کی جو تقریر کی گئی ہی اُس سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ یہ صدق محض ہے مگر چونکہ اس مضمون کے علی سبیل الفرض ہونے پر محض قرینہ مقامیہ دال ہے کوئی قرینہ مقالیہ دال نہین جیسا ہذا ربی مین بھی ایسا ہی ہے اس لیے حدیث مین صورۃً اسپر مجازاً کذب کا اطلاق آیا ہے۔ اور اس آتش ابراہیمی مین چند احتمال ہین ایک یہ کہ اُسمین حرارت واحراق نرہا ہو اور اضاءۃ واشراق رہا ہو دوسرے یہ کہ ہیئت آگ ہی کی رہی ہو مگر حقیقت اُس کی منقلب ہوگئی ہو مثلاً ہوا بن گئی ہو۔ تیسرے یہ کہ آگ ہی رہی ہو مگر موذی نہ رہے اور ظاہر علی ابراہیم کی قید سے احتمال ثالث ہے گو خارق ہر حالت مین ہے۔

ملحقات الترجمۃ

۱ قولہ فقیل فاسئلوہم جب اس کبیر مین الخ و بہ ظہر توجیہ الفاء فی فاسئلوہم ۱۲ ۲ قولہ فی فرجعوا سوچنے لگے فی الروح فتفکروا وتدبروا وتذکروا الخ ۳ قولہ فی ثم نکسوا شرمندگی کذا اشارہ فی الروح ناقلا عن الزمخشری ۴ قولہ فی ان کنتم فاعلین یہ کام کرو اشارۃ الی تقدیر الجواب ۵ قولہ سلاما بے گزند اشارۃ الی حذف المضاف ای ذات سلامۃ ۶ قولہ فی نافلۃ پوتا کذا فی الدر المنثور

وَلُوۡطًا اٰتَيۡنٰهُ حُكۡمًا وَّعِلۡمًا وَّنَجَّيۡنٰهُ مِنَ الۡقَرۡيَةِ الَّتِىۡ كَانَتۡ تَّعۡمَلُ الۡخَبٰۤـئِثَ ؕ اِنَّهُمۡ كَانُوۡا قَوۡمَ سَوۡءٍ فٰسِقِيۡنَ ۙ وَاَدۡخَلۡنٰهُ

اور لوط کو ہم نے حکمت اور علم عطا فرمایا　اور ہم نے انکو اس بستی سے نجات دی جسکے رہنے والے گندے گندے کام کیا کرتے تھے　بلاشبہ وہ لوگ　بڑے بدذات　بدکار تھے — اور ہم نے لوط کو

فِىۡ رَحۡمَتِنَا ؕ اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِيۡنَ ۠ وَنُوۡحًا اِذۡ نَادٰى مِنۡ قَبۡلُ فَاسۡتَجَبۡنَا لَهٗ فَنَجَّيۡنٰهُ وَاَهۡلَهٗ مِنَ الۡكَرۡبِ الۡعَظِيۡمِ ۚ

اپنی رحمت میں داخل کیا — بلاشبہ وہ بڑے نیکوں میں سے تھے اور نوح کا تذکرہ کیجیے جبکہ اس سے پہلے انہوں نے دعا کی سو ہم نے انکی دعا قبول کی اور انکو اور انکے تابعین کو بڑے بھاری غم سے نجات دی —

وَنَصَرۡنٰهُ مِنَ الۡقَوۡمِ الَّذِيۡنَ كَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهُمۡ كَانُوۡا قَوۡمَ سَوۡءٍ فَاَغۡرَقۡنٰهُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ ۝ وَدَاوٗدَ وَسُلَيۡمٰنَ

اور ہم نے ایسے لوگوں سے انکا بدلہ لیا جنہوں نے ہماری حکموں کو جھوٹا بتایا تھا　بلاشبہ وہ لوگ بہت برے تھے　اس لیے ہم نے ان سب کو غرق کردیا —　اور داؤد　اور سلیمان

اِذۡ يَحۡكُمٰنِ فِى الۡحَـرۡثِ اِذۡ نَفَشَتۡ فِيۡهِ غَنَمُ الۡقَوۡمِۚ وَكُنَّا لِحُكۡمِهِمۡ شٰهِدِيۡنَ ۝ فَفَهَّمۡنٰهَا سُلَيۡمٰنَ ۚ

کا تذکرہ کیجیے جبکہ دونوں کسی کھیت کے بارہ میں فیصلہ کرنے لگے جبکہ اس میں کچھ لوگوں کی بکریاں رات کے وقت جا پڑیں اور ہم اس فیصلہ کو جو لوگوں کے متعلق ہوا تھا دیکھ رہے تھے — سو ہم نے اس فیصلہ کی سمجھ سلیمان کو دیدی

اور اس بت شکنی کے قصہ سے کوئی شخص اس مسئلہ فقہیہ پر شبہہ نہ کرے کہ ذمی کے بت کا ضمان توڑنے والے پر لازم آتا ہے کیونکہ وہ مسئلہ ذمی کے لیے ہے اور یہ لوگ ذمی نہ تھے اور کلا جعلنا صالحین میں بعض نے لوط علیہ السلام کو بھی داخل کیا ہے سو یہاں انکا ذکر تبعاً تھا اور آگے استقلالاً ہے پس تکرار نہو گا۔ اور یہ سلامت رہنا ابراہیم علیہ السلام کا اگر باوجود بقاء جرم نار کے ہے تب تو معجزہ عظیمہ ہونا ظاہر ہے اور اگر اطفاء نار کی حالت میں ہے تو اولاً دفعۃً اطفاء ایسی نار عظیمہ کا خود ایک معجزہ عظیمہ ہے ثانیاً بعد اطفاء کے بھی بقاء اثر یعنی حرارت شدید کا بہت عرصہ تک ضروری طبعی ہے ایسی حالت میں سلامت رہنا یہ بھی معجزہ ہے۔

قصہ حضرت لوط علیہ السلام

وَلُوۡطًا اٰتَيۡنٰهُ حُكۡمًا وَّعِلۡمًا وَّنَجَّيۡنٰهُ مِنَ الۡقَرۡيَةِ الَّتِىۡ كَانَتۡ تَّعۡمَلُ الۡخَبٰۤـئِثَ ؕ اِنَّهُمۡ كَانُوۡا قَوۡمَ سَوۡءٍ فٰسِقِيۡنَ ﴿۷۴﴾ وَاَدۡخَلۡنٰهُ فِىۡ رَحۡمَتِنَا ؕ اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِيۡنَ ﴿۷۵﴾

اور لوط (علیہ السلام) کو ہم نے حکمت اور علم (جو شان انبیا کے مناسب ہوتا ہے) عطا فرمایا اور ہم نے انکو اس بستی سے نجات دی جسکے رہنے والے گندے گندے کام کیا کرتے تھے (جنمیں سب سے بدتر لواطت تھی اور بھی بعض افعال شنیعہ کے وہ لوگ معتاد تھے۔ ڈھیلے پھینکنا۔ کبوتر بازی۔ گانا بجانا۔ تمسخر انجواری۔ داڑھی کٹانا مونچھیں بڑھانا سیٹی بجانا۔ ریشمی لباس پہننا اخرجہ اسحٰق بن بشر والخطیب و ابن عساکر عن الحسن مرفوعاً کذا فی الروح) بلاشبہہ وہ لوگ بڑے بدذات بدکار تھے اور ہم نے لوط کو اپنی رحمت میں (یعنی جن بندوں پر رحمت ہوتی ہے انمیں) داخل کیا (کیونکہ) بلاشبہہ وہ بڑے (درجہ کے) نیکوں میں سے تھے (بڑے درجہ کے نیک سے مراد معصوم جو لوازم نبوت سے ہے) **ف** ہر چند کہ انکے کئی قریے تھے لیکن چونکہ انمیں اصل پرگنہ ایک تھا اور بقیہ اس کے تابع تھے اس لیے اسی کے ذکر پر اکتفا فرمایا جس سے تبعاً سبکا حال معلوم ہوگیا۔ اور بعض نے خبائث کی تفسیر صرف لواطت سے کی ہے اور جمع لانا اس لیے ہوگا کہ متعدد فاعل کے افعال متعدد ہوں گے۔ اور نجیناہ میں اشارہ ہے قوم کے معذب ہونیکی طرف اور انہم کانوا الخ معنے اسی کی علت ہو جاویگی اور ممکن ہے کہ تعمل الخبائث کی علت ہو کہ چونکہ انمیں بدذاتی اور فسق یعنی حکم عدولی راسخ تھی اسلیے عامل خبائث تھے

قصہ حضرت نوح علیہ السلام

وَنُوۡحًا اِذۡ نَادٰى مِنۡ قَبۡلُ فَاسۡتَجَبۡنَا لَهٗ فَنَجَّيۡنٰهُ وَاَهۡلَهٗ مِنَ الۡكَرۡبِ الۡعَظِيۡمِ ﴿۷۶﴾ وَنَصَرۡنٰهُ مِنَ الۡقَوۡمِ الَّذِيۡنَ كَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهُمۡ كَانُوۡا قَوۡمَ سَوۡءٍ فَاَغۡرَقۡنٰهُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ ﴿۷۷﴾ اور نوح (علیہ السلام کے قصہ) کا تذکرہ کیجیے جبکہ اس (زمانہ ابراہیمی) سے (بھی) پہلے انہوں نے (اللہ تعالیٰ سے) دعا کی (کہ ان کافروں سے میرا بدلہ لیجیے) سو ہم نے انکی دعا قبول کی اور انکو اور انکے تابعین کو بڑے بھاری غم سے (جو تکذیب و ایذا کفار کی وجہ سے انکو پیش آتا تھا) نجات دی اور نجات اس طرح دی کہ) ہم نے ایسے لوگوں سے انکا بدلا لیا جنہوں نے ہمارے حکموں کو (جو کہ نوح علیہ السلام لائے تھے) جھوٹا بتایا تھا بلاشبہ وہ لوگ بہت برے تھے اسلیے ہم نے ان سب کو غرق کر دیا

قصہ داؤد وسلیمان علیہما السلام

وَدَاوٗدَ وَسُلَيۡمٰنَ اِذۡ يَحۡكُمٰنِ فِى الۡحَـرۡثِ اِذۡ نَفَشَتۡ فِيۡهِ غَنَمُ الۡقَوۡمِۚ وَكُنَّا لِحُكۡمِهِمۡ شٰهِدِيۡنَ ﴿۷۸﴾ فَفَهَّمۡنٰهَا سُلَيۡمٰنَ ۚ

اللغات الكرب الغم الشديد كذا فى الروح قوله نصرناه فى الروح المتعدى بعلى بدل على مجرد الاعانة والمتعدى بمن يدل على استتباع ذلك للانتقام من العدو واستعار الحرث الزرع مجازا بمعنے الكرم قوله نفشت هو رعى الماشية فى الليل بغير راع كما ان الهمل رعيها فى النهار كذلك وكان اصله الانتشار والتفرق اى تفرقت وانتشرت كذا فى الروح **النحو** لوطا معمول لآتينا المقدر يفسره آتيناه قوله فى رحمتنا هو على حذف المضاف اى اهل رحمتنا قوله نوحا معمول لاذكر المقدر ويقدر مضاف اى نبأ نوح واذ بدل من النبأ ففهمناها اى الحكومة الدال عليها قوله يحكمان —

وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا ۡ وَّسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ۭ وَكُنَّا فٰعِلِيْنَ ۝ وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ

اور ہم نے دونوں کو حکمت اور علم عطا فرمایا تھا اور ہم نے داؤد کے ساتھ تابع کردیا تھا پہاڑوں کو کہ وہ تسبیح کیا کرتے تھے اور پرندوں کو بھی اور کرنے والے ہم تھے اور ہم نے انکو زرہ کی صنعت تم لوگوں کے واسطے

لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ۝ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖٓ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ۭ

سکھلائی تاکہ وہ تمکو ایک دوسرے کی زد سے بچاوے سو تم شکر کروگے بھی اور ہم نے سلیمان کا زور کی ہوا کو تابع بنا دیا تھا کہ وہ انکے حکم سے اُس سرزمین کی طرف کو چلتی جس میں ہم نے برکت رکھی ہے

وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ ۝ وَمِنَ الشَّيٰطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ ۚ وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ ۝

اور ہم ہر چیز کو جانتے ہیں اور بعضے بعضے شیطان ایسے تھے کہ سلیمان کے لیے غوطے لگاتے تھے اور وہ اور اور کام بھی اسکے علاوہ کیا کرتے تھے اور ان کے سنبھالنے والے ہم تھے

وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا ۡ وَّسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ۭ وَكُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿۷۹﴾ وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖٓ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ۭ وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَمِنَ الشَّيٰطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ ۚ وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ ﴿۸۲﴾

اور داؤد اور سلیمان (علیہما السلام کے قصہ) کا تذکرہ کیجیے جبکہ دونوں (حضرات) کسی کھیت کے بارہ میں (جسمیں غلہ تھا یا انگور کے درخت تھے کذا فی الدر المنثور) فیصلہ کرنے لگے جبکہ اُس (کھیت) میں کچھ لوگوں کی بکریاں رات کے وقت جا پڑیں (اور اُس کو چر گئیں) اور ہم اُس فیصلہ کو جو (مقدمہ والے) لوگوں کے متعلق ہوا تھا دیکھ رہے تھے سو ہم نے اُس فیصلہ (کی آسان صورت) کی سمجھ سلیمان کو دیدی اور (یوں) ہم نے دونوں (ہی) کو حکمت اور علم عطا فرمایا تھا (یعنی داؤد علیہ السلام کا فیصلہ بھی خلاف شرع نہ تھا صورت مقدمہ کی یہ تھی کہ جسقدر کھیت کا نقصان ہوا تھا اُسکی لاگت بکریوں کی قیمت کی برابر تھی داؤد علیہ السلام نے ضمان میں کھیت والے کو وہ بکریاں دلوادیں اور اصل قانون شرعی کا یہی مقتضا تھا جسمیں مدعی یا مدعی علیہ کی رضا بھی شرط نہیں مگر چونکہ اسمیں بکری والوں کا بالکل ہی نقصان ہوتا تھا اسلیے سلیمان علیہ السلام نے بطور مصالحت کے جو کہ موقوف تھی تراضی جانبین پر یہ صورت جس میں دونوں کی سہولت اور رعایت تھی تجویز فرمائی کہ چند روز کے لیے بکریاں تو کھیت والے کو دیجاویں کہ اُنکے دودھ وغیرہ سے اپنا گذر کریں اور بکری والوں کو وہ کھیت سپرد کیا جاوے کہ اُس کی خدمت آبپاشی وغیرہ سے کریں جب کھیت پہلی حالت پر آجاوے کھیت اور بکریاں اپنے اپنے مالکوں کو دیدی جاویں کذا فی الدر المنثور عن مرۃ وابن مسعود و مسروق وابن عباس و مجاہد و قتادۃ والزہری پس اس سے معلوم ہوگیا کہ دونوں فیصلوں میں کوئی تعارض نہیں کہ ایک کی صحت دوسرے کی عدم صحت کو مقتضی ہو اسلیے کلا آتینا حکما وعلما بڑھا دیا گیا اور یہاں تک تو کرامت عامہ کا ذکر تھا جو دونوں حضرات میں مشترک تھی آگے دونوں حضرات کی خاص خاص کرامتوں کا بیان ہے) ہم نے داؤد (علیہ السلام) کے ساتھ تابع کردیا تھا پہاڑوں کو کہ (اُنکی تسبیح کے ساتھ) وہ (بھی) تسبیح کیا کرتے تھے اور (اسیطرح) پرندوں کو بھی (جیسا سورۂ سبا میں ہے یا جبال اوبی معہ والطیر) اور کوئی اس بات کا تعجب نہ کری کیونکہ ان کاموں کے) کرنے والے ہم تھے (اور ہماری قدرت کا عظیم ہونا ظاہر ہے پھر ان خوارق میں تعجب ہی کیا ہے) اور ہم نے انکو زرہ (بنانے) کی صنعت تم لوگوں کے (نفع کے) واسطے سکھلائی (یعنی) تاکہ وہ (زرہ) تمکو (لڑائی میں) ایک دوسرے کی زد سے بچائے (اور اس نفع عظیم کا مقتضا یہ ہے کہ تم شکر کرو) سو تم (اس نعمت کا) شکر کروگے بھی (یا نہیں) اور ہم نے سلیمان (علیہ السلام) کا زور کی ہوا کو تابع بنا دیا تھا کہ وہ اُنکے حکم سے اُس سرزمین کی طرف کو چلتی جس میں ہم نے برکت کر رکھی ہے (مراد ملک شام ہے کذا فی الدر عن السدی جو اُنکا مسکن تھا کما روی ویدل علیہ عمارتہ بیت المقدس یعنی جب ملک شام سے کہیں چلے جاتے پھر آتے تو یہ آنا اور اسیطرح جانا بھی ہوا کے ذریعہ سے ہوتا تھا جیسا درمنثور میں بروایت و تصحیح حاکم حضرت ابن عباس رض سے اُسکی کیفیت یہ مروی ہے کہ سلیمان علیہ السلام مع اعیان ملک کے کرسیوں پر بیٹھ جاتے پھر

ملحقات الترجمہ

لے قولہ فی حکمہم لوگوں کے متعلق اشارۃ الی ان المرجع ہم اہل الحرث واہل الغنم والاضافۃ لادنی ملابستہ ولکونہم قد حکم بہم وعلیہم فلا حاجۃ الی ارجاع الضمیر الی سلیمان و داؤد ونم التکلف فی توجیہہ و ہذا من خواص المواہب لعد الحمد ۱۲

اللغات قولہ لبوس الدرع واصلہ کل مایلبس ۱۲

البلاغۃ قولہ فی قصۃ داؤد سخرنا مع داؤد وفی قصۃ سلیمان ولسلیمان الریح فی الروح جئی باللام ہہنا دون الاول للدلالۃ علی مابین التسخیرین من التفاوت فان تسخیر ما سخر لہ علیہ السلام کان بطریق الانقیاد الکلی لہ والامتثال بامرہ ونہیہ بخلاف تسخیر الجبال والطیر لداؤد علیہ السلام فانہ کان بطریق التبعیۃ والاقتداء بہ علیہ السلام فی عبادۃ اللہ عز وجل اھ قولہ یغوصون لہ فی الروح لما کان الغائص قد یغوص لنفسہ لغیرہ قیل لہ للایذان بان الغوص لیس لانفسہم بل لاجلہ علیہ السلام وقد کان علیہ السلام یامرہم فیغوصون فی البحار ویستخرجون لہ من نفائسہ اھ وبہذا علم ان المراد فی بعماون صورۃ لطیفہ فی الروح وفی قصتی داؤد وسلیمان علیہما السلام مایدل علی عظم قدرۃ اللہ تعالیٰ قال الامام تسخیر الکثف الاجسام لداؤد علیہ السلام وہو الجبال نعمتہ اللہ تعالیٰ بالتسبیح دالحدید اذا لانہ سبحانہ لہ وتسخیر الطف الاجسام لسلیمان علیہ السلام وہو الریح والشیاطین وہم من نار وکانوا یغوصون فی الماء فلا یضرہم دلیل واضح علی باہر قدرتہ سبحانہ واظہار الضد من الضد الخ

وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّىْ مَسَّنِىَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۚ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ

اور ایوب کا تذکرہ کیجیے جبکہ انہون نے اپنے رب کو پکارا کہ مجکو یہ تکلیف پہونچ رہی ہے اور آپ سب مہربانون سے زیادہ مہربان ہین سو ہم نے انکی دعا قبول کی اور انکو جو تکلیف تھی اُس کو دور کر دیا

وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ ۝

اور ہم نے اُنکو اُنکا کنبہ عطا فرمایا اور اُن کے ساتھ اُن کے برابر اور بھی اپنی رحمت خاصہ کے سبب سے اور عبادت کرنے والون کے لیے یادگار رہنے کے سبب سے۔

ہوا کو بلا کر حکم دیتے وہ سب کو اُٹھا کر تھوڑی سی دیر مین ایک ایک ماہ کی مسافت قطع کرتی) اور ہم ہر چیز کو جانتے ہین (پس ہماری علم مین سلیمان کو یہ چیزین دینے مین حکمت تھی اس لیے عطا فرمائی) اور بعضے بعضے شیطان (یعنی جن) ایسے تھے کہ سلیمان (علیہ السلام) کے لیے (دریاؤن مین) غوطے لگاتے تھے (تاکہ موتی نکال کر انکے پاس لاوین) اور وہ اور کام بھی اسکے علاوہ (سلیمان کے لیے) کیا کرتے تھے اور (گو وہ جن بڑے سرکش اور شریر تھے مگر) اُنکے سنبھالنے والے ہم تھے (اس لیے وہ چون نہین کر سکتے تھے) **ف** مسئلہ جیسا واقعہ بکریون کا اس قصہ مین واقع ہوا تھا اگر اب واقع ہو اُسکا شریعت مین اُسکا حکم مختلف فیہ ہے امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک یہ تفصیل ہے کہ اگر بکریون کے ساتھ کوئی سائق و قائد نہ ہو تو اس صورت مین کچھ ضمان لازم نہین لما رواہ الشیخان ان العجماء جرحها جبار اور سنن مین جو روایت ہے قضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی اہل الاموال بحفظها بالنهار وعلی اہل المواشی بحفظها باللیل تو صاحب روح نے کہا ہے کہ اس حدیث مین اضطراب ہے اور اس کے رجال سند مین کلام ہے اس لیے معارض حدیث صحیحین کی نہین ہو سکتی نیز حدیث مین ضمان سے تعرض بھی نہین ممکن ہے کہ یہ وجوب مذکور فی الحدیث دیانۃ ہو جس کے ترک سے اہل مواشی کو گناہ ہو اور گناہ مستلزم ضمان کو نہین اور اگر کوئی سائق و قائد ہمراہ ہو تو ضمان لازم آویگا اور چونکہ حرث ذوات القیم سے ہے اس لیے قیمت متلف کی لازم آویگی البتہ اگر تراضی قیمت کے بدلے کوئی ذات القیم چیز لیلی جاوے جائز ہے فقط اور زرہ اگر اول داؤد علیہ السلام کے ہاتون ایجاد ہوئی ہے جیسا جلالین مین ہے اور اُسوقت سے پہلے تختیان سی ہوتی تھین جیسا درمنثور مین سورہ سبا کی تفسیر مین قتادہ سے منقول ہے تب تو لکم کے معنی ظاہر ہین کہ تم لوگ اس ایجاد سے منتفع ہو رہے ہو اور اگر ثابت ہو جاوے کہ پہلے بھی زرہ بنتی تھی تو حسن صنعت و رعایت غایت مین زرہ داؤدی بڑھی ہوئی کہی جاویگی اس اعتبار سے اُسکو زیادہ منتفع بہ ہونے مین دخل ہوگا کما قال تعالیٰ فی سورۃ سبا ان اعمل سابغات وقدر فی السرد و سو اگر تقدیر سرد پہلے سے جاری ہوتی تو ظاہرا اس ارشاد کی ضرورت نہ ہوتی واللہ اعلم۔ اور بعضون نے جو تسخیر ریح مین خواہ مخواہ تاویل کی ہے کہ جہاز رانی مراد ہے تو فسخرنا له اور تجری بامرہ الفاظ قرآنیہ واقعہ سورہ ص اور حاکم کی تصحیح سے جو روایت ضمن ترجمہ مین مذکور ہوئی ہے یہ سب ان تاویلات فاسدہ کو دفع کرتی ہین اور اس آیت مین ریح کو عاصف فرمایا اور سورہ ص مین رخاء فرمایا تو یا تو سلیمان علیہ السلام کے ارادہ پر اسکا عاصف و رخاء ہونا تھا یا باعتبار تاثیر فی البدن اور راکب کو حرکت نہونے کے رخاء کی صفت رکھتی تھی اور باعتبار سرعت سیر اور قطع مسافت کے عاصف کا حکم رکھتی تھی۔ اور لفظ شیاطین سے ظاہرا مفہوم ہوتا ہے کہ وہ جن کافر تھے کیونکہ اکثر اس لفظ کا اطلاق کفار جن پر آتا ہے اور علاوہ ذلک سے مراد وہ ہین جو سورہ سبا مین ہے یعملون له ما یشاء من محاریب وتماثیل وجفان کالجواب وقدور راسیات۔ اور قصہ داؤد علیہ السلام مین تسخیر سے مراد محض تبعیت اقتدا فی التسبیح ہے نہ یہ کہ اُنکے فرمانے سے تسبیح کرتے تھے گو ممکن یہ بھی ہے مگر محتاج دلیل ہے

قصہ ایوب علیہ السلام

وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّىْ مَسَّنِىَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۸۳﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ ﴿۸۴﴾ اور ایوب (علیہ السلام کے قصہ) کا تذکرہ کیجیے جبکہ انہون نے (بعد مبتلا ہونے مرض شدید کے) اپنے رب کو پکارا کہ مجکو یہ تکلیف پہونچ رہی ہے اور آپ سب مہربانون سے زیادہ مہربان ہین (پس اپنی مہربانی سے میری تکلیف رفع کر دیجیے) سو ہم نے اُن کی دعا قبول کی اور اُنکو جو تکلیف تھی اسکو دور کر دیا اور (بلا استدعا) ہمنے اُنکو اُنکا کنبہ (یعنی اولاد جو اُنسے غائب ہو گئے تھے قالہ الحسن کذا فی الدر المنثور یا مر گئے تھے کما قال غیرہ) عطا فرمایا (اسطرح سے کہ وہ اُنکے پاس آگئے یا یا این معنے کہ اُتنے ہی اور پیدا ہو گئے قالہ عکرمۃ کذا فی فتح المنان) اور اُنکے ساتھ (گنتی مین) اُنکے برابر اور بھی (دیے خواہ اُن ہی کے صلب سے یا اُنکی اولاد کے صلب سے کذا فی الفتح عن کتاب ایوب) اپنی رحمت خاصہ کے سبب سے اور عبادت کرنے والون کے لیے یادگار رہنے کے سبب سے (یعنی عابدین یاد رکھین کہ اللہ تعالیٰ صابرون کو کیسی جزا دیتے ہین) **ف** ایوب علیہ السلام کی بیماری مین بھی کئی قول ہین بہرحال کوئی سخت بیماری تھی اور اولاد کے مفقود ہو جانیکا الگ صدمہ تھا ان سب پر ایوب علیہ السلام نے صبر کیا جیسا دوسری آیت مین انا وجدناہ صابرا اور یہ دعا خواہ ابتدا مرض ہی مین کی ہو۔

ملحقات الترجمة
لہ قولہ فی عندنا خاصۃ ہذا ترجمۃ بالحاصل ۱۲

الخ قولہ آتیناہ معطوف علی استجبنا لا علی کشفنا لان الایتاء لم یکن عن دعاء لا یدخل تحت

وَ اِسْمٰعِیْلَ وَ اِدْرِیْسَ وَ ذَا الْكِفْلِ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِیْنَ وَ اَدْخَلْنٰهُمْ فِیْ رَحْمَتِنَا اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ وَ ذَا

اور اسماعیل اور ادریس اور ذا الکفل کا تذکرہ کیجیے سب ثابت قدم رہنے والے لوگوں سے تھے اور ہم نے انکو اپنی رحمت میں داخل کر لیا تھا بیشک یہ کمال صلاحیت والوں میں تھے اور

النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَیْهِ فَنَادٰی فِی الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ

مچھلی والے کا تذکرہ کیجیے جب وہ خفا ہو کر چل دیے اور انہوں نے یہ سمجھا کہ ہم اُن پر کوئی دار و گیر نہ کرین گے پس انہوں نے اندھیروں میں پکارا کہ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے آپ پاک ہیں میں

كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَ نَجَّیْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَ كَذٰلِكَ نُـنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ

بیشک قصور وار ہوں — سو ہم نے انکی دعا قبول کی اور انکو اُس گھٹن سے نجات دی اور ہم اسیطرح ایمان والوں کو نجات دیا کرتے ہیں

اور قبولیت خواہ جلدی ہوئی ہو خواہ بدیر کسی مصلحت سے اور خواہ بعد چند روز دعا ہوئی ہو جیسا ابن عباسؓ کا قول ہے انساہ اللہ الدعاء الی قولہ لما انتہی الاجل اذن لہ فی الدعاء ویسرہ لہ الخ کذا فی الدر المنثور عن ابن جریر اور بہرحال یہ دعا منافی صبر کے نہیں۔ اور رحمت اور ذکری دونوں سبب ہیں مگر اول علت مؤثرہ متقدمہ اور ثانی علت غائیہ متاخرہ اور صابرین کی جزاء عام ہے خواہ دنیا میں بھی ہو یا صرف آخرت میں۔ اور مثلہم معہم اگر ان کے صلب سے ہوں تب تو اہلہ سے مراد اہل سابقین ہیں اور اگرچہ وہ مرگئے ہوں مگر دوسرے جو عطا ہوئے انکو شدت مماثلت کی وجہ سے حکماً عین سابقین قرار دے لیا اور اگر مثلہم معہم سے مراد اولاد الاولاد ہو تو اہلہ سے مراد اہل لاحقین ہو جاوینگے اور توجیہ میں کسی تکلف کی ضرورت نہو گی اور یہاں اولاد پر اہل کے اطلاق کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ازواج پر کہیں اطلاق نہ ہو خوب سمجھ لو۔ اور دعا میں کشف ضر کی تخصیص غالباً اس لیے ہے کہ مرض کی تکلیف حاضر ہوتی ہے اور موت یا فقدان اولاد پر جو غم ہوتا ہے بعض اوقات غائب ہو جاتا ہے۔

قصہ اسماعیل و ادریس و ذا الکفل علیہم السلام

وَ اِسْمٰعِیْلَ وَ اِدْرِیْسَ وَ ذَا الْكِفْلِ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِیْنَ ﴿۸۵﴾ وَ اَدْخَلْنٰهُمْ فِیْ رَحْمَتِنَا اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۸۶﴾ اور اسماعیل اور ادریس اور ذا الکفل (کے قصہ) کا تذکرہ کیجیے (یہ) سب (احکام الٰہیہ تشریعیہ و تکوینیہ پر) ثابت قدم رہنے والے لوگوں سے تھے اور ہم نے ان (سب) کو اپنی رحمت (خاصہ) میں داخل کر لیا تھا بیشک یہ (سب) کمال صلاحیت والوں میں تھے ف حضرت ذا الکفل کے باب میں اختلاف ہے کہ آیا یہ نبی تھے یا ایک صالح شخص تھے پھر پہلے سے صالح تھے یا بعد توبہ کے صالح تھے جیسا ترمذی کی روایت میں مرفوعاً وارد ہے لا یتورع من ذنب الی قولہ قال واللہ لا اعصی اللہ بعدہا ابداً ظاہر سیاق قرآن سے انکا نبی ہونا مظنون ہوتا ہے اور اس قول پر اور اسیطرح دوسرے قول پر تعدد ذی الکفل کا التزام کیا جاویگا کہ وہ تائب دوسرے شخص ہونگے قول ثانی و ثالث پر صابرین اور صالحین میں تشکیک کے قائل ہونگے اولین اول درجہ کے ہونگے اور یہ مرتبہ متاخرہ کے۔

قصہ حضرت یونس علیہ السلام

وَ ذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَیْهِ فَنَادٰی فِی الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۸۷﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَ نَجَّیْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَ كَذٰلِكَ نُـنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۸۸﴾ اور مچھلی والے (پیغمبر یعنی یونس علیہ السلام کے قصہ) کا تذکرہ کیجیے جب وہ اپنی قوم سے (جبکہ وہ ایمان نہ لائے) خفا ہو کر چل دیے (اور انکی قوم سے عذاب ٹلنے کے بعد بھی خود واپس نہ آئے اور اس سفر کے لیے ہمارے حکم کا انتظار نہیں کیا) اور انہوں نے (اپنے اجتہاد سے) یہ سمجھا کہ ہم (اس چلے جانے میں) اُن پر کوئی دار و گیر نہ کرینگے (یعنی چونکہ اس فرار کو انہوں نے اجتہاداً جائز سمجھا اس لیے انتظار نص و وحی کا نہ کیا لیکن چونکہ امید وحی تک وحی کا انتظار انبیاء کے لیے مناسب ہے اس ترک مناسب پر انکو یہ ابتلا پیش آیا کہ راہ میں انکو کوئی دریا ملا اور وہاں کشتی میں سوار ہوئے کشتی چلتے چلتے رک گئی یونس علیہ السلام سمجھ گئے کہ میرا یہ فرار بلا اذن ناپسند ہوا اسکی وجہ سے یہ کشتی رکی کشتی والوں سے فرمایا کہ مجکو دریا میں ڈال دو وہ راضی نہ ہوئے غرض قرعہ پر اتفاق ہوا تب بھی ان ہی کا نام نکلا آخر انکو دریا میں ڈالدیا اور خدا کے حکم میں انکو ایک مچھلی نگل گئی اخرجہ ابن ابی حاتم عن ابن عباس کذا فی الدر المنثور) پس انہوں نے اندھیروں میں پکارا (ایک اندھیرا شکم ماہی کا دوسرا قعر دریا کا پھر دونوں گھرے اندھیرے بجائے بہت سے اندھیروں کے یا تیسرا اندھیرا رات کا قالہ ابن مسعودؓ کما فی الدر المنثور غرض ان تاریکیوں میں دعا کی) کہ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے (یہ توحید ہے) آپ (سب نقائص سے) پاک ہیں (یہ تنزیہ ہے)

ملحقات الترجمة
اے قولہ فی ظن اجتہاد سے ومن ثم عبر بالظن فلا یلزم انہ خطر بالہ علیہ السلام الجانب المخالف

اللغات قولہ ذا الکفل قیل سمی بہ لان الکفل الحظ وکان ذا حظ من اللہ تعالیٰ اولانہ تضعف وکان ضعف عمل معاصریہ ۱۲ الروایات اخرج ابن جریر والبیہقی فی الاسماء والصفات عن ابن عباس فی قولہ ذ

وَزَكَرِيَّآ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِىْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ۚ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۡ وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَاَصْلَحْنَا لَهٗ

اور زکریا کا تذکرہ کیجیے جبکہ اُنہون نے اپنے رب کو پکارا کہ ای میرے رب مجکو لاوارث مت رکھیو اور سب وارثون سے بہتر آپ ہی ہین — سو ہم نے اُن کی دعا قبول کرلی اور ہم نے اُن کو یحییٰ عطا فرمایا اور اُنکی خاطر سے

زَوْجَهٗ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِى الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ؕ وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ۝ وَالَّتِىْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا

بی بی کو اولاد کے قابل کردیا یہ سب نیک کامون مین دوڑتے تھے اور امید وبیم کے ساتھ ہماری عبادت کیا کرتے تھے اور ہمارے سامنے دب کر رہتے تھے — اور اُس بی بی کا تذکرہ کیجیے جنہون نے اپنی ناموس کو

فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ رُّوْحِنَا وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۖ وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ۝

بچایا پھر ہم نے اُن مین اپنی روح پھونک دی اور ہم نے اُنکو اور اُنکے فرزند کو دنیا جہان والون کے لئے نشانی بنادی یہ ہے تمہارا طریقہ کہ وہ ایک ہی طریقہ ہے اور مین تمہارا رب ہون سو تم میری عبادت کیا کرو

مین بیشک قصور وار ہون (یہ استغفار ہے جس سے مقصود یہ ہے کہ میرا قصور معاف کرکے اس شدت سے نجات دیجیے) سو ہم نے اُن کی دعا قبول کی اور اُنکو اُس گھٹن سے نجات دی (جسکا قصہ سورہ صٰفٰت مین ہے فنبذناہ بالعراء الخ) اور (جسطرح دعا کرنے سے یونس علیہ السلام کو نجات دی) ہم اسیطرح (اور) ایمان والون کو (بھی کرب اور غم سے) نجات دیا کرتے ہین (جبکہ چندے غم مین رکھنا مصلحت نہ ہو) ف حضرت یونس علیہ السلام سے اس واقعہ مین کوئی امر کی مخالفت نہین ہوئی صرف اجتہاد مین غلطی ہوئی جو امت کے لیے عفو ہے مگر انبیاء کی تربیت و تہذیب زائد مقصود ہوتی ہے اس لیے یہ ابتلاء ہوا اور کچھ قصہ یونس علیہ السلام کا سورۂ یونس مین آچکا ہے کچھ سورۂ صافات مین آویگا۔ اور استغفار سے پہلے ثناء الٰہی یعنی توحید و تنزیہ کی تقدیم مین تعلیم ادب استغفار ہے ۔

قصہ زکریا علیہ السلام

وَزَكَرِيَّآ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِىْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ﴿۸۹﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِى الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ﴿۹۰﴾ اور زکریا (علیہ السلام کے قصہ) کا تذکرہ کیجیے جبکہ اُنہون نے اپنے رب کو پکارا کہ ای میرے رب مجکو لاوارث مت رکھیو (یعنی مجکو فرزند دیجیے کہ میرا وارث ہو قال تعالےٰ فہب لی من لدنک ولیا یرثنی الخ) اور (یون تو) سب وارثون سے بہتر (یعنی حقیقی وارث) آپ ہی ہین (اسلیے وہ وارث حقیقی نہ ہوگا بلکہ ایک وقت وہ بھی فنا ہوجاویگا لیکن اس ظاہری وارث سے بعض منافع دینیہ حاصل ہونگے اس لیے اُس کو مانگتا ہون ورنہ کبھی نہ کبھی اُسکے اور اُسکے نائبون کے فنا ہوجانے سے اُن منافع کا سلسلہ بھی ختم ہوجاویگا اور حقیقی اور دائمی بقا سب کے بعد آپ ہی کے لیے رہیگا) سو ہم نے اُنکی دعا قبول کرلی اور ہم نے اُن کو یحییٰ (فرزند) عطا فرمایا اور اُن کی خاطر سے اُن کی بی بی کو (جو کہ بانجھ تھین بقولہ تعالیٰ وکانت امراتی عاقراً انکو) اولاد کے قابل کردیا یہ سب (جنکا اس سورت مین ذکر ہوا) نیک کامون مین دوڑتے تھے اور امید وبیم کے ساتھ ہماری عبادت کیا کرتے تھے اور ہمارے سامنے دب کر رہتے تھے (جس سے اِن حضرات کی کمال عبدیت اور ہماری کمال معبودیت ثابت ہوتی ہے پس رسالت اور توحید ہر دو مسئلون کی تقویت ہوتی ہے جو کہ مقاصد سورت مین سے مقصد اعظم ہے

قصہ حضرت عیسیٰ و مریم علیہما السلام

وَالَّتِىْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ رُّوْحِنَا وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۱﴾ اور اُن بی بی (مریم کے قصہ) کا (بھی) تذکرہ کیجیے جنہون نے اپنی ناموس کو (مردون سے) بچایا (نکاح سے بھی اور ناجائز سے بھی) پھر ہم نے اُن مین (بواسطہ جبریل علیہ السلام) اپنی روح پھونک دی (جس سے اُن کو بے شوہر حمل رہگیا) اور ہم نے اُنکو اور اُن کے فرزند (عیسیٰ علیہ السلام) کو (کہ روح القدس علاوہ صفات مذکورہ یسارعون الخ کی ایک صفت زائد کے ساتھ موصوف کیا کہ اُنکو) دنیا جہان والون کے لیے (اپنی قدرت کاملہ کی) نشانی بنادی (کہ اُن کو دیکھکر سُنکر سمجھین کہ اللہ تعالےٰ ہر چیز پر قادر ہین ربط یہانتک حضرات انبیاء علیہم السلام کے قصص کا بیان ہوا چونکہ یہ سب حضرات موحد و داعی الی التوحید تھے جس کی بعض قصون مین تو تفصیل کے ساتھ تصریح ہے جیسے قصہ ابراہیم علیہ السلام مین مناظرہ مشرکین سے اور قصہ یونس علیہ السلام مین لا الٰہ الا انت مذکور ہے اور ختم پر یدعوننا رغبا ورہبا الخ مین اجمالاً بالاشتراک اس طرف تلویح ہے اور نیز سب حضرات کا اُس مین متفق ہونا مشہور و معروف بھی ہے اس لیے آگے بطور نتیجہ قصص مذکورہ کے توحید کا اثبات اور اختلاف فی التوحید یعنی شرک کی مذمت اور اُن مضامین کی تاکید کے لیے معاد کی تفصیل جسپر اہل حق کو جزا اور اہل باطل کو سزا ہوگی ارشاد فرماتے ہین توحید مع ذکر معاد براے تاکید اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ﴿۹۲﴾

ملحقات الترجمہ — لہ قولہ فی جعلنٰہا علاوہ صفات اشعار الیٰ تخصیصہما بعد تعمیم الذکر لہا الخ

اللغات امتی بالکسر والضم الدین کذا فی القاموس ۔ **البلاغۃ** تقدم ہبۃ یحییٰ مع توقفہا علی اصلاح الزوج للولادۃ لانہا المطلوب الاعظم والواو لا تقتضی ترتیبا کذا فی الروح۔ قولہ نفخنا فیہا قال فی م

وَتَقَطَّعُوٓا اَمۡرَهُمۡ بَيۡنَهُمۡ ؕ كُلٌّ اِلَيۡنَا رٰجِعُوۡنَ ۚ فَمَنۡ يَّعۡمَلۡ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤۡمِنٌ فَلَا كُفۡرَانَ لِسَعۡيِهٖ ۚ

اور ان لوگوں نے اپنے دین میں اختلاف پیدا کر لیا سب ہماری پاس آنے والے ہیں — سو جو شخص نیک کام کرتا ہوگا — اور وہ ایمان والا بھی ہوگا سو اسکی محنت اکارت جانے والی نہیں

وَاِنَّا لَهٗ كٰتِبُوۡنَ ۞ وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرۡيَةٍ اَهۡلَكۡنٰهَآ اَنَّهُمۡ لَا يَرۡجِعُوۡنَ ۞ حَتّٰٓى اِذَا فُتِحَتۡ يَاۡجُوۡجُ وَمَاۡجُوۡجُ وَهُمۡ

اور ہم اس کو لکھ لیتے ہیں — اور ہم جن بستیوں کو فنا کر چکے ہیں انکے لیے یہ بات ناممکن ہے کہ وہ پھر لوٹ کر آئیں — یہاں تک کہ جب یاجوج و ماجوج کھول دیے جاوینگے اور وہ

مِّنۡ كُلِّ حَدَبٍ يَّنۡسِلُوۡنَ ۞ وَاقۡتَرَبَ الۡوَعۡدُ الۡحَقُّ فَاِذَا هِىَ شَاخِصَةٌ اَبۡصَارُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا ؕ يٰوَيۡلَنَا قَدۡ كُنَّا

ہر بلندی سے نکلتے ہوں گے — اور سچا وعدہ نزدیک آپہونچا ہوگا — تو بس پھر ایک دم سے یہ قصہ ہوگا کہ منکروں کی نگاہیں پھٹی کی پھٹی رہجاوینگی کہ ہائے کمبختی ہماری ہم اس سے

فِىۡ غَفۡلَةٍ مِّنۡ هٰذَا بَلۡ كُنَّا ظٰلِمِيۡنَ ۞ اِنَّكُمۡ وَمَا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ؕ اَنۡتُمۡ لَهَا وٰرِدُوۡنَ ۞

غفلت میں تھے — بلکہ ہم ہی قصوروار تھے — بلاشبہ تم اور جن کو تم خدا کو چھوڑ کر پوج رہے ہو سب جہنم میں جھونکے جاؤ گے — تم سب اس میں داخل ہوگے۔

لَوۡ كَانَ هٰٓؤُلَآءِ اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوۡهَا ؕ وَكُلٌّ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ ۞ لَهُمۡ فِيۡهَا زَفِيۡرٌ وَّهُمۡ فِيۡهَا لَا يَسۡمَعُوۡنَ ۞ اِنَّ الَّذِيۡنَ

اگر یہ واقعی معبود ہوتے تو اس میں کیوں جاتے — اور سب اس میں ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے — ان کا اس میں شور ہوگا — اور وہاں کوئی بات سنیں گے بھی نہیں — جن کے لیے ہماری

سَبَقَتۡ لَهُمۡ مِّنَّا الۡحُسۡنٰٓى ۙ اُولٰٓئِكَ عَنۡهَا مُبۡعَدُوۡنَ ۞ لَا يَسۡمَعُوۡنَ حَسِيۡسَهَا ۚ وَهُمۡ فِىۡ مَا اشۡتَهَتۡ اَنۡفُسُهُمۡ خٰلِدُوۡنَ ۞

طرف سے بھلائی مقدر ہو چکی ہے — وہ لوگ اس سے دور رکھے جاوینگے — اس کی آہٹ بھی نہ سنیں گے — اور وہ لوگ اپنی جی چاہی چیزوں میں — ہمیشہ رہیں گے

لَا يَحۡزُنُهُمُ الۡفَزَعُ الۡاَكۡبَرُ وَتَتَلَقّٰٮهُمُ الۡمَلٰٓئِكَةُ ؕ هٰذَا يَوۡمُكُمُ الَّذِىۡ كُنۡتُمۡ تُوۡعَدُوۡنَ ۞

ان کو بڑی گھبراہٹ غم میں نہ ڈالے گی — اور فرشتے ان کا استقبال کریں گے — یہ ہے تمہارا وہ دن جسکا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔

وَتَقَطَّعُوٓا اَمۡرَهُمۡ بَيۡنَهُمۡ ؕ كُلٌّ اِلَيۡنَا رٰجِعُوۡنَ ﴿٩٣﴾ فَمَنۡ يَّعۡمَلۡ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤۡمِنٌ فَلَا كُفۡرَانَ لِسَعۡيِهٖ ۚ وَاِنَّا لَهٗ كٰتِبُوۡنَ ﴿٩٤﴾ وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرۡيَةٍ اَهۡلَكۡنٰهَآ اَنَّهُمۡ لَا يَرۡجِعُوۡنَ ﴿٩٥﴾ حَتّٰٓى اِذَا فُتِحَتۡ يَاۡجُوۡجُ وَمَاۡجُوۡجُ وَهُمۡ مِّنۡ كُلِّ حَدَبٍ يَّنۡسِلُوۡنَ ﴿٩٦﴾ وَاقۡتَرَبَ الۡوَعۡدُ الۡحَقُّ فَاِذَا هِىَ شَاخِصَةٌ اَبۡصَارُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا ؕ يٰوَيۡلَنَا قَدۡ كُنَّا فِىۡ غَفۡلَةٍ مِّنۡ هٰذَا بَلۡ كُنَّا ظٰلِمِيۡنَ ﴿٩٧﴾ اِنَّكُمۡ وَمَا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ؕ اَنۡتُمۡ لَهَا وٰرِدُوۡنَ ﴿٩٨﴾ لَوۡ كَانَ هٰٓؤُلَآءِ اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوۡهَا ؕ وَكُلٌّ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ ﴿٩٩﴾ لَهُمۡ فِيۡهَا زَفِيۡرٌ وَّهُمۡ فِيۡهَا لَا يَسۡمَعُوۡنَ ﴿١٠٠﴾ اِنَّ الَّذِيۡنَ سَبَقَتۡ لَهُمۡ مِّنَّا الۡحُسۡنٰٓى ۙ اُولٰٓئِكَ عَنۡهَا مُبۡعَدُوۡنَ ﴿١٠١﴾ لَا يَسۡمَعُوۡنَ حَسِيۡسَهَا ۚ وَهُمۡ فِىۡ مَا اشۡتَهَتۡ اَنۡفُسُهُمۡ خٰلِدُوۡنَ ﴿١٠٢﴾ لَا يَحۡزُنُهُمُ الۡفَزَعُ الۡاَكۡبَرُ وَتَتَلَقّٰٮهُمُ الۡمَلٰٓئِكَةُ ؕ هٰذَا يَوۡمُكُمُ الَّذِىۡ كُنۡتُمۡ تُوۡعَدُوۡنَ ﴿١٠٣﴾

اللغات تقطعوا اما بمعنے قطعوا فامرهم مفعول به واما بمعناه ومعنى امرهم فى امرهم كذا فى الروح قوله حرام ای ممتنع سواء كان عادة او شرعًا او عقلًا كذا فى الروح حدب ما ارتفع من الارض من الجبل والاكمة حصب ما يحصب به ای يرمى ١٢ **النحو** قوله حتى اذا فتحت غاية لقوله لا يرجعون قوله فاذا هى شاخصة جواب اذا كذا فى الروح ١٢ **البلاغة** قوله تقطعوا فيه التفات ـ قوله من الصلحت اى بعض مبالغة فى الترغيب اى لا يضيع السعى ولو عمل بعض العمل قوله لا يرجعون لا زائدة كما فى قوله تعالى ما منعك ان لا تسجد وهذا مثله فى حسن المادة ايضًا للاشتراك من المنع والامتناع قوله فتحت فيه اسناد مجازى لان المفتوح هو السد لا هم قوله انتم لها هو تاكيد **الروايات** فى الدر المنثور اخرج ابو داود فى ناسخه وجماعة عن ابن عباس قال لما نزلت انكم وما تعبدون قال ابن الزبعرى يا محمد اشئ لآلهتنا خاصة ام لكل من عبد من دون قال بل لكل من عبد من دون الله فقال ابن الزبعرى خصمت ورب الكعبة فهذه النصارى تعبد عيسى وهذه اليهود تعبد عزيرا وغيره

بنو مليح تعبد الملائكة ففرح اهل مكة وفرحوا فنزلت ان الذين سبقت الآية ونزلت لما ضرب ابن مريم مثلا اذا قومك منه يصدون اه مختصرا وفى الروح برواية ابن مردويه عن ابن عباس قال صلى الله عليه وسلم بل هم عبدوا الشياطين التى امرتهم بذلك اه قال فى الروح وهى وفق نظاوره جواب الملائكة عليهم السلام فى قوله تعالى ويوم يحشرهم جميعا ثم نقول للملائكة اهؤلاء اياكم كانوا يعبدون قالوا سبحانك انت ولينا من دونهم بل كانوا يعبدون الجن اكثرهم بهم مؤمنون اه قلت ولما ورد جوابه صلى الله عليه وسلم فى الرواية الثانية وهب ما كانت الرواية الاولى يوهمه من سكوته صلى الله عليه وسلم لم يشكل هذا الجواب بانه تقتضى تخريج الاصنام من الآلهة ايضا لاشتراك مبنى الجواب حلاله ان هؤلاء لصالحين لما وجد منهم السخط للعبادة لهم ووجد فيهم الصلاح قطع هذا السخط والصلاح نسبة هذه العبادة عنهم واقتصرت على الشياطين بخلاف الاصنام فانه لما لم يوجد منها السخط والصلاح المذكور بقيت العبادة منسوبة اليها والى الشياطين

يَوْمَ نَطْوِي السَّمَاءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ وَلَقَدْ

وہ دن یاد کرنے کے قابل ہی جس روز ہم آسمانون کو اس طرح لپیٹ دینگے جسطرح لکھے ہوے مضمونون کا کاغذ لپیٹ لیا جاتا ہی ہم نے جسطرح اول بار پیدا کرنے کے وقت ابتدا کی تھی اسی طرح اسکو دوبارہ پیدا کر دینگے یہ ہمارے ذمہ وعدہ ہی

كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ

ہم کتابون مین لوح محفوظ کے بعد لکھ چکے ہین کہ اُس زمین کے مالک میرے نیک بندے ہون گے

يَوْمَ نَطْوِي السَّمَاءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ۚ كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ ۚ وَعْدًا عَلَيْنَا ۚ إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ ﴿١٠٤﴾ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ﴿١٠٥﴾

اے لوگو اوپر جو انبیا علیہم السلام کا طریقہ توحید کا معلوم ہوا) یہ ہی تمہارا طریقہ (یعنی جسپر تمکو رہنا واجب[۲] ہی) کہ وہ ایک ہی طریقہ ہی (یعنی جسمین کسی نبی اور کسی شریعت کو اختلاف نہین ہوا) اور (حاصل اُس طریقہ کا یہ ہی کہ) مین تمہارا رب (حقیقی) ہون سو تم سب میری عبادت کیا کرو اور (لوگون کو چاہیے تھا کہ بعد ثابت ہو جانے اس امر مذکور کے سب اسی ایک طریقہ پر رہتے مگر ایسا نہ کیا بلکہ) ان لوگون نے اپنے دین مین اختلاف پیدا کرلیا (مگر اس کی سزا دیکھین گے کیونکہ) سب ہمارے پاس آنے والے ہین (اور آنے کے بعد ہر ایک کو اُس کے عمل کا بدلہ ملیگا) سو جو شخص نیک کام کرتا ہوگا اور وہ ایمان والا بھی ہوگا (جو کہ توحید پر موقوف ہے) سو اُس (شخص) کی محنت اکارت جانے والی نہین اور ہم اُس کو لکھ لیتے ہین (پس قیامت مین وہی لکھا ہوا نامہ عمل ظاہر ہوگا اور اُسکے موافق اُسکو ثواب ملیگا) اور (ہم نے جو کل الینا راجعون کہا ہی اُسمین منکرین کو اس لیے شبہ ہی کہ ابتک دو بارہ زندہ کر کے کسیکا حساب و کتاب نہین کیا گیا سو یہ شبہہ محض لغو ہی کیونکہ اس رجوع موعود کے لیے ہم نے ایک خاص وقت معین کر رکھا ہی اور سب تاثر وہ وقت نہین آتا اُسوقت تک تو یہ بات ہی کہ) ہم جن بستیون کو (عذاب سے یا موت سے) فنا کر چکے ہین اُن کے لیے یہ بات (بامتناع شرعی) ناممکن ہے کہ وہ (دنیا مین حساب کتاب کے لیے) پھر لوٹ کر آوین (مگر یہ عدم رجوع ابدی نہین ہے جیسا منکرین سمجھتے ہین بلکہ صرف اُس وقت موعود کے نہ آنے تک ہی) یہان تک کہ جب (وہ وقت موعود آپہونچے گا جسکا ابتدائی سامان یہ ہوگا کہ) یاجوج وماجوج (جو اب سد ذو القرنین مین بند ہین وہ) کھول دیے جاوین گے اور وہ (غایت کثرت کی وجہ سے) ہر بلندی سے (جیسے ٹیلہ اور پہاڑ) نکلتے (معلوم) ہون گے (یعنی جدہر دیکھو وہی نظر آوین گے سو ہموار زمین مین تو نظر پڑتے ہی دکھلائی دین گے اور بلندی کی آڑ مین اول وہلہ مین نہ دکھلائی دینگے لیکن تھوڑی دیر مین وہان سے بھی وہی نکلتے معلوم ہون گے) اور (وہ رجوع و بعث کا) سچا وعدہ نزدیک آپہونچا ہوگا تو بس پھر (اُس کے واقع ہوتے ہی) ایکدم سے یہ قصہ ہوگا کہ منکرون کی نگاہین پھٹی کی پھٹی رہ جاوینگی (اور یون کہتے نظر آوین گے) کہ ہائے کمبختی ہماری ہم اس (امر) سے غفلت مین تھے (اور سچ پوچھو تو غفلت بھی جب کہی جاتی کہ جب کوئی ہمکو آگاہ نہ کرتا بلکہ (واقعی یہ ہی کہ) ہم ہی قصوروار تھے (کہ باوجود تنبیہ کے متنبہ نہ ہوئے حاصل یہ ہوا کہ اُسوقت منکرین رجوع بھی رجوع کے قائل ہو جاوین گے آگے مشرکین کو جنکا تذکرہ اوپر مین ذکر تھا بمقابلہ من یعمل الخ کے وعید ہی کہ) بلاشبہ تم (ای مشرکین) اور جس کو تم خدا کو چھوڑ کر پوج رہے ہو سب جہنم مین جھونکے جاؤ گے (اور) تم سب اُسمین داخل ہوگے (البتہ اگر معبودین مین سے کسی مین کوئی امر مانع ہو تو اس مقتضی کا اثر واقع نہ ہوگا مثلاً انبیا و ملائکہ کو کسی نے اُنکو معبود بنا لیا ہو مگر خود اُنکی مقبولیت اس سے مانع ہوگی چنانچہ یہ قید عقلی بھی ہی اور اُس کی تائید کے لیے آگے آیت بھی ہی ان الذین سبقت الخ پس اُس حکم مین اصنام اور شیاطین بھی داخل رہ گئے اصنام مین تو اسباب مقتضی بلا مانع موجود ہی اور شیاطین مین خود دوسرا مقتضی بھی یعنی اُن کا کفر موجود ہی غرض یہ سب جہنم مین جاوین گے اور یہ بات سمجھنے کی ہی کہ) اگر یہ (تمہارے معبود) واقعی معبود ہوتے تو اس (جہنم) مین کیون جاتے اور (جانا بھی کوئی چند روزہ نہین بلکہ) سب (عابدین و معبودین) اُسمین ہمیشہ ہمیشہ کو رہین گے (اور) اُنکا اُسمین شور ہوگا اور وہان (اپنے غل شور مین کسی کی) کوئی بات سنین گے بھی نہین (یہ تو دوزخیون کا حال ہوا اور) جن کے لیے ہماری طرف سے بھلائی مقدر ہو چکی ہی (اور اُس کا ظہور اُنکے اعمال اور افعال مین ہوا) وہ لوگ اُس (دوزخ) سے (اسقدر) دور رکھے جاوین گے (کہ) اُسکی آہٹ بھی نہ سنین گے (کیونکہ وہ جنت مین ہونگے اور جنت دوزخ مین بون بعید ہوگا) اور وہ لوگ اپنی جی چاہی چیزون مین ہمیشہ رہینگے (اور) اُنکو بڑی گھبراہٹ (یعنی نفخہ ثانیہ سے زندہ ہونے کی اور ہیبت و شدت کے مشاہدہ کرنے کی حالت) غم مین نہ ڈالیگی اور (قبر سے نکلتے ہی) فرشتے اُنکا استقبال کرین گے

ملحقات الترجمة

[۱] قوله قبل ان هذه ای لوگو اشارة الی ان الخطاب للعلم

[۲] قوله فی امتکم واجب اشارة الی یکون الاضافة لهذه الملابسة ۱۲

اللغات سجل الصحيفة والكتب ما كتب فيه من المعاني كذا في الكشاف ،،
النحو قوله للكتب صفة او حال من السجل ای السجل الكائن او كائنا للكتب قوله كما بدانا وجه التركيب فيه عندی ان مفعول بدانا مقدر دل عليه تنوين خلق هو عوض عن المضاف اليه و اول خلق ظرف وضمير المفعول فی نعيده عائد الی ذلك المقدر وتقدير الكلام هكذا كما بدانا كل شئ فی اول خلقه كذلك نعيد كل شئ ،، **البلاغة** قوله كطی السجل اعترض بانه لا حسن التشبيه اوليس المشبه به اقوی واجيب بانه اقوی نظرا الی صغر حجمه بالنسبة الی السماء اھ

اِنَّ فِیْ هٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوْمٍ عٰبِدِیْنَ ۝ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝ قُلْ اِنَّمَا یُوْحٰۤى اِلَیَّ اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝

بلاشبہہ اس مین کافی مضمون ہی اُن لوگون کے لیے جو بندگی کرنیوالے ہین اور ہم نے آپ کو اور کسی بات کے واسطے نہین بھیجا مگر دنیا جہان کے لوگون پر مہربانی کرنے کے لیے آپ فرما دیجیے کہ میرے پاس تو صرف یہ وحی آتی ہی کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہی سو اب بھی تم مانتے ہو

اور کہین گے کہ) یہ ہی تمہارا وہ دن جسکا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا کہ قیامت آویگی اور نیک لوگون کو جزاء نیک ملیگی پس تعظیم اور بشارت اُن کے لیے یادہ مسرت کا موجب ہو جاویگا اور اگر کسی روایت سے عموم ہول ثابت ہو جاوی تو اہل ایمان کے لیے چونکہ اُس کا زمانہ بہت ہی قلیل ہوگا اس لیے وہ کالعدم ہی اور اس کے معارض نہین) وہ دن (بھی) یاد کرنے کے قابل ہی جس روز ہم (نفخہ اولیٰ کے وقت) آسمانون کو اس طرح لپیٹ دین گے جسطرح لکھے ہوئے مضمونون کا غذ لپیٹ لیا جاتا ہی پھر لپیٹنے کے بعد خواہ معدوم محض کر دیا جاوے یا اسی حالت پر نفخہ ثانیہ تک رہی دونون ممکن ہین اور) ہم نے جسطرح اول بار پیدا کرنے کے وقت (ہر چیز کی) ابتدا (ای آفرینش) کی تھی اُسی طرح (آسانی سے اور نیز بعض ہیئت کی بقا سے) اُس کو دوبارہ پیدا کر دین گے یہ ہمارے ذمہ وعدہ ہی (اور) ہم ضرور (اس کو پورا) کرین گے اور (اوپر جو صلحا سے وعدہ ثواب و نعمت کا ہوا ہی وہ بہت قدیم اور موکد وعدہ ہی چنانچہ ہم (سب آسمانی) کتابون مین لوح محفوظ (مین لکھنے) کے بعد لکھ چکے ہین کہ اُس زمین (جنت) کے مالک میرے نیک بندے ہون گے (پس قدامت اس سے ظاہر ہی کہ اول لوح محفوظ مین یہ وعدہ لکھا گیا ہی اور تاکید اس سے ظاہر ہی کہ کتاب الٰہی کوئی اس مضمون سے خالی نہین) **ف** آیت وحرام علی قریۃ آلخ کی تفسیر مین جو حساب وکتاب کی قید ظاہر کر دی ہی اس سے اس شخص کا استدلال باطل ہو گیا جو مرنے کے بعد کسی نبی کے معجزہ سے زندہ ہو سکنے کا منکر ہی۔ اور آیت حتی اذا فتحت آلخ مین تخصیص اسی علامت کی منجملہ اور علامات ساعت کے دو وجہ سے ہو سکتی ہی ایک تو یہ اکثر علامات کے اعتبار سے قیامت سے قریب یادہ ہی چنانچہ روح المعانی مین حدیث احمد اور ابن المنذر سے یہ روایتین نقل کی ہین اِنَّ السَّاعَةَ بعد ان یھلک یاجوج وماجوج کالحامل المتم لا یدری اھلھا حتی تفجأھم بولادھا لیلا او نھارا وقال لو نتجت فرس عند خروجھم ما رکب فلوھا حتی تقوم الساعۃ اور ان روایات سے مبالغہ مقصود ہی۔ دوسری یہ علامت ہولناک بہت ہی اور عدم توزع کی جو غایت حتی اذا فتحت فرمائی گئی ہی حالانکہ فتح یاجوج کے وقت رجوع یعنی بعث نہوگا تو افراد وہ غایت نہین بلکہ مع قیام ساعۃ کے جسپر یہ فتح اور اقتراب دال ہی اور مقصود غایت بنانا اسی مدلول کا ہی اور دال صرف توصیہ اور تمہید اُسکی ہی۔ اور اصنام کا دوزخ مین جانا اسلیے نہین کہ اصنام معذب ہون گے بلکہ اس لیے تاکہ کفار پر حجت زیادہ لازم ہو اور وہ حجت یہی ہی لو کان ھؤلاء آلھۃ آلخ اور تاکہ کفار کو خوب حسرت ہو کہ جس سے توقع نیر کی تھی اور برعکس وہ مبدأ شر بن گیا اور تاکہ اپنی حماقت ظاہر ہو کہ جب یہ خود نہ بچ سکے تو ہمکو کیا بچاتے وغیرذلک۔ اور آیت لھم فیھا زفیر سے پہلے عابدین ومعبودین سب کا ذکر تھا اور لھم کی ضمیر سب کی طرف راجع کرنا اس لیے خلاف ظاہر ہی کہ اصنام کا صاحب زفیر ہونا لازم آتا ہی اس لیے اس مین تغلیب ہی یعنی صرف عابدین کے اعتبار سے کل کو مرجع بنا دیا اور یہ علم بلاغت مین بکثرت ہی۔ اور آیت ان الذین سبقت لھم آلخ کا ابتدائی مضمون ملائکہ کو بھی شامل ہی پس مانعبدون سے وہ مخصوص ومستثنیٰ ہو گئے اور انبیر کا مضمون ہم فیما اشتھت آلخ خاص ہی مومنین بشر کے ساتھ یہ طرز بھی تغلیب مین داخل ہی ربط اب سورت ختم پر پہونچی یہانتک سورت کے بڑے حصہ مین توحید ونبوت کی تحقیق اور منکرین کے لیے وعید مذکور ہوئی ہی آگے ان مضامین مفیدہ پر مشتمل ہونے کی وجہ سے آیت ان فی ھذا اور وما ارسلناک آلخ مین ان مضامین کی صراحۃ مدح اور دوسری آیت مین اشارۃً ان مضامین لانے والے کی بھی مدح اور آیت قل انما یوحی آلخ مین بطور تلخیص سابق کے توحید اور اسلام کی طرف جسکے لوازم مین سے تصدیق نبوت بھی ہی دعوت مکرر اور آیت فان تولوا سے آخر تک بطور تلخیص ہی کے انکار پر وعید مکرر اور وعید کے متعلق اور مناسب مضامین ارشاد ہین پس مضمون اختتام بمنزلہ حاصل مرام وخلاصہ مقام مجموعہ کلام کے ہے۔

خاتمہ سورت متضمن تلخیص مضامین توحید ونبوت و وعید اہل شقوت

اِنَّ فِیْ هٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوْمٍ عٰبِدِیْنَ ۝ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝ قُلْ اِنَّمَا یُوْحٰۤى اِلَیَّ اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝

اللغات بلٰغا کفایۃ کذا فی الروح ۱۲

البلاغۃ قولہ فھل انتم المقصود منہ الاستفھام الامر۔

ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ نطوی السماء آسمانون اشارۃ الی ارادۃ الجنس بدلیل قولہ تعالیٰ فی الزمر والسموت مطویات ۱۲

عہ قولہ فی نعیدہ آسانی اشارۃ الی ان وجہ التشبیہ ہو السہولۃ ۱۲

عہ قولہ فی کتبنا آلخ آسمانی ولوح وجنت اشارۃ الی حمل الزبور علی المعنی اللغوی بمعنی المزبور الشامل للکتب للجنسیۃ کما فی قولہ تعالیٰ وانہ لفی زبر الاولین والی حمل الذکر علی معنی اللوح کما ورد فی حدیث البخاری عنہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اللہ تعالیٰ ولم یکن قبلہ شیٔ وکان عرشہ علی الماء ثم خلق اللہ السموات والارض وکتب فی الذکر کل شیٔ والی حمل الارض علی ارض الجنۃ کما فی قولہ تعالیٰ واورثنا الارض نتبوأ من الجنۃ اخرج الاول ابن جریر عن ابن عباس والثانی عن ابن جبیر والثالث ہو عن ابن زید والثالث ہو عن ابی حاتم عن ابن عباس کذا فی الروح ۔

فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَقُلۡ اٰذَنۡتُكُمۡ عَلٰى سَوَآءٍ ؕ وَاِنۡ اَدۡرِىۡۤ اَقَرِيۡبٌ اَمۡ بَعِيۡدٌ مَّا تُوۡعَدُوۡنَ ۝ اِنَّهٗ يَعۡلَمُ الۡجَهۡرَ مِنَ

پھر اگر یہ لوگ سرتابی کرین تو آپ فرما دیجیے کہ مین تمکو نہایت صاف اطلاع کر چکا ہون اور مین یہ جانتا نہین کہ جسکا تم سے وعدہ ہوا ہے آیا وہ قریب ہے یا دور دراز ہے۔ اللہ تعالیٰ کو پکار کر کہی ہوئی بات کی بھی خبر ہے

الۡقَوۡلِ وَيَعۡلَمُ مَا تَكۡتُمُوۡنَ ۝ وَاِنۡ اَدۡرِىۡ لَعَلَّهٗ فِتۡنَةٌ لَّكُمۡ وَمَتَاعٌ اِلٰى حِيۡنٍ ۝ قٰلَ رَبِّ احۡكُمۡ بِالۡحَقِّ ؕ وَرَبُّنَا

اور جو تم دل مین رکھتے ہو اسکی بھی خبر ہے۔ اور مین نہین جانتا شاید وہ تمہارے لیے امتحان ہو اور ایک وقت تک فائدہ پہونچانا ہو پیغمبر نے کہا کہ اے میرے رب فیصلہ کر دیجیے حق کے موافق اور

الرَّحۡمٰنُ الۡمُسۡتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوۡنَ ۝

ہمارا رب بڑا مہربان ہے جس سے اُن باتون کے مقابلہ مین مدد چاہی جاتی ہے جو تم بنایا کرتے ہو

فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَقُلۡ اٰذَنۡتُكُمۡ عَلٰى سَوَآءٍ ؕ وَاِنۡ اَدۡرِىۡۤ اَقَرِيۡبٌ اَمۡ بَعِيۡدٌ مَّا تُوۡعَدُوۡنَ ۝ اِنَّهٗ يَعۡلَمُ الۡجَهۡرَ مِنَ الۡقَوۡلِ وَيَعۡلَمُ مَا تَكۡتُمُوۡنَ ۝ وَاِنۡ اَدۡرِىۡ لَعَلَّهٗ فِتۡنَةٌ لَّكُمۡ وَمَتَاعٌ اِلٰى حِيۡنٍ ۝ قٰلَ رَبِّ احۡكُمۡ بِالۡحَقِّ ؕ وَرَبُّنَا الرَّحۡمٰنُ الۡمُسۡتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوۡنَ ۝ بلا شبہ اس (قرآن یا جزو قرآن یعنی سورت مذکورہ) مین (بوجہ مشتمل ہونے کے مضامین نافعہ پر ہدایت کے باب مین) کافی مضمون ہے اُن لوگون کے لیے جو بندگی کرنے والے ہین (اور گو بندگی واطاعت سے سرتابی کرنے والون کے لیے بھی یہ کافی ہدایت ہے اگر وہ ہدایت کے طالب ہون مگر وہ خود ہی منتفع نہین ہوتے اس لیے عابدین کی تخصیص ذکر مین کر دی) اور ہم نے (ایسے مضامین نافعہ دیکر) آپ کو اور کسی بات کے واسطے (رسول بناکر) نہین بھیجا مگر دنیا جہان کے لوگون (یعنی مکلفین) پر (اپنی) مہربانی کرنے کے لیے (وہ مہربانی یہی ہے کہ لوگ رسول سے ان مضامین کو قبول کرین اور ہدایت اور ہدایت کے ثمرات حاصل کرین اور جو قبول نہ کرے یہ اُس کا قصور ہے اس مضمون کی صحت مین کوئی خلل نہین پڑتا) آپ (ان لوگون سے بطور خلاصہ کلام کے پھر مکرر) فرما دیجیے کہ میرے پاس تو (درباب اختلاف موحدین و مشرکین کے) صرف یہ وحی آئی ہے کہ تمہارا معبود (حقیقی) ایک ہی معبود ہے سو (بعد ثابت ہو جانے اسکی حقانیت کے) اب بھی تم مانتے ہو (یا نہین یعنی اب تو مان لو پھر (بھی) اگر یہ لوگ (اس کے قبول کرنے سے) سرتابی کرین تو آپ (بطور اتمام حجت کے) فرما دیجیے کہ مین تمکو نہایت صاف اطلاع کر چکا ہون (جس سے ذرہ برابر تم مین کسی پر خفا نہین رہا خود حقانیت توحید و اسلام کی اطلاع بھی اور انکار پر جو سزا مرتب ہوگی اُسکی اطلاع بھی سو نہ مجھ پر کوئی بار رہا اور نہ تمکو کوئی عذر رہا) اور (اگر اس کے حق ہونے مین تمکو یہ شبہہ ہو کہ وہ سزا ابتک کیون نہین ہوئی سو اُس کا وقوع تو ضرور ہوگا باقی) مین یہ جانتا نہین کہ جس (سزا) کا تم سے وعدہ ہوا ہے آیا وہ قریب (واقع ہونے والی) ہے یا دور دراز (زمانہ مین واقع ہونے والی) ہے (البتہ وقوع ضرور ہوگا کیونکہ) اللہ تعالیٰ کو (تمہاری) پکار کر کہی ہوئی بات کی بھی خبر ہے اور جو (بات) تم دل مین رکھتے ہو اُس کی بھی خبر ہے (پس جب اُس کو سب احوال کی اطلاع ہے اور احوال کفریہ پر سزا کا وعدہ بھی ہے تو لا محالہ سزا ہوگی) اور (تاخیر عذاب سے شبہہ عدم وقوع کا کرنا نہ چاہیے کیونکہ اس مین کچھ مصلحت ہوگی باقی) مین (بالتعیین) نہین جانتا (کہ کیا مصلحت ہے باقی) شاید وہ (تاخیر عذاب) تمہارے لیے (صورۃً) امتحان ہو (کہ عجب نہین اب بھی ایمان لے آوین) اور ایک وقت (محدود یعنی وقت موت) تک (زندگی سے) فائدہ پہونچانا ہو (کہ خوب غفلت بڑھے اور عذاب بڑھے پس پہلا امر رحمت ہے اور دوسرا امر عقوبت اور مختلف اعتبارات سے دونون کا اجتماع ہو سکتا ہے جب ان سب مضامین سے ہدایت نہ ہوئی تو پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے (باذن الٰہی) کہا کہ اے میرے رب (ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان مین) فیصلہ کر دیجیے (جو کہ ہمیشہ) حق کے موافق (ہوا کرتا ہے کیونکہ خدائی فیصلہ کا حق ہونا لازم ہے مطلب یہ کہ عملی فیصلہ کر دیجیے یعنی مسلمانون کے جس غلبہ کی پیشین گوئی ہے مثلاً سیھزم الجمع ویولون الدبر اُسکو واقع کر دیجیے تاکہ حجت اور زیادہ تام ہو جاوے) اور (یہ بھی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار سے فرمایا کہ) ہمارا رب (جو) بڑا مہربان ہے جس سے اُن باتون کے مقابلہ مین مدد چاہی جاتی ہے جو تم بنایا کرتے ہو (کہ مسلمان جلدی نیست و نابود ہو جاوینگے یعنی ہم مدد چاہتے ہین چنانچہ بدر مین وہ پیشین گوئی واقع ہو گئی وللہ الحمد۔ **ف** آیت وما ارسلناک الخ کی جو تفسیر کی گئی ہے اسپر کوئی اشکال متوجہ نہین ہوا جسکی توجیہ کی حاجت ہو۔ اور فتنۃ کے ترجمہ مین صورۃً اس لیے کہا گیا کہ حقیقی امتحان کی تو عالم الغیب ہونے کے ساتھ گنجایش ہی نہین۔ اور یوحی الی پر فہل انتم مسلمون کو مرتب فرمایا ہے حالانکہ ظاہراً مسئلہ توحید کا مسئلہ نبوت پر موقوف نہین ہے بلکہ بالعکس ہے سو اُسکی وجہ یہ ہے کہ مشرکین سے اثبات واجب یا توحید صانع مین اختلاف نہ تھا بلکہ توحید معبود مین کلام تھا سو توحید باین معنے کا ترتب مسئلہ نبوت پر اور اُسکا ثبوت دلیل سمعی سے محل اشکال نہین فقط تم تفسیر السورۃ فی الثالث والعشرین من شوال المکرم یوم الاثنین

سنہ ۱۳۲۴ھ من الہجرۃ السنیۃ وللہ الحمد

ملحقات الترجمۃ

ے قولہ قبل الا رحمۃ اور کسی بات کے واسطے اشارۃ الی کون رحمۃ علۃ و مفعولا له واستثنار من اعم العلل ای لعلۃ الا الرحمۃ ۲ قولہ فی رحمۃ اپنی اشارۃ الی ان رحمۃ مصدر فاعلہ اللہ تعالی ۳ قولہ فی بالحق جو کہ ہمیشہ کما فی المعالم قال اہل المعانی معناہ رب احکم بحکمک الحق فحذف الحکم واقیم الحق مقامہ واللہ یحکم بالحق طلب منہ ان یحکم ومعنے الطلب ظہور الرغبۃ من الطالب فی حکمہ الحق۔ ۱۲

آیاتها ۷۸
رکوعاتها ۱۰　کلماتها ۱۲۸۳
حروفها ۵۴۳۲

سورة الحج مدنية　بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ　وهی ثمان وسبعون اٰية

شروع کرتا ہون اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہین

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ۝ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّاۤ

ای لوگو اپنے رب سے ڈرو　یقیناً قیامت کا زلزلہ بڑی بھاری چیز ہوگی　جس روز تم لوگ اسکو دیکھو گے اس روز تمام دودھ پلانے والیان اپنے

اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ۝

دودھ پیتے کو بھول جاوینگی اور تمام حمل والیان اپنا حمل ڈال دینگی اور تجھکو لوگ نشہ کی سی حالت مین دکھائی دین گے حالانکہ وہ نشہ مین نہ ہونگے ولیکن اللہ کا عذاب ہی سخت چیز ہے

سورة الحج مكية الاست اٰيٰت من هذان خصمان الى صراط الحميد وهی ثمان وسبعون اٰية كذا فی البيضاوی قال صاحب الروح والاصح القول بانها مختلطة فيها مدنی ومكی وان اختلف فی التعيين وهو قول الجمهور **ربط** خلاصہ اس سورت کا یہ مضامین ہین اول بعث وحساب جس سے سورت شروع بھی ہوئی ہے اور درمیان مین فصل یوم قیامت و جنت ونار کا ذکر موقع موقع پر آیا ہے دوم نبوت اور اُس کے متعلق شبہات کا جگہہ جگہہ جواب اور نبوت ہی کے متعلق وعدہ نصرت اور اذن جہاد اور اسی کے متعلق مجادلین کی مذمت خواہ وہ جدال قولی ہو یا فعلی جیسے حج یا عمرہ سے روکنا جس کے ضمن مین احکام حج مذکور ہوئے ۔ سوم توحید چنانچہ آیات مین تامل کرنے والے پر سب ظاہر ہے اور خاتمہ سورت سابقہ اور فاتحہ سورت ہذا مین مابہ الارتباط مضمون انذار ہے واللہ تعالی اعلم

امر بالتقوی وتاکیدا وبذکر اهوال قیامت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ۝۱ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّاۤ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ۝۲ ای لوگو اپنے رب سے ڈرو (اور ایمان و اطاعت اختیار کرو کیونکہ) یقیناً قیامت (کے دن) کا زلزلہ (جو کہ آنیوالا ہے) بڑی بھاری چیز ہوگی (جب زلزلہ کہ اس کے واقعات مین سے ایک واقعہ ہے ایسا ہوگا تو مجموعہ واقعات کی کیا شدت ہوگی تو ان شدائد کے بخیر گذرنے کے لیے سامان کرو اور وہ تقوی ہے آگے اُس زلزلہ کی شدت کا بیان ہے کہ) جس روز تم لوگ اُس (زلزلہ) کو دیکھو گے اُس روز (یہ حال ہوگا کہ) تمام دودھ پلانیوالیان (مارے ہیبت اور وحشت کے) اپنے دودھ پیتے (بچہ) کو بھول جاوین گی اور تمام حمل والیان اپنا حمل (پورے دن ہونے سے پہلے) ڈال دینگی اور (ای مخاطب) تجھکو لوگ نشہ کی سی حالت مین دکھائی دین گے حالانکہ وہ (واقع مین) نشہ مین نہ ہون گے (کیونکہ نشہ ہوتا ہے کسی مسکر کے استعمال سے جسکا نفی ہونا ظاہر ہے) ولیکن اللہ کا عذاب ہی ہے سخت چیز (جسکے خوف کے مارے لوگون کی حالت نشہ والون کی سی ہو جاویگی) **ف** روایات سے عین قیامت کے روز اور قیامت سے پہلے بھی زلزلہ کا وقوع ثابت ہے لیکن جس زلزلہ کا آیت مین ذکر ہے حدیث سے اُس کا وقوع قیامت کے روز معلوم ہوتا ہے اخرجه احمد وسعید بن منصور وعبد بن حمید والنسائی والترمذی والحاکم وصححاه عن عمران بن حصین وفیه قال صلی اللہ علیه وسلم اتدرون ای یوم ذلک قالوا اللہ ورسوله اعلم قال ذلک یوم یقول اللہ تعالی لآدم علیه السلام ابعث بعث النار الخ کذا فی الروح اور یہ ہیبت و وحشت اگر سب کے لیے عام کہی جاوے تو آیت لا یحزنهم الفزع الاکبر اسلیے معارض نہین کہ نفی حزن کی باعتبار اکثر احوال کے ہے اور اثبات باعتبار ساعت قلیلہ کے اور اگر اس کو اکثر ناس کے اعتبار سے کہا جاوے تو اصل ہی سے اشکال نہوگا اور تذہل کل مرضعة کے ظاہر الفاظ سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ قیامت کے روز بھی عورتین بچون کو دودھ پلاتی ہون گی سو یا تو اسکا التزام کر لیا جاوے اور کہا جاوے کہ جو جس حالت مین مرا ہے اُسی حالت مین محشور ہوگا سو ممکن ہے کہ جو عورتین حالت ارضاع مین مری ہین اُنکی وہان بھی یہی حالت ہو اور یا کلام کو مبنی تمثیل پر کہا جاوے یعنی لو کانت هناک مرضعة ورضیع لذهلت المرضعة عن رضیعها فی حال ارضاعها ایاه لشدة الهول اور یہی دو احتمال تضع کل ذات حمل مین بھی ہین لیکن جملہ ... ہے مین

اللغات الذهول شغل یورث حزنا ونسیانا المرضعة هی التی فی حال الارضاع ملقمة ثدیها الصبی والمرضع بلا هاء فانها التی من شانها ان ترضع وان لم تباشر الارضاع فی حال وصفها به ۱۲
النحو یوم ترونها منصوب بتذهل ۱۲
البلاغة قوله شیء فی الروح وفی التعبیر عنها بالشیء ایذان بان العقول قاصرة عن ادراک کنهها ... ضیقة لا تحیط بها الا علی وجه الابهام اه قوله مرضعة التعبیر هنا دون مرضع لیدل علی شدة الامر وزیادة الهول قوله کل ذات حمل هو ابلغ فی تهویل من حامل او حاملة لاشعاره بالعصمة ... بالملابسة فتبقیه ...

الکلام بان حال تضع ذات الجنین المستقر فی بطنها المتمکن فیه قوله وتری الناس الاختلاف بالجمعیة فی ترونها والافراد فی تری لمان المقصود فی الاول عموم الرویة للزلزلة ولا یقصد فی الثانی الا رؤیة بل المقصودون الناس بهذه الصفة وان لم یرهم الجمیع بل رآه واحد ای واحد فکانه قیل ولیبصر الناس سکاری ۱۲

ملحقات الترجمة
سے قوله فی زلزلة الساعة قیامت کے دن کا اشارة الی ان الاضافة الی الظرف الساعة ثانی یا سابق اللجنة ۱۲

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ ۙ كُتِبَ عَلَيْهِ اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ يُضِلُّهٗ

اور بعضے آدمی ایسے ہین کہ اللہ تعالی کے بارہ مین بے جانے بوجھے جھگڑا کرتے ہین اور ہر شیطان سرکش کے پیچھے ہو لیتے ہین　جسکی نسبت یہ بات لکھی جا چکی ہو کہ جو شخص اُس سے تعلق رکھیگا تو اُسکا کام

وَيَهْدِيْهِ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ۝ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ

اور اُس کو عذاب دوزخ کا رستہ دکھلا دیگا　اے لوگو اگر تم دوبارہ زندہ ہونے سے شک مین ہو　تو ہم نے تمکو مٹی سے بنایا　پھر

نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ۭ وَنُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ مَا نَشَاۗءُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى

نطفہ سے　پھر خون کے لوتھڑے سے　پھر بوٹی سے کہ پوری ہوتی ہے　اور ادھوری بھی　تاکہ ہم تمہارے سامنے ظاہر کر دین　اور ہم رحم مین جسکو چاہتے ہین ایک مدت معین تک ٹھیرائے رکھتے ہین

ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ

پھر ہم تم کو بچہ بنا کر باہر لاتے ہین　پھر تاکہ تم اپنی بھری جوانی تک پہونچ جاؤ　اور بعضے تم مین وہ بھی ہین جو مر جاتے ہین اور بعضے تم مین وہ ہین جو نکمی عمر تک پہونچا دیا جاتا ہو　جس کا اثر یہ کہ ایک چیز سے

مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْـــًٔا ۭ وَتَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاۗءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَاَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ

باخبر ہو کر بے خبر ہو جاتے ہو　اور اے مخاطب تو زمین کو دیکھتا ہو کہ خشک ہو　پھر جب ہم اُسپر پانی برساتے ہین تو وہ اُبھرتی ہو اور　پھوٹتی ہو　اور ہر قسم کی خوشنما نباتات

زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّهٗ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَاَنَّهٗ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ

اُگاتی ہے　یہ اس سبب سے ہوا کہ اللہ تعالی ہی ہستی مین کامل ہو　اور وہ ہی بیجانون مین جان ڈالتا ہو　اور وہی ہر چیز پر قادر ہو　اور قیامت آنیوالی ہے

لَّا رَيْبَ فِيْهَا ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ ۝

اُس مین ذرا شبہ نہین۔ اور اللہ تعالی قبر والون کو دوبارہ پیدا کرے گا۔

احتمال ثانی مضمون ہے اور جملہ ثانیہ مین احتمال اول کیونکہ حمل والیون کا حالت حمل مین محشور ہونا ظاہراً اقرب ہے بہ نسبت مرضعات کے حالت ارضاع مین محشور ہونے کے لان الحمل شیٔ داخلی وجزء منہا والارضاع شیٔ خارجی ووصف عارضی لہا واللہ اعلم اور مقصود یہ نہین کہ بس اُس زلزلہ کی ہیبت اتنی ہی ہوگی بلکہ مخاطبین کے اذہان مین چونکہ یہ ہیبت بھی عظیم ہو جسپر آثار مذکورہ مرتب ہون اسلیے اس کو ذکر کر دیا پس زائد کی نفی نہین ہو ربط اوپر تاکید تقوی کے لیے بعض احوال قیامت کا ذکر فرمایا تھا چونکہ بعضے کفار دیگر امور حقہ کے انکار کے ساتھ امکان قیامت اور بعث کے بھی منکر تھے چنانچہ ابن ابی حاتم نے آیت آیندہ کی شان نزول مین ابی مالک رض سے روایت کیا ہے کہ نضر بن الحارث بڑا مجادل تھا کہتا تھا کہ نعوذ باللہ ملائکہ اللہ تعالی کی دختر ہین اور قرآن اساطیر الاولین ہو اور اللہ تعالی اُس شخص کے احیا پر نعوذ باللہ قادر نہین جو گل سڑ کر مٹی ہو گیا ہو کذا فی الروح اس لیے آگے اُن پر رد فرماتے ہین۔

رد بر منکرین بعث وغیرہ

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ ۝ كُتِبَ عَلَيْهِ اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ يُضِلُّهٗ وَيَهْدِيْهِ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ۝ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ۭ وَنُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ مَا نَشَاۗءُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْـــًٔا ۭ وَتَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاۗءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَاَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّهٗ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَاَنَّهٗ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ ۝

اللغات مرید فی القاموس مرد فھو مرید اقدم وعتا ہامدۃ فی القاموس فی الارض ان لا تکون بہا حیوۃ ولا عود ولا نبت ولا مطر **النحو** طفلا حال من ضمیر المخاطبین والافراد اما باعتبار کل واحد منہم او باردۃ الجنس الصادق علی الکثیر او لانہ مصدر فیستوی فیہ الواحد وغیرہ او لان المراد اطفلا طفلا فاختصر کذا فی الروح **البلاغۃ** قولہ تعالی ان کنتم فی ریب فی الروح والتعبیر عن اعتقادہم فی حقہ بالریب ای الشک مع انہم جازمون بعدم امکانہ اما للایذان بان اقصی ما یمکن صدورہ عنہم وان کانوا فی غایۃ ما یکون من المکابرۃ والعناد ہو الارتیاب فی شانہ واما الجزم بعدم الامکان فخارج من دائرۃ الاحتمال کما ان تنکیرہ وتصدیرہ بکلمۃ الشک للاشعار بان حقہ ان یکون ضعیفا مشکوک الوقوع واما للتنبیہ علی ان جزمہم ذلک بمنزلۃ الریب الضعیف لکمال وضوح دلائل الامکان ونہایۃ قوتہا اہ قولہ یرد التعبیر بہ لان من بلغ الی ارذل العمر یکون

حالہ فی ضعف کالطفل فکانہ رد الی الحالۃ الاولی قولہ یحیی الموتی تقدیم الکمال الفعلی علی الکمال الوصفی فی الذکر لان الکلام کان فی الاحیاء **فائدہ** لو اشکل علیک ما نسرت قولہ تعالی مخلقۃ وغیر مخلقۃ بان ظاہرہ یعارض ما اخرجہ

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ۝ ثَانِيَ عِطْفِهٖ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ لَهٗ فِي

اور بعضے آدمی ایسے ہوتے ہین کہ اللہ تعالے کے بارہ مین بدون واقفیت اور بدون دلیل اور بدون کسی روشن کتاب کے تکبر کرتے ہوئے جھگڑا کرتے ہین تاکہ اللہ کی راہ سے بیراہ کردین ایسے شخص کیلئے

الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّنُذِيْقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝

دنیا مین رسوائی ہی اور قیامت کے دن ہم اُس کو جلتی آگ کا عذاب چکھادینگے کہ یہ تیرے ہاتھ کے کیے ہوئے کامون کا بدلہ ہی اور یہ بات ثابت ہی ہی کہ اللہ تعالی بندون پر ظلم کرنیوالا نہین

ع ۱ / ۸

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ۝ ثَانِيَ عِطْفِهٖ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ لَهٗ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّنُذِيْقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝ اور بعضے آدمی ایسے ہین کہ اللہ تعالے کے بارہ مین (یعنی اُسکی ذات یا صفات یا افعال کے مقدمہ مین) بے جانے بوجھے جھگڑا کرتے ہین اور ہر شیطان سرکش کے پیچھے ہولیتے ہین (یعنی گمراہی کی ایسی قابلیت ہی کہ جو شیطان جسطرح بہکادی اُسکے بہکانے مین آجاتا ہی پس اس شخص مین غایت درجہ کی ضلالت ہوئی کہ اسپر ہر شیطان کی دسترس ہوجاتی ہی) جسکی نسبت (خدا کے یہان سے) یہ بات لکھی جاچکی ہی (اور طے ہوچکی ہی) کہ جو شخص اُس سے تعلق رکھے گا (یعنی اُسکا اتباع کریگا) تو اُس کا کام ہی یہ ہی کہ وہ اُسکو (راہ حق سے) بیراہ کردیگا اور اُس کو عذاب دوزخ کا رستہ دکھلاویگا (آگے ان مجادلین کو خطاب ہی کہ) ای لوگو اگر تم (قیامت کے روز) دوبارہ زندہ ہونے (کے امکان) سے شک (وانکار) مین ہو تو (ذرا مضمون آیندہ مین غور کرو تاکہ شک رفع ہوجاوی وہ یہ کہ) ہم نے (اول بار) تمکو مٹی سے بنایا (کیونکہ غذا جس سے نطفہ بنتا ہی اول عناصر سے پیدا ہوتی ہی جسمین ایک جزو مٹی بھی ہی) پھر نطفہ سے (جو کہ غذا سے پیدا ہوتا ہی) پھر خون کے لوتھڑے سے (کہ نطفہ مین غلظت اور سرخی آنے سے حاصل ہوتا ہی) پھر بوٹی سے (کہ علقہ مین سختی آجانے سے حاصل ہوتا ہی) کہ (بعضی) پوری ہوتی ہی (کہ اُسمین پورے اعضا بنجاتے ہین) اور (بعضی) ادھوری بھی (رہتی ہی کہ بعض اعضا ناقص رہجاتے ہین یہ اسطرح کی ساخت اور ترتیب اور تفاوت سے اس لیے بنایا) تاکہ ہم تمہارے سامنے (اپنی قدرت) ظاہر کردین (اور اسی سے ظاہر ہے کہ وہ دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہی) اور (تتمہ اس مضمون کا یہ ہی جس سے زیادہ قدرت ظاہر ہوتی ہی کہ) ہم (ماں کے) رحم مین جس (نطفہ) کو چاہتے ہین ایک مدت معین (یعنی وقت وضع) تک ٹھیرائے رکھتے ہین (اور جس کو ٹھیرانا نہین چاہتے ہین وہان اسقاط ہوجاتا ہی) پھر (اُس مدت معینہ کے بعد) ہم تمکو بچہ بناکر (ماں کے پیٹ سے) باہر لاتے ہین پھر (اس کے بعد تین قسمین ہوجاتی ہین ایک قسم یہ کہ تم مین سے بعض کو جوانی تک مہلت دیتے ہین) تاکہ تم اپنی بھری جوانی (کی عمر) تک پہونچ جاؤ اور بعضے تم مین وہ بھی ہین جو (جوانی سے پہلے ہی) مرجاتے ہین (یہ دوسری قسم ہوئی) اور بعضے تم مین وہ ہین جو نکمی عمر (یعنی زیادہ بڑھاپے) تک پہونچا دیا جاتا ہی جس کا اثر یہ ہی کہ ایک چیز سے باخبر ہوکر پھر بے خبر ہوجاتا ہی (جیسا اکثر بوڑھون کو دیکھا کہ ابھی ایک بات بتلائی اور ابھی پھر پوچھ رہے ہین یہ تیسری قسم ہوئی یہ سب احوال بھی دال علی القدرت ہین ایک استدلال تو یہ تھا) اور (آگے دوسرا استدلال ہی کہ ای مخاطب تو زمین کو دیکھتا ہی کہ خشک (پڑی) ہی پھر جب ہم اُس پر پانی برساتے ہین تو وہ اُبھرتی ہی اور پھولتی ہی اور ہر قسم (یعنی ہر قسم) کی خوشنما نباتات اُگاتی ہی (سو یہ بھی دلیل ہی قدرت کاملہ کی آگے ایضاح استدلال کے لیے تصرفات مذکورہ کی علت اور حکمت کا بیان فرماتے ہین یعنی) یہ (جو کچھ اوپر دونون استدلالون کے ضمن مین اشیاء مذکورہ کا ایجاد و اظہار مذکور ہوا یہ سب) اس سبب سے ہوا کہ اللہ تعالی ہی ہستی مین کامل ہی (یہ تو اُس کا کمال ذاتی ہی) اور وہی بیجانون مین جان ڈالتا ہی (یہ اُس کا کمال فعلی ہی) اور وہی ہر چیز پر قادر ہی (یہ اُس کا کمال وصفی ہی اور یہ تینون ملکر امور مذکورہ کی علت ہین کیونکہ اگر کمالات ثلثہ مین سے ایک بھی غیر متحقق ہوتا تو ایجاد نہ پایا جاتا چنانچہ ظاہر ہے) اور (نیز اس سبب سے ہوا کہ) قیامت آنیوالی ہی اُسمین ذرا شبہ نہین اور اللہ تعالے (قیامت مین) قبر والون کو دوبارہ پیدا کرے گا (یہ امور مذکورہ کی حکمت ہین یعنی ہم وہ تصرفات مذکورہ اس لیے ظاہر کیے کہ اُسمین منجملہ اور حکمتون کے ایک حکمت اور غایت یہ تھی کہ ہمکو قیامت کا لانا اور مردون کو زندہ کرنا منظور تھا تو ان تصرفات سے اُن کا امکان لوگون پر ظاہر ہوجاویگا پس ایجاد اشیاء مذکورہ کی تین علتین اور دو حکمتین مذکور ہوئین اور سبب بالمعنی الاعم سبکو عام ہوا اس لیے بارسبیہ سب پر داخل ہوگئی

ملحقات الترجمۃ

لے قولہ فانہ یضلہ کا

خبر تارہ الی کون مناسبہ

خبر مبتدا محذوف ای فشانہ

الاضلال ۲ قولہ لیعت

مکان لان ماسیاتی لامل فعلہ

علی الوقوع بل علی بعضہ ۳

قولہ فانا خلقناکم ہو جزء

شانہ الی تقدیر اعوب اے

ماطلبوا رنا حقیقتہ ۴

فی تبلغو مہب اشارۃ

تقدیر اکما رکبہ فی سطر مقتطع

۵ قولہ لکیلا تر اشارۃ

الی ان اللام للعاقبۃ ۶ قولہ

فی الحق ہستی کامل الخ

الشاۃ وال حقہ ہی ہما

فان مطلق الثبوت ثبوت

قلم تمین فی محدہ منعات

الحقائق الخ

اللغات ثانی عطفہ فی الدر المنثور عن ابن عباس مستکبر فی نفسہ فی الروح ای لاویا لجانبہ وہو کنایۃ عن عدم قبولہ وہو مراد ابن عباس اھ

البلاغۃ قولہ لیضل اللام للتعلیل فان غرض المجادل ماہو اضلال وان لم یعرف بکونہ اضلالا

الروایات ذکرت احدہما فی المتن والاخری ہذہ اخرج ابن جریر عن مجاہد فی قولہ ثانی عطفہ انزلت فی النضر بن الحارث واخرج ابن مردویہ عن ابن عباس رض فی قولہ ثانی عطفہ قال ہو رجل من بنی عبد الدار کذا فی الدر المنثور قلت والجمع بین الروایات حملہ فی الترجمۃ علی العموم و لو خص لنقضہما مبین فالتکرار کما قال ابن عطیۃ للتوضیح فکانہ قیل ہذہ الامثال فی غایۃ من الوضوح و البیان او التکرار مبالغۃ فی الذم او لکون کل من الآیتین مشتملۃ علی زیادۃ لیست فی الاخری

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ اِطْمَاَنَّ بِهٖ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ اِنْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ خَسِرَ

اور بعض آدمی اللہ کی عبادت کرتا ہو　کنارہ پر　پھر اگر اسکو کوئی نفع پہونچگیا تو اُسکی وجہ سے قرار پالیا　اور اگر اُس پر کچھ آزمایش ہوگئی　تو مونہ اٹھا کر چلدیا　دنیا و آخرت

الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَمَا لَا يَنْفَعُهٗ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ

دونوں کو کھو بیٹھا　یہی کھلا نقصان ہو　خدا کو چھوڑ کر ایسی چیز کی عبادت کرنے لگا جو نہ اُس کو نقصان پہونچا سکتا ہو اور نہ اُسکو نفع پہونچا سکتا ہو یہ انتہا درجہ کی گمراہی

الْبَعِيْدُ يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

ہے — وہ ایسے کی عبادت کر رہا ہو کہ اُسکا ضرر بہ نسبت اُس کے نفع کے زیادہ قریب الوقوع ہو ایسا کارساز بھی بُرا اور ایسا رفیق بھی بُرا - بلاشبہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے

الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ

ایسے باغوں میں داخل فرمادینگے جنکے نیچے نہریں جاری ہونگی　-　اللہ تعالیٰ جو ارادہ کرتا ہو کر گذرتا ہے

اور (یہاں تک تو مجادلین کا ضلال اور اُس کے رد میں استدلال مذکور تھا آگے اُن کا اضلال اور دونوں ضلال و اضلال کا وبال اور نکال مذکور ہوتا ہو کہ) بعضے آدمی (اسمیں مجادل مذکور سابق اور اُس کا غیر سب داخل ہی) ایسے ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بارہ میں (یعنی اُس کی ذات یا صفات یا افعال کے مقدمہ میں) بدون واقفیت (یعنی علم ضروری) اور بدون دلیل (یعنی علم استدلالی عقلی) اور بدون کسی روشن کتاب (یعنی علم استدلالی نقلی) کے (اور دوسرے محقق کے اتباع و تقلید سے) تکبر کرتے ہوئے جھگڑا کرتے ہیں تاکہ (دوسرے لوگوں کو بھی) اللہ کی راہ سے (یعنی دین حق سے) بیراہ کردیں (سو) ایسے شخص کے لیے دنیا میں رسوائی ہو (خواہ کسی قسم کی رسوائی ہو چنانچہ بعضے گمراہ قتل و قید وغیرہ سے ذلیل ہوتے ہیں بعضے مناظرہ اہل حق میں مغلوب ہوکر عُقلا کی نظر میں بیعزت ہوتے ہیں) اور قیامت کے دن ہم اُسکو جلتی آگ کا عذاب چکھاوینگے (اور اُس سے کہا جاویگا) کہ یہ تیرے ہاتھ کے کیے ہوئے کاموں کا بدلہ ہے اور یہ بات ثابت ہی ہو کہ اللہ تعالیٰ (اپنی) بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں (پس تجکو بلا جرم سزا نہیں دی گئی) **ف** تخلیق انسان کے اطوار آیت میں اجمالاً مذکور ہیں تفصیل کتب طبیہ قانون وغیرہ میں ہی جسپر یہ اجمال بالکل منطبق ہو

ربط اوپر انکار اور جدال پر اصرار کرنیوالوں کی مذمت تھی آگے اُنکی مذمت ہی جو انکار و جدال سے توبہ کرنے اور اسلام لانے کے بعد بعض احوال میں باوجود اسلام ظاہری کے دل سے اخلاص نرکھتے تھے اور بعض احوال میں کفر و انکار کی طرف عود کرتے اور مرتد ہوجاتے تھے چنانچہ بخاری وغیرہ نے حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت کیا ہو کہ بعض اشخاص مدینہ میں آکر مسلمان ہوتے جب اپنے گھر جاکر مال اولاد میں برکت و فراغت دیکھتے کہتے بڑا اچھا دین ہی ورنہ کہتے بُرا دین ہی اور پھر جاتے اھ اور ظاہر ہو کہ ایسے لوگوں کا اسلام پر رہنا بھی حقیت دین کی وجہ سے نہ ہوگا کیونکہ اُن کے نزدیک معیار حقیت کا منفعت دنیویہ ہی پس عین اسلام کی حالت میں عقیدہ اور غرض میں فساد ہوتا تھا اس لیے وہ اسلام بوجہ عدم اخلاص معتبر و معتدبہ نہیں ہی بلکہ از قبیل نفاق کے ہو۔

ذم منافقین و مرتدین از مذبذبین

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ اِطْمَاَنَّ بِهٖ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ اِنْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ⑪ يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَمَا لَا يَنْفَعُهٗ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ⑫ يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ ⑬ اور بعض آدمی اللہ کی عبادت (ایسے طور پر) کرتا ہو (جیسے کوئی کسی چیز کے) کنارہ پر (کھڑا ہو اور موقع پاکر چلدینے پر تیار ہو) پھر اگر اُسکو کوئی (دنیوی) نفع پہونچگیا تو اُسکی وجہ سے (ظاہری) قرار پالیا اور اگر اُس پر کچھ آزمایش ہوگئی تو مونہ اٹھا کر (کفر کی طرف) چلدیا (جس سے) دنیا و آخرت دونوں کو کھو بیٹھا یہی کھلا نقصان ہو (چنانچہ دنیا کا نقصان تو اصابت فتنہ سے مشاہد ہی اور آخرت کا نقصان یہ ہوا کہ اسلام اور) خدا (کی عبادت) کو چھوڑ کر ایسی چیز کی عبادت کرنے لگا جو (اسقدر عاجز ہو کہ) نہ اُس کو (عبادت نہ کرنے کی صورت میں) نقصان پہونچا سکتا ہو اور نہ (عبادت کرنے کی صورت میں) اُس کو نفع پہونچا سکتا ہی (اور ظاہر ہو کہ خدائے قادر کو چھوڑنا اور ایسے عاجز کو اختیار کرنا آخرت میں براہین قاطعہ سے مضر ہی) یہ بھی انتہا درجہ کی گمراہی ہی (اور صرف یہی نہیں کہ اُسکی عبادت سے نفع نہ ہوتا ہو بلکہ عبادت میں ضرر ہوتا ہی سو) وہ ایسے کی عبادت کر رہا ہو کہ اُس (کی عبادت) کا ضرر (واقعی عذاب کا سبب بنتا ہی) بہ نسبت اُسکے (متوقع غیر واقع) نفع کے زیادہ قریب الوقوع ہی (اور) ایسا کارساز بھی بُرا اور ایسا رفیق بھی بُرا (جو بالکل ہی کام نہ آوے نہ مولیٰ یعنی بڑا ہوکر کام اور نہ عشیر یعنی برابر ہوکر کام آوے) ربط اوپر کفار کے متعدد جماعتوں کی مذمت تھی آگے سب کے مقابلہ میں مومنین کی فضیلت ہو **فضل مومنین** اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ⑭

ملحقات الترجمة

۱ قولہ فی ذات اللہ کعبس ثابت اشارۃ الی حذف المبتدا والامر ان السہل انتہ

۲ قولہ فی علی حرف جیسے کنارہ اشارۃ الی ان فی الکلام استعارۃ تمثیلیۃ کالذی یکون علی طرف الجیش فان احس بظفر قر والا فر ۱۲

۳ قولہ فی اطمان ظاہری اشارۃ الی ان المراد الثبات ظاہر الا ان اطمینان المومنین الذین لا یزعزعہم عاصف ولا یثنیہم عاطف کما یشہد بہ شان النزول

۴ قولہ فی علی وجہہ مونہ اٹھا کر اشارۃ الی توجیہ معناہ ای مستولیا علی الجہۃ التی یواجہہا غیر ملتفت یمینا وشمالا ولا مبال بما یستقبلہ من حرار وجبال ۱۲

۵ قولہ فی ضرہ عذاب کا سبب وفی نفعہ متوقع اشارۃ الی دفع التناقض بین نفی الضر والنفع سابقا واثباتہما لاحقا تقریرہ ان الضر المنفی ما یکون بطریق المباشرۃ والمثبت ما یکون بطریق التسبب وکذا النفع المنفی ہو الواقعی والمثبت ہو المتوقع قبل ہذا لا ثبات عبر بمن فان الضر والنفع من شانہما ان یعدہ من العقلاء کذا فی الروح قولہ المثبت ہو المتوقع فی تنسب والمثبت فی الواقع ہو المتوقع لا النفع فی نفسہ ۱۲

مَنْ كَانَ يَظُنُّ اَنْ لَّنْ يَّنْصُرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ اِلَى السَّمَآءِ ثُمَّ لْيَقْطَعْ فَلْيَنْظُرْ هَلْ

جو شخص اس بات کا خیال رکھتا ہو کہ اللہ تعالی رسول کی دنیا اور آخرت مین مدد نہ کریگا تو اُس کو چاہیے کہ ایک رسی آسمان تک تان لے پھر اس وحی کو موقوف کرادے تو پھر غور کرنا چاہیے آیا

يُذْهِبَنَّ كَيْدُهٗ مَا يَغِيْظُ ۝ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يُّرِيْدُ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا

اسکی تدبیر اسکی ناگواری کی چیز کو موقوف کرسکتی ہے اور ہم نے اسکو اسیطرح اتارا ہے جسمین کھلی کھلی دلیلین ہین اور بات یہ ہے کہ اللہ تعالی جسکو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اسمین کوئی شبہ نہین کہ مسلمان اور یہود

وَالصّٰبِئِيْنَ وَالنَّصٰرٰى وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا ۖ اِنَّ اللّٰهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ

اور صابئین اور نصاری اور مجوس اور مشرکین اللہ تعالی ان سب کے درمیان مین قیامت کے روز فیصلہ کردیگا بیشک خدا تعالی ہر چیز سے واقف ہے

بلاشبہہ اللہ تعالی ایسے لوگون کو جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے (بہشت کی) ایسی باغون مین داخل فرمادینگے جن کے نیچے نہرین جاری ہونگی (اور اوپر جو کفار کی سزا اور مومنین کی جزا کا بیان کیا گیا اس کے وقوع مین ذرا شبہ نہین کیونکہ) اللہ تعالی جو ارادہ کرتا ہے کر گذرتا ہے (اُس کے ساتھ کوئی مزاحمت نہین کرسکتا اور وہ اس جزا و سزا کا ارادہ کرچکا ہے پس ضرور ایسا ہی واقع ہوگا) ربط اوپر کفار مجادلین فی الدین کا ذکر ہوا تھا چونکہ انکی غرض جدال سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور دین اسلام کو مغلوب اور ضعیف کرنا تھا اسلیے آگے اس غرض والون کی ناکامی بیان فرماتے ہین

خیبت آمال کفار بدسگال

مَنْ كَانَ يَظُنُّ اَنْ لَّنْ يَّنْصُرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ اِلَى السَّمَآءِ ثُمَّ لْيَقْطَعْ فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهٗ مَا يَغِيْظُ ۝ جو شخص (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخالفت اور مخاصمت کرکے) اس بات کا خیال رکھتا ہو کہ (مین غالب آجاؤنگا اور آپ کی اور آپ کے دین کی ترقی کو روک دونگا اور) اللہ تعالی رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی (اور آپ کے دین کی) دنیا اور آخرت مین مدد نہ کریگا (کیونکہ دین اسلام کے مقابلہ مین مخالفانہ تدبیرین اور تقریرین کرنا بدون اس خیال کے اس لیے خلاف عقل ہے کہ مقصود سعی سے اپنی کامیابی اور مخالف کی ناکامی ہوتی ہے جسکا اصلی موطن آخرت ہے پس جب سعی کیجاویگی وہ اس قاعدہ عقلیہ کے موافق اس خیال کو مستلزم ہوگی اس لیے اس عنوان سے تعبیر کیا گیا غرض جسکا ایسا خیال ہو) تو اُسکو چاہیے کہ ایک رسی آسمان تک تان لے (اور آسمان سے باندھے) پھر (اُس کے ذریعہ سے آسمان پر پہونچکر اگر ہوسکے) اس وحی کو موقوف کرادے (اور ظاہر ہے کہ ایسا کوئی نہین کرسکتا) تو پھر (اب) غور کرنا چاہیے آیا اسکی (یہ) تدبیر (جس سے بالکل عاجز ہے) اُسکی ناگواری کی چیز کو (یعنی وحی کو) موقوف کرسکتی ہے (یعنی ہرگز نہین کرسکتی) ف حاصل یہ ہوا کہ نصرت الٰہیہ آپ کے ساتھ بوجہ نبوت و وحی کے ہے سو آپ کی ناکامی کی سعی کرنا اُس وقت مفید ہوسکتی ہے کہ جب اس نبوت اور وحی کے قصہ کو پاک کردیا جاوے سو یہ ہونے کا نہین پس دین کے خلاف مین سعی کرنا موقوف ہے ظن عدم نصرت الٰہیہ للنبی پر اور اسمین کامیابی کا سامان مجتمع کرنا موقوف ہے قدرت علی قطع النبوۃ پر پس کلام مین اصل شرط اور جزا دونون امر موقوف ہین اور عبارت مین دونون امر موقوف علیہ کو انکے قائم مقام کردیا گیا روی ہذا التفسیر بعینہ فی الدر عن ابن زید وہو احسن التفاسیر وابدعہا عندی وللناس فیما یعشقون مذاہب واللہ اعلم ربط اوپر کی آیت مین کسی کا قطع وحی پر قادر نہ ہونا مذکور تھا آگے تاکید سابق کے لیے حق تعالی کا تنزیل وحی کا فاعل ہونا مذکور ہے اور اوپر ختم آیت مین امر تھا نظر اور فکر کا جسکا مقتضا یہ ہے کہ سامع کو ضرور ہدایت ہوجاتی آگے ختم آیت پر ہدایت کا مشیت الٰہی پر موقوف ہونا ارشاد فرمایا گیا **فاعل بودن حق تعالی مر تنزیل را و ہدایت سبیل را** وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يُّرِيْدُ ۝ اور ہم نے اس (قرآن) کو اسیطرح اتارا ہے (کہ اسمین صرف ہماری ہی ارادہ اور قدرت کا دخل ہے) جس مین کھلی کھلی دلیلین (تعیین حق کی) ہین اور (جنمین ہم نظر اور فکر کا بھی حکم کرتے رہتے ہین مگر باوجود اس کے) بات یہ (ہی) ہے کہ اللہ تعالی جسکو چاہتا ہے (حق کی) ہدایت کرتا ہے (البتہ انسان کی سعی اور طلب کے بعد اللہ تعالی ارادہ کرہی لیتا ہے) ربط اوپر کفار کا دین حق اور اہل حق کے ساتھ خلاف اور اختلاف کرنا اور اُس اختلاف کا دلائل برہانیہ سے قولی فیصلہ باوضح طرق بیان فرمایا تھا اگرچہ کفار مذکورین مثل مشرکین وغیر مذکورین مثل اہل کتاب مین سے جو اہل عناد ہین اُسپر اکتفا نہین کرتے اس لیے آگے قیامت کے عملی فیصلہ کا بیان فرمایا جاتا ہے۔

بیان فیصلہ محقین و مبطلین در قیامت

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِئِيْنَ وَالنَّصٰرٰى وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا ۖ اِنَّ اللّٰهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝

اسمین کوئی شبہ نہین کہ مسلمان اور یہود اور صابئین اور نصاری اور مجوس

ملحقات الترجمۃ فی
یفصل کرچکا اشارۃ الی ان الشرطیۃ
قصد بہا التعلیل وتحقیق الخبر
۵۲ قولہ فی لیقطع ای شان
تقدیرہ بکون المقدرۃ المقوۃ
۵۳ قولہ فی فلینظر آب انا
ان عدم ترتبہ علی مدۃ التعلیم

النحو لن ینصرہ راجع الی محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکونہ معلوما معہودا من الکلام والمقام کذا فی الدر عن ابن عباس و ابن زید وغیرہما قولہ ان اللہ خبر لمبتدا ای والامر ان اللہ کذا فی الروح ان اللہ یفصل فی الروح انہ فی خبر الرفع

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُومُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ

ای مخاطب کیا تجکو یہ بات معلوم نہین کہ اللہ کے سامنے سب عاجزی کرتے ہین جو کہ آسمانون مین ہین اور جو زمین مین ہین اور سورج اور چاند اور ستارے اور پہاڑ اور درخت اور چوپایے

وَكَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ ۖ وَكَثِيرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ۗ وَمَن يُهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهُ مِن مُّكْرِمٍ ۚ إِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ ۩

اور بہت سے آدمی بھی　اور بہت سے ایسے ہین جن پر عذاب ثابت ہوگیا ہی اور جس کو خدا ذلیل کرے اُس کا کوئی عزت دینے والا نہین - اللہ تعالے جو چاہے کرے -

السجدة ٦

اور مشرکین اللہ تعالے ان سب کے درمیان مین قیامت کے روز (عملی) فیصلہ کردیگا (کہ مسلمانون کو جنت مین داخل کردیگا اور کافرون کو دوزخ مین) بیشک خدا تعالی ہر چیز سے واقف ہی (پس اُسکو ہر ایک کے کفر و ایمان کی بھی اطلاع ہی ہر ایک کو مناسب پاداش دیگا **ف** فرقہ صابئین کے متعلق پارہ الم کے نصف سے دو رکوع قبل آیت ان الذین آمنوا الخ کی تفسیر مین کچھ لکھا جاچکا ہے اور مجوس آتش پرست ہین باقی مشہور ہین ربط اوپر مؤمنین و کفار کے درمیان مین قیامت کے روز فیصلہ فرمانے کا بیان تھا چونکہ مادۂ فیصلہ کے لیے اس اختلاف کا معتدبہ اور محل اختلاف کا باوقعت ہونا ضروری ہے اس لیے آگے فریقین کے محل اختلاف یعنی دین و اطاعت آلہیہ کا عظیم اور رفیع ہونا جمیع مخلوقات کے انقیاد کے ذکر سے اور ایسے ظاہر اور ثابت امر مین اختلاف بیجا کا ذمیم اور شنیع ہونا مکلفین کے انقسام کے ذکر سے بیان فرماتے ہین اور نیز اوپر فیصلہ مطلق تھا اگلی آیت مین اُس فیصلہ کے عملی ہونے کی حق علیہ العذاب ومن یہن اللہ الخ سے تعیین فرماتے ہین

تعظیم امر انقیاد و تذمیم اختلاف عناد

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُومُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَكَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ ۖ وَكَثِيرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ۗ وَمَن يُهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهُ مِن مُّكْرِمٍ ۚ إِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ ۩ ﴿١٨﴾ ای مخاطب کیا تجکو (عقل سے یا مشاہدہ سے) یہ بات معلوم نہین کہ اللہ کے سامنے (اپنی اپنی حالت کے مناسب) سب عاجزی کرتے ہین جو کہ آسمانون مین ہین اور جو زمین مین ہین اور سورج اور چاند اور ستارے اور پہاڑ اور درخت اور چوپایے اور (باوجود تمام مخلوقات کے منقاد ہونے کے آدمی جو خاص درجہ کی عقل رکھتا ہی اُنمین سب منقاد نہین بلکہ (بہت سے (تو) آدمی بھی (انقیاد اور عاجزی کرتے ہین) اور بہت سے ایسے ہین جن پر (بوجہ منقاد نہ ہونے کے) عذاب (کا استحقاق) ثابت ہوگیا ہی اور (سچ یہ ہی کہ) جسکو خدا ذلیل (و خوار) کرے (اور اُسکو توفیق ہدایت نہ ہو) اُس کا کوئی عزت دینے والا نہین (اور) اللہ تعالی (کو اختیار ہی اپنی حکمت سے) جو چاہے کرے (یضل من یشاء و یہدی من یشاء) **ف** غور سے سمجھنا چاہیے کہ اور مخلوقات مذکورہ آیت چونکہ مکلف نہین ہین اس لیے اُنکے مناسب صرف انقیاد تکوینی و تسخیری ہی اور وہ اُن سب مین متحقق ہے اور انسان مکلف ہی اس لیے اُس کے مناسب علاوہ انقیاد تسخیری و تکوینی کے انقیاد تشریعی و اختیاری بھی ہی پس یسجد مین مناسب کی قید لگا دینے سے سجدہ کا تحقق دیگر مخلوقات کے لیے عام ہوگیا اور انسان کے لیے صرف بعض افراد کے اعتبار سے ہوا پس نہ یسجد مکرر نکالنے کی ضرورت اور نہ یسجد مذکور کے سب کی طرف منسوب ہونے مین کوئی قباحت اور نہ یہ اشکال کے وارد ہونے کی گنجایش رہی کہ یسجد مذکور اگر انقیاد اختیاری ہی تو دیگر مخلوقات کی طرف نسبت مشکل اور اگر اضطراری ہے تو کثیر من الناس کی تخصیص مشکل سو بحمد اللہ تفسیر مذکور سے سب اشکال دفع ہوگیا اور کسی تکلف کی حاجت نرہی اور سجدہ کے معنے مجازی انقیاد کے لے لینے سے کوئی یون نہ سمجھے کہ آیت وان من شئی الا یسبح مین بھی تسبیح مجازی حالی ہی مراد لیجاویگی اصل یہ ہی کہ تسبیح حقیقی قالی کے لیے تو صدور الفاظ کافی ہے جو کہ وجود لسان پر موقوف نہین چنانچہ فونوگراف مین اب مشاہدہ ہوگیا ہی اور سجدہ کے معنے حقیقی کے لیے جبہہ کا وجود ضروری ہی اور جبہہ ہر مخلوق مین نہین ہی خوب سمجھ لیا جاوی اور ہرچند کہ من فی السموات ومن فی الارض مین بوجہ اس کے کہ من بمعنے ما ہی اور تغلیباً مَنْ سے تعبیر کردیا گیا ہے شمس و قمر وغیرہ سب داخل ہین لیکن انکی تخصیص مین حسب قول صاحب روح یہ نکتہ ہی کہ جمعا رنے ان چیزون کی عبادت کی ہی اس لیے بتلادیا کہ تمہاری معبود خود عابد ہین چنانچہ سنت مین شمس کا عابد حمیر کو اور قمر کا کنانہ کو اور دبران کا تمیم کو اور شعری کا لخم اور قریش کو اور ثریا کا طی کو اور عطارد کا اسد کو اور مرزم کا ربیعہ کو اور اصنام اجبال کا اکثر عرب کو اور عزی کا جو کہ ایک ببول کا درخت تھا غطفان کو اور بقرہ کا بعض مشرکین کو نقل کیا ہی اور آیت مین جن کا ذکر نہ ہونا دلیل اُسکی نفی کی نہین اور دلائل سے ثابت ہے کہ وہ بھی انسان کی طرح دو قسم ہین واللہ اعلم ربط اوپر مؤمنین و کفار کے اقسام تفصیلاً اور ان کا عملی فیصلہ اجمالاً مذکور تھا آگے

النحو قولہ وکثیر حق فی الروح کثیر مبتدأ و ما بعدہ خبرہ ۲،

هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِیْ رَبِّهِمْ فَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِیَابٌ مِّنْ نَّارٍ یُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِیْمُ

یہ دو فریق ہین جنہون نے دربارہ اپنے رب کے باہم اختلاف کیا سو جو لوگ کافر تھے اُنکے لیے آگ کے کپڑے قطع کیے جاوینگے — اُنکے سر کے اوپر سے تیز گرم پانی چھوڑا جاوے گا

یُصْهَرُ بِهٖ مَا فِیْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ ۝ وَلَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِیْدٍ ۝ كُلَّمَاۤ اَرَادُوْۤا اَنْ یَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ

اُس سے اُنکے پیٹ مین کی چیزین اور کھالین سب گل جاوین گی — اور اُن کے لیے لوہے کے گرز ہونگے — وہ لوگ جب گھٹے گھٹے اس سے باہر نکلنا چاہین گے تو پھر اُسی مین دھکیل دیے جاوینگے

اُعِیْدُوْا فِیْهَا وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِیْقِ ۝ اِنَّ اللّٰهَ یُدْخِلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ یُحَلَّوْنَ

اور کہا جاویگا کہ جلنے کا عذاب چکھتے رہو — اللہ تعالیٰ اُن لوگون کو کہ ایمان لائے اور اُنہون نے نیک کام کیے ایسے باغون مین داخل کریگا جنکے نیچے سے نہرین جاری ہونگی اُنکو

فِیْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا وَلِبَاسُهُمْ فِیْهَا حَرِیْرٌ ۝ وَهُدُوْۤا اِلَى الطَّیِّبِ مِنَ الْقَوْلِ وَهُدُوْۤا اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِیْدِ

وہان سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جاوین گے — اور پوشاک اُنکی وہان ریشم کی ہوگی — اور اُنکو کلمہ طیب کی ہدایت ہوگئی تھی — اور اُنکو اُسکے رستہ کی ہدایت ہوگئی تھی جو لائق حمد ہے

ع ۱۲

اُن کے اقسام بطور میزان الکل کے جملہ ہٰذان خصمان مین اجمالاً اور اُن کا فیصلہ توضیح کے لیے تفصیلاً مذکور ہوتا ہے پس ان آیات مین اس بنا پر منجملہ بدائع کی صنعت تقسیم اور جمع اور تفریق کی ہوئی پس ان الذین آمنوا سے اشرکوا تک ایک تقسیم ہے اور ان اللہ یفعل سے اختصموا تک جمع ہے اور فالذین کفروا سے آخر تک تفریق ہے

تفصیل فیصلہ فرق مذکورہ

هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِیْ رَبِّهِمْ فَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِیَابٌ مِّنْ نَّارٍ یُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِیْمُ ﴿۱۹﴾ یُصْهَرُ بِهٖ مَا فِیْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ ﴿۲۰﴾ وَلَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِیْدٍ ﴿۲۱﴾ كُلَّمَاۤ اَرَادُوْۤا اَنْ یَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِیْدُوْا فِیْهَا وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِیْقِ ﴿۲۲﴾ اِنَّ اللّٰهَ یُدْخِلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ یُحَلَّوْنَ فِیْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا وَلِبَاسُهُمْ فِیْهَا حَرِیْرٌ ﴿۲۳﴾ وَهُدُوْۤا اِلَى الطَّیِّبِ مِنَ الْقَوْلِ وَهُدُوْۤا اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِیْدِ ﴿۲۴﴾ یہ (جنکا اوپر آیت ان الذین آمنوا الخ مین ذکر ہوا) دو فریق ہین (ایک مومن دوسرا کافر پھر اس دوسرے فریق کی کئی قسمین ہین یہود اور نصاریٰ اور صابئین اور مجوس اور بت پرست) جنہون نے دربارہ اپنے رب کے (دین کے) باہم (اعتقاداً اور گاہے مباحثۃً بھی) اختلاف کیا سو (اس اختلاف کا عملی فیصلہ قیامت مین اسطرح ہوگا کہ) جو لوگ کافر تھے اُنکے (پہننے کے) لیے آگ کے کپڑے قطع کیے جاوین گے (یعنی آگ چارون طرف سر سے پانوتک کپڑون کی طرح محیط ہوگی اور) اُن کے سر کے اوپر سے تیز (کھولتا ہوا) گرم پانی چھوڑا جاویگا (اور) اُس سے اُنکے پیٹ مین کی چیزین (یعنی انتڑیان) اور (اُنکی) کھالین سب گل جاوینگی (اسطرح سے کہ کچھ حصہ اُس پانیکا کھال کو توڑکر اندر گھس جاویگا اُس سے انتڑیان گل جاوینگی اور کچھ حصہ کھال کے اوپر بہے گا اُس سے کھال گل جاویگی) اور اُنکے (مارنے کے لیے) لوہے کے گرز ہونگے (اور اس مصیبت سے کبھی نجات نہ ہوگی چنانچہ) وہ لوگ جب (دوزخ مین) گھٹے گھٹے (گھبرا جاینگے اور) اُس سے باہر نکلنا چاہین گے (اور کنارہ کی طرف کو بڑھین گے گو بوجہ قعر اور دروازون کے بند ہونے کے نکل نہ سکین مگر ایسے وقت مین یہ حرکت طبعی ہوتی ہے) تو پھر اُسی مین دھکیل دیے جاوین گے اور (اُنکو) کہا جاویگا کہ جلنے کا عذاب (ہمیشہ کے لیے) چکھتے رہو (کبھی نکلنا نصیب نہ ہوگا اور) اللہ تعالیٰ اُن لوگون کو کہ ایمان لائے اور اُنہون نے نیک کام کیے (بہشت کے) ایسے باغون مین داخل کریگا جنکے نیچے سے نہرین جاری ہونگی (اور) اُنکو وہان سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جاوین گے اور پوشاک اُنکی وہان ریشم کی ہوگی اور (یہ سب انعام اکرام اُن کے لیے اس سبب سے ہے کہ دنیا مین) اُنکو کلمہ طیب (کے اعتقاد) کی ہدایت ہوگئی تھی اور اُنکو اُس (خدا) کے رستہ کی ہدایت ہوگئی تھی جو لائق حمد (وستایش) ہے (وہ رستہ اسلام ہے) **ف** اگر کسیکو شبہ ہو کہ جب مافی البطون اور جلود گل گئے تو محل عذاب نہ رہا پھر عذاب کیسے ہوگا جواب یہ ہے کہ حدیث مین ہے کہ پھر وہ اپنی حالت پر ہو جاویگا رواہ الترمذی اور دوسری آیت مین ہے کلما نضجت جلودهم بدلناهم جلودا غیرها لیذوقوا العذاب۔

التحو من غم متعلق بیخرجوا من اجلیۃ قولہ وذوقوا بتقدیر القول۔ قولہ ولؤلؤا معطوف علی محل اساور البلاغۃ قولہ هذان لما کان کل خصم فریقا یجمع طائفۃ جاء المبتدأ بصیغۃ التثنیۃ یجعلهم فریقین والخبر بصیغۃ الجمع لاشتمال الفریق طوائف۔ قولہ قطعت فی الکلام استعارۃ تمثیلیۃ وکان جمع الثیاب للایذان بتراکم النار کذا قیل واقول ان العادۃ ان الاحاطۃ انما تحصل بثیاب متعددۃ لا بثوب واحد فلذا جمع قولہ اعیدوا فیها لم یقل الیها لانهم لم یخرجوا الیہ بل العود عودها الیها قولہ وهدوا هذہ الزیادۃ کقولہ تعالیٰ فی اهل النار ذلک بما قدمت یداک ۱۲

الروایات فی الترمذی فی قولہ یصهر مرفوعا ان الحمیم لیصب علی رؤسهم فینفذ الجمجمۃ حتی یخلص الی جوفہ فیسلت ما فی جوفہ حتی یمرق الی قدمیہ وهو الصهر ثم یعاد کما کان اھ وفی البخاری فی نزول آیۃ هذان خصمان نزلت فی الذین بارزوا یوم بدر اھ قلت وکان اختصامهم هذا ناشئا من اختصامهم فی ربهم ای الدین لا عین الاختصام فی اللہ تعالیٰ فسمی بہ مجازا۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِي جَعَلْنَاهُ لِلنَّاسِ سَوَاءً الْعَاكِفُ فِيهِ

بیشک جولوگ کافر ہوئے اور اللہ کے رستہ سے اور مسجد حرام سے روکتے ہین جس کو ہم نے تمام آدمیون کے واسطے مقرر کیا ہو کہ اُسمین سب برابر ہین اُسمین رہنےوالا بھی

وَالْبَادِ ۚ وَمَن يُرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ

اور باہر سے آنیوالا بھی یہ لوگ معذب ہونگے اور جو شخص اُسمین کوئی خلاف دین کام قصداً ظلم کے ساتھ کریگا تو ہم اُسکو عذاب دردناک چکھا وینگے

اور اگر کسی کو شبہہ ہو کہ اِس آیت سے معلوم ہوتا ہو کہ سب اہل جنت کا لباس حریر ہوگا اور حدیث مین آیا ہو کہ جو مرد دنیا مین حریر پہنیگا اُس کو جنت مین نہ ملیگا گو وہ جنت مین بھی چلا جاوی اوردہ فی الروح بتخریج النسائی وابن حبان وغیرہما جواب یہ ہو کہ ممکن ہے کہ اول داخل ہوتے ہی نہ ملے پھر ملجاوی۔ اور اگر یہ شبہہ ہو کہ اُس نہ ملنے سے اگر حسرت نہ ہوگی تو وعید ہی کیا ہوئی اور اگر حسرت ہوگی تو جنت مین حسرت ہونا لازم آتا ہو جواب یہ ہو کہ تھوڑی دیر کے لیے حسرت ہونے مین وعید بھی ہوگئی اور اشکال بھی نہین ہو کیونکہ اُسکے بعد جو راحت دائمی ہوگی اُس کے سامنے وہ کالعدم ہو پس ایسی حسرت ساعت قلیلہ کے لیے جنت مین کسی دلیل سے منفی نہین ہو ربط اوپر آیت و من الناس من یجادل الے قولہ لیضل عن سبیل اللہ مین بعض کفار کا جدال اور دین سے اضلال قولی مذکور تھا اور اُسی سلسلہ مین یہانتک کلام چلا آیا تھا آگے اُن کے جدال اور بعض احکام دین کے ابطال فعلی کا مع وعید ذکر ہو جیسا کفار قریش نے عام حدیبیہ مین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کو عمرہ کے لیے مکہ مین جانے سے روک لیا تھا اور اُس وعید کی تاکید کے لیے اُس مقدس مکان اور اُس کے متعلق بعض ارکان اور اُن ارکان کے ادا کے اوقات وازمان کی فضیلت اور عظمت کا مضمون ارشاد فرمایا گیا ہو اور زیادت تشدید کے لیے ایسے امکنہ وازمنہ مین شرک کرنے کی مذمت قباحت کا بیان ہوا ہو کہ جو لوگ اُس مقام اور اُن ایام کے مناسب عبادت کرنے آئے اُن کو تو روکا اور خود اِن مواقع مین ایسے افعال شرکیہ کرتے ہین اور یہ مضمون بشر المحسنین تک چلا گیا ہو۔

ذم کفار لئام بر منع اہل اسلام از مسجد حرام و بیان بعض احکام متعلقہ آن مقام و آن ایام

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِي جَعَلْنَاهُ لِلنَّاسِ سَوَاءً الْعَاكِفُ فِيهِ وَالْبَادِ ۚ وَمَن يُرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿۲۵﴾ بیشک جو لوگ کافر ہوئے اور (مسلمانون کو) اللہ کے رستہ سے (یعنی دین کے کام سے کہ وہ عمرہ ہے) اور (چونکہ عمرہ کے ارکان حرم کے خاص حصہ مین ادا ہوتے ہین اس لیے) مسجد حرام (یعنی حرم) سے (بھی) روکتے ہین جس (کی کیفیت کسی کے ساتھ خصوصیت نہ ہونے کی یہ ہو کہ اُس) کو ہم نے تمام آدمیون کے واسطے مقرر کیا ہو کہ اُسمین (یعنی تمام حرم مین باستثنا ان حصص کے جو کسی استحقاق صحیح وثابت بالدلیل سے بشرط وجود ایسی دلیل کے کسی خاص شخص کے مملوک ہین باقی اجزاء حرم ہین) سب برابر ہین اُس (حرم کے داخل حدود) مین رہنے والا بھی (یعنی جو لوگ وہان مقیم ہین) اور باہر سے آنے والا (مسافر) بھی (اور جن مواقع سے کفار نے روکا ہو یعنی مسجد حوالی مسجد جو مقامات مین طواف اور سعی کے اور جن سڑکون سے وہان تک پہونچتے ہین یہ سب مواقع کفار کے مملوک نہین تھے) یہ (روکنے والے) لوگ (اس روکنے کی وجہ سے) معذب ہون گے اور (یہ روکنا تو متضمن بہت سے معاصی کو پھر مقرون کفر کے ساتھ بھی ہو اس پر تو عذاب کیسے نہ ہوتا یہ مقام حرم تو ایسا معظم ومحترم ہے کہ) جو شخص اُس مین (یعنی حرم مین خواہ وہ جزء مملوک ہو یا غیر مملوک کیونکہ روکنے کی حرمت مین تو اُس عموم سے بدلیل تخصیص کرلی گئی اور یہان کوئی دلیل تخصیص کی نہین ہے اور مجتمع دونون جگہ عام ہی ہی غرض جو شخص حرم کے کسی حصہ مین بھی) کوئی خلاف دین کام (خواہ وہ اس صد مذکور سے کم ہی ہو) قصداً (وارادۃً خصوص جبکہ وہ) ظلم (یعنی شرک وکفر) کے ساتھ (بھی مقرون ہو) کریگا (جیسا یہ لوگ یصدون کے ساتھ کفروا کے ساتھ بھی متصف ہین) تو ہم اُس (شخص) کو عذاب دردناک (کا مزہ) چکھا وینگے (تو کفر کے ساتھ تو معصیت بھی اشد تھی ضرور ہی مستحق عذاب الیم ہین) **ف** ہر چند کہ دین کے خلاف کام کرنا ہر جگہ موجب عذاب ہو لیکن حرم کے اندر اور زیادہ موجب عذاب ہو پس یہ تخصیص شدت عقوبت کے سبب سے ہو اور باقی آیت یا اور کوئی معتد بہ دلیل اس پر دال نہین وہان صغائر حکم کبائر مین ہین یا ایک سیئہ سے سیئات متعددہ لکھے جاتے ہین البتہ اور جگہ صغائر وکبائر کا جو اثر ہو حرم مین دونون کا اثر کیفاً وشدۃً زیادہ ہو لیکن صغیرہ کا اثر حد کبیرہ تک یا واحد سے تجاوز کرکے متعدد تک پہونچنا ثابت نہین اور یرد سے یہ سمجھا جاوے کہ ارادہ کا جو مرتبہ دوسری جگہ موجب تعذیب نہ ہو وہان موجب تعذیب ہوجاتا ہو بلکہ یرد بمعنے یتعمد کی قید سے یہ فائدہ ہوگا کہ نسیان و خطاکے مفہ زدلالت کرے گا اور بظلم بمعنے بشرک کی قید اس لیے نہین کہ بدون شرک کے دوسری معصیت مع جب عذاب نہ ہوگی بلکہ اول تو ان بالغین کا یہ فعل

النحو خبر ان الذین کفروا محذوف ای یعذبون دل علیہ جواب من ای نذقہ الخ قولہ سواء حال من المفعول والعاکف مرفوع بالسواء قولہ بالحاد الباء کما فی الروح زائدۃ ای یرد الالحاد بظلم ۱۲

وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْئًا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ

اور جبکہ ہم نے ابراہیم کو خانہ کعبہ کی جگہ بتلادی کہ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک مت کرنا اور میرے گھر کو طواف کرنے والون کے اور قیام و رکوع و سجود کرنے والون کے واسطے پاک رکھنا

وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا

اور لوگون مین حج کا اعلان کردو لوگ تمہارے پاس چلے آئین گے پیادہ بھی اور دُبلی اونٹنیون پر بھی جو کہ دور دراز راستون سے پہونچی ہونگی تاکہ اپنے فوائد کے لیے آموجود ہون اور تاکہ ایام مقررہ

اسْمَ اللّٰهِ فِيْ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ ثُمَّ

مین ان مخصوص چوپاؤن پر اللہ کا نام لین جو خدا تعالے نے انکو عطا کئے ہین سو ان جانورون مین سے تم بھی کھایا کرو اور مصیبت زدہ محتاج کو بھی کھلایا کرو پھر

لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ

لوگون کو چاہیے کہ اپنا میل کچیل دور کردین اور اپنے واجبات کو پورا کرین اور اس مامون گھر کا طواف کرین

واقع مین مقرون بالشرک تھا دوسرے اسکا فائدہ یہ ہی کہ جو شخص ظلم کے ساتھ موصوف ہوگا وہ تو یقیناً معذب ہوگا اور یہ تعذیب کافر کے مکلف بالفروع نہونے کے مسئلہ سے منافی نہین کیونکہ نفی تکلیف احکام دنیویہ کے اعتبار سے ہی اور احکام اخرویہ کے اعتبار سے مسئلہ مسکوت عنہ ہی اور جو شخص موصوف بالایمان ہوگا ممکن ہے کہ ایمان کی برکت سے بلا تعذیب ہی عفو کردیا جاوے **ف ۲** مسجد حرام کی تفسیر جمیع حرم کے ساتھ در منثور مین حضرت ابن عباس رض سے مروی ہی اور یہ اطلاق مجازی ہے تسمیۃ للشئی بجزئہ الاعظم الاہم اور آیت مین بھی اسکے قرائن موجود مین مثلاً العاکف فیہ والباد کیونکہ عاکف بقرینہ مقابلہ بادی کے بمعنے مقیم للسکنی کے ہی اور ظاہر ہی کہ اسطرح کی اقامت مسجد مین مشروع نہین اور مثلاً من یرد فیہ مین ضمیر مجرور یقیناً مسجد حرام کی طرف ہی اور ظاہر ہے کہ حکم نذقہ من عذاب الیم بالاجماع عام ہی تمام حرم کے لیے اور نیز ان کفار کا یہ فعل حرم مین اور حرم کے متعلق بلا تخصیص مسجد بالمعنے الحقیقی کے واقع ہوا تھا اور علما حنفیہ نے اسی تفسیر کو اختیار کرکے اس آیت سے استدلال کیا ہی کہ تمام حرم کی زمین مثل وقف کے ہی کسی کو اسمین ملک کا دعوی یا کسی کو انتفاع سے منع کرنا جائز نہین نہ ان اراضی کا کرایہ لینا جائز ہی اور کچھ احادیث بھی اس بارہ مین آئی ہین بدایہ در منثور مین وہ حدیثین نقل کی ہین لیکن خود امام صاحب سے بھی جوانکا ایک قول منقول ہی اور اُسی پر فتوی ہی کذا فی الروح اس لیے احقر نے جو تفسیر کی ہی کسی مذہب کو مضر نہین چنانچہ اس قید سے کہ بشرط وجود کسی دلیل کے یہ امر ظاہر ہی اور آیت مین جو آیا ہی یرد فیہ اس ارادہ کے ایسے معنے ہین جیسے ان آیات مین قولہ تعالی اراد الاخرۃ قولہ تعالی اراد ان یذکر او اراد شکورا ای طلب وسعی وجد و قصدا اور ظلم کی تفسیر شرک کے ساتھ نیز در منثور مین ابن عباس رض سے مروی ہے۔ **تمہ سابق**

وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْئًا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿۲۶﴾ وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ﴿۲۷﴾ لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ ﴿۲۸﴾ ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴿۲۹﴾

اللغات قولہ بوانا اصلہ جعلناہ مباءۃ لہ ای مرجعا والحاصل کما قال الزجاج بینا لہ مکان البیت لیبنیہ ویکون مباءۃ لہ ولعقبہ یرجعون الیہ ویحجونہ قولہ فج عمیق اصل الفج الطریق بین الجبلین واصل العمیق البعید فی القعر ثم استعمل فی المطلق بدون القیدین البائس من اصابہ البؤس ای الشدۃ قولہ لیقضوا تفثہم التفث الشعث کما فی القاموس والقضاء فی الاصل القطع والفصل کما فی الروح والمراد بہ الازالۃ مجازا قولہ لیوفوا نذورہم فی المدارک نذورہم مواجب حجہم والعرب تقول لکل من خرج عما وجب علیہ وفی بنذرہ وان لم ینذر او ما ینذرونہ من اعمال البر فی حجہم قلت ولعل النکتۃ فی تخللہ بین القضاء والطواف عدم کونہ مرتبا بالنسبۃ الی کل واحد منہما تقدیما وتاخیرا قولہ العتیق سمی بہ لانہ تعالی اعتقہ من الجبابرۃ ۱۲ **النحو** قولہ اذن عطف علی لا تشرک لکون کل منہما خطابا لابراہیم علیہ السلام **البلاغۃ** قولہ الرکع السجود ولم یعطف السجود لانہ من جنس الرکوع فی الخضوع بخلاف القیام قولہ یاتوک ای یاتوا حجک فلا اشکال فی من بعدہ علیہ السلام وایقاع الاتیان علی ضمیرہ علیہ السلام لکونہ لکہ بنداءہ قولہ یاتین والجمع باعتبار المعنی قولہ کل فی موضعین للتکثیر لا للاحاطۃ قولہ فکلوا او قولہ لیقضوا فیہما التفات ۱۲ **الفقہ** فی الہدایۃ وحواشیہ ثم یذبح ثم یحلق ثم یاتی من یومہ ذلک مکۃ او من الغد او من بعد الغد فیطوف بالبیت طواف الزیارۃ ووقتہ ایام النحر وہی ثلثۃ العاشر والحادی عشر والثانی عشر لان اللہ تعالی عطف الطواف علی الذبح قال فکلوا منہا ثم قال ولیطوفوا فکان وقتہما واحدا لان المعطوف فی حکم المعطوف علیہ لا یجوز تقدیم الطواف علی ایام النحر بالاجماع ویجوز الاکل من ہدی التطوع والمتعۃ والقران بمنزلۃ الاضحیۃ ویستحب لہ ان یاکل منہا لما قد صح ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اکل من لحم ہدیہ وحسا من المرقۃ ولا یجوز الاکل من بقیۃ الہدایا وہی دم النذور والکفارات والاحصار اھ والوجہ العقلی فی استحباب الاکل من الضحایا زائدا علی ما مر من الدلیل النقلی علی ما فی الروح ہو الندب علی مؤساۃ الفقراء ومساواتہم فی الاکل منہا وفی الروح تخصیص البائس الفقیر بالاطعام لا ینفی جواز اطعام الغنی وقد یستدل علی الجواز بالامر الاول لافادتہ جواز اکل

ذٰلِكَ ۗ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۗ وَاُحِلَّتْ لَكُمُ الْاَنْعَامُ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا

یہ بات تو ہو چکی اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے محترم احکام کی وقعت کریگا سو یہ اُس کے حق میں اس کے رب کے نزدیک بہتر ہے اور ان مخصوص چوپاؤن کو باستثنا اُن کے جو تمکو پڑھکر سنا دیے گئے ہیں تمہارے لیے حلال کر دیا گیا ہے

الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ۙ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ۗ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ

تو تم لوگ گندگی سے یعنی بتوں سے کنارہ کش رہو اور جھوٹی بات سے کنارہ کش رہو اسطور سے کہ اللہ ہی کی طرف جھکے رہو اُس کے ساتھ شریک مت ٹھیراؤ اور جو شخص اللہ کے ساتھ شریک کرتا ہے تو گویا وہ آسمان سے گر پڑا

فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ۝

پھر پرندون نے اُسکی بوٹیاں نوچ لین یا اُس کو ہوا نے کسی دور دراز جگہ مین لیجا پٹکا

اور (اس مقام محترم کی جو کہ بیت اللہ کو مشتمل ہے عظمت ظاہر کرنے کے لیے تاکہ بیحرمتی کرنے والون کی زیادہ خرابی ظاہر ہو ان لوگون کے سامنے اُس قصہ کا تذکرہ کیجیے جبکہ ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) کو خانہ کعبہ کی جگہ بتلا دی (کیونکہ اسوقت خانہ کعبہ بنا ہوا نہ تھا) اور حکم[1] دیا کہ (اس مکان کو عبادت کے لیے تیار کرو اور اُس عبادت مین) میرے ساتھ کسی چیز کو شریک مت کرنا (یہ اُنکے مابعد والون کو سنانا ہے اور ذکر بیت کے ساتھ اس کا ذکر اس لیے نہایت ہی مناسب ہوا کہ کسی حقیقت ناشناس کو تعظیم بیت سے اور اُس کے معبد ہونے سے اُس کے معبود ہونے کا ایہام نہ ہو جاوے) اور میرے (اس) گھر کو طواف کرنے والون کے اور (نماز مین) قیام و رکوع و سجود کرنے والون کے واسطے (حسی و معنوی نجاسات سے جیسے اقذار و اصنام) پاک رکھنا (جیسا اب تک تمنے پاک رکھا ہے یہ بھی مابعد والون کو سنانا ہے کہ جن مقدس بزرگ مین عدم تطہیر کا احتمال بھی نہین تھا جب اہتمام تطہیر کے لیے اُنکو یہ امر کیا گیا تو دوسرون کو جو حقیقۃً اسمین اصنام رکھتے ہوئے ہین کیونکر معاف کر دیا جاویگا) اور (ابراہیم علیہ السلام سے یہ بھی کہا گیا کہ) لوگون مین حج (کے فرض ہونے) کا اعلان کر دو (اس اعلان سے) لوگ تمہارے پاس (یعنی تمہاری اس عمارت مقدسہ کے پاس حج کو) چلے آئین گے پیادہ بھی اور (دور سے آنے والون کا یہ حال ہوگا کہ) سفر کے مارے) دبلی (ہو گئی ہونگی اُن) اونٹنیون پر (سوار ہو کر) بھی جو کہ دور دراز رستون سے پہونچی ہونگی (یا جو سواری کسی کو میسر ہو تخصیص ضامر کی تنبیلاً و بناءً علی الغالب ہے) اور وہ لوگ اس لیے آوینگے) تاکہ اپنے (دینیہ مقصودہ اور دنیویہ تابعہ) فوائد کے لیے آموجود ہون (مثلاً آخرت کے منافع یہ ہین۔ حج و ثواب و رضاء حق اور دنیوی فوائد یہ ہین قربانی کا گوشت کھانا اور تجارت و مثل ذلک رواہ ابن ابی حاتم عن ابن عباس کذا فی الروح البتہ دنیوی فوائد کا مقصود اصلی ہونا مذموم ہے) اور (اس لیے آوین گے) تاکہ ایام مقررہ (یعنی ایام قربانی) مین (کہ دسوین گیارہوین بارہوین ذیحجہ کی ہے) اُن مخصوص[2] چوپاؤن پر (یعنی گائے اونٹ بکری بھیڑ پر ذبح کے وقت) اللہ کا نام لین جو خدا تعالیٰ نے اُنکو عطا کی ہین (یعنی بسم اللہ اللہ اکبر کہین اور یہ منفعت ذو وجہین ہے من وجہٍ دنیوی اور من وجہٍ اخروی۔ یہ ابراہیم علیہ السلام کے خطاب کا مضمون ہو چکا جس سے حج اور قربانی کا یقیناً اُسوقت بھی مشروع ہونا معلوم ہوا) سو (اے امت محمدیہ تمہارے لیے بھی یہ حکم حج اور قربانی کا مع متممات آیندہ کے جو کلوا منہا آلخ مین مذکور ہین مشروع ہے سو تم بھی قربانی پر بسم اللہ کیا کرو اور) اُن (قربانی کے) جانورون مین سے تم (کو) بھی (اجازت مع الاستحباب ہے کہ) کھایا کرو اور (مستحب ہے کہ) مصیبت زدہ محتاج کو بھی کھلایا کرو (بلکہ غنی کو بھی کھلاؤ تو کچھ مضائقہ نہین) پھر (قربانی کے بعد) لوگون کو چاہیے کہ اپنا میل کچیل دور کر دین (یعنی احرام کھول ڈالین اور سر منڈا ڈالین یا بال کٹا دین اور ناخن اور لب بنوالین) اور اپنے واجبات کو (خواہ نذر سے قربانی وغیرہ واجب کر لی ہو یا بلا نذر ابتداءً جو افعال حج کے واجب ہین جیسے رمی جمار کہ ایام منیٰ مین ہوتی ہے ان سب کو) پورا کرین اور (ان ہی ایام معلومات مین) اس مامون گھر (یعنی خانہ کعبہ) کا طواف کرین (یہ طواف زیارت کہلاتا ہے جو کہ فرض ہے)

ف حاتم و بیہقی نے ابن عباس رضہ سے اعلان ابراہیمی کا قصہ نقل کیا ہے کہ جب وہ بعد فراغ تعمیر بیت اللہ اس کے مامور ہوئے تو عرض کیا کہ میری آواز کہان تک پہونچے گی حق تعالیٰ نے پہونچانے کا وعدہ فرمایا تو اُس پکارنے کو سبنے سنا ہکذا فی الروح۔ اور کلوا سے لیطوفوا تک جتنے مسائل ترجمہ مین مذکور ہین سب ہدایہ مین ہین۔ اور بروے حدیث ترمذی وغیرہ بیت اللہ کا مامون ہونا یہ معنے کہ جبابرہ مین سے جس نے اسکی بے ادبی کا ارادہ کیا وہ غارت ہوا اور اکثرون کا تو حوصلہ ہی نہین ہوا اور حضرت عبداللہ بن زبیر سے جو حجاج بن یوسف لڑا اہانت بیت اُسکا مقصود نہ تھا ایضاً تتمہ سابق ذٰلِكَ ۗ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۗ وَاُحِلَّتْ لَكُمُ الْاَنْعَامُ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ۙ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ۗ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ۝

ملحقات الترجمہ

[1] قولہ قبل بات لا تشرک حکم دیا اشارۃ الی کونہ معمولاً لفعلنا المقدر ١٢

[2] قولہ فی بہیمۃ الانعام مخصوص لان البہیمۃ عام والانعام مخصوصۃ بالاصناف الاربع ١٢

اللغات تہوی بہ ای تسقط سحیق بعید ١٢ **النحو** قولہ ھو خیر راجع الی التعظیم المفہوم من الفعل **البلاغۃ** قولہ یتلیٰ فی الروح لم یرد منہ الاستقبال بسبق تلاوۃ آیۃ التحریم وکان التعبیر بالمضارع لاستحضار الصورۃ الماضیۃ لمزید الاعتناء قلت وہذا ہو الغالب الظاہر ویحتمل علیٰ بُعدِہ ان یکون الفعل علیٰ حقیقتہ فتکون آیۃ التحریم نزلت بعدہا قولہ واحلت فی الروح والجملۃ معترضۃ مقررۃ لما قبلہا من الامر

ذٰلِكَ ق وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ○ لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَآ اِلَى الْبَيْتِ

یہ بات تو ہو چکی اور جو شخص دین خداوندی کے ان یادگاروں کا پورا لحاظ رکھیگا تو ان کا یہ لحاظ رکھنا دل کے ساتھ ڈرنے سے ہوتا ہے تمکو ان سے ایک معین وقت تک فوائد حاصل کرنا جائز ہے پھر اسکے ذبح حلال ہونیکا موقع

الْعَتِيْقِ ○ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗٓ اَسْلِمُوْا

بیت عتیق کے قریب ہے اور ہم نے ہر امت کے لیے قربانی کرنا اس غرض سے مقرر کیا تھا کہ وہ ان مخصوص چوپاؤں پر اللہ کا نام لیں جو اس نے انکو عطا فرمایا تھا سو تمہارا معبود ایک ہی خدا ہے تو تم ہمہ تن اسی

ذٰلِكَ ق وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ﴿٣٢﴾ لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَآ اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴿٣٣﴾ یہ بات تو (جوکہ احکام منصوصہ مذکورہ کے متعلق تھی) ہو چکی اور (اب کل احکام کے متعلق دوسری بات سن لو کہ) جو شخص اللہ تعالےٰ کے محترم احکام کی (عام اس سے کہ حج کے احکام مذکورہ ہوں یا حج کے احکام غیر مذکورہ یا حج کے متعلق نہ ہوں سو جو شخص ان کی) وقعت کریگا (علماً بھی کہ انکو حاصل کرے اور عملاً بھی کہ انکے خلاف نہ کرے) سو یہ (وقعت کرنا) اس کے حق میں اسکے رب کے نزدیک بہتر ہے (کیونکہ موجب ثواب و منجی عن العذاب ہے) اور (اوپر جو بہیمۃ الانعام کے کھانیکی اجازت ہوئی ہے اس سے استبعاد مت کرنا کہ احرام میں صید تو حرام ہو جاتا ہے یہ کیوں حلال ہے اصل یہ ہے کہ) ان مخصوص چوپاؤں کو باستثنائے ان (بعض بعض) کے جو تمکو (بعض آیات قرآنیہ میں) پڑھ کر سنا دیے گئے ہیں (وہ آیت سورہ انعام وغیرہ کی ہے قل لا اجد فیما اوحی الی آخر سو باستثناء ان بعض کے باقی بہیمۃ الانعام کو) تمہارے لیے حلال کر دیا گیا ہے (اور حلت و حرمت کا مدار اللہ تعالیٰ کی تحلیل و تحریم پر ہے جب اللہ تعالیٰ نے انکو حلال کر دیا حلال ہو گئے پھر استبعاد بمعنی ہے پس اس صورت میں کہ انکی حلت کے ساتھ خدا تعالیٰ کا حکم متعلق ہو چکا انکا حلال سمجھنا بھی تعظیم حرمات اللہ میں داخل ہے جسکی خیریت اوپر بتلا دی گئی ہے اور جب احکام خداوندی کی تعظیم ہی میں خیریت منحصر ہے) تو تم لوگ گندگی سے یعنی بتوں (کو حق تعالیٰ کے ساتھ شریک کرنے) سے (بالکل) کنارہ کش رہو (کہ اسمیں تو بڑا بھاری حکم یعنی توحید ضائع ہوتا ہے چنانچہ مشرکین کی عادت تھی کہ لبیک میں اثنا اور ملا دیتے الا شریکا ہو لک تملکہ و ما ملک) اور (علی الاطلاق) جھوٹی بات سے (خواہ عقائد کے باب میں ہو جیسا مشرکین کا قول مذکور یا غیر عقائد میں ہو جیسے شہادت زور سب سے) کنارہ کش رہو اسطور سے کہ اللہ کی طرف جھکے رہو (اور) اس کے ساتھ (کسی کو) شریک مت ٹھیراؤ اور (شرک تو ایسی بری چیز ہے کہ) جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے تو (اسکی حالت مشابہ اس کے ہوتی ہے جیسے) گویا وہ آسمان سے گر پڑا پھر (رستہ میں) پرندوں نے اس کی بوٹیاں نوچ لیں یا (اگر پرندوں سے بچ بھی گیا تو) اسکو ہوا نے کسی دور دراز جگہہ میں لیجا پٹکا (غرض ہر طرح ہلاک ہوا اسیطرح جو شرک کرتا ہے یا تو کسی کے ہاتھ سے مارا گیا یا کسی وقت موت طبعی سے مر گیا پھر حالت میں دار البوار میں پہونچے گا اور یوں بے ہوا کے جھوکوں کے بھی ضرور ہی گرتا لیکن اس صورت میں اور زیادہ کلفت ہوگی چنانچہ موت طبعی کے ساتھ فرشتوں کے دھکے اس کے مشابہ ہیں) یہ بات بھی (جو کہ بطور قاعدہ کلیہ کے تھی) ہو چکی اور (اب ایک خاص بات متعلق قربانی کے جانور کے جو کہ ضروری ہے اور سن لو کہ) جو شخص دین خداوندی کے ان (مذکورہ) یادگاروں (یعنی قربانی کے جانوروں کے متعلق احکام) کا پورا لحاظ رکھیگا (خواہ وہ احکام قبل الذبح ہوں جیسا عنقریب آتا ہے یا وقت ذبح ہوں جیسا اس پر اللہ کا نام لینا یا بعد الذبح ہوں جیسے اکل یا عدم اکل جو جسکے لیے شرعاً ثابت ہو) تو ان کا یہ لحاظ رکھنا (خدا تعالےٰ سے) دل کے ساتھ ڈرنے سے (حاصل) ہوتا ہے (ان احکام میں قسمیں آخرین تو اوپر بھی مذکور ہوئے ہیں اور قسم اول یہ ہے کہ) تمکو ان سے ایک معین وقت تک فوائد حاصل کرنا جائز ہے (یعنی جب تک وہ قواعد شرعیہ سے ہدی نہ بنائے جاویں پھر بعد ہدی بنا دینے کے دودھ یا رکوب یا بار برداری وغیرہ سے منتفع نہ ہونا چاہیے الا بضرورت شدیدہ) پھر (یعنی بعد ہدی بننے کے) اس کے ذبح حلال ہونے کا موقع بیت عتیق کے قریب ہے (مراد کل حرم ہے یعنی حرم سے باہر ذبح نہ کریں)، **ف** لفظ کے ترجمہ میں پوری کی قید جس پر مقام و ماده تعظیم بھی دال ہے اس لیے ظاہر کی گئی کہ کچھہ ناتمام لحاظ تو بدون خوف کے بھی ہو سکتا ہے اور آیت اخیرہ کی تفسیر امام ابو حنیفہ رح کے مذہب کے موافق کی گئی ہے کذا ذکر فی الکتب الفقہیۃ الہدایۃ وغیرہا واللہ اعلم۔ **الیضاً تتمہ سابق** وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗٓ اَسْلِمُوْا ط

ملحقات الترجمہ
قولہ ذلک خبر مبتدأ ... تحصیل ... کذا فی ... الترجمہ

اللغات شعائر فی الروح جمع شعیرۃ او شعارۃ بمعنے العلامۃ کالشعار و اطلقت علی البدن الہدایا کما قال ابن عباس لانہا من معالم الحج او الدین قولہ ثم محلہا الی البیت فی الجلالین ای مکان حل نحرہا عندہ والمراد الحرم جمیعہ ام منسکا مصدر بمعنے الذبح واصلہ یعم کل عبادۃ ۱۲

النحو قولہ فانہا علی حذف المضاف ای تعظیمہا قولہ ذلک فی ... ای الامر ذلک وامثالہ یطلق للفصل بین الکلامین او بین وجہی کلام ... واحد۔

وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ ۝ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَالصَّابِرِينَ عَلَىٰ مَا أَصَابَهُمْ وَالْمُقِيمِي الصَّلَاةِ وَمِمَّا

اور آپ گردن جھکا دینے والوں کو خوشخبری سنا دیجیے جو ایسے ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جو ان مصیبتوں پر کہ ان پر پڑتی ہیں صبر کرتے ہیں اور جو نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور جو کچھ

رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ۝ وَالْبُدْنَ جَعَلْنَاهَا لَكُمْ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ ۖ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا صَوَافَّ ۖ فَإِذَا

ہم نے انکو دیا ہے اسمیں سے خرچ کرتے ہیں اور قربانی کے اونٹ اور گائے ہم نے اللہ کی یادگار بنایا ہے ان جانوروں میں تمہارے فائدے ہیں سو تم ان پر کھڑے کرکے اللہ کا نام لیا کرو پس جب

وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ۚ كَذَٰلِكَ سَخَّرْنَاهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝ لَنْ يَنَالَ اللَّهَ

وہ کروٹ کے بل گر پڑیں تو تم خود بھی کھاؤ اور بے سوال اور سوالی کو بھی کھانے کو دو ہم نے ان جانوروں کو اسطرح تمہارے زیر حکم کر دیا تاکہ تم شکر کرو اللہ تعالیٰ کے پاس نہ انکا

لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلَٰكِنْ يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنْكُمْ ۚ كَذَٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ ۗ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِينَ ۝

گوشت پہنچتا ہے اور نہ ان کا خون ولیکن اسکے پاس تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے — اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ان جانوروں کو تمہارا زیر حکم کر دیا تاکہ تم اس بات پر اللہ کی بڑائی کرو کہ اس نے تم کو توفیق دی اور اخلاص

وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ ﴿٣٤﴾ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَالصَّابِرِينَ عَلَىٰ مَا أَصَابَهُمْ وَالْمُقِيمِي الصَّلَاةِ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ﴿٣٥﴾ وَالْبُدْنَ جَعَلْنَاهَا لَكُمْ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ ۖ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا صَوَافَّ ۖ فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ۚ كَذَٰلِكَ سَخَّرْنَاهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿٣٦﴾ لَنْ يَنَالَ اللَّهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلَٰكِنْ يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنْكُمْ ۚ كَذَٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ ۗ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِينَ ﴿٣٧﴾

اور (اوپر جو قربانی کا حرم میں ذبح کرنے کا حکم ہے اس سے کوئی یوں نہ سمجھے کہ مقصود اصلی تعظیم حرم کی ہے بلکہ اصل مقصود اللہ ہی کی تعظیم اور اس کے ساتھ تقرب ہے اور مذبوح اور مذبح اس کا ایک آلہ اور ذریعہ ہے اور تخصیص بعض حکمتوں کی وجہ سے ہے اور اگر یہ تخصیصات مقصود اصلی ہوتیں تو کسی شریعت میں نہ بدلتیں مگر ان کا بدلتا رہنا ظاہر ہے البتہ تقرب الی اللہ جو اصل مقصود تھا وہ سب شرائع میں محفوظ رہا چنانچہ) ہم نے (جتنے اہل شرائع گذرے ہیں انمیں سے) ہر امت کے لیے قربانی کرنا اس غرض سے مقرر کیا تھا کہ وہ ان مخصوص چوپاؤں پر اللہ کا نام لیں جو اس نے انکو عطا فرمایا تھا (پس اصل مقصود یہ نام لینا تھا) سو (اس سے یہ بات نکل آئی کہ) تمہارا معبود (حقیقی) ایک ہی خدا ہے (جسکے ساتھ اس کا ذکر کرکے سبکو تقرب کا حکم ہوتا رہا) تو تم ہمہ تن اسی کے ہو کر رہو (یعنی موحد خالص رہو کسی مکان وغیرہ کو معظم بالذات سمجھنے سے ذرہ برابر شرک کا شائبہ اپنے عمل میں نہ ہونے دو) اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو لوگ ہماری اس تعلیم پر عمل کریں) آپ (ایسے احکام آلہیہ کے سامنے) گردن جھکا دینے والوں کو (جنت وغیرہ کی) خوشخبری سنا دیجیے جو (اس توحید خالص کی برکت سے) ایسے ہیں کہ جب (ان کے سامنے) اللہ (کے احکام صفات اور وعدہ وعید) کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جو ان مصیبتوں پر کہ ان پر پڑتی ہیں صبر کرتے ہیں اور جو نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انکو دیا ہے اسمیں سے (بقدر حکم اور توفیق کے) خرچ کرتے ہیں (یعنی توحید خالص ایسی بابرکت چیز ہے کہ اس کی بدولت کمالات نفسانیہ و بدنیہ و مالیہ پیدا ہو جاتے ہیں) اور (اسیطرح اوپر جو یعظم شعائر اللہ الخ میں بعض انتفاعات کا ممنوع ہونا معلوم ہوا ہے اس سے بھی ان ضحایا کے معظم بالذات ہونے کا شبہہ نہ کیا جاوے کیونکہ اس سے بھی اصل مقصود وہی اللہ تعالیٰ کی اور اس کے دین کی تعظیم ہے یہ تخصیصات اس کا ایک طریق ہے پس) قربانی کے اونٹ اور گائے کو (اور اسیطرح بکری بھیڑ کو بھی) ہم نے اللہ (کے دین) کی یادگار بنایا ہے (کہ اسکے متعلق احکام کے علم اور عمل سے اللہ کی عظمت اور دین کی وقعت ظاہر ہوتی ہے کہ اس کے نامزد چیز سے منتفع ہونے میں رائے مالک مجازی کی قابل اعتبار نہ ہے جس سے اسکی پوری عبدیت اور مالک حقیقی کی معبودیت ظاہر ہوتی ہے اور اس حکمت راجع الی تعظیم الدین کے علاوہ) ان جانوروں میں تمہارے (اور بھی) فائدے ہیں (مثلاً دنیوی فائدہ کھانا اور کھلانا اور اخروی فائدہ ثواب اور یہ حکمت راجع الی صاحب الدین ہے) سو (جب انسمیں یہ حکمتیں ہیں تو) تم ان پر کھڑے کرکے (ذبح کرنے کے وقت) اللہ کا نام لیا کرو (یہ صرف اونٹوں کے اعتبار سے فرمایا کہ ان کا اسطرح ذبح کرنا بوجہ آسانی ذبح و خروج روح کے بہتر ہے پس اس سے تو اخروی فائدہ یعنی ثواب حاصل ہوا نیز اسکی عظمت ظاہر ہوئی کہ اس کے نام پر ایک جان قربان ہوئی جس سے اس کا خالق اور اس کا مخلوق ہونا ظاہر کر دیا گیا) پس جب وہ (کسی) کروٹ کے بل گر پڑیں (اور ٹھنڈے ہو جاویں) تو تم خود بھی کھاؤ اور بے سوال اور سوالی (محتاج) کو (جو کہ باعتبار فقیر کی دو قسمیں ہیں) بھی کھانے کو دو (کہ یہ دنیوی فائدہ بھی ہے اور) ہم نے ان جانوروں کو اس طرح

ملحقات الترجمہ

لہ قوله قيل والبدن بعض انتفاعات والانتفاع اختلاف الشافعي في بعضها لان بعضها متفق عليه كالاجارة للركوب فانه ليس له ذلك اتفاقا كما في الروح "

اللغات مخبتين خاشعين كذا في القاموس البدن الابل اتفاقا والبقر ايضا عند الحنفية صواف من الصف اي مصطفة قوائمها الا الواحدة القانع من لا يسأل من قنع بالكسر قناعة او من يسأل من قنع بالفتح قنوعا المعتر واعترى واعتراه اعترض سائلا او غير سائل قولان —

البلاغة وجبت جنوبها كناية عن الموت —

اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ ۝ اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰي نَصْرِهِمْ

بلاشبہ اللہ تعالی ایمان والون سے ہٹا دیگا — بے شک اللہ تعالی کسی دغا باز کفر کرنے والے کو نہین چاہتا — لڑنے کی اُن لوگون کو اجازت دیدی گئی جن سے لڑائی کیجاتی ہے — اسوجہ سے کہ ان پر ظلم کیا گیا ہے اور

لَقَدِيْرُ ۝ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ۭ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ

بلاشبہ اللہ تعالی انکو غالب کردینے پر پوری قدرت رکھتا ہے جو اپنے گھرون سے بے وجہ نکالے گئے محض اتنی بات پر کہ وہ یون کہتے ہین کہ ہمارا رب اللہ ہے اور اگر یہ بات نہوتی کہ اللہ تعالی لوگون کا ایک دوسرے سے زور نہ گھٹاتا رہتا

تمہارے زیر حکم کر دیا کہ تم باوجود تمہارے ضعف اور اُنکی قوت کے اسطرح اُس کے ذبح پر قادر ہو گئے) تاکہ تم (اس تسخیر پر اللہ تعالی کا) شکر کرو (یہ حکمت مطلق ذبح مین ہے قطع نظر اُسکی قربانی ہونے کے اور آگے ذبح کی تخصیصات کے مقصود بالذات نہ ہونے کو ایک عقلی قاعدے سے بیان فرماتے ہین کہ دیکھو ظاہر بات ہے کہ) اللہ تعالی کے پاس نہ ان کا گوشت پہونچتا ہے اور نہ انکا خون (اور مقصود بالذات شئ کا مقبول اور موصول ہونا لازم تھا پس انتفاء لازم سے ملزوم کا انتفاء ہو گیا) ولیکن اُسکے پاس تمہارا تقوی (کہ نیت تقرب و اخلاص اُسکے شعبون مین سے ہے البتہ) پہونچتا ہے (پس یہی تعظیم الٰہی کی مقصودیت ثابت ہوئی اور جیسے اوپر کذلک سخرنا ہا الخ مین تسخیر کی ایک عام حکمت یعنی قربانی ہونے کی خصوصیت سے قطع نظر کرنے کے اعتبار سے بیان ہوئی تھی آگے تسخیر کی ایک خاص حکمت یعنی بلحاظ خصوصیت مذکورہ کے ارشاد فرماتے ہین کہ) اسیطرح اللہ تعالی نے ان جانورون کو تمہارا زیر حکم کر دیا تاکہ تم (اللہ کی راہ مین انکو قربانی کرکے) (اس بات پر اللہ کی بڑائی (بیان) کرو کہ اُس نے تمکو (اس طرح قربانی کرنے کی) توفیق دی (ورنہ اگر توفیق الٰہی رہبر نہ ہوتی تو یا تو ذبح ہی مین شبہات نکالکر اس عبادت سے محروم رہتے اور یا غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنے لگتے) اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اخلاص والون کو خوشخبری سنا دیجیے (اس سے پہلے خوشخبری اخلاص کے شعبون پر تھی یہ خاص اخلاص پر ہے) **ف** بدنہ کی تخصیص ذکر مین نفی جواز غیر بدنہ کے لیے نہین ہے بلکہ اس لیے کہ وہ افضل ہے اور اُس مین مذکورہ حکمتون اور منفعتون کا زیادہ ظہور ہے پھر صواف مین اونٹ کی تخصیص اسلیے کہ اُسمین افضلیت و ظہور منافع اور زیادہ ہے اور اونٹ کا اس ہیئت سے ذبح کرنا احسن اور اوفق بالسنۃ ہے کہ اُس کا ایک ہاتھ داہنا یا بایان باندھ دیا جاوے اور تین پانوں پر کھڑا کرکے اسکو نحر کرین اور اگر ایسا نہ کیا جاوے تب بھی درست ہے باقی مسائل اکل من الطعام کے متعلق اوپر کی آیات کے ذیل مین مذکور ہو چکے ہین واللہ اعلم ربط اوپر احکام حج کے ذکر سے بقرینہ مقام مزید تشنیع کفار مانعین عن المسجد الحرام کی مقصود معلوم ہوتی ہے جیسا کہ تمہید آیات ان الذین کفروا و یصدون الخ مین اُسکی تقریر گذر چکی ہے ایسے موقع پر کہ جب غلبہ کفار مانعین کا ہو یہ احکام سنکر مسلمانون کو خیال ہو سکتا ہے کہ ہمکو حالت موجودہ مین ان احکام پر کہان عمل نصیب ہوگا وہان تک رسائی تو ہی نہین اس لیے آگے مسلمانون سے بطور پیشین گوئی کے ایک تسلی آمیز وعدہ فرماتے ہین جسمین کفار کو ایک وعید بھی ہے۔

وعدۂ نصرت مؤمنین و وعید خذلان مشرکین

اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ ۝ بلاشبہ اللہ تعالی (ان مشرکین کے غلبہ اور ایذا رسانی کی قدرت کو) ایمان والون سے (عنقریب) ہٹا دیگا (کہ پھر حج وغیرہ سے روک ہی نہ سکین گے) بیشک اللہ تعالی کسی دغا باز کفر کرنے والے کو نہین چاہتا (بلکہ ایسون سے ناراض ہے اس لیے انجام کار انکو مغلوب اور مؤمنین مخلصین کو غالب کر دیگا) **ف** اس نصرت کا طریق آیت آیندہ مین مذکور ہے ربط اوپر نصرت مؤمنین کا وعدہ تھا آگے اُس نصرت کے طریق کا بیان ہے جسمین جہاد کی اجازت اور اُس پر نصرت کا وعدہ مذکور ہے اور ہر چند کہ آیت آیندہ واقعہ حدیبیہ سے مقدم ہے کیونکہ یہ آیت جہاد کی آیات مین سب سے اول ہے کما رواہ الحاکم فی المستدرک عن ابن عباس رضی اللہ عنہ کذا فی الروح اور واقعہ حدیبیہ بعد چند غزوات کے ہوا ہے لیکن تلاوت کی ترتیب مین جو کہ توقیفی ہے اسی آیت کا یہان ہونا ایسا مذکور کو مقتضی ہے تقریر ارتباط کی یہ ہوگی کہ اُس نصرت کا طریق یہ ہے کہ اذن بالجہاد ہو ہی چکا ہے جسپر نصرت موعود ہے پس جب اُسکا وقت آویگا اسی جہاد سے تم ان پر غالب آجاؤ گے اور نصرت کی اس فرد کا بھی ظہور ہو جاویگا اور اسکے ساتھ جہاد کی علت اور حکمت اور اخلاص فی الجہاد کی فضیلت غلبہ پر بشارت اور موعود لہم کی کے بھی مضامین ہین۔

اذن جہاد مع مضامین متعلقہ آن

اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰي نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ ۝ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ۭ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ

النحو قولہ الذین اخرجوا بدل من الذین یقاتلون البلاغۃ یدافع صیغۃ المفاعلۃ للمبالغۃ ای یبالغ فی الدفع مبالغۃ من یغالب فیہ کذا فی الروح قولہ ظلموا اسم نذکر الظالم تصریحا لمزید السخط تحاشیا عن ذکرہ

اختلاف القراءۃ فی قراءۃ یقاتلوں سمینیا للفاعل ای الذین یریدون للقتال و یحرصون علیہ

لَّهُدِّمَتۡ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذۡكَرُ فِيۡهَا اسۡمُ اللّٰهِ كَثِيۡرًا ؕ وَلَيَنۡصُرَنَّ اللّٰهُ مَنۡ يَّنۡصُرُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِىٌّ

تو نصاریٰ کے خلوت خانے اور عبادت خانے اور یہود کے عبادت خانے اور وہ مسجدیں جنمیں اللہ کا نام بکثرت لیا جاتا ہے سب منہدم ہوگئے ہوتے اور بیشک اللہ تعالیٰ اس کی مدد کریگا جو کہ اللہ کی مدد کریگا بیشک اللہ

عَزِيۡزٌ ۝ اَلَّذِيۡنَ اِنۡ مَّكَّنّٰهُمۡ فِى الۡاَرۡضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوۡا بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَنَهَوۡا عَنِ الۡمُنۡكَرِ ؕ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الۡاُمُوۡرِ

غلبہ والا ہے یہ لوگ ایسے ہیں کہ اگر ہم انکو دنیا میں حکومت دیدیں تو یہ لوگ نماز کی پابندی کریں اور زکوٰۃ دیں اور نیک کاموں کے کرنے کو کہیں اور برے کاموں سے منع کریں اور سب کاموں کا انجام تو خدا ہی کے اختیار میں ہے

لَّهُدِّمَتۡ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذۡكَرُ فِيۡهَا اسۡمُ اللّٰهِ كَثِيۡرًا ؕ وَلَيَنۡصُرَنَّ اللّٰهُ مَنۡ يَّنۡصُرُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِىٌّ عَزِيۡزٌ ۝ اَلَّذِيۡنَ اِنۡ مَّكَّنّٰهُمۡ فِى الۡاَرۡضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوۡا بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَنَهَوۡا عَنِ الۡمُنۡكَرِ ؕ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الۡاُمُوۡرِ ۝ گو اب تک بمصالح کفار سے لڑنے کی ممانعت تھی لیکن اب[1] لڑنے کی اُن لوگوں کو اجازت دے دیگئی جن سے (کافروں کی طرف سے) لڑائی کیجاتی ہے اسوجہ سے کہ ان پر (بہت) ظلم کیا گیا ہے (یہ علت ہے مشروعیۃ جہاد کی) اور (اس حالت اذن میں مسلمانوں کی قلت اور کفار کی کثرت پر نظر نہ کرنا چاہیے کیونکہ) بلاشبہ اللہ تعالیٰ انکے غالب کر دینے پر پوری قدرت رکھتا ہے (آگے انکی مظلومیت کا بیان ہے کہ) جو (بیچارے) اپنے گھروں سے بیوجہ نکالے گئے محض اتنی بات پر کہ وہ یوں کہتے ہیں کہ ہمارا رب اللہ ہے (یعنی توحید پر کفار کا یہ تمامتر غیظ و غضب تھا کہ انکو سخت پریشان کیا کہ وطن چھوڑنا پڑا آگے جہاد کی حکمت ہے) اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ تعالیٰ (ہمیشہ سے) لوگوں کا ایک کا دوسرے کے ہاتھ سے زور نہ گھٹواتا رہتا (یعنی اہل حق کو اہل باطل پر وقتاً فوقتاً غالب نہ کرتا رہتا) تو (اپنے اپنے زمانوں میں) نصاریٰ کے خلوت خانے اور عبادت خانے اور یہود کے عبادت خانے اور (مسلمانوں کی) وہ[2] مسجدیں جنمیں اللہ کا نام بکثرت لیا جاتا ہے سب منہدم (اور منعدم) ہوگئے ہوتے (آگے اخلاص فی الجہاد پر غلبہ کی بشارت ہے) اور بیشک اللہ تعالیٰ اُسکی مدد کریگا جو کہ اللہ (کے دین) کی مدد کریگا (یعنی اُسکے لڑنے میں خالص نیت اعلاء کلمۃ اللہ کی ہو) بے شک اللہ تعالیٰ قوت والا (اور) غلبہ والا ہے (وہ جسکو چاہے قوت و غلبہ دیسکتا ہے آگے مبشّرلہم کی فضیلت ہے) یہ لوگ ایسے ہیں کہ اگر ہم ان کو دنیا میں حکومت دیدیں تو یہ لوگ (خود بھی) نماز کی پابندی کریں اور زکوٰۃ دیں اور (دوسروں کو بھی) نیک کاموں کے کرنے کو کہیں اور برے کاموں سے منع کریں اور سب کاموں کا انجام تو خدا ہی کے اختیار میں ہے (پس مسلمانوں کی موجودہ حالت دیکھکر یہ کیونکر کوئی کہسکتا ہے کہ انجام بھی انکا یہی رہیگا بلکہ ممکن ہے کہ اسکا عکس ہو جاوے چنانچہ ہوا) **ف** بانہم ظلموا کی علت ہونے سے کوئی یہ شبہہ نہ کرے کہ جو کفار ظالم نہ ہوں مگر اسلام کے زیر فرمان بھی نہ ہوں وہ محل قتال نہیں ہیں اصل یہ ہے کہ اس علت میں انحصار کی کوئی دلیل نہیں بلکہ یکون الدین للہ کو غایۃ قرار دینے سے دوسری علت یہ بھی معلوم ہوئی کہ کوئی کافر زیر فرمان اسلام نہ ہو اور راز اسمیں یہ ہے کہ بصورت پھر کسی وقت اہل حق پر ظلم کرنے تک منجر ہو جاویگی پس جسطرح مظلومیت بالفعل علت ہے اسیطرح مظلومیت بالقوۃ القریبہ بھی۔ اور لولا دفع اللہ الخ کے حکمت ہونے سے کوئی شبہہ نہ کرے گا کہ گاہ گاہ اہل حق بھی مغلوب ہوتے ہیں۔ اصل یہ ہے کہ اتنا غلبہ جسمیں حق محو نہ ہو جاوے مقصود بالحکمت ہے سو یہ حاصل رہا ہے۔ اور لہدمت صوامع الخ سے کوئی یہ شبہہ نہ کرے کہ یہ سب متعبدات اب بھی حق تعالیٰ کے نزدیک مقبول ہیں۔ اصل یہ ہے کہ اپنے اپنے زمانہ مشروعیۃ ومقصودیت ملت میں انکی مطلوبیت مقصود ہے جیسا ترجمہ سے ظاہر ہے۔ اور لینصرن اللہ الخ سے کوئی یہ شبہہ نہ کرے کہ بعض اوقات ناصران حق بھی مغلوب ہوتے ہیں۔ اصل یہ ہے کہ بعد اولٹ پلٹ ہونے کے بشرط ثبات انجام میں غلبہ ناصران حق ہی کو ہوتا ہے جیسا حدیث صحیح میں بھی ہے جنمیں ہرقل کی حکایت مذکور ہے اور بعد عاقبۃ الامور میں بھی اسطرف لطیف اشارہ ہے اور اعتبار ہر کام میں انجام ہی کا ہے جیسا دوران علاج میں مریض کی مختلف حالتیں ہوتی ہیں مگر انجام اگر صحت ہے تو علاج کو نافع کہیں گے۔ اور اخیر آیت سے جسمیں قضیہ شرطیہ ہے صحابہ رض کی فضیلت اور خلفاء راشدین کی حقیت ثابت ہوتی ہے کیونکہ اس شرطیہ کا مقدم اخبار متواترہ سے ثابت الوقوع ہے اور اُسکا مستلزم ہونا تالی کے لیے نص قطعی سے ثابت التحقق ہے پس اُن حضرات کا کامل مکمل ہونا ثابت ہو گیا اب اسپر یہ شبہہ نہ رہا کہ صدق شرطیہ مقتضی وقوع مقدم کو نہیں ہوتا۔ اور نصاریٰ کے دو معبد کا اس لیے ذکر کیا کہ انمیں درویشی کی بھی رسم جاری تھی

ملحقات الترجمہ

[1] قولہ اب۔ فذن اب کرکے اشارہ الی ان اشقدیر اذن فی القتال وحذف اعتمادا علی القرینۃ۔

[2] قولہ وہ مساجد اشارہ الی ان قولہ یذکر صفۃ لمساجد وکونہ صفۃ للجمیع ان لم یرد علیہ وارد لاختلاف الازمنۃ الا ان صفۃ المضارع یناسب ما اخترناہ واللہ اعلم۔

اللغات صوامع معبد للرہبان البیع معبد للنصاریٰ الصلوات مصلی الیہود ۱۲

النحو الذین ان مکنٰہم بدل من الذین اخرجوا ۱۲

البلاغۃ قولہ صوامع الخ فی الروح تاخیر ذکر المساجد لان الترتیب الوجودی کذلک ولعل تاخیر صلوات عن بیع مع مخالفۃ الترتیب للمناسبۃ بینہا وبین المساجد کذا قیل (ای لان کلا من الشریعتین مستقل) وقیل انما جیٔ بہذہ المتعبدات علی ہذا النسق للانتقال من شریف الی اشرف فان البیع اشرف من الصوامع لکثرۃ العباد فیہا فانہا معبد للرہبان وغیرہم والصوامع معبد للرہبان فقط وکنائس الیہود اشرف من البیع لان حدوثہا اقدم وزمان العبادۃ فیہا اطول والمساجد اشرف من الجمیع لان اللہ تعالیٰ قد عبد فیہا بما لم یعبد بہ فی غیرہا ۱۲

وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّثَمُوْدُ ۝ وَقَوْمُ اِبْرٰهِيْمَ وَقَوْمُ لُوْطٍ ۝ وَّاَصْحٰبُ مَدْيَنَ

اور یہ لوگ اگر آپ کی تکذیب کرتے ہوں تو ان لوگوں سے پہلے قوم نوح اور عاد اور ثمود اور قوم ابراہیم اور قوم لوط اور اہل مدین بھی تکذیب کر چکے ہیں

وَكُذِّبَ مُوْسٰى فَاَمْلَيْتُ لِلْكٰفِرِيْنَ ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ۝ فَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ

اور موسیٰ کو بھی کاذب قرار دیا گیا سو میں نے کافروں کو مہلت دی پھر میں نے انکو پکڑ لیا سو میرا عذاب کیسا ہوا غرض کتنی بستیاں ہیں جنکو ہم نے ہلاک کیا جنکی یہ حالت تھی کہ وہ نافرمانی کرتی

فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصْرٍ مَّشِيْدٍ ۝ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَتَكُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ

تھیں سو وہ اپنی چھتوں پر گری پڑی ہیں اور بہت سے بیکار کنویں اور بہت سے قلعی چونے کے محل سو کیا یہ لوگ ملک میں چلے پھرے نہیں جس سے انکے دل ایسے ہو جاویں کہ اُس سے سمجھنے لگیں

بِهَآ اَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ۚ فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ ۝ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ

یا ان کے کان ایسے ہو جاویں جس سے سننے لگیں بات یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہو جایا کرتیں بلکہ دل جو سینوں میں ہیں وہ اندھے ہو جایا کرتے ہیں۔ اور یہ لوگ آپ سے عذاب کا تقاضا کرتے ہیں

وَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ ۭ وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۝ وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ

حالانکہ اللہ تعالےٰ کبھی اپنا وعدہ خلاف نہ کریگا اور آپ کے رب کے پاس کا ایک دن برابر ایک ہزار سال کے ہے تم لوگوں کے شمار کے موافق ۔ اور بہت سی بستیاں ہیں جنکو میں نے مہلت دی تھی اور وہ نافرمانی

ظَالِمَةٌ ثُمَّ اَخَذْتُهَا ۚ وَاِلَيَّ الْمَصِيْرُ ۝ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَآ اَنَا لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

کرتی تھیں پھر میں نے انکو پکڑ لیا اور سب کو میری ہی طرف لوٹنا ہوگا ۔ آپ کہدیجئے کہ اے لوگو میں تو صرف تمہارے لیے ایک آشکارا ڈرانیوالا ہوں سو جو لوگ ایمان لے آئے اور اچھے کام کرنے لگے

لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝ وَالَّذِيْنَ سَعَوْا فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝

اُن کے لیے مغفرت اور عزت کی روزی ہے ۔ اور جو لوگ ہماری آیتوں کے متعلق کوشش کرتے رہتے ہیں ہرانے کے لیے ایسے لوگ دوزخ والے ہیں۔

پس انکا خاص خلوت کا عبادت خانہ صومعہ ہے اور عام عبادت خانہ سبکو گرجا کہتے ہیں بیعہ ہے فقط ربط اوپر آیات ان الذین کفروا ویصدون الخ کا ارتباط آیت ومن الناس من یجادل الخ سے مذکور ہوا ہے اور اُسی سلسلہ سے یہانتک مضمون چلا آیا ہے چونکہ جدال سے مقصود کفار کا آپ کی تکذیب تھی جو موجب حُزن بنی تھی اسلیے آگے اس پر آپ کی تسلی فرماتے ہیں اور چونکہ ذکر جدال میں مجادل کو عذاب السعیر و عذاب الحریق کی وعید فرمائی گئی تھی اور کفار اس عذاب کی عدم تعجیل کو دلیل اپنے حق پر ہونے کی اور نعوذ باللہ دعویٰ نبوت میں آپ کے ناحق پر ہونے کی ٹھیراتے تھے اس لیے تسلی کے بعد اُن شبہات کا بھی جواب ہے۔

تسلیہ رسول وجواب شبہات کفار جہول

وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّثَمُوْدُ ﴿۴۲﴾ وَقَوْمُ اِبْرٰهِيْمَ وَقَوْمُ لُوْطٍ ﴿۴۳﴾ وَّاَصْحٰبُ مَدْيَنَ ۚ وَكُذِّبَ مُوْسٰى فَاَمْلَيْتُ لِلْكٰفِرِيْنَ ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۚ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿۴۴﴾ فَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصْرٍ مَّشِيْدٍ ﴿۴۵﴾ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَتَكُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ بِهَآ اَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ۚ فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ ﴿۴۶﴾ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ ۭ وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ﴿۴۷﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ اَخَذْتُهَا ۚ وَاِلَيَّ الْمَصِيْرُ ﴿۴۸﴾ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَآ اَنَا لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۴۹﴾ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۵۰﴾ وَالَّذِيْنَ سَعَوْا فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۵۱﴾ اور یہ (مجادل) لوگ اگر (درباب نبوت کے) آپکی تکذیب کرتے ہوں تو (آپ مغموم نہ ہوجیے کیونکہ) ان لوگوں سے پہلے قوم نوح اور عاد اور ثمود اور قوم ابراہیم

اللغات مشید مرفوع دہنی بالشید بالکسرای الجص **النحو** قولہ کذبت الحق بالفعل تاء التانیث لان الفاعل ہو قوم اسم جمع یجوز تذکیرہ وتانیثہ، قولہ وبئر وقصر معطوف علی قریۃ ای اہلکنا ہا۔ **البلاغۃ** قولہ عاد وثمود فی الروح استغنی فی عاد وثمود عن ذکر القوم لاشتہارہم بہذا الاسم والاصل فی التعبیر العلم ولا علم لغیر ہولاء ولم یقل وقوم شعیب لان قولہ المکذبین ہم ہولاء دون اہل الایکۃ لانہم اجنبیون وتخصیص لان التسلیۃ من تکذیب قومہ قال کذب موسیٰ مبنیا للمفعول لان المکذبین وہم القبط ولیسوا قومہ ولم یقل والقبط بل اعید الفعل للایذان بان تکذیبہم فی غایۃ الشناعۃ لکون آیاتہ فی کمال الوضوح قولہ بئر معطلۃ سل وصفہا بالوصف الذی الت الیہ لکون ہلاک البئر ہو ہذا دون ذہاب مائہا لانہ یبقی علی طول الزمان بخلاف اہل القریۃ والقصر فان ہلاکہا بالانعدام والانہدام فتفکر قولہ فی الصدور وصف القلوب بہ علی ما قال الزمخشری لانہ قد تعورف ان العمی مکانہ البصر فلما ارید اثبات ما ہو خلاف المعتقد احتاج ہذا التصویر الی زیادۃ تعیین ینقرر ان مکان العمی ہو القلوب لا الابصار کما تقول لیس

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ ۚ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ

اور ہم نے آپ کے قبل کوئی رسول اور کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا جسکو یہ قصہ پیش نہ آیا ہو کہ جب اس نے کچھ پڑھا شیطان نے اُس کے پڑھنے میں شبہہ ڈالا پھر اللہ تعالیٰ شیطان کے ڈالے ہوئے شبہات کو نیست و نابود

ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۙ لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ ۭ وَ

کر دیتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اپنی آیات کو زیادہ مضبوط کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ خوب علم والا خوب حکمت والا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ شیطان کے ڈالے ہوئے شبہات کو ایسے لوگوں کے لیے آزمائش بنا دے جنکے دل میں مرض ہے اور جنکے دل سخت ہیں اور

اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَفِيْ شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ ۙ وَّلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوْا بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ ۭ

واقعی ظالم لوگ بڑی مخالفت میں ہیں۔ اور تاکہ جن لوگون کو فہم عطا ہوا ہے وہ اس امر کا زیادہ یقین کرلین کہ یہ آپ کے رب کی طرف سے حق ہے سو ایمان پر زیادہ قائم ہو جاوین پھر اُس کی طرف

وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

اُن کے دل اور بھی جھک جاوین درحقیقت ان ایمان والون کو اللہ تعالیٰ ہی راہ راست دکھلاتا ہے

اور قوم لوطؑ اور اہل مدین بھی (اپنے اپنے انبیا علیہم السلام کی) تکذیب کر چکے ہیں اور موسیٰ علیہم السلام کو بھی (قبط کی طرف سے) کاذب قرار دیا گیا سو تکذیب کے بعد مین نے (اُن) کافرون کو (جنہون نے تکذیب کی تھی چندے) مہلت دی (جیسے انکو مہلت دی رکھی ہے) پھر مین نے انکو (عذاب مین) پکڑ لیا سو (دیکھو) میرا عذاب کیسا ہوا غرض کتنی بستیاں ہیں جنکو ہم نے (عذاب سے) ہلاک کیا جنکی یہ حالت تھی کہ وہ نافرمانی کرتی تھیں سو (اب انکی یہ کیفیت ہے کہ) وہ اپنی چھتون پر گری پڑی ہیں (مراد یہ کہ ویران ہیں کیونکہ عادۃً اول چھت گرتی ہے پھر اُس پر دیواریں آپڑتی ہیں) اور (اسطرح اُن بستیون مین) بہت سے بیکار کنوے (جو پہلے آباد تھے) اور بہت سے قلعی چونے کے محل (جواب شکستہ ہوگئے یہ سب اُن بستیون کے ساتھ تباہ ہوئے پس اسیطرح وقت موعود پر یہ لوگ معذب ہون گے) سو کیا یہ (منکر) لوگ ملک مین چلے پھرے نہیں جس سے ان کے دل ایسے ہو جاوین کہ اُس سے سمجھنے لگیں یا اُن کے کان ایسے ہو جاوین جس سے سننے لگیں بات یہ ہے کہ (نہ سمجھنے والون کی کچھ) آنکھیں اندھی نہیں ہو جایا کرتیں بلکہ دل جو سینون مین ہیں وہ اندھے ہو جایا کرتے ہیں (سو انکے بھی وہی دل اندھے ہو رہے ہیں ورنہ اُمم مذکورہ کی حالت سے سمجھ لیتے کہ فی الواقع کفر ناپسندیدہ حق ہے جب تو اُس پر عذاب آیا) اور یہ لوگ (نبوت مین شبہہ نکالنے کے لیے) آپ سے عذاب کا تقاضا کرتے ہیں (اور جلدی نہ آنے سے استدلال عدم وقوع پر کرتے ہیں) حالانکہ اللہ تعالیٰ کبھی اپنا وعدہ خلاف نہ کریگا (یعنی وعدہ کے وقت ضرور عذاب واقع ہوگا پس وہ استدلال غلط ہے) اور آپ کے رب کے پاس کا ایک دن (جسمین عذاب واقع ہوگا یعنی قیامت کا دن امتداد مین یا اشتداد مین) برابر ایک ہزار سال کے ہے تم لوگون کے شمار کے موافق (سو عجب بے وقوف ہیں کہ ایسی مصیبت کا تقاضا کرتے ہیں) اور (خلاصہ جواب مذکور کا مکرر سُن لو کہ) بہت سی بستیاں ہیں جن کو مین نے (انکی طرح) مہلت دی تھی اور وہ (ان ہی کی طرح) نافرمانی (کی باتیں) کرتی تھیں (یعنی وہ بھی استعجال واستہزا کرتے تھے) پھر مین نے انکو (عذاب مین) پکڑ لیا اور (سبکو) میری ہی طرف لوٹنا ہوگا (اُسوقت کفر کی پوری سزا ہوگی اور) آپ (یہ بھی) کہہ دیجیے کہ اے لوگو (اس عذاب مذکور کے واقع کرنے مین میرا کوئی دخل و اختیار نہیں ہے نہ کبھی مین نے اس کا دعوی کیا تاکہ عدم ایقاع سے میری تکذیب کیجاوے) مین تو صرف تمہارے لیے ایک آشکارا ڈرانے والا ہون سو جو لوگ (اُس ڈر کو سنکر) ایمان لے آئے اور اچھے کام کرنے لگے اُنکے لیے مغفرت اور عزت کی روزی (یعنی جنت) ہے اور جو لوگ ہماری آیتون کے متعلق (انکے ابطال کی) کوشش کرتے رہتے ہیں (نبی کو اور اہل ایمان کو) ہرانے کے لیے ایسے لوگ دوزخ (مین رہنے) والے ہیں (پس یہ میرا دعوی ہے اور اس پر دلیلیں رکھتا ہون اور عذاب سے ڈرانا میرا فرض منصبی ہے جسکا وقوع بھی وقت پر باختیار خداوندی ہوگا اس سے میرا کوئی تعلق نہیں جو مجھ سے درخواست کیا کرتے ہو) ربط اوپر شیاطین الانس کے مراد و جدال و سعی فی ابطال الآیات کے مقابلہ مین منجانب اللہ نصرت حق و اہل حق کا وقوع مذکور تھا آگے شیاطین الجن کے اغوا و اضلال و وسوسہ فی الآیات کے مقابلہ مین جو کہ جدال مذکور کا اصل منشا ہے حق کی نصرت کا وقوع اور اُس کید کا مدفوع ہونا اور اُس کے ذیل مین حق کے قبول کرنے والون کی جزا اور نہ قبول کرنے والون کی سزا مذکور ہے۔

افنا باطل و ابقاء حق و جزاے و سزاے اہل ہر دو

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ ۚ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۲﴾ لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ ۭ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَفِيْ شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۵۳﴾ وَّلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوْا بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۴﴾

اللغات تمنی قرأ کما فی قولہ تعالی الا امانی و قول حسان تمنی کتاب اللہ الخ فان الثانی یفید الحروف و تصوّرا فیذکرا شیئا فشیئا کذا فی الروح بتغییر النحو قولہ تمنی ای کلما حد کما فی قولہ تعالی واللہ در سولہ احق

وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتَّىٰ تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً أَوْ يَأْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيمٍ ۝ الْمُلْكُ

اور کافر لوگ ہمیشہ اُس کی طرف سے شک ہی مین رہینگے　یہانتک کہ اُن پر دفعۃً قیامت آجاوے　یا ان پر کسی بے برکت دن کا عذاب آپہونچے　بادشاہی

يَوْمَئِذٍ لِّلَّهِ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ۚ فَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ۝ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا

اُس روز اللہ ہی کی ہوگی — وہ اِن سب کے درمیان فیصلہ فرماویگا　سو جو لوگ ایمان لائے ہون گے اور اچھے کام کیے ہونگے وہ چین کے باغون مین ہونگے — اور جنہون نے کفر کیا ہوگا　اور ہماری آیتون کو جھٹلایا ہوگا

بِآيَاتِنَا فَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۝

تو اُن کے لیے ذلت کا عذاب ہوگا —

ع ۹ / ۱۴

وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتَّىٰ تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً أَوْ يَأْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيمٍ ۝ الْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِّلَّهِ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ۚ فَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ۝ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۝ اور (اے محمد صلی اللہ علیہ سلم یہ لوگ جو شیاطین کے اغوا سے آپ سے مجادلہ کرتے ہین یہ کوئی نئی بات نہین بلکہ) ہم نے آپ کے قبل کوئی رسول اور کوئی نبی ایسا نہین بھیجا جسکو یہ قصہ پیش نہ آیا ہو کہ جب اُس نے (اللہ تعالیٰ کے احکام مین سے) کچھہ پڑھا (تب ہی) شیطان نے اُس کے پڑھنے مین (کفار کے قلوب مین) شبہہ (اور اعتراض) ڈالا (اور تعلیم اُن ہی شبہات اور اعتراضات کو پیش کرکے انبیاء سے مجادلہ کیا کرتے جیسا دوسری آیات مین ارشاد ہے وکذلک جعلنا لکل نبی عدوا شیاطین الانس والجن یوحی بعضهم الی بعض زخرف القول غرورا وان الشیاطین لیوحون الی اولیائهم لیجادلوکم) پھر اللہ تعالیٰ شیطان کے ڈالے ہوئے شبہات کو (جوابات قاطعہ و دلائل ساطعہ سے) نیست و نابود کر دیتا ہے (جیساکہ ظاہر ہے کہ جواب صحیح کے بعد اعتراض رفع ہو جاتا ہے) پھر اللہ تعالیٰ اپنی آیات (کے مضامین) کو زیادہ مضبوط کر دیتا ہے (گو وہ فی نفسہا بھی مستحکم تھین لیکن اعتراضات کے جواب سے اُس استحکام کا زیادہ ظہور ہوگیا) اور اللہ تعالیٰ (اُن اعتراضات کے متعلق) خوب علم والا ہے (اور اُنکے جواب کی تعلیم مین) خوب حکمت والا ہے (اور یہ سارا قصہ اسلیے کیا ہے) تاکہ اللہ تعالیٰ شیطان کے ڈالے ہوئے شبہات کو ایسے لوگون کے لیے آزمایش (کا ذریعہ) بناوے جنکے دلون مین شک کا مرض ہے اور جن کے دل (بالکل ہی) سخت ہین (کہ وہ شک سے بڑھ کر باطل کا جزم کیے ہوئے سو انکی آزمایش ہوتی ہے کہ دیکھین بعد جواب کے اب بھی شبہات کا اتباع کرتے ہین یا جواب کو سمجھ کر حق کو قبول کرتے ہین) اور واقعی (یہ ظالم لوگ (یعنی اہل شک بھی اور اہل جزم بالباطل بھی) بڑی مخالفت مین ہین (کہ حق و باوجود وضوح کے محض عناد کے سبب قبول نہین کرتے شیطان کو وسوسہ ڈالنے کا تصرف تو اسلیے دیا گیا تھا کہ آزمایش ہو) اور (اُن شبہات کا ابو بہ صحیحہ و نورِ ہدایت سے ابطال اس لیے ہوتا ہے) تاکہ جن لوگون کو فہم (صحیح) عطا ہوا ہے وہ (اُن اجوبہ و نورِ ہدایت سے) اس امر کا زیادہ یقین کر لین کہ یہ (جو نبی نے پڑھا ہے وہ) آپ کے رب کی طرف سے حق ہے سو ایمان پر زیادہ قائم ہو جاوین پھر (زیادہ یقین کی برکت سے) اُس (پر عمل کرنے) کی طرف اُن کے دل اور بھی جھک جاوین اور واقعی ان ایمان والون کو اللہ تعالیٰ ہی راہِ راست دکھلاتا ہے (پھر کیونکر انکو ہدایت نہ ہو یہ تو ایمان والون کی کیفیت ہوئی) اور (رہ گئے) کافر لوگ (سو وہ) ہمیشہ اُس (پڑھی ہوئی چیز) کی طرف سے شک ہی مین رہینگے (جو انکے دل مین شیطان نے ڈالا تھا) یہانتک کہ اُن پر دفعۃً قیامت آجاوے (جسکی ہول ہی کافی ہے گو عذاب نہ بھی ہوتا) یا (اس سے بڑھکر یہ کہ) ان پر کسی بے برکت دن کا (کہ قیامت کا دن ہی) عذاب آپہونچے (اور دونون کا جمع ہونا جو کہ واقع مین ہوگا اور بھی اشد مصیبت ہے مطلب یہ کہ یہ بدون مشاہدہ عذاب کفر سے باز نہ آوین گے مگر اسوقت نافع نہ ہوگا) بادشاہی اُس روز اللہ ہی کی ہوگی وہ ان سب (مذکورین) کے درمیان (عملی) فیصلہ فرماویگا سو جو لوگ ایمان لائے ہونگے اور اچھے کام کیے ہونگے وہ چین کے باغون مین ہونگے اور جنہون نے کفر کیا ہوگا اور ہماری آیتون کو جھٹلایا ہوگا تو اُن کے لیے ذلت کا عذاب ہوگا (وہ فیصلہ یہ ہوا) **ف** رسول اور نبی کے معانی کی تحقیق سورہ مریم آیات واذکر فی الکتاب موسیٰ الخ کی تفسیر مین گذرچکی ہے اور بعض کتب مین ان آیتون کے متعلق ایک قصہ لکھا ہے جسمین تلک الغرانیق آیا ہے وہ حسب نقل صاحب روح بتصریح بیہقی و قاضی عیاض و محمد ابن اسحق و شیخ ابو المنصور ماتریدی غیر ثابت و بے سند و موضوع زنادقہ ہے اور جنہون نے اسکی صحت کا حکم کیا ہے وہ درجہ مین نقادون کے برابر نہین اور علی سبیل الفرض اگر ثابت بھی ہو تاہم موقوف علیہ تفسیر آیت کی نہین اور خود واجب التاویل و التوجیہ ہے ربط اوپر آیت اذن للذین یقاتلون الخ مین جہاد کی اجازت اور نصرت کی بشارت اور للذین اخرجوا مین مومنین مظلومین کی مہاجرت ارشاد فرمائی گئی تھی اور یہانتک اسی سلسلہ مین مضمون چلا آیا تھا چونکہ دوران جہاد و ہجرت مین بعض کو قتل یا موت طبعی کی بھی نوبت آتی ہے اور ہرچند کہ وہ منافی وعدہ نصرت کے اسلیے نہین کہ منصوریت صفت قوم کی ہوتی ہے نہ کہ ہر واحد کی آحاد قوم سے لیکن

ملحقات الترجمۃ

لہ قوله الی اولیائهم لیجادلوکم اشارة الی ان و لمنع الخلع

اللغات العقیم مالا نفع فیه ولا خیر فان یوم القیمة کذلک للکافر ۱۲ **البلاغة** قوله یوم عقیم فیه وضع الظاهر موضع المضمر ای یاتیهم عذاب الساعة ونکره للتهویل والتفخیم ۱۲ **الروایات** فی الدر اخرج ابن ابی حاتم

وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ قُتِلُوا أَوْ مَاتُوا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللَّهُ رِزْقًا حَسَنًا وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ

اور جن لوگون نے اللہ کی راہ مین اپنا وطن چھوڑا پھر وہ لوگ قتل کیے گئے یا مرگئے اللہ تعالیٰ انکو ضرور ایک عمدہ رزق دیگا اور یقیناً اللہ تعالیٰ سب دینے والون سے اچھا ہے

لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُدْخَلًا يَرْضَوْنَهُ وَإِنَّ اللَّهَ لَعَلِيمٌ حَلِيمٌ ۝ ذَٰلِكَ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوقِبَ بِهِ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنْصُرَنَّهُ

اللہ تعالیٰ انکو ایسی جگہ داخل کریگا جسکو وہ پسند کرینگے اور بلاشبہہ اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے بہت حلم والا ہے یہ ہوچکا اور جو شخص اسیقدر تکلیف پہونچادے جسقدر اسکو تکلیف پہونچائی گئی تھی پھر اس شخص پر زیادتی کی جاوے

اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ لَعَفُوٌّ غَفُورٌ

اللہ تعالیٰ اس شخص کی ضرور امداد کریگا اللہ تعالیٰ کثیر العفو کثیر المغفرت ہے

تاہم یہ ظنہ ہوسکتا ہے اُس میت یا مقتول کی حسرت کا کہ ہم اُس وعدہ کے معائنہ سے متمتع نہ ہوئے اس لیے آگے ان مقتولین یا میتین کو اُس بشارت نصرت سے بڑھکر دوسری بشارت سناتے ہین۔

بشارت مہاجرین بنعماے آخرت

وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ قُتِلُوا أَوْ مَاتُوا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللَّهُ رِزْقًا حَسَنًا وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ۝ لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُدْخَلًا يَرْضَوْنَهُ وَإِنَّ اللَّهَ لَعَلِيمٌ حَلِيمٌ ۝ اور جن لوگون نے اللہ کی راہ مین (یعنی دین کے لیے) اپنا وطن چھوڑا (جسکا ذکر اوپر کی آیت مین بھی اس عنوان سے ہوچکا ہے اخرجوا من دیارہم بغیر حق) پھر وہ لوگ (کفار کے مقابلہ مین) قتل کیے گئے یا (ویسے ہی موت طبعی سے) مرگئے (وہ ناکام نہین ہین گو دنیا مین انکو ظفر و غنیمت نہین ملی مگر آخرت مین) اللہ تعالیٰ انکو ضرور ایک عمدہ رزق دیگا (یعنی جنت کے میوے اور دیدار حق) اور یقیناً اللہ تعالیٰ سب دینے والون سے اچھا (دینے والا) ہے (اور رزق حسن کے ساتھ) اللہ تعالیٰ انکو (مسکن بھی اچھا دیگا اور انکو) ایسی جگہ لیجاکر داخل کریگا جس کو وہ (بہت ہی) پسند کرینگے اور (رہی یہ بات کہ بعض مہاجرین موت کی صورت مین اسطرح ناکام ہی کیون رہے اور قتل کی صورت مین کافر قبل قاتل ہونے کے قہر الٰہی سے کیون نہ ہلاک ہوگیا کہ قتل مومن کی نوبت ہی نہ آتی تو وجہ اُسکی یہ ہے کہ) بلاشبہہ اللہ تعالیٰ (ہر بات کی حکمت و مصلحت کو) خوب جاننے والا ہے (پس اس ظاہری ناکامی مین بھی بہت سی مصلحتین ہین اور) بہت حلم والا (بھی) ہے (اس لیے اپنے اعدا کو ہمیشہ جلدی ہی سزا نہین دیتا) ربط مظلوم پر دو طرح ظلم ہوا کرتا ہے ایک یہ کہ ابتداءً ظلم کیا جاوے دوسرے یہ کہ وہ مظلوم اس ابتدائی ظلم کا انتقام لے اور اس انتقام کی وجہ سے پھر اُس کو ایذا پہنچائی جاوے ہرچند کہ مظلومیت پر وعدہ نصرت جو اوپر مذکور ہوا ہے دونون صورتون کو شامل ہے لیکن قسم دوم کا ظلم ہونا بسبب مسبوقیت بالعقوبۃ من جانب المظلوم کے مثل قسم اول کے ظاہر نہ تھا اور اس وجہ سے مظنہ عدم شمول وعدہ مذکورہ کا ہوسکتا تھا اس لیے آگے بالتصریح اس قسم پر بھی وعدۂ نصرت فرماتے ہین اور منشاء اشتباہ یعنی مسبوقیت مذکورہ کا جواب ظاہر ہے کیونکہ وہ عقوبت بوجہ مسبوقیت بالعقوبۃ من جانب الظالم کے مثل عدم عقوبت کے ہے پس یہ ظلم ثانیاً مثل ظلم ابتدائی ہی کے ہوا۔

وعدہ نصرت بر عدوان بعد انتقام

ذَٰلِكَ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوقِبَ بِهِ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنْصُرَنَّهُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ لَعَفُوٌّ غَفُورٌ ۝ یہ (مضمون تو) ہوچکا اور (آگے اور سنو کہ) جو شخص (دشمن کو) اسیقدر تکلیف پہونچادے جسقدر (اُس دشمن کی طرف سے) اُسکو تکلیف پہونچائی گئی تھی (اور) پھر (اس برابر سرابر ہوجانے کے بعد اُس دشمن کی طرف سے) اس شخص پر زیادتی کیجاوے (چنانچہ کفار سے ایسا معاملہ بھی ہوتا تھا) اللہ تعالیٰ اس شخص کی ضرور امداد کریگا (اگر یہ شخص بدلا لینا چاہیے تو دنیا مین نصرت شرعیہ یقینی ہے یعنی اجازت انتقام کی اور اگر بدلا نہ لے تو آخرت مین نصرت حسیہ ضروری ہے یعنی ظالم کی تعذیب اور یہ جو اوپر قید لگائی گئی بمثل ما عوقب الخ سو اس مماثلت کی مراعاۃ مظلوم کے اجتہاد پر ہے یعنی اس نے اپنی وسعت حتی الامکان مبذول کی ہو اور اسپر بھی اگر مماثلت سے قدرے بیشی ہوجاوے جو بوجہ غایت غموض و خفا کے ضبط مین نہ آسکے تو وہ موجب مواخذہ و مخل وعدہ نصرت نہین بلکہ معاف ہے کیونکہ) اللہ تعالیٰ کثیر العفو کثیر المغفرت ہے (ایسے دقائق پر دار و گیر نہین فرماتا) ف یہ رعایت مماثلت کا وجوب معاملات معاشرت مین ہے نہ کہ جہاد مین چنانچہ ادلہ شرعیہ سے یہ امر ظاہر و مشہور ہے اور نیز جو افعال ہر حال مین معصیت ہین وہ اس عموم سے مستثنیٰ ہین مثلاً کوئی کسی کے والدین کو بُرا کہے تو عوض مین اُسکے والدین کو بُرا کہنا جائز نہ ہوگا ربط اوپر مومنین کے غالب اور کفار کے مغلوب ہونے کا بیان تھا چونکہ مسلمانون کی موجودہ بے سر و سامانی اور کفار کی عدد اور عُدد مین فراوانی پر نظر کرنے پر اسمین ایک گونہ استبعاد تھا اس لیے آگے ذلک بان اللہ یولج الخ مین اپنی قدرت کاملہ کا بیان فرماتے ہین اور چونکہ جہلاء کفار کو اس مقام پر اپنے معبودین کے ناصر ہونیکا وہم ہوسکتا تھا اس لیے ذلک بان اللہ ہو الحق الخ مین اُن کا ناکارہ ہونا ارشاد فرماتے ہین اور چونکہ یہ مضمون متضمن توحید ذاتی و صفاتی و افعالی تھا

ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ مدخلا جگہ اشارۃ الی انہ اسم مکان وقیل مصدر مفعول مطلق ۱۲

اللغات قولہ بمثل ما عوقب بہ فی الروح البارقی الموضعین للالۃ ۱۲ **البلاغۃ** فی الروح وتسمیتہ ما وقع ابتداء عقابا للمشاکلۃ او لکونہ سببا للجزاء او بناء علی العرف من اطلاقہ علی ما یعذب بہ وان لم یکن جزاء جنایۃ ۱۲

ذٰلِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ يُولِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَأَنَّ اللّٰهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ ذٰلِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ

یہ اس سبب سے ہے کہ اللہ تعالیٰ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کر دیتا ہے اور اس سبب سے ہے کہ اللہ تعالیٰ خوب سننے والا خوب دیکھنے والا ہے یہ اس سبب سے ہے کہ اللہ ہستی میں کامل ہے اور جن

مَا يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ هُوَ الْبَاطِلُ وَأَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً ز

چیزوں کی اللہ کے سوا یہ لوگ عبادت کر رہے ہیں وہ بالکل ہی لچر ہیں اور اللہ ہی عالیشان اور بڑا ہے کیا تجھکو یہ خبر نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی برسایا

فَتُصْبِحُ الْأَرْضُ مُخْضَرَّةً ط إِنَّ اللّٰهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ط وَإِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْغَنِيُّ

جس سے زمین سرسبز ہو گئی بیشک اللہ تعالیٰ بہت مہربان سب باتوں کی خبر رکھنے والا ہے سب اُسیکا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور بیشک اللہ ہی ایسا ہے جو کسی کا محتاج

الْحَمِيدُ ع أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ ط وَيُمْسِكُ السَّمَاءَ أَنْ تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِهِ ط

نہیں ہر طرح کی تعریف کے لائق ہے کیا تجھکو یہ خبر نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کے کام میں لگا رکھا ہے زمین کی چیزوں کو اور کشتی کو کہ وہ دریا میں اُس کے حکم سے چلتی ہے اور وہی آسمان کو زمین پر گرنے سے تھامے ہوئے ہے ہان

إِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ وَهُوَ الَّذِي أَحْيَاكُمْ ز ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ط إِنَّ الْإِنْسَانَ لَكَفُورٌ

اُسی کا حکم ہو جاوے تو خیر بالیقین اللہ تعالیٰ لوگوں پر بڑی شفقت اور رحمت فرمانیوالا ہے اور وہی ہے جس نے تمکو زندگی دی پھر تمکو موت دیگا پھر تمکو زندہ کریگا واقعی انسان ہے بڑا بے قدر

اور روئے سخن تھا مشرکین کی طرف جو کہ شرک میں مبتلا ہونے سے نعم الٰہیہ سے جحود کرتے تھے اس لیے الم تران اللہ انزل سے لکفور تک اس مضمون کی قدرے تفصیل فرماتے ہیں—

بیان قدرت وعظمت و نعمت حق تعالیٰ

ذٰلِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ يُولِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَأَنَّ اللّٰهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ ﴿۶۱﴾ ذٰلِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ مَا يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ هُوَ الْبَاطِلُ وَأَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ﴿۶۲﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً ز فَتُصْبِحُ الْأَرْضُ مُخْضَرَّةً ط إِنَّ اللّٰهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ ﴿۶۳﴾ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ط وَإِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ﴿۶۴﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ ط وَيُمْسِكُ السَّمَاءَ أَنْ تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِهِ ط إِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ ﴿۶۵﴾ وَهُوَ الَّذِي أَحْيَاكُمْ ز ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ط إِنَّ الْإِنْسَانَ لَكَفُورٌ ﴿۶۶﴾ یہ (مومنین کا غالب کر دینا) اس سبب سے ہے کہ اللہ تعالیٰ (کی قدرت بڑی کامل ہے چنانچہ وہ) رات (کے اجزاء) کو دن میں اور دن (کے اجزاء) کو رات میں داخل کر دیتا ہے (اور یہ انقلاب اُس انقلاب موعود سے بدرجہا زیادہ عجیب ہے) اور (نیز) اس سبب سے ہے کہ اللہ تعالیٰ (ان سب کے اقوال واحوال کو) خوب سننے والا خوب دیکھنے والا ہے (پس کفار کی ظالمیت قولی وفعلی کو اور مومنین کی مظلومیت کو سنتا دیکھتا ہے پس اطلاع وقدرت دونوں کا مجموعہ سبب ہو گیا نصرت کا) اور نیز یہ (نصرت) اس سبب سے (یقینی) ہے کہ (اسمیں کوئی اللہ تعالیٰ کے ساتھ مزاحمت نہیں کر سکتا کیونکہ) اللہ ہی ہستی میں کامل (اور واجب الوجود) ہے اور جن چیزوں کی اللہ کے سوا یہ لوگ عبادت کر رہے ہیں وہ بالکل ہی لچر ہیں (اولاً بوجہ امکان وحدوث کے ثانیاً بوجہ عجز وضعف قدرت کے تو یہ کیا مزاحمت کر سکتے ہیں) اور اللہ ہی عالیشان اور سب سے بڑا ہے (اور اے مخاطب اس مضمون میں تدبر کرکے توحید کی حقیت اور شرک کا بطلان سمجھنا چاہیے اور اس کے علاوہ اور بھی حق تعالیٰ کے کمالات اور نعمتیں ہیں جن سے توحید ووجوب شکر پر استدلال کیا جا سکتا ہے چنانچہ ہم بیان کرتے ہیں) کیا تجھکو یہ خبر نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی برسایا جس سے زمین سرسبز ہو گئی بیشک اللہ تعالیٰ بہت مہربان (اور) سب باتوں کی خبر رکھنے والا ہے (اسلیے بندوں کی ضرورتوں پر مطلع ہے اور ان کے مناسب مہربانی فرماتا ہے) سب اُسیکا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے (یعنی وہ سب کا مالک ہے) اور بے شک اللہ ہی ایسا ہے جو کسیکا محتاج نہیں (اور) ہر طرح کی تعریف کے لائق ہے (اور اے مخاطب) کیا تجھکو یہ خبر نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کے کام میں لگا رکھا ہے زمین کی چیزوں کو اور کشتی کو (بھی) کہ وہ دریا میں اُس (خدا) کے حکم سے چلتی ہے اور وہی آسمان کو زمین پر گرنے سے تھامے ہوئے ہے ہان مگر اُسی کا حکم ہو جاوے تو خیر (پھر تو ضرور ہی گر پڑے مگر باوجودیکہ اعمال عباد اسکو مقتضی ہیں کقولہ تعالیٰ ان نشا نخسف بہم الارض او نسقط علیہم کسفا من السماء پھر جو گرنے کا حکم نہیں دیتا تو وجہ یہ ہو کہ) بالیقین اللہ تعالیٰ لوگوں (کے حال) پر بڑی شفقت اور رحمت فرمانے والا ہے اور وہی ہے جسنے تمکو زندگی دی پھر (وقت موعود پر) تم کو موت دیگا پھر (قیامت میں دوبارہ) تمکو

النحو قولہ الا باذنہ استثناء من اعم الاحوال ای لا یترکہا تقع فی حال من الاحوال الا فی حال کونہا متلبسۃ بمشیتہ تعالیٰ ولا دلالۃ فی الآیۃ علی وقوع الاذن بالوقوع کذا فی البحر۔

الکلام استدل بعض بقولہ الی یمسک علی ان السماء طالب المرکز ولیس بذاک لانہ یمکن ان یکون معنے الامساک خلقہا بحیث لا یطلب المرکز فافہم۔

لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوْهُ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْاَمْرِ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ ؕ اِنَّكَ لَعَلٰى هُدًى مُّسْتَقِيْمٍ ۝ وَاِنْ

ہم نے ہر امت کے واسطے ذبح کرنے کا طریق مقرر کیا ہے کہ وہ اسی طریق پر ذبح کیا کرتے تھے سو ان لوگوں کو چاہیے کہ اس امر میں آپ سے جھگڑا نہ کریں اور آپ اپنے رب کی طرف بلاتے رہیے آپ یقیناً صحیح رستہ پر ہیں اور اگر

جٰدَلُوْكَ فَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ اَللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝ اَلَمْ تَعْلَمْ

یہ لوگ آپ سے جھگڑا نکالتے رہیں تو آپ فرما دیجیے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں کو خوب جانتا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان قیامت کے روز فیصلہ فرما دیگا جن چیزوں میں تم اختلاف کرتے تھے اے مخاطب کیا تجھ کو معلوم

اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ فِيْ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

نہیں کہ اللہ تعالیٰ سب چیزوں کو جانتا ہے جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے یقینی بات ہے کہ یہ نامۂ اعمال میں ہے یقیناً یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک آسان ہے اور یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا ایسی چیزوں کی

مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّمَا لَيْسَ لَهُمْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ۝ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ

عبادت کرتے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے کوئی حجت نہیں بھیجی اور نہ ان کے پاس انکی کوئی دلیل ہے اور ان ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا اور جب ان لوگوں کے سامنے ہماری آیتیں جو کہ خوب واضح ہیں پڑھکر

تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمُنْكَرَ ؕ

سنائی جاتی ہیں تو تم ان کافروں کے چہروں میں برے آثار دیکھتے ہو

زندہ کریگا (اور ان دلائل و نعم کا مقتضا یہ تھا کہ لوگ توحید اور شکر کو اختیار کرتے مگر) واقعی انسان ہے بڑا بیقدر کہ اب بھی کفر و شرک سے باز نہیں آتا مراد انسان سے ایسے ہی لوگ ہیں) ربط زیادہ اجزاء سورت میں کفار کے جدال و راس کے وجوہ ابطال کا بیان ہے منجملہ ان مجادلات کے ایک مجادلہ متعلق ذبائح کے تھا جسکا حاصل وہی ہے جو اب بھی بعض کفار کی زبان پر مشہور ہے کہ خدا کی ماری مردار اور اپنی ماری حلال آگے اس پر مشرکین کو زجر ہے کذا فی الدر المنثور عن علی بن الحسین بروایۃ احمد والحاکم وتصحیحہ والبیہقی وعن ابن عباس وعن مجاہد۔

زجر مشرکین در اعتراض بر ذبائح

لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوْهُ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْاَمْرِ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ ؕ اِنَّكَ لَعَلٰى هُدًى مُّسْتَقِيْمٍ ۝ وَاِنْ جٰدَلُوْكَ فَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ اَللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ فِيْ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝ (جتنی امتیں اہل شرائع گذری ہیں) ہم نے (ان میں) ہر امت کے واسطے ذبح کرنے کا طریق مقرر کیا ہے کہ وہ اسی طریق پر ذبح کیا کرتے تھے سو ان (معترض لوگوں) کو چاہیے کہ اس امر (ذبح میں) آپ سے جھگڑا نہ کریں (کیونکہ ان کے اصول مسلمہ سے ہے کہ جو امر قدیم سے چلا آتا ہو وہ صحیح ہے اور انکے نزدیک جب قدامت محضہ گو مناقض دلیل صحیح کے ہو حجت ہے حتی کہ اپنے عقائد و اعمال کی اسی بنا پر تصحیح کرتے ہیں جو کہ واقع میں غیر صحیح ہے تو جب قدامت کے ساتھ اس قدامت کا مبنی دلیل صحیح بھی ہو تب تو اسکی صحت میں کلام ہی نہیں ہو سکتا اور گو انکو آپ سے اس باب میں خطاب درست نہیں مگر آپ کو ان سے خطاب کا حق ہے پس) آپ (انکو) اپنے رب (یعنی اسکے دین) کی طرف بلاتے رہیے (کیونکہ) آپ یقیناً صحیح رستہ پر ہیں (اور صحیح رستہ والے کو حق ہوتا ہے غلط رستہ والے کو اپنی طرف بلانیکا اور غلط رستہ والے کو یہ حق نہیں ہوتا) اور اگر (اس پر بھی) یہ لوگ آپ سے جھگڑا نکالتے رہیں تو آپ (اخیر بات) فرما دیجیے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں کو خوب جانتا ہے (وہی تمکو سمجھے گا کیونکہ جب کوئی شخص معقول جواب کو نہ قبول کرے نہ اسمیں کوئی معتد بہ شبہ نکال سکے اور خواہ مخواہ گفتگو کیے جائے تو اسکا جواب یہی ہے کہ خدا انکو سمجھے گا آگے اسی کی توضیح ہے کہ) اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان قیامت کے روز (عملی) فیصلہ فرما دیگا جن چیزوں میں تم اختلاف کرتے تھے (آگے اسکی تائید ہے کہ) اے مخاطب کیا تجھکو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ سب چیزوں کو جانتا ہے جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے (پس ان لوگوں کے اعمال و احوال کا بھی علم ہے اور باوجود محفوظ فی العلم ہونے کے) یقینی بات ہے کہ یہ (سب ان کا قول و فعل) نامۂ اعمال میں (بھی محفوظ) ہے (پس) یقیناً (ثابت ہو گیا کہ) یہ (فیصلہ کرنا) اللہ تعالیٰ کے نزدیک (بہت) آسان ہے (کیونکہ مدار اعظم فیصلہ کا حاکم کے اعتبار سے علم ہی ہے اور غیر حاکم کے اعتبار سے علم کے ساتھ حصول حکومت کی بھی ضرورت ہے اور اللہ تعالیٰ کا حاکم ہونا مسلم ہی تھا) ف اس رکوع سے چار رکوع پہلے بھی یہ آیت آئی ہے ولکل امۃ جعلنا منسکا مگر چونکہ دونوں کے مقصود کا علیحدہ علیحدہ ہونا تقریر ترجمہ سے ظاہر ہے اسلیے تکرار لازم نہیں آیا اور مشرکین کے اس اعتراض کا یہ جواب ایک خاص طرز پر ہے اور دوسرے طرز کا جواب پارہ ہشتم کے رکوع اول کے اخیر پر آیت فکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ کی تقریر ربط میں مذکور ہو چکا ہے ربط اوپر آیات ذلک بان اللہ یولج اللیل تا قولہ للکفور میں توحید کا بیان تھا آگے تقوی عرض تک شرک کا رد ہے **رد شرک و ذم مشرک** وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّمَا لَيْسَ لَهُمْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ۝ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمُنْكَرَ ؕ

ملحقات الترجمہ

لے قولہ ذبح منسکا الخ ذبح کرنیکا طریق الخ اشارۃ ان منسکا مصدر و ناسکوہ مضاف الی الضمیر بتقدیر الباء والضمیر راجع الی المنسک بتقدیر المضاف ای جعلنا طریق ذبح ہم ذابحون بہ والطریق ہو الامر المعروف من قطع الاوداج مع ذکر اسم اللہ تعالیٰ علیہ۔

البلاغۃ قولہ سلطانا تقدیم السمعی علی العقلی لان السمعی ارجی فی الخلاص عند اللوم واقطع للشغب عند من یسلم السمعی ۱۲

یَکَادُوْنَ یَسْطُوْنَ بِالَّذِیْنَ یَتْلُوْنَ عَلَیْهِمْ اٰیٰتِنَا ؕ قُلْ اَفَاُنَبِّئُکُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِکُمْ ؕ اَلنَّارُ ؕ وَعَدَهَا اللّٰهُ الَّذِیْنَ

قریب ہو کہ یہ اُن لوگون پر حملہ کر بیٹھیں جو ہماری آیتین ان کے سامنے پڑھ رہی ہین　آپ کہیے کہ کیا مین تمکو اس سے زیادہ ناگوار چیز بتلادون　وہ دوزخ ہو　اس کا اللہ تعالیٰ نے کافرون سے

کَفَرُوْا ؕ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ ۞ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ یَّخْلُقُوْا

وعدہ کیا ہو　اور وہ برا ٹھکانا ہو　ای لوگو ایک عجیب بات بیان کیجاتی ہو　اُس کو کان لگا کر سنو　اس مین کوئی شبہہ نہیں کہ جنکی تم لوگ خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو　وہ ایک مکھی کو تو پیدا

ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ وَاِنْ یَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَیْئًا لَّا یَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ۞

کرہی نہین سکتے گو سب کے سب بھی جمع ہو جاوین اور اگر ان سے مکھی کچھ چھین لیجاے تو اُسکو اس سے چھڑا نہین سکتے　ایسا عابد بھی لچر اور ایسا معبود بھی لچر۔

مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ ۞ اَللّٰهُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰٓئِکَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

ان لوگون نے اللہ تعالیٰ کی جیسی تعظیم کرنا چاہیے تھی وہ نہ کی　اللہ تعالیٰ بڑی قوت والا سب پر غالب ہو۔　اللہ تعالیٰ منتخب کر لیتا ہو فرشتون مین سے احکام پہونچانے والے　اور آدمیون مین سے　یقینی بات ہو کہ اللہ تعالیٰ

سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ ۞ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ؕ وَاِلَی اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۞

خوب سننے والا خوب دیکھنے والا ہو　وہ انکی آیندہ اور گذشتہ حالتون کو جانتا ہو اور تمام کامون کا مدار اللہ ہی پر ہے۔

یَکَادُوْنَ یَسْطُوْنَ بِالَّذِیْنَ یَتْلُوْنَ عَلَیْهِمْ اٰیٰتِنَا ؕ قُلْ اَفَاُنَبِّئُکُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِکُمُ ؕ اَلنَّارُ ؕ وَعَدَهَا اللّٰهُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ؕ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ ۞ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ وَاِنْ یَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَیْئًا لَّا یَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ۞ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ ۞ اور یہ (مشرک) لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا ایسی چیزون کی عبادت کرتے ہین جن (کے جواز عبادت) پر اللہ تعالیٰ نے کوئی حجت (اپنی کتب مین) نہین بھیجی اور نہ ان کے پاس اُس کی کوئی (عقلی) دلیل ہو اور (قیامت مین جب انکو شرک پر سزا ہونے لگے گی تو) ان ظالمون کا کوئی مددگار نہ ہوگا (نہ قولاً کہ ان کے فعل کے استحسان پر کوئی حجت پیش کر سکے نہ عملاً کہ انکو عذاب سے بچالے) اور (ان لوگون کو ضلال اور اہل حق سے عناد طبعی مین یہانتک غلو ہے کہ) جب ان لوگون کے سامنے ہماری آیتین (متعلق توحید وغیرہ کے) جو کہ (اپنی مضامین مین) خوب واضح ہین (اہل حق کی زبان سے) پڑھکر سنائی جاتی ہین تو تم ان کافرون کے چہرون مین (بوجہ ناگواری باطنی کے) بُرے آثار دیکھتے ہو (جیسے چہرے پر بل پڑ جانا ناک چڑھ جانا تیور بدل جانا اور ان آثار سے ایسا معلوم ہوتا ہو کہ) قریب ہو کہ یہ اُن لوگون پر (اب) حملہ کر بیٹھیں (گے) جو ہماری آیتین ان کے سامنے پڑھ رہے ہین (یعنی حملہ کا شبہہ ہمیشہ ہوتا ہو اور گاہ گاہ اس حملہ کا تحقق بھی ہو جاتا ہو پس یکادون استمرار کے اعتبار سے فرمایا) آپ (ان مشرکین سے) کہیے کہ (تمکو جو یہ آیات قرآنیہ سنکر ناگواری ہوئی تو) کیا مین تمکو اس (قرآن) سے بھی زیادہ ناگوار چیز بتلادون وہ دوزخ ہے (کہ) اس کا اللہ تعالیٰ نے کافرون سے وعدہ کیا ہو اور وہ برا ٹھکانا ہو (یعنی قرآن سے ناگواری کا نتیجہ ناگوار دوزخ ہو اس ناگواری کا تو غیظ و غضب سے انتقام سے کچھ تدارک بھی کر لیتے ہو مگر اُس ناگواری کا کیا علاج کروگے آگے ایک نہایت بدیہی دلیل سے شرک کا ابطال ہے کہ) ای لوگو ایک عجیب بات بیان کی جاتی ہو اسکو کان لگا کر سنو (وہ یہ ہو کہ) اس مین کوئی شبہہ نہین کہ جن کی تم لوگ خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو وہ ایک (ادنی) مکھی کو تو پیدا کرہی نہین سکتے گو سب کے سب بھی (کیون نہ) جمع ہو جاوین اور (پیدا کرنا تو بڑی بات ہو وہ تو ایسے عاجز ہین کہ) اگر ان سے مکھی کچھ (ان کی چڑھاوٹ مین سے) چھین لیجائے تو اُسکو (تو) اُس سے چھڑا (ہی) نہین سکتے ایسا عابد بھی لچر اور ایسا معبود بھی لچر (افسوس ہو) ان لوگون نے اللہ تعالیٰ کی جیسی تعظیم کرنا چاہیے تھی (کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرتے) وہ نہ کی (کہ شرک کرنے لگے حالانکہ) اللہ تعالیٰ بڑی قوت والا سب پر غالب ہو (تو عبادت اُس کا خالص حق تھا نہ کہ غیر قوی اور غیر عزیز کا جسکی عدم قوت بادضح وجوہ معلوم ہو چکی) **ربط** اوپر توحید کی تحقیق تھی آگے رسالت کے متعلق مشرکین کے ایک خاص کلام کا جواب ہو وہ کہتے تھے کہ رسول کوئی فرشتہ ہونا چاہیے تھا بشر اور پھر بشر مین بھی آپ کہ ظاہری حشمت شوکت نہ رکھتے تھے رسالت کے لیے صالح نہین **تحقیق مسئلہ رسالت** اَللّٰهُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰٓئِکَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ ۞ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ؕ وَاِلَی اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۞ اللہ تعالیٰ (کو اختیار ہو رسالت کے لیے جسکو چاہتا ہے) منتخب کر لیتا ہو فرشتون مین سے (جن فرشتون کو چاہے احکام (انبیاء کے پاس) پہونچانیوالے

البلاغة قوله مثل ای حال مستغربة حقیقة بان تسمی مثلاً وتسیر فی الامصار والاعصار ۱۲

ملحقات الترجمة

لے قوله فی ترجمة یکادون استمرار کذا فی الروح

ع قوله فی شر من ذلکم اس قرآن کذا فی المعالم ۱۲

ع ۹ ۸ ۱۶

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۚ وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ

اى ايمان والو تم ركوع كيا كرو　اور سجده كيا كرو　اور اپنے رب كى عبادت كيا كرو　اور نيك كام كيا كرو　اميد ہو كہ تم فلاح پاوگے　اور الله كے كام مين خوب كوشش كيا كرو

سجدہ نزد امام شافعى و احمد رح

حَقَّ جِهَادِهٖ ؕ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ؕ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ؕ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۙ مِنْ

جيسا كوشش كرنيكا حق ہو اُس نے تمكو ممتاز فرمايا　اور تمپر دين مين كسى قسم كى تنگى نہين كى　تم اپنے باپ ابراہيم كى ملت پر قائم رہو اُس نے تمہارا لقب مسلمان ركھا

قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ۖۚ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ

پہلے بھى اور اسمين بھى　تاكہ تمہارے ليے رسول گواہ ہون　اور تم لوگون كے مقابلہ مين گواہ ہو　سو تم لوگ نماز كى پابندى ركھو　اور زكوٰۃ ديتے رہو

وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ؕ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ

اور الله ہى كو مضبوط پكڑے رہو وہ تمہارا كارساز ہو سو كيسا اچھا كارساز ہو اور كيسا اچھا مددگار ہو۔

ع ۱۰ / ۱۷

(مقرر فرما ديتا ہے) اور (اسيطرح) آدميون مين سے (بھى جسكو چاہے عامۂ ناس كى طرف احكام پہونچانے والے مقرر كر ديتا ہو يعنى رسالت كا مدار اصطفاء خداوندى پر ہے اس مين كچھ ملكيت كى خصوصيت نہين بلكہ جسطرح ملكيت كے ساتھ رسالت جمع ہو سكتى ہو جسكو مشركين بھى مانتے ہين چنانچہ فرشتون كے رسول ہونے كى وہ خود تجويز كرتے تھے اسيطرح بشريت كے ساتھ بھى وہ جمع ہو سكتى ہو رہا يہ كہ اصطفا كسى ايك خاص كے ساتھ كيون واقع ہوا تو ظاہرى سبب تو اسكا خصوصيات احوال اُن رسل كے ہين اور يہ) يقينى بات ہو كہ الله تعالىٰ خوب سننے والا خوب ديكھنے والا ہو (يعنى) وہ اُن (سب فرشتون اور آدميون) كى آئندہ[1] اور گذشتہ حالتون كو (خوب) جانتا ہے (تو حالت موجودہ كو تو بدرجۂ اولىٰ جانيگا غرض سب احوال مسموعہ و مبصرہ اُسكو معلوم ہين اُنمين بعض كا حال مقتضى اس اصطفا كا ہو گيا) اور (حقيقى سبب اسكا يہ ہو كہ) تمام كامون كا مدار[2] الله ہى پر ہے (يعنى وہ مالك مستقل بالذات و فاعل مختار ہو اُسكا ارادہ مرجح بالذات ہو اس ارادہ كے ليے كسى مرجح كى ضرورت نہين كيونكہ ترجيح احد المقدورين متى شاء لوازم ذات ارادہ قديمہ سے ہو اور ملزوم ولازم كے درميان تخلل جعل كا محال ہو پس سبب حقيقى ارادہ خداوندى ہو اور اسكا سبب پوچھنا لغو ہو وہو معنى قولہ تعالىٰ لا يسئل عما يفعل) ف انبيا عليہم السلام كے پاس پيغام خداوندى لانے والے على القول المشہور حضرت جبريل عليہ السلام ہين پھر رسل ملائكہ مين تعدد كے كيا معنى - جواب يہ ہو كہ آيات و روايات سے ثابت ہوتا ہو كہ بعض پيغامون كے واسطے دوسرے فرشتے بھى بھيجے گئے ہين جيسے ارشاد ہو ولقد جاءت رسلنا ابراہيم ولقد جاءت رسلنا لوطا گو انمين رئيس جبرئيل ہى ہون اور جيسا حديث مين ہو كہ خاتمہ سورہ بقرہ كى فضيلت سنانے كے ليے ايك نيا فرشتہ آيا يا حضرت فاطمہ رضى كى فضيلت سنانے كے ليے اسيطرح ايك نيا فرشتہ آيا البتہ قرآن مجيد پورا يقينا حضرت جبريل ہى لائے ہين لقولہ تعالىٰ نزل بہ الروح الامين بلكہ دوسرى كتب آسميہ بھى غالبًا حضرت جبريل ہى لائے ہين ليكن وحى منحصر نہين ہو قرآن و كتب مشہورہ مين والله اعلم ربط اوپر سورت مين اصول مہمہ يعنى بعث و توحيد و رسالت كا اثبات اور ہر ايك كے متعلق شبہات و مجادلات كا جواب مذكور ہو چكا ہو آگے خاتمہ مين اول فروع و شرائع كا امر فرمايا ہو پھر ملت ابرہيم سے مجموعۂ اصول و فروع پر كہ حاصل ہو اسلام كا استدامت و استقامت كا حكم ديا ہو اور اسكى تہييج و ترغيب كے ليے بعض مضامين فرماكر سورت ختم كر دى ہو۔

ملحقات الترجمۃ

[1] قولہ فى ما بين ايديہم الخ آئندہ الخ كما فى الروح يعلم مستقبل احوالہم وماضيہا

[2] قولہ فى ترجيح مدار الخ كما فى الروح لانہ المالك لہا بالذات فلا يسئل جل و علا عما يفعل من الاصطفاء وغيرہ

امر بالقيام على حقيقۃ الاسلام

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۩ وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ؕ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ؕ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ؕ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۙ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ۖۚ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ؕ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿۷۸﴾

النحو قولہ ملۃ ابيكم نصب على الاغراء اى الزموا۔ البلاغۃ قولہ جہادہ الاضافۃ الى ضمير الله تعالىٰ لادنى ملابسۃ واختصاص فلما كان الجہاد مختصا بالله تعالىٰ من حيث انہ مفعول لوجہہ سبحانہ ومن اجلہ صحت اضافتہ اليہ كذا فى الروح عن الكشاف۔ الفقہ فى ہذہ الصورۃ سجدۃ واحدۃ عند الحنفيۃ ودليلہم من المنقول ما فى الروح اخرج ابن ابى شيبۃ من طريق العريان المجاشعى عن ابن عباس قال فى الحج سجدۃ واحدۃ وفيہ ان ما روى من حديث عقبۃ الذى فيہ السجدتان قال الترمذى اسنادہ ليس بالقوى وكذا قال ابو داؤد وغيرہ ولك ان تقول انہ قد قوى بما اخرجہ ابو داؤد وابن ماجۃ وابن مردويہ والبيہقى عن عمرو بن العاص ان رسول الله صلى الله عليہ وسلم اقرأہ خمس عشرۃ سجدۃ فى القرآن منہا ثلث فى المفصل وفى سورۃ الحج سجدتان وبعمل كثير من الصحابۃ الظاہر فى كونہ عن سماع منہ صلى الله عليہ وسلم او رؤيتہ بفعلہ ذلك۔ الروايات فى الدر المنثور برواۃ الطيالسى واحمد والبخارى فى تاريخہ والترمذى والنسائى والموصلى وابن خزيمۃ وابن حبان والباوردى وابن قانع والطبرانى والحاكم وابن مردويہ

والبيہقى فى الشعب عن الحارث الاشعرى مرفوعا قال صلى الله عليہ وسلم فى حديث فادعو بدعوۃ الله التى سماكم بہا المسلمين المؤمنين الخ وفيہ عن ابن عباس ومجاہد وقتادۃ وسفيان ما ذہب فى احدى الروايتين عنہ

ایاتها ۱۱۸ رکوعاتها ۶ کلماتها ۱۰۵۲ حروفها ۴۵۳۸

سُوۡرَۃُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ مَکِّیَّۃٌ وَّھِیَ مِائَۃٌ وَّثَمَانَ عَشۡرَۃَ اٰیَۃً

ای ایمان والو تم (اصول اسلام کے قبول کرنے کے بعد فروع کی بھی پابندی رکھو خصوصاً نماز کی پس تم) رکوع کیا کرو اور سجدہ کیا کرو اور (عموماً دوسرے فروع کو بھی بجالاکر) اپنے رب کی عبادت کیا کرو اور (جو افعال فی نفسہٖ فی ذاتہ عبادت نہیں ہیں بلکہ مباح ہیں لیکن عارض نیت یا نافع للغیر ہونے کی وجہ سے عبادت ہوجاتی ہیں تم ایسے) نیک کام (بھی) کیا کرو امید (یعنی وعدہ) ہی کہ تم فلاح پاؤگے اور (ان کاموں کو سستی اور بیدلی سے مت کرو بلکہ) اللہ کے کام میں خوب کوشش کیا کرو جیسا کوشش کرنے کا حق ہی (کیونکہ دین میں کوشش کرنے کا مقتضی موجود ہی اور مانع کوئی ہی نہیں چنانچہ) اُس نے تمکو (اور امتوں سے) ممتاز فرمایا (جیساکہ آیۂ جعلناکم امۃ وسطا وغیرہ میں مذکور اور احادیث میں مشہور ہی یہ تو مقتضی ہی حق جہاد کو کیونکہ جس کو کوئی خاص ترجیح دیجاتی ہے وہ خدمت کے لیے زیادہ دوڑتا ہی) اور (اُس نے) تمپر دین کے (احکام) میں کسی قسم کی تنگی نہیں کی (چنانچہ تمام ابواب میں احکام رخصت میں نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہی البتہ اگر تنگی ہوتی تو بھی کسی درجہ میں وہ حق جہاد سے مانع ہوتا پس مانع بھی مرتفع ہوا اور وجود مقتضی و ارتفاع مانع کا مجموع علت ہوتی ہی ترتب معلول کی خواہ ترتب حسی ہو یا ترتب شرعی جیسا ما نحن فیہ میں ہی اور اے ایمان والو جس اسلام کا تمکو امر کیا گیا ہی کہ احکام کی پوری بجا آوری ہو اور یہی ملت ابراہیمی ہی) تم اپنے باپ ابراہیم کی (اس) ملت پر (ہمیشہ قائم (بھی) رہو (پس اوپر احداث اسلام کا امر تھا اور اس میں ابقاء اسلام کا حکم ہی آگے اُس اجتباء مذکور کی ایک فرد کا بیان ہی کہ) اُس (اللہ) نے تمہارا لقب مسلمان رکھا (نزول قرآن سے) پہلے بھی اور اس (قرآن) میں بھی (چنانچہ ابراہیم علیہ السلام کی زبان سے کہلوایا اُمَّةً مُّسۡلِمَةً لَّكَ اور شاید اور کتب منزلہ میں بھی ہو اور قرآن میں تو جا بجا آیا ہی اور اللہ تعالیٰ کا مقرر کیا ہوا عنوان معنون سے خالی ہو نہیں سکتا تو بالضرور امت محمدیہ میں مادۂ انقیاد و اتباع کا زیادہ ہوگا پس ہمنے یہ مادہ اس لیے زیادہ رکھا ہی) تاکہ (تم اُس سے اکتساب کمالات کرو جس سے دنیا میں شرف امتیاز حاصل ہونے کے علاوہ آخرت میں بھی تمہارا بڑا شرف ظاہر ہو کہ جس مقدمہ کا ابھی ذکر آتا ہی اسمیں) تمہاری (قابل شہادت اور معتبر ہونے کے) لیے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) گواہ ہوں اور (اس شہادت رسول کے قبل) تم (ایک بڑے مقدمہ میں جسمیں ایک فریق حضرات انبیاء علیہم السلام ہونگے اور فریق ثانی انکی مخالفت تو میں ہونگی اُن مخالف) لوگوں کے مقابلہ میں گواہ (تجویز) ہو (اور شہادت رسول سے تمہاری شہادت معتبر ہونے کی تعدیل ہو پھر تمہاری شہادت سے اُس مقدمہ کا حضرات انبیاء علیہم السلام کے حق میں فیصلہ ہو اور مخالفین مجرم قرار پاکر سزایاب ہوں اور اس امر کا اعلیٰ درجہ کی عزت ہونا ظاہر ہے) سو (جب ہم نے تم پر ایسی ایسی عنایتیں کی ہیں تو تمکو بھی ہمارے احکام کی پوری بجا آوری چاہیے تو بس) تم لوگ (خصوصیت کے ساتھ) نماز کی پابندی رکھو (کہ افضل عبادات بدنیہ ہی) اور زکوۃ دیتے رہو (کہ افضل عبادات مالیہ ہی) اور (بقیہ احکام اصلی و فرعی میں بھی عموماً) اللہ ہی کو مضبوط پکڑے رہو (یعنی ہمت و عزم کے ساتھ دین کے کاموں میں غیر اللہ کی رضا و عدم رضا یا اپنے نفس کی مصلحت یا مضرت کی طرف التفات مت کرو) وہ تمہارا کارساز ہی (کسی کی مخالفت تمکو حقیقۃً ضرر نہ کریگی) سو کیسا اچھا کارساز ہی اور کیسا اچھا مددگار ہی (پس ایسی ذات کے ساتھ تو یہ معاملہ رکھنا چاہیے کہ ؎ مصلحت دید من آنست کہ یاران ہمہ کار ۔ بگذارند و خم طرۂ یاری گیرند ۔ واللہ الموفق **ف** اسلام کے ملت ابراہیمی ہونیکی تحقیق پارہ الم کے آخری رکوع میں گذر چکی ہی اور ہر چند کہ بالمعنی اللغوی دوسری امم مؤمنہ بھی موصوف باسلام تھیں مگر لقب کے طور پر یہی امت موصوف ہی اور دوسروں کے القاب یہود و نصاریٰ و قوم نوح و قوم ہود و قوم صالح وغیرہ ہیں اور ابیکم میں خطاب تمام امت کو ہونا باوجودیکہ ابراہیم علیہ السلام تمام امت کے پدر بالمعنی الحقیقی نہیں اس کی تحقیق پارہ الم کے آخری رکوع کے ذرا قبل آیۃ ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک کے ذیل میں گذر چکی ہی غرض چونکہ ذریۃ ابراہیم بالمعنی اللغوی کے مسلمان اور بالخصوص انہیں عہد نبوی کے مسلمان بقیہ مسلمین کے اعتبار سے نشر دین کے اصل سبب ہوئے اس لیے خطاب میں انکو غالب قرار دیکر تغلیب کا استعمال کیا گیا۔ اور تفسیر لتکونوا شہداء الخ کی پوری تحقیق شروع پارہ سیقول میں ایسی ہی آیت کے ذیل میں گذر چکی ہی اور لام غایت کے داخل ہونے سے اس کی غایت ہونیکی تقریر ابھی اثناء ترجمہ میں لکھی گئی ہی یعنی سماکم دال ہی وجود صفت اسلام پر اور وہ دال ہی اکتساب کمالات پر اور اُس کی غایت ظہور شرف ہی جسپر لتکونوا شہداء الخ دال ہی واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ آج ساتویں تاریخ ذیقعدہ روز دوشنبہ وقت چاشت سنہ تیرہ سو چوبیس ہجری کو سورۂ حج کی تفسیر تمام ہوئی اللہ تعالیٰ سے دعا ہی کہ بقیہ قرآن کی تفسیر بھی مکمل فرماوی آمین سورۃ المؤمنین مکیۃ وھی مائۃ وتسع عشرۃ او ثمانی عشرۃ آیۃ کذا فی البیضاوی ربط اس سورت کا خلاصۂ مضامین ہیں اول فضیلت عبادت جو شروع ہی میں مذکور ہی جیسا سورت گذشتہ کے اخیر میں بھی اسکا ذکر تھا اور اس سے دونوں میں تناسب بھی ظاہر ہی اور وہاں فلاح کی امید لانا لعلکم سے دیہاں اس فلاح کے وقوع کا حکم کرنا قد سے مزید لطف ترتیبی پیدا کرتا ہی دوم بیان آثار قدرت آلہیہ جیسا انعام اور توحید دونوں کے دال ہی سوم تحقیق نبوت مع دفع شبہات جو اُس کے متعلق تھے چہارم بعث و مجازاۃ پنجم شناعت و قباحت حال کفار ششم انہیں سے اکثر کی تقویت کے لیے حکایت بعض قصص ہفتم بعض مکارم اخلاق

ملحقات الترجمۃ

لہ نور نی نی اللہ کام اشارۃ الی تقدیر المضاف ــ دین اللہ ۱۲

وَأَنزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً بِقَدَرٍ فَأَسْكَنَّاهُ فِي الْأَرْضِ ۖ وَإِنَّا عَلَىٰ ذَهَابٍ بِهِ لَقَادِرُونَ ﴿١٨﴾ فَأَنشَأْنَا لَكُم بِهِ جَنَّاتٍ مِّن

اور ہم نے آسمان سے مقدار کے ساتھ پانی برسایا | پھر ہم نے اسکو زمین میں ٹھیرایا | اور ہم اس کے معدوم کر دینے پر قادر ہیں | پھر ہم نے اس کے ذریعہ سے باغ پیدا کیے کھجوروں کے

نَّخِيلٍ وَأَعْنَابٍ لَّكُمْ فِيهَا فَوَاكِهُ كَثِيرَةٌ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ ﴿١٩﴾ وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِن طُورِ سَيْنَاءَ تَنبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِّلْآكِلِينَ ﴿٢٠﴾

اور انگوروں کے | تمہارے واسطے اُنمیں کثرت میوے بھی ہیں اور اُنمیں سے کھاتے بھی ہو | اور ایک درخت بھی جو کہ طور سیناء میں پیدا ہوتا ہے | جو اُگتا ہے تیل لیے ہوئے | اور کھانیوالوں کے لیے سالن

وقف لازم

وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۖ نُّسْقِيكُم مِّمَّا فِي بُطُونِهَا وَلَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ كَثِيرَةٌ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ ﴿٢١﴾ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُونَ ﴿٢٢﴾

ع ۲

لیے ہوئے اور تمہارے لیے مواشی میں غور کرنیکا موقع ہے کہ ہم تمکو اُن کے جوف میں کی چیز پینے کو دیتے ہیں اور تمہارے لیے اُن میں اور بھی بہت سے فائدے ہیں اور اُنمیں سے بعض کو کھاتے بھی ہو اور اُن پر اور کشتی پر لدے پھرتے ہو

وَأَنزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً بِقَدَرٍ فَأَسْكَنَّاهُ فِي الْأَرْضِ ۖ وَإِنَّا عَلَىٰ ذَهَابٍ بِهِ لَقَادِرُونَ ﴿١٨﴾ فَأَنشَأْنَا لَكُم بِهِ جَنَّاتٍ مِّن نَّخِيلٍ وَأَعْنَابٍ لَّكُمْ فِيهَا فَوَاكِهُ كَثِيرَةٌ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ ﴿١٩﴾ وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِن طُورِ سَيْنَاءَ تَنبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِّلْآكِلِينَ ﴿٢٠﴾ وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۖ نُّسْقِيكُم مِّمَّا فِي بُطُونِهَا وَلَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ كَثِيرَةٌ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ ﴿٢١﴾ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُونَ ﴿٢٢﴾ (اول بیان ہے ایجاد انسان کا) اور ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصہ (یعنی غذا) سے (جو کہ بعد مٹی کے مادہ بعیدہ ہے انسان کا) بنایا (یعنی اول مٹی ہوتی ہے پھر اُس سے بذریعہ نباتات کے غذا حاصل ہوتی ہے) پھر ہم نے اُسکو نطفہ[1] سے بنایا جو کہ (ایک مدت معینہ تک) ایک محفوظ مقام (یعنی رحم) میں رہا (اور وہ غذا سے حاصل ہوا تھا) پھر ہم نے اُس نطفہ کو خون کا لوتھڑا بنا دیا پھر ہم نے اُس خون کے لوتھڑے کو (گوشت کی) بوٹی بنا دیا پھر ہم نے اُس بوٹی (کے بعض اجزاء) کو ہڈیاں بنا دیا پھر ہم نے اُن ہڈیوں پر گوشت چڑھا دیا (جس سے وہ ہڈیاں ڈھک گئیں) پھر (ان سب تقلبات کے بعد) ہم نے (اُسمیں روح ڈال کر) اُس کو ایک دوسری ہی (طرح کی) مخلوق بنا دیا (جو حالات سابقہ سے نہایت ہی متمائز و متباین ہے کیونکہ جمادیت و نباتیت میں جو تفاوت ہے اُن سے حیوانیت بدرجہا متفاوت ہے) سو کیسی بڑی شان ہے اللہ کی جو تمام صناعوں سے بڑھکر ہے (کیونکہ دوسرے صناع صرف تحلیل ترکیب کر سکتے ہیں اعطاء حیوۃ حقیقۃً یہ خاص اللہ ہی کا کام ہے اور تفصیل ان تقلبات کی اسی ترتیب کے ساتھ قانون وغیرہ کتب طبیہ میں ہے آگے افناء کا بیان ہے یعنی) پھر تم بعد اس (تمام قصہ عجیبہ) کے ضرور ہی مرنے والے ہو (آگے بیان ہے اعادہ کا یعنی) پھر تم قیامت کے روز دوبارہ زندہ کیے جاؤگے اور (جسطرح ہم نے تمکو ابتداءً وجود عطا فرمایا اسیطرح تمہاری بقا کا سامان بھی کیا کہ) ہم نے تمہارے اوپر سات آسمان (جنمیں ملائکہ کے آمد و رفت کے لیے راہیں ہیں) بنائے (کہ اُس سے تمہاری بھی بعض مصلحتیں متعلق ہیں) اور ہم مخلوق (کی مصلحتوں) سے بیخبر نہ تھے (بلکہ ہر مخلوق کو مصالح و حکم کا متضمن بنایا) اور ہم نے (تمہاری تتمیم بقاء کے لیے) آسمان سے (مناسب) مقدار کے ساتھ پانی برسایا پھر ہم نے اُس کو (مدت تک) زمین میں ٹھیرایا (چنانچہ کچھ پانی تو زمین کے اوپر رہتا ہے اور کچھ اندر اُتر جاتا ہے جو وقتاً فوقتاً نکلتا رہتا ہے) اور ہم (جسطرح اُس کے برسانے پر قادر ہیں اسیطرح) اُس (پانی) کے معدوم کر دینے پر (بھی) قادر ہیں (خواہ ہوا کی طرف مستحیل کر کے خواہ اتنی دور زمین کے اندر اوتار کر کہ آلات کے ذریعہ سے نہ نکال سکو مگر ہم نے باقی رکھا) پھر ہم نے اُس (پانی) کے ذریعہ سے باغ پیدا کیے کھجوروں کے اور انگوروں کے تمہارے واسطے اُن (کھجوروں انگوروں) میں بکثرت میوے بھی ہیں (جبکہ انکو تازہ تازہ کھایا جاوے تو میوہ سمجھا جاتا ہے) اور انمیں سے (جو بچا کر خشک کر کے رکھ لیا جاتا ہے اُسکو بطور غذا کے) کھاتے بھی ہو اور (اُسی پانی سے) ایک (زیتون کا) درخت بھی (ہم نے پیدا کیا) جو کہ طور سینا میں (بکثرت) پیدا ہوتا ہے جو اُگتا ہے تیل لیے ہوئے اور کھانیوالوں کے لیے سالن لیے ہوئے (یعنی اُسکے پھل سے دونوں کام کی چیز حاصل ہوتی ہے خواہ روشن کرنے کے اور مالش کرنے کے کام میں لاؤ خواہ اُسمیں روٹی ڈبو کر کھاؤ یہ سامان مذکور پانی اور نباتات سے تھا) اور (آگے حیوانات کے قبیل سے سامان بقا کا بیان ہے کہ) تمہارے لیے مواشی میں (بھی) غور کرنے کا موقع ہے کہ ہم تمکو اُن کے جوف میں کی چیز (یعنی دودھ) پینے کو دیتے ہیں اور تمہارے لیے اُنمیں اور بھی بہت سے فائدے ہیں (کہ اُنکے بال اور اُون کام آتی ہے) اور (نیز) اُنمیں سے بعض کو کھاتے بھی ہو اور اُن (میں جو باربرداری کے قابل ہیں اُن) پر اور کشتی پر لدے لدے پھرتے (بھی) ہو

ف

ملحقات الترجمة

[1] قوله في نطفة سے اسكرة ان نصبه بنزع الخافض كذا في الروح ۱۲

[2] قوله في خلقا آخر سلخ الخ كذا تعقبته من مرشدي ثم رأيته منقولا عن ابن عباس في الدر المنثور ۱۲

اللغات سيناء اسم للبقعة ومنع عن الصرف للعلمية والعجمة البطلان المراد مطلق الاجراء ۱۲ **النحو** قوله بالدهن الباء للملابسة وعطف صبغ عليه من عطف الصفة على الصفة قوله مما في بطونها من ابتدائية **اختلاف القراءة** في قراءة تنبت من الافعال هو بمعنى اللازم **الكلام** قوله تعالى فاسكناه في الارض لا ينافي هذا ما ذكره بعض الحكماء من تكون المياه في الآبار والعيون من الابخرة لانه يمكن ان يكون للشيء اسباب متعددة ولا دليل عندهم على ان لا دخل لمياه الامطار فيها كيف وقد قال به ابو البركات البغدادي وما يؤيده يشهد المشاهدة به حيث تقل وتكثر مياه الآبار برقابة الامطار وقلتها ۱۲ **الفقه** استدل ابي حنيفة رح في حكمه بعدم حنث من حلف لا ياكل الفاكهة لو اكل النخيل مع تسمية الله تعالى اياه فاكهة واجيب على تقدير رجوع ضمير فيها الى النخيل والاعناب ان تسميته تعالى باللغة وعدم الحنث بالعرف ۱۲

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ فَقَالَ الْمَلَؤُا

اور ہم نے نوح کو انکی قوم کی طرف پیغمبر کرکے بھیجا　سو انہون نے فرمایا کہ ای میری قوم اللہ ہی کی عبادت کیا کرو اسکے سوا کوئی تمہارے لیے معبود بنانیکے لایق نہین سو کیا تم ڈرتے نہین پس انکی قوم مین

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰۗىِٕكَةً ښ

جو کافر رئیس تھے کہنے لگے　کہ یہ شخص بجز اس کے کہ تمہاری طرح کا ایک آدمی ہی اور کچھ نہین ہی ان کا مطلب یہ ہی کہ تم سے برتر ہو کر رہے اور اگر اللہ کو منظور ہوتا تو فرشتون کو بھیجتا

مَّا سَمِعْنَا بِھٰذَا فِيْٓ اٰبَاۗىِٕنَا الْاَوَّلِيْنَ ۚ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلٌۢ بِهٖ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى حِيْنٍ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ

ہم نے یہ بات اپنے پہلے بڑون مین بھی نہین سنی　بس یہ ایک آدمی ہی جسکو جنون ہو گیا ہی　سو ایک وقت خاص تک اسکا اور انتظار کرلو　نوح نے عرض کیا کہ ای میرے رب میرا بدلہ

بِمَا كَذَّبُوْنِ فَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا فَاِذَا جَاۗءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ فَاسْلُكْ فِيْهَا

لے بوجہ اسکے کہ انہون نے مجھکو جھٹلایا ہی پس ہم نے انکے پاس حکم بھیجا کہ تم کشتی تیار کرو ہماری نگرانی مین اور ہمارے حکم سے　پھر جسوقت ہمارا حکم آ پہونچے　اور زمین سے پانی اُبلنا شروع ہو تو ہر قسم مین سے

مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ ۚ وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ

ایک ایک نر اور ایک ایک مادہ یعنی دو دو عدد اسمین داخل کرلو اور اپنے گھر والون کو بھی باستثنا اسکے جسپر انمین سے حکم نافذ ہو چکا ہی اور مجھسے کافرون کے بارہ مین کچھ گفتگو مت کرنا　وہ سب

مُّغْرَقُوْنَ فَاِذَا اسْتَوَيْتَ اَنْتَ وَمَنْ مَّعَكَ عَلَي الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ نَجّٰىنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ

غرق کیے جاوینگے — پھر جسوقت تم اور تمہارے ساتھی کشتی مین بیٹھ چکو　تو یون کہنا کہ شکر ہی خدا کا جسنے ہمکو کافر لوگون سے نجات دی

وَقُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِيْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ وَّاِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِيْنَ

اور یون کہنا کہ ای میرے رب مجھکو برکت کا اُتارنا اتاریو اور آپ سب اوتارنے والون سے اچھے ہین　اسمین بہت سی نشانیان ہین　اور ہم آزماتے ہین

جس پہاڑ کا نام طور ہے طور سینا ر بھی اُسیکا نام ہی کیونکہ وہ جس جگہ ہے اس جگہہ کا نام سینا ہے اور سینین بھی گو اب کچھہ اور نام ہو گیا ہو اور زیتون کی تخصیص طور کے ساتھہ بوجہ کثرت سے پیدا ہونے کے ہو اور طور کی تخصیص زیتون کے ساتھہ بوجہ کثرت منافع کے ہی فقط **ربط** اوپر توحید معبود پر دلائل قائم کیے گئے تھے آگے مضمون توحید کی تاکید کے لیے بعض قصص مذکور ہین جو تین طور پر مؤکد توحید ہین - ایک انبیا سابقین کا توحید کے لیے امر فرمانا - دوسرے منکرین توحید کا انجام برا ہونا - تیسرے ظہور خوارق انبیاء علیہم السلام سے جسمین آیت وجعلنا ابن مریم الخ زیادہ صریح ہے اور دوسرے قصون مین اشارت مثل سلطان مبین یا شہرت پر اکتفا کیا گیا جیسا اخیر قصہ مین جہین اوسین کی دلالت کا ذکر صریح نہین کیا گیا و نیز قصہ عیسویہ کے ذکر سے بنی اسرائیل کی تکذیب کا بھی بیان کرنا مقصود ہو سکتا ہی و اس بنا پر آتینا موسی الکتاب کے ساتھ اسکا خاص ارتباط ہوگا جسکی تقریر یہ ہوگی کہ بنی اسرائیل کی ہدایت کے لیے کتاب بھی دی اور اُن مین سے متاخرین کے لیے اعجاز عیسوی کا بھی اظہار کیا مگر انہون نے ہم موسی علیہ السلام کی بھی اور عیسی علیہ السلام کی بھی مخالفت کی واللہ اعلم

قصہ نوح علیہ السلام و قوم او

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿٢٣﴾ فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰۗىِٕكَةً ښ مَّا سَمِعْنَا بِھٰذَا فِيْٓ اٰبَاۗىِٕنَا الْاَوَّلِيْنَ ﴿٢٤﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلٌۢ بِهٖ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿٢٥﴾ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ﴿٢٦﴾ فَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا فَاِذَا جَاۗءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ فَاسْلُكْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ ۚ وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ﴿٢٧﴾ فَاِذَا اسْتَوَيْتَ اَنْتَ وَمَنْ مَّعَكَ عَلَي الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ نَجّٰىنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٢٨﴾ وَقُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِيْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ﴿٢٩﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ وَّاِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِيْنَ ﴿٣٠﴾ اور ہم نے نوح (علیہ السلام) کو انکی قوم کیطرف

اللغات فاسلک فی الروح سلک دخل و ادخل کقولہ ما سلککم فی سقر ای ادخلکم **البلاغة** جمع الضمیر فی نجنا و توحیدہ فی انزلنی لعل النکتۃ فیہ ان اہل الفلک کلہم کانوا مومنین فجمعہم معہ بخلاف ما بعد النزول فان اہل الارض کانوا مختلفین و بعد حین لم یجمعہم معہ واللہ اعلم **الروایات** قولہ ما بہ تولی فی الدر المنثور اخرج ابن ابی شیبۃ و عبد بن حمید و ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم

عن مجاہد رضی اللہ عنہ وقل رب انزلنی منزلا مبارکا قال لنوح حین انزل من السفینۃ اھ

(حاشیہ: [illegible])

ع

ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ۚ فَاَرْسَلْنَا فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ

پھر ہمنے دوسرا گروہ پیدا کیا　پھر ہم نے اُن میں ایک پیغمبر کو بھیجا جو اُن ہی میں کے تھے کہ تم لوگ اللہ ہی کی عبادت کرو اُس کے سوا تمہارا اور کوئی معبود نہیں کیا تم ڈرتے نہیں

وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ وَاَتْرَفْنٰهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يَاْكُلُ مِمَّا

اور اُن کی قوم میں سے جو رئیس تھے جنہوں نے کفر کیا تھا اور آخرت کے آنے کو جھٹلایا تھا اور ہم نے اُنکو دنیوی زندگانی میں عیش بھی دیا تھا کہنے لگے　کہ بس یہ تو تمہاری طرح ایک آدمی ہیں یہ وہی کھاتے ہیں

تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ۙ وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۙ اَيَعِدُكُمْ اَنَّكُمْ اِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا

جو تم کھاتے ہو　اور وہی پیتے ہیں جو تم پیتے ہو　اور اگر تم اپنے جیسے ایک آدمی کے کہنے پر چلنے لگو تو بیشک تم گھاٹے میں ہو　کیا یہ شخص تم سے یہ کہتا ہے کہ جب تم مرجاؤ گے اور مٹی

وَّعِظَامًا اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ ۙ

اور ہڈیاں ہوجاؤ گے　تو نکالے جاؤ گے

فرمایا کہ اے میری قوم اللہ ہی کی عبادت کیا کرو اس کے سوا کوئی تمہارے لیے معبود بنانے کے لائق نہیں (اور جب یہ بات ثابت ہے تو) پھر کیا تم (دوسروں کے معبود بنانے سے) ڈرتے نہیں ہو پس (نوح علیہ السلام کی یہ بات سنکر) اُنکی قوم میں جو کافر رئیس تھے (عوام سے) کہنے لگے کہ یہ شخص بجز اسکے کہ تمہاری طرح کا ایک (معمولی) آدمی ہے اور کچھ (رسول وغیرہ) نہیں ہے (اس دعوے سے) انکا (اصل مطلب یہ ہے کہ تم سے برتر ہو کر رہے یعنی جاہ و ریاست مقصود ہے) اور اگر اللہ کو (رسول بھیجنا) منظور ہوتا تو (اس کام کے لیے) فرشتوں کو بھیجتا (پس دعوی انکا غلط ہے اسیطرح انکی دعوت کرنا توحید کی طرف یہ دوسری غلطی ہے کیونکہ) ہم نے یہ بات (کہ اور کسیکو معبود مت قرار دو) اپنے پہلے بڑوں میں بھی (ذکر مذکور ہوتے ہوئے) نہیں سُنی بس یہ ایک آدمی ہے جسکو جنون ہو گیا ہے (اسواسطے ساری دنیا کے خلاف باتیں کرتا ہے کہ میں رسول ہوں اور معبود ایک ہے) سو ایک وقت خاص (یعنی اسکے مرنے کے وقت) تک اس (کی حالت) کا اور انتظار کرلو (آخر ایک وقت پر پہنچکر خاتمہ ہو جاویگا اور سب پاپ کٹ جاویگا) نوح (علیہ السلام نے) (انکے ایمان لانے سے مایوس ہو کر جناب باری میں) عرض کیا کہ اے میرے رب (ان سے) میرا بدلا لے بوجہ اس کے کہ انہوں نے مجکو جھٹلایا ہے پس ہم نے (اُنکی دعا قبول کی اور) انکے پاس حکم بھیجا کہ تم کشتی تیار کرلو ہماری نگرانی میں اور ہمارے حکم سے (کہ اب طوفان آویگا اور تم اور مومنین اُسکے ذریعہ سے محفوظ رہوگے) پھر جسوقت ہمارا حکم (عذاب کا قریب) آپہونچے اور (علامت اُسکی یہ ہے کہ) زمین سے پانی ابلنا شروع ہو تو (اُسوقت) ہر قسم (کے جانوروں) میں سے (جو کہ انسان کے کارآمد ہیں اور پانی میں زندہ نہیں رہ سکتے) ایک ایک نر اور ایک ایک مادہ یعنی دو دو عدد اس (کشتی) میں داخل کرلو اور اپنے گھر والوں کو بھی (سوار کرلو) باستثنا اُس کے جسپر انمیں سے (غرق ہونیکا) حکم نافذ ہو چکا ہے (یعنی جو کافر ہوا اُس کو مت سوار کرو) اور (یہ سن لو کہ) مجھ سے کافروں (کی نجات) کے بارہ میں کچھ گفتگو مت کرنا (کیونکہ) وہ سب غرق کیے جاویں گے پھر جسوقت تم اور تمہارے ساتھی (مسلمان) کشتی میں بیٹھ چکو تو یوں کہنا کہ شکر ہے خدا کا جس نے ہم کو کافر لوگوں سے (یعنی اُن کے افعال سے اور اُن کے تکال سے) نجات دی اور (جب بعد فرو ہونے طوفان کے کشتی سے زمین پر آنے لگو تو) یوں کہنا کہ اے میرے رب مجکو (زمین پر) برکت کا اوتارنا اوتاریو (یعنی اطمینان ظاہری و باطنی کے ساتھ رکھیو) اور آپ سب اوتارنے والوں سے اچھے ہیں (یعنی اور لوگ جو مہمان کو اوتار لیتے ہیں حقیقۃً اُس کے حصول نفع و دفع ضرر پر قادر نہیں ہوتے اور آپ قادر ہیں) اس (واقعہ مذکورہ) میں (اہل عقل کے لیے ہماری قدرت کی) بہت سی نشانیاں ہیں اور ہم (یہ نشانیاں معلوم کراکر اپنے بندوں کو) آزماتے ہیں (کہ دیکھیں کون سا منتفع ہوتا ہے کون نہیں ہوتا اور نشانیاں یہ ہیں۔ رسول بھیجنا۔ ایمانداروں کو بچالینا۔ کافروں کو ہلاک کردینا دفعۃً طوفان پیدا کردینا کشتی کو محفوظ رکھنا وغیرہ وغیرہ) **ف** پارہ ۱۲ کے ربع پر بھی اس کے مشابہ آیتیں آئی ہیں وہاں تفسیر مفصل ملاحظہ فرمالی جاوے۔ اور قوم کے یریدان یتفضل علیکم اور رجل بہ جنۃ کہنے میں اجتماع اس ارادہ تفضل کا مطلق جنون کے ساتھ ممکن ہے اور اگر جنون کامل لیا جاوے تو اُن کے قولوں میں تناقض ہوگا جو خود اُنکے جنون کی دلیل ہے۔ اور چونکہ کفار کے یہ اقوال صریح البطلان تھے اس لیے اس مقام پر ان کے جواب ذکر کرنے کی ضرورت نہ تھی۔

قصہ عاد یا ثمود

ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ﴿۳۱﴾ فَاَرْسَلْنَا فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ وَاَتْرَفْنٰهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۳۴﴾ اَيَعِدُكُمْ اَنَّكُمْ اِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَّعِظَامًا اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ ﴿۳۵﴾

ملحقات الترجمة

النحو قوله ان اعبدوا ای بان اعبدوا قوله واترفنهم اما حال او معطوف على الصلة قوله انكم مخرجون تاكيد لان السابقة في قوله انكم اذا متم ۱۲ البلاغة قوله من قومه تقديمه على الصلة لئلا يطول الفصل بين المبين

هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوعَدُونَ ۝ إِنْ هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ

بہت ہی بعید اور بہت ہی بعید ہے جو بات تم سے کہی جاتی ہے — بس زندگی تو یہی ہماری دنیوی زندگی ہے کہ ہم میں کوئی مرتا ہے اور کوئی پیدا ہوتا ہے اور ہم دوبارہ زندہ نہ کیے جاویں گے — بس یہ ایک ایسا شخص ہے

افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا وَمَا نَحْنُ لَهُ بِمُؤْمِنِينَ ۝ قَالَ رَبِّ انصُرْنِي بِمَا كَذَّبُونِ ۝ قَالَ عَمَّا قَلِيلٍ لَّيُصْبِحُنَّ نَادِمِينَ ۝

جو اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے — اور ہم تو ہرگز اس کو سچا نہ سمجھیں گے — پیغمبر نے دعا کی کہ اے میرے رب میرا بدلہ لے اس وجہ سے کہ انہوں نے مجکو جھٹلایا — ارشاد ہوا کہ یہ لوگ عنقریب پشیمان ہونگے

فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنَاهُمْ غُثَاءً ۚ فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝ ثُمَّ أَنشَأْنَا مِن بَعْدِهِمْ قُرُونًا آخَرِينَ ۝

چنانچہ انکو ایک سخت آواز نے موافق وعدہ برحق کے آپکڑا پھر ہم نے انکو خس و خاشاک کر دیا — سو خدا کی مار کافر لوگوں پر — پھر ان کے بعد ہم نے اور امتوں کو پیدا کیا

مَا تَسْبِقُ مِنْ أُمَّةٍ أَجَلَهَا وَمَا يَسْتَأْخِرُونَ ۝ ثُمَّ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا ۖ كُلَّمَا جَاءَ أُمَّةً رَّسُولُهَا كَذَّبُوهُ

کوئی امت اپنی مدت معینہ سے نہ پیشدستی کر سکتی تھی اور نہ وہ لوگ پیچھے ہٹ سکتے تھے — پھر ہم نے اپنے پیغمبروں کو یکے بعد دیگرے بھیجا جب کبھی کسی امت کے پاس اس امت کا رسول آیا تو انہوں نے اسکو جھٹلایا

هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوعَدُونَ ﴿۳۶﴾ إِنْ هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ ﴿۳۷﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا وَمَا نَحْنُ لَهُ بِمُؤْمِنِينَ ﴿۳۸﴾ قَالَ رَبِّ انصُرْنِي بِمَا كَذَّبُونِ ﴿۳۹﴾ قَالَ عَمَّا قَلِيلٍ لَّيُصْبِحُنَّ نَادِمِينَ ﴿۴۰﴾ فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنَاهُمْ غُثَاءً ۚ فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿۴۱﴾

پھر (قوم نوح کے بعد) ہم نے دوسرا گروہ پیدا کیا (مراد عاد ہیں یا ثمود) پھر ہم نے ان میں ایک پیغمبر کو بھیجا جو ان ہی میں کے تھے (مراد ہود علیہ السلام یا صالح علیہ السلام) ہیں ان پیغمبر نے کہا) کہ تم لوگ اللہ ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا اور کوئی معبود (حقیقی) نہیں کیا تم (شرک سے) ڈرتے نہیں ہو اور (ان پیغمبر کی یہ بات سنکر) ان کی قوم میں سے جو رئیس تھے جنہوں نے (خدا و رسول کے ساتھ) کفر کیا تھا اور آخرت کے آنے کو جھٹلایا تھا اور ہم نے انکو دنیوی زندگانی میں عیش بھی دیا تھا کہنے لگے کہ بس یہ تو تمہاری طرح ایک (معمولی) آدمی ہیں (چنانچہ) یہ وہی کھاتے ہیں جو تم کھاتے ہو اور وہی پیتے ہیں جو تم پیتے ہو اور (جب یہ تمہاری ہی جیسے بشر ہیں تو) اگر تم اپنے جیسے ایک (معمولی) آدمی کے کہنے پر چلنے لگو تو بیشک تم (عقل کے) گھاٹے میں ہو (یعنی بڑی بے وقوفی ہے) کیا یہ شخص تم سے یہ کہتا ہے کہ جب تم مر جاؤگے اور (مر کر) مٹی اور ہڈیاں ہو جاؤگے (چنانچہ جب اجزاء لحمیہ خاک ہو جاتے ہیں تو ہڈیاں بے گوشت رہجاتی ہیں پھر بعد چندے وہ بھی خاک ہو جاتی ہیں تو یہ شخص کہتا ہے کہ جب اس حالت پر پہونچ جاؤگے) تو (پھر دوبارہ زندہ کر کے زمین سے) نکالے جاؤگے (تو بھلا ایسا شخص کہیں قابل اطاعت و اتباع ہو سکتا ہے اور) بہت ہی بعید اور بہت ہی بعید ہے جو بات تم سے کہی جاتی ہے بس زندگی تو یہی ہماری دنیوی زندگی ہے کہ ہم میں کوئی مرتا ہے اور کوئی پیدا ہوتا ہے اور ہم دوبارہ زندہ نہ کیے جاوینگے بس یہ ایک ایسا شخص ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے (کہ اس نے مجکو رسول بنا کر بھیجا ہے اور کوئی دوسرا معبود نہیں اور قیامت آویگی) اور ہم تو ہرگز اس کو سچا نہ سمجھیں گے پیغمبر نے دعا کی کہ اے میرے رب میرا بدلہ لے اس وجہ سے کہ انہوں نے مجکو جھٹلایا ارشاد ہوا کہ یہ لوگ عنقریب پشیمان ہونگے چنانچہ انکو ایک سخت آواز نے (یا سخت عذاب نے) موافق وعدہ برحق کے (کہ لیصبحن نادمین) آپکڑا (جس سے وہ سب ہلاک ہو گئے) پھر (ہلاک کرنے کے بعد) ہم نے انکو خس و خاشاک (کی طرح پامال) کر دیا سو خدا کی مار کافر لوگوں پر — چونکہ صیحہ سے ثمود کا معذب ہونا دوسری آیات میں بھی آیا ہے اس قرینہ سے بعض نے تو اس کو ثمود کا قصہ سمجھا ہے اور چونکہ اکثر جگہ بعد قوم نوح کے عاد کا قصہ آیا ہے اس قرینہ سے بعض نے اسکو عاد کا قصہ سمجھا ہے اور صیحہ سے مراد عقوبت ہائلہ لی ہے جیسا اس شعر میں ہے؎ صاح الزمان بآل برمک صیحۃ ÷ خروا لشدتہا علی الاذقان ÷ یا ممکن ہے کہ عاد پر بھی صیحہ آیا ہو اور کہیں صرصر اور کہیں صیحہ کا ذکر اس اشارہ کے لیے ہو کہ ہر واحد بھی ان کے اہلاک کے لیے کافی تھا

قصہ بعض دیگر امم اجمالاً

ثُمَّ أَنشَأْنَا مِن بَعْدِهِمْ قُرُونًا آخَرِينَ ﴿۴۲﴾ مَا تَسْبِقُ مِنْ أُمَّةٍ أَجَلَهَا وَمَا يَسْتَأْخِرُونَ ﴿۴۳﴾ ثُمَّ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا ۖ كُلَّمَا جَاءَ أُمَّةً رَّسُولُهَا كَذَّبُوهُ

اللغات قولہ عما قلیل من بمعنے بعد قولہ بعداً من الرحمۃ وہو کما فی الکبیر من جملۃ المصادر التی قال سیبویہ بہ نصبت بافعال لا یستعمل اظہارہا وہی موضوعۃ مواضع افعالہا ومعناہ بعدو ابعداً قولہ تترے مصدر کذکری وبشری والتاء الاولی منہ بدل من الواو کتجاہ وتراث وہو بمعنے المتواترین حال من رسلنا وفی قراءۃ منونا وہو علی ما قال الفراء مصدر ایضا کصبر والالف فیہ بدل من التنوین وہو ایضا حال کما فی القراءۃ السابقۃ۔

النحو قولہ ثم ارسلنا عطف علی انشانا لکن لا علی معنے ان ارسالہم جمیعا متراخ عن انشاء القرون جمیعا بل علی معنے ان ارسال کل رسول متراخ من انشاء قرن مخصوص بذلک الرسول والفصل بین المعطوفین بالجملۃ المعترضۃ للمسارعۃ الی بیان ہلاک اولئک القرون علی وجہ اجمالی ۱۲

البلاغۃ قولہ هیهات لما توعدون فاعل هیهات الوقوع واللام للبیان کذا فی قولہ القوم ۱۲

ملحقات الترجمہ

۱ے قولہ غثاء طرح اشارۃ الی حذف الکاف (ای کالغثاء)

فَاَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَّجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى وَاَخَاهُ هٰرُوْنَ

سو ہم نے ایک کے بعد ایک کا نمبر لگا دیا اور ہم نے انکی کہانیاں بنا دین سو خدا کی مار اُن لوگون پر جو ایمان نہ لاتے تھے پھر ہم نے موسیٰ اور اُن کے بھائی ہارون کو

بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا عَالِيْنَ فَقَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ

اپنے احکام اور کھلی دلیل دیکر فرعون اور اسکے درباریون کے پاس بھیجا سو اُن لوگون نے تکبر کیا اور وہ لوگ تھے ہی متکبر چنانچہ وہ کہنے لگے کہ کیا ہم ایسے دو شخصون پر

مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ فَكَذَّبُوْهُمَا فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِيْنَ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ

جو ہماری طرح کے آدمی ہین ایمان لے آوین حالانکہ انکی قوم کے لوگ ہمارے زیر حکم ہین غرض وہ لوگ اُن دونون کی تکذیب ہی کرتے رہے پس ہلاک کیے گئے اور ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی تاکہ وہ لوگ ہدایت پاوین

فَاَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَّجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۴۴﴾ پھر اُن (عاد یا ثمود) کے (ہلاک ہونے کے) بعد ہم نے اور اُمتون کو پیدا کیا (جو کہ تکذیب رسل کے سبب وہ بھی ہلاک ہوئے اور اُن کے ہلاک ہونیکی جو مدت علم آلہٰی مین مقرر تھی) کوئی امت (اُن امتون مین سے) اپنی (اُس) مدت معینہ سے (ہلاک ہونے مین) نہ پیش دستی کر سکتی تھی اور نہ (اس مدت سے) وہ لوگ پیچھے ہٹ سکتے تھے (بلکہ عین وقت پر ہلاک کیے گئے غرض وہ امتین اول پیدا کی گئین) پھر (انکے پاس) ہم نے اپنے پیغمبرون کو یکے بعد دیگرے (ہدایت کے لیے) بھیجا (جسطرح وہ امتین یکے بعد دیگرے پیدا ہوئی تھین مگر انکی حالت یہ ہوئی کہ) جب کبھی کسی امت کے پاس اس امت کا (خاص) رسول (خدا کے احکام لیکر) آیا انہون نے اُسکو جھٹلایا سو ہم نے (بھی ہلاک کرنیمین) ایک کے بعد ایک کا نمبر لگا دیا اور ہم نے انکی کہانیان بنا دین (یعنی وہ ایسے نیست و نابود ہوئے کہ بجز کہانیون کے انکا کچھہ نام و نشان نہ رہا) سو خدا کی مار اُن لوگون پر جو (انبیا کے سمجھانے پر بھی) ایمان نہ لاتے تھے **ف** ان قرون مین سے بعض کا ذکر سورہ اعراف وغیرہ مین ہے چنانچہ عاد کے بعد ثمود کا اور ثمود کے بعد قوم لوط کا اور قوم لوط کے بعد اہل مدین کا ذکر آیا ہے اور بعض کی نسبت فرمایا ہے لا یعلمہم الا اللہ الخ واللہ اعلم اور اگر بعض قومون کی کچھہ نسل باقی ہو تو بھی جعلناہم احادیث مین کوئی اشکال نہین کیونکہ خاص وہ مکذبین تو بھسٹ ہوگئے یا یہ معنی بھی ہو سکتے ہین کہ ہم نے انکو دوسرون کے لیے عبرت بنا دیا ای جعلنا ہم ذات احادیث بحیث یحکی احادیثہم ـــ

قِصّہ فرعون

ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى وَاَخَاهُ هٰرُوْنَ ۙ بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۴۵﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا عَالِيْنَ ﴿۴۶﴾ فَقَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ ﴿۴۷﴾ فَكَذَّبُوْهُمَا فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِيْنَ ﴿۴۸﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۴۹﴾ پھر ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) اور اُن کے بھائی (ہارون علیہ السلام) کو اپنے احکام اور کھلی دلیل (یعنی معجزہ صریحہ کہ دلیل نبوت ہے) دیکر فرعون اور اُس کے درباریون کے پاس (بھی پیغمبر بناکر) بھیجا (اور بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہونا بھی معلوم ہے) سو ان لوگون نے (انکی تصدیق و اطاعت سے) تکبر کیا اور وہ لوگ تھے ہی متکبر (یعنی پہلے ہی سے انکا دماغ سڑا ہوا تھا) چنانچہ وہ (باہم) کہنے لگے کہ کیا ہم ایسے دو شخصون پر جو ہماری طرح کے آدمی ہین (انمین کوئی بات امتیاز کی نہین) ایمان لے آوین (اور اُن کے مطیع بن جاوین) حالانکہ انکی قوم کے لوگ (تو خود) ہمارے زیر حکم ہین (یعنی ہم کو تو خود انکی قوم پر ریاست حاصل ہے پھر ان دونون کو ہم پر کیسے ریاست حاصل ہو سکتی ہے۔ ان لوگون نے ریاست دینیہ کو ریاست دنیویہ پر قیاس کیا کہ جب ہمکو ایک حاصل ہے تو دوسرے کے بھی ہم ہی مستحق ہین اور جب انکو ایک نہین تو دوسری کیسے ہو سکتی ہے اور فساد اس قیاس کا ظاہر ہے) غرض وہ لوگ ان دونون کی تکذیب ہی کرتے رہے پس (اس تکذیب کی وجہ سے) ہلاک کیے گئے اور (اُن کے ہلاک ہونے کے بعد) ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب (یعنی توراۃ) عطا فرمائی تاکہ (اُس کے ذریعہ سے) وہ لوگ (یعنی قوم موسیٰ بنی اسرائیل جو کہ موسیٰ علیہ السلام کے دوسرے مرسل الیہم تھے) ہدایت پائین (اور متاخرین بنی اسرائیل کی ہدایت کے لیے اور دلیل بھی ظاہر کی جسکا بیان جعلنا ابن مریم مین آتا ہے مگر اُن کے قصے کبھی مخالفت و عقوبت کے مشہور اور جابجا مذکور ہین **ف** لبشرین مثلنا کے ذیل مین صاحب روح نے خوب لطیفہ لکھا ہے کہ یہ منکرین بشر کی لیے تو نبوت کو محال سمجھتے تھے اور احجار کے لیے الوہیت کو

اللغات الاحادیث جمع احدوثۃ ولا یستعمل الا فی الشر او جمع حدیث علی خلاف القیاس عابدون خادمون کما فی الروح نقل الخفاجی عن الراغب انہ صرح بان العابد بمعنی الخادم حقیقۃ وان نظر الی متعارف اللغۃ لفیہ استعارۃ تبعیۃ فافہم **النحو** قولہ فکذبوہما الفاء للتعقیب لا لتعقیب التکذیب استمرار التکذیب قولہ لعلہم راجع الی بنی اسرائیل المدلول علیہ بذکر کتاب موسیٰ او بقولہ قومہما **البلاغۃ** قولہ لا یؤمنون اقتصر ہہنا علی وصفہم بعدم الایمان حسبما اقتصر علی حکایۃ تکذیبہم اجمالا واما القرون الاولون فحیث نقل عنہم الہم من الغلو وتجاوزوا فی الکفر والعدوان وصفوا بالظلم کذا فی الروح قولہ لبشرین مثلنا ثنی البشر لانہ یطلق علی الواحد وعلی الجمع ولم یثن مثل نظرا الی کونہ فی حکم المصدر ولو افرد البشر لصح لانہ اسم جنس کما فی قولہ فاما ترین من البشر احدا وکذا

لو ثنی المثل کما فی قولہ تعالی یرونہم مثلیہم نظرا الی انہ فی تاویل الوصف الا ان المرجح لتثنیۃ الاول وافراد الثانی الاشارۃ بالاول الی قلتہما وانفرادہما من قومہما مع کثرۃ الملأ واجتماعہم وبالثانی الی شدۃ تماثلہم حتی کانہم مع البشرین شئی واحد

وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ آيَةً وَآوَيْنَاهُمَا إِلَىٰ رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ ۝ يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ

اور ہم نے مریم کے بیٹے کو اور اُن کی ماں کو بڑی نشانی بنایا! اور ہم نے اُن دونون کو ایک ایسی بلند زمین پر لیجا کر پناہ دی جو ٹھیرنے کے قابل اور شاداب جگہ تھی اے پیغمبرو تم نفیس چیزین کھاؤ

وَاعْمَلُوا صَالِحًا ۖ إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ۝ وَإِنَّ هَٰذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُونِ ۝ فَتَقَطَّعُوا

اور نیک کام کرو — مین تم سب کے کیے ہوئے کامون کو خوب جانتا ہون — اور یہ ہی تمہارا طریقہ کہ وہ ایک ہی طریقہ ہی — اور مین تمہارا رب ہون سو تم مجھ سے ڈرتے رہو سو ان لوگون

أَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا ۖ كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ۝ فَذَرْهُمْ فِي غَمْرَتِهِمْ حَتَّىٰ حِينٍ ۝ أَيَحْسَبُونَ أَنَّمَا نُمِدُّهُمْ

نے اپنے دین مین اپنا طریق الگ الگ کرکے اختلاف پیدا کرلیا ہر گروہ کے پاس جو دین ہی وہ اسی سے خوش ہی سو آپ انکو انکی جہالت مین ایک خاص وقت تک رہنے دیجیے کیا یہ لوگ یون گمان کررہی ہین کہ ہم انکو جو کچھ

بِهِ مِنْ مَالٍ وَبَنِينَ ۝ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرَاتِ ۚ بَلْ لَا يَشْعُرُونَ ۝

مال واولاد دیتے چلے جاتے ہین — تو ہم انکو جلدی جلدی فائدے پہونچا رہے ہین — بلکہ یہ لوگ نہین جانتے۔

جائز مانتے تھے کسقدر عجیب بات ہے اور تخصیص فرعون کی باوجود بعث الی بنی اسرائیل کے بھی پھر قوم فرعون مین سے تخصیص رؤسا کی اس اعتبار سے ہی کہ یہ لوگ انکار مین اشد تھے پس تخصیص ذکری تقبیح حال کے لیے ہی۔

قصہ مریم وعیسیٰ علیہما السلام

وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ آيَةً وَآوَيْنَاهُمَا إِلَىٰ رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ ۝ اور ہم نے (اپنی قدرت وتوحید پر دلالت کے لیے اور نیز بنی اسرائیل کی ہدایت کے لیے) مریم کے بیٹے (عیسیٰ علیہ السلام) کو اور انکی ماں (حضرت مریم علیہا السلام) کو بڑی نشانی (قدرت کی اور اُن کے صدق کی) بنایا (کہ بے باپ تولد ہونا دونون کے متعلق آیت عظیمہ ہی) اور (چونکہ انکو نبی بنانا منظور تھا اور ایک ظالم بادشاہ بچپن ہی مین ان کے درپے قتل ہوگیا تھا اس لیے، ہم نے (اُس سے بچاکر) اُن دونون کو ایک ایسی بلند زمین پر لیجاکر پناہ دی جو (بوجہ غلات اور میوہ جات پیدا ہونے کے) ٹھیرنے کے قابل اور (بوجہ نہر جاری ہونے کے) شاداب جگہ تھی (یہان تک کہ امن وامان سے جوان ہوئے اور نبوت عطا ہوئی تو توحید ودعوی رسالت مین ان کی تصدیق ضروری تھی مگر بعض نے نہ کی) **ف** یہ ظالم بادشاہ ہیرودس تھا نجومیون سے یہ سنکر کہ عیسیٰ علیہ السلام کو سرداری ہوگی صغرسن ہی مین ان کا دشمن ہوگیا تھا الہام ربانی سے حضرت مریم علیہا السلام انکو لیکر ملک مصر مین چلی گئین اور اُس ظالم کے مرنے کے بعد پھر شام مین چلی آئین کذا فی الروح وفتح المنان عن الانجیل متی وروی فی الدر المنثور تفسیر الربوة عن ابن عباس ووہب ابن زید بمصر وعن زید بن اسلم بالاسکندریة قلت والاسکندریة ایضا بمصر اور مصر کا اونچا ہونا باعتبار رود نیل کے ہی ورنہ غرق ہوجاتا اور ماء معین رود نیل ہی واللہ اعلم **ربط** شروع سورت مین عبادت کا وجوب اور اس کے بعد اسکی تاکید وتحریض کے لیے معبود کی صفات کمال وجلائل نعم کا بیان تھا اور اسی سلسلہ مین چند قصص مذکور ہوئے تھے اب آگے یا ایہا الرسل کلوا مین اباحۃ استعمال نعم اور اعملوا مین وجوب عبادت منعم کا بذریعۂ رسل کے شرع قدیم ہونا اور ان ہذہ الخ سب شرائع کا اسمین متفق ہونا اور انا ربکم الخ مین اس نتیجہ مذکورہ کی تصریح اور فتقطعوا الخ مین اس حکم مذکور سے اختلاف کرنے والون کی مذمت۔ اور فذرہم مین ان مخالفین کا استحقاق عقوبت۔ اور ایحسبون مین مہلت عن العقوبت پر ان کے مغرور ہونے کا جواب مذکور ہی پس مجموعہ ان مضامین کا مجموعہ مضامین بالا کے لیے بمنزلہ تجدید وتاکید واجمال بعد التفصیل ہی **اتحاد شرائع در اداء حق معبود وذم مخلین دران** يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا ۖ إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ۝٥١ وَإِنَّ هَٰذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُونِ ۝٥٢ فَتَقَطَّعُوا أَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا ۖ كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ۝٥٣ فَذَرْهُمْ فِي غَمْرَتِهِمْ حَتَّىٰ حِينٍ ۝٥٤ أَيَحْسَبُونَ أَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهِ مِنْ مَالٍ وَبَنِينَ ۝٥٥ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرَاتِ ۚ بَلْ لَا يَشْعُرُونَ ۝٥٦ (ہم نے جسطرح تمکو اوپر استعمال نعم کی اجازت دی اور عبادت کا حکم کیا اسیطرح سب پیغمبرون کو اور ان کے ذریعہ سے اُن کی امتون کو یہی حکم دیا کہ) اے پیغمبرو تم (اور تمہاری امتین) نفیس چیزین کھاؤ (کہ خدا کی نعمت ہی) اور (کھاکر شکر ادا کروکہ) نیک کام (یعنی عبادت) کرو (اور) مین تم سب کے کیے ہوئے کامون کو خوب جانتا ہون (پس عبادات پر ثمرات عطا کرونگا) اور (ہم نے اُن سب سے یہ بھی کہا کہ جس طریق کا ابھی بیان ہوا) یہ ہی تمہارا طریقہ (جس پر تمکو رہنا واجب ہی) کہ وہ ایک ہی طریقہ ہی (یعنی کسی شریعت مین مختلف نہین ہوا) اور (حاصل اُس طریقہ کا یہ ہی کہ) مین تمہارا رب (حقیقی ہون (مالک ہونے کے اعتبار سے بھی اور منعم ہونیکے اعتبار سے بھی) سو تم مجھ سے ڈرتے رہو (اور میرے احکام کی مخالفت مت کروکہ مالک ہونیکا اولاً یہی مقتضا ہی پھر منعم ہونیکا اور زیادہ مقتضا ہی) سو (اُن رسل کی امت کے لوگون کو یہ چاہیے تھا کہ بعد وجود ان مقتضیات کے سب اسی ایک طریق پر رہتے مگر ایسا نہ کیا بلکہ) اُن لوگون نے اپنی دین مین اپنا طریق

ملحقات الترجمۃ
لے قولہ فی یا ایہا الرسل حکم دیا اشارۃ الی تقدیر قلنا۔

اللغات معین فعیل من معن بمعنی جری او مفعول کمخیط من عانہ اذا ادرکہ بعینہ فان الماء الجاری یکون مشاہدا بالعین غالبا الغمرۃ من الغمر وہو الستر ویراد بالجہالۃ لسترہا العقل، **النحو** قولہ زبرا قطعا جمع زبور حال من امرہم قولہ انما

إِنَّ الَّذِينَ هُم مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِم مُّشْفِقُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُم بِآيَاتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُم بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُونَ ۝

اسمین کوئی شک نہین کہ جو لوگ اپنے رب کی ہیبت سے ڈرتے رہتے ہین | اور جو لوگ اپنے رب کی آیتون پر ایمان رکھتے ہین | اور جو لوگ اپنے رب کے ساتھ شرک نہین کرتے

وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوا وَّقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ أَنَّهُمْ إِلَىٰ رَبِّهِمْ رَاجِعُونَ ۝ أُولَٰئِكَ يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ

اور جو لوگ دیتے ہین جو کچھ دیتے ہین | اور اُن کے دل اس سے خوف زدہ ہوتے ہین کہ وہ اپنے رب کے پاس جانے والے ہین | یہ لوگ اپنے فائدے جلدی جلدی حاصل کر رہے ہین

وَهُمْ لَهَا سَابِقُونَ ۝ وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ۖ وَلَدَيْنَا كِتَابٌ يَنطِقُ بِالْحَقِّ ۚ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝

اور وہ انکی طرف دوڑ رہے ہین | اور ہم کسیکو اسکی وسعت سے زیادہ کام کرنیکو نہین کہتے | اور ہمارے پاس ایک دفتر ہے جو ٹھیک ٹھیک بتادیگا اور لوگون پر ذرا ظلم نہوگا

الگ الگ کرکے اختلاف پیدا کرلیا (چنانچہ انمین اب بھی جتنے گروہ موجود ہین انمین سے) ہر گروہ کے پاس جو دین ہے وہ اُسی سے خوش ہے (اور اسکو باوجود ثبوت بطلان کے حق سمجھتا ہے) سو (جب یہ بات ہے کہ ثبوت بطلان کے بعد بھی اُسکو حق سمجھ رہے ہین تو آپ بھی ان مشرکین قریش کے ایسے ہی دعوی بلا دلیل و اصرار علی الکفر پر غم نہ کیجیے بلکہ) آپ انکو انکی (اسی) جہالت مین ایک خاص وقت تک رہنے دیجیے (جب وہ خاص وقت یعنی وقت موت آجاویگا سب حقیقت معلوم ہوجاویگی اور اب جو ان پر عذاب نہین آتا تو) کیا (اس سے) یہ لوگ یون گمان کر رہے ہین کہ ہم انکو جو کچھ مال و اولاد دیتے چلے جاتے ہین تو ہم ان کو جلدی جلدی فائدے پہونچا رہے ہین (یہ بات ہرگز نہین) بلکہ یہ لوگ (اسکی وجہ) نہین جانتے (یعنی وہ اسکی استدراج ہے جسکا انجام اصلی درجہ کا ضرر ہے نہ کہ نفع) **ف** ایسی ہی آیت ان ہذہ امتکم آخر سورہ انبیاء کے اخیر رکوع سے پہلے رکوع کے اخیر مین بھی آچکی ہے اور مسلم و ترمذی کی حدیث مرفوع مین جو اکل حلال کے باب مین اس آیت سے مع آیت یا ایہا الذین آمنوا کلوا من طیبات ما رزقناکم کے استشہاد آیا ہے اُس سے اس پر شبہہ نہ کیا جاوے کہ مین نے طیب کی تفسیر مستلذ نفیس کے ساتھ کی ہے کیونکہ جس مستلذ مین حلت نہو وہ بوجہ ارتفاع استلذاذ معنوی کے گویا مستلذ نہین ہے پس اگر تفسیر مستلذ کے ساتھ کی جاوے اور حدیث کو اشتراط پر محمول کیا جاوے تو تفسیر و استشہاد دونون بحال خود صحیح رہین گے خوب سمجھ لو ربط اوپر کفار کی حالت موجودہ دنیویہ کا مسارعت فی الخیرات نہ ہونا مذکور تھا آگے مقابلہ مین اہل ایمان کی (جو کہ متمسک بشریعت حقہ و مؤدی حقوق ربوبیت و ممتثل احکام مذکورہ ہیں) حالت موجودہ دینیہ کا مسارعت فی الخیرات ہونا بیان فرماتے ہین حیث صرح ہناک اولئک یسارعون فی الخیرات

بشارت مطیعین بخیر ابدی

إِنَّ الَّذِينَ هُم مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِم مُّشْفِقُونَ ۝٥٧ وَالَّذِينَ هُم بِآيَاتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُونَ ۝٥٨ وَالَّذِينَ هُم بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُونَ ۝٥٩ وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوا وَّقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ أَنَّهُمْ إِلَىٰ رَبِّهِمْ رَاجِعُونَ ۝٦٠ أُولَٰئِكَ يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَهُمْ لَهَا سَابِقُونَ ۝٦١ وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ۖ وَلَدَيْنَا كِتَابٌ يَنطِقُ بِالْحَقِّ ۚ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝٦٢ اسمین کوئی شک (و شبہہ) نہین کہ جو لوگ اپنے رب کی ہیبت سے ڈرتے رہتے ہین اور جو لوگ اپنے رب کی آیتون پر ایمان رکھتے ہین اور جو لوگ (اس ایمان مین) اپنے رب کے ساتھ شرک نہین کرتے ہین اور جو لوگ (اللہ کی راہ مین) دیتے ہین جو کچھ دیتے ہین اور (باوجود دینے کے) انکے دل اس سے خوف زدہ ہوتے ہین کہ وہ اپنے رب کے پاس جانے والے ہین (دیکھیے وہان جاکر ان صدقات کا کیا ثمرہ ظاہر ہو ایسا نہ ہو کہ موافق حکم کے نہ دیا گیا ہو مثلاً مال حلال نہ ہو یا نیت خالص نہ ہو اور بوجہ غموض یا عدم التفات اس کی اطلاع نہ ہوئی ہو تو الٹا مواخذہ ہونے لگے سو جنمین یہ صفات ہون) یہ لوگ (البتہ) اپنے فائدے جلدی جلدی حاصل کر رہے ہین اور وہ انکی طرف دوڑ رہے ہین (نہ کہ کفار مذکورین) اور (یہ اعمال مذکورہ چونکہ نہایت سہل ہین اسلیے لوگون کو انمین ضرور کوشش کرنا چاہیے کیونکہ) ہم (تو) کسی کو اسکی وسعت سے زیادہ کام کرنے کو نہین کہتے (پس جو کام تبلا رکھے ہین سب آسان ہی ہین) اور (آسان ہونے کے ساتھ ثمرہ انکا یقینی کیونکہ) ہمارے پاس ایک دفتر (نامہ اعمال کا محفوظ) ہے جو ٹھیک ٹھیک (سبکا حال) بتادیگا اور لوگون پر ذرا ظلم نہ ہوگا (بلکہ ہر ایک کی سعی پوری پوری مشکور ہوگی اور ذرہ ذرہ خیر پر ثواب ملیگا) **ف** یؤمنون کے بعد لا یشرکون کا فائدہ یہ ہو سکتا ہے کہ مشرکین بھی بوجہ خدا کو ماننے کے

ملحقات الترجمۃ

لے قولہ نہیں اولئک جنمین الخ اشارۃ الی ان المراد بالموصولات طائفۃ واحدۃ جامعۃ للاوصاف لا طوائف وفی الروح انما کرر الموصول ایذانا باستقلال کل واحدۃ فی تلک الصفات بفضیلۃ باہرۃ علی حیالہا۔

النحو قولہ وجلۃ انہم بتقدیر من ای من انہم لکن مناط الوجل ہو عدم القبول **البلاغۃ** قولہ ما اتوا الابہام للتفخیم قولہ یسارعون لم یقل یسارعون لہم الی استحقاقہم نیل الخیرات بحاسن اعمالہم ولم یقل الی الخیرات للایذان بانہم متقلبون فی الخیرات لا انہم خارجون عنہا متوجہون الیہا کذا فی الروح قولہ ہم لہا سابقون ہو منزلی تاکید کالتفسیر لما قبلہ بمعنی ان المسارعۃ فی الخیرات معناہا السبق الیہا لنیلہا لمعانی الآخرۃ فبالنظر الی اسباب الخیرات قیل یسارعون فیہا وبالنظر الی الخیرات نفسہا قیل ہم لہا سابقون واللہ اعلم **فائدۃ** ورد فی الاحادیث یاتون ما اتوا ای یفعلون ما فعلوا وہذہ القراءۃ من الاحاد ولا تقبل فی القرآن الا المتواتر فلا یرد علی المحدثین حیث نقلوا القراءۃ الغیر الثابتۃ ولا علی القراء حیث ترکوا القراءۃ الثابتۃ ویمکن ان تکون ہذہ القراءۃ من قبیل التفسیر ویکون مقصودہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ لا تخصیص للایتاء فی ہذا

بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِيْ غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا وَلَهُمْ اَعْمَالٌ مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا عٰمِلُوْنَ ۝ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَخَذْنَا مُتْرَفِيْهِمْ

بلکہ ان کفار کے قلوب اس دین کی طرف سے جہالت میں ہیں اور اس کے علاوہ ان لوگوں کے اور بھی عمل ہیں جنکو یہ کرتے رہتے ہیں یہانتک کہ جب ہم ان کے خوش حال لوگوں کو

بِالْعَذَابِ اِذَا هُمْ يَجْـَٔرُوْنَ ۝ لَا تَجْـَٔرُوا الْيَوْمَ اِنَّكُمْ مِّنَّا لَا تُنْصَرُوْنَ ۝ قَدْ كَانَتْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ

عذاب میں دھر پکڑیں گے تو فوراً چلا اٹھیں گے اب مت چلاؤ ہماری طرف سے تمہاری مطلق مدد نہ ہوگی میری آیتیں تمکو پڑھ پڑھ کر سنائی جایا کرتی تھیں تو تم الٹے پانو بھاگتے

تَنْكِصُوْنَ ۝ مُسْتَكْبِرِيْنَ بِهٖ سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ ۝ اَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ اَمْ جَآءَهُمْ مَّا لَمْ يَاْتِ اٰبَآءَهُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ اَمْ لَمْ يَعْرِفُوْا

تھے تکبر کرتے ہوئے قرآن کا مشغلہ بناتے ہوئے بیہودہ بکتے ہوئے تو کیا ان لوگوں نے اس کلام میں غور نہیں کیا یا ان کے پاس ایسی چیز آئی ہے جو ان کے پہلے بڑوں کے پاس نہیں آئی تھی یا یہ لوگ اپنے

رَسُوْلَهُمْ فَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ۝ اَمْ يَقُوْلُوْنَ بِهٖ جِنَّةٌ ؕ بَلْ جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ وَاَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ۝ وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ

رسول سے واقف نہ تھے اس وجہ سے ان کے منکر ہیں یا یہ لوگ آپ کی نسبت جنون کے قائل ہیں بلکہ یہ رسول ان کے پاس حق بات لیکر آئے ہیں اور انہیں اکثر لوگ حق بات سے نفرت رکھتے ہیں اور اگر دین حق انکے خیالات

اَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ؕ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝

کے تابع ہوجاتا تو تمام آسمان اور زمین اور جو ان میں ہیں سب تباہ ہوجاتے بلکہ ہم نے ان کے پاس انکی نصیحت کی بات بھیجی سو یہ لوگ اپنی نصیحت سے بھی روگردانی کرتے ہیں

اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ ۖ وَّهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝ وَاِنَّكَ لَتَدْعُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ وَاِنَّ الَّذِيْنَ

یا آپ ان سے کچھ آمدنی چاہتے ہیں تو آمدنی تو آپ کے رب کی سب سے بہتر ہے اور وہ سب دینے والوں سے اچھا ہے اور آپ تو انکو سیدھے رستہ کی طرف بلا رہے ہیں اور ان لوگوں کی

لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنٰكِبُوْنَ ۝ وَلَوْ رَحِمْنٰهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِمْ مِّنْ ضُرٍّ لَّلَجُّوْا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝

ربع

جو کہ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے یہ حالت ہے کہ اس رستہ سے ہٹتے جاتے ہیں اور اگر ہم ان پر مہربانی فرماویں اور ان پر جو تکلیف ہے اُسکو ہم دور بھی کردیں تو وہ لوگ اپنی گمراہی میں بھٹکتے ہوئے اصرار کرتے رہیں

دعوی ایمان وتصدیق کا کرتے تھے جیسا فرمایا ہے لئن سالتہم من خلق السموات والارض لیقولن اللہ اسی بنا پر ارشاد ہوا ہے وما یومن اکثرہم باللہ الا وہم مشرکون اور بوجہ اس کے کہ سموات وارض آیات الٰہیہ سے ہیں جیسا ارشاد ہے وکاین من ایۃ فی السموات والارض یمرون علیہا وھم عنہا معرضون اور اس سے مشرکین پر مومن بالآیات ہونے کا شبہہ ہوسکتا تھا اس لیے لا یشرکون کا بڑھانا مفید ہوا خوب سمجھ لو ربط اوپر آیت فذرہم فی غمرتہم اور آیت ایحسبون الخ میں مخالفان دین کی جہالت اور استحقاق عقوبت کا بیان اجمالی تھا آگے اسی کی تفصیل ہے اور درمیان میں مقابلہ کے لیے مومنین کا اور انکے اعمال کا ذکر تھا اور اس تفصیل کے عنوان شروع میں اعمال کفار کا اعمال مومنین کے ساتھ مقابلہ بھی مرعی رکھا گیا ہے چنانچہ ترجمہ سے ظاہر ہوگا پس ذکر مومنین سابقا مقابل تھا ذکر کفار کا اور ذکر کفار لاحقا مقابل ہوگیا ذکر مومنین کا پس دونوں طرف سے تقابل کی تصریح ہوگئی۔

اعمال واحوال ومآل وابطال اقوال اہل ضلال

بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِيْ غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا وَلَهُمْ اَعْمَالٌ مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا عٰمِلُوْنَ ﴿۶۳﴾ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَخَذْنَا مُتْرَفِيْهِمْ بِالْعَذَابِ اِذَا هُمْ يَجْـَٔرُوْنَ ﴿۶۴﴾ لَا تَجْـَٔرُوا الْيَوْمَ اِنَّكُمْ مِّنَّا لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۶۵﴾ قَدْ كَانَتْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ ﴿۶۶﴾ مُسْتَكْبِرِيْنَ بِهٖ سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ ﴿۶۷﴾ اَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ اَمْ جَآءَهُمْ مَّا لَمْ يَاْتِ اٰبَآءَهُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۶۸﴾ اَمْ لَمْ يَعْرِفُوْا رَسُوْلَهُمْ فَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۶۹﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ بِهٖ جِنَّةٌ ؕ بَلْ جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ وَاَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ؕ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۷۱﴾ اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ ۖ وَّهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۷۲﴾ وَاِنَّكَ لَتَدْعُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۷۳﴾ وَاِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنٰكِبُوْنَ ﴿۷۴﴾ وَلَوْ رَحِمْنٰهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِمْ مِّنْ ضُرٍّ لَّلَجُّوْا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۷۵﴾

اللغات قولہ تنکصون النکوص الرجوع والاعقاب جمع عقب ورجوع الشخص علی عقبہ رجوعہ فی طریقہ الاولی کما یقال رجع عودہ علی بدءہ وہو مستعار للاعراض۔ قولہ سامرا اسم جمع کالحاج قولہ تھجرون من الہجر بفتحتین الہذیان او من الہجر بضم فسکون وہو الکلام القبیح قولہ لہ منکرون اللام للتقویۃ ۱۲	**النحو** قولہ حتی اذا اخذنا متعلق بعاملون کما قررنی الترجمۃ قولہ بہ متعلق راجع الی القرآن الذی دل علیہ قولہ آیاتی ۱۲

وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ ۝ حَتّٰٓى اِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيْدٍ اِذَا هُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ

اور ہم نے انکو گرفتار عذاب بھی کیا ہے سوان لوگون نے نہ اپنے رب کے سامنے فروتنی کی اور نہ عاجزی اختیار کی یہانتک کہ ہم جب ان پر سخت عذاب کا دروازہ کھول دینگے تو اسوقت بالکل حیرت زدہ

وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ ۝ حَتّٰٓى اِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيْدٍ اِذَا هُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ۝ یہ اوپر تو مومنین کی حالت سنی مگر کفار ایسے نہیں ہین) بلکہ (برعکس) ان کفار کے قلوب اس دین کی طرف سے (جسکا ذکر آیات رہم مین ہی) جہالت (اور شک) مین (پڑے) ہین (جنکا حال اوپر بھی معلوم ہوچکا فذرہم فی غمرتہم) اور اس (جہالت وانکار) کے علاوہ ان لوگون کے اور بھی (برے برے) عمل ہین جنکو یہ (استمرارا) کرتے رہتے ہین (جیسے مومنین کے علاوہ ایمان بالآیات کے اور اعمال خیر بھی تھے اسیطرح یہ لوگ شرک اور اعمال سیئہ کے برابر خوگر رہین گے) یہانتک کہ جب ہم ان کے خوشحال لوگون کو (جنکے پاس اب خدم حشم سب ہی) عذاب (بعد الموت) مین دھر پکڑین گے (اور غریب غربا تو کس گنتی مین ہین اور وہ تو عذاب سے کیا بچاؤ کرسکتے ہین غرض یہ کہ جب ان سب پر عذاب نازل ہوگا) تو فوراً چلا اٹھین گے (اور سارا انکار و استکبار جسکے اب معتاد ہین کافور ہوجاویگا اسوقت ان سے کہا جاویگا کہ) اب مت چلاؤ (کہ محض غیر مفید ہے کیونکہ) ہماری طرف سے تمہاری مطلق مدد نہ ہوگی (کیونکہ یہ دار الجزاء ہے دار العمل نہیں ہے کہ چلانا اور عاجزی کرنا مفید ہو جو دار العمل تھا اسمین تو تمہارا یہ حال تھا کہ) میری آیتین تمکو پڑھ پڑھ کر (رسول کی زبان سے) سنائی جایا کرتی تھین تو تم الٹے پانو بھاگتے تھے تکبر کرتے ہوئے قرآن کا مشغلہ بناتے ہوئے (اُس قرآن کی شان مین) بیہودہ بکتے ہوئے (کہ کوئی اُسکو سحر کہتا تھا کوئی شعر کہتا تھا اور مشغلہ کا یہی مطلب ہی پس تم نے دار العمل مین جیسا کیا آج دار الجزاء مین ویسا بھگتو اور یہ لوگ جو قرآن کی اور صاحب قرآن کی تکذیب کر رہے ہین تو اسکا کیا سبب ہی) کیا ان لوگون نے اس کلام (الٰہی) مین غور نہین کیا (جس سے اُسکا اعجاز ظاہر ہوجاتا اور یہ ایمان لے آتے) یا (تکذیب کی یہ وجہ ہی کہ) ان کے پاس ایسی چیز آئی ہی جو ان کے پہلے بڑون کے پاس نہین آئی تھی (مراد اس سے احکام الٰہیہ کا آنا ہی بذریعہ رسل کے مطلب یہ کہ یہ بات بھی نہین ہوئی کہ ان رسول پر یہ وحی جدید آئی ہو بلکہ شرائع تو رسل کے ذریعہ سے ہمیشہ سے نازل ہوتے آئے ہین کقولہ تعالیٰ ما کنت بدعا من الرسل پس تکذیب کی یہ وجہ بھی باطل ٹھیری اور یہ دو وجہ تو قرآن کے متعلق ہین آگے صاحب قرآن کے متعلق فرماتے ہین یعنی) یا (وجہ تکذیب کی یہ ہی کہ) یہ لوگ اپنے رسول (کی صفت دیانت وصدق وامانت) سے واقف نہ تھے اسوجہ سے اُن کے منکر ہین (یعنی یہ وجہ بھی باطل ہی کیونکہ آپ کے صدق پر سب کا اتفاق تھا) یا (یہ وجہ ہی کہ) یہ لوگ (نعوذ باللہ) آپ کی نسبت جنون کے قائل ہین (سو آپ کا اعلیٰ درجہ کا صائب الرائے ہونا بھی ظاہر ہی سو واقع مین انمین سے کوئی وجہ بھی معقول نہین) بلکہ (اصلی وجہ یہ ہی کہ) یہ رسول ان کے پاس حق بات لیکر آئے ہین اور انمین اکثر لوگ حق بات سے نفرت رکھتے ہین (بس یہ تمام تر وجہ ہی تکذیب کی اور عدم اتباع حق کی اور یہ لوگ اس دین حق کا اتباع تو کیا کرتے یہ تو اور الٹا یہ چاہتے ہین کہ وہ دین حق ہی انکے خیالات کے تابع کر دیا جاوے اور جو مضامین قرآن مین اُن کے خلاف ہین انکو خارج یا ترمیم کر دیا جاوے کقولہ تعالیٰ فی سورۃ یونس قال الذین لا یرجون لقاءنا ائت بقرآن غیر ھذا او بدلہ) اور (بفرض محال) اگر (ایسا امر واقع ہوتا یا اور) دین حق انکے خیالات کے تابع (اور موافق) ہو جاتا تو (تمام عالم مین کفر و شرک وضلال پھیل جاتا اور اسکا اثر یہ ہوتا کہ حق تعالیٰ کا غضب تمام عالم پر متوجہ ہوتا اور اسکا مقتضا یہ تھا کہ) تمام آسمان اور زمین اور جو اُنمین (آباد) ہین سب تباہ (وہلاک) ہو جاتے (جیسا قیامت مین عموم ضلال سے عموم غضب اور عموم غضب سے عموم ہلاک ہوگا اور اول تو کسی امر کا حق ہونا مقتضی ہی اُس کے وجوب قبول کو گو نافع بھی نہو اور اُسکا قبول نہ کرنا خود عیب ہی مگر ان لوگون مین صرف یہی ایک عیب نہین کہ حق سے کراہت ہو) بلکہ (اس سے بڑھکر دوسرا اور بھی عیب ہے کہ اپنی لیے جو امر نافع ہی اُس سے بھی اعراض کرتے ہین کیونکہ وہ حق انکے لیے نافع بھی ہی پس) ہم نے ان کے پاس انکی نصیحت (اور نفع) کی بات بھیجی سو یہ لوگ اپنی نصیحت (نافعہ) سے بھی روگردانی کرتے ہین یا (علاوہ وجوہ مذکورہ کے ان کی تکذیب کی یہ وجہ ہی کہ ان کو یہ شبہہ ہوا ہو کہ) آپ ان سے کچھ آمدنی چاہتے ہین تو (یہ بھی غلط ہی کیونکہ جب آپ جانتے ہین کہ) آمدنی تو آپ کے رب کی سب سے بہتر ہی اور وہ سب دینے والون سے اچھا ہی (تو آپ کیون مانگتے یہ وجہ خامس مخاطبین کی ایک حالت کے اعتبار سے ہی) اور (خلاصہ ان کی حالت کا یہ ہی کہ) آپ تو انکو سیدھے رستہ کی طرف (جس کو اوپر حق کہا ہی) بلا رہے ہین اور ان لوگون کی جو کہ آخرت پر ایمان نہین رکھتے (اور اسی لیے خوف نہین) یہ حالت ہی کہ اُس (سیدھے) رستہ سے ہٹے جاتے ہین (مطلب یہ کہ حق ہونا اور مستقیم ہونا اور نافع ہونا یہ سب مقتضیات ایمان کے مجتمع اور وجوہ خمسہ جو موانع ہو سکتے تھے مرتفع ہین پھر ایمان نہ لانا اشد درجہ کی ضلالت ہی) اور (انکی قساوت و عناد کی یہ حالت ہی کہ حسیطح

الخ قولہ حتی اذا فتحنا متعلق بما یتضرعون کما فی التلخیص الترجمۃ

ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ فی توضیح غمرۃ حالک ... وہم بھی ... اشارۃ الی تفسیر ... الا ربنا ... المذکور ... جہلہم فی السابق واللاحق بالغمرۃ

لہ قولہ فی توضیح مترفیہم غریب غربا و اشارۃ الی نکتۃ التخصیص المترفین ... تخلص

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ

اور وہ ایسا ہے جس نے تمہارے لیے کان | اور آنکھیں | اور دل بنائے | تم لوگ بہت ہی کم شکر کرتے ہو | اور وہ ایسا ہے جس نے تمکو زمین میں پھیلا رکھا ہے | اور تم سب

تُحْشَرُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَلَهُ اخْتِلَافُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ بَلْ قَالُوْا مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُوْنَ ۝

اسی کے پاس لائے جاؤگے | اور وہ ایسا ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے | اور اسی کے اختیار میں ہے رات اور دن کا گھٹنا بڑھنا سو کیا تم نہیں سمجھتے | بلکہ یہ بھی ویسی ہی بات کہتے ہیں جو اگلے لوگ کہتے چلے آئے

قَالُوْٓا ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ۝ لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَاٰبَاۗؤُنَا هٰذَا مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝

یوں کہتے ہیں کہ کیا ہم جب مرجاوینگے اور ہم مٹی اور ہڈیاں رہ جاوینگے تو کیا ہم دوبارہ زندہ کیے جاوینگے | اسکا تو ہم سے اور | ہمارے بڑوں سے پہلے سے وعدہ ہوتا چلا آیا ہے یہ کچھ بھی نہیں محض بے سند باتیں ہیں جو اگلوں سے منقول

یہ لوگ آیات شرعیہ سے متاثر نہیں ہوتے اسیطرح آیات قہریہ مصائب و بلیات سے بھی متاثر نہیں ہوتے گو مس ضر کے وقت طبعی طور پر ہمکو پکارتے بھی ہیں لیکن وہ رفع الوقتی ہوتی ہے چنانچہ) اگر ہم اُن پر مہربانی فرماویں اور اُن پر جو تکلیف ہے اُسکو ہم دور بھی کر دیں تو وہ لوگ (پھر) اپنی گمراہی میں بھٹکتے ہوئے اصرار کرتے رہیں (اور وہ قول و قرار جو مصیبت میں تھے سب گاؤ خورد ہو جاویں کقولہ تعالیٰ اذا مس الانسان الضر دعانا الخ وقولہ تعالیٰ اذا رکبوا فی الفلک الخ) اور (شاہد اسکا یہ ہے کہ بعض اوقات) ہم نے انکو گرفتار عذاب بھی کیا ہے سو ان لوگوں نے نہ اپنے رب کے سامنے (پورے طور سے) فروتنی کی اور نہ عاجزی اختیار کی (پس جب عین مصیبت میں اور مصیبت بھی ایسی سخت جسکو عذاب کہا جا سکے جیسے قحط جو مکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا سے ہوا تھا انہوں نے عاجزی اختیار نہیں کی تو بعد زوال مصیبت کے تو بدرجہ اولیٰ ان سے اسکی توقع نہیں مگر ان کی یہ ساری بے پروائی و بے باکی مصائب عادیہ تک ہے) یہان تک کہ ہم جب ان پر سخت عذاب کا دروازہ کھول دینگے (جو کہ فوق العادۃ ہو خواہ دنیا ہی میں کہ کوئی غیبی قہر آ پڑے کہ ممکن ہے یا بعد الموت کہ ضرور ہی واقع ہوگا) تو اُسوقت بالکل حسرت زدہ رہجاوینگے (کہ یہ کیا ہو گیا اور سب نشہ ہرن ہو جاویگا) ف ام جاءہم مالم یأت آباءہم الاولین کے مفہوم میں اگر لتنذر قوما ما انذر آباءہم الخ کے مفہوم کے ساتھ ظاہراً تعارض کا شبہ ہو تو جواب یہ ہے کہ پہلی آیت میں آباء بعیدہ مراد ہیں جیسا لفظ اولین بھی اسکا قرینہ ہے اور دوسری آیت میں آباء قریبہ۔ اور اکثرہم للحق کارہون میں لفظ اکثر اسلیے فرمایا کہ بعض اُنمیں علم الٰہی میں ایمان لانیوالے تھے اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ کراہت صرف بعض کو تھی گو عدم حب سبکو تھا کیونکہ بعض کے لیے ایمان سے اور موانع تھے جیسے عار یا خوف قتل یا جاہ و مثل ذلک اور حق سے کوئی خاص عداوت نہ تھی۔ اور استکانت میں ظاہر کی قید اور تضرع میں دل کی قید سے دونوں میں تغایر حاصل ہو سکتا ہے۔ اور اسمیں پورے طور کی قید اس لیے لگائی کہ من وجہ تو استکانت اور تضرع کا صدور ہوتا تھا لیکن وہ ناتمام اس لیے تھا کہ اس پر کوئی معتدبہ اثر کہ قبول اسلام ہے عین اُس عذاب کی حالت میں بھی مرتب نہیں ہوتا تھا صرف وعدہ ہی وعدہ ہوا کرتا تھا ربط اوپر کی آیتوں میں کفار کے احوال و اقوال مذمومہ کے ساتھ اُن کے معذب فی الآخرۃ ہونے کا بھی بیان تھا چونکہ یہ تعذیب مبنی ہے بعث پر اور وہ لوگ اس کے منکر تھے اس لیے آگے حشر اور بعث کا اثبات اور اُن کے انکار کا جواب ہے اور اثبات بعث مبنی ہے اثبات کمال قدرت پر اس لیے بعض آیات میں تصرفات قدرت کا بھی بیان ہے اور دونوں مضمون بوجہ تناسق و تلاصق کے مخلوط طور پر مذکور ہیں نیز بہت اوپر یعنی لقد خلقنا الانسان سے علی الفلک تحملون میں صفات کمال کے بیان سے توحید پر استدلال تھا پس ان بعض آیات کا جنمیں تصرفات قدرت کا بیان ہے ان آیات سے بھی ارتباط ظاہر ہے

استدلال بر عظمت قدرت و صحت بعث

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَلَهُ اخْتِلَافُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ بَلْ قَالُوْا مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُوْنَ ۝ قَالُوْٓا ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ۝ لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَاٰبَاۗؤُنَا هٰذَا مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝

اللغات ذرا ذرءا خلق وكثر كذا في القاموس

قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۭ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ

آپ یہ کہئے کہ یہ زمین اور جو اس پر رہتے ہین یہ کسکی ہین اگر تمکو کچھ خبر ہے ‬ وہ ضرور یہی کہین گے کہ اللہ کی ہین ان سے کہیے کہ پھر کیون نہین غور کرتے ‬ آپ یہ بھی کہیے کہ ان سات آسمانون کا مالک

وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۭ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ قُلْ مَنْۢ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ

اور عالیشان عرش کا مالک کون ہے ‬ وہ ضرور یہی جواب دین گے کہ یہ بھی اللہ کا ہے آپ کہیے کہ پھر تم کیون نہین ڈرتے ‬ آپ یہ بھی کہیے کہ وہ کون ہے جسکے ہاتھ مین تمام چیزون کا اختیار ہے اور وہ پناہ دیتا ہے

وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۭ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ۝ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝

اور اس کے مقابلہ مین کوئی کسیکو پناہ نہین دیسکتا اگر تمکو کچھ خبر ہے ‬ وہ ضرور یہی کہین گے کہ یہ سب صفتین بھی اللہ ہی کی ہین آپ کہیے کہ پھر تمکو کیسا خبط ہو رہا ہے بلکہ ہم نے انکو سچی بات پہونچائی ہے اور یقینا یہ جھوٹے ہین

مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۢ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۭ

اللہ تعالی نے کسی کو اولاد نہین قرار دیا اور نہ اس کے ساتھ کوئی اور خدا ہے اگر ایسا ہوتا تو ہر خدا ‬ اپنی مخلوق کو جدا کر لیتا ‬ اور ایک دوسرے پر چڑھائی کرتا

سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ ع ١٥/٥

اور اللہ تعالی ان باتون سے پاک ہے جو یہ لوگ بیان کرتے ہین ‬ جاننے والا ہے سب پوشیدہ اور آشکارا کا غرض ان لوگون کے شرک سے وہ بالاتر ہے

قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝٨٤ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۭ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝٨٥ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝٨٦ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۭ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝٨٧ قُلْ مَنْۢ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝٨٨ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۭ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ۝٨٩ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝٩٠ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۢ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝٩١ عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝٩٢

اور وہ (اللہ) (ایسا قادر اور منعم) ہے جس نے تمہارے لیے کان اور آنکھین اور دل بنائے (کہ آرام بھی برتو اور دین کا بھی ادراک کرو لیکن) تم لوگ بہت ہی کم شکر کرتے ہو (کیونکہ اصلی شکر یہ تھا کہ اس منعم کے پسندیدہ دین کو قبول کرتے اور اسکی قدرت علی البعث کا انکار نہ کرتے) اور وہ ایسا ہے جس نے تمکو زمین مین پھیلا رکھا ہے اور تم سب (قیامت مین) اسی کے پاس لائے جاؤ گے (اسوقت اس کفران نعمت کی حقیقت معلوم ہوگی) اور وہ ایسا ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے اور اسی کے اختیار مین ہے رات اور دن کا گھٹنا بڑھنا سو کیا تم (اتنی بات) نہین سمجھتے (کہ یہ دلائل قدرت توحید اور صحت بعث دونون پر دال ہین مگر پھر بھی مانتے نہین) بلکہ یہ بھی ویسی ہی بات کہتے ہین جو اگلے (کافر) لوگ کہتے چلے آئے ہین (یعنی) یون کہتے ہین کہ کیا ہم جب مر جاوین گے اور ہم مٹی اور ہڈیان رہ جاوین گے تو کیا ہم دوبارہ زندہ کیے جاوینگے اسکا تو ہم سے اور (ہم سے) پہلے ہمارے بڑون سے وعدہ ہوتا چلا آیا ہے یہ کچھ بھی نہین محض بے سند باتین ہین جو اگلون سے منقول ہوتی چلی آتی ہین (چونکہ اس قول سے انکار قدرت لازم آتا ہے اور اس سے مثل انکار بعث کے انکار توحید کا بھی ہوتا ہے اس لیے اس قول کے جواب مین اثبات قدرت کے ساتھ اثبات توحید کا بھی ارشاد ہے یعنی) آپ (جواب مین) یہ کہئے کہ (اچھا یہ تبلاؤ کہ) یہ زمین اور جو اسپر رہتے ہین یہ کسکے ہین اگر تمکو کچھ خبر ہے وہ ضرور یہی کہین گے کہ اللہ کے ہین (تو) ان سے کہیے کہ پھر کیون نہین غور کرتے (کہ قدرت علی البعث اور توحید دونون کا تمکو ثبوت ہو جاوے اور) آپ یہ بھی کہیے کہ (اچھا یہ تبلاؤ کہ) ان سات آسمانون کا مالک اور عالیشان عرش کا مالک کون ہے (اسکا بھی) وہ ضرور یہی جواب دین گے کہ یہ بھی (سب) اللہ کا ہے آپ (اسوقت)

اللغات انی تسحرون ای الروح کیف تخدعون وتصرفون عن الرشد مع علمکم فان من لایکون مسحورا مختل العقل لایکون کذلک ١٢ **النحو** قوله لله فی الموضعین الاخیرین خبر لمبتدا محذوف وهو السموات العرش فی الاول وملکوت کل شیء والوصف بانه الذی یجیر ولا یجار علیه فی الثانی ١٢ **البلاغة** فی الروح وهذه الآیات الثلث اعنی قل لمن الی تسحرون علی ما قرر فی الکشف تقریر للسابق وتمهید للاحق مقدم علی السوال فیها قضیة الترقی فسئل عمن له الارض ومن فیها وقیل من تغلیبا للعقلاء ولانه یلزم ان یکون لغیرهم من طریق الاولی ثم سئل عمن له السموات والعرش العظیم والارض بالنسبة الیها لاشیء ثم سئل عمن بیده ملکوت کل شیء خاق باعم العام وکلمة الاحاطة وافر الملکوت وهو الملک الواسع وقیل بیده تصویرا وتخییلا وکذلک روعی هذه النکتة فی الفواصل فعبر اولا بعدم التذکر فان الیسر النظر یکفی فی اختلال عقدهم ثم بعدم الاتقاء وفیه وعید ثم بالتعجب من خدع عقولهم تخییل الباطل حقا والحق باطلا واتی لما التذکر والخوف ١٢ **اختلاف القراءة** قوله سیقولون لله فی الموضع الثانی والثالث قرأ یعقوب ابو عمرو بغیر اللام فیهما الامرین جائز لو قیل من صاحب هذه الدار فقیل زید کان جوابا عن لفظ السوال ولو قیل لزید لکان جوابا علی المعنی لان معناه لمن هذه الدار وکلا الامرین وارد فی کلامهم کذا فی الروح ١٢

قُلْ رَّبِّ اِمَّا تُرِيَنِّيْ مَا يُوْعَدُوْنَ ۙ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِيْ فِي الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَاِنَّا عَلٰٓي اَنْ نُّرِيَكَ مَا نَعِدُهُمْ

آپ دعا کیجیے کہ اے میرے رب جس عذاب کا ان کافروں سے وعدہ کیا جا رہا ہے اگر آپ مجکو دکھا دیں تو اے میرے رب مجکو ان ظالم لوگوں میں شامل نہ کیجیے اور ہم اس بات پر کہ جو ان سے وعدہ کر رہے ہیں آپکو بھی دکھلا دیں قادر ہیں

لَقٰدِرُوْنَ ۝ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ السَّيِّئَةَ ۭ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَصِفُوْنَ ۝ وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ

آپ انکی بدی کا دفعیہ ایسے برتاؤ سے کر دیا کیجیے جو بہت ہی اچھا ہو ہم خوب جانتے ہیں جو کچھ یہ کہا کرتے ہیں اور آپ یوں دعا کیا کیجیے کہ اے میرے رب میں آپکی پناہ مانگتا ہوں

الشَّيٰطِيْنِ ۙ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ۝

شیطانوں کے وسوسوں سے اور اے میرے رب میں آپکی پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ شیطان میرے پاس بھی آویں

کہیے کہ پھر تم (اُس سے) کیوں نہیں ڈرتے (کہ اُسکی قدرت اور آیات بعث کا انکار کرتے ہو اور) آپ (اُنسے) یہ بھی کہیے کہ (اچھا) وہ کون ہے جسکے ہاتھ میں تمام چیزوں کا اختیار ہے اور وہ (جسکو چاہتا ہے) پناہ دیتا ہے اور اُس کے مقابلہ میں کوئی کسیکو پناہ نہیں دے سکتا اگر تمکو کچھ خبر ہے (تب بھی جواب میں) وہ ضرور یہی کہیں گے کہ یہ سب صفتیں بھی اللہ ہی کی ہیں آپ (اُسوقت) کہیے کہ پھر تم کو کیسا خبط ہو رہا ہے (کہ ان سب مقدمات کو مانتے ہو اور نتیجہ کو کہ توحید و بعث کا اعتقاد ہے نہیں مانتے یہ تو استدلال تھا مقصود پر اُن کے جواب میں آگے اُن کے مقدمہ دلیل یعنی ان ہذا الا اساطیر الخ کا ابطال ہے یعنی یہ جو انکو بتلایا جا رہا ہے کہ بعث ہوگا یہ اساطیر الاولین نہیں ہے) بلکہ ہم نے ان کو سچی بات پہونچائی ہے اور یقیناً یہ (خود ہی) جھوٹے ہیں (یہانتک مکالمہ ختم ہو چکا اور توحید و بعث دونوں ثابت ہو گئے مگر ان دونوں مسئلوں میں چونکہ مسئلہ توحید زیادہ مہتم بالشان اور حقیقت میں مسئلہ بعث کا بھی مبنی اور محل کلام بھی زیادہ تھا اس لیے تتمہ تقریر میں اسکو مستقلاً ارشاد فرماتے ہیں کہ) اللہ تعالےٰ نے کسیکو اولاد نہیں قرار دیا (جیسا مشرکین ملائکہ کی نسبت کہتے تھے) اور نہ اُس کے ساتھ کوئی اور خدا ہے اگر ایسا ہوتا تو ہر خدا اپنی مخلوق کو (تقسیم کرکے) جدا کر لیتا اور پھر مثل عادت رؤسا دنیا کے دوسرے کی مخلوقات چھیننے کے لیے) ایک دوسرے پر چڑھائی کرتا (پھر مخلوق کی تباہی کا تو کیا انتہا ہے لیکن نظام عالم بدستور قائم ہے اس سے ثابت ہوا کہ) اللہ تعالیٰ اُن (مکروہ) باتوں سے پاک ہے جو یہ لوگ (اُسکی نسبت) بیان کرتے ہیں جاننے والا ہے سب پوشیدہ اور آشکارا کا غرض ان لوگوں کے شرک سے وہ بالاتر (اور منزہ) ہے **ف** قلیلا ما تشکرون میں یا تو قلت سے مراد نفی ہے اور یا یہ کہ خدا کو فاعل و خالق ماننے والا طبعاً شکر ادا کرتا ہے لیکن فرد اعظم یعنی ایمان منتفی تھی اس لیے وہ شکر قلیل قرار دیا گیا۔ اور آبائنا میں یہ شبہہ نہ کیا جاوے کہ اُن کے آباء کے پاس نذیر نہیں آیا تھا لقولہ تعالیٰ ما انذر آباؤھم اسکا جواب یا تو آباء کی تقسیم قریب و بعید کی طرف کرکے دیا جاوے جیسا اوپر کے فائدہ میں گذرا یا یہ کہا جاوے کہ انبیاء سابقین کے ایسے اقوال مشہور تھے دوسرے ناقلین کے ذریعہ سے آباء تک پہونچ گئے۔ اور اذا لذہب الخ میں جو ملازمہ ہے اُسکا وہی حاصل ہے جو آیت لو کان فیہما آلہۃ الا اللہ لفسدتا کا ہے اُسکی تحقیق اُسی آیت کے ذیل میں مع بعض دیگر فوائد ضروریہ گذر چکی ہے ملاحظہ کر لیا جاوے ربط اوپر آیت حتی اذا فتحنا علیہم الخ میں کفار کے عناد و طغیان پر وعید عذاب شدید کی فرمائی تھی آگے ایک خاص اور بلیغ عنوان سے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دعائے مناسب وقت کی تعلیم اور اظہار قدرت رب عظیم ہے اُس عذاب کی غایت فظاعت بیان فرماتے ہیں جو متضمن ہے اُن کے رد استعجال و استہزاء کو بھی اور اس عذاب کے وقوع تک آپ کو ان کفار کے ساتھ مجاملت فی المعاملت کا امر فرماتے ہیں تہویل عذاب وبیل و امر بصبر جمیل قُلْ رَّبِّ اِمَّا تُرِيَنِّيْ مَا يُوْعَدُوْنَ ﴿۹۳﴾ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِيْ فِي الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۹۴﴾ وَاِنَّا عَلٰٓي اَنْ نُّرِيَكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقٰدِرُوْنَ ﴿۹۵﴾ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ السَّيِّئَةَ ۭ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَصِفُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ﴿۹۷﴾ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ﴿۹۸﴾ آپ (حق تعالیٰ سے) دعا کیجیے کہ اے میرے رب جس عذاب کا ان کافروں سے وعدہ کیا جا رہا ہے (جیسا اوپر اذا فتحنا علیہم سے بھی معلوم ہوا) اگر آپ مجھکو دکھا دیں (مثلاً یہ کہ وہ عذاب ان پر میری زندگی میں اسطور پر آوے کہ میں بھی دیکھوں کیونکہ اُس عذاب موعود کا کوئی وقت خاص نہیں بتلایا گیا ہے چنانچہ آیت مذکورہ بھی مبہم ہے جسمیں یہ احتمال مذکور بھی ہے غرض اگر ایسا ہو) تو اے میرے رب مجکو ان ظالم لوگوں میں شامل نہ کیجیے اور ہم اس بات پر کہ جو ان سے وعدہ کر رہے ہیں آپکو بھی دکھلا دیں قادر ہیں (باقی جب تک ان پر عذاب آوے) آپ (ان کے ساتھ یہ معاملہ رکھیے کہ) انکی بدی کا دفعیہ ایسے برتاؤ سے کر دیا کیجیے جو بہت ہی اچھا

البلاغۃ قولہ رب فلا تجعلنی جاء الدعاء قبل الشرط وقبل الجزاء مبالغۃ فی الابتہال والتضرع والالتجاء۔ قولہ من ہمزات الشیطین الجمع للمرات او للتنوع الوساوس او لتعدد الشیاطین قولہ اعوذ بک رب ان یحضرون فی الامر بالتعوذ من الحضور بعد الامر بالتعوذ من الہمز مبالغۃ فی التحذیر عن ملابستہم واعادۃ الفعل مع تکریر النداء لاظہار کمال الاعتناء بالمامور بہ وعرض نہایۃ الابتہال فی الاستعاذۃ ہذا کلہ من الروح ۱۲

حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ۝ لَعَلِّیْۤ اَعْمَلُ صَالِحًا فِیْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ؕ اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا

یہانتک کہ جب اُنمین سے کسی پر موت آتی ہی تو اسوقت کہتا ہی کہ ای میرے رب مجکو پھر واپس بھیجدیجیے تاکہ جسکو مین چھوڑ آیا ہون اسمین نیک کام کرون ہرگز نہین یہ ایک بات ہی بات ہے جسکو یہ کہی جارہا ہی

وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ۝ فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَلَاۤ اَنْسَابَ بَیْنَهُمْ یَوْمَئِذٍ وَّلَا یَتَسَآءَلُوْنَ ۝ فَمَنْ

اور ان لوگون کے آگے ایک آڑ ہے قیامت کے دن تک۔ پھر جب صور پھونکا جاویگا تو انمین باہمی رشتے ناتے اُسروز نرہین گے اور نہ کوئی کسیکو پوچھے گا سو جس

ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فِیْ

شخص کا پلہ بھاری ہوگا تو ایسے لوگ کامیاب ہون گے۔ اور جس شخص کا پلہ ہلکا ہوگا سو یہ وہ لوگ ہون گے جنہون نے اپنا نقصان کرلیا

جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۝ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِیْهَا كٰلِحُوْنَ ۝ اَلَمْ تَكُنْ اٰیٰتِیْ تُتْلٰى عَلَیْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا

اور جہنم مین ہمیشہ کے لیے رہین گے اُن کے چہرون کو آگ جھلستی ہوگی اور اسمین اُن کے مونہ بگڑے ہون گے کیون کیا تم کو میری آیتین پڑھکر سنائی نہین جایا کرتی تھین اور تم اُن کو

تُكَذِّبُوْنَ ۝ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَیْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّیْنَ ۝ رَبَّنَاۤ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ۝

جھٹلایا کرتے تھے۔ وہ کہین گے کہ ای ہمارے رب ہماری بدبختی نے ہمکو گھیر لیا تھا اور ہم گمراہ لوگ تھے ای ہمارے رب ہمکو اس سے نکال دیجیے پھر اگر ہم دوبارہ کرین تو ہم بیشک پورے

قَالَ اخْسَئُوْا فِیْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ۝

ارشاد ہوگا کہ اسی مین راندے ہوئے پڑے رہو اور مجھ سے بات مت کرو۔

(اور نرم) ہو (اور اپنی ذات کے لیے بدلہ نہ لیجیے بلکہ ہمارے حوالہ کردیا کیجیے) ہم خوب جانتے ہین جو کچھ یہ (آپ کی نسبت) کہا کرتے ہین اور (اگر آپ کو بمقتضائے بشریت غیظ آجایا کرے تو) آپ یون دعا کیا کیجیے کہ ای میرے رب مین آپکی پناہ مانگتا ہون شیطانون کے وسوسون سے (جو مفضی ہوجاوین کسی ایسے امر کے طرف جو خلاف مصلحت ہو گو خلاف شریعت نہ ہو) اور ای میرے رب مین آپ کی پناہ مانگتا ہون اس سے کہ شیطان میرے پاس بھی آوین (اور وسوسہ ڈالنا تو درکنار پس اس سے وہ غیظ جاتا رہیگا) **ف** دعا اول اسوجہ سے نہین ہو کہ نعوذ باللہ ایسا امر محتمل ہو بلکہ اظہار ہے تہویل عذاب کا کہ جو محل اُسکا محتمل بھی نہین ہو جب وہان امر ہے استعاذہ کا تو جو مستحق ہین اُنکو تو بہت ہی ڈرنا چاہیے اور صحت سوال موقوف نہین احتمال وقوع پر بلکہ مقدوریت بھی کافی ہے پس مقدوریت صحیح ہے اور رقصد تفظیع مرجح ہے اور مطلوبیت استمرار کی توجیہ بھی ہوسکتی ہے دوسری تہویل اگلی آیت سے ہوئی وانا علی ان نریک الخ جسمین تصریح ہوگئی اُن کے استبعاد و استہزا کے ابطال کی بھی اور آیت سابقہ مین چونکہ قضیہ بشکل شرطیہ کے تھا جو مستلزم نہین ہوتا صحت وقوع مقدم کو اس آیت لاحقہ مین جو بشکل حملیہ ہے تصریح ہوگئی صحت وقوع مقدم کی بھی پس بلاغۃ علی البلاغۃ ہوگئی اور آیت ادفع الخ جہاد کی معارض نہین کیونکہ جہاد حقوق دین کے لیے ہوتا ہے اور یہ آیت حقوق نفس کے باب مین ہی۔ اور آیت قل رب اعوذ الخ کے مماثل مضمون سورۂ اعراف کے اخیر مین آیت واما ینزغنک الخ آچکی ہے اس کے ذیل مین اسکے متعلق ایک ضروری فائدہ مرقوم ہوچکا ہے ملاحظہ فرمالیا جاوے اور اُسکا خلاصہ اشارۃً خود یہان بھی مذکور ہے اس قول مین جو مفضی ہوجاوین الخ **ربط** اوپر آیت والیہ تحشرون اور جواب ائنا لمبعوثون مین صراحۃً اور جمیع آیات مشعرہ استحقاق عذاب مین دلالۃً معاد کا اثبات ہی آگے انکم الینا لا ترجعون تک جوکہ قریب ختم سورت کے ہی بطور تفصیل و تتمیم کے اُسیکا اور اُس کے وقت احوال و واقعات کا ذکر ہے **ذکر معاد و احوال و اہوال او** حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ﴿۹۹﴾ لَعَلِّیْۤ اَعْمَلُ صَالِحًا فِیْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ؕ اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا ؕ وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَلَاۤ اَنْسَابَ بَیْنَهُمْ یَوْمَئِذٍ وَّلَا یَتَسَآءَلُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فِیْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِیْهَا كٰلِحُوْنَ ﴿۱۰۴﴾ اَلَمْ تَكُنْ اٰیٰتِیْ تُتْلٰى عَلَیْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَیْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّیْنَ ﴿۱۰۶﴾ رَبَّنَاۤ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ قَالَ اخْسَئُوْا فِیْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ﴿۱۰۸﴾

اللغات کلمۃ یراد بہا الکلام لکون ہذا القول مرکبا تاما کذا فی المدارک قولہ لعلی للتعلیل کما فی الروح حکی البغوی عن الواقدی ان جمیع ما فی القرآن من لعل فانہا للتعلیل الا قولہ تعالی لعلکم تخلدون فانہا للتشبیہ قولہ برزخ الحاجز بین الشیئین کذا فی القاموس قولہ اخسئوا ذلوا وانزجروا انزجار الکلاب من خسأت الکلب اذا زجرتہ مستہینا بہ کذا فی الروح ۱۲

النحو فی جہنم خلدون خبر بعد خبر **البلاغۃ** قولہ رب ارجعون فی الروح الواو لتعظیم المخاطب کما فی قول الشاعر الا فارحمونی یا الہ محمد وقول الآخر وان شئت حرمت النساء سواکم والحق ان التعظیم یکون فی ضمیر المتکلم و المخاطب بل والغائب والاسم الظاہر وانکار ذلک غیر رضی آہ قولہ فیما ترکت فی الروح من الدنیا جعل مفارقۃ ذلک ترکا لہ اھ

إِنَّهُ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْ عِبَادِي يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ ۝ فَاتَّخَذْتُمُوهُمْ سِخْرِيًّا

میرے بندوں میں ایک گروہ تھا جو عرض کیا کرتے تھے کہ اے ہمارے پروردگار ہم ایمان لے آئے سو ہمکو بخشدیجیے اور ہم پر رحمت فرمائیے اور آپ سب رحم کرنیوالوں سے بڑھکر رحم کرنیوالے ہیں سو تم نے انکا مذاق مقرر

حَتَّىٰ أَنسَوْكُمْ ذِكْرِي وَكُنتُم مِّنْهُمْ تَضْحَكُونَ ۝ إِنِّي جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوا أَنَّهُمْ هُمُ الْفَائِزُونَ ۝ قَالَ كَمْ

کیا تھا یہانتک کہ اُن کے مشغلہ نے تم کو ہماری یاد بھی بھلادی اور تم اُن سے ہنسی کیا کرتے تھے ۔ میں نے اُنکو آج اُنکے صبر کا یہ بدلہ دیا کہ وہی کامیاب ہوئے ارشاد ہوگا

لَبِثْتُمْ فِي الْأَرْضِ عَدَدَ سِنِينَ ۝ قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَاسْأَلِ الْعَادِّينَ ۝ قَالَ إِن لَّبِثْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا ۖ لَّوْ أَنَّكُمْ

کہ تم برسوں کے شمار سے کس قدر مدت زمین پر رہے ہوگے وہ جواب دیں گے کہ ایک دن یا ایک دن سے بھی کم ہم رہے ہونگے سو گننے والوں سے پوچھ لیجیے ۔ ارشاد ہوگا کہ تم تھوڑی ہی مدت رہے کیا خوب ہوتا

كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ ۝

کہ تم سمجھے ہوتے ۔ ہاں تو کیا تم نے یہ خیال کیا تھا کہ ہم نے تمکو یوں ہی مہمل پیدا کردیا ہے اور یہ کہ تم ہمارے پاس نہیں لائے جاؤگے

إِنَّهُ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْ عِبَادِي يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ (۱۰۹) فَاتَّخَذْتُمُوهُمْ سِخْرِيًّا حَتَّىٰ أَنسَوْكُمْ ذِكْرِي وَكُنتُم مِّنْهُمْ تَضْحَكُونَ (۱۱۰) إِنِّي جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوا أَنَّهُمْ هُمُ الْفَائِزُونَ (۱۱۱) قَالَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْأَرْضِ عَدَدَ سِنِينَ (۱۱۲) قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَاسْأَلِ الْعَادِّينَ (۱۱۳) قَالَ إِن لَّبِثْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا ۖ لَّوْ أَنَّكُمْ كُنتُمْ تَعْلَمُونَ (۱۱۴) أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ (۱۱۵) (یہ کفار اپنے کفر و انکار معاد سے باز نہیں آتے) یہانتک کہ جب اُنمیں سے کسی (کے سر) پر موت آ کھڑی ہوتی ہے (اور آخرت کا معاینہ ہونے لگتا ہے) اسوقت (آنکھیں کھلتی ہیں اور اپنے جہل و کفر پر نادم و متحسر ہوکر) کہتا ہے کہ اے میرے رب (مجھے موت کو ٹال دیجیے اور) مجھکو (دنیا میں پھر) واپس بھیجدیجیے تاکہ جس (دنیا) کو میں چھوڑ آیا ہوں اُسمیں (پھر جاکر) نیک کام کروں (یعنی تصدیق والقیاد) حق تعالیٰ اس درخواست کو رد فرماتے ہیں کہ) ہرگز (ایسا) نہیں (ہوگا) یہ (اسکی) ایک بات ہی بات ہے جسکو یہ کہے جارہا ہے (اور پوری ہونے والی نہیں) اور (وجہ اسکی یہ ہے کہ) ان لوگوں کے آگے ایک (چیز آڑ کی آنیوالی) ہے (کہ وہ ضروری الوقوع ہے اور وہی دنیا میں واپس آنے سے مانع ہے مراد اس سے موت ہے کہ اُس کا وقوع بھی وقت مقدر پر ضروری ہے لن یؤخر اللہ نفسا اذا جاء اجلہا اور اسکا مانع عن الرجوع ہونا بھی ثابت وحرام علی قریۃ اہلکناہا انہم لا یرجعون اور اسکا مانع عن الرجوع ہونا) قیامت کے دن تک (یعنی ہمیشہ کے لیے ہے ۔ یہ مصیبت تو اُنکو مرنے کے وقت پیش آئی) پھر جب (قیامت کا روز ہوگا اور) صور پھونکا جاویگا تو (ایسی ہول و ہیبت میں گرفتار ہوں گے کہ) اُنمیں (جو) باہمی رشتے ناتے (تھے) اُس روز (وہ بھی گویا) نہ رہیں گے (یعنی کوئی کسی کی ہمدردی نہ کریگا جیسے اجنبی اجنبی ہوتے ہیں) اور نہ کوئی کسیکو پوچھے گا (کہ بھائی تم کس حال میں ہو غرض نہ رشتہ ناتا کام آویگا نہ دوستی اور تعارف بس وہاں کام کی چیز ایک ایمان ہوگا جسکی عام شناخت کے لیے کہ سب پر ظاہر ہوجاوے ایک ترازو کھڑی کی جاویگی اور اس سے اعمال و عقائد کا وزن ہوگا) سو جس شخص کا پلہ (ایمان کا) بھاری ہوگا (یعنی وہ مؤمن ہوگا) تو ایسے لوگ کامیاب (یعنی ناجی) ہونگے (اور یہ عقوبات مذکورہ تمنی رجعت للایمان و نفی نفع انساب و تساءل اُن کے لیے نہ ہوں گے لقولہ تعالیٰ لا یحزنہم الفزع الاکبر الآیہ) اور جس شخص کا پلہ (ایمان کا) ہلکا ہوگا (یعنی وہ کافر ہوگا) سو یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنا نقصان کرلیا اور جہنم میں ہمیشہ کے لیے رہیں گے اُن کے چہروں کو (اُس جہنم کی) آگ جھلستی ہوگی اور اُس (جہنم) میں اُن کے مونہ بگڑے ہوں گے (اور اُن سے حق تعالیٰ بواسطہ یا بلاواسطہ ارشاد فرماویں گے کہ) کیوں کیا میری آیتیں (دنیا میں) تمکو پڑھکر سنائی نہیں جایا کرتی تھیں اور تم اُنکو جھٹلایا کرتے تھے (یہ اُس کی سزا مل رہی ہے) وہ کہیں گے کہ اے ہمارے رب (واقعی) ہماری بدبختی نے ہمکو (ہمارے ہاتھوں) گھیر لیا تھا اور (بیشک) ہم گمراہ لوگ تھے (یعنی ہم جرم کا اقرار اور اُس پر ندامت و معذرت کا اظہار کرکے درخواست کرتے ہیں کہ) اے ہمارے رب ہمکو اس (جہنم) سے (اب نکال دیجیے (اور دوبارہ دنیا میں بھیجدیجیے لقولہ تعالیٰ فی الم السجدۃ فارجعنا نعمل صالحا) پھر اگر ہم دوبارہ (ایسا کریں تو ہم بیشک پورے قصوروار ہیں (اُسوقت ہمکو خوب سزا دیجیے اور اب چھوڑدیجیے) ارشاد ہوگا کہ اسی (جہنم) میں راندے ہوئے پڑے رہو اور مجھ سے بات مت کرو (یعنی ہم نہیں منظور کرتے کیا تمکو یاد نہیں رہا کہ) میرے بندوں میں ایک گروہ (ایماندار و نیکوکار) تھا جو (بیچارے ہم سے) عرض کیا کرتے تھے کہ اے ہمارے پروردگار ہم ایمان لے آئے سو ہمکو بخشدیجیے اور ہم پر رحمت فرمائیے اور آپ سب رحم کرنیوالوں سے بڑھکر رحم کرنیوالے ہیں سو تم نے (محض اس بات پر جو ہر طرح قابل قدر تھی) انکا مذاق مقرر کیا تھا (اور) یہانتک (اسکا مشغلہ کیا) کہ انکے مشغلہ نے تمکو ہماری یاد بھی بھلادی اور تم اُن سے ہنسی کیا کرتے تھے (سو اُنکا تو کچھ نہ بگڑا چند روزہ کلفت تھی کہ صبر کرنا پڑا جسکا یہ نتیجہ ملا کہ) میں نے اُن کو آج اُن کے صبر کا یہ بدلہ دیا کہ وہی

النحو عدد سنین تمیز لکم وہی ظرف زمان للبثتم ۱۲

ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ فی حقہ آ نہیں آتے اشارۃ الی العلقۃ بمقدر دل علیہ مقام

ٮ قولہ فی قائلہا پوری ہونے والی نہیں کذا فی الخازن ۱۲

ٮ قولہ فی ورائہم آگے کذا فی الروح ۱۲

ٮ قولہ فی برزخ موت کذا فی الخازن ۱۲

کامیاب ہوئے (اور تم اس ناکامی مین گرفتار رہوئے مطلب جواب کا یہ ہوا کہ تمہارا قصور اس قابل نہین کہ سزا کے وقت اقرار کرنے سے معاف کر دیا جاوے کیونکہ
تمنے ایسا معاملہ کیا جس سے ہمارے حقوق کا بھی اتلاف ہوا اور حقوق العباد کا بھی اور عباد بھی کیسے ہمارے مقبول اور محبوب جو ہم سے خصوصیت خاصہ رکھتے تھے کیونکہ
اُن کو سخریہ بنانے مین اُن کی ایذا کہ اضاعۃ حق العبد ہے اور تکذیب حق جو منشا سخریہ کا ہے کہ اضاعۃ حق اللہ ہے دونون لازم آئے پس اسکی سزا کے لیے دوام
اور تمام مناسب ہے اور مؤمنین کو جزائے فوز دینا منجملہ تمام سزا ہے کفار کے لیے کیونکہ اعداء کی کامیابی سے روحانی تاذی ہوتی ہے یہ تو جواب ہو گیا اُن کی
درخواستون کا آگے تنبیہ ہے اُن کے بطلان اعتقاد و مشرب پر تاکہ ذلت پر ذلت و حسرت پر حسرت ہونے سے اور عقوبت مین شدت ہو اس لیے) ارشاد ہوگا
کہ (اچھا یہ بتلاؤ) تم برسون کے شمار سے کسقدر مدت زمین پر رہے ہوگے (چونکہ وہان کے ہول و ہیبت سے انکے ہوش و حواس گم ہو چکے ہونگے اور اُس دن کا
طول بھی پیش نظر ہوگا) وہ جواب دین گے کہ (برس کیسے بہت رہے ہونگے تو) ایک دن یا ایک دن سے بھی کم ہم رہے ہونگے (اور سچ یہ ہے کہ ہمکو یاد نہین
سو گننے والون سے (یعنی فرشتون سے کہ اعمال و اعمار سبکا حساب کرتے تھے) پوچھ لیجیے ارشاد ہوگا کہ (یوم اور بعض یوم تو غلط ہے مگر اتنا تو تمہارے اقرار سے جو کہ
صحیح بھی ہے ثابت ہوگیا کہ) تم (دنیا مین) تھوڑی ہی مدت رہے (لیکن) کیا خوب ہوتا کہ تم (یہ بات اُسوقت) سمجھے ہوتے (کہ دنیا کی بقا ناقابل اعتبار ہے
اور اس کے سوا اور کوئی دار القرار ہے مگر وہان تو بقا کو دنیا ہی مین منحصر سمجھا اور اس عالم کی نفی کرتے رہے کقولہ تعالیٰ قالوا ان ہی الا حیاتنا الدنیا و ما نحن
بمبعوثین - اور اب جو غلطی ظاہر ہوئی اور صحیح سمجھے تو بیکار اور غلطی اعتقاد پر تنبیہ کے بعد آگے پھر اس اعتقاد پر زجر ہے جو بطور خلاصہ مضمون فرد قرار داد جرم
کے ہے کہ) ہان تو کیا تمنے یہ خیال کیا تھا کہ ہمنے تم کو یون ہی مہمل (خالی از حکمت) پیدا کر دیا ہے اور یہ (خیال کیا تھا) کہ تم ہمارے پاس نہین لائے جاؤ گے (مطلب
یہ کہ جب ہم نے آیات مین جنکا صدق دلائل صحیحہ سے ثابت ہے بعث و مجازاۃ کی خبر دی تھی تو معلوم ہو گیا تھا کہ مکلفین کی تخلیق کی حکمتون مین سے ایک حکمت
یہ بھی ہے اُس کا منکر ہونا کتنا بڑا امر منکر تھا) **ف فائدہ اول** وقت حضور موت کے چونکہ عالم آخرت منکشف ہوتا ہے پس اس تلبس و تعلق کی وجہ سے اُس
شخص کو من وجہ منتقل الی الآخرت سمجھا جاویگا اس لیے تاخیر موت کو ارجعون سے تعبیر کیا ورنہ ظاہراً رجعت کا اطلاق بعد الموت ہونا چاہیے - **فائدہ دوم**
الی یوم یبعثون سے تحدید غایت کی مقصود نہین بلکہ مقصود اقناط کلی ہے جیسا ترجمہ سے ظاہر ہے کذا فی الخازن کیونکہ یوم البعث کا زندہ ہونا رجوع الی الدنیا
نہین ہے بلکہ وہ خود آخرت ہی ہے گو ظاہراً رجوع الی مکان الدنیا ہوگا اور اس اعتبار سے تحدید غایت کی توجیہ بھی ہو سکتی ہے پس منفی حقیقت رجوع الی
الدنیا ہے جسکا حاصل رجوع للعمل ہے اور مثبت صورت رجوع ہے جسکا حاصل رجوع للحساب ہے اور یہی دونون احتمال حتی اذا فتحت یاجوج الخ واقعہ
سورۂ انبیاء مین بھی ہین **فائدہ سوم** اس سے تناسخ کا بطلان ہو گیا **فائدہ چہارم** انساب کی نفی سے مراد نفی نافعیت کی ہے نہ مطلق انساب کی
اور اسی طرح تساءل سے مراد تساءل نافع ہے نہ مطلق تساءل لقولہ تعالیٰ فاقبل بعضہم علی بعض یتساءلون **فائدہ پنجم** اور یہ سب انساب و تساءل کی
نفی کفار کے ساتھ مخصوص ہے لقرینۃ المقام ولقولہ تعالیٰ الاخلاء یومئذ بعضہم لبعض عدو الا المتقین مگر اہل ایمان کے لیے نسب کا نافع ہونا بایں معنے نہین
کہ شرافت اصطلاحیہ نافع ہوگی بلکہ نسب شرعی یعنی مؤمن مقبول عند اللہ سے نسبت ولدیت نافع ہوگی گو اصطلاحاً وہ شخص کم قوم ہو لقولہ تعالیٰ والذین
آمنوا واتبعتہم ذریتہم بایمان الحقنا بہم ذریتہم الخ اور فمن ثقلت الخ مین جو تفصیل ہے اس سے شبہ نکیا جاوے کہ آیات بالا مومن و کافر سب کے حق مین عام
ہے کیونکہ یہ ماسبق کی تفصیل نہیں بلکہ مجموعہ خلائق کی تفصیل سے ماسبق پر استدلال ہے یعنے نفی انساب و تساءل کی وجہ عدم ایمان ہے کیونکہ وہان نافعیت
کے لیے ایمان شرط ہے جسکا حال اس تفصیل سے معلوم ہوگا الخ **فائدہ ششم** اولئک ہم المفلحون کی توضیح مین رجعت مین للایمان کی قید اس لیے لگائی
کہ فروع اعمال کے لیے رجعت کی تمنا بعض مؤمنین سے بھی ہوگی لقولہ تعالیٰ وانفقوا مما رزقناکم من قبل ان یاتی احدکم الموت فیقول الخ اور ترقی مراتب کی طمع
سے رجعت کی تمنا بعض مقبولین سے بھی ہوتی ہے جیسا حدیث مین شہداء کی تمنا مذکور ہے **فائدہ ہفتم** آیت فمن ثقلت الخ کی نظیر سورۂ اعراف کے اول رکوع
کے اخیر مین بھی ایک آیت گذر چکی ہے وہان اُس کے ذیل مین اس کے متعلق بعض ضروری مضامین قابل ملاحظہ مذکور ہین **فائدہ ہشتم** تلفح وجوہہم مین وجہ
کی تخصیص بوجہ اُس کے نازک اور اشرف ہونے کے ہے جس سے شدت عقوبت و ایلام اور دوسرے اعضاء کے لیے عذاب عام ہونے پر دلالت ہو گئی **فائدہ
نہم** کالحون کی تفسیر حدیث مرفوع مین آئی ہے کہ اوپر کا ہونٹ سکڑ کر وسط سر تک جا پہونچیگا اور نیچے کا ہونٹ لٹک کر ناف پر آ پڑیگا رواہ الترمذی اور اس ہیئت کے
لیے دانتون کا کھل جانا عادۃً لازم ہے وبہ فسر فی الروح **فائدہ دہم** الم تکن آیاتی الخ کے شروع مین جو راقم نے کلام مین بواسطہ یا بلا واسطہ کی تعمیم کی ہے جو

فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ۝ وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ

سو اللہ تعالیٰ بہت ہی عالیشان ہے جو کہ بادشاہ حقیقی ہے اُس کے سوا کوئی بھی لائق عبادت نہیں عرش عظیم کا مالک ہے۔ اور جو شخص اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کی بھی عبادت کرے کہ جس پر اُس کے پاس کوئی بھی دلیل نہیں سو اُسکا حساب

عِنْدَ رَبِّهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۝

اُس کے رب کے یہاں ہوگا یقیناً کافرون کو فلاح نہوگی اور آپ یون کہا کرین کہ اے میرے رب معاف کر اور رحم کر اور تو سب رحم کرنیوالون سے بڑھکر رحم کرنیوالا ہے

اس کی یہ ہے کہ دوسری آیت مین ہے لا یکلمہم اللہ پس وجہ جمع دو ہین یا تو بواسطہ کلام ہوا ور یا اگر بلاواسطہ ہو تو لا یکلم کو محمول کیا جاوی کلام علی وجہ الاکرام پر **فائدہ یازدہم** قلبت علینا شقوتنا مین اپنے ہاتھون کی قید اس لیے ظاہر کی گئی کہ شقاوت کا اثر کہ عقوبت ہے انسان کے اکتساب کے ساتھ وابستہ ہے اور مسئلہ اختیار پر دلائل نقلیہ وعقلیہ بکثرت قائم ہین **فائدہ دوازدہم** کنا قوما ضالین مین اقرار اس غرض سے کیا گیا کہ بعض اوقات اعتراف پر عفو متوجہ ہوجاتا ہے **فائدہ سیزدہم** اگر شبہ ہو کہ آخرت مین تو حقائق منکشف ہونگے اور انمین سے امتناع رجعت ہی پھر اسکی تمنا کیسے ہوگی جواب یہ ہے کہ یا تو یہ تمنے طبعی ہے اور یا یون کہا جاوی کہ اس جواب ہی سے یہ حقیقت منکشف ہوئی اور یا کہا جاوی کہ جو حقائق شرعاً مقصود بالذات مین اُنکا انکشاف ضروری ہی مثل حقیقت توحید و رسالت و معاد و جنان و نیران نہ وہ حقائق جو شرع مین مقصود بالغیر ہین مثل عدم وقوع رجعت گو وجوب تصدیق مین سب متماثل و متساوی ہین **فائدہ چہاردہم** افحسبتم انما خلقناکم کی جو تقریر کی گئی ہے اُس سے یہ شبہ جاتا رہا کہ اگر خدا تعالیٰ جزا و سزا کچھ مرتب نفرماتا تو کیا نقص عبث لازم آتا اگر یہی تو مجازاۃ کا وجوب عقلی لازم آتا ہے جو کہ اہل حق کے نزدیک منتفی ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو وہ بھی حسن اور غیر عبث ہوتا کیونکہ حکمت اسی مین منحصر نہین **فائدہ پانزدہم** انہ کان فریق اور بما صبروا سزا و جزا کی تمام علت نہین ہے بلکہ احد الاجزاء ہے **فائدہ شانزدہم** سورۂ طٰہٰ آیت ان لبثتم الا عشرا مین بھی لبث کی بحث ہے اُس کو لبث فی القبر پر محمول کیا گیا ہے اور یہان اُس تفسیر کی اور وہان اس تفسیر کی بھی گنجایش ہے اور تقریر قدرے بدل جاوی گی **ربط** اور پر تمام سورت مین جو مضامین مذکور ہوے جنکا خلاصہ سورت کی تمہید مین مرقوم ہوا ہے خاتمہ سورت مین اُن پر ایک تفریع بطور انتاج اور تلخیص کے ارشاد فرماتے ہین چنانچہ ظاہر ہے کہ عبادت کے امر سے حق تعالیٰ کا الہ اور ملک ہونا اور آثار قدرت سے جو دلائل توحید مین اُسکا واحد اور متعالی عن الشرک ہونا جو کہ مدلول ہے فتعالی اور لا الہ الا ہو کا اور بعثت انبیاء سے بھی اُس کا ملک اور فرمانروا ہونا اسی طرح بعث و مجازاۃ سے بھی ملک ہونا اسی طرح قصص اہلاک مکذبین سے بھی اُسکا ملک ہونا اور حجیت حال کفار سے اُن کا قابل داروگیر ہونا جو مدلول ہے فانما حسابہ الخ کا ثابت ہوتا ہی مثبتات بالکسر تفصیلاً تمام سورت مین اور اُن کا اجمال تمہید سورت مین اور مثبتات بالفتح کا اجمال یہان خاتمہ مین مذکور ہے اور فتعالی پر حرف فاء کا آنا اس ارادۂ تفریع کا قرینہ ہے اور ان صفات کمال و جلال الوہیۃ و ملکیت و وحدت و تعالی و ربوبیت کے ساتھ کسی ذات کے موصوف ہونے کا اُسکو مقتضی ہونا کہ اُسی کو اپنا قبلۂ توجہ و مرجع حاجات بنایا جاوے یہ بھی ظاہر ہے چنانچہ بالکل اخیر کی آیت وقل رب اغفر الخ کے مضمون مین اسی ترتب کی رعایت ہی اور اس ثبوت و ترتب کی طرف ترجمہ کی عبارت مین بھی اشارت ہے نیز اس دعا کرنیوالون کا مقبول و محبوب ہونا اوپر آیت انہ کان فریق الخ مین معلوم ہوچکا ہے اسکی تعلیم مین یہ بھی نکتہ ہوگیا کہ جنکی فضیلت اوپر مذکور ہے اُن مین سے ہونے کی دعا و التجا کرنا چاہیے پس اس سے ایک خاص ربط اپنے قریب کے مضمون سے اور بھی حاصل ہوگیا اور شروع مین مومنین کے لیے اثبات فلاح اور خاتمہ مین کافرون سے نفی فلاح جو کہ قد افلح المومنون اور لا یفلح الکفرون مین مذکور ہے ایک عجیب مقابلہ ہے۔

ذکر صفات ذو الجلال والاکرام مع وعید مشرکین لئام و تعلیم استغفار و استرحام

فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ۝ وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ (اور یہ سب مضامین جب معلوم ہوچکے) سو (اس سے بکمال طور پر ثابت ہوگیا کہ) اللہ تعالیٰ بہت ہی عالیشان ہے جو کہ بادشاہ (ہے اور بادشاہ بھی) حقیقی ہے اُس کے سوا کوئی بھی لائق عبادت نہین

اللغات الکریم کل ما شرف فی بابہ یوصف بالکرم کما فی قولہ تعالیٰ مقام کریم و قولا کریما کذا فی الروح ۱۲

(اور وہ) عرش عظیم کا مالک ہے اور جو شخص (اس امر پر دلائل قائم ہونے کے بعد) اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کی بھی عبادت کرے کہ جس کے معبود ہونے) پر اُس کے پاس کوئی بھی دلیل نہین سو اُس کا حساب اُس کے رب کے یہان ہوگا (جس کا نتیجہ لازمی یہ ہو کہ) یقیناً کافرون کو فلاح نہوگی (بلکہ ابدالآباد معذب رہین گے) اور (جب حق تعالی کی یہ شان ہے تو) آپ (اور دوسرے لوگ بدرجۂ اولے) یون کہا کرین کہ ای میرے رب (میری خطائین) معاف کر اور (ہر حالت مین مجھپر) رحم کر (معاش مین بھی توفیق طاعات مین بھی نجات آخرت مین بھی عطائے جنت مین بھی) اور تو سب رحم کرنیوالون سے بڑھکر رحم کرنیوالا ہے **ف** مع اللہ کی قید ایک تو واقعی ہے کیونکہ وہ لوگ خدا کو بھی مانتے تھے اور دوسرے اس سے بدلالۃ النص منکر واجب الوجود کا بدرجہ اولے حال معلوم ہوگیا اور لا برہان لہ بھی قید واقعی ہے کیونکہ ہر غیر کی الوہیت کے لیے عدم ثبوت عام ہے بلکہ ثبوت عدم عام ہے اور آپ کا مغفرت و رحمت مانگنا اپنے درجہ کے موافق ہے پس اس سے شبہہ معصیت کا نہین ہوسکتا فقط۔

وقد تم تفسیر سورۃ المؤمنین بحمد اللہ تعالے للخامس عشر من ذی القعدۃ الحرام یوم الثلاثا ۱۳۲۴ھ

منہیات جلد ہفتم بیان القرآن

صفحہ	سطر	مضمون
		منہیہ اولے توضیح بعض مقامات جلد ہذا
۶	۳	حاشیہ فوقانی قولہ مازید فی الترجمۃ اشارۃ الخ اے مازید من قولہ جب انکو آشنا الخ اشارۃ۔
۸	۹	**قولہ** گنجائش استدلال نہین رہی۔ الخ استدلال ما دمت حیا سے تھا کہ اگر وہ زندہ ہوتے تو اس آیت کے مقتضا پر آسمان پہ بھی مکلف نماز و زکوۃ کے ہوتے جو اللازم باطل جواب ما دمت حیا کے ترجمہ کے اس جزو سے ہوگیا کہ دنیا مین۔
۸	۳	حاشیہ تحتانی **قولہ** ذکرت فی المتن من قصۃ ذبح الموت۔
۹	۳	حاشیہ فوقانی **قولہ** اشارۃ لے فی قولہ لوگون کے سامنے لانہ حاصل قولہ تعالی علیہم۔
۹	۲۷	**قولہ** نہوا ہو یعنی عذاب نہوا ہو اور اس اعتبار سے ساتھ نہین فرمایا بلکہ نفس عقوبت مین ساتھ ہوگا جسکو یعنی اس شیطان کی معصیت و مشارک فی العقوبۃ کو الخ۔

صفحہ	سطر	مضمون
۱۰	۱۲	حاشیہ فوقانی **قولہ** بہذا الکلام لسے اشارۃ بقولہ تعالے انہ کان بی حفیا الی انہ حقیق بالدعاء۔
۱۰	۱۳	حاشیہ فوقانی **قولہ** ولیس المقصود بہ لے بقولہ انہ کان بی حفیا۔
۲	۱۵	حاشیہ فوقانی **قولہ** وان ہذا الدعاء مجیب اشیر الیہ بقولہ جسکا قبول فرمانا الخ
۱۳	۸	حاشیہ فوقانی **قولہ** فسقط الخ تقریرہ ان المعتزلۃ استدلت بقولہ تعالی الا من تاب وآمن وعمل الخ علے ان العمل شرط للجنۃ کالایمان فاجاب عنہ بان ہذا الدخول المشروط بالعمل فی الاکثر ہو الدخول الخاص الذی لایکون معہ تبعۃ واما نفس الدخول ولو بغیر تبعۃ فیکفی فیہ الایمان وانما قلت فی الاکثر لانہ یمکن عندنا ان یدخل اللہ تعالے العاصی الجنۃ بلا تبعۃ ما۔
۱۴	۱۱	حاشیہ فوقانی **قولہ** اشارۃ یعنے لم یجعل قولہ تعالے نحن اعلم وقولہ تعالے ننجی الذین اتقوا جزو لے

صفحہ	سطر	مضمون
		ثم ہی جبال مدتو لہا قولہ یہ نہین الخ وقولہ
۱۲ / ۱۵	۳	پھر اس ورود سے الخ [illegible] حاشیہ فوقانی **قولہ** اسے وقع الخ وجہ الدفع ان قولہ گر گر یعنی بہا اذا سقط ثم قام ثم سقط ثم قام۔
۲۹	۳	حاشیہ تحتانی یعنی **قولہ** ویحل ہذہ بتدار وقولہ بالکسر والضم خبر لے صیغۃ یحل التی بمعنی ینزل بالوجہین والباقی ای التی تقابل الحرمۃ بالکسر فقط۔
۳۲	۱۹	**قولہ** وہ تو قریہ سامرہ الخ یعنے ذبح و لدان مصر مین تھا۔
۳۳	۱۷	**قولہ** ضمان کیون نہ واجب ہوا۔ الخ یعنی جب بنی اسرائیل اس مال کے مالک تھے اور پھر اسکو موسی علیہ السلام نے تلف کر دیا تو ضمان لازم آنا چاہیے۔
۳۷	۲۲	**قولہ** اور آیت مین الخ یہ دوسرا جواب ہے یعنی اگر معیشۃ ضنکا کو تمام کفار

منہیہ ثانیہ مضامین تفسیریہ جلد ہذا

منہیہ ثالثہ صحت نامہ جلد ہذا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۲حاشیہ فوقانی	کونہ بشرا	کونہ بُشر	۱۴	۲۲	کیا کرتا تھا	کیا کرتے تھے	۳۲	۳حاشیہ تحتانی یمین	الاحیاہ	للاحیاہ
۴	۶	یوں ہی ہوجاویگی	یوں ہی ہوجاویگا	۱۵	۱حاشیہ تحتانی	المتطر ۱۲	المنظر ۱۲	۳۴	۲۵	(پہاڑ ٹیلہ وغیرہ کی)	(پہاڑ ٹیلہ وغیرہ کی)
۴	۲حاشیہ تحتانی یسار	قیل	وقیل	۱۶	۴	ہیں اُسکے	ہیں اور اُسکے	۳۵	۷حاشیہ فوقانی	ای معلومات	ای بمعلومات
۴	۳حاشیہ تحتانی یمین	بل شر	بل شرط	۱۶	۱حاشیہ تحتانی	الاستقرار	الاستفزاز	۳۵	۸ 〃	کون	کون
۵	۲	پھر دروازہ کے	پھیر دروزہ کے	۱۷	۱حاشیہ تحتانی یسار	لعذبہم	نعذبہم	۰ ۰		وہاں ہوئی نہ ہوتی	فرمائی ہوئی نہ ہوتی
۵	۱۲	(اولاد) ہوجاویگی	(لڑکا) ہوجاویگا	۱۷	۲ 〃	الضمیر المجرور	الضمیر المجرور	۳۷	۴	ہوئی ہے	ہوئی تھی
۵	۱۴	نیز اُن کے	نیز اُس کے	۱۸	۲۶	کا ہے جیسا	کا ہیں جیسا	۳۷	۱۴	(کہ اُسکا کہیں	(کہ اُسکی کہیں
۵	۲حاشیہ فوقانی	قصہ	قصہ لان	۱۹	۴حاشیہ فوقانی	الربط الکلام والسابق	لربط الکلام السابق	۳۸	۱حاشیہ تحتانی یسار	العذاب مراعاۃ	العذاب مراعاۃ
۵	۲حاشیہ تحتانی یسار	لی جبتک	الی جبتک	۲۰	۲	یاد کی نماز	یاد کے لیے نماز	۴۱	۱حاشیہ تحتانی یمین	الحصد	التحصیل
۵	۵ ،	مالبا رللانہ داما کوں	فالبا رللانہ اما لکون	۲۰	۲۳	یاد کی نماز	یاد کے لیے نماز	۴۲	۸	تعالیٰ اُن	تعالیٰ جو کہ مالک ہیں عرش کا اُن
		البار نائہ ۵ ؛	البار زائدۃ کما	۲۰	۱حاشیہ تحتانی یسار	ویجوز	یجوز	۴۲	۳حاشیہ تحتانی	حقیتۃ	حقیقۃ
۶	۱۱	بے سروسامان	بے سروسامانی	۲۳	۶	غم رہے	غم نہ رہے	۴۳	۲۱	تعالیٰ اُن	تعالیٰ جو کہ مالک ہیں عرش کا اُن
۶	۲۴	نزاہت عصمت	نزاہت وعصمت	۲۳	۱حاشیہ تحتانی یمین	ملادے	للاولیٰ	۴۴	۲۲	حَیّی	حَیّ ط
۶	۱حاشیہ فوقانی	فی الضیافی	فی الفیافی	۲۳	۳حاشیہ تحتانی یسار	کل سعی	کل شئی	۴۴	۲۹	اولم یر	اولم یر
۶	۱حاشیہ تحتانی	فری من لقرمعنی السکوت	قری من القرمعنی السکوت	۲۶	〃	النون ہذان	النون وہذان	۴۵	۲۷	ہول	مہول
۶	۶	وان دقتہ السرور	وان ومتہ السرور	۲۷	۲	تم	تم ڈرو نہیں	۴۶	۲	کیا تہا	کیا گیا تہا
۶	〃	ساحلہ من الفری	واصلہ من الغری	۲۷	۱۲	جادرمین	جادومین	۴۶	۱حاشیہ فوقانی	قول فے ففتۃ	قولہ فی فتنۃ
۶	۰	الاصلاح	الاطلاع	۲۷	۱حاشیہ تحتانی یسار	ماکافۃ	ماغیر کافۃ	۴۷	۶	سزائین)	سزائین)
۷	۲۳	خریدنو	خریدلون	۲۸	۲حاشیہ فوقانی	فی حفیفۃ	فی خفیفۃ	۴۷	۱۳	کیا تہا	کیا گیا تہا
۷	۲۶	وصف بوت ہے	وصف نبوت ہے	۲۹	۱۰	فَیَحِلُّ	فَیَحِلَّ	۴۹	۲۲	اُفٍّ لَّکُمَا	اُفٍّ لَّکُمْ
۸	۲حاشیہ تحتانی	مبدل منہ بدل ۱۲	مبدل منہ وبدل ۱۲	۲۹	۲۳	یہ بھی کہ)	یہ بھی ہے کہ)	۵۰	۱۶	سمجھتے مین)	سمجھنے مین)
۱۱	۱۴	(برسے)	(بترسے)	۳۰	۴	لوجبۃ لدرہا تھا	بوجہ جلد رہا تھا	۵۱	۷	(شرمندگی	(شرمندگی
۱۳	۱حاشیہ تحتانی	الی الملک	ان الملک	۳۰	۱۹	زمانہ گذر	زمانہ گذر	۵۱	۱۱	مقتضے	مقتضی
۱۳	۶	گیا کرتا تھا	کیا کرتے تھے	۳۰	۲۲	چنانچہ کہا گیا)	چنانچہ آیندہ کہا گیا)	۵۱	۲۳	مناسب	مناصب
۱۳	۱۹	کم کے	کر کے	۳۱	۲۸	احیانی	اخیانی	۵۲	۵	سوءِ	سوءِ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۲	۱۹	کسی قریب تھے	کسی قریب تھے	۶۳	۱۸	پہونچا دیا جاتا ہے	پہونچا دیئے جاتے ہیں	۷۵	۵ حاشیہ تحتانی بیا	عن للسیف	عن السیف
۵۲	۲ حاشیہ تحتانی بین	و اصصار	والانتصار	۶۴	۴	نقصان پہنچا سکتا ہے	نقصان پہنچا سکتی ہے	۷۷	۲	آیت کی نہیں	آیت کی نہیں
۵۲	۱ حاشیہ تحتانی بیا	ابیل	الییل	۶۴	۴	نفع پہونچا سکتا ہے	نفع پہنچا سکتی ہے	۸۱	۲۳	چڑھاوٹ میں	چڑھاوے میں
۵۲	۱ "	المہل	الہل	۶۴	۱۶	انکی نفرت سے	انکی مذمت سے	۸۲	۳ حاشیہ تحتانی بین	الصورۃ	السورۃ
۵۲	۳ "	ففھمہا	ففھمنہا	۶۴	۲۶	نقصان پہنچا سکتا ہے	نقصان پہنچا سکتی ہے	۸۳	۵	مقتضی	مقتضی
۵۳	۲۴	کیفیت مروی	کیفیت مری	۶۴	۲۷	نفع پہونچا سکتا ہے	نفع پہونچا سکتی ہے	۸۳	۹	صلو تھم	صلوٰتھم
۵۵	۲۸	حکم میں انکو	حکم سے انکو	۶۴	۳۱	واقعی عذاب	واقعی کو عذاب	[illegible]	[illegible]	[illegible]	صلوٰتھم
۵۶	۲۶	وددواعی	ودواعی	۶۴	۲۹	کام اور	کام آوے اور	۸۴	۲ حاشیہ تحتانی بیا	فی النقیید	فی التقیید
۵۶	۲ حاشیہ تحتانی بیا	الزنار	المزمار	۶۴	۴ حاشیہ فوقانی	اوالامر	ای والامر	۸۵	۷	کُنا	کُنّا
۵۰	۹	جھوکے ہوگے	جھونکے باد گے	۶۰	۱۲ "	ولا یشبہم	ولا شبہہم	۸۵	۱۶	لذلک	فذلک
"	۲ حاشیہ تحتانی بین	من المنع	من المنع	۶۴	۲۲ "	الضرور	الضرر	۸۵	۴ حاشیہ تحتانی بین	سائر الخالقین بالابت ۱۲	سائر الخالقین مع بت
"	۸ "	الزمجری	الزبعری	۶۴	۲۸ "	وبہذا	ولہذا	۸۷	۸	ہوتو تو ہر قسم	ہوتو ہر قسم
۵۷	۹ "	الزنجری	الزبعری	۶۵	۱ حاشیہ تحتانی	فی خیر الرفع	فی حیز الرفع	۸۹	۳ حاشیہ فوقانی	ای کانغشار ۱۲	ای کعشار ۱۲
۵۷	۴ حاشیہ تحتانی بیا	نحشرہم	یحشرہم	۶۶	۲	ورسوچ	اور سوچ	۹۰	۱ حاشیہ تحتانی بیا	قولہا	قوہا
۵۷	۴ "	نقول	یقول	۶۷	۱۰	تک ایک تقسیم	تک تقسیم	۹۲	۱۱	وہ اسکی	وجہ اسکی
۵۷	۵ "	لہم	بہم	۶۷	۲ حاشیہ تحتانی بیا	فیسکت	فیسلت	۹۲	۲۴	مسہل	سہل
۵۷	۶ "	وہب	ذہب	۶۸	۱۶	حرم ہیں)	حرم میں)	۹۲	۲۵	جو کلام	جو کام
۵۷	۱۰ "	فجموع	فمجموع	۶۸	۲۰	مقامات میں طواف	مقامات ہیں طواف	۹۲	۲ حاشیہ تحتانی بیا	ما آتوا	ما اُوتوا
۵۸	۲ "	اولیس	اذلیس	۶۸	۲۹	اُن یلعنین کا	اُن ناعین کا	۹۲	۵ حاشیہ فوقانی	لاطعالف	لاطوالف
۵۹	۹	(ای آزمیش)	(سے آزمیش)	۶۹	۱۶	بدایہ	ہدایہ	۹۲	۸ "	حیاتہا ۱۲	حیالہا ۱۲
۵۹	۵ حاشیہ فوقانی	وہوابن ابی	ہوو ابن ابی	۶۹	۱ حاشیہ تحتانی بیا	لاللاحالۃ	لاللاحاطۃ	۹۳	۲ حاشیہ تحتانی بین	براہ	بدرہ
۶۰	۱۱	کسی بات	کسی سے بات	۷۰	۱۸	عطا کی ہیں	عطا کیے ہیں	۹۴	۱۴	بدھمن	بدعامن
۶۰	۲ حاشیہ تحتانی	فاحن بعدرہم	فاحس بقدرہم	۷۱	۱۴	وما ملکت)	وما ملکت)	۹۴	۲۹	درجہ کی اور	درجہ کی جہالت اور
۶۱	۶	عذاب ہی ہے	عذاب ہے ہی	۷۴	۲۲	جنہیں	جنہیں	۹۷	۱۱	(خود ہی)	(خود ہی)
۶۱	۱۹	عذاب ہی ہے	عذاب ہے ہی	۷۵	۱۳	اَلْحِجَیْدَہٗ	اَلْحَجِیْدِہٖ	۹۷	۳ حاشیہ تحتانی بین	للامرلا بالنعوذ	اللامر بالتعوذ
۶۱	۴ حاشیہ تحتانی بین	والعبار	والعبارۃ	۷۵	۱۵	سبکو	جبکو	۹۸	۳ حاشیہ تحتانی بیا	مفارقہ	مفارقۃ
۶۱	۵ "	لاتحیطہا	لاتحیطہا	۷۵	۱ حاشیہ تحتانی بین	الحق مع ۲	اُلحق نستعلیق ۱۲	۹۹	۴ حاشیہ فوقانی	مقام	المقام
۶۲	۶	مدت معین تک	مدت معین تک	۷۵	۴ "	تولہ	قومہ	۱۰۰	۱۶	تجدید	تحدید
۶۲	۸	پہونچا دیا جاتا ہے	پہونچا دیئے جاتے ہیں	۷۵	۴ "	اناکۃ	الایکۃ	۱۰۰	۲۴	معنے	یعنی
۶۲	۴ حاشیہ تحتانی بیا	الریب والضعیف	الریب الضعیف	۷۵	۵ حاشیہ بیا	للصیف	للسیف	۱۰۱	۶	بعد	ساتھ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۱	۱۳	لبث بحث	لبث کی بحث
۱۱۴	۷	درکے موافق	درجہ کے موافق

تتمہ منہیہ ثالثہ جلد ۲

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۸	۸	ایسے باغ ہیں نیچے سے نہریں چلتی ہونگی کہ ان کے اوراچھا	ایسے باغ ہیں کہ ان کے نیچے سے نہریں چلتی ہونگی انمیں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہینگے اوراچھا
۵۸	۲۵	چلتی ہونگی اوراسی	چلتی ہونگی انمیں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہینگے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
			اوراسی

تتمہ منہیہ ثالثہ جلد ۴

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۷	۲۱ حاشیہ فوقانی	علی انسوا	علی مانسوا
۵۸	۴	محض بشارت دینے والا اور ڈرانے والا ہوں	محض ڈرانے والا اور بشارت دینے والا ہوں
۵۹	۲۳	تبلاکر ثواب کی بشارت دینے والا اور عذاب سے ڈرانے والا ہوں	تبلاکر عذاب سے ڈرانے والا اور ثواب کی بشارت دینے والا ہوں

تتمہ منہیہ ثالثہ جلد ۶

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۶	جو کچھ زمین	جو کچھ کہ زمین
۱	۱۴	لاتحسبین سے ہو	لاتحسبن سے عود
۱	۱ حاشیہ تحتانی یمین	باہر سہم	بامر ربہم
۱	۳ ״	یکون	بکون
۱	۴ ״	معقد	مقدر
۱	۱ حاشیہ تحتانی یسار	ذرالغتہ	زالغتہ
۲	۱۶	لازم نہیں ہوتا	لازم نہیں آتا
۲	۲۳	مصرح یعنی	مصرح ہی یعنی
۲	۲۲	خصوصیات ہیں	خصوصیات میں
۲	۲۷	کی خصوصیت کے	کے خصوصیت کی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جزو از تبیان البیان بعبارۃ عزیزی مولوی سعید احمد مرحوم

بعد حمد و صلوٰۃ احقر اشرف علی عرض کرتا ہے کہ میرے رسالہ تنبیہات وصیت کی تنبیہ دہم کے ذیل میں تالیفات کی قسم ششم مکتوب بعبارۃ الآخرین مصحح بقلمی کی فہرست میں ایک کتاب کا نام ملیگا تبیان البیان یعنی حل بعض مقامات تفسیر بیان القرآن جس کے شیئًا فشیئًا لکھے جانے کی اُس میں حکایت بھی لکھی ہے سو یہ لکھنے والے میرے ہمشیرہ زادہ تھے جن کا نام شرح میں لکھا ہے اُنھوں نے ارادہ کیا تھا کہ یہ تمام تفسیر مجھکو سُنا دیں اور جہاں جہاں کچھ بیان کروں اُس کو ضبط کرلیں پھر میری نظر ثانی کے بعد اُس کی اشاعت ہوجاوے چنانچہ انہوں نے اول سے تفسیر شروع کی سورۂ بقرہ کے دو رکوع ہونے کے بعد میں نے بعض وجوہ سے سورۂ مائدہ سے سُنانے کی رائے دی چنانچہ سورۂ مائدہ پوری سُنائی گئی اُس کے بعد بعض وجوہ سے سورۂ مریم سے سُنانے کی رائے ہوئی چنانچہ سورۂ مریم تمام اور سورۂ طٰہٰ تمام سُنائی گئیں پھر بعض سفر پیش آگئے پھر عزیز موصوف نے سفر آخرت اختیار کیا اور اُس کا سلسلہ فی الحال بند ہوگیا آیندہ کا علم خدا تعالٰی کو ہے کہ اُس کا کوئی سامان ہو یا نہ ہو سُنائے ہوئے مقامات کے متعلق عزیز مرحوم کے ہاتھ کی لکھی ہوئی میری تقریریں اُن کے کاغذات میں ملیں بخوف تلف ہونے کے تکمیل موہوم کا انتظار مناسب نہ معلوم ہوا اس لیے بعد نظر ثانی کے تفسیر کی اس جلد کے ساتھ اُس کی بھی اشاعت مصلحت معلوم ہوئی چونکہ یہ سب تقریرات منہیات کی قسم اول کے قبیل سے ہیں اس لیے اسی عنوان سے بامتیاز جلدوں کے اور تعیین سورتوں کے نقل کی جاتی ہیں اور لفظ تبیان کا اضافہ بھی ہر جگہ کیا جاویگا تاکہ میری عبارات سے جو منہیات ہیں انکے ساتھ خلط و اشتباہ نہ ہوجاوے ✣

تتمہ منہیہ اولیٰ جلد اول سورۂ فاتحہ و ۲ رکوع بقرہ از تبیان

سورۂ فاتحہ ۔ قولہ تعالیٰ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ فرمایا کہ بعض لوگوں نے یہ شبہ لکھ کر بھیجا کہ آپنے ترجمہ بسم اللہ وغیرہ میں ذات

باری کی طرف ضمیر جمع کیوں عائد کی حالانکہ ضروری ہے کہ خدا کا نام اس انداز سے لے کہ اس میں توحید پر دلالت ہو اس کے جواب میں ارشاد ہوا کہ جی یوں ہی چاہا کہ خدا کا نام تعظیم سے لیا جاوے رہی توحید وہ اسقدر مسلم ہے کہ اپنے عنوانات میں ایسے امور کے ملحوظ رکھنے کی چنداں ضرورت نہیں دوسرے کلام مجید میں بھی خدا تعالیٰ نے اپنے کو جابجا بصیغۂ جمع ارشاد فرمایا ہے انا انزلناہ ونحن نزلنا الذکر اور ایک مقام پر خطاب کے موقع پر بھی فرماتے ہیں قال رب ارجعون لعلی اعمل صالحاً اس آیت میں منجملہ دیگر تفاسیر کے ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ براہ تعظیم بصیغۂ جمع ذات باری کو خطاب ہے۔

قولہ تعالیٰ الحمد للہ الخ

میں نے عرض کیا کہ سورۂ فاتحہ کی آیات میں تصریح ربط کیوں نہیں فرمائی گئی ارشاد فرمایا کہ اس سورۃ کی آیات میں ربط ظاہر ہی ہے نیز تفسیر لکھتے وقت ابتداء میں تقریر ربط کا التزام بھی ذہن میں نہ تھا جیسے دیگر بعض التزامات بھی نہ تھے جوں جوں تفسیر لکھتا گیا ضرورتیں محسوس ہوتی گئیں التزامات بڑھتے گئے چنانچہ تقریباً تمام التزامات کا اہتمام سورۂ مائدہ سے شروع ہوا۔

قولہ تعالیٰ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین

میں نے عرض کیا کہ مغضوب علیہم اور ضالین کی بابت حدیث میں تصریح ہے کہ پہلے یہود اور دوسرے نصاریٰ ہیں جناب نے اپنی تفسیر میں عام کیوں رکھا ارشاد فرمایا کہ حدیث میں بطور تمثیل ان دونوں فرقوں کا نام ذکر کر دیا گیا ہے کیونکہ مخالفت شرع یا تو کم علمی سے ہوتی ہے اور نصاریٰ کی غالب حالت یہی تھی کہ ناز و نعم میں پڑ کر شغل علم کو چھوڑ دیا تھا یا بوجہ بدعملی کے ہوتی ہے اور یہود کی غالب حالت یہی تھی کہ علم تو رکھتے تھے مگر معاند تھے اور علم کی کمی کے لیے ضلال اور علم کے ہوتے ہوئے بدعملی اور اخلاق ذمیمہ کے لیے غضب زیادہ مناسب تھا۔

قولہ فی الحاشیۃ ص ۱ س ۲ حاشیہ بین راعیت فی ترجمتی۔ یعنی ترجمہ میں جو لفظ (بتلا دیجیے) لیا گیا ہے وہ ہماری زبان میں کہ معنی ہدایت میں مستعمل ہوتا ہی چنانچہ یہ بھی کہتے ہیں کہ رستہ بتلا دو اور یہ بھی کہتے ہیں کہ فلاں مسجد بتلا دو۔

سورۂ بقرہ

قولہ ص ۳ سطر ۱۰ شاید رسول اللہ کو الخ شاید کا لفظ اس لیے بڑھا دیا کہ علماء اس باب میں مختلف الاقوال ہیں رہا ایک قول پر یہ شبہ کہ جب حضور کو بھی نہیں بتلایا تو انزال کلام سے کیا نفع ہوا تو اس کا جواب یہ ہے کہ خاص نفع کے انتفاء سے مطلق نفع کا انتفاء لازم نہیں آتا ممکن ہے کہ علاوہ تعلیم نبوی کے اس میں اور کوئی نفع ہو اور اگر وہ نفع ہم کو معلوم نہ ہو تو ہمارے نہ جان سکنے سے عدم وجود لازم نہیں آتا۔

قولہ ص ۲ س ۱۲ تفتیش نہ چاہیے مقصود اس سے بیان عذر ہے مقطعات کے کچھ معنی نہ لکھنے کے باب میں کیونکہ اس باب میں علماء کا اختلاف ہے کہ مقطعات متشابہات میں داخل ہیں یا نہیں اس موقع پر فرمایا کہ متشابہات میں جو علماء کا اختلاف ہے وہ اختلاف واقع میں لفظی ہے حقیقی نہیں کیونکہ جو لوگ علم کی نفی کرتے ہیں وہ تفسیر یعنی تعیین مراد کے درجہ میں نفی کرتے ہیں اور جو لوگ اثبات علم کرتے ہیں وہ تاویل یعنی احتمال مراد کے درجہ میں ثابت کرتے ہیں پس جس درجہ کے یہ نافی ہیں اُسکے وہ مثبت نہیں اور جس درجہ کو وہ ثابت کرتے ہیں اُس کی یہ نفی نہیں کرتے۔

ص ۲ س ۱۳ قولہ واقع میں یقینی ہے۔ ای حال لا الیقین (المصدر المجہول) الذی ہو صفۃ سوار راب فیہ احد ام لالان کون احد رائبا فی امر لا یستلزم کون ذٰلک الامر غیر متیقن فی الواقع۔

ص ۲ س ۱۴ قولہ خدا سے ڈرانے والوں کو۔ تقوے سے لغوی معنی مراد لیے ہیں پس اب وہ مشہور اعتراض وارد نہیں ہوتا نہ ان تکلف کے جوابوں کی ضرورت اور یہ بھی ممکن ہے کہ تقوے سے اصطلاحی تقویٰ مراد لیا جاوے مگر عند التکلم اور معنی یہ ہونگے کہ جو لوگ وقت التکلم متقی ہیں اُن کو یہ تقوے اس کلام کی وجہ سے حاصل ہوا ہیں متقی میں مجاز نہ ہوگا۔

ص ۲ س چھپی ہوئی چیزوں پر الخ یعنی غیب سے مراد ما غاب عنہ ہے اصطلاحی معنی نہیں کیونکہ اصطلاح میں غیب اُس کو کہتے ہیں جس پر کوئی دلیل ہی

قائم نہ ہوا اور ظاہر ہے کہ ایمان اُسی چیز پر ہوگا جو کسی دلیل سے ثابت ہو۔

ص ۳ س ۷ بس یہ لوگ ہیں الخ۔ لفظ بس ہماری زبان میں ثمرۂ کلام پر داخل کیا جاتا ہے لہٰذا اشارہ اس طرف ہے کہ اولئک الخ ماسبق کا ثمرہ ہے۔

ص ۵ س ۱۷- اگر شبہ ہو کہ اگرچہ خلق قبیح الخ۔ خلاصہ اعتراض کا یہ ہے کہ ارادۂ خداوندی ارادۂ عبد و فعل عبد دونوں پر مقدم ہے کیونکہ اول ارادۂ خداوندی ہوتا ہے کہ بندہ یوں ارادہ کرے اس کے بعد بندہ ارادہ کرتا ہے پھر اُس پر خلق فعل مرتب ہوتا ہے پھر اُس پر بندہ کی جانب سے کسب فعل ہوتا ہے۔ پس در حقیقت فعل عبد مرتب خلق پر اور وہ مرتب ارادۂ عبد پر اور وہ مرتب ارادۂ باری پر ہے لہٰذا اثر یعنی فعل عبد و ارادۂ عبد اگر قبیح ہے تو اس کا مؤثر یعنی ارادۂ خداوندی بھی قبیح ہونا چاہیے۔

ص ۵ س ۲۷ پائخانہ یہ سوال نہیں کر سکتا الخ البتہ اتنا شبہ باقی ہے کہ کم از کم اُس مالک کی نسبت اگر اس نے عمدہ قطعۂ زمین میں پاخانہ بنایا ہو یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ اس نے مصلحت کے خلاف کیا تو کیا یہ سوال حق تعالیٰ کی نسبت نہیں ہو سکتا کہ ایسا امر مناسب نہ تھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ سوال اُس شخص کے افعال میں ہو سکتا ہے کہ جس کے افعال میں حکمت سے خلو محتمل ہو اور افعال خداوندی چونکہ حکمت سے ہرگز خالی نہیں اس لیے وہاں یہ احتمال اور یہ سوال ہی نہیں جیسا اوپر بھی آچکا ہے۔

ص ۶ س ۲ و ۸ بالکل ایمان والے نہیں الخ الباء فی خبر ما یفید مبالغۃ النفی۔

ص ۶ س ۹ یعنی محض چالبازی کی راہ سے الخ مقصود یہ ہے کہ خداع سے مراد خاص اظہار ایمان کے بارہ میں خداع ہے یعنی خداع اپنی حقیقی معنی پر ہے مطلب یہ ہے اظہار ایمان میں چال کرتے ہیں گو وہ چال خدا کے سامنے نہ چلے اور گو ان کا یہ قصد بھی نہ ہو کہ خدا کے سامنے چال چلیگی مگر یہ فعل خود چال ہی اور لازم آگیا کہ خدا کے سامنے بھی خلاف واقع کا اظہار کیا۔

ص ۶ س ۱۰ یعنی اس چالبازی کا انجام الخ ماحصل یہ ہے کہ جزاء خداع کو خداع کہہ دیا گیا ہے بطریق مجاز۔

ص ۶ س ۱۲ مرض ہے اُن کی بد اعتقادی الخ یعنی مرض میں عموم مجاز لیا گیا ہے کہ حقیقت بھی اُس کی ایک فرد ہو جاوے تو اندیشہ اور خلجان تو حقیقۃً مرض ہی اور بد اعتقادی کو مجازاً مرض کہا گیا۔

ص ۶ س ۱۶ جیسا کہ مشاہدہ کیا جاتا ہے کہ دورویہ یعنی لاتفسدوا فی الارض میں اُن کا کوئی مستقل فساد مراد نہیں کہ جس کو وہ کرتے ہوں بلکہ مراد یہ ہے کہ تم یہ نفاق جو کہ موجب فساد ہے نہ کرو اس کو چھوڑ دو۔

ص ۸ س ۷ وہ استہزاء یہی ہی الخ یعنی آیت میں جملہ یمدہم اپنے معطوف علیہ اللہ یستہزئ بہم کا بیان ہے۔

ص ۸ س ۱۱ یعنی اُن کو تجارت کا سلیقہ نہ ہوا الخ مطلب یہ ہے کہ آیت میں وما کانوا مہتدین سے ہدایت دینی مراد لینے کی ضرورت نہیں کہ اُس کی نفی ہو بلکہ نفی ہدایۃ فی التجارۃ کی ہے کہ ان کو تجارت کرنے کا بھی ڈھنگ نہیں آتا۔

ص ۸ استوقد نارا الخ اس کا نکتہ فرمایا کہ استوقد مفرد لایا گیا پھر بنورہم میں ضمیر جمع کی ارشاد ہوئی وجہ یہ ہے کہ عادۃً ایک ہی آدمی آگ سلگاتا ہے جب وہ دہک اُٹھتی ہے تو دوسرے لوگ بھی تاپنے کے لیے جمع ہو جاتے ہیں پس استیقاد ایک کا فعل ہے لہٰذا صیغہ مفرد لایا گیا اور ذہاب نور کے وقت سب جمع تھے۔ میں نے عرض کیا کہ اضاءت ما حولہ میں ضمیر کو مفرد کیوں لایا گیا حالانکہ یہ استیقاد کے بعد ہے اور سب ہی کے لیے عام فرمایا کہ لوگ اُس وقت جمع ہوتے ہیں کہ آگ کی روشنی اُن تک پہونچے اور اُن کو معلوم ہو جاوے کہ آگ سلگ گئی پس اول اضاءت ما حول مستوقد ہی کی ہوئی

تتمۂ منہیۂ اولیٰ جلد سوم سورۂ مائدہ از تبیان

سورۂ مائدہ

ص ۲ ہندسہ سلہ قولہ فی ملحقات الترجمۃ کما بینہ عنقریب وہو قولہ بین القوسین فی توضیح ترجمۃ اوفوا۔ کیونکہ ایمان لانے سے الخ

ص ۲ قولہ تعالیٰ بہیمۃ الانعام الخ مفسرین نے اس اضافت کو اضافۃ العام الی الخاص مانا ہے لیکن مصنف دام بالفضل و الفیض نے اضافۃ المشبہ الی المشبہ بہ کو اس وجہ سے اس پر ترجیح دی ہے کہ اگر اضافۃ العام الی الخاص لی جاتی ہے تو تقیید غیر محلی الصید بیکار رہتی ہے وجہ یہ ہے کہ اس صورت میں صرف

ازواج ثمانیہ ہی داخل آیت ہوں گے کہ انہی پر انعام کا اطلاق عرف میں ہوتا ہے اور صید داخل ہی نہوں گے پس اُن کے اخراج کی بھی ضرورت نہیں اور اگر اضافت تشبیہی لیجاوے تو چونکہ وجہ شبہ مذکور فی التفسیر کے سبب صیود بھی داخل ما احلت ہونگے اس لیے اُن کے اخراج کی ضرورت ہوگی -

ص ۲ قولہ فی الحاشیۃ تحت قولہ فائدہ فانہا تدخل فی البہیمۃ لکن یخص منہ الخ ای لو فسر البہیمۃ علی طبق ہذا القول بکل حی لا یمیز فیدخل فیہ الطیور لکن یخص منہ بقیۃ المحرمات الحیوانیۃ بدلیل آخر الحدیث وغیرہ کما خصصت فی التفسیر الاول المختار فی المتن ایضا بذلک الدلیل -

آیۃ یا ایہا الذین آمنوا اذا قمتم الخ

ص ۸ س ۲ قولہ اُٹھنے لگو الخ مفسرین نے آیت میں قیام سے قیام فی الصلوٰۃ مراد لیا ہے اور جب اس پر شبہ ہوا کہ وضو اس قیام سے مؤخر نہیں تو اردتم القیام کے ساتھ تاویل کی - مولانا نے اُٹھنے لگو کے لفظ سے یہ بتلا دیا کہ یہاں قیام صلاۃ مراد ہی نہیں بلکہ وہ قیام مراد ہے جو تہیۂ صلاۃ کے لیے ہوتا ہے پس اب قیام اپنے معنی پر ہے اور اُس میں تاویل کی ضرورت نہیں رہی نیز آیت میں لفظ الی اس کا قرینہ ہے کہ قیام سے تہیۂ صلاۃ ہی کا قیام مراد ہے ورنہ قیام فی الصلوٰۃ او نحوہ فرمایا جاتا -

ص ۹ س ۱۴ یا جر جوار کہا جاوے اور جو از جر جوار کے لیے جو یہ شرط ہے کہ وہاں التباس سے امن ہو وہ یہاں متحقق ہے کیونکہ ارجلکم کے بعد الی الکعبین فرمانا اس کا قرینہ ہے اس لیے کہ تحدید غسل ہی میں ضروری ہے اور شریعت میں دوسری جگہ اس کا وقوع بھی ہوا ہے چنانچہ ایدیکم الی المرافق اس پر شاہد ہے اور مسح میں قائلین بالمسح کے نزدیک اس کی ضرورت نہیں دوسرے مسح بالاجماع ظہر رجل پر ہوتا ہے تو اُس کی تحدید میں الساق ہو سکتا تھا نہ کہ الی الکعبین اور ممکن ہے کہ یوں کہا جاوے کہ ارجلکم لفظاً رؤسکم پر معطوف ہی مگر اُس کا حکم غسل ہے کیونکہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک لفظ کو دوسرے پر عطف کر دیا جاتا ہے اور حکم ہر دو کا مختلف ہوتا ہے جیسے عربی کا یہ شعر ہے یالیت بعلک قد غدا + متقلدا سیفا و رمحا - لفظ رمحا سیفا پر معطوف ہے حالانکہ حکم متقلداً اس پر صحیح نہیں بلکہ حاملا رمحا بولا جاتا ہے -

ص ۹ س ۳۰ نماز سے پہلے الخ یہ لفظ بڑھا کر اس بات کو بتلانا مقصود ہے کہ یہ آیت بھی آیت سابقہ اذا قمتم الی الصلاۃ کے ساتھ مرتبط ہے کہ اُس میں نماز کے لیے وضو کا حکم تھا اور یہاں نماز کے لیے غسل کا حکم ہے اور دونوں نماز کے قبل ہیں -

ص ۹ س ۳۳ اور پانی کا استعمال مضر ہو یہ عبارت اس لیے بڑھائی کہ مطلق مرض سے اجازت تیمم نہیں ہوتی بلکہ اُس کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ استعمال پانی سے ضرر کا اندیشہ ہو -

ص ۹ س ۳۶ استعمال کا موقع نہ ملے لم تجدوا ماء کی یہ تفسیر اس لیے کی گئی تاکہ حالت مرض کا عذر بھی اُس میں شامل ہو جاوے کیونکہ ظاہراً لم تجدوا تمام متعاطفات کی قید ہے اس صورت میں اگر لم تجدوا کا ترجمہ پانی نہ پاؤ کیا جاتا تو حالت مرض میں جواز تیمم مفہوم نہ ہوتا کیونکہ مرض میں پانی تو ہوتا ہے البتہ استعمال نہیں ہو سکتا -

ص ۹ س ۳۸ حکم مفدہم میں گذر چکی ہیں الخ اُس آیت میں غسل اور تیمم کا ذکر نہ تھا وضو کا ذکر نہ تھا یہاں سب کو جمع کر دیا گیا یہ فرق ہے دونوں مقام میں پس تکرار محض نہ ہوا -

ص ۱۰ س ۱۴ اور اگر یہ احکام نہ ہوتے الخ آیت میں خدا تعالیٰ نے تسہیل احکام پر منت فرمائی ہے لیکن تسہیل کی ایک صورت یہ بھی ہے جو کہ اکمل افراد تسہیل سے ہے کہ کوئی حکم مقرر نہ کیا جاتا بلکہ مطلق العنان چھوڑ دیا جاتا مصنف سلمہ نے یہ عبارت بڑھا کر بتلا دیا کہ اگرچہ اس صورت میں ایک مقصود یعنی تسہیل حاصل ہو جاتی لیکن مقصود ثانی یعنی تطہیر حاصل نہ ہو سکتی حالانکہ دونوں مقصود ہیں پس مجموعہ مقتضی ہے احکام سہلہ کو نہ کہ عدم احکام کو اس لیے احکام مقرر کیے گئے اور اُن میں تسہیل کی گئی -

ص ۱۰ س ۱۵ تاکہ ہر حال میں طہارت بدنی و قلبی الخ مطلب یہ ہے کہ آیت میں لیطہرکم سے بطور عموم مجاز کے طہارت بدنی و قلبی دونوں مراد ہیں کیونکہ اتمام نعمت کو تطہیر پر مرتب فرمایا ہے اور یہ اتمام اُس وقت ہے کہ ظاہری بدن کے ساتھ قلب بھی پاک ہو ورنہ نعمت تام نہ ہوگی کیونکہ تلوث قلبی کے ساتھ

رضا کا حصول ممکن نہیں اور بڑی نعمت یہی ہے اور جب یہ نہیں تو نعمت تام کہاں۔

ص ۱۰ س ۱۶ شکر میں امتثال بھی داخل ہے الخ مطلب یہ ہے کہ لعلکم تشکرون سے یہی مراد نہیں کہ زبان سے الحمد للہ الشکر للہ کہا کرو بلکہ احکام پر عمل کرنا بھی شکر میں ضروری ہے۔

ص ۱۰ س ۲۰ جبکہ تم نے اُس کا التزام بھی کر لیا تھا الخ مطلب یہ ہے کہ قلتم سمعنا اُس التزام عہدی کا بیان ہے اس میں اسکا جواب دینا منظور ہے کہ ہے کہ میثاق تو بدون التزام کے متحقق نہیں ہوتا اور سائس کی کوئی دلیل نہیں۔

ص ۱۰ س ۲۱ کیونکہ اسلام لانے کے وقت الخ مطلب یہ ہے کہ یہ ضروری نہیں ہے کہ لفظ سمعنا ہی کہا ہو بلکہ اسلام لانا یہ خود سمعنا کہنا ہے اور مولانا مدظلہ کی اس تقریر کے بعد اب کوئی ضرورت نہیں کہ اس سمعنا سے یوم میثاق کا سمعنا مراد لیا جاوے جیسا کہ بعض مفسرین نے کہا ہے تاکہ بعد نزول کتاب کے سمعنا کہنے پہ دلیل قائم کرنا ضروری نہ ہو۔

ص ۱۰ س ۲۱ کی مخالفت اس لفظ کے بڑھانے سے یہ تبلانا مقصود ہے کہ اتقوا اللہ کو ماقبل سے کیا ربط ہے کہ پہلے امتثال کا امر تھا یہاں خلاف سے نہی ہے۔

ص ۱۰ س ۲۲ اسلیے جو کام کرو الخ اس عبارت سے ان اللہ علیم الخ کے ربط کو ظاہر فرمایا ہے ماقبل سے۔

ص ۱۰ خوشنودی کے لیے اس لفظ کے بڑھانے سے یہ تبلاتا ہے کہ مصنف سلمہ کے نزدیک لفظ للہ قوامین کے متعلق ہے۔

ص ۱۱ س ۷ اور شہادت کی نوبت آوے الخ یہ عبارت بڑھا کر تبلا دیا کہ لفظ شہداء خبر بعد خبر ہے حال وغیرہ نہیں نیز یہ بھی تبلا دیا کہ قرآن کا یہ مطلب نہیں کہ خواہ مخواہ شہادت دیتے پھرا کرو بلکہ مطلب یہ ہے کہ اگر تم کو ایسا موقع پیش آجاوے تو اس میں عدل سے کام لو۔

ص ۱۱ س ۸ اُن کے معاملات میں الخ کیونکہ کسی قوم سے عداوت کا اثر عدل پر اگر پڑے گا تو اُن ہی کے معاملات میں پڑے گا نہ کہ مطلق عدل پر اگرچہ دوسروں کے معاملہ میں ہو۔

ص ۱۱ س ۸ ضرور ہر معاملہ میں الخ اس عبارت سے ایک تو اعدلوا کا ارتباط ظاہر کرنا ہے دوسرے یہ تبلانا ہے کہ یہ حکم عام ہے خواہ دشمن کا معاملہ ہو جس کا اوپر ذکر تھا یا دوست کا۔

ص ۱۱ س ۹ اور تقویٰ اختیار کرنا الخ اس عبارت کو بڑھا کر یہ تبلا دیا کہ اتقوا اللہ کو ماقبل سے کیا ربط ہے خلاصہ یہ ہے کہ اعدلوا ہو اقرب للتقوی سے یہ شبہ ہوتا تھا کہ عدل کا شرط ہونا اُس کے وجوب و ضروری العمل ہونے کو کیسے مستلزم ہوا جیسا مقتضے تعلیل کا ہے جو کہ اعدلوا ہو اقرب سے مفہوم ہوتی ہے اتقوا اللہ میں اس کا جواب ہے کہ چونکہ تم پر تقویٰ واجب ہے اور وہ موقوف ہے عدل پر اس لیے وہ بھی واجب ہوگا۔

ص ۱۱ س ۲۶ اور آخر میں تم کو غالب الخ یعنی یہ بھی منجملہ نعم مقصودہ ہے بلکہ مذکور فی المقام سے اکمل ہے مگر اس کو بوجہ ظہور ذکر نہیں فرمایا۔

ص ۱۱ س ۲۷ اس نعمت کا یہ شکر ہے۔ اس سے اتقوا اللہ کا ربط ماقبل سے ظاہر ہو گیا۔

ص ۱۲ س ۱۶ اُن عہود کی تاکید کے لیے یہ عبارت اس لیے بڑھائی کہ بعثنا کا ربط اخذ اللہ سے ظاہر ہو جاوے۔

ص ۱۷ قولہ اور بوجہ حوادث کے الخ یہ عبارت اسلیے بڑھائی کہ مقصود آیت سے امتنان ہے کہ رسول کا آنا تمہارے لیے نعمت ہے اور یہ ارسال نعمت اُسوقت ہو سکتا ہے کہ جب انکو ضرورت ہو نبی کی جسکو علی فترۃ من الرسل سے ظاہر کیا گیا ہے اور صرف فترت سے یہ ضرورت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ احتمال یہ ہے گا کہ گو انقطاع سلسلہ کا ہو جاوے لیکن ممکن ہے کہ شرائع ان کے باقی رہیں پھر کیا ضرورت ہوگی تو اس عبارت سے علی فترۃ کا مقصود ظاہر ہو گیا۔

ص ۱۸ س ۱ قولہ ہم دین کے باب میں الخ اس کو بڑھا کر یہ تبلا دیا کہ ماجاءنا من بشیر الخ خود مقصود نہیں بلکہ عذر مقصود کی دلیل ہے

ص ۱۸ س ۲ اور پہلی شرائع ضائع ہو چکی تھیں مطلب یہ ہے کہ صرف ماجاءنا من بشیر ولا نذیر کہنا عذر کے لیے کافی نہیں کیونکہ اگر شرائع باقی ہوں تو عدم مجیٔ کیا مضر ہے بلکہ اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ اُن کے پاس پہلی شرائع محفوظ نہ رہی ہوں۔

ص ۱۸ س ۴ پس مدت تک رسولوں کا الخ اس عبارت کے بڑھانے سے ان اللہ علی کل شئی قدیر کا ربط اور مقصود ظاہر ہو گیا کہ قدرت علی ارسال الرسل والانقطاع الارسال بعد الانقطاع یہ سب مقدور ہیں یہ تو ربط تھا والمقصود ہو صرح بہ المصنف بقولہ تو کسی کا یہ شبہ۔

ص ۱۹ س ۲۷ وہ وقت بھی ذکر کے قابل ہے یعنی لفظ اذ اذکروا مقدر کے متعلق ہے۔

ص ۱۹ س ۲۷ اول ترغیب جہاد کی تمہید الخ یہ ایک شبہ کا جواب ہے شبہ یہ ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو جہاد کے لیے لے چلے تھے چاہیئے تھا کہ اول اُس کا حکم فرماتے مگر اُس کو چھوڑ کر دوسری باتیں فرمانے لگے مصنف سلمہ کی اس تقریر سے یہ شبہ زائل ہو گیا کیونکہ یہ باتیں بھی اُسی جہاد کے متعلقات سے ہیں۔

ص ۲۰ س ۳ قولہ بعض لبعض۔ مولانا نے مالم یوت میں ما کو عام مخصوص البعض لیا ہے اور عالمین کو عام لیا ہے سارے جہان کو اور اس تقریر سے فضیلت کُلی یا فضیلت دینی کا شُبہ جاتا رہا۔

ص ۲۰ س ۷ قولہ جہاد کے ارادہ سے داخل ہو یہ عبارت بڑہا کر تبلا دیا کہ دخول سے مطلق دخول مراد نہیں بلکہ جہاد کرنے کی غرض سے داخل ہونا مراد ہے۔

ص ۲۰ س ۸ اس لیے قصد کرتے ہی فتح ہو گی کیونکہ جب تکوینی طور پر وہ تمہارے ہی لیے ہے تو صرف تمہارے ہاتھ پیر ہلانے کی دیر ہے نیز یہ بھی تبلا دیا کہ کتب اللہ لکم فرمانے سے بنی اسرائیل کی ہمت بڑہانا ہے کہ دشمن سے ہارو نہیں وہ مقام تم کو ضرور ملیگا اور تم بہت جلد غالب آؤ گے۔

ص ۲۰ س ۱۱ موسیٰ ع کی تائید کے لیے الخ اس سے قال رجلان کا ربط ماقبل سے ظاہر ہو گیا۔

ص ۲۰ س ۱۲ کہ اپنے عہد پر ثابت الخ انعام وفضل کا بیان کر دیا کہ وہ انعام یہ تھا۔

ص ۲۰ س ۱۳ چڑھائی کر کے دروازہ تک الخ اس عبارت سے ایک شبہ کا جواب دینا ہے شبہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰ ع نے تو بنی اسرائیل کو شہر میں داخل ہونے کا حکم کیا تھا اور ان دونوں حضرات نے دروازہ تک جانے کا حکم کیا تو اس سے حضرت موسیٰ ع کی تائید کہاں ہوئی مولانا کی اس تقریر سے اس شبہ کا ازالہ ہو گیا۔ یعنی مقصود ان حضرات کا وہی تھا جو حضرت موسیٰ کا تھا مگر ادخلوا الباب اس لیے فرمایا کہ یہ لوگ کچھ تو ہمت کریں۔

ص ۲۰ س ۱۵ اگر ان لوگوں پر فہمایش کا الخ یہ عبارت اس لیے بڑہائی گئی ہے کہ اس موقع پر خطاب تو اُن دو شخصوں نے کیا تھا اور بنی اسرائیل اُن کو چھوڑ کر حضرت موسیٰ سے خطاب کرنے لگے اس کی کیا وجہ پس وجہ تبلا دی کہ اُن کو قابل خطاب نہ سمجھ کر اُدھر متوجہ ہوئے۔

ص ۲۰ س ۱۷ اگر ایسا ہی لڑنا ہے یہ عبارت اس لیے بڑہائی کہ بنی اسرائیل کو اذھب کہنے سے حضرت موسیٰ کو ذہاب کی فرمایش کرنا مستقلاً مقصود نہیں بلکہ اذھب ایک شرط کے ساتھ معلق ہے کہ اگر آپ کے قول کے موافق لڑنا ضروری ہی ہے تو اُس کی یہ صورت ہے۔

ص ۲۰ س ۲۰ مناسب فیصلہ فرما دیجیے الخ اس ترجمہ سے یہ شبہ زائل ہو گیا کہ حضرت موسیٰ نے تو فافرق یعنی جدائی کی دعا کی تھی اور خدا تعالیٰ نے اجابت میں فرمایا انہا محرمۃ علیہم اور اس کا اجابت ہونا فانہا کی فا سے ظاہر ہے وجہ زوال شبہ کی ظاہر ہے کہ افرق کے معنی احکم بیننا کے ہیں نہ کہ جدائی کے جس کی تصریح مولانا سلمہ نے اس عبارت میں فرما دی کہ جس کی حالت کا جو مقتضا ہو الخ اب احکم پر انہا محرمۃ کا چسپاں ہونا ظاہر ہے۔

ص ۲۰ س ۲۲ اور گھر جانا بھی نصیب نہ ہو گا الخ یہ عبارت اس لیے بڑہائی گئی کہ ظاہراً انہا محرمۃ پر یتیہون کا ترتب نہیں ہوتا کیونکہ محرمۃ کا تحقق اس طرح بھی ممکن تھا کہ وہ لوگ اپنے گھروں کو واپس چلے جاتے اگرچہ ملک نصیب نہ ہوتا سو اس مقدر کے ملانے سے اب یہ شبہ نہیں رہا۔

ص ۲۰ س ۲۹ موسیٰ ع اور ہارون ع اس میں کیوں رکھے گئے الخ اور اگر کسی روایت سے حضرت یوشع اور کالب کا رہنا بھی ثابت ہو تو اسی بابت یہ کہا جاویگا کہ ان حضرات کا رہنا بھی بطور معین اصلاح وہدایت حضرت موسیٰ کے تھا نہ کہ ان پر عذاب کرنے کے لیے۔

ص ۲۱ س ۲۶ یہ افتراق بطون بمنزلہ افتراق نسب الخ اس تقریر کے بعد اب علی الاطلاق اس کا قائل ہونا بلا دلیل ہے کہ حضرت آدم ع کی شریعت میں بہن سے نکاح جائز تھا بلکہ بہن سے نکاح میں یہ بھی قید تھی کہ دوسرے بطن سے ہو پس یہ افتراق ایسا تھا جس طرح آجکل خالہ کی لڑکی سے نکاح جائز ہے حالانکہ ماں کی لڑکی اور خالہ کی لڑکی میں چنداں فرق نہیں کیونکہ نانی میں یہ دونوں ایک ہی ہو جاتی ہیں کہ دونوں کی ماں اُس ایک ہی سے پیدا ہوئی ہیں۔

ص ۲۲ س ۲۵ تاکہ ان کو انتساب بالصالحین کا گھمنڈ جاتا رہے ۔ اس سے اس آیت کا ربط نحن ابناء اللہ سے ظاہر کرنا مقصود ہے کما صرح المصنف۔

ص ۲۳ س ۱ ایک ایک نیاز لفظ ایک کو مکرر اس لیے کیا کہ یہ معلوم ہو جاوے کہ قربانا میں تنکیر افراد کی کل واحد کے اعتبار سے ہے یہ نہیں کہ دونوں کی نیاز صرف ایک ہی چیز تھی۔

ص ۲۳ س ۳ اور قابیل حق پر نہ تھا اس لیے الخ اس عبارت کو بڑہا کر اس شبہ کا جواب دیا ہے کہ جب خدا ہی نے نیاز کو قبول نہ کر کے قابیل کو

سزادیا تو قابیل کا اس میں کیا قصور وجہ رفع ظاہر ہے کہ یہ عدم قبول بوجہ ناحق پر ہونے کے ہوا پس اب وہ معذور نہیں سمجھا جا سکتا۔

ص ۲۳ س ۴ اس میں بھی یارا۔ قال لاقتلنک کا ترتب ماقبل پر ظاہر فرمایا ہے۔

ص ۲۳ س ۵ تیرا مارنا تو تیری ہی الخ مقصود یہ ہے کہ انما یتقبل اللہ علت جواب ہے اصل جواب یہ ہے کہ تیرا مارنا الخ اور مقصود اس سے اپنا بے خطا ہونا ظاہر کرنا ہے جس کی علت یہ بیان کی کہ انما یتقبل اللہ الخ

ص ۲۳ س ۷ لیکن اگر پھر بھی الخ یہ ظہار ارتباط لئن بسطت بما قبلہ۔

ص ۲۳ س ۱۴ یوں تو پہلے ہی سے۔ یہاں شبہ ہوتا ہے کہ تطویع نفس تو قابیل میں پہلے سے تھی پھر ہابیل کے اس جواب پر طوعت کو بذریعہ فا کیسے مرتب فرمایا حاصل جواب ظاہر ہے کہ اس جواب سے بالکل بے دھڑک ہو گیا لہذا تفریع بہت صحیح ہے۔

ص ۲۳ س ۲۲ جی میں بڑا ذلیل ہوا یہ اس لیے بڑھایا کہ اظہار ندامت جو مدلول ہے قال یا ویلتی کا موقوف ہے اول دل میں ندامت پیدا ہونے پر اس لیے اُس کو کالمقدر مانا جاویگا۔

ص ۲۵ س ۹ اور یہ بھی لکھ دیا تھا اس سے من احیاہا کا عطف من قتل پر ظاہر کر کے یہ بتلا دیا کہ یہ بھی کتبنا کا معمول اور من اجل ذلک کی علت سے معلل ہے اور چونکہ من اجل ذلک کو ظاہراً من قتل نفسا میں تو دخل ہے لیکن من احیاہا میں نہیں اس لیے تقریر تعلیل کو اس عبارت سے ظاہر کیا کہ اور اس مضمون احیاء کے لکھنے سے بھی الخ۔

ص ۲۵ س ۱۲ اس مضمون کے لکھ دینے کے بعد اس عبارت سے لقد جاءتہم کا ربط ماقبل سے ظاہر ہو گیا کما صرح بہ فی قولہ اور وقتاً فوقتاً اُس کی تاکید الخ

ص ۲۵ س ۱۸ آگے قتل اور اُس کے توابع الخ مفسرین نے اس موقع پر دو ربط لکھے ہیں ایک تو یہ کہ اوپر قتل ناحق کو بیان کیا تھا اس کی مناسبت سے یہاں بھی ایک قتل ناحق کو بیان کرتے ہیں جو قطاع طریق سے سرزد ہوا اور دوسرا وہ ربط ہے جو مولانا نے بیان کیا ہے وہو احسن کما یدل علیہ بدء الآیۃ بلفظ الجزاء

ص ۲۶ س ۷ یعنی داہنا ہاتھ اور بایاں پاؤں۔ یہی حدیث میں مصرح ہے اور اس کے خلاف جائز نہیں کہ بایاں ہاتھ اور داہنا پاؤں کاٹ دیا جاوے پس من خلاف کا اجمال مفسر ہے حدیث سے۔

ص ۲۶ س ۱۳ لیکن اس ضمان وقصاص کے الخ۔ یہاں شبہ یہ ہوتا تھا کہ جب حق العبد اُن سے ساقط نہ ہوا کہ قتل فی القصاص اور ضمان ہے تو قبل القدرۃ توبہ کرنے سے مطلق معافی نہ ہوئی جو مقتضا تھا استثناء کا پس اس سے اُن کو کیا نفع ہوا اس کا جواب دیا ہے کہ نفع یہ ہوا کہ اگر صاحب حق معاف کر دے تو معاف ہو جاوے گا برخلاف توبہ قبل القدرۃ نہ کرنے کی صورت کے کہ معاف کرنے سے معاف نہ ہوگا نیز یہ بھی نفع ہوا کہ مثلاً دوسری صورت میں یعنی جبکہ صرف مال لیا ہو اگر قبل القدرت توبہ نہ کرتے تو قطع ایدی وارجل ہوتا اور اس توبہ کے بعد صرف ضمان لیا جاوے گا پس استثناء مطلق عقوبت کے اعتبار سے نہیں بلکہ صرف عقوبت حق اللہ کے اعتبار سے۔

ص ۲۶ س ۲۷ غرض اُس گروہ میں الخ اس طرح اگر جنایتیں مختلف صادر ہوئی ہوں مثلاً بعض سے شدید بعض سے خفیف تو سارے گروہ کو مرتکب جنایۃ شدیدۃ سمجھا جاوے گا اور اُس کے موافق سزا ہوگی۔

ص ۲۷ س ۱۳ یعنی معاصی چھوڑ دو الخ مطلب یہ ہے کہ نرا خوف مقصود نہیں بلکہ اُس کا اثر (کہ ترک معاصی ہے) مقصود ہے۔

ص ۲۷ س ۱۳ طاعات کے ذریعہ الخ ابتغاء وسیلہ کی صورت بیان فرمائی۔

ص ۲۷ س ۱۴ طاعات میں سے بالخصوص الخ مطلب یہ ہے کہ او رجاہدو تخصیص بعد تعمیم ہے۔

ص ۲۷ س ۲۴ اور عذاب سے تو بچیں گے الخ یہ عبارت اس لیے بڑھائی کہ فدیہ دینے کا اصل مقصود یہی ہوگا کہ عذاب سے نجات پاویں پس مقصود نفی تقبل سے نفی نجات ہے۔

ص ۲۸ س ۷ جو سزا چاہیں الی قولہ مقرر فرماتے ہیں۔ یہ عبارت بڑھا کر عزیز حکیم کی مناسبت اس موقع کے ساتھ ظاہر کر دی نیز عزیز بڑھا کر اس طرف اشارہ کرنا ہے کہ ہماری تجویز پر کسی کو مجال اعتراض نہیں اور حکیم فرما کر یہ بتلا دیا کہ وہ فی نفسہ بھی قابل اعتراض نہیں۔

ص ۲۸ س ۱۷ موافق قاعدۂ شریعت الخ آیت میں شبہ ہوتا ہے کہ جب توبہ کرنے سے گناہ معاف ہوجاوے گا تو اس کو تلف کردہ مال کے ضمان دینے کی بھی ضرورت شاید نہ ہو حالانکہ وہ حق للعبد ہے تقریر ازالہ یہ ہے کہ توبہ سے بیشک گناہ معاف ہوجاوے گا اور اُس پر پھر کوئی مطالبہ نہ رہے گا لیکن یہ اُس وقت ہوگا جبکہ توبہ بقاعدۂ شریعت ہو اور توبہ بقاعدۂ شریعت میں ضمان دینا بھی داخل ہے کما صرح بہ فی ف۔

ص ۳۱ س ۱ اور انہی غلط باتوں کی تائید۔ اس عبارت کو بڑھا کر یہ تبلایا کہ سماعون لقوم آخرین کو سماعون للکذب سے کیا تعلق ہے کہ اس کے بعد اُسکے متصل بیان کیا گیا یعنی دونوں وصف جُدا جُدا نہیں ہیں بلکہ باہم متلازم ہیں۔

ص ۳۲ س ۲۳ ربط اوپر مذکور ہوا ہے کہ آپ کے پاس الخ وکیف یحکمونک پر بظاہر یہ شبہ ہوتا تھا کہ دین اسلام تو ناسخ ادیان ہے اس کے آنے کے بعد توریت وانجیل وغیرہ سب منسوخ ہوچکی ہیں پس اس بنا پر اُن لوگوں نے جو یہ تحکیم کی یہ تو اُن پر لازم ہی تھی یعنی یہ کہ آپ سے فیصلہ کراتے پھر اس پر تعجب کیوں فرمایا گیا لیکن تقریر ربط اور تفسیر سے یہ شبہ بالکل زائل ہوگیا فافہم واشکر للمفسر۔

ص ۹ ۳ حاشیہ فوقانی تحت ہندسہ ۱ولعل التعبیر بلو مراعاۃ معنی فان کلیھا فیہ ابہام فرمایا کہ اس ابہام مدلول عسیٰ میں نکتہ یہ ہے کہ منافقین کو اپنے افعال شنیعہ سے رُکنے کے لیے فتح او امر من عند اللہ کے آنے کا احتمال ہونا بھی کافی ہے کوئی ضرورت اس کی نہیں کہ اس کو حتماً ہی بیان کیا جاوے۔

ص ۵۱ س ۴ بہت سے علم دوست عالم ہیں لفظ علم دوست اس لیے بڑھایا کہ یہ شبہ جاتا رہے کہ یہود میں بھی بہت سے علماء تھے پھر نصاریٰ کی کیا تخصیص وجہ اندفاع یہ ہے کہ اگرچہ یہود میں عالم تھے لیکن وہ لوگ علم دوست نہ تھے اسی لیے اُن کو مسلمانوں سے بغض ہوا اور نصاریٰ کو نہ ہوا کہ وہ علم دوست تھے اور مسلمان ذی علم ہیں اس لیے وہ اُن سے مودت رکھتے تھے۔

ص ۶۶ س ۱ یعنی جب وصیت کرنے کا وقت ہو آہ۔ مطلب یہ ہے کہ قرآن میں حضور موت کی تفسیر میں حین الوصیۃ کو اس لیے لائے کہ اکثر وصیت عادۃً اسی وقت کرتے ہیں پس یہ مقصود نہیں کہ موت سے بہت پہلے وصیت نہ کرے اور خاص موت ہی کے قریب واجب ہو۔

ص ۶۶ س ۳ اور یہ سب امور مناسب ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ آیت کا مفہوم امر ارشاد ہے امر وجوب نہیں۔

ص ۶۶ س ۵ ای حکام مقدمہ الخ۔ ارتبتم کی ضمیر ورثہ کی طرف اور تحبسون کی ضمیر حکام کی طرف ہے اور یہ انتشار ضمائر نہیں کہلائیگا کیونکہ مخاطب مجموعہ مسلمان ہیں اُن میں جس کے لیے جو وصف ثابت ہو وہ اُس کا مخاطب ہوجاوے گا۔ اور اس آیت کے لفظ ارتبتم سے ثابت ہوتا ہے کہ حبس فی الریب حکام کو جائز ہے مگر تحقیق میں دیر نہ کریں جیسا کہ بعض متاخرین فقہاء نے ارشاد فرمایا ہے نیز تحبسونھما سے امام ابوحنیفہ کے اس قول کی تائید بالقیاس علی العکس ہوتی ہے کہ اگر غیر حکام کسی کا طنبورہ وغیرہ توڑ ڈالیں گے تو ضمان لازم آوے گا کیونکہ اوروں کو یہ حقوق حاصل نہیں۔

ص ۶۶ س ۸ صیغہ حلف کے ساتھ الخ یہ تبلانا مقصود ہے کہ آیت میں صیغہ حلف کو ذکر نہیں کیا کیونکہ وہ یقسمان سے معلوم ہے بلکہ اُس حلف کے ساتھ اس عبارت کے بھی انضمام کا ارشاد ہے لانشتری الخ۔

ص ۶۶ س ۹ اپنی مصلحت کے ساتھ مجتمع خیال کرکے الخ یہاں شبہ ہوتا ہے کہ کسی کے ذی قرابت ہونے کو قسم کے کاذب نہ ہونے میں کیا دخل ہے جیسا کہ ولوکان ذاقربیٰ سے مفہوم ہوتا ہے کیونکہ اپنی مصلحت تو اب بھی موجود ہے جو قسم کے کاذب ہونے کے احتمال میں کافی ہے لیکن تقریر تفسیر سے یہ شبہ جاتا رہا کیونکہ اگر کوئی ذی قرابت موجود ہوتا تو مصلحت دوہری ہوجاتی تو جب دو مصلحتوں کے ہوتے ہوئے بھی ہم جھوٹی قسم نہ کھاتے تو اب جبکہ صرف ایک اپنی ہی مصلحت ہے ہم کس طرح جھوٹی قسم کھا سکتے ہیں۔

ص ۶۶ س ۱۳ کسی طریق سے ظاہراً لفظ ظاہراً بڑھا کر مولانا نے یہ تبلایا کہ آخران یقومان الخ کا حکم اُس وقت ہے جبکہ اُن دونوں وصیتوں کے ارتکاب جرم کا پورا یقین نہ ہوا ہو بلکہ کچھ شبہ اُن پر کسی وجہ سے ہوگیا ہو تو مقدمہ اس صورت سے چلیگا اور اگر پورا یقین ہوگیا کسی ذریعہ سے تو پھر ورثہ کو حلف دینے کی ضرورت نہیں ہے اور مقدمہ اس صورت سے نہ ہوگا کہ مدعی سے بینہ اور مدعی علیہ سے حلف لیا جاوے۔

ص ۶۶ س ۱۷ جن کے مقابلہ میں پس لفظ علیٰ مقابلہ کے لیے لیا گیا ہے۔

ص ۶۶ س ۱۸ مثلاً صورت مذکورہ میں دو شخص تھے آہ۔ لفظ مثلاً بڑھا کر یہ تبلادیا کہ دو کا عدد مقصود بالذات نہیں مگر چونکہ اس وقت اس واقعہ

میں دو ہی شخص ہیے تھے اس لیے تثنیہ کا ذکر فرمایا گیا۔

ص ۶۶ س ۳۰ بوجہ اس کے کہ بالکل اشتباہ سے ظاہراً و حقیقۃً منزہ ہے آہ - اس موقع پر آیت میں شبہ ہوتا ہے کہ حلف کے ساتھ لشہادتنا احق من شہادتہما کہنے کا حکم دیا گیا ہے حالانکہ کسی کو کیا خبر ہے کہ دوسرے کے حلف سے میرا حلف افضل اور احق ہے لیکن تقریر مذکور سے یہ شبہ جاتا رہا۔ خلاصہ اس کا یہ ہے کہ وصی کا حلف بوجہ اس کے کہ ایک معارض اس کا پایا جاچکا ہے معرض اشتباہ میں آگیا ہے اور ہمارا حلف جیسے حقیقۃً منزہ ہے اسی طرح ظاہراً بھی اشتباہ سے منزہ ہے لہذا وصی کے حلف سے احق ہوا۔

ص ۶۶ س ۲۹ یہ حکمت تحلیف ورثہ میں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ورثہ کی قسم کا جو قانون مقرر فرمایا گیا اُس قانون میں یہ حکمت ہے۔

ص ۶۶ س ۳۰ اور ان سب شقوق میں الخ قرآن کی آیت ذلک ادنیٰ الخ میں حکمت مشروعیۃ قوانین مذکورہ میں صرف فریقین کے حلف کے صحیح و صادق ہونے کا ذکر ہے وبس اور ظاہر ہے کہ محض حلف کا صادق و صحیح ہونا فی نفسہ نہ مقصود ہے نہ مفید اس لیے یہ عبارت بڑھا کر تبلادیا کہ مقصود اصلی تو یہ ہے یعنی ایصال حق الی اہل الحق اور اس کے طریق حلف کے یہ طرق خاصہ ہیں اس لیے اُن طرق کا ذکر اس مقصود کے ذکر سے مغنی ہوگیا لہذا قرآن میں بیان حکمت میں اس پر اکتفا کیا گیا۔

تتمہ منہیہ اولیٰ جلد ہفتم سورۂ مریم و ۲ رکوع سورۂ طٰہٰ از تبیان

سورہ مریم - هل تعلم له سميا مراد اس مقام پر نفی معلوم کی ہے لیکن عنوان میں نفی علم کو اس لیے اختیار کیا گیا کہ نفی معلوم بدلیلہ ہو جاوے کیونکہ اگر خدا تعالیٰ کا کوئی سمی بمعنی ہم صفت ہوتا تو وہ صفت اشتہار میں بھی سمی ہوتا اور جب یہ ہوتا تو جس طرح سب کو باری تعالیٰ کا علم ہے اسی طرح سب کو اُس کا علم بھی ہوتا اور جب علم نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ سمی نہیں ہے۔

ترجمہ آیت وان منكم الا واردها اور آخریت نہ ہونے میں الخ آخریت سے مراد انقطاع عذاب اور خروج عن السقر ہے یعنی چونکہ کفار میں سے کوئی بھی کسی وقت میں نجات نہ پاوے گا اس لیے آخریت میں کوئی ترتیب نہیں بلکہ عدم آخریت سب کے لیے ثابت ہے۔

سورۂ طٰہٰ

قولہ فی تقریر ترجمۃ آیۃ قال علمها عند ربي في كتاب الخ جب وہ وقت آوے گا وہ عذاب اُن بیچاری الخ اگرچہ جواب کا ایک طریق یہ بھی تھا کہ امم سابقہ کے عذاب کو اور اُن کے واقعات کو ذکر فرما دیتے لیکن اس طریق کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس لیے اختیار نہیں فرمایا کہ اُس میں احتمال تھا کہ فرعون اُن واقعات کو اتفاق پر محمول کر کے اُن کے بطور عذاب ہونے کا انکار کر دیتا اور اپنے غباوت سے قہر الٰہی اور اتفاق میں فرق نہ سمجھ سکتا۔

تم الجزء من تبيان البيان تمت ملحقات الجلد السابع من تفسير بيان القرآن والحمد لله ۲۳ محرم ۱۳۳۲ھ

گنجینۂ معرفت - ترجمہ اردو کیمیائے سعادت فارسی مجتبائی۔

ترجمۃ الادب ولع فارسی محشی بحواشی جدید مجتبائی - تصوف میں بڑی نایاب کتاب ہے اس قسم کی کتاب آج تک دیکھنے میں نہیں آئی

ہدایۃ الطالبین فارسی از شاہ احمد سعید صاحب نقشبندی مجددی۔

انیس المجالس جس میں جیسے عمدہ وعظ اور نصائح اور حکایات متعلقہ عجیب و غریب ہیں۔ جسکے مطالعہ سے پورا واعظ بن سکتا ہے علامہ جلال الدین سیوطی کی تالیف سے ہے مطبع نے اس کتاب کا اردو ترجمہ کرا کر نصف صفحہ میں اصل کتاب اور نصف صفحہ میں اسکا ترجمہ چھاپا ہے۔ مجتبائی

خیر المواعظ ترجمہ اردو نزہۃ المجالس یہ کتاب واعظوں کے واسطے نہایت ہی کار آمد ہے اور وعظ و نصیحت کی دوسری کتابوں سے بے پروا کر دینے والی مبسوط کتاب ہے جامع کتاب ہے اسکا ایک ایک بیان ایسا بسیط اور مسلسل بیان ہے جس کو واعظ بہت عرصہ تک بلا تکلف بیان کر سکتا ہے جس باب یا فصل کو جس عنوان سے شروع کیا ہے اسکے مناسب اول نصوص قرآنیہ سے استدلال کیا ہے اسکے احادیث صحیحہ مع حوالۂ کتب بیان کی ہیں پھر صحابہ کرام کے صحیح صحیح آثار اور اسکے ضمن میں اکابر کے حالات اور سوانح عمریاں درج ہیں اسکے بعد گذشتہ نامداران اسلام کے ولولہ انگیز واقعات سلف صالحین کے تعجب خیز حالات اگلے زمانہ کے لوگوں کے عبرت افزا حکایات عجیب پیرایہ سے بیان کی ہیں اور ہر ایک مجلس کے متعلق بیشمار فوائد اور لطائف بیان انتباہات و حقائق فقہی مسائل جلیّ و معلومات کیمیائی امراض کی تحقیق ان کے متعلق عجیب فائدے و تشخیصات صحیحہ اور ساتھ ہی عملیات و تیمیائی ہر ایک چیز کی ماہیت۔ اور خاصیت خواص کرا ہر ایک کے منافع و فوائد شرح و بیان کئے ہیں آخر میں جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ابتدائے پیدائش سے سن وفات تک کے صحیح صحیح واقعات خلفائے اربعہ کے مناقب فضائل خوب شرح و بسط سے لکھے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ اب تک ایسی جامع اور واعظوں کے مفید اور کارآمد کتاب دیکھنے میں نہیں آئی اسکا مطالعہ کرنے والا تمام علوم سے واقف ہو سکتا ہے اور وہ مضامین بیان جو ایک بڑا عالم بمشکل بیان کر سکے یہ کتاب عربی زبان میں تھی مطبع نے تمام مسلمانوں اور خصوصاً واعظوں کے فائدہ کے لیے سلیس اردو زبان میں اسکا ترجمہ کرایا ہے اور دو جلدوں میں مع فہرست ہر بیان اسکو چھاپا ہے۔

درۃ الناصحین مع ترجمہ اردو تحفۃ الواعظین مجتبائی - درۃ الناصحین اصل کتاب عربی نصف حصہ میں ہے اور نصف صفحہ میں اسکا اردو ترجمہ بامحاورہ سلیس و عام فہم زبان میں وعظ و پند کے سلسلہ میں اکثر کتابیں دیکھی گئی ہیں مگر یہ کتاب اپنے طرز میں بالکل نئی ہے مؤلف نے قرآن مجید کی بیشتر آیات کی تفسیر علے الترتیب نہایت خوبی اور متانت کے ساتھ معتبر اور متداول تفاسیر سے کی ہے پھر آیت کے متعلق نبی کریم صلعم کی احادیث صحابہ کے آثار و ائمہ مذاہب کے اقوال بزرگان سلف کی حکایات مشائخ کبار کے ملفوظ مقبولے مذہبی مقتداؤں کی حکیمانہ نصیحتیں اس کثرت سے ذکر کی ہیں کہ جن کا احاطہ دشوار ہے۔

فردوس آسیہ معروف بہ جواہر خمسہ از مولوی عبد الرب اسکے پانچ حاسے قائم کئے ہیں اول حاسہ میں حضرت ابوبکر صدیق کے فضائل و مناقب صحیح حدیثوں اور معتبر کتب تواریخ سے نقل کئے ہیں دوسرے تیسرے چوتھے میں خلفائے ثلثہ کے بالترتیب مناقب و محاسن بیان کئے ہیں۔ اور پانچویں حاسہ میں اہل بیت کے فضائل اور حضرات حسنین کی شہادت کے مفصل حالات ہیں یہ کتاب واعظوں کے واسطے بہت مفید ہے۔ مجتبائی۔

نافع المسلمین ترجمہ اردو انیس الواعظین مجتبائی

خطبات القرآن والاحادیث اعنی خطبات التوحید جدید بارہ مہینوں کے بارہ خطبے اور ہر مہینے کے فضائل۔ اول میں جمعہ کے متعلق اور ضروری مسائل اور بہت سے فوائد اور نکات عجیبہ درج ہیں آخر میں مسائل قربانی درج ہیں

اصول الشاشی محشی مجتبائی۔

اصول الشاشی محشی بحواشی جدیدہ نافعہ مسمے بہ انوار الحواشی مجتبائی تقطیع کلان۔

اصول الشاشی کا ترجمہ مع دیگر فوائد مولانا مولوی مشتاق احمد صاحب انبہٹوی نے نہایت تحقیق سے کیا ہے اور اسکا نام ازالۃ الغواشی ہے مجتبائی۔

توضیح تلویح کشوری۔

حسامی مع شرح النظامی مجتبائی۔

رسالہ اصول فقہ از مولوی اسمٰعیل شہید مجتبائی۔

سوال جواب نور الانوار محشی مجتبائی

فصول شرح اصول الشاشی مجتبائی۔

شرح مسلم الثبوت از مولانا بحر العلوم۔

کشف المبہم شرح مسلم الثبوت مجتبائی۔

مسلم الثبوت محشی بحواشی اضافہ حواشی نافعہ مجتبائی۔

شرح مرآۃ الاصول محمد آفندی مصری۔

مستصفی از امام حجۃ الاسلام غزالی مع فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت از مولانا عبد العلی بحر العلوم (مصری)

نامی شرح حسامی مجتبائی

نور الانوار شرح للمنار مع حاشیہ عبد الحلیم مرحوم مسمی بہ قمر الاقمار مجتبائی۔

فتاوی مولانا شاہ رفیع الدین محدث دہلوی

مسائل اربعین از مولانا محمد اسحاق دہلوی فارسی

مفتاح الصلاۃ محشی بحواشی نافعہ مجتبائی

مالا بد منہ فارسی محشی مع وصیت نامہ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی و رسالہ عقیقہ و احکام اضحیہ نہایت صحیح بخط واضح و خوشخط مجتبائی۔

مجموعہ فتاوی از مولانا شاہ عبد العزیز حصہ اول مجتبائی ایضاً حصہ دوم مشتمل مسائل عجیب

احسن المسائل اردو ترجمہ کنز الدقائق مجتبائی - کنز کے اردو ترجمے اور بھی لوگوں نے کیے ہیں مگر یہ ترجمہ فاضل اجل مولانا مولوی محمد احسن کا ہو حرف بحرف کنز الدقائق مطبع کے موافق یہ ترجمہ ہوا ہے جا بجا مترجم نے حتی الامکان تصحیح کی ہے اور اسکی مطابقت عینی سے بھی کی گئی ہے۔ ترجمہ بامحاورہ ہے اس سے بہتر کنز کا سلیس اردو میں عام فہم نہیں ہوا ہے۔

نور الہدایہ ترجمہ اردو شرح وقایہ ہر چہار جلد

رمضان آفندی مع حواشی مولانا عبد الحکیم سیالکوٹی مجتبائی یہ نایاب اور مفید حاشیہ شرح عقائد نسفی کا ہے اسمیں جدید حواشی کا اضافہ نہایت معتبر اور نایاب کتابوں سے کیا گیا ہے اور جا بجا مولانا عبد الحکیم سیالکوٹی کے حواشی بھی چڑھائے ہیں یہ حاشیہ شرح عقائد کا استنبول و مصر وغیرہ میں بہت مقبول ہے۔

خیالی - مع حاشیہ عبد الحکیم و خلاصہ مجتبائی۔ حال میں مطبع نے اسکو بہت پاکیزہ طبع کیا ہے۔ اور ایک جدید مختصر حاشیہ بھی چڑھایا ہے۔

مختصر فہرست کتب خانہ تجارت مطبع مجتبائی دہلی

کنز الدقائق مع حواشی مفیدہ کے ہ
کنوز الدقائق اپنی تمام شروح کی حامل ہے۔

[illegible]

در مختار و علے حاشیہ کشف الاستار
چونکہ یہ کتاب ایک معتبر فتاوای اور جزئیات
مسائل کو حاوی ہے اور ہر ایک مفتی اور حکام کو اسکی
ضرورت رہتی ہے اسلیے مطبع ہذانے بصرف زر
کثیر اول اسکے متن کی تصحیح چند صحیح نسخوں سے
کرائی۔ ثانیاً عجیب و غریب اسکا تحشیہ تالیف
کرایا جو بجائے خود ایک شرح ہے حل عبارات
رد المحتار یعنی شامی سے کیا گیا ہو حل لغات
صراح۔ قاموس۔ مجمع بحار الانوار وغیرہ سے
تحقیق مسائل بڑی بڑی معتبر کتابوں سے
جنمیں سے بعض کے نام دیباچہ میں لکھے گئے
ہیں اور جن جن کتابوں سے مدد لی گئی ہے انکا ذکر بھی
آخر کتاب میں ثبت ہے۔ قول محقق ہر مسئلہ پر
لکھا گیا ہے اور مسئلہ کتاب کے متعلق اتنی سعی کی گئی
ہے کہ پھر شامی دیکھنے کی ضرورت نہیں کوئی مسئلہ
ادھورا نہیں چھوڑا گیا طرز محققانہ ہے
ہر بات میں انصاف اور تحقیق مد نظر رکھی گئی ہے
جسکی خوبیاں شائقین مطالعہ سے معلوم کرینگے
اور ہماری محنت اور جانفشانی کی داد دیکر دعائے
خیر سے یاد رکھینگے اس کے علاوہ بیت
الخلا سے لیکر ہدایہ تک کسی متن یا حاشیہ میں امام
اعظم ابو حنیفہ کے متعلق کوئی تذکرہ نہ تھا صرف
اسی کتاب میں تھا اسلیے اس خاص ذکر کو بہت
خوبی سے لکھا ہے امام اور ان کے شاگردوں کی
توثیق اور تعدیل جنمیں ائمہ کے اقوال سے کی ہے
جو مقابل لائے گئے ہیں مناظرات صادق التنبیہ
جوابات کرنیسے بھی خالی نہیں ہیں آخر میں امام صاحب
کے شاگردوں کی مختصر فہرست بھی دی ہو جنمیں اکثر
امام بخاری رحمہ اللہ کے شیوخ ہیں۔

فتاوی عالمگیری مطبوعہ مصر
فتاوی قاضیخان کامل۔
قدوری مع شرح التسہیل الضروری مجتبائی۔

تنقیح الرواۃ فی تخریج احادیث المشکوٰۃ
مشکوٰۃ جسکے نام سے اکثر اہل اسلام واقف ہیں
اور جسکے پڑھنے پڑھانے سے ہر ملک کا چھوٹا بڑا کوئی
دینی مدرسہ خالی نہیں ہے یہ کتاب علامہ ولی الدین محمد
بن عبد اللہ خطیب تبریزی نے سنہ ۷۳۷ھ میں اپنے دینی
بھائی حسین بن عبد اللہ طیبی کے مشورہ کے موافق
تالیف فرمائی اور اسی زمانہ میں علامہ حسین بن عبد اللہ
طیبی نے مشکوٰۃ کی شرح لکھی اور اسکے بعد توربشتی لمعات
مرقات وغیرہ وغیرہ خاص خاص علما نے مشکوٰۃ کی
شرح بڑی کوشش سے تالیف کیں لیکن مولف مشکوٰۃ
نے اپنی کتاب مشکوٰۃ کے دیباچہ میں یہ ایک ضروری
بات جتلائی تھی کہ مشکوٰۃ کی بعض حدیثوں کی سند کا
حال مولف مذکور کو معلوم نہیں ہوا ان حدیثوں کی
صحت وضعف کو مولف نے اپنی کتاب میں بیان نہیں
کیا اور مولف مذکور نے جہاں یہ بات جتلائی تھی تو
علما امت سے اپنی یہ خواہش ظاہر کی تھی کہ اگر کوئی صاحب
مشکوٰۃ کے عام نفع کی اس حالت منتظرہ کو رفع کردینگے
تو موجب اجر عظیم ہے مگر باوجود مولف مشکوٰۃ کی
اس خواہش کے مشکوٰۃ کی جو شرحیں لکھی گئیں انمیں کسی
شارح نے بالالتزام مشکوٰۃ کی حالت منتظرہ مذکورہ
کو رفع کرکے مولف مشکوٰۃ کی خواہش مذکورہ کو
پورا کر دینے کی جانب اپنی توجہ کو مبذول نہیں کیا اسلیے
راقم الحروف کا ایک مدت سے یہ قصد تھا کہ مشکوٰۃ کی یہ حالت
منتظرہ رفع ہوکر مولف مشکوٰۃ کی سینکڑوں برس
کی آرزو پوری ہو جاوے تو اس سے مشکوٰۃ کے پڑھنے
پڑھانیوالوں کو بڑا فائدہ پہونچیگا اللہ کا شکر ہے کہ حال میں
آخر کار وہ قصد پورا ہوا کہ احقر کے کتبخانہ میں لمعات کا
ایک قلمی نسخہ موجود تھا احقر نے جابجا نظر ثانی کی
اور حسن صاحب ... مشنر سرکار نظام کو ...
کے بیچ دیباچہ تنقیح الروایات کی تالیف کی ایک نسخہ ...

تحریک کی جس سے بڑا اسعدا در مولف مشکوٰۃ کی
دیرینہ خواہش پوری ہوگئی مولانا مطبوعہ مصر شائع
ہوگئی ہو جو سکا بیان صحت وضعف احادیث کے ماتحت
مطالب مشکوٰۃ کے حل کیلیے کافی ہے اسواسطے تنقیح الرواۃ
میں بیان صحت وضعف احادیث کو مقصود بالذات
قرار دیا گیا اور بقیہ مطالب کے بیان سے کتاب کو طول
نہیں کیا گیا کیونکہ مرقاۃ کے شائع ہو جانیکے بعد زیادہ
ضرورت اسی کی تھی اس تنقیح میں جو امور ملحوظ رکھے
گئے ہیں وہ حسب ذیل ہیں (۱) جو حدیث جن کتابوں
میں مروی تھی اور صاحب مشکوٰۃ نے بنظر اختصار انکے
حوالے ان متروک کئے ہو انکا نام اس تنقیح میں جتلا دیا
گیا ہو تاکہ حدیث کی تخریج پوری ہو جاوے تکمیل تنقیح
کے خیال سے یہ التزام فصل اول میں بھی اس لیے
جاری رکھا گیا ہو کہ فصل اول کی احادیث سے اور کتابوں
کی روایات کو تقویت ہو جاوے (۲) جس حدیث کی
سند کے کسی راوی میں ائمہ جرح نے کچھ جرح کی تھی وہ بیان
کر دی گئی ہے اور اسی طرح ائمہ تعدیل نے جس کسی اس
راوی کی توثیق کی تھی وہ بھی بیان کر دی گئی ہے اور
جہانتک ممکن تھا ضعیف الاسناد حدیث کی تقویت
جید الاسناد حدیث سے کی گئی ہو (۳) دو حدیثوں میں
جہاں کہیں ظاہری تعارض تھا معتبر قول سلف دونوں
حدیثوں کی وجہ تطبیق میں یا حدیث کو ترجیح بیان کر دیا گیا ہے
(۴) لغات مشکلہ کو نہایہ مجمع البحار وغیرہ سے حل کردیا
گیا ہو (۵) جن کتابوں سے اس تنقیح کا کوئی مطلب لیا
گیا ہو ہر قول کے آخر میں ان کتابوں کا نام جتلا دیا گیا ہے
تاکہ بوقت ضرورت اصل کتاب سے بھی مل سکے (۶) مشکوٰۃ
کی احادیث جن کتابوں سے صاحب مشکوٰۃ نے لی ہیں ان
مصنفوں کی پیدائش و وفات کا سن اور مختصر حالات
حال بتلا دیا گیا ہو (۷) ... کے ذہن ...
... بات ... مشتبہا ... آسانی ...

کہ اس تنقیح سے پہلے مشکوٰۃ کی اکثر ضعیف الاسناد
احادیث کے ترک کرنے سے طلبہ کی معلومات حدیثیہ کا
کیا حال تھا اور اب مع اس تنقیح کے جب یہ مشکوٰۃ
پڑھیں گے تو انکی وہ معلومات کس درجہ تک ترقی
ترقی ہوگی۔ اس تنقیح کے ظاہر حاشیہ پر کامل
مشکوٰۃ ہو اور نیچے حدیث وار تنقیح۔ اس تخریج کے
چار حصے کئے گئے ہیں پہلا حصہ کتاب الایمان
سے آخر کتاب الصلوٰۃ تک چھپکر تیار ہے جسکا
حجم ۴ جزو کلان ہے اور قیمت بلا محصول ڈاک باقی
کے تین حصے زیر طبع ہیں اس کتاب کی تقطیع
۲۰×۲۶ دو صفحہ لکھائی چھپائی صحت کامل۔
ربع اول کے نمونہ کے طور پر منگوانے سے مشکور ہونگے
کتاب انوار الاعمال اردو میں بڑی معتبر کتاب ہے
تحریر المختار لرد المحتار مولانا رافعی مفتی مصر
التربیۃ والآداب الشرعیۃ۔ مجتبائی
جامع صغیر از امام محمد رحمہ۔
جوہرہ نیرہ شرح قدوری مجتبائی۔
خلاصۃ الفتاوی۔ عربی کامل ...
بخاری مع مجموعۃ الفتاوی مولانا عبد الحی ...
نفع المفتی والسائل مجتبائی
الدرۃ العباسیۃ فی العقائد والعبادات الدینیۃ مجتبائی
شرح فقہ اکبر لملا علی قاری الی المنتہی۔ مجتبائی۔
شرح وقایہ۔ مع عمدۃ الرعایہ محشی بحواشی مولانا
عبد الحی مرحوم ہر چہار جلد مجتبائی۔
شامی مطبوعہ مصر
صغیری شرح منیۃ المصلی مع حواشی وغیرہ مجتبائی
کبیری شرح منیۃ المصلی مجتبائی
سعایہ شرح۔ شرح وقایہ کامل در دو جلد۔
عینی شرح کنز و برحاشیہ ملا مسکین مصری
فتاوی مہدیہ مفتی مصر
مجموعۃ الفتاوی مطبوعہ ...
تتمۃ مطبوعہ الفتاوی۔ مجتبائی

محمد عبد الاحد مہتمم مطبع مجتبائی دہلی۔ ماہ جمادی الثانی ۱۳۳۴ھ

جملہ علوم و فنون کی کتابیں مطبع مجتبائی دہلی سے ملیں گی۔ دہلی کے مطبوعہ کتب جو تیار ہیں وہ طلب کرنے پر مفت بھیجی جاتی ہیں۔ فہرست ... طلب کرنے پر روانہ کی جاتی ہے۔

بیان القرآن

تفسیر فتح المنان المشہور بہ تفسیر حقانی [illegible] اجزا [illegible] کتاب [illegible] پانچ جلدوں میں تصنیف ہوئی مجتبائی۔

تنشیط الطبع فی اجراء السبع [illegible] مؤلفہ مولوی قاری محمد اشرف علی صاحب تھانوی

تفسیر اتقان جلال الدین سیوطی و برحاشیہ اعجاز القرآن مصری۔

تفسیر ابن عباس رض و برحاشیہ لباب النقول ناسخ و منسوخ مصری۔

تفسیر سہل تستری المتوفی ۲۸۳ھ مصری

تفسیر ابن جریر طبری مصری۔

تفسیر بیضاوی مصری و بہامشہ حاشیہ العلامۃ ابی الفضل القرشی الصدیقی الخطیب المشہور بکازرونی

تفسیر جلالین و برحاشیہ اسباب النزول وغیرہ مصری۔

تفسیر در منثور للسیوطی و برحاشیہ تفسیر ابن عباس مصری۔

تفسیر کبیر امام رازی و برحاشیہ [illegible]

تفسیر کشاف مع حاشیہ سید جرجانی وغیرہ مصری

تفسیر محی الدین ابن عربی (مصری)

تفسیر [illegible] المسمی بتاج التفاسیر مصری

تفسیر خازن و برحاشیہ تفسیر مدارک مصری

تفسیر جلالین مع کمالین محشی بحواشی جدیدہ مفیدہ مجتبائی یہ تفسیر اس مطبع میں جو پہلے چھپی تھی بہت جلد فروخت ہو گئی اب مکرر باضافہ حواشی جدیدہ مفیدہ نہایت خوشخط پاکیزہ اور عمدہ کاغذ پر طبع کی ہے امید ہے کہ حضرات معلم اور متعلم اسے پہلے سے بھی زیادہ وقعت کی نگاہ سے دیکھیں گے۔ کاغذ عمدہ

تفسیر بیضاوی [illegible] محشی بحواشی مفیدہ از شہاب خفاجی [illegible]

[illegible] سوم [illegible] اعلیٰ [illegible] مقامات [illegible] کے ختم تک مجتبائی۔

ایضاً جلد سوم تا ختم [illegible]

تفسیر احمدی [illegible] مطبوعہ بمبئی مجلد۔

سبق الغایات فی نسق الآیات۔ مطبع مجتبائی از مولوی اشرف علی صاحب۔

صاوی علی تفسیر الجلالین بر حاشیہ جلالین کامل مصری۔

تفسیر اتقان حصہ اول تا ختم المفسرین مولانا جلال الدین سیوطی رح کی نہایت مستند و مقبول عام تصنیف اتقان فی علوم القرآن کا اردو ترجمہ جس میں قرآن مجید کے علوم اور علم کے انواع و اقسام از قبیل عام و خاص مجمل و مبین محکم و متشابہ ظاہر و مشکل کیفیت نزول و اسباب نزول، وقت نزول، جائے نزول اور طریق استنباط مسائل وغیرہ امور کو نہایت تفصیل سے بیان کیا ہے تقطیع ۲۰×۲۲ چہار صفحہ کاغذ ولایتی۔

تفسیر بیان القرآن۔ رئیس المفسرین حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی کو مصنف تفسیر ہذا ہی کی شہرت سے اندازہ اس تفسیر کی خوبی کا ہو سکتا ہوگا۔ بتلا دینا ضروری ہے کہ تفسیر بارہ جلد میں ختم ہے ان میں سے آٹھ جلدیں تیار ہو گئی ہیں باقی جلدیں مسلسل زیر طبع ہیں اور اس تفسیر کا اجمالی طرز یہ ہے کہ ترجمہ قرآن مجید کا برعایت تحت لفظی کیا گیا ہے اگر کہیں ترجمہ کی توضیح یا دفع شبہ [illegible] معلوم ہوئی تو [illegible] بنا کر [illegible]

[illegible] مرقومی [illegible] لطائف [illegible] سلف [illegible]

[illegible]

[illegible] استاد [illegible]

[illegible]

ثابت [illegible] من [illegible] السنہ [illegible]

[illegible] مسمی بہ اعمال [illegible] الامام [illegible]

[illegible] یہ کتاب [illegible] اور [illegible] حاشیہ [illegible]

حسنات شیخ عبد الحق محدث دہلوی کی [illegible] سے ہے اس میں عشرہ مبشرہ کے فضائل اور واقعات لکھے ہیں۔

البیان فی علوم القرآن [illegible]

احادیث قدسیہ مع ترجمہ اردو مجتبائی۔

سنن ابو داؤد مجتبائی۔

بخاری شریف محشی حضرت مولانا احمد علی صاحب محدث سہارنپوری دو جلد کامل مجتبائی۔

بلوغ المرام من ادلۃ الاحکام مجتبائی۔

ترمذی شریف مع شمائل ترمذی صحیح و محشی بحواشی مفیدہ مع فہرست ابواب کاغذ چکنا ولایتی سفید خشخاشی۔ مجتبائی۔

ترمذی شریف۔ نو لکھی مع شرح [illegible] نظامی۔ ایضاً۔ مع شمائل نظامی۔

تیسیر الوصول الی جامع الاصول [illegible]

صحیح مسلم (مصری)

صحیح بخاری [illegible] مصری۔

[illegible]

کتاب الآثار [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فہرست مضامین منصوصۂ قرآنیہ جلد ہشتم تفسیر بیان القرآن

آیاتها ٦٤ ركوعاتها ٩ كلماتها ١٣١٦ حروفها ٥٦٨١

سورة النور مدنية بسم الله الرحمن الرحيم وهي اربع وستون اية

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو کہ نہایت مہربان اور بڑے رحم والے ہیں

سُورَةٌ أَنزَلْنَاهَا وَفَرَضْنَاهَا وَأَنزَلْنَا فِيهَا آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۝ الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ

یہ ایک سورت ہے جسکو ہم نے نازل کیا ہے اور اسکو ہم نے مقرر کیا ہے اور ہم نے اسمیں صاف صاف آیتیں نازل کی ہیں تاکہ تم سمجھو زنا کرنیوالی عورت اور زنا کرنیوالا مرد سو ان میں ہر ایک کے

مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۖ وَلَا تَأْخُذْكُم بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۖ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝

سو درے مارو اور تم لوگوں کو ان دونوں پر اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں ذرا رحم نہ آنا چاہیے اگر تم اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو اور دونوں کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت کو حاضر رہنا چاہیے

سورة النور مدنية وهي ثنتان او اربع وستون اية كذا في البيضاوي ١٢ **ربط** اوپر کی سورت کے اخیر میں آیت افحسبتم انما خلقناكم عبثا سے مفہوم و معلوم ہوا تھا کہ خلق انسان کی حکمتوں میں سے ایک حکمت یہ بھی ہے کہ اسکو احکام کا مکلف کیا جاوے اور آخرت میں ان احکام کی اطاعت یا مخالفت پر جزا و سزا ملے اس سورت میں بعض احکام کی تفصیل ہے چنانچہ نصف سورت تک تو احکام علیہ چلے گئے ہیں اور خاتمہ کے قریب بھی بعض تتمیماً مثل مسئلہ استیذان کے اور بعض ابتداءً مثل مسئلہ اکل کے مذکور ہوئے ہیں اور یہ سب احکام بجز مسئلہ کتابت و اکل من البیوت کے کہ اول اصلاح عباد و اماء کے اور ثانی مسئلہ دخول فی البیوت کے ساتھ استطراداً مذکور ہوا ہے باقی سب متعلق عفت کے ہیں پس گویا من وجہ تفصیل و تکمیل ہے سورت سابقہ کے شروع میں کی اس آیت کی والذین هم لفروجهم حافظون الخ پس اس طور پر اسکو سورت سابقہ کے اول و آخر دونوں سے ارتباط ہو گیا اور بقیہ نصف سورت کی بعض آیات میں دلائل توحید کہ احکام علمیہ سے ہیں اور آیات میں اطاعت احکام و مطیعین کے مناقب اور عصیان و عصاۃ کے مثالب مذکور ہیں اور دونوں نصف کے برزخ حد متوسط یعنی آیۃ نور میں مطلق احکام کے متعلق علمی و عملی ہدایت و ضلالت کے تمثیلات و تشبیہات ارشاد فرمائے گئے ہیں یہ خلاصہ ہے سورت کا جو تامل سے تمام اجزاء پر منطبق ہو سکتا ہے اور ان مضامین کی اجمالی تمہید سے سورت کو شروع فرمایا ہے فقط

تمہید اجمالی مضامین سورت

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ سُورَةٌ أَنزَلْنَاهَا وَفَرَضْنَاهَا وَأَنزَلْنَا فِيهَا آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۝ یہ ایک سورت ہے جس (کے الفاظ) کو (بھی) ہم (ہی) نے نازل کیا ہے اور اس (کے معانی یعنی احکام) کو (بھی) ہم (ہی) نے مقرر کیا ہے (عام اس سے کہ بعض احکام فرض ہیں اور بعض مندوب جیسے مکاتبت) اور ہم نے (ان احکام پر دلالت کرنے کیلیے) اس (سورت) میں صاف صاف آیتیں (جو کہ ان احکام پر دال ہیں) نازل کی ہیں تاکہ تم سمجھو (اور عمل کرو) **ف** اس تمہید میں اپنی طرف منسوب فرمانا کر الفاظ سورت کی جلالت اور معانی کی جلالت اور معانی پر الفاظ کی وضوح دلالت اور پھر اس مجموعہ کی غایت بیان فرمانے سے ان احکام پر عمل کرنیکا غایت اعتناء شان ہو گیا شاید یہ اہتمام خاص اسلیے فرمایا گیا ہو کہ اسمیں کثرت سے احکام عورتوں کے متعلق مذکور ہیں جو غالباً بمنزلۃ الاقدام ہوتے ہیں اور دلالت کا وضوح ہونا مدلولات بعبارۃ النص کے اعتبار سے ہے نہ بقیہ استدلالات کے اعتبار سے کہ وہ مخصوص ہے مجتہدین کے ساتھ واللہ اعلم **ربط** تمہید اجمالی کے بعد آگے احکام کی تفصیل ہے جو متعدد الانواع ہیں

حکم اول حد زنا

الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۖ وَلَا تَأْخُذْكُم بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۖ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ زنا کرنے والی عورت اور زنا کرنیوالا مرد سو (دونوں کا حکم یہ ہے کہ) ان میں ہر ایک کے سو درے مارو اور تم لوگوں کو ان دونوں پر اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں ذرا رحم نہ آنا چاہیے (کہ رحم کھا کر چھوڑ دو یا سزا میں کمی کر دو) اگر تم اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو (کیونکہ ان دونوں پر ایمان رکھنا مقتضی ہے وجوب عمل کو کیونکہ اللہ کا تو حکم ہی ہے اور قیامت کا دن تارکین احکام کی سزا کے لیے ہے) اور دونوں کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت کا حاضر رہنا چاہیے (تاکہ انکے ذریعہ سے تشہیر ہو اور سامعین کو عبرت ہو اور دوسرے لوگ اس سے بچیں) **ف** یہ سزا اس زانی اور زانیہ کی ہے جو آزاد و عاقل بالغ ہوں اور نکاح کیے ہوئے نہ ہوں یا نکاح کے بعد ہمبستری نہ کر چکے ہوں اور جو آزاد نہ ہوں تو ان کے پچاس درے لگتے ہیں اسکا حکم پارۂ پنجم کے اول رکوع کے ختم پر مذکور ہے اور جو عاقل یا بالغ نہ ہو وہ مکلف ہی نہیں اور جس مسلمان میں تمام صفتیں ہوں حریت بلوغ عقل نکاح اور

ملحقات الترجمة

لہ قولہ سورة یہ اہ اشارۃ الی ان سورۃ خبر مبتدا محذوف ای ہذہ

لہ قولہ فاجلدوا سو درے کا اشارۃ الی ان کل لیے محکمہا تبلی فلم یلزم کون الانشاء خبراً

اللغات العرص التوقیت و فرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای سن کذا فی القاموس الجلد ضرب الجلد ١٢

النحو بہا متعلق برأفة وان کان مصدرا متوخرا فقی الظرف یتوسع ما لایتوسع فی غیرہ کذا فی الروح ١٢

البلاغة قولہ وانزلنا تکریر انزلنا لا بانہ کمال العنایۃ بالشان والابانۃ خطرہا کسختہ تہییج والہاب للملیق کما لایخفا

ان کنت جلا فافعل کذا ولانک فی صلابتہ لکن المقصد تحریک حمیتہ

فائدۃ من استاذی علیہ الرحمۃ قدم الزانیۃ لان الزنا من المراۃ اقبح وافضح لمنافاتہ الحیاء کذا ان قدمہا ...

علی السارقۃ فی آیۃ السرقۃ لان السرقۃ من الرجل اقبح لمنافاتہ الہمۃ وافاد استاذی مولانا محمود حسن الدیوبندی ادام اللہ ظلہ ما حاصلہ ان تقدیم السارق قبل السارقۃ جری علی منوال العادۃ العرفیۃ والقرآنیۃ من کون تقدیم الرجال علی النساء بالاصالۃ حتی ان الاغلب الاکتفاء بذکر الرجال فقط اما العکس فی ہذہ الآیۃ علی خلاف ذلک فلعلہ لنکتۃ الاولی ان البداءۃ بالذکر ... من المراۃ فاقتضت البداءۃ فی الذکر ... الی ان المراۃ لکونہا ... فتقدمت لذلک ... قال ثالث ان الزناس ... عیبا ... والاقتصار عنہا ... الاہتمام اسلم

الزَّانِي لَا يَنْكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً ۚ وَالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ ۚ وَحُرِّمَ ذَٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ ۝

زانی نکاح بھی کسی کے ساتھ نہیں کرتا بجز زانیہ یا مشرکہ کے | اور زانیہ کے ساتھ بھی کوئی اور نکاح نہیں کرتا بجز زانی یا مشرک کے | اور یہ مسلمانوں پر حرام کیا گیا ہے

ہمبستری سے فراغ ایسے شخص کو محصن کہتے ہیں اسکی سزا رجم ہے حدیث میں آیا ہے اور جو مرض کیوجہ سے دُرّوں کا تحمل نہ ہو اسکی صحت کا انتظار کرینگے اور باقی مسائل اسکے متعلق کتب فقہ میں مبسوط ہیں۔ اور امر لیشھد الخ مقدار کے نزدیک ندب کیلیے ہے کذا فی الروح۔ اور سورۂ نساء کے تیسرے رکوع کے شروع میں جو ارشاد ہے یجعل اللہ لھن سبیلا اس آیت کا حکم اُس سبیل کے ہی چنانچہ وہاں بھی تفسیر میں مذکور ہوا ہے۔

حکم دوم نکاح زانی

الزَّانِي لَا يَنْكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً وَالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ وَحُرِّمَ ذَٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ ۝ زنا ایسی گندی چیز ہے کہ اُس سے طبیعت میں ایک ایسا برا مادہ پیدا ہوجاتا ہے کہ ایسے شخص کی بُری چیز کی طرف رغبت ہوتی ہے اسی طرح ایسے شخص کی طرف بُرے آدمی کی رغبت ہوتی ہے چنانچہ) زانی (من حیث الزانی رغبت الی الزنا کے اعتبار سے) نکاح بھی کسی کے ساتھ نہیں کرتا بجز زانیہ یا مشرکہ کے (جس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ ایسے شخص کی بُری چیز کی طرف رغبت ہوتی ہے) اور (اسیطرح) زانیہ (من حیث الزانیہ) کے ساتھ بھی (رغبت الی الزنا کے اعتبار سے) اور کوئی نکاح نہیں کرتا بجز زانی یا مشرک کے (جس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ ایسے شخص کی طرف بُرے آدمی کی رغبت ہوتی ہے) اور یہ (ایسا نکاح جو زانیہ من حیث الزانیہ کیساتھ ہو جسکے لوازم میں سے ہے اُس عورت کا زانیہ رہنا یا مشرک کے ساتھ ہو) مسلمانوں پر حرام (اور موجب گناہ) کیا گیا ہے (گو صحت و عدم صحت میں دونوں متفاوت ہوں کہ زانیہ سے تو صحیح ہوجاویگا اور مشرکہ سے باطل ہی رہیگا) **ف** مطلب اسکا یہ ہے کہ جو لوگ زنا کے خوگر ہوجاتے ہیں اور ہنوز اُنہوں نے توبہ نہ کی ہو بلکہ اُسی عادت پر ہوں اُنکی اصلی رغبت زنا کی طرف ہوتی ہے اور اسی میں اُنکو زیادہ لذت ہوتی ہے حتیٰ کہ انکو جو عورت پسند آتی ہے اول اُنکا مقصود یہی ہوتا ہے کہ اس سے زنا میسر ہوجاوے اور یہ بہانے ساتھ زانیہ ہونا گوارا کرلے اور جب اس کوشش میں ناکامی ہوتی ہے تو بارے درجہ نکاح ہی کی کوشش کرتے ہیں لیکن ان دونوں حالتوں میں ارغب الحالات ان لوگوں کے نزدیک پہلی ہی حالت ہوتی ہے اور نکاح کو دل سے پسند نہیں کرتے کیونکہ نکاح سے جو مقاصد ہیں تعفف اور حصول اولاد و امساک بالمعروف و ادای حقوق زوجیت مثل نفقات وغیرہ وہ اُنکو وبال سمجھتے ہیں اور چونکہ اُنکو مقصود اصلی زنا ہوتا ہے اسلیے اُنکی رغبت مخصوص مؤمنات کے ساتھ نہیں ہوتی بلکہ مشرکات کیطرف بھی ہوتی ہے اور اگر وہ مشرکہ کسی وجہ سے خواہ وہ وجہ تبع الی المذہب ہو یا راجع الی العرف اپنی ہم مسلک کے لیے نکاح کو شرط ٹھیرادے چونکہ اسکو نکاح اصلی مقصود نہیں اسلیے یہ شخص اُسکے جواز و ناجواز سے بھی بحث نہ کریگا اُس نکاح کو وسیلہ مقصود سمجھکر نکاح بھی کریگا گو صحیح نہ ہو پس یہ مصداق آیا کہ اس شخص کی جب کسی عورت کی طرف اصلی رغبت ہوگی اگر وہ مسلمہ ہے تو زانیہ کی طرف ہوگی گو وہ اسی شخص کے ساتھ زنا کرنے سے زانیہ کہلاوے اور یا مشرکہ کیطرف ہوگی کہ اس سے صحبت زنا ہی ہوگا اور اول زنا کی طرف ہوگی اور اگر بدون نکاح صحبت ممکن نہ ہو تو مجبوری کو نکاح کرلیگا گو وہ عورت صاف کہدے کہ میں اپنا پیشہ یا اپنا مذہب شرک نہ چھوڑونگی یہ اُسپر بھی راضی ہوجاویگا یعنی ہیں الزانی لا ینکح الا زانیۃ او مشرکۃ کے اسیطرح جو عورت زنا کی خوگر اور اسکی عادی ہو اور اُس سے توبہ نہیں کرتی تو جن لوگوں کو مقاصد نکاح مقصود اصلی ہیں چونکہ ایسی حالت میں اُن عورتوں سے اُنکا حصول متوقع نہیں اُنکو اُنکے نکاح کی طرف بھی اصلی رغبت نہیں ہوتی جبکہ یہ معلوم ہوجاوے کہ نکاح کے بعد بھی یہ اپنی عادت نہ چھوڑیگی بلکہ اُسکی طرف رغبت اس حیثیت سے زانی کو ہوگی خواہ وہ مسلمان ہو جو صرف زانی کہلا ویگا یا وہ مشرک ہو کہ مشرک ہونے کی حالت میں اگر عورت مسلمان ہے تو صحبت کا زنا ہونا لازم ہی ہے حتیٰ کہ اگر وہ زانیہ مرغوب فیہا باوجود زانیہ رہنے کے کسی مصلحت دنیویہ سے نکاح کو شرط تمکین ٹھیرا دے تو یہ زانی مسلم ہو یا مشرک اسپر نظر نہ کریگا کہ یہ زانیہ رہیگی یا تخالف دینین کی صورت میں نکاح نہ ہوگا بلکہ وہ اسکو اپنے حصول مقصود کا ذریعہ سمجھکر گوارا کرلیگا یہ معنی ہیں الزانیۃ لا ینکحہا الا زان او مشرک کے اور حیثیت کی قید سے یہ فائدہ ہوا کہ اگر زانی خانہ داری یا اولاد کی مصلحت سے عفیفہ سے نکاح کی کوشش کرے تو آیت سے اسکی نفی لازم نہیں آتی

البلاغۃ قولہ الزانی وجعل ہذہ الجملۃ متضمنۃ لتعلیل ما تقدم من تقبیح الزنا حیث یجب الحد ولہذا لم یعطف قولہ سبحانہ الزانی لا ینکح علیہ کما ترک عطف الآتی والذین یرمون المحصنات واشرت الی ہذا المعنی فی تقریر الترجمۃ بقولی زنا ایسی گندی الخ۔ وقدم الزانی لان المقصود بیان حال الرغبۃ و اکثر ما یکون الرغبۃ من الرجل ولکون المرأۃ مرغوبۃ فیہا اخبر عن الزانیۃ بانہ لا ینکحہا الا زان علی خلاف ما تقتضیہ المقابلۃ بان یقال والزانیۃ لا تنکح الا زانیا او مشرکا لان اسناد الفعل فی باب النکاح الی الرجل لانہ راغب وجعلہا فی کلیہما موقعا علیہا لانہا مرغوبۃ فیہا المقصود الاصلی تقبیح الزنا لم یزد فی الشرک المشرکۃ لا ینکح الا مشرکۃ او زانیۃ والمشرکۃ لا ینکحہا الا مشرک او زان فانہم قولہ علی المؤمنین التخصیص بالکون الکفار غیر مکلفین بالفروع او للتشریف للمؤمنین وہذا اولی ۱۲

الروایۃ فی الروح اخرج ابو داؤد والترمذی کان رجل یقال لہ مرثد وکانت امرأۃ بغی بمکۃ یقال لہا عناق وکانت صدیقۃ لہ فدعتہ عناق مرۃ فقال یا عناق حرم اللہ الزنا فقال یا رسول اللہ انکح عناق فلم یرد علی شیئا حتی نزل الزانی لا ینکح الخ قلت من الظاہر ان حال عناق فی ہذہ الروایۃ انہا لم تتب من الزنا ومن الشرک ولم ترد التوبۃ فلا اشکال فی انطباق سبب النزول علی ما قررتہ فی تفسیر الآیۃ فی المتن ۱۲

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً

اور جو لوگ تہمت لگائیں پاکدامن عورتوں کو — اور پھر چار گواہ نہ لاسکیں — تو ایسے لوگوں کو اسّی دُرّے لگاؤ — اور اُن کی کوئی گواہی کبھی قبول مت کرو

اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

اور یہ لوگ فاسق ہیں — لیکن جو لوگ اُسکے بعد توبہ کرلیں — اور اپنی اصلاح کرلیں — سو اللہ تعالیٰ ضرور مغفرت کرنیوالا رحمت کرنیوالا ہے

پس دونوں جملوں کے موضوع میں وصف عنوانی کی حیثیت معتبر ہے اب محمول کے ثبوت اور حکم بالحصر میں کوئی اشتباہ واشکال لازم نہیں آتا اور چونکہ ایک صورت میں دیوثیت لازم آتی ہے اور دوسری میں عدم صحت نکاح اور دونوں حرام ہیں اسلیے محرّم کا حکم دونوں کے لیے صحیح ہوگیا گو ایک جگہ حرمت نکاح کا حکم باعتبار اُسکے مفضی الی الحرام ہونیکے ہی بنا برقاعدہ مقدمۃ الحرام حرام اور ایک جگہ بمعنی بطلان کے ہے پس حرمت بالمعنی الاعم دونوں قسموں حرمت لغیرہ ولعینہ کو شامل ہے اور اس حکم کے منسوخ کہنے کی ضرورت نہ ہوگی اس تقریر پر اول آیت میں جملہ خبریہ پر اشکال عدم صدق کا اور آخر آیۃ میں جملہ انشائیہ پر شبہ عدم بقار حکم کا متوجہ نہیں ہوتا ھذا ما القی اللہ فی روعی ولعل غیری یوتی احسن منہ ھذا واللہ واسع علیم ۝

حکم سوم حد قذف

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ اور جو لوگ (زنا کی) تہمت لگائیں پاکدامن عورتوں کو (جنکا زانیہ ہونا کسی دلیل یا قرینہ شرعیہ سے ثابت نہیں) اور پھر چار گواہ (اپنے دعوے پر) نہ لاسکیں تو ایسے لوگوں کو اسّی دُرّے لگاؤ اور انکی کوئی گواہی کبھی قبول مت کرو (کہ یہ بھی تتمہ حد ہے خواہ وہ گواہی کسی معاملہ میں ہو یہ تو دُنیا میں انکی سزا ہوئی) اور یہ لوگ (آخرت میں بھی مستحق سزا ہیں اس وجہ سے کہ) فاسق ہیں لیکن جو لوگ اس (تہمت لگانے) کے بعد (خدا کے سامنے) توبہ کرلیں (کہ آئیں حق اللہ بھی ہے) اور (اُس تہمت لگائے ہوئے شخص سے معاف کرا کر بھی) اپنی (حالت کی) اصلاح کرلیں (کیونکہ اس میں حق العبد بھی ہے) سو (اس حالت میں) اللہ تعالیٰ ضرور مغفرت کرنے والا رحمت کرنے والا ہے (اور فسق کیوجہ سے جو استحقاق عذاب آخرت کا ہوا تھا وہ مرتفع ہو جاویگا گو رد شہادت جو کہ تتمہ تھا حد کا پھر بھی باقی رہے کیونکہ توبہ سے حد ساقط نہیں ہوتی) **ف مسئلہ** جو عورت کسی کو تہمت لگادے اسکا بھی یہی حکم ہے **مسئلہ** اسی طرح جو کسی مرد کو تہمت لگادے اُسکا بھی یہی حکم ہے اور رامی میں تخصیص الذین کی جو موضوع ہے مذکر کے لیے اور مرمیہ میں تخصیص محصنات کی جو موضوع ہے مونث کے لیے خصوص واقعہ کی وجہ سے ہے لان الآیۃ نزلت فی امرأۃ عویمر کما فی الروح عن صحیح البخاری **مسئلہ** ہر تہمت کا یہ حکم نہیں بلکہ خاص تہمت بالزنا کا گو یہ قید صریحاً مذکور نہیں مگر اربعۃ شہداء اسپر دال ہے کیونکہ چار گواہ کی ضرورت اثبات زنا ہی کے لیے ہوتی ہے **مسئلہ** یہ حکم رامی حر کا ہے اور اگر وہ غلام ہو تو چالیس دُرّے لگتے ہیں **مسئلہ** محصن ہونیکی شرطیں یہ ہیں کہ مقذوف حر ہو عاقل ہو بالغ ہو مسلم ہو عفیف عن الزنا ہو **مسئلہ** عفیف عن الزنا وہ ہے جو مرتکب وطی حرام لعینہ کا نہ ہوا ہو اور کوئی علامت زنا کی اُسمیں ظاہر نہ ہو جیسے وہ عورت جو بچہ لیے رہی ہو اور اُسکا باپ معلوم نہ ہو **مسئلہ** یہ حد جب جاری ہوگی کہ مقذوف مطالبہ بھی کرے **مسئلہ** ایسے محدود کی شہادت معاملات میں مقبول نہیں البتہ دیانات محضہ میں جیسے ہلال رمضان یا روایت حدیث بعد توبہ کے مقبول ہے یہ سب مسائل ہدایہ میں ہیں **مسئلہ** یہ قاذف اگر کاذب ہے تب تو فاسق ہی ہے اور اگر صادق ہے جب بھی اسوجہ سے گنہگار ہے کہ اسنے بلاضرورت ایک شخص کی پردہ دری کی کیونکہ ضرورت ہوتی ہے اقامت حد کی اور بدوں چار گواہ کے قائم نہیں کیجاتی اور گواہ تھے نہیں پھر خواہ مخواہ الیسا دعویٰ کرنا بجز آبروریزی کے اور کیا ہے اور کسی کی آبروریزی بلاضرورت شرعیہ فسق ہے کذا فی روح المعانی پس فسق کا حکم مستقل ہے بیان حکم آخرت کے لیے۔ اور یہ جملہ استینافیہ ہے جو معطوف یا حد کی علت نہیں پس ارتفاع فسق سے ارتفاع رد شہادت کا لازم نہیں آتا **مسئلہ** اگر مقذوف معاف کردے تو حد ساقط ہو جاتی ہے کذا فی الروح لیکن اس سے بھی یہ لازم نہیں آیا کہ توبہ سے حد ساقط ہو گئی تاکہ توبہ سے رد شہادت کے ارتفاع کا شبہ ہو سکے اصل یہ ہے کہ مسقط حد توبہ نہیں ہوتی جو کہ فعل قاذف کا ہے بلکہ عفو ہے جو کہ فعل مقذوف کا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اگر توبہ اور اصلاح یعنی استحلال پایا جاوے مگر عفو نہ ہو تو فسق مرتفع ہو جاویگا لیکن حد باقی رہیگی اور ارتفاع فسق میں یہ شبہ نہ ہو کہ جب اُس نے معاف نہیں کیا تو گناہ کیسے جاتا رہا بات یہ ہے کہ معذرت کا قبول کرنا خود واجب ہے جبکہ کچھ مالی ضرر نہ ہو پس یہ تحمل مسبکدوش ہو جاویگا اب وہ معذرت قبول نہ کرنیوالا عند اللہ

البلاغۃ قرأ او لئک ما فیہ من معنی البعد للایذان ببعد منزلتہم فی الشر والفساد و تراہ بعد ذلک العہد لتبدیل الہیئۃ عنہ ۱۲

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۢ بِاللّٰهِ

اور جو لوگ اپنی بیبیوں کو تہمت لگائیں اور اُن کے پاس بجز اپنے اور کوئی گواہ نہ ہوں تو اُن کی شہادت یہی ہے کہ چار بار اللہ کی قسم کھا کر یہ کہدے

اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ

کہ بیشک میں سچا ہوں اور پانچویں بار یہ کہے کہ مجھ پر خدا کی لعنت ہو اگر میں جھوٹا ہوں اور اس عورت سے سزا اس طرح ٹل سکتی ہے

اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۢ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝

کہ وہ چار بار قسم کھا کر کہے کہ بیشک یہ مرد جھوٹا ہے اور پانچویں بار یہ کہے کہ مجھ پر خدا کا غضب ہو اگر یہ سچا ہو

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ۝

اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تمپر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اُسکا کرم ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنیوالا حکمت والا ہے تو تم بڑی مضرتوں میں پڑجاتے

ع ١٠

قابل ملامت رہیگا **مسئلہ** اگر یہ چار گواہ لایا جو آنے کے وقت شہادت پر مستعد تھے مگر اجلاس پر گواہی نہ دی تو گو یہ شخص محدود ہوگا لیکن احکام آخرت میں فاسق نہ ہوگا دلائل شرعیہ اسپر ناطق ہیں **فائدہ** رد شہادت بعد توبہ کے مذہب حنفیہ کا ہے اور درمنثور میں ان حضرات سے بھی یہ مذہب نقل کیا ہے۔ ابن عباس سعید بن مسیب حسن۔ محمد ابن سیرین۔ سعید بن جبیر۔ عکرمہ ابن جریج۔ ابراہیم۔ اور بعض روایات میں جو اصلاح کے بعد قبول توبہ آیا ہے سو شہادت سے مراد بعض شہادات ہیجاویں گی جو فسق کی وجہ سے مردود تھیں جیسے دیانات میں چونکہ توبہ سے فسق مرتفع ہوگیا اسلیے وہ شہادت مقبول ہوگئی بخلاف اُس شہادت کے جسکا رد بوجہ محدود فی القذف ہونے کا تھا کیونکہ محدودیت تو رفع نہیں ہوئی +

حکم چہارم لعان

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۢ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝٦ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝٧ وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۢ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝٨ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝٩ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ۝١٠ اور جو لوگ اپنی (منکوحہ) بیبیوں کو زنا کی تہمت لگائیں اور اُنکے پاس بجز اپنے (ہی دعوے کے) اور کوئی گواہ نہ ہوں (جنکا عدد میں چار ہونا چاہیے) تو اُنکی شہادت (جوکہ دافع حبس یا حد قذف ہو) یہی ہے کہ چار بار اللہ کی قسم کھا کر یہ کہدے کہ بیشک میں سچا ہوں اور پانچویں بار یہ کہے کہ مجھ پر خدا کی لعنت ہو اگر میں جھوٹا ہوں اور (اُسکے بعد) اس عورت سے سزا (یعنی حبس یا حد زنا) اسطرح ٹل سکتی ہے کہ وہ چار بار قسم کھا کر کہے کہ بیشک یہ مرد جھوٹا ہے اور پانچویں بار یہ کہے کہ مجھ پر خدا کا غضب ہو اگر یہ سچا ہو (اس طریق سے دونوں سزا سے بچ سکتے ہیں البتہ وہ عورت اُس مرد پر حرام ہو جاویگی) اور (اے مردو اور عورتو) اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تمپر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اُسکا کرم ہے (کہ ایسے ایسے احکام مقرر کیے) اور یہ کہ اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنیوالا (اور) حکمت والا ہے تو تم بڑی مضرتوں میں پڑجاتے (جنکا بیان بذیل فائدہ آتا ہے) **ف** اس طرح سے کہلوانے کو لعان کہتے ہیں اور لعان خاص اُس صورت میں ہوتا ہے جب شوہر اپنی عورت کو تہمت زنا کی لگاوے یا اپنے بچہ کو کہے کہ یہ میرے نطفہ سے نہیں ہے اور مقذوفہ مطالبہ موجب قذف کا کرے پس غیر منکوحہ عورت کو تہمت لگانے سے اگر چار گواہ نہ لاسکے حد قذف واجب ہے جسکا حکم اس سے اوپر گذرا ہے اور منکوحہ عورت کو تہمت لگانے سے اول اس سے چار گواہ مانگے جاوینگے اگر گواہ پیش کر دے تو عورت پر حد زنا جاری ہوگی اور اگر گواہ نہ لاسکا تو مرد سے کہا جاوے کہ یہ الفاظ مذکورہ کہے اگر وہ نہ کہے تو اُسکو حبس کرینگے اور جبر کرینگے کہ یا تو اپنے جھوٹے ہونیکا اقرار کرے اور یا یہ الفاظ کہے اگر اُسنے جھوٹے ہونیکا اقرار کرلیا تو حد قذف لگیگی اور اگر ان الفاظ کے کہنے پر راضی ہوگیا تو یہ الفاظ اُس سے کہلوائینگے اسکے بعد عورت سے بعد والی الفاظ کہلوائینگے اور اگر وہ انکار کریگی اُسکو حبس کر دینگے اور جبر کرینگے کہ یا تو مرد کی تصدیق کرے اور یا وہ الفاظ کہے

النحو قوله فشهادة مبتدأ مار بع خبره والمعنى الشهادة المشروعة لاحدهم اربع ايمان قوله لولا فضل الله جوابه محذوف اشيل اليه في الترجمة ١٢ لبلاغة قوله الا انفسهم في الروح معنى جعلهم من جملة الشهداء ايذان كما قيل من اول الامر بعدم الغاء قولهم بالمرة ونظمه في سلك الشهادة وبذلك انه احسن اضافة الشهادة اليهم في قوله تعالى فشهادة احدهم الخ - قوله انه لمن الصادقين الخ لعل التي غلظ وكذلك غضب الله على مع انه يبقى بالضمائر في اللعان كذلك لم يؤت به في النظم الكريم لتعلق الضمائر فيكون في جميع الآية على طرز واحد مع ما في ذلك من نكتة رعاية التالي على ما قيل كذا في الروح ١٢

الروايات

اختلف العلماء في شان نزول الآية فقيل نزلت في عويمر وقيل في هلال وحقق ان قصة هلال وقعت اولا ثم في قريب منه نعمت عويمر فنسخ النسبة اليها ١٢

إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنكُمْ ۚ لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَّكُم ۖ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُم مَّا اكْتَسَبَ

جن لوگوں نے یہ طوفان برپا کیا ہی وہ تمہارے میں کا ایک گروہ ہے تم اسکو اپنے حق میں برا نہ سمجھو بلکہ یہ تمہارے حق میں بہتر ہی بہتر ہے اُن میں سے ہر شخص کو جتنا کسی نے کچھ کیا تھا

مِنَ الْإِثْمِ ۚ وَالَّذِي تَوَلَّىٰ كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١١﴾ لَّوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنفُسِهِمْ خَيْرًا

گناہ ہوا اور اُنمیں سے جس نے اس میں سب سے بڑا حصہ لیا اُسکو سخت سزا ہوگی جب تم لوگوں نے یہ بات سُنی تھی تو مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں نے اپنے آپس والوں کے ساتھ گمان نیک کیوں نہ کیا

وَقَالُوا هَٰذَا إِفْكٌ مُّبِينٌ ﴿١٢﴾ لَّوْلَا جَاءُوا عَلَيْهِ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ ۚ فَإِذْ لَمْ يَأْتُوا بِالشُّهَدَاءِ فَأُولَٰئِكَ عِندَ اللَّهِ هُمُ الْكَاذِبُونَ ﴿١٣﴾

اور یوں کیوں نہ کہا کہ یہ صریح جھوٹ ہی — یہ لوگ اُسپر چار گواہ کیوں نہ لائے — سو جس حالت میں یہ لوگ گواہ نہیں لائے — تو بس اللہ کے نزدیک یہ جھوٹے ہیں

اگر اُس نے مرد کی تصدیق کر دی تو اُسپر حد زنا جاری ہوگی اور اگر اُن الفاظ کے کہنے پر راضی ہوگئی تو وہ الفاظ اُس سے کہلوائینگے اور جب لعان سے فراغت ہوجاوے تو اُس عورت سے صحبت اور دواعی سب حرام ہوجاتے ہیں (کذا فی الروح) پھر اگر اُس کو طلاق دیدیا فبہا ورنہ قاضی اُن میں تفریق کردے گو دونوں رضامند نہ ہوں یعنی زبان سے کہدے کہ میں نے ان میں تفریق کی اور یہ تفریق طلاق بائن کے حکم میں ہے پھر اُس سے کبھی نکاح جائز نہیں البتہ اگر یہ کہدے کہ میں نے جھوٹ کہا تھا تو حاکم اُسپر حد قذف جاری کریگا اور پھر نکاح جائز ہوجاویگا احقر نے جو شہادۃ احدہم اور ویدرؤا عنہا العذاب کے ترجمہ میں حبس یا حد کہا ہی اُسکا یہی مطلب ہے جو تفصیل مذکور سے معلوم ہوا اور باقی مسائل لعان کے متعلق کتب فقہ میں مذکور ہیں اور اخیر آیت میں ان احکام کی مشروعیت سے امتنان ظاہر فرمایا توضیح اُسکی یہ ہی کہ اگر یہ حکم مشروع نہ ہوتا تو موافق قاعدہ مذکورہ آیت سابقہ کے زوج پر حد قذف واجب ہوتی اور یا ساری عمر خون کے گھونٹ بھرتا کیونکہ ممکن ہی کہ وہ سچا ہو بخلاف غیر شوہر کے کہ وہ اظہار میں مضطر نہیں ہی اسلیے اُسکے قانون میں ان امور کی رعایت ضرور نہیں پھر اگر محض خاوند کی قسمیں کھانے پر ثبوت زنا کا ہو جاتا تو عورت کا بڑا ضرر ہوتا حالانکہ ممکن ہی کہ وہی سچی ہو اسی طرح اگر عورت کی قسمیں کھانے پر یقیناً وہ بری سمجھی جاتی اور مرد پر حد قذف واجب ہوجاتی حالانکہ ممکن ہی کہ وہ سچا ہو پس ایسے طور پر یہ حکم مشروع ہوا کہ سب کی رعایت ہے اور یہ اثر ہی فضل اور رحمت اور حکمت کا پھر صادق کے حق میں تو ظاہر ہے اور کاذب کے حق میں بھی دنیا میں تستر اور امہال اثر ہے رحمت و فضل و حکمت کا کہ شاید توبہ کرلے پھر اگر زوجین میں سے جو کاذب ہو اور توبہ کرے اُسکی توبہ کا قبول ہونا اثر تواببیۃ کا ہی اور اپنے جھوٹے ہونے کا اقرار داخل توبہ ہی اور چونکہ عورتیں لعنت کا استعمال زیادہ کرتی ہیں اسلیے اُنکی جانب میں لفظ غضب مقرر کیا گیا ہی دوسرے عورت محل و مادہ ہی فجور کا اسلیے بھی تغلیظ مناسب تھی اور یہ بات کہ مرد کو یا عورت کو ایسی قسمیں کھانا جائز ہیں یا نہیں اسکا حکم یہ ہی کہ جو شخص دلیل معتبر عند الشرع کے رو سے یقیناً سچا ہو اُسکو جائز ہی مثلاً مرد نے اپنی آنکھ سے دیکھ لیا یا تین چار سال تک صحبت نہیں کی اور پھر بچہ ہوا تو اثبات زنا اور نفی ولد اور اُسپر قسم سب جائز ہی اسیطرح عورت کو اپنا حال پورا معلوم ہی ربط اور یہ حکم سوم میں مطلق محصنات کے متہم کرنیکا حکم مذکور ہوا ہی چونکہ حضرت اُم المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر بھی جھوٹ تہمت لگائی گئی تھی اور آپکا رتبہ بوجہ اُم المومنین ہونیکے عام محصنات سے زائد ہی اسلیے آگے اس تہمت کی وجہ سے اس عام مشترک سزائی مذکور پر جو وعیدیں زائد ہیں مع اثبات براءۃ صدیقہ رضی اور وعدہ قبول توبہ عن القذف خصوصیت اور اہتمام کیساتھ بیان فرماتے ہیں اور یہ مضمون دور کوع تک چلا گیا ہی اخرجہ الطبرانی عن الحکم ابن عیینۃ کذا فی الروح والدر المنثور تبریۃ صدیقہ رض

از افک و نصیحت مومن و فضیحت منافق

إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنكُمْ ۚ لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَّكُم ۖ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُم مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ ۚ وَالَّذِي تَوَلَّىٰ كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١١﴾ لَّوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنفُسِهِمْ خَيْرًا وَقَالُوا هَٰذَا إِفْكٌ مُّبِينٌ ﴿١٢﴾ لَّوْلَا جَاءُوا عَلَيْهِ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ ۚ فَإِذْ لَمْ يَأْتُوا بِالشُّهَدَاءِ فَأُولَٰئِكَ عِندَ اللَّهِ هُمُ الْكَاذِبُونَ

اللغات الكبر بالكسر والضم الاكبر المعظم ١٢

النحو عصبة منكم خبر ان ١٢

البلاغة قوله جاؤ في لفظ المجيء اشارة الى انهم اظهروه من عند انفسهم من غير ان يكون له اصل قوله سمعتموه فيه التفات واشارة الى ان متولى كبره لم يكن اهلا للخطاب لبعده عن الحضرة فعبر عنه بالغائب قوله والذي تولى ثم

خاطب غيره من المؤمنين المخلصين قوله لولا اذ سمعتموه ظن المؤمنون بانفسهم وصفهم بما يوجب الاتيان بالمحض عليه بكفهم عن سارة الظن بها كما الا يحسنون الظن بانفسهم فيما بهم عنه بريئون والنكتة في توسيط معمول الفعل المحض عليه بينه وبين اداته التخصيص تخصيص التخصيص بأول وقت السماع وقصر التوبيخ واللوم على تاخير الاتيان بالمحض عليه عن ذلك الآن والتردد فيه كان الواجب ان يفتوا ذلك اول ما سمعوا من غير تلعثم ١٢

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِىْ مَآ اَفَضْتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۚ اِذْ

اور اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم نہ ہوتا دنیا میں اور آخرت میں تو جس شغل میں تم پڑے تھے اس میں تم پر سخت عذاب واقع ہوتا جبکہ

تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا ۖ وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ ۝ وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ

تم اس کو اپنی زبانوں سے نقل در نقل کر رہے تھے اور اپنے مونہ سے ایسی بات کہہ رہے تھے جس کی تم کو مطلق خبر نہیں اور تم اس کو ہلکی بات سمجھ رہے تھے حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک بہت بھاری بات ہے

قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ۖ سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ۝ يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ

تو یوں کیوں نہ کہا کہ ہم کو زیبا نہیں کہ ایسی بات مونہ سے بھی نکالیں معاذ اللہ یہ تو بڑا بہتان ہے اللہ تعالیٰ تم کو نصیحت کرتا ہے کہ پھر ایسی حرکت مت کرنا اگر تم

مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِى الَّذِيْنَ

ایمان والے ہو اور اللہ تعالیٰ تم سے صاف صاف احکام بیان کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑا جاننے والا بڑا حکمت والا ہے جو لوگ چاہتے ہیں کہ بےحیائی کی بات کا مسلمانوں میں چرچا ہو

اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ

ان کے لیے دنیا اور آخرت میں سزائے دردناک ہے اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے

وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ

اور یہ کہ اللہ تعالیٰ بڑا شفیق بڑا رحیم ہے تو تم بھی نہ بچتے اے ایمان والو تم شیطان کے قدم بقدم مت چلو اور جو شخص شیطان کے قدم بقدم چلتا ہے

فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ ۭ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰي مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ

تو وہ تو بےحیائی اور نامعقول ہی کام کرنے کو کہے گا اور اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم نہ ہوتا تو تم میں سے کوئی کبھی بھی پاک صاف نہ ہوتا لیکن اللہ تعالیٰ

يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ

جس کو چاہے پاک صاف کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سنتا سب کچھ جانتا ہے اور جو لوگ تم میں بزرگی اور وسعت والے ہیں وہ اہل قرابت کو اور مساکین کو

وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۠ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا ۭ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

اور اللہ کی راہ میں ہجرت والوں کو دینے سے قسم نہ کھا بیٹھیں کیا تم یہ بات نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے قصور معاف کر دے بیشک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِىْ مَآ اَفَضْتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۴﴾ اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا ۖ وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ ﴿۱۵﴾ وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ۖ سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۶﴾ يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷﴾ وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۸﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۰﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ ۭ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰي مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۱﴾ وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۠ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا ۭ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۲﴾

اللغات قوله افضتم يقال افاض في الحديث خاض. قوله لا يأتل اي لا يحلف افتعال من الألية.

النحو قوله ان تعودوا المعمول يعظ بتقدير عن بتضمين يعظ معنى الزجر وكذا قوله ان يؤتوا معمول لا يأتل بتضمنه معنى الاستناع فافهم.

البلاغة قوله بالسنتكم وافواهكم فائدة التقييد بها افادة كون هذا القول مختصا بالالسنة والافواه من غير ان يكون له مصداق ومنشأ في الواقع ويجوز ان يكون بافواهكم توبيخا كقولك القول ذلك بفلان فان القائل ربما رمز وعرض وربما تشدق جازما كالعالم.

إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ

جو لوگ تہمت لگاتے ہیں اُن عورتوں کو جو پاکدامن ہیں ایسی باتوں سے بیخبر ہیں ایمان والیاں ہیں اُن پر دنیا اور آخرت میں لعنت کیجاتی ہے اور اُن کو بڑا عذاب ہوگا

يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ يَوْمَئِذٍ يُوَفِّيهِمُ اللَّهُ دِينَهُمُ

جس روز ان کے خلاف میں ان کی زبانیں گواہی دینگی اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں بھی اُن کاموں کی جو کہ یہ لوگ کیا کرتے تھے اُس روز اللہ تعالیٰ ان کو ان کا واجبی بدلا پورا پورا دیگا

الْحَقَّ وَيَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِينُ ۝ الْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ وَالطَّيِّبَاتُ

اور ان کو معلوم ہوگا کہ اللہ ہی ٹھیک ٹھیک فیصلہ کرنے والا بات کو کھول دینے والا ہے گندی عورتیں گندے مردوں کے لائق ہوتی ہیں اور گندے مرد گندی عورتوں کے لائق اور ستھری عورتیں

لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ أُولَٰئِكَ مُبَرَّءُونَ مِمَّا يَقُولُونَ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ۝

ستھرے مردوں کے لائق ہوتی ہیں اور ستھرے مرد ستھری عورتوں کے لائق ہوتے ہیں یہ اس بات سے پاک ہیں جو یہ بکتے پھرتے ہیں اُن کے لیے مغفرت اور عزت کی روزی ہے

اِنَّ الَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَلَھُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۝ یَّوْمَ تَشْھَدُ عَلَیْھِمْ اَلْسِنَتُھُمْ وَاَیْدِیْھِمْ وَاَرْجُلُھُمْ بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝ یَوْمَئِذٍ یُّوَفِّیْھِمُ اللہُ دِیْنَھُمُ الْحَقَّ وَیَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللہَ ھُوَ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ ۝ اَلْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ وَالْخَبِیْثُوْنَ لِلْخَبِیْثٰتِ وَالطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ وَالطَّیِّبُوْنَ لِلطَّیِّبٰتِ اُولٰٓئِکَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا یَقُوْلُوْنَ لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ ۝ **ف** اول قصہ کا خلاصہ لکھا جاتا ہے پھر ترجمہ و تفسیر لکھونگا صحیح بخاری وغیرہ میں مروی ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ بنی المصطلق سے جو کہ ۵ سنہ ہجری میں ہوا تھا مدینہ واپس تشریف لاتے تھے حضرت عائشہ رض آپکے ہمراہ تھیں اور اُن کی سواری کا اونٹ علیحدہ تھا اور اسپر ہودج تھا یہ ہودج میں پردہ چھوڑ کر بیٹھ جاتیں جمال اس ہودج کو اُٹھا کر اونٹ پر باندھ دیتے ایک روز ایک منزل میں مقام ہوا اور کوچ سے ذرا پہلے حضرت صدیقہ کو قضاء حاجت کی ضرورت ہوئی یہ جنگل کیطرف چلی گئیں اور وہاں اتفاق سے انکا ہار ٹوٹ کر گر گیا اُسکی تلاش میں دیر لگ گئی یہاں پیچھے کوچ ہو گیا جمال حسب عادت ہودج باندھنے آئے اور اُسکے پردے پڑے رہنے سے گمان کیا کہ حضرت صدیقہ اسمیں ہیں اُٹھاتے وقت بھی کچھ شبہ نہوا کیونکہ انکی تھوڑی عمر تھی اور بدن میں بہت نحیف تھیں ہودج باندھ اُونٹ کو ہانک دیا یہ جو بعد میں اپنے فرودگاہ کو لوٹیں قافلہ کو نہ پایا نہایت استقلال کیا انکی یہ رائے ہوئی کہ جب آگے میں نہ ملونگی تو ڈھونڈھنے کے لیے یہاں ہی آوینگے یہاں سے جانا خلاف مصلحت ہے وہاں ہی چادر میں لپٹ کر بیٹھ رہیں رات کا وقت تھا نیند کا غلبہ ہوا وہاں ہی لیٹ رہیں حضرت صفوان بن معطل صحابی رضی اللہ عنہ گرے پڑے کی خبر گیری کی مصلحت سے قافلہ کے پیچھے فاصلہ سے رہا کرتے تھے وہ اس موقع پر صبح کے وقت پہنچے دیکھا کوئی آدمی پڑا سوتا ہے قریب آکر پہچانا کیونکہ پردہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے اُنہوں نے انکو دیکھا تھا اُنہوں نے غایت تاسف سے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اس سے انکی آنکھ کھل گئی اور مونہ ڈھانک لیا انہوں نے اونٹ انکے قریب لاکر بٹھلا دیا یہ اُسپر پردہ کے ساتھ سوار ہو گئیں انہوں نے اونٹ کی نکیل پکڑ کر قافلہ میں لیجا کر ملا دیا۔ عبد اللہ بن ابی منافق بڑا ہی خبیث اور دشمن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا اُسکو ایک بات ہاتھ لگ گئی اور کمبخت نے واہی تباہی بکنا شروع کیا اور بعض بھولے بھالے مسلمان بھی سُنی سنائی اسکا تذکرہ کرنے لگے جیسے حضرت حسان حضرت مسطح مردوں میں اور حضرت حمنہ عورتوں میں چنانچہ درمنثور میں بروایت ابن مردویہ ابن عباس رض کا قول ہے اعانہ ای عبد اللہ حسان ومسطح وحمنہ حضرت عائشہ رض کو اور عام طور پر سب مسلمانوں کو اور خود جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر اس شہرت کا سخت صدمہ تھا ایک مہینہ تک یہی قصہ رہا آخر یہ آیتیں برأۃ میں اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائیں جو اوپر لکھی گئیں اور جنکی تفسیر آگے آتی ہے آپ نے قاذفین پر حد لگائی رواہ البزار وابن مردویہ عن ابی ھریرۃ انہ صلے اللہ علیہ وسلم حد مسطحا وحمنۃ وحسان وروی الطبرانی عن عمر انہ صلے اللہ علیہ وسلم حد عبد اللہ حد بن کذا فی الدر مؤمنین نے تو توبہ کرلی اور منافقین اُسی گمان میں رہے +

ترجمہ وتفسیر

جن لوگوں نے یہ طوفان (حضرت صدیقہ رض کی نسبت) برپا کیا ہے (اے مسلمانو جو اس شہرت سے رنجیدہ ہیں اور اُسمیں وہ جنپر تہمت تھی بدرجہ اولیٰ داخل ہیں) وہ تمہارے ہی میں کا ایک (چھوٹا سا) گروہ ہے کیونکہ قاذف کل چار تھے ایک بالذات اور مخترع یعنی عبد اللہ منافق اور تین بالواسطہ اور متبع یعنی حسان ومسطح وحمنہ کہ مؤمن مخلص تھے اور حقیقۃ منکم کے مصداق اور منافق مذکور ظاہراً منکم میں

النحو قولہ یوم تشھد ظرف لما فی لھم من معنی الاستقرار للعذاب لما فی جواب حال المبالغۃ من الخلف کما فی الروح البلاغۃ	قولہ اولٰئک ای لغلیب الاشارۃ الی اھل البیت النبوی کما ولا منافی ما فیہ مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصدیقۃ والازواج وتبرئۃ الطاہرۃ وما اشتہر بہ صلی اللہ علیہ وسلم فلان تعقیبا لیکون حقیقیۃ صلے اللہ علیہ وسلم بالنفرۃ حاشاہ صلی اللہ علیہ وسلم عن ذلک ۱۲

شمار کیا گیا ہے بوجہ ادعا اسلام کے مطلب تسلی ہے کہ زیادہ غم نہ کرو اول تو جھوٹ پھر ناقل بھی کل چار ہی آدمی اور زیادہ آدمی تو اسکے مخالف ہی ہیں پس غم کا بھی یہ موجب زیادت غم نہ ہونا چاہیے آگے ایک اور طور پر تسلی ہے کہ) تم اس (طوفان بندی) کو اپنے حق میں برا نہ سمجھو (گو ظاہر میں غم کی بات ہے مگر واقع میں اس سے تمہارا ضرر نہیں) بلکہ یہ (باعتبار انجام کے) تمہارے حق میں بہتر ہی بہتر ہے (کیونکہ اس غم سے تمکو صبر کا ثواب ملا تمہارے درجے بڑھے خصوص تمہاری حضرات کی برارۃ کے لیے نص قطعی آئی اور آیندہ بھی مسلمانوں کے حق میں خیر ہے کہ ایسے مصیبت زدہ اس واقعہ سے تسلی حاصل کیا کرینگے پس تمہارا تو کوئی ضرر نہ ہوا البتہ ان چرچا کرنے والوں کو ضرر ہوا کہ) اُنمیں سے ہر شخص کو جتنا کسی نے کچھ کیا تھا گناہ ہوا (مثلاً زبان سے کہنے والوں کو زیادہ گناہ اور سُنکر خاموش رہجانے والوں کو یا دل سے بدگمانی کرنے والوں کو اُنکی موافق گناہ ہوا) اور اُنمیں جسنے اس (طوفان) میں سب سے بڑا حصہ لیا (کہ اسکو اختراع کیا مراد اس سے عبداللہ بن ابی منافق ہے) اُسکو اُس سے بڑھکر سخت سزا ہوگی (مراد اس سے جہنم ہے جسکا استحقاق پہلے سے بوجہ کفر و نفاق و عداوت رسول کے بھی تھا اب اور زیادہ عقوبت کا مستحق ہوگیا یہ تو غم و دفع ضرر کی نفی اور قاذفین کے ضرر کا اثبات تھا آگے ان قاذفین مؤمنین کو ناصحانہ ملامت ہے کہ) جب تم لوگوں نے یہ بات سُنی تھی تو مسلمان مردوں (نے جنمیں حسان و مسطح بھی آگئے) اور مسلمان عورتوں نے (جنمیں حمنہ بھی آگئیں) اپنے آپس والوں کے ساتھ (یعنی حضرت صدیقہ رض اور اُن صحابی کے ساتھ دل سے) گمان نیک کیوں نہ کیا اور (زبان سے) یوں کیوں نہ کہا کہ یہ صریح جھوٹ ہے (ابیاد منثور میں ابوایوب اور ان کی زوجہ کا یہی قول مروی ہے اسمیں قاذفین کے ساتھ ساکتین اور شاکین پر بھی ملامت ہے جنمیں بجز محدودین کے اور مؤمنین و مؤمنات بھی داخل ہو گئے آگے اس حسن ظن و رد افک کے وجوب کی وجہ ارشاد ہے کہ) یہ (قاذف) لوگ اس (اپنے قول) پر چار گواہ کیوں نہ لائے (جو کہ اثبات زنا کے لیے شرط ہے) سو جس حالت میں یہ لوگ گواہ (موافق قاعدہ کے) نہیں لائے تو بس اللہ کے نزدیک (یعنی قانون شرعی کے اعتبار سے) یہ جھوٹے ہیں (مطلب یہ کہ اصل امر نزاہت ہے جب تک اس کا یقینی رافع نہ ہو اسی کا یقین شرعًا واجب ہے لان الیقین لا یزول الا بیقین مثلہ لا بالشک پس اس بنا پر نزاہت صدیقہ رض کا یقین اور قذف کے مقابلہ میں اُس یقین کا اظہار واجب تھا اور یہی یقین ہے جسکا ایسے امور میں عبد مکلف بنایا گیا ہے جسکے لیے عدم ثبوت بالدلیل المخالف کافی ہے نہ یقین باصطلاح اہل المعقول کیونکہ اسکے لیے ثبوت عدم بالدلیل کی حاجت ہے پس محل افک میں قبل نزول آیات کے صرف عدم ثبوت بالدلیل تھا اور بعد آیات کے البتہ ثبوت عدم بالدلیل متحقق ہوگیا پس اسوقت یقین استصحاب کافی تھا جسکو اللہ تعالی نے ظن سے تعبیر فرمایا ہے اور عدم ثبوت بالدلیل کو جو کہ اس یقین کا مبنی ہے لولا جاؤا الخ میں بیان فرمایا ہے اور اسوقت یقین اصطلاحی کا مکلف نہیں فرمایا تھا البتہ اب بعد نزول آیات چونکہ اس یقین اصطلاحی کا مبنی کہ ثبوت عدم بالدلیل ہے پایا گیا اب اسکا بھی مکلف ہے اور اسکا ترک یعنی احتمال مرجوح بھی کفر ہے اور اب اس آیت پر یہ اشکال بھی نہ رہا کہ عدم اتیان بالشہداء مستلزم کذب قاذف کو اور صورت تحقق نزاہت کو کیسے ہوا اور یہ شبہ بھی نہ رہا کہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تردد تھا چنانچہ حضرت صدیقہ رض سے فرمایا تھا کہ اگر کوئی لغزش ہوگئی ہو تو توبہ کر لینا چاہیے رواہ البخاری اور آیت سے وجوب یقین نزاہت کا معلوم ہوتا ہے پھر تردد میں ترک واجب معصوم سے لازم آیا سو وجہ دفع ظاہر ہے کہ یہ تردد منافی یقین شرعی مذکور کے نہیں چنانچہ اس یقین کو آپنے خود ان الفاظ سے ظاہر فرمایا تھا ما علمت علی اہلی الا خیرا رواہ البخاری البتہ یقین اصطلاحی اہل معقول کے منافی ہے سو اُسکا وجوب نزول آیات کے قبل ہوا نہ تھا جیسا اب بعد نزول آیات کے ہوگیا اور یہاں تو وہ قاذف واقع میں بھی کاذب تھے اور نہ کوئی معاینہ کا مدعی تھا لیکن اگر کسی جگہ خود کوئی شخص معاینہ کرلے اور گواہ نہ لاسکے تو اُسکا کاذب ہونا عند اللہ یعنی ہے کہ حکم کاذبین کا یعنی حد قذف اُسپر جاری ہوگی کذا فی الخازن آگے اس تہمت قاذفین اہل ایمان کے ساتھ ارشاد فرماتے ہیں) اور اگر (اے حسان و مسطح و حمنہ) تم پر اللہ تعالی کا فضل و کرم نہ ہوتا دنیا میں (بھی کہ توبہ کی مہلت دی) اور آخرت میں (بھی کہ توبہ کی توفیق دی اور اُسکو قبول بھی کر لیا اگر یہ نہ ہوتا) تو جس شغل میں تم پڑے تھے اُس میں تم پر سخت عذاب واقع ہوتا (جیسا عبداللہ بن ابی کو بوجہ عدم توبہ کے ہوگا کما مر من قولہ تعالی والذی تولی وکما سیأتی ولہم عذاب عظیم یوم تشہد گو اہال کے لیے بھی ہے مگر مجموعہ دارین میں رحمت نہیں ہے اور اس سے معلوم ہوگیا کہ صحابہ مقبول التوبہ اور پاک ہو کر آخرت میں مرحوم ہیں اور علیکم میں خطاب مؤمنین کو ہونیکا قرینہ اولًا اویہ کی آیت میں یہ ارشاد ہے ظن المؤمنون ثانیاً فی الآخرۃ فرمانا کہ منافق بوجہ استحقاق درک اسفل کے یقیناً مرحوم فی الآخرۃ نہیں ثالثاً آگے یعظکم اور لولا فضل اللہ علیکم میں طبرانی نے ابن عباس رض کا قول نقل کیا ہے یرید مسطحا و حمنۃ و حسان کذا فی الدر المنثور اور صیغہ مضارع اسکا قرینہ ہے آگے ما افضتم فیہ کا فی نفسہ ترقی انعطاف ہونیکی وجہ فرماتے ہیں کہ تم اس عذاب عظیم کے مستحق اُسوقت ہو جاتے) جبکہ تم اُس (جھوٹ بات) کو اپنی زبانوں سے نقل در نقل کر رہے تھے اور اپنے منہ سے ایسی بات کہہ رہے تھے جسکی تمکو کسی دلیل سے مطلق خبر نہیں (اور ایسی خبر کے ناقل کا کاذب ہونا فاولئک عند اللہ ھم الکاذبون میں بیان ہو چکا) اور تم اسکو ہلکی بات (یعنی غیر موجب گناہ) سمجھ رہے تھے حالانکہ وہ اللہ

ملحقات الترجمۃ

۱۸ قولہ فو الذی تولی عبد اللہ الخ وما روی فی بعض الروایات من ان بعض لعائشۃ نہ ان حسانا تولی کبرہ والخ فکر بنیۃ مجوابہا رجاء ان العمی من العذاب العظیم فمبنی علی التنزل فحاصل الجواب انہ لو فرض کونہ تولی فالعمی العذاب ہو الدنیوی ۱۲

قولہ فی لغۃ تلقونہ مستحق اُسوقت الخ اشارہ الی تعلق اذ بمس ثم لما تشکل ان التعلق یان التلقی فی الزمان ماس الاخرۃ فکیف یمکن تصحیحہا اشار الی الجواب بانہ المس الاستحقاق ولا اشکال فی اتحاد وقت التلقی والاستحقاق ۱۲

نزدیک بہت بھاری بات (یعنی موجب گناہ عظیم) تھی (اول اگر رمی محصنات خود معصیت ہے پھر محصنات بھی کون ازواج مطہرات میں سے کہ یہ قذف موجب ایذا بھی ہوا جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پس اس میں متعدد اسباب معصیت کے جمع تھے) اور تم نے جب اس (بات) کو (اول) سنا تھا تو یوں کیوں نہ کہا کہ ہم کو زیبا نہیں کہ ایسی بات منہ سے بھی نکالیں معاذ اللہ یہ تو بڑا بہتان ہے (جیسا کہ بعض صحابہ نے اسی طرح کہا تھا رضی اللہ عنہم سعد بن معاذ و زید بن حارثہ و ابو ایوب اور زائد کی نفی نہیں ہے ممکن ہے اور بہتوں نے کہا ہو مطلب یہ کہ قاذفین ساکتین سب کو یہی کہنا چاہیے تھا۔ اور یہ شبہ کہ جیسے بلا دلیل صدق معلوم نہیں تھا اسلیے قذف نا جائز تھا اسی طرح بلا دلیل کذب بھی تو معلوم نہیں ہو سکتا پھر نہ بہتان عظیم کہنا کیسے جائز بلکہ موجب منع ہوا سو یہ شبہ اوپر فاولئک عند اللہ ھم الکاذبون کی تقریر میں دفع کر دیا گیا ہے۔ اسی طرح یہ شبہ کہ جب ان صحابہ کو ایسا تیقن تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کیوں تردد تھا اور آپ نے یہ قول کیوں نہ فرمایا جس کا ترک آیت ہذا میں موجب ملامت معلوم ہوتا ہے یہ شبہ بھی اسی آیت کی تقریر میں دفع کر دیا گیا ہے اور اس قول کے مرادف آپ کا قول بھی نقل کیا گیا ہے یہاں تک تو ماضی پر ملامت تھی اب مستقبل کے لیے نصیحت ہے جو کہ ملامت[۵] سے بھی یہی مقصود ہے پس ارشاد ہے کہ) اللہ تعالیٰ تم کو نصیحت کرتا ہے کہ پھر ایسی حرکت مت کرنا اگر تم ایمان والے ہو (یعنی ایمان مستلزم ہے وجوب کف عن العود کو اور مقدم یعنی ایمان موجود ہے پس تالی یعنی وجوب کف بھی متحقق ہے پس عود نہ ہونا چاہیے اور جیسا عدم نزول عذاب پر امتنان فرمایا ہے آگے نزول احکام و نصائح پر امتنان فرماتے ہیں) اور اللہ تعالیٰ تم سے صاف صاف احکام بیان کرتا ہے (جس میں نصیحت اور حد قذف اور قبول توبہ جو اوپر مذکور ہو چکے ہیں سب داخل ہیں) اور اللہ تعالیٰ بڑا جاننے والا اور بڑا حکمت والا ہے (تمہارے دل کی ندامت کا حال بھی اسکو معلوم ہے اسلیے توبہ قبول کی اور سیاست کی حکمت بھی خوب جانتا ہے اسلیے تمہاری سیاست کی گئی ہذا فسرہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کما فی الدر اور یہاں تک نزول براءۃ سے قبل تذکرہ کرنے والوں کا ذکر تھا آگے ان کا ذکر ہے جو بعد نزول براءۃ کے بھی باز نہ آویں اور ظاہر ہے کہ ایسا شخص بے ایمان ہی ہوگا پس ارشاد ہے کہ) جو لوگ (بعد نزول ان آیات کے بھی) چاہتے ہیں (یعنی اسکی کوشش[۵۳] عملی کرتے ہیں) کہ بے حیائی کی بات کا (بعد ثابت البراءۃ) مسلمانوں میں چرچا ہو (یعنی یہ خبر شائع ہو کہ ان مسلمانوں میں یہ بے حیائی کی بات ہے حاصل مطلب یہ کہ جو لوگ ان حضرات مقدسین کی طرف زنا کی نسبت کرتے ہیں) ان کے لیے دنیا اور آخرت میں سزائے دردناک (مقرر) ہے (دنیا میں تو حد قذف جسکا ثبوت استحقاقاً تو دائماً ہے اور وقوعاً بھی احیاناً جبکہ سب شرائط پائے جاویں اور احیاناً بعض عوارض سے وقوع نہیں ہوتا مثلاً ان کے حنفیہ کے نزدیک یہ بھی ہے کہ بعد حد قذف کے پھر اسی شخص کو وہی تہمت لگا دی مکرر حد نہیں لگتی اور آخرت میں عذاب جہنم جو استحقاقاً دوقوعاً ہر طرح یقینی ہے کیونکہ نص قطعی کے خلاف اعتقاد سے تکلم کرنا کفر ہے اور اگر تکلم نہ ہو صرف اعتقاد ہو تو بھی عذاب آخرت مرتب ہوگا گو دنیا میں عدم ثبوت کی وجہ سے حد سے بچ جاوے اور اس آیت کے مضمون میں جو یہ قید لگائی گئی کہ بعد نزول ان آیات کے طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے کما فی الدر) اور (اس امر پر اس سزا کا تعجب مت کرو کیونکہ) اللہ تعالیٰ جانتا ہے (کہ کون معصیت کس درجہ کی ہے) اور تم (اسکی حقیقت پوری) نہیں جانتے (رواہ فی الدر عن ابن عباس۔ آگے اس وعید سے اہل ایمان تائبین کے محفوظ رہنے پر امتنان فرماتے ہیں) اور (اے تائبین) اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے (جس سے تم کو توفیق توبہ کی دی) اور یہ کہ اللہ تعالیٰ بڑا شفیق بڑا رحیم ہے (جس سے تمہاری توبہ قبول کر لی) تو تم بھی (اس وعید سے) نہ بچتے (آگے مسلمانوں کو اپنی رحمت سے بلا تخصیص اس معصیت مذکورہ کے تمام معاصی سے احتراز رکھنے کا امر اور تزکیہ بالتوبہ کی تصریح مع امتنان جو اہتمام کے واسطے بعنوانات مختلفہ مکرر ہے ارشاد فرماتے ہیں کہ)

اے ایمان والو تم شیطان کے قدم بقدم مت چلو (یعنی اسکے اغوا و اضلال پر عمل مت کرو) اور جو شخص شیطان کے قدم بقدم چلتا ہے تو وہ تو ہمیشہ ہر شخص کو بے حیائی اور نامعقول ہی کام کرنے کو کہیگا (جیسا اس واقعہ افک میں تم نے دیکھ لیا) اور (شیطان کے قدم بقدم چل چکنے کے اور گناہ سمیٹ لینے کے بعد اسکے وبال و ضرر سے جو کہ ثابت ہو ہی چکا تھا نجات دیدینا یہ بھی ہمارا ہی فضل تھا ورنہ) اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم نہ ہوتا تو تم میں سے کوئی کبھی بھی (توبہ کر کے) پاک صاف نہ ہوتا (یا تو توبہ کی توفیق ہی نہ ہوتی جیسا منافقین کو نہ ہوئی اور یا توبہ قبول نہ کی جاتی کیونکہ ہم پر کوئی چیز واجب تو ہے نہیں) ولیکن اللہ تعالیٰ جسکو چاہتا ہے (توبہ کی توفیق دیکر) پاک صاف کر دیتا ہے (اور بعد توبہ کے اپنے فضل سے وعدہ قبول کا بھی فرما لیا ہے) اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سنتا سب کچھ جانتا ہے (پس تمہاری توبہ سن لی اور تمہاری ندامت جان لی اس لیے فضل فرما دیا۔ آگے اس کا بیان ہے کہ بعد نزول آیات براءۃ کے بعض صحابہ نے جن میں حضرت ابی بکر رضی اللہ عنہ بھی ہیں رواہ البخاری اور دوسرے صحابہ بھی ہیں کذا فی الدر المنثور عن ابن عباس رضی اللہ عنہ غدرت غیظ میں قسم کھائی کہ جس جس نے یہ چرچا کیا ہے کہ بعض اُن میں حاجتمند بھی تھے اُن کو اب سے کسی قسم کی مالی امداد نہ دیں گے اللہ تعالیٰ ان کی عفو تقصیر اور امداد جاری کر دینے کے لیے ارشاد فرماتے ہیں)

ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ فی سعد بن معاذ اللہ فیہ غایۃ المبالغۃ لان التسبیح فی لساننا لا یستعمل فی الاستبعاد والاستعظام بل بخوص التعجب و ملہ

قولہ قبل یعظکم بہ کے بھی لم فلا یشکل تولہ علیہ السلام فی قصۃ محاجۃ موسیٰ آدم علیہما السلام حج آدم موسیٰ فی قولہ اتلومنی الخ لان الملامۃ اللہ مقصد ستفسہا بل لغیر ہا من الوعظ ولم تکن ملامۃ موسیٰ فی دار العمل لتیسر علیہ الوعظ و ہذہ الملامۃ فی دار العمل اما اللوم یوم القیامۃ فلا لزام الحجۃ الذی یختص بہ جل شانہ فافہم ۱۲

۵۳ قولہ فی یحبون کوشش اشارۃ الی ان المراد بہ القصد والارادۃ لا المیل الطبعی فقط بلا عزم و عمل والنکتۃ فی التعبیر بالحب التنبیہ علی قوۃ المقتضی ای یکون للاشاعۃ عن صمیم قلب ولا یکون ہذا فی الازواج المطہرات الا من کافر عدو لہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

اور جو لوگ تم میں (دینی) بزرگی اور (دنیوی) وسعت والے ہیں وہ اہل قرابت کو اور مساکین کو اور اللہ کی راہ میں ہجرت والوں کو دینے سے قسم نہ کھا بیٹھیں (یعنی اس قسم کے مقتضا پر استمرار نہ کریں بلکہ توڑ ڈالیں یہ مطلب ہے ورنہ قسم تو ہو ہی چکی تھی یعنی ان صفات کا مقتضا ہی امداد کرنا ہے خصوص جس میں سب ہوں جیسے حضرت مسطح رضی کہ وہ ابوبکرؓ کے نزدیک کے رشتہ دار بھی ہیں اور مسکین اور مہاجر بھی ہیں آگے ترغیب کے لیے فرماتے ہیں کہ) کیا تم یہ بات نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے قصور معاف کر دے (سو تم بھی اپنے قصور واروں کو معاف کر دو) بیشک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے (سو تم کو بھی تخلق باخلاق الٰہیہ چاہیے آگے منافقین کی وعید کی تفصیل ہے جس کا اوپر ان الذین یحبون الخ میں اجمالاً ذکر تھا یعنی) جو لوگ (بعد نزول آیات کے) بدکاری کی تہمت لگاتے ہیں ان عورتوں کو جو پاکدامن ہیں (اور) ایسی باتوں (کے کرنے اور ارادہ) سے (محض) بے خبر ہیں (اور ایمان والیاں ہیں (اور جن کی براءۃ نص سے ثابت ہو چکی ہے اور جمع لانا اس لیے ہے کہ سب ازواج مطہرات کو شامل ہو جاوے کہ الطیبات سے سب کی طہارت ثابت ہے اور ظاہر ہے کہ ایسے لوگ جو ایسی مطہرات کو متہم کریں کافر اور منافق ہی ہو سکتے ہیں) ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی جاتی ہے (یعنی خدا تعالیٰ کی رحمت خاصہ سے دارین میں بوجہ کفر کے دور ہو گئے) اور ان کو (آخرت میں) بڑا عذاب ہوگا جس روز ان کے خلاف میں ان کی زبانیں گواہی دیں گی اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں بھی (گواہی دیں گے) ان کاموں کی جو کہ یہ لوگ کیا کرتے تھے (مثلاً زبان کہے گی کہ اس نے میرے ذریعے فلاں فلاں کفریات بکی اور ہاتھ پاؤں کہیں گے کہ اس نے ترویج کفریات کے لیے یوں یوں تگ و پو کی) اس روز اللہ تعالیٰ ان کو ان کا واجبی بدلہ پورا پورا دے گا اور (اس روز ٹھیک ٹھیک) ان کو معلوم ہوگا کہ اللہ ہی ٹھیک فیصلہ کرنے والا (اور) بات (کی حقیقت) کو کھول دینے والا ہے (یعنی اب بوجہ کفر کے اس امر کا اعتقاد کما حقہ نہیں اس روز معلوم ہو جاوے گا اور یہ معلوم کر کے بالکل نجات سے مایوس ہو جاویں گے کیونکہ ان کے مناسب فیصلہ عذاب ابدی ہے۔ یہ آیتیں غیر تائبین کے بارے میں ہیں کہ نزول آیت کے بعد بھی اعتقاد افک سے باز نہیں آئے تائبین کو فضل اللہ و رحمتہ میں مرحوم دارین فرمایا اور غیر تائبین کو لعنوا میں ملعون دارین فرمایا تائبین کو لمسکم فیما افضتم فیہ عذاب عظیم میں عذاب سے محفوظ بتلایا تھا اور غیر تائبین کو یہاں عذاب عظیم میں نیز اس سے قبل والذی تولیٰ کبرہ الخ میں مبتلائے عذاب بتلایا تائبین کے لیے ان اللہ غفور رحیم میں بشارت عفو و غفران یعنی تسعیت کی فرمائی تھی اور غیر تائبین کے لیے تشہد اور یوفیہم میں وعید عدم عفو و فضیحت کی فرمائی تائبین کو ما زکی منکم الخ میں طاہر بتلایا تھا غیر تائبین کو اگلی آیت میں خبیث فرمایا یہاں مضمون براءۃ پر استدلال کر کے قصہ کو ختم فرمایا ہے یعنی یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ) گندی عورتیں گندے مردوں کے لائق ہوتی ہیں اور گندے مرد گندی عورتوں کے لائق ہوتے ہیں اور ستھری عورتیں ستھرے مردوں کے لائق ہوتی ہیں اور ستھرے مرد ستھری عورتوں کے لائق ہوتے ہیں (ایک مقدمہ تو یہ ہوا اور دوسرا مقدمہ ضروریات سے ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر چیز آپ کے لائق اور مناسب ہی دی گئی ہے جب آپ ستھرے ہیں تو ضرور اس مقدمہ ضروریہ کے اعتبار سے آپ کی بی بی بھی ستھری ہیں اور ان کے ستھری ہونے سے اس تہمت ناس کے حضرت صفوان کا منزہ ہونا بھی لازم آیا اسی لیے آگے فرماتے ہیں کہ) یہ اُس بات سے پاک ہیں جو یہ (منافق) بکتے پھرتے ہیں اُن (حضرات) کے لیے (آخرت میں) مغفرت اور عزت کی روزی (یعنی جنت) ہے (مغفرت ہر ایک کی اس کی حالت کے مناسب ہے پس محل اشکال نہیں اور اسمیں منافقین کے خبث کا بھی بیان ہو گیا اور نوح و لوط علیہما السلام کی بی بی گو کافر ہوں مگر خبث یعنی زنا سے پاک تھیں کما فی الدر المنثور تفسیر سورۃ التحریم وعن ابن جریر قال کانتا کافرتین مخالفتین و لا ینبغی لامرأۃ تحت نبی ان تفجر وعن ابن عباسؓ قال ما بغت امرأۃ نبی قط اور نکتہ اس میں یہ ہے کہ کفر زوجہ منفر نہیں اور زنائے زوجہ منفر ہے اور انبیاء منفرات سے منزہ ہیں اور شہادۃ السنہ منافی نہیں ختم علی الافواہ کے کیونکہ ختم علی الافواہ سے معذرت نافعہ کی نفی ہے اور شہادت میں قول مضر کا اثبات ہے۔ دوسرے شہادت میں زبان خود متکلم ہو گی متکلم کا آلہ نہ ہو گی یہ مراد ہے ختم سے۔ اور اگر شبہ ہو کہ حضرت علیؓ نے اس مشورہ میں کہا تھا کہ اگر آپ طلاق دیدیں تو عورتیں بہت ہیں جواب یہ ہے کہ ان کو سوءِ ظن نہ تھا بلکہ اس مشورہ میں تسکین و تقویت قلب اور تخفیف غم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی اور متوجہ کرنا تھا تحقیق کی طرف تاکہ براءت خوب ثابت ہو جاوے تو واقع میں اعانت تھی ثبوت براءۃ میں ۱۲

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ فی اولی القربیٰ مخصوص فیکون من عطف الصفۃ علی الصفۃ ۱۲

سلہ قولہ فی للخبیثین لائق اشارۃ الی ان اللام للاستحقاق فلا یرد علیہ شئی ۱۲

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ

اے ایمان والو تم اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل مت ہو جب تک کہ اجازت حاصل نہ کرلو اور اُن کے رہنے والوں کو سلام نہ کرلو یہی تمہارے لیے بہتر ہے تاکہ تم

تَذَكَّرُوْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَآ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى

خیال رکھو پھر اگر اُن گھروں میں تم کو کوئی معلوم نہ ہو تو اُن گھروں میں نہ جاؤ جب تک کہ تم کو اجازت نہ دی جاوے اور اگر تم سے یہ کہدیا جاوے کہ لوٹ جاؤ تو تم لوٹ آیا کرو یہی بات تمہارے لیے

لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ۝

بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ کو تمہارے اعمال کی سب خبر ہے تم کو ایسے مکانات میں چلے جانے کا گناہ نہ ہوگا جنمیں کوئی نہ رہتا ہو انمیں تمہاری کچھ برتنے کی چیز ہو اور تم جو کچھ علانیہ کرتے ہو اور جو پوشیدہ طور پر کرتے ہو اللہ تعالیٰ

حکم پنجم استیذان

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَآ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ۝ (مکانات کی چار قسمیں ہیں ایک خاص اپنے رہنے کا جسمیں دوسرے کے آنے کا احتمال ہی نہیں۔ دوسرا جسمیں کوئی اور بھی رہتا ہو گو وہ محارم ہی کیوں نہ ہوں یا کسی کے آجانے کا اُسمیں احتمال ہو۔ تیسرا جسمیں کسی کا بالفعل رہنا یا نہ رہنا دونوں محتمل ہوں۔ چوتھا جسمیں کسی کی خاص سکونت نہ رکھنا متیقن ہو جیسے مدرسہ خانقاہ سرائے پس قسم اول کا حکم تو یہ ہے کہ اُس میں کسی کی اجازت لینے کی ضرورت نہیں کیونکہ علت وجوب استیذان کی جو آیندہ معلوم ہوگی وہاں منتفی ہے اور دوسری اقسام کا حکم اگلی آیتوں میں فرماتے ہیں کہ) اے ایمان والو تم اپنے (خاص رہنے کے) گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں (جسمیں دوسرے لوگ رہتے ہوں خواہ بطور ملک کے یا بطور عاریت یا اجارہ کے) داخل مت ہو جب تک کہ (اُنسے) اجازت حاصل نہ کرلو اور (اجازت لینے کے قبل) اُنکے رہنے والوں کو سلام نہ کرلو (یعنی اول سلام کرکے اُنسے پوچھو کہ ہم آویں اور ویسے ہی بے اجازت لیے ہوئے مت گھس جاؤ اور گو اجازت لینے کو بعضے آدمی خلاف شان اور موجب ذلت سمجھتے ہیں اور اسلیے اجازت نہ لینے کو مستحسن سمجھتے ہیں لیکن واقع میں) یہ (اجازت لیکر اندر جانا) ہی تمہارے لیے (بے پوچھے چلے جانے سے) بہتر ہے (یہ بات تمکو اسلیے بتلائی ہے) تاکہ تم (اسکا) خیال رکھو (اور اسپر عمل کرو اور بہتر اسوجہ سے ہے کہ بے پوچھے چلے جانے میں احتمال ہے ناجائز موقع پر نظر پڑجانے کا یا گھر والوں کی کسی ایسی حالت پر مطلع ہونے کا جسپر مطلع ہونا اُنکو ناگوار ہے اسی لیے تجسس کی ممانعت ہے اسی لیے یہ حکم عام ہوگا امی اور نساء کے لیے بھی اور اس احتمال پر جو مفاسد مرتب ہوسکتے ہیں وہ اُس ذلت وہمیہ سے جو استیذان میں سمجھی جاتی ہے کہیں زائد ہیں یہ حکم ہوا قسم دوم کا) پھر اگر ان گھروں میں تمکو کوئی (آدمی) معلوم نہ ہو (خواہ واقع میں وہاں کوئی ہو یا نہ ہو) تو (بھی) اُن گھروں میں نہ جاؤ جبتک کہ تمکو (مختار اذن کیجانب سے) اجازت نہ دی جاوے (کیونکہ اول تو اُسمیں آدمی کے ہونیکا احتمال ہے اور وہی علت مذکورہ وجوب استیذان کی محتمل ہے اور اگر یقین ہی ہو جاوے کہ اُسمیں کوئی نہیں تو رہی یہ کہ پرایا گھر تب بھی بے اجازت جانے میں تصرف ہے ملک غیر میں بلا اُسکے اذن کے جو کہ حرام ہے۔ یہ حکم ہوا قسم سوم کا) اور اگر (اجازت لینے کے وقت) تمسے یہ کہدیا جاوے کہ (اسوقت) لوٹ جاؤ تو تم لوٹ آیا کرو یہی بات تمہارے لیے (اس سے) بہتر ہے (کہ وہیں جم جاؤ کیونکہ یہ پوری ذلت اور دوسرے شخص کے قلب پر گرانی ڈالنا ہے اور ایذا کی حرمت ظاہر ہے اسی طرح بے وجہ ذلیل ہونا بھی مذموم ہے کہ یہ ذلت واقعیہ اور بے ضرورت ہے اور پہلی ذلت وہمیہ اور دوسرے کے حفظ حقوق کیلیے ہی فافترقا) اور اللہ تعالیٰ کو تمہارے اعمال کی سب خبر ہے (اگر خلاف حکم کروگے سزا کے مستحق ہوگے اور یہی حکم ہے لوٹ آنے کا جب تین بار پوچھنے پر اجازت نہ ملے

ملخصا الترجمة
له قوله ز تستانسوا
انت ... [illegible]
... للترتيب ۱۲ ش
قوله ذلكم ... اجازت
... علیکم السابق
... بعد سلام ...
... ۱۲ ع
قوله خير ... چہ
... اشاره ...
... التنفيس
الله ... جواز ...
من ... ال ... بلا
... تستقر ...
بقبول ... اجازت ...
لله قوله ازكى لكم
... بات ... الفاظ ... ازکی
تعليلا للقعد ... رشدهم
لله ذلك ... لكم

اللغات الاستيناس الاستئذان ... استفعل من آنس الشيء بالعلم او البصر ... الابصار طريق الى الاستئناس ... العلم ... الاستئناس ... فالاستيناس خلاف ... الاستيحاش ... حتى يؤذن لكم فان من يطرق بيت غيره ... لا يدري ايؤذن له ام لا فهو كالمستوحش من خفاء الحال عليه فاذا اذن له استأنس ... فهو من ذلك كناية او مجاز ۱۲

فائده ... ورد في بعض الروايات قول ابن عباس ... في ... تستأنسوا ... انما ... تستاذنوا ... ابن جبان ... الرواية

... اجاب بعضهم بان المراد ... الاختيار ... لا ... كما هو الاولى ... الناس عليه من الاحرف السبعة لان الذي كتب خارج عن القرآن ... ثبت تواتره عنده ... بعد ثبوت التواتر ... فافهم والذي تحرر عندي ... من ... ثبوت هذه الروايات ... تعالى ... القراءات التي ... صلى الله عليه وسلم ... القراءة ... الوجوه ... تلك القراءات نسخت ... فلم ... اليها ... المتاخر ... عند ... كما كان ابو الدرداء ... يقرأ ... والذكر والانثى ... [illegible]

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ

آپ مسلمان مردوں سے کہدیجیے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لیے زیادہ صفائی کی بات ہے بیشک اللہ تعالیٰ کو سب خبر ہے جو کچھ لوگ کیا کرتے ہیں

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا

اور مسلمان عورتوں سے کہدیجیے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں مگر جو اس میں سے کھلا رہتا ہے

وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ

اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رہا کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ ہونے دیں مگر اپنے شوہروں پر یا اپنے باپ پر یا اپنے شوہر کے باپ پر

اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ

یا اپنے بیٹوں پر یا اپنے شوہر کے بیٹوں پر یا اپنے بھائیوں پر یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں پر یا اپنی بہنوں کے بیٹوں پر یا اپنی عورتوں پر یا اپنی لونڈیوں پر

اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ

یا اُن مردوں پر جو طفیلی ہوں اور اُن کو ذرا توجہ نہ ہو یا ایسے لڑکوں پر جو عورتوں کے پردہ کی باتوں سے ابھی واقف نہیں ہوئے

جیسا حدیث میں ہے اور) تمکو ایسے مکانات میں اپنے خاص اجازت کے چلے جانیکا گناہ نہ ہوگا جنمیں (گھر کے طور پر) کوئی نہ رہتا ہو (اور) انمیں تمہاری کچھ برت ہو (یہ حکم ہے قسم چہارم کا جہاں منافع عامہ متعلق ہیں تو دلالۃً وہاں جانیکی عام اجازت ہوتی ہے پس جسکو اجازت نہ ہو اسکو اُن مکانات میں بھی جانا ناجائز ہوگا جنمیں چوری یا ضرر رسانی کا احتمال وشبہ ہو) اور تم جو کچھ علانیہ کرتے ہو اور جو پوشیدہ طور پر کرتے ہو اللہ تعالیٰ سب جانتا ہے (پس ہر عمل میں تقویٰ کی ملازمت لازم ہے) **ف** یہ مسئلہ استیذان کا مردانہ اور زنانہ سب گھروں کے لیے ہے افسوس ہے کہ دوسری بعض قومیں اس سے منتفع ہو رہی ہیں اور مسلمانوں میں سے بالکل متروک ہوگیا ہے۔ اور استیذان واجب ہے اور تقدیم سلام سنت ہے اور اپنے جس گھر میں یقیناً بجز منکوحہ یا مملوکہ شرعی کے کوئی نہ ہو وہ اس سے مستثنیٰ ہے ورنہ وہ بیوت بھی حکم میں غیر بیوتکم کے ہوجاوینگے لاشتراک العلۃ اور وہ مکان مردانہ بھی اس سے مستثنیٰ ہے جہاں آدمی اسی غرض سے بیٹھا ہو کہ جسکا دل چاہے ملنے کو آوے للاذن دلالۃ اور جو مکان خلوت و آرام کے لیے مخصوص ہے گو مردانہ ہی ہو یا مکان ملاقات کا خلوت خانہ بنجانا کسی وقت قرائن سے معلوم ہوجاوے وہاں استیذان کی حاجت ہوگی۔ اور ہر چند کہ یہاں خطاب دونکو ہے مگر عورتوں کا حکم بھی یہی ہے اور مردانہ میں بھی اور زنانہ میں بھی اور ابن عباسؓ سے جو اس آیت سابقہ کا آیت لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ سے نسخ منقول ہے معنی اصطلاحی مراد نہیں بلکہ بیوتاً غیر بیوتکم کے عموم ظاہری کی تخصیص بیوتاً غیر مسکونۃ سے مراد ہے۔

حکم ششم غضِ ابصار و استتار

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ

اللغات الغض اطباق الجفن على الجفن الجيوب جمع جيب هو ههنا فتح في اعلى القميص يبدو منه بعض الجسد واصله من الجيب بمعنى القطع وترجمة بالحاصل ۱۲

النحو

قوله يغضوا جواب لقل ومفعول القول مقدر كانه قيل قل لهم غضوا فان تقل لهم غضوا يغضوا وفيه ايذان لفرط مطاوعتهم جوزان يكون مجزوما بلام امر مقدرة لدلالة قل اي قل لهم ليغضوا ۱۲

البلاغة قوله قل توجيه الخطاب اليه صلى الله عليه وسلم قيل لانها تكاليف جزئية كثيرة الوقوع حرية بان يكون الآمر بها والمتصدي لتدبيرها وحافظها ومهيمنا عليهم وقيل ان ذلك لما ان بعض المؤمنين جاء اليه صلى الله عليه وسلم كالمتصدي للان يقال لما في حيز

القول كما اخرج ابن مردويه عن علي جل نظر الى امرأة الى قوله فاتاه فقص عليه القصة وانزل الله تعالى قل للمؤمنين كذا في الروح قوله يحفظوا فروجهم لم يقل من لان الاصل في الفروج الحظر بخلاف النظر فان الاصل فيه الاباحة فدل التبعيض على اصالة الاباحة وترك على اصالة الحظر قوله لا يبدين الثاني كرر لتبيين الاستثناء باعتبار الناظر قوله بني اخوانهن لم يقل ابناء كما قيل في ابائهن لان البنين من العموم ما ليس في الابناء مثله الا انه اقيل ابناء آدم ويقال بني آدم والغالب ان الاولاد والاخوان لتعددهم واختلاف اضافتهم يكون فيهم اولاد من الكثرة ما لا يكون في ابنائهن وابناء بعولتهن فافهم كذا القول في بني اخواتهن ۱۲

اِنۡ يَّكُوۡنُوۡا فُقَرَآءَ يُغۡنِهِمُ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيۡمٌ ۞ وَلۡيَسۡتَعۡفِفِ الَّذِيۡنَ لَا يَجِدُوۡنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغۡنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ

اگر وہ لوگ مفلس ہوں گے تو خدا تعالیٰ اُن کو اپنے فضل سے غنی کر دے گا اور اللہ تعالیٰ وسعت والا ہے خوب جاننے والا ہے اور ایسے لوگوں کو جن کو نکاح کا مقدور نہیں ان کو چاہیے کہ ضبط کریں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کو

اِنۡ يَّكُوۡنُوۡا فُقَرَآءَ يُغۡنِهِمُ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيۡمٌ ۞ وَلۡيَسۡتَعۡفِفِ الَّذِيۡنَ لَا يَجِدُوۡنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغۡنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ ؕ

(یعنی احرار میں) جو بے نکاح ہوں (خواہ مرد خواہ عورت اور خواہ ابھی نکاح ہی نہ ہوا ہو یا وفات وطلاق سے اب تجرد ہو گیا ہو) تم ان کا نکاح کر دیا کرو اور (اسی طرح) تمہارے غلام اور لونڈیوں میں جو اس (نکاح کے) لائق ہو[ف] (یعنی حقوق زوجیت کو ادا کر سکے) اُس کا بھی (نکاح کر دیا کرو اور محض اپنی مصلحت کے خیال سے باوجود غلام لونڈیوں کو ضرورت ہونے کے اُن کی اس مصلحت کو فوت مت کیا کرو اور احرار کے نکاح میں اُس اپنے عزیز یا اپنی عزیزہ کے شوہر یعنی پیغام دینے والے کے فقر و افلاس بالفعل کو جبکہ بالقوہ اُس میں مادہ اکتساب وخدمت عیال کا ہو مانع مت سمجھا کرو کیونکہ اگر وہ لوگ مفلس ہوں گے تو خدا تعالیٰ (اگر چاہے گا) اُن کو اپنے فضل سے غنی کر دے گا لپس نہ عدم غنا کو مانع نکاح سمجھیں اور نہ نکاح کو مانع غنا اس کا دار و مدار مشیت پر ہے اگر فقر کے ساتھ مشیت متعلق ہو جاوے تو باوجود نکاح نہ ہونے کے بھی ہو جاوے گا اور اگر غنا کے ساتھ مشیت متعلق ہو جاوے تو باوجود نکاح ہونے کے بھی ہو گا پس ایسے ارتباطات وہمیہ باطلہ پر کیوں نظر کی جاوے) اور اللہ تعالیٰ وسعت والا ہے (جس کو چاہے غنی کر دے) اور سب کا حال خوب جاننے والا ہے (جس کو اہل غنا کا دیکھے غنی کر دے جس کو اہل فقر کا جانے فقیر کر دے) اور (اگر کسی کو بوجہ فقر کے نکاح کا سامان مثلاً بیوی یا مہر معجل میسر نہ ہو تو) ایسے لوگوں کو کہ جن کو نکاح کا مقدور نہیں ان کو چاہیے کہ (اپنے نفس کو) ضبط کریں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ (اگر چاہے) اُن کو اپنے فضل سے غنی کر دے (پھر نکاح کر لیں) **ف** جو قید عباد و اماء میں لگائی ہے کہ صالح یعنی لائق ادا حقوق زوجیت ہوں اس تقیید سے اشتراط مقصود نہیں گو واقع میں اشتراط بھی دوسرے قواعد شرعیہ سے ثابت ہے عبید و اماء میں بھی اور احرار میں بھی کیونکہ اگر کسی مرض غیر متوقع الشفا یا سوء خلق غیر متوقع الاصلاح کی وجہ سے ادا حقوق کی غالب امید نہیں تو اُس کے لیے سعی و اعانت و اہتمام کرنا بالکل ایک شخص کی عافیت کو برباد کرنا ہے لیکن اس جگہ مقصود اس تقیید سے یہ ہے کہ باوجود صالح ہونے کے کہ مقتضی ہے نکاح کو نکاح میں لیت و لعل مت کیا کرو اس خیال سے کہ ہمارا غلام یا ہماری لونڈی پھر ہماری پوری خدمت نہ کریں گے اور چونکہ احرار میں وجود صلاح کے وقت توہم مذکور کی وجہ سے لیت و لعل کی عادت نہیں اس لیے وہاں یہ قید نہیں لگائی البتہ اور امور احیاناً موجب توقف ہو جاتے ہیں اسلیے انکحوا کا امر فرمایا اور انکحوا عام ہے معاونت و توسط و تمکین سب کو جیسا جہاں موقعہ ہو اور اُس میں خطاب عام ہے اولیا یعنی اقارب و سادات یعنی آقاؤں کو اور اذن ولی کا شرط ہونا یا نہ ہونا اور اذن سید کا شرط ہونا یہ دوسرے دلائل سے ہے اور ان یکونوا فقراء کے ظاہری مضمون پر یہ وسوسہ ہوتا ہے کہ مشاہدہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اوقات نکاح فقیر پر غنا مرتب نہیں ہوتا پھر وعدہ کے کیا معنی تقریر ترجمہ سے اس کا جواب ظاہر ہو گیا کہ وہ معلق ہے مشیت کے ساتھ جیسے دوسری جگہ تصریح ہے وان خفتم عيلة فسوف يغنيكم الله من فضله ان شاء اور اس جواب پر اگر شبہ ہو کہ اس میں نکاح کی اور غنا کی کیا تخصیص ہے بے نکاح والے کا بھی غنا اور اسی طرح سب کا فقر بھی مشیت کے ہی ساتھ معلق ہے اس کا جواب بھی تقریر ترجمہ سے ظاہر ہو گیا کہ چونکہ اکثر کا خیال ہے کہ فقر میں نکاح اور کوڑھ میں کھاج ہے اسلیے اس سے خصوصیت کے ساتھ تعرض کیا گیا۔ اور اگر وسوسہ ہو کہ اول میں تو فقراء کو نکاح کا امر کیا اور آخر میں ان کو ضبط کا حکم کیا جواب یہ ہے کہ فقر تو مانع نہیں لیکن اگر بیوی نہ ملے تو کسی پر جبر تو ہے نہیں اگر ملے کر لو نہ ملے صبر سے بیٹھے رہو البتہ ان سب صور مذکورہ میں قدرۃ بالقوہ شرط ہے جیسا ان یکونوا فقراء کے ترجمہ سے پہلے سطر میں لکھا گیا ہے اور امر انکحوا مطلق طلب کے واسطے ہے اور نکاح و انکاح کے وجوب یا ندب یا اباحت یا بعض صورتوں میں کراہت کی تفصیل دوسرے دلائل سے ثابت ہے اور امر لیستعفف

فائدہ ذہب بعض السلف الی ابتغاء الغنی بالنکاح فہما من الآیۃ الترتب توجیہہ ان الترتب عادی غالبی لان کلمۃ الی عموم العباد سبب ایہ تمام فی الکسب اکثر تمام فی السعی حیثا تبلی من تلزمہ نفقتہا عرفا و عرفا و ینفیہا الی ذلک لما قد ازاہ ربما انتہا الیہ علی امر بناہ وعندہ کثیر فی العرب اہل القری وصنف ہذا الباب بعض الاحادیث المرفوعۃ ففی تاریخ الخطیب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجلا یشکو الیہ الفاقۃ ان تزوج اخرجہ الدیلمی الثعلبی قولہ علیہ السلام التمسوا الرزق بالنکاح وہذان الحدیثان لا تصریح فیہما علی دلالۃ الترتب بالآیۃ لتمسکہ صلی اللہ علیہ وسلم الجبر فی حدیث اخرجہ صاحب الہدایۃ واحمد والترمذی وصححہ والنسائی وابن ماجہ وابن حبان والحاکم وصححہ والبیہقی فی سننہ ان ثلثۃ حق علی اللہ عونہم الناکح یرید العفاف فیمکن ان یکون ہذا الاخبار عن معنی غیر ملحوظ بنا علیہ امر الرجل بالنکاح حیث علم انہ یرید العفاف امرہ بالتماس الرزق بالنکاح بہذا الشرط بعینہ فلا لعل فیہما علی التفسیر ان بعض من یرید العفاف لا یحصل لہ الغنی فیجاب عنہ بالمعنی المذکور واستدلال بہذہ الاحادیث بیان تاثیر بعض الاعمال فی نفسہ نظیر ان الآثار انما تترتب علی المؤثر اذا اجتمع

ملحقات الترجمة

[۱] قولہ فی منکم احرار بقرینۃ المقابلۃ وبقرینۃ تفویض النکاح الیہم والتفویض فی العبد ۱۲ [۲] قولہ فی الصالحین لائق کذا فی الکبیر فی الوجہ الثالث ۱۲

وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا ۖ وَّاٰتُوْهُمْ

اور تمہارے مملوکوں میں سے جو مکاتب ہونے کے خواہاں ہوں تو اُن کو مکاتب بنادیا کرو اگر اُن میں بہتری پاؤ اور اللہ کے اُس مال میں سے

مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اٰتٰىكُمْ ۭ وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَي الْبِغَاۗءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ

اُن کو بھی دو جو اللہ تعالیٰ نے تمکو دے رکھا ہے اور اپنی لونڈیوں کو زنا کرانے پر مجبور مت کرو جب وہ پاکدامن رہنا چاہیں محض اسلیے کہ دنیوی زندگی کا

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَمَنْ يُّكْرِھْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

کچھ فائدہ تمکو حاصل ہوجاوے اور جو شخص اُنکو مجبور کریگا تو اللہ تعالیٰ اُن کے مجبور کیے جانے کے بعد بخشنے والا مہربان ہے۔

حکم نہم کتابت مملوک و اعانت او

وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا ۖ وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اٰتٰىكُمْ اور تمہارے مملوکوں میں سے (غلام ہوں یا لونڈیاں) جو مکاتب ہونے کے خواہاں ہوں تو بہتر ہے کہ اُنکو مکاتب بنادیا کرو اگر اُنمیں بہتری کے آثار پاؤ اور اللہ کے (دیے ہوئے) اُس مال میں سے اُنکو بھی دو جو اللہ تعالیٰ نے تمکو دے رکھا ہے (تاکہ جلدی آزاد ہوسکیں) ف[1] کتابت شرع میں ایک معاہدہ ہے درمیان آقا اور غلام کے اور حاصل اُس کا یہ ہے کہ تو مجکو اسقدر مال کما کر دیدے تو تو آزاد ہے اور غلام قبول کرلے اسکا حکم یہ ہے کہ اگر کما کر دیدیا تو آزاد ہوجاویگا اور اگر کما کر نہ دے سکا سوا خود کہدے کہ میں دینے سے عاجز ہوں اور کتابت کو فسخ کرتا ہوں تو فسخ ہوجاویگی ورنہ حاکم سے درخواست کیجاویگی اور وہ فسخ کردیگا اور لفظ خیر میں یہ سب باتیں آگئیں۔ کمانے کا سلیقہ۔ بیہودہ خرچ نہ کرڈالنا۔ آزاد ہوکر خلق کو تکلیف نہ پہنچانا ورنہ پہلی صورت میں خود دنیوی تکلیف اٹھائیگا اور کبھی دوسروں سے مانگ کر اُنکو پریشان کریگا اور دوسری صورت میں مبتلائے معصیت بھی ہوگا اور تیسری صورت میں اوروں کو تکلیف دیگا تو ان حالتوں میں اسکا قید اور ماتحت ہی رہنا ٹھیک ہے۔ اور اگر قرائن سے خیر کا علم یعنی ظن غالب ہو تو اسکا مکاتب بنادینا اُسکی درخواست کے وقت مستحب ہے پس یہ امر ندب کے لیے ہے کذا فی الہدایۃ اور اگر درخواست نہ کرے تب بھی مباح ہے بشرط علم خیر اور اگر درخواست کرے مگر خیر مظنون نہ ہو تو فی نفسہ تو مباح ہے کذا فی الہدایۃ لیکن لغیرہ یعنی عارض کیوجہ سے مکروہ ہے کما فی الروح اور اٰتوھم ندب کے لیے ہے اور مخاطب اسکے عام مسلمین ہیں یعنی اُنکو زکوٰۃ دیکر اعانت کرو کیونکہ وہ بھی مصارف زکوٰۃ میں سے ایک مصرف ہے کذا فی الہدایۃ گو اس مکاتب کا مولیٰ غنی ہو تب بھی اُسکو زکوٰۃ دینا اور مولیٰ کا اُسکو لے لینا درست ہے کذا فی الہدایۃ لیکن بنی ہاشم کے مکاتب کو زکوٰۃ دینا درست نہیں کذا فی الہدایۃ اسیطرح اپنے مکاتب کو زکوٰۃ دینا بھی درست نہیں کذا فی الہدایۃ یہ تو ایتاء حقیقی کی تفصیل ہے اور ایک ایتاء مجازی و حکمی ہے جسمیں ایتاء کے لغوی معنے اس لفظ کے ہیں حق نہیں بلکہ وہ حط اور ابراء ہے اور یہ خاص آقا کے ساتھ ہے یعنی بدل کتابت میں سے کچھ کم کردے بعض روایات مرفوعہ سے یہ تفصیل بھی معلوم ہوتی ہے کذا فی الدر المنثور پس یا تو آتوا میں سب کو مخاطب کہا جاوے اور ایتاء میں عموم مجاز لیا جاوے مثلاً اعطوھم جو ایتاء کے معنی حقیقی و مجازی دونوں کو شامل ہے اور یا آتوا میں خطاب صرف دوسرے مسلمانوں کو ہو اور حدیث میں جو تفسیر وارد ہے وہ بنا بر دلالۃ النص ہو یعنی جب آیت میں غیروں کو اعانت کی ترغیب ہے تو خود مولیٰ کے ساتھ تو اُسکے زیادہ تعلقات ہیں اُسکو بھی کچھ اعانت کرنا بہتر ہے اور خیر کی تفسیر صرف حرفہ۔ سامنے اور زائد بدل کتابت کی تقدیر ہے ساتھ جو بعض احادیث مرفوعہ میں آئی ہے کما فی الدر المنثور وہ محمول تمثیل پر ہے نہ نفی ماعدا کے لیے۔

حکم دہم نہی اکراہ علی الزنا

وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَي الْبِغَاۗءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَمَنْ يُّكْرِھْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ اور اپنی (مملوکہ) لونڈیوں کو زنا کرانے پر مجبور مت کرو (اور بالخصوص) جب وہ پاکدامن رہنا چاہیں (اور پھر مجبور بھی محض ایک خسیس غرض کے لیے یعنی) محض اسلیے کہ دنیوی زندگی کا کچھ فائدہ (یعنی مال) تمکو حاصل ہوجاوے اور جو شخص اُنکو مجبور کریگا (اور وہ بچنا چاہینگی) تو اللہ تعالیٰ اُنکے مجبور کیے جانے کے بعد (اُنکے لیے) بخشنے والا مہربان ہے ف[2] جاہلیت میں بعض لوگ اس بات کی کمائی کرتے تھے اور عبداللہ بن ابی منافق بھی اپنی دو لونڈیوں کو اسپر مجبور کیا تھا اسپر یہ آیت نازل ہوئی اخرج الاول ابن مردویہ عن علیؓ والثانی مسلم عن جابرؓ کذا فی الروح۔ اور اس آیت میں قیدیں ہیں ایک فتیات جسکے اصلی معنی ہیں جوان عورتیں پھر بمعنی مملوکات مستعمل ہونے لگا۔ دوسری ان اردن تحصنا تیسری لتبتغوا یہ سب وبنا بر علی الواقع ہیں یعنی مجازیہ بوجہ غیر مرغوب ہونیکے اکراہ کیلیے

ملحقات الترجمہ

[1] قولہ فی ف یہ امر ندب ہے قال فی الہدایۃ مستدلا علیہ نفی الحمل علی الاباحۃ لغا لشرط اذ ھو مباح بدونہ اما الندبیۃ فمعلقۃ بہ ۱۲ [2] قولہ قیل اُن کے پیے اشارۃ الی الرد العام ۱۲

اللغات قولہ ان اردن اذ تحقیق جدالارادۃ ... لاکراہ ... [illegible]

الروایات ... فی الروح اخرج ابن السکن فی معرفۃ الصحابۃ ... [illegible]

وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيعَةٍ يَحْسَبُهُ الظَّمْآنُ مَاءً حَتَّىٰ إِذَا جَاءَهُ لَمْ يَجِدْهُ شَيْئًا وَوَجَدَ اللَّهَ

اور جو لوگ کافر ہیں ان کے اعمال ایسے ہیں جیسے ایک چٹیل میدان میں چمکتا ہوا ریت کہ پیاسا اسکو پانی خیال کرتا ہے یہاں تک کہ جب اسکے پاس آیا تو اسکو کچھ بھی نہ پایا اور قضاء الٰہی کو پایا

عِنْدَهُ فَوَفَّاهُ حِسَابَهُ ۗ وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝ أَوْ كَظُلُمَاتٍ فِي بَحْرٍ لُجِّيٍّ يَغْشَاهُ مَوْجٌ مِنْ فَوْقِهِ مَوْجٌ مِنْ فَوْقِهِ

سو اللہ تعالیٰ نے اسکا حساب اسکو برابر سرابر چکا دیا اور اللہ تعالیٰ دم بھر میں حساب کر دیتا ہے یا وہ ایسے ہیں جیسے بڑے گہرے سمندر کے اندرونی اندھیرے کہ اسکو ایک بڑی لہر نے ڈھانپ لیا ہو اسکے اوپر دوسری لہر اسکے

سَحَابٌ ۚ ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ إِذَا أَخْرَجَ يَدَهُ لَمْ يَكَدْ يَرَاهَا ۗ وَمَنْ لَمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا فَمَا لَهُ مِنْ نُورٍ

بادل اوپر تلے بہت سے اندھیرے ہیں کہ اگر اپنا ہاتھ نکالے تو دیکھنے کا احتمال بھی نہیں اور جسکو اللہ ہی نور نہ دے اسکو نور نہیں

وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيعَةٍ يَحْسَبُهُ الظَّمْآنُ مَاءً حَتَّىٰ إِذَا جَاءَهُ لَمْ يَجِدْهُ شَيْئًا وَوَجَدَ اللَّهَ عِنْدَهُ فَوَفَّاهُ حِسَابَهُ ۗ وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝ أَوْ كَظُلُمَاتٍ فِي بَحْرٍ لُجِّيٍّ يَغْشَاهُ مَوْجٌ مِنْ فَوْقِهِ مَوْجٌ مِنْ فَوْقِهِ سَحَابٌ ۚ ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ إِذَا أَخْرَجَ يَدَهُ لَمْ يَكَدْ يَرَاهَا ۗ وَمَنْ لَمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا فَمَا لَهُ مِنْ نُورٍ ۝ اللہ تعالیٰ نور (ہدایت) دینے والا ہے آسمانوں (میں رہنے والوں) کا اور زمین (میں رہنے والوں) کا یعنی اہل آسمان و زمین میں جسکو ہدایت ہوئی ہے ان سب کو اللہ ہی نے ہدایت دی ہے اور مراد آسمان و زمین سے کل عالم ہے پس جو مخلوقات آسمانوں و زمین سے باہر ہے وہ بھی داخل ہو گئی جیسے حملۃ العرش) اسکے نور (ہدایت) کی حالت عجیبہ ایسی ہے جیسے (فرض کرو) ایک طاق ہے (اور) اسمیں ایک چراغ (رکھا) ہے (اور) وہ چراغ (خود طاق میں نہیں رکھا بلکہ) ایک قندیل میں ہے (اور قندیل طاق میں رکھا ہے اور) وہ قندیل ایسا (صاف شفاف) ہے جیسا ایک چمکدار ستارہ ہو (اور) وہ چراغ ایک نہایت مفید درخت (کے تیل) سے روشن کیا جاتا ہے کہ وہ زیتون (کا درخت) ہے جو (کسی آڑ کے) نہ پورب رخ ہے اور نہ (کسی آڑ کے) پچھم رخ ہے (یعنی نہ اسکی جانب شرقی میں کسی درخت یا پہاڑ کی آڑ ہے کہ اول نہار میں اسپر دھوپ نہ پڑے اور نہ اسکی جانب غربی میں کوئی آڑ ہے کہ آخر نہار میں اسپر دھوپ نہ پڑے بلکہ کھلے میدان میں ہے جہاں تمام دن دھوپ رہتی ہے ایسے درخت کا روغن بہت لطیف اور صاف اور روشن ہوتا ہے اور) اسکا تیل (اسقدر صاف اور سلگنے والا ہے کہ) اگر اسکو آگ بھی نہ چھوئے تاہم ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خود بخود جل اٹھیگا (اور جب آگ بھی لگ گئی تب تو) نور علیٰ نور ہے (یعنی ایک تو اسمیں خود قابلیت نور کی اعلیٰ درجہ کی تھی پھر اوپر سے فاعل یعنی نار کے ساتھ اجتماع ہو گیا اور پھر اجتماع بھی ان کیفیات کے ساتھ کہ چراغ قندیل میں رکھا ہو جس سے بالمشاہدہ چمک بڑھ جاتی ہے۔ اور پھر وہ ایسے طاق میں رکھا ہو جو ایک طرف سے

الرابعۃ والثلثون قولہ لا تلھیھم نا تحقیق بطریقین احدھما انھم لا یتجرون فیتلھو مع الثانی انھم مع التجارۃ لا یتلھون فالمدح علی عدم الالھاء ولا یلزم منہ نفی التجارۃ الخامسۃ والثلثون قولہ اقام الصلوۃ تخصیص بعد تعمیم السادسۃ والثلثون تتقلب تفصیلہ فی آیۃ اخری تشخص فیہا الابصار قولہ واحسنہ ای ہو اہ قولہ القلوب لدی الحناجر کاظمین السابعۃ والثلثون قولہ القلوب یراد بالجنس لان بعضہم آمنون الثامنۃ والثلثون لیجزیہم اللام للعاقبۃ [illegible] والتقدیر احسن جزاء ما عملوا [illegible] التاسعۃ والثلثون [illegible] ان یقال ان فیہ اشارۃ الی ان کل اعمالہم جمیل لانہ احسن الاربعون قولہ [illegible] فی ہذا النوع ایماء الی انہم من شاء اللہ تعالیٰ ان یدخلہم برحمتہ تعالیٰ عنہم یعنی بہ العنوان فی قولہ یھدی اللہ لنورہ من یشاء الحادیۃ والاربعون قولہ الظمآن سیمی الظمآن احتیاجا علی کذب رجاءہ الثانیۃ والاربعون قولہ شیئا ای مما ینفعہ [illegible] الثالثۃ والاربعون قولہ وجد اللہ ای قضاء اللہ و ہذا فی البیان من تمام التشبیہ و الرابعۃ فی حذف المضاف ان المشبہ من باب جمیع تفرقن علی ذلک ان ختلف المشاف حیث قالوا انہ تاب عنہ الرابعۃ والاربعون قولہ او کظلمات او للتنویع والتقسیم لان الکفار قسمان الخامسۃ والاربعون لجی بمعنی عمیق منسوب الی اللج وھو معظم الماء السادسۃ والاربعون قولہ من فوقہ سحاب فی ہذا العنوان ایماء الی غایۃ تراکم الامواج وتضاعفہا حتی کانہا بلغت السحاب

السابعۃ والاربعون ظلمات ای ہی ظلمات وھو مقابل لقولہ نور علی نور الثامنۃ والاربعون قولہ اذا اخرج ای من ابتلی بہ واضمارہ من غیر ذکرہ لدلالۃ المعنی علیہ دلالۃ واضحۃ ومعنی اخرج اخرجہا من حیث کانت فیہ من قبل من الثوب او شیء آخر او مکان بعید من مکان اتقی بہا فیہ من بعد التاسعۃ والاربعون قولہ ومن لم یجعل مقابل لقولہ یھدی اللہ لنورہ من یشاء

الروایات

فی الدر المنثور بسندہ عن ابن عباس مثل نورہ الذی اعطاہ المؤمن۔ وعنہ نور السموات والارض قال ہادی اہل السموات والارض۔ وعنہ نور علی نور یعنی بذلک ایمان العبد وعملہ۔ وعن قتادۃ فی قولہ لا شرقیۃ ولا غربیۃ قال لا یفئ علیہا ظل شرقی ولا غربی کنا نتحدث انہا ضاحیۃ للشمس و ہو اصفی الزیت واطیبہ واعذبہ۔ وعن مجاہد نور علی نور قال النار علی الزیت جاورتہ۔ وعن ابن عباس فی قولہ لا شرقیۃ قال شجرۃ لا یفیئہا کہف ولا جبل ولا یواریہا شیء وہو اجود لزیتہا۔ وعن ابن عباس یقول یکاد الزیت الصافی یضیء قبل ان تمسہ النار واذا مستہ ازداد ضوءا علی ضوئہ کذلک یکون قلب المؤمن یعمل بالہدیٰ قبل ان یاتیہ العلم فاذا اتاہ العلم ازداد ہدی علی ہدی ونورا علی نور۔ وعن الحسن فی قولہ اذن اللہ ان ترفع یقول ان تعظم بذکرہ یسبح یصلی لہ فیہا۔ وعن ابن عباس فی قولہ کسراب الآیۃ قال فلما اتاہ لم یجدہ شیئا وقبض عند ذلک ۔

بند ہے ایسے موقع پر شعاعیں ایک جگہ سمٹ کر بہت تیز روشنی ہوتی ہے۔ اور پھر تیل بھی زیتون کا جو مزید اشراق و قلت دخان میں مشہور ہے تو اسقدر تیز روشنی
ہو گئی جیسے بہت سی روشنیاں جمع ہو گئی ہوں اُسکو نور علی نور فرمایا۔ یہاں مثال ختم ہو گئی پس اسیطرح مومن کے قلب میں اللہ تعالیٰ جب نور ہدایت ڈالتا ہے تو روز
بروز اُسکا انشراح قبول حق کے لیے بڑھتا چلا جاتا ہے اور ہر وقت احکام پر عمل کرنے کے لیے تیار رہتا ہے گو بالفعل بعض احکام کا علم بھی نہ ہوا ہو کیونکہ علم تدریجاً حاصل
ہوتا ہے جیسا وہ تیل قبل مس نار اشتعال کے لیے مستعد تھا اور جب اُسکو علم حاصل ہوتا ہے تو نور عمل یعنی عزم علی العمل کے ساتھ جو کہ ایک حال رفیع ہے نور علم بھی منضم ہو جاتا ہے
جس سے وہ فوراً ہی قبول کر لیتا ہے پس عمل و علم جمع ہو کر نور علی نور صادق آجاتا ہے اور یہ نہیں ہوتا کہ علم احکام کے بعد اُسکو کچھ تامل و تردد ہو کہ اگر موافق نفس کے پایا تو
قبول کر لیا ورنہ رد کر دیا۔ اس انشراح اور نور کو دوسری آیت میں اسطرح بیان فرمایا ہے افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ اور ایک جگہ فرمایا ہے فمن
یرد اللہ ان یھدیہ یشرح صدرہ للاسلام۔ یہ تقریر تشبیہ کی ہے اور مشبہ بہ مذکور سے زیادہ نورانی چیز سے تشبیہ اسلیے نہیں دی کہ یہ مشبہ بہ مالوف اور معتاد اور ہر وقت
مستعمل ہونے کی وجہ سے زیادہ حاضر فی الذہن اور اکثر مخاطبین کے جاننے کی وجہ سے قریب الفہم تھا دوسرے مشبہ بہ میں یہ بات نہیں اور مشبہ بہ میں بڑی
بات اوضح ہونا ہے گو اقوی نہ ہو غرض نور ہدایت الٰہیہ کی یہ مثال ہے اور) اللہ تعالیٰ اپنے (اس) نور (ہدایت) تک جسکو چاہتا ہے راہ دیدیتا ہے (اور
پہونچا دیتا ہے اسکا یہ مطلب نہیں کہ کفار بوجہ عدم تعلق مشیت کے معذور ہیں بلکہ مقصود امتنان ہے اہل ہدایت پر کہ اللہ کا احسان مانیں اُسی کی توفیق سے ہدایت
پائی ہے) اور (ہدایت کی جو یہ مثال دی گئی اسی طرح قرآن میں بہت سی مثالیں بیان کی گئی ہیں تو اس سے بھی لوگوں کی ہدایت ہی مقصود ہے اسلیے) اللہ تعالیٰ لوگوں
(کی ہدایت) کے لیے (یہ) مثالیں بیان فرماتا ہے (تاکہ مضامین معقولہ مثل امور محسوسہ کے قریب الی الفہم ہو جاویں) اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے اسلیے
جو مثال افادہ مقصود کے لیے کافی اور جسمیں اغراض مثال کے پورے مرعی ہوں اُسی کو اختیار کرتا ہے مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ مثالیں بیان کرتا ہے اور وہ مثال
نہایت مناسب ہوتی ہے تاکہ خوب ہدایت ہو اور یہ ہدایت جو ضرب امثال پر مترتب ہے عامہ ہے اور یہدی اللہ میں ہدایت خاصہ ہے اسلیے وہاں من یشاء کیساتھ متعلق
ہے اور یہاں جمیع ناس کے لیے پس باہم تعارض نہیں یہ تو بیان ہوا ہدایت اور اُسکے تعلق کا محل مشیت کے ساتھ آگے اہل ہدایت کا حال بیان فرماتے ہیں
کہ) وہ ایسے گھروں میں (جاکر عبادت کرتے) ہیں جنکی نسبت اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اُن کا ادب کیا جاوے اور اُنمیں اللہ کا نام لیا جاوے (مراد ان گھروں سے
مسجدیں ہیں اور اُنکا ادب یہ کہ اُن میں جنب و حائض داخل نہ ہو اور اُسمیں کوئی نجس چیز داخل نہ کی جاوے وہاں غل نہ مچایا جاوے دُنیا کے کام اور باتیں
کرنے کے لیے وہاں نہ بیٹھیں بدبو کی چیز کھاکر اُن میں نہ جاویں وغیر ذلک غرض اُن (مسجدوں) میں ایسے لوگ صبح و شام اللہ کی پاکی (نمازوں میں) بیان کرتے
ہیں (یعنی پانچوں نمازیں ادا کرتے ہیں صبح کی نماز غدو میں آ گئی اور چار نمازیں آصال میں آ گئیں کیونکہ آصال کہتے ہیں آفتاب ڈھلنے سے لیکر تمام رات تک)
جنکو اللہ کی یاد (یعنی بجا آوری احکام) سے (جس وقت کے متعلق جو حکم ہو) اور (بالخصوص) نماز پڑھنے سے اور زکوٰۃ دینے سے (کہ یہ احکام فرعیہ میں سب سے معظم
ہیں) نہ خرید غفلت میں ڈالنے پاتی ہے اور نہ فروخت (اور باوجود امتثال اوامر کے انکی یہ حالت ہے کہ) وہ ایسے دن (کی داروگیر) سے ڈرتے رہتے ہیں جسمیں بہت سے
دل اور بہت سی آنکھیں اُلٹ جاویں گی (جیسا دوسری آیت میں ہے یؤتون ما اتوا وقلوبھم وجلۃ انھم الی ربھم راجعون اور مقصود اس سے اہل نور ہدایت کے اوصاف
و اعمال کا بیان فرمانا ہے اور آگے مآل کا ذکر ہے کہ انجام (ان لوگوں کا) یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ انکو انکے اعمال کا بہت ہی اچھا بدلہ دیگا (یعنی جنت) اور (علاوہ جزا کے
انکو اپنے فضل سے اور بھی زیادہ دیگا (جزا وہ جسکا وعدہ مفصل ہے اور زیادہ وہ جسکا مفصل وعدہ نہیں گو ایسے ہی مجمل عنوان سے ہوا ہو جیسے یزیدھم یا للذین
احسنوا الحسنی وزیادۃ) اور اللہ تعالیٰ جسکو چاہے بیشمار (یعنی بہت کثرت سے) دیدیتا ہے (پس ان لوگوں کو جنت میں اسیطرح بیشمار دیگا اور مساجد کی قید رجال کے اعتبار
سے ہے اور نساء کے لیے صرف مدار اعمال میں اور حدیث سے انکی نماز کے لیے گھروں کا افضل ہونا ثابت ہے وہی بجائے مسجد کے ہیں۔ یہاں تک تو ہدایت اور اہل ہدایت
کا بیان تھا آگے ضلالت اور اہل ضلالت کا ذکر ہے یعنی) اور جو لوگ کافر (اور اہل ضلال اور نور ہدایت سے محروم) ہیں انکے اعمال (بوجہ کافروں کی دو قسمیں ہونیکے دو مثالوں کے
مشابہ ہیں کیونکہ ایک قسم تو وہ کفار ہیں جو معاد کے قائل ہیں اور اپنے بعض اعمال پر یعنی جو بزعم انکے حسنات ہیں توقع جزائے آخرت کی رکھتے ہیں اور دوسری قسم وہ کفار
ہیں جو معاد ہی کے منکر ہیں پس قسم اول کفار کے اعمال تو) ایسے ہیں جیسے ایک چٹیل میدان میں چمکتا ہوا ریت کہ پیاسا (آدمی) اُسکو (دور سے) پانی خیال کرتا ہے (اور اسکی طرف
دوڑتا ہے) یہانتک کہ جب اُسکے پاس آیا تو اُسکو (جو سمجھ رکھا تھا) کچھ بھی نہ پایا اور (غایت پیاس میں پھر نہایت یاس سے جو جسمانی اور روحانی صدمہ پہونچا اور اس سے تڑپ تڑپ کر مر گیا تو یوں
کہنا چاہیے کہ بجائے پانی کے) قضاء الٰہی کو پایا سو اللہ تعالیٰ نے اُس (کی عمر) کا حساب اُسکو برابر سرابر چکا دیا (اور بیباق کر دیا یعنی عمر کا خاتمہ کر دیا) اور اللہ تعالیٰ جس چیز کی میعاد آ جاتی ہے

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ۖ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهُ وَتَسْبِيحَهُ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ بِمَا يَفْعَلُونَ ۝

کیا تجکو معلوم نہیں ہوا کہ اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں سب جو کچھ کہ آسمانوں میں اور زمین میں ہیں اور پرندجو پر پھیلائے ہوئے ہیں سبکو اپنی اپنی دعا اور اپنی تسبیح معلوم ہے اور اللہ تعالے کو ان لوگوں

اسکا اور جھوں حساب (فیصل) کر دیتا ہے (اسکو کچھ بکھیڑا نہیں کرنا پڑتا کہ دیر لگے اور میعاد سے کچھ بھی توقف ہوجاوے پس یہ مضمون ایسا ہی جیسا دوسری جگہ ارشاد ہوا ان اجل اللہ اذا جاء لا یؤخر وقولہ لن یؤخر اللہ نفسا اذا جاء اجلہا حاصل اس مثال کا یہ ہوا کہ جیسے یہ پیاسا ریت کو ظاہری چمک سے پانی سمجھا اسیطرح یہ کافر اپنے اعمال کو ظاہری صورت سے مقبول اور حسن اور مثمر نفع آخرت سمجھا اور جیسا وہ پانی نہیں اسیطرح یہ اعمال بوجہ فقدان شرط قبول یعنی ایمان کے مقبول اور نافع نہیں ہیں اور جیسا وہاں جاکر اس پیاسے کو حقیقت معلوم ہوئی اسیطرح اسکو آخرت میں پہونچکر حقیقت معلوم ہوگی اور جسطرح یہ پیاسا اپنی توقع کے غلط ہونے سے متحسر اور خائب ہوکر مرگیا اسی طرح یہ کافر بھی اپنی توقع کے غلط ہونے سے متحسر ہوگا اور ہلاکت ابدی یعنی عقاب جہنم میں مبتلا ہوگا ایک قسم کی مثال تو یہ ہوئی آگے دوسری قسم کے کافروں کے اعمال کی مثال ہے یعنی یا وہ (اعمال باعتبار خصوصیت قسم دوم کے) ایسے ہیں جیسے بڑے گہرے سمندر کے اندرونی اندھیرے (جنکا سبب غایت قعر ہے اور پھر یہ) کہ اس (سمندر کی اعلی سطح) کو ایک بڑی لہر نے ڈھانک لیا ہو (پھر وہ لہر بھی اکیلی نہیں بلکہ) اس (لہر) کے اوپر دوسری لہر (ہو پھر) اسکے اوپر بادل (ہو جس سے ستارہ وغیرہ کی روشنی بھی نہ پہونچتی ہو غرض) اوپر تلے بہت سے اندھیرے (ہی اندھیرے) ہیں کہ اگر (ایسی حالت میں کوئی آدمی دریا کی تہ میں) اپنا ہاتھ نکالے (اور اسکو دیکھنا چاہے) تو (دیکھنا تو در کنار) دیکھنے کا احتمال بھی نہیں (اس مثال کا حاصل یہ ہے کہ یہاں بوجہ انکار معاد کے وہمی نور بھی نہیں بلکہ واقعی ظلمت بھی ہے کہ اسکے اعمال اسکو نافع نہیں اور خیالی ظلمت بھی کہ خود بھی ان اعمال کے غیر نافع ہونیکا اعتقاد اور اعتراف کر رہا ہے گو مبنی اسکا انکار معاد ہی ہو بہرحال اس شخص کے پاس اپنے اعمال کے باب میں کوئی معتدبہ دلخوش کن بات نہیں جیسا مشبہ بہ میں ظلمت ہی ظلمت ہے کہ اول تو دریا گہرا کہ اسکے قعر میں اندھیرا ہوتا ہی ہے پھر جب امواج کا تلاطم ہو تو اور اندھیرا بڑھیگا پھر اوپر سے بادل۔ گھٹا بھی ہو تو اندھیرے کا کچھ ٹھکانا ہی نہ رہیگا خصوصاً اس شخص کیلیے جو دریا کی بھی تہ میں ہو ہاتھ کی تخصیص اسلیے کی کہ اول تو انسان سے خود بہت نزدیک ہے پھر جتنا نزدیک کرنا چاہو نزدیک ہوسکتا ہے یہ بات دوسرے اعضا میں نہیں جب یہی نظر نہ آیا تو دوسری چیز تو بدرجہ اولی نظر نہ آویگی اور اس جملہ سے ظلمت کا نقشہ پیش نظر کرنا مقصود ہے مطلب یہ کہ جیسا مشبہ بہ میں ظلمت ہی ظلمت ہے اسیطرح مشبہ میں بھی ظلمت ہے اور مشبہ بہ میں لیل کی قید نہیں ہے کیونکہ اس مجموعہ مفروضہ میں تو نہار بھی لیل ہی ہوگا اور اگر اس قرینہ سے کہ مقصود بیان ہے شدت ظلمت کا لیل کی قید بھی معتبر کیجاوے تو ممکن ہے اور مراد ان اعمال سے وہ اعمال ہیں جنکو عاملین خیر سمجھتے ہیں کیونکہ احتمال ثمرہ مطلوبہ کا انہی میں ہوسکتا ہے۔ نیز ذکر مومنین میں بھی اعمال حسنہ ہی کا ذکر تہا پس یہ بھی قرینہ ہے کہ ہر فریق کے ایک ہی جنس کے اعمال کا بیان ہے کہ موازنہ پورا معلوم ہو۔ اور اعمال شر میں تو نفی نفع پر سب کا اتفاق ہے اور اس فریق اخیر کے اعمال میں جو ثمرہ کو معتدبہ کیساتھ مقید کیا گیا وجہ اسکی یہ ہے کہ ایسے لوگ بھی دنیا کی ترقی مال و جاہ کی غرض سے ایسے اعمال کیا کرتے ہیں لیکن وہ بوجہ اعتراف فنا کے معتدبہ نہیں) اور آگے ذیل ہیں اعمال کفار کے ایسے مظلم ہونے کی وجہ فرماتے ہیں یعنی) جسکو اللہ ہی نور (ہدایت) نہ دے اسکو (کہیں سے بھی) نور نہیں (میسر ہوسکتا پس ان لوگوں کو چاہیے تہا کہ اتباع احکام الٰہیہ کا ارادہ کرتے تو اللہ تعالی حسب عادت کے عزم کے بعد فعل پیدا کر دیتا ہے انکو نور ہدایت دیتا مگر انہوں نے اعراض کیا تو تاریکیوں میں رہ گئے کہیں سے بھی سہارا نہ لگا) **ف** تشبیہ نور ہدایت کی تقریر کے اخیر میں جو احقر نے کہا ہے کہ مشبہ بہ کا قوی ہونا ضرور نہیں اسکو مدارک میں اسطرح تعبیر کیا ہے ضرب المثل یکون بدانی محسوس معہود لا بعلی غیر معاین ولا معہود اور اسکے مناسب ایک عجیب حکایت لکھی ہے کہ جب ابو تمام نے مامون الرشید کی مدح میں یہ شعر پڑھا اقدام عمرو فی سماحۃ حاتم ۔ فی حلم احنف فی ذکاء ایاس + تو کسی نے اعتراض کیا کہ خلیفہ تو ان لوگوں سے بڑھکر ہیں جنکے ساتھ تمثیل دی ہے ابو تمام نے فی البدیہہ جواب میں کہا ۔ لا تنکروا ضربی لہ من دونہ ۔ مثلا شرودا فی الندی والباس ۔ فاللہ قد ضرب الاقل لنورہ ۔ مثلا من المشکوۃ والنبراس ۔ اہ **ربط** اوپر نور ہدایت اور ظلمت ضلالت کا بیان تہا اور اس سے اوپر متعدد احکام علمیہ کا ذکر تہا آگے دلائل توحید والوہیت کا ذکر ہے جو کہ احکام علمیہ سے ہے الوہیت یعنی معبودیت کو اگر اعتقاد و عمل کے لیے عام لیا جاوے تو احکام عملیہ سے بھی اسمیں تعرض ہوگا جیسا یسبح الآیۃ سے یہی مقصود معلوم ہوتا ہے کہ اور مخلوقات تو اسکی عبادت ادا کریں گو بعض ہی سہی اور انسان نہ کرے جیسا علیم بما یفعلون میں وعید کی طرف اشارہ ہے اور ان سب احکام علمیہ و عملیہ کے قبول و عدم قبول کا ہدایت و ضلالت ہونا ظاہر ہے +

دلائل توحید والوہیت

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ۖ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهُ وَتَسْبِيحَهُ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيمٌۢ بِمَا يَفْعَلُونَ ۝

اللغات صففت فی القاموس بسط الطائر جناحیہ ۱۲

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ۝ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزْجِيْ سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهٗ ثُمَّ يَجْعَلُهٗ

اور اللہ ہی کی حکومت ہے آسمانوں اور زمین میں اور اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ کیا تجھکو یہ بات معلوم نہیں کہ اللہ تعالے بادل کو چلتا کرتا ہے پھر اس بادل کو باہم ملا دیتا ہے پھر اسکو

رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ فِيْهَا مِنْۢ بَرَدٍ فَيُصِيْبُ بِهٖ

تہ بتہ کرتا ہے پھر تو بارش کو دیکھتا ہے کہ اسکے بیچ میں نکلتی ہے۔ اور اسی بادل سے یعنی اسکے بڑے بڑے حصوں میں سے اولے برساتا ہے پھر انکو جسپر چاہتا ہے

مَنْ يَّشَآءُ وَيَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ ۭ يَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ يَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ ۝ يُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۭ

گراتا ہے اور جس سے چاہتا ہے اسکو ہٹا دیتا ہے اس بادل کی بجلی کی چمک کی یہ حالت ہے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا اُسنے بینائی لی اللہ تعالی رات اور دن کو بدلتا رہتا ہے

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ۝ وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰي بَطْنِهٖ ۚ

اس میں اہل دانش کے لیے استدلال ہے اور اللہ نے ہر چلنے والے جاندار کو پانی سے پیدا کیا ہے پھر ان میں بعضے تو وہ ہیں جو اپنے پیٹ کے بل چلتے ہیں

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰي رِجْلَيْنِ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰٓي اَرْبَعٍ ۭ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

اور بعضے اُن میں وہ ہیں جو دو پیروں پر چلتے ہیں اور بعضے اُن میں وہ ہیں جو چار پر چلتے ہیں اللہ تعالی جو چاہتا ہے بناتا ہے بے شک اللہ تعالے ہر چیز پر پورا قادر ہے

ملحقات الترجمة

لہ قولہ ای الطیر، نصوص آیتا لہ توجیہا فراد الطیر بالذکر مع دخولہ من فی السموات والارض لعرض تغلیب ۱۲

لہ قولہ ای کل قد علم سبب پر دونکو اشارة الی ان المضاف الیہ عوض عنہ التنوین۔ والطیر القرینة اسناد العلم الیہ ان جودہ فی احاداث غیر ظاہر ان کان واقعا وللناسب الاستدلال بما ہو ظاہر ۱۲

لہ قولہ فی صلوتہ دعا اشارة الی ارادة المعنی اللغوی ۱۲

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ۝ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزْجِيْ سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهٗ ثُمَّ يَجْعَلُهٗ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ فِيْهَا مِنْۢ بَرَدٍ فَيُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ ۭ يَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ يَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ ۝ يُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ۝ وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰي بَطْنِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰي رِجْلَيْنِ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰٓي اَرْبَعٍ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ (اے مخاطب) کیا تجھکو (دلائل اور مشاہدہ سے) معلوم نہیں ہوا کہ اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں سب جو کچھ کہ آسمانوں میں اور زمین میں ہیں (خواہ قالاً جو بعض مخلوقات میں مشاہد بھی ہے خواہ حالاً جو کل مخلوقات میں بدلالت عقل معلوم ہے) اور (بالخصوص) پرند (بھی) جو پر پھیلائے ہوئے (اُڑتے پھرتے) ہیں (کہ انکی دلالت علے وجود الصانع اور زیادہ عجیب ہے کہ باوجود اپنے ثقل اجسام کے بین الحیط والمرکز رکے ہوئے ہیں اور) سب (پرندوں) کو اپنی اپنی دعا اور (التجا اللہ سے) اور اپنی تسبیح (و تقدیس کا طریقہ الہام سے) معلوم ہے اور (باوجود ان دلالات کے پھر بھی بعضے توحید کو نہیں مانتے تو) اللہ تعالیٰ کو ان لوگوں کے سب افعال کا پورا علم ہے (اس انکار و اعراض پر انکو سزا دیگا) اور اللہ ہی کی حکومت ہے آسمانوں اور زمین میں (اب بھی) اور (انتہا میں بھی) چنانچہ) اللہ ہی کی طرف (سب کو) لوٹ کر جانا ہے (اسوقت بھی حاکمانہ تصرف اُسی کا ہوگا چنانچہ حکومت کا ایک اثر بیان کیا جاتا ہے وہ یہ کہ اے مخاطب) کیا تجھکو یہ بات معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ (ایک) بادل کو (دوسرے بادل کیطرف) چلتا کرتا ہے (اور) پھر اُس بادل (کے مجموعہ) کو باہم ملا دیتا ہے پھر اسکو تہ بتہ کرتا ہے پھر تو بارش کو دیکھتا ہے کہ اُس (بادل) کے بیچ میں نکل (نکل کر) آتی ہے اور اُسی بادل سے یعنی اسکے بڑے بڑے حصوں میں سے اولے برساتا ہے پھر انکو جس (کی جان پر یا مال) پر چاہتا ہے گراتا ہے (کہ اسکا نقصان ہوجاتا ہے) اور جس سے چاہتا ہے اسکو ہٹا دیتا ہے (اور اسکے جان و مال کو بچا لیتا ہے اور) اس بادل (میں سے بجلی بھی پیدا ہوتی ہے اور ایسی چمکدار ہے کہ اُس) کی (وہ) بجلی کی چمک کی یہ حالت ہے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا اُسنے اب بینائی لی (سو یہ بھی اُسکے تصرفات سے ہے اور نیز) اللہ تعالے رات اور دنکو (بھی) بدلتا رہتا ہے (سو یہ بھی منجملہ تصرفات کے ہے) اس (مجموعہ) میں اہل دانش کے لیے استدلال (کا موقع) ہے (جس سے مضمون توحید اور مضمون ملک السموات والارض پر استدلال کرتے ہیں) اور اللہ ہی کا یہ تصرف بھی ہے کہ اُس) نے ہر چلنے والے جاندار کو (بری ہو یا بحری) پانی سے پیدا کیا ہے پھر ان (جانوروں) میں بعضے تو وہ (جانور) ہیں جو اپنے پیٹ کے بل چلتے ہیں (جیسے سانپ مچھلی) اور بعضے انمیں وہ ہیں جو دو پیروں پر چلتے ہیں (جیسے انسان اور پرندے جبکہ ہوا میں نہ ہوں) اور بعضے انمیں وہ ہیں جو چار (پیروں) پر چلتے ہیں (جیسے مواشی اسیطرح بعضے زیادہ پر بھی اصل یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے بناتا ہے بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پورا قادر ہے (اسکو کچھ بھی مشکل نہیں) ف مخلوقات کی تسبیح کی تحقیق پارہ پانزدہم کے ربع کے قریب آیت وان من شیٔ الخ کے ترجمہ اور فائدہ میں ملاحظہ کرلی جاوے اور جانوروں کا دعا کرنا اللہ تعالیٰ سے جسکا ذکر قد علم صلوتہ میں ہے حدیثوں میں وارد ہے مثلاً عالم باعمل کے لیے دعا کرنا ایک نبی کے قصے میں آیا ہے کہ اُنہوں نے ایک چیونٹی کو بارش کی دعا کرتے ہوئے دیکھا تھا اور ینزل من السماء میں سما بمعنی سحاب ہے۔ اور اس کے بڑے بڑے حصوں کو جبال فرمایا چنانچہ محاورہ ہے کہ فلاں شخص کے پاس سونے کا پہاڑ ہے اور روح میں ابن مقبل کا شعر منقول ہے

اللغات الودق للمطر دابة اسم لما فیہ الثقل الی الاسمیة لا للتانیث ۱۲   البلاغة قولہ فمنهم الخ فیہ تغلیب العقلاء و ترتیب لتقدیم ما ہو ادل فی القدرة ۱۲

لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ ؕ وَاللّٰهُ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ وَيَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَ

ہم نے سمجھانے والے دلائل نازل فرمائے ہیں اور جسکو اللہ چاہتا ہے راہ راست کی طرف ہدایت فرماتا ہے ۔ اور یہ لوگ دعویٰ تو کرتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور رسول پر ایمان لے آئے اور

اَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ وَمَآ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ

حکم مانا پھر اسکے بعد انھیں کا ایک گروہ سرتابی کرتا ہے اور یہ لوگ اصلا ایمان نہیں رکھتے ۔ اور یہ لوگ جب اللہ اور اسکے رسول کیطرف اس غرض سے بلائے جاتے ہیں کہ رسول انکے

بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ وَاِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْٓا اِلَيْهِ مُذْعِنِيْنَ ۝ اَفِىْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ

فیصلہ کردیں تو ان میں کا ایک گروہ پہلو تہی کرتا ہے ۔ اور اگر ان کا حق ہو تو سر تسلیم خم کیے ہوئے آپ کے پاس چلے آتے ہیں آیا ان کے دلوں میں مرض ہے

اَمِ ارْتَابُوْٓا اَمْ يَخَافُوْنَ اَنْ يَّحِيْفَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُوْلُهٗ ؕ بَلْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ

یا یہ شک میں پڑے ہیں یا انکو یہ اندیشہ ہے کہ اللہ اور اسکا رسول ان پر ظلم نہ کرنے لگیں نہیں بلکہ یہ لوگ برسرظلم ہیں ۔ مسلمانوں کا قول

الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ

تو جبکہ ان کو اللہ کی اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے یہ ہے کہ وہ کہہ دیتے ہیں کہ ہم نے سن لیا اور مان لیا ۔ اور ایسے لوگ

الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝

فلاح پائیں گے اور جو شخص اللہ اور اسکے رسول کا کہنا مانے اور اللہ سے ڈرے اور اس کی مخالفت سے بچے بس ایسے لوگ بامراد ہوں گے ۔

ع ١٠ / ١٢

ملحقات الترجمة

لہ قولہ دلائل مبینات حق کے اشارہ ہے تقدیر معمول مبینات کما ہو ظاہر ١٢

ف والذ بیا شاعو ضربت لہ + بطور جاول الشعہی تبیسرا ۔ اور اول اجس حاجب گرتا ہو اسکا کثیر الوقت منکا تنف ہونا بوجہ غایت برودت کے جو سبب اولا سید اہونے کا ظاہر ہے اور دواب کی تکوین پانی سے پارہ ہفدہم کے تیسرے رکوع کی آیت وجعلنا من الماء کل شیئ حی کے ترجمہ اور تفسیر میں مفصلا مذکور ہے رلبط اوپر کی آیتوں میں دلائل توحید و الوہیت فرمائے ہیں آگے اہل تعلیم پر لقد انزلنا میں امتنان عام بوجہ اسکے کہ تنزیل عامہ ناس کے لیے ہے اور اسپر عمل کرنے کی توفیق پر یہدی الخ میں امتنان خاص فرماتے ہیں بوجہ اسکے خاص ہونے کے اہل اہتدا کے ساتھ جیسا آیت نور سے پہلی والی آیت میں اسی عنوان سے امتنان تھا پس یہ مضمون امتنان کا بعنوان خاص دونوں جگہ مضمون سابق کی تقریر و تاکید اور مضمون لاحق کی تمہید کے طور پر ہوگیا چنانچہ اول موقع پر اسکی تقریر ارتباط مع تقریر ارتباط آیت نور سے یہ امر واضح ہے اور یہاں بھی تاکید کی توجیہ تو تقریر ربط سے معلوم ہوگئی اور توجیہ تمہید آیت مابعد کے ربط سے ظاہر ہوا چاہتی ہے ۔

امتنان تنزیل علم و توفیق عمل

لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ ؕ وَاللّٰهُ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝٤٦ ہم نے (حق کے) سمجھانے والے دلائل (ہدایت عام کے لیے) نازل فرمائے ہیں اور (ان عام میں سے) جسکو اللہ چاہتا ہے راہ راست کی طرف (خاص) ہدایت فرماتا ہے کہ وہ الوہیت کے حقوق علمیہ یعنی عقائد صحیحہ اور حقوق عملیہ یعنی طاعت کو بجالاتا ہے ورنہ بہت سے محروم ہی رہتے ہیں۔ **ربط** اوپر یہدی من یشاء سے بعض کا علماً وعملاً مہتدی اور بعض کا غیر مہتدی ہونا اجمالاً مذکور ہے آگے مہتدین و غیر مہتدین کے بیان حال سے اسکی تفصیل ہے۔

بیان بعضے از مہتدین و غیر مہتدین وَيَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ وَمَآ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝٤٨ وَاِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْٓا اِلَيْهِ مُذْعِنِيْنَ ۝٤٩ اَفِىْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُوْٓا اَمْ يَخَافُوْنَ اَنْ يَّحِيْفَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُوْلُهٗ ؕ بَلْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝٥٠ اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝٥١ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝

البلاغة قوله ثم يتولى للاستبعاد ١٢

اختلاف القراءة في قراءة يتقه بجزم القاف وكسر الهاء من غير اشباع وفي قراءة بكسر القاف وسكون الهاء وقرأ حفص بسكون القاف وكسر الهاء من غير اشباعة وبضم بكسر القاف وكسر الهاء مشبعة بحيث يتولد ياء ووجه ان الاصل في الهاء ... وسطه بحبل الكلمة واحدة كما خفف يلدني قوله ... ولا اشباع بحركته فيا اذ اسكن فاكتفيه ... ومنه وجه اسكان الهاء انها هاء السكت التي تسكن في كلامهم وقيل هي هاء الضمير لكن اجريت مجرى هاء السكت ... الوصل مجرى الوقف ووجه قراءة حفص انه اعطى يتقه حكم كتف ... [illegible]

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ اَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ؕ قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا ۚ طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ

اور یہ لوگ بڑا زور لگا کر قسمیں کھایا کرتے ہیں کہ واللہ اگر آپ انکو حکم دیں تو وہ ابھی نکل کھڑے ہوں — آپ کہدیجیے کہ بس قسمیں نہ کھاؤ فرمانبرداری معلوم ہے — اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کی پوری خبر

بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ؕ

رکھتا ہے — آپ کہیے کہ اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو — پھر اگر تم لوگ روگردانی کروگے تو سمجھ رکھو کہ رسول کے ذمہ وہی ہے جس کا ان پر بار رکھا گیا ہے

وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ؕ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝

اور اگر تم نے ان کی اطاعت کرلی تو راہ پر جا لگوگے — اور رسول کے ذمہ صرف صاف طور پر پہونچا دینا ہے

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ اَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ؕ قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا ۚ طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝۵۳ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ؕ وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ؕ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝ اور یہ (منافق لوگ زبان سے) دعویٰ تو کرتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور رسول پر ایمان لے آئے اور (خدا و رسول کا حکم (دل سے) مانا پھر اسکے بعد (موقع ظہور صدق دعویٰ پر) ان میں کا ایک گروہ (جو بہت زیادہ شریر ہیں خدا و رسول کے حکم ماننے سے) سرتابی کرتا ہے (مراد اس موقع سے وہ صورت مراد ہے کہ جب انکے ذمہ کسی کا حق چاہتا ہو اور صاحب حق اس منافق سے درخواست کرے کہ چلو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مقدمہ لے چلیں اس موقع پر یہ سرتابی کرتے ہیں کیونکہ جانتے ہیں کہ آپکے اجلاس میں جب حق محقق ہو جاوے گا تو اسی کے موافق آپ فیصلہ کریں گے جیسا عنقریب آیت واذا دعوا میں اس موقع کا بیان آتا ہے اور تخصیص ایک فریق کی باوجودیکہ تمام منافقین ایسے ہی تھے اسلیے ہے کہ غریب غربا کو باوجود کراہت قلبی کے انکار اور اباء کی جرأت و ہمت نہیں ہوا کرتی یہ کام فریق اہل جاہت ہی سے ہو سکتا ہے اور یہ لوگ اصلاً ایمان نہیں رکھتے (یعنی دل میں تو کسی منافق کے ایمان نہیں مگر ان کا تو وہ ظاہری طمع ایمان بھی نہ رہا جیسا اس آیت میں ہے ولقد قالوا کلمة الکفر وکفروا بعد اسلامهم اور اس آیت میں ہے قد کفرتم بعد ایمانکم) اور (بیان اس سرتابی کا یہ ہے کہ) یہ لوگ جب اللہ اور اسکے رسول کی طرف اس غرض سے بلائے جاتے ہیں کہ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کے (اور انکے خصوم کے) درمیان میں فیصلہ کردیں تو ان میں کا ایک گروہ (وہاں حاضر ہونے سے) پہلو تہی کرتا ہے (اور ٹالتا ہے اور یہ بلانا رسول ہی کی طرف ہے مگر چونکہ آپکا فیصلہ موافق حکم خداوندی ہوتا ہے اسلیے الی اللہ بڑھا دیا غرض جب ان کے ذمہ کسی کا حق چاہتا ہے تب تو انکی یہ حالت ہوتی ہے) اور اگر (اتفاق سے) انکا حق (کسی کی طرف) ہو تو سر تسلیم خم کیے ہوئے (بے تکلف) آپکے پاس چلے آتے ہیں (کیونکہ اطمینان ہوتا ہے کہ وہاں حق رسی ہوگی آگے بطور تردید کے اس اعراض کے اسباب کی چند شقوں کی نفی کر کے ایک سبب کی تعیین فرماتے ہیں کہ تحقیق کرنا چاہیے کہ اسکا کیا سبب ہے) آیا (اسکا سبب یہ ہے کہ) انکے دلوں میں (کفر جازم کا) مرض ہے (کہ یقیناً نفی نبوت کا اعتقاد رکھتے ہیں) یا یہ (نبوت کی طرف سے) شک میں پڑے ہیں (کہ سبب کفر کا عدم جزم ہے جیسا پہلی شق میں کفر کا سبب جزم بعدم تھا اور کفر کے طرق کا مختلف ہونا کچھ بعید نہیں ہے) یا انکو یہ اندیشہ ہے کہ اللہ اور اسکا رسول ان پر ظلم نہ کرنے لگیں (اور ان کے ذمہ جو حق ہے اس سے زائد دلا دیں سو ان اسباب میں سے کوئی سبب (نہیں (ہے) بلکہ (اصلی سبب یہ ہے کہ) یہ لوگ (ان مقدمات میں) بر سر ظلم (ہوتے) ہیں (اسلیے حضور نبوی میں مقدمہ لانا پسند نہیں کرتے کہ ہم ہار جاویں گے اور باقی اسباب سابقہ نفی سو ہر چند کہ انکے قلوب میں کفر اور ریب یقیناً تھا لیکن مقدمہ نہ لانے کا سبب اسلیے نہیں ہو سکتا کہ اگر یہ سبب ہوتا تو چاہیے تھا کہ جب یہ صاحب حق ہوتے جب بھی مقدمہ نہ لاتے لعموم المعلول لعموم العلة اور خوف حیف ہونا ظاہر ہے کہ بالکل ہی منتفی ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صدق و امانت و عدل مخالفین کے نزدیک بھی مسلم تھا شقین اولین میں وصف مرض و ریب کی ذات منفی نہیں بلکہ اسکے سببیت منفی ہے اور شق ثالث میں خود ذات خوف کی منفی ہے اور ظالمیت کا سبب ہونا ظاہر ہے اسلیے مظلومیت کے وقت مقدمہ لے آتے ہیں آگے مومنین کا قال اور حال مذکور ہے جس میں انپر بھی تعریض ہے کہ مقتضا دعویٰ ایمان کا یہ تھا جو مومنین سے ظاہر ہوا پس ارشاد ہے کہ) مسلمانوں (کی شان اور ان) کا قول تو جب کہ انکو (کسی مقدمہ میں) اللہ کی اور اسکے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ وہ (رسول) ان میں فیصلہ کردیں یہ ہے کہ وہ (خوشی خوشی) کہدیتے ہیں کہ ہمنے (تمہارا کلام) سن لیا اور (اسکو) مان لیا (اور پھر فوراً چلے جاتے ہیں یہ ہی علامت ہے کہ رسول کا آمنا اور اطعنا کہنا دنیا میں بھی صادق ہے) اور ایسے (ہی) لوگ (آخرت

ملحقات الترجمة

ملہ قوله في يتولى حكم سے اشارة الى تقدير مفعول يتولى ۱۲ ۔ ملہ قوله في ما اولئك اصلا اشارة الى ان الاشارة الى الفريق وتخصيصهم للتوغل كما هو بعد ۱۲ ۔ ملہ قوله في ليحكم بينهم اور ان كے خصوم اشارة الى التقدير بلا بين يشاف الى المتعدد ۱۲ ۔ ملہ قوله في توضيح معرضون الى الله هو عربا شارة الى ان الدعاء انما هو الى الرسول فلما بولغ فيه ذكر الله للتفخيم ۔ ملہ قوله في سمعنا واطعنا تمہارا كلام الخ اشارة الى ان معنى اطعنا هذا غير اطعنا السابق ۱۲

البلاغة	النحو
قوله لا تقسموا اى عليه فيه ايجاز ۱۲	قوله طاعة معروفة في الروح خبر مبتدأ محذوف اى الطاعة المطلوبة منكم طاعة معروفة بانها طاعة بالقلب واللسان فلا حاجة معه الى القسم ...

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

تم میں جو لوگ ایمان لاویں اور نیک عمل کریں اُن سے اللہ تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے کہ اُن کو زمین میں حکومت عطا فرماوے گا جیسا ان سے پہلے لوگوں کو حکومت دی تھی

وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ

اور جس دین کو ان کے لیے پسند کیا ہے اُسکو ان کے لیے قوت دیگا اور ان کے اس خوف کے بعد اسکو مبدل بامن کر دیگا بشرطیکہ میری عبادت کرتے رہیں میرے ساتھ کسی قسم کا

بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ

شرک نہ کریں اور جو شخص بعد اسکے ناشکری کریگا تو یہ لوگ بےحکم ہیں۔ اور نماز کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ دیا کرو اور رسول کی اطاعت کیا کرو

لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ وَلَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝

تاکہ تم پر رحم کیا جاوے۔ کافروں کی نسبت یہ خیال مت کرنا کہ زمین میں ہرا دیں گے اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور بہت ہی بُرا ٹھکانا ہے

میں بھی) فلاح پائینگے اور (ہمارے یہاں کا تو قاعدہ کلیہ ہے کہ) جو شخص اللہ اور اُسکے رسول کا کہنا مانے اور اللہ سے ڈرے اور اُسکی مخالفت سے بچے بس ایسے لوگ بامراد ہونگے اور (نیز اِن منافقین کی یہ حالت ہے کہ) وہ لوگ بڑا زور لگا کر قسمیں کھایا کرتے ہیں کہ واللہ (ہم ایسے فرمانبردار ہیں کہ) اگر آپ انکو (یعنی ہمکو) حکم دیں (کہ گھربار سب چھوڑ دو) تو وہ (یعنی ہم) ابھی (سب چھوڑ چھاڑ) نکل کھڑے ہوں آپ (انسے) کہدیجیے کہ بس قسمیں نہ کھاؤ (تمہاری) فرمانبرداری (کی حقیقت) معلوم ہے (کیونکہ) اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کی پوری خبر رکھتا ہے (اور اُسنے مجکو بتلا دیا کقولہ تعالیٰ قل لا تعتذروا لن نؤمن لکم قد نبانا اللہ من اخبارکم اور) آپ (انسے) کہیے کہ (باتیں بنانے سے کام نہیں چلتا کام کرو یعنی) اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو (آگے اللہ تعالیٰ اہتمام شان مضمون کیواسطے خود اُن لوگوں کو خطاب فرماتا ہے کہ رسول کے اس کہنے کے اور تبلیغ کے بعد) پھر اگر تم لوگ (اطاعت سے) روگردانی کروگے تو سمجھ رکھو کہ (رسول کا کوئی ضرر نہیں کیونکہ) رسول کے ذمہ وہی (تبلیغ) کا کام ہے جسکا انپر بار رکھا گیا ہے کہ جسکو وہ کر چکے اور سبکدوش ہو گئے) اور تمہارے ذمہ وہ (اطاعت کا کام) ہے جسکا تمپر بار رکھا گیا ہے (جسکو تم نہیں بجالائے پس تمہارا ہی ضرر ہوگا) اور اگر (روگردانی نہ کی بلکہ) تمنے انکی اطاعت کرلی (جو عین اطاعت اللہ ہی کی ہے) تو راہ پر جا لگوگے اور (بہرحال) رسول کے ذمہ صرف صاف طور پر پہونچا دینا ہے (آگے تم سے باز پرس ہوگی کہ قبول کیا یا نہیں) **ف** یخرجن کے دو مطلب ہو سکتے ہیں خروج عن الاموال۔ اور خروج للجہاد درمنثور میں اول قول ابن عباس سے۔ اور ثانی مقاتل سے نقل کیا ہے **ربط** اوپر اتباع ہدایت پر مدح اور اتباع ضلالت پر مذمت مذکور تھی آگے ہدایت اور ضلالت پر بعضے وعدے اور وعیدیں متعلق دُنیا اور آخرت کے اور درمیان میں ثبات علی الہدایت کیلیے بعض اوامر مذکور ہیں +

ترتب بعضے مواعید دنیا و آخرت بر طاعت و معصیت

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۪ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ وَلَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ (اے مجموعہ امت) تم میں جو لوگ ایمان لاویں اور نیک عمل کریں (یعنی ہدایت کا کامل اتباع کریں) اُن سے اللہ تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے کہ اُن کو (اس اتباع کی برکت سے) زمین میں حکومت عطا فرماوے گا جیسا ان سے پہلے (اہل ہدایت) لوگوں کو حکومت دی تھی (مثلاً بنی اسرائیل کو قبطیوں پر غالب کیا پھر عمالقہ پر غلبہ دیا اور مصر و شام کی حکومت دی) اور (مقصود اُس حکومت دینے سے یہ ہوگا کہ) جس دین کو (اللہ تعالیٰ نے) اُن کے لیے پسند کیا ہے (یعنی اسلام لقولہ تعالیٰ رضیت لکم الاسلام دیناً) اسکو انکے (نفع آخرت کے) لیے قوت دیگا اور (انکو جو دشمنوں سے طبعی خوف ہے) اِن کے اس خوف کے بعد اسکو مبدل بامن کر دیگا بشرطیکہ میری عبادت (موافق حکم

اللغات فی عرف التمکین فی الاصل جعل الشی فی مکان ثم استعمل فی الاثبات والتثبیت والمعنی یجعلہ ثابتا مقررا بان یعلی جلالہ شانہ ویقوی تابیدہ تعالیٰ ارکانہ ویعظم اہلہ فی نفوس اعدائہم ۱۲ النحو قولہ لیستخلفنہم منزلۃ اللام واقعۃ فی جواب القسم المحذوف مفعول وعدہ الثانی محذوف دل علیہ الجواب ای وعد اللہ الذین آمنوا استخلافہم وتمکینہم لیستخلفنہم ویجوز ان ینزل وعدہ تعالیٰ لتحققہ منزلۃ القسم لانہ ذہب الیہ جلیل یکن لیستخلفنہم منزلۃ المفعول فلا حذف ۱۲ قولہ یعبدوننی حال من ضمیر المفعول فی لیبدلنہم الیہ اشیر فی الترجمۃ فافہم ۱۲

البلاغۃ

قولہ وعد اللہ الخ فی الروح فی الآیۃ تنویع الخطاب حیث خاطب سبحانہ المقسمین ثم تعذیرا التولی ثم صرف الخطاب عنہم الی المؤمنین التائبین قولہ ولیمکنن فی الروح تاخیرہ عن الاستخلاف مع کونہ ابلغ الرغائب الموعودۃ لما انہ کالاثر للاستخلاف المذکور ۱۲

ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ فی اقسموا نیز اشارۃ الی ان فیہ من البلاغۃ موالعطف ۱۲ ستہ قولہ فی یخرجن وہ یعنے ہم اشارۃ الی انہ حکایۃ بالمعنی ۱۲ ستہ قولہ فی فان تولوا سمجھ رکھو اشارۃ الی تقدیر الجزاء ای ۱۲ سکہ قولہ فی ان طیعوہ عین اطاعت ۱۲ سہ کی اشارۃ الی وجہ الاکتفاء بطاعۃ من کان قبل فی قولہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول ۱۲ شہ قولہ فی وما علی الرسول الخ اشارۃ الی ان الحصر بہ تخصیص فلا تکرار ۱۲ سے قولہ قبل وعد اللہ الخ بعد ساعات الکیل سبب النزول ہو ما فی الدر عن ابی بن کعب قال لما قدم رسول اللہ وصحبہ المدینۃ وآوتہم الانصار رمتہم العرب عن قوس واحدۃ فکانوا لا یبیتون الا بالسلاح ولا یصبحون الا فیہ فقالوا ترون انا نعیش حتی نبیت آمنین مطمئنین لا نخاف الا اللہ وعن ابی العالیۃ قال مکث النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ یدعون الی اللہ وحدہ خائفین عشر سنین ثم امروا بالقتال وکانوا فیہا خائفین یمسون فی السلاح ویصبحون فی السلاح فقال رجل من اصحابہ یا رسول اللہ ابد الدہر نحن خائفون ہکذا فانزل اللہ وعد اللہ الخ فاظہر اللہ نبیہ علی جزیرۃ العرب فامنوا ووضعوا السلاح ثم قبض اللہ نبیہ فکانوا آمنین فی امارۃ ابی بکر وعمر وعثمان حتی وقعوا فیما وقعوا وکفروا النعمۃ فادخل اللہ علیہم الخوف الخ مختصرا وان کان المراد بہ تخصیص الخطاب بالحاضرین لان العبرۃ لعموم الالفاظ لا لخصوص السبب ۱۲ شہ قولہ فی خوفہم طبعی فلا یرد ان المؤمن الکامل لا یخاف الا اللہ تعالیٰ ۱۲ شہ قولہ فی یعبدوننی بشرطیکہ اشارۃ الی کونہ حالا کما مر ۱۲

کرتے رہیں (اور) اپنے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کریں (جلی نہ خفی جسکو ریا کہتے ہیں یعنی وعدہ مقید ہے کمال ثبات فی الدین کیساتھ اور یہ وعدہ تو دنیا میں ہے اور آخرت میں ایمان وعمل صالح پر جو موعود ہے وہ جدا رہا) اور جو شخص بعد (ظہور) اس (وعدہ) کے ناشکری کریگا (یعنی دین کے خلاف طریقہ اختیار کریگا اور قید بعد کی اسلیے ہے کہ اسوقت کا کفر وفسق زیادہ اشد ہے کہ صدق آیات کا اسوقت اظہر ہوگیا ورنہ اصل مدار حکم فسق و وعید کا صرف کفر ہے غرض جو ایسا کریگا) تو ایسے شخص کے لیے وعدہ استخلاف بالطریق المذکور نہیں کیونکہ یہ لوگ بحکم ہیں (اور یہ وعدہ تھا حکم بجا لانے کے لیے جیسا آمنوا وعملوا الصلحت ونیز یعبدوننی لا یشرکون بی اسپر دال ہے پس انکے دنیا میں یہ وعدہ بھی نہیں اور آخرت میں جو فسق پر وعید ہے وہ جدا رہی غرض اتباع ہدایت ایسی چیز ہے جس سے دارین میں معیت الٰہیہ ہوتی ہے اور اتباع ضلالت وہ چیز ہے جس سے دارین میں خذلان ہوتا ہے) اور (اے مسلمانو جب تم نے ایمان وعمل صالح کے ثمرات سن لیے تو تمکو چاہیے کہ خوب) نماز کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ دیا کرو اور (باقی احکام میں بھی) رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کیا کرو تاکہ تم پر (کامل) رحم کیا جاوے (جسکا کچھ شمہ اوپر وعدہ الخ میں بھی بیان ہوا ہے آگے کفر ومعصیت کا ثمرہ مذکور ہوتا ہے یعنی اے مخاطب) کافروں کی نسبت یہ خیال مت کرنا کہ زمین (کے کسی حصہ) میں (بھاگ جاوینگے اور ہمکو ہرا دینگے اور ہمارے قہر سے) بچ جاوینگے نہیں بلکہ خود ہارینگے مقہور ومغلوب ہونگے یہ ثمرہ تو دنیا میں ہے) اور (آخرت میں) انکا ٹھکانا دوزخ ہے اور بہت ہی برا ٹھکانا ہے **ف** اس آیت میں مجموعہ ایمان وعمل صالح پر حکومت دینے کا وعدہ ہے جسکا ظہور خود عہد نبوی سے شروع ہو کر خلافت راشدہ تک متصلاً ممتد رہا چنانچہ جزیرہ عرب آپکے زمانہ میں اور دیگر ممالک زمانہ خلفاء راشدین میں فتح ہوگئے اور بعد میں بھی وقتاً فوقتاً گو اتصال نہ ہو دوسرے صلحاء ملوک وخلفاء کے حق میں اس وعدہ کا ظہور ہوتا رہا اور آیندہ بھی ہوتا رہیگا جیسا دوسری آیات میں ہے فان حزب اللہ هم الغلبون وغیرہ اور اس وعدہ کا حاصل مجموعہ ایمان وعمل صالح وعبادۃ خالصہ پر مجموعہ استخلاف وتمکین دین وتبدیل خوف بامن کا مرتب ہوتا ہے اور سیاق سے اس مرتب کا اختصاص بھی اس مرتب علیہ کے ساتھ معلوم ہوتا ہے پس فساق یا کفار کو احیاناً حکومت وسلطنت مل جانا محل اشکال نہیں کیونکہ وہاں مجموعہ مرتب نہیں ہوتا چنانچہ حکام فساق کے ہاتھوں دین کی کامل تمکین نہیں ہوتی ایک بوجہ قلت تائید من اللہ کے دوسرے خود فعل ملوک کا بھی خاص اثر ہوتا ہے جب خود ثبات کم ہے تو اس سے تثبیت بھی کم ہوگی گو حسب حدیث ان اللہ لیؤید ہذا الدین بالرجل الفاجر من وجہ دین کی خدمت انکے ہاتھ سے ہوجاوے - اور اس اختصاص سے خلفاء راشدین کی مدح وصحت خلافت بھی صاف ظاہر ہے کیونکہ انکے وقت میں دین کی تمکین کا کمال اظہر من الشمس ہے اور ثبوت اختصاص سے یہ وسوسہ بھی دفع ہوگیا کہ آیت سے ایمان کامل کا ملزوم اور استخلاف مذکور کا لازم ہونا مفہوم ہوتا ہے اور وجود لازم مستلزم نہیں ہوتا وجود ملزوم کو پھر مدح کیونکر ثابت ہوئی - وجہ دفع ظاہر ہے کہ یہ لازم خاص ہے اور وہ ملزوم بھی ہوتا ہے - اور اگر شبہ ہو کہ ایمان وعمل صالح سے بھی احیاناً استخلاف متخلف ہوتا ہے جواب اسکا یہ ہے کہ یہاں بیان ہے اقتضاء کا اور تخلف للابتلاء مناقض اقتضاء نہیں اور اس اقتضاء کی شرط عادی ظاہری مقابلہ بھی ہے **ربط** اوپر شروع سورت سے رکوع چہارم تک کچھ احکام عملیہ بیان کیے گئے تھے کچھ احکام آگے آتے ہیں ۞

حکم یازدہم استیذان و حکم دوازدہم مبالغہ در ستر تتمہ حکم پنجم و ششم

اوپر حکم پنجم و ششم میں استیذان واستتار کے کچھ احکام مذکور ہوئے ہیں انسے یہ امور معلوم ہو چکے ہیں **اول** علت استیذان کی وجوب استتار یا کراہت اظہار ہے **دوم** وجوب استتار میں یہ تفصیل ہے کہ عورتوں کو غیر محرم مردوں سے کل بدن کا چھپانا واجب ہے الا ما ظہر منہا بتفصیل گذشتہ اور محرم مردوں سے ما ظہر منہا کے ساتھ مواقع زینت ساق وعضد وعنق وسر وغیرہ کا جسکی تفصیل گذر چکی ہے کھلا جائز ہے اور بقیہ بدن کا چھپانا واجب ہے جیسے ظہر وبطن وزانو اور ران کے درمیان کے اعضاء اور مردوں کے زانو سے ناف تک مردوں اور عورتوں سب سے چھپانا واجب ہے **سوم** غیر مراہق لڑکا جسکو الطفل الذین لم یظہروا الخ سے تعبیر فرمایا گیا ہے حکم محارم میں ہے **چہارم** مملوک کافرہ حکم محارم میں ہے **پنجم** وجہ اور کفین ستر نہیں سو اب جاننا چاہیے کہ باعتبار اختلاف اشخاص و اوقات کے مختلف حالتیں اور صورتیں پیدا ہوتی ہیں **صورت اول** بعض اشخاص وہ ہیں جو آزاد اور بالغ ہیں اور اس لیے گھروں میں آنے کے لیے ہر بار اجازت لینا کسی حرج کا باعث نہیں ہے **صورت دوم** بعض اشخاص وہ ہیں جو گھر والوں کے مملوک ہیں یا ایسے نابالغ ہیں جنپر لم یظہروا الخ صادق آتا ہے اور اس مملوک کو بضرورت گھر والوں کے کار وخدمت کرنیکے گھر میں بار بار آنا پڑتا ہے اسی طرح نابالغ طبعی عادت کے موافق گو ضرورت نہ سہی گھر میں بار بار آتا ہے سو ان کیلیے اگر ہر بار اجازت لیکر آنے کا حکم کیا جاوے تو اسمیں حرج عظیم اور کلفت ہے اور چونکہ ان کا اکثر آنا جانا معلوم ہے اس لیے اعضاء ستترہ یا امور مخفیہ کے اظہار سے تحرز بھی آسان ہے **صورت سوم** بعض اوقات وہ ہیں جن میں آدمی کبھی قصداً کبھی بلا قصد بے پردہ ہو جاتا ہے جیسے صحبت کا وقت یا سوتے رہنے کی حالت اور اگر بے پردہ بھی نہ ہو تب بھی بعض ایسے امور مباحہ کا ارتکاب کرتا ہے جنپر کسی کے مطلع ہونے کو گوارا نہیں کرتا جیسے بی بی سے بوس وکنار کا وقت تو ان میں اشخاص مذکورہ صورت دوم کا بلا اجازت چلا آنا مخل استتار یا مخل اظہار کسی امر ناگوار کا ہے اور اشتراط استیذان میں خاص ایسے اوقات کے اعتبار سے حرج وکلفت مذکورہ صورت دوم بھی نہیں ہے

ملحقات الترجمة

ل قولہ شیئا کسی قسم اشارۃ الی کونہ مفعولا مطلقا ای شیئا من الاشراک کذا فی الروح ۱۲ ے
قولہ فی کفر ناشکری کذا فی الخازن ۱۲

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَسْتَأْذِنكُمُ الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ وَالَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنكُمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ

اے ایمان والو تمہارے مملوکوں کو اور تم میں جو حد بلوغ کو نہیں پہنچے ان کو تین وقتوں میں اجازت لینا چاہیے

مِّن قَبْلِ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَحِينَ تَضَعُونَ ثِيَابَكُم مِّنَ الظَّهِيرَةِ وَمِن بَعْدِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ ثَلَاثُ عَوْرَاتٍ لَّكُمْ

نماز صبح سے پہلے اور جب دوپہر کو اپنے کپڑے اُتار دیا کرتے ہو اور نماز عشا کے بعد یہ تین وقت تمہارے پردہ کے ہیں

لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ بَعْدَهُنَّ طَوَّافُونَ عَلَيْكُم بَعْضُكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ

ان اوقات کے سوا نہ تم پر کوئی الزام ہے اور نہ ان پر کچھ الزام ہے وہ بکثرت تمہارے پاس آتے جاتے رہتے ہیں کوئی کسی کے پاس اور کوئی کسی کے پاس اسی طرح اللہ تعالیٰ تم سے احکام صاف صاف

الْآيَاتِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ وَإِذَا بَلَغَ الْأَطْفَالُ مِنكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَأْذِنُوا كَمَا اسْتَأْذَنَ الَّذِينَ مِن

بیان کرتا ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے اور جس وقت تم میں کے وہ لڑکے حد بلوغ کو پہنچیں تو ان کو بھی اسی طرح اجازت لینا چاہیے جیسا ان سے اگلے لوگ

قَبْلِهِمْ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ اللَّاتِي لَا يَرْجُونَ

اجازت لیتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ تم سے اپنے احکام صاف صاف بیان کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے اور بڑی بوڑھی عورتیں جنکو نکاح کی کچھ امید نہ رہی ہو

نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ أَن يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِينَةٍ وَأَن يَسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝

ان کو اس بات میں کوئی گناہ نہیں کہ وہ اپنے کپڑے اتار رکھیں بشرطیکہ زینت کا اظہار نہ کریں اور اس سے بھی احتیاط رکھیں تو ان کے لیے اور زیادہ بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سنتا سب کچھ جانتا ہے

پس ان صورتوں میں سے صورت اول کا حکم حکم پنجم میں صراحۃً معلوم ہو گیا لیکن صورت دوم وسوم کا حکم گو ان اُمور ثلثہ میں جو ابھی حکم پنجم وششم کے حوالہ سے مذکور ہوئے ہیں غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے چنانچہ عنقریب اثنائے ترجمہ میں انکے اثبات کی تقریر سے واضح ہو جاویگا لیکن بادی النظر میں ظاہر نہیں ہوتا بلکہ ایک گونہ اشتباہ کا احتمال ہو سکتا ہے کیونکہ حکم پنجم یعنی استیذان کے اطلاق کا مقتضا تو بظاہر یہ ہے کہ اشخاص مذکورہ صورت دوم بھی ہر وقت اذن لیں اور اسی حکم پنجم کا خطاب بالغین کو ہونا مقتضی اسکو ہے کہ نابالغ صورت سوم میں بھی محتاج اذن نہ ہو اور بظاہر العارض کی صورت ہو اس بنا پر یہ صورتیں محل اخفا و تردد ہو سکتی تھیں چنانچہ بعضی بے احتیاطیاں جو سبب نزول آیت ہیں کما فی الدر بروایۃ ابی داؤد وابن المنذر وابن ابی حاتم وابن مردویہ وسنن البیہقی عن ابن عباس بعضے مملوکین وغیرہم سے واقع ہو گئیں اسلئے آگے آیت استیذان میں ان صورتوں کے حکم کی توضیح فرماتے ہیں۔ پھر امر پنجم سے شبہ ہوتا ہے کہ وجہ اور کفین کا انکشاف ہر حال میں درست ہو اسلئے آیت والقواعد الخ میں اسکی تحقیق ہے

آیت مع ترجمہ و تفسیر حکم یازدہم

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَسْتَأْذِنكُمُ الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ وَالَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنكُمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ مِّن قَبْلِ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَحِينَ تَضَعُونَ ثِيَابَكُم مِّنَ الظَّهِيرَةِ وَمِن بَعْدِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ ثَلَاثُ عَوْرَاتٍ لَّكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ بَعْدَهُنَّ طَوَّافُونَ عَلَيْكُم بَعْضُكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝٥٨ وَإِذَا بَلَغَ الْأَطْفَالُ مِنكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَأْذِنُوا كَمَا اسْتَأْذَنَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝٥٩

حکم دوازدہم وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ اللَّاتِي لَا يَرْجُونَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ أَن يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِينَةٍ وَأَن يَسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝٦٠

اے ایمان والو تمہارے پاس آنے کیلیے تمہارے مملوکوں کو اور تم میں جو حد بلوغ کو نہیں پہنچے ان کو تین وقتوں میں اجازت لینا چاہیے (ایک تو) نماز صبح سے پہلے اور (دوسرے) جب (سونے لیٹنے کیلیے) دوپہر کو اپنے (بعضے) کپڑے

اللغات الحلم بالضم الحلم فی النوم ویکون البلوغ جدیدًا بان یقع فیه فلک سمی البلوغ التبرج هو اظهار الزینة البرج علی القصر ترخص تکشف المرأة للرجال الثیاب المتعدیة ۱۲ النحو قوله طوافون الخ خبر مبتدأ محذوف ای هم طوافون وقوله بعضکم علی بعض مبتدأ وخبر ای بعضکم طائف علی بعض البلاغة قوله ثلث عورات ای ثلثة اوقات والتعبیر عنها بالعورات للایذان بان ما طلب الاستیذان من تلک الاوقات لمرور المستأذنین بالمخاطبین لا لغیرها وقوله من قبل صلوة بدل مفصل من مجمل وهی للتفسیر وبیان الحین التصریح بها لا اعنی وضع الثیاب فی هذا الحین لان ما قبل ... التجرد عن الثیاب فیه ...

فعلة زمانها ووقوعها فی النهار الذی هو مظنة الورود والصدور لیس من التحقیق والاطراد بمنزلة ما فی الوقتین المذکورین فان تحقق اللازم فیها امر معروف لا یحتاج الی التصریح به والمراد بالقبلیة والبعدیة طرفا اللیل المتصلان اتصالا عادیا بالصلاتین وعدم التعرض للامر بالاستیذان فی باقی اللیل لانها من باب الاولی واما الندرة الوارد فیه ... من احکام اللیل لما فیه من التهمة وقوله ثلث عورات فیه ایجاز بحذف المضاف ای هی اوقات عورات ثلث وجملة استیناف لبیان علة الاستیذان وقوله لیس بعدهن ... البعدیة ... من کل وقت من الاوقات الباقیة قبیل کل عورة من العورات ... حتی التکلیف ... الرخص الذی ... ۱۲

کپڑے اُتار دیا کرتے ہو اور (تیسرے) نماز عشاء کے بعد یہ تین وقت تمہارے پردے کے (وقت) ہیں (یعنی یہ اوقات چونکہ عادۃً اور غالباً تخلیہ اور استراحت
کے ہیں ان میں اکثر آدمی بے تکلفی سے رہتے ہیں اسلیے اپنے مملوکین اور نابالغ بچوں کو سمجھا دو کہ بے اطلاع اور اجازت لیے ہوئے تمہارے
پاس نہ آیا کریں یہ حکم ہے صورت سوم کا اور وجہ اسکی ظاہر ہے کہ وجوب استیذان کی علت اسمیں پائی جاتی ہے اور) ان اوقات کے سوا نہ (تو بلا اجازت
آنے دینے میں اور منع نہ کرنے میں) تم پر کوئی الزام ہے اور نہ (بلا اجازت چلے آنے میں) اُن پر کچھ الزام ہے (کیونکہ) وہ بکثرت تمہارے پاس آتے جاتے
رہتے ہیں کوئی کسی کے پاس اور کوئی کسی کے پاس (مطلب اسکا موافق مذہب حنفیہ کے یہ ہے کہ غلام تو تمہارے پاس آتے جاتے رہتے ہیں نہ کہ عورتوں کے
پاس کیونکہ غلام کا حکم غیر محرم مرد کا سا ہے اور لونڈیاں عورتوں کے پاس بھی اور اسیطرح نابالغ بچے سب جگہ آتے ہیں پس ہر وقت اجازت لینے میں دقت
ہے اور چونکہ یہ وقت پردہ کے نہیں ہیں اسلیے اسمیں اعضا مستورہ کو چھپائے رکھنا کچھ مشکل نہیں پس مرد تو غلام کے سامنے ناف سے زانو تک چھپائے
رکھے اور عورت کافر لونڈی سے بجز مواقع زینت کے جسکی تفصیل امر دوم میں ہے باقی سب چھپائے رکھے اور مرد کو لونڈی سے اگر وہ اسکے لیے حلال
ہے کسی بدن کا چھپانا ضرور نہیں اور اگر حرام ہے تو ناف سے زانو تک چھپائے رکھے اور عورت مسلمان لونڈی سے صرف ناف سے زانو تک چھپائے رکھے سو
اس استتار میں کوئی دشواری نہیں لہذا بے اذن آنا جائز ہوا اور نابالغ بچہ کے روبرو مرد صرف زانو سے ناف تک اور عورت باستثنار مواقع زینت کے
سب چھپائے رکھے یہ بھی دشوار نہیں اور ہر وقت اجازت لینے میں تنگی ہے کیونکہ انکی آمد و رفت بھی بہت ہے یہ حکم ہے صورت دوم کا اور وجہ اسکی ظاہر ہے
کہ اسمیں علت وجوب استتار کی نہیں پائی جاتی اور انکشاف بتفصیل مذکور انکے روبرو جائز ہے جیسا امر دوم میں اسکی تصریح ہے اور ان تین وقتوں کے ماسوا میں
بھی اگر کوئی عارض مانع ہو تو بھی استیذان واجب ہوگا پس تخصیص باعتبار اسوقت کی عادت کے ہے) اسیطرح (جیسا یہ حکم صاف صاف بیان کردیا) اللہ تعالیٰ
تمسے (اپنے) احکام صاف صاف بیان کرتا ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے (پس سب مصالح اور حکمتوں پر اسکی نظر ہے اور احکام میں اُنکی رعایت فرماتا ہے)
اور جسوقت تم میں کے (یعنی احرار میں کے) وہ لڑکے (جنکا اوپر حکم آیا ہے) حد بلوغ کو پہونچیں (یعنی بالغ یا قریب بہ بلوغ ہوجاویں) تو انکو بھی اسی طرح
اجازت لینا چاہیے جیسا انسے اگلے (یعنی انسے بڑی عمر کے) لوگ اجازت لیتے ہیں (جو کہ صورت اول ہے اور حکم پنجم میں اسکا حکم مذکور ہوا ہے) اسیطرح اللہ
تعالیٰ تمسے اپنے احکام صاف صاف بیان کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے (اسکو مکرر اسلیے لایا گیا کہ قانون استیذان کی مصلحتیں نہایت
واضح اور اسکے احکام نہایت قابل رعایت ہیں تکریر سے اہتمام ظاہر ہوگیا) اور (ایک یہ بات جاننا چاہیے کہ حکم ششم کی تفصیل میں جو وجہ اور کفین کو عورت
استتار سے مستثنی کیا ہے جیسا امر پنجم میں مذکور ہے اسکا مطلب صرف یہ ہے کہ وہ بالذات ستر نہیں نہ یہ کہ عورتیں کھلی بہار اپنی صورت غیر مردوں کو دکھاتی پھرا کریں
کیونکہ فتنہ کے احتمال سے بالغیر وہ بھی واجب الستر ہے البتہ جہاں احتمال فتنہ کا نہ ہو مثلاً جو) بڑی بوڑھی عورتیں (ہیں) جنکو (کسیکے) نکاح (میں آنے) کی کچھ
امید نہ رہی ہو (یعنی اصلاً محل رغبت نہیں رہیں یہ تفسیر ہے بڑی بوڑھی ہونیکی آنکھوں البتہ) اس بات میں کوئی گناہ نہیں کہ وہ اپنے (زائد) کپڑے (جس سے
چہرہ وغیرہ چھپا رہتا ہے نامحرم کے روبرو) اتار رکھیں بشرطیکہ زینت (کے مواقع) کا اظہار نہ کریں (جنکا ظاہر کرنا نامحرم کے روبرو بالکل ہی ناجائز
ہے جسکا بیان امر دوم میں ہوا ہے پس صرف وجہ اور کفین اور بقولے قدمین کا بھی اظہار جائز ہے بخلاف جوان عورت کے کہ بوجہ احتمال فتنہ کے اُسکو چہرہ
وغیرہ کا پردہ بھی ضروری ہے مگر بعذر شرعی جیسا سورہ احزاب کے اخیر میں آویگا ونساء المؤمنین یدنین علیہن من جلابیبہن جس کی تفسیر میں صاحب درمنثور
نے محمد بن سیرین سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے عبیدہ سلمانی سے اسکے معنی پوچھے تو اُنہوں نے چادر میں سر کے ساتھ چہرہ بھی چھپا لیا اور ایک آنکھ کھلی
رہنے دی اور اس حکم کی جو علت وہاں مذکور ہے ذالک ادنیٰ ان یعرفن الخ اسکا حاصل بھی خوف فتنہ ہے گو انواع فتنہ کے مختلف ہوں) اور (ہرچند کہ عجائز
کو کشف وجہ کی اجازت ہے لیکن) اس سے بھی احتیاط رکھیں تو ان کے لیے اور زیادہ بہتر ہے (کیونکہ اول تو ہر گندہ پیرے را گندہ خرے دوسرے
بالکل ہی بے پردگی کا سدباب ہے) اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سنتا ہے سب کچھ جانتا ہے (بہتر یہ ہے کہ آیت کی تفسیر میں یہ کہا جاوے کہ یہ تو پردہ کا انتظام ہے
اب اگر غیر مرد و عورت باہم ہمکلام ہوں یا باہم دلی تعلق رکھیں تو اللہ تعالیٰ اس کلام اور اس تعلق سے بھی واقف ہے اگر ناجائز طریق سے ہوگا
موجب گناہ ہے اور ممکن ہے کہ سمیع اور علیم مطلق افعال کے اعتبارات مراد ہوں) ف کچھ تخصیص تین وقت کی نہیں اسوقت عادۃ اسکے موافق تھی باقی جہاں
جیسی ضرورت ہو وجود علت پر مدار ہے حکم معلول کا اور بلوغ حلم کو مراہقت کے لیے عام لینے کا یہ قرینہ ہے کہ پہلے طفل پر یہ قید لگائی ہے لم یظھروا علی عورات النساء پس اگر تفسیر

ملحقات الترجمة

سلہ قولہ فی توضیح لیستاذنکم الذین
اشارة الى ان القصد بهو الامر
للمخاطبين بالاولاد والمملوكين بان
يامروهم بذلك فلا يرد ان الذين لم يبلغوا
الحلم كيف كلفوا وان اشكل قوله تعالى
ولا عليهم جناح للقائل بنفي ثبوت الجناح
على الصغار في عدم الاستيذان فانه
بان الجناح يراد به المعنى اللغوي لا الشرعي
اي لا تبعة عليهم من الاثم وغيره
ومعنى كون التبعة على الصغار استحقاقهم
التاديب والزجر والسياسة لاحتياج
الا الاثم كما امروهم بالصلوة وهم
ابناء سبع واضربوهم وهم ابناء عشر ١٢
سلہ قولہ فی ترجیح ملوا فوا بطلب
استثناء ان الخطاب في يا ايها الذين
آمنوا للرجال والنساء جميعا وكذا قوله
ما ملكت ايمانكم العبيد والنساء جميعا
فاقسم البعض على البعض كما في الدر
عن مقاتل ملكت ايمانكم من العبيد والاماء
وما في الدر عن ... في قوله ليستاذنكم
الذين ملكت ايمانكم قال النساء فان
الرجال يستاذنون وكذا عن ابي
عبد الرحمن السلمي قال هي في النساء
خاصة فالرجال يستاذنون على كل حال
بالليل والنهار فانما التخصيص باعتبار
الاحوال على النساء ومع ذلك هو موافق
الحنفية في ان المملوكين لهم حكم الاجانب
باعتبار سيدته وفي الدر عن ابن عمر
قال هي على الذكور دون الاناث
فمعناه ان الاناث ... الامر لانهن
حلال على ساداتهم ... من الدخول
عليهم فالمملوكون ونساءهم وليس
معناه انهن يدخلن على سيداتهن
ناظرات اليهن فانه يحصل من المجموع الى تفصيل
المذهب ... المذهب
الحنفي ١٢ ١٢ ١٢ ١٢

لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا

نہ تو اندھے آدمی کے لیے کچھ مضائقہ ہے اور نہ لنگڑے آدمی کے لیے کچھ مضائقہ ہے اور نہ بیمار آدمی کے لیے کچھ مضائقہ ہے اور نہ خود تمہارے لیے اس بات میں

مِنْۢ بُيُوْتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اٰبَآئِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اِخْوَانِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ

کہ تم اپنے گھروں سے کھانا کھالو یا اپنے باپ کے گھر سے یا اپنی ماؤں کے گھر سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا اپنے

اَعْمَامِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ خٰلٰتِكُمْ اَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗٓ

چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے یا ان گھروں سے جن کی کنجیاں تمہارے اختیار میں ہیں

اَوْ صَدِيْقِكُمْ ؕ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا ؕ

یا اپنے دوستوں کے گھروں سے تم پر کچھ گناہ نہیں کہ سب ملکر کھاؤ یا الگ الگ

نکی جاوے تو ایک واسطہ کا حکم غیر مذکور رہجاویگا چنانچہ درمنثور میں سعید بن جبیر سے طفل کی تفسیر میں صغار کہا ہے۔ اور شاید کے ترجمہ میں جو زائد کہا ہے درمنثور میں ابن عباس سے اسکی تفسیر میں جلباب کہا ہے جسکا ذکر اس آیت میں ہے یدنین علیہن من جلابیبہن ربط اوپر استیذان کا بیان تھا جو گھروں میں جانے سے پہلے شروع ہے آگے بعض ان امور کا بیان ہے جو گھروں میں جانے کے بعد ماذون فیہ یا مامور بہ ہے خواہ متصل ہی جیسے سلام گھر والوں کو جسکا مامور بہ ہونا آخر آیت میں ارشاد ہے فاذا دخلتم بیوتا یا مع الفصل جیسے کھانا پینا جسکا ماذون فیہ ہونا اول آیت میں ارشاد ہے لیس علی الاعمی اور شاید مواکلت کی تقدیم اہتمام بیان رفع حرج مظنون و متوہم کے لیے ہے اور سلام کا استحسان چونکہ مخفی نہ تھا اسلیے اہتمام نہیں کیا گیا اور لیس علی الاعمی الخ کے مجموعہ اسباب نزول سے جو کہ درمنثور میں منقول ہیں یہ مستفاد ہوتا ہے کہ پہلے اہل مدینہ میں موافق عادت اہل عرب کے کھانے پینے کے بارہ میں بہت بے تکلفی تھی کہ میں نے تمہارے گھر کھالیا تم نے میرے گھر کھالیا بلکہ کبھی دوسرے محتاج غریبوں کو بھی اپنے ساتھ لیجاتے اور کسی عزیز قریب یا دوست کے گھر اسکو بھی کھلا دیتے چونکہ اس بے تکلفی میں افراط زیادہ ہو گیا تھا کہ احیاناً ظلم و اتلاف حقوق کی نوبت آنے لگی تھی اس افراط کے روکنے کے لیے یہ آیت نازل ہوئی لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل اس آیت کو سنکر صحابہ ڈر گئے اور بہت ہی مبالغہ کیساتھ اسمیں احتیاط کرنے لگے کہ جبتک یقینی رضا معلوم نہ ہو اور جہاں شبہ بھی نہ تھی تاہم بوجہ اذن صریح نہ ہونے کے احتیاط کرتے تھے اور کسی کے گھر نہ کھاتے تھے۔ اسی طرح محتاج معذور۔ اندھے۔ لنگڑے۔ بیمار ایسے موقعوں پر جانے سے پرہیز کرنے لگے کہ پرائے گھر لیجاکر کھلانے کا اس شخص کو کیا حق ہے تو ہمکو بھی کھانا جائز نہ ہوگا۔ اور اسی طرح مشترک طعام ساتھ کھانے میں بھی اور خصوصاً ان معذورین کے ساتھ اسلیے پرہیز کرنے لگے کہ مثلاً اندھے کو اچھا لقمہ اور کھانے کا موقع نہیں سوجھتا یہ اپنا حصہ پورا نہ لے سکیگا۔ اسی طرح لنگڑا تکلف سے بیٹھتا ہے اسلیے کھانا لینے میں بھی اسکو تکلف ہوتا ہے اور ممکن ہے کہ مجمع میں کھانا شروع ہو جاوے اور لنگڑا باوجود حاضر ہو جانے کے دسترخوان پر دیر میں پہونچ سکے اس وجہ سے اس کو بھی اسکا پورا حصہ نہ ملیگا۔ اور مریض کا کم کھانا معلوم ہی ہے اسیطرح ساتھ کھانے میں کم و بیش سب جگہ ایسا احتمال ہے چونکہ اس درجہ کا تکلف و احتیاط بھی موجب تکلیف تھی اسلیے آیت آئندہ میں اس تنگی کو رفع فرماتے ہیں بعض کو لیس علی الاعمی میں اور بعض کو لیس علیکم جناح میں جیسا تقریر ترجمہ سے واضح ہوگا سو نیز درمنثور میں ہے کہ بعض لوگ غایت کرم سے تنہا کھانا نہ کھاتے تھے اگر کوئی ساتھ نہ ملتا تو فاقہ کرتے آخر آیت میں اسکا بھی جواب ہوگیا۔ نیز بعض روایات میں ہے کہ یہ معذورین اس خیال سے تندرستوں کے ساتھ کھانے میں حرج سمجھتے تھے کہ شاید لوگ ہم سے نفرت کریں کما فی الروح من کتاب الزہراوی عن ابن عباس پس مجموعہ آیت میں اسکا جواب بھی ہوگیا کہ اعمی وغیرہ پر اکل میں حرج نہیں خواہ جمیعاً یا اشتاتاً اور ان سب اسباب نزول میں تنافی نہیں ہے۔

حکم سیزدہم جواز اکل از بعضے بیوت

لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْۢ بُيُوْتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اٰبَآئِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اِخْوَانِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَعْمَامِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ خٰلٰتِكُمْ اَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗٓ اَوْ صَدِيْقِكُمْ ؕ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا ؕ

البلاغۃ قولہ ولا علی انفسکم لم یذکر الجمع فیہ اکتفاء بذکرہ فیما مر او اخر محل الحذف ولم یکتف بحرج واحد بان یقال لیس علی الاعمی والاعرج والمریض وانفسکم حرج ان تاکلوا لتغایر الحرجین فانہ فی المعذورین باعتبار الاکل فقط وفی الانفس تارۃ باعتبار الاکل وتارۃ باعتبار الاطعام۔ ولم یقل علیکم بل انفسکم للنفس اشارۃ الی عموم الحکم لمن ہو فی مثل حال المخاطبین من المؤمنین قولہ ملکتم مفاتحہ ہو کنایۃ عن کون الشیء تحت تحکمہ وتصرفہ وان لم یکن ثم مفتاح والمفاتح جمع مفتح ومفتاح بمعنی واحد۔ قولہ صدیقکم ہو من یصدق فی مودتک وتصدق فی مودتہ یقع علی الواحد والجمع والمراد ہہنا الجمع وسر التعبیر بہ دون اصدقائکم الاشارۃ الی قلۃ الاصدقاء او الی ان شان الصداقۃ رفع الاثنینیۃ ۱۲

فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً

پھر جب تم گھروں میں جانے لگا کرو تو اپنے لوگوں کو سلام کر لیا کرو دعا کے طور پر جو خدا کی طرف سے مقرر ہے برکت والی

طَيِّبَةً ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝

عمدہ چیز ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ تم سے احکام بیان فرماتا ہے تاکہ تم سمجھو

ع ٨ ١٤

حکم چہاردہم امر بسلام بر اہل بیوت فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿٦١﴾ (اگر تم کسی اندھے لنگڑے بیمار غریب کو اپنے کسی عزیز یا ملاقاتی کے گھر لیجا کر وقت تیقن رضا صاحب خانہ کے کچھ کھلا پلا دو یا خود کھا پی لو تو ان صورتوں میں) نہ تو اندھے آدمی کے لیے کچھ مضائقہ ہے اور نہ لنگڑے آدمی کے لیے کچھ مضائقہ ہے اور نہ بیمار آدمی کے لیے کچھ مضائقہ ہے اور نہ خود تمہارے لیے اس بات میں (کچھ مضائقہ ہے) کہ تم (لوگ خواہ خود یا تم اور وہ معذورین سب) اپنے گھروں سے (جن میں بی بی اور اولاد کے گھر بھی آ گئے) کھانا کھا لو یا (اُن گھروں سے جنکا ذکر آگے آتا ہے کھانا کھا لو یعنی نہ تمکو خود کھانے میں گناہ ہے اور نہ اُن معذورین کو کھلانے میں اسی طرح اُن معذورین کو تمہارے کھلا دینے سے کھا لینے میں بھی گناہ نہیں اور وہ گھر یہ ہیں مثلاً) اپنے باپ کے گھر سے (کھا لو کھلا دو) یا (اسی طرح) اپنی ماؤں کے گھر سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے یا اُن گھروں سے جن کی کنجیاں تمہارے اختیار میں ہیں یا اپنے دوستوں کے گھروں سے (اسمیں اوّل کی دو تنگیاں منجملہ تین تنگیوں کے جنکا ذکر سبب نزول میں ہوا ہے رفع کر دی گئیں آگے تیسری تنگی یعنی ساتھ کھانے کے متعلق رفع کیجاتی ہے یعنی پھر اسمیں بھی) تم پر کچھ گناہ نہیں کہ سب ملکر کھاؤ یا الگ الگ (کھاؤ یعنی ایسے ضعیف وسوسے کہ شاید میں زیادہ کھاؤں تو پرایا حق کھا لیا اور دوسرا کم کھائے تو اُسکا حق رہ گیا شریعت کو مطمح نظر نہیں ہیں مخالطت میں ایسے دقائق کی تکلیف نہیں البتہ اگر کسی کے کھانے پر گھر والے کی رضا نہ صراحۃً قال سے معلوم ہوا اور نہ دلالت حال سے اُسوقت جائز نہیں اسی طرح جس ہم اکلت پر شریک باختیار راضی نہ ہو اُسکی تقسیم ضروری ہے اور اگر شریک باختیار نہیں جیسے یتیم باعتبار اپنے وصی و قیم کے کہ اُسکی رضا و عدم رضا بوجہ عدم بلوغ نامعتبر ہے وہاں بلا رضا بھی مخالطت درست ہے بشرط رعایت اُسکے مصالح کے جسکا بیان سورہ بقرہ آیت وان تخالطوھم الخ میں گذر چکا ہے آگے حکم چہاردہم مذکور ہے یعنی) پھر (یہ بھی معلوم کر رکھو کہ) جب تم گھروں میں جانے لگا کرو تو اپنے لوگوں کو (یعنی وہاں جو مسلمان ہوں اُنکو) سلام کر لیا کرو (جو کہ) دعا کے طور پر ہے اور) جو (کہ) خدا کی طرف سے مقرر (اور مشروع) ہے اور (بوجہ اُسپر ثواب ملنے کی) برکت والی (اور بوجہ مخاطب کے دل خوش کن ہونیکے) عمدہ چیز ہے (خدا تعالیٰ نے جسطرح یہ احکام تبلائے) اسی طرح اللہ تعالیٰ تم سے (اپنے) احکام بیان فرماتا ہے تاکہ تم سمجھو (اور عمل کرو) **ف** چونکہ مدار اس حکم سیزدہم کا رضا پر ہے اس لیے نہ ان مواقع میں مطرد ہے اور نہ ان میں منحصر ہے پس عدم رضا کے وقت ان مواقع پر بھی یہ حکم ثابت نہ ہوگا اور رضا کے وقت دوسرے مواقع پر بھی ثابت ہو جاوے گا تخصیص بنا بر علی الغالب ہے کہ ان میں عادۃً رضا ہوتی ہے خصوصاً عرب میں کہ وہاں ہند کا سا بخل نہیں ہے **ربط** اوپر بہت سے اوامر و نواہی ارشاد فرمائے ہیں آگے خاتمہ سورت میں ایک حکم خاص مناسب اُس وقت کے کہ حکم پانزدہم ہے ایسا ارشاد فرماتے ہیں جس سے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی غایت اطاعت کا وجوب ثابت ہوتا ہے جو کہ موکد ہے جمیع اوامر و نواہی مذکورہ کا بلکہ جمیع سعادات دنیویہ و اخرویہ ظاہرہ و باطنہ کا چنانچہ اُس حکم جزئی کے بعد آیت ہی میں کلیاً بھی وجوب اطاعت اور تحریم مخالفت کی تصریح مع وعید فرما دی گئی اور سبب نزول اسکا دو امر ہیں ایک یہ کہ غزوہ احزاب میں جب مدینہ کے گرد خندق کھودی گئی تو مسلمان تو بڑی محنت کرتے تھے اور اگر مدینہ جانے کا کچھ کام لگتا تو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اجازت لیکر جاتے اور منافقین اول تو کام سے جی چُراتے پھر جب کسی مسلمان کو جاتا ہوا دیکھتے تو اُسکی آڑ میں لگے لگے خود بھی بے اطلاع کھسک جاتے اسپر آیت نازل ہوئی اخرجہ ابن اسحاق وابن المنذر والبیہقی فی الدلائل عن عروۃ ومحمد بن کعب القرظی دوسرا امر جمعہ وغیرہ میں جب کسی مسلمان کو کوئی ضرورت پیش آتی تو رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے اجازت لیکر جاتے اور اگر آپ خطبہ میں ہوتے تو انگلی کے اشارہ سے دریافت کر لیتے اور ان کے جانے کے ساتھ منافقین بھی بوجہ اسکے کہ انکو نماز اور خطبہ گراں معلوم ہوتا تھا ان کی آڑ میں چھپ کر کھسک جاتے اسپر آیت نازل ہوئی اخرجہ ابو داؤد فی مراسیلہ عن مقاتل ھذا کلہ من الدر المنثور

الخ تحیۃ انتصابہا علی المصدریۃ ای سلموا تسلیما واصل معناہا الدعاء بالحیوۃ بان تقول حیاک اللہ ثم عمم لکل دعاء ومن عند اللہ صفتہ ای مشروعۃ من عند اللہ ومبارکۃ وطیبۃ صفتان لہا ۱۲

ملحقات الترجمة

لہ قولہ فی تاکلوا ایا تم اور ود اشارۃ الی ان فی الخطاب تغلیب ۱۲
لہ قولہ فی من بیوتکم بی بی اور اولاد باطل علیہ اندفع ایراد ان الاول ان الاکل من بیت نفسہ لاخفاء فیہ فما معنی ذکرہ والثانی ان الازواج والاولاد اقرب انبساطا من غیرھم فما معنی عدم ذکرہ والاندفاع ظاہر ۱۲
لہ قولہ فی ماملکتم اُن گھروں سے اشارۃ الی ان المراد بالموصول البیوت ہو معطوف علی بیوت فالمعطوف علیہ البیوت المضاف والمعطوف البیوت الموصوف من ثم لم یحتج الی زیادۃ البیوت بل لزمہ مضافا الیہ ۱۲
لہ قولہ فی فاذا دخلتم معلوم کر رکھو اشارۃ الی ان الفاء التعقیب الذکری لا الترتیب الوقوعی ۱۲
لہ قولہ فی علی انفسکم یعنی ان اشارۃ الی النکتۃ فی التعبیر عنہا بالانفس ۱۲

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰٓى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ

بس مسلمان تو وہی ہیں جو اللہ پر اور اسکے رسول پر ایمان رکھتے ہیں اور جب رسول کے پاس کسی ایسے کام پر ہوتے ہیں جسکے لیے مجمع کیا گیا ہو تو جب تک آپ سے اجازت نہ لیں نہیں جاتے

اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ

جو لوگ آپ سے اجازت لیتے ہیں بس وہی اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں تو جب یہ لوگ اپنے کسی کام کے لیے آپ سے اجازت طلب کریں

فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ لَا تَجْعَلُوْا دُعَاۗءَ الرَّسُوْلِ

تو ان میں سے آپ جسکے لیے چاہیں اجازت دیدیا کریں اور آپ انکے لیے اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا کیجیے بلاشبہ اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے تم لوگ رسول کے بلانے کو ایسا مت سمجھو

بَيْنَكُمْ كَدُعَاۗءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ۭ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ

جیسا تم میں ایک دوسرے کو بلا لیتا ہے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جانتا ہے جو آڑ میں ہو کر تم میں سے کھسک جاتے ہیں سو جو لوگ اللہ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں

عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

انکو اس سے ڈرنا چاہیے کہ ان پر کوئی آفت آن پڑے یا ان پر کوئی دردناک عذاب نازل ہو جاوے یاد رکھو کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب خدا ہی کا ہے

قَدْ يَعْلَمُ مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ ۭ وَيَوْمَ يُرْجَعُوْنَ اِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

اللہ تعالیٰ اس حالت کو بھی جانتا ہے جس پر تم ہو اور اس دن کو بھی جس میں سب اسکے پاس لائے جاویں گے پھر وہ انکو سب جتلا دیگا جو کچھ انہوں نے کیا تھا اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے

ع ۹ ۳ ۱۵

حکم پانزدہم تحریم خروج مدعوین از مجلس رسول بلا اذن

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰٓى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ لَا تَجْعَلُوْا دُعَاۗءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاۗءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ۭ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ قَدْ يَعْلَمُ مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ ۭ وَيَوْمَ يُرْجَعُوْنَ اِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ بس مسلمان تو وہی ہیں جو اللہ پر اور اسکے رسول پر ایمان رکھتے ہیں اور جب رسول کے پاس کسی ایسے کام پر ہوتے ہیں جسکے لیے مجمع کیا گیا ہو (اور اتفاقاً وہاں سے جانے کی ضرورت پڑتی ہو) تو جب تک آپ سے اجازت نہ لیں (اور آپ اسپر اجازت نہ دیدیں مجلس سے اٹھکر) نہیں جاتے (اے پیغمبر) جو لوگ آپ سے (ایسے مواقع پر) اجازت لیتے ہیں بس وہی اللہ پر اور اسکے رسول پر ایمان رکھتے ہیں (یہ مکرر نہیں ہے بلکہ ایمان واستیذان میں جانبین سے تمیم تلازم کے لیے اسکو لائے ہیں پس انما المؤمنون کا حاصل تو یہ ہے کہ ایمان بدون استیذان کے نہیں پایا جاتا کیونکہ سب مومن اجازت لیتا تھا۔ اور ان الذین الخ کا حاصل یہ ہے کہ استیذان بدون ایمان کے نہیں پایا جاتا کیونکہ کوئی منافق اجازت نہ لیتا تھا اور سورہ برات کے نصف پر آیت لا یستاذنک الذین یومنون الے قولہ انما یستاذنک الذین لا یومنون سے شبہ عکس کا نہ کیا جاوے کیونکہ وہ استیذان اسکا ہے کہ ہم جہاد میں بالکل نہ جاویں تو یہ مومنین میں منفی تھا اور منافقین جب بعض اسکے کام چلتا نہ دیکھتے تھے تو چھپ لیتے تھے پس جو استیذان علامت اطاعت کی ہے وہ مومن کے لیے ثابت اور منافق کے لیے منفی ہے اور جو استیذان علامت اعراض کی ہے وہ منافق کے لیے ثابت اور مومن سے منفی ہے فلا تعارض یہاں تک تو اذن لینے کے متعلق مضمون تھا آگے اذن دینے کے متعلق فرماتے ہیں کہ جب آپکو اختصاص استیذان کا اہل ایمان کیساتھ معلوم ہو گیا تو جب یہ (اہل ایمان لوگ (ایسے موقع پر) اپنے کسی (ضروری) کام کے لیے آپ سے (جانیکی) اجازت طلب کریں تو ان میں سے آپ جسکے لیے (مناسب سمجھ کر اجازت دینا)

اللغات الا [illegible] حتی یستاذنوہ [illegible] یتسللون [illegible] لواذا [illegible] یخالفون عن امرہ [illegible]

البلاغۃ قولہ امر جامع وصف الامر بالجمع [illegible] حتی یستاذنوہ فیاذن لہم [illegible] الاذن [illegible] بعد الاستیذان [illegible] الایمان [illegible] فاذا استاذنوک [illegible]

چاہیں اجازت دیدیا کریں (اور جسکو مناسب نہ سمجھیں اجازت نہ دیا کریں کیونکہ ممکن ہو کہ مستاذنین کے خیال میں وہ ضروری ہو مگر واقع میں ضروری نہ ہو
یا واقع میں بھی ضروری ہو لیکن جانے میں اُس سے کوئی زیادہ ضروری امر فوت ہوتا ہو تو اس سب کا فیصلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے مبارک پر
مفوض ہی) اور (اجازت دیکر بھی) آپ ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا کیا کیجیے (کیونکہ استیذان گو کسی قوی عذر کی وجہ سے ہو لیکن تاہم اس میں دنیا کی
تقدیم دین پر تو لازم آئی اور اسمیں ایک نقص کا شائبہ ہی اسکی تلافی کے لیے استغفار کا امر ہوا پس استغفار جیسے تلافی ذنوب کے لیے ہوتا ہی اسی طرح تلافی
نقص کے لیے بھی مفید ہی و نیز ممکن ہی کہ وہ عذر واقع میں قوی نہ ہو اور اسکے قوی سمجھنے میں مستاذن سے خطاء اجتہادی ہوئی اور وہ منشا اسیکا ہوا کہ
تامل و غوض سے رفع ہو سکتی تھی مگر غوض و تامل نہ کیا یہ ترک تامل باوجود قدرت کے ایک خفیف سا امر مکروہ ہے اور امر مکروہ ممنوع ہوتا ہی اور ممنوعات سے
استغفار ظاہر ہی) بلاشبہ اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہی (چونکہ انکی نیت اچھی تھی اسلیے ایسے دقائق پر مواخذہ نہیں فرماتا۔ یہانتک تو حرمت ترک استیذان
کی بصورت جملہ خبریہ کے ارشاد فرمائی تھی آگے اُسکی اصلی صورت یعنی صیغۂ انشائیہ میں ارشاد ہی کہ) تم لوگ رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) کے بلانے کو (جب وہ کسی
ضرورت اسلامیہ کے لیے تمکو جمع کریں ایسا معمولی بلانا) مت سمجھو جیسا تم میں ایک دوسرے کو بلا لیتا ہے (کہ چاہے آیا یا نہ آیا پھر آگر بھی جب تک چاہا بیٹھا جب چاہا
اُٹھکر بے اجازت لیے چل دیا سو رسول کا بلانا ایسا نہیں ہی بلکہ اجابت واجب ہے اور بے اجازت جانا حرام اور گو بے اطلاع چلا جانا کسی وقت رسول صلی اللہ علیہ وسلم
سے مخفی رہ جاوے لیکن یہ یاد رکھو کہ) اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو (خوب) جانتا ہی جو (دوسرے کی) آڑ میں ہو کر تم میں سے (مجلس نبوی سے) کھسک جاتے ہیں پس
انکو سزا دیگا اور جب یہ معلوم ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہی سو جو لوگ اللہ کے حکم کی (جو کہ بواسطہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پہونچا ہی جسمیں وجوب استیذان بھی
داخل ہی) مخالفت کرتے ہیں اُنکو اس (بات) سے ڈرنا چاہیے کہ انپر (دنیا میں) کوئی آفت (نہ) آن پڑے یا انپر (آخرت میں) کوئی دردناک عذاب نازل (نہ ہو
جاوے) (یہ تردید علی سبیل منع الخلو ہی یعنی ممکن ہی کہ دارین میں معاقب ہوں کیونکہ مخالفت امر موجب سخط ہی اور وہ مخالفت علم الٰہی سے مخفی بھی نہیں اور یہ
بھی) یاد رکھو کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں (موجود) ہی سب خدا ہی کا (مملوک) ہی (پس اختیار بھی اُسکو کامل ہی غرض مامور کی طرف سے اس حالت میں مخالفت ہو
کہ آمر کا علم اور قدرت کامل ہو بیشک محل اندیشہ ہی۔ اور یہ جو کہا گیا ہی کہ دو چیزوں کا اندیشہ ہی مصیبت دنیویہ کا اور عقاب اخروی کا تو وجہ اسکی یہ ہی کہ) اللہ تعالیٰ اُس
حالت کو بھی جانتا ہی جسپر تم (اب) ہو (اس سے تو احتمال ہی کہ شاید دنیا ہی میں تمکو سزا دیدے) اور (اللہ تعالیٰ) اُس دن کو بھی (جانتا ہی کہ) جسمیں سب اُسکے پاس (دوبارہ
زندہ کر کے) لائے جاوینگے پھر وہ انکو سب جتلا دیگا جو جو کچھ اُنہوں نے کیا تھا (پس آخرت میں بھی سزا دینا مستبعد نہیں غرض جب دارین سے اسکا علم متعلق ہے تو
دارین میں احتمال سزا ہی) اور (علم میں ما انتم علیہ اور یوم یرجعون کی کیا تخصیص ہے) اللہ تعالیٰ (تو) سب کچھ جانتا ہی **ف** انما المؤمنون سے استیذان کا شرط ایمان
ہونا معلوم ہوتا ہی حالانکہ کوئی امر واجب امور فرعیہ سے شرط یا شطر ایمان کا نہیں سو تحقیق یہ ہی کہ مقصود مطلق اشتراط نہیں بلکہ مستاذنین و غیر مستاذنین میں بعض کے اعتبار سے
خاص واقعہ کا بیان ہی کہ ان لوگوں میں ایمان بدون استیذان کے نہیں پایا جاتا نہ بایں معنی کہ اگر استیذان نہ رہے تو ایمان نہ رہے بلکہ بایں معنی کہ واقع یوں ہی ہی کہ جنمیں
ایمان ہی وہ استیذان ضرور کرتے ہیں۔ اور یہ وجوب استیذان اُسوقت ہی جب بلائے ہوئے آویں خواہ نماز کے لیے بذریعہ اذن کے یا کسی شورہ وغیرہ کے لیے بذریعہ
خاص اعلام یا عام اعلان کے ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بار ہا لوگ خود حاضر ہوئے اور خود چلے گئے ان پر ملامت نہیں کی گئی۔ اور اب بھی امام المسلمین اگر لوگوں
کو جمع کرے تو بے اجازت اسکی جانا جائز نہیں۔ اور مدار اس حکم کا وجوب اطاعت امام ہے مباحات میں ہی پس ظاہر ہی کہ لوگوں کا جمع ہونا مباح تھا مگر جب امام
کا امر ہوا تو واجب ہوگیا اب چونکہ قرائن مقام سے یقینی ہی کہ اس جمع کرنے میں جیسا جمع ہونا مامور بہ من الامام ہی اسی طرح جمع رہنا بھی مامور بہ من الامام ہی
ورنہ جمع کرنا ہی عبث ٹھیریگا پس اشتراک علت کی وجہ سے دوسرا مامور بہ بھی واجب ہوا اور بے اجازت جانے میں اس واجب کا ترک ہی اسلیے حرام ہوگا رہا
جمعہ وغیرہ میں جمع ہو کر بے اجازت امیر المومنین کے جانا سو جب علت اور مدار حکم معلوم ہوگیا تو اگر امیر المومنین حکم کرے کہ بدون ہمارے اذن کے کوئی مسجد سے نکلے تو پھر
استیذان واجب ہوگا اور اگر قرینہ قویہ سے یا تصریحاً معلوم ہو جاوے کہ عدم خروج بلا استیذان مامور بہ من الامیر نہیں ہی تو بوجہ فقدان علت کے معلول یعنی وجوب استیذان
بھی مفقود ہوگا اور بلا اذن خروج جائز ہوگا۔ اور یہ سب تفصیل اُسوقت ہی جبکہ مستاذن کو قیام فی المسجد جائز ہو اور اگر جائز نہ ہو جیسے عورت کو حیض آ جانا یا کسی شخص
کو جنابت ہو جانا وہاں استیذان کی ضرورت نہیں فوراً باہر نکلجاوے صرح بہ فی الخازن و العقاید تشہدلہ۔ آور لا تجعلوا دعاء الرسول کی جو تفسیر اختیار کی گئی مبرد اور قفال
نے اسی کو اختیار کیا ہی کذا فی الکبیر والروح اور بعض نے یہ کہا ہے کہ بعضے لوگ حضور کو یا محمد کہکر پکارتے تھے آ میں اسکی ممانعت ہی کہ رسول کو اس طرح نہ پکارو

سورة الفرقان مكية | بسم الله الرحمن الرحيم | وهى سبع وسبعون اية

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو کہ نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

تبٰرك الذى نزل الفرقان على عبده ليكون للعٰلمين نذيرا ۙ الذى له ملك السمٰوٰت والارض

بڑی عالیشان ذات ہے جسنے یہ فیصلہ کی کتاب اپنے بندۂ خاص پر نازل فرمائی تاکہ وہ تمام دنیا جہان والون کے لیے ڈرانیوالا ہو ایسی ذات جسکے لیے آسمانوں اور زمین کی حکومت حاصل ہو

ولم يتخذ ولدا ولم يكن له شريك فى الملك وخلق كل شىء فقدره تقديرا ۝ واتخذوا من دونه

اور اُسنے کسی کو اولاد قرار نہیں دیا اور نہ کوئی اُسکا شریک ہے حکومت میں اور اُسنے ہر چیز کو پیدا کیا پھر سب کا الگ الگ انداز رکھا اور ان مشرکین نے خدا کو چھوڑ کر اور ایسے معبود

الهة لا يخلقون شيئا وهم يخلقون ولا يملكون لانفسهم ضرا ولا نفعا ولا يملكون موتا ولا حيوة ولا نشورا ۝

قرار دیے ہیں جو کسی چیز کے خالق نہیں اور وہ خود مخلوق ہیں اور خود اپنے لیے نہ کسی نقصان کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ کسی نفع کا اور نہ کسی کے مرنیکا اختیار رکھتے ہیں اور نہ کسی کے جینے کا اور نہ کسیکو دوبارہ

پس تفسیر اول میں دعاء الرسول مصدر مضاف الی الفاعل ہو اور دوسری تفسیر پر مصدر مضاف الی المفعول ہو اور اُسکے بعد لوگ اسطرح کہنے لگے یا رسول اللہ یا نبی اللہ در منثور میں حضرت ابن عباسؓ سے یہی تفسیر منقول ہو اور اس تفسیر پر اسکا مضمون مدح استیذان و ذم عدم استیذان کے بیچ میں آنا یا تو اس بنا پر ہو کہ استیذان میں حضور کو خطاب کرنا ہوگا اس خطاب کا طریقہ بتلا دیا اور یا استیذان اور ندا بالالقاب دونوں میں وجہ جامع تعظیم رسول ہو وہ ارتباط اور یا اشتراک مناسبت کے لیے کافی ہو لیکن چونکہ تفسیر اول کا اوفق بالمقام ہونا ظاہر ہو اسلیے حضرت نے اسکو اختیار کیا اور ابن عباسؓ کا قول سبب نزول کی روایت نہیں جسکی متابعت واجب ہو بلکہ اجتہاد تفسیری اور درایت ہو جسکی متابعت واجب نہیں واللہ اعلم ۔ الحمد للہ کہ تاریخ ۲۹ ذیقعدہ روز سہ شنبہ ۱۳۲۴ھ کو تفسیر سورہ نور مع الخیر ختم ہوئی یا الٰہی بقیہ تفسیر کو بھی مع الخیر ختم فرما اور وقت پر ہمارا بھی خاتمہ بالخیر فرما آمین ۔ آمین وصلی اللہ تعالےٰ علی خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین +

سورۃ الفرقان مکیۃ وایہا سبع وسبعون کذا فی البیضاوی اس سورت میں یہ مضامین ہیں ۔ اثبات توحید ۔ ذم شرک و مشرکین ۔ اثبات رسالت جواب شبہات متعلقہ رسالت بیان معاد ۔ اور اسکی تفصیل میں مکذبین و مصدقین کی سزا و جزا بعض قصص بمناسبت مضمون ذم انکار توحید و رسالت بعض اعمال فاضلہ خواص عباد مصدقین توحید و رسالت کے اور اسی اخیر مضمون پر سورت ختم کر دی اور تناسب باہمی ان مضامین کا ظاہر ہو اور چونکہ سورت سابقہ کے خاتمہ میں حقوق رسول کا ذکر تھا اور اسکے شروع میں رسالت کا اثبات ہو خاتمہ اور فاتحہ میں بھی تناسب ظاہر ہو گیا بلکہ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہو کہ زیادہ حصہ سورت کا بحث رسالت میں ہو چنانچہ اول آیت میں بھی بطور براعۃ الاستہلال کے اسکا ذکر ہو پھر تین چار رکوع تک اسی کے متعلق سوال و جواب چلے گئے ہیں پھر آیت ولو شئنا لبعثنا الخ اور آیت وما ارسلنٰک الا مبشرا و نذیرا الخ میں بھی اسکا اعادہ ہو۔

توحید و رسالت

بسم اللہ الرحمن الرحیم تبٰرك الذى نزل الفرقان على عبده ليكون للعٰلمين نذيرا ۙ الذى له ملك السمٰوٰت والارض ولم يتخذ ولدا ولم يكن له شريك فى الملك وخلق كل شىء فقدره تقديرا ۝

ذم شرک و انکار توحید

واتخذوا من دونه الهة لا يخلقون شيئا وهم يخلقون ولا يملكون لانفسهم ضرا ولا نفعا ولا يملكون موتا ولا حيوة ولا نشورا ۝ بڑی عالیشان ذات ہو جسنے یہ فیصلہ کی کتاب (یعنی قرآن) اپنے بندۂ خاص (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل فرمائی تاکہ وہ (بندۂ خاص) تمام دنیا جہان والون (یعنی انسان اور جن سب) کے لیے (عذاب الٰہی سے اگر ایمان نہ لاویں کی صورت میں) ڈرانیوالا ہو ایسی ذات جسکے لیے آسمانوں اور زمین کی حکومت حاصل ہو اور اُسنے کسی کو (اپنی) اولاد قرار نہیں دیا اور نہ کوئی اُسکا شریک ہے حکومت میں اور اُسنے (ممکنات میں سے) ہر (موجود) چیز کو پیدا کیا پھر سب کا الگ الگ انداز رکھا (کسی چیز کے آثار و خواص کچھ ہیں کسی کے کچھ ہیں) اور (باوجود حضرت حق کے ایسے متفرد فی الکمال ہونیکے) ان مشرکین نے خدا کی توحید کو چھوڑ کر اور ایسے معبود قرار دیے ہیں جو کسی طرح معبود ہونیکے قابل نہیں کیونکہ وہ کسی چیز کے خالق نہیں اور

اللغات تبارك من البركة وهى الزيادة ويراد به زيادة الشان بمعنى علوه فحاصل المعنى تعالى وتعظم الفرقان مصدر بمعنى اسم الفاعل او المفعول اى الفارق بين الحق والباطل او الذى فرق فيه او به وفصل بين الامور الحق منها والباطل التقدير التهيئة اى هيأه لما اراد به من الخصائص والافعال اللائقة به كذا فى الروح النشور الاحياء كذا فى القاموس ۔

النحو الذى له صلة نعت للموصول الاول الفاصل بين جنبى الصفة والضمير فى ليكون لعبده او للفرقان لانه في تلك الاية بمعنى اسم فاعل ۔ البلاغة تورا الذى نزل الفرقان فى الروح ابراز تنزيل الفرقان فى معرض الصلة التى حقها ان تكون معلومة الثبوت للموصول عند السامع مع انكار الكفرة لاجرائه مجرى المعلوم المسلم تنبيها على قوة دلائله وكونه بحيث لا يكاد يجهله احد وكذا يقال فى نظائره من الصلات التى ينكرها الكفرة ۔

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هَٰذَا إِلَّا إِفْكٌ افْتَرَاهُ وَأَعَانَهُ عَلَيْهِ قَوْمٌ آخَرُونَ ۖ فَقَدْ جَاءُوا ظُلْمًا وَزُورًا

اور کافر لوگ یوں کہتے ہیں کہ یہ تو کچھ بھی نہیں نرا جھوٹ ہے جسکو اس شخص نے گھڑ لیا ہے اور دوسرے لوگوں نے اس میں اسکی مدد کی ہے سو یہ لوگ بڑے ظلم اور جھوٹ کے مرتکب ہوئے

وَقَالُوا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلَىٰ عَلَيْهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا قُلْ أَنزَلَهُ الَّذِي يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمَاوَاتِ

اور یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ یہ بے سند باتیں ہیں جو اگلوں سے منقول ہوتی چلی آئی ہیں جنکو اس شخص نے لکھوا لیا ہے پھر وہی اسکو صبح و شام پڑھ پڑھ کر سنائی جاتی ہیں آپ کہدیجیے کہ اسکو تو اس نے اتارا ہے جسکو

وَالْأَرْضِ ۚ إِنَّهُ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا وَقَالُوا مَالِ هَٰذَا الرَّسُولِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِي فِي الْأَسْوَاقِ ۙ لَوْلَا

بازمین میں ہیں سب خبر ہے واقعی اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ اس رسول کو کیا ہوا کہ وہ کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے اسکے پاس

أُنزِلَ إِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُونَ مَعَهُ نَذِيرًا أَوْ يُلْقَىٰ إِلَيْهِ كَنزٌ أَوْ تَكُونُ لَهُ جَنَّةٌ يَأْكُلُ مِنْهَا ۚ وَقَالَ الظَّالِمُونَ

کوئی فرشتہ کیوں نہیں بھیجا گیا کہ وہ اسکے ساتھ رہ کر ڈراتا یا اسکے پاس کوئی خزانہ آ پڑتا یا اسکے پاس کوئی باغ ہوتا جس سے یہ کھایا کرتا اور یہ ظالم یوں کہتے ہیں

إِن تَتَّبِعُونَ إِلَّا رَجُلًا مَّسْحُورًا ﴿٨﴾ انظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْأَمْثَالَ فَضَلُّوا فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا ﴿٩﴾

کہ تم لوگ ایک مسلوب العقل آدمی کی راہ پر چل رہے ہو دیکھیے تو یہ لوگ آپ کے لیے کیسی عجیب عجیب باتیں بیان کر رہے ہیں سو وہ گمراہ ہو گئے پھر وہ راہ نہیں پا سکتے

ع ۹/۱۲

ملحقات الترجمة

لے قولہ فی قال الذین کفروا ... [illegible]

(بلکہ) وہ خود مخلوق ہیں اور خود اپنے لیے نہ کسی نقصان (کے دفع کرنے) کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ کسی نفع (کے حاصل کرنے) کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ کسی کے مرنیکا اختیار رکھتے ہیں (کہ کسی جاندار کی جان نکال سکیں) اور نہ کسی کے جینے کا اختیار رکھتے ہیں کہ کسی بے جان میں جان ڈال سکیں) اور نہ کسی کو (قیامت میں) دوبارہ جلانیکا (اور استحقاق معبودیت کے لوازم سے ہے ان تصرفات پر بالاستقلال قادر ہونا جب لازم نہیں ملزوم بھی نہیں) ف آلهة الی آخر الآیة سے اگر اصنام مراد ہوں تو سب آیات کا انتفاء ظاہر حقیقةً ظاہر ہے اور اگر مطلق آلہہ عام ذی روح و غیر ذی روح سے مراد ہوں تو بعض کا انتفاء تو ظاہر ابھی ہوگا اور حقیقةً و استقلالاً سب کا انتفاء ہوگا نہ کہ ظاہر ہے ربط اول توحید و رسالت دونوں کا اثبات تھا پھر انکار توحید پر تشنیع تھی آگے انکار رسالت کی تقبیح اور اس پر منکرین کے جو شبہات و اعتراضات ہیں انکا جواب ہے اور وہ اعتراضات متعدد تھے جنسے متعدد آیتیں شروع ہوئی ہیں وقال الذین کفروا ان ھذا - وقالوا اساطیر - وقالوا مال ھذا الرسول - وقال الظالمون - وقال الذین لا یرجون - وقال الذین کفروا لولا نزل - واذا راوک ان یتخذونک الا ھزوا اور ہر اعتراض کے بعد اسکا رد ہے اور یہ مضمون سوال و جواب کا سورۃ کے تین چار رکوع تک چلا گیا ہے اور درمیان درمیان میں اور مناسب مقام مضامین ہیں ؏

حکایت اعتراض اول مع رد او وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هَٰذَا إِلَّا إِفْكٌ افْتَرَاهُ وَأَعَانَهُ عَلَيْهِ قَوْمٌ آخَرُونَ ۖ فَقَدْ جَاءُوا ظُلْمًا وَزُورًا ﴿٤﴾

حکایت اعتراض دوم تتمہ اول و رد آن وَقَالُوا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلَىٰ عَلَيْهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ﴿٥﴾ قُلْ أَنزَلَهُ الَّذِي يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ إِنَّهُ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿٦﴾

حکایت اعتراض سوم

وَقَالُوا مَالِ هَٰذَا الرَّسُولِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِي فِي الْأَسْوَاقِ ۙ لَوْلَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُونَ مَعَهُ نَذِيرًا ﴿٧﴾ أَوْ يُلْقَىٰ إِلَيْهِ كَنزٌ أَوْ تَكُونُ لَهُ جَنَّةٌ يَأْكُلُ مِنْهَا ۚ

حکایت اعتراض چہارم وَقَالَ الظَّالِمُونَ إِن تَتَّبِعُونَ إِلَّا رَجُلًا مَّسْحُورًا ﴿٨﴾

رد اعتراض سوم اجمالاً و چہارم تفصیلاً

انظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْأَمْثَالَ فَضَلُّوا فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا ﴿٩﴾ اور کافر (یعنی مشرک) لوگ (قرآن کے بارہ میں) یوں کہتے ہیں کہ یہ (قرآن) تو کچھ بھی نہیں نرا جھوٹ (ہی جھوٹ) ہے جسکو اس شخص (یعنی پیغمبر) نے گھڑ لیا ہے اور دوسرے لوگوں نے اس (گھڑنے) میں اس شخص کی مدد کی ہے (مراد اس سے وہ اہل کتاب ہیں جو مسلمان ہو گئے تھے یا آپکی خدمت میں رہتے تھے ... کرتے

اللغات جاء و ھو ... بمعنی فعلوا فیتعدی تعدیة ... اکتتب ... امر الکتابة ... فعل ... والمقصود قولہ تملی علیہ الاملاء ... الالقاء للکتابة ... استعارة ... المعروف حتی یقال ان ... العکس ... المیت ... فہو ... بہا

النحو - قولہ فیکون نصب بجواب التحضیض

الروایات فی الدر عن ابن عباس ان عتبة و شیبة و ابا سفیان النضر فی ثلثة عشر رجلا ... اجتمعوا ... الی ... فقال ... ان بعث معک ملکا یصدقک بما تقول ... بستان ... الخ

سو (ایسی بات کہنے سے) یہ لوگ بڑے ظلم اور جھوٹ کے مرتکب ہوئے (چنانچہ اسکا ظلم اور جھوٹ ہونا بدلیل عنقریب آتا ہی) اور یہ (کافر) لوگ (اعتراض بالا کے تتمہ میں) یوں کہتے ہیں کہ یہ (قرآن) بے سند باتیں ہیں جو اگلوں سے منقول ہوتی چلی آتی ہیں جنکو اس شخص (یعنی پیغمبر) نے (عمدہ عبارت میں سوچ سوچ کر اپنے صحیفہ کے واسطے) لکھوا لیا ہی (تاکہ منضبط رہے) پھر وہی (مضامین) اس (شخص) کو صبح و شام پڑھ پڑھ کر سنائے جاتے ہیں (تاکہ یاد رہیں پھر وہی یاد کیے ہوئے مضامین مجمع میں بیان کر کے خدا کی طرف منسوب کر دیے جاتے ہیں) آپ (اسکے جواب میں کہ اسی سے ان کا مرتکب ظلم و زور ہونا بھی ثابت ہوجاویگا) کہدیجیے کہ اس (قرآن) کو تو اس ذات (پاک) نے اتارا ہی جسکو سب چھپی باتوں کی خواہ وہ آسمانوں میں ہوں یا زمین میں ہوں خبر ہے (اور چونکہ اُس کا علم ایسا محیط ہی اس نے اپنے کلام میں وجوہ اعجاز کی پوری رعایت کر کے اُسکو دوسرے کلاموں سے ممتاز فرمایا ہے اور دوسرے کسی کا ایسا علم نہیں ہے اس لیے کسی کو اپنے کلام میں رعایت اعجاز رکھنے کے لیے اُن وجوہ تک رسائی نہیں ہوسکتی پس رعایت بھی نہیں ہوسکتی پس کسی کا کلام معجز بھی نہیں ہوسکتا حاصل جواب یہ ہوا کہ اس کلام کا اعجاز دلیل ہی اس کی کہ کفار کا کہنا اساطیر الاولین الخ غلط ہی اور اسی سے ثابت ہو گیا کہ وہ لوگ مرتکب ظلم و زور کے ہیں اگر یہ خود پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کا کلام [illegible] یا ملتقب ہوتا یا قوم آخرین کی اعانت سے تصنیف ہوتا تو معجز کیسے ہوتا اور ہر چند کہ مقتضا ایسے کفریات کا یہ ہے کہ ان کو فوراً ہلاک کر دیا جاوے لیکن چونکہ) واقعی اللہ تعالےٰ غفور رحیم ہے (اس لیے جب مواخذہ فوریہ میں کوئی خاص حکمت نہ ہو فوراً مواخذہ نہیں فرماتا پس یہ مغفرت و رحمت موقتہ ہے پھر بعد انقضاء اس کے وقت کے عذاب واقع ہوگا) اور یہ (کافر) لوگ (رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت) یوں کہتے ہیں کہ اس رسول کو (یعنی جو کہ بزعم خود رسول ہی) کیا ہوا کہ وہ (ہماری طرح) کھانا (بھی) کھاتا ہی اور (انتظام معاش کے واسطے ہماری طرح) بازاروں میں (بھی) چلتا پھرتا ہے (یعنی بشر ہے جو کہ محتاج ہوتا ہے طعام و اہتمام معاش کا مطلب یہ کہ رسول کا فرشتہ ہونا چاہیے اور علیٰ سبیل التنزل اگر رسول کا فرشتہ ہونا ضرور نہ ہو تو کم از کم وہ اُس کا مصاحب تو ہو تو اس بنا پر سوال ہی کہ) اس (رسول) کے پاس کوئی فرشتہ کیوں نہیں بھیجا گیا کہ وہ اس کے ساتھ رہ کر (لوگوں کو عذاب الٰہی سے) ڈراتا یا (اگر یہ بھی نہ ہوتا تو کم از کم اہتمام معاش سے تو بیفکری ہوتی اس طرح کہ) اس کے پاس (غیب سے) کوئی خزانہ آپڑتا یا (کہ معاش کی فکر ہوتی) یا اس کے پاس کوئی (غیبی) باغ ہوتا جس سے یہ کھایا (پیا) کرتا (جس سے اکل طعام معمولی اور مشی فی الاسواق کی احتیاج نہ رہتی) اور (ایماندار دن سے) یہ ظالم یوں (بھی) کہتے ہیں کہ (جب ان کے پاس امور مذکورہ میں سے کوئی امر عجیب اور موجب امتیاز نہیں ہی جو لازمہ نبوت ہے اور پھر بھی مدعی نبوت ہیں اس سے معلوم ہوا کہ ان کی عقل میں فتور ہے پس) تم لوگ ایک مسلوب العقل آدمی کی راہ پر چل رہے ہو (اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم) دیکھیے تو یہ لوگ آپ کے لیے کیسی عجیب عجیب باتیں بیان کر رہے ہیں سو (ان خرافات سے) وہ (بالکل) گمراہ ہوگئے پھر (اس گمراہی میں غالی ہونے کی وجہ سے) وہ (بالکل) راہ نہیں پاسکتے **ف** اعتراض اول اور دوم قرآن منزل پر تھا اور سوم و چہارم رسول منزل علیہ پر اور یہ سب اعتراضات باہم بھی متجاذب و متناسب ہیں جیسا تقریر ترجمہ سے معلوم ہوا۔ اول اور دوم کا جواب ان کے بعد ہی مفصلاً ذکر فرمایا گیا ہے اور چہارم چونکہ بدیہی البطلان تھا کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اعقل الناس ہونا مشاہد تہا اسلیے انظر الخ اسکے اعتبار سے تفصیلی جواب ہوگیا۔ اور سوم چونکہ قابل تنبیہ تھا اسلیے اسکا اجمالاً تو آیت اخیر میں مذکور ہی جسکی طرف لفظ امثال اور حکم بالضلال مشیر ہے۔ حاصل یہ ہی کہ یہ امور مذکورہ رسالت کے لیے لازم ہونیکی حیثیت سے خود امور عجیبہ من قبیل الامثال ہیں اور جزو عقائد ہونیکی حیثیت سے موجب ضلال ہیں کیونکہ نبوت کے لیے مطلق خارق کافی ہی خارق معین غیر ضروری ہی یہ تو اجمالی جواب ہی اور تفصیلی جواب کے ساتھ آگے خطاب ہی تبارک الذی میں اس جزو کا جواب او یلقی الیہ کنز او تکون لہ جنۃ کیونکہ ان دونوں متعاطفین میں امر مشترک فراغ معاش ہی اور وما ارسلنا قبلک میں اس جزو کا جواب مع تسلیہ مالھذا الرسول الخ اور یوم یرون الملائکۃ میں قال الذین لا یرجون کے جواب کے ساتھ اس جزو کا بھی جواب لولا انزل الیہ ملک الخ چنانچہ آگے واضح ہوگا **ف** اس آیت سے مشی فی الاسواق کا غیر مکروہ ہونا ثابت ہوتا ہی اور حدیثوں سے جو کراہت معلوم ہوتی ہی تو بلا ضرورت جانا مراد ہی بلکہ اگر عدم مشی فی الاسواق براہ تکبر ہو تو خود عدم مشی مذموم اور مشی محمود ہی۔ اور آیۃ قال الظالمون سے آپ پر جادو چلنے کے واقعہ کی نفی لازم نہیں آتی کیونکہ مقصود کفار کا نفی نبوت کی تھی جیسا حصر سے مستفاد ہی سو یہ مقصود قطعاً منفی ہی اور مطلق سحر کا آپ پر موثر ہونا سکو مستلزم نہیں **ربط** اوپر اعتراض سوم کا اجمالی جواب آچکا ہی آگے تفصیلاً مذکور ہوتا ہی جیسا آیات بالا کے ف اول میں اسکی تقریر گذر چکی ہی اور اجزاء جواب کے درمیان میں بل کذبوا بالساعۃ رسالت کے انکار او اس پر اعتراض بالا کی علت ارشاد ہوئی ہی پھر ذکر ساعت کی مناسبت سے کئی آیتوں تک اسکے واقعات متعلق مکذبین و مصدقین کے بیان فرمائے ہیں۔ اسیطرح اعتراض لولا انزل علینا الملائکۃ الخ کے جواب کے بعد بھی بمناسبت نزول ملائکہ کے بعض واقعات یوم نزول کے ارشاد فرمائے

ملحقات الترجمہ

ف قولہ فی ظلما بڑے ظلم افادہ التنوین

ف قولہ مسحورا مسلوب العقل ان بعض السحر ما یغلب علی العقل

تَبٰرَكَ الَّذِيْٓ اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ وَيَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا ۝ بَلْ

وہ ذات بڑی عالیشان ہے کہ اگر وہ چاہے تو آپ کو اس سے اچھی چیز دیدے یعنی بہت سے باغات جنکے نیچے سے نہریں بہتی ہوں اور آپ کو بہت سے محل دیدے بلکہ

كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ ۣ وَاَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيْرًا ۝ اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا

یہ لوگ قیامت کو جھوٹ سمجھ رہے ہیں اور ہم نے ایسے شخص کیلیے جو کہ قیامت کو جھوٹ سمجھے دوزخ تیار کر رکھی ہے وہ اُنکو دور سے دیکھے گی تو وہ لوگ اُس کا جوش وخروش سنیں گے

وَّزَفِيْرًا ۝ وَاِذَآ اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِيْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا ۝ لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا

اور جب وہ اُس کی کسی تنگ جگہ میں ہاتھ پاؤں جکڑ کر ڈال دیے جاویں گے تو وہاں موت ہی موت پکاریں گے ایک موت کو نہ پکارو

وَّادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِيْرًا ۝ قُلْ اَذٰلِكَ خَيْرٌ اَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ۭ كَانَتْ لَهُمْ جَزَاۗءً وَّمَصِيْرًا ۝

بلکہ بہت سی موتوں کو پکارو آپ کہیے کہ کیا یہ حالت اچھی ہے یا وہ ہمیشہ کے رہنے کی جنت جسکا خدا سے ڈرنے والوں سے وعدہ کیا گیا ہے کہ وہ اُنکے لیے صلہ ہے اور اُنکا ٹھکانا

لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَاۗءُوْنَ خٰلِدِيْنَ ۭ كَانَ عَلٰي رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْـــُٔوْلًا ۝ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ

اُنکو وہاں وہ سب چیزیں ملینگی جو کچھ وہ چاہینگے وہ ہمیشہ رہینگے یہ ایک وعدہ ہے جو آپکے رب کے ذمہ ہے اور قابل درخواست ہے اور جس روز اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو اور جنکو وہ لوگ خدا کے سوا پوجتے تھے

دُوْنِ اللّٰهِ فَيَقُوْلُ ءَاَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ عِبَادِيْ هٰٓؤُلَاۗءِ اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيْلَ ۝ۭ

اُن کو جمع کرے گا پھر فرمادے گا کیا تم نے میرے ان بندوں کو گمراہ کیا تھا یا یہ راہ سے گمراہ ہو گئے تھے

جواب تفصیلی از شبکۂ جنت

تبٰرک الذی ان شاء جعل لک خیرا من ذٰلک جنّٰت تجری من تحتہا الانہٰر ویجعل لک قصورا ۝ وہ ذات بڑی عالیشان ہے کہ اگر وہ چاہے تو آپکو اُنکی (اس فرمایش) سے (بھی) اچھی چیز دیدے یعنی بہت سے (غیبی) باغات جنکے نیچے سے نہریں بہتی ہوں (بہتر اسلیے کہا کہ وہ تو مطلق باغ کی فرمایش کرتے تھے گو ایک ہی ہو اور متعدد باغ کا ایک سے بہتر ہونا ظاہر ہے) اور (بلکہ ان باغوں کے ساتھ اور بھی مناسب چیزیں دیدے جنکی انہوں نے فرمایش بھی نہیں کی یعنی) آپ کو بہت سے محل دیدے اور جو اُن باغوں میں بنے ہوں یا باہر ہی ہوں جس سے اُنکی فرمایش مع شئی زائد پوری ہو جاوے مطلب یہ کہ جو جنت میں ملیگا اگر اللہ چاہے تو آپکو دنیا ہی میں دیدے لیکن بعض حکمتوں سے نہیں چاہا اور فی نفسہ ضروری تھا نہیں پس شبہ محض بیہودہ ہے ف جنات کی تفسیر میں جو غیبی کی قید ظاہر کی گئی ہے قتادہ کا قول درمنثور میں اسکا مؤید بھی ہے جنات تجری من تحتہا الانہار ویجعل لک قصورا قال وانہ واللہ من دخل الجنۃ لیصیبن قصورا لا تبلی ولا تھدم اور جزو الفارکنز کا جواب بھی بوجہ اتحاد و اشتراک مقصود کنز اور جنت کے اسی سے نکل آیا اور تقدیم اسکی جزو اکل طعام و مشی فی الاسواق کے جواب پر شاید اسلیے ہو کہ یہ خوارق منافی بشریت کے نہیں اور خوارق غیر منافیہ للبشریۃ انبیاء سے صادر ہوا کرتے ہیں تو نظر سرسری میں اس شبہ کی گنجایش ہو سکتی تھی اسلیے اسکو پہلے دفع فرمادیا بخلاف شبہ اکل و مشی کے جس سے مقصود فرمایش ہے ملکیت کی جو کہ منافی ہے بشریت کے اور خوارق منافیہ للبشریۃ انبیاء سے صادر نہیں ہوتے پس اس شبہ کی سرسری نظر میں بھی گنجایش نہ تھی اسلیے اسکے جواب کو مؤخر کر دیا میں مضائقہ نہ ہوا ربط آیات بالا کی تمہید میں گذر چکا +

علت انکار رسالت بر وجہ مذکور و بیان بعض احوال و اہوال یوم النشور

بل کذّبوا بالساعۃ واعتدنا لمن کذّب بالساعۃ سعیرا ۝ اذا راتہم من مکان بعید سمعوا لہا تغیّظا وزفیرا ۝ واذا القوا منہا مکانا ضیّقا مقرّنین دعوا ہنالک ثبورا ۝ لا تدعوا الیوم ثبورا واحدا وادعوا ثبورا کثیرا ۝ قل اذٰلک خیر ام جنّۃ الخلد التی وعد المتّقون کانت لہم جزاء ومصیرا ۝ لہم فیہا ما یشاءون خٰلدین کان علی ربّک وعدا مسئولا ۝ ویوم یحشرہم وما یعبدون من دون اللہ فیقول ءانتم اضللتم عبادی ہٰؤلاء ام ہم ضلّوا السبیل ۝

لمحقات الترجمۃ

لہ قولہ جنت یعنی انشاء اللہ کمنہ بلا من لیدلہ

اللغات تغیظا اے المنیقا مکان ذکرہ مع صوت مسموع ... النحو ... [illegible]

قولہ تعالیٰ خالدین یعنی بعید ... مصیرا ... [illegible]

قَالُوْا سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ يَنْۢبَغِيْ لَنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى

وہ عرض کریں گے کہ معاذ اللہ ہماری کیا مجال تھی کہ ہم آپ کے سوا اور کارسازوں کو تجویز کریں   ولیکن آپ نے ان کو اور ان کے بڑوں کو آسودگی دی   یہاں تک

نَسُوا الذِّكْرَ ۚ وَكَانُوْا قَوْمًۢا بُوْرًا ۝ فَقَدْ كَذَّبُوْكُمْ بِمَا تَقُوْلُوْنَ ۙ فَمَا تَسْتَطِيْعُوْنَ صَرْفًا وَّلَا نَصْرًا ۚ وَمَنْ

کہ یاد کو بھلا بیٹھے   اور یہ لوگ خود ہی برباد ہوئے   تو تمہارے ان معبودوں نے تو تم کو تمہاری باتوں میں جھوٹا ٹھیرا دیا سو تم نہ تو خود ٹال سکتے ہو اور نہ مدد دیے جا سکتے ہو اور جو

يَّظْلِمْ مِّنْكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيْرًا ۝

تم میں ظالم ہوگا   ہم اس کو بڑا عذاب چکھائیں گے

قَالُوْا سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ يَنْۢبَغِيْ لَنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى نَسُوا الذِّكْرَ ۚ وَكَانُوْا قَوْمًۢا بُوْرًا ۝ فَقَدْ كَذَّبُوْكُمْ بِمَا تَقُوْلُوْنَ فَمَا تَسْتَطِيْعُوْنَ صَرْفًا وَّلَا نَصْرًا ۚ وَمَنْ يَّظْلِمْ مِّنْكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيْرًا ۝ (ان کفار کے ان شبہات مذکورہ کا سبب یہ نہیں ہے کہ انکو حق کی طلب اور فکر ہوئی ہو اور اس دوران میں قبل تحقیق ایسے شبہات واقع ہو گئے ہوں) بلکہ (وجہ ان اعتراضات کی محض شرارت اور طلب حق سے بےفکری ہے اور اس بےفکری اور شرارت کا سبب یہ ہے کہ) یہ لوگ قیامت کو جھوٹ سمجھ رہے ہیں (اسلیے فکر انجام نہیں ہے اور جو جی میں آتا ہے کر لیتے ہیں بک دیتے ہیں) اور (انجام اسکا یہ ہوگا کہ) ہم نے ایسے شخص (کی سزا) کے لیے جو کہ قیامت کو جھوٹ سمجھے دوزخ تیار کر رکھی ہے (کیونکہ قیامت کی تکذیب، اللہ و رسول کی تکذیب کو مستلزم ہے جو حاصل سبب ہے دوزخ میں جانے کا اور اُس دوزخ کی یہ کیفیت ہوگی کہ) وہ (دوزخ) انکو دور سے دیکھیگی تو (دیکھتے ہی غضبناک ہو کر اسقدر جوش مارے گی کہ) وہ لوگ (دور ہی سے) اسکا جوش و خروش سنینگے اور پھر جب وہ اُس (دوزخ) کی کسی تنگ جگہ میں ہاتھ پاؤں جکڑ کر ڈال دیے جاوینگے تو وہاں موت ہی موت پکارینگے (جیسا مصیبت میں عادت ہے کہ موت کو بلاتے اور اسکی تمنا کرتے ہیں اُسوقت ان سے کہا جاویگا کہ) ایک موت کو نہ پکارو بلکہ بہت سی موتوں کو پکارو (کیونکہ موت کے پکارنے کی علت مصیبت ہے اور مصیبت غیر متناہی ہے اور ہر مصیبت کا مقتضا موت کا پکارنا ہے تو پکارنا بھی کثیر ہوا اور اسی کی کثرت کو موت کی کثرت کہا گیا پھر خود پکارنے پکارنے میں تغایر حقیقی ہے اور موت موت میں تغایر اعتباری) آپ (انکو یہ مصیبت سنا کر) کہیے کہ (یہ بتلاؤ کہ) کیا یہ (مصیبت کی) حالت اچھی ہے (جو کہ مقتضا ہے تمہارے کفر و انکار کا) یا وہ ہمیشہ کے رہنے کی جنت (اچھی ہے) جسکا خدا سے ڈرنے والوں (یعنی اہل ایمان سے) وعدہ کیا گیا ہے کہ وہ انکے لیے (انکی اطاعت کا) صلہ ہے اور انکا (آخری) ٹھکانا اور انکو وہاں وہ سب چیزیں ملینگی جو کچھ وہ چاہینگے (اور) وہ (اُسمیں) ہمیشہ رہینگے (اے پیغمبر) یہ ایک وعدہ ہے جو (بطور فضل و عنایت کے) آپکے رب کے ذمہ ہے اور قابل درخواست ہے (اور ظاہر ہے کہ جنت الخلد ہی بہتر ہے سو اس میں ترہیب کے بعد ترغیب ایمان کی ہو گئی) اور (وہ دن اُن کو یاد دلائیے کہ) جس روز اللہ تعالیٰ ان (کافر) لوگوں کو اور جنکو وہ لوگ خدا کے سوا پوجتے تھے (جن سے اضلال صادر نہیں ہوا خواہ صرف بُت مراد ہوں یا ملائکہ وغیرہم بھی) ان (سب) کو جمع کریگا پھر (اُن معبودین سے ان عابدین کی تبکیت کے لیے) فرماویگا کیا تم نے میرے ان بندوں کو (راہ حق سے) گمراہ کیا تھا یا یہ (خود ہی) راہ (حق) سے گمراہ ہو گئے تھے (مطلب یہ کہ انہوں نے تمہاری عبادت کی واقع میں ضلالت ہے تمہارے امر و رضا سے کی تھی جیسا ان لوگوں کا زعم تھا کہ یہ معبودین خوش ہوتے ہیں اور خوش ہو کر اللہ تعالیٰ سے شفاعت کرینگے یا اپنی رائے فاسد سے اختراع کر لی تھی) وہ (معبودین) عرض کرینگے کہ معاذ اللہ ہماری کیا مجال تھی کہ ہم آپ کے سوا اور کارسازوں کو (اپنے اعتقاد میں) تجویز کریں (عام اس سے کہ وہ کارساز ہم ہوں یا ہمارے سوا اور کوئی ہوں مطلب یہ کہ جب ہم الوہیت کو آپ میں منحصر سمجھتے ہیں تو ہم شرک کرنے کا انکو امر یا اُس پر رضامندی کیوں کرتے) ولیکن (یہ خود ہی گمراہ ہوئے اور گمراہ بھی ایسے نامعقول طور پر ہوئے کہ اسباب شکر کو انہوں نے اسباب کفر بنا یا چنانچہ) آپ نے (تو) انکو اور انکے بڑوں کو (خوب) آسودگی دی (جسکا مقتضا یہ تھا کہ منعم کی معرفت اور اُس کا شکر و اطاعت کرتے مگر یہ لوگ) یہاں تک (شہوات و تلذذات میں منہمک ہوئے) کہ (آپکی) یاد (ہی) کو بھلا بیٹھے اور یہ لوگ خود ہی برباد ہوئے (حاصل جواب کا ظاہر ہے کہ دونوں شقوں میں ضلوا السبیل کی شق کو اختیار کیا اور ضلالت کی شناعت و فظاعت کو ذکر تمتیع سے موکد کیا جس سے خوب ناراضی انکا عابدین سے ظاہر ہو جاوے اسوقت اللہ تعالیٰ عابدین کو اظہار تبکیت کے لیے جو حاصل مقصود تھا سوال مذکور سے فرماویگا کہ لو تمہارے ان معبودوں نے تو تمکو تمہاری (سب) باتوں میں جھوٹا (ہی) ٹھیرا دیا (اور انہوں نے بھی تمہارا ساتھ نہ دیا اور جرم پورے طور سے قائم ہو گیا) سو (اب) تم نہ تو خود (عذاب کو اپنے اوپر سے) ٹال سکتے ہو اور نہ (کسی دوسرے کی طرف سے) مدد دیے جا سکتے ہو (حتیٰ کہ جنپر پورا بھروسہ تھا وہ بھی صاف جواب دے رہے ہیں اور تمہاری صریح مخالفت کر رہے ہیں) اور جو تم میں ظالم (یعنی مشرک) ہوگا ہم اسکو بڑا عذاب چکھائیں گے (اور گو اُس وقت مخاطبین سب مشرک ہی ہونگے مگر اس طرح فرمانے کی یہ وجہ ہے کہ ظلم کا مقتضی

تحقیقات الترجمۃ
ل قولہ ذہل ...
ل قولہ ... کتاب اللغات ...
ل قولہ ...

الہلاغۃ ... [illegible footnote line]

وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِى الْاَسْوَاقِ ؕ وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ

اور ہم نے آپ سے پہلے جتنے پیغمبر بھیجے سب کھانا بھی کھاتے تھے اور بازاروں میں بھی چلتے پھرتے تھے اور ہم نے تم میں ایک کو

لِبَعْضٍ فِتْنَةً ؕ اَتَصْبِرُوْنَ ۚ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيْرًا ۠ وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا لَوْلَآ اُنْزِلَ

دوسرے کے لیے آزمایش بنایا ہے کیا صبر کروگے اور آپ کا رب خوب دیکھ رہا ہے اور جو لوگ ہمارے سامنے پیش ہونے سے اندیشہ نہیں کرتے وہ یوں کہتے ہیں

عَلَيْنَا الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ نَرٰى رَبَّنَا ؕ لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِىْ اَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْ عُتُوًّا كَبِيْرًا ۝

کہ ہمارے پاس فرشتے کیوں نہیں آتے یا ہم اپنے رب کو دیکھ لیں یہ لوگ اپنے دلوں میں اپنے کو بہت بڑا سمجھ رہے ہیں اور یہ لوگ حد سے بہت دور نکل گئے ہیں

عذاب ہونا بیان فرمانا مقصود ہے) **ف** اذا رأتهم الخ سے ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ دوزخ سے صدور رویت کا ہوگا اور دوسری نصوص سے بھی ظاہرا اُسمیں ادراک کا وجود معلوم ہوتا ہے قال الله تعالیٰ وتقول هل من مزيد وقال صلى الله عليه وسلم شكت النار الى ربها رواه البخاري وفى الدر عن الطبراني مرفوعا قالوا يا رسول الله هل لجهنم من عين قال نعم اما سمعتم الله تعالى يقول اذا رأتهم من مكان بعيد فهل ترهم الا بعينين اھ اور اذا القوا منها مكانا ضيقا سے ظاہرا جہنم کا ضیق معلوم ہوتا ہے اور حدیثوں سے بے پایاں وسعت معلوم ہوتی ہے لیکن بعد تامل حقیقت ظاہر ہے کہ جہنم کو ضیق نہیں فرمایا بلکہ باوجود اسکی وسعت کے جس خاص خاص جگہ ہر جہنمی رہیگا وہ جگہ خوب تنگ ہوگی جیسے جیلخانہ بہت بڑا ہو مگر ہر قیدی کیواسطے الگ الگ کوٹھری تنگ ہو جیسا کہ در منثور میں ابن ابی حاتم سے مرفوعا اسکی تفسیر میں منقول ہے انهم ليستكرهون فى النار كما يستكره الوتد فى الحائط اور لهم فيها ما يشاءون میں لفظ ما کے عموم میں متنعات داخل نہیں اسلیے کہ ان متنعات کیساتھ اُنکی مشیت ہی متعلق نہ ہوگی مثل مغفرت کفار وغیرہ کے اور معبودین وغیرہ کے بولنے کے متعلق سورۂ یونس کے رکوع سوم آیت و یوم نحشرهم کی تفسیر میں بذیل فائدہ تحقیق گذر چکی ہے ملاحظہ کرلیا جاوے اور تقریر ترجمہ میں ما یعبدون کو عدم صدور اضلال کے ساتھ اسلیے مقید کیا کہ شیاطین بھی ایسے یہ مضمون عام نہیں **ربط** رکوع اول کی آیات وقال الذين كفروا الخ کے ف میں تقریر ربط گذر چکی ہے

جواب تفصیلی شبہ اکل ومشی مع تسلیہ

وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِى الْاَسْوَاقِ ؕ وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً ؕ اَتَصْبِرُوْنَ ۚ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيْرًا ۝

اور ہمنے آپ سے پہلے جتنے پیغمبر بھیجے سب کھانا بھی کھاتے تھے اور بازاروں میں بھی چلتے پھرتے تھے (مطلب یہ کہ نبوت و اکل طعام وغیرہ میں تنافی نہیں چنانچہ جنکی نبوت دلائل سے ثابت ہے گو معترضین اعتراف نہ کریں اُن سب سے اسکا صدور ہوا ہے پس آپ پر بھی یہ اعتراض غلط ہے) اور (اے پیغمبر اور اے تابعین پیغمبران کفار سے ایسے بیہودہ اقوال سے محزون مت ہو کیونکہ) ہمنے تم (مجموعہ مکلفین) میں ایک کو دوسرے کیلیے آزمایش بنایا ہے (پس اسی عادت مستمرہ کے موافق انبیاء کو ایسی حالت پر بنایا کہ امت کی آزمایش ہو کہ کون انکے حالات بشریہ پر نظر کرکے تکذیب کرتا ہے اور کون اُنکے کمالات نبوت پر نظر کرکے تصدیق کرتا ہے سو جب یہ بات معلوم ہوگئی تو کیا (اب تو) صبر کروگے (یعنی صبر کرنا چاہیے) اور (یہ بات یقینی ہے کہ) آپکا رب خوب دیکھ رہا ہے (تو وقت موعود پر انکو سزا دیدیگا پھر آپ کیوں ہم وغم میں واقع ہوں) **ربط** اوپر کفار کے بعض اعتراضات متعلقہ رسالت کے جواب کور تھے ایک اعتراض یہ تھا لولا انزل علينا الملائكة اونرى ربنا جسکا حاصل یہ تھا کہ ہمسے فرشتے یا خدا تعالیٰ بالمشافہ کہدے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول ہیں كذا فسره ابن جريج كما فى الدر آگے اسکی حکایت اور اسکا جواب ہے اور اس اعتراض کا مضمون اعتراض سوم اس جزو کے ساتھ متحد المقصود ہے لولا انزل اليه ملك اور اسسے اسقدر ترقی ہے کہ وہاں ملک احد تھا یہاں ملائکہ جمع ہے اور وہاں صرف نزول ملک پر اقتصار تھا یہاں رویت رب بھی منضم ہے اور اسکا جزو دوم لقد استكبروا الخ میں تفصیلا اور جزو اول اسمیں اجمالا اور یوم يرون الملائكة میں تفصیلا رد کیا گیا ہے اور جزو اول کے اجمالی وتفصیلی جواب میں اعتراض سوم کے جزو نزول ملک کا تفصیلی جواب بھی ہو جاویگا جیسا اجمالا پہلے آیت انظر میں ہو چکا تھا چنانچہ رکوع اول کے خاتمہ پر ف میں اس مضمون کا وعدہ وحوالہ بھی لکھا گیا ہے

حکایت اعتراض پنجم وردّ او مع جواب تفصیلی شبہ نزول ملک از اجزاء اعتراض سوم

وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ نَرٰى رَبَّنَا ؕ لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِىْ اَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْ عُتُوًّا كَبِيْرًا ۝

ملحقات الترجمہ
لہ قولہ فی التصبرون
چاہیے اذ قولہ ان الاستفہام للامر
بالامر ۱۲

يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ لَا بُشْرٰى يَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِيْنَ وَيَقُوْلُوْنَ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ۝ وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ

جس روز یہ لوگ فرشتوں کو دیکھینگے اس روز مجرموں کے لیے کوئی خوشی کی بات نہ ہوگی اور کہینگے کہ پناہ ہے پناہ ہے اور ہم اُن کے ان کاموں کی طرف جو کہ وہ کرچکے تھے متوجہ ہونگے

فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ۝ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّاَحْسَنُ مَقِيْلًا ۝ وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ

سو انکو ایسا کردینگے جیسے پریشان غبار اہل جنت اُس روز قیام گاہ میں بھی اچھے رہینگے اور آرامگاہ میں بھی خوب اچھے ہونگے اور جس روز آسمان ایک بدلی پر سے پھٹ جاویگا

وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيْلًا ۝ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذِ ۨالْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ ۭ وَكَانَ يَوْمًا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ عَسِيْرًا ۝ وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ

اور فرشتے بکثرت اُتارے جاویں گے اُس روز حقیقی حکومت رحمان کی ہوگی اور وہ کافروں پر بڑا سخت دن ہوگا اور جس روز ظالم اپنے ہاتھ

عَلٰي يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ۝ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِيْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ۝

کاٹ کاٹ کھاویگا کہیگا کیا اچھا ہوتا میں رسول کے ساتھ راہ پر لگ لیتا ہائے میری شامت کیا اچھا ہوتا کہ میں فلاں شخص کو دوست نہ بناتا

يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ لَا بُشْرٰى يَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِيْنَ وَيَقُوْلُوْنَ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿۲۲﴾ اور جو لوگ ہمارے سامنے پیش ہونے سے اندیشہ نہیں کرتے (بوجہ اسکے کہ اُسکے منکر ہیں) وہ (انکار رسالت کیلیے) یوں کہتے ہیں کہ ہمارے پاس فرشتے کیوں نہیں آتے (کہ آکر ہم سے کہیں کہ یہ رسول ہیں) یا ہم اپنے رب کو دیکھ لیں (اور وہ ہم سے کہدے کہ واقعی یہ رسول ہیں جب ہم تصدیق کریں اسد تعالیٰ ارشاد فرماتا ہی کہ) یہ لوگ اپنے دلوں میں اپنے کو بہت بڑا سمجھ رہے ہیں (کہ مہبط ملائکہ یا ہم کلام حق ہونیکے لائق اپنے کو جانتے ہیں) اور (بالخصوص رویت و مکالمت رب کی فرمایش میں تو) یہ لوگ حد (انسانیت) سے بہت (ہی) دُور نکل گئے ہیں (کیونکہ ملائکہ اور انسان میں تو کسی قدر قرابت بعید میں شرکت بھی ہے اسد تعالیٰ سے تو کوئی مشارکت ہی نہیں اور خیر خدا کے دیکھنے کے لائق تو کیا ہوتے البتہ فرشتے ایکدن انکو دکھلائی دینگے مگر جسطرح یہ چاہتے ہیں بلکہ مصیبت اور پریشانی کے ساتھ چنانچہ) جس روز یہ لوگ فرشتوں کو دیکھینگے (اور وہ دن قیامت کا ہی) اُس روز مجرموں (یعنی کافروں) کے لیے کوئی خوشی کی بات (نصیب) نہ ہوگی اور (فرشتوں کو جب سامان عذاب کے ساتھ آتا ہوا دیکھینگے تو گھبرا کر) کہینگے کہ پناہ ہی پناہ ہی **ف** حاصل ارشاد لقد استکبروا کا یہ ہوا کہ مری کی جانب سے تو کوئی امر نزول یا رویت کا مانع نہیں چنانچہ انبیاء نزول سے مشرف ہوتے ہیں اور رویت سے سب مؤمنین مشرف ہونگے لیکن رائی میں مانع خاص ہی یعنی عدم لیاقت اور اس مانع کا کوئی رافع متحقق نہیں ہوا پھر ایسی استدعا اعلیٰ درجہ کا تکبر ہے اور جہاں نزول و رویت کا وقوع ہی وہاں اس مانع کا رافع یعنی فضل آلہی پایا جاتا ہی لہذا باوجود امکان ذاتی کے ان کفار کے حق میں یہ امور ممتنع بالغیر ہیں اور حاصل یوم یرون الخ کا یہ ہوا کہ تمہاری حالت موجودہ کفر و عناد کی مقتضی اسکو ہی کہ اگر ملائکہ تم سے ملیں تو اسطرح ملیں چنانچہ جس روز ملیں گے اسطرح ملینگے پس دنیا میں جو تم اسکی درخواست کر رہے ہو تو گویا اس مصیبت کی درخواست کر رہے ہو اگر یہاں ایسا ہو تو بجائے تمنا کے الٹے پناہ مانگنے لگو پھر عبث ایسی چیز کی طلب کرتے ہو ربط اوپر یوم نزول و رویت ملائکہ کا اور اُس یوم کے بعض وقائع کا ذکر تھا آگے اسی مناسبت سے اُس یوم ہائل کے دوسرے واقعات متعلقہ مصدقین و مکذبین کا بیان ہی جیسا رکوع دوم آیت تبارک الذی الخ کی تمہید میں بھی اسکی تقریر لکھی گئی ہے +

بیان بعض واقعات مصدقین و مکذبین در قیامت

وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ۝ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّاَحْسَنُ مَقِيْلًا ۝ وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيْلًا ۝ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذِ ۨالْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ ۭ وَكَانَ يَوْمًا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ عَسِيْرًا ﴿۲۶﴾ وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰي يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ﴿۲۷﴾ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِيْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ﴿۲۸﴾

اللغات عن المحجورا ای الوح من سیبویہ ان حجرا من المصادر المنصوبۃ غیر المتصرفۃ وانہ واجب اضمار ناصبہا یقول للرجل للرجل افعل کذا فیقول حجرا لہ وہو من حجرہ اذا منعہ لان المستعیذ طالب من اللہ تعالیٰ ان یمنع المکروہ من ملحقہ ومنہ کان الانسان اذا سلف ذراسی ملیخاف قال حجرا محجورا ای حرام علیک التعرض لی ۔ وفیہ وصفہ بالمحجور للتاکید کشعر شاعر وموت مائت لیل الیل ان مضی منہا المذہب زوجہ حجرہ کشاعل باقی انک اه قلت وتحسینہ بالمال قد منا عمد ناکذا ای الروح تو اہبا منثورا ای بمعنی النبار فی الکوۃ فی ضوء الشمس مقیلا ای مکان الاستراحۃ استعمال التقیید فی المطلق فہو مجاز مرسل اندا الرجع علی الاصل لما انہ لا نوم فی الجنۃ اسکالا ای ولا انسب قرأ بالغمام ای عن الغمام العض علی الیدین کنایۃ عن فرط الحسرۃ والندامۃ لانہ لازمۃ لذلک فی العادۃ والعرف محجورا من الحجر بالفتح بمعنی الترک قیل من الحجر بالضم بمعنی الہذیان [illegible] النحو وقد منا مردود عطف علی لا بشری من الواقعات وذلک الیوم وقولہ یوم تشقق وقولہ یوم یعض الظالم معطوف علی یوم یرون وقرء التحقی بمعنی الثابت صفۃ للملک لا یعرض الغیر بالزوال [illegible] البلاغۃ قولہ یوم یرون الملائکۃ کما قیل حرف دق تنزیل الملائکۃ اینا من اول الامر لی وتہیم لہم بسبب طریق الاجابۃ الی المطلوب بل مع ما یہ یکرہ ای یہ بہا لہم منثورا وصف مبالغۃ فی القلۃ اعمالہم فان الہبا منزلۃ متخلل مع القصور نازاحرکتہ الریح تناثر وذہب کل مذہب فلم یکف ان شبہ

لَقَدْ اَضَلَّنِیْ عَنِ الذِّکْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِیْ ؕ وَ کَانَ الشَّیْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ۝ وَ قَالَ الرَّسُوْلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی

اُس نے مجکو نصیحت آئے پیچھے اُس سے بہکا دیا — اور شیطان تو انسان کو امداد کرنے سے جواب دے ہی دیتا ہے — اور رسول کہیں گے کہ اے میرے پروردگار میری قوم نے

اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ۝ وَ کَذٰلِکَ جَعَلْنَا لِکُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِیْنَ ؕ وَ کَفٰی بِرَبِّکَ هَادِیًا وَّ نَصِیْرًا ۝

اس قرآن کو بالکل نظرانداز کر رکھا تھا — اور ہم اسی طرح مجرم لوگوں میں سے ہر نبی کے دشمن بناتے رہتے ہیں — اور ہدایت کرنے کو اور مدد کرنے کو آپکا رب کافی ہے

لَقَدْ اَضَلَّنِیْ عَنِ الذِّکْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِیْ ؕ وَ کَانَ الشَّیْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ۝ وَ قَالَ الرَّسُوْلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ۝ اور ہم اُس روز) اُنکے (یعنی کفار کے) اُن (نیک) کاموں کی طرف جو کہ وہ (دنیا میں) کر چکے تھے متوجہ ہونگے سو اُنکو ایسا (بیکار) کر دینگے جیسے پریشان غبار (کہ کسی کام نہیں آتا اسی طرح ان کفار کے اعمال پر کچھ ثواب نہ ہوگا البتہ) اہل جنت اُس روز قیامگاہ میں بھی اچھے رہینگے اور آرامگاہ میں بھی خوب اچھے ہونگے (مراد مستقر اور مقیل سے جنت ہے یعنی جنت انکے لیے جائے قیام اور جائے آرام ہوگی اور اچھا ہونا اُسکا ظاہر ہے) اور جس روز آسمان ایک بدلی پر سے پھٹ جاویگا اور (اور اُس بدلی کیساتھ آسمان سے) فرشتے (زمین پر) بکثرت اُتارے جاوینگے (اور اُسی وقت حق تعالیٰ حساب کتاب کے لیے تجلی فرماوینگے اور) اُس روز حقیقی حکومت (حضرت) رحمان (ہی) کی ہوگی (یعنی حساب کتاب جزا و سزا میں کسی کو دخل نہ ہوگا جیسا دنیا میں ظاہری تصرف تھوڑا بہت دوسروں کے لیے بھی حاصل ہے) اور وہ (دن) کافروں پر بڑا سخت دن ہوگا (کیونکہ انکے حساب کا انجام جہنم ہی ہے) اور جس روز ظالم (یعنی کافر آدمی غایت حسرت سے) اپنے ہاتھ کاٹ کاٹ کھاویگا (اور) کہیگا کیا اچھا ہوتا میں رسول کیساتھ (دین کی) راہ پر لگ لیتا ہائے میری شامت (کہ ایسا نہ کیا اور) کیا اچھا ہوتا کہ میں فلاں شخص کو دوست نہ بناتا اُس (کمبخت) نے مجکو نصیحت آئے پیچھے اُس سے بہکا دیا (اور ہٹا دیا) اور شیطان تو انسان کو (عین وقت پر) امداد کرنے سے جواب دے ہی دیتا ہے (چنانچہ اُس کافر کی اس حسرت کے وقت اُسنے کوئی ہمدردی مدد کی گو کرنے سے بھی کچھ نہ ہوتا صرف دنیا ہی میں بہکانے کو تھا) اور (اُس دن) رسول (صلی اللہ علیہ وسلم حق تعالیٰ سے کافروں کی شکایت کے طور پر) کہینگے کہ اے میرے پروردگار میری (اس قوم) نے اس قرآن کو (جو واجب العمل تھا) بالکل نظرانداز کر رکھا تھا (اور التفات ہی نہ کرتے تھے عمل تو در کنار مطلب یہ کہ خود کفار بھی اپنی ضلالت کا اقرار کرینگے اور رسول بھی شہادت دینگے کقوله تعالیٰ وجئنا بك علیٰ هؤلاء شهیدا اور ثبوت جرم کی یہی دو صورتیں معتاد ہیں اقرار اور شہادت اور دونوں کے اجتماع سے یہ ثبوت اور بھی مؤکد ہو جاویگا اور سزایاب ہو جاوینگے) **ف** اس بدلی کا ذکر پارہ دوم کے نصف پر آیت هل ینظرون الخ کی تفسیر کے ذیل میں گذر چکا ہے کہ یہ ابر مثل سائبان کے آسمان سے آویگا اور اسمیں حق تعالیٰ کی تجلی ہوگی اور اُسکے گرد گرد فرشتے ہونگے یہ حساب شروع ہونے کا وقت ہوگا اور اُسوقت آسمان کا پھٹنا صرف کھلنے کے طور پر ہوگا یہ وہ پھٹنا نہ ہوگا جو نفخ اول کے وقت اُسکے افنا کے لیے ہوگا کیونکہ نزول غمام کا وقت بعد نفخۂ ثانیہ کے ہے جسوقت سب زمین و آسمان دوبارہ درست ہو جاویگا۔ اور آیت یوم یعض الظالم الخ میں ایک قصہ کی طرف اشارہ ہے جو در منثور میں بالفاظ مختلفہ مروی ہے حاصل مجموع کا یہ ہے کہ عقبہ بن ابی معیط نے ایکبار ایک مجلس دعوت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا آپنے فرمایا کہ جب تک تو اسلام نہ لاویگا میں دعوت نہ مانونگا اُسنے کلمہ پڑھ لیا آپ دعوت میں شریک ہو گئے یہ خبر ابی بن خلف کو جو کہ اُسکا دوست تھا پہونچی اُس نے ملامت کی عقبہ نے جواب دیا کہ میں نے بمصلحت اُن کی خاطر سے ظاہراً کلمہ پڑھ لیا تھا دل سے اسلام نہیں لایا تھا غرض وہ کافر کا کافر ہی رہا تو قیامت میں اُسکو اسکی حسرت ہوگی اور گو اول بھی اُسنے کلمہ دل سے نہ پڑھا تھا مگر اسکی دوستی کو یہ دخل ہے کہ اُسکا کلمہ پڑھنا اُسکے نرم مزاجی پر دال ہے اگر ابی بن خلف سے دوستی نہ ہوتی تا شاید اس ظاہری تاثر سے باطنی تاثر بھی ہو جاتا مگر دوستی کی بدولت بُعد زائد اور حرمان و اثم ہو گیا اور جاءنی سے یہ لازم نہیں آیا کہ اُسنے دل سے دین اسلام کو قبول کر لیا تھا کیونکہ مجئی اس سے عام ہے اور دخل حسرت میں اسکو یہ ہے کہ مجئی اسباب ایت ہے تو جانب ذکر سے فاعلیت اور جانب متکلم سے ایک گونہ قابلیت کا تحقق من وجہ قرب ہے حق سے اور اس قرب کے بعد پھر بُعد ہو گیا۔ اور شیطان کے خذلان کا ذکر اسلیے کیا گیا کہ اس طرح کا اثر شیطان ہی کے اغوا سے ہوا اور بعض مفسرین کا یہ قول ہے کہ ظالم سے مراد مطلق کافر اور فلاناً سے مراد شیطان بقرینہ کان الشیطان الخ اور تفسیر ظاہر ہے ربط اوپر رسالت کے متعلق کفار کے متعدد اعتراضات اور نیز آیندہ کے اعتراضات سے انکی عداوت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ معلوم ہوتی ہے آگے آپکی تسلی فرماتے ہیں کہ اس عداوت سے محزون نہ ہوں

تسلیہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم در عداوت کفار وَ کَذٰلِکَ جَعَلْنَا لِکُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِیْنَ ؕ وَ کَفٰی بِرَبِّکَ هَادِیًا وَّ نَصِیْرًا

الخذول صیغۃ مبالغۃ من الخذلان ای کثیر الخذلان ۱۲ [illegible] البلاغۃ [illegible] الخ ۱۲ — اللغۃ [illegible] [illegible]

مع
عند المتقدمین ۱۲

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۚ كَذٰلِكَ ۚ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ

اور کافر لوگ یوں کہتے ہیں کہ ان پر یہ قرآن دفعۃً واحدۃً کیوں نہیں نازل کیا گیا اسطرح اسلیے ہے تاکہ ہم اسکے ذریعہ سے آپکے دل کو قوی رکھیں اور ہمنے اسکو بہت ٹھیر ٹھیر کر

تَرْتِيْلًا ۝ وَلَا يَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاَحْسَنَ تَفْسِيْرًا ۝

اُتارا ہے اور یہ لوگ کیسا ہی عجیب سوال آپکے سامنے پیش کریں مگر ہم ٹھیک جواب اور وضاحت میں بڑھا ہوا آپکو عنایت کردیتے ہیں

اور ہم اسیطرح (یعنی جسطرح یہ لوگ آپسے عداوت کرتے ہیں) مجرم لوگوں میں سے ہر نبی کے دشمن بناتے رہے ہیں (یعنی یہ سنت قدیمہ ہے کہ کفار انبیاء کے ساتھ عداوت کرتے رہے ہیں سو یہ کوئی نئی بات نہیں جسکا غم کیا جاوے) اور (جسکو ہدایت دینا منظور ہو آپکی) ہدایت کرنیکو اور (جو ہدایت سے محروم ہے اسکے مقابلہ میں آپکی) مدد کرنیکو آپکا رب کافی ہے (یعنی غم کے دو سبب ہوسکتے ہیں ایک انکا گمراہ رہنا دوسرا انکا درپے ایذا ہونا سو اللہ تعالیٰ ہدایت کیلیے بھی کافی ہے اگر حکمت مقتضی ہوگی تو ہدایت کی توفیق دیدیگا جب ہدایت نہیں ہوتی تو اسمیں ہی حکمت ہے اور ایذا کے دفع کرنیکے لیے بھی اللہ تعالیٰ کافی ہے اگر چندے دفع نہ کرے تو اسی میں حکمت ہوگی غرض نہ اس سے غم کیجیے نہ اس سے) ف کل نبی سے اگر مراد عام ہو تو عدو سے مراد بھی عام انس اور جن کو بس آدم علیہ السلام کے اعداء ابلیس اور قابیل ہیں۔ اور لفظ عدو کا اطلاق واحد اور جمع دونوں کیلیے آتا ہے۔ اور اگر مراد لفظ کل سے کثرت ہو تو اسکی ضرورت نہیں یعنی اکثر انبیاء کے لیے ایسا ہوا ہے اور تسلی کے لیے یہ بھی کافی ہے۔ اور اگر نبی سے مراد خاص وہ نبی لیے جاویں جنکی بعثت سے زیادہ مقصود اصلاح معاد ہے تو کل اپنے عموم پر رہیگا اور آدم علیہ السلام کے لیے اس توجیہ مذکور کی حاجت نہ ہوگی کیونکہ اول انبیاء کی بعثت سے مقصود غالب یا بالمساوی تعلیم ضروریات معاش ہے اسی بناء پر حدیث میں نوح علیہ السلام کی نسبت اول الرسل آیا ہے یعنی رسل قسم اول میں اول ہیں نہ کہ مطلق رسل کے اول ربط اوپر کفار کے پانچ اعتراض مع انکے رد کے حکایت کیے گئے تھے بعض اعتراضات کی آگے حکایت ہے +

حکایت اعتراض ششم مع رد

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۚ كَذٰلِكَ ۚ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ۝ اور کافر لوگ یوں کہتے ہیں کہ ان (پیغمبر) پر یہ قرآن دفعۃً واحدۃً کیوں نہیں نازل کیا گیا (مقصود اعتراض سے یہ ہے کہ اگر خدا کا کلام ہوتا تو تدریجاً نازل ہونیکی کیا ضرورت تھی اس سے تو شبہ پڑتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خود سوچ سوچکر تھوڑا تھوڑا بنا لیتے ہیں آگے اس اعتراض کا جواب ہے کہ) اسطرح (تدریجاً) اسلیے (ہمنے نازل کیا) ہے تاکہ ہم اسکے ذریعہ سے آپکے دلکو قوی رکھیں اور (اسی لیے) ہمنے اسکو بہت ٹھیر ٹھیر کر اُتارا ہے (چنانچہ تیئیس سال کے اندر پورا ہوا تاکہ نزول تدریجی کا فائدہ تام ہو) ف نزول تدریجی کا فائدہ اسی میں منحصر نہیں ہے چنانچہ بعض فوائد سورہ بنی اسرائیل کے ختم کے قریب آیہ وقرآنا فرقناہ لتقرأہ الخ میں مذکور ہوئے ہیں جو ترجمہ سے ظاہر ہوسکتے ہیں اور ایک فائدہ اس مقام پر مذکور ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اسمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تقویت قلب ہے چند طریقوں سے اول یاد رہنے میں آسانی ورنہ کتاب ضخیم کا جبکہ بے لکھی ہوئی ہو یاد رکھنا عادۃً دشوار اور اسکو دیکھ کر طبیعت کا پریشان ہوجانا طبعی امر ہے اور تدریج میں دل قوی رہتا ہے دوم جب کفار کوئی اعتراض یا ناگوار معاملہ کرتے تب ہی آپکی تسلی نازل ہوجاتی اسمیں زیادہ تقویت قلب کی ہوتی ہے بہ نسبت اسکے کہ ایک کتاب آدمی کے پاس ہو اور وقت پر اسمیں سے مضمون تلاش کرکے کام میں لاوے سوم بار بار پیغام خداوندی آنا تازہ شہادت ہے معیت خداوندی کی جو مدار اعظم ہے قوت قلب کا و امثال ذلک اور آپکے بعد امت کے لیے پہلا فائدہ تو لکھے ہوئے ہونے سے سہل الحصول ہوگیا اور فائدہ دوم و سوم خصائص محبوبیت کاملہ سے ہے جو کہ خواص نبوت سے ہے اسلیے امت کا اشتراک اسمیں ضروری نہیں۔ اور نزول تدریجی کی ایک صورت یہ بھی تھی کہ مثلاً بقدر ایک ایک رکوع کے روزانہ نازل کرکے دو تین سال میں پورا کردیا جاتا لیکن اسمیں تقویت قلب کے بعض طرق بوجہ اتم حاصل نہ ہوتے مثلاً دوم و سوم کیونکہ اعتراضات آپکی پوری عمر تک ہوتے رہے اور شہادت معیت میں بھی تمام عمر ہی مصلحت رہی اسلیے تیئیس برس میں نازل کیا گیا ورتلناہ ترتیلا کے یہ معنی صاحب کشاف نے لکھے ہیں اور اس سے ورتلناہ کے بڑھانے کا فائدہ بھی معلوم ہوگیا ربط اوپر کئی اعتراضوں کے کافی و شافی جواب مذکور ہوئے ہیں آگے اُن جوابوں کی مدح فرماتے ہیں +

مدح اجوبہ مذکورہ شبہات مزبورہ وَلَا يَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاَحْسَنَ تَفْسِيْرًا ۝ اور یہ لوگ کیسا ہی عجیب سوال آپکے سامنے پیش کریں مگر ہم (اسکا) ٹھیک جواب اور وضاحت میں (بھی) بڑھا ہوا آپکو عنایت کردیتے ہیں (تاکہ آپ اس سوال کو دفع فرمادیں) ف جواب کی دو خوبیاں ہیں ایک ذاتی کہ فی نفسہ قاطع مادہ شبہ ہو اور دوسری اضافی کہ اپنی وضاحت کے سبب قریب الفہم ہو الحق میں خوبی اول اور احسن تفسیرا میں خوبی دوم کیطرف اشارہ ہے۔ و نیز اس آیت میں تقویت فواد مذکور آیت بالا کے طریق دوم کا بھی بیان ہے

اللغات نزل بمعنی انزل فلا اقتصد فیہ الی التدریج لئلا ینافی مع قولہ جملۃ واحدۃ ۱۲ النحو لنثبت متعلق بمقدر ای انزلناہ کذلک لیعطف علیہ رتلناہ ۱۲ البلاغۃ عبر بالمثل عن السؤال تنبیہا علی انہم لشدۃ التعجب بہا بالامثال العجیبۃ ۔ نحو وجواہر عن دائرۃ العقل ۱۲

اَلَّذِیۡنَ یُحۡشَرُوۡنَ عَلٰی وُجُوۡہِہِمۡ اِلٰی جَہَنَّمَ ۙ اُولٰٓئِکَ شَرٌّ مَّکَانًا وَّ اَضَلُّ سَبِیۡلًا ٪ وَ لَقَدۡ اٰتَیۡنَا مُوۡسَی الۡکِتٰبَ

یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے موہنوں کے بل جہنم کی طرف لیجائے جاویں گے یہ لوگ جگہ میں بھی بدتر ہیں اور طریقہ میں بھی بہت گمراہ ہیں اور تحقیق ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی

وَ جَعَلۡنَا مَعَہٗۤ اَخَاہُ ہٰرُوۡنَ وَزِیۡرًا ۚ فَقُلۡنَا اذۡہَبَاۤ اِلَی الۡقَوۡمِ الَّذِیۡنَ کَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَا ؕ فَدَمَّرۡنٰہُمۡ تَدۡمِیۡرًا ؕ

اور ہمنے انکے ساتھ انکے بھائی ہارون کو معین بنایا تھا پھر ہمنے حکم دیا کہ دونوں آدمی اُن لوگوں کے پاس جاؤ جنہوں نے ہماری دلیلوں کو جھٹلایا ہے سو ہمنے اُن کو بالکل ہی غارت کر دیا

وَ قَوۡمَ نُوۡحٍ لَّمَّا کَذَّبُوا الرُّسُلَ اَغۡرَقۡنٰہُمۡ وَ جَعَلۡنٰہُمۡ لِلنَّاسِ اٰیَۃً ؕ وَ اَعۡتَدۡنَا لِلظّٰلِمِیۡنَ عَذَابًا اَلِیۡمًا ۚ

اور قوم نوح کو بھی ہم ہلاک کر چکے ہیں جب اُنہوں نے پیغمبروں کو جھٹلایا تو ہمنے انکو غرق کر دیا اور ہم نے انکو لوگوں کے لیے ایک نشان بنا دیا اور ہم نے ظالموں کے لیے دردناک سزا تیار کر رکھی ہے

پس یہ وجہ بھی ارتباط کی ہو سکتی ہے **ربط** اوپر اعتراضات کا قولی جواب تھا آگے فعلی جواب ہے یعنی اسپر جو سزا ہوگی اُسکا بیان ہے

سزائے ضلال

اَلَّذِیۡنَ یُحۡشَرُوۡنَ عَلٰی وُجُوۡہِہِمۡ اِلٰی جَہَنَّمَ ۙ اُولٰٓئِکَ شَرٌّ مَّکَانًا وَّ اَضَلُّ سَبِیۡلًا ﴿۳۴﴾ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے موہنوں کے بل جہنم کیطرف لیجائے جاوینگے (خواہ اسطرح کہ سر کے بل چل سکیں یا اسطرح کہ گھسیٹے جاویں) یہ لوگ جگہ میں بھی بدتر ہیں اور طریقہ میں بھی بہت گمراہ ہیں **ف** جگہ سے مراد دوزخ اور طریقہ سے مراد مسلک اور مذہب اور یہ سزا مناسب اسلیے ہے کہ اعتراضات انکو نساری عقل سے تھے سزا انکو نساری بدن سے ہوئی **ربط** اوپر توحید و رسالت کے انکار پر وعید تھی اُسکی تائید کے لیے آگے بعض قصص منکرین سابقین کے مع اُنکے وبال و نکال کے مذکور ہیں کہ تحقیق وعید کی بھی ہو اور عبرت بھی ہو جیسا کہ آیت ولقد اتوا علی القریۃ میں افلم یکونوا یرونہا اسپر صراحۃً دال ہے کہ عدم عبرت پر مذمت کیگئی ہے نیز اوپر کذلک جعلنا لکل نبی الخ میں آپکی تسلی تھی ان قصص میں اُس مضمون کی بھی تائید ہے کہ دیکھیے اسطرح مجرمین انبیا کے عدو ہوئے ہیں تاکہ خوب تسلی ہو جاوے سو نیز اوپر کفو بربک ھادیا و نصیرا میں بشارت نصرت کی ہے ان قصص میں اسکی بھی تاکید ہے کہ دیکھیے اسطرح انبیا کی نصرت کیگئی سو نیز اوپر لنثبت بہ فوادک فرمایا تھا ان قصص سے بھی تثبیت فواد ہے جیسا دوسری جگہ تصریح ہے وکلا نقص علیک من انباء الرسل ما نثبت بہ فوادک یہ سب وجوہ ارتباط کی انفرادا یا اجتماعا محتمل ہیں اور یہ چند قصے ہیں۔

قصہ اوّل موسیٰ علیہ السلام با قوم ایشاں

وَ لَقَدۡ اٰتَیۡنَا مُوۡسَی الۡکِتٰبَ وَ جَعَلۡنَا مَعَہٗۤ اَخَاہُ ہٰرُوۡنَ وَزِیۡرًا ﴿ۚۖ۳۵﴾ فَقُلۡنَا اذۡہَبَاۤ اِلَی الۡقَوۡمِ الَّذِیۡنَ کَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَا ؕ فَدَمَّرۡنٰہُمۡ تَدۡمِیۡرًا ﴿ؕ۳۶﴾ اور تحقیق ہمنے موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب (یعنی توراۃ) دی تھی (یعنی وہ بہت جلیل القدر صاحب کتاب نبی تھے) اور (اس کتاب ملنے سے پہلے) ہمنے انکے ساتھ اُنکے بھائی ہارون (علیہ السلام) کو (انکا) معین (و مددگار) بنایا تھا پھر (اس معین بنانے کے متصل) ہمنے (دونوں کو) حکم دیا کہ دونوں آدمی اُن لوگوں کے پاس (ہدایت کرنیکے لیے) جاؤ جنہوں نے ہماری (توحید کی) دلیلوں کو جھٹلایا ہے (مراد اس قوم سے فرعون اور اُسکی قوم ہے چنانچہ وہ ہمارا حکم لیکر وہاں پہنچے اور سمجھایا مگر اُنہوں نے نہ مانا) سو ہمنے انکو (اپنے قہر سے) بالکل ہی غارت کر دیا (چنانچہ انکا غرق کیا جانا مشہور اور قرآن میں مذکور ہے) **ف** کذبوا بایتنا میں دلائل توحید سے مراد یا تو دلائل عقلیہ ہیں اور ظاہر ہے کہ بعد سمجھ جانے ان دلائل کے توحید کا انکار ضرور قابل زجر ہے اور یا مراد دلائل نقلیہ ہیں جو انبیاء سابقین سے منقول ہوتے ہوئے ان لوگوں تک پہنچے ہونگے اُنکے انکار کا مذموم ہونا ظاہر ہی ہے چنانچہ آیت ولقد جاءکم یوسف من قبل بالبینات سے انبیاء کی تعلیم کا اُن تک منقول چلا آنا معلوم ہوتا ہے اور گو کتاب بعد اس ذہاب کے ملی ہے لیکن تقدیم ذکر سے یہ فائدہ ہو سکتا ہے کہ انکی جلالت شان اور فرعون وغیرہ کا مذموم ہونا معلوم ہو جاوے کہ وہ ایسے نبی تھے جنکو بعد میں کتاب بھی ملی تو انکی تعلیم پہلے ہی سے قوت فطرت کیوجہ سے اکمل و ابلغ تھی مگر پھر بھی وہ لوگ منکر رہے +

قصہ دوم قوم نوح علیہ السلام

وَ قَوۡمَ نُوۡحٍ لَّمَّا کَذَّبُوا الرُّسُلَ اَغۡرَقۡنٰہُمۡ وَ جَعَلۡنٰہُمۡ لِلنَّاسِ اٰیَۃً ؕ وَ اَعۡتَدۡنَا لِلظّٰلِمِیۡنَ عَذَابًا اَلِیۡمًا ﴿ۚۖ۳۷﴾ اور قوم نوح کو بھی (اُنکے زمانہ میں) ہم ہلاک کر چکے ہیں (جنکی ہلاکت اور سبب ہلاکت کا بیان یہ ہے کہ) جب اُنہوں نے پیغمبروں کو جھٹلایا تو ہمنے انکو (طوفان سے) غرق کر دیا اور ہمنے اُن (کے واقعہ) کو لوگوں (کی عبرت) کے لیے ایک نشان بنا دیا (یہ تو دنیا میں سزا ہوئی) اور (آخرت میں) ہمنے (اُن) ظالموں کے لیے دردناک سزا تیار کر رکھی ہے **ف** پیغمبروں کو جھٹلانا اسلیے کہا کہ اصول دین سب پیغمبروں کے ایک ہیں جب ایک کو جھوٹا کہا سب کو جھوٹا کہا یا یہ کہ نوح علیہ السلام سے پہلے

ملحقات الترجمہ

لمہ قولہ ف

جو انبیاء سابقین و قیل برائیہا التی ... مرت علیہا السلام ... التنبیہ بہذا العنوان ... خطابہ موسیٰ علیہ السلام بل انا ... عنہ الکل ... لعلہ ... بعدہ من اللہ ...

[illegible]

وَّعَادًا وَّثَمُوْدَاْ وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ وَقُرُوْنًا بَیْنَ ذٰلِكَ كَثِیْرًا ۝ وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْاَمْثَالَ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِیْرًا ۝

اور ہم نے عاد اور ثمود اور اصحاب الرس اور ان کے بیچ بیچ میں بہت سی اُمتوں کو ہلاک کیا | اور ہم نے ہر ایک کیواسطے عجیب عجیب مضامین بیان کیے اور ہم نے سب کو بالکل برباد ہی کر دیا

وَلَقَدْ اَتَوْا عَلَى الْقَرْیَةِ الَّتِیْۤ اُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ ؕ اَفَلَمْ یَكُوْنُوْا یَرَوْنَهَا ۚ بَلْ كَانُوْا لَا یَرْجُوْنَ نُشُوْرًا ۝ وَاِذَا

اور یہ اس بستی پر ہو کر گذرے ہیں | جس پر بُری طرح پتھر برسائے گئے تھے | سو کیا یہ لوگ اسکو دیکھتے نہیں رہتے | بلکہ یہ لوگ مر کر جی اُٹھنے کا احتمال ہی نہیں رکھتے اور جب

رَاَوْكَ اِنْ یَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ؕ اَهٰذَا الَّذِیْ بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا ۝ اِنْ كَادَ لَیُضِلُّنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا لَوْلَاۤ اَنْ صَبَرْنَا

یہ لوگ آپ کو دیکھتے ہیں تو بس آپ سے تمسخر کرنے لگتے ہیں | کہ کیا یہی ہیں جنکو خدا تعالیٰ نے رسول بنا کر بھیجا ہے | اس شخص نے تو ہم کو ہمارے معبودوں سے ہٹا ہی دیا ہوتا اگر ہم ان پر قائم نہ رہتے

عَلَیْهَا ؕ وَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ حِیْنَ یَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ اَضَلُّ سَبِیْلًا ۝

اور جلدی ہی ان کو معلوم ہو جاویگا جب عذاب کا معاینہ کریں گے کہ کون شخص گمراہ تھا

جو انبیاء ہو گذرے ہیں ان کی امتیں بھی بواسطہ ان تک پہنچیں ہیں اور انہوں نے اُس کو بھی جھٹلایا ہو +

قصۂ سوم و چہارم و پنجم عاد و ثمود و اصحاب الرس و ششم دیگر امم اجمالاً

وَعَادًا وَّثَمُوْدَا وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ وَقُرُوْنًا بَیْنَ ذٰلِكَ كَثِیْرًا ۝ وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْاَمْثَالَ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِیْرًا ۝ اور ہم نے عاد اور ثمود اور اصحاب الرس اور ان کے بیچ بیچ میں بہت سی اُمتوں کو ہلاک کیا اور ہم نے (ان ہلاک شدہ میں سے) ہر ایک (کی ہدایت) کیواسطے عجیب عجیب (یعنی موثر اور بلیغ) مضامین بیان کیے اور (جب نہ مانا تو) ہم نے سب کو بالکل برباد ہی کر دیا **ف** رس لغت میں کہتے ہیں کنوے کو کذا فی القاموس اور کچھ لوگ قوم ثمود کے رہ گئے تھے اور کسی کنوے پر آباد تھے وہ اصحاب الرس ہیں کذا فی القاموس والدّعن ابن عباس مگر انکے عذاب کی کیفیت منصوص نہیں اور قرون کی تفصیل بھی نہیں بتلائی اور اصحاب الرس میں اور بھی اقوال ہیں احقر نے اپنے نزدیک راجح کو لے لیا

قصۂ ہفتم قوم لوط در ضمن زجر کفار مکہ

وَلَقَدْ اَتَوْا عَلَى الْقَرْیَةِ الَّتِیْۤ اُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ ؕ اَفَلَمْ یَكُوْنُوْا یَرَوْنَهَا ۚ بَلْ كَانُوْا لَا یَرْجُوْنَ نُشُوْرًا ۝ اور یہ (کفار مکہ اپنی آمد و رفت ملک شام میں) اس بستی پر ہو کر گذرے ہیں جس پر بُری طرح پتھر برسائے گئے تھے (مراد قریہ قوم لوط کا ہے) سو کیا یہ لوگ اسکو دیکھتے نہیں رہتے (پھر بھی عبرت نہیں پکڑتے کہ کفر و تکذیب کو چھوڑ دیں جسکی بدولت قوم لوط کو سزا ہوئی سو بات یہ ہے کہ عبرت نہ پکڑنے کی وجہ یہ نہیں ہے کہ اُس قریہ کو دیکھتے نہ ہوں) بلکہ (اصل وجہ اسکی یہ ہے کہ) یہ لوگ مر کر جی اُٹھنے کا احتمال ہی نہیں رکھتے (یعنی آخرت کے منکر ہیں اسلیے کفر کو موجب سزا ہی قرار نہیں دیتے اور اسلیے انکی ہلاکت کو سزائے کفر تجویز نہیں کرتے بلکہ اور اتفاقیہ سمجھتے ہیں یہ وجہ عبرت نہ پکڑنے کی ہے) **ف** یہ قریے کئی تھے یہاں قریہ مفرد لانا یا تو اسلیے ہے کہ بڑا قریہ سدوم مراد ہے اور باقی کا حال تبعاً معلوم ہو گیا اور یا مراد جنس ہے جو سبکو شامل ہے۔ ربط اوپر حکایات اعراضات کے ضمن میں کفار مکہ کی تشنیع و تقبیح چلی آ رہی ہے و نیز آیت ولقد اتوا الخ ذکر قصص کے مقاصد میں سے انکی قباحت و شناعت کا ہی ہونا مصرح ہے آگے بھی انکے بعض شنایع و قبایح قولیہ و فعلیہ و حالیہ و آلیہ کا بیان ہے چنانچہ ان یتخذونک الخ فعل ہے اور اھذا الذی الخ قول ہے اور سوف یعلمون الخ مآل ہے اور ارایت الخ حال ہے اور چونکہ ھذا تحقیرکیواسطے ہے اسمیں بھی اشارہ ہے اُنکے ایک اعتراض کیطرف کہ آپکے صاحب ثروت نہ ہونے کو بھی منافی شان رسالت سمجھتے تھے جیسا دوسری آیت میں ہے وقالوا لولا نزل ھذا القراٰن علی رجل من القریتین عظیم اور سوف یعلمون الخ میں اشارہ ہے اُسکے جواب کیطرف کہ یہ اعتراض بوجہ عدم دلیل بلکہ بوجہ تناقض دلیل ہونیکے ضلال محض ہے اور منشا اُسکا اتباع ہوی ہے +

تشنیع کفار مع اشارہ باعتراض ہشتم

وَاِذَا رَاَوْكَ اِنْ یَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ؕ اَهٰذَا الَّذِیْ بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا ۝ اِنْ كَادَ لَیُضِلُّنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا لَوْلَاۤ اَنْ صَبَرْنَا عَلَیْهَا ؕ وَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ حِیْنَ یَرَوْنَ الْعَذَابَ

اللغات التتبیر التفتیت ۱۲

النحو قوله وعادا منصوب بمضمر دل علیه ما قبله ... قوله کلا منصوب بمضمر ... ضرب المثل فی معنی التذکیر والتحذیر ۱۲

البلاغة قوله افلم یکونوا ... [illegible] ... مع الاستمرار ... فی اول الآیة ... [illegible]

فقط قوله من اضل سبیلا ... [illegible] ... اولئک الکفرة ... [illegible] ... صلی اللہ علیہ وسلم ... [illegible]

فائدة ذکر صاحب الروح حدیثا ... فی تفسیر اصحاب الرس ... [illegible] ... قصة اصحاب الرس ... [illegible] ... ذکرا لیسیر ۱۲

اَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ؕ اَفَاَنْتَ تَكُوْنُ عَلَیْهِ وَكِیْلًا ۙ اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَكْثَرَهُمْ یَسْمَعُوْنَ اَوْ یَعْقِلُوْنَ ؕ اِنْ هُمْ

اے پیغمبر آپ نے اُس شخص کی حالت بھی دیکھی جس نے اپنا خدا اپنی خواہش نفسانی کو بنا رکھا ہے سو کیا آپ اُس کی نگرانی کر سکتے ہیں یا آپ خیال کرتے ہیں کہ ان میں اکثر سنتے یا سمجھتے ہیں یہ تو محض

اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِیْلًا ۠ اَلَمْ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَیْفَ مَدَّ الظِّلَّ ۚ وَلَوْ شَآءَ لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا ۚ ثُمَّ جَعَلْنَا

چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ یہ اُن سے بھی زیادہ بے راہ ہیں۔ کیا تو نے اپنے پروردگار پر نظر نہیں کی کہ اُس نے سایہ کو کیونکر پھیلایا ہے اور اگر وہ چاہتا تو اُس کو ایک حالت پر ٹھیرا ہوا رکھتا پھر ہم نے

الشَّمْسَ عَلَیْهِ دَلِیْلًا ۙ ثُمَّ قَبَضْنٰهُ اِلَیْنَا قَبْضًا یَّسِیْرًا ۝ وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ لِبَاسًا وَّالنَّوْمَ

آفتاب کو اُس پر علامت مقرر کیا پھر ہم نے اُس کو اپنی طرف آہستہ آہستہ سمیٹ لیا اور وہ ایسا ہے جسنے تمہارے لیے رات کو پردہ کی چیز اور نیند کو

سُبَاتًا وَّجَعَلَ النَّهَارَ نُشُوْرًا ۝ وَهُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ الرِّیٰحَ بُشْرًۢا بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖ ۚ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا ۝

راحت کی چیز بنایا اور دن کو زندہ ہونے کا وقت بنایا اور وہ ایسا ہے کہ اپنی باران رحمت سے پہلے ہواؤں کو بھیجتا ہے کہ وہ خوش کر دیتی ہیں اور ہم آسمان سے پانی برساتے ہیں جو پاک صاف کرنیکی چیز ہے

اَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ اَفَاَنْتَ تَكُوْنُ عَلَیْهِ وَكِیْلًا ۙ اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَكْثَرَهُمْ یَسْمَعُوْنَ اَوْ یَعْقِلُوْنَ اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِیْلًا ۝

جب یہ لوگ آپکو دیکھتے ہیں تو بس آپ سے تمسخر کرنے لگتے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ کیا یہی (بزرگ) ہیں جنکو خدا تعالیٰ نے رسول بنا کر بھیجا ہے (یعنی بشر یا آدمی رسول نہ ہونا چاہیے اگر رسالت کوئی چیز ہے تو کوئی رئیس ہونا چاہیے تھا پس یہ سوال نہیں البتہ) اس شخص (کی باتوں) نے ہمکو ہمارے معبودوں سے ہٹا ہی دیا ہوتا اگر ہم اُن پر (مضبوطی سے) قائم نہ رہتے (یعنی ہم تو ہدایت پر ہیں اور یہ ہمکو گمراہ کرنیکی کوشش کرتا تھا اللہ تعالیٰ آگے رد فرماتا ہے کہ ابھی اپنے منہ سے اپنے کو مہتدی اور پیغمبر کو بنفی النبوۃ اور ضال اور مضل بتلاتے ہیں) اور (مرنیکے بعد) جلدی ہی انکو معلوم ہو جاویگا جب عذاب کا معاینہ کرینگے کہ کون شخص گمراہ تھا (آیا وہ خود یا نعوذ باللہ پیغمبر) اور اس میں اشارہ بھی ہے جواب کی طرف کہ چونکہ دلائل صحیحہ سے ثابت ہے کہ نبوت مستلزم ثروت نہیں اسلیے اس بنا پر انکار کرنا ضلال محض ہے مگر بہالت عدم توجہ کے ضلال ہونا ظاہر نہیں ہوتا وہاں معاینہ سے ظاہر ہو جاویگا) اے پیغمبر آپ نے اُس شخص کی حالت بھی دیکھی جسنے اپنا خدا اپنی خواہش نفسانی کو بنا رکھا ہے سو کیا آپ اُسکی نگرانی کر سکتے ہیں یا آپ خیال کرتے ہیں کہ انمیں اکثر سنتے یا سمجھتے ہیں (مطلب یہ کہ آپ انکی ہدایت نہ ہونے سے مغموم نہ ہو جیسے کیونکہ آپ ان پر مسلط نہیں کہ خواہی نخواہی انکو راہ پر لاویں اور نہ ہدایت کی ان سے توقع کیجیے کیونکہ انکو نہ سماع ہے نہ عقل ہے) یہ تو محض چوپایوں کی طرح ہیں (کہ وہ بات کو نہ سنتے ہیں نہ سمجھتے ہیں) بلکہ یہ اُن سے بھی زیادہ بے راہ ہیں (کیونکہ وہ اس راہ دین کے مکلف نہیں تو انکا نہ سمجھنا مذموم نہیں اور یہ مکلف ہیں پھر نہیں سمجھتے پھر یہ کہ وہ اگر معتقد ان ضروریات دین کے نہیں تو منکر بھی تو نہیں اور یہ تو منکر ہیں۔ اور ارایت الخ میں اُنکے ضلال کا منشا بھی بیان کر دیا کہ کسی شبہ دلیل سے اُنکو اشتباہ نہیں ہوا بلکہ اتباع ہوا اسکا سبب ہے) **ف** تخصیص اکثر کی اسلیے فرمائی کہ بعض کو عنایت ازلیہ سے بعد اتخاذ مذکور کے توفیق ایمان کی ہوئی اور بعض سمع و عقل رکھتے تھے مگر مکابرہ کی راہ سے ایمان نہ لاتے تھے **ربط** اوپر دُور سے انکار رسالت پر تفریع و تشنیع تھی آگے دلائل سے اثبات توحید ہے جسکے ضمن میں انعامات بھی ہیں چنانچہ خاتمہ مضمون پر بذکر سے استدلال کا اور شکور سے بیان نعمت کا مقصود ہونا معلوم ہوتا ہے اور درمیان درمیان میں اُسکے انکار پر ذم اور ملامت اور بوجہ اسکے کہ باوجود دلائل ساطعہ سامعین کا اعراض مخالف ناصح شفیق کی افسردگی کا سبب طبعی ہے جو دعوت میں عدم انشاط کا موجب ہو سکتا ہے بعض آیات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تنشیط اور تہییج کا مضمون مذکور ہے پس اصل مضمون اس مقام میں توحید کا ہے اور دوسرے مضامین بطور استطراد آگئے ہیں اور یہ مضمون ارادہ شکورا تک چلا گیا ہے ۔

دلائل توحید مع بعض متعلقات آں

اَلَمْ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَیْفَ مَدَّ الظِّلَّ ۚ وَلَوْ شَآءَ لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا ۚ ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَیْهِ دَلِیْلًا ﴿۴۵﴾ ثُمَّ قَبَضْنٰهُ اِلَیْنَا قَبْضًا یَّسِیْرًا ﴿۴۶﴾ وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ لِبَاسًا وَّالنَّوْمَ سُبَاتًا وَّجَعَلَ النَّهَارَ نُشُوْرًا ﴿۴۷﴾ وَهُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ الرِّیٰحَ بُشْرًۢا بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖ ۚ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا ﴿۴۸﴾

اللغات الدلیل من الدلالۃ راہ نما یسمی بہ العلامۃ التی علی الطریق ثم علی مطلق العلامۃ ثم علی السبب الغیر الحقیقی لاشتراکہا فی مطلق الایصال طہور اسم لما یتطہر بہ کذا فی القاموس والروح ۱۲

البلاغۃ قولہ الٰہہ ہوٰہ قدم الثانی علی الاول للاعتناء بہ من حیث انہ الذی یدور علیہ امر التعجیب قولہ دلیلا ...

شلہ اعتراض بین المتعاطفین قولہ ثم جعلنا وقولہ ثم قبضنا ثم الاولی للتراخی الرتبی لان جعل الشمس دلیلا مقدم علی المد وثم الاخری للتراخی الزمانی وہو ظاہر قولہ جعل لکم الیل الخ لم یکرر جعل فی النوم وکررہ فی کون النہار نشورا لان النوم من توابع اللیل فکفی الجعل الواحد بخلاف النہار ۱۲

لِّنُحْيِيَ بِهِ بَلْدَةً مَّيْتًا وَنُسْقِيَهُ مِمَّا خَلَقْنَا أَنْعَامًا وَأَنَاسِيَّ كَثِيرًا ۝ وَلَقَدْ صَرَّفْنَاهُ بَيْنَهُمْ لِيَذَّكَّرُوا فَأَبَىٰ

تاکہ اُس کے ذریعہ سے مردہ زمین میں جان ڈال دیں اور اپنی مخلوقات میں سے بہت سے چارپایوں اور بہت سے آدمیوں کو سیراب کریں اور ہم اُس کو لوگوں کے درمیان تقسیم کر دیتے ہیں تاکہ لوگ غور کریں

أَكْثَرُ النَّاسِ إِلَّا كُفُورًا ۝ وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِي كُلِّ قَرْيَةٍ نَّذِيرًا ۝ فَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَجَاهِدْهُم بِهِ جِهَادًا

سو اکثر لوگ بے ناشکری کیے نہ رہے — اور اگر ہم چاہتے تو ہر بستی میں ایک ایک پیغمبر بھیج دیتے — سو آپ کافروں کی خوشی کا کام نہ کیجیے اور قرآن کے ذریعہ اُن کا زور شور سے مقابلہ کیجیے

كَبِيرًا ۝ وَهُوَ الَّذِي مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هَٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَهَٰذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَحِجْرًا

اور وہ ایسا ہے جس نے دو دریاؤں کو ملایا جن میں ایک تو شیریں تسکین بخش ہے اور ایک شور تلخ ہے اور اُن کے درمیان میں ایک حجاب اور ایک مانع قوی رکھ دیا

مَّحْجُورًا ۝ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا ۗ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا ۝ وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ

اور وہ ایسا ہے جس نے پانی سے آدمی کو پیدا کیا پھر اُس کو خاندان والا اور سسرال والا بنایا اور تیرا پروردگار بڑی قدرت والا ہے اور یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر اُن چیزوں کی عبادت کرتے

مَا لَا يَنفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ ۗ وَكَانَ الْكَافِرُ عَلَىٰ رَبِّهِ ظَهِيرًا ۝ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۝ قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ

اور ہم نے آپ کو صرف اس لیے بھیجا ہے کہ خوشخبری سنائیں اور ڈرائیں آپ کہہ دیجیے کہ میں تم سے

عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِلَّا مَن شَاءَ أَن يَتَّخِذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا ۝ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهِ ۚ وَكَفَىٰ بِهِ

اور اُس حی لایموت پر توکل رکھیے اور اُس کی تسبیح و تحمید میں لگے رہیے اور وہ

بِذُنُوبِ عِبَادِهِ خَبِيرًا ۝ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ ۚ

جس نے آسمان اور زمین اور جو کچھ اُن کے درمیان میں ہے سب چھ روز میں پیدا کیا پھر تخت پر قائم ہوا

الرَّحْمَٰنُ فَاسْأَلْ بِهِ خَبِيرًا ۝ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اسْجُدُوا لِلرَّحْمَٰنِ قَالُوا وَمَا الرَّحْمَٰنُ أَنَسْجُدُ لِمَا تَأْمُرُنَا

اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ رحمان کو سجدہ کرو تو کہتے ہیں کہ رحمان کیا چیز ہے کیا ہم اُس کو سجدہ کرنے لگیں جس کو تم سجدہ کرنے کو ہم سے کہہ دو

وَزَادَهُمْ نُفُورًا ۩ ۝ تَبَارَكَ الَّذِي جَعَلَ فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَجَعَلَ فِيهَا سِرَاجًا وَقَمَرًا مُّنِيرًا ۝ وَهُوَ

وہ ذات بہت عالیشان ہے جس نے آسمان میں بڑے بڑے ستارے بنائے اور اُس میں ایک چراغ اور نورانی چاند بنایا اور وہ ایسا ہے

الَّذِي جَعَلَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ أَرَادَ أَن يَذَّكَّرَ أَوْ أَرَادَ شُكُورًا ۝

جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے والے بنائے اُس شخص کے لیے جو سمجھنا چاہے یا شکر کرنا چاہے

لِنُحْيِيَ بِهِ بَلْدَةً مَّيْتًا وَنُسْقِيَهُ مِمَّا خَلَقْنَا أَنْعَامًا وَأَنَاسِيَّ كَثِيرًا ۝ وَلَقَدْ صَرَّفْنَاهُ بَيْنَهُمْ لِيَذَّكَّرُوا فَأَبَىٰ أَكْثَرُ النَّاسِ إِلَّا كُفُورًا ۝ وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِي كُلِّ قَرْيَةٍ نَّذِيرًا ۝ فَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَجَاهِدْهُم بِهِ جِهَادًا كَبِيرًا ۝ وَهُوَ الَّذِي مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هَٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَهَٰذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَحِجْرًا مَّحْجُورًا ۝ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا ۗ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا ۝ وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ ۗ وَكَانَ الْكَافِرُ عَلَىٰ رَبِّهِ ظَهِيرًا ۝ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۝ قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِلَّا مَن شَاءَ أَن يَتَّخِذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا ۝ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهِ ۚ وَكَفَىٰ بِهِ بِذُنُوبِ عِبَادِهِ خَبِيرًا ۝ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ ۚ الرَّحْمَٰنُ فَاسْأَلْ بِهِ خَبِيرًا ۝ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اسْجُدُوا لِلرَّحْمَٰنِ قَالُوا وَمَا الرَّحْمَٰنُ أَنَسْجُدُ لِمَا تَأْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُورًا ۩ ۝ تَبَارَكَ الَّذِي جَعَلَ فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَجَعَلَ فِيهَا سِرَاجًا وَقَمَرًا مُّنِيرًا ۝ وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ أَرَادَ أَن يَذَّكَّرَ أَوْ أَرَادَ شُكُورًا ۝٦٢

اللغات [illegible]

النحو [illegible]

الروايات [illegible]

اے مخاطب کیا تو نے اپنے پروردگار (کی اس قدرت) پر نظر نہیں کی کہ اُسنے (جب آفتاب افق سے طلوع کرتا ہے اُسوقت کھڑی ہوئی چیزوں کے) سایہ کو کیونکر (دور تک)
پھیلایا ہے (کیونکہ طلوع کے وقت ہر چیز کا سایہ لمبا ہوتا ہے) اور اگر وہ چاہتا تو اُسکو ایک حالت پر ٹھیرا ہوا رکھتا (یعنی آفتاب کے بلند ہونے سے بھی نہ گھٹتا اسطرح پر کہ
اتنی دور تک آفتاب کی شعاعوں کو نہ آنے دیتا کیونکہ آفتاب کی شعاعوں کا زمین کے حصوں پر پہونچنا بارادہ حق ہے نہ کہ بالاضطرار مگر ہمنے اپنی حکمت سے اُسکو ایک حالت پر نہیں
رکھا بلکہ اسکو پھیلا ہوا بنا کر) پھر ہمنے آفتاب (کے قرب من الافق و ارتفاع عن الافق) کو اُس (سایہ کی درازی و کوتاہی) پر (ایک ظاہری) علامت مقرر کیا (مطلب یہ کہ شکل
اسباب عادیہ غیر مؤثرہ حقیقیہ اوسکے مسببات کے آفتاب اور سایہ میں ایک ظاہری ارتباط و تعلق ایسا بنا دیا کہ سبب کے تغیر سے مسبب میں تغیر ہوتا ہے) پھر (اس تعلق ظاہری
کیوجہ سے) ہمنے اُس (سایہ) کو اپنی طرف آہستہ آہستہ سمیٹ لیا (یعنی جوں جوں آفتاب اونچا ہوا وہ سایہ زائل اور معدوم ہوتا گیا اور چونکہ اُسکا غائب ہونا محض
قدرت الٰہیہ سے بلاشرکت غیرے ہے اور باوجود … علم الٰہی سے غائب نہیں ہے اسلیے الینا فرمایا گیا تو یہ حالت مذکورہ معنونہ عجیبہ دلیل ہے کمال صانع
وانفراد … استحقاق الوہیت کی پھر زوال کے بعد … یعنی اسی طرح دلیل صانعیت ہے لیکن زوال سے ناقص ہونا یہ اظہر ہے مقہوریت و تعجیز میں اور …
عجیبہ مصنوع کا اظہر ہے استدلالاً علی قدرۃ الصانع میں … ہو سکتا ہے) اور وہ ایسا ہے جسنے تمہارے لیے رات کو پردہ کی چیز اور نیند کو راحت
کی چیز بنایا اور دن کو (اس اعتبار سے … اور دن کا وقت جاگنے کا ہے گویا) زندہ ہونے کا وقت بنایا اور وہ ایسا ہے کہ اپنی باران رحمت
سے پہلے ہواؤں کو بھیجتا ہے کہ وہ (بارش کی …) خوش کر دیتی ہیں اور ہم آسمان سے پانی برساتے ہیں جو پاک صاف کرنے کی چیز ہے تاکہ اسکے ذریعہ سے مردہ زمین
میں جان ڈالیں اور اپنی مخلوقات میں سے بہت سے چارپایوں اور بہت سے آدمیوں کو سیراب کریں اور ہم اُس (پانی) … ان لوگوں کے درمیان تقسیم
کرتے ہیں تاکہ لوگ غور کریں (… بڑے قادر …) سو (چاہیے تھا کہ غور کرتے …) اکثر لوگ بے ناشکری
کیے نہ رہے (جس میں سب سے بڑھکر کفر و شرک ہے …) آپ انکی … ناشکری … سب کے لیے کافی ہیں
ہیں بلکہ آپ تنہا … اپنا کام کیجیے … آپکو تنہا نبی بنانے … ہمارا مقصود یہ ہے کہ آپکا اجر اور قرب بڑھے) اور اگر ہم چاہتے تو (آپکے علاوہ اسی زمانہ میں)
ہر بستی میں ایک ایک پیغمبر بھیج دیتے (اور تنہا آپ پر تمام کام نہ ڈالتے لیکن چونکہ آپکا اجر بڑھانا مقصود ہے اسلیے ہمنے ایسا نہیں کیا تو اس حیثیت سے آپکا کام آپکے سپرد کرنا
خدا تعالیٰ کی نعمت ہے … (اس نعمت کے شکریہ میں) آپ کافروں کی خوشی کا کام نہ کیجیے (یعنی کافروں کی خواہش ہے کہ تبلیغ … اور انکی آزادی سے
تعرض نہ کیا جاوے) اور قرآن (میں … دلائل حق کے مذکور ہیں جیسا اسی مقام … دلائل توحید ارشاد ہوئے ہیں ان) سے انکا زور و شور سے مقابلہ کیجیے (یعنی عام
و تام تبلیغ کیجیے یعنی … اور بار بار … اور ہمت قوی رکھیے جیسا ابتک آپ کرتے رہے ہیں … مقصود اس … سے احداث نہیں بلکہ ابقاء ہے … کوئی
… لازم نہیں آتا آگے پھر عود ہے … توحید کی طرف) اور وہ ایسا ہے جسنے دو دریاؤں کو … کا پانی تو شیریں تسکین بخش ہے اور ایک (کا
پانی) شور تلخ ہے اور (باوجود اختلاط … حقیقۃً) انکے درمیان میں (اپنی قدرت سے) … ایک مانع قوی رکھدیا (جو خود محسوس نہیں
محسوس ہے مگر اسکا اثر یعنی … پانی کے مزہ … مراد ان دو دریاؤں سے … جہاں شیریں ندیاں اور نہریں بہتے بہتے سمندر میں آکر
گرتی ہیں وہاں باوجود … دونوں کا سطح ایک معلوم ہوتا ہے لیکن قدرت الٰہیہ انمیں ایک ایسی حد فاصل ہے کہ ملتقی کے ایک جانب سے پانی لیا جاوے تو شیریں
اور دوسری جانب سے جو کہ جانب اول سے بالکل قریب ہے پانی لیا جاوے تو تلخ چنانچہ بنگال میں بھی ایسا موقع موجود ہے کما فی الحاشیۃ) اور وہ ایسا ہے جسنے پانی (یعنی نطفہ
سے) آدمی کو پیدا کیا پھر اسکو خاندان والا اور سسرال والا بنایا (چنانچہ باپ دادا وغیرہ شرعی خاندان اور ماں نانی وغیرہ عرفی خاندان ہیں جن سے پیدایش کے ساتھ
ہی تعلقات پیدا ہو جاتے ہیں پھر شادی کے بعد سسرالی رشتے پیدا ہو جاتے ہیں یہ دلیل قدرت بھی ہے کہ نطفہ کیا چیز تھی پھر اسکو کیسا بنا دیا کہ وہ اتنے علاقوں کا منشا ہو گیا
اور نعمت بھی ہے کہ یہ تعلقات مدار معاونت ہیں) اور (اے مخاطب) تیرا پروردگار بڑی قدرت والا ہے (ربک سے نعمت کیطرف اور قدیرا سے دلیل قدرت کیطرف اشارہ ہے) اور
(باوجود اسکے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات و صفات میں ایسا کامل ہے جیسا بیان ہوا اور یہ کمالات مقتضی ہیں کہ اسی کی عبادت کیجاوے مگر) یہ (مشرک) لوگ (ایسے) خدا کو چھوڑ کر
ان چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو (بصورت عبادت کرنے کے) نہ انکو کچھ نفع پہونچا سکتی ہیں اور نہ (درصورت عبادت نہ کرنیکے) انکو کچھ ضرر پہونچا سکتی ہیں اور کافر تو اپنے رب
کا مخالف ہے (کہ اسکو چھوڑ کر دوسرے کی عبادت کرتا ہے) اور (کفار کی مخالفت معلوم کرکے آپ نہ تو انکے ایمان نہ لانے سے محزون ہوں کیونکہ) ہمنے آپکو صرف اسلیے بھیجا ہے کہ
(ایمان والوں کو جنت کی) خوشخبری سنائیں اور (کافروں کو دوزخ سے) ڈرائیں (انکے ایمان نہ لانے سے آپکا کیا نقصان ہے پھر آپ کیوں غم کریں اور نہ آپ مخالفت معلوم کرکے فکر میں پڑیں

ملحقات الترجمة

لہ قولہ …

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۝ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ

اور رحمان کے بندے وہ ہیں جو زمین پر عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب اُن سے جہالت والے لوگ بات کرتے ہیں تو وہ رفع شر کی بات کہتے ہیں اور جو راتوں کو اپنے رب کے آگے

سُجَّدًا وَّقِيَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ۝

سجدہ اور قیام میں لگے رہتے ہیں اور جو دعائیں مانگتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم سے جہنم کے عذاب کو دور رکھیے کیونکہ اُس کا عذاب پوری تباہی ہے

اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ۝

بے شک وہ جہنم بُرا ٹھکانا اور بُرا مقام ہے

کہ جب یہ حق تعالے کے مخالف ہیں تو میں جو حق تعالیٰ کی طرف دعوت کرتا ہوں اس دعوت کو یہ لوگ خیرخواہی کب سمجھنے لگے بلکہ میری خودغرضی پر محمول کر کے التفات بھی نہ کرینگے تو انکے کمالات کی کیونکر اصلاح کیجاوے تاکہ مانع مرتفع ہو سو اگر آپکو انکا یہ خیال قرینہ سے یا زبانی گفتگو سے معلوم ہو تو آپ (جواب میں اتنا) کہدیجیے (اور بیفکر ہو جائیے) کہ میں تم سے اس (تبلیغ) پر کوئی معاوضہ (مالی یا جاہی) نہیں مانگتا ہاں جو شخص یوں چاہے کہ اپنے رب تک (پہونچنے کا) رستہ اختیار کرے (تو یہ البتہ چاہتا ہوں چاہے اُسکو معاوضہ کہو یا نہ کہو) اور (نہ اُس مخالفت کفار کو دریافت کر کے اُنکی ضرر رسانی سے اندیشہ کیجیے بلکہ تبلیغ میں) اُس حی لایموت پر توکل رکھیے اور (اطمینان کے ساتھ) اُسکی تسبیح و تحمید میں لگے رہیے (یعنی تبلیغ اطاعت مقصودہ ہے اور تسبیح و تحمید کہ عبادت لازمہ ہے انکو بیفکری سے ادا کیجیے) اور (نہ مخالفت سنکر تعجیل عقوبت کی اس خیال سے تمنا کیجیے کہ انکا ضرر دوسروں کو نہ پہونچ جاوے کیونکہ) وہ (خدا) اپنے بندوں کے گناہوں سے کافی (طور) خبردار ہے (وہ جب مناسب سمجھیگا سزا دیدیگا پس ان جملوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حزن و فکر و خوف تینوں کو زائل فرمایا ہے آگے پھر توحید ہے) وہ ایسا ہے جس نے آسمان و زمین اور جو کچھ اُنکے درمیان میں ہے سب چھ روز (کی مقدار) میں پیدا کیا پھر تخت (شاہی) پر قائم ہوا (جسکا بیان سورۂ اعراف کے رکوع ہفتم کے شروع آیت میں گذرچکا) وہ بڑا مہربان ہے سو اسکی شان کسی جاننے والے سے پوچھنا چاہیے (کہ وہ کیسا ہے کافر شرک کیا جانیں اور انکی معرفت صحیحہ نہ ہونے سے شرک کرتے ہیں کما قال تعالے وما قدروا اللہ حق قدرہ) اور جب ان (کافروں) سے کہا جاتا ہے کہ رحمٰن کو سجدہ کرو تو (بوجہ جہل و عناد کے) کہتے ہیں کہ رحمان کیا چیز ہے (جسکے سامنے ہمکو سجدہ کرنیکو کہتے ہو) کیا ہم اُسکو سجدہ کرنے لگیں گے جسکو تم سجدہ کرنے کے لیے ہمکو کہوگے اور اس (امر بسجدۃ الرحمان) سے انکو اور زیادہ نفرت ہوتی ہے (لفظ رحمان انمیں کم مشہور تھا مگر یہ نہیں کہ جانتے نہوں مگر اسلامی تعلیم سے جو مخالفت بڑھی ہوئی تھی تو اطلاقات لفظیہ میں بھی مخالفت کو نباہتے تھے قرآن میں جو یہ لفظ بکثرت آیا وہ اسمیں بھی مخالفت کر بیٹھے اور اس حیثیت سے کہ قرآنی محاورہ ہے تجاہل عارفانہ کے طور پر اسمیں کلام اور اسکا انکار کرنے لگے گو صراحۃً کا انکار اور سوء ادب لازم آجاوے) وہ ذات بہت عالیشان ہے جس نے آسمان میں بڑے بڑے ستارے بنائے اور (اُن ستاروں میں سے دو بڑے نورانی اور فائدہ بخش ستارے بنائے یعنی) اُس (آسمان) میں ایک چراغ (یعنی آفتاب) اور نورانی چاند بنایا (شاید آفتاب کو سراج بوجہ تیزی کے کہا) اور وہ ایسا ہے جس نے رات اور دن ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے والے بنائے (اور یہ سب کچھ جو دلائل و نعم مذکور ہوئے ہیں) اُس شخص کے سمجھنے کے لیے (ہیں) جو سمجھنا چاہے یا شکر کرنا چاہے (سمجھنے والے کی نظر میں استدلالات ہیں اور شکر گذاری کرنیوالے کی نظر میں انعامات ہیں ورنہ سے اگر صد باب حکمت پیش ناداں بخوانی آیدش بازیچہ در گوش) ف اس آیت کا بیشتر حصہ سورۂ اعراف کے رکوع ہفتم کے ذیل میں اور بروج کی تحقیق سورۂ حجر کے رکوع دوم میں گذرچکی ہے۔ آور مرج البحرین کے معنی بعض مفسرین نے یہ لکھے ہیں کہ اللہ تعالے نے دو قسم کے دریا اپنی اپنی جگہ رواں کیے شیریں بھی اور تلخ بھی اور درمیان میں زمین کو فاصل بنادیا جو دونوں کے اتصال سے مانع ہے ورنہ ممکن تھا کہ پانی زمین کو کاٹ کر محیط ہو جاتا پس مرج کے معنی خلط کے نہ ہونگے بلکہ ارسل کے ہونگے کما فی القاموس مرج الدابۃ۔ اور ظاہراً فہمِ انسان کو اقرب یہی معلوم ہوتا ہے لیکن اگر ظاہر کے خلاف کسی دلیل قطعی سے ثابت ہو جاوے تو فیہا کوئی قرینہ کیساتھ ماول کرنا ممکن ہے۔ ربط اوپر دلائل توحید کے ساتھ ساتھ کفار و مشرکین کا کفران و خلاف و تنفر مع انکی مذمت کے مذکور تھا آگے مقابلہ میں مومنین کا انقیاد و امتثال اور اطاعت کی تفصیل مع انکی تفصیل کے مذکور ہے اور درمیان میں تبعاً و اجمالاً بعض معاصی کی سزا اور توبہ کا مکفر ہونا آگیا ہے +

مدح مومنین مطیعین

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۝ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ۝ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ۝

اللغات الغرام الہلاک ۱۲

البلاغۃ قوله عباد الرحمن حسن للاضافة الى الرحمان اتيانه بعد قوله وما الرحمن فالمعنى ان الكفار لا يعبدون الرحمان ولا يعرفونه واما الذين يعبدونه ويعرفونه هم الذين كذا وكذا قوله مستقرا ومقاما هذا من باب ترك فانى قولها كذا وبناؤه المقام يقتضي التطويل والفاصلة ۱۲

حاشیہ: ملحقات الترجمۃ ۔ سئے تو اہم فرنا دہم نغو ر ا ینہیں کو جانتے نہ کافی لروح فالوا ان سبیل التعرف المدخاعۃ ۱۲

وَالَّذِيْنَ إِذَآ أَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ○ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا اٰخَرَ

اور وہ جب خرچ کرنے لگتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ تنگی کرتے ہیں اور اُن کا خرچ کرنا اسکے درمیان اعتدال پر ہوتا ہے اور جو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور معبود کی پرستش نہیں کرتے

وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا ○ يُّضٰعَفْ لَهُ

اور جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے اُسکو قتل نہیں کرتے ہاں مگر حق پر اور وہ زنا نہیں کرتے اور جو شخص ایسے کام کرے گا تو سزا سے اُسکو سابقہ پڑیگا کہ قیامت کے روز اُس کا

الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ○ إِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ

عذاب بڑھتا چلا جاوے گا اور وہ اُس میں ہمیشہ ہمیشہ ذلیل ہو کر رہیگا مگر جو توبہ کرے اور ایمان لے آوے اور نیک کام کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے گناہوں کی جگہ

حَسَنٰتٍ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ○ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَإِنَّهٗ يَتُوْبُ إِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ○ وَالَّذِيْنَ

نیکیاں عنایت فرماویگا اور اللہ تعالیٰ غفور ہے رحیم ہے اور جو شخص توبہ کرتا ہے اور نیک کام کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف خاص طور پر رجوع کر رہا ہے اور وہ

لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَإِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ○ وَالَّذِيْنَ إِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا

بیہودہ باتوں میں شامل نہیں ہوتے اور اگر بیہودہ مشغلوں کے پاس کو ہو کر گذریں تو سنجیدگی کے ساتھ گذر جاتے ہیں اور وہ ایسے ہیں کہ جس وقت اُن کو اللہ کے احکام کے ذریعہ نصیحت کیجاتی ہے تو اُنپر

صُمًّا وَّعُمْيَانًا ○ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ

بہرے اندھے ہو کر نہیں گرتے اور وہ ایسے ہیں کہ دعا کرتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو ہماری بیبیوں اور ہماری اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہم کو متقیوں کا

إِمَامًا ○ أُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ○ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۗ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ○

افسر بنادے ایسے لوگوں کو بالاخانے ملینگے بوجہ انکے ثابت قدم رہنے کے اور اُن کو اس میں بقا کی دعا اور سلام ملیگا اُسمیں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہینگے وہ کیسا اچھا ٹھکانا اور مقام ہے

وَالَّذِيْنَ إِذَآ أَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ﴿٦٧﴾ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا ﴿٦٨﴾ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ﴿٦٩﴾ إِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿٧٠﴾ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَإِنَّهٗ يَتُوْبُ إِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ﴿٧١﴾ وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَإِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ﴿٧٢﴾ وَالَّذِيْنَ إِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ﴿٧٣﴾ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ إِمَامًا ﴿٧٤﴾ أُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ﴿٧٥﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۗ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ﴿٧٦﴾ اور (حضرت) رحمان کے (خاص) بندے وہ ہیں جو زمین پر عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں (مطلب یہ کہ اُن کے مزاج میں تواضع ہے تمام امور میں اور اُسی کا اثر چلنے میں بھی ظاہر ہوتا ہے اور خاص چال کی ہیئت بیان کرنا مقصود نہیں کیونکہ دماغ داری کے ساتھ نرم رفتاری موجب مدح نہیں اور یہ تواضع تو انکا طرز خاص اپنے اعمال میں ہی) اور (دوسروں کے ساتھ اُن کا طرز یہ ہے کہ) جب اُن سے جہالت والے لوگ (جہالت کی) بات (چیت) کرتے ہیں تو وہ رفع شر کی بات کہتے ہیں (مطلب یہ کہ اپنے نفس کے لیے انتقام قولی یا فعلی نہیں لیتے اور جو خشونت تادیب و اصلاح و سیاست شرعیہ یا اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے ہو اُسکی نفی مقصود نہیں) اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنا یہ طرز رکھتے ہیں کہ) راتوں کو اپنے رب کے آگے سجدہ اور قیام (یعنی نماز) میں لگے رہتے ہیں اور جو (باوجود ادائے حقوق اللہ و حقوق العباد کے اللہ تعالیٰ سے اسقدر ڈرتے ہیں کہ) دعائیں مانگتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار

اللغات

القوام العدل الاثام العقوبة كلاهما من القاموس يشهدون يحضرون ربتا به بكثير من الروايات في الدر ۔

الروايات

في الدر عن جماعة منهم الشيخان عن ابن عباس ان ناسا من اهل الشرك قد قتلوا فاكثروا وزنوا فاكثروا فاتوا محمدا صلى الله عليه وسلم فقالوا ان الذي تقول وتدعو اليه لحسن لو تخبرنا ان لما عملنا كفارة فنزلت والذين لا يدعون الخ ۔

فائدة

متعلقة بتبديل السيئات فسره بعضهم بان تمحى السيئات نفسها يوم القيامة من صحيفة اعمالهم ويكتب بدلها الحسنات واحتجوا بالحديث الذي رواه مسلم في صحيحه وفيه فيقال اعطوه مكان كل سيئة عملها حسنة فيقول ان لي ذنوبا ما اراها ههنا الحديث۔ قلت لكن الحديث ليس نصا في التفسير بل يحتمل ان يكون هذا وعدا مستقلا لا مساس لها بما في الآية فافهم وما اخترته اسنده في الروح الى كثير من السلف ۔

ہم سے جہنم کے عذاب کو دور رکھیے کیونکہ اسکا عذاب پوری تباہی ہے بیشک وہ جہنم برا ٹھکانا اور برا مقام ہے (یہ تو انکی حالت طاعات بدنیہ میں ہے) اور (طاعات مالیہ میں انکا طریقہ یہ ہے کہ)
وہ جب خرچ کرنے لگتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں (کہ معصیت میں صرف کرنے لگیں) اور نہ تنگی کرتے ہیں (کہ طاعت ضروریہ میں بھی خرچ کی کوتاہی کریں اور اسراف میں وہ
خرچ بھی آگیا کہ بلا ضرورت استطاعت سے زیادہ مباحات میں یا طاعت غیر ضروریہ میں خرچ کرے جسکا انجام اخیر میں بے صبری اور حرص و بدنیتی ہو کیونکہ یہ امور معصیت ہیں
اور مفضی الی المعصیت معصیت ہے پس وہ انفاق فی المعصیت ہوا اسی طرح طاعات ضروریہ میں بالکل خرچ نہ کرنے کی مذمت لم یقتروا سے مفہوم ہو گئی کیونکہ جب قلت
انفاق اسمیں جائز نہیں تو عدم انفاق تو بدرجہ اولی ناجائز ہوگا پس یہ شبہ نہ رہا کہ اقتار مقید بوقت الانفاق کی تو نفی اور نہی ہوئی لیکن عدم الانفاق بالکلیہ کی
نفی اور نہی نہ ہوئی۔ غرض وہ انفاق میں افراط و تفریط دونوں سے مبرا ہیں) اور ان کا خرچ کرنا اس (افراط و تفریط) کے درمیان اعتدال پر ہوتا ہے (اور یہ
حالت مذکورہ تو اتیان بالطاعات کی تھی) اور جو (ترک معاصی میں یہ شان رکھتے ہیں) کہ اللہ تعالی کے ساتھ کسی اور معبود کی پرستش نہیں کرتے (کہ یہ معصیت
متعلق عقائد کے ہے) اور جس شخص (کے قتل کرنے) کو اللہ تعالی نے (قواعد شرعیہ کی رو سے) حرام فرمایا ہے اسکو قتل نہیں کرتے ہاں مگر حق پر (یعنی جب قتل کے وجوب
یا اباحت کا کوئی سبب شرعی پایا جاوے اسوقت اور بات ہے) اور وہ زنا نہیں کرتے (کہ یہ قتل و زنا معاصی متعلقہ اعمال میں سے ہیں) اور جو شخص ایسے کام کریگا (کہ شرک
کرے یا شرک کے ساتھ قتل ناحق بھی کرے یا زنا بھی کرے جیسے مشرکین مکہ تھے) تو سزا سے اسکو سابقہ پڑیگا کہ قیامت کے روز اسکا عذاب بڑھتا چلا جاویگا (جیسا کفار کے حق
میں دوسری آیات میں آیا ہے زدناهم عذابا فوق العذاب) اور وہ اس (عذاب) میں ہمیشہ ہمیشہ ذلیل (وخوار) ہوکر رہیگا (تاکہ عذاب جسمانی کے ساتھ ذلت کا عذاب روحانی
بھی ہو اور شدۃ فی الکیفیۃ یعنی تضاعف کے ساتھ زیادۃ فی الکمیۃ یعنی خلود بھی ہو اور مراد اس ومن یفعل ذلک سے کفار و مشرکین ہیں بقرینہ یضاعف۔ ویخلد۔ ومہانا
واضح کیونکہ مومن عاصی کیلیے تزاید۔ اور خلود نہ ہوگا اور وہ تطہیر و تزکیہ کے لیے معاقب ہوگا نہ کہ اہانت کے لیے اور اسکے لیے تجدید ایمان کی ضرورت نہیں صرف توبہ
کافی ہے جسکا آگے بیان ہے ومن تاب وعمل الخ نیز قرآن مذکورہ کے سوا صحیحین میں ابن عباسؓ سے شان نزول بھی اسکا یہی منقول ہے کہ مشرکین کے بارہ میں یہ آیت نازل
ہوئی) مگر جو (شرک و معاصی سے) توبہ کرلے اور (اس توبہ کے قبول ہونے کی شرط یہ ہے کہ) ایمان (بھی) لے آوے اور نیک کام کرتا رہے (یعنی ضروری طاعات کو بجالاتا رہے
تو (اسکو جہنم میں خلود تو کیا ہوتا جہنم سے اصلا تلبس نہ ہوگا بلکہ) اللہ تعالی ایسے لوگوں کے (گذشتہ) گناہوں (کو محو کرکے ان) کی جگہ (آئندہ) نیکیاں عنایت فرماویگا
(یعنی چونکہ گذشتہ کفر و گناہ زمانہ کفر کے اسلام کی برکت سے معاف ہو جاوینگے اور آئندہ بوجہ اعمال صالحہ کے حسنات ثبت ہوتی رہینگی اور انپر ثواب ملیگا اسلیے جہنم
سے انکو کچھ تعلق نہ ہوگا پس الا استثناء منقطع ہے اور من تاب کی خبر فاولئک الخ ہے اور مقصود بالحکم تبدیل سیئات بالحسنات ہے جو مجموعہ ایمان و توبہ و عمل صالح پر مرتب ہے اور
وہ مستلزم عدم تلبس بالنار کو ہے اور وہ عدم خلود پر بالاولی دال ہے یا استثناء متصل ہو اور عدم خلود کے لیے مجموعہ ایمان و توبہ و عمل صالح شرط نہ ہو مگر مجموعہ
کے ساتھ عدم خلود کا پایا جانا اس آیت میں مذکور ہو اور صرف ایمان پر عدم خلود کا مرتب ہونا دوسرے دلائل سے ثابت ہو) اور (یہ محو سیئات و ثبت حسنات
اسلیے ہوا کہ) اللہ تعالی غفور ہے (اسلیے سیئات کو محو کردیا اور) رحیم ہے (اسلیے حسنات کو ثبت فرمایا۔ یہ تو تائب عن الکفر کا بیان تھا) اور (آگے مومن تائب عن المعصیت کا
ذکر ہے تاکہ مضمون توبہ کا پورا ہو جاوے نیز عباد ممدوحین کا تتمہ اوصاف ہے کہ وہ لوگ مؤدی طاعات و مجتنب عن السیئات رہتے ہیں لیکن اگر احیانا صدور معصیت ہو جاوے
تو توبہ کرلیتے ہیں اسلیے تائبین کا حال ارشاد فرمایا یعنی) جو شخص (جس معصیت سے) توبہ کرتا ہے اور نیک کام کرتا ہے (یعنی آئندہ معصیت سے بچتا ہے) تو وہ (بھی عذاب سے بچا رہیگا کیونکہ
وہ) اللہ تعالی کیطرف خاص طور پر رجوع کر رہا ہے (یعنی خوف و اخلاص کے ساتھ کہ شرط توبہ ہے پس اسکا اثر بھی یہی عدم تلبس بالنار ہے پس عمل صالحا شرط عدم تلبس کی ہے نہ کہ قبول
توبہ عاصی کی اور اگر عمل صالح نہیں بلکہ پھر ارتکاب معصیت کر رہا ہے تو گذشتہ توبہ گو قبول ہو جاوے لیکن عدم تلبس کا وعدہ نہیں اور مومن کی توبہ کو اس شبہ کے دفع کرنیکو
بیان فرمایا کہ شاید انپر زیادہ حقوق ہیں اسلیے معصیت موجب زیادہ عتاب ہو کہ توبہ قبول نہ ہو البتہ ہر معصیت سے توبہ کرنیکا طریقہ جدا ہے جسکی تفصیل کتب فقہ میں ہے۔ آگے
پھر عباد رحمان کے اوصاف بیان فرماتے ہیں یعنی) اور (انمیں یہ بات ہے کہ) وہ بیہودہ باتوں میں (جیسے لہو و لعب خلاف شرع) شامل نہیں ہوتے اور اگر (اتفاقا بلا قصد) بیہودہ
مشغلوں کے پاس کو ہو کر گذریں تو سنجیدگی (و متانت) کے ساتھ گذر جاتے ہیں (یعنی نہ انکی طرف مشغول ہوتے ہیں اور نہ انکے آثار سے عاصیوں کی تحقیر اور اپنا ترفع اور تکبر ظاہر کرتا
ہے) اور وہ ایسے ہیں کہ جسوقت انکو اللہ کے احکام کے ذریعے سے نصیحت کیجاتی ہے تو ان (احکام) پر بہرے اندھے ہوکر نہیں گرتے (جسطرح کافر قرآن پر ایک نئی بات سمجھکر تماشے
کے طور پر اور نیز اسمیں اعتراضات پیدا کرنیکے لیے اسکے حقائق و معارف سے اندھے بہرے ہوکر اندھا دھند بے ترتیب ہجوم کرلیتے تھے کما قال تعالی کادوا یکونون علیہ لبدا علی بعض
التفاسیر سو عباد مذکورین ایسا نہیں کرتے بلکہ عقل و فہم کے ساتھ قرآن پر متوجہ اور اسکی طرف دوڑتے ہیں جسکا ثمرہ زیادۃ ایمان و عمل بالاحکام ہے پس مقصود نفی صمم اور عمی کی ہے

قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا

آپ کہدیجیے کہ میرا رب تمہاری ذرا بھی پرواہ نہ کرے گا اگر تم عبادت نہ کرو گے سو تم تو جھوٹا سمجھتے ہو تو عنقریب یہ وبال ہوگا

ربع ۶/۴ — ایاتہا ۲۲۷ — رکوعاتہا ۱۱ — کلماتہا ۱۳۲۴ — حروفہا ۵۶۸۹

سُوْرَةُ الشُّعَرَآءِ مَكِّيَّةٌ	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ	وَهِيَ مِائَتَانِ وَسَبْعٌ وَعِشْرُوْنَ اٰيَةً
	شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں	

مذکر ضرور کی کہ یعنی اکابر و اشتیاق میں مطلوب ہے اور اس سے کفار کے لیے بھی ضرور ثابت ہوتا ہے گو وہ مخالفت اور مزاحمت کے طور پر ہم ومی کے ساتھ تھا اور اسلیے وہ مذموم ہی اور وہ ایسے ہیں کہ (خود جیسے دین کے عاشق ہیں اسی طرح اپنے اہل دعیال کے لیے بھی اسکے ساعی اور داعی ہیں چنانچہ عملی کوشش کے ساتھ حق تعالیٰ سے بھی) دعا کرتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہمکو ہماری بیبیوں اور ہماری اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک (یعنی راحت) عطا فرما (یعنی انکو دیندار بنادے اور ہمکو ہماری اس سعی و دینداری میں کامیاب فرما کہ انکو دینداری کی حالت میں دیکھ کر راحت اور سرور ہو) اور (تو نے ہمکو ہمارے خاندان کا افسر تو بنایا ہی ہے مگر ہماری دعا یہ ہے کہ ان سبکو متقی کرکے) ہمکو متقیوں کا افسر بنادے (تو اصل مقصود افسری مانگنا نہیں ہے گو اسمیں بھی قباحت نہیں مگر مقام دلالت نہیں کرتا بلکہ اصل مقصود اپنے خاندان کے متقی ہونے کی درخواست ہے یعنی بجائے اسکے کہ ہم صرف افسر خاندان ہیں ہمکو افسر خاندان متقی بنادیجیے ۔ یہاں تک عباد رحمان کے اوصاف کا بیان تھا آگے انکی جزا ہے یعنی) ایسے لوگوں کو (بہشت میں رہنے کو) بالاخانے ملینگے بوجہ انکے (دین و طاعت پر) ثابت قدم رہنے کے اور انکو اس (بہشت) میں (فرشتوں کی جانب سے) بقاء کی دعا اور سلام ملیگا[1] (اور) اس (بہشت) میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہینگے وہ کیسا اچھا ٹھکانا اور مقام ہے (جیسا جہنم میں ساءت مستقرا و مقاما فرمایا ہے) **ف** یضاعف له العذاب پر شبہ تعارض آیہ من جاء بالسیئة فلا یجزی الا مثلها کا نہ کیا جاوے کیونکہ مماثلت باعتبار کمیت کے ہے کہ ایک گناہ کا ایک ہی لکھا جاتا ہے دو یا زیادہ نہیں لکھے جاتے پھر اگر وہ ایک ہی کیفیت میں ایسا شدید ہو کہ مقتضی تضاعف یعنی زیادہ کو ہو تو یہ مماثلت کے خلاف نہیں بلکہ یہ بھی معنیً مماثلت ہے ۔ اور اس مقام پر جو اوصاف مذکور ہوئے ہیں مجموعہ مدار نجات نہیں بلکہ مدار علو درجات ہے جیسا یجزون الغرفة اسپر دال ہے پس عاصی کا غیر ناجی ہونا لازم نہیں آتا ۔ اور جنت میں تحیة و سلام کہ دعا ہے باوجود حصول مدعا کے محض اکرام ہے نہ کہ تحصیل حاصل **ربط** اوپر آیہ واذا قیل لهم اسجدوا الخ میں معرضین عن العبادة کی مذمت اور عباد الرحمن الخ میں مشتغلین بالعبادة کی فضیلت ارشاد فرمائی تھی آگے اسی کی تاکید اور تعلیل کے طور پر فرماتے ہیں کہ بندوں کو اللہ تعالیٰ کیساتھ کوئی ذاتی خصوصیت تھوڑا ہی ہے کہ خواہی نخواہی انکی آؤ بھگت کریں پس تعلق عباد کا ہے عبادت جو تصدیق کو بھی شامل ہے کرو گے قدر ہوگی ترک عبادت جسمیں تکذیب بھی ہے کرو گے وہ وبال جان ہوگی اور چونکہ یہ اجمالاً تمام مخاطبات سورت کا فیصلہ ہے اسلیے اس سے سورت کا ختم اعلیٰ درجہ کا حسن ختام ہے ✚

بدون عبدیت مخصوصیت

قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا ﴿۷۷﴾ (اے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم) آپ (عام طور پر لوگوں سے) کہدیجیے کہ میرا رب تمہاری ذرا بھی پرواہ نہ کریگا اگر تم عبادت نہ کرو گے سو (اس سے سمجھ لینا چاہیے کہ اے کفار) تم تو (احکام الٰہیہ کو) جھوٹا سمجھتے ہو تو عنقریب یہ (جھوٹا سمجھنا تمہارے لیے) وبال (جان) ہو کر رہے (گا خواہ دنیا میں جیسے واقعہ بدر میں کفار پر مصیبت آئی یا آخرت میں اور وہ ظاہر ہے قد تم تفسیر سورة الفرقان والحمد لله على تمامه للسادس عشر من ذی الحجة الحرام یوم الخمیس سنة ۱۳۲۲ من الهجرة النبوية على صاحبها مالا يعد ولا يحصى من السلام والصلوة والتحية اسأل الله تعالى ببركته على الصلوة والسلام لاتمام بقية تفسير القرآن وما ذلك على الله بعزيز وهو المستعان في كل شان وبه الثقة وعليه التكلان

سورة الشعراء مكية الا قوله والشعراء الخ وهي مائتان وست او سبع كذا في البيضاوي **ربط** اس سورت کے سب سے پہلے اور سب سے پچھلے رکوع میں قرآن اور رسالت کی حقانیت و صدق اور اسکے متعلقات کا ذکر ہے اور انکے منکرین کی توبیخ اور عبرت کے لیے رکوع اول کے ختم پر بعض دلائل مثبتہ توحید کہ ایک جزو قرآنی ہے اور سورت کے درمیان میں مکذبین رسل و احکام الٰہیہ کے بعض قصص مذکور ہیں چنانچہ ہر قصہ میں آیت ان فی ذلک لاٰیة کا تکرار اس عبرت کے مقصود ہونے پر بطریق اصرح و اوضح دال ہے اور سورت سابقہ کا ختم بھی وعید مکذبین پر تھا پس دونوں سورتوں کے طرفین اور سورت ہذا کے اجزاء

ملحقات الترجمہ

[1] قوله فی مراتب الجنا ... لا ... الان من ابتدائیہ ۱۲

[2] قوله فی یلقون میگا کمانی الجلالین سورة الدہر لقاہم ۱۲ احطہ م بہ ۱۲

اللغات فی القاموس ما اعبأ بفلان ما ابالی به اللزام بمعنی اللازم ۱۲

طٰسٓمّٓ ۝ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝ اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ

طسم — یہ کتاب واضح کی آیتیں ہیں — شاید آپ ان کے ایمان نہ لانے پر اپنی جان دیدیجیے — اگر ہم چاہیں تو ان پہ آسمان سے ایک بڑی

مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خٰضِعِيْنَ ۝ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمٰنِ مُحْدَثٍ اِلَّا كَانُوْا عَنْهُ

نشانی نازل کردیں — پھر ان کی گردنیں اس نشانی سے پست ہوجاویں — اور ان کے پاس کوئی تازہ فہمائش رحمان کی طرف سے ایسی نہیں آتی جس سے یہ بے رخی

مُعْرِضِيْنَ ۝ فَقَدْ كَذَّبُوْا فَسَيَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ كَمْ

نہ کرتے ہوں — سو انہوں نے جھوٹا بتلادیا سو اب عنقریب انکو اس بات کی حقیقت معلوم ہوجاویگی جسکے ساتھ یہ استہزاء کیا کرتے تھے — کیا انہوں نے زمین کو نہیں دیکھا

اَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝ ع ۵

کہ ہم نے اس میں کسقدر عمدہ عمدہ قسم کی بوٹیاں اگائی ہیں — اس میں ایک بڑی نشانی ہے — اور ان میں کے اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے — اور بلاشبہ آپ کا رب غالب ہے — رحیم ہے

سب میں باہمی ارتباط ظاہر ہوگیا واللہ اعلم +

حقیقت قرآن و ذم منکرین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝ طٰسٓمّٓ ۝ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝ اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خٰضِعِيْنَ ۝ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمٰنِ مُحْدَثٍ اِلَّا كَانُوْا عَنْهُ مُعْرِضِيْنَ ۝ فَقَدْ كَذَّبُوْا فَسَيَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ كَمْ اَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝ طسم یہ (مضامین جو آپ پہ نازل ہوتے ہیں) کتاب واضح (یعنی قرآن) کی آیتیں ہیں (اور یہ لوگ جو اسپر ایمان نہیں لاتے تو آپ اتنا غم کیوں کرتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ) شاید آپ انکے ایمان نہ لانے پر (تاسف کرتے کرتے) اپنی جان دیدینگے (اصل یہ ہے کہ یہ عالم ابتلاء ہے اسمیں حق کے اثبات پر وہی دلائل قائم کیے جاتے ہیں جنکے بعد بھی ایمان لانا عبد کے تحت اختیار میں رہتا ہے ورنہ اگر ہم (ایجاز و اضطراراً انکو مومن کرنا) چاہیں تو ان پر آسمان سے ایک (ایسی) بڑی نشانی نازل کردیں (کہ انکا اختیار ہی بالکل سلب ہوجاوے) پھر انکی گردنیں اس نشانی (کے آنے) سے پست ہوجاویں (اور بالاضطرار مومن بنجاویں لیکن ابتلاء باقی نہ رہے اسلیے ایسا نہیں کیا جاتا اور امرین القدر والجبر رہتا ہے) اور (انکی یہ حالت ہے کہ) انکے پاس کوئی تازہ فہمائش (حضرت) رحمان (جلشانہ) کی طرف سے ایسی نہیں آتی جس سے یہ بے رخی نہ کرتے ہوں سو (اس بے رخی کی یہانتک نوبت پہنچی کہ) انہوں نے (دین حق کو) جھوٹا بتلادیا (جو اعراض کا انتہائی درجہ ہے اور صرف اسکے ابتدائی درجہ یعنی بے التفاتی پر اکتفا نہیں کیا اور پھر تکذیب بھی خالی نہیں بلکہ استہزاء کیساتھ) سو اب عنقریب انکو اس بات کی حقیقت معلوم ہوجاویگی جسکے ساتھ یہ استہزاء کیا کرتے تھے (یعنی جب عذاب الٰہی کا موت کے وقت یا قیامت میں معاینہ ہوگا اسوقت صدق قرآن اور اس کی القرآن یعنی عذاب وغیرہ کا منکشف ہوجاویگا اور خیر آیات تنزیلیہ کا اگر انکار کیا تھا جنکی دلالت اپنے مدلولات پر شرعی ہے گو صدق ان آیات دالہ کا عقلی ہے لیکن آیات تکوینیہ کا انکار اور زیادہ عجیب ہے کہ انکی دلالت اپنے مدلول یعنی توحید صانع پر عقلی محض ہے اور شرع سے اگر نفور ہیں تو عقل سے تو دور نہیں سو) کیا انہوں نے زمین کو نہیں دیکھا (جو انسے بہت قریب اور ہر وقت پیش نظر ہے) کہ ہم نے اسمیں کسقدر عمدہ عمدہ قسم کی بوٹیاں اوگائی ہیں (جو مثل جمیع مصنوعات کے وجود اور وحدۃ و کمال صانع پر دال ہیں چنانچہ فرماتے ہیں کہ) اسمیں (توحید ذاتی و صفاتی و افعالی کی) ایک بڑی نشانی (عقلی) ہے (اور خود یہ مسئلہ بھی عقلی ہے کہ الوہیت کے لیے کمال ذاتی و صفاتی شرط ہے اور یکمال بدون وحدت کے ہو نہیں سکتا لوازم ہی انفراد فی الالوہیۃ ہے) اور (باوجود اسکے) انمیں کے اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے (اور شرک کرتے ہیں غرض شرک کرنا انکار نبوت سے بھی بڑھکر ہے سو اس سے معلوم ہوا کہ انکے عناد نے انکی فطرت کو بالکل مختل کردیا ہے پھر ایسوں کے پیچھے کیوں جان کھوئی جاوے) اور (اگر انکو شرک کے مذموم عند اللہ ہونے میں یہ شبہ ہو کہ ہم پر عذاب عاجل کیوں نہیں آجاتا تو اسکی وجہ یہ ہے کہ) بلاشبہ آپکا رب (باوجود اس کے کہ) غالب (اور کامل القدرت) ہے (مگر اسکے ساتھ ہی) رحیم (بھی) ہے (اور اسکی رحمت عامہ دنیا میں کفار سے بھی متعلق ہے اسکا اثر یہ ہے کہ انکو مہلت دے رکھی ہے ورنہ کفر یقیناً مذموم اور مقتضی عذاب ہے) **ف** ایسی ہی آیت قصص آئندہ کے ختم پر آئی ہے وہاں بھی یہی حاصل ہے کہ وہ واقعات بھی مثل دلیل کے ہو

اللغات البخع اصلاً ان تبلغ بالذبح النخاع بکسر الباء وهو عرق مستبطن الفقار وذلك اقصى حد الذبح ۔
البلاغۃ ذکر خاضعین فی الروح خبر عن الاعناق وقد اکتسب التذکیر وصفة العقلاء من المضاف الیه فاخبر عنها

لذکر بجمیع من یعقل وقال الزمخشری اصل الکلام فظلوا لها خاضعین فاقحمت الاعناق لبیان موضع الخضوع لانه ترائی قبل الثالث النظر والخضوع فی العنق نحو الانحسار انه سوالخاضع ودون صاحبه ترک الجمع بعد الاقحام علی الاصل ما قبل ۔

وَاِذْ نَادٰی رَبُّكَ مُوْسٰۤی اَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَۙ ۝ قَوْمَ فِرْعَوْنَ ؕ اَلَا یَتَّقُوْنَ ۝ قَالَ رَبِّ اِنِّیْۤ اَخَافُ

اور جب آپ کے رب نے موسیٰ کو پکارا کہ تم ان ظالم لوگوں کے یعنی قوم فرعون کے پاس جاؤ کیا یہ لوگ نہیں ڈرتے انہوں نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار مجھکو یہ اندیشہ ہے

اَنْ یُّكَذِّبُوْنِ ؕ ۝ وَیَضِیْقُ صَدْرِیْ وَلَا یَنْطَلِقُ لِسَانِیْ فَاَرْسِلْ اِلٰی هٰرُوْنَ ۝ وَلَهُمْ عَلَیَّ ذَنْۢبٌ فَاَخَافُ

کہ وہ مجھکو جھٹلانے لگیں اور میرا دل تنگ ہونے لگتا ہے اور میری زبان نہیں چلتی اسلیے ہارون کے پاس بھی وحی بھیج دیجیے اور میرے ذمہ ان لوگوں کا ایک جرم بھی ہے سو مجھکو یہ اندیشہ ہے

اَنْ یَّقْتُلُوْنِ ۚ ۝ قَالَ كَلَّا ۚ فَاذْهَبَا بِاٰیٰتِنَاۤ اِنَّا مَعَكُمْ مُّسْتَمِعُوْنَ ۝ فَاْتِیَا فِرْعَوْنَ فَقُوْلَاۤ اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ

کہ وہ لوگ مجھکو قتل کر ڈالیں ارشاد ہوا کہ کیا مجال ہے سو تم دونوں ہمارے احکام لیکر جاؤ ہم تمہارے ساتھ ہیں سنتے ہیں سو تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ اور کہو کہ ہم رب العالمین کے

الْعٰلَمِیْنَ ۙ ۝ اَنْ اَرْسِلْ مَعَنَا بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ؕ ۝ قَالَ اَلَمْ نُرَبِّكَ فِیْنَا وَلِیْدًا وَّلَبِثْتَ فِیْنَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِیْنَ ۝

فرستادہ ہیں کہ تو بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ جانے دے فرعون کہنے لگا کہ کیا ہم نے تم کو بچپن میں پرورش نہیں کیا اور تم اپنی عمر میں برسوں ہم میں رہا سہا کیے

وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِیْ فَعَلْتَ وَاَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ ۝ قَالَ فَعَلْتُهَاۤ اِذًا وَّاَنَا مِنَ الضَّآلِّیْنَ ؕ ۝ فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ

اور تم نے اپنی وہ حرکت بھی کی تھی جو کی تھی اور تم بڑے ناسپاس ہو موسیٰ نے جواب دیا کہ اسوقت وہ حرکت میں کر بیٹھا تھا اور مجھسے غلطی ہو گئی تھی پھر جب مجھکو ڈر لگا

لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِیْ رَبِّیْ حُكْمًا وَّجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَیَّ اَنْ عَبَّدْتَّ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ؕ ۝

تو میں تمہارے ہاں سے مفرور ہو گیا پھر مجھکو میرے رب نے دانشمندی عطا فرمائی اور مجھکو پیغمبروں میں شامل کر دیا اور وہ یہ نعمت ہے جسکا تو مجھ پر احسان رکھتا ہے کہ تو نے بنی اسرائیل کو سخت ذلت میں ڈال رکھا تھا

قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ؕ ۝ قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا ؕ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِیْنَ ۝ قَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗۤ

فرعون نے کہا کہ رب العالمین کی ماہیت کیا ہے موسیٰ نے جواب دیا کہ وہ پروردگار ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے اسکا اگر تمکو یقین کرنا ہو فرعون نے اپنے اگرد والوں سے کہا

اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ ۝ قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآىِٕكُمُ الْاَوَّلِیْنَ ۝ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِیْۤ اُرْسِلَ اِلَیْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ ۝

کہ تم لوگ سنتے ہو موسیٰ نے فرمایا کہ وہ پروردگار ہے تمہارا اور تمہارے پہلے بزرگوں کا فرعون کہنے لگا کہ یہ تمہارا رسول جو تمہاری طرف رسول ہو کر آیا ہے مجنون ہے

قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَیْنَهُمَا ؕ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ قَالَ لَىِٕنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَیْرِیْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِیْنَ ۝

موسیٰ نے فرمایا کہ وہ پروردگار ہے مشرق کا اور مغرب کا اور جو کچھ اُن کے درمیان میں ہے اسکا بھی اگر تم کو عقل ہو فرعون کہنے لگا کہ اگر تم میرے سوا کوئی اور معبود تجویز کرو گے تو تمکو جیلخانہ بھیجدونگا

فی ہذا المقام کے لائق استدلال اعتبار کے ہیں جنہیں غور کر کے خدا سے ڈر جانا چاہیے تھا اور اسکے احکام اعتقادیہ وعملیہ کی بجا آوری میں مستعد ہونا چاہیے تھا اور شک وانکار نبوت کو چھوڑ دینا چاہیے تھا مگر باوجود اسکے یہ لوگ ایمان نہیں لاتے اور خدا تعالیٰ باوجود تعذیب پر قادر ہونیکے رحمت سے مہلت دیتا ہے اور اہتمام کیوجہ سے اسکو مکرر فرمایا ہے) ربط اوپر تکذیب منکرین کی مذمت تھی آگے انکی تہدید وعبرت کیلیے چند قصص کو رہے ہیں۔

قصہ اول موسیٰ علیہ السلام بافرعون

وَاِذْ نَادٰی رَبُّكَ مُوْسٰۤی اَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ قَوْمَ فِرْعَوْنَ اَلَا یَتَّقُوْنَ ۝ قَالَ رَبِّ اِنِّیْۤ اَخَافُ اَنْ یُّكَذِّبُوْنِ ۝ وَیَضِیْقُ صَدْرِیْ وَلَا یَنْطَلِقُ لِسَانِیْ فَاَرْسِلْ اِلٰی هٰرُوْنَ ۝ وَلَهُمْ عَلَیَّ ذَنْۢبٌ فَاَخَافُ اَنْ یَّقْتُلُوْنِ ۝ قَالَ كَلَّا فَاذْهَبَا بِاٰیٰتِنَاۤ اِنَّا مَعَكُمْ مُّسْتَمِعُوْنَ ۝ فَاْتِیَا فِرْعَوْنَ فَقُوْلَاۤ اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ اَنْ اَرْسِلْ مَعَنَا بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ۝ قَالَ اَلَمْ نُرَبِّكَ فِیْنَا وَلِیْدًا وَّلَبِثْتَ فِیْنَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِیْنَ ۝ وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِیْ فَعَلْتَ وَاَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ ۝ قَالَ فَعَلْتُهَاۤ اِذًا وَّاَنَا مِنَ الضَّآلِّیْنَ ۝ فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِیْ رَبِّیْ حُكْمًا وَّجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَیَّ اَنْ عَبَّدْتَّ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ۝ قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِیْنَ ۝ قَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗۤ اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ ۝ قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآىِٕكُمُ الْاَوَّلِیْنَ ۝ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِیْۤ اُرْسِلَ اِلَیْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ ۝ قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَیْنَهُمَاۤ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ قَالَ لَىِٕنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَیْرِیْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِیْنَ ۝

النحو قوله تلك نعمة الخ فی الكشاف تلك اشارة الی خصلة شنعاء مبهمة لا یدری ما هی الا بتفسیرها ومحل ان عبدت الرفع عطف بیان لتلك ونظیره قوله تعالی وقضینا الیه ذلك الامر ان دابر هؤلاء مقطوع والمعنی تعبیدك بنی اسرائیل تذلیلهم نعمة تمنها علی اه

البلاغة قوله الا یتقون قال الزمخشری هو كلام مستأنف اتبعه عز وجل ارساله الیهم للانذار تسجیل علیهم بالظلم تعجیبا لموسی علیه السلام

من حالهم التی شنعت فی الظلم والعسف ومن امنهم العواقب وقلة خوفهم وحذرهم من ایام الله عز وجل كذا فی الروح

قوله قال فعلتها الخ فیه تقدیم للجواب عن قوله وفعلت الخ المؤخر علی الجواب عن قوله الم نربك الخ المقدم تصدیا للاهم كما ان فیه التقدح فی النبوة سوالاخلال بحقوق التربیة ۔

قَالَ اَوَلَوْ جِئْتُكَ بِشَيْءٍ مُّبِيْنٍ ۝ قَالَ فَاْتِ بِهٖۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ

موسیٰ نے فرمایا کیا اگر میں کوئی صریح دلیل پیش کروں تب بھی ۔ فرعون نے کہا کہ اچھا تو وہ دلیل پیش کرو اگر تم سچے ہو۔ سو موسیٰ نے اپنی لاٹھی ڈال دی تو وہ دفعۃً ایک نمایاں اژدہا بن گیا

مُّبِيْنٌ ۝ وَّنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ۝

اور اپنا ہاتھ باہر نکالا تو وہ دفعۃً سب دیکھنے والوں کے روبرو بہت ہی چمکتا ہوا ہوگیا

ع ۲۴ / ۶

قَالَ اَوَلَوْ جِئْتُكَ بِشَيْءٍ مُّبِيْنٍ ۝ قَالَ فَاْتِ بِهٖۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَّنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ۝ اور (ان لوگوں سے اُسوقت کا قصہ ذکر کیجیے تاکہ انکو عبرت ہو) جب آپکے ربّ نے موسیٰ (علیہ السلام) کو پکارا (اور حکم دیا) کہ تم ان ظالم لوگوں کے یعنی قوم فرعون کے پاس جاؤ (اور اے موسیٰ دیکھو) کیا یہ لوگ (ہمارے غضب سے) نہیں ڈرتے (یعنی انکی حالت عجیب اور شنیع ہی اسلیے انکی طرف تمکو بھیجا جاتا ہے) انہوں نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار (میں اس خدمت کیلیے حاضر ہوں لیکن اس خدمت کی تکمیل کے لیے ایک مددگار چاہتا ہوں کیونکہ) مجکو یہ اندیشہ ہے کہ وہ مجکو (اول ہی وہلہ میں قبل اسکے کہ تقریر پوری کروں) جھٹلانے لگیں اور (طبعی طور پر ایسے وقت میں) میرا دل تنگ ہونے لگتا ہے اور میری زبان (اچھی طرح) نہیں چلتی (جیسا کہا گیا ہے۔ فہم سخن تا نکند مستمع + قوت طبع از متکلم مجوے) اسلیے ہارون کے پاس بھی وحی بھیجدیجیے (اور انکو نبوت عطا فرما دیجیے کہ اگر میری تکذیب کیجاوے تو وہ تصدیق کرنے لگیں تاکہ دل شگفتہ اور زبان رواں رہے اور اگر میری زبان کسی وقت بستہ ہوجاوے تو وہ تقریر کرنے لگیں اور ہرچند کہ یہ غرض ویسے بھی ہارون علیہ السلام کو بلا نبوت عطا ہوئے ساتھ رکھنے سے حاصل ہوسکتی تھی مگر عطائے نبوت میں اور زیادہ اکمل وجوہ سے پوری ہوئی) اور (ایک امر قابل عرض یہ ہے کہ) میرے ذمہ ان لوگوں کا ایک جرم بھی ہے (کہ میرے ہاتھ سے ایک قبطی قتل ہوگیا ہے جسکا قصہ سورہ قصص میں آویگا) سو (اسلیے) مجکو (ایک) یہ اندیشہ ہے کہ وہ لوگ مجکو (قبل تبلیغ رسالت) قتل کرڈالیں (تب بھی تبلیغ نہ کرسکونگا تو اسکی بھی کچھ تدبیر فرما دیجیے) ارشاد ہوا کہ کیا مجال ہے (جو ایسا کرسکیں اور ہمنے ہارون کو بھی پیغمبری دی اب تبلیغ کے دونوں مانع مرتفع ہوگئے) سو (اب) تم دونوں ہمارے احکام لیکر جاؤ (کہ ہارون بھی نبی ہوگئے اور) ہم (نصرت و امداد سے) تمہارے ساتھ ہیں (اور جو گفتگو تمہاری اور ان لوگوں کی ہوگی اُسکو) سُنتے ہیں سو تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ اور (اُس سے) کہو کہ ہم ربّ العالمین کے فرستادہ ہیں (اور دعوت الی التوحید کے ساتھ یہ حکم بھی لائے ہیں) کہ تو بنی اسرائیل کو (اپنے بیگار اور ظلم سے رہائی دیکر انکے اصلی وطن ملک شام کیطرف) ہمارے ساتھ جانے دے (مجموعۂ دعوت حاصل حقوق اللہ و حقوق العباد میں تعدی کا ترک کرنا ہے چنانچہ یہ دونوں حضرات گئے اور فرعون سے مضامین کہدیئے) فرعون (یہ سب باتیں سُنکر اوّل موسیٰ علیہ السلام کیطرف انکو پہچانکر متوجہ ہوا اور) کہنے لگا کہ (آہا تم ہو) کیا ہمنے تم کو بچپن میں پرورش نہیں کیا اور تم اپنی (اس) عمر میں برسوں ہم میں رہا سہا کیے اور تمنے اپنی وہ حرکت بھی کی تھی جو کی تھی (یعنی قبطی کو قتل کیا تھا) اور تم بڑے ناسپاس ہو (کہ میرا ہی کھایا میرا ہی آدمی قتل کیا اور پھر مجکو اپنا تابع بنانے آئے ہو چاہیے تو یہ کہ تم مجھسے ہر طرح دبو) موسیٰ (علیہ السلام) نے جواب دیا کہ (واقعی) اُسوقت وہ حرکت میں کر بیٹھا تھا اور مجھسے غلطی ہوگئی تھی (یعنی عمداً میں نے قتل نہیں کیا اسکی خطا پر اسکو سیاست کرتا تھا اتفاق سے وہ مرگیا) پھر جب مجکو ڈر لگا تو میں تمہارے ہاں سے مفرور ہوگیا پھر مجکو میرے ربّ نے دانشمندی عطا فرمائی اور مجکو پیغمبروں میں شامل کردیا (اور وہ دانشمندی اسی نبوت کے لوازم سے ہے خلاصہ جواب یہ کہ میں پیغمبری کی حیثیت سے آیا ہوں جسمیں دبنے کی کوئی وجہ نہیں اور پیغمبری اس واقعہ قتل خطا کے منافی نہیں کیونکہ وہ خطا تھا جو قادح استعداد نبوت نہیں اور استعداد کے بعد فعلیت مستبعد نہیں یہ تو جواب ہے اعتراض قتل کا) اور (رہا احسان جتلانا پرورش کا سو) وہ یہ نعمت ہے جسکا تو مجھپر احسان رکھتا ہے کہ تونے بنی اسرائیل کو سخت ذلت (اور ظلم) میں ڈال رکھا تھا (کہ انکے لڑکوں کو قتل کرتا تھا جسکے خوف سے میں صندوق میں رکھکر دریا میں ڈالا گیا اور تیرے ہاتھ لگ گیا اور تیری پرورش میں رہا تو اس پرورش کی اصلی وجہ تو تیرا ظلم ہی ہے تو ایسی پرورش کا کیا احسان جتلایا جاتا ہے بلکہ اس سے تو اپنی ناشایستہ حرکات کو یاد کرکے شرمانا چاہیے) فرعون (اس بات میں لاجواب ہوا اور سخن کا پہلو بدلکر اُس) نے کہا کہ (جسکو تم) ربّ العالمین (کہتے ہو لقولہ تعالیٰ انا رسول ربّ العالمین اس) کی ماہیت (اور حقیقت) کیا ہے موسیٰ (علیہ السلام) نے جواب دیا کہ وہ پروردگار ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ (مخلوقات) انکے درمیان میں ہے اس (سب) کا اگر تمکو یقین (حاصل) کرنا ہو (تو یہ پتہ بہت ہے مطلب یہ کہ ماہیت اسکی معرفت نہیں ہوسکتی جب سوال ہوگا صفات ہی سے جواب ملیگا) فرعون نے اپنے اردگرد (بیٹھنے) والوں سے کہا کہ تم لوگ (کچھ) سُنتے ہو (کہ سوال کچھ جواب کچھ) موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا کہ وہ پروردگار ہے تمہارا اور تمہارے پہلے بزرگوں کا (اس جواب میں مکرر تنبیہ ہے اُس مطلب مذکور پر مگر) فرعون (نہ سمجھا اور) کہنے لگا کہ یہ تمہارا رسول جو (بزعم خود) تمہاری طرف رسول ہوکر آیا ہے مجنون (معلوم ہوتا) ہے موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا کہ وہ پروردگار ہے مشرق کا اور مغرب کا اور جو کچھ انکے درمیان میں ہے اسکا بھی اگر تمکو عقل ہو (تو اسی سے مان لو) فرعون (آخر جھلا کر) کہنے لگا کہ اگر تم میرے سوا کوئی اور معبود تجویز کروگے تو تم کو جیلخانہ بھیجدونگا موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا کیا اگر میں کوئی صریح دلیل پیش کروں

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ فی اذ نادی ان مذکوری الی القرینۃ علیہ قولہ تعالیٰ واتل علیہم نبأ ابراہیم ۱۲

قَالَ لِلْمَلَاِ حَوْلَهٗٓ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ۙ يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهٖ ۖ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ۞ قَالُوْٓا

فرعون نے اہل دربار سے جو اسکے آس پاس تھے کہا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ شخص بڑا ماہر جادوگر ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے جادو سے تمکو تمہاری سرزمین سے باہر کر دے سو تم لوگ کیا مشورہ دیتے ہو درباریوں نے کہا

اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَابْعَثْ فِى الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ۙ يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيْمٍ ۞ فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ۙ

کہ آپ ان کو اور ان کے بھائی کو مہلت دیجیے اور شہروں میں چپراسیوں کو بھیج دیجیے کہ وہ سب ماہر جادوگروں کو آپکے پاس لاکر حاضر کر دیں غرض وہ جادوگر ایک معین دن کے خاص وقت پر جمع کر لیے گئے

وَّقِيْلَ لِلنَّاسِ هَلْ اَنْتُمْ مُّجْتَمِعُوْنَ ۙ لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ اِنْ كَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ۞ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ

اور لوگوں کو مشتہار دیا گیا کہ کیا تم لوگ جمع ہو گے | تاکہ اگر جادوگر غالب آجاویں تو ہم ان ہی کی راہ پر رہیں | پھر جب وہ جادوگر آئے

قَالُوْا لِفِرْعَوْنَ اَئِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ۞ قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ اِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ۞ قَالَ لَهُمْ

تو فرعون سے کہنے لگے | کہ اگر ہم غالب آگئے | تو کیا ہم کو کوئی بڑا صلہ ملیگا | فرعون نے کہا ہاں اور تم اس صورت میں مقرب لوگوں میں داخل ہو جاؤ گے موسیٰ نے

مُّوْسٰٓى اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ۞ فَاَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ وَقَالُوْا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ الْغٰلِبُوْنَ ۞

ان سے فرمایا | کہ تم کو جو کچھ ڈالنا ہو ڈالو | سو انہوں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں ڈالیں | اور کہنے لگے کہ فرعون کے اقبال کی قسم بے شک ہم ہی غالب آویں گے

فَاَلْقٰى مُوْسٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِىَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ۚ ۖ فَاُلْقِىَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ۙ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ

پھر موسیٰ نے اپنا عصا ڈالا سو ڈالتے کے ساتھ ہی ان کے تمام تر بنے بنائے دھندے کو نگلنا شروع کر دیا | سو جادوگر سب سجدہ میں گر پڑے | کہنے لگے کہ ہم ایمان لے آئے رب العالمین پر

رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۞ قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِىْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ

جو موسیٰ اور ہارون کا بھی رب ہے | فرعون کہنے لگا کہ ہاں تم موسیٰ پر ایمان لے آئے بدون اسکے کہ میں تمکو اجازت دوں ضرور یہ تم سب کا استاد ہے جسنے تم کو جادو سکھایا ہے

فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۚ لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۚ قَالُوْا لَا ضَيْرَ ۖ اِنَّآ

سو اب تم کو حقیقت معلوم ہوئی جاتی ہے | میں تمہارے ایک طرف کے ہاتھ دوسری طرف کے پاؤں کاٹونگا۔ تم سب کو سولی پر ٹانگ دونگا انہوں نے جواب دیا کہ کچھ حرج نہیں ہم

اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ۚ اِنَّا نَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطٰيٰنَآ اَنْ كُنَّآ اَوَّلَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۞

اپنے مالک کے پاس جا پہنچیں گے | ہم امید کرتے ہیں | کہ ہمارا پروردگار ہماری خطاؤں کو معاف کر دے اسوجہ سے کہ ہم سب سے پہلے ایمان لائے

تب بھی نہ مانے گا) فرعون نے کہا کہ اچھا تو وہ دلیل پیش کرو اگر تم سچے ہو سو موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی لاٹھی ڈالدی تو وہ دفعۃً ایک نمایاں اژدھا بنگیا اور (دوسرا معجزہ دکھلانے کیلیے) اپنا ہاتھ (گریبان میں دیکر) باہر نکالا تو وہ دفعۃً سب دیکھنے والوں کے روبرو بہت ہی چمکتا ہوا ہو گیا (کہ اسکو بھی سب نے نظر حسی دیکھا) **ف** موسیٰ علیہ السلام کی زبان میں جو لکنت تھی اُسکے ازالہ کیلیے دعا کرنا سورۂ طٰہٰ میں مذکور ہے ولحلل عقدۃ من لسانی یہاں لاینطلق میں عدم انطلاق سے وہ مراد نہیں ورنہ اگر وہ عدم انطلاق سبب تادی عطار نبوت یا عونیہ کا تو پھر ازالۂ لکنت کی دعا کی ضرورت نہ تھی واللہ اعلم۔ اور پارہ نہم کے شروع میں بھی اس قصہ کے متعلق آیتیں آئی ہیں وہاں کچھ ضروری مضامین متعلق کلمات ارسل معنا بنی اسرائیل۔ وثعبان مبین۔ و للناظرین کے گذر چکے ہیں جو قابل ملاحظہ ہیں اور منت تربیت کے جواب نفی احسان ماننے کی مقصود نہیں بلکہ نفی احسان جتلانے کی مقصود ہے جو عموماً مذموم ہے اور خصوصاً جبکہ اُس احسان کا سبب اُس مدعی احسان کا عدوان ہو خوب سمجھ لو **تتمہ قصہ مذکورہ** قَالَ لِلْمَلَاِ حَوْلَهٗٓ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ۙ يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهٖ ۖ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ۞ قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَابْعَثْ فِى الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ۙ يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيْمٍ ۞ فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ۙ وَّقِيْلَ لِلنَّاسِ هَلْ اَنْتُمْ مُّجْتَمِعُوْنَ ۙ لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ اِنْ كَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ۞ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالُوْا لِفِرْعَوْنَ اَئِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ۞ قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ اِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ۞ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰٓى اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ۞ فَاَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ وَقَالُوْا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ الْغٰلِبُوْنَ ۞ فَاَلْقٰى مُوْسٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِىَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ۚ فَاُلْقِىَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ۙ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۞ قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِىْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۚ لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۚ قَالُوْا لَا ضَيْرَ ۖ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ۚ اِنَّا نَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطٰيٰنَآ اَنْ كُنَّآ اَوَّلَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۞ (حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جواب سن کر) فرعون نے اہل دربار سے جو اسکے آس پاس بیٹھے تھے کہا کہ

الب۔ لاغۃ قوله ربّ العلمین لعل ایثار ہذا العنوان لان موسیٰ علیہ السلام دعا فرعون الیہ واستعملہ بقولہ انا رسول رب العلمین ۱۲

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْٓ اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ۝ فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ۝ اِنَّ

اور ہم نے موسیٰ کو حکم بھیجا کہ میرے بندوں کو شبا شب نکال لیجاؤ تم لوگوں کا تعاقب کیا جاویگا — فرعون نے شہروں میں — چپراسی دوڑائے — کہ

هٰٓؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيْلُوْنَ ۝ وَاِنَّهُمْ لَنَا لَغَآئِظُوْنَ ۝ وَاِنَّا لَجَمِيْعٌ حٰذِرُوْنَ ۝ فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ

یہ لوگ تھوڑی سی جماعت ہے — اور انہوں نے ہم کو بہت غصہ دلایا ہے — اور ہم سب ایک مسلح جماعت ہیں — غرض ہم نے ان کو باغوں سے

وَّعُيُوْنٍ ۝ وَّكُنُوْزٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ۝ كَذٰلِكَ ۚ وَاَوْرَثْنٰهَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۝

اور چشموں سے اور خزانوں سے اور عمدہ مکانات سے نکال باہر کیا — یوں کیا — اور ان کے بعد بنی اسرائیل کو ان کا مالک بنایا

(خود رئیس ہو جاوے اور) تمکو تمہاری سرزمین سے باہر کردے (تاکہ بلا مزاحمت غیرے اپنی قوم کو لیکر ریاست کرے) سو تم لوگ کیا مشورہ دیتے ہو درباریوں نے کہا کہ آپ انکو اور ان کے بھائی کو چندے مہلت دیجیے اور (اپنے حدود قلمرو کے) شہروں میں (گرداوروں کو یعنی) چپراسیوں کو (حکمنامے دیکر) بھیجدیجیے کہ وہ (سب شہروں سے) سب ماہر جادوگروں کو (جمع کر کے) آپکے پاس لاکر حاضر کردیں غرض وہ جادوگر ایک معین دن کے خاص وقت پر جمع کرلیے گئے (معین دن سے مراد یوم الزینۃ ہے اور خاص وقت سے مراد وقت ضحیٰ ہے جیسا سورۂ طٰہٰ کے شروع رکوع سوم میں اسکا تعین ہونا مقابلہ کے لیے مذکور ہے یعنی اسوقت کے قریب تک سب جمع کرلیے گئے اور فرعون کو جمع ہونے کی اطلاع کیگئی) اور (فرعون کیجانب سے بطور اعلان عام کے) لوگوں کو یہ اشتہار دیا گیا کہ کیا تم لوگ (فلاں موقع پر واقعہ دیکھنے کے لیے) جمع ہوگے (یعنی جمع ہوجاؤ) تاکہ اگر جادوگر غالب آجاویں (جیسا غالب توقع ہے) تو ہم ان ہی کی راہ پر رہیں (یعنی وہی راہ جسپر فرعون تھا اور دوسروں کو بھی اسپر رکھنا چاہتا تھا مطلب یہ کہ جمع ہوکر دیکھو امید ہے کہ جادوگر غالب رہینگے تو ہم لوگوں کے طریق کا حق ہونا حجت سے ثابت ہوجاویگا) پھر جب وہ جادوگر (فرعون کی پیشی میں) آئے تو فرعون سے کہنے لگے کہ اگر (موسیٰ علیہ السلام پر) ہم غالب آگئے تو کیا ہمکو کوئی بڑا صلہ (اور انعام) ملیگا فرعون نے کہا کہ ہاں (انعام مالی بھی بڑا ملیگا) اور (مزید برآں یہ جاہ ملیگا کہ) تم اس صورت میں (ہمارے) مقرب لوگوں میں داخل ہوجاؤ گے (غرض اس گفتگو کے بعد عین موقع مقابلہ پر آئے اور دوسری طرف موسیٰ علیہ السلام تشریف لائے اور مقابلہ شروع ہوا اور ساحروں نے موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ اپنا عصا پہلے ڈالیے گا یا ہم ڈالیں) موسیٰ (علیہ السلام) نے اُنسے فرمایا کہ تمکو جو کچھ ڈالنا (منظور) ہو (میدان میں) ڈالو سو انہوں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں ڈالیں (جو جادو کے اثر سے سانپ معلوم ہوتے تھے) اور کہنے لگے کہ فرعون کے اقبال کی قسم بیشک ہم ہی غالب آوینگے پھر موسیٰ (علیہ السلام) نے (بحکم خداوندی) اپنا عصا ڈالا سو ڈالتے کے ساتھ ہی (اژدہا بنکر) اُنکے تمام ساختہ بنائے دھندے کو نگلنا شروع کر دیا سو (یہ دیکھکر) جادوگر (ایسے متاثر ہوئے کہ) سب سجدہ میں گر پڑے (اور پکار پکار) کہنے لگے کہ ہم ایمان لے آئے ربّ العالمین پر جو موسیٰ اور ہارون (علیہما السلام) کا بھی رب ہے فرعون (بڑا گھبرایا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ساری رعایا ہی مسلمان ہوجاوے تو ایک مضمون گھڑ کر بصورت عتاب ساحروں سے) کہنے لگا کہ ہاں تم موسیٰ پر ایمان لے آئے بدوں اسکے کہ میں تمکو اجازت دوں ضرور (معلوم ہوتا ہے کہ) یہ (جادو میں) تم سب کا استاد ہے جسنے تمکو جادو سکھایا ہے (اور تم اسکے شاگرد ہو اسلیے باہم خفیہ سازش کرلی ہے کہ تم یوں کرنا ہم یوں کرینگے پھر اس طرح ہار جیت ظاہر کرینگے تاکہ قبطیوں سے سلطنت لیکر بفراغ خاطر خود ریاست کرو کقولہ تعالیٰ فی سورۃ الاعراف ان ھذا لمکر مکرتموہ فی المدینۃ لتخرجوا منھا اھلھا) سو اب تمکو حقیقت معلوم ہوئی جاتی ہے (اور وہ یہ ہے کہ) میں تمہارے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹونگا اور تم سب کو سُولی پر ٹانگ دونگا (تاکہ اوروں کو عبرت ہو) انہوں نے جواب دیا کہ کچھ حرج نہیں ہم اپنے مالک کے پاس جا پہونچینگے (جہاں ہر طرح امن و راحت ہے پھر ایسے مرنے سے نقصان ہی کیا ہوا اور) ہم امید رکھتے ہیں کہ ہمارا پروردگار ہماری خطاؤں کو معاف کردے اس وجہ سے کہ ہم (اس موقع پر حاضرین میں سے) سب سے پہلے ایمان لائے (پس اسپر شبہ نہیں ہوسکتا کہ انسے پہلے بعضے ایمان لاچکے تھے جیسے آسیہ اور مومن آل فرعون اور بنی اسرائیل) **ف** نتبع السحرۃ میں اتباع فرعون کا مقصود ہے اس عنوان سے تعبیر کرنے میں دلیل اتباع کی طرف اشارہ ہے کہ خود غرضی ظاہر نہو اور سورۂ اعراف میں ایسے ہی الفاظ سے یہ قصہ آیا ہے وہاں کچھ ضروری فوائد آیات کے ذیل میں مذکور ہیں ملاحظہ کرلیے جاویں +

تتمہ قصہ ایضاً

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْٓ اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ۝ فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ۝ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيْلُوْنَ ۝ وَاِنَّهُمْ لَنَا لَغَآئِظُوْنَ ۝ وَاِنَّا لَجَمِيْعٌ حٰذِرُوْنَ ۝ فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ وَّكُنُوْزٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ۝ كَذٰلِكَ ۚ وَاَوْرَثْنٰهَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۝

اللغات قولہ حاذرون نقل فی الروح عن ابن عباس و ابن جبیر والضحاک و غیرہم انہ بمعناہ تام السلاح وکانہ بمعنی صاحب حذر وھی آلۃ الحرب سمیت بذلک مجازا وحمل علی ذلک قولہ تعالیٰ خذوا حذرکم

فَاَتْبَعُوْهُمْ مُّشْرِقِيْنَ ۝ فَلَمَّا تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰٓى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ ۝ قَالَ كَلَّا ۚ اِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ

غرض سورج نکلنے کے وقت ان کو پیچھے سے جالیا — پھر جب دونوں جماعتیں ایک دوسرے کو دیکھنے لگیں تو موسیٰ کے ہمراہی کہنے لگے کہ بس ہم تو ان کے ہاتھ آگئے — موسیٰ نے فرمایا کہ ہرگز نہیں کیونکہ میرے ہمراہ میرا پروردگار ہے

سَيَهْدِيْنِ ۝ فَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ۭ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ ۝

وہ مجھ کو ابھی رستہ بتلا دیگا — پھر ہم نے موسیٰ کو حکم دیا — کہ اپنی عصا کو دریا پر مارو چنانچہ وہ پھٹ گیا — اور ہر حصہ اتنا تھا — جیسا بڑا پہاڑ

وَاَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِيْنَ ۝ وَاَنْجَيْنَا مُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ۝ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

اور ہم نے دوسرے فریق کو بھی اُس موقع کے قریب پہونچا دیا — اور ہم نے موسیٰ کو اور اُنکے ساتھ والوں کو سب کو بچا لیا — پھر دوسروں کو غرق کر دیا — اس واقعہ میں بھی

لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝

بڑی عبرت ہے — اور ان میں اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے — اور آپ کا رب بڑا زبردست ہے — بڑا مہربان ہے

فَاَتْبَعُوْهُمْ مُّشْرِقِيْنَ ۝ فَلَمَّا تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰٓى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ ۝ قَالَ كَلَّا ۚ اِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ۝ فَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ۭ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ ۝ وَاَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِيْنَ ۝ وَاَنْجَيْنَا مُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ۝ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝

اور (جب فرعون کو اس واقعہ سے بھی ہدایت نہ ہوئی اور اُسنے بنی اسرائیل کی آزار دہی نہ چھوڑی تو) ہمنے موسیٰ (علیہ السلام) کو حکم بھیجا کہ میرے (ان) بندوں کو (یعنی بنی اسرائیل کو) شباشب (مصر سے باہر) نکال لیجاؤ (اور فرعون کی جانب سے) تم لوگوں کا تعاقب (بھی) کیا جاویگا (چنانچہ وہ موافق حکم کے بنی اسرائیل کو لیکر رات کو چلدیے صبح یہ خبر مشہور ہوئی تو) فرعون نے (تعاقب کی تدبیر کرنے کے لیے جابجا آس پاس کے) شہروں میں چپراسی دوڑا دیے (اور یہ کہلا بھیجا) کہ یہ لوگ (یعنی بنی اسرائیل ہماری نسبت) تھوڑی سی جماعت ہے (ان کے مقابلہ سے کوئی اندیشہ نہ کرے) اور انہوں نے (اپنی کارروائی سے) ہمکو بہت غصہ دلایا ہے (وہ کارروائی یہ کہ خفیہ چالاکی سے نکل گئے یا یہ کہ زیور بھی ہمارا بہت سا عاریت کے بہانہ سے لیگئے غرض ہمکو احمق بنا کر گئے ہیں ضرور انکا تدارک کرنا چاہیے) اور ہم سب ایک مسلح جماعت (اور باقاعدہ فوج) ہیں غرض (دو چار روز میں جب سامان اور فوج سے درست ہوگیا تو لاؤ لشکر لیکر بنی اسرائیل کے تعاقب میں چلا اور یہ خبر نہ تھی کہ اب لوٹنا نصیب نہ ہوگا تو اس حساب سے گویا) ہمنے انکو باغوں سے اور چشموں سے اور خزانوں سے اور عمدہ مکانات سے نکال باہر کیا (ہمنے انکے ساتھ تو) یوں کیا اور انکے بعد بنی اسرائیل کو انکا مالک بنایا (یہ جملہ معترضہ تھا آگے قصہ ہے) غرض (ایکروز) سورج نکلنے کے وقت اُنکو پیچھے سے جالیا (یعنی قریب پہونچ گئے اُسوقت بنی اسرائیل دریائے قلزم سے اُترنے کی فکر میں تھے کہ کیا سامان کریں) پھر جب دونوں جماعتیں (باہم ایسی قریب ہوئیں کہ) ایکدوسرے کو دیکھنے لگیں تو موسیٰ (علیہ السلام) کے ہمراہی (گھبرا کر) کہنے لگے کہ (اے موسیٰ) بس ہم تو انکے ہاتھ آگئے موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا کہ ہرگز نہیں کیونکہ میرے ہمراہ میرا پروردگار ہے وہ مجھکو ابھی (دریا سے نکلنے کا) رستہ بتلا دیگا (کیونکہ موسیٰ علیہ السلام سے امر بالاسرار کے وقت یہ کہدیا گیا تھا فاضرب لہم طریقا فی البحر یبسا لا تخاف درکا ولا تخشیٰ گو صورت کی کیفیت نہ تبلائی تھی پس موسیٰ علیہ السلام اس وعدہ پر مطمئن تھے اور بنی اسرائیل کی کیفیت معلوم نہ ہونے سے مضطرب تھے) پھر ہمنے موسیٰ (علیہ السلام) کو حکم دیا کہ اپنی عصا کو دریا پر مارو چنانچہ (اُنہوں نے اُس پر عصا مارا جس سے) وہ (دریا) پھٹ (کر کئی حصے ہو) گیا (یعنی پانی کئی جگہ سے اِدہر اُدھر ہٹ کر بیچ میں متعدد سڑکیں کھل گئیں) اور ہر حصہ اتنا (بڑا) تھا جیسا بڑا پہاڑ (یہ لوگ دریا میں امن و اطمینان سے پار ہوگئے) اور ہمنے دوسرے فریق کو بھی اس موقع کے قریب پہونچا دیا (یعنی فرعون اور فرعونی بھی دریا کے نزدیک پہونچے اور موافق پیشینگوئی سابق واترک البحر رہوا دریا اُسوقت تک اُسی حال پر ٹھیرا ہوا تھا اسلیے کھلے ہوے رستہ کو غنیمت سمجھا اور آگا پیچھا کچھ سوچا نہیں سارا لشکر اندر گھس گیا اور چاروں طرف سے پانی سمٹنا شروع ہوا اور سارے لشکر کا کام تمام ہوا) اور (انجام قصہ کا یہ ہوا کہ) ہمنے موسیٰ (علیہ السلام) کو اور ان کے ساتھ والوں کو سبکو (غرق ہونے سے) بچا لیا پھر دوسروں کو (یعنی اُنکے مخالفوں کو) غرق کر دیا (اور) اس واقعہ میں بھی بڑی عبرت ہے (یعنی اس قابل ہے کہ کفار اس سے استدلال کریں کہ مخالفت احکام رسل موجب اغضب خداوندی ہے اور اسکو سمجھکر مخالفت سے بچیں) اور (با وجود اسکے) ان (کفار مکہ) میں اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے اور آپکا رب بڑا زبردست ہے (اگر چاہتا دنیا ہی میں انکو عذاب دیتا لیکن) بڑا مہربان (بھی) ہے (اسلیے اپنی رحمت عامہ سے عذاب کی مہلت مقرر کر دی ہے پس عدم تعجیل عذاب سے بیفکر نہ ہو جانا چاہیے) ف اور ثنا ھا بنی اسرائیل کے متعلق پارہ نہم کے ربع آیت واورثنا القوم کے ذیل میں بھی کچھ لکھا گیا ہے اسوقت آیت کے متعلق کچھ اور نادر مضمون نظر سے گذرا اسکو نقل کیے دیتا ہوں وہ یہ کہ آیت میں یہ تصریح نہیں ہے کہ فرعون کے ہلاک ہوتے ہی بنی اسرائیل مصر پر مسلط ہوگئے سمجھے تا کہ آیت پر شبہ لازم آوے کہ تواریخ سے ثابت ہے کہ اسوقت بنی اسرائیل مصر کو نہیں لوٹے بلکہ شام کیطرف بڑھتے رہے بیچ میں وادی تیہ کا قصہ ہوا پھر چالیس برس کے بعد عمالقہ پر قابض ہوئے

اللغات الطود الجبل قیل الجبل العظیم ازلفنا قربنا ۱۲

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ اِبْرٰهِيْمَ ۘ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝ قَالُوْا نَعْبُدُ اَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا

اور آپ لوگوں کے سامنے ابراہیم کا قصہ بیان کیجیے ۔ جبکہ انہوں نے اپنے باپ سے اور اپنی قوم سے فرمایا کہ تم کس چیز کی عبادت کیا کرتے ہو ۔ انہوں نے کہا کہ ہم بتوں کی عبادت کیا کرتے ہیں اور ہم ان ہی پر

عٰكِفِيْنَ ۝ قَالَ هَلْ يَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ ۝ اَوْ يَنْفَعُوْنَكُمْ اَوْ يَضُرُّوْنَ ۝ قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا كَذٰلِكَ

جمے بیٹھے رہتے ہیں ۔ ابراہیم نے فرمایا کہ کیا یہ تمہاری سنتے ہیں جب تم ان کو پکارا کرتے ہو یا یہ تمکو کچھ نفع پہونچاتے ہیں یا یہ تم کو کچھ ضرر پہونچا سکتے ہیں ۔ ان لوگوں نے کہا نہیں بلکہ ہمنے اپنے بڑوں کو اسی طرح

يَفْعَلُوْنَ ۝ قَالَ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ۝ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمُ الْاَقْدَمُوْنَ ۝ فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيْٓ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

کرتے دیکھا ہے ۔ ابراہیم نے فرمایا کہ بھلا تمنے ان کو دیکھا بھی جنکی تم عبادت کیا کرتے ہو ۔ تم بھی اور تمہارے پرانے بڑے بھی ۔ کہ یہ میرے باعث ضرر ہیں ۔ مگر ہاں رب العالمین

الَّذِيْ خَلَقَنِيْ فَهُوَ يَهْدِيْنِ ۝ وَالَّذِيْ هُوَ يُطْعِمُنِيْ وَيَسْقِيْنِ ۝ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ۝ وَالَّذِيْ يُمِيْتُنِيْ

جسنے مجھکو پیدا کیا پھر وہی مجھکو رہنمائی کرتا ہے ۔ اور جو کہ مجھکو کھلاتا پلاتا ہے ۔ اور جب میں بیمار ہوجاتا ہوں تو وہی مجھکو شفا دیتا ہے ۔ اور جو مجھکو موت دے گا

ثُمَّ يُحْيِيْنِ ۝ وَالَّذِيْٓ اَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لِيْ خَطِيْٓـَٔتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ ۝ رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ۝ وَاجْعَلْ

پھر مجھکو زندہ کریگا ۔ اور جس سے مجھکو یہ امید ہے کہ میری غلط کاری کو قیامت کے روز معاف کردیگا ۔ اے میرے پروردگار مجھکو حکمت عطا فرما اور مجھکو نیک لوگوں کے ساتھ شامل فرما ۔ اور میرا ذکر

لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ ۝ وَاغْفِرْ لِاَبِيْٓ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الضَّآلِّيْنَ ۝

آئندہ آنے والوں میں جاری رکھ ۔ اور مجھکو جنت النعیم کے مستحقین میں سے کر ۔ اور میرے باپ کی مغفرت فرما کہ وہ گمراہ لوگوں میں ہے

وَلَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ ۝ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ۝ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ۝ وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝

اور جس روز سب زندہ ہو کر اٹھیں گے اس روز مجھکو رسوا نہ کرنا ۔ جس دن کہ نہ مال کام آویگا اور نہ اولاد ۔ مگر ہاں جو اللہ کے پاس پاک دل لیکر آویگا ۔ اور خدا ترسوں کے لیے جنت نزدیک کردی جاویگی

وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِلْغٰوِيْنَ ۝ وَقِيْلَ لَهُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ۝ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ هَلْ يَنْصُرُوْنَكُمْ اَوْ يَنْتَصِرُوْنَ ۝ فَكُبْكِبُوْا

اور گمراہوں کے لیے دوزخ سامنے ظاہر کیجاویگی ۔ اور ان سے کہا جاویگا کہ وہ معبود کہاں گئے جنکی تم خدا کے سوا عبادت کیا کرتے تھے کیا وہ تمہارا ساتھ دے سکتے ہیں یا اپنا ہی بچاؤ کرسکتے ہیں ۔ پھر وہ

فِيْهَا هُمْ وَالْغَاوٗنَ ۝ وَجُنُوْدُ اِبْلِيْسَ اَجْمَعُوْنَ ۝

اور گمراہ لوگ ۔ اور ابلیس کا لشکر سب کے سب دوزخ میں اوندھے منہ ڈال دیے جاوینگے

اور وہاں ہی رہ پڑے ۔ اب یہ شبہ نہیں ہا کیونکہ اورثنا عام ہے بلا فصل اور مع الفصل کو سو حکومت مصر میں ایسے انقلابات ہوتے رہے کہ ایک وقت میں مصر بھی بنی اسرائیل کی سلطنت میں شامل ہوگیا اور یہ زمانہ سلیمان علیہ السلام کا ہے ۔ اور بعض نے مضاف محذوف مانا ہے یعنی واورثنا امثالہا بنی اسرائیل اور امثال سے مراد شام کے جنات عیون لیے ہیں یعنی ہمنے عزیز و نکو ذلیل کیا کہ یہ چیزیں انکے قبضہ سے نکال دیں اور ذلیلوں کو عزیز کیا کہ ویسا سامان انکو عطا کیا گو دوسرے ملک میں تھی واللہ اعلم ۔ اور فرعونیوں کے زیور لینے کے متعلق سورہ طہ میں ایک توجیہ لکھ چکا ہوں ایک توجیہ اسوقت اپنی ایک پرانی تحریر میں نظر سے گذری اسکو نقل کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ اگر کسی کو شبہ پرایا مال لینے کا ہو تو اس احتمال سے دفع کرلے کہ مصریوں نے خدا جانے ان غریبوں کا کتنا نقصان کردیا ہوگا اور کتنی مزدوری انکی ماری ہوگی اسطور پر تو شاید سب بھی پورا نہ ہوا ہوگا ۔ **قصہ دوم حضرت ابراہیم علیہ السلام با قوم او** واتل علیہم نبا ابراھیم ۝ اذ قال لابیہ وقومہ ما تعبدون ۝ قالوا نعبد اصناما فنظل لھا عٰکفین ۝ قال ھل یسمعونکم اذ تدعون ۝ او ینفعونکم او یضرون ۝ قالوا بل وجدنا اٰباءنا کذلک یفعلون ۝ قال افرءیتم ما کنتم تعبدون ۝ انتم واٰباؤکم الاقدمون ۝ فانھم عدو لی الا رب العٰلمین ۝ الذی خلقنی فھو یھدین ۝ والذی ھو یطعمنی ویسقین ۝ واذا مرضت فھو یشفین ۝ والذی یمیتنی ثم یحیین ۝ والذی اطمع ان یغفر لی خطیئتی یوم الدین ۝ رب ھب لی حکما والحقنی بالصٰلحین ۝ واجعل لی لسان صدق فی الاٰخرین ۝ واجعلنی من ورثۃ جنۃ النعیم ۝ واغفر لابی انہ کان من الضالین ۝ ولا تخزنی یوم یبعثون ۝ یوم لا ینفع مال ولا بنون ۝ الا من اتی اللہ بقلب سلیم ۝ وازلفت الجنۃ للمتقین ۝ وبرزت الجحیم للغٰوین ۝ وقیل لھم اینما کنتم تعبدون ۝ من دون اللہ ھل ینصرونکم او ینتصرون ۝ فکبکبوا فیھا ھم والغاون ۝ وجنود ابلیس اجمعون ۝

اللغات قوله لسان صدق المراد باللسان الذكر اطلاقا للسبب على المسبب ... والصدق بمعنى الصادق وصف اللسان به ... ثم اضيف الموصوف الى الصفة ۔ **النحو** قوله افرءيتم الخ ... قوله الا رب العٰلمین ... الاول بالتعلين استثناء منقطع ... قوله الا من اتی اللہ استثناء منقطع ... **البلاغة** قوله عدو لی ... الموصول لاکی الاصل من توابع الاکل ... قوله واذا مرضت ...

قَالُوْا وَهُمْ فِيْهَا يَخْتَصِمُوْنَ ۙ تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۙ اِذْ نُسَوِّيْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۚ وَمَآ اَضَلَّنَآ

وہ کفار اس دوزخ میں گفتگو کرتے ہوئے کہیں گے | کہ بخدا بیشک ہم صریح گمراہی میں تھے | جبکہ تم کو ۔ ۔ ۔ مین کے برابر کرتے تھے | اور ہم کو تو بس

اِلَّا الْمُجْرِمُوْنَ ۚ فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِيْنَ ۙ وَلَا صَدِيْقٍ حَمِيْمٍ ۚ فَلَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

ان بڑے مجرموں نے گمراہ کیا | سو نہ کوئی ہمارا سفارشی ہے | اور نہ کوئی مخلص دوست ہے | سو کیا اچھا ہوتا کہ ہم کو پھر واپس جانا ملتا کہ ہم مسلمان ہو جاتے

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝

بے شک اس واقعہ میں ایک عبرت ہے | اور ان میں اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے | بے شک آپ کا رب بڑا زبردست رحمت والا ہے

قَالُوْا وَهُمْ فِيْهَا يَخْتَصِمُوْنَ ۙ تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۙ اِذْ نُسَوِّيْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۚ وَمَآ اَضَلَّنَآ اِلَّا الْمُجْرِمُوْنَ ۚ فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِيْنَ ۙ وَلَا صَدِيْقٍ حَمِيْمٍ ۚ فَلَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝

اور آپ ان لوگوں کے سامنے ابراہیم (علیہ السلام) کا قصہ بیان کیجیے (تاکہ ان کو دلائل ذم شرک کے معلوم ہوں خصوص ابراہیم علیہ السلام سے منقول ہو کر کیونکہ یہ مشرکین عرب اپنے کو ملت ابراہیمیہ پر بتلاتے ہیں اور وہ قصہ اسوقت واقع ہوا تھا) جبکہ انہوں نے اپنے باپ سے اور اپنی قوم سے (جو کہ بت پرست تھے) فرمایا کہ تم کس (واہیات) چیز کی عبادت کیا کرتے ہو انہوں نے کہا کہ ہم بتوں کی عبادت کیا کرتے ہیں اور ہم ان ہی (کی عبادت) پر جمے بیٹھے رہتے ہیں ابراہیم (علیہ السلام) نے فرمایا کہ کیا یہ تمہاری سنتے ہیں جب تم انکو (اپنی عرض حاجت کے وقت) پکارا کرتے ہو یا (تم جو انکی عبادت کرتے ہو تو کیا) یہ تمکو کچھ نفع پہونچاتے ہیں یا (اگر تم انکی عبادت ترک کر دو تو کیا) یہ تمکو کچھ ضرر پہونچا سکتے ہیں (یعنی استحقاق الوہیت کے لیے علم اور قدرت کاملہ تو ضروری ہے) ان لوگوں نے کہا نہیں (یہ بات تو نہیں ہے کہ یہ کچھ سنتے ہوں یا کچھ نفع و ضرر پہونچا سکتے ہوں اور انکی عبادت کرنے کی یہ وجہ نہیں) بلکہ ہم نے اپنے بڑوں کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے (اسلیے ہم بھی کفر کرتے ہیں) ابراہیم (علیہ السلام) نے فرمایا کہ بھلا تم نے ان (کی حالت) کو (غور سے) دیکھا بھی جنکی تم عبادت کیا کرتے ہو تم بھی اور تمہارے پرانے بڑے بھی کہ یہ (معبودین) میرے (یعنی تمہارے لیے) باعث ضرر ہیں (یعنی اگر انکی عبادت کیجاوے خواہ نعوذ باللہ میں کروں یا تم کرو تو بجز ضرر کے اور کوئی نتیجہ نہیں) مگر ہاں رب العالمین (ایسا ہے کہ وہ اپنے عابدین کا دوست ہے اور انکی عبادت سراسر نافع ہے) جس نے مجکو (اور اسی طرح سب کو) پیدا کیا پھر وہی مجکو (میری مصلحتوں تک) رہنمائی کرتا ہے (یعنی عقل و فہم دیتا ہے جس سے نفع و ضرر کو سمجھتا ہوں) اور جو کہ مجکو کھلاتا پلاتا ہے اور جب میں بیمار ہو جاتا ہوں (جسکے بعد شفا ہو جاتی ہے) تو وہی مجکو شفا دیتا ہے اور جو مجکو (وقت پر) موت دیگا پھر (قیامت کے روز) مجکو زندہ کریگا اور جس سے مجکو یہ امید ہے کہ میری غلط کاری کو قیامت کے روز معاف کر دیگا (یہ تمام صفات اسلیے سنائیں کہ قوم کو خدا تعالیٰ کی عبادت کی رغبت ہو پھر صفات کمال بیان فرماتے فرماتے غلبہ حضور سے حق تعالیٰ سے مناجات کرنے لگے کہ) اے میرے پروردگار مجکو حکمت (یعنی جامعیت بین العلم والعمل میں زیادہ کمال) عطا فرما (کیونکہ نفس حکمت تو وقت دعا کے بھی حاصل ہے) اور (مراتب زیادہ قرب میں) مجکو (اعلیٰ درجہ کے) نیک لوگوں کے ساتھ شامل فرما (مراد انبیاء عالیشان ہیں) اور میرا ذکر آئندہ آنے والوں میں جاری رکھ (تاکہ میرے طریقہ پر چلیں جس میں مجکو زیادہ ثواب ملے) اور مجکو جنت النعیم کے مستحقین میں سے کر اور میرے باپ (کو توفیق ایمان کی دیکر اس) کی مغفرت فرما کہ وہ گمراہ لوگوں میں ہے اور جس روز سب زندہ ہو کر اٹھینگے اس روز مجکو رسوا نہ کرنا (آگے اس دن کے بعض واقعات ہائلہ کا بھی ذکر فرما دیا تاکہ قوم سنے اور ڈرے یعنی وہ ایسا دن ہوگا) جس دن میں کہ (نجات کے لیے) نہ مال کام آویگا اور نہ اولاد مگر ہاں (اسکو نجات ہوگی) جو اللہ کے پاس (کفر و شرک سے) پاک دل لیکر آویگا اور (اس دن) خدا ترسوں (یعنی ایمان والوں) کے لیے جنت نزدیک کر دی جاویگی (کہ اسکو دیکھیں اور یہ معلوم کر کے کہ ہم اس میں جاوینگے خوش ہوں) اور گمراہوں (یعنی کافروں) کے لیے دوزخ سامنے ظاہر کیجاویگی (کہ اسکو دیکھ کر غمزدہ ہوں کہ ہم اس میں جاویں گے) اور (اس روز) ان (گمراہوں) سے کہا جاویگا کہ وہ معبود کہاں گئے جنکی تم خدا کے سوا عبادت کیا کرتے تھے کیا (اسوقت) وہ تمہارا ساتھ دے سکتے ہیں یا اپنا ہی بچاؤ کر سکتے ہیں پھر (یہ کہکر) وہ (معبودین) اور گمراہ لوگ اور ابلیس کا لشکر سب کے سب دوزخ میں اوندھے منہ ڈال دیے جاوینگے (پس وہ بت نہ اپنے کو بچا سکے نہ اپنے معبودین کو اسی طرح شیاطین بھی نہ ناصر ہوئے نہ منتصر) وہ کفار اس دوزخ میں گفتگو کرتے ہوئے (ان معبودین سے) کہینگے کہ بخدا بیشک ہم صریح گمراہی میں تھے جبکہ تم کو (عبادت میں) رب العالمین کے برابر کرتے تھے اور ہم کو تو بس ان بڑے مجرموں نے (جو کہ بانی ضلالت تھے) گمراہ کیا سو (اب) نہ کوئی ہمارا سفارشی ہے (کہ چھڑا لے) اور نہ کوئی مخلص دوست ہے (کہ خالی دلسوزی ہی کرے) سو کیا اچھا

اللغات الحمیم القریب من القاموس ۱۲

٥ ع ٣٦ ٩

كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ ۚ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ نُوحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۚ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۙ فَاتَّقُوا اللَّهَ

قوم نوح نے پیغمبروں کو جھٹلایا — جبکہ اُن سے اُن کے برادری کے بھائی نوح نے فرمایا کہ کیا تم نہیں ڈرتے — میں تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں — سو تم اللہ سے ڈرو

وَأَطِيعُونِ ۚ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۚ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۚ قَالُوا أَنُؤْمِنُ

اور میرا کہنا مانو — اور میں تم سے کوئی صلہ نہیں مانگتا — میرا صلہ تو بس رب العالمین کے ذمہ ہے — سو تم اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو — وہ لوگ کہنے لگے

لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْأَرْذَلُونَ ۚ قَالَ وَمَا عِلْمِي بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۚ إِنْ حِسَابُهُمْ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّي ۖ لَوْ تَشْعُرُونَ ۚ

کہ کیا ہم تمکو مانیں گے حالانکہ رذیل لوگ تمہارے ساتھ ہو لیے ہیں — نوح نے فرمایا کہ ان کے کام سے تو مجھکو کیا بحث — ان سے حساب کتاب لینا بس خدا کا کام ہے کیا خوب ہو کہ تم اسکو سمجھو

وَمَا أَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِينَ ۚ إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ مُبِينٌ ۚ قَالُوا لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ يَا نُوحُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمَرْجُومِينَ ۚ

اور میں ایمانداروں کو دور کرنے والا نہیں ہوں — میں تو صاف طور پر ایک ڈرانے والا ہوں — وہ لوگ کہنے لگے کہ اگر تم اے نوح باز نہ آؤگے تو ضرور سنگسار کر دیے جاؤگے

قَالَ رَبِّ إِنَّ قَوْمِي كَذَّبُونِ ۚ فَافْتَحْ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَنَجِّنِي وَمَنْ مَعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۚ فَأَنْجَيْنَاهُ وَمَنْ

نوح نے دعا کی کہ اے میرے پروردگار میری قوم مجھکو جھٹلا رہی ہے سو آپ میرے اور اُن کے درمیان میں ایک فیصلہ کر دیجیے اور مجھکو اور جو ایماندار میرے ساتھ ہیں اُنکو نجات دیجیے تو ہمنے اُنکو اور جو

مَعَهُ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ ۚ ثُمَّ أَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبَاقِينَ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ۚ

اُن کے ساتھ بھری ہوئی کشتی میں تھے اُنکو نجات دی پھر اسکے بعد ہم نے باقی لوگوں کو غرق کر دیا — اسمیں بڑی عبرت ہے — اور ان میں اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے

وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۚ

بے شک آپ کا رب زبردست مہربان ہے

ہوتا کہ ہمکو (دنیا میں) پھر واپس جانا ملتا کہ ہم مسلمان ہو جاتے (یہانتک ابراہیم علیہ السلام کی تقریر ہو گئی آگے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ) بیشک اس واقعہ (مناظرۂ ابراہیمیہ نیز واقعہ قیامت) میں (بھی طالبان حق اور انجام اندیشوں کے لیے) ایک عبرت ہے (کہ مضامین مناظرہ میں غور کر کے توحید کا اعتقاد کریں اور واقعات قیامت سے ڈریں اور ایمان لاویں) اور (باوجود اسکے ان مشرکین مکہ) میں اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے بیشک آپکا رب بڑا زبردست رحمت والا ہے (کہ عذاب دے سکتا تھا مگر مہلت دے رکھی ہے) ف خطیئتی سے مراد خلاف اولیٰ ہے ورنہ انبیاء علیہم السلام معاصی سے پاک ہیں۔ اور الحاق سے مراد زیادت مرتبہ قرب مخصوصہ بالصالحین ہے۔ اور اغفر لابی کے ترجمہ کی جو تقریر کی گئی ہے اُس سے شبہ استغفار للکافر کا جاتا رہا اور ابراہیم علیہ السلام کا یہ فرمانا لاینفع مال ولا بنون صاف قرینہ ہے کہ استغفار بالمعنی المتبادر کو کافر کے لیے وہ بھی نافع نہ سمجھتے تھے۔ اور لا ینفع مال ولا بنون سے کوئی شخص یہ شبہ نہ کرے کہ مؤمنین کو تو مال جسکو تصدق کیا ہو اور اولاد جو صالح ہو یا نابالغ مر گئی ہو نافع ہے۔ بات یہ ہے کہ نفی نفع کی باعتبار اُن کی ذات کے ہے اور مؤمن کے لیے نافع ہونا بوجہ اقتران بالعمل الصالح یعنی تصدق وصبر کے ہے پس اس جواب کی حاجت نہیں کہ یہ عدم نفع کفار سے مخصوص ہے۔ اور آیت سے ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ اصنام کو اُس روز کچھ ادراک ہوگا سو عقلاً نقلاً اس سے کوئی امر مانع نہیں +

قصۂ سوم حضرت نوح علیہ السلام با قوم او

كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ ۚ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ نُوحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۚ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۚ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۚ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۚ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۚ قَالُوا أَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْأَرْذَلُونَ ۚ قَالَ وَمَا عِلْمِي بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۚ إِنْ حِسَابُهُمْ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّي ۖ لَوْ تَشْعُرُونَ ۚ وَمَا أَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِينَ ۚ إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ مُبِينٌ ۚ قَالُوا لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ يَا نُوحُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمَرْجُومِينَ ۚ قَالَ رَبِّ إِنَّ قَوْمِي كَذَّبُونِ ۚ فَافْتَحْ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَنَجِّنِي وَمَنْ مَعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۚ فَأَنْجَيْنَاهُ وَمَنْ مَعَهُ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ ۚ ثُمَّ أَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبَاقِينَ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ۚ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۚ قوم نوح نے پیغمبروں کو جھٹلایا (کیونکہ ایک پیغمبر کی تکذیب سب کی تکذیب لازم آتی ہے) جبکہ اُن سے اُنکی برادری کے بھائی نوح (علیہ السلام) نے فرمایا کہ کیا تم (خدا سے) نہیں ڈرتے میں تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں (کہ بعینہٖ پیغام خداوندی بلا کمی بیشی پہونچا دیتا ہوں) سو (اس کا مقتضا یہ ہے کہ) تم لوگ اللہ سے ڈرو اور میرا کہنا مانو اور (نیز) میں تم سے کوئی (دنیوی) صلہ (بھی) نہیں مانگتا میرا صلہ تو بس رب العالمین کے ذمہ ہے (مجھکو سلامتی غرض نہیں کہ مقتضا بھی

البلاغۃ قولہ فاتقوا اللہ الخ کرر للتنبیہ متعدد کا تقریر تنبیہ الترجمۃ۔ قولہ کذبون لم یقصد بہ الاخبار بل الاستنصار فافہم

كَذَّبَتْ عَادٌ ٱلْمُرْسَلِينَ ۝ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ هُودٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۝ إِنِّى لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝ فَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ

قوم عاد نے پیغمبروں کو جھٹلایا | جبکہ اُن سے اُنکے بھائی ہود نے کہا کہ کیا تم ڈرتے نہیں ہو | میں تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں | سو تم اللہ سے ڈرو

وَأَطِيعُونِ ۝ وَمَآ أَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِىَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ ۝ أَتَبْنُونَ بِكُلِّ رِيعٍ ءَايَةً تَعْبَثُونَ ۝

اور میری اطاعت کرو | اور میں تم سے اسپر کوئی صلہ نہیں مانگتا | بس میرا صلہ تو رب العالمین کے ذمہ ہے | کیا تم ہر اونچے مقام پر ایک یادگار بناتے ہو جسکو محض فضول بناتے ہو

وَتَتَّخِذُونَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُونَ ۝ وَإِذَا بَطَشْتُم بَطَشْتُمْ جَبَّارِينَ ۝ فَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ وَٱتَّقُوا۟ ٱلَّذِىٓ

اور بڑے بڑے محل بناتے ہو جیسے دنیا میں تم کو ہمیشہ رہنا ہے اور جب کسی پر داروگیر کرنے لگتے ہو تو بالکل جابر بنکر داروگیر کرتے ہو سو تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو اور اُس سے ڈرو جسنے

أَمَدَّكُم بِمَا تَعْلَمُونَ ۝ أَمَدَّكُم بِأَنْعَٰمٍ وَبَنِينَ ۝ وَجَنَّٰتٍ وَعُيُونٍ ۝ إِنِّىٓ أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝

تمہاری اُن چیزوں سے امداد کی جنکو تم جانتے ہو | مواشی اور بیٹوں اور باغوں اور چشموں سے تمہاری امداد کی | مجکو تمہارے حق میں ایک بڑے سخت دن کے عذاب کا اندیشہ ہے

قَالُوا۟ سَوَآءٌ عَلَيْنَآ أَوَعَظْتَ أَمْ لَمْ تَكُن مِّنَ ٱلْوَٰعِظِينَ ۝ إِنْ هَٰذَآ إِلَّا خُلُقُ ٱلْأَوَّلِينَ ۝ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ ۝

وہ لوگ بولے کہ ہمارے نزدیک تو دونوں باتیں برابر ہیں خواہ تم نصیحت کرو اور خواہ ناصح نہ بنو | یہ تو بس اگلے لوگوں کی ایک عادت ہے | اور ہم کو ہرگز عذاب نہ ہوگا

فَكَذَّبُوهُ فَأَهْلَكْنَٰهُمْ ۗ إِنَّ فِى ذَٰلِكَ لَءَايَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ ٱلْعَزِيزُ ٱلرَّحِيمُ ۝

غرض اُن لوگوں نے ہود کو جھٹلایا تو ہم نے اُن کو ہلاک کر دیا بیشک اسمیں بھی بڑی عبرت ہے اور ان میں اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے | اور بیشک آپ کا رب زبردست اور مہربان ہے

ع ١٨ / ٧ / ١١

یہ کہ تم اللہ سے ڈرو اور میرا کہنا مانو وہ لوگ کہنے لگے کہ کیا ہم تمکو مانینگے حالانکہ ذلیل لوگ تمہارے ساتھ ہو لیے ہیں (جنکی موافقت سے شرفا کو عار آتی ہے دوسرے اکثر ایسے کم حوصلہ لوگوں کے اغراض بھی حصول مال یا ترفع ہوا کرتا ہے سو یہ لوگ بھی دل سے ایمان نہیں لائے) نوح (علیہ السلام) نے فرمایا کہ انکے (پیشہ اور) کام سے تو مجکو کیا بحث (خواہ شریف ہوں یا ذلیل ہوں دین میں اس تفاوت کا کیا اثر رہا یہ احتمال کہ انکا ایمان دل سے نہیں سو اسپر) ان سے حساب کتاب لینا بس خدا کا کام ہے کیا خوب ہو کہ تم اسکو سمجھو اور (رذالت پیشہ کو اپنے ایمان کا مانع قرار دینے سے جو اشارۃً یہ درخواست نکلتی ہے کہ میں انکو اپنے پاس سے دور کردوں تو) میں ایمانداروں کو دور کرنیوالا نہیں ہوں (خواہ تم ایمان لاؤ یا نہ لاؤ میرا کوئی ضرر نہیں کیونکہ) میں تو صاف طور پر ایک ڈرانے والا ہوں (اور تبلیغ سے میرا فرض منصبی پورا ہو جاتا ہے آگے اپنا نفع و نقصان تم لوگ دیکھ لو) وہ لوگ کہنے لگے کہ اگر تم (اس کہنے سننے سے) اے نوح باز نہ آؤ گے تو ضرور سنگسار کردیے جاؤ گے (غرض جب لمبا لمبا سال اسطرح گذر گئے تب) نوح (علیہ السلام) نے دعا کی کہ اے میرے پروردگار میری قوم مجکو (برابر) جھٹلا رہی ہے سو آپ میرے اور انکے درمیان میں ایک (عملی) فیصلہ کردیجیے (یعنی انکو ہلاک کر دیجیے) اور مجکو اور جو ایماندار میرے ساتھ ہیں انکو (اس ہلاکت سے) نجات دیجیے تو ہمنے (انکی دعا قبول کی اور) انکو اور جو انکے ساتھ بھری ہوئی کشتی میں (سوار) تھے انکو نجات دی پھر اسکے بعد ہمنے باقی لوگوں کو غرق کردیا اس (واقعہ) میں (بھی) بڑی عبرت ہے اور (باوجود اسکے) ان (کفار مکہ) میں اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے بیشک آپکا رب زبردست (اور) مہربان ہے (کہ باوجود قدرت تعذیب کے انکو مہلت دیے ہوئے ہے) ف آیندہ قصص میں بھی دوسرے انبیاء کی دعوت میں بعینہٖ اسی مضمون کا آنا اسلیے ہے کہ یہ طرز تبلیغ کا سب میں مشترک ہے

قصہ چہارم عاد قوم ہود علیہ السلام

كَذَّبَتْ عَادٌ ٱلْمُرْسَلِينَ ۝ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ هُودٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۝ إِنِّى لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝ فَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ وَمَآ أَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِىَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ ۝ أَتَبْنُونَ بِكُلِّ رِيعٍ ءَايَةً تَعْبَثُونَ ۝ وَتَتَّخِذُونَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُونَ ۝ وَإِذَا بَطَشْتُم بَطَشْتُمْ جَبَّارِينَ ۝ فَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ وَٱتَّقُوا۟ ٱلَّذِىٓ أَمَدَّكُم بِمَا تَعْلَمُونَ ۝ أَمَدَّكُم بِأَنْعَٰمٍ وَبَنِينَ ۝ وَجَنَّٰتٍ وَعُيُونٍ ۝ إِنِّىٓ أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝ قَالُوا۟ سَوَآءٌ عَلَيْنَآ أَوَعَظْتَ أَمْ لَمْ تَكُن مِّنَ ٱلْوَٰعِظِينَ ۝ إِنْ هَٰذَآ إِلَّا خُلُقُ ٱلْأَوَّلِينَ ۝ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ ۝ فَكَذَّبُوهُ فَأَهْلَكْنَٰهُمْ ۗ إِنَّ فِى ذَٰلِكَ لَءَايَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ ٱلْعَزِيزُ ٱلرَّحِيمُ ۝

قوم عاد نے پیغمبروں کو جھٹلایا جبکہ اُن سے اُنکے (برادری کے) بھائی ہود (علیہ السلام) نے کہا کیا تم (خدا سے) ڈرتے نہیں ہو میں تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں سو تم اللہ سے ڈرو

اللغات: ریع المرتفع من الارض كذا في القاموس قوله مصانع المباني من القصور كذا في القاموس قوله لعلكم كانكم فهو للتشبيه كذا في الروح اي مجازا قوله تعلمون تعرفون كذا في الروح ١٢

كَذَّبَتْ ثَمُودُ الْمُرْسَلِينَ ۝ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ صَالِحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۝ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ

قوم ثمود نے پیغمبروں کو جھٹلایا | جبکہ اُن سے اُن کے بھائی صالح نے فرمایا کیا تم نہیں ڈرتے | میں تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں | سو تم اللہ سے ڈرو

وَأَطِيعُونِ ۝ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ أَتُتْرَكُونَ فِي مَا هَاهُنَا آمِنِينَ ۝

اور میری اطاعت کرو | اور میں تم سے اس پر کچھ صلہ نہیں چاہتا | بس میرا صلہ تو رب العالمین کے ذمہ ہے | کیا تم کو ان ہی چیزوں میں بےفکری سے رہنے دیا جاویگا جو یہاں

فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ۝ وَزُرُوعٍ وَنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيمٌ ۝ وَتَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا فَارِهِينَ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ

یعنی باغوں میں اور چشموں میں اور کھیتوں میں اور اُن کھجوروں میں جنکے گچھے خوب گوندھے ہوئے ہیں اور کیا تم پہاڑوں کو تراش تراش اتراتے ہوئے مکانات بناتے ہو سو اللہ سے ڈرو

وَأَطِيعُونِ ۝ وَلَا تُطِيعُوا أَمْرَ الْمُسْرِفِينَ ۝ الَّذِينَ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ۝ قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ

اور میرا کہنا مانو | اور اُن حد سے نکل جانے والوں کا کہنا مت مانو | جو سرزمین میں فساد کیا کرتے ہیں | اور اصلاح نہیں کرتے | ان لوگوں نے کہا کہ تم پر تو کسی نے

مِنَ الْمُسَحَّرِينَ ۝ مَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا فَأْتِ بِآيَةٍ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝

بڑا بھاری جادو کر دیا ہے | تم بس ہماری طرح کے ایک آدمی ہو | سو کوئی معجزہ پیش کرو | اگر تم سچے ہو

اور میری اطاعت کرو اور میں تم سے اس (تبلیغ) پر کوئی صلہ نہیں مانگتا بس میرا صلہ تو رب العالمین کے ذمہ ہے کیا تم (علاوہ شرک کے تکبر و تفاخر میں بھی اس درجہ منہمک ہو کہ) ہر اونچے مقام پر ایک یادگار (کے طور پر عمارت) بناتے ہو (تاکہ خوب اونچی نظر آوے) جسکو محض فضول (بلا ضرورت) بناتے ہو اور (اسکے علاوہ جو رہنے کے مکان ہیں جنکی ایک درجہ میں ضرورت بھی ہے انمیں بھی یہ غلو ہے کہ) بڑے بڑے محل بناتے ہو (حالانکہ اس سے کم میں آرام مل سکتا ہے) جیسے دنیا میں تمکو ہمیشہ رہنا ہے (یعنی ایسی توسیع اور ایسے ایوان رفیع اور ایسا استحکام اور ایسے یادگار اور اعلام اسوقت مناسب تھے کہ دنیا میں ہمیشہ رہنا ہوتا تو یہ خیال ہوتا کہ وسیع مکان بناؤ تاکہ آیندہ نسل میں تنگی نہ ہو کیونکہ ہم بھی رہینگے اور وہ بھی ہونگے اور رفیع بھی بناؤ تاکہ نیچے جگہ نہ رہے تو اوپر رہنے لگینگے اور مستحکم بناؤ تاکہ ہماری عمر طویل کے لیے کافی ہو اور یادگاریں بناؤ تاکہ ہمارے زندہ رہنے سے ہمارا نام زندہ رہے اور اب تو سب فضول ہے بڑی بڑی یادگاریں بنی ہیں اور بانی کا نام تک معلوم نہیں موت نے سب کا نام مٹا دیا کسی کا جلدی کسی کا دیر میں) اور (اس تکبر کے سبب طبیعت میں سختی اور بے رحمی اس درجہ رکھتے ہو کہ) جب کسی پر دار و گیر کرنے لگتے ہو تو بالکل جابر (اور ظالم) بنکر دار و گیر کرتے ہو (ان اخلاق ذمیمہ کا اسلیے بیان کیا گیا کہ یہ اخلاق ذمیمہ اکثر مانع ایمان و انقیاد سے ہو جاتے ہیں) سو (چونکہ شرک اور اخلاق ذمیمہ مذکورہ سب حسب ناخوشی خداوندی و موجب تعذیب ہیں اسلیے) تم (کو چاہیے کہ) اللہ سے ڈرو اور (چونکہ میں رسول ہوں اسلیے) میری اطاعت کرو اور اُس (اللہ) سے ڈرو (یعنی جس سے ڈرنے کو میں کہتا ہوں وہ ایسا ہے) جسنے تمہاری اُن چیزوں سے امداد کی جنکو تم جانتے ہو (یعنی) مواشی اور بیٹوں اور باغوں اور چشموں سے تمہاری امداد کی (تو منعم ہونے کا مقتضا یہ ہے کہ اُسکے احکام کی اصلا مخالفت نہ کیجاوے) مجکو تمہارے حق میں (اگر تم ان حرکات سے باز نہ آئے) ایک بڑے سخت دن کے عذاب کا اندیشہ ہے (یہ ترہیب ہے اور امدکم بانعام الخ میں ترغیب تھی) وہ لوگ بولے کہ ہمارے نزدیک تو دونوں باتیں برابر ہیں خواہ تم نصیحت کرو اور خواہ ناصح نہ بنو (یعنی ہم دونوں حالتوں میں اپنی کردار سے باز نہ آوینگے اور تم جو کچھ کہہ رہے ہو) یہ تو بس اگلے لوگوں کی ایک (معمولی) عادت (اور رسم) ہے کہ ہر زمانہ میں لوگ مدعی نبوت ہوکر لوگوں کو یوں ہی کہتے سنتے رہے) اور (تم جو ہمکو عذاب سے ڈراتے ہو تو) ہمکو ہرگز عذاب نہ ہوگا غرض اُن لوگوں نے ہود (علیہ السلام) کو جھٹلایا تو ہمنے انکو (عذاب صرصر سے) ہلاک کر دیا بیشک اس (واقعہ) میں بھی بڑی عبرت ہے (کہ احکام کی مخالفت کا کیا انجام ہوا) اور (باوجود اسکے) ان (کفار مکہ) میں اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے اور بیشک آپکا رب بڑا زبردست اور مہربان ہے (کہ تعذیب پر قادر بھی ہے اور رحمت سے مہلت بھی دے رکھی ہے)

قصہ پنجم ثمود قوم صالح علیہ السلام

كَذَّبَتْ ثَمُودُ الْمُرْسَلِينَ ۝ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ صَالِحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۝ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ أَتُتْرَكُونَ فِي مَا هَاهُنَا آمِنِينَ ۝ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ۝ وَزُرُوعٍ وَنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيمٌ ۝ وَتَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا فَارِهِينَ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ وَلَا تُطِيعُوا أَمْرَ الْمُسْرِفِينَ ۝ الَّذِينَ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ۝ قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِينَ ۝ مَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا فَأْتِ بِآيَةٍ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝

البلاغۃ قولہ لا یصلحون زادہ تاکیدا لان من المفسدین من یصلح احیانا ہم لیسوا کذلک ۱۲	اللغات هضیم منضم فی جوف الجف کذا فی القاموس ۔ فرهین اشر و بطر کذا فی القاموس ۱۲

قَالَ هٰذِهٖ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَّلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ۚ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابُ يَوْمٍ

صالح نے فرمایا کہ یہ ایک اونٹنی ہے پانی پینے کے لیے ایک باری اس کی ہے اور ایک مقرر دن میں ایک باری تمہاری اور اسکو برائی کے ساتھ ہاتھ بھی مت لگانا کبھی تم کو ایک بھاری دن کا عذاب

عَظِيْمٍ ۝ فَعَقَرُوْهَا فَاَصْبَحُوْا نٰدِمِيْنَ ۝ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ

آپکڑے۔ سو انہوں نے اس اونٹنی کو مار ڈالا پھر پشیمان ہوئے پھر عذاب نے آن کو آ لیا بیشک اسمیں عبرت ہے اور ان میں اکثر لوگ

مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطِ ِۨ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ

ایمان نہیں لاتے اور بے شک آپ کا رب بڑا زبردست اور بہت مہربان ہے قوم لوط نے پیغمبروں کو جھٹلایا جبکہ ان سے اُن کے بھائی لوط نے کہا

ع ١٩ / ١٢

لُوْطٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ اِنِّىْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝ وَمَآ اَسْــَٔـلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ

کیا تم ڈرتے نہیں ہو میں تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں سو تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو اور میں تم سے اسپر کوئی صلہ نہیں چاہتا بس میرا صلہ تو

اِلَّا عَلٰي رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَتَاْتُوْنَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَتَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ

رب العالمین کے ذمہ ہے کیا تمام دنیا جہان والوں میں سے تم مردوں سے فعل کرتے ہو اور تمہارے رب نے جو تمہارے لیے بیبیاں پیدا کی ہیں

اَزْوَاجِكُمْ ۭ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ عٰدُوْنَ ۝

انکو نظرانداز کیے رہتے ہو بلکہ تم حد سے گذر جانے والے لوگ ہو

قَالَ هٰذِهٖ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَّلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ۝ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ فَعَقَرُوْهَا فَاَصْبَحُوْا نٰدِمِيْنَ ۝ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝ قوم ثمود نے (بھی) پیغمبروں کو جھٹلایا جبکہ ان سے اُنکے بھائی صالح (علیہ السلام) نے فرمایا کیا تم (اللہ سے) نہیں ڈرتے میں تمہارا امانتدار پیغمبر ہوں سو تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو اور میں تم سے اسپر کچھ صلہ نہیں چاہتا بس میرا صلہ تو رب العالمین کے ذمہ ہے (اور تم جو نعم کی بدولت اس درجہ اللہ سے غافل ہو تو) کیا تمکو ان ہی چیزوں میں بےفکری سے رہنے دیا جاویگا جو یہاں (دنیا میں) موجود ہیں یعنی باغوں میں اور چشموں میں اور کھیتوں میں اور اُن کھجوروں میں جنکے گپھے خوب گوندھے ہوئے ہیں (جنمیں خوب کثرت سے پھل آتا ہے) اور کیا (اسی غفلت کی وجہ سے) تم پہاڑوں کو تراش تراش اتراتے (اور فخر کرتے) ہوئے مکانات بناتے ہو سو اللہ سے ڈرو اور میرا کہنا مانو اور اُن حدود (بندگی) سے نکلجانے والوں کا کہنا مت مانو جو سرزمین میں فساد کیا کرتے ہیں اور (کبھی) اصلاح (کی بات) نہیں کرتے (مراد رؤسا کفار ہیں جو گمراہی پر لوگوں کو آمادہ کرتے تھے اور فساد و عدم صلاح سے یہی مراد ہے) اُن لوگوں نے کہا کہ تمپر تو کسی نے بڑا بھاری جادو کر دیا ہے (جس سے عقل میں اختلال آگیا ہے کہ نبوت کا دعوی کرتے ہو حالانکہ) تم بس ہماری طرح کے ایک (معمولی) آدمی ہو (اور آدمی نبی ہوتا نہیں) سو کوئی معجزہ پیش کرو اگر تم (دعوی نبوت میں) سچے ہو صالح (علیہ السلام) نے فرمایا کہ یہ ایک اونٹنی ہے (جو بوجہ خلاف عادت پیدا ہونیکے معجزہ ہے جیسا پارہ ہشتم کے ختم کے قریب گذرا اور علاوہ اسکے کہ یہ میری رسالت پر ایک دلیل ہے خود اسکے بھی کچھ حقوق ہیں چنانچہ اُنمیں سے ایک یہ ہے کہ) پانی پینے کے لیے ایک باری اسکی ہے اور ایک مقرر دن میں ایک باری تمہاری (یعنی تمہارے مواشی کی) اور (ایک یہ ہے کہ) اسکو برائی (اور تکلیف دہی) کے ساتھ ہاتھ بھی مت لگانا کبھی تمکو ایک بھاری دن کا عذاب آپکڑے سو انہوں نے (نہ رسالت کی تصدیق کی نہ اونٹنی کے حقوق ادا کیے بلکہ) اُس اونٹنی کو مار ڈالا پھر (جب آثار عذاب نمودار ہوئے تو اپنی حرکت پر) پشیمان ہوئے (مگر اول تو معاینہ عذاب کے وقت ندامت بیکار دوسرے خالی طبعی ندامت سے کیا ہوتا ہے جبتک اختیاری تدارک یعنی توبہ و ایمان نہ ہو) پھر آخر عذاب نے انکو آ لیا بے شک اس (واقعہ) میں بڑی عبرت ہے اور (باوجود اسکے ان (کفار مکہ) میں اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے اور بیشک آپکا رب بڑا زبردست بہت مہربان ہے (کہ باوجود قدرت کے مہلت دیتا ہے)۔ ف پانی کی باری اسطرح تھی کہ ایکدن اونٹنی کا ایکدن اور مواشی کا جب اونٹنی کی باری کا دن ہوتا تمام پانی پی جاتی اور اس روز نہ دوسرے مواشی کو پانی ملتا نہ آدمیوں کو اخرجہ فی الدر عن قتادۃ اور یہی امر ان لوگوں کو ناگوار ہوا اور اس اونٹنی کے دشمن ہوگئے اور حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں ایک کنواں تھا جسمیں یہ باری تھی۔ **قصہ ششم قوم لوط علیہ السلام** كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطِ ِۨ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ لُوْطٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ اِنِّىْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝ وَمَآ اَسْــَٔـلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰي رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَتَاْتُوْنَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَتَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ

قَالُوا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰلُوْطُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِيْنَ ۝ قَالَ اِنِّيْ لِعَمَلِكُمْ مِّنَ الْقَالِيْنَ ۝ رَبِّ نَجِّنِيْ وَاَهْلِيْ مِمَّا

وہ لوگ کہنے لگے کہ اے لوط اگر تم باز نہیں آوگے تو ضرور نکال دیے جاؤگے — لوط نے فرمایا کہ میں تمہارے اس کام سے سخت نفرت رکھتا ہوں — لوط نے دعا کی کہ اے میرے رب مجکو اور میرے متعلقین کو

يَعْمَلُوْنَ ۝ فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ۝ اِلَّا عَجُوْزًا فِي الْغٰبِرِيْنَ ۝ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ ۝ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ

انکے اس کام سے نجات دے سو ہم نے انکو اور انکے متعلقین کو سبکو نجات دی بجز ایک بڑھیا کے کہ وہ رہجانے والوں میں رہ گئی پھر ہم نے اور سب کو ہلاک کر دیا اور ہم نے ان پر ایک خاص قسم کا مینہ برسایا

فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ

سو کیا برا مینہ تھا جو ان لوگوں پر برسا جنکو ڈرایا گیا تھا — بے شک اس میں عبرت ہے — اور ان میں اکثر لوگ ایمان نہیں لائے — اور بے شک آپ کا رب بڑی قدرت والا

الرَّحِيْمُ ۝ كَذَّبَ اَصْحٰبُ لْــــَٔيْكَةِ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ۝

بڑی رحمت والا ہے — اصحاب الایکہ نے پیغمبروں کو جھٹلایا — جبکہ ان سے شعیب نے فرمایا — کہ کیا تم ڈرتے نہیں ہو — میں تمہارا امانتدار پیغمبر ہوں

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝ وَمَآ اَسْـَٔــلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰي رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَوْفُوا الْكَيْلَ

سو تم اللہ سے ڈرو اور میرا کہنا مانو — اور میں تم سے اسپر کوئی صلہ نہیں چاہتا — بس میرا صلہ تو رب العالمین کے ذمہ ہے — تم لوگ پورا ناپا کرو

وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُخْسِرِيْنَ ۝ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ۝ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَاۗءَهُمْ

اور نقصان مت کیا کرو — اور سیدھی ترازو سے تولا کرو — اور لوگوں کا ان کی چیزوں میں نقصان مت کیا کرو

وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۝

اور سرزمین میں فساد مت مچایا کرو

قَالُوا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰلُوْطُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِيْنَ ۝ قَالَ اِنِّيْ لِعَمَلِكُمْ مِّنَ الْقَالِيْنَ ۝ رَبِّ نَجِّنِيْ وَاَهْلِيْ مِمَّا يَعْمَلُوْنَ ۝ فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ۝ اِلَّا عَجُوْزًا فِي الْغٰبِرِيْنَ ۝ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ ۝ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝ قوم لوط نے (بھی) پیغمبروں کو جھٹلایا جبکہ ان سے انکے بھائی لوط (علیہ السلام) نے فرمایا کہ کیا تم (اللہ سے) ڈرتے نہیں ہو میں تمہارا امانتدار پیغمبر ہوں سو تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو اور میں تم سے اسپر کوئی صلہ نہیں چاہتا بس میرا صلہ تو رب العالمین کے ذمہ ہے کیا تمام دنیا جہان والوں میں سے تم (یہ حرکت کرتے ہو کہ) مردوں سے فعل کرتے ہو اور تمہارے رب نے جو تمہارے لیے بیبیاں پیدا کی ہیں انکو نظر انداز کیے رہتے ہو (یعنی اور کوئی آدمی تمہارے سوا یہ حرکت نہیں کرتا اور نہیں ہے کہ اسکے قبیح ہونے میں کچھ خفا ہو) بلکہ (اصل بات یہ ہے کہ) تم حد (انسانیت) سے گذر جانیوالے لوگ ہو وہ لوگ کہنے لگے کہ اے لوط اگر تم (ہمارے کہنے سننے سے) باز نہیں آوگے تو ضرور (بستی سے) نکالدیے جاؤگے لوط (علیہ السلام) نے فرمایا کہ (میں اس دھمکی سے کہنے سے نہ رکونگا کیونکہ) میں تمہارے اس کام سے سخت نفرت رکھتا ہوں (تو کہنا کیسے چھوڑ دونگا جب کسی طرح ان لوگوں نے نہ مانا اور عذاب آنا معلوم ہوا تو لوط (علیہ السلام) نے دعا کی کہ اے میرے رب مجکو اور میرے (خاص) متعلقین کو انکے اس کام (کے وبال) سے (جو انپر آنیوالا ہے) نجات دے سو ہم نے انکو اور انکے متعلقین کو سبکو نجات دی بجز ایک بڑھیا کے (مراد اس سے زوجہ ہے لوط علیہ السلام کی) کہ وہ (عذاب کے اندر) رہجانے والوں میں رہ گئی پھر ہم نے اور سبکو (جو لوط اور انکے اہل کے سوا تھے) ہلاک کر دیا اور ہم نے انپر ایک خاص قسم کا (یعنی پتھروں کا) مینہ برسایا سو کیا برا مینہ تھا جو ان لوگوں پر برسا جنکو (عذاب الٰہی سے) ڈرایا گیا تھا بیشک اس (واقعہ) میں (بھی) عبرت ہے اور (باوجود اسکے) ان (کفار مکہ) میں اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے اور بیشک آپکا رب بڑی قدرت والا بڑی رحمت والا ہے (کہ عذاب دے سکتا تھا مگر ابھی نہیں دیا) ف عذاب میں بچانا اسلیے تھا کہ وہ کافر تھی اور اسلیے رات کو لوط علیہ السلام کے ساتھ بستی سے نہ نکلی سورہ ہود میں یہ قصہ آیا ہے اور روح المعانی تفسیر سورہ ق میں ہے کہ یہ لوگ نسبی بھائی نہ تھے مجازاً بھائی کہدیا سسرالی رشتہ دار تھے کیونکہ لوط علیہ السلام یہاں ہجرت کرکے تشریف لائے تھے آپکی برادری کے لوگ آپ کے ساتھ نہ تھے۔

قصہ ہفتم اصحاب الایکہ كَذَّبَ اَصْحٰبُ لْــــَٔيْكَةِ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝ وَمَآ اَسْـَٔــلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰي رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُخْسِرِيْنَ ۝ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ۝ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَاۗءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۝

اللغات ... البلاغة ... الاختلاف القرأة ... [illegible]

وَاتَّقُوا الَّذِیْ خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْاَوَّلِیْنَ ۝ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِیْنَ ۝ وَمَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَاِنْ نَّظُنُّكَ

اور اُس سے ڈرو جس نے تم کو اور تمام اگلی مخلوقات کو پیدا کیا — وہ لوگ کہنے لگے کہ بس تم پر تو کسی نے بڑا بھاری جادو کر دیا ہے اور تم تو محض ہماری طرح ایک آدمی ہو اور ہم تو تم کو جھوٹے لوگوں میں سے

لَمِنَ الْكٰذِبِیْنَ ۝ فَاَسْقِطْ عَلَیْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ۝ قَالَ رَبِّیْٓ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝

خیال کرتے ہیں — سو اگر تم سچوں میں سے ہو — تو ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرا دو — شعیب بولے کہ تمہارے اعمال کو میرا رب خوب جانتا ہے

فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ یَوْمِ الظُّلَّةِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ۝ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ

سو وہ لوگ اُن کو جھٹلاتے رہے پھر اُن کو سائبان کے واقعہ نے آپکڑا — بیشک وہ بڑے سخت دن کا عذاب تھا — اسمیں عبرت ہے — اور ان میں اکثر لوگ

مُّؤْمِنِیْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ۝ وَاِنَّهٗ لَتَنْزِیْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ ۝

ایمان نہیں لاتے — اور بیشک آپ کا رب بڑی قدرت والا بڑی رحمت والا ہے — اور یہ قرآن رب العالمین کا بھیجا ہوا ہے — اُس کو امانت دار فرشتہ لیکر آیا ہے

عَلٰی قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِیْنَ ۝ بِلِسَانٍ عَرَبِیٍّ مُّبِیْنٍ ۝ وَاِنَّهٗ لَفِیْ زُبُرِ الْاَوَّلِیْنَ ۝ اَوَلَمْ یَكُنْ لَّهُمْ اٰیَةً

آپکے قلب پر صاف عربی زبان میں تاکہ آپ منجملہ ڈرانیوالوں کے ہوں — اور اس کا ذکر پہلی اُمتوں کی کتابوں میں ہے — کیا ان لوگوں کے لیے یہ بات دلیل نہیں ہے

اَنْ یَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ ۝ وَلَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰی بَعْضِ الْاَعْجَمِیْنَ ۝ فَقَرَاَهٗ عَلَیْهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ مُؤْمِنِیْنَ ۝

کہ اس کو علماء بنی اسرائیل جانتے ہیں — اور اگر ہم اس کو — کسی عجمی پر نازل کر دیتے — پھر وہ اُنکے سامنے پڑھ بھی دیتا یہ لوگ تب بھی اُسکو نہ مانتے

وَاتَّقُوا الَّذِیْ خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۱۸۴﴾ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِیْنَ ﴿۱۸۵﴾ وَمَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَاِنْ نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكٰذِبِیْنَ ﴿۱۸۶﴾ فَاَسْقِطْ عَلَیْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۱۸۷﴾ قَالَ رَبِّیْٓ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸۸﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ یَوْمِ الظُّلَّةِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ﴿۱۸۹﴾ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۹۰﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۹۱﴾ اصحاب الایکہ نے (بھی جنکا ذکر سورہ حجر کے اخیر میں گذر چکا ہے) پیغمبروں کو جھٹلایا جبکہ اُن سے شعیب (علیہ السلام) نے فرمایا کہ کیا تم اللہ سے ڈرتے نہیں ہو میں تمہارا امانتدار پیغمبر ہوں سو تم اللہ سے ڈرو اور میرا کہنا مانو اور میں تم سے اسپر کوئی صلہ نہیں چاہتا بس میرا صلہ تو رب العالمین کے ذمہ ہے تم لوگ پورا ناپا کرو اور (صاحب حق کا) نقصان مت کیا کرو اور (اسی طرح تولنے کی چیزوں میں) سیدھے ترازو سے تولا کرو (یعنی ڈنڈی نہ مارا کرو نہ باٹوں میں فرق کیا کرو) اور لوگوں کا اُنکی چیزوں میں نقصان مت کیا کرو اور سرزمین میں فساد مت مچایا کرو اور اُس (خدائے قادر) سے ڈرو جس نے تمکو اور تمام اگلی مخلوقات کو پیدا کیا وہ لوگ کہنے لگے کہ بس تم پر تو کسی نے بڑا بھاری جادو کر دیا ہے (جس سے عقل مختل ہو گئی اور نبوت کا دعویٰ کرنے لگے) اور تم تو محض ہماری طرح (کے) ایک (معمولی) آدمی ہو اور ہم تو تمکو جھوٹے لوگوں میں سے خیال کرتے ہیں سو اگر تم سچوں میں سے ہو تو ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرا دو (تاکہ ہمکو معلوم ہو جاوے کہ واقعی تم نبی تھے تمہاری تکذیب سے ہمکو یہ سزا ہوئی) شعیب (علیہ السلام) نے کہا (میں عذاب کا لانیوالا یا اُسکی کیفیت کی تعیین کرنیوالا کون ہوں) تمہارے اعمال کو میرا رب (ہی) خوب جانتا ہے (اور اُس عمل کا جو مقتضا ہے کہ کیا عذاب ہو اور کب ہو اسکو بھی وہی جانتا ہے اُسکو اختیار ہے) سو وہ لوگ (برابر) اُنکو جھٹلاتے رہے پھر اُنکو سائبان کے واقعہ نے آپکڑا بیشک وہ بڑے سخت دن کا عذاب تھا (اور) اُس (واقعہ) میں (بھی) بڑی عبرت ہے اور (باوجود اسکے) اِن (کفار مکہ) میں اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے اور بیشک آپکا رب بڑی قدرت والا بڑی رحمت والا ہے (کہ عذاب نازل کر سکتا ہے مگر مہلت دے رکھی ہے) ف ان آیات کے بعض الفاظ کی شرح پارہ ہشتم کے اخیر رکوع میں ہو چکی ہے اور اصحاب ایکہ کی تحقیق سورہ حجر کے اخیر میں مع دیگر مضامین ضروریہ متعلقہ کے گذر چکی ہے۔ اور وہ عذاب سائبان کا جیسا درمنثور میں مروی ہے یہ تھا کہ اول ان لوگوں پر گرمی مسلط ہوئی پھر ایک ابر نمودار ہوا جس سے ٹھنڈی ہوا آتی تھی سب لوگ اُسکے نیچے جمع ہو گئے اُسمیں سے آگ برسنا شروع ہوئی اور سب جل گئے ربط اوپر آیات شروع سورت میں قرآن مجید کی حقانیت مع بعض مضامین متعلقہ اسکے مذکور تھے آگے خاتمہ سورت میں عود ہے اُسی مذکور سابق کیطرف اور مضامین متعلقہ اسکے یہ ہیں تہدید منکرین دفع بعض شبہات امر بالتبلیغ و توکل فی التبلیغ۔ اور ختم ہے تہدید شدید پر

رجوع بمضمون ابتدائی یعنی حقیقت قرآن مع متعلقات آں

وَاِنَّهٗ لَتَنْزِیْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۹۲﴾ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ ﴿۱۹۳﴾ عَلٰی قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِیْنَ ﴿۱۹۴﴾ بِلِسَانٍ عَرَبِیٍّ مُّبِیْنٍ ﴿۱۹۵﴾ وَاِنَّهٗ لَفِیْ زُبُرِ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۱۹۶﴾ اَوَلَمْ یَكُنْ لَّهُمْ اٰیَةً اَنْ یَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ ﴿۱۹۷﴾ وَلَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰی بَعْضِ الْاَعْجَمِیْنَ ﴿۱۹۸﴾ فَقَرَاَهٗ عَلَیْهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ مُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۹۹﴾

اللغات الجبلۃ کخلقۃ ویقدر المضاف ای ذوی الجبلۃ کسفا جمع بمعنی قطعا الاعجمین ھو جمع اعجمی الا انہ حذف یا ء النسب منہ تخفیفا ومثلہ الاشعرین فی جمع اشعری ۱۲

كَذٰلِكَ سَلَكْنٰهُ فِىْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ۝ فَيَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝

ہم نے اسی طرح اس ایمان نہ لانے کو ان نافرمانوں کے دلوں میں ڈال رکھا ہے یہ لوگ اس پر ایمان نہ لاویں گے جب تک کہ سخت عذاب کو نہ دیکھ لیں گے جو اچانک ان کے سامنے آ کھڑا ہوگا اور ان کو خبر بھی نہ ہوگی

فَيَقُوْلُوْا هَلْ نَحْنُ مُنْظَرُوْنَ ۝ اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ۝ اَفَرَءَيْتَ اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ سِنِيْنَ ۝ ثُمَّ جَآءَهُمْ مَّا كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ۝

پھر کہیں گے کہ کیا ہم کو مہلت مل سکتی ہے — کیا یہ لوگ ہمارے عذاب کی تعجیل چاہتے ہیں — اے مخاطب ذرا بتلاؤ تو اگر ہم ان کو چند سال تک عیش میں رہنے دیں پھر جس کا ان سے وعدہ ہے وہ ان کے سر پر آ پڑے

مَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يُمَتَّعُوْنَ ۝ وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ ۝ ذِكْرٰى ۛ وَمَا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝ وَمَا تَنَزَّلَتْ

تو ان کا وہ عیش کس کام آسکتا ہے — اور جتنی بستیاں ہم نے غارت کی ہیں سب میں نصیحت کے واسطے ڈرانے والے آئے — اور ہم ظالم نہیں ہیں — اور اس کو شیاطین لے کر

بِهِ الشَّيٰطِيْنُ ۝ وَمَا يَنْۢبَغِىْ لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ۝ اِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُوْلُوْنَ ۝ فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ

نہیں آئے — اور یہ ان کے مناسب ہی نہیں اور وہ اس پر قادر بھی نہیں کیونکہ وہ شیاطین سننے سے روک دیے گئے ہیں سو تم خدا کے ساتھ کسی اور معبود کی عبادت مت کرنا کبھی تم کو

الْمُعَذَّبِيْنَ ۝ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ۝ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ فَاِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ اِنِّىْ بَرِىْٓءٌ

سزا ہونے لگے — اور آپ اپنے نزدیک کے کنبہ کو ڈرائیے — اور ان لوگوں کے ساتھ فروتنی سے پیش آئیے جو مسلمانوں میں داخل ہو کر آپ کی راہ پر چلیں اور اگر یہ لوگ آپ کا کہنا نہ مانیں تو آپ کہہ دیجیے کہ

مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ۝ الَّذِىْ يَرٰىكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ۝ وَتَقَلُّبَكَ فِى السّٰجِدِيْنَ ۝ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

تمہارے افعال سے بیزار ہوں اور آپ خدائے قادر رحیم پر توکل رکھیے — جو آپ کو جس وقت کہ آپ کھڑے ہوتے ہیں اور نمازیوں کے ساتھ آپ کی نشست و برخاست کو دیکھتا ہے — وہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے

هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ ۝ تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ۝ يُّلْقُوْنَ السَّمْعَ وَاَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ ۝ وَالشُّعَرَآءُ

کیا میں تم کو بتلاؤں کس پر شیاطین اترا کرتے ہیں — ایسے شخصوں پر اترا کرتے ہیں جو دروغ گفتار بدکردار ہوں اور جو کان لگا دیتے ہیں اور وہ بکثرت جھوٹ بولتے ہیں اور شاعروں

يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ۝ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِىْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ ۝ وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

کی راہ تو بے راہ لوگ چلا کرتے ہیں اے مخاطب کیا تم کو معلوم نہیں کہ وہ لوگ ہر میدان میں حیران پھرا کرتے ہیں اور زبان سے وہ باتیں کہتے ہیں جو کرتے نہیں ہاں مگر جو لوگ ایمان لائے اور اچھے

الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّانْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا ۝ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَىَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ۝

کام کیے اور انہوں نے کثرت سے اللہ کا ذکر کیا اور انہوں نے بعد اس کے کہ ان پر ظلم ہو چکا ہے بدلہ لیا اور عنقریب ان لوگوں کو معلوم ہو جاوے گا جنہوں نے ظلم کر رکھا ہے کہ کیسی جگہ ان کو لوٹ کر جانا ہے

ع ١١ — ١٥

كَذٰلِكَ سَلَكْنٰهُ فِىْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿٢٠٠﴾ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿٢٠١﴾ فَيَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٢٠٢﴾ فَيَقُوْلُوْا هَلْ نَحْنُ مُنْظَرُوْنَ ﴿٢٠٣﴾ اَفَبِعَذَابِنَا
يَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿٢٠٤﴾ اَفَرَءَيْتَ اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ سِنِيْنَ ﴿٢٠٥﴾ ثُمَّ جَآءَهُمْ مَّا كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴿٢٠٦﴾ مَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يُمَتَّعُوْنَ ﴿٢٠٧﴾ وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ ﴿٢٠٨﴾
ذِكْرٰى ۛ وَمَا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿٢٠٩﴾ وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيٰطِيْنُ ﴿٢١٠﴾ وَمَا يَنْۢبَغِىْ لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿٢١١﴾ اِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُوْلُوْنَ ﴿٢١٢﴾ فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ
فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِيْنَ ﴿٢١٣﴾ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ﴿٢١٤﴾ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٢١٥﴾ فَاِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ اِنِّىْ بَرِىْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿٢١٦﴾
وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ﴿٢١٧﴾ الَّذِىْ يَرٰىكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ﴿٢١٨﴾ وَتَقَلُّبَكَ فِى السّٰجِدِيْنَ ﴿٢١٩﴾ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٢٢٠﴾ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ ﴿٢٢١﴾
تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ﴿٢٢٢﴾ يُّلْقُوْنَ السَّمْعَ وَاَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ ﴿٢٢٣﴾ وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ﴿٢٢٤﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِىْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ ﴿٢٢٥﴾ وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ
مَا لَا يَفْعَلُوْنَ ﴿٢٢٦﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّانْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا ۗ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَىَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ﴿٢٢٧﴾

النحو قوله ذكرى مفعول له اى منذرون ١٢
البلاغة قوله تنزلت وتنزل عبر [illegible] الشياطين بالتنزيل [illegible]
[illegible]

وقوله وما تنزلت به الشياطين [illegible] فقد تبين بآيات [illegible]
[illegible]

[illegible]

اور یہ قرآن رب العالمین کا بھیجا ہوا ہے اسکو امانت دار فرشتہ لیکر آیا ہے آپکے قلب پر صاف عربی زبان میں تاکہ آپ (بھی) منجملہ ڈرانے والوں کے ہوں (یعنی جسطرح اور پیغمبر اپنی
اپنی امت کو احکام الٰہیہ پہونچاتے آپ بھی پہونچائیں اور اس (قرآن) کا ذکر پہلی امتوں کی (آسمانی) کتابوں میں (بھی) ہے (کہ ایک ایسی ایسی شان کا پیغمبر ہوگا اور اسپر ایسا
کلام نازل ہوگا چنانچہ تفسیر حقانی کے اس مقام کے حواشی میں چند بشارتیں نقل کی ہیں۔ آگے اس مضمون وانہ لفی زبر الاولین کی توضیح ہے یعنی) کیا ان لوگوں کے لیے (اسپر) یہ بات
دلیل نہیں ہے کہ اس (پیشینگوئی) کو علماء بنی اسرائیل جانتے ہیں (چنانچہ انمیں جو لوگ اسلام لے آئے ہیں وہ تو علی الاعلان اسکا اعتراف کرتے ہیں اور جو اسلام نہیں لائے
وہ بھی خاص خاص لوگوں کے سامنے اسکا اقرار کرتے ہیں جیسا کہ پارہ اول کے ربع پر آیت اتامرون الناس بالبر کی تفسیر میں مذکور ہوا اور ان معترفین و مقرین کا تعداد اور
گو کہ اسوقت اگر خبر آحاد تک بھی مان لیا جاوے تاہم محفوف بالقرائن ہونیکے سبب معنی تواتر حاصل تھا اور یہ احتجاج امیین عرب کے اعتبار سے ہے ورنہ لکھے پڑھے لوگ خود اصل
کتب میں دیکھ سکتے تھے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ کتب سابقہ میں تحریف نہیں ہوئی کیونکہ باوجود تحریف کے ایسے مضامین کا رہجانا زیادہ حجت ہے اور یہ احتمال کہ یہ مضامین
ہی تحریف کا نتیجہ ہوں اسلیے غلط ہے کہ اپنے ضرر کے لیے کوئی تحریف نہیں کیا کرتا یہ مضامین تو محرفین کو مضر ہیں جیسا کہ ظاہر ہے۔ یہانتک تو دعوی وانہ لتنزیل کی دو
نقلی دلیلیں یعنی ذکر فی الزبر و علم بنی اسرائیل کہ ان میں بھی ثانی اول کی دلیل ہے بیان فرمائیں) اور (آگے بضمن بیان عناد منکرین کے دعوے مذکورہ کی عقلی دلیل کیطرف
اشارہ ہے کہ اعجاز ہے یعنی یہ لوگ ایسے معاند ہیں کہ) اگر (بالفرض) ہم اس (قرآن) کو کسی عجمی (غیر عربی) پر نازل کر دیتے پھر وہ (عجمی) انکے سامنے اسکو پڑھ بھی دیتا جس میں
اعجاز موجود اور زیادہ ظاہر ہوتا کیونکہ اس منزل علیہ کو عربیت پر اصلا قدرت نہ ہوتی اور اب گو عربیت کے درجہ اعجاز پر قدرت نہیں مگر نفس عربیت پر تو قدرت ہے
اسلیے اس صورت میں اعجاز بہت ہی زیادہ واضح ہوتا اور اصلا شبہ کو سرسری نظر میں بھی گنجایش نہ ہوتی لیکن) یہ لوگ (بوجہ غایت عناد) تب بھی اسکو نہ مانتے
(آگے حضور کی تسلی کیواسطے انکے ایمان لانے سے ناامیدی دلاتے ہیں یعنی) ہم نے اسی طرح (شدت و اصرار کے ساتھ) اس ایمان نہ لانے کو ان نافرمانوں کے دلوں میں
ڈال رکھا ہے (یعنی کفر میں شدید اور اسپر مصر ہیں اور اس شدت و اصرار کیوجہ سے) یہ لوگ اس (قرآن) پر ایمان نہ لاوینگے جبتک کہ سخت عذاب کو (مرنے کے وقت یا برزخ میں
یا آخرت میں) نہ دیکھ لینگے جو اچانک انکے سامنے آکھڑا ہوگا اور انکو (پہلے سے) خبر بھی نہ ہوگی پھر (اسوقت جان کی بنی کو) کہینگے کہ کیا (کسی طور پر) ہمکو (کچھ)
مہلت مل سکتی ہے (لیکن وہ وقت نہ مہلت کا ہے نہ قبول ایمان کا اور وہ کفار ایسے مضامین وعید و عذاب کے سنکر براہ انکار عذاب کا تقاضا کیا کرتے تھے ربنا عجل لنا قطنا
وان کان ھذا ھو الحق من عندک فامطر علینا حجارۃ اور مہلت کو جو کہ استدراج ہے دلیل عدم وقوع عذاب کی ٹھہراتے تھے آگے اسکا جواب ہے کہ) کیا (ہماری وعید
کو سنکر) یہ لوگ ہمارے عذاب کی تعجیل چاہتے ہیں (جسکا منشاء انکار ہے یعنی باوجود قیام دلائل صدق خبر کے پھر بھی انکار کرتے ہیں رہا مہلت کو بنائے انکار قرار دینا
سخت غلطی ہے کیونکہ) اے مخاطب ذرا بتلاؤ تو اگر ہم انکو چند سال تک عیش میں رہنے دیں پھر جس (عذاب) کا انسے وعدہ ہے وہ انکے سر پر آپڑے تو انکا وہ عیش
کس کام آسکتا ہے (یعنی یہ عیش جو براہ امہال ہے تخفیف عذاب تام میں تو موثر ہے ہی نہیں اور عدم عذاب میں تو اسکو کیا دخل ہوتا پس انکا یہ استدلال محض لغو ہے)
اور (مہلت دینا حکمت کیوجہ سے چند روز تک خواہ کم یا زیادہ کچھ ان ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ امم سابقہ کو بھی مہلتیں ملی ہیں چنانچہ) جتنی بستیاں (منکرین کی) ہم نے
(عذاب سے) غارت کی ہیں سب میں نصیحت کے واسطے ڈرانیوالے (پیغمبر) آئے (جب نہ مانا تو عذاب نازل ہوا) اور ہم (صورۃ بھی) ظالم نہیں ہیں (مطلب یہ کہ امہال سے جو مقصود
ہے یعنی اتمام حجت و قطع عذر وہ سب کے لیے رہا پیغمبروں کا آنا سمجھانا یہ بھی تو مستلزم مہلت ہے مگر پھر بھی اہلاک مرتب ہوا پس ان واقعات سے حکمت امہال بھی معلوم ہوگئی اور
عدم تنافی امہال اور عذاب میں بھی ثابت ہوگئی اور صورۃ اسلیے کہا گیا کہ حقیقۃ تو کسی حالت میں بھی ظلم نہ ہوتا آگے پھر مقصود اول یعنی مضمون وانہ لتنزیل الخ کیطرف رجوع
ہے اور درمیان میں یہ مضامین بمناسبت حال منکرین کے مذکور ہوئے تھے اور حاصل مضمون آیندہ کا دفع شبہات متعلقہ صدق قرآن ہے بس ایک شبہ تو اسکے منزل من اللہ
رب العالمین ہونے پر یہ تھا کہ جیسے عرب میں پہلے سے کاہن ہوتے آتے تھے نعوذ باللہ آپکی نسبت بھی بعضے کفار یہی کہتے تھے کما فی الدر عن ابن زید و فی البخاری قول امرأۃ لہ صلی اللہ علیہ
وسلم انما استبطأ الوحی ترکک شیطانک۔ سو اسکا جواب ہے کہ یہ رب العالمین کا نازل کیا ہوا ہے) اور اسکو شیاطین (جو کاہنوں کے پاس آیا کرتے تھے) لیکر نہیں آئے اور (اسکا وقوع تو کیا محتمل ہوتا
خود امکان بھی بوجہ امتناع بالغیر کے محتمل نہیں ہے کیونکہ اسکے دو مانع قوی موجود ہیں ایک تو صفت اقتضائیہ شیاطین کی یعنی شیطنت جسکے سبب) یہ (قرآن) ان (کی حالت) کے مناسب ہی
نہیں (کیونکہ قرآن سراپا ہدایت اور شیطان سراپا ضلالت نہ انکو ایسے مضامین کی آمد ہو سکتی ہے اور نہ ایسے مضامین کے شیوع سے انکی غرض کہ اضلال خلق ہے پوری ہو سکتی ہے ایک
مانع تو یہ ہوا) اور (دوسرا مانع ایک امر مباین خارج ہے وہ یہ کہ) وہ اسپر قادر بھی نہیں ہیں کیونکہ وہ شیاطین (وحی آسمانی) سننے سے روک دیے گئے ہیں (چنانچہ کاہنوں اور مشرکوں سے انکے جنات
نے اپنی ناکامی کا خود اعتراف کیا جسکی انہوں نے اور انکو بھی خبر دی چنانچہ بخاری میں ایسے قصص باب اسلام عمرؓ میں مذکور ہیں اور مراد اس سے شہاب ثاقب سے مرجوم ہونا ہے جسکا مسودہ حجر و دیگر کتب میں

ملحقات الترجمۃ

ملہ قولہ فی علی قلبک ور قولہ بلسان ما بینہما بیان اشارۃ الی ان کلیہما متعلق بنزل ۱۲
ملہ قولہ فی وانہ لفی زبر ذکر اشارۃ الی تقدیر المضاف منہ کما یقال فلان فی دفتر الامیر ای اسمہ و ذکرہ ۱۲
ملہ قولہ سلکنہ ایمان نہ لانے فیہ اشارۃ الی ان الضمیر المتصل بہ راجع الی عدم الایمان المدلول بقولہ ما کانوا بہ مؤمنین ۱۲
ملہ قولہ افبعذابنا وعید کو سنکر اشارۃ الی معنی الفاء وقولہ یستعجلون انکار اشارۃ الی ان المقصود انکار العذاب الذی ھو عبرۃ بالاستعجال المقصود الخ

اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِاَهْلِهٖٓ اِنِّیْٓ اٰنَسْتُ نَارًا ؕ سَاٰتِیْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ اٰتِیْكُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ۝

جبکہ موسیٰ نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ میں نے آگ دیکھی ہے میں ابھی وہاں سے کوئی خبر لاتا ہوں یا تمہارے پاس آگ کا شعلہ کسی لکڑی وغیرہ میں لگا ہوا لاتا ہوں تاکہ تم سینک لو

فَلَمَّا جَآءَهَا نُوْدِیَ اَنْۢ بُوْرِكَ مَنْ فِی النَّارِ وَ مَنْ حَوْلَهَا ؕ وَ سُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ یٰمُوْسٰۤى اِنَّهٗۤ اَنَا

سو جب اُسکے پاس پہونچے تو اُنکو آواز دی گئی کہ جو اس آگ کے اندر ہیں اُن پر بھی برکت ہو اور جو اسکے پاس ہیں اسپر بھی اور اللہ رب العالمین پاک ہے اے موسیٰ بات یہ ہے کہ میں

اللّٰهُ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝ وَ اَلْقِ عَصَاكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّ لَمْ یُعَقِّبْ ؕ یٰمُوْسٰى

اللہ ہوں زبردست حکمت والا اور تم اپنا عصا ڈالدو سو جب انہوں نے اُس کو اس طرح حرکت کرتے دیکھا جیسے سانپ ہو تو وہ پیٹھ پھیر کر بھاگے اور پیچھے پھر کر بھی تو نہ دیکھا اے موسیٰ

لَا تَخَفْ ۫ اِنِّیْ لَا یَخَافُ لَدَیَّ الْمُرْسَلُوْنَ ۝ۗۖ اِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًۢا بَعْدَ سُوْٓءٍ فَاِنِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝

ڈرو نہیں اور ہمارے حضور میں پیغمبر نہیں ڈرا کرتے ہاں مگر جس سے کوئی قصور ہو جاوے پھر برائی کے بعد بجائے اُسکے نیک کام کرے تو میں مغفرت والا رحمت والا ہوں

وَ اَدْخِلْ یَدَكَ فِیْ جَیْبِكَ تَخْرُجْ بَیْضَآءَ مِنْ غَیْرِ سُوْٓءٍ ۫ فِیْ تِسْعِ اٰیٰتٍ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ قَوْمِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا

اور تم اپنا ہاتھ اپنے گریبان کے اندر لیجاؤ وہ بلا کسی عیب کے روشن ہو کر نکلے گا نو معجزوں میں فرعون اور اُس کی قوم کی طرف وہ بڑے حد سے نکل جانے والے لوگ ہیں

فٰسِقِیْنَ ۝ فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ اٰیٰتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ۝ۚ وَ جَحَدُوْا بِهَا وَ اسْتَیْقَنَتْهَاۤ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّ عُلُوًّا ؕ

غرض جب اُن لوگوں کے پاس ہمارے معجزے پہونچے نہایت واضح تو وہ لوگ بولے یہ صریح جادو ہے اور ظلم اور تکبر کی راہ سے اُنکے منکر ہو گئے حالانکہ اُنکے دلوں نے انکا یقین کر لیا تھا

فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِیْنَ ۝

سو دیکھیے کیسا انجام ہوا اُن مفسدوں کا

ع ۱ ۱۴ ۱۶

(۱) انکی نظر میں مرغوب کر رکھے ہیں سو وہ (اپنے اس جہل مرکب میں حق سے دور) بھٹکتے پھرتے ہیں (چنانچہ نہ انکے عقائد درست ہیں نہ اعمال اسلیئے وہ قرآن کو بھی نہیں مانتے سو جیسے قرآن اہل ایمان کو بشارت سناتا تھا انکو وعید سناتا ہے کہ) یہ وہ لوگ ہیں جنکے لیے (دنیا میں مرنے کے وقت بھی) سخت عذاب (ہونیوالا) ہے اور وہ لوگ آخرت میں (بھی) سخت خسارہ میں ہیں (کہ کبھی نجات ہی نہ ہوگی) اور (گو یہ منکر قرآن کو نہ مانیں مگر) آپکو بالیقین ایک بڑی حکمت والے علم والے کی جانب سے قرآن دیا جا رہا ہے (آپ اس نعمت کے سرور میں انکے انکار سے محزون نہ ہوجیے) **ف** گو اہل کتاب بھی آخرت کے قائل تھے مگر اسمیں بہت سی غلط باتیں ملا دینے سے وہ اقرار معتد بہ نہ رہا تھا جسکی طرف احقر نے ترجمہ میں لفظ پورا سے اشارہ کر دیا ہے ربط اوپر اثبات تھا وحی و رسالت کا آگے اسکی تائید کے لیے بعض قصص مذکور ہوتے ہیں جو دو طور پر اسکے مؤید ہیں اول حضور اُمی تھے نہ کچھ پڑھا تھا نہ کسی لکھے پڑھے کی صحبت میں بیٹھے تھے پھر گذشتہ کتابی قصوں کو صحیح صحیح بیان فرمانا مؤید ہے صاحب وحی ہونے کا۔ دوم کفار نبوت کو مستبعد سمجھتے تھے اور انبیاء کے ذکر سے استبعاد کا دفعیہ ہو گیا کہ نبوت کوئی انوکھی بات نہیں۔ اور دو تعلق مضمون رسالت سے اور ہیں اول آپکی تسلی ہے کہ اور انبیاء کے بھی مصدق و مکذب ہوتے آئے ہیں آپ اس سے غم نہ کیجیے۔ دوم منکرین کو وعید ہے کہ انبیاء کے انکار کا انجام خسران ہے تمکو بھی یہ روز بد دیکھنا ہے +

قصہ اوّل موسیٰ علیہ السلام

اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِاَهْلِهٖٓ اِنِّیْٓ اٰنَسْتُ نَارًا ؕ سَاٰتِیْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ اٰتِیْكُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ۝ فَلَمَّا جَآءَهَا نُوْدِیَ اَنْۢ بُوْرِكَ مَنْ فِی النَّارِ وَ مَنْ حَوْلَهَا ؕ وَ سُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ یٰمُوْسٰۤى اِنَّهٗۤ اَنَا اللّٰهُ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝ وَ اَلْقِ عَصَاكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّ لَمْ یُعَقِّبْ ؕ یٰمُوْسٰى لَا تَخَفْ ۫ اِنِّیْ لَا یَخَافُ لَدَیَّ الْمُرْسَلُوْنَ ۝ۗۖ (۱۰) اِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًۢا بَعْدَ سُوْٓءٍ فَاِنِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ وَ اَدْخِلْ یَدَكَ فِیْ جَیْبِكَ تَخْرُجْ بَیْضَآءَ مِنْ غَیْرِ سُوْٓءٍ ۫ فِیْ تِسْعِ اٰیٰتٍ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ قَوْمِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِیْنَ ۝ فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ اٰیٰتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ۝ۚ وَ جَحَدُوْا بِهَا وَ اسْتَیْقَنَتْهَاۤ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّ عُلُوًّا ؕ فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِیْنَ ۝ (۱۴)

اللغات الجان الحیۃ الصغیرۃ السریعۃ الحرکۃ لم یعقب لم یرجع علی عقبیہ لم یلتفت شھاب شعلۃ قبس فی حلہ قولہ بدل التبدیل قد یتعدی الی مفعولین بنفسہ وقد یتعدی الی احدہما بنفسہ الی الآخر بالباء او بمن وھو المذھوب والمبدل منہ وقد یتعدی الی المعاصد۔ وقد یتعدی الی احدہما وھو المبدل منہ بالباء والیمین لکانہ قیل ثم بدل ظلمہ او من ظلمہ حسنا ویشیر الیہ قولہ تعالی بعد سوء النحو قولہ ان بورک ای بعض قراءتی ابو رک تعز الہ الق عطف علی بورک کما فی آیۃ اخری ان الق قولہ بقبس بدل من شہاب ان شہاب

قد یکون غیر مقبوس کالشہاب الثاقب قولہ انہ انا الضمیر للشان قولہ الا من ظلم متصل ای فہو یخاف قولہ ثم بدل لیس معطوفا علی ظلم وانما الیہ من کون المبدل خائفا وھو خلاف المقصود بل ھو معطوف علی مستانف محذوف دل علیہ الکلام کانہ قیل لا یخاف لدی المرسلون الا من ظلم فانہ یخاف فمن ظلم ثم بدل ای تاب غفر لہ فلا یخاف وحاصلہ الا من ظلم فانہ یخاف الا ان یتوب ودل عنہ الخوف بالتوبۃ البلاغۃ قولہ بدل عدل الیہ مما یقتضیہ الظاہر من ان یقال ثم تاب قولہ مبصرۃ ای منصوبۃ جعل الابصار لہا

(اُس وقت کا قصہ ذکر کیجیے) جبکہ (مدین سے آتے ہوئے جب کوہ طور کے قریب رات کو سردی کے وقت پہونچے جبکہ مصر کی راہ بھی بھول گئے تھے) موسے (علیہ السلام) نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ میں نے (طور کی طرف) آگ دیکھی ہے میں ابھی (جاکر) وہاں سے (یا تو رستہ کی) کوئی خبر لاتا ہوں یا تمہارے پاس (وہاں سے) آگ کا شعلہ کسی لکڑی وغیرہ میں لگا ہوا لاتا ہوں تاکہ تم سینک لو سو جب اُس (آگ) کے پاس پہونچے تو اُن کو (منجانب اللہ) آواز دی گئی کہ جو اس آگ کے اندر ہیں (یعنی فرشتے) اُن پر بھی برکت ہو اور جو اس (آگ) کے پاس ہے (یعنی موسیٰ) اُسپر بھی (برکت ہو یہ دعا بطور تحیت وسلام کے ہے جیسا آنے کے وقت آنے والا یا جس کے پاس آیا جاوے وہ سلام کیا کرتا ہے چونکہ موسیٰ علیہ السلام جانتے نہ تھے کہ یہ نور انوار الٰہیہ سے ہے اس لیے خود سلام نہیں کرسکے تو منجانب اللہ ان کے انس کے لیے سلام ارشاد ہوا۔ اور فرشتوں کو ملا لینا شاید اس لیے ہو کہ ایسا ہی سلام خاص ناشی عن القرب ہو جیسا فرشتوں کو ہوا کرتا ہے) اور (اس امر کے تبلانے کے لیے کہ یہ نور جو بشکل نار ہے خود ذات واجب نہیں ہے ارشاد فرمادیا کہ) اللہ رب العالمین (جہات وحدود و مقداروں وغیرہ سے) پاک ہے (اور یہ نوران قیود سے مقید ہے پس یہ ذات نہیں ہے اور موسیٰ علیہ السلام اگر اس مسئلہ سے خالی الذہن ہوں تو انکی تعلیم ہے اور اگر دلائل عقلیہ و فطرت صائبہ سے پہلے سے معلوم ہو تو زیادت تفہیم ہے۔ اسکے بعد ارشاد ہوا کہ) اے موسیٰ بات یہ ہے کہ میں (جو کہ بے کیف کلام کر رہا ہوں) اللہ ہوں زبردست حکمت والا اور (اے موسیٰ) تم اپنا عصا (زمین پر) ڈالدو (چنانچہ انہوں نے ڈالدیا تو وہ اژدہا بنکر لہرانے لگا) سو جب اُنہوں نے اُسکو اس طرح حرکت کرتے دیکھا جیسے سانپ ہو تو وہ پیٹھ پھیر کر بھاگے اور پیچھے مڑ کر بھی تو نہ دیکھا (ارشاد ہوا کہ) اے موسیٰ ڈرو نہیں (کیونکہ ہم نے تمکو پیغمبری دی ہے) اور ہمارے حضور میں (یعنی خلعت پیغمبری کے عطا ہونے کے وقت) پیغمبر (ایسی چیزوں سے جو کہ خود انکی پیغمبری کی دلیل یعنی معجزات ہوں) نہیں ڈرا کرتے (مراد اس صورت خبر سے معنی انشا ہے یعنی ڈرنا نہ چاہیے) ہاں مگر جس سے کوئی قصور (یعنی لغزش سرزد) ہوجاوے (اور وہ اُس لغزش کو یاد کرکے ڈرے تو مضائقہ نہیں لیکن اُسکی نسبت بھی یہ قاعدہ ہے کہ اگر قصور ہو جاوے اور) پھر برائی (ہوجانے) کے بعد بجائے اسکے نیک کام کرے (یعنی توبہ کرلے) تو میں (اُسکو بھی معاف کردیتا ہوں کیونکہ میں) مغفرت والا رحمت والا ہوں (یہ اسلیے فرمادیا کہ اس انقلاب عصا سے مطمئن ہوجانیکے بعد کبھی اپنا قصہ قتل قبطی کا یاد کرکے پریشان ہوں اسلیے اس سے بھی مطمئن فرمادیا تاکہ توحش جاتا رہے) اور (اے موسیٰ اس معجزۂ عصا کے سوا ایک معجزہ اور بھی عطا ہوتا ہے وہ یہ کہ) تم اپنا ہاتھ اپنے گریبان کے اندر لیجاؤ (اور پھر نکالو تو) وہ بلا کسی عیب (یعنی بلا کسی مرض برص وغیرہ) کے (نہایت) روشن ہوکر نکلیگا (اور یہ دونوں معجزے اُن) نو معجزوں میں (سے ہیں جنکے ساتھ تمکو) فرعون اور اُسکی قوم کی طرف (بھیجا جاتا ہے کیونکہ) وہ بڑے حد سے نکلجانے والے لوگ ہیں غرض جب اُن لوگوں کے پاس ہمارے (دیے ہوئے) معجزے پہونچے (جو) نہایت واضح (الدلالت تھے یعنی ابتدائے دعوت میں دو معجزے دکھلائے گئے تھے پھر وقتاً فوقتاً بقیہ دکھائے جاتے رہے) تو وہ لوگ (اُن سب کو دیکھکر بھی) بولے یہ صریح جادو ہے اور (غضب تو یہ تھا کہ) ظلم اور تکبر کی راہ سے اُن (معجزات) کے (بالکل) منکر ہوگئے حالانکہ (اندر) اُن کے دلوں نے انکا یقین کرلیا تھا سو دیکھیے کیسا (برا) انجام ہوا اُن مفسدوں کا (کہ دُنیا میں غرق اور آخرت میں حرق کی سزا پائی) **ف** لفظ اھل کا مصداق اور جملہ امکثوا کا حاصل سورہ طٰہٰ کی تفسیر میں گذرچکا ہے اور اس عصا کو استحالہ کے بعد کہیں ثعبان اور کہیں جان کہنے کی توجیہ اور آیات تسعہ کی فہرست بھی تفسیر سورہ اعراف میں لکھی گئی ہے اور اس سانپ سے ڈر جانے کا سبب بھی سورہ طٰہٰ کی تفسیر میں لکھا گیا ہے یعنی یہ یا طبعی ہے اور یا عقلی بوجہ اسکے کہ اس تبدیل میں کسی مخلوق کا واسطہ نہ تھا اور یہ دونوں خوف منافی شان نبوت کے نہیں پھر لا تخف الخ سے جو ازالۂ خوف کیا گیا اسکی تقریر اول تقدیر پر یہ ہوگی کہ ایک کیفیت طبعی پر جب دوسری کیفیت طبعیہ غالب آجاتی ہے تو پہلی کیفیت زائل و مضمحل ہوجاتی ہے پس تم یہ سمجھو کہ ہمنے تمکو نبوت دی ہے اس عنایت متجددہ کا سرور طبعاً ایسا غالب ہوگا کہ اُس خوف کا اثر نہ رہیگا۔ اور دوسری تقدیر پر یہ تقریر ہوگی کہ ہرچند کہ حوادث انبیاء پر بھی آتے ہیں مگر ہم اپنی عادت سے اطلاع دیتے ہیں کہ خود معجزات سے اور بالخصوص عطائے نبوت کے وقت ابتلاء و تضرر نہیں ہوا کرتا پس اب خوف عقلی نہ رہیگا۔ اور چونکہ انبیاء کو اعلام حق ہی سے علم نبوت کا ہوتا ہے اسلیے قبل علم لعطاء نبوت ان خوفوں کا ہونا محل اشکال نہیں۔ اور چونکہ وہ قبطی مقتول حربی مباح الدم فی نفسہ تھا اسلیے اُسکا قتل حق العبد نہیں ہے البتہ استیمان صوری کا نقض حق اللہ ہے اسلیے معاف کردیا گیا خصوص جبکہ وہ خطاءً تھا۔ اور باوجود یقین قلبی کے فرعون وغیرہ کا ایمان نہ ہونا پارہ دوم رکوع اول آیت یعرفونہ الخ کے مضمون فائدہ سے معلوم ہوسکتا ہے۔ اور سورۂ طٰہٰ میں موسیٰ علیہ السلام کا قول ہے لعلی اٰتیکم اور یہاں بطور جزم کے ہے مگر مراد یہاں بھی ترجی و بناء علی الظن ہے پس دونوں میں کوئی تدافع نہیں اور ظلماً و علواً میں فرق یہ ہے کہ اول سے مراد آیات کو اُنکے رتبہ سے گھٹانا ہے کقولہ تعالیٰ فی الاعراف ثم بعثنا من بعدھم موسیٰ بایٰتنا الیٰ فرعون وملائہ فظلموا بھا اور ثانی سے مراد انکو اپنے مرتبہ سے بڑھانا

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ وَسُلَیْمٰنَ عِلْمًا ۚ وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ فَضَّلَنَا عَلٰی كَثِیْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝

اور ہم نے داؤد اور سلیمان کو علم عطا فرمایا — اور اُن دونوں نے کہا کہ تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے سزاوار ہیں جس نے ہم کو اپنے بہت سے ایمان والے بندوں پر فضیلت دی ۔

وَوَرِثَ سُلَیْمٰنُ دَاوٗدَ وَقَالَ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّیْرِ وَاُوْتِیْنَا مِنْ كُلِّ شَیْءٍ ؕ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ

اور داؤد کے قائم مقام سلیمان ہوئے اور اُنھوں نے کہا کہ اے لوگو — ہم کو پرندوں کی بولی کی تعلیم کی گئی ہے اور ہم کو ہر قسم کی چیزیں دی گئی ہیں — واقعی یہ

الْفَضْلُ الْمُبِیْنُ ۝ وَحُشِرَ لِسُلَیْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّیْرِ فَهُمْ یُوْزَعُوْنَ ۝ حَتّٰۤی اِذَاۤ اَتَوْا عَلٰی

صاف فضل ہے — اور سلیمان کے لیے اُن کا لشکر جمع کیا گیا — جن بھی اور انسان بھی اور پرندے بھی اور اُن کو روکا جاتا تھا — یہاں تک کہ جب وہ

وَادِ النَّمْلِ ۙ قَالَتْ نَمْلَةٌ یّٰۤاَیُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا یَحْطِمَنَّكُمْ سُلَیْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ ۙ وَهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ۝

چیونٹیوں کے ایک میدان میں آئے تو ایک چیونٹی نے کہا کہ اے چیونٹیو اپنے اپنے سوراخوں میں جا گھسو کہیں تم کو سلیمان اور اُن کا لشکر بے خبری میں — نہ کچل ڈالیں

فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْۤ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ

سلیمان اُسکی بات سے مسکراتے ہوئے ہنس پڑے اور کہنے لگے کہ اے میرے رب مجکو اس پر مداومت دیجیے کہ میں آپکی اُن نعمتوں کا شکر کیا کروں جو آپ نے مجکو اور میرے ماں باپ کو عطا فرمائی ہیں

وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِكَ فِیْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِیْنَ ۝

اور میں نیک کام کیا کروں جس سے آپ خوش ہوں — اور مجکو اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں داخل رکھیے

قصۂ دوم داؤد علیہ السلام اجمالاً و سلیمان علیہ السلام تفصیلاً

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ وَسُلَیْمٰنَ عِلْمًا ۚ وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ فَضَّلَنَا عَلٰی كَثِیْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ وَوَرِثَ سُلَیْمٰنُ دَاوٗدَ وَقَالَ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّیْرِ وَاُوْتِیْنَا مِنْ كُلِّ شَیْءٍ ؕ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِیْنُ ۝ وَحُشِرَ لِسُلَیْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّیْرِ فَهُمْ یُوْزَعُوْنَ ۝ حَتّٰۤی اِذَاۤ اَتَوْا عَلٰی وَادِ النَّمْلِ ۙ قَالَتْ نَمْلَةٌ یّٰۤاَیُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا یَحْطِمَنَّكُمْ سُلَیْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ ۙ وَهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ۝ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْۤ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِكَ فِیْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِیْنَ ۝ اور ہم نے داؤد (علیہ السلام) اور سلیمان (علیہ السلام) کو (شریعت اور سلطنت کا) علم عطا فرمایا اور اُن دونوں نے (ادائے شکر کے لیے) کہا کہ تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے سزاوار ہیں جسنے ہمکو اپنے بہت سے ایمان والے بندوں پر فضیلت دی اور داؤد (علیہ السلام) کی وفات کے بعد اُن کے قائم مقام سلیمان (علیہ السلام) ہوئے (یعنی اُنکو سلطنت وغیرہ ملی) اور اُنہوں نے (اظہارِ شکر و تحدیث بالنعمۃ کے لیے) کہا کہ اے لوگو ہمکو پرندوں کی بولی (سمجھنے) کی تعلیم کیگئی ہے (جو اور سلاطین کو میسر نہیں) اور ہمکو (سامانِ سلطنت کے متعلق) ہر قسم کی (ضروری) چیزیں دیگئی ہیں (جیسے فوج و لشکر و مال و آلاتِ حرب وغیرہا) واقعی یہ (اللہ تعالیٰ کا) صاف فضل ہے اور سلیمان (علیہ السلام) کے پاس سامانِ سلطنت بھی عجیب غریب تھا چنانچہ اُن کے لیے (جو) اُنکا لشکر جمع کیا گیا (تھا اُنمیں) جن بھی (تھے) اور انسان بھی اور پرندے بھی (جو کسی بادشاہ کے مسخر نہیں ہوتے) اور (پھر تھے بھی اس کثرت سے کہ) اُنکو (چلنے کے وقت) روکا جایا کرتا تھا (تاکہ متفرق نہو جاویں پیچھے والے بھی پہونچ جاویں یہ بات عادۃً غایت کثرت میں ہوتی ہے کیونکہ تھوڑے مجمع میں تو اگلا آدمی خود ہی ایسے وقت رُک جاتا ہے اور بڑے مجمع میں اگلوں کو پچھلوں کی خبر بھی نہیں ہوتی اسلیے اسکا انتظام کرنا پڑتا ہے ایکبار اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ تشریف لیے جاتے تھے) یہانتک کہ جب چیونٹیوں کے ایک میدان میں آئے تو ایک چیونٹی نے (دوسری چیونٹیوں سے) کہا کہ اے چیونٹیو اپنے اپنے سوراخوں میں جا گھسو کہیں تمکو سلیمان اور اُنکا لشکر بے خبری میں نہ کچل ڈالیں سلیمان (علیہ السلام) اُسکی بات سنکر اور ایکی

اللغات قوله فهم یوزعون من الوزع الحبس ای یحبس اولهم لآخرهم من الکثرة — قوله اوزعنی الهمنی انبع شکرک ای الغزو و تطلا ینفلت منی وهو مجاز عن الملازمة والمداومة قوله حتی ابتدائیة قوله نملة التاء للوحدة وتانیث الفعل لمراعاة ظاهر التانیث

البلاغة قوله فضلنا علی کثیر و بلا یفضل بعضا علینا بحکم العرف من طبع التساوی فی شدة من الاعتبار و جعل التقابل بین المفضل و المفضل علیه الا تری انهم لو قالوا الافضل من فیه فهمت فضل من الکل کذا فی الروح — قوله جنوده من الجن الخ التخصیص بالثلاثة لا ینفی غیرها لان تخصیصها کما فی الروح عن محمد بن کعب باعتبار تسخیر الوحش له علیه السلام وتقدیم الجن للمسارعة الی الایذان بکمال

قوله ذکر علیه السلام و عزة سلطانه من اول الامر لان الجن طائفة عاتیة وقبیلة باغیة ولم یقدم الطیر علی الانس مع ان تسخیرها اشق ابعد واول علی قوة الملک لئلا یفصل بین الجن والانس المتقابلین المشترکین فی کثیر من الاحکام کذا فی الروح — قلت لم یقدم الطیر علی الجن لان تسخیر الجن اشق من تسخیر الطیر فان بعض الطیور یسخره عامة الناس — قوله لا یحطمنکم النهی فی الظاهر لسلیمان علیه السلام وجنوده وهو فی الحقیقة نهی علی طریق الکنایة للنمل عن التوقف حتی تحطم قوله لا یشعرون فیه مراعاة حسن الادب — قوله فتبسم ضاحکا ای تجاوزا من التبسم الی الضحک و لم یقل فتبسم لیکون للمقصود فیها لافادة التجاوز الی الضحک — وفیه اشعار بقوة تاثیر قولها فیه علیه السلام و لم یقل ضحک لئلا یدل علی هذا التجاوز من التبسم الی الضحک الدال علی قوة التاثیر

وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَا أَرَى الْهُدْهُدَ أَمْ كَانَ مِنَ الْغَائِبِينَ ۝ لَأُعَذِّبَنَّهُ عَذَابًا شَدِيدًا أَوْ

اور سلیمان نے پرندوں کی حاضری لی تو فرمانے لگے کہ کیا بات ہے کہ میں ہدہد کو نہیں دیکھتا کیا کہیں غائب ہو گیا ہے میں اسکو سخت سزا دونگا یا

لَأَاذْبَحَنَّهُ أَوْ لَيَأْتِيَنِّي بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ۝ فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيدٍ فَقَالَ أَحَطتُ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهِ وَجِئْتُكَ مِن

اسکو ذبح کر ڈالونگا یا وہ کوئی صاف حجت میرے سامنے پیش کرے سو تھوڑی ہی دیر میں وہ آگیا اور کہنے لگا کہ میں ایسی بات معلوم کر کے آیا ہوں جو آپکو معلوم نہیں ہوئی اور میں آپ کے پاس

سَبَإٍ بِنَبَإٍ يَقِينٍ ۝ إِنِّي وَجَدتُّ امْرَأَةً تَمْلِكُهُمْ وَأُوتِيَتْ مِن كُلِّ شَيْءٍ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ ۝ وَجَدتُّهَا وَقَوْمَهَا

قبیلۂ سبا کی ایک تحقیقی خبر لایا ہوں میں نے ایک عورت کو دیکھا کہ وہ اُن لوگوں پر بادشاہی کر رہی ہے اور اُسکو ہر قسم کا سامان میسر ہے اور اُسکے پاس ایک بڑا تخت ہے میں نے اُسکو اور اُسکی قوم کو دیکھا

يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِن دُونِ اللَّهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُونَ ۝

کہ وہ خدا کو چھوڑکر آفتاب کو سجدہ کرتے ہیں اور شیطان نے اُن کے اعمال کو اُن کی نظر میں مرغوب کر رکھا ہے اور انکو راہ سے روک رکھا ہے سو وہ راہ پر نہیں چلتے

أَلَّا يَسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ۝

کہ اُس خدا کو سجدہ نہیں کرتے جو آسمان اور زمین کی پوشیدہ چیزوں کو باہر لاتا ہے اور تم لوگ جو کچھ پوشیدہ رکھتے ہو اور جو کچھ ظاہر کرتے ہو وہ سب کو جانتا ہے

بات سے (متعجب ہو کر کہ اس صغر جثہ پر یہ ہوشیاری اور احتیاط) مسکراتے ہوئے ہنس پڑے اور (یہ دیکھ کر کہ میں اسکی بولی سمجھ گیا جو کہ معجزہ ہونے کیوجہ ایک نعمت عظیمہ ہے اور نعمتیں بھی یاد آگئیں اور) کہنے لگے کہ اے میرے رب مجکو اسپر مداومت دیجیے کہ میں آپ کی اُن نعمتوں کا شکر کیا کروں جو آپنے مجکو اور میرے ماں باپ کو عطا فرمائی ہیں (ایمان اور علم سب کو اور نبوۃ خود کو اور والد کو) اور (اسپر بھی مداومت دیجیے کہ) میں نیک کام کیا کروں جس سے آپ خوش ہوں (یعنی عمل مقبول عنایت ہو کیونکہ اگر فی نفسہ صالح ہوا اور بوجہ اخلال آداب و شرائط کے مقبول نہ ہو وہ غیر مطلوب ہے) اور مجکو اپنی رحمت (خاصہ) سے اپنے (اعلےٰ درجہ کے) نیک بندوں (یعنی انبیاء) میں داخل رکھیے (یعنی قرب کو کبھی مبدل بہ بُعد نہ کیجیے) **ف** فضلنا علی کثیر اسلیے فرمایا کہ بعض انبیاء علیہم السلام کو حق تعالیٰ نے ان پر فضیلت دی ہے کما قال تعالیٰ و فضلنا بعض النبیین علی بعض۔ اور ورث سے مراد وہ میراث اصطلاحی نہیں ہے کہ حدیث میں تصریح ہے وہ میراث انبیاء علیہم السلام کے مال میں نہیں ہوتی بلکہ محض جانشینی اشاعۃ احکام و اصلاح انام اور ملکی انتظام میں اور ظاہر ہے کہ یہ اموال نہیں ہیں۔ اور روح میں کلینی سے ابو عبداللہ یعنی حضرت جعفر صادق کا قول نقل کیا ہے ان سلیمان ورث داؤد وان محمدا صلی اللہ علیہ وسلم ورث سلیمان اور ظاہر ہے کہ جملہ ثانیہ میں میراث اصطلاحی کا احتمال ہی نہیں پس یہ قرینہ ہے تفسیر جملہ اولیٰ کا۔ اور علمنا میں صیغہ جمع کا داؤد علیہ السلام کو شامل کرنے کے لیے نہیں ہے کہ انکا سمجھنا منطق الطیر کو ثابت نہیں بلکہ شاہانہ محاورہ ہے جس سے مقصود ترفع نہیں بلکہ رعایا پر رعب بٹھلانا تاکہ حدود اطاعۃ فی الشرع سے خارج نہ ہوں اور قصہ نمل سے معلوم ہوتا ہے کہ جانوروں کی بولی سمجھنے میں صرف طیر کی تخصیص نہ تھی بلکہ غیر طیر کی بھی سمجھتے تھے باقی اسکی تصریح نہیں ہے کہ کوئی صنف حیوانات کی اس سے مستثنےٰ تھی یا نہیں اور ظاہر یہ ہے کہ یہ جانور آدمیوں کی بولی نہ بولتے تھے بلکہ وہی اصوات جنکو حیوانات اپنی اغراض و مقاصد کے لیے استعمال کرتے ہیں سلیمان علیہ السلام کو مفہوم ہو جاتی تھیں اور حاجت کے وقت وہ طیور ان کے کلام کو سمجھ لیتے تھے جیسا قصہ ہدہد سے معلوم ہوتا ہے۔ اور قصہ نمل و ہدہد سے معلوم ہوتا ہے کہ بعضی باتیں مدرکات عقلیہ میں سے حیوانات بھی سمجھتے ہیں اسکی نفی پر کوئی دلیل نہیں ہے اور ممکن ہے کہ انمیں کچھ عقل ضعیف ہو لیکن وہ مکلف ہونے کے لیے کافی نہ ہو جیسے صبی و معتوہ کو مکلف نہیں کیا گیا۔ اور نملہ کے اس کلام کے وقت یا تو آپکا لشکر زمین پر چلتا ہوگا اور اگر ہوا پر سفر تھا تو وہاں اُترنے کا ارادہ ہوگا اور نملہ کو بالہام الٰہی سلیمان علیہ السلام کی اور اُنکے لشکر کی اور اس ارادہ کی معرفت ہو گئی ہوگی اور قدرت کے سامنے سب آسان ہے۔ اور ضاحکا سے ثبوت ضحک کا انبیاء علیہم السلام سے ہوتا ہے اور حدیث میں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکی نفی آئی ہے مراد اس سے نفی عادت کی ہے نفی بالکلیہ۔ اور سلیمان علیہ السلام اگر دنیا بھر کے بادشاہ مان لیے جاویں تو تدریج کا قائل ہونا چاہیے تاکہ ملک بلقیس کا اسوقت تک آپکے قبضہ میں نہ آنا موجب اشکال نہ ہو۔

ترجمہ

وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَا أَرَى الْهُدْهُدَ أَمْ كَانَ مِنَ الْغَائِبِينَ ۝ لَأُعَذِّبَنَّهُ عَذَابًا شَدِيدًا أَوْ لَأَاذْبَحَنَّهُ أَوْ لَيَأْتِيَنِّي بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ۝ فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيدٍ فَقَالَ أَحَطتُ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهِ وَجِئْتُكَ مِن سَبَإٍ بِنَبَإٍ يَقِينٍ ۝ إِنِّي وَجَدتُّ امْرَأَةً تَمْلِكُهُمْ وَأُوتِيَتْ مِن كُلِّ شَيْءٍ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ ۝ وَجَدتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِن دُونِ اللَّهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُونَ ۝ أَلَّا يَسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ۝

اللغات الخبء مصدر بمعنی مخبوء۔ النحو الا یسجدوا ای راہم ان لا یسجدوا اختلاف القراءۃ قرأ الکسائی الا یسجدوا بتخفیف اللام علی ان الا حرف تخصیص و یا للنداء و اسجدوا صیغۃ الامر لکن لم ترسم الف یا فی الخط و المنادی محذوف والمعنی الا یا قوم اسجدوا

السجدة

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۩ قَالَ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ اِذْهَبْ بِّكِتٰبِيْ

اللہ ہی ایسا ہے کہ اُس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اور وہ عرش عظیم کا مالک ہے سلیمان نے فرمایا کہ ہم ابھی دیکھ لیتے ہیں کہ تو سچ کہتا ہے یا تو جھوٹوں میں سے ہے میرا یہ خط لیجا

هٰذَا فَاَلْقِهْ اِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا يَرْجِعُوْنَ ۝

اور اسکو ان کے پاس ڈالدینا پھر ہٹ جانا پھر دیکھنا کہ آپس میں کیا سوال وجواب کرتے ہیں

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۩ قَالَ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ اِذْهَبْ بِّكِتٰبِيْ هٰذَا فَاَلْقِهْ اِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا يَرْجِعُوْنَ ۝ اور (ایکبار یہ قصہ ہوا کہ) سلیمان (علیہ السلام) نے پرندوں کی حاضری لی تو (ہدہد کو نہ دیکھا) فرمانے لگے کہ کیا بات ہے کہ میں ہدہد کو نہیں دیکھتا کیا کہیں غائب ہوگیا ہے (اور جب محقق ہوگیا کہ واقع میں غائب ہے تو فرمانے لگے کہ) میں اُسکو (غیر حاضری پر) سخت سزا دونگا یا اُسکو ذبح کر ڈالونگا یا وہ کوئی صاف حجت (اور عذر غیر حاضری کا) میرے سامنے پیش کرے (تو خیر چھوڑ دونگا) سو تھوڑی ہی دیر میں وہ آگیا اور (سلیمان علیہ السلام سے) کہنے لگا کہ میں ایسی بات معلوم کرکے آیا ہوں جو آپ کو معلوم نہیں ہوئی اور (اجمالی بیان اُسکا یہ ہے کہ) میں آپکے پاس قبیلۂ سبا کی ایک تحقیق خبر لایا ہوں (جسکا تفصیلی بیان یہ ہے کہ) میں نے ایک عورت کو دیکھا کہ وہ اُن لوگوں پر بادشاہی کرتی ہے اور اُسکو (سلطنت کے لوازم میں سے) ہر قسم کا سامان میسر ہے اور اُسکے پاس ایک بڑا (جثہ میں بھی اور قیمت میں بھی) تخت ہے (اور مذہبی حالت اُنکی یہ ہے کہ) میں نے اُس (عورت) کو اور اُسکی قوم کو دیکھا کہ وہ خدا (کی عبادت) کو چھوڑ کر آفتاب کو سجدہ کرتے ہیں اور شیطان نے اُن کے (ان) اعمال (کفریہ) کو اُنکی نظر میں مرغوب کر رکھا ہے اور (اس تزئین کے سبب) اُن کو راہ (حق) سے روک رکھا ہے سو وہ راہ (حق) پر نہیں چلتے کہ اُس خدا کو سجدہ نہیں کرتے جو (ایسا قادر ہے کہ) آسمان اور زمین کی پوشیدہ چیزوں کو (جنمیں مطر اور نبات بھی ہے) باہر لاتا ہے اور (ایسا عالم ہے کہ) تم لوگ (یعنی جمیع مخلوق) جو کچھ (دل میں) پوشیدہ رکھتے ہو اور جو کچھ (زبان وجوارح سے) ظاہر کرتے ہو وہ سب کو جانتا ہے (پس اللہ ہی ایسا ہے کہ اُس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اور وہ عرش عظیم کا مالک ہے سلیمان (علیہ السلام) نے (یہ سنکر) فرمایا کہ ہم ابھی دیکھے لیتے ہیں کہ تو سچ کہتا ہے یا تو جھوٹوں میں سے ہے (اچھا) میرا یہ خط لیجا اور اُسکو اُن کے پاس ڈال دینا پھر (ذرا وہاں سے) ہٹ جانا پھر دیکھنا کہ آپس میں کیا سوال وجواب کرتے ہیں (پھر تو یہاں چلا آنا وہ لوگ جو کچھ کارروائی کرینگے اُس سے تیرا سچ جھوٹ معلوم ہوجاویگا) **ف** یا تو طیور کو کچھ خدمتیں سپرد کر رکھی ہونگی اسلیے حاضری لی یا یہ کہ محض انضباط وانتظام کے لیے مثل امرا اجناد کے ایسا کیا۔ اور لأعذبنه سے معلوم ہوا کہ حیوانات کو تعلیم کے تادیب جائز ہے اور دفع اذی کے لیے قتل بھی جائز ہے جہاں تادیب دفع اذی مرتب ہو ورنہ نہیں مثلاً ہدہد اب نہ قابل تادیب ہے نہ اُس سے کوئی ایذا پہونچتی ہے بخلاف اُس حالت کے کہ غیر حاضری پر تادیب نافع ہوتی اور عصیان ایک ایذا ہے۔ اور چونکہ ہدہد کا علم ایک واقعہ جزئیہ حسیہ کے ساتھ متعلق ہوا ہے اس سے تفضیل علم نبی پر لازم نہیں آتی اور مطلب اس قول ہدہد کا یہ ہے کہ میری غیر حاضری عصیاناً نہ تھی بلکہ من وجہ امتثالاً تھی کہ آپ ہی کی خدمت میں لگا تھا۔ اور سبا ایک شخص کا نام تھا پھر اُسکی اولاد کو کہنے لگے یہ لوگ یمن میں آباد تھے پھر اُنکے شہر کو بھی سبا کہنے لگے جو صنعاء سے تین دن کے فاصلہ پر ہے بلقیس اسی خاندان میں سے ہے اور یعرب بن قحطان کی اولاد میں ہونے کی وجہ سے زبان ان کی عربی تھی۔ اور خط سلیمان علیہ السلام کا یا تو عربی میں ہوگا گو خود عربی نہیں ہیں لیکن جو شخص منطق الطیر کا علم رکھتا ہے منطق الانسان کا علم اُس کو کیا مشکل ہے اور یا اپنی زبان میں ہوگا اور وہاں ترجمہ کرالیا ہوگا اور مذہب اُن لوگوں کا ہدہد نے شاید اس لیے بیان کیا ہو کہ ترغیب دعوت جہاد کی مقصود ہو۔ اور ہٹ جانے کا حکم جو ہدہد کو دیا گیا اس میں تعلیم ہے تہذیب وادب مجالس ملوک کی۔ اور ہدہد ہی کی معرفت خط بھیجنا اسلیے کہ اسی کے صدق وکذب کا امتحان کرنا تھا۔ اور ہماری شریعت میں عورت کو بادشاہ بنانے کی ممانعت ہے پس بلقیس کے قصہ سے کوئی شبہ نہ کرے۔ اول تو یہ فعل مشرکین کا تھا دوسرے اگر شریعت سلیمانیہ نے اسکی تقریر بھی کی ہو تو شرع محمدی میں اسکے خلاف ہوتے ہوئے وہ حجت نہیں اور ظاہر یہ ہے کہ یہ تمام کلام ذات وصفات کے متعلق قول ہدہد کا ہے اوپر کی آیات کے ذیل میں گذر چکا ہے کہ قدر قلیل قوت عقلیہ حیوانات میں محتمل ہے۔ اور بلقیس کے تخت کا بالتخصیص ذکر کرنا اُسکے عجیب اور اُسوقت کے ملوک کے اعتبار سے نایاب ہونے کی وجہ سے ہوگا اور یہ بھی ممکن ہے کہ سلیمان علیہ السلام کو ایسے تخت بنوانے کا باوجود استطاعت کے اہتمام نہ ہوا ہو۔ اور فانظر ماذا یرجعون سے معلوم ہوتا ہے کہ ہدہد علاوہ سلیمان علیہ السلام کے دوسروں کا کلام بھی سمجھتا تھا سو یہ بھی معجزہ سلیمانی ہوگا

ملحقات الترجمة
۵۱ قولہ وتولہ دوھتا اصل علیہ لان التولی بالکلیۃ یحال فوتہ الفطرکا فی الروح

لسبلاغۃ قولہ العرش العظیم ... [illegible] ... یخفون فیہ تعلیب للحاضر علی الغائب ۱۲

قَالَتْ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّيْٓ اُلْقِيَ اِلَيَّ كِتٰبٌ كَرِيْمٌ ۝ اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ

بلقیس نے کہا کہ اے اہل دربار میرے پاس ایک خط باوقعت ڈالا گیا ہے وہ سلیمان کی طرف سے ہے اور اس میں یہ ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم تم لوگ میرے مقابلہ میں تکبر مت کرو

وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ۝ قَالَتْ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِيْ فِيْٓ اَمْرِيْ ۚ مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ ۝ قَالُوْا نَحْنُ

اور میرے پاس مطیع ہوکر چلے آؤ بلقیس نے کہا کہ اے اہل دربار تم مجکو میرے اس معاملہ میں رائے دو میں کسی بات کا قطعی فیصلہ نہیں کرتی جب تک کہ تم لوگ میرے پاس موجود نہ ہو وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم

اُولُوْا قُوَّةٍ وَّاُولُوْا بَاْسٍ شَدِيْدٍ ۙ وَّالْاَمْرُ اِلَيْكِ فَانْظُرِيْ مَاذَا تَاْمُرِيْنَ ۝ قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً

بڑے طاقتور اور بڑے لڑنے والے ہیں اور اختیار تم کو ہے سو تم ہی دیکھ لو جو کچھ حکم دینا ہو۔ بلقیس کہنے لگی کہ والیان ملک جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں

اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ اَذِلَّةً ۚ وَكَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ۝ وَاِنِّيْ مُرْسِلَةٌ اِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ فَنٰظِرَةٌۢ بِمَ يَرْجِعُ

تو اسکو تہ و بالا کردیتے ہیں اور اسکے رہنے والوں میں جو عزت دار ہیں اُن کو ذلیل کیا کرتے ہیں اور یہ لوگ بھی ایسا ہی کرینگے اور میں اُن لوگوں کے پاس کچھ ہدیہ بھیجتی ہوں پھر دیکھونگی کہ وہ فرستادے

الْمُرْسَلُوْنَ ۝ فَلَمَّا جَآءَ سُلَيْمٰنَ قَالَ اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ ۡ فَمَآ اٰتٰىنِۦَ اللّٰهُ خَيْرٌ مِّمَّآ اٰتٰىكُمْ ۚ بَلْ اَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ

کیا لیکر آتے ہیں سو جب وہ فرستادہ سلیمان کے پاس پہونچا فرمایا کیا تم لوگ مال سے میری امداد کرتے ہو سو اللہ نے جو کچھ مجکو دے رکھا ہے وہ اس سے کہیں بہتر ہے جو تمکو دے رکھا ہے ہاں تم ہی اپنے اس ہدیہ پر

تَفْرَحُوْنَ ۝ اِرْجِعْ اِلَيْهِمْ فَلَنَاْتِيَنَّهُمْ بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِّنْهَآ اَذِلَّةً وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ۝

اتراتے ہوگے۔ تم اُن لوگوں کے پاس لوٹ جاؤ سو ہم اُن پر ایسی فوجیں بھیجتے ہیں کہ اُن لوگوں سے اُن کا ذرا مقابلہ نہو سکیگا اور ہم اُن کو وہاں سے ذلیل کرکے نکال دینگے اور وہ ماتحت ہو جاوینگے

تفسیر

قَالَتْ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّيْٓ اُلْقِيَ اِلَيَّ كِتٰبٌ كَرِيْمٌ ۝ اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ۝ قَالَتْ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِيْ فِيْٓ اَمْرِيْ ۚ مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ ۝ قَالُوْا نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّاُولُوْا بَاْسٍ شَدِيْدٍ ۙ وَّالْاَمْرُ اِلَيْكِ فَانْظُرِيْ مَاذَا تَاْمُرِيْنَ ۝ قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ اَذِلَّةً ۚ وَكَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ۝ وَاِنِّيْ مُرْسِلَةٌ اِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ فَنٰظِرَةٌۢ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ ۝ فَلَمَّا جَآءَ سُلَيْمٰنَ قَالَ اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ ۡ فَمَآ اٰتٰىنِۦَ اللّٰهُ خَيْرٌ مِّمَّآ اٰتٰىكُمْ ۚ بَلْ اَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُوْنَ ۝ اِرْجِعْ اِلَيْهِمْ فَلَنَاْتِيَنَّهُمْ بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِّنْهَآ اَذِلَّةً وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ۝ (سلیمان علیہ السلام نے ہدہد سے یہ گفتگو کرکے بلقیس کے نام ایک خط لکھا جسکا مضمون آگے قرآن میں مذکور ہے اور ہدہد کو حوالہ کیا وہ اُسکو منقار میں لیکر چلا اور خلوت میں یا مجلس میں بلقیس کے پاس ڈال دیا) بلقیس نے (پڑھکر اپنے سرداروں کو مشورہ کے لیے جمع کر دیا اور) کہا کہ اے اہل دربار میرے پاس ایک خط (جسکا مضمون نہایت) باوقعت (اور عظیم الشان ہے) ڈالا گیا ہے (باوقعت اسلیے کہا کہ حاکمانہ مضمون ہے جسمیں باوجود نہایت وجازت کے اعلی درجہ کی بلاغت ہے اور) وہ سلیمان کی طرف سے ہے اور اسمیں یہ (مضمون) ہے (اول) بسم اللہ الرحمن الرحیم (اور اُسکے بعد یہ کہ) تم لوگ (یعنی بلقیس اور سب اعیان سلطنت جنکے ساتھ عوام بھی وابستہ ہیں) میرے مقابلہ میں تکبر مت کرو اور میرے پاس مطیع ہوکر چلے آؤ (یہی مقصود دعوت جمیع اہل سبا کی ہے اور یہ لوگ سلیمان علیہ السلام کا یا تو پہلے حال سُن چکے ہونگے گو سلیمان علیہ السلام ان لوگوں کو نہ جانتے ہوں اور بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ بڑے آدمی چھوٹوں کو نہیں جانتے اور چھوٹے بڑوں کو جانا کرتے ہیں۔ اور یا خط آنے کے بعد تحقیق کرلیا ہوگا اور مضمون خط کی اطلاع دینے کے بعد بلقیس نے (یہ) کہا کہ اے اہل دربار تم مجکو میرے اس معاملہ میں رائے دو (کہ مجکو سلیمان علیہ السلام کے ساتھ کیا معاملہ کرنا چاہیے اور) میں (کبھی) کسی بات کا قطعی فیصلہ نہیں کرتی جب تک کہ تم میرے پاس موجود نہ ہو (اور اسمیں شریک نہ ہو) وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم (اپنی ذات سے ہر طرح حاضر ہیں اگر مقابلہ و مقاتلہ مصلحت سمجھا جاوے تو ہم) بڑے طاقتور اور بڑے لڑنے والے ہیں اور (آگے) اختیار تمکو ہے سو تم ہی (مصلحت) دیکھ لو جو کچھ (تجویز کرکے) حکم دینا ہو بلقیس کہنے لگی کہ (میرے نزدیک لڑنا تو مصلحت نہیں کیونکہ سلیمان صاحب ملک ہیں اور) والیان ملک (کا قاعدہ ہے کہ وہ) جب کسی بستی میں (مخالفانہ طور پر) داخل ہوتے ہیں تو اُسکو تہ و بالا کردیتے ہیں اور اُسکے رہنے والوں میں جو عزت دار ہیں اُنکو (اُنکا زور گھٹانے کے لیے) ذلیل (و خوار) کیا کرتے ہیں اور (ان سے مقاتلہ کیا جاوے تو ممکن ہے

اللغات قوله افتونی فی امری ... قوله فنظرة ...

النحو قوله الا تعلوا ... قوله فلما جاء ... قوله منها

البلاغة قوله القی ...

قَالَ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ۝ قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ

سلیمان نے فرمایا کہ اے اہل دربار تم میں کوئی ایسا ہو جو اسکا تخت قبل اسکے کہ وہ لوگ میرے پاس مطیع ہو کر آویں حاضر کر دے ۔ ایک قوی ہیکل جن نے جواب عرض کیا کہ میں اسکو آپکی خدمت میں حاضر کر دونگا

قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ۚ وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ ۝ قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ

قبل اس کے کہ آپ اپنے اجلاس سے اٹھیں ۔ اور میں اسپر طاقت رکھتا ہوں امانت دار ہوں ۔ جسکے پاس کتاب کا علم تھا اس نے کہا کہ میں اس کو تیرے سامنے تیری آنکھ جھپکنے سے پہلے

يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ ۭ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ ڣ لِيَبْلُوَنِيْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ۭ وَمَنْ

لا کر کھڑا کر سکتا ہوں ۔ پس جب سلیمان نے اسکو اپنے روبرو رکھا دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ بھی میرے پروردگار کا ایک فضل ہے تاکہ وہ میری آزمایش کرے کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری کرتا ہوں اور جو شخص

شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ ۝ قَالَ نَكِّرُوْا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ اَتَهْتَدِيْٓ اَمْ تَكُوْنُ

شکر کرتا ہے وہ اپنے ہی نفع کے لیے شکر کرتا ہے ۔ اور جو ناشکری کرتا ہے میرا رب غنی ہے کریم ہے ۔ سلیمانؑ نے حکم دیا کہ اسکے لیے اسکے تخت کی صورت بدل دو ہم دیکھیں اسکو اسکا پتہ لگتا ہے یا اسکا انہیں میں شمار ہے

مِنَ الَّذِيْنَ لَا يَهْتَدُوْنَ ۝

جن کو پتہ نہیں لگتا

کہ ان ہی کو غلبہ ہو تو پھر) یہ لوگ بھی ایسا ہی کرینگے (تو بے ضرورت خلجان میں پڑنا خلاف مصلحت ہے سو قتال کو تو ابھی ملتوی کیا جاوے) اور (اسوقت یوں مناسب ہے کہ) میں ان لوگوں کے پاس کچھ ہدیہ (کسی آدمی کے ہاتھ) بھیجتی ہوں پھر دیکھونگی کہ وہ فرستادے (وہاں سے) کیا (جواب) لیکر آتے ہیں (اسوقت مکرر غور کیا جاویگا چنانچہ ہدایا تحائف کا سامان درست ہوا اور قاصد اسکو لیکر روانہ ہوا) سو جب وہ فرستادہ سلیمان (علیہ السلام) کے پاس پہونچا (اور ہدایا پیش کیے تو سلیمان علیہ السلام نے) فرمایا کیا تم لوگ (یعنی بلقیس اور اہل بلقیس) مال سے میری امداد کرنا (چاہتے ہو (جو یہ ہدایا لائے ہو) سو (سمجھ رکھو کہ) اللہ نے جو کچھ مجھکو دے رکھا ہے وہ اس سے کہیں بہتر ہے جو تم کو دے رکھا ہے (کیونکہ تمہارے پاس صرف دنیا ہے اور میرے پاس دین بھی اور دنیا تم سے زیادہ سو میں تو ان چیزوں کا حریص نہیں ہوں) ہاں تم ہی اپنے اس ہدیہ پر اتراتے ہوگے (سو یہ ہدایا ہم نہ لینگے) تم (انکو لیکر) ان لوگوں کے پاس لوٹ جاؤ سو (اگر وہ اب بھی ایمان لے آویں فبہا ورنہ) ہم ان پر ایسی فوجیں بھیجتے ہیں کہ ان لوگوں سے انکا ذرا مقابلہ نہ ہوسکیگا اور ہم انکو وہاں سے ذلیل کرکے نکال دینگے اور وہ (ذلت کے ساتھ ہمیشہ کے لیے) ماتحت (اور رعیت) ہوجاوینگے (یہ نہیں کہ نکالنے کے بعد آزادی سے چھوڑ دے جاویں کہ جہاں چاہیں چلے جاویں بلکہ ذلت دائمی لازم حال ہوجاویگی) ف سلیمان علیہ السلام نے انکو دعوت الی الاسلام کی تھی ۔ اور آنے سے مراد جسمانی حاضری نہیں ہے بلکہ اطاعت میں آنا ۔ اور ہدیہ کا لوٹانا اگرچہ انکی شریعت میں مشروع نہ ہو تو ظاہر ہے اور اگر مشروع ہو تو یہ ہدیہ جزیہ نہ تھا جو اطاعت کی علامت ہے بلکہ بلا اطاعت دوستی کا ذریعہ تھا سو یہ مشروع نہیں الا الضرورت اور یہ امر کہ سلیمان علیہ السلام نے اپنے نبی ہونے پر دلیل قائم کرنے کے لیے کوئی معجزہ کیوں نہ پیش کیا جواب اسکا یہ ہے کہ طلب کے وقت اسکی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ بعض کو انبیاء کے کمالات معنویہ سے نبوت کا یقین ہوجاتا ہے اور جسکو اس سے یقین نہ ہو وہ خود طلب کر سکتا ہے ۔ اور چونکہ مضمون خط کا قرآن میں ممکن ہے کہ روایت بالمعنے کے طور پر مذکور ہو اسلیے ضرور نہیں کہ بسم اللہ اسطرح ہو ۔

تتمہ قصہ

قَالَ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ۝ قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ۚ وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ ۝ قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ ۭ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ ڣ لِيَبْلُوَنِيْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ۭ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ ۝ قَالَ نَكِّرُوْا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ اَتَهْتَدِيْٓ اَمْ تَكُوْنُ مِنَ الَّذِيْنَ لَا يَهْتَدُوْنَ ۝ (غرض وہ قاصد ہدایا لیکر واپس گیا اور سارا قصہ بلقیس سے بیان کیا مجموعہ حالات سے اسکو کمالات سلیمانیہ کا علم اور نبوت کا یقین ہوگیا اور حاضر ہونے کے قصد سے اپنے ملک سے چلی) سلیمان (علیہ السلام کو وحی سے یا اور کسی طیر وغیرہ کے ذریعہ سے اسکا چلنا معلوم ہوا تو انہوں) نے (اپنے درباروالوں سے) فرمایا کہ اے اہل دربار تم میں کوئی ایسا ہے جو اس (بلقیس) کا تخت قبل اسکے کہ وہ لوگ میرے پاس مطیع ہوکر آویں حاضر کردے (مسلمین قید واقعی ہے کیونکہ وہ لوگ اسی قصد سے آرہے تھے تخت کا منگانا غالبًا اس غرض سے ہے کہ وہ لوگ میرا معجزہ بھی دیکھ لیں کیونکہ اتنا بڑا تخت اور پھر اسکا ایسے سخت پہروں میں اسکا اس طور پر یکایک آجانا کہ اطلاع تک نہ ہو عادةً قدرت بشریہ سے خارج ہے اگر تسخیر جن ہے تب بھی خود بخود مسخر ہوجانا خارق عادت ہے اور اگر بواسطہ کرامت کسی ولی امت کے ہے تو ولی کی کرامت نبی کا معجزہ ہے اور اگر بلا واسطہ ہے تو براہ راست معجزہ ہی ہے بہرحال ہر طور پر اعجاز اور دلیل نبوت ہے پس یہ مقصود ہوگا کہ کمالات باطنہ کے ساتھ کمالات اعجازیہ بھی دیکھ لیں کہ ایمان و اطمینان زیادہ ہو) ایک قوی ہیکل جن نے جواب (میں) عرض کیا

اللغات عفریت النکاء الخبیث [illegible]

فَلَمَّا جَآءَتْ قِيْلَ اَهٰكَذَا عَرْشُكِ ؕ قَالَتْ كَاَنَّهٗ هُوَ ۚ وَاُوْتِيْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِيْنَ ۝ وَصَدَّهَا

سو جب بلقیس آئی تو اس سے کہا گیا کہ کیا تمہارا تخت ایسا ہی ہے — وہ کہنے لگی کہ ہاں ہے تو ویسا ہی — اور ہم لوگوں کو تو — اس واقعہ سے پہلے ہی تحقیق ہو چکی ہے اور ہم مطیع ہو چکے ہیں اور

مَا كَانَتْ تَّعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ۝ قِيْلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ ۚ فَلَمَّا رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ

اسکو غیر اللہ کی عبادت نے روک رکھا تھا — وہ کافر قوم میں کی تھی۔ — بلقیس سے کہا گیا کہ اس محل میں داخل ہو — تو جب اسکا صحن دیکھا تو اسکو پانی سمجھا

لُجَّةً وَّكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا ؕ قَالَ اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ ؕ قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاَسْلَمْتُ

اور اپنی دونوں پنڈلیاں کھول دیں — سلیمان نے فرمایا کہ یہ تو ایک محل ہے جو شیشوں سے بنایا گیا ہے — بلقیس کہنے لگیں کہ اے میرے پروردگار میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا تھا اور میں

مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ ع

سلیمان کے ساتھ ہو کر رب العالمین پر ایمان لائی

ربع ۱۹

کہ میں اسکو آپ کی خدمت میں حاضر کر دونگا قبل اسکے کہ آپ اپنے اجلاس سے اٹھیں اور (گو وہ بہت بھاری ہے مگر) میں اس (کے لانے) پر طاقت رکھتا ہوں (اور گو بڑا قیمتی مرصع جواہرات سے ہے مگر میں) امانت دار (بھی) ہوں (اسمیں کوئی خیانت نہ کرونگا) جسکے پاس کتاب (آلہی یعنی توریت کا یا اور وحی کی ہوئی کتاب جسمیں اسماء آلہیہ کی تاثیرات ہوں اس) کا علم تھا (اقرب یہ ہے کہ سلیمان علیہ السلام مراد ہیں غرض) اس (علم والے) نے (اس جن سے) کہا کہ (بس تجھ میں تو اتنی ہی قوت ہے اور) میں اسکو تیرے سامنے تیری آنکھ جھپکنے سے پہلے لا کر کھڑا کر سکتا ہوں (کیونکہ میں قوت معجزہ سے لاؤنگا چنانچہ آپنے حق تعالیٰ سے دعا کی ویسے ہی یا کسی اسم آلہی کے ذریعہ سے اور تخت فوراً سامنے آموجود ہوا) پس جب سلیمان (علیہ السلام) نے اسکو اپنے روبرو رکھا دیکھا تو (خوش ہو کر شکر کے طور پر) کہنے لگے کہ یہ بھی میرے پروردگار کا ایک فضل ہے (کہ میرے ہاتھ یہ معجزہ ظاہر کیا) تاکہ وہ میری آزمائش کرے کہ میں شکر کرتا ہوں یا (خدانخواستہ) ناشکری کرتا ہوں اور (ظاہر ہے کہ) جو شخص شکر کرتا ہے وہ اپنے ہی نفع کے لیے شکر کرتا ہے (اللہ تعالیٰ کا کوئی نفع نہیں) اور (اسی طرح) جو ناشکری کرتا ہے (وہ بھی اپنا ہی نقصان کرتا ہے اللہ تعالیٰ کا کوئی ضرر نہیں کیونکہ) میرا رب غنی ہے کریم ہے (اسکے بعد) سلیمان (علیہ السلام) نے (بلقیس کی عقل آزمانے کے لیے) حکم دیا کہ اس (کی عقل آزمانے) کے لیے اسکے تخت کی صورت بدل دو (جسکے بہت طریقے ہو سکتے ہیں مثلاً جواہرات کے مواقع بدل دیئے اور کسی طرح) ہم دیکھیں اسکو اسکا پتہ لگتا ہے یا اسکا انہیں میں شمار ہے جنکو (ایسی باتوں کا) پتہ نہیں لگتا (پس اول صورت میں معلوم ہوگا کہ عاقل ہے اور عاقل سے حق فہمی کی زیادہ امید ہے اور اسکے حق پرستی کا اثر دوسروں تک بھی بہت متعدی ہوتا ہے اور دوسری صورت میں امید اور تعدیہ دونوں کم ہیں) ف بعض روایات سیر میں اس عالم کا صحابہ سلیمان علیہ السلام میں سے ہونا آیا ہے تو انا آتیک میں خطاب سلیمان علیہ السلام کو ہوگا اور یہ اس صحابی کی کرامت تھی چونکہ امتی کی کرامت نبی کا معجزہ ہوتا ہے اسلیے آپنے شکر ادا کیا لیکن بعض مفسرین نے یہ قول سلیمان علیہ السلام کا کہا ہے اور وجوہ متعددہ سے جو کہ کبیر میں مذکور ہیں یہی قول راجح معلوم ہوتا ہے پس اسمیں وضع مظہر موضع مضمر ہوگا اور اس صورت میں سوال سلیمان علیہ السلام کا بطور امتحان اور اظہار معجزات کے ہوگا۔ اور یہ غرض تقدیر اول پر بھی ہو سکتی ہے کہ آپکو معلوم ہو کہ اس صحابی سے یہ کرامت صادر ہوگی اور سوال کرنا جنات کو سنانا اور دکھلانا ہو کہ جو قوت میرے مستفیدین میں ہے وہ تم میں بھی نہیں۔ اور بہرحال میں کتاب کی تفسیر اگر توریت کے ساتھ کیجاوے تو اس مصحف کو احضار عرش میں کوئی دخل نہ ہوگا محض مدح مقصود ہے۔

تتمہ قصہ

فَلَمَّا جَآءَتْ قِيْلَ اَهٰكَذَا عَرْشُكِ ؕ قَالَتْ كَاَنَّهٗ هُوَ ۚ وَاُوْتِيْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِيْنَ ۝ وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَّعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ۝ قِيْلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ ۚ فَلَمَّا رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَّكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا ؕ قَالَ اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ ؕ قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (سلیمان علیہ السلام نے یہ سب سامان کر رکھا پھر بلقیس پہونچی) سو جب بلقیس آئی تو اس سے (تخت دکھا کر) کہا گیا (خواہ سلیمان علیہ السلام نے خود کہا ہو یا کسی سے کہلوایا ہو) کہ کیا تمہارا تخت ایسا ہی ہے وہ کہنے لگی کہ ہاں ہے تو ویسا ہی (بلقیس سے اس طور پر اسلیے سوال کیا کہ اسکی ہیئت تو بدل دیگئی تھی تو بمادتہ تو وہی تخت تھا اور بصورتہ وہ نہ تھا اسلیے کاف تشبیہ کا بڑھا دیا گیا اور بلقیس اسکو پہچان گئی اور اسکے بدل دینے کو بھی سمجھ گئی اسلیے جواب بھی مطابق سوال کے دیا) اور (یہ بھی کہا کہ) ہم لوگوں کو تو اس واقعہ سے پہلے ہی (آپکی نبوت کی) تحقیق ہو چکی ہے اور ہم (اسی وقت سے دل سے) مطیع ہو چکے ہیں (جب سے کہ قاصد سے آپکے کمالات معلوم ہوئے تھے اس معجزہ کی چنداں حاجت نہ تھی) اور (چونکہ اس معجزہ کے قبل تصدیق و اعتقاد کر لینا دلیل کمال عقل کی ہے اسلیے اللہ تعالیٰ اسکے عاقل ہونیکی تقریر فرماتے ہیں کہ فی الواقع وہ تھی سمجھدار مگر چند روز تک جو ایمان نہ لائی تو وجہ اسکی یہ ہے کہ) اسکو (ایمان لانے سے) غیر اللہ کی عبادت نے (جسکی اسکو عادت تھی) روک رکھا تھا (اور وہ عادت

ملحقات الترجمہ
لہ قولہ فیما کانت عبادت اشارۃ الیٰ ان ما مصدریۃ ۱۲

اللغات الصرح القصر والبناء العالی التمرید الملس التسویۃ والتملیس کذا فی القاموس ۱۲

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ فَاِذَا هُمْ فَرِيْقٰنِ يَخْتَصِمُوْنَ قَالَ يٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ

اور ہم نے ثمود کے پاس اُن کے بھائی صالح کو بھیجا یہ کہ تم اللہ کی عبادت کرو سو اچانک اُن میں دو فریق ہوگئے جو باہم جھگڑنے لگے ۔ صالح نے فرمایا کہ اے بھائیو تم نیک کام سے پہلے

بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ لَوْلَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ مَّعَكَ قَالَ طٰٓئِرُكُمْ

عذاب کو کیوں جلدی مانگتے ہو تم لوگ اللہ کے سامنے معافی کیوں نہیں چاہتے جس سے توقع ہو کہ تم پر رحم کیا جاوے وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم تو تم کو اور تمہارے ساتھ والوں کو منحوس سمجھتے ہیں صالح نے فرمایا کہ تمہاری نحوست

عِنْدَ اللّٰهِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ وَكَانَ فِي الْمَدِيْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُّفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ قَالُوْا

اللہ کے علم میں ہے بلکہ تم وہ لوگ ہو کہ عذاب میں مبتلا ہو گے اور اُس بستی میں نو شخص تھے جو سرزمین میں فساد کیا کرتے تھے اور اصلاح نہ کرتے تھے ۔ اُنہوں نے کہا

تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَاَهْلَهٗ ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِيِّهٖ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ اَهْلِهٖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ وَمَكَرُوْا

کہ آپس میں سب اللہ کی قسم کھاؤ کہ ہم شب کے وقت صالح اور اُن کے متعلقین کو جا ماریں گے پھر ہم اُن کے وارث سے کہہ دیں گے کہ ہم اُن کے متعلقین کے مارے جانے میں موجود نہ تھے اور ہم بالکل سچے ہیں اور انہوں نے ایک خفیہ تدبیر کی

مَكْرًا وَّمَكَرْنَا مَكْرًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ وَقَوْمَهُمْ اَجْمَعِيْنَ

اور ایک خفیہ تدبیر ہم نے کی اور اُن کو خبر بھی نہ ہوئی ۔ سو دیکھیے اُن کی شرارت کا کیا انجام ہوا کہ ہم نے اُن کو اور اُن کی قوم کو سب کو غارت کر دیا

اس لیے پڑ گئی تھی کہ) وہ کافر قوم میں کی تھی (پس جو سب کو دیکھا وہی آپ کرنے لگی اور عادت اکثر اوقات تنبہ سے حاجب ہوتی ہے مگر چونکہ تھی عاقل اسلیے جب تنبیہ کی گئی متنبہ ہوگیا ۔ اسکے بعد سلیمان علیہ السلام نے یہ چاہا کہ علاوہ اعجاز و شان نبوت دکھلانے کے اس کو ظاہری شان سلطنت بھی دکھلا دی جاوے تاکہ اپنے کو دنیا کے اعتبار سے بھی عظیم نہ سمجھے اس لیے ایک شیش محل بنوا کر اُس کے صحن میں حوض بنوایا اور اس میں پانی اور مچھلیاں بھر کر اس کو شیشہ سے پاٹ دیا اور شیشہ ایسا شفاف تھا کہ بادی النظر میں نظر نہ آتا تھا اور وہ حوض ایسے موقع پر تھا کہ اس محل میں جانے والے کو لا محالہ اُس پر سے عبور کرنا پڑے چنانچہ اس تمام سامان کے بعد) بلقیس سے کہا گیا کہ اس محل میں داخل ہو (ممکن ہے کہ وہی محل قیام کے لیے تجویز کیا ہو تو اُس میں جانا اور ٹھہرنا ضرور ہوا غرض وہ چلیں راہ میں حوض آیا) تو جب اسکا صحن دیکھا تو اُسکو پانی (سے بھرا ہوا) سمجھا اور (چونکہ قرینہ سے پایاب گمان کیا اسلیے اُس کے اندر گھسنے کے لیے دامن اُٹھائے اور) اپنی دونوں پنڈلیاں کھول دیں (اُسوقت) سلیمان (علیہ السلام) نے فرمایا کہ یہ تو ایک محل ہے جو (سب کا سب مع صحن) شیشوں سے بنایا گیا ہے (اور یہ حوض بھی شیشہ سے پٹا ہوا ہے دامن اُٹھانے کی ضرورت نہیں اسوقت) بلقیس (کو معلوم ہوگیا کہ یہاں دنیوی صنایع بدایع بھی ایسے ہیں جو آج تک میں نے آنکھ سے نہیں دیکھے تو اُن کے دل میں ہر طرح سے سلیمان علیہ السلام کی عظمت پیدا ہوئی اور بے ساختہ) کہنے لگیں کہ اے میرے پروردگار میں نے (اب تک) اپنے نفس پر ظلم کیا تھا (کہ شرک میں مبتلا تھی) اور میں (اب) سلیمان (علیہ السلام) کے ساتھ (یعنی اُن کے طریق پر) ہو کر رب العالمین پر ایمان لائی **ف** کنا مسلمین میں بھی اقرار ایمان کا ہے مگر اُس سے مقصود اخبار ہے اور ایمان مطلوب یعنی انشاء وہ اسی صیغہ سے حاصل ہوا ہے ۔ آگے تتمہ قصہ میں اقوال مختلفہ ہیں مگر اُس سے کوئی معتدبہ اور ضروری غرض متعلق نہ ہونے سے تعرض نہیں کیا گیا ۔ اور اس قصہ سے بھی علاوہ اخبار عن الاخبار الماضیۃ للدلالۃ علی النبوۃ جو کہ دلیل نبوت کی ہے خود موافقت انبیاء کی ترغیب کہ بلقیس باوجود اس شان و شوکت کے جب اُس پر حق واضح ہوا ایمان لے آئی اور مخالفت انبیاء سے ترہیب کہ اگر ایمان نہ لاتی تو وہی ہوتا جو سلیمان علیہ السلام نے فرمایا تھا فلناتینھم بجنود الخ نیز معلوم ہوئی جو کہ ان قصص کے بعض مقاصد میں سے ہے ۔ اور نیز اشارۃً تسلی بھی ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ مثل لشکر سلیمانی کے ہم آپ کے لشکر کو بھی ان کفار پر اگر یہ ایمان نہ لائے مسلط کریں گے چنانچہ بعد میں جہاد شروع ہو گیا ✦

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ زوانہ نہر اتماما من اشارة الى تقدير المضاف بقرينة المقام

قصہ سوم قوم صالح علیہ السلام

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ فَاِذَا هُمْ فَرِيْقٰنِ يَخْتَصِمُوْنَ ۝ قَالَ يٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ لَوْلَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ مَّعَكَ قَالَ طٰٓئِرُكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ ۝ وَكَانَ فِي الْمَدِيْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُّفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ ۝ قَالُوْا تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَاَهْلَهٗ ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِيِّهٖ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ اَهْلِهٖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ۝ وَمَكَرُوْا مَكْرًا وَّمَكَرْنَا مَكْرًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ وَقَوْمَهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝

اللغات: [illegible]

فَتِلْكَ بُيُوتُهُمْ خَاوِيَةً بِمَا ظَلَمُوا ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۝ وَأَنجَيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا

سو یہ اُن کے گھر ہیں جو ویران پڑے ہیں اُن کے کفر کے سبب سے بلاشبہ اس میں بڑی عبرت ہے دانشمندوں کو لیے اور ہم نے ایمان اور تقوے والوں کو

يَتَّقُونَ ۝ وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ وَأَنتُمْ تُبْصِرُونَ ۝ أَئِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ شَهْوَةً

نجات دی۔ اور ہم نے لوط کو بھیجا تھا جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کیا تم بےحیائی کا کام کرتے ہو حالانکہ سمجھ دار ہو۔ کیا تم مردوں کے ساتھ شہوت رانی کرتے ہو

مِّن دُونِ النِّسَاءِ ۚ بَلْ أَنتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ ۝ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَن قَالُوا أَخْرِجُوا آلَ لُوطٍ مِّن قَرْيَتِكُمْ ۖ

عورتوں کو چھوڑ کر بلکہ تم جہالت کر رہے ہو سو اُن کی قوم سے کوئی جواب نہ بن پڑا بجز اسکے کہ آپس میں کہنے لگے کہ لوط کے لوگوں کو تم اپنی بستی سے نکال دو

إِنَّهُمْ أُنَاسٌ يَتَطَهَّرُونَ ۝ فَأَنجَيْنَاهُ وَأَهْلَهُ إِلَّا امْرَأَتَهُ

یہ لوگ بڑے پاک صاف بنتے ہیں۔ سو ہم نے لوط کو اور اُن کے متعلقین کو بچا لیا بجز اُن کی بیوی کے

فَتِلْكَ بُيُوتُهُمْ خَاوِيَةً بِمَا ظَلَمُوا إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۝ وَأَنجَيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ۝ اور ہمنے (قوم) ثمود کے پاس اُن کے (برادری کے) بھائی صالح کو (پیغمبر بنا کر) بجایہ (پیغام دیکر) کہ تم (شرک کو چھوڑ کر) اللہ کی عبادت کرو سو (چاہیے تو یہ تھا کہ سب ایمان لے آتے مگر خلاف توقع) اچانک اُن میں دو فریق ہو گئے جو (دین کے بارہ میں) باہم جھگڑنے لگے (یعنی ایک فرقہ تو ایمان لایا اور ایک نہ لایا اور اُنمیں جو جھگڑا اور کلام ہوا بعض اُسمیں کا سورہ اعراف میں مذکور ہے قال الملأ الذین استکبروا للذین استضعفوا الخ اور بعض اُسمیں کا آگے مذکور ہے قالوا اطیرنا بک الخ اور جب ان لوگوں نے کفر پر اصرار کیا تو صالح علیہ السلام نے موافق عادت انبیاء علیہم السلام کے انکو عذاب آلہی سے ڈرایا جیسا سورۂ اعراف میں ہے فیأخذکم عذاب الیم تو انہوں نے کہا کہ لاؤ وہ عذاب کہاں ہے جیسا سورۂ اعراف میں ہے قالوا یا صالح ائتنا بما تعدنا ان کنت من المرسلین اسپر) صالح (علیہ السلام) نے فرمایا کہ ارے بھائیو تم نیک کام (یعنی توبہ و ایمان) سے پہلے عذاب کو کیوں جلدی مانگتے ہو (یعنی چاہیے تو یہ تھا کہ عذاب کی وعید سُنکر ایمان لے آتے نہ یہ کہ ایمان تو نہ لائے اور بالعکس اُس عذاب ہی کی درخواست کرنے لگے بڑی بیباکی کی بات ہے بجائے اس استعجال عذاب کے) تم لوگ اللہ کے سامنے (کفر سے) معافی کیوں نہیں چاہتے جس سے توقع ہو کہ تم پر رحم کیا جاوے (یعنی عذاب سے محفوظ ہو) وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم تو تم کو اور تمہارے ساتھ والوں کو منحوس سمجھتے ہیں (کہ جب سے تمنے یہ مذہب نکالا ہے اور تمہاری یہ جماعت پیدا ہوئی ہے قوم میں نااتفاقی ہو گئی اور نااتفاقی کی جو مضرتیں اور خرابیاں ہوتی ہیں وہ سب تب ہونے لگیں پس مبدا ان تمامتر شرور کے تم لوگ ہو) صالح (علیہ السلام) نے (جواب میں) فرمایا کہ تمہاری (اس) نحوست (کا سبب) اللہ کے علم میں ہے (یعنی تمہارے اعمال کفریہ اللہ کو معلوم ہیں یہ شرور ان ہی اعمال پر مرتب ہیں چنانچہ ظاہر ہے کہ نااتفاقی مذموم وہی ہے جو حق کے خلاف کرنے سے ہو تو اسکا الزام ایمان والوں پر نہیں ہو سکتا بلکہ اہل کفر پر ہوگا اور بعض تفاسیر میں ہے کہ اُنپر قحط ہوا تھا اور تمہارے کفر کی مضرت کچھ ان شرور ہی تک ختم نہیں ہوئی) بلکہ تم وہ لوگ ہو کہ (اس کفر کی بدولت) عذاب میں مبتلا ہو گے اور (یوں تو کافر اس قوم میں بہت تھے لیکن سرغنہ) اُس بستی (یعنی حجر) میں نو شخص تھے جو سرزمین میں (یعنی بستی سے باہر تک بھی) فساد کیا کرتے تھے اور (ذرا) اصلاح نہ کرتے تھے (یعنی بعضے مفسد ایسے ہوتے ہیں کہ کچھ فساد کیا کچھ اصلاح کر لی مگر وہ ایسے نہ تھے بلکہ خالص مفسد تھے چنانچہ ایکبار یہ فساد کیا کہ) اُنہوں نے (ایک دوسرے سے) کہا کہ آپس میں سب (اسپر) اللہ کی قسم کھاؤ کہ ہم شب کے وقت صالح اور اُنکے متعلقین (یعنی ایمان والوں) کو جا ماریں گے پھر (اگر تحقیق کی نوبت آئی تو) ہم اُنکے وارث سے (جو خون کا دعویٰ کریگا) کہدینگے کہ ہم اُنکے متعلقین کے (اور خود اُنکے) مارے جانے میں موجود (بھی) نہ تھے (اور مارنا تو درکنار) اور (تاکید کے لیے یہ بھی کہدینگے کہ) ہم بالکل سچے ہیں (اور گواہ کوئی معاینہ کا ہوگا نہیں بس بات دب جاویگی) اور انہوں نے ایک خفیہ تدبیر کی (کہ شب کے وقت اس کارروائی کے لیے چلے) اور ایک خفیہ تدبیر ہمنے کی اور اُس تدبیر کی اُنکو خبر بھی نہ ہوئی (وہ یہ کہ ایک پہاڑ پر سے ایک پتھر اُنپر لڑھک آیا اور وہ سب وہاں ہی کھیت رہے یعنی ہلاک ہوئے کذا فی الدر المنثور) سو دیکھیے اُنکی شرارت کا کیا انجام ہوا کہ ہمنے اُنکو (بطریق مذکور) اور (پھر) اُنکی (باقی) قوم کو (آسمانی عذاب سے) سب کو غارت کر دیا (جسکا قصہ دوسری آیات میں ہے فعقروا الناقۃ الیٰ فاخذتہم الرجفۃ واخذ الذین ظلموا الصیحۃ) سو یہ اُنکے گھر ہیں جو ویران پڑے ہیں اُنکے کفر کے سبب سے (جو کہ اہل مکہ کو شام کے سفر میں ملتے ہیں) بلاشبہ اس (واقعہ) میں بڑی عبرت ہے دانشمندوں کے لیے اور ہمنے ایمان اور تقوے والوں کو (اس قتل سے بھی جسکا مشورہ ہوا تھا اور عذاب تہری سے بھی) نجات دی **ف** نو آدمیوں میں جن ارث کا ذکر ہے یا تو با ایمان ہوگا اور کسی وجہ سے اُسکے قتل کی رائے نہ ہوئی ہوگی مثلاً وہ بھی باوجاہت ہو اور یا اگر مومن نہ ہوگا تو حمیت قرابت مطالبہ قصاص کا باعث ہونے کا احتمال ہوگا۔ **قصہ چہارم لوط علیہ السلام** وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ وَأَنتُمْ تُبْصِرُونَ ۝ أَئِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّن دُونِ النِّسَاءِ ۚ بَلْ أَنتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ ۝ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَن قَالُوا أَخْرِجُوا آلَ لُوطٍ مِّن قَرْيَتِكُمْ ۖ إِنَّهُمْ أُنَاسٌ يَتَطَهَّرُونَ

ملحقات الترجمة

۱ قولہ فنہلک اہلہ اور خود ان کے اشارہ سے فی الکلام الکفار اعتمادا علی القرینۃ لان مہلک اہلہ لکونہ للایمان یستلزم مہلکہ لکونہ اصلا للایمانہم ۱۲

فَقَدَّرْنٰهَا مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ۝ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ۝ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ

کہ اسکو ہمنے اُن ہی لوگوں میں تجویز رکھا تھا جو عذاب میں رہ گئے تھے اور ہمنے اُنپر ایک نئی طرح کا مینہ برسایا سو اُن لوگوں کا کیا برا مینہ تھا جو ڈرائے گئے تھے آپ کہیے کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے سزاوار ہیں اور اسکے اُن بندوں پر سلام ہو

الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ۭ آٰللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ

جنکو اس نے منتخب فرمایا ہو کیا اللہ بہتر ہے یا وہ چیزیں جنکو شریک ٹھیراتے ہیں یا وہ ذات جس نے آسمان اور زمین کو بنایا اور اُس نے آسمان سے پانی برسایا

مَآءً ۚ فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ۭ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۭ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ۝

پھر اسکے ذریعہ سے ہم نے رونق دار باغ اُگائے تم سے تو ممکن نہ تھا کہ تم اُن کے درختوں کو اُگا سکو کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے بلکہ یہ ایسے لوگ ہیں کہ دوسروں کو خدا کی برابر ٹھیراتے ہیں

اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ اَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ۭ

یا وہ ذات جس نے زمین کو قرارگاہ بنایا اور اس کے درمیان درمیان نہریں بنائیں اور اُس کے لیے پہاڑ بنائے اور دو دریاؤں کے درمیان ایک حد فاصل بنائی

ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْۗءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ۭ

کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے بلکہ ان میں زیادہ تو سمجھتے بھی نہیں یا وہ ذات جو بیقرار آدمی کی سنتا ہے جب وہ اُسکو پکارتا ہے اور مصیبت کو دور کر دیتا ہے اور تم کو زمین میں صاحب تصرف بناتا ہے

ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝ اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَيْ

کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے تم لوگ بہت ہی کم یاد رکھتے ہو یا وہ ذات جو تم کو خشکی اور دریا کی تاریکیوں میں رستہ سوجھاتا ہے اور جو کہ ہواؤں کو بارش سے پہلے بھیجتا ہے جو خوش کر دیتی ہیں

رَحْمَتِهٖ ۭ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۭ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۭ

کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے شرک سے برتر ہے یا وہ ذات جو مخلوقات کو اول بار پیدا کرتا ہے پھر اُسکو دوبارہ پیدا کریگا اور جو کہ آسمان اور زمین سے تمکو رزق دیتا ہے

ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۭ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝

کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے آپ کہیے کہ تم اپنی دلیل پیش کرو اگر تم سچے ہو

قدرنھا من الغبرین ۝ وامطرنا علیھم مطرا فساء مطر المنذرین ۝ اور ہمنے لوط (علیہ السلام) کو (پیغمبر کرکے انکی قوم کے پاس) بھیجا تھا جبکہ اُنھوں نے اپنی قوم سے فرمایا کیا تم بےحیائی کا کام کرتے ہو حالانکہ سمجھدار ہو کیا تم مردوں کے ساتھ شہوت رانی کرتے ہو عورتوں کو چھوڑ کر (اور اسکے ارتکاب کے لیے کوئی منشا اشتباہ نہیں ہو سکتا) بلکہ (اس باب میں) تم (محض) جہالت کر رہے ہو سو (اس تقریر کا) انکی قوم سے کوئی (معقول) جواب نہ بن پڑا بجز اسکے کہ (آخر میں بیہودگی کی راہ سے) آپس میں کہنے لگے کہ لوط (علیہ السلام) کے لوگوں کو (یعنی مومنین کو مع لوط علیہ السلام کے) تم اپنی (اس) بستی سے نکالدو (کیونکہ) یہ لوگ بڑے پاک صاف بنتے ہیں سو (جب یہاں تک نوبت پہونچی تو ہمنے) (اس قوم پر عذاب نازل کیا اور) لوط (علیہ السلام) کو اور اُنکے متعلقین کو (اس عذاب) سے بچالیا بجز انکی بیوی کے کہ اسکو (بوجہ ایمان نہ لانے کے) ہمنے اُن ہی لوگوں میں تجویز رکھا تھا جو عذاب میں رہ گئے تھے اور (وہ عذاب میں رہ گئے تھے اور وہ عذاب جو اُنپر نازل ہوا یہ تھا کہ) ہمنے اُنپر ایک نئی طرح کا مینہ برسایا (کہ وہ پتھروں کا مینہ تھا) سو اُن لوگوں کا کیا برا مینہ تھا جو (اول عذاب سے) ڈرائے گئے تھے (جسپر اُنھوں نے التفات نہ کیا) **ف** سورۂ اعراف میں اس قصہ کے متعلق بعضے ضروری مضامین بیان ہوچکے ہیں ملاحظہ فرمالیا جاوے۔ اور تبصرون و تجھلون کی تقریر ترجمہ سے اسمیں تعارض کا شبہ دفع ہوگیا کہ ابصار کا حکم اور امور میں ہے اور تجھلون کا اس امر میں اور تبصرون کا علم علماً ہے اور تجھلون کا عملاً۔ **ربط** شروع سورت سے یہانتک رسالت کی بحث تھی آگے توحید کی بحث ہے جسکو ایک بلیغ اور موجز خطبہ سے شروع کیا ہے **خطبہ** قل الحمد للّٰہ وسلٰم علی عبادہ الذین اصطفٰی **توحید** ءآللّٰہ خیر اما یشرکون ۝ **نوع اول از دلائل توحید** امن خلق السمٰوٰت والارض وانزل لکم من السماء ماء فانبتنا بہ حدائق ذات بھجۃ ما کان لکم ان تنبتوا شجرھا ءالٰہ مع اللّٰہ بل ھم قوم یعدلون ۝ **نوع ثانی** امن جعل الارض قرارا وجعل خلٰلھا انھٰرا وجعل لھا رواسی وجعل بین البحرین حاجزا ءالٰہ مع اللّٰہ بل اکثرھم لا یعلمون ۝ **نوع ثالث** امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء ویجعلکم خلفاء الارض ءالٰہ مع اللّٰہ قلیلا ما تذکرون ۝ **نوع رابع** امن یھدیکم فی ظلمٰت البر والبحر ومن یرسل الریٰح بشرا بین یدی رحمتہ ءالٰہ مع اللّٰہ تعٰلی اللّٰہ عما یشرکون ۝ **نوع خامس** امن یبدؤا الخلق ثم یعیدہ ومن یرزقکم من السماء والارض ءالٰہ مع اللّٰہ قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صٰدقین ۝ آپ (بیان توحید کے لیے بطور خطبہ کے) کہیے کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے سزاوار ہیں اور اسکے اُن بندوں پر سلام (نازل) ہو جنکو اُسنے منتخب فرمایا ہے (یعنی انبیاء و صلحاء آگے مضمون توحید کا بطرز سوال بیان کیجیے کہ لوگوں سے یہ سوال کیجیے) کہ (بتلاؤ کمالات و احسانات میں) اللہ بہتر ہے یا وہ چیزیں (بہتر ہیں) جنکو (الوہیت میں) شریک ٹھیراتے ہیں (یعنی ظاہر اور مسلم ہے کہ اللہ ہی

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ نبی لوط بھیجا تھا اشارۃ الی تقدیر العامل لمن ای ارسلنا لوطا

لہ قولہ قبلہ اللہ خیر ہماری طرف سے القرینۃ علیہ قولہ انبتنا لعدم صحۃ اسنادہ الیہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۭ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ۝ بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ

آپ کہدیجئے کہ جتنی مخلوقات آسمانوں اور زمین میں موجود ہیں کوئی بھی غیب کی بات نہیں جانتا بجز اللہ تعالیٰ کے اور اُن کو یہ خبر نہیں کہ وہ کب دوبارہ زندہ کیے جاویں گے بلکہ آخرت کے بارہ میں ان کا علم

فِي الْاٰخِرَةِ ۣ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْهَا ۣ بَلْ هُمْ مِّنْهَا عَمُوْنَ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا وَّاٰبَاۗؤُنَآ اَىِٕنَّا لَمُخْرَجُوْنَ

نیست ہوگیا بلکہ یہ لوگ اُس سے شک میں ہیں بلکہ یہ اُس سے اندھے بنے ہوئے ہیں۔ اور یہ کافر یوں کہتے ہیں کہ کیا ہم لوگ جب خاک ہوگئے اور ہمارے بڑے بھی تو کیا ہم نکالے جاویں گے

لَقَدْ وُعِدْنَا هٰذَا نَحْنُ وَاٰبَاۗؤُنَا مِنْ قَبْلُ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا

اس کا تو ہم سے اور ہمارے بڑوں سے پہلے سے وعدہ ہوتا چلا آیا ہے یہ بے سند باتیں ہیں جو اگلوں سے نقل ہوتی چلی آئی ہیں۔ آپ کہدیجئے کہ تم زمین میں چل پھر کر دیکھو

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ۝

کہ مجرمین کا انجام کیا ہوا۔

عقلی ہونے کے ساتھ کفار کے نزدیک بھی مسلم تھی اور استلزام اس خیریت کا تعدد فی الالوہیۃ کو قضیہ عقلیہ ہے۔ یہ تو اجمالی بیان تھا جو بوجہ بداہتہ مقدمات کے باوجود اجمال کے بھی کافی ہے مگر اہتمام زیادت تقریر و تنبیہ کے لیے آگے تفصیل ہے کہ اچھا خدا تعالیٰ کے کمالات میں غور کرکے تبلاؤ کہ یہ بت بہتر ہیں) یا وہ ذات (بہتر ہے) جس نے آسمان اور زمین کو بنایا اور اس نے آسمان سے پانی برسایا پھر اُس (پانی) کے ذریعہ سے ہمنے رونق دار باغ اگائے (ورنہ) تمسے تو ممکن نہ تھا کہ تم اُن (باغوں) کے درختوں کو اگا سکو (یہ سنکر اب تبلاؤ کہ) کیا اللہ کے ساتھ (شریک عبادت ہونے کے لائق) کوئی اور معبود ہے (مگر مشرکین پھر بھی نہیں مانتے) بلکہ یہ ایسے لوگ ہیں کہ (دوسروں کو) خدا کی برابر (عبادت میں) ٹھیراتے ہیں (اچھا پھر اور کمالات سنکر تبلاؤ کہ یہ بت بہتر ہیں) یا وہ ذات جس نے زمین کو (مخلوق) کا قرارگاہ بنایا اور اسکے درمیان درمیان نہریں بنائیں اور اُس (زمین) کے (ٹھیرانے کے) لیے پہاڑ بنائے اور دو دریاؤں کے درمیان ایک حد فاصل بنائی (جیسا فرقان میں مرج البحرین آچکا ہے یہ سنکر اب تبلاؤ کہ) کیا اللہ کے ساتھ (شریک عبادت ہونے کے لائق) کوئی اور معبود ہے (مگر مشرکین نہیں مانتے) بلکہ ان میں زیادہ تو (اچھی طرح) سمجھتے بھی نہیں (اچھا پھر اور کمالات سنکر تبلاؤ کہ یہ بت بہتر ہیں) یا وہ ذات جو بیقرار آدمی کی سنتا ہے جب وہ اسکو پکارتا ہے اور (اُسکی) مصیبت کو دور کردیتا ہے اور تمکو زمین میں صاحب تصرف بناتا ہے (یہ سنکر اب تبلاؤ کہ) کیا اللہ کے ساتھ (شریک عبادت ہونے کے لائق) کوئی اور معبود ہے (مگر) تم لوگ بہت ہی کم یاد رکھتے ہو (اچھا پھر اور کمالات سنکر تبلاؤ کہ یہ بت بہتر ہیں) یا وہ ذات جو تمکو خشکی اور دریا کی تاریکیوں میں رستہ سوجھاتا ہے اور جو کہ ہواؤں کو بارش سے پہلے بھیجتا ہے جو بارش کی امید دلاکر دلوں کو خوش کردیتی ہیں (یہ سنکر اب تبلاؤ کہ) کیا اللہ کے ساتھ (شریک عبادت ہونے کے لائق) کوئی اور معبود ہے (ہرگز نہیں بلکہ) اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے شرک سے برتر ہے (اچھا پھر اور کمالات سنکر تبلاؤ کہ یہ بت بہتر ہیں) یا وہ ذات جو مخلوقات کو اول بار پیدا کرتا ہے (جو کہ مسلم ہے) پھر اسکو دوبارہ پیدا کریگا (جس پر برہان قطعی قائم ہے) اور جو کہ آسمان اور زمین سے (پانی برساکر اور نباتات نکالکر) تمکو رزق دیتا ہے (یہ سنکر اب تبلاؤ کہ) کیا اللہ کے ساتھ (شریک عبادت ہونے کے لائق) کوئی اور معبود ہے (اور اگر وہ یہ سنکر بھی کہیں کہ ہاں اور معبود بھی مستحق ہیں تو) آپ کہیے کہ (اچھا) تم (اُنکے استحقاق عبادت پر) اپنی دلیل پیش کرو اگر تم (اس دعوے میں) سچے ہو (اس طرح سے کہ اُنمیں مقتضیات عبادت کو ثابت کرو) **ف** رواسی کی تحقیق سورۂ حجر میں گذر چکی۔ اور یجیب دیکشف میں وہی حکم نہیں پس کچھ اشکال نہیں۔ اور چونکہ اصنام سے مطلقاً اجابت منفی ہے لہذا استدلال بھی تام ہے۔ **ربط** اوپر نبوت کے بعد توحید کا ذکر ہو چکا آگے معاد کا ذکر ہے جسکی طرف دلائل توحید میں اس قول سے اجمالی اشارہ بھی ہوا ہے ثم یعیدہ اور چونکہ کفار اسکی تکذیب کی ایک وجہ یہ بھی قرار دیتے تھے کہ قیامت کا وقت پوچھنے پر بھی نہیں بتلایا جاتا اور عدم تعیین کو عدم وقوع کی دلیل ٹھیراتے تھے اسلیے اس مضمون کو اختصاص علم غیب باللہ تعالیٰ سے شروع کیا ہے قل لا یعلم جسمیں ان کے منشاء اشتباہ کا من وجہ جواب بھی ہوگیا۔ پھر اُنکے شک و انکار پر تشنیع ہے بل ادرک الخ۔ پھر اُنکے ایک انکاری قول کی نقل ہے وقال الذین کفروا پھر اس انکار پر تہدید ہے قل سیروا پھر اُس انکار پر آپکی تسلی ہے ولا تحزن۔ پھر اُس تہدید کے متعلق اُنکے ایک شبہ کا جواب ہے ویقولون الخ پھر تہدید کی تاکید ہے وان ربک لیعلم الخ جیسا تقریر ترجمہ سے ظاہر ہوگا۔

بحث معاد و متعلقات آں

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۭ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ۝ بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ ۣ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْهَا ۣ بَلْ هُمْ مِّنْهَا عَمُوْنَ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا وَّاٰبَاۗؤُنَآ اَىِٕنَّا لَمُخْرَجُوْنَ ۝ لَقَدْ وُعِدْنَا هٰذَا نَحْنُ وَاٰبَاۗؤُنَا مِنْ قَبْلُ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ۝

اللغات ادّٰرک اصلہ تدارک فی قراءۃ ادرک علی وزن اکرم بمعنی اواکی من التدارک وھو التتابع لتتابع علمھم واضمحلالہ مجازا من تنابعھم سقوط القوم فی الہلاک او تتابع حتی انقطع وفنی لہلاکہ المطلق — علی التقیید لو الملازم علی الاتم ۱۲ | النحو قولہ الا اللہ الاستثناء منقطع تحقیقا لان اللہ تعالیٰ لا یدخل فی من متصل تاویلا علی حد وبلدۃ لیس بہا انیس ۰ الا الیعافیر والا العیس ۰ بناء علی لوخال المعافیر فی الانیس ۱۲ علمھم فی الآخرۃ فی اثرت اعلم سیعنی کلا

ملحقات الترجمہ

۵ ع ۸

سلہ قولہ قبل امن خلق یعنی الخ اشار بہ ان ام فی امن خلق منقطعۃ بمعنی بل والہمزۃ وتقدیر الکلام الاصنام خیر ام الذی خلق الخ کذا فی الخازن قدرت ما بین الحرفین او قاعدت القرینۃ وجود ہا نعم مبنیہم علی ذا ان السوال الاجمالی فیہ تقدیم للمعنی الذکر والتفصیلی فیہ تقدیم لذکر الاصنام لاحتذر فیہ رتبیل فی نکتۃ تاخیر ذکر اللہ تعالیٰ فی السوال المفصل ان المقصود لما کان استحسان ارضاہ اللہ تعالیٰ فی الاذہان فرغ او لا عن احد الشقین لکی یتوجہ الذہن الی الشق المؤخر بل یتوجہ بنشراشرہ الی استماع ذکر الموصوف بالکمالات فافہم ومن جملہا منقطعۃ قال فی تقریر الآیۃ انہ بعد السوال المجمل انتقل الی التفصیل فقال امن خلق الخ ای بل امن خلق بلا تشدید من ہذہ مبتدا او خبرہ محذوف بعد قولہ ام ہو خیر ثم یعطف علیہ قولہ ام ما یشرکون ای اۤالذی خلق وفعل کذا وکذا خیر ام الذی یشرکون خبرہ کذا یقال فیما بعدہا من القرائن فافہم ما سمر تسہیل ہذا ک ۱۲

وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِي ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُونَ ۝ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝

اور آپ ان پر غم نہ کیجیے اور جو کچھ یہ شرارتیں کر رہے ہیں اس سے تنگ نہ ہوجیے اور یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب ہوگا اگر تم سچے ہو

قُلْ عَسَىٰ أَن يَكُونَ رَدِفَ لَكُم بَعْضُ الَّذِي تَسْتَعْجِلُونَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنَّ

آپ کہدیجیے کہ عجب نہیں کہ جس عذاب کی تم جلدی مچارہے ہو اس میں سے کچھ تمہارے پاس ہی آلگا ہو۔ اور آپ کا رب لوگوں پر بڑا فضل رکھتا ہے ولیکن

أَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُونَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ ۝ وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ فِي السَّمَاءِ

اکثر آدمی شکر نہیں کرتے۔ اور آپ کے رب کو سب خبر ہے جو کچھ اُن کے دلوں میں مخفی ہے اور جسکو وہ علانیہ کرتے ہیں۔ اور آسمان اور زمین میں ایسی کوئی مخفی چیز نہیں

وَالْأَرْضِ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ ۝

جو لوح محفوظ میں نہ ہو

وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُن فِي ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُونَ ۝ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝ قُلْ عَسَىٰ أَن يَكُونَ رَدِفَ لَكُم بَعْضُ الَّذِي تَسْتَعْجِلُونَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُونَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ ۝ وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ ۝ (یہ لوگ جو قیامت کا وقت نہ بتلانے سے اُسکے عدم وقوع پر استدلال کرتے ہیں اسکے جواب میں) آپ کہدیجیے کہ (یہ استدلال غلط ہے کیونکہ غایت ما فی الباب اس سے اتنا لازم آیا کہ مجھے اور تم سے اس تعیین کا علم غائب ہے سو اس میں اسی کی کیا تخصیص ہے غیب کے نسبت تو عدم کلیہ ہے کہ) جتنی مخلوقات آسمانوں اور زمین (یعنی عالم) میں موجود ہیں (اُن میں سے) کوئی بھی غیب کی بات نہیں جانتا بجز اللہ تعالیٰ کے اور (اسی وجہ سے) ان (مخلوقات) کو یہ خبر (بھی) نہیں کہ وہ کب دوبارہ زندہ کیے جاویں گے (یعنی اللہ تعالیٰ کو تو بے بتلائے سب علم ہے اور کسی کو بے بتلائے کچھ بھی معلوم نہیں مگر دیکھا جاتا ہے کہ بہت سے امور جنکا پہلے سے علم نہیں ہوتا واقع ہوتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ عدم علم عدم وقوع کو مستلزم نہیں بلکہ بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بعض علوم کا غیب رکھنا منظور ہے سو قیامت کی تعیین بھی ان ہی امور میں ہے اسی لیے مخلوق کو اسکا علم نہیں دیا مگر اس سے عدم وقوع کیسے لازم آگیا اور یہ عدم علم بالتعیین تو سب میں امر مشترک ہے لیکن ان کفار منکرین میں صرف عدم علم بالتعیین ہی نہیں) بلکہ (اس سے بڑھکر یہ بات ہے کہ) آخرت کے بارے میں (خود) انکا علم (بالوقوع ہی) نیست ہوگیا (یعنی خود اسکے وقوع ہی کا علم نہیں جو تعیین کے علم نہ ہونے سے بڑھکر ہے اور مذموم بھی کیونکہ علم معاد کا واجب ہے اور ترک واجب مذموم ہے) بلکہ (اس سے بڑھکر یہ ہے کہ) یہ لوگ اس (کے وقوع) سے شک میں ہیں (کہ یہ عدم علم سے بدتر ہے کیونکہ عدم علم فی نفسہ عام ہے خلو ذہن کو بھی اور شک میں باوجود التفات ذہن کے پھر عدم تصدیق ہے) بلکہ (اس سے بڑھکر یہ ہے کہ) یہ اس سے اندھے بنے ہوئے ہیں (یعنی جیسے اندھے کو طریق نظر نہیں آتا اسلیے مقصود تک پہونچنا مستبعد ہے اسیطرح تصدیق بالآخرت کا جو طریق ہے یعنی دلائل صحیحہ یہ لوگ غایت عناد سے اُنمیں تدبر و تامل نہیں کرتے اسلیے وہ دلائل انکو نظر نہیں آتے جس سے مطلوب تک پہونچ جانے کی امید ہوتی پس یہ شک سے بھی بڑھکر ہے کیونکہ شک تو الا بعض اوقات دلائل میں نظر کر کے رفع شک کر لیتا ہے اور یہ نظر بھی نہیں کرتے پس ایاد یعقوب کے بڑھکر تدارک علم ہوا اور اس سے بڑھکر شک اور اس سے بڑھکر عمی پس یہ انتقالات ترقی کیواسطے ہیں اور ترقی میں ماقبل کی نفی نہیں ہے کہ تعارض کا شبہ ہو بلکہ اثبات شئی زائد ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ سب اوصاف ثابت ہیں یعنی عدم تعیین بھی اور تدارک بھی اور شک بھی اور عمی بھی اور چونکہ ہر ماقبل ہر مابعد سے مفہوماً عام ہے یعنی لابشرط شے ہے بشرط لاشئی نہیں ہے لہذا اجتماع میں کوئی اشکال نہیں جیسا ترجمہ کی تقریر سے یہ عموم و خصوص ظاہر ہے) اور (اس تشنیع علی الانکار کے بعد آگے اُن کا ایک انکاری قول نقل فرماتے ہیں کہ) یہ کافر یوں کہتے ہیں کہ کیا ہم لوگ جب (مرکر) خاک ہوگئے اور (اسی طرح) ہمارے بڑے بھی تو کیا (پھر) ہم (زندہ کر کے قبروں سے) نکالے جاویں گے اس کا تو ہم سے اور ہمارے بڑوں سے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے) پہلے سے وعدہ ہوتا چلا آیا ہے (کیونکہ تمام انبیاء کا یہ قول مشہور ہے لیکن نہ آج تک ہوا اور نہ کسی نے تبلایا کہ کب ہوگا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ) یہ بے سند باتیں ہیں جو اگلوں سے نقل ہوتی چلی آئی ہیں آپ کہدیجیے کہ (جب اس کے امکان پر دلائل عقلیہ اور وقوع پر دلائل نقلیہ جا بجا بار بار تم کو سُنا دیے گئے ہیں تو تم کو تکذیب سے باز آنا چاہیے ورنہ جو اور مکذبین کا حال ہوا ہے کہ مشہور ہوئے وہی تمہارا حال ہوگا اگر اُن کی حالت میں کچھ شبہہ ہو تو) تم زمین میں چل پھر کر دیکھو کہ مجرمین کا انجام کیا ہوا (چنانچہ آثار ہلاکت بالعذاب کے نمایاں اور باقی تھے) اور (اگر باوجود ان مواعظ بلیغہ کے پھر بھی مخالفت پر کمربستہ رہیں تو) آپ ان پر غم نہ کیجیے اور جو کچھ یہ شرارتیں کر رہے ہیں اس سے تنگ نہ ہوجیے (کہ اور انبیاء کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوا ہے) اور (قل سیروا الخ

ملحقات الترجمہ

لـه قوله فی السموٰت

عالم تفسیر لسالا یتو تم بعض

نفی علم الغیب عن المجموع

التی ہی لا فی السمٰوات

ولا فی الارض ۱۲ + ۲

اللغات

قوله غائبة تکون بتجعیل نحنته بالام قوله غائبة صفة غلبت فی ہم المعنی وان تم تنقل الی الاسمیة و یحتمل ان تکون صفة منقولة الی الاسمیة والتاء للنقل والفرق بین المغلب والمنقول ان الاول یجوز اجراؤه علی موصوف مذکر

الخوعی ثانی ۲

البلاغة

من فی السمٰوٰت فیه تغلیب - قوله عسیٰ قال الزمخشری ان عسیٰ ولعل وسوف فی وعد الملوک ووعیدهم تدل علی صدق الامر وجده - و ما لا مجال للشک بعده وانما یعنون بذلک اظهار وقارهم وانهم لا یعجلون بالانتقام لادلالهم بقهرهم وغلبتهم ووثوقهم ان عدوهم لا یفوتهم وان الرمزة الی الاغراض کافیة من جهتهم فعلی ذلک جری وعد الله تعالیٰ ووعیده سبحانه الله وفی الروح لا یخفی حسن ذلک ۱۲

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَكْثَرَ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝ وَاِنَّهٗ لَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝

بے شک یہ قرآن | بنی اسرائیل پر اکثر ان باتوں کو ظاہر کرتا ہے | جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں | اور بالیقین وہ ایمان والوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے

میں اور اسکے امثال دوسری آیات میں جو ان کو وعید عذاب سنائی جاتی ہے تو چونکہ دل میں تصدیق نہیں اس لیے) یہ لوگ (بیباکانہ) یوں کہتے ہیں کہ یہ وعدہ (عذاب کا ٹھہرا ہوا) کب ہوگا اگر تم سچے ہو (تو بتلاؤ) آپ کہہ دیجیے کہ عجب نہیں کہ جس عذاب کی تم جلدی مچا رہے ہو اس میں سے کچھ تمہارے پاس ہی آ لگا ہو اور (اب تک جو دیر ہو رہی ہے تو اُس کی وجہ یہ ہے کہ) آپ کا رب لوگوں پر (اپنا) بڑا فضل رکھتا ہے (اُس رحمت عامہ کی وجہ سے قدرے مہلت دے رکھی ہے) ولیکن اکثر آدمی (اس بات پر) شکر نہیں کرتے (کہ تاخیر کو غنیمت سمجھیں اور اس مہلت میں حق کی طلب اور اُسکو قبول کرلیں کہ عذاب سے نجات ابدی حاصل ہو بلکہ بالعکس انکار اور علی سبیل الاستہزاء استعجال کرتے ہیں) اور (یہ تاخیر چونکہ بمصلحت ہے اسلیے یوں نہ سمجھیں کہ ان افعال کی کبھی سزا ہی نہ ہوگی کیونکہ) آپکے رب کو سب خبر ہے جو کچھ انکے دلوں میں مخفی ہے اور جسکو وہ علانیہ کرتے ہیں اور (علاوہ حق تعالیٰ کو خبر ہونے کے ظاہری طور پر بھی باضابطہ سب چیزیں دفتر خداوندی میں درج ہیں جسمیں کچھ ان ہی کے افعال کی تخصیص نہیں بلکہ) آسمان اور زمین میں ایسی کوئی مخفی چیز نہیں جو لوح محفوظ میں نہ ہو (اور دفتر یہی ہے اور جب مخفی چیزیں جنکو کوئی نہیں جانتا اُسمیں موجود ہیں تو ظاہر چیزیں تو بدرجہ اولیٰ موجود ہیں غرض اُنکے اعمال کی خدا کو بھی خبر دفتر میں بھی محفوظ اور وہ اعمال خود مقتضی سزا کو بھی اور وقوع سزا پر اخبار صادقہ بھی متحقق پھر اس سمجھنے کی کیا گنجائش ہے کہ سزا نہ ہوگی البتہ دیر ہونا ممکن ہے چنانچہ بعضی سزائیں ان منکرین کو دنیا میں ہوئیں جیسے قحط و قتل اور بعض برزخ میں ہونگی کہ یہ سب قریب ہیں اور کچھ آخرت میں ہونگی اس لیے ردف کے ساتھ لفظ بعض فرمایا **ربط** چونکہ قیامت کا امکان عقلی اور وقوع نقلی و سمعی ہے اور اوپر اُس کے وقوع کی خبر دی گئی ہے اور اخبار کے اثبات کے لیے صدق مخبر کا اثبات ضروری ہے اس لیے آگے قرآن کا کہ وہ مخبر ہے صادق ہونا ایک خاص طور پر علاوہ اس کے معجز ہونے کے ثابت فرماتے ہیں مع اُس کے برکات کے

اثبات حقیت و برکات قرآن

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَكْثَرَ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝ وَاِنَّهٗ لَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ بے شک یہ قرآن بنی اسرائیل پر اکثر اُن باتوں (کی حقیقت) کو ظاہر کرتا ہے جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں (اور پھر ظاہر بھی ایسے طور پر کرتا ہے جس میں علماء بنی اسرائیل کو بھی جو اُن میں کسی قدر منصف ہیں کلام نہیں رہتا اور علماء کے اختلاف کا فیصلہ کرنے والا اُن علماء سے اعلم ہونا چاہیے اور اعلم ہونے کے دو طریقے ہیں یا تو خالق سے علوم کا استفادہ کیا ہوا ور یا مخلوق سے اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم میں شق ثانی یقیناً منفی ہے چنانچہ یہ احتمال کسی مخالف نے بھی نہیں نکالا تھا پس لامحالہ شق اول متعین ہوگئی پس آپ کا صاحب وحی ہونا اور قرآن کا وحی ہونا ثابت ہوگیا اور وحی کا صدق ضروری ہے پس قرآن کا جو کہ مخبر عن القیامت ہے صادق ہونا ثابت ہوگیا اور اس سے قیامت کا وقوع جو قرآن میں منقول ہے ثابت ہوگیا وہو المطلوب اور اعجاز قرآن وہ دلیل اسکے علاوہ ہے پس رفع اختلاف مذکور دلیل راجع الی المعنی ہے اور اعجاز دلیل راجع الی النظم ہے اور اعجاز سے بلاواسطہ استدلال عارفین وجوہ بلاغت کے ساتھ خاص ہے گو بواسطہ مشاہدہ عجز بلغاء کے وہ استدلال عام ہو جاتا ہے اور رفع اختلاف سے استدلال فی نفسہ بلغاء و غیر بلغاء سب کے لیے عام ہے اور شاید اسی عموم کے سبب اس مقام پر اس استدلال کو اختیار کرنے میں ترجیح دی گئی ہو) اور (اس کا دلیل ہونا کہ برکت ظاہری ہے تو موافق و مخالف سب کے لیے عام ہے لیکن اسکے برکات معنویہ اگر دیکھنا ہو تو ایمان لا کر کوئی دیکھے کہ) بالیقین وہ ایمان والوں کے لیے (خاص) ہدایت اور (خاص) رحمت ہے (ہدایت باعتبار طاعات کے اور رحمت باعتبار ثمرات کے) **ف** گو اس آیت سے رسالت کا اثبات بھی صاف ہے لیکن سوق کلام اثبات صدق و صحت قرآن کے لیے بحیثیت اُسکے مخبر عن القیامۃ ہونے کے ہے پس حیثیت مذکورہ میں یہ عبارۃ النص ہے اور مطلق اثبات رسالت میں اشارۃ النص ہے اور بنی اسرائیل کے اختلافات رفع کرنے کی مثالیں اس مقام پر تفسیر حقانی[1] میں متعدد نقل کی ہیں اُس میں ملاحظہ کرلی جاویں احقر کتب سابقہ سے واقفیت نہیں رکھتا۔ اور جتنے امور اختلافیہ کا قرآن میں فیصلہ ہے اگر بنی اسرائیل میں اور امور اختلافیہ اس سے کم بھی تو لفظ اکثر اپنے معنی پر ہے ورنہ اکثر بمعنی کثیر ہے **ربط** اوپر دلیل معاد کا کہ قرآن ہے صحیح و مثبت ہونا مذکور تھا جس کا مقتضا تھا کفار کا انکار سے باز آجانا اور پھر بھی باز نہ آنے کا مقتضا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا محزون ہونا اس لیے آگے تسلیہ ہے آپ کا جیسا کہ اوپر آیت ولا تحزن علیہم میں بھی یہ مضمون تھا

ملحقات الترجمہ

[1] لہ قولہ تفسیر حقانی مسند کو خلیل احمد ۱۲

إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُم بِحُكْمِهِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ ۝ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۖ إِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِينِ ۝ إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ

بالیقین آپ کا رب ان کے درمیان اپنے حکم سے فیصلہ کریگا اور وہ زبردست اور علم والا ہے۔ سو آپ اللہ پر توکل رکھیے یقیناً آپ صریح حق پر ہیں آپ مُردوں کو نہیں سنا سکتے

الْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ ۝ وَمَا أَنتَ بِهَادِي الْعُمْيِ عَن ضَلَالَتِهِمْ ۖ إِن تُسْمِعُ إِلَّا مَن

اور نہ بہروں کو اپنی آواز سنا سکتے ہیں جبکہ وہ پیٹھ پھیر کر چل دیویں اور نہ آپ اندھوں کو ان کی گمراہی سے رستہ دکھلانے والے ہیں آپ تو صرف اُن ہی کو سنا سکتے ہیں جو

يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُم مُّسْلِمُونَ ۝ وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ أَنَّ

ہماری آیتوں کا یقین رکھتے ہیں پھر وہ مانتے ہیں۔ اور جب وعدہ اُن پر پورا ہونے کو ہوگا تو ہم ان کے لیے زمین سے ایک جانور نکالیں گے کہ وہ اُن سے باتیں کرے گا کہ

النَّاسَ كَانُوا بِآيَاتِنَا لَا يُوقِنُونَ ۝ وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِن كُلِّ أُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّن يُكَذِّبُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ يُوزَعُونَ ۝ ع ۶ ۲

لوگ ہماری آیتوں پر یقین نہ لاتے تھے۔ اور جس دن ہم ہر امت میں سے ایک ایک گروہ اُن لوگوں کا جمع کریں گے جو ہماری آیتوں کو جھٹلایا کرتے تھے پھر اُن کو روکا جاویگا

تسلیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُم بِحُكْمِهِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ ۝ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۖ إِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِينِ ۝ إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ ۝ وَمَا أَنتَ بِهَادِي الْعُمْيِ عَن ضَلَالَتِهِمْ ۖ إِن تُسْمِعُ إِلَّا مَن يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُم مُّسْلِمُونَ ۝ (آپ ان لوگوں کی حالت پر تاسف کیجیے اور نہ انکی مخالفت کی فکر کیجیے کیونکہ انکا کام حد نہایت کو گذر گیا ہے اب عقلی اور شرعی فیصلہ کو نہ مانینگے بلکہ عملی فیصلہ کی ضرورت ہے جو خدا کا کام ہے اور) بالیقین آپکا رب انکے درمیان اپنے حکم سے (وہ عملی) فیصلہ (قیامت کے دن) کریگا (اسوقت معلوم ہوجاویگا کہ دین حق کیا تھا اور باطل کیا تھا تو ایسے لوگوں پر کیا تاسف کیا جاوے) اور (اسی طرح فکر مخالفت بھی نہ کیجیے کیونکہ) وہ زبردست اور علم والا ہے (پس دین کے دشمن اسکی مشیت کے بغیر کوئی کسی کو ضرر نہیں پہونچا سکتا اور اُسے کسی کی تدبیر ضرر رسانی کی مخفی نہیں وہ سب کو جانتا ہے اور اپنی قدرت سے سب کو دفع کر سکتا ہے) سو (جب وہ ایسا ہی ہے تو) آپ اللہ پر توکل کیجیے (کہ قدرت علی النصر تو اوپر ثابت ہوئی اور وقوع نصر کا مرجح یہ امر ہے کہ) یقیناً آپ صریح حق (طریقہ) پر ہیں (اور اہل حق بمقابلہ اہل باطل کے منصور ہوا کرتے ہیں پس خوف و فکر کچھ نہ کیجیے اور چونکہ بہ نسبت خوف فکر کے آپ کو حزن زیادہ ہوتا تھا اسلیے اُسکے متعلق پھر مکرر دوسرے عنوان سے فرماتے ہیں کہ) آپ مُردوں کو نہیں سنا سکتے اور نہ بہروں کو اپنی آواز سنا سکتے ہیں (خصوصاً) جبکہ وہ پیٹھ پھیر کر چل دیویں اور نہ آپ اندھوں کو اُنکی گمراہی سے (بچاکر) رستہ دکھلانے والے ہیں آپ تو صرف اُن ہی کو سنا سکتے ہیں جو ہماری آیتوں کا یقین رکھتے ہیں (اور) پھر وہ مانتے (بھی) ہیں (مطلب یہ کہ یہ لوگ تو مشابہ مُردوں اور بہروں اور اندھوں کے ہیں پھر انسے توقع ہدایت اور فہم کی بیکار ہے جب توقع نہ ہوگی حزن بھی نہ ہوگا) ف اس آیت سے بعض علماء نے استدلال کیا ہے کہ مُردے نہیں سنا کرتے ہر چند کہ مُردوں سے مراد یہاں کفار ہیں مگر تشبیہ جب ہی درست ہوسکتی جب مُردے نہ سنتے ہوں لیکن چونکہ بعض احادیث میں مُردوں کا سُننا قریب جگہ سے نہ کہ بعید سے وارد ہے اسلیے بعض علماء نے آیت میں کہا ہے کہ مراد سماع منفی سے سماع نافع ہے اور قرینہ اسکا علاوہ دفع تعارض حدیث کے یہ بھی ہے کہ کفار سے مطلق سماع کا منفی ہونا مشاہدہ کے خلاف ہے البتہ سماع نافع ضرور منفی تھا پس مُردوں سے بھی یہی منفی ہے چنانچہ ظاہر ہے کہ اگر کوئی مُردوں کو نصیحت کرے بیکار ہے کیونکہ وہ دار العمل نہیں اور ثواب سے نفع ہونا یا تلاوت قرآن سے اُنس ہونا یہ دوسری بات ہے مقصود مواعظ کا نافع نہ ہونا ہے۔ اور بعض نے یہ جواب دیا ہے کہ مُردے میں مُردہ حقیقی جسد ہے وہ نہیں سُن سکتا مگر اس سے روح کی نفی سماع لازم نہیں آتی۔ اور علماء مانعین نے حدیثوں میں کچھ مناسب تاویلیں کرکے تعارض کو دفع کیا ہے واللہ اعلم۔ ربط اوپر قل لا یعلم الخ میں قیامت کا ذکر تھا آگے پھر اُسی طرف عود ہے اور درمیان میں تبعاً دوسرے مناسب مضامین آگئے تھے جنکا تناسب تقریرات ربط میں مذکور ہوا ہے پس اول بعض اشراط قیامت کے مذکور ہیں واذا وقع۔ پھر وقوع حشر کا ذکر ہے ویوم نحشر۔ پھر ایک دلیل امکان بعث کی مذکور ہے الم یروا۔ پھر بعض واقعات عین قیامت کے مذکور ہیں ویوم ینفخ۔ پھر طریقہ جزا و سزا کا مذکور ہے من جاء بالحسنة الخ

عود بسوئے ذکر قیامت و علامات و واقعات آں

وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا بِآيَاتِنَا لَا يُوقِنُونَ ۝ وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِن كُلِّ أُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّن يُكَذِّبُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ يُوزَعُونَ

ملحقات الترجمة: قوله فی تفصیل قیامت کا فی الخازن ... نور فی اما ... بهادی بجاکر اشارہ الی تضمن الہدایۃ معنی الصرف

اللغات بحکمہ فی المدارک ... الحکم ... النحو ... البلاغۃ ... [illegible]

من قولہ تعالیٰ ویوم ینفخ فی الصور الی آخرہ ... کلام ... قد ذکر ... [illegible]

حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْ قَالَ اَكَذَّبْتُمْ بِاٰيٰتِىْ وَلَمْ تُحِيْطُوْا بِهَا عِلْمًا اَمَّاذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوْا

یہاں تک کہ جب حاضر ہو جاویں گے تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماوے گا کہ کیا تم نے میری آیتوں کو جھٹلایا تھا حالانکہ تم ان کو اپنے احاطہ علمی میں بھی نہیں لائے بلکہ اور بھی کیا کیا کام کرتے رہے اور ان پر وعدہ پورا ہو گیا بوجہ اسکے کہ انہوں نے زیادتی کی تھی

فَهُمْ لَا يَنْطِقُوْنَ اَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا الَّيْلَ لِيَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ

سو وہ لوگ بات بھی نہ کر سکیں گے کیا انہوں نے اس پر نظر نہیں کی کہ ہم نے رات بنائی تاکہ لوگ اس میں آرام کریں اور دن بنایا جس میں دیکھیں بھالیں بلاشبہ اس میں بڑی دلیلیں ہیں ان لوگوں کے لیے جو ایمان رکھتے ہیں

وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِى الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ وَكُلٌّ اَتَوْهُ دٰخِرِيْنَ وَتَرَى الْجِبَالَ

اور جس دن صور میں پھونک ماری جاوے گی سو جتنے آسمان اور زمین میں ہیں سب گھبرا جاویں گے مگر جس کو خدا چاہے اور سب کے سب اسی کے سامنے دبے جھکے حاضر رہیں گے اور تو پہاڑوں کو دیکھ رہا ہے

تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّهِىَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِىْٓ اَتْقَنَ كُلَّ شَىْءٍ اِنَّهٗ خَبِيْرٌ بِمَا تَفْعَلُوْنَ مَنْ جَآءَ

ان کو خیال کر رہا ہے کہ یہ جنبش نہ کریں گے حالانکہ وہ بادلوں کی طرح اڑے اڑے پھریں گے یہ خدا کا کام ہو گا جس نے ہر چیز کو مضبوط بنا رکھا ہے یہ یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے سب افعال کی پوری خبر ہے جو شخص

بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِى

نیکی لاوے گا سو اس شخص کو اس سے بہتر ملے گا اور وہ لوگ بڑی گھبراہٹ سے اس روز امن میں رہیں گے اور جو شخص بدی لاوے گا تو وہ لوگ اوندھے منہ آگ میں ڈال دیے جاویں گے

النَّارِ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ

تم کو تو ان ہی عملوں کی سزا دی جا رہی ہے جو تم کیا کرتے تھے

حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْ قَالَ اَكَذَّبْتُمْ بِاٰيٰتِىْ وَلَمْ تُحِيْطُوْا بِهَا عِلْمًا اَمَّاذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوْا فَهُمْ لَا يَنْطِقُوْنَ ۝ اَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا الَّيْلَ لِيَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِى الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ وَكُلٌّ اَتَوْهُ دٰخِرِيْنَ ۝ وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّهِىَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِىْٓ اَتْقَنَ كُلَّ شَىْءٍ اِنَّهٗ خَبِيْرٌ بِمَا تَفْعَلُوْنَ ۝ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ ۝ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِى النَّارِ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

اور جب وعدہ (قیامت کا) ان (لوگوں) پر پورا ہونے کو ہوگا (یعنی قیامت کا زمانہ قریب آپہونچے گا) تو ہم ان کے لیے زمین سے ایک (عجیب) جانور نکالیں گے کہ وہ ان سے باتیں کرے گا کہ (کافر) لوگ ہماری (یعنی اللہ تعالیٰ کی) آیتوں پر (بالخصوص جو آیتیں قیامت کے متعلق ہیں ان پر) یقین نہ لاتے تھے (سو اب قیامت قریب پہونچی ہے چنانچہ ایک علامت اس کی یہ ظہور ہے مقصود اس سے الزام حجت اور تبکیت کفار کی ہے اور چونکہ خارق عظیم ہوگا اسلیے بالاضطرار اس کی تصدیق کریں گے تو اس میں زیادہ تشنیع کفار کی ہے کہ انبیاء کی تکذیب کرتے رہے اب اس کی تصدیق کر رہے ہیں اور چونکہ طلوع الشمس من المغرب کے زمانہ میں ہوگا خواہ اس کے ذرا قبل یا ذرا بعد جیسا خازن میں مسلم سے نقل کیا ہے اسلیے وہ تصدیق مقبول نہ ہوگی یہ تو قرب قیامت میں واقعہ ہوگا اور پھر قیامت ہی آجاوے گی جس کے واقعات آگے فرماتے ہیں کہ اس دن کو یاد دلائیے) جس دن (قبروں سے زندہ کرنے کے بعد) ہم ہر امت میں سے (یعنی امم سابقہ میں سے بھی اور اس امت میں سے بھی) ایک ایک گروہ ان لوگوں کا (حساب کے لیے) جمع کریں گے جو میری آیتوں کو جھٹلایا کرتے تھے پھر (ان کو موقف کی طرف حساب کے لیے روانہ کیا جاوے گا اور چونکہ کثرت سے ہوں گے اسلیے) ان کو (چلنے میں پچھلوں کے آملنے کیواسطے) روکا جاوے گا (یعنی تاکہ آگے پیچھے نہ رہیں سب شامل ہو کر موقف کی طرف چلیں یہ کنایہ ہے کثرت سے کہ کثرت میں ایسا ہوتا ہی ہے خواہ روک ٹوک ہو یا نہ ہو) یہاں تک کہ جب (چلتے چلتے موقف میں) حاضر ہو جاویں گے تو (حساب شروع ہوگا اور) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماوے گا کہ کیا تم نے میری آیتوں کو جھٹلایا تھا حالانکہ تم ان کو اپنے احاطہ علمی میں بھی نہیں لائے (جس کے بعد غور کرنے کا موقع ملتا اور غور کر کے اس پر کچھ رائے قائم کرتے مطلب یہ کہ سنتے ہی بلا تدبر و بلا تفکر ان کی تکذیب کر دی اور تکذیب ہی پر اکتفا نہیں کیا) بلکہ (یاد تو کرو اس کے علاوہ) اور بھی کیا کیا کام کرتے رہے (مثلاً انبیاء کو اور اہل ایمان کو آزار دیا جو تکذیب سے بھی بڑھکر ہے اسیطرح اور عقائد و اعمال کفریہ و فسقیہ میں مبتلا رہے) اور (اب وہ وقت ہے کہ) ان پر (بوجہ قائم ہو جانے جرم کے) وعدہ (عذاب کا) پورا ہو گیا (یعنی سزا کا استحقاق ثابت ہو گیا) بوجہ اس کے کہ (دنیا میں) انہوں نے (بڑی بڑی) زیادتیاں کی تھیں (جن کا آج ظہور و ثبوت ہو گیا) سو (چونکہ ثبوت قوی ہے اسلیے) وہ لوگ (عذر وغیرہ کے متعلق) بات بھی نہ کر سکیں گے (اور بعض آیات میں جو ان کا اعتذار مذکور ہے وہ ابتداء میں ہوگا پھر بعد اقامت حجت نطق نہ ہوگا اور یہ لوگ جو امکان قیامت کے منکر ہیں تو حماقت محضہ ہے کیونکہ علاوہ دلائل نقلیہ ثابتۃ الصدق کے اس پر دلیل عقلی بھی تو قائم ہے مثلاً) کیا انہوں نے اس پر نظر نہیں کی کہ ہم نے رات بنائی تاکہ لوگ اس میں آرام کریں (اور یہ آرام مشابہ موت کے ہے) اور دن بنایا جس میں دیکھیں بھالیں (جو کہ موقوف ہے بیداری پر اور وہ مشابہ حیات بعد الموت کے ہے پس) بلاشبہ اس

ملحقات الترجمہ

١ قولہ فی اذا وقع قریب آپہونچے گا اشارۃ الی ان المعنی دنی وقت وقوعہ کما فی قولہ تعالیٰ اذا بلغن اجلہن ای قاربن بلوغ اجلہن ١٢

٢ قولہ فی اماذا بلکہ اشارۃ الی کون ام منقطعۃ ١٢

٣ قولہ قبل الہمزۃ واختلاف اشارۃ الی ان المعطوف لیس مدخول الہمزۃ ١٢

٤ قولہ فی آیت بڑی افادہ التنوین ١٢

(روزانہ خواب وبیداری) میں (امکان بعث پر اور اُن آیات کے حق ہونے پر جا سپر دال ہیں) بڑی دلیلیں ہیں (کیونکہ موت کی حقیقت ہے زوال تعلق روح عن الجسد اور حیات ثانیہ کی حقیقت ہے عود اُس تعلق کا اور نوم میں بھی من وجہ زوال ہے اُس تعلق کا کیونکہ ضعف بھی اُس شے کے مراتب وجود میں سے کسی مرتبہ کا زوال ہوتا ہے اور یقیظہ عود ہے اُس تعلق زائل کا پس دونوں میں تشابہ تام ہوا اور ایک نظیر کے ساتھ قدرت کا تعلق مشاہد ہے اور یہ تعلق معلل کسی علت سے ہے نہیں بلکہ ذات واجب اسکو مقتضی ہے اور محل قدرت کا امتناع کسی دلیل سے ثابت نہیں اور امکان اولاً بدیہی ہے پھر اسکی نظیر کا امکان اُس بداہت کو اور قوی کرتا ہے پھر اُسکے ساتھ تعلق قدرت میں کیا کلام ہے اور یہ دلیل چونکہ عقلی ہے اس لیے ہر شخص کے لیے عام ہے مگر باعتبار انتفاع کے) اُن (ہی) لوگوں کے لیے (ہے) جو ایمان رکھتے ہیں (کیونکہ وہ تدبر کرتے ہیں اور دوسرے تدبر نہیں کرتے اور انتاج کے لیے نظر و فکر ضروری ہے اسلیے دوسرے اس سے منتفع نہیں ہوتے) اور (ایک واقعہ ہولناک اس حشر مذکور سے پہلے ہوگا جسکا آگے ذکر ہے یعنی اس دن کی ہیبت بھی یاد دلائیے) جس دن صور میں پھونک ماری جاوے گی (یہ نفخہ اولی ہے اور حشر مذکور نفخہ ثانیہ کے بعد تھا) سو جتنے آسمان اور زمین میں (فرشتے اور آدمی وغیرہ) ہیں سب گھبرا جاوینگے (اور پھر مر جاوینگے اور جو مر چکے ہیں اُنکی روحیں بے ہوش ہو جاوینگی) مگر جسکو خدا چاہے (وہ اس گھبراہٹ اور موت سے محفوظ رہیگا مراد ان سے حسب حدیث مرفوع جبرئیل و میکائیل و اسرافیل وملک الموت وحاملان عرش ہیں پھر ان سب کی بھی بدون اثر نفخہ وفات ہو جاویگی کذا فی الدر المنثور سورۃ الزمر) اور (دنیا میں جیسے عادت ہے کہ جس سے گھبراہٹ اور ڈر ہوتا ہے اُس سے بھاگ جاتے ہیں وہاں اللہ تعالیٰ سے کوئی بھاگ نہ سکیں گے بلکہ) سب کے سب اُسی کے سامنے دبے جھکے حاضر رہینگے یہاں تک کہ زندے مردہ اور مردے بیہوش ہو جاوینگے) اور (نفخہ کی یہ تغییر و تاثیر جانداروں میں ہوگی اور بیجان چیزوں میں یہ تاثیر ہوگی کہ اے مخاطب) تو (جن) پہاڑوں کو دیکھ رہا ہے (اور) اُنکو (سرسری نظر سے ہمیشہ کے لیے خیال کر رہا ہے کہ یہ (اپنی جگہ سے) جنبش نہ کرینگے (وہ ابتو ظاہر میں ایسے ہیں) حالانکہ (اُسوقت اُنکی یہ حالت ہوگی کہ) وہ بادلوں کی طرح (متخلخل اور خفیف اور متحلل الاجزا ہو کر جو یعنی فضا بین السماء والارض ہیں) اُڑے اُڑے پھرینگے (لقولہ تعالیٰ وبست الجبال بسا فکانت ہباء منبثا اور اسپر کچھ تعجب نہ کرنا چاہیے کہ ایسی ثقیل و صلب چیز کا یہ حال کیسے ہو جاویگا وجہ یہ کہ) یہ خدا کا کام ہوگا جسنے ہر چیز کو (مناسب انداز پر) مضبوط بنا رکھا ہے (اور ابتدا میں کسی شئے میں کوئی مضبوطی نہ تھی کیونکہ خود اُس شئے کی ذات ہی نہ تھی پس صنعت تو بدرجہ اولی نہ تھی سو جیسے اُسنے معدوم سے موجود اور ضعیف سے قوی بنا یا اسی طرح اسکا عکس بھی کر سکتا ہے کیونکہ قدرت ذاتیہ کی نسبت تمام مقدورات کے ساتھ یکساں ہے بالخصوص متناظرات و متشابہات کا تماثل تو زیادہ واضح ہے اسی طرح دوسری مخلوقات تو یہ آسمان و زمین وغیرہ میں تغیر عظیم ہونا اور آیات میں ہے وحملت الارض و الجبال فدکتا دکۃ واحدۃ فیومئذ وقعت الواقعۃ وانشقت السماء الخ پھر اسکے بعد نفخہ ثانیہ ہوگا جس سے ارواح ہوش میں آکر اپنے ابدان سے متعلق ہو جاوینگی اور عالم خلق جدید سے درست ہو جاویگا اور اوپر جو حشر کا ذکر تھا وہ اسی نفخہ ثانیہ کے بعد ہوگا۔ آگے اصل مقصود قیامت کا کہ مجازات ہے بیان ہے پس اول اُسکی تمہید کے طور پر ارشاد ہے کہ) یہ یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے سب افعال کی پوری خبر ہے (جو شرط اعظم ہے مجازاۃ کی اور دوسرے شرائط بھی مثل قدرت وغیرہا مستقل دلائل سے ثابت ہیں پس مجازاۃ کا ممکن ہونا تو اس سے ظاہر ہے اور پھر حکمت مقتضی ہے وقوع کو پس مجازات کا واقع ہونا ثابت ہو گیا چنانچہ بعد تمہید کے آگے اسکا وقوع مع اسکے قانون اور طریقہ کے بیان فرماتے ہیں کہ) جو شخص نیکی (یعنی ایمان) لاویگا سو (وہ ایمان لانے پر جس اجر کا مستحق ہے) اُس شخص کو اُس (نیکی کے اجر مذکور) سے بہتر (اجر) ملیگا اور وہ لوگ بڑی گھبراہٹ سے اُس روز امن میں رہینگے (جیسا سورہ انبیاء میں ہے لا یحزنہم الفزع الاکبر الآیۃ) اور جو شخص بدی (یعنی کفر و شرک) لاویگا تو وہ لوگ اوندھے منہ آگ میں ڈالدیے جاوینگے اور اُنسے کہا جاویگا کہ) تمکو تو ان ہی عملوں کی سزا دی جا رہی ہے جو تم (دنیا میں) کیا کرتے تھے (بے وجہ تو عذاب نہیں ہو رہا) **ف** دابۃ الارض کے متعلق در منثور و روح المعانی میں روایات مرفوعہ موقوفہ کثرت سے منقول ہیں خلاصہ اُنکا یہ ہے کہ وہ کوئی دابہ عجیب الخلقت ہے مکہ کی سرزمین سے قریب قیامت کے نکلیگا اور انسان کی طرح باتیں کریگا اور من الارض معلوم ہوتا ہے کہ اُسکا ظہور بطریق تولد ہوگا نہ کہ بطریق توالد کیونکہ ظاہر امن الارض متعلق اخرجنا کے ہے۔ اور لیل و نہار کے تغیر سے جو امکان بعث پر استدلال کے بعد لایات بلفظ جمع فرمایا ہے حالانکہ لفظاً ہر دلیل واحد ہے یا تو اس وجہ سے کہ مدلول متعدد ہے مثلاً امکان بعث و صدق آیات بعث جیسا ترجمہ میں اس طرف اشارہ بھی ہے تو ہر مدلول کے اعتبار سے گویا ایک ایک دلیل ہے اور یا بوجہ عظیم ہونے دلیل کے بجائے کئی دلیل کے ہے۔ اور نفخہ صور کے عدد میں بہت مختلف اقوال ہیں لیکن آیات میں تعدد تو منصوص ہے اور کوئی عدد مصرح نہیں اسلیے اقل درجہ کہ دو ہے متیقن ہے اور تمام تر واقعات جو نفخوں کے متعلق آئے ہیں وہ دو نفخوں میں سب صادق آسکتے ہیں لہذا تین چار ماننے کی کوئی ضرورت نہیں نہ نقلی نہ عقلی واللہ اعلم۔ اور ظاہراً ان آیات میں شبہ ہوتا ہے کہ اول ففزع الخ میں سب کے لیے فزع ثابت کیا گیا پھر ہم من فزع الخ میں اہل ایمان سے اُسکی نفی کی گئی۔ مگر جواب یہ ہے کہ فزع مثبت اور ہے اور فزع منفی اور ہے فزع اول نفخہ اولی کے وقت ہے اور حقیقت اُسکی ہول طبعی ہے اور اثر اُسکا موت ہے۔ اور ثانی نفخہ ثانیہ کے بعد ہے اور حقیقت اُسکی فزع عن العذاب المخلد ہے جو ہر مومن سے منفی ہے گو مطلق فزع ہو۔ اور آیہ من جاء بالحسنۃ کے مثل ایک آیت سورہ انعام کے خاتمہ کے قریب آئی ہے وہاں اُسکی تفسیر کے ذیل میں بعضے ضروری مضامین

ملحقات الترجمہ

لے قولہ فی کل اتوہ ...
حاضر رہینگے یہاں تک ...
رواہ فی الدر عن ابن زید ...
قال الداخر الصاغر الراغم ...
لان المراد انما فزع انما ...
الہرب من اللہ الذی ...
منہ فما نفخ فی الصور ...
فلم یکن لہم من اللہ ...
قلت وہو من الحسن بمکان ...
وعلی القول المشہور من ...
ارلوۃ الاتیان للحساب ...
علیہم کون بعض ما ...
علی النفخۃ الثانیۃ ...
بین النفخات تترتب علی ...
الاولی ... سے قولہ
فی تری الخ ما ترجم ...
المجرم من تفسیر تری ...
تعجبہا من المواہب ...
احد لا حاجۃ علیہ ...
تعلق ما و توجیہ یخالف ...
سابر ... سے قولہ
... بڑی اثادہ
... بطابق ...
... ع الاکبر ...

إِنَّمَا أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ رَبَّ هَٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِي حَرَّمَهَا وَلَهُ كُلُّ شَيْءٍ ۖ وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۝ وَأَنْ

مجکو تو یہی حکم ملا ہے کہ میں اس شہر کے مالک کی عبادت کیا کروں جس نے اُس کو محترم بنایا ہے اور سب چیزیں اُسی کی ہیں اور مجکو یہ حکم ہوا ہے کہ میں فرماں بردار رہوں۔ اور یہ کہ

أَتْلُوَ الْقُرْآنَ ۖ فَمَنِ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ ضَلَّ فَقُلْ إِنَّمَا أَنَا مِنَ الْمُنْذِرِينَ ۝ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ سَيُرِيكُمْ

میں قرآن پڑھ پڑھ کر سناؤں سو جو شخص راہ پر آویگا سو وہ اپنے ہی فائدہ کے لیے راہ پر آویگا اور جو شخص گمراہ رہیگا تو آپ کہدیجیے کہ میں تو صرف ڈرانے والے پیغمبروں میں ہوں اور آپ کہدیجیے کہ سب خوبیاں

آيَاتِهِ فَتَعْرِفُونَهَا ۚ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ۝ | سُورَةُ الْقَصَصِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانٌ وَثَمَانُونَ آيَةً

اپنی نشانیاں دکھلا دیگا سو تم اُنکو پہچانو گے اور آپکا رب اُن کاموں سے بیخبر نہیں ہے جو تم سب لوگ کر رہے ہو۔

قابل ملاحظہ ہیں ربط اوپر سورت میں جو مضامین ثلثہ نبوت و توحید۔ و معاد مفصل مذکور ہیں آگے خاتمہ میں اُن کا اجمال و تلخیص ہے۔

تلخیص مباحث توحید و رسالت و معاد

إِنَّمَا أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ رَبَّ هَٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِي حَرَّمَهَا وَلَهُ كُلُّ شَيْءٍ ۖ وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۝ وَأَنْ أَتْلُوَ الْقُرْآنَ ۖ فَمَنِ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ ضَلَّ فَقُلْ إِنَّمَا أَنَا مِنَ الْمُنْذِرِينَ ۝ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ سَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ فَتَعْرِفُونَهَا ۚ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ۝ اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے کہدیجیے کہ) مجکو تو یہی حکم ملا ہے کہ میں اس شہر (مکہ) کے مالک (حقیقی) کی عبادت کیا کروں جسنے اس (شہر) کو محترم بنایا ہے (کہ حرم ہونا اُسی احترام پر مرتب ہے مطلب یہ کہ عبادت میں شرکت سے برکنار رہوں جیسا ابتک برکنار ہوں) اور (اُسکی عبادت کیوں نہ کیجاوے جبکہ وہ ایسا ہے کہ) سب چیزیں اُسی کی (ملک) ہیں اور مجکو یہ (بھی) حکم ہوا ہے کہ میں (عقائد و اعمال سب میں) فرمانبردار رہوں (یہ تو توحید ہوئی) اور (مجکو) یہ (بھی حکم ملا ہے) کہ میں (تمکو) قرآن پڑھ پڑھ کر سناؤں (یعنی تبلیغ احکام کروں جو نبوت کے لوازم سے ہے) سو (میری تبلیغ کے بعد) جو شخص راہ پر آویگا سو وہ اپنے ہی فائدہ کے لیے راہ پر آویگا (یعنی اُسکو اجر و ثواب و نجات ہوگی ہیں اُس سے کسی مالی یا جاہی نفع کا خواہاں نہیں ہوں) اور جو شخص گمراہ رہیگا تو آپ کہدیجیے کہ (میرا کوئی ضرر نہیں کیونکہ) میں تو صرف ڈرانے والے (یعنی حکم سنانے والے) پیغمبروں میں سے ہوں (یعنی میرا کام صرف حکم پہونچا دینا ہے سو پہنچا کر سبکدوش ہو جاؤنگا آگے نہ ماننے کا وبال تمکو بھگتنا پڑیگا مطلب یہ کہ میں پیغمبر ہوں اور تم سے کوئی غرض نہیں رکھتا یہ رسالت کا مسئلہ ہو گیا) اور آپ (یہ بھی) کہدیجیے کہ (تم جو قیامت کا اس بنا پر انکار کرتے ہو کہ ابتک واقع نہیں ہوئی اگر ہے تو واقع کر دو جیسا جا بجا کفار کا استعجال مذکور ہے تو یہ تمہاری غلطی ہے کیونکہ عدم وقوع مستلزم نہیں ہے علم عدم وقوع کو اور مجھ سے درخواست وقوع کی محض بیکار ہے کیونکہ میں نے تو کبھی دعویٰ قدرت کا نہیں کیا بلکہ) سب خوبیاں خالص اللہ ہی کے لیے ثابت ہیں (قدرت بھی علم بھی حکمت بھی سو اپنے علم کے موافق اپنی قدرت سے جب حکمت کا مقتضا ہوگا قیامت کو واقع کر دیگا البتہ اجمالاً اسقدر معلوم ہے کہ بہت زیادہ مدت نہیں ہے بلکہ) وہ تمکو عنقریب اپنی نشانیاں (یعنی قیامت کے واقعات) دکھلا دیگا سو تم (وقوع کے وقت) اُنکو پہچانو گے (اور اب انکار کر رہے ہو) اور (صرف دکھلانے ہی پر کفایت نہ ہوگی بلکہ اپنے اعمال کے موافق تمکو بھگتنا بھی پڑیگا کیونکہ) آپکا رب اُن کاموں سے بیخبر نہیں ہے جو تم سب لوگ کر رہے ہو (پس پیغمبر اور مومنین کو جزا اور کفار کو سزا دیگا یہ قیامت کا بیان ہو گیا) **ف** پس خاتمہ میں تمام مضامین سورت کے اجمالاً آگئے صدق من قال ان احسن الکلام و ابلغ النظام کلام اللہ الملک العزیز العلام۔ اور ضروری احکام حرم کے بعضے پارہ چہارم کے شروع آیۃ و من دخلہ کان امنا کے تحت میں اور بعضے سورۂ مائدہ کے شروع میں اور بعضے پارہ ہفتم کے شروع آیت لا تقتلوا الصید میں مذکور ہو چکے ہیں۔ اور واقعات کو آیات یا تو اس اعتبار سے فرمایا کہ وہ علامات قدرت ہیں یا اسلیے کہ وہ مصدق آیات الٰہیہ ہیں تو اُن کا مشاہدہ صدق آیات کا مشاہدہ ہے و للہ الحمد علی ما وفقنی لاتمام تفسیر سورۃ النمل لخاتمۃ سنۃ ۱۳۲۴ من الہجرۃ النبویۃ علی صاحبہا الف الف سلام و تحیۃ فاللہم وفقنا لکل خیر و جنبنا عن کل ضیر آمین ط

سورۃ القصص مکیۃ وقیل الا قولہ الذین آتیناہم الکتاب الی قولہ الجاہلین وہی ثمان و ثمانون آیۃ کذا فی البیضاوی **ربط** اول حقیت قرآن سے افتتاح کرکے بطور تمہید کے نصف سورت میں قصہ موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کے ساتھ اور ختم سورت کے قریب قارون کے ساتھ مذکور ہے جس سے سورت سابقہ کے خاتمہ کے جملۂ سیریکم آیاتہ کے مدلول پر من وجہ استدلال بھی ہے جو دونوں میں مابہ الارتباط بھی ہو سکتا ہے اور دونوں قصوں کے درمیان میں ولقد آتینا موسی الکتاب سے رسالت محمدیہ کا اثبات بمناسبت مضمون رسالت موسویہ اور اُسکے بعد ایک رکوع میں مصدقین رسالت کی مدح اور مکذبین رسالت کی مذمت و تشنیع پھر اسکے

البلاغۃ قولہ رب ہذہ البلدۃ الخ فی الروح تخصیصہا بالاضافۃ تفخیم لشانہا و اجلال لمکانہا و التعرض لتحریمہا لہا تشریف بعد تشریف و تعظیم اثر تعظیم مع ما فیہ من الاشعار بعلۃ الامر و موجب الامتثال و من الرمز الی غایۃ ما فعلوا فیہا اھ ۱۲

ع ۱۱ — ایاتہا ۸۸ — رکوعاتہا ۹ — کلماتہا ۱۴۴۴ — حروفہا ۶۰۱۱

ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ انما الخ کہدیجیے اشارۃ الی تقدیر قل القریۃ قولہ امرت فالاحکام ثلاثۃ التوحید قد ذکر فی قولہ والرسالۃ ذکر فی قولہ فی قولہ انما انا من المنذرین والبعث ذکر فی قولہ فاقہم ۱۲ لہ قولہ فی سیریکم یعنی قیامت بکذا فی الدر الکلبی ولعلہ یراہم اللہ آیاتہ فی الآخرۃ ۱۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو کہ بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

طٰسٓمّٓ ۝ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ نَتْلُوْا عَلَيْكَ مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰى وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا

طٰسم - یہ کتاب واضح کی آیتیں ہیں - ہم آپ کو موسیٰ اور فرعون کا کچھ قصہ ٹھیک ٹھیک پڑھ کر سناتے ہیں اُن لوگوں کے لیے جو کہ ایمان رکھتے ہیں فرعون سرزمین میں

فِى الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَيَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ۗ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝

بہت بڑھ چڑھ گیا تھا اور اس نے وہاں کے باشندوں کو مختلف قسمیں کر رکھا تھا کہ ان میں سے ایک جماعت کا زور گھٹا رکھا تھا ان کے بیٹوں کو ذبح کراتا تھا اور ان کی عورتوں کو زندہ رہنے دیتا تھا واقعی وہ بڑا مفسد تھا

وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِى الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ ۝ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِى الْاَرْضِ وَنُرِىَ فِرْعَوْنَ

اور ہم کو یہ منظور تھا کہ جن لوگوں کا زمین میں زور گھٹایا جا رہا تھا ہم اُن پر احسان کریں اور اُن کو پیشوا بنا دیں اور اُن کو مالک بنائیں - اور اُن کو زمین میں حکومت دیں اور فرعون

وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ ۝ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ ۚ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِى الْيَمِّ

اور ہامان اور ان کے تابعین کو ان کی جانب سے وہ واقعات دکھلائیں جن سے وہ بچاؤ کر رہے تھے اور ہم نے موسیٰ کی والدہ کو الہام کیا کہ تم ان کو دودھ پلاؤ پھر جب تم کو ان کی نسبت اندیشہ ہو تو ان کو دریا میں ڈال دینا

وَلَا تَخَافِىْ وَلَا تَحْزَنِىْ ۚ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ فَالْتَقَطَهٗٓ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا ۗ

اور نہ تو اندیشہ کرنا اور نہ غم کرنا ہم ضرور ان کو پھر تمہارے ہی پاس واپس پہنچا دیں گے اور ان کو پیغمبر بنا دیں گے تو فرعون کے لوگوں نے موسیٰ کو اٹھا لیا تاکہ وہ ان لوگوں کے لیے دشمن اور غم کا باعث بنیں

اِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا كَانُوْا خٰطِئِيْنَ ۝ وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّىْ وَلَكَ ۖ لَا تَقْتُلُوْهُ ۖ عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ

بلاشبہ فرعون اور ہامان اور ان کے تابعین بہت چوکے - اور فرعون کی بی بی نے کہا کہ یہ میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اس کو قتل مت کرو عجب نہیں کہ ہم کو کچھ فائدہ پہنچاوے

اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ وَاَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًا ۗ اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِىْ بِهٖ لَوْلَآ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا

یا ہم اس کو بیٹا ہی بنا لیں اور ان لوگوں کو خبر نہ تھی - اور موسیٰ کی والدہ کا دل بیقرار ہو گیا قریب تھا کہ وہ موسیٰ کا حال ظاہر کر دیتیں اگر ہم ان کے دل کو اس غرض سے مضبوط نہ کیے رہتے

لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

کہ یہ یقین کیے رہیں

توحید و دلائل اور پھر ذکر معاد کے ساتھ شرک کی مذمت مذکور ہے اور پھر قصہ قارون میں جو جملہ ثواب اللہ خیر ہے تلک الدار الاخرۃ سے اُس کی توضیح و تائید ہے اور پھر خاتمہ میں یعنی ان الذی فرض سے آخر تک نہایت بلاغت و وجازت کے ساتھ رسالت اور توحید و بعث کی تکرير بطور تلخیص کے ہے آمد مضمون رسالت کے ساتھ آپ کا تسلیہ اور مضمون توحید کے ساتھ سب ممکنات کا اضمحلال جو اور مضمون بعث کے ساتھ مجازات کا بیان ہے واللہ اعلم باسرار کلامہ و خفیات مرامہ - **افتتاح بحقیت قرآن** بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ طٰسٓمّٓ ۝ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ **اجمال قصہ موسیٰ علیہ السلام با فرعون** نَتْلُوْا عَلَيْكَ مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰى وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ **تفصیل مختصر قصہ** اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِى الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَيَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ۗ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِى الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ ۝ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِى الْاَرْضِ وَنُرِىَ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ ۝ **تفصیل مبسوط قصہ الخ** وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ ۚ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِى الْيَمِّ وَلَا تَخَافِىْ وَلَا تَحْزَنِىْ ۚ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ فَالْتَقَطَهٗٓ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا ۗ اِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا كَانُوْا خٰطِئِيْنَ ۝ وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّىْ وَلَكَ ۖ لَا تَقْتُلُوْهُ ۖ عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ وَاَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًا ۗ اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِىْ بِهٖ لَوْلَآ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

اللغات فارغا خالیا ای من الصبر ... فالتقطہ ای اخذہ ... [illegible]

البلاغۃ ... [illegible]

... [illegible]

وَقَالَتْ لِاُخْتِهٖ قُصِّيْهِ فَبَصُرَتْ بِهٖ عَنْ جُنُبٍ وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۙ وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ اَدُلُّكُمْ

انہوں نے موسیٰ کی بہن سے کہا کہ ذرا موسیٰ کا سراغ تو لگا سو اُنہوں نے موسیٰ کو دُور سے دیکھا اور اُن لوگوں کو خبر نہ تھی اور ہم نے پہلے ہی سے موسیٰ پر دودھ پلائیوں کی بندش کر رکھی تھی سو وہ کہنے لگیں کیا میں تم لوگوں کو

عَلٰٓى اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَهُمْ لَهٗ نٰصِحُوْنَ ۝ فَرَدَدْنٰهُ اِلٰٓى اُمِّهٖ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ ع ۳ ربع

کسی ایسے گھرانے کا پتہ بتاؤں جو تمہارے لیے اس بچہ کی پرورش کریں اور وہ دل سے اس کی خیرخواہی کریں غرض ہم نے موسیٰ کو انکی والدہ کے پاس واپس پہونچا دیا تاکہ انکی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور تاکہ غم میں نہ رہیں اور تاکہ اس بات کو جان لیں کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے لیکن

وَقَالَتْ لِاُخْتِهٖ قُصِّيْهِ فَبَصُرَتْ بِهٖ عَنْ جُنُبٍ وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۙ وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰٓى اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَهُمْ لَهٗ نٰصِحُوْنَ ۝ فَرَدَدْنٰهُ اِلٰٓى اُمِّهٖ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ طٰسٓمٓ (اس کے معنی اللہ ہی کو معلوم ہیں) یہ (مضامین جو آپ پر وحی کیے جاتے ہیں) کتاب واضح (المعنی یعنی قرآن) کی آیتیں ہیں (جن میں سے اس مقام پر) ہم آپ کو موسیٰ (علیہ السلام) اور فرعون کا کچھ قصہ ٹھیک ٹھیک پڑھ کر (یعنی نازل کر کے) سُناتے ہیں اُن لوگوں کے (نفع کے) لیے جو کہ ایمان رکھتے ہیں (کیونکہ مقاصد قصص کے کہ عبرت و استدلال علی النبوۃ وغیرہا ہیں مومنین ہی کے ساتھ خاص ہیں خواہ حقیقۃً مومن ہوں یا حکماً باعتبار مآل کے یعنی ایمان کا ارادہ رکھتے ہوں اور اجمال تو اُس قصہ کا یہ ہے کہ) فرعون سرزمین (مصر) میں بہت بڑھ چڑھ گیا تھا اور اُسنے وہاں کے باشندوں کو مختلف قسمیں کر رکھا تھا (اس طرح کہ قبطیوں کو معزز بنا رکھا تھا اور سبطیوں یعنی بنی اسرائیل کو پست اور خوار کر رکھا تھا جسکا آگے بیان ہے) کہ اُن (باشندوں) میں سے ایک جماعت (یعنی بنی اسرائیل) کا زور گھٹا رکھا تھا (اس طرح سے کہ) اُنکے بیٹوں کو (جو نئے پیدا ہوتے تھے جلادوں کے ہاتوں) ذبح کراتا تھا اور اُن کی عورتوں (یعنی لڑکیوں) کو زندہ رہنے دیتا تھا (تاکہ اُن سے خدمت لی جاوے و نیز اُن سے اندیشہ بھی نہ تھا) واقعی وہ بڑا مفسد تھا (غرض فرعون تو اس خیال میں تھا) اور ہمکو یہ منظور تھا کہ جن لوگوں کا زمین (مصر) میں زور گھٹایا جا رہا تھا ہم اُن پر (دنیوی و دینی) احسان کریں اور (وہ احسان یہ کہ) اُنکو (دین میں) پیشوا بنادیں اور (دنیا میں) اُنکو (ملک کا) مالک بنائیں اور (مالک بنانے کے ساتھ) اُنکو (ملک بھی بنائیں یعنی) زمین میں اُنکو حکومت دیں اور فرعون اور ہامان اور اُنکے تابعین کو اُن (بنی اسرائیل) کی جانب سے وہ (ناگوار) واقعات دکھلائیں جن سے وہ بچاؤ کر رہے تھے (مراد اس سے زوال سلطنت و ہلاکت ہے کہ اسی سے بچاؤ کرنے کے لیے ابنا بنی اسرائیل کو بنا بر تعبیر ایک خواب کے جو فرعون نے دیکھا تھا اور نجومیوں نے تعبیر دی تھی قتل کر رہا تھا کذا فی الدر المنثور پس ہمارے قضا و قدر کے سامنے اُن لوگوں کی تدبیر کچھ کام نہ آئی۔ یہ اجمال قصہ کا ہوا) اور (تفصیل اُسکی اول سے یہ ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام اُسی پر آشوب زمانہ میں پیدا ہوئے تو) ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کی والدہ کو الہام کیا کہ (جبتک انکا اخفا ممکن ہو) تم انکو دودھ پلاؤ پھر جب تمکو انکی نسبت (جاسوسوں کے مطلع ہونے کا) اندیشہ ہو تو (بےخوف و خطر) انکو (صندوق میں رکھکر) دریا (یعنی نیل) میں ڈالدینا اور نہ تو (غرق سے) اندیشہ کرنا اور نہ (مفارقت پر) غم کرنا (کیونکہ) ہم ضرور انکو پھر تمہارے ہی پاس واپس پہونچا دینگے اور (پھر اپنے وقت پر) انکو پیغمبر بنا دینگے (غرض وہ اسی طرح دودھ پلاتی رہیں پھر جب افشائے راز کا خوف ہوا تو صندوق میں بند کر اللہ کے نام پر نیل میں چھوڑ دیا انکی کوئی شاخ فرعون کے محل میں جاتی تھی یا تفریحاً فرعون کے متعلقین دریا کی سیر کو نکلے تھے غرض وہ صندوق کنارہ پر لگا) تو فرعون کے لوگوں نے موسیٰ (علیہ السلام) کو (مع صندوق کے) اُٹھالیا تاکہ وہ ان لوگوں کے لیے دشمن اور غم کا باعث بنیں بلاشبہہ فرعون اور ہامان اور اُنکے تابعین (اس بارہ میں) بہت چوکے (کہ اپنے دشمن کو اپنی بغل میں پالا) اور (جب صندوق سے نکالکر فرعون کے سامنے لائے گئے تو) فرعون کی بی بی (حضرت آسیہ) نے (فرعون سے) کہا کہ یہ (بچہ) میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے (یعنی اسکو دیکھکر جی خوش ہوا کریگا تو) اسکو قتل مت کرو عجب نہیں کہ (بڑا ہوکر) ہمکو کچھ فائدہ پہونچاوے یا ہم اسکو (اپنا) بیٹا ہی بنالیں اور ان لوگوں کو (انجام کی) خبر نہ تھی (کہ یہ وہی بچہ ہے جسکے ہاتوں فرعون کی سلطنت غارت ہوگی) اور (ادھر یہ قصہ ہوا کہ) موسیٰ (علیہ السلام) کی والدہ کا دل (خیالات مختلفہ کے ہجوم سے) بیقرار ہوگیا (اور بیقراری بھی ایسی ویسی نہیں بلکہ ایسی سخت بیقراری کہ) قریب تھا کہ (غایت بیقراری سے) وہ موسیٰ (علیہ السلام) کا حال (سب پر) ظاہر کردیتیں اگر ہم اُنکے دل کو اس غرض سے مضبوط نہ کیے رہیں کہ یہ (ہمارے وعدہ پر) یقین کیے (بیٹھی) رہیں (غرض بمشکل اُنہوں نے دل کو سنبھالا اور تدبیر شروع کی وہ یہ کہ) اُنہوں نے موسیٰ (علیہ السلام) کی بہن (یعنی اپنی بیٹی سے) کہا کہ ذرا موسیٰ کا سراغ تو لگا سو (وہ چلیں اور پتہ معلوم کر کے کہ صندوق محل میں کھلا ہے محل میں پہنچیں یا تو انکی آمد و رفت ہوگی یا کسی حیلہ سے پہنچیں اور) اُنہوں نے موسیٰ (علیہ السلام) کو دور سے دیکھا اور اُن لوگوں کو (یہ) خبر نہ تھی (کہ یہ انکی بہن ہیں اور اس فکر میں آئی ہیں) اور ہم نے پہلے ہی سے (یعنی جب سے صندوق سے نکلے تھے موسیٰ (علیہ السلام) پر دودھ پلائیوں کی بندش کر رکھی تھی (یعنی کسی کا دودھ نہ لیتے تھے) سو وہ (اس حال کو دیکھکر موقع پاکر) کہنے لگیں کیا میں تم لوگوں کو کسی ایسے گھرانے کا پتہ بتاؤں جو تمہارے لیے اس بچہ کی پرورش کریں اور وہ (اپنی جبلت کے موافق دل سے) اسکی خیرخواہی کریں (اُن لوگوں نے ایسے وقت میں کہ دودھ پلانے کی مشکل

ملحقات الترجمہ

لے قولہ فی ص سبا کچھ اغلاظ الکون من تبعیضیہ و مرادہ انہ کہو ظاہر ۲ قولہ فی شیعا اس طرح الو ہکذا فی المدارک ۳ قولہ قبل یستضعف آگے بیان اشارۃ الی الحق کہ یستضعف بیان لجملۃ جعلہا اسکہ قولہ قبل یذبح اسکے اشارۃ الی ان یذبح بدل

اللغات قصیہ اتبعی اثرہ و تتبعی خبرہ عن جنب عن بعید مراضع جمع مرضعۃ ۱۲ | البلاغۃ قوله لاخته لم یقل لبنتها التصریح بدار المحبۃ الموجبۃ لامتثال الامر ۱۲

وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰۤى اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَدَخَلَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى

اور جب اپنی بھری جوانی (کی عمر) کو پہنچے اور درست ہو گئے ہم نے ان کو حکمت اور علم عطا فرمایا اور ہم نیکوکاروں کو یوں ہی صلہ دیا کرتے ہیں اور (ایک بار) شہر میں ایسے وقت پہنچے

حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيْهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلٰنِ ۗ هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ ۚ فَاسْتَغَاثَهُ

کہ وہاں کے باشندے بے خبر تھے تو انہوں نے وہاں دو آدمیوں کو لڑتے دیکھا ایک تو ان کی برادری میں کا تھا اور دوسرا ان کے مخالفین میں سے تھا سو وہ جو ان کی برادری کا تھا اس نے موسیٰ سے اس کے مقابلہ میں

الَّذِىْ مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَى الَّذِىْ مِنْ عَدُوِّهٖ ۙ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ ۖ قَالَ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ

جو ان کے مخالفین میں سے تھا مدد چاہی تو موسیٰ نے اس کو گھونسا مارا سو اس کا کام ہی تمام کر دیا موسیٰ کہنے لگے کہ یہ تو شیطانی حرکت ہو گئی بیشک

عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيْنٌ ۝ قَالَ رَبِّ اِنِّىْ ظَلَمْتُ نَفْسِىْ فَاغْفِرْ لِىْ فَغَفَرَ لَهٗ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ قَالَ رَبِّ

ربع

شیطان کھلا دشمن ہے غلطی میں ڈالنے والا (پھر) عرض کیا کہ اے میرے پروردگار مجھ سے قصور ہو گیا آپ معاف کر دیجئے سو اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دیا بلاشبہ وہ بڑا غفور رحیم ہے موسیٰ نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار

بِمَاۤ اَنْعَمْتَ عَلَىَّ فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِيْرًا لِّلْمُجْرِمِيْنَ ۝ فَاَصْبَحَ فِى الْمَدِيْنَةِ خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ فَاِذَا الَّذِى اسْتَنْصَرَهٗ بِالْاَمْسِ

چونکہ آپ نے مجھ پر انعامات فرمائے ہیں سو کبھی میں مجرموں کی مدد نہ کروں گا۔ پھر موسیٰ کو شہر میں صبح ہوئی خوف اور وحشت کی حالت میں کہ اچانک وہی شخص جس نے کل گذشتہ میں ان سے امداد چاہی تھی

يَسْتَصْرِخُهٗ ؕ قَالَ لَهٗ مُوْسٰۤى اِنَّكَ لَغَوِىٌّ مُّبِيْنٌ ۝ فَلَمَّاۤ اَنْ اَرَادَ اَنْ يَّبْطِشَ بِالَّذِىْ هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا ۙ قَالَ يٰمُوْسٰۤى اَتُرِيْدُ

وہ پھر ان کو پکار رہا ہے موسیٰ اس سے فرمانے لگے بیشک تو صریح بدراہ ہے سو جب موسیٰ نے اس پر ہاتھ بڑھایا جو دونوں کا مخالف تھا وہ اسرائیلی کہنے لگا کہ اے موسیٰ کیا مجھ کو

اَنْ تَقْتُلَنِىْ كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًۢا بِالْاَمْسِ ۖ اِنْ تُرِيْدُ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ جَبَّارًا فِى الْاَرْضِ وَمَا تُرِيْدُ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْمُصْلِحِيْنَ ۝

قتل کرنا چاہتے ہو جیسا کل ایک آدمی کو قتل کر چکے ہو بس تم دنیا میں اپنا زور بٹھلانا چاہتے ہو اور صلح کروانا نہیں چاہتے۔

تدبیر بھی تھی اس شورہ کو غنیمت سمجھا اور ایسے گھرانے کا پتہ پوچھا انہوں نے اپنی والدہ کا پتہ تبلایا چنانچہ وہ بلائی گئیں اور موسیٰ علیہ السلام انکی گود میں دیئے گئے جاتے ہی دودھ پینا شروع کر دیا اور ان لوگوں کی اجازت سے جیسن اپنے گھر لے آئیں گاہے ماہے لیجا کر انکو دکھلا آئیں) غرض ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو (اسطرح) انکی والدہ کے پاس (اپنے وعدہ کے موافق) واپس پہونچا دیا تاکہ (اپنی اولاد کو دیکھ کر) انکی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور تاکہ (فراق کے) غم میں نہ رہیں اور تاکہ (مرتبہ معاینہ میں) اس بات کو (اور زیادہ یقین کے ساتھ) جان لیں کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا (ہوتا) ہے لیکن (افسوس کی بات ہے کہ) اکثر لوگ (اسکا) یقین نہیں رکھتے (یہ تعریض ہے کفار پر) **ف** باوجود قانون قتل ابنا کے انکے قتل نہ کرنے کی وجہ سورہ طٰہٰ میں گذر چکی ہے والقیت علیک محبۃ منی کہ جو انکو دیکھتا تھا انکو بے اختیار پیار آتا تھا اور جس اندیشہ سے یہ قانون نکالا تھا انکی نسبت اول تو تجویز کا بنی اسرائیل سے ہونا خود موہوم تھا جنکی طرف سے اندیشہ تھا دوسرے اپنے جی کو سمجھا لیا ہوگا کہ جب ہمارا پرورش پایا ہوگا تو ہمارا مخالف کیوں ہوگا یہ خبر نہ تھی کہ خود تو ہمارا مخالف نہ ہوگا مگر وہ ایک ذات جامع الصفات جلشانہ کا موافق ہوگا جسکے ہم ناحق مخالف ہیں وہ موافقت ہمارے ساتھ مخالفت کا باعث ہوگی اور یہی ہوگی۔ اور درمنثور میں ابن جریج سے روایت ہے کہ ہم لہ ناصحون پر فرعونیوں کو شبہ ہوا کہ یہ عورت اس بچہ کو پہچانتی ہے تو انہوں نے مجبور کیا کہ تبلاؤ یہ کسکا بچہ ہے ورنہ تمکو اسکا علم کیسے ہوا وہ انکی خیر خواہی کرینگے انہوں نے فوراً ذہانت سے جواب دیا کہ لہ کی ضمیر بادشاہ کی طرف ہے یعنی وہ لوگ سرکاری خیر خواہ ہیں اسکو علم بدیع میں موجہ کہتے ہیں سو دوسرا جواب وہ ہو سکتا ہے جسکی طرف احقر نے تقریر ترجمہ میں اس لفظ سے اشارہ کیا ہے کہ اپنی جبلت کے موافق۔ اور درمنثور میں موقوفاً و مرفوعاً موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا ارضاع پر اجرت لینا بھی مروی ہے جس پر شبہ ہوتا ہے کہ واجب پر اجرت کب جائز ہے جواب اسکا ایک یہ ہے کہ شاید اس شریعت کا یہ حکم نہ ہو دوسرا جواب یہ ہے کہ حربی کا مال انکی رضا سے لینا جائز ہے خواہ کسی طریق سے ہو تیسرا جواب احقر کے نزدیک یہ ہے کہ اسوقت کسی شریعت کا وجود ہی متحقق نہیں رائے سے ایسا کیا ہو جو قبل شرع موجب ملامت نہیں +

تتمہ قصہ وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰۤى اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَدَخَلَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيْهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلٰنِ ۗ هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ ۚ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِىْ مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَى الَّذِىْ مِنْ عَدُوِّهٖ ۙ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ ۖ قَالَ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيْنٌ ۝ قَالَ رَبِّ اِنِّىْ ظَلَمْتُ نَفْسِىْ فَاغْفِرْ لِىْ فَغَفَرَ لَهٗ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ قَالَ رَبِّ بِمَاۤ اَنْعَمْتَ عَلَىَّ فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِيْرًا لِّلْمُجْرِمِيْنَ ۝ فَاَصْبَحَ فِى الْمَدِيْنَةِ خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ فَاِذَا الَّذِى اسْتَنْصَرَهٗ بِالْاَمْسِ يَسْتَصْرِخُهٗ ؕ قَالَ لَهٗ مُوْسٰۤى اِنَّكَ لَغَوِىٌّ مُّبِيْنٌ ۝ فَلَمَّاۤ اَنْ اَرَادَ اَنْ يَّبْطِشَ بِالَّذِىْ هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا ۙ قَالَ يٰمُوْسٰۤى اَتُرِيْدُ اَنْ تَقْتُلَنِىْ كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًۢا بِالْاَمْسِ ۖ اِنْ تُرِيْدُ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ جَبَّارًا فِى الْاَرْضِ وَمَا تُرِيْدُ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْمُصْلِحِيْنَ ۝

اللغات قولہ حین بمعنی فی تقصیر طلبہ فی الرجوع انہی بیانہ وہو بیان المعنی یتعدی بعلی کما فی الاساس قولہ بالامس محمول علی الحقیقۃ لو المجازی بالقرب ان کانت الواقعۃ لیلیۃ کذا فی الروح عن الحواشی الشہابیۃ ۱۲ النحو قولہ فغفر الخ معطوف علی المقدر ای اذکر نعمتک فلن اکون الخ

وَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ يَسْعٰى قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنَّ الْمَلَاَ يَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِيَقْتُلُوْكَ

اور ایک شخص شہر کے کنارے سے دوڑتا ہوا آیا کہنے لگا کہ اے موسیٰ اہل دربار آپ کے متعلق مشورہ کر رہے ہیں کہ آپ کو قتل کر دیں

فَاخْرُجْ اِنِّىْ لَكَ مِنَ النّٰصِحِيْنَ ۝ فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ قَالَ رَبِّ نَجِّنِىْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝

سو آپ چل دیجیے میں آپ کی خیر خواہی کر رہا ہوں پس موسیٰ وہاں سے نکل گئے خوف اور وحشت کی حالت میں کہنے لگے کہ اے میرے پروردگار مجھکو ان ظالم لوگوں سے بچا لیجیے

ع ۸ ۵

وَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ يَسْعٰى قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنَّ الْمَلَاَ يَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِيَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ اِنِّىْ لَكَ مِنَ النّٰصِحِيْنَ ۝ فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ قَالَ رَبِّ نَجِّنِىْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ اور جب (پرورش پاکر) اپنی بھری جوانی (کی عمر) کو پہونچے اور (قوت جسمانیہ وعقلیہ سے) درست ہو گئے ہم نے انکو حکمت اور علم عطا فرمایا (یعنی نبوت سے پہلے ہی فہم سلیم عقل مستقیم جس سے حسن وقبیح میں امتیاز کر سکیں عنایت فرمائی) اور ہم نیکوکاروں کو یوں ہی صلہ دیا کرتے ہیں (یعنی عمل صالح سے فیضان علمی میں ترقی ہوتی ہے اسمیں اشارہ ہے کہ فرعون کے مشرب کو موسیٰ علیہ السلام نے کبھی اختیار نہ کیا تھا بلکہ اس سے نفور رہے) اور (اسی زمانہ کا ایک واقعہ یہ ہوا کہ ایک بار) موسیٰ (علیہ السلام) شہر میں (یعنی مصر میں لذا فی الروح عن ابن اسحٰق کہیں باہر سے) ایسے وقت پہونچے کہ وہاں کے (اکثر) باشندے بیخبر (پڑے سو رہے) تھے (اکثر روایات سے یہ وقت دوپہر کا معلوم ہوتا ہے اور بعض روایات سے کچھ رات گئے کا وقت معلوم ہوتا ہے کذا فی الدر المنثور) تو انہوں نے وہاں دو آدمیوں کو لڑتے دیکھا ایک تو انکی برادری (یعنی بنی اسرائیل) میں کا تھا اور دوسرا انکے مخالفین (یعنی فرعون کے متعلقین ملازمین) میں سے تھا (دونوں کسی بات پر الجھ رہے تھے اور زیادتی اس فرعونی کی تھی) سو وہ جو انکی برادری کا تھا اس نے (جو) موسیٰ (علیہ السلام کو دیکھا تو ان) سے اسکے مقابلہ میں جو کہ انکے مخالفین میں سے تھا مدد چاہی (موسیٰ علیہ السلام نے اول اسکو سمجھایا جب اسپر بھی وہ باز نہ آیا) تو موسیٰ (علیہ السلام) نے (تادیبا دفع ظلم کے لیے) اسکو (ایک) گھونسا مارا سو اسکا کام ہی تمام کر دیا (یعنی اتفاق سے وہ مر ہی گیا) موسیٰ (علیہ السلام اس خلاف توقع نتیجہ سے بہت پچھتائے اور) کہنے لگے کہ یہ تو شیطانی حرکت ہو گئی بیشک شیطان (بھی آدمی کا) کھلا دشمن ہے (کسی غلطی میں ڈالدیتا ہے) اور نادم ہو کر حق تعالیٰ سے) عرض کیا کہ اے میرے پروردگار مجھ سے قصور ہو گیا آپ معاف کر دیجیے سو اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دیا بلاشبہ وہ بڑا غفور رحیم ہے (گو ظہور اور علم اس معافی کا قطعی طور پر بوقت عطاء نبوت کے ہوا کما قال انما الا من ظلم ثم بدل حسنا بعد سوء فانی غفور رحیم اور اسوقت اہ الہام سے معلوم ہو گیا ہو یا بالکل نہ معلوم ہوا ہو) موسیٰ (علیہ السلام) نے (توبہ عن الماضی کے ساتھ مستقبل کے متعلق یہ بھی) عرض کیا کہ اے میرے پروردگار چونکہ آپ نے مجھ پر (بڑے بڑے) انعامات فرمائے ہیں (جنکا ذکر سورہ طٰہٰ میں ہے ولقد مننا علیک مرۃ اخری الی قولہ ولا تحزن) سو کبھی میں مجرموں کی مدد نہ کرونگا (یہاں مجرمین سے مراد وہ ہیں جو دوسروں سے گناہ کا کام کرانا چاہیں کیونکہ گناہ کرانا کسی سے یہ بھی جرم ہے پس اسمیں شیطان بھی داخل ہو گیا کہ وہ گناہ کراتا ہے اور گناہ کرنے والا اسکی مدد کرتا ہے خواہ عمداً یا خطاءً جیسے اس آیت میں ہے وکان الکافر علی ربہ ظہیرا ای للشیطان مطلب یہ ہوا کہ میں شیطان کا کہنا کبھی نہ مانونگا یعنی مواقع محتملہ خطا میں احتیاط وتیقظ سے کام لونگا اور حاصل مقصود اتنا ہی ہے مگر شمول حکم کے لیے مجرمین جمع کا صیغہ لایا گیا کہ اوروں کو بھی عام ہو جائے غرض اس اثنا میں اسکا چرچا ہو گیا مگر بجز اسرائیلی کے کوئی واقف راز نہ تھا اور چونکہ اسی کی حمایت میں یہ واقعہ ہوا تھا اسلیے اس نے اظہار نہیں کیا اس وجہ کسی کو اطلاع نہ ہوئی مگر موسیٰ علیہ السلام کو اندیشہ رہا یہاں تک کہ رات گذری) پھر موسیٰ (علیہ السلام) کو شہر میں صبح ہوئی خوف اور وحشت کی حالت میں کہ اچانک (دیکھتے کیا ہیں کہ) وہی شخص جس نے کل گذشتہ میں ان سے امداد چاہی ہے وہ پھر انکو (مدد کے لیے) پکار رہا ہے (کسی اور سے الجھ پڑا تھا) موسیٰ (علیہ السلام یہ دیکھ کر اور کل کی حالت یاد کر کے اسپر ناخوش ہوئے اور) اس سے فرمانے لگے بیشک تو صریح بدراہ (آدمی) ہے (کہ روز لوگوں سے لڑا کرتا ہے موسیٰ علیہ السلام کو قرائن سے معلوم ہوا ہوگا کہ اسکی طرف سے بھی کوئی قصہ ہوا ہے لیکن زیادتی فرعونی کی دیکھ کر اسکو روکنے کا ارادہ کیا) سو جب موسیٰ (علیہ السلام) نے اسپر ہاتھ بڑھایا جو دونوں کا مخالف تھا (مراد فرعونی ہے کہ وہ اسرائیلی کا بھی مخالف تھا اور موسیٰ علیہ السلام کا بھی کیونکہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل میں سے ہیں اور وہ لوگ سب بنی اسرائیل کے مخالف تھے گو بالتعیین موسیٰ علیہ السلام کو اسرائیلی نہ سمجھا ہو اور یا موسیٰ علیہ السلام چونکہ فرعون کے طریقہ سے نفور تھے یہ امر مشہور ہو گیا ہو اسلیے فرعون والے ان کے مخالف ہو گئے ہوں بہرحال جب موسیٰ علیہ السلام نے اس فرعونی پر ہاتھ لپکایا اور اس سے پہلے اسرائیلی پر خفا ہو چکے تھے تو اس سے اس اسرائیلی کو شبہ ہوا کہ شاید آج مجھ پر دار و گیر کرینگے تو گھبرا کر وہ اسرائیلی) کہنے لگا اے موسیٰ کیا (آج) مجھکو قتل کرنا چاہتے ہو جیسا کل ایک آدمی کو قتل کر چکے ہو (معلوم ہوتا ہے کہ) بس تم دنیا میں اپنا زور بٹھلانا چاہتے ہو اور صلح (اور ملاپ) کروانا نہیں چاہتے (یہ کلمہ اس فرعونی نے سنا قاتل کی تلاش ہو رہی تھی اتنا سراغ لگجانا بہت ہے فوراً فرعون کو خبر پہونچا دی فرعون اپنے آدمی کے مارے جانے سے برہم تھا یہ سنکر آشفتہ ہوا اور شاید اس سے اسکا وہ خواب کا اندیشہ قوی ہو گیا ہو کہ کہیں وہ شخص یہی نہ ہو خصوصاً اگر موسیٰ علیہ السلام کا فرعونی طریقہ کو ناپسند کرنا بھی فرعون کو معلوم ہو تو کچھ عداوت اس سبب سے ہو گی اسپر مزید ہوا بہرحال اس نے اپنے درباریوں کو مشورہ کیلیے جمع کیا

ملحقات الترجمۃ

سلہ قولہ ظہیرا للمجرمین جیسے اس آیت میں الوکر من الہ انی ملک الا یۃ علیہ

قولہ فی یترقب وحشت کر از الدرالمنثور اصلاحیۃ بحوق الطلب بلزمہ للتوحش

اللغات قولہ یترقب فی الروح ینتظر ۔۔

وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَاءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسَىٰ رَبِّي أَنْ يَهْدِيَنِي سَوَاءَ السَّبِيلِ ۝ وَلَمَّا وَرَدَ مَاءَ مَدْيَنَ وَجَدَ

اور جب موسیٰ مدین کی طرف ہو لیے — کہنے لگے کہ امید ہے — میرا رب مجھکو سیدھا رستہ چلا دیگا — اور جب مدین کے پانی پر پہونچے تو

عَلَيْهِ أُمَّةً مِنَ النَّاسِ يَسْقُونَ ۝ وَوَجَدَ مِنْ دُونِهِمُ امْرَأَتَيْنِ تَذُودَانِ ۖ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ۖ قَالَتَا لَا نَسْقِي

اُس پر آدمیوں کا ایک مجمع دیکھا جو پانی پلا رہے تھے — اور اُن لوگوں سے ایک طرف کو دو عورتیں دیکھیں کہ وہ روکے کھڑی ہیں — موسیٰ نے پوچھا تمہارا کیا مطلب ہے وہ دونوں بولیں کہ ہم اُس وقت

حَتَّىٰ يُصْدِرَ الرِّعَاءُ ۖ وَأَبُونَا شَيْخٌ كَبِيرٌ ۝ فَسَقَىٰ لَهُمَا ثُمَّ تَوَلَّىٰ إِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ إِنِّي لِمَا أَنْزَلْتَ إِلَيَّ

جبتک کہ یہ چرواہے پانی پلا کر ہٹا کر نہ لیجاویں — اور ہمارے باپ بہت بوڑھے ہیں — پس موسیٰ نے اُنکے لیے پانی پلایا پھر ہٹ کر سایہ میں جا بیٹھے پھر دعا کی کہ اے میرے پروردگار جو نعمت بھی آپ مجھکو بھیجدیں

مِنْ خَيْرٍ فَقِيرٌ ۝ فَجَاءَتْهُ إِحْدَاهُمَا تَمْشِي عَلَى اسْتِحْيَاءٍ قَالَتْ إِنَّ أَبِي يَدْعُوكَ لِيَجْزِيَكَ أَجْرَ مَا سَقَيْتَ

میں اُسکا حاجتمند ہوں — سو موسیٰ کے پاس ایک لڑکی آئی — کہ شرماتی ہوئی چلتی تھی — کہنے لگی کہ میرے والد تمکو بلاتے ہیں تاکہ تم کو اُس کا صلہ دیں جو تم نے ہماری خاطر پانی پلا دیا تھا

لَنَا ۚ فَلَمَّا جَاءَهُ وَقَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ قَالَ لَا تَخَفْ ۖ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝ قَالَتْ إِحْدَاهُمَا يَا أَبَتِ

سو جب اُن کے پاس پہونچے اور اُن سے تمام حال بیان کیا — تو اُنہوں نے کہا کہ اندیشہ نہ کرو — تم ظالم لوگوں سے بچ آئے — ایک لڑکی نے کہا کہ — ابا جان

اسْتَأْجِرْهُ ۖ إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِينُ ۝ قَالَ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُنْكِحَكَ إِحْدَى ابْنَتَيَّ هَاتَيْنِ

آپ ان کو نوکر رکھ لیجیے — کیونکہ اچھا نوکر وہ شخص ہے جو مضبوط امانت دار ہو — وہ کہنے لگے کہ میں چاہتا ہوں کہ ان دو لڑکیوں میں سے ایک کو تمہارے ساتھ بیاہ دوں

عَلَىٰ أَنْ تَأْجُرَنِي ثَمَانِيَ حِجَجٍ ۖ فَإِنْ أَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ ۖ وَمَا أُرِيدُ أَنْ أَشُقَّ عَلَيْكَ ۚ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّالِحِينَ ۝

اس شرط پر کہ تم آٹھ سال میری نوکری کرو — پھر اگر تم دس سال پورے کردو تو یہ تمہاری طرف سے ہے — اور میں تم پر کوئی مشقت ڈالنا نہیں چاہتا — تم مجھکو انشاء اللہ تعالیٰ خوش معاملہ پاؤ گے

اور اِدھر یہ ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کی قرار پائی) اور (اُس مجمع میں) ایک شخص (موسیٰ علیہ السلام کے محب اور خیر خواہ تھے وہ) شہر کے (اُس) کنارہ سے (جہاں یہ مشورہ ہو رہا تھا موسیٰ علیہ السلام کے پاس نزدیک کی گلیوں سے) دوڑتے ہوئے آئے (اور) کہنے لگے کہ اے موسیٰ اہل دربار آپکے متعلق مشورہ کر رہے ہیں کہ آپکو قتل کردیں سو آپ (یہاں سے) چلدیجیے میں آپکی خیر خواہی کر رہا ہوں پس (یہ سنکر) موسیٰ (علیہ السلام) وہاں سے (کسی طرف کو) نکل گئے خوف اور دہشت کی حالت میں (اور چونکہ رستہ معلوم نہ تھا دعا کے طور پر) کہنے لگے کہ اے میرے پروردگار مجھکو ان ظالم لوگوں سے بچا لیجیے (اور امن کی جگہ پہونچا دیجیے) **ف** اس فرعونی کا قتل بوجہ حربیت کے مباح تھا اور حق العبد نہ تھا جیسا سورہ نمل کے اول رکوع کی تفسیر میں بیان ہوا نیز قتل خطاءً تھا اور مقصود تادیب تھی لیکن خلاف اولیٰ کو کمال خوف سے گناہ سمجھا اور تصرف ہونا نہ ہونا شیطان کا انبیاء پر سورہ کہف قصہ خضر علیہ السلام آیت وما انسانیہ الا الشیطان کے ذیل میں بیان ہو چکا جسکا حاصل یہ ہے کہ اگر غیر معصیت کا صدور اُسکے تصرف سے ہو جاوے تو کوئی محذور لازم نہیں آتا اور یہ امر غیر معصیت تھا۔

تتمہ قصہ

وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَاءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسَىٰ رَبِّي أَنْ يَهْدِيَنِي سَوَاءَ السَّبِيلِ ۝ وَلَمَّا وَرَدَ مَاءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ أُمَّةً مِنَ النَّاسِ يَسْقُونَ ۝ وَوَجَدَ مِنْ دُونِهِمُ امْرَأَتَيْنِ تَذُودَانِ ۖ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ۖ قَالَتَا لَا نَسْقِي حَتَّىٰ يُصْدِرَ الرِّعَاءُ ۖ وَأَبُونَا شَيْخٌ كَبِيرٌ ۝ فَسَقَىٰ لَهُمَا ثُمَّ تَوَلَّىٰ إِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ إِنِّي لِمَا أَنْزَلْتَ إِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيرٌ ۝ فَجَاءَتْهُ إِحْدَاهُمَا تَمْشِي عَلَى اسْتِحْيَاءٍ قَالَتْ إِنَّ أَبِي يَدْعُوكَ لِيَجْزِيَكَ أَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا ۚ فَلَمَّا جَاءَهُ وَقَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ قَالَ لَا تَخَفْ ۖ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝ قَالَتْ إِحْدَاهُمَا يَا أَبَتِ اسْتَأْجِرْهُ ۖ إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِينُ ۝ قَالَ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُنْكِحَكَ إِحْدَى ابْنَتَيَّ هَاتَيْنِ عَلَىٰ أَنْ تَأْجُرَنِي ثَمَانِيَ حِجَجٍ ۖ فَإِنْ أَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ ۖ وَمَا أُرِيدُ أَنْ أَشُقَّ عَلَيْكَ ۚ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّالِحِينَ ۝

اللغات: یصدر ... قراءۃ یصدر بفتح الیاء وضم الدال ای حتی یرجع الرعاۃ ... [illegible]

البلاغۃ: قولہ انزلت ای تنزل ... التعبیر بالماضی بدل المضارع للاستعطاف ... قولہ لیجزیک ... اسند الدعوۃ الی ابیہا ... قولہ ان خیر من استأجرت ... القوۃ والامانۃ ... [illegible]

قَالَ ذٰلِكَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ ۭ اَيَّمَا الْاَجَلَيْنِ قَضَيْتُ فَلَا عُدْوَانَ عَلَيَّ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ۝

موسیٰ کہنے لگے کہ یہ بات میرے اور آپکے درمیان ہو چکی ان دونوں مدتوں میں سے جسکو بھی پورا کردوں مجھ پر کوئی جبر نہ ہوگا اور ہم جو بات چیت کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ اسکا گواہ ہے

قَالَ ذٰلِكَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ ۭ اَيَّمَا الْاَجَلَيْنِ قَضَيْتُ فَلَا عُدْوَانَ عَلَيَّ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ۝ اور جب موسیٰ (علیہ السلام یہ دعا کر کے ایک سمت کو توکلاً علی اللہ چلے اور غیبی القا سے) مدین کی طرف ہو لیے (چونکہ رستہ معلوم نہ تھا اسلیے تقویت و توکل و توطین نفس کے لیے آپ ہی آپ) کہنے لگے کہ امید ہے میرا رب مجھکو (کسی مقام امن کا) سیدھا رستہ چلا دیگا (چنانچہ ایسا ہی ہوا اور مدین جا پہنچے) اور جب مدین کے پانی (یعنی کنوئیں) پر پہنچے تو اسپر (مختلف) آدمیوں کا ایک مجمع دیکھا جو (اُس کنوے سے کھینچ کھینچ کر اپنے مواشی کو) پانی پلا رہے تھے اور اُن لوگوں سے ایک طرف (الگ) کو دو عورتیں دیکھیں کہ وہ (اپنی بکریاں) روکے کھڑی ہیں موسیٰ (علیہ السلام) نے (اُن سے) پوچھا تمہارا کیا مطلب ہے وہ دونوں بولیں کہ (ہمارا معمول یہ ہے کہ) ہم (اپنے جانوروں کو) اُس وقت تک پانی نہیں پلاتے جب تک کہ یہ چرواہے (جو کنوے پر پانی پلا رہے ہیں) پانی پلا کر (جانوروں کو) ہٹا کر نہ لیجاویں (ایک تو حیا کے سبب دوسرے مردوں سے مزاحمت ناتوانوں سے کب ہو سکتی ہے) اور (اس حالت میں تو ہم آتے بھی نہیں مگر) ہمارے باپ بہت بوڑھے ہیں (اور گھر پر اور کوئی کام کرنے والا ہے نہیں اور کام ضروری اس مجبوری کو ہم کو آنا پڑتا ہے) پس (یہ سنکر) موسیٰ (علیہ السلام کو رحم آیا اور انہوں نے) اُن کے لیے پانی (کھینچ کر اُن کے جانوروں کو) پلایا (اور ان کو انتظار اور پانی کھینچنے کی تکلیف سے بچایا) پھر (وہاں سے) ہٹ کر (ایک) سایہ (کی جگہ) میں جا بیٹھے (خواہ کسی پہاڑ کا سایہ ہو یا کسی درخت کا) پھر (جناب باری میں) دعا کی کہ اے میرے پروردگار (اس وقت) جو نعمت بھی (قلیل یا کثیر) آپ مجھکو بھیجدیں میں اسکا (سخت) حاجتمند ہوں (کیونکہ اس سفر میں کچھ کھانے پینے کو نہ ملا تھا حق تعالیٰ نے اُسکا یہ سامان کیا کہ وہ دونوں بیبیاں اپنے گھر لوٹ کر گئیں تو باپ نے معمول سے جلدی آجانے کی وجہ دریافت کی انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کا تمام تر قصہ بیان کیا انہوں نے ایک لڑکی کو بھیجا کہ اُن کو بلا لاؤ) سو موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس ایک لڑکی آئی کہ شرماتی ہوئی چلتی تھی (جو کہ اہل شرف کی طبعی حالت ہے اور آکر) کہنے لگی کہ میرے والد تم کو بلاتے ہیں تاکہ تم کو اُس کا صلہ دیں جو تم نے ہماری خاطر (ہمارے جانوروں کو) پانی پلا دیا تھا (یہ ان صاحبزادی کو اپنے والد کی عادت سے معلوم ہوگا کہ احسان کی مکافات کیا کرتے ہوں گے موسیٰ علیہ السلام ساتھ ہو لیے گو مقصود موسیٰ علیہ السلام کا بالیقین حصول عوض نہ تھا لیکن مقام امن اور کسی رفیق شفیق کی ضرورت تھی یا تقتضاء وقت جو یاں تھے اور اگر بھوک کی شدت بھی پاس جانے کا ایک جزو علت ہو تو مضائقہ نہیں اور اس کو اجرت سے کچھ تعلق نہیں اور ضیافت کی تو استدعا بھی خصوص حاجت کے وقت اور خصوص کریم سے کچھ ذلت نہیں چہ جائیکہ دوسرے کی استدعا پر ضیافت کا قبول کر لینا سو راہ میں موسیٰ علیہ السلام نے اُن بی بی سے فرمایا کہ تم میرے پیچھے ہو جاؤ میں اولاد ابراہیم میں سے ہوں جن کی عورتوں کو بے وجہ بے قصد دیکھنا بھی پسند نہیں کرتا غرض اسی طرح ان بزرگ کے پاس پہنچے) سو جب اُن کے پاس پہنچے اور اُن سے تمام حال بیان کیا تو انہوں نے (تسلی کی اور) کہا کہ (اب) اندیشہ نہ کرو تم ظالم لوگوں سے بچ آئے (کیونکہ اس مقام پر فرعون کی عملداری نہ تھی کذا فی الروح پھر) ایک لڑکی نے کہا کہ ابا جان (آپکو آدمی کی ضرورت ہے اور ہم سیانی ہوئیں اب گھر میں رہنا مناسب ہے تو) آپ ان کو نوکر رکھ لیجیے کیونکہ اچھا نوکر وہ شخص ہے جو مضبوط (ہو اور) امانت دار (بھی) ہو (اور ان میں دونوں صفتیں ہیں چنانچہ قوت ان کے پانی کھینچنے سے اور امانت ان کے برتاؤ سے خصوصاً راہ میں عورت کو پیچھے کر دینے سے ظاہر ہوئی تھی اور اپنے باپ سے بھی بیان کیا تھا اسپر وہ بزرگ موسیٰ علیہ السلام سے) کہنے لگے کہ میں چاہتا ہوں کہ ان دو لڑکیوں میں سے ایک کو تمہارے ساتھ بیاہ دوں اس شرط پر کہ تم آٹھ سال میری نوکری کرو (اور اس نوکری کا بدل وہی نکاح ہے حاصل یہ کہ آٹھ سال کی خدمت اس نکاح کا مہر ہے) پھر اگر تم دس سال پورے کر دو تو یہ تمہاری طرف سے (احسان) ہے (یعنی میری طرف سے جبر نہیں) اور میں (اس معاملہ میں) تم پر کوئی مشقت ڈالنا نہیں چاہتا (یعنی کام لینے اور وقت کی پابندی وغیرہ وغیرہ فروع معاملہ میں آسانی برتونگا اور) تم مجھکو ان شاء اللہ تعالیٰ خوش معاملہ پاؤ گے موسیٰ (علیہ السلام رضامند ہو گئے اور) کہنے لگے کہ (بس تو) یہ بات میرے اور آپکے درمیان (پکی) ہو چکی میں ان دونوں مدتوں میں سے جس (مدت) کو بھی پورا کر دوں مجھپر کوئی جبر نہ ہوگا اور ہم جو (معاملہ کی) بات چیت کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ اسکا گواہ (کافی) ہے (اسکو حاضر ناظر سمجھکر عہد پورا کرنا چاہیے) **ف** جو مضامین از قسم روایت ترجمہ کے درمیان لکھے ہیں سب در منثور سے ہیں۔ اور یہ بزرگ شعیب علیہ السلام تھے کذا فی الدر عن ابن ماجہ مرفوعاً اور چونکہ موسیٰ علیہ السلام کا اولاد ابراہیم سے ہونا معلوم ہو گیا تھا اسلیے یہ شبہ نہیں ہو سکتا کہ شعیب علیہ السلام نے کفاءت کی تحقیق کیوں نہ کی۔ اور اس معاہدہ سے یہ لازم نہیں آتا کہ اسی وقت نکاح ہو گیا ہو۔ اور نہ واللہ علی ما نقول وکیل سے یہ لازم آتا ہے کہ اسی

النحو بینی متعلق بثابت المقدر ۱۲

البلاغة

قوله فلا عدوان علی تعمیم نفی العدوان بکلا الاجلین بعد الشارطة مع تحقق عدم العدوان فی الطولها للقصد الی التسویة بینهما فی الاستقرار ای کما لا یطالب بالزیادة علی العشر لا یطالب بالزیادة علی الثمان ۱۲

فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ وَسَارَ بِاَهْلِهٖۤ اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا ۚ قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْۤا اِنِّیْۤ اٰنَسْتُ نَارًا

غرض جب موسیٰ اس مدت کو پورا کر چکے اور اپنی بی بی کو لیکر روانہ ہوئے تو ان کو کوہ طور کی طرف سے ایک آگ دکھلائی دی انہوں نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ تم ٹھیرے رہو میں نے ایک آگ دیکھی ہے

لَّعَلِّیْۤ اٰتِیْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ۝ فَلَمَّاۤ اَتٰىهَا نُوْدِیَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ

شاید میں تمہارے پاس وہاں سے کچھ خبر لاؤں یا کوئی آگ کا انگارا لے آؤں تاکہ تم سینک لو سو وہ جب اس آگ کے پاس پہونچے تو ان کو اس میدان کے

الْاَیْمَنِ فِی الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ یّٰمُوْسٰۤى اِنِّیْۤ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ وَاَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ؕ فَلَمَّا

داہنی جانب سے اس مبارک مقام میں ایک درخت میں سے آواز آئی کہ اے موسیٰ میں اللہ رب العالمین ہوں اور یہ کہ تم اپنا عصا ڈالدو سو انہوں نے

رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ یُعَقِّبْ ؕ یٰمُوْسٰۤى اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ ۫ اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِیْنَ ۝ اُسْلُكْ

جب اسکو لہراتا ہوا دیکھا جیسا پتلا سانپ ہوتا ہے تو پشت پھیر کر بھاگے اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا اے موسیٰ آگے آؤ اور ڈرو مت تم امن میں ہو تم اپنا ہاتھ

یَدَكَ فِیْ جَیْبِكَ تَخْرُجْ بَیْضَآءَ مِنْ غَیْرِ سُوْٓءٍ ۫ وَّاضْمُمْ اِلَیْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ

گریبان کے اندر ڈالو وہ بلا کسی مرض کے نہایت روشن ہو کر نکلیگا اور خوف کے واسطے اپنا ہاتھ اپنے سے ملا لینا سو یہ دو سندیں ہیں

مِنْ رَّبِّكَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۠ىٕهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِیْنَ ۝ قَالَ رَبِّ اِنِّیْ قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَاَخَافُ

تمہارے رب کی طرف سے فرعون اور اسکے سرداروں کے پاس جانے کے واسطے وہ بڑے نافرمان لوگ ہیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ اے میرے رب میں نے ان میں سے ایک آدمی کا خون کر دیا تھا سو مجھکو اندیشہ ہے

اَنْ یَّقْتُلُوْنِ ۝ وَاَخِیْ هٰرُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّیْ لِسَانًا فَاَرْسِلْهُ مَعِیَ رِدْاً یُّصَدِّقُنِیْۤ ؗ اِنِّیْۤ اَخَافُ اَنْ یُّكَذِّبُوْنِ ۝

کہ وہ لوگ مجھکو قتل کر دیں۔ اور میرے بھائی ہارون کی زبان مجھ سے زیادہ رواں ہے تو ان کو بھی میرا مددگار بنا کر میرے ساتھ رسالت دیجیئے کہ وہ میری تصدیق کرینگے مجھکو اندیشہ ہے کہ وہ لوگ میری تکذیب کریں۔

قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِاَخِیْكَ وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطٰنًا فَلَا یَصِلُوْنَ اِلَیْكُمَا ۚۛ بِاٰیٰتِنَاۤ ۚۛ اَنْتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا الْغٰلِبُوْنَ ۝

ارشاد ہوا کہ ہم ابھی تمہارے بھائی کو تمہارا قوت بازو بنائے دیتے ہیں اور ہم تم دونوں کو ایک خاص شوکت عطا کرتے ہیں جس سے ان لوگوں کو تم پر دسترس نہ ہوگی ہمارے معجزے لیکر جاؤ تم دونوں اور جو تمہارا پیرو ہوگا غالب ہوگے

نکاح میں کوئی گواہ نہ تھا بلکہ اس کہنے سے جو مقصود تھا وہ تقریر ترجمہ سے ظاہر ہے۔ اور رعی مواشی مدت معینہ تک کا مہر مقرر ہونا ہماری شریعت میں بھی جائز ہے کذا فی رد المحتار اور اگر یہ بکریاں اُن صاحبزادی کی تھیں تب تو مہر کا انکو ادا کیا جانا ظاہر ہے اور اگر باپ کی تھیں تو بالغہ کی رضا سے ایسا معاملہ اس شریعت میں بھی جائز ہے۔ اور درمنثور میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے دس ہی برس پورے کیے تھے۔ اور اس قصہ سے بے پردگی کا شبہہ نہ کیا جاوے کیونکہ ضرورت کے لیے خروج جائز ہے جبکہ اعضا مستورہ پوشیدہ ہوں +

تتمہ قصہ

فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ وَسَارَ بِاَهْلِهٖۤ اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا ۚ قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْۤا اِنِّیْۤ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّیْۤ اٰتِیْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ۝ فَلَمَّاۤ اَتٰىهَا نُوْدِیَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَیْمَنِ فِی الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ یّٰمُوْسٰۤى اِنِّیْۤ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ وَاَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ یُعَقِّبْ ؕ یٰمُوْسٰۤى اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ ۫ اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِیْنَ ۝ اُسْلُكْ یَدَكَ فِیْ جَیْبِكَ تَخْرُجْ بَیْضَآءَ مِنْ غَیْرِ سُوْٓءٍ ۫ وَّاضْمُمْ اِلَیْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۠ىٕهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِیْنَ ۝ قَالَ رَبِّ اِنِّیْ قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَاَخَافُ اَنْ یَّقْتُلُوْنِ ۝ وَاَخِیْ هٰرُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّیْ لِسَانًا فَاَرْسِلْهُ مَعِیَ رِدْاً یُّصَدِّقُنِیْۤ ؗ اِنِّیْۤ اَخَافُ اَنْ یُّكَذِّبُوْنِ ۝ قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِاَخِیْكَ وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطٰنًا فَلَا یَصِلُوْنَ اِلَیْكُمَا ۚۛ بِاٰیٰتِنَاۤ ۚۛ اَنْتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا الْغٰلِبُوْنَ ۝ غرض جب موسیٰ (علیہ السلام) اس مدت کو پورا کر چکے اور (باجازت شعیب علیہ السلام کے) اپنی بی بی کو لیکر (مصر کو یا شام کو) روانہ ہوئے تو (ایک شب میں ایسا اتفاق ہوا کہ سردی بھی تھی اور راہ بھی بھول گئے اُسوقت) انکو کوہ طور کی طرف سے ایک (روشنی بشکل) آگ دکھلائی دی انہوں نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ تم (یہاں ہی) ٹھیرے رہو میں نے ایک آگ دیکھی ہے (میں وہاں جاتا ہوں) شاید میں تمہارے پاس وہاں سے (رستہ کی) کچھ خبر لاؤں یا کوئی آگ کا (دہکتا ہوا) انگارا لے آؤں تاکہ تم سینک لو سو جب اس آگ کے پاس پہونچے تو انکو اس میدان کے داہنی جانب سے (جو کہ موسیٰ علیہ السلام کی داہنی جانب تھی) اُس مبارک مقام میں ایک درخت میں سے آواز آئی کہ اے موسیٰ میں اللہ رب العالمین ہوں اور یہ (بھی آواز آئی) کہ تم اپنا عصا ڈالدو چنانچہ انہوں نے ڈالدیا اور وہ سانپ

الاٰنست جن شتبرئی البعید سوا کان علیہ انار اذ جمن ولذا حیث تبعو ابن النار وحیلہا تعنی انا راطلاقہ کذا فی الروح اسلک الخل جناحک بیدک فان الید للانسان بمنزلۃ الجناح للطیر القمر قوہ من شاطئ شعلق بنودی خوف الایمن صفۃ للشاطئ قولہ فی البقعۃ متعلق بنودی قولہ من الشجرۃ بدل من شاطئ وکون البقعۃ مبارکۃ باعتبار انہا کلم عندہا موسیٰ علیہ السلام ۱۲ المسائل والنکت قولہ اضمم الخ بلیراد فی لوحال ایحت الجیب الخوف الذی حصل من الانقلاب [illegible] +۱۲ + ۱۲ + ۱۲

فَلَمَّا جَآءَهُم مُّوسَىٰ بِـَٔايَٰتِنَا بَيِّنَٰتٍ قَالُوا۟ مَا هَٰذَآ إِلَّا سِحْرٌ مُّفْتَرًى وَمَا سَمِعْنَا بِهَٰذَا فِىٓ ءَابَآئِنَا ٱلْأَوَّلِينَ ۝

غرض جب اُن لوگوں کے پاس موسیٰ ہماری صریح دلیلیں لیکر آئے تو اُن لوگوں نے کہا کہ یہ تو محض ایک جادو ہے جو افترا کیا جاتا ہے اور ہم نے ایسی بات کبھی نہیں سنی کہ ہمارے اگلے باپ دادوں کے وقت میں بھی ہوئی ہو

وَقَالَ مُوسَىٰ رَبِّىٓ أَعْلَمُ بِمَن جَآءَ بِٱلْهُدَىٰ مِنْ عِندِهِۦ وَمَن تَكُونُ لَهُۥ عَٰقِبَةُ ٱلدَّارِ ۖ إِنَّهُۥ لَا يُفْلِحُ ٱلظَّٰلِمُونَ ۝

اور موسیٰ نے فرمایا کہ میرا پروردگار اس شخص کو خوب جانتا ہے جو صحیح دین اُس کے پاس سے لیکر آیا ہے اور جس کا انجام اس عالم سے اچھا ہونے والا ہے بالیقین ظالم لوگ کبھی فلاح نہ پاوینگے۔

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَٰٓأَيُّهَا ٱلْمَلَأُ مَا عَلِمْتُ لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرِى فَأَوْقِدْ لِى يَٰهَٰمَٰنُ عَلَى ٱلطِّينِ فَٱجْعَل

اور فرعون کہنے لگا کہ اے اہل دربار مجھکو تو تمہارا اپنے سوا کوئی خدا معلوم نہیں ہوتا تو اے ہامان تم ہمارے لیے مٹی کو آگ میں پکواؤ پھر میرے واسطے

لِّى صَرْحًا لَّعَلِّىٓ أَطَّلِعُ إِلَىٰٓ إِلَٰهِ مُوسَىٰ وَإِنِّى لَأَظُنُّهُۥ مِنَ ٱلْكَٰذِبِينَ ۝ وَٱسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُودُهُۥ فِى ٱلْأَرْضِ بِغَيْرِ

ایک بلند عمارت بنواؤ تاکہ موسیٰ کے خدا کو دیکھوں بھالوں اور میں تو موسیٰ کو جھوٹا ہی سمجھتا ہوں۔ اور فرعون اور اُسکے تابعین نے ناحق دنیا میں سر اٹھا رکھا تھا

ٱلْحَقِّ وَظَنُّوٓا۟ أَنَّهُمْ إِلَيْنَا لَا يُرْجَعُونَ ۝ فَأَخَذْنَٰهُ وَجُنُودَهُۥ فَنَبَذْنَٰهُمْ فِى ٱلْيَمِّ ۖ فَٱنظُرْ كَيْفَ كَانَ عَٰقِبَةُ

اور یوں سمجھ رہے تھے کہ اُن کو ہمارے پاس لوٹ کر آنا نہیں ہے۔ تو ہم نے اُس کو اور اُسکے تابعین کو پکڑ کر دریا میں پھینک دیا سو دیکھیے ظالموں کا کیا انجام ہوا

ٱلظَّٰلِمِينَ ۝ وَجَعَلْنَٰهُمْ أَئِمَّةً يَدْعُونَ إِلَى ٱلنَّارِ ۖ وَيَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ لَا يُنصَرُونَ ۝ وَأَتْبَعْنَٰهُمْ فِى هَٰذِهِ

اور ہم نے اُن لوگوں کو ایسا رئیس بنایا تھا جو دوزخ کی طرف بلاتے رہے اور قیامت کے روز کوئی اُن کا ساتھ نہ دیگا۔ اور دنیا میں بھی ہم نے اُن کے پیچھے

ٱلدُّنْيَا لَعْنَةً ۖ وَيَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ هُم مِّنَ ٱلْمَقْبُوحِينَ ۝

لعنت لگادی اور قیامت کے دن بھی وہ بدحال لوگوں میں سے ہوں گے۔

(بنکر چلنے لگا) سو انہوں نے جب اُسکو لہراتا ہوا دیکھا جیسا پتلا سانپ (تیز) ہوتا ہے تو پشت پھیر کر بھاگے اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا (حکم ہوا کہ) اے موسیٰ آگے آؤ اور ڈرو مت تم ہر طرح امن میں ہو (اور یہ کوئی ڈر کی بات نہیں بلکہ تمہارا معجزہ ہے اور دوسرا معجزہ اور عنایت ہوتا ہے کہ) تم اپنا ہاتھ گریبان کے اندر ڈالو (اور پھر نکالو) وہ بلا کسی مرض کے نہایت روشن ہو کر نکلیگا اور (اگر مثل انقلاب عصا کے اس معجزہ سے بھی طبعاً خوف اور حیرت پیدا ہو تو) خوف (رفع کرنے) کے واسطے اپنا (وہ) ہاتھ (پھر) اپنے (گریبان اور بغل) سے (بدستور سابق) ملالینا (تاکہ وہ پھر اصلی حالت پر ہو جاوے اور پھر تو طبعی خوف بھی نہ ہوا کرے) سو یہ (تمہاری نبوت کی) دو سندیں (اور دلیلیں) ہیں تمہارے رب کی طرف سے فرعون اور اُسکے سرداروں کے پاس جانے کیواسطے (جنکا تمکو حکم کیا جاتا ہے کیونکہ) وہ بڑے نافرمان لوگ ہیں انہوں نے عرض کیا کہ اے میرے رب (میں جانے کے لیے حاضر ہوں مگر آپکی خاص امداد کی ضرورت ہے کیونکہ) میں نے اُنمیں سے ایک آدمی کا خون کردیا تھا سو مجھکو اندیشہ ہے کہ (کہیں اول ہی دہلہ میں) وہ لوگ مجھکو قتل کردیں (تبلیغ بھی نہ ہونے پاوے) اور (دوسری بات یہ ہے کہ میری زبان بھی زیادہ رواں نہیں ہے اور) میرے بھائی ہارون کی زبان مجھسے زیادہ رواں ہے تو انکو بھی میرا مددگار بناکر میرے ساتھ رسالت دیدیجیے کہ وہ میری (تقریر کی تائید اور) تصدیق (مفصل و مکمل طور سے) کریں گے (کیونکہ) مجھکو اندیشہ ہے کہ وہ لوگ (فرعون اور اسکے درباری) میری تکذیب کریں (تو اُسوقت مناظرہ کی ضرورت ہوگی اور زبانی مناظرہ کے لیے رسان زبان عادۃً زیادہ مفید ہے) ارشاد ہوا کہ (بہتر ہے) ہم ابھی تمہارے بھائی کو تمہارا قوت بازو بنائے دیتے ہیں (ایک درخواست تو یہ منظور ہوئی) اور (دوسری درخواست کی اسطرح منظوری ہوئی کہ) ہم تم دونوں کو ایک خاص شوکت (وہیبت) عطا کرتے ہیں جس سے ان لوگوں کو تم پر دسترس نہ ہوگی (پس) ہمارے معجزے لیکر جاؤ تم دونوں اور جو تمہارا پیرو ہوگا (اُن لوگوں پر) غالب ہوگے **ف** سورہ اعراف اور سورہ طہ اور سورہ نمل میں بعضے مضامین ضروری اس قصہ کے گذر چکے ہیں اور ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ طول زماں کی وجہ سے مصر میں چھپ جانے کی امید ہی تھی لیکن فرعون کے پاس جاکر انتفاع کی توقع نہ تھی اسلیے عذر کیا اور شام کو جاتے ہوں تو کچھ اشکال ہی نہیں + **تتمہ قصہ** فَلَمَّا جَآءَهُم مُّوسَىٰ بِـَٔايَٰتِنَا بَيِّنَٰتٍ قَالُوا۟ مَا هَٰذَآ إِلَّا سِحْرٌ مُّفْتَرًى وَمَا سَمِعْنَا بِهَٰذَا فِىٓ ءَابَآئِنَا ٱلْأَوَّلِينَ ۝ وَقَالَ مُوسَىٰ رَبِّىٓ أَعْلَمُ بِمَن جَآءَ بِٱلْهُدَىٰ مِنْ عِندِهِۦ وَمَن تَكُونُ لَهُۥ عَٰقِبَةُ ٱلدَّارِ ۖ إِنَّهُۥ لَا يُفْلِحُ ٱلظَّٰلِمُونَ ۝ وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَٰٓأَيُّهَا ٱلْمَلَأُ مَا عَلِمْتُ لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرِى فَأَوْقِدْ لِى يَٰهَٰمَٰنُ عَلَى ٱلطِّينِ فَٱجْعَل لِّى صَرْحًا لَّعَلِّىٓ أَطَّلِعُ إِلَىٰٓ إِلَٰهِ مُوسَىٰ وَإِنِّى لَأَظُنُّهُۥ مِنَ ٱلْكَٰذِبِينَ ۝ وَٱسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُودُهُۥ فِى ٱلْأَرْضِ بِغَيْرِ ٱلْحَقِّ وَظَنُّوٓا۟ أَنَّهُمْ إِلَيْنَا لَا يُرْجَعُونَ ۝ فَأَخَذْنَٰهُ وَجُنُودَهُۥ فَنَبَذْنَٰهُمْ فِى ٱلْيَمِّ ۖ فَٱنظُرْ كَيْفَ كَانَ عَٰقِبَةُ ٱلظَّٰلِمِينَ ۝ وَجَعَلْنَٰهُمْ أَئِمَّةً يَدْعُونَ إِلَى ٱلنَّارِ ۖ وَيَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ لَا يُنصَرُونَ ۝ وَأَتْبَعْنَٰهُمْ فِى هَٰذِهِ ٱلدُّنْيَا لَعْنَةً ۖ وَيَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ هُم مِّنَ ٱلْمَقْبُوحِينَ ۝ غرض جب اُن لوگوں کے پاس موسیٰ (علیہ السلام) ہماری صریح دلیلیں لیکر آئے تو اُن لوگوں نے (معجزات دیکھکر) کہا کہ یہ

ملحقات الترجمہ

ف قولہ بآیتنا جاؤ اشارۃ الی العصا والید علیہ قولہ تعالیٰ فی طہ اذہبا بنت والفرک بآیاتی ۱۲

الموقوہ ... البلاغۃ قولہ ... ۱۲

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ مِن بَعْدِ مَا أَهْلَكْنَا الْقُرُونَ الْأُولَىٰ بَصَائِرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ

اور ہم نے موسیٰ کو اگلی اُمتوں کے ہلاک کیے پیچھے کتاب دی تھی جو لوگوں کے لیے دانشمندیوں کا سبب اور ہدایت اور رحمت تھی تاکہ وہ

يَتَذَكَّرُونَ ۝ وَمَا كُنتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ إِذْ قَضَيْنَا إِلَىٰ مُوسَى الْأَمْرَ وَمَا كُنتَ مِنَ الشَّاهِدِينَ ۝ وَلَٰكِنَّا

نصیحت حاصل کریں اور آپ مغربی جانب میں موجود نہ تھے جبکہ ہم نے موسیٰ کو احکام دیئے تھے اور آپ اُن لوگوں میں سے نہ تھے جو موجود تھے ولیکن

أَنشَأْنَا قُرُونًا فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۚ وَمَا كُنتَ ثَاوِيًا فِي أَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا وَلَٰكِنَّا كُنَّا

ہم نے بہت سی نسلیں پیدا کیں پھر اُن پر زمانہ دراز گذر گیا اور آپ اہل مدین میں بھی قیام پذیر نہ تھے کہ آپ ہماری آیتیں ان لوگوں کو پڑھ پڑھ کر سناتے ہوں ولیکن ہم ہی

مُرْسِلِينَ ۝ وَمَا كُنتَ بِجَانِبِ الطُّورِ إِذْ نَادَيْنَا وَلَٰكِن رَّحْمَةً مِّن رَّبِّكَ لِتُنذِرَ قَوْمًا مَّا أَتَاهُم مِّن

رسول بنانے والے ہیں اور آپ طور کی جانب میں اُسوقت بھی موجود نہ تھے جب ہم نے پکارا تھا ولیکن آپ اپنے رب کی رحمت سے نبی بنائے گئے تاکہ آپ ایسے لوگوں کو ڈرائیں

نَّذِيرٍ مِّن قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۝ وَلَوْلَا أَن تُصِيبَهُم مُّصِيبَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ فَيَقُولُوا

جن کے پاس آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا کیا عجب ہے کہ نصیحت قبول کریں۔ اور ہم رسول نہ بھی بھیجتے اگر یہ بات نہ ہوتی کہ ان پر ان کے کرداروں کے سبب کوئی مصیبت نازل ہوتی تو یہ کہنے لگتے

رَبَّنَا لَوْلَا أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُولًا فَنَتَّبِعَ آيَاتِكَ وَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ فَلَمَّا جَاءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ

کہ اے ہمارے پروردگار آپ نے ہمارے پاس کوئی پیغمبر کیوں نہ بھیجا تاکہ ہم آپ کے احکام کا اتباع کرتے اور ایمان لانے والوں میں ہوتے سو جب ہماری طرف سے ان لوگوں کے پاس امر حق پہونچا

عِندِنَا قَالُوا لَوْلَا أُوتِيَ مِثْلَ مَا أُوتِيَ مُوسَىٰ ۚ أَوَلَمْ يَكْفُرُوا بِمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ مِن قَبْلُ

تو کہنے لگے ان کو ایسی کتاب کیوں نہ دی گئی جیسی موسیٰ کو ملی تھی کیا جو کتاب موسیٰ کو ملی تھی اسکے قبل یہ لوگ اُسکے منکر نہیں ہوئے

اور آئیں اولی شبہ مقولہ نہ نکال سکنے کے بھی نہیں مانتے تو یہ ہٹ دھرمی ہے اور اسکا اخیر جواب یہی ہے کہ) میرا پروردگار اُس شخص کو خوب جانتا ہے جو صحیح دین اُسکے پاس سے لیکر آیا ہے اور جسکا انجام اس عالم سے اچھا ہونے والا ہے (اور) بالیقین ظالم لوگ (جو کہ ہدی اور دین صحیح پر نہ ہوں) کبھی فلاح نہ پاوینگے (کیونکہ انکا انجام اچھا نہ ہوگا مطلب یہ کہ خدا کو خوب معلوم ہے کہ ہم میں اور تم میں کون اہل ہدی ہے اور کون ظالم ہے اور کون مستحق حسن العاقبۃ ہے اور کون محروم عن الفلاح ہے پس ہر ایک کی حالت اور ثمرہ کا جلدی مرنے کے ساتھ ہی ظہور ہو جاویگا اب نہیں مانتے تم جانو) اور (دلائل موسویہ دیکھ کر سنکر فرعون (کو اندیشہ ہوا کہ کہیں میری معتقدین انکی طرف مائل نہ ہو جاویں تو لوگوں کو جمع کر کے) کہنے لگا کہ اے اہل دربار مجھکو تو تمہارا اپنے سوا کوئی خدا معلوم نہیں ہوتا (اور اسکے بعد تلبیس کے واسطے اپنے وزیر سے کہا کہ اگر اس سے لوگوں کو اطمینان نہ ہو تو) اے ہامان تم ہمارے لیے مٹی (کی اینٹیں بنوا کر ان) کو آگ میں (پزاوہ لگا کر) پکواؤ پھر (اُن پختہ اینٹوں سے) میرے واسطے ایک بلند عمارت بنواؤ تاکہ (میں اس پر چڑھکر) موسیٰ کے خدا کو دیکھوں بھالوں اور میں تو (اس دعوے میں کہ کوئی اور خدا ہے) موسیٰ کو جھوٹا ہی سمجھتا ہوں اور فرعون اور اسکے تابعین نے ناحق دنیا میں سر اٹھا رکھا تھا اور یوں سمجھ رہے تھے کہ انکو ہمارے پاس لوٹ کر آنا نہیں ہے تو ہم نے (اس تکبر کی سزا میں) اسکو اور اسکے تابعین کو پکڑ کر دریا میں پھینک دیا (یعنی غرق کر دیا) سو دیکھیے ظالموں کا کیا انجام ہوا (اور موسیٰ علیہ السلام کے قول کا ظہور ہوگیا من تکون له عاقبۃ الدار انه لا یفلح الظالمون) اور ہم نے اُن لوگوں کو ایسا رئیس بنایا تھا جو (لوگوں کو) دوزخ کی طرف بلاتے رہے اور (اسیواسطے) قیامت کے روز (ایسے بیکس ہو جاویں گے کہ) کوئی انکا ساتھ نہ دیگا اور (یہ لوگ دونوں عالم میں مبتلائے خسران ہوئے چنانچہ) دنیا میں بھی ہم نے انکے پیچھے لعنت لگا دی اور قیامت کے دن بھی وہ بدحال لوگوں میں سے ہونگے ف لعنت پیچھے لگا دینے کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں جو ظالموں کا ذکر وغیرہم پر لعنت کرتا ہے چونکہ وہ لوگ بھی ایسے ہی تھے انپر بھی یہ لعنت ہی ہے مقصود فرعون کا محل بنوانے سے لوگوں کو دھوکا دینا ہے کہ اگر خدا اعظم ہوتا تو جسم ہوتا اور لعظمت کے سبب اُسکا مکان ارفع ہوتا تو میں تحقیق کر کے آتا ہوں تاکہ لوگ اسکو بڑا محقق سمجھیں اور اس محل کا بنانا یا نہ بننا کسی صحیح روایت میں نہیں اور نہ شاید دفع الوقتی غرض ہو اور نہ بنوایا ہو ربط موسیٰ علیہ السلام کا قصہ فرعون کے ساتھ ختم ہوا آگے اس قصہ کے اعظم مقاصد یعنی اثبات رسالت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مضمون مذکور ہے مع جواب بعض شبہات کفار اور تمہید کے لیے تصریح رسالت موسویہ کی ارشاد ہے پس اسکو سابق و لاحق دونوں کے ساتھ ارتباط ہے

اثبات رسالت محمدیہ مع جواب بعض شبہات وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ مِن بَعْدِ مَا أَهْلَكْنَا الْقُرُونَ الْأُولَىٰ بَصَائِرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۝ وَمَا كُنتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ إِذْ قَضَيْنَا إِلَىٰ مُوسَى الْأَمْرَ وَمَا كُنتَ مِنَ الشَّاهِدِينَ ۝ وَلَٰكِنَّا أَنشَأْنَا قُرُونًا فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۚ وَمَا كُنتَ ثَاوِيًا فِي أَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا وَلَٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِينَ ۝ وَمَا كُنتَ بِجَانِبِ الطُّورِ إِذْ نَادَيْنَا وَلَٰكِن رَّحْمَةً مِّن رَّبِّكَ لِتُنذِرَ قَوْمًا مَّا أَتَاهُم مِّن نَّذِيرٍ مِّن قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۝ وَلَوْلَا أَن تُصِيبَهُم مُّصِيبَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ فَيَقُولُوا رَبَّنَا لَوْلَا أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُولًا

قَالُوْا سِحْرٰنِ تَظٰهَرَا وَقَالُوْٓا اِنَّا بِكُلٍّ كٰفِرُوْنَ ۝ قُلْ فَاْتُوْا بِكِتٰبٍ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ هُوَ اَهْدٰى مِنْهُمَآ اَتَّبِعْهُ اِنْ كُنْتُمْ

یہ لوگ تو یوں کہتے ہیں کہ دونوں جادو ہیں جو ایک دوسرے کے موافق ہیں اور یوں بھی کہتے ہیں کہ ہم تو دونوں میں کسی کو نہیں مانتے آپ کہہ دیجیے کہ اچھا تو تم کوئی اور کتاب اللہ کے پاس سے لے آؤ جو ہدایت کرنے میں ان دونوں سے بہتر ہو میں اسی کی

صٰدِقِيْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكَ فَاعْلَمْ اَنَّمَا يَتَّبِعُوْنَ اَهْوَآءَهُمْ ۭ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَيْرِ هُدًى

سچے ہو۔ پھر اگر یہ لوگ آپ کا کہنا نہ کر سکیں تو آپ سمجھ لیجیے کہ یہ لوگ محض اپنی نفسانی خواہشوں پر چلتے ہیں اور ایسے شخص سے زیادہ کون گمراہ ہوگا جو اپنی نفسانی خواہش پر چلتا ہو بدون اسکے

مِّنَ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝

کہ منجانب اللہ کوئی دلیل ہو اللہ تعالیٰ ایسے ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں کیا کرتا۔ اور ہم نے اس کلام کو ان لوگوں کے لیے وقتاً فوقتاً یکے بعد دیگرے بھیجا تاکہ یہ لوگ نصیحت مانیں۔

قَالُوْا سِحْرٰنِ تَظٰهَرَا وَقَالُوْٓا اِنَّا بِكُلٍّ كٰفِرُوْنَ ۝ قُلْ فَاْتُوْا بِكِتٰبٍ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ هُوَ اَهْدٰى مِنْهُمَآ اَتَّبِعْهُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكَ فَاعْلَمْ اَنَّمَا يَتَّبِعُوْنَ اَهْوَآءَهُمْ ۭ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝ اور

(رسالت کا سلسلہ خلق کے محتاج اصلاح ہونے کے سبب ہمیشہ سے چلا آیا ہی چنانچہ) ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو (جنکا قصہ ابھی پڑھ چکے ہو) اگلی اُمتوں (یعنی قوم نوح و عاد و ثمود) کے ہلاک کیے پیچھے (جبکہ اُن زمانوں کے انبیاء کی تعلیمات نایاب ہو گئی تھیں اور لوگ ہدایت کے سخت حاجتمند تھے) کتاب (یعنی توراۃ) دی تھی جو لوگوں کے (یعنی بنی اسرائیل کے) لیے دانشمندیوں کا سبب اور ہدایت اور رحمت تھی تاکہ وہ (اُس سے) نصیحت حاصل کریں (طالب حق کی اول فہم درست ہوتی ہے یہ بصیرت ہے پھر احکام قبول کرتا ہے یہ ہدایت ہے پھر ہدایت کا ثمرہ یعنی قرب و قبول عنایت ہوتا ہے یہ رحمت ہے) اور (اسی طرح جب یہ دورہ بھی ختم ہو چکا اور لوگ پھر محتاج تجدید ہدایت ہوئے تو اپنی سنت مستمرہ کے موافق ہم نے آپکو رسول بنایا جسکے دلائل میں سے ایک یہی واقعہ موسویہ کی یقینی خبر دینا ہے کیونکہ قطعی خبر دینے کے لیے کوئی طریق علم کا ضروری ہے اور وہ طریق منحصر ہے چار میں۔ امور عقلیہ میں عقل سو یہ واقعہ امور عقلیہ میں سے تو ہے نہیں۔ اور امور نقلیہ میں یا سماع اہل علم سے جو کہ دوسرا طریق ہے سو یہ بھی بوجہ عدم مخالطت و عدم مدارست اہل اخبار کے منتفی ہے اور یا اپنا مشاہدہ جو کہ تیسرا طریق ہے سو اسکی نفی نہایت ہی اظہر ہے چنانچہ ظاہر ہے کہ) آپ (طور کے) مغربی جانب میں موجود نہ تھے جبکہ ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو احکام دیئے تھے (یعنی توراۃ دی تھی) اور (وہاں خاص لوگوں کیا موجود ہوتے) آپ (تو) ان لوگوں میں سے (بھی) نہ تھے جو (اس زمانہ میں) موجود تھے (پس احتمال مشاہدہ کا بھی نہ رہا) و لیکن (بات یہ کہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد) ہم نے بہت سی نسلیں پیدا کیں پھر اُن پر زمانہ دراز گذر گیا (جس سے پھر علوم صحیحہ نایاب ہو گئے اور لوگ پھر محتاج ہدایت ہوئے اور گو درمیان درمیان انبیاء علیہم السلام آیا کیے مگر انکے علوم بھی اسیطرح نایاب ہوئے اسلیے ہماری رحمت مقتضی ہوئی کہ ہم نے آپکو وحی و رسالت سے مشرف فرمایا جو کہ چوتھا طریق ہے خبر یقینی کا اور بقیہ طرق علم ظنی کے ہیں جو بحث ہی سے خارج ہیں کیونکہ آپکی یہ خبریں بالکل یقینی اور قطعی ہیں حاصل یہ کہ علم یقینی کے چار طریقے اور تین منتفی پس چوتھا متعین اور یہی مطلوب ہے) اور (جیسے آپ عطائے توراۃ کا مشاہدہ نہیں کیا اور صحیح و یقینی خبریں دے رہے ہیں اسی طرح موسیٰ علیہ السلام کے قیام مدین کا مشاہدہ نہیں فرمایا چنانچہ ظاہر ہے کہ) آپ اہل مدین میں بھی قیام پذیر نہ تھے کہ آپ (وہاں کے حالات دیکھ کر اُن حالات کے متعلق) ہماری آیتیں (اپنے) ان (معاصر) لوگوں کو پڑھ پڑھ کر سنا رہے ہوں و لیکن ہم ہی (آپکو) رسول بنانے والے ہیں (کہ رسول بنا کر یہ واقعات وحی سے بتلا دیئے) اور (اسی طرح) آپ طور کی جانب (غربی مذکور) میں اسوقت بھی موجود نہ تھے جب ہم نے (موسیٰ علیہ السلام کو) پکارا تھا (کہ یا موسیٰ انی انا اللہ رب العلمین ان الق عصاک جو کہ انکو نبوت عطا ہونے کا وقت تھا) و لیکن (اسکا علم بھی اسیطرح حاصل ہوا کہ) آپ اپنے رب کی رحمت سے نبی بنائے گئے تاکہ آپ ایسے لوگوں کو ڈرائیں جنکے پاس آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا (نبی) نہیں آیا کیا عجب ہے کہ نصیحت قبول کرلیں (کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معاصرین بلکہ انکے آباء اقربین نے بھی کسی نبی کو نہیں دیکھا تھا گو بعض شرائع بالخصوص توحید بواسطہ ان تک بھی پہونچی تھی پس ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولا سے تعارض نہ رہا) اور (اگر یہ لوگ ذرا تامل کریں تو سمجھ سکتے ہیں کہ پیغمبر بھیجنے سے ہمارا کوئی فائدہ نہیں بلکہ ان ہی لوگوں کا فائدہ ہے کہ یہ لوگ حسن و قبح پر مطلع ہو کر عقوبت سے بچ سکتے ہیں ورنہ جن امور کا قبح عقل سے دریافت ہو سکتا ہے اسپر عذاب بلا ارسال رسول بھی ہونا ممکن تھا لیکن اُسوقت انکو ایک گونہ حسرت ہوتی کہ ہائے اگر رسول آجاتا تو ہمکو زیادہ تنبہ ہو جاتا اور اس مصیبت میں نہ پڑتے اسلیے رسول بھی بھیج دیا تاکہ اس حسرت سے بچنا انکو آسان ہو ورنہ احتمال تھا کہ) ہم رسول نہ ہی بھیجتے اگر یہ بات نہ ہوتی کہ ان پر انکے کردار کے سبب (جو کہ عقلاً قبیح ہیں) کوئی مصیبت (دنیا یا آخرت میں) نازل ہوتی (اور انکی نسبت انکو عقل سے یا فرشتہ کے ذریعہ سے یقین ہو جاتا کہ یہ سزا اعمال ہی) تو یہ کہنے لگتے کہ اے ہمارے پروردگار آپنے ہمارے پاس کوئی پیغمبر کیوں نہ بھیجا تاکہ ہم آپکے احکام کا اتباع کرتے اور (ان احکام اور رسول پر) ایمان لانے والوں میں ہوتے سو (اس امر کا مقتضا تو یہ تھا کہ رسول کے آنے کو غنیمت سمجھتے اور اُسکے دین حق کو قبول کرتے لیکن انکی یہ حالت ہوئی کہ) جب انکے

ملحقات الترجمة

لہ قولہ فی ترجمۃ [illegible]

قولہ [illegible]

[illegible] کالملفوظ و کذا قیل قولہ لولا ان تصیبھم [illegible] قولہ رسول [illegible]

پھر جب ان لوگوں کے پاس امر حق (یعنی رسول حق اور دین حق) پہونچا تو (اسمیں شبہہ نکالنے کے لیے یوں) کہنے لگے ان کو ایسی کتاب کیوں نہ ملی جیسی موسیٰ (علیہ السلام) کو ملی تھی (یعنی قرآن دفعۃً واحدۃً مثل توراۃ کے کیوں نہ نازل ہوا آگے جواب ہے کہ) کیا جو کتاب موسیٰ (علیہ السلام) کو ملی تھی اس کے قبل یہ لوگ اسکے منکر نہیں ہوئے (چنانچہ ظاہر ہے کہ مشرکین موسیٰ علیہ السلام اور توراۃ کو بھی نہ مانتے تھے کیونکہ وہ سرے سے اصل نبوت ہی کے منکر تھے) یہ لوگ تو (قرآن اور توراۃ دونوں کی نسبت) یوں کہتے ہیں کہ دونوں جادو ہیں جو ایک دوسرے کے موافق ہیں (یہ اسلیے کہا کہ اصول شرائع میں دونوں متفق ہیں) اور یوں بھی کہتے ہیں کہ ہم تو دونوں میں کسی کو نہیں مانتے (خواہ یہی عبارت انکا مقولہ ہو اور خواہ انکے اقوال سے لازم آتا ہو اور خواہ ایک ہی ساتھ دونوں کا انکار کیا ہو یا مختلف قول جمع کیے گئے ہوں تو اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس شبہہ کا منشا تصدیق ایمان بالقرآن بصورت تماثل توراۃ کے نہیں بلکہ یہ بھی ایک حیلہ و شرارت ہے آگے اسکا جواب ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کہدیجیے کہ اچھا تو (علاوہ توراۃ و قرآن کے) تم کوئی اور کتاب اللہ کے پاس سے لے آؤ جو ہدایت کرنے میں ان دونوں سے بہتر ہو میں اسی کی پیروی کرنے لگونگا اگر تم (اس دعوے میں) سچے ہو (کہ سحران تظاہرا) جس سے مقصود ان دونوں کتابوں کا نعوذ باللہ مفتری اور غلط ہونا ہے یعنی مقصود تو اتباع حق کا ہے پس اگر کتب آلٰہیہ کو حق مانتے ہو تو انہی کی پیروی کرو قرآن کی تو مطلقاً اور توراۃ کی توحید و بشارات محمدیہ میں اور اگر انکو حق نہیں مانتے تو تم کوئی حق پیش کرو اور اسکا حق ہونا ثابت کرو جسکو اہدیٰ ہونے سے اسلیے تعبیر کیا گیا ہے کہ مقصود حق سے اسکا وسیلہ ہدایت ہونا ہے اگر فرضاً ثابت کردوگے تو میں اسکی پیروی کرونگا غرض یہ کہ میں حق ثابت کردوں تو تم اسکا اتباع کرو اور اگر تم حق ثابت کردو تو میں اتباع کے لیے آمادہ ہوں اور چونکہ قضیہ شرطیہ میں محض حکم اتصال کا ہوتا ہے اسلیے اتباع غیر کتب آلٰہیہ کا اشکال لازم نہیں آتا) پھر (اس احتجاج کے بعد) اگر یہ لوگ آپکا (یہ) کہنا (کہ فاتوا بکتاب الخ) نہ کرسکیں (اور ظاہر ہے کہ نہ کرسکیں کقولہ تعالیٰ فان لم تفعلوا ولن تفعلوا اور پھر بھی آپکا اتباع نہ کریں) تو آپ سمجھ لیجیے کہ (ان سوالات کا منشا کوئی اشتباہ و تردد و حق جوئی نہیں ہے بلکہ) یہ لوگ محض اپنی نفسانی خواہشوں پر چلتے ہیں (انکا نفس کہتا ہے کہ جس طرح بن پڑے انکار ہی کرنا چاہیے پس یہ ایسا ہی کررہے ہیں گو حق بھی واضح ہوجاوے) اور ایسے شخص سے زیادہ کون گمراہ ہوگا جو اپنی نفسانی خواہش پر چلتا ہو بدون اسکے کہ منجانب اللہ کوئی دلیل (اسکے پاس) ہو (اور) اللہ تعالیٰ ایسے ظالم لوگوں کو (جو کہ وضوح حق کے بعد بدون کسی تمسک صحیح کے بھی اپنی گمراہی سے باز نہ آویں) ہدایت نہیں کیا کرتا (جسکا سبب یہ ہے کہ جس شخص کا خود قصد کرتا ہے اپنے گمراہ رہنے کا اور قصد کے بعد خلق فعل عادت ہے اللہ تعالیٰ کی اسلیے ایسا شخص ہمیشہ گمراہ رہتا ہے یہاں تک تو جواب الزامی تھا انکے اس قول کا لولا اوتی مثل ما اوتی موسیٰ) اور (آگے تحقیقی جواب ہے جس میں قرآن کے دفعۃً واحدۃً نازل نہ ہونے کی حکمت بیان فرماتے ہیں کہ) ہم نے اس کلام (یعنی قرآن) کو ان لوگوں کے لیے وقتاً فوقتاً یکے بعد دیگرے بھیجا تاکہ یہ لوگ (بار بار تازہ بتازہ سننے سے) نصیحت مانیں (یعنی ہم تو دفعۃً واحدۃً بھیجنے پر بھی قادر ہیں مگر ان ہی کی مصلحت سے تھوڑا تھوڑا نازل کرتے ہیں پھر اندھیر ہے کہ اپنی ہی مصلحت کی مخالفت کرتے ہیں) **ف** آیت وما کنت بجانب الغربی سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کنارہ جبل طور کا جسپر کلام ہوا تھا غربی تھا بعض مفسرین نے مستقلاً بھی اسکی تصریح کی ہے کما فی الروح عن البحر تحت قولہ تعالیٰ فلما قضی موسی الاجل اور ان آیات میں مشاہدہ کی نفی کرنا جسکا انتفاء بہ نسبت دوسرے احتمالات کے خود اظہر ہے مبالغہ ہے اور اشارہ ہے اس طرف کہ گویا دوسرے احتمالات تو ایسے بعید ہیں کہ اس منفی سے بھی ابعد ہیں کہ اسکے انتفاء سے انکا خود انتفاء ہوجاویگا یا یہ کہ سب متماثل ہوں انکا احتمال ایسا ہی جیسا مشاہدہ کا احتمال اور جس طرح یہ منفی ہے وہ بھی منفی ہیں اور دوسرے مقامات پر خود انکی نفی مستقلاً بھی فرمائی گئی ہے کذا فی الروح بتغییر یسیر اور ان آیات میں اولاً نفی کیگئی حضور عند عطاء التوراۃ کی جسکا وقوع سب کے بعد ہوا پھر نفی کیگئی حضور بوقت قیام مدین کی جو سب سے پہلے واقع ہوا پھر نفی کیگئی حضور بوقت النداء کی جو درمیان میں واقع ہوئی اس ترتیب بدلنے میں یہ نکتہ ہے کہ ہر موقع میں آپکا تشریف نہ رکھنا مستقل دلیل ہو صاحب وحی ہونے کی ورنہ اگر وقوع کے موافق ذکر میں ترتیب ہوتی تو مجموعہ دلیل واحد سمجھا جاتا اور گو منفی ثانی و ثالث میں ترتیب ذکری ترتیب وقوعی کے موافق ہے مگر منفی اول و ثانی میں ترتیب بدلنے سے اشارہ ہوگیا تعدد دلائل کے قصد کیطرف پس اس سے منفی ثانی و ثالث میں بھی قصد تعدد مفہوم ہوگیا کذا فی الروح بتغییر یسیر اور آیات مذکورہ میں تینوں موقعوں پر حرف استدراک یعنی لکن آیا ہے مگر اول میں تو مستدرک یعنی اوحینا یا ارسلنا محذوف ہے اور اسکا موجب اور سبب بعید یعنی انشاء قرون و تطاول عمر اسکے قائم مقام کیا گیا ہے جو کہ اسپر دال بھی ہے اور موقع ثانی میں خود مستدرک یعنی کنا مرسلین مذکور ہے اور موقع ثالث میں بھی مثل اول کے مستدرک مقدر ہے لیکن اسکا موجب اور سبب قریب یعنی رحمت مذکور ہے جو جزو اخیر ہے علت تامہ ارسال کا پس اس اسلوب سے سبب اول اور سبب اخیر بھی مقصود کا بتلادیا اور اول کو اول لائے اور اخیر کو اخیر اور درمیان میں مقصود کی تصریح فرمادی جو اول و آخر دونوں کے ساتھ مجاور ہے تاکہ دونوں جگہ تعیین محذوف پر دال ہو کذا فی الروح بادنیٰ تغییر اور آیت ولولا ان تصیبہم الخ میں جواب محذوف ہے لما ارسلناک یا لما احتجنا الی ارسال رسل اور کلام میں بجائے اس جواب کے اسکا سبب مذکور ہے یعنی ان تصیبہم مصیبۃ تک پھر اسمیں بھی اصل سبب یقولوا ہے جیسا ظاہر ہے لیکن چونکہ اس قول کا سبب خود اصابت مصیبت ہے کیونکہ اگر عقوبت نہو تو اس قول کی کیا ضرورت ہے اس لیے اصابت کو لولا کے بعد لائے اور یقولوا کو اسپر عطف کیا پس ارسال کی جگہ اس کا سبب یعنی قول ذکر کیا گیا پھر اسکی جگہ اس کا سبب یعنی مصیبت کو ذکر کیا کذا فی الروح بتغییر اور اس جگہ انجیل وغیرہ کا ذکر گو حقیقۃً نہیں ہے مگر حکماً وہ بھی مذکور ہے کیونکہ علت نہ ماننے کی مشترک ہے اور شاید تخصیص توراۃ کی بوجہ زیادت شہرت کے ہو

ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ وصلنا
قطعاً قطعاً یکے بعد دیگرے
التفسیر الاول مستفاد من
الباب ... من المادۃ
فالمجموع ... التفریق

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ یُؤْمِنُوْنَ وَ اِذَا یُتْلٰى عَلَیْهِمْ قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِهٖۤ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَاۤ

جن لوگوں کو ہم نے قرآن سے پہلے کتابیں دی ہیں وہ اس پر ایمان لاتے ہیں اور جب قرآن انکے سامنے پڑھا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے بیشک یہ حق ہے ہمارے رب کی طرف سے

اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِیْنَ اُولٰٓىٕكَ یُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَیْنِ بِمَا صَبَرُوْا وَ یَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّیِّئَةَ وَ مِمَّا

ہم تو اس سے پہلے بھی مانتے تھے۔ ان لوگوں کو ان کی پختگی کی وجہ سے دوہرا ثواب ملیگا اور وہ لوگ نیکی سے بدی کا دفعیہ کر دیتے ہیں اور ہم نے

رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ وَ اِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَ قَالُوْا لَنَاۤ اَعْمَالُنَا وَ لَكُمْ اَعْمَالُكُمْ سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ لَا نَبْتَغِی الْجٰهِلِیْنَ

جو کچھ انکو دیا ہے اسمیں سے خرچ کرتے ہیں۔ اور جب کوئی لغو بات سنتے ہیں تو اسکو ٹال جاتے ہیں اور کہدیتے ہیں کہ ہمارا کیا ہمارے سامنے آویگا اور تمہارا کیا تمہارے سامنے آویگا ہم تمکو سلام کرتے ہیں ہم بے سمجھ لوگوں سے الجھنا نہیں

اور قرآن میں تو کلام ہی تھا اور قرآن کو سحر کہنا قرآن ہی میں مذکور ہے اور توراۃ کو یا تو تصریحًا کہا ہوگا اور یا اسی سے لازم آگیا کیونکہ متوافقین میں جو ایک کی صفت ہوگی وہی دوسرے کی ہوگی۔ اور آیت ما اتاهم من نذیر کے متعلق کچھ ضروری مضمون پارہ چہاردہم کے نصف آیت ولقد بعثنا کی تفسیر کے ذیل میں لکھا ہے دیکھ لیا جاوے **ربط** اوپر قصہ موسویہ سے رسالت محمدیہ پر استدلال تھا مع ذم منکرین مشرکین کے آگے بشارات کتب سماویہ سابقہ کی بنا پر منصف اہل کتاب کے ایمان لانے سے رسالت پر استدلال ہے مع مدح ان مصدقین مؤمنین کے اور نزول اسکا مؤمنین اہل کتاب کی شان میں ہوا ہے جنمیں بعض کے نام کی تصریح بھی آئی ہے۔ ابو رفاعہ اور دس آدمی انکے ساتھ سلمان۔ عبداللہ بن سلام۔ امین بن یامین اصحاب نجاشی جنمیں بعضے پہلے یہودی تھے اور بعضے نصرانی اور انکو مخالفین سے ایذا بھی پہونچی تھی کذا فی الدر المنثور باسانید مختلفۃ +

اشارہ باستدلال بر رسالت بنا بر ایمان علماء بشارات

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ یُؤْمِنُوْنَ ۝ وَ اِذَا یُتْلٰى عَلَیْهِمْ قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِهٖۤ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَاۤ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِیْنَ ۝ اُولٰٓىٕكَ یُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَیْنِ بِمَا صَبَرُوْا وَ یَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّیِّئَةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ۝ وَ اِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَ قَالُوْا لَنَاۤ اَعْمَالُنَا وَ لَكُمْ اَعْمَالُكُمْ سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ لَا نَبْتَغِی الْجٰهِلِیْنَ ۝ (اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت علماء بشارات کتب سابقہ کی تصدیق سے بھی ظاہر ہے چنانچہ) جن لوگوں کو ہم نے قرآن سے پہلے (آسمانی کتابیں[1] دی ہیں (انمیں جو منصف ہیں) وہ اس (قرآن) پر ایمان لاتے ہیں اور جب قرآن انکے سامنے پڑھا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے بیشک یہ حق ہے (جو) ہمارے رب کی طرف سے (نازل ہوا ہے اور) ہم تو اس (کے آنے) سے پہلے بھی (اسکو بنا بر بشارات اپنی کتب کے) مانتے تھے (اب نزول کے بعد تجدید عہد کرتے ہیں نہ مثل ان لوگوں کے جو نزول سے پہلے تو مصدق اور شائق اور منتظر تھے فلما جاءهم ما عرفوا کفروا بہ اس سے صاف ظاہر ہوا کہ آپ ہی مصداق بشارات کے ہیں پس یہ بھی ایک دلیل ہے نبوت کی کقولہ تعالیٰ فی آخر الشعراء اولم یکن لهم اٰیة ان یعلمه علماء بنی اسرائیل۔ پھر آگے ان ایمان لانے والوں کی فضیلت ہے کہ) ان لوگوں کو انکی پختگی کی وجہ سے (کہ پہلی کتاب پر ایمان رکھنے کے ضمن میں بھی قرآن پر ایمان رکھتے تھے اور بعد نزول قرآن کے بھی اس ایمان پر قائم رہے اور اسکی تجدید کی) دوہرا ثواب ملیگا (یہ تو بیان تھا انکے اعتقاد اور جزا کا) اور (آگے بیان ہے انکے اعمال و اخلاق کا کہ) وہ لوگ نیکی (اور تحمل) سے بدی (اور ایذاء) کا دفعیہ کر دیتے ہیں اور ہم نے جو کچھ انکو دیا ہے اسمیں سے (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں اور (جس طرح فعلی ایذاء پر تحمل کرتے ہیں اسیطرح) جب (کسی سے اپنی نسبت) کوئی لغو بات سنتے ہیں (جو ایذاء قولی ہے) تو اسکو (بھی) ٹال جاتے ہیں اور (سلامت روی کے طور پر) کہدیتے ہیں کہ (ہم کچھ جواب نہیں دیتے) ہمارا کیا ہمارے سامنے آویگا اور تمہارا کیا تمہارے سامنے آویگا (بھائی) ہم تمکو سلام کرتے ہیں (ہمکو جھگڑے سے معاف رکھو) ہم بے سمجھ لوگوں سے الجھنا[2] نہیں چاہتے **ف** حدیث میں بھی آیا ہے کہ اہل کتاب جو ایمان لائیں انکو دوہرا ثواب ملتا ہے اور اسکے ساتھ دو شخصوں کے لیے اور بھی اجر مرتین کا وعدہ ہے اور وہ جسکے پاس شرعی مملوکہ ہو اور وہ اسکو تعلیم تادیب کرکے آزاد کرکے اسکی رضامندی سے اس سے نکاح کرے۔ اور ایک وہ غلام جو اللہ تعالیٰ کی بھی اچھی طرح عبادت کرے اور اپنے آقا کی بھی خدمتگذاری خیرخواہی کرے رواہ الشیخان وغیرہما۔ اور مشہور وجہ اسکی یہ ہے کہ ان لوگوں نے دو دو عمل کیے اسلیے دوہرا ثواب ہوا۔ اور بعض نے یہ سمجھ کر کہ پھر انکی کیا تخصیص ہے جو شخص دو عمل کریگا دو ثواب ملینگے یہ کہا ہے کہ ان لوگوں کو تمام اعمال میں یا ان ہی دو عملوں میں سے ہر ایک عمل پر بہ نسبت دوسرے عاملین کے دوہرا ثواب ملیگا مثلًا اور وں کو اقل درجہ ایک عمل پر دس گونہ ثواب ہوتا ہے تو انکو ہر عمل پہ اقل درجہ بیس گونہ ثواب ہوگا جیسا قرض کی نسبت اٹھارہ گونہ ثواب آیا ہے۔ اور رسوخ میں سابقین کہہ سکتے ہیں کہ ان اعمال کی تخصیص مقصود نہیں مگر ظاہر التخصیص مقصود معلوم ہوتی ہے لیکن مع انضمام از دواج مطہرات کے جنکے لیے نؤتها اجرها مرتین آیا ہے اسلیے توجیہ ثانی بے غبار ہے واللہ اعلم۔ اور احقر کے نزدیک بدنی میں حب جاہ سے اور مالی تنعم میں حب مال سے انکے خالی ہونیکی طرف اشارہ ہے اور یہی دو امر اکثر مانع ایمان کے ہوتے ہیں اور یہی نکتہ ذکر کیا گیا ہے سورہ بقرہ آیت اقیموا الصلوۃ واٰتوا الزکوٰۃ وارکعوا مع الراکعین میں

ملحقات الترجمہ

[1] قولہ فی الکتب کتابیں بشارۃ الی کون
[2] الجنس ۱۲
قولہ لا نبتغی الجہلین اشارۃ الی تقدیر المضاف ای المخالطۃ والمحاطبۃ

[1] الخصوصہ من قبلہ راجع الی القرآن المدلول علیہ فی قولہ وصلنا لہم القول ۱۲

إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَن يَشَاءُ ۚ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ۝ وَقَالُوا إِن نَّتَّبِعِ الْهُدَىٰ

آپ جسکو چاہیں ہدایت نہیں کرسکتے بلکہ اللہ جسکو چاہے ہدایت کردیتا ہے اور ہدایت پانے والوں کا علم اُسی کو ہے اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر ہم آپ کے ساتھ ہوکر ہدایت پر چلنے لگیں

مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ أَرْضِنَا ۚ أَوَلَمْ نُمَكِّن لَّهُمْ حَرَمًا آمِنًا يُجْبَىٰ إِلَيْهِ ثَمَرَاتُ كُلِّ شَيْءٍ رِّزْقًا مِّن لَّدُنَّا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ

تو فی الفور اپنے مقام سے مار کر نکال دیے جاویں کیا ہم نے اُن کو امن و امان والے حرم میں جگہ نہیں دی جہاں ہر قسم کے پھل کھچے چلے آتے ہیں جو ہمارے پاس سے کھانے کو ملتے ہیں ولیکن ان میں اکثر لوگ

لَا يَعْلَمُونَ ۝ وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِن قَرْيَةٍ بَطِرَتْ مَعِيشَتَهَا ۖ فَتِلْكَ مَسَاكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَن مِّن بَعْدِهِمْ إِلَّا قَلِيلًا ۖ وَكُنَّا نَحْنُ

نہیں جانتے اور ہم بہت سی ایسی بستیاں ہلاک کرچکے ہیں جو اپنے سامان عیش پر نازاں تھے سو یہ اُن کے گھر ہیں کہ اُن کے بعد آباد ہی نہ ہوئے مگر تھوڑی دیر کے لیے اور آخر کار ہم ہی

الْوَارِثِينَ ۝ وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرَىٰ حَتَّىٰ يَبْعَثَ فِي أُمِّهَا رَسُولًا يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا ۚ وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرَىٰ

مالک رہے اور آپ کا رب بستیوں کو ہلاک نہیں کیا کرتا جب تک کہ اُن کے صدر مقام میں کسی پیغمبر کو نہ بھیج لے اور ہم اُن بستیوں کو ہلاک نہیں کرتے

إِلَّا وَأَهْلُهَا ظَالِمُونَ ۝ وَمَا أُوتِيتُم مِّن شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَزِينَتُهَا ۚ وَمَا عِندَ اللَّهِ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝ ع ۱۰/۶

مگر اسی حالت میں کہ وہاں کے باشندے بہت ہی شرارت کرنے لگیں اور جو کچھ تمکو دیا دلایا گیا ہے وہ محض دنیوی زندگی کے برتنے کے لیے ہے اور یہیں کی زینت ہے اور جو اللہ کے ہاں ہے وہ بدرجہا اس سے بہتر ہے اور زیادہ باقی رہنے والا ہے سو کیا تم

کی تخصیص کا لیس ایمان کے بعد اشارہ ہو گیا ارتفاع موانع ایمان کی طرف ربط اوپر کی سُرخی میں اہل کتاب کا ایمان و انقیاد اور اس سے اوپر آیات فلما جاءهم الحق الخ میں مشرکین قریش کا کفر و عناد مذکور تھا اور قریش آپ کے قرابتدار اور اہل کتاب غیر قرابتدار تھے اور غیر قرابتدار کے ایمان کو دیکھکر قرابتداروں کے ایمان نہ لانے پر طبعًا زیادہ رنج ہوتا ہے اور اُنمیں سے بعض کے ایمان لانے کے متعلق آپکو خاص اہتمام اور شوق غالب تھا اُسمیں کامیابی نہ ہونے سے اور زیادہ رنج ہوتا تھا اسلیے آگے تسلی کا مضمون ارشاد ہے کہ کسی کو ایمان کی توفیق ہوجانا یہ خدا کے قبضہ قدرت میں ہے نہ کہ آپکے پھر رنج کیوں کیا جاوے +

تسلیہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم بنفی قدرت بر ہدایت حقیقیہ

إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَن يَشَاءُ ۚ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ۝ آپ جسکو چاہیں ہدایت نہیں کرسکتے بلکہ اللہ جسکو چاہے ہدایت کردیتا ہے اور ہدایت کرنیکی قدرت تو بجز خدا کے کسیکو کیا ہوتی کسی کو اسکا علم تک بھی تو نہیں کہ کون کون ہدایت پانیوالا ہے بلکہ ہدایت پانیوالوں کا علم (بھی) اُسی کو ہے ف اور سورہ شوریٰ کے اخیر میں جو ہے انک لتهدی وہ بمعنی ارادۃ طریق و ہدایت صوریہ ہے اور یہاں نفی بمعنی ایصال الی المطلوب و ہدایت حقیقیہ کے ہے صحیح مسلم میں اس آیت کا نزول ابوطالب کے بارہ میں مروی ہے لیکن عموم الفاظ سے دوسروں کو بھی شامل ہے صاحب روح نے کہا ہے کہ بے ضرورت اس مسئلہ میں کلام کرنا یا انکو بُرا کہنا موجب تاذی علویین کا یقینًا اور خود حضور کی تاذی کا موجب احتمالًا ہے پس احتیاط بہتر ہے ربط اوپر دور سے کفار کے ایمان نہ لانیکا ذکر چلا آرہا ہے اور انکے ایمان میں چند امور مانع تھے ایک مانع انکا شبہہ لولا اوتی مثل ما اوتی موسیٰ جو مع جواب اوپر مذکور ہوچکا دوسرا مانع انکا ایک وہمی خوف لحوق مضرت اختطاف و فوت منفعت اقتطاف سے تیسرا مانع بطر معیشت چوتھا مانع شبہہ عدم ہلاک سے باوجود کفر کے پانچواں تعلق دنیا سے اور بے تعلقی آخرت سے آگے سب موانع کا ذکر اور ہر ایک کیساتھ اُسکا دفع اور جواب ہے + **رفع اعذار و موانع ایمان** رفع مانع اول فلما جاءهم الحق من عندنا قالوا لولا اوتی الخ اوپر گذر چکا **رفع مانع دوم** وَقَالُوا إِن نَّتَّبِعِ الْهُدَىٰ مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ أَرْضِنَا ۚ أَوَلَمْ نُمَكِّن لَّهُمْ حَرَمًا آمِنًا يُجْبَىٰ إِلَيْهِ ثَمَرَاتُ كُلِّ شَيْءٍ رِّزْقًا مِّن لَّدُنَّا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝ **رفع مانع سوم** وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِن قَرْيَةٍ بَطِرَتْ مَعِيشَتَهَا ۖ فَتِلْكَ مَسَاكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَن مِّن بَعْدِهِمْ إِلَّا قَلِيلًا ۖ وَكُنَّا نَحْنُ الْوَارِثِينَ ۝ **رفع مانع چہارم** وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرَىٰ حَتَّىٰ يَبْعَثَ فِي أُمِّهَا رَسُولًا يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا ۚ وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرَىٰ إِلَّا وَأَهْلُهَا ظَالِمُونَ ۝ **رفع مانع پنجم** وَمَا أُوتِيتُم مِّن شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَزِينَتُهَا ۚ وَمَا عِندَ اللَّهِ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝ اور ایک مانع ان لوگونکو ایمان لانے سے یہ (کہ) یہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر ہم آپکے ساتھ ہو کر (اس دین کی) ہدایت پر چلنے لگیں تو فی الفور اپنے مقام سے مار کر نکال دیے جاویں (کہ بے وطنی کی بھی مضرت ہو اور معاش کی پریشانی الگ ہو) لیکن اس

ملحقات الترجمة

سلہ قولہ فی المہتدین ہدایت پانے والوں لشارۃ الی ان الاطلاق باعتبار مایؤل کما فی الدر عن مجاہد قال ممن قدر الهدی و الضلالة ۱۲

اللغات تتخطف فی الربیع ای تخرج من اعضاء واصل الخطف الاختلاس بسرعة فاستعیر لما ذکر و کل شیء ای اشیاء کثیرة علی ان کل للتکثیر ۱۲

النحو

قولہ حرما مفعول لتمکن المتضمن لمعنی الجعل - قولہ رزقا منصب المصدر من معنی یجبی لان ما یجبی رزق - قولہ معیشتها انتصب انہ کالمفعول بہ لبطرت لتضمنہ معنی فعل متعد ای کفرت او نزع اقتضی ای بخشتها او فی معیشتها ۱۲

البلاغة قولہ وما کان التفات من الغیبۃ الی الکلام وقولہ الا واھلہا ظالمون استثناء مفرغ من اعم الاحوال ای ما کنا مہلکین اہل القری بعد ما بعثنا فی امہا رسولا یدعوہم الی الحق و یرشدہم الیہ فی حال من الاحوال الا حال کونہم ظالمین بتکذیب رسولنا والکفر

ای ایسا فالبعث غایۃ لعدم صحۃ الاہلاک بموجب السنۃ الالہیۃ (لما ان معنی قولہ ما کان ربک ما صح وما استقام) لا لعدمہ تو وحتی یلزم تحقق الاہلاک عقیب البعث کذا فی الروح قلت وان قیل ان اللفظ یحتمل الامرین اعدہما ذکرنا قولہ حتی یبعث والاکثر یقول الا واھلہا ظالمون لا یحتاج الی تاویل قولہ ما کان بعدم الصحۃ وعلی ہذا بنیت الترجمۃ فافہم ۱۲

الروایات فی الدر المنثور اخرج النسائی وابن المنذر عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما ان الحارث بن نوفل الذی قال ان نتبع الہدی - واخرج ابن جریر وغیرہ عن ابن عباس ان ناسا من قریش قالوا للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ان نتبعک تتخطفنا الناس فانزل اللہ تعالی وقالوا ان نتبع الہدی الآیۃ ۱۲

أَفَمَن وَعَدْنَٰهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَٰقِيهِ كَمَن مَّتَّعْنَٰهُ مَتَٰعَ ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ مِنَ

بھلا وہ شخص جس سے ہم نے ایک پسندیدہ وعدہ کر رکھا ہے پھر وہ شخص اسکو پانے والا ہے کیا اس شخص جیسا ہو سکتا ہے جسکو ہم نے دنیوی زندگی کا چند روزہ فائدہ دے رکھا ہے پھر وہ قیامت کے روز ان لوگوں میں ہوگا جو

ٱلْمُحْضَرِينَ ﴿٦١﴾ وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَآءِىَ ٱلَّذِينَ كُنتُمْ تَزْعُمُونَ ﴿٦٢﴾ قَالَ ٱلَّذِينَ حَقَّ عَلَيْهِمُ ٱلْقَوْلُ

گرفتار کر کے لایا جاویگا اور جس دن خدا تعالیٰ اُن کافروں کو پکار کر کہیگا کہ وہ میرے شریک کہاں ہیں جنکو تم سمجھ رہے تھے جن پر خدا کا فرمودہ ثابت ہو چکا ہوگا وہ بول اٹھیں گے

رَبَّنَا هَٰٓؤُلَآءِ ٱلَّذِينَ أَغْوَيْنَآ أَغْوَيْنَٰهُمْ كَمَا غَوَيْنَا ۖ تَبَرَّأْنَآ إِلَيْكَ ۖ مَا كَانُوٓا۟ إِيَّانَا يَعْبُدُونَ ﴿٦٣﴾ وَقِيلَ

کہ اے ہمارے پروردگار بیشک یہی لوگ ہیں جنکو ہم نے بہکایا ہم نے ان کو ویسا ہی بہکایا جیسا ہم خود بہکے تھے اور ہم آپ کی حضور میں ان سے دستبرداری کرتے ہیں یہ لوگ ہم کو نہ پوجتے تھے۔ اور کہا جاویگا

ٱدْعُوا۟ شُرَكَآءَكُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا۟ لَهُمْ وَرَأَوُا۟ ٱلْعَذَابَ ۚ لَوْ أَنَّهُمْ كَانُوا۟ يَهْتَدُونَ ﴿٦٤﴾

کہ اپنے ان شریکوں کو بلاؤ چنانچہ وہ اُن کو پکاریں گے سو وہ جواب بھی نہ دیں گے اور یہ لوگ عذاب کو دیکھیں گے اے کاش یہ لوگ راہ راست پر ہوتے

عذر کا بطلان بالکل ہی ظاہر ہے) کیا ہم نے انکو امن و امان والے حرم میں جگہ نہیں دی جہاں ہر قسم کے پھل کھچے چلے آتے ہیں جو ہمارے پاس سے (یعنی ہماری قدرت اور رزاقی سے) کھانے کو ملتے ہیں (پس حرم ہونے کی وجہ سے جسکا سب احترام کرتے ہیں لحوق مضرت کا بھی اندیشہ نہیں اور اس مضرت کے منتفی ہونے کی وجہ سے احتمال فوت منفعت رزق کا بھی نہیں پس انکو چاہیے تھا کہ اس حالت کو غنیمت سمجھتے اور اسکو نعمت سمجھکر قدر کرتے اور ایمان لے آتے) ولیکن ان میں اکثر لوگ (اسکو) نہیں جانتے (یعنی اسکا خیال نہیں کرتے) اور (ایک سبب انکے ایمان نلانے کا یہ ہے کہ یہ اپنی خوش عیشی پر نازاں ہیں لیکن یہ بھی حماقت ہی کیونکہ) ہم بہت سی ایسی بستیاں ہلاک کر چکے ہیں جو اپنے سامان عیش پر نازاں تھے سو (دیکھ لو) یہ اُن کے گھر (تمہاری آنکھوں کے سامنے پڑے) ہیں کہ انکے بعد آباد ہی نہ ہوئے مگر تھوڑی دیر کے لیے (کہ کسی مسافر وارد وصادر کا ادھر کو اتفاقاً گذر ہو جاوے اور وہ تھوڑی دیر یہاں ستانے کو یا تماشا دیکھنے کو بیٹھ جاوے یا شب کو رہ جاوے) اور آخر کار (اُن کے ان سب سامانوں کے) ہم ہی مالک رہے (کوئی ظاہری وارث بھی انکا نہ ہوا) اور (ایک شبہ انکو یہ ہوتا ہی کہ اگر ان لوگوں کی ہلاکت بسبب کفر کے ہے تو ہم تو مدت سے کفر کرتے آرہے ہیں ہمکو کیوں نہ ہلاک کیا جیسا دوسری آیتوں میں ہے یقولون متی هذا الوعد الخ اور اس شبہہ کی وجہ سے ایمان نہیں لاتے سو اسکا حل یہ ہے کہ) آپکا رب بستیوں کو (اول ہی بار میں) ہلاک نہیں کیا کرتا جب تک کہ اُن (بستیوں) کے صدر مقام میں کسی پیغمبر کو نہ بھیج لے اور (پھر پیغمبر کو بھیجنے کے بعد بھی فوراً) ہم اُن بستیوں کو ہلاک نہیں کرتے مگر اسی حالت میں کہ وہاں کے باشندے بہت ہی شرارت کرنے لگیں (یعنی ایک مدت معتدبہ تک بار بار کی تذکیر سے نہ کر حاصل نہ کریں اسوقت ہلاک کر دیتے ہیں چنانچہ جن بستیوں کی ہلاکت کا اوپر ذکر تھا وہ بھی اسی قانون کے موافق ہلاک ہوئیں سو اسی قانون کے موافق تمہارے ساتھ عملدرآمد ہو رہا ہے اسلیے نہ رسول سے پہلے ہلاک کیا اور نہ بعد رسول کے ابھی تک ہلاک کیا مگر چند روز گذرنے دو اگر تمہارا یہی عناد رہا تو سزا ہوہی گی چنانچہ بدر وغیرہ میں ہوئی) اور (ایک وجہ ایمان نلانے کی یہ ہے کہ دنیا نقد ہے اسلیے مرغوب ہے اور آخرت نسیہ ہے اسلیے غیر مرغوب ہے پس دنیا کی رغبت سے دل خالی نہیں ہوتا کہ اسمیں آخرت کی رغبت سماوے پھر اسکی تحصیل کا طریقہ یعنی ایمان تلاش کیا جاوے کہ جو علاج ہے سو اسکی نسبت یہ سن رکھو کہ) جو کچھ تمکو دیا دلایا گیا ہی وہ محض (چند روزہ) دنیوی زندگی کے برتنے کے لیے ہے اور یہیں کی (زینت) زینت ہے (کہ فنا دنیا کے ساتھ اسکا بھی خاتمہ ہو جاویگا) اور جو (اجر و ثواب) اللہ کے ہاں ہی وہ بدرجہا اس سے (کیفیۃً بھی) بہتر ہے اور (کمیۃً بھی) زیادہ (یعنی ہمیشہ) باقی رہنے والا ہی سو کیا تم لوگ (اس تفاوت کے تحقق کو یا اس تفاوت کے اقتضا کو) نہیں سمجھتے (غرض تمہارے اعذار و مناشی اطراع الکفر کے سب محض بے بنیاد اور لغو ہیں سمجھو اور مانو) ف صدر مقام سے عادۃً متعلقات میں خبر پہونچ جاتی ہے۔ دوسرے صدر مقام کے باشندے بہ نسبت علاقہ والوں کے فہیم اور سلیم بھی ہوتے ہیں تو مخاطب اول ایسے ہی لوگوں کے لیے مناسب ہے۔ آور تلک مساکنہم قری ثمود وغیرہم کی طرف اشارہ ہے کہ شام کی آمد و رفت میں نظر آتے تھے اور نو مسلموں کو تکلیف پہونچانا مضمون نتخطف کے خلاف نہیں ہے کیونکہ اول تو وہ تخطف نہیں دوسرے قلت باعث اس ذلت کا تھا اگر کثرت سے حق کو قبول کرتے تو یہ نوبت نہ آتی اور یہاں سب ہی کے ایمان کی نسبت مضمون ہے تیسرے تکلیف باہر والوں نے نہیں پہونچائی اور تخطف یہی ہے خود اہل مکہ نے حرم کی تعظیم فوت کر کے تکلیف دی غیر اہل حرم کو نہیں ستایا ارتباط اوپر آیات کثیرہ میں کفر و ضلالت پر توبیخ اور تعلیم ہدایت کو ہدایت کو رون اور هو اعلم بالمهتدین اور الذین آتیناهم الکتاب الخ اور ما عند الله خیر وابقی میں ہدایت و ایمان کی ترغیب مذکور تھی۔ آگے کفر اور ایمان کے ثمرات جو قیامت کے روز ظاہر ہونگے انکا ذکر ہے اول افمن وعدناہ میں اجمالاً دونوں کے تفاوت کا بیان ہے پھر یوم ینادیهم سے فاما من تاب تک اس تفاوت کی تفصیل ہے

ظہور ثمرات ایمان و ضلال در یوم لاہول أَفَمَن وَعَدْنَٰهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَٰقِيهِ كَمَن مَّتَّعْنَٰهُ مَتَٰعَ ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ مِنَ ٱلْمُحْضَرِينَ وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ

وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَاءِيَ الَّذِينَ كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ ۝ وَنَزَعْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا فَقُلْنَا هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ

اور جس دن اللہ تعالیٰ اُن کو پکار کر فرمادیگا کہ جنکو تم میرا شریک سمجھتے تھے وہ کہاں گئے۔ اور ہم ہر امت میں سے ایک ایک گواہ نکال کر لائیں گے پھر ہم کہیں گے کہ اپنی دلیل پیش کرو

فَعَلِمُوا أَنَّ الْحَقَّ لِلَّهِ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۝ إِنَّ قَارُونَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوسَىٰ فَبَغَىٰ عَلَيْهِمْ ۖ وَآتَيْنَاهُ مِنَ الْكُنُوزِ

ع ۱۵ / ۱۰

سو اُن کو معلوم ہوجاویگا کہ سچی بات خدا ہی کی تھی اور جو کچھ باتیں گھڑا کرتے تھے کسی کا پتہ نہ رہیگا۔ قارون موسیٰ کی برادری میں سے تھا سو وہ اُن لوگوں کے مقابلہ میں تکبر کرنے لگا اور ہم نے اسکو اسقدر خزانے دیے تھے

مَا إِنَّ مَفَاتِحَهُ لَتَنُوءُ بِالْعُصْبَةِ أُولِي الْقُوَّةِ إِذْ قَالَ لَهُ قَوْمُهُ لَا تَفْرَحْ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ ۝ وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ

کہ ان کی کنجیاں کئی کئی زور آور شخصوں کو گرانبار کردیتی تھیں جبکہ اسکو اسکی برادری نے کہا کہ تو اترا مت واقعی اللہ تعالیٰ اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اور تجھکو خدا نے جتنا دے رکھا ہے

اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ ۖ وَلَا تَنْسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا ۖ وَأَحْسِنْ كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ ۖ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ ۖ إِنَّ اللَّهَ

اُس میں عالم آخرت کی بھی جستجو کیا کر اور دنیا سے اپنا حصہ فراموش مت کر اور جس طرح خدا تعالیٰ نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے تو بھی احسان کیا کر اور دنیا میں فساد کا خواہاں مت ہو بیشک اللہ تعالیٰ

لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ۝ قَالَ إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ عِنْدِي ۚ أَوَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهِ مِنَ الْقُرُونِ مَنْ هُوَ

اہل فساد کو پسند نہیں کرتا۔ قارون کہنے لگا کہ مجھکو تو یہ سب کچھ میری ذاتی ہنرمندی سے ملا ہے کیا اُس نے یہ نہ جانا کہ اللہ تعالیٰ اس سے پہلے گزشتہ امتوں میں ایسے ایسوں کو ہلاک کرچکا ہے جو قوت میں

أَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَأَكْثَرُ جَمْعًا ۚ وَلَا يُسْأَلُ عَنْ ذُنُوبِهِمُ الْمُجْرِمُونَ ۝ فَخَرَجَ عَلَىٰ قَوْمِهِ فِي زِينَتِهِ ۖ قَالَ الَّذِينَ يُرِيدُونَ

اس سے کہیں بڑھے ہوئے تھے اور مجمع انکا زیادہ تھا اور اہل جرم سے اُن کے گناہوں کا سوال نہ کرنا پڑیگا پھر وہ اپنی آرائش سے اپنی برادری کے سامنے نکلا جو لوگ دنیا کے طالب تھے کہنے لگے کیا خوب ہوتا

الْحَيَاةَ الدُّنْيَا يَا لَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَا أُوتِيَ قَارُونُ إِنَّهُ لَذُو حَظٍّ عَظِيمٍ ۝ وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ

کہ ہم کو بھی وہ ساز و سامان ملا ہوتا جیسا قارون کو ملا ہے واقعی وہ بڑا صاحب نصیب ہے۔ اور جن لوگوں کو فہم عطا ہوئی تھی وہ کہنے لگے ارے تمہارا ناس ہو

ثَوَابُ اللَّهِ خَيْرٌ لِمَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۚ وَلَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الصَّابِرُونَ ۝

اللہ تعالیٰ کے گھر کا ثواب ہزار درجہ بہتر ہے جو ایسے شخص کو ملتا ہے کہ ایمان لائے اور نیک عمل کرے اور وہ اُن ہی کو دیا جاتا ہے جو صبر کرنے والے ہیں۔

حکایت توبیخ مشرکین در قیامت

وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَاءِيَ الَّذِينَ كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ ۝ وَنَزَعْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا فَقُلْنَا هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ فَعَلِمُوا أَنَّ الْحَقَّ لِلَّهِ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۝ اور جس دن اللہ تعالیٰ انکو پکار کر فرمادیگا (تاکہ اور لوگ بھی انکی رسوائی سن لیں) کہ جنکو تم میرا شریک سمجھتے تھے وہ کہاں گئے اور (گو خود انکے قول سے بھی انپر حجۃ قائم ہوجاویگی لیکن اقرار کے ساتھ شہادت بھی جمع کردیجاویگی اسطرح سے کہ) ہم ہر امت میں سے ایک ایک گواہ (بھی) نکال کر لائینگے (مراد اس سے انبیاء ہیں کہ وہ انکے کفر کی گواہی دینگے) پھر ہم (ان مشرکین سے) کہینگے کہ (اب) اپنی (کوئی) دلیل (صحت شرک کے دعوے پر) پیش کرو سو (اسوقت) انکو (بعین الیقین) معلوم ہوجاویگا کہ سچی بات خدا کی تھی (جو انبیاء کے ذریعہ سے بتلائی گئی ہے اور شرک کا دعویٰ جھوٹا تھا) اور (دنیا میں) جو کچھ باتیں گھڑا کرتے تھے (آج) کسی کا پتہ نہ رہیگا (کیونکہ انکشاف حق کے لیے باطل کا غائب ہوجانا لازم ہے) ف اوپر ماذا اجبتم میں کفار کے انبیاء کو جواب دینے کی نسبت سوال مذکور تھا اور یہاں خود انبیاء سے شہادت دلوانا مذکور ہے اس تفاوت سے بھی مجموعہ بدلگیا اور تکرار نہ رہا ربط اوپر وقالوا ان نتبع الهدى سے ضل عنهم ما كانوا يفترون تک مختلف عنوانوں سے کفر کا مبغوض عند اللہ و موجب خسران ہونا اور بطر بالمعیشت اور متاع حیوۃ دنیا کا ہلاک و عذاب سے نہ بچا سکنا معلوم و مفہوم ہوا ہے آگے قصہ قارون سے اس مجموعہ کی تائید فرمائی جاتی ہے +

قصہ قارون

إِنَّ قَارُونَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوسَىٰ فَبَغَىٰ عَلَيْهِمْ ۖ وَآتَيْنَاهُ مِنَ الْكُنُوزِ مَا إِنَّ مَفَاتِحَهُ لَتَنُوءُ بِالْعُصْبَةِ أُولِي الْقُوَّةِ إِذْ قَالَ لَهُ قَوْمُهُ لَا تَفْرَحْ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ ۝ وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ ۖ وَلَا تَنْسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا ۖ وَأَحْسِنْ كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ ۖ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ۝ قَالَ إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ عِنْدِي ۚ أَوَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهِ مِنَ الْقُرُونِ مَنْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَأَكْثَرُ جَمْعًا ۚ وَلَا يُسْأَلُ عَنْ ذُنُوبِهِمُ الْمُجْرِمُونَ ۝ فَخَرَجَ عَلَىٰ قَوْمِهِ فِي زِينَتِهِ ۖ قَالَ الَّذِينَ يُرِيدُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا يَا لَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَا أُوتِيَ قَارُونُ إِنَّهُ لَذُو حَظٍّ عَظِيمٍ ۝ وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللَّهِ خَيْرٌ لِمَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۚ وَلَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الصَّابِرُونَ ۝

اللغات قوله لتنوء بالعصبة من ناء به الحمل اذا اثقله حتى اماله فالباء للتعدية ۱۲ النحو قوله اذ قال معمول لمقدر اى اظهر الفرح اذ الخ۔ قوله عندى صفة لعلم۔ قوله فخرج عطف على قال وما بينهما اعتراض ۱۲ البلاغة قوله ضل اى غاب عنهم تشبيه الشئ الضائع فضل استعار لمعنى غاب استعارة تبعية۔ قوله قال الذين اوتوا العلم لم يقل قال الذين يريدون الدنيا اشارة انه مقتضى العلم ۱۲

فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ ۟ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۗ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ ۝ وَاَصْبَحَ

پھر ہم نے اُس قارون کو اور اُس کے محل سرائے کو زمین میں دھنسا دیا سو کوئی ایسی جماعت نہ ہوئی جو اُس کو اللہ سے بچا لیتی　اور نہ وہ خود ہی اپنے کو بچا سکا　اور کل

الَّذِيْنَ تَمَنَّوْا مَكَانَهٗ بِالْاَمْسِ يَقُوْلُوْنَ وَيْكَاَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ ۚ لَوْلَآ اَنْ مَّنَّ

جو لوگ اُس جیسے ہونے کی تمنا کر رہے تھے　وہ کہنے لگے　بس جی یوں معلوم ہوتا ہے کہ اللہ اپنے بندوں میں سے جسکو چاہے زیادہ روزی دیدیتا ہے اور تنگی سے دینے لگتا ہے اگر ہم پر

اللّٰهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ؕ وَيْكَاَنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ۝

اللہ تعالیٰ کی مہربانی نہ ہوتی تو ہم کو بھی دھنسا دیتا　بس جی معلوم ہوا کہ کافروں کو فلاح نہیں ہوتی

فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ ۝ وَاَصْبَحَ الَّذِيْنَ تَمَنَّوْا مَكَانَهٗ بِالْاَمْسِ يَقُوْلُوْنَ وَيْكَاَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ ۚ لَوْلَآ اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ؕ وَيْكَاَنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ قارون (کا حال بھی سنو کہ کفر و خلاف کرنے سے اسکو کیا ضرر پہونچا اور اسکا مال و متاع کچھ کام نہ آیا بلکہ اسکے ساتھ وہ مال و متاع بھی برباد گیا مختصر قصہ اُسکا یہ ہے کہ وہ) موسیٰ (علیہ السلام) کی برادری میں سے (یعنی بنی اسرائیل میں سے بلکہ اُنکا چچازاد بھائی تھا کذا فی الدر) سو وہ (کثرت مال کی وجہ سے) اُن لوگوں کے مقابلہ میں تکبر کرنے لگا اور (مال کی اُسکے پاس یہ کثرت تھی کہ) ہمنے اُسکو اسقدر خزانے دیے تھے کہ اُنکی کنجیاں کئی کئی زورآور شخصوں کو گرانبار کر دیتی تھیں (یعنی اُن سے بتکلف اُٹھتی تھیں تو جب کنجیاں اس کثرت سے تھیں تو ظاہر ہے کہ خزانے بہت ہی ہونگے اور یہ تکبر اُسوقت کیا تھا) جبکہ اُسکو اُسکی برادری نے (سمجھانے کے طور پر) کہا کہ تو (اس مال و حشمت پر) اترامت واقعی اللہ تعالیٰ اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا اور (یہ بھی کہا کہ) تجھکو خدا نے جتنا دے رکھا ہے اُسمیں عالم آخرت کی بھی جستجو کیا کر اور دنیا سے اپنا حصہ (آخرت میں لیجانا) فراموش مت کر اور (مطلب ابتغ اور لاتنس کا یہ ہے کہ) جس طرح خدا تعالیٰ نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے تو بھی (بندوں کے ساتھ) احسان کیا کر اور (خدا کی نافرمانی اور حقوق واجبہ ضائع کرکے) دنیا میں فساد کا خواہاں مت ہو (یعنی گناہ کرنے سے دُنیا میں فساد ہوتا ہے لقولہ تعالیٰ ظہر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس بالخصوص متعدی گناہ) بیشک اللہ تعالیٰ اہل فساد کو پسند نہیں کرتا (یہ سب نصیحت مسلمانوں کی طرف سے ہوئی غالباً یہ مضامین موسیٰ علیہ السلام نے اول فرمائے ہونگے پھر مکرر دوسرے مسلمانوں نے انکا اعادہ کیا ہوگا) قارون (یہ سُنکر) کہنے لگا کہ مجھکو تو یہ سب کچھ میری ذاتی ہنرمندی سے ملا ہے (یعنی میں وجوہ و تدابیر معاش کی خوب جانتا ہوں اُس سے میں نے یہ سب جمع کیا ہے پھر میرا اتفاخر بیجا نہیں اور نہ اسکو غیبی احسان کہا جاسکتا ہے اور نہ اور کسی کا اُسمیں کچھ استحقاق ہوسکتا ہے آگے اللہ تعالیٰ اُس کے اس قول کو رد فرماتے ہیں کہ) کیا اُس (قارون) نے (اخبار متواترہ سے) یہ نہ جانا کہ اللہ تعالیٰ اس سے پہلے گذشتہ اُمتوں میں ایسے ایسوں کو ہلاک کرچکا ہے جو قوت (مالی) میں (بھی) اس سے کہیں بڑھے ہوئے تھے اور مجمع (بھی اس سے) اُنکا زیادہ تھا اور (صرف یہی نہیں کہ بس ہلاک ہوکر چھوٹ گئے ہوں بلکہ بوجہ اُنکے ارتکاب جرم کفر اور اللہ تعالیٰ کو یہ جرم معلوم ہونے کے قیامت میں بھی معذب ہونگے جیسا کہ وہاں کا قاعدہ ہے کہ) اہل جرم سے اُنکے گناہوں کا (تحقیق کرنیکی غرض سے) سوال نہ کرنا پڑیگا (کیونکہ اللہ تعالیٰ کو سب معلوم ہے گو تقریع و توبیخ کے لیے سوال ہو لقولہ تعالیٰ لنسألنهم اجمعين مطلب یہ کہ اگر قارون اس مضمون پر نظر کرتا تو اپنی جہالت کی بات نہ کہتا کیونکہ ہلاکت دنیویہ سے قدرت حقیقیہ کے تحت میں اور مواخذہ اخرویہ سے حکومت حقیقیہ کے تحت میں داخل ہونا ظاہر ہے پھر ایسے شخص کی کیا قدرت کہ اپنے اکتساب کو علت حقیقیہ سمجھے اور ایسے شخص کی کیا رائے کہ حقوق واجبہ کی نفی کرے) پھر (ایکبار ایسا اتفاق ہوا کہ) وہ اپنی آرائش (اور شان) سے اپنی برادری کے سامنے نکلا جو لوگ (اُسکی برادری میں) دنیا کے طالب تھے (گو مومن ہوں جیسا اُنکے اگلے قول ویکان اللہ یبسط الخ سے ظاہر معلوم ہوتا ہے وہ لوگ) کہنے لگے کیا خوب ہوتا کہ ہمکو بھی وہ ساز و سامان ملا ہوتا جیسا قارون کو ملا ہے واقعی وہ بڑا صاحب نصیب ہے (یہ تمنا حرص کی تھی اس سے کافر ہونا لازم نہیں آتا جیسا اب بھی بعضے آدمی باوجود مسلمان ہونے کے شب و روز دوسری قوموں کی ترقیاں دیکھ کر للچاتے ہیں اور اُسی فکر میں لگے رہتے ہیں) اور جن لوگوں کو (دین کی) فہم عطا ہوئی تھی وہ (اُن حریصوں سے) کہنے لگے ارے تمہارا ناس ہو تم اس دنیا پر کیا للچاتے ہو اللہ تعالیٰ کے گھر کا ثواب (اس دنیوی کروفر سے) ہزار درجہ بہتر ہے جو ایسے شخص کو ملتا ہے کہ ایمان لائے اور نیک عمل کرے اور (پھر ایمان اور عمل صالح والوں میں سے بھی) وہ (ثواب کامل طور پر) ان ہی لوگوں کو دیا جاتا ہے جو (دنیا کی حرص و طمع سے) صبر کرنے والے ہیں (پس تم لوگ ایمان کی تکمیل و عمل صالح کی تحصیل میں لگو اور حد شرعی کے اندر دنیا حاصل کرکے اُسکی حرص و طمع سے صبر کرو) پھر ہمنے اُس قارون کو اور اُسکے محل سرا کو (اُسکی شرارت بڑھ جانے سے) زمین میں دھنسا دیا سو کوئی ایسی جماعت نہ ہوئی جو اسکو اللہ (کے عذاب) سے بچا لیتی (گو وہ بڑی جماعت والا تھا) اور نہ وہ خود ہی اپنے کو بچا سکا اور کل (یعنی پچھلے قریب زمانہ میں) جو لوگ اس جیسے ہونے کی تمنا کر رہے تھے وہ (آج اُسکے خسف کو دیکھ کر) کہنے لگے بس جی یوں معلوم ہوتا ہے کہ (رزق کی فراخی اور تنگی کا مدار

اللغات قولہ ویکان ہو مرکب من کلمۃ وی اسم فعل بمعنی اعجب وتکون للتندم والتحسر وکان بمعنی لظن او اقدر وفیہ عبارۃ من معنی التشبیہ بہ للتحقیق کذا فی الخازن مجملاً وفی الروح مفصلاً ١٢

ع ٧ / ١١

ملحقات الترجمة

لہ قولہ فی نفعی تکبر کذا فی المدارک ١٢ ہے

قولہ فی لا تبغ الفساد گناہ کرنے سے کذا فی الخازن

٣ ہے قولہ فی اصبح ومکانہ یعنی پچھلے وقولہ اُس جیسے وقولہ کہنے

لگے الاول اشارۃ الی ان امس ادب الزمان القریب مجازاً والثانی اشارۃ الی ان المکان مصدر والمضاف مقدر ای تمنوا کونہم مثلہ والثالث اشارۃ الی ان اصبح بمعنی صار ١٢

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ۭ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝

یہ عالم آخرت ہم ان ہی لوگوں کے لیے خاص کرتے ہیں　جو دنیا میں نہ بڑا بننا چاہتے ہیں　اور نہ فساد کرنا　اور نیک نتیجہ متقی لوگوں کو ملتا ہے

مَنْ جَاۗءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ جَاۗءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

جو شخص نیکی لیکر آوے گا اُسکو اُس سے بہتر ملیگا　اور جو شخص بدی لیکر آوے گا سو ایسے لوگوں کو جو کہ بدی کے کام کرتے ہیں　اُتنا ہی بدلہ ملیگا جتنا وہ کرتے تھے

خوش نصیبی یا بدنصیبی پر نہیں ہی بلکہ یہ تو محض حکمت تکوینیہ سے اللہ ہی کے قبضہ میں ہے بس) اللہ اپنے بندوں میں سے جسکو چاہے زیادہ روزی دیدیتا ہی اور (جسکو چاہے) تنگی سے دینے لگتا ہے (یہ ہماری غلطی تھی کہ اسکو خوش نصیبی سمجھتے تھے ہماری توبہ ہے اور واقعی) اگر ہم پر اللہ تعالیٰ کی مہربانی نہ ہوتی تو ہم کو بھی دھنسا دیتا (کیونکہ معصیت حرص و حب دنیا کے ہم بھی مرتکب ہوئے تھے) بس جی معلوم ہوا کہ کافروں کو فلاح نہیں ہوتی (گو چند روز مزے لوٹ لیں مگر انجام پھر خسران ہی بس فلاح معتد بہ اہل ایمان ہی کے ساتھ مخصوص ہے)

ف بعض کوتہ اندیشوں کو کنجیوں کے مضمون میں استبعاد ہوا ہی لیکن اگر تھوڑا غور کیا جاوے تو عادی استبعاد بھی نہیں مثلاً اگر عصبہ کا مصداق دس آدمیوں کو لیا جاوے جیسا بعض اہل لغت کا قول ہی اور ایک ایک کے لیے پانچ پانچ سیر کا بوجھ فرض کیا جاوے کہ کنجیوں کو لیکر چلنے کا جو طریقہ ہے کہ ہاتھ میں یا جیب میں یا کمربند وغیرہ میں رکھی جاتی ہیں سو نیز اجرام متکاثفہ مکتنزہ کا گو وزن کم ہو مگر اجرام متخلخلہ منبسطہ کے اٹھانے کی نسبت اُن کا اٹھانا محتاج تکلف ہوتا ہے گو وزن دونوں کا برابر ہو اور تکلف کے معنی میں بھی توسع کیا جاوے اور ایک ایک کنجی ایک ایک تولہ کی قرار دیجاوے تو ایک ایک آدمی کے حصہ میں چار سو کنجیاں آتی ہیں اور دس آدمی کے مقابلہ میں چار ہزار کنجیاں ہوتی ہیں اگر ایک ایک کنجی ایک ایک صندوق کی بھی جاوے تو چار ہزار صندوق ہوئے تو ایک امیر کبیر کے پاس چار ہزار صندوق نقد سے پُر ہونا کوئی استبعاد امر نہیں ہی یقیناً اتنے روپے والے اب بھی ہونگے اور ویلکہ کا جو ترجمہ کیا گیا ہی اُس سے مقصود بددعا نہیں بلکہ ترحم یا تنبیہ علی الخطا کے موقع پر ایسا کلمہ ہمارے محاورہ میں بھی بولا جاتا ہی اسی طرح عربی کا محاورہ ہے۔ اور لا یلقّٰھا الا الصابرون میں جو کامل کی قید لگائی اسکی وجہ ظاہر ہے کہ نفس ثواب مطلق مومن کے لیے حاصل ہے۔ اور قارون جس شرارت کی وجہ سے خسف کیا گیا اسکی نسبت درمنثور میں کئی محدثین سے حضرت ابن عباس کا قول نقل کیا ہی کہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اُسکو احکام شرعیہ خصوص حکم زکوٰۃ کی وجہ سے عداوت تھی اُسنے کسی فاجرہ عورت کو کچھ روپیہ دینا کر کے بہکایا کہ تو مجمع عام میں موسیٰ علیہ السلام پر فجور کی تہمت لگانا جب اُسکا موقع ہوا اللہ تعالیٰ نے اس عورت کو ہدایت کی اور اُسنے سچا سچا واقعہ بیان کر دیا اُسوقت موسیٰ علیہ السلام کو غصہ آیا اور بددعا فرمائی جس سے وہ مع اپنے گھربار کے زمین میں غرق ہو گیا۔ اور قرآن مجید میں ایک جگہ اسقدر آیا ہی فکلاً اخذنا بذنبہ آگے اسکی تفصیل میں فرمایا ہی ومنھم من خسفنا بہ الارض اور ذنب عام ہی ممکن ہے کہ یہی ذنب مذکور ہو یا اسکے سوا اور بھی ہو اور سب سے بڑھکر کفر کرنا اور ایمان نہ لانا ذنب ہے شاید یہ پہلے ہی سے ایمان نہ لایا ہو جیسا سورۂ مومن میں آیت ولقد ارسلنا موسیٰ بآیاتنا وسلطان مبین الیٰ فرعون وھامان وقارون فقالوا ساحر کذاب الخ سے ظاہراً یہی معلوم ہوتا ہی واللہ اعلم۔ **ربط** اور پر قصہ قارون میں بغیٰ علیھم اور ولا تبغ الفساد سے تکبر اور معصیت اور فرح اور اسکے مرتکب کا مذموم و مطرود ہونا۔ اور ثواب اللہ خیر لمن آمن سے ثواب آخرت و ایمان و عمل صالح کا خیر اور مقصود ہونا مذکور ہوا ہی اور اس سے پہلے بھی بطر معیشت و متاع دنیا کا باطل و فانی ہونا اور ما عنداللہ کا خیر اور باقی ہونا ارشاد ہوا تھا آگے اسی کی تقویت و توضیح کے لیے ثواب آخرت کا حصول عدم علو و فساد اور تقوے کے ساتھ مشروط ہونا اور آخرت میں اعمال کا مدار ثمرات ہونا بیان فرماتے ہیں۔

مناط بودن طاعت و معصیت برائے جزا و سزائے آخرت

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ۭ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ مَنْ جَاۗءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ جَاۗءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ یہ عالم آخرت (جسکے ثواب کا مقصود ہونا اوپر ثواب اللہ خیر الخ میں بیان ہوا ہی) ہم اُنہی لوگوں کے لیے خاص کرتے ہیں جو دنیا میں نہ بڑا بننا چاہتے ہیں اور نہ فساد کرنا (یعنی نہ تکبر کرتے ہیں کہ معصیت نفسانیہ ہی اور نہ اور کوئی ظاہری گناہ کرتے ہیں خصوص گناہ متعدی جیسا فرعون و قارون علو و فساد کے مرتکب ہوئے کما فی قولہ ان فرعون علا الی کان

البلاغۃ قولہ تلک ای التی سمعتہا فی قولہ ثواب اللہ خیر۔ قولہ من جاء فی الروح عن الکبیر ان فی التعبیر بجاء دون عمل لا للعمل الا ان الحصول الثواب العقاب مستفاد من الخاتمۃ لا من اول العمل ولعل نکتۃ التعبیر بعملوا ثانیا ما تی علیہ ایہام قلت ولعل التأنی بان تقیید العمل بالختم علیہ بقرینۃ بجاء۔ وقال الراغب فی ذکر عملوا ثانیا دون جاء والاشارۃ الی ان ما یجزون علیہ ما کان عن قصد للعمل بخیۃ۔ قلت فالقصد بجاء الی الختم و تبدل لہ القصد محصل من المجموع بمجموع القصد و الختم علیہ فافہم۔ قولہ عملوا السیئات فی الروح فی جمع السیئات دون الحسنۃ اشارۃ الی ان ضم السیئۃ الی السیئۃ لا یزید جزاء ہا بل جزاء ہا افقہ فتامل

جزا انہا اذا انضم الیہا خیرہا وان عدم ضم الحسنۃ الی الحسنۃ لا یوثر فی مقابلتہا بما ہو خیر منہا ۱۲

الکلام

استدل المعتزلۃ بجعلہا علی عدم وجود الجنۃ بالفعل والجواب ان الجعل لیس بمعنی الخلق بل بمعنی التخصیص والاعطاء ۱۲

الروایات فی الروح اخرج عبد بن حمید وابن ابی حاتم عن عکرمۃ انہ قال العلو فی الارض التکبر وطلب الشرف والمنزلۃ عند سلطانہا وملوکہا والفساد العمل بالمعاصی و اخذ المال بغیر حقہ اھ ۱۲

اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ ؕ قُلْ رَّبِّیْۤ اَعْلَمُ مَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى وَ مَنْ هُوَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝

جس خدا نے آپ پر قرآن کو فرض کیا ہے | وہ آپ کو اصلی وطن میں پھر پہونچا دیگا آپ فرما دیجیے کہ میرا رب خوب جانتا ہے کہ کون سچا دین لیکر آیا ہے | اور کون صریح گمراہی میں ہے

وَ مَا كُنْتَ تَرْجُوْۤا اَنْ یُّلْقٰۤى اِلَیْكَ الْكِتٰبُ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ ظَهِیْرًا لِّلْكٰفِرِیْنَ ۝ وَ لَا یَصُدُّنَّكَ عَنْ اٰیٰتِ

اور آپ کو یہ توقع نہ تھی | کہ آپ پر یہ کتاب نازل کی جاویگی | مگر محض آپکے رب کی مہربانی سے اسکا نزول ہوا سو آپ ان کافروں کی ذرا تائید نہ کیجیے | اور جب اللہ کے احکام آپ پر نازل ہو چکے

اللّٰهِ بَعْدَ اِذْ اُنْزِلَتْ اِلَیْكَ وَ ادْعُ اِلٰى رَبِّكَ وَ لَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۝ وَ لَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۘ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا

تو ایسا نہ ہونے پاوے کہ یہ لوگ آپ کو اُن احکام سے روک دیں اور آپ اپنے رب کی طرف بلاتے رہیے اور ان مشرکوں میں شامل نہ ہوجیے اور اللہ کے ساتھ کسی معبود کو نہ پکارنا اُس کے سوا کوئی معبود نہیں

هُوَ ؕ كُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ؕ لَهُ الْحُكْمُ وَ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝

سب چیزیں فنا ہونے والی ہیں بجز اُسکی ذات کے اُسی کی حکومت ہے اور اسی کے پاس تم سب کو جانا ہے

(حاشیہ: وقف لازم — ع ٩ / ٦ / ١٢)

من المفسدین علی قولہ تعالی ابغوا علیہم وقولہ تعالی لا تبغ الفساد) اور (صرف ترک نواہی پر اکتفا کافی نہیں بلکہ) نیک نتیجہ متقی لوگوں کو ملتا ہے (جو ترک نواہی کے ساتھ امتثال اوامر کا بھی کرتے ہوں اور کیفیت ان اوامر و نواہی کے امتثال و عدم امتثال پر نتائج مرتب ہونیکی آخرت میں یہ ہوگی کہ) جو شخص (قیامت کے دن) نیکی لیکر آویگا اُسکو اس (کے مقتضا) سے بہتر (بدلہ) ملیگا (کیونکہ مقتضا تو صرف اسقدر ہے کہ عمل کی حیثیت کے موافق عوض ملے مگر وہاں زیادہ ملیگا جسکا قل مرتبہ دس حصہ ہے) اور جو شخص بدی لیکر آویگا سو ایسے لوگوں کو جو کہ بدی کام کرتے ہیں اُتنا ہی بدلا ملیگا جتنا وہ کرتے تھے (یعنی اُسکے مقتضا سے زیادہ نہ ملیگا) **ف** یہ علو اور فساد اگر حد کفر تک ہے تب تو مطلقاً مانع حصول ثواب آخرت ہے اور اگر حد کفر تک نہیں ہے تو مانع حصول کمال ثواب آخرت ہے۔ اور یریدون کے لانے میں اشارہ ہے کہ عزم معصیت بھی معصیت ہے گو معصیت پر دسترس نہ ہو۔ اور کچھ مضامین اس مقام کے متعلق سورۂ انعام کے اخیر رکوع آیت من جاء بالحسنة کی تفسیر میں گذر چکے ہیں ملاحظہ فرما لیے جاویں **ربط** اوپر رسالت اور توحید اور بعث کے مضامین دُور سے چلے آرہے ہیں بلکہ اگر قصہ موسویہ رسالت محمدیہ پر استدلال ہو سکنے کے اعتبار سے اس قصہ کو بھی مضمون رسالت کے متعلق کہا جاوے تو گویا شروع سورت ہی سے یہ سلسلہ چلا آرہا ہے آگے خاتمہ میں نہایت بلاغت و وجازت سے ان ہی مضامین رسالت و توحید و بعث کی تکریر بطور تلخیص کے ہے اور مضمون رسالت کے ساتھ آپکا تسلیہ اور مضمون توحید کے ساتھ سب ممکنات کا اضمحلال وجود اور مضمون بعث کے ساتھ مجازات کا بیان ہے پس خاتمہ گویا مضامین سورت کی میزان کل اجمالی ہے ان آیات کی تفسیر میں بعض روایات کو بھی دخل ہے **روایت اولی** جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کرکے مدینہ کو چلے جحفہ پہونچکر آپکو مکہ کا جو کہ آپ کا وطن تھا اشتیاق ہوا وہاں بطور وعدہ کے یہ آیت نازل ہوئی ان الذی فرض الخ جسمیں آپکو مکہ میں دوبارہ جانیکی خبر دی گئی جو فتح مکہ کے روز نہایت خوبی و کامیابی کے ساتھ پوری ہوئی کذا فی الدر المنثور بروایات عدیدة منہا روایة البخاری **روایت ثانیہ** کفار مکہ آپ سے کہا کرتے انک لفی ضلال اسکا جواب دیا گیا قل ربی اعلم الخ **روایت ثالثہ** کفار مکہ آپ سے کہا کرتے کہ آپ اپنے آبا و اجداد کا دین اختیار کر لیجیے اسپر فرمایا گیا لا تکونن ظهیرا للکافرین یہ اخیر کی دو روایتیں محی السنہ نے معالم میں نقل کی ہیں اور اگرچہ سند نہیں ذکر کی ہے لیکن الفاظ قرآنیہ کے چسپاں ہونے سے صحت کا ظن ہوتا ہے اور ایسی گفتگوئیں کفار سے صادر ہونا یقینی ہیں خواہ کسی عنوان اور کسی لفظ سے ہوں واللہ اعلم۔ اور اس تحریر کے بعد لباب میں مع سند اس قسم کی روایت نظر سے گذری جو سورۂ احزاب کی تفسیر کے شروع میں ملخصا اور اسکے حاشیہ عربی میں مکملا مذکور ہے اور یہاں یہ عبارت سورۂ مذکورہ کی تفسیر لکھتے وقت بڑھائی گئی ہے۔

خاتمہ در تقریر رسالت و توحید و بعث

اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ ؕ قُلْ رَّبِّیْۤ اَعْلَمُ مَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى وَ مَنْ هُوَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝ وَ مَا كُنْتَ تَرْجُوْۤا اَنْ یُّلْقٰۤى اِلَیْكَ الْكِتٰبُ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ ظَهِیْرًا لِّلْكٰفِرِیْنَ ۝ وَ لَا یَصُدُّنَّكَ عَنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ بَعْدَ اِذْ اُنْزِلَتْ اِلَیْكَ وَ ادْعُ اِلٰى رَبِّكَ وَ لَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۝ وَ لَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۘ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۟ كُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ؕ لَهُ الْحُكْمُ وَ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝

(اور آپکے ان مخالفین نے جو آپ کو پریشان کرکے ترک وطن پر مجبور کیا ہے جس کی اضطراری مفارقت کا آپکو صدمہ ہے تو آپ تسلی رکھیں) جس خدا نے آپ پر قرآن (کے احکام پر عمل اور اسکی تبلیغ) کو فرض کیا ہے (جو مجموعاً دلیل ہے آپکی نبوت کی) وہ آپکو (آپکے) اصلی وطن (یعنی مکہ) میں پھر پہونچا دیگا (اور اُسوقت آپ آزاد اور غالب اور صاحب سلطنت ہونگے اور ایسی حالت میں اگر دوسری جگہ قیام کے لیے تجویز کیجاتی ہے بمصلحت و باختیار ہوتی ہے جس سے رنج نہیں ہوتا اور مبتدا کو الذی فرض اسلیے تعبیر کیا کہ اس میں اس پیشگوئی کے صدق پر تنبیہ

ملحقات الترجمہ: لہ قولہ فواکانوا اثنا اشار الی تقدیر المثل قبل الموصول

البلاغة وجہ بمعنی الذات مجاز مرسل وقد یختص باشرف من الذوات وقد تعبیر لکم بھہنا بما یحصل نکتہ للعدول عن الاداة الی ما ہہنا ۱۲ | والذی فرغ عن ان التوحید الذی وقع الکلام فیہ ہہنا لیس بمعنی اثبات الصانع الذی ہو اصل لمسئلة النبوة بل بمعنی استحقاق العبادة وہو فرع لمسئلة النبوة ۔ فافہم ۱۲

ف مدہ قولہ فی آخر الترجمہ اس سے الخ لا یشکل علیک انہ لم علیک ابدأ بالمسئلة النبوة لاصالہ المسئلة التوحید بتحقق الخ الامر بالعکس

سورۃ العنکبوت مکیۃ وھی تسع وستون آیۃ

حاصل کلام کا یہ ہے کہ جس نے آپ کو نبی وصاحب وحی بنایا ہے اور نبی سے جو وعدہ کیا جاتا ہے وہ بوجہ قطعی ہونے وحی کے یقیناً صادق ہوتا ہے وہ آپ سے یہ وعدہ کرتا ہے پس بالیقین واقع ہوگا اور اس میں فرض علیک القرآن سے نقلاً اور وقوع پیشین گوئی سے عقلاً دلیل ہوگئی آپ کی نبوت کی اور باوجود آپ کے تحقق نبوت کے جو یہ لوگ آپ کو غلطی پر اور اپنے کو حق پر سمجھتے ہیں تو) آپ (ان سے) فرما دیجیے کہ میرا رب خوب جانتا ہے کہ کون سچا دین لیکر (منجانب اللہ) آیا ہے اور کون صریح گمراہی میں (مبتلا) ہے (یعنی میرے حق پر ہونے اور تمہارے باطل پر ہونے کے دلائل قطعیہ موجود ہیں مگر جب ان سے کام نہیں لیتے تو اخیر جواب یہی ہے کہ خیر خدا کو معلوم ہے وہ بتلاویگا) اور (آپ کی یہ دولت نبوت محض خداداد ہے حتیٰ کہ خود) آپ کو (اپنی ہونے کے قبل) یہ توقع نہ تھی کہ آپ پر یہ کتاب نازل کیجاویگی مگر محض آپکے رب کی مہربانی سے اسکا نزول ہوا سو آپ (ان لوگوں کی خرافات کی طرف توجہ نہ کیجیے اور جس طرح اب تک ان سے الگ تھلگ رہے آیندہ بھی اسی طرح) ان کافروں کی ذرا تائید نہ کیجیے اور جب اللہ کے احکام آپ پر نازل ہو چکے تو ایسا نہ ہونے پاوے (جیسا ابتک بھی نہیں ہونے پایا) کہ یہ لوگ آپکو اُن احکام سے روک دیں اور آپ (بدستور) اپنے رب (کے دین) کی طرف (لوگوں کو) بلاتے رہیے اور (جس طرح اب تک مشرکوں سے کوئی تعلق نہیں رہا اسی طرح آیندہ ہمیشہ) ان مشرکوں میں شامل نہ ہوجیے اور (جس طرح ابتک شرک سے معصوم ہیں اسی طرح آیندہ بھی) اللہ کے ساتھ کسی معبود کو نہ پکارنا (ان آیتوں میں کفار ومشرکین کو اُن کی درخواستوں سے ناامید کرنا ہے اور روئے سخن ان ہی کی طرف ہے کہ تم جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دین میں موافق ہونے کی درخواست کرتے ہو اس میں کامیابی کا کبھی احتمال نہیں مگر عادت ہے کہ جس شخص پر زیادہ غصہ ہوتا ہے اُس سے بات نہیں کیا کرتے اپنے محبوب سے باتیں کر کے اُس شخص کو سنایا کرتے ہیں اور ماکنت ترجوا الخ سے اسلیے کلام شروع کیا کہ اشارہ ہوجائے ان منہیات کے منفیات ہونے کی طرف کہ جو شخص وہبی طور پر خدا تعالیٰ کی رحمت سے نبوت سے نوازا گیا ہو بھلا وہ کب کافروں کا موافق ہوگا اور خدا تعالیٰ کے احکام نازلہ کی تعمیل سے کیسے رُکیگا اور وہ جب خود دوسروں کو حق کی طرف بلاتا ہے تو خود کیسے شرک بنجاویگا اور ایسے الہ واجب الوجود کو چھوڑ کر دوسرے آلہ باطل کو کیسے اختیار کریگا۔ اور اس توجیہ کی تائید ابن عباس رضہ کے اُس قول سے ہوتی ہے جو معالم میں ہے کہ یہ خطاب حضر ظاہر میں آپ کو ہے اور مقصود آپ نہیں۔ یہاں تک رسالت کے متعلق مضمون قصداً تھا گو توحید کا بھی ضمناً آگیا آگے توحید کا مضمون قصداً ہے کہ) اسکے سوا کوئی معبود (ہونے کے قابل) نہیں (اس لیے کہ) سب چیزیں فنا ہونے والی ہیں بجز اُسکی ذات کے (پس طریان عدم دلیل ہے عدم قدم کی اور عدم قدم دلیل ہے عدم وجوب کی اور استحقاق عبادت کے لیے وجوب شرط ہے اور شرط کا فوت مستلزم فوت مشروط کو ہے پس اسکے سوا کوئی مستحق عبادت نہ ٹھہرا یہ مضمون توحید کا ہوگیا آگے معاد کا مضمون ہے کہ) اُسی کی حکومت ہے (جسکا ظہور کامل قیامت میں ہے) اور اُسی کے پاس تم سب کو جانا ہے (پس سب کو انکے کیے کی جزا دیگا یہ معاد کا مضمون بھی ختم ہوگیا اور شاید رسالت کے مضمون کا ذرا زائد ہونا اسلیے ہو کہ اسکے ماننے سے بقیہ دونوں مسئلے بآسانی مان لیے جاتے اسلیے اُسکا زیادہ اہتمام ہوا ہو واللہ اعلم) **ف** جن روایتوں میں جنت ودوزخ عرش وکرسی کا فنا نہ ہونا آیا ہے جیسا درمنثور میں ہے اگر وہ سند صحیح سے ثابت ہوجاویں تو بھی صحت دلیل وصحت استدلال میں کوئی اشکال نہیں ہالک عام ہوجاویگا ہالک الذات وہالک الصفات کو اور صفات سب کے بدلتے ہیں بالنصوص تغیید بالزمان کہ اس سے بجز منزہ مطلق کے کوئی خالی نہیں پس سب ہالک ہوئے اور محل حوادث چونکہ حادث ہوتا ہے اس لیے سب حادث ہوئے اور حدوث دلیل ہے عدم وجوب کی پس استدلال بھی عام رہا وقد تم تفسیر سورۃ القصص بحمد اللہ تعالیٰ للثانی عشر من شہر اللہ المحرم ۱۳۲۵ھ واللہ الموفق لاتمام الباقی +

سورۃ العنکبوت مکیۃ وھی تسع وستون آیۃ کذا فی البیضاوی الا من اولہا الیٰ قولہ لیعلمن المنافقین کذا فی الاتقان۔ **ربط** اس سورت میں زیادہ تر استقامت علی الدین سے موانع کے متعلق احکام ہیں۔ ایک مانع تھا کفار کا مسلمانوں کو ایذا پہونچانا فعلاً جس سے سورت شروع کی گئی ہے یا قولاً جیسا بعض علاوہ اہل کتاب ایسے اقوال کہتے تھے ید اللہ مغلولۃ۔ ان اللہ فقیر یا انکار نبوت کرتے تھے جسکے متعلق لاتجادلوا اھل الکتاب ارشاد ہوا ہے۔ دوسرا مانع تھا بعض کفار کا مسلمانوں پر قولی جبر کرنا جسکا بیان آیت ووصینا الانسان میں۔ تیسرا مانع تھا کفار کا مسلمانوں کو اغوا کرنا جسکا بیان وقال الذین کفروا للذین آمنوا اتبعوا الخ میں ہے اور امور مذکورہ میں اکثر سے مقصود کفار کا مسلمانوں کو اُن کے دین سے ہٹا دینا تھا اور یہی مضمون خاص عنوان سے سورت سابقہ کے خاتمہ کی آیت ولا یصدنک الخ میں مذکور ہوا تھا اس سے فاتحہ کا خاتمہ سے ارتباط بھی ظاہر ہوگیا اور ان موانع کے درمیان درمیان دوسرے مضامین مناسبہ آگئے ہیں پھر تسلیہ کے لیے بعض قصص امم سابقہ کے مذکور ہوئے ہیں جنمیں ایک تسلیہ اس امر کے معلوم کرنے سے ہوسکتا ہے کہ اہل باطل ہمیشہ اہل حق کے ساتھ مخالفت کرتے رہے ہیں جسکا ذکر اجمالاً قریب شروع کے آیت ولقد فتنا الخ میں بھی ہوا تھا دوسرا تسلیہ اس سے ہوا کہ اہل باطل ہی آخر میں خائب وخاسر وہالک ہوئے یہ بھی اجمالاً قریب شروع کے آیت ام حسب الذین یعملون السیئات میں بیان ہوچکا ہے

ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ رحمۃ ... نزل بیوا استثناء ... تقدیرہ لعلہ الی القاء رحمۃ والاعتی ... ۱۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

الٓمّٓ ۚ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ۝ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

الم کیا ان لوگوں نے یہ خیال کر رکھا ہے کہ وہ اتنا کہنے پر چھوٹ جائیں گے کہ ہم ایمان لے آئے اور ان کو آزمایا نہ جاویگا اور ہم تو ان لوگوں کو بھی آزما چکے ہیں جو ان سے پہلے ہو گذرے ہیں

فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ۝ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّسْبِقُوْنَا ۭ سَاۗءَ

سو اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جان کر رہیگا جو سچے تھے اور جھوٹوں کو بھی جان کر رہیگا ہاں کیا جو لوگ برے برے کام کر رہے ہیں وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم سے کہیں نکل بھاگیں گے انکی

مَا يَحْكُمُوْنَ ۝ مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَاۗءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ ۭ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ

یہ تجویز نہایت ہی بیہودہ ہے جو شخص اللہ سے ملنے کی امید رکھتا ہو سو اللہ کا وہ معین وقت ضرور ہی آنے والا ہے اور وہ سب کچھ سنتا سب کچھ جانتا ہے اور جو شخص محنت کرتا ہے وہ اپنے ہی لئے محنت کرتا ہے

لِنَفْسِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَحْسَنَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

خدا تعالیٰ کو تمام جہان والوں میں کسی کی حاجت نہیں اور جو لوگ ایمان لاتے ہیں اور نیک کام کرتے ہیں ہم ان کے گناہ ان سے دور کر دینگے اور ان کو ان کے اعمال کا زیادہ اچھا بدلہ دینگے

تیسرا التسلیہ اس سے ہوا کہ اہل حق کو انکے صبر و استقلال کا ثمرہ دنیا و آخرت میں ملتا ہے جسکی تتمہ ابراہیمیہ میں تصریح ہے وآتیناہ اجرہ فی الدنیا الخ اور شروع سورت کے قریب بھی دو آیتوں میں عام عنوان سے مذکور ہے جو والذین آمنوا سے شروع ہوئی ہیں چوتھا مانع ہجرت سے تھا فکر رزق جس آیت یا عبادی الذین آمنوا سے اللہ یرزقھا تک میں تعرض ہے اور اس سب مجموعہ کے درمیان میں مسائل توحید و نبوت مذکور ہیں جو کفار کی اس تمامتر مخالفت و ایذا کا اصل سبب تھا چنانچہ مثل الذین اتخذوا اور وامن سالتھم سے ربکو انی الغافلون تک تو اور ماکنت تتلوا سے بطور مناظرہ کے اور بلکہ اتل ما اوحی سے بطور تحقیق کے لیستعجلونک تک نبوۃ اور ان اصولی مسائل کے ساتھ بعض فرعی احکام جو معظم و مہتم بالشان تھے اتل ما اوحی الخ میں ذکر فرمادیئے گئے جو نبوت پر بھی دال ہے اور ان اصول کے انکار پر بعض آیات میں کفار کو تشنیع و تقریع فرمائی گئی ہے اور سب کے بعد آیت والذین جاھدوا میں کفار کی ان مصاعب و مصائب پر صبر کرنیوالوں اور دین پر مستقیم رہنے والوں کو بشارت عظمیٰ دیکر سورت ختم کر دیگئی اور چونکہ یہ مجاہدہ شروع کی آیت ومن جاھد الخ میں بھی مذکور تھا سورت کی طرفین بھی متناسب ہوگئیں اور اگر اول موقع پر لنفسہ اور ان اللہ لغنی کے اثر میں کہ ہیبت ہے اور دوسرے موقع پر لنھدینھم اور مع المحسنین کے اثر میں کہ انس ہے نظر کیجاوے تو ترتیب سے جو لطف بہت مفہوم ہوتا ہے وہ محرک وجد ہے واللہ اعلم ۔

تشجیع مؤمنین بر اصطبار در شاق کفار مع بیان جزا و سزائے فریقین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ الٓمّٓ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ۝ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ۝ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّسْبِقُوْنَا ۭ سَاۗءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝ مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَاۗءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ ۭ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَحْسَنَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ الم (اسکے معنی تو اللہ ہی کو معلوم ہیں بعضے مسلمان جو کفار کی ایذاؤں سے گھبرا جاتے ہیں تو) کیا ان لوگوں نے یہ خیال کر رکھا ہے کہ وہ اتنا کہنے پر چھوٹ جائینگے کہ ہم ایمان لے آئے اور انکو (انواع انواع مصائب سے) آزمایا نہ جاویگا (یعنی ایسا نہ ہوگا بلکہ اس قسم کے امتحانات بھی پیش آوینگے) اور ہم تو (ایسے ہی واقعات سے) ان لوگوں کو بھی آزما چکے ہیں جو ان سے پہلے (مسلمان ہو) گذرے ہیں (یعنی اور امتوں کے مسلمانوں پر بھی یہ معاملے گذرے ہیں سو اسی طرح انکی آزمائش بھی کیجاویگی اور اس آزمائش میں) اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو (ظاہری علم سے) جان کر رہیگا جو (ایمان کے دعوے میں) سچے تھے اور جھوٹوں کو بھی جان کر رہیگا (چنانچہ جو صدق و اعتقاد سے مسلمان ہوتے ہیں وہ ان امتحانات میں ثابت رہتے ہیں بلکہ اور زیادہ پختہ ہو جاتے ہیں اور جو دفع الوقتی کے لیے مسلمان ہو جاتے ہیں وہ ایسے وقت میں اسلام کو چھوڑ بیٹھتے ہیں یعنی یہ ایک حکمت ہے امتحان کی کیونکہ خلط میں بہت سی مضرتیں ہوتی ہیں بخصوص ابتدائی حالت میں۔ یہ مضمون تو مسلمانوں کے متعلق ہوا آگے ان ایذا رسان کفار کی نسبت فرماتے ہیں کہ) ہاں کیا جو لوگ برے برے کام کر رہے ہیں وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم سے کہیں نکل بھاگیں گے انکی یہ تجویز نہایت ہی بیہودہ ہے (یہ جملہ معترضہ کے طور پر تھا

الروایات : فی اللباب اخرج ابن ابی حاتم عن قتادۃ قال انزلت الم احسب الناس فی اناس من اہل مکۃ خرجوا یریدون النبی صلی اللہ علیہ وسلم فعرض لہم المشرکون فرجعوا فکتب الیہم اخوانہم بما نزل فیہم فخرجوا فقتل من قتل وخلص من خلص فنزل القرآن والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا الآیۃ ۱۲

النحو : قوله ان یقولوا بتقدیر اللام ای بسبب قولہم آمنا۔ قولہ ام حسب ام منقطعۃ کما فی البحر من الترجمۃ ۱۲

وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ۖ وَإِن جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۚ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ

اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا ہے اور اگر وہ دونوں تجھ پر اس بات کا زور ڈالیں کہ تو ایسی چیز کو میرا شریک ٹھیرائے جسکی کوئی دلیل تیرے پاس نہیں تو انکا کہنا نہ ماننا تم سب کو میرے ہی پاس لوٹ کر آنا ہے

فَأُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصَّالِحِينَ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ

سو میں تم کو تمہارے سب کام جتلا دونگا ۔ اور جو لوگ ایمان لائے ہوں گے اور نیک عمل کیے ہوں گے اُن کو نیک بندوں میں داخل کر دیں گے ۔ اور بعضے آدمی ایسے بھی ہیں جو کہدیتے ہیں

آمَنَّا بِاللَّهِ فَإِذَا أُوذِيَ فِي اللَّهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللَّهِ وَلَئِن جَاءَ نَصْرٌ مِّن رَّبِّكَ لَيَقُولُنَّ إِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ

کہ ہم اللہ پر ایمان لائے پھر جب اُنکو راہ خدا میں کچھ تکلیف پہونچائی جاتی ہے تو لوگوں کی ایذا رسانی کو ایسا سمجھ جاتے ہیں جیسے خدا کا عذاب اور اگر کوئی مدد آپ کے رب کی طرف سے آپہونچتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم تو تمہارے ساتھ تھے

جسمیں کفار کی بدانجامی اور مسلمانوں کی ایک گونہ تسلی کر دی کہ ان ایذاؤں کا انت بہ کر دیا جاویگا آگے پھر مسلمانوں کی طرف روئے سخن ہے کہ) جو شخص اللہ سے ملنے کی امید رکھتا ہو سو (اسکو تو ایسے حوادث سے پریشان ہونا ہی نہ چاہیے کیونکہ) اللہ (کے ملنے) کا وہ معین وقت ضرور ہی آنے والا ہے (جس سے سارے غم غلط ہو جاوینگے کقولہ تعالیٰ وقالوا الحمد للہ الذی اذہب عنا الحزن) اور وہ سب کچھ سنتا سب کچھ جانتا ہے (نہ کوئی قول اس سے مخفی نہ کوئی فعل پس لقا کے وقت تمہاری سب طاعات قولیہ وفعلیہ کا صلہ دیکر سب غم دور کر دیگا) اور (یاد رکھو کہ ہم جو تمکو ترغیب دیتے ہیں مشقتوں کے برداشت کرنے کی سو اسمیں ظاہر اور مسلم ہے کہ ہماری کوئی منفعت نہیں بلکہ) جو شخص محنت کرتا ہے وہ اپنے ہی (نفع کے) لیے محنت کرتا ہے (ورنہ) خدا تعالیٰ کو (تو) تمام جہان والوں میں کسی کی حاجت نہیں (اسمیں بھی ترغیب ہے تحمل مشاق کی کیونکہ اپنے نفع کے تنبیہ ہونے سے وہ فعل زیادہ آسان ہو جاتا ہے) اور (وہ نفع جو طاعت سے پہونچتا ہے اُسکا بیان یہ ہے کہ) جو لوگ ایمان لاتے ہیں اور نیک کام کرتے ہیں ہم اُنکے گناہ اُنسے دور کر دینگے (یعنی بعضے گناہ جیسے کفر و شرک تو ایمان سے زائل ہو جاتے ہیں اور بعضے گناہ توبہ سے کہ اعمال صالحہ میں داخل ہے اور بعضے گناہ صرف حسنات سے اور بعضے گناہ محض فضل سے معاف ہو جاوینگے اور کوئی گناہ بلا قدر سزا کے تہذیب کر کے معاف ہو) اور انکو انکے (ان) اعمال (ایمان و اعمال صالحہ) کا (استحقاق سے) زیادہ اچھا بدلہ دینگے (ایسی ترغیبات پر طاعت اور مجاہدہ پر استقامت کا اہتمام پر ضرور ہی ہے) **ف** الناس میں الف لام عہد کا ہے جسکا مصداق خاص خاص دشمن ہیں جو اُسوقت مصائب میں مبتلا تھے اور یا الف لام جنس کا ہے جسکے مصداق کیلیے بعض افراد کا تحقق کافی ہے پس دونوں تقدیر پر یہ شبہ نہ رہا کہ بعض مومنین کو تو کچھ بھی تکلیف پیش نہیں آتی ۔ اور لیعلمن کے ترجمہ میں ظاہری کی قید کی شرح شروع پارہ دوم قولہ تعالیٰ لنعلم من یتبع الرسول کی تفسیر میں گذر چکی ہے **ربط** کفار طرح طرح سے مسلمانوں کو اسلام چھانے کی فکریں کرتے تھے بعضے ایذائیں پہونچاتے جسکا اوپر بیان تھا اور بعضے دوسرے طریقوں سے مجبور کرتے سو منجملہ حضرت سعد بن ابی وقاص کی والدہ نے انسے کہا کہ اللہ کا حکم ہے والدین کی اطاعت کہ سو میں قسم کھاتی ہوں کہ کھانا پانی نہ چکھونگی جب تک کہ تو اسلام کو چھوڑیگا اگرچہ میری جان نکل جاوے اسپر اگلی آیت نازل ہوئی کذا فی الدر عن مسلم والترمذی جسمیں ارشاد ہے کہ ایسی بات میں والدین کی اطاعت نہیں اور اسکے اخیر میں اسکے متعلق ترغیب و ترہیب اجمالاً اور دوسری آیت میں اطاعت الٰہیہ پر ترغیب تصریحاً ارشاد فرمائی ۔

نہی از اطاعت والدین در خلاف دین مع ترہیب و ترغیب

وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ۖ وَإِن جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۚ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصَّالِحِينَ ۝ اور ہمنے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا ہے اور (اسکے ساتھ یہ بھی کہدیا ہے کہ) اگر وہ دونوں تجھ پر اس بات کا زور ڈالیں کہ تو ایسی چیز کو میرا شریک ٹھیرائے جس (کے معبود ہونے) کی کوئی (صحیح) دلیل تیرے پاس نہیں ہے (اور ہر چیز ایسی ہی ہے بلکہ کل اشیاء کی عدم الوہیت پر دلیلیں قائم ہیں) تو (اس بات میں) تو انکا کہنا نہ ماننا تم سب کو میرے ہی پاس لوٹ کر آنا ہے سو میں تمکو تمہارے سب کام (نیک ہوں یا بد) جتلا دونگا اور (تم میں) جو لوگ ایمان لائے ہونگے اور نیک عمل کیے ہونگے اُنکو نیک بندوں (کے درجہ) میں (کہ بہشت ہے) داخل کر دینگے (اور اسیطرح اعمال بد پر انکے مناسب سزا دینگے پس اسی بنا پر جسنے والدین کی اطاعت کو ہماری اطاعت پر مقدم رکھا ہوگا وہ سزا پاویگا اور جسنے اسکا عکس کیا ہوگا نیک جزا پاویگا حاصل یہ ہوا کہ واقعہ بالا میں ماں کی عصیان و سوسہ گناہ کا نہ کیا جاوے) **ربط** اوپر ابتلا عن الامتحان کے ساتھ اجمالاً ارشاد ہوا تھا فلیعلمن اللہ الذین صدقوا ولیعلمن الکاذبین اور بعد میں انکی تفصیل میں صادقین کا ذکر فرمایا تھا آگے کاذبین کا بیان ہے جو ذرا سی صعوبت سے گھبرا کر دین پر مستقیم نہیں رہتے اور تخصیص کے طور پر اس اجمال کو اس مضمون کے ختم پر پھر لایا گیا ہے اور نزول اسکا بعض خاص لوگوں کے بارہ میں ہوا ہے جو مکہ سے ایمان لا کر ہجرت کر کے چلے تھے بعض روساء مکہ اُنکو ہٹا لیگئے اور انکو تکلیف پہونچائی اور وہ دین پر ثابت قدم نہ رہے کذا فی الدر عن السدی بروایۃ ابن ابی حاتم **تشنیع ضعفاء فی الدین** وَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ فَإِذَا أُوذِيَ فِي اللَّهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللَّهِ وَلَئِن جَاءَ نَصْرٌ مِّن رَّبِّكَ لَيَقُولُنَّ إِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ

ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ فمن کان یرجو الخ پریشان ہونا ہی نہ چاہیے اشارۃ الی تقدیر الجواب ای فلیتحمل الاذی ولا یجزع فان اجل اللہ الخ

لہ قولہ زیادہ اچھا بدلہ اشارۃ الی تقدیر مضاف قبل الموصول ای الجزاء ورد الکلام ہکذا لنجزینہم من جزاء الذی کانوا یعملون ۱۲

الںحو قولہ حسنا بتقدیر المضاف صفۃ مفعول مطلق ای وصینا ایصاء ذا حسن ۔ قولہ وان جاہداک بتقدیر القول قبلہ عطف علی وصینا ۱۱

اَوَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِمَا فِيْ صُدُوْرِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ

کیا اللہ تعالیٰ کو دنیا جہان والوں کے دلوں کی باتیں معلوم نہیں ہیں | اور اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو معلوم کر کے رہیگا اور منافقوں کو بھی معلوم کر کے رہیگا | اور کفار مسلمانوں سے کہتے ہیں

كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبِعُوْا سَبِيْلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطٰيٰكُمْ ۭ وَمَا هُمْ بِحٰمِلِيْنَ مِنْ خَطٰيٰهُمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝

کہ تم ہماری راہ چلو اور تمہارے گناہ ہمارے ذمہ | حالانکہ یہ لوگ اُن کے گناہوں میں سے ذرا بھی نہیں لے سکتے | یہ بالکل جھوٹ بک رہے ہیں

وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ ۡ وَلَيُسْـَٔلُنَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَمَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا

اور یہ لوگ اپنے گناہ (اپنے اوپر) لادے ہوں گے اور اپنے گناہوں کے ساتھ کچھ گناہ اور | اور یہ لوگ جیسی جیسی جھوٹی باتیں بناتے تھے قیامت میں ان سے باز پرس ضرور ہوگی اور ہم نے نوح کو

اِلٰى قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا ۭ فَاَخَذَهُمُ الطُّوْفَانُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ۝

اُن کی قوم کی طرف بھیجا | سو وہ اُن میں پچاس سال کم ایک ہزار برس رہے پھر اُن کو طوفان نے آدبایا اور وہ بڑے ظالم لوگ تھے

اَوَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِمَا فِيْ صُدُوْرِ الْعٰلَمِيْنَ وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ ۝ اور بعضے آدمی ایسے بھی ہیں جو کہدیتے ہیں کہ ہم اللہ پر ایمان لائے پھر جب انکو (خدا کی راہ میں) تکلیف پہونچائی جاتی ہے تو لوگوں کی ایذا رسانی کو ایسا (عظیم سمجھ جاتے ہیں) جیسے خدا کا عذاب (جس سے آدمی بالکل ہی مجبور ہو جاوے اسی طرح اس تکلیف سے گھبرا کر دین کو چھوڑ بیٹھتا ہے) اور اب تو یہ حال ہے) اور اگر (کبھی) کوئی مدد (مسلمانوں کی) آپکے رب کی طرف سے آپہنچتی ہے (مثلاً جہاد ہوا اور انہیں ایسے لوگ بھی ہاتھ آجاویں) تو (اُسوقت) کہتے ہیں کہ ہم تو (دین و عقیدہ میں) تمہارے ساتھ تھے (یعنی مسلمان ہی تھے گو اکراہ کے سبب ظاہر میں کفار کے ساتھ ہو گئے تھے خدا تعالیٰ اسپر رد فرماتے ہیں کہ) کیا اللہ تعالیٰ کو دنیا جہان والوں کے دلوں کی باتیں معلوم نہیں (جو یہ آپکے دل ہی میں ایمان تھا) اور (یہ واقعات اسلیئے ہوتے رہتے ہیں کہ) اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو معلوم کر کے رہیگا اور منافقوں کو بھی معلوم کر کے رہیگا **ف** [illegible] سلام اب قبول نہ ہو بلکہ استمرار علی الاسلام فی الماضی کے دعوے میں تکذیب ہے۔ اور ہر چند کہ اکراہ میں تلفظ بکلمہ کفر کی اجازت ہے مگر بدلالت اسکے کہ دل سے کیوں کفر [illegible] کی لفظ سے معلوم ہوتا ہے اور خام طبیعت کے لوگ دل ہی سے پھر جاتے ہیں اس خیال سے کہ روز روز جھگڑے کون برداشت کرے [illegible] ہو اور آیت میں انکا ناخوش ہونا [illegible] فرمایا کہ زمانہ ماضی میں واقع میں تو مومن نہ تھے اور دعویٰ کرتے ہیں کہ مومن تھے واللہ اعلم۔ اور احقر کے نزدیک تشبیہ کعذاب اللہ کی یہ توجیہ ہو سکتی ہے کہ عذاب دینے کے وقت جو زبان سے کہنے کا [illegible] کا پس اشارہ اس طرف ہے کہ فتنہ ناس سے جو کلمۂ کفر کا کہتا ہے اسمیں قلب کو بھی بلا ضرورت موافق کر لیتا ہے اور بلا ضرورت اسلیئے کہا کہ دل کی [illegible] باسم الفاعل کو نہیں [illegible] کفر [illegible] وجہ ہی لیئے شرعاً اسکی اجازت نہیں **ربط** اوپر کفار کی ایذا اور بعض دیگر طرق کا ذکر تھا جس سے مسلمانوں کو دین سے ہٹانیکی کوشش کرتے تھے ایک طریق کا آگے بیان ہے وہ یہ کہ کفار قریش نو مسلموں کو کہتے کہ اس دین میں سب چیزیں جنکے تم خوگر ہو حرام ہیں تم ہٹ جاؤ اگر قیامت ہوئی تو تمہارا گناہ ہمارے ذمہ اس پر یہ آیت آئی کذا فی الدر عن مجاہد وابن الحنفیہ +

تکذیب و تعذیب کفار در ضمان حمل اوزار

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبِعُوْا سَبِيْلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطٰيٰكُمْ ۭ وَمَا هُمْ بِحٰمِلِيْنَ مِنْ خَطٰيٰهُمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ ۡ وَلَيُسْـَٔلُنَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَمَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝ اور کفار مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ تم (دین میں) ہماری راہ چلو اور (قیامت میں) تمہارے گناہ (جو کفر و معاصی ہونگے) ہمارے ذمہ (اور تم سبکدوش) حالانکہ یہ لوگ اُن کے گناہوں میں سے ذرا بھی (اس طور پر کہ وہ سبکدوش ہو جاویں) نہیں لے سکتے یہ بالکل جھوٹ بک رہے ہیں اور (البتہ یہ تو ہوگا کہ) یہ لوگ اپنے گناہ (پورے پورے) اپنے اوپر لادے ہونگے اور اپنے (اُن) گناہوں کے ساتھ (ہی کچھ گناہ اور (بھی) لادے ہونگے اور یہ دوسرے گناہ وہ کہ جنکے سبب یہ لوگ بنتے تھے مگر اصل گنہگار جب بھی سبکدوش نہ ہونگے غرض دوسرے تو ہلکے نہ ہوئے البتہ اس اضلال و اغوا سے زیادہ بھاری ہو گئے گو اغوا موثر نہ ہو مگر ان کیطرف سے تو تسبیب کا عزم پایا گیا) اور یہ لوگ جیسی جیسی جھوٹی باتیں بناتے تھے قیامت میں انسے باز پرس (اور پھر سزا) ضرور ہوگی **ف** ماھم بحاملین اور لیحملن کے ترجمہ کی تقریر سے سو تعارض کا دفع ہو گیا **ربط** اوپر کفار کی ایذاؤں اور مخالفتوں کا بیان تھا جس سے مسلمان متضرر ہوتے ہیں آگے تسلیہ کے لیے بعض قصص امم سابقہ کے مذکور ہیں اور وجہ تسلیہ کے تمہید سورت میں ذکر کیے گئے ہیں +

قصۂ اول نوح علیہ السلام با قوم او

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا ۭ فَاَخَذَهُمُ الطُّوْفَانُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ۝

النحو قوله اولیس الله عطف على مقدر اى ايخفى حالهم على الله وليس الخ [illegible] البلاغة قوله ولنحمل اصله ليحمل على انه جواب الامر [illegible] ان الحمل لتحققه كانه امر واجب [illegible] لكنهم [illegible] فى الروح [illegible] الكذب [illegible]

[illegible] فان المقصود من القصة تسلية رسول الله صلى الله عليه وسلم [illegible] الذين يحسبون انهم يتركون بلا ابتلاء [illegible] انها تطلق على الشدة والجدب [illegible]

فَأَنْجَيْنٰهُ وَأَصْحٰبَ السَّفِينَةِ وَجَعَلْنٰهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِينَ ۝ وَإِبْرٰهِيمَ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوهُ ۖ ذٰلِكُمْ

پھر ہم نے ان کو اور کشتی والوں کو بچا لیا اور ہم نے اس واقعہ کو تمام جہان والوں کے لیے موجب عبرت بنایا اور ہم نے ابراہیم کو بھیجا جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو یہ

خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ إِنَّمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ أَوْثَانًا وَّتَخْلُقُونَ إِفْكًا ۚ إِنَّ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ

تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم کچھ سمجھ رکھتے ہو　تم لوگ اللہ کو چھوڑ کر محض بتوں کو پوج رہے ہو　اور جھوٹی باتیں تراشتے ہو　تم خدا کو چھوڑ کر جنکو پوج رہے ہو

مِنْ دُونِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُونَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوهُ وَاشْكُرُوا لَهٗ ۖ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝ وَإِنْ

وہ تم کو کچھ بھی رزق دینے کا اختیار نہیں رکھتے سو تم لوگ رزق خدا کے پاس سے تلاش کرو　اور اسی کی عبادت کرو اور اسی کا شکر کرو اور تم سب کو اسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے اور اگر تم لوگ

تُكَذِّبُوا فَقَدْ كَذَّبَ أُمَمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ۖ وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِينُ ۝ أَوَلَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللّٰهُ الْخَلْقَ

مجکو جھوٹا سمجھو تو تم سے پہلے بھی بہت سی امتیں جھوٹا سمجھ چکی ہیں اور پیغمبر کے ذمہ تو صرف صاف طور پر پہونچا دینا ہے　کیا ان لوگوں کو یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کس طرح مخلوق کو اول بار پیدا کرتا ہے

ثُمَّ يُعِيدُهٗ ۚ إِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيرٌ ۝ قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ بَدَأَ الْخَلْقَ

پھر وہی دوبارہ اس کو پیدا کریگا یہ اللہ کے نزدیک بہت ہی آسان بات ہے آپ کہئے کہ تم لوگ ملک میں چلو پھرو　اور دیکھو کہ خدا تعالیٰ نے مخلوق کو کس طور پر اول بار پیدا کیا ہے

[illegible] ہم نے نوح (علیہ السلام) کو ان کی قوم کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا سو وہ ان میں پچاس سال کم ایک ہزار برس رہے (اور قوم کو سمجھاتے رہے) پھر (جب اس پر بھی وہ لوگ ایمان نہ لائے تو) ان لوگوں کو طوفان نے آ دبایا اور وہ بڑے ظالم لوگ تھے (کہ اتنی مدت دراز کی فہمائش سے بھی متاثر نہ ہوئے) پھر (اس طوفان آنے کے بعد) ہم نے ان کو اور کشتی والوں کو کہ ان کے ساتھ سوار تھے اس طوفان سے بچا لیا اور ہم نے اس واقعہ کو تمام جہان والوں کے لیے (جنکو تواتر کے ساتھ خبر پہونچی) موجب عبرت بنایا (کہ غور کر کے سمجھ سکتے ہیں کہ مخالفت حق کا کیا انجام ہوا) **ف** روح المعانی میں بروایت ابن ابی شیبہ و عبد بن حمید و ابن المنذر و ابن ابی حاتم و ابن مردویہ و حاکم و تصحیح حاکم حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ نوح علیہ السلام کو چالیس برس میں نبوت ملی اور ساڑھے نو سو برس دعوت فرمایا پھر طوفان کے بعد ساٹھ برس زندہ رہے اور اس حساب سے انکی عمر ایک ہزار پچاس سال کی ہوئی واللہ اعلم

قصۂ دوم ابراہیم علیہ السلام با قوم او

وَإِبْرٰهِيمَ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوهُ ۖ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ إِنَّمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ أَوْثَانًا وَّتَخْلُقُونَ إِفْكًا ۚ إِنَّ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُونَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوهُ وَاشْكُرُوا لَهٗ ۖ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝ وَإِنْ تُكَذِّبُوا فَقَدْ كَذَّبَ أُمَمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ۖ وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِينُ ۝ اور ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) کو (پیغمبر بنا کر) بھیجا جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے (جو کہ بت پرست تھے) فرمایا کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو (اور ڈر کر شرک چھوڑ دو) یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم کچھ سمجھ رکھتے ہو (خلاف طریقہ شرک کے کہ محض بدتر ہے کیونکہ) تم لوگ اللہ کو چھوڑ کر محض بتوں کو (جو محض عاجز اور ناکارہ ہیں) پوج رہے ہو اور (انکے متعلق) جھوٹی باتیں تراشتے ہو (کہ انکے ہماری روزی روزگار کی کاربرآری ہوتی ہے اور یہ محض جھوٹ ہے کیونکہ) تم خدا کو چھوڑ کر جنکو پوج رہے ہو وہ تم کو کچھ بھی رزق دینے کا اختیار نہیں رکھتے سو تم لوگ رزق خدا کے پاس سے تلاش کرو (یعنی اسی سے مانگو کہ مالک رزق وہی ہے) اور (جب مالک رزق وہی ہے تو) اسی کی عبادت کرو اور (چونکہ پچھلا رزق بھی اسی کا دیا ہوا ہے تو) اسی کا شکر کرو (ایک تو سبب وجوب عبادت کا یہ ہے کہ وہ مالک نفع کا ہے) اور (دوسرا سبب یہ ہے کہ وہ مالک ضرر کا بھی ہے چنانچہ) تم سب کو اسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے (اس وقت کفر پر تمکو سزا دیگا) اور اگر تم لوگ (دعویٰ وجوب عبادت و شکر و اخبار عن البعث میں) مجکو جھوٹا سمجھو تو (یاد رکھو کہ میرا کوئی ضرر نہیں چنانچہ) تم سے پہلے بھی بہت سی امتیں (اپنے پیغمبروں کو) جھوٹا سمجھ چکی ہیں (مگر ان پیغمبروں کا کوئی ضرر نہیں ہوا) اور (وجہ اسکی یہ ہے کہ) پیغمبر کے ذمہ تو صرف (بات کا) صاف طور پر پہونچا دینا ہے (منوانا انکا کام نہیں پس سب انبیاء تبلیغ کے بعد سبکدوش ہو گئے اسی طرح میں بھی پس ہمکو کوئی ضرر نہیں پہنچا البتہ ماننا تمہارے ذمہ واجب تھا اسکے ترک سے تمہارا ضرر ضرور ہوا) **ف** یہ یہانتک ابراہیم علیہ السلام کا ارشاد ہوا اور کسی آیت کے بعد قوم کا مقولہ اور بقیہ قصہ و مضمون دعوت [illegible] آویگا اور درمیان میں اولم یروا سے عذاب الیم تک بطور جملہ معترضہ کے کفار عرب کی طرف مضمون بعث وجزا کے متعلق خطاب ہے اور ذکر الیہ ترجعون میں بھی تھا اس [illegible] یہ ہے کہ یہ لوگ ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں تھے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخالفت کرنے میں مشابہ قوم ابراہیم علیہ السلام کے تھے اسلیے انکو متنبہ کر دیا گیا کہ دیکھو ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعوت تھی جس میں الیہ ترجعون بھی ہے جو دال ہے بعث پر اور اگر اب بھی اس میں شک و شبہہ ہو تو اگلا مضمون سن لیں۔ **ربط** آیات بالا کے فوائد ذیل میں مفہوم ہو چکا **دربیان بعث و مجازات** أَوَلَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللّٰهُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهٗ ۚ إِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيرٌ ۝ قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ بَدَأَ الْخَلْقَ

اللغات ... واحد حق لا تتبعیں بما ... ما عادۃ کما فی الارشاد ۱۲ **النحو** قولہ وان تکذبوا عطف علی مقدر ای فان تصدقوا فقد ... وان تکذبوا **البلاغۃ** قولہ ... لتاکید الکتابۃ بالقرینۃ ... وقوعہ تحت النفی ۱۲

ثُمَّ اللّٰهُ يُنْشِئُ النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۚ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَرْحَمُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاِلَيْهِ تُقْلَبُوْنَ ۝ وَمَآ

پھر اللہ پچھلی بار بھی پیدا کرے گا　بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے　جسکو چاہیگا عذاب دیگا　اور جس پر چاہے رحمت فرماویگا اور تم سب اُسی کے پاس لوٹ کر جاؤ گے اور تم

اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ ۖ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَلِقَآئِهٖٓ

نہ زمین میں ہرا سکتے ہو اور نہ آسمان میں　اور خدا کے سوا تمہارا نہ کوئی کارساز ہے اور نہ کوئی مددگار　اور جو لوگ خدا تعالیٰ کی آیتوں کے اور اُس کے سامنے جانے کے منکر ہیں

اُولٰٓئِكَ يَئِسُوْا مِنْ رَّحْمَتِيْ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا اقْتُلُوْهُ اَوْ حَرِّقُوْهُ فَاَنْجٰىهُ

وہ لوگ میری رحمت سے ناامید ہو گئے اور یہی ہیں جن کو عذاب دردناک ہوگا　سو اُن کی قوم کا جواب بس یہ تھا کہ کہنے لگے کہ ان کو یا تو قتل کر ڈالو یا ان کو جلا دو سو اللہ نے انکو اس

اللّٰهُ مِنَ النَّارِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ وَقَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا ۙ مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ

آگ سے بچا لیا　بے شک اس واقعہ میں اُن لوگوں کے لیے جو کہ ایمان رکھتے ہیں کئی نشانیاں ہیں اور ابراہیم نے فرمایا کہ تم نے جو خدا کو چھوڑ کر بتوں کو تجویز کر رکھا ہے بس یہ تمہارے باہمی دنیا کے تعلقات کی وجہ سے ہے

ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَّيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ۫ وَّمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝ فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ ۘ وَقَالَ

پھر قیامت میں تم میں ایک دوسرے کا مخالف ہو جاویگا اور ایک دوسرے پر لعنت کریگا　اور تمہارا ٹھکانا دوزخ ہوگا اور تمہارا کوئی حمایتی نہ ہوگا سو صرف لوط نے انکی تصدیق فرمائی اور ابراہیم نے فرمایا

اِنِّيْ مُهَاجِرٌ اِلٰى رَبِّيْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

کہ میں اپنے پروردگار کی طرف ترک وطن کر کے چلا جاؤنگا۔　بے شک وہ زبردست حکمت والا ہے۔

ربع ۱۴ / ع ۹

وقف لازم

ثُمَّ اللّٰهُ يُنْشِئُ النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَرْحَمُ مَنْ يَّشَآءُ وَاِلَيْهِ تُقْلَبُوْنَ ۝ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَلِقَآئِهٖٓ اُولٰٓئِكَ يَئِسُوْا مِنْ رَّحْمَتِيْ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ کیا ان لوگوں کو یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کس طرح مخلوق کو اول بار پیدا کرتا ہے (کہ عدم محض سے وجود میں لاتا ہے) پھر وہی دوبارہ اُسکو پیدا کریگا یہ اللہ کے نزدیک بہت ہی آسان بات ہے (بلکہ بادی النظر میں دوبارہ پیدا کرنا اول آفرینش سے بھی سہل ہے گو قدرت ذاتیہ کے اعتبار سے دونوں مساوی ہیں اور یہ لوگ امر اول کا تو اعتراف کرتے تھے لقولہ تعالیٰ ولئن سالتہم من خلق السموات الخ اور امر ثانی مماثل اُسکے ہے پس اسکی مقدوریت بھی اس دلیل سے معلوم ہو گئی اسلیے اولہ یرو اس سے بھی تعلق ہو سکتا ہے اور زیادہ اہتمام کے لیے آگے پھر یہی مضمون قدرے تفاوت عنوان سے سنانے کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہیں کہ آپ (ان لوگوں سے) کہیے کہ تم لوگ ملک میں چلو پھرو اور دیکھو کہ خدا تعالیٰ نے مخلوق کو کس طور پر اول بار پیدا کیا ہے پھر اللہ پچھلی بار بھی پیدا کریگا بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے (پہلے عنوان میں بدء خلق کے علم عقلی سے اعادہ پر استدلال کیا ہے جیسا اسے اولم یروا دال ہے اور دوسرے عنوان میں بدء خلق کے علم حسی سے اعادہ پر استدلال ہے جیسا انظروا اسپر دال ہے جسمیں اول سے ترقی ہے کہ مابہ الاستدلال صرف امر عقلی نہیں بلکہ امر حسی ہے یہ تو بعث کا اثبات تھا آگے جزا کا بیان ہے کہ بعد بعث کے) جسکو چاہیگا عذاب دیگا (یعنی جو اسکا مستحق ہوگا) اور جس پر چاہے رحمت فرماویگا (یعنی جو اسکا اہل ہوگا) اور (اُس تعذیب و رحمت میں اور کسی کا دخل نہوگا کیونکہ) تم سب اُسی کے پاس لوٹ کر جاؤ گے (نہ کہ اور کسی کے پاس) اور (اُسکی تعذیب سے بچنے کی کوئی تدبیر نہیں ہے چنانچہ) تم نہ زمین میں (چھپ کر خدا کو) ہرا سکتے ہو (کہ اُسکے ہاتھ نہ آؤ) اور نہ آسمان میں (اُڑ کر) اور خدا کے سوا تمہارا نہ کوئی کارساز ہے اور نہ کوئی مددگار (پس نہ اپنی تدبیر سے بچ سکتے نہ دوسرے کی حمایت سے) اور (اور جو پہلے کہا تھا یعذب من یشاء اب ایک قاعدہ کلیہ سے اُسکا مصداق بتلاتے ہیں کہ) جو لوگ خدا تعالیٰ کی آیتوں کے اور (بالخصوص) اُسکے سامنے جانے کے منکر ہیں وہ لوگ (قیامت میں) میری رحمت سے ناامید ہو جاویں گے (یعنی اُسوقت مشاہدہ ہو جاویگا کہ ہم محل رحمت نہیں ہیں) اور یہی ہیں جنکو عذاب دردناک ہوگا ف الیہ ترجعون سے مقصود اگر اللہ تعالیٰ کا مالک ضرر ہونا کہا جاوے اور الیہ تقلبون سے دوسرے کا مالک نہ ہونا لیا جاوے تو تکرار مضمون کا نہ رہیگا اور یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ مقصود تاکید ہے اور عنوان کا تغایر تو ظاہر ہے اور چونکہ اجالت نظر کے لیے ایک چیز کا مشاہدہ کافی ہے اور اجالت نظر کے لیے اشیاء کثیرہ کا اسلیے فانظروا کے ساتھ سیروا فی الارض آیا اور چونکہ اس امر نظر سے مقصود زیادہ اہتمام ہے اسلیے قل کی تصریح بھی فرمائی اور عجب نہیں کہ ینشیء النشاۃ الآخرۃ جو کہ عنوان مفصل ہے اسی لیے اختیار فرمایا ہو کہ یعیدہ کی تفسیر و توضیح ہو جاوے جو مقتضا ہے اہتمام کا اور عمل سے قبل کا علم بھی ہوتا ہے اور نظر سے صرف اسکا جو نظر سے پہلے بنکر اب تک موجود ہو اسلیے اولم یروا کے ساتھ یبدئ مضارع اور فانظروا کے ساتھ بدأ ماضی نہایت مناسب ہے۔ وھذا کلہ من المواھب۔ **ربط آیات** وابراہیم اذ قال الخ کے ذیل میں ملاحظہ کر لیا جاوے **تتمہ قصہ ابراہیم علیہ السلام** فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا اقْتُلُوْهُ اَوْ حَرِّقُوْهُ فَاَنْجٰىهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ وَقَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ

ملہ قولہ فی تقلبون جر آور کسی کی کذا فی الروح حقت فالمعط نفی الغیر ۔ ملے قولہ فی یئسوا ہر نیچے اشارہ ہوا لے ان الماضی بمعنی المضارع ۱۲

النحو قولہ اللہ ینشیء مستو علی محل الاعلی ہو علایہ کونہ مالم یتعلق بالنظر قولہ فی الارض متعلق بالمحذوف ای بالہرب فی الارض او بالتحصن فی السماء۔ قولہ مودۃ مفعول لاجلہ ماہو علۃ کقعدت جبنا ۱۲

وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ وَاٰتَيْنٰهُ اَجْرَهٗ فِي الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ

اور ہم نے اُن کو اسحٰق اور یعقوب عنایت فرمایا اور ہم نے اُن کی نسل میں نبوت اور کتاب کو قائم رکھا اور ہم نے اُن کا صلہ اُن کو دنیا میں بھی دیا اور وہ آخرت میں بھی

الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ ۡ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَئِنَّكُمْ

نیک بندوں میں ہونگے اور ہم نے لوط کو پیغمبر بنا کر بھیجا جبکہ اُنہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ تم ایسی بیحیائی کا کام کرتے ہو کہ تم سے پہلے کسی نے دنیا جہان والوں میں نہیں کیا کیا تم

لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ وَتَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ ۙ وَتَاْتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ ۭ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ

مردوں سے فعل کرتے ہو اور تم ڈاکہ ڈالتے ہو اور اپنی بھری مجلس میں نامعقول حرکت کرتے ہو سو اُن کی قوم کا جواب بس یہ تھا کہ ہم پر اللہ کا عذاب لے آؤ

اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ وَلَمَّا جَاۗءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى ۙ قَالُوْٓا

اگر تم سچے ہو لوط نے دعا کی کہ اے میرے رب مجھکو ان مفسد لوگوں پر غالب کر دے اور جب ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے ابراہیم کے پاس بشارت لیکر آئے تو ان فرشتوں نے کہا

ع ۳ ۱۵

اِنَّا مُهْلِكُوْٓا اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ ۚ اِنَّ اَهْلَهَا كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ۝ قَالَ اِنَّ فِيْهَا لُوْطًا ۭ قَالُوْا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِيْهَا ڭ لَنُنَجِّيَنَّهٗ

کہ ہم اس بستی والوں کو ہلاک کرنے والے ہیں وہاں کے باشندے بڑے شریر ہیں ابراہیم نے فرمایا کہ وہاں تو لوط ہیں فرشتوں نے کہا کہ جو جو وہاں ہیں ہمکو سب معلوم ہیں ہم انکو اور انکے خاص متعلقین کو بچالینگے

وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ڭ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ۝ وَلَمَّآ اَنْ جَاۗءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِيْۗءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا

بجز اُن کی بی بی کے کہ وہ عذاب میں رہجانے والوں سے ہوگی اور جب ہمارے وہ فرستادے لوط کے پاس پہنچے تو لوط اُن کی وجہ سے مغموم ہوئے اور اُن کے سبب تنگدل ہوئے

ملحقات الترجمہ

سلہ قوانی جواب آخری لاء الکلام ...

وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ وَاٰتَيْنٰهُ اَجْرَهٗ فِي الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ سو (ابراہیم علیہ السلام کی اس تقریر دلپذیر کے بعد) اُن کی قوم کا (آخری[1]) جواب بس یہ تھا کہ (آپس میں) کہنے لگے کہ ان کو یا تو قتل کر ڈالو یا ان کو جلا دو (چنانچہ جلانے کا سامان کیا) سو اللہ نے اُن کو اُس آگ سے بچالیا (جسکا قصہ سورۂ انبیاء میں گذر چکا ہی) بیشک اس واقعہ میں اُن لوگوں کے لیے جو کہ ایمان رکھتے ہیں کئی نشانیاں ہیں (یعنی یہ واقعہ کئی مدلول کی دلیل ہی۔ اللہ کا قادر ہونا۔ ابراہیم علیہ السلام کا نبی ہونا۔ کفر و شرک کا باطل ہونا۔ پس دلیل واحد باعتبار تعدد مدلول کے تغایر اعتباری کے طور پر بجائے متعدد دلائل کے ہوگئی) اور ابراہیم (علیہ السلام) نے (وعظ میں یہ بھی) فرمایا (خواہ بعد واقعہ نار کے یا قبل بھی) کہ تم نے جو خدا کو چھوڑ کر بتوں کو (معبود) تجویز کر رکھا ہی بس یہ تمہارے باہمی دنیا کے تعلقات کی وجہ سے ہی (چنانچہ مشاہد ہی کہ اکثر آدمی اپنے علاقہ اور دوستی اور رشتہ والوں کے طریق پر رہتا ہی یا تو اس وجہ سے حق میں غور ہی نہیں کرتا اور یا سمجھ کر بھی ڈرتا ہی کہ یہ سب چھوٹ جاویںگے) پھر قیامت میں (تمہارا یہ حال ہوگا کہ) تم میں ایک دوسرے کا مخالف ہوجاویگا اور ایک دوسرے پر لعنت کریگا (جیسا سورۂ اعراف میں ہی لعنت اختہا اور سورہ سبا میں ہی یرجع بعضہم الی بعض القول اور سورہ بقرہ میں ہی اذ تبرأ الذین اتبعوا الخ) اور (اگر تم اس بت پرستی سے باز نہ آئے تو) تمہارا ٹھکانا دوزخ ہوگا اور تمہارا کوئی حمایتی نہ ہوگا سو (اتنے وعظ و پند پر بھی انکی قوم نے نہ مانا) صرف لوط (علیہ السلام) نے انکی تصدیق (بلا تامل) فرمائی (کیونکہ انبیاء ایمان میں کبھی توقف نہیں کرتے) اور ابراہیم (علیہ السلام) نے فرمایا کہ میں (تم لوگوں میں نہیں رہتا بلکہ) اپنے پروردگار کی (بتلائی ہوئی جگہ کی) طرف ترک وطن کر کے چلا جاؤنگا بیشک وہ زبردست حکمت والا ہی (وہ میری حفاظت کریگا اور مجکو اسکا ثمرہ دیگا) اور ہم نے (ہجرت کے بعد) انکو اسحٰق (بیٹا) اور یعقوب (پوتا) عنایت فرمایا اور ہم نے انکی نسل میں نبوت اور کتاب (کے سلسلہ) کو قائم رکھا اور ہم نے انکا صلہ انکو دنیا میں بھی دیا اور وہ آخرت میں بھی (بڑے درجہ کے) نیک بندوں میں ہونگے (اس صلہ سے مراد قرب و قبول ہی کقولہ تعالیٰ فی البقرۃ لقد اصطفیناہ فی الدنیا الخ)

قصہ سوم لوط علیہ السلام با قوم او

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ ۡ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ وَتَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ ۙ وَتَاْتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ ۭ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ وَلَمَّا جَاۗءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مُهْلِكُوْٓا اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ ۚ اِنَّ اَهْلَهَا كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ۝ قَالَ اِنَّ فِيْهَا لُوْطًا ۭ قَالُوْا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِيْهَا ڭ لَنُنَجِّيَنَّهٗ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ڭ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ۝ وَلَمَّآ اَنْ جَاۗءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِيْۗءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا

نکتہ لم یذکر فی الآیۃ ہبۃ اسمٰعیل علیہما السلام الا ان المقام مقام الامتنان بہبۃ الولد من العجوز ... واللہ اعلم ۱۲

وَقَالُوا لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ إِنَّا مُنَجُّوكَ وَأَهْلَكَ إِلَّا امْرَأَتَكَ كَانَتْ مِنَ الْغَابِرِينَ ۝ إِنَّا مُنْزِلُونَ عَلَىٰ أَهْلِ هَٰذِهِ الْقَرْيَةِ

اور وہ فرشتے کہنے لگے آپ اندیشہ نہ کریں اور نہ مغموم ہوں ہم آپ کو اور آپکے خاص متعلقین کو بچالیں گے بجز آپ کی بی بی کے کہ وہ عذاب میں رہجانے والوں میں ہوگی ہم اس بستی کے باشندوں پر ایک آسمانی عذاب

رِجْزًا مِنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ۝ وَلَقَدْ تَرَكْنَا مِنْهَا آيَةً بَيِّنَةً لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ۝ وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا فَقَالَ

اُن کی بدکاریوں کی سزا میں نازل کرنے والے ہیں اور ہم نے اس بستی کے کچھ ظاہر نشان رہنے دیے ہیں ان لوگوں کے لیے جو عقل رکھتے ہیں اور مدین والوں کے پاس ہم نے اُن کے بھائی شعیب کو پیغمبر بنا کر بھیجا

يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَارْجُوا الْيَوْمَ الْآخِرَ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ۝ فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جَاثِمِينَ

کہ اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو اور روز قیامت سے ڈرو اور سرزمین میں فساد مت پھیلاؤ سو اُن لوگوں نے شعیب کو جھٹلایا پس زلزلہ نے اُن کو آ پکڑا پھر وہ اپنے گھروں میں اوندھے گر کر رہ گئے

وَقَالُوا لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ إِنَّا مُنَجُّوكَ وَأَهْلَكَ إِلَّا امْرَأَتَكَ كَانَتْ مِنَ الْغَابِرِينَ ۝ إِنَّا مُنْزِلُونَ عَلَىٰ أَهْلِ هَٰذِهِ الْقَرْيَةِ رِجْزًا مِنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ۝ وَلَقَدْ تَرَكْنَا مِنْهَا آيَةً بَيِّنَةً لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ۝ اور ہم نے لوط (علیہ السلام) کو پیغمبر بنا کر بھیجا جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ تم ایسی بے حیائی کا کام کرتے ہو کہ تم سے پہلے کسی نے دنیا جہان والوں میں نہیں کیا کیا تم مردوں سے فعل کرتے ہو (وہ بے حیائی کا کام یہی ہے) اور (اسکے علاوہ دوسری نامعقول حرکتیں بھی کرتے ہو مثلاً یہ کہ) تم ڈاکہ ڈالتے ہو (کذا فی الدر عن ابن زید) اور (غضب یہ ہے کہ) اپنی بھری مجلس میں نامعقول حرکت کرتے ہو (اور معصیت کا اعلان یہ خود ایک معصیت و قبح عقلی ہے) سو اُن کی قوم کا (آخری) جواب بس یہ تھا کہ ہم پر اللہ کا عذاب لے آ اگر تم (اس بات میں) سچے ہو (کہ یہ افعال موجب عذاب ہیں) لوط (علیہ السلام) نے دعا کی کہ اے میرے رب مجھکو ان مفسد لوگوں پر غالب (اور انکو عذاب سے ہلاک) کر دے اور (اُنکی دعا قبول ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ نے عذاب کی خبر دینے کے لیے فرشتے معین فرمائے اور دوسرا کام اُن فرشتوں کو یہ بتلایا گیا کہ ابراہیم علیہ السلام کو اسحٰق علیہ السلام کے تولد کی بشارت دیں چنانچہ) ہمارے (وہ) بھیجے ہوئے فرشتے جب ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس (اُنکے فرزند اسحٰق کے تولد کی) بشارت لیکر آئے تو (اثنائے گفتگو میں جسکا مفصل بیان دوسرے موقع پر ہے قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ أَيُّهَا الْمُرْسَلُونَ الخ) اُن فرشتوں نے (ابراہیم علیہ السلام سے) کہا کہ ہم اس بستی والوں کو (جسمیں قوم لوط آباد ہے) ہلاک کرنے والے ہیں (کیونکہ) وہاں کے باشندے بڑے شریر ہیں ابراہیم (علیہ السلام) نے فرمایا کہ وہاں تو لوط (علیہ السلام) بھی موجود ہیں (کہیں وہاں عذاب بھیجا جاوے کہ انکو گزند پہونچیگا) فرشتوں نے کہا کہ جو جو وہاں (رہتے) ہیں ہم کو سب معلوم ہیں ہم انکو اور انکے خاص متعلقین کو (یعنی اُنکے خاندان والوں کو اور جو مومن ہوں اُنکو عذاب سے) بچالینگے (اس طرح سے کہ نزول عذاب کے قبل اُنکو بستی سے باہر نکال لیجاوینگے) بجز اُنکی بی بی کے کہ وہ عذاب میں رہجانے والوں سے ہوگی (جسکا ذکر سورہ ہود اور سورہ حجر میں گذر چکا یہ گفتگو تو ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی) اور (پھر وہاں سے فارغ ہو کر) جب ہمارے وہ فرستادے لوط (علیہ السلام) کے پاس پہونچے تو لوط (علیہ السلام) اُن (کے آنے) کی وجہ سے (اسلیے) مغموم ہوئے (کہ وہ بہت حسین جوانوں کی شکل میں آئے تھے اور لوط علیہ السلام نے اُن کو آدمی سمجھا اور اپنی قوم کی نامعقول حرکت کا خیال آیا) اور (اسوجہ سے اُن (کے آنے) کے سبب تنگدل ہوئے اور (فرشتوں نے جو یہ حال دیکھا تو) وہ فرشتے کہنے لگے آپ (کسی بات کا) اندیشہ نہ کریں اور نہ مغموم ہوں (ہم آدمی نہیں ہیں عذاب کے فرشتے ہیں لقولہ تعالیٰ انا رسل ربک اور اُس عذاب سے) ہم آپ کو اور آپکے خاص متعلقین کو بچالینگے بجز آپ کی بی بی کے کہ وہ عذاب میں رہجانے والوں میں ہوگی (اور آپکو مع متعلقین کے اُس سے بچاکر) ہم اس بستی کے (بقیہ) باشندوں پر ایک آسمانی عذاب (یعنی اسباب غیر طبعیہ غیر ارضیہ سے) اُنکی بدکاریوں کی سزا میں نازل کرنے والے ہیں (چنانچہ وہ بستی الٹ دی گئی اور غیبی پتھروں سے سنگباری کی گئی) اور ہم نے اُس بستی کے کچھ ظاہر نشان (ابتک) رہنے دیے ہیں اُن لوگوں (کی عبرت) کے لیے جو عقل رکھتے ہیں (چنانچہ اہل مکہ سفر شام میں اُن ویران مقامات کو دیکھتے تھے اور جو اہل عقل تھے وہ منتفع بھی ہوتے تھے کہ ڈر کر ایمان لے آتے تھے) ف سورۂ اعراف و سورۂ ہود و سورۂ حجر میں یہ قصہ آچکا ہے بعض ضروری فوائد اسکے متعلق وہاں لکھے گئے ہیں۔

قصہ چہارم شعیب علیہ السلام

وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا فَقَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَارْجُوا الْيَوْمَ الْآخِرَ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ۝ فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جَاثِمِينَ ۝ اور مدین والوں کے پاس ہم نے ان (کی برادری) کے بھائی شعیب (علیہ السلام) کو پیغمبر بنا کر بھیجا سو انہوں نے فرمایا کہ اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو (اور شرک چھوڑ دو) اور روز قیامت سے ڈرو (اور انکار بعث چھوڑ دو) اور سرزمین میں فساد مت پھیلاؤ (یعنی حقوق اللہ و حقوق العباد کو ضائع مت کرو جیسا کفر و شرک کے ساتھ کم ناپنے تولنے کے بھی خوگر تھے اور اقامت علل کے ترک کا فساد ہونا ظاہر ہے) سو اُن لوگوں نے شعیب (علیہ السلام) کو جھٹلایا پس زلزلہ نے اُنکو آ پکڑا پھر وہ اپنے گھروں میں اوندھے گر کر رہ گئے ف سورۂ اعراف اور سورۂ ہود میں یہ قصہ مع ضروری فوائد کے گذر

ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ تعالیٰ ترکنا منہا آیۃ بینۃ الخ ای من البقیۃ الدالۃ علی الدیار الخ کذا فی الخازن

۱۲ قولہ تعالیٰ وارجوا ای ارجوا ثوابہ او ان الرجاء بمعنی الخوف ۱۲

وَعَادًا وَّثَمُوْدَا۟ وَقَدْ تَّبَيَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسٰكِنِهِمْ ۟ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَكَانُوْا مُسْتَبْصِرِيْنَ ۟

اور ہم نے عاد و ثمود کو بھی ہلاک کیا اور یہ ہلاک ہونا تم کو اُن کے رہنے کے مقامات سے نظر آرہا ہے اور شیطان نے اُن کے اعمال کو اُن کی نظر میں مستحسن کر رکھا تھا اور اُن کو راہ سے روک رکھا تھا اور وہ لوگ ہوشیار تھے

وَقَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ ۫ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ فَاسْتَكْبَرُوْا فِى الْاَرْضِ وَمَا كَانُوْا سٰبِقِيْنَ ۟ فَكُلًّا

اور ہم نے قارون اور فرعون اور ہامان کو بھی ہلاک کیا اور اُن کے پاس موسیٰ کھلی دلیلیں لیکر آئے تھے پھر ان لوگوں نے زمین میں سرکشی کی اور بھاگ نہ سکے تو ہم نے

اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ ۚ

ہر ایک کو اس کے گناہ کی سزا میں پکڑ لیا سو اُن میں بعضوں پر تو ہم نے تند ہوا بھیجی اور اُن میں بعضوں کو ہولناک آواز نے آدبایا اور ان میں بعض کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا

وَمِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۟ مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ

اور اُن میں بعض کو ہم نے ڈبو دیا اور اللہ ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرتا لیکن یہی لوگ اپنے اوپر ظلم کیا کرتے تھے جن لوگوں نے خدا کے سوا اور کارساز تجویز کر رکھے ہیں ان لوگوں کی

كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ ۚ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا ۚ وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۟ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُوْنَ

مثال مکڑی کی سی مثال ہے جسنے ایک گھر بنایا اور کچھ شک نہیں کہ سب گھروں میں زیادہ بودا مکڑی کا گھر ہوتا ہے اگر وہ جانتے تو ایسا نہ کرتے اللہ تعالیٰ اُن سب چیزوں کو جانتا ہے جن کو

مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۟ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۚ وَمَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ۟

وہ لوگ خدا کے سوا پوج رہے ہیں اور وہ زبردست حکمت والا ہے اور ہم ان مثالوں کو لوگوں کے لیے بیان کرتے ہیں اور ان مثالوں کو بس علم والے ہی لوگ سمجھتے ہیں

قصۂ پنجم و ششم و ہفتم و ہشتم تذکرہ اجمالی عاد و ثمود و قارون و فرعون و ہامان

وَعَادًا وَّثَمُوْدَا۟ وَقَدْ تَّبَيَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسٰكِنِهِمْ ۟ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَكَانُوْا مُسْتَبْصِرِيْنَ ۟ وَقَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ ۫ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ فَاسْتَكْبَرُوْا فِى الْاَرْضِ وَمَا كَانُوْا سٰبِقِيْنَ ۟ فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۟ اور ہم نے عاد و ثمود کو بھی (انکے عناد و خلاف کی وجہ سے) ہلاک کیا اور یہ ہلاک ہونا تم کو انکے رہنے کے مقامات سے نظر آرہا ہے (کہ آثار ویرانی و بربادی کے اُن سے نمایاں ہیں اور یہ مقامات شام کو جاتے ہوئے ملتے تھے) اور (حالت انکی یہ تھی کہ) شیطان نے انکے اعمال (بد) کو انکی نظر میں مستحسن کر رکھا تھا اور (اس ذریعہ سے) انکو راہ (حق) سے روک رکھا تھا اور وہ لوگ (ویسے) ہوشیار تھے (مجنون معتوہ نہ تھے مگر اس جگہ انہوں نے اپنی عقل سے کام نہ لیا) اور ہم نے قارون اور فرعون اور ہامان کو بھی (انکے کفر کے سبب) ہلاک کیا اور (ان تینوں) کے پاس موسیٰ (علیہ السلام) کھلی دلیلیں (حق کی) لیکر آئے تھے پھر ان لوگوں نے زمین میں سرکشی کی اور (ہمارے عذاب سے) بھاگ نہ سکے تو ہم نے (ان پانچوں میں سے) ہر ایک کو اسکے گناہ کی سزا میں پکڑ لیا سو اُن میں بعضوں پر تو ہم نے تند ہوا بھیجی (مراد اس سے قوم عاد ہے) اور انمیں بعضوں کو ہولناک آواز نے آدبایا (مراد اس سے ثمود ہیں لقولہ تعالیٰ فی سورۃ ہود واخذ الذین ظلموا الصیحۃ) اور انمیں بعض کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا (مراد اس سے قارون ہے) اور انمیں بعض کو ہم نے (پانی میں) ڈبو دیا (مراد اس سے فرعون و ہامان ہیں) اور (ان لوگوں پر جو عذاب نازل ہوئے تو) اللہ ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرتا (یعنی بلا وجہ سزا دیتا جو ظاہراً مشابہ ظلم کے ہے گو واقع میں اپنی ملک میں تصرف کرنے سے یہ بھی ظلم نہ ہوتا) لیکن یہی لوگ (شرارتیں کر کے) اپنے اوپر ظلم کیا کرتے تھے (کہ اپنے کو مستحق تعذیب بنایا اور غارت ہوئے تو اپنا ضرر خود کیا) **ف** عاد و ثمود کا قصہ اعراف اور ہود میں گذر چکا ہے اور بقیہ تین کا سورہ قصص میں۔ **ربط** شروع سورت سے کفار کے مسلمانوں کو ایذا دینے کے مضمون کا سلسلہ یہاں تک چلا آیا ہے آگے توحید و نبوت کی تحقیق ہے جو بنا تھی اس ایذا رسانی کی اور اس سے اس ایذا رسانی کا ناحق ہونا بھی واضح ہوجاویگا کقولہ تعالیٰ وما نقموا منھم الا ان یؤمنوا باللہ الخ +

تزییف شرک و اثبات توحید

مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ ۚ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا ۚ وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۟ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۟ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۚ وَمَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ۟

اللغات الحاصب الریح التی ترمی بالحصباء ۱۲ — شیٔ من الاولی متعلقۃ بیدعون والثانیۃ للتبیین ۱۲

النحو قولہ عادا ای معطوف علیہ معمول لمقدر ای اہلکنا الدال علیہ قولہ فاخذتہم الرجفۃ تقدیرا ما بعد عنی مزید من ۔ البلاغۃ قولہ اتخذت الخ بیان لصفۃ العنکبوت التی یدور علیہا امر التشبیہ فالمشرکون شبہ العنکبوت شبہ کذا الاولیاء شبہ بالبیت ۱۲

خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ۭ اِنَّ

اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو مناسب طور پر بنایا ہے ایمان والوں کے لیے اس میں بڑی دلیل ہے ۔ جو کتاب آپ پر وحی کی گئی ہے آپ اس کو پڑھا کیجیے اور نماز کی پابندی رکھیے بیشک

الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ ۭ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ۝ وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِىَ

نماز بےحیائی اور ناشایستہ کاموں سے روک ٹوک کرتی رہتی ہے اور اللہ کی یاد بہت بڑی چیز ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارے سب کاموں کو جانتا ہے اور تم اہل کتاب کے ساتھ بجز مہذب طریقہ کے مباحثہ مت کرو

اَحْسَنُ ڰ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَاُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَاِلٰـهُنَا وَاِلٰــهُكُمْ وَاحِدٌ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝

ہاں جو ان میں زیادتی کریں اور یوں کہو کہ ہم اس کتاب پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو ہم پر نازل ہوئی اور ان کتابوں پر بھی جو تم پر نازل ہوئیں اور ہمارا اور تمہارا معبود ایک ہے اور ہم اسی کی اطاعت

خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ جن لوگوں نے خدا کے سوا اور کارساز تجویز کر رکھے ہیں ان لوگوں کی مثال مکڑی کی سی مثال ہے جسنے ایک گھر بنایا اور کچھ شک نہیں کہ سب گھروں میں زیادہ بودا مکڑی کا گھر ہوتا ہے (پس جیسا اس مکڑی نے اپنے زعم میں ایک اپنی پناہ بنائی ہے مگر واقع میں وہ پناہ غایت ضعف سے کالعدم ہے اسیطرح یہ مشرک معبودات باطلہ کو اپنے زعم میں اپنی پناہ سمجھتے ہیں مگر واقع میں وہ پناہ لاشی محض ہے) اگر وہ (حقیقت حال کو) جانتے تو ایسا نہ کرتے (یعنی شرک نہ کرتے لیکن وہ نہ جانیں تو کیا ہوا) اللہ تعالیٰ (تو) ان سب چیزوں (کی حقیقت اور ضعف) کو جانتا ہے جس جس کو وہ لوگ خدا کے سوا پوج رہے ہیں (پس وہ چیزیں تو نہایت ضعیف ہیں) اور وہ (خود یعنی اللہ تعالیٰ) زبردست حکمت والا ہے (جسکا حاصل قوت علمیہ و عملیہ میں کامل ہونا ہے) اور (چونکہ ہم ان چیزوں کی حقیقت کو جانتے ہیں اسی لیے) ہم ان (قرآنی) مثالوں کو (جنمیں سے ایک مثال اس مقام پر مذکور ہے) لوگوں کے (سمجھانے کے) لیے بیان کرتے ہیں اور (ان مثالوں سے چاہیے تھا کہ ان لوگوں کا عدم علم جو لو کانوا یعلمون سے مفہوم ہوتا ہے مبدل بہ علم ہو جاتا مگر) ان مثالوں کو بس علم والے ہی لوگ سمجھتے ہیں (خواہ حالاً موصوف بالعلم ہوں یا مآلاً ہوں یعنی علم اور حق کے طالب ہوں اور یہ لوگ طالب بھی نہیں اسلیے جہل میں مبتلا رہتے ہیں لیکن انکے جہل سے حق حق ہی رہیگا جسکو خدا جانتا ہے اور اپنے بیان سے ظاہر فرماتا ہے پس غیر اللہ کا مستحق عبادت نہ ہونا تو ثابت ہو گیا اللہ تعالیٰ کے مستحق عبادت ہونیکی دلیل یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو مناسب طور پر بنایا ہے (چنانچہ وہ بھی تسلیم کرتے ہیں) ایمان والوں کے لیے اسمیں (اسکے استحقاق عبادت کی) بڑی دلیل ہے ربط اوپر توحید کا ذکر تھا جسکی وجہ ارتباط کی اسکے قبل تمہید میں بیان ہو چکی ہے آگے نبوت کا ذکر ہے اس ترتیب سے کہ اول حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اُتل ما اوحی الیک سے تبلیغ قولی اور اقم الصلوٰۃ سے تبلیغ فعلی کا حکم اور اسکے بعد کے جملوں میں بیان فضل اعمال و بیان علم الٰہی سے ترغیب ترہیب شرائع کی کہ معین مقصود تبلیغ ہے اور ولا تجادلوا الخ سے قل کفی باللہ تک منکرین رسالت سے کلام اول اہل کتاب سے پھر غیر اہل کتاب سے پھر آگے بیستعجلونک سے بعض منکرین رسالت کے ایک شبہہ کا جواب مذکور ہے۔

کلام متعلق رسالت

اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ۝ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ آپ رسول ہیں اسلیے جو کتاب آپ پر وحی کی گئی ہے آپ (تبلیغ کیواسطے) اُسکو (لوگوں کے سامنے) پڑھا کیجیے اور (تشریع قولی کے ساتھ تشریع فعلی بھی کیجیے کہ انکو دین کے کام کر کے دکھلائیے بالخصوص) نماز کی (جو کہ اعظم عبادات ہے) پابندی رکھیے (تاکہ اور لوگ بھی اسکا اتباع کریں اور اس اتباع کی ترغیب کے لیے اسکی فضیلت سنائی جاتی ہے کہ) بیشک نماز (اپنی وضع کے اعتبار سے) بےحیائی اور ناشایستہ کاموں سے روک ٹوک کرتی رہتی ہے (یعنی بلسان حال کہتی ہے کہ جس معبود کی تو اتنی تعظیم کرتا ہے فحشاء و منکر کے ارتکاب سے اسکی تعظیمی نہایت نازیبا ہے) اور (اسیطرح نماز کے سوا اعمال خیر میں سب پابندی کے قابل ہیں کیونکہ وہ سب قولاً یا فعلاً اللہ کی یاد ہیں) اور اللہ کی یاد بہت بڑی چیز ہے (یعنی اسمیں بڑی فضیلت ہے اسلیے قابل پابندی ہی ہے) اور ترغیب کے ساتھ ترہیب کا مضمون بھی عام عنوان سے سن لو وہ یہ کہ) اللہ تعالیٰ تمہارے سب کاموں کو جانتا ہے (اور جیسا کام کروگے ویسا بدلہ ملیگا خیر کا خیر اور شر کا شر) ف ان الصلوٰۃ تنہٰی کی جو تقریر ترجمہ میں کیگئی ہے اس سے شبہہ مشہورہ جاتا رہا کہ اکثر لوگ باوجودیکہ نماز کے پابند ہیں مگر برے کام بھی کرتے ہیں منشا شبہہ کا یہ ہے کہ نہی کے لیے انتہا کو لازم سمجھ لیا گیا تقریر مذکور کا مبنی یہ ہے کہ انتہا لوازم نہی سے نہیں پس یہ نہی ایسی ہے جیسے حدیث میں قرآن مجید کی آیت جلو کہ الذین کی تفسیر شیب کے ساتھ آئی ہے جس سے شیب کا ناہی ہونا مفہوم ہوا مگر اہل شیب بھی بعضے نہیں رکتے البتہ اس نہی بلسان الحال پر اگر بار بار نظر واقع ہوتی رہے تو اکثر اسپر انتہا یعنی باز رہنا معاصی سے مرتب ہو جاتا ہے اور یہی معنی ہیں اس حدیث کے جو روح المعانی میں روایت احمد و ابن حبان و بیہقی حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ کسی شخص کا حال حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ رات کو نماز پڑھتا رہتا ہے صبح ہوتے چوری کرتا ہے آپنے فرمایا عنقریب اسکو اسکی نماز اس سے روک دیگی اور اس سے ظاہر ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آپکو وحی سے خاص اس شخص کا حال معلوم ہو گیا ہوگا کہ نہی حالی اسکو مؤثر ہو جاویگی اس سے عموم لازم نہیں آتا تا کہ اشکال واقع ہو بقیہ کلام مذکور (جسکا ربط ابھی اوپر بیان ہو چکا ہے)

ملحقات الترجمہ

لہ قوله فی الآیة
بڑی افادہ التنوین
لہ قوله ولذکر اللہ
اللہ سب یادوں کی
نی الحسنین وکل
سہ تعالیٰ لعبدہ اکبر ۱۲

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۚ وَمِنْ هٰٓؤُلَاۗءِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ ۭ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا

اور اسی طرح ہم نے آپ پر یہ کتاب نازل فرمائی سو جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس کتاب پر ایمان لے آتے ہیں اور ان لوگوں میں بھی بعض ایسے ہیں کہ اس کتاب پر ایمان لے آتے ہیں اور ہماری آیتوں سے بجز کافروں کے

الْكٰفِرُوْنَ ۝ وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ۝ بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ

اور کوئی منکر نہیں ہوتا اور آپ اس کتاب سے پہلے نہ کوئی کتاب پڑھے ہوئے تھے اور نہ کوئی کتاب اپنے ہاتھ سے لکھ سکتے تھے کہ ایسی حالت میں یہ ناحق شناس لوگ کچھ شبہ نکالتے بلکہ یہ کتاب خود بہت سی واضح دلیلیں ہیں

الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ۭ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ۝ وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ۭ

ان لوگوں کے ذہن میں جنکو علم عطا ہوا ہے اور ہماری آیتوں سے بس ضد ہی لوگ انکار کیے جاتے ہیں اور یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ ان پر ان کے رب کے پاس سے نشانیاں کیوں نہیں نازل ہوئیں آپ یوں کہدیجیے کہ وہ نشانیاں تو خدا کے قبضہ میں ہیں

وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ قُلْ كَفٰى

ع ۷ / ۱

اور میں تو صرف ایک صاف صاف ڈرانے والا ہوں کیا ان لوگوں کو یہ بات کافی نہیں ہوئی کہ ہم نے آپ پر یہ کتاب نازل فرمائی جو ان کو سنائی جاتی رہتی ہے بلاشبہ اس کتاب میں ایمان لانے والے لوگوں کے لیے بڑی رحمت اور نصیحت ہے آپ

بِاللّٰهِ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ شَهِيْدًا ۚ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوْا بِاللّٰهِ ۙ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝

کہ اللہ میرے اور تمہارے درمیان گواہ بس ہے اسکو سب چیزوں کی خبر ہے جو آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے اور جو لوگ جھوٹی باتوں پر یقین رکھتے ہیں اور اللہ کے منکر ہیں تو وہ لوگ بڑے زیاں کار ہیں

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۚ وَمِنْ هٰٓؤُلَاۗءِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ ۭ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ ۝ اور (جب پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت ثابت ہے تو اے مسلمانو منکرین رسالت میں سے جو اہل کتاب ہیں ہم اُن سے گفتگو کا طریقہ بتلاتے ہیں اور تخصیص اسلیے کہ اول تو وہ بوجہ اہل علم ہونے کے بات کو سنتے ہیں اور مشرکین تو بات سُننے سے پہلے ایذا کے درپے ہو جاتے تھے دوسرے اہل علم کے ایمان لے آنے سے عوام کا ایمان زیادہ متوقع ہو جاتا ہے اور وہ طریقہ یہ ہے کہ) تم اہل کتاب کے ساتھ بجز مہذب طریقہ کے مباحثہ مت کرو ہاں جو ان میں زیادتی کریں (تو انکو جواب ترکی بترکی دینے کا مضائقہ نہیں گو افضل جب بھی طریقہ احسن ہے) اور (وہ مہذب طریقہ یہ ہے کہ مثلاً ان سے) یوں کہو کہ ہم اس کتاب پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو ہم پر نازل ہوئی اور ان کتابوں پر بھی (ایمان رکھتے ہیں) جو تم پر نازل ہوئیں (کیونکہ مدار ایمان کا منزل من اللہ ہونا ہے پس جب ہماری کتاب کا منزل من اللہ ہونا تمہاری کتب سے بھی ثابت ہے پھر تمکو قرآن پر بھی ایمان لانا چاہیے) اور (یہ تم بھی تسلیم کرتے ہو کہ) ہمارا اور تمہارا معبود ایک ہے (کقولہ تعالیٰ الی کلمة سواء بیننا الخ جب توحید متفق علیہ ہے اور احبار و رہبان کی اطاعت سے بنی زبان پر ایمان نہ لانا خلاف توحید ہے تو تمکو ہمارے نبی پر ایمان لانا چاہیے کقولہ تعالیٰ ولا یتخذ بعضنا الخ) اور (اس گفتگو کے ساتھ اپنا مسلمان ہونا تنبیہ کے لیے سُنادو کہ) ہم تو اُسکی اطاعت کرتے ہیں (اسمیں عقائد و اعمال سب آگئے یعنی اسی طرح تمکو بھی چاہیے جبکہ مقتضی موجود ہے کقولہ تعالیٰ فان تولوا فقولوا اشہدوا بانا مسلمون) اور (جس طرح ہمنے پہلے انبیاء پر کتابیں نازل کیں) اسی طرح ہمنے آپ پر یہ کتاب نازل فرمائی (جسکی بناء پر مجادلہ بالاحسن کی تعلیم کیگئی) سو جن لوگوں کو ہمنے کتاب (کی نافع سمجھ) دی ہے وہ اُس (آپ والی) کتاب پر ایمان لے آتے ہیں (اور اُن سے مجادلہ کی بھی نوبت شاذ و نادر آتی ہے) اور ان (اہل عرب مشرکین) لوگوں میں بھی بعض ایسے (منصف) ہیں کہ اُس کتاب پر ایمان لے آتے ہیں (خواہ خود سمجھ کر یا اہل علم کے ایمان سے استدلال کرکے) اور (وضوح دلائل کے بعد) ہماری (اُس کتاب کی) آیتوں سے بجز (ضدی) کافروں کے اور کوئی منکر نہیں ہوتا ف مجادلہ بالاحسن کا حکم مشرکین کے ساتھ بھی آخر سورۂ نحل میں آیا ہے یہاں وجہ تخصیص اہل کتاب کی خود تقریر ترجمہ میں لکھ دی گئی +

بقیہ کلام در رسالت

وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ۝ بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ۭ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ۝ وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ شَهِيْدًا ۚ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوْا بِاللّٰهِ ۙ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝

ملحقات الترجمۃ

ل قولہ فی آتیناہم نافع سمجھ لم یرد مطلق ہل ما دان اتیان الکتب للعمتہ بہما الا عمل بہ

ع قولہ فی الکافرون ضدی اشارۃ الی ان المراد الکاعون فی الکفر

النحو قولہ اولم یکفہم عطف علی مقدر ای اتصر عن الدلالۃ ولم یکفہم ۲

البلاغۃ قولہ بیمینک تاکید کقولک رایت بعینی ۲

فائدہ متعلقہ بقولہ تعالیٰ ولا تخطہ الخ اختلف فی انہ صلی اللہ علیہ وسلم ہل کان بعد النبوۃ یقرا ویکتب ام لا فقیل ما نزل القرآن حتی تقرر الاسلام وظہر الارتیاب تعرف الکتابۃ حینئذ فی صحیح البخاری فی صلح الحدیبیۃ فاخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الکتاب ولیس یحسن یکتب فکتب ۔ وقیل ما کتب لما فی الحدیث نحن امۃ امیۃ لانکتب ولا نحسب ومعنی کتب امر بالکتابۃ والاولون یؤولون قولہ لانکتب ان اکثر الامۃ امیون ملخصا من الروح واللہ تعالیٰ اعلم ۲

وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ ۚ وَلَوْلَا أَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَاءَهُمُ الْعَذَابُ ۚ وَلَيَأْتِيَنَّهُم بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝ يَسْتَعْجِلُونَكَ

اور یہ لوگ آپ سے عذاب کا تقاضا کرتے ہیں اور اگر میعاد معین نہ ہوتی تو ان پر عذاب آچکا ہوتا اور وہ عذاب ان پر دفعتاً آپہنچے گا اور ان کو خبر بھی نہ ہوگی یہ لوگ آپ سے

بِالْعَذَابِ وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ بِالْكَافِرِينَ ۝ يَوْمَ يَغْشَاهُمُ الْعَذَابُ مِن فَوْقِهِمْ وَمِن تَحْتِ أَرْجُلِهِمْ وَيَقُولُ ذُوقُوا مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ

عذاب کا تقاضا کرتے ہیں اور اس میں کچھ شک نہیں کہ جہنم ان کافروں کو گھیر لیگا جس دن کہ ان پر عذاب ان کے اوپر سے اور ان کے نیچے سے گھیر لیگا اور حق تعالیٰ فرمائیگا کہ جو کچھ کرتے رہے ہو چکھو

(اوپر مجادلہ کی تقریر دلیل نقلی تھی جس سے خاص اہل نقل کو تخاطب تھا آگے دلیل عقلی ہے جسمیں عام تخاطب ہے یعنی) اور (جو لوگ آپ کی نبوت کے منکر ہیں اُن کے پاس کوئی منشاء اشتباہ بھی تو نہیں کیونکہ) آپ اس کتاب (یعنی قرآن) سے پہلے نہ کوئی کتاب پڑھے ہوئے تھے اور نہ کوئی کتاب اپنے ہاتھ سے لکھ سکتے تھے کہ ایسی حالت میں یہ ناحق شناس لوگ کچھ شبہہ نکالتے (کہ یہ لکھے پڑھے آدمی ہیں آسمانی کتابیں دیکھ بھال کر اُنکی مدد سے مضامین سوچکر فرصت میں بیٹھکر لکھ لیے اور یاد کرکے ہم لوگوں کو سنا دیے یعنی اگر ایسا ہوتا تو کچھ امر منشاء اشتباہ تو ہوتا گو جب بھی یہ شبہہ کرنے والے مبطل ہی ہوتے کیونکہ اعجاز قرآنی پھر بھی دلالت علی النبوۃ کے لیے کافی تھا لیکن اب تو اتنا منشاء اشتباہ بھی نہیں اسلیے یہ کتاب محل ارتیاب نہیں) بلکہ یہ کتاب (باوجود واحد ہونے کے چونکہ ہر حصہ اُسکا معجز ہے اور حصص کثیر ہیں اسلیے وہ تنہا گویا) خود بہت سی واضح دلیلیں ہیں اُن لوگوں کے ذہن میں جنکو علم عطا ہوا ہے اور (باوجود ظہور اعجاز کے) ہماری ان آیتوں سے بس ضدی لوگ انکار کیے جاتے ہیں (ورنہ منصف کو تو ذرا شبہہ نہیں رہنا چاہیے) اور یہ لوگ (باوجود عطاء معجزہ قرآن کے محض براہ تعنت و عناد) یوں کہتے ہیں کہ ان (پیغمبر) پر انکے رب کے پاس سے (ہماری فرمائشی) نشانیاں کیوں نہیں نازل ہوئیں آپ یوں کہدیجیے کہ وہ نشانیاں تو خدا کے قبضہ (قدرت) میں ہیں اور (میرے اختیار کی چیزیں نہیں) میں تو صرف ایک صاف صاف (عذاب الٰہی سے) ڈرانے والا (یعنی رسول) ہوں (اور رسول ہونے پر صحیح قطعی دلیلیں رکھتا ہوں جنمیں اعظم قرآن ہے پھر خاص دلیل کی کیا ضرورت ہے خصوص جبکہ اُسکے واقع نہ ہونے میں حکمت بھی ہو آگے قرآن کا اعظم فی الدلالۃ ہونا فرماتے ہیں) کیا (دلالت علی النبوۃ میں) ان لوگوں کو یہ بات کافی نہیں ہوئی کہ ہم نے آپ پر یہ کتاب (معجز) نازل فرمائی ہے جو انکو (ہمیشہ) سُنائی جاتی رہتی ہے (کہ اگر ایک بار سُننے سے اعجاز ظاہر نہ ہو تو دوسری بار میں ہو جاوے یا اسکے بعد ہو جاوے اور دوسرے معجزات میں تو یہ بات بھی نہ ہوتی کیونکہ اسکا خارق عادت ہونا مستمر نہ ہوتا جیسا ظاہر ہے اور ایک ترجیح اس معجزہ میں یہ ہے کہ) بلاشبہہ اس کتاب میں (معجزہ ہونے کے ساتھ) ایمان لانے والے لوگوں کے لیے بڑی رحمت اور نصیحت ہے (رحمت یہ کہ تعلیم احکام کی ہے جو نفع محض ہے اور نصیحت ترغیب و ترہیب ہے اور یہ بات دوسرے معجزہ میں کب ہوتی پس ان ترجیحات سے تو اسکو غنیمت سمجھتے اور ایمان لے آتے اور اگر اس مجموع دلائل کے بعد بھی ایمان نہ لاویں تو آخری جواب کے طور پر) آپ یہ کہدیجیے کہ (خیر بھائی مت مانو) اللہ تعالیٰ میرے اور تمہارے درمیان (میری رسالت کا) گواہ بس ہے اُسکو سب چیزوں کی خبر ہے جو آسمان میں ہے اور زمین میں ہے اور (جب میری رسالت اور اللہ کا علم محیط ثابت ہوا تو) جو لوگ جھوٹی باتوں پر یقین رکھتے ہیں اور اللہ (کی باتوں) کے منکر ہیں (جنمیں رسالت بھی داخل ہے) تو وہ لوگ بڑے زیانکار ہیں (یعنی جب اللہ کے ارشاد سے میری رسالت ثابت تو اُسکا انکار کفر باللہ ہے اور اللہ تعالیٰ کا علم محیط ہے تو اُسکو اس انکار و کفر کی بھی خبر ہے اور اللہ تعالیٰ الکفر پر سزائے خسارہ دیتے ہیں پس لامحالہ ایسے لوگ خاسر ہونگے) ف مبطل کی جو تقریر کیگئی اس سے معلوم ہوگیا کہ انکا مبطل کہنا صرف باعتبار زمان عدم تلاوت و عدم خط ہی کے نہیں ہے بلکہ تلاوت و خط کی تقدیر پر بھی ارتیاب کرنے سے مبطل ہی ہوتے۔ اور فی صدور الذین اوتوا العلم کا ترجمہ مجمل کیا گیا ہے مفصل مقصود اسکا یہ ہے کہ اہل علم سے مراد مومنین ہیں قال الحسن کما فی الدر اور یہ صفت قرآن کی مدح کے لیے بڑھائی کہ یہ قوت حافظہ میں محفوظ ہے اور محتاج تقیید بالکتابۃ نہیں جس سے علاوہ اسکے فی نفسہ عجیب ہونے اور مصداق ہونے کتب سابقہ کی اس پیشینگوئی کے کہ اناجیلھم فی صدورھم خود اس کتاب کے لیے تحریف و تبدیل سے موجب حفاظت بھی ہے اور اس صفت کا مادح ہونا ظاہر ہے۔ اور درمنثور میں قتادہ سے منقول ہے کہ اہل علم سے مراد اہل کتاب ہیں اور ہو کی ضمیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے اور معنی یہ ہیں کہ آپ باعتبار اوصاف ماکنت تتلوا الخ کے جسکا حاصل امی ہونا ہے اہل کتاب کے صدور میں کہ محل علم ہیں گویا خود دلیل ہیں اپنے صدق نبوت کی اور اس تقدیر پر ہو کی ضمیر قرآن کی طرف بھی راجع ہوسکتی ہے اور دونوں احتمال پر حاصل اسکا یہ ہوگا یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم الآیۃ۔ اور قل کفی باللہ بینی وبینکم شہیدا باوجودیکہ دلیل نہ ماننے والے کے مقابلہ میں جواب ہے مگر پھر بھی اسمیں اشارہ ہے دلیل کی طرف کیونکہ اللہ کی شہادت یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دلائل آپکے صدق نبوت پر قائم کیے۔ اور باطل کے عموم میں تمام اہوا و آلہہ باطلہ داخل ہوگئے ٭

بقیہ کلام در رسالت

وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ ۚ وَلَوْلَا أَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَاءَهُمُ الْعَذَابُ وَلَيَأْتِيَنَّهُم بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝ يَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ بِالْكَافِرِينَ ۝ يَوْمَ يَغْشَاهُمُ الْعَذَابُ مِن فَوْقِهِمْ وَمِن تَحْتِ أَرْجُلِهِمْ وَيَقُولُ ذُوقُوا مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝

النحو: ترا ایوم لخبر بعد متعلق لقولہ محیطۃ ۱۲

يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ فَاعْبُدُوْنِ ۝ كُلُّ نَفْسٍ ذَاۗىِٕقَةُ الْمَوْتِ ۣ ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ

اے میرے ایماندار بندو میری زمین فراخ ہے سو خالص میری ہی عبادت کرو ہر شخص کو موت کا مزہ چکھنا ہے پھر تم سب کو ہمارے پاس آنا ہے اور جو لوگ

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰي

ایمان لائے اور اچھے عمل کیے ہم اُن کو جنت کے بالاخانوں میں جگہ دیں گے جن کے نیچے نہریں چلتی ہونگی وہ اُن میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے کام کرنے والوں کا کیا اچھا اجر ہے جنھوں نے صبر کیا اور وہ

رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَاۗبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا ڰ اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ ڮ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

اپنے رب پر توکل کیا کرتے تھے اور بہت سے جانور ایسے ہیں جو اپنی غذا اُٹھا کر نہیں رکھتے اللہ ہی اُن کو روزی پہونچاتا ہے اور تم کو بھی اور وہ سب کچھ سنتا ہے سب کچھ جانتا ہے

اور یہ (کافر) لوگ آپ سے عذاب (واقع ہونے) کا تقاضا کرتے ہیں (اور عذاب نہ آنے سے آپکی رسالت پر شبہۂ انکار کرتے ہیں) اور اگر (علم الٰہی میں عذاب آنے کے لیے) میعاد معین نہ ہوتی تو (انکی درخواست کے ساتھ ہی) انپر عذاب آچکا ہوتا (پس مانع عذاب یہ ہے نہ کہ عدم تحقق نبوت جیسا انکا زعم فاسد ہے) اور (جب وہ میعاد معین آجاویگی تو) وہ عذاب انپر دفعۃً آئیگا اور انکو خبر بھی نہ ہوگی (آگے انکی جہالت اور رکاکت عقل کے اظہار کے لیے انکے استعجال کی مکرر حکایت کے ساتھ اُس میعاد کی تعیین اور نوع عذاب کی تعیین فرماتے ہیں کہ) یہ لوگ آپ سے عذاب کا تقاضا کرتے ہیں اور (عذاب کی صورت یہ ہے کہ) اِس میں کچھ شک نہیں کہ جہنم ان کافروں کو (ہر چہار طرف سے) گھیر لیگا جس دن کہ انپر (اُس جہنم کا) عذاب انکے اوپر سے اور انکے نیچے سے گھیر لیگا اور (اُس وقت) اللہ تعالیٰ فرماویگا کہ جو کچھ (دنیا میں) کرتے رہے ہو (اب اُسکا مزہ) چکھو (پس وہ عذاب عذاب جہنم اور وہ میعاد یوم قیامت ہے) ف اور قیامت کا عذاب اچانک اس طرح ہو سکتا ہے کہ برزخ میں گو عذاب کا مشاہدہ ہے لیکن وہاں کا عذاب اور بھی اشد ہوگا اُسکا مشاہدہ نہیں ہوا تھا گو علم الیقین ہو مگر عین الیقین کے مرتبہ کا انکشاف تو بغتۃً ہے لقولہ تعالیٰ النار یعرضون علیها غدوا وعشیا ویوم تقوم الساعة ادخلوا آل فرعون اشد العذاب واللہ اعلم ربط اوپر شروع سورت میں کفار کی عداوت مسلمانوں کے ساتھ اور اوپر کی متصل آیتوں میں انکار توحید و رسالت کے ضمن میں اُنکی معاندت حق و اہلِ حق کے ساتھ مذکور و مفہوم ہے اور یہ عداوت و معاندت بوجہ مانع ہونے کے اقامت شرائع واجبہ سے اکثر ترک وطن یعنی ہجرت کی ضرورت کو مقتضی ہوتی ہے اسلیے آگے ہجرت کا امر فرماتے ہیں اور چونکہ اُسمیں احیاناً ترک وطن و اقارب کا خیال اور احیاناً فقر و فاقہ کا اندیشہ مانع ہوجاتا ہے اسلیے امر بالہجرت کے ساتھ ان موانع کا ابطال اور ساتھ مصائب میں صبر اور رزق میں توکل اور ہجرت میں اقامت شرائع کا اجر ترغیب ہجرت کے لیے فرماتے ہیں +

ملحقات الترجمہ
سلہ قولہ فالسمیع العلیم سب کچھ دل علیہ
الصیفۃ ۲۱۴ ۱۲ +

ترغیب ہجرت تقویت آن بدفع موانع وذکر بواعث

يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ فَاعْبُدُوْنِ ۝ كُلُّ نَفْسٍ ذَاۗىِٕقَةُ الْمَوْتِ ۣ ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰي رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَاۗبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا ڰ اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ ڮ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ اے میرے ایماندار بندو (جب لوگ غایت عداوت و معاندت سے تمکو اقامت شرائع و اختیار دین پر ایذا پہونچاتے ہیں تو یہاں رہنا کیا ضرور ہے) میری زمین فراخ ہے سو (اگر یہاں رہکر عبادت نہیں کرسکتے تو اور کہیں چلے جاؤ اور وہاں جاکر) خالص میری ہی عبادت کرو (کیونکہ یہاں اہل شرک کا زور ہے تو ایسی عبادت جو توحید محض پر مبنی ہو اور شرک سے خالص ہو یہاں مشکل ہے البتہ غیر اللہ کے ساتھ غیر اللہ کی بھی عبادت ہو یہ ممکن ہے مگر وہ عبادت ہی نہیں اور اگر تمکو ہجرت میں احباب و اوطان کی مفارقت شاق معلوم ہو تو یہ سمجھ لو کہ ایک نہ ایک روز یہ تو ہونا ہی ہے کیونکہ) ہر شخص کو موت کا مزہ چکھنا (ضرور) ہے (آخر اسوقت سب چھوٹ جاوینگے اور) پھر تم سب کو ہمارے پاس آنا ہے (اور نافرمان ہوکر آنے میں خوف سزا کا ہے) اور (یہ مفارقت اگر ہماری رضا کے واسطے ہو تو ہمارے پاس پہونچنے کے بعد اس عدہ کے مستحق ہو جاؤ اور وہ وعدہ یہ ہے کہ) جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کیے (جسکے لیے بعض اوقات ہجرت موقوف علیہ ہے تو ایسے وقت ہجرت بھی کی) ہم انکو جنت کے بالاخانوں میں جگہ دینگے جنکے نیچے نہریں چلتی ہونگی وہ انمیں ہمیشہ ہمیشہ رہینگے (اور ان نیک) کام کرنیوالوں کا کیا اچھا اجر ہے جنہوں نے (واقع سختیوں پر جنمیں ہجرت کی سختی بھی داخل ہے) صبر کیا اور (محتمل الوقوع تکالیف کے اندیشہ کے وقت جنمیں دوسری محتمل سختیوں کے ساتھ اندیشہ رزق بھی آگیا جسکا آگے ذکر ہوگا) وہ اپنے رب پر توکل کیا کرتے تھے اور (اگر ہجرت میں تمکو یہ وسوسہ ہو کہ پردیس میں کھانے کو کہاں سے ملیگا تو یہ سمجھ لو کہ) بہت سے جانور ایسے ہیں جو اپنی غذا اٹھا کر نہیں رکھتے (یعنی جمع نہیں کرتے گو بعضے جمع بھی کرتے ہیں مگر بہت سے نہیں بھی کرتے) اللہ ہی انکو (مقدر روزی) پہونچاتا ہے اور تمکو بھی (مقدر روزی پہونچاتا ہے خواہ تم کہیں بھی رہو پس ایسا وسوسہ مت لاؤ بلکہ دل قوی کرکے اللہ پر بھروسہ رکھو) اور (وہ بھروسہ کے لائق ہے کیونکہ) وہ سب کچھ سنتا سب کچھ جانتا ہے (اسیطرح دوسری صفات میں کامل

البلاغۃ قولہ السمیع العلیم تخصیص الوصفین من بین سائر الصفات لکونها الصق بالمتوکل لان اشد ما یکون المانع من التوکل ہو ذہول المتوکل علیہ ۱۲

وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ

اور اگر آپ اُن سے دریافت کریں کہ وہ کون ہے جسنے آسمان اور زمین کو پیدا کیا اور جسنے سورج اور چاند کو کام میں لگا رکھا ہے تو وہ لوگ یہی کہینگے کہ وہ اللہ ہے پھر کدھر الٹے چلے جا رہے ہیں اللہ ہی اپنے بندوں میں سے جسکے لیے چاہے

مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمٌ ۝ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ مَوْتِهَا

روزی فراخ کر دیتا ہے اور جسکے لیے چاہے تنگ کر دیتا ہے بیشک اللہ ہی سب چیزوں کے حال سے واقف ہے اور اگر آپ اُن سے دریافت کریں کہ وہ کون ہے جسنے آسمان سے پانی برسایا پھر اُس سے زمین کو بعد اسکے کہ خشک تھی تر و تازہ کر دیا

لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝ وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ؕ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِیَ الْحَيَوَانُ

تو وہ لوگ یہی کہیں گے کہ وہ بھی اللہ ہی ہے آپ کہیے کہ الحمد للہ بلکہ ان میں اکثر سمجھتے بھی نہیں اور یہ دنیوی زندگی بجز لہو و لعب کے اور کچھ بھی نہیں اور اصل زندگی عالم آخرت ہے

لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ فَاِذَا رَكِبُوْا فِی الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ ۝ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ

اگر انکو اسکا علم ہوتا تو ایسا نہ کرتے پھر جب یہ لوگ کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو خالص اعتقاد کر کے اللہ ہی کو پکارنے لگتے ہیں پھر جب ان کو نجات دیکر خشکی کی طرف لے آتا ہے تو وہ فوراً ہی شرک کرنے لگتے ہیں جسکا حاصل یہ ہے

اٰتَيْنٰهُمْ ۚ وَلِيَتَمَتَّعُوْا ۫ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ ۚ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ

جو نعمت انکو دی ہے اسکی ناشکری کرتے ہیں اور یہ لوگ چندے اور حظ حاصل کر لیں پھر قریب ہی انکو سب معلوم ہوا جاتی ہے کیا ان لوگوں نے اس بات پر نظر نہیں کی کہ ہمنے حرم کو امن والا بنایا ہے اور انکے گرد و پیش لوگوں کو نکالے جاتے ہیں کیا پھر بھی یہ لوگ

وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَكْفُرُوْنَ ۝ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهٗ ؕ اَلَيْسَ فِیْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ

اور اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کرتے ہیں اور اُس شخص سے زیادہ کون ناانصاف ہوگا جو اللہ پر جھوٹ افترا کرے اور جب سچی بات اسکے پاس پہونچے وہ اُس کو جھٹلاوے کیا ایسے کافروں کا جہنم میں ٹھکانا نہ ہوگا

اور جو ایسا کامل الصفات ہو وہ ضرور بھروسے کے قابل ہے (ربط) اوپر مثل الذین اتخذوا الخ میں تزییف شرک و اثبات توحید کا مضمون تھا اور بیچ میں رسالت و ہجرت کا بیان آ گیا تھا چونکہ امر توحید نہایت مہتم بالشان ہے اسلیے آگے پھر توحید کی طرف عود ہے قریب ختم سورت تک ؁

عود بسوئے تزییف شرک و اثبات توحید

وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمٌ ۝ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝ وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ؕ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِیَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ فَاِذَا رَكِبُوْا فِی الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ ۝ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۚ وَلِيَتَمَتَّعُوْا ۫ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ ؕ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَكْفُرُوْنَ ۝ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهٗ ؕ اَلَيْسَ فِیْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ۝

اور (توحید فی الالوہیۃ کا جو مبنیٰ ہے یعنی توحید فی التکوین وہ تو ان لوگوں کے نزدیک بھی مسلم ہے چنانچہ) اگر آپ اُن سے دریافت کریں کہ (بھلا) وہ کون ہے جسنے آسمان اور زمین کو پیدا کیا اور جسنے سورج اور چاند کو کام میں لگا رکھا ہے تو وہ لوگ یہی کہینگے کہ وہ اللہ ہے پھر (جب توحید فی التکوین کو مانتے ہیں تو توحید فی الالوہیۃ کے بارہ میں) کدھر الٹے چلے جا رہے ہیں (اور جیسا خالق اللہ ہی ہے اسی طرح) اللہ ہی (رازق بھی ہے چنانچہ وہ) اپنے بندوں میں سے جسکے لیے چاہے روزی فراخ کر دیتا ہے اور جسکے لیے چاہے تنگ کر دیتا ہے بیشک اللہ ہی سب چیز کے حال سے واقف ہے (جیسی مصلحت دیکھتا ہے ویسی روزی دیتا ہے غرض رازق وہی ٹھیرا پس رزق کے لیے بھی شرک کرنا بیہودہ ٹھیرا کقولہ تعالیٰ ان الذین تعبدون من دون اللہ لا یملکون لکم رزقا فابتغوا عند اللہ الرزق) اور (جیسا توحید فی التکوین انکے نزدیک مسلم ہے اسی طرح توحید فی الابقاء والتدبیر بھی انکے نزدیک مسلم ہے چنانچہ) اگر آپ اُنسے دریافت کریں کہ وہ کون ہے جسنے آسمان سے پانی برسایا پھر اُس سے زمین کو بعد اسکے کہ خشک (ناقابل نبات) پڑی تھی تر و تازہ (قابل نبات) کر دیا تو (جواب میں) وہ لوگ یہی کہینگے کہ وہ بھی اللہ ہی ہے آپ کہیے کہ الحمد للہ (اتنا تو اقرار کیا جس سے احتجاج توحید فی الالوہیت پر بدیہی ہے مگر یہ لوگ مانتے نہیں) بلکہ (اس سے بڑھکر یہ ہے کہ) انمیں اکثر سمجھتے بھی نہیں (نہ اس وجہ سے کہ عقل نہیں ہے بلکہ عقل سے کام نہیں لیتے اور غور نہیں کرتے اسلیے بدیہی بھی خفی رہتا ہے) اور (وجہ انکے غور نہ کرنے کی انہماک ہے مشاغل دنیا میں حالانکہ

النحو الدار الآخرة موصوف وصفة ۱۲	اختلاف القراءة قوله وليتمتعوا فی قراءة بسکون اللام علی انه للام الامر ولذا احمله علی لام العرولم
البلاغة الحیوان ھو مصدر وصف به للمبالغة۔ قوله ليكفروا فيه لام العاقبة داخلة على المسبب اقيم مقام السبب ۱۲	اجمل لام ليكفروا عليه ليوافق ما بعدها قوله تعالىٰ فی الروم ليكفروا بما آتيناهم فتمتعوا فسوف تعلمون ۱۲

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ فی ویقدر لہ جسکے لیے چاہے اشارۃ الی ان المرجع من یشاء بالمذکور لکن بلا ملاحظۃ متعلقہ فالمراد من یشاء الآخر غیر المذکور فھو قریب من الاستخدام ۱۲ ؎ قولہ بل اکثرھم مانتے نہیں اشارۃ الی التقدیر وتوجیہ بل ۱۲

ع ۱۲ ۲ — نصف

ع ۷

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

اور جو لوگ ہماری راہ میں مشقتیں برداشت کرتے ہیں ہم اُن کو اپنے رستے ضرور دکھادینگے اور بیشک اللہ تعالیٰ ایسے خلوص والوں کے ساتھ ہے۔

یہ دنیوی زندگی (جسکے یہ تمام تر اشغال ہیں فی نفسہ) بجز لہو و لعب کے اور کچھ بھی نہیں اور اصل زندگی عالم آخرت (کی) ہے (چنانچہ دنیا کے فانی اور آخرت کے باقی ہونے سے یہ دونوں مضمون ظاہر ہیں پس فانی میں اسقدر انہماک کہ باقی سے ذہول و حرمان ہو جاوے خود یہ بے عقلی کی بات ہے) اگر انکو اسکا (کافی) علم ہوتا تو ایسا نہ کرتے (کہ فانی میں منہمک ہو کر باقی کو بھلا دیتے اور اسکے لیے سامان نہ کرتے بلکہ یہ لوگ دلائل میں غور کرتے اور ایمان لے آتے جیسا کہ مقتضا انکے اقرار توحید فی التکوین والابقاء کا ہے) پھر (جیسا ان کے اقرار توحید فی التکوین کا مقتضا ہے توحید فی الالوہیت گاہ گاہ ناشی ہی اظہار او اقرار ہوتا ہے چنانچہ) جب یہ لوگ کشتی میں سوار ہوتے ہیں (اور وہ کشتی طوفان سے زیر و زبر ہونے لگتی ہے) تو (اُسوقت) خالص اعتقاد کر کے اللہ ہی کو پکارنے لگتے ہیں (کہ لئن انجیتنا من ھذہ لنکونن من الشاکرین ای الموحدین جس سے توحید فی الالوہیت میں اور بھی حجت لازم ہو جاتی ہے مگر یہ حالت بوجہ انہماک فی الدنیا کے دیرپا نہیں ہوتی چنانچہ اسوقت تو سب قول و قرار توحید کے ہو چکتے ہیں مگر) پھر جب انکو (اُس آفت سے نجات دیکر) خشکی کی طرف لے آتا ہے تو وہ فوراً ہی شرک کرنے لگتے ہیں جسکا حاصل یہ ہے کہ ہم نے جو نعمت (نجات وغیرہ) انکو دی ہے اُسکی ناقدری کرتے ہیں اور یہ لوگ (اعتقاداً شرکیہ، اعمال فسقیہ میں ہوائے نفسانی کا اتباع کر کے) چندے اور حظ حاصل کرلیں پھر قریب ہی انکو سب خبر ہوئی جاتی ہے (اور اب اُس انہماک فی الدنیا کی وجہ سے کچھ نظر نہیں آتا سوا اس کے مانع تو ایک تو یہ ہی انہماک ہے اور دوسرا ایک اور نا معقول حیلہ مانعہ نکالا ہے وہ یہ کہ کہتے ہیں کہ ان نتبع الھدیٰ معک نتخطف من ارضنا حالانکہ شاہدہ سے انکو خوف لغویت اس کا معلوم ہو سکتا ہے کیونکہ) کیا ان لوگوں نے اس بات پر نظر نہیں کی کہ ہم نے (انکے شہر مکہ کو) امن والا حرم بنایا ہے اور انکے گرد و پیش (کے مقامات) میں (جو خارج حرم ہیں) لوگوں کو (مار دھاڑ کر) انکے گھر سے نکالا جا رہا ہے (بخلاف انکے کہ امن سے بیٹھے ہیں اور یہ بات خود محسوسات میں ہے تو یہ بہانے سے گذر کر محسوسات میں بھی خلاف کرتے اور خوف تخطف کو ایمان لانے میں عذر مانع بتاتے ہیں اور) پھر (وضوح حق کے بعد اس حماقت اور ضد کا) کیا (ٹھکانا ہے کہ) یہ لوگ جھوٹے معبود (وں) پر تو ایمان لاتے ہیں (جسپر ایمان لانے کا کوئی مقتضی نہیں اور موانع بہت سے) اور اللہ (جسپر ایمان لانے کے بہت سے مقتضی اور صحیح مانع ایک نہیں اُس) کی نعمتوں کی ناشکری (یعنی اللہ کے ساتھ شرک) کرتے ہیں (کیونکہ شرک سے بڑھکر کوئی ناشکری نہیں کہ نعمت تخلیق و ترزیق والقاء و تدبیر وغیرہ وہ عطا فرماوے اور عبادت جو کہ ان نعمتوں کا شکر ہے دوسرے کے لیے تجویز کی جاوے) اور (واقعی یہ ہے کہ) اُس شخص سے زیادہ کون ناانصاف ہوگا جو (بلا دلیل) اللہ پر جھوٹ افترا کرے (کہ وہ شریک رکھتا ہے) اور جب سچی بات اُسکے پاس (دلیل کے ساتھ) پہونچے وہ اُسکو جھٹلاوے (بے انصافی ظاہر ہے کہ بلا دلیل بات کی تو تصدیق کرے اور دلیل والی بات کی تکذیب) کیا ایسے کافروں کا (جو اسقدر ناانصافی کریں) جہنم میں ٹھکانا نہ ہوگا (یعنی ضرور ہے کیونکہ سزا مناسب جرم کے ہوتی ہے پس جیسا جرم عظیم ایسی ہی سزا بھی عظیم) **ف** لہو و لعب کے ساتھ فی نفسہ کی قید اسلیے لگائی کہ اگر یہ وہ دنیا تحصیل دین کا ذریعہ بنجاوے تو پھر وہ لہو و لعب نہیں بلکہ باعتبار ثمرہ کے وہ بھی باقی ہے اور آیت ان نتبع الھدیٰ جسکا ذکر ترجمہ میں آیا ہے پارہ بستم کے نصف پر گذری ہے وہاں اُسکی تفسیر دیکھ لیجاوے **ربط** سورت میں تمام وہ مضامین ہیں جن سے مسلمانوں پر مشقتوں کا وقوع مفہوم ہوتا ہے چنانچہ اول میں تو مع قصص کے افتتان کی صریح حکایت ہے اور آخر کے قریب ہجرت کا مضمون ہے اور اسمیں مشقت ظاہر ہے اور توحید و رسالت کے جو مضامین ہیں انمیں گفتگو کرنے سے اکثر اہل دین کو مشقت پیش آتی ہے غرض تمام سورت مضامین مشقت پر مشتمل ہے اسلیے خاتمہ میں دین کے لیے مشقت برداشت کرنیوالوں کو بشارت عظمیٰ دیکر سورت کو ختم فرماتے ہیں جیسا کہ شروع کے قریب بھی آیت ومن جاھد الخ میں دوسرے عنوان سے یہ مضمون تھا جسکے متعلق تمہید سورت میں بھی کچھ بیان ہوا ہے۔

خاتمہ در بشارت اہل مجاہدہ دینیہ

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ (یعنی اوپر تو اُن کا حال تھا جو اہل کفر اور نفس پرست ہوں) اور (اب اُنکے اضداد کا بیان ہے کہ) جو لوگ ہماری راہ میں مشقتیں برداشت کرتے ہیں ہم انکو اپنے (قرب و ثواب یعنی جنت کے) رستے ضرور دکھادینگے (جس سے وہ جنت میں جا پہونچینگے کقولہ تعالیٰ وقالوا الحمد للہ الذی ھدانا لھذا الآیۃ) اور بیشک اللہ تعالیٰ (کی رضا و رحمت) ایسے خلوص والوں کے ساتھ ہے (دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی) **ف** رستے اسلیے کہا گیا کہ جنت میں جانے والے بہت سے ہونگے تو ایک رستہ کے بہت سے حصے ہو جاوینگے واللہ اعلم۔

الحمد للہ آج نیسویں محرم الحرام روز یکشنبہ وقت ضحی ۱۳۲۵ھ مقام تھانہ بھون میں سورۂ عنکبوت کی تفسیر ختم ہوئی جسکے ختم سے بفضلہ تعالیٰ مجموعہ تفسیر ہذا کے دو ثلث اختتام کو پہونچگیے اللہ تعالیٰ سے التجا ہے کہ ان دو ثلث مکمل کو مقبول اور ثلث باقی کو مقبولیت کے ساتھ مکمل فرما دیں آمین یا رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا و سید الخلائق محمد علی اخوانہ من النبیین وعلی الہ واصحابہ و ذریتہ اجمعین

ملحقات الترجمہ

لے قولہ فی نعمائہ، نعمتوں اشار الی ارادۃ الجنس ۱۲ ۔ لے قولہ فی سبلنا جنت کذا فی المدارک ۱۲ ۔ لے قولہ فی لمع المحسنین دنیا میں بھی الخ لان الجملۃ اسمیۃ بخلاف لنھدینھم لکونھا فعلیۃ موکدۃ بالنون الخاصۃ بالمستقبل اللہ اعلم ۱۲

منہیات ثلثہ متعلقہ تفسیر جلد ششم

منہیۂ اولیٰ توضیح بعض مقامات جلد ہذا

ص ۳ س ۴ حاشیہ تحتانی لیسار - قولہ ولم ترد من الارادۃ -

ص ۴ س ۱۳ قولہ آمیں الخ یعنی تہمت لگانے میں نہ یہ کہ توبہ کرنے میں -

ص ۵ س ۲۴ قولہ غیر منکوحہ الخ یعنی جو اس قاذف کے نکاح میں نہ ہو اور آگے جو لفظ منکوحہ آیا ہے اُس کے بھی معنی یہی ہیں کہ جو اس قاذف کے نکاح میں ہو -

ص ۶ س ۱۴ قولہ اسی طرح اگر عورت کے قسمیں کھانے پہ الخ اس کی جزاء بقرینۂ مقام محذوف ہے یعنی مرد کا بڑا ضرر ہوتا -

ص ۹ س ۲۹ قولہ مضارع مخاطب الخ کیونکہ مسلمان ہی احق بالخطاب والتکلم والعنایۃ ہیں اور مراد اس سے یہ صیغے ہیں تلقونہ وتقولون وتحسبون بخلاف منافقین کے کہ ان کا ذکر بصیغۂ غیبت ہوا ہے والذی تولی کبرہ ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشۃ الخ -

ص ۱۰ س ۴ قولہ قاذفین ساکتین بحذف حرف عاطف -

ص ۱۰ س ۲۳ قولہ جو اہتمام کے واسطے الخ یہ صفت ہے امتنان کی اور یہ مکرر آیا ہے فی السابق قولہ تعالیٰ ولولا فضل اللہ علیکم فی الدنیا والآخرۃ لمسکم الخ وقولہ تعالیٰ ولولا فضل اللہ علیکم ورحمتہ وان اللہ رؤف رحیم وہہنا قولہ تعالیٰ ولولا فضل اللہ علیکم ورحمتہ ما زکی منکم الآیۃ -

ص ۱۱ س ۲۰ قولہ محل اشکال نہیں الخ اشکال اُس صورت میں ہے کہ اولاء میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی داخل ہوں جیسا جملہ اولئک مبرءون کا بعد والطیبون الخ کے آنا اس کا ظاہر قرینہ ہے -

ص ۱۲ س ۱ حاشیہ تحتانی لیسار قولہ لجمع الناس الخ متعلق بقولہ الاولی اے للاولی لان یجمع علیہ الناس -

ص ۱۵ س ۷ قولہ بلا ضرورت الخ یعنی جب کشف کی ضرورت نہ ہو -

ص ۱۵ س ۲۰ قولہ خود بنی البنین الخ مراد مضاف الیہ سے بنی اخوان ہیں -

ص ۱۷ س ۵ حاشیہ فوقانی قولہ متعلقہ اے بالشرط -

ص ۱۸ س ۱۸ قولہ آگے یعنی آیت آیندہ میں -

ص ۲۷ س ۲۵ قولہ اور اس لیے یعنی بوجہ آزاد و بالغ ہونے کے کیونکہ آزاد ہونے کے سبب کسی کے خادم نہیں جو بار بار آنا پڑے اور بوجہ بالغ ہونے کے گھروں میں آنا اُن کا امر طبعی نہیں بلکہ اپنے کام میں اکثر اوقات مشغول رہتے ہیں -

ص ۲۷ س ۲۸ قولہ تحرز بھی آسان ہے یعنی بوجہ اس کے کہ ہر وقت کا آنا معلوم ہے تستر کا اہتمام کر لیا جاوے گا بخلاف اُن کے جن کا آنا کم ہے چونکہ وہ دفعۃً آویں گے عین وقت پر تستر مشکل ہوتا اس لیے ان کے لیے استیذان مناسب ہوا -

ص ۳۶ س ۲۳ قولہ امر مذکورہ الخ یعنی جن امور کی کفار درخواست کرتے تھے -

ص ۳۹ س ۲۶ قولہ اس کا جزو دوم الخ یعنی اس اعتراض کا جزو دوم لقد استکبروا میں تفصیلاً رد کیا گیا ہے اور اُس اعتراض کا جزو اول اس میں یعنی لقد استکبروا میں اجمالاً رد کیا گیا ہے اور یوم یرون میں تفصیلاً رد کیا گیا ہے -

ص ۴۰ س اخیر حاشیۂ یمین و اول حاشیۂ یسار۔ قولہ ولا نصب زادہ لان القیلولۃ تارۃ تکون للنوم وتارۃ للاستراحۃ عن النصب۔

ص ۶۸ س ۱۶ حاشیۂ فوقانی قولہ المدلول الخ صفۃ الاعم ودلالۃ قولہ عشیرتک علی الاعم بما سمعت من ان المقصود فی مفعول انذر ہو الاعم وتخصیص العشیرۃ باعتبار الاولیۃ فالمفعول الاعم وان لم یذکر لفظاً لکنہ قصد معنیً۔

ص ۷۲ س ۴ حاشیۂ تحتانی یسار۔ قولہ لیکون متعلق بالنفی ای لم تقل والمعنے انہ لو قال فتبسم فقط بدون قولہ ضاحکا لم یدل علی ما ہو المقصود بالافادۃ من التجاوز الی الضحک۔

ص ۷۷ س ۲۱ قولہ تقدیر اول الخ یعنی اس ف میں جو اول مذکور ہے اور وہ یہ کہ الذی عندہ علم من الکتاب کا مصداق کوئی صحابی ہوں۔

ص ۸۱ س ۷ حاشیۂ فوقانی۔ قولہ الی الشق المؤخر اے ذکر الاصنام الذی کان مؤخرا فی السوال المجمل ولو قدم ذکر اسم فی السوال المفصل لکان ایضا مؤخرا فی السوال المفصل کالسوال المجمل وبقی السامع منتظرا الی ذکرہ فی عین وقت ذکر اسمہ فلذا قدم لیکون الذہن فارغا عنہ ویتوجہ لبشراشرہ الی ذکر اوصاف اسمہ تعالیٰ۔

ص ۹۵ س ۲۶ قولہ کچھ اشکال ہی نہیں یعنی شام میں جاکر تو فرعون سے مخفی ہی رہتے تو اس صورت میں فرعون کے پاس جانے کا حکم سن کر بوجہ عدم اخفاء کے عذر کیا کہ ربانی قتلت الخ

ص ۹۵ س ۴ قولہ اس عالم سے الخ یعنی دار سے مراد دار دنیا۔ مطلب یہ کہ دنیا سے اس کا خاتمہ وانجام اچھا ہونے والا ہے۔

ص ۱۰۳ س ۱۳ قولہ ایسا علم بھی نہیں الخ یعنی جیسا کوئی خالق نہیں اور جیسا کسی کا اختیار تکوینی وتشریعی نہیں جس کا اوپر ذکر تھا۔

ص ۱۱۱ س ۳ حاشیہ تحتانی یسار۔ قولہ واختلاف الممیزین الخ مبتدأ والمراد بالممیزین التمیزان فی قولہ سنۃ وقولہ عاما ثم ذکر النکتۃ فی اختیار السنۃ اولا والعام ثانیا۔

ص ۱۱۵ س ۱۰ قولہ معصیت الخ مراد اس سے وہی اتیان رجال ہے کہ سر مجلس کرتے تھے۔

ص ۱۱۹ س ۱۸ قولہ علم محیط الخ موصوف وصفۃ۔

منہیہ ثانیہ فہرست مضامین تفسیریہ جلد ہذا

منہیہ ثالثہ صحت نامہ تفسیر جلد ہشتم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	۲۴	اور بدون	اور وہ بدون	۱۰	۲۹	ابی بکرؓ	ابوبکرؓ	۱۳	۳ حاشیہ تحتانی یسار	الاستشار	الاستشار
۶	۲۳	المنشور تبرئۃ صدیقہؓ	المنشور	۱۲	۴	ہین تم	ہین تم	۱۳	۱ حاشیہ فوقانی	الابناء	الانباء
۶	۲۴	ازافک	تبرئۂ صدیقہؓ ازافک	۱۲	۱۷	بات	بات	۱۵	۲۶	صورت	صوت
۷	۳ حاشیہ تحتانی یمین	اظہرو	اظہروہ	۱۲	۴ حاشیہ تحتانی یمین	احال	الحال	۱۶	۲	فضل سے	فضل سے غنی کر دے
۹	۱۰	ساکنین	ساکتین	۱۳	۱ حاشیہ تحتانی یسار	الجمع	لجمع	۱۶	۴ حاشیہ تحتانی یسار	الاحادث	الاحادیث
۹	۲۹	مضارع اسکا	مضارع مخاطب ہی اسکا	۷	۴ حاشیہ فوقانی	الوو للترتیب	الواو لیست للترتیب	۱۷	۲۲	خط	حط
۹	۲۹	کا فی نفسہ موثر فی العذاب	کے فی نفسہ موثر فی العذاب	۱۲	۶ "	کلام السابق	الکلام السابق	۱۷	۱ حاشیہ تحتانی یمین	وجہ	وجود
۹	۳۰	مستحق	مستحق	۱۳	۱۸	اور مردانہ	مردانہ	۱۷	۴ حاشیہ فوقانی	الندیت	الندبیۃ
۱۰	۱۶	جسکے	جبکہ	۱۳	۲ حاشیہ تحتانی یسار	النضر	النظر	۱۸	۱۰	رفت	رفعت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۸	۱۱	استطراد	استطراداً	۳۷	۳حاشیہ تحتانی یمین	لمرید	لمزید	۵۶	۲۳	ملک	مالک
۱۸	۱۲	الذکر	لذکر	۳۷	۳ "	والتنبیہ	والتقبیہ	۵۶	۱حاشیہ تحتانی	عذر	حذر
۱۸	۱حاشیہ تحتانی	بنیات	مبینات	۳۷	۴ "	نسبۃ	نسبتہ	۵۷	۱۵	مسلم	مسلح
۱۹	۱۵	نگو پڑتا ط	نگو بہاط	۳۷	۴ "	للوح	للموج	۵۷	۲۱	اسرائیل کی کیفیت	اسرائیل کیفیت
۱۹	۱۱حاشیہ تحتانی یمین	ان	لان	۳۸	حاشیہ تحتانی	سبحان	سبحنک	۵۷	حاشیہ تحتانی	فتیل	وقیل
۱۹	۱۲ "	الشارح	الشارع	۳۸	۱ "	سوطۃ	توطئۃ	۵۸	۶	آ یہ	کہ یہ
۱۹	۴حاشیہ تحتانی یسار	فخامۃ	فخامتہ	۳۸	۱ "	واماکان	ولماکان	۵۸	۸	شنا	شفا
۱۹	۵ "	اضافۃ	اضافتہ	۳۸	۱ "	بہا	بما	۵۸	۲حاشیہ تحتانی	راوہ	زادہ
۱۹	۶ "	ان	بان	۳۹	۵	عتوۃ	عتوا	۵۸	۲ "	الاستثنار	الاستغناء
۲۰	۲۰	اور قضا	اور وہاں قضا	۳۹	۲۰	کفارسے	کفارکے	۵۹	۲۸	معبودین	عابدین
۲۱	۱۵	حل	محل	۴۰	۲حاشیہ تحتانی یمین	للرجل للرجل	الجبل للرجل	۶۲	حاشیہ تحتانی یمین	ملضم	منضم
۲۱	۳۱	قضا	وہاں قضا	۴۰	۴ "	للسہابے	للنسابے	۶۳	۲۶	دیتا ہی ہے	دیتاہے
۲۳	۴	مین نکلتی	مین سے نکلتی	۴۰	حاشیہ تحتانی یسار	محجوراً	مہجورا	۶۴	۱۲	رسیدہی	اور رسیدہی
۲۳	۲۰	مین نکل	میں سے نکل	۴۰	۲ "	الجر بالفتح	الہجر بالفتح	۶۴	حاشیہ تحتانی یمین	قولہ اجوزاے الروح	قولہ اجوزانی الروح
۲۴	۲۱	(وہ) بجلی	(وہ) اُس بجلی	۴۰	۲ "	الجر بالضم	الہجر بالضم	۶۴	حاشیہ تحتانی یسار	بین اصحاب الایکۃ فظاہر	بین اصحاب المدین اصحاب الایکۃ فظاہر
۲۳	حاشیہ تحتانی یمین	للتاء	التاء	۴۰	۳ "	اداقعات	الواقعات				
۲۴	حاشیہ تحتانی یسار	مخفف	مخفف	۴۱	۱۶	نبوت	ثبوت	۶۷	۱۵	خرہی	خبرہی
۲۵	۶	دیتاہے	دیناہے	۴۱	۲حاشیہ تحتانی یسار	والامتناء	والاعتناء	۶۷	۱۵	بیٹے کو	بنی کو
۲۵	حاشیہ تحتانی یمین	لایجعلہا	لایجہلہا	۴۲	۹	عام النس	عامہ النس	۶۷	۱۴حاشیہ فوقانی	وقولہ فی	وقولہ شیء فی
۲۵	۱ "	اہ	اہد	۴۳	حاشیہ تحتانی	بامثال	بالامثال	۶۸	۱۷	العالمین	العالمین
۲۶	۳حاشیہ فوقانی	بمع	بدء	۴۶	۲حاشیہ تحتانی یمین	اذائسر	اذاکسر	۶۸	۲۷حاشیہ فوقانی	مالذی	الذی
۲۶	۲۴ "	نحی	نحن	۴۷	۲حاشیہ فوقانی	وانشور	ذانشور	۶۹	۱۸	مضمون	مضمون ہے
۳۱	۳	رکھاؤ	دکھاؤ	۴۷	۱۴ "	استفسارہ	استفساری	۶۹	حاشیہ تحتانی یسار	الذین مضمون	الذین یقیمون
۳۴	حاشیہ تحتانی یسار	الاقتصار	الاقتصار	۴۷	۲۱ "	ینتزح	ینتزع	۷۰	۴حاشیہ تحتانی یمین	ای مفسرۃ	ان مفسرۃ
۳۵	۱۳	(اور استحقاق	امر استحقاق	۴۸	۱۸	کربیٹھتے	کربیٹھے	۷۲	۱۵	یُوزِعُونَ	یُوزَعُونَ
۳۵	۱۴	ظاہراً حقیقۃً	ظاہراً وحقیقۃً	۴۸	۲۶	تفصیل	تفضیل	۷۲	۵حاشیہ تحتانی یمین	ماہونی	ماہوظاہرفی
۳۵	حاشیہ تحتانی	فاتو	واتوا	۴۹	۴حاشیہ تحتانی یسار	لصغا	نصًا	۷۲	حاشیہ تحتانی یسار	عاتبۃ	عاتیۃ
۳۵	۲ "	ار الالقاء	لاالالقاء	۵۴	۱۶	دعوت حاصل	دعوت کا حاصل	۷۴	۲	دیکھہ	دیکھیے
۳۵	۳حاشیہ فوقانی	افدر	الدر	۵۴	۱۶	کرتاہے	کرناہے	۷۴	۱۷	تعلیم کو	تعلیم کے لیے
۳۶	۴	دوسے	دورسے	۵۶	۴	مسلم	مسلح	۷۴	۱حاشیہ تحتانی	رسنخ	راسخ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷۴	۱ حاشیہ تحتانی	سعاطلہ معدود	معتادلہ معدود
۷۵	۱ حاشیہ تحتانی یمین	تقویتہ	تقویۃ
۷۵	۲	ان سترۃ	ان مفسرۃ
۷۵	۱ حاشیہ تحتانی یسار	للسلول	المدلول
۷۷	۳۰	عبادت	عبادت
۷۷	۲ حاشیہ فوقانی	فیما کانت	فی ما کانت
۷۸	۲۱	للامارد وتمارستہ	بلامدارستہ وممارستہ
۷۹	۲	کو لیئے	کیلیے
۸۱	۹	سانتہ	سبب
۸۳	۲۳	ہوناکہ	ہوناتوکہ
۸۳	۲۳	ہے تو موافع	ہے موافق
۸۳	۲۸	صحیح وثب	صحیح ومثبت
۹۳	۳ حاشیہ تحتانی یسار	کلام ما	کلاما
۸۴	۳ "	بذکربا	بذکرہا
۸۵	۲۶	بڑی بڑی	بڑی بڑی
۸۵	۱۲ و ۱۳ حاشیہ فوقانی	سکہ قولہ فی آیت بڑی	[illegible]
		افادہ التنوین ۱۲	[illegible]
۸۶	۱	بڑی	بڑی
۸۶	۱ حاشیہ فوقانی	ملحقات الترجمۃ	ملحقات الترجمۃ
		سلہ قولہ فی کل	سلہ قولہ فی آیت بڑی
			افادہ التنوین ۱۲
			سلہ قولہ فی کل
۸۷	۱ حاشیہ تحتانی	ر سرور تعظیم	بعد تشریف وتعظیم
	۱ "	غایۃ	غایۃ
۸۸	۱۶	کیئے ہیں	کیے رہیں
۸۸	۲ حاشیہ تحتانی یسار	فدست	قدمت
۸۹	۱۰	آگئے	آگئے
۸۹	۱ حاشیہ تحتانی یمین	اتبغی	اتبعی
۹۱	۱۱	فرعون	فرعونی
۹۱	۳ حاشیہ فوقانی	الحمہ آشی	حواشی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹۱	۲ حاشیہ فوقانی	یترصد	یترصد
۹۲	۲۶	اَتممتَ	اَتممتَ
۹۳	۱	بینکَ	بیناتَ ط
۹۳	۴	القار	القار
۹۴	۱۳	رباگا	ربادا
۹۴	۲۴	ربادا	ربادا
۹۴	۱ حاشیہ تحتانی	جذرۃ	جن وۃ
۹۵	۱ "	قولہ ابائنا	قولہ فی ابائنا
۹۷	۲۳	بنی	نبی
۹۸	۲۴	قصتہ	قصد
۹۹	۲۴	اور وہ جسکے	ایک وہ جسکے
۹۹	۲۹	مین مع	مین
۱۰۰	۴ حاشیہ تحتانی یسار	لوفل	نوفل
۱۰۱	۴	لایا جاویگا	لائے جاوینگے
۱۰۱	۱۹	ہی عناد	یہی عناد
۱۰۱	۲۳	اعذار	اعذار
۱۰۱	۲۳	اطرر	اصرار
۱۰۱	۲۳	سحض	محض
۱۰۱	۲۷	حرم کو	حرم نے تو اہل حرم کو
۱۰۲	۱۱	لایا جاویگا	لائے جاوینگے
۱۰۲	۱ حاشیہ تحتانی	قیل المسرہم	قیل ماذکر المصرہم
۱۰۳	۴ حاشیہ تحتانی یسار	اسلا	اصلا
۱۰۶	۳ حاشیہ تحتانی یمین	عن الخاتمۃ	من الخاتمۃ
۱۰۶	۲ "	تاقی علیہ	تناقی علیہ
۱۰۶	۴ "	محصل	فحصل
۱۰۶	۳ حاشیہ تحتانی یسار	استدال	استدل
۱۰۶	۳ "	روالجواب	والجواب
۱۰۷	۱۱	قل	اقل
۱۰۷	۲۹	فرضی اسلیے	فرض سے اسلیے
۱۰۹	۱۴	تک تو اور	تک توحید اور

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۹	۱۵	دال ہے	دال ہیں
۱۱۰	۴	ہونگے انکو	ہونگے ہم انکو
۱۱۰	۲۴	ہونگے انکو	ہونگے ہم انکو
۱۱۲	۲۷	کنارعرب	کفارعرب
۱۱۳	۱ حاشیہ تحتانی	فی السماء	فی السماء
۱۱۵	۱۹	معموم	مغموم
۱۱۶	۸	کوگ	لوگ
۱۱۶	۲۷	العنکبوت ط	العنکبوت م
۱۱۸	۸ حاشیہ فوقانی	الکاعون	الکاملون
۱۲۰	۲	آتاہے	آناہے
۱۲۱	۱۷	ھذاہ	ھذہ
۱۲۱	۳ حاشیہ فوقانی	چاہیے کافے اشارۃ	چاہیے اشارۃ
۱۲۱	۵ "	متعلقۃ	متعلقۃ

تمت المنہیات وللہ الحمد

[illegible]

[illegible] ترجمہ [illegible] ہے [illegible] کتاب [illegible] اس [illegible] عمدہ [illegible] مجتبائی۔

انیس الجلیسین [illegible] ترجمہ عمدہ [illegible] اسمیں نصائح اور حکایات [illegible] اور [illegible] ہیں [illegible] سے [illegible] حال [illegible] کی تالیف سے [illegible] اس کتاب کا اردو ترجمہ کرا کر نصف صفحہ میں اصل کتاب اور نصف صفحہ میں اسکا ترجمہ چھپا ہے۔ مجتبائی۔

خیر الموانس ترجمہ اردو [illegible] کتاب [illegible] کے واسطے نہایت ہی [illegible] آسان [illegible] نصیحت کی دوسری کتاب [illegible] سے [illegible] کتاب [illegible] اسکا ایک ایک بیان [illegible] اور مسلسل بیان ہے جس کو [illegible] بیان کر سکتا ہے جس [illegible] فصل کو جس عنوان سے شروع کیا ہے [illegible] [illegible]

[illegible] اسکو [illegible] ہے [illegible] بیان [illegible] مسلسل [illegible] کے [illegible] واقعات [illegible] فضائل [illegible] لکھے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ اب تک ایسی جامع اور واعظوں کے مفید اور کار آمد کتاب دیکھنے میں نہیں آئی اسکا مطالعہ کرنے والا تمام علوم سے واقف ہو سکتا ہو اور وہ مضامین بیان جو ایک بڑا عالم [illegible] بیان کر سکے یہ کتاب [illegible] ترانہ میں [illegible] سے تمام مسلمانوں اور مخصوصاً واعظوں کے فائدہ کے لیے سلیس اردو زبان میں اسکا ترجمہ کرایا ہے اور دو جلد میں مع فہرست ہمیں اسکو چھاپا ہے۔

درۃ الناصحین مع ترجمہ اردو **تحفۃ الواعظین** مجتبائی۔ درۃ الناصحین اصل کتاب عربی نصف حصہ میں ہے اور نصف صفحہ میں اسکا اردو ترجمہ با محاورہ سلیس عام فہم زبان میں وعظ پند کے سلسلہ میں اکثر کتابیں دیکھی گئی ہیں مگر یہ کتاب اپنے طرز میں بالکل نئی ہے طرز اسکا قرآن مجید کی بیشتر آیات کی تفسیر [illegible] ترتیب [illegible] معتبر اور متداول تفاسیر [illegible] ہے [illegible] کے متعلق نبی کریم صلعم کی احادیث صحابہ کے آثار [illegible] اقوال [illegible] کی حکایات مشائخ [illegible] [illegible] مستند [illegible] کی [illegible] [illegible] ہے [illegible]

[illegible]

[illegible] فضائل [illegible] حضرت ابوبکر صدیق کے فضائل [illegible] حدیثوں اور [illegible] تواریخ سے نقل کئے ہیں [illegible] بعد خلفاء اربعہ کی ماتریب مناقب و محاسن بیان کئے ہیں۔ اور بالخصوص محاسن اہل بیت کے فضائل اور حضرت امام حسین کی شہادت کے مفصل حالات ہیں یہ کتاب واعظوں کے واسطے بہت مفید ہے۔ مجتبائی۔

نافع المسلمین ترجمہ اردو **انیس الواعظین** مجتبائی۔

خطبات القرآن والاحادیث اعنی خطبات الفوجہ جدید بارہ مہینوں کے بارہ خطبے اور ہر مہینے کے فضائل۔ اول میں جمعہ کے متعلق اور ضروری مسائل اور بہت فوائد اور نکات عجیبہ مع ہیں آخر میں مسائل قرآنی [illegible]

اصول الشاشی محشی مجتبائی۔

اصول الشاشی محشی بحواشی جدیدہ نافعہ بنام احسن الحواشی مجتبائی تقطیع کلاں۔

اصول الشاشی کا ترجمہ مع دیگر فوائد مولانا مولوی مشتاق احمد صاحب انبیٹھوی نے نہایت تحقیق سے کیا ہے اور اسکا نام ازالۃ الغواشی ہے مجتبائی۔

توضیح تلویح کشوری۔

حسامی مع شرح النظامی مجتبائی۔

رسالہ اصول فقہ مولوی اسمٰعیل شہید مجتبائی۔

سوال جواب منہ الانوار محشی مجتبائی۔

فصول شرح اصول الشاشی مجتبائی۔

شرح مسلم الثبوت ملا بحر العلوم۔

کشف المبہم شرح مسلم الثبوت مجتبائی۔

مسلم الثبوت محشی بحواشی احمد اللہ حواشی نافعہ مجتبائی۔

شرح مرآۃ الاصول ملا خسرو مصری۔

مستصفی امام غزالی مع [illegible] اسلام [illegible] مع

مع [illegible] مسلم الثبوت اور [illegible] عبد العلی بحر العلوم مصری۔

نامی شرح حسامی مجتبائی۔

نور الانوار شرح المنار مع حاشیہ جدید حکیم مرحوم مسمی بہ قمر الاقمار مجتبائی۔

فتاویٰ مولانا شاہ رفیع الدین محدث [illegible]

مسائل اربعین مولانا محمد اسحاق محدث [illegible]

مفتاح الصلوٰۃ محشی بحواشی۔ خط مجتبائی۔

مالا بد منہ فارسی محشی مع وصیت نامہ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی در رسالہ حنفیہ احکام قضیہ نہایت صحیح بچھاپہ عمدہ خوشخط مجتبائی۔

مجموعہ فتاویٰ مولانا شاہ عبد العزیز حصہ اول مجتبائی ایضاً حصہ دوم مشتمل مسائل عجیبہ۔

احسن المسائل اردو ترجمہ کنز الدقائق مجتبائی۔ کنز کے اردو ترجمے اور بھی لوگوں نے کیے ہیں مگر یہ ترجمہ فاضل اجل مولانا مولوی محمد احسن کا ہو حرف بحرف کنز الدقائق مطبع کے موافق یہ ترجمہ ہوا ہے جا بجا ستر جمہ نے حاشیہ میں توضیح کی ہے اور اسکی مطابقت عینی سے بھی کی گئی ہے۔ ترجمہ با محاورہ ہے اس سے بہتر کنز کا سلیس اردو میں عام فہم نہیں ہوا ہے۔

نور الہدایہ ترجمہ اردو شرح وقایہ ہر چہار جلد مطبع رمضانی آخوندی مع حواشی مولانا عبد الحکیم سیالکوٹی مجتبائی۔ یہ نایاب اور مفید حاشیہ شرح عقائد نسفی کا ہے جس میں جدید حواشی کا اضافہ نہایت معتبر اور نایاب کتابوں سے کیا گیا ہے اور حاشیہ مولانا عبد الحکیم سیالکوٹی کے حواشی بھی چڑھائے ہیں یہ حاشیہ شرح عقائد کا انتہائی [illegible] مصر وغیرہ میں بہت مقبول ہے۔

خیالی۔ مع حاشیہ عبد الحکیم و ملا [illegible] مجتبائی۔ حال میں مطبع نے اسکو [illegible] پاکیزہ طبع کیا ہے۔ اور ایک جدید [illegible] بھی بڑھایا ہے۔

مختصر فہرست کتب خانہ تجارت مطبع مجتبائی دہلی

کنز الدقائق مع حواشی مفیدہ کے یہ
کنز الدقائق اپنی تمام شروح کی حامل ہے۔

در مختار و علے حاشیہ کشف الاستار

چونکہ یہ کتاب ایک معتبر فتاوای اور جزئیات
مسائل کو حاوی ہے اور ہر ایک مفتی و عالم کو اسکی
ضرورت رہتی ہے اسلیے علمی زمانے بصرف زر
کثیر اولاً اسکے متن کی تصحیح چند صحیح نسخوں سے
کرائی۔ ثانیاً عجیب و غریب اسکا تحشیہ تالیف
کرایا جو بجائے خود ایک شرح ہے **حل عبارات**
رد المحتار یعنی شامی سے کیا گیا جو **حل لغات**
صراح۔ قاموس۔ مجمع بحار الانوار وغیرہ سے
تحقیق مسائل بڑی بڑی معتبر کتابوں سے
جنمیں سے بعض کے نام دیباچہ میں لکھے گئے
ہیں اور جن کتابوں سے مدد لی گئی ہے انکا ذکر بھی
آخر کتاب میں ثبت ہے۔ **قول محقق** ہر مسئلہ پر
لکھا گیا ہے اور مسئلہ کتاب کے متعلق اتنی سعی کی گئی
ہے کہ پھر شامی دیکھنے کی ضرورت نہیں کوئی مسئلہ
اور جو اتنہیں چھوڑا گیا **طرز محققانہ** ہے
عبارات میں انصاف اور تحقیق مد نظر رکھی گئی ہے
جسکی خوبیاں شائقین مطالعہ سے معلوم کرینگے
اور ہماری محنت اور جانفشانی کی داد دیکر دعائے
خیر سے یاد رکھینگے اس کے **علاوہ** فہرست
شروع سے لیکر ہدایہ تک کسی متن یا حاشیہ میں امام
اعظم ابو حنیفہؒ کے متعلق کوئی تذکرہ نہ تھا یعنی
اسی کتاب میں تھا اسلیے اس خاص ذکر کو بہت
خوبی سے لکھا ہے امام اور ان کے شاگردوں کی
توثیق اور تعدیل جنمیں انکے اقوال سکتی ہے
جو مقابل ہانے گئے ہیں مناظرات اور رفع الشبہ
جوابات کچھ بھی خالی نہیں ہیں آخر میں امام صاحب
کے شاگردوں کی مختصر فہرست بھی دی ہے جنمیں اکثر
امام بخاری رحمہ اللہ کے شیوخ ہیں۔

فتاوی عالمگیری مطبوعہ مصر
فتاوی قاضیخان کامل۔
قدوری مع شرح التنقیح الضروری مجتبائی

تنقیح الرواۃ فی تخریج احادیث المشکوۃ

مشکوۃ جسکے نام سے اکثر اہل اسلام واقف ہیں
اور جسکے پڑھنے پڑھانے سے ہر ملک کا چھوٹا بڑا کوئی
دینی مدرسہ خالی نہیں ہے یہ کتاب علامہ ولی الدین محمد
بن عبد اللہ خطیب تبریزی نے اپنے استاد علامہ اپنے وقت کے
امام حسین بن عبد اللہ طیبی کے مشورہ کے موافق
تالیف فرمائی اور اسی زمانہ میں علامہ حسین بن عبد اللہ
طیبی نے مشکوۃ کی شرح لکھی اور اسکے بعد تو شیخ اللمعات
مرقات وغیرہ وغیرہ خاص خاص علما نے مشکوۃ کی
شروح بڑی کوشش سے تالیف کیں لیکن مؤلف مشکوۃ
نے اپنی کتاب مشکوۃ کے دیباچہ میں یا ایک ضروری
بات جتلائی تھی کہ مشکوۃ کی بعض حدیثوں کی سند کا
حال مؤلف مذکور کو معلوم نہیں ہوا ان حدیثوں کی
صحت و ضعف کو مؤلف نے اپنی کتاب میں بیان نہیں
کیا اور مؤلف مذکور نے جہاں یہ بات جتلائی تھی وہاں
علامات سے اپنی یہ خواہش ظاہر کی تھی کہ اگر کوئی صاحب
مشکوۃ کے علم نقیض کی اس حالت متنظرہ کو رفع کریگے
تو موجب اجر عظیم ہے مگر باوجود مؤلف مشکوۃ کے
اس خواہش کی مشکوۃ کی جو شرحیں لکھی گئیں انمیں کسی
شارح نے بالالتزام مشکوۃ کی حالت متنظرہ مذکورہ
کو رفع کر کے مؤلف مشکوۃ کی خواہش متذکرہ کو
پورا کرنے کی جانب اپنی توجہ کو مبذول نہیں کیا اسلیے
راقم الحروف کا ایک مدت سے یہ قصد تھا کہ مشکوۃ کی حالت
متنظرہ رفع ہو کر مؤلف مشکوۃ کی سیکڑوں برس
کی آرزو پوری ہو جاوے تو اس سے مشکوۃ کے پڑھنے
پڑھانے والوں کو بڑا فائدہ پہونچیگا الحمد للہ شکر ہے کہ عالم کی
اخیر کا وہ قصد پورا ہوا کہ احقر کے کتب خانہ میں امانت کا
ایک قلمی نسخہ موجود تھا احقر نے مولانا جناب قاضی
احمد حسن صاحب تعلقہ دار پنشنر سرکار نظام کو بھی
[illegible] اور تنقیح الرواۃ کی تالیف کی [illegible]

حسب تمنا [illegible] سے تالیف مولانا [illegible]
دینیہ خواہش پوری ہوگئی [illegible]
ہوگئی ہو سکتا بیان صحت و ضعف اور مشکوۃ کی
مطالب مشکوۃ کے حل کیے گئے ہیں [illegible]
میں بیان صحت و ضعف احادیث کو مقصود بالذات
قرار دیا گیا اور بقیہ مطالب کا بیان ضمناً کتاب کو طول
نہیں دیا گیا کیونکہ مرقات کے شائع ہو جانیکے بعد زیادہ
ضرورت اسی کی تھی اس تخریج میں جو امور ملحوظ رکھے
گئے ہیں وہ سب ذیل ہیں (۱) جو حدیث چند کتابوں
میں مروی تھی اور صاحب مشکوۃ نے بنظر اختصار بعض
کو بیان اور ان متروک کتابوں کا نام اس تخریج میں بتلا دیا
گیا ہو تاکہ حدیث کی تخریج پوری ہو جاوے تکمیل تخریج
کے خیال سے یہ التزام فصل اول میں بھی اس لیے
جاری رکھا گیا ہو کہ فصل اول کی احادیث اکثر
کی روایات کو تقویت ہو جاوے (۲) جس حدیث کی
کے کسی راوی میں ائمہ جرح نے کچھ جرح کی تھی وہ بیان
کر دی گئی ہو اور اسی طرح ائمہ تعدیل نے جس کسی اس
راوی کی توثیق کی تھی وہ بھی بیان کر دی گئی ہے اور
جہاں تک ممکن تھا ضعیف الاسناد حدیث کی تقویت
جید الاسناد حدیث سے کی گئی ہو (۳) دو حدیثوں میں
جہاں کہیں ظاہری تعارض تھا معتبر قول سے ان دونوں
حدیثوں کی وجہ تطبیق بین الحدیثین کو بیان کر دیا گیا ہے
(۴) لغات مشکلہ کو نہایہ مجمع البحار وغیرہ سے حل کر دیا
گیا ہو (۵) جن کتابوں سے اس تخریج کا کوئی مطلب لیا
گیا ہو ہر قول کے آخر میں ان کتابوں کا نام بتلا دیا گیا ہے
تاکہ بوقت ضرورت اصل کتاب سے بھی مل سکے
کی احادیث جن کتابوں سے صاحب مشکوۃ نے نقل کی ہیں ان
مصنفوں کی پیدائش وفات کا سنہ اور مختصر حال
بھی بتلا دیا گیا ہو (۶) [illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
چار حصے ہو گئے ہیں پہلا حصہ [illegible]
سے آخر کتاب الصلاۃ تک چھپ چکا ہے
حجم ہر جز کلاں چھاپہ قیمت بلا محصول
کے تین حصے زیر طبع ہیں اس کتاب کا
[illegible] کتابت چھپائی صحت کی
[illegible] اصل کے مؤلف کے طرز پر [illegible]
کتاب انوار الاعمال [illegible]
تحریر المختار رد المحتار مولانا مفتی [illegible]
الشریعۃ والآداب الشرعیہ [illegible]
جامع صغیر از امام محمدؒ
جوہرہ نیرہ شرح قدوری مجتبائی
خلاصۃ الفتاوی۔ عربی کامل
بخاری مع مجموعۃ الفتاوی مولانا عبد [illegible]
نفع المفتی والسائل مجتبائی
الدرۃ العباسیہ فی العقائد والعبادات [illegible]
شرح فقہ اکبر [illegible] الی المنتہی۔ مجتبائی
شرح وقایہ مع عمدۃ الرعایہ محشی [illegible]
عبد الحی مرحوم ہر جلد مجتبائی
شامی مطبوعہ مصر
صغیری شرح منیۃ المصلی مع حواشی [illegible]
کبیری شرح منیۃ المصلی مجتبائی
سعایہ شرح شرح وقایہ [illegible]
عینی شرح کنز [illegible]
فتاوی [illegible]
[illegible]
[illegible]

محمد عبد الاحد [illegible] مالک مطبع مجتبائی دہلی - ماہ جمادی الثانی ۱۳۲۳

الله یجتبی الیه من یشاء ویهدی الیه من ینیب

چون اصل اساس علوم حکمیه علوم قرآن است و ازین همه توجه علماء امت هند از قدیم زمان است و از جمله
علوم خادمه قرآن حسب آیت ان علینا جمعه وقرآنه فاذا قرأناه فاتبع قرآنه ثم ان علینا بیانه علم تفسیر و تبیان است و
تفرد و تکثر کتب این فن تجدد ضرورت و مذاق اهل عصر مقتضی تالیفی جدید در بیان فرقان است کتاب

بیان القرآن

[illegible]

است بیان و برهان کامل حاوی آن طرز و عنوان است این جلد از آن بنا علیه کتاب مذکور مع ترجمه متن است
در اول حصه صفحه و تکرار متن مع تحریر ترجمه و تقریر تفسیر بطرز امتیاز [illegible] تفسیر در دومی حصه حواشی عربیه و سومی
حصه سفلی صفحه بمجموعه مفید طالبان و قاریان و شائقان است به اهتمام محمد عبدالاحد قد طبع

فی المطبع المجتبائی الواقع فی بلدة دهلی

مختصر فہرست کتب خانہ تجارت مطبع مجتبائی دہلی

تالیفات مولانا مولوی محمد اشرف علی صاحب

القول البدیع متعلقہ جمعہ و عیدین وغیرہ

اکسیر فی اثبات التقدیر۔

الاقتصاد فی التقلید والاجتہاد۔

اصلاح الرسوم مع ضمیمہ مجتبائی۔ رسوم مروجہ زمانہ کی تحقیق جواز و ناجواز اس مین پیدائش سے لے کر مرنے تک جس قدر رسوم اب شائع ہو گئے ہین اُن سب کی تردید مدلل بدلائل شرعیہ ہے۔

اوراد و رحمانی و اذکار سبحانی مجتبائی فضائل تسبیح و تحمید و تکبیر مین۔

بہشتی زیور کامل دس حصون مین جداگانہ ہر حصہ ۳۰ر کو مل سکتا ہے دس حصے تک اور حصہ ۱۱ یعنے بہشتی گوہر ۵ر کو ملتا ہے۔

بہشتی گوہر جسمین مردون کے متعلق مسائل ہین

تفسیر بیان القرآن۔ مجتبائی جس مین ہر قسم کے شبہات کا جواب دیا گیا ہے اور آج تک اس طرح کی تفسیر نہین چھپی بارہ جلدون مین ختم ہے خریدارون کی سہولت کے لیے کم و بیش ڈہائی ڈہائی پارون کی ایک ایک جلد کر دی ہے پہلی جلد ۱۸ جزو کلان کاغذ ولایتی پر ہے۔

ایضاً جلد دوم ۔۔۔۔ ۱۲ر

ایضاً جلد سوم ۔۔۔۔ ۱۳ر

ایضاً جلد چہارم ۔۔۔۔ ۱۲ر

ایضاً جلد پنجم ۔۔۔۔ ۱۳ر

ایضاً جلد ششم ۔۔۔۔ ۱۳ر

ایضاً جلد ہفتم ۔۔۔۔ ۱۰ر

ایضاً جلد ہشتم ۔۔۔۔ ۱۳ر

ایضاً جلد نہم ۔۔۔۔ ۱۳ر

باقی جلدین مسلسل زیر طبع ہین اور اُن کی قیمت ضخامت کے لحاظ سے رکھی جاوے گی

تحقیق تعلیم انگریزی۔ اردو

تنشیط الطبع فی اجراء السبع مجتبائی اختلاف قرأت اور ساتون قراتون کے معلوم ہونے کی ترکیب اور قاعدے اور قانون۔

تعلیم الدین معاش و معاد کے طریقے۔

جزاء الاعمال۔

حفظ الایمان چند ضروری مسائل کا جواب

حق السماع مجتبائی در تحقیق جواز و عدم جواز سماع۔

حقوق الاسلام۔ یعنی آپس کے حقوق

خطب ماثورہ۔

رونمائے مثنوی مجتبائی۔

سبق الغایات فی نسق الآیات عربی ربط آیات مین بینظیر کتاب ہے مجتبائی

صفائی معاملات احکام و دستور

فروع الایمان۔

فتاوائے اشرفیہ حصہ اول

ایضاً حصہ دوم

قصد السبیل الی المولی الجلیل تصوف و سلوک مین۔

قصہ حضرت موسیٰ و ابراہیم المسمیٰ بالترتیب اللطیف فی قصۃ الکلیم والحنیف مجتبائی

کرامات امدادیہ۔

کمالات امدادیہ۔

کلید مثنوی شرح مثنوی مولانا روم حل المتن زبان اُردو نہایت سلیس اور مطلب خیز و مختصر تقریر مین شرح لکھی گئی ہے۔ نصف دفتر اول

ایضاً حصہ دوم بقیہ حصہ اول۔

مناجات مقبول مع ترجمہ [illegible]

مجموعہ اعمال قرآنی ہر سہ حصہ یعنے اعمال قرآنی و اسرار آسمانی۔ آثار حیات ابی خواص قرآنی مع ضمیمہ ثانی و تعویذات مفید عام مجتبائی

مجموعہ تلخیصات عشر۔ مجتبائی مولانا مولوی اشرف علی صاحب کی مجموعہ کورس عربی کا ایک حصہ ہے جس مین حسب ذیل دس کتب درج کی گئی ہین یعنی تلخیص المراۃ۔ تلخیص الشریفیہ۔ تسہیل المعانی۔ تلخیص المنار۔ المشار دراتیہ الحکمۃ۔ تلخیص ہدایۃ الحکمۃ۔ تلخیص الیلیہ تکمیل شرح عقائد عشرہ۔ طرد س اس آخر رسالہ مین زیادہ حصہ تاریخ کا ہے اور بہت سی اصطلاح پر مشتمل ہے۔ جنکی ضرورت طلبا اور مدرسین کو اکثر ہوتی ہے اور واقف ہونے پر بہت سے مسائل حل ہو جاتے ہین۔ اور پوری کیفیت ان رسالونکی نقشہ مثان التکمیل سے جو کتاب کے شروع مین ہے اچھی طرح معلوم ہو سکتی ہے۔ یہ بہت ہی مفید مجموعہ ہے۔

مجموعہ فتاوے مولوی محمد اشرف علی صاحب مسمی امداد الفتاوے مجتبائی اس مین بہت مختصر چند مسئلے فتاوی اشرفیہ کے نام سے چھپے تھے۔ اب یہ مجموعہ کامل جو کی چار جلدین منقسم ہین اس کے کل مسائل فقہی ابواب کے مرتب ہین زمانہ حال کی ضرورتون کے لحاظ سے جزئی مسائل بکثرت ہین۔ جو پہلے لوگون کے فتاوون مین نہین یہ ایک مستند فتاوی ہے نہایت اہتمام سے چھاپا گیا ہے کامل سہ چار جلد۔ ان جلدون کے علاوہ دیگر فتاوی علیحدہ تتمہ اولی اور تتمہ ثانیہ کے نام سے زیر طبع ہین۔

تتمہ اولے امداد الفتاوی زیر طبع اس مین مولانا الممدوح کے فتاوی جو [illegible] تک سات سال کے [illegible] جمع کئے گئے ہین اس تتمہ کے فتوون کو بھی مثل اصل کتاب کے یعنی فتاوی امدادیہ کے فقہی ابواب پر مرتب کیا گیا ہے چار بابون پر منقسم کر کے اول مین طہارت کے مسائل ثانی مین نکاح کے ثالث مین بیع کے رابع مین شفعہ کے اس ترتیب مین بڑا فائدہ یہ ہے کہ ہر ایک طرح کا فتوی دیکھنے والے کو بسہولت مل سکتا ہے۔

تتمہ ثانیہ مجموعہ امداد الفتاوے [illegible] اور سال کے یکجائی جمع ہین مجتبائی زیر طبع۔

حوادث الفتاوی مجتبائی زیر طبع۔

کنز الدقائق مع شرح عربی مسمی بہ کنوز الحقائق اس کتاب کو اس مطبع نے نہایت درجہ اہتمام کے ساتھ تمام شروح معتبرہ مثل عینی مستخلص۔ فتح المعین۔ بحر الرائق۔ تبری تمہی نایاب کتابون سے محشی کیا تھا۔ پہلی ایڈیشن جو اسکی بہت جلد فروخت ہو گئین تیسری اسکو دو سال کے اہتمام بلیغ از سر نو تیار کیا گیا ہے۔ ۳۰ جزو کلان تقطیع پر یہ کتاب ختم ہوئی ہے

احسن المسائل اردو ترجمہ کنز الدقائق مجتبائی۔ کنز کے اُردو ترجمے اور دون سے بھی سمجھے ہین مگر یہ ترجمہ فاضل اجل مولانا مولوی محمد احسن کا ہے حرف بحرف کنز الدقائق مطبوعہ کے موافق یہ ترجمہ ہوا ہے جا بجا مترجم نے وضاحت مطلب کی ہے اور اسکی مطابقت عینی سے بھی کی گئی ہے [illegible]

[illegible] مع حواشی مولانا [illegible] مجتبائی۔

فہرست مضامین متعلقہ تفسیر آیتیہ جلد نہم بیان القرآن

سورۃ الروم مکیۃ وھی ستون | بسم اللہ الرحمٰن الرحیم | اٰیۃ وست رکوعات

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

الٓمّٓ ۚ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ۙ فِیْٓ اَدْنَی الْاَرْضِ وَھُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِھِمْ سَیَغْلِبُوْنَ ۙ فِیْ بِضْعِ سِنِیْنَ ۬ؕ لِلّٰہِ

الٓمّٓ اہل روم ایک قریب کے موقع میں مغلوب ہو گئے اور وہ اپنے مغلوب ہونے کے بعد عنقریب تین سال سے لیکر نو سال کے اندر اندر غالب آجاویں گے۔ پہلے بھی

الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ ؕ وَیَوْمَئِذٍ یَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ بِنَصْرِ اللّٰہِ ؕ یَنْصُرُ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَھُوَ الْعَزِیْزُ

اختیار اللہ ہی کو تھا اور پیچھے بھی اور اس روز مسلمان اللہ تعالیٰ کی اس امداد پر خوش ہونگے وہ جس کو چاہے غالب کر دیتا ہے اور وہ زبردست ہے

الرَّحِیْمُ ۙ وَعْدَ اللّٰہِ ؕ لَا یُخْلِفُ اللّٰہُ وَعْدَہٗ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝

رحیم ہے اللہ تعالیٰ نے اس کا وعدہ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کو خلاف نہیں فرماتا ولیکن اکثر لوگ نہیں جانتے

سورۃ الروم مکیۃ الا قولہ فسبحان وھی ستون او تسع وخمسون اٰیۃ کذا فی البیضاوی **ربط** اس سورت میں یہ مضامین ہیں۔ **اول** بعض واقعات موجب فرح اہل اسلام کی پیشین گوئی جس میں دلالت علی النبوۃ کے ساتھ اوپر کی سورت میں کفار کی ایذا رسانی سے جو مسلمانوں کو رنج ہوتا تھا جس پر اس کے خاتمہ میں مجاہدہ وتحمل مشاق کی فضیلت مذکور ہوئی تھی اس رنج کا ازالہ بھی ہے اور اس سے دونوں میں ارتباط بھی ظاہر ہو گیا **ثانی** کفار کا تعنت وعناد اور ان کو کفر وتکذیب پر توبیخ اور اس کی تقویت کے لیے اجمالاً بعض مکذبین سابقین کی بد انجامی **ثالث** اثبات معاد اور اس کے احوال واہوال جس سے مضمون ثانی کی بھی تقویت ہوتی ہے **رابع** اثبات توحید اور اس کے دلائل **خامس** بعض اعمال مہمہ فرعیہ جو حقوق اعتقاد توحید میں سے ہیں پھر خاتمہ میں ان مضامین بلیغہ سے کفار کے متاثر نہ ہونے پر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا تسلیہ واللہ اعلم۔

پیشین گوئی موجب سرور اہل اسلام

جس قصہ کے متعلق یہ پیشین گوئی ہے اس کا ملخص یہ ہے کہ ایک بار روم وفارس میں مقام اذرعات وبصری کے درمیان (کمافی الروح معزیا الی طرق عدیدۃ مع ترجیح ابن حجر لہ) لڑائی ہوئی اور رومی مغلوب ہو گئے مشرکین مکہ مسلمانوں سے کہنے لگے کہ تم اور رومی اہل کتاب ہو اور ہم اور فارسی غیر اہل کتاب ہیں پس فارس کا روم پر غالب آنا فال ہے اس کی کہ ہم بھی تم پر غالب رہیں گے اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں جس میں پیشینگوئی ہے کہ نو سال کے اندر رومی فارسیوں پر غالب آجاوینگے چنانچہ اس سے ساتویں برس پھر دونوں کا مقابلہ ہوا اور رومی غالب آگئے جس سے وہ پیشینگوئی پوری ہوئی اور اتفاق سے جس زمانے میں یہ روم کا غلبہ ہوا ہے یہاں مسلمان جنگ بدر میں مشرکین پر غالب آئے تھے بعض نے یفرح المومنون کی یہی تفسیر کی ہے اور اسکو دوسری پیشینگوئی قرار دیا ہے یہ سب روایات درمنثور میں باسانید مختلفہ مذکور ہیں۔

آیات وتفسیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الٓمّٓ ۚ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ۙ فِیْٓ اَدْنَی الْاَرْضِ وَھُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِھِمْ سَیَغْلِبُوْنَ ۙ فِیْ بِضْعِ سِنِیْنَ ۬ؕ لِلّٰہِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ ؕ وَیَوْمَئِذٍ یَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ بِنَصْرِ اللّٰہِ ؕ یَنْصُرُ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ۙ وَعْدَ اللّٰہِ ؕ لَا یُخْلِفُ اللّٰہُ وَعْدَہٗ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ الٓمّٓ (اسکے معنے اللہ کو معلوم ہیں) اہل روم ایک قریب کے موقع میں (یعنی ارض روم کے ایسے مقام میں جو بہ نسبت فارس کے عرب سے قریب تر ہے مراد اس سے اذرعات وبصری ہے جو ملک شام میں دو شہر ہیں کذا فی القاموس اور حکومت روم کے تحت میں ہونے سے ارض روم میں داخل ہیں ایسے موقع میں اہل روم اہل فارس کے مقابلہ میں) مغلوب ہو گئے (جس سے مشرکین خوش ہوئے) اور وہ (رومی) اپنے (اس) مغلوب ہونے کے بعد عنقریب (اہل فارس پر دوسرے مقابلہ میں) تین سال سے لیکر نو سال کے اندر اندر غالب آجاویں گے (اور یہ مغلوب اور غالب ہونا سب خدا کی طرف سے ہے کیونکہ مغلوب ہونے سے) پہلے بھی اختیار اللہ ہی کو تھا (جس سے مغلوب کر دیا تھا) اور (مغلوب ہونے سے) پیچھے بھی (اللہ ہی کو اختیار ہے جس سے غالب کر دے گا) اور اس روز (یعنی جب

لغات الترجمۃ

۵ قولہ فی توضیح ادنی
الارض ارض روم اشارۃ
ان اللام فی الارض للعہد ۱۲

يَعْلَمُونَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْآخِرَةِ هُمْ غَافِلُونَ ۝ أَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا فِي أَنفُسِهِم ۗ

یہ لوگ صرف دنیوی زندگانی کے ظاہر کو جانتے ہیں اور یہ لوگ آخرت سے بے خبر ہیں کیا انہوں نے اپنے دلوں میں یہ غور نہیں کیا

مَّا خَلَقَ اللَّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَجَلٍ مُّسَمًّى ۗ وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَاءِ

کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کو اور ان چیزوں کو جو ان کے درمیان میں ہیں کسی حکمت ہی سے اور ایک میعاد معین کے لیے پیدا کیا ہے اور بہت سے آدمی اپنے رب کے ملنے کے

رَبِّهِمْ لَكَافِرُونَ ۝ أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ كَانُوا أَشَدَّ

منکر ہیں کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں جس میں دیکھتے بھالتے کہ جو لوگ ان سے پہلے ہو گذرے ہیں اُن کا انجام کیا ہوا وہ ان سے

مِنْهُمْ قُوَّةً وَأَثَارُوا الْأَرْضَ وَعَمَرُوهَا أَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوهَا وَجَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ ۖ

قوت میں بھی بڑھے ہوئے تھے اور انہوں نے زمین کو بھی بوجوتا تھا اور جتنا انہوں نے اُس کو آباد کر رکھا ہے اس سے زیادہ انہوں نے اُس کو آباد کیا تھا اور اُن کے پاس بھی اُن کے پیغمبر معجزے لیکر آئے تھے

اہل روم غالب آویں گے) مسلمان اللہ تعالیٰ کی اس امداد پر خوش ہوں گے (اس امداد سے یا تو یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو قول میں غالب فرما دے گا کیونکہ اس پیشین گوئی کو مسلمانوں نے کفار پر ظاہر کیا اور انہوں نے تکذیب کی تو اس کے وقوع سے مسلمانوں کی جیت ہو جاوے گی اور یا یہ مراد ہے کہ مسلمانوں کو مقاتلہ میں بھی غالب کر دے گا چنانچہ وہ وقت جنگ بدر میں منصور ہونے کا تھا اور ہر حال میں نصرت کا محل اہل اسلام ہی ہیں اور مسلمانوں کی حالت ظاہری مغلوبیت کی دیکھ کر اس منصوریت فی المقابلہ پر استبعاد نہ کیا جاوے یا آدمیوں کی حالت ظاہری مغلوبیت کی دیکھ کر مسلمانوں کی اس منصوریت فی المقاولہ پر استبعاد نہ کیا جاوے کیونکہ نصرت اللہ کے قبضے میں ہے) وہ جس کو چاہے غالب کر دیتا ہے اور وہ زبردست ہے (کفار کو جب چاہے قولاً یا فعلاً مغلوب کرائے اور) رحیم (بھی) ہے (مسلمانوں کو جب چاہے غالب کر دے) اللہ تعالیٰ نے اس کا وعدہ فرمایا ہے (اور) اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کو خلاف نہیں فرماتا (اس واسطے یہ پیشین گوئی ضرور واقع ہو گی خواہ ایک مراد ہو یا دو) ولیکن اکثر لوگ (اللہ تعالیٰ کے تصرفات کو) نہیں جانتے (بلکہ صرف ظاہری اسباب کو دیکھ کر ان اسباب پر حکم لگا دیتے ہیں اس لیے اس پیشین گوئی میں استبعاد کرتے ہیں حالانکہ مسبب الاسباب اور مالک اسباب حق تعالیٰ ہے اُس کو اسباب بدلنا بھی آسان اسباب کے خلاف مسبب کا واقع کرنا بھی آسان اور جس طرح وقوع کے قبل اسباب کو دیکھ کر صدق وعدہ الٰہیہ کا یقین نہیں کرتے اسی طرح بعد وقوع کے اُس کو وعدہ الٰہیہ کا ظہور نہیں جانتے جس سے اس وعدہ کے پیشگی خبر دینے والے کی نبوت پر استدلال کرنا لازم تھا پس لا یعلمون میں دونوں امر آگئے) **ف** مسلمانوں کا کفار سے اس پیشین گوئی کا دعوے سے اظہار کرنا ترمذی میں موجود ہے۔ **ربط** اوپر اخبار بالغیب کے ساتھ جو کہ دلیل نبوت بھی ہے کفار کا جہل لا یعلمون سے بیان فرمایا تھا جس سے ان لوگوں کا جہل عن النبوۃ مفہوم ہوا تھا آگے ان کا جہل عن الآخرۃ کہ فرع ہے جہل عن النبوۃ کی مع اُس کے سبب عظیم کے کہ انہماک فی الدنیا ہے اور مع توبیخ کے بیان فرماتے ہیں۔

توبیخ بر حب دنیا و کفر و انکار

يَعْلَمُونَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْآخِرَةِ هُمْ غَافِلُونَ ۝ أَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا فِي أَنفُسِهِم ۗ مَّا خَلَقَ اللَّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَجَلٍ مُّسَمًّى ۗ وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَاءِ رَبِّهِمْ لَكَافِرُونَ ۝ أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ كَانُوا أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَأَثَارُوا الْأَرْضَ وَعَمَرُوهَا أَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوهَا وَجَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ ۖ

فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝ ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوا السُّوْٓاٰى اَنْ كَذَّبُوْا

سو خدا تعالیٰ ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرتا ولیکن وہ تو خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کر رہے تھے — پھر ایسے لوگوں کا انجام جنہوں نے بُرا کام کیا تھا بُرا ہی ہوا — اس وجہ سے کہ انہوں نے

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَكَانُوْا بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ اَللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ وَيَوْمَ تَقُوْمُ

اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جھٹلایا تھا اور ان کی ہنسی اُڑاتے تھے — اللہ تعالیٰ خلق کو اول بار بھی پیدا کرتا ہے پھر وہی دوبارہ بھی اسکو پیدا کریگا پھر اسکے پاس لائے جاؤ گے۔ اور جس روز قیامت قائم ہوگی

السَّاعَةُ يُبْلِسُ الْمُجْرِمُوْنَ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَآئِهِمْ شُفَعٰٓؤُا وَكَانُوْا بِشُرَكَآئِهِمْ كٰفِرِيْنَ ۝ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ

اس روز مجرم لوگ حیرت زدہ رہ جاویں گے — اور ان کے شریکوں میں سے ان کا کوئی سفارشی نہ ہوگا — اور یہ لوگ اپنے شریکوں سے منکر ہو جاوینگے۔ اور جس روز قیامت قائم ہوگی

يَوْمَئِذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَ ۝ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ يُّحْبَرُوْنَ ۝

اُس روز سب آدمی جُدا جُدا ہو جاویں گے — یعنی جو لوگ ایمان لائے تھے — اور انہوں نے اچھے کام کیے تھے — وہ تو باغ میں مسرور ہونگے۔

فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝ ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوا السُّوْٓاٰى اَنْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَكَانُوْا بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ (ان لوگوں کے جہل باللہ وبالنبوۃ کا جو کہ اوپر معلوم ہوئے سبب یہ ہے کہ) یہ لوگ صرف دنیوی زندگانی کی ظاہر (حالت) کو جانتے ہیں اور یہ لوگ آخرت سے (بالکل) بے خبر ہیں (کہ وہاں کیا ہوگا اس لیے ان کو نہ اسباب عقوبت سے کہ کفر و انکار ہے اندیشہ ہے نہ اسباب نجات کی کہ تصدیق و ایمان ہے فکر ہے) کیا (دلائل وقوع آخرت کے منکر بھی ان کی نظر دُنیا ہی پر مقصور[۱] رہی اور) انہوں نے اپنے دلوں[۲] میں یہ غور نہیں کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو اور ان چیزوں کو جو اُن کے درمیان میں ہیں کسی حکمت ہی سے اور ایک میعاد معین (تک) کے لیے پیدا کیا ہے (جیسا اُس نے آیات میں خبر دی ہے کہ اُن حکمتوں میں سے ایک مجازاۃ ہے اور میعاد معین قیامت ہے اگر اپنے دلوں میں غور کرتے تو ان واقعات کا امکان عقل سے اور اُن کا وقوع نقل سے اور اُس نقل کا صدق صفت اعجاز سے منکشف ہو جاتا اور آخرت کے منکر نہ ہوتے مگر غور نہکرنے سے منکر ہو رہے ہیں) اور (یہی کیا اور) بہت سے آدمی اپنے رب کے ملنے کے منکر ہیں کیا یہ لوگ (کبھی گھر[۳] سے نہیں نکلے اور) زمین میں چلے پھرے نہیں جسمیں دیکھتے بھالتے کہ جو (منکر) لوگ ان سے پہلے ہو گذرے ہیں اُن کا (آخری) انجام کیا ہوا (کیفیت اُن کی یہ تھی کہ) وہ ان سے قوت میں بھی بڑھے ہوئے تھے اور انہوں نے زمین کو بھی (ان سے زیادہ) بویا جوتا تھا اور جتنا انہوں نے (سامان اور مکان سے) اُس کو آباد کر رکھا ہے اس سے زیادہ انہوں نے اُس کو آباد کیا تھا اور اُن کے پاس بھی اُن کے پیغمبر معجزے لے کر آئے تھے (جن کو انہوں نے نہیں مانا اور عذاب سے ہلاک[۴] ہوئے جن کی ہلاکت کے آثار اُن کے دیار سے جو طریق شام میں ملتے ہیں نمودار ہیں) سو (اس ہلاکت میں) خدا تعالےٰ ایسا نہ تھا کہ اُن پر ظلم کرتا ولیکن وہ تو خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کر رہے تھے (کہ انکار رسل کا کر کے مستحق ہلاک ہوئے یہ تو اُن کی حالت دُنیا میں ہوئی اور) پھر (آخرت میں) ایسے لوگوں کا انجام جنہوں نے (ایسا) بُرا کام (یعنی رسل کا انکار) کیا تھا بُرا ہی ہوا (محض) اُس[۵] وجہ سے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو (یعنی احکام و اخبار کو) جھٹلایا تھا اور (تکذیب سے بڑھ کر یہ کہ) اُن کی ہنسی اُڑاتے تھے (وہ انجام سزائے دوزخ ہے) ربط اوپر جہل انکار آخرت پر توبیخ تھی آگے آخرت کا وقوع مع بیان مآل انکار و تکذیب اور ایمان و تصدیق کے مذکور ہے۔

ملحقات الترجمہ

[۱] قولہ فی اولم یتفکروا مقصور رہی اشارۃ الی تقدیر للعطوف علیہ ای اقصروا انظارہم علی الدنیا فلم یتفکروا ۱۲

[۲] قولہ فی انفسہم اپنے دلوں اشارۃ الی ان الظرف للات التفکر لا محلہ وزیادتہ للمبالغۃ والتقریر کقولہ اعتقدت بقلبی ۱۲

[۳] قولہ فی اولم یسیروا گھر سے اشارۃ الی تقدیر المعطوف علیہ ای اقعدوا فی بیوتہم ولم یسیروا ۱۲

[۴] قولہ فی فما کان اللہ ہلاک ہوئے اشارۃ الی ان الفاء فی فما کان اللہ فصیحۃ ۱۲

[۵] قولہ فی ان کذبوا اُس وجہ سے اشارۃ الی تقدیر اللام او الباء ۱۲

اخبار از وقوع آخرت و جزا و سزا در ان

اَللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُبْلِسُ الْمُجْرِمُوْنَ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَآئِهِمْ شُفَعٰٓؤُا وَكَانُوْا بِشُرَكَآئِهِمْ كٰفِرِيْنَ ۝ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَ ۝ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ يُّحْبَرُوْنَ ۝

اللغات

قولہ یحبرون فی القاموس الحبر بالفتح السرور کالحبور والحبرۃ والحبر محرکۃ ما جبر کسرہ اھ ۱۲

البلاغۃ قولہ ترجعون فیہ التفات قولہ یوم تقوم الساعۃ الثانی اعید للتہویل قولہ یومئذ یتفرقون ہل ان الیوم وفائدتہ تہویل اثر تہویل ۱۲

وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآئِ الْاٰخِرَةِ فَاُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ۝ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ

اور جن لوگوں نے کفر کیا تھا	اور ہماری آیتوں کو اور آخرت کے پیش آنے کو جھٹلایا تھا	وہ لوگ عذاب میں گرفتار ہوں گے	سو تم اللہ کی تسبیح کیا کرو

تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ۝ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ۝

شام کے وقت اور صبح کے وقت	اور تمام آسمان اور زمین میں اسی کی حمد ہوتی ہے	اور بعد زوال اور ظہر کے وقت

وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآئِ الْاٰخِرَةِ فَاُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ۝ اللہ تعالیٰ خلق کو اول بار بھی پیدا کرتا ہے پھر وہی دوبارہ بھی اس کو پیدا کرے گا پھر (پیدا ہونے کے بعد) اسی کے پاس (حساب کتاب کے لیے) لائے جاؤ گے اور جس روز قیامت قائم ہوگی (جس میں اعادۂ مذکور ہونے والا ہے) اس روز مجرم (یعنی کافر) لوگ (بازپرس کے وقت) حیرت زدہ رہ جاویں گے (یعنی کوئی معقول بات ان سے بن نہ پڑیگی) اور ان کے (تراشے ہوئے) شریکوں میں سے (جنکو شریک عبادت بناتے تھے) ان کا کوئی سفارشی نہ ہوگا اور (اس وقت خود) یہ لوگ (بھی) اپنے شریکوں سے منکر ہو جاویں گے (کہ واللہ ربنا ما کنا مشرکین) اور جس روز قیامت قائم ہوگی اس روز (علاوہ واقعہ مذکورہ کے ایک واقعہ یہ بھی ہوگا کہ مختلف طریقوں کے) سب آدمی جدا جدا ہو جاویں گے یعنی جو لوگ ایمان لائے تھے اور انہوں نے اچھے کام کیے تھے وہ تو (بہشت کے) باغ میں مسرور ہونگے اور جن لوگوں نے کفر کیا تھا اور ہماری آیتوں کو اور آخرت کے پیش آنے کو جھٹلایا تھا وہ لوگ عذاب میں گرفتار ہونگے (یہ معنے ہیں جدا جدا ہونے کے) ربط اوپر ایمان و عمل صالح کی فضیلت یعنی اس پر جنت کے ترتب کا ذکر تھا آگے ایک خاص عنوان جامع سے ایمان و عمل صالح کی ترغیب ہے کیونکہ تسبیح و تحمید جو آگے مذکور و مامور بہ ہے ایک صراحۃً دوسری اشارۃً جامع[2] ہے جمیع انواع عبادات کو جس کی فرد اعظم نماز ہے جس سے ذکر اوقات کو خاص مناسبت و تعلق ہے۔

امر تنزیہ و تحمید

فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ۝ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ۝ (جب ایمان و عمل صالح کی فضیلت تم کو معلوم ہوگئی) سو تم اللہ کی تسبیح (اعتقاداً و جاناً بھی جس میں ایمان آگیا اور قولاً و لساناً بھی جس میں اقرار و دیگر اذکار آگئے اور عملاً و ارکاناً بھی جس میں تمام عبادتیں عموماً اور نماز خصوصاً آگئیں غرض تم اللہ کی تسبیح ہر وقت) کیا کرو (اور خصوصاً) شام کے وقت اور صبح کے وقت اور اللہ کی تسبیح کرنے کا جو حکم ہوا ہے تو وہ واقعی اس کا مستحق بھی ہے کیونکہ) تمام آسمان اور زمین میں اسی کی حمد ہوتی ہے (یعنی آسمان میں فرشتے اور زمین میں بعض اختیاراً اور بعض اضطراراً اس کی حمد و ثنا کرتے ہیں کقولہ تعالیٰ وان من شیء الا یسبح بحمدہ پس جب وہ ایسا محمود الصفات کامل الذات ہے تو تم کو بھی ضرور اس کی تسبیح کرنا چاہیئے) اور بعد زوال (بھی تسبیح کیا کرو) اور ظہر کے وقت (بھی تسبیح کیا کرو کہ یہ اوقات تجدد نعمت و زیادت ظہور آثار قدرت کے ہیں ان میں تجدید تسبیح کی مناسب ہے بالخصوص نماز کے لیے بھی اوقات مقرر ہیں چنانچہ مسا میں مغرب و عشا آگئی اور عشی میں ظہر و عصر دونوں داخل تھے مگر ظہر صراحۃً مذکور ہے اس لیے صرف عصر مراد رہ گئی اور صبح بھی تصریحاً مذکور ہے) ربط سرخی بالا سے اوپر وقوع آخرت کا ذکر تھا چونکہ کفار مشرکین اس کے امکان ہی کا انکار کرتے تھے اس لیے آگے اس کے امکان اور صحت کے ثابت کرنے کے لیے دلائل قدرت بیان فرماتے ہیں اور درمیان میں تسبیح و تحمید کا ذکر آگیا تھا توجیہ استدلال یہ ہے کہ وقوع ساعت فی نفسہ امر ممکن ہے کیونکہ کوئی دلیل اس کے امتناع کی نہیں اور اگر استبعاد کا شبہہ ہو تو جو امور قدرت سے واقع ہوئے ہیں یہ قیامت ان سے زیادہ مستبعد نہیں ہے پس قبول وجود میں سب مساوی پھر قدرت ذاتی ہے جس کی نسبت سب مقدورات سے مساوی اور بعد ثبوت امکان و دفع استبعاد نقل صحیح مخبر ہے وقوع سے پس وقوع اس کا ضروری اگلا رکوع پورا اسی مضمون میں ہے

ملحقات الترجمۃ

[1] قولہ فی فاما الذین یعنی اشارۃ الی الفاء للتفصیل ۱۲

[2] قولہ فی التمہید جامع اما التسبیح فقد لا اریدبہ جمیع الانواع اطلاقا للخاص علی العام واما مع الحمد لونظر الی کونہ مامورا بہ ایضا ولو اشارۃ ۱۲

النحو قولہ عشیا عطف علی حین تمسون ۱۲

البلاغۃ قولہ عشیا تقدیمہ فی الذکر علی الظہر مع رعایۃ الترتیب فی الباقی اما لرعایۃ الفاصلۃ واما لان العصر بالنسبۃ الی الظہر کالمساء بالنسبۃ الی الصباح فلما قدم المساء علی الصباح للترتیب الوجودی قدم العصر علی الظہر لنکتۃ المشبہ وتغییر الاسلوب فی عشیا لما انہ لا یجیٔ منہ الفعل بمعنے الدخول فی العشی کالمساء والصباح والظہیرۃ ۱۲

يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ وَكَذَٰلِكَ تُخْرَجُونَ ۞ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَكُمْ

وہ جاندار کو بیجان سے باہر لاتا ہے اور بیجان کو جاندار سے باہر لاتا ہے اور زمین کو اُس کے مردہ ہونے کے بعد زندہ کرتا ہے اور اسی طرح تم لوگ نکالے جاؤ گے اور اسی کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے

مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ إِذَا أَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُونَ ۝ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ

کہ تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر تھوڑے ہی روز بعد تم آدمی بنکر پھیلے ہوئے پھرتے ہو اور اسی کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے واسطے تمہاری جنس کی بیبیاں بنائیں تاکہ تم کو ان کے پاس آرام ملے اور تم میاں

مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۝ وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافُ أَلْسِنَتِكُمْ

بی بی میں محبت اور ہمدردی پیدا کی۔ اس میں اُن لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو فکر سے کام لیتے ہیں اور اسی کی نشانیوں میں سے آسمان اور زمین کا بنانا ہے اور تمہارے لب ولہجہ اور رنگتوں کا

وَأَلْوَانِكُمْ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّلْعَالِمِينَ ۝ وَمِنْ آيَاتِهِ مَنَامُكُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَاؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ

الگ الگ ہونا ہے اس میں دانشمندوں کے لیے نشانیاں ہیں اور اسی کی نشانیوں میں سے تمہارا سونا لیٹنا ہے رات میں اور دن میں اور اس کی روزی کو تمہارا تلاش کرنا ہے اس میں

لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَسْمَعُونَ ۝ وَمِنْ آيَاتِهِ يُرِيكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَيُحْيِي بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ

اُن لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو سنتے ہیں۔ اور اسی کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ وہ تم کو بجلی دکھلاتا ہے جس سے ڈر بھی ہوتا ہے اور امید بھی ہوتی ہے اور وہی آسمان سے پانی برساتا ہے پھر اس سے زمین کو اس کے مردہ ہوجانے کے بعد

مَوْتِهَا ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ۝ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ تَقُومَ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ بِأَمْرِهِ ۚ ثُمَّ إِذَا دَعَاكُمْ

زندہ کر دیتا ہے اس میں اُن لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو عقل رکھتے ہیں اور اسی کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ آسمان اور زمین اس کے حکم سے قائم ہیں پھر جب تم کو پکار کر زمین میں سے

دَعْوَةً ۖ مِّنَ الْأَرْضِ إِذَا أَنْتُمْ تَخْرُجُونَ ۝ وَلَهُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ كُلٌّ لَّهُ قَانِتُونَ ۝

بلاوے گا تم یکبارگی نکل پڑو گے اور جتنے آسمان اور زمین میں موجود ہیں سب اُسی کے ہیں سب اُسی کے تابع ہیں

استدلال برصحت بعث ببیان دلائل قدرت

يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ وَكَذَٰلِكَ تُخْرَجُونَ ⑲ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ إِذَا أَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُونَ ⑳ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ㉑ وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافُ أَلْسِنَتِكُمْ وَأَلْوَانِكُمْ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّلْعَالِمِينَ ㉒ وَمِنْ آيَاتِهِ مَنَامُكُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَاؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَسْمَعُونَ ㉓ وَمِنْ آيَاتِهِ يُرِيكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَيُحْيِي بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ㉔ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ تَقُومَ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ بِأَمْرِهِ ۚ ثُمَّ إِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً ۖ مِّنَ الْأَرْضِ إِذَا أَنْتُمْ تَخْرُجُونَ ㉕ وَلَهُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ كُلٌّ لَّهُ قَانِتُونَ ㉖

النحو قوله يريكم بتقدير ان ۱۲

البلاغة قوله ثم اذا انتم لاستبعاد الاجتماع بين التراخي والمفاجاة بكون الاول رتبيا والثاني حقيقيا او مع كونهما حقيقيين بان تكون الانتقال ودعيا لكن بعد زمان كثير قوله لتسكنوا غاية للتقييد بانفسكم لان المجانسة اصل المؤانسة قوله جعل بينكم فيه تغليب قوله اختلاف السنتكم

في الروح وانما نظم اختلاف الالسنة والالوان في سلك الآيات الآفاقية من خلق السموات والارض مع كونه من الآيات الانفسية الحقيقية بالانتظام في سلك ما سبق من خلق انفسهم وازواجهم للايذان باستقلاله والاحتراز عن توهم كونه من متممات خلقهم اه قوله ابتغاؤكم اي بالليل والنهار وحذف لدلالة ما قبل عليه ۱۲

وَهُوَ الَّذِي يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ ۚ وَلَهُ الْمَثَلُ الْأَعْلَىٰ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ

اور وہی ہے جو اول بار پیدا کرتا ہے — پھر وہی دوبارہ پیدا کریگا — اور یہ اس کے نزدیک زیادہ آسان ہے — اور آسمان اور زمین میں اسی کی — شان اعلیٰ ہے

وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ع

اور وہ — زبردست — حکمت والا ہے۔

الربع ۳

وَهُوَ الَّذِي يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ ۚ وَلَهُ الْمَثَلُ الْأَعْلَىٰ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ

(اس کو دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہے کیونکہ اس کی ایسی قدرت ہے کہ) وہ جاندار کو بیجان سے باہر لاتا ہے اور بیجان کو جاندار سے باہر لاتا ہے (مثلاً نطفہ اور بیضہ سے انسان اور بچہ اور انسان اور پرندہ سے نطفہ اور بیضہ) اور زمین کو اس کے مردہ (یعنی خشک) ہونے کے بعد زندہ (یعنی تازہ و شاداب) کرتا ہے اور اسی طرح تم لوگ (قیامت کے روز قبروں سے) نکالے جاؤ گے اور اسی کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے ایک یہ (امر) ہے کہ تم کو مٹی سے پیدا کیا (یا تو اس طرح کہ آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا ہوئے جو مشتمل تھے تمام ذریت پر اور یا اس طرح کہ نطفہ کی اصل غذا ہے اور اس کی اصل عناصر ہیں جس میں جزو غالب مٹی ہے) پھر تھوڑے ہی روزوں بعد (کیا ہوا کہ) تمام آدمی بن کر (زمین پر) پھیلے ہوئے پھرتے (نظر آتے) ہو اور اسی کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے یہ (امر) ہے کہ اس نے تمہارے (فائدے کے) واسطے تمہاری جنس کی بیبیاں بنائیں (اور وہ فائدہ یہ ہے کہ) تاکہ تم کو ان کے پاس (جا کر بیٹھ کر) آرام ملے اور تم میاں بی بی میں محبت اور ہمدردی پیدا کی اس (امر مذکور) میں (بھی) ان لوگوں کے لیے (قدرت کی) نشانیاں ہیں جو فکر سے کام لیتے ہیں (کیونکہ استدلال کے لیے فکر کی ضرورت ہے اور نشانیاں جمع اس لیے فرمایا کہ امر مذکور کئی امر پر مشتمل ہے) اور اسی کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے آسمان اور زمین کا بنانا ہے اور تمہارے لب و لہجہ اور رنگتوں کا الگ الگ ہونا ہے (لب و لہجہ سے مراد یا لغات ہوں یا آواز و طرز گفتگو) اس (امر مذکور) میں (بھی) دانشمندوں کے لیے (قدرت کی) نشانیاں ہیں (یہاں بھی جمع کی وہی توجیہ مذکور ہو سکتی ہے) اور اسی کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے تمہارا سونا لیٹنا ہے رات میں اور دن میں (گو رات کو زیادہ اور دن کو کم ہو) اور اس کی روزی کو تمہارا تلاش کرنا ہے (دن کو زیادہ اور رات کو کم اسی لیے دوسری آیات میں تخصیص واقع ہوئی ہے) اس (امر مذکور) میں (بھی) ان لوگوں کے لیے (قدرت کی) نشانیاں ہیں جو (دلیل کو توجہ سے) سنتے ہیں اور اسی کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے یہ (امر) ہے کہ وہ تم کو (بارش کے وقت) بجلی (چمکتی ہوئی) دکھلاتا ہے جس سے (اس کے گرنے کا) ڈر بھی ہوتا ہے اور (اس سے بارش کی) امید بھی ہوتی ہے اور وہی آسمان سے پانی برساتا ہے پھر اس سے زمین کو اس کے مردہ (یعنی خشک) ہو جانے کے بعد زندہ (یعنی تر و تازہ) کر دیتا ہے اس (امر مذکور) میں (بھی) ان لوگوں کے لیے (قدرت کی) نشانیاں ہیں جو عقل (نافع رکھتے ہیں) اور اسی کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے یہ (امر) ہے کہ آسمان اور زمین اس کے حکم (یعنی ارادہ) سے قائم ہیں (اس میں بیان ہے ان کے ابقاء کا اور اوپر خلق السموات والارض میں ذکر تھا ان کے حدوث کا اور یہ تمام نظام[1] عالم جو مذکور ہوا یعنی تمہارا سلسلہ توالد و تناسل کا جاری ہونا اور باہم ازدواج ہونا اور آسمان اور زمین کا بہیئت کذائیہ موجود و قائم ہونا اور السنہ و الوان کا اختلاف اور لیل و نہار کے انقلاب میں خاص مصلحتوں کا ہونا اور بارش کا نزول اور اس کے مبادی و آثار کا ظہور یہ سب اسی حیوۃ اولیٰ کے بقاء سلسلہ تک ہے اور ایک روز یہ سب ختم ہو جاوے گا) پھر (اس وقت یہ ہوگا کہ) جب تم کو پکار کر زمین میں سے بلاوے گا تو تم یکبارگی نکل پڑو گے (اور دوسرا نظام شروع ہو جاوے گا جو مقصود مقام ہے) اور (اوپر دلائل قدرت سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ) جتنے (فرشتے اور انسان وغیرہ) آسمان اور زمین میں موجود ہیں سب اسی کے (مملوک) ہیں (اور) سب اسی کے تابع (یعنی مسخر قدرت) ہیں اور (اس ثبوت و اختصاص قدرت کاملہ سے یہ ثابت ہو گیا کہ) وہی ہے جو اول بار پیدا کرتا ہے (چنانچہ یہ مخاطبین کے نزدیک بھی مسلم تھا) پھر وہی دوبارہ پیدا کرے گا (جیسا کہ دلائل مذکورہ کے ساتھ انضمام خبر صادق سے معلوم ہوا) اور یہ (دوبارہ پیدا کرنا) اس کے نزدیک (باعتبار مخاطبین کے بادی النظر کے بہ نسبت اول بار پیدا کرنے کے) زیادہ آسان ہے (جیسا قدرت بشریہ کے اعتبار سے عادت غالبہ یہی ہے کہ کسی چیز کو پہلی بار کے بنانے سے دوسری بار بنانا سہل تر ہوتا ہے)

ملحقات الترجمہ

[1] قولہ تعالیٰ ثم اذا دعاکم یہ تمام نظام الخ اشارہ بما ذکرہ ابو السعود قریبا منہ ۱۲

ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ۭ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَاۗءَ فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَاۗءٌ تَخَافُوْنَهُمْ

اللہ تعالیٰ تم سے ایک مضمون عجیب تمہاری ہی حالات میں سے بیان فرماتے ہیں کیا تمہارے غلاموں میں کوئی شخص تمہارا اس مال میں جو ہم نے تمکو دیا ہے شریک ہے کہ تم اور وہ اس میں برابر ہوں جنکا تم ایسا خیال

كَخِيْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ؀ بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَهْوَاۗءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ فَمَنْ

کرتے ہو جیسا اپنے آپس کا خیال کیا کرتے ہو۔ ہم اسی طرح سمجھ دار و ں کے لیے دلائل صاف صاف بیان کرتے رہتے ہیں بلکہ ان ظالموں نے بلا دلیل اپنے خیالات کا اتباع کر رکھا ہے۔ سو جسکو

يَّهْدِيْ مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ۭ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ؀ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۭ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۭ

خدا گمراہ کرے اس کو کون راہ پر لاوے | اور ان کا کوئی حامی نہ ہوگا | تو تم یکسو ہوکر اپنا رخ اس دین کی طرف رکھو اللہ کی دی ہوئی قابلیت کا اتباع کرو جس پر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے

لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ڎ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ؀ڎ مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ

اللہ تعالیٰ کی اس پیدا کی ہوئی چیز کو جس پر اس نے تمام آدمیوں کو پیدا کیا ہے بدلنا نہ چاہیے پس سیدھا دین یہی ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے تم خدا کی طرف رجوع ہوکر فطرت الٰہیہ کا اتباع کرو اور اس سے ڈرو اور نماز کی پابندی رکھو

وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ؀ۙ مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا ۭ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ؀

اور شرک کرنے والوں میں سے مت رہو | جن لوگوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر لیا اور بہت سے گروہ ہوگئے ہر گروہ اپنے اس طریقہ پر نازاں ہے جو ان کے پاس ہے

اور آسمان اور زمین اسی کی شان (سب سے) اعلیٰ ہے (یعنی[1] نہ آسمانوں میں کوئی ایسا بڑا ہے اور نہ زمین میں کقولہ تعالیٰ ولہ الکبریاء فی السموات والارض اور وہ بڑا) زبردست (یعنی قادر مطلق اور) حکمت والا ہے (چنانچہ اوپر کے تصرفات سے قدرت اور حکمت دونوں ظاہر ہیں پس قدرت سے اعادہ کرے گا اور جتنا توقف ہو رہا ہے اس میں حکمت و مصلحت ہے پس قدرت و حکمت کے ثبوت کے بعد فی الحال واقع نہ ہونے سے انکار کرنا جہل ہے) **ف** یحیی الارض بعد موتہا اس مقام میں دو بار لانا شاید اس لیے ہو کہ یہاں تذکرۂ بعث کا ہے اور یہ اس کا خاص نمونہ ہے اور فواصل کا اختلاف یتفکرون اور للعلمین اور یسمعون اور یعقلون سے تفنن عبارت ہے جو منجملہ وجوہ بلاغت ہے اور دوسری توجیہات خالی از تکلف نہیں **ع** وللناس فیما یعشقون مذاہب۔ اور اللہ یبدء الخلق اس سے اوپر کی آیات میں جو آیا ہے وہ بطور تقدیم دعوے کے ہے اور یہاں جو آیا ہے وہ بطور تفریع مطلوب کے ہے اور درمیان میں دوبارہ تحقیق آنا اس لیے ہے کہ تاکید مقصود کے زیادہ مناسب ہے **ربط** اوپر بعث کا مضمون تھا جس پر استدلال کرنے کے لیے حق تعالیٰ کے افعال و صفات کمال کا بیان کیا گیا تھا آگے توحید کا مضمون مقصوداً مذکور ہے اور چونکہ مسئلہ بعث و توحید خود بھی قرآن میں متلاصق ہیں پھر صفات الٰہیہ و توحید اور زیادہ متناسق ہیں اس لیے سابق و لاحق دو وجہ سے مرتبط ہوگئے اور یہ مضمون پورے رکوع تک ممتد ہے صرف درمیان میں دلائل توحید میں سے رزاقی کی مناسبت سے استطراداً و تفریعاً بعض فروع متعلق انفاق مال اور اس کے اغراض کا بیان آگیا ہے باقی اصل مقصود مضمون توحید ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

حمات الترجمۃ

[1] قولہ فی السموات یعنی نہ آسمانوں میں فالسموات ظرف باعتبار حسن علیہ کیصنع منا انا جبیران اختلف الصنع ۱۲

اثبات توحید

ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ۭ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَاۗءَ فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَاۗءٌ تَخَافُوْنَهُمْ كَخِيْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ؀ بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَهْوَاۗءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ فَمَنْ يَّهْدِيْ مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ۭ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ؀ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۭ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۭ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ڎ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ؀ڎ مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ؀ۙ مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا ۭ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ؀

البلاغۃ

قولہ فاقم لعل الافراد مع ارادۃ الجمع الاہتمام بکون کل واحد واحد مستقلا فی کونہ مامورا بالتوحید فافہم قولہ التی فطر الوصف لتاکید وجوب امتثال الامر قولہ لا تبدیل تعلیل للامر بلزوم فطرتہ تعالیٰ ووجوب الامتثال بہ وفیہ اقامۃ المظہر موضع المضمر والمعنی لا صحۃ ولا استقامۃ شرعاً وعقلاً لتبدیل الفطرۃ فکان الحاصل بالنفی النہی ولیس المراد النہی وقوعاً لان التبدیل قد وقع وایرادہ بصورۃ الخبر لعلہ للمبالغۃ ۱۲

وَإِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُنِيبِينَ إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا أَذَاقَهُمْ مِنْهُ رَحْمَةً إِذَا فَرِيقٌ مِنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُونَ ۝ لِيَكْفُرُوا

اور جب لوگوں کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے اپنے رب کو اسی کی طرف رجوع ہو کر پکارنے لگتے ہیں پھر جب اللہ تعالیٰ انکو اپنی طرف سے کچھ عنایت کا مزہ چکھا دیتا ہے تو بس ان میں سے بعضے لوگ اپنے رب کے ساتھ شرک کرنے لگتے ہیں جس کا

بِمَا آتَيْنَاهُمْ ۚ فَتَمَتَّعُوا وقفہ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ۝ أَمْ أَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوا بِهِ يُشْرِكُونَ ۝ وَإِذَا أَذَقْنَا النَّاسَ

حاصل یہ ہے کہ ہم نے جو انکو دیا ہے اسکی ناشکری کرتے ہیں سو چند روز اور حظ حاصل کر لو پھر جلدی تم معلوم کر لوگے کیا ہم نے ان پر کوئی سند نازل کی ہے کہ وہ ان کو شرک کرنے کو کہہ رہی ہو اور ہم جب لوگوں کو کچھ عنایت کا مزہ

رَحْمَةً فَرِحُوا بِهَا ۖ وَإِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ إِذَا هُمْ يَقْنَطُونَ ۝ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ

چکھا دیتے ہیں تو وہ اس سے خوش ہوتے ہیں اور اگر انکے ان اعمال کے بدلہ میں جو پہلے اپنے ہاتھوں کر چکے ہیں انپر کوئی مصیبت آپڑتی ہے تو بس وہ لوگ ناامید ہو جاتے ہیں کیا ان کو یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہے

يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝ فَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ لِلَّذِينَ

زیادہ روزی دیتا ہے اور جسکو چاہے کم دیتا ہے اسمیں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو ایمان رکھتے ہیں پھر قرابت دار کو اس کا حق دیا کر اور مسکین اور مسافر کو بھی یہ ان لوگوں کے لیے بہتر ہے

يُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ وَمَا آتَيْتُمْ مِنْ رِبًا لِيَرْبُوَ فِي أَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُو عِنْدَ اللَّهِ ۖ وَمَا

جو اللہ کی رضا کے طالب ہیں اور ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ اور جو چیز تم اس غرض سے دوگے کہ وہ لوگوں کے مال میں پہونچکر زیادہ ہو جاوے تو یہ اللہ کے نزدیک نہیں بڑھتا اور جو

آتَيْتُمْ مِنْ زَكَاةٍ تُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُونَ ۝ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ

زکوٰۃ دوگے جس سے اللہ کی رضا طلب کرتے ہوگے تو ایسے لوگ خدا تعالیٰ کے پاس بڑھاتے رہیں گے اللہ ہی وہ ہے جس نے تمکو پیدا کیا پھر تم کو رزق دیا پھر تمکو موت دیتا ہے

ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ۖ هَلْ مِنْ شُرَكَائِكُمْ مَنْ يَفْعَلُ مِنْ ذَٰلِكُمْ مِنْ شَيْءٍ ۚ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝ ع

پھر تم کو جلائے گا۔ کیا تمہارے شرکاء میں بھی کوئی ایسا ہے جو ان کاموں میں سے کچھ بھی کر سکے وہ ان کے شرک سے پاک اور برتر ہے۔

وَإِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُنِيبِينَ إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا أَذَاقَهُمْ مِنْهُ رَحْمَةً إِذَا فَرِيقٌ مِنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُونَ ﴿۳۳﴾ لِيَكْفُرُوا بِمَا آتَيْنَاهُمْ ۚ فَتَمَتَّعُوا وقفہ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ﴿۳۴﴾ أَمْ أَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوا بِهِ يُشْرِكُونَ ﴿۳۵﴾ وَإِذَا أَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوا بِهَا ۖ وَإِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ إِذَا هُمْ يَقْنَطُونَ ﴿۳۶﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿۳۷﴾ فَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ لِلَّذِينَ يُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿۳۸﴾ وَمَا آتَيْتُمْ مِنْ رِبًا لِيَرْبُوَ فِي أَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُو عِنْدَ اللَّهِ ۖ وَمَا آتَيْتُمْ مِنْ زَكَاةٍ تُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُونَ ﴿۳۹﴾ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ۖ هَلْ مِنْ شُرَكَائِكُمْ مَنْ يَفْعَلُ مِنْ ذَٰلِكُمْ مِنْ شَيْءٍ ۚ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿۴۰﴾ اللہ تعالیٰ (شرک کے مذموم و باطل ثابت کرنے کے لیے) تم سے ایک مضمون عجیب تمہارے ہی حالات[1] میں سے بیان فرماتے ہیں (وہ یہ کہ غور کرو) کیا تمہارے غلاموں میں کوئی شخص تمہارا اس مال میں جو ہم نے تم کو دیا ہے شریک ہے کہ تم اور وہ (باعتبار اختیارات کے) آپس میں برابر ہوں جن کا تم (تصرفات کے وقت) ایسا خیال کرتے ہو جیسا اپنے آپس (کے شریک و سہیم آزاد و خود مختار) کا خیال کیا کرتے ہو (اور ان سے اذن لیکر تصرف کیا کرتے ہو یا کم از کم اندیشہ مخالفت ہی ان سے رہتا ہے اور ظاہر ہے کہ غلام اس طرح شریک نہیں ہوتا پس جب تمہارا غلام جو نوع وغیرہ میں تمہارا شریک ہے صرف ایک امر اضافی اسمیں لو

البلاغۃ

قولہ ضر و قولہ رحمۃ التنکیر للتقلیل للمبالغۃ قولہ ربا سماہ ربا مجازا لانہ سبب للربا اللغوی قولہ اولئک ہم المضعفون فیہ التفات من الخطاب الی الغیبۃ ۱۲

اختلاف القراءۃ

فی قراءۃ لتربوا ای لتصیروا ذوی ربا و فی بمعنی من ای من اموال الناس او ہی اجلیۃ بمعنی السبب بتقدیر المضاف ای لتصیروا ذوی زیادۃ بسبب اجتلاب اموال الناس واجتذابہا ۱۲

ملحقات الترجمۃ

[1] قولہ فی انفسکم حالات اشارۃ الی تقدیر المضاف

[2] ای شیئا من احوال انفسکم

[3] لیکون اقرب الی افہامکم ۱۲

تم میں موجب امتیاز ہے تمہارے خاص حق تصرف میں تمہارا شریک نہیں ہو سکتا تو تمہارے قرار دیے ہوئے معبودات باطلہ جو کہ حق تعالیٰ کے غلام اور کسی کمال ذاتی یا وصفی میں خدا تعالیٰ کے مماثل نہیں بلکہ بعض تو اُن میں سے خود مخلوقات الٰہیہ کے مصنوع ہیں یہ معبودین حق تعالیٰ کے خاص حق معبودیت میں کس طرح اُس کے ساتھ شریک ہو سکتے ہیں اور ہم نے جس طرح یہ دلیل شافی کافی بطلان شرک کی بیان فرمائی) ہم اسی طرح سمجھداروں کے لیے دلائل صاف صاف بیان کرتے رہتے ہیں (اور مقتضا تبیین و تفصیل کا یہ تھا کہ وہ لوگ حق کا اتباع اختیار کر لیتے اور شرک چھوڑ دیتے مگر وہ حق کا اتباع نہیں کرتے) بلکہ ان ظالموں نے بلا (کسی صحیح) دلیل (کے محض) اپنے خیالات (فاسدہ) کا اتباع کر رکھا ہے سو جس کو (اُس کے تعنت و عناد و اصرار علی الباطل کی وجہ سے) خدا (ہی) گمراہ کرے اُس کو کون راہ پر لا دے (اس میں اُن کے عذر کا بیان نہیں ہے بلکہ تسلیہ ہے پیغمبر ہادی صلے اللہ علیہ وسلم کا) اور (جب ان گمراہوں کو عذاب ہونے لگے گا تو) ان کا کوئی حمایتی نہ ہوگا (اور جب اوپر کے مضمون سے توحید کی حقیت واضح ہو گئی) تو (مخاطبین میں سے ہر ہر شخص سے کہا جاتا ہے کہ) تم (ادیان باطلہ سے) یکسو ہو کر اپنا رُخ اس دین (حق) کی طرف رکھو (اور سب) اللہ کی دی ہوئی قابلیت کا اتباع کرو جس (قابلیت) پر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے (مطلب فطرت کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شخص میں خلقۃً یہ استعداد رکھی ہے کہ اگر حق کو سُننا اور سمجھنا چاہے تو وہ سمجھ میں آ جاتا ہے اور اُس کے اتباع کا مطلب یہ ہے کہ اس استعداد اور قابلیت سے کام لے اور اُس کے اور اُس کے مقتضا پر کہ ادراک حق ہے عمل کرے غرض اس فطرت کا اتباع چاہیئے اور) اللہ تعالیٰ کی اس پیدا کی ہوئی چیز کو جس پر اُس نے تمام آدمیوں کو پیدا کیا ہے بدلنا نہ چاہیئے بس سیدھا (رستہ) دین (کا) یہی ہے لیکن اکثر لوگ (اس کو بوجہ عدم تدبر کے) نہیں جانتے (اس لیے اُس کا اتباع نہیں کرتے غرض) تم خدا کی طرف رجوع ہو کر فطرت الٰہیہ کا اتباع کرو اور اُس (کی مخالفت اور اُس مخالفت کے عذاب) سے ڈرو اور (اسلام قبول کر کے) نماز کی پابندی کرو (کہ اول علے التوحید ہے) اور شرک کرنے والوں میں سے مت رہو جن لوگوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر لیا (یعنی حق تو ایک تھا اور باطل بہت ہیں انہوں نے حق کو چھوڑ دیا اور باطل کی مختلف راہیں اختیار کر لیں یہ ٹکڑے ٹکڑے کرنا ہے کہ ایک نے ایک لے لیا دوسرے نے دوسرا) اور بہت سے (مختلف) گروہ ہو گئے (اور اگر حق پر رہتے تو ایک گروہ ہوتے اور باوجود اس کے کہ ان حق کے چھوڑنے والوں میں سب کے طریقے باطل ہیں مگر پھر بھی غایت جہل سے ان میں) ہر گروہ اپنے اُس طریقے پر نازاں ہیں جو اُن کے پاس ہے اور (جس توحید کی طرف ہم بُلاتے ہیں اضطرار کے وقت عام طور پر لوگوں کے حال و قال سے باوجود اس خلاف و انکار کے اُس کا اظہار و اقرار بھی ہونے لگتا ہے جس سے اُس کے فطری ہونے کی بھی تائید ہوتی ہے چنانچہ مشاہدہ کیا جاتا ہے کہ) جب لوگوں کو کوئی تکلیف پہونچتی ہے (اُس وقت بیقرار ہو کر) اپنے رب (حقیقی) کو اُسی کی طرف رجوع ہو کر پکارنے لگتے ہیں (اور سب معبودین کو چھوڑ دیتے ہیں مگر) پھر (قریب ہی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ) جب اللہ تعالیٰ اُن کو اپنی طرف سے کچھ عنایت کا مزہ چکھا دیتا ہے تو بس اُن میں سے بعضے لوگ (پھر) اپنے رب کے ساتھ شرک کرنے لگتے ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ ہم نے جو (آرام و عیش) اُن کو دیا ہے اُس کی ناشکری کرتے ہیں (جو عقلاً بھی قبیح ہے) سو (خیر) چندروز اور حظ حاصل کر لو پھر جلدی تم (حقیقت) معلوم کر لوگے (اور یہ لوگ جو شرک کرتے ہیں خصوص اقرار توحید کے بعد تو ان سے کوئی پوچھے کہ اس کی کیا وجہ ہے) کیا ہم نے ان پر کوئی سند (یعنی کوئی کتاب) نازل کی ہے کہ وہ ان کو شرک کرنے کو کہہ رہی ہو یعنی اُن پاس اس کے کوئی دلیل نقلی بھی نہیں اور مقتضائے بداہت عقل کے خلاف ہونا خود ان کی تسلیم سے حالت اضطرار میں ظاہر ہے پس سرتاسر باطل ٹھیرا) اور (آگے مضمون بالا اذا مس الناس کی تتمیم ہے اور ام انزلنا الخ درمیان میں دلیل عقلی کے انتفار کی مناسبت سے دلیل نقلی کے انتفار کے لیے آگیا تھا وہ تتمہ یہ ہے کہ) ہم جب (ان) لوگوں کو کچھ عنایت کا مزہ چکھا دیتے ہیں تو وہ اُس سے (اس طرح) خوش ہوتے ہیں (کہ غفلت و انہماک میں پڑ کر شرک کرنے لگتے ہیں جیسا اوپر ذکر آیا) اور اگر اُن کے اُن اعمال (بد) کے بدلہ میں جو پہلے اپنے ہاتھوں کر چکے ہیں اُن پر کوئی مصیبت آپڑتی ہے تو بس وہ لوگ نا امید ہو جاتے ہیں (مقام میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس تتمہ میں اصل مقصود پہلا جملہ اذا اذقنا الناس کہ اس میں سبب مذکور ہے شرک کا کہ فرح و غفلت ہے اور دوسرا جملہ اس مقصود کی مناسبت سے بیان کر دیا کہ دونوں میں تقابل ہے اور اس میں تشارک بھی ہے کہ دونوں دال ہیں ایسے لوگوں کے ضعف تعلق مع اللہ پر پس اصل مضمون اثبات توحید و ابطال شرک ہی کا ہے آگے اسی کی دوسری دلیل ہے کہ یہ لوگ جو شرک کرتے ہیں تو) کیا انکو یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہے زیادہ روزی دیتا ہے اور جس کو چاہے کم دیتا ہے (اور یہ امر مشرکین کے نزدیک مسلم بھی تھا کہ روزی کا گھٹانا بڑھانا اصل میں خدا ہی کا

ملحقات الترجمة

لہ قولہ تبل بل اتبع نہیں کرتے اشارۃ الی مقدر ای ما عقلوا ولم یتبعوا الحق بل اصلہ یعقلون ۱۲

لہ قولہ فی فطرۃ اتباع کرو اشارۃ الی تقدیر عامل فطرۃ بدل علیہ اتبع الذین ۱۲

لہ قولہ فی منیبین اتباع کرو عامل منیبین ہو العامل فی فطرۃ لکن کرر ذکرہ فی الترجمۃ مع انہ مقدر مرۃ للفصل الطویل بین العامل و الحال ۱۲

لہ قولہ فی یقدر یعنی جس کو چاہے اشارۃ الی تقدیر من یشاء بعد للقدر کالمذکور ۱۲

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝ قُلْ سِيرُوا

خشکی اور تری میں لوگوں کے اعمال کے سبب بلائیں پھیل رہی ہیں تاکہ اللہ تعالےٰ اُن کے بعضے اعمال کا مزہ اُن کو چکھادے تاکہ وہ باز آجاویں آپ فرما دیجیے کہ ملک میں چلو

فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلُ ۚ كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُشْرِكِينَ ۝ فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ الْقَيِّمِ

پھرو پھر دیکھو کہ جو لوگ پہلے ہو گذرے ہیں اُن کا اخیر کیسا ہوا اُن میں اکثر مشرک ہی تھے سو تم اپنا رُخ اس دین راست کی طرف رکھو

مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا مَرَدَّ لَهُ مِنَ اللَّهِ ۖ يَوْمَئِذٍ يَصَّدَّعُونَ ۝

قبل اس کے کہ ایسا دن آجاوے جسکے واسطے پھر خدا کی طرف سے ہٹنا نہ ہوگا اس دن سب لوگ جدا جدا ہو جاوینگے۔

کا ہے لقولہ تعالیٰ ولئن سالتھم من نزل من السماء ماء فاحیا بہ الارض من بعد موتھا لیقولن اللہ) اس (امر) میں (بھی توحید کی) نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لیے جو ایمان رکھتے ہیں (یعنی وہ سمجھتے ہیں اور دوسرے بھی سمجھ سکتے ہیں کیونکہ جو شخص ایسا قادر ہوگا مستحق عبادت کا وہی ہوگا) پھر (جب دلائل توحید میں معلوم ہوا کہ رزق کا بسط و قبض اللہ ہی کی طرف سے ہے تو اس سے ایک بات اور بھی ثابت ہوئی کہ بخل کرنا مذموم ہے کیونکہ اس سے تقدیر سے زیادہ نہیں مل سکتا پھر امساک بیفائدہ پس اے مسلمان انفاق فی الخیر میں بخل مت کیا کر بلکہ) قرابت دار کو اُسکا حق دیا کر اور (اسی طرح) مسکین اور مسافر کو بھی (اُن کے حقوق دیا کر جنکی تفصیل دلائل شرعیہ سے معلوم ہے) یہ اُن لوگوں کے لیے بہتر ہے جو اللہ کی رضا کے طالب ہیں اور ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں اور (اپنے جو خیر ہونے کے لیے یریدون وجہ اللہ کی قید لگائی ہے وجہ اُسکی یہ ہے کہ ہمارے نزدیک مطلق انفاق خیر اور موجب فلاح نہیں ہے بلکہ اُسکا قانون یہ ہے کہ) جو چیز تم (دُنیا کی غرض سے خرچ کروگے مثلاً کوئی چیز) اس غرض سے (کسی کو) دوگے کہ وہ لوگوں کے مال میں (شامل ہو کر یعنی اُنکی ملک وقبضہ میں) پہونچکر (تمہارے لیے) زیادہ ہو (کر آ) جاوے (جیسا نوتہ وغیرہ رسوم دنیویہ میں اکثر اسی غرض سے دیا جاتا ہے کہ یہ شخص ہمارے موقع پر کچھ اور شامل کر کے دیگا) تو یہ اللہ کے نزدیک نہیں بڑہتا (کیونکہ خدا کے نزدیک پہونچنا اور بڑہنا اُس مال کے ساتھ خاص ہے جو اسکی خوشنودی کے لیے خرچ کیا جاوے جیسا آگے آتا ہے اور حدیث میں بھی ہے کہ ایک تمرہ مقبولہ احد پہاڑ سے بھی زیادہ بڑہ جاتا ہے اور یہاں یہ نیت تھی نہیں لہذا نہ مقبول ہوا نہ زائد ہوا) اور جو زکوٰۃ (وغیرہ) دوگے جس سے اللہ کی رضا طلب کرتے ہو گے تو ایسے لوگ (اپنے دیے ہوئے کو) خدا تعالیٰ کے پاس بڑہاتے رہیں گے (جیسا ابھی حدیث کا مضمون گذرا اور یہ مضمون انفاق کا مضمون رزاقی دال علی التوحید کے ساتھ تبعاً آگیا جیسا اوپر ذکر توحید کے ساتھ صلوٰۃ کا امر آگیا تھا جس سے عبادات بدنیہ و مالیہ دونوں کا ذکر ہو گیا باقی اصل مقصود مضمون توحید ہے اس لیے آگے پھر اُسی کا ذکر ہے) اللہ ہی وہ ہے جس نے تم کو پیدا کیا پھر تم کو رزق دیا پھر تم کو موت دیتا ہے پھر (قیامت میں) تم کو جلائے گا (جس میں بعض مخاطبین کے اقرار سے ثابت ہے اور بعض دلائل سے غرض وہ تو ایسا قادر ہے اب یہ بتلاؤ کہ) کیا تمہارے شرکا میں بھی کوئی ایسا ہے جو ان کاموں میں سے کچھ بھی کر سکے (اور ظاہر ہے کہ کوئی بھی نہیں پس ثابت ہو گیا کہ) وہ ان کے شرک سے پاک اور برتر ہے (یعنی اُس کا کوئی شریک نہیں پس توحید کا اثبات اور شرک کا ابطال ہو گیا) **ف** فطر الناس علیہا پر یہ شبہہ نہ کیا جاوے کہ جس لڑکے کو خضر علیہ السلام نے قتل کیا تھا اُس کے واسطے حدیث میں ہے کہ پیدائشی کافر تھا کیونکہ اُس کے معنے یہ ہیں کہ اُس کی قسمت میں یہ تھا کہ بڑا ہو کر کافر ہوگا نہ یہ کہ اُس میں فطرۃ بمعنے استعداد لقبول الحق نہ تھی حدیث میں طبع کافرا کا یہی مدلول ہے اور فرحوا بہا میں اس فرح کی مذمت ہے جو باعث بطر ہو اور سورۂ یونس میں فلیفرحوا میں اُس فرح کا امر ہے جو بطور شکر ہو پس ان میں کچھ تعارض نہیں اور مضمون آیت واذا اذقنا الناس رحمۃ الخ کے متعلق ایک ضروری مضمون سورۂ یونس کے رکوع دوم آیت واذا مس الانسان الخ کی تفسیر کے ذیل میں لکھا گیا ہے جو قابل ملاحظہ ہے اور آیت ما اتیتم من زکوٰۃ اگر مکی ہو تو زکوٰۃ بمعنے مطلق صدقہ کے ہوگی کیونکہ فرضیت زکوٰۃ کی مدینہ میں ہوئی **ربط** اوپر اثبات توحید اور شرک کا ابطال تھا آگے ذنوب و معاصی کا جن میں شرک و کفر سب سے اعظم واقبح ہے دنیا و آخرت میں شامت و وبال اور تتمیم و مقابلہ کے لیے توحید و طاعات کا نیک مآل مذکور ہے۔

ذکر وبال اہل شرک و ضلال وسوء اعمال

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝ قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلُ ۚ كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُشْرِكِينَ ۝ فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ الْقَيِّمِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا مَرَدَّ لَهُ مِنَ اللَّهِ ۖ يَوْمَئِذٍ يَصَّدَّعُونَ ۝

ملحقات الترجمۃ

سلہ قولہ ترغبات ای ایسلمان اشار الی ان المخاطب عامۃ الامۃ صلی اللہ علیہ وسلم خاصۃ ۱۲

مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُوْنَ ۝ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

جو شخص کفر کر رہا ہے اُسپر تو اُسکا کفر پڑیگا۔ اور جو نیک عمل کر رہا ہے سو یہ لوگ اپنے لیے سامان کر رہے ہیں جس کا حاصل یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو اپنے فضل سے جزا دیگا جو ایمان لائے اور انہوں نے

مِنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ۝

اچھے عمل کیے واقعی اللہ تعالیٰ کافروں کو پسند نہیں کرتا

مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُوْنَ ۝ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ۝ شرک و معصیت ایسی بُری چیز ہے کہ خشکی اور تری (یعنی تمام دنیا) میں لوگوں کے (بُرے) اعمال کے سبب بلائیں پھیل رہی ہیں (مثلاً قحط و وبا و طوفان) تاکہ اللہ تعالیٰ اُن کے بعضے اعمال (کی سزا) کا مزہ اُن کو چکھادے تاکہ وہ (اپنے ان اعمال سے) باز آجاویں (جیسا دوسری آیت میں ہے وما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم اور بعض کا مطلب یہ ہے کہ اگر سب پر عقوبتیں مرتب ہوں تو ایکدم زندہ نہ رہیں کقولہ تعالیٰ ولو یواخذ اللہ الناس بما کسبوا ما ترک علیٰ ظہرہا من دابۃ اسی معنی کر آیت بالا میں ویعفو عن کثیر فرمایا ہے) غرض جب اعمال بد مطلقاً سبب وبال ہیں تو شرک و کفر تو سب سے بڑھکر موجب نکال ہوگا اور اگر ان مشرکین کو اسکے ماننے میں کچھ تردد ہو تو آپ (ان سے) فرما دیجیے کہ ملک میں چلو پھرو پھر دیکھو کہ جو (کافر و مشرک) لوگ پہلے ہو گذرے ہیں اُنکا اخیر کیسا ہوا اُن میں اکثر مشرک ہی تھے (سو دیکھ لو وہ عذاب آسمانی سے کس طرح ہلاک ہوئے جس سے صاف واضح ہو کہ شرک کا بڑا وبال ہے اور بعضے کفر کی دوسری انواع میں بھی مبتلا تھے جیسے قوم لوط اور قارون اور جو مسخ ہو کر قردہ اور خنازیر ہو گئے تھے کہ آیات کی تکذیب اور نہی کی مخالفت کرکے مبتلائے کفر و لعن ہوئے اور شاید شرک کا بالتخصیص ذکر اس لیے ہو کہ کفار مکہ کی اخص و اشہر حالت یہی تھی اور جب شرک کا موجب وبال ہونا محقق ہو گیا) سو (اے مخاطب) تم اپنا رُخ اس دین راست (یعنی توحید اسلامی) کی طرف رکھو قبل اس کے کہ ایسا دن آجاوے جس کے واسطے پھر خدا کی طرف سے ہٹنا نہ ہوگا (یعنی جیسے دنیا میں خاص عذاب کے وقت کو اللہ تعالیٰ قیامت کے وعدہ پر ہٹاتا جاتا ہے جب وہ موعود دن آجاویگا پھر اُس کو نہ ہٹاوے گا اور توقف و امہال نہ ہوگا اس جملہ میں شرک کے وبال اُخروی کا ذکر ہو گیا جیسا اوپر ظہر الفساد الخ اور کیف کان عاقبۃ الخ میں وبال دنیوی مذکور تھا اور) اُس دن (یہ ہوگا کہ) سب (عمل کرنے والے) لوگ (باعتبار جزا کے) جدا جدا ہو جاوینگے (اس طور پر کہ) جو شخص کفر کر رہا ہے اُس پر تو اُس کا (وبال) کفر پڑے گا اور جو نیک عمل کر رہا ہے سو یہ لوگ اپنے (نفع کے) لیے[۱] سامان کر رہے ہیں جس کا حاصل یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو اپنے فضل سے (نیک) جزا دیگا جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے عمل کیے (اور اس سے کفار محروم رہیں گے جیسا اوپر فعلیہ کفرہ سے معلوم ہوا جس کی وجہ یہ ہے کہ) واقعی اللہ تعالیٰ کافروں کو پسند نہیں کرتا (بلکہ اُن کے کفر پر اُن سے ناخوش ہے اور کفر ہے بھی ناخوشی کی بات اس لیے اس دولت سے محروم ہیں) **ف** بعض نے بر و بحر دونوں سے آبادی مراد لی ہے اول سے جو دریا سے دُور ہوں اور ثانی سے جو دریا کے قریب ہوں اور مصائب اور بلیات کے مسبب عن المعاصی ہونے پر اگر شبہہ ہو کہ اکثر غیر عاصین پر بھی حوادث کا وقوع ہوتا ہے اُس کا جواب یہ ہے کہ مطلق حوادث کی علت کا معاصی میں انحصار مقصود نہیں بلکہ جو حوادث بطور سزا کے ہوں اُن کی علت صرف معاصی ہیں اور جن حوادث میں دوسری مصلحتیں ہوں مثلاً زیادت درجات یا تحسین اخلاق اُن کی یہ علت نہیں اور مسبوقیت بالمعاصی اور عدم مسبوقیت بالمعاصی دونوں کے فرق کا قرینہ اور علامت ہے یعنی جس حادثہ سے پہلے معصیت ہوئی ہو اُس کو مسبب عن المعصیت کہیں گے اور جس سے پہلے معصیت نہ ہو جیسے انبیاء میں اُس کو مسبب عن المعصیت نہ کہیں گے اور آیت من کفر الخ میں جو دو حکم ہیں دوسری آیت میں اُن میں سے ایک حکم یعنی علیہ کفرہ کی علت بیان فرمانا انہ لا یحب الخ اور دوسرے حکم یعنی فلانفسہم یمہدون کو بعنوان حاصل جو مدلول ہے لام عاقبت کا بلا علت مکرر تاکید کے لیے ذکر فرمانا اور بجائے علت کے من فضلہ بڑھا دینا اشارہ ہے کہ سزا تو بلا علت نہیں ہوتی لیکن رحمت بلا علت محض فضل سے ہوتی ہے اور نیز اشارہ ہے اہتمام رحمت کی طرف جو مستفاد ہے تکریر و تاکید سے اور چونکہ مقام ہے ذکر وبال کفر کا اس لیے اول آیت کو اسی سے شروع کرنا اور دوسری آیت کو اسی پر ختم کرنا مناسب ہوا اور درمیان میں ایمان اور اُس کی جزا کا تتمیماً بیان فرما دیا واللہ اعلم۔ **ربط** اوپر کی سُرخی سے اوپر مضمون توحید کا تھا آگے باختلاف عنوان پھر اُسی کی طرف عود ہے اور وہ اختلاف عنوان یہ ہے کہ پہلے اثبات بہ پیرایۂ ذکر دلائل تھا اور

ملحقات الترجمۃ

[۱] قولہ فی یمہدون سامان اشارۃ الی حل مہد عمعنی عمل کما فی القاموس ۱۲

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرٰتٍ وَّلِيُذِيْقَكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَلِتَجْرِيَ الْفُلْكُ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ

اور اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں ایک یہ ہے کہ وہ ہواؤں کو بھیجتا ہے کہ وہ خوشخبری دیتی ہیں اور تاکہ تم کو اپنی رحمت کا مزہ چکھادے اور تاکہ کشتیاں اس کے حکم سے چلیں اور تاکہ تم اس کی روزی تلاش کرو

وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا

اور تاکہ تم شکر کرو اور ہم نے آپ سے پہلے بہت سے پیغمبر ان کی قوموں کے پاس بھیجے اور وہ ان کے پاس دلائل لیکر آئے سو ہم نے ان لوگوں سے انتقام لیا جو مرتکب جرائم ہوئے تھے

وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهٗ فِي السَّمَآءِ كَيْفَ يَشَآءُ وَيَجْعَلُهٗ كِسَفًا

اور اہل ایمان کا غالب کرنا ہمارے ذمہ تھا اللہ ایسا ہے کہ وہ ہوائیں بھیجتا ہے پھر وہ بادلوں کو اٹھاتی ہیں پھر اللہ تعالیٰ اس کو جس طرح چاہتا ہے آسمان میں پھیلا دیتا ہے اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے

فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ فَاِذَآ اَصَابَ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلِ

پھر تم مینہ کو دیکھتے ہو کہ اس کے اندر سے نکلتا ہے پھر جب وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے پہونچا دیتا ہے تو بس وہ خوشیاں کرنے لگتے ہیں۔ اور وہ لوگ قبل اس کے

اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمُبْلِسِيْنَ ۝ فَانْظُرْ اِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ اِنَّ

کہ ان کے خوش ہونے سے پہلے ان پر برسے نا امید تھے سو رحمت الٰہی کے آثار دیکھو کہ اللہ تعالیٰ زمین کو اس کے مردہ ہونے کے بعد کس طرح زندہ کرتا ہے کچھ شک نہیں کہ

ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۚ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

وہی مردوں کو زندہ کرنے والا ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے

یہاں اقتضاء بہ پیرایۂ ذکر بعض انعامات خاصہ متعلقہ مبادی و آثار نزول مطر ہے جیسا کہ لعلکم تشکرون اور فانظر الی اثار رحمت اللہ میں ترغیب شکر و تذکیر نعمت فرمانا اور لظلوا من بعدہ یکفرون میں خلاف طبع حالت میں ناشکری پر شکایت فرمانا اسکا قرینہ ہے حاصل مجموعہ کا یہ ہوا کہ تصرفات الٰہیہ دلیل ہونے کے اعتبار سے بھی مثبت توحید ہیں اور نعمت ہونے کے اعتبار سے بھی اسلیے مقتضی توحید ہیں کہ نعمت مقتضی شکر ہوتی ہے اور شرک اعلیٰ درجہ کی ناشکری ہے اور چونکہ مشرکین ان دلائل میں تدبر اور ان نعمتوں پر تشکر سے معرض اور شرک و خلاف پر مصر تھے اور اس سے سرکار نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کو حزن ہوتا تھا اسلیے باثنائے مضمون بالا آیت ولقد ارسلنا الخ میں اور مضمون ہذا کے ختم پر آیت فانک لا تسمع الخ میں آپ کا تسلیہ فرمایا گیا جس کا حاصل یہ ہے کہ عدم تدبر تو اس لیے ہے کہ یہ مشابہ موتی اور صم اور عمی کے ہیں پس ان سے امید نہ کی جاوے اور انکی ناشکری اور مخالفت حق کی طرف بھی التفات نہ کیا جاوے کہ عنقریب انتقام لیا جاویگا اور چونکہ مجموعہ مضمون متعلق توحید میں ضرب لکم مثلا سے اول اثبات من حیث الاستدلال کیا گیا تھا اسلیے عدم تدبر کے مضمون پر کہ متعلق استدلال کے ہے اختتام کلام بھی مناسب ہوا کہ ایک ہی شئے کا مبتدا اور منتہی ہونا تناسب کا ابلغ طریقہ ہے اسلیے انک لا تسمع کو اخیر میں لائے اور ولقد ارسلنا کو کہ متضمن ہے تسلیہ متعلقہ عدم تشکر کو احوال ریاح کے درمیان میں بطور جملہ معترضہ کے لے آئے اسلیے ذکر میں مضمون مقدم کا تسلیہ مؤخر اور مضمون مؤخر کا تسلیہ مقدم ہوگیا اور چونکہ اوپر قیامت کا ذکر بضمن بیان سزائے اخروی شرک کے آیا تھا اور کفار کو اس میں بھی کلام تھا اسلیے مضمون نعم میں بتقریب مضمون احیاء ارض کے جملہ ان ذلک لمحی الموتی میں اجمالاً قیامت کا اثبات بھی فرما دیا جو مابعد یعنی آیت اللہ الذی الخ کے لیے جسمیں معاد کی تفصیل ہے بطور تمہید کے بھی ہوگیا واللہ اعلم باسرار کتابہ۔

عود بسوئے توحید مع تسلیہ و اثبات اجمالی معاد

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرٰتٍ وَّلِيُذِيْقَكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَلِتَجْرِيَ الْفُلْكُ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا ۭ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهٗ فِي السَّمَآءِ كَيْفَ يَشَآءُ وَيَجْعَلُهٗ كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ فَاِذَآ اَصَابَ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمُبْلِسِيْنَ ۝ فَانْظُرْ اِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۚ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۵۰﴾

السبلاغۃ قولہ بلسن و ابناجی بہلاک طرتہ قد تہب ولا یکون سرا تیۃ الا بلمرو قولہ من بعدہ ای متصلاً من غیر تلعثم وہذہ فائدۃ زیادتہ ۱۲

وَلَئِنْ أَرْسَلْنَا رِيحًا فَرَأَوْهُ مُصْفَرًّا لَّظَلُّوا مِن بَعْدِهِ يَكْفُرُونَ ۝ فَإِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ

اور اگر ہم ان پر اور ہوا چلادیں پھر یہ لوگ کھیتی کو زرد ہوا دیکھیں تو یہ اس کے بعد ناشکری کرنے لگیں۔ سو آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے اور بہروں کو آواز نہیں سنا سکتے

الدُّعَاءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ ۝ وَمَا أَنتَ بِهَادِ الْعُمْيِ عَن ضَلَالَتِهِمْ ۖ إِن تُسْمِعُ إِلَّا مَن يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُم مُّسْلِمُونَ ۝ ع

جبکہ پیٹھ پھیر کر چل دیں۔ اور آپ اندھوں کو ان کی بے راہی سے راہ پر نہیں لاسکتے آپ تو بس انکو سنا سکتے ہیں جو ہماری آیتوں کا یقین رکھتے ہیں پھر وہ مانتے ہیں۔

وَلَئِنْ أَرْسَلْنَا رِيحًا فَرَأَوْهُ مُصْفَرًّا لَّظَلُّوا مِن بَعْدِهِ يَكْفُرُونَ ۝ فَإِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ
الدُّعَاءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ ۝ وَمَا أَنتَ بِهَادِ الْعُمْيِ عَن ضَلَالَتِهِمْ ۖ إِن تُسْمِعُ إِلَّا مَن يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُم مُّسْلِمُونَ ۝

اور اللہ تعالیٰ کی (قدرت و وحدت و نعمت کی) نشانیوں میں سے ایک یہ (بھی) ہے کہ وہ (بارش سے پہلے) ہواؤں کو بھیجتا ہے کہ وہ (بارش کی) خوشخبری دیتی ہیں (پس ان کا بھیجنا ایک توجی خوش کرنے کے لیے ہوتا ہے) اور (نیز اس واسطے) تاکہ (اس کے بعد بارش ہو اور) تم کو اپنی (اس) رحمت (بارش) کا مزہ چکھادے (یعنی بارش کے فوائد عنایت فرماوے) اور (نیز اس واسطے ہوا بھیجتا ہے) تاکہ (اس کے ذریعہ سے ہوائی) کشتیاں اس کے حکم سے چلیں اور تاکہ (اس ہوا کے ذریعہ سے بواسطہ جریان کشتی کے دریا کے سفر کرکے) تم اس کی روزی تلاش کرو (یعنی جریان فلک اور ابتغار فضل دونوں ارسال ریاح کے سبب ہیں اول قریب بلا واسطہ اور ثانی بعید بواسطہ اول کے) اور تاکہ (روزی حاصل کرکے اس پر کہ سبب بواسطہ ثانی کے ہے اور یا سب امور مذکورہ پر) تم شکر کرو اور (ان دلائل بالغہ اور نعم سابقہ پر بھی یہ مشرکین حق تعالیٰ کی جو ناشکریاں کرتے ہیں کہ وہ شرک اور مخالفت رسول اور ایذاء مومنین ہے تو آپ اس پر مغموم نہ ہوں کیونکہ ہم عنقریب ان سے انتقام لینے والے اور اس میں ان کو مغلوب اور اہل حق کو غالب کرنے والے ہیں جیسا کہ پہلے بھی ہوا ہے چنانچہ) ہم نے آپ سے پہلے بہت سے پیغمبر ان کی قوموں کے پاس بھیجے اور وہ ان کے پاس دلائل (ثبوت حق کے) لے کر آئے (جس پر بعضے ایمان لائے اور بعضے نہ لائے) سو ہم نے ان لوگوں سے انتقام لیا جو مرتکب جرائم ہوئے تھے (اور وہ جرائم تکذیب حق و مخالفت اہل حق ہیں اور اس انتقام میں ہم نے ان کو مغلوب اور اہل ایمان کو غالب کیا) اور اہل ایمان کا غالب کرنا (حسب وعدہ وعادت) ہمارے ذمہ تھا (وہ انتقام عذاب الٰہی تھا اور اس میں کفار کا ہلاک ہونا ان کا مغلوب ہونا ہے اور مسلمانوں کا بچ جانا ان کا غالب آنا ہے غرض اسی طرح ان کفار سے انتقام لیا جاوے گا خواہ دنیا میں خواہ بعد موت اور تقدیر ثانی پر ما بہ الاشتراک مطلق انتقام ہے قطع نظر موطن انتقام سے اور یہ مضمون تسلیہ کا بطور جملہ معترضہ کے تھا آگے ارسال ریاح کے بعض آثار مذکورہ بالاجمال کی تفصیل ہے کہ) اللہ ایسا (قادر و حکیم و منعم) ہے کہ وہ ہوائیں بھیجتا ہے پھر وہ (ہوائیں) بادلوں کو (جو کہ کبھی ان ہواؤں سے پہلے بخارات اٹھ کر بادل بن چکے ہیں اور کبھی وہ بخارات ان ہی ہواؤں سے بلند ہو کر بادل بن جاتے ہیں پہلی تقدیر پر موجودہ بالفعل بادلوں کو اور دوسری تقدیر پر موجودہ بالقوہ بادلوں کو وہ ہوائیں ان کی جگہ سے کہ تقدیر اول پر جو قریب من الارض ہے اور تقدیر ثانی پر خود ارض ہے) اٹھاتی ہیں پھر اللہ تعالیٰ اس (بادل) کو (کبھی تو) جس طرح چاہتا ہے آسمان (کی جہت یعنی جو کی بلندی) میں پھیلا دیتا ہے اور (کبھی) اس کو ٹکڑے ٹکڑے کردیتا ہے (بسط کا مطلب یہ کہ مجتمع کرکے دور تک پھیلا دیتا ہے اور کسف کا مطلب یہ کہ کبھی تھوڑی دور تک کبھی بہت دور تک اور کسفا کا مطلب یہ کہ مجتمع نہیں ہوتا متفرق رہتا ہے) پھر (دونوں حالت میں) تم مینہ کو دیکھتے ہو کہ اس (بادل) کے اندر سے نکلتا ہے (مجتمع بادل سے برسنا تو بکثرت ہے اور بعض موسموں میں اکثر بارش متفرق بدلیوں سے بھی ہوتی ہے) پھر (بادل سے نکلنے کے بعد) جب وہ (مینہ) اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے پہونچا دیتا ہے تو بس وہ خوشیاں کرنے لگتے ہیں اور وہ لوگ قبل اس کے کہ ان کے خوش ہونے سے پہلے ان پر برسے (بالکل ہی) ناامید (ہو رہے) تھے (یعنی ابھی ابھی ناامید تھے اور ابھی ابھی خوش ہو گئے جیسا ابلاس کا قبیل تنزیل اور تنزیل کا قبیل استبشار ہونا دال ہے وجود ابلاس قبیل استبشار پر اور ایسا ہی مشاہد بھی ہے کہ انسان کی کیفیت ایسی حالت میں بہت ہی جلدی بدل جاتی ہے) سو (ذرا) رحمت الٰہی (یعنی بارش) کے آثار (تو) دیکھو کہ اللہ تعالیٰ (اس کے ذریعہ سے) زمین کو اس کے مردہ (یعنی خشک) ہو جانے کے بعد کس طرح زندہ (یعنی تر و تازہ) کرتا ہے (اور یہ بات نعمت اور دلیل

ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ تیں ولیذیقکم جی خوش کرنے کے لیئے اشارۃ الی توجیہ ما عطف علیہ لیذیقکم المدلول بقولہ مبشرات ای لیبشرکم بہا ولیذیقکم ۱۲

عہ قولہ تیں فانتقمنا بعضے ایمان اشارۃ الی ان الفاء فصیحۃ ۱۲

سے قولہ فی من قبلہ خوش اشارۃ الی ان الضمیر المجرور الی الاستبشار کما تقدم فی الروح مختار اللبعض فمن ہذہ متعلقۃ بینزل ومن الاولی متعلقۃ بمبلسین وفائدۃ اتحامہ الایذان بسرعۃ تقلب قلوبہم من الیاس الی الاستبشار بالاشارۃ الی غایۃ تقارب زمانیہا ببیان اتصال الیاس بالتنزیل المتصل بالاستبشار بشہادۃ اذا الفجائیۃ ۱۲

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّشَیْبَةً ؕ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ ۚ

اللہ ایسا ہے جس نے تم کو ناتوانی کی حالت میں بنایا پھر ناتوانی کے بعد توانائی عطا کی پھر توانائی کے بعد ضعف اور بڑھاپا کیا وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے

وَهُوَ الْعَلِیْمُ الْقَدِیْرُ ۝ وَیَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ یُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ۙ۬ مَا لَبِثُوْا غَیْرَ سَاعَةٍ ؕ كَذٰلِكَ كَانُوْا یُؤْفَكُوْنَ ۝

اور وہ جاننے والا اور قدرت رکھنے والا ہے۔ اور جس روز قیامت قائم ہوگی مجرم لوگ قسم کھا بیٹھیں گے کہ وہ لوگ ایک ساعت سے زیادہ نہیں رہے۔ اسی طرح یہ لوگ اُلٹے چلا کرتے تھے

وَقَالَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْاِیْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰى یَوْمِ الْبَعْثِ ۫ فَهٰذَا یَوْمُ الْبَعْثِ وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ

اور جن لوگوں کو علم اور ایمان عطا ہوا ہے وہ کہیں گے کہ تم تو نوشتہ خداوندی کے موافق قیامت کے دن تک رہے ہو سو قیامت کا دن یہی ہے ولیکن تم

لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ فَیَوْمَىِٕذٍ لَّا یَنْفَعُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مَعْذِرَتُهُمْ وَلَا هُمْ یُسْتَعْتَبُوْنَ ۝

یقین نہ کرتے تھے۔ غرض اُس روز ظالموں کو اُن کا عذر کرنا نفع نہ دے گا اور نہ اُن سے خدا کی خفگی کا تدارک چاہا جاوے گا۔

وحدت ہونے کے علاوہ دلیل قدرت علی البعث بھی ہے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس خدا نے مردہ زمین کو زندہ کر دیا) کچھ شک نہیں کہ وہی (خدا) مردوں کو زندہ کرنے والا ہے (پس عقلاً امکان امکان میں دونوں برابر اور قدرت کی ذاتیت دونوں کے ساتھ تساوی نسبت کو مستلزم اور دونوں امر کا تشابہ حسی دافع استبعاد پس جب ایک پر قدرت ثابت ہے دوسرے پر بھی ثابت ہے) اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے (یہ مضمون احیاء موتی کا بمناسبت حیوۃ ارض کے جملہ معترضہ تھا) اور (آگے پھر ارسال ریاح کے متعلق مضمون ہے جس میں اہل غفلت کی ناشکری کا جس کی قدح پر آیات نعم دال ہیں بیان ہے یعنی اہل غفلت ایسے ناحق شناس و ناسپاس ہیں کہ اتنی بڑی بڑی نعمتوں کے بعد) اگر ہم ان پر اور (قسم کی) ہوا چلا دیں پھر (اُس ہوا سے) یہ لوگ کھیتی کو (خشک اور) زرد ہوا دیکھیں (کہ اس کی سبزی اور شادابی جاتی رہی) تو یہ اس کے بعد ناشکری کرنے لگیں (اور پچھلی نعمتیں سب طاق نسیان میں رکھ دیں) سو (جب ان کی غفلت اور ناشکری پر اقدام اس درجہ پر ہے تو اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ بالکل ہی حس ہیں تو ان کے عدم ایمان وعدم تدبر فی الآیات پر غم بھی بیکار ہے کیونکہ) آپ مردوں کو (تو) نہیں سنا سکتے اور بہروں کو (بھی) آواز نہیں سنا سکتے (خصوصاً) جب کہ پیٹھ پھیر کر چل دیں (کہ اشارہ کو بھی نہ دیکھیں) اور (اسی طرح) آپ (ایسے) اندھوں کو (جو کہ بصیر کا اتباع نہ کریں) اُن کی بے راہی سے راہ پر نہیں لا سکتے (یعنی یہ تو ان ماؤف الحواس والحیوۃ کے مشابہ ہیں) آپ تو بس اُن کو سنا سکتے ہیں جو ہماری آیتوں کا یقین رکھتے ہیں (اور) پھر وہ مانتے (بھی) ہیں اور جب یہ لوگ موتی اور صم اور عمی کے مشابہ ہیں پھر ان سے توقع ایمان کی نہ رکھیے اور غم نہ کیجیے) **ف** سورۂ قصص کے آخری رکوع سے ذرا اوپر ایسی ہی آیت آئی ہے وہاں سماع موتی کی تحقیق گزری ہے **ربط** اوپر توحید کا مضمون تھا آگے بعث کے متعلق مضمون ہے جو اوپر مضمون توحید کے شروع پر آیت اللہ یبدؤ الخلق میں اور اُس کے وسط میں یوم تقوم الساعۃ یومئذ یتفرقون میں بھی اور اُس کے ختم پر استطراداً ان ذلک لمحی الموتی میں بھی آچکا ہے۔

اثباتِ امکان و وقوعِ بعث

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّشَیْبَةً ؕ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ ۚ وَهُوَ الْعَلِیْمُ الْقَدِیْرُ ۝ وَیَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ یُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ۙ۬ مَا لَبِثُوْا غَیْرَ سَاعَةٍ ؕ كَذٰلِكَ كَانُوْا یُؤْفَكُوْنَ ۝ وَقَالَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْاِیْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰى یَوْمِ الْبَعْثِ ۫ فَهٰذَا یَوْمُ الْبَعْثِ وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ فَیَوْمَىِٕذٍ لَّا یَنْفَعُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مَعْذِرَتُهُمْ وَلَا هُمْ یُسْتَعْتَبُوْنَ ۝

اللغات الساعة القیامة وصار علما لها بالغلبة کالنجم للثریا والکوکب للزهرة قوله یستعتبون فی الروح الاستعتاب طلب العتبی وهی الاسم من الاعتاب بمعنی ازالة العتب کالعطاء والاستعطاء ای لا یطلب منهم ازالة عتب الله تعالی والمراد بغضبه سبحانه علیهم بالتوبة والطاعة ۱۲

البلاغة قوله خلقکم من ضعف ای ابتداکم ضعفاء وجعل الضعف اساس امرکم کقوله تعالی وخلق الانسان ضعیفا وفی الضعف استعارة مکنیة حیث شبه بالاساس والمادة وفی ادخال من علیه تخییل نواشیه البیان او الجمع بین تغییر قوامهم فعلوا بهم مرادا بالضعف ابتداء وبالشیب کماله ۱۲

ملحقات الترجمۃ

سلہ قولہ فی فوائد کھیتی

اشار فی البیان الی الربح النبات

بدلالۃ المقام ۱۲

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ مِن كُلِّ مَثَلٍ ۚ وَلَئِن جِئْتَهُم بِآيَةٍ لَّيَقُولَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ أَنتُمْ إِلَّا مُبْطِلُونَ ۝

اور ہم نے لوگوں کے واسطے اس قرآن میں ہر طرح کے عمدہ مضامین بیان کیے ہیں اور اگر آپ ان کے پاس کوئی نشان لے آویں تب بھی یہ لوگ جو کافر ہیں یہی کہینگے کہ تم سب نرے اہل باطل ہو

اللہ ایسا ہے جس نے تم کو ناتوانی کی حالت میں بنایا (مراد اس سے ابتدائی حالت بچپن کی ہے) پھر (اُس) ناتوانی کے بعد توانائی (یعنی جوانی) عطا کی پھر (اُس) توانائی کے بعد ضعف اور بڑھاپا کیا (اور) وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور وہ (ہر تصرف کو) جاننے والا (اور اُس تصرف کے نافذ کرنے پر) قدرت رکھنے والا ہے (پس جو ایسا قادر ہو اُس کو دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہے یہ تو بیان تھا بعث کے امکان کا) اور (آگے اُس کے وقوع کا بیان ہے یعنی) جس روز قیامت قائم ہوگی مجرم (یعنی کافر) لوگ (وہاں کی ہول و ہیبت و پریشانی دیکھ کر قیامت کی آمد کو غایت درجہ ناگوار سمجھ کر) قسم کھا بیٹھیں گے کہ (قیامت بہت جلدی آگئی اور) وہ لوگ (یعنی ہم لوگ عالم برزخ میں) ایک ساعت سے زیادہ نہیں رہے (یعنی جو میعاد قیامت کے آنے کی مقرر تھی وہ بھی پوری نہیں پائی کہ قیامت آ پہونچی جیسا مشاہدہ[1] کیا جاتا ہے کہ اگر پھانسی والے کی میعاد ایک ماہ مقرر کی جاوے تو جب مہینہ گذر چکے گا اُس کو ایسا معلوم ہوگا کہ گویا مہینہ نہیں گذرا اور مصیبت جلدی آگئی حق تعالےٰ کا ارشاد ہے کہ) اسی طرح یہ لوگ (دنیا میں) اُلٹے چلا کرتے تھے (یعنی جس طرح یہاں آخرت میں قیامت کی ایک واقعی حالت کا کہ اُس کا اپنے وقت معین پر وقوع ہے غلط انکار کر دیا اور انکار بھی مؤکد بالقسم اسی طرح دنیا میں قیامت کی ایک واقعی حالت کا کہ اُس کا نفس وقوع ہے غلط انکار کیا کرتے تھے اور انکار بھی مؤکد جیسے وما نحن بمبعوثین وغیرہ) اور جن لوگوں کو علم اور ایمان عطا ہوا ہے (مراد اہل ایمان ہیں کہ اخبار شرعیہ کا علم اُن کو حاصل ہے) وہ (ان مجرمین کے جواب میں) کہیں گے کہ (تم برزخ میں میعاد سے کم تو نہیں رہے جیسا تمہارا غلط دعویٰ ہے بلکہ) تم تو (میعاد) نوشتہ خداوندی کے موافق قیامت کے دن تک رہے ہو سو قیامت کا دن یہی ہے (جو میعاد تھی لبث فی البرزخ کی) ولیکن (وجہ اس بات کی کہ اُس کو میعاد سے جلدی آیا ہوا سمجھتے ہو یہ ہے کہ) تم (دنیا میں قیامت کے وقوع کا) یقین (اور اعتقاد) نہ کرتے تھے (بلکہ تکذیب و انکار کیا کرتے تھے اس انکار کے وبال میں یہاں آج پریشانی کا سامنا ہوا اس وجہ سے گھبرا کر خیال ہوا کہ ابھی تو میعاد بھی پوری نہیں ہوئی اور اگر تصدیق کرتے اور ایمان لے آتے تو اس کے وقوع کو جلدی نہ سمجھتے بلکہ یوں چاہتے کہ اس سے بھی جلدی آجاوے کہ عادۃ طبعیہ ہے وعدہ راحت کے وقت کا جلدی آنا چاہتا ہے اور انتظار شاق اور اس کی مدت طویل معلوم ہوا کرتی ہے جیسا حدیث میں بھی ہے کہ کافر قبر میں کہتا ہے رب لا تقم الساعۃ اور مؤمن کہتا ہے رب اقم الساعۃ اور مؤمنین کے اس جواب سے بھی جو یہاں مذکور ہے کہ تم کہاں رہے بہت تو رہے مترشح ہوتا ہے کہ وہ مشتاق اور مستعجل تھے) غرض اُس روز ظالموں (یعنی کافروں کی پریشانی اور مصیبت کی یہ کیفیت ہوگی کہ اُن) کو اُن کا (کسی قسم کا جھوٹا یا سچا) عذر کرنا نفع نہ دے گا اور نہ اُن سے خدا کی خفگی کا تدارک چاہا جاوے گا (یعنی اس کا موقع نہ دیا جاوے گا کہ توبہ کرکے خدا کو راضی کریں) **ف** مجرمین اس قسم یعنی ما لبثوا غیر ساعۃ میں ایسے ہی جھوٹے ہوں گے جیسے سورۂ انعام کے تیسرے رکوع میں ان کا یہ قول ہے واللہ ربنا ما کنا مشرکین جس پر ارشاد ہوا ہے انظر کیف کذبوا علی انفسھم الآیۃ اور سورۂ طٰہٰ آیت یتخافتون بینھم ان لبثتم الا عشرا میں جو ان کے اس قول کی تکذیب نہیں کی گئی تو وہاں مطلق کے اس قول سے اور مقصود ہے جو وہاں مذکور ہے دیکھ لیا جاوے اور یہاں اور مقصود ہے اس لیے وہاں تکذیب نہیں کی گئی اور یہاں تکذیب کی گئی **ربط** اب خاتمہ میں دو مضمون ہیں جو بطور نتیجہ سورت کے ہیں یعنی مجموعہ سورت کے مضامین مفصلہ کی مدح اور بلاغت کا اجمالی بیان جس کا حاصل اُن مضامین کی قوت فاعلیہ اور کمال تاثیر ہے اور باوجود اس شدت مؤثریت کے کفار کے نہ ماننے پر حضور پُر نور صلے اللہ علیہ وسلم کے تسلیہ کے لیے کفار کی معاندت اور جہالت کا ذکر جس کا حاصل اُن کی قوت انفعالیہ کا فقدان اور عدم تاثر ہے۔

ملحقات الترجمة

[1] قولہ فی ما لبثوا مشاہدہ اخذہ من الکبیر الفسام والفتح اللہ متق فی ہذا المقام بعبان کل ذہنی بتوفیق اللہ الر بالفتح ۱۲

[2] قولہ فی کتب اللہ فی کما تقال الحکم الواقعۃ فی الشرع ای ما حققا للشرع وہو حال من المصدر المدلول علیہ بقولہ لبثتم ای لبثا کائنا فی کتاب اللہ وقضائہ ۱۲

بیان بلاغت مضامین قرآن وعناد اہل طغیان وتسلیہ صاحب فرقان

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ مِن كُلِّ مَثَلٍ ۚ وَلَئِن جِئْتَهُم بِآيَةٍ لَّيَقُولَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ أَنتُمْ إِلَّا مُبْطِلُونَ ۝

البلاغة

قولہ ان انتم فی الروح وتوحید الخطاب فی جئتھم علی ما تقتضیہ الظاہر واما جمعہ فی قولھم ان انتم فلئلا یبقی بزعمھم لہ علیہ السلام شاہد من المؤمنین حیث جعلوا الکل مبطلین اھ قلت وھو من الحسن واللطافۃ بمکان ۱۲

كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ ۝

جو لوگ یقین نہیں کرتے اللہ تعالیٰ اُن کے دلوں پر یوں ہی مہر کر دیا کرتا ہے سو آپ صبر کیجیے بیشک اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے اور یہ بدیقین لوگ آپ کو بے برداشت نہ کرنے پاویں

سورۃ لقمٰن مکیۃ وھی اربع وثلثون اٰیۃ واربع رکوعات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

الٓمّٓ ۝ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ۝ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ

الٓمّٓ - یہ آیتیں ہیں ایک پُرحکمت کتاب کی جو کہ ہدایت اور رحمت ہے نیک کاروں کے لیے جو نماز کی پابندی کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں

وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝

اور وہ لوگ آخرت کا پورا یقین رکھتے ہیں۔

كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ ۝ اور ہم نے لوگوں (کی ہدایت) کے واسطے اس قرآن (کے مجموعہ یا اس کے اس خاص جز یعنی سورت) میں ہر طرح کے عمدہ (اور عجیب) مضامین (ضروریہ) بیان کیے ہیں (جو اپنی بلاغت وکمال کی وجہ سے مقتضی اس کو ہیں کہ ان کافروں کو ہدایت ہو جاتی مگر ان لوگوں نے غایت عناد سے اس کو قبول نہ کیا اور اس سے منتفع نہ ہوئے اور (قرآن کی کیا تخصیص ہے ان لوگوں کا عناد اس درجہ بڑھ گیا ہے کہ) اگر (قرآن کے علاوہ اُن خوارق سے جن کی یہ خود فرمایش کیا کرتے ہیں) آپ ان کے پاس کوئی نشان لے آویں تب بھی یہ لوگ جو کہ کافر ہیں یہی کہیں گے کہ تم سب (یعنی پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم اور مومنین جو آیات تشریعیہ وتکوینیہ کے مصدق ہیں) نرے اہل باطل ہو (پیغمبر کو سحر کی تہمت لگا کر صاحب باطل کہیں اور مسلمانوں کو سحر کی تصدیق کرنے سے اہل باطل کہیں اور ان لوگوں کے اس عناد کے بارہ میں اصل بات یہ ہے کہ) جو لوگ (باوجود تکرر آیات ودلائل کے حق کا) یقین نہیں کرتے (اور نہ اُس کے حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں) اللہ تعالیٰ اُن کے دلوں پر یوں ہی مہر کر دیا کرتا ہے (جیسا ان کے دلوں پر ہو رہی ہے یعنی روزانہ استعداد قبول حق کی مضمحل وضعیف ہوتی جاتی ہے اس لیے انقیاد میں ضعف اور عناد میں قوت بڑھتی جاتی ہے) سو (جب یہ ایسے معاند ہیں تو ان کی مخالفت اور ایذا رسانی اور بدکلامی وغیرہ پر) آپ صبر کیجیے بیشک اللہ تعالیٰ کا وعدہ (کہ آخر میں یہ ناکام اور اہل حق کامیاب ہوں گے) سچا ہے (وہ وعدہ ضرور واقع ہوگا پس صبر وتحمل تھوڑے ہی دن کرنا پڑتا ہے) اور یہ بدیقین لوگ آپ کو بے برداشت نہ کرنے پاویں (یعنی ان کی طرف سے خواہ کیسی ہی بات پیش آوے مگر ایسا نہ ہو کہ آپ برداشت نہ کریں) **ف** مطلب یہ کہ نفسانی انتقام گو فی نفسہ جائز ہے مگر صاحب تبلیغ کے لیے اور خصوص تخاطب کے وقت کہ اسلام کی ابتدائی حالت تھی خلاف مصلحت ہے اور جہاد نفسانی انتقام نہیں ہے اس لیے دونوں میں تعارض نہیں کہ ناسخ ومنسوخ کا قائل ہونا پڑے۔ تم وللہ الحمد تفسیر سورۃ الروم للسابع والعشرین من شہر اللہ المحرم ۱۳۲۵ھ من ہجرۃ خیر الانام علی صاحبہا الف الف صلوٰۃ وسلام۔ سورۃ لقمٰن مکیۃ قیل الا ثلثا من قولہ ولو ان ما فی الارض من شجرۃ اقلام وایٰہا۔ اربع وثلثون وقیل ثلث وثلثون کذا فی البیضاوی **ربط** اس سورۃ میں یہ مضامین ہیں شروع میں مدح قرآن کی جو سورت سابقہ کے ختم پر بھی مذکور ہے اور مدح قرآن کے ساتھ مثل فاتحہ سورۂ بقرہ کے اُس کے مصدقین کی مدح اور مکذبین ومعرضین کی مذمت پھر مکذبین کی سزا اولٰئک لہم عذاب اور فبشرہ میں پھر مصدقین کی جزا ان الذین اٰمنوا میں پھر خلق السمٰوٰت سے ختّار کفور تک توحید اور درمیان میں تتمیم قصہ لقمان کے لیے یٰبنی اقم الصلوٰۃ سے بعض احکام فرعیہ اور اذا قیل لہم اتبعوا سے ضعف تمسک مشرکین اور قوت تمسک موحدین اور من کفر سے بیان وعید مشرکین کے ساتھ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا تسلیہ اور یٰایہا الناس سے وعظ کے پیرایہ میں وعید مذکور مدلول آیت نمتعہم قلیلا الخ اور اُس کے وقت وقوع یعنی قیامت کے تقریر اور ختم پر بیان اختصاص علم غیب بحق تعالیٰ واللہ اعلم۔

مدح قرآن مصدقین وذم معرضین ضالین مضلین مع مآل فریقین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ الٓمّٓ ۝ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ۝ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝

أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ○ وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ

یہ لوگ اپنے رب کے سیدھے رستہ پر ہیں — اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں — اور بعضا آدمی ایسا ہی جو ان باتوں کا خریدار بنتا ہے جو غافل کرنے والی ہیں تاکہ اللہ کی

عَن سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۚ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ○ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِ آيَاتُنَا وَلَّىٰ مُسْتَكْبِرًا

راہ سے بے سمجھے بوجھے گمراہ کرے — اور اس کی ہنسی اڑاوے — ایسے لوگوں کے لیے ذلت کا عذاب ہے — اور جب اسکے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو وہ شخص تکبر کرتا ہوا منہ موڑ لیتا ہے

كَأَن لَّمْ يَسْمَعْهَا كَأَنَّ فِي أُذُنَيْهِ وَقْرًا ۖ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ○ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ جَنَّاتُ

جیسے اس نے سنا ہی نہیں جیسے اس کے کانوں میں ثقل ہے۔ سو اس کو ایک دردناک عذاب کی خبر سنا دیجیے۔ البتہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کیے انکے لیے عیش کی

النَّعِيمِ ○ خَالِدِينَ فِيهَا ۖ وَعْدَ اللَّهِ حَقًّا ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ○

جنتیں ہیں — جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ اللہ نے سچا وعدہ فرمایا ہے۔ اور وہ زبردست حکمت والا ہے۔

أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۞ وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَن سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۞ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِ آيَاتُنَا وَلَّىٰ مُسْتَكْبِرًا كَأَن لَّمْ يَسْمَعْهَا كَأَنَّ فِي أُذُنَيْهِ وَقْرًا فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۞ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ جَنَّاتُ النَّعِيمِ ۞ خَالِدِينَ فِيهَا وَعْدَ اللَّهِ حَقًّا وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۞ الٓمٓ (اس کے معنے اللہ ہی کو معلوم ہیں) یہ (جو اس سورت یا قرآن میں مذکور ہیں) آیتیں ہیں ایک پُر حکمت کتاب (یعنی قرآن) کی جو کہ ہدایت اور رحمت (کا سبب) ہے نیک کاروں کے لیے جو نماز کی پابندی کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور وہ لوگ آخرت کا پورا یقین رکھتے ہیں (سو) یہ لوگ (اس قرآن کے اعتقاد اور عمل کی بدولت) اپنے رب کے سیدھے رستہ پر ہیں اور یہی لوگ (اس ہدایت کی بدولت) فلاح پانے والے ہیں (پس قرآن اس طرح ان کے لیے ہدایت اور رحمت کا جس کا اثر فلاح ہے سبب ہو گیا پس بعضے آدمی تو ایسے ہیں جیسا بیان کیا گیا) اور (برخلاف ان کے) بعضا آدمی ایسا (بھی) ہے جو (قرآن سے اعراض کر کے) اُن باتوں کا خریدار بنتا ہے (یعنی ایسی باتیں اختیار کرتا ہے) جو (اللہ سے) غافل کرنے والی ہیں (سو اول تو لہو کا اختیار کرنا جب کہ مقرون بالاعراض عن آیات اللہ ہو خود ہی کفر اور ضلال ہے پھر خاص کر جب کہ اُس کو اس غرض سے اختیار کیا جاوے کہ) تاکہ (اُس کے ذریعہ سے دوسروں کو بھی) اللہ کی راہ (یعنی دین حق) سے بے سمجھے بوجھے (حقیقت امر کے) گمراہ کرے اور (اسی گمراہ کرنے کے ساتھ) اُس (راہ حق) کی ہنسی اُڑاوے (تاکہ دوسروں کے دل سے بالکل اُس کی وقعت اور تاثیر نکل جاوے تب تو کفر بر کفر اور ضلال کے ساتھ اضلال ہے اور) ایسے لوگوں کے لیے (آخرت میں) ذلت کا عذاب (ہونے والا) ہے (جیسا کہ ان کے اضداد کے لیے فلاح کا ہونا معلوم ہوا) اور (اس شخص مذکور کے اعراض کی یہ حالت ہے کہ) جب اُس کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو وہ شخص تکبر کرتا ہوا (ایسی بے التفاتی سے) منہ موڑ لیتا ہے جیسے اس نے سنا ہی نہیں جیسے اسکے کانوں میں ثقل ہے (یعنی جیسے بہرا ہے) سو اس

البلاغۃ یشتری فیہ عموم المجاز لہ فردان المعنی الحقیقی ومطلق الاختیار والاستحباب ولو من غیر اشتراء وکذا لہو الحدیث بمعنی اللہو من الحدیث فیہ عموم المجاز ولہ فردان الاخبار والاحادیث الملہیۃ وما ہو سبب اللہو کالقنیۃ وکونہا لہوا مبالغۃ کتسمیۃ النساء والبنین شہوۃ فی قولہ تعالیٰ زین للناس حب الشہوات والنکتۃ فی ہذہ المبالغۃ الاشارۃ الی ان المقصود الاعلی بالقنیۃ ہو حدیثہا فکانہ ہو المشتری حقیقۃ ودل علی اعتبار عموم المجاز فی کلا اللفظین الاشتراء واللہو قولہ لیضل فیہ لزیادۃ الذم ونظرا الی الواقع فی سبب النزول والا فالاشتراء المذکور ذمیم بانفرادہ ایضا لکونہ

مقرونا بالاعراض عن آیات اللہ قولہ بغیر علم قید واقعی لا احترازی قولہ کان فی اذنیہ بدل او بیان للترقی فی الذم ۱۲

الروایات الدالۃ علی العموم المذکورۃ فی فاتحۃ متن التفسیر من قولہ علیہ السلام فی مثل ہذا ومن قول ابن عباس واشباہہ لان العموم لا یبقی الا علی اخذ عموم المجاز فی کلیہما ولو لم تدل الروایات علی العموم لصح کون الاشتراء علی حقیقتہ مع التجوز فی لہو الحدیث لان کتب الاعاجم والقینات کلتاہما مشتراۃ فم احدہما حدیث والاخری کالحدیث فی کونہا الہاء ۱۲

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۭ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً

اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو بلا ستون بنایا تم انکو دیکھ رہے ہو اور زمین میں پہاڑ ڈال رکھے ہیں کہ وہ تم کو لیکر ڈانواڈول نہ ہونے لگے اور اسمیں ہر قسم کے جانور پھیلا رکھے ہیں۔ اور ہم نے آسمان سے پانی برسایا

فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ۝ هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ۭ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝

پھر اس میں ہر طرح کے عمدہ اقسام اگائے۔ یہ تو اللہ کی بنائی ہوئی چیزیں ہیں اب تم لوگ مجھکو دکھاؤ کہ اُسکے سوا جو ہیں اُنہوں نے کیا کیا چیزیں پیدا کی ہیں بلکہ یہ ظالم لوگ صریح گمراہی میں ہیں۔

(شخص) کو ایک دردناک عذاب کی خبر سنا دیجیے (یہ تو معرض کی سزا کا بیان ہوا آگے اہل ہدیٰ کی جزا جو کہ فلاح موعود کی تفصیل ہے مذکور ہے یعنی) البتہ جو لوگ ایمان لائے اور اُنہوں نے نیک کام کئے اُن کے لیے عیش کی جنتیں ہیں جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے یہ اسنے سچا وعدہ فرمایا ہے اور وہ زبردست حکمت والا ہے (پس کمال قدرت سے وعدہ اور وعید کو واقع کرسکتا ہے اور حکمت سے اُس کو حسب وعدہ واقع کرے گا) **ف** گو شان نزول آیت ومن الناس الخ کا خاص ہے کہ نضر بن حارث ایک رئیس کافر تھا وہ تجارت کے لیے فارس جاتا تو وہاں سے شاہان عجم کے قصص اور تواریخ مول لاتا اور قریش سے کہتا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم تم کو عاد وثمود کے قصے سناتے ہیں میں رستم واسفندیار اور اکاسرہ کے قصے سناتا ہوں لوگ اُس کے قصوں کو لذیذ سمجھتے اور قرآن کو نہ سنتے اورده فی الروح عن اسباب النزول للواحدی عن الکلبی ومقاتل وذکر نحوه فی الدر بروایة البیهقی عن ابن عباس ونیز اس نے ایک گانے والی لونڈی خرید کی تھی جب کسی کو اسلام کی طرف راغب دیکھتا اُس کو اپنی اُس لونڈی کے پاس لیجاتا اور اُس سے کہتا کہ اس کو کھلا پلا اور گانا سنا اور اُس شخص سے کہتا کہ یہ اُس سے بہتر ہے جس کی طرف محمد صلے اللہ علیہ وسلم بلاتے ہیں کہ نماز پڑھو روزہ رکھو اور اپنی جان دو اورده فی الدر عن ابن عباس مگر عموم الفاظ کی وجہ سے حکم عام ہے چنانچہ ترمذی وغیرہ میں حدیث مرفوع ہے کہ گانے والی لونڈیوں کی تجارت مت کرو اور اُس کے بعد یہ فرمایا وفی مثل هذا انزلت هذه الآية ومن الناس من يشتري الخ اور بخاری نے ادب مفرد میں ابن عباسؓ کا قول بیان کیا ہے لهو الحديث هو الغناء واشباهه كذا فی الروح پس لفظ مثل اور اشباہ سے عموم ظاہر ہے پس اس بنا پر جو شغل دین اسلام سے ضلال یا اضلال کا موجب بن جاوے وہ حرام بلکہ کفر ہے اور آیت میں یہی مقصود ہے چنانچہ مقابلہ من یشتری کا ذکر مؤمنین کے ساتھ اور خود لفظ یشتری کہ دال ہے استبدال باطل بالحق پر اور ولی سے دلالت اُس کے ضلال پر اور لیضل سے اُسکے اضلال پر اور اسکی وعید میں عذاب مهين والیم آنا جو مخصوص ہے کفار سے سب اسی مقصود کے قرائن ہیں اور دوسرے دلائل شرعیہ سے استقلالاً ثابت ہے کہ جو لہو اعمال فرعیہ شرعیہ سے باز رکھے یا کسی معصیت کا سبب ہوجاوے وہ صرف معصیت ہے اور جو لہو کسی امر واجب کا مفوت نہ ہو اور اُس میں کوئی شرعی غرض ومصلحت بھی نہ ہو وہ مباح لیکن لایعنی ہونے کی وجہ سے خلاف اولیٰ ہے اور مسابقت فرس ومسابقت سہم وملاعبت اہل میں چونکہ معتد بہ غرض تھی اسلیے حدیث میں اُس کو لہو باطل سے مستثنےٰ فرمایا اور مسئلہ غنا اور سماع کا اس آیت کا مدلول ہونا ضرور نہیں اُس کا حکم مفصل مستقلاً مثل دیگر اقسام لہو کے دوسرے دلائل حدیثیہ وفقہیہ سے اپنے محل پر ثابت ہے اور اس تفصیل سے تمام مشاغل اور تفریحات کا حکم بھی جس میں اخبار اور ناول وغیرہ بھی آگئے معلوم ہوگیا واللہ اعلم اور زکوٰۃ کی فرضیت گو مدنی ہو مگر مشروعیت مکی ہوسکتی ہے اس لیے مکی سورتوں میں جیسے یہ سورت یا سورۂ مؤمنین یا سورۂ روم میں اس کا وقوع محل اشکال نہیں جس کو احقر نے اُن دو مذکورہ سورتوں کی تفسیر میں صدقہ سے تعبیر کیا ہے۔ **ربط** اوپر قرآن اور اسکے مصدقین کی مدح اور معرضین کی ملامت تھی آگے دُور تک توحید کا مضمون ہے جو قرآن کی اہم تعلیم ہے۔

توحید

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۭ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ۝ هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ۭ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو بلا ستون بنایا (چنانچہ) تم اُن کو دیکھ رہے ہو اور زمین میں (بھاری بھاری) پہاڑ ڈال رکھے ہیں کہ وہ تم کو لیکر ڈانواڈول نہ ہونے لگے اور اُس (زمین) میں

البلاغۃ قوله انبتنا فيه التفات من الغيبة الى التكلم ۱۲ | قوله بل الظلمون فيه وضع المظهر موضع المضمر ۱۲

ع ۱ / ۱۰

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ۭ وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝ وَاِذْ قَالَ

اور ہم نے لقمان کو دانشمندی عطا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کا شکر کرتے رہو اور جو شخص شکر کریگا وہ اپنے ذاتی نفع کے لیے شکر کرتا ہے - اور جو ناشکری کریگا تو اللہ تعالیٰ بے نیاز خوبیوں والا ہے - اور جب لقمان نے

لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ڼ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۝ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسٰنَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ

اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ بیٹا خدا کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھیرانا - بیشک شرک کرنا بڑا بھاری ظلم ہے - اور ہم نے انسان کو اُس کے ماں باپ کے متعلق تاکید کی ہے - اسکی ماں نے

اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰي وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ۭ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ۝ وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓي اَنْ تُشْرِكَ

ضعف پر ضعف اٹھا کر اُس کو پیٹ میں رکھا اور دو برس میں اُسکا دودھ چھوٹتا ہے کہ تو میری اور اپنے ماں باپ کی شکر گذاری کیا کر میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے - اور اگر تجھ پر وہ دونوں اس بات کا زور ڈالیں کہ تو میرے ساتھ

بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ۡ وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ

ایسی چیز کو شریک ٹھیرائے جسکی تیرے پاس کوئی دلیل نہ ہو تو تو اُن کا کہنا نہ ماننا اور دنیا میں اُن کے ساتھ خوبی کے ساتھ بسر کرنا اور اس شخص کی راہ پر چلنا جو میری طرف رجوع ہو پھر تم سب کو میرے پاس آنا ہے

فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ

پھر میں تم کو بتلا دونگا جو کچھ تم کرتے تھے — بیٹا اگر کوئی عمل رائی کے دانہ کے برابر ہو — پھر وہ کسی پتھر کے اندر ہو — یا وہ آسمانوں کے اندر ہو

اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ۝

یا وہ زمین کے اندر ہو تب بھی اُسکو اللہ تعالیٰ حاضر کر دیگا - بیشک اللہ تعالیٰ بڑا باریک بین باخبر ہے -

النصف — (وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

ہر قسم کے جانور پھیلا رکھے ہیں اور ہمنے آسمان سے پانی برسایا پھر اُس زمین میں ہر طرح کے عمدہ اقسام (نباتات کے) اُگائے (اور ان لوگوں سے جو کہ شرک کرتے ہیں کہیے کہ) یہ تو اللہ کی بنائی ہوئی چیزیں ہیں (سو اگر تم دوسروں کو شریک الوہیت قرار دیتے ہو تو) اب تم لوگ مجھکو دکھاؤ کہ اُسکے سوا جو (معبود بنا رکھے) ہیں انہوں نے کیا کیا چیزیں پیدا کی ہیں (تاکہ اُن کا استحقاق الوہیت ثابت ہو اور اس دلیل کا مقتضا یہ تھا کہ وہ لوگ ہدایت پر آجاتے مگر انہوں نے ہدایت کو قبول نہیں کیا) بلکہ یہ ظالم لوگ (بدستور) صریح گمراہی میں (مبتلا) ہیں ف اس استدلال سے یہ نہ سمجھا جاوے کہ استحقاق الوہیت کے لیے ایجاد ممکنات لازم ہے کیونکہ استحقاق الوہیت تو قدیم ہے اگر ایجاد اُسکے لوازم سے ہوگا تو وہ بھی قدیم ہو جاویگا تو اس سے عالم کا قدیم ہونا لازم آویگا اور وہ باطل بلکہ مطلب یہ ہے کہ ممکنات کی تقدیر وجود پر یعنی جب وہ موجود ہوں تو لازم ہے کہ اُنکا موجد وہی ہو جو مستحق الوہیت ہو اب خدشہ مذکور دفع ہوگیا خوب سمجھ لو اور تتمہ اُسکی تحقیق سورۂ رعد کے پہلے رکوع میں اور القی فی الارض رواسی کی تحقیق سورۂ نحل کے دوسرے رکوع میں گذر چکی ہے ربط آگے بھی اوپر کی طرح توحید کا مضمون ہے اور اُسکی تقریر کے لیے قصہ لقمان علیہ السلام کا مذکور ہے جن کی وصیت میں تعلیم توحید بھی ہے جو تکمیل اعتقادی کی فرد اعظم ہے پھر تکمیل عملی کی تعلیم ہے جسکا ذکر علم و عمل کے تناسب سے کر دیا گیا اور مقصود اعظم ذکر توحید معلوم ہوتا ہے اور تاکید توحید کے لیے قصہ کے درمیان بطور ضمیمہ کے آیت ووصینا الانسان آگئی ہے -

حکایت لقمان و وصایائے او از توحید و غیرہ

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ۭ وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝ وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ڼ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۝ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسٰنَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰي وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ۭ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ۝ وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓي اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ۡ وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ۝

اللغات الوعظ التذکیر بالخیر فیما یرق له القلب ۱۲

النحو قوله ان اشکر معمول لمقدر وتقدیر الکلام کما آتینا لقمان الحکمة آمرین وقائلین له ان اشکر ... وهنا علی وهن حال بتقدیر مضاف ای حال کونها ذات وهن ... معروفا صفة لمصدر محذوف ای صحابا معروفا

عند الشرع قوله انها ای الخصلة الحسنة او السیئة لدلالة المقام علیه ۱۲

البلاغة قوله یٰبنی التصغیر للترحم لا للتحقیر ... تخصیص اللام لزیادة ... ایام ... الانفصال ... الی ان الرفق ...

يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۟

بیٹا نماز پڑھا کر اور اچھے کاموں کی نصیحت کیا کر اور برے کاموں سے منع کیا کر اور تجھ پر جو مصیبت واقع ہو اس پر صبر کیا کر یہ ہمت کے کاموں میں سے ہے۔

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِى الْاَرْضِ مَرَحًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۟ وَاقْصِدْ فِىْ مَشْيِكَ

اور لوگوں سے اپنا رخ مت پھیر اور زمین پر اترا کر مت چل بے شک اللہ تعالیٰ کسی تکبر کرنے والے فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتے۔ اور اپنی رفتار میں اعتدال اختیار کر

وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ؕ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ۟

اور اپنی آواز کو پست کر۔ بے شک آوازوں میں سب سے بری آواز گدھوں کی آواز ہے۔

يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۚ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِى الْاَرْضِ مَرَحًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۚ وَاقْصِدْ فِىْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ؕ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ۟ اور ہم نے لقمان کو دانشمندی (جس کی حقیقت علم مع العمل ہے) عطا فرمائی (اور ساتھ ہی یہ حکم دیا) کہ (سب نعمتوں پر عموماً اور اس نعمت حکمت پر کہ افضل النعم ہے خصوصاً) اللہ تعالیٰ کا شکر کرتے رہو اور جو شخص شکر کریگا وہ اپنے ذاتی نفع کے لیے شکر کرتا ہے (یعنی اُسی کا نفع ہے کہ اُس سے نعمت میں ترقی ہوتی ہے کما قال لئن شکرتم لازیدنکم دنیوی نعمت میں تو باعتبار نفس نعمت کے کبھی اور باعتبار ثواب کے ہمیشہ اور دینی نعمت میں مثل علم وغیرہ کے دونوں طرح پر یعنی علم بھی بڑھتا ہے اور ثواب بھی ملتا ہے) اور جو ناشکری کریگا تو اپنا ہی نقصان کریگا کیونکہ) اللہ تعالیٰ (تو) بے نیاز (اور سب) خوبیوں والا ہے (یعنی چونکہ وہ اپنی ذات میں کامل ہے جو مدلول ہے حمید کا اس لیے وہ غنی ہے اُس کو کسی کے شکر و ثنا کی احتیاج نہیں کہ اس میں استکمال بالغیر لازم آتا ہے اور چونکہ لقمان موصوف ہیں حکمت یعنی علم و عمل کے ساتھ اس سے مفہوم ہوا کہ انھوں نے تعلیم شکر پر بھی عمل کیا ہوگا پس وہ شاکر بھی تھے اور شاکر ہونے سے اُن کی حکمت میں ترقی بھی ہوئی ہوگی پس وہ اعلیٰ درجے کے حکیم ہوئے) اور (ایسے حکیم کی تعلیم ضرور قابل عمل ہونا چاہیے سو اُن کی تعلیمات ان لوگوں کے سامنے ذکر کیجیے) جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ بیٹا خدا کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھیرانا بیشک شرک کرنا بڑا بھاری ظلم ہے (جس کی حقیقت ہے وضع الشیٔ فی غیر محلہ اور ظاہر ہے کہ یہ وضع الشیٔ فی غیر المحل شرک میں بدرجۂ اشد ہے) اور (درمیان قصہ کے تاکید امر توحید کے لیے حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ) ہم نے انسان کو اُس کے ماں باپ کے متعلق تاکید کی ہے (کہ اُن کی اطاعت اور خدمت کرے کیونکہ انہوں نے اس کے لیے بڑی مشقتیں جھیلی ہیں بالخصوص ماں نے چنانچہ) اُس کی ماں نے ضعف پر ضعف اُٹھا کر اُس کو پیٹ میں رکھا (کیونکہ جوں جوں حمل بڑھتا جاتا ہے حاملہ کا ضعف بڑھتا جاتا ہے) اور (پھر) دو برس میں اس کا دودھ چھوٹتا ہے (ان دنوں میں بھی وہ ہر طرح کی خدمت کرتی ہے اسی طرح اپنی حالت کے موافق باپ بھی مشقت اُٹھاتا ہے اس لیے ہم نے اپنے حقوق کے ساتھ ماں باپ کے بھی حقوق ادا کرنے کا حکم فرمایا چنانچہ یہ ارشاد کیا) کہ تو میری اور اپنے ماں باپ کی شکرگزاری کیا کر (حق تعالیٰ کی شکرگزاری تو عبادت و اطاعت حقیقیہ کے ساتھ اور ماں باپ کی خدمت و ادائے حقوق شرعیہ کے ساتھ کیونکہ) میرے ہی طرف (سب کو) لوٹ کر آنا ہے (اس وقت میں اعمال کی جزا و سزا دونگا اس لیے احکام کی بجا آوری ضروری ہے) اور (باوجودیکہ ماں باپ کا اتنا بڑا حق ہے جیسا ابھی معلوم ہوا لیکن امر توحید ایسا عظیم الشان ہے کہ) اگر تجھ پر وہ دونوں (بھی) اس بات کا زور ڈالیں کہ تو میرے ساتھ ایسی چیز کو شریک ٹھیرائے جس (کے شریک الوہیت ہونے) کی تیرے پاس کوئی دلیل (اور سند) نہ ہو (اور ظاہر ہے کہ کوئی چیز بھی ایسی نہیں کہ جس کے استحقاق شرکت پر کوئی دلیل قائم ہو بلکہ عدم استحقاق پر دلیلیں قائم ہیں پس مراد یہ ہوئی کہ اگر وہ کسی چیز کو بھی شریک الوہیت ٹھیرانے کا تجھ پر زور دیں) تو تو اُن کا کہنا نہ ماننا

اللغات قوله ولا تصعر من الصعر بمعنی الصید وهو داء یعتری البعیر فیلوی منه عنقه واللام تعلیلیة والمراد لا تصعر لاجل الاعراض عن الناس او صلة والمعنی لا تمله عنهم ولا تولهم صفحة وجهک کما یفعله المتکبرون ۱۲

البلاغة قوله کل مختال ومنع الکلام رفع الایجاب الکلی والمراد السلب الکلی ۱۲ قوله ان انکر الجملة تعلیل للامر بالغض علی ابلغ وجه وآکده حیث شبه الرافعون اصواتهم بالحمیر ومثلت اصواتهم

بالنهاق ثم اخلی الکلام من لفظ التشبیه واخرج مخرج الاستعارة وافراد الصوت اما ان المراد لیس بیان صوت کل واحد من احاد هذا الجنس حتی یجمع بل بیان صوت هذا الجنس من بین اصوات سائر الاجناس وجمع الحمیر للمبالغة فی التنفیر فان الصوت اذا توافقت علیه الحمیر کان انکر اذ انی الربح لمضادا ولی الاخیرتلا توقف التنفیر علی الاستعارة کما

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّاَنَّ اللّٰهَ

اے مخاطب کیا تجھکو یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کردیتا ہے اور اس نے سورج اور چاند کو کام میں لگا رکھا ہے کہ ہر ایک مقرر وقت تک چلتا رہے گا اور یہ کہ اللہ تعالیٰ

بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ۝ اَلَمْ تَرَ

ع ۳ / ۱۱ / ۱۲

تمہارے سب اعمال کی پوری خبر رکھتا ہے۔ یہ اس سبب سے ہے کہ اللہ ہی ہستی میں کامل ہے اور جن چیزوں کی اللہ کے سوا یہ لوگ عبادت کر رہے ہیں بالکل ہی لچر ہیں اور اللہ ہی عالیشان اور بڑا ہے۔ اے مخاطب کیا تجھکو

اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُمْ مِّنْ اٰيٰتِهٖ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝ وَاِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ

یہ معلوم نہیں کہ اللہ ہی کے فضل سے کشتی دریا میں چلتی ہے تاکہ تم کو اپنی نشانیاں دکھلاوے۔ اس میں نشانیاں ہیں ہر ایسے شخص کے لیے جو صابر شاکر ہو۔ اور جب ان لوگوں کو موجیں سائبانوں کی طرح گھیر لیتی ہیں

دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ ۝

تو وہ خالص اعتقاد کر کے اللہ ہی کو پکارنے لگتے ہیں۔ پھر جب ان کو نجات دیکر خشکی کی طرف لے آتا ہے سو بعضے تو ان میں اعتدال پر رہتے ہیں اور ہماری آیتوں کے بس وہی لوگ منکر ہوتے ہیں جو بدعہد ناشکر ہیں۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّاَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ۝ اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُمْ مِّنْ اٰيٰتِهٖ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝ وَاِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ ۝ کیا تم لوگوں کو (مشاہدہ و دلائل سے) یہ بات معلوم نہیں ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں کو (بواسطہ یا بلا واسطہ) تمہارے کام میں لگا رکھا ہے جو کچھ آسمانوں میں (موجود) ہیں اور جو کچھ زمین میں (موجود) ہیں اور اس نے تم پر اپنی نعمتیں ظاہری اور باطنی پوری کر رکھی ہیں (ظاہری وہ کہ حواس سے مدرک ہوں اور باطنی وہ جو عقل سے مدرک ہوں اور مراد نعمتوں سے وہ نعمتیں ہیں جو تسخیر سموات و ارض پر مرتب ہوتی ہیں پس اس سے سب مخاطبین کا مشرف باسلام ہونا لازم نہیں آتا) اور (باوجودیکہ اس دلیل سے توحید ثابت ہوتی ہے مگر) بعضے آدمی ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں (یعنی اس کی توحید میں) بدون واقفیت (یعنی علم ضروری) اور بدون دلیل (یعنی علم استدلالی عقلی) اور بدون کسی روشن کتاب (یعنی علم استدلالی نقلی) کے جھگڑا کرتے ہیں اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اس چیز کا اتباع کرو جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے (یعنی دلیل مثبت للحق میں تدبر کر کے اس کا اتباع کرو) تو (جواب میں) کہتے ہیں کہ (ہم اس کا اتباع) نہیں (کرتے) ہم (تو) اسی کا اتباع کریں گے جس پر ہم نے اپنے بڑوں کو پایا ہے (آگے ان پر رد ہے کہ) کیا اگر شیطان ان کے بڑوں کو عذاب دوزخ کی طرف (یعنی گمراہی کی طرف جو کہ سبب ہے عذاب دوزخ کا) بلاتا رہا ہو تب بھی (انہیں کا اتباع کریں گے مطلب یہ کہ ایسے معاند ہیں کہ باوجود اس کے کہ ان کو دلیل کی طرف بلایا جاتا ہے مگر پھر بھی بلا دلیل بلکہ خلاف دلیل محض آبار ضالین کی راہ پر چلتے ہیں یہ حالت تو اہل ضلالت کی ہوئی) اور جو شخص (حق کا اتباع کر کے) اپنا رخ اللہ کی طرف جھکا دے (یعنی فرمانبرداری اختیار کرے عقائد میں بھی اعمال میں بھی مراد اسلام و توحید ہے) اور (اس کے ساتھ) وہ مخلص بھی ہو (یعنی محض ظاہری اسلام نہ ہو) تو اس نے بڑا مضبوط حلقہ تھام لیا (یعنی وہ اس شخص کے مشابہ ہو گیا جو کسی مضبوط رسی کا حلقہ ہاتھ میں تھام کر گرنے سے مامون رہتا ہے اسی طرح یہ شخص ہلاکت و خسران سے محفوظ ہو گیا) اور اخیر سب کاموں کا اللہ ہی کی طرف پہونچے گا (پس یہ اعمال یعنی اتباع باطل و اتباع حق بھی اسی کے حضور میں پیش ہونگے سب وہ ہر ایک کو مناسب جزا و سزا دیگا) اور جو شخص (باوجود ان دلائل مثبتہ حق کے قائم ہونے کے) کفر کرے سو آپ کے لیے اس کا کفر باعث غم نہ ہونا چاہیے (یعنی آپ غم نہ کریں) ان سب کو ہمارے ہی پاس لوٹنا ہے سو ہم ان سب کو جتلا دیں گے

الروایات قوله كالظلل في الدر عن قتادة كالسحاب اه من قوله تعالى في ظلل من الغمام قوله فمنهم مقتصد في الروح عن السدي فاخبر عكرمة فركب البحر فاصابتهم ريح عاصفة فقال اهل السفينة اخلصوا فان آلهتكم لا تغني عنكم شيئا ههنا فقال عكرمة لئن لم ينجني في البحر الا الاخلاص ما ينجيني في البر غيره اللهم ان لك علي عهدا ان انت عافيتني مما انا فيه ان آتي محمدا صلى الله عليه وسلم حتى اضع يدي في يده فلاجدنه عفوا كريما فجاء واسلم اه

ہر جو کچھ وہ (دنیا میں) کیا کرتے تھے (کیونکہ) اللہ تعالیٰ کو (تو) دلوں تک کی باتیں (تک) خوب معلوم ہیں (تا بظاہر چہ رسد پس ہم سے کوئی امر مخفی نہیں سب جتلا دیں گے اور سب سزا دیں گے اس لیے آپ کچھ غم نہ کریں اور یہ لوگ اگر محض چند روزہ عیش پر بھول رہے ہیں تو ان کی بڑی غلطی ہے کیونکہ یہ دائمی نہیں بلکہ) ہم ان کو چند روزہ عیش دیے ہوئے ہیں پھر ان کو کشاں کشاں ایک سخت عذاب کی طرف لے آویں گے (پس اس پر ناز کرنا جہل محض ہے) اور (ہم جس توحید کی طرف ان کو بلا رہے ہیں اس کے مقدمات کو خود یہ لوگ بھی تسلیم کرتے ہیں مگر اس سے انتاج کا کام نہیں لیتے چنانچہ) اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمان و زمین کو کس نے پیدا کیا ہے تو ضرور یہی جواب دیں گے کہ اللہ نے (اس پر) آپ کہیے کہ الحمد للہ (جو مقدمہ مہتم بالشان تھا وہ تو تمہارے اعتراف سے ثابت ہوا اور دوسرا مقدمہ نہایت ہی ظاہر ہے کہ جو خود مخلوق و مصنوع ہو وہ مستحق الوہیت نہیں پس مطلوب ثابت ہو گیا مگر یہ لوگ مطلوب کو نہیں مانتے) بلکہ ان میں اکثر (تو مجموعہ مقدمات کو بھی) نہیں جانتے (چنانچہ دوسرے مقدمہ جلیہ کی طرف توجہ نہیں کرتے کہ استحقاق الوہیت خواص خالق سے ہے اور اس کی وہ شان ہے کہ) جو کچھ آسمان و زمین میں موجود ہے سب اللہ ہی کا (مملوک) ہے (پس سلطنت تو ان کی ایسی) اور بے شک اللہ تعالیٰ (خود اپنی ذات میں بھی) بے نیاز (اور) سب خوبیوں والا ہے (پس سزاوار الوہیت وہی ہے) اور (اس کی خوبیاں اس کثرت سے ہیں کہ) جتنے درخت زمین بھر میں ہیں اگر وہ سب قلم بن جائیں (یعنی متعارف قلم کے برابر ان کے اجزاء کے قلم بنا لیے جاویں اور ظاہر ہے کہ اس طرح ایک ایک درخت میں ہزاروں قلم تیار ہوں) اور یہ جو سمندر ہے اس کے علاوہ[1] سات سمندر (روشنائی کی جگہ) اور ہو جاویں (اور پھر ان قلموں اور اس روشنائی سے حق تعالیٰ کے کمالات لکھنا شروع کریں) تو سب قلم روشنائی ختم ہو جاویں اور) اللہ کی باتیں (یعنی وہ کلمات جن سے اللہ تعالیٰ کے کمالات کی حکایت ہو) ختم نہ ہوں بے شک خدا تعالیٰ زبردست حکمت والا ہے (کہ وہ قدرت میں بھی کامل ہے اور علم میں بھی اور یہ دونوں صفتیں چونکہ تمام صفات و افعال سے تعلق رکھتی ہیں شاید اس لیے بعد عموم کے ان کو خصوصاً بیان فرما دیا اور اس کمال صفت قدرت کی ایک فرع بعث بھی ہے جس کو بدفہم دشوار سمجھ رہے ہیں حالانکہ وہ ایسا قادر ہے کہ) تم سب کا (پہلی بار) پیدا کرنا اور (دوسری بار) زندہ کرنا (اس کے نزدیک) بس ایسا ہی ہے جیسا ایک شخص کا (پیدا کرنا اور زندہ کرنا گو یہاں مقصود قرینہ مقام سے بعث کا ذکر فرمانا ہے لیکن ذکر خلق سے استدلال اور قوی ہو گیا) بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ سنتا سب کچھ دیکھتا ہے (پس جو لوگ باوجود ان دلائل کے بعث کا انکار کر رہے ہیں اور اس جرأت پر فسق و فجور کرتے ہیں ان سب کو سن رہا ہے دیکھ رہا ہے ان کو سزا دیگا آگے پھر توحید ہے کہ) اے مخاطب کیا تجھ کو یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ رات (کے اجزاء) کو دن میں اور دن (کے اجزاء) کو رات میں داخل کر دیتا ہے اور اس نے سورج اور چاند کو کام میں لگا رکھا ہے کہ ہر ایک مقرر وقت تک (یعنی قیامت تک) چلتا رہیگا اور (کیا تجھ کو) یہ (معلوم نہیں) کہ اللہ تعالیٰ تمہارے سب عملوں کی پوری خبر رکھتا ہے (پس اس کمال اتقان فی الفعل اور اس اطلاع علے العمل کا مقتضا یہ ہے کہ شرک چھوڑ دیا جاوے اور اوپر جو ان افعال متقنہ مدلولہ خلق السموات والارض اور یولج اور سخر کا اختصاص حق تعالیٰ کے ساتھ بیان کیا گیا ہے) یہ (اختصاص) اس سبب سے ہے کہ اللہ ہی ہستی میں کامل (اور واجب الوجود) ہے اور جن چیزوں کی اللہ کے سوا یہ لوگ عبادت کر رہے ہیں بالکل ہی لچر ہیں اور اللہ ہی عالیشان اور (سب سے) بڑا ہے (اس لیے یہ سب تصرفات اسی کے ساتھ مختص ہیں البتہ اگر دوسرے موجودات باطل اور مستہلک و ممکن نہ ہوتے بلکہ نعوذ باللہ کوئی اور بھی واجب الوجود ہوتا تو پھر یہ تصرفات حق تعالیٰ کے ساتھ مختص نہ ہوتے چنانچہ ظاہر ہے پس حق تعالیٰ کا اختصاص وجوب وجود اور علو اور کبریاء کے ساتھ دلیل لمی ہے اختصاص تصرفات کی اس لیے اس پر حرف باء لایا گیا اور اختصاص تصرفات دلیل انی ہے اختصاص کمالات کی جیسا کہ اوپر سے اسی استدلال کا مقصود مقام ہونا ظاہر ہے پس یہ شبہ نہ رہا کہ اوپر تو اثبات التوحید بالافعال ہے اور اس آیت میں اثبات الافعال بالتوحید ہے اصل یہ ہے کہ پہلا اثبات فی الذہن ہے اور دوسرا فی الخارج اثبات اول دلیل انی کہلاتا ہے اور اثبات ثانی دلیل لمی اور) اے مخاطب کیا تجھ کو (توحید کی) یہ (دلیل) معلوم نہیں کہ اللہ ہی کے فضل سے کشتی دریا میں چلتی ہے تاکہ تم کو اپنی (قدرت کی) نشانیاں دکھلا دے (چنانچہ ہر ممکن اور محدث دلیل ہے وجود واجب اور محدث کی اسی طور پر) اس میں (بھی قدرت کی) نشانیاں ہیں ہر ایسے شخص کے لیے جو صابر شاکر ہو (مراد اس سے مومن ہے کہ صبر و

ملحقات الترجمة

[1] قولہ فی یمدہ من بعدہ علاوہ اشارۃ الی حذف مضاف ای من بعد مدادہ کما فی الروح معزوا الی بعضہم

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ۡ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـــًٔا ۭ اِنَّ

اے لوگو اپنے رب سے ڈرو اور اس دن سے ڈرو جس میں نہ کوئی باپ اپنے بیٹے کی طرف سے کچھ مطالبہ ادا کر سکیگا اور نہ کوئی بیٹا ہی ہے کہ وہ اپنے باپ کی طرف سے ذرا بھی مطالبہ ادا کردے۔ یقیناً

وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۪ وَقفہ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ○

اللہ کا وعدہ سچا ہے سو تم کو دنیوی زندگانی دھوکہ میں نہ ڈالے اور نہ تم کو دھوکہ باز شیطان اللہ سے دھوکہ میں ڈالے۔

شکر میں کامل ہونا اسی کی صفت ہے و نیز صبر و شکر محرک ہے تذکر مدبر عالم کو اور استدلال کے لیے تذکر و تفکر ضروری ہے اس لیے یہ دونوں وصف یہاں مناسب ہوئے بالخصوص کشتی کی حالت کے اعتبار سے کہ موجوں کا اٹھنا محل صبر ہے اور سلامت کنارہ پر جا لگنا محل شکر ہے پس جو لوگ ان سب واقعات میں فکر کرتے رہتے ہیں استدلال کی توفیق اُن ہی کو ہوتی ہے) اور (جیسا اوپر آیت ولئن سألتہم میں مقدمات دلیل کا اعتراف ان کفار کی طرف سے ثابت ہے بعض اوقات خود نتیجہ دلیل یعنی توحید کا بھی اعتراف کرتے ہیں جس سے توحید خوب ہی واضح ہو گئی چنانچہ) جب ان لوگوں کو موجیں سائبانوں (یعنی بادلوں) کی طرح (محیط ہو کر) گھیر لیتی ہیں تو وہ خالص اعتقاد کرکے اللہ ہی کو پکارنے لگتے ہیں پھر جب اُن کو نجات دے کر خشکی کی طرف لے آتا ہے سو بعضے تو اُن میں اعتدال پر رہتے ہیں (یعنی کجی شرک کو چھوڑ کر توحید کو جو کہ اعدل الطرق ہے اختیار کر لیتے ہیں) اور (بعضے پھر ہماری آیتوں کے منکر ہو جاتے ہیں اور) ہماری آیتوں کے بس وہی لوگ منکر ہوتے ہیں جو بدعہد اور ناشکر ہیں (کہ کشتی میں جو عہد توحید کا کیا تھا اُس کو توڑ دیا اور خشکی میں آنے کا مقتضا تھا شکر کرنا اُس کو چھوڑ دیا) **ف** سات سمندر بطور تمثیل کے فرض کئے گئے ہیں اس پر یہ شبہ نہ کیا جاوے کہ سمندر تو ایک ہی ہے اور یہاں مقتصد کا بمقابلہ ختار کفور کے آنا قرینہ ہے ارادۂ مطلق مومن کا اور سورۂ فاطر میں ظالم لنفسہ اور سابق الخیرات کے مقابلہ میں مقتصد کا آنا قرینہ ہے ارادۂ قسم خاص مومن کا جو نہ طاعات میں بڑھا ہوا ہو نہ معاصی میں پس اس مقام پر تقسیم کے حاصر نہ ہونے کا شبہ نہ کیا جاوے اور یجری الی اجل مسمی کا مدلول صرف اجل مسمی تک نفس جریان ہے اگر اجل مسمے سے پہلے یہ جریان کسی روز خلاف عادت ہو جاوے یا اجل مسمی کے بعد بھی جب تک خدا چاہے جریان رہے تو ان دونوں کا انتفاء اس سے لازم نہیں آتا۔ **ربط** اوپر شرک کا ابطال اور نمتعہم قلیلا میں اُس پر اجمالی وعید تھی آگے برنگ وعظ عام اُس پر تذکیر قیامت سے تفصیلی تہدید ہے جس کی طرف اجمالاً آیت ما خلقکم میں اشارہ بھی ہو چکا۔

تہدید بیوم وعید

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ۡ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـــًٔا ۭ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۪ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۳۳

اے لوگو اپنے رب سے ڈرو (اور کفر و شرک چھوڑو) اور اُس دن سے ڈرو جس میں نہ کوئی باپ اپنے بیٹے کی طرف سے کچھ مطالبہ ادا کر سکیگا اور نہ کوئی بیٹا ہی ہے کہ وہ اپنے باپ کی طرف سے ذرا بھی مطالبہ ادا کردے (اور یہ دن آنیوالا ضرور ہے کیونکہ اسکی نسبت اللہ کا وعدہ ہے اور) یقیناً اللہ کا وعدہ سچا (ہوتا) ہے سو تم کو دنیوی زندگانی دھوکہ میں نہ ڈالے (کہ اس میں منہمک ہو کر اُس دن سے غافل رہو) اور نہ تم کو دھوکہ باز شیطان اللہ سے دھوکہ میں ڈالے (کہ تم اُسکے اس بہکانے میں آجاؤ کہ اللہ تم کو عذاب نہ دیگا جیسا کہا کرتے تھے ولئن رجعت الی ربی ان لی عندہ للحسنیٰ) **ف تحقیق** یجزی کی سورۂ بقرہ کی ربع پر آیت واتقوا یوما کی تفسیر کے ذیل میں گذر چکی ہے اور اسی سے جزا اور شفاعت میں فرق بھی معلوم ہو جاویگا پس یہاں شفاعت سے تعرض نہیں البتہ وہاں نفی شفاعت کی جس اعتبار سے ہے اُس کا بھی وہاں ہی بیان ہوا ہے۔ **ربط** اوپر وعید تھی یوم قیامت کی اور منکرین بقصد انکار اُسکا وقت پوچھا کرتے تھے کقولہ تعالیٰ یسئلونک عن الساعۃ ایان مرسٰہا اس لیے آیت آئندہ میں (کہ اُس کے شان نزول میں بھی بعض لوگوں کا حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق سوال کرنا درمنثور میں مذکور ہے)

اللغات فی القاموس یجزی یغنی ۱۲

النحو قولہ ولا مولود مبتدا والمسوغ للابتداء مع انہ نکرۃ تقدم النفی وجملۃ ھو جاز خبرہ وشیئا مفعول بہ او منصوب علی المصدریۃ ۱۲

البلاغۃ قولہ ولا مولود قد ذکر وا وجوہا فی تاکید الجملۃ الثانیۃ دون الاولی وہی لاتتنی عندی شیئا واقول بحول اللہ وقوتہ ان الکلام اذا کان فیہ نفیان فمقتضی البلاغۃ الترقی فی الثانی علی الاول ولو کان الثانی اولا والاول ثانیا لعکس الامر فی التاکید ۱۲

إِنَّ اللَّهَ عِندَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ ۖ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۖ وَمَا تَدْرِي

بے شک اللہ ہی کو قیامت کی خبر ہے — اور وہی مینہ برساتا ہے — اور وہی جانتا ہے جو کچھ رحم میں ہے — اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل کیا عمل کریگا — اور کوئی شخص نہیں جانتا

نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ۝

کہ وہ کس زمین میں مرے گا — بے شک اللہ سب باتوں کا جاننے والا باخبر ہے

بطور جواب کے اپنا اختصاص علم غیب کے ساتھ (جن میں سے بعض وجوہ سے بعض کو بالتخصیص بھی ذکر فرمایا) ارشاد فرمایا حاصل جواب یہ ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وقت قیامت کو نہ جاننا مستلزم اُس کے عدم وقوع کو نہیں ہے نیز اس آیت میں دوسری مخلوقات سے جس میں معبودات باطلہ بھی آگئے علم غیب کی نفی فرمانا مؤکد اثبات توحید کو بھی ہوگیا کہ ایسا ناقص العلم معبود نہیں ہوسکتا پس آیت کو سابق سے دو طور پر ارتباط ہوگیا اور خلاصہ تمام سورت کا یہی دو امر تھے جزا وسزا جس کا اصل وقت قیامت ہے اور توحید پس یہ آیت اس طرح تمام مضامین سورت کی جامع ہوگئی اس لیے اس پر ختم سورت کا عین بلاغت ہوا۔

خاتمہ در اختصاص علم غیب بحق تعالیٰ

إِنَّ اللَّهَ عِندَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ ۖ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۖ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ۝ بیشک اللہ ہی کو قیامت کی خبر ہے اور وہی (اپنے علم کے موافق) مینہ برساتا ہے (پس اس کا علم اور قدرت بھی اُسی کے ساتھ خاص ہے) اور وہی جانتا ہے جو کچھ (لڑکا لڑکی حاملہ کے) رحم میں ہے اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل کیا عمل کریگا (اسکی بھی اُسی کو خبر ہے) اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کس زمین میں مریگا (اسکی بھی اُسی کو خبر ہے اور انہی چیزوں کی کیا تخصیص ہے جتنے مغیوب ہیں) بیشک اللہ (ہی اُن) سب باتوں کا جاننے والا (اور اُن سے) باخبر ہے (کوئی دوسرا اسمیں شریک نہیں) ف یہاں چند امور قابل تبلانے کے ہیں اول جب علم غیب یعنی علم بلا واسطہ ہر شے کا اور علم محیط مجموعہ اشیاء کا حق تعالیٰ سے مختص ہے پھر ان اشیاء خمسہ کے تخصیص ذکری کی کیا وجہ سو اُس کی دو وجہ ہوسکتی ہیں اول سوال ان ہی اشیاء سے کیا گیا تھا کما فی الدر عن مجاهد و عكرمة دوسری وجہ یہ کہ اکثر نفوس ان اشیاء کے علم کے مشتاق زیادہ ہوتے ہیں کذا فی الروح امر دوم بعض اوقات علامات سے جنین کا حال اور نزول غیث کا وقت دوسرے لوگ بھی جان لیتے ہیں پھر اختصاص کے کیا معنے جواب یہ ہے کہ یہاں اختصاص مطلق علم کا نہیں بلکہ اختصاص علم غیب کا مراد ہے خواہ مطلق علم کی بھی نفی دوسری دلیل سے ہو جیسے علم ساعت کہ مطلقاً منفی ہے یا مطلق علم ثابت ہو جیسے محل مسئول عنہ میں کہ علم بواسطہ ہے جو علم غیب نہیں امر سوم ینزل الغیث میں صرف تنزیل غیث کی اسناد حق تعالیٰ کی طرف ہوتی ہے نہ کہ اُس کے علم کی جواب یہ ہے کہ قرینہ مقام سے اسی اسناد علم کا مقصود ہونا معلوم ہوگیا اور اس تعبیر میں یہ نکتہ ہے کہ تنزیل غیث کے ساتھ بہت سے منافع متعلق ہیں ینزل کی اسناد تصریحاً اُس کے مہتم بالشان ہونے پر دال ہے اگر یعلم تنزیل الغیث فرمایا جاتا تو یہ اشارہ حاصل نہ ہوتا امر چہارم غیث یا مافی الارحام کے علم سے اختصاص علم پر کیسے دلالت ہوئی جواب یہ ہے کہ قرینہ مقام سے ہوئی امر پنجم علم ساعت کو جملہ اسمیہ سے اور ینزل الغیث و یعلم مافی الارحام کو جملہ فعلیہ سے تعبیر فرمانے میں کیا نکتہ ہے جواب یہ ہے کہ ساعت تو ایک امر متعین ہے اور نزول غیث اور تکون فی الارحام امور متجددہ ہیں کہ وقتاً فوقتاً ہوتے رہتے ہیں یہ وجہ اس تفاوت تعبیر کی ہوئی امر ششم اثبات علم باری میں مادہ علم لایا گیا اور نفی علم خلق میں مادہ درایت اسمیں کیا نکتہ ہے جواب یہ ہے کہ درایت کہتے ہیں اُس علم کو جو حیلہ اور سعی سے حاصل ہو پس اسمیں اشارہ ہوگیا کہ علم غیب حیلہ اور سعی سے بھی حاصل نہیں ہوسکتا امر ہفتم ماذا تکسب غدا میں تخصیص اپنے مکسوب کی کرنے میں کیا نکتہ ہے جواب یہ ہے تاکہ مکسوب غیر کی نفی بدرجہ اولیٰ ہوجائے امر ہشتم بای ارض تموت میں علم مکان کی نفی کی گئی حالانکہ زمان کا بھی علم نہیں جواب یہ ہے کہ مکان بعض اوقات دیکھا ہوا بھی ہوتا ہے اور موجود فی الحال تو ضروری ہے بخلاف زمان کے پس اُس کی نفی بدرجہ اولیٰ ہوگئی امر نہم اول جملوں میں اختصاص کو اثبات علم للباری سے تعبیر کیا اور اخیر کے جملوں میں اختصاص کو نفی علم عن الخلق سے تعبیر کیا جواب یہ ہے کہ کسب اور موت اپنا حال ہونے کی وجہ سے اقرب الی العلم ہے اور دوسرے معلومات دوسری اشیاء کا حال ہونے کی وجہ سے ابعد ہیں اور اقرب میں احتمال علم کا تھا اس لیے تصریحاً نفی کی گئی اور ابعد میں انتفاء خود ہی ظاہر ہے وہاں اپنے انتفاء

ملحقات الترجمة

لہ قولہ فی الامر الثالث من ف منافع ومنہا احیاء الارض من حیث دلالتہ علی احیاء الموتیٰ المناسب للاشارة الیہ المقام ۱۲

سورة السجدة مكية وهي | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | ثلثون اٰية وثلث ركوعات

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

الٓمّٓ ۚ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۗ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۚ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ

الٓمّٓ۔ یہ نازل کی ہوئی کتاب ہے اس میں کچھ شبہ نہیں رب العالمین کی طرف سے ہے کیا یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ پیغمبر نے یہ اپنے دل سے بنالیا ہے بلکہ یہ سچی کتاب ہے آپ کے رب کی طرف سے تاکہ آپ ایسے لوگوں کو ڈرائیں جن کے پاس

اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ۞ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى

آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تاکہ وہ لوگ راہ پر آجائیں | اللہ ہی ہے جس نے آسمان اور زمین کو اور اس مخلوق کو جو ان دونوں کے درمیان میں ہے | چھ روز میں پیدا کیا پھر تخت پر

عَلَى الْعَرْشِ ۗ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا شَفِيْعٍ ۗ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۞ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ

قائم ہوا | بدون اس کے تمہارا کوئی مددگار ہے اور نہ سفارش کرنے والا | سو کیا تم سمجھتے نہیں ہو | وہ آسمان سے لے کر زمین تک ہر امر کی تدبیر کرتا ہے | پھر ہر امر اسی کے

اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗٓ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۞ ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۞

حضور میں پہونچ جاویگا ایک ایسے دن میں جس کی مقدار تمہاری شمار کے موافق ایک ہزار برس کی ہوگی | وہی ہے جاننے والا پوشیدہ اور ظاہر چیزوں کا | زبردست رحمت والا

علم سے شبہ العمد یعنی علم الباری کا ہو سکتا تھا اس لیے تصریحاً اثبات کیا گیا امر و ہم حدیث میں مفاتیح الغیب خمس آیا ہے مراد تمثیل ہے پس امر اول میں جو تحقیق کیا گیا ہے حدیث سے وہ متعارض نہیں تم تفسیر سورة لقمٰن غرة صفر ۱۳۲۵ھ من الهجرة وفی ذلک الیوم افتتح فی تفسیر سورة تالیة لها۔ سورة السجدة مكية وهي ثلثون اٰية وقيل تسع وعشرون اٰية كذا فی البیضاوی **ربط** سورت سابقہ میں توحید و معاد کے مضامین تھے اس سورة کے شروع میں اثبات حقیت قرآن سے اثبات رسالت ہے جس کا تناسب توحید و معاد سے ظاہر ہے پھر اللہ الذی خلق سے توحید ہے اور قالوا ائذا ضللنا سے معاد کا ذکر ہے اور پہلا مضمون دوسرے پر بھی من وجہ مشتمل ہے پھر ولقد اٰتینا موسیٰ سے تائید مسئلہ رسالت کی اور تسلیہ صاحب رسالت کا معاملہ مکذبین میں ہے اور اولم یهد سے آخر تک مکذبین کی توبیخ اور ان کے بعض اقوال کا جواب ہے

اثبات رسالت و اثبات حقیت قرآن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ الٓمّٓ ۚ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۗ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۚ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ۞ الٓمّٓ (اس کے معنے اللہ کو معلوم ہیں) یہ نازل کی ہوئی کتاب ہے (اور) اس میں کچھ شبہ نہیں (اور) یہ رب العالمین کی طرف سے ہے (جیسا اس کا اعجاز خود اس کی دلیل ہے) کیا یہ (منکر) لوگ یوں کہتے ہیں کہ پیغمبر (صلے اللہ علیہ وسلم) نے یہ اپنے دل سے بنالیا ہے (یعنی یہ کہنا محض لغو اور جھوٹ ہے یہ بنایا ہوا نہیں) بلکہ یہ سچی کتاب ہے آپ کے رب کی طرف سے (آئی ہے) تاکہ آپ (اس کے ذریعہ سے) ایسے لوگوں کو (عذاب الٰہی سے) ڈرائیں جن کے پاس آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا تاکہ وہ لوگ راہ پر آجاویں **ف** سورة نحل کے رکوع پنجم آیت ولقد بعثنا میں مضمون متعلق قوماً الخ کے متعلق کچھ لکھا گیا ہے ملاحظہ فرمالیا جاوے **ربط** اوپر اثبات رسالت تھا آگے اثبات توحید ہے اور ضمناً معاد کی طرف بھی اشارہ ہے۔

اثبات توحید

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۗ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا شَفِيْعٍ ۗ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۞ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗٓ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۞ ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۞

النحو قوله تنزيل خبر مبتدا ای هو ثم لا ريب خبر بعد خبر وكذا من رب العالمين كما اشرت الى هذا كله فی الترجمة قوله من السماء الی الارض متعلقتان بمقدر هو حال من الامر بمعنی الشیء والشان ای کل امر کائن من ابتداء السماء الی انتهاء الارض ای ما بینهما وفی یوم متعلق بیعرج بمعنی یرجع ویصیر للمحاسبة والمجازاة ۱۲

الَّذِیْۤ اَحْسَنَ كُلَّ شَیْءٍ خَلَقَهٗ وَ بَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِیْنٍۚ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِیْنٍۚ ثُمَّ سَوّٰىهُ

جس نے جو چیز بنائی خوب بنائی — اور انسان کی پیدائش مٹی سے شروع کی — پھر اس کی نسل کو خلاصہ اخلاط یعنی ایک بیقدر پانی سے بنایا - پھر اس کے اعضا درست کیے

وَ نَفَخَ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَ جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ الْاَفْـِٕدَةَؕ قَلِیْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ وَ قَالُوْۤا ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِی الْاَرْضِ

اور اس میں اپنی روح پھونکی — اور تم کو کان — اور آنکھیں — اور دل دیئے — تم لوگ بہت کم شکر کرتے ہو — اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم جب زمین میں نیست و نابود ہوگئے

ءَاِنَّا لَفِیْ خَلْقٍ جَدِیْدٍؕ بَلْ هُمْ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ قُلْ یَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِیْ

تو کیا ہم پھر نئے جنم میں آویں گے — بلکہ وہ لوگ اپنے رب سے ملنے کے — منکر ہی ہیں — آپ فرما دیجیے کہ تمہاری جان موت کا فرشتہ — قبض کرتا ہے

وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ

جو تم پر متعین ہے — پھر تم اپنے رب کی طرف لوٹا کر لائے جاؤ گے

الَّذِیْۤ اَحْسَنَ كُلَّ شَیْءٍ خَلَقَهٗ وَ بَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِیْنٍۚ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِیْنٍۚ ثُمَّ سَوّٰىهُ وَ نَفَخَ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَ جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ الْاَفْـِٕدَةَؕ قَلِیْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ○ اللہ ہی ہے جس نے آسمان اور زمین کو اور اس مخلوق کو جو ان دونوں کے درمیان میں (موجود) ہے چھ روز (کی مقدار) میں پیدا کیا پھر تخت (شاہی) پر قائم ہوا (یعنی تصرفات نافذ کرنے لگا وہ ایسا عظیم ہے کہ) بدون اس (کی رضا و اذن) کے نہ تمہارا کوئی مددگار ہے اور نہ سفارش کرنے والا (البتہ اذن سے شفاعت ہو جاوے گی اور نصرت کے ساتھ اذن ہی متعلق نہ ہوگا) سو کیا تم سمجھتے نہیں ہو (کہ ایسی ذات کا کوئی شریک نہیں ہو سکتا اور) وہ (ایسا ہے کہ) آسمان سے لیکر زمین تک (جتنے امور ہیں) ہر امر کی (وہی) تدبیر (اور انتظام) کرتا ہے پھر ہر امر اسی کے حضور میں پہونچ جاوے گا ایک ایسے دن میں جس کی مقدار تمہاری شمار کے موافق ایک ہزار برس کی ہوگی (یعنی قیامت میں سب امور مع مالہا وماعلیہا اسی کے حضور میں پیش ہونگے کقولہ تعالیٰ والیہ یرجع الامر کلہ) وہی ہے جاننے والا پوشیدہ اور ظاہر چیزوں کا زبردست رحمت والا جس نے جو چیز بنائی خوب بنائی (یعنی جس مصلحت کے لیے اس کو بنایا اس کے مناسب بنایا) اور انسان (یعنی آدم علیہ السلام) کی پیدائش مٹی سے شروع کی پھر اس (انسان یعنی آدم) کی نسل کو خلاصہ اخلاط یعنی ایک بیقدر پانی سے (یعنی نطفہ سے جو فضلہ ہے ہضم رابع غذا کا جو مستحیل باخلاط ہو جاتی ہے) بنایا پھر (ماں کے رحم میں) اس کے اعضا درست کیے اور اس میں اپنی (طرف سے) روح پھونکی اور (بعد تولد) تم کو کان اور آنکھیں اور دل (یعنی ادراکات ظاہرہ و باطنہ) دئے (اور ان سب کا کہ دال علی القدرۃ والانعام ہیں مقتضا یہ تھا کہ خدا کا شکر کرتے جس کی فرد اعظم توحید ہے مگر) تم لوگ بہت کم شکر کرتے ہو (یعنی نہیں کرتے) **ف** سورۂ مؤمنین کے پہلے رکوع میں چونکہ سلالۃ کے ساتھ من طین بھی ہے جس میں من ابتدائیہ ہے اس لیے وہاں احقر نے غذا کے ساتھ تفسیر کی اور یہاں من ماء مھین ہے جس میں من بیانیہ ہے اس لیے خلاصہ اخلاط سے تفسیر کی اور چونکہ سلالہ دونوں پر صادق آتا ہے اس لیے کچھ تدافع نہیں اور روح اگر مادی ہو تب تو فیہ کے معنے ظاہر ہیں اور اگر مجرد ہو تو مجاز ہے تعلق بالبدن سے اور روحہ میں اضافت تشریفی ہے جیسے بیت اللہ میں اور یہ مطلب نہیں کہ اللہ میں کوئی روح ہے اس کا کوئی جزو انسان میں پیدا کر دیا نعوذ باللہ منہ اور اس یوم کو ایک جگہ خمسین الف کہنا بعض کے اعتبار سے ہے کہ بعض کو زیادہ اشتداد سے زیادہ امتداد محسوس ہوگا۔ **ربط** اوپر مضمون توحید کا تھا آگے بعث وجزا کا بیان ہے اور زیادت تہدید منکرین کے لیے سزائے قیامت سے پہلے ایک سزا کا بیان فرمادیا جس کو عذاب ادنیٰ کہا ہے اور اس کے ساتھ استحقاق عقوبت کی علت کی تصریح کر دی کہ اظلمیت اور مجرمیت ہے۔

اثبات بعث و جزاء

وَ قَالُوْۤا ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِی الْاَرْضِ ءَاِنَّا لَفِیْ خَلْقٍ جَدِیْدٍؕ بَلْ هُمْ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ قُلْ یَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِیْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ

اللغات قولہ ضللنا ای ضعنا بان صرنا ترابا مخلوطا بتراب الارض لا نتمیز منہ۔ النحو قولہ ءانا الاستفہام لتاکید الانکار لا لانکار التاکید۔

البلاغۃ قولہ وجعل لکم السمع لا یخفی حسن موقع ما فیہ من الالتفات حیث ذکر بعد نفخ الروح وتشریفہ بخلعۃ الخطاب حین صلح للخطاب۔

اختلاف القراءۃ فی قراءۃ خلقہ بسکون اللام صفۃ وھو بدل من کل شیء بدل اشتمال

وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ۝

اور اگر آپ دیکھیں تو عجب حال دیکھیں گے جبکہ یہ مجرم لوگ اپنے رب کے سامنے سر جھکائے ہونگے کہ اے ہمارے پروردگار بس ہماری آنکھیں اور کان کھل گئے سو ہم کو پھر بھیج دیجیے ہم نیک کام کیا کرینگے ہم کو پورا یقین آگیا

وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۝ فَذُوْقُوْا بِمَا

اور اگر ہم کو منظور ہوتا تو ہم ہر شخص کو اس کا رستہ عطا فرماتے ولیکن میری یہ بات محقق ہو چکی ہے کہ میں جہنم کو جنات اور انسان دونوں سے ضرور بھر دونگا تو اب اس کا مزہ چکھو

نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۚ اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا

کہ تم اپنے اس دن کے آنے کو بھولے رہے۔ ہم نے تم کو بھلا دیا اور اپنے اعمال کی بدولت ابدی عذاب کا مزہ چکھو بس ہماری آیتوں پر تو وہ لوگ ایمان لاتے ہیں کہ جب اُن کو

بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا

السجدة

وہ آیتیں یاد دلائی جاتی ہیں تو وہ سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرنے لگتے ہیں اور وہ لوگ تکبر نہیں کرتے انکے پہلو خوابگاہوں سے علیحدہ ہوتے ہیں اس طور پر کہ وہ لوگ اپنے رب کو امید سے اور خوف سے پکارتے ہیں

وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا

اور ہماری دی ہوئی چیزوں میں سے خرچ کرتے ہیں۔ سو کسی شخص کو خبر نہیں جو جو آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ایسے لوگوں کیلیے خزانہ غیب میں موجود ہے یہ انکو انکے اعمال کا صلہ ملا ہے تو جو شخص مومن ہو کیا وہ اُس شخص جیسا

كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ؕ لَا يَسْتَوٗنَ ۝ اَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰى ۫ نُزُلًۢا بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَاَمَّا

ہو جاویگا جو بے حکم ہو۔ وہ آپس میں برابر نہیں ہو سکتے جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیے سو اُن کے لیے ہمیشہ کا ٹھکانا جنتیں ہیں جو اُن کے اعمال کے بدلے میں بطور اُن کی مہمانی کے ہیں اور جو

الَّذِيْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَآ اُعِيْدُوْا فِيْهَا وَقِيْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِيْ كُنْتُمْ

لوگ بے حکم تھے سو اُن کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ وہ لوگ جب اُس سے باہر نکلنا چاہیں گے تو پھر اُسی میں ڈھکیل دیے جاویں گے اور ان کو کہا جاوے گا کہ دوزخ کا وہ عذاب چکھو جس کو تم

بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۝ وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ

جھٹلایا کرتے تھے اور ہم ان کو قریب کا عذاب بھی اُس بڑے عذاب سے پہلے چکھا دیں گے تاکہ یہ لوگ باز آویں اور اُس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا

بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا ؕ اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ۝ ع

۲ ع ۱۱ ۱۵

جسکو اُسکے رب کی آیتیں یاد دلائی جاویں پھر وہ اُن سے اعراض کرے ہم ایسے مجرموں سے بدلہ لیں گے۔

وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ۝ وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۝ فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۚ اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ؕ لَا يَسْتَوٗنَ ۝ اَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰى ۫ نُزُلًۢا بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَاَمَّا الَّذِيْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَآ اُعِيْدُوْا فِيْهَا وَقِيْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۝ وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا ؕ اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ۝

النحو قوله جنات المأوى اضيفت الجنان الى المأوى لانها المسكن الحقيقي و الدنيا مرتحل عنها لا محالة فهو من قبيل اضافة الموصوف الى الصفة ١٢ البلاغة قوله لاتينا وحق القول فيه جمع الاول وافرد الثاني لان اتيان الهدى يكون بدفعات وثبوت القول وكذا الملأ كلاهما كان دفعة واحدة قوله الادنى مع الاكبر في الروح وانما لم يقل الاصغر في مقابلة الاكبر او الابعد في مقابلة الادنى لان المقصود هو التخويف والتهديد وذلك انما يحصل بالقرب لا بالصغر وبالكبر لا بالبعد اهـ ١٢

اور یہ (کافر) لوگ کہتے ہیں کہ ہم جب زمین میں (رل مل کر) نیست و نابود ہوگئے تو کیا ہم پھر (قیامت میں) نئے جنم میں آویں گے (اور یہ لوگ اس بعث و نشر پر صرف متعجب ہی نہیں ہیں جیساکہ ظاہرا اُن کے عنوان سے معلوم ہوتا ہے) بلکہ (درحقیقت) وہ لوگ اپنے رب سے ملنے کے مُنکر ہی ہیں (اور یہ استفہام اُن کا انکاری ہے) آپ (جواب میں) فرمادیجیے کہ تمہاری جان موت کا فرشتہ قبض کرتا ہے جو تم پر (اس کی طرف سے) متعین ہے پھر تم اپنے رب کی طرف لوٹا کر لائے جاؤ گے (جواب میں اصل مقصود تو یہی تُرْجَعُوْنَ ہے اور یَتَوَفّٰكُمْ نیچ میں بڑھا دینا تخویف کے لیے ہے کہ موت بھی فرشتے کے ذریعہ سے آوے گی جو جان نکلنے کے وقت تم کو مارے دھاڑے گا بھی جیسا دوسری آیت میں ہے وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ الخ پس مرنے کا انجام صرف خاک ہی میں مل جانا نہ ہوگا جیسا تمہارے قول اَئِذَا ضَلَلْنَا الخ سے معلوم ہوتا ہے) اور (اس رجوع کے وقت جس پر تُرْجَعُوْنَ دال ہے) اگر آپ (ان لوگوں کا حال) دیکھیں تو عجب حال دیکھیں جب کہ یہ مجرم لوگ (غایت انفعال سے) اپنے رب کے سامنے سر جھکائے (کھڑے) ہوں گے (اور کہتے ہوں گے) کہ اے ہمارے پروردگار بس (اب ہماری آنکھیں اور کان کھل گئے (اور معلوم ہوگیا کہ پیغمبروں نے جو کچھ کہا سب حق تھا) سو ہم کو (دُنیا میں) پھر بھیج دیجیے ہم (اب کے جاکر خوب) نیک کام کیا کریں گے (اب) ہم کو پورا یقین آگیا اور (یہ کہنا ان کا بیکار محض ہوگا کیونکہ دُنیا میں تو ان کو جب بھیجتے کہ خواہ مخواہ ان کا راہ ہی پر آنا تکوینًا ضرور مطلوب ہوتا اور دوبارہ بھیجنے میں ان کا راہ پر آنا بھی ضرور واقع ہوتا حالانکہ دونوں باتیں منتفی ہیں اول کا انتفاء تو اس لیے کہ) اگر ہم کو (یہ) منظور ہوتا (کہ ضرور ہی یہ راہ پر آویں) تو ہم ہر شخص کو اُس (کی نجات) کا رستہ (ایصال الی المطلوب کے درجہ میں ضرور) عطا فرماتے (جیساکہ ہدایت بمعنے ارائۃ مطلوب اُن کو عطا فرمائی ہے) ولیکن میری (تو) یہ (ازلی تقدیری) بات (بہت سی حکمتوں سے) محقق ہوچکی ہے کہ میں جہنم کو جنات وانسان دونوں (میں جو کافر ہوں گے اُن) سے ضرور بھر دوں گا (اور بیان بعض حکمتوں کا سورۂ ہود کے اخیر میں ایسی ہی آیت کی تفسیر میں گذرا ہے غرض امر اول کا انتفاء تو اس لیے ہے اور امر ثانی کا انتفاء سورۂ انعام کے رکوع سوم آیت وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا الخ میں مذکور ہے سو جب دونوں امر جن پر رجوع الی الدنیا موقوف ہے منتفی ہیں تو رجوع بھی منتفی ہے اور جب رجوع منتفی ہے) تو (اُن سے کہا جاوے گا کہ) اب اُس کا مزہ چکھو کہ تم اپنے اس دن کے آنے کو بھولے رہے ہم نے تم کو بھلا دیا (یعنی رحمت سے محروم کردیا جس کو بھلانا مجازًا کہہ دیا) اور (ہم جو کہتے ہیں کہ مزہ چکھو تو ایک دو روز کا نہیں بلکہ اُس کی حقیقت یہ ہے کہ) اپنے اعمال (بد) کی بدولت ابدی عذاب کا مزہ چکھو (یہ تو کفار کا حال اور اُن کا مآل ہوا آگے مومنین کا حال اور مآل مذکور ہے یعنی) بس ہماری آیتوں پر تو وہ لوگ ایمان لاتے ہیں کہ جب اُن کو وہ آیتیں یاد دلائی جاتی ہیں تو وہ سجدے میں گر پڑتے ہیں (جس کی تحقیق سورۂ مریم کے رکوع چہارم میں ہوئی ہے) اور اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرنے لگتے ہیں اور وہ لوگ (ایمان سے) تکبر نہیں کرتے (جیسا کافر کا حال آیا ہے وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا یہ تو اُن کی تصدیق و اقرار و اخلاق کا حال تھا اور اعمال کا یہ حال ہے کہ شب کو) اُن کے پہلو خوابگاہوں سے علیحدہ ہوتے ہیں (خواہ فرض عشا کے لیے یا تہجد کے لیے بھی اور اس سے سب روایتیں جمع ہوگئیں اور خالی علیحدہ ہی نہیں ہوتیں بلکہ) اس طور پر (علیحدہ ہوتی ہیں) کہ وہ لوگ اپنے رب کو (ثواب کی) امید سے اور (عذاب کے) خوف سے پکارتے ہیں (اس میں نماز اور دعا و ذکر سب آگیا) اور ہماری دی ہوئی چیزوں میں سے خرچ کرتے ہیں (مطلب یہ کہ ایمان لانے والوں کی یہ صفات ہیں جن میں بعض تو نفس ایمان کا موقوف علیہ ہے اور بعض کمال ایمان کا) سو کسی شخص کو خبر نہیں جو جو آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ایسے لوگوں کے لیے خزانۂ غیب میں موجود ہے یہ اُن کو اُن کے اعمال (نیک) کا صلہ ملا ہے (اور جب فریقین کا حال اور مآل معلوم ہوگیا) تو (اب بتلاؤ) جو شخص مومن ہو کیا وہ اُس شخص جیسا ہو جاوے گا جو بے حکم (یعنی کافر) ہو (نہیں) وہ آپس میں (نہ حالاً نہ مآلاً) برابر نہیں ہوسکتے (چنانچہ معلوم بھی ہوا ہے اور خاص مآل کی عدم تساوی کی تفصیل تاکید کے لیے پھر بھی سُن لو کہ) جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیے سو اُن کے لیے ہمیشہ کا ٹھکانا جنتیں ہیں جو اُن کے اعمال (نیک) کے بدلے میں بطور اُن کی مہمانی کے ہیں (یعنی مثل مہمان کے اُن کو یہ چیزیں اکرام کے ساتھ ملیں گی نہ کہ سائل محتاج کی طرح بے قدری اور بے وقعتی کے ساتھ) اور جو لوگ بے حکم تھے سو اُن کا ٹھکانا دوزخ ہے وہ لوگ جب اُس سے باہر نکلنا چاہیں گے (اور کنارہ کی طرف کو بڑھیں گے گو بوجہ قعر اور اغلاق ابواب کے نکل نہ سکیں مگر ایسے وقت میں یہ حرکت طبعی ہوتی ہے) تو پھر اُسی میں ڈھکیل دئیے جاویں گے اور اُن کو کہا جاوے گا کہ دوزخ کا وہ عذاب چکھو جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے (اور یہ عذاب موعود تو آخرت میں ہوگا) اور ہم اُن کو قریب کا (یعنی دُنیا میں آنے والا) عذاب بھی اُس بڑے عذاب (موعود فی الآخرۃ) سے پہلے چکھا دیں گے (جیسے امراض و اسقام و قحط کذا فی الدر)

ملحقات الترجمۃ

۱ قولہ فی ذوقوا بما نسیتم اس کا مزہ الیٰ تم اپنے ترجمہ بالحاصل والا مفعول ذوقوا محذوف و الباء سببیۃ ۱۲

۲ قولہ فی جزاء اکمو اشارۃ الی تقدیر الکلام ہو لکنا جزوہ اجزاءً الخ ۱۲

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآئِهٖ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۝ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ

اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی سو آپ اسکے ملنے میں کچھ شک نہ کیجیے اور ہم نے اس کو بنی اسرائیل کے لیے موجب ہدایت بنایا تھا۔ اور ہم نے ان میں جبکہ انہوں نے صبر کیا بہت سے پیشوا بنا دیے تھے جو ہمارے

بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا ۛ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ ۝ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝ اَوَ

حکم سے ہدایت کیا کرتے تھے۔ اور وہ لوگ ہماری آیتوں کا یقین رکھتے تھے — آپ کا رب قیامت کے روز ان سب کے آپس میں فیصلہ ان امور میں کر دیگا جن میں یہ باہم اختلاف کرتے تھے — کیا

لَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ ۭ اَفَلَا يَسْمَعُوْنَ ۝ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَآءَ

ان کو یہ امر موجب ہدایت نہیں ہوا کہ ہم ان سے پہلے کتنی امتیں ہلاک کر چکے ہیں جن کے رہنے کے مقامات میں یہ لوگ آتے جاتے ہیں اس میں صاف نشانیاں ہیں کیا یہ لوگ سنتے نہیں ہیں کیا انہوں نے اس بات پر نظر نہیں کی

اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا تَاْكُلُ مِنْهُ اَنْعَامُهُمْ وَاَنْفُسُهُمْ ۭ اَفَلَا يُبْصِرُوْنَ ۝ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ

کہ ہم خشک افتادہ زمین کی طرف پانی پہنچاتے ہیں پھر اس کے ذریعہ سے کھیتی پیدا کرتے ہیں جس سے ان کے مواشی اور وہ خود بھی کھاتے ہیں تو کیا دیکھتے نہیں ہیں — اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِيْمَانُهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ۝ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَانْتَظِرْ اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ ۝

اگر تم سچے ہو تو یہ فیصلہ کب ہوگا۔ آپ فرما دیجیے کہ اس فیصلہ کے دن کافروں کو ان کا ایمان لانا نفع نہ دیگا اور ان کو مہلت بھی نہ ملیگی۔ سو ان کی باتوں کا خیال نہ کیجیے اور آپ منتظر رہیے یہ بھی منتظر ہیں

الثلثة

۳ ع ۸ ۱۶

مرفوعاً وموقوفاً جو حسب آیت وما اصابکم الخ معاصی کے سبب آتے ہیں) تاکہ یہ لوگ (متاثر ہو کر کفر سے) باز آویں (کقولہ تعالیٰ ظہر الفساد الی یرجعون پھر جو نہ باز آوے اسکے لیے عذاب اکبر ہی ہے) اور (ایسے لوگوں پر عذاب ہونے سے کچھ تعجب نہ ہونا چاہیے کیونکہ) اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جس کو اسکے رب کی آیتیں یاد دلائی جاویں پھر وہ ان سے اعراض کرے (تو اسکے استحقاق عذاب میں کیا شبہ ہے اسلیے) ہم ایسے مجرموں سے بدلہ لینگے **ربط** اوپر فذوقوا بما نسیتم اور بما کنتم تعملون اور کمن کان فاسقا اور فسقوا اور تکذبون اور اعرض اور مجرمین میں کفار کی تکذیب ومخالفت کا ذکر آیا ہے چونکہ تکذیب وغیرہ سے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو حزن ہوتا تھا اور مخالفت کے بعض آثار مثل ایذا وغیرہ مومنین کے لیے بھی موجب اذیت ہوتے تھے اسلیے آگے آپکے اور مومنین کے تسلیہ کی تقریر ہے اور مضامین تسلیہ کے متعلق کفار کے بعض شبہات وسوالات تھے ان کا جواب ہے اور اسی پر سورت ختم ہے۔

تسلیہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ومومنین ودفع شبہات کفار متعلقہ بعض مضامین تسلیہ

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآئِهٖ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۝ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا ۛ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ ۝ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝ اَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ ۭ اَفَلَا يَسْمَعُوْنَ ۝ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَآءَ اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا تَاْكُلُ مِنْهُ اَنْعَامُهُمْ وَاَنْفُسُهُمْ ۭ اَفَلَا يُبْصِرُوْنَ ۝ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِيْمَانُهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ۝ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَانْتَظِرْ اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ ۝ اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو (آپ ہی کی طرح) کتاب دی تھی (جس کی اشاعت میں ان کو تکلیفیں برداشت کرنا پڑیں اسی طرح آپ کو برداشت کرنا چاہیے ایک تسلی تو یہ ہوئی پھر اسی طرح آپ کو بھی کتاب دی) سو آپ (اپنی) اس (کتاب) کے ملنے میں کچھ شک نہ کیجیے (کقولہ تعالیٰ وانک لتلقی القرآن مطلب یہ کہ آپ صاحب کتاب صاحب خطاب ہیں پس جب آپ اللہ کے نزدیک ایسے مقبول ہیں تو اگر شقی چند احمق آپ کو قبول نہ کریں کوئی غم کی بات نہیں ایک تسلی کی بات یہ ہوئی) اور ہم نے اس (کتاب موسوی) کو بنی اسرائیل کے لیے موجب ہدایت بنایا تھا (اسی طرح آپ کی کتاب سے بہتوں کو ہدایت ہوگی آپ خوش رہیے ایک تسلی یہ ہوئی) اور ہم نے ان (بنی اسرائیل) میں جبکہ انہوں نے (تکالیف پر) صبر کیا بہت سے (دین کے) پیشوا بنا دیے تھے جو ہمارے حکم سے ہدایت کیا کرتے تھے اور وہ لوگ ہماری

الروایات	البلاغة
فی الدر اخرج ابن جریر وابن ابی حاتم عن قتادة قال قال الصحابة ان لنا یوما یوشک ان نستریح فیه ونتنعم فیه فقال المشرکون متی ہذا الفتح ان کنتم صدقین فنزلت اھ ۱۲	قوله تاکل نزدہ مستفید علی ان ما یستدل به امر محسوس بالوف معتاد منصوب باعینهم ۱۲

سورۃ الاحزاب مدنیۃ وھی ثلث وسبعون اٰیۃ وتسع رکوعات

آیتوں کا یقین رکھتے تھے (اس لیے اُن کی اشاعت اور خلق کی ہدایت میں مشقت گوارا کرتے تھے یہ تسلی ہے مومنین کی کہ تم لوگ صبر کرو اور جب تم صاحب یقین ہو اور یقین کا مقتضا صبر کرنا ہے تو تم کو صبر ضرور ہے اُس وقت ہم تم کو بھی ائمہ دین بنا دیں گے یہ تو تسلی دُنیا کے اعتبار سے ہے اور ایک تسلی آخرت کے اعتبار سے تم کو رکھنا چاہیئے اور وہ امر موجب تسلیہ یہ ہے کہ) آپ کا رب قیامت کے روز ان سب کے آپس میں (عملی) فیصلہ اُن اُمور میں کر دے گا جن میں یہ باہم اختلاف کرتے تھے (یعنی مومن کو جنت میں اور کفار کو دوزخ میں ڈال دیگا اور قیامت بھی کچھ دور نہیں اِس سے بھی تسلی حاصل کرنا چاہیئے اور اس مضمون کو سُن کر کفار دو شبہہ کر سکتے تھے ایک یہ کہ ہم اسی کو نہیں مانتے کہ اللہ تعالیٰ کو ہمارا کفر ناپسند ہے جیسا یفصل سے مفہوم ہوتا ہے دوسرا یہ کہ ہم قیامت ہی کو ناممکن سمجھتے ہیں آگے دونوں کے دفع کے لیے دو مضمون ہیں اول یہ کہ اُن کو جو کفر کے مبغوض ہونے میں شبہہ ہے تو) کیا ان کو یہ امر موجب رہنمائی نہیں ہوا کہ ہم ان سے پہلے (اُن کے کفر و شرک ہی کے سبب) کتنی اُمتیں ہلاک کر چکے ہیں (کہ اُن کے طریق ہلاکت سے ونیز نبی کی پیشین گوئی کے بعد بطور خرق عادت کے واقع ہونے سے خدا کا غضب ٹپکتا تھا جس سے مبغوض ہونا کفر کا صاف واضح ہوتا ہے) جن کے رہنے کے مقامات میں یہ لوگ (اثنائے سفر شام میں) آتے جاتے (گذرتے) ہیں اس (امر) میں (تو) صاف نشانیاں (مبغوضیت کفر کی موجود) ہیں کیا یہ لوگ (اُن گذشتہ امم کے قصص) سُنتے نہیں ہیں (کہ مشہور اور زبانوں پر مذکور ہیں دوسرا مضمون یہ کہ ان کو جو قیامت میں شبہہ عدم امکان کا ہے تو) کیا انہوں نے اس بات پر نظر نہیں کی کہ ہم (بادلوں یا نہروں وغیرہ کے ذریعہ سے) خشک اُفتادہ زمین کی طرف پانی پہونچاتے ہیں پھر اُس کے ذریعہ سے کھیتی پیدا کرتے ہیں جس سے اُن کے مواشی اور وہ خود بھی کھاتے ہیں تو کیا (اس بات کو غور و روز) دیکھتے نہیں ہیں (یہ صاف نمونہ ہے احیاء موتیٰ کا جیسا کئی جگہ اس کی تقریر گذری ہے پس دونوں شبہے دفع ہوگئے) اور یہ لوگ (قیامت اور فیصلہ کا ذکر سُن کر بطور استعجال و استہزاء کے یوں) کہتے ہیں کہ اگر تم (اس بات میں) سچے ہو تو (تبلاؤ) یہ فیصلہ کب ہوگا آپ فرما دیجیے کہ (تم عبث اُس کا تقاضا کرتے ہو تمہارے لیے تو وہ پوری مصیبت کا دن ہے کیونکہ) اُس فیصلہ کے دن کافروں کو اُن کا ایمان لانا (بالکل) نفع نہ دے گا (اور یہی ایک صورت بچاؤ کی تھی اور وہی مفقود ہے) اور (نفع نجات تو کیا ہوتا) اُن کو مہلت بھی (تو) نہ ملیگی سو (اے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم) ان کی باتوں کا خیال نہ کیجیے (جن کے خیال سے غم ہوتا ہے) اور آپ (فیصلہ موعود کے) منتظر رہیے یہ بھی (اپنے زعم میں آپ کے ضرر کے) منتظر ہیں (لقولھم نَتَرَبَّصُ بِهٖ رَيْبَ الْمَنُوْنِ مگر معلوم ہو جاوے گا کس کا انتظار مطابق واقع کے ہے اور کس کا نہیں کقولہ تعالیٰ فی جوابھم قُلْ تَرَبَّصُوْا فَاِنِّیْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُتَرَبِّصِيْنَ الآیۃ) **ف** شاید موسیٰ علیہ السلام کی تخصیص ذکری اس لیے ہو کہ آپ میں اور موسےٰ علیہ السلام میں بہت وجوہ مشابہت کی مجتمع ہیں واللہ اعلم تم تفسیر الٓمٓ السجدۃ والحمد للہ ثانی صفر ۱۳۲۵ھ سورۃ الاحزاب مدنیۃ وھی ثلث و سبعون اٰیۃ کذا فی البیضاوی ربط مضامین سورت میں مابہ الاشتراک دلالت ہے جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم کی منصوریت ومحبوبیت ومخصوصیت واکرمیت عند اللہ بوجوہ مختلفہ اور آپ کے وجوب تعظیم بطرق متکثرہ وحرمت ایذاء بانواع متشتتہ علے الناس یہ باقی مضامین یا اس کے مقدمات ہیں یا تتمات چنانچہ تامل سے اجمالا اور میرے رسالہ سبق الغایات میں دیکھنے سے اور اُس سے زیادہ تفسیر ہذا میں تمہیدات آیات سورت کے دیکھنے سے تفصیلاً معلوم ہو سکتا ہے اور سورت سابقہ کا اختتام بھی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے تسلیہ پر تھا کہ وہ بھی دلیل ہی محبوبیت کی اور چونکہ ایذاء رسول بطور کلی مشکک کے شامل ہے چند اقسام ایذاء کو بعضہا اشد و بعضہا اخف چنانچہ اوپر اسکی طرف اشارہ بھی ہوا ہے سو اُن میں سے ایک ایذاء کفار کی طرف سے قولی تھی کہ آپ سے درخواست کرتے تھے کہ نعوذ باللہ آپ دعوت اسلام سے باز رہیں اور ہم آپ کو اتنا مال دینگے اور بعض نے قتل کی دھمکی دی کذا فی الدر اسپر آپ کو رنج ہوا چنانچہ سورت اسی کے متعلق مضمون سے شروع کیگئی

تم اُن کو (متبنی بنانے والوں کا بیٹا مت کہو بلکہ) اُن کے (حقیقی) باپوں کی طرف منسوب کیا کرو یہ اللہ کے نزدیک راستی کی بات ہے اور اگر تم اُن کے باپوں کو نہ جانتے ہو تو (اُن کو اپنا بھائی اپنا دوست کرکے پکارو کیونکہ آخر) وہ تمہارے دین کے بھائی ہیں اور تمہارے دوست ہیں اور تم کو اس میں جو بھول چوک ہو جاوے تو اس سے تو تم پر کچھ گناہ نہ ہوگا لیکن ہاں دل سے ارادہ کرکے کرو (تو اس سے گناہ ہوگا) اور (اس سے بھی اگر استغفار کرلو تو پھر معاف ہو جاوے گا کیونکہ) اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے **ف** جاہلیت میں یہ تینوں غلط باتیں مشہور تھیں کہ ذہین وعقیل آدمی کے دو دل سمجھا کرتے اور ظہار سے حرمت موبدہ کا حکم کرتے اور متبنی کو تمام احکام میں مثل حقیقی بیٹے کے قرار دیتے یہاں سیاق کلام سے زیادہ مقصود تیسری غلطی کا رفع کرنا ہے مگر تقویت کے لیے دو غلطیاں اور رفع کردیں جن میں جس کا انتفاء زیادہ ظاہر تھا اُس کو مقدم فرمایا یعنی ما جعل اللہ لرجل الخ اور ظاہر ہونا اس لیے کہ اول تو یہ امر محسوسات سے ہے تشریح سے اس کی تحقیق ہو سکتی ہے بخلاف دوسرے امور کے کہ امور معنویہ سے ہیں دوسرے آثار سے بھی بسہولت اس کی حقیقت معلوم ہو جاتی تھی چنانچہ روح المعانی میں ایک شخص کی حکایت ہے جو ذو قلبین ہونے کا مدعی تھا کہ بدر سے اس حال میں بھاگا کہ ایک جوتہ پاؤں میں اور ایک ہاتھ میں ابو سفیان نے اس حال میں دیکھ کر لوگوں کو تو اُس نے بیان کیا کہ میں دونوں جوتے پاؤں میں سمجھا تھا اس سے اُس کے دعوے کا تغایر و کذب صاف واضح ہو گیا اُس کے بعد ظہار کے متعلق غلطی کو رفع کیا جس کی تفصیل سورۂ مجادلہ میں ہے چونکہ ظہار میں تشبیہ کی تصریح ہوتی ہے اس لیے ضعف تاثیر اُس کا خود ظاہر ہے جس سے تحریم موبد کا ترتب نہ ہونا غیر مستبعد ہے اس لیے اصل مقصود سے اُس کو بھی مقدم کیا کہ فہم مقصود میں اس تدریج سے اعانت ہو اور ان سے تقویت مقصود کی یا تو بطور قیاس تمثیل کے ہے اور ما بہ الاشتراک سب میں ایک امر واقعی اور ایک امر غیر واقعی کا عدم اجتماع ہے چنانچہ ایک قلب واقعی ہے اور دوسرا ادعائی غیر واقعی پس دونوں مجتمع نہیں ہوئے اور زوجیت واقعیہ ہے اور بوجہ عدم دلیل کے حرمت مؤبدہ غیر واقعی پس دونوں جمع نہیں ہوئے اسی طرح بنوۃ اب حقیقی کے اعتبار سے واقعی اور بنوۃ غیر اب حقیقی کے اعتبار سے غیر واقعی یہ بھی مجتمع نہ ہوں گے اور اس مانعۃ الجمع میں احد الطرفین یقیناً ثابت ہے پس حسب قاعدہ منطقیہ کہ مانعۃ الجمع میں استثنار عین مقدم منتج نقیض تالی کو اور استثنار عین تالی منتج نقیض مقدم کو ہے طرف آخر یعنی غیر اب حقیقی کے اعتبار سے بنوۃ مرتفع ہوگی اور یا تقویت محض اس اعتبار سے ہے کہ متبنی کا ابن ہونا محض مبنی علے المشہور ہے اور یہ کوئی حجت نہیں چنانچہ دیکھو فلاں فلاں امر بھی مشہور ہیں حالانکہ محض غلط ہیں اور اس زمانہ میں بعض اخبارات کی نقل کہ امریکہ میں کسی شخص کے دو دل ہیں بعد تسلیم صحت نقل اس آیت کے معارض نہیں کیونکہ اول تو ما جعل ماضی ہے اس سے مستقبل کی نفی نہیں ہوئی دوسرے کبھی کلیہ سے اکثریہ مراد ہوتا ہے اور اکثریت میں شبہ نہیں اور اس جملہ پر جو ذٰلکم قولکم کی توضیح میں لکھا گیا ہے کہ غلط بنار پر کوئی امر واقعی مبنی نہیں ہوتا اگر یہ شبہ ہو کہ ظہار سے کفارہ کا واجب ہونا جو کہ قرآن میں مذکور ہے اور غلام کو بیٹا کہدینے سے اُس کا آزاد ہو جانا جیسا فقہ حنفی میں مذکور ہے کیوں مرتب ہوتا ہے تو جواب یہ ہے کہ کفارہ سزا اس قول کی ہے اس طرح کہ یہ قول منکر جنایت ہے اور جنایت کی سزا حرمت موقتہ ہوئی اور اس کے ارتفاع کے لیے کفارہ ہوا اور قول موجود واقعی ہے اور اعتاق بنا بر معنی مجازی ہے اور انشار اعتاق کی صحت لفظ مجاز سے نیز امر واقعی ہے جن کی واقعیت دلیل صحیح سے متحقق ہے بخلاف دعائے جاہلیت کے کہ بنا ر وجود حقیقی کے اعتبار سے یقیناً غلط ہے اور وجود حکمی یعنی تاثیر کسی صحیح دلیل سے ثابت نہیں اور نہی مذکور میں یہ صورت داخل نہیں جو شفقۃً و مجازاً بیٹا کہہ دیا جاوے بلکہ خاص جاہلیت کے طور پر باعتقاد ترتب اُن آثار مخصوصہ کے بیٹا کہنے سے نہی ہے اور لغیرہ منہی عنہ کی دو صورتیں ہیں ایک تو یہی جو مذکور ہوئی دوسری یہ کہ متکلم کا یہ اعتقاد نہ ہو مگر یقیناً جانتا ہے کہ اس سے ترویج امر جاہلیت کی ہوگی تب بھی قصداً کہنا منہی عنہ ہے اور اسی خوف ترویج کے وقت اگر عادت قدیمہ کے موافق سہو یا سبق لسانی کے طور پر نکل جاوے وہ اخطأتم کا مدلول ہے **ربط** تمہید تفسیر سورت میں معلوم ہو چکا ہے کہ مجمل سورت کا دلالت ہے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی جلالت شان پر مختلف عنوانوں سے اُن میں سے ایک حرمت ایذا ہے جس کے بعض انواع کا ذکر ہو چکا ہے اور بعض کا آویگا اور اُن میں سے ایک وجوب اتباع و تعظیم ہے اور اس کے بھی متعدد انواع ہیں اُن میں ایک نوع جو من وجہ جامع جمیع انواع کی ہے آگے مذکور ہوتی ہے یعنی آپ کی اولویت مومنین کے ساتھ اور اس اولویت کے معنوی ہونے کی مناسبت سے ایک مسئلہ توارث کی تحقیق جس کو اولویت کے صوری ہونے سے تعلق ہے ارشاد فرمادی

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ

نبی مومنین کے ساتھ خود اُن کے نفس سے بھی زیادہ تعلق رکھتے ہیں اور آپ کی بیبیاں اُن کی مائیں ہیں اور رشتہ دار کتاب اللہ میں ایک دوسرے سے زیادہ تعلق رکھتے ہیں

مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُهٰجِرِیْنَ اِلَّآ اَنْ تَفْعَلُوْٓا اِلٰٓی اَوْلِیٰٓئِكُمْ مَّعْرُوْفًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِی الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝

بہ نسبت دوسرے مومنین اور مہاجرین کے مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں سے کچھ سلوک کرنا چاہو تو وہ جائز ہے یہ بات لوح محفوظ میں لکھی جا چکی تھی۔

نوع اول اجلال رسول بیان اولویت مع بعض احکام توارث

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُهٰجِرِیْنَ اِلَّآ اَنْ تَفْعَلُوْٓا اِلٰٓی اَوْلِیٰٓئِكُمْ مَّعْرُوْفًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِی الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝ نبی (صلے اللہ علیہ وسلم) مومنین کے ساتھ خود اُن کے نفس (اور ذات) سے بھی زیادہ تعلق رکھتے ہیں (کیونکہ نفس اگر بُرا ہے تب تو ظاہر ہی ہے کہ وہ بدخواہ ہے اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم خیرخواہ ہیں اور اگر نفس اچھا ہے تب بھی بعض مصالح ومنافع اُس سے مخفی رہتے ہیں اُن مصالح کا مشورہ وہ نفس نہیں دے سکتا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جمیع مصالح الضروریہ کا علم عطا فرمایا ہے اور آپ نے اُن کی تعلیم فرمائی ہے بہرحال آپ سے نفع ہی نفع ہے اور ہر نوع کا نفع پہونچتا ہے اس لیے آپ کا اپنی جان سے بھی زیادہ حق ہے اور آپ کی اطاعت مطلقاً اور تعظیم بدرجۂ کمال واجب ہے اور اس میں تمام احکام و معاملات آگئے) اور (اس اولویت مذکورہ کی جو کہ ابوۃ معنویہ ہے فرع یہ بھی ہے کہ) آپ کی بیبیاں اُن (مومنین) کی مائیں ہیں (وجوب تعظیم میں) اور (یہ ابوۃ چونکہ معنوی ہے اس لیے اس کے لوازم میں سے مومنین کی اخوۃ صوریہ نہیں ہے کہ توارث اُس کے لیے لازم ہو بلکہ تعلق ایمان وہجرت سے توارث بعض مصالح سے ایک وقت محدود تک جاری رکھا گیا اور اب تغیر مصالح سے اُسکو منسوخ کرکے یہ حکم دیا گیا کہ) رشتہ دار کتاب اللہ (یعنی حکم شرعی) میں ایک دوسرے سے (میراث کا) زیادہ تعلق رکھتے ہیں بہ نسبت دوسرے مومنین اور مہاجرین کے مگر یہ کہ تم اپنے (اُن) دوستوں سے (بطور وصیت کے) کچھ سلوک کرنا چاہو تو وہ جائز ہے یہ بات لوح محفوظ میں لکھی جا چکی تھی (کہ اخیر حکم شریعت کا توارث بالارحام ہو جاوے گا) **ف** ازواج کا امہات ہونا باعتبار تعظیم کے ہے اور تعظیم کی ایک نوع تحریم بھی ہے اس لیے تحریم بھی واقع ہوئی قال تعالیٰ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا اور بے حجابی کا تعظیم سے کوئی تعلق نہیں بلکہ احتجاب اقرب الی التعظیم ہے اسلیے ان احکام یعنی جواز خلوت ونظر ومس وامثالہا میں امومیت ثابت نہیں اور جب امومیت کی اصل حقیقت تعظیم ہے تو ازواج مطہرات ام المومنات بھی ہیں چنانچہ حضرت ام سلمہ رض کا ارشاد ہے اَنَا اُمُّ الرِّجَالِ مِنْكُمْ وَالنِّسَاۗءِ اخرجہ فی الروح عن ابن سعد اور حضرت عائشہ رض سے جو منقول ہے اَنَا اُمُّ رِجَالِكُمْ لَا اُمُّ نِسَآئِكُمْ اخرجہ فی الروح ایضاً عن ابن سعد وسنن البیہقی وہ باعتبار مجموعہ اصل وفرع کے جو انتفار فرع یعنی حرمت نکاح سے مرتفع ہے کیونکہ حرمت نکاح موقوف ہے قابلیت نکاح پر اور وہ نسار میں نسار کے ساتھ مفقود ہے اور ابوۃ معنویہ باصلہا المذکور تمام انبیاء علیہم السلام کے لیے ثابت ہے اسی لیے لوط علیہ السلام نے ارشاد فرمایا هٰٓؤُلَاۗءِ بَنَاتِیْ چنانچہ روح میں مجاہد سے منقول ہے كُلُّ نَبِیٍّ اب لامتہ البتہ اس اصل کی فرع یعنی تحریم نکاح ازواج انبیاء علیہم السلام سوا اس کے کوئی دلیل نفیاً یا اثباتاً کافی نہیں البتہ روح میں مواہب سے اس کا خصوصیات حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے ہونا نقل کیا ہے واللہ تعالیٰ اعلم اور پارہ پنجم کے رکوع اول کی ختم آیت وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِیَ اور سورۂ انفال کی ختم آیت وَاُولُوا الْاَرْحَامِ الخ کی تفسیر میں توارث بالاسلام والہجرۃ کے متعلق پوری تحقیق گذر چکی ہے دیکھ لیا جاوے اور میثاق انبیاء ع کی تفسیر پارۂ سوم کے آخری رکوع کی شروع آیت میں بھی گذری ہے اور مشکوٰۃ میں بروایت احمد مرفوعاً آیا ہے خصوا بمیثاق اٰخر فی الرسالۃ والنبوۃ وهو قوله تعالیٰ واذ اخذنا من النبیین میثاقهم الاٰیۃ

ربط اوپر شروع سورت جملہ اتبع ما یوحی الیك میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو اتباع وحی کا اور اوپر قریب کی آیت النبی اولی الخ میں مومنین کو اتباع صاحب وحی کا حکم ہوا ہے آگے ان کی تاکید کے لیے اخذ میثاق انبیاء ع کا اور استحقاق عذاب منکرین انبیاء کا مضمون ارشاد فرماتے ہیں

النحو

قوله الا ان تفعلوا استثناء منقطع بناء علی ان المراد بما فیه الاولویة هو التوارث فیکون الاستثناء من خلاف الجنس المدلول علیه بفحوی الکلام کانه قیل لا تورثوا غیر اولی الارحام لکن فعلکم بناء علی ان المصدقة معروفا جائز فیکون ذلك لها بالوصیة لا بالمیراث ۲

وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۪ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ

اور جبکہ ہم نے تمام پیغمبروں سے اُن کا اقرار لیا اور آپ سے بھی اور نوح ؑ اور ابراہیم ؑ اور موسےٰ ؑ اور عیسےٰ ؑ ابن مریم سے بھی اور ہم نے اُن سب سے خوب پختہ

مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝ لِّيَسْــَٔلَ الصّٰدِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ ۚ وَاَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا اَلِـيْمًا ۝

عہد لیا تاکہ ان سچوں سے اُن کے سچ کی تحقیقات کرے اور کافروں کے لیے اللہ تعالےٰ نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے

ع ۱ / ۱۷

میثاقِ انبیاء و عذابِ اعداء

وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۪ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝ لِّيَسْــَٔلَ الصّٰدِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ ۚ وَاَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا اَلِـيْمًا ۝ اور (وہ وقت قابل ذکر ہے) جبکہ ہم نے تمام پیغمبروں سے اُن کا اقرار لیا (کہ احکام کا اتباع کرنا جس میں تبلیغ اور تنا مرجھی داخل ہے اور اُن پیغمبروں میں) آپ سے بھی (اقرار لیا) اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسےٰ بن مریم (علیہم السلام) سے بھی اور ایسا ویسا عہد نہیں لیا بلکہ) ہم نے اُن سب سے خوب پختہ عہد لیا تاکہ (قیامت کے روز) اِن سچوں سے (یعنی پیغمبروں سے جو کہ اپنے اس قول وقرار میں سچے تھے) اُن کے سچ کی تحقیقات کرے (جس سے اُن کا شرف اور نہ ماننے والوں پر احتجاج ظاہر ہو جاوے پس اس عہد اور اس غایت سے دونوں امر کا وجوب ثابت ہوگیا صاحب وحی پر اتباع وحی کا وجوب اور غیر صاحب وحی پر اتباع صاحب وحی کا وجوب) اور کافروں کے لیے (جو صاحب وحی کے اتباع کے منحرف ہیں) اللہ تعالیٰ نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے **ف** لفظ صادقین سے انبیا علیہم السلام کا اپنے عہد کو پورا کرنا ظاہر فرما دیا پس اُن کا تو امر اِتَّبِعْ مَا يُوْحٰى پر عمل ثابت ہوگیا اب دوسرے مامور بالاتباع رہ گئے سو ان کو ترک اتباع پر وعید سُنانے کے لیے اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ فرمایا ہے اور چونکہ تاکید کے لیے تہدید مناسب تر ہے اسلیے یہاں ترک اتباع کی وعید پر اکتفا فرمایا گیا اور پارہ سوم کے آخری رکوع کے پہلی آیت میں میثاق انبیا کی تحقیق ہو چکی ہے دیکھ لیا جاوے اور سورۂ مائدہ کی اخیر آیت قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الخ میں صدق رسل کی تفسیر ملاحظہ کر لیجاوے **ربط** اوپر اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى الخ میں مومنین کو اتباع رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا امر ہے جو کہ آپکے رسول من اللہ و مبلغ وحی عن اللہ ہونے کی وجہ سے عین اطاعت اللہ تعالیٰ کی ہے آگے اس اطاعت آلٰہیہ کی تاکید کے واسطے ہی ایک نعمت عظیمہ یعنی دو غزوں میں کامیابی اور بڑی پریشانی کا رفع ہونا یاد دلاتے ہیں تاکہ تذکیر نعمت سے اطاعت کی ترغیب ہو جیسا اوپر وَاعِدُّ لِلْكٰفِرِيْنَ میں معصیت پر تذکیر نقمت سے ترہیب تھی اور نیز اس نعمت کی حکایت میں شناعت کفار کی اور منافقین کی کہ ایک کا قتال اور دوسرے کے اقوال جیسے مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ الخ اور لَا مُقَامَ لَكُمْ الخ اور اِنَّ بُيُوْتَنَا الخ اور زبان درازی جیسے سَلَقُوْكُمْ کہ الخ جو موجب ایذاء رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے مذکور ہے اور شناعت ایذاء رسول کی خود بھی مقاصد سورت سے ہے جیسا تمہید میں مذکور ہوا اور نیز اس حکایت سے آپکی منصوریت من اللہ کہ اثر ہے محبوبیت کا نمایاں ہے اور جلالت و شرف رسول بھی مقاصد سورت سے ہے پس مجموعہ وجوہ سے اس حکایت کا ارتباط زیادہ متاکد ہو گیا۔

حکایت غزوۂ احزاب و غزوۂ بنی قریظہ متضمن تذکیر نعمت الٰہیہ و مشعر نوع دُوم جلالت شان رسول منصوریت من اللہ و شناعت نوع سوم ایذاء بالقتال از کفار و نوع چہارم ایذاء بالاقوال از منافقین رسول صلی اللہ علیہ وسلم را

خلاصہ اس واقعہ کا یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود بنی نضیر کو جن کا قصہ سورۂ حشر میں آوے گا مدینہ سے نکال دیا تھا اُنہوں نے سنہ چار یا پانچ ہجری میں قبائل عرب کو بہکایا اور سب دس بارہ ہزار آدمی مدینہ پر چڑھ آئے آپ نے مدینہ کے گرد (یعنی جہاں جہاں سے آنے کا موقع تھا) خندق کھدوائی اور تین ہزار آدمیوں سے مقابل ہوئے اور دُور دُور سے کچھ لڑائی بھی ہوتی رہی قریب ایک ماہ کے یہ محاصرہ رہا آخر اللہ تعالیٰ نے ظاہرا ایک آندھی سے اور باطناً ملائکہ کے لشکر سے سب کفار کو منتشر اور منہزم کر دیا چونکہ یہود بنی قریظہ نے اپنے معاہدہ کے برخلاف اِن محاصرین کو

البلاغۃ قولہ ومنک ومن نوح الخ تخصیصہم بالذکر مع اندراجہم فی النبیین اندراجاً بیناً للایذان بمزید فضلہم وکونہم من مشاہیر ارباب الشرائع واولی العزم من الرسل صلوات اللہ تعالےٰ وسلامہ علیہم اجمعین وتقدیم نبینا صلی اللہ علیہ وسلم مع انہ آخرہم بعثاً للایذان بمزید خطرہ اولانہ ہو

المناسب فیما سبق من قولہ اتبع ما یوحی المقصود تاکیدہ بہذہ او لتقدمہ فی الخلق فقد روی فی الدر المنثور باسانید مختلفۃ قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لما قیل یا رسول اللہ متی اخذ میثاقک قال وآدم بین الروح والجسد وقولہ علیہ السلام کنت اول الانبیاء فی الخلق وآخرہم فی البعث وروایات کثیرۃ نحوہا ۱۲

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا

اے ایمان والو اللہ کا انعام اپنے اوپر یاد کرو جب تم پر بہت سے لشکر چڑھ آئے پھر ہم نے اُن پر ایک آندھی بھیجی اور ایسی فوج بھیجی جو تم کو دکھائی نہ دیتی تھی اور اللہ تعالےٰ تمہارے

تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۝ اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ

اعمال کو دیکھتے تھے جبکہ وہ لوگ تم پر آچڑھے تھے اوپر کی طرف سے بھی اور نیچے کی طرف سے بھی اور جبکہ آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئی تھیں اور کلیجے منہ کو آنے لگے تھے اور تم لوگ اللہ کے ساتھ

الظُّنُوْنَا ۝ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ۝ وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ

طرح طرح کے گمان کر رہے تھے اس موقع پر مسلمانوں کا امتحان کیا گیا اور سخت زلزلہ میں ڈالے گئے اور جبکہ منافقین اور وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض ہے یوں کہہ رہے تھے کہ ہم سے تو اللہ نے

وَرَسُوْلُهٗٓ اِلَّا غُرُوْرًا ۝ وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ يٰٓاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۚ وَيَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ

اور اس کے رسول نے محض دھوکہ ہی کا وعدہ کر رکھا ہے اور جبکہ ان میں سے بعض لوگوں نے کہا کہ یثرب کے لوگو ٹھہرنے کا موقع نہیں سو لوٹ چلو اور بعض لوگ اُن میں سے اجازت مانگتے تھے کہتے تھے

اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ ړ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ڔ اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ۝ وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُىِٕلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا وَ

کہ ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں حالانکہ وہ غیر محفوظ نہیں ہیں یہ محض بھاگنا ہی چاہتے ہیں اور اگر مدینہ میں اس کے اطراف سے اُن پر کوئی آگھسے پھر ان سے فساد کی درخواست کی جاوے تو یہ اُسکو منظور کر لیں اور

مَا تَلَبَّثُوْا بِهَآ اِلَّا يَسِيْرًا ۝ وَلَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ ۭ وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ مَسْــُٔوْلًا ۝ قُلْ لَّنْ

اُن گھروں میں بہت ہی کم ٹھیریں حالانکہ یہی لوگ پہلے خدا سے عہد کر چکے تھے کہ پیٹھ نہ پھیریں گے اور اللہ سے جو عہد کیا جاتا ہے اُس کی باز پرس ہوگی آپ فرما دیجیے کہ

يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝

تم کو بھاگنا کچھ نافع نہیں ہو سکتا اگر تم موت سے یا قتل سے بھاگتے ہو اور اس حالت میں بجز تھوڑے دنوں کے اور زیادہ متمتع نہیں ہو سکتے

مدد دی تھی اس لیے آپ بمجرد فراغ غزوۂ احزاب کے اُن کے مقابلہ کے لیے چلے وہ اول قلعہ بند ہو گئے اور بیس پچیس روز تک محصور رہے پھر آخر تنگ ہو کر نکلے اور بعضے قتل اور بعضے قید کیے گئے اور اس واقعہ میں منافقوں سے بھی بہت بے مروتی کی باتیں صادر ہوئیں اور چونکہ اس میں بہت سے گروہ چڑھ آئے تھے اور خندق بھی کھدی تھی اسلیے اس کا نام غزوۂ احزاب بھی ہے اور غزوۂ خندق بھی یہاں سے دو رکوع تک یہی مضمون چلا گیا ہے اب تفسیر آیات کی مرقوم ہوتی ہے۔

تفسیر آیات

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۝ اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ۝ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ۝ وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اِلَّا غُرُوْرًا ۝ وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ يٰٓاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۚ وَيَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ ړ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ڔ اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ۝ وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُىِٕلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُوْا بِهَآ اِلَّا يَسِيْرًا ۝ وَلَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ ۭ وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ مَسْــُٔوْلًا ۝ قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝

اللغات قوله زاغت في القاموس زاغ البصر كلّ قوله هنالك ظرف مكان اريد به ظرف الزمان قوله عورة اے ذات خلل خالية من الرجال ضائعة ۱۲

النحو قوله اذ جاءوكم بدل من اذ قبله وكذا كل اذ بعده قوله تلبثوا بها الضمير المجرور راجع الى البيوت ۱۲

البلاغة قوله بلغت القلوب الحناجر اى فزعت فزعا شديدا لانها تحركت من موضعها وتوجهت الى الحناجر فالكلام على المبالغة وقيل القلب عند الغضب يندفع وعند الخوف يجتمع فيتقلص فيلتصق بالحنجرة وقد يفضي الى ان يسد مخرج النفس فلا يقدر المرء ان يتنفس ويموت خوفا وقيل ان الرئة تنتفخ من شدة الفزع والغضب والغم الشديد واذا انتفخت ربت وارتفع القلب بارتفاعها الى رأس الحنجرة ۱۲

القراءة

قوله الظنونا في الروح كتب الظنونا وكذا امثالها من المنصوب المعرف بال كالسبيلا والرسولا في المصحف بالالف في آخره فحذفها ابو عمرو وقفا ووصلا وابن كثير والكسائي وحفص يحذفونها وصلا خاصة ويثبتها باقي السبعة في الحالين آه ۱۲

قُلْ مَنْ ذَا الَّذِي يَعْصِمُكُمْ مِنَ اللَّهِ إِنْ أَرَادَ بِكُمْ سُوءًا أَوْ أَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ۚ وَلَا يَجِدُونَ لَهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۝

یہ بھی فرما دیجیے کہ وہ کون ہے جو تم کو خدا سے بچا سکے اگر وہ تمہارے ساتھ برائی کرنا چاہے یا وہ کون ہے جو خدا کے فضل کو تم سے روک سکے اگر وہ تم پر فضل کرنا چاہے اور خدا کے سوا نہ کوئی اپنا حامی پاویں گے اور نہ کوئی مددگار

قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الْمُعَوِّقِينَ مِنْكُمْ وَالْقَائِلِينَ لِإِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ إِلَيْنَا ۖ وَلَا يَأْتُونَ الْبَأْسَ إِلَّا قَلِيلًا ۝ أَشِحَّةً عَلَيْكُمْ ۖ

اللہ تعالیٰ تم میں سے اُن لوگوں کو جانتا ہے جو مانع ہوتے ہیں اور جو اپنے بھائیوں سے یوں کہتے ہیں کہ ہمارے پاس آجاؤ اور لڑائی میں بہت ہی کم آتے ہیں تمہارے حق میں بخیلی لیے ہوئے

فَإِذَا جَاءَ الْخَوْفُ رَأَيْتَهُمْ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ تَدُورُ أَعْيُنُهُمْ كَالَّذِي يُغْشَىٰ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۖ فَإِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوكُمْ

سو جب خوف پیش آتا ہے تو ان کو دیکھتے ہو کہ وہ آپ کی طرف اس طرح دیکھنے لگتے ہیں کہ اُن کی آنکھیں چکرائی جاتی ہیں جیسے کسی پر موت کی بیہوشی طاری ہو پھر جب وہ خوف دور ہو جاتا ہے تو تم کو

بِأَلْسِنَةٍ حِدَادٍ أَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ ۚ أُولَٰئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوا فَأَحْبَطَ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ ۚ وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ۝ يَحْسَبُونَ الْأَحْزَابَ لَمْ

تیز تیز زبانوں سے طعنے دیتے ہیں مال پر حرص لیے ہوئے۔ یہ لوگ ایمان نہیں لائے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے تمام اعمال بیکار کر رکھے ہیں اور یہ بات اللہ کے نزدیک بالکل آسان ہے ان لوگوں کا یہ خیال ہے کہ

يَذْهَبُوا ۖ وَإِنْ يَأْتِ الْأَحْزَابُ يَوَدُّوا لَوْ أَنَّهُمْ بَادُونَ فِي الْأَعْرَابِ يَسْأَلُونَ عَنْ أَنْبَائِكُمْ ۖ وَلَوْ كَانُوا فِيكُمْ مَا قَاتَلُوا إِلَّا قَلِيلًا ۝

یہ لشکر گئے نہیں اور اگر یہ لشکر آجاویں تو یہ لوگ یہی پسند کریں کہ کاش ہم دیہاتیوں میں باہر جا رہیں کہ تمہاری خبریں پوچھتے رہیں اور اگر تم ہی میں رہیں تب بھی کچھ یوں ہی سا لڑیں

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا ۝ وَلَمَّا رَأَى الْمُؤْمِنُونَ

تم لوگوں کے لیے یعنی ایسے شخص کے لیے جو اللہ سے اور روز آخرت سے ڈرتا ہو اور کثرت سے ذکر الٰہی کرتا ہو رسول اللہ کا ایک عمدہ نمونہ موجود تھا۔ اور جب ایماندار وں نے

الْأَحْزَابَ قَالُوا هَٰذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَصَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ ۚ وَمَا زَادَهُمْ إِلَّا إِيمَانًا وَتَسْلِيمًا ۝ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ

ان لشکروں کو دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ وہی ہے جس کی ہم کو اللہ اور رسول نے خبر دی تھی اور اللہ رسول نے سچ فرمایا تھا اور اس سے اُن کے ایمان اور اطاعت میں اور ترقی ہو گئی ان مومنین میں

رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ ۖ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا ۝

کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ انہوں نے جس بات کا اللہ سے عہد کیا تھا اُس میں سچے اُترے پھر بعضے تو ان میں وہ ہیں جو اپنی نذر پوری کر چکے اور بعضے ان میں مشتاق ہیں اور انہوں نے ذرا تغیر تبدل نہیں کیا

قُلْ مَنْ ذَا الَّذِي يَعْصِمُكُمْ مِنَ اللَّهِ إِنْ أَرَادَ بِكُمْ سُوءًا أَوْ أَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ۚ وَلَا يَجِدُونَ لَهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۝ قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الْمُعَوِّقِينَ مِنْكُمْ وَالْقَائِلِينَ لِإِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ إِلَيْنَا ۖ وَلَا يَأْتُونَ الْبَأْسَ إِلَّا قَلِيلًا ۝ أَشِحَّةً عَلَيْكُمْ ۖ فَإِذَا جَاءَ الْخَوْفُ رَأَيْتَهُمْ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ تَدُورُ أَعْيُنُهُمْ كَالَّذِي يُغْشَىٰ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۖ فَإِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوكُمْ بِأَلْسِنَةٍ حِدَادٍ أَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ ۚ أُولَٰئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوا فَأَحْبَطَ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ ۚ وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ۝ يَحْسَبُونَ الْأَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوا ۖ وَإِنْ يَأْتِ الْأَحْزَابُ يَوَدُّوا لَوْ أَنَّهُمْ بَادُونَ فِي الْأَعْرَابِ يَسْأَلُونَ عَنْ أَنْبَائِكُمْ ۖ وَلَوْ كَانُوا فِيكُمْ مَا قَاتَلُوا إِلَّا قَلِيلًا ۝ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا ۝ وَلَمَّا رَأَى الْمُؤْمِنُونَ الْأَحْزَابَ قَالُوا هَٰذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَصَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ ۚ وَمَا زَادَهُمْ إِلَّا إِيمَانًا وَتَسْلِيمًا ۝ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ ۖ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا ۝

اللغات

قوله اشحة عليكم اى اشحة بالمال عليكم فان الشح كما فى القاموس يتعدى بالباء وبعلى قيل الشح على الشىء يمكن ان يراد بخاره ولم يسلمه الخفاجى قلت ان ثبت فيمكن ان يقال فى معناه اشحة على مالكم فحذف المضاف اعتمادا على القرينة التى بعده من قوله اشحة على الخير قوله سلقوكم فى القاموس اذاه وصحة قوله اسوة قدوة بمعنى المقتدى فاعتبر هنا برا والمعنى ما تقتدى به فى الكلام

اما ما سمى التجريد اويقال ان الخصلة الحسنة هى مما يتاسى به كذيها قوله قضى نحبه النحب النذر يقال قضى فلان نحبه اى وفى بنذره وشاع قضى فلان نحبه بمعنى مات لان الموت لازم كالنذر وتحمل الآية كلا المعنيين و قال بعض الاجلة يجوز ان يكون استعارة للالتزام الموت شهيدا كذا فى الروح ملخصا ١٢

النحو قوله او اراد بكم رحمة فى الكلام تقدير يكذا ومن يمنعكم من رحمة الله ان اراد بكم رحمة ويدل عليه قرينة المقام فان العصمة ليس الا من السوء ١٢

لِّيَجْزِيَ اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ شَآءَ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَ

یہ واقعہ اس لیے ہوا تاکہ اللہ تعالیٰ سچے مسلمانوں کو اُن کے سچ کا صلہ دے اور منافقوں کو چاہے سزا دے یا چاہے اُن کو توبہ کی توفیق دے - بے شک اللہ غفور رحیم ہے - اور

رَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا ؕ وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ۝ وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ

اللہ تعالیٰ نے کافروں کو اُن کے غصہ میں بھرا ہوا ہٹا دیا کہ اُن کی کچھ بھی مراد پوری نہ ہوئی اور جنگ میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے لیے آپ ہی کافی ہو گیا اور اللہ تعالیٰ بڑی قوت والا زبردست ہے اور جن اہل کتاب

ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا ۝

نے اُن کی مدد کی تھی اُن کو اُن کے قلعوں سے نیچے اُتار دیا اور اُن کے دلوں میں تمہارا رعب بٹھلا دیا بعض کو تم قتل کرنے لگے اور بعض کو قید کر لیا -

وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَئُوْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ۝

اور اُن کی زمین اور اُن کے گھروں اور اُن کے مالوں کا تم کو مالک بنا دیا اور ایسی زمین کا بھی جس پر تم نے قدم نہیں رکھا - اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے

لِيَجْزِيَ اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ شَآءَ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۚ وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا ؕ وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ۚ وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا ۚ وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَئُوْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ۚ اے ایمان والو اللہ کا انعام اپنے اوپر یاد کرو جب تم پر بہت سے لشکر چڑھ آئے (یعنی عیینہ کا لشکر اور ابوسفیان کا لشکر اور یہود بنی قریظہ) پھر ہم نے اُن پر ایک آندھی بھیجی (جس نے انکو پریشان کر دیا اور اُن کے خیمے اُکھاڑ پھینکے) اور (فرشتوں کی) ایسی فوج بھیجی جو تم کو (عام طور پر) دکھائی نہ دیتی تھی (گو بعض صحابہؓ نے مثل حضرت حذیفہ کے بعض ملائکہ کو بشکل انسان دیکھا بھی اور کفار کے لشکر میں یہ جاسوسی کے لیے گئے تھے وہاں یہ آواز بھی سُنی کہ بھاگو بھاگو اور یہ ملائکہ لڑے نہ تھے محض القاء رعب کے لیے بھیجے گئے تھے) اور اللہ تعالیٰ تمہارے (اُسوقت کے) اعمال کو (مثل حفر خندق و ثبات فی القتال و استقلال کے) دیکھتے تھے (اور خوش ہو کر تمہاری امداد فرما رہے تھے یہ واقعہ اُس وقت ہوا تھا) جبکہ وہ (دشمن) لوگ تم پر (ہر طرف سے نرغہ کر کے) آچڑھے تھے اوپر کی طرف سے بھی اور نیچے کی طرف سے بھی (یعنی کوئی قبیلہ مدینہ کی نشیب کی طرف سے اور کوئی قبیلہ فرازکی طرف سے) اور جبکہ آنکھیں (مارے دہشت کے) کھلی کی کھلی رہ گئیں تھیں اور کلیجے منہ کو آنے لگے تھے اور تم لوگ اللہ کے ساتھ طرح طرح کے گمان کر رہے تھے (جیسا مواقع شدت میں طبعی طور پر مختلف وسوسے آیا کرتے ہیں اور یہ کچھ مذموم نہیں اور نہ اس کے منافی ہے کہ آگے اہل ایمان کا قول آویگا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ کیونکہ اس میں مشار الیہ احزاب کا آنا ہے جیسا اُس کی تفسیر میں معلوم ہوگا پس چونکہ اس کی خبر دیدی گئی تھی اس لیے یہ متیقن تھا لیکن انجام اس واقعہ کا نہیں بتلایا گیا تھا اس لیے اُس میں احتمالات مختلفہ غالبیت و مغلوبیت کے پیدا ہوتے تھے) اس موقع پر مسلمانوں کا (پورا) امتحان کیا گیا (جس میں وہ پورے اُترے) اور (سخت) زلزلہ میں ڈالے گئے اور (یہ واقعہ اُسوقت ہوا تھا) جب کہ منافقین اور وہ (وہ) لوگ (ہیں) جن کے دلوں میں (نفاق اور شک کا) مرض ہے یوں کہہ رہے تھے کہ ہم سے تو اللہ نے اور اُس کے رسول نے محض دھوکہ ہی کا وعدہ کر رکھا ہے (جیسا معتب بن قشیر اور اُس کے ہمراہیوں نے یہ قول اُس وقت کہا تھا کہ خندق کھودتے وقت کدال لگنے سے کئی بار آگ کا شرارہ نکلا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر بار میں ارشاد فرمایا کہ مجھ کو فارس اور روم و شام کے محل اس کی روشنی میں نظر آئے اور اللہ تعالیٰ نے اُن کی فتح کا وعدہ فرمایا ہے جب احزاب کے اجتماع کے وقت پریشانی ہوئی تو یہ لوگ کہنے لگے کہ یہ تو حالت ہے اور اس پر فتح روم و فارس کی بشارتیں ہیں یہ محض دھوکہ ہے اور گو وہ اس کو اللہ کا وعدہ نہ سمجھتے تھے نہ آپ کو رسول جانتے تھے پھر یہ کہنا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ یا تو محکی عنہ میں نہ تھا صرف حکایت میں ہے اور یا بطور فرض و استہزاء کے ہے) اور (یہ واقعہ اُس وقت تھا) جب کہ اُن (منافقین) میں سے بعض لوگوں نے (دوسرے حاضرین معرکہ سے) کہا کہ یثرب (یعنی مدینہ) کے لوگو (یہاں) ٹھیرنے کا موقع نہیں (کیونکہ یہاں رہنا موت کے منہ میں جانا ہے) سو (اپنے گھروں کو)

اللغات قوله صياصيهم جمع صيصية وهي كل ما يمتنع به من قرن الثور و الظباء وشوكة الديك التي في رجله والمراد به ههنا الحصون ۱۲

النحو قوله ليجزي عامله مقدر اي وقع ما وقع ليجزي الله ۱۲

البلاغة قوله ارضا لم تطئوها معطوف على ارضهم فلا بد من حمل الايراث على عموم المجاز ليشمل ايراث الماضي والمستقبل

لوٹ چلو (یہ قول اوس بن قیظی نے کہا تھا اور بھی کچھ لوگ اس میں شریک تھے) اور بعضے لوگ اُن (منافقین) میں نبی (صلے اللہ علیہ وسلم) سے (گھر جانے کی) اجازت مانگتے تھے کہتے تھے کہ ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں (صرف عورتیں بچے رہ گئے ہیں دیواریں قابل اطمینان نہیں کبھی چور نہ آگھسیں یہ قول ابو عرابہ اور دوسرے بعض بنی حارثہ کا تھا) حالانکہ وہ (ان کے خیال میں) غیر محفوظ نہیں ہیں (یعنی ان کو اندیشہ چوری وغیرہ کا ہرگز نہیں اور نہ جانے سے یہ نیت ہے کہ اُن کا انتظام قابل اطمینان کر کے چلے آویں گے) یہ محض بھاگنا ہی چاہتے ہیں اور (ان کی یہ حالت ہے کہ) اگر مدینہ میں اُس کے (سب) اطراف سے ان پر (جب یہ اپنے گھروں میں ہوں ، کوئی لشکر کفار کا) آگھسے پھر ان سے فساد (یعنی مسلمانوں سے لڑنے) کی درخواست کی جاوے تو یہ (فوراً) اُس (فساد) کو منظور کر لیں اور اُن گھروں میں بہت ہی کم ٹھیریں (یعنی اتنا تو توقف ہو کہ کوئی ان سے درخواست کرے اور یہ منظور کریں اور اس کے بعد فوراً ہی تیار ہو جاویں اور مسلمانوں کے مقابلہ میں جا پہونچیں اور کچھ بھی گھروں کا خیال نہ کریں کہ ہم تو دوسروں کو لوٹ مار کرنے جاتے ہیں کبھی کوئی ہمارے گھر کو لوٹ لے تو اگر گھروں کی بڑی حفاظت ہے تو اب کیوں نہیں رہے اس سے صاف معلوم ہوا کہ اصل میں ان کو مسلمانوں سے عداوت اور کفار سے محبت ہے اس لیے تکثیر سواد سے بھی مسلمانوں کی نصرت پسند نہیں کرتے باقی گھروں کا تو بہانہ ہے) حالانکہ یہی لوگ (اس سے) پہلے خدا سے عہد کر چکے تھے کہ (دشمن کے مقابلہ میں) پیٹھ نہ پھیریں گے (یہ عہد اُس وقت کیا تھا جبکہ بدر میں بعض شرکت سے رہ گئے تھے تو بعض منافقین بھی بغت کرم داشتن کے طور پر کہنے لگے کہ افسوس ہم نہ شریک ہوئے ایسا کرتے ویسا کرتے جب وقت آیا ساری قلعی کھل گئی) اور اللہ سے جو عہد کیا جاتا ہے اس کی باز پرس ہوگی آپ (ان سے) فرما دیجیے کہ (جو تم بھاگے بھاگے پھرتے ہو کما قال تعالیٰ اِنْ یُّرِیْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا) تم کو بھاگنا کچھ نافع نہیں ہو سکتا اگر تم موت سے یا قتل سے بھاگتے ہو اور اس (بھاگنے کی) حالت میں بجز تھوڑے دنوں کے (کہ وہ بقیۂ عمر مقدر ہے) اور زیادہ (حیات سے) متمتع نہیں ہو سکتے (یعنی بھاگ کر عمر نہیں بڑھ سکتی کیونکہ اُس کا وقت مقدر ہے اور جب مقدر ہے تو اگر نہ بھاگتے تو بھی وقت سے پہلے مر نہیں سکتے پس نہ قرار بالقاف سے کوئی ضرر اور نہ فرار بالفا سے کوئی نفع پھر بھاگنا محض بے عقلی اور اس مسئلہ قدر کی تحقیق کے لیے ان سے) یہ بھی فرما دیجیے کہ وہ کون ہے جو تم کو خدا سے بچا سکے اگر وہ تمہارے ساتھ بُرائی کرنا چاہے (مثلاً تم کو ہلاک کرنا چاہے تو کیا تم کو کوئی بچا سکتا ہے جیسا تم فرار کو نافع خیال کرتے ہو) یا وہ کون ہے جو خدا کے فضل کو تم سے روک سکے اگر وہ تم پر فضل کرنا چاہے (مثلاً وہ زندہ رکھنا چاہے جو کہ رحمت دنیویہ ہے تو کوئی اُس کا مانع ہو سکتا ہے جیسا تمہارا خیال ہے کہ ثبات فی المعرکہ کو قاطع حیات سمجھتے ہو) اور (وہ لوگ سُن رکھیں کہ) خدا کے سوا نہ کوئی اپنا حمایتی پائیں گے (جو نفع پہونچاوے) اور نہ کوئی مددگار (جو ضرر سے بچاوے اب مسئلہ قدر کے بعد پھر تشنیع منافقین کی چلی ہے یعنی) اللہ تعالیٰ تم میں سے اُن لوگوں کو (خوب) جانتا ہے جو (دوسروں کو لڑائی میں جانے سے) مانع ہوتے ہیں اور جو اپنے (نسبتی یا وطنی) بھائیوں سے یوں کہتے ہیں کہ ہمارے پاس آجاؤ (وہاں اپنی جان کیوں دیتے ہو یہ بات ایک شخص نے اپنے حقیقی بھائی سے کہی تھی اور اُس وقت یہ کہنے والا گوشت بریاں اور روٹی کھا رہا تھا مسلمان بھائی نے کہا افسوس تو اس چین میں اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم ایسی تکلیف میں وہ بولا میاں تم بھی یہاں ہی چلے آؤ) اور (اُن کی بزدلی اور حرص وبخل کی یہ کیفیت ہے کہ) لڑائی میں بہت ہی کم آتے ہیں (جس میں ذرا نام ہو جاوے یہ تو اُن کی بزدلی ہے اور آتے بھی ہیں تو) تمہارے حق میں بخیلی لیے ہوئے (یعنی آنے میں بڑی نیت یہ ہوتی ہے کہ سب غنیمت مسلمانوں کو نہ مل جاوے برائے نام شریک ہونے سے استحقاق غنیمت کا دعویٰ تو کسی درجہ میں کر سکیں گے) سو (جب ان کا جبن اور بخل دونوں امر ثابت ہو گئے تو اس مجموعہ کا اثر یہ ہے کہ) جب (کوئی) خوف (کا موقع) پیش آتا ہے تو اُن کو دیکھتے ہو کہ وہ آپ کی طرف اس طرح دیکھنے لگتے ہیں کہ اُن کی آنکھیں چکرائی جاتی ہیں جیسے کسی پر موت کی بیہوشی طاری ہو (یہ تو جبن کا اثر ہوا) پھر جب وہ خوف دُور ہو جاتا ہے تو تم کو تیز تیز زبانوں سے طعنے دیتے ہیں مال (غنیمت) پر حرص لیے ہوئے (یعنی مال غنیمت لینے کے لیے دلخراش باتیں کرتے ہیں کہ کیوں ہم شریک نہ تھے ہماری ہی پشتی سے تم کو یہ فتح میسر نہیں ہوئی یہ اثر بخل وحرص کا ہے یہ تو معاملہ ان کا تم سے ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان کا معاملہ یہ ہے کہ) یہ لوگ (پہلے ہی سے) ایمان نہیں لائے تو اللہ تعالیٰ نے

ان کے تمام اعمال (نیک پہلے ہی سے) بیکار کر رکھے ہیں (آخرت میں کچھ ثواب نہ ملے گا) اور یہ بات اللہ کے نزدیک بالکل آسان ہے (کوئی اس سے مزاحمت نہیں کر سکتا کہ ہم ان اعمال کا صلہ لیں گے اور یہ حالت تو ان کی اجتماع احزاب کے وقت تھی مگر ان کا جبن یہاں تک بڑھا ہوا ہے کہ احزاب کے چلے جانے کے بعد بھی) ان لوگوں کا یہ خیال ہے کہ (ابھی تک) یہ لشکر گئے نہیں اور (غایت جبن سے ان کی یہ حالت ہے کہ) اگر (بالفرض) یہ (گئے ہوئے) لشکر (پھر لوٹ کر) آجاویں تو (پھر تو) یہ لوگ (اپنے لیے) یہی پسند کریں کہ کاش ہم (کہیں) دیہاتیوں میں باہر جا رہیں کہ (وہاں ہی بیٹھے بیٹھے آنے جانے والوں سے) تمہاری خبریں پوچھتے رہیں (اور وہ جگہ دور معرکہ اپنی آنکھ سے نہ دیکھیں) اور اگر (اتفاق سے کل یا بعض دیہات میں نہ جا سکیں بلکہ) تم ہی میں رہیں تب بھی (اس وقت کی لے دے سنکر بھی کبھی غیرت نہ آوے اور محض نام کرنے کو) کچھ یوں ہی سا لڑ لیں (آگے ثبات فی الحرب میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اقتدا اور اتباع کا مقتضائے ایمان ہونا بیان فرماتے ہیں تاکہ منافقین کی تعییر ہو کہ باوجود دعوائے ایمان اس کے مقتضا سے تخلف کیا اور مخلصین کی تبشیر ہو کہ یہ لوگ البتہ مصداق کَانَ یَرْجُوا اللّٰہَ الخ کے ہیں پس ارشاد فرماتے ہیں کہ) تم لوگوں کے لیے یعنی ایسے شخص کے لیے جو اللہ سے اور روز آخرت سے ڈرتا ہو اور کثرت سے ذکر الٰہی کرتا ہو (یعنی مومن کامل ہو یَرْجُوا میں مبدا ومعاد کا اعتقاد آگیا اور ذکر اللہ میں سب طاعتیں آگئیں غرض ایسے شخص کے لیے) رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) کا ایک عمدہ نمونہ موجود تھا (کہ جب آپ ہی شریک رہے تو آپ سے زیادہ کون پیارا ہے کہ وہ اقتدا نہ کرے اور اپنی جان بچائے پھرے) اور (آگے منافقین کے مقابلہ میں مومنین مخلصین کا ذکر ہے کہ) جب ایمانداروں نے ان لشکروں کو دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ وہی (موقع) ہے جس کی ہم کو اللہ رسول نے خبر دی تھی (چنانچہ اس آیت بقرہ میں اس کا اشارہ قریب بصراحت ہے اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ الی قولہ وَزُلْزِلُوْا کیونکہ سورۂ بقرہ نزول میں سورۂ احزاب سے مقدم ہے کذا فی الاتقان) اور اللہ رسول نے سچ فرمایا تھا اور اس (احزاب کے دیکھنے) سے (جو کہ مصداق پیشین گوئی ہے) ان کے ایمان اور اطاعت میں ترقی ہوگئی (یہ وصف تو سب مومنین میں مشترک ہے اور بعض اوصاف بعض مؤمنین میں خاص بھی ہیں جس کا بیان یہ ہے کہ) ان مؤمنین میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ انہوں نے جس بات کا اللہ سے عہد کیا تھا اس میں سچے اترے (اس تقسیم کا یہ مطلب نہیں ہے کہ بعضے مسلمانوں نے عہد کیا اور سچے نہیں اترے بلکہ یہ تقسیم اس بنا پر ہے کہ بعض نے عہد ہی نہیں کیا تھا اور بلا عہد ہی ثابت قدم رہے ان معاہدین کے ذکر کی تصریح بمقابلہ آیت بالا کے ہے جو منافقین کے حق میں ہے وَلَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ الخ اور مراد ان معاہدین سے حضرت انس بن النضر اور ان کے رفقہ ہیں یہ حضرات اتفاق سے غزوۂ بدر میں شریک نہیں ہونے پائے تھے تو ان کو افسوس ہوا اور عہد کیا کہ اگر اب کے کوئی جہاد ہو تو اس میں ہماری جان توڑ کوشش دیکھ لی جاوے گی مطلب یہ تھا کہ منہ نہ موڑیں گے گو مارے جاویں) پھر ان (معاہدین) میں (دو قسمیں ہوگئیں) بعضے تو ان میں وہ ہیں جو اپنی نذر پوری کر چکے (مراد وہ عہد ہے جو مثل نذر کے واجب الایفا ہے مطلب یہ کہ شہید ہو چکے اور اخیر دم تک منہ نہیں موڑا چنانچہ حضرت انس ممدوح احد میں شہید ہوگئے تھے اسی طرح حضرت مصعب) اور بعضے ان میں (اس کے ایفا کے آخری اثر یعنی شہادت کے) مشتاق ہیں (ابھی شہید نہیں ہوئے) اور (ابتک) انہوں نے (اس میں) ذرا تغیر تبدل نہیں کیا (یعنی اپنے عزم پر قائم ہیں پس مجموعہ قوم دو قسم ہیں منافق جن کا اوپر بیان ہوا اور مؤمنین پھر مؤمنین دو قسم معاہد اور غیر معاہد اور ثبات دونوں میں مشترک ہے لقولہ تعالیٰ لَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الخ پھر معاہد دو قسم شہید اور منتظر شہادت کل چار قسمیں ان آیات میں مذکور ہیں آگے اس غزوہ کی ایک حکمت بیان فرماتے ہیں کہ) یہ واقعہ اس لیے ہوا تاکہ اللہ تعالیٰ سچے مسلمانوں کو ان کے سچ کا صلہ دے اور منافقوں کو چاہے سزا دے یا چاہے ان کو (نفاق سے) توبہ کی توفیق دے (کیونکہ ایسے مصائب اور حوادث میں مخلص اور متصنع متمیز ہو جاتا ہے اور احیاناً ملامت سے بعض متصنعین بھی متاثر ہو کر مخلص ہو جاتے ہیں اور بعضے بحالہ بھی رہتے ہیں) بیشک اللہ غفور رحیم ہے (اس لیے توبہ کا قبول ہو جانا مستبعد نہیں اس میں ترغیب ہے توبہ کی) اور (یہاں تک

ملحقات الترجمة

[1] قولہ فی ینتظر مشتاق فسرہ لقرینۃ المقام لان المقصود لیس اثبات نفس الانتظار بل المقرون بالاشتیاق وفیہ اطلاق العام علی الخاص ۱۲

[2] قولہ فی ما بدلوا تبدیلا ذرا تغیر تبدل الکلمۃ الاولی من الترجمۃ مستفادۃ من التنوین و الثانیۃ والثالثۃ من تکرار التبدیل ۱۲

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ۝

اے نبی ؐ آپ اپنی بیبیوں سے فرما دیجیے کہ تم اگر دنیوی زندگی اور اسکی بہار چاہتی ہو تو آؤ میں تم کو کچھ متاع دیدوں اور تم کو خوبی کے ساتھ رخصت کروں

وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ

اور اگر تم اللہ کو چاہتی ہو اور اسکے رسول کو اور عالم آخرت کو تو تم میں سے نیک کرداروں کے لیے اللہ تعالیٰ نے اجر عظیم مہیا کر رکھا ہے اے نبی کی بیبیو جو کوئی

مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝

تم میں کھلی ہوئی بیہودگی کریگی اُس کو دوہری سزا دیجاویگی اور یہ بات اللہ کو آسان ہے

اس مجمع اسلام کے اقسام مختلفہ کے حالات تھے آگے کفار مخالفین کی حالت کا ذکر ہے کہ) اللہ تعالیٰ نے کافروں کو (یعنی مشرکین کو اطلاقا للعام علی الخاص) اُن کے غصہ میں بھرا ہوا (مدینہ سے) ہٹا دیا کہ اُن کی کچھ بھی مراد پوری نہ ہوئی (اور اسی کا غصہ بھرا ہوا تھا) اور جنگ میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے لیے آپ ہی کافی ہو گیا (یعنی کفار کو قتال متعارف کی نوبت بھی نہ آئی کہ پہلے ہی دفع ہو گئے اور خفیف لڑائی متفرق طور پر منفی نہیں ہے) اور (اس طرح کافروں کا ہٹا دینا کچھ عجیب نہ سمجھو کیونکہ) اللہ تعالیٰ بڑی قوت والا بڑا زبردست ہے (اُس کو کچھ دشوار نہیں یہ تو مشرکین کا حال ہوا) اور (دوسرا گروہ مخالفین میں یہود بنی قریظہ کا تھا آگے اُن کا ذکر ہے کہ) جن اہل کتاب نے اُن (مشرکین) کی مدد کی تھی اُن کو (اللہ تعالیٰ نے) اُن کے قلعوں سے (جن میں وہ محصور تھے) نیچے اُتار دیا اور اُن کے دلوں میں تمہارا رعب بٹھلا دیا (جس سے وہ اُتر آئے اور پھر) بعض کو تم قتل کرنے لگے اور بعض کو قید کر لیا اور اُن کی زمین اور اُن کے گھروں اور اُن کے مالوں کا تم کو مالک بنا دیا اور ایسی زمین کا بھی (تم کو اپنے علم ازلی میں مالک بنا رکھا ہے) جس پر تم نے (ابھی) قدم (تک) نہیں رکھا (اس میں بشارت ہے فتوحات مستقبلہ کی عموماً یا فتح خیبر کی خصوصاً جو اس سے کچھ بعد ہوا) اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے (اس لیے یہ امور کچھ بعید نہیں ہیں) **ف** قتل و اسر و ملک غنائم منقولہ و غیر منقولہ کے احکام کتب فقہ میں مبسوط ہیں اور ان آیات کی تقریر ترجمہ میں جتنے مضامین از قبیل روایت ہیں سب درمنثور سے ماخوذ و منقول ہیں اور بعض صحابہ رضی اللہ عنہم احبار کی نسبت جو آیا ہے ھذا ممن قضی نحبہ تشبیہاً باعتبار اجر و ثواب کے ہے **ربط** ایذار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے منہی عنہ ہونے کا مقاصد سورت میں سے ہونا تمہید سورت میں گزر چکا اور بعض انواع ایذار کی مذمت جدا جدا ابھی آیات میں گذر چکی ہے اُس کی ایک نوع اگرچہ وہ اس لیے اخف الانواع ہے کہ وہ قصد ایذار سے خالی تھی اور حب قلبی کے ساتھ مقرون تھی وہ ایذار تھی جو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے کچھ زائد سامان دنیوی تقاضے کے ساتھ مانگنے سے جس کو وہ غلطی سے زائد نہ سمجھی تھیں آپ کے قلب مبارک کو پہونچی حتی کہ آپ ناخوش ہو کر ایک مہینے کے لیے سب سے الگ ہو گئے اگلی آیتیں اس کے متعلق حضرات امہات المومنین کی فہمایش کے لیے ارشاد ہوئیں حدیثوں میں یہ قصہ خوب مفصل آیا ہے اور غالباً اس مانگنے کی وجہ یہ ہوئی ہو کہ فتح خیبر وغیرہ سے کسی قدر مالی وسعت حاصل ہو گئی تھی تو اپنے خیال میں وہ اس کو موجب تکلیف نہیں سمجھیں اور یہ قصہ بعد فتح خیبر کے واقع ہوا چنانچہ اُس وقت حضرت صفیہ بھی آپ کے نکاح میں تھیں جو خیبر سے حاصل ہوئی ہیں اور اس سے بعد ذکر فتح خیبر کے جو کہ اَرْضًا لَّمْ تَطَـُٔوْهَا کا مصداق کہا گیا ہے اس مضمون کا آنا غایت حسن رکھتا ہے۔

خطاب بازواج مطہرات متضمن نہی از نوع پنجم ایذاء نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ اخف الانواع است

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ۝ وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝

وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ۝ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ

اور جو کوئی تم میں اللہ کی اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گی اور نیک کام کرے گی تو ہم اس کو اس کا ثواب دوہرا دیں گے اور ہم نے اس کے لیے ایک عمدہ روزی تیار کر رکھی ہے۔ اے نبی کی بیبیو تم معمولی

كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝ وَقَرْنَ

عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر تم تقوی اختیار کرو تو تم بولنے میں نزاکت مت کرو کہ ایسے شخص کو خیال ہونے لگتا ہے جس کے قلب میں خرابی ہے اور قاعدہ کے موافق بات کہو۔ اور تم

فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ

اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور قدیم زمانہ جاہلیت کے دستور کے موافق مت پھرو اور تم نمازوں کی پابندی رکھو اور زکوۃ دیا کرو اور اللہ کا اور اس کے رسول کا کہنا مانو اللہ تعالی کو یہ منظور ہے

لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۝ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ؕ

کہ اے گھر والو تم سے آلودگی کو دور رکھے اور تم کو پاک صاف رکھے اور تم ان آیات الہیہ کو اور اس علم کو یاد رکھو جس کا تمہارے گھروں میں چرچا رہتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ۝

بے شک اللہ تعالے راز داں ہے پورا خبردار ہے۔

وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ۝ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝ وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۝ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ۝ اے نبی (صلے اللہ علیہ وسلم) آپ اپنی بیبیوں سے فرما دیجیے کہ (تم سے دو ٹوک کہی جاتی ہے تاکہ ہمیشہ کے لیے قصہ ایک طرح ہو وہ بات یہ ہے کہ) تم اگر دنیوی زندگی (کا عیش[1]) اور اس کی بہار چاہتی ہو تو آؤ (یعنی لینے کے لیے متوجہ ہو[2]) میں تم کو کچھ (مال و) متاع (دنیوی) دیدوں (یا تو مراد اس سے وہ جوڑا ہے جو مطلقہ مدخولہ کو وقت طلاق کے دینا مستحب ہے یا مراد نان ونفقہ عدت کا ہے و یا دونوں کو شامل ہے) اور (متاع دیکر) تم کو خوبی کے ساتھ رخصت کروں (یعنی موافق سنت کے طلاق دیدوں تاکہ جہاں چاہو جاکر دنیا حاصل کرو) اور اگر تم اللہ کو چاہتی ہو اور (مطلب اللہ کو چاہنے کا اس جگہ یہ ہے کہ) اس کے رسول کو (چاہتی ہو یعنی بحالت کذائیہ قناعت علی الکفاف کے رسول کے نکاح میں رہنا چاہتی ہو) اور عالم آخرت (کے درجات عالیہ) کو (چاہتی ہو جو کہ زوجیت رسول پر مرتب ہونے والے ہیں) تو (یہ تمہاری نیک کرداری ہے اور) تم میں سے نیک کرداروں کے لیے اللہ تعالی نے (آخرت میں) اجر عظیم مہیا کر رکھا ہے (یعنی وہ ثواب جو مخصوص ہے ازواج نبی کے لیے کہ اور نیک بیبیوں کے اجر سے وہ عظیم ہے اور جس سے زوجیت نبی کو اختیار نہ کرنے کی صورت میں حرمان ہوگا گو عموم دلائل سے مطلق ایمان و اعمال صالحہ کے ثمرات اس صورت میں بھی حاصل ہوں گے یہاں تک تو

ملحقات الترجمة

[1] قوله في الحيوة عيش اشارة الى حذف المضاف ۱۲

[2] قوله في فتعالين يعني متوجه اشارة الى ان المجيئ ليس حسيا بل معنويا ۱۲

اللغات قوله تبرج ظهور ۱۲

البلاغة قوله ليذهب الخ في الرجس استعار للذنوب الرجس وللتقوى الطهر لان عرض المقترف للمقبحات يتلوث بها كما يتلوث بدنه بالارجاس واما المحسنات فالعرض منها نقي كالثوب او قلت وبه علم وجه الجمع بينهما

الروايات قوله وقرن في الدر المنثور اخرج ابن ابي حاتم عن ام نائلة رضي الله تعالى عنها قالت جاء ابو برزة فلم يجد ام ولده في البيت وقالوا ذهبت الى المسجد فما جاءت صاح بها فقال ان الله تعالى نهى النساء ان يخرجن وامرهن يقرن في بيوتهن ولا يتبعن جنازة ولا يأتين مسجدا ولا يشهدن جمعة اھ قلت وهو نص في ان الامر بالقرار في البيوت ليس خاصا بامهات المومنين رض والتخصيص بالذكر لان الكلام في المقام معهن وكذا افاد النهي للنساء عن الخروج ولو الى المساجد ۱۲ قوله ولا تبرجن في الدر ايضا اخرج ابن سعد وابن ابي حاتم عن مجاهد رضي الله تعالى عنه قال كانت المرأة تخرج فتمشي بين الرجال فذلك تبرج الجاهلية الاولى

واخرج ابن ابي حاتم عن مقاتل قال التبرج انها تلقي الخمار على راسها ولا تشده فيواري قلائدها وقرطها وعنقها ويبدو ذلك كله منها اھ قلت وساق روايات اخر في معنى التبرج ويحصل من المجموع ان التبرج عام في مطلق الخروج بلا ضرورة ولو مع ستر العورات او مع كشف شيء منها ولو بلا شيء من الزينات او مع شيء منها ۱۲

فائدة تتعلق بآية التطهير وايضا عدم ادخال ام سلمة رض كان للحجاب عن علي رض لان آية التطهير متاخرة عن آية التخيير وهي متاخرة عن مسئلة الحجاب التي ضربت اولا على زينب في اول عرسها وقد كانت في المخيرات وانما سألته ام سلمة مع علمها بالحجاب لانه كان ممكنا مع الحجاب بالتلفف في ثوب على حدة فلما لم يكن فيه ضرورة لم يرض صلے اللہ علیہ وسلم بهذا الحجاب الذي يكون في حالة الضرورة فافهم ۱۲

مضمون تخییر کا ہے جس میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ازواج کو خطاب ہوگا آگے حق تعالےٰ اُن کو خود خطاب کرکے وہ احکام فرماتے ہیں جو بعد اختیار زوجیت واجب الاہتمام ہونگے پس ارشاد ہے کہ) اے نبی کی بیبیو جو کوئی تم میں کھلی ہوئی بیہودگی کریگی (مراد اس سے وہ معاملہ ہے جس سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تنگ اور پریشان ہوں تو) اُس کو (اس پر آخرت میں) دوہری سزا دی جاویگی (یعنی دوسرے شخص کو اس عمل پر جتنی سزا ملتی اُس سے دوہری سزا ہوگی) اور یہ بات اللہ کو (بالکل) آسان ہے (یہ نہیں کہ حکام دنیوی کی طرح احیاناً سزا بڑھانے سے کسی کی عظمت اُس کو مانع ہوجاوے اور اس سزا کے بڑھنے کی علت ابھی تضعیف اجر کی تقریر میں آتی ہے) اور جو کوئی تم میں اللہ کی اور اُس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گی (یعنی جن امور کو اللہ تعالےٰ نے واجب فرمایا ہے اُن کو ادا کرے گی اور خود رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے زوج ہونے کے جو حقوق اطاعت وغیرہ واجب ہیں وہ ادا کرے گی کیونکہ حیثیت رسالت کے حقوق قنوت للہ میں داخل ہوگئے) اور (امور غیر واجبہ میں سے جو نیک کام (ہیں ان کو) کرے گی تو ہم اُس کو اُس کا ثواب (بھی) دوہرا دیں گے اور ہم نے اُس کے لیے (علاوہ اجر مضاعف موعود کے) ایک (خاص) عمدہ روزی (جو جنت میں ازواج نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے مخصوص ہے اور جو صلۂ عمل سے زائد ہے) تیار کر رکھی ہے (علت اس تضعیف اجر اور اسی طرح تضعیف وِزر کی جو اس کے قبل ارشاد ہے شرف زوجیت بنی ہے جس پر یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ دال ہے کیونکہ اہل خصوصیت کا عصیان بھی اوروں کے عصیان سے اشد ہوتا ہے اسی طرح اُن کی طاعت بھی اوروں کی طاعت سے زیادہ مقبول ہوتی ہے پس وعدہ و وعید دونوں میں وہ دوسروں سے ممتاز ہوتے ہیں اور خصوصاً مقام کلام میں یہ کہنا ممکن ہے کہ حضرات امہات المومنین سے خدمت و اطاعت کا صدور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے قلب کو راحت افزا زیادہ ہوگا اور اسی طرح اس کے خلاف کا صدور آپ کے لیے کلفت افزا زیادہ ہوگا پس آپ کی راحت رسانی موجب اجر تھی زیادہ راحت رسانی موجب زیادتی اجر ہوگئی علےٰ ہذا اس کی ضد میں سمجھنا چاہیئے یہاں تک ازواج سے آپ کے حقوق کے متعلق خطاب تھا آگے عام احکام کے متعلق زیادہ اہتمام کے لیے خطاب ہے کہ) اے نبی کی بیبیو (محض اس بات پر مت پھول جانا کہ ہم نبی کی بیبیاں ہیں اور اس لیے عام عورتوں سے ممتاز ہیں یہ نسبت اور شرف ہمارے لیے بس ہے سو یہ وسوسہ مت کرنا یہ بات صحیح ہے کہ) تم معمولی عورتوں کی طرح نہیں ہو (بیشک اُن سے ممتاز ہو مگر مطلقاً نہیں بلکہ اس کے ساتھ ایک شرط بھی ہے وہ یہ کہ) اگر تم تقوےٰ اختیار کرو (تب تو واقعی اس نسبت کے سبب تم کو اوروں سے شرف ہے حتیٰ کہ ثواب مضاعف ملیگا اور اگر یہ شرط متحقق نہیں تو یہی نسبت بالعکس تضاعف وزر کا سبب بن جاویگی جب یہ بات ہے کہ نری نسبت بلا تقوےٰ ہیچ ہے) تو (تم کو احکام شرعیہ کی پوری پابندی کرنا چاہیئے عموماً اور ان احکام مذکورۂ آیت آیندہ کی خصوصاً اور وہ احکام یہ ہیں کہ) تم (نامحرم مرد سے بولنے میں (جب کہ بضرورت بولنا پڑے) نزاکت مت کرو (اس کا یہ مطلب نہیں کہ قصداً نزاکت مت کرو کیونکہ اُس کا بُرا ہونا تو بدیہی ہے دوسرے مخاطب یعنی ازواج مطہرات میں اس کا احتمال نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ جیسے عورتوں کے کلام کا فطری انداز ہوتا ہے کہ کلام میں نرمی ہوتی ہی سادہ مزاجی سے اُس انداز کو مت برتو) کہ (اس سے) ایسے شخص کو (طبعاً) خیال (فاسد پیدا) ہونے لگتا ہے جس کے قلب میں خرابی (اور بدی) ہے (بلکہ ایسے موقع پر تکلف اور اہتمام سے اُس فطری انداز کو بدل کر گفتگو کرو) اور قاعدہ (عفت) کے موافق بات کہو (یعنی ایسے انداز سے جس میں خشکی اور روکھاپن ہو کہ یہ حافظ عفت ہے اور یہ بد اخلاقی نہیں ہے بد اخلاقی وہ ہے جس سے کسی کے قلب کو تالم و تاذی ہو تو سد باب طمع فاسد سے ایلام لازم نہیں آتا اس میں تو بولنے کے متعلق حکم فرمایا) اور (آگے پردہ کے متعلق ارشاد ہے اور امر مشترک دونوں میں حفظ عفت ہے یعنی) تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو (مراد اس سے یہ ہے کہ محض کپڑا اوڑھ لپیٹ کر پردہ کرلینے پر کفایت مت کرو بلکہ پردہ اس طریقے سے کرو کہ بدن مع لباس نظر نہ آوے جیسا آج کل شرفاء میں پردہ کا طریقہ متعارف ہے کہ عورتیں گھروں ہی سے نہیں نکلتیں البتہ مواقع ضرورت دوسری دلیل سے مستثنےٰ ہیں) اور (آگے اسی حکم کی تاکید کے لیے ارشاد ہے کہ) قدیم زمانۂ جاہلیت کے دستور کے موافق مت پھرو (جس میں بے پردگی رائج تھی گو بلا فحش ہی کیوں نہ ہو اور قدیم جاہلیت سے مراد وہ جاہلیت ہے جو اسلام سے پہلے تھی اور اُس کے مقابلہ میں ایک مابعد کی جاہلیت ہے کہ بعد تعلیم و

ملحقات الترجمة
قولہ تبرج الجاھلیۃ دستور اخذ بالحاصل المفہوم من تاکید الفعل بالمصدر للقصور منہ التشبیہ ۱۲

تبلیغ احکام اسلام کے اُن پر عمل نہ کیا جاوے پس جو تبرج بعد اسلام ہوگا وہ جاہلیت اُخریٰ ہے اس لیے تشبیہ میں تخصیص جاہلیت اولیٰ کی فرمائی ہے کیونکہ مشبہ ومشبہ بہ کا تغایر ضروری ہے مطلب یہ کہ جاہلیت اخریٰ حادث کرکے جاہلیت اولیٰ کا اقتدار نہ کرو جس کے مٹانے کو اسلام آیا ہے یہاں تک احکام متعلقہ عفت کے تھے) اور (آگے دوسرے شرائع کا ارشاد ہے کہ) تم نمازوں کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ (اگر نصاب کی مالک ہو) دیا کرو (کہ دونوں اعظم شعائر سے ہیں اس لیے ان کی تخصیص کی گئی) اور (بھی جتنے احکام ہیں اور تم کو معلوم ہیں سب میں) اللہ کا اور اس کے رسول کا کہنا مانو (اور ہم نے جو تم کو ان احکام کے اس التزام اور اہتمام کا مکلف فرمایا ہے تو تمہارا ہی نفع ہے کیونکہ) اللہ تعالیٰ کو (ان احکام کے بتانے سے تشریعًا) یہ منظور ہے کہ اے (پیغمبر کے) گھر والو تم سے (معصیت ونافرمانی کی) آلودگی کو دور رکھے اور تم کو (ظاہرًا وباطنًا عقیدۃً وعملاً وخلقًا بالکل) پاک صاف رکھے (کیونکہ علم بالاحکام کی مخالفت سے جوکہ موجب رجس اور مانع تطہیر ہے بچنا ممکن ہے) اور (چونکہ ان احکام پر عمل واجب ہے اور عمل موقوف ہے احکام کے جاننے اور اُن کے یاد رکھنے پر اس لیے) تم اُن آیات الٰہیہ (یعنی قرآن) کو اور اُس علم (احکام) کو یاد رکھو جس کا تمہارے گھروں میں چرچا رہتا ہے (اور یہ بھی پیش نظر رکھو کہ) بیشک اللہ تعالیٰ رازداں ہے (کہ اعمال قلوب کو بھی جانتا ہے اور) پورا خبردار ہے (کہ پوشیدہ اعمال کو بھی جانتا ہے اس لیے ظاہرًا وباطنًا سرًا وعلانیۃً امتثال اوامر واجتناب نواہی کا اہتمام واجب ہے)

ف فائدہ اولیٰ اُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا کے ترجمہ میں طلاق سنت سے مراد طلاق غیر بدعی ہے خواہ طریق تطلیق سے بدعی ہو جیسے حیض میں سب کے نزدیک یا تین طلاق دفعۃً دینا حنفیہ کے نزدیک خواہ دوسرے عارض سے بدعی ہو مثلاً مطلقہ کو کسی قسم کا ضرر ہوجانا **فائدہ ثانیہ** اُمَتِّعْكُنَّ کے ترجمہ میں جو جوڑہ لکھا ہے اُس کے مسائل ضروری سورہ بقرہ آیت وَلِلْمُطَلَّقَاتِ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ کے ذیل میں گذر چکے ہیں **فائدہ ثالثہ** اُسَرِّحْكُنَّ کا جزاء اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الخ میں واقع ہونا ظاہر دلیل ہے کہ ایسی عورت کو جوکہ زینت دنیا کے لیے طلاق اختیار کرتی دوسری جگہ نکاح جائز ہوتا کیونکہ حصول دُنیا اگر بلاواسطہ دوسرے نکاح کے مراد ہو تو وہ تو بقاء زوجیت نبویہ کے ساتھ بھی ممکن ہے پھر تسریح کی کیا ضرورت تھی اس سے معلوم ہوا کہ مراد اس سے وہی ہے جو بطریق دوسرے نکاح کے ہو صاحب روح نے یہ مسئلہ امام سے نقل کیا ہے **فائدہ رابعہ** اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ میں جو کلمہ من ہے اگر تبیین کے لیے ہو تب تو کوئی اشکال ہی نہیں اور اگر تبعیض کے لیے ہو جس سے شبہہ بعض کے غیر محسنہ ہونے کا واقع ہوتا ہے اُس کی دو توجیہ ممکن ہیں ایک یہ کہ بعض روایات میں آیا ہے کہ ایک عورت عامریہ حمیریہ نے اس تخییر کے بعد آپ کی زوجیت میں رہنا نہیں چاہا اور وہ فی الروح عن ابن سعد اس تبعیض سے اُس کا مستثنیٰ کرنا مقصود ہے اور اگر یہ روایت ثابت نہ ہو تو دوسری توجیہ یہ ہے کہ گو سب محسنات تھیں مگر وقت تخییر قبل اختیار اس کا ظہور تو نہ تھا پس ظاہر حال سے ہر ایک میں دونوں احتمال تھے پس یہ تبعیض بطور معنے تعلیقی کے ہے یعنی مَنْ اَحْسَنَ مِنْكُنَّ اور یہی معنے ہیں اس قول کے کہ مطلق بعض کا تحقق گاہے ضمن کل میں ہوتا ہے اور گاہے بضمن بعض مقابل للکل کے **فائدہ خامسہ** صاحب روح نے امام رازی سے ایک اور مسئلہ بھی نقل کیا ہے کہ جو اس تخییر کے بعد اللہ ورسول کو اختیار کرلے اُس کو پھر طلاق دینا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے جائز نہیں معلوم ہوتا ورنہ تخییر اور اختیار غیر مثمر ہے لیکن احقر کے نزدیک یہ استنباط محض ضعیف ہے عارض اختیار دُنیا سے مستحق طلاق نہ ہونا اس کو مستلزم نہیں کہ اور کسی عارض سے بھی اُس کو طلاق نہ دیا جاوے پس بعض روایات میں حضرت سودہ وحضرت حفصہ کو طلاق دینے کا ارادہ یا ایک رجعی طلاق دینا آیا ہے اگر وہ بعد اس آیت کے ہو تب بھی کچھ اشکال نہیں **فائدہ سادسہ** جب یہ آیت تخییر نازل ہوئی آپ نے اپنی بیبیوں کو پڑھ کر سنادی آپ کی جو نو بیبیاں مشہور ہیں حضرات عائشہؓ - حفصہؓ - ام حبیبہؓ - سودہؓ - ام سلمہؓ - یہ پانچوں قریش میں سے ہیں صفیہؓ خیبریہ - میمونہؓ ہلالیہ - زینبؓ اسدیہ - جویریہؓ مصطلقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن ان سب نے آپ کی زوجیت میں رہنا قبول کیا اور دنیا کی طرف التفات نہیں فرمایا **فائدہ سابعہ** اس میں یہ کلام ہوا ہے کہ آیا یہی تخییر تفویض طلاق تھی اور اختیار کرلینا ایقاع طلاق ہوجاتا اور آپ کی تطلیق کی حاجت نہ ہوتی یا یہ تخییر رائے کا دریافت کرنا تھا اور اختیار رائے کا اظہار تھا اور اختیار کے بعد تطلیق کی حاجت ہوتی لیکن آیت کا دونوں طرز پر انطباق ہوسکتا ہے **فائدہ ثامنہ مسئلہ** لفظ اِخْتَارِیْ جوکہ کنایات طلاق سے ہے اگر زوج کو کہدے تو محض اس سے طلاق واقع نہیں ہوتا اگر وہ کچھ جواب نہ دے یا جواب میں کہدے اِخْتَرْتُكَ البتہ اگر اِخْتَرْتُ نَفْسِيْ کہلے تو واقع ہوجاتا ہے تفصیل اسکی کتب فقہ میں ہے

ملحقات الترجمۃ

سلہ قولہ فی تبلیغ پر جا آ اشارہ الی ان الصلوٰۃ و ہہنا لیس خاصا بالآیات ۱۲

فائدہ تاسعہ ظاہراس نص سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر واجب تھا کہ ازواج کو تخییر دین اور یہ بھی ظاہراواجب معلوم ہوتا ہے کہ مختارۃ الدنیا
کو طلاق دیدیں اس کو بھی صاحب روح نے امام سے نقل کیا ہے لیکن یہ حکم چونکہ عام نہیں اس لیے دوسروں کے لیے صرف مستحب ہے کہ بے شرع عورت
سے اس طرح کہہ لیں اور اسی طرح کریں اور فقہاء نے تصریح کی ہے لَا یَجِبُ تَطْلِیْقُ الْفَاجِرَۃِ **فائدہ عاشرہ** فاحشہ کی تفسیر بیہقی نے مقاتل سے
نقل کی ہے اِنَّمَا الْعِصْیَانُ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اور طلب مزید جس سے ضیق قلب مبارک ہو اسی میں داخل ہے اسکے
علاوہ دو دلیلیں اس کی اور ہیں اول اُس کو مُّبَیِّنَۃٍ فرمایا اور معنی متعارف مبینہ کا مصداق نہیں الا بتجوز دوسرے مقابلہ میں وَمَنْ یَّقْنُتْ الخ
فرمایا معلوم ہوا کہ اس سے مراد عدم قنوت ہے اور معنے متعارف کا ازواج انبیاء م میں محتمل نہ ہونا سورۂ نور آیت اَلطَّیِّبٰتُ الخ کی تفسیر میں گذر چکا
فائدہ حادیہ عشر عذاب کو تو صرف فاحشہ مبینہ پر کہ ایک عمل ہے مرتب فرمایا اور اجر مرتین کو مجموعہ قنوت وعمل صالح پر کہ مجموعہ شرائع
ہے وجہ اس کی ظاہر ہے کہ مقبولیت تامہ کے لیے اتیان بالجمیع ضروری ہے اور عقوبت کے لیے اخلال بالبعض بھی بس ہے **فائدہ ثانیہ عشر**
تضاعف عذاب وتضاعف ثواب کی وجہ اثنائے تقریر ترجمہ میں مبین ہو چکی **فائدہ ثالثہ عشر** تضاعف عذاب سے شبہہ تعارض من
جَآءَ بِالسَّیِّئَۃِ فَلَا یُجْزٰٓی اِلَّا مِثْلَہَا کا نہ کیا جاوے کیونکہ حالت کذائیہ خصوصیت کا مقتضی شدت عقوبت ہونا عین مماثلت ہے درمیان عمل و
عقوبت کے پس یہاں خود مضاعفت ہی مماثلت ہے **فائدہ رابعہ عشر** اِنِ اتَّقَیْتُنَّ سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ متقی نہ تھیں بلکہ مقصود
اس سے محض تعلیق ہے افضلیت علی النساء کی اتقاء پر تاکہ مدار ہونا تقوے کا ظاہر ہو جاوے گو واقع میں مقدم وتالی دونوں متحقق ہوں
دوسری توجیہ یہ بھی موافق محاورہ کے ہے کہ اِتَّقَیْتُنَّ کے معنے دُمْتُنَّ عَلَی التَّقْوٰی ہوں یعنی اگر متقی رہو جیسے اب متقی ہو تب اوروں سے
افضل رہوگی **فائدہ خامسہ عشر** لَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ باعتبار مدلول لغوی کے گو ظاہرا مطلق ہے مگر مقصود تخصیص ہے مکالمہ اجانب کے ساتھ
فائدہ سادسہ عشر لَا تَخْضَعْنَ اور قَرْنَ اور لَا تَبَرَّجْنَ باعتبار عبارت خطاب کے کہ مخاطب حضرات ازواج مطہرات ہیں گو ظاہرا خاص ہیں
مگر دلالت خطاب کے اعتبار سے کہ مقصود صون عفت ہی جو سب سے مطلوب ہی یہ احکام عام ہیں سب عورتوں کے لیے جیسا کہ مقاتل نے لا تبرجن میں
کہا ہے ثُمَّ عَمَّتْ نِسَآءُ الْمُؤْمِنِیْنَ فِی التَّبَرُّجِ رواہ فی الدر بلکہ تامل سے معلوم ہوتا ہے کہ اور عورتوں کے لیے یہ احکام بدرجۂ اولے ہیں کیونکہ علت ان
احکام کی سد ذرائع فساد ہے جیسا فَیَطْمَعَ اُس پر دال ہے اور ظاہر ہے کہ دوسری عورتیں سد ذرائع کی زیادہ محتاج ہیں ونیز قَرْنَ کے مقابل یعنی عدم
قرار کو تشبیہ دینا امر جاہلیت سے خود عدم قرار کی ذم کے لیے کافی ہے اور ظاہر ہے کہ ایسا امر مذموم دوسری عورتوں کے لیے بھی مشروع نہیں
ہو سکتا نیز حدیثوں میں اس قسم کے مضامین اَلْمَرْاَۃُ عَوْرَۃٌ فَاِذَا خَرَجَتْ اِسْتَشْرَفَہَا الشَّیْطَانُ ونحو ذلک وارد ہیں جو دلالت علی المطلوب
کے لیے وافی ہیں پس عام ہونا ان احکام کا ثابت ہوگیا رہی تخصیص فی الذکر اُس کی وجہ ظاہر ہے کہ یہاں وعظ امہات المومنین کو ہے اسلیے
ضمائر میں وہی مخاطب ہیں مگر تخصیص فی الذکر سے تخصیص فی الحکم لازم نہیں اور اگر لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ سے شبہہ تخصیص کا پڑے تو اُس کے معنے جو
لکھے گئے ہیں اُس سے اس شبہہ کی اصلا گنجایش نہیں اور اگر بعض علماء کے اس قول سے کہ حجاب صرف ازواج مطہرات کے لیے فرض ہی
شبہہ پڑے تو اُس کا جواب یہ ہے کہ مراد اس سے وجوب لعینہ ہے اور سد ذرائع اُس کی حکمت ہے کیونکہ دوسری نساء کے لیے یہ حجاب واجب
لغیرہ ہے کہ سد ذرائع اُس کی علت ہے اور یہی وجہ ہے کہ لَا تَخْضَعْنَ اور لا تبرجن کو کسی نے خاص نہیں کہا پس قرن کہ محفوف بین الامرین ہے
وہ کیوں خاص ہوگا اور تفصیل وتحقیق اس مضمون کی احقر کے رسالہ القول الصواب میں مشبع ہے **فائدہ سابعہ عشر** قرن کی توضیح ترجمہ میں
جو مواقع ضرورت کو مستثنے کہا ہے اُس کی دلیل قولی یہ حدیث ہے قَدْ اُذِنَ لَکُنَّ اَنْ تَخْرُجْنَ لِحَاجَتِکُنَّ رواہ مسلم اور دلیل فعلے خود جناب رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کا سفر اور حج میں ازواج کو لیجانا ہے اب بعض اہل بدعت کا اعتراض حضرت عائشہ پر جنگ جمل کے متعلق نفس خروج میں محض لا شئی ہی خصوصا
جب کہ وہ خاص اسی کام کے لیے نکلی بھی نہ تھیں بلکہ وہ مکہ حج کو گئی ہوئی تھیں **فائدہ ثامنہ عشر** بُیُوْتِکُنَّ میں اضافت ملک اور سکنی دونوں
کی ہو سکتی ہے صورت اولی میں یہ کہا جاویگا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات میں اُن کو مالک کر دیا ہو کیونکہ میراث کا تو احتمال ہے ہی
نہیں اور صورت ثانیہ میں اُس کا سکنی بعد وفات نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کے مالکانہ نہ ہوگا بلکہ جس طرح اہل حاجت اوقاف سے منتفع ہوتے ہیں

یا ان دونوں احتمالوں میں سے ایک کی تعیین محتاج دلیل مستقل ہے قرآن کا انطباق دونوں پر ممکن ہے **فائدہ تاسعہ عشر** اس مقام پر جو لفظ اہل بیت آیت تطہیر میں آیا ہے سیاق وسباق کے دیکھنے سے بالیقین اس کا مصداق ازواج مطہرات ہیں چنانچہ ابن عباس رضہ کا قول اسی آیت تطہیر میں ہے نزلت فی نساء النبی صلی اللہ علیہ وسلم خاصۃ اور عکرمہ کا قول ہے من شاء باھلتہ انما نزلت فی ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ بھی عکرمہ نے کہا لیس بالذی تذھبون الیہ انما ھو نساء النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھذا کلہ فی الدر المنثور پس اس میں تو کوئی شبہ نہیں اور عنکم میں ضمیر مذکر کر لایا تو باعتبار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی بر تغلیب ہو یا باعتبار لفظ اہل کے ہے جیسا قال لاھلہ امکثوا اب رہا حضرات اہل عبا کا اس کا مصداق ہونا جیسا حدیث میں ہے کہ آپ نے ان حضرات کو کملی میں لپیٹ کر فرمایا اللھم ھؤلاء اھل بیتی فاذھب عنھم الرجس وطھرھم تطھیرا یا ازواج مطہرات کا مصداق نہ ہونا جیسا ایک حدیث میں ہے کہ حضرت ام سلمہ رضہ نے بھی کملی میں آنا چاہا تو آپ نے فرمایا انک علی خیر اور ان کو داخل نہیں کیا اس سو اس میں محقق بات یہ ہے کہ آیت اور حدیث میں اہل بیت کا مفہوم متحد نہیں بلکہ حدیث میں تو عترت مراد ہے اور آیت میں یا تو عام مراد ہے جس کی ایک نوع تو آیت ہی کی مدلول ہے اور دوسری نوع کا مدلول ہونا آپ نے اپنے اس فعل سے ظاہر فرما دیا اور حضرت ام سلمہ رضہ کا داخل نہ کرنا اس لیے ہوگا کہ تمہارا تو مدلول آیت ہونا ظاہر ہی ہے جن کا خفی ہے ان کو ظاہر کرتا ہوں پھر تم کو اس کا اہتمام کیا ضرور اور خیر سے یہی مدلولیت مراد ہوگی اور یا آیت میں صرف حضرات ازواج مراد ہیں اس صورت میں عبا میں داخل فرمانا اور آیت پڑھنا یا آیت کے مناسب الفاظ سے دعا کرنا بطور علم اعتبار کے ہوگا جیسا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر میں آیت فساء صباح المنذرین پڑھ دی تھی جس کا نزول مشرکین کے حق میں ہے اور جیسا شاہ ولی اللہ رح نے مسئلہ قدر میں آپ کا آیت فاما من اعطی الخ کا پڑھ دینا اسی پر محمول کیا ہے کذا فی الفوز الکبیر پس مطلب یہ ہوگا کہ اے اللہ ایک نوع اہل بیت کی یہ بھی ہے ان کے لیے بھی میں دعا کرتا ہوں اور دعا میں اذہاب رجس اور تطہیر سے تطہیر تکوینی مراد ہونا یہ اور زیادہ مؤید ہے اس دعوے کا کہ یہ ادخال بطور علم اعتبار کے ہے کیونکہ آیت میں تطہیر تشریعی مراد ہے اور حدیث میں وہ مراد نہیں ورنہ اس دعا کے کوئی معنے محصل نہ ہونگے اور اس صورت میں انک علی خیر سے یہ مقصود ہوگا کہ تم اہل بیت سے نہیں ہو اصلا محل اشکال نہیں یعنی اس نوع سے نہیں ہو جو اس وقت مراد ہے اور یہی مطلب ہے حضرت زید بن ارقم کے ارشاد کا کہ اہل بیت وہ ہیں جن پر صدقہ حرام ہے یعنی عترت جب ان سے اہل بیت کے معنے پوچھے گئے رواہ مسلم پس قرینہ سوال سے انہوں نے یہ معنے فرمائے باقی نہ ان سے آیت کی تفسیر پوچھی گئی اور نہ انہوں نے آیت کے متعلق یہ ارشاد فرمایا پس ازواج کا اہل بیت نہ ہونا ان کے قول سے ثابت نہیں چنانچہ اسی روایت میں یہ بھی ان ہی کا قول ہے نساءہ من اھل بیتہ بلکہ معالم میں تو بسند متصل حضرت ام سلمہ کے اس سوال پر کہ میں اہل بیت سے نہیں ہوں خود ارشاد نبوی مروی ہے بلی ان شاء اللہ تعالی غرض لفظ اہل بیت کے دو مفہوم ہیں ایک ازواج دوسرے عترت اور خصوصیت قرائن سے کسی مقام پر ایک مفہوم مراد ہوتا ہے کہیں دوسرا اور کہیں عام بھی مراد ہو سکتا ہے پس آیت میں ظاہرا مفہوم اول مراد ہے اور مفہوم ثالث بھی محتمل ہے اور حدیث ثقلین وحرمت صدقہ وحدیث عبا میں دوسرا مفہوم مراد ہے پس اس تحقیق کے بعد نہ آیت میں اشکال ہے نہ کسی حدیث میں نہ باہم تعارض اور نہ اہل حق پر کسی کا کوئی شبہہ وارد ہے اور نہ اہل حق کو کسی جگہ تکلف وتاویل کی حاجت ہے **فائدہ عشرین** چونکہ ارادہ اذہاب رجس وتطہیر کی تفسیر ارادہ تشریعی کے ساتھ معلوم ہو چکی ہے اسلیے اس سے عصمت اہل بیت پر استدلال اصلا گنجایش نہیں رکھتا خواہ اہل بیت سے خاص مراد ہو یا عام اور خواہ ارادہ تشریعیہ کا مراد ہونا متعین ہو یا محتمل لانہ اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال جیسا دوسری آیت میں مومنین کو عام ارشاد ہے ولکن یرید لیطھرکم رہا یہ کہ پھر اہل بیت کی فضیلت کیا ثابت ہوگی کیونکہ ارادہ تشریعیہ تو تمام مکلفین کے لیے عام ہے جواب یہ ہے کہ اس سے تو اتنی ہی فضیلت ثابت ہوگی کہ ان کی تطہیر کی طرف حق تعالے کو توجہ اور اعتنا ہوا اور گو یہ اعتنا سب مکلفین میں مشترک ہے لیکن کلی مشکک کے طور پر زیادہ اعتنا زیادہ فضیلت پر ضرور دال ہوگا جیسا لفظ اہل البیت جس کا حاصل یہ ہے - یا من ھو من اھل بیت نبینا وعبدنا المقبول المحبوب المرضی عندنا اس اختصاص بالاعتنا پر دال ہے اور اس سے زیادہ فضائل اہل بیت کے بای معنی اعتبر اس آیت پر موقوف نہیں اور دلائل قرآن وحدیث کے اس پر دال ہیں **فائدہ حادیہ وعشرین** حدیث میں اور بھی بعض کے لیے تضعیف اجر مرتین آیا ہے وہ حدیث مع اس کے تحقیق معنے کے پارہ بستم کے نصف پر آیت اولئک یؤتون اجرھم کے ذیل میں گزر چکی ہے اور اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ تین شخصوں کو دوہرا اجر ملتا ہے لیکن عدد حصر کے لیے نہیں تا کہ اس آیت کے معارضہ کا اشکال لازم آوے

إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِينَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِينَ

بیشک اسلام کے کام کرنیوالے مرد اور اسلام کے کام کرنیوالی عورتیں اور ایمان لانیوالے مرد اور ایمان لانیوالی عورتیں اور فرمانبرداری کرنیوالے مرد اور فرمانبرداری کرنیوالی عورتیں اور راستباز مرد اور راستباز عورتیں اور

وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِينَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِينَ فُرُوجَهُمْ

اور صبر کرنیوالی عورتیں اور خشوع کرنیوالے مرد اور خشوع کرنیوالی عورتیں اور خیرات کرنیوالے مرد اور خیرات کرنیوالی عورتیں اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنیوالے مرد

وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ۝

اور حفاظت کرنیوالی عورتیں اور بکثرت خدا کے یاد کرنے والے مرد اور یاد کرنے والی عورتیں ان سب کے لیے اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے

چنانچہ ایک حدیث میں چار کا عدد آگیا ہے اور ازواج مطہرات کو اس میں داخل کیا ہے كَمَا فِي الدُّرِّ بِرِوَايَةِ الطَّبْرَانِي عَنْ أُمَامَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعَةٌ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ مِنْهُمْ أَزْوَاجُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **ربط** اوپر اوامر ونواہی میں اصل روئے سخن حضرات ازواج مطہرات کی طرف تھا اور انکے لیے اعمال صالحہ پر بشارت اجر و ثواب وتطہیر واذہاب رجس کی تھی آگے تعمیم رحمت وشریعت کے اظہار کے لیے عام مؤمنین ومؤمنات کو اعمال صالحہ پر اسی فضل کی بشارت دیتے ہیں چنانچہ مغفرت اور اذہاب رجس متقارب المعنی ہیں اور اجر عظیم اور اجر مرتین متناسب الالفاظ بھی ہیں چنانچہ بعض اسباب نزول اس تقریر ربط کے مؤید بھی ہیں جیسا درمنثور میں قتادہ رض سے ہے کہ بعض بیبیاں ازواج مطہرات کے پاس جاکر کہنے لگیں کہ تمہارا تو قرآن میں ذکر آیا ہمارا نہیں آیا یعنی اس موقع پر نہیں آیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور بعض روایات میں جو ہے کہ حضرت ام سلمہ رض نے تمنا کی تھی کہ ہمارا بھی ذکر قرآن میں آتا اور اس پر یہ آیت نازل ہوئی کذا فی الدر ایضا تو اس میں یہ شبہہ نہ کیا جاوے کہ اوپر کی آیات میں تو ان کا ذکر آچکا تھا شاید تمنا اس کی ہوگی کہ تشریع عام کے طور پر عورتوں کا بھی ذکر ہووے اور مردوں کا ذکر ملا دینے میں اشارہ ہے جواب کی طرف کہ استقلالاً ذکر آنے کی اس کی ضرورت نہیں کہ شرائع مردوں اور عورتوں میں مشترک ہیں پھر مرد متبوع ہوتے ہیں ان کا خطاب کافی ہے -

تبشیر عام جمیع اہل اسلام بر امتثال احکام

إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِينَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِينَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِينَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا

وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ۝ بیشک اسلام کے کام کرنے والے مرد اور اسلام کے کام کرنیوالی عورتیں اور ایمان لانے والے مرد اور ایمان لانیوالی عورتیں (پس اس تفسیر پر اسلام سے مراد اعمال نماز روزہ زکوٰۃ وحج وغیرہا ہوئے اور ایمان سے مراد عقائد ہوئے جیسا صحیحین میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کے پوچھنے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی جواب دینا مروی ہے) اور فرمانبرداری کرنیوالے مرد اور فرمانبرداری کرنیوالی عورتیں (اسمیں اشارہ ہے کہ اعمال وعقائد انکے محض براہ انقیاد ہیں انمیں کچھ پس وپیش یا کراہت نہیں ہے) اور راستباز مرد اور راستباز عورتیں (اسمیں صدق فی القول وفی العمل وفی النیت وفی الایمان سب آگیا یعنی نہ وہ کاذب فی الکلام ہیں نہ عمل میں کم ہمت اور سست ہیں نہ نیت میں ریاکار ہیں اور نہ منافق ہیں) اور صبر کرنیوالے مرد اور صبر کرنیوالی عورتیں (اسمیں سب اقسام صبر کے آگئے صبر طاعات پر اور صبر معاصی سے اور صبر مصائب پر) اور خشوع (خضوع) کرنیوالے مرد اور خشوع (خضوع) کرنیوالی عورتیں (اسمیں تواضع جو ضد تکبر کی ہے وہ بھی داخل ہے اور نماز اور عبادات میں توجہ قلب اور جوارح سے بھی داخل ہے) اور خیرات کرنیوالے مرد اور خیرات کرنیوالی عورتیں (اسمیں زکوٰۃ اور صدقات نافلہ سب داخل ہیں) اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں (اسمیں بھی روزہ فرض اور نفل سب آگیا) اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنیوالے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور بکثرت خدا کی یاد کرنے والے مرد اور یاد کرنے والی عورتیں (یعنی جو اذکار مفروضہ کے علاوہ اذکار نافلہ کو بھی ادا کرتے ہیں) ان سب کے لیے اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے

البلاغۃ قولہ لھم فیہ تغلیب ولعل الاکتفاء بضمیر المذکر اشارۃ الی ان المذکورہم الاصل ومن ثم لم یصرح بذکر النساء فی الاکثر ۱۲

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ

اور کسی ایماندار مرد اور کسی ایماندار عورت کو گنجائش نہیں جبکہ اللہ اور اس کا رسول کسی کام کا حکم دیدیں کہ ان کو ان کے اس کام میں کوئی اختیار رہے - اور جو شخص اللہ کا اور اسکے رسول کا

وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۝ وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ

کہنا نہ مانیگا وہ صریح گمراہی میں پڑا اور جب آپ اس شخص سے فرمارہے تھے جس پر اللہ نے بھی انعام کیا اور آپ نے بھی انعام کیا کہ اپنی بی بی کو اپنی زوجیت میں رہنے دے اور خدا سے ڈر

وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ ۚ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ؕ فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا

اور آپ اپنے دل میں وہ بات چھپائے ہوئے تھے جسکو اللہ تعالی ظاہر کرنیوالا تہا اور آپ لوگوں سے اندیشہ کرتے تھے اور ڈرنا تو آپ کو خدا ہی سے زیادہ سزاوار ہے پھر جب زید کا اس سے جی بھر گیا ہم نے آپ

يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ۝

مسلمانوں پر اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیبیوں کے بارے میں کچھ تنگی نہ رہے جب وہ اُن سے اپنا جی بھر چکیں اور خدا کا یہ حکم تو ہونے والا تہا ہی

ربط اوپر چند جا بیان ہوا ہے کہ اعظم مقاصد سورت آپ کی تعظیم و اجلال و طاعت کا اہتمام اور آپ کو ایذا دینے کی تحریم ہے اور دونوں کے بعض بعض انواع اوپر آ چکے ہیں جن میں نوع دوم ایذا کی تمہید میں حضرت زید رضہ کا قصہ بھی لکھا گیا ہے آگے اسی قصے کے متعلق دو مضمون ہیں ایک نوع سوم آپ کی تعظیم حق کی اور ایک تفصیل نوع دوم ایذا کی جو اوپر اجمالاً آئی تھی سبب نزول مضمون اول کا یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ سلم نے ان حضرت زید کا نکاح اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینبؓ سے کرنا چاہا چونکہ حضرت زید عام میں غلام مشہور ہو چکے تھے حضرت زینب رضہ نے اور اُن کے بھائی حضرت عبد اللہ بن جحش نے اس نکاح کی منظوری سے عذر کیا اس پر مضمون اول کی آیت نازل ہوئی وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ الخ کذافی اللباب اور مضمون ثانی کا سبب نزول یہ ہے کہ جب آیت اولی کے نزول پر نکاح منظور کر لیا گیا اتفاق سے باہم مزاجوں میں توافق نہ ہوا حضرت زید نے طلاق دینا چاہا اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے مشورہ کیا آپنے فہمایش کی کہ طلاق مت دو مگر جب کسی طرح موافقت نہ ہوئی آخر پھر طلاق کا عزم ظاہر کیا اُس وقت آپ کو وحی سے معلوم ہوا کہ زید ضرور طلاق دینگے اور زینب رضہ کا آپ سے نکاح ہوگا اورده فی الروح بروایة الحکیم الترمذی وغیرہ عن الامام زین العابدین علی بن الحسین اور اُس وقت مصلحت بھی یہی تھا کیونکہ اول تو یہ نکاح خلاف مرضی ہونے سے موجب رنج طبعی ہوا تھا پھر اس پر طلاق دینا اور زیادہ موجب کلفت و دلشکنی تھا اس دلشکنی کا تدارک جس سے حضرت زینب کی اشک شوئی ہو سکتی تھی اس سے بہتر اور کوئی نہ تہا کہ حضور اُن سے نکاح کرکے اُن کی دلجوئی اور قدر افزائی فرماویں مگر ساتھ ہی خیال تھا طعن عوام کا مگر حکم الٰہی سے نکاح ہوا جس میں علاوہ مصلحت مذکورہ خاصہ کے مصلحت شرعیہ عامہ یہ بھی تھی کہ متبنی کی زوجہ سے نکاح کی حلت فعل رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ثابت ہو جاوے کما قال تعالیٰ لکیلا یکون الخ کہ تشریع قولی کے ساتھ تشریع فعلی کا انضمام زیادہ مؤکد و مقوی حکم و رافع وساوس و شکوک ہے پس پچھلی آیتیں اس کے متعلق نازل ہوئیں -

نوع سوم جلالت شان رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہ بیان وجوب اطاعت حضرت ایشان و تفصیل جواب

نوع دوم ایذا کہ طعن بود بر نکاح زینب رضہ

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۝ وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ ۚ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ؕ فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ۝

اللغات خيرة مصدر قوله امسك متعدية بعلى لتضمنه معنى الحبس قوله قضى وطرا اى طلقها ومعنى الوطر الحاجة لان الطلاق يكون اذا لم يبق حاجة الى المرأة ۔

البلاغة قوله ان يكون لهم الخيرة من امرهم وضمير لهم عائد الى النكرة باعتبار المعنى وكذا فى امرهم ولعل الفائدة فى العدول عن الظاهر فى الضمير الاول بان يقال له على ما قال الطيبى الايذان بانه كما لا يصح لكل فرد فرد من المؤمنين ان يكون لهم الخيرة كذلك لا يصح ان يجتمعوا على كلمة واحدة لان تاثير الجماعة واتفاقهم اقوى من تاثير الواحد ويستفاد منه فائدة الجمع فى الضمير الثانى وكذا وجه افراد الامر فافهم من الروح قوله للذى انعم الله عليه فى الروح وايراده بالعنوان المذكور كما قال شيخ الاسلام لبيان منافاة حاله لما صدر عنه عليه السلام من اظهار خلاف ما فى ضميره الشريف اذ هو انما يقع عند الاستحياء والاحتشام

مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيمَا فَرَضَ اللَّهُ لَهُ ۖ سُنَّةَ اللَّهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ قَدَرًا مَقْدُورًا ۝ الَّذِينَ

ان پیغمبر کے لیے خدا تعالیٰ نے جو بات مقرر کردی تھی اُس میں پیغمبر پر کوئی الزام نہیں اللہ تعالیٰ نے اُن کے حق میں یہی معمول کر رکھا ہے جو پہلے ہو گذرے ہیں اور اللہ کا حکم تجویز کیا ہوا ہوتا ہی ہے یہ سب ایسے تھے

يُبَلِّغُونَ رِسَالَاتِ اللَّهِ وَيَخْشَوْنَهُ وَلَا يَخْشَوْنَ أَحَدًا إِلَّا اللَّهَ ۗ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ حَسِيبًا ۝ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ

کہ اللہ تعالیٰ کے احکام پہونچایا کرتے تھے اور اللہ ہی سے ڈرتے تھے اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تھے اور اللہ حساب لینے کے لیے کافی ہے محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں

وَلَٰكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۝

لیکن اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے ختم پر ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔

مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيمَا فَرَضَ اللَّهُ لَهُ ۖ سُنَّةَ اللَّهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ قَدَرًا مَقْدُورًا ۝ الَّذِينَ يُبَلِّغُونَ رِسَالَاتِ اللَّهِ وَيَخْشَوْنَهُ وَلَا يَخْشَوْنَ أَحَدًا إِلَّا اللَّهَ ۗ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ حَسِيبًا ۝ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَٰكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۝ اور کسی ایماندار مرد اور کسی ایماندار عورت کو گنجایش نہیں جبکہ اللہ اور اُس کا رسول کسی کام کا (گو وہ دنیا ہی کی بات کیوں نہ ہو وجوبًا) حکم دیدیں کہ (پھر) اُن (مومنین) کو اُن کے اُس کام میں کوئی اختیار (باقی) رہے (یعنی اس اختیار کی گنجایش نہیں رہتی کہ خواہ کریں یا نہ کریں بلکہ عمل ہی کرنا واجب ہوتا ہے) اور جو شخص (بعد حکم وجوبی کے) اللہ کا اور اُس کے رسول کا کہنا نہ مانے گا وہ صریح گمراہی میں پڑا (یہاں مومن کے عموم میں حضرت عبد اللہ بن جحش اور مومنہ کے عموم میں حضرت زینب بنت جحش اور اَمرًا کے عموم میں حضرت زید رضہ سے نکاح کرنا داخل ہیں چنانچہ اس آیت کے سُننے کے بعد وہ نکاح منظور کر لیا) اور (آگے اُس نکاح کے بعد کا قصّہ ہے کہ اُسوقت کو یاد کیجیے) جب آپ (فہمایش و مشورہ کے طور سے) اُس شخص سے فرما رہے تھے جس پر اللہ نے بھی انعام کیا (کہ اسلام کی توفیق دی کہ انعام دینی ہے اور غلامی سے چھڑایا کہ نعمت دُنیویہ ہے) اور آپ نے بھی انعام کیا (کہ تعلیم دین فرمائی اور آزاد کیا اور پھوپھی زاد بہن سے نکاح کرایا مراد زید ہیں کہ آپ اُن کو سمجھا رہے تھے) کہ اپنی بی بی (زینب) کو اپنی زوجیت میں رہنے دے (اور اُس کے معمولی خطاؤں پر نظر نہ کر کہ گاہے اس سے ناموافقت ہو جاتی ہے) اور خدا سے ڈر (اور اُس کے حقوق میں بھی کوتاہی نہ کر کہ گاہے اس سے ناموافقت ہو جاتی ہے) اور (جب شکایتیں حد سے متجاوز ہو گئیں اور قرائن سے اصلاح و توافق کی امید نہ رہی تو اُس وقت فہمایش کے ساتھ) آپ اپنے دل میں وہ بات (بھی) چھپائے ہوئے تھے جس کو اللہ تعالیٰ (آخر میں) ظاہر کرنے والا تھا (مراد اس سے نکاح ہے حضرت زینب سے درصورت تطلیق زید کے جس کو حق تعالیٰ نے زَوَّجْنٰكَهَا میں قولًا اور خود نکاح واقع کر دینے سے فعلًا ظاہر فرمایا) اور (اس ارادۂ معلقہ نکاح کے ساتھ ہی) آپ لوگوں (کے طعن) سے (بھی) اندیشہ کرتے تھے (کیونکہ اُس وقت تک اس نکاح میں مصلحت دینیہ ہونا ذہن مبارک میں نہ آیا ہوگا محض دُنیوی مصلحت خاص حضرت زینب کی خیال میں ہوگی اور امور دنیویہ میں ایسا اندیشہ ہونا مضائقہ نہیں بلکہ بعض حیثیتوں سے مطلوب ہے جب کہ اعتراض سے دوسروں کی دین کی خرابی کا احتمال ہو اور اُن کو اس سے بچانا مقصود ہو) اور ڈرنا تو آپکو خدا ہی سے زیادہ سزاوار ہے (یعنی چونکہ واقع میں اس میں دینی مصلحت ہے جیساکہ آگے لِكَيْ لَا يَكُونَ الخ میں مذکور ہے اس لیے خلق سے اندیشہ نہ کیجیے چنانچہ بعد اطلاع مصلحت دینیہ کے پھر اندیشہ آپ نے نہیں کیا اور ارادۂ نکاح میں تو کیا اندیشہ ہوتا خود نکاح کے بعد بھی اندیشہ نہیں کیا جسکا قصّہ آگے ہے کہ) پھر جب زید کا اُس (زینب) سے جی بھر گیا (یعنی طلاق دیدی اور عدت بھی گذر گئی) تو ہم نے آپسے اسکا نکاح کر دیا

اللغات قوله خاتم بکسر التاء اسم فاعل من الختم وبفتح التاء ما يختم به فالكلام محمول على التشبيه البليغ اى كالخاتم ۔

فائدة متعلقة بقوله تعالى ما كان محمد الخ قد ذكروا اشكالا فى الآية وهو ان مساقها النفى

ابوته عليه السلام لزيد فيرد على المعترض فان اريد بالابوة الحقيقية اللغوية لم تلايم السابق وتم الحمل بها الولد المذكور اذ لم يكن احد منهم انه صلى الله عليه وسلم كان ابا لزيد بالولادة وان اريد بها الابوة المجازية لم يسلموا نفيها لتحققها عندهم بالتبنى وبها قررت الآية الخ حل هذا الاشكال قائلين فى قولى اى الابوة حاصل بين حكمى دليل صحيح

تاکہ مسلمانوں پر اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیبیوں کے (نکاح کے) بارہ میں کچھ تنگی نہ رہے جب وہ (منہ بولے بیٹے) اُن سے اپنا جی بھر چکیں یعنی طلاق دیدیں مطلب یہ کہ اس تشریع کا اظہار ہم کو مقصود تھا) اور خدا کا یہ حکم تو ہونے والا تھا ہی (کیونکہ حکمت اس کو مقتضی تھی آگے طعن کا جواب ہے کہ) ان پیغمبر کے لیے خدا تعالےٰ نے جو بات (تکوینًا یا تشریعًا) مقرر کردی تھی اُس میں نبی پر کوئی الزام (اور طعن کی بات) نہیں اللہ تعالےٰ نے اُن (پیغمبروں) کے حق میں (بھی) یہی معمول کر رکھا ہے جو پہلے ہو گذرے ہیں (کہ اُن کو جس امر کی اجازت ہوتی ہے بے تکلف وہ اس کو کرتے رہے ہیں اور محل طعن نہیں ہو سکے ایسے ہی یہ نبی بھی محل اعتراض نہیں) اور (اُن پیغمبروں کے بھی اس قسم کے جتنے کام ہوئے ہیں اُن سب کے بارے میں بھی) اللہ کا حکم تجویز کیا ہوا (پہلے سے) ہوتا ہے (اور اُسی کے موافق اُن کو حکم ہوتا ہے اور وہ عمل کرتے ہیں شاید آپ کے قصہ میں اس مضمون کو لانا اور پھر انبیاء ؑ کے تذکرہ میں اس کو مکرر لانا اس طرف اشارہ ہو کہ ایسے امور مثل تمام امور کائنہ کے ایسے متضمن حکمت ہوتے ہیں کہ پہلے ہی سے علم الٰہی ہی میں تجویز ہو چکتے ہیں پھر نبی پر طعن کرنا اللہ پر طعن کرنا ہے بخلاف اُن امور کے جن پر خود حق تعالیٰ ملامت فرمادیں گو وہ مقدر ہونے کی وجہ سے متضمن حکمت ہوں مگر محل ملامت ہونا دلیل ہے اس کے تضمن مفاسد کی اس لیے اُن مفاسد کے اعتبار سے اُن پر نکیر جائز ہے آگے ایک مدح خاص ہے اُن پیغمبروں کی تاکہ آپ کو تسلی ہو یعنی) یہ سب (پیغمبران گذشتہ) ایسے تھے کہ اللہ تعالےٰ کے احکام پہونچایا کرتے تھے (اگر تبلیغ قولی کے مامور ہوئے تو قولًا اور اگر تبلیغ فعلی کے مامور ہوئے تو فعلًا) اور (اس باب میں) اللہ ہی سے ڈرتے تھے اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تھے (پس آپ کو بھی جب تک معلوم نہ تھا کہ یہ نکاح تبلیغ فعلی ہے اندیشہ ہونا مضائقہ نہیں لیکن اب جب یہ بات معلوم ہوگئی تو آپ بھی اندیشہ نہ کیجیے جیسا کہ مقتضا ہے شان رسالت کا چنانچہ اس کے انکشاف کے بعد پھر آپ نے اندیشہ نہیں کیا باوجودیکہ خود آپ کو رسالات میں خشیت نہیں ہوئی نہ اس کا احتمال تھا پھر بھی انبیاء ؑ کا قصہ سُنانا زیادہ تقویت قلب کے لیے ہے) اور (آپ کی اور زیادہ تسلی کے لیے فرماتے ہیں کہ) اللہ (اعمال کا) حساب لینے کے لیے کافی ہے (پھر کسی سے کاہے کا ڈر نیز آپ کے طاعنین کو بھی سزا دیگا آپ طعن سے مغموم نہ ہوجیے یہ اوپر تو اس فعل کا استحسان مذکور ہوا ہے آگے اس کے استہجان کا جواب ہے جس کا معترضین دعوے کرتے تھے یعنی) محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں (یعنی جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علاقہ اولاد نہیں رکھتے جیسا مِنْ رِّجَالِكُمْ کی اضافت سے قطع اضافت آپ سے مقصود ہے آپ کو اُن لوگوں کے ساتھ ایسی ابوت حاصل نہیں جو کسی دلیل صحیح سے موجب تحریم اُس کی زوجہ کی ہو جاوے پھر جب طعن کا مبنٰی ہی باطل ہے تو مبنی بھی محض فاسد ہے) لیکن (ہاں ایک دوسری ابوۃ روحانی بیشک حاصل ہے چنانچہ) آپ اللہ کے رسول ہیں (اور رسول روحانی مربی ہونے سے اب روحانی ہوتا ہے) اور (اس ابوۃ روحانی میں اس درجہ کامل ہیں کہ سب رسولوں سے اکمل و افضل ہیں چنانچہ آپ) سب نبیوں کے ختم پر ہیں (اور جو نبی ایسا ہوگا وہ ابوۃ روحانیہ میں سب سے بڑھ کر ہوگا کیونکہ اوروں کی تربیت تو غیر مؤبد ہوگی اور ایسے نبی کی ابوۃ مؤبد ہوگی اور خاتم کا دورۂ نبوت اگر اور انبیاء ؑ کے زمانہ سے زیادہ بھی نہ ہوتا تب بھی ابوۃ کی تقویت کیفیہ کے لیے نفس تابید ہی کافی ہو جاتی اور جب زمانہ بھی اوروں سے زیادہ ہوگیا تو تقویت کمیہ بھی منضم ہو کر زیادہ قوت ہوگئی اور اگر عموم بعثت پر بھی لحاظ کیا جاوے تو اور زیادہ قوت ثابت ہوگئی مطلب یہ کہ ابوۃ جسمانیہ تو ہے نہیں جو موجب اعتراض ہوتی البتہ ابوت روحانیہ بدرجہ کمال ہے اور وہ خود قاطع اعتراض ہے کیونکہ نبی کا اعتقاد اور اُس کے لیے انقیاد فرض ہے) اور (اگر یہ وسوسہ ہو کہ یہ نکاح ناجائز تو نہیں لیکن اگر نہ ہوتا تو بہتر تھا کہ اعتراض کا موقع ہی نہ ہوتا تو یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ) اللہ تعالیٰ ہر چیز (کے وجود یا عدم کی مصلحت) کو خوب جانتا ہے (پس اس کے وجود ہی میں مصلحت تھی اسلیے نبی کے لیے تجویز کیا گیا) ف

آیت وَمَا كَانَ الخ میں مِنْ اَمْرِهِمْ عام ہے امر دینی و امر دنیوی کو پس امور دنیویہ میں بھی اگر آپ جزمًا کوئی حکم فرماویں واجب العمل ہوگا اور حدیث تابیر میں جو ارشاد ہے اَنْتُمْ اَعْلَمُ بِاُمُوْرِ دُنْيَاكُمْ یہ اُس صورت میں ہے جب آپ محض رائے اور مشورہ کے طور پر فرماویں اور رہا یہ کہ پھر بلا جزم فرمانے میں تو امور دینیہ میں بھی اتباع واجب نہیں جیسے نوافل میں پھر حدیث تابیر میں ارشاد مذکور کا مقابلہ اِذَا اَمَرْتُكُمْ بِشَیْءٍ مِنَ الدِّیْنِ سے کیا معنی جواب یہ ہے کہ امر دینی میں ایک اتباع مطلقًا واجب ہے یعنی اعتقاد بخلاف امر دنیا کے کہ اس کی مصلحت اور نافع ہونے کا اعتقاد بھی واجب نہیں اور چونکہ حضرت زید رضؓ کو قرائن سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ آپ بطور رائے و مشورہ کے عدم تطلیق کے لیے فرما رہے ہیں اسکو نہ ماننا معصیۃ اللہ میں داخل نہ ہوا جیسا حضرت بریرہ رضؓ کو مغیث رضؓ کے پاس رہنے کو فرمایا اور انہوں نے یہ تحقیق کرکے کہ محض شفاعت ہے امر نہیں ہے منظور نہیں کیا اور ملامت نہیں ہوئی اور حضرت عبداللہ

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱذْكُرُوا۟ ٱللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ۝ وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ۝ هُوَ ٱلَّذِى يُصَلِّى عَلَيْكُمْ وَمَلَٰٓئِكَتُهُۥ لِيُخْرِجَكُم

اے ایمان والو تم اللہ کو خوب کثرت سے یاد کرو اور صبح و شام اس کی تسبیح کرتے رہو وہ ایسا ہے کہ وہ اور اس کے فرشتے تم پر رحمت بھیجتے رہتے ہیں تاکہ حق تعالیٰ تم کو

مِّنَ ٱلظُّلُمَٰتِ إِلَى ٱلنُّورِ ۚ وَكَانَ بِٱلْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا ۝ تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهُۥ سَلَٰمٌ ۚ وَأَعَدَّ لَهُمْ أَجْرًا كَرِيمًا ۝ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِىُّ

تاریکیوں سے نور کی طرف لے آوے اور اللہ تعالیٰ مومنین پر بہت مہربان ہے وہ جس روز اللہ سے ملیں گے تو ان کو جو سلام ہوگا وہ یہ ہوگا کہ السلام علیکم اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے عمدہ صلہ تیار کر رکھا ہے اے نبی

إِنَّآ أَرْسَلْنَٰكَ شَٰهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۝ وَدَاعِيًا إِلَى ٱللَّهِ بِإِذْنِهِۦ وَسِرَاجًا مُّنِيرًا ۝ وَبَشِّرِ ٱلْمُؤْمِنِينَ بِأَنَّ لَهُم مِّنَ ٱللَّهِ

ہم نے بیشک آپ کو اس شان کا رسول بنا کر بھیجا ہے کہ آپ گواہ ہونگے اور آپ بشارت دینے والے ہیں اور ڈرانے والے ہیں اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والے ہیں اور آپ ایک روشن چراغ ہیں اور مومنین کو بشارت

فَضْلًا كَبِيرًا ۝ وَلَا تُطِعِ ٱلْكَٰفِرِينَ وَٱلْمُنَٰفِقِينَ وَدَعْ أَذَىٰهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى ٱللَّهِ ۚ وَكَفَىٰ بِٱللَّهِ وَكِيلًا ۝

بڑا فضل ہونے والا ہے اور کافروں اور منافقوں کا کہنا نہ کیجیے اور ان کی طرف سے جو ایذا پہنچے اس کا خیال نہ کیجیے اور اللہ پر بھروسہ کیجیے اور اللہ کافی کارساز ہے

وحضرت زینبؓ سے جزماً ارشاد فرمایا ہوگا اور آیت اِذْ تَقُوْلُ میں یاد دلانا جس سے ایک معاتبۂ محبت مترشح ہے یہ بات بتلاتا ہے کہ آپ کو جب وحی سے اپنے ساتھ آیندہ تزوج ہونا معلوم تھا فہمایش مناسب نہ تھی اور فہمایش اس لیے اس کے منافی بھی نہیں کہ وقت تزوج ثانی کا معلوم نہ ہوگا آپ چاہتے ہونگے کہ جب تک وہ وقت نہ آوے ابقاء زوجیت ہی بہتر ہے اور مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ کی تفسیر محبت وغیرہ سے کرنا جیسا بعض اقوال شاذہ غیر مستندہ الی الدلیل الصحیح میں ہے صحیح نہیں کیونکہ ان سے پوچھا جاویگا کہ پھر اللہ تعالیٰ نے اس کا ابداء کہاں کیا بخلاف تفسیر بالنکاح کے کہ زَوَّجْنٰکَهَا میں اس کا ابداء ہوا ہے اور زَوَّجْنٰکَهَا سے آیا یہ مراد ہے کہ ظاہری نکاح کی بھی حاجت نہیں یا یہ کہ ہم حکم کرتے ہیں کہ نکاح کرلو دونوں طرف مفسر گئے ہیں اور ہر ایک دوسری روایات میں تاویل مناسب کرلیگا اور جو تفسیر رجالکم کی گئی ہے اس میں نساء بھی شریک ہیں مگر کلام زید میں ہو رہا ہے اسلیے ذکر میں رجال کی تخصیص کیگئی اور نساء کی زوجات سے نکاح کے کوئی معنی بھی نہیں اور عیسےٰ علیہ السلام گو نبی ہونگے مگر ان کی نبوت حادث نہ ہوگی اور مستقل ہو کر نہ آویں گے۔ **ربط** اوپر نکاح زینب رضؓ کے متعلق دفع طعن تہا اور اس کے ضمن میں آپ کی فضیلت رسالت وختم نبوت کا ذکر تہا جسکا نفع تمام عام مسلمانوں کی طرف عائد ہے آگے مسلمانوں کو اس احسان عظیم کے شکریہ میں خصوص کے ساتھ ذکر وطاعت کا حکم اور زیادت ترغیب ذکر وطاعت کے لیے اپنے اور بھی احسانات عاجلہ و آجلہ کی حکایت اور بشارت اور دفع طعن واثبات فضیلت نبویہ کی تقویت کے لیے آپ کے بعض اور فضائل مع آپ کے تسلیہ کے ارشاد فرماتے ہیں اور یہ بیان فضائل نوع چہارم ہے جلالت شان نبوی کی۔

خطاب بمؤمنین بذکر بعض منن وخطاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ببعض فضائل از اجلال حضرت ایشاں مع تسلیہ

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱذْكُرُوا۟ ٱللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ۝ وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ۝ هُوَ ٱلَّذِى يُصَلِّى عَلَيْكُمْ وَمَلَٰٓئِكَتُهُۥ لِيُخْرِجَكُم مِّنَ ٱلظُّلُمَٰتِ إِلَى ٱلنُّورِ ۚ وَكَانَ بِٱلْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا ۝ تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهُۥ سَلَٰمٌ ۚ وَأَعَدَّ لَهُمْ أَجْرًا كَرِيمًا ۝ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِىُّ إِنَّآ أَرْسَلْنَٰكَ شَٰهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۝ وَدَاعِيًا إِلَى ٱللَّهِ بِإِذْنِهِۦ وَسِرَاجًا مُّنِيرًا ۝ وَبَشِّرِ ٱلْمُؤْمِنِينَ بِأَنَّ لَهُم مِّنَ ٱللَّهِ فَضْلًا كَبِيرًا ۝ وَلَا تُطِعِ ٱلْكَٰفِرِينَ وَٱلْمُنَٰفِقِينَ وَدَعْ أَذَىٰهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى ٱللَّهِ ۚ وَكَفَىٰ بِٱللَّهِ وَكِيلًا ۝

اللغات قوله یصلی علیکم ای ترحم او ترحم بتنزیه رحمۃ او یشترک بین اللہ تعالیٰ والملٰئکۃ و ان اختلف حقیقتها ۱۲

النحو قوله تحیتهم المصدر مضاف الی المفعول ۱۲

البلاغة قوله منیرا قید به لان من السرج ما لا یضیء اذا قل سلیطه و دق فتیلته ۱۲

الروایات اخرج عبد بن حمید وابن المنذر قال لما نزلت ان اللہ وملٰئکته یصلون علی النبی قال ابوبکر ما انزل اللہ تعالیٰ علیک خیرا الا اشرکنا فیه فنزلت هو الذی یصلی علیکم وملٰئکته و اخرج ابن جریر وابن عکرمة عن الحسن قال لما نزل لیغفر لک اللہ ما تقدم وما تأخر قالوا یا رسول اللہ قد علمنا ما یفعل بک فماذا یفعل بنا فانزل اللہ تعالیٰ وبشر المؤمنین بان لهم من اللہ فضلا کبیرا اور دہ فی الروح

فائدة

متعلقة بقوله فی ف تاویل مناسب فاورد من روایة تزوجها یمکن حمله علی معنی صار زوجا لها بتزویج اللہ تعالیٰ وما ورد من روایة دخوله علیها بلا اذن وسوالها منه ایاه علیه السلام یمکن حمله علی زعمها الاحتیاج الی الاذن مطلقا وفی دخول الزوج علی الزوجة وما ورد من تفاخرها علی سائر الامهات بنکاحها علی السماء فیمکن حمله علی معنی نزول الآیة المشتملة علی ذکر تزوجها وهو مما لا شبهة فیه خیرها واللہ اعلم ۱۲

اے ایمان والو تم (احسانات الٰہیہ کو عموماً اور ایسے اکمل رسل کی بعثت کے احسان کو خصوصاً یاد کر کے اس کا یہ شکر ادا کرو کہ) اللہ کو خوب کثرت سے یاد کرو (اس میں سب طاعات آگئیں) اور (اس ذکر و طاعت پر دوام رکھو پس) صبح و شام (یعنی علی الدوام) اس کی تسبیح (و تقدیس) کرتے رہو (جناناً بھی ارکاناً بھی لساناً بھی پس جملہ اولیٰ سے عموم اعمال و طاعات کا اور جملہ ثانیہ میں عموم ازمنہ و اوقات کا حاصل ہو گیا یعنی نہ تو ایسا کرو کہ کوئی حکم بجالائے اور کوئی نہ بجالائے اور نہ ایسا کرو کہ کسی دن کوئی کام کر لیا کسی دن نہ کیا اور جیسا اس نے تم پر بہت سے احسان کیے ہیں وہ آئندہ بھی کرتا رہتا ہے پس بالضرور وہ مستحق ذکر و شکر ہے چنانچہ) وہ ایسا (رحیم ہے کہ وہ (خود بھی) اور (اس کے حکم سے) اس کے فرشتے (بھی) تم پر رحمت بھیجتے رہتے ہیں (اس کا رحمت بھیجنا تو رحمت کرنا ہے اور فرشتوں کا رحمت بھیجنا رحمت کی دعا کرنا ہے کما قال الَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ الی قولہ وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ اور یہ رحمت بھیجنا اس لیے ہے) تاکہ حق تعالیٰ (ببرکت اس رحمت کے) تم کو (جہالت و ضلالت کی) تاریکیوں سے (علم اور ہدایت کے) نور کی طرف لے آوے (یعنی خدائی رحمت اور دعائے ملائکہ کی برکت ہے کہ تم کو علم اور ہدایت کی توفیق اور اس پر ثبات حاصل ہے کہ یہ نعمت ہر وقت متجدد و متوفی رہتی ہے) اور (اس سے ثابت ہوا کہ) اللہ تعالیٰ مومنین پر بہت مہربان ہے (اور یہ رحمت تو مومنین کے حال پر دنیا میں ہے اور آخرت میں بھی وہ مورد رحمت ہونگے چنانچہ) وہ جس روز اللہ سے ملینگے تو اُن کو جو سلام ہوگا وہ یہ ہوگا کہ (اللہ تعالیٰ خود اُن سے ارشاد فرماویگا) السلام علیکم (کہ اول تو خود سلام ہی علامت اعزاز کی ہے پھر جبکہ خود اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلام ہو کما قال سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ اور حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ خود اہل جنت سے فرماویگا السلام علیکم رواہ ابن ماجہ وغیرہ اور یہ سلام تو روحانی انعام ہے جس کا حاصل اکرام ہے) اور (آگے جسمانی انعام ستی والعام کی خبر بعنوان عام ہے کہ) اللہ تعالیٰ نے اُن (مومنین) کے لیے عمدہ صلہ (جنت میں) تیار کر رکھا ہے (کہ ان کے جانے کی دیر ہی یہ گئے اور وہ ملا آگے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہے کہ) اے نبی ؐ (آپ مفتے چند معترضین کے طعن سے مغموم نہ ہوں اگر یہ سفہاء آپ کو نہ جانیں تو کیا ہوا ہمنے تو اُن بڑی بڑی نعمتوں اور رحمتوں کا جو کہ خطاب مومنین میں مذکور ہوئی ہیں آپ ہی کو واسطہ بنایا ہے اور آپ کے مخالفین کی سزا کے لیے خود آپ کا بیان کافی قرار دیا گیا ہے کہ اُن کے مقابلہ میں آپ سے ثبوت نہ لیا جاویگا پس اس سے ظاہر ہے کہ آپ ہمارے نزدیک کس درجہ مقبول و محبوب ہیں چنانچہ) ہم نے بیشک آپ کو اس شان کا رسول بنا کر بھیجا ہے کہ آپ (قیامت کے روز امت کے اعتبار سے خود سرکاری) گواہ ہونگے (کہ آپ کے بیان کے موافق اُن کا فیصلہ ہوگا کما قال اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ اور ظاہر ہے کہ خود صاحب معاملہ کو دوسرے فریق اہل معاملہ کے مقابلہ میں گواہ قرار دینا اعلیٰ درجہ کا اکرام اور علو شان ہے اس علو شان کا تو قیامت کے روز ظہور ہوگا) اور (دنیا میں جو آپ کی صفات کمال ظاہر ہیں وہ یہ ہیں کہ) آپ (مومنین کے) بشارت دینے والے ہیں اور (کفار کے) ڈرانے والے ہیں اور (عام طور پر سب کو) اللہ کی طرف اُس کے حکم سے بلانے والے ہیں (اور یہ تبشیر و انذار و دعوت تو تبلیغاً ہے) اور (یوں خود اپنی ذات و صفات و کمالات و عبادات و عادات وغیرہا مجموعی حالات کے اعتبار سے) آپ (سراپا نمونہ ہدایت ہونے میں بمنزلہ) ایک روشن چراغ (کے) ہیں (کہ آپ کی ہر حالت طالبان انوار کے لیے سرمایہ ہدایت ہے پس قیامت میں ان مومنین پر جو کچھ رحمت ہوگی وہ آپ ہی کی ان صفات بشیر و نذیر و داعی و سراج منیر کے واسطہ سے ہے پس آپ اس غم و پریشانی کو نہ لگنے دیجیے) اور (اپنے منصبی کام میں لگے رہیے یعنی) مومنین کو بشارت دیجیے کہ اُن پر اللہ کی طرف سے بڑا فضل ہونے والا ہے اور (اسی طرح کافروں اور منافقوں کو ڈراتے رہیے جس کو ایک خاص عنوان سے تعبیر کیا ہے وہ یہ کہ) کافروں اور منافقوں کا کہنا نہ کیجیے (یعنی اُن کا طعن و اعتراض موجب ترک تبلیغ الیہم نہ ہو جاوے جو اُن کی عین مرضی ہے کہ اُن کا ایسا چاہنا گویا بدلالت حال اس کا امر ہے اور ترک تبلیغ کا وقوع گو بسبب طعن و اعتراض ہی کے کیوں نہ ہو مشابہ موافقت اس امر کے ہے اور ہر چند کہ آپ سے اس کا احتمال نہیں مگر خود رنج خلجان اس کا فی نفسہ ہوتا ہے اس لیے مقتضی اہتمام کو ہوا اور تنفیر عن الترک کے لیے اس کو اطاعت سے تعبیر کیا غرض مبشر و نذیر ہونے کا حق ادا کرتے رہیے) اور اُن (کافروں اور منافقوں) کی طرف سے جو (کوئی) ایذا پہونچے (جیسا اس نکاح میں کہ تبلیغ فعلی ہے ایذا پہونچی) اُس کا خیال نہ کیجیے اور (فعلی ایذا کا بھی احتمال نہ کیجیے اور اگر اس کا احتمال آوے تو) اللہ پر بھروسہ کیجیے اور اللہ کافی کارساز ہے (وہ آپ کو ہر ضرر سے بچاوے گا اور اگر تبلیغ میں کوئی ظاہری ضرر پہونچتا ہے وہ باطناً نفع ہوتا ہے وہ وعدہ کفایت اور وکالت کے منافی نہیں) ف

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا فَمَتِّعُوْهُنَّ

اے ایمان والو تم جب مسلمان عورتوں سے نکاح کرو پھر تم ان کو قبل ہاتھ لگانے کے طلاق دیدو تو تمہاری اُن پر کوئی عدت نہیں جسکو تم شمار کرنے لگو تو انکو کچھ متاع دیدو

وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ۞ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْٓ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰهُ

اور خوبی کے ساتھ اُن کو رخصت کردو۔ اے نبی ہم نے آپ کے لیے آپ کی یہ بیبیاں جن کو آپ اُن کے مہر دے چکے ہیں حلال کی ہیں اور وہ عورتیں بھی جو تمہاری مملوکہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے

عَلَيْكَ وَبَنٰتِ عَمِّكَ وَبَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَبَنٰتِ خَالِكَ وَبَنٰتِ خٰلٰتِكَ الّٰتِيْ هَاجَرْنَ مَعَكَ ۫ وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا

آپکو غنیمت میں دلوادی ہیں اور آپ کے چچا کی بیٹیاں اور آپکی پھوپھیوں کی بیٹیاں اور آپکے ماموں کی بیٹیاں اور آپکے خالاؤں کی بیٹیاں بھی جنہوں نے آپکے ساتھ ہجرت کی ہو اور اُس مسلمان عورت کو بھی جو بلا عوض

لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا ۗ خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيْٓ اَزْوَاجِهِمْ

پیغمبر کو دیدے بشرطیکہ پیغمبر اُس کو نکاح میں لانا چاہیں یہ سب آپکے لیے مخصوص کیے گئے ہیں نہ اور مومنین کے لیے ہم کو وہ احکام معلوم ہیں جو ہم نے اُن پر اُن کی بیبیوں

وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۞

اور لونڈیوں کے بارے میں مقرر کیے ہیں تاکہ آپ پر کسی قسم کی تنگی نہ ہو اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے

احقر کے نزدیک چراغ سے تشبیہ دینے میں یہ نکتہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک تو چراغ تک رسائی آسان ہے پھر چراغ سے ہر وقت نور حاصل کرنا ممکن ہے پھر سہل الحصول ہے پھر اس سے نور حاصل کرنے میں اکتساب اور قصد کو بھی دخل ہے پھر صحیح المزاج و صحیح البدن کو بھی کو اُس سے ناگواری کسی وقت نہیں پھر اُس میں شان انیس ہونے کی بھی ہے اور ان سب صفات کو انبیاء علیہم السلام کی شان سے زیادہ مناسبت ہے اور بعض نے سِرَاجًا مُّنِيْرًا سے آفتاب مراد لیا ہے کقولہ تعالے وَجَعَلَ فِيْهَا سِرَاجًا اھ ولکل وجہۃ۔ **ربط** اوپر منجملہ انواع جلالت شان نبوی کے کہ منجملہ اعظم مقاصد سورت ہے جیسا تمہید میں معلوم ہوا چار نوعین آیات میں متفرقاً مذکور ہوئی ہیں آگے اُس کی نوع پنجم آتی ہے جس کا حاصل آپ کا اختصاص ہے بعض احکام نکاح کے ساتھ اور اختصاص کا دلیل شرف ہونا ظاہر ہے اور اصل یہ مضمون يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا سے چلا ہے لیکن تاکد تحقیق اختصاص کے لیے جس کا جزو مفہوم ہے عدم وجدان فی غیر المختص بہ اصل مضمون سے پہلے ایک حکم متعلق بہ نکاح عام مومنین جس کا اثر طلاق سے ظاہر ہوا ہے لایا گیا جس سے تمایز احکام امت و نبی کا خوب ظاہر ہو سکتا ہے چنانچہ ان آیات میں خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ فرمانا اور قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فرمانا تمایز مذکور کے مقصود فی المقام و الکلام ہونے کا صاف قرینہ ہے۔

خطاب بمومنین بعض احکام طلاق قبل المس و خطاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم بعض احکام خاصہ متعلقہ نکاح کہ نوع پنجم است از اجلال حضرت ایشان

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۚ فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ۞ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْٓ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَبَنٰتِ عَمِّكَ وَبَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَبَنٰتِ خَالِكَ وَبَنٰتِ خٰلٰتِكَ الّٰتِيْ هَاجَرْنَ مَعَكَ ۫ وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا ۗ خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيْٓ اَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۞

الیتمی خالصۃ مصدر کعافیۃ عاملہ مقدر ای خلص لک۔ ہذہ الاحلالات خلوصا لا یشارکک فیہا غیرک ۱۲ البلاغۃ قولہ فالکم اشارۃ باللام الی ان نفع العدۃ وعائدتہا عائدۃ الیہم لانہا لصیانۃ میاہہم والانساب الراجعۃ الیہم ثم فی بعض الصور قام نفس النکاح مقام الوطی وان لم یتحقق بل ولم یتوہم الوطی کما اذا توفی الزوج قبل الخلوۃ خصوصا اذا کان صغیرا قولہ عمک مفردا وعمتک جمعا وکذا الخال والخلت فی افراد العم والخال وجمع الخال والخالات نکات احسنہا عندی ثلثۃ الاول فیہ حفظ لنوع من الجناس ولو جمع العم والخال لفات کما لا یخفی والثانی من فوائد النکاح التناصر بالاصہار والتناصر انما یکون بالرجال دون الاناث وہو یحصل المتعدد فی حکم الواحد فلذا افرد الذکور دون الاناث والثالث ان فی اشعار العرب لم یر العم مضافا الیہ ابن او بنت بالافراد او الجمع الا مفردا (کما نقل شواہدہ فی الروح) وافراد الخال بلمناسبتہ وجمع العمات والخالات علی الاصل واللہ اعلم بلطائف کلامہ ۱۲

تُرۡجِیۡ مَنۡ تَشَآءُ مِنۡهُنَّ وَتُـٔۡوِیۡۤ اِلَیۡكَ مَنۡ تَشَآءُ ؕ وَمَنِ ابۡتَغَیۡتَ مِمَّنۡ عَزَلۡتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیۡكَ ؕ ذٰلِكَ اَدۡنٰۤی اَنۡ تَقَرَّ

ان میں سے آپ جس کو چاہیں اپنے سے دور رکھیں اور جسکو چاہیں اپنے نزدیک رکھیں اور جسکو دور رکھا تھا ان میں سے پھر کسی کو طلب کریں تب بھی آپ پر کوئی گناہ نہیں اس میں زیادہ توقع ہے کہ ان کی

اَعۡیُنُهُنَّ وَلَا یَحۡزَنَّ وَیَرۡضَیۡنَ بِمَاۤ اٰتَیۡتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ یَعۡلَمُ مَا فِیۡ قُلُوۡبِكُمۡ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِیۡمًا حَلِیۡمًا ۝ لَا یَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ

آنکھیں ٹھنڈی رہینگی اور آزردہ خاطر نہ ہونگی اور جو کچھ بھی آپ انکو دیدینگے اسپر سب کی سب راضی رہینگی اور خدا تعالیٰ کو تم لوگوں کے دلوں کی سب باتیں معلوم ہیں اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا ہے بردبار ہے

مِنۡۢ بَعۡدُ وَلَاۤ اَنۡ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنۡ اَزۡوَاجٍ وَّلَوۡ اَعۡجَبَكَ حُسۡنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتۡ یَمِیۡنُكَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیۡءٍ رَّقِیۡبًا ۝

آپکے لیے حلال نہیں ہیں اور نہ یہ درست ہے کہ آپ ان بیبیوں کی جگہ دوسری بیبیاں کرلیں اگرچہ آپ کو ان کا حسن اچھا معلوم ہو مگر جو آپ کی مملوکہ ہو اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا پورا نگران ہے۔

تُرۡجِیۡ مَنۡ تَشَآءُ مِنۡهُنَّ وَتُـٔۡوِیۡۤ اِلَیۡكَ مَنۡ تَشَآءُ ؕ وَمَنِ ابۡتَغَیۡتَ مِمَّنۡ عَزَلۡتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیۡكَ ؕ ذٰلِكَ اَدۡنٰۤی اَنۡ تَقَرَّ اَعۡیُنُهُنَّ وَلَا یَحۡزَنَّ وَیَرۡضَیۡنَ بِمَاۤ اٰتَیۡتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ یَعۡلَمُ مَا فِیۡ قُلُوۡبِكُمۡ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِیۡمًا حَلِیۡمًا ۝ لَا یَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنۡۢ بَعۡدُ وَلَاۤ اَنۡ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنۡ اَزۡوَاجٍ وَّلَوۡ اَعۡجَبَكَ حُسۡنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتۡ یَمِیۡنُكَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیۡءٍ رَّقِیۡبًا ۝ اے ایمان والو (تمہارے نکاح کے احکام میں سے تو ایک حکم یہ ہے کہ) تم جب مسلمان عورتوں سے نکاح کرو (اور) پھر تم اُن کو قبل ہاتھ لگانے کے (کسی اتفاق سے) طلاق دیدو تو تمہاری اُن پر کوئی عدت (واجب) نہیں جس کو تم شمار کرنے لگو (تاکہ اُن کو اُس عدت میں نکاح ثانی کرنے سے روک سکو جیساکہ عدت کی صورت میں شرعاً یہ روکنا جائز بلکہ واجب ہے اور جب اس صورت میں عدت نہیں) تو اُن کو کچھ (مال) متاع دیدو اور خوبی کے ساتھ اُن کو رخصت کردو (اور مؤمنات کی مثل کتابیات کا بھی حکم ہے پس یہ قید بیان اولیٰ واحری کے لیے ہے کہ مومن کو مومنہ سے نکاح زیادہ بہتر ہے اور ہاتھ لگانا کنایہ صحبت سے ہے حقیقۃً یا حکماً مثل خلوت صحیحہ کے پس دونوں سے عدت واجب ہے کذا فی الہدایۃ وغیرہا اور متاع میں یہ تفصیل ہے کہ اگر اس کا مہر مقرر نہیں ہوا تو یہ متاع ایک جوڑا ہے وقد مر فی تفسیر آیۃ البقرۃ لَا جُنَاحَ عَلَیۡكُمۡ اِنۡ طَلَّقۡتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمۡ تَمَسُّوۡهُنَّ الخ اور اگر مہر مقرر ہوا ہے تو یہ متاع نصف مہر ہے کما فی قولہ تعالیٰ ہنالک وَاِنۡ طَلَّقۡتُمُوۡهُنَّ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ تَمَسُّوۡهُنَّ وَقَدۡ فَرَضۡتُمۡ الخ اور سراح جمیل یہ کہ امساک بلاحق نہ کرے اُس کا متاع واجب نہ رکھے اور دیا ہوا واپس نہ لے کوئی سخت بات نہ کہے یہ حکم تو مثل دیگر احکام مذکورہ آیات دیگر منجملہ احکام متعلقہ عام مسلمین کے ہے اور) اے نبی (بعض احکام آپ کے ساتھ مخصوص ہیں جن سے آپ کا اختصاص اور شرف بھی ثابت ہوتا ہے اُن میں سے بعض یہ ہیں حکم اوّل (ہم نے آپ کے لیے آپ کی یہ بیبیاں (جوکہ اس وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہیں اور) جن کو آپ اُن کے مہر دے چکے ہیں (باوجود زیادت عدد کے) حلال کی ہیں (حکم دوم) اور وہ عورتیں بھی (خاص طور پر حلال کی ہیں) جو تمہاری مملوکہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو غنیمت میں دلوادی ہیں (اس خاص طور کا بیان بذیل ف آویگا حکم سوم) اور آپ کے چچا کی بیٹیاں اور آپ کے پھوپیوں کی بیٹیاں (مراد اس سے باپ کے خاندان کی بیٹیاں ہیں) اور آپ کے ماموں کی بیٹیاں اور آپ کی خالاؤں کی بیٹیاں (مراد اس سے ماں کے خاندان کی بیٹیاں ہیں یعنی ان سب کو) بھی (اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے حلال کیا ہے مگر یہ خاندان کی عورتیں مطلقاً نہیں بلکہ ان میں سے صرف وہی) جنھوں نے آپکے ساتھ ہجرت کی ہو (ساتھ کا مطلب یہ کہ اس عمل میں موافقت کی ہو اور معیت زمانیہ کی قید نہیں ہے اور اس قید سے وہ نکل گئیں جو مہاجر نہ ہوں حکم چہارم) اور اُس مسلمان عورت کو بھی (آپ کے لیے حلال کیا) جو بلا عوض (یعنی بلا مہر) اپنے کو پیغمبر کو دیدے (یعنی نکاح میں آنا چاہے) بشرطیکہ پیغمبر اسکو نکاح میں لانا چاہیں (اور مسلمان کی قید سے کافرہ نکل گئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اُس سے نکاح درست نہ تھا اور یہ حکم پنجم ہے اور) یہ سب (احکام) آپ کے لیے مخصوص کیے گئے ہیں نہ اور مومنین کے لیے (کہ اُن کے لیے اور احکام ہیں چنانچہ) ہم کو وہ احکام معلوم ہیں (اور آیات و روایات میں اوروں کو بھی معلوم کرادیے ہیں) جو ہم نے اُن (عام مومنین) پر اُن کی بیبیوں اور لونڈیوں کے بارے میں مقرر کیے ہیں (جو ان احکام سے متمایز اور متغایر ہیں جن میں سے نمونہ کے طور پر ایک اور یہ بھی مذکور ہے جس میں مہر کا لزوم نکاح کے لیے تسمیۃً یا وجوباً حقیقۃً یا حکماً ثابت ہوتا ہے

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ فی وان وھبت جو بلا عوض اخذ بالحاصل و اشارۃ الی ان ہذا الشرط لیس لتعلیق الجواز بہ لان النکاح علی المہر لا شک فی جوازہ کما حققہ فی الفائدۃ السادسۃ من متن التفسیر بل الشرط قائم مقام الوصف الذی یذکر لدفع شبہۃ ثبوت الحکم فی الموصوف فالمقصود الاشتراط بالشرط الثانی من قولہ ان اراد النبی فما قالوا ان الشرطین اذا اجتمعا فالثانی شرط للاول انما ہو اکثری اذ لا یرید التعلیق بکلا الشرطین واما ہہنا فانما المقصود الثانی واما الاول ففی قوۃ ان الوصلیۃ فالمعنی احللنا لک المؤمنۃ بشرط قبول النبی لہا وان کانت وہبت نفسہا فکیف اذا سمی للمہر فلا اولی فافہم ھداک اللہ ۱۲

الفاظ: قولہ تبدل بحذف احدی التائین بمعنی تستبدل ۱۲

اور نکاح نبوی حکم چہارم میں بلا مہر کافی ہے اور یہ اختصاص اس لیے ہے) تاکہ آپ پر کسی قسم کی تنگی (واقع) نہ ہو (یعنی ان احکام مخصوصہ میں اوروں سے توسیع ہے جیسے حکم اول و چہارم اُن میں تو تنگی نہ ہونا ظاہر ہے اور جن میں ظاہراً تقیید و تضییق ہے جیسے حکم سوم و پنجم وہاں تنگی نہ ہونے کے یہ معنے ہیں کہ ہم نے یہ قید آپ کے بعض مصالح کے لیے لگائی ہے اگر یہ قید نہ ہوتی تو آپ کی وہ مصلحت فوت ہوتی اور اُس وقت آپ کو تنگی ہوتی جو ہم کو معلوم ہے اس لیے رعایت اُس مصلحت کی کیگئی تاکہ وہ تنگی محتمل واقع نہ ہو اور حکم دوم کے متعلق بذیل ف تقریر آوے گی) اور (رفع حرج کی رعایت کچھ احکام مختصہ ہی میں نہیں ہے بلکہ عام مومنین کے متعلق جو احکام ہیں اُن میں بھی یہ امر مرعی ہے کیونکہ) اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے (پس رحمت سے احکام میں مناسب سہولت کی رعایت فرماتے ہیں اور سہل احکام میں بھی کوتاہی ہو جانے پر احیاناً مغفرت فرماتے ہیں جو دلیل غایت رحمت کی ہے جو بنا ہے سہولت احکام و رفع حرج کی اور یہ تو بیان تھا اقسام نساء محللات کا آگے اس کا بیان ہے کہ جو اقسام حلال کی گئی ہیں اُن میں سے جتنی جس وقت آپ کے پاس ہوں اُن کے کیا احکام ہیں پس حکم ششم ارشاد ہے کہ) اُن میں سے آپ جس کو چاہیں (اور جب تک چاہیں) اپنے سے دور رکھیں (یعنی اُس کو باری نہ دیں) اور جس کو چاہیں (اور جب تک چاہیں) اپنے نزدیک رکھیں (یعنی اُس کو باری دیں) اور جن کو دور کر رکھا تھا اُن میں سے پھر کسی کو طلب کریں تب بھی آپ پر کوئی گناہ نہیں (مطلب یہ ہوا کہ ان کی باری وغیرہ کی رعایت آپ پر واجب نہیں اور اس میں ایک بڑی ضروری مصلحت ہے وہ یہ کہ) اس میں زیادہ توقع ہے کہ ان (بیبیوں) کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں گی (یعنی خوش رہیں گی) اور آزردہ خاطر نہ ہوں گی اور جو کچھ بھی آپ ان کو دیدینگے اُس پر سب کی سب راضی رہیں گی (کیونکہ بنا رنج کی عادۃً دعوے استحقاق کا ہوتا ہے اور جب معلوم ہو جاوے کہ جو کچھ مال یا توجہ مبذول ہوگی وہ تبرع محض ہے پس کسی کو کوئی شکایت نہ رہیگی اور لونڈیوں کا حق باری میں نہ ہونا سب ہی کے لیے معلوم ہے) اور اے مسلمانو یہ احکام مختصہ سنکر دل میں یہ خیالات مت پکالینا کہ یہ احکام عام کیوں نہ ہوئے اگر ایسا کروگے تو) خدا تعالیٰ کو تم لوگوں کے دلوں کی سب باتیں معلوم ہیں (ایسا خیال پکالینے پر تم کو سزا دیگا کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ پر اعتراض اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم پر حسد ہے جو موجب تعذیب ہے) اور اللہ تعالیٰ (یہی کیا) سب کچھ جاننے والا ہے (اور معترضین کو جو عاجلاً سزا نہیں ہوئی تو اس سے نفی علم لازم نہیں آتا بلکہ اُس کی وجہ یہ ہے کہ وہ) بردبار ہی ہے (اس لیے کبھی دیر میں سزا دیتا ہے آگے بقیہ احکام مختصہ بحضرۃ الرسالۃ ارشاد فرماتے ہیں جن میں بعضے تو بعض احکام بالا کا تتمہ ہیں اور بعضے جدید ہیں پس ارشاد ہے کہ اوپر جو حکم سوم و پنجم میں منکوحہ عورتوں میں ہجرت اور ایمان کی قید لگائی ہے سو) ان کے علاوہ اور عورتیں (جن میں یہ قید نہ ہو) آپ کے لیے حلال نہیں ہیں (یعنی اہل قرابت میں سے غیر مہاجرات حلال نہیں اور دوسری عورتوں میں سے غیر مومنات حلال نہیں یہ تو تتمہ ہوا حکم بالا کا) اور (آگے حکم ہفتم جدید ہے کہ) نہ یہ درست ہے کہ آپ ان (موجودہ) بیبیوں کی جگہ دوسری بیبیاں کرلیں (اس طرح سے کہ ان میں سے کسی کو طلاق دیدیں اور بجائے اُن کے دوسری کرلیں اور یوں بدوں ان کے طلاق دیے ہوئے اگر کسی سے نکاح کرلیں تو اس کی ممانعت نہیں اسی طرح اگر بلا قصد تبدل کسی کو طلاق دیں تو اس کی بھی ممانعت ثابت نہیں بلکہ لفظ تبدل اس مجموعہ کی ممانعت پر دال ہے پس یہ تبدل ممنوع ہے) اگرچہ آپ کو اُن (دوسریوں) کا حسن اچھا معلوم ہو مگر جو آپ کی مملوکہ ہو (کہ وہ حکم پنجم اور ہفتم دونوں سے مستثنیٰ ہے یعنی وہ کتابیہ ہونے پر بھی حلال ہے اور اُس میں تبدل بھی درست ہے) اور اللہ تعالیٰ ہر چیز (کی حقیقت اور آثار و مصالح) کا پورا نگراں ہے (اس لیے ان سب احکام میں مصلحتیں و حکمتیں ہیں گو عام مکلفین کو وہ تعیینا نہ بتلائی جاویں اس واسطے کسی کو سوال یا اعتراض کا منصب و استحقاق نہیں)

ف فوائد عدیدہ اول اٰتَیْتَ قید واقعی ہے کیونکہ مصداق اس کا ازواج موجودہ ہیں (قالہ مجاہد) اور ظاہر ہے کہ اس صورت میں قید احترازی نہیں ہوسکتی **دوم** اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَیْكَ قید اتفاقی ہے جس کا اصل مقصود یہ ہے کہ سبب تملک کا مشروع ہونا متعین ہو اور فئ اس کی ایک مثال ہے پس اشترا یا ہبہ سے جو مملوک ہو اُس کا غیر حلال ہونا ثابت نہیں چنانچہ اخیر آیت میں مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ میں کوئی قید نہیں (کذا فی الروح) **سوم** حکم دوم میں جو لفظ خاص طور سے ہے اُس کا بیان کہیں تصریحاً تو نظر سے نہیں گزرا لیکن سیاق کلام سے کہ مقام بیان اختصاص کا ہے اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ مملوکات کے بارہ میں بھی کوئی حکم آپ کے لیے خاص ہے (کما فی الکبیر فی تفسیر قولہ تعالیٰ قد علمنا الخ فان لک فی النکاح خصائص لیست لغیرک وکذلک فی السراری) رہا یہ کہ وہ کیا ہے سو عجب نہیں کہ وہ

یہ ہو کہ آپ کی وہ لونڈی جو وفات تک آپ کے پاس ہو جیسے ماریہ قبطیہ دوسروں کے لیے حرام ہو مثل ازواج کے (نقلہ فی الروح فی تفسیر قولہ تعالے وَلَآ اَنۡ تَنۡكِحُوۡۤا اَزۡوَاجَهٗ) اور ممکن ہے کہ اور کچھ ہو جو اُس زمانہ والوں کو معلوم ہو اور اُن ہی کے معلوم ہونے کی ضرورت ہے کو اثر اختصاص کے ظہور کا وہی وقت تھا یہاں تک لکھنے کے بعد ظہر کی نماز میں جو کھڑا ہوا تو منجانب اللہ قلب پر دو حکم مملوکات کے متعلق وارد ہوئے ایک یہ کہ غنیمت کی تقسیم سے پہلے آپ کو ایک چیز لے لینے کا اختیار تھا اور وہ چیز صفی کہلاتی تھی جیسا غزوہ خیبر میں حضرت صفیہ کو لیا تھا رواہ ابو داؤد دوسرے اہل حرب کی جانب سے جو ہدیہ خاص آتا تھا وہ آپ کا ہوتا تھا جیسے مقوقس نے ماریہ کو دیا تھا اور دوسروں کے لیے صفی جائز نہیں اور ہدیہ عامہ مسلمین کا حق ہے کذا فی الدر المختار **چہارم** حکم سوم میں جو هَاجَرۡنَ کی قید ہے ظاہرا احترازی ہے جیسا ام ہانی بنت ابی طالب کے قول سے معلوم ہوتا ہے (فلم اکن اُحِلُّ لَهٗ لِاَنِّیۡ لَمۡ اُهَاجِرۡ مَعَهٗ كُنۡتُ مِنَ الطُّلَقَآءِ) نیز لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنۡۢ بَعۡدُ کی تفسیر سے جو احقر نے اختیار کی ہے اسی کی تائید ہوتی ہے اور ابن عباس رضؓ اور مجاہد سے یہی تفسیر منقول ہے چنانچہ مجاہد کے یہ الفاظ ہیں (لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا بَيَّنۡتُ لَكَ مِنۡ هٰذِهِ الۡاَصۡنَافِ بَنَاتِ عَمِّكَ الی قولہ فَاُحِلَّ لَهٗ مِنۡ هٰذِهِ الۡاَصۡنَافِ مَا شَآءَ) **پنجم** بنات عم و عمات و بنات خال و خالات کی جو تفسیر کی گئی ہے معالم و دیگر تفاسیر میں اسی طرح ہے پس خاص عم و خال و عمہ و خالہ مراد نہیں **ششم** حکم چہارم میں جو واہبات کا ذکر ہے اس میں ان وہبت شرط حلت نہیں بلکہ شرط تو صرف ایمان ہے اور یہ قید رفع شبہہ کے لیے اور اثبات الحکم فی النکاح بالاولی کے لیے ہے کیونکہ حرہ محل ہبہ نہیں جب اس عقد بلا عوض سے وہ حلال ہو جاتی ہے تو نکاح بعوض سے تو بدرجہ اولیٰ حلال ہو جاوے گی پس حاصل یہ ہوا کہ اقارب کے لیے تو ہجرۃ شرط ہے اور اجانب کے لیے ایمان کافی ہے گو بلا عوض نکاح ہو جاوے (قالہ الشعبی) اور اس میں اختلاف ہے کہ ایسی بی بی کوئی تھیں یا نہیں قائلین قول اول نے یہ نام تبلائے ہیں خولہ بنت حکیم۔ ام شریک۔ میمونہ۔ لیلیٰ بنت حلیم ان میں ثانیہ کی نسبت قبلہا بھی آیا ہے اور ثالثہ ازواج میں معروف ہیں لعبیہ کو قبول نہ کیا ہوگا۔ قائلین قول ثانی نے کہا ہے (لَمۡ يَكُنۡ عِنۡدَ رَسُوۡلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ اِمۡرَاَةٌ وَّهَبَتۡ نَفۡسَهَا لَهٗ) تو کلام بطور شرط و جزا کے ہوگا کہ اگر ایسا ہو تو درست ہے لیکن ایسا ہوا نہیں یعنی شرط ثانی اِنۡ اَرَادَ النَّبِیُّ متحقق نہیں ہوئی ورنہ شرط اول اِنۡ وَّهَبَتۡ یقیناً واقع ہوئی ہے اور یہ قائلین قول ثانی قائل اول کی روایات کو ثابت نہیں کہتے ممکن ہے کہ ان میں جس سے نکاح کیا ہو بلفظ ہبہ نہ ہوا ہو **ہفتم** اسی حکم چہارم میں جو مومنہ کی قید ہے وہ بھی مثل قید ہجرت کے احترازی ہے چنانچہ لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ کی تفسیر میں بھی احقر نے اشارہ کیا ہے اور یہی تفسیر مجاہد سے منقول ہے (قال لا یحل لک النساء من بعد یہودیات ولا نصرانیات لا ینبغی ان یکن امہات المؤمنین الا ما ملکت یمینک قال ھی الیہودیات والنصرانیات لا باس ان یشتریھا) **ہشتم** یہاں سات حکم مختص ہیں حکم اول میں اختصاص یہ ہے کہ اس وقت آپ کے پاس نو بیبیاں ہیں اور اس قدر بیبیاں جمع کرنا کسی امتی کو جائز نہیں اور وجہ شرف ہونا اس کا ظاہر ہے حکم دوم کے اختصاص کی تقریر فائدہ سوم میں گذر چکی ہے اور اسی سے وجہ شرف ہونا بھی ظاہر ہے حکم سوم میں اختصاص یہ ہے کہ ہجرت کی قید ہے جو اور لوگوں کے لیے نہیں اس میں بھی آپ کا شرف ظاہر ہے کہ اکمل چیز آپ کے لیے تجویز کی گئی حکم چہارم میں اختصاص یہ ہے کہ مہر واجب نہیں ہوا اس میں بھی امتیاز ظاہر ہے حکم پنجم کی تقریر بھی مثل حکم سوم کے ہے حکم ششم کا اختصاص اور سبب شرف ہونا ظاہر ہے حکم ہفتم کا اختصاص تو ظاہر ہے کہ دوسرے امتیوں کے لیے یہ تبدل ممنوع نہیں باقی موجب شرف ہونا اس لیے کہ اس تبدل سے شبہہ قید عدد کا ہوتا ہے جیسا دوسرے امتی اگر چار بیبیاں رکھتے ہوں تو پانچویں بدون تبدل مذکور کے حلال نہیں پس یہ موجب شرف ہونے میں قریب قریب حکم اول کے ہے **فائدہ نہم** اول آیت میں جو خالصۃ آیا ہے زمخشری نے اس کو چاروں کے متعلق کہا ہے **فائدہ دہم** اول کے پانچ حکموں کی جو حکمت ارشاد فرمائی ہے لِكَيۡلَا يَكُوۡنَ عَلَيۡكَ حَرَجٌ وہاں تفسیر میں حکم سوم و پنجم کی حکمت مجملاً بیان کی گئی ہے اور حکم دوم کی تقریر کا وعدہ کیا گیا ہے جس کی تقریر بضمن فائدہ سوم ہو چکی ہے اور وہ حکمت اس میں بھی اجمالاً جاری ہو سکتی ہے اور تفصیل کسی کی بھی ضروری نہیں مگر تبرعاً حکم دوم میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ وفات تک کسی لونڈی کو اپنے پاس رکھنا دلیل ہے محبت و خصوصیت کی اور محبت و خصوصیت کے لوازم عادیہ میں سے ہے غیرت پس اگر ایسی لونڈی بھی دوسرے کے لیے حلال ہوتی تو ممکن ہے کہ آپ کو بوجہ محبت و خصوصیت کے شدت غیرت سے یہ سوچ کر کلفت اور تنگی ہوتی کہ دوسرا اس میں شریک ہوگا بخلاف اس کے جس کو آپ ہبہ یا بیع کسی کو خود دیدیں کہ دیدینا خود ہی علامت ہوگی ضعف محبت و خصوصیت کی اور اس وجہ سے کلفت بھی نہ ہوگی

اور فائدہ سوم کے اخیر میں جو عبارت بعد میں بڑھائی گئی ہے اُس میں نفی اور ہدیہ کے اختصاص کے لیے عدم حرج کا علت ہونا محتاج بیان نہیں اور حکم سوم
میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ اہل قرابت بے تکلف زیادہ ہوتی ہیں اور زیادہ بے تکلفی بدون درستی اخلاق کے اکثر موجب کلفت ہوتی ہے اور ہجرت
سے اکثر جو پریشانیاں پیش آتی ہیں اُن سے اخلاق درست ہوجاتے ہیں پس اس قید کے نہ ہونے سے شاید آپ کو تنگی اور کلفت پیش آتی
نیز قرابت نبوی مایۂ افتخار ہے اور افتخار اکثر موجب کلفت ہوتا ہے سو ہجرت سے اس کی بھی اصلاح ہوجاوے گی بخلاف اجانب کے کہ اُن
میں یہ عوارض نہیں اس لیے صرف قید مومنہ پر کفایت کی گئی اور حکم پنجم میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ زوجہ سے انبساط زیادہ ہوتا ہے پس اگر وہ کافرہ
ہو تو انبساط میں اُس سے بوجہ فساد عقائد و اخلاق مضرت تنگی و کلفت ہوگی پس اس طور پر رفع حرج ان حکموں کی علت بن گئی اور اول و چہارم
کے لیے عدم حرج کا علت ہونا اظہر من الشمس ہے باقی حکم ششم کی حکمت خود قرآن میں ہے ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ تَقَرَّ اَعْيُنُهُنَّ الخ اور حکم ہفتم
کی حکمت یہ ہوسکتی ہی کہ اس طرح کے تبدل میں کم فہموں کو شبہہ غرض پرستی کا ہوسکتا ہے کہ اپنے ایک نفسانی نفع کے لیے کہ ایک جدیدہ حاصل
ہوجاوے ایک قدیمہ کو ضرر پہونچایا گیا بخلاف اس کے کہ اگر قدیمہ کی طلاق اور جدیدہ سے نکاح مجتمع نہ ہو تو اس شبہہ کی گنجایش نہیں ہوسکتی
فائدہ یازدہم حکم ششم کی جو تفسیر اختیار کی گئی ہے محمد بن کعب قرظی اور قتادہ سے اسی طرح منقول ہے (قَالَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوَسَّعًا عَلَيْهِ فِيْ قَسْمِ اَزْوَاجِهٖ اَنْ يُّقَسِّمَ بَيْنَهُنَّ كَيْفَ يَشَآءُ) **فائدہ دوازدہم** لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ الخ کی جو تفسیر کی گئی
ہے فائدہ چہارم میں اُس کا ماخذ بیان کیا گیا ہے اس تفسیر پر حضرت عائشہ رضہ کے اس قول کو (لَمْ يَمُتْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى
اَحَلَّ اللّٰهُ لَهٗ اَنْ يَّتَزَوَّجَ مِنَ النِّسَآءِ مَا شَآءَ اِلَّا ذَاتَ مَحْرَمٍ) اس امر پر محمول کرنے کی ضرورت نہیں کہ لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ منسوخ ہی اور تُرْجِىْ
مَنْ تَشَآءُ جو تلاوت میں مقدم ہے بوجہ تاخر نزول کے اُس کا ناسخ ہے کیونکہ تفسیر مذکور پر آیت لَا يَحِلُّ زائد علی التسع کی حرمت پر دال ہی نہیں
فائدہ سیزدہم وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ کی جو تفسیر کی گئی ہے عبداللہ بن شداد سے اسی طرح منقول ہے (قَالَ لَوْ طَلَّقَهُنَّ لَمْ يَحِلَّ لَهٗ
اَنْ يَّسْتَبْدِلَ وَقَدْ كَانَ يَنْكِحُ بَعْدَ مَا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ مَا شَآءَ) اور اسی طرح امام زین العابدین رضہ و انس بن مالک رضہ سے
منقول ہے **فائدہ چہاردہم** اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ کی جو تفسیر کی ہے اُس میں حکم پنجم سے مستثنیٰ ہونے کی دلیل تو ابوذر رضہ کا
قول ہے (لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْ بَعْدُ قَالَ مِنَ الْمُشْرِكَاتِ اِلَّا مَا سَبَيْتَ فَمَلَكَتْهُ يَمِيْنُكَ) اور حکم پنجم کی جو حکمت فائدہ دہم میں گذر چکی ہی اُس سے
نقض وارد نہیں ہوتا کیونکہ مملوکہ سے اتنا انبساط نہیں ہوتا اور حکم ہفتم سے مستثنیٰ ہونے کی دلیل اتصال کلام کافی ہی **فائدہ پانزدہم** اَعْجَبَكَ
حُسْنُهُنَّ پر کوئی وسوسہ نہ کیا جاوے کیونکہ اول تو یہ غیر اختیاری ہے دوسرے حقیقت اس کی اِدْرَاكُ الشَّيْءِ عَلٰى مَا هُوَ عَلَيْهِ سو یہ واقع میں کمال ہے اور
جو امر مذموم ہی کہ بلا ضرورت و اذن شرعی قصدًا نظر کرنا یا اس کے تصور سے لذت حاصل کرنا اس پر یہ لفظ کسی طرح دال نہیں اور دوسرے دلائل اس کے
عدم پر دال ہیں اور ان فوائد پانزدہ گانہ میں جتنی روایتیں لکھی گئی ہیں سب در منثور میں باسانید مختلفہ صحیحہ و حسنہ و لینہ موجود ہیں **ربط** اوپر متفرق
آیتوں میں تحریم بعض انواع ایذاء نبوی مذکور ہوئی ہے آگے تحریم بعض انواع کی کہ وہ بھی مثل نوع پنجم بوجہ عدم قصد ایذاء اخف الانواع ہے مذکور ہی
جس کا قصہ یہ ہے کہ جب آپ کی شادی حضرت زینب سے ہوئی تو آپ نے لوگوں کی دعوت ولیمہ فرمائی بعض لوگ کھانا کھا کر باتیں
کرنے لگے آپ نے اُٹھنے کا ارادہ کیا تاکہ لوگ اُٹھ کھڑے ہوں مگر اس اشارہ کو وہ لوگ نہ سمجھے آخر آپ اُٹھ کھڑے ہوئے اُس وقت
سب تو اُٹھ گئے مگر تین شخص پھر بھی بیٹھے رہے آپ پھر تشریف لائے تب بھی وہ بیٹھے تھے آپ لوٹ گئے تب وہ اُٹھ کر چلے گئے حضرت
انس رضہ نے آپ کو خبر کی تب آپ تشریف لائے اُس وقت یہ آیت حجاب نازل ہوئی رواہ الشیخان وغیرہما اور ہرچند کہ اس قصہ میں انتظام
مقصود کے لیے یہاں سے ارشاد چلا ہے فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا الخ لیکن اس کے قبل یہ بھی ارشاد فرمایا لَا تَدْخُلُوْا الخ جو کہ تکمیل انتظام و
زیادہ اہتمام کو بھی مفید ہے کہ مقدمات کا اہتمام مقصود کے مہتم بالشان ہونے پر دال ہوتا ہے اور نیز ایک دوسری عادت کے انسداد و
اصلاح کو بھی مفید ہے جس کو صاحب در منثور و صاحب روح نے عبد بن حمید سے بروایت حضرت انس رضہ نقل کیا ہے کہ بعضے آدمی عین کھانے
کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دولتخانہ میں جا پہونچتے (کیونکہ اُس وقت تک آیت حجاب نازل نہ ہوئی تھی) اور وہاں کھانا پکنے کے انتظار میں

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَدْخُلُوا۟ بُيُوتَ ٱلنَّبِىِّ إِلَّآ أَن يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَىٰ طَعَامٍ غَيْرَ نَٰظِرِينَ إِنَىٰهُ وَلَٰكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَٱدْخُلُوا۟

اے ایمان والو نبی کے گھروں میں مت جایا کرو مگر جس وقت تم کو کھانے کے لیے اجازت دی جاوے ایسے طور پر کہ اُس کی تیاری کے منتظر نہ رہو لیکن جب تم کو بلایا جاوے تب جایا کرو

فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَٱنتَشِرُوا۟ وَلَا مُسْتَـْٔنِسِينَ لِحَدِيثٍ ۚ إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِى ٱلنَّبِىَّ فَيَسْتَحْىِۦ مِنكُمْ ۖ وَٱللَّهُ لَا يَسْتَحْىِۦ مِنَ ٱلْحَقِّ ۚ

پھر جب کھانا کھا چکو تو اُٹھ کر چلے جایا کرو اور باتوں میں جی لگا کر مت بیٹھے رہا کرو۔ اس بات سے نبی کو ناگواری ہوتی ہے سو وہ تمہارا لحاظ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ صاف بات کہنے سے لحاظ نہیں کرتا

وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَٰعًا فَسْـَٔلُوهُنَّ مِن وَرَآءِ حِجَابٍ ۚ ذَٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ ۚ وَمَا كَانَ لَكُمْ أَن تُؤْذُوا۟ رَسُولَ ٱللَّهِ وَلَآ أَن

اور جب تم ان سے کوئی چیز مانگو تو پردہ کے باہر سے مانگا کرو یہ بات تمہارے دلوں اور اُن کے دلوں کے پاک رہنے کا عمدہ ذریعہ ہے اور تمکو جائز نہیں کہ رسول اللہ کو کلفت پہونچاؤ اور نہ یہ جائز ہے کہ

تَنكِحُوٓا۟ أَزْوَٰجَهُۥ مِنۢ بَعْدِهِۦٓ أَبَدًا ۚ إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ عِندَ ٱللَّهِ عَظِيمًا ۝ إِن تُبْدُوا۟ شَيْـًٔا أَوْ تُخْفُوهُ فَإِنَّ ٱللَّهَ كَانَ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيمًا ۝

تم آپ کے بعد آپ کی بیبیوں سے کبھی کبھی بھی نکاح کرو یہ خدا کے نزدیک بڑی بھاری بات ہے اگر تم کسی چیز کو ظاہر کرو گے یا اُس کو پوشیدہ رکھو گے تو اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتے ہیں۔

بیٹھے باتیں کرتے رہتے اور کھانا کھلانے والا تو حضور سے بڑھ کر کون تھا مگر اس طرح جاکر بیٹھ رہنا بے شک گراں گزرتا ہے سوال کے ارشاد میں اس کا انتظام بھی ہو گیا اور وجوب حجاب سے ایسے واقعات کا ہمیشہ کے لیے انسداد فرما دیا گیا نیز سد ذرائع کے ساتھ حجاب میں احترام و اجلال شان بھی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ظاہر ہوتا ہے اور اسی مقام میں ایک مسئلہ تحریم نکاح امہات المؤمنین بعد وفات نبوی کے بھی بیان فرما دیا جس کا سبب نزول یہ ہے کہ کسی شخص نے یہ کہا کہ آپ کی وفات کے بعد آپ کی کسی بیوی سے نکاح کرونگا اور ایک روایت میں ہے کہ آپ کو خبر بھی پہونچ گئی تو کلفت ہوئی اور ایک روایت میں ہے کہ کسی نے مسئلہ حجاب پر یہ کہا کہ ہم سے ہماری چچا زاد بہنوں کو چھپایا جاتا ہے اگر آپ کی وفات ہو جاویگی تو ہم آپ کی بیبیوں سے نکاح کرینگے اسپر یہ حکم نازل ہوا یہ سب روایات درمنثور میں ہیں پس اس مضمون کو کئی طور پر مقام سے مناسبت ہوئی اول اسمیں آپ کا احترام و اجلال شان ہے جیسا اوپر چند آیات میں بعض احکام مظہرہ آپ کی جلالت شان کے آئے ہیں دوسرے دفع ایذا بھی ہے تیسرے تتمہ مضمون حجاب کا بھی ہو گیا وہ نیز ایک اور طور پر بھی حجاب کا تتمہ ہو سکتا ہے وہ یہ کہ امہات المؤمنین کا ایسا حجاب ہے کہ جن سے ایک دفعہ حجاب واجب ہو گیا پھر ابداً ابداً اس میں احتمال ارتفاع کا نہیں حتی کہ ایک صورت اُس کے ارتفاع کی نکاح تھا وہ بھی حرام کر دیا گیا اس کے بعد مسئلہ حجاب کے متعلق اُن کا ذکر ہے جن سے حجاب نہیں ہے اور ہر چند کہ سورۂ نور میں بھی مستثنیات کا ذکر آچکا ہے لیکن وہاں عام نساء کا حکم تھا جس میں یہ احتمال ہو سکتا تھا کہ ازواج مطہرات کے متعلق بعض احکام مختص بھی ہیں تو شاید ان کو محارم وغیرہ کے سامنے آنا بھی جائز نہ ہو اس لیے ان کے احکام میں بھی اس استثناء کو مکرر فرما دیا واللہ اعلم

نہی از نوع ششم امور موجبہ و تشریع نوع ششم امور مشعرہ جلالت و احترام آن رسول عالی مقام صلی اللہ علیہ وسلم از آداب طعام و مسائل رویت و کلام و تحریم نکاح امہات اہل اسلام

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَدْخُلُوا۟ بُيُوتَ ٱلنَّبِىِّ إِلَّآ أَن يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَىٰ طَعَامٍ غَيْرَ نَٰظِرِينَ إِنَىٰهُ وَلَٰكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَٱدْخُلُوا۟ فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَٱنتَشِرُوا۟ وَلَا مُسْتَـْٔنِسِينَ لِحَدِيثٍ ۚ إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِى ٱلنَّبِىَّ فَيَسْتَحْىِۦ مِنكُمْ ۖ وَٱللَّهُ لَا يَسْتَحْىِۦ مِنَ ٱلْحَقِّ ۚ وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَٰعًا فَسْـَٔلُوهُنَّ مِن وَرَآءِ حِجَابٍ ۚ ذَٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ ۚ وَمَا كَانَ لَكُمْ أَن تُؤْذُوا۟ رَسُولَ ٱللَّهِ وَلَآ أَن تَنكِحُوٓا۟ أَزْوَٰجَهُۥ مِنۢ بَعْدِهِۦٓ أَبَدًا ۚ إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ عِندَ ٱللَّهِ عَظِيمًا ۝ إِن تُبْدُوا۟ شَيْـًٔا أَوْ تُخْفُوهُ فَإِنَّ ٱللَّهَ كَانَ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيمًا ۝

اللغات اناہ ای نضجہ وبلوغہ قولہ لحدیث اللام للتعلیل ای لسبب الحدیث ۱۲
النحو قولہ الا ان یؤذن بتقدیر المضاف ای وقت الاذن بمعنی الدعوۃ ومن ثم عدی بالی قولہ غیر ناظرین حال من فاعل ادخلوا المقدر ای ادخلوا وقت الاذن غیر ناظرین قولہ لا مستانسین حال من مقدر ای لا تمکثوا مستانسین ۱۲

لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيْٓ اٰبَآئِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآئِهِنَّ وَلَآ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اَخَوٰتِهِنَّ وَلَا نِسَآئِهِنَّ وَلَا

پیغمبر کی بیبیوں پر اپنے باپوں کے بارہ میں کوئی گناہ نہیں اور نہ اپنے بیٹوں کے اور نہ اپنے بھائیوں کے اور نہ اپنے بھتیجوں کے اور نہ اپنے بھانجوں کے اور نہ اپنی عورتوں کے اور نہ

مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ ۚ وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ۝

اپنی لونڈیوں کے اور خدا سے ڈرتی رہو بے شک اللہ ہر چیز پر حاضر ہے۔

لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيْٓ اٰبَآئِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآئِهِنَّ وَلَآ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اَخَوٰتِهِنَّ وَلَا نِسَآئِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ ۚ وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ۝ اے ایمان والو نبی کے گھروں میں (بے بلائے) مت جایا کرو مگر جس وقت تم کو کھانے کے لیے (آنے کی) اجازت دی جاوے (تو جانا مضائقہ نہیں مگر تب بھی جانا) ایسے طور پر (ہو) کہ اس (کھانے) کی تیاری کے منتظر نہ رہو (یعنی بے دعوت تو جاؤ مت اور دعوت ہو تب بھی بہت پہلے سے مت جا بیٹھو) لیکن جب تم کو بلایا جاوے (کہ اب چلو کھانا تیار ہے) تب جایا کرو پھر جب کھانا کھا چکو تو اٹھ کر چلے جایا کرو اور باتوں میں جی لگا کر مت بیٹھے رہا کرو (کیونکہ) اس بات سے نبی کو ناگواری ہوتی ہے سو وہ تمہارا لحاظ کرتے ہیں (اور زبان سے نہیں فرماتے کہ اٹھ کر چلے جاؤ) اور اللہ تعالیٰ صاف بات کہنے سے (کسی کا) لحاظ نہیں کرتا (اس لیے صاف صاف تم کو کہہ دیا گیا) اور (اب سے یہ حکم کیا جاتا ہے کہ حضرت ﷺ کی بیبیاں تم سے پردہ کیا کریں گی تو اب سے) جب تم ان سے کوئی چیز مانگو تو پردہ کے باہر (کھڑے ہو کر وہاں) سے مانگا کرو (یعنی بے ضرورت تو پردہ کے پاس جانا اور بات کرنا بھی نہ چاہیے لیکن ضرورت میں کلام کا مضائقہ نہیں مگر رویت نہ ہونا چاہیے) یہ بات (ہمیشہ کے لیے) تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کے پاک رہنے کا عمدہ ذریعہ ہے (یعنی جیسے اب تک جانبین کے دل پاک ہیں اس سے آئندہ بھی احتمال عدم طہارت کا مندفع ہو گیا جو کہ غیر معصوم کے اعتبار سے فی نفسہ محتمل ہو سکتا تھا) اور (حرمت ایذاء نبوی صرف فضول جم کر بیٹھ جانے ہی کی صورت میں منحصر نہیں بلکہ علی الاطلاق حکم ہے کہ) تم کو (کسی امر میں) جائز نہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کلفت پہنچاؤ اور نہ یہ جائز ہے کہ تم آپ کے بعد آپ کی بیبیوں سے کبھی بھی نکاح کرو یہ خدا کے نزدیک بڑی بھاری (معصیت کی) بات ہے (اور جس طرح یہ نکاح ناجائز ہے ایسے ہی اس کا زبان سے ذکر کرنا یا دل میں ارادہ کرنا سب گناہ ہے سو) اگر تم (اس کے متعلق) کسی چیز کو (زبان سے) ظاہر کرو گے یا اس (کے ارادہ) کو (دل میں) پوشیدہ رکھو گے تو اللہ تعالیٰ (کو دونوں کی خبر ہوگی کیونکہ وہ) ہر چیز کو خوب جانتے ہیں (پس تم کو اس پر سزا دیں گے اور ہم نے جو اوپر حجاب کا حکم دیا ہے تو اس سے بعضے مستثنیٰ بھی ہیں جن کا بیان یہ ہے کہ) پیغمبر کی بیبیوں پر اپنے باپوں کے (سامنے ہونے کے) بارہ میں کوئی گناہ نہیں اور نہ اپنے بیٹوں کے (یعنی جن کے بیٹا ہو) اور نہ اپنے بھائیوں کے اور نہ اپنے بھتیجوں کے اور نہ اپنے بھانجوں کے اور نہ اپنی (دینی شریک) عورتوں کے اور نہ اپنی لونڈیوں کے (یعنی ان کے سامنے آنا جائز ہے) اور (اے پیغمبر کی بیبیو ان احکام مذکورہ کے امتثال میں) خدا سے ڈرتی رہو (کسی حکم کے خلاف نہ ہونے پاوے) بیشک اللہ ہر چیز پر حاضر ناظر ہے (یعنی اس سے کوئی امر مخفی نہیں پس خلاف میں احتمال سزا کا ہے) **ف** اول آیت میں جو احکام دخول بیوت و طعام کے مذکور ہیں وہ بتصریح علماء سرکار نبوی کے ساتھ خاص نہیں یعنی اس قسم کی بات کسی کو گراں و ناگوار ہو وہ ناجائز ہے اور فیستحی منکم واللہ لا یستحی من الحق سے شبہ نہ کیا جاوے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم احیاناً اظہار حق نہ فرماتے تھے اصل یہ ہے کہ جس حق کا اظہار واجب ہے وہ حق عدہ ہے اور جس سے آپ کا استحیاء واقع ہوا وہ حق للنفس تھا کہ اپنے اوپر کلفت اٹھائی اس سے حکم شرعی کا اخفاء لازم نہیں آیا کہ منشاء وسوسہ ہو اور حجاب میں وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ کے بڑھانے کا فائدہ تقریر ترجمہ

ملحقات الترجمۃ

۱ قولہ فی توضیح لا تدخلوا یعنی بے دعوت الخ تبعیر بیرحیقی لا جزء لہ آیۃ انہ منع فیستحیی اکرا فی قولہ الا ان یؤذن لکم مع قولہ اذا دعیتم فان الاول الدعوۃ طعام قبل الاذان کما ہو المعتاد من الاعلام بہ قبل وقت او یوم والثانی الدعاء الی الطعام فی حین الاذان ۱۲

۲ قولہ فی اطہر عمدہ افاد صیغۃ التفضیل ۱۲

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۭ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝

بیشک اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں ان پیغمبر پر اے ایمان والو تم بھی آپ پر رحمت بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو

ظاہر ہوگیا کہ مبالغہ کے لیے ہے یعنی ویسے تو حجاب کیوں نہ ضروری ہوگا ایسی حاجت شدیدہ کے وقت بھی حجاب ضروری ہے اور یہ آیت حجاب کی آیت وقرن فی بیوتکن سے مقدم ہے کیونکہ اس کا نزول حضرت زینبؓ کی اول شادی میں ہوا ہے اور آیت تخییر کے وقت جس سے آیت وقرن الخ متعلق ہے حضرت زینب رضہ کے نکاح کے بہت بعد ہوا ہے چنانچہ مخیرات میں وہ بھی تھیں جس سے پہلے طلب نفقات ہوچکا تھا جس کا شادی کے زمانے کے بہت بعد اتفاق ہوا کرتا ہے پس اس آیت سے حجاب فرض ہوا اور وقرن سے اُس کی تاکید ہوئی اور مسائل حجاب و قرار فی البیوت کی آیت وقرن کی تفسیر میں مذکور ہوئے ہیں اور ازواج مطہرات سے نکاح کا حرام ہونا مجملاً تو منصوص اور اجماعی ہے البتہ بعض تفاصیل میں اختلاف ہے امام الحرمین رحہ اور رافعی رحہ نے تحریم کو مدخول بہا کے ساتھ خاص کہا ہے اور رازی رحہ و غزالی رحہ نے اُس زوجہ کو حلال کہا ہے جو تخییر کے بعد دُنیا کو اختیار کرے اور بعض علماء نے مملوکات میں سے صرف اُس کو حرام کہا ہے جو وقت وفات تک آپ کے پاس ہو اور آیت لاجناح علیہن میں جو مستثنیات ہیں ان میں انحصار مقصود نہیں بلکہ جمیع محارم نسبیہ و رضاعیہ اور جو آیت نور میں مذکور ہیں سب مراد ہیں اور اس آیت کے بعض اجزاء کی تفسیر آیت نور کی تفسیر میں گذر چکی ہے ملاحظہ فرما لیا جاوے **ربط** اوپر سرکار نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کی جلالت شان کا تحریم ازواج مطہرات سے اظہار فرمایا تھا اُس کے قبل بھی کئی آیتوں میں مختلف پیرایوں سے اس کا بیان کیا گیا تھا آگے صلوٰۃ و سلام کے اخبار اور انشار سے اسپر دلالت فرماتے ہیں۔

نوع ہفتم اجلال شان نبوی باخبار و انشار صلوٰۃ و سلام

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۭ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ بیشک اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں ان پیغمبر (صلے اللہ علیہ وسلم) پر اے ایمان والو تم بھی آپ پر رحمت بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو (تاکہ آپ کا حق عظمت جو تمہارے ذمہ ہے ادا ہو) **ف** اللہ تعالیٰ کا رحمت بھیجنا تو رحمت فرمانا ہے اور مراد اس سے رحمت مشترکہ نہیں ہے کہ اُس سے اختصاص مقصود ثابت نہیں ہوتا بلکہ رحمت خاصہ ہے جو آپ کی شان عالی کے مناسب ہے اور فرشتوں کا رحمت بھیجنا اور اسی طرح جس رحمت بھیجنے کا ہم کو حکم ہے اُس سے مراد اُس رحمت خاصہ کی دعا کرنا ہے اور اسی کو ہمارے محاورے میں درود کہتے ہیں اور اس دعا کرنے سے حضور کے مراتب عالیہ میں بھی ترقی ہوسکتی ہے کیونکہ ترقی کی کوئی حد نہیں چنانچہ خود حضور پرنور صلے اللہ علیہ وسلم نے دعار بعد الاذان میں دعائے وسیلہ کی عام امتیوں کو تعلیم فرمائی ہے اور حضرت عمر رضہ کو حکم فرمایا تھا اَشْرِکْنَا فِیْ دُعَآئِکَ اور خود دعا کرنے والے کو بھی اس وجہ سے کہ امتثال امر الٰہی کیا اور آپ کا حق تعظیم ادا کیا نفع ہوتا ہے چنانچہ حدیث میں ہے کہ ایک بار درود بھیجنے سے اس شخص پر اللہ تعالیٰ کی دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور آپ پر سلام بھیجنے کے معنے مجموعہ دو امر کا ہے ایک دعار ہے سلامت عن الآفات کی دوسرے ثنار ہے جو اس دعار کے لیے لازم ہے کیونکہ عرفاً یہ صیغہ مخصوص مستحق ثنار ہی کے لیے ہے پس حالت حیات میں تو دونوں کا تحقق ہوسکتا ہے اور بعد وفات مجرد معنے ثانی رہ جاتے ہیں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مقصود اس تسلیم سے دعار ہو سلام من اللہ کی اور اس سلام سے مقصود بشارت سلامت ہو پس حاصل یہ ہوگا کہ اَللّٰهُمَّ بَشِّرِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالسَّلَامَةِ الْاَبَدِيَّةِ الْمَوْعُوْدَةِ لَهٗ اور یہ معنے بعد وفات بھی بلا تکلف صحیح ہوسکتے ہیں اور یہ صلوٰۃ و سلام دو طرح کے صیغوں سے ادا ہوسکتے ہیں ایک یہ کہ مکلف اپنی طرف اُس کی اسناد کرے مثلاً یوں کہے نُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ اور دوسرے یہ کہ بطور دعار کے اللہ تعالیٰ کی طرف اسناد کرے جیسے اَللّٰهُمَّ صَلِّ یا اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ یا صلے اللہ علیہ وسلم اور تشہد میں جو وارد ہے السلام علیک اس میں دونوں احتمال ہیں سلامی جیسے اس شعر میں ؎ بلغ اللہ صلاتی و سلامی ابدا الخ یا سلام اللہ بقرینہ رحمۃ اللہ و برکاتہ کے اور حدیثوں کے صیغوں کو دیکھنے سے دوسرے صیغہ کی افضلیت وارجحیت ثابت ہوتی ہے اور صلاتی و سلامی بھی بعد تاویل اسی طرف راجع ہوسکتا ہے کہ اضافت بادنیٰ ملابستہ ہو اور معنے یہ ہوں صَلٰوۃُ اللّٰهِ مِنِّیْ وَسَلَامُ اللّٰهِ مِنِّیْ اے مَطْلُوْبًا مِنِّیْ اور علمار محققین نے فرمایا ہے کہ صیغہ امر کا نص قطعی الثبوت و قطعی الدلالت میں فرضیت کے لیے ہے اور مقتضی تکرار کو ہے نہیں اس لیے عمر بھر میں ایک بار تو فرض ہے جیسا کلمۂ

ملحقات الترجمة

سلہ قولہ فی اول ف رحمت بھیجنا الخ اشارۃ الی عموم المجاز فی الآیۃ فلا یتوجہ سؤال ولا یحتاج الی جواب ۱۲

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا ۝ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ

بے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن پر دنیا اور آخرت میں لعنت کرتا ہے اور اُن کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے اور جو لوگ

الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُّبِينًا ۝

ایمان والے مردوں کو اور ایمان والی عورتوں کو بدون اسکے کہ انہوں نے کچھ کیا ہو ایذا پہونچاتے ہیں تو وہ لوگ بہتان اور صریح گناہ کا بار لیتے ہیں

ع

توحید کا تلفظ ایک بار فرض ہے اور جس مجلس میں آپ کا ذکر مبارک ہو وہاں نظرا الی الوعید الوارد فی الاحادیث والی الدلائل النافیۃ للحرج ایک بار واجب ہے اور اس سے زیادہ نظرا الی الفضائل مستحب ہے اور یہ سب خارج نماز کی تفصیل ہے اور نماز میں مختلف فیہ ہے امام صاحب کے نزدیک سنت ہے یہ سب تفصیل صیغہ صلوۃ میں ہے اور لفظ سلام میں ظاہر صیغہ امر کو دیکھ کر بعض نے عمر بھر میں ایک بار اُس کو بھی فرض کہا ہے لیکن نظرا الی المعنی صلوۃ اور سلام سے چونکہ مقصود واحد ہے اس لیے صلوۃ سے امر بالسلام کا بھی امتثال ہو سکنے سے بالاستقلال اس کی فرضیت کا ثبوت محل کلام میں ہے اور اسی اتحاد مقصود کے اعتبار سے یُصَلُّونَ کے ساتھ یُسَلِّمُونَ نہیں فرمایا کہ وہ بھی خود مفہوم ہو جاوے گا پس مقصود گویا یہ ہے إِنَّ اللّٰهَ وملئکتہ یصلون ویسلمون علی النبی تاکہ آگے صلوا علیہ وسلموا اُس پر متفرع ہونے میں منطبق ہو جاوے اور شاید دوسری جگہ اس لیے تصریح کر دی ہو کہ مخاطبین پر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے حقوق از بس عظیم ہیں اس بنا پر اہتمام کے لیے دو صیغوں کی تصریح پھر دوسرے صیغہ کی تاکید مفعول مطلق سے فرمائی گئی کہ تاکد طلب کے ساتھ مطلوبیت تکثیر پر بھی دال ہو اور روح میں حموی سے انہوں نے منیۃ المفتی سے نقل کیا ہے کہ اگر صرف صیغہ صلوۃ پر یا صیغہ سلام پر اکتفا کرے تب بھی مکروہ نہیں البتہ جمع اولے ہے جیسا قعدہ اخیرہ نماز میں جمع کیا گیا ہے کہ تشہد میں سلام ہے اور آگے صلوۃ ہے اور قعدہ اولے میں صرف سلام کا ہونا صاف دلیل ہے عدم کراہت افراد کی چونکہ اس مقام کے مطالعہ کے وقت احتمال ہے کہ شاید ناظرین کو قصداً صلوۃ وسلام سے ذہول ہو جاوے اس لیے ایک مختصر صیغہ عبارت میں لکھ دینا بھی مناسب ہے کہ لکھا ہوا تو ضرور ہی پڑھیں گے اللھم صل علی سیدنا ومولنا محمد وعلی آل سیدنا ومولنا محمد وبارک وسلم

ربط اوپر آیات متفرقہ میں انواع مختلفہ ایذاء نبوی کی ممانعت مذکور ہوئی تھی جن میں بعض جو بلا قصد تھیں اُن میں تو صرف فہمایش اور نصیحت کر دی گئی تھی جیسے طلب نفقات زائدہ ازواج اور مکث فی البیوت قبل الطعام یا بعد الطعام اور بعض جو بقصد ایذاء رہ گئیں جیسے مخالفین کی جانب سے پیش آتی تھیں اُن میں آگے وعید شدید فرماتے ہیں اور تاکید مقصود کے لیے اول آیت میں ایذاء رسول کو مثل ایذاء الٰہی کے قرار دیتے ہیں اور آیت ثانیہ میں مطلقاً اہل ایمان کی ایذاء کو بھی معصیت کبیرہ میں شمار فرماتے ہیں جس سے ایذاء رسول کے موجب وعید ہونے کی اور زیادہ تاکید ہوتی ہے کہ جب مطلق مؤمنین کی ایذاء ایسی ہے تو سید المؤمنین کی ایذا کیسی ہوگی دوسرے مخالفین اس کے بھی قصداً مرتکب ہوتے تھے ان کی وعید بھی مؤکد ہو گئی کہ دو امر سبب عذاب ہیں -

وعید بر ایذاء رسول صلی اللہ علیہ وسلم ومؤمنین

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا ۝ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُّبِينًا ۝ بیشک جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) کو (قصداً) ایذا دیتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن پر دنیا اور آخرت میں لعنت کرتا ہے اور اُن کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے اور (اسی طرح) جو لوگ ایمان والے مردوں کو اور ایمان والی عورتوں کو بدون اس کے کہ انہوں نے کچھ

الروایات فی الدر المنثور عن ابن عباس رضی فی قولہ ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ الآیۃ قال نزلت فی الذین طعنوا علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین اتخذ صفیۃ بنت حیی رضی اللہ تعالیٰ عنہا وعنہ ایضا قال انزلت فی عبد اللہ بن ابی وناس معہ قذفوا عائشۃ رضی فخطب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقال من یعذرنی فی رجل یؤذینی ویجمع فی بیتہ من یؤذینی فنزلت ۱۲

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا

اے پیغمبر اپنی بیبیوں سے اور اپنی صاحبزادیوں سے اور دوسرے مسلمانوں کی بیبیوں سے بھی کہدیجیے کہ نیچی کر لیا کریں اپنے اوپر تھوڑی سی اپنی چادریں اس سے جلدی پہچان ہو جایا کرے گی تو

يُؤْذَيْنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ

آزار نہ دی جایا کریگی اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے یہ منافقین اور وہ لوگ جن کے دلوں میں خرابی ہے اور وہ لوگ جو مدینہ میں افواہیں اڑایا کرتے ہیں اگر باز نہ آئے تو ضرور ہم آپ کو ان پر

بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا قَلِيْلًا ۝

مسلط کر دینگے پھر یہ لوگ آپ کے پاس مدینہ میں بہت ہی کم رہنے پاویں گے۔

(ایسا کام کیا ہو جس سے وہ مستحق سزا ہو جاویں) ایذا پہونچاتے ہیں تو وہ لوگ بہتان اور صریح گناہ کا (بار) اپنے اوپر لیتے ہیں (یعنی اگر وہ ایذا قولی ہے تو بہتان ہے اور اگر فعلی ہے تو مطلق گناہ ہی ہے) ف اللہ کے ناراض کرنے کو مجازاً ایذا کہہ دیا گیا اور قصداً کی قید ترجمہ یؤذون میں چند دلیل سے ثابت ہے اوّل ایذا افعال اختیاریہ میں سے ہے اور افعال اختیاریہ میں قصد شرط ہے دوّم جس فعل سے بلاقصد ایذا ہو جاوے وہ درحقیقت متعدّیہ ایذا ہے اُس کو ایذا کہنا مجاز ہے اور کلام میں اصل حقیقت ہے اور وہ مختص ہے ایذا قصدی سے سوّم شریعت میں امور غیر قصدیہ پر وعید مرفوع ہے کما قال علیہ السلام رُفِعَ عَنْ اُمَّتِی الْخَطَاءُ اور اسپر وعید وارد ہے اور بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا کی قید سے تادیب و سیاست کا جواز جو کہ قاعدہ شرعی سے ہو ثابت ہو گیا اور ایذا بلاقصد میں جو یُضَاعَفْ لَهَا الْعَذَابُ آیا ہے وہ تقریر تمہید کے کہ دف فہایش و نصیحت الزمانی نہیں کیونکہ یہ وعید معلق ہے کہ بعد اس کے کہ علم ہو گیا کہ یہ امر موجب ایذا ہے اس کا ارتکاب موجب وعید ہے اور اس کا وقوع نہ ہوا تھا اور جس کا وقوع ہوا تھا اُس کے سبب ایذا ہونے کی طرف التفات اور اُس کا علم نہ ہوا تھا ربط اوپر ایذا رسول و ایذا عام مؤمنین پر وعید فرمائی تھی آگے بعض خاص ایذاؤں کے متعلق کلام ہے جیسا بعض خاص ایذائیں اوپر متفرق آیات میں مذکور ہو چکی ہیں اور یہ ایذا منافقین کی جانب سے دو طور پر واقع ہوتی تھی ایک یہ کہ ان میں سے بعضے شریر طینت مسلمانوں کی کنیزکوں کو رستہ میں چھیڑتے اور بعضی بیبیوں سے بھی کنیزکوں کے شبہ میں تعرض کرتے دوسرے یہ کہ ہمیشہ ایسی جھوٹی خبریں اڑاتے کہ فلاں غنیم چڑھ کر آنا چاہتا ہے ان دونوں امر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عام مؤمنین و مؤمنات کو کلفت ہوتی حق تعالیٰ نے پہلے امر کا انتظام حرائر کے لیے امر جلباب سے جس کی تحقیق آگے آتی ہے فرمایا اور غیر حرائر کے لیے وعید اغراء سے فرمایا اور امر دوم کا بھی اسی اغراء سے انسداد فرمایا چنانچہ اس وعید سے اُن کی وہ شورہ پشتی اور بیباکی بند ہو گئی اس لیے وہ وعید واقع بھی نہیں کی گئی اور ان دونوں امر کے اعتبار سے منافقین تین قسم کے تھے بعض جو رئیس اور نفاق میں اصل تھے وہ تو اپنی حفظ وجاہت کے لیے ان امور کا ارتکاب خود نہ کرتے تھے بلکہ رائیں دیتے اور تجویزیں کیا کرتے اور عوام بعضے امر اول کے مرتکب ہوتے بعضے امر دوم کے ان آیتوں میں ان سب کا ذکر ہے ماخذ اس تمام تر تقریر کا روایات درمنثور کی ہیں۔

نوع ہفتم ایذاء رسول صلی اللہ علیہ وسلم مع المؤمنین بتعرض نساء و ارجاف

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا قَلِيْلًا ۝

اللغات قولہ تعالیٰ یدنین الادناء التقریب وضمن معنی الارخاء او السدل ولذا عدی بعلی کذا فی الروح قولہ لنغرینک یقال اغراہ بکذا اذا دعاہ الی تناولہ بالتحریش علیہ المراد التسلیط ۱۲

النحو قولہ ملعونین حال من ضمیر لا یجاورون قلیلا ملعونین دل علیہ المذکور من قولہ تعالیٰ لا یجاورونک فیہا الا قلیلا ۱۲

الروایات قولہ تعالیٰ ذلک ادنی ان یعرفن عن ابی مالک قال کان ناس من المنافقین یتعرضون لهن فیقیل ذلک للمنافقین فقالوا انما نفعلہ بالاماء فنزلت الی قولہ حتی عرفوا من الاماء وعن قتادة قال قد کانت المملوکة یتناولونہا قولہ تعالیٰ لئن لم ینتہ اخرج عن قتادة رض قال ان اناسا من المنافقین ارادوا ان یظہروا نفاقہم فنزلت فیہم لئن لم ینتہ المنافقون وعنہ قال الارجاف الکذب الذی یذیعہ اہل النفاق ویقولون قد اتاکم عدد وعدة الی قولہ فلما اوعدہم اللہ بہذہ الآیة کتموا ذلک واسروہ فقال انتہوا وقتلوا اذا اظہروا النفاق وعن محمد بن کعب فی قولہ لئن لم ینتہ المنافقون قال یعنی المنافقین باعیانہم وعن عبید بن عمیر رض فی قولہ لئن لم ینتہ المنافقون قال عز المنافقین باعیانہم الذین فی قلوبہم مرض والمرجفون فی المدینة ہم المنافقون جمیعا وعن عکرمة الذین فی قلوبہم مرض قال

ربع

ع ۵ ۱۲

ملحقات الترجمة

لہ قولہ فی ف ناراض کرنے کو ، لا یلزم الجمع بین الحقیقة و المجاز لان المراد عموم المجاز فی نظم

لہ قولہ فی التمہید مدلایات ربیع ما نذکرہ ۱۲

لہ قولہ فی العنوان نوع ہفتم مرادہ ان یشتمل علی نوعین لکن لما اتحد واعلیہا بوعید واحد وہو الاغراء انظمافی سلک واحد والیضا فیہ رعایة لتماثل عدد الانواع الاجلال المامور بہ والانواع الایذاء المنہی عنہ ۱۲

الربع

مَّلْعُونِينَ ۚ أَيْنَمَا ثُقِفُوٓا أُخِذُوا وَقُتِّلُوا تَقْتِيلًا ۝ سُنَّةَ اللَّهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِن قَبْلُ ۖ وَلَن تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا ۝

وہ بھی پھٹکارے ہوئے جہاں ملینگے پکڑ دھکڑ اور مار دھاڑ کیجاویگی اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں میں بھی اپنا یہی دستور رکھا ہے جو پہلے ہو گذرے ہیں اور آپ خدا کے دستور میں رد و بدل نہ پاویں گے

مَّلْعُونِينَ ۚ أَيْنَمَا ثُقِفُوٓا أُخِذُوا وَقُتِّلُوا تَقْتِيلًا ۝ سُنَّةَ اللَّهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِن قَبْلُ ۖ وَلَن تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا ۝

اے پیغمبر اپنی بیبیوں سے اور اپنی صاحبزادیوں سے اور دوسرے مسلمانوں کی بیبیوں سے بھی کہدیجیے کہ (سر سے) نیچی کر لیا کریں اپنے (چہرہ کے) اوپر تھوڑی سی اپنی چادریں اس سے جلدی پہچان ہوجایا کریگی تو آزار نہ دی جایا کرینگی (یعنی کسی ضرورت سے باہر نکلنا پڑے تو چادر سے سر اور چہرہ بھی چھپالیا جاوے جیسا سورہ نور کی ختم کے قریب غیر متبرجات بزینۃ میں اسکی تفسیر روایت سے گذر چکی ہے چونکہ غیر حرائر کے لیے سر فی نفسہ داخل ستر نہیں اور انکشاف وجہ میں ان کو حرائر سے زیادہ رخصت ہے جس کی وجہ بغرض خدمت مولیٰ زیادہ ضرورت خروج و انکشاف ہے اس بنا پر اس وضع سے حرائر کو غیر حرائر سے امتیاز ہوجاویگا اور وہ لوگ حرائر کو بوجہ اُن کی وجاہت اور غلبۂ ظن اُن کی حمایت کے قصدًا نہ چھیڑتے تھے پس حرائر کے لیے اس وضع سے پردہ شرعی کے امر کا امتثال بھی ہوجاویگا اور بہت سہولت کے ساتھ ان شریروں سے حفاظت ہوجاوے گی رہ گئیں غیر حرائر اُن کا انتظام آگے آویگا) اور (اس سر اور چہرہ کے ڈھانکنے میں جو بلا قصد کمی یا بے احتیاطی ہوجاوے تو) اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے (اُسکو معاف کردیگا اور بخشنا اس لیے فرمایا کہ غالبًا اُس کوتاہی کا منشا کسی قدر بے پروائی و بے التفاتی ہوا کرتی ہے جو فی نفسہ ایک گونہ گناہ ہے مگر ایسے صغائر کبھی حسنات سے کبھی فضل سے معاف ہوتے رہتے ہیں آگے ان تعرض کرنے والوں کو اس شرارت پر اور ایک دوسری شرارت پر بھی دھمکاتے ہیں یعنی) یہ (خاص اصل) منافقین (جو رئیس اور بانی فساد و شرارت ہیں) اور (عام منافقین میں سے) وہ لوگ جن کے دلوں میں (شہوت پرستی کی) خرابی ہے (اور اس لیے کنیزوں سے تعرض کرتے ہیں) اور (اُن ہی عام منافقین میں) وہ لوگ جو مدینہ میں (جھوٹی جھوٹی یا پریشان کرنے والی) افواہیں اڑایا کرتے ہیں (یہ لوگ) اگر (اپنی ان حرکتوں سے) باز نہ آئے تو ضرور (ایک نہ ایک دن) ہم آپ کو ان پر مسلط کریں گے (یعنی ان کے اخراج کا حکم کردیں گے) پھر (اس حکم کے بعد) یہ لوگ آپ کے پاس مدینہ میں بہت ہی کم رہنے پاویں گے وہ بھی (ہر طرف سے) پھٹکارے ہوئے (یعنی مدینہ سے نکل جانے کا سامان کرنے کے لیے جو کچھ قدر قلیل مدت معین کیجاویگی بس اُس قدر تو یہ یہاں رہ لیں گے اور اُس مدت میں بھی ہر شخص کی نظر میں ذلیل و خوار ہونگے پھر نکال دیے جاوینگے اور نکالنے کے بعد بھی کہیں امن نہ ہوگا بلکہ) جہاں ملینگے پکڑ دھکڑ اور مار دھاڑ کی جاویگی (وجہ یہ کہ ان منافقین کے کفر کا مقتضا تو یہی تھا لیکن نفاق کی آڑ میں انکو پناہ ملی ہوئی ہے جب علی الاعلان ایسی مخالفتیں کرنے لگیں گے تو وہ مانع بھی اُٹھ گیا اس لیے اُن کے ساتھ بھی اُسی اقتضائے اصلی کے موافق معاملہ ہوگا کہ اُن کا اخراج اور قید و قتل سب جائز ہے اور اگر خروج کے لیے کوئی مدت معین ہوجاوے تو اُس مدت کے اندر اندر بوجہ معاہدہ کے مامون ہوں گے اُس کے بعد پھر جہاں ملیں گے بوجہ عدم بقاء عہد قید و قتل کے اجازت ہوگی اس دھمکی میں تعرض غیر حرائر کا انتظام بھی ہوگیا اور ارجاف کا بھی انسداد ہوگیا یعنی مجاہرانہ و مکابرانہ کارروائی سے باز آگئے گو منافقانہ شرارتیں رہی ہوں جس پر یہ احکام گاہے متوجہ نہیں کیے گئے اور فساد و شورش پر سزا کا مشروع کرنا کچھ ان ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ) اللہ تعالیٰ نے اُن (مفسد) لوگوں میں بھی اپنا یہی دستور (جاری) رکھا ہے جو (ان سے) پہلے ہو گذرے ہیں (کہ اُن کو آسمانی سزائیں دی ہیں یا انبیاء کے ہاتھ سے بمشروعیۃ جہاد و سیاست سزائیں دلوائی ہیں پس اگر پہلے ایسا نہ ہوچکا تو ان کو اس وعید کے استبعاد کا وسوسہ بعید نہ تھا اور اب تو گنجائش ہی نہیں) اور آپ خدا کے دستور میں (کسی شخص کی طرف سے) رد و بدل نہ پاویں گے (کہ خدا تو کوئی بات جاری کرنا چاہے اور کوئی اُس کو روک سکے پس سُنَّةَ اللّٰهِ الخ میں احتمال قبل الوقوع کا دفعیہ فرمادیا اور لَنْ تَجِدَ میں احتمال بعد الوقوع کا دفعیہ فرما دیا کہ جب وہ واقع کرنے لگے تو کوئی ہٹا نہیں سکتا) ف شرعی لونڈیوں کے اعضاء مکشوفہ حرہ سے زائد ہیں یعنی اس میں مثل محرم عورتوں کے ہیں کذا فی الہدایہ جن کا حکم سورہ نور آیت قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ الخ کی تفسیر میں گذر چکا ہے اور اس انتظام ہونا جلباب میں غیر حرائر کو شریک نہ کرنا

ملحقات الترجمۃ

سلہ قولہ فی المرجفون یا پریشان اشار الی ان الوعید شامل للخبر الصادق الذی لا ینبغی اذاعتہ ویذاع لان یتاذی بہ المسلمون یدل علیہ قولہ تعالیٰ واذا جاءہم امر من الامن الخ ۱۲

يَسْأَلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ۖ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللَّهِ ۚ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُونُ قَرِيبًا ۝ إِنَّ اللَّهَ لَعَنَ الْكَافِرِينَ وَ

یہ لوگ آپ سے قیامت کے متعلق سوال کرتے ہیں آپ فرما دیجیے کہ اُس کی خبر تو بس اللہ ہی کے پاس ہے اور آپ کو اُس کی کیا خبر عجب نہیں کہ قیامت قریب ہی واقع ہو جاوے بیشک اللہ تعالیٰ نے کافروں کو رحمت سے دور کر رکھا ہے اور

أَعَدَّ لَهُمْ سَعِيرًا ۝ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ لَا يَجِدُونَ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۝ يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ يَا لَيْتَنَا أَطَعْنَا اللَّهَ

اُن کے لیے آتش سوزاں تیار کر رکھی ہے جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے نہ کوئی یار پائیں گے اور نہ کوئی مددگار جس روز اُن کے چہرے دوزخ میں الٹ پلٹ کیے جاویں گے یوں کہتے ہوں گے اے کاش ہم نے اللہ کی اطاعت کی ہوتی

وَأَطَعْنَا الرَّسُولَا ۝ وَقَالُوا رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَنَا فَأَضَلُّونَا السَّبِيلَا ۝ رَبَّنَا آتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيرًا ۝ ۸ ع ۱۰ ۵

اور ہم نے رسول کی اطاعت کی ہوتی اور یوں کہیں گے کہ اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں کا اور اپنے بڑوں کا کہنا مانا تھا سو انہوں نے ہم کو رستہ سے گمراہ کیا تھا اے ہمارے رب ان کو دوہری سزا دیجیے اور ان پر بڑی لعنت کیجیے

اس لیے ہے کہ اس میں اُس کی منصبی خدمات خلل پذیر ہوتی تھیں مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اُن کے لیے تعرض کو گوارا کیا گیا بلکہ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ میں اُن کا انتظام کافی مذکور ہے پس حاصل انتظام ادناء جلباب کا یہ ہوا کہ بیبیوں کی بے حجابی سے لونڈیوں کی حفاظت تو ہو ہی نہ جاوے گی بلکہ یک نشد دو شد کا مضمون ہو جاوے گا اس لیے تم کو تو وضع اصلی کے چھوڑنے کی کوئی ضرورت نہیں اور اس میں تمہاری حفاظت بھی سہل ہے اس لیے تم تو اس کی پابند رہو باقی کنیزکوں کا دوسرا انتظام ہو سکتا ہے (ہکذا فی القول الصواب لہذا العبد) باقی ضروری مضامین اس کے متعلق اس کی تمہید میں مذکور ہو چکے ہیں حاجت اعادہ نہیں اور یہ آیت منع عن کشف الوجہ میں صریح ہے اگر کسی کو وسوسہ ہو کہ یہ تو عارض دفع تعرض کے لیے تھا جواب یہ ہے کہ حاصل اس دفع تعرض کا دفع فتنہ ہے پس جہاں فتنہ ہوگا وہاں کشف وجہ ممنوع ہوگا خصوصیت کسی فتنہ کی معتبر نہیں اور چونکہ مبنی اس کا دفع فتنہ ہے اس لیے اس وجوب ستر وجہ کو لغیرہ کہتے ہیں اور عجائز کو مستثنیٰ کہتے ہیں البتہ ازواج مطہرات کے لیے دوسری دلیل ہے اس وجوب کو لعینہ کہتے ہیں۔ ربط اوپر آیت إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ الخ میں اللہ و رسول کی مخالفت پر لعنت فی الدنیا والآخرہ اور عذاب مہین کی وعید فرمائی تھی چونکہ اس میں اثبات ہے قیامت اور آخرت کا اور بعضے فرقے اللہ و رسول کی مخالفت کرنے والوں میں اس کے منکر تھے وہ اس قسم کی وعیدیں سن کر بطور انکار کے قیامت کا وقت وغیرہ پوچھا کرتے تھے اس لیے آگے اس کا جواب مع تہدید اور لعنت مذکورہ و عذاب مذکور کے کسی قدر تفصیل اور کیفیت ارشاد فرماتے ہیں۔

تہدید مخالفین بوقوع قیامت و عقوبت

يَسْأَلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ۖ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللَّهِ ۚ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُونُ قَرِيبًا ۝ إِنَّ اللَّهَ لَعَنَ الْكَافِرِينَ وَأَعَدَّ لَهُمْ سَعِيرًا ۝ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ لَا يَجِدُونَ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۝ يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ يَا لَيْتَنَا أَطَعْنَا اللَّهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَا ۝ وَقَالُوا رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَنَا فَأَضَلُّونَا السَّبِيلَا ۝ رَبَّنَا آتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيرًا ۝ یہ (منکر) لوگ آپ سے قیامت کے متعلق (منکرانہ) سوال کرتے ہیں (کہ کب ہوگی) آپ (جواب میں) فرما دیجیے کہ اُس (کے وقت) کی خبر تو بس اللہ ہی کے پاس ہے اور آپ کو اُس کی کیا خبر[1] (کہ کب ہے البتہ اجمالاً اُن لوگوں کو جان رکھنا چاہیے کہ) عجب نہیں کہ قیامت قریب ہی واقع ہو جاوے (کیونکہ جب وقت معین نہیں تو احتمال قرب کا بھی تو ہے تو اس احتمال سے اُن کو چاہیے تھا کہ ڈرتے اور اُس کے لیے تیاری کرتے نہ کہ منکرانہ استعجال اور استہزاء کرتے ہیں اور قرب سے مراد اگر غایت قرب ہے تو قرب کا واقع نہ ہونا اس لیے محل اشکال نہیں کہ باعتبار عباد کے لعل کے ساتھ خبر دی گئی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جب عباد سے مخفی ہے تو اُن کو چاہیے کہ اس کے قرب کا احتمال رکھیں خواہ وہ قرب واقع ہو یا نہ ہو اور اسی علت اخفاء سے یہی قرب ہر زمانہ میں محتمل ہے پس وجوب خوف بھی تمام ازمنہ میں عام ہوا اور اگر قرب سے مراد مطلق قرب ہے تو لعل تحقیق کے لیے بھی ہو سکتا ہے اور وہ قرب واقع کے موافق بھی ہے کیونکہ اول تو یوماً فیوماً اس کا وقت قریب ہی آتا جاتا ہے یعنی جتنا بُعد مثلاً کل تھا آج اُس قدر نہیں رہا پس یہ بھی قرب ہے دوسرے یوم قیامت کے

ملحقات الترجمة

[1] قولہ فی ما یدریک اُس کی کیا خبر اشارة الی المفعول الثانی لیدریک ہو المقدر لا قولہ لعل الساعة بل ہو جملة مستانفة تہدیداً للمنکرین وفہمتہ من تفسیر المعالم ۱۲

القراءة	النحو
قولہ الرسولا والسبیلا الف فی ما کتبت فی قولہ تعالیٰ تظنون باللہ الظنونا قولہ کبیرا فی قراءة کثیرا بالمثلثة ۱۲	قولہ قریبا لیس ہو خبرا بل ہو ظرف ای فی زمان قریب ۱۲

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا ۭ وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ

اے ایمان والو تم اُن لوگوں کی طرح مت ہونا جنھوں نے موسیٰ کو ایذا دی تھی سو اُن کو خدا تعالےٰ نے بری ثابت کر دیا اور وہ اللہ کے نزدیک بڑے معزز تھے ۔ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو

وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝

اور راستی کی بات کہو اللہ تعالےٰ تمہارے اعمال کو قبول کرے گا اور تمہارے گناہ معاف کرے گا اور جو شخص اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرے گا سو وہ بڑی کامیابی کو پہنچیگا

استبداد و امتداد کے سامنے دنیا کی مدت طویلہ بھی قصیر معلوم ہوگی پس اُس کے مقابلہ میں یہ مجموعی مدت قریب ہے پس ہر حال میں تہدید صحیح ہوگئی یا احتمال قرب سے یا روز انہ مہلت کم ہوتے جانے سے یا اس وقت کے ہول اور طول سے اب آگے لعنت اور عقوبت یوم قیامت کی کیفیت ارشاد ہے کہ) بیشک اللہ تعالیٰ نے کافروں کو رحمت سے دور کر رکھا ہے (جیسا اوپر بھی فرمایا ہے لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ) اور (اس لعنت ہی کا اثر یہ ہے کہ) اُن کے لیے آتش سوزاں تیار کر رکھی ہے (جیسا اوپر بھی فرمایا ہے وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا) جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے (اور) نہ کوئی یار پاویں گے اور نہ کوئی مددگار (پاویں گے جس روز اُن کے چہرے دوزخ میں الٹ پلٹ کیے جاویں گے (یعنی چہروں کے بل گھسیٹے جاویں گے کبھی چہرہ کی اس کروٹ کبھی اس کروٹ جیسا اس طرح گھسیٹنے میں مشاہدہ ہوتا ہے کہ اس شخص کا کبھی ایک طرف منہ ہو جاتا ہے کبھی دوسری طرف اور اُس وقت نہایت حسرت سے) یوں کہتے ہونگے اے کاش ہم نے (دنیا میں) اللہ کی اطاعت کی ہوتی اور ہمنے رسول کی اطاعت کی ہوتی (تو آج اس مصیبت میں مبتلا نہ ہوتے ۔ اور حسرت کے ساتھ جن گمراہ کرنے والوں پر غیظ و غضب پیدا ہوگا تو) یوں کہیں گے کہ اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں کا (جو کفر کے رئیس تھے) اور اپنے بڑوں کا کہنا مانا تھا (جن میں ان کی کسی وجہ سے متبوعیت کی صفت پائی جاتی تھی) کہنا مانا تھا سو انہوں نے ہم کو (سیدھے) رستہ سے گمراہ کیا تھا اے ہمارے رب اُن کو دوہری سزا دیجیے اور ان پر بڑی لعنت کیجیے (یہ ایسا مضمون ہے جیسا سورۂ اعراف کے رکوع چہارم میں ہے رَبَّنَا هٰٓؤُلَاۗءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ جس کی جواب میں ارشاد ہے قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ جس کی تفسیر وہیں گذری ہے جس سے معلوم ہو گیا کہ اُن کفار کی یہ درخواست سے جو غرض تھی وہ اُس میں ناکام رہے اُس تفسیر کو دیکھ لیا جاوے) **ربط** اوپر کی آیتوں میں اللہ و رسول کی مخالفت احکام کا جس کو ایذا سے تعبیر فرمایا گیا تھا مذموم ہونا معلوم ہوا ہے اور اس وعید کی اس تمنا سے کہ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا اللہ و رسول کی موافقت احکام کا نافع ہونا مفہوم ہوا ہے آگے بطور نتیجہ کے مسلمانوں کو کہ وہی منتفع ہوتے ہیں اس مخالفت سے نہی اور اس موافقت کا امر اور اُس نہی کے ساتھ اشارۃً مخالفت کا مضر ہونا اور اُس امر کے ساتھ صراحۃً موافقت کا نافع ہونا ارشاد فرماتے ہیں ۔

ترہیب از معصیت و ترغیب بر اطاعت

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا ۭ وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝ اے ایمان والو تم اُن لوگوں کی طرح مت ہونا جنہوں نے (کچھ تہمت تراش کر) موسیٰ (علیہ السلام) کو ایذا دی تھی سو اُن کو خدا تعالےٰ نے بری ثابت کر دیا (یعنی اُن کا تو کچھ ضرر نہ ہوا تہمت لگانے والے ہی کذاب اور مستحق عقاب ٹھیرے) اور وہ (یعنی موسیٰ علیہ السلام) اللہ کے نزدیک بڑے معزز (پیغمبر) تھے (اس لیے اللہ تعالیٰ نے اُن کی برات ظاہر فرمادی جیسا اور انبیاء علیہم السلام کے لیے بھی وجاہت اور تہمتوں سے برات عام ہے مطلب یہ کہ تم رسول کو اُن کی مخالفت کر کے ایذا مت دینا کہ وہ اللہ کی مخالفت بھی ہے ورنہ تم ہی متضرر ہوگے بلکہ ہر امر میں اللہ و رسول کی اطاعت کرنا جس کا آگے حکم کیا جاتا ہے کہ) اے ایمان والو اللہ سے ڈرو (یعنی ہر امر میں اُس کی اطاعت کرو) اور (بالخصوص کلام کرنے میں اس کی بہت رعایت رکھو کہ جب بات کرنا ہو) راستی کی بات کہو (جس میں عدل اور اعتدال سے تجاوز نہ ہو) اللہ تعالیٰ (اس کے صلہ میں) تمہارے اعمال کو قبول کریگا اور تمہارے گناہ معاف کر دیگا (کچھ اُن اعمال کی برکت سے کچھ توبہ کی برکت سے جو تقویٰ اور قول سدید میں داخل ہے) اور (یہ ثمرات مذکورہ اطاعت پر ہیں اور اطاعت وہ چیز ہے کہ) جو شخص اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کریگا سو وہ بڑی

تحقیقات الترجمۃ

لہ قولہ فی تقلب ... [illegible]

سے قولہ ... [illegible]

سے قولہ فی تعبیر ... [illegible]

سے قولہ فی وجیہا ... [illegible]

ھہ قولہ فی سدیدا ... [illegible]

سے قولہ فی یصلح لکم ... [illegible]

إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ ۖ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا ۝

ہم نے یہ امانت آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کی تھی سو انہوں نے اس کی ذمہ داری سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے اور انسان نے اس کو اپنے ذمہ لے لیا وہ ظالم ہے جاہل ہے

کامیابی کو پہونچے گا **ف** موسیٰ علیہ السلام کے ایذا دینے اور اُن کی براءت کا قصہ جس کو خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر کے طور پر فرمایا ہے بخاری وغیرہ میں اس طرح مذکور ہے کہ بنی اسرائیل غلبۂ جہل سے علانیہ برہنہ نہایا کرتے تھے اور موسیٰ علیہ السلام جیسا کہ بدن چھپانے کا حکم شرعی ہے آڑ میں غسل فرماتے بنی اسرائیل نے چرچا کیا کہ ان کے بدن میں کوئی عیب و مرض ضرور ہے اس لیے یہ سب کے روبرو بدن نہیں کھولتے یہ بات ایذا رسانی کی تھی اللہ تعالیٰ کو آپ کی براءت اس عیب سے ظاہر کرنا تھی آپ نے ایکبار تنہائی میں کپڑے اتار کر پتھر پر رکھدیئے اور غسل کرنے لگے خدا کے حکم سے وہ پتھر کپڑوں سمیت وہاں سے چلا آپ کپڑے اٹھانے کے لیے اس کے پیچھے ہو لیے آپ کا گمان یہ تھا کہ یہاں خالی میدان میں کوئی آدمی نہ ہوگا اتفاق سے ایک مجمع بنی اسرائیل کا موجود تھا وہ پتھر وہاں جا کر ٹھیرا اور سب نے سر سے پاؤں تک دیکھ لیا کہ کسی قسم کا کوئی عیب آپ کے بدن میں نہیں پھر آپ نے کپڑے پہن لیے اور اُس وقت میر مراح کا یہ قول باحسن وجوہ صادق آگیا ؎ پوشاند لباس ہر کرا عیبے دید + بے عیباں را لباس عریانی داد + اور اس قصہ میں موسیٰ علیہ السلام پر تو اس لیے اعتراض نہیں ہو سکتا کہ آپ کے اختیار کو اس میں کوئی دخل نہ تھا اور اللہ تعالیٰ پر اس لیے اعتراض نہیں ہو سکتا کہ وہ کسی قانون کے محکوم نہیں ہیں اور یہاں تو حکمت تبریہ موسیٰ علیہ السلام کی بھی ظاہر ہے اور خود تبریہ میں یہ حکمت ہے کہ نبی سے کسی کو تنفر نہ ہو جو کہ طبعاً حاجت اقتداء ہو جاتا ہے یہ قصہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرما کر ارشاد فرمایا فذلک قولہ تعالیٰ یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ اٰذَوْا مُوْسٰی پس یہ قصہ تو بالیقین اس کی تفسیر ہے باقی دوسرے قصے بھی اگر عموم ایذاء میں داخل کر لیے جاویں اور اس کی تخصیص کو تمثیل پر محمول کیا جاوے تو گنجائش ہے لیکن اس قصہ کے تفسیر ہونے کا انکار صحیح نہیں اور شعب تقویٰ و طاعات میں سے قول سدید کی کہ طاعت لسانی ہے تخصیص شاید اسلیے ہو کہ اس کو اکثر لوگ سہل سمجھتے ہیں یا اس لیے ہو کہ وہ ایذاء میں اصرح اور اقبح ہوتا ہے و نیز کثیر الوقوع بھی ہوتا ہے اور یصلح بمعنی یتقبل کے وجہ ترتب تقویٰ و قول سدید پر ظاہر ہے کیونکہ عمل کا مقبول ہونا جن شرائط پر موقوف ہے وہ سب جزو تقویٰ ہیں جب کبھی مقبولیت عمل میں اختلال ہوگا ضرور تقویٰ کے کسی جزو کا فقدان ہوگا اور لاتکونوا سے یہ لازم نہیں آتا کہ کبھی مسلمانوں نے قصداً ایسا کیا ہو بلکہ ہمیشہ احتیاط رکھنے کا حکم ہے جیسا میرے ترجمہ سے ظاہر ہے اور حدیثوں میں جو بعضے لوگوں کے قصے آئے ہیں یا تو وہ منافقوں کے قصے ہیں یا بعضے مزاج ناشناس مسلمانوں کو ان اقوال کے موذی ہونے کی طرف التفات نہ ہوا ہوگا **ربط** اوپر آیات میں اللہ و رسول کی اطاعت کا وجوب اور مخالفت کی حرمت مذکور ہے بلکہ تمامتر سورت اسی مضمون کی شرح ہے کیونکہ اعظم مقاصد سورت جیسا کہ تمہید میں مذکور ہوا ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اجلال و احترام کا وجوب اور ایذاء و ایلام کی تحریم ہے اور یہ بھی وجوب اطاعت اللہ و رسول اور حرمت مخالفت اللہ و رسول کا ایک تعبیری عنوان ہے آگے اسی وجوب و حرمت کی تاکید و تقویت کے لیے خاتمہ سورت میں انسان کا مکلف باحکام ہونا اور ان کو امانت کے ساتھ تشبیہ دیکر اُسکے ادائے حق کرنیوالوں کا مورد عنایت اور اُسکی اضاعت کرنیوالوں کا مستحق عذاب ہونا بیان فرماتے ہیں۔

مکلف بودن باحکام و ثمرات طاعات و آثام

إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ ۖ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا ۝

البلاغة قوله وحملها لم يذكر العرض المدلول عليه بالروايات اكتفاء بذكر الحمل الدال عليه ففيه ايجاز قوله انه كان ظلوما اعتراض بين الحمل وغايته اى عاقبته للايذان من اول الامر بعدم وفاءه بالحمل ويكفى فى صدق الحكم على الجنس شيئ وجوده فى بعض افراده فضلا عن وجوده فى غالبها ۱۲

الروايات المتعلقة بالامانة فى الدر المنثور عن ابن عباس رض الامانة الفرائض عرضها الله على السموات والارض والجبال ان ادوها اثابهم وان ضيعوها عذبهم فكرهوا ذلك واشفقوا من غير معصية (لكونها مخيرة فى الحمل وعدمه) ولكن تعظيما لدين الله ان لا يقوموا بها ثم عرضها على آدم (اى مع ذريته) فقبلها بما فيها وعن قتادة وحملها الانسان قيل له اتحملها قال نعم اھ قلت وبهذا اتيانه تفسيرى آدم فى الرواية الاولى بالقول اى مع ذريته وتخصيص ذكر آدم لكونه اصلاهم وعن مجاهد قال لما خلق الله تعالى السموات والارض عرض عليهن الامانة فلم يقبلنها فلما خلق آدم عليه السلام عرضها عليه اھ قلت و دل على قلت سموات و ارض و جبال کے بعد انسان کو پیدا کر کے الخ ۱۲

لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ وَيَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

انجام یہ ہوا کہ اللہ تعالے منافقین و منافقات | اور مشرکین و مشرکات کو سزا دیگا | اور مؤمنین و مؤمنات پر توجہ فرماویگا | اور اللہ تعالے غفور رحیم ہے

ع ۹ / ۶

سورۃ السبا مکیۃ وھی اربع وخمسون آیۃ وست رکوعات

عند البعض ۱۲

لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ وَيَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

ہم نے یہ امانت (یعنی احکام جو بمنزلہ امانت کے ہیں) آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کی تھی (یعنی ان میں کچھ شعور پیدا کر کے جو کہ اب بھی ہے ان کے روبرو اپنے احکام اور بصورت ماننے کے انپر انعام و اکرام اور بصورت نہ ماننے کے اُس پر تعذیب و ایلام پیش کر کے اُن کو لینے نہ لینے کا اختیار دیا اور حاصل اس پیش کرنے کا یہ تھا کہ اگر تم ان احکام کو اپنے ذمہ رکھتے ہو تو اُن کے موافق عمل کرنے کی صورت میں تم کو ثواب ملیگا اور خلاف کرنے کی صورت میں عذاب ہوگا اور اگر نہیں لیتے تو مکلف نہ بنائے جاؤگے اور ثواب و عذاب کے بھی مستحق نہ ہوگے تم کو دونوں اختیار ہیں کہ اس کو نہ لینے سے نافرمان نہ ہوگے جس قدر اُن میں شعور تھا وہ اجمالاً اس قدر مضمون سمجھ لینے کے لیے کافی تھا چونکہ اُن کو اختیار بھی دیا گیا تھا) سو اُنہوں نے (خوف عذاب کے سبب احتمال ثواب سے بھی دست برداری کی اور) اُسکی ذمہ داری سے انکار کر دیا اور اُس (کی ذمہ داری) سے ڈر گئے (کہ خدا جانے کیا انجام ہو اور اگر وہ اپنے ذمے رکھ لیتے تو مثل انسان کے اُن کو بھی عقل عطا کی جاتی جو تفصیل احکام و مثوبات و عقوبات کے سمجھنے کے لیے موقوف علیہ ہے چونکہ اُسکو نہیں منظور کیا اسلیے عقل کی بھی ضرورت نہ ہوئی غرض انہوں نے تو عذر کر دیا) اور (جب ان سموات و ارض و جبال کے بعد انسان کو پیدا کر کے اُس سے یہی بات پوچھی گئی تو) انسان نے (بوجہ اس کے کہ علم الٰہی میں اس کا خلیفہ ہونا مقرر تھا) اُس کو اپنے ذمے لے لیا (غالباً اُس وقت تک اُس میں بھی اتنا ہی ضرورت کے قدر شعور ہوگا اور غالباً یہ پیش کرنا اخذ میثاق سے مقدم ہے اور وہ میثاق اسی حمل کی فرع ہے اور اُس میثاق کے وقت اس میں عقل عطا کی گئی ہوگی اور یہ کسی خاص انسان سے مثل آدم علیہ السلام کے نہیں پوچھا گیا بلکہ مثل اخذ میثاق کے یہ عرض بھی عام ہوگا اور التزام بھی عام تھا پس سموات و ارض و جبال مکلف نہ ہوئے اور یہ مکلف بن گئے آیت میں اس کا یاد دلانا غالباً اسی حکمت سے ہے جیسا میثاق یاد دلایا یعنی ان احکام کا تم نے از خود التزام کیا ہے پھر نباہنا چاہیئے اور چونکہ مکلف جن بھی ہے اس لیے غالباً وہ بھی اس عرض اور حمل میں شریک ہے مگر تخصیص ذکر انسان کی صرف اس لیے ہے کہ اس مقام میں کلام اُسی سے ہو رہا ہے پھر اس التزام کے بعد انسان کی حالت باعتبار اکثر افراد کے یہ ہوئی کہ) وہ (انسان عملیات میں) ظالم ہے (اور علمیات میں) جاہل ہے (یعنی دونوں امر میں اعمال میں بھی عقائد میں بھی خلاف ورزی کرتا ہے یہ تو حالت باعتبار اکثر افراد کے ہے باقی مجموعہ کے اعتبار سے اُس ذمہ داری کا) انجام یہ ہوا کہ اللہ تعالے منافقین و منافقات اور مشرکین و مشرکات کو (کہ یہ لوگ احکام کے ضائع کرنے والے ہیں) سزا دیگا اور مؤمنین و مومنات پر توجہ (اور رحمت) فرماوے گا اور (بعد مخالفت بھی اگر کوئی باز آجاوے تو پھر اُس کو بھی مؤمنین و مؤمنات کے زمرہ میں شامل کر لیا جاوے گا کیونکہ) اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے **ف** احکام کو امانت سے تشبیہ دینا بنا بر وجوب ادا اُس کے حقوق کے ہے اور تعذیب و رحمت کا انجام حمل ہونا بواسطہ اضاعت و اطاعت کے ہے اور اس آیت کی جو تفسیر اختیار کی گئی ہے اس پر کلام حقیقت پر محمول ہو کر بھی تمام اشکالات نقلیہ اور عقلیہ سے بفضلہ تعالے محفوظ ہے وللہ الحمد علی ذلک تم لہ الحمد علی اتمام تفسیر ہذہ السورۃ للسادس عشر من صفر یوم الاثنین ۱۳۲۵ھ من ہجرۃ سید الثقلین صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم مدۃ دور الملوین + وسیر النیرین + سورۃ السبا مکیۃ قیل الا ویری الذین اوتوا العلم و ایھا خمس واربعون کذا فی البیضاوی **ربط** اس سورت میں یہ مضامین مذکور ہیں شروع سورت میں توحید جو کہ مفہوم کلی امانت کی جزئی اعظم ہونے اور شرک کے مقابل ہونے کی وجہ سے خاتمہ سورت سابقہ سے بھی مرتبط ہے پھر قیامت کا اثبات مع بیان بعض دلائل قدرت کے جو کہ امکان قیامت کو مفید ہے ختم رکوع اول تک اور درمیان میں قرآن کی حقیت جو انبار عن القیامت پر بھی مشتمل ہے پھر اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لِّکُلِّ عَبْدٍ مُّنِیْبٍ کی مناسبت سے داؤد و سلیمان علیہما السلام کا ذکر جو اعلے درجہ کے منیب تھے ترغیب فی الانابۃ کے لیے پھر ترہیب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ وَ لَہُ الۡحَمۡدُ فِی الۡاٰخِرَۃِ ؕ وَ ہُوَ الۡحَکِیۡمُ الۡخَبِیۡرُ ﴿۱﴾

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں۔ تمام تر حمد اسی اللہ کو سزاوار ہے جس کی ملک ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اسی کو حمد آخرت میں سزاوار ہے اور وہ حکمت والا خبردار ہے

یَعۡلَمُ مَا یَلِجُ فِی الۡاَرۡضِ وَ مَا یَخۡرُجُ مِنۡہَا وَ مَا یَنۡزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَ مَا یَعۡرُجُ فِیۡہَا ؕ وَ ہُوَ الرَّحِیۡمُ الۡغَفُوۡرُ ﴿۲﴾ وَ قَالَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا

وہ سب کچھ جانتا ہے جو چیز زمین کے اندر داخل ہوتی ہے اور جو چیز اس میں سے نکلتی ہے اور جو چیز آسمان سے اترتی ہے اور جو چیز اس میں چڑھتی ہے اور وہ رحیم غفور ہے۔ اور یہ کافر کہتے ہیں

لَا تَاۡتِیۡنَا السَّاعَۃُ ؕ قُلۡ بَلٰی وَ رَبِّیۡ لَتَاۡتِیَنَّکُمۡ ۙ عٰلِمِ الۡغَیۡبِ ۚ لَا یَعۡزُبُ عَنۡہُ مِثۡقَالُ ذَرَّۃٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَ لَا فِی الۡاَرۡضِ وَ لَاۤ اَصۡغَرُ

کہ ہم پر قیامت نہ آوے گی آپ فرما دیجیے کہ کیوں نہیں قسم ہے اپنے پروردگار عالم الغیب کی وہ ضرور تم پر آوے گی اس سے کوئی ذرہ برابر بھی غائب نہیں نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور نہ کوئی چیز اس سے

مِنۡ ذٰلِکَ وَ لَاۤ اَکۡبَرُ اِلَّا فِیۡ کِتٰبٍ مُّبِیۡنٍ ﴿۳﴾ لِّیَجۡزِیَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓئِکَ لَہُمۡ مَّغۡفِرَۃٌ وَّ رِزۡقٌ کَرِیۡمٌ ﴿۴﴾

چھوٹی ہے اور نہ کوئی چیز بڑی ہے مگر یہ سب کتاب مبین میں ہے تاکہ ان لوگوں کو صلہ دے جو ایمان لائے تھے اور انہوں نے نیک کام کیے تھے ایسے لوگوں کے لیے مغفرت اور عزت کی روزی ہے

عن عدم الانابۃ کے یعنی بعض غیر منیبین یعنی کفار سبا کا ذکر پھر منیبین و غیر منیبین میں اتباع و عدم اتباع ابلیس کا تفاوت اور اس کے تسلیط کی حکمت رکوع دوم تک پھر عود الی التوحید بھر مَا اَرۡسَلۡنٰکَ سے پھر وَ یَقُوۡلُوۡنَ سے عود الی البعث پھر وَمَاۤ اَرۡسَلۡنَا فِیۡ قَرۡیَۃٍ سے کفار کے کفر اور فخر کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تسلیہ اور ان لوگوں کے منشأ تفاخر کا ابطال اور رَبَّنَا اَنۡفَقۡتُمۡ سے مقابلہ میں بعض مضرات کفار کا مومنین کے لیے نافع ہونا کہ مقابلہ کے ساتھ وہ بسط رزق کے مضمون پر متفرع بھی ہے پھر یَوۡمَ یَحۡشُرُہُمۡ سے عود الی البعث پھر وَ اِذَا تُتۡلٰی سے عود الی الرسالۃ پھر وَ لَوۡ تَرٰۤی سے اصول مذکورہ کے منکرین کی وخامت عاقبت کے بیان پر سورت ختم ہے۔

توحید

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ وَ لَہُ الۡحَمۡدُ فِی الۡاٰخِرَۃِ ؕ وَ ہُوَ الۡحَکِیۡمُ الۡخَبِیۡرُ ۝ یَعۡلَمُ مَا یَلِجُ فِی الۡاَرۡضِ وَ مَا یَخۡرُجُ مِنۡہَا وَ مَا یَنۡزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَ مَا یَعۡرُجُ فِیۡہَا ؕ وَ ہُوَ الرَّحِیۡمُ الۡغَفُوۡرُ ۝ تمام تر حمد (وثنا) اسی اللہ کو سزاوار ہے جس کی ملک ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور (جس طرح فی الحال اس کا مستحق حمد ہونا بیان کیا گیا اسی طرح) اسی کو حمد (وثنا) آخرت میں (بھی) سزاوار ہے (چنانچہ اس کا ظہور بھی اس طرح ہوگا کہ اہل جنت کہیں گے اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ ہَدٰىنَا لِہٰذَا۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡۤ اَذۡہَبَ عَنَّا الۡحَزَنَ۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ صَدَقَنَا وَعۡدَہٗ) اور وہ حکمت والا ہے کہ موجودات ارضیہ سماویہ کو منافع و مصالح پر متضمن بنایا ہے اور وہ (خبردار بھی) ہے کہ ان مصالح و منافع کو پیدا کرنے کے قبل سے جانتا تھا پھر ان کو پیدا کر کے ارضیات سماویات میں رکھ دیا اور وہ ایسا خبیر ہے کہ) وہ سب کچھ جانتا ہے جو چیز زمین کے اندر داخل ہوتی ہے (مثلاً بارش) اور جو چیز اس میں سے نکلتی ہے (مثلاً نباتات) اور جو چیز آسمان سے اترتی ہے اور جو چیز اس میں چڑھتی ہے (مثلاً ملائکہ کہ نزول و عروج کرتے ہیں اور مثلاً احکام جن کا نزول ہوتا ہے اور اعمال جن کا صعود ہوتا ہے) اور (چونکہ ان سب چیزوں میں جسمانی یا روحانی منافع ہیں مقتضا ان کا یہ ہے کہ پورا پورا شکر ادا کیا جاوے اور جو کوتاہی کرے وہ مستحق سزا ہو لیکن) وہ (اللہ) رحیم (اور) غفور (بھی) ہے (پس اپنی رحمت سے صغیرہ کوتاہی کو حسنات سے اور کبیرہ کوتاہی کو توبہ سے اور کبھی دونوں کو فضل سے اور جو کوتاہی حد کفر و شرک تک پہونچی ہو اس کو ایمان لانے سے معاف فرما دیتا ہے پس مبدء رحمت اور منتہی مغفرت ہے) ربط اوپر توحید کا ذکر تھا آگے قیامت کا ذکر ہے کہ منکرین توحید اس کے بھی منکر تھے و نیز منکرین توحید کے عذاب کا وہ اصلی وقت بھی ہے اور درمیان میں سَعَوۡ فِیۡۤ اٰیٰتِنَا کے تناسب تقابل سے و نیز اس لیے کہ وقوع قیامت مدلول قرآنی ہے حقیت قرآن کا ذکر فرما دیا گیا۔

اثبات بعث

وَ قَالَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لَا تَاۡتِیۡنَا السَّاعَۃُ ؕ قُلۡ بَلٰی وَ رَبِّیۡ لَتَاۡتِیَنَّکُمۡ ۙ عٰلِمِ الۡغَیۡبِ ۚ لَا یَعۡزُبُ عَنۡہُ مِثۡقَالُ ذَرَّۃٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَ لَا فِی الۡاَرۡضِ وَ لَاۤ اَصۡغَرُ مِنۡ ذٰلِکَ وَ لَاۤ اَکۡبَرُ اِلَّا فِیۡ کِتٰبٍ مُّبِیۡنٍ ۝ لِّیَجۡزِیَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓئِکَ لَہُمۡ مَّغۡفِرَۃٌ وَّ رِزۡقٌ کَرِیۡمٌ ۝

ملحقات الترجمۃ

سلہ قولہ فی ہذہ الحمد فی الاٰخرۃ اہ حسب طرح اہ لان مدلول الکلام شی مطلقا ہو الحکم باعتبار زمان التکلم اہ لاثم حیثیۃ العموم او الخصوص بدلیل اہ

النحو قولہ ولا اصغر بالرفع عطف علی مثقال قولہ لیجزی متعلق بقولہ لتأتینکم ۱۲

البلاغۃ قولہ یعرج فیہا وضمن العروج معنی السیر فعدی بفی دون الی قولہ لا تاتینا ارادوا انتفی اتیانہا نفی وجودہا بالکلیۃ لا عدم حضورہا مع تحققہا فی نفس الامر وانما عبروا عنہ بذلک لانہم کانوا یدعون اتیانہا ۱۲

فائدہ

وہا قررت قولہ وہو الحکیم الخبیر وقولہ وہو الرحیم الغفور لا یرد ما توہم ان العکس انسب ۱۲

وَالَّذِيْنَ سَعَوْ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعْجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ۝ وَيَرَى الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ

اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کے متعلق کوشش کی تھی ہرانے کے لیے ایسے لوگوں کے واسطے سختی کا دردناک عذاب ہوگا اور جن لوگوں کو علم دیا گیا ہے وہ اس قرآن کو جو کہ آپکے رب کی طرف سے آپکے پاس

مِنْ رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ ۙ وَيَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ يُّنَبِّئُكُمْ اِذَا مُزِّقْتُمْ

بھیجا گیا ہے ایسا سمجھتے ہیں کہ وہ حق ہے اور وہ خدائے غالب محمود کا رستہ بتلاتا ہے | اور یہ کافر کہتے ہیں کہ کیا ہم تم کو ایک ایسا آدمی بتائیں جو تم کو یہ خبر دیتا ہے | کہ جب تم بالکل ریزہ ریزہ

كُلَّ مُمَزَّقٍ ۙ اِنَّكُمْ لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝ اَفْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَمْ بِهٖ جِنَّةٌ ۭ بَلِ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ فِي الْعَذَابِ

ہوجاؤگے تو تم ضرور ایک نئے جنم میں آؤگے | معلوم نہیں اس شخص نے خدا پر جھوٹ بہتان باندھا ہے یا اس کو کسی طرح کا جنون ہے | بلکہ جو لوگ آخرت پر یقین نہیں رکھتے عذاب

وَالضَّلٰلِ الْبَعِيْدِ ۝ اَفَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ مِّنَ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنْ نَّشَاْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْاَرْضَ

اور دور دراز گمراہی میں ہیں تو کیا انھوں نے آسمان اور زمین کی طرف نظر نہیں کی جو ان کے آگے اور ان کے پیچھے موجود ہیں | اگر ہم چاہیں | تو ان کو زمین میں دھنسا دیں

اَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَاۗءِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ۝ ع

یا ان پر آسمان کے ٹکڑے گرادیں | اس میں پوری دلیل ہے اُس بندہ کے لیے جو متوجہ ہو

وَالَّذِيْنَ سَعَوْ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعْجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ۝ وَيَرَى الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ ۙ وَيَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ يُّنَبِّئُكُمْ اِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۙ اِنَّكُمْ لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝ اَفْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَمْ بِهٖ جِنَّةٌ ۭ بَلِ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ فِي الْعَذَابِ وَالضَّلٰلِ الْبَعِيْدِ ۝ اَفَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ مِّنَ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنْ نَّشَاْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَاۗءِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ۝ اور یہ کافر کہتے ہیں کہ ہم پر قیامت نہ آوے گی آپ فرمادیجیے کہ کیوں نہیں (آویگی) قسم اپنے پروردگار عالم الغیب کی وہ ضرور تم پر آویگی (اور وہ ایسا عالم بالعلم المحیط ہے کہ) اُس (کے علم) سے کوئی ذرہ برابر بھی غائب نہیں نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں (بلکہ سب اُس کے علم میں حاضر ہیں) اور نہ کوئی چیز اس (مقدار مذکور) سے چھوٹی ہے اور نہ کوئی چیز (اس سے) بڑی ہے مگر یہ سب (بوجہ احاطہ علم الٰہی کے) کتاب مبین (یعنی لوح محفوظ) میں (مرقوم) ہے (قیامت کے متعلق کفار کے کئی شبہے تھے ایک یہ کہ اگر آنے والی ہے تو اُس کا وقت بتلائیے کما قال تعالیٰ اَيَّانَ مُرْسٰهَا دوسرا یہ کہ جن اجزاء کو جمع کرکے اُن میں حیات پیدا کرنا بتلایا جاتا ہے اُن کا کہیں نشان بھی نہ رہیگا پھر جمع کیسے ہونگی کما قال تعالیٰ ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِي الْاَرْضِ ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ اس مضمون اثبات علم غیب سے شبہہ اول کا جواب ہوگیا کہ اس کا علم بوجہ حکمت کے مختص ہی باریتعالیٰ کے ساتھ پس عدم علم نبی سے عدم وقوع لازم نہیں آتا کما قال تعالیٰ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ اور مضمون اثبات علم محیط سے دوسرے شبہہ کا جواب ہوگیا کہ باوجود اجزاء کے اختلاط فی الارض و انتشار فی الھواء کے وہ ہمارے علم سے خارج نہ ہونگے ہم جب چاہینگے جمع کرلیںگے کما قال تعالیٰ

اللغات قوله رجز اشد العذاب وهو بيان لعذاب اليم وافاد البيان التاكيد ۱۲

النحو قوله ويهدى عطف على الحق عطف الفعل على الاسم لانه فى تاويله كما فى قوله تعالى صافات ويقبضن اى قابضات قوله اذا مزقتم قدر جوابه اى تحشرون دل عليه قوله انكم لفى خلق ۱۲

البلاغة قوله فى العذاب والضلال وتقديم العذاب على ما يوجبه ليستتبعه للمسارعة الى بيان ما يسوءهم والاشعار بغاية سرعة ترتبه عليه كانه يسابقه فيسبقه ووصف الضلال بالبعيد الذى هو وصف الضال للمبالغة لان ضلالهم اذا كان بعيدا فى نفسه فكيف بهم انفسهم ۱۲

فائده قوله افترى على الله الخ استدل به الجاحظ على ان صدق الخبر مطابقته للواقع مع الاعتقاد وكذبه عدمها معه وغيرهما ليس بصدق ولا كذب وتقريره استدلاله مشهور والجواب ان الافتراء هو الكذب عن عمد فالمعنى اكذب عن عمد ام كذب عن غير عمد فالامران قسمان للكذب فالثانى ليس قسيما للكذب بل لما هو اخص منه اى الكذب عن عمد ۱۲

قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ الخ فی جواب قولهم ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا الخ تیسرا شبہہ استحالہ کا تھا اس کا جواب آگے آویگا
افلم یروا الخ اب قیامت کی غایت بتلاتے ہیں کہ وہ قیامت اس لیے آویگی) تاکہ اُن لوگوں کو صلہ (نیک) دے جو ایمان لائے تھے اور
انہوں نے نیک کام کیے تھے (سو) ایسے لوگوں کے لیے مغفرت اور (بہشت میں) عزت کی روزی ہے اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کے متعلق
(اُن کے ابطال کی) کوشش کی تھی (نبی کو) ہرانے کے لیے (گو اُس کوشش میں ناکام ہی رہے) ایسے لوگوں کے واسطے سختی کا دردناک عذاب
ہوگا اور (آیات قرآنیہ کی تکذیب پر یہ سزا ہونا ہی چاہیے کیونکہ اول تو قرآن فی نفسہ امر حق منزل من اللہ ہے اور ایسے امر حق کی تکذیب خود حق تعالیٰ
کی تکذیب ہے اُس پر جتنی سزا ہو بجا ہے دوسرے قرآن راہ راست مرضی عند اللہ کی تعلیم و ہدایت کرتا ہے جو شخص اُس کو نہ مانیگا وہ
راہ راست سے قصداً دور رہیگا نہ اُس کو عقائد حقہ کا پتہ لگیگا نہ اعمال صالحہ کا اور یہی طریقہ تھا نجات کا پس طریق نجات سے قصداً دور رہنے
پر سزا ہونا بیجا نہیں ہے اور قرآن کا حق اور ہادی ہونا ایسا واضح ہے کہ علاوہ اس کے کہ اور دلائل سے ثابت ہے ایک سہل طریق اُس کے ثبوت
کا یہ ہے کہ) جن لوگوں کو (آسمانی کتابوں کا) علم دیا گیا ہے وہ اس قرآن کو جو کہ آپ کے رب کی طرف سے آپ کے پاس بھیجا گیا ہے ایسا سمجھتے
ہیں کہ وہ حق ہے اور وہ خدائے غالب محمود (کی رضا) کا رستہ بتلاتا ہے (اس استدلال بعلم العلماء اہل الکتاب کی تقریر شروع رکوع اخیر
سورۂ شعراء میں گذر چکی ہے اور شاید منجملہ جمیع امور واجبۃ الایمان کے بیان حقیت قرآن کا اہتمام اس لیے فرمایا ہو کہ یہ اُن امور واجبۃ الایمان پر
مشتمل ہے بالخصوص خبر قیامت پر جس میں اس مقام میں کلام ہے پس اس بناء پر حاصل یہ ہوا کہ قیامت کے روز اسی قیامت کے تکذیب پر
بھی سزا ہوگی) اور (آگے پھر قیامت کا اثبات ہے یعنی) یہ کافر (آپس میں) کہتے ہیں کہ کیا ہم تم کو ایک ایسا آدمی بتائیں جو تم کو یہ (عجیب) خبر دیتا
ہے کہ جب تم بالکل ریزہ ریزہ ہو جاؤ گے تو (اُس کے بعد قیامت کو) تم ضرور ایک نئے جنم میں آؤ گے معلوم نہیں اس شخص نے خدا پر (قصداً)
جھوٹ بہتان باندھا ہے یا اس کو کسی طرح کا جنون ہے (کہ بلا قصد جھوٹ کے جھوٹ بول رہا ہے کیونکہ یہ امر تو محال ہے تو اُس کے وقوع
کی خبر ضرور غلط ہے خواہ تعمد سے ہو یا فساد تخیل سے ہو حق تعالیٰ ان دونوں شقوں کو رد فرماتے ہیں کہ ہمارے نبی تو مفتری اور مجنون کچھ بھی
نہیں) بلکہ جو لوگ آخرت پر یقین نہیں رکھتے (وہی) عذاب اور دور دراز گمراہی میں (مبتلا) ہیں (اُس گمراہی کا حالی اثر یہ ہے کہ سچے بھی
مفتری اور مجنون نظر آتے ہیں اور مآلی اثر یہ ہے کہ عذاب بھگتنا پڑیگا اور یہ جاہل جو اس جمع و احیاء اجزاء متفرقہ جاویہ کو محال بعید القدرت سمجھ
رہے ہیں) تو کیا انہوں نے (دلائل عظمت قدرت الٰہیہ میں سے) آسمان اور زمین کی طرف نظر نہیں کی جو ان کے آگے (بھی) اور ان کے پیچھے
(بھی) موجود ہیں (کہ جدھر دیکھیں وہ نظر آرہے ہیں پس ان اجرام عظیمہ کا ابتداءً پیدا کرنے والا کیا اجسام صغیرہ کے ثانیاً پیدا کرنے پر قادر نہیں ہو گا
قال تعالیٰ لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ الخ اور باوجود وضوح دلائل حق کے پھر بھی انکار و عناد کرتے ہیں تو اس قابل کہ انکو ابھی
سزا دیدی جاوے اور سزا بھی ایسی کہ ان ہی دلائل قدرت کو کہ صلاحیت للاستدلال کے اعتبار سے نعمت عظیمہ بھی ہیں ان کے لیے آلۂ تعذیب بنا دیا
جاوے کہ جس نعمت کا کفران ہو اسی نعمت کو نقمت بنانے سے سخت حسرت ہوتی ہے اور ہم اس سزا پر قادر بھی ہیں چنانچہ) اگر ہم چاہیں تو ان کو
زمین میں دھنسا دیں یا (اگر چاہیں تو) ان پر آسمان کے ٹکڑے گرا دیں (لیکن حکمت مقتضی ہے تاخیر کو اس لیے مہلت دے رکھی ہے غرض ان لوگو
کو دفع توہم استحالہ کے لیے آسمان و زمین پر نظر کرنا چاہیے کیونکہ) اس (دلیل مذکور) میں (قدرت الٰہیہ کی) پوری دلیل ہے (مگر) اُس بندہ
کے لیے جو (خدا کی طرف) متوجہ (بھی) ہو (اور حق کی طلب ہو یعنی دلیل تو کافی ہے مگر ان کی طرف سے طلب نہیں اس لیے محروم ہیں۔

تفسیر دیگر اور قولہ تعالیٰ افلم یروا الیٰ قولہ السماء کی ایک تفسیر اور بھی سہل اور لطیف ہو کہ اسکو استدلال نہ کہا جاوے بلکہ وعید کہا جاوے منکرین بعث کے لیے اور
الارض اور السماء ثانی میں وضع مظہر موضع مضمر کہا جاوے یعنی انکو ڈر نہیں لگتا کہ یہ آسمان و زمین جو انکو نظر آرہا ہے ہم سزائے مخالفت میں اُس زمین میں انکو دھنسا دیں یا
اُس آسمان کو ان پر گرا دیں اور اس امر پر قادر ہونے میں جو کہ ان نشتا سے مفہوم ہوتا ہے بندگان منیب کے لیے تو کافی عبرت ہے کہ اس مقدور کے وقوع سے اندیشہ کریں اور انکار سے بچیں
رابط اور یا ننقشا ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ میں اللہ کیطرف متوجہ ہونیوالے بندوں کی فضیلت طلب الایمان فرمائی تھی آگے اسکی تفصیل کے لیے اُنمیں سے بعض اعلیٰ درجہ کے حضرات یعنی داؤد
وسلیمان علیہما السلام کا قصہ بیان فرماتے ہیں تاکہ انابت کا سرمایۂ سعادت ہونا معلوم ہو اور اپنی استعداد کی موافق اُسمیں کیمو در ہوں اور دوسری توجیہ بھی ربط کی ہوسکتی ہو کہ اوپر کے ۲

۲ صورتوں علی السبیل بینکم میں کفار کا انکار کرنا جو بسند متصل صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول تھا آگے دو نبیوں کا ذکر فرماتے ہیں تاکہ استبعاد عطاء نبوت مندفع ہو اور شاید تخصیص ان حضرات کی اس نکتہ کی وجہ سے ہو کہ انکے بعض فضائل متعلقہ سامان دنیوی ظاہر پرستوں کو بھی محسوس ہو سکتے ہیں پس گنجائش انکار نہ رہے اور استدلال مقصود اول یا ثانی پر تام ہو جاوے ◆

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا ۘ يٰجِبَالُ اَوِّبِيْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ ۚ وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ ۙ اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْ فِي السَّرْدِ وَاعْمَلُوْا

اور ہمنے داؤد کو اپنی طرف سے بڑی نعمت دی تھی اے پہاڑو داؤد کے ساتھ بار بار تسبیح کرو اور پرندوں کو بھی حکم دیا اور ہمنے اُن کے واسطے لوہے کو نرم کر دیا کہ تم پوری زرہیں بناؤ اور جوڑنے میں اندازہ رکھو اور تم سب

صَالِحًا ۭ اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ وَاَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ ۭ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ

نیک کام کیا کرو میں تمہارے سب اعمال دیکھ رہا ہوں اور سلیمان کے لیے ہوا کو مسخر کر دیا کہ اس کی صبح کی منزل ایک مہینے بھر کی ہوتی اور اس کی شام کی منزل ایک مہینہ بھر کی ہوتی اور ہمنے اُن کے لیے تانبے کا چشمہ بہا دیا اور جنات میں بعضے

يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۭ وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ ۝ يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَاۗءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ

جو اُن کے آگے کام کرتے تھے اُن کے رب کے حکم سے۔ اور اُن میں سے جو شخص ہمارے حکم سے سرتابی کریگا ہم اُس کو دوزخ کا عذاب چکھا دینگے وہ جنات اُن کے لیے وہ وہ چیزیں بناتے جو اُن کو منظور ہوتا بڑی بڑی عمارتیں

وَتَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ۭ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ۭ وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ۝ فَلَمَّا قَضَيْنَا

اور مورتیں اور لگن جیسے حوض اور دیگیں جو ایک ہی جگہ جمی رہیں اے داؤد کے خاندان والو تم سب شکریہ میں نیک کام کیا کرو اور میرے بندوں میں شکرگزار کم ہی ہوتے ہیں پھر جب ہم نے اُن پر موت کا

عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰي مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَاۗبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ ۚ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا

حکم جاری کر دیا تو کسی چیز نے اُن کے مرنے کا پتہ نہ بتلایا مگر گھن کے کیڑے نے کہ وہ سلیمان کی عصا کو کھاتا تھا سو جب وہ گر پڑے تب جنات کو

يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ۝

حقیقت معلوم ہوئی کہ اگر وہ غیب جانتے ہوتے تو اس ذلت کی مصیبت میں نہ رہتے

قصہ داؤد و سلیمان علیہما السلام

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا ۘ يٰجِبَالُ اَوِّبِيْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ ۚ وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ ۙ اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْ فِي السَّرْدِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ وَاَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ ۭ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۭ وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ ۝ يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَاۗءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ۭ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ۭ وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ۝ فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰي مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَاۗبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ ۚ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ۝

اللغات قوله فضلا نعمة واحسانا اوبى التاديب من الاوب بمعنى الرجوع اى الترجيع والمعنى رجعى معه التسبيح وردديه سابغات كاملات من الدروع السرد نسج الدروع القطر النحاس المحاريب القصور العالية سميت باسم صاحبها لانه يحارب غيره في حمايته فان المحراب اسم فاعل من صيغ المبالغة

الجواب الحياض جمع جابية من الجباية اى الجمع قضينا اى حكمنا او قدرنا دابة الارض من اضافة الشئ الى فعله فالارض مصدر ارضت الدابة الخشب تارضه اذا اكلته من باب ضرب يضرب منساته العصا من نسأت البعير اذا طردته لانها يطرد بها او من نسأته اذا اخرته ۱۲

النحو قوله ياجبال بتقدير القول قوله والطير بتقدير وامرنا قوله ان اعمل بتقدير القول قوله لسليمن الريح بتقدير سخرنا قوله غدوها اى مسيرها ضحوا قوله ومن يزغ بتقدير القول على ما ذكرت قوله اعملوا بتقدير القول ۱۲

الكلام قوله تعالى ياجبال قيل المراد بتاويبها ايا معه في التسبيح انما تأمل ما فيها فيه مع كون ذلك المأثور ان قوله معه يا باه وايضا لا اختصاص له عليه السلام بتأويب الجبال بهذا المعنى حتى يفضل به او يكون معجزة له وقيل كان عليه السلام ينوح على ذنبه بترجيع وتحزين وكانت الجبال تسعده باصدائها وفيه ان الصدى ليس بصوت الجبال حقيقة وانما هو من آثار المتكلم والله تعالى امر الجبال ان تؤوب معه وايضا اى اختصاص له عليه السلام بذلك والصوت كل احد صدى عند الجبال كذا في الروح ۱۲

الروايات

عن وهب رض قال امر الله الجبال والطير ان تسبح مع داؤد عليه السلام اذا سبح وعن سعيد بن المسيب رض قال كان سليمان عليه السلام يركب الريح وعن ابن عباس في قوله اسلنا قال اعطاه الله عينا من صفر تسيل كما يسيل الماء وعن قتادة عين النحاس وعن عكرمة رض في قوله قضينا عليه الموت ثم جلس على كرسيه ثم جمع كفيه على طرف عصاه ثم جعلها تحت ذقنه ومات فمكثت الجن سنة يحسبون انه حي وكانت لا ترفع العصا عنها اليه ويخف الله الا سنة فاكلت طرف العصا فخر منكبا على وجهه هذا كله في الدر المنثور وهو تايد ما فسرت الآيات به ۱۲

اور ہم نے داؤد (علیہ السلام) کو اپنی طرف سے بڑی نعمت دی تھی (چنانچہ ہم نے پہاڑوں کو حکم دیا تہا کہ) اے پہاڑو داؤد کے ساتھ بار بار تسبیح کرو (یعنی جب یہ ذکر میں مشغول ہوں تم بھی ان کا ساتھ دو) اور (اسی طرح) پرندوں کو بھی حکم دیا (کہ ان کے ساتھ تسبیح کرو کما قال تعالیٰ اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ یُسَبِّحْنَ بِالْعَشِیِّ وَالْاِشْرَاقِ وَالطَّیْرَ مَحْشُوْرَةً الخ شاید اس میں ایک حکمت یہ ہو کہ ان کو ذکر میں نشاط ہوگا اور یہ بھی حکمت ہو کہ آپ کا ایک معجزہ ظاہر ہوگا اور غالباً یہ تسبیح ایسی ہوگی جو سامعین کو مفہوم ہو ورنہ غیر مفہوم تسبیح تو عام ہے اس میں معیت داؤدیہ کی کیا تخصیص ہے کما قال تعالیٰ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ) اور (ایک نعمت یہ دی کہ) ہم نے اُن کے واسطے لوہے کو (مثل موم کے) نرم کر دیا (اور یہ حکم دیا) کہ تم (اس لوہے کی اچھی) پوری زرہیں بناؤ اور (کڑیوں کے) جوڑنے میں (مناسب) اندازہ (کا خیال) رکھو اور (جیسے ہم نے تم کو نعمتیں دی ہیں ان کے شکر میں) تم سب (یعنی داؤد ؑ اور اُن کے متعلقین) نیک کام کیا کرو میں تمہارے سب کے اعمال کو دیکھ رہا ہوں (اس لیے رعایت حدود کا پورا اہتمام رکھو) اور سلیمان (علیہ السلام) کے لیے ہوا کو مسخر کر دیا کہ اُس (ہوا) کی صبح کی منزل ایک مہینے بھر کی (راہ) ہوتی اور (اسی طرح) اُس کی شام کی منزل ایک مہینے بھر کی (راہ) ہوتی (یعنی وہ ہوا سلیمان علیہ السلام کو اتنی اتنی دور پہونچاتی کما قال تعالیٰ وَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّیْحَ تَجْرِیْ بِاَمْرِهٖ) اور (ایک نعمت اُن کو یہ دی کہ) ہم نے اُن کے لیے تانبے کا چشمہ بہا دیا (یعنی تانبے کو اُس کے معدن میں رقیق سیال کر دیا تاکہ اُس سے مصنوعات بنانے میں بدون آلات کے سہولت ہو پھر وہ منجمد ہو جاتا یہ بھی ایک معجزہ ہے) اور (ایک نعمت یہ تھی کہ ہم نے جنات کو اُن کے تابع کر دیا تہا چنانچہ) جنات میں بعضے وہ تھے جو اُن کے آگے (طرح طرح کے) کام کرتے تھے اُن کے رب کے حکم (تسخیری) سے (یعنی چونکہ پروردگار نے مسخر کر دیا تھا) اور (حکم تسخیری کے ساتھ اُن کو حکم تشریعی بھی مع وعید یہ دیا تہا کہ) اُن میں سے جو شخص ہمارے (اس) حکم سے (کہ سلیمان علیہ السلام کی اطاعت کرو) سرتابی کریگا (یعنی تسلیم و انقیاد سے کام نکریگا گو بوجہ تسخیر کے سلیمان علیہ السلام اُس سے جبراً کام لینے پر قادر ہونگے جیسے بیگاریوں سے کام لیا جاتا ہے تو) ہم اُس کو (آخرت میں) دوزخ کا عذاب چکھا دینگے (اس سے یہ بھی مفہوم ہوا کہ جو تسلیم و انقیاد سے کام کریگا اور پورا انقیاد یہ ہے کہ ایمان بھی اختیار کرے کیونکہ ہر نبی اپنے محکومین کو اس کا امر کرتا ہے تو بدون اس کے انقیاد نہیں پس حاصل یہ کہ جو جن ایمان و اطاعت اختیار کریگا وہ عذاب سعیر سے محفوظ رہیگا جیسا کہ ایمان کا مقتضا ہے آگے اُن کاموں کو بتلاتے ہیں جن پر جنات مامور تھے یعنی) وہ جنات اُن کے لیے وہ وہ چیزیں بناتے جو اُن کو (بنوانا) منظور ہوتا بڑی بڑی عمارتیں اور مورتیں اور لگن (ایسے بڑے) جیسے حوض اور (بڑی بڑی) دیگیں جو ایک ہی جگہ جمی رہیں (اپنی جگہ سے) ہل نہ سکیں اور ہم نے اُن کو یہ حکم دیا کہ جیسے ہم نے تم کو نعمتیں دی ہیں اے داؤد ؑ کے خاندان والو (یعنی سلیمان ؑ اور اُن کے متعلقین) تم سب (ان نعمتوں کے) شکریہ میں نیک[1] کام کیا کرو اور میرے بندوں میں شکرگزار کم ہی ہوتے ہیں (اس لیے شکرگزاری کرنے سے جس کا طریق مقصود عمل صالح ہے تم کو خلق کثیر پر امتیاز ہو جاویگا پس اس جملہ میں تحریض ہوگئی شکر و عمل صالح پر جیسے داؤد علیہ السلام کو بھی اِعْمَلُوْا صَالِحًا حکم ہوا تہا اور اسی طرح وہاں تسخیر جبال و طیر تھی اور یہاں تسخیر ریح و جن مذکور ہوئی اور وہاں الانت حدید تھی یہاں الانت نحاس غرض زندگی بھر سلیمان علیہ السلام کے سامنے جنات کا یہ معاملہ رہا) پھر جب ہم نے اُن پر (یعنی سلیمان علیہ السلام پر) موت کا حکم جاری کر دیا (یعنی انتقال فرما گئے) تو (ایسے طور پر موت واقع ہوئی کہ اُن جنات کو خبر نہیں ہوئی وہ یہ کہ سلیمان علیہ السلام موت کے قریب عصا کو دونوں ہاتھ سے پکڑ کر اس کو زیر زنخ لگا کر تخت پر بیٹھ گئے اور اسی حالت میں روح قبض ہوگئی اور اسی طرح سال بھر تک بیٹھے رہے جنات آپ کو بیٹھا دیکھ کر زندہ سمجھتے رہے یہ کسی کی مجال نہ تھی کہ پاس جا کر یا خوب گھور کر دیکھ سکے خصوصاً جبکہ کوئی وجہ شبہہ کی نہ ہو اور زندہ سمجھ کر بدستور کام کرتے رہے اور) کسی چیز نے اُن کے مرنے کا پتہ نہ بتلایا مگر گھن کے کیڑے نے کہ وہ سلیمان (علیہ السلام) کی عصا کو کھاتا تھا (یہاں تک کہ ایک حصہ اُس کا کھا لیا تو وہ عصا گر پڑا اُس کے گرنے سے سلیمان علیہ السلام گر پڑے) سو جب وہ گر پڑے (اور گھن کے کھانے کا تخمینہ سے حساب کرنے سے معلوم ہوا کہ ان کو تو وفات پائے ہوئے ایک سال ہوا) تب جنات کو (اپنے دعوے غیب دانی کی) حقیقت معلوم ہوئی (وہ یہ) کہ اگر وہ غیب جانتے ہوتے تو (سال بھر تک) اس ذلت کی مصیبت میں نہ رہتے (مراد اعمال شاقہ ہیں جن میں بوجہ محکومیت کے ذلت بھی اور مشقت کی وجہ سے مصیبت بھی ہی) ف

ملحقات الترجمة

[1] قوله فی اعملوا آل داؤد نیک قرینة التقیید قوله فی قصة داؤد اعملوا صالحا ۱۲

لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسْكَنِهِمْ آيَةٌ ۖ جَنَّتَانِ عَن يَمِينٍ وَشِمَالٍ ۖ كُلُوا مِن رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوا لَهُ ۚ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَرَبٌّ غَفُورٌ ۝

سبا کے لیے اُن کے وطن میں نشانیاں موجود تھیں دو قطاریں تھیں باغ کی داہنے اور بائیں اپنے رب کا رزق کھاؤ اور اُس کا شکر کرو عمدہ شہر اور بخشنے والا پروردگار

زرہ میں مناسب اندازہ ہو کہ کڑیاں نہ بہت بڑی ہوں نہ بہت چھوٹی نہ بہت پتلی ہوں نہ بہت موٹی پیر اس لیے حکم فرمایا کہ زرہ سے جو غرض ہے وہ بدون اس کے حاصل نہیں ہوتی اور تماثیل یعنے تصاویر کا بنانا اُس شریعت میں جائز تھا ہماری شریعت نے اس کو منسوخ کردیا اور من الجن کے ترجمہ میں من تبعیضیہ اختیار کرنے کی بنا دو امر ہوسکتے ہیں یا تو تمام عالم کے جنات مسخر نہ ہونگے محض بقدر حاجت تسخیر ہوئی ہو یا مسخر سب ہوں مگر مامور بالعمل بعض ہوں بقیہ کے عمل کی احتیاج نہ ہوئی ہو اور داؤد و سلیمان علیہما السلام کے ساتھ اُن کے متعلقین کو نعم مذکورہ کے شکر کا حکم فرمانا اس لیے ہے کہ ان نعمتوں کا نفع اُن کو بھی پہونچتا تھا خواہ حسی خواہ غیر حسی اقل درجہ ایسے منعم علیہ سے انتساب ہی سہی اور سلیمان علیہ السلام کے اخفاء موت میں دنیوی مصلحت یہ تھی کہ ضروری کام پورے ہوجاویں اور دینی مصلحت یہ تھی کہ مخلوق کے لیے علم غیب کے اعتقاد کی غلطی برای العین مشاہد ہوجاوے اور گو جنات کو پہلے سے بھی اپنے علم غیب کے انتفاء کا حال معلوم تھا مگر یہاں یہ مقصود ہے کہ پہلے تو دل ہی میں جانتے تھے مگر اوروں سے چھپاتے اور اُن کو بہکاتے تھے آج وہ جاننا ایسا آشکارا ہوا کہ کسی کے سامنے دعوی کرنے کا منہ نہ رہا پس تبین سے مراد تبین بین ہے نہ مطلق تبین ربط اوپر انابت و توجہ الی اللہ کے برکات و ثمرات ظاہر کرنے کے لیے بعض حضرات نبیین کا ذکر تھا آگے عدم انابت و اعراض عن الاحکام کی وخامت و وبال ظاہر کرنے کے لیے بعض معرضین یعنی کفار سبا کا قصہ مذکور ہوتا ہے تاکہ مخالفین رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو عموماً اور کفار مکہ کو خصوصاً تخویف ہو اور تخصیص سبا کی شاید اس لیے ہو کہ یہ لوگ عرب ہیں انکے حال سے کفار مکہ کو کہ اقرب مخاطبین ہیں زیادہ تاثر ہوسکتا ہے و نیز بقول صاحب روح اہل مکہ میں اہل سبا اور اُن کے قصے کی شہرت بھی تھی خلاصہ قصہ ان کا یہ ہے کہ سبا ایک شخص کا نام ہے پھر اُس کے تمام خاندان کو سبا کہنے لگے اس خاندان کے بہت سے قبائل علاقہ یمن شہر مارب بر وزن منزل میں رہتے تھے اور ان میں سلطنت بھی تھی بعضے سلاطین اچھے بھی ہوئے اور بعضے بت پرست تھے کسی بادشاہ نے برساتی پانی روکنے کے لیے ایک مستحکم بند جس کا طول کئی میل کا تھا تیار کیا تھا دور دور کا پانی وہاں جمع ہوتا اور اُس سے جو چھوٹی چھوٹی شاخیں اور نہریں نکالی گئی تھیں اُنکے ذریعہ سے سال بھر تک کھیتیاں اور باغات سیراب کیے جاتے اور یہ باغات دو رویہ سڑکوں پر منزلوں تک چلے گئے تھے اور منزلوں تک یعنی بقولے شام تک اور بقولے صنعا تک جو مارب سے تین منزل ہے پاس پاس بستیاں چلی گئی تھیں کہ مسافر جہاں چاہتا جس وقت چاہتا ٹھیر جاتا اور ہر جگہ کھانے پینے کا سامان مہیا کرسکتا اور اتصال آبادی کے سبب ہر طرح کا امن بھی تھا اور آب و ہوا بھی اس ملک کی نہایت پاکیزہ تھی مگر جب لوگوں نے بجائے شکر و اطاعت کے ناشکری و معصیت شروع کی تو اُن کے انتقام کا وقت آیا اچانک وہ بند ٹوٹ گیا بعض روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موش کور یعنی چھچھوندر کو اُس پر مسلط کردیا اُس نے اس بند میں سوراخ کردیا پھر سیلاب سے وہ وسیع ہوگیا اور تمام آبادی اور باغات کو غرق کردیا اور جب پانی خشک ہوا تو اُن باغات کی جگہ کچھ جھاڑ جھنکاڑ رہ گئے اور تمام اہل ملک ہی کچھ ہلاک کچھ پریشان ہو کر منتشر ہوگئے چنانچہ ازد عمان و ازد سراۃ و کندہ و مذحج و اشعریین و انمار و بجیلہ و عاملہ و غسان و لخم و جذام و قضاعہ و خزاعہ و آل جفنہ شعب غسان و اوس و خزرج و آل مالک بن فہم و آل عمرو و آل جذیمہ ابرش و اہل حیرہ و آل محرق یہ سب قبائل سبا کے ہیں جو عمان و سراۃ و مدینہ و تہامہ و مکہ و شام و اجا و سلمی و عراق میں منتشر ہوگئے حتی کہ بطور تمثیل کے عرب کا محاورہ ہوگیا تفرقوا ایدی سبا یعنے انقس لعل سبا اور واقعہ سیل عرم کا بعد عیسے علیہ السلام کے ہوا ہے اور بعض روایات میں ان کی طرف تیرہ نبیوں کا تشریف لانا آیا ہے سو وہ عیسے علیہ السلام سے پہلے آئے تھے جن کی تعلیم بواسطہ ناقلین وقت انتقام تک چلی آرہی ہوگی جب مہلت کی حد ہوگئی قہر نازل ہوا من فتح المنان والروح والدر المنثور ملخصا

قصہ کفار سبا

لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسْكَنِهِمْ آيَةٌ ۖ جَنَّتَانِ عَن يَمِينٍ وَشِمَالٍ ۖ كُلُوا مِن رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوا لَهُ ۚ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَرَبٌّ غَفُورٌ ۝

اللغات قولہ مسکنھم موضع سکناھم وھو کالدار یطلق علی الماوی الجمیع وان کان قطرا واسعا کما تسمی الدنیا دارا قولہ جنتان جماعتان من البساتین عن یمین بلدھم وشمالہ واطلاق الجنۃ علی کل جماعۃ انما ھو بتقدیر اخرا والجنس حیاۃ لانہا جنۃ واحدۃ ۱۲

النحو قولہ جنتان بدل من آیۃ قولہ کلوا بتقدیر القول قولہ بلدۃ بتقدیر المبتدا ای بلدتکم بلدۃ طیبۃ وربکم رب غفور ۱۲

اختلاف القراءۃ قولہ لسبا فی قراءۃ غیر منصرف للعلمیۃ والتانیث بالقبیلۃ وفی الحی ۱۲

فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ سَیْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَیْهِمْ جَنَّتَیْنِ ذَوَاتَیْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّاَثْلٍ وَّشَیْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِیْلٍ ۝

سو اُنہوں نے سرتابی کی تو ہم نے اُن پر بند کا سیلاب چھوڑ دیا اور ہم نے اُن کے اُن دو رویہ باغوں کے بدلے اور دو باغ دیدئیے جن میں یہ چیزیں رہ گئیں بد مزہ پھل اور جھاؤ اور قدرے قلیل بیری

ذٰلِكَ جَزَیْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا ؕ وَهَلْ نُجٰزِیْۤ اِلَّا الْكَفُوْرَ ۝ وَجَعَلْنَا بَیْنَهُمْ وَبَیْنَ الْقُرَى الَّتِیْ بٰرَكْنَا فِیْهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَّقَدَّرْنَا فِیْهَا

اُن کو یہ سزا ہم نے اُن کی ناسپاسی کے سبب دی اور ہم ایسی سزا بڑے ناسپاس ہی کو دیا کرتے ہیں اور ہم نے اُن کے اور اُن بستیوں کے درمیان میں جہاں ہم نے برکت کر رکھی ہے بہت سے گاؤں آباد کر رکھے تھے جو نظر آتے تھے اور ہم نے اُن

السَّیْرَ ؕ سِیْرُوْا فِیْهَا لَیَالِیَ وَاَیَّامًا اٰمِنِیْنَ ۝ فَقَالُوْا رَبَّنَا بٰعِدْ بَیْنَ اَسْفَارِنَا وَظَلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِیْثَ

دیہات کے درمیان اُن کے چلنے کا ایک خاص انداز رکھا تھا کہ بے خوف و خطر اُن میں راتوں کو اور دنوں کو چلو سو وہ کہنے لگے کہ اے ہمارے پروردگار ہمارے سفروں میں درازی کر دے اور اُنہوں نے اپنی جانوں

وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝

اور اُن کو بالکل تتر بتر کر دیا — بے شک اس میں ہر صابر شاکر کے لیے بڑی بڑی عبرتیں ہیں

فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ سَیْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَیْهِمْ جَنَّتَیْنِ ذَوَاتَیْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّاَثْلٍ وَّشَیْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِیْلٍ ۝ ذٰلِكَ جَزَیْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا ؕ وَهَلْ نُجٰزِیْۤ اِلَّا الْكَفُوْرَ ۝ وَجَعَلْنَا بَیْنَهُمْ وَبَیْنَ الْقُرَى الَّتِیْ بٰرَكْنَا فِیْهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَّقَدَّرْنَا فِیْهَا السَّیْرَ ؕ سِیْرُوْا فِیْهَا لَیَالِیَ وَاَیَّامًا اٰمِنِیْنَ ۝ فَقَالُوْا رَبَّنَا بٰعِدْ بَیْنَ اَسْفَارِنَا وَظَلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِیْثَ وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝ سبا (کے لوگوں) کے لیے (خود) اُن کے وطن (کی مجموعی حالت) میں (وجوب اطاعت احکام خداوندی کی) نشانیاں موجود تھیں (اُن میں سے ایک نشانی) دو قطاریں تھیں باغ کی (اُن کی سڑک کے) داہنے اور بائیں (یعنی اُن کے تمام علاقہ میں دو طرفہ متصل باغات چلے گئے تھے کہ جس میں آمدنی بھی وافر پھل بھی اس قدر کہ ختم نہ ہوں اور یہ بھی رونق بھی ہم نے انبیاء و ناصحین کی معرفت اُن کو حکم دیا کہ) اپنے رب کا (دیا ہوا) رزق کھاؤ اور (کھا کر) اس کا شکر کرو (یعنی اطاعت کرو کہ دو قسم کی نعمتیں مقتضی اطاعت ہیں ایک دنیوی کہ رہنے کو) عمدہ شہر اور (ایک اخروی کہ درصورت ایمان و اطاعت کے اگر کچھ کوتاہی ہو جائے تو گناہ بخشنے کو) بخشنے والا پروردگار (پس ایسے مقتضی پر مقتضا کا ترتب ضرور ہونا چاہیے) سو (اس پر بھی) اُنہوں نے (اس حکم سے) سرتابی کی (شاید یہ لوگ آفتاب پرست بھی ہوں جیسے بعض کی نسبت سورۂ نمل میں ہے وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا یَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ) تو ہم نے (اُن پر اپنا قہر اس طرح نازل کیا کہ) اُن پر بند کا سیلاب چھوڑ دیا (یعنی جو سیلاب بند سے رکا رہتا تھا بند ٹوٹ کر اس سیلاب کا پانی چڑھ آیا جس سے اُن کے وہ دو رویہ باغات سب غارت ہو گئے) اور ہم نے اُن کے اُن دو رویہ باغوں کے بدلے اور دو باغ دیدئیے جن میں یہ چیزیں رہ گئیں بد مزہ پھل اور جھاؤ اور قدرے قلیل بیری (وہ بھی شہری نہیں بلکہ جنگلی خودرو جس میں کانٹے بہت اور پھل میں لطافت ندارد) اُن کو یہ سزا ہم نے اُن کی ناسپاسی کے سبب دی اور ہم ایسی سزا بڑے ناسپاس ہی کو دیا کرتے ہیں (ورنہ معمولی خطاؤں پر تو ہم درگذر ہی کرتے رہتے ہیں اور ظاہر ہے کہ کفر سے بڑھ کر کیا ناسپاسی ہوگی جس میں وہ مبتلا تھے) اور (اس نعمت مذکورہ عامہ للمساکن کے علاوہ ایک اور نعمت خاص متعلق سفر کے تھی وہ یہ کہ) ہم نے ان کے اور اُن بستیوں کے درمیان میں جہاں ہم نے (باعتبار پیداوار وغیرہ کے) برکت کر رکھی ہے بہت سے گاؤں آباد کر رکھے تھے جو (سڑک پر سے) نظر آتے تھے (کہ مسافر کو سفر میں بھی وحشت نہ ہو اور کہیں ٹھیرنا چاہے تو وہاں جانے میں تکلف و تردد بھی نہ ہو) اور ہم نے اُن دیہات کے درمیان اُن کے چلنے کا ایک خاص انداز رکھا تھا

اللغات

قوله العرم المسناة والاضافة لادنى ملابسة قوله خمط الحامض او المر من كل شيء كذا في القاموس اثل الطرفاء لحاديث جمع احدوثة وهي ما يتحدث به على سبيل الاستغراب ۱۲

النحو

قوله سيروا بتقدير القول لكن لا يجب ان يكون حقيقة بل يجعلنا نزل تمكينهم من السير المذكور وتسوية مباديه واسبابه منزلة القول لهم وهو للاباحة ۱۲

البلاغة قوله جنتين سماهما جنتين تهكما ومشاكلة قوله جزينهم الى مجازي قال الخفاجي لم ترد المجازاة في القرآن الا مع العقاب بخلاف الجزاء فانه عام اه قلت ولذا لم يقيد في الثاني وقيد في الاول بقوله بما كفروا ۱۲

اختلاف القراءة قوله اكل خمط في قراءة بالاضافة من باب ثوب خز ۱۲

وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ ظَنَّهُ فَاتَّبَعُوهُ إِلَّا فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ وَمَا كَانَ لَهُ عَلَيْهِم مِّن سُلْطَانٍ إِلَّا لِنَعْلَمَ مَن

اور واقعی ابلیس نے اپنا گمان ان لوگوں کے بارہ میں صحیح پایا کہ یہ سب اسی راہ پر ہو لیے مگر ایمان والوں کا گروہ اور ابلیس کا ان لوگوں پر تسلط بجز اس کے اور کسی وجہ سے نہیں کہ ہم کو ان لوگوں کو جو کہ

يُؤْمِنُ بِالْآخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِي شَكٍّ ۗ وَرَبُّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَفِيظٌ ۝

آخرت پر ایمان رکھتے ہیں ان لوگوں سے معلوم کرنا ہے جو اس کی طرف سے شک میں ہیں اور آپ کا رب ہر چیز کا نگراں ہے

(یعنی ایک گانوں سے دوسرے گانوں تک چال کے حساب سے ایسا مناسب فاصلہ رکھا تھا کہ استراحات معتادہ سفر کے مواقع پر کوئی نہ کوئی گانوں مل جاتا جہاں کھا پی سکے آرام کر سکے) کہ بےخوف و خطر ان میں (جا ہو) راتوں کو اور (جا ہو) دنوں کو چلو (یعنی نہ خطرہ رہزن کا کہ پاس پاس گانوں تھے نہ خطرہ آب ودانہ و زاد راہ کے میسر نہ ہونے کا کہ ہر جگہ ہر سامان ملتا تھا) سو (ان نعمتوں کی انہوں نے جیسے اصلی شکر گذاری کہ طاعت الٰہیہ تھی نہیں کی ایسے ہی ظاہری شکر گذاری کہ نعمت الٰہیہ کو غنیمت سمجھنا اور اس کی قدر کرنا ہے وہ بھی نہیں کی چنانچہ) وہ کہنے لگے اے ہمارے پروردگار (ایسے پاس پاس دیہات ہونے سے سفر کا لطف نہیں آتا لطف تو اسی میں ہے کہ کہیں زاد راہ ختم ہو گیا کہیں پیاس ہے اور پانی نہیں ملتا اشتیاق ہے انتظار ہے کہیں چوروں کا اندیشہ ہے نوکر پہرہ دے رہے ہیں ہتھیار بندھے ہوئے ہیں جیسے بنی اسرائیل من و سلوی سے اکتا گئے تھے اور بقل و قثار کی درخواست کی تھی و نیز اس حالت موجودہ میں ہم کو اپنی امارت کے اظہار کا موقع بھی نہیں ملتا امیر غریب سب یکساں سفر کر سکتے ہیں اس لیے یوں جی چاہتا ہے کہ) ہمارے سفروں میں درازی (اور فاصلہ) کر دے (یعنی بیچ کے دیہات اجاڑ دے کہ منزلوں میں خوب فاصلہ ہو جاوے) اور (علاوہ اس ناشکری کے) انہوں نے (اور بھی نافرمانیاں کر کے) اپنی جانوں پر ظلم کیا سو ہم نے ان کو افسانہ بنا دیا اور ان کو بالکل تتر بتر کر دیا (یا تو اس طرح کہ بعض کو ہلاک کر دیا کہ ان کے قصے ہی رہ گئے اور بعض کو پریشان کر دیا اور یا بحیثیت اس حالت تنعم کے سب ہی افسانہ ہو گئے یعنی وہ سامان تنعم سب کا جاتا رہا اور یا بایں معنے کہ ان کی حالت کو عبرت بنا دیا ای جعلنا ہم ذات حکایات یعتبر بہا غرض خود ان کے مساکن و باغات بھی اور ان کے وہ قری متصلہ سب ویران ہو گئے) بیشک اس (قصہ) میں ہر صابر شاکر (یعنی مومن) کے لیے بڑی بڑی عبرتیں ہیں **ف** بارکنا فیہا کے ترجمہ میں جو وغیرہ کہا ہے سو اگر قری شام کے مراد ہوں تو اس سے مراد دینی برکات ہیں چونکہ شام مسکن انبیاء کا رہا ہے اور اگر قری صنعاء مراد ہوں تو انہار و ازہار مراد ہیں **ربط** اوپر بعض منیبین و غیر منیبین کا ذکر ہوا تھا آگے مطلق منیبین و غیر منیبین میں اتباع و عدم اتباع ابلیس کا تفاوت حالی اور مآلی اور اس کے تسلیط کی حکمت بیان فرماتے ہیں اور اس سے منیبین کی فضیلت اور غیر منیبین کی مذمت پر بھی دلالت ہو گئی کہ منیبین ایسے بڑے مغوی سے بچتے ہیں اور غیر منیبین ایسے بدخواہ کے ہاتھ میں پھنستے ہیں +

بیان حال و مآل متبعین و غیر متبعین ابلیس مع حکمت تسلیط او

وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ ظَنَّهُ فَاتَّبَعُوهُ إِلَّا فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ وَمَا كَانَ لَهُ عَلَيْهِم مِّن سُلْطَانٍ إِلَّا لِنَعْلَمَ مَن يُؤْمِنُ بِالْآخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِي شَكٍّ ۗ وَرَبُّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَفِيظٌ ۝ اور واقعی ابلیس نے اپنا گمان ان لوگوں کے بارے میں (یعنی بنی آدم کے بارے میں) صحیح پایا (یعنی اس کا یہ گمان کہ لَأَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهُ إِلَّا قَلِيلًا جس کا منشا شاید استدلال ہو خاک کے ضعف اور آتش کی قوت سے کذا فی الدر عن ابن عباس رض صحیح نکلا کہ یہ سب اسی راہ پر ہو لیے مگر ایمان والوں کا گروہ (کہ وہ محفوظ رہا اگر ایمان کامل تھا بالکل محفوظ رہا اور اگر ایمان ضعیف تھا تو شرک و کفر میں اس کا اتباع نہیں کیا گو اور معاصی میں اتباع کر لیا) اور ابلیس کا ان لوگوں پر (جو) تسلط (بطور اغوا کے ہے وہ) بجز اس کے اور کسی وجہ سے نہیں کہ ہم کو (ظاہری طور پر) ان لوگوں کو جو کہ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں ان لوگوں سے (الگ کر کے) معلوم کرنا ہے جو اس کی طرف سے شک میں ہیں (یعنی

ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ فی فریقا ایمان والوں کا گروہ اشارۃ الی ان من للبیان و قرینۃ حیث لا یراد ان فریقا من المؤمنین یتبعونہ فی المعاصی ۱۲

اللغات قولہ صدق علیہم ای وجد ظنہ صادقا کذا فی الروح وفی قراءۃ صدق بالتخفیف فنصب ظنہ علی اسقاط حرف الجر ای صدق فی ظنہ و وجدہ مصیبا فی الواقع صدوق حینئذ بمعنی اصاب ومانا ۱۲

البلاغۃ قولہ من ہو منہا کان الظاہر من لا یؤمن بہا عدل عنہ لنکتۃ وہی الایذان بان ادنی مراتب الکفر ہو الشک مہلکۃ وان لم یوجد جحود ۱۲

قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ لَا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهِمَا مِن شِرْكٍ وَمَا لَهُ

آپ فرمائیے کہ جن کو تم خدا کے سوا سمجھ رہے ہو اُن کو پکارو وہ ذرہ بھر اختیار نہیں رکھتے نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور نہ اُن کی اُن دونوں میں کوئی شرکت ہے اور

مِنْهُم مِّن ظَهِيرٍ ۝ وَلَا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ عِندَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ ۚ حَتَّىٰ إِذَا فُزِّعَ عَن قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ ۖ قَالُوا الْحَقَّ ۖ

نہ اُن میں سے کوئی اللہ کا مددگار ہے اور خدا کے سامنے سفارش کسی کے لیے کام نہیں آتی مگر اسکے لیے جس کی نسبت اجازت دیدے یہانتک کہ جب اُنکے دلوں سے گھبراہٹ دور ہو جاتی ہے تو ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ تمہارے

وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ۝ قُلْ مَن يَرْزُقُكُم مِّنَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ قُلِ اللَّهُ ۖ وَإِنَّا أَوْ إِيَّاكُمْ لَعَلَىٰ هُدًى أَوْ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝

اور وہ عالیشان سب سے بڑا ہے آپ پوچھیے کہ تم کو آسمان اور زمین سے کون روزی دیتا ہے آپکہدیجیے کہ اللہ اور بیشک ہم یا تم ضرور راہ راست پر ہیں یا صریح گمراہی میں ہیں۔

قُل لَّا تُسْأَلُونَ عَمَّا أَجْرَمْنَا وَلَا نُسْأَلُ عَمَّا تَعْمَلُونَ ۝ قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيمُ ۝ قُلْ

آپ فرما دیجیے کہ تم سے ہمارے جرائم کی باز پرس نہ ہوگی اور ہم سے تمہارے اعمال کی باز پرس نہ ہوگی کہدیجیے کہ ہمارا رب ہم سب کو جمع کریگا پھر ہمارے درمیان میں ٹھیک ٹھیک فیصلہ کر دیگا اور وہ بڑا فیصلہ کرنیوالا جاننے

أَرُونِيَ الَّذِينَ أَلْحَقْتُم بِهِ شُرَكَاءَ ۖ كَلَّا ۚ بَلْ هُوَ اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝

کہ مجھ کو ذرا وہ تو دکھلاؤ جن کو تم نے شریک بنا کر خدا کے ساتھ ملا رکھا ہے ہرگز نہیں بلکہ وہی ہے اللہ زبردست حکمت والا۔

ابتلا روامتحان مقصود ہے کہ مؤمن وکافر متعین ہو جاویں کہ بعض کو ثواب اور بعض کو عذاب دینا مقتضائے حکمت ہے کہ وہ ظہور اسماء وصفات ہی یا اور کچھ جو بشر کو معلوم نہو) اور (چونکہ) آپ کا رب ہر چیز کا نگراں (حال اور مطلع) ہے (اور ہر چیز میں ایمان اور عدم ایمان بھی داخل ہے اس لیے اسکی بھی اُس کو خبر ہے اور حکمت مذکورہ مقتضی جزا وسزا کو ہے اس لیے ہر ایک کو مناسب پاداش ملے گی) **ف** ظاہری طور پر جاننے کی تقریر پارہ سیقول کے شروع قول اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ میں گذر چکی ہے ملاحظہ کر لیا جاوے اور ایمان میں آخرت کی تخصیص کی یہ وجہ ہو سکتی ہے کہ اس کا اعتقاد طلب حق وتصحیح دین میں زیادہ دخل رکھتا ہے **ربط** اوپر شروع سورت میں توحید کا ذکر تھا آگے پھر عود ہے توحید کی طرف ونیز اہل سبا کے ذکر میں کفران کی مذمت تھی اور شرک سے بڑھ کر کیا کفران ہوگا اس لیے اُس کا ابطال کرتے ہیں دونوں وجہ ربط کی ہو سکتی ہیں

اثبات توحید و ابطال شرک

قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ ۚ لَا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهِمَا مِن شِرْكٍ وَمَا لَهُ مِنْهُم مِّن ظَهِيرٍ ۝ وَلَا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ عِندَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ ۚ حَتَّىٰ إِذَا فُزِّعَ عَن قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ ۖ قَالُوا الْحَقَّ ۖ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ۝ قُلْ مَن يَرْزُقُكُم مِّنَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ قُلِ اللَّهُ ۖ وَإِنَّا أَوْ إِيَّاكُمْ لَعَلَىٰ هُدًى أَوْ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝ قُل لَّا تُسْأَلُونَ عَمَّا أَجْرَمْنَا وَلَا نُسْأَلُ عَمَّا تَعْمَلُونَ ۝ قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيمُ ۝ قُلْ أَرُونِيَ الَّذِينَ أَلْحَقْتُم بِهِ شُرَكَاءَ ۖ كَلَّا ۚ بَلْ هُوَ اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝

النحو قوله الا لمن اذن له استثناء من اعم الذوات اى تنفع شفاعة احد على ان عوض عن المضاف لاصلا الا لمن اى لشفيع له اذن الله الشفيع لشفاعته ۔

البلاغة قوله ادعوا امر توبيخ قوله فى السموات اى فى العالم كله قوله لا تنفع اى لا توجد راسا وانما علق النفى بنفعها التصريحا بنفى ما هو غرضهم من وقوعها قوله قل من يرزقكم امر صلى الله عليه وسلم ان يقول ذلك تبكيتا للمشركين بحملهم على الاقرار بان آلهتهم لا يملكون مثقال ذرة فى السموات ولا فى الارض وان الرازق هو الله عز وجل فانهم لا ينكرونه وحيث كانوا يتلعثمون احيانا فى الجواب مخافة الالزام قيل له عليه السلام قل الله قوله لعلى هدى او فى ضلال ادخل على على الهدى للدلالة على استعلاء صاحبه وتمكنه واطلاعه على ما يريد كالواقف على مكان عال او الراكب على جواد يركضه حيث شاء وفى على الضلال للدلالة على انغماس صاحبه فى ظلام حتى كانه فى هوة مظلمة لا يدرى اين يتوجه قوله قل لا تسئلون هذا ابلغ فى الانصاف حيث عبر عن اعمال المؤمن بالعظائم بصيغة الماضى وعن عظائم الكافر بالاعمال بصيغة المضارع قوله قل اروني استفسار عن شبهتهم بعد الزام الحجة عليهم زيادة فى تبكيتهم ۔

الروايات فى صحيح البخارى وغيره عن ابى هريرة رض قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اذا قضى الله تعالى الامر فى السماء ضربت الملئكة اجنحتها خضعانا لقوله تعالى كانه سلسلة على صفوان فاذا فزع عن قلوبهم قالوا ماذا قال ربكم قالوا الحق اه قلت وهو احسن التفاسير لموافقة الرواية الصحيحة ويتخرج عليه معنى الفياس المفهوم كما قررت فى الترجمة وكذا ادل ذكر الشفاعة على ذكر الملئكة لكونهم ابلا

آپ (ان لوگوں سے) فرمائیے کہ جن (معبودوں) کو تم خدا کے سوا (دلیل خدائی) سمجھ رہے ہو اُن کو (اپنی حاجتوں کے لیے) پکارو (تو بھی معلوم ہو جائیگا کہ کتنی قدرت اور اختیار رکھتے ہیں اُن کی حالت واقعیہ تو یہ ہے کہ) وہ ذرہ برابر (کسی چیز کا) اختیار نہیں رکھتے نہ آسمانوں (کی کائنات) میں اور نہ زمین (کی کائنات) میں اور نہ اُن کی اُن دونوں (کے پیدا کرنے) میں کوئی شرکت ہے اور نہ اُن میں سے کوئی اللہ کا (کسی کام میں) مددگار ہے (یعنی نہ ایجادِ عالم میں اُن کا کوئی دخل ہے وھذا قولہ مالھم فیھما من شرک اور نہ بعد موجود ہو جانے کے اُن کا استقلالاً اختیار ہے وذلک قولہ لایملکون مثقال ذرۃ اور نہ نیابۃً اختیار ہے وذلک قولہ وما لہ منھم من ظھیر) اور (جس طرح وہ خود کام نہیں کر سکتے اسی طرح اللہ تعالیٰ سے کہہ کر بھی کوئی کام نہیں کرا سکتے جس کو شفاعت کہتے ہیں جیسا کفار کا قول تھا ھؤلاء شفعاؤنا عند اللہ اور بعلان معبودین میں جو جمادات ہیں وہ تو بیچارے کیا شفاعت کرتے کہ اس کی قابلیت ہی نہیں رکھتے اسی طرح جو ذی روح ہیں مگر خود عند اللہ مقبول نہیں جیسے شیاطین وہ بھی کیا شفاعت کرتے جو ذی روح مقبول بھی ہیں جیسے ملائکہ کہ مشرکین اُن کو بنات اللہ اور مستحق معبودیت سمجھتے تھے خود اُن کی شفاعت اس قانون عام میں داخل ہے کہ) خدا کے سامنے (کسی کی) سفارش کسی کے لیے کام نہیں آتی (بلکہ سفارش ہی نہیں ہو سکتی) مگر اُس کے لیے جس کی نسبت (شفیع کو) وہ اجازت دیدے (اور دلائل سے ثابت ہے کہ یہ اذن صرف حق مومنین میں ہو گا پس اس قانون عام کے موافق وہ بھی کفار کی سفارش نہ کرینگے اور فرشتے بلا اذن سفارش کرنے کی کب جرأت کر سکتے ہیں اُن کو تو غلبۂ ہیبت وعظمت الٰہی سے یہ حال ہے کہ جب اُن کو حق تعالیٰ کی طرف سے کوئی حکم ہوتا ہے تو اُسی میں ہیبت کے مارے گھبرا اُٹھتے ہیں[1]) یہانتک کہ جب (اُس حکم کے ختم ہو چکنے پر) اُن کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہو جاتی ہے تو ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ تمہارے پروردگار نے کیا حکم فرمایا وہ کہتے ہیں کہ (فلانی) حق بات کا حکم فرمایا (یعنی حکم دینے کے وقت شدت ہیبت سے اُن کی ازخود رفتگی کی یہ حالت ہوتی ہے کہ اُن کو اُس وقت کے اپنے سمجھنے اور یاد رکھنے پر پورا بھروسہ نہیں ہوتا اس لیے طالبعلموں کی طرح کہ اُستاد کی تقریر کا اعادہ کیا کرتے ہیں باہم پوچھ پاچھ اور تحقیق کرتے ہیں اور جب وہ حکم اس طرح محقق ہو چکتا ہے پھر اُس پر عمل کرتے ہیں پس جب حق تعالیٰ کی جانب سے جو ابتدائی خطاب معمولی احکام کا ہوتا ہے اُس میں اُن کی یہ حالت ہے تو خود اُن کا ابتداءً خطاب کرنا ایک نئی بات کے متعلق اس کی تو کیا گنجایش ہے پس جب ملائکہ مقربین کی یہ حالت ہو تو اصنام وشیاطین تو کس شمار میں ہیں کہ ایک میں قابلیت نہیں دوسرے میں مقبولیت نہیں) اور (اُس کے روبرو فرشتوں کا ایسا حال ہو جانا کیا عجب ہے واقعی) وہ (ایسا ہے) عالیشان (اور) سب سے بڑا ہے (اور اُن سے) آپ (تحقیق توحید کے لیے یہ بھی) پوچھیے کہ (اچھا بتلاؤ) تم کو آسمان اور زمین سے (پانی برسا کر اور نباتات نکال کر) کون روزی دیتا ہے (چونکہ جواب اس کا اُن کے نزدیک بھی متعین ہے اس لیے) آپ (ہی) کہدیجیے کہ اللہ (روزی دیتا ہے) اور (یہ بھی کہیے کہ اس مسئلہ توحید میں) بیشک ہم یا تم ضرور راہ راست پر ہیں یا صریح گمراہی میں ہیں (یعنی یہ تو ہو نہیں سکتا کہ قائلین توحید اور منکرین توحید دونوں حق پر یا دونوں غلطی میں ہوں ضرور ہے کہ ایک فریق مہتدی ہے دوسرا ضال اب غور کرنا ضرور ہوا اور ظاہر ہے کہ دلائل توحید کے بعد غور کا نتیجہ اہل توحید ہی کا حق پر ہونا ثابت ہوگا یہ تلطیف دعوت ہے کہ باوجود تعیین مہتدی وضال کے اس طرح تردید کے طور پر فرمایا تاکہ مقابل کو اشتعال نہ ہو جاوے جو تامل وطلب سے مانع ہو جاتا ہے) آپ (ان سے اس مناظرہ میں یہ بھی) فرما دیجیے (کہ جب تم باوجود وضوح حق کے حق کو قبول نہیں کرتے تو اخیر درجہ کی بات یہی ہے) کہ (اگر ہم خطا پر اور مجرم ہیں تو) تم سے ہمارے جرائم کی باز پرس نہ ہوگی اور ہم سے تمہارے اعمال کی باز پرس نہ ہوگی (اس میں بھی غایت نرمی ہے کہ مخاطبین کے اعمال کو جرائم سے تعبیر نہیں کیا اور یہ بھی) کہدیجیے کہ (یہ احتمال نہ کیا جاوے کہ بالکل ہی باز پرس نہ ہو جیسا منکرین قیامت کہتے ہیں بلکہ ایک وقت ضرور آنے والا ہے جس میں) ہمارا رب ہم سب کو (ایک جگہ) جمع کریگا پھر ہمارے درمیان میں ٹھیک ٹھیک فیصلہ (عملی) کر دیگا اور وہ بڑا فیصلہ کرنے والا (اور سب کا حال) جاننے والا ہے (اس سے کسی کا حال پوشیدہ نہیں جس سے غلط فیصلہ کا شبہہ ہو سکے) آپ (یہ بھی) کہیے کہ (بعد اسکے کہ تم نے حق تعالیٰ کی شان اور دوسرے آلہہ کا عجز سن لیا) مجھکو ذرا وہ تو دکھلاؤ جن کو تم نے شریک بنا کر (استحقاق عبادت میں) خدا کے ساتھ ملا رکھا ہے ہرگز (اُس کا کوئی شریک) نہیں بلکہ (واقع میں)

ملحقات الترجمہ

[1] قولہ قیل حتی اذا فزع گھبرا اُٹھتے ہیں اشارۃ الی تقدیر الغایۃ کما اولا تنفع الشفاعۃ ای لاتتحقق ودون الملئکۃ لانھم یھابون اللہ تعالیٰ بحیث لیفزعون اذا اوحی الیھم حتی اذا فزع ای ازیل الفزع الخ ۱۲

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ

اور ہم نے تو آپ کو تمام لوگوں کے واسطے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔ اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب ہوگا اگر تم

صٰدِقِيْنَ ۝ قُلْ لَّكُمْ مِّيْعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ بِهٰذَا

سچے ہو۔ آپ کہہ دیجیے کہ تمہارے واسطے ایک خاص دن کا وعدہ ہے کہ اس سے نہ ایک ساعت پیچھے ہٹ سکتے ہو اور نہ آگے بڑھ سکتے ہو اور یہ کفار کہتے ہیں کہ ہم ہرگز

الْقُرْاٰنِ وَلَا بِالَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ ۭ وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ښ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِ ۨ الْقَوْلَ ۚ

نہ اس قرآن پر ایمان لاویں گے اور نہ اس سے پہلی کتابوں پر۔ اور اگر آپ اس وقت کی حالت دیکھیں جبکہ یہ ظالم اپنے رب کے سامنے کھڑے کیے جاویں گے ایک دوسرے پر بات ڈالتا ہوگا

يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَآ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ ۝ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْٓا اَنَحْنُ

ادنے اور جبکے لوگ بڑے لوگوں سے کہیں گے کہ اگر تم نہ ہوتے تو ہم ضرور ایمان لے آئے ہوتے یہ بڑے لوگ ان ادنے درجہ کے لوگوں سے کہیں گے کہ کیا ہم نے

صَدَدْنٰكُمْ عَنِ الْهُدٰى بَعْدَ اِذْ جَآءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِيْنَ ۝

تم کو ہدایت سے روکا تھا بعد اس کے کہ وہ تم کو پہونچ چکی تھی نہیں بلکہ تم ہی قصوروار ہو۔

وہی ہے اللہ (یعنی معبود برحق) زبردست حکمت والا **ربط** اوپر توحید کا ذکر تھا آگے رسالت محمدیہ کا اور اس کے عموم کا مضمون ہے کہ وہ لوگ اسکے بھی منکر تھے پھر حق توحید بدون اتباع رسول کے حاصل بھی نہیں ہوتا +

اثبات رسالت محمدیہ و عموم او

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ اور ہم نے تو آپ کو تمام لوگوں کے واسطے (خواہ جن ہوں یا انسان عرب ہوں یا عجم موجود ہوں یا آئندہ ہونے والے ہوں سب کے لیے) پیغمبر بنا کر بھیجا ہے (ایمان لانے پر ان کو ہماری رضا و ثواب کی) خوشخبری سنانے والے اور (ایمان نہ لانے پر ان کو ہمارے غضب و عذاب سے) ڈرانے والے لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے پس جہالت سے انکار کرتے ہیں گو یقین ہی آجاوے یا یقین حاصل بھی کر سکیں **ربط** اوپر توحید و رسالت کی تحقیق تھی آگے بعث کا اور اس کے بعض واقعات کا ذکر ہے جن میں سے بعض کا ابھی بیان توحید میں ذکر بھی آیا ہے یجمع بیننا ربنا ثم یفتح بیننا کہ وہ لوگ اس کے بھی منکر تھے و نیز بدون احتمال بعث کے لگاہ حق کی جس میں توحید و رسالت فرد اعظم ہیں طلب اور فکر نہیں ہوتی +

ذکر بعث و بعض واقعات آں

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ قُلْ لَّكُمْ مِّيْعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَلَا بِالَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ ۭ وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ښ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِ ۨ الْقَوْلَ ۚ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَآ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ ۝ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْٓا اَنَحْنُ صَدَدْنٰكُمْ عَنِ الْهُدٰى بَعْدَ اِذْ جَآءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِيْنَ ۝

النحو قوله كافة حال من الناس قدم مع الاعليه للاهتمام واصله من الكف بمعنى المنع واريد به العموم لما فيه من المنع من الخروج واشتهر في ذلك حتى قطع النظر فيه عن معنى المنع بالكلية فمعنى جاء الناس كافة جاءوا جميعا وهو الذي ذهب اليه ابو علي وابن كيسان وابن برهان والرضي وابن مالك وابو حيان وقال هو الصحيح واعترض بانه يلزم عليه عمل ما قبل الا وهو ارسل فيما بعدها وهو للناس وليس بمستثنى ولا مستثنى منه ولا تابعا لاحدهما واجيب بان التقدير وما ارسلناك الناس الا كافة فهو مقدم رتبة ومثله كاف في العمل مع انهم يتوسعون في الظرف ما لا يتوسعون في غيره كذا في الروح ١٢

البلاغة

قوله قال الذين استكبروا بلا واو وقوله وقال الذين استضعفوا بالواو لما ان قول المستضعفين عود منهم الى الكلام السابق عطف لبعض اجزاء كلامهم على بعضها بخلاف قول المستكبرين فانه ابتداء كلام وقع جوابا للاعتراض عليهم فلذا ترك العاطف ١٢

وَقَالَ الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا بَلْ مَكْرُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ إِذْ تَأْمُرُونَنَا أَنْ نَكْفُرَ بِاللَّهِ وَنَجْعَلَ لَهُ أَنْدَادًا وَأَسَرُّوا

اور یہ کم درجہ کے لوگ ان بڑے لوگوں سے کہیں گے کہ بلکہ تمہاری رات دن کی تدبیروں نے روکا تھا جب تم ہم کو فرمایش کرتے رہتے تھے کہ ہم اللہ کے ساتھ کفر کریں اور اُس کے لیے شریک قرار دیں۔ اور وہ لوگ

النَّدَامَةَ لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ ۚ وَجَعَلْنَا الْأَغْلَالَ فِي أَعْنَاقِ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ هَلْ يُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ وَمَا أَرْسَلْنَا

پشیمانی کو مخفی رکھیں گے جبکہ عذاب دیکھیں گے۔ اور ہم کافروں کی گردنوں میں طوق ڈالیں گے جیسا کرتے تھے ویساہی تو بھرا اور ہم نے کسی بستی میں

فِي قَرْيَةٍ مِنْ نَذِيرٍ إِلَّا قَالَ مُتْرَفُوهَا إِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُمْ بِهِ كَافِرُونَ ۝ وَقَالُوا نَحْنُ أَكْثَرُ أَمْوَالًا وَأَوْلَادًا وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ ۝

کوئی ڈر سنانے والا نہیں بھیجا مگر وہاں کے خوش حال لوگوں نے یہی کہا کہ ہم تو اُن احکام کے منکر ہیں جو تم کو دیکر بھیجا گیا ہے اور اُنہوں نے یہ بھی کہا کہ ہم مال اور اولاد میں تم سے زیادہ ہیں اور ہم کو کبھی

وَقَالَ الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا بَلْ مَكْرُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ إِذْ تَأْمُرُونَنَا أَنْ نَكْفُرَ بِاللَّهِ وَنَجْعَلَ لَهُ أَنْدَادًا ۚ وَأَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ ۚ وَجَعَلْنَا الْأَغْلَالَ فِي أَعْنَاقِ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ هَلْ يُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ اور یہ لوگ (ایسے مضامین یجمع بیننا ربنا ثم یفتح الخ سنکر) کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب (واقع) ہوگا اگر تم (یعنی نبی اور آپ کے اتباع) سچے ہو (تو بتلاؤ) آپ کہدیجیے کہ تمہارے واسطے ایک خاص دن کا وعدہ (مقرر) ہے کہ اُس سے نہ ایک ساعت پیچھے ہٹ سکتے ہو اور نہ آگے بڑھ سکتے ہو (یعنی گو ہم وقت نہ بتلاویں گے جو تم پوچھ رہے ہو مگر آوے گی ضرور جس کا اس پوچھنے سے انکار کرنا تمہارا مقصود ہے) اور یہ کفار (دنیا میں تو خوب خوب باتیں بناتے ہیں اور) کہتے ہیں کہ ہم ہرگز نہ اس قرآن پر ایمان لاویں گے اور نہ اس سے پہلی کتابوں پر اور (قیامت میں یہ ساری لمبی چوڑی باتیں ختم ہوجاویں گی چنانچہ) اگر آپ (ان کی) اُس وقت کی حالت دیکھیں (تو ایک ہولناک منظر نظر آوے) جب کہ یہ ظالم اپنے رب کے سامنے کھڑے کیے جاویں گے ایک دوسرے پر بات ڈالتا ہوگا (جیسا کوئی کام بگڑ جانے کے وقت عادت ہوتی ہے چنانچہ) ادنیٰ درجے کے لوگ (یعنی توابع) بڑے لوگوں سے (یعنی متبوعین سے) کہیں گے کہ (ہم تو تمہارے سبب برباد ہوئے) اگر تم نہ ہوتے تو ہم ضرور ایمان لے آئے ہوتے (اس پر) یہ بڑے لوگ اُن ادنیٰ درجہ کے لوگوں سے کہیں گے کہ کیا ہم نے تم کو ہدایت (پر عمل کرنے) سے (زبردستی) روکا تھا بعد اسکے کہ وہ (ہدایت) تم کو پہونچ چکی تھی نہیں بلکہ تم ہی قصوروار ہو (کہ وضوح حق کے بعد اُس کو قبول نہ کیا اب ہمارے سر دھرتے ہو) اور (اس کے جواب میں) یہ کم درجہ کے لوگ ان بڑے لوگوں سے کہیں گے کہ (ہم زبردستی کو مانع) نہیں (کہتے) بلکہ تمہاری رات دن کی تدبیروں نے روکا تھا جب تم ہم کو فرمایش کرتے رہتے تھے کہ ہم اللہ کے ساتھ کفر کریں اور اُس کے لیے شریک قرار دیں (تدبیروں سے مراد ترغیب و ترہیب ہے پس رات دن کی ان تعلیمات اور ان تدبیرات کا ہم پر اثر ہوگیا اور تباہ و برباد ہوئے بس ہم کو تم ہی نے خراب کیا) اور (اس گفتگو میں تو ہر شخص دوسرے پر الزام دیگا مگر دل میں اپنا قصور بھی سمجھیں گے مضلین سمجھیں گے کہ واقعی ہم نے ایسا کیا تو تھا اور ضالین سمجھیں گے کہ گو انہوں نے ہم کو غلط رستہ بتلایا تھا لیکن آخر ہم بھی تو اپنا نفع نقصان سمجھ سکتے تھے ضرور ہمارا بھی بلکہ زیادہ ہمارا ہی قصور ہے لیکن) وہ لوگ (اپنی اس) پشیمانی کو (ایک دوسرے سے) مخفی رکھیں گے جب کہ (اپنے اپنے عمل پر) عذاب (ہوتا ہوا) دیکھیں گے (تاکہ نقصان مایہ کے ساتھ شماتت ہمسایہ نہ ہو لیکن آخر میں شدت عذاب سے وہ تحمل جاتا رہیگا) اور (منجملہ اُس عذاب مشترک بین الکفار کے یہ ہوگا کہ) ہم کافروں کی گردنوں میں طوق ڈالیں گے (اور ہاتھ پاؤں میں زنجیر پھر مشکیں کسا ہوا جہنم میں جھونک دیا جاویگا) جیسا کرتے تھے ویسا ہی تو بھرا **ف** اگر شبہہ ہو کہ بعض کفار نے تو اپنے اتباع پر زبردستی بھی کی ہے پھر اس کے کیا معنی انحن صددناکم الخ جواب یہ ہے کہ اصل ایمان اعتقاد ہے اور اُس کا محل قلب ہے وہاں اکراہ ممکن نہیں **ربط** اوپر تعذیب کفار کا بیان تھا چونکہ منکرین عذاب دنیا کی خوش حالی سے نفی عذاب آخرت پر استدلال کیا کرتے تھے کما قال تعالیٰ وما اظن الساعۃ قائمۃ ولئن رجعت الی ربی ان لی عندہ للحسنیٰ اور یہ طبعاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حزن کا مظنہ بھی تھا آگے کفار کے زعم کو رد اور آپ کی تسلیہ فرماتے ہیں ۔

ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ فی لا تستقدمون ہم وقت نہ بتلاویں گے الخ اشارۃ الی ان الجواب من اسلوب الحکیم ۱۲

ےہ قولہ فی یرجع بگڑ جانے کے کہذا فی الکبیر فالقول علی نحو قول المتکلم لہ قول المخاطب کما یفصح عنہ ترجمۃ بعضہم حیث قال ایک کی بات ایک رد کر رہا ہوگا لان الرد بہذا المعنی یتعدی بعلی لا بالی وانما المراد ہہنا توجیہ الخطاب الی المخاطب برارۃ نفسہا فافہم ۱۲

تہ قولہ فی مکر الیل ہکذا اشار الیہ ان تقدیر الفعل ای صددنا مکرکم بالیل والنہار ۱۲

تسلیہ سید الاخیار و تزییف قول اشرار

وَمَا أَرْسَلْنَا فِي قَرْيَةٍ مِنْ نَذِيرٍ إِلَّا قَالَ مُتْرَفُوهَا إِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُمْ بِهِ كَافِرُونَ ۝ وَقَالُوا نَحْنُ أَكْثَرُ أَمْوَالًا وَأَوْلَادًا وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ ۝

البلاغۃ قولہ بل مکر الیل اضراب عن اضراب المخاطبین فی قولہم بل کنتم مجرمین ۱۲

قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ وَمَآ اَمْوَالُکُمْ وَلَآ اَوْلَادُکُمْ بِالَّتِیْ

کہہ دیجیے کہ میرا پروردگار جس کو چاہتا ہے زیادہ روزی دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے کم دیتا ہے ولیکن اکثر لوگ واقف نہیں اور تمہارے اموال و اولاد ایسی چیز نہیں جو تم کو

تُقَرِّبُکُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰٓی اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَهُمْ فِی الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ

درجہ میں ہمارا مقرب بنادے ہاں مگر جو ایمان لاوے اور اچھے کام کرے سو ایسے لوگوں کے لیے اُن کے عمل کا دُونا صلہ ہے اور وہ بالاخانوں میں چین سے ہونگے اور جو لوگ

یَسْعَوْنَ فِیْٓ اٰیٰتِنَا مُعٰجِزِیْنَ اُولٰٓئِکَ فِی الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ۝ قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَیَقْدِرُ لَهٗ

ہماری آیتوں کے متعلق کوشش کر رہے ہیں ہرانے کے لیے ایسے لوگ عذاب میں لائے جاویں گے۔ آپ یہ فرما دیجیے کہ میرا رب اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے فراخ روزی دیتا ہے اور جسکو چاہتے تنگی دیتا ہے

وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَهُوَ یُخْلِفُهٗ وَهُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ ۝

اور جو چیز تم خرچ کروگے سو وہ اُس کا عوض دیگا - اور وہ سب سے بہتر روزی دینے والا ہے -

قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ وَمَآ اَمْوَالُکُمْ وَلَآ اَوْلَادُکُمْ بِالَّتِیْ تُقَرِّبُکُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰٓی اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَهُمْ فِی الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ یَسْعَوْنَ فِیْٓ اٰیٰتِنَا مُعٰجِزِیْنَ اُولٰٓئِکَ فِی الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ۝ اور (اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کے افعال ضلالت و اقوال جہالت سے آپ مغموم نہ ہوں کیونکہ یہ معاملہ انوکھا آپ ہی کے ساتھ نہیں ہوا بلکہ) ہم نے کسی بستی میں کوئی ڈر سنانے والا (پیغمبر) نہیں بھیجا مگر وہاں کے خوشحال لوگوں نے (ان کفار معاصرین کی طرح) یہی کہا کہ ہم تو ان احکام کے منکر ہیں جو تم کو دے کر بھیجا گیا ہے اور انہوں نے یہ بھی[1] کہا کہ ہم مال اور اولاد میں تم سے زیادہ ہیں (کما قال فی الکهف انا اکثر منک مالا و اعز نفرا) اور (یہ دلیل ہے ہمارے مکرم و مقبول عند اللہ ہونے کی پس) ہم کو کبھی عذاب نہ ہوگا (اور یہی بات کفار مکہ کہتے ہیں کما قال تعالی قال الذین کفروا للذین آمنوا ای الفریقین خیر مقاما) پس غم نہ کیجیے البتہ ان کے قول کو رد کیجیے اور ان سے یوں) کہہ دیجیے کہ (وسعت رزق کا مدار قبول عند اللہ نہیں ہے بلکہ محض مشیت ہے چنانچہ) میرا پروردگار جس کو چاہتا ہے زیادہ روزی دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے کم دیتا ہے (اور اُس میں حکمتیں ہوتی ہیں) ولیکن اکثر لوگ (اس سے) واقف نہیں (کہ مدار اس کا دوسری مصلحتوں پر ہے کرامت عند اللہ پر نہیں ہے) اور (اے کفار[2] یہ بھی سُن رکھو کہ جس طرح تمہارے اموال و اولاد دلیل و علامت قرب عند اللہ کے نہیں اسی طرح) تمہارے اموال و اولاد ایسی چیز نہیں جو تم کو درجہ[3] میں ہمارا مقرب بنا دے (یعنی مؤثر و علت قرب کی بھی نہیں پس نہ اموال و اولاد کرامت پر مرتب ہے کہ کرامت کی دلیل انی ہو اور نہ اموال و اولاد پر کرامت مرتب ہے کہ کرامت کی دلیل لمی ہو) ہاں مگر جو ایمان لاوے اور اچھے کام کرے (یہ دونوں چیزیں البتہ سبب[4] قرب ہیں) سو ایسے لوگوں کے لیے اُن کے (نیک) عمل کا دونا صلہ ہے (یعنی عمل سے زیادہ خواہ دونے سے بھی زیادہ لقولہ تعالی من جاء بالحسنة فله عشر امثالها) اور وہ (بہشت کے) بالاخانوں میں چین سے (بیٹھے) ہوں گے اور جو لوگ (ان کے خلاف محض اموال و اولاد وغیرہ پر مغرور ہیں اور ایمان و عمل صالح کو اختیار نہیں کرتے بلکہ وہ) ہماری آیتوں کے متعلق (ان کے ابطال کی) کوشش کر رہے ہیں (نبی کو) ہرانے کے لیے ایسے لوگ عذاب میں لائے جاوینگے **ف** مترفین کی تخصیص اسلیے فرمائی کہ اکثر اول تکذیب انہیں سے شروع ہوتی ہے اور اُن کا انا مرسلتم کہنا بطور استہزاء کے ہے ورنہ وہ لوگ تو رسالت کے منکر تھے ربط اوپر بسط و قدر رزق کے تعلق بالمشیۃ پر کفار کے ابطال زعم کو متفرع فرمایا تھا آگے اسی پر مؤمنین کی ایک[5] اصلاح کو متفرع فرماتے ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ جب مال کی کمی بیشی محض مشیت پر ہے تو مؤمن کو چاہیے کہ اس کے ساتھ قلب کو زیادہ متعلق نہ کرے اور کفار کی طرح اس کو مقصود نہ سمجھے بلکہ اس کو آلہ حصول رضا و قرب الٰہی کا جو کہ اصل مقصود ہے بنا دے -

تفریع زہد بر مقسومیت رزق

قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَیَقْدِرُ لَهٗ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَهُوَ یُخْلِفُهٗ وَهُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ ۝ ۳۹

ملحقات الترجمة

[1] قوله فی قالوا یہی اشارة الی عود الضمیر الی المترفین کما فی الروح و لما دل حکایۃ قولهم هذا علی قول اهل مکة لتشابههم صح وقوع قوله قل بعده جوابا ۱۲

[2] قوله قبل وما اموالکم اور اے کفار اشارة الی ان هذا خطاب من الله تعالی لقرینة قوله عندنا و آیاتنا ۱۲

[3] قوله فی زلفی درجہ اصله القرب و هو مفعول مطلق و انما ترجم بالحاصل حذرا عن التکرار اللفظی کما احترز عنه فی القرآن العظیم ۱۲

[4] قوله فی الا سبب قرب ہیں اشارة الی ان الاستثناء منقطع و من آمن مبتدأ و خبره مقدر و هو فانهما یقربانه ۱۲

[5] قوله فی التمهید ایک اصلاح کو اشارة الی دفع لزوم التکرار کما هو ظاهر من تقریرنا ۱۲

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ يَقُولُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ أَهٰٓؤُلَآءِ إِيَّاكُمْ كَانُوا يَعْبُدُونَ ۝ قَالُوا سُبْحٰنَكَ أَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُونِهِمْ

اور جس روز اللہ تعالیٰ ان سب کو جمع فرماویگا پھر فرشتوں سے ارشاد فرماویگا کیا یہ لوگ تمہاری عبادت کیا کرتے تھے وہ عرض کریں گے کہ آپ پاک ہیں ہمارا تو آپ سے تعلق ہے نہ کہ ان سے

بَلْ كَانُوا يَعْبُدُونَ الْجِنَّ ۚ أَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُؤْمِنُونَ ۝ فَالْيَوْمَ لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ نَفْعًا وَلَا ضَرًّا ۭ وَنَقُولُ

بلکہ یہ لوگ شیاطین کو پوجا کرتے تھے۔ ان میں اکثر لوگ اُنہیں کے معتقد تھے ۔ سو آج تم میں سے نہ کوئی کسی کو نفع پہونچانے کا اختیار رکھتا ہے اور نہ نقصان پہونچانے کا ۔ اور ہم

لِلَّذِينَ ظَلَمُوا ذُوقُوا عَذَابَ النَّارِ الَّتِي كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُونَ ۝

ظالموں سے کہیں گے کہ جس دوزخ کے عذاب کو تم جھٹلایا کرتے تھے اُس کا مزہ چکھو ۔

آپ (مؤمنین سے) یہ فرما دیجیے کہ میرا رب اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے فراخ روزی دیتا ہے اور جس کو چاہے تنگی سے دیتا ہے اور (اس صورت میں اِمساک سے رزق بڑھ نہیں سکتا اور انفاق حسب الشرع سے گھٹ نہیں سکتا پس مال سے زیادہ تعلق مت رکھو بلکہ جہاں جہاں حقوق اللہ وحقوق العیال وحقوق الفقراء وغیرہا میں خرچ کرنے کا حکم ہے بے دھڑک خرچ کرتے رہو کہ اس سے رزق مقسوم میں تو کمی کا ضرر نہ ہوگا اور آخرت کا نفع ہوگا اس طرح سے کہ) جو چیز تم (مواقع حکم الٰہی میں) خرچ کروگے سو وہ (یعنی اللہ تعالیٰ) اُس کا (آخرت میں تو ضرور اور گاہے دنیا میں بھی) عوض دیگا اور وہ سب سے بہتر روزی دینے والا ہے (پس اس خرچ سے دنیوی روزی تمہاری کم نہ کرے گا اور اُخروی روزی علاوہ عطا فرماوے گا **ف** رازقین جمع لانا اس اعتبار سے ہے کہ جو لوگ ظاہر میں اپنے ہاتھ سے دیتے دلاتے ہیں اُن کو مجازاً رازق قرار دے دیا گیا اور چونکہ اللہ تعالیٰ رازق حقیقی ہے اس لیے اُس کا خیر الرازقین ہونا ظاہر ہے ۔ **ربط** اوپر ویقولون متی ھذا الوعد میں بعث وحشر کا بیان تھا آگے پھر اُسی طرف عود ہے ۔

عود بسوئے حشر واہوال او

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ يَقُولُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ أَهٰٓؤُلَآءِ إِيَّاكُمْ كَانُوا يَعْبُدُونَ ۝ قَالُوا سُبْحٰنَكَ أَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُونِهِمْ ۚ بَلْ كَانُوا يَعْبُدُونَ الْجِنَّ ۚ أَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُؤْمِنُونَ ۝ فَالْيَوْمَ لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ نَفْعًا وَلَا ضَرًّا ۭ وَنَقُولُ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا ذُوقُوا عَذَابَ النَّارِ الَّتِي كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُونَ ۝ اور (اُس دن قابل ذکر ہے) جس روز اللہ تعالیٰ ان سب کو (میدان قیامت میں) جمع فرماویگا پھر فرشتوں سے ارشاد فرماویگا کیا یہ لوگ تمہاری عبادت کیا کرتے تھے (یہ سوال تبکیت مشرکین کے لیے ہوگا جو ملائکہ اور غیر ملائکہ کو اس خیال سے پوجتے تھے کہ یہ راضی ہو کر ہماری شفاعت کرینگے کقولہ تعالیٰ لعیسیٰ علیہ السلام ءانت قلت الخ پس یہ سوال اس لیے کیا گیا کہ جواب سے مشرکین کی غلطی ظاہر ہو جاوے مطلب سوال کا یہ ہے کہ کیا تمہاری رضا سے تمہاری عبادت کرتے تھے جیسا دوسری آیت میں ہے ءانتم اضللتم عبادی ھؤلاء الخ ونیز جواب بھی اس قید کا قرینہ ہے جیسا ترجمہ جواب سے معلوم ہوگا) وہ (اول حق تعالیٰ کے اظہار تنزیہ عن الشریک کے لیے) عرض کریں گے کہ آپ (شریک سے) پاک ہیں (یہ جواب سے پہلے اس لیے کہا گیا کہ نسبت الی الشریک کی حکایت سے گھبرا گئے اس لیے اول یہ عرض کیا و نیز اس سے بھی مشرکین کی غلطی مطلقاً ثابت ہوئی کہ آپ تو مطلقاً شریک سے پاک ہیں خواہ وہ فرشتہ ہو یا اور کچھ پھر آگے اُس سوال کا جواب دینگے کہ) ہمارا تو (محض) آپ سے تعلق ہے نہ کہ ان سے (اس سے نفی ہوگئی رضا اور امر کی یعنی نہ ہم نے ان سے کہا نہ ہم ان کے فعل سے راضی ہم تو آپ کے مطیع ہیں جو چیز آپ کو ناپسند ہے مثل شرک وغیرہ اُس سے ہم بھی ناخوش ہیں جب اس شرک میں نہ ہمارا امر ہے نہ رضا تو فی الواقع یہ ہماری عبادت نہ کرتے تھے) بلکہ یہ لوگ شیاطین کو پوجا کرتے تھے (کیونکہ وہ شیاطین اس کی ترغیب بھی دیتے تھے اور اس سے راضی بھی تھے پس فی الواقع ان کے معبود وہ ہوئے کیونکہ عبادت مستلزم ہے اطاعت مطلقہ کو کہ اُس کے سامنے پھر کسی کی اطاعت نہ کرے اسیطرح ایسی اطاعت مستلزم ہے عبادت کو پس جب ہماری طرف سے امر و رضا متحقق نہیں تو اطاعت منفی ہوئی سو عبادت بھی منفی ہوئی اور جب

الىخو قوله ويوم يحشرهم معمول لاذكر المقدر او لقالوا المذكور بعده ١٢

البلاغة قوله التي كنتم في الروح وقع الموصول هنا وصفا للمضاف اليه وفي السجدة في قوله تعالى عذاب النار الذي كنتم به تكذبون صفة للمضاف فقال ابو حيان لانهم ثمة كانوا ملابسين للعذاب كما ينبئ عنه قوله تعالى كلما ارادوا ان يخرجوا منها اعيدوا فيها فوصف لهم ما لابسوه وهنا لم يكونوا ملابسين له بل ذلك اول ما راوا النار عقب الحشر فوصف لهم ما عاينوه اول مرة ١٢

وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ اٰیٰتُنَا بَیِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا رَجُلٌ یُّرِیْدُ اَنْ یَّصُدَّكُمْ عَمَّا كَانَ یَعْبُدُ اٰبَآؤُكُمْ ۚ وَقَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّآ اِفْكٌ

اور جب ان لوگوں کے سامنے ہماری آیتیں جو صاف صاف ہیں پڑھی جاتی ہیں تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ محض ایک ایسا شخص ہے جو یوں چاہتا ہے کہ تمکو اُن چیزوں سے باز رکھے جنکو تمہارے بڑے پوجتے تھے اور کہتے ہیں کہ یہ محض ایک گھڑا ہوا

مُّفْتَرًی ۚ وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ۝ وَمَآ اٰتَیْنٰهُمْ مِّنْ كُتُبٍ یَّدْرُسُوْنَهَا وَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلَیْهِمْ

جھوٹ ہے۔ اور یہ کافر اس امر حق کی نسبت جب وہ ان کے پاس پہونچا یوں کہتے ہیں کہ یہ محض ایک صریح جادو ہے اور ہم نے ان کو کتابیں نہیں دی تھیں کہ اُن کو پڑھتے پڑھاتے ہوں اور ہم نے آپ سے پہلے

قَبْلَكَ مِنْ نَّذِیْرٍ ۝ وَكَذَّبَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۙ وَمَا بَلَغُوْا مِعْشَارَ مَآ اٰتَیْنٰهُمْ فَكَذَّبُوْا رُسُلِیْ ۫ فَكَیْفَ كَانَ نَكِیْرِ ۝

انکے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں بھیجا تہا اور ان سے پہلے جو لوگ تھے انہوں نے تکذیب کی تھی۔ اور یہ تو اُس سامان کے جو ہم نے انکو دے رکھا تہا دسویں حصّے کو بھی نہیں پہونچے غرض اُنہوں نے میرے رسولوں کی تکذیب کی سو میرا کیسا عذاب ہوا

قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۚ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰی وَفُرَادٰی ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا ۫ مَا بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِیْرٌ لَّكُمْ بَیْنَ یَدَیْ عَذَابٍ شَدِیْدٍ ۝

آپ کہیے کہ میں تمکو صرف ایک بات سمجھاتا ہوں وہ یہ کہ تم خدا کے واسطے کھڑے ہو جاؤ دو دو اور ایک ایک پھر سوچو کہ تمہارے اس ساتھی کو جنون نہیں ہے وہ تم کو ایک سخت عذاب آنے سے پہلے ڈرانے والا ہے

شیاطین کی اطاعت مطلقہ کی تو عبادت بھی اُنہیں کی ہوئی گو یہ لوگ اُس کا نام کچھ ہی رکھیں خواہ عبادت ملائکہ یا عبادت اصنام مگر واقع میں وہ عبادت شیاطین کی ہے اور جیسا لزوماً یہ لوگ عابد شیاطین تھے اسی طرح) اُن میں اکثر لوگ (التزاماً بھی) اُنہیں (شیاطین) کے معتقد تھے (یعنی قصداً بھی بہت سے اُن کو پوجتے تھے کما قال تعالیٰ وانہ کان رجال من الانس یعوذون برجال من الجن وغیر ذلک من الآیات) سو (کافروں سے کہا جاویگا کہ لو جن سے تم امیدیں رکھتے تھے) آج (خود اُن کی تبری سے بھی اور اُن کے عجز واقعی سے بھی خلاف تمہارے زعم کے یہ حالت ظاہر ہوئی کہ) تم (مجموع عابدین ومعبودین) میں سے نہ کوئی کسی کو نفع پہونچانے کا اختیار رکھتا ہے اور نہ نقصان پہونچانے کا (مطلب تو یہ ہے کہ یہ معبودین تم کو نفع نہیں پہونچا سکتے مگر مبالغہ کے لیے بعضکم لبعض سے تعبیر فرمایا تاکہ اس ابہام سے دونوں کی تساوی اس امر میں ثابت ہو جاوے کہ جیسے تم عاجز ہو وہ بھی عاجز ہیں اور ضرر کا ذکر تعمیم عجز کے لیے ہے اس سے کلام اور بھی مؤکد ہو گیا) اور (اُس وقت) ہم ظالموں (یعنی کافروں) سے کہیں گے کہ جس دوزخ کے عذاب کو تم جھٹلایا کرتے تھے (اب) اُس کا مزہ چکھو (اور تخصیص ملئکہ کی باوجودیکہ تبری اور عجز جمیع معبودین کے لیے عام ہے اس لیے ہے کہ دوسروں کا حکم بدرجہ اولےٰ ثابت ہو جاوے کہ جب افضل المعبودین کا یہ حال ہوگا تو دوسرے معبودین کا عدم نفع بدرجہ اولیٰ سمجھ لیا جاوے) **ف** سورۂ فرقان کے دوسرے رکوع آیت ویوم یحشرھم وما یعبدون الخ میں بھی اسی جواب کے قریب الفاظ میں جواب آیا ہے وہاں سبحٰنک اور نفی اتخاذ اولیاء کی تقریر ترجمہ کی اور طرح پر ہوئی ہے اُس وقت وہی سمجھ میں آئی تھی باقی یہاں کی تقریر وہاں اور وہاں کی یہاں بھی صحیح ہو سکتی ہے **ربط** اوپر وما ارسلنٰک الخ میں رسالت کا مسئلہ مذکور تھا آگے پھر اُس کی طرف عود ہے ۔

عود بسوئے تحقیق رسالت

وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ اٰیٰتُنَا بَیِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا رَجُلٌ یُّرِیْدُ اَنْ یَّصُدَّكُمْ عَمَّا كَانَ یَعْبُدُ اٰبَآؤُكُمْ ۚ وَقَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّآ اِفْكٌ مُّفْتَرًی ؕ وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ۝ وَمَآ اٰتَیْنٰهُمْ مِّنْ كُتُبٍ یَّدْرُسُوْنَهَا وَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلَیْهِمْ قَبْلَكَ مِنْ نَّذِیْرٍ ۝ وَكَذَّبَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۙ وَمَا بَلَغُوْا مِعْشَارَ مَآ اٰتَیْنٰهُمْ فَكَذَّبُوْا رُسُلِیْ ۫ فَكَیْفَ كَانَ نَكِیْرِ ۝ قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۚ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰی وَفُرَادٰی ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا ۫ مَا بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِیْرٌ لَّكُمْ بَیْنَ یَدَیْ عَذَابٍ شَدِیْدٍ ۝

النحو قوله ان تقوموا بتقدیر مبتدأ ای ہی الخ ۱۲

البلاغة قوله عما کان یعبد اٰباؤکم فی الروح اضافة الآباء الی المخاطبین لا الی انفسهم لتحریک عرق العصبیة مبالغة فی تقریرهم علی الشرک وتنفیرهم عن التوحید قوله وقال الذین کفروا فی الروح وفی ذکر قال ثانیا والتصریح بذکر الکفرة وما فی لما من المسارعة انکار عظیم له وتعجب بلیغ منه قوله کان نکیر فی الروح جعل التدمیر انکارا تنزیلا للفعل منزلة القول کما فی قوله ونشتم بالافعال لا بالتکلم قوله وما بلغوا جملة معترضة قوله فکذبوا رسلی فیه تفصیل لما اجمل اولا فلا تکرار قوله بواحدة صرح بوحدتها لتسهیل الامر علی المخاطبین واشرت الیه بقولی مختصر قوله ما بصاحبکم فی الروح عبر به للایماء الی ان حاله صلی الله علیه وسلم مشهور بینهم کما قرر فی الترجمة ۱۲

قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ؕ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ ۝ قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَقْذِفُ بِالْحَقِّ ۚ عَلَّامُ

آپ کہہ دیجیے کہ میں نے تم سے کچھ معاوضہ مانگا ہو تو وہ تمہارا ہی رہا میرا معاوضہ تو بس اللہ ہی کے ذمہ ہے اور وہی ہر چیز پر اطلاع رکھنے والا ہے۔ آپ کہہ دیجیے کہ میرا رب حق بات کو غالب کر رہا ہے۔ وہ علام

الْغُیُوْبِ ۝ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَمَا یُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا یُعِیْدُ ۝ قُلْ اِنْ ضَلَلْتُ فَاِنَّمَاۤ اَضِلُّ عَلٰى نَفْسِیْ ۚ وَاِنِ اهْتَدَیْتُ

الغیوب ہے۔ آپ کہہ دیجیے کہ حق آگیا اور باطل نہ کرنے کا رہا نہ دھرنے کا۔ آپ کہہ دیجیے کہ اگر میں گمراہ ہو جاؤں تو میری گمراہی مجھی پر وبال ہوگی اور اگر میں راہ پر رہوں

فَبِمَا یُوْحِیْۤ اِلَیَّ رَبِّیْ ؕ اِنَّهٗ سَمِیْعٌ قَرِیْبٌ ۝

تو یہ بدولت اس قرآن کے ہے جسکو میرا رب میرے پاس بھیج رہا ہے وہ سب کچھ سنتا بہت نزدیک ہے

قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ؕ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ ۝ قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَقْذِفُ بِالْحَقِّ ۚ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ۝ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَمَا یُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا یُعِیْدُ ۝ قُلْ اِنْ ضَلَلْتُ فَاِنَّمَاۤ اَضِلُّ عَلٰى نَفْسِیْ ۚ وَاِنِ اهْتَدَیْتُ فَبِمَا یُوْحِیْۤ اِلَیَّ رَبِّیْ ؕ اِنَّهٗ سَمِیْعٌ قَرِیْبٌ ۝ اور جب ان لوگوں کے سامنے ہماری آیتیں جو (حق اور ہادی ہونے کی صفت میں) صاف صاف ہیں پڑھی جاتی ہیں تو یہ لوگ (پڑھنے والے یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت) کہتے ہیں کہ (نعوذ باللہ) یہ محض ایک ایسا شخص ہے جو یوں چاہتا ہے کہ تم کو اُن چیزوں (کی عبادت) سے باز رکھے جن کو (قدیم سے) تمہارے بڑے پوجتے (آرہے) تھے (اور اُن سے باز رکھ کر اپنا تابع بنانا چاہتا ہے مطلب[1] اُن کمبختوں کا یہ تھا کہ یہ نبی نہیں اور ان کی دعوت منجانب اللہ نہیں بلکہ اس میں خود ان کی ذاتی غرض ریاست کی ہے) اور (متلو کی نسبت) کہتے ہیں کہ (نعوذ باللہ) یہ محض ایک تراشا ہوا جھوٹ ہے (یعنی خدا کی طرف اس کی نسبت کرنا محض تراشی ہوئی بات ہے) اور یہ کافر اس امر حق (یعنی قرآن) کی نسبت جبکہ وہ ان کے پاس پہونچا (اس دفع دخل کے لیے کہ اگر یہ تراشا ہوا جھوٹ ہے تو پھر بہت سے عاقل اس کا اتباع کیوں کرتے ہیں اور یہ ایسا موثر کیوں ہے) یوں کہتے ہیں کہ یہ محض ایک صریح جادو ہے (بس اس کو سُنکر لوگ مغلوب العقل اور فریفتہ ہو جاتے ہیں) اور (ان کو تو قرآن کی اور نبی کی بڑی قدر کرنا چاہیئے تھا کیونکہ ان کے لیے تو یہ محض غیر مترقبہ نعمتیں تھیں اس سبب سے کہ) ہم نے (اس قرآن سے پہلے) ان کو (کبھی آسمانی) کتابیں نہیں دی تھیں کہ اُن کو پڑھتے پڑھاتے ہوں (جیسے بنی اسرائیل کے پاس کتابیں تھیں تو ان کے حق میں تو قرآن بالکل ایک نئی چیز تھی اس لیے اس کی قدر کرنا چاہیئے تھا) اور (اسی طرح) ہم نے آپ سے پہلے ان کے پاس کوئی ڈرانے والا (یعنی پیغمبر) نہیں بھیجا تھا (تو ان کے حق میں نبی بھی ایک نئی دولت تھی اس لیے ان کی بھی قدر کرنا چاہیئے تھا پھر خصوص جبکہ علاوہ نعمت جدیدہ ہونے کے خود ان کی تمنا بھی تھی کما قال تعالیٰ واقسموا باللہ جھد ایمانھم لئن جاءھم نذیر لیکونن اھدی من احدی الامم مگر ان لوگوں نے پھر بھی قدر نہ کی کما قال تعالیٰ فلما جاءھم نذیر ما زادھم الا نفورا الخ بلکہ تکذیب کی) اور (تکذیب کر کے بے فکر نہ ہو بیٹھیں کیونکہ تکذیب کا وبال بڑا سخت ہے چنانچہ) ان سے پہلے جو (کافر) لوگ تھے انہوں نے (بھی انبیاء ؑ اور وحی کی) تکذیب کی تھی اور یہ (مشرکین عرب) تو اس سامان کے جو ہم نے اُن کو دے رکھا تھا دسویں حصے کو بھی نہیں پہونچے (یعنی اُن کی سی قوت اُن کی سی عمریں اُن کی سی ثروت ان کو نہیں ملی جو کہ مایۂ اعتزار و مایہ الافتخار ہوتا ہے کما قال تعالیٰ کانوا اشد منکم قوۃ واکثر اموالا واولادا وقال تعالیٰ ولقد مکناھم فیما ان مکناکم) غرض انہوں نے میرے رسولوں کی تکذیب کی سو (دیکھو) میرا (اُن پر) کیسا عذاب ہوا (سو یہ بیچارے تو کیا چیز ہیں کہ ان کے پاس تو اتنا سامان بھی نہیں جب اُس قدر ثروت کام نہ آئی تو یہ کس دھوکہ میں ہیں ونیز جب ان کے پاس

ملحقات الترجمة

[1] قوله فی یصدکم مطلب آن الخ وهذا التفسیر اندفع ما یتوهم انهم صدقوا فیما قالوه لان کل نبی یصد عن المعبود الباطل ۱۲

البلاغة قوله قل ما سالتکم فیه اعادة قل ثانیا ثم اعاده ثالثا ورابعا وخامسا للاعتناء بشان کل مقول لقول وکونه بحیث یستقل فی المخاطبة ۔ قوله وما یبدئ الباطل وما یعید فی الروح ای ذهب واضمحل بحیث لم یبق له اثر ماخوذ من هلاک الحی فانه اذا هلک لم یبق له ابداء ای فعل امر ابتداء ولا اعادة ای فعله ثانیا کما یقال لا یاکل ولا یشرب ای میت فالکلام کنایة او مجاز اه قلت ولا یخفی ان ما ذکرته فی ترجمة الکلمتین یناسب الاول الاول لان لفظه کرنا یفهم منه ایجاد وینا سبه الثانی الثانی لان لفظه دهرنا یفهم منه البقاء قوله ان ضللت فی العرض للمخاطبین باللطف کیلا یشتعلوا کما فی قوله تعالی وما لی لا اعبد ای وما لکم لا تعبدون وهذا التفسیر من المواهب قوله وان اهتدیت فی الروح وکان الظاهر ان یقال وان اهتدیت فلها او ان ضللت فانما اضل علی نفسی لیظهر التقابل لکنه عدل عن ذلک اکتفاء بالتقابل بحسب المعنی لان الکلام علیه اجمع فان کل ضرر فهو من النفس وبسببها وعلیها وباله وقد دل لفظ علی فی القرینة الاولی علی معنی اللام فی الثانیة والباء فی الثانیة علی معنی السببیة فی الاولی فکانه قیل قل ان ضللت فانما اضل بسبب نفسی علی نفسی وان اهتدیت فانما اهتدی لنفسی بهدایة الله تعالی وتوفیقه سبحانه وعبر عن هذا بما یوحی الی ربی لانه لازمه ۱۲

سامان کم ہے جو مایۂ اغترار ہوتا ہے تو ان کا جرم بھی اشد ہے پھر یہ کیسے بچ جاویں گے یہاں تک تکذیب نبوت پر کفار کو تہدید فرما کر آگے ان کو تصدیق نبوت کا ایک طریقہ تبلاتے ہیں کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم) آپ (ان سے) یہ کہیے کہ میں تم کو صرف ایک بات (مختصر سی) سمجھاتا ہوں (اُس سے حق واضح ہوجاوے گا بس اُس کو کرلو) وہ یہ کہ تم (محض) خدا کے واسطے (کہ اُس میں نفسانیت و تعصب نہ ہو) کھڑے (یعنی مستعد ہوجاؤ (کسی موقع پر) دو دو اور (کسی موقع پر) ایک ایک (یعنی چونکہ مقصود تفکر ہے جیسا آگے آتا ہے اور فکر کا قاعدہ ہے کہ بعض اوقات اور بعض طبائع کے اعتبار سے دو کے ملنے سے ہر شخص کی فکر کو دوسرے سے اعانت ملتی ہے اور بعض اوقات اور بعض طبائع کے اعتبار سے اکیلے خوب فکر میں جولانی ہوتی ہے اور بہت زیادہ مجمع میں اکثر قوۃ فکریہ مشوش ہوجاتی ہے اس لیے اسی پر اکتفا فرمایا غرض اس طرح مستعد ہوجاؤ) پھر (خوب) سوچو (کہ جیسے دعوے میں کرتا ہوں مثلاً یہ کہ قرآن کا مماثل ممکن نہیں جیسے کئی کئی سورتوں میں یہ مضمون ہے ایسے دعوے دو ہی شخص کر سکتے ہیں یا تو وہ جس کے دماغ میں خلل ہو کہ انجام کی خبر نہ ہو اور یا وہ کہ جو نبی ہو جس کو پورا اعتماد اس دعوے کے صدق و من اللہ ہونے کا ہو ورنہ اگر نبی نہ ہو اور عاقل بھی ہو تو وہ ایسے دعوے کے وقت رسوائی سے اندیشہ کرے گا کہ اگر کوئی اس کا مماثل بنا لاوے گا تو میری کیا رہ جاوے گی اس تردید حاصر کے بعد میرے مجموعی احوال میں غور کر کے یہ سوچو کہ آیا مجھ کو جنون ہے یا نہیں سو یہ امر مشاہدہ سے معلوم ہوجاوے گا) کہ تمہارے اس ساتھی کو (جو ہر وقت تمہارے سامنے رہتا ہے اور جس کے تمام حالات تم مشاہدہ کیا کرتے ہو یعنی مجھ کو) جنون (تو) نہیں ہے (جب تردید حاصر میں سے ایک شق باطل ہوگئی پس دوسری شق متعین ہوگئی کہ) وہ (تمہارا ساتھی پیغمبر ہے اور بحیثیت پیغمبری) تم کو ایک سخت عذاب آنے سے پہلے ڈرانے والا ہے (پس اس طریق سے نبوت کا ثبوت اور اُس کی تصدیق بہت آسان ہے اور دوسری جگہ بھی اس کے قریب قریب مضمون ہے کما قال ام لم یعرفوا رسولھم الخ اور چونکہ تردید مذکور کا حاصر ہونا عادی ہے اسلیے یہ استدلال اقناعی ہے اور چونکہ نبوت پر دلائل برہانیہ بھی قائم ہیں مثلاً اعجاز قرآنی اس لیے اقناعی کی طرف محض اس مصلحت سے متوجہ کرنا مضائقہ نہیں کہ دلیل برہان محتاج نظر اصطلاحی ہے اور یہ دلیل اقناعی محض محتاج تنبیہ پھر اس سے تدریجاً ذہن نظر کا بھی معتاد ہوجا دیگا اور وصول الی المطلوب دونوں طریق سے ہوجاویگا اب آگے اثبات نبوت کے بعد کفار کے اُس شبہہ طلب ریاست کا جو ما ھذا الا رجل الخ سے مفہوم ہوا تھا جواب ارشاد ہے گو اثبات نبوت ہی سے وہ بھی دفع ہوگیا لیکن مستقلا دفع کرنے سے اور زیادہ مطلوب مؤکد ہوجاتا ہے پس فرماتے ہیں کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم) آپ (یہ بھی) کہہ دیجیے کہ میں نے تم سے (اس تبلیغ پر) کچھ معاوضہ مانگا ہو تو وہ تمہارا ہی رہا (یعنی تم اپنے ہی پاس رکھو یہ محاورہ میں نفی ہے طلب اجر کی بطریق مبالغہ) میرا معاوضہ تو بس (حسب وعدہ فضل) اللہ ہی کے ذمہ ہے اور وہی ہر چیز پر اطلاع رکھنے والا ہے (بس وہ آپ ہی میرے حال کی لائق مجھ کو اجر دیدیں گے معاوضہ میں مال اور جاہ یعنی ریاست سب آگیا کیونکہ اعیان و اعراض دونوں میں اجر بننے کی صلاحیت ہے مطلب یہ کہ میں تم سے کسی غرض کا طالب نہیں ہوں جو شبہہ ریاست کا کیا جاوے رہا انتظام اصلاح معاملات و انفاذ سیاسات و فصل خصومات کا یہ موجب شبہہ اس لیے نہیں ہوسکتا کہ اس میں آپ کی کوئی غرض نہ تھی چنانچہ آپ کے طرز معاشرت و معیشت سے صاف ظاہر ہے کہ ان چیزوں سے آپ کو کوئی تمتع نہیں ہوا بلکہ خود قوم ہی کا نفع تھا کہ اُن کے انفس و اموال و اعراض محفوظ رہتے تھے باپ جو اپنے چھوٹے بچوں کی حفاظت اور اُن کی تادیب محض خیر خواہی سے کرتا ہے اُس کو خود غرضی اور طلب ریاست سے کوئی تعلق نہیں ہوسکتا جب نبوت بھی ثابت ہوچکی اور شبہہ مقامیہ بھی دفع ہوگیا آگے اس کی نقیض کے ابطال کو اس کے اثبات پر متفرع فرماتے ہیں کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم) آپ کہہ دیجیے کہ میرا رب حق بات کو (کہ ایمان اور ثبوت ایمانیات ہے باطل پر کہ کفر اور انکار ایمانیات ہے) غالب کر رہا ہے (محاجہ و مکالمہ سے بھی چنانچہ ابھی دیکھا اور مقاتلہ اور مصارمہ کا بھی سامان کرنے والا ہے غرض ہر طرح حق غالب ہے اور) وہ علام الغیوب ہے (اُس کو پہلے ہی سے معلوم تھا کہ حق غالب ہوگا اوروں کو تو اب وقوع کے بعد معلوم ہوا اور اسی طرح اس کو معلوم ہے کہ آیندہ غلبہ بڑھیگا چنانچہ فتح مکہ میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا اگلی آیت کو پڑھنا کما رواہ ابن کثیر عن الشیخین وغیرہما قرینہ ہے کہ اس مضمون کے اخبار میں غلبۂ بالسیف بھی داخل ہے آگے اسی مضمون کی زیادہ توضیح کے لیے ارشاد ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کہہ دیجیے کہ

ملحقات الترجمة

سلہ قولہ تبیں ما بصاحبکم معلوم ہوجاویگا اشارۃ الی تقدیر فی الکلام ای تتفکروا فی کذا وکذا فتعلموا ما بصاحبکم ۱۲

سلہ قولہ یقذف غالب ترجم باللحاصل وحقیقۃ معناہ قد ذکرت فی سورۃ الانبیاء تفسیر قولہ بل نقذف بالحق علی الباطل ۱۲

وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ فَزِعُوْا فَلَا فَوْتَ وَاُخِذُوْا مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ۝ وَّقَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖ ۚ وَاَنّٰى لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ ۝

اور اگر آپ وہ وقت ملاحظہ کریں جبکہ یہ کفار گھبرائے پھریں گے پھر نکل بھاگنے کی کوئی صورت نہ ہوگی اور پاس ہی سے پکڑ لیے جاویں گے اور کہیں گے کہ ہم دین حق پر ایمان لے آئے اور اتنی دور جگہ سے ان کے ہاتھ آنا کہاں ممکن ہے

وَّقَدْ كَفَرُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ۚ وَيَقْذِفُوْنَ بِالْغَيْبِ مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ ۝ وَحِيْلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ كَمَا فُعِلَ

حالانکہ پہلے سے یہ لوگ اُس حق کا انکار کرتے رہے۔ اور بے تحقیق باتیں دُور ہی دُور سے ہانکا کرتے تھے اور ان میں اور ان کی آرزو میں ایک آڑ کر دی جاوے گی جیسا کہ ان کے ہم مشربوں کے ساتھ یہی کیا جاوے گا

بِاَشْيَاعِهِمْ مِّنْ قَبْلُ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا فِيْ شَكٍّ مُّرِيْبٍ ۝

جو ان سے پہلے تھے۔ یہ سب بڑے شک میں تھے جس نے ان کو تردد میں ڈال رکھا تھا۔

ع ۶ ۹ ۱۲

(دین) حق آگیا اور (دین) باطل نہ کرنے کا رہا نہ دھرنے کا (یعنی محض گیا گذرا اس کا یہ مطلب نہیں کہ اہل باطل کو کبھی شوکت نہ ہوگی بلکہ مطلب یہ ہے کہ جیسے اس دین حق کے آنے سے پہلے کبھی باطل پر شبہہ حق ہونے کا ہو جایا کرتا تھا اب باطل اس صفت کی حیثیت سے بالکل نیست و نابود ہو گیا یعنی اُس کا بطلان خوب ظاہر ہو گیا اور ہمیشہ قرب قیامت تک یوں ہی ظاہر رہیگا آگے ثبوت حق پر اتباع حق میں نجات کے منحصر ہونے کو متفرع فرماتے ہیں کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ (یہ بھی) کہہ دیجیے کہ (جب اس دین کا حق ہونا ثابت ہو گیا تو اس سے یہ بھی لازم آگیا کہ) اگر (مثلاً و فرضاً) میں (اس حق کو چھوڑ کر) گمراہ ہو جاؤں تو میری گمراہی مجھی پر وبال ہوگی (دوسروں کا کیا ضرر ہے) اور اگر میں (اس حق کا اتباع کر کے) راہ (راست) پر رہوں تو یہ بدولت اُس قرآن (اور دین) کے ہے جس کو میرا رب میرے پاس بھیج رہا ہے (اصل مقصود مخاطبین کو سنانا ہے کہ باوجود وضوح حق کے اگر تم نے حق کا اتباع نہ کیا تو تم بھگتو گے میرا کیا بگڑیگا اور اگر راہ پر آگئے تو یہ راہ پر آنا اسی دین حق ثابت بالوحی کے اتباع کی بدولت ہوگا پس تم کو چاہیئے کہ راہ راست پر آنے کے لیے اس دین کو اختیار کرو اور گمراہ ہونا کسی کا یا راہ پر آنا خالی نہ جائیگا کہ بےفکری کی گنجائش ہو بلکہ ہر ایک کا حال اللہ کو معلوم ہے کیونکہ) وہ سب کچھ سُنتا (اور) بہت نزدیک ہے (اور وہ ہر ایک کو اُس کے مناسب جزا دیگا) **ف** اور ما ارسلنا الیهم قبلك من نذیر کو آیت سورہ مومنین ام جاءھم مالم یات اٰباءھم الاولین کے معارض نہ سمجھنا چاہیئے کیونکہ ارسال رسول بلا واسطہ کی نفی سے خبر توحید بوسائط منقول ومسموع ہونے کی نفی لازم نہیں آتی **ربط** مجموعہ سورت میں توحید ورسالت وبعث کا بیان تھا جس کو مع دیگر امور دین کے اوپر کی آیت میں عنوان حق سے تعبیر فرمایا ہے آگے خاتمہ میں اصول مذکورہ کے منکرین کی عقوبت وتحسر غیر منقطع کا ذکر ہے۔

خاتمہ در ندامت عاقبت منکرین حق

وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ فَزِعُوْا فَلَا فَوْتَ وَاُخِذُوْا مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ۝ وَّقَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖ ۚ وَاَنّٰى لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ ۝ وَّقَدْ كَفَرُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ۚ وَيَقْذِفُوْنَ بِالْغَيْبِ مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ ۝ وَحِيْلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ كَمَا فُعِلَ بِاَشْيَاعِهِمْ مِّنْ قَبْلُ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا فِيْ شَكٍّ مُّرِيْبٍ ۝ اور (اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم) اگر آپ وہ وقت ملاحظہ کریں (تو آپ کو حیرت ہو) جب کہ یہ کفار (قیامت کے ہول وہیبت سے) گھبرائے پھریں گے پھر نکل بھاگنے کی کوئی صورت نہ ہوگی اور پاس کے پاس ہی سے (یعنی فوراً) پکڑ لیے جاوینگے اور (اُس وقت) کہیں گے کہ ہم دین حق پر ایمان لے آئے (اور جتنے امور اُس میں بتلائے گئے ہیں سب کو مان لیا سو ہماری توبہ قبول کر لیجیے خواہ بلا رجوع الی الدنیا یا مع الرجوع الی الدنیا کما قال تعالیٰ ربنا ابصرنا وسمعنا فارجعنا) اور اتنی دُور جگہ سے (ایمان کا) اُن کے ہاتھ آنا کہاں ممکن ہے (یعنی ایمان لانے کی جگہ بوجہ دار العمل ہونے کے دنیا تھی جو بڑی دُور گئی اب آخرت میں کہ دار الجزاء ہے ایمان مقبول نہیں اور

اللغات والبلاغة والنحو قوله من مكان قريب اى اول وهلة قاله ابن كثير وهو تاكيد لنفي الفوت لان الفوت يكون بالوصلة الى مكان بعيد والمراد بكم قرب المكان كما في الروح سرعة نزول العذاب بهم والاستهانة بهم وبهلاكهم والا فلا قرب ولا بعد بالنسبة الى الله عز وجل قوله التناوش هو التناول وهو متعد وترجمته بالحاصل قوله من مكان بعيد في الموضع الاول في الروح المراد تمثيل حالهم في الاخلاص بالايمان بعد ما فات عنهم وبعد بحال من يريد ان يتناول الشئ بعد ان بعد عنه وفات في الاستحالة قوله و يقذفون بالغيب المراد بالغيب ما خفي عن علمهم اى يرجمون بالمظنون متكلمون بما لم يظهر لهم ولم ينشأ عن تحقيق وهو المراد بقوله في الترجمة بے تحقیق قوله من مكان بعيد في الموضع الثاني معناه عند تمثيلهم في بعدهم عن العلم بالحق بحال من هو في مكان بعيد عن الشئ المطلوب فهو تاكيد لمعنى الغيب لا غير كما في حقار الحق منهم بعيد بهم عنه قوله باشياعهم من قبل تعلق من قبل باشياعهم او بفعل

سورۃ فاطر مکیۃ وھی خمس | بسم اللہ الرحمٰن الرحیم | واربعون اٰیۃ وخمس رکوعات

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اُولِیْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ؕ یَزِیْدُ فِی الْخَلْقِ مَا یَشَآءُ ؕ

تمامتر حمد اللہ کو لائق ہے جو آسمان اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے جو فرشتوں کو پیغام رساں بنانے والا ہے جن کے دو دو اور تین تین اور چار چار پر دار بازو ہیں۔ وہ پیدایش میں جو چاہے زیادہ کر دیتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ مَا یَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَمَا یُمْسِكْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝

بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ جو رحمت لوگوں کے لیے کھولدے سو اُس کا کوئی بند کرنے والا نہیں اور جس کو بند کردے سو اُس کے بعد اُس کا کوئی جاری کرنے والا نہیں اور وہی غالب حکمت والا ہے

رجوع اولاً بدلیل شرعی ممتنع ہے پھر وہ ایمان بوجہ معاینہ کے مثل ایمان فی الآخرۃ ہی کے ہے ایمان بالغیب نہیں) حالانکہ پہلے سے (دنیا میں) یہ لوگ اُس حق کا انکار کرتے رہے اور (انکار بھی کیسا جس کا کوئی منشا صحیح نہ تھا بلکہ) بے تحقیق باتیں دور ہی دُور سے ہانکا کرتے تھے (دور کا مطلب یہ کہ اُس کی تحقیق سے دُور تھے یعنی دُنیا میں تو کفر کرتے رہے اب ایمان سوجھا ہے اور اُس کے مقبول ہونے کی آرزو ہے) اور (چونکہ آخرت دار العمل نہیں ہے اس لیے) ان میں اور ان کے (قبول ایمان کی) آرزو میں ایک آڑ کردی جاویگی (یعنی ان کی آرزو پوری نہ ہوگی) جیسا کہ ان کے ہم مشربوں کے ساتھ (بھی) یہی (برتاؤ) کیا جاویگا جو ان سے پہلے اکفر کرچکے تھے (یعنی اُن کا ایمان بھی آخرت میں مقبول نہ ہوگا اور وجہ دونوں کے ساتھ ایک معاملہ کرنے کی یہ ہے کہ عمل بھی دونوں کا یکساں ہے کیونکہ) یہ سب بڑے شک میں تھے جس نے ان کو تردد میں ڈال رکھا تھا **ف** یہاں شک مقابل یقین کے ہے کہ جحود جازم کو بھی شامل ہے اور اس تعبیر میں یہ نکتہ ہو سکتا ہے کہ اس میں اشارہ ہو گیا کہ اگر حق میں شک بھی ہو تب بھی مہلک ہو چہ جائیکہ جحود جازم ہوا اور تردد سے بھی مراد یہی ہوگا کہ حق پر دل نہیں جمتا اور یہ بھی شامل ہے اُس کی ضد پر دل کے جم جانے کو یا یوں کہا جاوے کہ حق جب بار بار کان میں پہونچتا ہے طبعی طور پر کچھ نہ کچھ احتمال جانب مخالف کا اکثر ہو ہی جاتا ہے پس شک اہل باطل اور تردد دونوں اپنے معنے پر رہے مگر چونکہ حق کا جزم حاصل نہیں کیا اس لیے باطل کا اتنا اُکھڑ جانا مقبول نہیں ہوا اور ما یشتہون کی تفسیر قبول توبہ کے ساتھ اور ارجعنا بہ کی تقریر میں تعمیم رجوع وعدم رجوع کی منافی نہیں ہے آیت فارجعنا کے کیونکہ اصل مقصود اُن کا قبول ایمان اور نجات ہے اور رجوع الی الدنیا اُس کا ایک طریق ہے اگر بدون اس کے مقصود حاصل ہو جاوے تو خود رجوع مطلوب بالذات نہیں۔ تم بحمد اللہ تفسیر سورۃ سبا لثالث والعشرین من صفر یوم الاثنین ۱۳۲۵ھ من ہجرۃ خیر البریۃ علیہ مالا یحصر ومالا یضبط من السلام والتحیۃ وفی ہذا الیوم قد افتتح فی تفسیر سورۃ تلیہا سورۃ الفاطر وتسمی سورۃ الملٰئکۃ مکیۃ وھی خمس واربعون اٰیۃ کذا فی البیضاوی وغیرہ **ربط** اس سورت کا زیادہ حصہ اثبات توحید وابطال شرک میں ہے اور بعض آیات میں تسلیہ ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جیسے رکوع اول میں وان یکذبوک اور رکوع سوم میں وما یستوی الاعمی آخر رکوع تک اور بعض آیات میں بعث وجزا کا مضمون ہے جیسے رکوع اول میں ان وعد اللہ حق اور رکوع دوم میں کذلک النشور اور رکوع چہارم میں ان الذین یتلون سے ختم رکوع تک اور بعض آیات میں اعمال منافع ومضار جیسے رکوع دوم میں من کان یرید العزۃ۔ یبور تک اور رکوع سوم کے شروع سے مصیر تک اور بعض آیات میں کفر کی شناعت اور اُس پر وعید جیسے رکوع پنجم کے فاتحہ اور خاتمہ میں اور سورت سابقہ کے ختم پر انکار حق شامل للتوحید کی وخامت عاقبت کا ذکر تھا پس ذکر توحید کے ساتھ جس سے یہ سورت شروع ہوئی ہے اُس کا تناسب ظاہر ہے +

اثبات توحید

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اُولِیْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ؕ یَزِیْدُ فِی الْخَلْقِ مَا یَشَآءُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ مَا یَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَمَا یُمْسِكْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝

البلاغۃ قولہ ما یفتح فی الروح ای ما یطلقہا ویرسلہا فالفتح مجاز عن الارسال بعلاقۃ السببیۃ فان فتح المغلق سبب لاطلاق ما فیہ وارسالہ ولذا قوبل بالامساک والاطلاق کنایۃ عن الاعطاء وفی اختیار لفظ الفتح رمز الی ان الرحمۃ من انفس الخزائن واعزہا منالا وتنکیرہا للاشاعۃ والابہام ای ای شیئ یفتح اللہ من خزائن رحمتہ ای رحمۃ کانت من نعمۃ وصحۃ ولمن وعلم الی غیر ذلک ہما لا یکاد یحصی ان عروۃ کان یقول کما اخرج ابن المنذر عن محمد بن جعفر بن الزبیر عنہ فی رکوب المحمل ہی والسرحۃ فتحت الناس ثم یقول ما یفتح اللہ للناس من رحمۃ الآیۃ اہ قلت ویدخل فی ہذا العموم المرکب الہوی الدخانی الذی صنع وشاع فی زماننا ہذا الذی یسمی بالریل وھو من الاتفاقات العجیبۃ ان تاریخ دخول الریل فی بلدنا ہذا القرب من الجبانۃ ہو تاریخ کتابۃ تفسیر ہذہ الآیۃ وہو الثالث والعشرون من صفر ۱۳۲۵ھ من الہجرۃ +

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۭ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ڮ فَاَنّٰى

اے لوگو تم پر جو اللہ کے احسانات ہیں اُن کو یاد کرو کیا کوئی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی خالق ہے جو تم کو آسمان اور زمین سے رزق پہونچاتا ہو اُس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں سو تم کہاں

تُؤْفَكُوْنَ ۝ وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ

اُلٹے جارہے ہو - اور اگر یہ لوگ آپ کو جھٹلائیں تو آپ سے پہلے بھی بہت سے پیغمبر جھٹلائے جاچکے ہیں اور سب امور اللہ ہی کے روبرو پیش کیے جاویں گے - اے لوگو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ضرور سچا ہے

فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۪ وقف وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ۭ اِنَّمَا يَدْعُوْا

سو ایسا نہ ہو کہ یہ دنیوی زندگی تم کو دھوکہ میں ڈالے رکھے اور ایسا نہ ہو کہ تم کو دھوکہ باز شیطان اللہ سے دھوکہ میں ڈالدے یہ شیطان بیشک تمہارا دشمن ہے سو تم اُس کو دشمن سمجھتے رہو وہ تو اپنے گروہ

حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ڛ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝

کو محض اسلیے بُلاتا ہے تاکہ وہ لوگ دوزخیوں میں سے ہو جاویں جو لوگ کافر ہوگئے اُن کے لیے سخت عذاب ہے - اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کیے اُن کے لیے بخشش اور بڑا اجر ہے -

ع ۱ ۱۴

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۭ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ڮ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۝ تمام حمد (وثنا اسی) اللہ کو لائق ہے جو آسمان اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے جو فرشتوں کو پیغام رساں بنانے والا ہے جن کے دو دو اور تین تین اور چار چار پر دار بازو ہیں (پیغام سے مراد وحی لانا انبیاء علیہم السلام کی طرف عام اس سے کہ شرائع ہوں یا بشارات وغیرہ ہوں اور کچھ چار ہی پر منحصر نہیں بلکہ) وہ پیدائش میں جو چاہے زیادہ کر دیتا ہے (حتیٰ کہ بعض فرشتوں کے چھ سو بازو پیدا کیے ہیں جیسا حدیث میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کی نسبت آیا ہے) بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے (اور قادر بھی ایسا بلا مزاحم ہے کہ وہ) اللہ جو رحمت لوگوں کے لیے کھول دے (مثلاً بارش ونباتات ورزق) سو اُس کا کوئی بند کرنے والا نہیں اور جس کو بند کر دے سو اُس کے (بند کرنے کے) بعد اُس کا کوئی جاری کرنے والا نہیں (البتہ وہی پھر بند اور کشادہ کر سکتا ہے) اور وہی غالب (یعنی قادر اور) حکمت والا ہے (یعنی بند اور کشادہ کرنے پر قادر ہے اور ان میں سے جس کو ترجیح دیتا ہے اُس میں حکمت ہوتی ہے) اے لوگو (علاوہ کامل القدرت ہونے کے وہ کامل النعمت بھی ہے چنانچہ تم پر بے شمار نعمتیں فائض فرمائی ہیں سو) تم پر جو اللہ کے احسانات ہیں اُن کو یاد کرو (اور اُن کا شکر کرو اور وہ شکر یہ ہے کہ توحید اختیار کرو اور شرک چھوڑو چنانچہ ہم تم کو دو بڑی نعمتوں پر کہ ایجاد و القاء ہے متنبہ کرتے ہیں تم غور کرو کہ) کیا کوئی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی خالق ہے جو تم کو آسمان اور زمین سے رزق پہونچاتا ہو (یعنی نہ کوئی صاحب تخلیق کہ نعمت ایجاد ہے اور نہ کوئی صاحب ترزیق ہے کہ نعمت ابقاء ہے پس جب وہ ہر طرح کامل ہے تو یقیناً) اُس کے سوا کوئی لائق عبادت (بھی) نہیں (کیونکہ معبود کے لیے کمال ضرور ہے) سو (جب معبودیت اُسی کا حق ہے تو) تم (شرک کر کے) کہاں اُلٹے چلے جا رہے ہو **ف** شاید فرشتوں کی رسالت ذکر کرنے میں یہ حکمت ہو کہ بعض مشرکین اُن کو بھی معبود قرار دیتے تھے پس اس میں اُن کا محکوم و مامور ہونا بتلا دیا تاکہ اُن کی الوہیت کا ابطال ہو جاوے اور اُن کے معنی رسالت کی تحقیق وتفصیل آخر سورۂ حج آیت اللہ یصطفی من الملئکۃ رسلا الخ کی تفسیر میں گذر چکی ہے اور مثنیٰ وثلث وربع میں یہاں زائد کی نفی نہ ہونے کی تقریر سورۂ نساء مثنیٰ وثلث وربع کی تفسیر میں گذر چکی ہے **ربط** اوپر توحید کا ذکر تھا چونکہ کفار اس کا انکار کرتے تھے اور اس انکار سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو حزن بھی ہوتا تھا آگے انکار پر تحذیر اور حزن پر تسلیہ کا مضمون ہے اور درمیان میں تتمیم مقابلہ کے لیے مؤمنین کے لیے بشارت مذکور ہے -

ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ فی من بعدہ اُس کے بند کرنے کے بعد اشارۃ الی تقدیر المضاف لان المعنی لایظہر صحتہ بدونہ ۱۲

تسلیہ سید الانس والجان وتحذیر اہل طغیان وتبشیر اہل ایمان

وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۪ وقف وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ۭ اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ڛ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝

اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا ؕ فَاِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۖ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ

تو کیا ایسا شخص جسکو اسکا عمل برا اچھا کر کے دکھلایا گیا پھر وہ اسکو اچھا سمجھنے لگا اور ایسا شخص جو قبیح کو قبیح سمجھتا ہے کہیں برابر ہو سکتے ہیں سو اللہ تعالیٰ جسکو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسکو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے تو ان کا

عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝

آپ کی جان نہ جاتی رہے - اللہ تعالیٰ کو ان کے سب کاموں کی خبر ہے -

اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا ؕ فَاِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۖ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝ اور (اے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم) اگر یہ لوگ (در بارۂ توحید و رسالت وغیرہ کے) آپکو جھٹلائیں تو آپ غم نہ کریں کیونکہ) آپ سے پہلے بھی بہت سے پیغمبر جھٹلائے جا چکے ہیں (ایک تو اس سے تسلی حاصل کیجیے) اور (دوسری بات یہ ہے کہ) سب امور اللہ ہی کے روبرو پیش کئے جاویں گے (وہ خود سب سمجھ لیگا آپ کیوں فکر میں پڑے آگے عام لوگوں کو خطاب ہے کہ) اے لوگو (یہ سنکر کہ الی اللہ ترجع الامور جس میں قیامت کی خبر ہے تعجب و استبعاد مت کرنا) اللہ تعالیٰ کا (یہ) وعدہ ضرور سچا ہے سو ایسا نہ ہو کہ یہ دنیوی زندگی تم کو دھوکہ میں ڈالے رکھے (کہ اس میں منہمک ہو کر اُس یوم موعود سے غافل رہو) اور ایسا نہ ہو کہ تم کو دھوکہ باز شیطان اللہ سے دھوکہ میں ڈال دے (کہ تم اُس کے اس بہکانے میں آجاؤ کہ اللہ تعالیٰ تم کو عذاب نہ دے گا جیسا کہا کرتے تھے ولئن رجعت الی ربی ان لی عندہ للحسنیٰ اور) یہ شیطان (جس کے دھوکہ کا اوپر ذکر ہے) بیشک تمہارا دشمن ہے سو تم اُس کو (اپنا) دشمن (ہی) سمجھتے رہو وہ تو اپنے گروہ کو (یعنی اپنے متبعین کو) محض اس لیے (باطل کی طرف) بلاتا ہے تاکہ وہ لوگ دوزخیوں میں سے ہو جاویں (پس) جو لوگ کافر ہو گئے (اور اُس کی دعوت و غرور میں پھنس گئے) ، اُن کے لیے سخت عذاب ہے اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کیے (اور اُس کی دعوت و غرور میں نہیں پھنسے) ، اُن کے لیے (معاصی کی) بخشش اور (ایمان و عمل صالح پر) بڑا اجر ہے (اور جب کافر کا انجام عذاب شدید اور مومن کا انجام مغفرت و اجر کبیر ہے) تو کیا (دونوں مساوی ہو سکتے ہیں یعنی) ایسا شخص جس کو اُس کا عمل بد اچھا کر کے دکھلایا گیا پھر وہ اُس کو اچھا سمجھنے لگا اور ایسا شخص جو قبیح کو قبیح سمجھتا ہے کہیں برابر ہو سکتے ہیں (پہلے شخص سے مراد کافر جو اغواء شیطانی سے باطل کو حق اور ضار کو نافع سمجھتا ہے اور دوسرے شخص سے مراد مؤمن جو اتباع انبیاء و مخالفت شیطان سے باطل کو باطل حق کو حق ضار کو ضار نافع کو نافع جانتا ہے یعنی یہ دونوں برابر کہاں ہوئے بلکہ ایک جہنمی اور ایک جنتی ہے پس شیطان کے دھوکہ میں آنے والے اور اُس کو دشمن سمجھنے والوں میں یہ تفاوت ہے اس لیے ہم کہتے ہیں لا یغرنکم اور ان الشیطان لکم عدو اور اگر اسپر تعجب ہو کہ عاقل آدمی بد کو نیک کیسے سمجھ لیتا ہے) سو (اُس کی وجہ یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے (اُس کی عقل واژگوں ہو جاتی ہے) اور جس کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے (اُس کا ادراک صحیح رہتا ہے پھر جب ہدایت و اضلال کا اصل مدار مشیت ہے) تو ان پر افسوس کر کر کے کہیں آپ کی جان نہ جاتی رہے (یعنی کچھ افسوس نہ کیجیے صبر سے بیٹھے رہیے) اللہ تعالیٰ کو ان کے سب کاموں کی خبر ہے (وقت پر ان سے سمجھ لیگا) **ف** اس تفسیر میں افمن زین لہ متفرع ہے مضمون الذین کفروا الخ و الذین اٰمنوا الخ پر اور فان اللہ یضل سبب ہے ما زین لہ الخ کا اور فلا تذھب متفرع ہے ان اللہ یضل الخ پر اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ افمن زین لہ متفرع ہو غرور شیطانی پر یعنی اس کے فریب دیے ایسے بھی ہیں جو بُری باتوں کو اچھا سمجھتے ہیں تو تفریع محض رویت حسن کے اعتبار سے ہوگی نہ کہ نفی تساوی بین المستحسن والمستقبح بصیغۃ اسم الفاعل کے اعتبار سے اور مقصود اس سے بھی تسلیہ ہوگا یعنی جب نیک و بد میں تمیز نہ رہے تو بس ہادی کو مایوس ہو کر

النحو قولہ افمن زین مبتدأ خبرہ محذوف ای کمن ہو لیس کذلک او نحوہ مما کان المقدر کالملفوظ جعلت ترجمۃ جزء لترجمۃ الاٰیۃ قولہ حسرات مفعول لہ والجمع مع ان الحسرۃ فی الاصل مصدر صادق علی القلیل والکثیر للدلالۃ علی تضاعف اغتمامہ صلی اللہ علیہ وسلم علی احوالہم او علی کثرۃ قبائح اعمالہم الموجبۃ للتاسف والتحسر ۱۲

وَاللّٰهُ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ الرِّیٰحَ فَتُثِیْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ اِلٰی بَلَدٍ مَّیِّتٍ فَاَحْیَیْنَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ ۝

اور اللہ ایسا ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے پھر وہ بادلوں کو اُٹھاتی ہیں پھر ہم اُس بادل کو خشک قطعۂ زمین کی طرف ہانک لیجاتے ہیں پھر ہم اُس کے ذریعہ سے زمین کو زندہ کرتے ہیں اسی طرح جی اُٹھنا ہے

مَنْ كَانَ یُرِیْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِیْعًا ؕ اِلَیْهِ یَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّیِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُهٗ ؕ وَالَّذِیْنَ یَمْكُرُوْنَ السَّیِّاٰتِ

جو شخص عزت حاصل کرنا چاہے تو تمامتر عزت خدا ہی کے لیے ہے۔ اچھا کلام اُسی تک پہونچتا ہے اور اچھا کام اُس کو پہونچاتا ہے اور جو لوگ بُری بُری تدبیریں کر رہے ہیں

لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ ؕ وَمَكْرُ اُولٰٓئِكَ هُوَ یَبُوْرُ ۝ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ اَزْوَاجًا ؕ وَمَا تَحْمِلُ

اُن کو سخت عذاب ہوگا اور ان لوگوں کا یہ مکر نیست نابود ہو جاویگا اور اللہ تعالےٰ نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر نطفہ سے پیدا کیا پھر تم کو جوڑے جوڑے بنایا اور کسی عورت کو

مِنْ اُنْثٰی وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ؕ وَمَا یُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا یُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖٓ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَی اللّٰهِ یَسِیْرٌ ۝ وَمَا یَسْتَوِی

نہ حمل رہتا ہے اور نہ وہ جنتی ہے مگر سب اُس کی اطلاع سے ہوتا ہے اور نہ کسی کی عمر زیادہ کیجاتی ہے اور نہ کسی کی عمر کم کیجاتی ہے مگر یہ سب لوح محفوظ میں ہوتا ہے یہ سب اللہ کو آسان ہے۔ اور دونوں

الْبَحْرٰنِ ۖ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَآئِغٌ شَرَابُهٗ وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ؕ وَمِنْ كُلٍّ تَاْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِیًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْیَةً

دریا برابر نہیں ہیں ایک تو شیریں پیاس بجھانے والا ہے اور ایک شور تلخ ہے اور تم ہر ایک سے تازہ گوشت کھاتے ہو اور زیور نکالتے ہو

تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَی الْفُلْكَ فِیْهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

جس کو تم پہنتے ہو اور تو کشتیوں کو اُس میں دیکھتا ہے پانی کو پھاڑتی ہوئی چلتی ہیں تاکہ تم اُس کی روزی ڈھونڈو اور تاکہ تم شکر کرو

غم نہ کرنا چاہیے اور فان اللہ یضل سبب ہوا اس تسلیہ کا اور فلا تذھب بدستور متفرع ہوا ان اللہ یضل پر یا مضمون سابق تسلیہ پر جو مفہوم ہوتا ہے افمن زین له الخ اور احقر کے نزدیک یہ دوسری تقریر اچھی ہے مگر پہلی تقریر متن کی لکھ چکا تھا اس لیے بدلنا مناسب نہیں سمجھا واللہ اعلم **ربط** شروع سورت میں توحید کا مضمون تھا آگے پھر وہی مضمون ہے ختم رکوع تک صرف درمیان میں بمناسبت احیاء ارض کے کذلک النشور میں اشارہ بعث کی طرف کر دیا گیا اور بمناسبت مضمون بالا تغریر شیطان کے کفار کی ایک غلطی کا درباب طلب عزت کے اور اُس کی مناسبت سے صحیح طریقہ حصول عزت کا اور اُس کی مناسبت سے اُس طریقہ کے خلاف کرنے والوں کی خیبت اور خسارت کا بیان فرما دیا و نیز طلب عزت کا مضمون الیہ النشور سے بھی مناسبت رکھتا ہے کہ جب سب کو قیامت میں حاضر ہونا ہے تو وہاں کی عزت کا جو طریق تم نے سمجھا ہے وہ غلط ہے اور صحیح طریقہ یہ ہے الخ

عود بسوئے توحید مع بعض دیگر مضامین مناسبۂ مقام

وَاللّٰهُ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ الرِّیٰحَ فَتُثِیْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ اِلٰی بَلَدٍ مَّیِّتٍ فَاَحْیَیْنَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ ۝ مَنْ كَانَ یُرِیْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِیْعًا ؕ اِلَیْهِ یَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّیِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُهٗ ؕ وَالَّذِیْنَ یَمْكُرُوْنَ السَّیِّاٰتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ ؕ وَمَكْرُ اُولٰٓئِكَ هُوَ یَبُوْرُ ۝ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ اَزْوَاجًا ؕ وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰی وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ؕ وَمَا یُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا یُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖٓ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَی اللّٰهِ یَسِیْرٌ ۝ وَمَا یَسْتَوِی الْبَحْرٰنِ ۖ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَآئِغٌ شَرَابُهٗ وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ؕ وَمِنْ كُلٍّ تَاْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِیًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْیَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَی الْفُلْكَ فِیْهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝۱۲

اللغات البلد القطعة من الارض النشور الحياة الكلم اسم جمع جنس وتذكير الصفة نظرا الى اللفظ الطيب سمي به لانه يستطيبه العقل والشرع والملائكة ۔

النحو قوله احيينا به راجع الى السحاب اما لكونه سببا بعيد الاحياء او بتقدير المضاف اي بماءه قوله من كان يريد العزة حذف جزاءه اي فليطلبها من الله تعالى قوله العمل الصالح مبتدأ خبره يرفعه برجوع المرفوع الى العمل والمنصوب الى الكلم الطيب وهو مؤيد بأكثر الآثار المذكورة في الدر المنثور وغيره قوله السيئات صفة للمكرات المفعول المطلق قوله بعلمه اي متلبسة بعلمه قوله من عمره راجع الى المعمر لكن لا باعتبار معناه المتبادر اي الذي زيد عمره بل باعتبار تاويله بأحد لكن سمي في المرجع معمرا باعتبار ما يؤول اليه واعيد الضمير اليه باعتبار الاول الحول عنه فقال ذلك لا ينقص من عمره اصلا ولا يحيل من ابتداء الامر ناقصا كقولهم ضيق فم الركية ۱۲ البلاغة قوله يصعد صعود الكلم اليه تعالى مجاز مرسل عن قبوله لعلاقة اللزوم او استعارة بتشبيه القبول بالصعود قوله ترى في المرجع افرد ضمير الخطاب مع جمعه فيما سبق وما لحق لان الخطاب لكل احد تأتى منه الرؤية دون المنتفعين بالبحر

يُولِجُ الَّيۡلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي الَّيۡلِ وَسَخَّرَ الشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَّجۡرِيۡ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمۡ لَهُ الۡمُلۡكُ ؕ

وہ رات کو دن میں داخل کر دیتا ہے اور دن کو رات میں داخل کر دیتا ہے اور اُس نے سورج اور چاند کو کام میں لگا رکھا ہے ہر ایک وقت مقرر تک چلتے رہیں گے۔ یہی اللہ تمہارا پروردگار ہے اسی کی سلطنت ہے

وَالَّذِيۡنَ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِهٖ مَا يَمۡلِكُوۡنَ مِنۡ قِطۡمِيۡرٍ ؕ اِنۡ تَدۡعُوۡهُمۡ لَا يَسۡمَعُوۡا دُعَآءَكُمۡ ۚ وَلَوۡ سَمِعُوۡا مَا اسۡتَجَابُوۡا

اور اُس کے سوا جن کو تم پکارتے ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کی برابر بھی اختیار نہیں رکھتے۔ اگر تم ان کو پکارو بھی تو وہ تمہاری پکار سنیں گے نہیں۔ اور اگر سُن بھی لیں تو تمہارا کہنا نہ کریں گے

ع ٢ الثلثة ١٤

لَكُمۡ ؕ وَيَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ يَكۡفُرُوۡنَ بِشِرۡكِكُمۡ ؕ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثۡلُ خَبِيۡرٍ ۝

اور قیامت کے روز وہ تمہارے شرک کرنے کی مخالفت کرینگے۔ اور تجھ کو خبر رکھنے والے کی برابر کوئی نہیں تلادیگا۔

يُولِجُ الَّيۡلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي الَّيۡلِ وَسَخَّرَ الشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَّجۡرِيۡ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمۡ لَهُ الۡمُلۡكُ ؕ وَالَّذِيۡنَ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِهٖ مَا يَمۡلِكُوۡنَ مِنۡ قِطۡمِيۡرٍ ؕ اِنۡ تَدۡعُوۡهُمۡ لَا يَسۡمَعُوۡا دُعَآءَكُمۡ ۚ وَلَوۡ سَمِعُوۡا مَا اسۡتَجَابُوۡا لَكُمۡ ؕ وَيَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ يَكۡفُرُوۡنَ بِشِرۡكِكُمۡ ؕ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثۡلُ خَبِيۡرٍ ۝ اور اللہ ایسا (قادر) ہے جو (بارش سے پہلے) ہواؤں کو بھیجتا ہے پھر وہ (ہوائیں) بادلوں کو اُٹھاتی ہیں (جس کی کیفیت سورۂ روم کے رکوع پنجم آیۃ اللہ الذی ارسل الریاح کی تفسیر میں گذری ہے) پھر ہم اُس بادل کو خشک قطعہ زمین کی طرف ہانک لیجاتے ہیں (کہ وہاں بارش ہوتی ہے) پھر ہم اُس کے ذریعہ سے (یعنی اُس بادل کے پانی کے ذریعہ سے) زمین کو (نباتات سے) زندہ کرتے ہیں (اور جس طرح زمین کے مناسب اُس کو حیات عطا فرمائی) اسی طرح (قیامت میں آدمیوں کا بھی اُٹھنا ہے (کہ اُن کے مناسب حیات اُن کو عطا ہوگی وجہ تشبیہ ظاہر ہے کہ دونوں میں ایک صفت زائلہ کا احداث ہے گو ارض میں صرف ایک امر عرضی کا تعلق ہوا ہے اور اعضاء میں ایک امر جوہری یعنی روح کا یہ مضمون نشور کا اثنار دلائل توحید میں تبعًا لاحیاء الارض آگیا ہے پھر اس نشور کی مناسبت سے ایک اور مضمون ہے وہ یہ کہ جب قیامت میں زندہ ہونا ہے تو وہاں کی ذلت وخواری سے بچنے کی فکر کرنا ضرور ہے اور اس بارہ میں مشرکین نے اپنے آلہہ کو بتغریر شیطانی جس کا اوپر مذکور ہوا ہے آلہ حصول عزت قرار دے رکھا تھا چنانچہ وہ کہتے تھے ھٰؤلاء شفعاء نا عند اللہ یعنی یہ ہمارے علی الاطلاق شفیع ہیں دُنیاوی حوائج میں بھی اور اگر قیامت کوئی چیز ہے تو نجات اُخروی کے لیے بھی جیسا حق تعالےٰ نے سورۂ مریم میں ارشاد فرمایا ہے واتخذوا من دون اللہ آلھۃ لیکونوا لھم عزا اس کے متعلق ارشاد ہے کہ) جو شخص (آخرت میں) عزت حاصل کرنا چاہے (اور یہ چاہنا بوجہ تیقن وقوع آخرت کے ضرور ہے) تو (اُس کو چاہیئے کہ اللہ سے عزت حاصل کرے کیونکہ) تمامتر عزت (بالذات) خدا ہی کے لیے (حاصل) ہے (اور دوسرے کے لیے جب ہوگی بالعرض ہوگی اور ما بالعرض ہمیشہ ما بالذات کا محتاج ہوتا ہے پس اس میں سب خدا ہی کے محتاج ہوئے اور خدا سے اُس کا حاصل کرنا اس طرح ہے کہ قولاً وعملاً اُس کی اطاعت وانقیاد اختیار کرے کہ خدا کے نزدیک یہی چیزیں پسندیدہ ہیں چنانچہ) اچھا کلام اُسی تک پہونچتا ہے (یعنی وہی اس کو قبول کرتا ہے) اور اچھا کام اُس کو پہونچاتا ہے (اچھے کلام میں کلمۂ توحید اور تمام اذکار آلہیہ اور اچھے کام میں تصدیق قلبی اور جمیع اعمال صالحہ ظاہرہ و باطنہ داخل ہیں اور رفع عام ہے نفس قبول و قبول تام کو اور اس اجمال کو دوسرے دلائل نے اس طرح مفصل کر دیا کہ تصدیق قلبی تو جمیع کلم طیب کے لیے نفس قبول کی شرط ہے اور دوسرے اعمال صالحہ جمیع کلم طیب کے لیے قبول تام کی شرط ہیں نہ کہ نفس قبول کی کیونکہ فاسق سے اگر کلم طیب کا صدور ہو تو بھی قبول صحیح ہے پس جب یہ چیزیں عند اللہ پسندیدہ ہیں تو جو شخص ان کو اختیار کریگا وہ معزز ہوگا) اور جو لوگ (اس کے خلاف طریقہ اختیار کر کے آپ کی مخالفت کر رہے ہیں کہ وہ اللہ ہی کی مخالفت ہے اور آپ کے ساتھ) بُری بُری تدبیریں کر رہے ہیں اُن کو سخت عذاب ہوگا (جو موجب اُن کی ذلت کا ہوگا اور ان کے آلہہ مزعومہ ان کو خاک عزت نہ دے سکیں گے بلکہ بالعکس خود وہ ان کے خلاف ہو جاویں گے کما قال تعالےٰ فی مریم سیکفرون بعبادتھم ویکونون علیھم ضدا یہ تو ان کا خسران آخرت میں ہوگا

اللغات قولہ قطمیر فی الصراح پوستک تنک دانہ خرما وما کان فی الاکثر یزول عنہ ویلتف مع لب التمر یکنی بہ عن شیء لا یعتد بہ ٢ الکعز الانکار وترجم بالحاصل ١٢

اور دنیا میں بھی ان کو یہ حسرت ہوگا کہ) ان لوگوں کا یہ مکر نیست و نابود ہو جاوے گا (یعنی ان تدبیروں میں ان کو کامیابی نہ ہوگی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ وہ اسلام کو مٹانا چاہتے تھے خود ہی مٹ گئے یہ مضمون بطور جملہ معترضہ کے تمام ہو کر آگے پھر عود ہے مضمون توحید کی طرف یعنی حق تعالے کا ایک تصرف تو وہ تھا جو واللہ الذی ارسل الخ میں بیان کیا گیا) اور (دوسرا تصرف کہ دال علے التوحید ہے یہ ہے کہ) اللہ تعالے نے تم کو (ضمناً خلق آدم میں) مٹی سے پیدا کیا پھر (استقلالاً) نطفہ سے پیدا کیا پھر تم کو جوڑے جوڑے بنایا (یعنی کچھ مذکر کچھ مؤنث بنائے یہ تو اس کی قدرت ہے) اور (علم اُس کا ایسا ہے کہ) کسی عورت کو نہ حمل رہتا ہے اور نہ وہ جنتی ہے مگر سب اُس کی اطلاع سے ہوتا ہے (یعنی اُس کو پہلے سے سب کی خبر ہوتی ہے) اور (اسی طرح) نہ کسی کی عمر زیادہ (مقرر) کیجاتی ہے اور نہ کسی کی عمر کم (مقرر) کیجاتی ہے مگر یہ سب لوح محفوظ میں (لکھا ہوا) ہوتا ہے (جس کو حق تعالے نے اپنے علم قدیم کی موافق اُس میں ثبت فرمادیا ہے اور گو معلومات لا تعد ولا تحصیٰ ہیں مگر یہ تعجب نہ کرو کہ قبل از وقوع سب واقعات کو کیسے مقدر و مقرر فرما دیا کیونکہ) یہ سب اللہ کو آسان ہے (کیونکہ اُس کا علم ذاتی ہے جس کی نسبت جمیع معلومات کے ساتھ قبل از وقوع وبعد از وقوع یکساں ہے) اور (آگے قدرت کے اور دلائل سنو کہ باوجودیکہ پانی مادۂ واحدہ ہے مگر باوجود وحدت قابل کے اُس میں اختلاف افعال سے دو مختلف قسمیں پیدا کردیں چنانچہ) دونوں دریا برابر نہیں ہیں (بلکہ) ایک تو شیریں پیاس بجھانے والا ہے جس کا پینا بھی (بوجہ قبول طبیعت کے) آسان اور ایک شور تلخ ہے (تو یہ امر بھی عجائب قدرت سے ہے) اور (دوسرے دلائل قدرت بھی ہیں جو دلالت علے القدرۃ کے ساتھ دال علے النعمۃ بھی ہیں بعض تو انہیں دریاؤں کے متعلق ہیں مثلاً یہ کہ) تم ہر ایک (دریا) سے (مچھلیاں نکالکر اُن کا) تازہ گوشت کھاتے ہو اور (نیز) زیور (یعنی موتی) نکالتے ہو جس کو تم پہنتے ہو اور (اے مخاطب) تو کشتیوں کو اُس میں دیکھتا ہے پانی کو پھاڑتی ہوئی چلتی ہیں تاکہ تم (اُن کے ذریعہ سے سفر کرکے) اُس کی روزی ڈھونڈو اور تاکہ (روزی حاصل کرکے) تم (اللہ کا) شکر کرو (اور بعض اور نعمتیں ہیں مثلاً یہ کہ) وہ رات (کے اجزاء) کو دن (کے اجزاء) میں داخل کردیتا ہے اور دن (کے اجزاء) کو رات (کے اجزاء) میں داخل کردیتا ہے (جس سے دن اور رات کے گھٹنے بڑھنے کے متعلق منافع حاصل ہوتے ہیں) اور (مثلاً یہ کہ) اُس نے سورج اور چاند کو کام میں لگا رکھا ہے (ان میں سے) ہر ایک وقت مقرر (یعنی یوم قیامت) تک (اسی طرح) چلتے رہیں گے یہی اللہ (جس کی یہ شان ہے) تمہارا پروردگار ہے اُسی کی سلطنت ہے اور اُس کے سوا جن کو تم پکارتے ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کی برابر بھی اختیار نہیں رکھتے (چنانچہ جمادات میں تو ظاہر ہے اور ذوات الارواح میں بایں معنی کہ بالذات اختیار نہیں رکھتے اور اُن کی یہ حالت ہے کہ) اگر تم اُن کو پکارو بھی تو وہ تمہاری (اول تو) سنیں گے نہیں (جمادات تو بوجہ عدم قوت سامعہ کے اور ذوات الارواح بایں معنی کہ جیسے سماع کے کفار معتقد تھے کہ سماع لازم و دائم ہے وہ منفی ہے) اور اگر (بالفرض) سن بھی لیں تو تمہارا کہنا نہ کریں گے (جمادات میں تو یہ تقدیر فرض محض اور بوجہ شرطیہ ہونے قضیہ کے وقوع مقدم کا ضروری نہیں اور ذوات الارواح میں یہ تقدیر کا ہے واقعی بھی ہوسکتی ہے اور ما استجابوا میں نفی استجابت کی جمادات کے حق میں تو بوجہ عدم قابلیت کے ہے اور ذوات الارواح میں سے جو مقبول ہیں مثل ملئکہ کے اُن میں بوجہ عدم رضا کے اور جو غیر مقبول ہیں جیسے شیاطین اُن میں جو امور مدعولہا اُن کے اختیار سے خارج ہیں اُن میں بوجہ عدم قدرت کے اور جو اختیار میں ہیں اُن میں باعتبار عدم قدرت مستقلہ کے یہ حالت تو اُن معبودین کی دنیا میں ہے) اور قیامت کے روز وہ (خود) تمہارے شرک کرنے کی مخالفت کریں گے (کقولہ تعالے ما کانوا ایانا یعبدون وغیر ذلک من الایات) اور (ہم نے جو کچھ فرمایا ہے اس کے صدق میں ذرا شک و شبہ نہیں کیونکہ ہم حقائق امور کی پوری خبر رکھنے والے ہیں اور اے مخاطب) تجھ کو خبر رکھنے والے کی برابر کوئی نہیں بتلاویگا (پس ہمارا بتلانا سب سے زیادہ صحیح ہے) **ف** یہ مشہور ہے کہ موتی صرف دریائے شور سے نکلتے ہیں اگر یہ صحیح ہے تو تستخرجون حلیۃ الخ صرف دریائے شور کے اعتبار سے ہوگا ای وتستخرجون من الملح حلیۃ الخ یعنی منفعت مذکورہ لحم طری کی تو مشترک تھی اور بعضے منافع خاص ہیں دریائے شور کے ساتھ کہ وہ استخراج حلیہ ہے اور اس صورت میں تری الفلک فیہ میں ضمیر مجرور کا اعادہ بھی بحر ملح کی طرف مناسب ہوگا جو استخراج حلیہ کے قرینہ سے مثل مذکور متصل کے ہے اور گو یہ منفعت مشترک ہے مگر دریائے شور میں اکثر بڑے بڑے جہازوں کا چلنا

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ

اے لوگو تم خدا کے محتاج ہو اور اللہ بے نیاز خوبیوں والا ہے اگر وہ چاہے تو تم کو فنا کردے اور ایک نئی مخلوق پیدا کردے - اور یہ بات خدا کو

بِعَزِيْزٍ ۝ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۭ وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۭ اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِيْنَ

کچھ مشکل نہیں - اور کوئی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھاویگا - اور اگر کوئی بوجھ کا لدا ہوا کسی کو اپنا بوجھ اٹھانے کے لیے بلاویگا تب بھی اس میں سے کچھ بھی بوجھ نہ اٹھایا جا دیگا اگرچہ وہ شخص قرابتدار ہی ہو آپ تو صرف

يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۭ وَمَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ۝ وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى

ڈرا سکتے ہیں جو بے دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور نماز کی پابندی کرتے ہیں اور جو شخص پاک ہوتا ہے وہ اپنے لیے پاک ہوتا ہے اور اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے اور اندھا

وَالْبَصِيْرُ ۝ وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ ۝ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ ۝ وَمَا يَسْتَوِي الْاَحْيَاۗءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَاۗءُ

اور آنکھوں والا برابر نہیں اور نہ تاریکی اور روشنی اور نہ چھاؤں اور دھوپ اور زندے اور مُردے برابر نہیں ہوسکتے اللہ جس کو چاہتا ہے سنوا دیتا ہے

وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ ۝ اِنْ اَنْتَ اِلَّا نَذِيْرٌ ۝ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۭ وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا

اور آپ اُن لوگوں کو نہیں سنا سکتے جو قبروں میں ہیں آپ تو صرف ڈرانے والے ہیں - ہم ہی نے آپ کو حق دیکر خوشخبری سنانے والا اور ڈر سنانیوالا بنا کر بھیجا ہے اور کوئی اُمت ایسی نہیں ہوئی

خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ ۝ وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالزُّبُرِ وَبِالْكِتٰبِ

جس میں کوئی ڈر سنانے والا نہ گذرا ہو - اور اگر یہ لوگ آپ کو جھٹلاویں تو جو لوگ ان سے پہلے ہو گذرے ہیں انہوں نے بھی جھٹلایا تھا اُن کے پاس بھی اُن کے پیغمبر معجزے اور صحیفے اور روشن کتابیں

الْمُنِيْرِ ۝ ثُمَّ اَخَذْتُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ۝

لے کر آئے تھے - پھر میں نے اُن کافروں کو پکڑ لیا سو میرا عذاب کیسا ہوا -

ع ۱۲ ۳ ۱۵

جس میں معنے مسخر اور اعتبار فضل کے زیادہ متحقق ہیں وجہ اختصاص کی ہوسکتی ہے اور کل یجری لاجل مسمی کے متعلق ایک ضروری مضمون سورۂ لقمان کے رکوع سوم کے اخیر اسی جملہ کے مشابہ جملہ کی تفسیر میں لکھا گیا ہے جو قابل ملاحظہ ہے اور ان العزۃ للہ جمیعا کے ترجمہ میں بالذات کی قید ظاہر کردینے سے یہ آیت اس آیت کے منافی نہ رہی وللہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین جیسا کہ ظاہر ہے اور ان آیات میں قدرت کے دلائل زیادہ اور علم کے کم فرمانے کی شاید یہ وجہ ہو کہ آثار قدرت کے آثار علم سے اظہر ہیں اور دلائل قدرت میں دونوں طرف دلائل آفاقیہ اور درمیان میں دلائل انفسیہ شاید اس لیے لائے گئے ہوں کہ التفات آفاقیہ کی طرف زیادہ ہوتا ہے جیسا مشاہد ہے اور تلبسون کے متعلق سورۂ نحل کے دوسرے رکوع میں ضروری مضمون لکھا گیا ہے **ربط** اوپر توحید کا ذکر تھا چونکہ کفار اُس کا انکار کرتے تھے اور اُس انکار سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو حزن بھی ہوتا تھا آگے انکار سے حق تعالےٰ کا ضرر نہ ہونا بلکہ خود اُن کفار ہی کا ضرر ہونا اور تسلیم سے حق تعالیٰ کا کچھ نفع نہ ہونا بلکہ خود اُن ہی کا نفع ہونا اور دنیا میں اُس ضرر کا احتمال اور آخرت میں اُس کا وقوع بیان کرکے کفار کی تحذیر اور اُسکے بعد رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے حزن پر آپ کے تسلیہ کا مضمون ہے +

تحذیر منکرین وتسلیہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ۝ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۭ وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۭ اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۭ وَمَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ۝ وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۝ وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ ۝ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ ۝ وَمَا يَسْتَوِي الْاَحْيَاۗءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ ۝ اِنْ اَنْتَ اِلَّا نَذِيْرٌ ۝ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۭ وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ ۝ وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالزُّبُرِ وَبِالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ۝ ثُمَّ اَخَذْتُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ۝

اللغات الحل ما یحل المحرور الحر ۱۲
البلاغۃ قولہ ما یستوی الاعمی الخ لم یعد فیہ لا کما اعید فیما بعدہ لان المخاطب فی اول الکلام لا تقصیر فی فہم المراد لکون توضیحہ بالخلاف ما بعدہ فاقتضی التاکید والاہتمام ولما کان عدم الاستواء بین الکافر والمومن مقصودا بالکلام ہہنا ختم علیہ اعید الفعل بخلاف عدم الاستواء فی طرفیہما دون ترتیبہما فانہ حکم بہ تبعا فلم یعد فیہ الفعل واللہ اعلم ۱۲

اے لوگو تم (ہی) خدا کے محتاج ہو اور اللہ (تو) بے نیاز (اور خود تمام) خوبیوں والا ہے (پس تمہاری احتیاج دیکھ کر تمہارے نفع کے لیے توحید وغیرہ کی تعلیم کی گئی ہے اگر تم نہیں مانو گے تو تم اپنا ضرر کرو گے باقی حق تعالیٰ کو تو بوجہ غنائے ذاتی و کمالات ذاتیہ کے تمہاری یا تمہارے عمل کی کوئی حاجت ہی نہیں کہ اس کے ضرر کا احتمال ہو اور کفر پر جو ضرر ہونے والا ہے خدا تعالیٰ اُس کے فی الحال ایقاع پر بھی قادر ہے چنانچہ) اگر وہ چاہے تو (تمہارے کفر کی سزا میں) تم کو فنا کر دے اور ایک نئی مخلوق پیدا کر دے (جو تمہاری طرح کفر و انکار نہ کریں) اور یہ بات خدا کو کچھ مشکل نہیں (لیکن بمصلحت مہلت دے رکھی ہے غرض یہاں تو وہ ضرر محض محتمل الوقوع ہے لیکن قیامت میں وہ ضرر واقع ہو جاوے گا) اور (اُس وقت یہ حالت ہوگی کہ) کوئی دوسرے کا بوجھ (گناہ کا) نہ اُٹھاوے گا اور (خود تو کوئی کسی کی کیا رعایت کرتا یہ حالت ہوگی کہ) اگر کوئی بوجھ کا لدا ہوا (یعنی کوئی گنہگار) کسی کو اپنا بوجھ اُٹھانے کے لیے بلاوے گا تب بھی اُس میں سے کچھ بھی بوجھ نہ بٹایا جاوے گا اگرچہ وہ شخص (جس کو اس نے بلایا تھا اس کا) قرابت دار ہی (کیوں نہ) ہو (پس اُس وقت پورا ضرر اس کفر و بد عملی کا خود ہی بھگتنا پڑیگا یہ تو تحذیر منکرین کی ہو گئی آگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تسلیہ ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان کے انکار پر جس کی سزا یہ ایک دن ضرور بھگتیں گے اس قدر غم و افسوس کیوں کرتے ہیں) آپ تو (ایسا ڈرانا جس پر نفع مرتب ہو) صرف ایسے لوگوں کو ڈرا سکتے ہیں جو بے دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور نماز کی پابندی کرتے ہیں (مراد اس الذین سے مؤمنین ہیں یعنی آپ کے انذار سے صرف مؤمنین منتفع ہوتے ہیں فی الحال ہوں یا باعتبار مایؤل کے اور امر مشترک دونوں میں طلب حق ہے مطلب یہ کہ طالب حق کو نفع ہوا کرتا ہے یہ لوگ طالب حق ہی نہیں ان سے امید ہی نہ رکھیے) اور (آپ ان کے ایمان نہ لانے سے استقدر فکر کیوں کرتے ہیں) جو شخص (ایمان لا کر شرک و کفر سے) پاک ہوتا ہے وہ اپنے (نفع کے) لیے پاک ہوتا ہے اور (جو نہیں ایمان لاتا وہاں بھگتے گا کیونکہ سب کو) اللہ کی طرف لوٹ کر جانا ہے (پس نفع ہے تو اُن کا آپ کیوں غم کرتے ہیں) اور (ان لوگوں سے کیا توقع رکھی جاوے کہ ان کا ادراک مثل ادراک مؤمنین کے ہو اور اُس ادراک سے مؤمنین کی طرح یہ بھی طریق حق کو قبول کریں اور قبول حق کے ثمرات دینی میں بھی یہ لوگ شریک ہو جاویں کیونکہ مؤمنین کی مثال ادراک حق میں بصیر کی سی اور ان کی مثال عدم ادراک حق میں اعمیٰ کی سی ہے اور اسی طرح مؤمن نے ادراک حق کے ذریعہ سے جس طریق ہدایت کو اختیار کیا ہے اُس طریق حق کی مثال نور کی سی ہے اور کافر نے عدم ادراک حق سے جس طریقہ کو اختیار کیا ہے اُس کی مثال ظلمت کی سی ہے کما قال تعالیٰ وجعلنا له نورا یمشی به فی الناس کمن مثله فی الظلمات لیس بخارج منها اور اسی طرح جو ثمرہ جنت وغیرہ اس طریق حق پر مرتب ہوگا اُس کی مثال ظل بارد کی سی ہے اور ثمرہ جہنم وغیرہ طریق باطل پر مرتب ہوگا اُس کی مثال جلتی دھوپ کی سی ہے کما قال تعالیٰ وظل ممدود الی قوله فی سموم اور ظاہر ہے کہ) اندھا اور آنکھوں والا برابر نہیں اور نہ تاریکی اور روشنی اور نہ چھانو اور دھوپ (پس نہ ان کا اور مؤمنین کا ادراک برابر ہوا اور نہ ان کا طریقہ اور نہ ان کے طریقہ کا ثمرہ) اور (مومن اور کافر میں جو تفاوت اعمیٰ و بصیر کا سا کہا گیا تو اُس سے مقصود نفی کمی کی ہے نہ کہ زیادتی کی کیونکہ ان میں تفاوت مردہ اور زندہ کا سا ہے پس ان کی برابری کی نفی کے لیے یوں بھی کہنا صحیح ہے کہ) زندے اور مُردے برابر نہیں ہو سکتے (اور جب یہ مردے ہیں تو مردوں کو زندہ کرنا خدا ہی کی قدرت میں ہے بندہ کی قدرت میں نہیں پس اگر خدا ہی انکو ہدایت کر دے تب تو اور بات ہے کیونکہ) اللہ جسکو چاہتا ہے سنوا دیتا ہے (باقی آپ کی کوشش سے یہ لوگ حق کو قبول نہیں کرینگے کیونکہ انکی مثال تو مردوں کی آپنے سُن لی) اور آپ اُن لوگوں کو نہیں سُنا سکتے جو قبروں میں (مدفون) ہیں (لیکن) اگر یہ نہ مانیں تو آپ غم میں نہ پڑیے کیونکہ) آپ تو (کافروں کے حق میں) صرف ڈرانے والے ہیں (آپ کے ذمہ یہ نہیں کہ وہ کافر ڈر کر مان بھی جاویں اور یہ ڈرانا بھی آپ کا اپنی طرف سے نہیں جیسا منکرین نبوت کہتے تھے بلکہ ہماری طرف سے ہے کیونکہ) ہم ہی نے آپکو (دین) حق دیکر (مومنوں کو) خوشخبری سنانیوالا اور (کافروں کو) ڈر سنانیوالا بنا کر بھیجا ہے اور (یہ بھیجنا کوئی انوکھی بات نہیں جیسا کافر کہتے تھے بلکہ) کوئی امت ایسی نہیں ہوئی جس میں کوئی ڈر سنانے والا (یعنی پیغمبر) نہ گذرا ہو اور اگر یہ لوگ آپ کو جھٹلاویں تو (آپ ان گذشتہ پیغمبروں کا جن کا ابھی اجمالاً ذکر ہوا ہے اور تفصیلاً دوسری آیات میں ذکر ہے کافروں کے ساتھ معاملہ یاد کر کے اپنے دل کو سمجھا لیجیے کیونکہ) جو لوگ ان سے پہلے ہو گذرے ہیں انہوں نے بھی (اپنے وقت کے پیغمبروں کو) جھٹلایا تھا (اور) اُن کے پاس بھی اُن کے پیغمبر معجزے اور صحیفے اور روشن کتابیں لے کر آئے تھے (یعنی بعضے صحائف اور بعضے بڑی کتابیں اور بعضے صرف معجزات مصدقہ نبوت اور احکام انبیاء سابقین لے کر آئے) پھر (جب انہوں نے جھٹلایا تو) میں نے اُن کافروں کو پکڑ لیا سو (دیکھو) میرا کیسا عذاب

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا بِهِ ثَمَرَاتٍ مُّخْتَلِفًا أَلْوَانُهَا وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ بِيضٌ وَحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ أَلْوَانُهَا

کیا تو نے اس بات پر نظر نہیں کی کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی اُتارا پھر ہم نے اُس کے ذریعہ سے مختلف رنگتوں کے پھل نکالے اور پہاڑوں کے بھی مختلف حصے ہیں سفید سرخ کہ اُنکی بھی رنگتیں مختلف ہیں

وَغَرَابِيبُ سُودٌ ۝ وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَابِّ وَالْأَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ كَذَٰلِكَ ۗ إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ غَفُورٌ ۝

اور بہت گہرے سیاہ اور اسی طرح آدمیوں اور جانوروں اور چوپایوں میں بھی بعض ایسے ہیں کہ اُن کی رنگتیں مختلف ہیں خدا سے اُس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو علم رکھتے ہیں واقعی اللہ تعالیٰ زبردست بڑا بخشنے والا ہے

(اسی طرح ان کے دخت پمان کو سزا دونگا) **ف** ظلمات و نور و ظل و حرور کی تساوی کی نفی اس پر مبنی نہیں کہ ان کے مشبہ کے تساوی کا شبہ تھا بلکہ اس سے استدلال ہے اُن کی ہدایت نہ ہونے پر کہ دیکھو ان اشیاء کے مشبہات یعنی ہدایت و ضلالت و جنت و نار کی عدم تساوی تو معلوم ہی ہے اور ہر فریق کے لیے ایک ایک شق مقدر ہے تو کافروں کی ہدایت کی توقع کرنا گویا ان امور کی توقع تساوی کو مستلزم ہے جو کہ محال ہے پس ملزوم بھی علی المبالغہ منفی ہے اور ان انت الا نذیر کے ترجمہ سے شبہ ثانی کا اگلی آیت انا ارسلنک بشیرا و نذیرا سے جاتا رہا پس اُس حصر سے یا تو بشیر کی نفی اصلاً مقصود نہ ہو بلکہ مقصود آپ کے مسئول عنہ ہونے کی نفی ہو کما قال تعالیٰ ولا تسئل عن اصحاب الجحیم اور یا بشیر کی نفی باعتبار کفار کے ہو میرے ترجمے دونوں احتمال ظاہر ہیں اور سورۂ نحل کے رکوع چہارم آیۃ ولقد بعثنا الخ کی تفسیر میں ان من امۃ الا خلا فیھا نذیر کے متعلق کچھ مضمون گذرچکا ہے ملاحظہ فرمالیا جاوے اور سماع موتیٰ کے متعلق سورۂ نمل کی آخر آیت انک لا تسمع الموتی کی تفسیر میں ضروری بحث لکھی گئی ہے اور لا یحمل منہ شئ معارض نہیں آیت عنکبوت ولیحملن اثقالہم واثقالا مع اثقالہم کے چنانچہ اُس کی تقریر ترجمہ دیکھنے سے واضح ہوسکتی ہے - **ربط** جیسا اوپر کئی جگہ توحید کا مضمون آچکا ہے آگے پھر عود ہے توحید کی طرف اور توحید کے ساتھ اُس کے علم کے ایک ثمرہ علمی کا کہ خشیت ہے اور اُس ثمرہ کی تعلیل کے لیے بعض صفات الٰہیہ کا بیان ہے -

وحدت و خشیت و تقویت و علّت

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا بِهِ ثَمَرَاتٍ مُّخْتَلِفًا أَلْوَانُهَا وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ بِيضٌ وَحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ أَلْوَانُهَا وَغَرَابِيبُ سُودٌ ۝ وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَابِّ وَالْأَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ كَذَٰلِكَ ۗ إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ غَفُورٌ ۝ (اے مخاطب) کیا تو نے اس بات پر نظر نہیں کی کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی اُتارا پھر ہم نے اُس (پانی) کے ذریعہ سے مختلف رنگتوں کے پھل نکالے (خواہ مع اختلاف انواع و اصناف کے خواہ ایک ہی نوع اور یا ایک ہی صنف میں) اور (اسی طرح) پہاڑوں کے بھی مختلف حصے ہیں (بعضے) سفید (اور بعضے) سُرخ کہ (پھر خود) اُن (سفید اور سُرخ) کی بھی رنگتیں مختلف ہیں (کہ بعضے بہت سُفید اور بہت سُرخ ہیں اور بعضے ہلکے سفید اور ہلکے سُرخ) اور (بعضے نہ سفید نہ سُرخ بلکہ) بہت گہرے سیاہ اور (اسی طرح آدمیوں اور جانوروں اور چوپایوں میں بھی بعض ایسے ہیں کہ اُنکی رنگتیں مختلف ہیں (بعض مع تفاوت اختلاف ...

اللغات فی الروح جدد جمع جدۃ بالضم وہی الطریقۃ من جدہ اذا قطعہ وقال ابوالفضل ہی من الطرائق مایخالف لونہ لون مایلیہ ومنہ جدۃ الحمار للخط الذی فی وسط ظہرہ یخالف لونہ اھ ونحوہ فی القاموس قلت وما ترجمت بہ ھو اخذ بالحاصل لان طرائق الجبل لا یراد بہا الطریق بین الجبلین بل الطرائق للصعود الی الجبل والہبوط منہ وہذہ الطرائق ظاہر کونہا اجزاءہ وفی الروح ان الکلام علی تقدیر مضاف ان لم تقصد المبالغۃ لان الجبال لیس نفس الطرائق ای ذو جدد الغربیب ھو الذی ابعد فی السواد واغرب فیہ وکثر فی کلامہم اتباعہ للاسود علی انہ صفۃ لہ او تاکید ۱۲

النحو قولہ اخرجنا فیہ التفات قولہ من الجبال خبر مقدم وجدد بیض مبتدأ موخر وفی قولہ مختلف الوانہا مختلف صفۃ بیض وحمر والوانہا فاعل للوصفین مبتدأ ومختلف خبرہ لوجوب مختلفۃ ح وقولہ غرابیب عطف علی بیض وسود بدل من غرابیب لا صفۃ لان الاتصاف الامر فیہ بالعکس واصل الکلام ان الغرابیب صفۃ لسود مقدر قبلہ وقولہ من الناس تبقدیر للمبتدأ ای منہم بعض مختلف الوانہ او بتاویل من بالبعض واعتبارہ مبتدأ ای وبعضہم مختلف الوانہ علی ما ذکروا فی قولہ تعالیٰ ومن الناس من یقول آمنا باللہ قولہ کذلک فی محل النصب صفۃ لمصدر مختلف والتقدیر مختلف اختلافا کائنا کذلک ای کاختلاف الثمرات والجبال ۱۲

البلاغۃ قولہ غرابیب سود لما کان اصل الکلام وسود غرابیب سود کما یظہر لک مما یتعلق بالنحو فی ہذہ الآیۃ یکون فی سود المذکور تفسیر بعد الابہام ومزید الاعتناء بوصف السواد حیث دل علیہ من طریق الاضمار والاظہار ولعل النکتۃ فی ہذا الاعتناء کثرۃ ہذا اللون فی جبال الحجاز بالنسبۃ الی اخواتہا وکانہ لما اعتنی بامر السواد بافادۃ انہ فی غایۃ الشدۃ لم یذکر بعدہ الاختلاف بالشدۃ والضعف کذا فی الروح وفیہ ایضا ان ایراد الجملتین اسمیتین مع مشارکتہما لما قبلہما من الجملۃ الفعلیۃ فی الاستشہاد بمضمونہا

إِنَّ الَّذِينَ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً يَرْجُونَ تِجَارَةً لَّن تَبُورَ ۝ لِيُوَفِّيَهُمْ

جو لوگ کتاب اللہ کی تلاوت کرتے رہتے ہیں اور نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے اُن کو عطا فرمایا ہے اُس میں سے پوشیدہ اور علانیہ خرچ کرتے ہیں وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جو کبھی ماند نہ ہوگی۔ تاکہ اُنکو

أُجُورَهُمْ وَيَزِيدَهُم مِّن فَضْلِهِ ۚ إِنَّهُ غَفُورٌ شَكُورٌ ۝ وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ

اُن کی اجرتیں پوری دیں اور اُن کو اپنے فضل سے اور زیادہ دیں۔ بیشک وہ بڑا بخشنے والا بڑا قدردان ہے۔ اور یہ کتاب جو ہم نے آپ کے پاس وحی کے طور پر بھیجی ہے یہ بالکل ٹھیک ہے جو کہ اپنے سے پہلی کتابوں کی بھی تصدیق کرتی

إِنَّ اللَّهَ بِعِبَادِهِ لَخَبِيرٌ بَصِيرٌ ۝ ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۖ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ وَمِنْهُم

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی پوری خبر رکھنے والا خوب دیکھنے والا ہے۔ پھر یہ کتاب ہم نے اُن لوگوں کے ہاتھوں میں پہونچائی جنکو ہم نے اپنے بندوں میں سے پسند فرمایا۔ پھر بعضے تو اُن میں اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں۔ اور بعضے اُن میں

مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ ۝ جَنَّاتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا يُحَلَّوْنَ فِيهَا

متوسط درجہ کے ہیں اور بعضے اُن میں جو خدا کی توفیق سے نیکیوں میں ترقی کیے چلے جاتے ہیں۔ یہ بڑا فضل ہے۔ وہ باغات ہیں ہمیشہ رہنے کے جن میں یہ لوگ داخل ہونگے اُنکو

مِنْ أَسَاوِرَ مِن ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا ۖ وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ ۝

سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جاویں گے اور پوشاک اُن کی وہاں ریشم کی ہوگی

ساتھ اور بعض اوقات ایک صنف میں بھی پس جو لوگ ان دلائل قدرت میں غور کرتے ہیں ان کو خدا تعالیٰ کی عظمت کا علم ہوتا ہے اور) خدا سے اُس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو (اُس کی اس عظمت کا) علم رکھتے ہیں (اگر علم عظمت کا اعتقادی ہے تو خشیت بھی اعتقادی ہے اور اگر علم عظمت کا حالی ہے تو خشیت بھی حالی ہے اور) واقعی اللہ تعالیٰ (سے ڈرنا فی نفسہ بھی ضرور ہے کیونکہ وہ) زبردست (ہے کہ سب کچھ کر سکتا ہے اور ایک غایت مقصودہ کی وجہ سے بھی ضرور ہے کیونکہ وہ ڈرنے والوں کے گناہوں کا) بڑا بخشنے والا ہے (پس خشیت مقتضائے عزت بھی ہے اور مقتضائے غفوریت بھی) **ف** انما یخشی الخ کی جو تقریر کیگئی ہے اُس سے اس شبہ کی گنجایش نہ رہی کہ بعض اہل علم کو خشیت سے خالی دیکھا جاتا ہے اور ان آیتوں کے ارتباط کی ایک تقریر اور بھی ہو سکتی ہے وہ یہ کہ یہ بھی داخل مضمون تسلیہ ہے جو اس کے متصل آیات میں مذکور ہے پس حاصل یہ ہوگا کہ ہم نے جو مؤمن و کافر میں تفاوت اعمی و بصیر کا سا رکھا ہے سو کچھ ان کی تخصیص نہیں ہم نے اور مخلوقات میں بھی بمقتضائے حکمت امور کثیرہ میں اختلافات رکھے ہیں چنانچہ دیکھو ثمرات اور احجار اور حیوانات کے الوان ہی میں کیسا تفاوت رکھا ہے پس اس صورت میں کافروں سے کیا توقع رکھی جاوے اور ان کے ایمان نہ لانے سے کیوں افسوس کیا جاوے آپ کے انذار سے تو صرف اُنہیں لوگوں میں خشیت اور خشیت سے اطاعت پیدا ہو سکتی ہے جن کو مضمون انذار میں تدبر کر کے حق تعالیٰ کی عظمت کا علم حاصل ہوتا ہے جیسا اسی مضمون سے تسلیہ شروع بھی ہوا تھا انما تنذر الذین یخشون ربھم بالغیب الخ پس چونکہ مضمون مقصود یہی تھا اُسی پر ختم بھی کیا گیا اور پہلی تقریر لکھ چکنے کے بعد جب یہ تقریر خیال میں آئی تو اُس سے احسن معلوم ہوئی فاخترا بھا شئت اور امور مختلفہ میں تخصیص لون کی شاید اس لیے ہو کہ اسمیں اختلاف اظہر ہے اور مقدمۂ دلیل جسقدر اظہر ہو افید للمطلوب ہے ربط اوپر تین جگہ ایک تو ان وعد اللہ حق الی قولہ کبیر اور دوسرے کذلک النشور الی قولہ یبور تیسرے ولا تزر وازرۃ الی قولہ المصیر اجمالاً آخرت اور اُسکی مجازاۃ و مکافاۃ کا ذکر آچکا ہے اور مضمون بالا کے ختم پر عزیز غفور سے بھی جزا و سزا کی طرف اشارہ ہوا ہے آگے اُس کی تفصیل اور زیادت تصریح ہے۔

بیان مثوبات و عقوبات مع تفاضل اعمال و تفاوت عمال

إِنَّ الَّذِينَ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً يَرْجُونَ تِجَارَةً لَّن تَبُورَ ۝ لِيُوَفِّيَهُمْ أُجُورَهُمْ وَيَزِيدَهُم مِّن فَضْلِهِ ۚ إِنَّهُ غَفُورٌ شَكُورٌ ۝ وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ بِعِبَادِهِ لَخَبِيرٌ بَصِيرٌ ۝ ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۖ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ وَمِنْهُم مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ ۝ جَنَّاتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِن ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا ۖ وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ ۝

النحو قولہ لیوفیہم متعلق بمحذوف یدل علیہ المذکور من قولہ لن تبور کما یتضح من ترجمتی **قولہ** ثم اورثنا ثم محمولۃ علی ظاہرہا من التراخی الزمانی لان الایراث متاخر عن الایحاء اما کونہ بمہلۃ فان اعتبر الایراث باعتبار مجموع المسلمین فظاہر وان قطع النظر عنہ فالمہلۃ عند المہلۃ لیس لہ حد مضبوط وانما یدور علی العرف باعتبارات مناسبۃ للمقام **قولہ** جنت ای ہی جنت والضمیر راجع الی الاجر والفضل **قولہ** لؤلؤا عطف علی محل من اساور ۱۲

الروایات اخرج الترمذی وحسنہ مرفوعاً فی ہذہ الآیۃ قال ہؤلاء کلہم بمنزلۃ واحدۃ وکلہم فی الجنۃ او قال علیہ وسلم کلہم فی الجنۃ عطف تفسیری ۱۲ ۱۴ درح ۱۲ ۱۴ ۱۲

البلاغۃ قولہ سرا وعلانیۃ کنایۃ عن جمیع الاحوال کما فی الاتفاق لا انہم یقصدونہا قولہ یرجون عبر عن ارجاء مع تحقق الوعد اشارۃ الی قولہ اکلہم جملۃ قولہ فمنہم الخ لعل النکتۃ فی التعمیم قصد الامتنان بان الایراث لا تخصص بالسابقین او مع المقتصدین کما یتبادر منہ

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ؕ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُ ۙ الَّذِیْٓ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ لَا یَمَسُّنَا

اور کہیں گے کہ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے ہم سے غم دُور کیا۔ بیشک ہمارا پروردگار بڑا بخشنے والا بڑا قدردان ہے جس نے ہم کو اپنے فضل سے ہمیشہ رہنے کے مقام میں لا اُتارا جہاں نہ ہم کو کوئی

فِیْهَا نَصَبٌ وَّلَا یَمَسُّنَا فِیْهَا لُغُوْبٌ ۝ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ ۚ لَا یُقْضٰی عَلَیْهِمْ فَیَمُوْتُوْا وَلَا یُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا

کلفت پہونچے گی اور نہ ہم کو کوئی خستگی پہونچے گی اور جو لوگ کافر ہیں اُن کے لیے دوزخ کی آگ ہے نہ تو ان کی قضا آوے گی کہ مر ہی جاویں اور نہ دوزخ کا عذاب ہی اُن سے ہلکا کیا جاوے گا

كَذٰلِكَ نَجْزِیْ كُلَّ كَفُوْرٍ ۝ وَهُمْ یَصْطَرِخُوْنَ فِیْهَا ۚ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَیْرَ الَّذِیْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا یَتَذَكَّرُ

ہم ہر کافر کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں۔ اور وہ لوگ اس میں چلاویں گے۔ کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو نکال لیجیے ہم اچھے کام کریں گے برخلاف اُن کاموں کے جو کیا کرتے تھے کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہ دی تھی کہ جس کو سمجھنا ہوتا

فِیْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِیْرُ ؕ فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ نَّصِیْرٍ ۝

وہ سمجھ سکتا اور تمہارے پاس ڈرانے والا بھی پہونچا تھا۔ سو مزہ چکھو کہ ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ؕ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُ ۙ الَّذِیْٓ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ لَا یَمَسُّنَا فِیْهَا نَصَبٌ وَّلَا یَمَسُّنَا فِیْهَا لُغُوْبٌ ۝ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ ۚ لَا یُقْضٰی عَلَیْهِمْ فَیَمُوْتُوْا وَلَا یُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِیْ كُلَّ كَفُوْرٍ ۝ وَهُمْ یَصْطَرِخُوْنَ فِیْهَا ۚ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَیْرَ الَّذِیْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا یَتَذَكَّرُ فِیْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِیْرُ ؕ فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ نَّصِیْرٍ ۝ جو لوگ کتاب اللہ (یعنی قرآن) کی تلاوت (مع العمل) کرتے رہتے ہیں اور (خصوصیت واہتمام کے ساتھ) نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے اُن کو عطا فرمایا ہے اُس میں سے پوشیدہ اور علانیہ (جس طرح بن پڑتا ہے) خرچ کرتے ہیں وہ (بوجہ وعدہ آئندہ کے) ایسی (دائم النفع) تجارت کے امیدوار ہیں جو کبھی ماند نہ ہوگی (کیونکہ اس سودے کا خریدار کوئی مخلوقات میں سے نہیں ہے جو کبھی تو سودے کی قدر کرتا ہے اور کبھی نہیں کرتا بلکہ اس کا خریدار خود حق تعالیٰ ہوگا جو ضرور حسب وعدہ اپنی غرض سے نہیں بلکہ محض اُن کی نفع رسانی کے لیے اُس کی قدر کرے گا) تاکہ اُن کو اُن (کے اعمال) کی اُجرتیں (بھی) پوری (پوری) دیں (جس کا آگے بیان آوے گا جنت عدن الخ) اور (علاوہ اُجرت کے) اُن کو اپنے فضل سے اور زیادہ (بھی) دیں (اور اُس میں سے تضاعف حسنات بھی ہے کما قال تعالیٰ من جاء بالحسنة فله عشر امثالها) بے شک وہ بڑا بخشنے والا بڑا قدردان ہے (پس اُن کے اعمال میں جو کچھ کوتاہی رہ گئی تھی اُس کو بخش کر جس قدر تھوڑی بہت اُس میں خوبی رہ گئی تھی اُس کی ایسی قدر کی کہ اجرت کے علاوہ انعام بھی دیا) اور (قرآن مجید پر عمل کرنے کی برکت سے جو ان کو اجر و فضل ملا سو واقعی قرآن مجید ایسی ہی چیز ہے کیونکہ) یہ کتاب جو ہم نے آپ کے پاس وحی کے طور پر بھیجی ہے یہ بالکل ٹھیک ہے جو کہ اپنے سے پہلی کتابوں کی بھی (بایں معنی) تصدیق کرتی ہے (کہ اُن کو باصلہ منزل من اللہ بتلاتی ہے گو بعد میں محرف ہوگئی ہوں غرض یہ کتاب ہر طرح کامل ہے اور چونکہ) اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی (حالت کی) پوری خبر رکھنے والا (اور اُن کی مصلحتوں کو) خوب دیکھنے والا ہے (اس لیے اس وقت ایسی ہی کتاب کامل کا نازل کرنا قرین حکمت بھی تھا اور کتاب کامل کا عامل مستحق بھی جزائے کامل ہی کا ہوگا جو کہ مجموعہ ہے اجر و فضل کا پس اس اجر و فضل کے افاضہ کے لیے یہ کتاب ہم نے اول آپ پر نازل کی اور) پھر یہ کتاب ہم نے اُن لوگوں کے ہاتھوں میں پہونچائی جنکو ہم نے اپنے (تمام دُنیا جہان کے) بندوں میں سے (باعتبار ایمان کے) پسند فرمایا (مراد اس سے اہل اسلام ہیں جو اس حیثیت ایمان سے تمام دنیا والوں میں مقبول عند اللہ ہیں گو اُن میں کوئی دوسری وجہ مثل سوء عمل کے موجب ملامت بھی ہو مطلب یہ کہ مسلمانوں کے ہاتھوں میں وہ کتاب پہنچائی) پھر (اُنہیں باوجود اشتراک فی الاصطفاء کے تین قسمیں ہیں کہ) بعضے تو اُن میں (کوئی گناہ کرکے) اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں اور بعضے اُن میں (جو نہ گناہ کرتے ہیں

البلاغة	اللغات
قوله ان ربنا لغفور شكور الى فضله اعادة ذكر غفور شكور وذكر الفضل بعد قوله انه غفور شكور وقوله يزيدهم من فضله كالصريح فى ان قوله جنت عدن هى بيان للاجر والفضل لا للفضل الكبير المراد به الاصطفاء ۱۲	النصب فى الروح التعب واللغوب كلال وفتور وهو نتيجة النصب واشرت لهذا الفرق فى الترجمة قوله لا يقضى اى الحكم بالموت لا الموت ليحتاج قوله فيموتوا الى تاويل واشرت الى ذلك ايضا فى الترجمة ۱۲

إِنَّ اللَّهَ عَالِمُ غَيْبِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿٣٨﴾ هُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ فِي الْأَرْضِ ۚ فَمَن

بیشک اللہ جاننے والا ہے آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ چیزوں کا۔ بیشک وہی جاننے والا ہے دل کی باتوں کا۔ وہی ایسا ہے جس نے تم کو زمین میں آباد کیا۔ سو جو شخص

كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ ۖ وَلَا يَزِيدُ الْكَافِرِينَ كُفْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ إِلَّا مَقْتًا ۖ وَلَا يَزِيدُ الْكَافِرِينَ كُفْرُهُمْ إِلَّا خَسَارًا ﴿٣٩﴾

کفر کرے گا اُس کے کفر کا وبال اُسی پر پڑے گا اور کافروں کے لیے اُن کا کفر اُن کے پروردگار کے نزدیک ناراضی ہی بڑھنے کا باعث ہوتا ہے اور کافروں کے لیے اُن کا کفر خسارہ ہی بڑھنے کا باعث ہوتا ہے

قُلْ أَرَأَيْتُمْ شُرَكَاءَكُمُ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ أَرُونِي مَاذَا خَلَقُوا مِنَ الْأَرْضِ أَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمَاوَاتِ

آپ کہیے کہ تم اپنے قرار داد شریکوں کا حال تو بتلاؤ جن کو تم خدا کے سوا پوجا کرتے ہو یعنی مجکو یہ بتلاؤ کہ انہوں نے زمین کا کونسا جزو بنایا ہے یا اُن کا آسمان میں کچھ ساجھا ہے۔

أَمْ آتَيْنَاهُمْ كِتَابًا فَهُمْ عَلَىٰ بَيِّنَتٍ مِّنْهُ ۚ

یا ہم نے ان کو کوئی کتاب دی ہے کہ یہ اُس کی دلیل پر قائم ہوں

اور نہ طاعات میں ضروریات سے تجاوز کرتے ہیں) متوسط درجہ کے ہیں اور بعضے اُن میں جو خدا کی توفیق سے نیکیوں میں ترقی کیے چلے جاتے ہیں (کہ گناہوں سے بھی بچتے ہیں اور فرائض کے ساتھ غیر فرائض کی بھی ہمت کرتے ہیں غرض ہم نے تینوں قسم کے مسلمانوں کے ہاتھوں میں وہ کتاب پہونچائی اور) یہ (یعنی ایسی کتاب کامل کا پہونچا دینا خدا کا) بڑا فضل ہے (کیونکہ اُس پر عمل کرنے کی بدولت کیسے اجر وفضل کے مستحق ہو گئے آگے اُس اجر و فضل مذکور بالا کا بیان ہے کہ) وہ (اجر و فضل) باغات ہیں ہمیشہ رہنے کے جس میں یہ لوگ (مذکورین آیت ان الذین یتلون الخ) داخل ہونگے (اور) اُن کو سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جاویں گے اور پوشاک اُن کی وہاں ریشم کی ہوگی اور (وہاں داخل ہو کر) کہیں گے کہ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے ہم سے (ہمیشہ کے لیے رنج و) غم دور کیا بیشک ہمارا پروردگار بڑا بخشنے والا بڑا قدر دان ہے جس نے ہم کو اپنے فضل سے ہمیشہ رہنے کے مقام میں لا اُتارا جہاں نہ ہم کو کوئی کلفت پہونچے گی اور نہ ہم کو کوئی خستگی پہونچیگی (یہ تو عاملان کتاب اللہ واحکام کا حال ہوا) اور جو لوگ (برخلاف ان کے) کافر ہیں اُن کے لیے دوزخ کی آگ ہے نہ تو ان کی قضا آویگی کہ مر ہی جاویں (اور مر کر چھوٹ جاویں) اور نہ دوزخ کا عذاب ہی ان سے ہلکا کیا جاویگا ہم ہر کافر کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں اور وہ لوگ اُس (دوزخ) میں (پڑے ہوئے) چلاویں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو (یہاں سے) نکال لیجیے ہم (اب خوب) اچھے (اچھے) کام کرینگے برخلاف اُن کاموں کے جو (پہلے) کیا کرتے تھے (ارشاد ہوگا کہ) کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہ دی تھی کہ جس کو سمجھنا ہوتا وہ سمجھ سکتا اور (صرف عمر ہی دینے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ) تمہارے پاس (ہماری طرف سے) ڈرانے والا (یعنی پیغمبر) بھی پہونچا تھا (خواہ بواسطہ یا بلا واسطہ مگر تم نے ایک نہ سنی) سو (اب اُس نہ ماننے کا) مزہ چکھو کہ ایسے ظالموں کا (یہاں) کوئی مددگار نہیں (ہم تو بوجہ ناراضی کے اور دوسرے بوجہ عدم قدرت کے خواہ اُس کے ساتھ عدم رضا ہو یا رضا ہو) **ف** اولم نعمرکم ما یتذکر میں جو عمر مذکور ہے مراد اس سے عمر بلوغ ہے کہ بقدر ضرورت اُس میں کمال فہم حاصل ہو جاتا ہے اسی لیے اُس میں مکلف ہو جاتا ہے قتادہ رضہ سے درمنثور میں یہی تفسیر منقول ہے قال اعلموا ان طول العمر حجۃ نزلت وان فیھم لابن ثمان عشر سنۃ اور مراد اس سے بلوغ ہے جیسا امام صاحب نے اکثر بلوغ کی یہی مدت ٹھیرائی ہے اور بعض حدیثوں میں جو اس کی تفسیر میں ساٹھ برس آئے ہیں مراد اس سے تخصیص نہیں بلکہ مقصود یہ ہے کہ اس سے اور زیادہ احتجاج ہوگا اور یتلون پر ترتب دخول جنت کا دال ہے اُس کے تسبب پر اور اس سے موقوف علیہ ہونا لازم نہیں آتا اور اگر دخول اولی کا موقوف علیہ ٹھیرایا جاوے تو تلاوت سے مراد عمل ہے جو کہ مقصود بالتلاوۃ ہے کیونکہ بدون عمل کے تلاوت معتد بہ نہیں۔

ربط اوپر اکثر آیات سورت میں توحید مذکور ہوئی ہے آگے پھر اثبات توحید و ابطال شرک کا مضمون ہے اور درمیان میں بطور تفریع کے کفر کی شناعت مذکور ہے۔

توحید مع تہدید

إِنَّ اللَّهَ عَالِمُ غَيْبِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿٣٨﴾ هُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ فِي الْأَرْضِ ۚ فَمَن كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ ۖ وَلَا يَزِيدُ الْكَافِرِينَ كُفْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ إِلَّا مَقْتًا ۖ وَلَا يَزِيدُ الْكَافِرِينَ كُفْرُهُمْ إِلَّا خَسَارًا ﴿٣٩﴾ قُلْ أَرَأَيْتُمْ شُرَكَاءَكُمُ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ أَرُونِي مَاذَا خَلَقُوا مِنَ الْأَرْضِ أَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمَاوَاتِ أَمْ آتَيْنَاهُمْ كِتَابًا فَهُمْ عَلَىٰ بَيِّنَتٍ مِّنْهُ ۚ

النحو قوله اراونی بدل اشتمال من ارایتم لانه بمعنی اخبرونی ۱۲

البلاغة قوله لا یزید فی الروح بیان وتفسیر لقوله سبحانه فعلیه کفره وزیادة تفصیله نزل منزلة المغایر ولولا ذلک لفصل عنه والتکریر لزیادة التقریر والتنبیه علی ان اقتضاء الکفر لکل واحد واحد من الامرین المقت والخسار مستقل باقتضاء قبحه وجوب التجنب عنه بمعنی انه لو لم یکن الکفر مستوجبا لشئ سوی مقت الله لکفی ذلک فی قبحه وکذا لو لم یستوجب شیئا سوی الخسار لکفی قوله ام اتیناهم فیه التفات ۱۲

بَلْ اِنْ یَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا اِلَّا غُرُوْرًا ۝ اِنَّ اللّٰهَ یُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ۚ۬ وَ لَىِٕنْ

بلکہ یہ ظالم ایک دوسرے سے نرے دھوکہ کی باتوں کا وعدہ کرتے آتے ہیں یقینی بات ہے کہ اللہ تعالےٰ آسمانوں اور زمین کو تھامے ہوئے ہے کہ وہ موجودہ حالت کو چھوڑ نہ دیں۔ اور اگر

زَالَتَاۤ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا ۝

وہ موجودہ حالت کو چھوڑ بھی دیں تو پھر خدا کے سوا اور کوئی ان کو تھام بھی نہیں سکتا وہ حلیم غفور ہے۔

بَلْ اِنْ یَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا اِلَّا غُرُوْرًا ۝ اِنَّ اللّٰهَ یُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ۚ۬ وَ لَىِٕنْ زَالَتَاۤ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا ۝ بیشک اللہ (ہی) جاننے والا ہے آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ چیزوں کا بیشک وہی جاننے والا ہے دل کی باتوں کا (پس کمال علمی تو اُس کا ایسا ہے اور کمال عملی جو کہ قدرت اور نعمت دونوں پر دال ہے یہ ہے کہ) وہی ایسا ہے جس نے تم کو زمین میں آباد کیا (اور ان دلائل و نعم کا مقتضا یہ تھا کہ استدلالاً و شکراً توحید و اطاعت اختیار کرتے مگر بعضے اس کے خلاف کفر و خلاف پر مصر ہیں) سو (کسی دوسرے کا کیا بگڑتا ہے بلکہ) جو شخص کفر کرے گا اُس کے کفر کا وبال اسی پر پڑے گا اور (اُس وبال کی تفصیل یہ ہے کہ) کافروں کے لیے اُن کا کفر اُن کے پروردگار کے نزدیک ناراضی ہی بڑھنے کا باعث ہوتا ہے (جو دُنیا ہی میں متحقق ہو جاتی ہے) اور (نیز) کافروں کے لیے اُن کا کفر (آخرت میں) خسارہ ہی بڑھنے کا باعث ہوتا ہے (کہ وہ حرمان ہے جنت سے اور کندہ بننا ہے جہنم کا اور یہ جو کفر و شرک پر مصر ہیں) آپ (ان سے ذرا یہ تو) کہیے کہ تم اپنے قرار داد شریکوں کا حال تو بتلاؤ جن کو تم خدا کے سوا پوجا کرتے ہو یعنی مجھ کو یہ بتلاؤ کہ انھوں نے زمین کا کونسا جزو بنایا ہے یا اُن کا آسمان (بنانے) میں کچھ ساجھا ہے (تاکہ دلیل عقلی سے اُن کا استحقاق عبادت ثابت ہو) یا ہم نے اُن (کافروں) کو کوئی کتاب دی ہے (جس میں صحت اعتقاد شرک لکھا ہو) کہ یہ اُس کی کسی دلیل پر قائم ہوں (اور اُس دلیل نقلی سے اپنے دعوے کو ثابت کردیں اصل یہ ہے کہ نہ دلیل عقلی ہے نہ دلیل نقلی ہے) بلکہ یہ ظالم ایک دوسرے سے نری دھوکہ کی باتوں کا وعدہ کرتے آتے ہیں (کہ ان کے بڑوں نے ان کو بے سند غلط بات بتلا دی کہ ھٰؤلاء شفعاء نا عند اللہ حالانکہ واقع میں وہ محض بے اختیار ہیں پس وہ مستحق عبادت بھی نہیں البتہ مختار مطلق حق تعالےٰ ہے تو وہی قابل عبادت بھی ہے چنانچہ اللہ تعالےٰ کے مختار اور دوسروں کے غیر مختار ہونے کے دلائل میں سے نمونہ کے طور پر ایک مختصر سی بات بیان کرتے ہیں کہ دیکھو یہ تو) یقینی بات ہے کہ اللہ تعالےٰ آسمانوں اور زمین کو (اپنی قدرت سے) تھامے ہوئے ہے کہ وہ موجودہ حالت کو چھوڑ نہ دیں اور اگر (بالفرض) وہ موجودہ حالت کو چھوڑ بھی دیں تو پھر خدا کے سوا اور کوئی اُن کو تھام بھی نہیں سکتا (جب اوروں سے عالم کی حفاظت بھی نہ ہو سکتی ہو تو احداث و ایجاد جواہر یا اعراض جس میں حوائج بھی داخل ہیں اُن سے کیا صادر ہوا پھر استحقاق عبادت کیسا اور باوجود بطلان شرک کے شرک کرنا مقتضی تو اس کو تھا کہ ان کو ابھی سزا دیدی جاوے مگر چونکہ) وہ حلیم (ہے اس لیے مہلت دے رکھی ہے اور اگر اس مہلت میں یہ لوگ حق کی طرف آجاویں تو چونکہ وہ) غفور (بھی) ہے (اس لیے سب گذشتہ شرارتیں ان کی معاف کردی جاویں) **ف** یمسک السمٰوٰت والارض سے سکون سموات یا سکون ارض پر استدلال کرنے کا جواب احقر کے ترجمہ سے نکل آیا یعنی زوال سے مراد انتقال ہے حالت موجودہ منتظمہ سے کہ وہی برہم زن نظام عالم ہے خواہ وہ حالت بالفعل حرکت کی ہو یا سکون اور حرکت خواہ اینیہ ہو یا وضعیہ واللہ اعلم **ربط** اوپر بضمن بیان توحید و رسالت و بعث کے کفار کی تکذیب کا متعدد جگہ بیان ہوا ہے کقولہ تعالےٰ وان یکذبوک الخ وکقولہ تعالےٰ ان وعد اللہ حق فلا تغرنکم الخ وکقولہ تعالےٰ والذین یمکرون الخ وکقولہ تعالےٰ والذین تدعون من دونہ الخ وکقولہ تعالےٰ فمن کفر الخ وکقولہ تعالےٰ ان یعد الظالمون الخ آگے اس انکار و تکذیب پر تشنیع اور اُس پر تفریع فرما کر سورت ختم کرتے ہیں

ملحقات الترجمة
سلہ قولہ فی من بعدہ سوئی کذا فی الخازن ۱۲

النحو قولہ یمسک بمعنی یمنع فان تزولا مفعولہ علی الحذف والایصال لانہ یتعدی بمن ای یمنعہما من ان تزولا اھ وترجمتہ بالحاصل ۱۲

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ لَّيَكُوْنُنَّ اَهْدٰى مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ مَّا زَادَهُمْ

اور ان کفار نے بڑی زور دار قسم کھائی تھی کہ اگر ان کے پاس کوئی ڈرانے والا آوے تو وہ ہر ہر امت سے زیادہ ہدایت قبول کرنے والے ہوں پھر جب اُن کے پاس ایک پیغمبر آپہونچے تو بس

اِلَّا نُفُوْرَا ۙ اِسْتِكْبَارًا فِى الْاَرْضِ وَمَكْرَ السَّيِّئِ ؕ وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ ؕ فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ ۚ

ان کی نفرت ہی کو ترقی ہوئی دنیا میں اپنے کو بڑا سمجھنے کی وجہ سے اور ان کی بُری تدبیروں کو اور بُری تدبیروں کا وبال اُن تدبیر والوں ہی پر پڑتا ہے سو کیا یہ اسی دستور کے منتظر ہیں جو اگلے لوگوں کے ساتھ

فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا ۝ اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ

سو آپ خدا کے دستور کو کبھی بدلتا ہوا نہ پاوینگے اور آپ خدا کے دستور کو کبھی منتقل ہوتا ہوا نہ پاوینگے۔ اور کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں جس میں دیکھتے بھالتے کہ جو لوگ ان سے پہلے ہو گذرے ہیں

عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَكَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعْجِزَهٗ مِنْ شَيْءٍ فِى السَّمٰوٰتِ وَلَا فِى الْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ

اُن کا انجام کیا ہوا حالانکہ وہ قوت میں ان سے بڑھے ہوئے تھے اور خدا ایسا نہیں ہے کہ کوئی چیز اُس کو ہرادے نہ آسمان میں اور نہ زمین میں وہ

كَانَ عَلِيْمًا قَدِيْرًا ۝ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ

بڑے علم والا بڑی قدرت والا ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں پر اُن کے اعمال کے سبب داروگیر فرمانے لگتا تو روئے زمین پر ایک متنفس کو نہ چھوڑتا لیکن اللہ تعالیٰ ان کو ایک میعاد معین تک مہلت

مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا ۝

دے رہا ہے۔ سو جب ان کی وہ میعاد آپہونچے گی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو آپ دیکھ لیگا۔

ع ۵ ۱۷

تشنیع وتقریع بر کفر

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ لَّيَكُوْنُنَّ اَهْدٰى مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ مَّا زَادَهُمْ اِلَّا نُفُوْرَا ۙ اِسْتِكْبَارًا فِى الْاَرْضِ وَمَكْرَ السَّيِّئِ ؕ وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ ؕ فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ ۚ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا ۝ اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَكَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعْجِزَهٗ مِنْ شَيْءٍ فِى السَّمٰوٰتِ وَلَا فِى الْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَلِيْمًا قَدِيْرًا ۝ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا ۝ اور ان کفار (قریش اے (قبل بعثت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم) بڑی زور دار قسم کھائی تھی کہ اگر ان کے (یعنی ہمارے) پاس کوئی ڈرانے والا (یعنی پیغمبر) آوے تو وہ (یعنی ہم) ہر ہر امت سے زیادہ ہدایت قبول کرنے والے ہوں (یعنی یہود ونصاریٰ وغیرہم کی طرح ہم تکذیب نہ کریں سو پہلے سے تو یہ قسمیں کھایا کرتے تھے) پھر جب اُن کے پاس ایک پیغمبر (یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) آپہونچے تو بس ان کی نفرت ہی کو ترقی ہوئی دُنیا میں اپنے کو بڑا سمجھنے کی وجہ سے اور (صرف نفرت ہی پر اکتفا نہیں ہوا بلکہ ان کی بُری تدبیروں کو (بھی ترقی ہوئی یعنی تکبر کی وجہ سے آپ کے اتباع سے عار تو ہوئی ہی تھی مگر یہ بھی نہ کیا کہ نہ اتباع ہوتا اور نہ درپے ایذاء ہوتے بلکہ آپ کی ایذا رسانی کی فکر میں لگ گئے چنانچہ ہر وقت اُن کا اسی میں لگا رہنا معلوم ومشہور رہے) اور (یہ جو کچھ ہمارے رسول کے ضرر کے لیے بُری بُری تدبیریں کر رہے ہیں خود اپنا ہی ضرر کر رہے ہیں کیونکہ) بُری تدبیروں کا وبال (حقیقی) اُن تدبیر والوں ہی پر پڑتا ہے (گو ظاہر میں کبھی اُس شخص کو بھی

النحو قوله ومكر السيء عطف على نفورا او الطرية بترجمتي قوله فلما جاء بقدر جزاءه اى بجازى كلا منهم ۱۲ للبلاغة قوله لئن جاءهم حكاية على المعنى لانهم قالوا اجارنا وكذا ليكونن قوله احدى بمعنى واحدة ومنها عامة وان كانت نكرة فى الاثبات لاقتضاء المقام العموم قوله فهل ينظرون هو مجاز بجعل ما قبل جبرالة ينتظر ويتوقع والافاى توقع كان لهم قوله فلن تجد الفاء لتعليل ما يفيده الحكم بانتظارهم العذاب من مجيئه ونفى وجدان التبديل والتحويل عبارة عن نفى وجودها بالطريق البرهانى وتخصيص كل منهما بنفى مستقل لتاكيد استغراقها ۱۲

الروایات

فى الدر المنثور اخرج ابن ابى حاتم عن ابى هلال انه بلغه ان قريشا كانت تقول لو ان الله بعث منا نبيا ما كانت امة من الامم اطوع لخالقها ولا اسمع لنبيها ولا اشد تمسكا بكتابها منا فانزل الله لو ان عندنا ذكرا من الاولين ولو انا انزل علينا الكتاب لكنا اهدى منهم واقسموا بالله جهد ايمانهم لئن جاءهم نذير ليكونن اهدى من احدى الامم وكانت اليهود تستفتح به على الانصار فيقولون انا نجد نبيا

سورۃ یٰس مکیۃ وھی ثلث وثمانون اٰیۃ وخمس رکوعات

کچھ ضرر پہونچ جاوے جس کو ضرر پہونچانا چاہا ہے لیکن وہ ضرر دنیوی ہے بخلاف ظالم ضرر رساں کے کہ اُس پر اُخروی ضرر و وبال پڑے گا اور دنیوی ضرر اخروی ضرر کے سامنے لاشی ہے پس اس ضرر حقیقی کے اعتبار سے حصر بالکل واقعی ہے) سو (یہ جو معاداۃ و مضادۃ پر مصر ہیں تو) کیا یہ (اپنے ساتھ بھی حق تعالیٰ کے) اُسی دستور کے منتظر ہیں جو اگلے (کافر) لوگوں کے ساتھ ہوتا رہا ہے (یعنی سزا و اہلاک) سو (واقعی ان کے لیے بھی یہی ہونا ہے کیونکہ) آپ خدا کے (اس) دستور کو کبھی بدلتا ہوا نہ پاویں گے (کہ ان پر بجائے عذاب کے رحمت ہونے لگے) اور (اسی طرح) آپ خدا کے (اس) دستور کو کبھی منتقل ہوتا ہوا نہ پاویں گے (کہ ان کی جگہ دوسروں کو جو ایسے نہ ہوں عذاب ہونے لگے مطلب یہ کہ حق تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ کافروں کو عذاب ہوگا خواہ دنیا میں بھی خواہ صرف آخرت میں اور حق تعالیٰ کا وعدہ ہمیشہ سچا ہوتا ہے پس نہ یہ احتمال ہے کہ ان کو عذاب نہ ہو نہ یہ احتمال ہے کہ دوسروں کو ہونے لگے مقصود اس تکریر سے تاکید ہے وقوع عذاب کی) اور (یہ جو سمجھتے ہیں کہ کفر موجب تعذیب نہیں ہے تو ان کی بڑی غلطی ہے) کیا یہ لوگ زمین میں (مثلاً سفر شام و مساکن ثمود میں و مساکن سبا وغیرہ میں) چلے پھرے نہیں جس میں دیکھتے بھالتے کہ جو (منکر) لوگ ان سے پہلے ہو گذرے ہیں ان کا (آخری) انجام (اسی تکذیب کے سبب) کیا ہوا (کہ معذب ہوئے) حالانکہ وہ قوت میں ان سے بڑھے ہوئے تھے اور (کسی میں خواہ کیسی ہی قوت ہو لیکن) خدا ایسا نہیں ہے کہ کوئی چیز (قوت والی) اُس کو ہرا دے نہ آسمان میں اور نہ زمین میں (کیونکہ) وہ بڑے علم والا (اور) بڑی قدرت والا ہے (پس علم سے اپنے ہر ارادہ کے نافذ کرنے کا طریقہ جانتا ہے اور قدرت سے اُس کو نافذ کر سکتا ہے اور دوسرا کوئی ایسا ہے نہیں پھر اُس کو کون چیز ہرا سکتی ہے) اور (اگر یہ اس دھوکہ میں ہوں کہ اگر ہم کو عذاب ہونا ہوتا تو ہو چکتا اور اس سے عدم قبح کفر و نفی عذاب پر استدلال کریں تو یہ بھی ان کی غلطی ہے کیونکہ بمقتضائے حکمت ان کے لیے مواخذہ عاجلہ تجویز نہیں کیا گیا ورنہ) اگر اللہ تعالیٰ (ان) لوگوں پر اُن کے اعمال (کفریہ) کے سبب (فوراً) دارو گیر فرمانے لگتا تو روئے زمین پر ایک متنفس کو نہ چھوڑتا (کیونکہ کفار تو کفر سے ہلاک ہوتے اور اہل ایمان بوجہ قلت کے دنیا میں نہ رکھے جاتے کیونکہ نظام عالم مقتضاء حکمت مجموعہ کے ساتھ وابستہ ہے اور یہ ضرور نہیں کہ وہ اُسی عذاب سے ہلاک ہوتے اور دوسری مخلوقات اس لیے کہ غایت اُن کی تخلیق کی انتفاع بنی آدم ہے جب یہ نہ ہوتے وہ بھی نہ رہتے) لیکن اللہ تعالیٰ ان کو ایک میعاد معین (یعنی قیامت) تک مہلت دے رہا ہے سو جب ان کی وہ میعاد آ پہونچے گی (اُس وقت) اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو آپ دیکھ لیگا (یعنی اُن میں جو کفار ہوں گے اُن کو سزا دے دے لیگا) ف لن تجد لسنۃ اللہ الخ کی تفسیر مذکور پر اہل طبعیات کے انکار خوارق پر استدلال کی گنجایش نہ رہی اور سورۂ نحل کے رکوع ہشتم کے شروع میں بھی ولو یواخذ اللہ الناس الخ کی تفسیر اس سے واضح ہوئی ہے دیکھ لیا جاوے وقد تم بحمد اللہ وعونہ تفسیر سورۃ فاطر یوم الخمیس للسادس والعشرین من صفر ۱۳۲۵ھ من الھجرۃ وفی ذاک الیوم ابتدأ فی تفسیر سورۃ یٰس واللہ الموفق سورۃ یٰس مکیۃ وآیہا ثلث وثمانون کذا فی البیضاوی **ربط** خلاصہ اس سورت کا تین مضمون ہیں ایک اثبات رسالت جس سے سورت شروع ہوئی ہے اور خاتمہ سورت سابقہ میں اسی رسالت سے کفار کا انکار و استکبار مذکور تھا جس سے اُس کے خاتمہ اور اس کے فاتحہ میں بھی ارتباط ظاہر ہو گیا اور آیت انا جعلنا الخ میں اسی کے تعلق سے تسلیہ ارشاد ہے اور اسی مسئلہ کی تائید کے لیے دوسرے رکوع میں اصحاب القریہ کا قصہ مذکور فرمایا اور وما علمناہ الشعر الخ میں پھر اسی کا ذکر ہے دوسرا اثبات حشر اول انا نحن نحی الخ میں اجمالاً مذکور ہوا اور پھر رکوع سوم کے اخیر ویقولون سے رکوع چہارم کے قریب ختم تک یہی چلا گیا ہے اور پھر سورت کے ختم پر اسی کی طرف عود ہوا ہے تیسرا اثبات توحید جو تیسرے رکوع کے شروع سے اس کے قریب ختم تک ہے اور آیت آیت کر کے اُس کے دلائل ارشاد فرمائے ہیں اور اُس کے ساتھ آیت واذا قیل لھم اتقوا الخ اور آیت واذا قیل لھم انفقوا الخ میں کفار کا دلائل توحید سے متاثر نہ ہونا نہ ترہیباً نہ ترغیباً مذکور ہے اور پھر پانچویں رکوع کی آیت اولم یروا الخ میں اُسی کی طرف رجوع ہے اور درمیان کی بعض آیات میں کفار کو اُن کے کفر پر عذاب کی تہدید فرمائی گئی ہے کقولہ تعالیٰ اولم یروا کم اھلکنا وکقولہ تعالیٰ ولو نشاء لطمسنا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

یٰسٓ ○ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ○ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ○ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○ تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ○ لِتُنْذِرَ قَوْمًا

یٰس - قسم ہے قرآن باحکمت کی کہ بے شک آپ منجملہ پیغمبروں کے ہیں سیدھے رستے پر ہیں یہ قرآن خدائے زبردست مہربان کی طرف سے نازل کیا گیا ہے تاکہ آپ ایسے لوگوں کو

مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ○ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○ اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِيَ اِلَى

ڈراویں جن کے باپ دادے نہیں ڈرائے گئے تھے سو اسی سے یہ بےخبر ہیں ان میں سے اکثر لوگوں پر بات ثابت ہو چکی ہے سو یہ لوگ ایمان نہ لاویں گے ہم نے ان کی گردنوں میں طوق ڈالدئے ہیں پھر وہ

الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ○ وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ○ وَسَوَآءٌ

ٹھوڑیوں تک ہیں جس سے ان کے سر اوپر کو اُٹھ گئے اور ہم نے ایک آڑ ان کے سامنے کردی اور ایک آڑ ان کے پیچھے کردی جس سے ہم نے ان کو گھیر دیا سو وہ نہیں دیکھ سکتے - اور ان کے حق میں

عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○ اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ ۚ فَبَشِّرْهُ

آپ کا ڈرانا یا نہ ڈرانا دونوں برابر ہیں یہ ایمان نہیں لاویں گے - بس آپ تو صرف ایسے شخص کو ڈرا سکتے ہیں جو نصیحت پر چلے اور خدا سے بے دیکھے ڈرے - سو آپ اس کو

بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِيْمٍ ○ اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ ۭ وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ ○

مغفرت اور عمدہ عوض کی خوشخبری سنا دیجیے - بیشک ہم مُردوں کو زندہ کرینگے اور ہم لکھتے جاتے ہیں وہ اعمال بھی جنکو لوگ آگے بھیجتے جاتے ہیں اور انکے وہ اعمال بھی جنکو پیچھے چھوڑ جاتے ہیں اور ہم نے ہر چیز کو ایک واضح

اثبات رسالت مع تسلیہ وتفاوت استعداد وترتب جزا بر اعمال در حشر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ یٰسٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۙ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۙ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۭ تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ۙ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ○ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○ اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ○ وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ○ وَسَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○ اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ ۚ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِيْمٍ ○ اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ ۭ وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ ○ یٰس (اس کی مراد اللہ ہی کو معلوم ہے) قسم ہے قرآن باحکمت کی کہ بیشک آپ منجملہ پیغمبروں کے ہیں (اور) سیدھے رستہ پر ہیں (کہ اس میں جو آپ کی پیروی کرے خدا تک پہونچ جاوے نہ کہ جیسا کفار کہتے ہیں لست مرسلا اور کہتے تھے بل افتراہ جس کے لیے ضلال لازم ہے اور تعمیم ہدایت کے ساتھ آپ کے اثبات رسالت کے لیے بھی جس کا اوپر دعوی ہوا ہے) یہ قرآن خدائے زبردست مہربان کی طرف سے نازل کیا گیا ہے (اور آپ پیغمبر اس لیے بنائے گئے ہیں) تاکہ آپ (اولاً) ایسے لوگوں کو (عذاب خداوندی سے) ڈراویں جن کے باپ دادے (قریب کے کسی رسول کے ذریعہ سے) نہیں ڈرائے گئے تھے سو اسی سے یہ بےخبر ہیں (کیونکہ گو عرب میں بعض مضامین شرائع رسل سابقہ کے منقول بھی تھے کما قال تعالیٰ ام جاءھم ما لم یات اباءھم الاولین مگر پھر بھی نبی کے آنے سے جس قدر تنبہ ہوتا ہے محض اسکے بعض احکام واخبار کے منقول ہونے سے جبکہ وہ ناتمام اور متغیر بھی ہو گئے ہوں ویسا تنبہ نہیں ہوتا اور اولاً ڈرانا آپ کا قریش کو تھا اور پھر عام لوگوں کو بھی آپنے دعوت فرمائی

النحو قوله على صراط خبر بعد خبر قوله تنزيل مفعول مطلق لمقدر اى نزل تنزيل يعنى نزل العزيز الرحيم تنزيلا قوله لتنذر متعلق بقوله لمن المرسلين ۱۲

البلاغة قوله تنزيل العزيز الرحيم اشار بها الى صفات القهر للكافرين واللطف للمؤمنين فتضمن الوعيد والوعد قوله انا جعلنا الكلام على التمثيل وقوله وجعلنا تمثيل آخر كما فى الجلالين مع نص الاول لمن بعد جبا والثانى لمن دونه ولم يرد كلمة او قصد الى تمثيل المجموع بالمجموع لا تشبيه البعض بالبعض صريحا كما فى البقرة وان كان المراد هو ذلك قوله من بين ايديهم ومن خلفهم

يراد بها الجوانب كلها قوله فاغشيناهم معناه على حذف المضاف اى اغشينا ابصارهم كما قال تعالى على ابصارهم غشاوة فائدة ما فسرت به قوله آثارهم لا يعارض ما فى سنن الترمذى من نزولها فى بنى سلمة للتباعد ومنه تفسير الآثار بآثار الاقدام لان الحديث يحتمل جريه على الظن الراوى نزولها فى الواقعة المذكورة واستبعده ابن كثير لكون السورة كلها مكية ويمكن ان يكون تلاوته عليه السلام لها عليهم استدلالا بدلالة النص بان الآثار بعد الموت لما كانت مكتوبة فكيف بالاعمال المكتسبة بالاختيار او بها استشهاد ونظر على نظير آخر وتاييدا لاخيرة ما فى الدر المنثور عن ابن ابى حاتم عن جرير بن عبد الله البجلى قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من سن سنة حسنة فله ومن سن سنة سيئة فعليه ثم تلا هذه الآية ونكتب ما قدموا وآثارهم ۱۲

(حاشیہ: فضل ج ۲ / ۱۸)

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ ۘ اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ ۝ اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْٓا

اور آپ ان کے سامنے ایک قصہ یعنی ایک بستی والوں کا قصہ اس وقت کا بیان کیجیے جبکہ اس بستی میں کئی رسول آئے یعنی جبکہ ہم نے اُن کے پاس دو کو بھیجا پھر تیسرے سے تائید کی سو اُن تینوں نے کہا

اِنَّآ اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ ۝ قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۙ وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَيْءٍ ۙ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ ۝

کہ ہم تمہارے پاس بھیجے گئے ہیں — اُن لوگوں نے کہا کہ تم تو ہماری طرح معمولی آدمی ہو اور خدائے رحمٰن نے کوئی چیز نازل نہیں کی تم نرا جھوٹ بولتے ہو

کیونکہ بعثت آپ کی عام ہے اور باوجود آپ کی صحت رسالت وصدق قرآن کے یہ لوگ جو نہیں مانتے آپ اس کا غم نہ کیجیے کیونکہ) ان میں سے اکثر لوگوں پر (تقدیری) بات ثابت ہو چکی ہے (وہ بات یہ ہے لاملئن جهنم من الجنة والناس اجمعين) سو یہ لوگ (ہرگز) ایمان نہ لاویں گے (البتہ بعض کی قسمت میں ایمان تھا وہ ایمان لے بھی آئے اور ان کی مثال بُعد عن الایمان میں ایسی ہو گئی کہ گویا) ہم نے ان کی گردنوں میں (بھاری بھاری) طوق ڈالدیئے ہیں پھر وہ ٹھوڑیوں تک (اڑ گئے) ہیں جس سے ان کے سر اوپر کو اُلل گئے (یعنی اُٹھے رہ گئے نیچے کو نہیں ہو سکتے خواہ اس وجہ سے کہ طوق میں جو موقع تحت ذقن رہنے کا ہے وہاں کوئی میخ وغیرہ ایسی ہو جو ذقن میں جا کر اڑ جاوے اور یا طوق چوڑا چکلا ایسا ہو کہ اُس کی گگر ذقن میں اڑ جاوے بہرحال دونوں طور پر وہ راہ دیکھنے سے محروم ہے) اور (نیز ان کی مثال بُعد عن الایمان میں ایسی ہو گئی کہ گویا) ہم نے ایک آڑ ان کے سامنے کر دی اور ایک آڑ ان کے پیچھے کر دی جس سے ہم نے (ہر طرف سے) اُن کو (پردوں میں) گھیر دیا سو وہ (اس احاطۂ حجابات کی وجہ سے کسی چیز کو) نہیں دیکھ سکتے اور (دونوں تمثیلوں سے حاصل یہ ہے کہ) اُن کے حق میں آپ کا ڈرانا یا نہ ڈرانا دونوں برابر ہیں یہ (کسی حالت میں بھی) ایمان نہیں لاویں گے (پس یاس سے راحت حاصل کر لیجیے) بس آپ تو (ایسا ڈرانا جس پر نفع مرتب ہو) صرف ایسے شخص کو ڈرا سکتے ہیں جو نصیحت پر چلے اور خدا سے بے دیکھے ڈرے (کہ ڈر ہی سے طلب حق ہوتی ہے اور طلب سے وصول اور یہ ڈرتے ہی نہیں) سو (جو ایسا شخص ہو) آپ اس کو (گناہوں کی) مغفرت اور (طاعت پر) عمدہ عوض کی خوشخبری سُنا دیجیے (اور اسی سے اس پر بھی دلالت ہو گئی کہ جو ضلالت اور اعراض کا مرتکب ہو وہ مغفرت اور اجر سے محروم اور مستحق عذاب ہے اور گو دنیا میں اس جزا و سزا کا ظہور لازم نہیں لیکن) بیشک ہم (ایک روز) مُردوں کو زندہ کریں گے (اُس وقت اس سب کا ظہور ہو جاویگا) اور (جن اعمال پر جزا و سزا ہو گی) ہم (ان اعمال کو برابر) لکھتے جاتے ہیں وہ اعمال بھی جن کو لوگ آگے بھیجتے جاتے ہیں اور اُن کے وہ اعمال بھی جن کو پیچھے چھوڑ جاتے ہیں (ماقدموا سے مراد جو کام اپنے ہاتھ سے کیا اور اٰثارهم سے مراد وہ اثر جو اس کام کے سبب پیدا ہوا اور بعد مرگ بھی باقی رہا مثلاً کسی نے کوئی نیک کام کیا اور وہ سبب ہو گیا دوسروں کی بھی ہدایت کا یا کسی نے کوئی بُرا کام کیا اور وہ سبب ہو گیا دوسروں کی بھی ضلالت کا غرض یہ سب لکھے جا رہے ہیں اور وہاں ان سب پر جزا و سزا مرتب ہو جاویگی) اور (ہمارا علم تو ایسا وسیع ہے کہ ہم اس کتابت کے بھی محتاج نہیں جو بعد الوقوع ہوئی ہے کیونکہ) ہم نے (تو) ہر چیز کو (جو کچھ قیامت[1] تک ہوگا وقوع سے پہلے ہی) ایک واضح کتاب (یعنی لوح محفوظ) میں ضبط کر دیا تھا (محض بعض حکمتوں سے کتابت ہوتی ہے پس جب قبل وقوع ہم کو سب چیزوں کا علم ہے تو بعد وقوع تو کیوں نہ ہوتا پس کسی عمل سے مکرنے کی یا پوشیدہ رکھنے کی گنجائش نہیں ضرور سزا ہو گی اور لوح محفوظ کو واضح باعتبار تفصیل اشیاء کے کہا گیا) **ف** قرآن کی قسم اگر باعتبار کلام نفسی کے ہے تب تو غیر مخلوق کی قسم ہے اور اگر کلام لفظی کے ہے تو توجیہ قسم بالمخلوق کی سورۂ حجر کے رکوع پنجم لعمرک کے ذیل میں گذر چکی ہے۔ **ربط** اوپر مسئلہ رسالت مع تسلیہ مذکور تھا آگے رسالت کی تائید[2] اور مکذبین کی تہدید کے لیے ایک قصہ مذکور ہے جو مکذبین رسالت کی تشنیع وتقریع پر ختم کیا گیا ہے جس سے مضمون ترتب سزا کی بھی تائید ہو گئی جو اوپر مذکور تھا اور اس قصہ میں اصحاب القریہ کے بُت پرست ہونے سے اور اُن پر عذاب نازل ہونے سے وجوب توحید بھی مستفاد ہوتا ہے جو کہ مقاصد سورت میں سے ہے۔

قصہ اصحاب القریہ وخامت مکذبین رسالت

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ ۘ اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ ۝ اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْٓا اِنَّآ اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ ۝ قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۙ وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَيْءٍ ۙ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ ۝

ملحقات الترجمة

[1] **قوله** في كل شئ قيامت تک دليله ما مر في حاشية قوله تعالى ما فرطنا في الكتب من سورة الانعام

[2] **قوله** في التمهيد تائيد اور تهديد يدل على ارادة هذا المعنى قوله تعالى واضرب لهم الآية على كون المقصود اسماعهم ١٢

اللغات قوله عززنا ذ زیادہ شدہ نا را

النحو قوله اصحب القرية بدل بتقدير المضاف اي مثل اصحاب القرية في هذا البدل من التفسير بعد الابهام ما لا يخفى قوله اذ جاءها بدل من القصة المراد المحقوقة المجيء قوله اذ ارسلنا بدل من اذ قبله ١٢

البلاغة قوله اذ جاءها لم يقل اذ جاءهم اشارة الى ان المرسلين توهم في مقرهم قوله ارسلنا اليهم لم يقل ارسلنا اليها كما في جاءها لان الارسال حقيقة انما يكون اليهم لا اليها بخلاف المجيء وايضا التعقيب بقوله تعالى فكذبوهما عليه ظاهر قوله فعززنا بحذف المفعول اي عززناهما قوله انا اليكم مرسلون وقوله ربنا يعلم الخ في المرة الاولى لان تكذيب الاثنين تكذيب الثالث لاتحاد المقالة فيما

قَالُوْا رَبُّنَا يَعْلَمُ اِنَّآ اِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ ○ وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ○ قَالُوْٓا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ ۚ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَ

ان رسولوں نے کہا ہمارا پروردگار علیم ہے کہ بیشک ہم تمہارے پاس بھیجے گئے ہیں اور ہمارے ذمہ تو صرف واضح طور پر پہونچا دینا تھا وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم تو تم کو منحوس سمجھتے ہیں اگر تم باز نہ آئے تو ہم پتھروں سے تمہارا

لَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ قَالُوْا طَآئِرُكُمْ مَّعَكُمْ ۚ اَئِنْ ذُكِّرْتُمْ ۚ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ○ وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ

تم کو ہماری طرف سے سخت تکلیف پہونچیگی۔ ان رسولوں نے کہا کہ تمہاری نحوست تو تمہارے ساتھ ہی لگی ہوئی ہے کیا اسکو نحوست سمجھتے ہو کہ تم کو نصیحت کیجاوے بلکہ تم حد سے نکل جانیوالے لوگ ہو اور ایک شخص اس شہر

رَجُلٌ يَّسْعٰى قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ ○ اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْئَلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ○ وَمَا لِيَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِيْ فَطَرَنِيْ

دوڑتا ہوا آیا کہنے لگا کہ اے میری قوم ان رسولوں کی راہ پر چلو ایسے لوگوں کی راہ پر چلو جو تم سے کوئی معاوضہ نہیں مانگتے اور وہ خود راہ راست پر بھی ہیں اور میرے پاس کونسا عذر ہے کہ میں اس کی عبادت نہ کروں جس نے مجھ کو

وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ○ ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً اِنْ يُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا وَّلَا يُنْقِذُوْنِ ○

اور تم سب کو اسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے کیا میں خدا کو چھوڑ کر اور ایسے ایسے معبود قرار دے لوں کہ اگر خدائے رحمٰن مجھ کو کچھ تکلیف پہونچانا چاہے تو نہ ان معبودوں کی سفارش میرے کچھ کام آوے اور نہ وہ مجھ کو چھڑا سکیں

اِنِّيْٓ اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○ اِنِّيْٓ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ ○ قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ۚ قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ ○ بِمَا غَفَرَ لِيْ رَبِّيْ

اگر میں ایسا کروں تو صریح گمراہی میں جا پڑا۔ میں تو تمہارے پروردگار پر ایمان لا چکا سو تم میری بات سن لو ارشاد ہوا کہ جا جنت میں داخل ہو کہنے لگا کہ کاش میری قوم کو یہ بات معلوم ہو جاتی کہ میرے پروردگار نے

وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ ○ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى قَوْمِهٖ مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ جُنْدٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَمَا كُنَّا مُنْزِلِيْنَ ○ اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً

اور مجھ کو عزت داروں میں شامل کر دیا۔ اور ہم نے اس کی قوم پر اس کے بعد کوئی لشکر آسمان سے نہیں اتارا اور نہ ہم کو اتارنے کی ضرورت تھی وہ سزا بس ایک آواز

وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ خٰمِدُوْنَ ○ يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ۚ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ○ اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا

سخت تھی اور وہ سب اسی دم بجھ کر رہ گئے۔ افسوس بندوں کے حال پر۔ کبھی ان کے پاس کوئی رسول نہیں آیا جسکی انہوں نے ہنسی نہ اڑائی ہو۔ کیا ان لوگوں نے اس پر نظر نہیں کی کہ ہم

قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ اَنَّهُمْ اِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ○ وَاِنْ كُلٌّ لَّمَّا جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ○

ان سے پہلے بہت سی امتیں غارت کر چکے کہ وہ انکی طرف لوٹ کر نہیں آتے۔ اور ان سب میں کوئی ایسا نہیں جو مجموعی طور پر ہمارے روبرو حاضر نہ کیا جاوے۔

قَالُوْا رَبُّنَا يَعْلَمُ اِنَّآ اِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ ۝ وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝ قَالُوْٓا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ ۚ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ قَالُوْا طَآئِرُكُمْ مَّعَكُمْ ۭ اَئِنْ ذُكِّرْتُمْ ۭ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ۝ وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْـَٔلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝ وَمَا لِيَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِيْ فَطَرَنِيْ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً اِنْ يُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا وَّلَا يُنْقِذُوْنِ ۝ اِنِّيْٓ اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ اِنِّيْٓ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ ۝ قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ۭ قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ ۝ بِمَا غَفَرَ لِيْ رَبِّيْ وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ ۝ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰي قَوْمِهٖ مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ جُنْدٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَمَا كُنَّا مُنْزِلِيْنَ ۝ اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ خٰمِدُوْنَ ۝ يٰحَسْرَةً عَلَي الْعِبَادِ ۚ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ اَنَّهُمْ اِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ۝ وَاِنْ كُلٌّ لَّمَّا جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ۝

اللغات قوله اقصى بمعنى البعد قوله بما غفر الباء صلة للعلم كما في قوله بكل شيء عليم قوله جميع بمعنى مجموع وليس هو للتاكيد ۱۲

النحو قوله ائن ذكرتم جوابه مقدر وهو تطيرتم قوله ان كانت اى الاخذة والعقوبة قوله انهم بدل من كم اهلكنا على المعنى بدل اشتمال قوله ان كل لما ان نافية ولما بمعنى الا و فى الروح ومجيئها بهذا المعنى ثابت فى لسان العرب بنقل الثقات فلا يلتفت الى زعم الكسائى انه لا يعرف ذلك اه

وفى قراءة لما بالتخفيف على ان ان مخففة من الثقيلة واللام فارقة وما مزيدة للتاكيد والمعنى ان الشان كلهم مجموعون ۱۲

البلاغة قوله ومالى تلطف فى ارشاد قومه بايراده فى معرض المناصحة لنفسه والمراد تقريعهم على ترك عبادة خالقهم كما ينبئ عنه قوله تعالى واليه ترجعون مبالغة فى تهديدهم بتخويفهم بالرجوع الى شديد العقاب مواجهة وصريحا ولو قال واليه ارجع كان فيه تهديد بطريق التعريض قوله انى امنت لم يداهن لاحداث الايمان بل الصدع بالحق اظهار للتصلب فى الدين قوله خامدون شبهوا بالنار على سبيل الاستعارة لانطفاء الحرارة الغريزية بالموت ۱۲

اور آپ ان (کفار) کے سامنے (اس غرض سے کہ رسالت کی تائید اور اُن کو انکار توحید و رسالت پر تہدید ہو) ایک قصہ یعنی ایک بستی والوں کا قصہ اُس وقت کا بیان کیجیے جب کہ اُس بستی میں کئی رسول آئے یعنی جب کہ ہم نے اُن کے پاس (اول) دو کو بھیجا سو اُن لوگوں نے اول دونوں کو جھوٹا بتلایا پھر تیسرے (رسول) سے (اُن دونوں کی) تائید کی (یعنی تائید کے لیے پھر تیسرے کو وہاں جانے کا حکم دیا) سو اُن تینوں نے (اُن بستی والوں سے) کہا کہ ہم تمہارے پاس (خدا کی طرف سے) بھیجے گئے ہیں (تاکہ تم کو ہدایت کریں کہ توحید اختیار کرو اور بُت پرستی چھوڑو کیونکہ وہ لوگ بُت پرست تھے کما یدل علیہ قولہ تعالیٰ ومالی لآ اعبد الذی فطرنی وقولہ ءاتخذ من دونہ اٰلھۃ الخ) اُن لوگوں نے (یعنی بستی والوں نے) کہا کہ تم تو ہماری طرح (محض) معمولی آدمی ہو (تم کو رسول ہونے کا امتیاز حاصل نہیں) اور (تمہاری کیا تخصیص ہے مسئلہ رسالت ہی خود بے اصل ہے اور) خدائے رحمٰن نے (تو) کوئی چیز (کتاب واحکام کے قبیل سے کبھی) نازل (ہی) نہیں کی تم نرا جھوٹ بولتے ہو اُن رسولوں نے کہا ہمارا پروردگار علیم ہے کہ بیشک ہم تمہارے پاس (بطور رسول کے) بھیجے گئے ہیں اور (اس قسم سے یہ مقصود نہیں کہ اسی سے اثبات رسالت کرتے ہیں بلکہ بعد اقامت دلائل بھی جب اُنہوں نے نہ مانا تب آخری جواب کے طور پر مجبور ہو کر قسم کھائی جیسا آگے خود اُن کے ارشاد سے معلوم ہوتا ہے کہ) ہمارے ذمہ تو صرف واضح طور پر (حکم کا) پہونچا دینا تھا (چونکہ وضوح موقوف ہے اثبات بالدلیل پر اس سے معلوم ہوا کہ اول دلائل قائم کر چکے تھے آخر میں یہ فرمایا غرض یہ کہ ہم اپنا کام کر چکے تم نہ مانو تو ہم مجبور ہیں) وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم تو تم کو منحوس سمجھتے ہیں (یہ یا تو اس لیے کہا کہ اُن پر قحط پڑا تھا کما فی المعالم اور یا اس لیے کہا کہ جب کوئی نئی بات سُنی جاتی ہے گو لوگ اُس کو قبول نہ کریں مگر اُس کا چرچا ضرور ہوتا ہے اور اکثر عام لوگوں میں اُس کی وجہ سے گفتگو اور اُس گفتگو میں اختلاف اور کبھی نزاع و نااتفاقی کی نوبت پہونچ جاتی ہے پس مطلب یہ ہوگا کہ تمام لوگوں میں ایک فتنہ ڈال دیا جس سے مضرتیں پہونچ رہی ہیں یہ نحوست ہے اور اس نحوست کے سبب تم ہو) اگر تم (اس دعوت اور دعوے سے) باز نہ آئے تو (یاد رکھو) ہم پتھروں سے تمہارا کام تمام کردیں گے اور (سنگساری سے پہلے بھی) تم کو ہماری طرف سے سخت تکلیف پہونچے گی (یعنی اور طرح طرح سے ستاویں گے نہیں مانو گے تو اخیر میں سنگسار کردیں گے) اُن رسولوں نے کہا کہ تمہاری نحوست تو تمہارے ساتھ ہی لگی ہوئی ہے (یعنی جس کو تم مضرت کہتے ہو اُس کا سبب تو حق کا قبول نہ کرنا ہے اگر حق قبول کرنے پر متفق ہو جاتے نہ افتنان وافتراق ہوتا نہ عقوبت قحط میں مُبتلا ہوتے رہا پہلا اتفاق تو ایسا اتفاق جو باطل پر ہو خود مطلوب نہیں بلکہ واجب الازالہ ہے اسی طرح قحط نہ ہونا وہ استدراج تھا یا بوجہ عدم بلوغ حق کے تھا اور استدراج یا عدم بلوغ حق خود تمہاری سعادت کے خلاف تھا پس تم پر جو تکمیل سعادت کے مخالف ہونے سے حوادث کا ہجوم ہوا اس کا سبب وہی مخالفت ہے جو تمہارا فعل ہے پس ہر حال میں اس نحوست کا موجب تمہارا فعل ہوا) کیا اس کو نحوست سمجھتے ہو کہ تم کو نصیحت کی جاوے (جو اساس سعادت ہے تو واقع میں یہ نحوست نہیں) بلکہ تم (خود) حد (عقل و شرع) سے نکل جانے والے لوگ ہو (پس مخالفت شرع سے تم پر یہ نحوست آئی اور مخالفت عقل سے تم نے اس کا سبب غلط سمجھا) اور (اس گفتگو کی خبر جو شائع ہوئی تو) ایک شخص (جو مسلمان تھا) اُس شہر کے کسی دور مقام سے (جو یہاں سے دُور تھا یہ خبر سُنکر اپنی قوم کی خیرخواہی کی غرض سے یا اس اندیشہ سے کہ کہیں یہ لوگ ان رسولوں کو قتل نہ کردیں جیسا للہ جنکرے سے دھمکایا تھا اُنکی طرفداری کی غرض سے یا دونوں غرض سے) دوڑتا ہوا (یہاں) آیا (اور اُن لوگوں سے) کہنے لگا کہ اے میری قوم ان رسولوں کی راہ پر چلو (ضرور) ایسے لوگوں کی راہ پر چلو جو تم سے کوئی معاوضہ نہیں مانگتے اور وہ خود راہ راست پر بھی ہیں (یعنی خودغرضی جو مانع اتباع ہے وہ مرتفع اور اہتداء جو مقتضی اتباع ہے وہ موجود پھر اتباع کیوں نہ کیا جاوے) اور میرے پاس کونسا عذر ہے کہ میں اُس (معبود) کی عبادت نہ کروں جس نے مجھ کو پیدا کیا (جو کہ منجملہ دلائل استحقاق عبادت کے ہے) اور (اپنے اوپر رکھ کر اس لیے کہا کہ مخاطب کو اشتعال نہ ہو جو کہ مانع تدبر ہو جاتا ہے اور اصل مطلب یہی ہے کہ تم کو کونسا عذر ہے جیسا آگے اس کہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ) تم سب کو اُسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے (پس ایسی حالت میں اتباع حق نہایت ضرور ہے یہانتک تو معبود حق کے استحقاق عبادت کا بیان کیا آگے معبودات باطلہ کے عدم استحقاق عبادت کا مضمون ہے یعنی) کیا میں خدا کو چھوڑ کر اور ایسے ایسے معبود قرار دے لوں (جن کی کیفیت عجز کی یہ ہے) کہ اگر خدائے رحمٰن مجھکو کچھ تکلیف پہونچانا چاہے تو نہ اُن معبودوں کی سفارش میرے کچھ کام آوے اور نہ وہ مجھ کو (خود اپنی قدرت سے اُس تکلیف سے) چھڑا سکیں (یعنی نہ وہ قا

ملحقات الترجمۃ
له قوله تطیرنا
فی اٰیات والقرینۃ
علی کون مناط
التطیر بہم مقامہم
قولہ تعالیٰ لئن لم تنتھوا
١٢

نہ واسطہ الے القادر کیونکہ اول تو جمادات میں شفاعت کی اہلیت ہی نہیں دوسرے شفاعت بلا اذن متحقق نہیں اور) اگر میں ایسا کروں تو صریح گمراہی میں جا پڑا (یہ بھی اپنے اوپر رکھ کر اُن لوگوں کو سُنانا ہے) میں تو تمہارے پروردگار پر ایمان لا چکا سو تم (بھی) میری بات سُن لو (اور ایمان لے آؤ مگر اُن لوگوں پر کچھ اثر نہ ہوا بلکہ اُس کو پتھروں سے یا آگ میں ڈال کر یا گلا گھونٹ کر کما فی الدر المنثور شہید کر ڈالا بمجرد شہادت اُس کو خدا کی طرف سے) ارشاد ہوا کہ جا جنت میں داخل ہو (اُس وقت بھی اُس کو اپنی قوم کی فکر ہوئی) کہنے لگا کہ کاش میری قوم کو یہ بات معلوم ہو جاتی کہ میرے پروردگار نے (ایمان و اتباع رسل کی برکت سے) مجھ کو بخشدیا اور مجھ کو عزت داروں میں شامل کر دیا (تو اس حال کو معلوم کر کے وہ بھی ایمان لے آتے اور اسی طرح وہ بھی مغفور اور مکرم ہوتے) اور (جب اُن بستی والوں نے رسل اور متبع رسل کے ساتھ یہ معاملہ کیا تو ہم نے اُن سے انتقام لیا اور انتقام لینے کے لیے) ہم نے اُس (شخص شہید) کی قوم پر اُس (کی شہادت) کے بعد کوئی لشکر (فرشتوں کا) آسمان سے نہیں اُتارا اور نہ ہم کو اُتارنے کی ضرورت تھی (کیونکہ اُن کا ہلاک کرنا موقوف نہ تھا جمعیت کثیرہ پر کذا فسرہ ابن مسعود فیما نقل ابن کثیر عن ابن اسحٰق حیث قال ما کاثرناہم بالجموع الامر کان ایسر علینا من ذلک بلکہ) وہ سزا بس ایک آواز سخت تھی (جو جبرئیل علیہ السلام نے کر دی کذا فی المعالم یا اور کسی فرشتہ نے کر دی ہو یا صیحہ سے مطلق عقوبت مراد ہو جس کی تعیین نہیں کی گئی کما مر فی تفسیر فاخذتہم الصیحۃ من سورۃ المؤمنین) اور وہ سب اُسی دم (اُس سے بجھ کر (یعنی مر کر) رہ گئے (آگے بطور تذئیل قصہ کے مکذبین کی مذمت فرماتے ہیں کہ) افسوس (ایسے) بندوں کے حال پر کبھی ان کے پاس کوئی رسول نہیں آیا جس کی اُنہوں نے ہنسی نہ اُڑائی ہو کیا ان لوگوں نے اس پر نظر نہیں کی کہ ہم ان سے پہلے بہت سی اُمتیں (اسی تکذیب و استہزاء کے سبب) غارت کر چکے کہ وہ (پھر) ان کی طرف (دنیا میں) لوٹ کر نہیں آتے (اگر اس امر میں غور کرتے تو تکذیب و استہزاء سے بچتے اور یہ سزا تو مکذبین کو دنیا میں دی گئی) اور (پھر آخرت میں) ان سب میں کوئی ایسا نہیں جو مجموعی طور پر ہمارے روبرو حاضر نہ کیا جاوے (پس وہاں پھر سزا ہوگی اور وہ سزا غیر منقطع ہوگی) **ف** اکثر مفسرین نے اس قریہ یعنے مدینہ کو انطاکیہ کہا ہے اور ابن کثیر نے اُس پر چند اعتراض کیے ہیں اور صاحب فتح المنان نے اُن اعتراضات کے جواب بھی دیئے ہیں باقی اعتراض اور جواب کے ضعف و قوت کے تفاوت میں مذاق مختلف ہیں لیکن تفسیر آیت اس تعیین پر موقوف نہیں لہٰذا ابہام ہی اسلم ہے اور بنا بر اختلاف قصہ مرسلون میں دو احتمال ہیں کہ وہ مرسل من اللہ بلاواسطہ تھے جس کو پیغمبر کہتے ہیں یا مرسل من اللہ بواسطہ کسی پیغمبر کے تھے جس کو نائب پیغمبر کہنا چاہیئے اور اس صورت میں ارسلنا فرمانا بواسطہ ہوگا ترجمہ میں لفظ رسول احقر نے عام معنے میں استعمال کیا ہے اور اگر وہ خود پیغمبر تھے تب تو اہل قریہ کا قول مَآ اَنتم الا بشر مثلنا ظاہر التوجیہ ہے اور اگر نائب پیغمبر تھے تو احقر کے نزدیک محط فائدہ مثلنا ہوگا یعنی ہم سے تم کو کسی بات میں امتیاز نہیں پس اس سے تو نفی ہوگی نیابت پیغمبری کی اور ما انزل الرحمٰن سے نفی ہوگئی مطلق مسئلہ پیغمبری کی اور اگر یہ حضرات پیغمبر تھے تب تو اس قصہ سے تائید مسئلہ رسالت کی ظاہر ہے اور اگر نائب پیغمبر تھے تو نیابت پیغمبری موقوف ہے تحقیق پیغمبری پر پس بواسطہ تائید ہو جاویگی اور ترتب سزا کی تائید ہلاک قوم سے ظاہر ہے اور تذئیل سے اُس کی تصریح بھی ہوگئی ہے اور بلاغ مبین کی تفسیر میں جو لفظ ودلیل آیا ہے اگر وہ حضرات پیغمبر تھے تو معجزات اُس کا مصداق ہے اور اگر وہ نائب پیغمبر تھے تو اثبات خوارق کی ضرورت نہیں کیونکہ غیر نبی میں اس کی حاجت نہیں بلکہ دلائل علمیہ مراد ہوں گے جن سے اپنے منیب کی پیغمبری اور اُن احکام کا منسوب ہونا اُن منیب تک ثابت ہو پھر منیب کی پیغمبری کے لیے اُن منیب کے خوارق کا بھی اثبات کرنا ہوگا اور قیل ادخل الجنۃ میں اگر دخول فی الفور مراد ہو تو جنت سے مراد کوئی مقام ملابس جنت ہوگا کیونکہ بعد دخول جنت کے پھر خروج ہوتا نہیں اور حشر و نشر یقیناً خارج جنت ہے اور اگر مقصود اس سے محض بشارت سنانا ہے کہ تو وقت موعود پر مستحق ہے دخول جنت کا تو خود جنت بھی مراد لینا صحیح ہے اور ما کنا منزلین پر نزول ملٰئکہ یوم بدر لقتال الکفار سے شبہہ نہ کیا جاوے کیونکہ اس سے مقصود نفی احتیاج کی ہے نہ یہ کہ دوسری حکمتوں سے بھی نزول نہ ہوگا پس ممکن ہے کہ قصہ ہذا میں کوئی حکمت مقتضی نزول ملٰئکہ کو نہ ہو اور بدر میں ہو جس کی طرف اجمالاً اس ارشاد میں اشارہ بھی ہے وما جعلہ اللہ الا بشرٰی لکم ولتطمئن قلوبکم بہ الآیۃ اما لم یروا کی ضمیر اگر صرف اہل مکہ کی طرف راجع نہ ہو چنانچہ تفسیر میں اسی کو فتنہ

ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ فی العباد یعنی اشارۃ الی ان المراد العباد المکذبون بقرینۃ السیاق۔

وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ ۖۚ اَحْيَيْنٰهَا وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَاْكُلُوْنَ ۝ وَجَعَلْنَا فِيْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا

اور ایک نشانی اُن لوگوں کے لیے مردہ زمین ہے - ہم نے اُس کو زندہ کیا اور ہم نے اُس سے غلے نکالے سو اُن میں سے لوگ کھاتے ہیں - اور ہم نے اس میں کھجوروں اور انگوروں کے باغ لگائے اور

فِيْهَا مِنَ الْعُيُوْنِ ۝ لِيَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ ۙ وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ ۭ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ۝ سُبْحٰنَ الَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا

اُس میں چشمے جاری کیے تاکہ لوگ باغ کے پھلوں میں سے کھائیں - اور اس کو ان کے ہاتھوں نے نہیں بنایا سو کیا شکر نہیں کرتے - وہ پاک ذات ہے جس نے تمام مقابل قسموں کو پیدا کیا

تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيْلُ ښ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ ۝ وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ

نباتات زمین کے قبیل سے بھی اور ان آدمیوں میں سے بھی اور اُن چیزوں میں بھی جنکو لوگ نہیں جانتے اور ایک نشانی اُن لوگوں کے لیے رات ہے کہ ہم اُس پر سے دن کو اتار لیتے ہیں سو یکایک وہ لوگ اندھیرے میں رہ جاتے ہیں

لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ۭ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ ۝ لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَآ

اپنے ٹھکانے کی طرف چلتا رہتا ہے یہ اندازہ باندھا ہوا ہے اُس کا جو زبردست علم والا ہے - اور چاند کے لیے منزلیں مقرر کیں یہاں تک کہ ایسا رہ جاتا ہے جیسے کھجور کی پرانی ٹہنی نہ آفتاب کی مجال ہے

اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ۭ وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ۝

کہ چاند کو جا پکڑے اور نہ رات دن سے پہلے آسکتی ہے اور دونوں ایک ایک دائرہ میں تیر رہے ہیں -

کیا گیا ہے تو یہ حکم باعتبار اکثر کے ہوگا کیونکہ اول مہلکین پر یہ حکم نہیں ہو سکتا کما اھلکنا قبلھم من القرون اور قرآن میں یہ مذکور نہیں کہ پھر اُن رسل ثلاثہ کا کیا قصہ ہوا واللہ اعلم - ربط اوپر رسالت کے متعلق مضمون تھا جس میں توحید بھی مستفاد ہوتی ہے آگے توحید کا قصداً ایسے دلائل سے اثبات ہے جو متضمن ذکر نعم و منن کو بھی ہے جس سے شرک کا قبح دو وجہ سے مفہوم ہوگیا اور اُس کے ختم پر بمناسبت ذکر فلک کے اشارہ ایک وعید کی طرف بھی کر دیا گیا اور اُس وعید میں اشارہ نفی قدرت شرکاء کی طرف بھی کر دیا جیسا تقریر ترجمہ سے معلوم ہوگا -

اثبات توحید

وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ ۖۚ اَحْيَيْنٰهَا وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَاْكُلُوْنَ ۝ وَجَعَلْنَا فِيْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا فِيْهَا مِنَ الْعُيُوْنِ ۝ لِيَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ ۙ وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ ۭ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ۝ سُبْحٰنَ الَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيْلُ ښ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ ۝ وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ۭ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ ۝ لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ۭ وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ۝

اللغات قوله ازواج الانواع والاصناف قوله نسلخ يستعمل كما صرح فى الروح بمعنيين النزع وكشط الجلد عن نحو الشاة وبمعنى الاخراج يقال سلخت الاهاب عن الشاة وسلخت الشاة من الاهاب ولما كان الاستعمال الاول اكثر فسرته به وترجم ايضا بوجه آخر لا تخفى قوله لمستقر اللام بمعنى الى العرجون العذق اذا يبس واعوج كذا فى القاموس قوله ينبغى بمعنى يسهل ويمكن فى الروح اصله مطاوع بغى بمعنى طلب شائع وقبل الفعل فقد تجوز وتسهل ۱۲

البلاغة

قوله نسلخ منه النهار اى نكشف ونزيل الضوء من مكان الليل وموضع القائه ظلمة وهو الهواء فالنهار عبارة عن الضوء اما على التجوز او على حذف المضاف وقوله تعالى منه على حذف مضاف وذلك لان النهار والليل عبارتان عن زمان كون الشمس فوق الافق وتحته والمعنى نكشف احدهما عن الآخر وفى السلخ استعارة لان اصله كشط الجلد عن نحو الشاة ودل فى ذكرهما السلخ على ان الليل قبل النهار ودل فيما بعده من قوله والشمس الخ على عكسه فلا يذهب ويمكن السوال عن نكتة ذكر احدهما دون الآخر قوله تعالى فاذا هم قيل ان للمفاجاة انما تتصور فيما لا يكون مترقبا والاظلام مترقب بعد السلخ بالتفسير الذى اختير والجواب ان نزع الضوء عن الليل لكون ظهوره فى غاية الكمال كان للترقب فيه ان يكون فى مدة مديدة فحصول الاظلام بعده فى مدة قصيرة امر غير مترقب التقطر من الروح قوله لا الشمس الخ عن الكشف ان المقصود بيان ان قبة كل من الشمس والقمر فى ترتب الاضاءة وسلطانه وكذلك اختلاف الليل والنهار وقيل ولا الليل سابق النهار كناية عن سبق آية آية فحصل الدلالة على الاختلاف ايضا ادماجا اھ واشرت الى مقصودية كلا الامرين بتقرير ترجمتى ۱۲

الكلام

قوله تجرى ظاهره يقتضى كون الشمس متحركة دون الارض وكون هذه الحركة ذاتية لا تبعا للفلك لكن لم يأول بان هذا الجرى فى سائى العين ۱۲

وَاٰيَةٌ لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ۝ وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا يَرْكَبُوْنَ ۝ وَاِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا

اور ایک نشانی اُن کے لیے یہ ہے کہ ہم نے اُن کی اولاد کو بھری ہوئی کشتی میں سوار کیا اور ہم نے اُن کے لیے کشتی ہی جیسی ایسی چیزیں پیدا کیں جن پر یہ لوگ سوار ہوتے ہیں اور اگر ہم چاہیں تو اُن کو غرق کر دیں پھر نہ

صَرِيْخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ يُنْقَذُوْنَ ۝ اِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ۝

تو کوئی اُن کا فریادرس ہو اور نہ یہ خلاصی دیے جاویں مگر یہ ہماری ہی مہربانی ہے اور اُن کو ایک وقت معین تک فائدہ دینا ہے

وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ ... وَاٰيَةٌ لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ۝ وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا يَرْكَبُوْنَ ۝ وَاِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيْخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ يُنْقَذُوْنَ ۝ اِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ۝ اور (منجملہ نشانہائے قدرت کے کہ دلیل توحید بھی ہے اور نعمت بھی) ایک نشانی ان لوگوں کے (استدلال کے) لیے مردہ زمین ہے (اور اس میں نشانی کی بات[1] یہ ہے کہ) ہم نے اُس کو (بارش سے) زندہ کیا اور ہم نے اُس (زمین) سے (مختلف) غلّے[2] نکالے سو اُن میں[3] سے لوگ کھاتے ہیں اور (نیز) ہم نے اُس (زمین) میں کھجوروں اور انگوروں کے باغ لگائے اور (نیز) اُس (زمین) میں (باغ کی آبپاشی کے لیے) چشمے[4] (اور نالے) جاری کیے تاکہ (مثل غلے کے) لوگ باغ[5] کے پھلوں میں سے (بھی) کھائیں اور اس (پھل[6] اور غلہ) کو ان کے ہاتھوں نے نہیں بنایا (گو تخم ریزی اور آبپاشی بظاہر انہیں کے ہاتھوں ہوئی ہو مگر پھل اور غلہ کی صورت نوعیہ کا فائض کرنا خاص خدا ہی کا کام ہے) سو (ایسے دلائل دیکھ کر بھی) کیا شکر نہیں کرتے (جس کا اول زینہ توحید ہے یہ تو استدلال تھا بعض خاص آیات آفاقیہ ارضیہ سے آگے استدلال ہے عام آیات ارضیہ اور آیات انفسیہ سے یعنی) وہ پاک ذات ہے جس نے تمام مقابل قسموں کو پیدا کیا نباتات زمین کے قبیل سے بھی (خواہ مقابلہ مماثلت کا ہو جیسے ایک سے غلّے ایک سے پھل خواہ مقابلہ متفاوت کا ہو جیسے گیہوں اور جو اور شیریں پھل اور ترش پھل یا اس سے بھی زیادہ اختلاف ہو بشرطیکہ مقولات عشریہ سے کسی مقولہ کے تحت میں داخل ہو خواہ بلاواسطہ جیسے جزئیات اور اجناس سافلہ یا بواسطہ جزئیات کے جیسے اجناس عالیہ کہ اُن کی جزئیات کسی مقولہ میں ضرور داخل ہیں) اور (خود) ان آدمیوں میں سے بھی (جیسے مرد اور عورت) اور اُن چیزوں میں بھی جن کو (عام) لوگ نہیں جانتے (کہ باعتبار مفہوم عام مقابلہ کے اشیاء مخفیہ میں بھی کوئی شے مقابل سے خالی نہیں اور اسی سے حق تعالیٰ کا بے مقابل ہونا معلوم ہو گیا کیونکہ مقولات عشرہ میں سے کہ اجناس عالیہ ہیں کوئی مقولہ اُس پر صادق نہیں آتا پس کسی موجود کے ساتھ کسی ذاتی میں اُس کو شرکت نہیں پس ازواج سب مخلوق اور وہ اُن سب کا خالق یہاں سے آیت ومن کل شئ خلقنا زوجین کی بھی توضیح ہو گئی) اور (آگے بعض آیات آفاقیہ سماویہ اور اُن کے بعض آثار سے استدلال ہے یعنی) ایک نشانی اُن لوگوں کے لیے رات (کا وقت) ہے کہ (بوجہ اصل ہونے ظلمت کے گویا اصل وقت وہی تھا اور عارض نور آفتاب سے گویا اُس کو دن نے چھپا لیا تھا جیسے بکری کے گوشت کو اُس کی کھال چھپا لیتی ہے پس) ہم[7] اسی عارض کو زائل کر کے گویا) اُس (رات) پر سے دن کو اُتار لیتے ہیں سو یکایک (پھر رات نمودار ہو جاتی ہے اور) وہ لوگ اندھیرے میں رہ جاتے ہیں اور (ایک نشانی) آفتاب (ہے کہ وہ) اپنے ٹھکانے کی طرف چلتا رہتا ہے (یہ عام ہے اُس نقطہ کو بھی جہاں سے چل کر سالانہ دورہ کر کے پھر اُسی نقطہ پر جا پہونچتا ہے اور اُس نقطہ افقیہ کو بھی کہ حرکت یومیہ میں وہاں پہونچ کر غروب ہو جاتا ہے) یہ اندازہ باندھا ہوا ہے اُس (خدا) کا جو زبردست (یعنی قادر ہے اور) علم والا ہے (کہ علم سے ان انتظامات میں مصلحت و حکمت جانتا ہے اور قدرت سے اُن انتظامات کو نافذ کرتا ہے) اور (ایک نشانی) چاند (ہے کہ اُس کی چال) کے لیے منزلیں مقرر کیں (کہ ہر روز ایک منزل قطع کرتا ہے) یہاں تک کہ (اپنی آخر سیر میں پتلا ہوتا ہوتا) ایسا رہ جاتا ہے جیسے کھجور کی پرانی ٹہنی (کہ پتلی اور خمدار ہوتی ہے اور ممکن ہے کہ ضعف نور کی وجہ سے زردی میں بھی تشبیہ کا اعتبار کیا جاوے اور سورج اور چاند کی چال اور رات اور دن کی آمد و رفت ایسے انداز اور انتظام سے رکھی گئی ہے کہ) نہ آفتاب کی مجال ہے کہ چاند کو (اُس کے ظہور نور کے وقت میں یعنی رات میں جب کہ وہ منور ہو) جا پکڑے (یعنی قبل از وقت خود طلوع ہو کر اُس کو اور اُس کے وقت کو کہ شب ہے محو کر دے جیسا کہ

ملحقات الترجمۃ

[1] قوله تبل احیینا ها نشانی کی بات اشارة الی کون قوله تعالی احییناها بیانا لما قبله ۱۲

[2] قوله فی حبا غلے اشارة الی ارادة الجنس به ۱۲

[3] قوله فی فمنه ان میں سے اشارة الی کون من ابتدائية ۱۲

[4] قوله فی من العیون چشمے اشارة الی کون من بیانیة ای شیئا هو العیون ۱۲

[5] قوله فی لیاکلوا مثل غلہ کے اشارة الی کون قوله تعالی لیاکلوا ناظرا الی قوله من قبل فمنه یاکلون ۱۲

[6] قوله فی ثمره باغ اشارة الی ان الضمیر الی النخیل و ما معه بتاویل المجمل ۱۲

[7] قوله فی ما عملته پھل اور غلہ اشارة الی عود الضمیر الی الجمیع بتاویل المذکور ۱۲

اللغات الصریخ المغیث الخ ۱۲ | الکلام قوله حملنا ذریتهم الخ فتح بذکر الآیات الارضیة وختم علیها لانها اکثر ما یشاهد ۱۲

قمر بھی اسی طرح آفتاب کو اُس کے ظہور نور کے وقت نہیں پکڑ سکتا کہ شب آجاوے اور اُس کا نور ظاہر ہو جاوے) اور (اسی طرح) نہ رات دن (کے زمانہ مقررہ کے ختم ہونے) سے پہلے آسکتی ہے (جیسے دن بھی رات کے زمانہ مقررہ کے ختم ہونے سے پہلے نہیں آسکتا) اور (چاند اور سورج) دونوں ایک ایک دائرہ میں (حساب سے اس طرح چل رہے ہیں جیسے گویا) تیر رہے ہیں (اور حساب سے باہر نہیں ہو سکتے کہ رات دن کے حساب میں خلل واقع ہو سکے) اور (آگے آیات آفاقیہ ارضیہ میں سے ایک آیت خاصہ متعلقہ کوب و سفر ارشاد فرماتے ہیں یعنی) ایک نشانی ان کے لیے یہ ہے کہ ہم نے ان کی اولاد کو بھری ہوئی کشتی میں سوار کیا (اپنی اولاد کو اکثر لوگ تجارت کے لیے سفر میں بھیجتے تھے پس اس تعبیر میں تین نعمتوں کی طرف اشارہ ہو گیا اول بھری ہوئی کشتی کو جو بمقتضائے ثقل مقتضی غرق ہے سطح آب پر رواں کرنا دوسرے ان لوگوں کو اولاد عطا فرمانا تیسرے رزق و سامان دینا جس سے خود گھر بیٹھے رہیں اور اولاد کو کارندہ بنا کر بھیجیں) اور (سفر خشکی کے لیے) ہم نے ان کے لیے کشتی ہی جیسی ایسی چیزیں پیدا کیں جن پر یہ لوگ سوار ہوتے ہیں (مراد اس سے اونٹ[1] وغیرہ ہیں اور تشبیہ کشتی کے ساتھ اس خاص وصف کے اعتبار سے ہے کہ اُس پر بھی سواری اور باربرداری اور قطع مسافت کی جاتی ہے اور اس تشبیہ کا حسن اس سے بڑھ گیا کہ عرب میں اونٹوں پر سفائن البر کا اطلاق شائع تھا کما قیل سفائن بر و السراب بحارہا) اور (آگے ایک وعید مناسب ذکر کشتی کا جس کا ذکر اوپر بوجہ زیادہ عجیب ہونے کے زیادہ مقصود تھا گو اونٹوں وغیرہ کا ذکر بھی مناسبت سے آگیا تھا ارشاد فرماتے ہیں یعنی باوجود وضوح دلائل توحید کے جو یہ لوگ نہیں مانتے تو ہیں تو اس قابل کہ ان کو فوراً سزا دیدی جاوے اور ہم اس پر قادر بھی ہیں چنانچہ) اگر ہم چاہیں تو ان کو غرق کر دیں پھر نہ تو (شرکا رمزعومہ وغیرہم میں سے) ان کا کوئی فریاد رس ہو (جو غرق سے بچالے) اور نہ یہ (بعد غرق کے موت سے) خلاصی دئے جاویں (یعنی نہ کوئی موت سے چھڑا سکے) مگر یہ ہماری ہی مہربانی ہے اور ان کو ایک وقت معین تک (دنیوی زندگی سے) فائدہ دینا (منظور) ہے (اس لیے مہلت دے رکھی ہے وھذا کما قال تعالیٰ فی سورۃ سبا افلم یروا الی ما بین ایدیھم وما خلفھم من السماء والارض ان نشأ نخسف بھم الارض او نسقط علیھم کسفا من السماء حیث ذکر الوعید فی ذکر دلائل البعث وکقولہ تعالیٰ فیغرقکم بما کفرتم۔

ف تجری لمستقر لھا کی تفسیر میں ایک حدیث آئی ہے کہ مستقر اس کا تحت عرش ہے اور یہ غروب کے وقت سجدہ کر کے حکم دریافت کرتا ہے تو اس کو طلوع معتاد کا حکم ہوتا ہے یہانتک کہ ایک روز اس کو واپس لوٹنے کا حکم ہوگا تو آفتاب مغرب سے طلوع کرے گا اس سے چند امور معلوم ہوئے جو قابل تحقیق ہیں ایک یہ کہ مستقر حرکت یومیہ کے اعتبار سے ہے لیکن احقر نے جو تفسیر کی ہے وہ چونکہ اس کو بھی شامل ہے لہذا اس سے تنافی نہیں دوسرا امر یہ کہ مستقر اس کا تحت العرش ہے سو جن دو لفظوں کا احقر نے تفسیر میں ذکر کیا ہے وہ دونوں تحت العرش ہیں اُس سے بھی منافاۃ نہیں رہا یہ کہ تمام افلاک اور اُن کے نقاط اس وصف میں مشترک ہیں پھر تخصیص کی کیا وجہ اس کا جواب یہ ہے کہ تخصیص مقصود ہونا ضرور نہیں ممکن ہے کہ یہ قید واقعی ہو اور اصلی مقصود اخبار عن السجدہ ہو اور اس تعبیر سے یہ فائدہ ہو کہ اس سے تحت الامر الالٰہی ہونے کی تصریح ہو گئی کیونکہ استواء علی العرش کا کنایہ ہونا نفاذ احکام و تصرفات سے آیات عدیدہ میں مذکور ہے تیسرا امر یہ کہ سجدہ کرنے کے کیا معنے سو چونکہ ظاہر آیات و روایات سے ان مخلوقات میں بھی من وجہ شعور ہونا ثابت ہے سو ممکن ہے کہ یہ اُسی قوۃ شعوریہ کے اعتبار سے حق تعالیٰ کے حضور میں خشوع و خضوع اور عرض معروض کرتا ہو پس سجدہ سے یہ مراد ہو چوتھا امر یہ کہ ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ اُس وقت اُس کو سکون ہو جاتا ہو حالانکہ دلائل رصدیہ سے عدم انقطاع حرکت ثابت ہے جواب یہ ہے کہ سجدہ بالمعنی المذکور کے لیے اول تو انقطاع حرکت ضروری نہیں دوسرے ممکن ہے کہ یہ سکون آنی ہو اور حرکت زمانی ہو اس لیے حساب رصدی مختل نہ ہوتا ہو اور نہ وہ منضبط اور مدرک ہوتا ہو پانچواں امر یہ کہ غروب حقیقی تو کبھی ہوتا نہیں ایک جگہ غروب ہوتا ہے دوسری جگہ طلوع ہوتا ہے پھر اس کے کیا معنے جواب یہ ہے کہ ممکن ہے کہ معظم معمورہ کا غروب مراد ہو یعنی ایسا وقت جبکہ اکثر حصہ آبادی میں آفتاب طالع نہ ہو یا خاص مدینہ کا جو مکان تکلم ہے یا خط استواء کا جو موضع اعتدال حرکت آفتاب ہے غروب مراد ہو بہرحال مخبر صادق کی خبر ہے اور عقلی کوئی اشکال نہیں اسلیے تسلیم واجب ہے اور آیت والقمر قدرناہ کے متعلق کچھ مضمون شروع سورۂ یونس میں اور کل فی فلک یسبحون کی تقریر سورۂ انبیاء کے

ملحقات الترجمۃ

[1] قولہ فی مثلہ اونٹ وغیرہ بحسب التفسیر لقولہ تعالیٰ فی الزخرف وجعل لکم من الفلک والانعام ما ترکبون حیث قرن بین الفلک والانعام ۱۲

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّقُوْا مَا بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا

اور جب ان لوگوں سے کہاجاتا ہے کہ تم لوگ اُس عذاب سے ڈرو جو تمہارے سامنے ہے اور جو تمہارے پیچھے ہے تاکہ تم پر رحمت کیجاوے تو وہ اصلا پروا نہیں کرتے اور انکے رب کی آیتوں میں سے کوئی آیت بھی انکے پاس ایسی

عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنُطْعِمُ مَنْ

یہ سرتابی نہ کرتے ہوں — اور جب ان سے کہاجاتا ہے کہ اللہ نے جو کچھ تم کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرو تو یہ کفار مسلمانوں سے یوں کہتے ہیں کہ کیا ہم ایسے لوگوں کو کھانے کو دیں — جن کو

لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗٓ ۖ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝

اگر خدا چاہے تو کھانے کو دیدے — تم نری صریح غلطی میں ہو۔

رکوع سوم میں لکھ چکا ہوں ملاحظہ کرلیا جاوے اور نسلخ منہ النہار کی تفسیر میں جو ظلمت کو اصل کہا گیا وجہ اُس کی ظاہر ہے کہ اجرام نیرہ حادث ہیں اگر یہ نہ ہوتے تو ان کا نور بھی نہ ہوتا اور وما لا یعلمون کی زیادت توضیح کے لیے شروع سورۂ نحل کی آیت ویخلق ما لا تعلمون کا ترجمہ ملاحظہ کرلیا جاوے ربط اوپر دلائل توحید کا ذکر تھا جو متضمن بیان نعم کو بھی ہے اور ختم کیا تھا اُس کو وعید بالنقم پر جس کا حاصل ترغیب ہے ایمان و توحید پر اور ترہیب ہے کفر و شرک پر آگے ترغیب و ترہیب سے کفار کا متاثر نہ ہونا مذکور ہے بطور لف و نشر غیر مرتب کے یعنی نقمت مذکورہ کے امثال سے عدم تاثر پہلے مذکور ہے اور نعم مذکورہ کے امثال سے عدم تاثر بعد میں مذکور ہے

عدم تاثر کفار از ترہیب و ترغیب

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّقُوْا مَا بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗٓ ۖ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ اور جب ان لوگوں سے (دلائل توحید کے ساتھ مضمون وعید مثل وان نشأ نغرقہم سنا کر) کہا جاتا ہے کہ تم لوگ اُس عذاب سے ڈرو جو تمہارے سامنے (یعنی دُنیا میں آسکتا ہے (جیسے غرق مذکور قریب یا خسف مذکور سورۂ سبا ان نشأ نخسف یا قتل وغیرہ) اور جو تمہارے (مرے) پیچھے (یعنی آخرت میں یقیناً آنے والا) ہے (یعنی انکار توحید پر جو عذاب واقع ہوگا خواہ صرف آخرت میں یا دُنیا میں بھی تم اُس سے ڈرو اور ایمان لے آؤ) تاکہ تم پر رحمت کی جاوے تو وہ (اس ترہیب کی) اصلا پروا نہیں کرتے اور (اس ہی مضمون کی کیا تخصیص ہے وہ تو ایسے سنگدل ہوگئے ہیں کہ) اُن کے رب کی آیتوں میں سے کوئی آیت بھی اُن کے پاس ایسی نہیں آتی جس سے یہ سرتابی نہ کرتے ہوں اور (اسی طرح ترغیب بھی اُن کو نافع نہیں ہوتی چنانچہ) جب (اُن کو نعم الٰہیہ جیسے اوپر مذکور ہوئی ہیں بارش وحبوب و ثمرات وغیرہا یاد دلا کر کما یدل علیہ رزقکم اللہ) اُن سے کہا جاتا ہے کہ اللہ نے جو کچھ تم کو دیا ہے اُس میں سے (اسکی راہ میں فقیروں مسکینوں پر) خرچ کرو تو (باوجودیکہ انفاق و اطعام کا استحسان اُن کے مسلمات میں سے بھی ہے چنانچہ اُن کا افتخار ان امور سے مشہور ہے مگر اسپر بھی شرارت سے) یہ کفار اُن مسلمانوں سے (جنھوں نے انفاق فی سبیل اللہ کے لیے کہا تھا) یوں کہتے ہیں کہ کیا ہم ایسے لوگوں کو کھانے کو دیں جنکو اگر خدا چاہے تو (بہتیرا کچھ) کھانے کو دیدے تم نری صریح غلطی میں (پڑے) ہو (پس جس امر کا استحسان مسلم ہے جب تذکیر نعم سے ترغیب اسکی میں نافع نہیں تو ایمان و قبول توحید کا استحسان تو ابھی اُنکے نزدیک مسلم بھی نہیں ہوا اسمیں تو اُنسے کیا توقع ہے کہ نعم ومن مذکورہ کی تذکیر قبول ایمان میں مؤثر ہوجاوے غرض نہ ترہیب سے وہ ایمان لاویں نہ ترغیب سے) ف مسلمانوں کا اُن سے انفقوا کہنا بطور نقل حکم شرعی کے نہ تھا کیونکہ کفار یا تو مکلف بالفروع نہیں یا اُنسے فروع بلا ایمان مقبول نہیں بلکہ اگر اہل حاجت مستضعفین اسکے قائل تھے تب تو بطور سوال کے ہے جو کہ ضرورت شدیدہ میں جائز ہے اور اگر غیر اہل حاجت اسکے قائل تھے تو بطور سفارش اہل حاجت کے ہے اور سوال اور سفارش سے کفر مانع نہیں اور ظاہراً کفار کا یہ کہنا باوجود اعتقاد رزاقیت خداوندی کے کما یدل علیہ قولہ تعالیٰ ولئن سألتہم من نزل من السماء ماءً فاحیا بہ الارض من بعد موتہا لیقولن اللہ صرف شرارت سے تھا مقصود مسلمانوں پر اعتراض کرنا تھا کہ تم تو اللہ کو رزاق مانتے ہو پھر ہم سے سوال یا سفارش کیوں کرتے ہو اللہ تو رزق دے سکتا ہے اُسی سے کیوں نہیں

ملحقات الترجمۃ

۱ قولہ قبل وما تاتیہم پروا نہیں کرتے اشار الی تقدیر اعرضوا جوابا لقولہ تعالیٰ واذا قیل لہم الخ کما یدل علیہ قولہ تعالیٰ وما تاتیہم الخ ۱۲

۲ قولہ فی للذین امنوا جنہوں نے الخ دل القرینۃ علیہ جعلہم مؤلاء المؤمنین مخاطبین لجوابہم انطعم الخ ۱۲

وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝ مَا يَنظُرُونَ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً تَأْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُونَ ۝ فَلَا

اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب ہوگا اگر تم سچے ہو یہ لوگ بس ایک آواز سخت کے منتظر ہیں جو ان کو آپکڑے گی اور وہ سب باہم لڑ جھگڑ رہے ہونگے سو نہ تو

يَسْتَطِيعُونَ تَوْصِيَةً وَلَا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ يَرْجِعُونَ ۝ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَإِذَا هُم مِّنَ الْأَجْدَاثِ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يَنسِلُونَ ۝

وصیت کرنے کی فرصت ہوگی اور نہ اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ کر جا سکیں گے۔ اور صور پھونکا جاوے گا سو وہ سب یکایک قبروں سے اپنے رب کی طرف جلدی جلدی چلنے لگیں گے

قَالُوا يَا وَيْلَنَا مَن بَعَثَنَا مِن مَّرْقَدِنَا ۜ هَٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمَٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُونَ ۝ إِن كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً

کہیں گے کہ ہائے ہماری کمبختی ہم کو قبروں سے کس نے اٹھا دیا یہ وہی ہے جس کا ہم سب سے رحمٰن نے وعدہ کیا تھا اور پیغمبر سچ کہتے تھے وہ بس ایک زور کی آواز ہوگی

فَإِذَا هُمْ جَمِيعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُونَ ۝ فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَلَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ إِنَّ أَصْحَابَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ

جس سے یکایک سب جمع ہو کر ہمارے پاس حاضر کر دیئے جاویں گے پھر اس دن کسی شخص پر ذرا ظلم نہ ہوگا اور تم کو بس اُن ہی کاموں کا بدلا ملیگا جو تم کیا کرتے تھے اہل جنت بیشک اس روز

فِي شُغُلٍ فَاكِهُونَ ۝ هُمْ وَأَزْوَاجُهُمْ فِي ظِلَالٍ عَلَى الْأَرَائِكِ مُتَّكِئُونَ ۝ لَهُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ وَلَهُم مَّا يَدَّعُونَ ۝ سَلَامٌ قَوْلًا مِّن رَّبٍّ رَّحِيمٍ ۝

اپنے مشغلوں میں خوشدل ہونگے۔ وہ اور اُنکی بیبیاں سایوں میں مسہریوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہونگے۔ اُن کے لیے وہاں میوے ہونگے اور جو کچھ مانگیںگے اُنکو ملیگا اُنکو پروردگار مہربان کی طرف سے سلام فرمایا جاویگا

مانگتے اب یہ وسوسہ بھی جاتا رہا کہ فی نفسہ تو یہ بات صحیح ہے کہ خدا جس کو چاہے کھانے کو دیدے دفع وسوسہ یہ ہے کہ اس سے مقصود اُن کا اعتراض تھا اور اثبات تنافی درمیان امر بالانفاق و اعتقاد مشیت کے سو یہ مقصود باطل ہے اور اس اعتراض سے تذکیر نعم و ترغیب کا موثر فی الانفاق نہ ہونا اس طرح ثابت ہے کہ جو شخص راغب فی الخیر ہوتا ہے ادنی محرک اُس کے لیے کافی ہو جاتا ہے اور وہ کہنے والے کی خصوصیت کو نہیں دیکھتا بلکہ انظر الی ما قال ولا تنظر الی من قال پر کاربند ہوتا ہے انہوں نے جب خصوصیت قائل پر نظر کی اور اُس سے عداوت مانع انفاق ہو گیا تو عدم موثریت ثابت ہوگئی اور اُن کا یہ اعتراض نا اہل ہے جس کا دفع اعتراض سے پہلے ہی ماذکرہ اللہ سے ہو چکا ہے تقریر اُس کی یہ ہے کہ کسی مخلوق کا دینا اطعام حق کے منافی نہیں کیونکہ اطعام بواسطہ بھی اطعام حق ہی ہے جیسے بادشاہ مالک خزائن کبھی خود انعام دیدیتا ہے کبھی اپنے خزانچی سے دلوا دیتا ہے دونوں عطار شاہی ہیں اگر یہ نہ دینگے اللہ تعالیٰ دوسرے طریق سے دینے پر قادر ہے پھر یہ کہ یہ اعتراض تو اُن پر بھی وارد ہوتا ہے جیسا اُن کا رزاقیہ کو تسلیم کرنا اوپر معلوم ہوا ربط اوپر مضمون توحید اور اُسکے ساتھ اتقوا ما بین ایدیکم وما خلفکم میں ترہیب عذاب آخرت سے اجمالاً مذکور تھا آگے احوال آخرت کسی قدر تفصیل کے ساتھ مذکور ہیں اور اُسکے اخیر میں ولو نشاء لطمسنا الخ سے احتمال عذاب دنیا سے تہدید ہے جس سے ما بین ایدیکم کی ایک گونہ شرح ہوگئی اور علاوہ اس ربط مذکور کے ویسے بھی توحید اور بعث کا ذکر قرآن میں بکثرت مقروناً آتا ہے۔

احوال آخرت مع تہدید باحتمال عذاب دنیوی

وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝ مَا يَنظُرُونَ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً تَأْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُونَ ۝ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ تَوْصِيَةً وَلَا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ يَرْجِعُونَ ۝ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَإِذَا هُم مِّنَ الْأَجْدَاثِ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يَنسِلُونَ ۝ قَالُوا يَا وَيْلَنَا مَن بَعَثَنَا مِن مَّرْقَدِنَا ۜ هَٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمَٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُونَ ۝ إِن كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً فَإِذَا هُمْ جَمِيعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُونَ ۝ فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَلَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ إِنَّ أَصْحَابَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِي شُغُلٍ فَاكِهُونَ ۝ هُمْ وَأَزْوَاجُهُمْ فِي ظِلَالٍ عَلَى الْأَرَائِكِ مُتَّكِئُونَ ۝ لَهُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ وَلَهُم مَّا يَدَّعُونَ ۝ سَلَامٌ قَوْلًا مِّن رَّبٍّ رَّحِيمٍ ۝

اللغات قولہ یخصمون اصلہ یختصمون فسکنت التاء و ادغمت فی الصاد بعد قلبہا صادا ثم کسرت الخاء لالتقاء الساکنین قولہ مرقدنا موضع النوم ویراد بالمفرد الجمع وہو استعارۃ من مضجع للموت قولہ شغل ہو الشان الذی یصد المرء ویشغلہ عما سواہ من شئونہ لکونہ اہم عندہ من الکل اما الایجابہ کمال المسرۃ او کمال المسارۃ والمراد ہہنا ہو الاول والمراد بالنعیم وہذا مفرد فی معنی الجمع قولہ فکہون فی القاموس طیب النفس قولہ یدعون من الادعاء بمعنی الطلب واصلہ یدتعیون علی وزن یفتعلون سکنت الیاء بعد ان القیت حرکتہا علی ما قبلہا وحذفت لسکونہا وسکون الواو بعدہا فصار یدعون قلبت التاء دالا وادغمت وافتعل بمعنی فعل الثلاثی کثیر وجوزان یکون من الادعاء بمعنی التمنی قال ابوعبیدۃ العرب تقول ادع علی ماشئت بمعنی تمن علی کذا فی الروح ۱۲

النحو قولہ صدق المرسلون ای صدق فیہ المرسلون قولہ سلٰم مبتدأ موصوف وقولا مصدر لفعل مقدر ہو صفۃ للمبتدأ ای سلام یقال قولا الخ ۱۲

البلاغۃ قولہ ہذا ما وعد جواب علی اسلوب الحکیم ای الاہم انما ہو السوال ماہذا البعث ذو الاہوال والافزاع

۲۲ ع ۲

وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ○ اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ○

اور اے مجرمو آج الگ ہو جاؤ اے اولاد آدم کیا میں نے تم کو تاکید نہیں کردی تھی کہ تم شیطان کی عبادت نہ کرنا وہ تمہارا صریح دشمن ہے

وَّاَنِ اعْبُدُوْنِيْ ۚ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ○ وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا ۭ اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ ○ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ كُنْتُمْ

اور یہ کہ میری عبادت کرنا یہی سیدھا رستہ ہے اور وہ تم میں ایک کثیر مخلوق کو گمراہ کر چکا سو کیا تم نہیں سمجھتے تھے یہ جہنم ہے جس کا تم سے

تُوْعَدُوْنَ ○ اِصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ○ اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓي اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا

وعدہ کیا جایا کرتا تھا۔ آج اپنے کفر کے بدلے اس میں داخل ہو آج ہم ان کے موہنوں پر مہر لگا دینگے اور انکے ہاتھ ہم سے کلام کرینگے اور انکے پاؤں شہادت دینگے جو کچھ یہ لوگ

يَكْسِبُوْنَ ○ وَلَوْ نَشَاۗءُ لَطَمَسْنَا عَلٰٓي اَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَاَنّٰى يُبْصِرُوْنَ ○ وَلَوْ نَشَاۗءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰي مَكَانَتِهِمْ

کیا کرتے تھے اور اگر ہم چاہتے تو ان کی آنکھوں کو ملیامیٹ کر دیتے پھر رستے کی طرف دوڑتے پھرتے سو ان کو کہاں نظر آتا اور اگر ہم چاہتے تو ان کی صورتیں بدل ڈالتے اس حالت سے کہ یہ جہاں ہیں ہیں رہ جاتے

فَمَا اسْتَطَاعُوْا مُضِيًّا وَّلَا يَرْجِعُوْنَ ○ وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ ۭ اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ ○

جس سے یہ لوگ نہ آگے کو چل سکتے اور نہ پیچھے کو لوٹ سکتے۔ ہم جسکی زیادہ عمر کر دیتے ہیں تو اسکو طبعی حالت میں الٹا کر دیتے ہیں سو کیا وہ لوگ نہیں سمجھتے۔

وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ○ اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ○ وَّاَنِ اعْبُدُوْنِيْ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ○ وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا ۭ اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ ○ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ○ اِصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ○ اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓي اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ○ وَلَوْ نَشَاۗءُ لَطَمَسْنَا عَلٰٓي اَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَاَنّٰى يُبْصِرُوْنَ ○ وَلَوْ نَشَاۗءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰي مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مُضِيًّا وَّلَا يَرْجِعُوْنَ ○ وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ ۭ اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ ○ اور یہ (کافر) لوگ (پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے متبعین سے بطور انکار) کہتے ہیں کہ یہ وعدہ (قیامت کا جو مَا خَلْفَكُمْ کا مصداق ہے اور ویسے بھی اکثر اس کی خبر دیا کرتے ہو تو وہ) کب ہوگا اگر تم (اس دعوے میں) سچے ہو (تو بتلاؤ اللہ تعالے کا ارشاد ہے کہ یہ جو بار بار پوچھ رہے ہیں تو گویا) یہ لوگ بس ایک آواز سخت (یعنی نفخۂ اولے) کے منتظر ہیں جو ان کو (یعنی مطلق کفار کو) آپکڑے گی اور وہ سب (اس وقت) باہم (معمولی طور پر اپنے معاملات میں) لڑ جھگڑ رہے ہونگے سو (اس آواز کے ساتھ معاً اس طرح فنا ہو جاویں گے کہ) نہ تو وصیت کرنے کی فرصت ہوگی اور نہ اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ کر جا سکیں گے (بلکہ جو جس حال میں ہوگا مر کر رہ جاوے گا) اور (پھر دوبارہ) صور پھونکا جاوے گا سو وہ سب یکایک قبروں سے (نکل نکل) اپنے رب کی طرف (یعنی جہاں حساب ہوگا) جلدی جلدی چلنے لگیں گے (اور وہاں کی ہول وہیبت دیکھ کر) کہیں گے کہ ہائے ہماری کمبختی ہم کو ہماری قبروں سے کس نے اٹھا دیا (کہ یہاں کی نسبت سے تو وہاں ہی راحت میں تھے فرشتے جواب دیں گے کہ) یہ وہی (قیامت) ہے جس کا ہم سب سے رحمان نے وعدہ کیا تھا اور پیغمبر سچ کہتے تھے (مگر تم نے نہ مانا تھا آگے حق تعالے کا ارشاد ہے کہ) وہ (نفخۂ ثانیہ صور کا) بس ایک زور کی آواز ہوگی (جیسے نفخۂ اولے بھی صیحہ واحدہ تھا کما قال تعالی مَا يَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً اسی طرح یہ بھی ایک آواز ہوگی) جس سے یکایک سب جمع ہو کر ہمارے پاس حاضر کر دئے جاوینگے (پہلے موقف کی طرف چلنا مذکور تھا اور یہاں پہونچ جانا اور یہ چلنا اور پہونچنا جبراً و قسراً ہوگا یدل علیہ قولہ تعالے محضرون وقولہ تعالے جاءت کل نفس معها سائق) پھر اس دن کسی شخص پر ذرا ظلم نہ ہوگا اور تم کو بس ان ہی کاموں کا بدلہ ملیگا جو تم (دنیا میں کفر وغیرہ) کیا کرتے تھے (یہ تو اہل نار کا حال ہوا اور) اہل جنت (کا حال یہ ہے کہ وہ) بیشک اس روز اپنے مشغلوں میں

اللغات قولہ مضیا اصلہ مضوی اجتمعت الواو ساکنۃ مع الیاء فقلبت یاء وادغمت الیاء فی الیاء وقلبت ضمۃ الضاد کسرۃ لتخف وتناسب الیاء قولہ ننکسہ من تنکیس السہم اذا جعلت اعلاہ اسفلہ کذا فی المدارک ۱۲

النحو قولہ علی مکانتہم ہو عندی حال متعلق بمقدر ای مسخناہم مقعدین علی مکانتہم ۱۲
الفقہ قولہ تکلمنا ایدیہم استدل بعضہم بہ علی کون الکافر مکلفا بالفروع المکتسبۃ بالایدی والارجل ولا یتم الاستدلال لانہ یحتمل کونہ خاصا بالاعمال الکفریۃ الصادرۃ من الجوارح ۱۲

خوش دل ہونگے وہ اور اُن کی بیبیاں سایوں میں مسہریوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے (اور) اُن کے لیے وہاں (ہر طرح کے) میوے ہوں گے اور جو کچھ
مانگیں گے اُن کو ملے گا (اور) اُن کو پروردگار مہربان کی طرف سے سلام فرمایا جاوے گا (یعنی حق تعالیٰ خود فرماویں گے السلام علیکم یا اہل الجنۃ رواہ ابن ماجہ)
اور (آگے پھر تتمہ ہے قصہ اصحاب نار کا کہ نیز اُن کو موقف میں حکم ہوگا کہ) اے (کفر کے ارتکاب کرنے والے) مجرمو آج (اہل ایمان سے) الگ ہو جاؤ (کیونکہ
اُن کو جنت میں بھیجنا ہے اور تم کو دوزخ میں اور اُس وقت اُن سے ملامت کے طور پر یہ فرمایا جاوے گا کہ) اے اولاد آدم (اور اسی طرح جنات سے بھی
خطاب ہوگا دل علیہ قولہ تعالیٰ یمعشر الجن والانس الخ) کیا میں نے تم کو تاکید نہیں کردی تھی کہ تم شیطان کی عبادت نہ کرنا وہ تمہارا صریح دشمن
ہے اور یہ کہ میری (ہی) عبادت کرنا یہی سیدھا رستہ ہے (عبادت سے مراد اطاعت مطلقہ وہذا کقولہ تعالیٰ لا تتبعوا خطوات الشیطن ولا
یفتننکم الشیطان) اور (نیز تم کو شیطان کی نسبت یہ بات بھی معلوم کرائی گئی تھی کہ) وہ تم میں (یعنی تمہاری بنی نوع میں) ایک کثیر مخلوق کو گمراہ
کر چکا (سو جن کی گمراہی کا وبال بھی تم کو جتلا دیا تھا جیسے قصص مکذبین اور اُن کی عقوبات کے قرآن میں مذکور ہیں) سو کیا تم (اتنا) نہیں سمجھتے تھے (کہ اگر
ہم اس کے بہکانے سے گمراہ ہو جاویں گے تو ہم بھی اسی طرح مستحق عذاب ہونگے لو اب) یہ جہنم ہے جس کا تم سے (کفر کی تقدیر پر) وعدہ کیا جایا کرتا تھا
آج اپنے کفر کے بدلہ اس میں داخل ہو آج ہم ان کے مونہوں پر مہر لگادیں گے (جس سے یہ عذر باطل نہ کرسکیں جیسا شروع شروع میں کہیں گے واللہ
ربنا ما کنا مشرکین) اور ان کے ہاتھ ہم سے کلام کریں گے اور ان کے پاؤں شہادت دینگے جو کچھ یہ لوگ کیا کرتے تھے (یہ عذاب تو آخرت میں ہوگا)
اور اگر ہم چاہتے تو (دنیا ہی میں ان کے کفر کی سزا میں) ان کی آنکھوں کو ملیامیٹ کردیتے (خواہ بینائی کو خواہ عضو ہی کو) پھر یہ رستے کی طرف (چلنے
کے لیے) دوڑتے پھرتے سو ان کو کہاں نظر آتا (جیسا قوم لوط کے لیے ہوا قال تعالیٰ فطمسنا) اور (اس سے بڑھ کر) اگر ہم چاہتے تو (ان کی سزائے
کفر میں) ان کی صورتیں بدل ڈالتے (جیسے پہلے بعضے لوگ قردہ وخنازیر ہوگئے) اس حالت سے کہ یہ جہاں ہیں وہیں رہ جاتے (یعنی مسخ کے ساتھ اقعاد
بھی ہوتا جس کا حاصل یہ ہے کہ جانور بنادیتے اور جانور بھی اپاہج) جس سے یہ لوگ آگے کو چل سکتے اور نہ پیچھے کو لوٹ سکتے اور (اس کا کچھ تعجب
نہ کرنا چاہیئے کہ طمس ومسخ کیسے ہو جاتا دیکھو اُس کی ایک نظیر پر ہماری قدرت مشاہد ہے کہ) ہم جس کی زیادہ عمر کردیتے ہیں (یعنی بہت
بوڑھا کردیتے ہیں) تو اُس کو طبعی حالت میں اُلٹا کردیتے ہیں (طبعی حالت سے مراد قویٰ مدرکہ سامعہ باصرہ وغیرہ اور فاعلہ ہاضمہ نامیہ
وغیرہا اور رنگ وروغن وحسن وجمال ہیں اور اُلٹا کرنے سے مراد ہے ان کا انقلاب اور تغیر حالت ادون وارذل کی طرف پس طمس ومسخ
بھی ایک قسم کا تغیر ہے کامل سے ناقص کی طرف) سو کیا (اس حالت کو دیکھ کر بھی) وہ لوگ نہیں سمجھتے (کہ جب ایک تغیر پر قدرت ہے دوسری
پر بھی ہے بلکہ قدرت کی نسبت تو جمیع ممکنات کے ساتھ مساوی ہے گو اُن میں تناظر وتماثل بھی نہ ہو سو اُن لوگوں کو اس پر نظر کرکے ڈرنا اور کفر
کو ترک کردینا چاہیئے) **ف** یقولون متی ھذا الوعد میں قائل کفار مکہ تھے اور تاخذھم میں جن کا ماخوذ ہونا اثر نفخہ میں مذکور ہے وہ اور لوگ
ہونگے لیکن اصل مقصود ایسے حادثہ میں ماخوذ ہونا ہے جس سے انکار قیامت کی گنجایش نہ رہے سو قیامت سے پہلے جو کفار گذرے ہیں اُن کے لیے
موت جس کے ساتھ معاینہ آخرت کا ہو جاتا ہے ایسا ہی حادثہ ہے پس تاخذ میں مرجع مطلق کفار ہیں اور چونکہ قیامت کا علم مخفی رکھا گیا ہے اسلیے
یہاں ضمیر میں ابہام رکھا گیا کہ کفار قائلین متی ہذا الوعد کے لیے وقوع ساعت کا محتمل رہے اور یہاں نفخہ ثانیہ کے وقت ینسلون فرمایا
اور ایک جگہ ارشاد ہے فاذا ھم قیام ینظرون سو ممکن ہے کہ اول وہلہ میں حیرت زدہ کھڑے رہیں پھر فرشتوں کے ہانکنے سے دوڑنا
شروع کریں اور ازواجھم میں حوریں اور ازواج مومنات دونوں مراد ہوسکتی ہیں انفراداً یا اجتماعاً اور ظلال جنت کی تحقیق سورہ رعد کی
آیت اکلھا دائم وظلھا کی تفسیر میں گذری ہے اور یدعون کی جو تفسیر مانگنے سے کی گئی ہے اس سے اہل جنت کے مانگنے میں کوئی
اشکال نہ کیا جاوے کیونکہ مانگنا محبوب اور عظیم سے خصوص جب کہ فوراً مل جاوے فی نفسہ ایک امر موجب لذت ہے پس اس سے وجود کلفت
کا جنت میں لازم نہیں آیا اور بعض نے یدعون کو بمعنے یتمنون کے کہا ہے اس سے اور بھی سہولت ہوگئی اور یہ خطاب لقد اضل منکم جبلا
کثیرا باعتبار اکثر کفار کے ہے پس سب سے اول جو کافر ہوئے ہیں جنہوں نے دوسرے کفار کا گمراہ ہونا اور اُن پر وبال نازل ہونا نہیں دیکھا
سو اُن کو اس خطاب کا شامل نہ ہونا محل وسوسہ نہیں اور یہ ظاہر ہے کہ ایک منبہ کے نہ ہونے سے دوسرے دلائل ومنبہات کی نفی لازم نہیں آتی

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِيْ لَهٗ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّ قُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ۙ لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّ يَحِقَّ الْقَوْلُ

اور ہم نے آپ کو شاعری کا علم نہیں دیا اور وہ آپکے لیے شایاں بھی نہیں وہ تو محض نصیحت اور ایک آسمانی کتاب ہے جو احکام کی ظاہر کرنیوالی ہے تاکہ ایسے شخص کو ڈراوے جو زندہ ہو اور تاکہ

عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَاۤ اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ ۝ وَ ذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا

کافروں پر حجت ثابت ہو جاوے۔ کیا ان لوگوں نے اسپر نظر نہیں کی کہ ہمنے اُنکے لیے اپنے ہاتھ کی ساختہ چیزوں میں سے مواشی پیدا کئے پھر یہ لوگ اُنکے مالک بن رہے ہیں اور ہمنے اُن مواشی کو اُن کا

رَكُوْبُهُمْ وَ مِنْهَا يَاْكُلُوْنَ ۝ وَلَهُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَ مَشَارِبُ ؕ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ۝ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً

اُن کی سواریاں ہیں اور بعض کو وہ کھاتے ہیں اور ان میں ان لوگوں کے اور بھی نفع ہیں اور پینے کی چیزیں بھی ہیں سو کیا یہ لوگ شکر نہیں کرتے اور انہوں نے خدا کے سوا اور معبود قرار دے رکھے ہیں

لَّعَلَّهُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَهُمْ ۙ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ ۝

اس امید پر کہ ان کو مدد ملے وہ اُن کی کچھ مدد کر ہی نہیں سکتے اور وہ اُن لوگوں کے حق میں ایک فریق ہو جاوینگے جو حاضر کیے جاوینگے

پس الزام اُن پر بھی قائم ہے اور مہر لگنا یا حقیقۃً ہے یا مجازاً ہے سکوت محض سے اور ایک آیت میں تشہد السنتہم بھی آیا ہے اور ایک میں یشہد علیہم سمعہم و ابصارہم وجلودہم آیا ہے یہ سب اعضا متکلم اور شاہد ہونگے اور ختم علی الافواہ وشہادت السنہ میں وجہ تطبیق سورۂ نور کی آیت یوم تشہد علیہم السنتہم الخ کی تفسیر میں گذر چکی ہے اور مقصود سلام سے جنت میں یا محض اکرام ہے یا بشارت واخبار ہے سلامت دائمی سے پس یہ شبہ نہ رہا کہ انشاء ودعائے سلامت میں تحصیل حاصل ہے **ربط** اوپر بعث وجزا کا مضمون تھا آگے رسالت اور اُسکے اعظم دلائل یعنی قرآن کی حقیت کا مضمون ہے جو شروع سورت میں بھی تھا۔

تحقیق رسالت و قرآن

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِيْ لَهٗ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّ قُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ۙ لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّ يَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ اور یہ کفار جو نفی نبوت کے لیے آپکو شاعر یعنی خیال بند کہتے ہیں گو نظم نہ ہو سو محض باطل ہے اس لیے کہ) ہم نے آپ کو شاعری (یعنی خیالی مضامین مرتب کرنے) کا علم نہیں دیا (اور بلا تعلیم خواہ وہ وہبی ہو یا مکتسب ہو کسی شے کا علم حاصل ہوتا نہیں پس آپ فن شاعری سے منزہ ہوئے) اور وہ (شاعری) آپکے لیے شایاں بھی نہیں (کیونکہ آپ اعلیٰ درجہ کے محقق اور مضامین شعریہ کی بنا تخیل محض پر ہوتی ہے پس دونوں میں تنافی ہوئی جس سے اجتماع بالفعل تو محال ہی ہے لیکن اجتماع بالقوۃ القریبہ نہ ہونا یعنی شاعری پر قدرت نہ ہونا تنافی کا بہت ہی اعلیٰ درجہ اور کمال نزاہت ہے حتیٰ کہ نظم میں چونکہ غالباً مضامین متخیلہ ہوا کرتے ہیں اس لیے نظم میں بھی مہارت نہیں دی گو وہ شعر بالمعنی المنفی نہ ہو) وہ (یعنی ان اللہ کو جو ہم نے وحی سے تعلیم کیا جس کو وہ لوگ شعر کہا کرتے تھے وہ) تو محض نصیحت (کا مضمون) اور ایک آسمانی کتاب ہے جو احکام کی ظاہر کرنے والی ہے تاکہ (اپنی اہانت احکام کے اثر سے) ایسے شخص کو (نافع ڈرانا) ڈراوے جو (حیوۃ قلبیہ کے اعتبار سے) زندہ ہو اور تاکہ کافروں پر (عذاب کی) حجت ثابت ہو جاوے (کہ اُن سے کہا جاویگا کہ باوجود سُننے احکام کے تم نے انکار کیا) **ف** سورہ شعراء کے اخیر رکوع آیت والشعراء یتبعہم الخ کی تفسیر میں بھی نفی شعر کے معنے اور وجہ گذر چکی ہے جس کا ملاحظہ مفید ہے اور کسی شعر کا نقل کرنا کسی غرض صحیح سے یا بلا قصد کوئی کلام موزون مُنہ سے نکل جانا یہ منافی نہیں ہے **ربط** مضمون آیت کے اوپر دلایۃ لہم الارض الخ میں ایسے دلائل سے اثبات توحید تھا جو متضمن بیان نعم الٰہیہ کو بھی ہیں آگے پھر اُسی مضمون کی طرف ایسے ہی دلائل سے عود ہے اور وہاں اخیر میں شرکا کی نفی بھی اشارۃً یہاں صراحۃً ہے۔

عود بسوئے توحید

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَاۤ اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ ۝ وَ ذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَ مِنْهَا يَاْكُلُوْنَ ۝ وَلَهُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَ مَشَارِبُ ؕ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ۝ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لَّعَلَّهُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَهُمْ ۙ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ ۝

ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ فی ان ہو یعنی ان کو جو اشارۃ الی المرجع الدال علیہ المقام ۱۲

سلہ قولہ فی لینذر تاکہ اپنی اہانت اشارۃ الی تعلق لینذر بمبین وفی قراءۃ لتنذر بالفوقانیۃ ایضاً یصح تعلق اللام بمبین بعد تقدیر الجار والمجرور ای بین فیہ الاحکام لتنذر انت ۱۲

اللغات قولہ رکوبہم بمعنی المرکوب کفعول بمعنی المفعول ومنہ الحصور والحلوب **قولہ** مشارب جمع مشرب مصدر بمعنی المفعول وہو اللبن وخص مع دخولہ فی المنافع لشرفہ وافتخار العرب بہ وجمع باعتبار اضافتہ

البلاغۃ قولہ حیا فیہ استعارۃ کما فی قولہ کان میتا فاحییناہ **قولہ** ایدینا وفی آیۃ خلقت بیدی بالمثنی وفی آیۃ بایدٍ فرق بینہم بالافراد وہذا عندی تفنن **قولہ** انعاما تخصیصہ لکثرۃ منافعہا وتکرار ذکرہا تبا **قولہ** وہم لہم ہو عندی بمعنی علیہم

فَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ إِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ۝ أَوَلَمْ يَرَ الْإِنسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِن نُّطْفَةٍ فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُّبِينٌ ۝ وقف لازم

تو ان لوگوں کی باتیں آپکے لیے آزردگی کا باعث نہ ہونا چاہیئے بیشک ہم سب جانتے ہیں جو کچھ یہ دل میں رکھتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں کیا آدمی کو یہ معلوم نہیں کہ ہمنے اسکو نطفہ سے پیدا کیا سو وہ علانیہ

کیا ان (مشرک) لوگوں نے اسپر نظر نہیں کی کہ ہم نے اُن کے (نفع کے) لیے اپنے ہاتھ کی ساختہ چیزوں میں سے مواشی پیدا کیے پھر (ہمارے مالک بنانے سے) یہ لوگ اُن کے مالک بن رہے ہیں اور (آگے اُس نفع کی کچھ تفصیل ہے کہ) ہم نے اُن مواشی کو اُن کا تابع بنا دیا سو (وہ اُن کے کام میں لانے سے کام دیتے ہیں چنانچہ) اُن میں بعضے تو اُن کی سواریاں ہیں اور بعض کو وہ کھاتے ہیں اور اُن میں ان لوگوں کے اور بھی نفع ہیں (جیسے بال کھال ہڈی وغیرہ مختلف طریقوں سے استعمال میں آتے ہیں) اور (اُن میں ان لوگوں کے) پینے کی چیزیں بھی ہیں (یعنی دودھ) سو کیا (اسپر بھی) یہ لوگ شکر نہیں کرتے (جس میں اقدم اور اہم قبول توحید ہے) اور انہوں نے (بجائے شکر اور توحید کے کفر اور شرک اختیار کر رکھا ہے چنانچہ) خدا کے سوا اور معبود قرار دے رکھے ہیں اس امید پر کہ ان کو (اُن معبودین کی طرف سے) مدد ملے (لیکن) وہ اُن کی کچھ مدد کر ہی نہیں سکتے اور (مدد تو کیا کرتے اور اُلٹے) وہ (معبودین) اُن لوگوں کے حق میں ایک فریق (مخالف) ہو جاوینگے جو (موقف حساب میں بالاضطرار) حاضر کیے جاوینگے (اور وہاں حاضر ہو کر اُن کی مخالفت کا اظہار کرینگے کما قال تعالیٰ فی سورۃ مریم ویکونون علیهم ضدا وقال تعالیٰ فی سورۃ یونس قال شرکاءهم ما کنتم ایانا تعبدون وغیر ذلک من الآیات) **ف** ان آیتوں کی جو ابھی لکھی گئی ہیں تفسیر ملاحظہ کر لینا مفید ہے اور انعام سے اگر مراد خاص مواشی ہیں جو حلال ہیں تو منها یاکلون میں من ابتدائیہ لینے پر تو کوئی اشکال نہیں اور تبعیضیہ لینا یا تو باعتبار اجزاء کے ہے نہ کہ باعتبار جزئیات کے اور ظاہر ہے کہ کل اجزاء ماکول نہیں ہوتے اور یا اگر جزئیات کے اعتبار سے ہے تو مشروعیت کے اعتبار سے نہ ہو بلکہ وقوع کے اعتبار سے ہو اور ظاہر ہے کہ واقع محض اکل البعض ہے گو جواز کل کو شامل ہو اور ہاتھوں کے ساختہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ تخلیق میں کوئی اور دخیل نہیں **ربط** اوپر باوجود وضوح مقتضی توحید کے خلق انعام ہے جسکے وضوح اقتضاء کی طرف اولم یروا سے اشارہ مفہوم ہے مشرکین کا توحید کو قبول نہ کرنا اور باوجود وضوح مانع اشراک کے کہ عجز اصنام ہے جس کا وضوح مشاہدہ سے اور نیز لا یستطیعون الخ سے صراحۃً معلوم ہے اُن کا شرک کو اختیار کرنا مذکور تھا جس سے اُن کا غایت درجہ کا غبی یا نہایت درجہ کا معاند ہونا لازم آتا ہے آگے اس لازم پر تسلیہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مضمون متفرع فرماتے ہیں اور اُس کو انا نعلم الخ سے مؤکد فرماتے ہیں جو کہ مناسب ہے مضمون بعث مذکور بالا کے اور اس مضمون سے دربارہ مسئلہ رسالت کی اور زائد تسلی حاصل ہوتی ہے کہ جب یہ لوگ حق تعالیٰ کے ساتھ ایسا معاملہ کرتے ہیں تو آپکے ساتھ کچھ بھی عجب نہیں پس اس مجموعی تقریر سے یہ مضمون تسلیہ کا بعث اور رسالت اور توحید جو بالترتیب اوپر مذکور ہیں سب سے مرتبط ہو گیا۔

تسلیہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

فَلَا يَحْزُنكَ قَوْلُهُمْ ۘ إِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ۝ (جب یہ لوگ ایسے واضح واضح امور میں خلاف کرتے ہیں) تو ان لوگوں کی باتیں (درباب توحید و رسالت وغیرہ) آپ کے لیے آزردگی کا باعث نہ ہونا چاہیئے (کیونکہ آزردگی ہوتی ہے امید سے اور امید ہوتی ہے مخاطب کے عقل اور انصاف سے اور یہاں اگر غباوت ہے تو عقل نہیں اور اگر عناد ہے تو انصاف نہیں پھر کیا امید پھر غم کیوں آگے دوسرے طور پر تسلیہ کی تاکید ہے کہ) بیشک ہم سب جانتے ہیں جو کچھ یہ دل میں رکھتے ہیں اور جو کچھ (زبان سے) ظاہر کرتے ہیں (پس ان کو وقت پر جزائے کافی ملیگی) **ربط** اوپر ویقولون متی هذا الوعد میں مضمون بعث کا تھا آگے خاتمہ میں پھر عود ہے اُسی کی طرف البتہ وہاں چونکہ سوال وقوع سے تھا کما یدل قولہ تعالیٰ ویقولون متی هذا الوعد اس لیے وہاں واقعات زیادہ ہیں گو ولو نشاء الخ میں بعض اُن واقعات کی صحت پر بھی استدلال ہے اور یہاں چونکہ اعتراض اُسکے امکان پر تھا جیسا لباب میں بتصحیح حاکم ابن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ عاص بن وائل ایک بوسیدہ ہڈی لیکر حضور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا اور اُس کو چٹکی سے ملکر کہنے لگا کہ کیا یہ ایسی حالت کے بعد زندہ ہوگی آپنے فرمایا ہاں اور تو دوزخ میں جاویگا اسپر اولم یر الانسان سے آخر سورت تک آیتیں نازل ہوئیں اس لیے یہاں زیادہ استدلال ہے صحت و امکان پر گو بالکل اخیر کی آیت میں وقوع کا بھی حکم ہے واللہ اعلم۔

جواب استبعاد بعث

أَوَلَمْ يَرَ الْإِنسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِن نُّطْفَةٍ فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُّبِينٌ ۝

ملحقات الترجمۃ

۵ قولہ تبل فلا یحزنك جب یہ لوگ اشارۃ الی ترجیح الفاء ویا ہو ظاہر فی عن البیان

وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ۭ قَالَ مَنْ يُّـحْيِ الْعِظَامَ وَهِىَ رَمِيْمٌ ۝ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ وَهُوَ بِكُلِّ

اور اُسنے ہماری شان میں ایک عجیب مضمون بیان کیا اور اپنی اصل کو بھول گیا کہتا ہے کہ ہڈیوں کو جبکہ وہ بوسیدہ ہو گئی ہوں کون زندہ کر دیگا آپ جواب دیدیجیے کہ انکو وہ زندہ کریگا جسنے اول بار میں انکو پیدا کیا ہے اور وہ

خَلْقٍ عَلِيْمُۨ ۝ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ ۝ اَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

سب طرح کا پیدا کرنا جانتا ہے وہ ایسا ہے کہ ہرے درخت سے تمہارے لیے آگ پیدا کر دیتا ہے پھر تم اُس سے اور آگ سلگا لیتے ہو اور جس نے آسمان اور زمین

وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓي اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ڲ بَلٰى ۤ وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ۝ اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـــــًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝

پیدا کیے ہیں کیا وہ اس پر قادر نہیں کہ ان جیسے آدمیوں کو پیدا کر دے ضرور وہ قادر ہے اور وہ بڑا پیدا کرنے والا خوب جاننے والا ہے جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو بس اُسکا معمول تو یہ ہے کہ اُس چیز کو کہدیتا ہے کہ ہو جا

فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝

تو اُس کی پاک ذات ہے جس کے ہاتھ میں ہر چیز کا پورا اختیار ہے اور تم سب کو اُسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے

ع ۵ ۶ ۴

وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ۭ قَالَ مَنْ يُّـحْيِ الْعِظَامَ وَهِىَ رَمِيْمٌ ۝ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمُۨ ۝ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ ۝ اَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓي اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ڲ بَلٰى ۤ وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ۝ اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـــــًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝ فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ کیا (اُس) آدمی کو (جو کہ بعث کا انکار کرتا ہے) یہ معلوم نہیں کہ ہم نے اُسکو (ایک حقیر) نطفہ سے پیدا کیا (جس کا مقتضا تو یہ تھا کہ اپنی اس ابتدائی حالت کو یاد کر کے اولاً بوجہ اپنی حقارت اور خالق کی عظمت کے جرأت انکار و گستاخی اعتراض سے طبعاً شرماتا ثانیاً خود اس حالت سے صحت بعث پر عقلاً استدلال کرتا) سو (اُس نے ایسا نہ کیا بلکہ برخلاف اقتضائے مذکور) وہ علانیہ اعتراض کرنے لگا اور (وہ اعتراض یہ کہ) اُس نے ہماری شان میں ایک عجیب مضمون بیان کیا (عجیب اس لیے کہ اُس سے انکار قدرت لازم آتا ہے) اور اپنی اصل کو بھول گیا (کہ نطفہ حقیر ہے جس سے ہم نے اُس کو انسان بنایا ہے ورنہ طبعاً اور عقلاً ایسی بات نہ کہتا اگر اپنی اصل کو نہ بھولتا) کہتا ہے کہ ہڈیوں کو (خصوص) جبکہ وہ بوسیدہ ہو گئی ہوں کون زندہ کر دیگا آپ جواب دیدیجیے کہ اُن کو وہ زندہ کریگا جس نے اول بار میں اُنکو پیدا کیا ہے (جب کہ وہ حیات سے بہت بعید تھیں اور اب تو ایک بار وہ حیات کو قبول بھی کر چکی ہیں) اور وہ سب طرح کا پیدا کرنا جانتا ہے (ابداء بھی اعادہ بھی اس کو کچھ مشکل نہیں) وہ ایسا (قادر مطلق) ہے کہ (بعض) ہرے درخت سے تمہارے لیے آگ پیدا کر دیتا ہے پھر تم اُس سے اور آگ سلگا لیتے ہو (چنانچہ عرب میں ایک درخت تھا مرخ اور ایک عفار اُن سے چقماق کا کام لیتے تھے پس جب پانی میں کہ ضد آتش ہے آگ پیدا کر دیتے ہیں تو جماد میں حیات پیدا کرنا کیا مشکل ہے کیونکہ وہاں تو آگ کے ساتھ پانی بھی رہتا ہے اور یہاں تو حیات کے ساتھ جمادیت نہ رہیگی تو وہ اس احیاء سے زیادہ عجیب ہے) اور جس نے آسمان اور زمین پیدا کیے ہیں کیا وہ اس پر قادر نہیں کہ ان جیسے آدمیوں کو (دوبارہ) پیدا کر دے ضرور وہ قادر ہے (بلکہ زمین و آسمان تو اور بھی بڑے ہیں قال تعالیٰ لخلق السموات والارض اکبر من خلق الناس) اور وہ بڑا پیدا کرنے والا خوب جاننے والا ہے (اور اُس کی قدرت ایسی ہے کہ) جب وہ کسی چیز (کے پیدا کرنے) کا ارادہ کرتا ہے تو بس اُس کا معمول تو یہ ہے کہ اُس چیز کو کہدیتا ہے کہ ہو جا بس وہ ہو جاتی ہے (تو اُسکو کیا بات مشکل ہو سکتی ہے) تو (ان سب مقدمات سے ثابت ہو گیا کہ) اُس کی پاک ذات ہے جس کے ہاتھ میں ہر چیز کا پورا اختیار ہے (یعنی وہ عجز وغیرہ کے نقص سے منزہ ہے) اور (یہ امر سب شبہات سے سالم باقی رہ گیا کہ) تم سب کو (قیامت میں) اُسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے **ف** مثلہم کے ایسے معنے ہیں جیسے محاورات میں بولتے ہیں کہ میں تم جیسوں کو کیا سمجھتا ہوں یعنی تم کو ہی اور تمہارے امثال کو بھی اور یہاں کئی استدلال جمع ہیں اول یحییہا جسکی طرف نسی من نطفہ اور نسی میں بھی اشارہ ہے ثانی وھو بکل خلق علیم جو کہ وھو الخلاق العلیم سے متقارب ہے ثالث الذی جعل لکم الخ رابع اولیس الذی الخ خامس انما امرہ الخ اور فسبحن الخ میں اشارہ ہے مطلوب ثابت بالدلائل المذکورہ کی طرف جیسا کلمۂ فا اس پر دال ہے اور تحقیق

ملحقات الترجمة

سلہ قولہ فی ھو بکل خلق اس کو کچھ مشکل نہیں قرر الآیۃ بکذا فی الخازن ۱۲

سلہ قولہ فی امرہ معمول اشارۃ الی کون الامر بمعنی الشان ۱۲

النحو قولہ رمیم لم یقل رمیمۃ لاستواء المذکر والمؤنث فی فعیل ۱۲

سُوْرَةُ وَالصَّافَّاتِ مَكِّيَّةٌ مِائَةٌ وَاثْنَتَانِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَخَمْسُ رُكُوْعَاتٍ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ۙ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ۙ فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا ۙ اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ۭ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا

قسم ہے اُن فرشتوں کی جو صف باندھ کر کھڑے ہوتے ہیں پھر اُن فرشتوں کی جو بندش کرنیوالے ہیں پھر اُن فرشتوں کی جو ذکر کی تلاوت کرنیوالے ہیں کہ تمہارا معبود ایک ہے وہ پروردگار ہے آسمانوں کا اور زمین کا

وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ۭ اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَاۗءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ الْكَوَاكِبِ ۙ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ۚ لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى

اور پروردگار ہے طلوع کرنے کے مواقع کا ہم ہی نے رونق دی ہے اس طرف والے آسمان کو ایک عجیب آرائش یعنی ستاروں کے ساتھ اور حفاظت بھی کی ہے ہر شریر شیطان سے وہ شیاطین عالم بالا کی طرف

الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ڰ دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ۙ اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ

کان بھی نہیں لگا سکتے اور وہ ہر طرف سے مار کر دھکے دیدئے جاتے ہیں اور اُن کے لیے دائمی عذاب ہوگا مگر جو شیطان کچھ خبر لے ہی بھاگے تو ایک دہکتا ہوا شعلہ اُسکے پیچھے لگ لیتا ہے

کن فیکون کی اخیر پارہ الم میں گذری ہے اور تکون اشیاء میں گو اسباب میں تدریج بھی ہوتی ہے مگر افاضہ صورت نوعیہ کا دفعی ہے یا تدریجیات میں کن تدریجاً حکم ہوتا ہے اور دفعیات میں کن دفعۃً وقد تم بحمد اللہ تفسیر سورۃ یس ثانی ربیع الاول یوم الثلاثاء ۱۳۲۵ھ من الهجرة والمرجو من اللہ تعالی التوفیق لاتمام البقیۃ۔ سورۃ والصّٰفّٰت مکیۃ وآیہا مائۃ واحدی او اثنتان وثمانون کذا فی البیضاوی **ربط** اس سورۃ کا خلاصہ یہ مضامین ہیں توحید جس سے سورت شروع بھی کیگئی اور پھر بعث جسپر شروع سورت ہی میں بعض دلائل مذکورہ توحید استدلال بھی کیا گیا اور رکوع دوم کے ختم تک وہی مضمون بعث کا چلا گیا اور پھر رسالت جسکا سلسلہ بضمن قصص قریب ختم سورت تک چلا گیا پھر فاستفتہم الربک الخ سے عود ہے توحید و تنزیہ کی طرف پھر وان کانوا لیقولون سے منکرین کی تقریع و عید سے اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا تسلیہ وعدہ سے پھر خاتمہ میں تنزیہ ذو الجلال والاکرام اور تنویہ شان رسل کرام جو کہ توحید و رسالت کے مناسب ہے اور اس سے سورت سابقہ کے مجموعہ کا اس سورت کے مجموعہ سے بھی ارتباط ظاہر ہو گیا کہ وہ بھی ان ہی مضامین پر مشتمل تھی۔

اثبات توحید بدلیل و تاکید شان بقسم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ۙ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ۙ فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا ۙ اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ۭ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ۭ اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَاۗءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ الْكَوَاكِبِ ۙ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ۚ لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ڰ دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ۙ اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ

قسم ہے اُن فرشتوں کی جو (عبادت میں یا حق تعالی کا حکم سننے کے وقت) صف باندھ کر کھڑے ہوتے ہیں (جیسا اسی سورت میں آگے آویگا وانا لنحن الصافون اور حدیث میں ہے الا تصفون کما تصف الملائکۃ) پھر (قسم ہے) اُن فرشتوں کی جو (شہاب ثاقب کے ذریعہ سے آسمانی خبریں لانے سے شیاطین کی) بندش کرنے والے ہیں (جیسا اسی سورت میں عنقریب آتا ہے ویقذفون من کل جانب الخ) پھر (قسم ہے) اُن فرشتوں کی جو ذکر (الٰہی تسبیح و تقدیس) کی تلاوت کرنے والے ہیں (جیسا اسی سورت میں آویگا وانا لنحن المسبحون غرض ان سب کی قسم کھا کر کہتے ہیں) کہ تمہارا معبود (برحق) ایک ہے (اور دلیل اس توحید کی یہ ہے کہ) وہ پروردگار ہے آسمانوں کا اور زمین کا (یعنی اُن کا مالک اور متصرف) اور پروردگار ہے (سب ستاروں کے) طلوع کرنے کے مواقع کا اور ہم ہی نے رونق دی ہے اس طرف والے آسمان کو ایک عجیب آرائش یعنی ستاروں کے ساتھ اور (اُن ہی ستاروں کے ساتھ اُس آسمان کی یعنی اُس کی خبروں کی) حفاظت بھی کی ہے ہر شریر شیطان سے (جسکا طریق آگے آتا ہے یقذفون الخ اور اسی انتظام قذف و رجم کی وجہ سے) وہ شیاطین عالم بالا (یعنی ملائکہ) کی

اللغات

قولہ واصب دائم اتبع بمعنی تبع ثاقب بمعنی المثقبۃ الجو بالضوء ۱۲ النحو قولہ الکواکب بدل من زینۃ قولہ وحفظا مفعول مطلق لمقدر ای وحفظنا ہا حفظا قولہ دحورا مفعول مطلق لیقذفون باعتبار المعنی قولہ الا من خطف استثناء متصل من واو یسمعون ومن بدل منہ باعتبار مجموع الاستماع والسمع ای لا یستمعون ولا یسمعون الا الخاطف فیستمع ویسمع لکن لحرقہ لا یقدر علی اسماع غیرہ والا ایصال الیہ ۱۲

و باتوں کی) طرف کان بھی نہیں لگا سکتے (یعنی اکثر تو رجم کے ڈر سے دُور ہی دُور رہتے ہیں) اور (اگر کبھی اتفاقاً اس کی کوشش کرتے بھی ہیں تو) ہر طرف سے (یعنی جس طرف بھی جو شیطان جاوے) مار کر دھکے دے دیے جاتے ہیں (یہ عذاب و ذلت تو اُن کو فی الحال ہی اور (پھر آخرت میں) اُن کے لیے (جہنم کا) دائمی عذاب ہوگا (غرض قبل خبر سُننے ہی کے رجم کر دیا جاتا ہے اور استماع کا قصد کر کے سمع خبر میں ناکام رہتا ہے) مگر جو شیطان کچھ خبر لے ہی بھاگے تو ایک دہکتا ہوا شعلہ اُس کے پیچھے لگ لیتا ہے (کہ اُس کو جلا پھونک دیتا ہے پس سمع خبر کے بعد بھی اسماع و ایصال خبر میں ناکام رہتا ہے پس یہ تمام تر انتظامات و تصرفات دال علی التوحید ہیں اور گو اس استدلال کے بعض مقدمات سمعی ہیں لیکن خود اُس دلیل سمعی کی صحت دلیل عقلی سے ثابت ہے لہٰذا وہ سمعی بھی مثل عقلی ہی کے ہوا اور یہ استدلال علی التوحید معنیً عقلی ہی رہا اور شہاب ثاقب سے شیطان کے رجم اور استراق سمع کی تحقیق شروع سورۂ حجر میں گذر چکی ہے اور ظاہر آیت انا زینا السماء الدنیا سے کواکب کا اسی آسمان میں ہونا معلوم ہوتا ہے اور اہل ہیئت کے پاس کواکب کے جُدا جُدا آسمان پر ہونے کی کوئی دلیل کافی نہیں اور اگر کسی دلیل صحیح سے یہ ثابت ہو جاوے تو آیت کی توجیہ یہ ہوگی کہ جب بھی اس کی تزئین تو اُن سے ہو سکتی ہے اور مخلوق کی قسم کھانے کی تحقیق بذیل تفصیل آیت لعمرك و اقعہ سورہ حجر گذر چکی ہے اور مقصود ان قسموں سے استدلال نہیں استدلال تو آگے ہے محض تاکید کلام ہے جیسا کہ سرخی کا عنوان اس طرف مشیر ہے البتہ ان قسموں میں اشارہ استدلال باحوال مقسم علیہ کی طرف ہوتا ہے یا مقسم بہ نظیر مقسم علیہ کی ہوتا ہے کہ نظیر بھی ایک گونہ دال ہوتی ہے دوسری نظیر پر چنانچہ ان صافات کے احوال میں کہ مصنوع ہیں دلالت علی الصانع و التوحید ظاہر ہے اسی طرح ہر جگہ تامل سے معلوم ہو سکتا ہے اور ظاہراً سیاق آیت لا یسمعون سے معلوم ہوتا ہے کہ اول استماع کی نفی کی باعتبار اکثر کے پھر بعد استماع شاذ و نادر کے یقذفون میں سمع کی نفی کی پھر سمع اتفاقی کے اتبعہ سے اسماع کی نفی کی اور من کل جانب کا مطلب یہ نہیں کہ ہر شیطان کو ہر طرف سے رجم کرتے ہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ جس طرف کوئی شیطان جاوے اُدھر ہی مرجوم ہوتا ہے اور جن فرشتوں کی قسم کھائی ہے ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب فرشتے مختلف جماعتیں ہیں کوئی مدبرات ارض ہیں جن کو احکام بتلائے جاتے ہیں کوئی قیام عبادت میں مشغول ہیں اور یہ دونوں صف باندھتے ہیں یا احکام سننے والوں کا اصطفاف بمعنے اصطفاف اجنحہ کے ہوا اور بعض مدبرات سما ہیں جو شیاطین کو رجم کرتے ہیں اور بعض محض تسبیح و تقدیس کے لیے مخصوص ہیں اس صورت میں تو عطف ظاہر ہے اور اگر ایک ہی جماعت یہ سب کام کرتی ہو تو عطف باعتبار تغایر صفت کے ہوگا اور تعقیب کلمہ فاء سے باعتبار فعل قسم کے ہے یعنی کئی قسمیں آگے پیچھے کھاتے ہیں اس میں اور کسی توجیہ کی ضرورت نہیں کیونکہ جب قسم متعدد ہوگی تو اُن میں مرتبہ تلفظ میں تعاقب ہو ہی گا اور عذاب دائمی شیاطین کو بوجہ اُنکے کفر کے ہوگا اور یہاں مغارب کا ذکر اس لیے نہیں ہوا کہ مشارق کا ذکر اُس پر بھی دال ہے اور شاید تخصیص مشارق کی اسلیے ہو کہ اشراق بوجہ نصب العین ہونے کے قدرت پر زیادہ دال ہے گو دوسری کئی وجہ سے غروب زیادہ دال ہو اور اس آیت میں مشارق جمع آیا ہے اور بعض میں تثنیہ کے صیغہ سے آیا ہے جیسے سورۂ رحمٰن میں سو وہ باعتبار شمس و قمر کے ہوگا اور بعض جگہ مفرد آیا ہے جیسے سورۂ مزمل میں سو یا تو اُس سے مراد جنس ہوگا یا خاص آفتاب کا مطلع و مغرب بوجہ اُس کے اشہر الکواکب ہونے کے مراد ہوگا اور اس کے سوا اور بھی توجیہات محتمل ہیں اور شیاطین کی اس حالت بیان کرنے سے علاوہ استدلال علی التوحید بالتقریر المذکور کے اشارہ ابطال شرک کی طرف ایک اور تقریر سے بھی ہو گیا یعنی شیاطین جن کو تم شرکاء قرار دیتے ہو وہ اس درجہ مدحور و مطرود ہیں کہ عالم بالا تک رسائی تو میسر نہیں اس سے زیادہ رفعت و قدرت تو اُن کو کیا ہوگی پھر الوہیت کے مستحق کب ہو سکتے ہیں نیز اشارہ صحت رسالت کی طرف بھی اس طرح حاصل ہو گیا کہ اس قرآن میں کہانت کا احتمال نہیں اور بعث پر اس سے استدلال خود آگے موجود ہے بس اس طور پر یہ مضمون جامع ہو گیا اُصول ثلثہ کو) ربط اوپر اثبات توحید تھا آگے اثبات بعث ہے جس کے امکان پر بعض اجزاء دلیل توحید مذکور سے استدلال بھی کیا گیا ہے جیسا کلمہ فاء فاستفتهم میں اس پر دال ہے اور ثبوت نبوت سے اُس کے وقوع پر استدلال کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جیسا واذا ءاذا الخ کی تقریر ترجمہ سے معلوم ہوگا اور بعث کے ساتھ کفار کا عذاب اور مومنین کا ثواب ذکر فرمایا گیا ہے اور انهم الفوا اٰباءهم میں بطور تتمیم مضمون کے عذاب کفار کی ایک تعلیل ارشاد ہوئی ہے

فَاسْتَفْتِهِمْ أَهُمْ أَشَدُّ خَلْقًا أَمْ مَنْ خَلَقْنَا ۚ إِنَّا خَلَقْنَاهُمْ مِنْ طِينٍ لَازِبٍ ○ بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُونَ ○ وَإِذَا ذُكِّرُوا لَا

تو آپ ان سے پوچھیے کہ یہ لوگ بناوٹ میں زیادہ سخت ہیں یا ہماری پیدا کی ہوئی یہ چیزیں ہم نے ان لوگوں کو چپکتی مٹی سے پیدا کیا ہے بلکہ آپ تو تعجب کرتے ہیں اور یہ لوگ تمسخر کرتے ہیں اور جب ان کو سمجھایا جاتا ہے

يَذْكُرُونَ ○ وَإِذَا رَأَوْا آيَةً يَسْتَسْخِرُونَ ○ وَقَالُوا إِنْ هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُبِينٌ ○ أَإِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا أَإِنَّا

تو سمجھتے نہیں ۔ اور جب یہ کوئی معجزہ دیکھتے ہیں تو اس کی ہنسی اڑاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تو صریح جادو ہے بھلا جب ہم مر گئے اور مٹی اور ہڈیاں ہو گئے تو کیا ہم

لَمَبْعُوثُونَ ○ أَوَآبَاؤُنَا الْأَوَّلُونَ ○ قُلْ نَعَمْ وَأَنْتُمْ دَاخِرُونَ ○ فَإِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَاحِدَةٌ فَإِذَا هُمْ يَنْظُرُونَ

زندہ کیے جاویں گے اور کیا ہمارے اگلے باپ دادا بھی آپ کہہ دیجیے کہ ہاں اور تم ذلیل بھی ہو گے پس قیامت تو بس ایک للکار ہو گی سو سب یکایک دیکھنے بھالنے لگیں گے

وَقَالُوا يَا وَيْلَنَا هَٰذَا يَوْمُ الدِّينِ ○ هَٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ تُكَذِّبُونَ ۞ احْشُرُوا الَّذِينَ ظَلَمُوا

اور کہیں گے ہائے ہماری کمبختی یہ تو وہی روز جزا ہے یہ وہی فیصلہ کا دن ہے جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے جمع کر لو ظالموں کو

وَأَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوا يَعْبُدُونَ ○ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَاهْدُوهُمْ إِلَىٰ صِرَاطِ الْجَحِيمِ ○ وَقِفُوهُمْ ۖ إِنَّهُمْ مَسْئُولُونَ ○

اور انکے ہم مشربوں کو اور ان معبودوں کو جنکی وہ لوگ خدا کو چھوڑ کر عبادت کیا کرتے تھے پھر ان سب کو دوزخ کا رستہ بتلاؤ اور ان کو ٹھیراؤ ان سے پوچھا جاوے گا کہ اب تم کو کیا ہوا

مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُونَ ○ بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُونَ ○ وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ ○ قَالُوا إِنَّكُمْ

ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے بلکہ وہ سب کے سب اس روز سر افگندہ ہوں گے اور وہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر جواب سوال کرنے لگیں گے تابعین کہیں گے

كُنْتُمْ تَأْتُونَنَا عَنِ الْيَمِينِ ○ قَالُوا بَلْ لَمْ تَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ○ وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِنْ سُلْطَانٍ ۖ بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طَاغِينَ ○

کہ ہم پر تمہاری آمد بڑے زور کی ہوا کرتی تھی متبوعین کہیں گے کہ نہیں بلکہ تم خود ہی ایمان نہیں لائے تھے اور ہمارا تم پر کوئی زور تو تھا ہی نہیں بلکہ تم خود ہی سرکشی کیا کرتے تھے

فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَا ۖ إِنَّا لَذَائِقُونَ ○ فَأَغْوَيْنَاكُمْ إِنَّا كُنَّا غَاوِينَ ○ فَإِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُونَ ○

سو ہم سب ہی پر ہمارے رب کی یہ بات محقق ہو چکی تھی کہ ہم سب کو مزہ چکھنا ہے تو ہم نے تم کو بہکایا ہم خود بھی گمراہ تھے تو وہ سب کے سب اس روز عذاب میں شریک رہیں گے

إِنَّا كَذَٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِينَ ○

ہم ایسے مجرموں کے ساتھ ایسا ہی کیا کرتے ہیں

بحث بعث و واقعات او

فَاسْتَفْتِهِمْ أَهُمْ أَشَدُّ خَلْقًا أَمْ مَنْ خَلَقْنَا ۚ إِنَّا خَلَقْنَاهُمْ مِنْ طِينٍ لَازِبٍ ○ بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُونَ ○ وَإِذَا ذُكِّرُوا لَا يَذْكُرُونَ ○ وَإِذَا رَأَوْا آيَةً يَسْتَسْخِرُونَ ○ وَقَالُوا إِنْ هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُبِينٌ ○ أَإِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ ○ أَوَآبَاؤُنَا الْأَوَّلُونَ ○ قُلْ نَعَمْ وَأَنْتُمْ دَاخِرُونَ ○ فَإِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَاحِدَةٌ فَإِذَا هُمْ يَنْظُرُونَ ○ وَقَالُوا يَا وَيْلَنَا هَٰذَا يَوْمُ الدِّينِ ○ هَٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ تُكَذِّبُونَ ○ احْشُرُوا الَّذِينَ ظَلَمُوا وَأَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوا يَعْبُدُونَ ○ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَاهْدُوهُمْ إِلَىٰ صِرَاطِ الْجَحِيمِ ○ وَقِفُوهُمْ ۖ إِنَّهُمْ مَسْئُولُونَ ○ مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُونَ ○ بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُونَ ○ وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ ○ قَالُوا إِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَأْتُونَنَا عَنِ الْيَمِينِ ○ قَالُوا بَلْ لَمْ تَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ○ وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِنْ سُلْطَانٍ ۖ بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طَاغِينَ ○ فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَا ۖ إِنَّا لَذَائِقُونَ ○ فَأَغْوَيْنَاكُمْ إِنَّا كُنَّا غَاوِينَ ○ فَإِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُونَ ○ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِينَ ○

التحقیق قوله بل عجبت ويسخرون عندي لن مدخول بل المجموع باعتبار يسخرون كما يظهر من ترجمتي قوله مالكم حالة مقدرا اى فيسكون **البلاغة** قوله طين لازب وصفه به لاستحضار صورته وحقارته قوله يستسخرون لما كان السخرية اشد واقطع بعدما ذكروا رأى آية عبر عنه ههنا بالاستفعال لان السخرية بالدعوى وكان السابق سخرية بالدعوى فاتى به مجردا ولما كان الدليل طريقا الى اثبات الدعوى فالسخرية بالدليل قاطع لعار الهدى قوله عن اليمين مجاز مرسل او استعارة من القوة والقهر

فان اليمين موصوفة بالقوة وبها البطش اى تقصدوننا عن السلطان والغلبة حتى تحملونا على الضلال كذا فى الروح عن الفراء والحرية لمناسبة قوله تعالى وما كان لنا عليكم من سلطان قوله انا لذائقون اصله انكم لذائقون لانه لا يجوز نسبة الذوق لله تعالى الا انه عدل الى لفظ المتكلم لانهم متكلمون بذلك من انفسهم ۱۲

اختلاف القراءة قوله بل عجبت وفى قراءة بالتكلم وتوجيهه تقدير قل قبل بل او بعده كما قيل قيل ۱۲

ع ۲۱/۵

الربع

إِنَّهُمْ كَانُوا إِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ يَسْتَكْبِرُونَ ۝ وَيَقُولُونَ أَئِنَّا لَتَارِكُو آلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُونٍ ۝ بَلْ جَاءَ بِالْحَقِّ

وہ لوگ ایسے تھے کہ جب اُن سے کہا جاتا تھا کہ خدا کے سوا کوئی معبود برحق نہیں تو تکبر کیا کرتے تھے کہ کیا ہم اپنے معبودوں کو ایک شاعر دیوانہ کی وجہ سے چھوڑ دیں گے بلکہ ایک سچا دین لے کر آئے ہیں

وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِينَ ۝ إِنَّكُمْ لَذَائِقُو الْعَذَابِ الْأَلِيمِ ۝ وَمَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ۝

اور دوسرے پیغمبروں کی تصدیق کرتے ہیں تم سب کو عذاب چکھنا پڑے گا اور تم کو اُسی کا بدلہ ملے گا جو کچھ تم کیا کرتے تھے ہاں مگر جو اللہ کے خاص کیے ہوئے بندے ہیں

أُولَٰئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُومٌ ۝ فَوَاكِهُ ۖ وَهُم مُّكْرَمُونَ ۝ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ۝ عَلَىٰ سُرُرٍ مُّتَقَابِلِينَ ۝ يُطَافُ عَلَيْهِم بِكَأْسٍ مِّن مَّعِينٍ ۝

اُنکے واسطے ایسی غذائیں ہیں جن کا حال معلوم ہے یعنی میوے اور وہ لوگ بڑی عزت سے آرام کے باغوں میں تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہونگے اُنکے پاس ایسا جام شراب لایا جاویگا جو بہتی ہوئی شراب

بَيْضَاءَ لَذَّةٍ لِّلشَّارِبِينَ ۝ لَا فِيهَا غَوْلٌ وَلَا هُمْ عَنْهَا يُنزَفُونَ ۝ وَعِندَهُمْ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ عِينٌ ۝ كَأَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُونٌ ۝

سفید ہوگی پینے والوں کو لذیذ معلوم ہوگی نہ اُس میں دردسر ہوگا اور نہ اُس سے عقل میں فتور آویگا اور اُن کے پاس نیچی نگاہ والی بڑی بڑی آنکھوں والی ہونگی گویا وہ بیضے ہیں جو چھپے رکھے ہیں

فَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ ۝ قَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ إِنِّي كَانَ لِي قَرِينٌ ۝ يَقُولُ أَئِنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِينَ ۝ أَئِذَا مِتْنَا

پھر ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوکر بات چیت کرینگے اُن میں سے ایک کہنے والا کہے گا کہ میرا ایک ملاقاتی تھا وہ کہا کرتا تھا کہ کیا تو بعث کے معتقدین میں سے ہے کیا جب ہم مرجاویں گے

وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا أَئِنَّا لَمَدِينُونَ ۝ قَالَ هَلْ أَنتُم مُّطَّلِعُونَ ۝ فَاطَّلَعَ فَرَآهُ فِي سَوَاءِ الْجَحِيمِ ۝ قَالَ تَاللَّهِ إِن كِدتَّ لَتُرْدِينِ ۝

اور مٹی اور ہڈیاں ہوجاوینگے تو کیا ہم جزا سزا دیے جاوینگے ارشاد ہوگا کہ کیا تم جھانک کر دیکھنا چاہتے ہو سو وہ شخص جھانکے گا تو اسکو وسط جہنم میں دیکھیگا کہیگا کہ خدا کی قسم تو تو مجھکو تباہ ہی کرنے کو تھا

وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّي لَكُنتُ مِنَ الْمُحْضَرِينَ ۝ أَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِينَ ۝ إِلَّا مَوْتَتَنَا الْأُولَىٰ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ ۝ إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ

اور اگر میرے رب کا فضل نہ ہوتا تو میں بھی ماخوذ لوگوں میں ہوتا کیا ہم بجز پہلی بار کے مرچکنے کے اب نہیں مریں گے اور نہ ہم کو عذاب ہوگا یہ بے شک

الْعَظِيمُ ۝ لِمِثْلِ هَٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعَامِلُونَ ۝ أَذَٰلِكَ خَيْرٌ نُّزُلًا أَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّومِ ۝ إِنَّا جَعَلْنَاهَا فِتْنَةً لِّلظَّالِمِينَ ۝

بڑی کامیابی ہے ایسی ہی کامیابی کے لیے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہیے بھلا یہ دعوت بہتر ہے یا زقوم کا درخت ہم نے اُس درخت کو ظالموں کے لیے موجب امتحان بنایا ہے

إِنَّهُمْ كَانُوا إِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ يَسْتَكْبِرُونَ ۝ وَيَقُولُونَ أَئِنَّا لَتَارِكُو آلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُونٍ ۝ بَلْ جَاءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِينَ ۝ إِنَّكُمْ لَذَائِقُو الْعَذَابِ الْأَلِيمِ ۝ وَمَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ۝ أُولَٰئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُومٌ ۝ فَوَاكِهُ ۖ وَهُم مُّكْرَمُونَ ۝ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ۝ عَلَىٰ سُرُرٍ مُّتَقَابِلِينَ ۝ يُطَافُ عَلَيْهِم بِكَأْسٍ مِّن مَّعِينٍ ۝ بَيْضَاءَ لَذَّةٍ لِّلشَّارِبِينَ ۝ لَا فِيهَا غَوْلٌ وَلَا هُمْ عَنْهَا يُنزَفُونَ ۝ وَعِندَهُمْ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ عِينٌ ۝ كَأَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُونٌ ۝ فَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ ۝ قَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ إِنِّي كَانَ لِي قَرِينٌ ۝ يَقُولُ أَئِنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِينَ ۝ أَئِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا أَئِنَّا لَمَدِينُونَ ۝ قَالَ هَلْ أَنتُم مُّطَّلِعُونَ ۝ فَاطَّلَعَ فَرَآهُ فِي سَوَاءِ الْجَحِيمِ ۝ قَالَ تَاللَّهِ إِن كِدتَّ لَتُرْدِينِ ۝ وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّي لَكُنتُ مِنَ الْمُحْضَرِينَ ۝ أَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِينَ ۝ إِلَّا مَوْتَتَنَا الْأُولَىٰ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ ۝ إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝ لِمِثْلِ هَٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعَامِلُونَ ۝ أَذَٰلِكَ خَيْرٌ نُّزُلًا أَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّومِ ۝ إِنَّا جَعَلْنَاهَا فِتْنَةً لِّلظَّالِمِينَ ۝

اللغات قولہ کاس فی الروح عن اکثر اللغویین ان اناء الخمر لایسمی کاسا حقیقۃ الا وفیہ خمر فان خلا منہ فہو قدح قولہ معین ای جار کما تجری الانہار غَول فی القاموس الصداع ینزفون فی القاموس نزف کعنی ذہب عقلہ قولہ بیض معروف وہو اسم جنس والواحد بیضۃ قولہ لمدینون لمجزیون ۱۲

النحو قولہ الا عباد اللّٰہ استثناء منقطع بمعنی لکن اولئک خبرہ قولہ فواکہ بدل من رزق معلوم قولہ من معین صفۃ کاس ای کائنۃ من معین ومعین صفۃ لمقدر ای من خمر معین بمعنی الجاری کالماء ۱۲

البلاغۃ قولہ لذۃ مصدر وصف بہ مبالغۃ قصرات کنایۃ عن العفۃ لان العفیفۃ لا تنظر الی غیر زوجہا ای قصرن ابصارہن علی ازواجہن یتساءلون کنایۃ عن التحادث وان لم یکن فیہ سوال وجواب ۱۲

إِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِي أَصْلِ الْجَحِيمِ ۝ طَلْعُهَا كَأَنَّهُ رُءُوسُ الشَّيَاطِينِ ۝ فَإِنَّهُمْ لَآكِلُونَ مِنْهَا فَمَالِئُونَ مِنْهَا الْبُطُونَ ۝

وہ ایک درخت ہے جو قعر دوزخ میں سے نکلتا ہے ۔ اُس کے پھل ایسے ہیں جیسے سانپ کے پھن ۔ تو وہ لوگ اُس سے کھاویں گے ۔ اور اُسی سے پیٹ بھرینگے

ثُمَّ إِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِنْ حَمِيمٍ ۝ ثُمَّ إِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَإِلَى الْجَحِيمِ ۝ إِنَّهُمْ أَلْفَوْا آبَاءَهُمْ ضَالِّينَ ۝ فَهُمْ عَلَىٰ آثَارِهِمْ يُهْرَعُونَ ۝

پھر اُن کو کھولتا ہوا پانی ملا کر دیا جاوے گا اور پھر اخیر ٹھکانا اُن کا دوزخ ہی کی طرف ہوگا انھوں نے اپنے بڑوں کو گمراہی کی حالت میں پایا تھا پھر یہ بھی اُن ہی کے قدم بقدم تیزی کے ساتھ چلتے تھے

وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ أَكْثَرُ الْأَوَّلِينَ ۝ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا فِيهِمْ مُنْذِرِينَ ۝ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِينَ ۝ إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ۝

اور ان سے پہلے بھی اگلے لوگوں میں اکثر گمراہ ہو چکے ہیں اور ہمنے اُن میں بھی ڈرانیوالے بھیجے تھے سو دیکھ لیجیے اُن لوگوں کا کیا انجام ہوا جنکو ڈرایا گیا تھا ہاں مگر جو اللہ کے خاص کیے ہوئے بندے تھے

ع ۲

إِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِي أَصْلِ الْجَحِيمِ ۝ طَلْعُهَا كَأَنَّهُ رُءُوسُ الشَّيَاطِينِ ۝ فَإِنَّهُمْ لَآكِلُونَ مِنْهَا فَمَالِئُونَ مِنْهَا الْبُطُونَ ۝ ثُمَّ إِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِنْ حَمِيمٍ ۝ ثُمَّ إِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَإِلَى الْجَحِيمِ ۝ إِنَّهُمْ أَلْفَوْا آبَاءَهُمْ ضَالِّينَ ۝ فَهُمْ عَلَىٰ آثَارِهِمْ يُهْرَعُونَ ۝ وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ أَكْثَرُ الْأَوَّلِينَ ۝ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا فِيهِمْ مُنْذِرِينَ ۝ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِينَ ۝ إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ۝ (اور جب دلائل توحید میں حق تعالے کا مخلوقات میں تصرفات مذکورہ پر قادر ہونا اور ان مخلوقات کا مقدور ہونا معلوم ہوگیا) تو آپ ان (منکرین بعث) سے (بطور تبکیت و الزام کے) پوچھیے کہ یہ لوگ بناوٹ میں زیادہ سخت ہیں یا ہماری پیدا کی ہوئی یہ چیزیں (جن کا ابھی ذکر ہوا سو واقع میں یہی چیزیں زیادہ سخت ہیں کیونکہ) ہم نے ان لوگوں کو (تو ابتدا رخلق آدم میں ہی معمولی) چپکتی مٹی سے پیدا کیا ہے (جس میں نہ کچھ قوت ہے نہ صلابت اور انسان جو اس سے بنا ہو وہ بھی زیادہ قوی اور صلب نہیں ہے پس جب مخلوقات قویہ صلبہ کے ابتدا رخلق پر ہم قادر ہیں تو مخلوق ضعیف اور رخو کے اعادہ پر قدرت کیوں نہ ہوگی مگر باوجود ایسی دلیل واضح کے بھی یہ لوگ امکان بعث کے قائل نہیں ہوئے) بلکہ (اس سے بڑھ کر بات یہ ہے کہ) آپ تو (ان کے انکار قدرت الٰہیہ سے جو کہ نفی امکان سے لازم آتا ہے) تعجب کرتے ہیں اور یہ لوگ (انکار سے بڑھ کر اس دعوے بعث سے) تمسخر کرتے ہیں اور (قاعدہ ہے کہ اس دعوے کے دو ہی جز ہیں امکان بعث اور وقوع بعث جزو اول کا اثبات دلائل عقلیہ کے یاد دلانے سے ہو سکتا ہے جن میں ایک ابھی مذکور ہوئی اھم اشد خلقا الخ اور جزو دوم کا اثبات ثبوت نبوت سے ہو سکتا ہے مگر ان کی کیفیت یہ ہے کہ) جب ان کو (دلائل عقلیہ سے امکان) سمجھایا جاتا ہے تو یہ سمجھتے نہیں اور جب یہ کوئی معجزہ دیکھتے ہیں (جو بغرض ثبوت نبوت ان کو دکھلایا جاتا ہے جس سے وقوع بعث ثابت کیا جاوے) تو (خود) اُس کی ہنسی اڑاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تو صریح جادو ہے (کیونکہ اگر یہ معجزہ ہو تو اس سے نبوت کا ثبوت اور اُس سے مدعی بعث کا صدق لازم آتا ہے اور لازم محال ہے کیونکہ) بھلا جب ہم مر گئے اور مٹی اور ہڈیاں ہو گئے تو کیا ہم (پھر) زندہ کیے جاوینگے اور کیا ہمارے اگلے باپ دادا بھی (زندہ ہونگے) آپ کہدیجیے کہ ہاں (ضرور زندہ ہوگے) اور تم ذلیل بھی ہوگے (جو شخص دلیل کے بعد بھی عناداً انکار کرے اُس کے لیے ایسا ہی جواب زیبا ہے آگے ثبوت مقدمات بعث پر تفریع فرماتے ہیں کہ) پس قیامت تو بس ایک للکار ہوگی (یعنی نفخۂ ثانیہ) سو (اُس سے) سب یکایک (زندہ ہو کر) دیکھنے بھالنے لگیں گے اور (تحسراً) کہینگے ہائے ہماری کمبختی یہ تو وہی روز جزا (معلوم ہوتا) ہے (ارشاد ہوگا کہ ہاں) یہ وہی فیصلہ کا دن ہے جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے (آگے تفصیل ہے بعض واقعات کی کہ ملائکہ کو حکم ہوگا کہ) جمع کرلو ظالموں کو (یعنی جو بانی اور مقتدائے کفر و شرک تھے) اور اُن کے ہم مشربوں کو (یعنی جو اُن کے ساتھ تابع تھے) اور اُن معبودوں کو جن کی وہ لوگ خدا کو چھوڑ کر عبادت کیا کرتے تھے (یعنی شیاطین و اصنام) پھر ان سب کو دوزخ کا رستہ بتلاؤ (یعنی اُدھر لیجاؤ) اور (پھر یہ حکم ہوگا کہ اچھا) ان کو (ذرا) ٹھیراؤ ان سے کچھ پوچھا جاوے گا (چنانچہ اُن سے یہ سوال ہوگا) کہ اب تم کو کیا ہوا کہ (عذاب کا حکم سُن کر) ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے (یعنی

اللغات

قولہ طلعھا المراد ھھنا اول ما یبدو من الثمر وھا استعارۃ لان اصلہ فی طلع النخل الشیاطین الحیات کذا فی القاموس الاھراع الاسراع ۱۲

متبوعین انسان ہوں یا شیاطین اپنے تابعین کی مدد نہیں کرتے جیسا دنیا میں اضلال واغوار کے وقت تابعین کو دھوکے دیتے تھے کہ اس طریق
شرکی کو اختیار کرو کچھ ضرر نہ ہوگا مگر اس سوال کے بعد بھی کچھ تناصر نہ ہوگا) بلکہ وہ سب کے سب اُس روز سر افگندہ (کھڑے) ہونگے اور (بجائے تناصر کے
اور باہم تنافر اور تنازع ہوگا کہ) وہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر جواب سوال (یعنی اختلاف) کرنے لگیں گے (چنانچہ) تابعین (متبوعین سے
کہیں گے کہ (ہم کو تو تم نے گمراہ کیا کیونکہ) ہم پر تمہاری آمد بڑے زور کی ہوا کرتی تھی (یعنی ہم پر خوب زور ڈال کر ہمارے اضلال کا اہتمام اور آپ میں
سعی کیا کرتے تھے) متبوعین کہیں گے کہ نہیں بلکہ تم خود ہی ایمان نہیں لائے تھے اور (ہم پر ناحق کا الزام ہے کیونکہ) ہمارا تم پر کوئی زور تو تھا ہی نہیں
بلکہ تم خود ہی سرکشی کیا کرتے تھے سو (جب مرتکب کفر کے تم بھی تھے اور ہم بھی یدل علے الاول لم تکونوا مؤمنین وعلی الثانی قولہم ما کان لنا علیکم من
سلطان ای فی قسرکم علی طریقنا تو اس سے معلوم ہوا کہ) ہم سب ہی پر ہمارے رب کی یہ (ازلی) بات محقق ہو چکی تھی کہ ہم سب کو (عذاب کا) مزہ چکھنا ہے
جو حاصل ہے لاملأن جہنم من الجنۃ والناس اجمعین کا) تو (اس کا سامان یہ ہو گیا کہ) ہم نے تمکو بہکایا (جس سے تم بلا ہمارے اکراہ کے باختیار خود گمراہ ہوئے اور ہم
ہم خود بھی (اپنے اختیار سے) گمراہ تھے (پس دونوں کی گمراہی کے اسباب مجتمع ہو گئے جس میں تمہارا اختیار تمہارے اسباب غوایت کا ایک جزو ہی پھر اپنے کو بری کرنا
کیسے چاہتے ہو آگے حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جب دونوں فریق کا اشتراک فی الکفر ثابت ہے) تو وہ سب کے سب اُس روز عذاب میں (بھی) شریک رہینگے (اور)
ہم ایسے مجرموں کے ساتھ ایسا ہی کیا کرتے ہیں (آگے اُن کے کفر وجرم کا بیان ہے کہ) وہ لوگ ایسے تھے کہ (توحید کے بھی منکر تھے اور رسالت کے بھی چنانچہ
جب اُن سے (بواسطہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے) کہا جاتا تھا کہ خدا کے سوا کوئی معبود برحق نہیں تو (اس کے ماننے سے) تکبر کیا کرتے تھے
اور کہا کرتے تھے کہ کیا ہم اپنے معبودوں کو ایک شاعر دیوانہ (کے کہنے) کی وجہ سے چھوڑ دیں گے (پس اس میں توحید اور رسالت دونوں کا
انکار ہو گیا حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ پیغمبر نہ شاعر ہیں نہ مجنون) بلکہ (پیغمبر ہیں کہ) ایک سچا دین لے کر آئے ہیں اور (اصول توحید
وغیرہ میں) دوسرے پیغمبروں کی تصدیق (اور موافقت) کرتے ہیں (یعنی ایسے اصول بتلاتے ہیں جس میں سب مرسلین متفق ہیں پس وہ
اصول بشہادت اجماع براہین کثیرہ حق ہیں خیال بندی نہیں اور حق بات کا کہنا جنون نہیں اسی طرح اور امم نے اپنے انبیاء کے ساتھ اسی
کے قریب برتاؤ کیا یہاں بعض آیات میں صرف اس امت کے کفار کا ذکر باعتبار خصوصیت مخاطبین وقت نزول قرآن کے ہو گیا
آگے بیان ہے اُن کو مشافہۃً اُس عذاب مشترک کے سُنانے کا کہ) تم سب (تابع ومتبوع) کو عذاب چکھنا پڑے گا اور (اس حکم میں تمہیں
کوئی ظلم نہیں ہوا کیونکہ) تم کو اُس ہی کا بدلہ ملیگا جو کچھ تم (کفر وغیرہ) کیا کرتے تھے ہاں مگر جو اللہ کے خاص کیے ہوئے بندے ہیں (مراد اس
سے اہل ایمان ہیں کہ اُنہوں نے حق کا اتباع کیا اللہ تعالےٰ نے اُن کو مقبول اور مخصوص فرما لیا سو) اُن کے واسطے ایسی غذائیں ہیں جن کا
حال (دوسری سورتوں میں) معلوم (ہو چکا) ہے یعنی میوے (جن کا ملنا سورہ یٰس آیت لہم فیہا فاکہۃ میں اور جن کا وصف سورۂ واقعہ
آیت وفاکہۃ کثیرۃ لا مقطوعۃ ولا ممنوعۃ میں اس کے قبل نازل ہو چکا ہے کیونکہ سورۂ یٰس وواقعہ سورہ صٰفّت سے نزول میں مقدم ہیں
کذا فی الاتقان) اور وہ لوگ بڑی عزت سے آرام کے باغوں میں تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہونگے (اور) اُن کے پاس ایسا جام شراب لایا جاویگا (یعنی
غلمان لاوینگے کما فی الواقعۃ یطوف علیہم ولدان الخ) جو بہتی ہوئی شراب سے بھرا جاویگا (کما قال تعالی وانہار من خمر جس سے اُس کی کثرت اور لطافت
معلوم ہوئی اور دیکھنے میں) سفید ہوگی (اور پینے میں) پینے والوں کو لذیذ معلوم ہوگی (اور) نہ اُس میں درد سر ہوگا (جیسا دنیا کی شراب
میں ہوتا ہے جس کو خمار کہتے ہیں) اور نہ اُس سے عقل میں فتور آویگا اور اُن کے پاس نیچی نگاہ والی بڑی بڑی آنکھوں والی (حوریں) ہونگی
(کما قال تعالے وحور عین جن کی رنگت ایسی صاف ہوگی کہ) گویا بیضے ہیں جو (پروں کے نیچے) چھپے ہوئے رکھے ہیں (کہ گرد وغبار
اور داغ سے بالکل محفوظ ہوتے ہیں تشبیہ محض صفائی میں ہے بوجہ عادت عرب کے کہ عورتوں کے لیے اس تشبیہ کا استعمال کیا کرتے ہیں
کذا فی الروح اور خصوصیت رنگت میں تشبیہ نہیں چنانچہ سورہ رحمٰن میں یاقوت اور مرجان سے تشبیہ دی ہے تو مختلف رنگتیں کیسے جمع ہو سکتی
ہیں یا یوں کہا جاوے کہ سب الوان کچھ کچھ دمکتے ہونگے) پھر (جب سب ایک جلسہ میں جمع ہونگے تو) ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر بات
چیت کریں گے (اُس بات چیت کے اثنا میں) اُن (اہل جنت) میں سے ایک کہنے والا (اہل مجلس سے) کہے گا کہ (دنیا میں) میرا ایک ملاقاتی تھا

ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ فحق دفی فاغویناکم اس سے معلوم ہوا للغوایۃ سبب مجتمع الخ اشارۃ الے التفریع فی الاول باعتبار الوجود الذہنی والثانی باعتبار الوجود الخارجی فصح التفریعان بلا تکلف وہذا من المواہب ۱۲

وہ (مجھ سے بطور تعجب) کہا کرتا تھا کہ کیا تو بعث کے معتقدین میں سے ہے کیا جب ہم مرجاویں گے اور مٹی اور ہڈیاں ہوجاویں گے تو کیا ہم (دوبارہ زندہ کیے جاویں گے اور زندہ کرکے) جزا سزا دیے جاویں گے (یعنی وہ منکر بعث تھا پس ضرور وہ دوزخ میں گیا ہوگا حق تعالےٰ کا) ارشاد ہوگا کہ (اے اہل جنت) کیا تم جھانک کر (اُس کو) دیکھنا چاہتے ہو (اگر چاہو تو تم کو اجازت ہے) سو وہ شخص (جس نے قصہ بیان کیا تھا) جھانکے گا (خواہ اور لوگ بھی جھانکیں یا نہ جھانکیں شق اول پر اُس کی تخصیص اس لیے ہے کہ باعث اذن اطلاع کا یہی ہوا اور اسی کو اشتیاق بھی زیادہ تھا اور دوسری شق پر تخصیص ظاہر ہے غرض جب جھانکے گا) تو اُس کو وسط جہنم میں (پڑا ہوا) دیکھے گا (وسط کے لیے حقیقی ہونا ضروری نہیں اُس کو وہاں دیکھ کر اُس سے) کہے گا کہ خدا کی قسم تو تو مجھ کو تباہ ہی کرنے کو تھا (یعنی مجھ کو بھی منکر بعث بنانے کی کوشش کیا کرتا تھا) اور اگر میرے رب کا (مجھ پر) فضل نہ ہوتا (کہ مجھ کو خدا نے اعتقاد صحیح پر قائم رکھا) تو میں بھی (تیری طرح) ماخوذ لوگوں میں ہوتا (اس کے بعد اپنے یاران جلسہ اہل جنت سے کہیگا کہ) کیا ہم بجز پہلی بار کے مرچکنے کے (کہ دنیا میں مرچکے ہیں) اب نہیں مرینگے اور نہ ہم کو عذاب ہوگا (یہ بات اہل جنت سے اور اسی طرح پہلی بات اُس کا فر ملاقاتی کے متعلق اور اُس کو جھانکنا دیکھنا اُس سے باتیں کرنا یہ سب جوش خوشی میں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے سب آفات اور کلفتوں سے بچا لیا اور ہمیشہ کے لیے بے فکر کردیا آگے حق تعالےٰ کا ارشاد ہے کہ اے سامعین یہ جو کچھ جنت کی نعیم جسمانی و روحانی سے مذکور ہوا) یہ بیشک بڑی کامیابی ہے ایسی ہی کامیابی (حاصل کرنے) کے لیے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہیے (یعنی ایمان لانا اور اطاعت کرنا چاہیے آگے دونوں عذاب و ثواب کا موازنہ کرکے اہل ایمان کو ترغیب اور کفار کو ترہیب فرماتے ہیں کہ اے سامعین بتلاؤ) بھلا یہ دعوت (نعیم جنت کی کہ فواکہ وغیرہا ہیں) بہتر ہے (جو اہل ایمان کے لیے ہے)، یا زقوم کا درخت (جو کفار کے لیے ہے) ہم نے اُس درخت کو (علاوہ عقوبت فی الآخرۃ بنانے کے دُنیا میں بھی ان) ظالموں کے لیے موجب امتحان بنایا ہے (کہ اُس کو سُن کر تصدیق کرتے ہیں یا تکذیب و استہزار کرتے ہیں چنانچہ کفار تکذیب و استہزار سے پیش آئے کہنے لگے کہ زقوم تو مسکہ اور خرما کو کہتے ہیں وہ تو خوب لذیذ چیز ہے اور کہنے لگے کہ زقوم اگر درخت ہے تو دوزخ میں کہ آگ ہے درخت کیسے ہو سکتا ہے اس کا جواب آگے فرماتے ہیں کہ) وہ ایک درخت ہے جو قعر دوزخ میں سے نکلتا ہے (یعنی مسکہ و خرما نہیں ہے اور چونکہ خود آگ ہی میں پیدا ہوتا ہے اس لیے وہاں رہنا بعید نہیں جیسا سمندر جانور کہ آگ میں پیدا ہوتا ہے اور آگ میں رہتا ہے اس سے دونوں بات کا جواب ہوگیا آگے اُسکی ایک کیفیت مذکور ہے کہ) اُس کے پھل ایسے (کریہ المنظر) ہیں جیسے سانپ کے پھن (پس ایسے درخت سے ظالموں کی دعوت ہوگی) تو وہ لوگ (بھوک کی شدت میں جب اور کچھ نہ ملیگا تو) اُس سے کھاوینگے اور (چونکہ بھوک سے مضطر ہونگے) اُسی سے پیٹ بھرینگے پھر (جب پیاس سے بیقرار ہوکر پانی مانگیں گے تو) اُن کو کھولتا ہوا پانی (غساق یعنی پیپ میں) ملاکر دیا جاویگا اور (یہ نہیں کہ اس مصیبت پر خاتمہ ہوجاوے بلکہ اس کے بعد) پھر اخیر ٹھکانا اُن کا دوزخ ہی کی طرف ہوگا (یعنی اُس کے بعد بھی وہاں ہی ہمیشہ کے لیے رہنا ہوگا اور وجہ اُن کی اس سزا کی یہ ہوئی کہ) انہوں نے (ہدایت الٰہیہ کا اتباع نہیں کیا تھا بلکہ) اپنے بڑوں کو گمراہی کی حالت میں پایا تھا پھر یہ بھی اُن ہی کے قدم بقدم تیزی کے ساتھ چلتے تھے (یعنی شوق اور رغبت سے اُن کی راہ بے راہی پر چلتے تھے) اور ان (کفار موجودین) سے پہلے بھی اگلے لوگوں میں اکثر گمراہ ہوچکے ہیں اور ہم نے اُن میں بھی ڈرانے والے (پیغمبر) بھیجے تھے سو دیکھ لیجیے اُن لوگوں کا کیسا (بُرا) انجام ہوا جن کو ڈرایا گیا تھا (اور اُنہوں نے نہ مانا تھا کہ اُن پر دُنیا ہی میں کیا کیا عذاب نازل ہوا) ہاں مگر جو اللہ کے خاص کیے ہوئے (یعنی ایمان والے) بندے تھے (وہ اُس عذاب دُنیوی سے بھی محفوظ رہے) **ف** فواکہ اور زقوم باہم اور کاس اور حمیم باہم مقابل ہیں اور دونوں یتساءلون معنے مقابل ہیں اور عباد مخلصین کا استثنا ایک جگہ عذاب اخروی سے ہے ایک جگہ عذاب دنیوی سے اور انهم الفوا اباءهم کا حکم باعتبار اکثر کفار کے ہے اور اولین کی تعذیب کی علت خود اُنکی ضلال میں اصل ہونا ہے اور مثل هذا سے مراد خود ہذا ہی ہے محاورات میں اس طرح بولا کرتے ہیں اور جس جنتی کا یہاں قصہ مذکور ہے اُسکی تعیین کسی روایت صحیحہ قویہ سے ثابت نہیں اور یہ بھی ضرور نہیں کہ ساری جنت میں ایسا شخص ایک ہی ہو اور فاطلع سے ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ جنت اعلےٰ میں اور دوزخ اسفل میں ہے اور اُس وقت باہم ایسی نسبت ہوگی کہ جھانکنے سے نظر آجاوے گا اور قال هل انتم مطلعون کا فاعل احقر نے اللہ تعالےٰ کو قرار دیا ہے اور مثل بعض مفسرین کے اُس جنتی کو قرار نہیں دیا کیونکہ ظاہرا بلا اذن حق تعالیٰ کے اہل جنت کا

ملحقات الترجمة
۱ قوله فی قرآن مبین
یعنی الی ہیئته اشارة الی
الرجوع علی تقاره لاو ...
التراخی بلا کلفة ہذا من الموا ...

وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ ۝ وَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ۝ وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِيْنَ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ

اور ہمکو نوح نے پکارا سو ہم خوب فریاد سننے والے ہیں اور ہم نے اُن کو اور اُن کے تابعین کو بڑے بھاری غم سے نجات دی اور ہم نے باقی اُن ہی کی اولاد کو رہنے دیا اور ہم نے اُن کے لیے پیچھے آنے والے لوگوں میں

فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ ۝ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ۝

یہ بات رہنے دی کہ نوح پر سلام ہو عالم والوں میں ہم مخلصین کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں بیشک وہ ہمارے ایماندار بندوں میں سے تھے پھر ہم نے دوسرے لوگوں کو غرق کر دیا۔

خود اپنی رائے سے مستبعد معلوم ہوتا ہے اور زقوم کو بیضاوی نے لکھا ہے کہ ایک درخت کا نام ہے جس کے چھوٹے چھوٹے پتے ہوتے ہیں اور بدبودار اور تلخ ہوتا ہے تہامہ میں بکثرت پیدا ہوتا ہے اور ہندوستان میں اس کے قریب قریب تھوہر اور سینڈھ کا درخت ہوتا ہے اور تشبیہ رؤس حیات کے ساتھ بدنمائی میں ہے جیسے ہندوستان میں ایک درخت خاردار کو مشابہت شکل سے ناگ پھن کہتے ہیں اور سانپوں کو شیاطین بوجہ خبث و ایذار رسانی کے کہتے ہیں اور کفار کے استہزار کی وجہ یہ ہے کہ زقوم لغت عربی میں اس معنے میں بھی استعمال ہوتا ہے لیکن شجرہ کی قید جب اس کے ساتھ مصرح ہے اصلا اس احتمال کی گنجائش نہ تھی اور یہ روایت استہزار وتکذیب کی اور اُس پر آیت انھا شجرۃ تخرج الخ کے نزول کی درمنثور میں منقول ہے اور اسی مضمون کا ذکر ہے سورہ بنی اسرائیل میں الا فتنۃ للناس والشجرۃ الملعونۃ اور چونکہ آیت انھا شجرۃ تخرج اس شبہہ کے بعد نازل ہوئی ہے جیسا روایت مذکورہ میں تصریح ہے پس اُس شجر کا نار میں ہونا کسی اور دلیل سے معلوم ہوا ہوگا یا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور تفسیر کے فرمایا ہوگا یا اس مضمون کو سُن کر کہ شجر زقوم دوزخیوں کا طعام ہے لزوم عادی کے طور پر اُس شجر کا نار میں ہونا سمجھے ہونگے مثلاً سورۂ واقعہ کی آیت ثم انکم ایھا الضالون المکذبون لاٰکلون من شجر من زقوم سے جو کہ نزول میں بنی اسرائیل اور صافات سے مقدم ہے یہ سمجھا ہو اور یہ شبہہ کیا ہو جس کو بنی اسرائیل میں کہ واقعہ سے متاخر ہے اجمالاً نقل کیا پھر صافات میں کہ بنی اسرائیل سے متاخر ہے اُس کا جواب بھی ارشاد فرما دیا اور یہ ترتیب نزول کی اتقان میں مذکور ہے واللہ اعلم اور آیت ان مرجعھم الخ کے متعلق ایک ضروری تحقیق سورہ مومن آیت ثم فی النار یسجرون کے ذیل میں آویگی ربط اوپر مبدأ و معاد یعنی توحید و یوم الوعید کا مضمون تھا اور ختم پر لقد ارسلنا الخ میں اجمالاً مسئلہ رسالت کا اثبات تھا آگے اس اجمال کی تفصیل قصص انبیاء علیہم السلام کی فرمائی جاتی ہے اور چونکہ سب انبیاء داعی الی التوحید تھے توحید کی بھی تائید ہوگئی اور مکذبین کے اہلاک سے کفر پر استحقاق وعید بھی ثابت ہوگیا جس سے کیف کان عاقبۃ المنذرین کی تفسیر اور مسئلہ معاد کی تنظیر بھی ہوگئی۔

قصۂ اول نوح علیہ السلام با قوم او

وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ ۝ وَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ۝ وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِيْنَ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ ۝ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ۝ اور ہمکو نوح (علیہ السلام) نے (نصرۃ کے لیے) پکارا (یعنی دعا کی) سو ہمنے اُنکی فریاد رسی کی اور) ہم خوب فریاد سننے والے ہیں اور ہمنے اُنکو اور اُنکے تابعین کو بڑے بھاری غم سے (جو کہ تکذیب و ایذار کفار سے پیش آیا) نجات دی (کہ طوفان سے کفار کو غرق کر دیا اور اُنکو اور اُنکے تابعین کو بچا لیا) اور ہمنے باقی اُن ہی کی اولاد کو رہنے دیا (اور کسی کی نسل نہیں چلی) اور ہمنے اُنکے لیے پیچھے آنیوالے لوگوں میں یہ بات اور مدت دراز کے لیے رہنے دی کہ نوح پر سلام ہو عالم والوں میں (یعنی خدا کرے اُن پر تمام اہل عالم جن و انس و ملائکہ سلام بھیجا کریں یعنی کہ اُنکی ثنا کریں یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ذکر خیر ونوح علیہ السلام کو بشارت سلامت مطلقہ کا ملکی دے جو کہ ناجین مقربین کے لیے موعود ہے چنانچہ علیہ السلام کہنا اس اعتبار سے کہ سلام بوجہ اطلاق کے تمام افراد سلام کا شامل الثقلین وللملئکہ کو شامل ہے یا اس اعتبار سے کہ الف لام استغراق کا ہے حکم میں اسی عبارت کے ہے سلام علیہ فی العالمین) ہم مخلصین کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں بیشک وہ ہمارے ایماندار بندوں میں سے تھے پھر ہمنے دوسرے (طریق کے) لوگوں کو (یعنی کافروں کو) غرق کر دیا

ف جعلنا ذریتہ ہم الباقین کا ظاہر مطلب یہ ہے کہ اُن ہی کی اولاد کی نسل چلی کفار تو غرق ہوگئے اور بقیہ اہل کشتی کی نسل بھی نہیں چلی پس اب جسقدر آدمی دنیا میں ہیں سب کا نسب نوح علیہ السلام تک منتہی ہوتا ہے جیسا ترمذی نے اس آیت میں کو عاد و حدیثیں نقل کی ہیں اول قال حام و سام و یافث ثانی سام ابو العرب و حام ابو الحبش و یافث ابو الروم اور ظاہر قرآن مجید سے جیسے جعلنا ذریتہ ہم الباقین اور لاتذر علی الارض من الکٰفرین

النحو قولہ سلٰم وارد علی الحکایۃ ای ترکنا علیہ ہذا الکلام بعینہ کذا فی الروح ۱۲

ملحقات الترجمة

۱ قولہ فی درمنثور ذکر ہذہ الروایۃ فی حواشی قولہ تعالیٰ فی بنی اسرائیل وما جعلنا الرؤیا التی اریناک الا فتنۃ للناس ۱۲

۲ قولہ سورہ واقعہ المتقدم نزولھا علی بنی اسرائیل و الصافات اورد الشجرۃ فیہا نکرۃ وفیہما معرفۃ للعہد فتدبر

۳ قولہ فی العلمین یعنی الخ استفدتہ من الکہف قال معناہ الدعاء بثبوت ہذہ التحیۃ فیہم ای لا یخلو احد منہم منہا کانہ قیل اثبت اللہ التسلیم علی نوح وادامہ فی الملئکۃ والثقلین یسلمون علیہ کلہم اجمعین ۱۲

وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ ۝ اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ۝ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَاذَا تَعْبُدُوْنَ ۝ اَئِفْكًا اٰلِهَةً دُوْنَ اللّٰهِ (وقف لازم)

اور نوح کے طریقہ والوں میں سے ابراہیم بھی تھے جب کہ وہ اپنے رب کی طرف صاف دل سے متوجہ ہوئے جبکہ انہوں نے اپنے باپ سے اور اپنی قوم سے فرمایا کہ تم کس چیز کی عبادت کیا کرتے ہو کیا جھوٹ موٹ کے

تُرِيْدُوْنَ ۝ فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُوْمِ ۝ فَقَالَ اِنِّيْ سَقِيْمٌ ۝ فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِيْنَ ۝ فَرَاغَ اِلٰٓى

چاہتے ہو - تو تمہارا رب العالمین کے ساتھ کیا خیال ہے سو ابراہیم نے ستاروں کو ایک نگاہ بھر کر دیکھا اور کہہ دیا کہ میں بیمار ہونے کو ہوں غرض وہ لوگ ان کو چھوڑ کر چلے گئے تو یہ اُن کے

اٰلِهَتِهِمْ فَقَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ۝ مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ ۝ فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًۢا بِالْيَمِيْنِ ۝ فَاَقْبَلُوْٓا اِلَيْهِ يَزِفُّوْنَ ۝ قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ

بتوں میں جا گھسے اور کہنے لگے کیا تم کھاتے نہیں ہو تم کو کیا ہوا تم بولتے بھی نہیں ہو پھر اُن پر قوت کے ساتھ جا پڑے اور مارنے لگے سو وہ لوگ ان کے پاس دوڑتے ہوئے آئے ابراہیم نے فرمایا کیا تم اُن چیزوں کو پوجتے ہو

مَا تَنْحِتُوْنَ ۝ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ قَالُوا ابْنُوْا لَهٗ بُنْيَانًا فَاَلْقُوْهُ فِي الْجَحِيْمِ ۝ فَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَسْفَلِيْنَ ۝

جنکو خود تراشتے ہو حالانکہ تم کو اور تمہاری اُن بنائی ہوئی چیزوں کو اللہ ہی نے پیدا کیا ہے وہ لوگ کہنے لگے کہ ابراہیم کے لیے ایک آتشخانہ تعمیر کرو اور انکو اُس دہکتی آگ میں ڈال دو غرض اُن لوگوں نے ابراہیم کے ساتھ بُرائی کرنا چاہا تھا سو ہمنے انہیں

وَقَالَ اِنِّيْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ۝ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ۝

اور ابراہیم کہنے لگے کہ میں تو اپنے رب کی طرف چلا جاتا ہوں وہ مجھکو پہونچا ہی دیگا اے میرے رب مجھکو ایک نیک فرزند دے سو ہمنے انکو ایک حلیم المزاج فرزند کی بشارت دی

اور قلنا احمل فیہا من کل زوجین اثنین وغیرہا من الآیات طوفان کا تمام روئے زمین کے لیے عام ہونا معلوم ہوتا ہے اور ترمذی کی مذکورہ روایتوں سے بھی ظاہراً اسی کی تائید ہوتی ہے اور جمہور نے اسی کو اختیار کیا ہے اور قدرے قلیل کا یہ قول ہے کہ یہ طوفان صرف ارض عرب میں تھا جہاں نوح علیہ السلام تشریف رکھتے تھے اور وجعلنا ذریتہم الباقین میں حصر باعتبار خاص مغرقین ارض عرب کے کہتے ہیں گو دوسرے ممالک کے لوگوں کی نسل باقی ہو اور لا تذر علی الارض میں بھی ارض سے مراد خاص ارض لیتے ہیں اور شق اول پر جو عموم بعثت نوح علیہ السلام کا شبہہ ہوتا ہے اُس کا جواب سورۂ آل عمران آیت فلما احس عیسیٰ منہم الکفر کی تفسیر میں گذر چکا ہے اور ممکن ہے کہ اُس وقت آبادی دُنیا کی خاص اُسی مقام تک محدود ہو جہاں نوح علیہ السلام تشریف رکھتے تھے اور عموم بعثت کے معنے یہ ہوں کہ جب اقوام متعددہ کثیرہ عامرہ للارض موجود ہوں اُن سب کی طرف بعثت ہو ورنہ آدم علیہ السلام کا بھی عموم بعثت لازم آوے گا اور انا کذلک نجزی سے یہ لازم نہیں آتا کہ تمام امور میں تشبیہ ہو بلکہ معنے یہ ہیں کہ محسنین کو جزائے حسن دیا کرتے ہیں اب جس مرتبہ کا احسان اُسی مرتبہ کی جزا پس انبیاء اور غیر انبیاء کی تساوی لازم نہیں آتی اور ثم اغرقنا میں ثم تراخی ذکری کے لیے ہے کیونکہ اغراق زمانا ابقاء ذریت سے متاخر نہیں۔

قصۂ دوم ابراہیم علیہ السلام با قوم او

وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ ۝ اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ۝ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَاذَا تَعْبُدُوْنَ ۝ اَئِفْكًا اٰلِهَةً دُوْنَ اللّٰهِ تُرِيْدُوْنَ ۝ فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُوْمِ ۝ فَقَالَ اِنِّيْ سَقِيْمٌ ۝ فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِيْنَ ۝ فَرَاغَ اِلٰٓى اٰلِهَتِهِمْ فَقَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ۝ مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ ۝ فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًۢا بِالْيَمِيْنِ ۝ فَاَقْبَلُوْٓا اِلَيْهِ يَزِفُّوْنَ ۝ قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ ۝ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ قَالُوا ابْنُوْا لَهٗ بُنْيَانًا فَاَلْقُوْهُ فِي الْجَحِيْمِ ۝ فَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَسْفَلِيْنَ ۝ وَقَالَ اِنِّيْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ۝ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ۝

اللغات قولہ فراغ فی القاموس مال وانفذ تنی بالروغة بالحیلة

النحو قولہ اذ قال بدل من اذ جاء قولہ ائفکا اما مفعول لہ للاہتمام لان الاہم مکافحتہم بانہم علی الکفر والا مفعول بمعنی اتریدون افکا وتکون الآلہة بدلا منہ وجعلہا عین الافک علی المبالغة قولہ ضربا مفعول مطلق لمضرب المقدر او للدلول علیہ لانہ رائغ قولہ من الصالحین صفة لمقدر ای ولدا قولہ غلم فی القاموس

الغلام لطار الشارب او من حین یولد الی ان یشب ۱۲

البلاغة قولہ جاء ربہ فیہ استعارة تمثیلیة تبعیة عن الانس بالہیئة المنتزعة من المجئ بتحف شخص قولہ الا تاکلون ولا تنطقون ثم ولی بضمیر العقلاء لمعاملتہ صلی السلام معہم معاملة العقلاء قولہ حلیم وصفہ بہ للاخبار عن وصفہ وای حلم مثل حلمہ حیث رضی بالذبح ۱۲

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ؕ قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۡ سَتَجِدُنِيْٓ

سو جب وہ لڑکا ایسی عمر کو پہونچا کہ ابراہیم کے ساتھ چلنے پھرنے لگا تو ابراہیم نے فرمایا کہ برخوردار میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تمکو ذبح کر رہا ہوں سو تم بھی سوچ لو تمہاری کیا رائے ہے وہ بولے کہ ابا جان آپکو جو حکم ہوا ہے

اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ۝ۚ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۝ۙ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ

انشاء اللہ تعالیٰ آپ مجھکو سہار کرنے والوں میں سے دیکھیں گے غرض جب دونوں نے تسلیم کرلیا اور باپ نے بیٹے کو کروٹ پر لٹایا اور ہم نے اُن کو آواز دی کہ ابراہیم تم نے خواب کو خوب سچ کر دکھایا

اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ ۝ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝ۖ سَلٰمٌ

وہ وقت بھی عجیب تہا ہم مخلصین کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں حقیقت میں یہ تہا بھی بڑا امتحان اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اس کی عوض میں دیا اور ہم نے پیچھے آنے والوں میں یہ بات انکے لیے رہنے دی کہ ابراہیم پر

عَلٰٓي اِبْرٰهِيْمَ ۝ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَبٰرَكْنَا عَلَيْهِ

سلام ہو ہم مخلصین کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں بے شک وہ ہمارے ایماندار بندوں میں سے تھے اور ہم نے اُن کو اسحٰق کی بشارت دی کہ نبی اور نیک بختوں میں سے ہونگے اور ہم نے ابراہیم پر اور اسحٰق پر

وَعَلٰٓي اِسْحٰقَ ؕ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَّظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِيْنٌ ۝ۧ

برکتیں نازل کیں اور اُن دونوں کی نسل میں بعضے اچھے بھی ہیں اور بعضے ایسے بھی جو صریح اپنا نقصان کر رہے ہیں

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ؕ قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۡ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ۝ۚ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۝ۙ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ ۝ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝ۖ سَلٰمٌ عَلٰٓي اِبْرٰهِيْمَ ۝ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَبٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلٰٓي اِسْحٰقَ ؕ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَّظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِيْنٌ ۝ۧ

اور نوح (علیہ السلام) کے طریقہ والوں میں سے (یعنی متفقین فی الاصول میں سے) ابراہیم بھی تھے (اُن کا قصہ اُس وقت کا قابل یاد کرنے کے ہے) جب کہ وہ اپنے رب کی طرف صاف دل سے متوجہ ہوئے (صاف دل کا مطلب یہ کہ سوء عقائد وریا وغیرہ سے پاک تہا جس کا حاصل توحید خالص واخلاص کامل ہے اور) جب کہ اُنہوں نے اپنے باپ سے اور اپنی قوم سے (کہ بُت پرست ہی) فرمایا کہ تم کس (واہیات) چیز کی عبادت کیا کرتے ہو کیا جھوٹ موٹ کے معبودوں کو اللہ کے سوا (معبود بنانا) چاہتے ہو تو تمہارا رب العالمین کے ساتھ کیا خیال ہے (یعنی تم نے جو اُس کی عبادت ترک کر رکھی ہے تو کیا اُس کے معبود ہونے میں کوئی شبہہ ہے یعنی اول تو ایسا ہونا نہ چاہیئے اور اگر ہے تو رفع کرلو غرض یوں ہی بحث ومباحثہ ہوتا رہتا تھا ایک بار کا واقعہ ہے کہ اُن کا کوئی تہوار آیا قوم نے ان سے بھی درخواست کی کہ ہمارے میلہ میں چلو کذا فی الدر عن زید بن اسلم) سو ابراہیم (علیہ السلام) نے ستاروں کو ایک نگاہ بھر کر دیکھا اور کہدیا کہ میں بیمار ہونے کو ہوں (اسلیے میلہ میں نہیں جاسکتا کہ جاتے یا آتے تکلیف ہوگی اُن لوگوں کا لیجانا شاید اس غرض سے ہو کہ ہماری شان وشوکت دیکھ کر ہمارے طریقہ کی شاید کچھ وقعت ان کے دلمیں پیدا ہوجاوے اور آپکو منظور یہ تہا کہ اکیلا رہ جاؤں

اللغات قولہ تلہ فی القاموس التلہ **قولہ** للجبین فی القاموس الجبینان حرفان تکنفا الجبہۃ من جانبیہا فیما بین الحاجبین مصعدا الی قصاص الشعر او حروف الجبہۃ ما بین الصدغین متصلا عند الناصیۃ کلہ جبین اھ **قولہ** صدقت ای وفیت حقہا من العمل ببذل سعیہ فی ایقاعہا والالزم وقوعہا ۱۲

النحو **قولہ** معہ متعلق بقولہ السعی قدم للتوسع فی الظرف **قولہ** فلما اسلما مع ما عطف علیہ من تلہ ونادیناہ جوابہ مقدر ای کان ما کان ۱۲

البلاغۃ **قولہ** یبنی ویا ابت الاول ترحم والثانی توقیر **قولہ** افعل ما تؤمر جواب حکیم لانہ فوض الامر الیہ ظاہرا حیث استشارہ فاجاب بانہ لیس مجازا وانما الواجب امتثال الامر **قولہ** من الصبرین وفیہ دون صابرا من التواضع ما فیہ وایضا فیہ حفظ لرؤس الآی **قولہ** سلم لم یقل فی العالمین لانہ لیس لہ من الشہرۃ کالنوح علیہما السلام **قولہ** کذلک نجزی لا تکرار فیہ کما یظہر من الترجمۃ وطرح انا مبالغۃ فی دفع توہم اتحادہ بما سبق ۱۲

الفقہ قال ابو حنیفۃ ان من نذر ان یذبح ولدہ فعلیہ شاۃ کذا فی الدر المختار واستدل بالقصۃ وبما فی الدر المنثور عن ابن عباس من نذر ان یذبح نفسہ فلیذبح کبشا ثم تلا لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ وفی روایۃ انہ تلا وفدیناہ بذبح عظیم فی الروح الغاء الثانی

تو یہاں عمل کی مرمّت کروں اس لیے ستاروں کو دیکھ کر حیلہ کر دیا یہ ستاروں کا دیکھنا بطور ایہام و توریہ کے تھا کہ وہ تو بوجہ اس کے کہ کواکب کو متصرف فی الحوادث سمجھتے تھے یوں سمجھے کہ ان کو کوئی قاعدہ نجوم کا آتا ہوگا جس سے رفتار ستارہ کی دیکھ کر ان کو معلوم ہوگیا کہ میں تھوڑی دیر میں بیمار ہو جاؤنگا اور چونکہ وہ نجوم کے معتقد تھے اس لیے اصرار نہیں کیا اور واقع میں اس نظر سے وہی غرض تھی جو شریعت میں محمود ہے یعنی صانع کی کمال و عظمت کے استحضار کے لیے کما قال تعالیٰ اولم ینظروا فی ملکوت السمٰوٰت والارض - وقال تعالیٰ یتفکرون فی خلق السمٰوٰت والارض وقال تعالیٰ قل انظروا ماذا فی السمٰوٰت والارض اور یہ شبہہ نہ کیا جاوے کہ یہ ایہام اُن کی ضلالت کا سبب ہوگیا بات یہ ہے کہ وہ تو پہلے ہی ضال تھے رہا بقاء علی الضلالۃ سو چونکہ آپ موقع پاکر توحید کے بارہ میں اُن سے صریح مناظرہ کرنے والے تھے نیز بہت سے مناظرات کر بھی چکے تھے اس لیے یہ ایہام اُس صریح اعلام کے ہوتے ہوئے بقاء علی الضلالۃ میں مؤثر نہیں ہو سکتا رہا یہ کہ اس تصریح کے بعد پھر ایہام کیسے ہو سکتا ہے وہ لوگ تو جانتے تھے کہ آپ معتقد نہیں سو بات یہ ہے کہ جو امر نفس کے موافق ہوتا ہے اُس کا احتمال ضعیف بھی دل خوش کن ہوتا ہے شاید وہ سمجھے ہوں کہ ان کی کچھ رائے بدل گئی ہو اور یہ ہمارے طریق پر آجاویں گے اور اگر اس میں بھی کوئی ضرر اضلال متوہم ہے تو اول تو عنقریب مناظرہ صریحہ سے وہ رفع ہوگیا دوسرے اس اضرار کا قصد نہ تھا بلکہ مقصود اپنی جان چھڑانا تھا جو وسیلہ بنے گا اُن سے مناظرہ کرکے اُن کی حجت قطع کرنے کا پس ایسی ضرورت میں ایسا ضرر معتد بہ نہیں ہی رہا انی سقیم کہنا ظاہر میں خلاف واقع ہونے سے موجب وسوسہ ہو سکتا ہے لیکن واقع میں بالکل صحیح ہے یعنی یہ صیغہ بمعنی مستقبل ہے مطلب یہ کہ میں آئندہ کبھی بیمار ہونگا سو چونکہ موت یقینی ہے اور اگر آدمی قبل موت بمعنے متعارف بیمار نہ بھی ہو تب بھی جس وقت موت شروع ہوتی ہی تو اس وقت مزاج میں اختلال اور خروج عن الاعتدال لازم ہے یہی مرض ہے اور موت نام ہے زہوق روح کا پس ہر موت سے پہلے مرض اور سقم کا ہونا ضروری ہوا) غرض وہ لوگ (ان کا یہ عذر سُن کر) ان کو چھوڑ کر چلے گئے (کہ ناحق بیماری میں ان کو اور ان کی وجہ سے اوروں کو تکلیف ہوگی) تو یہ (یعنی ابراہیم علیہ السلام) اُن کے بُتوں میں جا گھسے اور (بطور تہکم و استہزار کے اُن سے) کہنے لگے کیا تم (یہ چڑھاوے جو تمہارے سامنے رکھے ہیں) کھاتے نہیں ہو (اور) تم کو کیا ہوا تم تو بولتے بھی نہیں ہو پھر اُن پر قوت کے ساتھ جا پڑے اور مارنے لگے (اور تبر وغیرہ سے اُن کو توڑ پھوڑ دیا کما قال تعالیٰ فجعلہم جذاذا) سو (اُن لوگوں کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو) وہ لوگ ان کے پاس دوڑتے ہوئے (گھبرائے ہوئے غصہ میں) آئے (اور گفتگو شروع ہوئی) ابراہیم (علیہ السلام) نے فرمایا کیا تم اُن چیزوں کو پوجتے ہو جنکو خود (اپنے ہاتھ سے) تراشتے ہو (تو جو تمہارا محتاج ہو وہ خدا کیا ہوگا) حالانکہ تم کو اور تمہاری ان بنائی ہوئی چیزوں کو (سب کو) اللہ ہی نے پیدا کیا ہے (سو عبادت اُس کی کرنا چاہیے) وہ لوگ (جب مناظرہ میں مغلوب ہوئے تو جھلا کر باہم) کہنے لگے کہ ابراہیم کے لیے ایک آتش خانہ تعمیر کرو (اور اُس میں آگ دہکا کر) اُن کو اُس دہکتی آگ میں ڈال دو غرض اُن لوگوں نے ابراہیم کے ساتھ بُرائی کرنا چاہا تھا (کہ یہ ہلاک ہو جاویں گے) سو ہم نے اُن ہی کو نیچا دکھایا (جس کا قصہ سورہ انبیاء میں گذر چکا ہے) اور ابراہیم (علیہ السلام) جب اُن لوگوں کے ایمان سے مایوس ہوگئے تو) کہنے لگے کہ میں تو (تم سے ہجرت کرکے) اپنے رب کی (راہ میں کسی) طرف چلا جاتا ہوں وہ مجھ کو (اچھی جگہ) پہونچا ہی دیگا (چنانچہ ملک شام میں جا پہونچے اور یہ دعا کی کہ) اے میرے رب مجھ کو ایک نیک فرزند دے سو ہم نے اُنکو ایک حلیم المزاج فرزند کی بشارت دی (اس کی تحقیق عنقریب آویگی کہ یہ فرزند اسمٰعیل علیہ السلام ہیں یا اسحٰق علیہ السلام اور وہ فرزند پیدا ہوا اور ہوشیار ہوا) سو جب وہ لڑکا ایسی عمر کو پہونچا کہ ابراہیم (علیہ السلام) کے ساتھ چلنے پھرنے لگا تو ابراہیم (علیہ السلام) نے (ایک خواب دیکھا کہ میں اُس فرزند کو بامر الٰہی ذبح کر رہا ہوں اور یہ ثابت نہیں کہ حلقوم کٹا ہوا بھی دیکھا یا نہیں غرض آنکھ کھلی تو سوچا سے کہ خواب انبیاء کا وحی ہوتی ہے اس کو امر الٰہی سمجھے اور اُس کے امتثال کے لیے آمادہ ہوئے پھر اس خیال سے کہ یہ فعل متعلق فرزند کے بھی ہے خدا جانے اُس کی کیا رائے ہو اُس کو اطلاع کرنا ضروری سمجھا کہ شق اول میں طبیعت یکسوئی ہو جاوے گی اور شق ثانی میں اُسکو سمجھا دیں گے اس لیے اُس فرزند سے) فرمایا کہ برخوردار میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تم کو (بامر الٰہی) ذبح کر رہا ہوں سو تم بھی سوچ لو

تمہاری کیا رائے ہے وہ بولے کہ ابّا جان (اس میں مجھ سے پوچھنے کی کیا بات ہے جب آپ کو خدا کی طرف سے یہ حکم کیا گیا ہے تو) آپ کو جو حکم ہوا ہے آپ (بلا تامل) کیجیے انشاء اللہ تعالےٰ آپ مجھ کو سہار کرنے والوں میں سے دیکھیں گے غرض جب دونوں نے (خدا کے حکم کو) تسلیم کرلیا اور باپ نے بیٹے کو (ذبح کرنے کے لیے) کروٹ پر لٹایا اور (چاہتے تھے کہ گلا کاٹ ڈالیں اور اُس وقت) ہم نے اُن کو آواز دی کہ ابراہیمؑ (شاباش ہے) تم نے خواب کو خوب سچ کر دکھایا (یعنی جو خواب میں حکم ہوا تھا اپنی طرف سے اُس پر پورا عمل کیا اب ہم اُس حکم کو منسوخ کرتے ہیں بس ان کو چھوڑ دو) وہ وقت بھی عجیب تھا (غرض اُن کو چھوڑ دیا جان کی جان بچ گئی اور مراتب علیا مزید برآں عطا ہوئے) ہم مخلصین کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں (کہ دونوں جہان کی راحت اُن کے لیے نقد وقت کرتے ہیں) حقیقت میں یہ تھا بھی بڑا امتحان (جس کو بجز مخلص کامل کے دوسرا برداشت نہیں کر سکتا تو ایسے امتحان میں پورا اُترنے پر ہم نے صلہ بھی بڑا بھاری دیا اور اس میں جیسا امتحان ابراہیم علیہ السلام کا تھا اسی طرح اسمٰعیل علیہ السلام کا بھی تھا تو وہ صلہ میں بھی شریک ہوں گے) اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اُس کی عوض میں دیا (کہ ابراہیم علیہ السلام سے وہ ذبح کرایا گیا جس کا بیان آگے آویگا) اور ہم نے پیچھے آنے والوں میں یہ بات اُن کے لیے رہنے دی کہ ابراہیمؑ پر سلام ہو (چنانچہ اُن کے نام کے ساتھ اب تک علیہ السلام کہا جا رہا ہے) ہم مخلصین کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں (کہ اُن کو محل دعا و بشارت بالسلامۃ کا بناتے ہیں) بیشک وہ ہمارے ایماندار بندوں میں سے تھے اور ہم نے (ایک انعام اُن پر یہ کیا کہ) اُن کو اسحاق کی بشارت دی کہ نبی اور نیک بختوں میں سے ہونگے اور ہم نے ابراہیمؑ پر اور اسحٰقؑ پر برکتیں نازل کیں (ایک اُن میں سے کثرت نسل اور اُس نسل میں کثرت انبیاء رہے) اور (پھر آگے) اُن دونوں کی نسل میں بعضے اچھے بھی ہیں اور بعضے ایسے بھی جو (بدیاں کرکے) صریح اپنا نقصان کر رہے ہیں (اس میں اظہار ہو گیا اس بات کا کہ اصول کا نیک ہونا ذریات کے کام نہیں آسکتا جب کہ وہ خود ایمان سے محروم ہوں اس میں علمائے یہود کے تفاخر کا قلع کر دیا) ف نظر نظرۃ فی النجوم میں ایہام کی تقریر اس لیے کی کہ علم نجوم شرعاً مذموم ہے خواہ اس وجہ سے کہ وہ باصلہ باطل ہے اور کواکب میں سعادت و نحوست منفی ہے اور ایام نحسات اور یوم نحس مستمر سے اس کا شبہہ کرنا محض غلط ہے کیونکہ یہ نحوست عذاب کی خاص باعتبار اُن معذبین کے ہے ورنہ بمقتضائے آیت اولے پورا ہفتہ منحوس ہونا چاہیے کیونکہ اُس کی تفسیر سبع لیال وثمانیۃ ایام خود قرآن میں آئی ہے اور آیت ثانی کی تفسیر یوم اربعا سے آئی ہے حالانکہ نجومی ہر چارشنبہ کو منحوس نہیں کہتے اور مستمر یوم کی صفت نہیں ہے بلکہ نحس یعنی مصدر کی صفت ہے یعنی وہ نحوست اُن کے حق میں مستمر ہے بوجہ خلود فی النار کے جیسا قیامت کی نسبت آیا ہے فذلک یومئذ یوم عسیر علی الکٰفرین غیر یسیر اور بعض واقعات کا اہل نجوم کے کہنے کی موافق ہو جانا اگر اس کے صدق کا تجربہ سمجھا جاوے تو اُن سے زیادہ واقعات کا خلاف ہونا اُس کے کذب کا بدرجۂ اولے تجربہ ہوگا اور فرعون کو نجوم سے خبر دینا جو منقول ہے سو ممکن ہے کہ وہ کہانت سے خبر دی گئی ہو کہ پہلے کچھ آسمانی خبریں بذریعہ شیاطین کے معلوم ہو جاتی تھیں اور یا اس وجہ سے مذموم ہے کہ کواکب کی سعادت و نحوست میں گو ثبوت عدم نہ ہو مگر عدم ثبوت ہے اور اُس کے قواعد کسی دلیل صحیح کی طرف مستند نہیں اور پھر مفاسد کثیرہ اس پر مرتب ہوتے ہیں اعتقاد قبیح اور شرک صریح اور ضعف توکل علی اللہ اور ترک علوم نافعہ وغیر ذلک حاصل یہ کہ خواہ قبیح لعینہ کی وجہ سے مذموم ہو خواہ قبیح لغیرہ کی وجہ سے اور خواب میں حکم ہونے کی شاید یہ حکمت ہو کہ ابراہیم علیہ السلام کا انقیاد زیادہ ظاہر ہو کہ خواب کو خیال نہیں سمجھا اتنے بڑے کام پر آمادہ ہو گئے اور اس میں اختلاف ہوا ہے کہ ذبیح اسمٰعیل علیہ السلام تھے یا اسحٰق علیہ السلام روایات دونوں طرف متکلم فیہ ہیں آیت کے سیاق سے ظاہراً اسمٰعیل علیہ السلام معلوم ہوتے ہیں کہ ھب لی من الصٰلحین کے بعد اول بشارت ولد کی مذکور ہے پھر قصہ ذبح کا پھر بشارت اسحٰق علیہ السلام کی جس سے متبادر ہوتا ہے کہ اول مبشر بہ اسحٰق نہیں ہیں اسی طرح ایک دوسری آیت اس کی مؤید ہے فبشرناھا باسحٰق ومن وراء اسحٰق یعقوب جب اسحٰق علیہ السلام کے صاحب اولاد ہونے کی بشارت ہو چکی تھی تو اس امر بالذبح سے خود معلوم ہو جاتا کہ یہ ذبح نہ ہوں گے تو اس صورت میں یہ امتحان عظیم نہ ہوگا

وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۝ وَنَجَّيْنٰهُمَا وَقَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ۝ وَنَصَرْنٰهُمْ فَكَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ۝ وَاٰتَيْنٰهُمَا الْكِتٰبَ الْمُسْتَبِيْنَ ۝

اور ہم نے موسیٰ اور ہارون پر بھی احسان کیا ۔ اور ہم نے اُن دونوں کو اور اُن کی قوم کو بڑے غم سے نجات دی ۔ اور ہم نے اُن سب کی مدد کی سو یہی لوگ غالب آئے اور ہم نے اُن دونوں کو کتاب

وَهَدَيْنٰهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِى الْاٰخِرِيْنَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۝ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ۝

اور ہم نے اُن دونوں کو سیدھے رستہ پر قائم رکھا ۔ اور ہم نے اُن دونوں کے لیے پیچھے آنے والے لوگوں میں یہ بات رہنے دی کہ موسیٰ اور ہارون پر سلام ۔ ہم مخلصین کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں

اِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِنَّ اِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ

بیشک وہ دونوں ہمارے ایماندار بندوں میں سے تھے ۔ اور الیاس بھی پیغمبروں میں سے تھے جبکہ اُنہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کیا تم خدا سے نہیں ڈرتے کیا تم بعل کو پوجتے ہو اور اس کو چھوڑ بیٹھے ہو جو سب سے بڑھ کر

الْخٰلِقِيْنَ ۝ اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ فَكَذَّبُوْهُ فَاِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ۝ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ۝ وَتَرَكْنَا

بنانیوالا ہو معبود برحق جو تمہارا بھی رب ہے اور تمہارے اگلے باپ دادوں کا بھی رب ہے سو اُن لوگوں نے اُن کو جھٹلایا سو وہ لوگ پکڑے جاویں گے مگر جو اللہ کے خاص بندے تھے ۔ اور ہم نے الیاس کے لیے

عَلَيْهِ فِى الْاٰخِرِيْنَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِلْ يَاسِيْنَ ۝ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

پیچھے آنے والے لوگوں میں یہ بات رہنے دی کہ الیاسین پر سلام ہو ۔ ہم مخلصین کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں ۔ بیشک وہ ہمارے ایماندار بندوں میں سے تھے

دوسرے لوگ جواب دیتے ہیں کہ اس مقام کی آیتوں میں اول مبشر بہ ولادت اسحٰق ہے اور ثانی مبشر بہ نبوۃ اسحٰق ہے اور باسحٰق میں وضع مظہر موضع مضمر ہے اور من ورآء اسحٰق یعقوب میں یہ کیا ضرور ہے کہ دونوں کی بشارت ایک وقت میں ہوئی ہو اور بعض قلیل کا قول ہے کہ دونوں کے لیے یہ قصہ واقع ہوا شام میں اور منی میں مگر یہ نہایت بعید معلوم ہوتا ہے اور ذبح عظیم کی تعیین میں بھی کلام ہے بعض نے کہا ہے معمولی دُنبہ تھا اور عظیم بمعنی عظیم الجثہ ہے اور بعض نے کہا ہے کہ جنت سے بھیجا گیا تھا اور عظیم بمعنی عظیم القدر ہے لکونہ من الجنۃ اور جب حجر اسود وغیرہ کا جنت سے آنا ثابت ہے تو ایک حیوان کا آنا کیا بعید ہے اور یہاں آکر یہاں کی خاصیت پیدا ہوگئی اسلیے ذبح کے بعد زہوق روح میں کوئی اشکال نہیں کہ اشیاء جنت فانی کیسے ہوگئیں۔

قصہ سوم موسیٰ وہارون علیہما السلام

وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۝ وَنَجَّيْنٰهُمَا وَقَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ۝ وَنَصَرْنٰهُمْ فَكَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ۝ وَاٰتَيْنٰهُمَا الْكِتٰبَ الْمُسْتَبِيْنَ ۝ وَهَدَيْنٰهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِى الْاٰخِرِيْنَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۝ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اور ہم نے موسیٰ اور ہارون (علیہما السلام) پر بھی احسان کیا (کہ انکو نبوت اور دیگر کمالات سے مشرف فرمایا) اور (نیز) ہم نے اُن دونوں کو اور اُنکی قوم (یعنی بنی اسرائیل) کو بڑے غم سے (کہ وہ انکو تکلیف پہونچا تا فرعون کی جانب سے) نجات دی اور ہم نے ان سب کی (فرعون کے مقابلہ میں) مدد کی سو (آخر میں) یہی لوگ غالب آئے (کہ فرعون غرق کردیا گیا اور یہ صاحب حکومت ہوگئے) اور ہم نے (بعد غرق فرعون کے) اُن دونوں (صاحبوں) کو (یعنی موسیٰ علیہ السلام کو اصالۃً اور ہارون علیہ السلام کو تبعًا) واضح کتاب دی (مراد توراۃ ہے کہ اسمیں احکام واضح طور پر مذکور تھے) اور ہم نے انکو سیدھے رستہ پر قائم رکھا (جسکا اعلیٰ درجہ عصمت ہے جو نبوت کے لوازم میں سے ہے) اور ہم نے اُن دونوں کے لیے پیچھے آنے والے لوگوں میں (مدتہائے دراز تک کے لیے) یہ بات رہنے دی کہ موسیٰ اور ہارون پر سلام (چنانچہ دونوں حضرات کے لیے علیہ السلام کہا جاتا ہے) ہم مخلصین کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں (کہ انکو مستحق ثناء ودعا کا بناتے ہیں) بیشک وہ دونوں ہمارے (کامل) ایماندار بندوں میں سے تھے (اسلیے صلہ بھی کامل عطا ہوا)۔

قصہ چہارم الیاس علیہ السلام

وَاِنَّ اِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخٰلِقِيْنَ ۝ اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ فَكَذَّبُوْهُ فَاِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ۝ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِى الْاٰخِرِيْنَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِلْ يَاسِيْنَ ۝ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

الملاغة قولہ ونجینٰہما فی الروح و التنجیۃ والنصرۃ بحسب الوجود مقارنۃ لما ذکر من النصر لکنہا لما کانت بحسب المفہوم عبارۃ عن التخلیص عن المکروہ بدأ بہما ثم بالنصر الذی تحقق مدلولہ بعض تنجیۃ المنصور من عدوہ من غیر غلبۃ علیہ ثم بالغلبۃ لتوفیۃ مقام الامتنان حقہ باظہار ان کل مرتبۃ من ہذہ المراتب الثلٰثۃ نعمۃ جلیلۃ علی حیالہا اھ قولہ اللہ ربکم الخ التعریض لذکر ربوبیتہ تعالیٰ لآبائہم الاولین لتاکید انکار ترکہم ایاہ تعالیٰ والاشعار ببطلان آراء آبائہم ایضًا قولہ فکذبوہ ای فیما تضمنہ کلامہ من التوحید فلا یخلو ان المذکور فی کلامہ علیہ السلام ہو الاستفہام لا الخبر فمعنی التکذیب المخصوص بالخبر

وَاِنَّ لُوۡطًا لَّمِنَ الۡمُرۡسَلِیۡنَ ؕ اِذۡ نَجَّیۡنٰهُ وَاَهۡلَهٗۤ اَجۡمَعِیۡنَ ۙ اِلَّا عَجُوۡزًا فِی الۡغٰبِرِیۡنَ ۝ ثُمَّ دَمَّرۡنَا الۡاٰخَرِیۡنَ ۝ وَاِنَّكُمۡ لَتَمُرُّوۡنَ

اور بے شک لوطؑ بھی پیغمبروں میں سے تھے جبکہ ہم نے اُن کو اور اُن کے متعلقین کو سب کو نجات دی بجز اس بڑھیا کے کہ وہ رہجانے والوں میں رہ گئی پھر ہم نے اور سب کو ہلاک کر دیا اور تم تو اُن پر

عَلَیۡهِمۡ مُّصۡبِحِیۡنَ ۙ وَبِالَّیۡلِ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ۝ وَاِنَّ یُوۡنُسَ لَمِنَ الۡمُرۡسَلِیۡنَ ؕ اِذۡ اَبَقَ اِلَی الۡفُلۡكِ الۡمَشۡحُوۡنِ ۙ فَسَاهَمَ

صبح ہوتے اور رات میں گذرا کرتے ہو تو کیا پھر بھی نہیں سمجھتے ہو اور بیشک یونسؑ بھی پیغمبروں میں سے تھے جب کہ بھاگ کر بھری ہوئی کشتی کے پاس پہونچے سو یونسؑ بھی شریک قرعہ ہوئے

فَكَانَ مِنَ الۡمُدۡحَضِیۡنَ ۝ فَالۡتَقَمَهُ الۡحُوۡتُ وَهُوَ مُلِیۡمٌ ۝ فَلَوۡلَاۤ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الۡمُسَبِّحِیۡنَ ۙ لَلَبِثَ فِیۡ بَطۡنِهٖۤ اِلٰی یَوۡمِ یُبۡعَثُوۡنَ ۝

تو یہی ملزم ٹھیرے پھر ان کو مچھلی نے نگل لیا اور یہ اپنے کو ملامت کر رہے تھے سو اگر وہ تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ہوتے تو قیامت تک اسی کے پیٹ میں رہتے

فَنَبَذۡنٰهُ بِالۡعَرَآءِ وَهُوَ سَقِیۡمٌ ۝ وَاَنۡۢبَتۡنَا عَلَیۡهِ شَجَرَةً مِّنۡ یَّقۡطِیۡنٍ ۝ وَاَرۡسَلۡنٰهُ اِلٰی مِائَةِ اَلۡفٍ اَوۡ یَزِیۡدُوۡنَ ۝ فَاٰمَنُوۡا فَمَتَّعۡنٰهُمۡ اِلٰی حِیۡنٍ ۝

سو ہم نے انکو ایک میدان میں ڈالدیا اور وہ اُسوقت مضمحل تھے اور ہم نے اُن پر ایک بیلدار درخت بھی اگا دیا تھا اور ہم نے انکو ایک لاکھ یا اس سے بھی زیادہ آدمیوں کیطرف پیغمبر بنا کر بھیجا تھا پھر وہ لوگ ایمان لے آئے تھے تو ہم نے انکو ایک زمانہ تک

اور الیاس (علیہ السلام) بھی (بنی اسرائیل کے) پیغمبروں میں سے تھے (اُن کا قصہ اُس وقت کا ذکر کیجیے) جب کہ اُنھوں نے اپنی قوم (بنی اسرائیل) سے (کہ وہ بُت پرستی کرتے تھے) فرمایا کہ کیا تم خدا سے نہیں ڈرتے کیا تم بعل کو (جو ایک بُت کا نام تھا) پوجتے ہو اور اس (کی عبادت) کو چھوڑ بیٹھے ہو جو سب سے بڑھکر بنانے والا ہے (کیونکہ اور لوگ تو صرف بعض اشیاء کی تحلیل و ترکیب پر قدرت رکھتے ہیں وہ بھی عارضی اور وہ تمام اشیاء کے ابداع و ایجاد پر قدرت ذاتی رکھتا ہے پھر دوسرا کوئی جان نہیں ڈال سکتا اور وہ جان ڈالتا ہے اور وہ) معبود برحق ہے (اللہ) تمہارا بھی رب ہے اور تمہارے اگلے باپ دادوں کا بھی رب ہے سو اُن لوگوں نے (اس دعوے توحید میں) انکو جھٹلایا سو (اس جھٹلانے کی شامت میں) وہ لوگ (عذاب آخرت میں) پکڑے جاوینگے مگر جو اللہ کے خاص بندے (یعنی ایمان والے) تھے (وہ ثواب اجر میں ہونگے) اور ہم نے الیاس کے لیے پیچھے آنے والے لوگوں میں (مدت ہائے دراز کے لیے) یہ بات رہنے دی کہ الیاسین پر (کہ یہ بھی الیاس علیہ السلام کا نام ہے) سلام ہو ہم مخلصین کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں (کہ انکو ممدوح ثنا و دعا کا بنا دیتے ہیں) بیشک وہ ہمارے (کامل) ایماندار بندوں میں سے تھے **ف** روح میں طبری سے ان کا بنی اسرائیل سبط ہارون میں سے ہونا نقل کیا ہے اور بعض مفسرین نے کہا ہے کہ بعلبک جو شام میں ایک شہر مشہور ہے وہ اسی بعل بُت کے نام سے ہے اور روح میں الیاسین کو الیاس میں ایک لغت کہا ہے اور کشاف سے نقل کیا ہے کہ شاید لغت سریانیہ میں اس یا و نون کے کچھ معنے ہونگے جیسا سینا میں سینین اور یہاں اس لغت کے اختیار کرنے میں رعایت فواصل کی بھی ہے اور ایک قراءۃ میں آل یاسین آیا ہے اس میں بھی یاسین کو ایک لغت الیاس میں کہا گیا ہے اور لفظ آل تفخیم کے لیے مقحم ہے واللہ اعلم۔

قصّہ پنجم لوط علیہ السلام

وَاِنَّ لُوۡطًا لَّمِنَ الۡمُرۡسَلِیۡنَ ؕ اِذۡ نَجَّیۡنٰهُ وَاَهۡلَهٗۤ اَجۡمَعِیۡنَ ۙ اِلَّا عَجُوۡزًا فِی الۡغٰبِرِیۡنَ ۝ ثُمَّ دَمَّرۡنَا الۡاٰخَرِیۡنَ ۝ وَاِنَّكُمۡ لَتَمُرُّوۡنَ عَلَیۡهِمۡ مُّصۡبِحِیۡنَ ۙ وَبِالَّیۡلِ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ۝ اور بیشک لوط (علیہ السلام) بھی پیغمبروں میں سے تھے (انکا اُسوقت کا قصہ قابل ذکر ہے) جب کہ ہم نے انکو اور اُنکے متعلقین کو سب کو نجات دی بجز اس بڑھیا (یعنی انکی زوجہ) کے کہ وہ (عذاب کے اندر) رہجانے والوں میں رہ گئی پھر ہم نے اور سب کو (جو لوط اور انکے اہل کے سوا تھے) ہلاک کر دیا (جنکا قصہ کئی جگہ آچکا ہے) اور (اے اہل مکہ) تم تو انکے (دیار و مساکن) پر (سفر شام میں کبھی) صبح ہوتے اور (کبھی) رات میں گذرا کرتے ہو (اور آثار بربادی دیکھتے ہو) تو کیا (اسکو دیکھ کر) پھر بھی نہیں سمجھتے ہو کہ کفر کا کیا انجام ہوا جو کفر کریگا اُسکو بھی اندیشہ ہے **ف** صبح اور رات کا ذکر اسلیے کیا کہ عرب میں اکثر عادت رات کو صبح تک چلنے کی ہے اگر اس مقام مساکن قوم لوط کے قریب سے منزل شروع ہوئی تو رات کے وقت وہاں گذر ہوگا اور اگر ختم ہوئی تو صبح کو وہاں گذر ہوگا۔

قصّہ ششم یونس علیہ السلام

وَاِنَّ یُوۡنُسَ لَمِنَ الۡمُرۡسَلِیۡنَ ؕ اِذۡ اَبَقَ اِلَی الۡفُلۡكِ الۡمَشۡحُوۡنِ ۙ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الۡمُدۡحَضِیۡنَ ۝ فَالۡتَقَمَهُ الۡحُوۡتُ وَهُوَ مُلِیۡمٌ ۝ فَلَوۡلَاۤ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الۡمُسَبِّحِیۡنَ ۙ لَلَبِثَ فِیۡ بَطۡنِهٖۤ اِلٰی یَوۡمِ یُبۡعَثُوۡنَ ۝ فَنَبَذۡنٰهُ بِالۡعَرَآءِ وَهُوَ سَقِیۡمٌ ۝ وَاَنۡۢبَتۡنَا عَلَیۡهِ شَجَرَةً مِّنۡ یَّقۡطِیۡنٍ ۝ وَاَرۡسَلۡنٰهُ اِلٰی مِائَةِ اَلۡفٍ اَوۡ یَزِیۡدُوۡنَ ۝ فَاٰمَنُوۡا فَمَتَّعۡنٰهُمۡ اِلٰی حِیۡنٍ ۝

اللغات قولہ ساھم قارع قولہ المدحضین المغلوبین واصلہ الزلق اسم مفعول قولہ ملیم اتی بما یلام علیہ من ان الھمزۃ للتعدیۃ العراء المکان الخالی قولہ یقطین فی القاموس کل ما لا ساق لہ ۱۲

فائدہ لم یذکر ہنا فی مابین قصۃ یونس علیہ السلام ذکر قبلہ من السلام وبخوہ الکفار ہالبق لان الشرک العلیہ من کو لہ ما مر یبلغ الی الاخر کما ترتب علیہ من السلام وبخوہ ملاسا وتقدم علیہم جمیعا الی آخر السورۃ بقولہ سلام علی المرسلین فافہم ۱۲

اور بیشک یونس (علیہ السلام) بھی پیغمبروں میں سے تھے (اُن کا اُس وقت کا قصہ یاد کیجیے) جب کہ (اُنہوں نے اپنی قوم سے ایمان نہ لانے پر بحکم الٰہی عذاب کے آنے کا وعدہ کیا اور خود وہاں سے چلے گئے اور یوم موعود پر جب عذاب کے آثار نمودار ہونے لگے تو قوم کو بقصد ایمان لانے کے یونس علیہ السلام کی تلاش ہوئی جب وہ نہ ملے تو سب نے متفق ہو کر حق تعالےٰ کے سامنے گریہ وزاری کی اور ایمان اجمالی لے آئے اور وہ عذاب ٹل گیا یونس علیہ السلام نے کسی ذریعہ سے یہ خبر معلوم کر کے بخیال طبعی شرمندگی کے اپنے اجتہاد سے بلا اذن صریح حق تعالےٰ کے کہیں دُور چلے جانے کے قصد سے اپنی جگہ سے) بھاگ کر (چلے راہ میں دریا تھا اُس میں مسافروں سے بھری ہوئی کشتی تھی اُس) بھری ہوئی کشتی کے پاس پہنچے (کشتی چلی تو طوفان آیا کشتی والے کہنے لگے ہم میں کوئی نیا قصوروار ہے اُس کو کشتی سے علیحدہ کرنا چاہیے تعیین کے لیے قرعہ پر اتفاق ہوا) سو یونس (علیہ السلام) بھی شریک قرعہ ہوئے تو (قرعہ میں) یہی ملزم ٹھیرے (یعنی ان ہی کا نام نکلا پس انہوں نے اپنے کو دریا میں ڈال دیا شاید کنارہ قریب ہو گا شناوری کر کے کنارہ پر جا پہونچنے کا ارادہ ہو گا پس شبہہ خودکشی کا لازم نہیں آتا) پھر (جب دریا میں گرے تو ہمارے حکم سے) ان کو مچھلی نے (ثابت) نگل لیا اور یہ (اُس وقت) اپنے کو (اس اجتہادی غلطی پر) ملامت کر رہے تھے (یہ تو دل سے توبہ ہوئی اور زبان سے بھی توحید وتسبیح کے ساتھ استغفار کر رہے تھے جیسا دوسری آیت میں ہے لا الٰہ الا انت سبحٰنک انی کنت من الظّٰلمین) سو اگر وہ (اُس وقت) تسبیح (واستغفار) کرنے والوں میں سے نہ ہوتے تو قیامت تک اُسی کے پیٹ میں رہتے (مطلب یہ کہ پیٹ سے نکلنا میسر نہ ہوتا بلکہ اس کی غذا بنا دیے جاتے پس اس مطلب پر اُس کا اور اُس کے بطن کا قیامت تک باقی رہنا لازم نہیں آتا یعنی اس اجتہادی غلطی پر بقاعدہ - نزدیکاں را بیش بود حیرانی - یہ جسمانی کلفت کی پاداش دی جاتی کیونکہ انبیاء حقیقی گناہ اور حقیقی عقوبت سے تو پاک ہی ہوتے ہیں) سو (چونکہ اُنہوں نے تسبیح اور توبہ کی اس لیے) ہم نے (اُن کو اس سے محفوظ رکھا اور مچھلی کے پیٹ سے نکال کر) اُن کو ایک میدان میں ڈال دیا (یعنی مچھلی کو حکم دیا کہ کنارے پر اُگل دے) اور وہ اُس وقت مضمحل تھے (کیونکہ مچھلی کے پیٹ میں کافی ہوا اور غذا نہ پہونچی تھی) اور ہم نے (دھوپ سے بچانے کے لیے) اُن پر ایک بیلدار درخت بھی اُگا دیا تھا (اور کوئی بکری بحکم الٰہی اُن کو دودھ پلا جایا کرتی) اور (ہم نے جو اوپر کہا ہے ان یونس لمن المرسلین تو اُن کے مرسل علیہم بڑی کثرت سے تھے چنانچہ ہم نے اُن کو ایک لاکھ یا اس سے بھی زیادہ آدمیوں کی طرف (شہر نینوے قریب موصل میں) پیغمبر بنا کر بھیجا تھا پھر وہ لوگ ایمان لے آئے تھے (زمانہ آثار عذاب کے وقت اجمالاً اور جب قصہ حوت کے بعد یونس علیہ السلام وہاں دوبارہ تشریف لے گئے ہیں اُس وقت تفصیلاً) تو (ایمان کی برکت سے) ہم نے اُن کو ایک زمانہ تک (یعنی مدت عمر تک خیر وخوبی سے) عیش دیا **ف** یہ قرعہ کسی حق کے اثبات کے لیے نہ تھا جس میں ائمہ کا اختلاف ہے بلکہ مالکان کشتی ویسے بھی کسی عذر سے کسی راکب کو کشتی سے اتار دینے کے مجاز تھے اور خود یونس علیہ السلام بھی اپنی خوشی سے کشتی سے علیحدہ ہو گئے تھے اور عذاب کے ٹل جانے سے خلف وعدہ لازم نہیں آتا کیونکہ نفاذ موعود معلق تھا عدم ایمان پر اور شاید اُس میدان میں کوئی تنہ دار درخت ہو گا جس کے پتے سایہ دار نہ ہوں گے اُسپر ایسا بیلدار درخت جس کے پتے چوڑے ہوں پھیل گیا ہو گا جس کی تعیین ہی بعض روایات میں ہے کہ کدو کی بیل تھی اب یہ وسوسہ نہیں رہا کہ زمین پر پھیلنے والے درخت کا اُنپر سایہ کیسے ہوا اور لفظ عراء اسکے منافی نہیں کیونکہ بڑے میدان میں ایک آدھ درخت ہونے سے اُسکے خالی ہونے میں قدح لازم نہیں آتا اور بعض نے کہا ہے کہ خرق عادت کے طور پر وہ تنہ دار ہو گیا تھا اور (او یزیدون شک کے لیے نہیں ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اگر کسر کا اعتبار نہ کرو تو ایک لاکھ کہو اور اگر کسر کا اعتبار کرو تو زیادہ کہو پس او تخییر کے لیے ہے اور ترمذی میں مرفوعاً آیا ہے کہ بیس ہزار زیادہ تھے اور یہ قصہ سورہ یونس اور سورۂ انبیاء میں بھی آیا ہے وہاں بھی اسکے متعلق کچھ ضروری مضامین لکھے گئے ہیں اور یہاں جو مضامین روایت کے قبیل سے مرقوم ہوئے ہیں وہ درمنثور سے منقول ہیں ربط اور ان قصص سے ان سب انبیاء علیہم السلام کا جن کی نبوت عقلاً ثابت ہے مومن وموحد وعابد مخلص اور داعی الی التوحید والایمان ہونا ثابت ہوتا ہے اسکے قبل شروع سورت میں عقلی دلائل توحید کے مذکور ہو چکے ہیں آگے ان دلائل نقلیہ وعقلیہ پر بطور تفریع کے ابطال شرک وکفر کا فرماتے ہیں اور وجہ تفریع کی دلیل عقلی پر تو ظاہر ہے اور دلیل نقلی پر یہ ہے کہ نبوت کے لیے صدق لازم پس توحید کا حق ہونا ضروری اور بطلان شرک کا اُسکے لوازم میں سے ہونا ظاہر

النصف

فَاسْتَفْتِهِمْ أَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ الْبَنُونَ ۝ أَمْ خَلَقْنَا الْمَلَائِكَةَ إِنَاثًا وَهُمْ شَاهِدُونَ ۝ أَلَا إِنَّهُمْ مِنْ إِفْكِهِمْ لَيَقُولُونَ

سو ان لوگوں سے پوچھیے کہ کیا خدا کے لیے تو بیٹیاں اور تمہارے لیے بیٹے ہاں کیا ہم نے فرشتوں کو عورت بنایا ہے اور وہ دیکھ رہے تھے خوب سن لو کہ وہ لوگ اپنی سخن تراشی سے کہتے ہیں

وَلَدَ اللَّهُ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ۝ أَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِينَ ۝ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ ۝ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ۝ أَمْ لَكُمْ سُلْطَانٌ

کہ اللہ صاحب اولاد ہے اور وہ یقیناً جھوٹے ہیں کیا اللہ تعالیٰ نے بیٹوں کے مقابلہ میں بیٹیاں زیادہ پسند کیں تم کو کیا ہو گیا تم کیسا حکم لگاتے ہو پھر کیا تم سوچ سے کام نہیں لیتے ہو ہاں کیا تمہارے پاس

مُبِينٌ ۝ فَأْتُوا بِكِتَابِكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝ وَجَعَلُوا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ إِنَّهُمْ لَمُحْضَرُونَ ۝

کوئی واضح دلیل موجود ہے سو تم اگر سچے ہو تو اپنی وہ کتاب پیش کرو ان لوگوں نے اللہ میں اور جنات میں رشتہ داری قرار دی ہے جنات کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ گرفتار ہوں گے

سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يَصِفُونَ ۝ إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ۝ فَإِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ ۝ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفَاتِنِينَ ۝ إِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيمِ ۝ وَمَا مِنَّا إِلَّا لَهُ

اللہ ان باتوں سے پاک ہے جو یہ بیان کرتے ہیں مگر جو اللہ کے خاص بندے ہیں سو تم اور تمہارے سارے معبود خدا سے کسی کو نہیں پھیر سکتے مگر اسی کو جو کہ جہنم رسید ہونے والا ہے اور ہم میں سے ہر ایک کا

مَقَامٌ مَعْلُومٌ ۝ وَإِنَّا لَنَحْنُ الصَّافُّونَ ۝ وَإِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُونَ ۝

ایک معین درجہ ہے اور ہم صف بستہ کھڑے ہوتے ہیں اور ہم پاکی بیان کرنے میں بھی لگے ہوئے ہیں

ابطال شرک

فَاسْتَفْتِهِمْ أَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ الْبَنُونَ ۝ أَمْ خَلَقْنَا الْمَلَائِكَةَ إِنَاثًا وَهُمْ شَاهِدُونَ ۝ أَلَا إِنَّهُمْ مِنْ إِفْكِهِمْ لَيَقُولُونَ ۝ وَلَدَ اللَّهُ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ۝ أَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِينَ ۝ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ ۝ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ۝ أَمْ لَكُمْ سُلْطَانٌ مُبِينٌ ۝ فَأْتُوا بِكِتَابِكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝ وَجَعَلُوا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ إِنَّهُمْ لَمُحْضَرُونَ ۝ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يَصِفُونَ ۝ إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ۝ فَإِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ ۝ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفَاتِنِينَ ۝ إِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيمِ ۝ وَمَا مِنَّا إِلَّا لَهُ مَقَامٌ مَعْلُومٌ ۝ وَإِنَّا لَنَحْنُ الصَّافُّونَ ۝ وَإِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُونَ ۝

(توحید کے دلائل تو اوپر بیان ہو چکے) سو (اب اس کے بعد) ان لوگوں سے (جو ملائکہ اور جنات کو خدا کا شریک ٹھہراتے ہیں اس طرح پر کہ ملائکہ کو نعوذ باللہ خدا کی بیٹیاں اور سرداران جن کی بیٹیوں کو اُن فرشتوں کی مائیں قرار دیتے ہیں جس سے نعوذ باللہ فرشتوں سے علاقہ نسب اور جنات سے علاقہ زوجیت و مصاہرت لازم آتا ہے سو ان سب سے بطور تبکیت کے) پوچھیے کہ کیا خدا کے لیے تو بیٹیاں (ہوں) اور تمہارے لیے بیٹے (ہوں یعنی جب اپنے لیے بیٹے پسند کرتے ہو تو عقیدہ مذکورہ میں خدا کے لیے بیٹیاں کیسے تجویز کرتے ہو پس ایک قبح تو اس عقیدہ میں یہ ہے اور) ہاں (دوسری بات سنو کہ) کیا ہم نے فرشتوں کو عورت بنایا ہے اور وہ (اُن کے بننے کے وقت) دیکھ رہے تھے (یعنی ایک دوسرا قبح یہ ہے کہ بلا دلیل فرشتوں پر انوثت کی تہمت رکھتے ہیں کیونکہ دلیل علاوہ مشاہدہ کے یا دلیل عقلی ہو یا دلیل نقلی دونوں منتفی ہیں تو مشاہدہ ہونا چاہیے) خوب سُن لو کہ وہ لوگ (دلیل کچھ نہیں رکھتے بلکہ محض) اپنی سخن تراشی سے کہتے ہیں کہ (نعوذ باللہ) اللہ صاحب اولاد ہے اور وہ یقیناً (بالکل) جھوٹے ہیں (پس ایک تیسرا قبح اس عقیدہ میں یہ ہوا کہ اولاد کی نسبت حق تعالیٰ کی طرف لازم آتی ہے اور ان تینوں قبحوں میں قبح اول کا قبح عرف سے بھی اور قبح ثانی کا قبح نقل سے اور قبح ثالث کا قبح عقل سے ثابت ہے اور جہلاء پر قبح عرفی کا لزوم زیادہ حجت ہوتا ہے اسلیے قبح اول کو دوسرے عنوان سے پھر مکرر فرماتے ہیں اور زیادہ تبکیت کے لیے التفات مستعمل ہوا کہ ہاں) کیا اللہ تعالیٰ نے بیٹوں کے مقابلہ میں بیٹیاں زیادہ پسند کیں تم کو کیا ہو گیا تم کیسا (بیہودہ) حکم لگاتے ہو (جسکو تم عرفاً بھی مذموم سمجھتے ہو) پھر (علاوہ عرف کے)

اللغات قولہ نسبا علم لغۃ لانہ من النسبۃ فیشمل النسب بمعنی الخاص والصہر والزوجیۃ قولہ ما انتم علیہ بفاتنین فی المدارک علیہ علی اللہ بفاتنین مضلین یقال فتن فلان علی فلان امرأتہ کما تقول افسدھا علیہ

النحو قولہ ام خلقنا و قولہ ام لکم ام فیہا منقطعۃ کما یظہر من ترجمۃ قولہ الا عباد مستثنیٰ من ضمیر محضرون کذا فی الخازن ۱۲

البلاغۃ قولہ وہم شاہدون تخصیص للشاہدۃ بالذکر للمبالغۃ فی المقصود کان غیرہا من الدلائل لظہر انتفاءہا بحیث لم یحتج الی التنصیص علی الانتفاء و اضاحت بالیہ قولہ تعالیٰ و ما منا الا لہ تقدیرہ و ما منا احد الا لہ مقام الی یقول الملئکۃ ادھو من قولہ تعالیٰ حکایۃ عن بعضہم اصلا و منہم

الروایات فی الدر المنثور عن مجاہد فی قولہ تعالیٰ وجعلوا بینہ وبین الجنۃ نسبا قال قال کفار قریش الملائکۃ بنات اللہ فقال لہم ابو بکر الصدیق فمن امہاتہم فقالوا بنات سروات الجن ۱۲

کیا تم (عقل اور) سوچ سے کام نہیں لیتے ہو (کہ خود عقل کے بھی خلاف ہے کئی وجہ سے اول حق تعالٰی کا ذی ولد ہونا دوسرے مرتبہ ذات وصفات میں امر ناقص کا اُس کی طرف منسوب ہونا کیونکہ اولاد ہونے کا اثر ذات وصفات تک پہونچے گا جیسا آخر پارہ الم آیت وقالوا اتخذ اللہ الخ میں جو تقریر ہے اُس سے یہ ظاہر ہے پس دلیل عقلی بھی اس کی مبطل ہے آگے دلیل نقلی کا انتفار فرماتے ہیں کہ) ہاں (اگر دلیل عقلی نہیں تو) کیا تمہارے پاس (اس پر کوئی) واضح دلیل موجود ہے (مراد اس سے دلیل نقلی ہے کیونکہ اثبات مدعا میں وہ واضح تر ہوتی ہے گو خود اُس کا دلیل ہونا موقوف کسی دوسری حجت عقلیہ پر ہو اور آگے بکتابکم سے اس کو تعبیر کرنا بھی اس مراد کی دلیل ہے پس مطلب یہ ہوا کہ کیا تمہارے پاس کوئی دلیل نقلی موجود ہے) سو تم اگر (اس میں) سچے ہو تو اپنی وہ کتاب پیش کرو (حاصل مقام کا یہ ہوا کہ جس کے تم مدعی ہو اُس میں تین تو قسم ہیں عرفی بھی نقلی بھی عقلی بھی اور دلیل ایک بھی نہیں نہ مشاہدہ جس کی نفی کی قسم ثانی میں تصریح ہے اور دوسروں میں بھی انتفار ظاہر ہے اور نہ عقل جس کا عدم بلکہ دلالت علی النقیض جس کا افلا تذکرون میں مذکور ہے اور نہ نقل جس کا انتفار ام لکم سلطٰن الخ میں مذکور ہے غرض عقیدہ مذکورہ میں علاوہ ملئکہ کو اولاد قرار دینے کے) ان لوگوں نے اللہ میں اور جنات میں (بھی) رشتہ داری قرار دی ہے (جس کا بطلان اوّلًا بھی ظاہر ہے کیونکہ بی بی جس کام کی ہوتی ہے اُس سے حق تعالٰی منزہ ہے اور جب زوجیت محال ہے تو صہریت جو اُس کی فرع ہے نیز محال ہے اور جس جس کو یہ لوگ خدا کا شریک ٹھیرا رہے ہیں اُن کی تو یہ کیفیت ہے کہ اُن میں جو) جنات (ہیں خود) اُن کا یہ عقیدہ ہے کہ (اُن میں جو کافر ہیں) وہ (عذاب میں) گرفتار ہونگے (اور عذاب میں کیوں نہ گرفتار ہوں کہ حق تعالٰی کی نسبت بُری بُری باتیں بیان کرتے ہیں حالانکہ) اللہ اُن باتوں سے پاک ہے جو جو یہ بیان کرتے ہیں (پس ان بیانات کفریہ سے وہ گرفتار عذاب ہوں گے) مگر جو اللہ کے خاص (یعنی ایمان والے) بندے ہیں (وہ اُس عذاب سے بچیں گے اور مؤمنین جن کا اس اعتقاد کے ساتھ موصوف ہونا تو ظاہر ہے اور کفار عرب کے معبودین میں سے بعضے جن اسلام بھی لے آئے تھے جیسا کہ سورۂ بنی اسرائیل آیت قل ادعوا الذین زعمتم کی تفسیر میں گذرا ہے اور کفار جن میں سے بھی بعضے شاید اوله سُن کر اضطرارًا اس کے معتقد ہوں پس یہ حکم باعتبار معتقدین ہی کے ہوگا اور غیر معتقدین کی نفی الوہیت دوسرے دلائل سے باطل ہو جاوے گی خلاصہ یہ کہ جنات بیچارے تو خود ہی اپنی نسبت لوازم عبدیت کے معتقد ومعترف ہیں پھر اُن کو شریک قرار دینا بڑی حماقت ہے اور ملئکہ کا ذکر آگے آوے گا اور درمیان میں بمناسبت استثنار مخلصین کے ایک مضمون بطور تفریع کے فرماتے ہیں جس سے شاید مقصود یہ ہو کہ کفار قریش اپنے ضلال کے ساتھ دوسروں کے اضلال کی فکر میں لگے رہا کرتے تھے پس اُن کی ناکامی ظاہر کرنے کے لیے فرماتے ہیں کہ جب اہل اخلاص احضار فی العذاب سے مستثنیٰ ہیں اور ظاہر ہے کہ اس استثنار کے ساتھ علم خداوندی کا تعلق واجب ہے اور خلاف علم خداوندی ممتنع) سو (اس سے لازم آگیا کہ) تم اور تمہارے سارے معبود (سب مل کر بھی) خدا سے کسی کو نہیں پھیر سکتے (جیسی تم کوشش کیا کرتے ہو) مگر اُسی کو جو کہ (علم الٰہی ہی میں) جہنم رسید ہونے والا ہے اور (آگے ملئکہ کا ذکر فرماتے ہیں کہ اُن میں جو ملئکہ ہیں اُن کا یہ مقولہ ہے کہ ہم تو بندۂ محض ہیں چنانچہ جو خدمت ہم کو سپرد ہے اُسیں) ہم میں سے ہر ایک کا ایک معین درجہ ہے (کہ اُسی کی بجا آوری میں لگے رہتے ہیں اپنی رائے سے کچھ نہیں کرسکتے) اور ہم (خدا کے حضور میں حکم سننے کے وقت یا عبادت کے وقت ادب سے) صف بستہ کھڑے ہوتے ہیں اور ہم (خدا کی) پاکی بیان کرنے میں بھی لگے رہتے ہیں (غرض ہر طرح محکوم اور عبد ہیں سو جب فرشتے خود اعتراف عبدیت کر رہے ہیں پھر ان پر شبہہ معبودیت کا کرنا سفاہت محضہ ہے پس باحسن وجوہ اعتقاد الوہیت کا جنات اور ملئکہ کے حق میں باطل ہوگیا) ربط اوپر کفار مشرکین کے کفریات اور اس کے ابطال بالدلیل کا مضمون تھا آگے اُن پر ایک دوسرے طریق پر کہ وہ نقض وعدہ ہے تشنیع ہے اور اُسی وعید سے تفریع ہے اور اُسی کے ضمن میں تسلیہ ہی شفیع ہے صلے اللہ علیہ وسلم

ملحقات الترجمۃ
لے قولہ فی نسبا اور بھی ظاہر اشارہ بطلان وجہہ عدم الذکر ۱۲

وَإِن كَانُوا لَيَقُولُونَ ۝ لَوْ أَنَّ عِندَنَا ذِكْرًا مِّنَ الْأَوَّلِينَ ۝ لَكُنَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ۝ فَكَفَرُوا بِهِ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ۝

اور یہ لوگ کہا کرتے تھے کہ اگر ہمارے پاس کوئی نصیحت پہلے لوگوں کے طور پر آتی تو ہم اللہ کے خاص بندے ہوتے پھر یہ لوگ اسکا انکار کرنے لگے سو اب انکو معلوم ہوا جاتا ہے

وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ ۝ إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنصُورُونَ ۝ وَإِنَّ جُندَنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ ۝ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ

اور ہمارے خاص بندوں یعنی پیغمبروں کے لیے ہمارا یہ قول پہلے ہی سے مقرر ہو چکا ہے کہ بیشک وہی غالب کیے جاویں گے اور ہمارا ہی لشکر غالب رہتا ہے تو آپ تھوڑے زمانہ تک

حَتَّىٰ حِينٍ ۝ وَأَبْصِرْهُمْ فَسَوْفَ يُبْصِرُونَ ۝ أَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُونَ ۝ فَإِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنذَرِينَ ۝

ان کا خیال نہ کیجیے اور ان کو دیکھتے رہیے سو عنقریب یہ بھی دیکھ لیں گے ہمارے عذاب کا تقاضا کر رہے ہیں سو وہ جب انکے روبرو آ نازل ہوگا سو وہ دن ان لوگوں کا جنکو ڈرایا جاچکا تھا

وَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتَّىٰ حِينٍ ۝ وَأَبْصِرْ فَسَوْفَ يُبْصِرُونَ ۝

اور آپ تھوڑے زمانہ تک ان کا خیال نہ کیجیے اور دیکھتے رہیے سو عنقریب یہ بھی دیکھ لیں گے

تشنیع بنکث عہود و تقریع بعذاب معہود بر کفار مع تسلیہ سید ابرار

وَإِن كَانُوا لَيَقُولُونَ ۝ لَوْ أَنَّ عِندَنَا ذِكْرًا مِّنَ الْأَوَّلِينَ ۝ لَكُنَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ۝ فَكَفَرُوا بِهِ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ۝ وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ ۝ إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنصُورُونَ ۝ وَإِنَّ جُندَنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ ۝ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتَّىٰ حِينٍ ۝ وَأَبْصِرْهُمْ فَسَوْفَ يُبْصِرُونَ ۝ أَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُونَ ۝ فَإِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنذَرِينَ ۝ وَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتَّىٰ حِينٍ ۝ وَأَبْصِرْ فَسَوْفَ يُبْصِرُونَ ۝ اور یہ لوگ (یعنی کفار عرب قبل بعثت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے) کہا کرتے تھے کہ اگر ہمارے پاس کوئی نصیحت (کی کتاب) پہلے لوگوں (کی کتابوں) کے طور پر آتی (یعنی جیسے یہود و نصاریٰ کے پاس رسول اور کتابیں آئیں اگر ہمارے لیے ایسا ہوتا) تو ہم اللہ کے خاص بندے ہوتے (یعنی تصدیق اور عمل کرتے اُن کی طرح تکذیب و مخالفت نہ کرتے وہذا کقولہ تعالیٰ لئن جاءهم نذير ليكونن اهدى من احدى الامم) پھر (جب وہ نصیحت کی کتاب رسول کے ذریعہ انکو پہنچی تو) یہ لوگ اُس کا انکار کرنے لگے (اور اپنا وہ عہد توڑ دیا) سو (خیر) اب انکو (اسکا انجام) معلوم ہوا جاتا ہے (چنانچہ مرنے کے ساتھ ہی انجام کفر کا منکشف ہوگیا اور بعض عقوبتیں قبل موت ہی نازل ہوئیں) اور (آگے مضمون تسلیہ کا ہے کہ گو اس وقت ان مخالفین کو کسی قدر شوکت ہے لیکن یہ چند روزہ ہے کیونکہ) ہمارے خاص بندوں یعنی پیغمبروں کے لیے ہمارا یہ قول پہلے ہی سے (یعنی لوح محفوظ ہی میں) مقرر ہو چکا ہے کہ بیشک وہی غالب کیے جاوینگے (کما قال تعالیٰ کتب الله لاغلبن انا ورسلی) اور (ہمارا تو قاعدہ عامہ ہے کہ) ہمارا ہی لشکر غالب رہتا ہے (جو کہ اتباع رسل کو بھی شامل ہے تو رسل کے لیے تو اسکا تحقق بدرجۂ اولیٰ و اتم ہوگا سو جب یہ بات ہے کہ آپ غالب آنے والے ہیں ہی) تو آپ (تسلی رکھیے اور) تھوڑے زمانہ تک (صبر کیجیے اور) ان (کی مخالفت اور ایذا رسانی) کا خیال نہ کیجیے اور (ذرا) ان کو دیکھتے رہیے (یعنی ان کی حالت کا قدرے انتظار کیجیے کذا قال ابن کثیر ای انظرهم وارتقب ماذا یحل بهم) سو عنقریب یہ بھی دیکھ لینگے (اسکا بھی وہی مطلب ہے جو فسوف یعلمون کا تھا اور اس وعید پر وہ کہہ سکتے تھے کہ وہ وعید کب واقع ہوگی اور اکثر یہ بات کہا بھی کرتے تھے کما قال تعالیٰ ویقولون متی هذا الوعد ونحوہ اس لیے آگے اُس کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ) ہمارے عذاب کا تقاضا کر رہے ہیں سو وہ (عذاب) جب ان کے روبرو آ نازل ہوگا سو وہ دن ان لوگوں کا جن کو (پہلے سے) ڈرایا جاچکا تھا بہت ہی بُرا ہوگا (کہ وہ عذاب ٹل نہ سکے گا) اور (جب یہ بات ہے کہ ان لوگوں پر عذاب واقع ہونے والا ہے تو آپ (تسلی رکھیے اور) تھوڑے زمانہ تک (صبر کیجیے اور) ان (کی مخالفت اور ایذا رسانی) کا خیال نہ کیجیے اور (ذرا ان کو یعنی ان کی حالت کو) دیکھتے رہیے

النحو قوله من الاولين بتقدير المضاف اى من ذكر الاولين بمعنى من جنسه ومثله لا عين ذكر الاولين ۱۲

البلاغة قوله فى الرسل لهم المنصورون وفى الجند لهم الغالبون الزى للبناء للمفعول فى الاول زيادة تعظيم وقرهم مع استقلالى حيث دل المنصورية على كون الله تعالى ناصرا لهم ولما كان الجند عاما لغيرهم ايضا لم ينبه على هذا التعلق الخاص المذكور قوله بساحتهم شبه العذاب بجيش يهجم على قوم فى ساحتهم وهى العرصة الواسعة عند الدور لغة فيحل بها والنزول تخييل قوله صباح الصباح مستعار لوقت نزول العذاب اى وقت كان كما اشرت اليه بترجمتى مأخوذ من صباح الجيش المبيت للعدو والسائر اليه ليلا ليهجم عليه وهو فى غفلة صباحا وكثيرا ما يسمون الغارة صباحا لما انها فى الاعم الاغلب تقع فيه قوله ابصر لم يذكر ههنا مفعوله اكتفاء على الاول ۱۲

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

آپ کا رب جو بڑی عظمت والا ہے اُن باتوں سے پاک ہے جو یہ بیان کرتے ہیں اور سلام ہو پیغمبروں پر اور تمام تر خوبیاں اللہ ہی کے لیے ہیں جو تمام عالم کا پروردگار ہے

(یعنی منتظر رہیئے) سو عنقریب یہ بھی دیکھ لیں گے (بھی کا مطلب کہ ابصر کے بعد یبصرون کا آنا اس پر دال ہے دونوں جگہ یہ ہے کہ آپ کو تو ہمارے کہنے سے یقین ہی ہے اور یہی یقین مبنی انتظار کا ہے بعد معائنہ ان کو بھی یقین ہو جاوے گا اور چونکہ اوپر یہ مضمون مرتب ہے تغلیب اہل حق پر اور یہاں مرتب ہے تعذیب اہل باطل پر اس لیے معنیً اس میں تکرار نہیں) **ف** مطلب اہل حق کے غالب ہونے کا یہ ہے کہ اس کا مقتضائے اصلی یہی ہے پس عارضی مغلوبیت حکمت ابتلاء سے اس کے مناقض نہیں اور تفصیل اس مضمون کی پارہ لایحب اللہ کے تین پاؤ آیت ومن یتول اللہ ورسوله والذین اٰمنوا فان حزب الله هم الغالبون کی تفسیر کے تحت میں قابل ملاحظہ ہے **ربط** سورت میں تین مضمون اصل مقصود تھے توحید و رسالت و بعث جیسا تمہید سورت میں مذکور ہوا ہے پھر اعتقاد بعث بوجہ توقف بعث کے نقل پر واقع میں فرع ہے اعتقاد رسالت کی اور اہل عقل میں سے جو دلیل عقلی سے قائل معاد روحانی کے ہوئے ہیں اُن دلائل کے مقدمات سراسر مجروح و مقدوح ہیں پس اس فرعیت کے اعتبار سے اصل مقصود بالاثبات توحید و رسالت کے مضمون رہ گئے سورت کا اکمال ان ہی کے اجمال پر کیا جاتا ہے اور چونکہ توحید اقدم و اعظم ہے اور رسالت کا قائل ہونا اسی پر موقوف ہے گو اعتقاد توحید اس کو مستلزم نہیں اس لیے کلام کا آغاز و انجام توحید سے کیا اور مرسلین کا ذکر درمیان میں لائے اور توحید میں چونکہ نفی نقائص اثبات کمالات سے اہم ہے لان النقص عیب فی نفسه بخلاف الکمال فان انتفاءه لم یکن عیبًا فی نفسه و ان استلزم العیب بالنظر الی ذات الواجب جل مجده اس لیے تنزیہ کو تحمید پر مقدم فرمایا واللہ اعلم۔

خاتمہ در تنزیہ و تحمید رب العالمین و تنویہ شان مرسلین

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

آپ کا رب جو بڑی عظمت[1] والا ہے اُن باتوں سے پاک ہے جو یہ (کافر) بیان کرتے ہیں (پس خدا کو منزہ سمجھو) اور (پیغمبروں کو واجب الاتباع سمجھو کیونکہ اُن کی ایسی شان ہے کہ ہم اُن کی شان میں یہ کہتے ہیں کہ) سلام ہو پیغمبروں پر اور (خدا کو منزہ سمجھنے کے ساتھ موصوف بکمالات بھی سمجھو کیونکہ) تمام تر خوبیاں اللہ ہی کے لیے ہیں جو تمام عالم کا پروردگار (اور مالک) ہے **ف** سبحان اللہ کیا اچھا خاتمہ ہے کہ اجمالاً تمام اصول و فروع کو حاوی ہے کیونکہ کوئی فرع اعتقاد رسالت پر مرتب ہونے سے خالی نہیں اور اس خاتمہ کی جلالت و جزالت کی وجہ سے روایات میں نماز کے بعد اور مجلس سے اُٹھنے کے وقت اس کا پڑھنا منقول ہے اخرج الاول الخطیب عن ابی سعید مرفوعًا والثانی ابن ابی حاتم عن الشعبی مرفوعًا کما فی الروح اس لیے تبرکًا میرا بھی جی چاہتا ہے کہ تفسیر کی اس جلد کو کہ جلد نہم ہے اسی پر ختم کروں فاقول سُبْحٰنَ ربك رب العزة عما یصفون ۝ وسلام علی المرسلین ۝ و الحمد لله رب العالمین ۝ وقد تم بحمد الله تفسیر سورة الصّٰفّٰت یوم الثلثاء تاسع ربیع الاول ۱۳۲۵ سنه من الهجرة وصلى الله تعالٰى على خیر خلقه محمد و اٰله و اصحابه اجمعین ۔

ملحقات الترجمہ

[1] قوله فی رب العزة عظمت والا کما فی الروح عن الزمخشری اضیف الرب الی العزة لاختصاصه تعالٰی بها کانه قیل ذو العزة کما تقول صاحب صدق لاختصاصه بالصدق فی اصل معنی و العزیز وجوزان یکون معناه المعز علی ان الرب بمعنی المالک ای مالک هو المحققین المعطی لها والله اعلم۔

منہیات جلد نہم بیان القرآن

منہیۂ اولیٰ توضیح بعض مقامات جلد ہذا

ص ۵ س ۲۰ - قولہ ایک صراحۃً دوسری اشارۃً الخ یہ متعلق ہے ماسبق یعنی مامور بہ کے نہ کہ مابعد یعنی جامع کے مطلب یہ ہے کہ تسبیح تو صراحۃً مامور بہ ہے اور تحمید صراحۃً تو محتمل نہیں لیکن اشارۃً مامور بہ ہے کیونکہ مقصود خبر سے امر وترغیب ہے۔

ص ۸ س ۱ حاشیہ تحتانی لیسار - قولہ بہ متعلق بقولہ تعلیل یعنی ان الامر بلزوم الفطرۃ و وجوب الامتثال قد علل بقولہ لاتبدیل الخ۔

ص ۱۴ س ۱ - قولہ اس کے سبب بواسطہ ثانی کے ہے الخ یعنی حصول رزق پر کہ سبب ارسال ریاح ہے بواسطہ ثانی یعنی بواسطہ ابتغاء فضل کے پس مقام میں ارسال ریاح کے تین سبب ہوئے اول جریان فلک دوسرا اس کے واسطے ابتغاء رزق تیسرا اس کے واسطے سے حصول رزق۔

ص ۱۵ س ۳ حاشیہ تحتانی یمین - قولہ بالتوبۃ و الطاعۃ متعلق بازالۃ الغضب۔

ص ۱۷ س ۲۰ - قولہ نفسانی انتقام نہیں الخ نفسانی صفت انتقام کی تردید کرنا ماقبل کی۔

ص ۲۰ س ۲ حاشیہ تحتانی لیسار - قولہ تخصیص اللام الخ ای ذکر شیئا خصوصا بالقام یقتضی ذکر مستقۃ الاب الخ۔

ص ۲۰ س ۳ حاشیہ تحتانی لیسار - قولہ ماحلتہ علیہ الخ ای فی اثنۃ الترجمۃ ابتولی دنیا کے حوائج الخ۔

ص ۲۲ س ۱۵ - قولہ خلاف عادت الخ کطلوع الشمس من مغربہا و قولہ اجل مسمی کے بعد بھی الخ کما ذہب الیہ الشیخ الاکبر انہا تجریان کالیوم فی النار۔

ص ۲۶ س ۳ حاشیہ تحتانی لیسار - قولہ العکس الامر الخ ای انی بما ہو اول الآن موکدا ولم یوکد ما ہو ثان الآن۔

ص ۲۸ س ۱۱ - قولہ شبہہ البعدیت عن علم الباری کا جو حکایتا بناءً علی قیاس الغائب علی الشاہد۔

ص ۲۹ س ۱۲ - قولہ نصرت کے ساتھ الخ اشارہ ہے کہ لا بم نیشرن اپنے اطلاق پر باقی ہے۔

ص ۳۲ س ۲۹ - قولہ اشارہ بھی ہو ا ہے یعنی یہاں سے پانچ سطر اوپر اس لفظ میں ایذار بلنواع متشتتہ۔

ص ۳۶ س ۲۲ - قولہ قول موجود واقعی ہے الخ پس امر واقعی پر دوسرا امر واقعی مبنی ہوا امر غیر واقعی پر امر واقعی مبنی نہیں ہوا۔

ص ۳۶ س ۲۴ - قولہ بنار الخ لفظ بنار بلا اضافۃ مبتدا ہے اور لفظ وجود حقیقی مضاف الیہ ہے لفظ اعتبار کا۔

ص ۳۷ س ۱۲ و ۱۳ - قولہ مومنین کی اخوۃ صوریہ یعنی باہم مومنین میں اخوۃ صوریہ بنا بر اشتراک فی اب واحد نہیں ہے۔

ص ۳۷ س ۲۴ - قولہ اور میثاق انبیاء الخ - یہ عبارت اس جگہ مؤلف کے قلم سے قبل از موقع سہواً زیادہ ہوگئی یہ آیت آیندہ کے متعلق ہے اور چونکہ وہاں بھی مختصراً مذکور ہے اسلیے زائد ہی سمجھی گئی مگر کچھ ضرر بھی نہیں۔

ص ۳۷ س ۲ حاشیہ تحتانی یمین - قولہ الاولویۃ الخ ای التی ذکرت فی قولہ تعالیٰ بعضہم اولیٰ لا التی ذکرت فی قولہ تعالیٰ النبی اولیٰ۔

ص ۴۱ س ۲۲ - قولہ اور وہ وہ لوگ ہیں الخ اشارۃ الی کون العطف تفسیریا۔

ص ۴۲ س ۹ - قولہ کیوں نہیں رہے یعنی گھروں میں کیوں نہیں رہے۔

ص ۴۷ س ۷ - قولہ علم بالاحکام سے الخ یعنی علم بالاحکام کے سبب۔

ص ۵۱ س ۴ - حاشیہ تحتانی لیسار - قولہ لبیان منافاۃ حالہ الخ ای حال زید من الخ والرسول علیہ یعنی کونہ منعما علیہ الذی من لوازمہ الانبساط وعدم الاحتشام یقتضی ان لا یظہر صلی اللہ علیہ وسلم خلاف ما فی ضمیرہ۔

ص ۵۳ س ۷ - قولہ اس طرف اشارہ ہو الخ مطلب یہ ہے کہ دوسری جگہ جس عنوان سے یہ مضمون لایا گیا ہے یعنی قدراً مقدوراً اس عنوان خاص میں یہ اشارہ ہے کہ جب یہ ہمارا تجویز کیا ہوا تھا پھر کیا ہم پر اعتراض کیا جاتا ہے یہ نکتہ اول عنوان یعنی مفعولا میں نہ تھا کیونکہ وہ بادۃ صرف وقوع پر دال ہے نسبت الی اللہ بالتقدیر پر دال نہیں اور اسکے بعد جو یہ عبارت ہے کہ بخلاف ان امور کے الخ - اسکو اس اشارہ میں دخل نہیں مستقل جواب ہے سوال مقدر کا۔

ص ۵۵ س ۳۰ - قولہ فعلی لینا ر کا بھی احتمال نہ کیجیے یعنی اسکا احتمال و وسوسہ نہ کیجیے کہ کفار اُس کا ایقاع کرینگے۔

ص ۵۶ س ۱۷ - قولہ جس کا جزو الخ یعنی عدم وجدان فی غیر المختص بہ اُس اختصاص کے مفہوم کا جزو ہے۔

ص ۵۶ س ۱ حاشیہ تحتانی لیسار - قولہ لنوع من الجناس للان حرف العین والمیم متصلین یوجد فی العم والعمات وکذا حرف الخا رو الالف واللام متصلۃ فی الخال والخالات ولو ذکر الاعمام والاخوال زال الاتصال بین الحروف المذکورۃ وفات الجناس۔

ص ۵۷ س ۲۹ - قولہ ایک اوپر بھی یعنی آیت اِذَا نَکَحۡتُمُ الخ میں قولہ مہر کا لزوم الخ یعنی اس قول سے کہ فَمَا لَکُمۡ عَلَیۡہِنَّ ثابت ہوتا ہے۔

ص ۵۷ س ۹ حاشیہ فوقانی - قولہ لرفع شبہۃ ثبوت الحکم فی الموصوف یعنی کبھی یہ شبہہ ہوتا ہے کہ معلوم نہیں اس وصف خاص مثلاً ہبہ نفس کے ساتھ جو موصوف ہو اُس میں بھی حکم ثابت ہے یا نہیں پس اس غرض سے اس وصف کو لایا جاوے تاکہ اسکے ثبوت میں بھی حکم کا ثبوت جتلا دیا جاوے جیسا اسوقت یہاں ان وہبت کی قوت میں اسکے ہے وامراۃ مومنۃ واہبۃ جس سے مقصود یہ ہے کہ واہبہ کے لیے بھی یہ حکم ثابت ہے۔

ص ۵۹ س ۲۴ - قولہ شبہہ کیمعدکا الخ یعنی اگر آپ ایک بی بی کو چھوڑ کر دوسری سے نکاح فرماویں تو کسی کو یہ شبہہ ہو سکتا ہے کہ شاید بدون اسکے چھوڑے ہوئے دوسری سے نکاح درست نہ تھا جیسا اجنبیوں کو جن کے پاس چار ہوں بدون کسی کی طلاق کے خامسہ سے نکاح درست نہیں اسلیے آپکے لیے تبدل ممنوع ہوا۔

ص ۶۵ س ۱۱ حاشیہ فوقانی - قولہ لتماثل ہذی الخ یعنی لیکون انواع الاہلال سبعۃ والنواع الایذار سبعۃ۔

ص ۷۱ س ۳ و ۴ حاشیہ فوقانی - قولہ لان مدلول الحکم الخ دلیل لتقیید فی الحال الذی لیس صریحا فی الکلام وانما فہم من ہذا الدلیل۔

ص ۷۹ س ۱ حاشیہ تحتانی یمین - قولہ لاحد متعلق بشفاعۃ لا بالمضاف ای لا تنفع شفاعۃ احد لاحد وہذا الاحد الثانی المجرور باللام مراد من اعم الذوات المذکور قبلہ ای لاحد الا لمن الخ۔

ص ۸۵ س ۲ حاشیہ تحتانی یمین - قولہ لان انفسہم بان لیقال آبار نا۔

ص ۸۹ س ۱۲ - قولہ منافی نہیں جیسا ظاہراً منافی کا شبہہ ہوتا ہے اس طرح کہ فارجعنا سے تو معلوم ہوتا ہے کہ رجوع ہی مقصود ہے اور اس تفسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ رجوع مقصود نہیں تو یہ مقصود ہے خواہ رجوع ہو یا نہ ہو تقریر عدم منافاۃ خود تفسیر میں مذکور ہے۔

ص ۹۲ س ۵ حاشیہ تحتانی لیسار - قولہ کل اجد ہو خبر لان یعنی ان الخطاب واقع لکل احد دون المنتفعین بالجماعۃ کما کان الخطاب لہم فی تاکلون و تستخرجون وغیرہا۔

ص ۹۵ س ۲ حاشیہ تحتانی یسار - قولہ طریقتہا المشار الیہا بقولہ الظلمات والنور و قولہ ثمرتہا المشار الیہا بقولہ الظل والحرور۔

ص ۱۰۹ س ۱۱ - قولہ اول مہلکین الخ یعنی دنیا میں جو قرن سب سے اول ہلاک ہوا۔

ص ۱۱۰ س ۱۴ - قولہ بشرطیکہ مقولات عشر الخ اس شرط کا فائدہ یہاں سے چوتھی سطر کی اس عبارت سے مفہوم ہوگا اور اسی سے حق تعالیٰ کا الخ پس از قبیل سب مخلوق۔

ص ۱۱۳ س ۱۷ - قولہ جیسا اُن کا رزاقیت کو الخ۔ یعنی اگر انفاق عبد ورزاقیۃ حق میں تنافی ہے تو پھر انفاق والعام کے استحسان اور اُس پر تفاخر سے نفی لازم آویگی رزاقیت حق تعالیٰ کی الخ۔

ص ۱۱۹ س ۲ حاشیہ تحتانی یسار - قولہ ای لا یتمعون ولا یسمعون یعنی نہ سننے کا قصد کرتے ہیں اور نہ اُن کا سُننا واقع ہوتا ہے۔

ص ۱۲۱ س ۳ حاشیہ تحتانی یمین - قولہ ذکر ذُکِّرَ ای بصیغۃ الواحد الماضی المجہول والمعلوم۔

ص ۱۲۵ س ۳ حاشیہ فوقانی - قولہ لانہ وجہ عدم الاکراہ ای عدم ذکر لعلا نہ صریحا۔

ص ۱۲۵ س ۱۸ - قولہ باعتبار معتقدین یعنی خلص معتقدین باحصار کی الوہیت کی نفی کا حکم اس کلام میں مذکور ہوگا ولقد علمت الجنۃ الخ۔

منہیۂ ثانیہ مضامین تفسیریہ جلد ہذا

صفحہ	سطر	مضمون
۱۹	۷	تفصیل احکام اقسام لہو
۱۰۱	۲۴	تحقیق استدلال بر سکون ارض یا سیار بآیت
۱۰۳	۲۰	جواب استدلال اہل سائنس بآیت بر انکار خوارق

منہیۂ ثالثہ صحت نامہ جلد ہذا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۱۴	معربا	معزیا
۳	۱۳	آدمیوں	رومیوں
۳	۱۴	کرائے	کردیے
۴	۱۴ حاشیہ فوقانی	انفسہم	بیوتہم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵	۱۳	تبترۃ	بتنشرۃ	۲۰	۳ حاشیہ تحتانی یسار	علیہ لاشارۃ	علیہ للاشارۃ	۵۲	۳ حاشیہ تحتانی یمین	سباقہا	سیاقہا	۸۹	۲۱	اعمال منافع و مضار	اعمال کے منافع و مضار
〃	۲۰	بہی اوقات	یہی اوقات	۲۲	۱۸	بڑی آواز	بُری آواز	〃	۱ حاشیہ تحتانی یسار	نیرد	لیرد	۹۰	۲	کیا کوئی اللہ تعالی	کیا اللہ تعالی
۶	۱۱	تقوم	تَقُوْمَ	۲۴	۱۲	دَعَوُا اللّٰہَ	دَعَوُا اللّٰہَ	〃	〃	السابق	السیاق	〃	۱۸	کیا کوئی اللہ تعالی	کیا اللہ تعالی
〃	۱۹	للعالمین	لِلْعٰلَمِیْنَ ۰	۲۶	۸ حاشیہ فوقانی	الکلام ہو کذا	الکلام ہٰکذا	۵۳	۱۳	نہیں کیا باوجودیکہ	نہیں کیا اور باوجودیکہ	۹۱	۲ حاشیہ تحتانی یمین	اما ان الحسرۃ	مع ان الحسرۃ
〃	حاشیہ تحتانی یسار	الحقیقیۃ	الحقیقۃ	۲۶	۲	موسیٰ ۲ کو	موسیٰ کو	〃	۱۶	آکے اس کے	[illegible] اس کے	۹۲	۱ 〃	اسم مع جنس	اسم مع جنسی
۷	۱۰	تمام آدمی	تم آدمی	۳۰	۲۹	ظرف	طرف	〃	۱۸	اولاد	ولاد	۹۵	۱۵	معنے سخر	معنے سخر
۸	۱۱	زمین کی	زمین میں اُسی کی	۳۲	۷	تم لوگوں	بیشک تم لوگوں	۵۴	۳ حاشیہ تحتانی یمین	دقت	دقّت	۹۶	۱۵	مرات دینی	ثمرت و نجات
〃	حاشیہ تحتانی یمین	الاہتمام	للاہتمام	〃	۱۲	تم لوگوں	بیشک تم لوگوں	۵۶	۴ حاشیہ تحتانی یسار	لمناسبۃ	لمناسبتہ	۹۷	۲۰	اختلاف وصناف کے	اختلاف اصناف کے
۱۰	۱	غلام اور کسی	غلام میں اور کسی	〃	۴ حاشیہ فوقانی	دیوید	[illegible]	۵۷	۱ حاشیہ فوقانی	الموحنۃ	الممنۃ	〃	۱ حاشیہ تحتانی یسار	ولما اخراج	واما اخراج
〃	۱۰	اور اُسکے اور اُسکے مقتضا	اور اُسکے مقتضا پر	۳۵	۲	لیکن ہاں	لیکن ہاں جو	۵۹	۱۶	لکھتے	کہتے	۹۸	۹	اُن میں جو	اُن میں وہ ہیں جو
〃	۲۲	یعنی آس پاس	یعنی ان کے پاس	〃	۱۳	متبنی	تبنی	۶۱	۲۱	موجبہ و تشریع	موجبہ تادیبی و نظام تشریع	〃	۴ حاشیہ تحتانی یسار	یتبادر من	یتبادر من ۲
〃	〃	اسکے کوئی دلیل	اس کی کوئی دلیل	۶۳	۱۴	متبنی	تبنی	〃	۴	تخییر کے	تخییر کا	〃	۴ مقلوب حاشیہ تحتانی یسار	اطلاق	ثم اطلاق
〃	۲۸	الناس کہ	الناس ہے کہ	〃	۱۶	فَاخُوا انکم	فَاِخْوَانُکُمْ	〃	۲۵	اور ہو سکتے	ادا ہو سکتے	۹۹	۳ حاشیہ تحتانی یمین	قولہ القسم صفی لکھا ہے	قولہ القسم [illegible]
〃	حاشیہ فوقانی	بالعامل	العامل	〃	۱ حاشیہ تحتانی یمین	خص الآیہ	خص من الآیۃ	۶۵	۴	آزاری	آزار	۱۰۰	۲۴	دخول اولی کا	دخول اولیٰ کا
۱۱	۲	مزہ بن کو	مزوان کو	〃	۳ حاشیہ تحتانی یسار	بالعقوبۃ	بالاخوۃ	〃	۲ حاشیہ تحتانی یسار	داعن	داعس	۱۰۱	۱۵	دلیل نقلی ہے	دلیل نقلی سے
〃	۲۵	مینہ بھی ہے	مزنیۃ ہے	۳۶	۳	ہاں دل سے	ہاں جو دل سے	۶۸	۳ حاشیہ فوقانی	سے	الے ان	۱۰۳	۱ حاشیہ تحتانی یمین	بقدر جزارہ	یقدر جزارہ
۱۲	۱۱	ودفع ہوکر	ودفع ہواکر	〃	۱۰	کالتغائر و کذب	کا کذب	۶۸	〃	للمسلم	للعالم	۱۰۴	۵ حاشیہ تحتانی یسار	بنظر علی نظیر	بنظیر علی نظیر
۱۳	۲۰	لےکر اس لیے	لے آکے اس لیے	〃	۱۱	تشبیکی	تشبیہ و تغائر کی	۶۹	۹	میرداح	سرورہ	۱۰۵	۲	دوکو بیجا سمجھ کر بیچ سے	دوکو بیجا سو اُن لوگوں
〃	حاشیہ تحتانی	من بعدہ کفورتک	حاشیہ صفحہ ۴ کا ہے	۳۷	۱۱	بوبعنویہ	ابوۃ معنویہ	〃	۱۲	حاجت اقتدار	حاجب اقتدار			تائید کی	نے اُن دونوں کو جھوٹا بتلا
۱۴	۸	اس پکہ	اس پر کہ	۳۸	حاشیہ تحتانی یمین	مشاہبیر	مشاہیر	۷۰	۲۵	ذلک تم لہ الحمد	ذلک ثم لہ الحمد				کر میرے تائید کی
〃	۱۳	ثم سابقہ	ثم سابقہ پر	۴۰	۷	موسعہ کی	موسعہ کی	۷۴	۲ حاشیہ تحتانی یمین	رودیہ	ردّدیہ بدمل ثم	〃	۲۷	لَّا تُکَذِّبُوْنَ ۰	اِلَّا تُکَذِّبُوْنَ ۰
〃	حاشیہ فوقانی	زلہنہا لبسیان	زلہنہا بیان	〃	۱۰	پوچھتے ہیں	پوچھتے رہیں	〃	۳ حاشیہ تحتانی یسار	والصوت	صوت	[illegible]	۸	بالجمع	بالجموع
۱۵	۱۳	کھیتی کو	کھیتی تو	〃	۳ حاشیہ تحتانی یمین	بغارہ	البقارہ	۷۵	۱۳	حکم سے	حکم سے	〃	۱۸	بواسطہ کی	بواسطہ کسی
〃	حاشیہ فوقانی	کھینی	کھیتی	〃	۵ 〃	دطعتہ	وطعنہ	۷۶	۱۱	حضرات نمین	حضرات منیبین	〃	۲۰	ظاہر التوجیہ ہے اور اگر	ظاہر التوجیہ ہے کہ بشریت
۱۶	۳	جس سے تم کو	جس نے تم کو	۴۲	۲۲	نسبتی	نسبی	〃	۲۲	مذجم	مدرج			نائب	اور نبوت میں تنافی کے
〃	۷	نہیں پائی کہ	نہیں ہونے پائی کہ	۴۴	۷	اللہ تعالی	اللہ تعالی نے	〃	۲۳	اہل جبرہ	اہل حیرۃ				قائل تھے اور اگر نائب
〃	۲۵	اور عدم تاثیر	اور عدم تاثر	۴۵	۱۳	دو ڈوک کہی	دو ٹوک بات کہی	۷۹	۱۷	کفران	کفران	۱۰۸	۲ حاشیہ تحتانی یسار	ظہور فی	ظہورہ فی
۱۷	۲۱	ولہ الحمد	ولله الحمد	〃	۱۵	ایک طرح ہو	ایک طرف ہو	〃	۱ حاشیہ تحتانی یمین	ان عوض	ان الاسلام عوض	〃	۵ 〃	عن سبق آیۃ آیۃ	عن سبق آیۃ آیۃ
۱۸	حاشیہ تحتانی یمین	کالقنیۃ	کالقینۃ	〃	۴ حاشیہ تحتانی یمین	یفرن	یقرن	〃	〃	عن المضاف لاحد	عن المضاف الی الاحد	۱۱۰	۳ حاشیہ فوقانی	کون من بیانیۃ	کون من بیانیۃ
〃	۴ 〃	بالقنیۃ	بالقینۃ	〃	۹ 〃	الرجل	الرجال	〃	۱ حاشیہ تحتانی یسار	صاحبۂ فی ظلام	صاحبہ فی ظلام	〃	۱۱ 〃	ہو للعیون	ہو العیون
۱۸	۵ 〃	واللہو قولہ لیضل تا	واللہو کے بعد حاشیہ بیسار	۴۷	۷	بالاحکام کی	بالاحکام کے	۸۰	۱۱	اُن کو تو	اُن کا تو	۱۱۳	۶	جس کا ہم سب سے رحمٰن نے	جس کا رحمٰن نے
		آخر حاشیہ تحتانی بیسار	کی سطر ۳ کی عبارت الروایات	〃	۱۵	تشریح	تسریح	۸۱	۱ حاشیہ تحتانی یمین	ارسلناک الناس	ارسلناک للناس	۱۱۴	۲۱ و ۲۲	جس کا ہم سب سے رحمٰن نے	جس کا رحمٰن نے
			سے سطر ۶ الہابر تک ہی اور	〃	۱۹	اُعد	اَعَدَّ	۸۳	۱ حاشیہ فوقانی	الی ان تقدیر الفعل	الی تقدیر الفعل	۱۱۶	۹	یا مجاز آ ہی	یا مجاز ہی
			الہابر کے بعد قولہ لیضل	〃	۲۴	مین حضرت	میں جو حضرت	〃	۱۶	بالبیل	باللیل	〃	۲۳	طرف ایسے ہی	طرف خود ہی ایسے ہی
			فی الذم ۲ تک ہی اور الروایات	۵۰	۱۵	اس کی ضرورت	اس لیے ضرورت	۸۷	۱۸	غالب کرہا ہے	غالب کر رہا ہے	۱۱۷	۱۳	توحید کے خلق الانعام	توحید کے کہ خلق الانعام
			خفی قلم سے ہی فاصل ہے	۵۱	۹	اجلال و طاعت	اجلال و اطاعت	۸۸	۱۳	باربار کان	بار بار اہل بطل کے کان	۱۱۸	۱۲	(ایک لقیر)	(ایک حقیر)
			ذرّ کا وجود اللہو [illegible]	۵۲	۱۸	میں ہی کوتاہی	میں بھی کوتاہی	〃	۱۵	بیشک ان بطل اور نزدد	بیشک اور تردد	〃	۱۸	اعادۃ بھی	اعادہ بھی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱۸	۲۸	جس کی طرف نسو میں	جس کی طرف میں
۱۱۹	۱۲	توحید استدلال بھی کیا گیا	توحید پہ استدلال بھی کیا گیا
۱۲۰	۱۳	پھر ست اتفاقی کے	پھر بعد سمع اتفاقی کے
۱۲۲	۸	ہارے ہماری کمبختی	ہائے ہماری کمبختی
″	۲ حاشیہ تحتانی یمین	واقطع	واقطع
″	۳ ″	بالدعوی	بالدلیل
۱۲۱	حاشیہ تحتانی یسار	وبہا یقطع	وبہا یقع
۱۲۳	۴	بقدم تیری	بقدم تیزی
″	۲۴	کہینگے ہائے ہماری	کہینگے ہائے ہماری
۱۰۱	حاشیہ فوقانی	والعہ بتقدیم	التقدیم
۱۲۹	۲ حاشیہ تحتانی یمین	معقول لہ للاہتمام	معقول لہ قدم للاہتمام
	حاشیہ تحتانی یسار	الشارب	الشاب
۱۳۱	حاشیہ تحتانی	حرفان تکتنفا	حرفان مکتنفا
	۳ حاشیہ تحتانی یسار	کالنوح علیہا السلام	کنوح علیہا السلام
۱۳۵	۱۴	احتلال	اختلال
۱۳۶	۲۵	قبیح لعینہ	قبح لعینہ
۱۳۶	۴	شریک قرع ہوئے	شریک قوم ہوئے
۱۴۰	۲	جنات النکایہ	جنات کا یہ
″	حاشیہ تحتانی	تعالی ومنا	تعالی ومامنا
۱۴۵	۵	المنقیتین جبکہ افلاہ	المنقیتین افلاہ
″	۱۹	اولوہیت	الوہیت
۱۴۶	۲	دیکھ لیں گے ہمارے	دیکھ لیں گے کیا ہمارے
	۲۳	ہمارے عذاب	کیا ہمارے عذاب
″	۲ حاشیہ تحتانی یمین	ادن	آذن
″	حاشیہ تحتانی یسار	للعدد ہو	للعدد وہو

تتمہ منہیہ ثالثہ جلد اول تا ثالث بیان القرآن

جلد	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۱۰۰	۲ حاشیہ تحتانی یسار	اسی معی	اسی بھی معی
۱	۱۳۰	۲۵ حاشیہ فوقانی	الیہ	اللہ
۳	۱۲	۲۱ ″	للجمع	للجمیع
۳	۱۰	۳ حاشیہ تحتانی یسار	نزولہا	نزولہم
۳	۱۰	۳ و ۴ حاشیہ تحتانی یسار	مارہ ۱۲	مارہ ۱۲ اھ

ربع اوّل از ابانة البیان

بعبارت عزیزی مولوی احمد حسن صاحب سنبھلی سلمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد وصلوٰۃ اشرف علی عرض رسا ہے کہ مجھ کو الحمد للہ یہ معلوم ہوا کہ مولوی صاحب جن کا نام سُرخی میں لکھا ہے اس تفسیر کو دیکھتے ہیں اور کہیں کہیں کچھ فوائد ضروریہ اپنی یادداشت کے لیے اسکے متعلق لکھتے بھی جاتے ہیں میں نے مولوی صاحب کو رائے دی کہ اگر بطور تعلیقات کے مہذب ومرتب طور پر لکھیں تو تفسیر کی مزید توضیح وتنقیح ہو جانے سے نفع تام ہو [illegible] چنانچہ تین جلدوں پر لکھ کر مجکو دکھلا جسکو میں نے حرفاً حرفاً دیکھا بھی [illegible] کہیں کہیں ضرورت کے موافق کمی بیشی بھی کی اور کہیں کہیں بطور تعلیق کے کچھ تحقیق بھی لکھدی اور یہ بھی مولوی صاحب سے وعدہ لے لیا کہ اسی طرح بقیہ جلدوں میں بھی تین تین جلدوں پر ایک ایک تعلیق لکھدیں تاکہ اُس کے چار ربع ہو کر بعونہ تعالیٰ اصل تفسیر کی بقیہ چار جلدوں یعنی نہم سے دوازدہم تک کے ساتھ ایک ایک ربع اُس کا شائع ہو جاوے اور میں نے ہی اس کا نام بھی رکھدیا **ابانة البیان** جس کا یہ ربع اول ہے اور یہ من وجہ اُس تبیان البیان کے مناسب ومقارب ہے جو جلد ہفتم کے ساتھ شائع ہوا ہے کیونکہ اس میں کل میرے ہی مضامین تھے اور اس میں بھی کہیں کہیں تو میرے مضامین ہیں اور بقیہ مضامین بھی میرے مرئی ومرضی یعنی دیدہ وپسندیدہ ہیں گویا حکماً وہ بھی میرے ہی ہیں۔ فقط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اما بعد فہذہ فوائد معلقة علی تفسیر بیان القرآن علقتہا حین مطالعتہ علی التعجیل وانہا مفیدة جدا ینبغی ان لا یخلو عنہا مثل ہذا التفسیر اللطیف اصلا او تبعا واللہ تعالی ہو المستعان (حاشیة المجلد الاول)۔

صفحہ ۱ - قولہ بسم اللہ الخ قلت اخرج الامام ابن جریر الطبری عن الضحاک عن عبد اللہ بن عباس رضی قال اول ما نزل جبریل علی محمد قال یا محمد قل استعیذ بالسمیع العلیم من الشیطان الرجیم ثم قال قل بسم اللہ الرحمن الرحیم ثم قال اقرأ باسم ربک الذی خلق اھ واعلم ان الجار والمجرور متعلقہ الفعل المتاخر عنہ وہو اولی عندی وایضا ینبغی ان یکون اقرأ من المفاہیم العامة قال فی النیسابوری وتقدیر الفعل اولی من تقدیر الاسم لان کل فاعل یبدأ فی فعلہ باسم اللہ یکون مضمرا ما جعل التسمیة مبدأ لہ فیکون المراد ان الشارع ذلک الفعل انما ہو علی اسم اللہ وفیہ ایضا وتقدیر المحذوف متاخرا اولی علی نحو قولہ تعالی بسم اللہ مجریہا ومرساہا لان تقدیم ذکر اسمہ ادخل فی التعظیم ولانہم کانوا یبدأون باسماء آلہتہم فیقولون باسم اللات باسم العزی فوجب ان یقصد الموحد معنی اختصاص اسم اللہ عز وجل بالابتداء وذلک بتقدیمہ وتاخیر الفعل قال فی الکشاف وانما قدم الفعل فی اقرأ باسم ربک لان تقدیم الفعل ہناک اوقع لانہا اول سورة نزلت وکان الامر بالقراءة اہم اھ ملخصا بلفظہ قلت ان صیغة المضارع ایضا لا تخلو عن الاستمرار وہو الاستمرار التجددی فکان تقدیر الفعل اولی واحسن واما لفظ الجلالة فما قیل فی اشتقاقہ تعسف وتکلف بل ہو لیس بمشتق لا المشتق عنہ نبہ علیہ الامام الغزالی فی المقصد الاسنی فتامل وتادب واما لفظا رحمن ورحیم فہما مشتقان من الرحمة للمبالغة وہی فی الاولی مزیدة اھ محصل البیضاوی۔

صفحہ ۲ - قولہ تعالی فزادہم اللہ مرضا قال فی الجمل وزاد یستعمل لازما ومتعدیا لاثنین ثانیہما غیر الاول کاعطی وکسی فیجوز حذف مفعولیہ او احدہما اختصارا او اقتصارا تقول زاد المال فہذا لازم وزدت زیدا خیرا ومنہ وزدناہم ہدی فزادہم اللہ مرضا ولا تذکر ما زدتہ وزدت مالا ولا تذکر من زدتہ اھ۔

ص ۷ س ۱۱ - قولہ منافقین ایسی بیباکانہ الخ و فی الجمل والمراد انہم قالوا ذلک فیما بینہم لا بحضرة المسلمین لان الفرض انہم مسلمون ظاہرا او متخالطون للمسلمین فلا یمکنہم ان ینسبوہم للسفہ والا لظہرت حالہم وہم یخفونہا اھ قلت ہذا التوجیہ لطیف ایضا فلذا زدتہ علی توجیہ الاصل والا کفی بہ مقصودا۔

ص ۱۱ س ۱۱ - قولہ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اس جگہ یہ شبہہ نہ کیا جاوے کہ دنیا میں جو آگ ہے اس میں بھی انسان اور پتھر جلتے ہیں چنانچہ کفار کی بعض قومیں اپنے مُردوں کو جلاتی ہیں اور ریل میں پتھر کا کوئلہ جلتا ہی تو پھر اُس آگ میں کیا خصوصیت ہوئی اس لیے کہ یہاں کی آگ میں انسان بطریق ایندھن نہیں جلائے جاتے بلکہ لکڑیوں وغیرہ کے ذریعہ سے مردوں کو جلاتے ہیں تو ایندھن تو لکڑیاں وغیرہ ہیں نہ کہ وہ مردے اور یہ مشاہدہ ہے کہ انسان کو جلا کر بلا مدد لکڑی وغیرہ آگ نہیں روشن ہو سکتی اور پتھر کا کوئلہ بھی بطریق استقلال نہیں جلتا ہے بلکہ اُس کے جلانے میں لکڑی سے مدد لیجاتی ہے خوب سمجھ لو وفی النیسابوری والمعنی اتقوا نارا ممتازة عن غیرہا من النیران بانہا لا تتقد الا بالناس والحجارة او بانہا توقد بنفس ما تراد احراقہ واخمادہ او بانہا لافراط حرہا اذا اتصلت بما لا یشتعل بہ نار اشتعلت وارتفع لہبہا ولعل للکفار الجن وشیاطینہم نارا ولد الشیاطین جزاء لکل جنس بما یشاکلہ من العذاب اھ

ص ۱۴ - حاشیہ تحتانی یسار - قولہ الروایات وفیہ الفہر فی المنتخب بالکسر سنگے کہ بدان جوز وغیر آن شکنند وسنگے کہ مشتی دست راپر کند اھ وعن ابن عباس رضی ما لفظہ واما قولہ خلق الارض فی یومین فان الارض خلقت قبل السماء وکانت السماء دخانا فسواہن سبع سموات فی یومین بعد خلق الارض واما قولہ والارض بعد ذلک دحاہا یقول جعل فیہا جبلا وجعل فیہا نہرا وجعل فیہا شجرا وجعل فیہا بحورا رواہ الحاکم بسند صحیح وقال الحافظ ابن حجر وحاصل جواب ابن عباس عن السؤال الثالث انہ بدأ خلق الارض فی یومین غیر مدحوة ثم خلق السموات فسواہن فی یومین ثم دحا الارض بعد ذلک وجعل فیہا الرواسی وغیرہا فی یومین فتلک اربعة ایام للارض کذا فی الاتقان فی النوع الثامن والاربعین ملخصا بلفظہ ثم اعلم ان فی کل من ہذہ الروایة وروایة الحسن وقول التفسیر فی ہذہ المسئلة تخالفا فی الجملة فان قول التفسیر یدل علی تسویة السموات بعد دحو الارض وما فی الروایتین یدل علی دحوہا بعد التسویة تامل واللہ تعالی اعلم۔

ص ۱۹ حاشیہ تحتانی یسار - قولہ سجدة التحیة الخ قلت یدل علی النسخ ما رواہ ابو داؤد عن قیس بن سعد قال اتیت الحیرة فرأیتہم یسجدون لمرزبان لہم فقلت لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احق ان یسجد لہ فاتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت انی اتیت الحیرة فرأیتہم یسجدون لمرزبان لہم فانت احق ان یسجد لک فقال لی ارأیت لو مررت بقبری اکنت تسجد لہ فقلت لا فقال لا تفعلوا لو کنت آمر احدا ان یسجد لاحد لامرت النساء ان یسجدن لازواجہن لما جعل اللہ لہم علیہن من حق واسنادہ صالح وروی البزار بسند رجالہ رجال الصحیح لما قدم معاذ من الشام سجد للنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال ما ہذا یا معاذ قال اتیت الشام فرأیتہم یسجدون لاساقفتہم وبطارقتہم فوددت فی نفسی ان افعل

ع۵ لکن لما کان ظاہر قولہ تعالی ثم استوی الی السماء وہی دخان الی قولہ فقضاہن سبع سموات بعد قولہ تعالی خلق الارض فی یومین [illegible] وجعل فیہا [illegible] موافقا لما فی التفسیر وجب التاویل فی الروایتین بما یمکن [illegible] اسنادی سہل فی قول [illegible] بن نقال ان معنی قولہ خلق منہ السموات ای ہیئة مسواة بان جزء دخان سبعة من غیر ان تلبس صورة سماء ثم سویت بعد دحو الارض کما یدل علیہ آیة حم السجدة والقصر [illegible] قول ابن عباس ہذہ وسہولة لذا اجعل المفسر قولہ [illegible] لما اختار [illegible] دون قول ابن عباس - [illegible] عفی عنہ۔

ع۵ [illegible] [illegible] الرس [illegible] البطوق الزبل [illegible] کذا فی نیل الاوطار۔

ذلک لک فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فلا تفعلوا فانی لو کنت آمرا احدا ان یسجد لغیر اللہ لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجہا اھ کما فی نیل الاوطار واعلم ان ہذا النص قاطع علی المبتدعۃ المجوزۃ لسجدۃ التحیۃ فانہا ان کانت جائزۃ لکانت سجدۃ التحیۃ لا العبادۃ فانہا لم یاذن اللہ تعالیٰ بہا لاحد قط فتجویز عبادۃ غیرہ تعالیٰ محال عقلی وشرعی فلا یجوز ان یحمل الحدیث علی سجدۃ العبادۃ فافہم حق الفہم۔

ص ۲۶ سطر ۲۲ - قولہ کہ روس روزہ الخ اخرج الدیلمی عن ابن عباسؓ مرفوعا لما اتی موسی ربہ واراد ان یکلمہ بعد ثلاثین یوما وقد صام لیلہن ونہارہن فکرہ ان یکلم ربہ وریح فمہ ریح فم الصائم فتناول من نبات الارض فمضغہ فقال لہ ربہ لم افطرت وہو اعلم بالذی کان قال ای رب کرہت ان اکلمک الا وفمی طیب الریح قال او ما علمت یا موسی ان ریح فم الصائم عندی اطیب من ریح المسک ارجع فصم عشرۃ ایام ثم ائتنی ففعل موسی الذی امرہ ربہ فلما کلم اللہ موسی قال لہا قال الخ کذا فی الدر المنثور۔

ص ۲۶ سطر ۲۴ - قولہ پسندی ہی چونکہ روزہ دار کو قیامت کے دن اس بو کے بدلے مشک سے بڑھ کر خوشبو عنایت ہوگی۔ اور یہ بو اس خوشبو کے حاصل ہونے کا سبب ہوا اسلیے یہ بو حق تعالیٰ کو محبوب ہے کذا فی فتح الباری یہاں اس سے یہ شبہہ نہ ہو کہ اس بو کا صاف نہ کرنا بہتر ہے بلکہ بدبو کو مسواک سے صاف کرنا چاہیے اور اگر اس قصہ موسویہ سے شبہہ ہو تو جواب اسکا خود تفسیر میں اسی مقام پر ہے بقولہ ان کے واسطے یہی حکم شرعی تھا۔

صفحہ ۲۶ سطر ۲۵ - قولہ ہماری شریعت الخ قلت کما رواہ البیہقی مرفوعا بسند حسن عن عائشۃ خیر خصال الصائم السواک۔

ص ۲۷ س ۱۸ - قولہ جنہوں نے گوسالہ پرستی الخ قلت فیہ اقوال احسنہا ما اختارہ المؤلف العلام وہو قول ابن عباس کما رواہ الامام ابن جریر الطبری عنہ وہو ترجمان القرآن کما لقبہ بہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ص ۲۸ س ۱ - قولہ تعالیٰ السلوی قال الامام ابن جریر اسم طائر یشبہ السمانی واحدۃ وجماعۃ بلفظ واحد کذلک السمانی (بالضم والقصر کما فی الجلالین) لفظ جماعہا وواحدہا سواء وقد قیل ان واحد السلوی سلواۃ اھ وتفسیر السلوی بالسمانی مروی عن ابن عباس کما قالہ الطبری واختارہ الامام السیوطی وقد روی عنہ الطبری ایضا بالمراد ولا (فائدۃ) قال الطبری تظاہرت الاخبار عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال الکماۃ من المن وماءہا شفاء للعین اھ۔

ص ۲۹ س ۲۱ - قولہ حبۃ فی شعیرۃ کذا فی حاشیۃ البیضاوی عن الصحیحین وکذلک فی بعض نسخ الجلالین والذی رایت فیہا ہو حبۃ فی شعرۃ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ص ۳۰ س ۳ - قولہ تعالیٰ لن تمسنا النار الخ آثر لفظ المس دون الاحراق لان القائلین بذلک یریدون تخفیف العذاب علیہم کما یدل علیہ قولہم نحن ابناء اللہ واحباؤہ ومأخذ ہذہ البلاغۃ ما قالہ السیوطی فی الاتقان فی قولہ تعالیٰ ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار ونصہا کان الرکون الی الظالم وہو المیل الیہ والانعام علیہ دون مشارکتہ فی الظلم وجب ان یکون العقاب علیہ دون العقاب علی الظلم فاتی بلفظ المس الذی ہو دون الاحراق والاصطلاء اھ۔

ص ۱۰ س ۱ - قولہ تعالیٰ یا ایہا الناس الخ قال فی الاتقان اصل النداء بیان ان یکون للبعید حقیقۃ او حکما وقد ینادی بہا القریب لنکت منہا اظہار الحرص فی وقوعہ علی اقبال المدعو نحو یا موسی اقبل ومنہا کون الخطاب المتلو معتنی بہ نحو یا ایہا الناس اعبدوا ربکم و منہا قصد تعظیم شان المدعو نحو یا رب وقد قال تعالیٰ انی قریب ومنہا قصد انحطاطہ کقول فرعون وانی لاظنک یا موسی مسحورا وفیہ ایضا قال الزمخشری وغیرہ کثیر فی القرآن النداء بیا ایہا دون غیرہ لان فیہ اوجہا من التاکید واسبابا من المبالغۃ منہا ما فی یا من التاکید والتنبیہ وما فی ہا من التنبیہ وما فی التدرج من الابہام فی ای الی التوضیح والمقام یناسب المبالغۃ والتاکید لان کل ما نادی لہ عبادہ من اوامرہ ونواہیہ وعظاتہ وزواجرہ ووعدہ ووعیدہ ومن اقتصاص اخبار الامم الماضیۃ وغیر ذلک مما انطق اللہ بہ کتابہ امور عظام وخطوب جسام ومعان واجب علیہم ان یتیقظوا لہا ویمیلوا بقلوبہم وبصائرہم الیہا وہم غافلون فاقتضت الحال ان ینادوا بالآکد الابلغ اھ قلت قد تفنن فی القرآن الکریم فی خطاب المؤمنین فقال مرۃ ایہا المؤمنون و مرۃ یا ایہا الذین آمنوا وکل ہذا الخطاب صحیح لکن فی الاول دلالۃ علی ثبات ایمانہم وفی الثانی الی الیسیٰ فی ایمانہم باعتبار دلالۃ الفعل علی التجدد فکان شانہم الترقی من المرتبۃ السفلیٰ الی الدرجۃ العلیا وورد الخطاب بالثانی کثیرا وبالاول قلیلا تنبیہا علی الحجۃ المذکورۃ و ترغیبا فی تکمیل المراتب الایمانیۃ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ص ۴۴ س ۲ - قولہ ذلول قلت مشتق من الذل بالکسر بمعنی نرمی ورام شدن ہذا محصل المنتخب وحاشیۃ الجلالین

ص ۵۲ س ۱ حاشیۃ تحتانی یسار - قولہ بل للاضراب قال فی الجمل ویکون اضراب انتقال من قصۃ لا اضراب ابطال وہل ام متصلۃ لتقدم شرطہا اھ

ص ۶۱ س ۱ - قولہ تعالیٰ ابراہیم فی الجمل ہو الکرخی مفعول مقدم وہو واجب التقدیم عند جمہور النحاۃ لانہ متی اتصل بالفاعل ضمیر یعود علی المفعول وجب تقدیمہ لئلا یعود الضمیر علی متاخر لفظا ورتبۃ اھ۔

ص ۶۲ س ۳ - قولہ تعالیٰ من الثمرات لم یقل من الحبوب لما فی تحصیلہا من الذل الحاصل بالحرث وغیرہ فاقتصر علی الثمرات لتشریفہم کذا فی الجمل قلت ولعل الثمرات لا یشابہ فی الزہد فانہا قائمۃ مقام الحبوب ہناک فتفطن۔

ص ۶۷ س ۱ - قولہ تعالیٰ وقالوا کونوا ہودا او نصاریٰ افادنی المؤلف العلام عن شیخہ العلامۃ القطب محمد یعقوب قدس سرہ انہ قال ہذا الکلام علی سبیل ارخاء العنان لکل فریق منہم عن الآخر فی مقابلۃ اہل الاسلام مرادہم ان المذہب القدیم فی دیارنا منحصر فی الیہودیۃ والنصرانیۃ ولا ثالث فمن این احدث ہذا المذہب المسمی بالاسلام کما تقول الہنود من الکفار فی دیارنا لمن تنصر منہم ان المذہب مذہبنا ومذہب اہل الاسلام ومذہب النصاریٰ امر حادث لیس بشیء بہذا العدم استیناسہم مطلقا بالنصاریٰ وان کانوا لا یرضون الاسلام ایضا لکن الجوار ہم البعد وحشتہم منہم ومحاورات جمیع الالسنۃ تتقارب اھ قلت کلام حسن ان وقع کذلک ولکن یخالفہ سبب النزول المذکور فی الحاشیۃ ویمکن الجمع بین سبب النزول وبین ہذا الکلام بتعدد المقولۃ وقال ابو جعفر الطبری والنصاریٰ جمع واحدہم نصران کما واحد السکاری سکران وواحد النشاوی نشوان ہمان قال الا ان المستفیض من کلام العرب فی واحد النصاریٰ نصرانی وقد حکی عنہم سماعا نصران بطرح الیاء وسمع منہم نصرانۃ فی الانثی وہذہ الابیات التی ذکرتہا تدل علی انہم سموا نصاریٰ لنصرۃ بعضہم بعضا وتناصرہم بینہم وقد قیل انہم سموا النصاریٰ من اجل انہم نزلوا ارضا یقال لہا ناصرۃ اھ ملخصا وقولہ ہودا بمعنی الیہود والیہود جمع یہودی کذا فی المنتخب۔

ص ۷۵ س ۳ - قولہ فلا تکونن من الممترین قلت ورد فی القرآن ہذہ الصیغۃ ولفظ کن من الشاکرین ونحو ذلک وہو ابلغ من لفظ کن شاکرا ولا تکونن ممترا فمعناہ الشکر حتی تدخل فی جماعتہم وتنسب الیہم ولا یحصل ذلک الا لمن صار الشکر سجیۃ لہ وقولہ ولا تکونن من الممترین ای لا تکونن منسوبا الیہم ومتعلقا بہم فضلا ان تکون لنفسک ممتریۃ فافہم۔

ص ۹۳ سطر ۴ - حاشیۃ تحتانی یمین - قولہ ان الشہر مفعول بہ قلت قال المحقق النیسابوری ثم قیل ان مفعولہ محذوف والشہر منصوب علی الظرف و کذلک الہاء فی فلیصمہ (وحذف الجار ونصب الضمیر الثانی علی الاتساع ای علی التجوز تنزیلہ منزلۃ المفعول بہ والا فلا یکون الضمیر الظرف بدون فی کما بین فی محلہ کذا فی البیضاوی وحاشیۃ علیہ للعصام) و لا یکون مفعولا بہ کقولک شہدت الجمعۃ (ای ادرکتہا) لان المقیم والمسافر کلاہما شاہد ان الشہر فالمعنی فمن شہد منکم فی الشہر المذکور المعلوم البلد او المقام فلیصم فی الشہر وصاحب ہذا القول ارتکب الاضمار (وہو تقدیر المفعول بہ) حذرا من لزوم التخصیص فی حق المسافر الا انہ یلزمہ ما فرمنہ اتیہ سلک لان الصبی و المجنون والمریض کل منہم شہد البلد مع انہ لا یجب علیہ الصوم اما اذا قیل الشہر مفعول بہ مثل شہدت عصر فلان وادرکت زمانہ فلا یلزم منہ الا احد الامرین وہو التخصیص بقولہ ومن کان مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اخر فیکون اولی من الاول لان الاضمار والتخصیص اذا تعارضا فالتخصیص اولی فکیف لو وقع الاضمار والتخصیص فی جانب والتخصیص وحدہ فی جانب ہذا ما قالہ الامام فخر الدین الرازی معترضا علی صاحب الکشاف وغیرہ قلت الانصاف ان الترجیح مع صاحب الکشاف لان لزوم الاضمار فی الآیۃ ممنوع وذلک ان شہد ہہنا متروک المفعول کقولہم فلان یعطی (ای مالا) ویمنع ومعنی من شہد من کان علی حالۃ الحضر سواء کان فی البلد او فی منزل من المنازل ونوی الاقامۃ واما التخصیص فمشترک علی القولین الا انہ علی قول صاحب الکشاف اقل لعدم دخول المسافر فیہ فیکون اولی فان قیل فعلی ہذا یکون قولہ بعد ذلک او علی سفر تکرارا قلنا انما اعید لیترتب علیہ

عہ قالوا المراد تشبیہہ بہ فی قلۃ التعب فی حصولہ وکثرۃ منافعہ وکذا کان المن ۱۲ مترجم

عہ وقد رآہ المفسر فی رؤیا الزمان کونہ مدرسا فی الکالفور کانہ ... علی ید المفسر یقرب منہ وکان ہذہ الرؤیا بشارۃ ان شاء اللہ تعالیٰ بالمناسبۃ فی التفسیر بسلسلۃ الحمد ۱۲ مترجم

عہ سمارغ وآن رستنی باشد کہ در دیوار ہائے حمام وزمینہائے نمناک وزیر پائے خم سرکہ رسد ومثال آن روید (بہندی کھمبی وکھنبی) کذا فی الصراح وفرہنگ آن

حکم القضاء کما للمریض وایضا لایلزم من ایجاب الصوم
علی الحاضر عدم ایجابہ علی المسافر وہو مسلم فبالمفہوم اولاو
بالمنطوق ثانیا فاید، التکرار اھ قال المحشی طال
الکلام فی ہذا المقام لکنہ مفید جدا فان المتبادر من لفظ
الشہر کونہ ظرفا فلا یعدل عنہ الا بعد قیام قرینۃ قویۃ
ولا قرینۃ قویۃ ہہنا فتامل رع وللناس فیما یعشقون
مذاہب +

ص ۹۵ س ۵ - قولہ تعالی حتی یتبین ای یظہر
کما فی الجلالین ولم یرد بہ کثیر الظہور والتعبیر بلفظ تبین
بزیادۃ اللفظ دون بان او ظہر لدفع وہم واہم یتوہم
فی الوقت فیجتنب قبل الوقت عن المفطرات وتضییق
بہ وتشخیص قدر الوقت لیس لظاہر ظہور اکثیر الکل احد
فاقتضی کرم الباری تعالی بان المکلف لا تضییق و
لا یجتنب عن المفطرات الا بعد الظہور المتیقن وان
لم یکن ہذا الظہور کثیرا فہذا وجہ ایثار الصیغۃ المزیدۃ
اللفظ والاحادیث دلت دلالۃ صریحۃ علی ان الصوم
من طلوع الفجر لا من حین یظہر کثیر الظہور فافہم۔

ص ۹۵ حاشیہ تحتانی یمین س ۴ قولہ مدی
بالی فی الجمل واللفاصل الرفث یتعدی بالباء کذا
فی السمین اھ۔

ص ۱۰۱ حاشیہ تحتانی یمین س ۵ - قولہ
اغفذ لکہ فی الصراح فذلک حساب بنہایت رسانید
آنرا وفراغت کرد انساں مخترعۃ من قولہ اذا اجمل حسابہ
فذلک کذا وکذا اھ قلت المراد ہنا معنی الاجمال
لا المذکور اولا۔

ص ۱۰۳ حاشیہ تحتانی یسار س ۲ - قولہ الروایات
الخ قلت الاصرح بالمقصود ما فی الجلالین ونزل فی اہل
الیمن کانوا یحجون بلا زاد فیکونون کلا علی الناس و
فی الخازن ویقولون نحن متوکلون نحن نحج بیت ربنا
افلا یطعمنا فاذا قدموا مکۃ سألوا الناس وربما افضی
بہم الحال الی النہب والغصب اھ وان لم یذکر سند ہذا
لکن القرینۃ تدل علی صحتہ والمراد بہ تعیین حیث لا بأس
فی عدم التزود للمحلوج المتوکل حقیقۃ بل ہو مستحب لہ فانہ
کان قویا صابرا ومحل الذم انما ہو ایذاء الغیر وعدم الصبر
علی المشقۃ والابتلاء فافہم۔

ص ۱۰۵ س ۱۳ - قولہ ثواب ملیگا قلت ہذا التداخل
العبادات وفصلہ العلامۃ الشامی فی رد المحتار باحسن
تفصیل فی باب الاجر علی الاذان من کتاب الصلوۃ

لکن صدق النیۃ یہتم بہ فانہ قلیل۔

ص ۱۰۵ حاشیہ تحتانی یسار س ۱ - قولہ لئلا
العموم العقلی قلت کما فی قولنا فلان یعطی ویمنع وہذہ
البلاغۃ تتعلق بہذا الجزء الاولی۔

ص ۱۰۷ س ۱۰ - قولہ [illegible] مواشی قلت
حرف یا للتنویع لا للشک - س ۱۲ - قولہ دونا
ارید بہ الزیادۃ لا نفس المثلین۔

ص ۱۰۷ س ۶ حاشیہ تحتانی یمین - قولہ
انخل ای استخرج و قولہ کنانۃ معناہ تیردان کما
فی المنتخب۔

ص ۱۰۷ س ۱ حاشیہ تحتانی یسار - قولہ حتی
ارمی اس کے بعد لفظ کل سہم سہواً رہ گیا ہے کما یظہر
من مطالعۃ اللباب۔

ص ۱۱۰ س ۳ - قولہ تعالی بالحق قال فی الجمل
ای انزلہ انزالا متلبسا بالحق والمراد بالحق ہنا الحکم
والفوائد والمصالح وقراءۃ الجحدری لنحکم بنون العظمۃ

ص ۱۱۱ س ۲۴ - قولہ درجات عالیۃ الخ قلت
فی الحدیث المرفوع ان اللہ یحب معالی الامور ویبغض
سفسافہا او کما قال۔

ص ۱۲۶ س ۶ - حاشیہ تحتانی یمین - قولہ
الفقۃ الخ قلت واوضح من ذلک ما فی حاشیۃ البیضاوی
ونصہ قال الجصاص ہذا غلط لان النہی للمنع عما لاحق
لہ فیہ فکیف یستدل بہ علی اثبات الحق اھ قلت ہذا
کلہ علی تقدیر ارجاع الضمیر الی الاولیاء فافہم۔

ص ۱۲۷ س ۱ حاشیہ تحتانی یسار - قولہ
کون الفاء للتعقیب قال فی حاشیۃ البیضاوی الفاء
للتعقیب عن مطلق الرضاع او عن الحولین فیکون فیہ
تائید لما ذہب الیہ الامام الاعظم حیث لم یوجب
الفصال بعد الحولین بل اباحہ بقولہ وان اردتم ان
تسترضعوا اولادکم فلا جناح علیکم اھ۔

ص ۱۲۷ س ۵ - قولہ تعالی الخ فی الجمل لیس
قید الصحۃ الاجارۃ فان تعجیل الاجرۃ لا یشترط وانما
ہو قید کمال لانہ اطیب لنفوسہن اھ قلت فیہ
رعایۃ الاولاد حیث امر استحبابا بما تزید بہ شفقۃ
النساء بہم والمقام یقتضی ذلک فان الصغار یحتاجون
الی الشفقۃ الکثیرۃ۔

ص ۱۲۸ س ۹ قولہ - قولہ وعلی المولود لہ الخ اعلم
ان المقصود بذکر الرزق والکسوۃ تعلیل وجوب الارضاع

لا بیان نفس وجوب نفقۃ المرأۃ فانہا واجبۃ سواء کانت
والدۃ اولا تامل افادہ المؤلف العلام۔

ص ۱۲۹ س ۵ - قولہ تعالی ستذکرونہن ای بالخطبۃ
فاباح لکم التعریض کذا فی الجلالین۔

ص ۱۳۰ حاشیہ فوقانی س ۲۳ - قولہ لم افہم
قلت واللہ اعلم بحقیقۃ الحال لکن اوضحہ علی ما ظہر لی
فاقول ذکر فی علم البدیع العکس ان تقدم فی الکلام
جزءا ثم تعکس فتقدم ما اخرت و تؤخر ما قدمت اھ و
الصنعۃ المذکورۃ وان لم تذکر ہنا لفظا لکن ذکرت
معنی وتفید التاکید وتقریرہ علی ما افادہ المؤلف
العلام ما نصہ فان نفی الجناح فی التعریض بدر الکلام
بہ وبہ ختم وکان الاکنان فی الانفس مؤخرا اول
الکلام ثم ذکر ہن فی الانفس الذی ہو عین الاکنان
المذکور مقدما آخر الکلام فحصل الطرد والعکس معنی
بہذا النہج اھ ثم اعلم ان المراد بالرفع فی قول صاحب
الروح رفع الجناح وبقولہ الا ان تقولوا مجموع الکلام
تامل واللہ اعلم۔

ص ۱۳۲ سطر ۱ حاشیہ تحتانی یسار - قولہ قانتین الخ
اعلم ان القنوت لہ معان عدیدۃ لکن المراد فی القرآن
کلہ ہو الطاعۃ لا غیر کما روی الامام احمد رح وغیرہ مرفوعا
کل قنوت فی القرآن فہو طاعۃ واسنادہ جید وصححہ ابن
حبان قالہ الامام السیوطی فی الاتقان وجعل صاحب
الصراح ہذا المعنی اصلا من معانیہ فینبغی الترجمۃ بہ
لا غیر وقولہ فامرنا ان دل بظاہرہ علی انہ ارید السکوت
بالقنوت لکن ہذہ اللفظۃ لیست کلفظۃ انہ منسوخ
لاحتمال فہم الراوی خلاف مقصود الشارع کما نبہ علیہ
العلامۃ ابن دقیق العید ونقلہ عنہ فی فتح الباری
فالتطبیق بین الحدیثین انہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ادخل السکوت فی افراد الطاعۃ فامر بہ فنقلہ الراوی
ذلک عنہ صلی اللہ علیہ وسلم کذلک فلا منافاۃ بین الحدیثین
ولکن لا یلزم منہ ان یترجم القنوت فی الآیۃ بالسکوت
لان الحمل علی المعنی الاصلی اولی حتی الامکان ویمکن ان
یرجح المرفوع علی الموقوف فیترک بہ۔

ص ۱۳۲ س ۵ حاشیہ تحتانی یسار - قولہ ہذا
قلت واللہ تعالی اعلم ان ہذا الاحتمال بعید والظاہر انہ
صلی اللہ علیہ وسلم خص ہذہ الصلوۃ بالذکر للاہتمام بہا
والحزن الشدید بفوتہا وان کان حزینا بفوت الجمیع
دلالۃ لا دلیل للشافعیۃ فی الحدیث الاول لانا نقول ان

الامر بمحافظۃ صلوۃ الظہر داخل فی امر محافظۃ جمیع
الصلوات وذکر تعالی صلوۃ العصر خاصۃ للاہتمام
الخاص بہا لا لتلک الضرورۃ فانہا ارتفعت بصیغۃ
الجمع تامل فانہ مفید جدا واللہ تعالی اعلم۔

ص ۱۳۳ س ۱ حاشیہ تحتانی یسار - قولہ فلم
یبق الخ قلت فہذا ناسخ لقولہ سابقا علی المحسنین کما
فی الجمل او ہو مفسر وہو احسن عندی۔

ص ۱۳۹ س ۳ - قولہ بعضہم قلت یعنی محمدا صلی اللہ
علیہ وسلم ووجہ التفضیل عموم الدعوۃ وختم النبوۃ بہ و
تفضیل امتہ علی سائر الامم والمعجزات المتکاثرۃ و
الخصائص العدیدۃ ولم یذکر اسمہ علیہ الصلوۃ والسلام
تفخیما لشانہ۔

ص ۱۳۹ س ۳ - قولہ منہم من کلم اللہ الخ ای موسی
علیہ الصلوۃ والسلام وقدمہ علی نبینا علیہ الصلوۃ والسلام
لتقدم زمانہ علی زمانہ ثم ذکرہ صلی اللہ علیہ وسلم لتشابہ
بنبینا فی کثیر من الاحکام کالجہاد واستقلال الشریعۃ
وغیرہا افادہ المؤلف العلام۔

ص ۱۴۲ س ۲ حاشیہ تحتانی - قولہ مقلدۃ
بالکسر ہی من النساء التی لا یعیش لہا ولد۔

ص ۱۴۴ س ۴ حاشیہ تحتانی یسار - قولہ علی
الوجہ المشہور قلت وہو کما فی الجلالین لانہ نام اول
النہار فقبض واحیی عند الغروب فظن انہ یوم النوم

ص ۱۴۵ س ۲۱ - قولہ بہ نسبت روح کے الخ
قلت لان الروح مجردۃ عن المادۃ وعلیہ اصحاب الکشف
ولم یقم دلیل علی کونہا مادیۃ شاف عند اہل الظاہر فتنبہ

ص ۱۴۷ س ۴ - قولہ الذرۃ بالضم وتخفیف
ارزن (چینا) کذا فی الصراح والدخن بالضم حب
الجاورس او اصغر منہ کذا فی المنتخب وقولہ الغلۃ ای
کثیر الغلۃ کذا فی حاشیۃ البیضاوی وہو عندی مصدر
میمی من الثلاثی ومتعد ایضا۔

ص ۱۴۷ س ۳ حاشیہ فوقانی - ماخذہ تفسیر
البیضاوی الخ قلت فی الجلالین بعد قولہ تعالی اضعافا
کثیرۃ من ذلک اھ وہذا ایضا حسن۔

ص ۱۴۹ س ۵ - قولہ موجب لبطلان الخ قلت
یؤیدہ ما روی عن ابی امامۃ قال جاء رجل الی رسول
اللہ فقال ارأیت رجلا غزا یلتمس الاجر والذکر
مالہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا شیء لہ
فاعادہا ثلث مرار ویقول رسول اللہ لا شیء ثم

عہ وما ترجم بہ ہہنا من قولہ جب تک ظاہر
نہ ہوئے ہو مقارب لہذا المعنی کما
ہو ظاہر ۱۲ مترجم ۱۲

عہ وتقریر الاعتراض انہ لو قال
بعض یوم لتوہم ان الشمس لم تغرب
فنقص ہذا النقصان کان فی اول
النہار یقینا فکیف قال یوما ۱۲
مترجم۔

قال ان اللہ عزوجل لا یقبل من العمل الا ما کان له خالصا وابتغی به وجهه رواه ابوداؤد والنسائی باسناده جید قال المنذری (فائدہ) وروی الطبرانی فی الکبیر عن ابی امامۃ مرفوعا ثلثۃ لا یقبل اللہ منہم یوم القیمۃ صرفا ولا عدلا عاق ومنان ومکذب بالقدر قال المحدث الزبیدی فی شرح احیاء العلوم۔

ص ۱۴۹ س ۱۔ قولہ تعالیٰ تثبیتا قلت فی الجلالین ای تحقیقا للثواب علیہ وروی الامام ابن جریر الطبری عن الحسن رضی انہ قال کان الرجل اذا ہم بصدقۃ تثبت فان کان للہ مضی وان کان خالطہ شک امسک اھ ہذا القول حسن ایضا فلذلک زدتہ علی الاصل۔

ص ۱۴۹ س ۱ حاشیہ تحتانی یسار۔ قولہ بربوۃ فی الجلالین بضم الراء وفتحہا مکان مرتفع مستو۔

ص ۱۵۱ س ۶ حاشیہ تحتانی یسار۔ قولہ الصیص بالکسر خرما کہ دانہ اش سخت نشود کذا فی المنتخب والقنو بالکسر العذق (ای النخلۃ) بما فیہ من الرطب کذا فی النہایۃ وفی الصراح خوشہ خرما والحشف بفتحتین خرمائے زبون و تباہ کذا فی المنتخب۔

ص ۱۵۲ س ۳ حاشیہ تحتانی یسار۔ قولہ قرأ نافع ای یکفر وقولہ مابعدہ ای الجملۃ بعد الفاء۔

ص ۱۵۴ س ۲ حاشیہ تحتانی یمین۔ قولہ قدم اللیل الخ قلت ولان اللیل افضل من الیوم لاجابۃ الدعاء فی کل لیل خاصۃ ومن الایام فی الجمعۃ خاصۃ افادہ السیوطی فی بعض رسائلہ۔

ص ۱۵۷ س ۷۔ قولہ کیونکہ ایمان کا الخ قلت فالشرط للترغیب لا للتعلیق۔

ص ۱۶۱ س ۵ حاشیہ تحتانی یسار۔ قولہ فسعد الخ قلت ہذا علی تقدیر المضارع ہنا للاستقبال لیکون ثمرۃ للتقوی ما لو ہو من الانشاء فلا یلزم عطف الخبر علی الانشاء ومقتضی الترجمۃ انہ للحال فالواو للاستیناف فالاحسن عندی حال کون الجملۃ مستانفۃ انہا تعلیلیۃ ای اتقوا اللہ لان اللہ یعلمکم ومقتضی العلم ہو العمل لا غیر وہو شکر نعمۃ العلم۔

ص ۱۶۴ س اخیر حاشیہ تحتانی یسار۔ قولہ فلما فعلوا ذلک الخ اعلم ان الفاء بمعنی الواو وللاشارۃ الیہ لا لکنہ انما ہو قولہم سمعنا واطعنا الخ واما ما بعد ہذہ الفاء من الخبر فہو تکریر للعلۃ والحاصل ان الآیتین آمن الرسول الخ ولا یکلف اللہ الخ نزلتا لما قالوا سمعنا واطعنا وانقادوا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تامل فان عبارۃ الروایۃ لیست بواضحۃ ویوید ما اردتہ ما رواہ مسلم عن ابن عباس رضی قال لما نزلت ہذہ الآیۃ وان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ قال دخل قلوبہم منہا شیء لم یدخل قلوبہم من شیء فقال النبی ﷺ قولوا سمعنا واطعنا وسلمنا قال فالقی اللہ الایمان فی قلوبہم فانزل اللہ تعالی لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا لہا ما کسبت وعلیہا ما اکتسبت ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطأنا قال قد فعلت ربنا ولا تحمل علینا اصرا کما حملتہ علی الذین من قبلنا قال قد فعلت واعف عنا واغفر لنا وارحمنا انت مولنا قال قد فعلت اھ۔

حاشیۃ المجلد الثانی من التفسیر

ص ۵ س ۴ حاشیہ تحتانی یسار۔ قولہ اغمارنا فی الجمل جمع غمر بضم الغین وسکون المیم وہو من الرجال الغافل الذی لا یدری الامور فقولہ لا یعرفون القتال تفسیر۔

ص ۲۲ س ۱۳۔ قولہ ثابت ہو جاوے فی الجمل کان بعشق فی زمن الطب فابرأنی یوم خمسین الفا بالدعاء بشرط الایمان وفیہ ان معجزۃ الاطباء لا دلیس فی علم الطب دواء الابرار الاکمہ والابرص فاعجزہم اھ۔

ص ۲۲ س ۱ حاشیہ تحتانی یمین۔ قولہ حواری الخ قال الطیبی حواری الرجل صفوتہ وخالصتہ الذی اخلص ونقی من کل عیب وقیل صاحب سرہ سمی بذلک لخلوص نیتہ وصفاء طویتہ والحور بالتحریک وہو شدۃ البیاض کذا فی المرقاۃ۔

ص ۲۴ س ۲۹۔ قولہ جسد عنصری الخ عنصری کی قید واقعی ہے احترازی نہیں اور استحالہ کی وجہ یہ ہے کہ اوپر کی جانب چلکر مسافۃ قلیلہ کے بعد ہوا ختم ہو جاتی ہے اور بغیر ہوا کے زندگی محال ہے افادہ المؤلف العلام۔

ص ۲۸ س ۳۔ قولہ الا العبد فی الجمل تفسیر الکلمۃ بہذہ الجمل لان العرب تسمی کل قصۃ او قصیدۃ لہا اول وآخر کلمۃ۔

ص ۲۸ س ۹۔ قولہ کافی دلیل قلت ویدل علیہ ایضا ما رواہ ابوداؤد باسناد صالح عندہ وابن ماجۃ والنسائی وعبد الرزاق وسعید بن منصور واللفظ للاول عن عبد اللہ قال من شاء لاعنتہ لانزلت سورۃ النساء القصری بعد الاربعۃ الاشہر وعشر اھ ابن مسعود رضی وقولہ ہناک زیادہ غرض اسکی نزاع لسانی کا قطع کرنا ہے یعنی ان المقصود بہ اتمام الحجۃ وتفصیل الاخیر لان اکثر الناس ولو کان کافرا ومشرکا لا یتجرأ الی الاکفر علی الملاعنۃ اذ لو کان فیہ شیء ما من التردد من اللوازم العادیۃ للمباہل ان ملاعنہ یکون مترددا فیہ کما تشہد بہ المشاہدۃ افادہ المؤلف العلام۔

ص ۳۹ حاشیہ تحتانی۔ تمییز محول الخ توضیحہ ما فی الجمل تمییز منقول عن الفاعلیۃ والاصل ثم ازداد کفرہم کذا اعربہ ابو حیان اھ۔

ص ۴۲ س ۹ حاشیہ فوقانی۔ قولہ ان لا تعلق الخ قلت ذکرہ العلامۃ السیوطی من تلک الآیات فی الجلالین وتقریر الاشکال کما افادنی مرشدی وسیدی المؤلف العلام انہ یخالف للمشاہدۃ فانہ مشہود وخلافہ ایضا وفی الجمل ولا یستطیع ان یقطع ہواہ الا اذا حصل لہ مرض فیدخل ہواہ للتداوی کذا فی الخازن انتہی کلام صاحب الجمل واللہ تعالیٰ اعلم۔

ص ۵۳ س ۱ حاشیہ تحتانی یسار۔ قولہ تقدیرہ قلت فہو مقارنۃ والتقدیر قاصدا تبوئ المؤمنین لان وقت الغدو لیس وقتا للتبوئۃ وہو یتعدی لمفعولین الساعد بنفسہ والی الآخر بحرف الجر وقد یحذف کہذہ الآیۃ ومن عدم الحذف قولہ تعالیٰ واذ بوأنا لابراہیم مکان البیت کذا فی الجمل محصلا۔

ص ۶۰ س آخر حاشیہ تحتانی۔ قولہ لا عتاب الخ قلت بل ہو مرغب فیہ کما ورد فی الحدیث۔

ص ۶۱ س ۱۹۔ قولہ جلدی ہی الخ قلت قال صلی اللہ علیہ وسلم کل ما ہو آت قریب۔

ص ۶۹ س ۸۔ قولہ یقینی عادۃ الخ قلت المراد بالیقینی الذی لا یتخلف اثرہ عادۃ وبالظنی ما یغلب وقوعہ وبالوہمی ما لا تعلق بینہ وبین المسبب وان ترتب الاثر علیہ احیانا او کثیرا ثم اعلم ان الطب اکثرہ ظنی وان کان لبعض آثارہ متیقنا لکن مع ہذا لا تجب مباشرۃ ہذا المتیقن ایضا لانہ ایضا لیس بموقوف علیہ للشفاء نعم اذا تداوی بالمتیقن لیظہر اثرہ حتما لکن لا یتوقف علیہ الشفاء بل یشفی بذلک الدواء مرۃ وبغیر التداوی مرۃ فلا ترجیح لاحد علی الآخر فکل الطب ظنی فی ہذا المبحث فافہم وتفصیل مسئلۃ التوکل فی کلید مثنوی والتکشف للمؤلف العلام وفی الاحیاء للامام الغزالی رحمہ وفی سبیل الیقین تعلیق الاربعین لہذا العبد الضعیف فانظرہ ان کنت من اہلہ۔

ص ۷۱ س ۲ حاشیہ تحتانی۔ قولہ شمت ای انکسرت والبیضۃ بالفتح خود آہنی۔

ص ۷۲ حاشیہ فوقانی قبل س اخیر۔ قولہ التنشیط باز ایستادن کذا فی المنتخب۔

ص ۸۴ س ۲۔ قولہ تستوخم استخام گراں وناگوار شدن طعام وجز آں کما فی الصراح وقولہ تبعۃ بالفتح وکسر ثانی عاقبت بد آنچہ در گناہ باشد کذا فی المنتخب۔

ص ۸۶ س ۳ حاشیہ تحتانی یمین۔ قولہ فنقبوا قلت قد فعلت فقال فی المنتخب نقب بسیار گردیدن وقال الامام ابن جریر الطبری فی تفسیر التنقیب یعنی تصرفہم فی الارض وضربہم فیہا واستدل علیہ بقول السدی فی تفسیرہ ضربہم فی البلاد وقد صنع الامام علی ان التفسیر بمعنی السیر واللہ تعالیٰ اعلم۔

ص ۸۷ س ۲۸ حاشیہ فوقانی۔ قولہ ملیع فی الصراح رجل ملیع بکسر اللام ای شدید ومیلع بالکسر گر خر وگبر کہ ہیچ دین ندارد۔

ص ۸۸ س ۱۔ قولہ صابروا المصابرۃ منا من جانب واحد وہو معناہ اللغوی قال فی المنتخب مصابرۃ در کارہا صبر کردن۔

ص ۹۹ س ۲۰۔ قولہ من الام الخ قلت الظاہر انہ کان قراءۃ من القراء ۃ فان قراءۃ التفسیر مع الاصل بعید واللہ تعالیٰ اعلم۔

ص ۱۰۳ س ۱۱ حاشیہ تحتانی یمین۔ قولہ ذمیمۃ ای زشت رو۔

ص ۱۰۵ س اخیر حاشیہ فوقانی۔ قولہ الفظاظۃ بالفتح ناخوش شدن والبشاعۃ ہی القباحۃ۔

ص ۱۱۲ س ۱۳۔ قولہ شیخ الاسلام الخ فی الواقع یہ تقریر نہایت نفیس ہے لیکن احقر کے نزدیک گناہ کبیرہ کے ثبوت میں یہ قید بڑھانا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ وہ دلیل قطعی سے ثابت ہو جیسا کہ صاحب درمختار نے گناہ کبیرہ کی تعریف میں اس قید کو داخل کیا ہے اور اسی بنا پر علامہ شامی نے مکروہ تحریمی کو صغیرہ فرمایا ہے۔

ص ۱۱۲ س ۱۴۔ قولہ تعادن یعنی مستی۔

ص ۱۱۴ س ۳۔ حاشیہ تحتانی یمین۔ قولہ لکل ای یکون لفظ کل مرہ وفا۔

ص ۱۱۹ س ۷ حاشیہ تحتانی یمین۔ قولہ ثم ثبت الخ اعلم ان مؤلف اللباب ہو الامام الحافظ العلامۃ

عـــہ والحمد للہ علی موافقۃ الترجمۃ لہ وانما ترجمت بہ تبعا للعلماء المحققین المترجمین من قبلی ۱۲ مترجم

عـــہ نعم ہو بعید لو قری بحیث لا یمیز من القرآن اما لو میز اما بتغییر اللہجۃ او بعد وقفۃ ما لم یبعد ۱۲ مترجم

السیوطی للاکلین بہ انہ نقل من ہذہ الرواۃ بلا ثبوت لہ فی کتاب القرآن فتنبہ والضعاف ایضا تکفی فی التفسیر اذا لم یعارضہا ما ہو اقوی منہا۔

ص ۱۲۰ س ۹ - قولہ میل انگریزی آلخ انگریزی میل تین ہزار پانچسو بیس ہاتھ کا ہوتا ہے اور شرعی میل چار ہزار ہاتھ کا فاحفظہ ووازن بینہما لیسہل علیک العمل بالاحکام التی اعتبر فیہا المیل الشرعی۔

ص ۱۲۴ س ۱ حاشیہ تحتانی یمین - قولہ کما فی قولہم آلخ ای التملیک۔

ص ۱۳۰ س ۱ حاشیہ تحتانی یسار - قولہ شراج قلت بالکسر للعجمۃ جمع شرجۃ مسیل ماء من الحرۃ الی السہل والمراد من الحرۃ حرۃ المدینۃ وہی ارض ذات حجارۃ خارج المدینۃ ۱۲ ملخص حواشی کتب الحدیث۔

ص ۱۳۲ س ۱ حاشیہ تحتانی یمین - قولہ جمع ثبۃ قلت ہی بالضم۔

ص ۱۴۸ س ۱۶ - قولہ انعم صباحا قلت الظاہر انہ امر من الانعام اللازم او من نعم ینعم بکسر العین فیہما وجاء منہ عم بالکسر بحذف النون علی لفظ الامر ای عم صباحا وہو المذکور فی اللغۃ ولم اطلع فی اللغۃ مع التتبع قول انعم صباحا للتحیۃ لقصور نظری ومعناہ شاد باش بوقت صبح والمراد من الصباح مطلق الزمان وتخصیصہ بالذکر لشرفہ علی غیرہ۔

ص ۱۵۸ س ۱۹ - قولہ تراشنا یہ جائز ہے قلت انہ سنۃ مؤکدۃ کما فی العالمگیریۃ۔

ص ۱۶۱ س ۱ - قولہ نشوز ای المنتخب ناسازگاری کردن زن باشوے وزدن شوئے زنے را وفی الجلالین ترفعا علیہا بترک مضاجعتہا والتقصیر فی نفقتہا لبغضہا وطموح عینہ الی اجمل منہا وقولہ اعراضا فی المنتخب روئے از چیزے گردانیدن وفی الجلالین ای عنہا بوجہہا فافہم۔

ص ۱۶۱ س ۱ حاشیہ تحتانی یسار - فراضتہ ای رضیت المرأۃ عن زوجہا۔

ص ۱۶۸ س ۱ حاشیہ تحتانی یمین - قولہ ضاف آلخ قلت الضیافۃ مستحبۃ عند الجمہور فترکہ لیس محلا للشکایۃ الا ان تحمل الشکایۃ علی حالۃ تجب فیہا الضیافۃ لشدۃ احتیاج الضیف الیہا فافہم۔

ص ۱۷۴ س ۳۹ حاشیہ فوقانی - قولہ لا غرو ای لا عجب فی حملی علیہا مع عدم کونہ منقولا عن احد والتفرد بہ افادہ المؤلف العلام۔

حاشیۃ المجلد الثالث من التفسیر

ص ۹ س ۱۵ - قولہ نابغہ آلخ فی الصراح نوابغ از شعراء عرب نابغہ جعدی ونابغہ ذبیانی وغیرہما ذیشان والہاء فیہ للمبالغۃ وقولہ اسیر مستہ معطوف ہے قلت العطف لیس للضرورۃ الشعریۃ بل لنقل الروایۃ عن الشاعر بالجر باعتبار العطف افادہ المؤلف العلام وقولہ منقلب معناہ چھٹنے والا وہو من باب الافعال بمعنی بستہ والقد بالفتح وتشدید الدال تسمہ ومجذوب بستہ۔

ص ۹ س ۱۳ حاشیہ فوقانی - قولہ سمی الواو ای المسمی الجمع فاحفظہ۔

ص ۱۱ س ۲۹ حاشیہ فوقانی - قولہ الفتک ای القتل

ص ۴۹ س ۳ حاشیہ تحتانی یسار - قولہ لذا استعظموا قلت ولیس لقولہ المذکور من قبل ان الوضوء فان عبارۃ اللباب تدل علیہ ونصہ دل الحدیث علی ان الوضوء کان واجبا علیہم قبل نزول الآیۃ ولہذا استعظموا (ای استثقلوا) نزولہم علی غیر ماء ووقع من ابی بکر فی حق عائشۃ ما وقع اھ فان الوضوء لو لم یکن واجبا من قبل وجازت الصلوۃ بلا وضوء لما استثقل علیہم فانہ کان لہم ان یصلوا بغیر وضوء۔

ص ۱۲ س ۲۱ حاشیہ فوقانی - قولہ الجمیع ای الصغائر والکبائر۔

ص ۱۴ س ۳ حاشیہ تحتانی یسار - قولہ فکل منا لرزہ کذا فی المنتخب۔

ص ۲۸ س ۷ - قولہ سکین تشبع نونہ لضرورۃ الشعر افادہ المؤلف ولم تسقط بالاضافۃ لضرورۃ الشعر وعسجد معناہ دینار۔

ص ۳۶ س ۱ حاشیہ تحتانی یمین - قولہ المشرعۃ معناہ جائے آب درآمدن۔

ص ۴۰ س ۵ حاشیہ فوقانی - تعدیتہ لذلہ آلخ قلت اصل تعدیتہ باللام ولفظ التعدیۃ وکذا اللفظ یتعدی قد یستعمل فیما یقابل اللازم وہو الفعل الذی تم بالفاعل وقد یستعمل بمعنی الافضاء وایصال الصلۃ فقط افادہ المؤلف العلام۔

ص ۴۲ س ۷ - حاشیہ تحتانی یمین - قولہ احیانا جمع تقلیل لحین وقولہ لا ترتب لفظ نہی من الارتیاب وہو دفع دخل مقدر وہو کون اہل الکتاب مشرکین وعبدۃ الطاغوت ای کیف وصفوا الصفۃ للمشرکین فاجاب بان الاتخاذ الواقع فیہم شرکا رفا اللام للعہد ای اتخاذ الرہبان والاحبار اربابا واتخاذ العجل معبودا وسیاتی مفصلا فی الفائدۃ الآتیۃ فی الصفحۃ التی بعدہا بصفحۃ فافہم۔

ص ۴۳ س ۵ حاشیہ فوقانی - قولہ خبرہ محذوف قلت فی النیسابوری اوید تفع بالابتداء والخبر محذوف ای وفیکم ثابت علی حکمہ اھ وہذا اوضح۔

ص ۴۵ س ۲ حاشیہ تحتانی یسار - قولہ تقدیم الیہم ای تقدیم لفظ الیہم علی من ربہم الواقع فی القرآن وقولہ لما مر آلخ خبر وہو محط الفائدۃ افادہ المؤلف العلام۔

ص ۴۶ س ۴ - قولہ ضقت بہا ذرعا بالکسر قال فی الصراح ضقت بالامر ذرعا اذا لم تطقہ واصل الذرع انما ہو بسط الید۔

ص ۴۷ س ۲۵ حاشیہ فوقانی - قولہ ناصبوا فی المنتخب مناصبہ باکسے دشمنی وجنگ آشکارا کردن۔

ص ۵۵ س ۱۵ - قولہ مقدور سے مراد صاحب لغت ہونا ہے احقر کہتا ہے کہ یہ مسئلہ یا تو صاحب روح المعانی نے قواعد وقیاس سے لکھا ہے یا کوئی روایۃ شاذہ منقول دیکھی ہے لیکن مذہب حنفیہ کا اسکے خلاف ہے یعنی مشہور مذہب اور معمول بہ یہ ہے جو کہ القاسم ربیع الاول ۱۳۲۶ھ میں حضرت مؤلف علام نے تحریر فرمایا ہے جب قسم توڑنے کے بعد ارادہ ادائے کفارہ کا کرے اسوقت دیکھنا چاہیئے کہ اس شخص کے پاس قدر کفاف کو مستثنے کر کے آیا اتنی گنجائش ہے یا نہیں کہ دس مسکینوں کو دو وقت شکم سیر کھانا کھلا سکے یا ان دس مسکینوں کو فی مسکین بقدر ایک حصہ صدقہ فطر کے حسب شرائط مذکورہ کتب فقہ غلہ یا اسکی قیمت دے سکے یا دس مسکینوں کو اس طرح کپڑا دے سکے کہ فی مسکین متوسط قیمت کا کپڑا بقدر ایک جوڑے کے دے سکے جسکی تفاصیل جزئیات کتب فقہ میں مذکور ہے کذا فی الحاشیۃ الشامیۃ عن الخانیۃ (القاسم ص ۹ و ۱۰) وفی البحر الرائق ففی الخانیۃ ولا یجوز التکفیر بالصوم الا لمن عجز عما سوی الصوم فلا یجوز لمن یملک ما ہو منصوص علیہ فی الکفارۃ او یملک بدلہ فوق الکفاف والکفاف منزل یسکنہ وثوب یلبسہ یستر عورتہ وقوت یومہ ومن الناس من قال قوت شہر وان کان لہ عبد ہو محتاج الی الخدمۃ لا یجوز لہ التکفیر بالصوم لانہ قادر علی الاعتاق الخ قال وفی المجتبی ظاہر المذہب انہ فضل عن حاجتہ قدر ما یکفر بہ لا یجوز لہ الصوم اھ۔

ص ۵۵ س ۱ حاشیہ تحتانی یسار - قولہ شل القوم ای ست شد قوم۔

ص ۵۷ س ۳ حاشیہ تحتانی یمین - قولہ فجاج جمع فج بالفتح وتشدید الراء والعطف تفسیری۔

ص ۵۹ س ۷ - قولہ الادنین ای الاقربین کذا فی الجلالین

ص ۶۹ س ۱۷ حاشیہ فوقانی - قولہ الاغتیال قلت فی المنتخب ناگاہ کشتن والمراد ہہنا القتل مطلقا۔

ص ۷۲ س ۳ - قولہ تعالیٰ جعل الظلمت والنور قال المحقق النیسابوری جمع الظلمت ووحد النور لان الظلمۃ من الاجرام المتکاثفۃ ولکل جرم ظل وذلک الظل ظلمۃ والنور من النار وہی واحد وہو منہا انتہی بلفظہ ملخصا قلت ولہذا الوجہ قدم الظلمت فان الکثیر احق بالتقدیم من القلیل۔

ص ۷۴ س ۱۹ حاشیہ فوقانی - قولہ من الدر قلت ہو الجریان۔

ص ۷۸ س ۳ - قولہ واللہ ربنا قال الامام ابن جریر الطبری فقرأ ذلک عامۃ قراء المدینۃ وبعض الکوفیین والبصریین واللہ ربنا خفضا علی ان الرب نعت للہ وقرأ ذلک جماعۃ من التابعین واللہ ربنا بالنصب بمعنی واللہ یا ربنا وہی قراءۃ عامۃ قراء اہل الکوفۃ۔

ص ۸۰ س ۲ حاشیہ تحتانی یمین - قولہ کیا خوب آلخ یا قوم لیتنا آلخ او یا انفسنا لیتنا آلخ واشعار الیہ بقولہ مثلا۔

ص ۸۰ س ۱۲ حاشیہ فوقانی - وما قیل آلخ قلت تلک الروایۃ اخرجہا الامام ابن جریر الطبری فی تفسیرہ واخرجہا الحاکم وصححہ کما فی الاکلیل فلا ینبغی ردہ قال المحقق النیسابوری وضعفت ہذہ الروایۃ بان قولہ وما یہلکون الا انفسہم یعنی بما تقدم ذکرہ ولکن النہی عن اذیتہ مما لا یوجب الہلاک ویمکن ان یجاب بان الذم توجہ علی الہیئۃ الاجتماعیۃ الحاصلۃ من النہی والنای کقولہ (تعالیٰ) اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم ولو سلم فلم لا یجوز ان یرجع الذم الی الاخیر فقط انتہی۔

ص ۸۱ س ۱ حاشیہ تحتانی یسار - قولہ بحسرتنا ای احضری فہذا وقتک قال النیسابوری۔

ص ۸۵ س ۱ - قولہ تعالیٰ ارایتکم قال ابو البقاء فی اعراب القرآن فاما مفعول ارایتکم فی ہذہ الآیۃ فقال قوم ہو محذوف دل الکلام علیہ تقدیرہ ارایتکم عبادتکم الاصنام ہل تنفعکم عند مجیء الساعۃ ودل علیہ قولہ اغیر اللہ تدعون وقال آخرون لا یحتاج ہنا الی مفعول لان الشرط وجوابہ قد حصل معنی المفعول واما جواب الشرط الذی ہو قولہ ان اتاکم عذاب اللہ فما دل علیہ الاستفہام فی قولہ اغیر اللہ تقدیرہ ان اتتکم الساعۃ دعوتم اللہ وغیر منصوب بتدعون انتہی۔

ص ۸۵ س ۱ حاشیہ تحتانی یسار - قولہ معلق ای

ھ لکن یبقی احتمال ظن الراوی ۱۲ مترجم۔

رہیں فی الکاف افادہ المؤلف العلام۔
ص ۷، ۹ س ۴ حاشیہ تحتانی۔ قولہ تبلج الحق ای ظہر۔
ص ۷، ۹ س ۲۸ حاشیہ فوقانی۔ قولہ مجاراۃ معناہ
باکسے رفتن کذا فی المنتخب۔
ص ۷، ۹ س ۳۱ حاشیہ فوقانی۔ قولہ یکر علیہ قال
فی المنتخب کر بازگشتن و بازگردانیدن۔
ص ۹۸ س ۵ حاشیہ تحتانی یمین۔ قولہ الاعتساف
فی المنتخب بیراہ رفتن۔
ص ۷، ۱۱ س ۱۰ حاشیہ فوقانی۔ قولہ معذوق ای
معلق افادہ المؤلف العلام۔
ص ۹، ۱۱ س ۳ حاشیہ تحتانی یسار۔ قولہ اختلاف
القراءۃ الخ قلت ہذا محل مزال الاقدام فلنحقق فنقول
استکرہ ہذہ القراءۃ الامام العلام ابن جریر الطبری و
العلامۃ الزمخشری ولکنہا صحیحۃ معدودۃ فی السبع متواترۃ
ولیست ضعیفۃ باعتبار العربیۃ قال فی تفسیر النیسابوری

ولہ قراءۃ ابن عامر فخطأہا الزمخشری من جہۃ الفصل بین
المضاف والمضاف الیہ بغیر الظرف فان ذلک قد جوز بالظرف
کقولہ للہ در الیوم من لامہا وضعف بغیر الظرف کقولہ ع
فزججتہا بمزجۃ زج القلوص ابی مزادہ ۔ وعلوہ علی ضرورۃ
الشعر مع الاستکراہ والحق عندی فی ہذا المقام ان القرآن
حجۃ علی غیرہ ولیس غیرہ حجۃ علیہ القراءات السبع کلہا متواترۃ
فکیف یمکن تخطئۃ بعضہا فاذا ورد فی القرآن المعجز مثل ہذا
الترکیب لزم القول بصحتہ وفصاحتہ وان لا یلتفت الی
انہ ہل ورد لہ نظیر فی اشعار العرب تراکیبہم ام لا وان رد
فکثیرا ما لا مع ذلک فقد وجہہ بعض الفضلاء بان المضاف
الیہ من الاول محذوف علی نحو قولہ ع بین ذراعی وجبہۃ
الاسد ۔ والمضاف مضمر مع الثانی کقراءۃ من قرأ واللہ
یرید الآخرۃ بالجر علی تقدیر عرض الآخرۃ فتقدیر الآیۃ قتل
شرکاءہم اولادہم قتل شرکاءہم ۔ وفی الکمالین ومنہم من
قال بان الاضافۃ الی المعمول اضافۃ لفظیۃ ویجوز فیہ الفصل

ص ۱۲۶ س ۱ حاشیہ تحتانی یمین۔ قولہ جاز الخ
لانہ تبعد یرالانفصال اھ۔ بکلمۃ قبل مرفوع بغیر تنوین۔ و
اللہ تعالی یہدی من یشاء الی صراط مستقیم۔
ص ۱۲۳ س ۳۔ قولہ الحوایا قلت جمع حاویۃ وحاویا
ای رودہا و چربیہا کہ بر رودہ باشد کما فی المنتخب۔
ص ۱۲۶ س ۵ حاشیہ فوقانی۔ قولہ ولا منعہ الخ توضیحہ
مافی النیسابوری ونصہ فان قیل قولہ ان لا تشرکوا بہ شیئا
وبالوالدین احسانا کالتفصیل لما اجملہ فی قولہ ما حرم فیلزم ان
یکون ترک الشرک والاحسان الی الوالدین محرما فالجواب ان
المراد من التحریم البیان المضبوط او الکلام تم عند قولہ ما حرم
ربکم ثم ابتدأ فقال علیکم ان لا تشرکوا او ان غسروا الخ لکن
التحریم ہو قولہ لا تشرکوا وہذا فی النواہی واضح واما الاوامر
فیعلم بالقرینۃ ان التحریم راجع الی اضدادہا وہی الاساءۃ
الی الوالدین وبخس الکیل والمیزان وترک العدل فی القول
وبخس عہد اللہ اھ۔

فی الکافیۃ وانما یجوز حذفہا (ای اللام) اذا کان فعلا
لفاعل الفعل المعلل بہ ومقارنا لہ فی الوجود لہ قلت
وتماما لو لم یؤول لم یکن فاعلہ وفاعل ذلک الفعل
متحدا۔
ص ۱۲۹ س ۷۔ قولہ وخامت فی المنتخب بدگوار
شدن قلت ارید بہا ہناک الذم۔
حق تعالی کا بیحد احسان ہے کہ چہارم جلد تفسیر بیان القرآن
کے حواشی مفیدہ اس ناچیز کے ہاتھ پر تمام کرائے
حق تعالی اپنے فضل اور بطفیل جناب رسول کریم
علیہ الصلوۃ والتسلیم کے بقیہ تفسیر کے حواشی بھی جلد
تمام کرادیں اور قبول فرمادیں۔ اور عمر بھر قرآن و
حدیث کی خدمت میں مشغول رکھیں جس طرح کہ آجکل
مشغولی ہے علیہ توکلت وہو حسبی ونعم الوکیل +
الراقم سید احمد حسن سنبھلی حال مقیم تھانہ بھون
ضلع مظفر نگر۔ ۱۷ محرم ۱۳۲۳ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم :۔ فائدۃ متعلقۃ بقولہ تعالی فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا الواقع فی الرکوع الرابع من سورۃ الروم مقررۃ لکون التوحید فطریا غیر موقوف علی الاستدلال کما ہو المدلول للآیۃ منقولۃ من تفسیر النیسابوری نافعۃ للطلبۃ قال العلامۃ المحقق النیسابوری رحمہ اللہ تعالی فی تفسیرہ کان من عقیدتی ان العلم بوجود الواجب فی الخارج من جملۃ البدیہیات وکان یستبعد ذلک کثیر من اقرانی واصحابی لما رأوا ان الاقدمین ما زالوا یبرہنون علی ذلک فی الکتب الکلامیۃ والحکمیۃ فکنت قد کتبت لاجلہم رسالۃ فی الالہیات مشتملۃ علی دلائل تجری مجری المنبہات علی ذلک المعنی فان الضروریات قد ینبہ علیہا وان لم یحتج فی الاقتناص الی البراہین والآن اری ان اذکر بعض تلک المنبہات فی ہذا المقام فاقول وباللہ التوفیق المفہوم بالنظر الی ذاتہ والی الخارج اما ان یکون واجب الوجود فقط او واجب العدم فقط او ممکن الوجود والعدم فقطا او واجب الوجود والعدم معا او واجب الوجود و ممکن الوجود والعدم معا او واجب الوجود والعدم او واجب الوجود و ممکن الوجود والعدم معا او واجب العدم و ممکن الوجود والعدم معا او واجب الوجود و واجب العدم و ممکن الوجود والعدم جمیعا فہذہ اقسام سبعۃ والعقل الصریح لا یشک فی استحالۃ خمسۃ اقسام منہا فی الخارج الاول واجب العدم لذاتہ فقط الثانی واجب الوجود لذاتہ و واجب العدم فی ذاتہ معا الثالث واجب الوجود لذاتہ و ممکن الوجود والعدم لذاتہ والرابع واجب العدم لذاتہ و ممکن الوجود والعدم لذاتہ الخامس واجب الوجود لذاتہ و واجب العدم لذاتہ و ممکن الوجود والعدم فی ذاتہ ثم نقول ان العقل کما لا یشک فی استحالۃ الوجود الخارجی لہذہ الاقسام الخمسۃ ینبغی ان لا یشک فی وجود الواجب لذاتہ فقط فی الخارج لانہ لو لم یکن موجودا فی الخارج کان معدوما فی الخارج فان کان عدمہ لذاتہ کان من القسم الثانی من الممتنعات وان کان لغیرہ کان من القسم الثالث منہا وکلاہما محال اذ المفروض خلاف ذلک فثبت کونہ موجودا فی الخارج بالضرورۃ وہو المطلوب فہذہ طریقۃ عذراء تیسرت لنا من غیر احتیاج الی دور وتسلسل یبنی علیہا المنوع المشہورۃ وجہ ثان الموجود فی الخارج اما واجب او ممکن وہذہ قضیۃ اتفقوا علی ضروریتہا الا ان کان مستغنیا عن المؤثر فی وجودہ الخارجی فواجب والا فممکن فنقول ان کانت القسمۃ قسمۃ تنویع حتی یکون المعنی ان الموجود فی الخارج ہذان النوعان فقد ثبت وجود الواجب فی الخارج بالضرورۃ وہو المطلوب وان کانت القسمۃ قسمۃ انفصال فلا محالۃ تکون مانعۃ الخلو فقط اما کونہا مانعۃ الخلو فلاستحالۃ العقل رفعہما معا فی الخارج ضرورۃ ثبوت موجود ما فی الخارج بالضرورۃ واما انہا لیست بمانعۃ الجمع فلان الممکن موجود بالضرورۃ ولا منافاۃ بین وجود الواجب و وجود الممکن بالضرورۃ والا لما استدل العقلاء من وجود الممکن علی اثبات الواجب بل یستدلون منہ علی نفیہ واذا کان الجمع بین الواجب والممکن ممکنا فی الوجود والممکن موجود بالضرورۃ مع انہ مفتقر فی وجودہ الی مؤثر موجود فلان یکون الواجب موجودا یکون اولی بالضرورۃ لاستغنائہ عن المؤثر وکون ذاتہ کافیۃ فی ایجاب الوجود لہ وہذہ مقدمۃ جلیۃ مکشوفۃ لمن تامل فی مفہوم واجب الوجود اذ لا معنی لوجوب الوجود الا انہ وجود یوجد البتۃ من تلقاء نفسہ ومع قطع النظر عما سواہ ولہذا قال المحققون ان الوجود یقع علی الواجب وعلی الممکن بالتشکیک بمعنی انہ فی الواجب اول واولی منہ فی الممکن وجہ ثالث طبیعۃ الواجب وطبیعۃ الممکن من حیث ذاتہما یشترکان فی صحۃ وجودہما الخارجی بالضرورۃ ویفترقان فی ان الواجب ذاتہ کافیۃ فی ایجاب الوجود لہ والممکن لا یکفی فیہ ذلک بل یحتاج فی ایجاب وجودہ الخارجی الی الغیر ولا ریب ان الاول اقرب الی طبیعۃ الوجود من الثانی لان الموقوف علی مقدمات اکثر عسر وجودا والثانی واقع بالضرورۃ فالاول باولی بکونہ ضروری الوقوع وجہ رابع نسبۃ کل محمول الی موضوعہ لا یخلو نفس

عہ بنصب زج ونصب القلوص و
جر مزادہ مضافا الیہ لزج فیقال زججت
الرجل ای طعنتہ وفی الصراح قلوص
شتر جوانہ وہی اول ما یرکب من اناث
الابل الی ان تثنی فاذا اثنت فہی
ناقۃ ۱۲ + ۱۲ + ۱۲ ۔

الامرین ان یکون بالوجوب او بالامکان او بالامتناع فنسبة الوجود الخارجی الی الماهیات الخارجیة من حیث ذواتها لاتخلو من احد الامور الثلثة. لکن نسبته الیها بالامتناع ظاهرة الاستحالة فهی
اما بالامکان، او بالوجوب ولاشک ان نسبة الوجود الی ذات الموجود اولی من نسبته الی غیره اذ الاصل عدم الغیر فکل مادل البرهان علی ان وجوده من غیره لتغیر فیه او نقص یحکم علیه بانه ممکن الوجود
ومالم یدل البرهان فیه علی ذلک بل یدل علی وجوب وجوده بجمیع صفاته الکمالیة فهو واجب الوجود ومن شک فی وجود ما وجوده من تلقاء نفسه ویکون متصفا بجمیع الکمالات بعد مشاهدة ما وجوده
من غیره وهو عرضة للنقائص والرذائل کان اجهل الناس بهجر الحکمة **وجه خامس** نفس الامکان نقص لانقص فوقه لاستتباعه العجز والافتقار وصحة العدم علیه الذی لاضعف مثله و
الوجود المتصف به متحقق بالضرورة فالوجود الذی یجوزه العقل الصریح متصفا بصفة الوجوب کیف لایکون متحققا ومن استبهم علیه مثل هذا الجلی فلا یلومن الا نفسه **وجه سادس** مقتضی
ذات الشیٔ اقرب ایجابا له عند العقل من مقتضی کل مایغایره لکن الوجود الذی مقتضاه الامکان ثابت فی الخارج مع ان ثبوته فی الخارج مقتضی الغیر فالوجود الذی مقتضاه الوجوب ثابت بالطریق
الاولی **وجه سابع** الوجود الممکن ثابت بالضرورة ولیس ثبوت ذلک للوجود من تلقاء نفسه والا کان وجودا واجبا لانا لانعنی بالوجود الواجب الا هذا فاما ان یکون من وجود واجب هو المطلوب
او من وجود مثله ویرجح مالم یکن ثابتا فی نفسه لم یتصور منه افادة مثله فاذن حصل لنا وجود ممکن موصوف بالثبوت فی نفسه وموصوف بکونه مفید الوجود مثله فاذا صح هذان الوصفان للوجود
الممکن للمفتقر فکیف لایصحان للوجود الواجب الغنی بل نسبتهما الی الثانی اولی من نسبتهما الی الاول بحکم الفهم الصحیح **وجه ثامن** کون الشیٔ موجودا فی نفسه اقرب واقبل عند العقل من کونه
موجدا لغیره اذ لیس کل من له وجود فی نفسه یکون موجدا لغیره وکل موجد لغیره موجود فی نفسه واذا کان اتصاف الوجود الممکن مع ضعفه بابعد الامرین عن القبول واقعا فکیف لایکون
اتصاف الوجود الواجب مع قوته باقربهما من القبول واقعا **وجه تاسع** انجذاب النفوس السلیمة وغیر السلیمة من الانبیاء والاولیاء والحکماء وسائر العقلاء من اخوان الصفاء واخدان
الوفاء وارباب البدع والاهواء الی وجود واجب متی رجعوا الی انفسهم وطالعوا ملکوت السموات والارض وتاملوا فی الاحوال الواردة علیهم من کشف کرب او هجوم نعمة اجلی دلیل علی وجود
رب جلیل منزه عن سمات النقص والافول فی حیز الامکان مفیض للخیرات مدبر للممکنات ولهذا قال رب السموات والارضین عن الظلمة المعاندین ولئن سالتهم من خلق السموات
والارض لیقولن الله ثم اخبر انهم یعتذرون عن اصنامهم ویقولون هؤلاء شفعاؤنا عند الله اذ لم یکن جحدهم وعنادهم عن تحقیق وصدق انما کانوا مکابرین فی الظاهر ابتلاء من الله وشقاء منهم
فالحاصل ان المؤمن والمشرک والمقر والجاحد سیان فی انه تشهد فطرته بوجود صانع للعالم واجب فی ذاته وصفاته ولا ادل من ذلک علی انه ضروری الوجود **وجه عاشر** وهو الاستدلال بالآفاق
کل موجود سوی الواجب فله ظهور فی الخارج لکنه اذا اعتبر فی نفسه لم یکن له ذلک من تلقاء نفسه فکان فقیرا فی نفسه وذلک افول له فی افق الامکان واذا کان ما مقتضی ذاته الافول طالعا فما
مقتضی ذاته الطلوع اولی بان یکون طالعا **وجه حادی عشر** وهو الاستدلال بالانفس من تامل فی ذاته وفرض شخصه فی هواء طلق لایحس فیه بمتضاد واغفل الحواس عن افعالها وجد
شیئا هو به هو وبذلک یصح انیته وهو نفسه الناطقة التی نسبتها الی بدنه نسبة الملک الی المدینة یتصرف فیها کیف یشاء ومهما انقطعت علاقته عن البدن مات صاحبه وانخرط فی سلک الجمادات
فکما ان البدن لضعفه وخسته مفتقر فی قوامه وقیامه الی مدبر یدبره ویبقیه فجمیع العالم الجسمانی بل الممکنات باسرها لخستها وفقرها تستند لامحالة الی ما هو اشرف منها وذلک ما وجوده
من تلقاء نفسه وهو الواجب الحق تعالی شانه ولولاه لتبدد نظام العالم ولم یکن من الوجود عین ولا اثر **وجه ثانی عشر** وهو انور الوجوه واظهرها وهو الاستدلال بالنور علی النور لاشک
ان نورا ویعنی به ما هو ظاهر فی نفسه مظهر لغیره فنقول ان کان ظهوره فی نفسه بنفسه فهو المطلوب والا فیحتاج الی مایظهره ومایظهره لایمکن ان لایکون ظاهرا فی نفسه لان مالایکون له ظهور فی نفسه
لایفید ظهورا لغیره فننقل الکلام الی ذلک الظاهر بان نقول ان کان ظهوره فی نفسه بنفسه فهو المطلوب والا فیحتاج الی مایظهره ومایظهره لایمکن ان لایکون ظاهرا فی نفسه لان مالایکون له ظهور فی
نفسه لایفید ظهورا لغیره فننقل الکلام الی ذلک الظاهر بان نقول ان کان ظهوره فی نفسه بنفسه فذاک والا احتاج الی مایظهره ولابد ان ینتهی فی طرف الصعود الی مایکون ظهوره فی نفسه بنفسه
واللامتناهیة الامر فی طرف النزول الی الظاهر المفروض اولا فنهایة مالانهایة له محال من ای جانب فرض ولاتنتهض العودة الیومیة نقضا علینا بناء علی انها مسبوقة بعودات لاتتناهی فان
لاتناهیها فی جانب الازل محال عندنا وکنا قد کتبنا فی بعض کتبنا بیان استحالة ذلک فان نقلت الکلام الی فیض الواجب وقلت الفیض الواقع فی زمان الحال مسبوق باضافات غیر
متناهیة لامحالة قلنا لو سلمنا ذلک لکنه لایستحیل فی الواجب لان وجوده واوصافه المعتبرة کلها مقتضیات ذاته ومقتضی ذات الشیٔ یدوم بدوام الشیٔ ویستحیل انفکاکه عنه فلانهایة فیضانه
تابعة للامسبوقیة بغیره وکون وجوده من ذاته ولایلزم من کون مطلق الفیض ازلیا ان یکون الفیض المخصوص ازلیا واذ ثبت وجوب انتهاء الظاهر المفروض الی ما هو ظاهر فی نفسه بنفسه
ثبت المطلوب وهو وجود نور الانوار تعالی شانه وبهر برهانه وهو نهایة الممکنات فی جانب الازل وبدایتها فی جانب الابد فهو قدیم ازلی ولان وجوده مقتضی ذاته وما بالذات لایزول فهو ابدی
الدائم تم هذا ما نسخ من المنبهات لهذا الضعیف اه + نقله احمد حسن السنبهلی بامر شیخه المفسر عفی عنهما

مجموعہ خطبات [illegible]

ترجمہ اُردو

خطبات القرآن فی الاحادیث

دو لفظوں مع فضائل [illegible] ہمراہ مسائل
جمعہ شامل کن کن لوگون پر جمعہ کی نماز واجب
نہین۔ غسل جمعہ سنت ہے۔ جمعہ پڑھنے
والون کی فضیلت۔ جمعہ کی فضیلت اور اُسکا
ثواب۔ نماز جمعہ کے واسطے کپڑے مخصوص
کرنے۔ کوئی خطبہ حمد و صلوۃ سے خالی نہونا
چاہیے۔ خطبہ کے اجزاء۔ جمعہ کی حاضری کی
آداب خطبہ سننے کے آداب۔ خطبہ خوانی کے
آداب۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ
شریف۔ تارک جمعہ کے حق مین سخت وعید
اثنائے خطبہ خوانی مین مسائل کا جواب خطبہ
خوانی مین عصا وغیرہ پر سہارا لگانا۔ جمعہ
کی سنتون کا بیان۔ جمعہ کی ساعت مقبولہ
کا بیان۔ و نماز عیدین کا مفصل بیان قربانی
کا بیان۔ عیدین کے فضائل۔ اور نماز عیدین
کے بارہ خطبے و مسائل نکاح و دیگر فوائد ضروری
و خطبہ نکاح و نماز کسوف و خسوف کا بیان
مع خطبہ کسوف۔ و صلوۃ استسقاء و استغفار
کی فضیلت۔ و خطبہ استسقاء۔ آخر مین چند
نصیحتین یہ مجموعہ خطب نہایت عمدہ طور سے
مرتب ہوا ہے۔ جسکی ہر شہر و قصبہ مین اور
دیہات مین ضرورت ہے۔ اور ہر پیش امام بلا
دقت عید و نماز جمعہ کا بیان نمازیون کو سنا
سکتا ہے شائقین جلد خریداری پر توجہ فرمائین

اخبار الاخیار مع حاشیہ [illegible] کا تیب
والرسائل لارباب الکمال
والفضائل۔ یہ دو بزرگان [illegible]
مضمون کتابین حضرت مولانا شیخ عبد الحق
محدث دہلوی کی تالیف سے ہین۔ اخبار
[illegible] کے حالات [illegible]

مین [illegible] مسائل [illegible]
ہو ایک کتاب جامع مسائل شریعت و
جامع فوائد طریقت ہے۔ غرضکہ دونون
کتابین نایاب ہین بعد تصحیح اس مطبع نے
دونون کو یکجائی چھاپا ہے۔ ناظران کے
فوائد و برکات سے ناظرین متمتع ہون اور مہتمم
کو دعا سے یاد کرین۔

السلسلۃ الذہبیہ فی احوال اکابر نقشبندیہ المجددیہ مع احوال مجموعہ
و مقامات امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت
شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ۔

بدر الشروح۔ یعنی شرح دیوان حافظ [illegible]

پنج گنج ملفوظات خواجگان چشت
اہل بہشت مجتبائی۔

عشرۂ کاملہ۔ مجتبائی۔ تصوف مین یہ بڑی
نایاب کتاب ہے۔ حضرت شاہ کلیم اللہ صاحب
جہان آبادی کی تصنیف سے ہے چونکہ یہ
کتاب عربی زبان مین تھی اور ہمارے ہندوستانی
بھائی اُس سے فائدہ نہین اوٹھا سکتے
تھے۔ اس لیے مطبع نے اس کا اردو ترجمہ
کرکے چھاپا ہے۔ اور اصل متن کو بھی اس
طرح قائم رکھا ہے۔ کہ اول نصف صفحہ کے
قریب اصل متن اور پھر اُسکے نیچے بامحاورہ
اردو ترجمہ کیا ہے۔

فیض سبحانی۔ ترجمہ اُردو فتح الربانی
مجتبائی [illegible] پیر صاحب کے [illegible]

گنجینۂ معرفت۔ ترجمہ اردو کیمیائے
سعادت مجتبائی [illegible] ترجمہ [illegible]

نزہۃ الارواح فارسی محشی [illegible]
مجتبائی۔ تصوف مین بڑی نایاب کتاب ہے
اس قسم کی کتاب [illegible]

انیس المجالس [illegible]
[illegible]

کان [illegible] سے بہرا و اٹھا سکتا ہے
علامہ جلال الدین سیوطی کی تالیف سے ہے
مطبع نے اس کتاب کا اردو ترجمہ کرکے نصف
صفحہ مین اصل کتاب اور نصف صفحہ مین اُسکا
ترجمہ رکھا ہے۔

محبر الموانس ترجمہ اردو نزہۃ المجالس
یہ کتاب واعظون کے واسطے نہایت ہی کار
آمد ہے اور وعظ و نصیحت کی دوسری کتابون
سے بے پروا کر دینے والی مبسوط کتاب اور
جامع کتاب ہے اسکا ایک ایک بیان ایسا
بسیط اور مسلسل بیان ہے جسکو واعظ بہت
خوشنما بیان کر سکتا ہے جس باب یا فصل
جس عنوان سے شروع کیا ہے۔ اُسکے مناسب
اول نصوص قرآنیہ سے استدلال کرکے احادیث
صحیحہ مع حوالہ کتب بیان کی ہین پھر صحابہ
کرام کے صحیح صحیح آثار اور اُسکے ضمن مین اکابر
کے حالات اور بھی سوانح عمریان درج ہین
اسکے بعد گذشتہ ناموران اسلام کے ولولہ
انگیز واقعات سلف صالحین کے تعجب خیز
حالات اگلے زمانہ کے لوگون کے عبرت افزا
حکایات عجیب پیرایہ سے روایت کی ہین اور
ہر ایک جملہ کے متعلق بیشمار فوائد اور لطائف
بے انتہا نکات و حقائق فقہی مسائل طبی
معلومات جسمانی امراض کی تحقیق اُن کے
متعلق مجرب آزمودہ نسخجات صحیح اور ماثورہ
عملیات دنیا کی ہر ایک چیز کی ماہیت اور
خاصیت خاصکر ادویہ کے منافع و فوائد
مشرحاً بیان کیے ہین۔ آخر مین جناب رسول
اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے ابتداء
پیدائش سے سن وفات تک کے صحیح صحیح حالات
خلفاء اربعہ کے مناقب و فضائل خوب شرح و بسط
سے لکھے ہین۔ خلاصہ یہ ہے کہ ابتک ایسی
جامع اور واعظون کے لیے مفید اور کار آمد کتاب
دیکھنے مین نہین آئی۔ اسکا مطالعہ کرنیوالا تمام
علوم سے واقف ہو سکتا ہے اور وہ مضامین
بیان کر سکتا ہے جو ایک بڑا عالم مکمل بیان
کر سکے یہ کتاب عربی زبان مین تھی مطبع نے تمام
مسلمانون اور خصوصاً واعظون کے لیے سلیس
اُردو زبان مین اسکا ترجمہ کرایا ہے اور دو جلدون
مین مع فہرست ہر بیان اسکو چھاپا ہے۔

درۃ الناصحین مع ترجمہ اُردو تحفۃ الواعظین
مجتبائی۔ درۃ الناصحین اصل کتاب عربی نصف
صفحہ مین ہے اور نصف صفحہ مین اسکا اُردو ترجمہ
بامحاورہ سلیس و عام فہم زبان مین وعظ و پند کے
سلسلہ مین اکثر کتابین دیکھی گئی ہین مگر یہ کتاب
اپنے طرز مین بالکل نئی ہے مؤلف نے قرآن مجید
کی بیشتر آیات کی تفسیر علی الترتیب نہایت خوبی
اور متانت کے ساتھ معتبر اور متداول تفاسیر
سے کی ہے پھر آیت کے متعلق نبی کریم صلعم
کی احادیث صحابہ کے آثار و آئمہ مذاہب کے
اقوال بزرگان سلف کی حکایات مشائخ کبار
کے دل آویز مقولے مذہبی مقتداؤن کی [illegible]
نصیحتین اس کثرت سے ذکر کی ہین کہ جن کا
احاطہ دشوار ہے۔

فردوس آسیہ معروف بہ حواس خمسہ
از مولوی عبد الرب اس مین پانچ حاسے قائم
کیے ہین اول حاسہ مین حضرت ابو بکر صدیق
کے فضائل و مناقب صحیح حدیثون اور معتبر کتب
تواریخ سے نقل کیے ہین۔ دوسرے تیسرے چوتھے
مین خلفاء ثلثہ کے بالترتیب مناقب و محاسن
بیان کیے ہین اور پانچوین حاسہ مین اہل بیت
کے فضائل۔ اور حماد اور حسنین کی شہادت
کے مفصل حالات ہین۔ یہ کتاب واعظون
کے واسطے بہت مفید ہے۔

نافع المسلمین۔ ترجمہ اُردو انیس الواعظین
مجتبائی انیس الواعظین [illegible] سے زبردست ہین۔

فہرست مضامین حصہ دوم تفسیر بیان القرآن جلد دہم

سورۃ ص مکیۃ وھی | بسم اللہ الرحمٰن الرحیم | ثمان وثمانون اٰیۃ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّکْرِ ۝ بَلِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِیْ عِزَّۃٍ وَّشِقَاقٍ ۝ کَمْ اَھْلَکْنَا مِنْ قَبْلِھِمْ مِّنْ قَرْنٍ فَنَادَوْا وَّلَاتَ

صٓ قسم ہے قرآن کی جو نصیحت سے پُر ہے بلکہ یہ کفار تعصب اور مخالفت میں ہیں ان سے پہلے بہت سی اُمتوں کو ہم ہلاک کر چکے ہیں سو انہوں نے بڑی ہائے پکار کی اور

حِیْنَ مَنَاصٍ ۝ وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَھُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْھُمْ ۫ وَقَالَ الْکٰفِرُوْنَ ھٰذَا سٰحِرٌ کَذَّابٌ ۝ اَجَعَلَ الْاٰلِھَۃَ اِلٰھًا وَّاحِدًا

وہ وقت خلاصی کا نہ تھا۔ اور ان کفار نے اس بات پر تعجب کیا کہ ان کے پاس ان میں سے ایک ڈرانے والا آگیا اور کہنے لگے کہ یہ شخص ساحر کذاب ہے کیا اس نے اتنے معبودوں کی جگہ ایک ہی معبود رہنے دیا

اِنَّ ھٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ ۝ وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْھُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓی اٰلِھَتِکُمْ ۚ اِنَّ ھٰذَا لَشَیْءٌ یُّرَادُ ۝ مَا سَمِعْنَا بِھٰذَا

واقعی یہ بہت ہی عجیب بات ہے اور ان کفار میں کے رئیس یہ کہتے ہوئے چلے کہ چلو اور اپنے معبودوں پر قائم رہو یہ کوئی مطلب کی بات ہے ہم نے تو یہ بات

فِی الْمِلَّۃِ الْاٰخِرَۃِ ۚ اِنْ ھٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ۝ ءَاُنْزِلَ عَلَیْہِ الذِّکْرُ مِنْۢ بَیْنِنَا ۭ بَلْ ھُمْ فِیْ شَکٍّ مِّنْ ذِکْرِیْ ۚ بَلْ لَّمَّا یَذُوْقُوْا عَذَابِ ۝

پچھلے مذہب میں سُنی نہیں۔ ہو نہ ہو یہ گھڑی ہوئی بات ہے کیا ہم سب میں سے اسی شخص پر کلام الٰہی نازل کیا گیا بلکہ یہ لوگ میری وحی کی طرف سے شک میں ہیں بلکہ انہوں نے ابھی تک میرے عذاب کا مزہ نہیں چکھا

اَمْ عِنْدَھُمْ خَزَآئِنُ رَحْمَۃِ رَبِّکَ الْعَزِیْزِ الْوَھَّابِ ۝ اَمْ لَھُمْ مُّلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَھُمَا ۣ فَلْیَرْتَقُوْا فِی الْاَسْبَابِ ۝

کیا ان لوگوں کے پاس آپ کے پروردگار زبردست فیاض کی رحمت کے خزانے ہیں یا کیا ان کو آسمان و زمین اور جو چیزیں ان کے درمیان میں ہیں ان کا اختیار حاصل ہے تو ان کو چاہیے کہ سیڑھیاں لگا کر چڑھ جاویں

سورۃ ص مکیۃ وھی ست او ثمان وثمانون اٰیۃ کذا فی البیضاوی **ربط** اس سورت میں زیادہ مضمون متعلق رسالت کے ہے بعض آیات میں انکی تکذیب و انکار پر مذمت اور وعید ہے اور بعض آیات میں اسکا اثبات اور آپکا تسلیہ اور قصص سے اثبات رسالت کی اور بعض قصص سے تسلیہ کی بھی تائید ہے اور بعض آیات میں خاص توحید و مجازاۃ کے انکار میں بھی لفت رسول کی شناعت ہے جیسا اجعل الاٰلھۃ اور عجل لنا قطنا سے مفہوم ہے اور بعض آیات میں اس توحید و بعث کی مجمل دلیل اور بعض میں ان دونوں کے تحقق اور وقوع کی قدرے تفصیل ہے جیسا ما خلقنا السماء سے کالفجار تک مضمون مجمل اور ھذا ذکر سے العزیز الغفار تک مضمون مفصل مدلول و معلوم ہے اور بمناسبت مسئلہ رسالت کے بعض آیات میں قرآن کی مدح ہے جیسے شروع میں اسکو ذی الذکر فرمایا اور درمیان میں مبارک اور ختم پر ذکری للعلمین اور سورت سابقہ کو بھی ان ہی مضامین میں اس سے تقارب ہے اور یہی تقارب وجہ تناسب ہے اور سبب نزول ابتدائی آیات کا یہ ہے کہ ابوطالب کی مرض میں قریش اُنکے پاس آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لائے تو قریش نے اُنسے آپکی شکایت کی انہوں نے آپ سے پوچھا کہ آپ اپنی قوم سے کیا بات چاہتے ہیں آپنے فرمایا صرف ایک کلمہ چاہتا ہوں جس سے تمام عرب انکا مطیع ہو جاوے اور عجم انکو جزیہ دینے لگیں اُنہوں نے پوچھا وہ ایک کلمہ کونسا ہے آپنے فرمایا لا الٰہ الا اللہ قریش کہنے لگے کہ لو سب معبودوں کی نفی کرکے ایک ہی معبود قرار دیدیا یہ عجیب بات ہے اسپر ص سے بل لما یذوقوا عذاب تک نازل ہوا اور دہ فی اللباب عن احمد والترمذی والنسائی والحاکم اور ایک روایت میں ہے کہ ناراض ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے اور دہ فی الروح عن غیر واحد اور اس سورت کے شروع میں جو قرآن کی قسم کھائی گئی ہے اگر اس سے مراد کلام نفسی ہو تب تو کوئی اشکال نہیں کہ وہ صفت غیر مخلوق ہے اور اگر کلام لفظی مراد ہو جو کہ مخلوق ہے تو توجیہ اسکی سورہ حجر آیت لعمرک کے تحت میں گذر چکی ہے اور شرح سورہ طٰفٰت میں جو حکمت ایسی قسموں میں لکھی گئی ہے یہاں اسکی تقریر یہ ہے کہ قرآن رسالت پر دلیل ہے۔

تشنیع مع تقریع بر کفار مکذبین در انکار رسالت سید المرسلین و توحید رب العالمین و وقوع یوم الدین

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّکْرِ ۝ بَلِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِیْ عِزَّۃٍ وَّشِقَاقٍ ۝ کَمْ اَھْلَکْنَا مِنْ قَبْلِھِمْ مِّنْ قَرْنٍ فَنَادَوْا وَّلَاتَ حِیْنَ مَنَاصٍ ۝ وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَھُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْھُمْ ۫ وَقَالَ الْکٰفِرُوْنَ ھٰذَا سٰحِرٌ کَذَّابٌ ۝ اَجَعَلَ الْاٰلِھَۃَ اِلٰھًا وَّاحِدًا ۚ اِنَّ ھٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ ۝ وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْھُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓی اٰلِھَتِکُمْ ۚ اِنَّ ھٰذَا لَشَیْءٌ یُّرَادُ ۝ مَا سَمِعْنَا بِھٰذَا فِی الْمِلَّۃِ الْاٰخِرَۃِ ۚ اِنْ ھٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ۝ ءَاُنْزِلَ عَلَیْہِ الذِّکْرُ مِنْۢ بَیْنِنَا ۭ بَلْ ھُمْ فِیْ شَکٍّ مِّنْ ذِکْرِیْ ۚ بَلْ لَّمَّا یَذُوْقُوْا عَذَابِ ۝ اَمْ عِنْدَھُمْ خَزَآئِنُ رَحْمَۃِ رَبِّکَ الْعَزِیْزِ الْوَھَّابِ ۝ اَمْ لَھُمْ مُّلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَھُمَا ۣ فَلْیَرْتَقُوْا فِی الْاَسْبَابِ ۝

اللغات قولہ لات حین ہی لا المشبھۃ بلیس عند سیبویہ زیدت علیھا تاء التانیث للتاکید معنا او وجہ التقی الان زیادۃ البناء تدل علی زیادۃ المعنی او لان التاء تکون للمبالغۃ کما فی علامۃ واسمھا محذوف ای لیس الحین حین مناص و مذہب الاخفش انھا لا النافیۃ للجنس زیدت علیھا التاء فحین مناص اسمھا والخبر محذوف ای لہم کذا فی الروح

مناص یقال ناصہ ینوصہ اذا فاتہ ۔ قولہ اجعل بمعنی التصییر فی القول والتسمیۃ ولیس التصییر فی الخارج فرھذا الجعل لیس کجکم شیء علی شیء بل نفی شیء واثبات آخر فلیس ذلک من باب انکار وحدۃ الوجود فی شیء فافہم ۱۲

البلاغۃ قولہ وعجبوا ای لان انہم عجبوا من ذلک امر عجیب لما جاء من احتمال الوقوع والکونہ اشد الانکار لانہم اعتقدوا وقوعہ وتعجبوا منہ کذا فی الروح

جُندٌ مَّا هُنَالِكَ مَهۡزُومٌ مِّنَ ٱلۡأَحۡزَابِ ۝ كَذَّبَتۡ قَبۡلَهُمۡ قَوۡمُ نُوحٍ وَعَادٌ وَفِرۡعَوۡنُ ذُو ٱلۡأَوۡتَادِ ۝ وَثَمُودُ وَقَوۡمُ لُوطٍ

اس مقام پر ان لوگوں کی یوں ہی ایک بھیڑ ہے منجملہ گروہوں کے جو شکست دیے جاویں گے۔ ان سے پہلے بھی قوم نوح نے اور عاد نے اور فرعون نے جس کے کھونٹے گڑ گئے تھے اور ثمود نے اور قوم لوط نے

وَأَصۡحَٰبُ لۡـَٔيۡكَةِۚ أُوْلَٰٓئِكَ ٱلۡأَحۡزَابُ ۝ إِن كُلٌّ إِلَّا كَذَّبَ ٱلرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ ۝ وَمَا يَنظُرُ هَٰٓؤُلَآءِ إِلَّا صَيۡحَةً وَٰحِدَةً

ع ١ | ١٤ | ١٠

اور اصحاب ایکہ نے تکذیب کی تھی وہ گروہ یہی لوگ ہیں ان سب نے صرف رسولوں کو جھٹلایا تھا سو میرا عذاب واقع ہو گیا۔ اور یہ لوگ بس ایک زور کی چیخ کے منتظر ہیں

مَّا لَهَا مِن فَوَاقٍ ۝ وَقَالُواْ رَبَّنَا عَجِّل لَّنَا قِطَّنَا قَبۡلَ يَوۡمِ ٱلۡحِسَابِ ۝

جس میں دم لینے کی گنجائش نہ ہوگی اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمارا حصہ ہم کو روز حساب سے پہلے دیدے

جُندٌ مَّا هُنَالِكَ مَهۡزُومٌ مِّنَ ٱلۡأَحۡزَابِ ۝ كَذَّبَتۡ قَبۡلَهُمۡ قَوۡمُ نُوحٍ وَعَادٌ وَفِرۡعَوۡنُ ذُو ٱلۡأَوۡتَادِ ۝ وَثَمُودُ وَقَوۡمُ لُوطٍ وَأَصۡحَٰبُ لۡـَٔيۡكَةِ أُوْلَٰٓئِكَ ٱلۡأَحۡزَابُ ۝ إِن كُلٌّ إِلَّا كَذَّبَ ٱلرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ ۝ وَمَا يَنظُرُ هَٰٓؤُلَآءِ إِلَّا صَيۡحَةً وَٰحِدَةً ۝ مَّا لَهَا مِن فَوَاقٍ ۝ وَقَالُواْ رَبَّنَا عَجِّل لَّنَا قِطَّنَا قَبۡلَ يَوۡمِ ٱلۡحِسَابِ ۝ ص (اس کے معنی تو اللہ کو معلوم ہیں) قسم ہے قرآن کی جو نصیحت سے پُر ہے (کہ کفار جو کچھ نفی رسالت کے متعلق کہہ رہے ہیں وہ ٹھیک نہیں) بلکہ (خود) یہ کفار (ہی) تعصب اور (حق کی) مخالفت میں (پڑے) ہیں (اور اس تعصب و مخالفت کا وبال ایک روز ان پر پڑنے والا ہے جیسا) ان سے پہلے بہت سی امتوں کو ہم (عذاب سے) ہلاک کر چکے ہیں سو انہوں نے (ہلاکت کے وقت) بڑی ہائے پکار کی (اور بہت شور و غل مچایا) اور (اس وقت شور و غل سے کیا ہوتا ہے کیونکہ) وہ وقت خلاصی کا نہ تھا (جیسا ارشاد ہے فلم یک ینفعھم ایمانھم لما راوا باسنا) اور ان کفار (قریش) نے اس بات پر تعجب کیا کہ ان کے پاس ان (ہی) میں سے (یعنی جو کہ ان کے مثل بشر ہے) ایک (پیغمبر) ڈرانیوالا آگیا (وجہ تعجب کی انکا جہل تھا کہ بشریۃ اور نبوت میں منافات ہے) اور (یہاں تک اس منافات کے معتقد ہوئے کہ دعوی نبوت اور اظہار معجزات میں کہ اعظم ان کا معجزہ قرآنی ہے آپ کی شان میں) کہنے لگے کہ (نعوذ باللہ) یہ شخص (خوارق میں) ساحر (اور دعوی نبوت میں) کذاب ہے (یعنی بوجہ بشر ہونے کے نبی ہونا تو محال ہے اور اس کے معجزہ ہونے سے نبوت کا ثبوت لازم آتا ہے پس جب لازم منتفی ہے تو ملزوم یعنی اس کا معجزہ ہونا بھی منتفی ہے اور سبب عجیب پس لامحالہ سحر ہوگا اور) کیا (یہ شخص سچا ہو سکتا ہے کہ) اس نے اتنے معبودوں کی جگہ ایک ہی معبود رہنے دیا (اور سب کے معبود ہونے کی نفی کر دی) واقعی یہ بہت ہی عجیب بات ہے (جس کی وجہ عنقریب آتی ہے ماسمعنا بھذا الخ) اور (توحید کا مضمون سن کر) ان کفار میں کے رئیس (مجلس مکالمہ سے اٹھ کر اور لوگوں سے) یہ کہتے ہوئے چلے کہ (یہاں سے) چلو اور اپنے معبودوں (کی عبادت) پر قائم رہو (کیونکہ اول تو) یہ (دعوت الی التوحید ان پیغمبر کی) کوئی مطلب کی بات (معلوم ہوتی) ہے (کہ اس بہانہ سے ریاست کے خواہاں ہیں وھذا القول قوم نوح یریدان یتفضل علیکم دوسرے خود دعوی ہی باطل اور عجیب ہے کیونکہ) ہم نے تو یہ بات (اپنے) پچھلے مذہب میں سنی نہیں ہو نہ ہو یہ (اس شخص کی) گھڑت ہے (پچھلے مذہب کا مطلب یہ کہ دنیا میں بہت سے طریقہ کے لوگ ہوئے سب سے پیچھے ہم موجود ہیں اور حق پر ہیں سو ہم نے اس طریقہ کے بزرگوں سے کبھی یہ بات نہیں سنی پس حاصل اسکا وہی ہے ماسمعنا بھذا فی اٰبائنا الاولین اور یہ شخص جو مدعی نبوت ہے اور توحید کو تعلیم الٰہی بتلاتا ہے سو اول تو نبوت و بشریۃ میں منافات ہے دوسرے اگر اس سے قطع نظر کیجاوے تو) کیا ہم سب میں سے اسی شخص (کو کوئی فوقیت و فضیلت تھی کہ اسی کو نبوت ملی اور اسی) پر کلام الٰہی نازل کیا گیا (بلکہ کسی رئیس پر ہوتا تو مضائقہ نہ تھا وھذا کقولہ تعالیٰ لولا نزل ھذا القرآن علی رجل من القریتین عظیم آگے حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ انکا یہ کہنا کہ ان پر کیوں نزول ہوا کسی رئیس پر کیوں نہیں ہوا اس سبب سے نہیں ہے کہ اگر ایسا ہوتا تو اسکا اتباع کرتے) بلکہ (اصل بات یہ ہے کہ) یہ لوگ (خود) میری وحی کی طرف سے شک (یعنی انکار) میں ہیں (یعنی نفس مسئلہ نبوت ہی کے منکر ہیں خصوص بشر کے لیے اور یہ انکار بھی کچھ اس سبب سے نہیں کہ ان کے پاس اسکی کوئی دلیل ہے خواہ عموماً یا ثبوت للبشر کے لیے خصوصاً) بلکہ (اسکی اصلی وجہ یہ ہے کہ) انہوں نے ابھی تک میرے عذاب کا مزہ نہیں چکھا (ورنہ سب عقل ٹھکانے آجاتی اس تقریر سے انکے دونوں شبہوں کا یعنی تنافی بشریت و نبوت کا اور شبہ بعد التنزل اانزل علیہ الذکر الخ کا جواب ہو گیا آگے دوسرے طرز پر جواب ہے کہ) کیا ان لوگوں کے پاس آپ کے پروردگار زبردست فیاض کی رحمت کے خزانے ہیں (جس میں نبوت بھی داخل ہے)

ملحقات الترجمة

سلہ قولہ قسم بل الذین کفروا ٹھیک نہیں کما فی الخازن بالکفر کما تقول بالکفار ١٢

سلہ قولہ فی یراد کوئی مطلب کما فی الکبیر عن القفال قال ھذا انہ لیس غرض محمد من ھذا القول تقریر الدین انما غرضہ ان یستولی علینا فیحکم فی اموالنا واولادنا بما یرید فکان تقدیر الکلام کہ ھذا ان الدعوۃ للتوحید لشیء یراد لغرض آخر ١٢

سلہ قولہ فی الآخرۃ اپنے پچھلے کما فی الروح عن مجاھد وقتادۃ ارادوا ملۃ العرب نحلتہا التی ادرکوا علیہا آباءھم ١٢

اللغات الاسباب الطرق والمراد ھھنا المعارج والمصاعد التی یتوصل بھا الی السموات فواق ھو الزمن الذی بین حلبتی الناقۃ وضعتی الراضع والکلام علی تقدیر مضافین ای ما ینتظر بعدھا الا الصیحۃ واحدۃ ما لھا من توقف مقدار فواق کذا فی الروح قطنا ھو النصیب والصک کتاب المحاسبۃ کذا فی القاموس ١٢

النحو جند ما خبر لمبتدا محذوف ای ھم جند حقیر وھنالک صفۃ جند ومھزوم خبر بعد خبر۔ ومن الاحزاب صفۃ ثانیۃ لجند ١٢

البلاغۃ قولہ جند ما مزیدۃ للتحقیر قولہ ذو الاوتاد فی الکبیر اصل ھذہ الکلمۃ من ثبات البیت المطنب باوتادہ ثم استعیر لاثبات العز والملک قال الشاعر ولقد غنوا فیھا بانعم عیشۃ ؛ فی ظل ملک ثابت الاوتاد۔ قال القاضی حمل الکلام علی ھذا المجاز اولی لانہ وصف بتکذیب الرسل فیجب فیما وصف بان یکون تعجیبا للامر ومبالغۃ لکون الزجر بھا وردا من قبل اللہ تعالیٰ علیہ من البلاغۃ مع قوۃ امرہ امر بالغ اھ قولہ ان کل الا کذب فی الانتصاف ان فی تکرار تکذیبھم فائدۃ وھی ان الکلام لما طال تجدیدہ آخرہ للمکذبین ثم اعید ذکر ما حاق بھم من العقاب جزاء التکذیب کرر ذلک مصحوبا بالزیادۃ المذکورۃ لیلی قولہ تعالیٰ فحق عقاب علی سبیل التقریۃ للحقارۃ ھذا طول الکلام بھم کما فی قولہ تعالیٰ کذب بسی خیفۃ لتعقل التعبیر بقولہ فاعتبت

(یہ مضمون تسلی مظلوم کے لیے فرمایا) داؤد (علیہ السلام) کو خیال آیا کہ (اس واقعہ کے پیش آنے میں حکمت یہ ہی کہ) ہم نے اُن کا امتحان کیا ہی (کہ دیکھیں یہ کیسے صابر و متحمل ہیں کیونکہ ایسے بڑے جلیل القدر سلطان کے خلوتخانہ خاص میں کسی کا بے اجازت پھر اس بے ڈھنگے پن سے آگھسنا پھر بات چیت اس طرز سے کرنا کہ اول تو یہ کہنا کہ ڈرو مت جس سے متکلم کا بڑا اور مخاطب کا چھوٹا ہونا مترشح ہوتا ہی پھر یہ کہنا کہ انصاف سے فیصلہ کرنا اور بے انصافی مت کرنا جس سے ایہام ہوتا ہی کہ نعوذ باللہ آپ سے بے انصافی کا بھی احتمال ہی اور ان مضامین کے اقتران کے قرینہ سے اهدنا الخ کا مدلول بھی اسی کے قریب قریب مفہوم ہوتا ہی کہ انکو احتمال اسکے خلاف کا بھی ہی جس میں ترک واجب کا اتہام لازم آتا ہی گو مناجات میں یہ صیغہ موجب سوء ادب نہیں اول تو مناجات و تضرع اس ایہام سے مانع ہی ثانیاً حق تعالیٰ پر کوئی چیز واجب نہیں جس سے محذور لازم آتا تھا غرض اُن کا مجموعہ اقوال و افعال نہایت درجہ گستاخی و گستاخی ہی پس اسمیں داؤد علیہ السلام کے تحمل و صبر کا امتحان ہو گیا کہ آیا زور سلطنت میں ان ستاخ گستاخیوں پر داروگیر کرتے ہیں اور اس مقدمہ کو ملتوی کر کے اپنا دوسرا مقدمہ قائم کرتے ہیں یا غلبہ نور نبوت سے عفو فرماتے ہیں اور اس مقدمہ کو کمال عدل سے بلا شائبہ غیظ و غضب فیصل کرتے ہیں چنانچہ امتحان میں صابر ثابت ہوئے اور مقدمہ کو نہایت ٹھنڈے دل سے سماعت اور فیصل فرمایا لیکن انبیاء کی جلالت شان عدل کے جس درجہ علیا و ذروہ قصوی کو مقتضی ہی اسکے بظاہر ایک گونہ بعید تا تخفیف سا یہ امر پیش آ گیا کہ بعد قیام برہان شرعی کہ وہ بینہ ہو یا اقرار بجائے اسکے کہ صرف ظالم سے یہ خطاب فرماتے کہ تو نے ظلم کیا اُس مظلوم سے خطاب فرمایا کہ تجھ پر ظلم کیا جس سے ایک صورت طرفداری کی متوہم ہوتی ہی اور گو مظلوم ہونے کی حیثیت سے یہ طرفداری بھی عبادت ہی خصوص مقدمہ ختم ہو چکنے کے بعد لیکن فریق مقدمہ ہونے کی حیثیت اور عدم تبدل مجلس تخاصم اور مجلس واحد کے جامع المتفرقات ہونے کی حیثیت سے اس متوہم طرفداری کا بھی نہ ہونا اعدل و اکمل تھا) سو (داؤد علیہ السلام غایت تقوے سے اتنی بات کو بھی مخل کمال صبر و منافی ثبات فی الامتحان سمجھے اور) انہوں نے (اس سے بھی) اپنے رب کے سامنے توبہ کی اور سجدہ میں گر پڑے اور (خاص طور پر خدا کی طرف) رجوع ہوئے سو ہم نے اُنکو وہ (امر) معاف کر دیا (اور اُس سے جو کمی انکے ابو مرتبہ کمال الصبر میں ہوتی اُس کمی کا ازالہ کر دیا) اور (وجہ اس خفیف امر پر توبہ اور سجدہ کرنے کی یہ ہی کہ) ہمارے یہاں اُنکے لیے (خاص) قرب اور (اعلیٰ درجہ کی) نیک انجامی (یعنی جنت کا درجہ علیا) ہی (اور مقربین اور خوش انجاموں کی یہی شان ہوتی ہی کہ تل برابر بات کو بھی اپنے لیے پہاڑ سمجھتے ہیں جب داؤد علیہ السلام اس امتحان میں پورے اترے تو ہم نے اُن کا دل بڑھانے کو خاص طور پر خطاب فرمایا کہ) اے داؤد ہم نے تم کو زمین پر حاکم بنایا ہے سو (جس طرح اب تک کرتے رہے ہو اسی طرح آیندہ بھی) لوگوں میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کرتے رہنا اور (جس طرح اب تک کبھی نفسانی خواہش کی پیروی نہیں کی اسی طرح) آیندہ بھی نفسانی خواہش کی پیروی مت کرنا کہ (اگر ایسا کرو گے تو) وہ خدا کے رستہ سے تم کو بھٹکا دیگی (اور) جو لوگ خدا کے رستہ سے بھٹکتے ہیں اُن کے لیے سخت عذاب ہوگا اس وجہ سے کہ وہ روز حساب کو بھولے رہے (یہ بات اوروں کو سنا دی جو بھٹک رہے ہیں) **ف** تسبیح جبال وطیر کی تحقیق سورۂ سبا کے شروع رکوع دوم میں گذر چکی ہی اور فتناہ کی تفسیر میں قول مشہور اور ہی جسمیں ایک بی بی سے نکاح کرنے کا واقعہ ہے مگر محققین نے اس کا ابطال کیا ہی چنانچہ ابن کثیر نے کہا ہی اکثرها ماخوذ من الاسرائیلیات ولم یثبت فیها عن المعصوم حدیث یجب اتباعه لکن روی ابن ابی حاتم هنا حدیثا لا یصح سنده لانه من روایة یزید الرقاشی عن انس رض ویزید وان کان من الصالحین لکنه ضعیف الحدیث عند الائمة اهـ او تفسیر خازن میں ہی روی سعید بن المسیب والحارث الاعور عن علی بن ابی طالب رض انه قال من حدثکم بحدیث داؤد علی ما یرویه القصاص جلدته مائة وستین جلدة وهو حد الفریة علی الانبیاء اهـ اور تفسیر حقانی میں ماخذ اس قصہ کا کتاب صموئیل کو کہا ہی اور آجتک پورا پتہ اہل کتاب کو بھی نہیں ملتا کہ اسکا مصنف کون ہی وہ ایک تاریخ کی کتاب یہود میں مروج تھی جس کو یہود و نصاریٰ نے خواہ مخواہ الہامی فرض کر لیا اھ اور بعض نے داؤد علیہ السلام کا لقد ظلمک بلا تحقیق کہدینا اسکی تفسیر میں کہا ہی کہ گو مقصود تعلیق ہی یعنی ان فعل کذا مگر صورۃ غیر معلق ہی لیکن بعض نے نقل کیا ہی کہ مدعی علیہ کے اقرار کے بعد لقد ظلمک فرمایا تھا سو اس تاویل کی گنجایش نہیں۔ اور بعض نے کہا ہی کہ اُن کی گستاخیوں پر غصہ آگیا تھا اس سے استغفار کیا مگر غصہ آنا ثابت نہیں کر سکتے بندہ نے جو تفسیر کی ہے اُس کا مبنی خود منصوص قرآنی ہی اور اصبر علی ما یقولون کے ساتھ اس قصہ کا یاد دلانا قرینہ ہے کہ اس میں بھی صبر علی الاقوال تھا گو دونوں جگہ اقوال میں کفر اور سوء ادب کا اختلاف ہو البتہ یہ امر مظنون ہی کہ داؤد علیہ السلام نے اسی کو مبنی سمجھا ہو سو چونکہ اور تفسیروں کا خود مبنی بھی قرآن میں نہیں اس لیے یہ تفسیر اوروں سے اقرب ہی۔ اور خلطاء سے بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ اُن میں شرکت ہوگی اور صورت معاملہ شاید ایسی ہو جس سے ظالم تلبیس کر سکتا تھا اور ممکن ہی کہ خلطاء بمعنی اہل اختلاط و ملاقات ہو اور ضمن میں خواہ یہ قصہ واقع ہوا یا نہ ہوا ہو ویسے ہی بات بنائی ہو یا فرشتے ہوں کہ امتحان کے لیے بھیجے گئے ہوں اور مقصود سوال فرضی ہو اور یہ کذب نہیں واللہ اعلم ربط اوپر قصہ داؤد علیہ السلام کا تھا اور عنقریب دوسرے قصص آتے ہیں لیکن قصہ داؤد علیہ السلام سے پہلے جو مضمون توحید و رسالت و بعث کے متعلق مذکور تھا اسکے اہتمام و تاکید کے لیے قصص کے درمیان میں پھر اسیکا دوسرے عنوان سے اعادہ ہی چنانچہ آیندہ تین آیتوں میں سے اول کی آیت میں استدلال علی التوحید اور ثانی میں استدلال علی البعث اور ثالث میں استدلال علی الرسالت ہی نیز ان آیتوں کو متصل کی آیتوں سے بھی یہ ارتباط ہی کہ تسبیح جبال و طیور دال علی التوحید ہی

ملحقات الترجمة

سلہ قولہ فی توضیح فتنة تحریر یہ کہنا کہ انصاف کرو و تیا یہ کہنا سوء ادب ما ورد فی الصحاح من قول احد الخصمین لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقض بیننا بکتاب اللہ وقول الآخر ائذن لی فی التکلم قول الصحابی فی الحدیث لیهنا الآخر انه کان افقه منه

سلہ قولہ فی فاستغفر تحت یدل علی هذا التقریر ایراد قولہ تعالی ظن داؤد المسبوق بقولہ تعالی لقد ظلمک فلا اشکال فی ترتب هذا الفهم علی کون خطاب المظلوم غیر الاولی ثم للاستغفار مرتبا علی هذا الفهم فترتب الاستغفار بواسطة هذا الفهم علی الکون المذکور فلا یرد ان الفاء داخلة علی استغفر ربما قررت الترجمة یقتضی دخولها علی العلم المذکور فافهم

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ۚ ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنَ النَّارِ ۝

اور ہم نے آسمان اور زمین کو اور جو چیزیں ان کے درمیان موجود ہیں اُن کو خالی از حکمت نہیں پیدا کیا۔ یہ ان لوگوں کا خیال ہے جو کافر ہیں۔ سو کافروں کے لیے بڑی خرابی ہے یعنی دوزخ

اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۫ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ ۝ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ

ہاں تو کیا ہم ان لوگوں کو جو کہ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیے اُن کی برابر کر دینگے جو دنیا میں فساد کرتے پھرتے ہیں۔ یا ہم پرہیزگاروں کو بدکاروں کی برابر کر دیں گے۔ یہ ایک بابرکت کتاب ہے

مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝

جسکو ہم نے آپ پر اسواسطے نازل کیا ہے تاکہ لوگ اسکی آیتوں میں غور کریں اور تاکہ اہل فہم نصیحت حاصل کریں۔

اور یہم الحساب میں اشارہ بعث کی طرف ہے اور پھر ان سب مضامین مفیدہ کا قرآن میں ہونا مشعر ہے فضل قرآن پر۔ پھر ان تینوں آیتوں میں باہم بھی خاص ربط ہے چنانچہ آیت اولی کے خاتمہ میں منکر کا جو واقعات یوم بعث سے ہے اور آیت ثانیہ میں ایمان وعمل صالح وتقوی کا ذکر ہے جسکا حاصل عمل بالقرآن ہے۔

استدلال اجمالی بر توحید و بعث و رسالت

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ۚ ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنَ النَّارِ ۝ اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۫ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ ۝ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ اور ہمنے آسمان اور زمین کو اور جو چیزیں اُنکے درمیان موجود ہیں انکو خالی از حکمت نہیں پیدا کیا (بلکہ بہت سی حکمتیں ہیں جنمیں اعظم دلالت علی التوحید ہے) یہ (یعنی الخالی از حکمت ہونا جو کہ انکار توحید سے جو کہ اعظم حکم ہے لازم آتا ہے) اُن لوگوں کا خیال ہے جو کافر ہیں (کیونکہ جب توحید کا انکار کیا تو بڑی حکمت کا انکار کر دیا) سو کافروں کے لیے (آخرت میں) بڑی خرابی ہے یعنی دوزخ (کیونکہ توحید کا باوجود دلائل قائم ہونیکے انکار کرتے تھے) ہاں ایک غلطی ان کافروں کی اور ہو کہ قیامت کے انکار سے بھی ہماری ایک حکمت عظیمہ کے منکر ہیں کیونکہ دلائل نقلیہ قطعیہ ثابت الصحۃ بالعقل سے ہم نے صراحۃً بتلا دیا کہ قیامت میں یہ حکمت ہے کہ نیکوں کو جزا اور مفسدوں کو سزا ہو اور یہ اسکے منکر ہیں تو اس سے لازم آتا ہے کہ اس حکمت کا وقوع و تحقق نہ ہو بلکہ سب برابر رہیں) تو کیا ہم اُن لوگوں کو جو کہ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیے اُنکی برابر کر دینگے جو (کفر وغیرہ کرکے) دنیا میں فساد کرتے پھرتے ہیں یا (بعبارت دیگر یوں کہا جاوے کہ کیا) ہم پرہیزگاروں کو بدکاروں کی برابر کر دینگے (یعنی ہمنے جس حکمت کے القاع کا قصد کیا تھا جو امر اسکی نفی کو مستلزم ہو وہ باطل ہے پس انکار بعث باطل ہے اور جسطرح توحید و بعث بدلیل ثابت ہے اسیطرح رسالت بھی بدلیل ثابت ہے چنانچہ) یہ (قرآن) ایک بابرکت کتاب ہے جسکو ہمنے آپ پر اسواسطے نازل کیا ہے تاکہ لوگ اسکی آیتوں میں غور کریں (یعنی اسکے اعجاز میں بھی اُسکے مضامین کثیر النفع میں بھی جو حاصل ہے برکت کا) اور تاکہ (غور سے اسکی حقیقت معلوم کرکے اُس سے) اہل فہم نصیحت حاصل کریں (یعنی اُسپر عمل کریں اس تذکر میں اعتقاد رسالت بھی آگیا اور بقیہ شرائع بھی آگئے) **ف** آیت ثانیہ کے مضمون سے یہ نہ سمجھا جاوے کہ مجازاۃ و مکافات کا وجوب عقلی ہے یہ تو معتزلہ کا مذہب ہے اور نہایت تعجب ہے کہ کشاف نے جو اس مقام کی تقریر کردی ہے تمام پچھلے مفسرین اُسی کو نقل کرتے چلے گئے اور کسی نے اس دسیسہ معتزلیہ میں نظر نہیں کی الحمد للہ کہ حق تعالی نے بندہ پر فضل فرمایا اور آیت کی تفسیر مطابق اصول اہل سنت بعد تعب ونصب کے قلب پر وارد فرمائی جسکا حاصل یہ ہے مجازاۃ خود واجب الوقوع نہیں بلکہ بعد انضمام خبر صادق کے واجب الوقوع ہے یعنی واجب عقلی نہیں واجب نقلی ہے ہاں اُس نقل کی صحت عقلی ہے اگر کہا جاوے کہ عدم وقوع منافی حکمت ہونیکی وجہ سے محال ہے تو وقوع واجب ہوا جواب یہ ہے کہ خود یہ حکمت ہی واجب الوقوع نہیں جائز الوقوع ہے اگر قیامت کا وقوع نہ ہوتا تو اُسوقت اُسی میں حکمت ہوتی مگر چونکہ اس حکمت جائزہ کا وقوع دلیل قطعی سے معلوم ہو گیا اب اس حکمت کی نفی کفر اور قبیح ہے خوب سمجھ لینا چاہیے اور اگر مثل تفسیر مشہور کے ماخلقنا السماء الخ کو بھی بیان حکمت قیامت پر محمول کیا جاوے تو اسکی یہ تقریر ہو جاویگی کہ ہمنے آسمان وزمین کو بحکمت نہیں پیدا کیا بلکہ حکمت سے پیدا کیا اور نصوص صحیحہ ثابت الصحۃ بالعقل سے ثابت ہو گیا کہ اسمیں یہ بھی حکمت ہے کہ لوگ اس سے منتفع ہوں اور نعمت انتفاع کا شکر اور اُس شکر میں طاعت بجا لاویں اور اس شکر وطاعت پر حسب وعدہ آخرت میں ثمرہ باقیہ ملے اور جو کفران کرے وہ خسران میں پڑے اور ذلک ظن الذین کفروا میں اس ظن عدم مجازاۃ کو کفر اسلیے فرمایا کہ اسمیں تکذیب امر ثابت بالشرع کی لازم آتی ہے بہرحال ضرورۃ وقوع حکمت مذکورہ کے لیے کہ فی نفسہ ممکن ہے انضمام دلیل نقلی کا ماننا ضروری ہے اور آیت ثانیہ میں ایک عنوان سے دوسرے عنوان کیطرف عدول فرمانا شاید اسوجہ سے ہو کہ مومنین کا اتصاف ایمان کیساتھ اور کفار کا افساد کے ساتھ کفار کے نزدیک مسلم نہ تھا وہ ایمان کو ایمان ہی نہ سمجھتے تھے اور اپنے کفر کو فساد ہی نہ جانتے تھے تو دوسرے عنوان کیے اسواسطے کہ بہت امور قبائح عقلیہ میں سے ہیں اور مومنین کا اُن سے بچنا اور کفار کا اُنمیں مبتلا ہونا خود کفار بھی سمجھتے اور دیکھتے تھے رابطہ اوپر کا مضمون قصص کے درمیان آگیا تھا آگے پھر قصص

ملحقات الترجمۃ

ملہ قولہ فی من النار یعنی اشارۃ الی کون من بیانیۃ ۱۲

الخ قولہ امر ہی منقطعۃ

وَوَهَبْنَا لِدَاوٗدَ سُلَيْمٰنَ ۭ نِعْمَ الْعَبْدُ ۭ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ۝ۭ اِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصّٰفِنٰتُ الْجِيَادُ ۝ۙ فَقَالَ اِنِّىْٓ اَحْبَبْتُ

اور ہم نے داؤد کو سلیمان عطا کیا — بہت اچھے بندے تھے کہ بہت رجوع ہونے والے تھے — جبکہ شام کے وقت ان کے روبرو اصیل عمدہ گھوڑے پیش کیے گئے — تو کہنے لگے کہ میں اس مال کی محبت میں

حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ ۚ حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ۝ رُدُّوْهَا عَلَيَّ ۭ فَطَفِقَ مَسْحًۢا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ ۝ وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمٰنَ وَاَلْقَيْنَا

اپنے رب کی یاد سے غافل ہو گیا — یہاں تک کہ آفتاب پردہ میں چھپ گیا — ان گھوڑوں کو ذرا پھر تو میرے سامنے لاؤ سو انہوں نے انکی پنڈلیوں اور گردنوں پر ہاتھ صاف کرنا شروع کیا اور ہم نے سلیمان کو امتحان میں ڈالا اور ہم نے

عَلٰي كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ۝ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝

ان کے تخت پر ایک دھڑ لا ڈالا پھر انہوں نے رجوع کیا — دعا مانگی کہ اے میرے رب میرا قصور معاف کر اور مجھکو ایسی سلطنت دے کہ میرے سوا کسی کو میسر نہ ہو — آپ بڑے دینے والے ہیں —

فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ رُخَاۗءً حَيْثُ اَصَابَ ۝ۙ وَالشَّيٰطِيْنَ كُلَّ بَنَّاۗءٍ وَّغَوَّاصٍ ۝ۙ وَّاٰخَرِيْنَ مُقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ۝

سو ہم نے ہوا کو انکے تابع کر دیا کہ وہ اُن کے حکم سے جہاں وہ چاہتے نرمی سے چلتی اور جنات کو بھی اُن کا تابع کر دیا یعنی تعمیر بنانے والوں کو بھی اور غوطہ خوروں کو بھی — اور دوسرے جنات کو بھی جو زنجیروں میں جکڑے رہتے تھے

هٰذَا عَطَاۗؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ۝

یہ ہمارا عطیہ ہے — سو خواہ دو یا نہ دو تم سے کچھ دار و گیر نہیں — اور ان کے لیے ہمارے یہاں قرب اور نیک انجامی ہے —

ع ۳ / ۱۴ / ۱۲

قصہ دوم سلیمان علیہ السلام متضمن دو قصہ

وَوَهَبْنَا لِدَاوٗدَ سُلَيْمٰنَ ۭ نِعْمَ الْعَبْدُ ۭ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ۝ اِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصّٰفِنٰتُ الْجِيَادُ ۝ فَقَالَ اِنِّىْٓ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ ۚ حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ۝ رُدُّوْهَا عَلَيَّ ۭ فَطَفِقَ مَسْحًۢا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ ۝ وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمٰنَ وَاَلْقَيْنَا عَلٰي كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ۝ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ رُخَاۗءً حَيْثُ اَصَابَ ۝ وَالشَّيٰطِيْنَ كُلَّ بَنَّاۗءٍ وَّغَوَّاصٍ ۝ وَّاٰخَرِيْنَ مُقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ۝ هٰذَا عَطَاۗؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ۝ اور ہم نے داؤد (علیہ السلام) کو سلیمان (علیہ السلام فرزند) عطا کیا بہت اچھے بندے تھے کہ (خدا کی طرف) بہت رجوع ہونیوالے تھے (چنانچہ وہ قصہ انکا قابل یاد کرنیکے ہے) جبکہ شام کے وقت اُنکے روبرو اصیل (اور) عمدہ گھوڑے (جو بغرض جہاد وغیرہ رکھے جاتے تھے) پیش کیے گئے (اور انکے ملاحظہ کرنے میں اسقدر دیر ہوگئی کہ دن چھپ گیا اور کچھ معمول از قسم نماز فوت ہو گیا کذا فی الدر المنثور عن علیؓ اور بوجہ ہیبت وجلالت کے کسی خادم کی جرأت نہ ہوئی کہ مطلع ومتنبہ کرے کذا فی الدر عن ابن عباسؓ پھر جب خود ہی تنبہ ہوا) تو کہنے لگے کہ (افسوس) میں اس مال کی محبت میں (لگ کر) اپنے رب کی یاد سے (یعنی نماز سے) غافل ہو گیا یہاں تک کہ آفتاب پردہ (مغرب) میں چھپ گیا (پھر حشم وخدم کو حکم دیا کہ) ان گھوڑوں کو ذرا پھر تو میرے سامنے لاؤ (چنانچہ لائے گئے) سو انہوں نے اُن (گھوڑوں) کی پنڈلیوں اور گردنوں پر (تلوار سے) ہاتھ صاف کرنا شروع کیا (کذا فی الدر مرفوعا بسند حسن یعنی انکو ذبح کر ڈالا اسکو اصطلاح تصوف میں غیرت کہتے ہیں کہ جو چیز سبب غفلت عن اللہ کا ہو جاوے اُسکو اپنے پاس نہ رہنے دیں ایک قصہ تو انکا یہ ہوا) اور (دوسرا قصہ یہ ہے کہ ہم نے سلیمان (علیہ السلام) کو (ایک اور طرح سے بھی) امتحان میں ڈالا (جیسا حدیث صحیحین میں ہے کہ ایکبار سلیمان علیہ السلام اپنے امراء لشکر پر یا کسی کوتاہی جہاد پر خفا ہوئے اور فرمانے لگے کہ میں آج کی رات اپنی ستر بیبیوں سے ہمبستر ہوں گا کہ ان سے ستر مجاہد پیدا ہونگے فرشتہ نے قلب میں القا کیا کہ انشاء اللہ کہہ لیجیے آپکو کچھ خیال نہ رہا چنانچہ صرف ایک عورت حاملہ ہوئی اور اس سے بھی ایک ناقص الخلقت بچہ پیدا ہوا جسکے ایک طرف کا دھڑ نہ تھا) اور (اسی کی نسبت کہا گیا ہے کہ) ہم نے اُنکے تخت پر ایک (ادھورا) دھڑ لا ڈالا (یعنی قابلہ نے آپکے سامنے تخت پر لا رکھا کہ یہ پیدا ہوا کذا فی الروح) پھر انہوں نے (خدا کی طرف) رجوع کیا (اور ترک انشاء اللہ سے توبہ کی اور توبہ کرنا ایسے خفیف امر سے جو محتمل ہے کمال ثبات فی الدین کی پس اسکو امتحان میں پورا اترنا کہینگے اور اسوقت اُنکے دل میں خیال آیا کہ یہ دولغزشیں مجھسے جو جہاد کے متعلق ہوئیں ایک سواریوں کے سامان جمع کرنے میں اور دوسری سواروں کے مہیا کرنے میں تو گذشتہ

اللغات الصّٰفِنٰتُ الذی یرفع احدی یدیہ او رجلیہ ویقف علی مقدم حافرہا وہو من الصفات المحمودۃ فی الخیل الجیاد جمع جواد للذکر والانثی یقال جاد الفرس صار رائقا قولہ مسحا ای الرخ عن الکشاف مسح ایضا بسوقہا واعناقہا یقطعہا تقول مسح علاوۃ اذا ضرب عنقہ ومسح السفر الکتاب اذا قطع اطرافہ بسیفہ اصاب اراد ۱۲

النحو حب الخیر بمعنی المال مفعول مطلق لاحببت والدالۃ علی التزہول عن غیرہ عدی بعن فی قولہ عن ذکر ربی۔ قولہ توارت ای الشمس المدلول علیہا بالعشی مسحا حال ملۃ مقدرای یسمح۔ قولہ واخرین عطف علی کل بناء ای الشیاطین لان الاخرین من الشیاطین ایضا۔ قولہ بغیر حساب حال من المستکن فی الامر ۱۲

وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ ۘ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّىْ مَسَّنِىَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ ۝ اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ

اور آپ ہمارے بندہ ایوب کو یاد کیجیے جبکہ انہوں نے اپنے رب کو پکارا کہ شیطان نے مجکو رنج اور آزار پہونچایا ہے　اپنا پاؤں مارو　یہ نہانے کا ٹھنڈا پانی ہے

وَّشَرَابٌ ۝ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرٰى لِاُولِى الْاَلْبَابِ ۝ وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ

اور پینے کا۔　اور ہم نے اُن کو اُن کا کنبہ عطا فرمایا اور اُن کے ساتھ اُن کے برابر اور بھی اپنی رحمت خاصہ کے سبب سے اور اہل عقل کے لیے یادگار رہنے کے سبب سے۔ اور تم اپنے ہاتھ میں ایک مٹھا سینکوں کا لو اور اس سے مارو

بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ ۭ اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ۭ نِعْمَ الْعَبْدُ ۭ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ۝

اور قسم نہ توڑو۔　بے شک ہم نے اُن کو صابر پایا　اچھے بندے تھے کہ بہت رجوع ہوتے تھے۔

لغزشوں سے توبہ کرکے آیندہ کے لیے ایسی دعا کرنی چاہیے کہ اس معتاد سامان کی ضرورت ہی نہ پڑے جسمیں پھر اندیشہ ایسی لغزش کا ہو اسلیے خدا سے) دعا مانگی کہ اے میرے رب میرا (پچھلا) قصور معاف کر اور (آیندہ کے لیے) مجکو ایسی سلطنت دے کہ میرے سوا (میرے زمانہ میں) کسی کو میسر نہ ہو (خواہ کوئی غیبی ہی سامان عطا کر دیجیے خواہ سلاطین زمانہ کو ویسے ہی دبا دیجیے تاکہ مقابلہ ہی نہ کر سکیں اور) آپ بڑے دینے والے ہیں (آپکو اس دعا کا قبول کر لینا کچھ دشوار نہیں) سو ہم نے اُنکی دعا قبول کی اور اُنکی خطا بھی معاف کر دی اور نیز ہم نے ہوا کو اُنکے تابع کر دیا کہ وہ اُنکے حکم سے جہاں وہ (جانا) چاہتے نرمی سے چلتی (کہ اس سے گھوڑوں سے استغنا ہو گیا) اور جنات کو بھی اُنکا تابع کر دیا یعنی تعمیر بنانے والوں کو بھی اور غوطہ خوروں کو بھی اور دوسرے جنات کو بھی جو زنجیروں میں جکڑے رہتے تھے (غالباً جو خدمات مفوضہ سے گریز یا اُنمیں کوتاہی کرتا ہوگا اُسکو قید کی سزا ہوتی ہوگی کما قالہ ابن کثیر پس ان جنات سے آدمیوں سے جنمیں سوار بھی آ گئے استغنا ہو گیا اور سب سلاطین کو ان سے پست اور مغلوب کر دیا اور ہم نے یہ سامان دیکر ارشاد فرمایا کہ) یہ ہمارا عطیہ ہے سو خواہ (کسی کو) دو یا نہ دو تم سے کچھ دار و گیر نہیں (یعنی جتنا سامان ہم نے تمکو دیا ہے اُسمیں تمکو خازن و عارف نہیں بنایا جاتا جیسا دوسرے ملوک خزائن ملکیہ کے مالک نہیں ہوتے ناظر ہوتے ہیں بلکہ تمکو مالک ہی بنا دیا ہے مالکانہ تصرفات کے مختار ہو تو اس سے حقوق واجبہ کے ترک میں تخییر لازم نہیں آتی) اور (علاوہ اس سامان کے جو دنیا میں اُنکو عطا ہوا تھا) اُنکے لیے ہمارے یہاں (خاص) قرب اور (اعلیٰ درجہ کی) نیک انجامی ہے (جسکا ثمرہ پورے طور سے آخرت میں ظاہر ہوگا) **ف** یہ نماز جو رہ گئی تھی اگر نفل تھی تب تو کوئی اشکال نہیں مگر انبیاء کی شان عظم ہوتی ہے اسلیے اُنہوں نے اسکا بھی تدارک کیا۔ اور اگر فرض بھی تھی تو نسیان میں گناہ نہیں ہوتا۔ اور یہ قطع کر دینا سوق و اعناق کا اتلاف مال نہ تہا بلکہ بطور قربانی کے تہا اور قطع سوق کو شاید خروج دم و ذبح سوق رسح میں آسانی ہونیکی وجہ سے اختیار کیا ہو کذا فی الروح مگر ہماری شریعت میں قطع سوق مشروع نہیں للنہی عن الغنم کذا فی تخریج الزیلعی عن الطبرانی وھذا مثلہ اور تسخیر ریح کے متعلق سورۂ انبیاء کی آیت و لسلیمان الریح عاصفۃ میں کچھ ضروری مضمون قابل ملاحظہ گذر چکا ہے اور جنات گو لطیف ہوں مگر اُنکی قید اُن ہی کے مناسب ہوگی جیسا اب بھی عملیات کے ذریعہ سے سُنا جاتا ہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ زبان سے نہ کہنا بھی گناہ نہ تہا دل میں ہونا کافی ہے لیکن غایت قرب سے اسپر بھی تنبہ کیا گیا۔ اور سلیمان علیہ السلام کا قصہ اگر محض تتمیم ہے قصہ داؤد علیہ السلام کی کما یدل علیہ قولہ و وھبنا لداؤد سلیمان تب تو انکے لیے استقلالاً اثبات صبر کی حاجت نہیں اور اگر یہ قصہ مستقلاً مقصود ہے اور اسکو بھی اصبر علی ما یقولون کی تائید کے لیے یاد دلایا ہے تو اسمیں اثبات صبر کی ضرورت ہے سو قصہ جہاد میں صبر یہ ہوا کہ اتنے مال کثیر کی کچھ پروا نکی یہ غایت ثبات فی الدین کی کہ حقیقت صبر کی یہی ہے دلیل ہے اور قصہ جسد میں توبہ کرنا باوجودیکہ یہ معصیت نہ تہی نیز دلیل ہے غایت ثبات فی الدین کی واللہ اعلم +

قصہ سوم ایوب علیہ السلام

وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ ۘ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّىْ مَسَّنِىَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ ۝ اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ ۝ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرٰى لِاُولِى الْاَلْبَابِ ۝ وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ ۭ اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ۭ نِعْمَ الْعَبْدُ ۭ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ۝ اور آپ ہمارے بندہ ایوب (علیہ السلام) کو یاد کیجیے جبکہ اُنہوں نے اپنے رب کو پکارا کہ شیطان نے مجکو رنج اور آزار پہنچایا ہے (یہ رنج و آزار حسب قول بعض مفسرین وہ ہے جو احمد نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ ایکبار شیطان بشکل طبیب کے ایوب علیہ السلام کی بی بی کو رستہ میں ملا انہوں نے اُسکو طبیب سمجھکر علاج کی درخواست کی اُسنے کہا کہ اس شرط سے کہ اگر انکو شفا ہو جاوے تو یوں کہدینا کہ تُو نے انکو شفا دی ہے اور کچھ نذرانہ نہیں چاہتا اُنہوں نے ایوب علیہ السلام سے ذکر کیا اُنہوں نے فرمایا کہ بھلی مانس وہ تو شیطان تہا میں عہد کرتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ مجکو شفا دیدے تو میں تجکو سو قمچیاں مارونگا کذا فی الدر المنثور پس آپکو اس سے سخت رنج پہنچا کہ میری بیماری کی بدولت شیطان کا یہانتک حوصلہ بڑھا کہ خاص میری بی بی

اللغات الضغث فی القاموس قبضۃ حشیش مختلط الرطب بالیابس اھ ۱۲

ملحقات الترجمۃ

۱ قولہ فی من بعدی یعنی سوا وہذا کقولہ تعالیٰ فمن یہدیہ من بعد اللہ کذا فی الروح وقولہ ہہنا میرے زمانہ میں لان الغرض الذی قد ذکرتہ ویدل علیہ السیاق لا یتوقف علی عموم الدعاء لجمیع الازمان ولما ما ورد فی الحدیث من تفلت عفریت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ارادتہ قطع صلوتہ و ہمہ صلی اللہ علیہ وسلم بربطہ الی ساریۃ المسجد ثم ذکرہ دعوۃ سلیمان علیہ السلام فما فلا ینافی ذلک لانہ اراد کمال رعایۃ دعوتہ حیث راعی صورتہا الاطلاقیۃ فافہم ویتفرع علی تفسیری ان من ادعی استخدام الجن لا ینافی قصص القرآن کما زعم البعض من دلالتہ علی کونہ مخصوصا بسلیمان علیہ السلام کیف وقد شوہد الاستخدام من الآحاد الکثیرۃ تدل علی وقوعہ ۱۲

۲ قولہ فی فغفرنا لہ خطا بھی معاف علم یذکر فی القرآن لان المغفرۃ بعد الاستغفار لکونہا موعودۃ ظاہر وجودہا بخلاف ہبۃ الملک حیث لم تکن موعودۃ صرح بذکرہا فافہم ۱۲

وَاذْكُرْ عِبٰدَنَآ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ اُولِي الْاَيْدِيْ وَالْاَبْصَارِ ۝ اِنَّآ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ ۝ وَاِنَّهُمْ

اور ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوب کو یاد کیجیے جو ہاتھوں والے اور آنکھوں والے تھے ہم نے انکو ایک خاص بات کے ساتھ مخصوص کیا تھا کہ وہ یاد آخرت کی ہے ۔ اور وہ

عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ ۝ وَاذْكُرْ اِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَذَا الْكِفْلِ ۭ وَكُلٌّ مِّنَ الْاَخْيَارِ ۝ هٰذَا ذِكْرٌ ۭ وَاِنَّ

ہمارے یہاں منتخب اور سب سے اچھے لوگوں میں سے ہیں اور اسماعیل اور الیسع اور ذوالکفل کو بھی یاد کیجیے اور یہ سب بھی سب سے اچھے لوگوں میں سے ہیں ۔ ایک نصیحت کا مضمون تو یہ ہو چکا اور

لِلْمُتَّقِيْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ ۝ جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ ۝

پرہیزگاروں کے لیے اچھا ٹھکانا ہے یعنی ہمیشہ رہنے کے باغات جن کے دروازے اُن کے واسطے کھلے ہونگے ۔

ایسے کلمات کھلوانا چاہتا ہے جو ظاہراً موجب شرک ہیں گو تاویل سے شرک نہ ہو گو ازالۂ مرض کے لیے پہلے بھی دعا کرتے تھے کما فی سورۃ الانبیاء انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمین مگر اس واقعہ سے اور زیادہ ابتہال و تضرع سے دعا کی اور اسی ابتہال ہی کی وجہ سے نصب اور عذاب دو لفظ جمع کیے گئے پس ہم نے انکی دعا قبول کر لی اور حکم دیا کہ) اپنا پاؤں (زمین پر) مارو (چنانچہ انہوں نے زمین پر پاؤں مارا تو وہاں سے ایک چشمہ پیدا ہو گیا رواہ احمد عن ابن عباس کذا فی الدر پس ہم نے اُنسے کہا کہ) یہ (تمہارے لیے) نہانے کا ٹھنڈا پانی ہے اور پینے کا (یعنی اسمیں غسل کرو اور پیو بھی چنانچہ نہائے اور پیا اور بالکل اچھے ہو گئے) اور ہم نے انکو انکا کنبہ عطا فرمایا اور اُنکے ساتھ (گنتی میں) اُنکے برابر اور بھی (دیئے) اپنی رحمت خاصہ کے سبب سے اور اہل عقل کے لیے یادگار رہنے کے سبب سے (یعنی اہل عقل یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ صابروں کو کیسی جزا دیتے ہیں اور اب ایوب علیہ السلام نے اپنی قسم پورا کرنیکا ارادہ کیا مگر چونکہ انہوں نے ایوب علیہ السلام کی خدمت بہت کی تھی اور کوئی امر معصیت کا اُنسے صادر بھی نہ ہوا تھا اسلیے حق تعالیٰ نے اپنی رحمت سے اُنکے لیے ایک تخفیف فرمائی) اور (ارشاد فرمایا کہ اے ایوب) تم اپنے ہاتھ میں ایک مٹھا سینکوں کا لو (جسمیں سو سینکیں ہوں) اور (اپنی بی بی کو) اُس سے مارو اور (اپنی) قسم نہ توڑو (چنانچہ ایسا ہی ہوا آگے ایوب علیہ السلام کی تعریف ہے کہ) بیشک ہم نے انکو (بڑا) صابر پایا اچھے بندے تھے کہ (خدا کی طرف) بہت رجوع ہوتے تھے **ف** اسطرح سے قسم پورا ہوجانا یہ مخصوص تھا ایوب علیہ السلام کے ساتھ اگر اب کوئی ایسی قسم کھاوے تو بدون معنی تبادر کے واقع کیے ہوئے قسم پوری نہ ہوگی البتہ جہاں سزا دینا واجب نہ ہو وہاں قسم توڑ دینا جائز اور جہاں جائز نہ ہو وہاں واجب ہوگا اور بار کی قید کی تصریح شاید اسلیے ہو کہ باقتضائے موسم یا موجب مزاج اس سے تفریح ہوگی اور کچھ ضروری مضمون آلہ وتشلیم کے متعلق سورۂ انبیاء قصہ ایوب علیہ السلام میں گذر گیا ہے اور ایوب علیہ السلام کا قول اس قسم کے بارہ میں روایت بالا میں آیا ہے لسعلی اسلیے لاتحنث فرمایا گیا اور اس قصہ سے یہ نہ سمجھا جاوے کہ احکام میں ہر جگہ حیلہ جائز ہے اسمیں قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جس حیلہ سے کسی حکمت شرعیہ و غرض شرعی کا ابطال مقصود ہو وہ حرام ہے اور جسمیں یہ نہ ہو بلکہ کسی امر مطلوب شرعی کی تحصیل مقصود ہو وہ جائز ہے اور جزئیات کا انطباق اس قاعدہ کلیہ پر محتاج ہے تبحر و تفقہ کا اور تائید اصبر علی ما یقولون کی اس قصہ سے انا وجدناہ صابرا کی تصریح سے ظاہر ہے۔

قصۂ چہارم و پنجم و ششم و ہفتم و ہشتم و نہم حضرات ابراہیم و اسحٰق و یعقوب و اسمٰعیل و الیسع و ذوالکفل علیہم السلام اجمالاً

وَاذْكُرْ عِبٰدَنَآ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ اُولِي الْاَيْدِيْ وَالْاَبْصَارِ ۝ اِنَّآ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ ۝ وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ ۝ وَاذْكُرْ اِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَذَا الْكِفْلِ ۭ وَكُلٌّ مِّنَ الْاَخْيَارِ ۝ اور ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوب (علیہم السلام) کو یاد کیجیے جو ہاتھوں (سے کام کرنے) والے اور آنکھوں (سے دیکھنے) والے تھے (یعنی انمیں قوت عملیہ بھی تھی اور قوت علمیہ بھی) اور ہم نے انکو ایک خاص بات کے ساتھ مخصوص کیا تھا کہ وہ یاد آخرت کی ہے (چنانچہ ظاہر ہے کہ انبیاء میں یہ صفت سب سے زیادہ تام اور کامل ہوتی ہے اور شاید یہ اسلیے بڑھا دیا ہو کہ اہل غفلت کے کان ہوں کہ جب انبیاء اس فکر سے خالی نہ تھے تو تم کس شمار میں ہو) اور وہ (حضرات) ہمارے یہاں منتخب اور سب سے اچھے لوگوں میں سے ہیں (یعنی منتخب لوگوں میں بھی سب سے بڑھکر چنانچہ ظاہر ہے کہ انبیاء دوسرے اولیاء و صلحاء سے افضل ہوتے ہیں) اور اسمٰعیل اور الیسع اور ذوالکفل کو بھی یاد کیجیے اور یہ سب بھی سب سے اچھے لوگوں میں سے ہیں **ف** ان حضرات کے قصہ سے تائید اصبر علی ما یقولون کی انکے اخیار ہونے سے ہو سکتی ہے کیونکہ صبر موقوف علیہ ہے صفت اخیار کے ساتھ موصوف ہونیکا اور حضرت ذوالکفل کا قصہ سورۂ انبیاء میں گذر چکا ہے اور الیسع علیہ السلام کو الیاس علیہ السلام نے بنی اسرائیل پر اول اپنا نائب مقرر کیا پھر انکو نبوت عطا ہو گئی کذا فی الروح عن ابن جریر **ربط** اوپر ما خلقنا السماء سے اولوا الالباب تک توحید و مجازاۃ و رسالت کے متعلق مجمل مضمون تھا آگے کسی قدر مفصل ہے **تفصیل مجازاۃ** هٰذَا ذِكْرٌ ۭ وَاِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ ۝ جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ ۝

اللغات خالصۃ اسم فاعل ای خصلۃ خالصۃ جلیلۃ الشان لاشوب فیہا قولہ ذکری بمعنی التذکر فی الروح الیسع اللام فیہ زائدۃ لازمۃ لمقارنتہا الوضع ولا ینافی کونہ غیر عربی فانہ قد لزمت فی بعض الاعلام الاعجمیۃ کالاسکندر وقرا حمزۃ والکسائی واللیسع بلامین والتشدید کان اصلہ لیسع بوزن فیعل دخل علیہ ال ۱۲

النحو قولہ جنّٰت بدل قولہ مفتحۃ صفۃ جنات ۱۲

ثلثة ارباع

مُتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ وَّشَرَابٍ ۝ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اَتْرَابٌ ۝ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ ۝

وہ ان باغوں میں تکیہ لگائے بیٹھے ہونگے وہ وہاں بہت سے میوے اور پینے کی چیزیں منگوا دیں گے۔ اور ان کے پاس نیچی نگاہ والیاں ہم عمر ہونگی یہ وہ ہے جس کا تم سے روز حساب آنے پر وعدہ کیا جاتا ہے

اِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهٗ مِنْ نَّفَادٍ ۝ هٰذَا ؕ وَاِنَّ لِلطّٰغِيْنَ لَشَرَّ مَاٰبٍ ۝ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ هٰذَا ۙ فَلْيَذُوْقُوْهُ

بے شک یہ ہماری عطا اس کا کہیں ختم ہی نہیں یہ بات تو ہو چکی اور سرکشوں کے لیے برا ٹھکانا ہے یعنی دوزخ۔ اسمیں وہ داخل ہونگے۔ سو بہت ہی بری جگہ ہے۔ یہ کھولتا ہوا پانی

حَمِيْمٌ وَّغَسَّاقٌ ۝ وَّاٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖۤ اَزْوَاجٌ ۝ هٰذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ ۚ لَا مَرْحَبًا بِهِمْ ؕ اِنَّهُمْ صَالُوا النَّارِ ۝ قَالُوْا بَلْ اَنْتُمْ ۟

اور پیپ ہے سو یہ لوگ اسکو چکھیں۔ اور اور بھی اسی قسم کی طرح طرح کی چیزیں ہیں یہ ایک جماعت اور آئی جو تمہارے ساتھ گھس رہے ہیں انپر خدا کی مار یہ بھی دوزخ ہی میں آرہے ہیں۔ وہ کہیں گے بلکہ تمہارے ہی اوپر

لَا مَرْحَبًا بِكُمْ ؕ اَنْتُمْ قَدَّمْتُمُوْهُ لَنَا ۚ فَبِئْسَ الْقَرَارُ ۝ قَالُوْا رَبَّنَا مَنْ قَدَّمَ لَنَا هٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِى النَّارِ ۝ وَقَالُوْا مَا لَنَا

خدا کی مار تم ہی تو یہ ہمارے آگے لائے سو بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔ دعا کرینگے کہ اے ہمارے پروردگار جو شخص اسکو ہمارے آگے لایا ہو اسکو دوزخ میں دونا عذاب دیجیو اور وہ لوگ کہیں گے کہ کیا بات ہے

رکوع ۴ ۱۳

لَا نَرٰى رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْاَشْرَارِ ۝ اَتَّخَذْنٰهُمْ سِخْرِيًّا اَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ الْاَبْصَارُ ۝ اِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ تَخَاصُمُ اَهْلِ النَّارِ ۝

ہم ان لوگوں کو نہیں دیکھتے جنکو ہم برے لوگوں میں شمار کیا کرتے تھے۔ کیا ہم نے ان کی ہنسی کر رکھی تھی یا ان سے نگاہیں چکرا رہی ہیں یہ بات یعنی دوزخیوں کا آپس میں لڑنا جھگڑنا بالکل سچی بات ہے۔

مُتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ وَّشَرَابٍ ۝ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اَتْرَابٌ ۝ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ ۝ اِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهٗ مِنْ نَّفَادٍ ۝ هٰذَا ؕ وَاِنَّ لِلطّٰغِيْنَ لَشَرَّ مَاٰبٍ ۝ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ هٰذَا ۙ فَلْيَذُوْقُوْهُ حَمِيْمٌ وَّغَسَّاقٌ ۝ وَّاٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖۤ اَزْوَاجٌ ۝ هٰذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ ۚ لَا مَرْحَبًا بِهِمْ ؕ اِنَّهُمْ صَالُوا النَّارِ ۝ قَالُوْا بَلْ اَنْتُمْ ۟ لَا مَرْحَبًا بِكُمْ ؕ اَنْتُمْ قَدَّمْتُمُوْهُ لَنَا ۚ فَبِئْسَ الْقَرَارُ ۝ قَالُوْا رَبَّنَا مَنْ قَدَّمَ لَنَا هٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِى النَّارِ ۝ وَقَالُوْا مَا لَنَا لَا نَرٰى رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْاَشْرَارِ ۝ اَتَّخَذْنٰهُمْ سِخْرِيًّا اَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ الْاَبْصَارُ ۝ اِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ تَخَاصُمُ اَهْلِ النَّارِ ۝ ایک نصیحت کا مضمون تو یہ ہو چکا (مراد قصص انبیاء ہے کہ مکذبین کے لیے اسمیں اثبات ہے مسئلہ نبوت کا اور مصدقین کے لیے اسمیں تعلیم ہے اخلاق جمیلہ و اعمال فاضلہ کی) اور (دوسرا مضمون مجازاۃ کے متعلق اب شروع ہوتا ہے جسکی تفصیل یہ ہے کہ) پرہیزگاروں کے لیے (آخرت میں) اچھا ٹھکانا ہے یعنی ہمیشہ رہنے کے باغات جنکے دروازے انکے واسطے کھلے ہوئے ہونگے (ظاہر مراد یہ ہے کہ پہلے سے کھلے ہونگے کما قال تعالیٰ حتی اذا جاؤھا وفتحت الخ) وہ ان باغوں میں تکیہ لگائے بیٹھے ہونگے (اور) وہ وہاں (جنت کے خادموں سے) بہت سے میوے اور پینے کی چیزیں منگوا دینگے اور انکے پاس نیچی نگاہ والیاں ہم عمر ہونگی (مراد حوریں ہیں اے مسلمانو) یہ (جسکا اوپر ذکر ہوا) وہ (نعمت) ہے جسکا تم سے روز حساب آنے پر وعدہ کیا جاتا ہے بیشک یہ ہماری عطا اسکا کہیں ختم ہی نہیں (یعنی نعمت دائمہ ابدیہ ہے) یہ بات تو ہو چکی (جو متعلق اہل سعادت کے تھی) اور (آگے اہل شقاوت کے متعلق مضمون ہے وہ یہ کہ) سرکشوں کے لیے (یعنی جو کفر میں متبوع تھے انکے لیے) برا ٹھکانا ہے یعنی دوزخ اسمیں وہ داخل ہونگے سو بہت ہی بری جگہ ہے یہ کھولتا ہوا پانی اور پیپ (موجود) ہے سو یہ لوگ اسکو چکھیں اور (اسکے علاوہ) اور بھی اسی قسم کی (ناگوار و موجب آزار) طرح طرح کی چیزیں (موجود) ہیں (اسکو بھی چکھیں اور جو تابع تھے انکے لیے بھی یہی چیزیں ہیں گو تقدم و تاخر اور اشدیت اور شدت کا تفاوت ہو باقی نفس عذاب میں سب شریک ہیں چنانچہ جب متبوعین اول داخل ہو چکیں گے پھر اتباع آوینگے تو متبوعین باہم کہینگے کہ لو) یہ ایک جماعت اور آئی جو تمہارے ساتھ (عذاب میں شریک ہونے کے لیے جہنم میں) گھس رہے ہیں انپر خدا کی مار یہ بھی دوزخ ہی میں آرہے ہیں (یعنی کوئی ایسا آتا جو مستحق عذاب نہ ہوتا تو اسکے آنے کی خوشی بھی ہوتی اور اسکی آؤ بھگت بھی کرتے یہ تو خود ہی جہنمی ہیں انسے کیا امید اور انکے آنے کی کیا خوشی اور کیا آؤ بھگت) وہ (اتباع ان متبوعین سے)

اللغات اتراب جمع ترب بمعنی متارب کمثل بمعنی مماثل واصله السقوط على التراب حين الولادة فكان كناية عن المتساوين في العمر من شكله اى مثله مقتحم راكب الشدة داخل فيها قدمتموه تقديره العذاب بتاخير الرحمة فالاسناد الى السبب قوله سخريا بالكسر من السخر وهو الهزء وحكى عن ابى عمرو قال ما كان من مثل العبودية فسخرى بالضم وما كان من مثل الهزء فسخرى بالكسر كذا فى الروح ۱۲

النحو قوله هذا وان للطغين خبر لمبتدأ محذوف او مبتدأ لخبر محذوف اى الامر هذا ۔ قوله هذا فليذوقوه مبتدأ خبره حميم وغساق وما بينهما معترض ۔ قوله وآخر مبتدأ خبره محذوف اى ولهم عذاب آخر ومن شكله صفة آخر وازواج صفة ثانية له او آخر وان كان مفردا لكنه متعدد معنى لان العذاب انواع قوله لا مرحبا بهم دعاء مفعول بفعل واجب الاضمار وبهم بيان للمدعو عليهم وتكون الباء للبيان قوله ام زاغت ام متصلة والمقابلة باعتبار اللازم لان وقوع الاستحضار يدل على عدم كونهم فى النار فالمعنى اتخذناهم سخريا ليسوا فى النار ام هم فى النار لكن زاغت عنهم الابصار قوله تخاصم بدل من محل اسم ان او خبر لمبتدأ مقدر اى هو ۱۲

البلاغة قوله شراب لم يوصف بالكثرة لان العادة ان الماكول يكون انواعه اكثر من انواع المشروب قوله لا مرحبا للمراد بذلك بمخشة الدعاء بالخير مطلقا ومنفيا الدعاء بالسوء مطلقا ۱۲

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا مُنْذِرٌ ۖ وَّمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ۝ قُلْ هُوَ

آپ کہدیجیے کہ میں تو ڈرانے والا ہوں　اور بجز اللہ واحد غالب کے کوئی لائق عبادت کے نہیں ہے　وہ پروردگار ہے آسمانوں اور زمین کا اور ان چیزوں کا جو انکے درمیان میں ہیں زبردست بڑا بخشنے والا ہے آپ کہدیجیے کہ یہ

نَبَؤٌا عَظِيْمٌ ۝ اَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُوْنَ ۝ مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍۢ بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰٓى اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ۝ اِنْ يُّوْحٰٓى اِلَيَّ اِلَّآ اَنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝

ایک عظیم الشان مضمون ہے　جس سے تم بے پروا ہو رہے ہو　مجکو عالم بالا کی کچھ بھی خبر نہ تھی جبکہ وہ گفتگو کر رہے تھے　میرے پاس جو وحی محض اس سبب سے آتی ہے کہ میں صاف صاف ڈرانے والا ہوں۔

کہینگے کہ بلکہ تمہارے ہی اوپر خدا کی مار (کیونکہ) تم ہی تو یہ (مصیبت) ہمارے آگے لائے (کیونکہ تم ہی نے ہمکو بہکایا تھا) سو (جہنم) بہت ہی برا ٹھکانا ہے (جو تمہاری بدولت ہمارے آگے آیا اسکے بعد جب ان میں ہر شخص دوسرے پر الزام رکھنے لگیگا تو اسوقت اتباع انکا خطاب چھوڑ کر حق تعالیٰ سے) دعا کرینگے کہ اے ہمارے پروردگار جو شخص اس (مصیبت) کو ہمارے آگے لایا ہو اسکو دوزخ میں دونا عذاب دیجیو (کما قال تعالیٰ ربنا ھٰؤلاء اضلونا فاٰتھم عذابا ضعفا من النار) اور وہ لوگ (یعنی متبوعین یا سب دوزخی آپسمیں) کہینگے کہ کیا بات ہے ہم ان لوگونکو (دوزخ میں) نہیں دیکھتے جنکو ہم برے لوگوں میں شمار کیا کرتے تھے (یعنی مسلمانونکو گمراہ اور حقیر سمجھا کرتے تھے وہ کیوں نہیں نظر آتے) کیا ہمنے (ناحق) انکی ہنسی کر رکھی تھی (اور وہ اس قابل نہ تھے اور جہنم میں نہیں آئے) یا (کہ جہنم میں موجود ہیں مگر) ان (کے دیکھنے) سے نگاہیں چکرا رہی ہیں (کہ انپر نظر نہیں جمتی مطلب یہ کہ عذاب کے ساتھ یہ ایک اور حسرت ہوگی اور) یہ بات یعنی دوزخیوں کا آپسمیں لڑنا جھگڑنا بالکل سچی بات ہے (کہ ضرور ہوگی) **ف** معکم سے مراد معیت زمانیہ نہیں مشارکت فی العذاب ہے اور مفتحۃ کی تقریر میں ظاہر اسلیے کہا کہ بعض نے وفتحت ابوابہا میں واو کو زائد کہا ہے اور اسکے قائل ہوے ہیں کہ جنت کے دروازے اہل جنت کے پہونچنے کے بعد کھلیں گے اس صورت میں مفتحۃ میں صرف تفتیح مذکور ہوگی قید قبلیت کی نہ ہوگی لیکن واو کا زائد ہونا خلاف ظاہر ہے اور ہم عمر عورتونکا محض طبائع کو محبوب نہ ہونا بلکہ اپنے سے کم عمر کا محبوب ہونا دنیا میں اسلیے ہے کہ صغیرہ میں حسن وجمال وغنج ودلال زیادہ ہوتا ہے اور چونکہ وہاں یہ صفات حوروں میں بدرجہ اتم ہونگے اسلیے ہم عمری مانع محبوبیت نہ ہوگی بلکہ اور زیادہ تناسب موانست کا ذریعہ ہوگی اور یہ ہمعمری باعتبار زمان کے نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ شکل وشمائل وظاہری ہیئت میں ہمعمروں کا سا تشابہ ہوگا واللہ اعلم **ربط** مضامین ثلثہ میں سے جنکا ذکر ابھی اوپر کی سرخی میں ہوا ہے مجازاۃ کی تفصیل مذکور ہوچکی ہے آگے نبوت اور توحید کا مضمون ہے اور چونکہ رسالت سے توحید کی خوب تحقیق ہوتی ہے اسلیے مثل تمام سورت کے یہاں بھی سیاق کلام ناظر الی الرسالت زیادہ ہے۔

تحقیق توحید ورسالت

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا مُنْذِرٌ ۖ وَّمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ۝ قُلْ هُوَ نَبَؤٌا عَظِيْمٌ ۝ اَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُوْنَ ۝ مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍۢ بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰٓى اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ۝ اِنْ يُّوْحٰٓى اِلَيَّ اِلَّآ اَنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ آپ کہدیجیے کہ (تم جو رسالت اور توحید کے مسئلہ میں تکذیب وانکار کرتے ہو تو تمہارا ہی نقصان ہے میرا کچھ ضرر نہیں کیونکہ میں تو تمکو صرف عذاب خداوندی سے) ڈرانیوالا (پیغمبر) ہوں (چنانچہ ابھی اوپر بیان مجازاۃ میں عذاب سے انذار ہو ہی چکا ہے) اور (جیسا میرا رسول اور منذر ہونا واقعی ہے اسیطرح توحید بھی امر حق ہے یعنی) بجز اللہ واحد غالب کے کوئی لائق عبادت کے نہیں ہے وہ پروردگار ہے آسمانوں اور زمین کا اور ان چیزونکا جو انکے درمیان میں ہیں (اور وہ) زبردست (اور گناہونکا) بڑا بخشنے والا ہے (اور چونکہ توحید کو تو کسی درجہ میں وہ لوگ مانتے بھی تھے اور رسالت کے بالکل ہی منکر تھے اسلیے رسالت کی مزید تحقیق کے لیے ارشاد ہے کہ اے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم) آپ کہدیجیے کہ یہ (یعنی اللہ تعالیٰ کا مجکو توحید وشرائع کی تعلیم کے لیے رسول بنانا جو مفہوم ہے کلام سابق سے) ایک عظیم الشان مضمون ہے جس (کا تمکو بڑا اہتمام چاہیئے تھا مگر افسوس کہ اس) سے تم (بالکل ہی) بے پروا ہو رہے ہو (اور اسکے بنا عظیم ہونیکی وجہ یہ ہے کہ حصول سعادت حقیقیہ کا بدون اسکے اعتقاد کے ممتنع ہے آگے اثبات رسالت کی ایک دلیل ہے وہ یہ کہ) مجکو عالم بالا (کی بحث وگفتگو) کی (کسی ذریعہ سے) کچھ بھی خبر نہ تھی جبکہ وہ (تخلیق آدم کے بارہ میں جسکی تفصیل آگے آتی ہے اللہ تعالیٰ سے مستفیدانہ گفتگو کر رہے تھے (کیونکہ ذریعہ اطلاع یا مشاہدہ ہے اور وہ مفقود یا نقل ہے سو اہل کتب سے میرا اختلاط نہیں یا تلقی عن الغیب ہے پس یہی متعین ہے سو اس سے ثابت ہو گیا کہ) میرے پاس (جو) وحی (آتی ہے جس سے احوال ملاء اعلیٰ بھی معلوم ہوتے ہیں تو محض اس سبب سے آتی ہے کہ میں (منجانب اللہ) صاف صاف ڈرانیوالا (کرکے بھیجا گیا) ہوں (یعنی چونکہ مجکو پیغمبری ملی ہے اسلیے وحی نازل ہوتی ہے پس واجب ہے کہ تم میری رسالت کی تصدیق کرو) **ف** اللہ تعالیٰ سے ملائکہ کی گفتگو کو مجازاً اختصام کہا گیا کہ ظاہراً مشابہ اختصام کے تھی کذا فی الخازن **ربط** اوپر علم احوال ملاء اعلیٰ وقت الاختصام بالوحی سے استدلال تھا رسالت پر آگے قصہ آدم علیہ السلام میں ان احوال کی حکایت ہے اور اس قصہ کو قصص سابقہ کے ساتھ تائید رسالت میں تو اشتراک ہے اور تعلیم صبر کے اعتبار سے اشتراک نہیں کیونکہ اس میں اس کا قصد نہیں ہے اور گو اس قصہ میں اختصام مذکور کا بیان نہیں ہے

النحو قولہ الا انما بتقدیر اللام ای الا لانما کذا قال غیر واحد والمسند الیہ فی یوحی ہو الحدث ای یوقع الوحی الی ۱۲

إِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ إِنِّي خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِينٍ ۝ فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُّوحِي فَقَعُوا لَهُ سٰجِدِينَ ۝ فَسَجَدَ

جبکہ آپ کے رب نے فرشتوں سے ارشاد فرمایا کہ میں گارے سے ایک انسان کو بنانے والا ہوں سو میں جب اسکو پورا بنا چکوں اور اُس میں اپنی جان ڈال دوں تو تم سب اُسکے روبرو سجدہ میں گر پڑنا۔ سو سارے کے سارے

الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ ۝ إِلَّآ إِبْلِيسَ ۖ اسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِينَ ۝ قَالَ يٰٓإِبْلِيسُ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ۖ

فرشتوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس کہ وہ غرور میں آگیا اور کافروں میں سے ہو گیا حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ابلیس جس چیز کو میں نے اپنے ہاتھوں بنایا اُس کو سجدہ کرنے سے تجھکو کون چیز مانع ہوئی

أَسْتَكْبَرْتَ أَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِينَ ۝ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۖ خَلَقْتَنِي مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ ۝ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ ۝ وَإِنَّ

کیا تو غرور میں آگیا یا یہ کہ تو بڑے درجہ والوں میں ہے۔ کہنے لگا کہ میں آدم سے بہتر ہوں آپ نے مجھکو آگ سے پیدا کیا ہے اور اسکو خاک سے پیدا کیا ہے۔ ارشاد ہوا تو آسمان سے نکل کیونکہ بیشک تو مردود ہو گیا اور بیشک

عَلَيْكَ لَعْنَتِيٓ إِلٰى يَوْمِ الدِّينِ ۝ قَالَ رَبِّ فَأَنْظِرْنِيٓ إِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُونَ ۝ قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِينَ ۝ إِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ ۝ قَالَ

تجھ پر میری لعنت رہیگی قیامت کے دن تک۔ کہنے لگا تو پھر مجھکو مہلت دیجیے قیامت کے دن تک۔ ارشاد ہوا تو تجھکو معین وقت کی تاریخ تک مہلت دی گئی۔ کہنے لگا تو

فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ۝ قَالَ فَالْحَقُّ ۖ وَالْحَقَّ أَقُولُ ۝ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ أَجْمَعِينَ ۝

تیری عزت کی قسم کہ میں ان سب کو گمراہ کرونگا بجز آپکے اُن بندوں کے جو انمیں منتخب کیے گئے ہیں۔ ارشاد ہوا کہ میں سچ کہتا ہوں اور میں تو سچ ہی کہا کرتا ہوں کہ میں تجھ سے اور جو اُن میں تیرا ساتھ دے اُن سب سے دوزخ کو بھر دونگا

لیکن زمانہ اختصام کے واقعات کا بیان ہے پس اذ قال بدل ہو جاویگا اذ یختصمون سے اور وہ متعلق ہوگا ایک محذوف کے جس کو مقام مقتضی ہے یعنی ما کان لی علم بحال الملأ الاعلیٰ وقت الاختصام اور قصہ تفصیل ہوگا اس حال کی پس یہ شبہہ نہ رہا کہ یہاں اختصام کا تو بیان کیا نہیں گیا اور سورۂ بقرہ پر حوالہ اسلیے خلاف ظاہر کہ وہ مدنی ہے اور نزول میں سورۂ ص سے متاخر خوب سمجھ لیاجاے

قصہ دہم آدم علیہ السلام

إِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ إِنِّي خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِينٍ ۝ فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُّوحِي فَقَعُوا لَهُ سٰجِدِينَ ۝ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ ۝ إِلَّآ إِبْلِيسَ ۖ اسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِينَ ۝ قَالَ يٰٓإِبْلِيسُ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ۖ أَسْتَكْبَرْتَ أَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِينَ ۝ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۖ خَلَقْتَنِي مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ ۝ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ ۝ وَإِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِيٓ إِلٰى يَوْمِ الدِّينِ ۝ قَالَ رَبِّ فَأَنْظِرْنِيٓ إِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُونَ ۝ قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِينَ ۝ إِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ ۝ قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ۝ قَالَ فَالْحَقُّ ۖ وَالْحَقَّ أَقُولُ ۝ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ (وہ اختصام مذکور اُس وقت ہوا تھا) جبکہ آپ کے رب نے فرشتوں سے ارشاد فرمایا کہ میں گارے سے ایک انسان کو (یعنی اُسکے پُتلے کو) بنانے والا ہوں سو میں جب اُس کو (یعنی اُسکے اعضاء جسمانیہ کو) پورا بنا چکوں اور اُسمیں اپنی (طرف کی) جان ڈال دوں تو تم سب اُسکے روبرو سجدہ میں گر پڑنا سو (جب اللہ تعالیٰ نے اُسکو بنا لیا تو) سارے کے سارے فرشتوں نے (آدم علیہ السلام کو) سجدہ کیا مگر ابلیس نے کہ وہ غرور میں آگیا اور کافروں میں سے ہو گیا حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ابلیس جس چیز کو میں نے اپنے ہاتھوں بنایا (یعنی جسکے ایجاد کی طرف خاص عنایت ربانیہ متوجہ ہوئی یہ تو اُسکا شرف فی نفسہ ہے اور پھر اُسکے سامنے سجدہ کرنیکا حکم بھی دیا گیا کما قال تعالیٰ اذ امرتک) اُسکو سجدہ کرنے سے تجھکو کون چیز مانع ہوئی کیا تو غرور میں آگیا (اور واقع میں بڑا نہیں ہے) یا یہ کہ تو (واقع میں ایسے) بڑے درجہ والوں میں ہے (جسکو سجدہ کا حکم ہی کرنا زیبا نہیں) کہنے لگا کہ (شق ثانی واقع ہے یعنی) میں آدم سے بہتر ہوں (کیونکہ) آپ نے مجھکو آگ سے پیدا کیا ہے اور اس (آدم) کو خاک سے پیدا کیا ہے (پس مجھکو حکم دینا کہ اسکے سامنے سجدہ کروں خلاف حکمت ہے) ارشاد ہوا تو (اچھا پھر) آسمان سے نکل کیونکہ بیشک تو (اس حرکت سے) مردود ہو گیا اور بیشک تجھ پر میری لعنت رہیگی قیامت کے دن تک (اور اُسکے بعد مرحوم ہونے کا احتمال ہی نہیں) کہنے لگا (کہ اگر مجھکو آدم کی وجہ سے مردود کیا ہے تو پھر مجھکو (مرنے سے) مہلت دیجیے قیامت کے دن تک (تاکہ انسے اور اُنکی اولاد سے خوب بدلا لوں) ارشاد ہوا (جب تو مہلت مانگتا ہے) تو (جا) تجھکو معین وقت کی تاریخ تک مہلت دی گئی کہنے لگا (جب مجھکو مہلت ملگئی) تو (مجھکو بھی، تیری (ہی) عزت کی قسم (ہے) کہ میں ان سب کو گمراہ کرونگا بجز آپکے اُن بندوں کے جو انمیں منتخب کیے گئے ہیں (یعنی آپنے انکو میرے اثر سے محفوظ رکھا ہے) ارشاد ہوا کہ میں سچ کہتا ہوں اور میں تو (ہمیشہ) سچ ہی کہا کرتا ہوں کہ میں تجھ سے اور جو اُنمیں تیرا ساتھ دے اُن سب سے دوزخ کو بھر دونگا ف

سورۂ اعراف اور سورۂ حجر میں اس قصہ کے الفاظ قریب الفاظ ان آیات کے ہیں اُسکے متعلق ضروری مضامین ان دو مقاموں میں ملاحظہ فرما لیے جاویں اور خلق آدم کا مادہ کہیں

النحو قولہ فالحق مبتدأ لخبر محذوف او خبر لمبتدأ محذوف وہو قولی علی کلا التقدیرین والحق اقول مفعول بہ قدم وفی قراءۃ فالحق بالنصب الاول منصوب بنزع الخافض ای بالحق کما قالوا اولا مفعول لفعل محذوف ای اقول کما اقول لاملأن کما یظہر

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا مُنْذِرٌ ۖ وَّمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ۝ قُلْ هُوَ

آپ کہدیجیے کہ میں تو ڈرانے والا ہوں اور بجز اللہ واحد غالب کے کوئی لائق عبادت کے نہیں ہے وہ پروردگار ہے آسمانوں اور زمین کا اور ان چیزوں کا جو انکے درمیان میں ہیں زبردست بڑا بخشنے والا ہے آپ کہدیجیے کہ

نَبَؤٌا عَظِيْمٌ ۝ اَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُوْنَ ۝ مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍۢ بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰٓى اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ۝ اِنْ يُّوْحٰٓى اِلَيَّ اِلَّآ اَنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝

ایک عظیم الشان مضمون ہے جس سے تم بے پروا ہو رہے ہو مجکو عالم بالا کی کچھ بھی خبر نہ تھی جبکہ وہ گفتگو کر رہے تھے میرے پاس وحی محض اس سبب سے آتی ہے کہ میں صاف صاف ڈرانے والا ہوں۔

کہینگے کہ بلکہ تمہارے ہی اوپر خدا کی مار (کیونکہ) تم ہی تو یہ (مصیبت) ہمارے آگے لائے (کیونکہ تم ہی نے ہمکو بہکایا تھا) سو (جہنم) بہت ہی برا ٹھکانا ہے (جو تمہاری بدولت ہمارے آگے آیا اسکے بعد جب انمیں ہر شخص دوسرے پر الزام رکھنے لگیگا تو اسوقت اتباع انکا خطاب چھوڑکر حق تعالیٰ سے) دعا کرینگے کہ اے ہمارے پروردگار جو شخص اس (مصیبت) کو ہمارے آگے لایا ہو اسکو دوزخ میں دونا عذاب دیجیو (کما قال تعالیٰ ربنا ھؤلاء اضلونا فاٰتھم عذابا ضعفا من النار) اور وہ لوگ (یعنی متبوعین یا سب دوزخی آپسمیں) کہینگے کہ کیا بات ہے ہم اُن لوگونکو (دوزخ میں نہیں دیکھتے جنکو ہم بُرے لوگونمیں شمار کیا کرتے تھے (یعنی مسلمانونکو بدراہ اور حقیر سمجھا کرتے تھے وہ کیوں نہیں نظر آتے) کیا ہمنے (ناحق) انکی ہنسی کر رکھی تھی (اور وہ اس قابل نہ تھے اور جہنم میں نہیں آئے) یا (کہ جہنم میں موجود ہیں مگر) اُن (کے دیکھنے) سے نگاہیں چکرا رہی ہیں (کہ انپر نظر نہیں جمتی مطلب یہ کہ عذاب کیساتھ یہ ایک اور حسرت ہوگی اور) یہ بات یعنی دوزخیونکا آپسمیں لڑنا جھگڑنا بالکل سچی بات ہے (کہ ضرور ہوگی) ف معکم سے مراد معیت زمانیہ نہیں مشارکت فی العذاب ہے اور مفتحۃ کی تقریر میں ظاہر اسلیے کہا کہ بعض نے وفتحت ابوابہا میں واو کو زائدہ کہا ہے اور اسکے قائل ہوئے ہیں کہ جنت کے دروازے اہل جنت کے پہونچنے کے بعد کھلیں گے اس صورت میں مفتحۃ میں صرف تفتیح مذکور ہوگی قید قبلیت کی نہ ہوگی لیکن واو کا زائد ہونا خلاف ظاہر ہے اور ہم عمر عورتونکا محض طبائع کو محبوب نہ ہونا بلکہ اپنے سے کم عمر کا محبوب ہونا دنیا میں اسلیے ہے کہ صغیرہ میں حسن و جمال و غنج و دلال زیادہ ہوتا ہے اور چونکہ وہاں یہ صفات حوروں میں بدرجہ اتم ہونگے اسلیے ہم عمری مانع محبوبیت نہ ہوگی بلکہ اور زیادہ تناسب و موانست کا ذریعہ ہوگی اور یہ ہمعمری باعتبار زمان کے نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ شکل و شمائل و ظاہری ہیئت میں ہمعمروں کا سا تشابہ ہوگا واللہ اعلم ربط مضامین ثلثہ میں سے جنکا ذکر ابھی اوپر کی سُرخی میں ہوا ہے مجازاۃ کی تفصیل مذکور ہو چکی ہے آگے نبوت اور توحید کا مضمون ہے اور چونکہ رسالت سے توحید کی خوب تحقیق ہوتی ہے اسلیے مثل تمام سورت کے یہاں بھی سیاق کلام ناظر الی الرسالت زیادہ ہے۔

تحقیق توحید و رسالت

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا مُنْذِرٌ ۖ وَّمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ۝ قُلْ هُوَ نَبَؤٌا عَظِيْمٌ ۝ اَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُوْنَ ۝ مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍۢ بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰٓى اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ۝ اِنْ يُّوْحٰٓى اِلَيَّ اِلَّآ اَنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ آپ کہدیجیے کہ (تم جو رسالت اور توحید کے مسئلہ میں تکذیب و انکار کرتے ہو تو تمہارا ہی نقصان ہے میرا کچھ ضرر نہیں کیونکہ میں تو تمکو صرف عذاب خداوندی سے) ڈرانیوالا (پیغمبر) ہوں (چنانچہ ابھی اوپر بیان مجازاۃ میں عذاب سے انذار ہو ہی چکا ہے) اور (جیسا میرا رسول اور منذر ہونا واقعی ہے اسیطرح توحید بھی امر حق ہے یعنی) بجز اللہ واحد غالب کے کوئی لائق عبادت کے نہیں ہے وہ پروردگار ہے آسمانوں اور زمین کا اور اُن چیزونکا جو انکے درمیان میں ہیں (اور وہ) زبردست (اور گنہگاروں کا) بڑا بخشنے والا ہے (اور چونکہ توحید کو تو کسی درجہ میں وہ لوگ مانتے بھی تھے اور رسالت کے بالکل ہی منکر تھے اسلیے رسالت کی مزید تحقیق کے لیے ارشاد ہے کہ اے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم) آپ کہدیجیے کہ یہ (یعنی اللہ تعالیٰ کا مجکو توحید و شرائع کی تعلیم کے لیے رسول بنانا جو مفہوم ہے کلام سابق سے) ایک عظیم الشان مضمون ہے جس (کا تمکو بڑا اہتمام چاہیئے تھا مگر افسوس کہ اُس) سے تم (بالکل ہی) بے پروا ہو رہے ہو (اور اُسکے بنا عظیم ہونیکی وجہ یہ ہے کہ حصول سعادت حقیقیہ کا بدون اسکے اعتقاد کے ممتنع ہے آگے اثبات رسالت کی ایک دلیل ہے وہ یہ کہ) مجکو عالم بالا (کی بحث و گفتگو) کی (کسی ذریعہ سے) کچھ بھی خبر نہ تھی جبکہ وہ (تخلیق آدم کے بارہ میں جسکی تفصیل آگے آتی ہے اللہ تعالیٰ سے مستفیدانہ گفتگو کر رہے تھے (کیونکہ ذریعہ اطلاع یا مشاہدہ ہے اور وہ مفقود یا نقل ہے سو اہل کتب سے میرا اختلاط نہیں یا تلقی عن الغیب ہے پس یہ متعین ہے سو اس سے ثابت ہو گیا کہ) میرے پاس (جو) وحی (آتی ہے جس سے احوال ملاء اعلیٰ بھی معلوم ہوتے ہیں) تو محض اس سبب سے آتی ہے کہ میں (منجانب اللہ) صاف صاف ڈرانیوالا (کر کے بھیجا گیا) ہوں (یعنی چونکہ مجکو پیغمبری ملی ہے اسلیے وحی نازل ہوتی ہے پس واجب ہے کہ تم میری رسالت کی تصدیق کرو) ف اللہ تعالیٰ سے ملائکہ کی گفتگو کو مجازاً اختصام کہا گیا کہ ظاہراً مشابہ اختصام کے تھی کذا فی الخازن ربط اوپر علم احوال ملاء اعلیٰ وقت الاختصام بالوحی سے استدلال تھا رسالت پر آگے قصہ آدم علیہ السلام ہے اُن احوال کی حکایت ہے اور اس قصہ کو قصص سابقہ کے ساتھ تائید رسالت میں تو اشتراک ہے اور تعلیم صبر کے اعتبار سے اشتراک نہیں کیونکہ اس میں اس کا قصد نہیں ہے اور گو اس قصہ میں اختصام مذکور کا بیان نہیں ہے

النحو قولہ الا انما بتقدیر اللام ای الا لانما کما قال غیر واحد والمسند الیہ فی یوحی ہو الحدث ای یوقع الوحی الی ۱۲

إِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَٰٓئِكَةِ إِنِّي خَٰلِقٌۢ بَشَرًا مِّن طِينٍ ۝ فَإِذَا سَوَّيْتُهُۥ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِي فَقَعُوا۟ لَهُۥ سَٰجِدِينَ ۝ فَسَجَدَ

جبکہ آپ کے ربّ نے فرشتوں سے ارشاد فرمایا کہ میں گارے سے ایک انسان کو بنانے والا ہوں سو میں جب اسکو پورا بنا چکوں اور اُس میں اپنی جان ڈال دوں تو تم سب اُسکے روبرو سجدہ میں گر پڑنا۔ سو سارے کے سارے

الْمَلَٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ ۝ إِلَّآ إِبْلِيسَ ٱسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ ٱلْكَٰفِرِينَ ۝ قَالَ يَٰٓإِبْلِيسُ مَا مَنَعَكَ أَن تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ

فرشتوں نے سجدہ کیا — مگر ابلیس نے کہ وہ غرور میں آگیا اور کافروں میں سے ہوگیا — حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ابلیس جس چیز کو میں نے اپنے ہاتھوں بنایا اُس کو سجدہ کرنے سے تجھکو کون چیز مانع ہوئی

أَسْتَكْبَرْتَ أَمْ كُنتَ مِنَ ٱلْعَالِينَ ۝ قَالَ أَنَا۠ خَيْرٌ مِّنْهُ ۖ خَلَقْتَنِي مِن نَّارٍ وَخَلَقْتَهُۥ مِن طِينٍ ۝ قَالَ فَٱخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ ۝ وَإِنَّ

کیا تو غرور میں آگیا یا یہ کہ تو بڑے درجہ والوں میں ہے۔ — کہنے لگا کہ میں آدم سے بہتر ہوں — آپنے مجکو آگ سے پیدا کیا ہے اور اسکو خاک سے پیدا کیا ہے۔ — ارشاد ہوا تو آسمان سے نکل کیونکہ بیشک تو مردود ہوگیا اور بیشک

عَلَيْكَ لَعْنَتِيٓ إِلَىٰ يَوْمِ ٱلدِّينِ ۝ قَالَ رَبِّ فَأَنظِرْنِيٓ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ۝ قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ ٱلْمُنظَرِينَ ۝ إِلَىٰ يَوْمِ ٱلْوَقْتِ ٱلْمَعْلُومِ ۝ قَالَ

تجھ پر میری لعنت رہیگی قیامت کے دن تک۔ — کہنے لگا تو پھر مجکو مہلت دیجیے قیامت کے دن تک۔ — ارشاد ہوا تو تجھکو معین وقت کی تاریخ تک مہلت دی گئی۔ — کہنے لگا تو

فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ ٱلْمُخْلَصِينَ ۝ قَالَ فَٱلْحَقُّ وَٱلْحَقَّ أَقُولُ ۝ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنكَ وَمِمَّن تَبِعَكَ مِنْهُمْ أَجْمَعِينَ

تیری عزت کی قسم کہ میں ان سب کو گمراہ کرونگا بجز آپکے اُن بندوں کے جو اُنمیں منتخب کیے گئے ہیں۔ ارشاد ہوا کہ میں سچ کہتا ہوں اور میں تو سچ ہی کہا کرتا ہوں کہ میں تجھ سے اور جو اُن میں تیرا ساتھ دے اُن سب سے دوزخ کو بھر دونگا

لیکن زمانہ اختصام کے واقعات کا بیان ہے پس اذ قال بدل ہوجاویگا اذ یختصمون سے اور وہ متعلق ہوگا ایک محذوف کے جس کو مقام مقتضی ہے یعنی ما کان لی علم بحال الملاء الاعلیٰ وقت الاختصام اور قصہ تفصیل ہوگا اس حال کی پس یہ شبہ نہ رہا کہ یہاں اختصام کا تو بیان کیا نہیں گیا اور سورۂ بقرہ پر حوالہ اسلیے خلاف ظاہر ہے کہ وہ مدنی ہے اور نزول میں سورۂ ص سے متاخر خوب سمجھ لیجائے

قصۂ دہم آدم علیہ السلام

إِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَٰٓئِكَةِ إِنِّي خَٰلِقٌۢ بَشَرًا مِّن طِينٍ ۝ فَإِذَا سَوَّيْتُهُۥ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِي فَقَعُوا۟ لَهُۥ سَٰجِدِينَ ۝ فَسَجَدَ ٱلْمَلَٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ ۝ إِلَّآ إِبْلِيسَ ٱسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ ٱلْكَٰفِرِينَ ۝ قَالَ يَٰٓإِبْلِيسُ مَا مَنَعَكَ أَن تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ۖ أَسْتَكْبَرْتَ أَمْ كُنتَ مِنَ ٱلْعَالِينَ ۝ قَالَ أَنَا۠ خَيْرٌ مِّنْهُ ۖ خَلَقْتَنِي مِن نَّارٍ وَخَلَقْتَهُۥ مِن طِينٍ ۝ قَالَ فَٱخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ ۝ وَإِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِيٓ إِلَىٰ يَوْمِ ٱلدِّينِ ۝ قَالَ رَبِّ فَأَنظِرْنِيٓ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ۝ قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ ٱلْمُنظَرِينَ ۝ إِلَىٰ يَوْمِ ٱلْوَقْتِ ٱلْمَعْلُومِ ۝ قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ ٱلْمُخْلَصِينَ ۝ قَالَ فَٱلْحَقُّ وَٱلْحَقَّ أَقُولُ ۝ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنكَ وَمِمَّن تَبِعَكَ مِنْهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ (وہ اختصام مذکور اُس وقت ہوا تھا) جبکہ آپ کے رب نے فرشتوں سے ارشاد فرمایا کہ میں گارے سے ایک انسان کو (یعنی اُسکے پتلے کو) بنانے والا ہوں سو میں جب اُس کو (یعنی اُسکے اعضاء جسمانیہ کو) پورا بنا چکوں اور اُسمیں اپنی (طرف کی) جان ڈال دوں تو تم سب اُسکے روبرو سجدہ میں گر پڑنا سو (جب اللہ تعالیٰ نے اُسکو بنا لیا تو) سارے کے سارے فرشتوں نے (آدم علیہ السلام کو) سجدہ کیا مگر ابلیس نے کہ وہ غرور میں آگیا اور کافروں میں سے ہوگیا حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ابلیس جس چیز کو میں نے اپنے ہاتھوں بنایا (یعنی جسکے ایجاد کی طرف خاص عنایت ربانیہ متوجہ ہوئی یہ تو اُسکا شرف فی نفسہ ہے اور پھر اُسکے سامنے سجدہ کرنیکا حکم بھی دیا گیا لقولہ تعالیٰ اذ امرتک) اُسکو سجدہ کرنے سے تجھکو کون چیز مانع ہوئی کیا تو غرور میں آگیا (اور واقع میں بڑا نہیں ہے) یا یہ کہ تو (واقع میں ایسے) بڑے درجہ والوں میں ہے (جسکو سجدہ کا حکم ہی کرنا زیبا نہیں) کہنے لگا کہ (شق ثانی واقع ہے یعنی) میں آدم سے بہتر ہوں (کیونکہ) آپ نے مجکو آگ سے پیدا کیا ہے اور اس (آدم) کو خاک سے پیدا کیا ہے (پس مجکو حکم دینا کہ اسکے سامنے سجدہ کروں خلاف حکمت ہے) ارشاد ہوا تو (اچھا پھر) آسمان سے نکل کیونکہ بیشک تو (اس حرکت سے) مردود ہوگیا اور بیشک تجھ پر میری لعنت رہیگی قیامت کے دن تک (اور اُسکے بعد مرحوم ہونے کا احتمال ہی نہیں) کہنے لگا (کہ اگر مجکو آدم کی وجہ سے مردود کیا ہے) تو پھر مجکو (مرنے سے) مہلت دیجیے قیامت کے دن تک (تاکہ انسے اور اُنکی اولاد سے خوب بدلا لوں) ارشاد ہوا (جب تو مہلت مانگتا ہے) تو (جا) تجھکو معین وقت کی تاریخ تک مہلت دی گئی کہنے لگا (جب مجکو مہلت ملگئی) تو (مجکو بھی) تیری (ہی) عزت کی قسم (ہے) کہ میں ان سب کو گمراہ کرونگا بجز آپکے اُن بندوں کے جو اُنمیں منتخب کیے گئے ہیں (یعنی آپنے انکو میرے اثر سے محفوظ رکھا ہے) ارشاد ہوا کہ میں سچ کہتا ہوں اور میں تو (ہمیشہ) سچ ہی کہا کرتا ہوں کہ میں تجھ سے اور جو اُنمیں تیرا ساتھ دے اُن سب سے دوزخ کو بھر دونگا ف سورۂ اعراف اور سورۂ حجر میں اس قصہ کے الفاظ قریب الفاظ ان آیات کے ہیں اُسکے متعلق ضروری مضامین ان دو مقاموں میں ملاحظہ فرما لیے جاویں اور خلق آدم کا مادہ کہیں

النحو قوله فالحق مبتدأ الخبر محذوف او خبر لمبتدأ المحذوف وهو قولي على كلا التقديرين والحق اقول مفعول به لفعل وفي قراءة فالحق بالنصب منصوب بنزع الخافض اي بالحق كما قالوا ومفعول لفعل محذوف اي اقول كما اقول لاكرام كما يظهر

قُلْ مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ ○ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ○ وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِيْنٍ ○ ع ۵ ۱۴

آپ کہدیجیے کہ میں تم سے اس قرآن پر نہ کچھ معاوضہ چاہتا ہوں اور نہ میں بناوٹ کرنے والوں میں ہوں۔ یہ قرآن تو دنیا جہان والوں کے لیے بس ایک نصیحت ہے۔ اور تھوڑے دنوں پیچھے تم کو اسکا حال معلوم ہو جاوے گا۔

سورۃ الزمر مکیۃ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ | وهی خمس وسبعون اٰیۃ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں۔

تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ○ اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ○ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ

یہ نازل کی ہوئی کتاب ہے اللہ غالب حکمت والے کی طرف سے ہم نے ٹھیک طور پر اس کتاب کو آپ کی طرف نازل کیا ہے سو آپ خالص اعتقاد کرکے اسکی عبادت کرتے رہیے۔ یاد رکھو عبادت

الْخَالِصُ ۭ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۵ وقف لازم

جو کہ خالص ہو اللہ ہی کے لیے سزاوار ہے۔ اور جن لوگوں نے خدا کے سوا اور شرکاء تجویز کر رکھے ہیں کہ ہم تو انکی پرستش صرف اس لیے کرتے ہیں کہ ہم کو خدا کا مقرب بنا دیں تو انکے باہمی اختلافات کا اللہ تعالیٰ فیصلہ کر دے گا۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ○ لَوْ اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا لَّاصْطَفٰى مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۙ سُبْحٰنَهٗ ۭ هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ○

اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو راہ پر نہیں لاتا جو جھوٹا اور کافر ہو۔ اگر اللہ تعالیٰ کسی کو اولاد بنانے کا ارادہ کرتا تو ضرور اپنی مخلوق میں سے جسکو چاہتا منتخب فرماتا۔ وہ پاک ہے۔ وہ ایسا اللہ ہے جو واحد ہے زبردست ہے۔

کہیں تراب اور کہیں صلصال من حماٍ مسنون اور اس میں کچھ تعارض نہیں کہیں مادۂ قریبہ تبلادیا ہے کہیں مادۂ بعیدہ۔ اور اذ قال ربک للملائکۃ کا بدل ہونا از تخصیص کے تمہید میں لکھا گیا ہے اس پر شبہ ہوتا ہے کہ وہ تو قول تھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا تو یہ بھی آپکا قول ہونا چاہیے تو اس صورت میں بجائے ربک کے ربی ہوتا۔ جواب یہ ہے کہ یہ قول ہی آپکا بعبارت حق تعالیٰ **ربط** اوپر تمہید سورت میں اثبات رسالت کا حاصل سورت ہونا مذکور ہو چکا ہے جسپر مناظرانہ طرز پر کلام ہو چکا ہے اب بطرز ناصحانہ اسی پر سورت کا خاتمہ فرمایا جاتا ہے۔

اختتام بر کلام نصیحت التیام در نبوت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام

قُلْ مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ ○ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ○ وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِيْنٍ ○ آپ (بطور قطع عذر و اتمام حجت و قول اخیر کے) کہدیجیے کہ میں تم سے اس قرآن (کی تبلیغ) پر نہ کچھ معاوضہ چاہتا ہوں اور نہ میں بناوٹ کرنیوالوں میں ہوں (کہ بناوٹ کی راہ سے نبوت کا دعویٰ کیا ہو اور غیر قرآن کو قرآن کہدیا ہو یعنی اگر جھوٹ بولتا تو اسکا منشا یا تو کوئی نفع عقلی ہوتا جسکو اجر کہا ہے اور یا کوئی عادت طبعی ہوتی جسکو تکلف کہا ہے سو یہ دونوں امر نہیں بلکہ فی الواقع) یہ قرآن تو (اللہ کا کلام اور) دنیا جہان والوں کے لیے بس ایک نصیحت ہے (جسکی تبلیغ کے لیے مجکو نبوت ملی ہے اور جسمیں سراسر تمہارا ہی نفع ہے اور (اگر وضوح حق کے بعد بھی نہیں مانتے تو) تھوڑے دنوں پیچھے تمکو اسکا حال معلوم ہو جاوے گا یعنی مرتے ہی ساتھ ہی حقیقت کھل جاوے گی کہ یہ حق تھا اور انکار باطل تھا مگر اسوقت معلوم ہونے سے کچھ نفع نہیں) ف اس سورت میں قرآن کی تین جگہ مدح ہے اور تینوں جگہ اسکو ذکر فرمایا گیا ہے اول میں ذی الذکر وسط میں لیتذکر اخیر میں ذکر للعلمین وقد تم بحمد اللہ تفسیر سورۃ ص لخمس عشرۃ خلون من ربیع الاول یوم الاثنین ۱۳۲۵ھ والحمد للہ والسلام علیٰ رسول اللہ وعلیٰ جمیع انبیاء اللہ و اولیاء اللہ واصفیاء اللہ ✦ سورۃ الزمر مکیۃ الا قولہ تعالیٰ قل یا عبادی الآیۃ وایھا خمس سبعون او اثنان وسبعون کذا فی البیضاوی **ربط** جیسے سورۃ سابقہ میں زیادہ مضامین متعلق رسالت کے تھے اس سورت میں زیادہ مضامین متعلق توحید کے ہیں اسکا اثبات۔ اسکا وجوب۔ اسکے مصدقین کی مدح اور جزا۔ اسکے ضد یعنی شرک کا ابطال۔ اسکے ضد یعنی شرک سے نہی۔ اسکے مکذبین یعنی مشرکین کی قدح اور سزا اور فریقین کا تفاوت حال و مآل مجملہ مضامین متعلقہ توحید کے خاص اہتمام سے مذکور ہوا ہے کہ کوئی رکوع اس سے خالی نہیں اجمالاً یا تفصیلاً اور کسی رکوع میں تعدد کے ساتھ اور بقیہ مضامین اسکے تابع ہیں جیسے حقیقت قرآن جس سے سورت شروع ہوکر خاتمہ سورت سابقہ سے بھی مرتبط ہو گئی کہ قرآن آمر بالتوحید ہے اسی لیے اسکے بعد فاعبد اللہ کو کلمہ فا کے ساتھ متفرع فرمایا اور بعض دوسری آیات میں بھی قرآن کے برکات و منافع اسی مناسبت سے مذکور ہیں اور جیسے مضمون تسلیہ جو الیس اللہ بکاف اور انا انزلنا علیک الکتاب میں مذکور ہے کہ تکذیب توحید بھی آپکے حزن کا موجب ہوتی تھی اور جیسے وعدۂ مغفرت ذنوب کہ برکات توحید میں سے ہے و نحو ذلک مما لا یخفی علی من تامل و تعقل۔

احقاق توحید و ابطال اتخاذ ندید و حقیت قرآن در تمہید

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ○ اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ○ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ۭ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ○ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ○ لَوْ اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا لَّاصْطَفٰى مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۙ سُبْحٰنَهٗ ۭ هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ○

النحو قولہ علیہ و قولہ ان ھو و قولہ نباہ الضمائر راجعۃ الی القرآن لدلالۃ المقام علیہ ۱۲

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ يُكَوِّرُ الَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ۗ

اُس نے آسمان اور زمین کو حکمت سے پیدا کیا | وہ رات کو دن پر لپیٹتا ہے اور دن کو رات پر لپیٹتا ہے | اور اس نے ایک سورج اور چاند کو کام میں لگا رکھا ہے کہ ہر ایک وقت مقرر تک چلتا رہیگا

اَلَا هُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ۝ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۭ يَخْلُقُكُمْ فِيْ

یاد رکھو کہ وہ زبردست ہے بڑا بخشنے والا ہے۔ | اس نے تم لوگوں کو تن واحد سے پیدا کیا۔ | پھر اسی سے اسکا جوڑا بنایا | اور تمہارے لیے آٹھ نر و مادہ چارپایوں کے پیدا کیے | وہ تمکو ماؤں کے پیٹ میں

بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ۝

ایک کیفیت کے بعد دوسری کیفیت پر بناتا ہے | تین تاریکیوں میں۔ | یہ ہے اللہ تمہارا رب اُسی کی سلطنت ہے۔ | اُسکے سوا کوئی لائق عبادت نہیں سو تم کہاں پھرے چلے جا رہے ہو

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ يُكَوِّرُ الَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ۗ اَلَا هُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ۝ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۭ يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ۝ یہ نازل کی ہوئی کتاب ہے اللہ غالب حکمت والے کی طرف سے (کہ غالب ہونا اسکا مقتضی تھا کہ جو اسکی تکذیب کرے اُسکو سزا دیدی جاوے مگر چونکہ حکیم بھی ہے اور مہلت میں مصلحت تھی اسلیے سزا میں مہلت دے رکھی ہے) ہمنے ٹھیک طور پر اس کتاب کو آپکی طرف نازل کیا ہے سو آپ (قرآن کی تعلیم کے موافق) خالص اعتقاد کرکے اسکی عبادت کرتے رہیے (جیسا ابتک کرتے رہے ہیں اور جب آپ پر بھی یہ واجب ہے تو اوروں پر تو کیوں نہیں واجب ہوگا اے لوگو) یاد رکھو عبادت جو کہ (شرک سے) خالص ہو اسد ہی کے لیے سزاوار ہے (یعنی توحید واجب علی الکل ہے) اور جن لوگوں نے (عبادت خالصہ چھوڑکر) خدا کے سوا اور شرکا تجویز کر رکھے ہیں (اور کہتے ہیں[1]) کہ ہم تو انکی پرستش صرف اسلیے کرتے ہیں کہ ہمکو خدا کا مقرب بنا دیں (یعنی ہمارے حوائج یا عبادات کو خدا کے حضور میں پیش کردیں جیسا دنیا میں وزراء دربار سلاطین میں اس کام کے ہوتے ہیں) تو انکے (اور انکے[2] مقابل اہل ایمان کے) باہمی اختلافات کا (قیامت کے روز) اللہ تعالیٰ (عملی) فیصلہ کر دیگا (کہ اہل توحید کو جنت میں اور اہل شرک کو دوزخ میں داخل کر دیگا یعنی ان لوگوں کے نہ ماننے پر آپ غم نہ کریں انکا فیصلہ وہاں ہوگا اور اسکا بھی تعجب نہ کریں کہ باوجود قیام براہین کے یہ راہ حق پر نہیں آتے کیونکہ) اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو راہ پر نہیں لاتا جو (قولاً) جھوٹا اور (اعتقاداً) کافر ہو (یعنی منہ سے اقوال کفریہ اور دل سے عقائد کفریہ پر مصر ہو اور اس سے باز آنیکا اور طلب حق کا قصد ہی نہ کرتا ہو تو اُسکے اس عناد سے اللہ تعالیٰ بھی اُسکو توفیق ہدایت کی نہیں دیتا اور چونکہ مشرکین میں بعضے خدا کی طرف اولاد کی نسبت کرتے تھے جیسے ملائکہ کو بنات اللہ کہتے تھے آگے انکا رد ہے کہ) اگر (بالفرض) اللہ تعالیٰ (کسی کو اولاد بناتا تو بوجہ اسکے کہ بدون ارادہ خداوندی کوئی فعل واقع نہیں ہوتا اول اولاد بنانیکا ارادہ کرتا اور اگر کسیکو اولاد بنانیکا ارادہ کرتا تو (چونکہ ماسوی اللہ سب مخلوق ہیں اسلیے) ضرور اپنی مخلوق (ہی) میں سے جسکو چاہتا (اس امر کے لیے) منتخب فرماتا (اور لازم باطل ہے کیونکہ) وہ (عیب سے) پاک ہے (اور اولاد غیر جنس ہونا عیب ہے پس مخلوق کا ولدیت کے لیے منتخب ہونا محال پس ارادہ اتخاذ ولد بھی محال اور موقوف علیہ کا استحالہ مستلزم استحالہ موقوف ہے پس استحالہ ارادہ سے استحالہ فعل اتخاذ بھی محال ہوا پس شرک کی یہ صورت بھی باطل ہوئی پس ثابت ہو گیا کہ) وہ ایسا اللہ ہے جو واحد ہے (کہ اسکا کوئی شریک بالفعل نہیں اور) زبردست ہے (اُسکا کوئی شریک بالقوہ بھی نہیں کیونکہ صلاحیت جب ہوتی جب کوئی ویسا ہی زبردست ہوتا وہو منتف آگے دلائل توحید ارشاد فرماتے ہیں کہ) اُسنے آسمان اور زمین حکمت سے پیدا کیا وہ رات (کی ظلمت) کو دن (کی روشنی کے محل یعنی ہوا) پر لپیٹتا ہے (جس سے دن غائب اور رات موجود ہو جاتی ہے) اور دن (کی روشنی) کو رات (کی ظلمت کے محل یعنی ہوا) پر لپیٹتا ہے (جس سے رات غائب اور دن موجود ہو جاتا ہے) اور اُسنے ایک سورج اور چاند کو کام میں لگا رکھا ہے کہ (انمیں) ہر ایک وقت مقرر تک چلتا رہیگا یاد رکھو کہ (ان دلائل کے بعد انکار توحید سے اندیشہ عذاب ہے اور اللہ تعالیٰ اسپر قادر بھی ہے کیونکہ) وہ زبردست ہے (لیکن اگر بعد انکار کے بھی کوئی تسلیم کرے تو انکار گذشتہ پر عذاب دیگا کیونکہ وہ) بڑا بخشنے والا (بھی) ہے (اس سے توحید کی ترغیب اور شرک سے ترہیب ہو گئی اور یہ استدلال تھا دلائل آفاقیہ سے آگے استدلال ہے دلائل انفسیہ سے گو بعض مافی الآفاق بھی تبعاً مذکور ہو گئے یعنی) اُسنے تم لوگوں کو تن واحد (یعنی آدم علیہ السلام) سے پیدا کیا (کہ اول[3] وہ تن واحد پیدا ہوا) پھر اسی سے اسکا جوڑا بنایا (مراد اس سے حوا ہیں آگے پھر اُنسے تمام آدمی پھیلا دیے) اور (بعد اس حدوث کے) تمہارے (نفع انتفاع کے) لیے آٹھ نر و مادہ چارپایوں کے پیدا[4] کیے (جنکا ذکر پارہ ہشتم کے ربع پر رکوع وھو الذی انشأ جنات میں آیا ہے اور انکی تخصیص اسلیے کہ یہ زیادہ کام میں آتے ہیں یہی وہ جزو جو مافی الآفاق میں سے تبعاً مذکور ہو گیا اور تبعاً اسلیے کہا گیا کہ مقصود بیان کرنا ہے بقاء النفس کا اور یہ اسباب بقاء میں سے ہے آگے کیفیت خلقت نسل انسان کی فرماتے ہیں کہ) وہ تمکو ماؤں کے پیٹ میں ایک کیفیت کے بعد دوسری کیفیت پر (اور دوسری کیفیت کے بعد تیسری کیفیت پر وعلیٰ ہذا مختلف کیفیات پر) بناتا ہے

البلاغۃ قولہ یکور ہو فی الاصل اللف الی والمراد یغشی احدہما الآخر ای یذہب احدہما ویغشی مکانہ الآخر ای یلبسہ فیصیر اسود مظلما بعد ما کان ابیض منیرا وبالعکس فالمغشی حقیقۃ المکان وجعل الاحاطۃ علی محاطا الآخر احاطۃ علیہ مجازا من الروح مختصرا ۱۲

ملحقات الترجمۃ

[1] قولہ قبل ما نعبدہم کہتے ہیں اشارۃ الی تقدیر الکلام ہکذا والذین اتخذوا من دونہ اولیاء قائلین فالخبر ان اللہ یحکم ۱۲

[2] قولہ فی یختلفون اور ان کے مقابل اشارۃ الی ان الضمیر راجع الی المشرکین المذکور لا الی الموحدین الغیر المذکور للدلول علیہ بالمذکور ۱۲

[3] قولہ قبل ثم جعل منہا زوجہا وہ تن واحد پیدا ہوا اشارۃ الی تقدیر المعطوف علیہ فصح التراخی المدلول بثم ۱۲

[4] قولہ فی انزل لکم پیدا کیے اشارۃ الی کون الانزال مجازا عن الاحداث والعلاقۃ بینہما الظہور بعد الخفاء ۱۲

إِن تَكْفُرُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنكُمْ ۖ وَلَا يَرْضَىٰ لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ۖ وَإِن تَشْكُرُوا يَرْضَهُ لَكُمْ ۗ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۗ ثُمَّ

اگر تم کفر کروگے تو خدا تعالیٰ تمہارا حاجتمند نہیں اور وہ اپنے بندوں کے لیے کفر کو پسند نہیں کرتا اور اگر تم شکر کروگے تو اُس کو تمہارے لیے پسند کرتا ہو اور کوئی کسی کا بوجھ نہیں اُٹھاتا پھر

إِلَىٰ رَبِّكُم مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝ وَإِذَا مَسَّ الْإِنسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهُ مُنِيبًا إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا

اپنے پروردگار کے پاس تمکو لوٹ کر جانا ہوگا سو وہ تم کو تمہارے سب اعمال جتلادیگا وہ دلوں تک کی باتوں کا جاننے والا ہے۔ اور آدمی کو جب کوئی تکلیف پہونچتی ہے تو اپنے رب کو اُسی کی طرف رجوع ہوکر پکارنے لگتا ہے پھر جب

خَوَّلَهُ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُو إِلَيْهِ مِن قَبْلُ وَجَعَلَ لِلَّهِ أَندَادًا لِّيُضِلَّ عَن سَبِيلِهِ ۚ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيلًا ۖ إِنَّكَ مِنْ

اللہ تعالیٰ اُسکو اپنے پاس سے نعمت عطا فرمادیتا ہے تو جسکے لیے پہلے سے پکار رہا تھا اُسکو بھول جاتا ہے اور خدا کے شریک بنانے لگتا ہے جسکا اثر یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ سے دوسروں کو گمراہ کرتا ہے آپ کہدیجیے اپنے کفر کی بہار تھوڑے دنوں اور لوٹ لے

أَصْحَابِ النَّارِ ۝ أَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ اللَّيْلِ سَاجِدًا وَقَائِمًا يَحْذَرُ الْآخِرَةَ وَيَرْجُو رَحْمَةَ رَبِّهِ ۗ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ

دوزخیوں میں سے ہونیوالا ہے بھلا جو شخص اوقات شب میں سجدہ و قیام کی حالت میں عبادت کر رہا ہو آخرت سے ڈرتا ہو اور اپنے پروردگار کی رحمت کی امید کر رہا ہو آپ کہیے کہ کیا علم والے اور جہل والے

وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۗ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ ۝ قُلْ يَا عِبَادِ الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا رَبَّكُمْ ۚ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا

ع ۱ / ۹ / ۱۵

برابر ہوتے ہیں۔ وہی لوگ نصیحت پکڑتے ہیں جو اہل عقل ہیں۔ آپ کہیے کہ اے میرے ایمان والے بندو تم اپنے پروردگار سے ڈرتے رہو جو لوگ اس دنیا میں نیکی کرتے ہیں

حَسَنَةٌ ۗ وَأَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةٌ ۗ إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُم بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝

اُن کے لیے نیک صلہ ہے۔ اور اللہ کی زمین فراخ ہے مستقل رہنے والوں کو ان کا صلہ بے شمار ملیگا۔

(کہ اول نطفہ ہوتا ہے پھر علقہ پھر مضغہ الی آخرہ اور یہ بنانا) تین تاریکیوں میں (ہوتا ہے ایک تاریکی شکم کی دوسری رحم کی تیسری اُس جھلی کی جسمیں بچہ لپٹا ہوتا ہے پس خلق علی الکیفیات المختلفۃ کمال قدرت کی دلیل ہے اور ظلمات ثلثہ میں پیدا کرنا کمال علم کی دلیل ہے) یہ ہے اللہ تمہارا رب (جسکی صفات ابھی تم نے سنیں) اُسی کی سلطنت ہے اُسکے سوا کوئی لائق عبادت نہیں سو (ان دلائل کے بعد) تم کہاں (حق سے) پھرے چلے جارہے ہو (بلکہ واجب ہے کہ توحید کو قبول کرو اور شرک کو چھوڑو) ف خلق زوج من نفس واحدۃ کا بیان شروع سورۂ نساء میں ہوچکا ہے ربط اوپر اثبات توحید و ابطال شرک کا مضمون تھا آگے کفر و شرک کا قبح اور ناپسندیدہ ہونا اور اہل کفر کی مذمت اور اسپر تہدید اور ایمان کا پسندیدہ ہونا اور اہل ایمان و اخلاص کی مدح اور اُن سے وعدہ لطف مذکور ہے۔

ذم و وعید مشرکین و مدح و وعدۂ مومنین

إِن تَكْفُرُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنكُمْ ۖ وَلَا يَرْضَىٰ لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ۖ وَإِن تَشْكُرُوا يَرْضَهُ لَكُمْ ۗ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۗ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُم مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝ وَإِذَا مَسَّ الْإِنسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهُ مُنِيبًا إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا خَوَّلَهُ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُو إِلَيْهِ مِن قَبْلُ وَجَعَلَ لِلَّهِ أَندَادًا لِّيُضِلَّ عَن سَبِيلِهِ ۚ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيلًا ۖ إِنَّكَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ ۝ أَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ اللَّيْلِ سَاجِدًا وَقَائِمًا يَحْذَرُ الْآخِرَةَ وَيَرْجُو رَحْمَةَ رَبِّهِ ۗ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۗ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ ۝ قُلْ يَا عِبَادِ الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا رَبَّكُمْ ۚ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۗ وَأَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةٌ ۗ إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُم بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ (اے لوگو تم نے کفر و شرک کا بطلان سن لیا اسکے بعد) اگر تم کفر کروگے (جسمیں شرک بھی داخل ہے) تو خدا تعالیٰ (کا کوئی ضرر نہیں کیونکہ وہ) تمہارا (اور تمہاری عبادت کا) حاجتمند نہیں (کہ تمہارے عبادت و توحید اختیار نہ کرنے سے کچھ اُسکو ضرر پہنچے) اور (یہ بات ضرور ہے کہ) وہ اپنے بندوں کے لیے کفر کو پسند نہیں کرتا (کیونکہ کفر سے بندوں کو ضرر پہونچتا ہے) اور اگر تم شکر کروگے (جسکی فرد اعظم اور دوسرے افراد کی موقوف علیہ ایمان ہے) تو (اُسکو کوئی نفع نہیں مگر چونکہ تمہارا نفع ہے اسلیے وہ) اُسکو تمہارے لیے پسند کرتا ہے اور (چونکہ ہمارے یہاں قاعدہ مقرر ہے کہ) کوئی کسی کا بوجھ (گناہ کا) نہیں اُٹھاتا (اسلیے کفر کرکے یوں بھی نہ سمجھنا کہ ہمارا کفر دوسرے

ربع

اللغات خولہ اعطاہ ۱۲ [illegible]

النحو بغیر حساب حال من اجرہم۔ قولہ یدعوا الیہ الکلام علی حذف مفعول الفعل و حذف [illegible] ای الضر او ای نسی الضر الذی کان یدعو ربہ الے کشفہ ۱۲

اختلاف القراءۃ قولہ یرضہ وفی قراءۃ بالاشباع والقاعدۃ ان الهاء ان سکن ما قبلها لم تشبع نحو علیہ والیہ وان تحرک اشبعت نحو به وعلامه وههنا قبلها ساکن تقدیرا وهو الالف المحذوفة للجازم فان جعلت موجودة حکما لم تشبع وان قطع النظر عنها اشبعت قولہ امن هو وفی قراءۃ امن بتخفیف المیم فالهمزة للاستفهام ومن موصولة وفی قراءۃ التشدید ام منقطعة بمعنی بل والهمزۃ

قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّیْنَ ۝ وَ اُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ قُلْ اِنِّیْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ

آپ کہدیجیے کہ مجکو حکم ہوا ہے کہ میں اللہ کی اس طرح عبادت کروں کہ عبادت کو اسی کے لیے خالص رکھوں۔ اور مجکو یہ حکم ہوا ہے کہ سب مسلمانوں میں اول میں ہوں۔ آپ کہدیجیے کہ اگر میں اپنے رب کا کہنا نہ مانوں تو میں ایک بڑے دن کے

عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ۝ قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ دِیْنِیْ ۝ فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ ؕ قُلْ اِنَّ الْخٰسِرِیْنَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْٓا

عذاب کا اندیشہ رکھتا ہوں۔ آپ کہدیجیے کہ میں تو اللہ ہی کی عبادت اس طرح کرتا ہوں کہ اپنی عبادت کو اسی کے لیے خالص رکھتا ہوں سو خدا کو چھوڑ کر تمہارا دل جس چیز کو چاہے اسکی عبادت کرو آپ کہدیجیے کہ پورے زیانکار وہی لوگ ہیں

اَنْفُسَهُمْ وَ اَهْلِیْهِمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ اَلَا ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِیْنُ ۝ لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَ مِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ؕ

جو اپنی جانوں سے اور اپنے متعلقین سے قیامت کے روز خسارہ میں پڑے۔ یاد رکھو کہ صریح خسارہ یہ ہے۔ اُن کے لیے اُن کے اوپر سے بھی آگ کے محیط شعلے ہوں گے اور اُن کے نیچے بھی آگ کے محیط شعلے ہوں گے۔

ذٰلِكَ یُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ ؕ یٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ ۝

یہ وہی ہے جس سے اللہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے اے میرے بندو مجھ سے ڈرو۔

کسی وجہ سے درج ہو جاویگا اور ہم بری ہو جاوینگے خواہ اس وجہ سے کہ ہم دوسرے کے متبع ہیں معاصرین کے یا آباء اقدمین کے خواہ اس وجہ سے کہ دوسرے وعدہ اس اُٹھا لینے کا کرتے ہیں جیسا بعض کفار کہا کرتے تھے ولنحمل خطایاکم غرض یہ نہوگا بلکہ تمہارا کفر تمہارے ہی اعمالنامہ میں لکھا جاویگا) پھر اپنے پروردگار کے پاس تمکو لوٹ کر جانا ہوگا سو وہ تمکو تمہارے سب اعمال جتلا دیگا (اور سزا دیگا پس یہ گمان بھی غلط ہے کہ ان اعمال کی پیشی کا وقت نہ آویگا اور) وہ دلوں تک کی باتوں کا جاننے والا ہے (پس یہ گمان بھی مت کرنا کہ ہمارے کفر کی شاید اُسکو اطلاع نہو جیسا حدیثوں میں ہے کہ بعض لوگوں میں گفتگو ہوئی کہ معلوم نہیں اللہ تعالیٰ ہماری باتیں سُنتا ہے یا نہیں کسی نے کچھ جواب دیا کسی نے کچھ جواب دیا جسپر یہ آیت نازل ہوئی وما کنتم تستترون ان یشھد الخ) اور (مشرک آدمی کی حالت یہ ہے کہ اُس) کو جب کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے رب (حقیقی) کو اُسی کی طرف رجوع ہو کر پکارنے لگتا ہے (اور سب معبودین کو بھول جاتا ہے) پھر جب اللہ تعالیٰ اسکو اپنے پاس سے نعمت (امن و آسایش کی) عطا فرما دیتا ہے تو جس (تکلیف کے دفع کرنے) کے لیے پہلے سے (خدا کو) پکار رہا تھا اُسکو بھول جاتا ہے (اور غافل ہو جاتا ہے) اور خدا کے شریک بنانے لگتا ہے جسکا اثر (علاوہ اپنے ضلال کے) یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ سے دوسروں کو (بھی) گمراہ کرتا ہے (اور اگر اُس مصیبت کو پیش نظر رکھتا تو اُسکا مقتضا کہ اخلاص فی التوحید ہے نیز باقی رہتا یہ مشرک کی مذمت ہوگئی آگے تہدید ہے کہ) آپ (ایسے شخص سے) کہدیجیے کہ اپنے کفر کی بہار تھوڑے دنوں اور لوٹ لے (پھر آخرکار) تو دوزخیوں میں سے ہونیوالا ہے (آگے اہل توحید کی مدح و بشارت ہے یعنی) بھلا جو شخص (برعکس حال مشرک مذکور کے) اوقات شب میں (جو عموماً غفلت کا وقت ہوتا ہے) سجدہ و قیام (یعنی نماز) کی حالت میں عبادت کر رہا ہو (یہ تو اُسکا ظاہر ہو اور باطن یہ ہو کہ) آخرت سے ڈر رہا ہو اور اپنے پروردگار کی رحمت کی امید (بھی) کر رہا ہو کیا ایسا شخص اور مشرک مذکور برابر ہو سکتے ہیں ہرگز نہیں بلکہ یہ قانت مداوم علی العبادت و ساجد و قائم و خائف و راجی محمود ہے اور مشرک جو مطلب نکال لینے کے بعد اخلاص کو چھوڑ دیتا ہے مذموم ہے اور چونکہ ان عبادات کے ترک کو کفار مذموم نہ سمجھتے تھے اسلیے اس تفاوت کی بنا پر محمودیت و مذمومیت کے حکم میں انکو خفا روکلام ہو سکتا تھا اسلیے آگے اس سے زیادہ واضح اور مسلم عنوان سے اس حکم کا اثبات فرماتے ہیں یعنی اے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم) آپ (انسے بایں عنوان) کہیے کہ کیا علم والے اور جہل والے (کہیں) برابر ہوتے ہیں (چونکہ جہل کو ہر شخص بُرا سمجھتا ہے اسکے جواب میں اُنکی طرف سے بھی یہی کہا جا سکتا ہے کہ اہل جہل مذموم ہیں آگے یہ ثابت کرنا رہجاویگا کہ صاحب عمل صاحب علم ہے اور معرض عن العمل صاحب جہل ہے سو یہ امر ذرا تامل سے ثابت ہے اور ہر چند کہ اس بیان سے کفر و اہل کفر کا مذموم اور ایمان و اہل ایمان کا محمود ہونا ثابت ہو گیا لیکن پھر بھی) وہی لوگ نصیحت پکڑتے ہیں جو اہل عقل (سلیم) ہیں (اور جب اہل اطاعت کا عنداللہ محمود ہونا معلوم ہو گیا تو اطاعت کی ترغیب دینے کے لیے) آپ (مومنین کو میری طرف سے) کہیے کہ اے میرے ایمان والے بندو تم اپنے پروردگار سے ڈرتے رہو (یعنی مداوم علی الطاعات و محترز عن المعاصی رہو کہ یہ سب نوع ہیں تقوے کے آگے اسکا ثمرہ ہے کہ) جو لوگ اس دنیا میں نیکی کرتے ہیں اُنکے لیے نیک صلہ ہے (آخرت میں تو ضرور اور دنیا میں کبھی باطناً یعنی راحت ضرور اور کبھی ظاہراً بھی) اور (اگر وطن میں کوئی نیکی کرنے سے مانع ہو تو ہجرت کرکے دوسری جگہ چلے جاؤ کیونکہ) اللہ کی زمین فراخ ہے (اور اگر ترک وطن میں کچھ تکلیف پہونچے تو اسمیں استقلال رکھو کیونکہ دین میں) مستقل رہنے والوں کو انکا صلہ بیشمار ہی ملیگا (پس اس سے ترغیب اطاعت کی ہوگئی) ف بیشمار کنایہ ہے کثیر سے کیونکہ غیر متناہی اشیاء کی ثابت ہے ربط اوپر کفر و شرک کا غیر مرضی اور موجب وعید شدید اور ایمان و اخلاص کا مرضی و موجب وعدہ مزید ہونا مذکور تھا آگے ایمان و اخلاص کا صراحۃً مامور بہ ہونا جو مقتضا ہے اُسکے مرضی ہونیکا اور کفر و شرک کا اخلاف ان عصیت میں اشارۃً منہی عنہ ہونا جو مقتضا ہے اُسکے نامرضی ہونیکا اور وعدہ و وعید مذکورین کی تکمیل و تفصیل مذکور ہے + **امر بایمان و نہی از عصیان و ثمرات آنہا از نیران و جنان** قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّیْنَ ۝ وَ اُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ قُلْ اِنِّیْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ۝ قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ دِیْنِیْ ۝ فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ ؕ قُلْ اِنَّ الْخٰسِرِیْنَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَ اَهْلِیْهِمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ اَلَا ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِیْنُ ۝ لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَ مِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ؕ ذٰلِكَ یُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ ؕ یٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ ۝

وَالَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ يَّعْبُدُوْهَا وَاَنَابُوْٓا اِلَى اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰى ۚ فَبَشِّرْ عِبَادِ ۝ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ

اور جو لوگ شیطان کی عبادت سے بچتے ہیں اور اللہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں وہ مستحق خوشخبری سنانے کے ہیں۔ سو آپ میرے اُن بندوں کو خوشخبری سنا دیجیے جو اس کلام کو کان لگا کر سنتے ہیں پھر اس کی اچھی اچھی

اَحْسَنَهٗ ۭ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ اَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ ۭ اَفَاَنْتَ تُنْقِذُ مَنْ فِي النَّارِ ۝

باتوں پر چلتے ہیں۔ یہی ہیں جن کو اللہ نے ہدایت کی اور یہی ہیں جو اہل عقل ہیں۔ بھلا جس شخص پر عذاب کی بات محقق ہو چکی تو کیا آپ ایسے شخص کو جو کہ دوزخ میں ہے چھڑا سکتے ہیں

لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ ۙ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ڛ وَعْدَ اللّٰهِ ۭ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ الْمِيْعَادَ ۝

لیکن جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے رہے اُن کے لیے بالاخانے ہیں جن کے اوپر اور بالاخانے ہیں جو بنے بنائے تیار ہیں اُن کے نیچے نہریں چل رہی ہیں۔ یہ اللہ نے وعدہ کیا ہے اللہ وعدہ میں خلاف نہیں کرتا۔

وَالَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ يَّعْبُدُوْهَا وَاَنَابُوْٓا اِلَى اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰى ۚ فَبَشِّرْ عِبَادِ ۝ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ۭ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ اَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ ۭ اَفَاَنْتَ تُنْقِذُ مَنْ فِي النَّارِ ۝ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ ۙ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ڛ وَعْدَ اللّٰهِ ۭ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ الْمِيْعَادَ ۝ آپ کہہ دیجیے کہ مجھکو (منجانب اللہ) حکم ہوا ہے کہ میں اللہ کی اس طرح عبادت کروں کہ عبادت کو اسی کے لیے خالص رکھوں (یعنی اسمیں شائبہ شرک کا نہ ہو) اور مجھکو یہ (بھی) حکم ہوا ہے کہ (اس امت کے لوگوں میں) سب مسلمانوں میں اول (اسلام کو حق ماننے والا) میں ہوں (اور ظاہر ہے کہ نبی کا قبول احکام میں اول ہونا ضرور ہے اور) آپ (یہ بھی) کہہ دیجیے کہ اگر (بفرض محال) میں اپنے رب کا کہنا نہ مانوں (جسکے ماننے کا اوپر حکم ہوا ہے) تو میں ایک بڑے دن کے عذاب کا (کہ وہ یوم قیامت ہے) اندیشہ رکھتا ہوں (مطلب یہ کہ توحید خالص کا وجوب اور اسکے ترک پر عذاب کا استحقاق ایسا عام ہے کہ معصوم جسمیں احتمال معصیت کا ہے ہی نہیں وہ بھی اس قاعدہ سے مستثنیٰ نہیں تو غیر معصوم تو کس شمار میں ہے اور) آپ (یہ بھی) کہہ دیجیے کہ (جس بات کا مجھکو حکم ہوا ہے جسکا ابھی ذکر ہوا ہے میں تو اسی پر کاربند بھی ہوں چنانچہ) میں تو اللہ ہی کی عبادت اس طرح کرتا ہوں کہ اپنی عبادت کو اسی کے لیے خالص رکھتا ہوں (کہ اسمیں اصلا شائبہ شرک نہیں ہے) سو (چاہیے تو تمکو بھی ایسی ہی عبادت خالیہ عن الشرک کا اختیار کرنا لیکن اگر تم نہیں مانتے تو تم جانو اور) خدا کو چھوڑ کر تمہارا دل جس چیز (کی عبادت) کو چاہے اسکی عبادت کرو (قیامت کے دن اسکا زیان دیکھو گے اور) آپ (ان سے یہ بھی) کہہ دیجیے کہ پورے زیان کار وہی لوگ ہیں جو اپنی جانوں سے اور اپنے متعلقین سے قیامت کے روز خسارہ میں پڑے (یعنی نہ اپنی جان سے انکو نفع اور تمتع ہوا کہ راحت اور نجات نصیب ہوتی اور نہ متعلقین سے تمتع و نفع ہوا کیونکہ اگر وہ اہل ناجی ہوئے تو بعد ظاہر ہے اور اگر وہ بھی انکے اضلال سے محروم عن النجات رہے تب بھی دوزخ کا اجتماع موجب انتفاع نہیں ہو سکتا) یاد رکھو کہ صریح خسارہ یہ ہے (کہ قیامت کے روز کہ آخری فیصلہ کا روز ہے خسارہ میں واقع ہو۔ آگے اُس خسارہ کی کیفیت ہے کہ) انکے لیے اوپر سے بھی آگ کے محیط شعلے ہونگے اور انکے نیچے بھی آگ کے محیط شعلے ہونگے یہ وہی (عذاب) ہے جس سے اللہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے (اور اُس سے بچنے کی تدبیریں بتلاتا ہے کہ وہ دین حق پر عمل کرنا ہے سو) اے میرے بندو مجھ سے (یعنی میرے عذاب سے) ڈرو (اور دین حق پر عمل کرو۔ یہ حال تو کفار و مشرکین کا ہوا) اور جو لوگ شیطان کی عبادت سے بچتے ہیں (مراد غیر اللہ کی عبادت ہے جو مبنی ہے اطاعت مطلقہ شیطان پر جو حقیقت ہے عبادت کی) اور (ہمہ تن) اللہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں وہ مستحق[1] خوشخبری سنانے کے ہیں سو آپ میرے ان بندوں کو (جو مجتنب اور منیب ہیں) خوشخبری سنا دیجیے جو (اس صفت[2] کے ساتھ بھی موصوف ہیں کہ) اس کلام (الٰہی) کو کان لگا کر سنتے ہیں پھر اسکی اچھی[3] اچھی باتوں پر چلتے ہیں (کہ تمام احکام ایسے ہی ہیں کما سیاتی من قولہ تعالیٰ احسن الحدیث) یہی ہیں جنکو اللہ نے ہدایت کی اور یہی ہیں جو اہل عقل ہیں (سو ان لوگوں کو بشارت دیدیجیے اور رہا بالبشارت آگے آتا ہے لکن الذین اتقوا اور درمیان میں بطور تسلیہ کے کفار و مشرکین مذکورین بالا کے ایمان کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار سے خارج ہونا بیان فرماتے ہیں کہ) بھلا جس شخص پر عذاب کی (ازلی تقدیری) بات محقق ہو چکی تو کیا آپ ایسے شخص کو جو کہ (علم الٰہی میں) دوزخ میں ہے (موجبات نار سے) چھڑا سکتے ہیں (یعنی جو دوزخ میں جانیوالے ہیں وہ کوشش سے بھی ضلالت سے نہ نکلیں گے تو تاسف و غم بے سود ہے) لیکن جو لوگ (ایسے ہیں کہ اُنکے حق میں کلمۃ العذاب محقق نہیں ہوا اور اسوجہ سے وہ آپکے احکام سنکر) اپنے رب سے ڈرتے رہے (جنکے صفات اوپر آچکے ہیں اجتنبوا الطاغوت الخ سو انکے لیے (جنت کے) بالاخانے ہیں جنکے اوپر اور بالاخانے ہیں جو بنے بنائے تیار ہیں (اور) انکے نیچے نہریں چل رہی ہیں یہ اللہ نے وعدہ کیا ہے (اور) اللہ وعدہ میں خلاف نہیں کرتا الی ضرورۃ انکو

ملحقات الترجمۃ

[1] قولہ فی لہم البشری مستحق۔ اشارۃ الی کون اللام للاستحقاق ۱۲

[2] قولہ فی فبشر عباد الذین صفت کے ساتھ بھی۔ اشارۃ الی ان فیہ وضع المظہر موضع المضمر ایذانا باتصافہم بصفۃ الاستماع والاتباع ایضا ۱۲

[3] قولہ فی احسنہ اچھی اچھی اشارۃ الی کون حسن بمعنی حسن لکون المراد بہ کل القرآن ۱۲

البلاغۃ

قولہ افمن حق لعل توسیط التسلیۃ بین البشری وما بہ البشری حرصہ صلی اللہ علیہ وسلم بذکر البشری فی لعل للولیۃ علی ان یفوز ہو لاء ایضا بہذہ البشری وبہ ظہر وجہ تفریع الانقاذ علی ذکر البشری فافہم فانہ من المواہب وکذا التقریر للاستدراک بلکن کما یظہر بالترجمۃ۔ قولہ مبنیۃ فائدۃ زیادتہ کما یظہر بالترجمۃ الایذان بکونہا قد فرغ من امرہا لا انہا تبنی یوم القیامۃ وفیہ من اوخال السرور مالا یخفی ولم یوصف الغرف الاول بہ لان وصف الغرف الثانی بہ یستلزم وصف الاول بہ لتوقف العلو علی السفل ۱۲

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَلَكَهٗ يَنَابِيْعَ فِي الْاَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا

کیا تو نے اس پر نظر نہیں کی کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی برسایا پھر اسکو زمین کے سوتوں میں داخل کر دیتا ہے پھر اس کے ذریعہ سے کھیتیاں پیدا کرتا ہے جس کی مختلف قسمیں ہیں پھر وہ کھیتی خشک ہو جاتی ہے سو اسکو تو زرد دیکھتا ہے

ثُمَّ يَجْعَلُهٗ حُطَامًا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ۠ اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ

پھر اسکو چورا چورا کر دیتا ہے اس میں اہل عقل کے لیے بڑی عبرت ہے۔ سو جس شخص کا سینہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے لیے کھول دیا اور وہ اپنے پروردگار کے نور پر ہے کیا وہ شخص اور اہل قساوت برابر ہیں۔

فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ ۖ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ

سو جن لوگوں کے دل خدا کے ذکر سے متاثر نہیں ہوتے ان کے لیے بڑی خرابی ہے یہ لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بڑا عمدہ کلام نازل فرمایا ہے جو ایسی کتاب ہے کہ باہم ملتی جلتی ہے بار بار دہرائی گئی ہے جس سے ان لوگوں کے

جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ

جو کہ اپنے رب سے ڈرتے ہیں بدن کانپ اٹھتے ہیں۔ پھر ان کے بدن اور دل نرم ہو کر اللہ کے ذکر کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ یہ اللہ کی ہدایت ہے جسکو وہ چاہتا ہے اسکے ذریعہ سے ہدایت کرتا ہے اور خدا جسکو گمراہ کرتا ہے اسکا کوئی

ع ۱۲/۱۲

یہ سب کچھ بلیغ ربط اوپر ایمان کے مقتضی اور باعث کا اثبات تھا کہ بیان ہے آخرت کی نعمت و نقمت لازوال کا آگے ایمان کے مانع کا کہ انہماک فی الدنیا ہے رفع ہے کہ بیان ہے اسکی سرعت فنا و اضمحلال کا و ہذا کقولہ تعالیٰ فی الحدید اعلموا انما الحیوۃ الدنیا لعب الی قولہ سابقوا الآیۃ

سرعت فنار دنیا

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَلَكَهٗ يَنَابِيْعَ فِي الْاَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهٗ حُطَامًا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ۠ (اے مخاطب) کیا تو نے اس (بات) پر نظر نہیں کی کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی برسایا پھر اسکو زمین کے سوتوں میں (یعنی ان قطعات میں جہاں سے پانی ابل کر کنوؤں اور چشموں کے ذریعہ سے نکلتا ہے) داخل کر دیتا ہے پھر (جب وہ ابلتا ہے تو) اسکے ذریعہ سے کھیتیاں پیدا کرتا ہے جسکی مختلف قسمیں ہیں پھر وہ کھیتی خشک ہو جاتی ہے سو اسکو تو زرد دیکھتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اسکو چورا چورا کر دیتا ہے اس (نمونہ) میں اہل عقل کے لیے بڑی عبرت ہے (کہ یہی حالت بعینہ انسان کی دنیوی حیات کی ہے آخر فنا آخر فنا تو اسمیں منہمک ہو کر ابدی راحت سے محروم رہنا اور ابدی مصیبت کو سر لینا نہایت حماقت ہے) ف چشموں اور کنوؤں میں پانی کا تکون دو سبب سے ثابت ہوا ہے بخارات کا انقلاب برودت ارض سے اور بیوست ہو جانا آبہار ان ارض کا اعماق ارض میں پھر اکٹھے ہو کر جمع ہو جانا اس آیت میں ایک کا ذکر ہے اور دوسرے کی نفی نہیں پس آیت کو مسئلہ فلسفیہ سے تعارض نہیں ربط اوپر حق کا اثبات اور ایجاب اور باطل کی نفی اور نہی نہایت شافی کافی بلیغ وجوہ سے مذکور ہے آگے ان بیانات سے بعض کا تاثر اور بعض کا عدم تاثر مذکور ہوتا ہے۔ **تاثر بعضے و عدم تاثر بعضے از کتاب اللہ** اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ ۖ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ (گو ہمارا بیان نہایت بلیغ ہے مگر پھر بھی سننے والے باہم متفاوت ہیں) سو جس شخص کا سینہ اللہ تعالیٰ نے اسلام (کے قبول کرنے) کے لیے کھول دیا (یعنی اسلام کی حقیقت کا اسکو یقین آگیا) اور وہ اپنے پروردگار کے (عطا کیے ہوئے) نور (یعنی ہدایت کے مقتضا) پر (چل رہا) ہے (یعنی یقین لا کر اسی کے موافق عمل کرنے لگا) کیا وہ شخص اور اہل قساوت برابر ہیں (جنکا ذکر آگے آتا ہے) سو جن لوگوں کے دل خدا کے ذکر سے (جسمیں احکام و مواعید سب آگئے) متاثر نہیں ہوتے (یعنی ایمان نہیں لاتے) انکے لیے (قیامت میں) بڑی خرابی ہے (اور دنیا میں) یہ لوگ کھلی گمراہی میں (گرفتار) ہیں (آگے اس نور اور ذکر کا بیان ہے یعنی) اللہ تعالیٰ نے بڑا عمدہ کلام (یعنی قرآن) نازل فرمایا ہے جو ایسی کتاب ہے کہ (باعتبار اعجاز نظم و صحت معانی کے) باہم ملتی جلتی ہے (جو دلیل ہے معجز ہونے کی اما بالنظم فظاہر و اما بالمعنی فلما مر فی قولہ تعالیٰ ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا اور جسمیں سمجھانے کے لیے بعضی بعضی بہت ضروری بات) بار بار دہرائی گئی ہے (و ہذا کقولہ تعالیٰ ولقد صرفنا الآیتین با وجود فائدہ تاکید و رسوخ معانی کے قلب مخاطب میں ہر جگہ خاص خاص لطائف بھی مرعی ہوتے ہیں جس سے تکرار محض نہیں رہتا اور شافی ہونا دلیل ہے کمال ہدایت پر مشتمل ہونے کی) جس سے ان لوگوں کے جو کہ اپنے رب سے ڈرتے ہیں بدن کانپ اٹھتے ہیں (یہ کنایہ ہے خوف سے گو قلب ہی میں سہے بدن پر اثر نہ آوے اور گو وہ خوف عقلی و ایمانی ہو طبعی و حالی نہ ہو) پھر ان کے بدن اور دل نرم (اور منقاد) ہو کر

اللغات ینبوع بمعنی المنبع سلک ادخل کذا فی القاموس یھیج ییبس کذا فی القاموس الحدیث ما یحدث بہ لا الحادث قشعر یرۃ فی القاموس رعدۃ ۱۲

النحو فی الارض صفۃ ینابیع من شرح اللہ مبتدا محذوف الخبر کما اظہرتہ بالترجمۃ قولہ من ذکر اللہ عدی القساوۃ بمن لتاویلہ بعدم التاثر المعدی بمن کما عدی قولہ تعالیٰ الی ذکر اللہ لتاویلہ بمعنی غیر قادر بین المتعدی بالی۔ قولہ کتبا بدل من احسن قولہ متشابہا مثانی صفتان لکتاب و جمع مثانی باعتبار تفاصیل الکتاب ای کتاب فصول مثانی والنکتۃ فی الجمع المبالغۃ ۱۲

البلاغۃ یجعلہ اسند الایسال الی اللہ تعالیٰ لغرابتہ کالاخراج قولہ ثم تلین فی الروح ولعلہ لم یذکرہا ای فی قولہ تقشعر لان ذکرہا منہا لانہا لا توصف بالاقشعرار و توصف باللین وعدی بالی لتضمنہ معنی الاطمینان والرجوع ۱۲

أَفَمَنْ يَتَّقِي بِوَجْهِهِ سُوءَ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ وَقِيلَ لِلظَّالِمِينَ ذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُونَ ۞ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَأَتَاهُمُ الْعَذَابُ

بھلا جو شخص اپنے منہ کو قیامت کے روز سخت عذاب کی سپر بناویگا ۔ اور ایسے ظالموں کو حکم ہوگا کہ جو کچھ تم کیا کرتے تھے اُسکا مزہ چکھو تو کیا یہ اور جو ایسا نہ ہو برابر ہوسکتے ہیں جو لوگ ان سے پہلے ہوچکے ہیں انہوں نے بھی جھٹلایا تھا سو اُن پر عذاب

مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ۞ فَأَذَاقَهُمُ اللَّهُ الْخِزْيَ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ ۚ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ۞ وَلَقَدْ

ایسے طور پر آیا کہ اُن کو خیال بھی نہ تھا سو اللہ تعالیٰ نے انکو اسی دنیوی زندگی میں رسوائی کا مزہ چکھایا اور آخرت کا عذاب اور بھی بڑا ہے کاش یہ لوگ سمجھ جاتے اور

ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۞ قُرْآنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِي عِوَجٍ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ۞ ضَرَبَ اللَّهُ

ہم نے لوگوں کے لیے اس قرآن میں ہر قسم کے عمدہ مضامین بیان کیے ہیں تاکہ یہ لوگ نصیحت پکڑیں جس کی کیفیت یہ ہے کہ وہ عربی قرآن ہے جس میں ذرا کجی نہیں تاکہ یہ لوگ ڈریں اللہ تعالیٰ نے ایک مثال

مَثَلًا رَجُلًا فِيهِ شُرَكَاءُ مُتَشَاكِسُونَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِرَجُلٍ هَلْ يَسْتَوِيَانِ مَثَلًا ۚ الْحَمْدُ لِلَّهِ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۞

بیان فرمائی کہ ایک شخص ہے جس میں کئی ساجھی ہیں جن میں باہم ضد اضدی ہے اور ایک اور شخص ہے کہ پورا ایک ہی شخص کا ہے کیا ان دونوں کی حالت یکساں ہے ۔ الحمد للہ بلکہ ان میں اکثر سمجھتے بھی نہیں

اللہ کے ذکر (یعنی کتاب اللہ پر عمل کرنے) کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں (یعنی ذکر کرا اعمال جوارح و اعمال قلب کو انقیاد و توجہ سے بجالاتے ہیں اور) یہ (قرآن) اللہ کی ہدایت ہے جسکو وہ چاہتا ہے اسکے ذریعے ہدایت کرتا ہے (جیسا خاشعین کا حال ابھی سنا گیا) اور خدا جسکو گمراہ کرتا ہے اُسکا کوئی ہادی نہیں (جیسا قاسین کا حال ابھی سنا گیا) **ف** اور سورۂ آل عمران میں جو بعض قرآن کو متشابہ فرمایا ہے وہاں اس سے اور مراد ہے جیسا وہاں ترجمہ سے ظاہر ہے **ربط** اوپر خاشی مہتدی اور قاسی ضال کا تفاوت حالی باعتبار تاثر و عدم تاثر عن الحق کے مذکور تھا آگے دونوں کا تفاوت مآلی باعتبار استحقاق ثواب و عقاب کے مذکور ہے آخرت میں بالیقین اور دنیا میں فی بعض الحین ۔

عذاب ضال و ثواب مہتدی

أَفَمَنْ يَتَّقِي بِوَجْهِهِ سُوءَ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ وَقِيلَ لِلظَّالِمِينَ ذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُونَ ۞ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَأَتَاهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ۞ فَأَذَاقَهُمُ اللَّهُ الْخِزْيَ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ ۚ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ۞ بھلا جو شخص اپنے منہ کو قیامت کے روز سخت عذاب کی سپر بناویگا اور ایسے ظالموں کو حکم ہوگا کہ جو کچھ تم کیا کرتے تھے (اب) اُسکا مزہ چکھو تو کیا یہ (معذب) اور جو ایسا نہ ہو برابر ہوسکتے ہیں (اور کفار ان عذابوں کو سنکر انکار نہ کریں کیونکہ) جو لوگ ان سے پہلے ہوچکے ہیں انہوں نے بھی (حق کو) جھٹلایا تھا سو اُن پر (خدا کا) عذاب ایسے طور پر آیا کہ اُنکو خیال بھی نہ تھا سو (اُس عذاب کے نازل کرنے سے) اللہ تعالیٰ نے اُنکو اسی دُنیوی زندگی میں ہی رُسوائی کا مزہ چکھایا (کہ خسف و مسخ و قذف وغیرہ سے بدنام عالم ہوئے) اور آخرت کا عذاب اور بھی بڑا (اور سخت) ہے کاش یہ لوگ سمجھ جاتے **ف** سپر بنانے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی کی عادت ہے کہ جو کوئی اسپر حربہ ضرب کرتا ہے ہاتھ پر روکتا ہے مگر وہاں ہاتھ پاؤں جکڑے ہونگے اسلیے سب مُنہ ہی پر لیگا نعوذ باللہ من غضب اللہ **ربط** اوپر افمن شرح اللہ الخ میں قرآن سے بعض کا تاثر اور بعض کا عدم تاثر بیان فرمایا تھا آگے قرآن کا فی نفسہ مقتضی تاثر ہونا ارشاد فرماتے ہیں جسکا حاصل یہ ہوا کہ یہ تفاوت باعتبار قابل کے ہے ورنہ فاعل میں نقص نہیں۔

فضل و کمال قرآن

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۞ قُرْآنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِي عِوَجٍ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ۞ اور ہم نے لوگوں (کی ہدایت) کے لیے اس قرآن میں ہر قسم کے (ضروری) عمدہ مضامین بیان کیے ہیں تاکہ یہ لوگ نصیحت پکڑیں جس کی کیفیت یہ ہے کہ وہ عربی قرآن ہے جسمیں ذرا کجی نہیں (اور اسلیے یہ مضامین اسمیں لائے گئے) تاکہ یہ لوگ (ان مضامین صادقہ بلیغہ کو سُنکر) ڈریں (پس کتاب الہدایت ہونیکے لیے جن صفات کمال کی ضرورت تھی قرآن اُنپر حاوی ہے چنانچہ عمدہ مضامین ہونا پھر عربی ہونا جسکو اہل عرب جو مخاطب اول ہیں بلا واسطہ سمجھ سکتے تھے پھر اوروں کا سمجھ لینا اُنکے واسطے سے سہل ہے پھر کسی مضمون میں کوئی خلل نہیں لیکن اگر ان ہی کی استعداد فاسد ہو تو کیا کیا جاوے) **ف** کجی کے معنے سورۂ کہف کی اول آیت میں گذر چکے ہیں **ربط** اوپر یہدی بہ من یشاء الخ میں تفاوت مؤمن و مشرک کا ضلال و اہتداء میں معلوم ہوا تھا آگے ایک مثال سے اس تفاوت کی تنویر اور توحید کی تقریر اور شرک سے تعبیر ہے جو کہ مابہ التفاوت ہیں۔ **تنظیر موحد و مشرک** ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا رَجُلًا فِيهِ شُرَكَاءُ مُتَشَاكِسُونَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِرَجُلٍ هَلْ يَسْتَوِيَانِ مَثَلًا ۚ الْحَمْدُ لِلَّهِ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۞ اللہ تعالیٰ نے (موحد و مشرک کے بارہ میں) ایک مثال بیان فرمائی کہ ایک شخص (غلام) ہے جسمیں کئی ساجھی ہیں جنمیں باہم ضد اضدی (بھی) ہے اور ایک اور شخص ہے کہ پورا ایک ہی شخص کا (غلام) ہے (تو) کیا ان دونوں کی حالت یکساں (ہوسکتی) ہے (اور ظاہر ہے کہ دونوں برابر نہیں بلکہ پہلا شخص تکلیف میں کہ ہمیشہ متحیر رہتا ہے کہ کسکا کہنا مانوں کسکا نہ مانوں دوسرا آرام میں ہے کہ ایک ہی شخص سے علق

النحو قرآنا عربیا حال من ہذا والاعتماد فیہا علے الصفۃ والافقرآنا عین ذی الحال وقرئتا للتمہید لعلہم یتقون علۃ اخری مترتبۃ علے الاولی ۱۲

البلاغۃ قولہ من حیث لا یشعرون زادہ لان ذلک اشد علے النفس ۔ قولہ ضرب اللہ وجہ التمثیل التحیر و توزع القلب والراحۃ عنہ ۱۲

إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُم مَّيِّتُونَ ۝ ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِندَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُونَ ۝ فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن كَذَبَ عَلَى اللَّهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ

آپ کو بھی مرنا ہے اور انکو بھی مرنا ہے پھر قیامت کے روز تم مقدمات اپنے رب کے سامنے پیش کروگے ۔ سو اس شخص سے زیادہ بے انصاف کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے اور سچی بات کو جبکہ

إِذْ جَاءَهُ ۚ أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكَافِرِينَ ۝ وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ ۙ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ۝ لَهُم مَّا يَشَاءُونَ

وہ اسکے پاس پہونچی جھٹلاوے ۔ کیا جہنم میں ایسے کافروں کا ٹھکانا نہ ہوگا ۔ اور جو لوگ سچی بات لیکر آئے اور اسکو سچ جانا تو یہ لوگ پرہیزگار ہیں وہ جو کچھ چاہینگے انکے لیے

عِندَ رَبِّهِمْ ۚ ذَٰلِكَ جَزَاءُ الْمُحْسِنِينَ ۝ لِيُكَفِّرَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَسْوَأَ الَّذِي عَمِلُوا وَيَجْزِيَهُمْ أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝

انکے پروردگار کے پاس سب کچھ ہے یہ صلہ ہے نیک کاروں کا ۔ تاکہ اللہ تعالیٰ ان سے ان کے برے عملوں کو دور کردے اور ان کے نیک کاموں کے عوض ان کو ان کا ثواب دے ۔

پس یہی مثال مشرک کی ہے کہ ہمیشہ ڈانواڈول رہتا ہے کبھی غیر اللہ کی طرف دوڑتا ہے کبھی خدا کی طرف پھر کبھی غیر اللہ میں بھی ایک پر اطمینان نہیں ہوتا کبھی کسی کی طرف رجوع کرتا ہے کبھی کسی کی طرف اور چونکہ یہ لوگ بھی اسکے سوا اور کچھ جواب نہیں دے سکتے جس سے لازم ہونا حجۃ کا ثابت ہے اسپر ارشاد ہے کہ الحمد للہ (حق ثابت ہوگیا لیکن پھر بھی یہ لوگ قبول نہیں کرتے) بلکہ (قبول تو کیا) انمیں اکثر سمجھتے بھی نہیں (کیونکہ اسکا قصد نہیں کرتے) ربط اوپر جب ہر پہلو سے بحث کا فیصلہ ہوگیا اور معاندین نے اس فیصلہ کو قبول نہ کیا آگے فیصلہ قیامت کا جو کہ آخری فیصلہ ہوگا اور جس سے کوئی سرتابی کر ہی نہیں سکتا بیان فرماتے ہیں اور تمہید کے لیے موت کی خبر دیتے ہیں کہ مقدمہ ہے قیامت کا ۔

مخاصمہ ومحاکمہ یوم قیامت

إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُم مَّيِّتُونَ ۝ ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِندَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُونَ ۝ (اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم یہ اس عقلی وسمعی فیصلہ کو جو دنیا میں نہیں مانتے تو آپ غم نہ کریں کیونکہ دنیا سے) آپکو بھی مرکر جانا ہے (اسی طرح آپکے اتباع اس حکم میں آگئے) اور انکو بھی مرکر جانا ہے پھر قیامت کے روز تم (دونوں فریق اپنے اپنے) مقدمات اپنے رب کے سامنے پیش کروگے (اسوقت عملی فیصلہ ہو جاویگا جسکے ظہور کا آگے بیان آتا ہے فمن اظلم الخ) ربط اوپر وقوع اختصام کا ذکر تھا آگے اسکا ظہور اور نتیجہ مذکور ہے ۔

ظہور مآل اختصام روز قیامت

فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن كَذَبَ عَلَى اللَّهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ إِذْ جَاءَهُ ۚ أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكَافِرِينَ ۝ وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ ۙ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ۝ لَهُم مَّا يَشَاءُونَ عِندَ رَبِّهِمْ ۚ ذَٰلِكَ جَزَاءُ الْمُحْسِنِينَ ۝ لِيُكَفِّرَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَسْوَأَ الَّذِي عَمِلُوا وَيَجْزِيَهُمْ أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ سو (اس اختصام کے وقت فیصلہ یہ ہوگا کہ ناحق پرستوں کو عذاب جحیم نصیب ہوگا اور حق پرستوں کو اجر عظیم اور ظاہر ہے کہ) اس شخص سے زیادہ بے انصاف (اور ناحق پرست) کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے (یعنی خدا کی نسبت یوں کہے کہ وہ صاحب شریک ہے) اور سچی بات کو (یعنی قرآن کو) جبکہ وہ اسکے پاس (رسول کے ذریعے) پہونچی جھٹلائے (سو ایسے شخص کا اظلم ہونا بھی ظاہر ہے اور اظلم کا مستحق عقوبت اعظم ہونا بھی ظاہر ہے اور عقوبت اعظم جہنم ہے تو) کیا (قیامت کے دن) جہنم میں ایسے کافروں کا ٹھکانا نہ ہوگا (پس ناحق پرستوں کا تو یہ فیصلہ ہوا) اور (برخلاف انکے) جو لوگ سچی بات لیکر (خدا کی طرف سے یا رسول کی طرف سے لوگوں کے پاس) آئے (اس مفہوم عام میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ جمیع انبیاء بھی کہ خدا کی طرف سے حق لیکر آئے اور دوسرے داعی الی الحق بھی کہ رسول کی طرف سے حق لیکر آئے سب داخل ہیں) اور (خود بھی) اسکو سچ جانا (یعنی صادق بھی ہیں اور مصدق بھی جیسے پہلے لوگ یعنی اظلم کاذب بھی تھے اور مکذب بھی) تو یہ لوگ پرہیزگار ہیں (انکا فیصلہ یہ ہوگا کہ) وہ جو کچھ چاہینگے انکے لیے انکے پروردگار کے پاس سب کچھ ہے یہ صلہ ہے نیک کاروں کا (اور یہ سامان کے واسطے اسلیے تجویز کیا) تاکہ اللہ تعالیٰ ان سے انکے برے عملوں کو دور کردے اور انکے نیک کاموں کے عوض انکو انکا ثواب دے (چونکہ یہ تکفیر اور اعطاء اجر مقصود تھا اسلیے ان سے وعدہ کیا گیا لهم ما یشاؤن تاکہ یہ لوگ اس تکفیر واجر کی خواہش کریں تو حسب وعدہ انکی یہ خواہش پوری کردی جاوے اور انکی خواہش ہونا ظاہر ہی ہے) ف یہاں یہ مقصود نہیں کہ جہنم میں جلنے کے لیے مجموعہ کذب علی اللہ وکذب بالصدق موقوف علیہ ہے یا اسی طرح نجات کے لیے مجموعہ مجیء بالصدق اور تصدیق موقوف علیہ ہے بلکہ اس مقام میں جن اہل اختصام کا ذکر ہے انمیں دونوں طرف مجموعہ متحقق تھا نیز زیادت مدح وزیادت قدح مقصود ہے پس تخصیص باعتبار وقوع یا زیادت مدح وقدح کے ہے نہ باعتبار قصد توقف کے ربط اوپر کی کئی آیتوں میں احقاق توحید وابطال شرک ہے ایسے مضامین سنکر کفار مشرکین آپ سے کہتے کہ ہمارے معبودوں سے گستاخی نہ کیجیے ورنہ ہم ان سے درخواست کرکے آپکو مجنون کرادینگے چنانچہ اسپر آیت ویخوفونک الخ نازل ہوئی کذا فی اللباب اسی طرح اور بھی خلاف وعناد کی باتیں کیا کرتے آپ مغموم ومہموم ہوتے آگے آپکے تسلیہ کے مضامین ہیں جنمیں سے بعض میں آپ کو مخاطب اور بعض میں مجیب بنانا مقصود ہے ۔ **تسلیہ سید المرسلین در مقاولات ومعاملات مشرکین**

اللغۃ قولہ لیکفر متعلق بمقدر دل علیہ فحوی الکلام ای وعدہم ما یشاؤن من زوال المضار وحصول المسار لیکفر الخ ۔ | البلاغۃ قولہ انک میت ومن معہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الدین ہو معنی ہذا الحکم وکنایۃ اتقولہ انکم مع صلی اللہ علیہ وسلم

أَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ؕ وَيُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۚ وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ

کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کے لیے کافی نہیں ۔ اور یہ لوگ آپ کو اُن سے ڈراتے ہیں جو خدا کے سوا ہیں ۔ اور جسکو خدا گمراہ کرے اُسکا کوئی ہدایت دینے والا نہیں ۔ اور جس کو وہ ہدایت دے اُسکا

مِنْ مُّضِلٍّ ؕ أَلَيْسَ اللّٰهُ بِعَزِيْزٍ ذِي انْتِقَامٍ ۝ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلْ أَفَرَاَيْتُمْ مَّا

کوئی گمراہ کرنیوالا نہیں ۔ کیا خدا تعالیٰ زبردست انتقام لینے والا نہیں ہے ۔ اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمان اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے تو یہی کہیں گے کہ اللہ نے ۔ آپ کہیے کہ بھلا پھر یہ تو بتلاؤ کہ

تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ إِنْ أَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖٓ أَوْ أَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ؕ

خدا کے سوا تم جن معبودوں کو پوجتے ہو اگر اللہ تعالیٰ مجکو کوئی تکلیف پہونچانا چاہے کیا یہ معبود اُسکی دی ہوئی تکلیف کو دور کر سکتے ہیں یا اللہ تعالیٰ مجھ پر اپنی عنایت کرنا چاہے کیا یہ معبود اسکی عنایت کو روک سکتے ہیں

قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ؕ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۝ قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ إِنِّيْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ مَنْ يَّأْتِيْهِ

آپ کہہ دیجیے کہ میرے لیے خدا کافی ہے ۔ توکل کرنے والے اُسی پر توکل کرتے ہیں ۔ آپ کہہ دیجیے کہ تم اپنی حالت پر عمل کیے جاؤ ۔ میں بھی عمل کر رہا ہوں ۔ سو اب جلدی تم کو معلوم ہوا جاتا ہے کہ وہ کون شخص ہے

عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۝ إِنَّا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ ۚ

جس پر ایسا عذاب آیا چاہتا ہے جو اسکو رسوا کر دیگا اور اُس پر دائمی عذاب نازل ہوگا ۔ ہم نے آپ پر یہ کتاب لوگوں کے لیے اُتاری جو حق کو لیے ہوئے ہے ۔ سو جو شخص راہ راست پر آوے گا تو اپنے نفع کے واسطے

وَمَنْ ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَا أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۝

اور جو شخص بے راہ رہیگا تو اُس کا بے راہ ہونا اُسی پر پڑیگا ۔ اور آپ ان پر مسلط نہیں کیے گئے

أَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ؕ وَيُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۚ وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ ؕ أَلَيْسَ اللّٰهُ بِعَزِيْزٍ ذِي انْتِقَامٍ ۝ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلْ أَفَرَاَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ إِنْ أَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖٓ أَوْ أَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ؕ قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ؕ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۝ قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ إِنِّيْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ مَنْ يَّأْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۝ إِنَّا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَا أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۝ کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندہ (خاص محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی حفاظت) کے لیے کافی نہیں (یعنی وہ تو سب ہی کی حفاظت کے لیے کافی ہے خصوص اپنے محبوب خاص بندہ کے لیے کیوں نہ کافی ہوگا) اور یہ لوگ (ایسے احمق ہیں کہ حفاظت خداوندی سے تجاہل کر کے) آپ کو اُن (جھوٹے معبودوں) سے ڈراتے ہیں جو خدا کے سوا (تجویز کر رکھے) ہیں (حالانکہ وہ خود ہی جماد عاجز ہیں اور قادر بھی ہوتے تو خدا کی حفاظت ہوتے ہوئے عاجز ہی ہوتے) اور (اصل بات یہ ہے کہ) جسکو خدا گمراہ کرے اُسکا کوئی ہدایت دینے والا نہیں اور جسکو وہ ہدایت دے اُسکا کوئی گمراہ کرنیوالا نہیں (چونکہ یہ لوگ گمراہ ازلی ہیں ہدایت کے اتنے شعبہ سے بھی بے بہرہ ہیں کہ خدا کے قادر اور اصنام کے عاجز ہونے پر نظر کر کے حماقت تخویف کے مرتکب نہ ہوتے چنانچہ خدا کے کافی ہونیکا مبنی کہ قدرت کاملہ ہے آگے تصریحًا ارشاد ہے کہ) کیا (انکے نزدیک) خدا تعالیٰ زبردست (اور) انتقام لینے (پر قدرت رکھنے) والا نہیں ہے (یعنی اللہ تعالیٰ صفت ناصریت میں کامل اور عبد خاص منصوریت کے قابل اور آلہہ باطلہ قدرت اور نصرت سے عاطل پھر یہ تخویف عین ضلالت و محض جہالت نہیں تو کیا ہے) اور (لطف یہ ہے کہ حق تعالیٰ کے صفت میں کافی اور قدرت میں وافی ہونیکے مقدمات کو یہ بھی تسلیم کرتے ہیں چنانچہ) اگر آپ انسے پوچھیں کہ آسمان اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے تو یہی کہینگے کہ اللہ نے (اور ایسے اجرام عظیمہ کا عدم محض سے وجود میں لانا ظاہر ہے کہ مستلزم ہے کمال قدرت کو پس جب ملزوم کو مان لیا تو لازم کا ماننا لازم ہوگا چنانچہ آگے آپکو جواب میں اسی تقریر کے پیش کرنیکا حکم ہے یعنی آپ (انسے) کہیے کہ بھلا (جب تم اللہ کو خالق متفرد مانتے ہو تو) پھر یہ تو بتلاؤ کہ خدا کے سوا تم جن معبودوں کو پوجتے ہو اگر اللہ تعالیٰ مجکو کوئی تکلیف پہنچانا چاہے کیا یہ معبود اُسکی دی ہوئی تکلیف کو دُور کر سکتے ہیں یا اللہ تعالیٰ مجھ پر اپنی عنایت کرنا چاہے کیا یہ معبود اُسکی عنایت کو روک سکتے ہیں (یعنی اللہ کے متفرد فی الخالقیۃ کے تسلیم کے بعد کہ مستلزم ہے کمال قدرت کو کیا غیر اللہ کے معدوم فی القدرۃ ہونیکے قائل ہو سکتے ہو جس سے اس لازم کا انتفاء لازم آتا ہے اور اُسکے واسطے سے ملزوم یعنی تفرد فی الخالقیۃ کا انتفاء جسکو پہلے تسلیم کر لیا ہے خلف اور اُنکے تخویف کے مضمون کے جواب میں ھل ھن ممسکات رحمتہ کافی تھا کیونکہ اُس میں بر تقدیر شق ثانی کے ایصال ضرر ہی سے تعرض تھا اور بر تقدیر عدم تسلیم کے حفظ عن الضرر سے تعرض نہ تھا تاکہ جواب میں ھل ھن کاشفات کی ضرورت ہوتی لیکن چونکہ

اللباب قوله کشفت ضره قیل کاشفات وممسکات علی الاصل تنبیهًا من الانوثة تنبیهًا علی کمال ضعفها ۱۲

اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا ۚ فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰٓى اِلٰٓى اَجَلٍ

اللہ ہی قبض کرتا ہے جانوں کو اُن کی موت کے وقت اور اُن جانوں کو بھی کہ جنکی موت نہیں آئی اُنکے سونے کے وقت پھر اُن جانوں کو تو روک لیتا ہے جنپر موت کا حکم فرما چکا ہے اور باقی جانوں کو ایک میعاد معین تک کے لیے

مُّسَمًّى ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَاۗءَ ۭ قُلْ اَوَلَوْ كَانُوْا لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْـــًٔا

رہا کر دیتا ہے۔ اسمیں ان لوگوں کے لیے جو کہ سوچنے کے عادی ہیں دلائل ہیں۔ ہاں کیا ان لوگوں نے خدا کے سوا دوسروں کو قرار دے رکھا ہے جو سفارش کرینگے۔ آپ کہدیجیے کہ اگرچہ یہ کچھ بھی قدرت نہ رکھتے ہوں

وَّلَا يَعْقِلُوْنَ ۝ قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا ۭ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ

اور کچھ بھی علم نہ رکھتے ہوں۔ آپ کہدیجیے کہ سفارش تو تمامتر خدا ہی کے اختیار میں ہے۔ تمام آسمان وزمین کی سلطنت اُسی کی ہے پھر تم اُسی کی طرف لوٹ کر جاؤگے۔ اور جب فقط اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو اُن لوگوں کے دل

قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝

منقبض ہوتے ہیں جو کہ آخرت کا یقین نہیں رکھتے اور جب اسکے سوا اوروں کا ذکر آتا ہے تو اُسی وقت وہ لوگ خوش ہو جاتے ہیں۔

وہ تخویف قرینہ سے اسکو بھی مستلزم ہے کہ اگر آپ اُن آلہہ کو کچھ نہ کہیں گے تو وہ آپکو مضرت نہ پہونچنے دینگے اسلیے ہل ہن کا شفات ضرہ بڑھا دیا گیا آگے ارشاد ہے کہ جب اس تقریر سے الفی فی القدرت ہونا ثابت ہو جاوے تو) آپ (کافی فی التصرف ہونیکا جو کہ بطور نتیجہ کے ہے اُسپر ترتب ظاہر کردیجیے اور) کہدیجیے کہ (اس سے ثابت ہو گیا کہ) میرے لیے خدا کافی ہے (اور یہی مدعا تھا جیسا اول میں ارشاد ہوا ہے الیس اللہ بکاف عبدہ اور چونکہ وہ ایسا قادر ناصر ہے اسلیے) توکل کرنیوالے اُسی پر توکل کرتے ہیں (پس میں بھی اسی پر توکل رکھتا ہوں اور تمہارے خلاف دعناد کی کچھ پروا نہیں کرتا اور چونکہ وہ لوگ ان حجج ساطعہ وبراہین قاطعہ پر بھی اُسی اپنی جہالت اور ضلالت پر مصر تھے اسلیے آگے آخری جواب کی تعلیم ہے کہ) آپ (انسے) کہدیجیے کہ (اگر اسپر بھی تم نہیں مانتے تم جانو بہتر ہے) تم اپنی حالت پر عمل کیے جاؤ میں بھی (اپنے طور پر) عمل کر رہا ہوں (یعنی جیسے تم اپنا طریقہ نہیں چھوڑتے میں اپنا طریقہ نہیں چھوڑتا) سو اب جلدی تمکو معلوم ہوا جاتا ہے کہ وہ کون شخص ہے جسپر (دنیا میں) ایسا عذاب آیا چاہتا ہے جو اسکو رسوا کردیگا اور (بعد مرگ) اُسپر دائمی عذاب نازل ہوگا (چنانچہ دنیا میں بدر میں سزا ہوئی اور وہاں کا بعد مرگ بھگتنا ہوگا جو دائما رہیگا۔ یہانتک تو ازالہ بیم وخوف مخالفین سے تسلیہ ہے آگے ازالہ غم وحزن سے تسلیہ ہے کہ) ہمنے آپ پر یہ کتاب لوگوں کے (نفع کے) لیے اُتاری جو حق کو لیے ہوئے ہے سو (آپکا کام اسکا پہونچا دینا ہے پھر) جو شخص راہ راست پر آویگا تو اپنے نفع کے واسطے (راہ راست پر آویگا) اور جو شخص بے راہ رہیگا تو اُسکا بے راہ ہونا (یعنی اُسکا وبال) اُسی پر پڑیگا اور آپ انپر (کچھ بطور ذمہ داری کے) مسلط نہیں کیے گئے (کہ آپکی بیراہی کی باز پرس آپسے ہونے لگے پھر آپ انکے ضلال سے کیوں محزون ہوتے ہیں) ربط اوپر جیسے چند جا توحید تھی آگے پھر اسی طرف عود ہے۔

عود بسوئے توحید

اللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا ۚ فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰٓى اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَاۗءَ ۭ قُلْ اَوَلَوْ كَانُوْا لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْـــًٔا وَّلَا يَعْقِلُوْنَ ۝ قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا ۭ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝ اللہ ہی قبض (یعنی معطل) کرتا ہے (اُن) جانوں کو (جنکا وقت موت کا آگیا ہے) انکی موت کے وقت (من کل الوجوہ) اور اُن جانوں کو بھی کہ جنکی موت نہیں آئی اُنکے سونے کے وقت (من بعض الوجوہ کہ حیات رہتی ہے ادراک نہیں رہتا اور موت میں دونوں چیزیں بدن میں نہیں رہتیں) پھر اُس معطل کرنیکے بعد) ان جانوں کو تو (تصرف فی الابدان کی طرف عود کرنے سے) روک لیتا ہے جنپر موت کا حکم فرما چکا ہے اور باقی جانوں کو (جو کہ نوم میں معطل ہو گئیں تھیں اور ابھی انکی موت کا وقت نہیں آیا) ایک میعاد معین (یعنی مدت عمر) تک کے لیے رہا کر دیتا ہے (کہ جاگ کر پھر بدستور ابدان میں تصرف کرنے لگتی ہیں) اس (مجموعہ تصرف مذکور) میں اُن لوگوں کے لیے جو کہ سوچنے کے عادی ہیں (خدا تعالیٰ کی قدرت والفراد فی التصرف پر) دلائل ہیں (جن سے توحید پر استدلال کرتے ہیں) ہاں کیا (باوجود قیام دلائل توحید کے) ان (مشرک) لوگوں نے خدا کے سوا دوسروں کو (معبود) قرار دے رکھا ہے جو (انکی) سفارش کرینگے (جیسا وہ کہا کرتے تھے ہؤلاء شفعاؤنا عند اللہ) آپ کہدیجیے کہ اگرچہ یہ (شفعاء مزعومہ) کچھ بھی قدرت نہ رکھتے ہوں اور کچھ بھی علم نہ رکھتے ہوں (کیا پھر بھی انکو شفیع ہی سمجھے جاؤگے یعنی شفاعت کے لیے کم از کم علم وقدرت تو درکار ہے جو انمیں بوجہ جماد ہونیکے محض مفقود ہے اور چونکہ یہاں مطلقاً اس کا امکان ہے کہ کوئی مشرک کہے کہ یہ جمادات فی نفسہ شفیع نہیں

ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ فی اللہ یتوفی الخ ہی اشارۃ الی ان التقدیم للحصر والاعتبار وادفق بالمقام التقوی ۱۲

سلہ قولہ فی ذلک مجموع تصرف مذکور اشارۃ الی توجیہ افراد اسم الاشارۃ ۱۲

سلہ قولہ فی ام اتخذوا ہاں اشارۃ الی کون ام منقطعۃ ۱۲

اللغات اشمأزت انقبضت ونفرت ۱۲

النحو الی اجل مسمی غایۃ لجنس الارسال لا لفرد منہ فانہ آنی لا امتداد لہ فلا یرد لزوم ان لا یقع نوم بعدما الیقظۃ الاولی ۱۲

البلاغۃ قولہ یرسل وعبر بالارسال رعایۃ للتقابل۔ قولہ اشمأزت ویستبشرون وقد بولغ فی بیان حالہم القبیحۃ حیث بین الغایۃ فیہما فان الاستبشار ان یمتلی القلب سرورا حتی ینبسط لہ بشرۃ الوجہ والاشمئزاز ان یمتلی غیظا وغما ینقبض عنہ ادیم الوجہ کما یشاہد فی وجہ العابس المحزون ۱۲

قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَیْنَ عِبَادِكَ فِیْ مَا كَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ ۝ وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِیْنَ

آپ کہیے کہ اے اللہ آسمان اور زمین کے پیدا کرنے والے باطن اور ظاہر کے جاننے والے آپ ہی اپنے بندوں کے درمیان اُن امور میں فیصلہ فرماویں گے جن میں وہ باہم اختلاف کرتے تھے۔ اور اگر

ظَلَمُوْا مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ یَكُوْنُوْا یَحْتَسِبُوْنَ ۝

ظلم کرنیوالوں کے پاس دُنیا بھر کی تمام چیزیں ہوں اور اُن چیزوں کے ساتھ اتنی چیزیں اور بھی ہوں تو وہ لوگ قیامت کے دن سخت عذاب سے چھوٹ جانے کے لیے اُنکو دینے لگیں۔ اور خدا کی طرف سے اُنکو وہ معاملہ پیش آویگا جسکا اُنکو گمان بھی نہ تھا۔

وَبَدَا لَهُمْ سَیِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ۫ ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً

اور اُنکو تمام اپنے بُرے اعمال ظاہر ہو جاوینگے اور جسکے ساتھ وہ استہزاء کیا کرتے تھے وہ اُنکو آگھیر یگا پھر جسوقت آدمی کو کوئی تکلیف پہونچتی ہے تو ہم کو پکارتا ہے . پھر جب ہم اُس کو اپنی طرف سے کوئی نعمت عطا

مِّنَّا ۙ قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِیْتُهٗ عَلٰی عِلْمٍ ؕ بَلْ هِیَ فِتْنَةٌ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝

فرمادیتے ہیں تو کہتا ہے کہ یہ تو مجکو تدبیر سے ملی ہے بلکہ وہ ایک آزمایش ہے لیکن اکثر لوگ سمجھتے نہیں۔

بلکہ یہ انکے تماثیل ہیں اور وہ ذی ارواح ہیں جنمیں علم و قدرت دونوں ہیں اسلیے آگے اُسکا جواب تعلیم فرماتے ہیں کہ) آپ (یہ بھی) کہدیجیے کہ سفارش تو تمام تر خدا ہی کے اختیار میں ہے (کہ بدون اُسکے اذن کے کسی کی مجال نہیں کہ سفارش کر سکے اور اذن کے لیے دو شرطیں ہیں شفیع کا مقبول ہونا اور مشفوع لہ کا قابل مغفرت ہونا پس جن ارواح کو یہ معبود قرار دیتے ہیں اگر وہ شیاطین ہیں تو دونوں شرطیں مفقود اور اگر وہ ملائکہ وغیرہم ہیں تو شرط ثانی مفقود بہرحال اذن مفقود ہے پس انکی شفاعت بھی منفی ہے اور یہی بنا تھا انکے معبود قرار دینے کا پس انکی معبودیت باطل ٹھیری اور حق تعالیٰ کی توحید ثابت ہو گئی۔ اور خدا تعالیٰ کی یہ شان ہے کہ) تمام آسمان و زمین کی سلطنت اُسی کی ہے پھر (بعد انقضاء اس عالم کے) تم اُسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے (پس سب کو چھوڑ کر اُسی سے ڈرو اسی کی عبادت کرو) اور (باوجود قیام دلائل توحید کے کفار و مشرکین کا یہ حال ہے کہ) جب فقط اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے (کہ وہی متصرف ہے وہی معبود ہے) تو اُن لوگوں کے دل منقبض ہوتے ہیں جو کہ آخرت کا یقین نہیں رکھتے (کیونکہ اُنکو توحید سے تنفر ہے) اور جب اُسکے سوا اوروں کا ذکر آتا ہے (خواہ انفراداً خواہ اشتراکاً اللہ کے ذکر کے ساتھ) تو اُسی وقت وہ لوگ خوش ہو جاتے ہیں (کیونکہ شرک اُنکو محبوب ہے) **ف** سورۂ انعام کے رکوع ہشتم کی پہلی آیت میں اس توفی کی تفسیر گذری ہے ملاحظہ کر لیا جاوے اور اعتقاد سفارش کا حوائج دنیویہ میں تو تھا ہی اور آخرت میں بنا بر فرض آخرت کے تھا کقولهم ولئن رجعت الى ربى ان لى عنده للحسنى۔ **ربط** اوپر توحید کے ضمن میں مشرکین کے مکابرہ و عناد کا بیان ہے جیسا تقریر ترجمہ ام اتخذوا الخ و اذا ذكر الله الخ سے معلوم ہوا چونکہ مکابرہ و عناد موجب حزن مبلغ ہوتا ہے آگے آپکے تسلیہ کے لیے ایک دعا کی تعلیم اور بیان جزا سے تسلیہ و مضمون دعا کی تتمیم فرماتے ہیں۔

تسلیہ بضمن تعلیم دعا بسید ابرار و تتمیم مضمون بیان جزائے کفار

قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَیْنَ عِبَادِكَ فِیْ مَا كَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ ۝ وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ یَكُوْنُوْا یَحْتَسِبُوْنَ ۝ وَبَدَا لَهُمْ سَیِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ آپ (انکی شدت عناد سے محزون نہ ہوجیے اور اللہ سے دعا میں یہ) کہیے کہ اے اللہ آسمان و زمین کے پیدا کرنیوالے باطن اور ظاہر کے جاننے والے آپ ہی (قیامت کے روز) اپنے بندوں کے درمیان اُن امور میں فیصلہ فرماوینگے جنمیں وہ باہم اختلاف کرتے تھے (یعنی آپ ان مکابرین کی فکر میں نہ پڑیے بلکہ ان کا معاملہ اللہ کے سپرد کیجیے وہ خود عملی فیصلہ کر دینگے) اور (اُس فیصلہ کے وقت یہ حالت ہوگی کہ اگر ظلم (یعنی شرک و کفر) کرنیوالوں کے پاس دنیا بھر کی تمام چیزیں ہوں اور اِن چیزوں کے ساتھ اُتنی چیزیں اور بھی ہوں تو وہ لوگ قیامت کے دن سخت عذاب سے چھوٹ جانے کے لیے (بے تامل) اُسکو دینے لگیں (گو مقبول نہ ہو كما فى المائدة ما تقبل منهم) اور خدا کی طرف سے اُن کو وہ معاملہ پیش آویگا جسکا اُنکو گمان بھی نہ تھا (کیونکہ اول تو آخرت کے منکر تھے پھر اُسمیں بھی حُسنی کے مدعی تھے) اور (اُسوقت) اُنکو تمام اپنے بُرے اعمال ظاہر ہو جاوینگے اور جس (عذاب) کے ساتھ وہ استہزاء کیا کرتے تھے وہ اُنکو آگھیریگا **ربط** اوپر ام اتخذوا الخ اور اذا ذكر الله الخ میں جیسا مشرکین کا عناد و مکابرہ مفہوم ہوتا ہے جسکی مناسبت سے مضمون تسلیہ مع متمم مذکور ہوا ہے اسی طرح اُن کا ذکر غیر اللہ سے استبشار اور ذکر اللہ سے استنکار خود مدلول صریح عبارت کا ہے آگے اسکی مناسبت سے اسپر بطور تعکیس و تنکیس کے مشرکین کی ایک حالت کی کلمۂ فاء سے تفریع اور اسکی تتمیم کے لیے اُنکی ایک دوسری حالت کا ذکر اور پھر اُسپر تشنیع و تقریع فرماتے ہیں

تجہیل و تخجیل مشرک

فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ۫ ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً مِّنَّا ۙ قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِیْتُهٗ عَلٰی عِلْمٍ ؕ بَلْ هِیَ فِتْنَةٌ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝

اللغات حاق فى القاموس احاط ۱۲

النحو قوله اوتيته اى النعمة التذكير باعتبار المعنى قوله بل هى اى النعمة والتانيث باعتبار اللفظ ويجوز ان يكون باعتبار الخبر

البلاغة قوله لافتدوا وليس المراد اثبات الشرطية بل التمثيل لحالهم بحال من يحاول التخلص من العذاب بما هو فيه بالكره واصلا العذاب لازم لهم لا يخلصون منه ولو فرض هذا المحال ففيه من الوعيد والاقناط ما لا يخفى ۱۲

قَدْ قَالَهَا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَمَآ أَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝ فَأَصَابَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا كَسَبُوا ۚ وَالَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْ هٰٓؤُلَآءِ

یہ بات ان لوگوں نے بھی کہی تھی جو ان سے پہلے ہو گذرے ہیں سو اُن کی کارروائی اُنکے کچھ کام نہ آئی پھر اُنکی تمام بداعمالیاں ان پر آپڑیں اور ان میں بھی جو ظالم ہیں

سَيُصِيبُهُمْ سَيِّئَاتُ مَا كَسَبُوا ۙ وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِينَ ۝ أَوَلَمْ يَعْلَمُوٓا أَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۚ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُونَ ۝ ع ۵ / ۱۱ / ۱۲

اُن پر بھی اُن کی بداعمالیاں ابھی پڑنے والی ہیں اور یہ ہرا نہیں سکتے۔ کیا ان لوگوں کو یہ معلوم نہیں ہوا کہ اللہ ہی جسکو چاہتا ہے زیادہ رزق دیدیتا ہے اور وہی تنگی بھی کر دیتا ہے۔ اسمیں ایمان والوں کے لیے نشانیاں ہیں

قَدْ قَالَهَا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَمَآ أَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝ فَأَصَابَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا كَسَبُوا ۚ وَالَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْ هٰٓؤُلَآءِ سَيُصِيبُهُمْ سَيِّئَاتُ مَا كَسَبُوا ۙ وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِينَ ۝ أَوَلَمْ يَعْلَمُوٓا أَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۚ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُونَ ۝ یوں تو مشرک غیر اللہ کے ذکر سے مسرور اور صرف اللہ کے ذکر سے نفور رہتا ہے) پھر جسوقت (اس مشرک) آدمی کو کوئی تکلیف پہونچتی ہے تو (جنکے ذکر سے مسرور ہوا کرتا تھا اُن سب کو چھوڑ کر صرف) ہمکو پکارتا ہے (جس سے پہلے نفور تھا اور یہ صریح تناقض اقوال و تعارض احوال ہے جس سے مشرک کی صاف حماقت و جہالت ظاہر ہونیکے علاوہ اُسکا مسلک بھی باطل قرار پاتا ہے کیونکہ انہیں سے ایک نقیض تو یقیناً صحیح ہے یعنی توحید پس دوسری نقیض یعنی شرک باطل ہے مگر) پھر جب ہم اُسکو اپنی طرف سے کوئی نعمت عطا فرما دیتے ہیں تو (اُس توحید پر جسکا حق ہونا خود اُسکے اقرار سے ثابت ہو چکا تھا قائم نہیں رہتا چنانچہ اُس نعمت کو حق تعالیٰ کی طرف منسوب نہیں کرتا بلکہ یوں) کہتا ہے کہ یہ تو مجھکو (میری) تدبیر سے ملی ہے (اور چونکہ نسبت حق تعالیٰ کی طرف نہیں کرتا بلکہ اپنی تدبیر کا نتیجہ سمجھتا ہے اسلیے توحید پر ثابت نہیں رہتا بلکہ اپنے قدیم طریقہ شرک کی طرف عود کرکے غیر اللہ کی عبادت میں لگجاتا ہے آگے حق تعالیٰ اسکے قول انما اوتیتہ کو رد فرماتے ہیں کہ وہ اُنکی تدبیر کا نتیجہ نہیں ہے) بلکہ وہ (نعمت خدا ہی کی دی ہوئی ہے اور اُنکی طرف سے انسان کی) ایک آزمایش ہے (کہ دیکھیں اسکے ملنے پر ہمکو بھولجاتا ہے اور کفر کرتا ہے یا یاد رکھتا ہے اور شکر کرتا ہے اور اسی آزمایش کے لیے بعض نعمتوں میں اسباب وکسب کا واسطہ بھی رکھدیا ہے اس سے اور زیادہ آزمایش ہوگئی کہ دیکھیں اس علت صوریہ پر نظر کرتا ہے یا علت حقیقیہ پر) لیکن اکثر لوگ (اس بات کو) سمجھتے نہیں (اسلیے اُسکو اپنی تدبیر کا نتیجہ بتلاتے ہیں اور مبتلائے شرک رہتے ہیں آگے تفریع ہے کہ) یہ بات (بعض) اُن لوگوں نے بھی کہی تھی جو ان سے پہلے ہو گذرے ہیں (جیسے قارون کہا تھا انما اوتیتہ علی علم عندی یا جو لوگ منکر صانع کے ہو گذرے ہیں جیسے نمرود و فرعون ظاہر ہے کہ وہ بھی کسی نعمت کی نسبت خدا کی طرف نہ کرتے تھے بلکہ غیر مکتسب میں بخت و اتفاق اور مکتسب میں ہنر و تدبیر کی طرف نسبت کرتے تھے) سو اُنکی کارروائی اُنکے کچھ کام نہ آئی (اور مانع عن العذاب نہ ہوئی) پھر (مانع نہ ہو سکنے کے بعد دافع للعذاب بھی نہ ہوئی بلکہ) اُنکی تمام بداعمالیاں اُنپر آپڑیں (اور سزایاب ہوئے) اور (یہ زمانہ حال کے لوگ یہ خیال نہ کریں کہ جو کچھ ہونا تھا اگلوں کے ساتھ ہو چکا بلکہ) ان میں بھی جو ظالم ہیں اُن پر بھی اُنکی بداعمالیاں ابھی پڑنے والی ہیں اور یہ (خدا تعالیٰ کو) ہرا نہیں سکتے (چنانچہ بدر میں خوب سزا ہوئی آور اوپر بل ہی فتنۃ سے انما اوتیتہ علی علم کا مجرد اظہار بطلان تھا آگے اُس بطلان پر اشارۃً اقامت برہان ہے یعنی بعضے حمق جو نعمت و رزق کو اپنی تدبیر کی طرف منسوب کرتے ہیں تو) کیا ان لوگوں کو (احوال میں غور کرنے سے) یہ معلوم نہیں ہوا کہ اللہ ہی جسکو چاہتا ہے زیادہ رزق دیدیتا ہے اور وہی (جسکے لیے چاہتا ہے) تنگی بھی کر دیتا ہے اس (بسط و قدر) میں (غور کرنے سے) ایمان والوں کے واسطے (کہ اہل فہم ہوتے ہیں اس بات پر) نشانیاں (یعنی دلائل قائم) ہیں (کہ باسط و قابض وہی ہے تدبیر و سوء تدبیر اسمیں علت حقیقیہ نہیں پس ان دلائل کو جو شخص سمجھ لیگا وہ اپنی تدبیر کی طرف نسبت نہ کریگا بلکہ خدا کے منعم ہونے سے ذہول نہ کریگا جو سبب ہو گیا تھا ابتلاء بالشرک کا بلکہ وہ موحد رہیگا اور ضرا و سرا میں اُسکا حال و قال متناقض و متعارض نہ ہوگا) ف اولم یروا الخ میں جس استدلال کی طرف اشارہ قریب بصراحت ہے اُسکی تقریر یہ ہے کہ ہم بسا اوقات دیکھتے ہیں کہ دو شخصوں کے پاس ایک سا سرمایہ ایک سا سلیقہ ایک سی تدبیر و تجربہ پھر ایک پر فراخی ایک پر تنگی اگر کہا جاوے کہ ایک کی تدبیر بن آئی ایک کی نہ بن پڑی اسکا ابطلان یہ ہے کہ بن پڑنا اگر اختیار میں تھا تو دوسرے نے کیوں نہ بنالیا اگر اختیار میں نہیں ہے تو ہمارا مطلوب ثابت ہو گیا کیونکہ جب موقوف علیہ اختیاری نہیں تو موقوف بھی پورا اختیاری نہیں پس ثابت ہوا کہ موثر بسط و قدر میں کسی فاعل مختار کی مشیت ہے کہ جس طرح چاہے اُسکو متعلق کردے ربط اوپر شرک کی مذمت اور اسپر وعید ہے جس سے مقصود دعوت الی التوحید ہے ایسے مضامین سُنکر بعض کو شبہہ ہوا کہ جب ایسی وعید شدید کے مستحق ہیں تو اگر آئندہ کے لیے ایمان و توحید بھی اختیار کرلیا تب بھی گذشتہ شرک کا وبال تو بھگتنا پڑیگا پھر اسلام لانے سے کیا فائدہ ہوا اسکا جواب اگلی آیتوں میں یہ دیا گیا کہ یہ سب معاف ہو جاویگا اسپر مطلق عذاب نہ ہوگا اور اس معافی کا طریقہ بھی کہ توبہ عن الشرک و رجوع الی الاسلام ہے بتلا گیا اور اُس کے ساتھ یہ بھی سُنا دیا کہ جیسے اسلام پر عفو و نجات کا وعدہ مرتب ہے اُس کی ضد یعنی اصرار علی الکفر پر وعید مرتب ہے۔

ترتب عفو و نجات مطلقہ بر اسلام و ضد او بر ضد او

النحو قولہ قد قالہا ای الکلمۃ والمقالۃ المذکورۃ من قولہ انما اوتیتہ علی علم ۱۲

ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ تو دتبل فاذا مس الخ قولہ الخ اشارۃ الی توجیہ الفاء علی طریق الاستعارۃ التبعیۃ التہکمیۃ وہذا کما تقول فلان یسیء الی فلان فاذا احتاج سالہ فاحسن الیہ کذا فی الروح ۱۲

سلہ قولہ فی علم میری اشارۃ الی تقدیر الکلام ہکذا علی علم عندی ۱۲

سلہ قولہ فی توضیح علم اور چونکہ نسبت الخ اشارۃ الی التطبیق بین ماہہنا وبین ما فی الآیات الاخر من قولہ تعالیٰ اذا فریق منہم بربہم یشرکون ونحوہ وقد جمع بینہما فی قولہ تعالیٰ فی اول الزمر نسی ما کان یدعوا الیہ من قبل وجعل للہ انداداً فافہم و اغتنم لعلک تجدہ فی غیر ہذا الموضع ۱۲

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝

آپ کہدیجیے کہ اے میرے بندو جنہوں نے اپنے اوپر زیادتیاں کی ہیں کہ تم خدا تعالیٰ کی رحمت سے ناامید مت ہو بالیقین اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو معاف فرمادیگا۔ واقعی وہ بڑا بخشنے والا بڑی رحمت کرنے والا ہے

وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝ وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ

اور تم اپنے رب کی طرف رجوع کرو اور اسکی فرمانبرداری کرو قبل اسکے کہ تم پر عذاب واقع ہونے لگے پھر تمہاری کوئی مدد نہ کی جاوے۔ اور تم اپنے رب کے پاس سے آئے ہوئے اچھے اچھے حکموں پر چلو

مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْۢبِ اللّٰهِ وَاِنْ كُنْتُ

قبل اسکے کہ تم پر اچانک عذاب آپڑے اور تم کو خیال بھی نہ ہو کبھی کوئی شخص کہنے لگے کہ افسوس میری اُس کوتاہی پر جو میں نے خدا کی جناب میں کی اور میں تو

لَمِنَ السّٰخِرِيْنَ ۝ اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ اَوْ تَقُوْلَ حِيْنَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِيْ كَرَّةً فَاَكُوْنَ

ہنستا ہی رہا یا کوئی یوں کہنے لگے کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھکو ہدایت کرتا تو میں بھی پرہیزگاروں میں سے ہوتا یا کوئی عذاب دیکھ کر یوں کہنے لگے کہ کاش میرا پھر جانا ہوجاوے پھر میں

مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ بَلٰى قَدْ جَاۗءَتْكَ اٰيٰتِيْ فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا

نیک بندوں میں ہوجاؤں ہاں بیشک تیرے پاس میری آیتیں پہونچی تھیں سو تونے اُن کو جھٹلایا اور تونے تکبر کیا اور کافروں میں شامل رہا اور آپ قیامت کے روز اُن لوگوں کے چہرے سیاہ دیکھیں گے

عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ۭ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝ وَيُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ ۡ لَا يَمَسُّهُمُ السُّوْۗءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

جنہوں نے خدا پر جھوٹ بولا تھا کیا ان متکبرین کا ٹھکانا جہنم میں نہیں ہے اور جو لوگ بچتے تھے اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو کامیابی کے ساتھ نجات دیگا اُن کو تکلیف نہ پہونچے گی اور نہ وہ غمگین ہونگے

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝ وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْۢبِ اللّٰهِ وَاِنْ كُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِيْنَ ۝ اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ اَوْ تَقُوْلَ حِيْنَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِيْ كَرَّةً فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ بَلٰى قَدْ جَاۗءَتْكَ اٰيٰتِيْ فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ۭ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝ وَيُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ ۡ لَا يَمَسُّهُمُ السُّوْۗءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ آپ (ان سوال کرنے والوں کے جواب میں میری طرف سے) کہدیجیے کہ اے میرے بندو جنہوں نے (کفر و شرک کرکے) اپنے اوپر زیادتیاں کیں ہیں کہ تم خدا کی رحمت سے ناامید مت ہو (اور یہ خیال نہ کرو کہ ایمان لانے کے بعد گذشتہ کفر و شرک پر مواخذہ ہوگا سو یہ بات نہیں بلکہ) بالیقین اللہ تعالیٰ (اسلام کی برکت سے) تمام (گذشتہ) گناہوں کو (گو کفر و شرک ہی کیوں نہ ہو) معاف فرمادیگا واقعی وہ بڑا بخشنے والا بڑی رحمت کرنے والا ہے اور (چونکہ اس معافی کی شرط اور طریق کفر سے توبہ کرنا اور اسلام لانا ہے اسلیے) تم (کفر سے توبہ کرنے کے لیے) اپنے رب کی طرف رجوع کرو اور (اسلام قبول کرنے میں) اُس کی فرمانبرداری کرو قبل اس کے کہ (اسلام نہ لانے کی صورت میں) تم پر عذاب (الٰہی) واقع ہونے لگے (اور) پھر (اُسوقت کسی کی طرف سے) تمہاری کوئی مدد نہ کیجاوے (یعنی جیسا اسلام لانے کی صورت میں سب کفر و شرک معاف ہوجاویگا اسیطرح اسلام نہ لانے کی صورت میں اُس کفر و شرک پر عذاب ہوگا جسکا کوئی دفعیہ نہیں) اور (اب یہ بات ہے کہ اسلام نہ لانے کا یہ انجام ہے تو) تم (کو چاہیئے کہ تم) اپنے رب کے پاس سے آئے ہوئے اچھے اچھے حکموں پر چلو قبل اسکے کہ تمپر اچانک عذاب آپڑے اور تمکو (اُسکا) خیال بھی نہو (مراد اس سے عذاب آخرت ہے بقرینہ مابعدہ اور اچانک یا تو اسلیے کہا کہ نفخۂ اولیٰ میں سب الخ

بقیہ ص ۱۳۶۱

التحفۃ قولہ ان تقول ای لئلا تقول۔ قولہ بمفازتھم حال من الذین اتقوا والباء للملابسۃ والمعنی ظاہر۔

البلاغۃ قولہ عبادی الاضافۃ للتعظیم۔ قولہ اسرفوا علی انفسہم عدی الاسراف بعلی لتضمنہ معنی الجنایۃ۔ قولہ نفس التنوین للتکثیر بقرینۃ المقام او للتبعیض ویکفی ذلک فی الوعید لان کل نفس یحتمل ان تکون تلک۔ قولہ علی ما فرطت علی تعلیلیۃ وما مصدریۃ۔ قولہ جنب اللہ اصل الجنب الجارحۃ ثم استعار للناحیۃ والجہۃ التی تلیہا والمراد بالجہۃ ہہنا الطاعۃ مجازا لاشتراکہما فی التعلق بالشیئ۔ قولہ بلی جواب لقولہ لو ان اللہ ہدانی لانہ فی معنی النفی والاثبات

ولا یشترط فی الجواب ببلی تقدم النفی صریحا وقد اخر عن القرینۃ الثالثۃ لتناسب القرائن الثلاثۃ وتناسقہا والتناسب بینہن تم من التناسب بین القرینۃ الثانیۃ وجوابہا۔ [illegible]

الروایات فی الروح اخرج ابن جریر وابن مردویہ عن ابن عباس انہ قال ان اہل مکۃ قالوا یزعم محمد صلی اللہ علیہ وسلم انہ من عبد الاوثان ودعا مع اللہ الٰہا آخر وقتل النفس التی حرم اللہ لم یغفر لہ فکیف نہاجر ونسلم وقد عبدنا الآلہۃ وقتلنا النفس ونحن اہل شرک فانزل اللہ تعالیٰ قل یٰعبادی الذین الخ۔ وفی اللباب عن ابن عمر قال کنا نقول ما للمفتتن توبۃ اذا ترک دینہ بعد اسلامہ ومعرفتہ فلما قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ

اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۖ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ○ لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۗ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ

اللہ ہی پیدا کرنے والا ہے ہر چیز کا اور وہی ہر چیز کا نگہبان ہے اسی کے اختیار میں ہیں کنجیاں آسمان اور زمین کی اور جو لوگ اسکی آیتوں کو نہیں مانتے

هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ○ قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ○ وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَئِنْ اَشْرَكْتَ

وہ بڑے خسارہ میں رہینگے۔ آپ کہہ دیجیے کہ اے جاہلو کیا پھر بھی تم مجکو غیر اللہ کی عبادت کرنے کی فرمائش کرتے ہو۔ اور آپکی طرف بھی اور جو پیغمبر آپ سے پہلے ہوگذرے ہیں انکی طرف بھی یہ وحی بھیجی جاچکی ہے کہ اے عام مخاطب

لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ○ بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ○ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ

تو شرک کریگا تو تیرا کیا کرایا کام غارت ہوجاویگا اور تو خسارہ میں پڑیگا بلکہ اللہ ہی کی عبادت کرنا اور شکرگذار رہنا اور ان لوگوں نے خدا تعالیٰ کی کچھ عظمت نہ کی جیسی عظمت کرنا چاہئیے تھا

وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ۗ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○

حالانکہ ساری زمین اُس کی مٹھی میں ہوگی قیامت کے دن اور تمام آسمان لپٹے ہونگے اُس کے داہنے ہاتھ میں وہ پاک اور برتر ہے ان کے شرک سے

پھر نفخۂ ثانیہ کے بعد ادراک عذاب کا ہونے لگیگا۔ اور یا اسلیے کہ جیسا عذاب واقع ہوگا قبل وقوع اسکی حقیقت کا ادراک نہ تھا اور ویسا گمان نہ تھا اور یہ انابت و اسلام و اتباع کا حکم اسلیے دیا جاتا ہے کہ) کبھی (کل قیامت کے روز) کوئی شخص کہنے لگے کہ افسوس میری اُس کوتاہی پر جو میں نے خدا کی جناب میں کی (یعنی اسکی اطاعت میں جو مجھسے تقصیر ہوئی) اور میں تو (احکام خداوندی پر) ہنستا ہی رہا یا کوئی یوں کہنے لگے کہ اگر اللہ تعالیٰ (دُنیا میں) مجکو ہدایت کرتا تو میں بھی پرہیزگاروں میں سے ہوتا (مگر ہدایت ہی سے محروم رہا اسلیے یہ تمام تر تقصیر و کوتاہی ہوئی) یا کوئی عذاب کو دیکھ کر یوں کہنے لگے کہ کاش میرا (دنیا میں) پھر جانا ہوجاوے پھر میں نیک بندوں میں ہوجاؤں (یہاں حین تری العذاب کی قید لگانے سے مفہوم ہوتا ہے کہ پہلے دو قول قبل رؤیت عذاب ہونگے غالباً اول ہی موقف میں جب اطلاع ہوگی اپنے تقصیر فی الاعمال کی اُسوقت قول اول کا صدور ہوگا پھر بطور عذر و تعلل کے کہ شاید تمسک مسئلہ جبر سے جان بچ جاوے قول ثانی سے تقصیر کو عدم ہدایت حق کا سبب بتاوینگے پھر جب اس عذر کو نافع نہ پاوینگے اور عذاب ہی کا معائنہ ہوجاویگا اُسوقت تمنائے رجعت کرینگے پس تینوں قول یکے بعد دیگرے مرتب ہیں خواہ ہر کافر سے تینوں قول کا صدور ہو یا بعض سے بعض کا پس او منع الخلو کے لیے ہے اور چونکہ قول ثانی ظاہراً موجب تلبیس ہے اسلیے اُسکا جواب فرمایا جاویگا اُسکو نقل فرماتے ہیں کہ لو ان اللہ ھدانی کے جواب میں اُس سے کہا جاویگا کہ) ہاں بیشک تیرے پاس میری آیتیں پہونچی تھیں سو تو نے اُنکو جھٹلایا اور (جھٹلانا کسی شبہ سے نہ تہا بلکہ) تو نے تکبر کیا اور (یہ بھی نہ ہوا کہ دوسرے وقت دماغ درست ہوجاتا بلکہ) کافروں میں (ہمیشہ) شامل رہا (حاصل جواب یہ کہ ہدایت جبریہ تو خلاف ابتلا ہے اُسکی نفی تو محل اشکال نہیں اور ہدایت غیر جبریہ کی نفی غلط ہے کیونکہ مجیٔ آیات ہی ہدایت ہے پس ہدانی کا تو تحقق تہا لیکن تقوی کا تحقق تیرے سوء اختیار و سوء اکتساب سے نہیں ہوا پس یہ تیرا عذر محض باطل ہے) اور (آگے مصر علی الکفر و تائب عن الکفر کی سزا و جزا کا مختصراً ذکر فرماتے ہیں کہ اے پیغمبر) آپ قیامت کے روز اُن لوگوں کے چہرے سیاہ دیکھیں گے جنہوں نے خدا پر جھوٹ بولا تہا (آئیں وہ امر آگے جو بات خدا نے نہیں کہی مثل شرک وغیرہ اسکو کہنا کہ خدا نے کہی ہے اور جو بات خدا نے کہی ہے جیسے قرآن اسکو کہنا کہ خدا نے نہیں کہی ہے) کیا ان متکبرین کا ٹھکانا جہنم میں نہیں ہے (جو کہ عناداً و استکباراً تکذیب کریں) اور جو لوگ (شرک و کفر سے) بچتے تھے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو کامیابی کے ساتھ (جہنم سے) نجات دیگا انکو (ذرا) تکلیف نہ پہونچیگی اور نہ وہ غمگین ہونگے (کیونکہ جنت میں غم نہیں) ربط اوپر امر بالتوحید اور اسپر ترتب لطف مزید اور منع عن الشرک والتندید اور اسپر ترتب وعید شدید مذکور تہا آگے آیات اللہ خالق الخ اور لہ مقالید الخ اور والارض جمیعا الخ میں بعض صفات الٰہیہ سے توحید و تحقق وعد و وعید کی تائید اور درمیان میں ذم شرک سے نہی عن الشرک کی تاکید و نیز والارض جمیعا الخ سے تفصیل آئندہ احوال یوم الوعید کی تمہید کے مضامین ہیں۔

تائید امر توحید و تحقق وعد و وعید و تاکید ذم تندید

اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۖ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ○ لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۗ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ○ قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ○ وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ○ بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ○ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ۗ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○

اللغات قبضتہ مصدر بمعنی المقبوض ۱۲

البلاغۃ قولہ لہ مقالید فی المدارک جمع من باب الکنایۃ لان حافظ الخزائن ومدبر امرہا ہو الذی یملک مقالیدہا ومنہ قولہم فلان ملک مقالید الملک ہی المفاتیح واحدہا اقلید وقیل لا واحد لہا من لفظہا والکلمۃ اصلہا فارسیۃ۔ قولہ قبضتہ الخ اخبار فی الارض الشبہۃ وفی السموات بیمین رعایۃ لصغر الارض وکبر السموات فان العادۃ انہ یقبض علی الشئ اذا کان صغیرا ویضع فی الیمین ما کان کبیرا

اذا کان کبیرا وان کانت الاشیاء کلہا صغیرۃ بالنسبۃ الی یداللہ تعالیٰ علی لسان ابی وقت بلاغمان ہذہ الآیۃ فی درسہا نزعۃ القرآن فلا تنظروا الی من قال وانظروا الی ما قال فانہ تعالیٰ ملتقی ما یشاء علی من یشاء وادعو اللہ لہا واسال اللہ ان یجعلہا ان یرزقہا علما وعملا وغیرہا ویرحمہا

الروایات فی الدر اخرج البیہقی فی الدلائل عن الحسن قال قال المشرکون للنبی صلی اللہ علیہ وسلم تضلل آباءک واجدادک

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَاۗءَ اللّٰهُ ۭ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ۝

اور صور میں پھونک ماری جاویگی سو تمام آسمان اور زمین والوں کے ہوش اُڑ جاوینگے مگر جس کو خدا چاہے پھر اس میں دوبارہ پھونک ماری جاویگی تو دفعۃً سب کے سب کھڑے ہو جاوینگے دیکھنے لگینگے

وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِايْۗءَ بِالنَّـبِيّٖنَ وَالشُّهَدَاۗءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝

اور زمین اپنے ربکے نور سے روشن ہو جاویگی اور نامۂ اعمال رکھدیا جاویگا اور پیغمبر اور گواہ حاضر کیے جاوینگے اور سب میں ٹھیک ٹھیک فیصلہ کیا جاویگا اور اُن پر ذرا ظلم نہ ہوگا۔

وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۝ۧ وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا ۭ حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءُوْهَا فُتِحَتْ

اور ہر شخص کو اُسکے اعمال کا پورا بدلا دیا جاویگا اور وہ سب کے کاموں کو خوب جانتا ہے اور جو کافر ہیں وہ جہنم کی طرف گروہ گروہ بناکر ہانکے جاوینگے یہانتک کہ جب دوزخ کے پاس پہونچینگے تو اُسکے دروازے

اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَاۗءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۭ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ

کھول دیے جاوینگے اور ان سے دوزخ کے محافظ کہینگے کیا تمہارے پاس تم ہی لوگوں میں سے پیغمبر نہ آئے تھے جو تمکو تمہارے رب کی آیتیں پڑھکر سنایا کرتے تھے اور تمکو تمہارے اس دن کے پیش آنے سے ڈرایا کرتے تھے کافر کہینگے کہ ہاں لیکن

حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَي الْكٰفِرِيْنَ ۝ قِيْلَ ادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝

عذاب کا وعدہ کافروں پر پورا ہو کر رہا کہا جاویگا کہ جہنم کے دروازوں میں داخل ہو ہمیشہ اسمیں رہا کرو غرض تکبر کرنے والوں کا بُرا ٹھکانا ہے۔

اسی نے پیدا کرنے والا ہے ہر چیز کا اور وہی ہر چیز کا نگہبان ہے (اور) اُسی کے اختیار میں ہیں کنجیاں آسمان اور زمین کی (یعنی موجد بھی وہی وھو قولہ خالق مبقی اور حافظ بھی وہی وھو قولہ وکیل اور متصرف بھی وہی وھو قولہ لہ مقالید لان المتصرف فی الخزائن عادۃ ھو صاحب المقالید پس ایسے اوصاف کمال رکھنے والا شریک سے بھی منزہ ہوگا اور جزا و سزا کا بھی مالک ہوگا اس سے اوپر کے دونوں مضمون توحید و وعد و وعید کی تائید ہوگئی) اور (چونکہ خالق و حافظ و مالک مقالید ہونا مخالفین کے نزدیک بھی مسلم تھا پس مقدمات کے تسلیم سے مقاصد یعنی ثبوت توحید و صحت مجازاۃ کا تسلیم کرنا زیادہ تر موکد ہو گیا پس) جو لوگ (اسپر بھی) اللہ کی آیتوں کو (جو کہ مشتمل ہیں توحید و مجازاۃ پر اور مؤید ہیں مقدمات مسلمہ سے) نہیں مانتے وہ بڑے خسارہ میں رہینگے (اور اے پیغمبر یہ لوگ خود تو کفر و شرک میں مبتلا تھے ہی مگر انکا یہانتک حوصلہ بڑھا ہے کہ نعوذ باللہ آپکو اپنے طریقہ پر لانے کی فرمایش کرتے ہیں سو آپ (انکے جواب میں) کہدیجیے کہ اے جاہلو کیا (بعد اسکے کہ توحید ثابت ہو چکی اور شرک باطل ہو چکا) پھر بھی تم مجکو غیر اللہ کی عبادت کرنے کی فرمایش کرتے ہو اور (اے پیغمبر بھلا آپ میں نعوذ باللہ صدور شرک کا کب احتمال ہے جس پر وہ احمق توقع کرتے ہیں کیونکہ) آپ کی طرف بھی اور جو پیغمبر آپ سے پہلے ہو گذرے ہیں اُنکی طرف بھی یہ (بات) وحی (میں) بھیجی جاچکی ہے (کہ اپنے ہر امتی کو پہونچادیں کہ اے عام مخاطب اگر تو شرک کریگا تو تیرا کیا کرایا کام (سب) غارت ہو جاویگا اور تو خسارہ میں پڑیگا (تو اے مخاطب کبھی شرک مت کرنا) بلکہ (ہمیشہ) اللہ ہی کی عبادت کرنا اور (اسکا) شکر گذار رہنا (یہ دلیل ہے قبح شرک کی کہ وہ اشد درجہ کی ناشکری ہے پس جب انبیاء کو قبح شرک وحی سے معلوم ہے اور دوسروں تک اسکے پہونچانے کا حکم ہے تو ان سے کہ انمیں سے آپ بھی ہیں صدور شرک کب ممکن ہے تو ایسی ہوس رکھنا اُنکا خلل دماغ ہے) اور (افسوس ہے کہ) ان لوگوں نے خدا تعالیٰ کی کچھ عظمت نہ کی جیسے عظمت کرنا چاہیے تھا (حق عظمت سے مراد توحید ہے اور اُسکی نفی سے مراد شرک) حالانکہ (اُسکی وہ شان ہے کہ) ساری زمین اُسکی مٹھی میں ہوگی قیامت کے دن اور تمام آسمان لپٹے ہونگے اُسکے داہنے ہاتھ میں (اور کوئی دوسرا ایسا ہے نہیں پس) وہ پاک اور برتر ہے اُنکے شرک سے (اور اس آیت میں تقریر توحید کے ساتھ آیندہ مضمون کی تمہید بھی ہو گئی) ف والذین کفروا کی تقریر ترجمہ سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ یہاں اسکا لانا بطور تفریع علی السابق کے ہے پس نہ یہ وسوسہ رہا کہ یہاں سزا کے ساتھ جزا کیوں نہ مذکور ہوئی اور نہ اس وسوسہ کے دفع کے لیے اس کہنے کی ضرورت رہی کہ اسکا عطف تنجی پر ہے کیونکہ اسمیں دوسرا وسوسہ ہوگا کہ اسکا مقابلہ تو تری الذین کذبوا سے پورا ہو چکا تھا پھر اُسکی کیا ضرورت رہی اور السموٰت مطویات کی تفسیر کے لیے سورۂ انبیاء کی آیت یوم نطوی السماء الخ کی تفسیر ملاحظہ کر لیجاوے۔ اور یمین وغیرہ کا ثبوت متشابہات میں سے ہے بلا کیف ایمان واجب ہے اور توحید کو حق تعظیم باعتبار عقائد کے کہا ورنہ حق تعظیم اسمیں منحصر نہیں اور کسی شئے کا حق تعظیم ہونا باعتبار وسع عبد کے ہے اور نہ اُسکی ذات کاملہ کا حق کون ادا کر سکتا ہے۔ ربط اوپر ما قدروا اللہ الخ میں بضمن اثبات توحید و ابطال شرک مضمون مجازاۃ کی تمہید تھی اور اس سے اوپر بھی بعض آیات میں اجمالاً اُسکا ذکر ہوا ہے آگے مقصوداً و مفصلاً ختم سورت تک یہی مضمون ہے۔

خاتمہ در تفصیل مجازاۃ

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَاۗءَ اللّٰهُ ۭ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ۝ وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِايْۗءَ بِالنَّـبِيّٖنَ وَالشُّهَدَاۗءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۝ وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا ۭ حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَاۗءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۭ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَي الْكٰفِرِيْنَ ۝ قِيْلَ ادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝

ع ۷ ۴

ملحقات الترجمۃ

۱ قولہ فی اعبد اللہ بعد نسکے اشارۃ الی وجہ التفریع بالفاء ۱۲

۲ قولہ فی بل اللہ فاعبد تو اے مخاطب نہ اشارۃ الی معنی الفاء ودلیل ۱۲

وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا

اور جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے تھے وہ گروہ گروہ ہو کر جنت کی طرف روانہ کیے جاوینگے یہانتک کہ جب اسکے پاس پہونچیں گے اور اسکے دروازے کھلے ہوئے ہونگے اور وہاں کے محافظ انسے کہینگے السلام علیکم تم مزہ میں رہو

خَالِدِينَ ۝ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي صَدَقَنَا وَعْدَهُ وَأَوْرَثَنَا الْأَرْضَ نَتَبَوَّأُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ ۖ فَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ ۝

ہمیشہ رہنے کے لیے داخل ہو جاؤ - اور کہیں گے کہ اللہ کا شکر ہی جس نے ہم سے اپنا وعدہ سچا کیا اور ہمکو اس سرزمین کا مالک بنا دیا کہ ہم جنت میں جہاں چاہیں مقام کریں - غرض عمل کرنے والوں کا اچھا بدلا ہی

ربع

وَتَرَى الْمَلَائِكَةَ حَافِّينَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۖ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيلَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

ع ۸

اور آپ فرشتوں کو دیکھینگے کہ عرش کے گرداگرد حلقہ باندھے ہونگے اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے ہونگے اور تمام بندوں میں ٹھیک ٹھیک فیصلہ کر دیا جاویگا اور کہا جاویگا کہ ساری خوبیاں خدا کو زیبا ہیں جو تمام عالم کا پروردگار ہی

وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ ۝ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي صَدَقَنَا وَعْدَهُ وَأَوْرَثَنَا الْأَرْضَ نَتَبَوَّأُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ ۖ فَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ ۝ وَتَرَى الْمَلَائِكَةَ حَافِّينَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۖ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيلَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ اور (قیامت کے روز جسکا اوپر ذکر آیا ہی صور میں پھونک ماری جاویگی سو تمام آسمان اور زمین والوں کے ہوش اڑجاوینگے (پھر زندہ تو مر جاوینگے اور مُردوں کی روحیں بیہوش ہو جاوینگی) مگر جسکو خدا چاہے (وہ اس بیہوشی اور موت سے محفوظ رہیگا) پھر اس (صور) میں دوبارہ پھونک ماری جاویگی تو دفعۃً سب کے سب (ہوش میں آکر اور ارواح کا تعلق ابدان سے ہوکر قبروں سے نکل) کھڑے ہو جاوینگے (اور چاروں طرف) دیکھنے لگیں گے (جیساکہ حادثہ غریبہ کے وقوع کے وقت عادت طبعی ہی) اور (پھر حق تعالیٰ حساب کے لیے زمین پر اپنی شان کے مناسب نزول و تجلی فرماوینگے اور) زمین اپنے رب کے نور (بے کیف) سے روشن ہو جاویگی اور (سب کا) نامہ اعمال (ہر ایک کے سامنے) رکھدیا جاویگا اور پیغمبر اور گواہ حاضر کیے جاوینگے (گواہ مفہوم عام سے شامل ہے پیغمبروں کو کما قال جئنا من کل امۃ بشھید اور فرشتوں کو کما قال تعالیٰ معھا سائق وشھید جسکی تفسیر ملک کے ساتھ مرفوعاً وموقوفاً وارد ہی کذا فی سورۃ ق من الدر المنثور اور امت محمدیہ کو کما قال تعالیٰ لتکونوا شھداء علی الناس اور اعضا و جوارح کو کما قال تعالیٰ تکلمنا ایدیھم وتشھد ارجلھم) اور سب (مکلفین) میں (حسب اعمال) ٹھیک ٹھیک فیصلہ کیا جاویگا اور ان پر ذرا ظلم نہ ہوگا (کہ کوئی نیک عمل جو بشرائطہ واقع ہوا ہو چھپا لیا جاوے یا کوئی بد عمل بڑھا دیا جاوے) اور ہر شخص کو اُسکے اعمال کا پورا بدلا دیا جاویگا (اعمال نیک میں بدلہ کے پورا ہونے سے مقصود نفی کمی کی ہی اور اعمال بد میں بدلہ کے پورا ہونے سے مقصود زیادتی کی نفی ہی) اور وہ سب کے کاموں کو خوب جانتا ہے (پس اُسکو ہر ایک کے موافق جزا دیدینا کچھ مشکل نہیں) اور (بیان اُس بدلہ کا جو نتیجہ فیصلہ کا ہی یہ ہے کہ) جو کافر ہیں وہ جہنم کی طرف گروہ گروہ بنا کر (دھکے دیکر ذلت وخواری کے ساتھ) ہانکے جاویں گے (گروہ گروہ اسلیے کہ اقسام و مراتب کفر کے جدا جدا ہیں پس ایک ایک طرح کے کفار کا ایک ایک گروہ ہوگا) یہاں تک کہ جب دوزخ کے پاس پہونچیں گے تو (اُسوقت) اُسکے دروازے کھول دیے جاوینگے اور اُن سے دوزخ کے محافظ (فرشتے بطور ملامت کے) کہینگے کیا تمہارے پاس تم ہی لوگوں میں سے (کہ اس صورت میں فیض لینا بھی آسان تہا) پیغمبر نہ آئے تھے جو تمکو تمہارے رب کی آیتیں پڑھکر سنایا کرتے تھے اور تمکو تمہارے اس دن کے پیش آنے سے ڈرایا کرتے تھے وہ کافر کہیں گے کہ ہاں (رسول بھی آئے تھے اور انہوں نے ڈرایا بھی) لیکن عذاب کا وعدہ کافروں پر (جنمیں ہم بھی داخل ہیں) پورا ہو کر رہا (یہ اعتذار نہیں بلکہ اعتراف ہی کہ باوجود ابلاغ کے ہم نے کفر کیا اور کافروں کے لیے جو عذاب موعود تہا وہ ہمارے سامنے آیا واقعی ہماری نالائقی ہی - پھر ان سے) کہا جاویگا (یعنی وہ فرشتے کہیں گے) کہ جہنم کے دروازوں میں داخل ہو (اور) ہمیشہ اس میں رہا کرو غرض (خدا کے احکام سے) تکبر کرنے والوں کا برا ٹھکانا ہی (پھر اس حکم کے بعد وہ جہنم میں داخل کیے جاوینگے اور دروازے بند کر دیے جاوینگے کما قال تعالیٰ علیھم نار موصدۃ - یہ تو کفار کا حال ہوا) اور جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے تھے (جسکا ابتدائی مرتبہ ایمان ہی پھر آگے مراتب مختلفہ ہیں) وہ گروہ گروہ ہو کر (کہ جس مرتبہ کا تقوی ہوگا اس مرتبہ کے متقی ایک جگہ کر دیے جاوینگے اور) جنت کی طرف (شوق دلا کر جلدی جلدی) روانہ کیے جاوینگے یہانتک کہ جب اُس (جنت) کے پاس پہونچیں گے اور اسکے دروازے (پہلے سے) کھلے ہوئے ہونگے (تاکہ ذرا بھی دیر نہ لگے اور نیز اہل اکرام کے لیے ایسا ہی ہوتا ہی جیسا مہمان کے لیے عادت ہی کہ پہلے سے دروازہ کھول دیا جاتا ہی کما قال تعالیٰ مفتحۃ لھم الابواب) اور وہاں کے محافظ (فرشتے) انسے (بطور اکرام وثنا کے) کہینگے کہ السلام علیکم تم مزہ میں رہو سو اس (جنت) میں ہمیشہ رہنے کے لیے داخل ہو جاؤ (اُسوقت اُسمیں داخل ہو جاوینگے) اور (داخل ہو کر) کہینگے کہ اللہ کا (لاکھ لاکھ) شکر ہی جس نے ہم سے اپنا وعدہ سچا کیا اور ہمکو اس سرزمین کا مالک بنا دیا کہ ہم جنت میں جہاں چاہیں مقام کریں (یعنی ہر شخص کو خوب فراغت کی جگہ ملی ہی

اللغات حافین من حول العرش فی القاموس محدقین باحفۃ ای جوانبہ ۱۲	النحو قولہ حتی اذا جاءوھا وفتحت الخ الواو للحال وجواب اذا محذوف مقدر علی ختم الآیۃ ای دخلوھا وعطف علیہ قالوا ۱۲

سورۃ المؤمن مکیۃ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وھی خمس وثمانون آیۃ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

حٰمٓ ۝ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝ غَافِرِ الذَّنْۢبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ

حم ۔ یہ کتاب اُتاری گئی ہے اللہ کی طرف سے جو زبردست ہے ہر چیز کا جاننے والا ہے گناہ کا بخشنے والا ہے اور توبہ قبول کرنیوالا ہے سخت سزا دینے والا ہے قدرت والا ہے اُسکے سوا کوئی لائق عبادت نہیں

اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝ مَا يُجَادِلُ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَا يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ ۝ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّالْاَحْزَابُ

اسی کے پاس جانا ہے ۔ اللہ تعالیٰ کی ان آیتوں میں وہی لوگ جھگڑے نکالتے ہیں جو منکر ہیں سو ان لوگوں کا شہروں میں چلنا پھرنا آپکو اشتباہ میں نہ ڈالے ۔ انسے پہلے نوح کی قوم نے اور دوسرے گروہوں نے بھی جو انکے بعد ہوئے

مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۠ وَهَمَّتْ كُلُّ اُمَّةٍۢ بِرَسُوْلِهِمْ لِيَاْخُذُوْهُ وَجٰدَلُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ فَاَخَذْتُهُمْ ۣ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ۝ وَكَذٰلِكَ

جھٹلایا تھا اور ہر امت نے اپنے پیغمبر کے گرفتار کرنے کا ارادہ کیا اور ناحق کے جھگڑے نکالے تاکہ اُس ناحق سے حق کو باطل کر دیں سو میں نے اُن پر داروگیر کی سو میری طرف سے کیسی سزا ہوئی ۔ اور اسی طرح

حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ۝ اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ

وقف لازم

تمام کافروں پر آپکے پروردگار کا یہ قول ثابت ہو چکا ہے کہ وہ لوگ دوزخی ہونگے ۔ جو فرشتے کہ عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو فرشتے اُسکے گرداگرد ہیں وہ اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے رہتے ہیں اور اُس پر ایمان رکھتے ہیں

کہ خوب کھل جاویں کہ جیسے جنتیں اٹھیں قیام کے طور پر تو اپنی ہی جگہ میں اور سیر کے طور پر دوسرے جنتی کے درجہ میں بھی) غرض (نیک عمل کرنیوالوں کا اچھا بدلا ہے (یہ یا تو ان ہی کا کلام ہو یا اللہ تعالیٰ کا ہے) اور اسکے آگے اجلاس سے اخیر فیصلہ تک کے اسی مضمون کو مختصر اور پرشوکت الفاظ میں بطور تلخیص کے فرماتے ہیں کہ) آپ فرشتوں کو دیکھینگے کہ (نزول اجلاس کے حساب کے وقت) عرش کے گرداگرد حلقہ باندھے ہونگے (اور) اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے ہونگے اور تمام بندوں میں ٹھیک ٹھیک فیصلہ کر دیا جاویگا اور (اس فیصلے ٹھیک ہونے پر بطرز جوش کے ساتھ ہی خروش ہوگا اور) کہا جاویگا کہ ساری خوبیاں خدا کو زیبا ہیں جو تمام عالم کا پروردگار ہے (جسنے ایسا عمدہ فیصلہ کیا یعنی اس نعرۂ تحسین پر دربار برخاست ہو جاویگا) **ف** یہاں قیام فرمایا اور یسین میں نیسلون و جہ تطبیق سورۂ یسین میں مذکور ہوئی ہے ۔ آور سانحہ ان شاء اللہ کی تفسیر سورۂ نمل کے اخیر رکوع میں گذر چکی ہے اور ان آیت میں دوسرے قول بعض حافظین کی تفسیریں جو کہا گیا ہے درمنثور کی حدیث مرفوع سے ماخوذ ہے اور جنت کے موضع مستی کو ارض کہنے میں حقیقت اور مجاز دونوں محتمل ہیں وقد لہ بعونہ تعالیٰ وبعونہ تفسیر سورۃ الزمر لثانی والعشرین من ربیع الاول ۱۳۲۵ شہر من لہ السفیع الاول یوم الاثنین ۱۳۲۵ من الھجرۃ ۔ سورۃ المؤمن مکیۃ وھی خمس وثمانون ربط اس تمام سورۃ کا حاصل تین مضمون ہیں ایک توحید ہیں اسپر استدلال ہے کہیں اُسکا امر اور اُسکے ضد سے نہی ہے اور کہیں اُسکے اعتقاد رکھنے والوں کی مدح اور بشارت ہے دوسرا مضمون مجادلین فی الحق کی مذمت حق میں رسالت وغیرہ بھی داخل ہے تہدید ہے کہیں عقوبت دنیویہ کہیں عذاب اُخرویہ تیسرا مضمون رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا تسلیہ ہے اور تہدید و تسلیہ کی تاکید و تائید کیلئے فرعون اور موسیٰ علیہ السلام کا قصہ کسیقدر مفصل اور انبیاء سابقین کا ارسال بعنوان مجمل بیان فرمایا ہے اور سورت سابقہ کے ختم پر مومنین و کفار کا تفاوت حال آخرت میں کہ ایک ناجی ایک مبتلائے نکال ہے اور اس سورت میں فریقین کا تفاوت حال دنیا میں کہ ایک مومن منقاد دوسرا گرفتار جدال و ضلال ہے مذکور ہے تو دونوں کے خاتمہ و فاتحہ میں بھی تناسب ظاہر ہو گیا اور اس بیان حال فی الدنیا سے پہلے جو منزل بالنسخ کی حقیقت اور منزل بالکسر کی بعض صفات مع توحید وارد ہیں وہ بطور تمہید تھیں محل اختلاف مجادلین اور اُسکے متعلقین کے سمجھنا چاہئے پس خاتمہ و فاتحہ کے مضمون میں تخلل اجنبی کا شبہہ نہ کرنا چاہیئے ۔

تہدید مجادل عنید و تعدید مدائح اہل توحید بعد بیان حقیت قرآن مجید و بعض صفات عزیز حمید بطور تمہید بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ حٰمٓ ۝ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝ غَافِرِ الذَّنْۢبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝ مَا يُجَادِلُ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَا يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ ۝ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّالْاَحْزَابُ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۠ وَهَمَّتْ كُلُّ اُمَّةٍۢ بِرَسُوْلِهِمْ لِيَاْخُذُوْهُ وَجٰدَلُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ فَاَخَذْتُهُمْ ۣ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ۝ وَكَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ۝ اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ

اللغات الطول فی القاموس القدرۃ والغنی والسعۃ والفضل قولہ لیدحضوا دحضت الحجۃ بطلت کذا فی القاموس ۱۲

البلاغۃ قولہ العزیز الی ذی الطول فی بعض الصفات ترھیب فی بعضھا ترغیب ۔ قولہ وقابل التوب توسیط الواو بین الغافر والقابل لافادۃ الجمع للمذنب التائب بین رحمتین الغفران وقبول التوبۃ ولانیا فی ذلک انہ عز وجل قد یغفر لمن لم یتب کما فی الروح مختصر

وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ

اور ایمان والوں کے لیے استغفار کیا کرتے ہیں۔ کہ اے ہمارے پروردگار آپکی رحمت اور علم ہر چیز کو شامل ہے سو اُن لوگوں کو بخشدیجیے جنہوں نے توبہ کرلی ہے اور آپکے رستے پر چلتے ہیں اور انکو جہنم کے عذاب سے

الْجَحِيْمِ ۝ رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ِ الَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

بچالیجیے۔ اے ہمارے پروردگار اور انکو ہمیشہ رہنے کی بہشتوں میں جنکا آپنے انسے وعدہ کیا ہے داخل کردیجیے اور اُنکے ماں باپ اور بیبیوں اور اولاد میں جو لائق ہوں اُنکو بھی داخل کردیجیے۔ بلاشک آپ بڑے حکمت والے ہیں

وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ ۭ وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَىِٕذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ۭ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝

اور اُنکو تکالیف سے بچائیے۔ اور آپ جسکو اس دن کی تکالیف سے بچالیں تو اُسپر آپ نے مہربانی فرمائی اور یہ بڑی کامیابی ہے۔

وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۝ رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ الَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ ۭ وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَىِٕذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ۭ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ حٰم (اسکے معنی اللہ ہی کو معلوم ہیں) یہ کتاب اُتاری گئی ہے اللہ کی طرف سے جو زبردست ہے ہر چیز کا جاننے والا ہے گناہ کا بخشنے والا ہے اور توبہ کا قبول کرنے والا ہے سخت سزا دینے والا ہے قدرت والا ہے اُسکے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اُسی کے پاس (سب کو) جانا ہے (پس قرآن اور توحید کی حقیت کا مقتضا یہ ہے کہ اسمیں انکار و جدال نہ کیا جاوے مگر پھر بھی) اللہ تعالیٰ کی ان آیتوں میں (یعنی قرآن میں جو کہ مشتمل توحید پر بھی ہے) وہی لوگ (ناحق کے) جھگڑے نکالتے ہیں جو (اسکے) منکر ہیں (اور اس انکار کا مقتضا یہ ہے کہ انکو سزا ہو جاتی لیکن عاجلا سزا نہ ہونا استدراج ہے) سو ان لوگوں کا شہروں میں (امن و امان سے حظوظ دنیویہ کے لیے) چلنا پھرنا آپکو اشتباہ میں نہ ڈالے (کہ اس سے انکا سزا سے ہمیشہ کے لیے بچا رہنا سمجھ لیا جاوے اور آپ کے اس خطاب سے دوسروں کو سنانا مقصود ہے غرض ان پر کسی نہ کسی وقت دار وگیر ضرور ہوگی چنانچہ) ان سے پہلے نوح (علیہ السلام) کی قوم نے اور دوسرے گروہوں نے بھی جو کہ ان کے بعد ہوئے (جیسے عاد و ثمود وغیرہم دین حق کو) جھٹلایا تھا اور ہر امت (میں سے جو لوگ ایمان نہ لائے تھے اُنہوں) نے اپنے پیغمبر کے گرفتار کرنیکا ارادہ کیا (کہ پکڑ کر قتل کر دیا جاوے) اور ناحق کے جھگڑے نکالے تاکہ اس ناحق سے حق کو باطل کردیں سو میں نے (آخر) اُنپر دار وگیر کی سو (دیکھو) میری طرف سے (انکو کیسی سزا ہوئی اور جسطرح انکو دنیا میں سزا ہوئی) اسی طرح تمام کافروں پر آپکے پروردگار کا یہ قول ثابت ہوچکا ہے کہ وہ لوگ (آخرت میں) دوزخی ہونگے (یعنی یہاں بھی سزا ہوئی اور وہاں بھی ہوگی اسی طرح لوگ بسبب ان کفار حاضرین کو بھی دار وگیر اور سزا ہونے والی ہے خواہ دونوں عالم میں یا آخرت میں۔ یہ تو حال منکرین کا ہوا کہ مستحق اہانت و عقوبت ہیں اور جو لوگ موحد اور مومن ہیں وہ ایسے مکرم ہیں کہ ملائکہ مقربین مثل ایمان و تسبیح کے ان کے لیے دعا و استغفار کرنے میں مشغول رہتے ہیں جو کہ حسب قاعدہ یفعلون ما یؤمرون علامت ہے آنکے مامور بالاستغفار ہونے کی جس سے مومنین کا محبوب عند اللہ ہونا ثابت ہوتا ہے چنانچہ ارشاد ہے کہ) جو فرشتے کہ عرش (الٰہی) کو اُٹھائے ہوئے ہیں اور جو فرشتے اُسکے گرداگرد ہیں وہ اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے رہتے ہیں اور اُسپر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان والوں کے لیے (اس طرح دعا و) استغفار کیا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار آپکی رحمت (عامہ) اور علم ہر چیز کو شامل ہے (پس اہل ایمان پر بدرجۂ اولیٰ رحمت ہوگی اور اُنکے ایمان کا آپکو علم بھی ہے) سو اُن لوگوں کو بخشدیجیے جنہوں نے (شرک و کفر سے) توبہ کرلی ہے اور آپ کے رستہ پر چلتے ہیں اور اُنکو جہنم کے عذاب سے بچالیجیے (یہ لازم مقتضا ہے مغفرت کا کیونکہ سبب عذاب کا ذنوب ہیں ان کے ارتفاع سے وہ بھی مرتفع ہوجاویگا) اے ہمارے پروردگار اور (دوزخ سے بچا کر) اُنکو ہمیشہ رہنے کی بہشتوں میں جنکا آپنے ان سے وعدہ کیا ہے داخل کردیجیے اور اُن کے ماں باپ اور بیبیوں اور اولاد میں جو (جنت کے) لائق (یعنی مومن) ہوں (گو اُن موصوفین کے درجہ کے نہ ہوں) اُنکو بھی (اس میں) داخل کردیجیے بلاشک آپ زبردست حکمت والے ہیں (کہ مغفرت پر قادر ہیں اور ہر ایک کے مناسب اُسکو درجہ عطا فرماتے ہیں) اور (جیسا ان کو دوزخ سے جو کہ عذاب اعظم ہے بچانے کے لیے آپ سے دعا ہے اسی طرح یہ بھی دعا ہے کہ) اُنکو (قیامت کے دن ہر طرح کی) تکالیف سے بچائیے (گو وہ جہنم سے خفیف ہوں جیسے میدان قیامت کی پریشانیاں) اور آپ جسکو اس دن کی تکالیف سے بچالیں تو اُسپر آپنے (بہت) مہربانی فرمائی اور یہ (جو مذکور ہوا مغفرت و حفاظت عذاب اکبر و اصغر سے اور دخول جنت) بڑی کامیابی ہے (پس اپنے ہمجنسوں کو اس سے محروم نہ رکھیے) **ف** یہاں سے سورۂ احقاف تک متصل سات سورتیں حٰم سے شروع ہوئی ہیں اور عجیب لطیفہ ہے کہ ساتوں قرآن مجید کی منزل ہفتم کی ... مضمون سے شروع ہوئی ہیں اور ایک آیت میں جو یستغفرون لمن فی الارض آیا ہے وہاں من فی الارض سے مراد مومنین ہیں یا استغفار سے مراد دعائے ترک معاجلت عقوبت ہے۔ ربط اوپر تہدید میں ھم اصحاب النار سے کفار کا دوزخ میں داخل ہونا مذکور تھا آگے دخول نار کے بعد کا حال مذکور ہوتا ہے۔

بعضے از احوال کفار بعد دخول نار

ملحقات الترجمۃ

ص۱ قولہ فی ما یجادل ناحق ... العقلیۃ والنقلیۃ من قولہ ... وجادلوا بالباطل

ص۲ قولہ من فاغفر للذین ... رحمتہ ... الجنۃ

... معارف

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللّٰهِ اَكْبَرُ مِنْ مَّقْتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ اِذْ تُدْعَوْنَ اِلَى الْاِيْمَانِ فَتَكْفُرُوْنَ ۝ قَالُوْا رَبَّنَآ

جو لوگ کافر ہوئے اُن کو پکارا جاویگا — کہ جیسی تم کو اپنے سے نفرت ہے اس سے بڑھ کر خدا کو نفرت تھی — جبکہ تم ایمان کی طرف بلائے جاتے تھے پھر تم نہیں مانا کرتے تھے۔ وہ لوگ کہیں گے اے ہمارے پروردگار

اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ ۝ ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗٓ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ

آپ نے ہم کو دوبار مردہ رکھا اور دوبار زندگی دی — سو ہم اپنی خطاؤں کا اقرار کرتے ہیں — تو کیا نکلنے کی کوئی صورت ہے — وجہ اسکی یہ ہے کہ جب صرف اللہ کا نام لیا جاتا تھا

كَفَرْتُمْ ۚ وَاِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا ۭ فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ ۝ هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ وَيُنَزِّلُ لَكُمْ مِّنَ السَّمَاۗءِ رِزْقًا ۭ

تو تم انکار کیا کرتے تھے۔ اور اگر اسکے ساتھ کسی کو شریک کیا جاتا تھا تو تم مان لیتے تھے۔ سو یہ فیصلہ اللہ کا ہے جو عالیشان بڑے رتبہ والا ہے۔ وہی ہے جو تم کو اپنی نشانیاں دکھلاتا ہے اور آسمان سے تمہارے لیے رزق بھیجتا ہے۔

وَمَا يَتَذَكَّرُ اِلَّا مَنْ يُّنِيْبُ ۝ فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ ۚ

اور صرف وہی شخص نصیحت قبول کرتا ہے جو رجوع کرتا ہے — سو تم لوگ خدا کو خالص اعتقاد کر کے پکارو — گو کافروں کو ناگوار ہو — وہ رفیع الدرجات ہے وہ عرش کا مالک ہے

يُلْقِي الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰي مَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ۝

وہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے — وحی یعنی اپنا حکم بھیجتا ہے — تاکہ اجتماع کے دن سے ڈرائے

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللّٰهِ اَكْبَرُ مِنْ مَّقْتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ اِذْ تُدْعَوْنَ اِلَى الْاِيْمَانِ فَتَكْفُرُوْنَ ۝ قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ ۝ ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗٓ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ ۚ وَاِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا ۭ فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ ۝ جو لوگ کافر ہوئے (وہ جب دوزخ میں جا کر اپنے کفر و شرک کے اختیار کرنے پر حسرت و افسوس کرینگے اور خود انکو اپنے سے سخت نفرت ہوگی حتی کہ غصہ کے مارے اپنی انگلیاں کاٹ کاٹ کھاوینگے کما فی الدر عن الحسن اُسوقت) اُنکو پکارا جاویگا کہ جیسی تم کو (اسوقت) اپنے سے نفرت ہے اس سے بڑھکر خدا کو (تم سے) نفرت تھی جبکہ تم (دنیا میں) ایمان کی طرف بلائے جاتے تھے پھر (بلانے کے بعد) تم نہیں مانا کرتے تھے (اس کہنے سے مقصود زیادت تحسیر و تندیم ہے) وہ لوگ کہینگے کہ اے ہمارے پروردگار (ہم جو حیوٰۃ ثانیہ کا انکار کیا کرتے تھے اور اسی کے انکار سے کفر و شرک و جمیع معاصی پر دلیر تھے اب ہمکو اپنی غلطی معلوم ہوگئی چنانچہ ہمنے دیکھ لیا کہ) آپنے ہمکو دوبار مردہ رکھا (ایکبار قبل تولد جبکہ حالت جمادیت میں تھے جسمیں جان متعارف نہیں ہوتی اور دوسری بار جسکو سب موت کہتے ہیں) اور دوبار زندگی دی (ایک دنیا کی زندگی دوسری آخرت کی وہذا کقولہ تعالیٰ کنتم امواتًا الآیۃ یہ سب چار حالتیں ہوئیں گو انہیں انکار ایک ہی کا تھا اور اُسی کا اقرار اسوقت مقصود ہے لیکن بقیہ تین حالتیں اسلیے ذکر کردیں کہ وہ یقینی تھیں پس مقصود یہ ہوگا کہ یہ رابعہ بھی مثل ان ہی ثلثہ کے متیقن و متحقق ہے سو ہم اپنی خطاؤں کا (جنمیں اصل انکار بعث ہے اور باقی اسکے فروع) اقرار کرتے ہیں تو کیا (یہاں سے) نکلنے کی کوئی صورت ہے (کہ دنیا میں پھر جا کر ان سب خطاؤں کا تدارک کریں کقولہ تعالیٰ هل الی مرد من سبیل وقولہ فارجعنا نعمل صالحًا۔ جواب ارشاد ہوگا کہ تمہارے نکلنے کی کوئی صورت نہیں بلکہ ہمیشہ یہیں رہنا ہوگا اور) وجہ اسکی یہ ہے کہ جب صرف اللہ کا نام لیا جاتا تھا (یعنی توحید کا ذکر ہوتا تھا) تو تم انکار کیا کرتے تھے اور اگر اُسکے ساتھ کسی کو شریک کیا جاتا تھا تو تم مان لیتے تھے (کقولہ تعالیٰ اذا ذکر اللّٰہ وحدہ الخ) سورۂ زمر) یہ فیصلہ اللہ کا (کیا ہوا) ہے جو عالیشان (اور) بڑے رتبہ والا ہے (یعنی چونکہ حق تعالیٰ کے علو و کبریا کے اعتبار سے یہ جرم عظیم تھا اسلیے فیصلہ میں عقوبت بھی عظیم تجویز ہوئی یعنی خلود) ربط اوپر شروع کی آیتوں میں جو توحید و تہدید کا مضمون ہے آگے پھر اسی طرف عود ہے و نیز متصلاً اوپر اذا دعی اللہ الخ میں سبب عقاب کا شرک سے مذکور ہے اگلے مضمون سے اسکی بھی تقریر ہوگئی۔

توحید مع التہدید — هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ وَيُنَزِّلُ لَكُمْ مِّنَ السَّمَاۗءِ رِزْقًا ۭ وَمَا يَتَذَكَّرُ اِلَّا مَنْ يُّنِيْبُ ۝ فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ ۚ يُلْقِي الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰي مَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ۝

ملحقات الترجمہ

له قولہ قبل ذلکم کوئی صورت نہیں اشارۃ الی ان الجواب ہو لا سبیل الی الخروج وقولہ ذلکم الخ دال علیہ قائم مقامہ ۱۲

النحو قولہ لمقت اللّٰہ الخ اذ ظرفیۃ وہی ظرف لمقت الاول والمعنی لمقت اللہ تعالیٰ انفسکم فی الدنیا اذ تدعون الی الایمان فتکفرون اشد من مقتکم ایاہا الیوم وانتم فی النار لزمان المقتین مختلف وکون زمان الاول الدنیا والثانی الآخرۃ مروی عن الحسن اخرجہ عبد بن حمید وابن المنذر عن مجاہد۔ واعترض علیہ بلزوم الفصل بین المصدر ومافی صلتہ باجنبی ہو الخبر وفی امالی ابن الحاجب لا باس بذلک لان الظرف متسع فیہا کذا فی الروح قلت لظہر ہذا الترکیب من رحجنی۔ رفیع الدرجٰت وکذا الخ یلقی مکذا بعلم ہی اخبار لمبتدا المقدر او ہو فی ہو الذی

یریکم فالمقصود بہذا الکل تعدید صفات الکمال للہ تعالیٰ فلا حاجۃ الی التکلف فی ربط قولہ تعالیٰ لیعلم بقولہ یا للظلمین الخ کما فعل بعضہم ۱۲

البلاغۃ قولہ امتنا فی الروح والامانۃ وان کانت حقیقۃ فی تصییر الحیوۃ معدومۃ بعد ان کانت موجودۃ فہو من باب المجاز کما قالوا فی ضیق فم الرکیۃ وفی الآیۃ یقال لعموم المجاز لکلا یلزم الجمع بین الحقیقۃ والمجاز ۱۲

الکلام قولہ امتنا الخ فیہ دلیل علی بطلان التناسخ لان القائلین بہ یقولون بکون کل من الاحیاء والاماتۃ فاتیا الحصر فضلا عن اثنتین ۱۲

يَوْمَ هُم بَارِزُونَ ۖ لَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ۚ لِّمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۖ لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۝ الْيَوْمَ تُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ ۚ

جس دن سب لوگ سامنے آموجود ہونگے اُن کی بات خدا سے مخفی نہ رہے گی آج کے روز کس کی حکومت ہوگی بس اللہ ہی کی ہوگی جو یکتا غالب ہے۔ آج ہر شخص کو اُسکے کیے کا بدلا دیا جاویگا۔

لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝ وَأَنذِرْهُمْ يَوْمَ الْآزِفَةِ إِذِ الْقُلُوبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كَاظِمِينَ ۚ مَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ حَمِيمٍ وَ

آج کچھ ظلم نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔ اور آپ ان لوگوں کو ایک قریب آنیوالی مصیبت کے دن سے ڈرائیے جس وقت کلیجے مُنہ کو آجاویںگے گھٹ گھٹ جاوینگے۔ ظالموں کا نہ کوئی دلی دوست ہوگا اور

لَا شَفِيعٍ يُطَاعُ ۝ يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ ۝ وَاللَّهُ يَقْضِي بِالْحَقِّ ۖ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِهِ لَا يَقْضُونَ

نہ کوئی سفارشی ہوگا جسکا کہا مانا جاوے۔ وہ آنکھوں کی چوری کو جانتا ہے اور اُنکو بھی جو سینوں میں پوشیدہ ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ٹھیک ٹھیک فیصلہ کردیگا اور خدا کے سوا جنکو یہ لوگ پکارا کرتے ہیں وہ کسی طرح کا بھی فیصلہ

بِشَيْءٍ ۗ إِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ۝ أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ كَانُوا مِن قَبْلِهِمْ ۚ كَانُوا هُمْ

نہیں کر سکتے۔ اللہ ہی سب کچھ سُننے والا سب کچھ دیکھنے والا ہے۔ کیا ان لوگوں نے ملک میں چل پھر کر نہیں دیکھا کہ جو لوگ ان سے پہلے ہو گذرے ہیں اُن کا کیسا انجام ہوا وہ لوگ

أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَآثَارًا فِي الْأَرْضِ فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ وَمَا كَانَ لَهُم مِّنَ اللَّهِ مِن وَاقٍ ۝ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانَت

قوت اور اُن نشانوں میں جو کہ زمین پر چھوڑ گئے ہیں ان سے بہت زیادہ تھے سو اُنکے گناہوں کی وجہ سے خدا نے اُن پر دارو گیر فرمائی اور اُن کا کوئی خدا سے بچانے والا نہ ہوا۔ یہ اس سبب سے ہوا کہ

تَّأْتِيهِمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَكَفَرُوا فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ ۚ إِنَّهُ قَوِيٌّ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝

اُنکے پاس اُن کے رسول واضح دلیلیں لیکر آتے رہے پھر اُنہوں نے نہ مانا تو اللہ تعالیٰ نے اُن پر مواخذہ فرمایا۔ بیشک وہ بڑی قوت والا سخت سزا دینے والا ہے۔

يَوْمَ هُم بَارِزُونَ ۚ لَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ۚ لِّمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۖ لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۝ الْيَوْمَ تُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ ۚ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝ وَأَنذِرْهُمْ يَوْمَ الْآزِفَةِ إِذِ الْقُلُوبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كَاظِمِينَ ۚ مَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ حَمِيمٍ وَلَا شَفِيعٍ يُطَاعُ ۝ يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ ۝ وَاللَّهُ يَقْضِي بِالْحَقِّ ۖ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِهِ لَا يَقْضُونَ بِشَيْءٍ ۗ إِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ۝ أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ كَانُوا مِن قَبْلِهِمْ ۚ كَانُوا هُمْ أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَآثَارًا فِي الْأَرْضِ فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ وَمَا كَانَ لَهُم مِّنَ اللَّهِ مِن وَاقٍ ۝ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانَت تَّأْتِيهِمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَكَفَرُوا فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ ۚ إِنَّهُ قَوِيٌّ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝ وہی ہے جو تمکو اپنی نشانیاں (قدرت کی) دکھلاتا ہے تاکہ اُنسے توحید پر استدلال کرو) اور (وہی ہے جو) آسمان سے تمہارے لیے رزق بھیجتا ہے (یعنی بارش کرتا ہے جس سے رزق پیدا ہوتا ہے یہ بھی منجملہ مذکورہ نشانیوں کے ہے) اور (ان نشانیوں سے) صرف وہی شخص نصیحت قبول کرتا ہے جو (خدا کی طرف) رجوع (کرنیکا ارادہ) کرتا ہے (کیونکہ قصد رجوع سے غور و تامل کرتا ہے اور تامل سے حق تک پہونچ جاتا ہے) سو (جب توحید پر دلائل قائم ہیں تو) تم لوگ (کفر و شرک کو چھوڑ کر) خدا کو خالص اعتقاد کر کے (یعنی توحید کے ساتھ) پکارو (اور مسلمان ہو جاؤ) گو کافروں کو ناگوار (ہی کیوں نہ) ہو وہ رفیع الدرجات ہے وہ عرش کا مالک ہے وہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے وحی یعنی اپنا حکم بھیجتا ہے تاکہ وہ (صاحب وحی لوگوں کو) اجتماع کے دن سے (یعنی قیامت کے دن سے) ڈرائے جس دن سب لوگ (خدا کے) سامنے آموجود ہونگے (کہ) اُنکی بات خدا سے مخفی نہ رہیگی آج کے روز کسکی حکومت ہوگی بس اللہ ہی کی ہوگی جو یکتا (اور) غالب ہے آج ہر شخص کو اُسکے کیے (ہوئے کاموں) کا بدلا دیا جاویگا آج (کسی پر) کچھ ظلم نہ ہوگا اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب لینے والا ہے اور (جیسا سب پیغمبروں کو اُس دن سے ڈرانیکا حکم ہوا ہے کما مر من قولہ تعالیٰ الخ اسیطرح آپ بھی اسکے مامور ہیں پس) آپ (بھی) ان لوگوں کو ایک قریب آنیوالی مصیبت کے دن (کہ روز قیامت ہے) ڈرائیے جس وقت کلیجے مُنہ کو آجاوینگے (غم سے) گھٹ گھٹ جاوینگے (اُس روز) ظالموں (یعنی کافروں) کا نہ کوئی دلی دوست ہوگا اور نہ کوئی سفارشی ہوگا جسکا کہا مانا جاوے (اور) وہ (ایسا ہے کہ) آنکھوں کی چوری کو جانتا ہے اور اُن (باتوں) کو بھی جو سینوں میں پوشیدہ ہیں (جنکو دوسرا نہیں جانتا مطلب یہ کہ اسکو تمام اعمال عباد کا احاطہ علمیہ ہے جس پر مجازاۃ موقوف ہے) اور (چونکہ اللہ تعالیٰ (کا علم اور جمیع صفات کامل ہیں اسلیے وہ) ٹھیک ٹھیک فیصلہ کردیگا اور خدا کے سوا جنکو یہ لوگ پکارا کرتے ہیں وہ کسی طرح کا بھی فیصلہ نہیں کر سکتے (کیونکہ) اللہ ہی سب کچھ سننے والا سب کچھ دیکھنے والا ہے (اسیطرح اسکی اور بھی صفات کامل ہیں اور دوسرے معبود ان صفات کمال سے عاری ہیں اسلیے اُسکے سوا کوئی فیصلہ بھی نہیں کر سکتا اس سے دو باتیں ثابت ہوئیں ایک عجز انداد کا اور تصریح سے دوسرے نفی شرکت کی

اللغات الآزفة بمعنی القریبة موصوفها مقدر ای الخطة۔ خائنة صفة للنظرة وجعل النظرة خائنة اسناد مجازی او ہو مصدر کالکاذبة والعافیة ای خیانة الاعین ۱۲

النحو کاظمین حال من اصحاب القلوب علی المعنی فان ذکر القلوب یدل علی ذکر اصحابها ۱۲

البلاغة اذ القلوب الخ کنایة عن شدة الخوف او فرط التألم۔ قوله یطاع للرادنفی الصفة والموصوف ۱۲

ملحقات الترجمة

لہ قولہ قبل ولو کرہ مسلمان ہو جاؤ۔ اشارہ الی ان قولہ تعالیٰ ولو کرہ الکافرون بیست قرینة قویة علی ان الخطاب فی فادعوا اللہ للمؤمنین خاصة بل تعم ابن الخطاب للکفار وامروا بالاسلام فیتفق علیه قولہ ولو کرہ الکافرون ۱۲

ع ۲ / ۱۱ / ۷

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا وَسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ۝ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَقَارُونَ فَقَالُوا سَاحِرٌ كَذَّابٌ ۝ فَلَمَّا جَاءَهُم بِالْحَقِّ

اور ہم نے موسیٰ کو اپنے احکام اور کھلی دلیل کے ساتھ فرعون اور ہامان اور قارون کے پاس بھیجا تو ان لوگوں نے کہا کہ یہ جادوگر جھوٹا ہے پھر جب وہ لوگوں کے پاس دین حق

مِنْ عِندِنَا قَالُوا اقْتُلُوا أَبْنَاءَ الَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ وَاسْتَحْيُوا نِسَاءَهُمْ ۚ وَمَا كَيْدُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ ۝ وَقَالَ فِرْعَوْنُ

جو ہماری طرف سے تھا لیکر آئے تو ان لوگوں نے کہا کہ جو لوگ ان کے ساتھ ایمان لے آئے ہیں اُن کے بیٹوں کو قتل کر ڈالو۔ اور ان کی لڑکیوں کو زندہ رہنے دو اور ان کافروں کی تدبیر محض بے اثر ہی اور فرعون نے

ذَرُونِي أَقْتُلْ مُوسَىٰ وَلْيَدْعُ رَبَّهُ ۖ إِنِّي أَخَافُ أَن يُبَدِّلَ دِينَكُمْ أَوْ أَن يُظْهِرَ فِي الْأَرْضِ الْفَسَادَ ۝ وَقَالَ مُوسَىٰ إِنِّي عُذْتُ

کہ مجھکو چھوڑو میں موسیٰ کو قتل کر ڈالوں اور اسکو چاہیے کہ اپنے رب کو پکارے۔ مجکو اندیشہ ہے کہ وہ تمہارا دین بدل ڈالے یا ملک میں کوئی خرابی پھیلا دے اور موسیٰ نے کہا کہ میں

بِرَبِّي وَرَبِّكُم مِّن كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ ۝ ع وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ إِيمَانَهُ أَتَقْتُلُونَ

ع ۴ / ۸

اپنے اور تمہارے پروردگار کی پناہ لیتا ہوں ہر مغرور شخص سے جو روز حساب پر یقین نہیں رکھتا۔ اور ایک مومن شخص نے جو کہ فرعون کے خاندان سے تھے اپنا ایمان پوشیدہ رکھتے تھے کہا کہ تم ایک شخص کو اس بات پر قتل

رَجُلًا أَن يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ وَقَدْ جَاءَكُم بِالْبَيِّنَاتِ مِن رَّبِّكُمْ ۖ وَإِن يَكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهُ ۖ وَإِن يَكُ صَادِقًا يُصِبْكُم بَعْضُ الَّذِي يَعِدُكُمْ

کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ ہے حالانکہ وہ تمہارے رب کی طرف سے دلیلیں لیکر آیا ہے اور اگر وہ جھوٹا ہی ہو تو اُس کا جھوٹ اُسی پر پڑیگا اور اگر وہ سچا ہو تو وہ جو کچھ پیشین گوئی کر رہا ہے اس میں سے کچھ تو تم پر پڑیگا۔

اور یہ لوگ جو ایسے مضامین مجازاۃ و مکافات کے منکر کفر و شرک کے موجب سزا ہونے سے انکار کرتے ہیں تو) کیا ان لوگوں نے ملک میں چل پھر کر نہیں دیکھا کہ جو (کافر) لوگ ان سے پہلے ہو گذرے ہیں (اس کفر کی بدولت) اُنکا کیسا انجام ہوا وہ لوگ قوت اور اُن نشانوں میں جو کہ زمین پر چھوڑ گئے ہیں (مثل عمارات وغیرہ) ان (موجودین) سے بہت زیادہ تھے سو اُنکے گناہوں کی وجہ سے (کہ اشد درجہ انہیں کفر تھا) خدا نے اُنپر دارو گیر فرمائی (یعنی عذاب نازل کیا) اور اُنکا کوئی خدا (کے عذاب) سے بچانیوالا نہ ہوا (آگے اُن ذنوب کی تفصیل ہے کہ) یہ (مواخذہ) اس سبب سے ہوا کہ اُنکے پاس اُنکے رسول واضح دلیلیں (یعنی معجزات کہ دلائل نبوت ہیں) لیکر آتے رہے پھر اُنہوں نے نہ مانا تو اللہ تعالیٰ نے اُنپر مواخذہ فرمایا بیشک وہ بڑی قوت والا سخت سزا دینے والا ہے (پس جب علت مواخذہ کی کفر و شرک ہے جو انہیں بھی مشترک ہے پھر یہ مواخذہ سے کیسے مامون ہیں خواہ دارین میں خواہ دار آخرت میں) **ف** رفیع الدرجات کے حسب قول خازن وغیرہ دو معنی ہو سکتے ہیں ایک رافع الدرجات اس صورت میں رسالت اور بعث کے مضمون سے اسکو مناسبت ہوگی کہ وہ کسی کا درجہ رسالت تک بڑھا دیتا ہے جیسا آگے ہے یلقی الروح الخ اور اسیطرح قیامت میں اہل عمل کو مختلف درجات عطا فرماویگا جیسا دوسری جگہ ارشاد ہے ھم درجات عنداللہ۔ اور دوسرے معنے مرتفع الدرجات یعنی عظیم الصفات پس درجات کا بمعنی المجازی صفات پر اطلاق ہوگا کیونکہ معنی حقیقی اسکے مصاعد و معارج کے ہیں۔ اور قیامت کو یوم التلاق کہنا ظاہر ہے کہ سب الخلائق اسمیں مجتمع ہونگے۔ اور درمنثور میں لمن الملک فرمانا دو بار مروی ہے ایک بعد نفخہ اولی کے بعد سب کے فنا کے۔ دوسرا بعد نفخہ ثانیہ کے قبل شروع حساب کے روی الاول فی قولہ تعالیٰ ونفخ فی الصور فصعق الخ وروی الثانی فی ھذہ الآیات لیکن قرآن مجید کی تفسیر ان روایات پر موقوف نہیں ظاہر متبادر مدلول قرآنی یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں اُس ندا کی حکایت نہیں بلکہ تکلم کے وقت مبالغۃً اُس یوم کو حاضر فرض کرکے بطور استفہام تقریری کے سوال کرکے جواب ارشاد فرماتے ہیں اور اسی فرض کی وجہ سے یومئذ کی جگہ الیوم فرمایا کما فی قولہ تعالیٰ فالیوم الذین آمنوا من الکفار یضحکون پس آیت نہ اُس روایت کو مقتضی ہے نہ اُسکی نافی ہے اسلیے نہ باہم تلازم ہے نہ باہم تنافی و تزاحم۔ اور الآزفۃ میں قیامت کو قریب اسلیے کہا کہ روز بروز قریب ہوتی جاتی ہے ربط اوپر جابجا منکرین حق توحید و رسالت کی تہدید کے ضمن میں کفار کا خلاف و عناد مذکور ہے جو مظنہ ہے حزن رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا آگے تسلیہ رسول کے لیے و نیز تائید تہدید منکرین توحید و رسالت کے لیے قصہ موسیٰ علیہ السلام اور فرعون اور دونوں کے اتباع کا مذکور ہوتا ہے۔

قصہ موسیٰ علیہ السلام با فرعون و اتباع ہر دو

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا وَسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ۝ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَقَارُونَ فَقَالُوا سَاحِرٌ كَذَّابٌ ۝ فَلَمَّا جَاءَهُم بِالْحَقِّ مِنْ عِندِنَا قَالُوا اقْتُلُوا أَبْنَاءَ الَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ وَاسْتَحْيُوا نِسَاءَهُمْ ۚ وَمَا كَيْدُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ ۝ وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُونِي أَقْتُلْ مُوسَىٰ وَلْيَدْعُ رَبَّهُ ۖ إِنِّي أَخَافُ أَن يُبَدِّلَ دِينَكُمْ أَوْ أَن يُظْهِرَ فِي الْأَرْضِ الْفَسَادَ ۝ وَقَالَ مُوسَىٰ إِنِّي عُذْتُ بِرَبِّي وَرَبِّكُم مِّن كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ ۝ وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ إِيمَانَهُ أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَن يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ وَقَدْ جَاءَكُم بِالْبَيِّنَاتِ مِن رَّبِّكُمْ ۖ وَإِن يَكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهُ ۖ وَإِن يَكُ صَادِقًا يُصِبْكُم بَعْضُ الَّذِي يَعِدُكُمْ

النحو قولہ ان یقول بتقدیر اللام ای لان یقول ۱۲

البلاغۃ قولہ وان یک الخ فیہ مبالغۃ فی التحذیر فانہ اذا حذرہم من اصابۃ البعض افاد انہ مہلک مخوف فما بال الکل واظہار للانصاف وعدم التعصب ولذا قدم احتمال کونہ کاذبا ۱۲

إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ۝ يَٰقَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ظَٰهِرِينَ فِي الْأَرْضِ فَمَن يَنصُرُنَا مِنۢ بَأْسِ اللَّهِ إِن

اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو مقصود تک نہیں پہونچاتا جو حد سے گذر جانے والا بہت جھوٹ بولنے والا ہو سوائے میرے بھائیو آج تو تمہاری سلطنت ہے کہ اس سرزمین میں تم حاکم ہو۔ سو خدا کے عذاب میں ہماری کون مدد کریگا اگر

جَآءَنَا ۚ قَالَ فِرْعَوْنُ مَآ أُرِيكُمْ إِلَّا مَآ أَرَىٰ وَمَآ أَهْدِيكُمْ إِلَّا سَبِيلَ الرَّشَادِ ۝ وَقَالَ الَّذِيٓ ءَامَنَ يَٰقَوْمِ إِنِّيٓ أَخَافُ عَلَيْكُم

وہ ہم پر آپڑا۔ فرعون نے کہا کہ میں تو تم کو وہی رائے دونگا جو خود سمجھ رہا ہوں اور میں تم کو عین طریق مصلحت بتلاتا ہوں۔ اور اس مومن نے کہا صاحبو مجکو تمہاری نسبت اور امتوں کے سے

مِّثْلَ يَوْمِ الْأَحْزَابِ ۝ مِثْلَ دَأْبِ قَوْمِ نُوحٍ وَعَادٍ وَثَمُودَ وَالَّذِينَ مِنۢ بَعْدِهِمْ ۚ وَمَا اللَّهُ يُرِيدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ ۝ وَيَٰقَوْمِ

روز بد کا اندیشہ ہے جیسا قوم نوح اور عاد اور ثمود اور اُن کے بعد والوں کا حال ہوا تھا اور خدا تعالیٰ تو بندوں پر کسی طرح کا ظلم کرنا نہیں چاہتا اور صاحبو

إِنِّيٓ أَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ ۝ يَوْمَ تُوَلُّونَ مُدْبِرِينَ مَا لَكُم مِّنَ اللَّهِ مِنْ عَاصِمٍ ۗ وَمَن يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُۥ مِنْ هَادٍ ۝ وَلَقَدْ

مجکو تمہاری نسبت اس دن کا اندیشہ ہے جس میں کثرت سے ندائیں ہونگی جس روز پشت پھیر کر لوٹو گے۔ تم کو خدا سے کوئی بچانے والا نہ ہوگا اور جسکو خدا ہی گمراہ کرے اُسکا کوئی ہدایت کرنے والا نہیں اور

جَآءَكُمْ يُوسُفُ مِن قَبْلُ بِالْبَيِّنَٰتِ فَمَا زِلْتُمْ فِي شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُم بِهِۦ ۖ حَتَّىٰٓ إِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَن يَبْعَثَ اللَّهُ مِنۢ بَعْدِهِۦ رَسُولًا ۚ

اسکے قبل تم لوگوں کے پاس یوسف دلائل لیکر آچکے ہیں۔ سو تم ان امور میں بھی برابر شک ہی میں رہے جو وہ تمہارے پاس لیکر آئے تھے حتیٰ کہ جب انکی وفات ہوگئی تو تم لوگ کہنے لگے کہ بس اب اللہ تعالیٰ کسی رسول کو نہ بھیجیگا

كَذَٰلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابٌ ۝ الَّذِينَ يُجَٰدِلُونَ فِيٓ ءَايَٰتِ اللَّهِ بِغَيْرِ سُلْطَٰنٍ أَتَىٰهُمْ ۖ كَبُرَ مَقْتًا عِندَ اللَّهِ وَعِندَ

اسیطرح اللہ تعالیٰ ایسے حد سے باہر ہوجانے والوں شبہات میں گرفتار رہنے والوں کو غلطی میں ڈالے رکھتا ہے جو بلا کسی سند کے کہ اُنکے پاس موجود ہو خدا کی آیتوں میں جھگڑے نکالا کرتے ہیں۔ اس سے خدا تعالیٰ کو بھی بڑی نفرت ہے اور

الَّذِينَ ءَامَنُوا ۚ كَذَٰلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ۝ وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَٰهَٰمَٰنُ ابْنِ لِي صَرْحًا لَّعَلِّيٓ أَبْلُغُ الْأَسْبَٰبَ ۝

مومنین کو بھی۔ اور اسیطرح اللہ تعالیٰ ہر مغرور جابر کے پورے قلب پر مہر کر دیتا ہے۔ اور فرعون نے کہا اے ہامان میرے واسطے ایک بلند عمارت بنواؤ شاید میں آسمان پر جانے کی

أَسْبَٰبَ السَّمَٰوَٰتِ فَأَطَّلِعَ إِلَىٰٓ إِلَٰهِ مُوسَىٰ وَإِنِّي لَأَظُنُّهُۥ كَٰذِبًا ۚ وَكَذَٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوٓءُ عَمَلِهِۦ وَصُدَّ عَنِ السَّبِيلِ ۚ

راہوں تک پہونچ جاؤں پھر موسیٰ کے خدا کو دیکھوں بھالوں اور میں تو موسیٰ کو جھوٹا ہی سمجھتا ہوں۔ اور اسی طرح فرعون کی بدکرداریاں اس کو مستحسن معلوم ہوئی تھیں اور رستہ سے رُک گیا۔

وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ إِلَّا فِي تَبَابٍ ۝ وَقَالَ الَّذِيٓ ءَامَنَ يَٰقَوْمِ اتَّبِعُونِ أَهْدِكُمْ سَبِيلَ الرَّشَادِ ۝

اور فرعون کی تدبیر غارت ہی گئی اور اس مومن نے کہا کہ اے بھائیو تم میری راہ پر چلو میں تم کو ٹھیک ٹھیک رستہ بتلاتا ہوں۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ۝ يَٰقَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ظَٰهِرِينَ فِي الْأَرْضِ فَمَن يَنصُرُنَا مِنۢ بَأْسِ اللَّهِ إِن جَآءَنَا ۚ قَالَ فِرْعَوْنُ مَآ أُرِيكُمْ إِلَّا مَآ أَرَىٰ وَمَآ أَهْدِيكُمْ إِلَّا سَبِيلَ الرَّشَادِ ۝ وَقَالَ الَّذِيٓ ءَامَنَ يَٰقَوْمِ إِنِّيٓ أَخَافُ عَلَيْكُم مِّثْلَ يَوْمِ الْأَحْزَابِ ۝ مِثْلَ دَأْبِ قَوْمِ نُوحٍ وَعَادٍ وَثَمُودَ وَالَّذِينَ مِنۢ بَعْدِهِمْ ۚ وَمَا اللَّهُ يُرِيدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ ۝ وَيَٰقَوْمِ إِنِّيٓ أَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ ۝ يَوْمَ تُوَلُّونَ مُدْبِرِينَ مَا لَكُم مِّنَ اللَّهِ مِنْ عَاصِمٍ ۗ وَمَن يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُۥ مِنْ هَادٍ ۝ وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوسُفُ مِن قَبْلُ بِالْبَيِّنَٰتِ فَمَا زِلْتُمْ فِي شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُم بِهِۦ ۖ حَتَّىٰٓ إِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَن يَبْعَثَ اللَّهُ مِنۢ بَعْدِهِۦ رَسُولًا ۚ كَذَٰلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابٌ ۝ الَّذِينَ يُجَٰدِلُونَ فِيٓ ءَايَٰتِ اللَّهِ بِغَيْرِ سُلْطَٰنٍ أَتَىٰهُمْ ۖ كَبُرَ مَقْتًا عِندَ اللَّهِ وَعِندَ الَّذِينَ ءَامَنُوا ۚ كَذَٰلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ۝ وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَٰهَٰمَٰنُ ابْنِ لِي صَرْحًا لَّعَلِّيٓ أَبْلُغُ الْأَسْبَٰبَ ۝ أَسْبَٰبَ السَّمَٰوَٰتِ فَأَطَّلِعَ إِلَىٰٓ إِلَٰهِ مُوسَىٰ وَإِنِّي لَأَظُنُّهُۥ كَٰذِبًا ۚ وَكَذَٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوٓءُ عَمَلِهِۦ وَصُدَّ عَنِ السَّبِيلِ ۚ وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ إِلَّا فِي تَبَابٍ ۝ وَقَالَ الَّذِيٓ ءَامَنَ يَٰقَوْمِ اتَّبِعُونِ أَهْدِكُمْ سَبِيلَ الرَّشَادِ ۝

اللغات تباب خسارہ ہلاک ۱۲

النحو کذب راجع الی المجادل المذکور ۱۲

البلاغۃ قولہ ان جاءنا نظم نفسہ فی سلکہم فیما یسوءہم من مجئ بأس اللہ تعالیٰ تطییبا لقلوبہم وایذانا بانہ

مناصح لہم ساع فی تحصیل ما یجدیہم ودفع ما یردیہم سعیہ فی حق نفسہ لیتاثروا بنصحہ ۱۲

اختلاف القراءۃ قولہ علی کل قلب بتنوین قلب ودونہ ومتی نکر القلب نکر صاحبہ وبالعکس

وکل علی القرائتین لعموم الضلال جمیع القلب لا لعموم القلب کذا فی الجلالین ۱۲

يٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ ۫ وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ۝ مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزٰۤى اِلَّا مِثْلَهَا ۚ وَمَنْ عَمِلَ

اے بھائیو یہ دنیوی زندگانی محض حظ چند روزہ ہے — اور ٹھیرنے کا مقام تو آخرت ہے — جو شخص گناہ کرتا ہے اُسکو تو برابر سرابر ہی بدلا ملتا ہے — اور جو نیک کام

صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ وَيٰقَوْمِ مَا لِيْۤ اَدْعُوْكُمْ اِلَى

کرتا ہے — خواہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ مومن ہو — ایسے لوگ جنت میں جاوینگے — وہاں بے حساب اُنکو رزق ملیگا — اور اے میرے بھائیو یہ کیا بات ہے کہ میں تو تمکو نجات کی طرف

النَّجٰوةِ وَتَدْعُوْنَنِيْۤ اِلَى النَّارِ ۝ تَدْعُوْنَنِيْ لِاَكْفُرَ بِاللّٰهِ وَاُشْرِكَ بِهٖ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ۫ وَّاَنَا اَدْعُوْكُمْ اِلَى الْعَزِيْزِ الْغَفَّارِ ۝

بلاتا ہوں اور تم مجکو دوزخ کی طرف بُلاتے ہو — تم مجکو اس بات کی طرف بُلاتے ہو کہ میں خدا کے ساتھ شرک کروں اور ایسی چیز کو اُسکا ساجھی بناؤں جسکی میرے پاس کوئی بھی دلیل نہیں اور میں تمکو خدائے زبردست خطا بخش کیطرف بلاتا

لَا جَرَمَ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِيْۤ اِلَيْهِ لَيْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ مَرَدَّنَاۤ اِلَى اللّٰهِ وَاَنَّ الْمُسْرِفِيْنَ هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ۝

یقینی بات ہے کہ تم جس چیز کی طرف مجکو بلاتے ہو وہ نہ تو دنیا ہی میں پکارے جانے کے لائق ہے اور نہ آخرت ہی میں اور ہم سب کو خدا کے پاس جانا ہے اور جو لوگ دائرہ سے نکل رہے ہیں وہ سب دوزخی ہونگے۔

فَسَتَذْكُرُوْنَ مَاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ ۭ وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْۤ اِلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝ فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا وَحَاقَ

سو آگے چل کر تم میری بات کو یاد کروگے۔ اور میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں خدا تعالیٰ سب بندوں کا نگراں ہے۔ پھر خدا تعالیٰ نے اُس کو اُن لوگوں کی مضر تدبیروں سے محفوظ رکھا۔ اور

بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ ۝ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا ۚ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۣ اَدْخِلُوْۤا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ۝

فرعون والوں پر موذی عذاب نازل ہوا — وہ لوگ صبح وشام آگ کے سامنے لائے جاتے ہیں — اور جس روز قیامت قائم ہوگی فرعون والوں کو نہایت سخت آگ میں داخل کرو

يٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ ۫ وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ۳۹ مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزٰۤى اِلَّا مِثْلَهَا ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ۴۰ وَيٰقَوْمِ مَا لِيْۤ اَدْعُوْكُمْ اِلَى النَّجٰوةِ وَتَدْعُوْنَنِيْۤ اِلَى النَّارِ ۴۱ تَدْعُوْنَنِيْ لِاَكْفُرَ بِاللّٰهِ وَاُشْرِكَ بِهٖ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ۫ وَّاَنَا اَدْعُوْكُمْ اِلَى الْعَزِيْزِ الْغَفَّارِ ۴۲ لَا جَرَمَ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِيْۤ اِلَيْهِ لَيْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ مَرَدَّنَاۤ اِلَى اللّٰهِ وَاَنَّ الْمُسْرِفِيْنَ هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ۴۳ فَسَتَذْكُرُوْنَ مَاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ ۭ وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْۤ اِلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۴۴ فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ ۴۵ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا ۚ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۣ اَدْخِلُوْۤا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ۴۶

اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو اپنے احکام اور کھلی دلیل (یعنی معجزہ جو دلیل ہے صدق دعویٰ نبوت کی) دیکر فرعون اور ہامان اور قارون کے پاس بھیجا تو ان لوگوں (میں سے بعض نے یا کل) نے کہا کہ (نعوذ باللہ) یہ جادوگر (اور) جھوٹا ہے (جادوگر معجزہ میں کہا اور کذاب دعویٰ نبوت و احکام میں کہا اور قارون چونکہ بنی اسرائیل میں تہا اسلیے اُسکا ساحر کہنا اور نہ کہنا دونوں محتمل ہیں اگر اُسنے نہ کہا ہو تو قالوا میں تغلیب ہوجاویگی) پھر (اسکے بعد) جب وہ (عام) لوگوں کے پاس دین حق (ثابت بالدلیل) جو ہماری طرف سے تہا لیکر آئے (جسپر بعض لوگ مسلمان بھی ہوگئے) تو ان (مذکور) لوگوں نے (بطور مشورہ کے) کہا کہ جو لوگ انکے ساتھ (ہوکر) ایمان لے آئے ہیں اُنکے بیٹوں کو قتل کر ڈالو (تاکہ انکی جمعیت اور قوت نہ بڑھ جاوے جس سے اندیشہ زوال سلطنت کا ہے) اور (چونکہ عورتوں سے ایسا اندیشہ نہیں نیز ہمارے گھروں میں کاروخدمت کے لیے انکی ضرورت ہے اسلیے) انکی لڑکیوں کو زندہ رہنے دو (غرض انہوں نے غلبہ موسویہ کے انسداد کی یہ تدبیر کی) اور ان کافروں کی تدبیر محض بے اثر رہی (چنانچہ آخر میں موسیٰ علیہ السلام غالب آئے خواہ یہ تدبیر عمل میں لائی گئی ہو یا نہ لائی گئی ہو کوئی روایت اسکے متعلق نہیں دیکھی اور یہ قتل مغایر ہے قتل اول قبل ولادت موسویہ کے) پھر اسکے بعد خود موسیٰ علیہ السلام کے قتل کے بارہ میں گفتگو ہوئی) اور فرعون نے (اہل دربار سے) کہا کہ مجکو چھوڑو میں موسیٰ کو قتل کر ڈالوں اور اُسکو چاہیے کہ اپنے رب کو (مدد کیلیے) پکارے مجکو اندیشہ ہے کہ وہ (کہیں) تمہارا دین (نہ) بدل ڈالے یا ملک میں کوئی خرابی (نہ) پھیلادے (کہ ایک ضرر دین ہے دوسرا ضرر دنیا۔ اور فرعون کا ذرونی کہنا یا تو اسوجہ سے ہے کہ اہل دربار نے

ملحقات الترجمة

سله قوله فی فلما جاءهم

عام الخ اشارة الی ان الضمير المفعول عام للمذكورين وغيرهم توجيها للفظ اولان النبي الى المذكورين لم يكن متعقبا لقولهم ساحر كذاب بل كان متقدما عليه ۱۲

اللغات قوله لاجرم حقا ابن كثير عن السدي وابن جرير۔ قوله له دعوة اللام للاستحقاق اي لايليق له دعوة لا في الدنيا في الحوائج ولا في الآخرة بالنصر ودفع العذاب ۱۲

البلاغة قوله ويقوم مالي ادعوكم كرر فيه ايقاظا لهم عن سنة الغفلة واتهاما بالمنادي له مبالغة في توبيخهم على ما يقابلون دعوته وترك العطف في النداء الثاني وهو ياقوم انما هذه الحيوة الدنيا الخ لانه تفسير لما اجمل في النداء قبله من الهداية الى سبيل الرشاد ولم يترك في هذا النداء لانه ليس تبكيتا للمشابهة لانه تحقيق انه بما دعاهم مضلون وليس فيه تفسير للهداية في شيء۔ قوله العزيز الغفار في الصفتين تخويف وترجية ۱۲

شاید اسلیے قتل کی رائے نہ دی ہوگی کہ اسکو مصلحت ملکی کے خلاف سمجھا ہوگا کہ عام چرچا ہوگا کہ ایک بے سروسامان شخص سے ڈر گئے اور یا یہ کہنا بطور تمویہ کے ہے کہ عام
سُننے والے سمجھیں کہ ابتک توقف قتل میں مشیروں کے روکنے کے سبب ہے گو واقع میں قتل پر جرأت نہ ہونے کا سبب نزول بلائے آسمانی کا خوف ہو کیونکہ دلیں تو معجزات سے
یقین ہو ہی گیا تھا کما قال تعالیٰ وجحدوا بہا واستیقنتہا انفسہم اور اسیطرح ولیدع ربہ کہنا اظہار جلادت کے لیے کو دل اندر سے تھرا رہا ہو) اور موسیٰ (علیہ السلام) نے
جو یہ بات سُنی خواہ بالمشافہہ سُنا ہو یا بواسطہ تو انہوں) نے کہا میں اپنے اور تمہارے (یعنی سب کے) پروردگار کی پناہ لیتا ہوں ہر خرد ماغ شخص (کے شر) سے جو روز حساب پر یقین
نہیں رکھتا (اور اسلیے حق کا مقابلہ کرتا ہے پہلی صورت یعنی بالمشافہہ سننے میں ربکم کا خطاب فرعون وغیرہ کو ہوگا اور من کل متکبر میں وضع مظہر موضع مضمر ہوگا اور اسکا ایسا مضمون ہوگا
جیسا دوسری آیت میں ہے وانی عذت بربی وربکم ان ترجمون - اور دوسری صورت میں ربکم کا خطاب مبلغین خبر کو ہوگا اور ایسا مضمون ہوگا جیسا دوسری آیت میں ہے قال موسیٰ لقومہ استعینوا
باللہ واصبروا) اور (اُس مجلس مشورہ میں) ایک مومن شخص نے جو کہ فرعون کے خاندان سے تھے (اور ابتک) اپنا ایمان پوشیدہ رکھتے تھے (یہ مشورہ سنکر کو کہ) کہا کیا تم ایک شخص کو محض
اس بات پر قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے میرا پروردگار اللہ ہے حالانکہ وہ تمہارے رب کی طرف سے (اس دعوے پر) دلیلیں (بھی) لیکر آیا ہے (یعنی معجزات بھی دکھلاتا ہے جو دلیل ہے صدق دعویٰ نبوت
اور مامور من اللہ تبلیغ التوحید ہونے کی اور دلیل موجود ہوتے ہوئے صاحب دلیل کی مخالفت کرنا اور مخالفت بھی اس درجہ کی کہ قتل کا قصد کیا جاوے نہایت نازیبا ہے) اور اگر
(بالفرض) وہ جھوٹا ہی ہو تو اُسکا جھوٹ اُسی پر پڑیگا (اور آپ ہی مخذول من اللہ ہوگا قتل کرنے کی کیا ضرورت) اور اگر وہ سچا ہوا تو وہ جو کچھ پیشین گوئی کر رہا ہے (کہ ایمان نہ لانے کی
صورت میں ایسا ایسا عذاب ہوگا کما قال تعالیٰ انا قد اوحی الینا ان العذاب علی من کذب وتولی) اُسمیں سے کچھ تو تم پر (ضرور ہی) پڑیگا (تو اس صورت میں قتل کرنے سے اور زیادہ بلا
اپنے سر لینا ہے غرض اسکے کذب کی صورت میں قتل فضول اور صدق کی صورت میں مضر پھر ایسا فعل کیوں کیا جاوے اور قاعدہ کلیہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو مقصود تک نہیں
پہونچاتا جو (اپنی) حد سے گذر جانیوالا (اور) بہت جھوٹ بولنے والا ہو (یعنی برائے چندے اُسکی بات چل جاوے مگر انجام اس اسراف اور کذابیت کا خذلان اور حرمان وناکامی ہے پس
اس قاعدہ کلیہ کے اعتبار سے اگر موسیٰ علیہ السلام بالفرض کاذب ہوں تو بوجہ اسکے کہ جھوٹا دعویٰ نبوت کا صدورجہ کا اسراف اور کذب ہے ایسے کاذب کو اگر مقہور وہلاک نہ کیا جاوے
تو تلبیس علی الخلق لازم آتی ہے اور یہ عقلاً حق تعالیٰ سے منفی ہے لامحالہ یہ مغلوب ومخذول ہونگے پھر حاجت قتل کیا اور اگر صادق ہیں تو تم لوگ بالیقین کاذب ہو اور کذب میں مسرف
بھی ہو کہ مدعی اُلوہیت فرعونیہ ہو اور مسرف کذاب کو کامیابی ہوتی نہیں پس تم لوگ قتل میں کامیاب نہ ہوگے یا تو قدرت نہ ہوگی یا اُسکا اخیر نتیجہ بُرا ہوگا بہرحال دونوں شقوں
کا مقتضا یہی ہوا کہ انکو قتل نہ کیا جاوے - اور اسپر یہ شبہہ نہ کیا جاوے کہ پھر اس تقریر سے تو کسی مفسد کو قتل نہ کیا جایا کرے جواب یہ ہے کہ یہ تقریر اُس صورت میں ہے جہاں کاذب یا
صادق ہونے میں شبہہ ہو اور معجزات سے اقل درجہ احتمال صدق کا ضرور تھا اور جہاں دلائل قطعیہ سے کذب متیقن ہو وہاں یہ تردید نہیں ہے اور گو اس مومن کو موسیٰ علیہ السلام کے صدق
کا پورا یقین تھا مگر اس طرز سے گفتگو کرنا تلطیف فی الدعوت اور تدریج فی الہدایۃ ہے - آگے بھی اسی قتل سے روکنے کے متعلق مضمون ہے کہ اے میرے بھائیو آج تو تمہاری سلطنت
ہے کہ اس سرزمین میں تم حاکم ہو سو خدا کے عذاب میں ہماری کون مدد کریگا اگر (انکے قتل کرنے سے) وہ ہمپر آپڑا (جیسا کہ احتمال صدق میں اسکا احتمال ہے) فرعون نے (یہ تقریر سنکر
جواب میں) کہا کہ میں تو تم کو وہی رائے دونگا جو خود سمجھ رہا ہوں (کہ انکا قتل ہی مناسب ہے) اور میں تمکو عین طریق مصلحت بتلاتا ہوں اور اُس مومن نے (جب دیکھا کہ نصیحت میں نرمی
اور رعایت خیال مخاطب یعنی تلطیف سے کام نہیں چلتا تو اب تہدید وتخویف سے کام لیا اور) کہا صاحبو مجکو تمہاری نسبت اور امتوں کے سے روز بد کا اندیشہ ہے جیسا قوم نوح اور عاد اور
ثمود اور اُنکے بعد والوں (یعنی قوم لوط وغیرہ) کا حال ہوا تھا اور خدا تعالیٰ تو بندوں پر کسی طرح کا ظلم کرنا نہیں چاہتا لیکن جب تم حرکتیں ہی ایسی کروگے تو تم بھی اپنی سزا کو پہنچوگے)
اور (یہ تہدید تھی عذاب دُنیا سے آگے تہدید ہے عذاب آخرت سے کہ) صاحبو مجکو تمہاری نسبت اُس دن کا اندیشہ ہے جسمیں کثرت سے ندائیں ہونگی (یعنی وہ دن مشتمل ہے واقعات
عظیمہ پر کیونکہ نداؤں کی کثرت واقعات کے عظیم ہونے میں ہوتی ہیں چنانچہ سب سے اول ندا نفخ صور کی ہوگی جس سے مُردے زندہ ہونگے قال تعالیٰ یوم
ینادی المناد من مکان قریب یوم یسمعون الصیحۃ بالحق - ایک حساب کے لیے ندا ہوگی قال تعالیٰ یوم ندعوا کل اناس بامامہم - ایک تنادی باہم اہل جنت واہل نار
میں ہوگی قال تعالیٰ فی الاعراف ونادی اصحاب الجنۃ الخ ونادی اصحاب الاعراف الخ ونادی اصحاب النار الخ ایک ندا خیر میں رقت ذبح موت کے ہوگی جیسا حدیث میں
ہے یا اھل الجنۃ خلود ولا موت ویا اھل النار خلود ولا موت - اور آگے اُس دن کی ایک اور حالت بیان کی گئی ہے کہ) جس روز (موقف حساب سے) پشت پھیر کر (دوزخ کی طرف)
لوٹوگے (کذا فسر البغوی اور اُسوقت) تمکو خدا (کے عذاب) سے کوئی بچانیوالا نہ ہوگا اور (یہ مضمون بدرجہ غایت مقتضی ہدایت ہے لیکن) جسکو خدا ہی گمراہ کرے اُسکا کوئی ہدایت کرنیوالا
نہیں اور (آگے توبیخ ہے اسپر کہ موسیٰ علیہ السلام سے پہلے اور پیغمبر کی بھی تکذیب کرچکے ہیں یعنی) اسکے قبل تم لوگوں کے پاس یوسف (علیہ السلام) دلائل توحید ونبوت لیکر آچکے ہیں
(یعنی اسی قوم قبط میں جنمیں سے تم بھی ہو اور آبار سابقین سے تم تک بھی اُنکی خبر متواتر پہونچی ہے) سو تم اُن امور میں بھی برابر شک (وانکار) ہی میں رہے جو وہ تمہارے پاس لیکر

آئے تھے حتیٰ کہ جب اُنکی وفات ہوگئی تو تم لوگ کہنے لگے کہ بس اب اللہ تعالیٰ کسی رسول کو نہ بھیجے گا (یہ قول بطور شرارت کے تھا مطلب یہ کہ اول تو یوسف بھی رسول نہ تھے اور اگر بالفرض تھے بھی مگر جب ایک کو نہ مانا تو اللہ میاں سمجھینگے کہ دوسرے کو بھیجنا کیا ضرور تو ہمیشہ کے لیے یہ جھگڑا پاک ہوگیا مقصود اصلی اس سے نفی مسئلہ رسالت کی ہے جیسا اگلے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ جسطرح اس مسئلہ میں تم غلط کار رہے) اسی طرح اللہ تعالیٰ آپے سے باہر ہوجانیوالوں (اور) شبہات میں گرفتار رہنے والوں کو غلطی میں ڈالے رکھتا ہے جو بلا کسی سند کے کہ انکے پاس موجود ہو خدا کی آیتوں میں جھگڑے نکالا کرتے ہیں اس (کج بحثی) سے خدا تعالیٰ کو بھی بڑی نفرت ہے اور مومنین کو بھی اور جسطرح تمہارے دلوں پر مہر لگا رکھی ہے اسیطرح اللہ تعالیٰ ہر مغرور جابر کے پورے قلب پر مہر کر دیتا ہے (کہ اسمیں اصلا گنجایش حق فہمی کی نہیں رہتی۔ یہ تقریر تھی اُن مومن بزرگ کی اور اس تقریر سے اُن بزرگ کا کتمان ایمان جاتا رہا خواہ اول تقریر سے خواہ بعد کی تقریر سے یا قوم انی اخاف علیکم مثل یوم الاحزاب اور ظاہر شق اول ہے لقولہ تعالیٰ وقد جاءکم بالبینات الخ اور وان یک کاذبا الخ وغیرہ سے شق ثانی کا شبہ نہ کیا جاوے کیونکہ مقصود اس سے تلطیف ہے نہ کہ کتمان) اور فرعون نے (جو یہ تقریر لاجواب سُنی تو اُس مومن کو تو کچھ جواب دے نہ سکا اپنی جہالت قدیمہ پر بزعم خود حجت قائم کرنے کے لیے ہامان سے) کہا کہ اے ہامان میرے واسطے ایک بلند عمارت بنواؤ (میں اُس پر چڑھکر دیکھونگا) شاید میں آسمان پر جانے کی راہوں تک پہونچ جاؤں پھر (وہاں جاکر) موسیٰ کے خدا کو دیکھوں بھالوں اور میں تو موسیٰ کو (اس دعوے میں کہ اور خدا ہے) جھوٹا ہی سمجھتا ہوں (پھر خدا کو معلوم محل بنایا یا نہیں بنا) اور (آگے بطور تلخیص کے فرعون کی مجموعی حالت کی مذمت ارشاد ہے کہ اسی جہالت پر کیا منحصر ہے) اسی طرح فرعون کی (اور سب) بدکرداریاں (بھی) اُسکو مستحسن معلوم ہوتی تہیں اور (سیدھے) رستہ سے رُک گیا اور (موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں بڑی بڑی تدبیریں کیں مگر) فرعون کی (ہر) تدبیر غارت ہی گئی (اور کسی میں کامیاب نہ ہوا) اور اُس مومن نے (جب دیکھا کہ فرعون سے کوئی معقول جواب نہیں بن پڑا تو پھر مکرر) کہا کہ اے بھائیو تم میری راہ پر چلو میں تمکو ٹھیک ٹھیک رستہ بتلاتا ہوں (یعنی سبیل الرشاد میرا بتلایا ہوا رستہ ہے نہ کہ فرعون کا جیسا اُسنے کہا تھا ما اھدیکم الا سبیل الرشاد) اے بھائیو یہ دنیوی زندگانی محض چند روزہ ہے اور (اصل) ٹھیرنے کا مقام تو آخرت ہے (جہاں جزا کا یہ قانون ہے کہ) جو شخص گناہ کرتا ہے اُسکو تو برابر سرابر ہی بدلا ملتا ہے اور جو نیک کام کرتا ہے خواہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ مومن ہو ایسے لوگ جنت میں جاوینگے (اور) وہاں بے حساب اُنکو رزق ملیگا اور (قوم کے حال یا قال سے اُس مومن کو معلوم ہوا کہ میری باتوں پر متعجب ہیں اور خود مجھ ہی کو اپنے طریقہ کفریہ کی طرف بلانا چاہتے ہیں اسلیے یہ بھی کہا کہ) اے میرے بھائیو یہ کیا بات ہے کہ میں تو تمکو (طریق) نجات کی طرف بلاتا ہوں اور تم مجھکو (طریق) دوزخ کی طرف بلاتے ہو (یعنی) تم مجھکو اس بات کی طرف بلاتے ہو کہ (توبہ توبہ) میں خدا تعالیٰ کے ساتھ کفر کروں اور ایسی چیز کو اُسکا ساجھی بناؤں جس (کے ساجھی ہونے) کی میرے پاس کوئی بھی دلیل نہیں (بلکہ واقع میں بھی کوئی دلیل نہیں بلکہ اُسکے خلاف پر دلیلیں قائم ہیں) اور میں تمکو خدائے زبردست خطا بخش کی طرف بلاتا ہوں یقینی بات ہے کہ تم جس چیز (کی عبادت) کی طرف مجھکو بلاتے ہو وہ نہ تو دنیا ہی میں (کسی حاجت دنیویہ کیلیے) پکارے جانے کے لائق ہے اور نہ (دفع عذاب کے لیے) آخرت ہی میں (کیونکہ حق دعوت کے لیے علم و قدرت علی الکمال شرط ہے اور شرط مفقود ہے) اور (یقینی بات ہے کہ) ہم سب کو خدا کے پاس جانا ہے اور (یقینی بات ہے کہ) جو لوگ دائرہ (عبودیت) سے نکل رہے ہیں (جیسے عابدین غیر اللہ) وہ سب (وہاں جاکر) دوزخی ہونگے سو (اب میرا کہنا تمہارے جی کو نہیں لگتا مگر) آگے چلکر تم میری بات کو یاد کروگے اور (آثار یا کلمات سے قوم کی طرف سے کچھ دھمکی معلوم ہوئی ہوگی کذا فی المعالم اور کم از کم شبہ تو ضروری تھا اسلیے اُس مومن نے یہ بھی کہا کہ) میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد (اور حوالہ) کرتا ہوں خدا تعالیٰ سب بندوں کا (خود) نگران ہے (میں تمسے اصلا نہیں ڈرتا) پھر خدا تعالیٰ نے اُس (مومن) کو اُن لوگوں کی مضر تدبیروں سے محفوظ رکھا (تفصیل نظر سے نہیں گذری کہ فرعونیوں نے اُسکے واسطے کیا تدبیر سوچی ہوگی بہرحال وہ محفوظ رہا چنانچہ حسب قول قتادہ اُسکو بھی موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ غرق سے نجات ہوئی کذا فی الدر) اور فرعون والوں پر (مع فرعون کے) موذی عذاب نازل ہوا (جسکا آگے بیان ہے کہ) وہ لوگ (برزخ میں) صبح و شام آگ کے سامنے لائے جاتے ہیں (اور انکو بتلایا جاتا ہے کہ تم قیامت کے روز اسمیں داخل ہوگے) اور جس روز قیامت قائم ہوگی (حکم ہوگا کہ) فرعون والوں کو (مع فرعون کے) نہایت سخت عذاب میں داخل کرو (چنانچہ وہ داخل ہونگے اور مراد اس سے دوزخ ہے اور پھر دوزخ کا بھی سخت طبقہ اور برزخ میں اُس آگ کا صرف معاینہ و قرب وصول اثر ہے اور جس آگ سے برزخی عذاب ہے وہ برزخی آگ ہے خواہ اسکی حقیقت کچھ جدا ہو یا وہ نار جہنم کا ہی اثر ہو) ف تحقیق صریح معنے نہ بننے کی سورہ قصص میں گذر چکی ہے اور اخیر کی آیتوں سے عذاب برزخ ثابت ہوتا ہے اسپر ابن کثیر نے ایک سوال و جواب لکھا ہے سوال یہ کہ یہ آیت مکیہ ہے اور حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ میں حضرت عائشہ رضی نے کسی یہودیہ کو کچھ دیا تو اُسنے دعا دی کہ تمکو خدا تعالیٰ عذاب قبر سے بچاوے حضرت عائشہ رض نے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپنے نفی فرمائی اسکے بعد فرمایا کہ ہاں مجھکو وحی سے معلوم ہوا کہ قبر میں عذاب ہوتا ہے پس جب آیت مکیہ اسپر دال تھی تو آپنے نفی کیسے فرمائی اسکے کئی جواب دیئے ہیں سب سے اچھا جواب یہ ہے کہ آپنے مطلقاً نفی نہیں فرمائی تھی بلکہ مومنین سے نفی فرمائی تھی چنانچہ احمد رح کی روایت میں ہے انما یفتن یھود پھر وحی کے بعد بعض مومنین کے لیے بھی ہونا معلوم ہوا چنانچہ اسی روایت میں ہے فلبثنا لیالی ثم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا انکم تفتنون فی القبور آہ۔ اور احقر کے نزدیک سہل جواب یہ ہے کہ آیت سے صرف آل فرعون کے لیے عذاب برزخی ثابت ہے دوسروں کے لیے نفی فرمادی تھی پھر وحی سے معلوم ہوگیا۔ ربط اوپر کفار کو چند جا وعید سُنائی گئی ہے شروع سورت میں فکیف کان عقاب اور انھم اصحب النار دوسرے رکوع میں انذرھم یوم الازفة الخ اور قصہ میں ان المسرفین

ملحقات الترجمة

له قوله فی متکبر جبار بترک التنوین لان النکرة تعم فی الاثبات بقرینة المقام کما فی قوله علمت نفس ۱۲

وَاِذْ يَتَحَاۤجُّوْنَ فِى النَّارِ فَيَقُوْلُ الضُّعَفٰۤؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْۤا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِيْبًا مِّنَ النَّارِ ○

اور جبکہ کفار دوزخ میں ایک دوسرے سے جھگڑینگے تو ادنےٰ درجہ کے لوگ بڑے درجہ کے لوگوں سے کہینگے کہ ہم تمہارے تابع تھے سو کیا تم ہم سے آگ کا کوئی جزو ہٹا سکتے ہو۔

قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْۤا اِنَّا كُلٌّ فِيْهَاۤ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ ○ وَقَالَ الَّذِيْنَ فِى النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوْا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ

وہ بڑے لوگ کہینگے کہ ہم سب ہی دوزخ میں ہیں اللہ تعالیٰ بندوں کے درمیان فیصلہ کرچکا۔ اور جتنے لوگ دوزخ میں ہونگے جہنم کے موکل فرشتوں سے کہیں گے کہ تم ہی اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ

عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ○ قَالُوْۤا اَوَلَمْ تَكُ تَاْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ؕ قَالُوْا بَلٰى ؕ قَالُوْا فَادْعُوْا ۚ وَمَا دُعٰٓؤُا الْكٰفِرِيْنَ

کسی دن تو ہم سے عذاب ہلکا کردے۔ فرشتے کہینگے کہ کیا تمہارے پاس تمہارے پیغمبر معجزات لیکر نہیں آتے رہے تھے۔ دوزخی کہینگے کہ ہاں آتے تو رہے تھے فرشتے کہینگے تو پھر تم ہی دعا کرلو اور کافروں کی دعا

اِلَّا فِىْ ضَلٰلٍ ○ اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ ○ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظّٰلِمِيْنَ

محض بے اثر ہے ہم اپنے پیغمبروں کی اور ایمان والوں کی دُنیوی زندگانی میں بھی مدد کرتے ہیں اور اُس روز بھی جس میں کہ گواہی دینے والے کھڑے ہونگے۔ جس دن کہ ظالموں کو انکی معذرت

مَعْذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْۤءُ الدَّارِ ○

کچھ نفع نہ دیگی اور اُن کے لیے لعنت ہوگی اور اُن کے لیے اُس عالم میں خرابی ہوگی

ھم اصحاب النار آگے اہل نار کا بعد دخول نار کے بعض حال مذکور ہوتا ہے جیسا ان الذین کفروا ینادون الخ میں یہی مضمون تھا اور ان اہل نار کے عموم میں آل فرعون بھی داخل ہیں جنکا قصہ ابھی مذکور ہوا تھا

بعضے از احوال کفار بعد دخول نار

وَاِذْ يَتَحَاۤجُّوْنَ فِى النَّارِ فَيَقُوْلُ الضُّعَفٰۤؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْۤا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِيْبًا مِّنَ النَّارِ ○ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْۤا اِنَّا كُلٌّ فِيْهَاۤ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ ○ وَقَالَ الَّذِيْنَ فِى النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوْا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ○ قَالُوْۤا اَوَلَمْ تَكُ تَاْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ؕ قَالُوْا بَلٰى ؕ قَالُوْا فَادْعُوْا ۚ وَمَا دُعٰٓؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِىْ ضَلٰلٍ ○ اور (وہ وقت بھی پیش نظر کرنیکے قابل ہے) جبکہ کفار دوزخ میں ایک دوسرے سے جھگڑینگے تو ادنےٰ درجہ کے لوگ (یعنی تابعین) بڑے درجہ کے لوگوں سے (یعنی متبوعین سے) کہینگے کہ ہم (دنیا میں) تمہارے تابع تھے سو کیا تم ہم سے آگ کا کوئی جزو ہٹا سکتے ہو (یعنی جب تم ہمسے اپنا اتباع کراتے تھے تو اب تمکو ہماری مدد کرنا چاہیے) وہ بڑے لوگ کہینگے کہ ہم سب ہی دوزخ میں (پڑے) ہیں (یعنی جیسے تم دوزخ میں ہو ہم بھی دوزخ میں ہیں سو اگر ہمکو کچھ قدرت مدد کرنیکی ہوتی تو اول اپنی ہی فکر کرتے جب اپنے ہی سے عذاب دفع نہیں کرسکتے تو تم سے کیا دفع کرینگے) اللہ تعالیٰ (اپنے) بندوں کے درمیان (قطعی) فیصلہ کرچکا (اب اسکے خلاف محتمل نہیں اُس فیصلہ میں ہم سب ناری ٹھیرے اب کیا ہوتا ہے) اور (اسکے بعد) جتنے لوگ دوزخ میں ہونگے (یعنی متبوعین وتابعین سب ملکر) جہنم کے موکل فرشتوں سے (درخواست کے طور پر) کہینگے کہ تم ہی اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ کسی دن تو ہم سے عذاب ہلکا کردے (یعنی اتنی تو کیا اُمید کریں کہ عذاب بالکل ہٹ جاوے یا ہمیشہ کے لیے ہلکا ہو جاوے مگر خیر ایک ہی دن کے لیے ہلکا ہوجاوے) فرشتے کہینگے کہ (یہ بتلاؤ) کیا تمہارے پاس تمہارے پیغمبر معجزات لیکر نہیں آتے رہے تھے (اور دوزخ سے بچنے کا طریقہ نہیں بتلاتے رہے تھے) دوزخی کہینگے کہ ہاں آتے تو رہے تھے (مگر ہمنے انکا کہنا نہ مانا کما قال تعالیٰ بلی قد جاءنا نذیر فکذبنا) فرشتے کہینگے تو پھر (ہم تمہارے لیے دعا نہیں کرسکتے کیونکہ کذبین کے لیے دعا کرنیکا ہمکو اذن نہیں ہے) تم ہی (اگر جی چاہے) دعا کرلو اور (تمہاری دعا کا بھی کوئی نتیجہ نہوگا کیونکہ) کافروں کی دعا (گو حق تعالیٰ ہی سے ہو آخرت میں) محض بے اثر ہے (کیونکہ اس دعا کا اور اسکی شرط اجابت کا کہ ایمان ہے موقع دنیا ہی میں تھا کہ دار العمل ہے یہاں کہ دار الجزاء ہے عمل بیکار ہے) ف مادعاء الکفرین کی تقریر میں جو کہا گیا گو حق تعالیٰ سے ہو یہ اسلیے کہ غیر حق سے تو دُنیا میں بھی بے اثر ہے چنانچہ سورہ رعد کے دوسرے رکوع میں ایسا ہی جملہ آیا ہے وہاں یہی معنی ہیں۔ اور یہ جو کہا کہ آخرت میں اس سے یہ فائدہ ہوا کہ دُنیا میں کافر کی دعا قبول ہوسکتی ہے جیسا ابلیس نے عمر طویل مانگی اور منظور کی گئی ربط اوپر جابجا بضمن تہدید منکرین حق انکا خلاف وجدال مذکور ہے جس سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حزن بھی ہوتا تھا جیسا تمہید قصہ موسویہ میں تقریر کیگئی ہے آگے آپکا تسلیہ لاخبار عن النصرۃ ہے کہ اس قصہ موسویہ مذکورہ سے استشہاد اور اسمیں وقوع عذاب مذکور متصلا کی تعلیل بھی ہے اور اخبار عن بنی اسرائیل سے جسمیں مسئلہ رسالت کی تائید بھی ہے۔ اور امر بالصبر والتسبیح والاستعاذہ ہے اور آپکے تسلیہ کے ساتھ مجادلین منکرین کو توبیخ اور انکے بعض ما فیہ الجدال کے متعلق کچھ کلام ہے۔

تسلیہ رسول و توبیخ اہل ضلال و رد بعض جدال

اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ ۙ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظّٰلِمِيْنَ مَعْذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْۤءُ الدَّارِ ○

النحو فھل انتم نصیبا مفعول لما دل علیہ الغناء من الدفع ومن النار بیان للنصیب قولہ یوما من العذاب یوما مفعول فیہ ومفعول یخفف مقدر ای شیئا من العذاب بیان لہ ۱۲

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْهُدٰى وَاَوْرَثْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ ۝ هُدًى وَّذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ۝ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ

اور ہم موسیٰ کو ہدایت نامہ دے چکے ہیں اور ہم نے وہ کتاب بنی اسرائیل کو پہونچائی تھی کہ وہ ہدایت اور نصیحت تھی اہل عقل کے لیے سو آپ صبر کیجیے بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے

وَّاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ۙ

اور اپنے گناہ کی معافی مانگیے اور شام اور صبح اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے رہیے۔ جو لوگ بلا کسی سند کے کہ اُن کے پاس موجود ہو خدا کی آیتوں میں جھگڑے نکالا کرتے ہیں

اِنْ فِيْ صُدُوْرِهِمْ اِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ بِبَالِغِيْهِ ۚ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝ لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ

اُن کے دلوں میں نری بڑائی ہے کہ وہ اس تک کبھی پہونچنے والے نہیں سو آپ اللہ کی پناہ مانگتے رہیے۔ بیشک وہی ہے سب کچھ سننے والا سب کچھ دیکھنے والا۔ بالیقین آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا آدمیوں کے

مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

پیدا کرنے کی نسبت بڑا کام ہے لیکن اکثر آدمی نہیں سمجھتے۔ اور بینا نابینا اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیے

وَلَا الْمُسِيْٓءُ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝ اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ

اور بدکار باہم برابر نہیں ہوتے۔ تم لوگ بہت ہی کم سمجھتے ہو۔ قیامت تو ضرور ہی آکر رہیگی اس میں کسی طرح کا شک ہی نہیں مگر اکثر لوگ نہیں مانتے۔ اور تمہارے پروردگار نے فرمادیا ہے کہ مجھکو پکارو

اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ۝

میں تمہاری درخواست قبول کرلونگا۔ جو لوگ میری عبادت سے سرتابی کرتے ہیں وہ عنقریب ذلیل ہوکر جہنم میں داخل ہونگے۔

ع ۶ / ۱۱

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْهُدٰى وَاَوْرَثْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ ۝ هُدًى وَّذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ۝ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ۙ اِنْ فِيْ صُدُوْرِهِمْ اِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ بِبَالِغِيْهِ ۚ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝ لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَلَا الْمُسِيْٓءُ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝ اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ۝ ہم اپنے پیغمبروں کی اور ایمان والوں کی دنیوی زندگانی میں بھی مدد کرتے ہیں (جیسا اوپر موسیٰ علیہ السلام کے قصہ سے معلوم ہوا) اور اُس روز بھی جسمیں کہ گواہی دینے والے (فرشتے جو کہ نامۂ اعمال لکھتے تھے اور قیامت کے روز اس بات کی گواہی دینگے کہ رسولوں نے عمل تبلیغ کیا اور کفار نے عمل تکذیب غرض وہ فرشتے گواہی کے لیے) کھڑے ہونگے (مراد اس سے قیامت کا دن ہے چنانچہ وہاں کی مدد کا حال ابھی کفار کے معذب بالنار ہونے سے معلوم ہوا آگے اُس دن کا بیان ہے یعنی) جسدن کہ ظالموں (یعنی کافروں) کو اُنکی معذرت کچھ نفع نہ دیگی (یعنی اول تو کوئی معتدبہ معذرت نہ ہوگی اور اگر کچھ حرکت مذبوحی کی طرح ہوئی تو وہ نافع نہ ہوگی) اور انکے لیے لعنت ہوگی اور اُنکے لیے اُس عالم میں خرابی ہوگی (پس اسیطرح آپ اور آپکے اتباع بھی منصور ہونگے اور مخالفین مخذول و مقہور ہونگے تو آپ تسلی رکھیے) اور (آپکے قبل) ہم موسیٰ (علیہ السلام) کو ہدایت نامہ (یعنی توریت) دے چکے ہیں اور (پھر) ہم نے وہ کتاب بنی اسرائیل کو پہونچائی تھی کہ وہ ہدایت اور نصیحت (کی کتاب) تھی اہل عقل (سلیم) کے لیے (بخلاف بے عقلوں کے کہ وہ اُس سے منتفع نہ ہوئے اسیطرح مثل موسیٰ علیہ السلام کے آپ بھی صاحب رسالت و صاحب وحی ہیں اور اسیطرح مثل بنی اسرائیل کے آپکے اتباع آپکی کتاب کی خدمت کرینگے اور جیسے ایکے اُولو الالباب مصدق و متبع تھے اور غیر اولو الالباب منکر و مخالف اسیطرح آپکی امت میں بھی دونوں طرح کے لوگ ہیں) سو (اسسے بھی) آپ (تسلی حاصل کیجیے اور کفار کی ایذاؤں پر) صبر کیجیے بیشک اللہ کا وعدہ (جسکا اوپر لننصر الخ میں ذکر ہوا ہے بالکل) سچا ہے اور (اگر احیانًا کمال صبر میں کچھ کمی ہوگئی سو جو حسب قواعد شرعیہ واقع میں تو گناہ نہیں مگر آپکے رتبۂ عالی کے اعتبار سے وجوب تدارک میں مثل گناہ ہی کے ہے اُسکا تدارک کیجیے وہ تدارک یہ ہے کہ) اپنے (اُس) گناہ کی (جسکو مجازًا گناہ کہدیا) معافی مانگیے اور (ایسے شغل میں رہیے کہ امور موجب حزن کی طرف التفات ہی نہ ہو وہ شغل یہ ہے کہ) شام اور صبح (یعنی علی الدوام) اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے رہیے (یہ مضمون تو تسلیہ کے متعلق ہوگیا آگے منکرین مجادلین پر تعریض اور رد ہے یعنی) جو لوگ بلا کسی سند کے کہ انکے پاس موجود ہو

البلاغة

قوله ولا المسيء عدل فيه من التقابل الظاهر كما في الاعمى والبصير الى ما في النظم الجليل اشارة الى ان المؤمنين علم في الاحسان وقدم الاعمى لمناسبة العمى ما قبله من نفي العلم وقدم الذين آمنوا لعدم المجاورة البصير وشرفهم والتعبير لا في المسيء تذكير النفي السابق لما بينهما من الفصل بطول الصلة كذا في الروح ۱۲

اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَي النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ۝

اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لیے رات بنائی تاکہ تم اُس میں آرام کرو اور اُسی نے دن کو روشن بنایا۔ بے شک اللہ تعالیٰ کا لوگوں پر بڑا ہی فضل ہے لیکن اکثر آدمی شکر نہیں کرتے۔

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۘ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۡ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۝ كَذٰلِكَ يُؤْفَكُ الَّذِيْنَ كَانُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ۝ اَللّٰهُ الَّذِيْ

وقف لازم

یہ اللہ ہے تمہارا رب وہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اسکے سوا کوئی لائق عبادت نہیں سو تم لوگ کہاں اُلٹے چلے جا رہے ہو۔ اسی طرح وہ لوگ بھی اُلٹے چلا کرتے تھے جو اللہ کی نشانیوں کا انکار کیا کرتے تھے۔ اللہ ہی ہے جس نے

جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَاۗءَ بِنَاۗءً وَّصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ښ

زمین کو قرارگاہ بنایا اور آسمان کو چھت بنایا اور تمہارا نقشہ بنایا سو عمدہ نقشہ بنایا اور تم کو عمدہ عمدہ چیزیں کھانے کو دیں یہ اللہ ہے تمہارا رب

فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ هُوَ الْـحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۭ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

سو بڑا عالیشان ہے اللہ جو سارے جہان کا پروردگار ہے۔ وہی زندہ ہے اسکے سوا کوئی لائق عبادت نہیں سو تم خالص اعتقاد کرکے اُسکو پکارا کرو۔ تمام خوبیاں اسی اللہ کیلیے ہیں جو پروردگار ہے تمام جہان کا۔

خدا کی آیتوں میں جھگڑے نکالا کرتے ہیں (انکو کوئی وجہ اشتباہ کی نہیں ہے کہ وہ جدال کا سبب ہو بلکہ) انکے دلوں میں نری بڑائی (ہی بڑائی) ہے کہ وہ اُس تک کبھی بھی پہنچنے والے نہیں (اور وہی بڑائی سبب جدال کا ہے کیونکہ اپنے کو بڑا سمجھتے ہیں اتباع سے عار آتا ہے وہ خود اوروں ہی کو اپنا تابع بنانے کی ہوس رکھتے ہیں لیکن انکو یہ بڑائی نصیب ہوگی بلکہ جلدی ہی ذلیل و خوار ہونگے چنانچہ مشاہدہ وقائع میں مسلمانوں سے مغلوب ہوئے) سو (جب یہ خود بڑائی چاہتے ہیں تو آپ سے حسد و عداوت سب کچھ کریں گے لیکن آپ اندیشہ نہ کیجیے بلکہ انکے شر سے) اسکی پناہ مانگتے رہیے بیشک وہی ہے سب کچھ سننے والا سب کچھ دیکھنے والا (تو وہ اپنی صفات کمال سے اپنی پناہ میں آئے ہوئے کو محفوظ رکھیگا۔ یہ جدال تو انکا رسول ماننے میں تھا چنانچہ کبر کا سبب ہونا اسپر دال ہے آگے انکا جدال فی البعث مع رد مذکور ہے یعنی وہ لوگ جو آدمیوں کے دوبارہ پیدا ہونے کے منکر ہیں بڑے کم عقل ہیں اسواسطے کہ) بالیقین آسمانوں اور زمین کا (ابتداءً) پیدا کرنا آدمیوں کے (دوبارہ) پیدا کرنیکی نسبت بڑا کام ہے (جب بڑے پر قدرت ثابت ہوگئی تو چھوٹے پر بدرجہ اولی ثابت ہے اور یہ دلیل ثبوت قدرت کے لیے کافی شافی ہے) لیکن اکثر آدمی (اتنی بات) نہیں سمجھتے (بوجہ اسکے کہ غور نہیں کرتے اور بعضے جو غور کرتے ہیں وہ سمجھتے بھی ہیں اور مانتے بھی ہیں اور اس سمجھنے اور ماننے میں تفاوت کی وجہ سے دو طرح کے مختلف لوگ ہوگئے ایک موصوف بصیرت و ایمان کے ساتھ کہ اول صفت حاصل ہے سمجھنے کا دوسری صفت حاصل ہے ماننے کا۔ دوسری قسم موصوف عمی اور سیئیت کے ساتھ کہ اول صفت حاصل ہے نہ سمجھنے کا دوسری صفت حاصل ہے نہ ماننے کا) اور (ان دونوں قسموں کے آدمی یعنی ایک) بینا (دوسرا) نابینا اور (ایک) وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیے اور (دوسرے) بدکار باہم برابر نہیں ہوتے (اسمیں اجمالاً تسلیہ بھی ہے کہ ہر قسم کے لوگ ہوا کرتے ہیں سب کیسے سمجھنے لگیں اور منکرین پر عذاب قیامت کی وعید بھی ہے کہ ہم سب کو برابر نہ رکھینگے آگے منکرین کو جو اعمی اور مسئی کے مصداق ہیں بطور التفات کے توبیخاً فرماتے ہیں کہ) تم لوگ بہت ہی کم سمجھتے ہو (ورنہ اعمی اور مسئی نہ رہتے۔ اوپر قیامت کے متعلق جدال کا جواب دیکر آگے اُسکے الوقوع کی خبر دیتے ہیں کہ) قیامت تو ضرور ہی آکر رہیگی اُس (کے آنے) میں کسی طرح کا شک ہے ہی نہیں مگر اکثر لوگ (بوجہ عدم تدبر فی الدلائل کے اُسکو) نہیں مانتے اور (ایک جدال انکا توحید میں تھا کہ خدا کے ساتھ شریک کرتے تھے آگے اسکے متعلق کلام ہے یعنی) تمہارے پروردگار نے فرما دیا ہے کہ (غیروں کو حوائج کے لیے مت پکارو بلکہ) مجکو پکارو میں (باستثناء نامناسب معروض کے) تمہاری (ہر) درخواست قبول کرلونگا (اور یہی معنی ہیں اس قید کے فیکشف ما تدعون الیہ ان شاء) جو لوگ (صرف) میری عبادت سے (جسمیں مجھ سے دعا مانگنا بھی داخل ہے) سرتابی کرتے ہیں (اور غیروں کو پکارتے اور انکی عبادت کرتے ہیں حاصل یہ ہوا کہ جو لوگ توحید سے اعراض کرکے شرک کرتے ہیں) وہ عنقریب (مرتے ہی) ذلیل ہوکر جہنم میں داخل ہونگے **ف** انا لننصر رسلنا کے متعلق تحقیق سورۂ مائدہ کے رکوع ہشتم کی اخیر آیت میں گذر چکی ہے یہاں اُس سے زائد اتنی بات اور تفسیر ابن کثیر میں نظر سے گذری کہ نصرت کی صورت کبھی بدلا لینا ہوتا ہے تو مطلب یہ ہوا کہ ہم رسولوں کا اور ایمان والوں کا بدلا کفار سے لیا کرتے ہیں چنانچہ جب کبھی کفار نے رسل اور مومنین پر غلبہ پاکر انکو قتل و ہلاک کیا گو اُسوقت اہل حق مغلوب ہوگئے مگر منجانب اللہ کسی وقت اُنسے بدلا ضرور لیا گیا چنانچہ قرآن و حدیث و تواریخ سب شاہد ہیں اور یہ جواب احقر کو بہت پسند آیا ربط اوپر کی آیتوں میں منجملہ مانعیہ الجدال کے آخر میں توحید کا ذکر تھا آگے بھی یہی مضمون ہے و نیز توحید حسب تقریر تمہید اصل مقاصد سورت سے ہے۔

توحید

اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَي النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ۝ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۘ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۡ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۝ كَذٰلِكَ يُؤْفَكُ الَّذِيْنَ كَانُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ۝ اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَاۗءَ بِنَاۗءً وَّصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ښ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ هُوَ الْـحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۭ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

قُلْ اِنِّیْ نُهِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَآءَنِیَ الْبَیِّنٰتُ مِنْ رَّبِّیْ وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

آپ کہدیجیے کہ مجکو اس سے ممانعت کردی گئی ہے کہ میں انکی عبادت کروں جنکو خدا کے علاوہ تم پکارتے ہو جبکہ میرے پاس میرے رب کی نشانیاں آچکیں اور مجکو یہ حکم ہوا ہے کہ میں رب العالمین کے سامنے گردن جھکا لوں

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ یُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا شُیُوْخًا ۚ وَمِنْكُمْ

وہی ہے جس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر نطفہ سے پھر خون کے لوتھڑے سے پھر تم کو بچہ کرکے نکالتا ہے پھر تاکہ تم اپنی جوانی کو پہونچو پھر تاکہ تم بوڑھے ہوجاؤ۔ اور کوئی کوئی تم میں سے

مَّنْ یُّتَوَفّٰی مِنْ قَبْلُ وَلِتَبْلُغُوْٓا اَجَلًا مُّسَمًّی وَّلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ ۚ فَاِذَا قَضٰٓی اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ۝

پہلے ہی مرجاتا ہے اور تاکہ تم سب وقت مقرر تک پہونچ جاؤ اور تاکہ تم لوگ سمجھو۔ وہی ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے۔ پھر جب وہ کسی کام کا پورا کرنا چاہتا ہے سو بس اسکی نسبت فرما دیتا ہے کہ ہوجا سو وہ ہوجاتا ہے

ع ۸ ۱۲

قُلْ اِنِّیْ نُهِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَآءَنِیَ الْبَیِّنٰتُ مِنْ رَّبِّیْ ز وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ یُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا شُیُوْخًا ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ یُّتَوَفّٰی مِنْ قَبْلُ وَلِتَبْلُغُوْٓا اَجَلًا مُّسَمًّی وَّلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ ۚ فَاِذَا قَضٰٓی اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ۝ اللہ ہی ہے جس نے تمہارے (نفع کے) لیے رات بنائی تاکہ تم اس میں آرام کرو اور اسی نے دن کو (دیکھنے کے لیے) روشن بنایا (تاکہ بے تکلف معاش حاصل کرو) بیشک اللہ تعالیٰ کا لوگوں پر بڑا ہی فضل ہے (کہ انکی مصلحتوں کی کیسی کیسی رعایت فرمائی) لیکن اکثر آدمی (ان نعمتوں کا) شکر نہیں کرتے (بلکہ اور الٹا شرک کرتے ہیں) یہ اللہ ہے تمہارا رب (جسکا ذکر ہوا نہ وہ جنکو تم نے تراش رکھا ہے) وہ ہر چیز کا پیدا کرنیوالا ہے اسکے سوا کوئی لائق عبادت نہیں سو (بعد اثبات توحید کے) تم لوگ کہاں (شرک کرکے) الٹے چلے جارہے ہو (اور مخاطبین کی کیا تخصیص ہے جسطرح تعصب و عناد سے یہ الٹے چلے جارہے ہیں) اسیطرح وہ (پہلے) لوگ بھی الٹے چلا کرتے تھے جو اللہ کی (تکوینی و تنزیلی) نشانیوں کا انکار کیا کرتے تھے (وہذا کقولہ تعالیٰ تشابہت قلوبھم اس میں ایک گونہ آپکی تسلی بھی ہے) اللہ ہی ہے جس نے زمین کو (مخلوق کا) قرارگاہ بنایا اور آسمان کو (اوپر سے مثل چھت کے) بنایا اور تمہارا نقشہ بنایا سو عمدہ نقشہ بنایا (چنانچہ انسان کے اعضاء کی برابر کسی حیوان کے اعضاء میں تناسب نہیں اور یہ مشاہد و مسلم ہے) اور تمکو عمدہ عمدہ چیزیں کھانے کو دیں (پس) یہ اللہ ہے تمہارا رب سو بڑا عالیشان ہے اللہ جو سارے جہان کا پروردگار ہے وہی (ازلی ابدی) زندہ (رہنے والا) ہے اسکے سوا کوئی لائق عبادت نہیں سو تم (سب) خالص اعتقاد کرکے اسکو پکارا کرو (اور شرک نہ کیا کرو) تمام خوبیاں اسی اللہ کے لیے ہیں جو پروردگار ہے تمام جہان کا آپ (ان مشرکوں کو سنانے کے لیے) کہدیجیے کہ مجکو اس سے ممانعت کردی گئی ہے کہ میں ان (شرکاء) کی عبادت کروں جنکو خدا کے علاوہ تم پکارتے ہو جبکہ میرے پاس میرے رب کی نشانیاں آچکیں (مراد دلائل عقلیہ و نقلیہ ہیں مطلب یہ کہ شرک سے مجکو ممانعت ہوئی ہے) اور مجکو یہ حکم ہوا ہے کہ میں (صرف) رب العالمین کے سامنے (عبادت میں) گردن جھکا لوں (مطلب یہ کہ مجکو توحید کا حکم ہوا ہے) وہی ہے جس نے تمکو (یعنی تمہارے باپ کو) مٹی سے پیدا کیا پھر (آگے انکی نسل کو) نطفہ سے پھر خون کے لوتھڑے سے (جیسا سورۂ حج میں بیان ہوا ہے) پھر تمکو بچہ کرکے (ماں کے پیٹ سے) نکالتا ہے پھر (تمکو زندہ رکھتا ہے) تاکہ تم اپنی جوانی کو پہونچو پھر (تمکو اور زندہ رکھتا ہے) تاکہ تم بوڑھے ہوجاؤ اور کوئی کوئی تم میں سے (ان عمروں سے یعنی جوانی اور بڑھاپے سے) پہلے ہی مرجاتا ہے (یہ تو سب کا الگ الگ حال ہوا کہ کوئی جوان ہوا کوئی نہ ہوا کوئی بوڑھا ہوا کوئی نہ ہوا) اور (امر آئندہ سب میں مشترک ہے وہ یہ کہ تم ہر ایک کو ایک خاص عمر دیتا ہے) تاکہ تم سب (اپنے اپنے) وقت مقرر (مقدر) تک پہونچ جاؤ (پس یہ امر کلی ہے اور جزئیات مختلفہ سب اسی کلی کے جزئی ہیں) اور (یہ سب کچھ اسلیے کیا) تاکہ تم لوگ (ان امور میں غور کرکے خدا تعالیٰ کی توحید کو) سمجھو وہی ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے پھر جب وہ کسی کام کا (دفعۃً) پورا کرنا چاہتا ہے سو بس اس کی نسبت (اتنا) فرما دیتا ہے کہ ہوجا سو وہ ہوجاتا ہے ف کن فیکون کی تحقیق اخیر پارہ الم میں گذر چکی ہے اور اس سے تخلیق تدریجی کی نفی نہ سمجھی جاوے بلکہ مطلب یہ ہے کہ وہ ایسا قادر ہے کہ اگر کسی چیز کو دفعۃً پیدا کرنا چاہے تو کر سکتا ہے تو تدریجاً تو بدرجہ اولیٰ اور تقریر ترجمہ سے اس جواب کی طرف اشارہ ہوگیا ہے اور ایک جواب اسکا آخر سورۂ یٰس میں گذر چکا ہے ربط اوپر آیات انا لننصر رسلنا الخ میں جسطرح کفار پر توبیخ اور آپکا تسلیہ تھا اسیطرح آگے بھی ہے لیکن وہاں جزائے کفر اجمالاً مذکور تھی لھم اللعنۃ ولھم سوء الدار یہاں کسیقدر تفصیلاً ہے اور وہاں تسلیہ میں صرف موسیٰ علیہ السلام کا جزئیاً ذکر تھا یہاں جمیع رسل کا کلیاً ذکر ہے۔

تہدید مجادلین وتسلیہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

النحو قولہ لتبلغوا عاملہ مقدر ای یبقیکم وکذا قولہ ولتکونوا شیوخا عاملہ یبقیکم لتبلغوا رشدًا وکذا قولہ لتبلغوا اجلا عاملہ فعل من جو غ بعض الاشد وکون بعض شیوخا وتوفی بعض من قبل فالمحذوف طبعی نہ اجمیع من ذکر کما فی الخازن من قولہ لتبلغوا ای جمیعا وھو احسن ما فسر اھ ۱۲

البلاغة

قولہ فاذا قضی الفاء للدلالة علی ان مابعدھا من نتائج ما قبلھا من حیث انہ یقتضی قدرۃ ذاتیۃ غیر متوقفۃ علی العدد والمواد وجزنکونہا تفصیلیۃ وتعلیلیۃ الیہ کذا فی الروح ۱۲

مع ۱۳ — عند المتأخرین ۲

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ أَنَّىٰ يُصْرَفُونَ ۞ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِالْكِتَابِ وَبِمَا أَرْسَلْنَا بِهِ رُسُلَنَا ۖ

کیا آپ نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جو اللہ تعالیٰ کی آیتوں میں جھگڑے نکالتے ہیں کہاں پھرے چلے جارہے ہیں — جن لوگوں نے اس کتاب کو جھٹلایا اور اس چیز کو بھی جو ہم نے اپنے پیغمبروں کو دیکر بھیجا تھا

فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ۞ إِذِ الْأَغْلَالُ فِي أَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلَاسِلُ يُسْحَبُونَ ۞ فِي الْحَمِيمِ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُونَ ۞ ثُمَّ قِيلَ لَهُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ تُشْرِكُونَ ۞

سو انکو ابھی معلوم ہوا جاتا ہے — جبکہ طوق انکی گردنوں میں ہونگے اور زنجیریں — انکو گھسیٹتے ہوئے کھولتے پانی میں لیجاینگے — پھر یہ آگ میں جھونک دیئے جاینگے — پھر ان سے پوچھا جاویگا کہ وہ غیر اللہ کہاں گئے

مِن دُونِ اللَّهِ ۖ قَالُوا ضَلُّوا عَنَّا بَل لَّمْ نَكُن نَّدْعُو مِن قَبْلُ شَيْئًا ۚ كَذَٰلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ الْكَافِرِينَ ۞ ذَٰلِكُم بِمَا كُنتُمْ تَفْرَحُونَ

جنکو تم شریک ٹھیراتے تھے — وہ کہیں گے کہ وہ تو سب ہم سے غائب ہوگئے بلکہ ہم اسکے قبل کسی کو بھی نہیں پوجتے تھے — اللہ تعالیٰ اسی طرح کافروں کو غلطی میں پھنسائے رکھتا ہے — یہ اسکے بدلہ میں ہے کہ تم دنیا میں

فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنتُمْ تَمْرَحُونَ ۞ ادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا ۖ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ ۞ فَاصْبِرْ

ناحق خوشیاں مناتے تھے — اور اسکے بدلہ میں کہ تم اتراتے تھے — جہنم کے دروازوں میں گھسو ہمیشہ اسمیں رہو — سو متکبرین کا وہ بُرا ٹھکانا ہے — تو آپ صبر کیجیے

إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ ۚ فَإِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَإِلَيْنَا يُرْجَعُونَ ۞ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا

بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے — پھر جنکا ان سے ہم وعدہ کررہے ہیں اُنمیں سے کچھ تھوڑا سا اگر ہم آپکو دکھلادیں یا ہم آپکو وفات دیدیں سو ہمارے ہی پاس انکو آنا ہوگا — اور ہم نے آپ سے پہلے

رُسُلًا مِّن قَبْلِكَ مِنْهُم مَّن قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُم مَّن لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ۗ وَمَا كَانَ لِرَسُولٍ أَن يَأْتِيَ بِآيَةٍ إِلَّا

بہت سے پیغمبر بھیجے جن میں بعضے تو وہ ہیں کہ اُن کا قصہ ہم نے آپسے بیان کیا ہے اور بعضے وہ ہیں جن کا ہم نے آپسے بیان نہیں کیا — اور کسی رسول سے یہ نہ ہوسکا — کہ کوئی معجزہ بدون

بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ فَإِذَا جَاءَ أَمْرُ اللَّهِ قُضِيَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُونَ ۞

اذن الٰہی کے ظاہر کرسکے — پھر جس وقت اللہ کا حکم آویگا ٹھیک ٹھیک فیصلہ ہوجاویگا اور اسوقت اہل باطل خسارہ میں رہ جاوینگے

ع ۸ — ۱۲

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ أَنَّىٰ يُصْرَفُونَ ۞ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِالْكِتَابِ وَبِمَا أَرْسَلْنَا بِهِ رُسُلَنَا ۖ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ۞ إِذِ الْأَغْلَالُ فِي أَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلَاسِلُ يُسْحَبُونَ ۞ فِي الْحَمِيمِ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُونَ ۞ ثُمَّ قِيلَ لَهُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ تُشْرِكُونَ ۞ مِن دُونِ اللَّهِ ۖ قَالُوا ضَلُّوا عَنَّا بَل لَّمْ نَكُن نَّدْعُو مِن قَبْلُ شَيْئًا ۚ كَذَٰلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ الْكَافِرِينَ ۞ ذَٰلِكُم بِمَا كُنتُمْ تَفْرَحُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنتُمْ تَمْرَحُونَ ۞ ادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا ۖ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ ۞ فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ ۚ فَإِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَإِلَيْنَا يُرْجَعُونَ ۞ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّن قَبْلِكَ مِنْهُم مَّن قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُم مَّن لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ۗ وَمَا كَانَ لِرَسُولٍ أَن يَأْتِيَ بِآيَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ فَإِذَا جَاءَ أَمْرُ اللَّهِ قُضِيَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُونَ ۞

کیا آپنے اُن لوگوں (کی حالت) کو نہیں دیکھا جو اللہ تعالیٰ کی آیتوں میں جھگڑے نکالتے ہیں (حق سے) کہاں پھرے چلے جارہے ہیں جن لوگوں نے اس کتاب (یعنی قرآن) کو جھٹلایا اور اُس چیز کو بھی (جھٹلایا) جو ہمنے اپنے پیغمبروں کو دیکر بھیجا تھا (اسمیں کتب واحکام ومعجزات سب داخل ہوگئے کیونکہ مشرکین عرب اور کسی پیغمبر کو بھی نہیں مانتے تھے) سو انکو ابھی (یعنی قیامت میں کہ قریب ہے) معلوم ہوا جاتا ہے جبکہ طوق انکی گردنوں میں ہونگے اور (اُن کے ہاتھوں میں) زنجیریں (پڑی ہوئی ہونگی جنکا دوسرا سرا فرشتوں کے ہاتھ میں ہوگا اور ان زنجیروں سے) انکو گھسیٹتے ہوئے کھولتے پانی میں لیجاینگے پھر یہ آگ میں جھونک دیئے جاینگے پھر ان سے پوچھا جاویگا کہ وہ (معبود) غیر اللہ کہاں گئے جنکو تم شریک (خدائی) ٹھیراتے تھے (یعنی تمہاری مدد کیوں نہیں کرتے) وہ کہیں گے کہ وہ تو سب ہم سے غائب ہوگئے بلکہ (سچ بات تو یہ ہے کہ) ہم اسکے قبل (دنیا میں جو بتوں کو پوجتے تھے تو اب معلوم ہوا کہ) کسی کو بھی نہیں پوجتے تھے (یعنی معلوم ہوا کہ وہ لاشی محض تھے ایسی بات غلطی ظاہر ہونیکے وقت کہی جاتی ہے جیسے کوئی شخص تجارت میں خسارہ اٹھاوے اور اُس سے پوچھا جاوے کہ تم فلاں مال کی تجارت کیا کرتے ہو اور وہ کہے کہ میں تو کہیں کی بھی تجارت نہیں کرتا یعنی جب اسکا ثمرہ حاصل نہ ہوا تو یوں سمجھنا چاہئے کہ گویا وہ عمل ہی نہیں ہوا آگے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ) اللہ تعالیٰ اسیطرح کافروں کو غلطی میں پھنسائے رکھتا ہے (کہ جس چیز کے لاشی وغیر نافع ہونیکا وہاں خود اقرار کرینگے آج یہاں اُنکی عبادت میں مشغول ہیں اور ان سے کہا جاویگا کہ) یہ (سزا) اُسکے بدلہ میں ہے کہ تم دنیا میں ناحق خوشیاں مناتے تھے اور اسکے بدلہ میں ہے کہ تم اتراتے تھے (فرح متعلق قلب کے ہے اور مرح متعلق بدن کے خواہ لغۃً یا مقابلۃً یعنی متاع دنیا کو اصل مقصود

اللغات یسجرون یحرقون ظاہرا وباطنا من سجر التنور اذا ملاہ الوقاد کذا فی الروح ۱۲	ما یتبین لہم الیس بشئ ۱۲
النحو الذین کذبوا بدل من الموصول الاول او بیان لہ او صفۃ لہ ـ قولہ من دون اللہ ہو عندی حال من مفعول تشرکون قولہ کذلک معناہ مثل ذلک الاضلال الذی ضلوا بہ واعترفوا بہ یضل اللہ الکافرین فی الدنیا حتی انہم یدعون فیہا	**البدیع والبلاغۃ** قولہ تفرحون وتمرحون فیہ تجنیس حسن ـ قولہ مثوی المتکبرین ولم یقل مدخل المتکبرین لیتجاوب الصدر والعجز لان الدخول المقید بالخلود سبب الثواء والتجاوب مع معنی ۱۲

اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝ وَلَكُمْ فِیْهَا مَنَافِعُ وَلِتَبْلُغُوْا عَلَیْهَا حَاجَةً فِیْ صُدُوْرِكُمْ وَعَلَیْهَا

اللہ ہی ہے جسنے تمہارے لیے مواشی بنائے تاکہ انمیں بعض سے سواری لو اور انمیں بعض کو کھاتے بھی ہو۔ اور تمہارے لیے انمیں اور بھی بہت سے فائدے ہیں اور تاکہ تم انپر اپنے مطلب تک پہونچو جو تمہارے دلوں میں ہے اور انپر

وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ۝ وَیُرِیْكُمْ اٰیٰتِهٖ ۖ فَاَیَّ اٰیٰتِ اللّٰهِ تُنْكِرُوْنَ ۝ اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

اور کشتی پر لدے لدے پھرتے ہو۔ اور تمکو اپنی اور بھی نشانیاں دکھلاتا رہتا ہے سو تم اللہ تعالیٰ کی کون کونسی نشانیوں کا انکار کروگے کیا ان لوگوں نے ملک میں چل پھر کر نہیں دیکھا کہ جو لوگ انسے پہلے ہو گذرے ہیں انکا کیسا

سمجھ کر اسکے حصول پر دلمیں ایسے خوش ہوتے تھے کہ اسکے آثار ظاہر پر نمودار رہتے تھے جیسے چال وغیرہ میں جسکی ممانعت آئی ہے ولا تمش فی الارض مرحا اور اسکے قبل[1] انکو حکم ہوگا کہ) جہنم کے دروازوں میں گھسو (اور ہمیشہ ہمیشہ اسمیں رہو سو متکبرین (عن آیات اللہ) کا وہ برا ٹھکانا ہے (اور جب ان سے اس طرح انتقام لیا جاویگا) تو آپ (چندے) صبر کیجیے بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے پھر جس (عذاب) کا (مطلقًا) ہم انسے وعدہ کر رہے ہیں (کہ کفر موجب تعذیب ہے) اسمیں سے کچھ تھوڑا سا (عذاب) اگر ہم آپکو دکھلا دیں (یعنی آپکی حیات میں انپر اسکا نزول ہو جاوے یا (اسکے نزول کے قبل ہی) ہم آپکو وفات دیدیں (پھر خواہ بعد میں نزول ہو یا نہ ہو سو دونوں احتمال ہیں کوئی شق ضروری نہیں لیکن ہر حال اور ہر احتمال پر) ہمارے ہی پاس انکو آنا ہوگا (اور اسوقت بالیقین انپر عذاب واقع ہوگا) اور (اس بات کو یاد کرکے بھی تسلی حاصل کیجیے کہ) ہم نے آپ سے پہلے بہت سے پیغمبر بھیجے جنمیں بعضے تو وہ ہیں کہ انکا قصہ ہم نے آپسے (اجمالاً یا تفصیلاً) بیان کیا ہے اور بعضے وہ ہیں جنکا ہم نے آپسے بیان نہیں کیا اور (اتنا امر سب میں مشترک ہے کہ) کسی رسول سے یہ نہ ہو سکا کہ کوئی معجزہ بدون اذن الٰہی کے ظاہر کر سکے (اور امت کی ہر فرمایش پوری کر سکے سو بعضے اسلیے بھی انکی تکذیب کرتے رہے اسیطرح یہ لوگ آپکی تکذیب کرتے ہیں تو آپ تسلی رکھیے اور صبر کیجیے) پھر جسوقت اللہ کا حکم (نزول عذاب کے لیے) آویگا (خواہ دنیا میں یا آخرت میں لقولہ تعالیٰ فاما نرینک بعض الذی نعدھم الخ) ٹھیک ٹھیک (عملی) فیصلہ ہو جاویگا اور اسوقت اہل باطل خسارہ میں رہ جاوینگے **ف** کذبوا بالکتاب وبما ارسلنا الخ سے یہ مقصود نہیں کہ مجموعہ تکذیبین مدار تعذیب کا ہے کیونکہ یقینًا ہر واحد بھی سبب عذاب مخلد کا ہے بلکہ مقصود بیان کرنا حال مشرکین کا ہے کہ وہ دونوں کی تکذیب کیا کرتے تھے۔ اور یہ جو ارشاد فرمایا یسحبون فی الحمیم ثم فی النار یسجرون اس سے ظاہر تقدم حمیم کا دخول نار سے معلوم ہوتا ہے چنانچہ بعض علماء اسی کے قائل ہیں کہ حمیم خارج جہنم ہے اور انہوں نے سورہ صافات کی آیت ثم ان مرجعهم لالی الجحیم کو اسی پر محمول کیا ہے کہ حمیم پلانے کے وقت انکو جہنم سے باہر لاوینگے اور حمیم پلا کر پھر جہنم میں لیجاوینگے جیسا لفظ مرجع اسپر دال ہے اور بعض اسکے قائل نہیں ہوئے اور ان آیتوں پر نظر کی قولہ تعالیٰ خذوہ فاعتلوہ الی سواء الجحیم ثم صبوا فوق راسہ من عذاب الحمیم۔ قولہ تعالیٰ وما ہم بخارجین من النار کہ آیت اولٰی سے تقدم جحیم کا حمیم پر معلوم ہوتا ہے اور آیت ثانیہ سے جہنم سے باہر آنیکی نفی ہوتی ہے اور ہر فریق نے دوسرے کے دلائل میں مناسب تاویل کی ہے احقر کو آیات میں غور کرنے سے ظنًا یہ معلوم ہوتا ہے کہ دوزخ میں انواع انواع عذاب ہونگے کبھی کچھ کبھی کچھ انمیں سے حمیم و جحیم بھی ہے پس دونوں کا سلسلہ برابر جاری رہیگا پس ہر نوع باعتبار ایک فرد کے دوسری نوع سے مقدم بھی ہے اور باعتبار دوسری فرد کے اس سے مؤخر بھی ہے اور دوزخ کا اطلاق کبھی حمیم کے مقابل پر آتا ہے کبھی حمیم سے عام مفہوم پر کیونکہ حمیم کا حمیم ہونا خود اسی نار کا اثر ہے پس اس سے ملابستہ عین ملابستہ بالنار ہے پس معنی اول کے اعتبار سے حمیم کو خارج از جحیم کہہ سکتے ہیں اور معنی ثانی کے اعتبار سے عدم خروج من النار کا حکم صحیح رہتا ہے اس تقریر پر تمام آیتیں جمع ہو گئیں اور تائید اس تقریر کی اس آیت سے ہوتی ہے ھذہ جہنم التی یکذب بہا المجرمون یطوفون بینہا وبین حمیم آن اور ابن کثیر مفسر نے اس مقام پر کہا ہے یسحبون علی وجوھهم تارۃ الی الحمیم وتارۃ الی الجحیم واللہ اعلم بحقیقۃ الحال قولہ ضلوا عنا پر ایک شبہ ہوتا ہے کہ دوسری آیات سے خود اصنام وشیاطین کا بھی دوزخ میں ہونا معلوم ہوتا ہے قال تعالیٰ انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم وقال تعالیٰ قال قرینہ ربنا ما اطغیتہ الخ پھر ضلوا کے کیا معنی۔ جواب یہ ہے کہ یا تو اسوقت وہ انکی نظر سے مخفی ہوں یا سہلتر یہ ہے کہ ضلوا عن نصرتنا اور فاصبر کی علت میں وقوع عذاب کے وعدہ کا سچا ہونا جو بیان فرمایا اس سے شبہ ہوتا ہے کہ آپ باوجود ایسے رحیم وشفیق ہونے کے انکے لیے عذاب چاہتے تھے جواب یہ ہے کہ انکے ایمان سے مایوس ہونیکے بعد اہل حق کے ساتھ اکثر جو وہ ظلم ستاتے تھے ان سے ہمدردی کرنا سبب اس عذاب چاہنے کا ہے اور رحمت وشفقت کے خلاف نہیں کیا جب ظالم کو مظلوم کی نصرت میں سزا دیجاوے تو اسکو کوئی رحمت وشفقت کے منافی کہہ سکتا ہے اور اسی حکمت کے لیے جہاد بھی ہوتا تھا **ربط** اوپر آیات اللہ الذی جعل لکم اللیل الخ میں توحید کا مضمون تھا آگے اسی پر سورت ختم ہے جسمیں اول توحید کی دلیل پھر اسکے انکار پر توبیخ پھر مشرکین امم سابقہ کا حال یاد دلا کر تہدید اور اسی سلسلہ میں معائنہ عذاب کے وقت شرک سے توبہ مقبول نہ ہونا ارشاد ہے۔

خاتمہ در توحید رب العالمین وتہدید منکرین مشرکین اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝ وَلَكُمْ فِیْهَا مَنَافِعُ وَلِتَبْلُغُوْا عَلَیْهَا حَاجَةً فِیْ صُدُوْرِكُمْ وَعَلَیْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ۝ وَیُرِیْكُمْ اٰیٰتِهٖ فَاَیَّ اٰیٰتِ اللّٰهِ تُنْكِرُوْنَ ۝ اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

ملحقات الترجمة

[1] قوله قيل ادخلوا الخ قيل كذا في الروح عن ابن عطية يقال لهم قبل هذه الحال وقيل في اول الامر ادخلوا ١٢

النحو قوله ولتبلغوا عطف على لتركبوا ١٢

كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْهُمْ وَاَشَدَّ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِي الْاَرْضِ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ فَلَمَّا جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرِحُوْا

وہ لوگ ان سے زیادہ تھے اور قوت اور نشانوں میں جو کہ زمین پر چھوڑ گئے ہیں بڑھے ہوئے تھے سو اُن کی کمائی اُن کے کچھ بھی کام نہ آئی۔ غرض جب اُن کے پیغمبران کے پاس کھلی دلیلیں لے کر آئے تو وہ لوگ

بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ

اپنے علم پر بڑے نازاں ہوئے جو اُن کو حاصل تھا اور اُن پر وہ عذاب آ پڑا جس کے ساتھ تمسخر کرتے تھے۔ پھر جب اُنہوں نے ہمارا عذاب دیکھا تو کہنے لگے ہم خدائے واحد پر ایمان لائے اور ان سب چیزوں سے ہم منکر ہوئے

مُشْرِكِيْنَ ۝ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا ۭ سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ ۚ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ ۝

جنکو ہم اسکے ساتھ شریک ٹھیراتے تھے۔ سو اُنکو انکا ایمان لانا نافع نہ ہوا جب اُنہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا یہی معمول مقرر کیا ہے جو اسکے بندوں میں پہلے سے ہوتا چلا آیا ہے اور اس وقت [illegible]

سورة حٰم السجدة مكية وهي اربع وخمسون اٰية

كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْهُمْ وَاَشَدَّ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِي الْاَرْضِ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ فَلَمَّا جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ ۝ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا ۭ سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ ۚ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ اللہ ہی جس نے تمہارے لیے مواشی بنائے تاکہ اُن میں بعض سے سواری لو اور انہیں بعض (ایسے ہیں کہ اُن کو کھاتے بھی ہو اور تمہارے لیے اُن میں اور بھی بہت سے فائدے ہیں (کہ اُنکے بال اور اُون کام آتی ہے) اور (اسلیے بنائے) تاکہ تم اُنپر (سوار ہو کر) اپنے مطلب تک پہونچو جو تمہارے دلوں میں ہے (جیسے کسی سے ملنے کے لیے جانا تجارت کے لیے جانا وغیرہ وغیرہ اوپر رکوب غایت تھی یہاں اُس رکوب کی غایت ہے) اور (سوار ہونے میں کچھ ان ہی کی تخصیص نہیں بلکہ اُن پر (بھی) اور کشتی پر (بھی) لدے لدے پھرتے ہو اور (انکے علاوہ) تمکو اپنی (قدرت کی) اور بھی نشانیاں دکھلاتا رہتا ہے (چنانچہ ہر مصنوع اُسکی صنعت پر ایک نشان ہے سو تم اللہ کی کون کون سی نشانیوں کا انکار کروگے (اور یہ لوگ جو بعد قیام دلائل بھی توحید سے منکر ہیں تو کیا انکو شرک کے وبال کی خبر نہیں اور) کیا ان لوگوں نے ملک میں چل پھر کر نہیں دیکھا کہ جو (مشرک) لوگ ان سے پہلے ہو گذرے ہیں (اس شرک کی بدولت) اُنکا کیسا انجام ہوا (حالانکہ) وہ لوگ ان سے (عدد میں بھی) زیادہ تھے اور قوت اور ان نشانوں میں (بھی) جو کہ زمین پر چھوڑ گئے ہیں (مثل عمارات وغیرہ) بڑھے ہوئے تھے سو اُنکی (یہ تمامتر) کمائی اُنکے کچھ کام نہ آئی (اور عذاب الٰہی سے نہ بچ سکے) غرض جب اُنکے پیغمبر اُنکے پاس کھلی دلیلیں لیکر آئے تو وہ لوگ اپنے (اُس) علم (معاش) پر بڑے نازاں ہوئے جو اُنکو حاصل تھا (یعنی معاش کو مقصود سمجھ کر اور اسمیں جو اُنکو لیاقت حاصل تھی اُسپر خوش ہوئے اور معاد کا انکار کر کے اُسکی طلب کو دیوانگی اور اُسکے انکار پر وعید عذابی کو مایہ تمسخر ٹھیرایا کقولہ تعالیٰ یعلمون ظاهرا من الحيوة الدنيا الخ) اور (اسکے وبال میں) اُنپر وہ عذاب آ پڑا جسکے ساتھ تمسخر کرتے تھے پھر جب اُنہوں نے ہمارا عذاب دیکھا تو کہنے لگے (اب) ہم خدائے واحد پر ایمان لائے اور اُن سب چیزوں سے ہم منکر ہوئے جنکو ہم اُسکے ساتھ شریک ٹھیراتے تھے سو اُنکو اُنکا یہ ایمان لانا نافع نہ ہوا جب اُنہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا (کیونکہ وہ ایمان اضطراری ہے اور عبد مکلف ہے ایمان اختیاری کا) اللہ تعالیٰ نے اپنا یہی معمول مقرر کیا ہے جو اُسکے بندوں میں پہلے سے ہوتا چلا آیا ہے اور اُس وقت (یعنی جبکہ ایمان نافع نہ ہوا) کافر خسارہ میں رہ گئے (پس ان مشرکین کو بھی یہ سب مضامین سمجھ کر ڈرنا چاہیے انکے لیے بھی یہی ہوگا پھر کچھ تلافی نہ ہوسکیگی) ف مسئلہ جب عذاب آخرت و ملائکہ عذاب نظر آجاویں پھر اُس وقت کا ایمان مقبول نہیں اور اسکو ایمان یاس کہتے ہیں اور اسکی تحقیق سورۂ نساء کے تیسرے رکوع میں گذری ہے ملاحظہ فرما لیجئے تم بحمد اللہ تعالیٰ تفسیر سورۃ المؤمن [illegible] السابع والعشرين من ربيع الاول يوم السبت ۱۳۲۴ھ من الهجرة ويتلوه انشاء الله تعالىٰ تفسير حم السجدة۔

سورة حم السجدة مكية وآيها ثلث او اربع وخمسون كذا في البيضاوي۔ ربط اس سورۃ کا حاصل یہ مضامین ہیں۔ توحید جس سے تمہید کے بعد سورت شروع ہوئی ہے اور سورت گذشتہ اسی پر ختم ہوئی تھی جسکا صریح بیان رکوع دوم سے چلا ہے پھر ان آیات میں عود ہوا ہے ومن اٰیاتہ الیل والنهار الخ پھر ختم کے قریب عود ہوا ہے وما تخرج من ثمرات الخ دوسرا مضمون رسالت جو توحید سے پہلے بطور تمہید کے اولاً مذکور ہوا ہے پھر ثانیاً ان آیات میں وقال الذين كفروا لا تسمعوا اور اسی سلسلہ میں بطور تسلیہ کے آگے ترغیب صبر و عفو و صفح کی دیگئی ہے اس آیت میں ولا تستوی الحسنة الخ پھر ثالثاً مع تسلیہ ان آیات میں ان الذين كفروا بالذكر الخ تیسرا مضمون انکار توحید و رسالت پر زجر انکار و وعید عذاب ہے اولاً ویل للمشرکین الخ میں ثانیاً فان اعرضوا الخ میں ثالثاً ان الذين يلحدون الخ میں اور چونکہ کہیں عذاب قیامت مذکور ہے اس مناسبت سے وقوع قیامت کی تحقیق ہے

البلاغة قوله فما اغنى الى قوله فلم يك ينفعهم في الروح ههنا اربعة فاءات فاء فما اغنى وفاء فلما جاءتهم وفاء فلما راوا وفاء فلم يك۔ فالفاء الاولى للنتيجة والثانية تفسيرية والثالثة للتعقيب وشبهها الفاء الرابعة اه مختصرا ۱۲

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں۔

حٰمٓ ۚ○ تَنۡزِیۡلٌ مِّنَ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○ کِتٰبٌ فُصِّلَتۡ اٰیٰتُہٗ قُرۡاٰنًا عَرَبِیًّا لِّقَوۡمٍ یَّعۡلَمُوۡنَ ○ بَشِیۡرًا وَّ نَذِیۡرًا ۚ فَاَعۡرَضَ اَکۡثَرُہُمۡ

حٰم۔ یہ کلام رحمٰن رحیم کی طرف سے نازل کیا جاتا ہے۔ یہ ایک کتاب ہے جس کی آیتیں صاف صاف بیان کی گئی ہیں یعنی ایسا قرآن ہے جو عربی ہے ایسے لوگوں کے لیے ہے جو دانشمند ہیں بشارت دینے والا ہے اور ڈرانے والا ہے سو اکثر لوگوں نے روگردانی کی

فَہُمۡ لَا یَسۡمَعُوۡنَ ○ وَ قَالُوۡا قُلُوۡبُنَا فِیۡۤ اَکِنَّۃٍ مِّمَّا تَدۡعُوۡنَاۤ اِلَیۡہِ وَ فِیۡۤ اٰذَانِنَا وَقۡرٌ وَّ مِنۡۢ بَیۡنِنَا وَ بَیۡنِکَ حِجَابٌ فَاعۡمَلۡ اِنَّنَا عٰمِلُوۡنَ ○

پھر وہ سنتے ہی نہیں۔ اور وہ لوگ کہتے ہیں کہ جس بات کی طرف آپ ہمکو بلاتے ہیں ہمارے دل اس سے پردوں میں ہیں اور ہمارے کانوں میں ڈاٹ ہے اور ہمارے اور آپکے درمیان میں ایک حجاب ہے سو آپ اپنا کام کیے جائیے ہم اپنا کام کر رہے ہیں

قُلۡ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثۡلُکُمۡ یُوۡحٰۤی اِلَیَّ اَنَّمَاۤ اِلٰـہُکُمۡ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ فَاسۡتَقِیۡمُوۡۤا اِلَیۡہِ وَ اسۡتَغۡفِرُوۡہُ ؕ وَ وَیۡلٌ لِّلۡمُشۡرِکِیۡنَ ○ الَّذِیۡنَ

آپ فرما دیجیے کہ میں بھی تم ہی جیسا بشر ہوں مجھ پر یہ وحی نازل ہوتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے سو اس کی طرف سیدھے باندھ لو اور اس سے معافی مانگو اور ایسے مشرکوں کے لیے بڑی خرابی ہے۔ جو

لَا یُؤۡتُوۡنَ الزَّکٰوۃَ وَ ہُمۡ بِالۡاٰخِرَۃِ ہُمۡ کٰفِرُوۡنَ ○ اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَہُمۡ اَجۡرٌ غَیۡرُ مَمۡنُوۡنٍ ○ ع

زکوٰۃ نہیں دیتے اور وہ آخرت کے منکر ہی رہتے ہیں جو لوگ ایمان لے آئے اور انہوں نے نیک کام کیے انکے لیے ایسا اجر ہے جو موقوف ہونے والا نہیں۔

اولاً ان الذی احیاھا لمحی الموتی میں ثانیاً الیہ یرد علم الساعۃ میں ثالثاً الا انھم فی مریۃ من لقاء ربھم میں اور اسی مضمون کے مقابلہ اور تتمیم کے لیے چند جا اہل ایمان کے بشارات بھی مذکور ہیں اور بقیہ مضامین درمیان درمیان ان ہی کے مضامین کی تبعیت میں مذکور ہیں۔

حقیت قرآن مبین و رسالت سید المرسلین و تشنیع منکرین بطور توطیۃ و تمہید توحید رب العالمین و تشنیع مشرکین بیان عقوبت مشرکین و اجر موحدین مومنین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ حٰمٓ ۚ تَنۡزِیۡلٌ مِّنَ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۚ کِتٰبٌ فُصِّلَتۡ اٰیٰتُہٗ قُرۡاٰنًا عَرَبِیًّا لِّقَوۡمٍ یَّعۡلَمُوۡنَ ۙ بَشِیۡرًا وَّ نَذِیۡرًا ۚ فَاَعۡرَضَ اَکۡثَرُہُمۡ فَہُمۡ لَا یَسۡمَعُوۡنَ ۚ وَ قَالُوۡا قُلُوۡبُنَا فِیۡۤ اَکِنَّۃٍ مِّمَّا تَدۡعُوۡنَاۤ اِلَیۡہِ وَ فِیۡۤ اٰذَانِنَا وَقۡرٌ وَّ مِنۡۢ بَیۡنِنَا وَ بَیۡنِکَ حِجَابٌ فَاعۡمَلۡ اِنَّنَا عٰمِلُوۡنَ ۚ قُلۡ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثۡلُکُمۡ یُوۡحٰۤی اِلَیَّ اَنَّمَاۤ اِلٰـہُکُمۡ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ فَاسۡتَقِیۡمُوۡۤا اِلَیۡہِ وَ اسۡتَغۡفِرُوۡہُ ؕ وَ وَیۡلٌ لِّلۡمُشۡرِکِیۡنَ ۙ الَّذِیۡنَ لَا یُؤۡتُوۡنَ الزَّکٰوۃَ وَ ہُمۡ بِالۡاٰخِرَۃِ ہُمۡ کٰفِرُوۡنَ ۚ اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَہُمۡ اَجۡرٌ غَیۡرُ مَمۡنُوۡنٍ ۚ حٰم (اسکے معنی اللہ کو معلوم ہیں) یہ کلام رحمٰن رحیم کی طرف سے نازل کیا جاتا ہے یہ (کلام) ایک کتاب ہے جسکی آیتیں صاف صاف بیان کی گئی ہیں یعنی ایسا قرآن ہے جو عربی (زبان میں) ہے (تاکہ جن لوگوں میں اسکا نزول ہوا ہے وہ آسانی سے سمجھ لیں اور) ایسے لوگوں کے لیے (نافع) ہے جو دانشمند ہیں (یعنی گو مکلف سب ہی ہیں مگر منتفع صرف اہل دانش ہی ہوتے ہیں اور ماننے والوں کے لیے) بشارت دینے والا ہے (اور نہ ماننے والوں کے لیے) ڈرانے والا ہے سو (مقتضٰی ان صفاتِ کمال کا یہ تھا کہ اسپر سب ایمان لاتے مگر) اکثر لوگوں نے (اس سے) روگردانی کی پھر (بوجہ اعراض کے) وہ سنتے ہی نہیں اور (جب آپ انکو سناتے ہیں تو) وہ لوگ کہتے ہیں کہ جس بات کی طرف آپ ہمکو بلاتے ہیں ہمارے دل اس سے پردوں میں ہیں (یعنی ہماری سمجھ میں نہیں آتی) اور ہمارے کانوں میں ڈاٹ (لگ رہی) ہے اور ہمارے اور آپ کے درمیان میں ایک حجاب ہے سو آپ اپنا کام کیے جائیے ہم اپنا کام کر رہے ہیں (یعنی ہم سے کچھ امید قبول کی نہ رکھیے اور پھر بھی کہنے کو جی چاہے کہے جائیے آپ جانیں اور آپ کا کام ہم اپنے طریقہ کو نہ چھوڑینگے) آپ فرما دیجیے کہ (بھائی تمکو ایمان پر مجبور کرنے کی تو میں قدرت رکھتا نہیں جو زبردستی قبول کرا سکوں کیونکہ) میں بھی تم ہی جیسا بشر ہوں (لیکن خدا تعالیٰ نے مجکو یہ امتیاز دیا ہے کہ) مجھ پر (احکام کی) وحی نازل ہوتی ہے اور وحی بھی ایسے مضمون کی جو عقلاً قابل قبول ہے یعنی) یہ وحی نازل ہوتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے (یعنی میں صاحب وحی و نبوت ہوں جسکی تصدیق معجزات سے ہو چکی ہے جنمیں اعظم قرآن ہے جسکا اوپر بیان ہے اور نبی ہونا اسکو مقتضی ہے کہ اگر اسکی کوئی بات ثابت بالعقل نہ ہو تب بھی ماننا چاہیے چہ جائیکہ وہ بات بھی ثابت بالعقل ہو) سو (اس حالت میں تمہارے قبول نہ کرنیکی کوئی وجہ نہیں ضرور قبول کرو اور) اس معبود برحق کی طرف سیدھے باندھ لو (یعنی اور کسی کی عبادت کی طرف توجہ مت کرو) اور (جو اب تک غیر اللہ کی عبادت کی ہے اس عبادت کی) اس سے معافی مانگو (یعنی توحید اختیار کرو اور شرک سابق سے توبہ کرو) اور (آگے حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ) ایسے مشرکوں کے لیے بڑی خرابی ہے جو (اس مضمون ثبوت نبوت و وجوب اتباع کو سنکر بھی اپنے طریقہ کو نہیں چھوڑتے اور) زکوٰۃ نہیں دیتے اور وہ آخرت کے

النحو قولہ قرآنا نصب علی الاختصاص والمدح۔ قولہ لقوم الاجود ان یکون صفۃ مثل ما قبلہ وما بعدہ ای قرآنا عربیا کائنا لقوم الخ کذا فی الکشاف قولہ اکثرھم المرجع ھو الناس بقرینۃ المقام ۱۲

البلاغۃ

قولہ قالوا قلوبنا جمعت الآیۃ الحجب الثلاثۃ علی القلب وعلی الآذان وعلی الابصار کما یتبادر من قولہ حجاب ۱۲

قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ۭ ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ

آپ فرمائیے کہ کیا تم لوگ ایسے خدا کا انکار کرتے ہو جس نے زمین کو دو روز میں پیدا کر دیا اور تم اسکے شریک ٹھیراتے ہو یہی سارے جہان کا رب ہے۔ اور اُسنے زمین میں اُسکے اوپر

مِنْ فَوْقِهَا وَبٰرَكَ فِيْهَا وَقَدَّرَ فِيْهَآ اَقْوَاتَهَا فِيْٓ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ ۭ سَوَاۗءً لِّلسَّاۗىِٕلِيْنَ ۝ ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَاۗءِ وَهِىَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا

پہاڑ بنا دیئے اور اُس میں فائدہ کی چیزیں رکھدیں اور اُس میں اُس کی غذائیں تجویز کر دیں چار دن میں۔ پورے ہیں پوچھنے والوں کے لیے۔ پھر آسمان کی طرف توجہ فرمائی اور وہ دھواں سا تھا سو اُس سے

وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا ۭ قَالَتَآ اَتَيْنَا طَاۗىِٕعِيْنَ ۝ فَقَضٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ وَاَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَاۗءٍ اَمْرَهَا ۭ

اور زمین سے فرمایا کہ تم دونوں خوشی سے آؤ یا زبردستی سے۔ دونوں نے عرض کیا کہ ہم خوشی سے حاضر ہیں۔ سو دو روز میں اُس کے سات آسمان بنا دیئے اور ہر آسمان میں اُسکے مناسب اپنا حکم بھیجدیا۔

وَزَيَّنَّا السَّمَاۗءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ ڰ وَحِفْظًا ۭ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝

اور ہم نے اس قریب والے آسمان کو ستاروں سے زینت دی اور اُسکی حفاظت کی۔ یہ تجویز ہے زبردست واقف الکل کی۔

منکر ہی رہتے ہیں (اور برخلاف انکے) جو لوگ (حقانیت رسالت کا اعتقاد کر کے) ایمان لے آئے اور اُنہوں نے نیک کام کیے اُنکے لیے (آخرت میں) ایسا اجر ہے جو (کبھی) موقوف ہونیوالا نہیں **ف** یہاں ایک سوال ہے وہ یہ کہ یہاں اللہ تعالیٰ نے کفار کا یہ قول قلوبنا فی اکنۃ الخ معرض ذم میں نقل کیا ہے جس سے اسکا کاذب اور باطل ہونا معلوم ہوتا ہے اور بعض آیات میں خود ان چیزوں کا اثبات فرمایا ہے جیسے وجعلنا علی قلوبھم اکنۃ وفی اذانھم وقرا کما فی سورۃ الانعام وبنی اسرائیل والکھف ان میں وجہ جمع کیا ہے جواب یہ ہے کہ مقصود کفار کا ان اقوال سے فقدان مطلق استعداد کا تھا اور یہ باطل ہے اور مقصود حق تعالیٰ کا فقدان استعداد قریب من الفعل کا ہے اور یہ حق ہے۔ دوسرے غرض انکی اس کلام سے اظہار تھا اپنے عزم اصرار علی الکفر کا اور یہ مذموم اور شنیع ہے اور رد اسی اعتبار سے ہے کیونکہ کلام کا رد کرنا کاہے مدلول کے اعتبار سے نہیں ہوتا بلکہ غرض کے اعتبار سے ہوتا ہے۔ اور یہاں لایؤتون الزکوٰۃ کے متعلق دو سوال ہیں ایک یہ کہ کفار پر ترک زکوٰۃ سے وعید کے کیا معنی۔ دوسرے زکوٰۃ مدینہ میں فرض ہوئی تھی اور یہ سورت مکیہ ہے جواب سوال اول کا یہ ہے کہ ترک پر من حیث الذات مذمت مقصود نہیں بلکہ اس حیثیت سے کہ یہ ترک کفار میں بوجہ ایمان نہ لانے کے علامت عدم ایمان کی ہے پس اصل مقصود ذم علی الکفر ہے اور منجملہ دوسری علامات کے اس کی تخصیص شاید اس لیے ہے کہ ایمان نہ لانے کے اسباب میں سے ایک حب مال بھی ہے جو سبب ہے ترک زکوٰۃ کا۔ اور دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ یہ لغت معنی انفاق فی الخیر میں اہل عرب میں پہلے سے بھی معروف تھا چنانچہ شعر امیہ الفاعلون للزکوٰۃ منقول ہے اور مطلق انفاق فی الخیر بعض مواقع میں مکہ میں بھی واجب تھا اور بالمعنی المخصوص وبالشرط المخصوص فرض ہونا مختص ہے مدینہ کے ساتھ۔ ربط اوپر بتمہید توحید کے طور پر رسالت کا مضمون تھا آگے توحید کا مضمون ہے۔

توحید

قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ۭ ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا وَبٰرَكَ فِيْهَا وَقَدَّرَ فِيْهَآ اَقْوَاتَهَا فِيْٓ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ ۭ سَوَاۗءً لِّلسَّاۗىِٕلِيْنَ ۝ ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَاۗءِ وَهِىَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا ۭ قَالَتَآ اَتَيْنَا طَاۗىِٕعِيْنَ ۝ فَقَضٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ وَاَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَاۗءٍ اَمْرَهَا ۭ وَزَيَّنَّا السَّمَاۗءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ ڰ وَحِفْظًا ۭ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝ آپ (ان لوگوں سے) فرمایئے کہ کیا تم لوگ ایسے خدا (کی توحید) کا انکار کرتے ہو جسنے زمین کو (باوجود اتنی بڑی وسعت کے) دو روز (کی مقدار کے وقت) میں پیدا کر دیا اور تم اُسکے شریک ٹھیراتے ہو یہی (خدا جسکی قدرت معلوم ہوئی) سارے جہان کا رب ہے پس الٰہ بھی وہی ہے اور اُسنے زمین میں اُسکے اوپر پہاڑ بنا دیئے اور اُس میں (زمین میں) فائدہ کی چیزیں رکھدیں (جیسے نباتات وحیوانات وغیرہ) اور اُس (زمین) میں اُس (کے رہنے والوں) کی غذائیں تجویز کر دیں (چنانچہ مشاہد ہے کہ ہر حصۂ ارض کے رہنے والوں کے مناسب الگ الگ غذائیں ہیں یعنی زمین میں ہر قسم کے غلے میوے پیدا کر دیئے کہیں کچھ کہیں کچھ جنکا سلسلہ اب تک چلا آتا ہے۔ یہ سب) چار دن میں

اللغات استوی قصد وتوجہ الیہا دون ارادۃ تاثیر فی غیرہا من قولہم استوی الی المکان کذا اذا توجہ الیہ لایلوی علی غیرہ ۱۲ **النحو** اقواتہا بتقدیر مضاف ای اقوات اہلہا او الاضافۃ لادنی ملابسۃ ای الاقوات التی برزت وخرجت منہا قولہ فی اربعۃ ایام متعلق بحصول الامور المذکورۃ۔ قولہ سواء ای استوت سواء۔ قولہ للسائلین متعلق بمحذوف وقع خبر المبتدأ محذوف ای ہذا الحصر فی اربعۃ کائن للسائلین قولہ فقضٰہن ضمیر ہن اما للسماء علی المعنی لانہ بمعنی السمٰوات واما مبہم یفسرہ مابعدہ ۱۲ **الروایات** فی الدر المنثور اخرج ابن جریر والنحاس فی ناسخہ وابو الشیخ فی العظمۃ والحاکم وصححہ وابن مردویہ والبیہقی فی الاسماء والصفات عن ابن عباس رضی ان الیہود اتت النبی صلے اللہ علیہ وسلم فسألتہ عن خلق السمٰوات والارض فقال خلق اللہ الارض یوم الاحد والاثنین وخلق الجبال وما فیہن من المنافع یوم الثلثاء وخلق یوم الاربعاء الشجر والماء وخلق یوم الخمیس السماء وخلق یوم الجمعۃ النجوم والشمس والملئکۃ وفیہ بروایۃ ابی الشیخ من وجہ آخر عن عکرمۃ عن ابن عباس عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم خلق یوم الثلثاء دواب البحر ودواب الارض الخ اھ قلت ولا یلزم من سوال الیہود کون الآیۃ مدنیۃ وما ورد فیہ من الروایات المختلفۃ فیمکن الجمع بینہا بحمل البعض علی الاکثر والبعض علی الاقل بان وقع خلق شیء فی یومین مختلفین بعضہ فی جزء من یوم واحد وبعضہ فی جزء من الآخر ۱۲

فَإِنْ أَعْرَضُوا فَقُلْ أَنذَرْتُكُمْ صَاعِقَةً مِّثْلَ صَاعِقَةِ عَادٍ وَثَمُودَ ۝ إِذْ جَاءَتْهُمُ الرُّسُلُ مِن بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ أَلَّا

پھر اگر یہ لوگ اعراض کریں تو آپ کہہ دیجیے کہ میں تم کو ایسی آفت سے ڈراتا ہوں جیسی عاد و ثمود پر آفت آئی تھی۔ جبکہ اُن کے پاس اُن کے آگے سے بھی اور اُن کے پیچھے سے بھی پیغمبر آئے کہ بجز

تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ ۖ قَالُوا لَوْ شَاءَ رَبُّنَا لَأَنزَلَ مَلَائِكَةً فَإِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُم بِهِ كَافِرُونَ ۝ فَأَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوا فِي الْأَرْضِ

اللہ کے اور کسی کو مت پوجو۔ اُنہوں نے جواب دیا کہ اگر ہمارے پروردگار کو منظور ہوتا تو فرشتوں کو بھیجتا سو ہم اُس سے بھی منکر ہیں جس کو دیکر تم بھیجے گئے ہو۔ پھر وہ جو عاد کے لوگ تھے وہ دنیا میں ناحق کا

بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوا مَنْ أَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ۖ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَهُمْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۖ وَكَانُوا بِآيَاتِنَا يَجْحَدُونَ

تکبر کرنے لگے اور کہنے لگے وہ کون ہے جو قوت میں ہم سے زیادہ ہے کیا اُن کو یہ نظر نہ آیا کہ جس خدا نے اُن کو پیدا کیا وہ اُن سے قوت میں بہت زیادہ ہے اور ہماری آیتوں کا انکار کرتے رہے۔

فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِي أَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ

تو ہم نے اُن پر ایک ہوائے تند ایسے دنوں میں بھیجی جو منحوس تھے تاکہ ہم اُن کو اس دنیوی حیات میں رُسوائی کے عذاب کا مزہ چکھا دیں۔

(تھا دو میں زمین دو میں جبال وغیرہ جو شمار میں) پورے ہیں (کمیت و کیفیت خلق کی) پوچھنے والوں کے لیے (جیسے یہود نے آپ سے خلق سموات و ارض کو پوچھا کذا فی الدر المنثور) پھر (یہ سب کچھ پیدا کر کے) آسمان (کے بنانے) کی طرف توجہ فرمائی اور وہ (اُس وقت) دُھواں سا تھا (یعنی اُسکا مادہ جو کہ مادۂ ارض کے بعد اور صورت موجودہ ارض کے بعد بن چکا تھا اس شکل میں تھا) سو اُس سے اور زمین سے فرمایا کہ تم دونوں (کو ہمارے حکم کی طرف آنا تو ضرور پڑیگا اب تمکو اختیار ہے خواہ) خوشی سے آؤ یا زبردستی سے (آؤ مطلب یہ کہ ہمارے احکام تکوینیہ جو تم دونوں میں جاری ہو کر رہینگے مثلاً آسمان میں اسکے بعد ہی تغیر ہونیوالا تھا کہ اسکا مادہ وحدانیہ سموات متعددہ بننے والے تھے اور زمین میں بے انتہا تغیرات قیامت تک چلے جاوینگے تو انکا جاری ہونا تو تمہارے اختیار سے خارج ہے لیکن جو ادراک و شعور تمکو عطا ہوا ہے اُس سے تمہاری حالت کے مناسب رضا و عدم رضا دونوں کا تحقق ہوسکتا ہے جیسے مرض یا موت انسان کے لیے کہ باوجود غیر اختیاری ہونے کے کوئی اُس پر راضی ہے کوئی ناراض سو تم دیکھ لو کہ ہمارے ان احکام پر راضی رہکر رہوگے یا کراہت رکھوگے) دونوں نے عرض کیا کہ ہم خوشی سے (اُن احکام کیلیے) حاضر ہیں سو دو روز میں اُسکے سات آسمان بنا دیئے اور (چونکہ سموات ملائکہ سے معمور کر دیئے تھے اسلیے) ہر آسمان میں اُسکے مناسب اپنا حکم (فرشتوں کو) بھیجدیا (یعنی جن فرشتوں سے جو کام لینا تھا وہ انکو بتلا دیا جیسا کہ مدتوں بعد زمین پر وحی آتی تھی) اور ہمنے اس قریب والے آسمان کو ستاروں سے زینت دی اور (استراق شیاطین سے) اُسکی حفاظت کی یہ تجویز ہے (خدائے) زبردست واقف الکل کی (پس عبادت کے لائق یہ ذات کامل الصفات ہے یا دوسری اشیاء ناقص الذات والصفات) **ف** زمین و آسمان کی ترتیب تخلیق کے متعلق سورۂ بقرہ رکوع سوم کے اخیر میں اور ادراک جمادات کے متعلق سورۂ بنی اسرائیل رکوع پنجم کی ابتدا آیت وان من شئ الا یسبح میں اور تزیین سماء دنیا کے متعلق سورۂ صافات کے پہلے رکوع میں۔ اور حفظ سموات کے متعلق سورۂ حجر کے دوسرے رکوع کے شروع میں کلام ہو چکا ہے۔ البتہ حفظ سموات کے متعلق اتنی بات رہگئی تھی کہ جب سماء دُنیا شیاطین سے محفوظ ہے تو دوسرے سموات بدرجۂ اولیٰ محفوظ ہیں۔ اب چند فوائد اس مقام کے متعلق لکھتا ہوں اول یہ کہ فی اربعۃ ایام جو جعل رواسی و تقدیر اقوات کے ساتھ فرمایا یہ صرف انہی کا ظرف نہیں ورنہ مجموعہ آٹھ روز ہو جاوینگے حالانکہ فی ستۃ ایام جا بجا مصرح ہے بلکہ اسکا مع ماقبل کے ظرف ہے جیسا محاورات میں بولا جاتا ہے کہ دو سال میں تو اس لڑکے کا دودھ چھڑایا اور چار سال میں مکتب میں بٹھلایا ظاہر ہے کہ یہ مطلب نہیں ہوتا کہ ان دو سال کے علاوہ چار سال **ثانی** ان چار یوم میں سواءً کیوں فرمایا وجہ یہ ہے کہ جن دو یوم میں آسمان بنایا ہے وہ دو روز پورے نہ تھے بلکہ اُسکی ساعت اخیرہ یعنی بعد عصر میں آدم علیہ السلام بنائے گئے رواہ مسلم اسلیے وہاں سواء فرمایا تاکہ سامع مجاز پر محمول نہ کرے جیسا محاورات میں کسر کو پورا کر لیا کرتے ہیں **ثالث** للسائلین کی تخصیص خلق ارضیات میں کیوں کی۔ جواب یہ ہے کہ شاید اس میں اشارہ ہو کہ عام سائلین کے ذہن سے ارضیات کا چار روز میں بننا اقرب ہے بہ نسبت سموات کے دو روز میں بننے کے کہ مدت کم اور مجعول اعظم ہے پس سوال کا جواب ارضیات میں سہل الفہم ہے **رابع** ائتنا طوعا کا خطاب زمین سے بعد تسویہ ہونا اور آسمان سے قبل تسویہ ہونا کیا وجہ۔ جواب یہ ہے کہ زمین میں بعد تسویہ بھی تغیرات کثیرہ ہونیوالے تھے بخلاف آسمان کے اسلیے ارض کی حالت بعد تسویہ اور آسمان کی حالت قبل تسویہ گویا متساوی ہیں **ربط** اوپر منکرین توحید کے مقابلہ میں شرک پر انکار اور توحید کا اثبات تھا آگے منکرین توحید کو عذاب عاجل سے تہدید اور عذاب آجل کی وعید سناتے ہیں اور ضمن قصہ میں انکار رسالت پر بھی تقبیح فرماتے ہیں حیث قال اذ جاءتھم الرسل الخ **تہدید و وعید منکرین توحید و رسالت** فَإِنْ أَعْرَضُوا فَقُلْ أَنذَرْتُكُمْ صَاعِقَةً مِّثْلَ صَاعِقَةِ عَادٍ وَثَمُودَ ۝ إِذْ جَاءَتْهُمُ الرُّسُلُ مِن بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ ۖ قَالُوا لَوْ شَاءَ رَبُّنَا لَأَنزَلَ مَلَائِكَةً فَإِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُم بِهِ كَافِرُونَ ۝ فَأَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوا فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوا مَنْ أَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ۖ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَهُمْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۖ وَكَانُوا بِآيَاتِنَا يَجْحَدُونَ ۝ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِي أَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيَاةِ

البلاغۃ قولہ من بین ایدیہم کنایۃ عن غایۃ الاجتہاد کما فی الکبیر ان المعنی ان الرسل المبعوثین الیہم اتوہم من کل جانب و اجتہدوا بہم واتوا بجمیع وجوہ الحیل ۱۲	اللغات صاعقۃ بمعنی مطلق العذاب مجازاً ۱۲

وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَخْزَىٰ وَهُمْ لَا يُنصَرُونَ ۝ وَأَمَّا ثَمُودُ فَهَدَيْنَاهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمَىٰ عَلَى الْهُدَىٰ فَأَخَذَتْهُمْ صَاعِقَةُ الْعَذَابِ

اور آخرت کا عذاب اور زیادہ رسوائی کا سبب ہے اور اُن کو مدد نہ پہونچیگی۔ اور وہ جو ثمود تھے تو ہم نے اُن کو رستہ بتلایا سو اُنہوں نے گمراہی کو بمقابلہ ہدایت کے پسند کیا پس اُن کو عذاب سراپا ذلت کی آفت نے

الْهُونِ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝ وَنَجَّيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ۝ وَيَوْمَ يُحْشَرُ أَعْدَاءُ اللَّهِ إِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوزَعُونَ حَتَّىٰ

پکڑ لیا اُن کی بدکرداریوں کی وجہ سے۔ اور ہم نے اُن لوگوں کو نجات دی جو ایمان لائے اور ڈرتے تھے۔ اور جس دن اللہ کے دشمن دوزخ کی طرف جمع کر کے لائے جاوینگے پھر وہ روکے جائیں گے۔ یہاں تک

إِذَا مَا جَاءُوهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَأَبْصَارُهُمْ وَجُلُودُهُم بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ وَقَالُوا لِجُلُودِهِمْ لِمَ شَهِدتُّمْ عَلَيْنَا

کہ جب وہ اُسکے قریب آجاوینگے تو ان کے کان اور آنکھیں اور اُن کی کھالیں اُن پر اُن کے اعمال کی گواہی دیں گے۔ اور وہ لوگ اپنے اعضاء سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف میں کیوں گواہی دی۔

قَالُوا أَنطَقَنَا اللَّهُ الَّذِي أَنطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَهُوَ خَلَقَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝ وَمَا كُنتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَن يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ

وہ جواب دینگے کہ ہمکو اُس نے گویائی دی جسنے ہر چیز کو گویائی دی اور اُس نے تمکو اول بار پیدا کیا تھا اور اسی کے پاس پھر لائے گئے ہو۔ اور تم اس بات سے تو اپنے کو چھپا ہی نہ سکتے تھے کہ تمہارے کان اور آنکھیں

سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ وَلَٰكِن ظَنَنتُمْ أَنَّ اللَّهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيرًا مِّمَّا تَعْمَلُونَ ۝ وَذَٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِي ظَنَنتُم بِرَبِّكُمْ

اور کھالیں تمہارے خلاف میں گواہی دیں لیکن تم اس گمان میں رہے کہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے بہت سے اعمال کی خبر بھی نہیں اور تمہارے اس گمان نے جو کہ تم نے اپنے رب کے ساتھ کیا تھا

أَرْدَاكُمْ فَأَصْبَحْتُم مِّنَ الْخَاسِرِينَ ۝ فَإِن يَصْبِرُوا فَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ۖ وَإِن يَسْتَعْتِبُوا فَمَا هُم مِّنَ الْمُعْتَبِينَ ۝ وَقَيَّضْنَا لَهُمْ

تم کو برباد کیا پھر تم خسارہ میں پڑ گئے۔ سو اگر یہ لوگ صبر کریں تب بھی دوزخ ہی ان کا ٹھکانا ہے۔ اور اگر وہ عذر کرنا چاہیں گے تو بھی مقبول نہ ہوگا۔ اور ہم نے انکے لیے

قُرَنَاءَ فَزَيَّنُوا لَهُم مَّا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِي أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِم مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا خَاسِرِينَ ۝

کچھ ساتھ رہنے والے مقرر کر رکھے تھے سو اُنہوں نے اُنکے اگلے پچھلے اعمال اُنکی نظر میں مستحسن کر رکھے تھے اور اُنکے حق میں بھی اُن لوگوں کے ساتھ اللہ کا قول پورا ہو کر رہا جو اُن سے پہلے جن اور انسان ہو گذرے ہیں بیشک وہ بھی خسارہ میں رہے

وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَخْزَىٰ وَهُمْ لَا يُنصَرُونَ ۝ وَأَمَّا ثَمُودُ فَهَدَيْنَاهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمَىٰ عَلَى الْهُدَىٰ فَأَخَذَتْهُمْ صَاعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُونِ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝ وَنَجَّيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ۝ وَيَوْمَ يُحْشَرُ أَعْدَاءُ اللَّهِ إِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوزَعُونَ حَتَّىٰ إِذَا مَا جَاءُوهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَأَبْصَارُهُمْ وَجُلُودُهُم بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ وَقَالُوا لِجُلُودِهِمْ لِمَ شَهِدتُّمْ عَلَيْنَا ۖ قَالُوا أَنطَقَنَا اللَّهُ الَّذِي أَنطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَهُوَ خَلَقَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝ وَمَا كُنتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَن يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ وَلَٰكِن ظَنَنتُمْ أَنَّ اللَّهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيرًا مِّمَّا تَعْمَلُونَ ۝ وَذَٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِي ظَنَنتُم بِرَبِّكُمْ أَرْدَاكُمْ فَأَصْبَحْتُم مِّنَ الْخَاسِرِينَ ۝ فَإِن يَصْبِرُوا فَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ۖ وَإِن يَسْتَعْتِبُوا فَمَا هُم مِّنَ الْمُعْتَبِينَ ۝ وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَاءَ فَزَيَّنُوا لَهُم مَّا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِي أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِم مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا خَاسِرِينَ ۝ پھر (دلائل توحید سنکر بھی) اگر یہ لوگ (توحید سے) اعراض کریں تو آپ (ان سے) کہدیجیے کہ میں تم کو ایسی آفت سے ڈراتا ہوں جیسی عاد و ثمود پر (شرک و کفر کی بدولت) آفت آئی تھی (مراد عذاب اہلاک ہے چنانچہ اہل مکہ بھی بدر میں ہلاک کیے گئے اور یہ قصہ عاد و ثمود کا اسوقت واقع ہوا تھا) جبکہ اُن (عاد و ثمود) کے پاس اُنکے آگے سے بھی اور اُنکے پیچھے سے بھی پیغمبر آئے (یعنی جو پیغمبر اُنکی طرف مبعوث ہوئے تھے اُنہوں نے بڑی کوشش سے بکثرت سمجھایا جیسے کوئی شخص کسی کو کبھی سامنے سے آکر سمجھاوے اور کبھی پیچھے سے آکر سمجھاوے ونظیرہ قولہ تعالیٰ حکایۃ عن ابلیس لآتینہم من بین ایدیہم ومن خلفہم الخ اور اُن پیغمبروں نے یہی کہا) کہ بجز اللہ کے اور کسی کی مت پوجا اُنہوں نے جواب دیا کہ (تم جو کہتے ہو کہ خدا نے ہمکو پیغمبر بنا کر اسلیے بھیجا ہے کہ دعوت الی التوحید کریں خود یہی غلط ہے کیونکہ) اگر ہمارے پروردگار کو (یہ) منظور ہوتا (کہ کسیکو پیغمبر بنا کر بھیجے) تو (اس کام کے لیے) فرشتوں کو بھیجتا سو (جب نہیں ہوا تو) ہم اُس (توحید) سے

اللغات قولہ یستعتبوا النظر الی آخر سورۃ الروم ۱۲

النحو قولہ صاعقۃ العذاب الہون ہو صفۃ للعذاب ووصف بمصدر للمبالغۃ وکذا اضافۃ صاعقۃ الی العذاب فیفید ذلک ان ہذا بہم عین الہون وان لصاعقۃ کذا فی الروح ۱۲

البلاغۃ قولہ فہم یوزعون الفاء للتفصیل قولہ شہدتم صیغۃ العقلاء لوقوع ذلک منہم

السوال والجواب لمخاطبین بالعقلاء ۱۲

الروایات فی اللباب عن الشیخین والترمذی وغیرہم عن ابن مسعود قال اختصم عند البیت ثلثۃ نفر قرشیان وثقفی او ثقفیان وقرشی فقال احدہم اترون ان اللہ یسمع ما نقول فقال الآخر یسمع ان جہرنا ولا یسمع ان اخفینا وقال الآخر ان کان یسمع اذا جہرنا فہو یسمع اذا اخفینا فانزل اللہ وما کنتم تستترون الآیۃ ۱۲

بھی منکر ہیں جسکو دیکر (بزعم خود) تم (پیغمبری کے طور پر) بھیجے گئے ہو پھر (اس قال مشترک کے بعد ہر ایک کے حال خاص کی یہ تفصیل ہے کہ) وہ جو عاد کے لوگ تھے وہ دنیا میں ناحق کا تکبر کرنے لگے اور (جب عذاب کی وعید سنی کما قال تعالیٰ عن ھود افلا تتقون وقال قد وقع علیکم من ربکم رجس الی للمنتظرین تو) کہنے لگے وہ کون ہے جو قوت میں ہمسے زیادہ ہے (جو ہمپر کوئی حادثہ واقع کرے جسکو ہم دفع نہ کرسکیں آگے جواب ہے کہ) کیا اُنکو یہ نظر نہ آیا کہ جس خدانے انکو پیدا کیا وہ اُنسے قوت میں بہت زیادہ ہے (اور وہ عذاب واقع کرسکتا ہے مگر باوجود اسکے بھی ایمان نہ لائے) اور ہماری آیتوں کا انکار کرتے رہے تو ہمنے اُنپر ایک ہوائے تند ایسے دنوں میں بھیجی جو (بوجہ نزول عذاب الٰہی کے اُنکے حق میں) منحوس تھے تاکہ ہم اُنکو اس دنیوی حیات میں رُسوائی کے عذاب کا مزہ چکھادیں اور آخرت کا عذاب اور زیادہ رسوائی کا سبب ہے اور (اس رُسوائی کے وقت کسی طرف سے بھی) انکو مدد نہ پہونچیگی اور وہ جو ثمود تھے تو (انکی کیفیت یہ ہوئی کہ) ہمنے اُنکو (پیغمبر کے ذریعہ سے) رستہ بتلایا سو اُنہوں نے گمراہی کو بمقابلہ ہدایت کے پسند کیا پس اُنکو عذاب سراپا ذلت کی آفت نے پکڑلیا اُنکی بدکرداریوں کی وجہ سے اور ہمنے (اُس عذاب سے) اُن لوگوں کو نجات دی جو ایمان لائے اور ہم سے) ڈرتے تھے (یہانتک عذاب دنیوی کا ذکر تھا) اور (آگے عذاب آخرت کا ذکر ہے یعنی انکو وہ دن بھی یاد دلائیے) جس دن اللہ کے دشمن (یعنی کفار) دوزخ کی طرف (جمع کرانے) کے (لیے موقف حساب میں) لائے جاوینگے پھر (راہ میں غایت کثرت کی وجہ سے مجتمع رہنے کے لیے) وہ روکے جاوینگے (تاکہ بقیہ بھی آجاویں کما فی قولہ تعالیٰ وحشر لسلیمان جنودہ من الجن والانس والطیر فھم یوزعون) یہانتک کہ جب وہ (سب جمع ہوکر) اُس (دوزخ) کے قریب آجاوینگے (مراد موقف ہے کیونکہ دوزخ قریب ہی نظر آویگا جیسا حدیث میں ہے کہ دوزخ کو موقف میں حاضر کرینگے اور آیا ہے کہ کافر اپنے چاروں طرف نار ہی دیکھیگا غرض یہ کہ جب موقف میں آجاوینگے اور حساب شروع ہوگا) تو اُنکے کان اور آنکھیں اور اُنکی کھالیں اُنپر اُنکے اعمال کی گواہی دینگے اور (اُسوقت) وہ لوگ (متعجب ہوکر) اپنے اعضاء سے کہینگے کہ تمنے ہمارے خلاف میں کیوں گواہی دی (ہم تو دنیا میں تمہارے ہی لیے سب کچھ کرتے تھے کما فی الحدیث عن انس مرفوعا فعنکن کنت اناضل رواہ مسلم) وہ (اعضاء) جواب دینگے کہ ہمکو اُس (قادر مطلق) نے گویائی دی جسنے ہر (گویا) چیز کو گویائی دی (جس سے ہمنے خود اپنے اندر اسکی قدرت کا مشاہدہ کرلیا) اور اُسی نے تمکو اول بار پیدا کیا تھا اور اُسی کے پاس پھر (دوبارہ زندہ کرکے) لائے گئے ہو (گو تم اسکے منکر تھے پس جو خدا ایسا قادر اور عظیم الشان ہو اُسکے سامنے اُسکے پوچھنے پر ہم حق کو کیسے چھپا سکتے تھے کہ اُسکی عظمت اس سے مانع ہے اسلیے ہمنے گواہی دیدی) اور (آگے حق تعالیٰ ان منکروں کو خطاب فرماوینگے کہ) تم (دنیا میں) اس بات سے تو اپنے کو (کسی طرح) چھپا (اور بچا) ہی نہ سکتے تھے کہ تمہارے کان اور آنکھیں اور کھالیں تمہارے خلاف میں گواہی دیں (کیونکہ حق تعالیٰ کی قدرت علی الانطاق اور علم بالاعمال واقع میں ثابت ہے اور اسکا مقتضا یہ تھا کہ اعمال نامرضیہ سے بچتے) لیکن تم (اسلیے نہ بچے کہ) اس گمان میں رہے کہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے بہت سے اعمال کی خبر بھی نہیں (یہاں علم وخبر بالمعنی الاعم ہے کیونکہ بعض حضرات تو خود علم ہی کے معتقد نہ تھے جیسا اسکی شان نزول میں روایت ہے اور بعض علم بمعنی التفات کے نافی تھے یعنی خدا کے نزدیک قابل سزا نہیں کیونکہ سزا ہوتی ہے قبیح پر اور وہ اُن اعمال کفریہ کو قبیح نہ سمجھتے تھے اور علم کا جو مآل ہے جزا بوجہ انکار بعث کے اسکے سب نافی تھے پس یہاں علم بطور عموم مجاز کے اطلاع والتفات وجزا سب کو شامل ہے) اور تمہارے اسی گمان نے جو کہ تمنے اپنے رب کے ساتھ کیا تھا تمکو برباد کیا (کیونکہ اس گمان سے اعمال کفریہ کے مرتکب ہوئے اور وہ موجب بربادی ہوئے) پھر تم (ابدی) خسارہ میں پڑ گئے سو (اس حالت میں) اگر یہ لوگ (اس بربادی وخسارہ پر) صبر کریں (اور تن بتقدیر رہکر عذر وغیرہ کچھ نہ کریں) تب بھی دوزخ ہی انکا ٹھکانا ہے (یہ نہیں کہ انکی صبر وخموشی موجب رحم ہوجاوے جیسا اکثر دنیا میں ایسا ہوجاتا ہے) اور اگر وہ عذر کرنا چاہینگے تو بھی مقبول نہوگا اور ہمنے (دنیا میں) ان (کفار) کے لیے کچھ ساتھ رہنے والے (شیاطین) مقرر کر رکھے تھے سو انہوں نے اُنکے اگلے پچھلے اعمال اُنکی نظر میں مستحسن کر رکھے تھے (اسلیے اُنپر مصر تھے) اور (اصرار علی الکفر کی وجہ سے) اُنکے حق میں بھی اُن لوگوں کے ساتھ اللہ کا قول (یعنی وعدہ عذاب) پورا ہوکر رہا جو اُنسے پہلے جن اور انسان (کفار) ہوگذرے ہیں بیشک وہ (سب) بھی خسارہ میں رہے **ف** عاد وثمود کی تخصیص ذکر میں اسلیے ہے کہ سفر یمن وشام میں عرب کو اُنکے مساکن وآثار نظر آتے تھے اور ان قوموں کو یہ جانتے بھی خوب تھے۔ اور رسل جو جمع کے صیغہ سے فرمایا حالانکہ مشہور عاد میں ہود علیہ السلام کا اور ثمود میں صالح علیہ السلام کا آنا ہے یا تو یہ وجہ ہے کہ اور کوئی رسول بھی آئے ہوں اور وہ من لم نقصص علیک میں داخل ہوں یا دو ہی کو تغلیباً یا اسلیے کہ ہر ایک نے گویا کئی کئی رسولوں کا کام کیا جمع فرمایا یا ہود وصالح علیہما السلام کے ذریعہ سے اور رسل متقدمین کی خبر اور اتفاق فی اصل التوحید پہونچا ہو پس مجیئ رسل عام ہوگا مجیئ ذات ومجیئ خبر کو جیسا کذبت قوم نوح المرسلین میں کہا جاتا ہے کہ ایک کی تکذیب سے سب کی تکذیب ہوگئی۔ اور ایام نحسات کے متعلق ضروری تحقیق سورۂ صافات قصہ ابراہیم علیہ السلام آیت فنظر نظرۃ فی النجوم کی تفسیر میں گذرچکی ہے اور کثیرا مما تعملون اسلیے فرمایا کہ نفی علم جس معنی کر ہو ہر عمل کے لیے اُسکا اعتقاد عام نہ تھا چنانچہ جو اعمال علانیہ کیے جاتے ہیں اُنمیں اطلاع کے سب معتقد تھے اور بعض اعمال کو قبیح بھی سمجھتے تھے اور اُنپر دنیوی جزا کے قائل تھے چنانچہ قسامت میں جھوٹی قسم کھانے سے تباہ ہوجانے سے ڈرتے تھے۔ اور بعض تفاسیر میں لکھا ہے اور اچھا لکھا ہے کہ یوم یحشر اعداء اللہ میں اعداء معبودین یعنی کفار مکہ مراد ہیں سب مراد نہیں کیونکہ سب کی صفت میں فی امم قد خلت من قبلھم الخ صادق نہیں آتا ربط اوپر شروع سورت میں قرآن ورسالت کے متعلق مضمون تھا آگے اُسکے منکرین پر تقریع وتشنیع ہے۔

مذمت وعقوبت منکرین قرآن ورسالت

ملحقات الترجمۃ

۱ قولہ فی الجلود ھم اعضاء۔ اشارۃ الی عموم المراد مجازا فان الجلد محیط بجمیع الاعضاء وح لا یرد السؤال عن تخصیص الجلود من بین الاسماع والابصار ۱۲

۲ قولہ فی کل شیء گویا۔ اشارۃ الی دفع سوال ھو ان کل شیء لا ینطق ۱۲

۳ قولہ ھنا المشاہدہ۔ اشارۃ الی تخصیص ذکر الانطاق من بین سائر دلائل القدرۃ ۱۲

۴ قولہ فی ترجعون لائے گئے ہو۔ اشارۃ الی کون المضارع بمعنی الماضی تحضارا لصورۃ فلا یحتاج الی التکلف فی توجیہ الاستقبال ۱۲

۵ قولہ فی تستترون سکتے تھے۔ اشارۃ الی ان المراد بالاستتار ھو الامتناع المقصود بالاستتار عادۃ بمعنی القدرۃ علی الامتناع لعلاقۃ القوۃ والفعل لان القدرۃ علی الامتناع ھو الامتناع بالقوۃ ۱۲

۶ قولہ فی لا یعلم [illegible] اشارۃ الی [illegible] علیہ بعلم بالمعنی المتعارف [illegible] ولما کان [illegible] عادۃ [illegible] المعنی الحقیقی والمجازی علاقۃ الملزوم واللازم ذلک ان نقول بالتجوز فی المستتر ای ما منتم معاملۃ من یظن ان اللہ لا یعلم الخ من الجراۃ وعدم الخشیۃ کما قال فی قولہ تعالیٰ او کانوا لو یعلمون فی قولہ تعالیٰ ولقد علموا ۱۲

۷ قولہ فی فاصبحتم من الخسرین۔ اشارۃ الی اندفاع التکرار بما ذکرنا فی الملحقات کلاھو موجب علم ما ذکرنا قولہ کل شیء منقول ۱۲

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ۝ فَلَنُذِيْقَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَذَابًا شَدِيْدًا وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ

اور یہ کافر یہ کہتے ہیں کہ اس قرآن کو سنو ہی مت اور اسکے بیچ میں غل مچادیا کرو شاید تم ہی غالب رہو سو ہم ان کافروں کو سخت عذاب کا مزہ چکھاویں گے اور انکو انکے

اَسْوَاَ الَّذِیْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ ذٰلِكَ جَزَآءُ اَعْدَآءِ اللّٰهِ النَّارُ ۚ لَهُمْ فِيْهَا دَارُ الْخُلْدِ ۭ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ۝

بُرے کاموں کی سزا دینگے یہی سزا ہے اللہ کے دشمنوں کی یعنی دوزخ اُنکے لیے وہاں ہمیشگی کا مقام ہوگا۔ اس بات کے بدلہ میں کہ وہ ہماری آیتوں کا انکار کیا کرتے تھے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ

اور وہ کفار کہینگے کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو وہ دونوں شیطان اور انسان دکھلا دیجیے جنہوں نے ہم کو گمراہ کیا تھا ہم اُن کو اپنے پیروں کے تلے مل ڈالیں تاکہ وہ خوب ذلیل ہوں جن لوگوں نے

قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ نَحْنُ

اقرار کرلیا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر مستقیم رہے اُن پر فرشتے اُترینگے کہ تم نہ اندیشہ کرو اور نہ رنج کرو اور تم جنت پر خوش رہو جسکا تم سے وعدہ کیا جایا کرتا تھا۔ ہم

اَوْلِيٰۗؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ۝ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ۝

تمہارے رفیق تھے دُنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی رہینگے۔ اور تمہارے لیے اُسمیں جس چیز کو تمہارا جی چاہیگا موجود ہے اور نیز تمہارے لیے اُسمیں جو مانگوگے موجود ہے یہ بطور مہمانی کے ہوگا غفور رحیم کی طرف سے

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۭ اِدْفَعْ

اور اُس سے بہتر کس کی بات ہوسکتی ہے جو خدا کی طرف بُلائے اور نیک عمل کرے اور کہے کہ میں فرمانبرداروں میں سے ہوں اور نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتی آپ نیک برتاؤ سے

بِالَّتِيْ هِىَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ۝ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ

ٹال دیا کیجیے پھر یکایک آپ میں اور جس شخص میں عداوت تھی وہ ایسا ہو جاویگا جیسا کوئی دلی دوست ہوتا ہے۔ اور یہ بات اُن ہی لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جو بڑے مستقل ہیں۔ اور یہ بات اُسی کو نصیب ہوتی ہے جو بڑا صاحب نصیب ہے

ملحقات الترجمة

لے قوله فی الاٰخرة یستعد نیکون المراد بالاثنين الفريقان

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ۝ فَلَنُذِيْقَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَذَابًا شَدِيْدًا وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ ذٰلِكَ جَزَآءُ اَعْدَآءِ اللّٰهِ النَّارُ ۚ لَهُمْ فِيْهَا دَارُ الْخُلْدِ ۭ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ ۝ اور یہ کافر (باہم) یہ کہتے ہیں کہ اس قرآن کو سنو ہی مت اور (اگر پیغمبر سنانے لگیں تو) اسکے بیچ میں غل مچادیا کرو شاید (اس تدبیر سے) تم ہی غالب رہو (اور پیغمبر ہار کر چُپ ہو جاویں) سو (اس نالائق حرکت اور اُسکے عزم کے بدلہ میں) ہم ان کافروں کو سخت عذاب کا مزہ چکھاویں گے اور انکو انکے (ایسے) بُرے بُرے کاموں کی سزا دینگے یہی سزا ہے اللہ کے دشمنوں کی یعنی دوزخ اُنکے لیے وہاں ہمیشگی کا مقام ہوگا اس بات کے بدلہ میں کہ وہ ہماری آیتوں کا انکار کیا کرتے تھے اور (جب مبتلائے عذاب ہونگے تو) وہ کفار کہینگے کہ اے ہمارے پروردگار ہمکو وہ دونوں شیطان اور انسان دکھلا دیجیے جنہوں نے ہمکو گمراہ کیا تھا ہم انکو اپنے پیروں کے تلے مل ڈالیں تاکہ وہ خوب ذلیل ہوں (یعنی اُسوقت اُن لوگوں پر غصہ آویگا جنہوں نے بہکایا تھا آدمی بھی اور شیطان بھی خواہ ایک ایک ہو یا متعدد[1] ہوں اور اس درخواست کا منظور ہونا ضرور نہیں اور یوں تو مضلین بھی نار میں ہونگے مگر شاید درخواست کے وقت نظر نہ آویں) (ربط اوپر کفار کی بدحالی و بدمآلی مذکور تھی آگے مؤمنین کا حسن حال و حسن مآل مذکور ہے اور ساتھ ہی انکو اخلاق و اعمال حسنہ کا امر و ترغیب بھی ہے جس سے انکی خوش حالی و نیک مآلی میں ترقی ہو اور جسکی ضرورت ایسے لوگوں کے مقابلہ میں واقع ہوگی جنکا اوپر قول آیا ہے لا تسمعوا لهذا القرآن الخ۔

حسن حال و مآل و تحسین اخلاق و اعمال مؤمنین

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ نَحْنُ اَوْلِيٰۗؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ۝ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ۝ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۭ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِىَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ۝ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ۝ ۳۵

اللغات اللغو سقط القطا كذا فی القاموس و يراد به اللغط مطلقا مجازا ۔ یلقی یعطی ۱۲

النحو ما يلقها ای هذه الخصلة الشريفة المفهومة من السياق ۱۲

البلاغة قوله ثم استقاموا ثم للتراخی الرتبی فان الاستقامة فوق القول ۔ والتراخی الزمانی لان الدوام متاخر عن الحدث

قوله لا السيئة لا زائدة للتاكيد قوله كانه ولی حرف التشبيه لانه ربما لا يكون حميما من صميم القلب و اشرت الى هذا المعنى فی تقرير الترجمة ۱۲

وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۭ لَا تَسْجُدُوْا

اور اگر آپکو شیطان کی طرف سے کچھ وسوسہ آنے لگے تو اسکی پناہ مانگ لیا کیجیے۔ بلا شبہہ وہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے۔ اور منجملہ اُس کی نشانیوں کے رات ہے اور دن ہے اور سورج ہے اور چاند ہے۔ تم لوگ

لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝ فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ يُسَبِّحُوْنَ

نہ سورج کو سجدہ کرو اور نہ چاند کو اور اُس خدا کو سجدہ کرو جس نے ان نشانیوں کو پیدا کیا اگر تم کو خدا کی عبادت کرنا ہے۔ پھر اگر یہ لوگ تکبر کریں تو جو فرشتے آپ کے رب کے مقرب ہیں وہ شب و روز

لَهٗ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْـَٔمُوْنَ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاۗءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ ۭ

سجدة

اُسکی پاکی کرتے ہیں اور وہ نہیں اُکتاتے۔ اور منجملہ اُسکی نشانیوں کے ایک یہ ہے کہ تو زمین کو دیکھتا ہے کہ دبی دبائی ہے پھر جب ہم اُس پر پانی برساتے ہیں تو وہ اُبھرتی ہے اور پھولتی ہے

اِنَّ الَّذِيْٓ اَحْيَاهَا لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۭ اِنَّهٗ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

جس نے اس زمین کو زندہ کر دیا وہی مُردوں کو زندہ کر دیگا۔ بے شک وہ ہر چیز پر قادر ہے

وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ جن لوگوں نے (دل سے) اقرار کر لیا کہ ہمارا رب (حقیقی صرف) اللہ ہے (مطلب یہ کہ شرک سے تبری کر کے توحید اختیار کر لی) پھر (اُس پر) مستقیم رہے (یعنی اُسکو چھوڑا نہیں) اُن (لوگوں) پر (اللہ کی طرف سے رحمت و بشارت کے) فرشتے اُتریں گے (اول مرتے وقت پھر قبر میں پھر بعث کے وقت کذا فی الدر المنثور عن زید بن اسلم اور کہینگے) کہ تم (آخرت کی آنیوالی ہولوں سے) نہ اندیشہ کرو اور نہ (دُنیا کے چھوڑنے پر) رنج کرو (کیونکہ آگے تمہارے لیے امن اور نعم البدل ہے) اور تم جنت (کے ملنے) پر خوش رہو جسکا تم سے (پیغمبر کی معرفت) وعدہ کیا جایا کرتا تھا (اور) ہم تمہارے رفیق تھے دُنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی رہینگے (چنانچہ دُنیا میں نیکیوں کا الہام حوادث میں صبر و سکینہ ملائکہ ہی کا فیض ہے پس وہ حسب حدیث قرین رہتے ہیں اور آخرت میں تتلقاھم الملائکة اور یدخلون علیھم من کل باب وغیرہ ذالک خود آیات میں وارد ہے) اور تمہارے لیے اُس (جنت) میں جس چیز کو تمہارا جی چاہیگا موجود ہے اور نیز تمہارے لیے اُسمیں جو مانگوگے موجود ہے (یعنی طلب اضطراری ہو یا اختیاری دونوں علی السّواء پوری ہونگی) یہ بطور مہمانی کے ہوگا غفور رحیم کی طرف سے (یعنی یہ نعمتیں اکرام کے ساتھ ملینگی جسطرح مہمان کو ملتی ہیں) اور (حسن حال کے بعد محاسن اعمال بتلاتے ہیں کہ) اُس سے بہتر کسکی بات ہو سکتی ہے جو (لوگوں کو) خدا کی طرف بُلائے اور (خود بھی) نیک عمل کرے اور (اظہار اطاعت کے لیے) کہے کہ میں فرمانبرداروں میں سے ہوں (یعنی بندگی کو فخر سمجھے متکبرین کی طرح عار نہ کرے) اور (چونکہ دعوت الی اللہ میں جسکا اوپر ذکر ہے اکثر جہلاء کی طرف سے اضرار اور ایذا کا سامنا ہوتا ہے اُسکے متعلق خصوصًا اور دوسرے حالات میں بھی عمومًا معاملہ جمیل کی تعلیم فرماتے ہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو خصوصًا اور آپکے اتباع کو عمومًا یعنی اول بطور مقدمہ کے سمجھنا چاہیے کہ) نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتی (بلکہ ہر ایک کا اثر جدا ہے جب یہ بات محقق ہو گئی تو اب) آپ (مع اتباع) نیک برتاؤ سے (بدی کو) ٹال دیا کیجیے پھر یکایک (دیکھ لینا کہ) آپ میں اور جس شخص میں عداوت تھی وہ ایسا ہو جاویگا جیسا کوئی دلی دوست ہوتا ہے (یعنی بدی کی مکافات بدی سے کرنے میں تو عداوت بڑھتی ہے اور نیکی کرنے سے بشرط سلامت طبع عدو کی عداوت گھٹتی ہے حتی کہ اکثر بالکل عداوت جاتی رہتی ہے اور اس امر میں مشابہ دوست کے ہو جاتا ہے گو دل سے دوست نہ ہو) اور یہ بات اُن ہی لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جو (اخلاق کے اعتبار سے) بڑے مستقل (مزاج) ہیں اور یہ بات اُسی کو نصیب ہوتی ہے جو (ثواب کے اعتبار سے) بڑا صاحب نصیب ہے اور اگر (ایسے وقت میں) آپکو شیطان کی طرف سے (غصہ کا) کچھ وسوسہ آنے لگے تو (فورًا) اللہ کی پناہ مانگ لیا کیجیے بلا شبہہ وہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے ف بشرط سلامت کی قید دلیل عقل سے ہے اب یہ خدشہ نہ رہا کہ احیانًا اسکے خلاف مشاہدہ ہوتا ہے ربط اوپر رکوع دوم میں توحید کا مضمون تھا آگے پھر اُس طرف عود ہے اور اُسکے ختم پر بمناسبت احیاء ارض کے احیاء موتی کا ذکر فرما دیا جس سے عقوبت قیامت کی جو کہ منکرین کے لیے سورت میں جا بجا مذکور ہے تاکید بھی ہو گئی اور اُسکے متصل ہی جو وعید نار کی مذکور ہے اُسکی تمہید بھی ہو گئی۔

عود بسوئے توحید مع تاکید و تمہید وعید عنید باثبات خلق جدید

وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۭ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝ فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ يُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْـَٔمُوْنَ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاۗءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ ۭ اِنَّ الَّذِيْٓ اَحْيَاهَا لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۭ اِنَّهٗ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ اور منجملہ اُس کی (قدرت و توحید کی) نشانیوں کے رات ہے اور دن ہے اور سورج ہے اور چاند ہے (پس) تم لوگ نہ سورج کو سجدہ کرو اور نہ چاند کو (سجدہ کرو جیسے صابئین وغیرہم کواکب کی عبادت کرتے تھے کذا فی الکشاف والمدارک والخازن) اور (صرف) اُس خدا کو سجدہ کرو جس نے

ملحقات الترجمة

لہ قولہ فی نکیفیہ ماما تشتہی علی السواء اشارة الی فائدة زیادة قولہ تدعون مع صحة الاکتفاء بقولہ تشتہی لان حصول المشتہی یستلزم بالاولی حصول المدعی وحاصل الفائدة القصد الی التسویة بینہما تاکید المفہوم قولہ لکم فیہا ما تشتہی الخ فافہم فانہ من المواھب ۱۲

لہ قولہ فی اننی من المسلمین عار نہ کرے اشارة الی فائدة زیادتہ مع الاستغناء عنہ بقولہ دعا و قولہ عمل لان الدعوة والعمل من شرط اعتبارہما الاسلام فافہم فانہ الیغمن المواھب ۱۲

اللغات قولہ خاشعة یابسة متطامنة مستعار من الخشوع بمعنی التذلل ۱۲

إِنَّ الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي آيَاتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا ۗ أَفَمَن يُلْقَىٰ فِي النَّارِ خَيْرٌ أَم مَّن يَأْتِي آمِنًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ ۖ

بلا شبہ جو لوگ ہماری آیتوں میں کجروی کرتے ہیں وہ لوگ ہم پر مخفی نہیں۔ سو بھلا جو شخص نار میں ڈالا جاوے وہ اچھا ہے یا وہ شخص جو قیامت کے روز امن و امان کے ساتھ آوے۔ جو جی چاہے کرلو

إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَاءَهُمْ ۖ وَإِنَّهُ لَكِتَابٌ عَزِيزٌ ۝ لَّا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ

وہ تمہارا سب کیا ہوا دیکھ رہا ہے۔ جو لوگ اس قرآن کا جبکہ وہ اُن کے پاس پہونچتا ہے انکار کرتے ہیں۔ اور یہ بڑی باوقعت کتاب ہے۔ جس میں غیر واقعی بات نہ اُس کے آگے کی طرف سے آسکتی ہے

وَلَا مِنْ خَلْفِهِ ۖ تَنزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ ۝ مَّا يُقَالُ لَكَ إِلَّا مَا قَدْ قِيلَ لِلرُّسُلِ مِن قَبْلِكَ ۚ إِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ

اور نہ اُس کے پیچھے کی طرف سے۔ یہ خدائے حکیم محمود کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔ آپ کو وہی باتیں کہی جاتی ہیں جو آپ سے پہلے رسولوں کو کہی گئی ہیں۔ آپ کا رب بڑی مغفرت والا

وَذُو عِقَابٍ أَلِيمٍ ۝ وَلَوْ جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا أَعْجَمِيًّا لَّقَالُوا لَوْلَا فُصِّلَتْ آيَاتُهُ ۖ أَأَعْجَمِيٌّ وَعَرَبِيٌّ ۗ قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ آمَنُوا هُدًى

اور دردناک سزا دینے والا ہے۔ اور اگر ہم اس کو عجمی قرآن بناتے تو یوں کہتے کہ اس کی آیتیں صاف صاف کیوں نہیں بیان کی گئیں یہ کیا بات کہ عجمی کتاب اور عربی رسول۔ آپ کہہ دیجیے کہ یہ قرآن ایمان والوں کے لیے تو رہنما ہے

وَشِفَاءٌ ۖ وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ فِي آذَانِهِمْ وَقْرٌ وَهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ۚ

اور شفا ہے۔ اور جو ایمان نہیں لاتے اُن کے کانوں میں ڈاٹ ہے اور وہ قرآن اُن کے حق میں نابینائی ہے۔

اُن (سب) نشانیوں کو پیدا کیا اگر تم کو خدا کی عبادت کرنا ہے (یعنی مشرکین جو عبادت خداوندی کے بھی مدعی ہیں تو جس عبادت میں شرک ہو وہ حقیقۃً خدا کی عبادت نہیں ہے اور وہ دعویٰ غلط ہے اگر خدا کی عبادت کرنا ہے تو شرک کو چھوڑ کر عبادت کرو) پھر اگر یہ لوگ (عبادت توحیدیہ سے جس میں طریقہ آبائیہ کو چھوڑنا اور نبی کا اتباع کرنا پڑتا ہے عار لیوے) تکبر کریں تو (ان کی حماقت ہے کیونکہ) جو فرشتے آپ کے رب کے مقرب ہیں (اور شان و عظمت میں ان سے ہزاروں درجے زیادہ ہیں) وہ شب و روز اُس کی پاکی کرتے ہیں اور وہ (اس سے ذرا) نہیں اُکتاتے تو ان ہی کو کیا عار پڑی ہے و نظیرہ قولہ تعالیٰ فی آخر الاعراف ان الذین عند ربک لا یستکبرون بعد قولہ واذکر ربک الخ) اور منجملہ اس کی (قدرت و توحید کی) نشانیوں کے ایک یہ ہے کہ (اے مخاطب) تو زمین کو دیکھتا ہے کہ دبی دبائی (پڑی) ہے پھر جب ہم اُس پر پانی برساتے ہیں تو وہ اُبھرتی ہے اور پھولتی ہے (اور اس سے علاوہ دلالت علی التوحید کے دلالت علی امکان البعث بھی حاصل ہوئی اور ثابت ہوا کہ) جس نے اس زمین کو (اس کے مناسب) زندہ کر دیا وہی مردوں کو (اُن کے مناسب) زندہ کر دیگا بیشک وہ ہر چیز پر قادر ہے (اور دونوں امر مذکور امکان میں مساوی ہیں پس دونوں پر قدرت بھی یکساں ہوگی اور ایک کا سہل عند القدرۃ ہونا مشاہد ہے پس دوسرا بھی سہل ہوگا پھر اس کو مستبعد جاننا جہل محض ہے) ربط اوپر دلیل للمشرکین اور فان اعرضوا الخ میں منکرین توحید و رسالت پر زجر و وعید ہے آگے پھر اُسی طرف عود ہے اور اوپر کی متصل آیت میں اس کی تمہید بھی آچکی ہے کما ذکر فی وجہ الربط هنالک

زجر و وعید بر انکار توحید و رسالت

إِنَّ الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي آيَاتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا ۗ أَفَمَن يُلْقَىٰ فِي النَّارِ خَيْرٌ أَم مَّن يَأْتِي آمِنًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ ۖ إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝ بلا شبہ جو لوگ ہماری آیتوں میں (جو دال علی التوحید اور نازل علی النبی الوحید ہیں) کجروی کرتے ہیں (یعنی اس کے متعلق جو استقامت ہے کہ اُس پر ایمان لاویں اُس کو چھوڑ کر اس کی تکذیب کرتے ہیں کما فی الدر المنثور عن قتادۃ) وہ لوگ ہم پر مخفی نہیں (ہم کو اُن کا حال سب معلوم ہے اور اُن کو ہم سزائے نار دینگے) سو بھلا جو شخص نار میں ڈالا جاوے (جیسا یہ مکذب ڈالا جاویگا) وہ اچھا ہے یا وہ شخص جو قیامت کے روز امن و امان کے ساتھ (جنت میں) آوے (آگے خطاب تہدید ہے کہ) جو (جو) جی چاہے (خوب) کرلو وہ تمہارا سب کیا ہوا دیکھ رہا ہے (ایک دفعہ ہی سزا دیگا) ربط اوپر شروع سورت میں پھر وقال الذین کفروا لا تسمعوا لهذا القرآن کے ضمن میں رسالت و قرآن کے متعلق گفتگو ہوئی تھی آگے پھر یہی گفتگو ہے اور اسی سلسلہ میں منکرین کے بعض اقوال کا جواب اور بعض مضامین سے تسلیہ جناب رسالتمآب بھی ارشاد ہوا ہے۔

احقاق قرآن و تسلیہ سید الانس والجان و ذم و رد اہل طغیان

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَاءَهُمْ ۖ وَإِنَّهُ لَكِتَابٌ عَزِيزٌ ۝ لَّا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ ۖ تَنزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ ۝ مَّا يُقَالُ لَكَ إِلَّا مَا قَدْ قِيلَ لِلرُّسُلِ مِن قَبْلِكَ ۚ إِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ وَذُو عِقَابٍ أَلِيمٍ ۝ وَلَوْ جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا أَعْجَمِيًّا لَّقَالُوا لَوْلَا فُصِّلَتْ آيَاتُهُ ۖ أَأَعْجَمِيٌّ وَعَرَبِيٌّ ۗ قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ آمَنُوا هُدًى وَشِفَاءٌ ۖ وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ فِي آذَانِهِمْ وَقْرٌ

النحو قولہ ان الذین کفروا خبران محذوف وھو عندی لم یتدبروا قولہ ءاعجمی وعربی تقدیرہ کلام عجمی ورسول عربی وزیدت الیاء فی العجمی للمبالغۃ ۔

البلاغۃ قولہ یاتی فی الروح کان الظاہر ان یقابل الالقاء فی النار بدخول الجنۃ لکنہ عدل عنہ الی ما فی النظم اجلیل اعتناء بشان المؤمنین من الامن من العذاب اہم واہم ولذا عبر فی الاول بالالقاء الدال علی القسر والقہر وفیہ بالاتیان الدال علی انہ بالاختیار والرضا مع الامن ۔ قولہ من بین یدیہ کنایۃ عن جمیع الجہات ففیہ تمثیل لتشبیہ الشخص حمی من جمیع جہاتہ فلا یمکن اعداءہ الوصول الیہ کذا فی الروح ۔

ع ۵ ۱۹

أُولَٰئِكَ يُنَادَوْنَ مِن مَّكَانٍ بَعِيدٍ ۝ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَاخْتُلِفَ فِيهِ ۗ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِن رَّبِّكَ

یہ لوگ کسی بڑی دُور جگہ سے پکارے جارہے ہیں ★ اور ہم نے موسیٰ کو بھی کتاب دی تھی سو اُس میں بھی اختلاف ہوا۔ اور اگر ایک بات نہ ہوتی جو آپ کے رب کی طرف سے پہلے ٹھیر چکی ہے

لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۚ وَإِنَّهُمْ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيبٍ ۝ مَّنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلَيْهَا ۗ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ ۝

تو اُنکا فیصلہ ہو چکا ہوتا۔ اور یہ لوگ آپکی طرف سے ایسے شک میں ہیں جسنے انکو تردد میں ڈال رکھا ہے۔ جو شخص نیک عمل کرتا ہے وہ اپنے نفع کے لیے۔ اور جو شخص بُرا عمل کرتا ہے اُسکا وبال اُسی پر پڑیگا اور آپکا رب بندوں پر ظلم کرنیوالا نہیں

أُولَٰئِكَ يُنَادَوْنَ مِن مَّكَانٍ بَعِيدٍ ۝ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَاخْتُلِفَ فِيهِ ۗ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِن رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۚ وَإِنَّهُمْ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيبٍ ۝ مَّنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلَيْهَا ۗ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ ۝ جو لوگ اس قرآن کا جبکہ وہ اُنکے پاس پہونچتا ہے انکار کرتے ہیں (اُنہیں خود تدبر کی کمی ہے) اور (اس قرآن میں کوئی کمی نہیں کیونکہ) یہ (قرآن) بڑی باوقعت کتاب ہے جسمیں غیر واقعی بات نہ اُسکے آگے کی طرف سے آسکتی ہے اور نہ اُسکے پیچھے کی طرف سے (یعنی اُسمیں کسی پہلو اور کسی جہت سے اسکا احتمال نہیں کہ یہ قرآن منزل من اللہ نہ ہو اور پھر خلاف واقع اسکو منزل من اللہ کہہ دیا جاوے جیسا کفار آپ پر یہی شبہہ کرتے تھے حق تعالیٰ نے ایک قاعدہ کلیہ سے اس شبہہ خاص کی بھی نفی کردی وجہ اس احتمال کے انتفاء کی اسکا معجزہ ہونا ہے پس ثابت ہوگیا کہ) یہ خدائے حکیم محمود (الذات والصفات) کی طرف سے نازل کیا گیا ہے (اور باوجود اسکے جو یہ لوگ آپکی تکذیب کرتے ہیں تو یہ معلوم کرکے تسلی کر لیجیے کہ) آپکو وہی باتیں (تکذیب ایذا کی) کہی جاتی ہیں جو آپ سے پہلے رسولوں کو کہی گئی ہیں (اُنہوں نے بھی صبر کیا تھا آپ بھی صبر کیجیے اور اس سے بھی تسلی حاصل کیجیے کہ) آپ کا رب بڑی مغفرت والا اور دردناک سزا دینے والا ہے (پس اگر یہ مخالفین خلاف سے باز آگر مستحق مغفرت نہ ہو گئے تو انکو سزا بھی دیگا پھر آپ کاہے کے لیے پریشان ہوں) اور (یہ لوگ ایک شبہہ یہ کرتے ہیں کہ قرآن کا کچھ حصہ عجمی بھی ہونا چاہیئے تھا کذا فی الدر المنثور عن سعید بن جبیر حاکیا عن قریش جس سے اسکا اعجاز خوب ظاہر ہوتا کہ جو نبی عجمی نہیں جانتے وہ عجمی میں تکلم کریں سو بات یہ ہے کہ) اگر ہم اسکو (کلاً یا بعضاً) عجمی (زبان کا) قرآن بناتے (تو یہ ہرگز نہ ہوتا کہ اسکو مان لیتے بلکہ اُسمیں ایک اور حجت نکالتے کیونکہ جب ماننے اور سمجھنے کا ارادہ نہیں ہوتا تو ہر تقدیر پر کچھ نہ کچھ شاخ نکال لی جاتی ہے چنانچہ اگر ایسا ہوتا) تو یوں کہتے کہ اسکی آیتیں (اس طرح) صاف صاف کیوں نہیں بیان کی گئیں (کہ ہم سمجھ لیتے یعنی عربی میں کیوں نہیں آیا اگر بعض عجمی ہوتا تو کہتے یہ بعض بھی عربی کیوں نہیں ہے اور یوں کہتے کہ) یہ کیا بات ہے کہ عجمی کتاب اور عربی رسول (خلاصہ یہ کہ اب جو قرآن عربی ہے تو کہتے ہیں عجمی کیوں نہیں اور اگر عجمی ہوتا تو کہتے عربی کیوں نہیں کسی حال پر انکو قرار نہیں پھر عجمی ہونے سے کیا فائدہ ہوتا رہا اعجاز سو عربیت کی حالت میں بھی معجزہ ہے بلکہ اسوقت کا اعجاز زیادہ حجت ہے کیونکہ بوجہ اپنی مہارت فن عربی اور باوجود اسکے عجز عن الاتیان بمثلہ کے اسوقت اسکا اعجاز مفصلاً سمجھ سکتے ہیں اور اُسوقت اجمالاً سمجھتے گو اجمالاً سمجھ لینا بھی اعجاز کا حجۃ کافیہ ہے جیسا اہل عجم قرآن کے اعجاز کو اسی طرح سمجھ سکتے ہیں مگر حجۃ وافیہ اور بھی ابلغ ہے حجۃ کافیہ سے غرض یہ شبہات محض لغو ہیں اصل مدار اعجاز پر ہے جس کا اوپر ذکر آچکا ہے لا یاتیہ الباطل پس معلوم ہوا کہ اس کے حق ہونے میں تو کوئی کمی اور شبہہ نہیں اگر کوئی شخص نہ مانے اُسی میں کچھ کمی ہے آگے اس مضمون سے جواب دینے کا حکم ہے کہ اے پیغمبر) آپ کہدیجیے کہ یہ قرآن ایمان والوں کے لیے تو (نیک کاموں کے بتلانے میں) رہنما ہے اور (برے کاموں سے جو روگ دلوں میں پیدا ہوجاتے ہیں جب اس قرآن کی رہنمائی پر عمل کیا جاوے تو یہ اُن روگوں سے) شفا ہے (پس چونکہ ان لوگوں میں تدبر و طلب حق کی کمی نہ تھی ان کے حق میں قرآن اپنی حقانیت سے انکو نافع ہوا) اور جو (باوجود وضوح حق کے عناداً) ایمان نہیں لاتے اُن کے کانوں میں ڈاٹ ہے (جس سے حق کو انصاف اور تدبر سے نہیں سُنتے اور وہ کمی یہی ہے) اور (اسی کمی کی وجہ سے) وہ قرآن اُن کے حق میں نابینائی ہے کیونکہ قلت تدبر و قلت انصاف سے تعصب میں قوت رہتی ہے اور تعصب مانع ہدی بلکہ باعث زیادۃ ضلالت ہوجاتا ہے نابینائی کا سبب ہونے کی یہ وجہ ہے جیسے آفتاب عالم کو روشنی دیتا ہے خفاش کو کور کرتا ہے اور) یہ لوگ (بوجہ عدم انتفاع بسماع الحق کے ایسے ہیں کہ گویا) کسی بڑی دُور جگہ سے پکارے جارہے ہیں (کہ آواز سُنتے ہوں مگر سمجھتے نہ ہوں) اور (آپ کی تسلی کے لیے جیسا اوپر مجملاً رسولوں کا ذکر ہوا ہے اب خاص موسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہوتا ہے کہ) ہمنے موسیٰ کو بھی کتاب دی تھی سو اُسمیں بھی اختلاف ہوا (کسی نے مانا کسی نے نہ مانا یہ کوئی نئی بات آپکے لیے نہیں ہوئی پس آپ مغموم نہ ہوں) اور (یہ منکرین ایسے مستحق عذاب ہیں کہ) اگر ایک بات نہ ہوتی جو آپ کے رب کی طرف سے پہلے ٹھیر چکی ہے (کہ پورا عذاب انکو آخرت میں دونگا) تو انکا (قطعی) فیصلہ (دنیا ہی میں) ہوچکا ہوتا اور یہ لوگ (باوجود قیام براہین کے ابھی تک اس (فیصلہ یعنی عذاب موعود) کی طرف سے ایسے شک میں (پڑے) ہیں جس نے انکو تردد میں ڈال رکھا ہے (کہ انکو عذاب کا یقین ہی نہیں آتا حالانکہ فیصلہ ضرور واقع ہوگا اور اُس فیصلہ کا حاصل یہ ہے کہ) جو شخص نیک عمل کرتا ہے وہ اپنے نفع کے لیے (یعنی وہاں اُسکا نفع اور ثواب پاویگا) اور جو شخص بُرا عمل کرتا ہے اُسکا وبال (یعنی ضرر و عذاب) اُسی پر پڑیگا اور آپکا رب بندوں پر ظلم

البلاغۃ قولہ ینادون تمثیل لہم فی عدم فہمہم انتفاعہم بما دعاہم بمن ینادی من مسافۃ نائیۃ فہو یسمع الصوت لا یفہم او لا یسمع ولا یفہم فقد حکی اہل اللغۃ انہ یقال للذی لا یفہم انت تنادی من بعید ارادۃ ہذا المعنی مرویۃ عن علی رض و مجاہد کذا فی الروح ۱۲

اِلَيۡهِ يُرَدُّ عِلۡمُ السَّاعَةِؕ وَمَا تَخۡرُجُ مِنۡ ثَمَرٰتٍ مِّنۡ اَكۡمَامِهَا وَمَا تَحۡمِلُ مِنۡ اُنۡثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلۡمِهٖؕ وَيَوۡمَ يُنَادِيۡهِمۡ

قیامت کے علم کا حوالہ خدا ہی کی طرف دیا جا سکتا ہے۔ اور کوئی پھل اپنے خول میں سے نہیں نکلتا اور نہ کسی عورت کو حمل رہتا ہے اور نہ وہ بچہ جنتی ہے مگر یہ سب اسکی اطلاع سے ہوتا ہے اور جس روز اللہ تعالیٰ انکو پکاریگا

اَيۡنَ شُرَكَآءِىۡ ۙ قَالُوۡۤا اٰذَنّٰكَ ۙ مَا مِنَّا مِنۡ شَهِيۡدٍ ۚ‏ ○ وَضَلَّ عَنۡهُمۡ مَّا كَانُوۡا يَدۡعُوۡنَ مِنۡ قَبۡلُ وَظَنُّوۡا مَا لَهُمۡ مِّنۡ مَّحِيۡصٍ ○

کہ میرے شریک کہاں ہیں وہ کہینگے کہ ہم آپ سے یہی عرض کرتے ہیں کہ ہم میں کوئی مدعی نہیں۔ اور جن جن کو یہ لوگ پہلے سے پوجا کرتے تھے وہ سب غائب ہو جاوینگے اور یہ لوگ سمجھ لینگے کہ انکے لیے کہیں بچاؤ کی صورت

لَا يَسۡـئَمُ الۡاِنۡسَانُ مِنۡ دُعَآءِ الۡخَيۡرِ وَاِنۡ مَّسَّهُ الشَّرُّ فَيَـئُوۡسٌ قَنُوۡطٌ ○ وَلَئِنۡ اَذَقۡنٰهُ رَحۡمَةً مِّنَّا مِنۡۢ بَعۡدِ ضَرَّآءَ مَسَّتۡهُ لَيَقُوۡلَنَّ

آدمی ترقی کی خواہش سے اسکا جی نہیں بھرتا اور اگر اسکو کچھ تکلیف پہونچتی ہے تو نا امید ہراساں ہو جاتا ہے۔ اور اگر ہم اسکو کسی تکلیف کے بعد کہ اسپر واقع ہوئی تھی اپنی مہربانی کا مزہ چکھا دیتے ہیں تو کہتا ہے کہ

هٰذَا لِىۡ ۙ وَمَاۤ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ وَّلَئِنۡ رُّجِعۡتُ اِلٰى رَبِّىۡۤ اِنَّ لِىۡ عِنۡدَهٗ لَـلۡحُسۡنٰى ۚ فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا بِمَا عَمِلُوۡا وَلَنُذِيۡقَنَّهُمۡ

یہ تو میرے لیے ہونا ہی چاہیے تھا اور میں قیامت کو آنے والا نہیں خیال کرتا اور اگر میں اپنے رب کے پاس پہونچایا بھی گیا تو میرے لیے اسکے پاس بھی بہتری ہی ہے سو ہم ان منکروں کو انکی سب کردار ضرور بتلا دینگے اور انکو سخت عذاب کا

مِّنۡ عَذَابٍ غَلِيۡظٍ ○ وَاِذَاۤ اَنۡعَمۡنَا عَلَى الۡاِنۡسَانِ اَعۡرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُوۡ دُعَآءٍ عَرِيۡضٍ ○ قُلۡ اَرَءَيۡتُمۡ

مزہ چکھا دینگے۔ اور جب ہم آدمی کو نعمت عطا کرتے ہیں۔ تو منہ موڑ لیتا ہے اور کروٹ پھیر لیتا ہے۔ اور جب اس کو تکلیف پہونچتی ہے تو خوب لمبی چوڑی دعائیں کرتا ہے۔ آپ کہیے کہ بھلا یہ تو بتلاؤ

اِنۡ كَانَ مِنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ ثُمَّ كَفَرۡتُمۡ بِهٖ مَنۡ اَضَلُّ مِمَّنۡ هُوَ فِىۡ شِقَاقٍۢ بَعِيۡدٍ ○ سَنُرِيۡهِمۡ اٰيٰتِنَا فِى الۡاٰفَاقِ وَفِىۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ حَتّٰى

کہ اگر یہ قرآن خدا کے یہاں سے آیا ہو اور پھر تم اسکا انکار کرو تو ایسے شخص سے زیادہ کون غلطی میں ہوگا جو ایسی دور دراز مخالفت میں پڑا ہو۔ ہم عنقریب انکو اپنی نشانیاں انکے گرد و نواح میں بھی دکھا دینگے اور خود انکی ذات میں بھی یہاں تک کہ

يَتَبَيَّنَ لَهُمۡ اَنَّهُ الۡحَـقُّ ؕ اَوَلَمۡ يَكۡفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ شَهِيۡدٌ ○ اَلَاۤ اِنَّهُمۡ فِىۡ مِرۡيَةٍ مِّنۡ لِّقَآءِ رَبِّهِمۡ ؕ اَلَاۤ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَىۡءٍ مُّحِيۡطٌ ○

انپر ظاہر ہو جاویگا کہ وہ قرآن حق ہے۔ کیا آپکے رب کی یہ بات کافی نہیں کہ وہ ہر چیز کا شاہد ہے۔ یاد رکھو کہ وہ لوگ اپنے رب کے روبرو جانے کی طرف سے شک میں پڑے ہیں یاد رکھو کہ وہ ہر چیز کو احاطہ میں لیے ہوئے ہے۔

کرنے والا نہیں (کہ کوئی نیکی جو بشرطہا عمل میں لائی گئی ہو اسکو شمار نہ کرے یا کسی بدی کو زائد شمار کرلے) ف احقر نے ان ربک لذو مغفرة وذو عقاب الیم کا محل جو تسلیہ ٹھیرایا ہے اس سے اگر کسی کو وسوسہ ہو کہ ذکر عقاب سے تسلی ہونا موہم ہے کہ آپ ان کا عقاب چاہتے تھے جواب اسکا سورہ مؤمن کے ساتویں رکوع کی تفسیر میں بذیل ف گذر چکا ہے ربط اوپر منکرین توحید و دلیل رسالت یعنی کلام مجید کو عقوبت یوم الوعید سے تہدید کی گئی ہے آگے ان تینوں کے بارہ میں مخلوطاً کلام ہے۔

تحقیق قیامت و توحید و رسالت مع تضلیل اہل جہالت

اِلَيۡهِ يُرَدُّ عِلۡمُ السَّاعَةِ ؕ وَمَا تَخۡرُجُ مِنۡ ثَمَرٰتٍ مِّنۡ اَكۡمَامِهَا وَمَا تَحۡمِلُ مِنۡ اُنۡثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلۡمِهٖ ؕ وَيَوۡمَ يُنَادِيۡهِمۡ اَيۡنَ شُرَكَآءِىۡ ۙ قَالُوۡۤا اٰذَنّٰكَ ۙ مَا مِنَّا مِنۡ شَهِيۡدٍ ۚ وَضَلَّ عَنۡهُمۡ مَّا كَانُوۡا يَدۡعُوۡنَ مِنۡ قَبۡلُ وَظَنُّوۡا مَا لَهُمۡ مِّنۡ مَّحِيۡصٍ ۞ لَا يَسۡـئَمُ الۡاِنۡسَانُ مِنۡ دُعَآءِ الۡخَيۡرِ وَاِنۡ مَّسَّهُ الشَّرُّ فَيَـئُوۡسٌ قَنُوۡطٌ ۞ وَلَئِنۡ اَذَقۡنٰهُ رَحۡمَةً مِّنَّا مِنۡۢ بَعۡدِ ضَرَّآءَ مَسَّتۡهُ لَيَقُوۡلَنَّ هٰذَا لِىۡ ۙ وَمَاۤ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ وَّلَئِنۡ رُّجِعۡتُ اِلٰى رَبِّىۡۤ اِنَّ لِىۡ عِنۡدَهٗ لَـلۡحُسۡنٰى ۚ فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا بِمَا عَمِلُوۡا وَلَنُذِيۡقَنَّهُمۡ مِّنۡ عَذَابٍ غَلِيۡظٍ ۞ وَاِذَاۤ اَنۡعَمۡنَا عَلَى الۡاِنۡسَانِ اَعۡرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُوۡ دُعَآءٍ عَرِيۡضٍ ۞ قُلۡ اَرَءَيۡتُمۡ اِنۡ كَانَ مِنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ ثُمَّ كَفَرۡتُمۡ بِهٖ مَنۡ اَضَلُّ مِمَّنۡ هُوَ فِىۡ شِقَاقٍۢ بَعِيۡدٍ ۞ سَنُرِيۡهِمۡ اٰيٰتِنَا فِى الۡاٰفَاقِ وَفِىۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمۡ اَنَّهُ الۡحَـقُّ ؕ اَوَلَمۡ يَكۡفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ شَهِيۡدٌ ۞ اَلَاۤ اِنَّهُمۡ فِىۡ مِرۡيَةٍ مِّنۡ لِّقَآءِ رَبِّهِمۡ ؕ اَلَاۤ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَىۡءٍ مُّحِيۡطٌ ۞ اور جس قیامت کا ذکر کہ اسمیں انکو جزا ملیگی اس) قیامت کے علم کا حوالہ خدا ہی کی طرف دیا جا سکتا ہے (یعنی اس سوال کے جواب میں کہ قیامت کب آویگی جیسا کہ کفار بغرض انکار اسکا سوال کیا کرتے تھے یہی کہا جاویگا کہ اسکا علم خدا ہی کو ہے مخلوق کو اسکا علم نہ ہونے سے اسکا عدم وقوع لازم نہیں آتا) اور (قیامت ہی کی کیا تخصیص ہے اسکا علم ہر شی کو محیط ہے حتیٰ کہ

اللغات قوله اكمامها جمع كم بالكسر في القاموس وعاء الطلع وغطاء النور شهيد فعيل من الشهادة محيص مهرب يئوس قنوط في الروح اليأس صفة القلب وهو ان ينقطع رجاءه من الخير والقنوط ان يظهر عليه اثر اليأس فيتضاءل وينكسر ۱۲ **النحو** قوله انه على كل شئ بدل من ربك والمعنى اولم يكفهم شهادة ربك على كل شئ ۱۲

البلاغة ثمرات جمع باعتبار الانواع اذ ذلك في الروح اي اعلمناك والمراد بالاعلام الاخبار لانه تعالى عالم فلا يصح اعلامه بها وهو سبحانه عالم به بخلاف الاخبار فانه يكون للعالم واستظهر ابو حيان ان المراد احداث ايمان بالاخبار عن ايذان سابق على نحو طلقت واشباهه ۱۲

کوئی پھل اپنے خول میں سے نہیں نکلتا اور نہ کسی عورت کو حمل رہتا ہے اور نہ وہ بچہ جنتی ہے مگر یہ سب اُسکے اطلاع سے ہوتا ہے (اور اس اطلاع کی وجہ اُسکی صفت علم کا ذاتی
ہونا ہے جو بوجہ اعلے درجہ کے کمال ہونے کی دلیل توحید بھی ہے اور بوجہ تساوی نسبت صفت ذاتیہ کے جمیع متعلقات کے ساتھ دلیل علم قیامت کی بھی ہے پس اس سے دونوں
مضمون کی تائید ہوگئی) اور (آگے اُس قیامت کے ایک واقعہ کا ذکر ہے جس سے اثبات توحید و ابطال شرک بھی ہوتا ہے یعنی) جس روز اللہ تعالیٰ ان (مشرکین) کو پکاریگا
(اور کہیگا) کہ (جنکو تمنے میرا شریک قرار دے رکھا تھا وہ) میرے شریک (اب) کہاں ہیں (اُنکو بلاؤ کہ تمکو اس مصیبت سے بچا دیں) وہ کہینگے کہ (ابتو) ہم آپسے یہی عرض کرتے ہیں
کہ ہم میں کوئی (اس عقیدہ کا) مدعی نہیں (یعنی اپنی غلطی کے مقر ہیں چونکہ وہاں حقائق عقائد کے منکشف ہوجاوینگے پس یہ اقرار یا تو اضطراری ہے یا اس سے کچھ توقع نجات کی ہو)
اور جن جن کو یہ لوگ پہلے سے (یعنی دُنیا میں) پوجا کرتے تھے وہ سب غائب ہوجاوینگے (یا تو یہ مراد ہے کہ اُنکی شرکت کا اعتقاد وضوح حق کے سبب ذہن سے سب زائل ہوجاویگا یا یہ کہ
وہ نصرت نہ کرسکینگے اور بعض آیات میں جو آیا ہے قیل ادعوا شرکاءکم فدعوھم وہ ما منا من شہید کے منافی نہیں کیونکہ وہ پکارنا فرط حیرت و بدحواسی سے ہوگا نہ کہ اعتقاد سے)
اور (جب یہ احوال دیکھیں گے تو) یہ لوگ سمجھ لینگے کہ انکے لیے کہیں بچاؤ کی صورت نہیں (اُسوقت شرکاء کا بطلان اور اللہ واحد کا حق ہونا معلوم ہوجاویگا آگے شرک و کفر کا ایک
بڑا اثر طبیعت انسانی پر بیان فرماتے ہیں کہ جو شخص توحید و ایمان سے بے بہرہ ہے اُس) آدمی (کے اخلاق و اعمال و عقائد ایسے بُرے ہوتے ہیں کہ ایک تو کسی حالت میں یعنی آرام و
تنگی دونوں میں) ترقی کی خواہش سے اُسکا جی نہیں بھرتا (اور یہ کمال حرص ہے) اور (خاص حالت تنگی وغیرہ میں یہ کیفیت ہے کہ) اگر اُسکو کچھ تکلیف پہونچتی ہے تو ناامید ہراساں
ہوجاتا ہے (اور یہ غایت ناشکری و سوءظن باللہ و کراہت لامر اللہ ہے) اور (خاص زوال تنگی کی حالت میں یہ کیفیت ہے کہ) اگر ہم اُس کو کسی تکلیف کے بعد جو کہ اُسپر
واقع ہوئی تھی اپنی مہربانی کا مزہ چکھا دیتے ہیں تو کہتا ہے کہ یہ تو میرے لیے ہونا ہی چاہیئے تھا (کیونکہ میری تدبیر و لیاقت و فضیلت اسی کو مقتضی تھی اور یہ بھی
غایت ناشکری و کبر ہے) اور (اُس نعمت میں یہاں تک پھولتا ہے اور بھولتا ہے کہ یوں بھی کہتا ہے کہ) میں قیامت کو آنے والا نہیں خیال کرتا اور اگر (بالفرض محال
آ ہی گئی اور) میں اپنے رب کے پاس پہونچایا بھی گیا (جیسا نبی کہتے ہیں) تو میرے لیے اُسکے پاس بھی بہتری ہی ہے (کیونکہ میں حق پر ہوں اور اسکا مستحق ہوں اور قیامت
کا انکار غایت درجہ کا کفر اور فرض وقوع پر دعوی حسنی کا غایت درجہ کا اغترار باللہ ہے غرض کفر و شرک سے یہ مفاسد پیدا ہوتے وہ ایسی بُری چیز ہے) سو (یہ لوگ یہاں
جو چاہیں دعوی احقاق و استحقاق کا کرلیں اب عنقریب) ہم ان منکروں کو انکے (یہ) سب کردار ضرور بتلادینگے اور انکو سخت عذاب کا مزہ چکھاوینگے اور (نیز تتمہ آثار کفر
و شرک میں سے حالت نعمت میں خواہ پہلے سے وہ نعمت ہو یا بعد زوال نقمت ملی ہو ایک یہ ہے کہ) جب ہم (ایسے) آدمی کو نعمت عطا کرتے ہیں تو (ہم سے اور ہمارے احکام
سے) منہ موڑ لیتا ہے اور کروٹ پھیر لیتا ہے (اور یہ غایت درجہ کا اشر و بطر ہے اور نعمت کا اوپر جو اثر مذکور ہوا وہ متعلق عقیدہ کے تھا اور یہ متعلق اعمال کے اور مقصود مجموعہ کا
اثبات ہے) اور (حالت تنگی و ضرر میں تتمہ آثار کفر و شرک میں سے ایک یہ ہے کہ) جب اُسکو تکلیف پہونچتی ہے تو (فقدان نعمت پر جزع و فزع کی راہ سے نہ کہ منعم کی طرف توجہ و
التجا کے طور پر) خوب لمبی چوڑی دُعائیں کرتا ہے (اور یہ غایت درجہ کی بے صبری اور حب دنیا میں انہماک ہے اور اوپر جو نقمت کا اثر مذکور ہوا وہ کیفیات اور احوال میں سے تھا
اور یہ اقوال و افعال میں سے ہے غرض یہ اور جو اوپر مذکور ہوئے سب مفاسد کفر و شرک سے ہیں بخلاف ایمان کے کہ اُسکے آثار ہیں۔ حریص نہ ہونا حالت ضرر میں یاس جزع
و فزع نہ کرنا حالت امن و عیش میں کفر اور کفران نہ کرنا۔ اب توحید اور قیامت کی تحقیق کے ساتھ رسالت اور قرآن کی جو کہ توحید اور قیامت سے بھی مشعر اور مخبر ہے تحقیق بطور لطیف
دعوت کے فرماتے ہیں یعنی اے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم) آپ (ان منکرین سے) کہیے کہ (اے منکرو قرآن کے حق ہونے پر جو دلائل قائم ہیں مثل اعجاز و اخبار عن الغیوب اگر تم عدم تدبر کی وجہ سے
انکو مورث یقین نہیں سمجھتے تو اقل درجہ مورث احتمال تو ضرور ہونگے کیونکہ نفی پر تمہارے پاس کوئی دلیل تو قائم نہیں سو) بھلا یہ بتلاؤ کہ اگر (بناءً علی الاحتمال المذکور) یہ قرآن خدا
کے یہاں سے آیا ہو اور پھر تم اسکا کورانہ انکار تو ایسے شخص سے زیادہ کون غلطی میں ہوگا جو (حق سے) ایسے دور دراز مخالفت میں پڑا ہو (اور اس تقدیر پر کون من عندالله پر تم اس
مفہوم کے مصداق ہوگے اور اس تالی کا ترتب اُس مقدم پر ضروری ہے گو وجود تالی بوجہ محتمل ہونے مقدم کے محتمل ہو لیکن عقلاً احتمال ضلال سے بھی بچنا واجب ہے اور وہ موقوف ہے تدبر
فی القرآن پر پس مقدمہ واجب ہونیکی وجہ سے وہ بھی واجب ہوا پس انکار میں مبادرت مت کرو بلکہ سوچ سمجھ سے کام لو تاکہ حق واضح و متعین ہوجاوے اور ان لوگوں سے تو کیا امید ہے
کہ یہ تدبر کریں مگر خیر اب ہم (خود ہی) عنقریب انکو اپنی (قدرت کی) نشانیاں (جو کہ دال ہوں صدق قرآن پر) انکے گرد و نواح میں بھی دکھاوینگے (کہ اقطار عرب پیشینگوئی کے موافق فتح
ہوجاوینگے) اور خود انکی ذات (خاص) میں بھی (دکھاوینگے کہ یہ بدر میں مارے جاوینگے اور انکا مسکن مکہ بھی فتح ہوجاویگا) یہانتک کہ (بالاضطرار ان پیشینگوئیوں کے وقوع و مطابقت واقع سے)
انپر ظاہر ہوجاویگا کہ وہ قرآن حق ہے (کہ اُسکی پیشینگوئیاں کس طرح صادق ہورہی ہیں گو یہ علم اضطراری بدون تصدیق اختیاری کے معتد بہ نہیں لیکن اتمام حجت میں تو قوت زیادہ ہوجاویگی غرض اسکی حقیت
ایک روز اس طرح ظاہر ہوگی باقی فی الحال جو یہ لوگ آپکی دعوی رسالت کا انکار کررہے ہیں آپ مغموم نہ ہوں کیونکہ اگر یہ لوگ اسپر شہادت نہ دیں تو) کیا آپکے رب کی یہ بات (آپ کی حقیت کی شہادت

ملحقات الترجمۃ

۱؎ قولہ فی دعاء الخیر ترقی اشارۃ الی الخیر الدنیوی من السعۃ فی العیش ونحوہ ۱۲

۲؎ قولہ فی الآفاق الخ اشارۃ الی ان الالف واللام عوض عن المضاف الیہ وہو من المواہب ۱۲

سُورَۃُ الشُّورٰی مَکِّیَّۃٌ — بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ — وَھِیَ ثَلٰثٌ وَّخَمْسُوْنَ اٰیَۃً

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

حٰمٓ ۝ عٓسٓقٓ ۝ كَذٰلِكَ يُوْحِيْٓ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۙ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ

حم - عسق - اسی طرح آپ پر اور جو آپ سے پہلے ہو چکے ہیں اُن پر اللہ تعالیٰ جو زبردست حکمت والا ہے وحی بھیجتا رہا ہے - اُسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے

وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۝ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ

اور وہی سب سے برتر اور عظیم الشان ہے - کچھ بعید نہیں کہ آسمان اپنے اُوپر سے پھٹ پڑیں اور فرشتے اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے ہیں اور اہل زمین کے لیے

فِي الْاَرْضِ ۭ اَلَآ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ اللّٰهُ حَفِيْظٌ عَلَيْهِمْ ڮ وَمَآ اَنْتَ

معافی مانگتے ہیں خوب سمجھ لو کہ اللہ ہی معاف کرنے والا رحمت کرنے والا ہے - اور جن لوگوں نے خدا کے سوا دوسرے کارساز قرار دے رکھے ہیں اللہ اُن کو دیکھ بھال رہا ہے - اور آپکو اُن پر

عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۝ وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنْذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۭ

کوئی اختیار نہیں دیا گیا - اور ہم نے اسی طرح آپ پر قرآن عربی وحی کے ذریعہ سے نازل کیا ہے تاکہ آپ مکہ کے رہنے والوں کو اور جو لوگ اسکے آس پاس ہیں اُنکو ڈرائیں اور جمع ہونے کے دن سے ڈرائیں جس میں ذرا شک نہیں

فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ ۝ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَجَعَلَهُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَاۗءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ وَالظّٰلِمُوْنَ

ایک گروہ جنت میں ہوگا اور ایک گروہ دوزخ میں ہوگا - اور اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو ان سب کو ایک ہی طریقہ کا بنا دیتا لیکن وہ جسکو چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کر لیتا ہے اور ظالموں کا

مَا لَهُمْ مِّنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ ۚ فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ يُـحْيِ الْمَوْتٰى ۡ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

کوئی حامی مددگار نہیں - کیا ان لوگوں نے خدا کے سوا دوسرے کارساز قرار دے رکھے ہیں سو اللہ ہی کارساز ہے اور وہی مُردوں کو زندہ کریگا اور وہی ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے

ع ۱

اور تسلی کے لیے) کافی نہیں کہ وہ ہر (واقعی) چیز کا شاہد ہے (اور اُسنے جا بجا آپکی رسالت کی شہادت دی ہے قولاً بھی اور عملاً بھی اظہار معجزات سے پس وہ شہادت کافی ہے لقولہ تعالیٰ قل کفی باللہ شہیدا بینی وبینکم آگے اصل وجہ اس انکار اور نیز دوسرے امور حقہ کے انکار کی تبلاتے ہیں اور اس سے تسلی بھی زیادہ ہو سکتی ہے کہ) یاد رکھو کہ وہ لوگ اپنے رب کے روبرو جانے کی طرف سے شک میں پڑے ہیں (اس دلیے ڈر نہیں جس سے حق کو طلب کریں مگر) یاد رکھو کہ وہ ہر چیز کو (اپنے علم کے) احاطہ میں لیے ہوئے ہے (پس ایسے شک و انکار کو بھی جانتا ہے اور اس پر سزا دیگا) **ف** آیت لایسأم الخ قولہ عریض کے متعلق سورۂ یونس کے دوسرے رکوع آیت واذا مس الانسان الضر الخ کی تفسیر میں ایک تحقیق گذر چکی ہے اُسکا ملاحظہ معین حل مقام ہذا ہوگا - اور یاس و دعا میں تعارض وہاں دو طور پر دفع کیا گیا تھا یہاں ایک تیسری بات اور زیادہ بعض تفاسیر سے معلوم ہوئی وہ یہ کہ یہ دعا التجاء الی اللہ کے طور پر نہیں بلکہ جسطرح عاشقان دُنیا ذرا ذرا واقعات ناگوار نفس پر شور و غل ہائے واویلا مچایا کرتے ہیں کہ ہائے اللہ کیا کروں ہائے اللہ کیا ہوگا وشل ذلک تقریر ترجمۃ واذا مسہ الشر فذو دعاء عریض میں احقر نے اس طرف اشارہ کر دیا ہے قد تم بحمد اللہ تعالیٰ تفسیر سورۃ حم السجدۃ للثانی والثالث من ربیع الآخر یوم الخمیس ۱۳۲۵ھ من الھجرۃ وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین ✦ سورۃ الشوریٰ مکیۃ وھی ثلث وخمسون آیۃ کذا فی البیضاوی **ربط** اس سورت میں یہ مضامین ایک دوسرے میں متداخل ہیں - ایک توحید و ابطال شرک اور اس سلسلہ میں صفات کمال و افعال حکمت و نعمت اشتمال کا بیان ہے - دوسرے رسالت اور اس سلسلہ میں تسلیہ کے مضامین بھی ہیں تیسرے بعث و جزا اور اس سلسلہ میں شبہہ استعجال کا بھی جواب دیا ہے چوتھے مذمت انہماک فی الدنیا کی اور ترغیب طلب آخرت کی - پانچویں اہل ایمان کا حسن اعمال و حسن مآل اور کفار کا قبح اعمال و قبح مآل چنانچہ آیات میں نظر کرنے سے سب کا انطباق واضح ہو جاویگا اور سورۃ سابقہ کا اختتام اور اُسکا افتتاح توحید و رسالت و بعث میں مشترک ہے -

توحید و رسالت و بعث و جزا - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ حٰمٓ ۝ عٓسٓقٓ ۝ كَذٰلِكَ يُوْحِيْٓ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۙ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۝ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ ۭ اَلَآ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ اللّٰهُ حَفِيْظٌ عَلَيْهِمْ ڮ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۝ وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنْذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۭ فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ ۝ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَجَعَلَهُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَاۗءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ وَالظّٰلِمُوْنَ مَا لَهُمْ مِّنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ ۚ فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ يُـحْيِ الْمَوْتٰى ۡ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

النحو قولہ فریق فی الجنۃ ساغ الابتداء بالنکرۃ لانہا فی سیاق التفصیل والتقسیم کما فی قولہ فشوبا بست وثوبا اجر قولہ فاللہ ھو الولی جواب شرط محذوف ای ان ارادوا

الروایات فی الدر المنثور عن ابن عباس تکاد السموات یتفطرن من فوقہن قال من الثقل ۱۲

وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبِّي عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ۝ فَاطِرُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَا

اور جس جس بات میں تم اختلاف کرتے ہو اُسکا فیصلہ اللہ ہی کے سپرد ہے یہ اللہ میرا رب ہے میں اُسی پر توکل رکھتا ہوں اور اُسی کی طرف رجوع کرتا ہوں وہ آسمان و زمین کا پیدا کرنیوالا ہے اُسنے تمہارے لیے تمہارے جنس کے جوڑے بنائے

حٰمٓ عٓسٓقٓ (اسکے معنی اللہ کو معلوم ہیں جس طرح فوائد عظیمہ و اصول دینیہ کی تحقیق کے لیے یہ سورت آپ پر نازل ہو رہی ہے) اسی طرح (اصول دینیہ کی تحقیق کے لیے) آپ پر اور جو (پیغمبر) آپ سے پہلے ہو چکے ہیں اُن پر اللہ تعالیٰ جو زبردست حکمت والا ہے (دوسری سورتوں اور کتابوں کی) وحی بھیجتا رہا ہے (اور اُسکی یہ شان ہے کہ) اُسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور وہی سب سے برتر اور عظیم الشان ہے (اور اُسکی عظمت شان کو گو بعض اہل ارض نہ جانیں اور نہ مانیں مگر سموات میں اسکے جاننے والے یعنی فرشتے اس کثرت سے ہیں کہ) کچھ بعید نہیں کہ آسمان (اُنکے بوجھ کی وجہ سے) اپنے اوپر سے (کہ اُدھر ہی سے بوجھ پڑتا ہے) پھٹ پڑیں (جیسا حدیث میں ہے اطت السماء وحق لہا ان تئط ما فیھا موضع اربعة اصابع الا وملك واضع جبھته ساجدا للہ رواہ الترمذی وابن ماجة وفسر بہ فی المدارك) اور (وہ) فرشتے اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے ہیں اور اہل زمین (میں جو لوگ اس عظمت کا حق نہیں ادا کرتے مثلاً شرک کرتے ہیں اور اس وجہ سے وہ مستحق عقوبت ہیں وہ فرشتے اُن) کے لیے (ایک وقت خاص تک کے لیے) معافی مانگتے ہیں (محدود معافی سے مراد دُنیا میں عذاب استیصال سے بچا رہنا اور ویسے معمولی واقعات سے سزائیں ہونا یا آخرت میں عذاب اصلی ہونا اس استغفار کے مفہوم سے خارج ہیں اور اللہ تعالیٰ اُنکی اس درخواست کو منظور فرما لیتا ہے اور اس سے عذاب عاجل مشرکین پر نازل نہیں فرماتا) خوب سمجھ لو کہ اللہ ہی معاف کرنے والا رحم (گو کفار کے لیے وہ معافی محدود ہی اور وہی) رحمت کرنیوالا ہے (گو وہ رحمت کفار پر دنیا ہی میں ہوتی ہے) اور (آپ ان مشرکین کے عدم نزول عذاب عاجل سے محزون نہوں کیونکہ) جن لوگوں نے خدا کے سوا دوسرے کارساز قرار دے رکھے ہیں اللہ ان (کے اعمال قبیحہ) کو دیکھ بھال رہا ہے (وہ آپ ہی مناسب وقت پر سزا دیدیگا) اور آپ کو ان پر کوئی اختیار نہیں دیا گیا (کہ آپ جب چاہیں ان پر عذاب نازل کرا دیں) اور (اسیطرح آپ اُنکے عدم ایمان پر بھی محزون نہوں کیونکہ آپکا کام صرف تبلیغ ہے اس سے زیادہ آپ کیوں فکر کرتے ہیں چنانچہ) ہمنے اسی طرح (جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں) آپ پر (یہ) قرآن عربی وحی کے ذریعے سے (محض اسلیے) نازل کیا ہے تاکہ آپ (سب سے پہلے) مکہ کے رہنے والوں کو اور جو لوگ اُسکے آس پاس (بستے) ہیں اُن کو ڈرائیں اور (ڈرائیں بھی ایک بڑی چیز سے یعنی) جمع ہونیکے دن سے ڈرائیں (مراد اس سے قیامت کا دن ہے کہ اُس میں اولین و آخرین سب جمع ہو جائیں گے لقولہ تعالیٰ یوم یجمعکم لیوم الجمع) جس (کے آنے) میں ذرا شک نہیں (جسمیں یہ فیصلہ ٹھیریگا کہ) ایک گروہ جنت میں (داخل) ہوگا اور ایک گروہ دوزخ میں (داخل ہوگا پس آپ کا کام محض ایسے دن سے ڈرا دینا ہے) اور (باقی اُنکے ایمان و عدم ایمان سے آپکو کیا بحث وہ مشیت الٰہی پر ہے چنانچہ) اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو ان سب کو ایک ہی طریقہ کا بنا دیتا (یعنی سب کو ایمان نصیب کر دیتا لقولہ تعالیٰ ولو شئنا لاٰتینا کل نفس ھدٰھا الآیۃ) لیکن (بہت سی حکمتوں سے اُسکو یہ منظور نہیں ہوا بلکہ) وہ جسکو چاہتا ہے (ایمان دیکر) اپنی رحمت میں داخل کر لیتا ہے (اور جسکو چاہتا ہے مبتلائے شرک و کفر رکھکر رحمت سے خارج کر دیتا ہے) اور (ان) ظالموں کا (جو کہ شرک و کفر میں مبتلا ہیں قیامت کے روز) کوئی حامی مددگار نہیں (ہوگا - اور اوپر الذین اتخذوا من دونہ آلآیۃ میں اشراک پر تہدید تھی آگے اشراک کا ابطال ہے یعنی) کیا ان لوگوں نے خدا کے سوا دوسرے کارساز قرار دے رکھے ہیں سو (اگر کارساز بنانا ہے تو) اللہ ہی کارساز (بنانے کا مستحق) ہے اور وہی مُردوں کو زندہ کریگا اور وہی ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے (تو کارساز بنانے کے لائق وہی ہوا جسکی قدرت ہر چیز پر عموماً اور احیاء موتی پر خصوصاً ثابت ہے اس قدرت خاصہ کا اسلیے بیان کیا کہ اُسوقت اوروں کی قدرت جو اب برائے نام ہے وہ بھی بے نام و نشان ہو جاویگی تو ظہور قدرت کا اتم ہوگا)

ف لتنذر ام القرى الخ میں جو شبہ عموم بعثت پر واقع ہو سکتا تھا قید اولیت سے جو کہ ترجمہ میں لکھی گئی ہے رفع ہو گیا - اور یتفطرن کی تفسیر میں جو حدیث لکھی ہے اُس سے متبادر معلوم ہوتا ہے کہ ملائکہ میں ثقل بھی ہے اور اسمیں کچھ استبعاد نہیں کیونکہ اجسام ہونا تو اُنکا نصوص قطعیہ سے ثابت ہے لاثبات خواص الاجسام لہا اور اجسام میں ثقل ہوتا ہے سو تعجب نہیں اگر یہ شبہہ ہو کہ ثقل کی علت میلان الی المرکز ہے اور اجسام لطیفہ مائل الی المحیط ہوتے ہیں - جواب اسکا یہ ہے کہ اول تو یہ دونوں قضیے مسلم نہیں خدا تعالیٰ کسی جسم کو اگر اُسکے خلاف پیدا کر دے نفی کی کیا دلیل ہے - دوسرے اجسام لطیفہ کا میلان الی المحیط اسلیے ہے کہ اُس طرف اُنکا حیز ہے پس اصل میلان الی الحیز ہے چونکہ ہر آسمان کے فرشتوں کا حیز وہی آسمان ہے تو قاعدہ طبعیہ مذکورہ کے موافق اُنکا میلان اُسی آسمان کی طرف ہوگا اور چونکہ وہ فرشتے اُس آسمان کی سطح فوقانی پر رہتے ہیں پس اُس میلان کا وزن اور اثر اُس آسمان کے اوپر ہوگا اسی کو لغۃً ثقل کہا جا سکتا ہے گو اصطلاحاً یعنی میلان الی المرکز اسکو ثقل نہ کہیں خوب سمجھ لو ربط اوپر مضامین ثلثہ میں جو توحید کا مضمون تھا آگے بھی اُسی کی تقویت و تاکید ہے -

تاکید توحید

وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبِّي عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ۝ فَاطِرُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا

وَمِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا ۚ يَذْرَؤُكُمْ فِيهِ ۚ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۖ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ۝ لَهٗ مَقَالِيدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ

اور مواشی کے بھی جوڑے بنائے اسکے ذریعہ سے تمہاری نسل چلاتا رہتا ہے۔ کوئی چیز اسکی مثل نہیں۔ اور وہی ہر بات کا سننے والا دیکھنے والا ہے۔ اسی کے اختیار میں ہیں کنجیاں آسمان اور زمین کی۔

يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۚ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝ شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ

جسکو چاہے زیادہ روزی دیتا ہے اور کم دیتا ہے بے شک وہ ہر چیز کا پورا جاننے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کے واسطے وہی دین مقرر کیا جس کا اُس نے نوح کو حکم دیا تھا اور جس کو

اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ۚ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ

ہم نے آپکے پاس وحی کے ذریعہ سے بھیجا ہے اور جسکا ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو حکم دیا تھا کہ اسی دین کو قائم رکھنا اور اس میں تفرقہ نہ ڈالنا مشرکین کو وہ بات بڑی گراں گذرتی ہے

مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ ۚ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ۝ وَمَا تَفَرَّقُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ

جسکی طرف آپ انکو بلا رہے ہیں اللہ اپنی طرف جس کو چاہے کھینچ لیتا ہے اور جو شخص رجوع کرے اسکو اپنے تک رسائی دیدیتا ہے۔ اور وہ لوگ بعد اسکے کہ انکے پاس علم پہونچ چکا تھا محض آپس کی ضد اضدی سے

بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۚ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى لَّقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۚ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ

باہم متفرق ہوگئے۔ اور اگر آپکے پروردگار کی طرف سے ایک معین تک ایک بات پہلے قرار نہ پاچکی تو اُن کا فیصلہ ہوچکا ہوتا۔ اور جن لوگوں کو اُن کے بعد کتاب دی گئی ہے

لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ۝ فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ۚ وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ ۚ

وہ اسکی طرف سے ایسے شک میں پڑے ہیں جسنے تردد میں ڈال رکھا ہے۔ سو آپ اسی طرف بلاتے جایئے اور جس طرح آپکو حکم ہوا ہے مستقیم رہیے۔

وَمِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا يَذْرَؤُكُمْ فِيهِ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ۝ لَهٗ مَقَالِيدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۚ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝ اور[1] آپ ان لوگوں سے جو کہ توحید میں آپسے اختلاف کرتے ہیں کہیے کہ جس جس بات میں تم (اہل حق کے ساتھ) اختلاف کرتے ہو (مثل توحید وغیرہ) اُس (سب) کا فیصلہ اللہ ہی کے سپرد ہے (دنیا میں دلیل صحیح سے اور آخرت میں فریق فی الجنۃ وفریق فی السعیر) یہ اللہ (جسکی یہ شان ہے) میرا رب ہے میں (ان اختلافات کے آثار یعنی تمہارے قصد اضرار وغیرہ کے بارہ میں) اسی پر توکل رکھتا ہوں اور (تمام امور دنیا و دین میں) اسکی طرف رجوع کرتا ہوں (پس نہ ان مضرتوں سے ڈرتا ہوں اور نہ توحید میں جسکو کہ اُسنے حق کہدیا ہے کوئی شبہہ کرتا ہوں اسسے مضمون توحید خوب مؤکد ہوگیا آگے اوصاف کمال کے بیان سے اسکی تاکید کیجاتی ہے یعنی) وہ آسمان و زمین کا پیدا کرنیوالا ہے (اور تمہارا ہی پیدا کرنیوالا ہے چنانچہ) اُسنے تمہارے لیے تمہارے جنس کے جوڑے بنائے اور (اسی طرح) مواشی کے جوڑے بنائے (اور) اس (جوڑے[2] ملانے) کے ذریعہ سے تمہاری نسل چلاتا رہتا ہے (وہ ایسا کامل الذات والصفات ہے کہ) کوئی چیز اسکے مثل نہیں اور وہی ہر بات کا سننے والا دیکھنے والا ہے (اجلا ف و سفہ کے کسی بات کو سُن دیکھ لیا اور کسی کو نہ دیکھا سُنا پس اسمیں بھی کوئی اسکے مثل نہیں) اُسی کے اختیار میں ہیں کنجیاں آسمان اور زمین کی (یعنی متصرف وہی ہے جسمیں ایک تصرف یہ ہے کہ جسکو چاہے زیادہ روزی دیتا ہے اور (جسکو چاہے) کم دیتا ہے بیشک وہ ہر چیز کا پورا جاننے والا ہے (کہ کسکے لیے کیا مصلحت ہے) **ربط** اوپر فحکمہ الی اللہ سے جو کہ حکم فی الدنیا وحکم فی الآخرۃ کو عام ہے توحید کی تاکید تھی آگے اس عام کی ایک فرد یعنی حکم فی الدنیا کی تفصیل و تاکید ہے اور اس سے تاکید مضمون رسالت کی بھی ہوگئی جسکا مضامین ثلثہ میں اوپر ذکر تھا۔

تاکید دلیل توحید و تائید رسالت شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ۚ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ ۚ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ۝ وَمَا تَفَرَّقُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۚ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى لَّقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۚ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ۝ فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ۚ وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ ۚ

ملحقات الترجمہ

[1] **قولہ فیما اختلفتم** آپ کہیے الخ اشارۃ الی تقدیر قل بقرینۃ ذلکم اللہ ربی ۱۲

[2] **قولہ فی فیہ جوڑے** ملانے کے ذریعہ سے اشارۃ الی ان فی بمعنی الباء کما فی الخازن و انما عبر بفی ایذانا بان الجعل کالمنبع للذرء والضمیر المجرور الی الجعل الازواج المذکور او للان الثانی تبع للاول ۱۲

اللغات ذرء اخلق وکثر کذا فی القاموس یجتبی من الجبی کما فی قولہ تعالی یجبی الیہ ثمرات ۱۲

النحو قولہ ومن الانعام الخ ای خلق للانعام من جنسہا ازواجا ففیہ جملۃ مقدرۃ لدلالۃ القرینۃ او خلق لکم من الانعام اصنافا ذکورا

البلاغۃ کمثلہ الکاف امۃ للتاکید او غیر زائدۃ ویکون المراد من المثل فرادۃ کنایۃ ومبالغۃ وہی ان المماثلۃ منفیۃ عمن یکون مثلہ فرضا فکیف عن نفسہ کقولہم مثلک لا یبخل وکقول اوس بن حجر لیس کمثل الفتی زہیر خلق یوازیہ فی الفضائل قولہ شرع الخ تخصیص المذکورین بالذکر لعلو شانہم وعظم شہرتہم ولاستمالۃ قلوب الکفرۃ الی الاتباع لاتفاق کل علی نبوۃ بعضہم حتی ان المشرکین ان لم یکونوا یقولون بنبوۃ لکنہم کانوا یعلمون ابراہیم علیہ السلام وآثر التوصیۃ لاعرابہا عن تاکید الامر وایثار الایحاء علی ما قبلہ وما بعدہ من التوصیۃ لما فیہ من التصریح برسالتہ علیہ الصلوۃ والسلام القامع لانکار الکفرۃ والالتفات الی کون الخطاب لاظہار کمال الاعتناء بایحائہ ولذا عبر فیہا بالذی التی ہی اصل الموصولات وذلک ہو السر فی تقدیم الذی اوحی علیہ الصلوۃ والسلام علی ما بعدہ مع تقدمہ علیہ زمانا وتقدیم توصیۃ نوح علیہ السلام للمسارعۃ الی بیان کون المشروع لہم دینا قدیما کذا فی الروح بتغییر واختصار قولہ فلذلک فادع تکرار الفاء للتاکید اللام تکون صلۃ الدعاء کالی کما فی قولہ ہوت لما ابی سور اوعی الفاء لتعقیب الاستمرار علی الدعاء بکونہم فی شک والمعنی ان لا یمنعک کونہم فی شک عن الدعاء ۱۲

الروایات قولہ یذرؤکم فی الدر عن مجاہد نسلا من بعد نسل ۱۲

وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ ۚ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ ۚ وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ ؕ اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ؕ لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ

اور انکی خواہشوں پر نہ چلیے۔ اور آپ کہدیجیے کہ اللہ نے جتنی کتابیں نازل فرمائی ہیں میں سب پر ایمان لاتا ہوں اور مجکو یہ حکم ہوا ہے کہ تمہارے درمیان میں عدل رکھوں اللہ ہمارا بھی مالک ہے اور تمہارا بھی مالک ہے ہمارے عمل ہمارے لیے اور تمہارے

اَعْمَالُكُمْ ؕ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ ؕ اَللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝ وَالَّذِيْنَ يُحَآجُّوْنَ فِى اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا اسْتُجِيْبَ

عمل تمہارے لیے۔ ہماری تمہاری کچھ بحث نہیں۔ اللہ ہم سب کو جمع کریگا اور اسی کے پاس جانا ہے اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے بارہ میں جھگڑے نکالتے ہیں بعد اس کے کہ وہ مان لیا گیا

لَهٗ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ

ان لوگوں کی حجت اُن کے رب کے نزدیک باطل ہے

وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ ۚ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ ۚ وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ ؕ اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ؕ لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ؕ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ ؕ اَللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝ اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کے واسطے وہی دین مقرر کیا جسکا اُسنے نوح (علیہ السلام) کو حکم دیا تھا اور جسکو ہمنے آپکے پاس وحی کے ذریعہ سے بھیجا ہے اور جسکا ہمنے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسےٰ (علیہم السلام) کو (مع اُن سب کے اتباع کے) حکم دیا تھا (اور انکی اُمم کو یہ کہا تھا) کہ اس دین کو قائم رکھنا اور اسمیں تفرقہ نہ ڈالنا (مراد اس دین سے اصول دین ہیں جو مشترک ہیں تمام شرائع میں مثل توحید و رسالت و بعث وغیرہ اور قائم رکھنا یہ کہ اسکو تبدیل مت کرنا اسکو ترک مت کرنا اور تفرق یہ کہ کسی بات پر ایمان لادیں کسی پر ایمان نہ لادیں یا کوئی ایمان لاوے کوئی نہ لاوے حاصل یہ کہ توحید وغیرہ دین قدیم ہے کہ اول سے اسوقت تک تمام شرائع اسمیں متفق رہی ہیں اور اسی کے ضمن میں نبوت کی بھی تائید ہوگئی پس چاہیے تھا کہ اسکے قبول کرنے میں لوگونکو ذرا پس و پیش نہ ہوتا مگر پھر بھی) مشرکین کو وہ بات (یعنی توحید) بڑی گراں گذرتی ہے جسکی طرف آپ انکو بلا رہے ہیں (اور اسی کے ساتھ یہ بھی ہے کہ) اللہ اپنی طرف جسکو چاہے کھینچ لیتا ہے (یعنی دین حق قبول کرنیکی توفیق دیدیتا ہے) اور جو شخص (خدا کی طرف) رجوع کرے اُسکو اپنے تک رسائی دیدیتا ہے (مشیت کے بعد اعتبار ہوتا ہے اور اجتبا یعنی توفیق ایمان کے بعد اگر انابت و اطاعت ہو تو اُسپر قرب الٰہی و ثواب غیر متناہی مرتب ہوتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ مشرکین متصف بالاباء ہیں اور مومنین متصف بالاجتبا و الاہتدا رہیں) اور (ہمارا جو امم سابقہ کو حکم تھا کہ اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیہ تو بہت لوگ اسپر قائم نہ رہے اور متفرق ہوگئے لیکن) اسکا سبب کوئی التباس و اشتباہ نہ تھا کہ احتمال معذوری کا ہو بلکہ) وہ لوگ بعد اسکے کہ اُنکے پاس (یعنی اُنکے اسماع و اذہان تک) علم (صحیح) پہونچ چکا تھا محض آپس کی ضد اضدی سے باہم متفرق ہوگئے (اس طرح کہ اول طلب مال و دولت اور طلب جاہ و ریاست سے اغراض مختلف ہوئیں پھر فرقے بن گئے ایسے وقت میں دین کو بھی آڑ و دوسرے کی تنقیص و تعییب کی بنا یا کرتے ہیں شدہ شدہ مسلک و مذہب مختلف ہوجاتا ہے پھر فروع سے اصول میں جا پہونچتے ہیں) اور (یہ لوگ اس جرم عظیم میں کہ حق کو سمجھکر مختلف ہوئے ایسے عذاب شدید کے مستحق ہوگئے تھے کہ) اگر آپکے پروردگار کی طرف سے ایک مدت معین تک (کے لیے مہلت دینے کی) ایک بات پہلے قرار نہ پاچکی (کہ انکا عذاب موعود آخرت میں ہوگا) تو (دنیا ہی میں) اُن (کے اختلافات) کا فیصلہ ہو چکا ہوتا (یعنی عذاب سے استیصال کردیا جاتا اور گو امم سابقہ پر عذاب آیا لیکن غیر مومنین پر آیا مومنین میں سے جنہوں نے تفرق کیا ببرکت التزام ایمان کے ان پر نہیں آیا یا اگر کسی پر ثابت ہوجاوے تو سب پر نہیں آیا اس تقدیر پر یہ معنی ہونگے کہ جن بعض پر نہیں آیا انکی وجہ عدم مقتضی کا نہیں بلکہ انکی وجہ مانع یعنی امہال الیٰ اجل مسمی کا وجود ہے یہ تو حقیقت امم سابقہ کا ہوا) اور جن لوگونکو اُن (امم سابقہ) کے بعد کتاب دیگئی ہے (مراد اس سے مشرکین عہد نبوی کے ہیں کہ آپکے ذریعہ سے انکو قرآن پہونچا) وہ (لوگ) اُس (کتاب) کی طرف سے ایسے (قوی) شک میں پڑے ہیں جسنے (انکو) تردد میں ڈال رکھا ہے (مطلب یہ کہ جیسے امم سابقہ میں سے بعض نے جیسے انکار کیا تھا اسیطرح اب انکی نوبت آئی) سو آپ (کسی کے انکار سے دل شکستہ نہ ہوجیے بلکہ جس طرف آپ انکو پہلے سے بُلا رہے ہیں جسکا ذکر اس آیت میں ہے کبر علی المشرکین ما تدعوھم الیہ یعنی توحید) اسی طرف (انکو برابر) بُلاتے جایئے اور جسطرح آپکو حکم ہوا ہے (کہ فلذلک فادع) اُسپر مستقیم رہیے اور انکی (فاسد) خواہشوں پر نہ چلیے (یعنی وہ مخالفت کرکے یہ چاہتے ہیں کہ ہمکو کہنا چھوڑدیں تو آپ چھوڑیئے نہیں) اور آپ کہدیجیے کہ (میں جس بات کی طرف تمکو بُلاتا ہوں میں خود بھی اُسپر عامل ہوں چنانچہ) اللہ نے جتنی کتابیں نازل فرمائی ہیں (جنمیں قرآن بھی داخل ہے) میں سب پر ایمان لاتا ہوں (جنکے مضامین متفق علیہا میں سے توحید بھی ہے) اور مجکو یہ (بھی) حکم ہوا ہے کہ (اپنے اور) تمہارے درمیان میں عدل (و انصاف) رکھوں (یعنی جس چیز کو تمپر واجب و لازم کہوں اپنے اوپر بھی اسکو لازم رکھوں یہ نہیں کہ تمکو کلفت میں ڈالوں اور خود آزاد رہوں ایسے مضامین و معاملہ سے سلیم الطبع کو رغبت اتباع کی ہوتی ہے اور اسپر بھی اگر نرم نہوں تو اخیر بات یہ ہے کہ) اللہ ہمارا بھی مالک ہے اور تمہارا بھی مالک ہے (یعنی وہ سبکا حاکم ہے اور) ہمارے عمل ہمارے لیے اور تمہارے عمل تمہارے لیے ہماری تمہاری کچھ بحث نہیں اللہ (جو سبکا مالک ہے قیامت میں) ہم سبکو جمع کریگا اور (اسمیں شک ہی نہیں کہ) اسی کے پاس جانا ہے (وہ سبکا فیصلہ اعمال کے موافق کردیگا اسوقت تمسے بحث فضول ہے ہاں تبلیغ کیے جاوینگے (ربط اوپر اللہ یجمع بیننا و الیہ المصیر میں اور نیز اسکے اوپر مضامین ثلثہ میں بعث و جزا کا ذکر تھا آگے اُسکے متعلق مضمون ہے جسمیں منکرین توحید کی تعذیب کی بھی خبر دیگئی ہے پس اسکو مضمون توحید سے بھی تعلق ہوا اور جسمیں بضمن انزل الکتاب بالحق کے ذکر رسالت سے بھی ارتباط ہوگیا **تحقیق وقوع قیامت و جزا** - وَالَّذِيْنَ يُحَآجُّوْنَ فِى اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا اسْتُجِيْبَ لَهٗ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ

ملحقات الترجمة

ك قوله قبل ان اقيموا اٰكی امم الخ اشارة الى امرين الاول ان الخطاب للامم لیناسب ما بعدہ من قوله تفرقوا والثانی الى التركيب بتقدير العامل ای وصينا قائلين لاممهم ان اقيموا وهل هو اعتبار ذكر الامم ولا رسل المتبوعين ۔

ك قوله فی لا عدل اپنے كذا فی الروح ففی الضمير تغليب او اكتفاء ۔

وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۝ اللّٰهُ الَّذِيٓ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَالْمِيزَانَ ۭ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيبٌ ۝

اور ان پر غضب ہے اور اُن کے لیے سخت عذاب ہے۔ اللہ ہی ہے جس نے کتاب کو اور انصاف کو نازل فرمایا۔ اور آپ کو کیا خبر عجب نہیں کہ قیامت قریب ہو۔

يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِهَا ۚ وَالَّذِينَ اٰمَنُوا مُشْفِقُونَ مِنْهَا ۙ وَيَعْلَمُونَ اَنَّهَا الْحَقُّ ۭ اَلَآ اِنَّ الَّذِينَ يُمَارُونَ فِي السَّاعَةِ

جو لوگ اُس کا یقین نہیں رکھتے اُس کا تقاضا کرتے ہیں اور جو لوگ یقین رکھنے والے ہیں وہ اُس سے ڈرتے ہیں اور اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ برحق ہے۔ یاد رکھو کہ جو لوگ قیامت کے بارہ میں جھگڑتے ہیں

لَفِي ضَلٰلٍ بَعِيدٍ ۝ اَللّٰهُ لَطِيفٌ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ ۝ مَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِي

بڑی دور کی گمراہی میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر مہربان ہے جس کو چاہتا ہے روزی دیتا ہے۔ اور وہ قوت والا زبردست ہے جو شخص آخرت کی کھیتی کا طالب ہو ہم اُس کو اُس کی کھیتی میں

حَرْثِهٖ ۚ وَمَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۙ وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيبٍ ۝

ترقی دینگے۔ اور جو دنیا کی کھیتی کا طالب ہو تو ہم اُس کو کچھ دنیا دیدینگے اور آخرت میں اُسکا کچھ حصہ نہیں

ع ۲ / ۲

وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۝ اَللّٰهُ الَّذِيٓ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَالْمِيزَانَ ۭ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيبٌ ۝ يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِهَا ۚ وَالَّذِينَ اٰمَنُوا مُشْفِقُونَ مِنْهَا وَيَعْلَمُونَ اَنَّهَا الْحَقُّ ۭ اَلَآ اِنَّ الَّذِينَ يُمَارُونَ فِي السَّاعَةِ لَفِي ضَلٰلٍ بَعِيدٍ ۝ اور جو لوگ اللہ تعالیٰ (کے دین) کے بارہ میں (مسلمانوں سے) جھگڑے نکالتے ہیں بعد اسکے کہ وہ مان لیا گیا (یعنی بعد اسکے کہ بہت سے آدمی عقیل و فہیم مسلمان ہو کر اُسکو مان چکے جس سے حجت اور زیادہ ظاہر ہوگئی اور ظاہر ہے کہ بعد زیادت ظہور حجت کے انکار و مجادلہ اور زیادہ مذموم ہے سو) ان لوگوں کی حجت اُنکے رب کے نزدیک (بہونچکر ظاہر ہو جاویگا کہ) باطل ہے اور اُن پر (خدا کی طرف سے) غضب (واقع ہونیوالا) ہے اور اُنکے لیے (قیامت کو) سخت عذاب (ہونیوالا) ہے (اور اس سے بچنے کا طریقہ یہی ہے کہ اللہ کو اور اُسکے دین کو مانو اور اُسکا ماننا یہ ہے کہ کتاب اللہ کو جو کہ جامع و مشتمل ہے حقوق اللہ و حقوق العباد کو حق اور واجب العمل جانو کیونکہ) اللہ ہی ہے جس نے (اس) کتاب (یعنی قرآن) کو اور (اسمیں جو بالخصوص حکم ہے) انصاف (کا اُس) کو نازل فرمایا (جب وہ کتاب اللہ کی ہے تو اللہ کو ماننا بدون اُسکے مانے ہوئے معتبر نہیں اور بدون اللہ کے مانے ہوئے عذاب و غضب سے نجات نہیں پس نجات موقوف ہوئی قرآن کے ماننے پر پس جیسا غیر اہل اسلام خدا کو بزعم خود مانتے تھے وہ نجات کے لیے کافی نہیں) اور (یہ لوگ جو ان واقعات قیامت کو سنکر آپ سے قیامت کی تعیین وقت پوچھتے ہیں تو آپکو (اسکی) کیا خبر (لیکن خبر نہ ہونے سے اور خبر نہ دینے سے اُسکی نفی لازم نہیں آتی بلکہ اُسکا وقوع بدلائل ثابت ہے اور تعیین وقت کی نسبت اتنا اجمالاً سب کو سمجھ لینا کافی ہے کہ) عجب نہیں کہ قیامت قریب ہو (مگر) جو لوگ اُسکا یقین نہیں رکھتے (وہ باوجود تیقن وقوع و احتمال قرب کے بھی نہیں ڈرتے بلکہ بطور استہزاء و انکار کے) اُسکا تقاضا کرتے ہیں اور جو لوگ یقین رکھنے والے ہیں وہ اس سے (کانپتے اور) ڈرتے ہیں اور اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ برحق ہے یاد رکھو کہ (ان دونوں قسم کے لوگوں میں سے قسم اول کے لوگ یعنی) جو لوگ قیامت کے (منکر ہیں اور اُسکے) بارہ میں جھگڑتے ہیں بڑی دور (و دراز) کی گمراہی میں (مبتلا) ہیں ف مشفقون منہا میں جس خوف کا اثبات ہے وہ خوف اعتقادی ہے کہ دو امر کے اعتقاد سے پیدا ہوا ہے ایک اعتقاد وقوع قیامت کا دوسرا اعتقاد اپنے اعمال کے محتمل الرد ہونے کا پس اگر کسی کو بوجہ غلبہ حال کے اشتیاق موت یا قیامت کا عارض ہو جاوے تو وہ شوق طبعی و اضطراری اس خوف اعتقادی و اختیاری کے منافی نہیں اسیطرح قبر میں بعض مردہ کا یہ کہنا رب اقم الساعۃ محل اشکال نہیں کیونکہ وہاں یقینی بشارتیں زوال خوف کی سنکر احتمال رد اعمال کا نہیں رہتا پس یہ اشفاق دنیا میں ہے اور حیثیت اسکی امر عقلی ہے خوب سمجھ لو اور لعل الساعۃ قریب کی تقریر سورۂ احزاب کے ختم سے ذرا پہلے آیت یسئلک الناس الخ کی تفسیر میں گذری ہے اور کتاب اللہ میں ہر چند کہ حقوق العباد معبر بالمیزان بھی داخل ہیں مگر جدا لانا اہتمام شان کے لیے و نیز شاید اسلیے ہے کہ اسکی تصدیق کی زیادہ رغبت ہو کہ اس کتاب کے ماننے سے تو ہمارے مصالح دنیویہ کی بھی حفاظت رہیگی ربط اوپر مجادلین فی الساعۃ کے ضلال کا ذکر تھا آگے اُنکے اس جدال و انکار کی علت یعنی اغترار بالدنیا اور اس اغترار کا جواب اور رد اور اُس اغترار کی مذمت اور اُس کے مقابل یعنی طلب آخرت کی ترغیب ارشاد فرماتے ہیں +

نہی انکار بر اغترار بالعاجلہ و ترغیب بر آجلہ

اَللّٰهُ لَطِيفٌ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ ۝ مَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِي حَرْثِهٖ ۚ وَمَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۙ وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيبٍ ۝

ملحقات الترجمة
له قوله فی المیزان
محکوم یا الخ بکذا فی المدارک ۱۲

اللغات فی القاموس اللطيف البر المحسن الی خلقه بايصال المنافع اليهم برفق ولطف او العالم بخفايا الامور ودقائقها ۱۲

النحو قريب وجه تذكيره اما التقدير المضاف المذكر فی جانب اسم لعل ای اتيان الساعة او تاويل الساعة بالبعث او كون قريب من باب تامر ولابن ای ذات قرب من الروح ۱۲

البلاغة الميزان العدل وفيها استعارة الحرث فی الاصل القاء البذر فی الارض ويطلق على الزرع الحاصل منه ويستعمل فی ثمرات الاعمال بطريقة الاستعارة ۱۲

أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُمْ مِنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللَّهُ ۚ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۗ وَإِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ

کیا ان کے کچھ شریک ہیں جنہوں نے ان کے لیے ایسا دین مقرر کر دیا ہے جسکی خدا نے اجازت نہیں دی - اور اگر ایک قول فیصل نہ ہوتا تو ان کا فیصلہ ہو چکا ہوتا اور ان ظالموں کو ضرور دردناک

أَلِيمٌ ۝ تَرَى الظَّالِمِينَ مُشْفِقِينَ مِمَّا كَسَبُوا وَهُوَ وَاقِعٌ بِهِمْ ۗ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فِي رَوْضَاتِ الْجَنَّاتِ ۖ لَهُمْ

عذاب ہوگا۔ آپ ان ظالموں کو دیکھیں گے کہ اپنے اعمال سے ڈر رہے ہوں اور وہ اُنپر پڑکر رہیگا - اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیے وہ بہشتوں کے باغوں میں ہونگے - ۵

مَا يَشَاءُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ ۝ ذَٰلِكَ الَّذِي يُبَشِّرُ اللَّهُ عِبَادَهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ۗ

جس چیز کو جاہیں اُن کے رب کے پاس اُن کو ملیگی - یہی بڑا انعام ہے - یہی ہے جس کی بشارت اللہ تعالیٰ اپنے اُن بندوں کو دے رہا ہے جو ایمان لائے اور اچھے عمل کیے

قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ ۗ وَمَنْ يَقْتَرِفْ حَسَنَةً نَزِدْ لَهُ فِيهَا حُسْنًا ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ شَكُورٌ ۝

آپ یوں کہیے کہ میں تم سے اور کچھ مطلب نہیں چاہتا بجز رشتہ داری کی محبت کے - اور جو شخص کوئی نیکی کریگا ہم اُس میں اور خوبی زیادہ کر دیں گے بیشک اللہ بڑا بخشنے والا بڑا قدردان ہے۔

(اور یہ منکر لوگ جو دُنیا کی ناز و نعمت پر پھُولے ہیں اور اسمیں منہمک ہوکر آخرت کو بھولے ہیں اور اپنی اس ناز و نعمت سے استدلال کرتے ہیں کہ ہمارا مسلک اگر خلاف رضا حق ہوتا تو ہمکو یہ عیش و کامرانی کیوں دیتے سو یہ انکی حماقت ہے کیونکہ یہ دلیل رضا نہیں بلکہ اسکی وجہ تو یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ (دنیا میں) اپنے بندوں پر (عام طور سے) مہربان ہے (اور اُسی رحمت عام مغفرت سے سب کو روزی دیتا ہے گو حسب مصلحت اُسمیں کمی بیشی بھی ہوتی ہے کہ) جسکو (جسقدر) چاہتا ہے روزی دیتا ہے (کقولہ تعالیٰ عجلنا لہ فیہا ما نشاء مگر نفس روزی سب فرزندوں میں مشترک ہے) اور (اس لطف فی الدنیا سے یہ لازم نہیں آتا کہ انکا مسلک حق ہو اور آخرت میں بھی ان پر لطف ہو اور عذاب نہ ہو بلکہ وہاں بوجہ تمسک بالباطل کے معذب ہونگے اور انکو عذاب دینا کوئی امر مستبعد نہیں کیونکہ) وہ قوت والا اور زبردست ہے (اُسکو سب قدرت ہے وہ اکیلا ان سب کو سزا دے سکتا ہے غرض انکی تمام تر خرابی کی وجہ اغترار بالدنیا ہے سو لوگوں کو اسپر مغرور نہ ہونا چاہیے بلکہ آخرت کو طلب کریں اور سُن لیں کہ) جو شخص آخرت کی کھیتی کا طالب ہو (یعنی ثواب آخرت کا طالب ہو جو ثمرہ ہے اعمال کا اسی لیے اُسکو کھیتی کہدیا کہ وہ ثمرہ ہوتا ہے تخم کا مطلب یہ کہ آخرت کے لیے بامید ثواب عمل کرے) ہم اُسکو اسکی کھیتی میں ترقی دینگے (یعنی اعمال پر اُسکو ثواب دینگے اور اُس ثواب کو مضاعف کرینگے کقولہ تعالیٰ من جاء بالحسنة فلہ عشر امثالہا) اور جو دنیا کی کھیتی کا طالب ہو (یعنی تدبیر و سعی سے غرض اسکی متاع دنیا ہے اور آخرت کے لیے کچھ سعی نہ کرے حتی کہ ایمان بھی نہ لاوے) تو ہم اُسکو کچھ دنیا (اگر چاہیں) دیدینگے (لقولہ تعالیٰ عجلنا لہ فیہا ما نشاء) اور آخرت میں اُسکا کچھ حصہ نہیں (کیونکہ وہ مشروط ہے ایمان کے ساتھ اور وہ مفقود ہے پس اس حالت میں طلب کے قابل آخرت ہی ہے نہ کہ دُنیا کہ حسب تمنا نصیب نہیں ہوتی اور اُسمیں پڑکر آخرت سے بے بہرہ رہجاتا ہے اور لطیف کے معنی اگر باریک بین کے لیے جاویں تو تقریر یہ ہوگی کہ کامرانی دلیل رضا نہیں بلکہ اسکی یہ وجہ ہے کہ) حق تعالیٰ اپنے بندوں کے خفیات امور اور دقائق مصالح سے خوب آگاہ ہیں حسب مصلحت جسکو چاہتے ہیں (زیادہ) روزی دیدیتے ہیں (پس اس روزی دینے سے انکا حق پر ہونا لازم نہیں آتا بلکہ یہ باطل پر ہیں اور بوجہ تمسک بالباطل کے معذب ہونگے الخ) ربط اوپر شرع لکم الخ میں دین حق کا مشروع من اللہ ہونا جو توحید وغیرہ امور حقہ کو شامل ہے بیان فرمایا تھا آگے دین باطل اہل شرک و کفر وغیرہ کا غیر مشروع بالدلیل الصحیح ہونا بیان فرماتے ہیں و نیز اوپر والذین یحاجون الخ میں منکرین کا مستحق غضب و عذاب ہونا اور مومنین کا صراحۃً اشفاق اور اشارۃً موعود بالرضا والثواب ہونا اور اسکے بعد من کان یرید الخ میں مومنین کا صراحۃً موعود بالثواب المعلوم ہونا اور منکرین مغترین بالدنیا کا ثواب سے محروم ہونا مذکور ہوا تہا آگے اسکی بہی کسیقدر توضیح و تفصیل ہے اور اس مجموعی مضمون کے درمیان میں اس مضمون اور نیز دوسرے جمیع مضامین وحی کی حقیت کے اثبات کے لیے قل لا اسئلکم بطور جملہ معترضہ کے واقع ہے -

ابطال اختراع فی الدین واکمال بیان عقاب منکرین و ثواب مومنین أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُمْ مِنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللَّهُ ۚ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۗ وَإِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ تَرَى الظَّالِمِينَ مُشْفِقِينَ مِمَّا كَسَبُوا وَهُوَ وَاقِعٌ بِهِمْ ۗ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فِي رَوْضَاتِ الْجَنَّاتِ ۖ لَهُمْ مَا يَشَاءُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ ۝ ذَٰلِكَ الَّذِي يُبَشِّرُ اللَّهُ عِبَادَهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ۗ قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ ۗ وَمَنْ يَقْتَرِفْ حَسَنَةً نَزِدْ لَهُ فِيهَا حُسْنًا ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ شَكُورٌ ۝ (دین حق کو تو خدا نے مشروع و مقرر فرمایا ہے مگر یہ لوگ جو اسکو نہیں مانتے تو) کیا انکے (تجویز کیے ہوئے) کچھ شریک (خدائی) ہیں جنہوں نے انکے لیے ایسا دین مقرر کر دیا ہے جسکی خدا نے اجازت نہیں دی (مقصود استفہام انکاری سے یہ ہے کہ کوئی اس قابل نہیں ہے کہ خدا کے خلاف اُسکا مقرر کیا ہوا دین معتبر ہو سکے) اور اگر (خدا کی طرف سے) ایک قول فیصل (ٹھیرا ہوا) نہ ہوتا (وہ یہ کہ اصل عذاب انپر بعد مرگ ہوگا تو دنیا ہی میں) انکا (عملی) فیصلہ ہو چکا ہوتا اور (آخرت میں) ان ظالموں کو ضرور دردناک عذاب ہوگا (اُس روز) آپ ان ظالموں کو دیکھینگے کہ اپنے اعمال (کے وبال) سے ڈر رہے ہوں اور وہ (وبال) اُنپر ضرور

ملحقات الترجمة

لہ قولہ فی مما کسبوا وبال اشارۃ الی تقدیر المضاف ای من وبال ما کسبوا ۱۲

الروایات فی الدر عن الشیخین وغیرہما عن ابن عباس رض قال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن بطن من قریش الا کان لہ فیہم قرابۃ فقال الا ان تصلوا ما بینی وبینکم من القرابۃ اھ ۱۲

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ۖ فَإِن يَشَإِ اللَّهُ يَخْتِمْ عَلَىٰ قَلْبِكَ ۗ وَيَمْحُ اللَّهُ الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ

کیا یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ انہوں نے خدا پر جھوٹ بہتان باندھ رکھا ہے۔ سو خدا اگر چاہے تو آپ کے دل پر بند لگا دے۔ اور اللہ تعالیٰ باطل کو مٹایا کرتا ہے اور حق کو اپنے احکام سے ثابت کیا کرتا ہے وہ دلوں کی باتیں جانتا ہے

یہ تو منکرین کا حال ہوگا) اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیے (ہونگے) وہ بہشتوں[1] کے باغوں میں (داخل) ہونگے (بہشت کو جمع اس لیے لائے کہ بہشت کے مختلف طبقات اور درجات ہیں ہر طبقہ ایک بہشت ہے اور ہر طبقہ میں متعدد باغات ہیں اپنے اپنے رتبہ کے موافق کوئی کہیں ہوگا کوئی کہیں ہوگا) وہ جس چیز کو چاہیں اُنکے رب کے پاس اُنکو ملیگی یہی بڑا انعام ہے (نہ وہ جو دُنیا میں عیش و عشرت موجود ہے) یہی ہے جسکی بشارت اللہ تعالیٰ اپنے اُن بندوں کو دے رہا ہے جو ایمان لائے اور اچھے عمل کیے (اور چونکہ کفار پورا مضمون سننے سے پہلے ہی تکذیب کرنے کے خوگر تھے اسلیے اس مضمون بشارت کی تتمیم سے پہلے ہی ایک جملہ معترضہ میں منکرین کی مبادرت الی التکذیب کے روکنے کے لیے اُنکو ایک دلگداز مضمون سنانے کا آپکو حکم فرماتے ہیں یعنی) آپ (اُنسے) یوں کہیے کہ میں (تمہارے مخاطبات میں) تم سے اور کچھ مطلب[2] نہیں چاہتا بجز رشتہ داری کی محبت کے (یعنی اتنا چاہتا ہوں کہ میرے تمہارے جو تعلقات رشتہ داری کے ہیں جو کہ تمام قریش میں بلکہ تمام عرب میں پھیلے ہوئے تھے دُور یا نزدیک جیسا برادری میں ہوا کرتا ہے اُنکے حقوق کا تو خیال رکھو کیا رشتہ داری کا یہی حق ہے کہ ع سونہ کھولا تھا کہ پر باندھنے صیاد آیا ۔ کیا اُسکا یہ حق نہیں کہ مجھ سے عداوت میں جلدی نہ کرو بلکہ سادہ دل سے سہولت و اطمینان کے ساتھ میری پوری بات سن لو اور اُسکو میزان عقل و دلیل صحیح سے جانچو اور اگر معقول ہو تو قبول کرلو اگر کچھ شبہ ہو صاف کرلو اور بفرض محال باطل ہو تو مجھکو سمجھا دو راہ پر لے آؤ غرض جو بات ہو خیر خواہی سے ہو یہ نہیں کہ فوراً ہی بھڑک اُٹھو بلکہ سمجھ جانے پر بھی خلافت باز نہ آؤ اور اس سے یہ نہ سمجھا جاوے کہ مودۃ فی القربےٰ کے بعد ایمان مطلوب نہیں اصل یہ ہے کہ یہ ایمان ہی کا تدریج و لطافت کے ساتھ طریقہ موصلہ تبلایا ہے) اور (آگے تتمہ آتا ہے بشارت مذکورہ کا یعنی) جو شخص کوئی نیکی کریگا ہم اُس (نیکی) میں اور خوبی زیادہ کردینگے (یعنی اُس خوبی کا مقتضائی نفسہ جسقدر ثواب ہے ہم اُس سے زیادہ ثواب دینگے) بیشک اللہ (مطیعین کے گناہوں کا) بڑا بخشنے والا (اور اُنکی نیکیوں کا) بڑا قدردان (اور ثواب عطا کرنیوالا) ہے (ربط اوپر شروع سورت میں منجملہ مضامین ثلثہ کے وحی و رسالت کی حقانیت مذکور ہوئی تھی پھر شروع تکملہ میں توحید کے ساتھ اُسکی بھی تائید ہوئی تھی پھر نزول الکتاب میں ضمناً پھر اُس طرف تلویح تھی آگے پھر اُسکی طرف عود ہے۔

عود تحقیق رسالت

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ۖ فَإِن يَشَإِ اللَّهُ يَخْتِمْ عَلَىٰ قَلْبِكَ ۗ وَيَمْحُ اللَّهُ الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۲۴ کیا یہ لوگ (آپکی نسبت نعوذ باللہ) یوں کہتے ہیں کہ انہوں نے خدا پر جھوٹ بہتان باندھ رکھا ہے (کہ نبوت اور وحی کا خلاف واقع دعویٰ کیا ہے) سو انکا یہ قول خود افترا ہے جسکی تقریر یہ ہے **مقدمہ اول** کسی کے ہاتھ پر خارق کا صدور یا عدم صدور فی نفسہٖ دونوں امکان اور دخول تحت القدرۃ الالٰہیہ میں بداہۃً مساوی ہیں **مقدمہ دوم** خلق کو التباس سے بچانے کے لیے عادت الٰہیہ دائمہ ثابت بالعقل یہ ہے کہ نبوت کے مدعی صادق کے ہاتھ پر صدور خوارق کو ترجیح دیجاتی ہے اور کاذب کے ہاتھ پر عدم صدور کو ترجیح دیجاتی ہے پس کذب مستلزم عدم صدور کو ہے **مقدمہ سوم** انتفاء لازم دلیل ہے انتفاء ملزوم کی **مقدمہ چہارم** آپکی زبان فیض ترجمان سے کلام خارق معجز نظام کا صدور ہو رہا ہے تو لازم منتفی ہوا پس ملزوم یعنی کذب بھی منتفی ہوا اور سارا اس سے آپکا صدق اور اُن لوگوں کا کذب ثابت ہوگیا وھو المطلوب چنانچہ ارشاد ہے کہ) خدا (کو یہ قدرت حاصل ہے کہ) اگر (وہ) چاہے تو آپکے دل پر بند لگا دے (اور یہ کلام آپکے قلب میں نہ حادث ہو نہ باقی رہے بلکہ سلب ہو جاوے اور آپ بالکل بھول جاویں کقولہ تعالیٰ ولئن شئنا لنذھبن بالذی اوحینا الیک اور اس صورت میں ظاہر ہے کہ زبان سے صدور ہو ہی نہیں سکتا۔ حاصل یہ کہ خدا کو قدرت پہلے بھی حاصل تھی اور اب بھی حاصل ہے کہ اس خارق کا صدور نہ ہونے دیں بحکم مقدمہ اول) اور اللہ تعالیٰ (کی یہ عادت ہے کہ وہ نبوت کے) باطل (دعویٰ) کو مٹایا کرتا ہے (چلنے نہیں دیتا یعنی اُسکے ہاتھ سے صدور خوارق نہیں ہوتا) اور (نبوت کے) حق (دعویٰ) کو اپنے احکام (تنزیلیہ یا تکوینیہ) سے ثابت (اور غالب) کیا کرتا ہے (بحکم مقدمہ دوم اور مقدمہ سوم بدیہی اور چہارم مشاہد ہے پس آپ صادق اور وہ کاذب ہیں اور چونکہ) وہ (یعنی اللہ تعالیٰ) دلوں (تک) کی باتیں جانتا ہے (چہ جائیکہ زبان کے اقوال اور جوارح کے افعال پس اللہ تعالیٰ کو ان لوگوں کے عقائد و اقوال و اعمال سب کی اطلاع ہے ان سب پر خوب سزا دیگا) ف احکام تکوینیہ سے مراد عادت ہے اور احکام تنزیلیہ سے مراد ایسے ہی مضمون کی آیتیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ باطل مٹتا ہے اور حق ثابت رہتا ہے کہذہ الآیۃ ولو تقول علینا بعض الاقاویل الخ اور پہلی تفسیر پر جمع لانا یا باعتبار معنی جمعی کے ہے یا یہ کہ یہ عادت مجموعہ عادات متعددہ کا ہے مثلاً ایک یہ کہ صادق کے ہاتھ پر صدور خوارق کا ہو ایک یہ کہ کاذب کے ہاتھ پر نہ ہو پھر دونوں کا وقوع بارہا ہو چکا پس تعدد ظاہر ہوگیا ربط اوپر کئی جگہ کہیں ضمناً کہیں قصداً منکرین پر تشنیع و تقریع کیگئی ہے چونکہ مقصود اس تقریع سے یہی ہے کہ کفر و شرک سے توبہ کریں

ملحقات الترجمۃ
[1] قولہ فی روضات الجنات بہشتوں کے باغوں اشارۃ الی حمل الروضات علی المعنی اللغوی و الجنات علی المعنی الشرعی فلا یحتاج الی التکلف ما فی الاضافۃ ۱۲
[2] قولہ فی اجرا مطلب اشارۃ الی ان اجرا بمعنی مطلق النفع لا النفع المالی بخصوصہ ویصح الاستثناء متصلا ان ارید بالنفع ما یعم صورتہ و منفصلا ان ارید حقیقتہ فافہم ۔

النحو و یمح مستانف لا معطوف علی یختم و اسقاط الواو من الکتابۃ اتباع للرسم کما فی قولہ تعالیٰ و یدع الانسان بالشر دعاءہ بالخیر ۱۲ | الروایات قولہ تعالیٰ فان یشاء اللہ یختم فی الدر المنثور عن قتادۃ قال ان یشاء اللہ انساک ما قد اتاک ۱۲

وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُوا عَنِ السَّيِّاٰتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ ۝ وَيَسْتَجِيبُ الَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

اور وہ ایسا ہے کہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور وہ تمام گناہ معاف فرما دیتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو وہ اُس کو جانتا ہے۔ اور اُن لوگوں کی عبادت قبول کرتا ہے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے

وَيَزِيدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ وَالْكٰفِرُونَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۝ وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ

اور اُن کو اپنے فضل سے اور زیادہ دیتا ہے۔ اور جو لوگ کفر کر رہے ہیں اُن کے لیے سخت عذاب ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ اپنے سب بندوں کے لیے روزی فراخ کر دیتا تو وہ دنیا میں شرارت کرنے لگتے

وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَاۗءُ ۭ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيرٌۢ بَصِيرٌ ۝ وَهُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْۢ بَعْدِ مَا قَنَطُوا وَيَنْشُرُ

لیکن جتنا رزق چاہتا ہے اندازے سے اُتارتا ہے وہ اپنے بندوں کو جاننے والا دیکھنے والا ہے۔ اور وہ ایسا ہے جو لوگوں کے نا امید ہو جانے کے بعد مینہ برساتا ہے اور اپنی رحمت

رَحْمَتَهٗ ۭ وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيدُ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَثَّ فِيهِمَا مِنْ دَاۗبَّةٍ ۭ وَهُوَ عَلٰي جَمْعِهِمْ اِذَا يَشَاۗءُ

پھیلاتا ہے۔ اور وہ کارساز قابل حمد ہے۔ اور منجملہ اُس کی نشانیوں کے پیدا کرنا ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور اُن جانداروں کا جو اُس نے زمین و آسمان میں پھیلا رکھے ہیں اور وہ اُنکے جمع کر لینے پر بھی جب چاہے

قَدِيرٌ ۝ وَمَاۗ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيكُمْ وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ ۝ وَمَاۗ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ فِي الْاَرْضِ ۚ وَمَا لَكُمْ

ربع ۳ / ۱۰ / ۴

قادر ہے۔ اور تم کو جو کچھ مصیبت پہونچتی ہے تو وہ تمہارے ہی ہاتھوں کے کیے ہوئے کاموں سے اور بہت سے تو درگذر ہی کر دیتا ہے۔ اور تم زمین میں ہرا نہیں سکتے اور خدا کے سوا

مِّنْ دُونِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيرٍ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهِ الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ۝ اِنْ يَّشَاْ يُسْكِنِ الرِّيحَ فَيَظْلَلْنَ

تمہارا کوئی بھی حامی مددگار نہیں۔ اور منجملہ اُس کی نشانیوں کے جہاز ہیں سمندر میں جیسے پہاڑ۔ اگر وہ چاہے تو ہوا کو ٹھیرا دے تو وہ سمندر کی سطح پر

رَوَاكِدَ عَلٰي ظَهْرِهٖ ۭ اِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ۝ اَوْ يُوبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوا وَيَعْفُ عَنْ كَثِيرٍ ۝ وَّيَعْلَمَ

کھڑے کے کھڑے رہ جائیں۔ بیشک اسمیں نشانیاں ہیں ہر صابر شاکر کے لیے۔ یا اُن جہازوں کو اُن کے اعمال کے سبب تباہ کر دے اور بہت سے آدمیوں سے درگذر کر جاوے اور اُن لوگوں کو

الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِيۗ اٰيٰتِنَا ۭ مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيصٍ ۝

جو کہ ہماری آیتوں میں جھگڑے نکالتے ہیں معلوم ہو جاوے کہ اُن کے لیے کہیں بچاؤ نہیں۔

ملحقات الترجمة

ف قوله ویستجیب عبادت کما فی الروح یجوز ان یکون المراد یثیبهم علی طاعتهم فان الطاعة لکونها طلب ما یترتب علیها من الثواب شابهت الدعاء وشابهت الاثابة علیها الاجابة ومن ہذا السمی العشار دعاءا ہ ۱۲

اور ایمان لے آویں اسلیے آگے توبہ کی برکت اور ایمان کی فضیلت مذکور ہے اور ختم پر اُن لوگوں کے لیے وعید بھی فرما دی جو توبہ نہ کریں کفر و شرک پر مصر رہیں۔

البشارة للتائبين والانذار للمصرين وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَعْفُوا عَنِ السَّيِّاٰتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ ۝ وَيَسْتَجِيبُ الَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَيَزِيدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ وَالْكٰفِرُونَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۝ اور وہ ایسا (رحیم) ہے کہ اپنے بندوں کی توبہ (بشرائطہا) قبول کرتا ہے (پس اگر کوئی کافر کفر سے توبہ کرے اور اسلام لے آوے تو ہم اُسکا ایمان قبول کر لینگے) اور وہ (اُس توبہ کی برکت سے) تمام گناہ (گذشتہ) معاف فرما دیتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو وہ اس (سب) کو جانتا ہے (پس اُسکو یہ بھی خبر ہے کہ توبہ خالص کی ہے یا غیر خالص کی ہے تو تمکو خالص توبہ کرنی چاہیے) اور (جب کفر سے توبہ کر کے مسلمان ہو گیا تو اُسکی عبادتیں جو پہلے مقبول نہ ہوتی تھیں اب مقبول ہونے لگیں گی کیونکہ اللہ تعالیٰ) اُن لوگوں کی عبادت (بشرط عدم ریا) قبول کرتا ہے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے (وہ عبادتیں یہی نیک عمل ہیں قبول کرنے کا مطلب یہ کہ اُنکو ثواب دیتا ہے) اور (علاوہ اُس ثواب کے جو دلیل شرعی فی نفسہ مقتضا اُس عمل کا ہے) اُنکو اپنے فضل سے اور زیادہ (ثواب) دیتا ہے (یہ تو ایمان والوں کے لیے ہوا) اور جو لوگ کفر (پر اصرار) کر رہے ہیں (اور ایمان نہیں لاتے) اُنکے لیے سخت عذاب (مقرر) ہے ربط اوپر شروع سورت میں توحید کا مضمون تھا پھر آیات متعددہ میں اُسکی تاکید اور اُسکی دلیل کی تائید تھی آگے اپنے صفات و افعال کے بیان سے پھر اُسی کی زیادہ تفصیل ہے۔ **تفصيل بعض افعال وصفات والدالة على التوحيد** وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَاۗءُ ۭ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيرٌۢ بَصِيرٌ ۝ وَهُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْۢ بَعْدِ مَا قَنَطُوا وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهٗ ۭ وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيدُ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَثَّ فِيهِمَا مِنْ دَاۗبَّةٍ ۭ وَهُوَ عَلٰي جَمْعِهِمْ اِذَا يَشَاۗءُ قَدِيرٌ ۝ وَمَاۗ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيكُمْ وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ ۝ وَمَاۗ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ فِي الْاَرْضِ ۚ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُونِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيرٍ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهِ الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ۝ اِنْ يَّشَاْ يُسْكِنِ الرِّيحَ فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلٰي ظَهْرِهٖ ۭ اِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ۝ اَوْ يُوبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوا وَيَعْفُ عَنْ كَثِيرٍ ۝ وَّيَعْلَمَ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِيۗ اٰيٰتِنَا ۭ مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيصٍ ۝

اللغات الغيث ہو المطر النافع المغيث الجوار جمع جارية۔ يوبق يهلك ۱۲	تعالى ولما يعلم الله الذين جاهدوا منكم ويعلم الصابرين ۱۲
النحو قوله اذا يشاء متعلق بجمعهم لان القدرة لا تتقيد بالمشية۔ قوله ويعلم عطف على المجزوم كما في قوله	**اختلاف القراءة** فی قراءة يعلم الذين بالرفع عطف على المضمون السابق اى ويعلم المجادلون حينئذ الخ

اور (اللہ تعالیٰ کی صفت حکمت کے آثار میں سے یہ ہے کہ اُس نے سب آدمیوں کو زیادہ مال نہیں دیا کیونکہ) اگر اللہ تعالیٰ اپنے سب بندوں کے لیے (حالت موجودہ میں جیسے کہ عام طور پر اُنکے طبائع ہیں) روزی فراخ کر دیتا تو وہ دنیا میں (بالعموم) شرارت کرنے لگتے (کیونکہ عام طبائع کے اعتبار سے زیادہ وجہ دبے رہنے کی احتیاج ہے اغنیاء کو فقراء سے کام میں مدد لینے کی احتیاج اسی لیے جب مزدور اتفاق کر لیتے ہیں تو آخر بڑے بڑے کارخانہ والوں کو اُنسے مغلوب ہونا پڑتا ہے۔ اور فقراء کو اغنیاء سے پیسہ لینے کی احتیاج اور ظاہر ہے کہ اگر غنا عام ہو جاوے تو مال کی احتیاج تو کسی کو کسی سے باقی نہ رہے اور کام کسی کا کوئی کرے نہیں تو جانبین سے احتیاج جاتی رہے پھر کون کسی سے دبے اور اغراض سے اشتراک پھر بھی اسلیے باقی رہے کہ ہر چیز ہر ایک کے پاس نہیں ہوا کرتی اور رغبت ہر چیز میں محتمل ہے مثلاً اس حالت میں کسی کا گھوڑا کسی کو پسند آ گیا کسی کی عورت کسی کو پسند آ گئی اور وہ ایک ہی ہے اور طالب دو ہیں ضرور انمیں تزاحم ہوگا ایک دوسرے سے غصب پر آمادہ ہوگا اور بوجہ عدم فقر کے کوئی کسی کی اعانت وحفاظت نہ کریگا وہ خود ہی آپسمیں لڑیں مرینگے اسیطرح ہر شخص کے پاس بلزوم عادی کوئی نہ کوئی چیز ایسی ضرور ہوگی جس میں دوسرے کو رغبت ہو اور یہی قصہ ہر ہر شخص میں پیدا ہوگا تو بغی کا عام ہونا ظاہر ہے اور یہ علت بسط عام کے ساتھ مخصوص ہے کیونکہ اگر فقر عام ہو جاوے تو چونکہ کسی کے پاس کوئی چیز نہ ہوگی اسلیے دوسرے کی رغبت کا احتمال ہی نہیں جو علت تھی بغی کی اور اگر شاذ و نادر کوئی چیز کسی کے پاس دوسرے کی رغبت کے لائق ہوئی بھی تو بہت کم ہوگی پس بغی بھی کم ہوگا بہرحال یا تو نفس بغی نہ ہوگا یا بغی عام نہ ہوگا گو دوسری مضرتیں لاحق ہو جاویں مثلاً سب بجائے خود ہلاک ہو جاویں اور یہ حکمت ہے فقر کے عام نہ ہونے میں لیکن جس ضرر کا یہاں بیان ہے وہ مخصوص ہے بسط عام کے ساتھ اور ہر چند کہ انجام بغی عام کا بھی ہلاکت ہی معلوم ہوتا ہے لیکن مرجانا مارے جانے سے اسلم ہے اسلیے یہ ضرر اُس ضرر سے اشد ہے اور عجب نہیں کہ اسی واسطے یہاں بسط عام نہ ہونے کی حکمت بالخصوص بیان فرمائی گئی ہو اور فقر عام نہ ہونے کی حکمت سے تعرض نہ کیا گیا ہو غرض مضرت مذکورہ بالا کی وجہ سے غنا کو عام نہیں کیا) لیکن (یہ بھی نہیں کیا کہ بالکل ہی کسی کو کچھ نہ دیا ہو بلکہ) جتنا رزق چاہتا ہے انداز (مناسب) سے (ہر ایک کے لیے) اُتارتا ہے (کیونکہ) وہ اپنے بندوں (کے مصالح) کو جاننے والا (اور اُن کا حال) دیکھنے والا ہے (اس سے علاوہ حکیم ہونے کی خبیر بصیر دو صفتیں اور ثابت ہوئیں) اور وہ ایسا (رحیم) ہے جو (اکثر اوقات) لوگوں کے ناامید ہو جانے کے بعد مینہ برساتا ہے اور اپنی رحمت (کے آثار عالم میں) پھیلاتا ہے (مراد آثار سے نباتات و ثمرات ہیں) اور وہ (سب کا) کارساز (اور اُس کارسازی پر) قابل حمد (وثنا) ہے (پس اوپر کی تین صفات کے ساتھ تین صفتیں اور ثابت ہوئیں رحیم۔ ولی۔ حمید۔) اور منجملہ اُسکی (قدرت کی) نشانیوں کے پیدا کرنا ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور اُن جانداروں کا جو اُس نے زمین و آسمان میں پھیلا رکھے ہیں (اس سے اوپر کی چھ صفات کے ساتھ خالق ہونا بھی ثابت ہوا) اور وہ (قیامت کے دن دوبارہ زندہ کر کے) اُن (خلائق) کے جمع کر لینے پر بھی جب وہ (جمع کرنا) چاہے قادر ہے (اس سے اوپر کی سات صفات کے ساتھ قدیر ہونا بھی ثابت ہوا) اور (وہ منتقم اور منتقم کے ساتھ صاحب عفو بھی ہے چنانچہ) تم کو (اے گنہگارو) جو کچھ مصیبت (حقیقۃً) پہونچتی ہے تو وہ تمہارے ہی ہاتھوں کے کیے ہوئے کاموں سے (پہونچتی ہے اور پھر بھی ہر گناہ پر نہیں بلکہ بعض بعض گناہوں پر) اور بہت (سے گناہوں) سے تو درگذر ہی کر دیتا ہے (خواہ دونوں جہان میں یا صرف دنیا میں) اور (اگر وہ سب پر مواخذہ کرنے لگے تو) تم زمین (کے کسی حصہ) میں (پناہ لیکر اُسکو) ہرا نہیں سکتے اور (ایسے وقت میں) خدا کے سوا تمہارا کوئی بھی حامی مددگار نہیں (پس سکتا اس سے اوپر کی آٹھ صفات کے ساتھ منتقم اور عفو اور عزیز ہونا بھی ثابت ہوا) اور منجملہ اُسکی (قدرت کی) نشانیوں کے جہاز ہیں سمندر میں (ایسے اونچے) جیسے پہاڑ (مراد یہ کہ اُن کا سمندر میں چلنا دلیل ہے حق تعالیٰ کی صنع عجیب کی ورنہ) اگر وہ چاہے تو ہوا کو ٹھیرا دے تو وہ (ہوائی جہاز) سمندر کی سطح پر کھڑے کے کھڑے رہ جاویں (یہ اُسی کا کام ہے کہ ہوا کو چلاتا ہے اور اُس سے وہ جہاز چلتے ہیں) بیشک اسمیں (قدرت پر دلالت کرنیوالی) نشانیاں ہیں ہر صابر شاکر (یعنی مومن) کے لیے (تقریر اسکی سورۂ لقمان کے اخیر رکوع کے اس قسم کے جملہ کی تفسیر میں گذر چکی غرض اگر وہ چاہے ہوا کو ساکن کر کے جہازوں کو کھڑا کر دے) یا (اگر وہ چاہے تو زور کی ہوا چلا کر) اُن جہازوں (کے سواروں) کو اُنکے اعمال (بد کفر وغیرہ) کے سبب تباہ کر دے (کقولہ تعالیٰ فی لیسن وان نشا نغرقہم) اور (اُن میں) بہت سے آدمیوں سے درگذر کر جاوے (یعنی اُس وقت غرق نہ ہوں گو آخرت میں سزایاب ہوں) اور (اُس تباہی کے وقت) اُن لوگوں کو جو کہ ہماری آیتوں میں جھگڑے نکالتے ہیں معلوم ہو جاوے کہ (اب) ان کے لیے کہیں بچاؤ (کی صورت) نہیں (کیونکہ شرکاء مزعومہ کو ایسے وقت وہ بھی عاجز جانتے تھے پس اس اوپر کی گیارہ صفات کے ساتھ افعال و اشیاء میں متصرف مستقل ہونا بھی ثابت ہو گیا) ف آیت ولو بسط اللہ الخ کی تقریر میں حالت موجودہ کی قید اسلیے لگائی کہ اگر اللہ تعالیٰ طبائع کو بدل دیں تو پھر بغی مرتب نہ ہو جیسا جنت میں طبائع سلیم ہونگے یا زمان برکت اقتران مہدی علیہ السلام کے بارہ میں حدیث میں آیا ہے کہ کوئی کسی کا صدقہ قبول نہ کریگا اور اُسکے بعد ایک قید اور لگائی ہے یعنی عام طور پر وہ اسلیے کہ عباد سے مراد عوام عباد ہیں نہ کہ خواص ومقبولین مثل انبیاء و اولیاء کے کہ وہاں بغی سے ایک امر مانع موجود ہے اور گو بسط مقتضی ہو مگر محض مقتضی کا وجود بدون رفع مانع ترتب مقتضا کے لیے کافی نہیں۔ اور ینزل الغیث میں بسا اوقات اسلیے کہا کہ بسا اوقات قبل قنوط بھی بارش ہوتی ہے اور بعض اوقات قنوط کے بعد بھی نہیں ہوتی اور کلام میں کوئی قرینہ کلیت پر دال نہیں۔ اور بث فیہما من دابۃ میں اگر دابہ مجازاً بمعنی مطلق ذی روح لیا جاوے تب تو آسمان پر ملائکہ ذی روح کا ہونا ظاہر ہے اور اگر دابہ سے مراد خاص جانور لیا جاوے تو اس صورت میں دو توجیہیں ہو سکتی ہیں ایک یہ کہ فیہما کے معنی فی مجموعہا ہوں اور اسکے تحقق کے لیے وجود فی الارض کافی ہے وجود فی السماوات کی ضرورت نہیں

ملحقات الترجمۃ

ل۵ قولہ فی رحمتہ آثار اشارۃ الی تقدیر المضاف ۱۲

۲۵ قولہ فی جمعہم خلائق اشارۃ الی ان المرجع لیس اہل السموات والارض جمیعا بل ہو مطلق الخلق المتحقق فی ضمن المقید الخاص ای اہل الارض وضمیر العقلاء للتغلیب لان المقصود الاہم بالجمع ہم العقلاء ۱۲

۳۵ قولہ فی یوبقہن سوارہن اشارۃ الی تقدیر المضاف ای اہلہن ۱۲

۴۵ قولہ فی ویعلم الذین اُن لوگوں کو الے تو معلوم ہو جاوے اشارۃ الی ان الموصول فاعل یعلم وہو احسن التوجیہات رجحہ فی الروح وغیرہا ۱۲

فَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ

سو جو کچھ تم کو دیا دلایا گیا ہے وہ محض دنیوی زندگی کے برتنے کے لیے ہے۔ اور جو اللہ کے ہاں ہے وہ بدرجہا اس سے بہتر ہے اور زیادہ پائدار وہ اُن لوگوں کے لیے ہے جو ایمان لے آئے اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں اور جو کہ

يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۠ وَاَمْرُهُمْ

کبیرہ گناہوں سے اور بےحیائی کی باتوں سے بچتے ہیں اور جب اُن کو غصہ آتا ہے تو معاف کر دیتے ہیں۔ اور جن لوگوں نے کہ اپنے رب کا حکم مانا اور وہ نماز کے پابند ہیں اور اُن کا ہر کام

شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ۠ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ ۝ وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ

آپس کے مشورے سے ہوتا ہے اور ہم نے جو کچھ اُنکو دیا ہے وہ اسمیں سے خرچ کرتے ہیں۔ اور جو ایسے ہیں کہ جب اُن پر ظلم واقع ہوتا ہے تو وہ برابر کا بدلہ لیتے ہیں۔ اور بُرائی کا بدلہ بُرائی ہے ویسی ہی۔ پھر جو شخص

عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ ۝ اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى

معاف کر دے اور اصلاح کرے تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ہے واقعی اللہ تعالیٰ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔ اور جو اپنے اوپر ظلم ہو چکنے کے بعد برابر کا بدلہ لیلے سو ایسے لوگوں پر کوئی الزام نہیں۔ الزام صرف

الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَيَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۭ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝

اُن لوگوں پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور ناحق دُنیا میں سرکشی کرتے ہیں ایسوں کے لیے دردناک عذاب ہے اور جو شخص صبر کرے اور معاف کر دے یہ البتہ بڑی ہمت کے کاموں میں سے ہے

اور یا یوں کہا جاوے کہ آسمان پر بھی جانور ہیں جیسا حدیثوں سے جنت میں جو کہ سماوات کی طرف ہیں اور فی الحال موجود ہیں یاقوتی گھوڑوں کا اور پرندوں کا ہونا ثابت ہے رواہ الترمذی پس سمٰوٰت سے مراد مطلق عالم علوی ہوگا اور دابہ کے معنی میں جو دبیب علی الارض ماخوذ ہے اُس ارض سے مراد مطلق مستقر ہوگا کما فی قولہ تعالیٰ اورثنا الارض نتبوّأ من الجنۃ۔ اور ما اصابکم من مصیبۃ میں جو مخاطب میں تخصیص کی اور پھر حقیقۃً کی قید لگائی اس سے مقصود ایک سوال کے دو جواب دینا ہیں۔ سوال یہ ہے کہ لفظ ما کے عموم سے ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ ہر مصیبت ذنوب ہی سے آتی ہے حالانکہ انبیاء علیہم السلام پر بڑی بڑی بلائیں آئی ہیں اور انکا ذنوب سے پاک ہونا معلوم ہے۔ اول جواب یہ ہے کہ یہاں خطاب عام نہیں بلکہ صرف اہل ذنوب مخاطب ہیں۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ انبیاء پر جو بلائیں آئیں وہ گو صورۃً مصیبت ہیں مگر معنیً وحقیقۃً مصیبت نہیں بلکہ وہ نعمتیں ہیں کہ وہ اُنسے پریشان نہیں ہوتے بلکہ وہ اپنے علوم واحوال ومدارج قرب میں اُس سے ترقی کا مشاہدہ کر کے اُسپر راضی رہتے ہیں۔ اور یظللن کے ترجمہ میں ہوائی کی قید اسلیے لگائی کہ یہاں ذکر اُن ہی جہازوں کا ہے جو اُس زمانہ میں وہی تھے۔ اور کسی کو دخانی جہازوں کے ہوا کا محتاج نہ ہونے سے اُنکے استغناء عن الصنعۃ الالٰہیہ کا شبہ نہ ہو کیونکہ وہاں اگر ہوا کے واسطہ سے احتیاج نہ ہو تو دخان وبخار کے واسطہ سے احتیاج ہے کیونکہ دخان وبخار بھی مسخر قدرت ہیں اور اگر ریح کے مفہوم کو عام کر لیا جاوے کیونکہ بخار میں اجزاء رمائیہ کے ساتھ اجزاء ہوائیہ بھی ہوتے ہیں اور اسی طرح اسکان کو بخارات کے سکون نہ کرنے کے لیے عام کر لیا جاوے تو دخانی جہازوں کے احتیاج کا واسطہ بھی ریح ہو جاویگی۔ ربط اوپر من کان یرید حرث الاٰخرۃ الخ میں اختیار بالدنیا کی مذمت اور طلب آخرت کی ترغیب فرمائی تھی آگے مذمت مذکورہ کی تاکید کے لیے دنیا کی تحقیر اور ترغیب مذکور کی تاکید کے لیے آخرت کی خیریت اور اعمال فاضلہ کے ذکر سے اُسکی طلب کا طریق ارشاد فرماتے ہیں۔ ونیز اوپر ولو بسط میں تقلیل رزق کی حکمت اور منفعت اور ما اصابکم اور یعلم الذین میں ذنوب کی شامت اور مضرت کا بیان ہوا تھا آگے دُنیا کا متاع فانی ہونا کہ معادل تقلیل کے ہے اور اعمال وطاعات کی فضیلت اور برکت کہ مقابل شامت ذنوب کے ہے بیان فرمانا نہایت ہی مناسب ہوا۔

خساست دُنیا ونفاست عقبےٰ وطریق حصولش از اعمال حسنہ

فَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۠ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ۠ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ ۝ وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ ۝ اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَيَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۭ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝ (اور تم اوپر سُن چکے ہو کہ طالب دُنیا کی دُنیوی تمنا پوری نہیں ہوتی اور آخرت سے محروم رہتا ہے اور طالب آخرت کو ترقی ہوتی ہے ونیز سُن چکے ہو کہ زیادہ دُنیا کا انجام اچھا نہیں اکثر اُس سے اعمال مضرہ پیدا ہوتے ہیں) سو اس سے ثابت ہوا کہ مطلوب بنانے کے قابل دنیا نہیں بلکہ آخرت ہے اور باقی دنیا

النحو قولہ للذین خبر ثان۔ قولہ شوریٰ بتقدیر المضاف ای ذو ۱۲

ملحقات الترجمۃ
له قولہ تعالیٰ فما اوتیتم سو اس سے آہ اشارۃ الی ترجیح تفاریع ۱۲

وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ وَّلِيٍّ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ۭ وَتَرَى الظّٰلِمِيْنَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ يَقُوْلُوْنَ هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ ۝ وَتَرٰىهُمْ يُعْرَضُوْنَ

اور جسکو اللہ تعالیٰ گمراہ کردے تو اسکے بعد اس شخص کا کوئی چارہ ساز نہیں۔ اور آپ ظالموں کو دیکھینگے جسوقت کہ انکو عذاب کا معاینہ ہوگا کہ کہتے ہونگے کیا واپس جانیکی کوئی صورت ہے۔ اور آپ انکو اس حالت میں دیکھینگے کہ وہ دوزخ کے

عَلَيْهَا خٰشِعِيْنَ مِنَ الذُّلِّ يَنْظُرُوْنَ مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ ۭ وَقَالَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

روبرو لائے جاوینگے مارے ذلت کے جھکے ہوئے ہونگے سست نگاہ سے دیکھتے ہونگے۔ اور ایمان والے کہیں گے کہ پورے خسارہ والے وہ لوگ ہیں جو اپنی جانوں سے اور اپنے متعلقین سے قیامت کے روز خسارہ میں پڑے

اَلَآ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ فِيْ عَذَابٍ مُّقِيْمٍ ۝ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ اَوْلِيَاۗءَ يَنْصُرُوْنَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ سَبِيْلٍ ۝

یاد رکھو کہ ظالم لوگ عذاب دائمی میں رہیں گے۔ اور اُن کے کوئی مددگار نہ ہونگے۔ جو خدا سے الگ اُن کی مدد کریں۔ اور جسکو خدا گمراہ کردے اُسکے لیے کوئی رستہ ہی نہیں۔

کی چیزوں میں سے) جوکچھ تم کو دیا دلایا گیا ہے وہ محض (چند روزہ) دنیوی زندگی کے برتنے کے لیے ہے (کہ خاتمۂ عمر کے ساتھ اسکا بھی خاتمہ ہوجاویگا) اور جو (اجر و ثواب آخرت میں) اللہ کے ہاں ہے وہ بدرجہا اس سے (کیفیتہً بھی) بہتر ہے اور (کمیتہً بھی) زیادہ پائدار (یعنی ہمیشہ کا رہنے والا پس دنیا کی طلب چھوڑ کر آخرت کی طلب کرو مگر اُسکے مطلق حصول کے لیے اعظم طاعات یعنی ایمان کا اختیار کرنا اور اعظم ذنوب یعنی کفر کا ترک کرنا شرط ضروری ہے اور اسکے حصول اولی کے لیے جمیع طاعات ضروریہ کا اختیار کرنا اور تمام ذنوب کا چھوڑنا شرط غالبی ہے اور نوافل طاعات کا اختیار کرنا اور مباحات غیر اولی کا ترک کرنا اولیت کے ساتھ اولویت و اقربیت کا بھی سبب ہے چنانچہ) وہ (ثواب مذکور بالتفصیل المرقوم) اُن لوگوں کے لیے ہے جو ایمان لے آئے اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں اور جو کہ کبیرہ گناہوں سے اور (اُنمیں) بیحیائی کی باتوں سے (بالخصوص زیادہ) بچتے ہیں اور جب اُنکو غصہ آتا ہے تو معاف کردیتے ہیں اور جن لوگوں نے کہ اپنے رب کا حکم مانا اور وہ نماز کے پابند ہیں اور اُنکا ہر (مہتم بالشان) کام (جسمیں بالتعیین نص نہو) آپس کے مشورہ سے ہوتا ہے اور ہم نے جو کچھ اُنکو دیا ہے وہ اُسمیں سے خرچ کرتے ہیں اور جو ایسے (منصف) ہیں کہ جب اُن پر (کسی کی طرف سے کچھ) ظلم واقع ہوتا ہے تو وہ (اگر بدلا لیتے ہیں تو) برابر کا بدلا لیتے ہیں (زیادتی نہیں کرتے اور یہ مطلب نہیں کہ معاف نہیں کرتے) اور (برابر کا بدلا لینے کے لیے ہمنے یہ اجازت دے رکھی ہے کہ) برائی کا ... ۔ برائی ہے ویسی ہی (بشرطیکہ وہ فعل فی نفسہ معصیت نہ ہو) پھر (بعد اجازت انتقام کے) جو شخص معاف کردے اور (باہمی معاملہ کی) اصلاح کرے (جس سے عداوت جاتی رہے اور دوستی ہوجاوے کہ یہ معافی سے بھی بڑھکر ہے) تو اُسکا ثواب (حسب وعدہ) اللہ کے ذمہ ہے (اور جو بدلہ لینے میں زیادتی کرنے لگے تو یہ سُن رکھے کہ) واقعی اللہ تعالیٰ ظالموں کو پسند نہیں کرتا اور جو (زیادتی نہ کرے بلکہ) اپنے اوپر ظلم ہوچکنے کے بعد برابر کا بدلہ لیلے سو ایسے لوگوں پر کوئی الزام نہیں الزام صرف اُن لوگوں پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں (خواہ ابتدائً یا انتقام کے وقت) اور ناحق دُنیا میں سرکشی (اور تکبر) کرتے (پھرتے) ہیں (اور یہی کبر سبب ظلم کا ہوجاتا ہے اور ناحق قید واقعی ہے کیونکہ تکبر کرنے کا حق کسی کو بھی حاصل نہیں آگے اُس الزام کا بیان ہے کہ) ایسوں کے لیے دردناک عذاب (مقرر) ہے اور جو شخص (دوسرے کے ظلم پر) صبر کرے اور معاف کردے یہ البتہ بڑے ہمت کے کاموں میں سے ہے (یعنی ایسا کرنا بہتر ہے اور اولوالعزمی ہے) ف اسمیں مختلف اعمال مذکور ہوئے ہیں عقائد و فرائض و غیر فرائض اور سب پر ثواب باختلاف درجات ثواب مرتب ہے جیسا خود تقریر ترجمہ میں مذکور ہوا ہے۔ اور شوریٰ میں مہتم بالشان کی قید اسلیے ہے کہ معمولی کاموں میں مشورہ منقول نہیں جیسے دو وقت کا کھانا کھانا وغیرہ۔ اور نص نہ ہونیکی قید اسلیے کہ منصوصات متعینہ میں بھی مشورہ نہیں جیسے یہ مشورہ کہ پانچ وقت کی نماز پڑھا کریں یا نہ پڑھا کریں اور انتقام میں قید کہ فی نفسہ معصیت نہو اسلیے ہے کہ ایسے امور میں انتصار بالمثل الصوری جائز نہیں مثلاً کسی نے اس سے حرام شہوت رانی کی تو اُس سے حرام شہوت رانی جائز نہ ہوگی۔ اور ینتصرون میں تو منتصرین کی من حیث الاتصاف مدح ہے اور جزاء سیئۃ میں اُسکا جواز اور لمن انتصر میں اُسمیں حرمت کی نفی ہے اور گو ہر متقدم ہر متاخر کو مستلزم ہے لیکن بقصد تصریح سے اسمیں بلاغت آگئی اور تکرار بھی نہ رہا اور اسیطرح ہم یغفرون میں اس حال کی مدح اس صفت سے کرنا اور من عفا میں اُسکے اجر کا اثبات اور من صبر سے عمل کی مدح کرنا دافع تکرار ہے۔ اور کبائر کی تحقیق پارہ ۵ کے شروع میں آچکی ہے۔ ربط اوپر مؤمنین طالبان عقبیٰ کا حسن مآل بیان فرمایا ہے آگے کفار طالبان دنیا کا قبح مآل کا بیان ہے۔ **قبح حال کفار در قیامت** وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ وَّلِيٍّ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ۭ وَتَرَى الظّٰلِمِيْنَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ يَقُوْلُوْنَ هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ ۝ وَتَرٰىهُمْ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا خٰشِعِيْنَ مِنَ الذُّلِّ يَنْظُرُوْنَ مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ ۭ وَقَالَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اَلَآ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ فِيْ عَذَابٍ مُّقِيْمٍ ۝ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ اَوْلِيَاۗءَ يَنْصُرُوْنَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ سَبِيْلٍ ۝

اللغات

طرف خفی فی الروح مصدر طرف اذا حرک جفنہ والمراد بالخفی الضعیف وہکذا نظر الناظر الی المکارہ لا یقدران یفتح اجفانہ علیہا ۱۲

النحو من بعدہٖ ای من بعد الاضلال والمعنی من غیر اللہ۔ قولہ علیہا الضمیر راجع الی النار المدلول علیہا بالعذاب

البلاغۃ قال الذین امنوا اسند الی المؤمنین دلالۃ علی الابتہاج والا فالقول والرؤیۃ لکل من یتاتی منہ القول والرؤیۃ کذا فی الروح ۱۲

ملحقات الترجمۃ

سلہ قولہ فی الذین اذا اصابہم منصف آکو اشارۃ الی ان المقصود بالمدح ہو عدم الاعتداء لا عدم الصفح ولا کون الانتصار افضل فی بعض المواقع فلا ینافی معلل الآیۃ لان المقصود ہہنا بیان حکم الافعال فی نفسہا من غیر نظر الی العوارض ۱۲

اِسْتَجِيبُوا لِرَبِّكُم مِّن قَبْلِ أَن يَأْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهُ مِنَ اللَّهِ ۚ مَا لَكُم مِّن مَّلْجَإٍ يَوْمَئِذٍ وَمَا لَكُم مِّن نَّكِيرٍ ۝ فَإِنْ أَعْرَضُوا فَمَا

تم اپنے رب کا حکم مان لو قبل اس کے کہ ایسا دن آپہونچے جس کے لیے خدا کی طرف سے ہٹنا نہ ہوگا ۔ نہ تم کو اُس روز کوئی پناہ ملیگی اور نہ تمہارے بارہ میں کوئی روک ٹوک کرنیوالا ہے ۔ پھر اگر یہ لوگ اعراض کریں تو

أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا ۖ إِنْ عَلَيْكَ إِلَّا الْبَلَاغُ ۗ وَإِنَّا إِذَا أَذَقْنَا الْإِنسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا ۖ وَإِن تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ

آپکو ان پر نگراں کرکے نہیں بھیجا ۔ آپکے ذمہ تو صرف پہونچا دینا ہے ۔ اور ہم جب آدمی کو کچھ اپنی عنایت کا مزہ چکھا دیتے ہیں تو وہ اُس پر خوش ہوجاتا ہے ۔ اور اگر اُن لوگوں پر اُنکے اُن اعمال کے بدلہ میں جو پہلے اپنے ہاتھوں کرچکے ہیں

بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ فَإِنَّ الْإِنسَانَ كَفُورٌ ۝

کوئی مصیبت آپڑتی ہے تو آدمی ناشکری کرنے لگتا ہے ۔

(یہ حال مذکور تو مہتدین کی تھا کہ ہدایت من اللہ فی الدنیا و ثواب فی العقبیٰ سے مشرف ہوئے) اور (آگے اہل ضلالت کا حال سنو وہ یہ کہ) جسکو اللہ تعالیٰ گمراہ کردے تو اُسکے بعد اُس شخص کا (دنیا میں بھی) کوئی چارہ ساز نہیں (کہ اُسکو راہ پر لے آوے) اور (قیامت میں بھی بُرا حال ہوگا چنانچہ اُس روز) آپ (ان) ظالموں کو دیکھینگے جسوقت کہ اُنکو عذاب کا معائنہ ہوگا کہ (نہایت حسرت سے) کہتے ہونگے کیا (دنیا میں) واپس جانے کی کوئی صورت (ہوسکتی) ہے (تاکہ پھر اچھے عمل کرکے آویں کقولہ تعالیٰ فارجعنا نعمل صالحا) اور (نیز) آپ انکو اس حالت میں دیکھینگے کہ وہ دوزخ کے روبرو لائے جاوینگے مارے ذلت کے جھکے ہوئے ہونگے (اور وہ اُسکو سُست (سُست) نگاہ سے دیکھتے ہونگے (جیسا خوف زدہ آدمی اسی طرح دیکھا کرتا ہے) اور (اُسوقت) ایمان والے (اپنے بچنے پر شکر کرنے کے لیے اور اُن پر ملامت کرنے کے لیے) کہینگے کہ پورے خسارہ والے وہ لوگ ہیں جو اپنی جانوں سے اور اپنے متعلقین سے (آج) قیامت کے روز خسارہ میں پڑے (مر تفسیرہ فی الرکوع الثانی من الزمر) یاد رکھو کہ ظالم (یعنی مشرک و کافر) لوگ عذاب دائمی میں (گرفتار) رہینگے اور (وہاں) اُنکے کوئی مددگار نہ ہونگے جو خدا سے الگ (ہوکر) اُنکی مدد کریں اور جسکو خدا گمراہ کردے اُس (کی نجات) کے لیے کوئی رستہ ہی نہیں (یعنی نہ معذرت نہ نصرت نہ اور کچھ) (ربط اوپر عدم ایمان پر عذاب قیامت کی وعید سُنا کر آگے بطور تفریع کے قبل تحقق اُس وعید کے کفار کو ایمان لانے کا حکم اور اُنکے ایمان نہ لانے کی صورت میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی کا مضمون فرماتے ہیں ۔

ایجاب ایمان بر کفار و خطاب تسلیہ بسید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم

اِسْتَجِيبُوا لِرَبِّكُم مِّن قَبْلِ أَن يَأْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهُ مِنَ اللَّهِ ۚ مَا لَكُم مِّن مَّلْجَإٍ يَوْمَئِذٍ وَمَا لَكُم مِّن نَّكِيرٍ ۝ فَإِنْ أَعْرَضُوا فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا ۖ إِنْ عَلَيْكَ إِلَّا الْبَلَاغُ ۗ وَإِنَّا إِذَا أَذَقْنَا الْإِنسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا ۖ وَإِن تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ فَإِنَّ الْإِنسَانَ كَفُورٌ ۝ (اے لوگو جب تمنے یہ وعید سن لی تو تم اپنے رب کا حکم (ایمان وغیرہ کا) مان لو قبل اسکے کہ ایسا دن آپہونچے جسکے لیے خدا کی طرف سے ہٹنا نہ ہوگا (یعنی دُنیا میں جسطرح عذاب ہٹتا جاتا ہے وہاں توقف و امہال نہ ہوگا) اور نہ تم کو اُس روز کوئی (اور) پناہ ملیگی اور نہ تمہارے بارہ میں کوئی (خدا سے) روک ٹوک کرنیوالا ہے (کہ اتنا ہی پوچھے کہ انکا یہ حال کیوں بنایا گیا) اور اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کو یہ سُنا دیجیے) پھر اگر یہ لوگ (یہ سُنکر بھی) اعراض کریں (اور ایمان نہ لاویں) تو (آپ فکر اور غم میں نہ پڑیں کیونکہ) ہمنے آپکو ان پر نگراں کرکے نہیں بھیجا (جس سے باز پرس کا احتمال ہو کہ آپکی نگرانی میں ان سے یہ امور کیوں صادر ہوئے بلکہ) آپ کے ذمہ تو صرف (حکم کا) پہونچا دینا ہے (جسکو آپ کررہے ہیں پھر آپ اس سے زیادہ کیوں فکر کریں) اور (سبب ان کے اعراض عن الحق کا ضعف تعلق مع اللہ ہے جو اس حالت کے مشاہدہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ) ہم جب (اس قسم کے) آدمی کو کچھ اپنی عنایت کا مزہ چکھا دیتے ہیں تو وہ اُس پر (بطور بطر اور اشر یعنی اترانے کے) خوش ہوجاتا ہے (منعم پر نظر کرکے شکر نہیں کرتا) اور اگر (ایسے) لوگوں پر ان کے ان اعمال (بد) کے بدلہ میں جو پہلے اپنے ہاتھوں کرچکے ہیں کوئی مصیبت آپڑتی ہے تو (ایسا) آدمی ناشکری کرنے لگتا ہے (اور حق تعالیٰ کی طرف بطریق توبہ عن المعاصی والتجا و دعا و توکل و رضا بالقضا کے رجوع نہیں کرتا اور یہ دونوں حالتیں دلیل ہیں حظوظ نفسانیہ سے شدت تعلق اور حق تعالیٰ سے بے تعلقی کی اور اسی سے کفر ناشی ہوا ہے اور یہ حالت ان لوگوں کی طبیعت ثانیہ ہوگئی ہے پس انسے آپ ایمان کی توقع کیوں رکھیں جو موجب غم ہو پس تسلیہ دو طور پر ہوا ایک آپکی حالت کے اعتبار سے ان علیک الا البلاغ اور ایک اُن لوگوں کی حالت کے اعتبار سے انا اذا اذقنا الخ) ربط اوپر چند جا توحید کا ذکر ہوا ہے اور متصل کی آیتوں میں بھی عذاب کے وقت غیر اللہ کا مشرکین کے کام نہ آنا جس سے شرک کا ابطال ہوتا ہے مذکور ہوا ہے آگے بھی توحید کا بیان ہے ایسے عنوان سے کہ متصل کے مضمون کی علت پر بھی دال ہے چنانچہ للہ ملک میں تقدیم للہ کی مفید ہے اللہ تعالیٰ کے استقلال تصرف کو جو مستلزم ہے بطلان تصرف غیر کو

اللغات

نکیر ای من ینکر حالکم کذا فی الخازن وکذا فی الکبیر من قولہ من ینکر ذلک حتی یتغیر حالکم بسبب ذلک المنکر وقد شہد بہ ذوقی من قبل ۱۲

البلاغۃ قولہ اذقنا الانسان المراد الجنس لا المفرد وباعتبارہ رجع الیہ ضمیر الجمع فی قولہ تصبہم ووضع المظہر موضع المضمر فی قولہ فان الانسان للاہتمام ۔ وآورد فی الرحمۃ اذا وفی السیئۃ ان اشارۃ الی ان الغالب ہو الرحمۃ والنعمۃ والغالب کالمتیقن واما السیئۃ والمصیبۃ فانہا قلیلۃ الوقوع ۱۲

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۭ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ الذُّكُوْرَ ۝ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّ

اللہ ہی کی ہے سلطنت آسمان اور زمین کی وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جسکو چاہتا ہے بیٹیاں عطا فرماتا ہے اور جسکو چاہتا ہے بیٹے عطا فرماتا ہے یا ان کو جمع کر دیتا ہے بیٹے بھی اور

اِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَاۗءُ عَقِيْمًا ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۝ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَاۗئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ

بیٹیاں بھی۔ اور جسکو چاہے بے اولاد رکھتا ہے۔ بیشک وہ بڑا جاننے والا بڑی قدرت والا ہے۔ اور کسی بشر کی یہ شان نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس سے کلام فرماوے مگر یا تو الہام سے یا حجاب کے باہر سے یا کسی فرشتے کو

رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَاۗءُ ۭ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۝ وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ۭ مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا

بھیجدے کہ وہ خدا کے حکم سے جو خدا کو منظور ہوتا ہے پیغام پہنچا دیتا ہے۔ وہ بڑا عالیشان ہے بڑی حکمت والا ہے۔ اور اسی طرح ہم نے آپکے پاس وحی یعنی اپنا حکم بھیجا ہے۔ آپ کو نہ یہ خبر تھی کہ کتاب کیا چیز ہے اور نہ یہ خبر تھی کہ

الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِنَا ۭ وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ

ایمان کیا چیز ہے و لیکن ہم نے اس قرآن کو ایک نور بنایا جسکے ذریعہ سے ہم اپنے بندوں میں سے جسکو چاہتے ہیں ہدایت کرتے ہیں۔ اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آپ ایک سیدھے رستہ کی ہدایت کر رہے ہیں یعنی اس خدا کے رستہ کی

لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ اَلَآ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ ۝

کہ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ یاد رکھو سب امور اسی کی طرف رجوع ہونگے

توحید لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ الذُّكُوْرَ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَاۗءُ عَقِيْمًا اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۝ اللہ ہی کی ہے سب سلطنت آسمان اور زمین کی وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے (چنانچہ) جسکو چاہتا ہے بیٹیاں عطا فرماتا ہے اور جسکو چاہتا ہے بیٹے عطا فرماتا ہے یا انکو (جسکے لیے چاہے) جمع کر دیتا ہے (کہ) بیٹے بھی (دیتا ہے) اور بیٹیاں بھی اور جسکو چاہے بے اولاد رکھتا ہے بیشک وہ بڑا جاننے والا بڑی قدرت والا ہے **ف** للہ ملک السموٰت الخ عام ہے جمیع تصرفات کو اس میں سے تخصیص اس تصرف متعلق خلق ذکور و اناث کے شاید اسلیے ہو کہ یہ ہر وقت مشاہد ہے اور انسان کے اقرب و الزم احوال سے ہے اس سے استدلال سہل ہے اور اولاد دینے نہ دینے کے اعتبار سے جو تقسیم کی گئی ان اقسام میں حصر عقلی ہے۔ اور سقط سے حصر پر شبہہ نہ کیا جاوے کیونکہ اگر اسکو ولد نہ کہو جیسا قبل نفخ روح مناسب ہے تو من یشاء عقیما میں آگیا اور اگر ولد ہے جیسا بعد نفخ روح مناسب ہے تو اعضاء مصورہ کے تابع ہے اور اگر بعض اعضاء مصور نہ ہوں یا دونوں طرح کے مصور ہو جاویں تو واقع میں وہ مذکر ہے یا مونث گو حسًّا التعیین نہ ہو **ربط** اوپر رسالت کا چند جا ذکر ہوا ہے اور متصل کی آیتوں میں بھی ان علیک الا البلاغ ارشاد ہے چونکہ منجملہ شبہات متعلقہ بالنبوۃ کے کفار کا ایک شبہہ یہ بھی تھا کہ ہم سے اللہ تعالیٰ یا فرشتے بالمشافہہ کیوں نہیں کہدیتے کہ یہ رسول ہیں کما مر ذکرہ عن الدر عن ابن جریج فی تفسیر قولہ تعالیٰ وقال الذین لا یرجون لقاءنا لولا انزل علینا الملٰئکۃ او نریٰ ربنا اسکا ایک مشترک جواب تو اسی آیت میں دیا گیا ہے لقد استکبروا الخ اور خاص کلام رب کے متعلق آئندہ آیات میں اسکا جواب ہے اور اسی سلسلہ میں آپکی نبوت اور اسپر امتنان اور قرآن کی عظمت شان اور اسکا خاص اور عام ہدایت او فیضان اور اس فیضان و ہدایت کے وجوب اتباع کی تاکید کے لیے صراحۃً عظمت الٰہیہ اور اشارۃً مجازاۃ کا بیان ارشاد فرما کر سورت کو ختم کرتے ہیں۔ **تحقیق رسالت مع توحید و مجازاۃ**

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَاۗئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَاۗءُ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۝ وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِنَا وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ اَلَآ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ ۝ اور کسی بشر کی (حالت موجودہ میں) یہ شان نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس سے کلام فرماوے مگر (تین طریق سے) یا تو الہام سے (کہ قلب میں کوئی اچھی بات بلا واسطہ مدرکات طبیعیہ کے ڈالدے یقظہ میں یا منام میں خواہ وہ الہام قطعی ہو جیسا انبیاء کا الہام یا غیر قطعی ہو جیسا غیر انبیاء کا الہام پس ایک طریق تو یہ ہے) یا حجاب کے باہر سے (کچھ کلام سنادے جیسے موسیٰ علیہ السلام نے سنا تھا،

اللغات التزویج جعل الشیٔ زوجا فالمعنی کما فی الخازن یجمع بینہما فیولد لہ الذکور والاناث والتزام کونہا توامین لان الجمع فی نفس الولادۃ لا فی الزمان وکذا فی المدارک من قولہ لیقرنہم ۱۲

النحو ینتہ وجہہ الضمیر راجع الی الذکور والاناث المذکورین وذکرانا واناثا حال منہ۔ قولہ ما کان فی المدارک عن الخلیل الاباں یرٰی اولان یسمع من وراء حجاب اوان یرسل احد وقد لفظت منہ ما تارا الیہ من التقدیرات ۱۲

البلاغۃ قولہ یہب لمن یشاء اناثا فی المدارک قدم الاناث لان سیاق الکلام انہ فاعل ما یشاء لا ما یشاء الانسان فکان ذکر الاناث اللاتی ہی من جملۃ ما لا یشاء الانسان اہم والاہم واجب التقدیم ولما اخر المذکور

وہم انفار بالتقدیم تدارک تاخیرہم بتعریفہم لان التعریف تنویہ وتشہیر ثم اعطی بعد ذلک کلا الجنسین حقہ من التقدیم والتاخیر وعرف ان تقدیمہن لم یکن لتقدمہن ولکن لمقتضٍ آخر فقال ذکرانا واناثا اھ قلت وہو من احسن بمکان واما عدم ذکر المشیۃ فی التزویج فنفی الروح لتر کبہ منہما لم یکرر فیہ حدیث المشیۃ اھ ای لان توقف الاجزاء علی شیٔ یستلزم توقف المجموع علیہ فلو ذکر لکان مکررا ولذلک اورد او فی التزویج دون الواو لیدل تباین العنوانین علی ان ہذا القسم لیس کالاقسام الاخر لانہا مستقلۃ وہو غیر مستقل بل ہو مرکب من القسمین ۱۲

ع ۵

یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے تجلی صفاتی تک کے حجاب سے ارشاد بلا واسطہ ہوا تھا فیم یختصم الملأ الاعلی رواہ الترمذی - اور یہ حجاب کوئی جسم حائل نہیں اور نہ یہ حجاب حق تعالیٰ
کی ذات و نور کو مخفی کر سکتا ہے بلکہ حقیقت اس حجاب کی بشر کا ضعف ادراک ہے جس سے باوجود کمال ظہور نور ذات کے یہ ادراک سے عاجز ہے بقول شاعر ؎ شد ہفت پردہ چشم
این ہفت پردہ چشم ہا بے پردہ ورنہ ماہ چوں آفتاب دارم - اور یہی حجاب تھا جو موسیٰ علیہ السلام کو رویت سے مانع ہوا تھا اور یہی مانع جنت میں مرتفع ہو جاویگا یعنی رویت کی قوت
اور تحمل دیدیا جاویگا اور یہ سموع بھی خواہ قطعی ہو جیسا انبیاء علیہم السلام کے لیے ہو یا غیر قطعی ہو جیسا اگر اولیاء کے لیے یہ ثابت ہو جاوے وقد نقل فی الروح اثباتہ لعمر رضی عن عبد الوہاب
الشعرانی واللہ اعلم وعلمہ یبنفعہ نعم یہ دوسرا طریق ہوا) یا کسی فرشتہ کو بھیجدے کہ وہ خدا کے حکم سے جو خدا کو منظور ہوتا ہے پیام پہونچا دیتا ہے (اگر غیر انبیاء کے لیے اسکا وقوع ثابت
ہو جاوے کما رایت فی بعض الکتب منقولا عن الشیخ الاکبر اور تکلیم ملائکہ مع مریم سے اسکی تائید ہوتی ہے تو اسمیں بھی دو قسمیں قطعی ظنی نکلیں گی گو ظنی کو وحی کہنا ایہام کے سبب منہی عنہ
ہے اور گو آیت میں ایک ہی قسم مراد ہو اور دوسری قسم ظنی کا وجود ناقض حصر نہ ہوگا کیونکہ مقسم میں تخصیص قطعی کی ممکن ہے اور اقسام ظنیہ مستقل دلائل سے ثابت ہو جاوینگے پس یہ تیسرا طریق
کلام کا ہوا اور تینوں کو کلام کہنا عموم مجاز پر مبنی ہے غرض کلام مع البشر کے یہ تین طریق ہیں اور مشافہۃ و معاینۃ کلام کرنا اسلیے عادۃ اللہ کے خلاف ہے کہ خود معاینہ کا تحمل حالت موجودہ میں
بشر کو حاصل نہیں پھر ان معترضین کو کیسے حوصلہ ہوتا ہے کہ معاینۃ حق تعالیٰ سے ہم کلام ہوں حالانکہ انمیں خود ان طرق ثلثہ میں سے ظنیات کی بھی قابلیت بوجہ کفر کے نہیں ہے اور اس
سے یہ وسوسہ بھی دفع ہو گیا کہ وہ یوں کہہ سکتے تھے کہ اچھا جو طریق کلام کا معتاد ہے اسی طریق سے ہم سے کلام ہونا چاہیئے وجہ جواب ظاہر ہے کہ وہ اس قابل بھی نہ تھے جیسا دوسری آیت
میں ہے قالوا لن نؤمن حتی نؤتی مثل ما اوتی رسل اللہ اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ پس دونوں آیتوں سے دونوں کا جواب ہو گیا - آگے مجموعہ مضمون مذکور کی علت ارشاد فرماتے
ہیں کہ) وہ بڑا عالیشان ہے (اُس سے جب تک وہ خود تحمل نہ دے کوئی ہمکلام نہیں ہو سکتا یہ علت مستثنی منہ کی ہوئی مگر اسکے ساتھ) بڑی حکمت والا (بھی) ہے (اسلیے مصالح عباد کی رعایت
سے تین طرق کلام کے مقرر فرما دیئے ہیں - یہ علت مستثنی کی ہوئی) اور (جسطرح بشر کے ساتھ ہمارے ہم کلام ہونے کا طریقہ بیان کیا گیا ہے) اسیطرح (یعنی اسی قاعدہ کے موافق) ہمنے آپ کے
پاس (بھی) وحی یعنی اپنا حکم بھیجا ہے (اور آپکو نبی بنایا ہے اور اُس وحی کی وحی ہونے پر دلائل خارقہ قائم ہیں جو آپکی اثبات نبوت کے لیے کافی ہیں اور اثبات نبوت اسپر موقوف نہیں کہ ہم لوگوں
سے بالمشافہۃ والمعاینۃ کہیں اور یہ کیونکر ہو سکتا ہے جب آپ سے باوجود صلاحیت رسالت کے معاینۃ و مشافہۃ کلام نہیں ہوتا ہے بلکہ بطرق مذکورہ کلام ہوتا ہے تو یہ کس شمار میں ہیں آگے اتباع وحی
مذکور کے عموم وجوب کی تاکید و نیز آپکی مسرت و امتنان کے لیے اُس وحی کا ہدایت کبریٰ ہونا بیان فرماتے ہیں کہ یہ ایسا ہدایت نامہ ہے کہ آپکے ان بمثل علوم میں اسی کی بدولت ترقی ہوئی چنانچہ
اسکے قبل) آپکو نہ یہ خبر تھی کہ کتاب (اللہ) کیا چیز ہے اور نہ یہ خبر تھی کہ ایمان (کا کمال اقصی جو کہ اب حاصل ہے) کیا چیز ہے (گو نفس ایمان ہر نبی کو ہر وقت قبل نبوت بھی حاصل ہوتا ہے) لیکن ہمنے
(آپکو نبوت اور قرآن دیا اور) اس قرآن کو (آپکے لیے اولاً اور دوسروں کے لیے ثانیاً) ایک نور (یعنی ہادی الی العلوم والاعمال) بنایا (جس سے آپکو یہ علوم عظیمہ و احوال رفیعہ حاصل ہوئے جس سے اسکا
ہدایت کبریٰ ہونا صاف ثابت ہوتا ہے کیونکہ بہ نسبت اُس کتاب کے جسکو پڑھکر ایک ادنیٰ سا طالب علم بن جاوے وہ کتاب جسکو پڑھکر بڑے درجہ کا عالم بن جاوے ظاہر ہے کہ عالی و رفیع اور انفع
ہوگی اور) جسکے ذریعہ سے (آپ سے پہونچنے کے بعد) ہم اپنے بندوں میں سے جسکو چاہتے ہیں ہدایت کرتے ہیں (پس اسکے نور عظیم ہونے میں کوئی شبہ نہیں اب جو اندھا ہی ہو وہ اس نور کے
نفع سے محروم بلکہ اسکا منکر ہے جیسے یہ معترضین) اور (ہمنے نھدی بہ میں ہدایت کو خاص اپنا فعل بتایا ہے اور اسکے ساتھ من نشاء کہا ہے یہ ہدایت بالمعنی الخاص کے اعتبار سے ہے ورنہ ہدایت
بالمعنی العام یعنی دلالت علی الطریق کے اعتبار سے وہ آپکا منصبی فعل ہے اور وہ سبکے لیے عام بھی ہے گو کسی عارض سے کسی تک خبر نہ پہونچے چنانچہ) اسمیں کوئی شبہ نہیں کہ آپ (اس قرآن
اور وحی کے ذریعہ سے عام لوگوں کو) ایک سیدھے رستہ کی ہدایت کر رہے ہیں (آگے اُس رستہ کا بیان ہے جس کی طرف آپ ہدایت فرماتے ہیں) یعنی اُس خدا کے رستہ کی (ہدایت کرتے ہیں) کہ
اُسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے (یہ توحید و تعظیم صاحب احکام کی ہو گئی آگے ان احکام کے ماننے نہ ماننے والوں کی مجازاۃ کی طرف اشارہ ہے کہ) یاد رکھو سب امور اُسی کی
طرف رجوع ہونگے (پس وہ سب پر جزا و سزا دیگا) ف بشر کی تخصیص یا تو اس وجہ سے ہے کہ ملائکہ سے بالمشافہہ کلام ہوتا ہو مگر یہ امر میری نظر سے نفیاً یا اثباتاً نہیں گذرا بلکہ ظاہر النصوص
سے نفی مترشح ہوتی ہے جیسے جبریل علیہ السلام نے کہا تھا کہ میں بہت قریب ہو گیا تھا اور پھر بھی ستر ہزار حجاب رہ گئے رواہ الترمذی تو اس صورت میں تخصیص محض ذکر میں اسلیے ہوگی کہ کلام
بشری میں تھا - اور حالت موجودہ کی قید سے احتراز ہو گیا اُن صورتوں سے جنمیں مشافہۃ و معاینۃ کلام ثابت ہے جیسا بعض اکابر جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے معراج میں قائل
ہیں یا ترمذی میں حضرت جابر کی حدیث ہے کہ اُن سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فکلمہ کفاحا - یا جنت میں معاینہ و مشافہہ ثابت ہے پس ان سب میں کہا جاویگا کہ حالت موجودہ ضعف
تحمل کو قوت تحمل سے مبدل فرما دیا - رہا حدیث مذکور میں جو آیا ہے کہ اور کسی سے کفاحا کلام نہیں فرمایا مطلب یہ کہ ایسے درجہ کے کسی شخص سے بجز ان کے کفاحا کلام نہیں ہوا پس ان سے
بڑے درجہ والوں کو نفی شامل نہیں - اور من وراء حجاب کی تقریر میں جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے حق تعالیٰ کا ہمکلام ہونا لکھا گیا ہے اسپر یہ شبہہ نہ کیا جاوے کہ قرآن میں کلم اللہ موسیٰ
تکلیما اور حدیث مشکوۃ میں قسم اللہ رویتہ وکلامہ بین موسیٰ ومحمد علیہما السلام او نحوہ آیا ہے جس سے تخصیص کلام کی موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ معلوم ہوتی ہے بات یہ ہے کہ اول آیت و حدیث میں

سورة الزخرف مكية بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ وهي تسع وثمانون اٰية

شروع کرتا ہوں اسکے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

مع

حٰمٓ ○ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ○ اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ○ وَاِنَّهٗ فِيْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ ○

حم - قسم اس کتاب واضح کی کہ ہم نے اس کو عربی زبان کا قرآن بنایا ہے تاکہ تم سمجھ لو - اور وہ ہمارے پاس لوح محفوظ میں بڑے رتبہ کی اور حکمت بھری کتاب ہے -

اَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا اَنْ كُنْتُمْ قَوْمًا مُّسْرِفِيْنَ ○ وَكَمْ اَرْسَلْنَا مِنْ نَّبِيٍّ فِي الْاَوَّلِيْنَ ○ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ نَّبِيٍّ

کیا ہم تم سے اس نصیحت کو اس بات پر ہٹالیں گے کہ تم حد سے گذرنے والے ہو - اور ہم پہلے لوگوں میں بہت سے نبی بھیجتے رہے ہیں - اور اُن لوگوں کے پاس کوئی نبی ایسا نہیں آیا

اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ○ فَاَهْلَكْنَآ اَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا وَّمَضٰى مَثَلُ الْاَوَّلِيْنَ ○

جس کے ساتھ انہوں نے استہزا نہ کیا ہو - پھر ہم نے اُن لوگوں کو جو کہ ان سے زیادہ زور آور تھے غارت کرڈالا اور پہلے لوگوں کی یہ حالت ہوچکی ہے

کلام سے مراد کلام بالنہج المخصوص ہوتی ہے جیسا کہ تکلیا کا بڑھانا اسکا قرینہ بھی ہے واللہ اعلم قد تم بحمد اللہ تفسیر سورة الشورى ثامن ربیع الثانی ۱۳۲۵؁ من الهجرة یوم الثلثاء وصلے اللہ تعالیٰ علےٰ خیر خلقه محمد واٰله واصحابه اجمعین ۵ سورة الزخرف مکیة وقیل الا قوله واسئل من ارسلنا الخ وایها تسع وثمانون کذا فی البیضاوی ربط اس سورت میں یہ مضامین ہیں اثبات توحید - ابطال شرک - الغاء اعتراض مشرکین بمضمون دخول اصنام در نار - اثبات وحی و رسالت جواب بعض شبہات متعلقہ رسالت تسلیہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم وامر بصفح تحقیر دنیا و عدم مخلیت مال دنیا در اہلیت نبوت - تہدید منکرین قصص ابراہیم و موسیٰ و عیسےٰ علیہم السلام بتائید توحید و رسالت و تہدید وعد و وعید قیامت برائے مصدقین و مکذبین - اور اس سورت کے شروع میں اور سورت گذشتہ کے ختم میں مضمون رسالت مابہ الاشتراک ہے **حقیت قرآن و رسالت مع تسلیہ رسول و تزئیف انکار کفار جہول** بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥ حٰمٓ ٥ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ٥ اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ٥ وَاِنَّهٗ فِيْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ ٥ اَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا اَنْ كُنْتُمْ قَوْمًا مُّسْرِفِيْنَ ٥ وَكَمْ اَرْسَلْنَا مِنْ نَّبِيٍّ فِي الْاَوَّلِيْنَ ٥ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ٥ فَاَهْلَكْنَآ اَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا وَّمَضٰى مَثَلُ الْاَوَّلِيْنَ ٥ حم (اسکے معنی اللہ کو معلوم ہیں) قسم ہے اس کتاب واضح (المعنی) کی کہ ہم نے اسکو عربی زبان کا قرآن بنایا ہے تاکہ (اے عرب) تم (آسانی سے) سمجھ لو اور وہ ہمارے پاس لوح محفوظ میں بڑے رتبہ کی اور حکمت بھری کتاب ہے (پس جب وہ سمجھنے میں آسان اور خاص ہماری زیر حفاظت اور بوجہ اعجاز کے عظیم الرتبہ اور اپنی حقیت پر دال پھر مضامین منافع و مصالح پر مشتمل تو ایسی کتاب کو ضرور ماننا چاہیے لیکن اگر تم نہ بھی مانو تب بھی ہم بوجہ اقتضائے حکمت کے اسکا بھیجنا اور تمکو اسکا مخاطب بنانا نہ چھوڑینگے جیسا ارشاد ہے کہ) کیا ہم تم سے اس نصیحت (نامہ) کو (محض) اس بات پر ہٹالینگے کہ تم حد (اطاعت) سے گذرنے والے ہو اور اسکو نہیں مانتے یعنی خواہ تم مانو یا نہ مانو مگر نصیحت تو برابر کیجاویگی اور فیض کامل ہو کر رہیگا کہ مؤمنین کو نفع ہونا اور تم پر حجت قائم ہونا وغیر ذلک اسمیں حکمتیں ہیں) اور ہم پہلے لوگوں میں (بادجود انکی تکذیب کے) بہت سے نبی بھیجتے رہے ہیں (یہ نہیں ہوا کہ تکذیب سے سلسلہ بند ہو جاتا) اور (اے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم جیسے ہم نے ان کی تکذیب کی پروا نہیں کی اسی طرح آپ بھی کچھ پروا اور غم نہ کیجیے کیونکہ) اُن (پہلے) لوگوں (کا بھی یہی حال تھا کہ اُن) کے پاس کوئی نبی ایسا نہیں آیا جس کے ساتھ انہوں نے استہزا نہ کیا ہو پھر ہم نے اُن لوگوں کو جو کہ ان (اہل مکہ) سے زیادہ زور آور تھے (سزائے تکذیب و استہزا میں) غارت کرڈالا اور پہلے لوگوں کی یہ حالت (اہلاک و غارت کی) ہوچکی ہے (پس نہ آپ غم کریں کہ ان کا بھی ایسا ہی حال ہونا ہے چنانچہ بدر وغیرہ میں ہوا اور نہ یہ بیفکر ہوں کہ نمونہ موجود ہے) **ف** واضح ہونا قرآن کا باعتبار معانی اولیہ و مضامین متعلقہ اصول جمہ دین و ترغیب و ترہیب کے مستلزم اس کو نہیں کہ معانی مستنبطہ اس کے ایسے سہل ہوں کہ ہر شخص کو اجازت اجتہاد کی ہو جاوے - اور یہاں جو قسم واقع ہوئی وہ علاوہ تاکید کلام حسب عادت عرب کے خود جواب قسم کی دلیل بھی ہے کیونکہ قرآن کی حالت میں غور کرنے سے اسکا اعجاز ظاہر ہوتا ہے اور وہ دلیل ہے منزل من اللہ ہونے کی پس ایک ذات کی ایک صفت اسکی دوسری صفت کی دلیل ہے **٥** آفتاب آمد دلیل آفتاب اگر دلیلت باید ازوے رومتاب - اور عربی ہونے سے اشکال اسکے خطاب عام ہونے پر نہ کیا جاوے کیونکہ حکمت اس تخصیص کی عرب کا مخاطب اول ہونا ہے - اور لدینا باعتبار

اللغات قوله افنضرب من قولهم ضرب الغرائب عن الحوض استعير للتنحية صفحا اعراضا وهو مفعول مطلق لان تنحية الذكر اعراض او مثل الاولين اى حالة الاولين من العقوبة وهو كقوله تعالى وقد خلت من قبلهم المثلات ١٢

النحو فى ام الكتب حال من علي لانه صفة نكرة تقدمتها ولدينا بدل من الظرف الاول ولعلي حكيم خبران لان ١٢

البلاغة قوله افنضرب الفاء لبيان ان ماقبلها وهو جعل القرآن عربيا سبب لما بعدها وهو انكار الضرب ١٢

اختلاف القراءة قوله ان كنتم فى قراءة بالفتح مصدرية اى لان كنتم وفى قراءة بالكسر شرطية ١٢

الكلام استدل المعتزلة بقوله جعلناه على حدوث القرآن والجواب ان الجعل ليس بمعنى الخلق بل بمعنى التصيير لان الكلام لم يسق لتاكيد كونه مخلوقا وما كان انكارهم متوجها عليه بل هو مسوق لاثبات كونه قرآنا عربيا مفصلا وارد على اساليبهم لا يعسر عليهم فهم بانيه ودرك كونه معجزا لكى يؤمنوا به قوله تعالى لعلكم تعقلون ثم ان دل على المخلوقية فلا يدل الا على مخلوقية الكلام اللفظي ولا نزاع فيها الا من الحنابلة كذا في الروح مختصرا قلت ولو فسر ام الكتاب بالعلم الالهي كانت الآية دالة على قدم الكلام النفسي وتفسير قوله لدينا بكونه في مرتبة الصفات التي هي اقرب الى الذات وتفسير العلي بكونه عاليا من

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ۝ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّجَعَلَ لَكُمْ

اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمان اور زمین کس نے پیدا کیا ہے تو وہ ضرور یہی کہیں گے کہ ان کو زبردست جاننے والے نے پیدا کیا ہے۔ جس نے تمہارے لیے زمین کو فرش بنایا اور اس میں اس نے تمہارے لیے

فِيْهَا سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝ وَالَّذِيْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ ۚ فَاَنْشَرْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ۚ كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ۝ وَالَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ

رستے بنائے تاکہ تم منزل مقصود تک پہونچ سکو۔ اور جس نے آسمان سے پانی ایک اندازے سے برسایا۔ پھر ہم نے اس سے خشک زمین کو زندہ کیا اسی طرح تم نکالے جاؤ گے اور جس نے تمام اقسام

كُلَّهَا وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْفُلْكِ وَالْاَنْعَامِ مَا تَرْكَبُوْنَ ۝ لِتَسْتَوٗا عَلٰى ظُهُوْرِهٖ ثُمَّ تَذْكُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ اِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَتَقُوْلُوْا سُبْحٰنَ

بنائیں اور تمہاری وہ کشتیاں اور چوپائے بنائے جن پر تم سوار ہوتے ہو تاکہ تم ان کی پیٹھ پر جم کر بیٹھو پھر جب اس پر بیٹھ چکو تو اپنے رب کی نعمت کو یاد کرو اور یوں کہو کہ اسکی ذات پاک ہے

الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ۝ وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ۝ وَجَعَلُوْا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا ۭ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ

جسنے ان چیزوں کو ہمارے بس میں کر دیا اور ہم تو ایسے نہ تھے جو ان کو قابو میں کر لیتے۔ اور ہم کو اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اور ان لوگوں نے خدا کے بندوں میں سے خدا کا جزو ٹھیرا دیا۔ واقعی انسان صریح

مُّبِيْنٌ ۝ اَمِ اتَّخَذَ مِمَّا يَخْلُقُ بَنٰتٍ وَّاَصْفٰىكُمْ بِالْبَنِيْنَ ۝ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ

ناشکرا ہے۔ کیا خدا نے اپنی مخلوقات میں سے بیٹیاں پسند کیں اور تمکو بیٹوں کے ساتھ مخصوص کیا۔ حالانکہ جب تم میں کسی کو اس چیز کے ہونے کی خبر دیجاتی ہے جسکو خدائے رحمان کا نمونہ بنا رکھا ہے تو سارے دن اسکا چہرہ بے رونق رہے

كَظِيْمٌ ۝ اَوَمَنْ يُّنَشَّؤُا فِي الْحِلْيَةِ وَهُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِيْنٍ ۝ وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ الَّذِيْنَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا ۭ اَشَهِدُوْا

دل ہی دل میں گھٹتا ہے۔ کیا جو کہ آرائش میں نشو و نما پائے اور وہ مباحثہ میں قوت بیانیہ نہ رکھے۔ اور انہوں نے فرشتوں کو جو کہ خدا کے بندے ہیں عورت قرار دے رکھا ہے۔ کیا یہ ان کی پیدائش کے وقت

خَلْقَهُمْ ۭ سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ وَيُسْـَٔلُوْنَ ۝ وَقَالُوْا لَوْ شَآءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُمْ ۭ مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۤ اِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ۝

موجود تھے ان کا یہ دعویٰ لکھ لیا جاتا ہے اور ان سے باز پرس ہوگی۔ اور وہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ہم ان کی عبادت نہ کرتے۔ ان کو اس کی کچھ تحقیق نہیں۔ محض بے تحقیق بات کر رہے ہیں۔

اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا مِّنْ قَبْلِهٖ فَهُمْ بِهٖ مُسْتَمْسِكُوْنَ ۝ بَلْ قَالُوْٓا اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝

کیا ہم نے انکو اس سے پہلے کوئی کتاب دے رکھی ہے کہ یہ اس سے استدلال کرتے ہیں۔ بلکہ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو ایک طریقہ پر پایا ہے اور ہم بھی ان کے پیچھے پیچھے رستہ چل رہے ہیں۔

اختصاص و شرف کے فرمایا میں یہ قرب رتبہ ہے قرب مکان نہیں ربط اوپر رسالت کا مضمون تھا جسکی اعظم دعوت توحید ہے آگے توحید کا اثبات ایسے دلائل سے جو متضمن انعام بھی ہیں و نیز آخر میں حتی جاءهم الحق سے اسپر تنبیہ کرنا دلیل نقلی ثابت بالدلیل العقلی سے اور احیاء ارض کے مناسبت سے احیاء موتیٰ کا بھی ذکر ایک جملہ معترضہ میں اور درمیان میں شرک کا ابطال ارشاد ہے

اثباتِ توحید و ابطالِ اشراک

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ۙ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّجَعَلَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۚ وَالَّذِيْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ ۚ فَاَنْشَرْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ۚ كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ۚ وَالَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْفُلْكِ وَالْاَنْعَامِ مَا تَرْكَبُوْنَ ۙ لِتَسْتَوٗا عَلٰى ظُهُوْرِهٖ ثُمَّ تَذْكُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ اِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَتَقُوْلُوْا سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ۙ وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ۚ وَجَعَلُوْا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا ۭ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ مُّبِيْنٌ ۚ اَمِ اتَّخَذَ مِمَّا يَخْلُقُ بَنٰتٍ وَّاَصْفٰىكُمْ بِالْبَنِيْنَ ۚ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ۚ اَوَمَنْ يُّنَشَّؤُا فِي الْحِلْيَةِ وَهُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِيْنٍ ۚ وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ الَّذِيْنَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا ۭ اَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْ ۭ سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ وَيُسْـَٔلُوْنَ ۚ وَقَالُوْا لَوْ شَآءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُمْ ۭ مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۤ اِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ۚ اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا مِّنْ قَبْلِهٖ فَهُمْ بِهٖ مُسْتَمْسِكُوْنَ ۚ بَلْ قَالُوْٓا اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ ۚ

اللغات مقرنین مطیقین قوله مثلا بمعنی الشبه مرادو بالولد لکونه شبها للوالد ۱۲

النحو قوله او من ینشئوا مبتدأ خبره محذوف ای ولده تعالی او هو مفعول عامله محذوف ای ام تخذ ولدا من ینشئوا ای هو ینمی فی التربیة ۱۲

البلاغة قوله انشرنا التفات قوله من الفلك بيان مقدم قوله لتستووا اللام للغاية ولا يقصد به الحصر لان الغايات متعددة الانتفاع الدنيوي والانتفاع الاخروي المذكر في المقام قوله على ظهوره تغليب للذي الظهر من الدابة على غيره في الظهر من الفلك قوله سخر لنا هذا هو المقصود والتحقير قوله وجعلوا اريد بالجعل الاعتقاد والقول قوله ستكتب السين للتاكيد ۱۲

وَكَذٰلِكَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِىْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ ۙ اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ

اور اسی طرح ہم نے آپ سے پہلے کسی بستی میں کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر وہاں کے خوش حال لوگوں نے یہی کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو ایک طریقہ پر پایا ہی اور ہم بھی اُن ہی کے پیچھے پیچھے

مُّقْتَدُوْنَ ۝ قٰلَ اَوَلَوْ جِئْتُكُمْ بِاَهْدٰى مِمَّا وَجَدْتُّمْ عَلَيْهِ اٰبَآءَكُمْ ۭ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ

چلے جارہے ہیں۔ اُنکے پیغمبر نے کہا کہ کیا اگرچہ میں اُس سے اچھا مقصود پر پہونچا دینے والا طریقہ تمہارے پاس لایا ہوں کہ جسپر تمنے اپنے باپ دادوں کو پایا ہو۔ وہ کہنے لگے کہ ہم تو اُسکو مانتے ہی نہیں جسکو دیکر تمکو بھیجا گیا ہی سو

فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝ ع

سو دیکھیے تکذیب کرنے والوں کا کیسا انجام ہوا

وَكَذٰلِكَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِىْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ۝ قٰلَ اَوَلَوْ جِئْتُكُمْ بِاَهْدٰى مِمَّا وَجَدْتُّمْ عَلَيْهِ اٰبَآءَكُمْ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝ اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمان اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے تو وہ ضرور یہی کہیں گے کہ اُن کو زبردست جاننے والے (خدا) نے پیدا کیا ہے (اور انفراد فی الخلق مستلزم انفراد فی الالوہیۃ کو ہے پس توحید اُن کے اعتراف سے ثابت ہوگئی آگے اللہ تعالیٰ تقویت توحید کے لیے اپنے دوسرے افعال دالہ علی التوحید بیان فرماتے ہیں تاکہ توحید کی رغبت ہو کہ شکر نعمت ہی وھذا القولہ تعالیٰ فی طٰہٰ فلنخرجنا بہ الخ یعنی یہ زمین و آسمان اُس نے پیدا کیا ہی) جس نے تمہارے (آرام کے) لیے زمین کو (مثل) فرش (کے) بنایا (کہ اُسپر آرام کرتے ہو) اور اُس (زمین) میں اُس نے تمہارے (منازل مقصودہ تک پہونچنے کے) لیے رستے بنائے تاکہ (اُن رستوں میں چلکر) تم منزل مقصود تک پہونچ سکو اور جسنے آسمان سے پانی ایک انداز (خاص) سے (حسب مشیت و حکمت کے) برسایا پھر ہم نے اُس (پانی) سے خشک زمین کو (اُسکی مناسب) زندہ کیا (اور اس کے علاوہ دلالت علی التوحید کے یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ) اسیطرح تم (بھی اپنی قبروں سے) نکالے جاؤگے (کہ توحید کے ساتھ اسکا بھی انکار کیا جاتا تھا) اور جس نے (مختلف اجناس و انواع میں) تمام (مختلف اقسام (یعنی اصناف) بنائیں اور تمہاری وہ کشتیاں اور چوپائے بنائے جنپر تم سوار ہوتے ہو تاکہ تم اُن (کشتیوں اور چارپایوں) کی (سطح اور) پیٹھ پر جم کر (اطمینان سے) بیٹھو پھر جب اُسپر بیٹھ چکو تو اپنے رب کی (اس نعمت کو (دل سے) یاد کرو اور (زبان سے استحباباً) یوں کہو کہ اُسکی ذات پاک ہی جسنے ان چیزوں کو ہمارے بس میں کر دیا اور ہم تو ایسے (قادر اور ہنرور) نہ تھے جو انکو قابو میں کر لیتے (کیونکہ جانور سے زیادہ زور نہیں اور بے الہام حق کشتی چلانے کی تدبیر سے واقف نہیں دونوں کے متعلق حق تعالیٰ نے تدبیر تعلیم فرمادی) اور ہمکو اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہی (اسلیے ہم اسپر سوار ہو کر غفلت عن الشکر یا تفاخر و تعاظم نہیں کرتے کہ شکر اور ناشکری دونوں کا بدلہ وہاں ملیگا یہ اسلیے بڑھا دیا کہ تذکر انقلاب الی الرب حامل ہوتا ہی شکر کا جسکی تقریر ابھی ہوئی جیسا کہ حامل صبر پر بھی ہوتا ہی جیسا انا للہ کے ساتھ انا الیہ راجعون بڑھا یا ہی) اور (باوجود قائم ہونے دلائل توحید کے) ان لوگوں نے (شرک اختیار کر رکھا ہی اور وہ بھی کیسا قبیح کہ فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے ہیں اور اُنکی عبادت کرتے ہیں پس ایک خرابی تو یہ ہوئی کہ انہوں نے) خدا کے بندوں میں سے (جو مخلوق ہوتے ہیں) خدا کا جزو ٹھیرا دیا (اور جزو ہونا عقلاً محال اور قبیح ہی) واقعی (ایسا) انسان صریح ناشکر ہی (کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ اتنا بڑا کفر کرتا ہی کہ اسکو صاحب جزو قرار دیتا ہی جو مستلزم حدوث کو ہی غرض ایک خرابی تو یہ ہوئی اور دوسری خرابی یہ کہ یہ لوگ لڑکی کو ناقص سمجھتے ہیں اور پھر خدا کے لیے بیٹیاں مانتے ہیں تو) کیا خدا نے اپنی مخلوق میں سے (تمہارے زعم میں اپنے لیے تو) بیٹیاں پسند کیں اور تمکو بیٹوں کے ساتھ مخصوص کیا حالانکہ (تم بیٹیوں کو اتنا برا سمجھتے ہو کہ) جب تم میں کسی کو اُس چیز کے ہونے کی خبر دیجاتی ہی جسکو خدائے رحمان کا نمونہ (یعنی اولاد) بنا رکھا ہی (مراد بیٹی ہی) تو (اسقدر ناراض ہو کہ) سارے دن اُسکا چہرہ بے رونق رہے اور وہ دل ہی دل میں گھٹتا رہے (تو حیرت ہی کہ خدا کی طرف نسبت نقص کی کرتے ہو اور اس کی پوری تقریر سورۂ صٰفٰت کے اخیر رکوع میں گذری ہی اور یہ تقریر مذکور رد الزامی تھا آگے اسی کے متعلق ایک رد تحقیقی ہی یعنی گو لڑکی ہونا فی نفسہ موجب عار و ذلت نہیں جیسا تم سمجھ رہے ہو لیکن اسمیں تو کوئی شک نہیں کہ وہ باعتبار اپنی اصل وضع کے قطع نظر عوارض سے ناقص العقل ضعیف الرائے ضرور ہی جب یہ بات ہی تو) کیا (خدا نے اولاد بنانے کے لیے لڑکی کو پسند کیا ہی) جو کہ (عادۃً) آرایش (و زیبایش) میں نشو و نما پائے (جو کہ علامت اور نیز سبب ہے رغبت الی الحلیہ کا جسکے لوازم عادیہ سے ہی ضعف رائے و عقل) اور وہ (بوجہ ضعف قوت فکریہ کے) مباحثہ میں قوت بیانیہ (بھی) نہ رکھے (چنانچہ اُنکی تقریرات میں ذرا غور کرنے سے مشاہد ہوتا ہی کہ نہ اپنے دعوے کو کافی بیان سے ثابت کر سکیں اور نہ دوسرے کے دعوے کو ہدم کر سکیں ہمیشہ ادھوری بات کہینگی یا فضول باتیں اُس میں ملا دینگی جن کو مطلوب میں کچھ دخل نہو کہ اس سے بھی تبیین مقصود میں خلل پڑجاتا ہی اور مباحثہ کی تخصیص اس حیثیت سے ہی کہ اُس میں بوجہ زیادتی احتیاج بیان کے ان کا عجز زیادہ ظاہر ہو جاتا ہے

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖٓ اِنَّنِيْ بَرَاۗءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ ۝ اِلَّا الَّذِيْ فَطَرَنِيْ فَاِنَّهٗ سَيَهْدِيْنِ ۝ وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً

اور جبکہ ابراہیم نے اپنے باپ سے اور اپنی قوم سے فرمایا کہ میں ان چیزوں سے بیزار ہوں جن کی تم عبادت کرتے ہو۔ مگر ہاں جس نے مجھ کو پیدا کیا پھر وہی مجھ کو رہنمائی کرتا ہے۔ اور وہ اس کو اپنی اولاد میں ایک قائم رہنے والی

فِيْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝ بَلْ مَتَّعْتُ هٰٓؤُلَاۗءِ وَاٰبَاۗءَهُمْ حَتّٰى جَاۗءَهُمُ الْحَقُّ وَرَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَلَمَّا جَاۗءَهُمُ الْحَقُّ قَالُوْا

بات کر گئے تاکہ لوگ باز آتے رہیں۔ بلکہ میں نے ان کو اور ان کے باپ دادوں کو خوب سامان دیا ہے یہاں تک کہ ان کے پاس سچا قرآن اور صاف صاف بتلانے والا رسول آیا اور جب ان کے پاس سچا قرآن پہنچا تو کہنے

هٰذَا سِحْرٌ وَّاِنَّا بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝ وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰي رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ۝

لگے کہ یہ جادو ہے اور ہم اس کو نہیں مانتے۔ اور کہنے لگے کہ یہ قرآن ان دونوں بستیوں میں سے کسی بڑے آدمی پر کیوں نہیں نازل کیا گیا۔

پس ہر کلام مطول اسی کے حکم میں ہے اور معمولی جلوس کا ادا ہو جانا قوت بیانیہ کی دلیل نہیں جیسے میں آئی تھی وہ گئی تھی یہ دو تقریریں دوسری خرابی کی ہوئیں) اور (تیسری خرابی قطع نظر لزوم شرک کے یہ ہے کہ) انہوں نے فرشتوں کو جو کہ خدا کے (مخلوق) بندے ہیں (اور اسلئے اللہ تعالیٰ کو ان کی پوری حالت اور صفت معلوم ہے اور بوجہ ان کے غیر محسوس ہونے کے جب تک وہ کسی کو ان کی حالت نہ بتلادے معلوم ہو نہیں سکتی اور ان کو ان کا عورت ہونا کہیں نہیں بتلایا باوجود اسکے انہوں نے ان کو بلا دلیل) عورت قرار دے رکھا ہے (اور دلیل عقلی و نقلی کا انتفاء یقینی ہے پس مشاہدہ ہونا چاہیے تو) کیا یہ ان کی پیدائش کے وقت موجود تھے (اور دیکھ رہے تھے اور ہر چند کہ مشاہدہ کا انتفاء بھی یقینی ہے مگر اسمیں ان کی تحمیق کی تصریح زیادہ ہے) ان کا یہ دعویٰ (بلا دلیل انوثت ملائکہ کے بارہ میں دفتر اعمال میں) لکھ لیا جاتا ہے اور (قیامت میں) ان سے باز پرس ہوگی (کیونکہ دعویٰ بلا دلیل کذب ہے بالخصوص عقائد میں پھر بالخصوص جبکہ اسکے ساتھ اور مفاسد بھی منضم ہوں۔ یہ گفتگو تو انکے بنوت اور انوثت کے متعلق تھی) اور (آگے ان کی معبودیت کے متعلق ہے کہ) وہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ (اس بات کو خوشی سے) چاہتا (کہ ملائکہ کی عبادت نہ ہو یعنی اس عبادت سے وہ ناخوش ہوتا) تو ہم (کبھی) انکی عبادت نہ کرتے (کیونکہ وہ کرنے ہی نہ دیتا بلکہ جبراً روک دیتا جب نہیں روکا تو معلوم ہوا کہ وہ انکی عبادت نہ کرنے سے خوش نہیں بلکہ عبادت کرنے سے خوش ہے۔ آگے انکا رد ہے کہ) انکو اس (بات) کی کچھ تحقیق نہیں (ہے) محض بے تحقیق بات کر رہے ہیں (کیونکہ قادر کر دینا دلیل رضا کی نہیں جیسا پارہ ہشتم کے نصف سے پہلے آیت سیقول الذین اشرکوا الخ میں انکی تقریر ہوئی ہے پس استدلال بالمشیۃ جو کہ استدلال عقلی ہے لغو و مہمل ٹھیرا تو اب یہ بتلادیں کہ) کیا ہمنے انکو اس (قرآن) سے پہلے کوئی کتاب دے رکھی ہے کہ یہ اس (دعوے) میں اس سے استدلال کرتے ہیں (حقیقت یہ ہے کہ نہ دلیل عقلی ہے نہ دلیل نقلی) بلکہ (محض اتباع رسم پیشینیاں ہے چنانچہ) وہ کہتے ہیں کہ ہمنے اپنے باپ دادوں کو ایک طریقہ پر پایا ہے اور ہم بھی انکے پیچھے پیچھے رستہ چل رہے ہیں اور (جس طرح یہ لوگ بلا دلیل بلکہ خلاف دلیل اپنی رسم قدیم کو سند لاتے ہیں) اسیطرح ہمنے آپ سے پہلے کسی بستی میں کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر وہاں کے خوشحال لوگوں نے (اولاً اور تابعین نے ثانیاً) یہی کہا کہ ہمنے اپنے باپ دادوں کو ایک طریقہ پر پایا ہے اور ہم بھی ان ہی کے پیچھے پیچھے چلے جا رہے ہیں (اسپر ان کے (اس) پیغمبر نے (ان سے) کہا کیا (رسم آبائی ہی کا اتباع کیے جاؤ گے) اگرچہ میں اس سے اچھا (منزل) مقصود پر پہونچا دینے والا طریقہ تمہارے پاس لایا ہوں وہ (براہ عناد) کہنے لگے کہ ہم تو اس (دین) کو مانتے ہی نہیں جسکو دیکر (بزعم تمہارے) تمکو بھیجا گیا ہے سو (جب عناد حد سے بڑھ گیا اسوقت) ہمنے انسے انتقام لیا سو دیکھیے تکذیب کرنیوالوں کا کیسا (برا) انجام ہوا ف تقولوا سبحان الذی الخ کے سیاق و سباق سے متبادر ہوتا ہے کہ یہ کلمات کشتی میں سوار ہو کر بھی پڑھے اور گو حدیث میں صرف دابہ کی سواری میں منقول ہے مگر فلک کے لیے نفی نہیں اور منقول نہونا شاید اسلیے ہو کہ اسوقت اسکا کم اتفاق ہوا۔ اور اعتقاد جزئیت گو ان سے تصریحاً کہیں منقول نہو مگر بنوت کے معتقد تھے اور وہ بالمعنی الحقیقی مستلزم جزئیت ہے۔ اور اگر فی الخصام کے جواب میں وہ کہیں کہ وہ عارض ملکیت ہے جو جابر نقصان ہے تو اس عارض کا مؤثر ہونا انکو ثابت کرنا ہوگا کیونکہ مطلق عارض کافی نہیں ربط اوپر توحید کا مضمون تھا آگے اسکی تاکید و تائید کے لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جو کہ مسلم و معظم عند العرب تھے اسکا منقول ہونا جس سے انکے دعوے اتباع آبا پر بھی تعریض ہوگئی کہ اور آبا و اجداد سے یہ جد اعظم احق بالاتباع ہیں) اور انکے بعد پھر انکی اولاد میں اسکا منقول چلا آنا اور اب آخر میں پیغمبر زمان کی معرفت اسکی تجدید فرمانا اور اسکے ساتھ پیغمبر زمان صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے متعلق ان لوگوں کے ایک اعتراض کا جواب مذکور ہے۔

توارث توحید از ابراہیم علیہ السلام و دفع شبہہ متعلقہ نبوت حضرت سید الانام صلی اللہ علیہ وسلم

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖٓ اِنَّنِيْ بَرَاۗءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ ۝ اِلَّا الَّذِيْ فَطَرَنِيْ فَاِنَّهٗ سَيَهْدِيْنِ ۝ وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً فِيْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝ بَلْ مَتَّعْتُ هٰٓؤُلَاۗءِ وَاٰبَاۗءَهُمْ حَتّٰى جَاۗءَهُمُ الْحَقُّ وَرَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَلَمَّا جَاۗءَهُمُ الْحَقُّ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ وَّاِنَّا بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝ وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰي رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ۝

اللغات	البلاغۃ
قولہ سیہدین السین للتاکید لیطابق قولہ فی الشعراء خلقنی فہو یہدین ۱۲	ہذا القرآن قالوہ قاتلہم اللہ علی وجہ الاستحقار لانہم لم یقولوہ تسلیما بل الخاسا ۱۲
	الروایات قولہ القریتین فی الدر المنثور عن ابن عباس وغیرہ مکہ و طائف ۱۲

أَهُمْ يَقْسِمُونَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ۚ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُم مَّعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِّيَتَّخِذَ

کیا یہ لوگ آپ کے رب کی رحمت کو تقسیم کرنا چاہتے ہیں — دنیوی زندگی میں ان کی روزی ہم نے تقسیم کر رکھی ہے — اور ہم نے ایک کو دوسرے پر رفعت دے رکھی ہے — تاکہ

بَعْضُهُم بَعْضًا سُخْرِيًّا ۗ وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ ۝ وَلَوْلَا أَن يَكُونَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَن يَكْفُرُ بِالرَّحْمَٰنِ

ایک دوسرے سے کام لیتا رہے۔ اور آپکے رب کی رحمت بدرجہا اُس سے بہتر ہے جسکو یہ لوگ سمیٹتے پھرتے ہیں۔ اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تمام آدمی ایک ہی طریقہ کے ہو جاوینگے تو جو لوگ خدا کے ساتھ کفر کرتے ہیں ہم اُن کے لیے

لِبُيُوتِهِمْ سُقُفًا مِّن فِضَّةٍ وَمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُونَ ۝ وَلِبُيُوتِهِمْ أَبْوَابًا وَسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِئُونَ ۝ وَزُخْرُفًا ۚ وَإِن كُلُّ

اُن کے گھروں کی چھتیں چاندی کی کر دیتے — اور زینے بھی جن پر چڑھا کرتے — اور اُن کے گھروں کے کواڑ بھی اور تخت بھی جن پر تکیہ لگا کر بیٹھتے ہیں۔ — اور سونے کے بھی — اور

ذَٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْآخِرَةُ عِندَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِينَ ۝

یہ سب کچھ بھی نہیں صرف دنیوی زندگی کی چند روزہ کامرانی ہے۔ — اور آخرت آپکے پروردگار کے ہاں خدا ترسوں کے لیے ہے۔

ع ۱۰ ۳ ۹

أَهُمْ يَقْسِمُونَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ۚ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُم مَّعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُم بَعْضًا سُخْرِيًّا ۗ وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ ۝ وَلَوْلَا أَن يَكُونَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَن يَكْفُرُ بِالرَّحْمَٰنِ لِبُيُوتِهِمْ سُقُفًا مِّن فِضَّةٍ وَمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُونَ ۝ وَلِبُيُوتِهِمْ أَبْوَابًا وَسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِئُونَ ۝ وَزُخْرُفًا ۚ وَإِن كُلُّ ذَٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْآخِرَةُ عِندَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِينَ ۝

اور (وہ وقت قابل ذکر ہے) جبکہ ابراہیم (علیہ السلام) نے اپنے باپ سے اور اپنی قوم سے فرمایا کہ میں اُن چیزوں (کی عبادت) سے بیزار (اور بے تعلق) ہوں جن کی تم عبادت کرتے ہو مگر ہاں (اُس خدا سے تعلق رکھتا ہوں) جس نے مجکو پیدا کیا پھر وہی مجکو (میرے دین و دنیا کی مصلحتوں تک) رہنمائی کرتا ہے (مطلب یہ کہ ان لوگوں کو ابراہیم علیہ السلام کا حال یاد کرنا چاہیئے کہ وہ خود بھی توحید کے معتقد تھے) اور (بذریعہ وصیت کے) وہ اُس (عقیدہ) کو اپنی اولاد میں (بھی) ایک قائم رہنے والی بات کر گئے (یعنی اپنی اولاد کو بھی وصیت کی لقولہ تعالیٰ ووصی بہا ابراہیم بنیہ جسکا اثر کچھ کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تک بھی برابر رہا یہانتک کہ زمانہ جاہلیت میں بھی عرب میں بعضے لوگ شرک سے نفور تھے کما یظہر من التواریخ اور یہ وصیت اُنہوں نے اسلیے کی تھی) تاکہ (ہر زمانہ میں مشرک) لوگ (موحدین سے توحید سُن کر شرک سے) باز آتے رہیں (مگر یہ لوگ پھر بھی باز نہیں آتے اور اس طرف توجہ نہیں کرتے) بلکہ میں نے (جو) انکو اور انکے باپ دادوں کو (دُنیا کا) خوب سامان دیا تو (اُسی میں منہمک و مشتغل و غافل ہو رہے ہیں) یہانتک کہ (اسی اشتغال و انہماک و خواب غفلت سے بیدار کرنے کے لیے) انکے پاس سچا قرآن (جو بوجہ معجز ہونیکے اپنے سچا ہونے کی آپ ہی دلیل ہے) اور صاف صاف بتلانیوالا رسول (اللہ کی طرف سے) آیا اور جب انکے پاس یہ سچا قرآن پہونچا (اور اُسکا اعجاز ظاہر ہوا) تو کہنے لگے کہ یہ جادو ہے اور ہم اسکو نہیں مانتے (یہ تو قرآن کی نسبت کہا) اور (رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت) کہنے لگے کہ یہ قرآن (اگر کلام الٰہی ہے اور من حیث الرسالۃ آیا ہے تو) ان دونوں بستیوں (یعنی مکہ اور طائف کے رہنے والوں) میں سے کسی بڑے آدمی پر کیوں نہیں نازل کیا گیا (یعنی رسول کے لیے عظیم الشان ہونا ضروری ہے اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم مال اور ریاست نہیں رکھتے تو یہ پیغمبر نہیں ہو سکتے مقصود انکار تھا پیغمبری کا اس شبہ سے متمسک کرکے آگے اس شبہہ کا رد فرماتے ہیں کہ) کیا یہ لوگ آپ کے رب کی رحمت (خاصہ یعنی نبوت) کو (خود) تقسیم کرنا چاہتے ہیں (یعنی یہ چاہنا کہ ہماری رائے کے موافق ملیگی گویا خود تقسیم کنندہ ہونے کی ہوس کرنا ہے کہ یہ تقسیم ہمارے سپرد ہو سو یہ ہوس نری نادانی ہے کیونکہ) دُنیوی زندگی میں (تو) انکی روزی ہم (ہی) نے تقسیم کر رکھی ہے اور (اُس تقسیم میں) ہم نے ایک کو دوسرے پر رفعت دے رکھی ہے تاکہ (اُس سے یہ مصلحت حاصل ہو کہ) ایک دوسرے سے کام لیتا رہے (اور عالم کا انتظام قائم رہے) اور (ظاہر اور یقینی بات ہے کہ) آپکے رب کی رحمت (خاصہ یعنی نبوت) بدرجہا اُس (دُنیوی مال و متاع اور اُسکے توابع ریاست و جاہ) سے بہتر ہے جسکو یہ لوگ سمیٹتے پھرتے ہیں (پس جب دُنیوی معیشت کی کہ ادنیٰ درجہ کی چیز ہے تقسیم انکی رائے پر نہیں رکھی بلکہ رعایت مصالح کے لیے کہ وہ بھی عظیم نہیں ہیں خود ہی اپنی حکمت و مشیت پر رکھی ہے تو نبوت جو خود بھی اعلیٰ درجہ کی چیز ہے اور اُسکے مصالح بھی اعظم درجہ کے ہیں وہ کیونکر انکی رائے پر تقسیم کیجاتی رہا یہ کہ صلاحیت ہونا تو ضروری ہے اور بناء صلاحیت کی مال و ریاست ہے سو اُسکا جواب یہ ہے کہ امر عظیم کی صلاحیت کی بناء امر عظیم ہونا چاہیئے) اور (دنیا کی دولت بجا

البلاغۃ قولہ ولبیوتھم کرر التکریر لزیادۃ التقریر ولانہ ابتداء آیۃ کذا فی الروح قلت ویمکن ان یقال ان السقف والابواب لما کانت من اجزاء البیت عبر فیہا بالبیوت بخلاف المعارج والسرر ۱۲

اللغات قولہ سخریا نسبۃ الی السخرۃ وہی التذلیل ۔ قولہ یظہرون ای الی ان یصعدون ویرتقون ۱۲

النحو قولہ معارج عطف علی سقفا فہو شریک فی قیدہ ای من فضۃ کما ہو الشائع فی الاکثر ۔ قولہ زخرفا معطوف علی محل فضۃ ای ومن زخرف ۱۲

وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ۝ وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝

اور جو شخص اللہ کی نصیحت سے اندھا بن جاوے ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں سو وہ اس کے ساتھ رہتا ہے - اور وہ ان کو راہ سے روکتے رہتے ہیں اور یہ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ راہ پر ہیں -

حَتّٰۤى اِذَا جَآءَنَا قَالَ يٰلَيْتَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ الْقَرِيْنُ ۝ وَلَنْ يَّنْفَعَكُمُ الْيَوْمَ اِذْ ظَّلَمْتُمْ اَنَّكُمْ فِى الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ۝

یہاں تک کہ جب ایسا شخص ہمارے پاس آویگا تو کہیگا کہ کاش میرے اور تیرے درمیان میں مشرق و مغرب کی برابر فاصلہ ہوتا کہ برا ساتھی تھا۔ اور جبکہ تم کفر کر چکے تھے تو آج یہ بات تمہارے کام نہ آویگی کہ تم سب عذاب میں شریک ہو۔

ہمارے نزدیک اسقدر صغیر و حقیر ہے کہ) اگر یہ بات (متوقع) نہ ہوتی کہ (قریب قریب) تمام آدمی ایک ہی طریقہ کے ہو جاوینگے (یعنی کافر ہو جاوینگے) تو جو لوگ خدا کے ساتھ کفر کرتے ہیں (اور جو خدا کے نزدیک سخت مبغوض ہیں) ہم اُن (سب) کے لیے اُنکے گھروں کی چھتیں چاندی کی کر دیتے اور (نیز) زینے بھی (چاندی کے کر دیتے) جن پر چڑھا (اترا) کرتے اور اُنکے گھروں کے کواڑ بھی (چاندی کے کر دیتے) اور تخت بھی (چاندی کے کر دیتے) جن پر تکیہ لگا کر بیٹھتے ہیں اور (یہی چیزیں) سونے کی بھی (کر دیتے یعنی کچھ چاندی کی کچھ سونے کی مگر یہ سامان سب کفار کو اسلیے نہیں دیا کہ اکثر طبائع میں حرص مال و متاع کی غالب ہے اور اس صورت مفروضہ میں کفر سبب یقینی ہوتا حصول مال و متاع کا پس باستثناء بعض قلیل کے قریب قریب کل کے کفر اختیار کر لیتے یہ مصلحت ہے عدم تعمیم الدنیا للکفار میں اور بعض کفار کو سامان نہ دینے میں اور بعض کو کم دینے میں ورنہ اگر یہ مصلحت نہ ہوتی تو ہم ایسا ہی کرتے اور ظاہر ہے کہ دشمن کو قدر و وقعت کی چیز نہیں دیا کرتے اس سے معلوم ہوا کہ دُنیا واقع میں امر عظیم نہیں ہے پس وہ منصب عظیم یعنی نبوت کی صلاحیت کی بنا بھی نہ ہوگی بلکہ بنا اسکی صلاحیت کی ملکات فاضلہ موہوبہ من اللہ ہیں جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں بدرجۂ اکمل مجتمع ہیں پس نبوت ان ہی کے لیے زیبا تھی نہ کہ وطائف کے رئیسوں کے لیے) اور (آگے منجملہ وجوہ حقارت دُنیا کے ایک وجہ جو نہایت ظاہر ہے ارشاد فرماتے ہیں وہ یہ کہ) یہ سب (سامان جو مذکور ہوا) کچھ بھی نہیں صرف دُنیوی زندگی کی چند روزہ کامرانی ہے (یعنی فنا آخر فنا) اور آخرت (جو اسکے مقابلہ میں ہے اور باقی و ابدی ہے اور اسلیے اُس سے بہتر ہے وہ) آپکے پروردگار کے ہاں خدا ترسوں کے لیے ہے (پس جو چیز فانی ہو وہ نہ قابل قدر ہے نہ قابل طلب البتہ آخرت جو کہ باقی ہے وہ اُسکے تحصیل کے ذرائع کہ اعمال صالحات ہیں وہ بیشک قابل اعتبار ہیں - اسمیں بھی جواب مذکور کے دوسرے جزو کی طرف کہ وہ ملکات فاضلہ مبنی ہیں صلاحیت للامر العظیم کے اشارہ ہوگیا کہ وہ اسلیے قابل وقعت ہیں کہ وہ اسباب فوز بالآخرۃ میں سے ہیں اور سبب عظیم کا عظیم ہے پس وہ ملکات اور فواضل امر عظیم ہیں جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متصف ہیں) ف ماتعبدون میں ماتعبدون سے مراد اصنام ہیں اور اگر وہ اللہ کی بھی عبادت کرتے ہوں جیسا اکثر مشرکین کا مسلک ہے تب بھی بوجہ اسکے کہ وہ عبادت کالعدم ہے ماتعبدون کا عموم آیت کو شامل نہ ہوگا پس استثنا منقطع ہوگا اور اُنکا لولا نزل آلخ پر اُنکے اس کہنے سے شبہ نہ کیا جاوے کہ بشر اور نبوت میں منافات ہے - اصل یہ ہے کہ ایک قول اُنکا اصلی عقیدہ تھا اور ایک علی سبیل التنزل و التسلیم - اور تخصیص قریتین کی اسلیے کی کہ قرب و جوار میں اور کوئی شہر نہ تھا اور دیہات کے لوگوں کو خود اس قابل نہیں سمجھا کرتے علاوہ کمی سلیقہ کے اکثر مال و جاہ میں بھی اہل شہر سے کم ہوتے ہیں اور اس جواب مذکور فی الآیۃ سے یہ نہ سمجھا جاوے کہ انبیاء میں وقعت دنیوی کا لحاظ اصلا نہیں ہوتا حدیث بخاری قصہ ہرقل میں خود ہے کذلک الرسل تبعث فی قومہا بلکہ مقصود یہ ہے کہ وقعت بقدر ضرورت کافی ہے کہ وہ عام نظروں میں حقیر نہ سمجھا جاوے جو سبب ہو جاوے عار عن الاتباع کا اس سے زیادہ ترفع محض ہے اور جاہ کی جو مذمت آئی ہے اُس سے بھی دوسرا مرتبہ مراد ہے نہ کہ مرتبہ اولی کہ ضروریات مقصودہ بالتحصیل سے ہے - اور یکون الناس کی تقریر ترجمہ میں جو میں نے قریب قریب بڑھا دیا اس سے ایک شبہ کا جواب ہو گیا جو کہ اس ملازمت پر کیا گیا ہے تقریر اسکی یہ ہے کہ اب بھی بہت سے آدمی ایسے ہیں کہ کسی ذریعہ سے وہ بالیقین جانتے ہیں کہ کافر ہو جانے سے دُنیا خوب مل سکتی ہے لیکن اگر انکو کوئی قتل بھی کر دے تب بھی ہرگز کافر نہ ہوں - جواب کی تقریر یہ ہے کہ الناس سے مراد کل ناس نہیں ہیں بلکہ اکثر ناس ہیں اور گو کفار باعتبار عدد کے اب بھی اکثر ہیں مگر مطلق اکثر مراد نہیں بلکہ قریب قریب کل کے سطرح کہ مسلمان فی نفسہ بھی قلیل ہوتے سو بحمد اللہ یہ بات نہیں ہے پس اسپر کوئی شبہ نہیں رہا ربط اوپر منکرین توحید و رسالت کے کفر و ضلالت کا بیان تھا آگے اس کفر و ضلالت پر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے حزن کے ازالہ اور تسلیہ کے لیے اس ضلالت کی علت اور پھر قیامت میں انکی ندامت اور خسارت اور انکی ہدایت کا آپکے اختیار سے خارج ہونا اور ان کا عقوبت سے نہ بچ سکنا اور قرآن اور اسلام اور توحید کا نعمت اور حق ہونا کہ اسکو بھی تسلیہ میں دخل ہوتا ہے مذکور ہے -

اعتنا بتسلیہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم

وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ۝ وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَنَا قَالَ يٰلَيْتَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ الْقَرِيْنُ ۝ وَلَنْ يَّنْفَعَكُمُ الْيَوْمَ اِذْ ظَّلَمْتُمْ اَنَّكُمْ فِى الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ۝

ملحقات الترجمۃ لے قولہ فی ابواب کو اشارۃ الی ان المراد بالباب لیس المسنار بین المراصین بل نفس المراصین بدلیلہ قولہ تعالی فتحت ابوابھا و قولہ تعالی فتحت لھم ابواب السماء ۱۲

اللغات یعش فی المدارک اذا صدت الآفۃ فی بصرہ قیل عشی یعشی واذا نظر نظر العشی ولا آفۃ بہ قیل عشا یعشو قولہ اذ ظلمتم فی الروح قال سیبویہ اذ بمعنی التعلیل حرف بمنزلۃ لام العلۃ و انکرہ الجمہور لکن اثبات سیبویہ یکفی حجۃ وقال ابو البقاء التقدیر بعد اذ ظلمتم ۱۲

البلاغۃ قولہ بعد المشرقین ای بعد کل منہا عن الآخر و فیہ تغلیب المشرق علی المغرب واضیف البعد الیہما و الاصل بعد المشرق من المغرب واختصر ہذا المبسوط لعدم الالتباس اذ لاخفاء انہ لا یراد بعد جانبی کل واحد لان البعد من احدہا قرب من الآخر کذا فی الروح ۱۲

أَفَأَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ أَوْ تَهْدِي الْعُمْيَ وَمَنْ كَانَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ۝ فَإِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَإِنَّا مِنْهُمْ مُنْتَقِمُونَ ۝ أَوْ نُرِيَنَّكَ

سو کیا آپ بہروں کو سنا سکتے ہیں یا اندھوں کو اور ان لوگوں کو جو کہ صریح گمراہی میں ہیں راہ پر لا سکتے ہیں پھر اگر ہم آپ کو اٹھالیں تو بھی ہم ان سے بدلا لینے والے ہیں یا اگر ان سے جو

الَّذِي وَعَدْنَاهُمْ فَإِنَّا عَلَيْهِمْ مُقْتَدِرُونَ ۝ فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِي أُوحِيَ إِلَيْكَ ۖ إِنَّكَ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝ وَإِنَّهُ لَذِكْرٌ

ہم نے عذاب کا وعدہ کر رکھا ہے وہ آپ کو دکھلا دیں تب بھی ہم کو ان پر ہر طرح کی قدرت ہے۔ تو آپ اس قرآن پر قائم رہیے جو آپ پر وحی کے ذریعہ سے نازل کیا گیا ہے۔ آپ بیشک سیدھے رستہ پر ہیں اور یہ قرآن

لَكَ وَلِقَوْمِكَ ۖ وَسَوْفَ تُسْأَلُونَ ۝ وَاسْأَلْ مَنْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُسُلِنَا أَجَعَلْنَا مِنْ دُونِ الرَّحْمَٰنِ آلِهَةً يُعْبَدُونَ ۝

آپ کے لیے اور آپ کی قوم کے لیے بڑے شرف کی چیز ہے اور عنقریب تم سب پوچھے جاؤ گے۔ اور آپ اُن سب پیغمبروں سے جن کو ہم نے آپ سے پہلے بھیجا ہے پوچھ لیجیے کہ کیا ہم نے خدائے رحمان کے سوا دوسرے معبود ٹھہرا دیے تھے کہ ان کی عبادت کی جاوے۔

أَفَأَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ أَوْ تَهْدِي الْعُمْيَ وَمَنْ كَانَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ۝ فَإِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَإِنَّا مِنْهُمْ مُنْتَقِمُونَ ۝ أَوْ نُرِيَنَّكَ الَّذِي وَعَدْنَاهُمْ فَإِنَّا عَلَيْهِمْ مُقْتَدِرُونَ ۝ فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِي أُوحِيَ إِلَيْكَ ۖ إِنَّكَ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝ وَإِنَّهُ لَذِكْرٌ لَكَ وَلِقَوْمِكَ ۖ وَسَوْفَ تُسْأَلُونَ ۝ وَاسْأَلْ مَنْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُسُلِنَا أَجَعَلْنَا مِنْ دُونِ الرَّحْمَٰنِ آلِهَةً يُعْبَدُونَ ۝ اور جو شخص اللہ کی نصیحت (یعنی قرآن اور وحی) سے (جان بوجھ کر) اندھا بن جاوے (جیسے یہ کفار ہیں کہ دلائل شافیہ موجبہ للعلم بالضرورۃ کے ہوتے ہوئے تجاہل و تغافل کرتے ہیں جیسا فرعونیوں کا حال آیا ہے جحدوا بها واستيقنتها انفسهم الخ) ہم اُس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں سو وہ (ہر وقت) اُس کے ساتھ رہتا ہے اور وہ (ساتھ رہنے والے شیاطین) ان (معرضین عن القرآن) کو (برابر) راہ (حق) سے روکتے رہتے ہیں (اور تسلط کا یہی اثر ہے) اور یہ لوگ (باوجود راہ حق سے دور ہونے کے) یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ (یعنی ہم) راہ (راست) پر ہیں (سو جس کی گمراہی کی یہ صورت اور یہ حالت ہو اسکے راہ پر آنے کی کیا امید ہے سو غم کیوں کیا جاوے اور اس سے بھی تسلی رکھیے کہ ان کا یہ تغافل جلدی ہی ختم ہوگا اور جلدی ہی ان کو اپنی غلطی ظاہر ہو جاویگی کیونکہ یہ تغافل محض دنیا ہی دنیا تک ہے) یہاں تک کہ جب ایسا شخص ہمارے پاس آویگا (اور اپنی غلطی ظاہر ہوگی) تو (اُس شیطان قرین سے) کہیگا کہ کاش میرے اور تیرے درمیان میں (دنیا میں) مشرق و مغرب کے برابر فاصلہ ہوتا (کیوں) کہ (تو تو) بُرا ساتھی تھا (کہ تو نے مجکو گمراہ کیا مگر یہ حسرت اُسوقت کام نہ آویگی) اور (نیز اُنسے کہا جاویگا کہ) جبکہ تم (دُنیا میں) کفر کر چکے تھے تو جسطرح آج حسرت تمہارے کام نہیں آئی اسیطرح آج یہ بات (بھی) تمہارے کام نہ آویگی کہ تم (اور شیاطین) سب عذاب میں شریک ہو (جیسے دُنیا میں بعض اوقات دوسرے کو شریک مصیبت دیکھ کر گونہ تسلی ہو جاتی ہے وہاں چونکہ عذاب بہت زیادہ شدید ہوگا اسلیے دوسرے کی طرف التفات ہی نہ ہوگا ہر شخص اپنے حال میں مبتلا ہوگا اور اپنے ہی کو سب سے زیادہ مبتلا سمجھے گا) سو (آپکو جب انکی یہ حالت معلوم ہو گئی کہ انکی ہدایت کی کوئی امید نہیں تو) کیا آپ (ایسے) بہروں کو سُنا سکتے ہیں یا (ایسے) اندھوں کو اور اُن لوگوں کو جو کہ صریح گمراہی میں (مبتلا) ہیں راہ پر لا سکتے ہیں (یعنی انکی ہدایت آپکے اختیار سے خارج ہے آپ درپے نہ ہوں) پھر (ان کا یہ عصیان اور یہ طغیان خالی جانے والا نہیں بلکہ اسپر ضرور عقوبت مرتب ہونے والی ہے خواہ آپکی حیات میں ہو خواہ آپکی وفات کے بعد ہو پس) اگر ہم (دنیا سے) آپکو اٹھالیں تو بھی ہم ان (کافروں) سے بدلا لینے والے ہیں یا اگر انسے جو ہمنے عذاب کا وعدہ کر رکھا ہے وہ (آپکی حیات میں انپر نازل کر کے) آپکو (بھی) دکھلا دیں تب بھی (کچھ بعید نہیں کیونکہ) ہمکو انپر ہر طرح کی قدرت ہے (مطلب یہ کہ عذاب ضرور ہوگا خواہ کب ہی ہو اور جب یہ بات ہے) تو آپ (تسلی رکھیے اور اطمینان سے) اُس قرآن پر قائم رہیے جو آپ پر وحی کے ذریعہ سے نازل کیا گیا ہے (کیونکہ) آپ بیشک سیدھے رستہ پر ہیں (اور تمساک میں تبلیغ بھی داخل ہے مطلب یہ کہ اپنا کام کیے جائیے دوسرے کے کام کا غم نہ کیجیے) اور یہ قرآن (جسکے ساتھ تمسک کرنے کو ہم کہتے ہیں) آپکے لیے اور آپکی قوم کے لیے بڑے شرف کی چیز ہے (آپکے لیے تو اسلیے کہ آپ مخاطب بلا واسطہ ہیں اور قوم کے لیے اسواسطے کہ مخاطب بواسطہ ہیں ملوک کا مخاطب ہونا ظاہر ہے کہ موجب شرف ہی ہے چہ جائے ملک الملوک کا مخاطب بننا خواہ قوم سے مراد قریش ہوں یا عرب ہوں یا تمام امت ہوں کہ تدریجاً و تعاقباً قرآنی خطاب سب کو ہے غرض یہ کہ موجب شرف ہونیکی وجہ سے یہ بڑی نعمت ہے) اور عنقریب (قیامت کے روز) تم سب (اپنے اپنے ذمہ کے واجب حقوق سے) پوچھے جاؤ گے (پس آپسے صرف تبلیغ کے متعلق سوال ہوگا جسکو آپ خوب ادا کر چکے ہیں اور عمل کے متعلق انسے سوال ہوگا جسمیں انہوں نے اخلال کیا کقولہ تعالیٰ فلنسئلن الذین ارسل الیهم ولنسئلن المرسلین پس جب آپسے انکے اعمال کے بارہ میں بازپرس نہ ہوگی تو پھر آپ کیوں فکر کرتے ہیں) اور (ہمنے جو اوپر فاستمسك بالذي اوحي اليك انك على صراط مستقيم میں تعلیم قرآنی کو حق فرمایا ہے اُسمیں بڑا اول ما بالنزاع ان کفار سے توحید ہے جسکے حق ہونے میں انکو بڑا کلام ہے سو وہ ایسا امر حق ہے کہ اسپر تمام انبیاء علیہم السلام کا جو کہ جامع بین العقل والنقل ہیں اجماع ہے اور اس حیثیت سے گویا اُسپر سارے عقلی و نقلی دلائل قائم ہیں چنانچہ اگر آپکا جی چاہے تو) آپ اُن سب پیغمبروں سے جنکو

اللغات لذکر ای شرف کذا فی القاموس وغیرہ ۱۲

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَقَالَ اِنِّىْ رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِاٰيٰتِنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا

اور ہمنے موسیٰ کو اپنے دلائل دیکر فرعون کے اور اسکے اُمراکے پاس بھیجا تھا سو اُنہوں نے فرمایا کہ میں رب العالمین کی طرف سے پیغمبر ہوں۔ پھر جب موسیٰ اُن کے پاس ہماری نشانیاں لیکر آئے تو وہ یکایک اُنپر

يَضْحَكُوْنَ ۝ وَمَا نُرِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ اِلَّا هِىَ اَكْبَرُ مِنْ اُخْتِهَا ۡ وَاَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝ وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَ السّٰحِرُ ادْعُ لَنَا

ہنسنے لگے۔ اور ہم اُن کو جو نشانی دکھلاتے تھے وہ دوسری نشانی سے بڑھ کر ہوتی تھی اور ہم نے اُن لوگوں کو عذاب میں پکڑا تھا تاکہ وہ باز آجاویں۔ اور اُنہوں نے کہا کہ اے جادوگر ہمارے لیے

رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ اِنَّنَا لَمُهْتَدُوْنَ ۝ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ۝ وَنَادٰى فِرْعَوْنُ فِىْ قَوْمِهٖ قَالَ

اپنے رب سے اُس بات کی دعا کر دیجیے جس کا اُسنے آپ سے عہد کر رکھا ہے ہم ضرور راہ پر آجاوینگے۔ پھر جب ہم نے وہ عذاب اُن سے ہٹا دیا تب ہی اُنہوں نے عہد توڑ دیا۔ اور فرعون نے اپنی قوم میں منادی کرائی یہ بات کہی کہ

يٰقَوْمِ اَلَيْسَ لِىْ مُلْكُ مِصْرَ وَهٰذِهِ الْاَنْهٰرُ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِىْ ۚ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۝ اَمْ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ هٰذَا الَّذِىْ هُوَ مَهِيْنٌ ۙ

اے میری قوم کیا مصر کی سلطنت میری نہیں ہے اور یہ نہریں میری پائین میں بہ رہی ہیں کیا تم دیکھتے نہیں ہو بلکہ میں افضل ہوں اُس شخص سے جو کہ کم قدر ہے

وَّلَا يَكَادُ يُبِيْنُ ۝ فَلَوْلَآ اُلْقِىَ عَلَيْهِ اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ جَآءَ مَعَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ مُقْتَرِنِيْنَ ۝ فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهٗ فَاَطَاعُوْهُ ۚ اِنَّهُمْ

اور قوت بیانیہ بھی نہیں رکھتا۔ تو اسکے سونے کے کنگن کیوں نہیں ڈالے گئے یا فرشتے اس کے جلو میں پرا باندھ کر آئے ہوتے۔ غرض اُس نے اپنی قوم کو مغلوب کر دیا اور وہ اسکے کہنے میں آگئے وہ

كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ۝ فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفًا وَّمَثَلًا لِّلْاٰخِرِيْنَ ۝ ع ۱۱

لوگ شرارت سے بھرے تھے۔ پھر جب ان لوگوں نے ہم کو غصہ دلایا تو ہم نے اُن سے بدلا لیا اور اُن سب کو ڈبو دیا۔ اور ہم نے اُنکو آئندہ آنے والوں کے لیے خاص طور کے متقدمین اور نمونہ بنا دیا۔

ہمنے آپ سے پہلے بھیجا ہے پوچھ لیجیے (یعنی اُنکی کتب و صحف سے جنکا کچھ بقیہ موجود ہے تحقیق کر لیجیے) کہ کیا ہمنے خدائے رحمان کے سوا (کبھی بھی) دوسرے معبود ٹھیرا دیے تھے کہ اُنکی عبادت کیجاوے (یہ اور اول کو سنانا منظور ہے کہ جسکا جی چاہے تحقیق کرے اور کتابوں میں دیکھنے کو رسولوں سے پوچھنا مجازاً کہدیا کذا فی المدارک جیسے ہمارا بھی محاورہ ہے کہ کسی مسئلہ طبیہ مختلف فیہا کو مختلف کتابوں میں دیکھا ہو پھر کہتے ہیں کہ آؤ بھی شیخ بوعلی سینا سے پوچھیں وہ کیا کہتا ہے اور یہ کہکر قانون شیخ کو دیکھنے لگیں) **ف** نقیض لہ شیطانا پہ اگر شبہ ہو کہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر شخص پر ایک ایک شیطان مقرر ہے پھر من یعش کی کیا تخصیص ہے۔ جواب یہ ہے کہ یہاں مطلق تقییض مراد نہیں ہے بلکہ تقییض خاص یعنی جسپر ضلالت ضرور مرتب ہو جاوے اور حدیث میں مطلق مراد ہے و نیز قرین سے مراد ہر وقت کا قرین ہے سو یہ بھی خاص ہے کفار کے ساتھ کیونکہ مؤمن جب ذکر اسم کرتا ہے شیطان اُس سے ہٹ جاتا ہے اور اگر شبہ ہو کہ یعش کے ترجمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حق اور باطل کو جانتے تھے اور یحسبون الخ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ باطل کو حق جانتے تھے۔ جواب یہ ہے کہ اضطراراً تو حق کو حق اور باطل کو باطل سمجھتے تھے مگر اختیاراً باطل کو حق سمجھتے تھے اور باطل پڑھنے میں کچھ مصلحتیں تراش رکھی تھیں اور اُن مصلحتوں کی تحصیل کو ضروری اور اُنکی ضرورت کو حق سمجھتے تھے اور حق واقعی کو ذہن سے نکالنے کی کوشش کرتے تھے جیسا اہل عناد کا طریقہ ہوتا ہے اور حتی اذا جاءنا میں اگر شبہ ہو کہ یہ مجیء تو قیامت کے روز ہوگی اور ظاہر ہے کہ اُسوقت سے پہلے ہی یعنی مرنے کے بعد ہی حق و باطل منکشف ہو جاوے گا جواب یہ ہے کہ قیامت مع المقدمات مراد ہے اور موت مقدمہ قیامت کا ہے پس دونوں کو کالمتحد قرار دیکر ایک کا حکم دوسرے پر جاری کیا جا سکتا ہے پس وضوح بعد الموت کو وضوح فی القیامۃ کہا جا سکتا ہے ربط اوپر مضمون تسلیہ کا ہے آگے قصہ موسیٰ سے اُسکی تائید فرماتے ہیں و نیز اُس سے مضامین توحید و رسالت و تہدید منکرین کی بھی تائید ہوتی ہے جو کہ اوپر مذکور تھے۔ اور نیز اسمیں اشارہ ہے کہ کفار کا لولا نزل الخ کہنا اقتدا فرعونی ہے کہ اُسنے اُن چیزوں کو عظیم سمجھ کر کہا تھا الیس لی ملک مصر الخ۔

قصہ موسویہ بتائید مضامین سابقہ

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَقَالَ اِنِّىْ رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِاٰيٰتِنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَضْحَكُوْنَ ۝ وَمَا نُرِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ اِلَّا هِىَ اَكْبَرُ مِنْ اُخْتِهَا وَاَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝ وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَ السّٰحِرُ ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ اِنَّنَا لَمُهْتَدُوْنَ ۝ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ۝ وَنَادٰى فِرْعَوْنُ فِىْ قَوْمِهٖ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَيْسَ لِىْ مُلْكُ مِصْرَ وَهٰذِهِ الْاَنْهٰرُ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِىْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۝ اَمْ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ هٰذَا الَّذِىْ هُوَ مَهِيْنٌ وَّلَا يَكَادُ يُبِيْنُ ۝ فَلَوْلَآ اُلْقِىَ عَلَيْهِ اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ جَآءَ مَعَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ مُقْتَرِنِيْنَ ۝ فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهٗ فَاَطَاعُوْهُ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ۝ فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفًا وَّمَثَلًا لِّلْاٰخِرِيْنَ ۝ اور ہمنے موسیٰ علیہ السلام کو اپنے دلائل

اللغات مقترنین یقترن بعضہم بعضا اسفونا اغضبونا ۱۲

البلاغۃ قولہ ام انا بمعنی بل انتقال من الاستفہام الی الاخبار کقول الشاعر بدت مثل قرن الشمس فی رونق الضحی۔ وصورتہا ام انت فی العین املح ۱۲

الروایات نادی فی الدرمن ابن جریج لیس ہو نفسہ ولکن امران ینادی ۱۲

سو انہوں نے (اُن لوگوں کے پاس آکر) فرمایا کہ میں رب العالمین کی طرف سے (تم لوگوں کی ہدایت کے واسطے) پیغمبر ہوکر آیا ہوں (مگر فرعون واہل فرعون نے نہیں مانا پھر بھی دوسرے دلائل برنگ عقوبت ان کے اثبات نبوت کے لیے ظاہر کیے جنکا ذکر اس آیت میں ہے ولقد اخذنا آل فرعون بالسنین ونقص الخ مگر اُن لوگوں کی پھر بھی یہ حالت رہی کہ) جب موسیٰ (علیہ السلام) انکے پاس ہماری (وہ) نشانیاں لیکر آئے (جو آیات تسعہ کہلاتی ہیں) تو وہ یکایک اُن (معجزات) پر لگے ہنسنے (کہ یہ کیا اچھے معجزے ہیں محض معمولی واقعات وحوادث ہیں کیونکہ قحط وغیرہ ویسے بھی ہو جاتا ہے مگر یہ اُنکی حماقت تھی کیونکہ انضمام قرائن مقامیہ سے ان واقعات کا عجیب اور خارق عادت ہونا معلوم ہوتا تھا چنانچہ سورۂ اعراف میں ان لوگوں کا لتسحرنا بہا کہنا خود اسکی دلیل ہے) اور (اُن نشانیوں کی کیفیت یہ تھی کہ) ہم اُنکو جو نشانی دکھلاتے تھے وہ دوسری نشانی سے بڑھکر ہوتی تھی (مطلب یہ کہ سب نشانیاں بڑی ہی تھیں اور یہ مطلب نہیں کہ ہر نشانی ہر نشانی سے بڑی تھی یہ ایک محاورہ ہے جب کئی چیزوں کا کمال بیان کرنا چاہتے ہیں تو یوں ہی بولتے ہیں کہ ایک سے ایک بڑھکر یہ تو صحت عرفیہ ہے اور تفاضل جزئی سے اس حکم کی صحت عقلی بھی ہو سکتی ہے) اور ہم نے (اُن نشانیوں کے واقع کرنے سے) اُن لوگوں کو عذاب میں پکڑا تھا تاکہ وہ (اپنے کفر سے) باز آجاویں (یعنی وہ نشانیاں دلالات نبوت بھی تھیں اور انکے لیے عقوبات بھی تھیں کذا فی الخازن مگر وہ لوگ باز نہ آئے باوجود یکہ ہر نشانی کے وقوع پر اسکا چند بار عہد بھی کیا) اور انہوں نے (موسیٰ علیہ السلام سے ہر نشانی پر یہ) کہا کہ اے جادوگر (یہ لفظ حسب عادت سابقہ فرط بدحواسی سے اُنکے منہ سے نکل جاتا ہوگا ورنہ تضرع کے وقت ظاہری شرارت ایک گونہ مستبعد ہے مطلب یہ تھا کہ اے موسیٰ کما فی الاعراف) ہمارے لیے اپنے رب سے اُس بات کی دعا کر دیجیے جسکا اُسنے آپ سے عہد کر رکھا ہے (اور وہ بات ہے قہر کا دور کر دینا ہمارے باز آجانے پر ہم وعدہ کرتے ہیں کہ اگر آپ اس عذاب کو دُور کرا دیں تو) ہم ضرور راہ پر آجاوینگے پھر جب (جب) ہمنے وہ عذاب اُنسے ہٹا دیا تب ہی انہوں نے (اپنا عہد توڑ دیا ان آیات تسعہ کا بیان سورۂ اعراف میں آچکا ہے جنمیں بعض واقعات صورۃً بھی معمولی نہیں سو یا تو اُن پر ضحک نہ کیا ہو اور جو ضحک اوپر مذکور ہوا ہے بعض پر ہوا ہو مثلاً سنین ونقص ثمرات پر جسکے بعد سورۂ اعراف میں اُن لوگوں کا لنا ھذہ الخ کہنا مذکور ہوا ہے اور ما بعد کے واقعات پر محض تضرع ہوا ہو جس کے بعد اعراف میں ہے ولما وقع علیھم الرجز الخ جیسا کہ ان دونوں قولوں کا تفاوت آیات مذکورہ اعراف کے فائدہ میں مذکور ہے - اور یا سب پر ضحک کیا ہو تو یہ ہو سکتا ہے کہ ابتدا میں ضحک کیا ہو پھر وہ واقعہ شدید اور ممتد ہوا ہو تب تملق شروع کیا ہو واللہ اعلم) اور فرعون نے (غالباً اس خیال سے کہ کہیں معجزات قاہرہ دیکھ کر عام لوگ مسلمان نہ ہو جاویں) اپنی قوم میں منادی کرائی (اور اُس منادی میں) یہ بات کہی (یعنی کہلوائی[1]) کہ اے میری قوم کیا مصر (مع توابع) کی سلطنت میری نہیں ہے اور (دیکھو) یہ نہریں میرے (محل کے) پائین میں بہ رہی ہیں کیا تم (یہ چیزیں) دیکھتے نہیں ہو (اور موسیٰ علیہ السلام کے پاس کچھ بھی سامان نہیں تو بتلاؤ میں افضل اور قابل اتباع ہوں یا موسیٰ علیہ السلام ہیں) بلکہ میں (ہی) افضل ہوں اس شخص سے (یعنی موسیٰ علیہ السلام سے) جو کہ (باعتبار مال وترفہ کے) کم قدر (آدمی) ہے اور قوت بیانیہ بھی نہیں رکھتا (اور اگر یہ شخص اپنے کو فرستادۂ خدا بتلاتا ہے) تو اسکے (ہاتھوں میں) سونے کے کنگن کیوں نہیں ڈالے گئے (جیسا شاہان دنیا کی عادت ہے کہ جب کسی پر خاص عنایت کرتے ہیں تو اُسکو عام دربار میں سونے کے کنگن پہناتے ہیں چنانچہ راجاؤں میں اب بھی دستور ہے مطلب یہ کہ اگر اس شخص کو نبوت عطا ہوتی تو خدا کی طرف سے اسکے ہاتھ میں سونے کے کنگن ہوتے) یا فرشتے اسکے جلو میں پرا باندھ کر آئے ہوتے (جیسا کہ خاص امرا شاہی کا جلوس اسی طرح نکلتا ہے یعنی یہ علامات اختصاص کی ظاہر ہوتیں حالانکہ یہ حماقت محضہ ہے کیونکہ نبوت جس قسم کا کمال اور اختصاص ہے اُسی قسم کے علامات ودلائل اُسکے ساتھ موجود ہیں) غرض اُسنے (ایسی باتیں کر کرکے) اپنی قوم کو مغلوب (العقل) کر دیا اور وہ اُسکے کہنے میں آگئے (اور) وہ لوگ (کچھ پہلے سے بھی) شرارت کے بھرے تھے (اسوجہ سے انمیں اسکا انفعال زیادہ ہوا) پھر جب اُن لوگوں نے (برابر کفر وعناد پر اصرار کر کرکے) ہمکو غصہ دلایا تو ہمنے اُنسے بدلا لیا اور اُن سب کو ڈبو دیا اور ہمنے اُنکو آئندہ آنیوالوں کے لیے خاص طور کے متقدمین (کذا فی الخازن) اور نمونہ (عبرت) بنا دیا (یہ بطور تفسیر کے ہے سلفا کے لیے یعنی خاص طور کے متقدمین بنانے کا مطلب یہ ہے کہ لوگ اُن کا قصہ یاد کرکے عبرت دلاتے ہیں کہ دیکھو متقدمین میں ایسے ایسے ہوئے ہیں اور اُن کا ایسا ایسا حال ہوا) ف فرعون کا کہنا لا یکاد یبین یا تو کذب ہے یا کچھ بستگی آپ کی زبان میں رہ گئی ہو یا بستگی بالکل نہ ہو مگر بہت تیزی اور روانی بھی نہ ہو جیسا کہ خود موسیٰ علیہ السلام کا قول ہے واخی ھارون ھو افصح منی لسانا اور زیادہ تحقیق اس مضمون کی سورۂ طٰہٰ رکوع دوم میں گذر چکی ہے واللہ اعلم ربط اوپر آیت واسئل من ارسلنا میں شرک کا ابطال کیا ہے اور اُس سے پہلے بھی جا بجا یہ مضمون اثبات توحید وابطال شرک کا آیا ہے آگے اس مضمون کے متعلق کفار کے ایک معاندانہ اعتراض کا جواب ہے جسکا منشأ نصاریٰ کا عیسیٰ علیہ السلام کو معبود بنانا تھا اور اُس کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کے عابد وداعی الی المعبود الواحد ہونے کے قصہ سے اصل مقصود توحید کی تائید ہے حکایت اُس اعتراض کی یہ ہے کہ ایک بار ابطال شرک کی غرض سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش سے فرمایا لیس احد یعبد من دون اللہ فیہ خیر یعنی کسی معبود غیر اللہ میں کچھ خیر نہیں بعض نے کہا کہ اس عموم میں تو عیسیٰ علیہ السلام بھی داخل ہیں حالانکہ آپ اُن کی نسبت کہتے ہیں کہ وہ نبی تھے اور عبد صالح تھے اور ظاہر ہے کہ نصاریٰ نے ان کی عبادت کی ہے بس اگر آپ صادق ہیں تو وہ بھی مثل آلہہ مشرکین کے ہوئے اس پر یہ اگلی آیتیں نازل ہوئیں اھ رواہ فی الدر المنثور بروایۃ احمد وابن ابی حاتم والطبرانی وابن مردویہ عن ابن عباس مطلب یہ

ملحقات الترجمة

[1] قولہ فی قال یقوم کہلوائی کقولہم بنی الامیر المدینۃ ویمکن ان یقال ان القول بالاول علی امرہ بالنداء صدر عنہ او کا لحقیقۃ ۱۲

وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ ۝ وَقَالُوا أَآلِهَتُنَا خَيْرٌ أَمْ هُوَ ۚ مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا ۚ بَلْ هُمْ

اور جب ابن مریم کے متعلق ایک عجیب مضمون بیان کیا گیا تو یکایک آپکی قوم کے لوگ اس سے چلانے لگے۔ اور کہنے لگے کہ ہمارے معبود زیادہ بہتر ہیں یا عیسےٰ۔ ان لوگوں نے جو یہ آپسے بیان کیا ہے تو محض جھگڑنے کی غرض سے

قَوْمٌ خَصِمُونَ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَاهُ مَثَلًا لِبَنِي إِسْرَائِيلَ ۝ وَلَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَلَائِكَةً فِي الْأَرْضِ

لوگ ہیں ہی جھگڑالو۔ عیسےٰ تو محض ایک ایسے بندے ہیں جن پر ہمنے فضل کیا تھا اور اُن کو بنی اسرائیل کے لیے ہم نے ایک نمونہ بنایا تھا اور اگر ہم چاہتے تو ہم تم سے فرشتوں کو پیدا کر دیتے کہ وہ زمین پر

يَخْلُفُونَ ۝ وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُونِ ۚ هَٰذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ۝ وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيْطَانُ ۖ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ

یکے بعد دیگرے رہا کرتے۔ اور وہ قیامت کے یقین کا ذریعہ ہیں تو تم لوگ اُس میں شک مت کرو اور تم لوگ میرا اتباع کرو۔ یہ سیدھا رستہ ہے۔ اور تم کو شیطان روکنے نہ پاوے وہ بیشک تمہارا صریح

مُبِينٌ ۝ وَلَمَّا جَاءَ عِيسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ وَلِأُبَيِّنَ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِي تَخْتَلِفُونَ فِيهِ ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝

دشمن ہے۔ اور جب عیسےٰ معجزے لیکر آئے تو انہوں نے کہا کہ میں تمہارے پاس سمجھ کی باتیں لیکر آیا ہوں اور تاکہ بعض باتیں جنمیں تم اختلاف کر رہے ہو تم سے بیان کروں تو تم لوگ اللہ سے ڈرو اور میرا کہنا مانو۔

إِنَّ اللَّهَ هُوَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ ۚ هَٰذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ۝ فَاخْتَلَفَ الْأَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ ۖ فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْ عَذَابِ يَوْمٍ أَلِيمٍ ۝

بیشک اللہ ہی میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے سو اُسی کی عبادت کرو۔ یہی سیدھا رستہ ہے۔ سو مختلف گروہوں نے باہم اختلاف ڈال لیا سو ان ظالموں کیلیے ایک پُر درد دن کے عذاب سے بڑی خرابی ہے۔

اس بنا پر ہمارے آلہہ میں خیر نہ ہونا مستلزم ہے عیسےٰ علیہ السلام میں خیر نہ ہونے کو اور لازم منتفی ہے کیونکہ عیسےٰ علیہ السلام میں خیر ہونے کے آپ خود قائل ہیں پس ملزوم یعنی ہمارے آلہہ سے نفی خیر کی کرنا بھی منتفی ہوا۔ اور مقصود اُن کا اس معارضہ سے جیسا کہ جواب قرآنی میں تامل کرنے سے ظاہر ہوتا ہے دو امر معلوم ہوتے ہیں۔ ایک آپکے مضمون ابطال اشراک کا جواب دینا۔ دوسرا عیسےٰ علیہ السلام کی معبودیت کے وقوع سے صحت اشراک کی ثابت کرنا ان آیتوں میں دونوں کا جواب ہے۔ حاصل امر اول کے جواب کا یہ ہے کہ نفی خیریت جس سے مقصود ابطال اشراک ہے مقتضا ہے معبودیت من غیر اللہ کا اور بلاغ کے وقت مقتضی موثر نہیں ہوتا اور عیسےٰ علیہ السلام میں مانع موجود ہے۔ اور حاصل امر ثانی کے جواب کا یہ ہے کہ یہ وقوع معبودیت کا اسلیے حجت نہیں کہ اسکا کوئی منشا صحیح نہیں بلکہ یہ خود عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف ہے اور جو امور منشا اشتباہ عابدین تھے اُن کا بھی جواب دیدیا۔

رد خصومت مشرکین در توحید و بیان دعوت عیسویہ از پئے تائید

وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ ۝ وَقَالُوا أَآلِهَتُنَا خَيْرٌ أَمْ هُوَ ۚ مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَاهُ مَثَلًا لِبَنِي إِسْرَائِيلَ ۝ وَلَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَلَائِكَةً فِي الْأَرْضِ يَخْلُفُونَ ۝ وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُونِ ۚ هَٰذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ۝ وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيْطَانُ ۖ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ۝ وَلَمَّا جَاءَ عِيسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ وَلِأُبَيِّنَ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِي تَخْتَلِفُونَ فِيهِ ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ إِنَّ اللَّهَ هُوَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ ۚ هَٰذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ۝ فَاخْتَلَفَ الْأَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ ۖ فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْ عَذَابِ يَوْمٍ أَلِيمٍ ۝ اور جب (عیسےٰ) ابن مریم (علیہ السلام) کے متعلق (معترض کی طرف سے) ایک عجیب مضمون بیان کیا گیا (جسکی تقریر تمہید میں موجود ہے اور اس اعتراض کو عجیب اسلیے فرمایا کہ سرسری نظر سے اسکا بطلان خود انکو معلوم ہو سکتا تھا پس عقل رکھکر ایسا اعتراض کرنا بہت عجیب ہے غرض جب وہ اعتراض کیا گیا) تو یکایک آپکی قوم کے لوگ اُس (اعتراض کے سُننے) سے (مارے خوشی کے) چلانے لگے اور (اُس معترض کے ساتھ متفق ہوکر) کہنے لگے کہ (تبلایئے آپکے نزدیک) ہمارے معبود زیادہ بہتر ہیں یا عیسےٰ (علیہ السلام بہتر ہیں مقصود اس استفہام سے اخبار ہے کہ آپ عیسےٰ علیہ السلام کو تو یقیناً خیر سمجھتے ہیں حالانکہ آپکے اس قول کا کہ انکم وما تعبدون الخ مقتضا یہ ہے کہ انہیں اصلاً خیریت نہ ہو اور جب وہ خیر ہیں تو معبود من غیر اللہ میں عدم خیریت ثابت نہ ہوئی پس عبادت غیر اللہ کا بطلان ثابت نہیں ہوا بلکہ چونکہ جنکو آپ خیر کہتے ہیں خود اُن کی بھی عبادت ہوئی ہے اس لیے اشراک کی صحت ثابت ہو گئی۔ آگے اس اعتراض کا جواب ہے اول اجمالاً پھر تفصیلاً سو اجمالاً تو یہ کہ) ان لوگوں نے جو یہ (مضمون عجیب) آپ سے بیان کیا ہے تو محض جھگڑنے کی غرض سے (نہ کہ طلب حق کے لیے ورنہ خود ان پر اس مضمون کا بطلان مخفی نہ رہتا اور ان لوگوں کا جھگڑنا کچھ مخصوص اسی مضمون کے ساتھ نہیں) بلکہ یہ لوگ (اپنی عادت سے) ہیں ہی جھگڑالو (کہ اکثر امور حقہ میں جھگڑے نکالتے ہیں۔ آگے تفصیلاً جواب ہے یعنی) عیسےٰ (علیہ السلام) تو محض ایک ایسے بندے ہیں

اللغات	النحو
المثل الشئ العجيب من جوہر او عرض يصدون يضجون كذا في القاموس لعلم يراد به العلم يخلفون يخلف بعضهم بعضا كذا في المدارك والخازن ١٢	مثلاً تمييز اي ضرب وذكر المثل المتعلق بعيسى من جهة المعترض قوله ما ضربوه اي المثل قوله جدلا مفعول له قوله ولابين معطوف على مفهوم ما قبله اي جئتكم لأبين لكم الحكمة في العمليات وبعض الذي تختلفون فيه في العقليات ١٢

جنپر ہمنے (مقبولیت وکمالات نبوت سے اپنا) فضل کیا تہا اوراُن کو بنی اسرائیل کے لیے (لعلاً اسد دوسروں کے لیے بھی ثابتیا) ہم نے (اپنی قدرت کا) ایک نمونہ بنا یا تھا (تاکہ لوگ استدلال کریں کہ خدا تعالے کو اس طرح پیدا کرنا بھی کچھ مشکل نہیں اس سے دونوں امر کا جواب نکل آیا امراول کا اس طرح کہ اُن کا منعم علیہ ہونا مانع ہے خلوعن الخیریت کو پس اس مانع کی وجہ سے وہ مقتضی یعنی معبود من غیر اللہ ہونا مؤثر نہیں ہوا خلوعن الخیریت میں بخلاف اصنام کے کہ وہاں مقتضی بلا مانع موجود ہے اور بخلاف شیاطین کے کہ وہاں ایک دوسرا مقتضی بھی عدم خیریت کا یعنی اُن کا کفر موجود ہی پس نفی خیریت آلہہم عوماً سے مستلزم نہ ہوئی نفی خیریت کو عیسےٰ علیہ السلام سے اور وجود خیریت کا عیسےٰ علیہ السلام میں مستلزم نہ ہوا حکم بنفی خیریت عن الآلہہ کی عدم صحت کو۔ اور امر ثانی کا جواب اس سے اس طرح ہوا کہ مطلق خیریت مستلزم الوہیت نہیں کیونکہ اُن کی خیریت یہی تھی کہ وہ عبد منعم علیہ تھے پس باوجود خیریت کے وہ عبد تھے اور بنا اُن کی خیریت کی عبد منعم علیہ ہونا تھا نہ بالوقوع اُن کی معبودیت کا سو اس سے استدلال صحت اشراک پر اسلیے غلط ہی کہ اُس کا کوئی منشا صحیح نہیں جہلاء کو محض اُن کی ولادت من غیر الاب سے اشتباہ ہو گیا سو خود اس میں منشائیت کی صلاحیت نہیں جیسا کہ ظاہر ہی ایسی ولادت محض حکمتوں سے ہوئی تھی ایک حکمت تو یہ کہ ہماری قدرت مطلقہ پر استدلال ہو کہ خدا سب کچھ کر سکتا ہی سو اس سے الوہیت پر استدلال کرنا نہایت غباوت ہی) اور (ہم تو اس سے زیادہ عجیب غریب امور پر قادر ہیں چنانچہ) اگر ہم چاہتے تو ہم تم سے فرشتوں کو پیدا کر دیتے (جس طرح سے تمہارے بچے پیدا ہوتے ہیں کقولہ تعالیٰ وجعل منہا زوجہا) کہ وہ زمین پر (مثل انسان کے ایکے بعد دیگرے) رہا کرتے (یعنی پیدائش بھی مثل آدمیوں کے ہوتی اور موت بھی مثل آدمیوں کے اور یہ ولادت عیسےٰ من غیر الاب سے زیادہ عجیب ہی کیونکہ ولادت من غیر الاب بلکہ من غیر الاب والام خود اُن سے پہلے ایک انسان کے لیے متحقق بھی ہو چکی ہی یعنی آدم علیہ السلام کے لیے پس یہ صفت نوع انسان سے چنداں مستبعد نہیں بخلاف اس امر کے کہ ملائکہ کی ولادت و وفات اس طرح کبھی واقع نہیں ہوئی پس یہ اُنکی نوع سے زیادہ مستبعد ہی مگر خدا اس پر بھی قادر ہی پس اس ولادت من غیر الاب سے عیسےٰ علیہ السلام مقدوریت ومصنوعیت سے خارج نہیں ہوئے اور مصنوعیت ومقدوریت منافی ہی الوہیت کے پس یہ امر منشا صحیح معبودیت عیسویہ کا نہیں ہو سکتا بلکہ اس طرح پیدا ہونے میں بعض حکمتیں تھیں جنمیں سے ایک تو مذکور ہو چکی وجعلناہ مثلا الخ) اور (دوسری حکمت یہ تھی کہ) وہ (یعنی عیسےٰ علیہ السلام اس طور سے پیدا ہونے میں امکان) قیامت کے یقین کا ذریعہ ہیں (اس طرح سے کہ قیامت میں دوبارہ زندہ ہونا بجز اسکے اور کیا استبعاد رکہتا ہی کہ خلاف عادت ہوگا سو اس واقعہ سے حق تعالیٰ کا قادر علی خلاف العادت ہونا ثابت ہو گیا پس صحت بعث کا علم ہو گیا اور چونکہ مشرکین توحید کی طرح خود قیامت میں بھی کلام رکھتے تھے اسلیے بعد جواب شبہہ مذکورہ کے بمناسبت مضمون حکمت دوم کے قیامت کی صحت کو بھی بطور تفریع کے جملہ معترضہ کے طریق پر فرماتے ہیں کہ جب تم نے عیسےٰ علیہ السلام کی تخلیق من غیر الاب سے صحت بعث کی سُن لی) تو تم لوگ اُس (کی صحت) میں شک مت کرو اور (توحید و بعث میں جنپر یہاں دلیلیں میں نے قائم کی ہیں اور اسی طرح دوسرے عقائد میں بھی جنپر دوسری جگہ دلائل قائم کیے ہیں) تم لوگ میرا اتباع کرو یہ (مجموعہ جسکی طرف میں تمکو بُلاتا ہوں) سیدھا رستہ ہی اور تمکو شیطان (اس راہ پر آنے سے) رُکنے نہ پاوے وہ بیشک تمہارا صریح دشمن ہی اور (یہانتک معبودیت عیسویہ سے صحت اشراک پر استدلال کا جواب تہا آگے خود عیسےٰ علیہ السلام کے مضمون دعوت سے اثبات توحید وابطال اشراک کی تائید ہی یعنی) جب عیسےٰ (علیہ السلام کھلے کھلے) معجزے لیکر آئے تو انہوں نے (لوگوں سے) کہا کہ میں تمہارے پاس سمجھ کی باتیں لیکر آیا ہوں (تاکہ تمہارے عقائد کی اصلاح کروں) اور (نیز اسلیے آیا ہوں) تاکہ بعض باتیں (منجملہ عملیات وحلال وحرام کے) جنمیں تم اختلاف کر رہے ہو تم سے بیان کروں (جس سے اختلاف و اشتباہ رفع ہو جاوے وہذا کقولہ تعالیٰ ولاحل لکم بعض الذی حرم علیکم۔ اور چونکہ بنی اسرائیل میں تعنت وعناد کا غلبہ تہا عجب نہیں کہ کسی نے حلال کو حرام اور کسی نے حرام کو حلال کر لیا ہو بیان عیسوی سے دونوں کی تحقیق ہو گئی اور چونکہ بعض امور اپنی اصلی حالت پر بھی ہونگے اسلیے لفظ بعض فرمایا اور ابن کثیر نے یہ تفسیر کی ہی کہ امور مختلف فیہا مختلف تھے بعضے دنیوی بعضے دینی انبیاء کا کام امور دینیہ کا بیان کرنا ہی نہ کہ دنیویہ کا اسلیے لفظ بعض فرمایا۔ آگے تفریع ہی دلائل وغایات مذکورہ کے ساتھ آنے پر یعنی جب میں اس طرح آیا ہوں) تو تم لوگ اللہ سے ڈرو (اور میری نبوت کا انکار نہ کرو کہ خدا کی مخالفت ہی) اور میرا کہنا مانو (کہ لازم ہی تصدیق نبوت کے لیے اور عیسےٰ علیہ السلام نے یہ بھی کہا کہ) بیشک اللہ ہی میرا بھی رب ہی اور تمہارا بھی رب ہی سو (صرف) اُسی کی عبادت کرو (اور) یہی (توحید) سیدھا رستہ ہی سو (باوجود عیسےٰ علیہ السلام کے اس وانکشاف بیان توحید کے پھر بھی) مختلف گروہوں نے (اس بارہ میں) باہم اختلاف ڈال لیا (یعنی خلاف توحید طرح طرح کے مذاہب ایجاد کر لیے چنانچہ اختلاف نصاریٰ وغیر نصاریٰ کا بھی توحید میں معلوم ہی) سو ان ظالموں (یعنی مشرکین اہل کتاب وغیر اہل کتاب) کے لیے ایک پُر درد دن کے عذاب سے بڑی خرابی (ہونے والی) ہی (پس اس دعوت عیسویہ سے خود توحید کی تائید ہو گئی پھر عابدین عیسےٰ علیہ السلام سے صحت اشراک پر استدلال کرنا معترض کا مصداق اس مثل کا ہی مدعی سست گواہ چست) ف الحمدللہ کہ توقع سے زیادہ یہ آیتیں حل ہو گئیں اور بندہ نے اسکی شان نزول میں وہ مشہور تقریر نہیں لی کہ جب انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم نازل ہوئی تو ابن الزبعری نے اعتراض کیا کہ عیسےٰ علیہ السلام کے لیے بھی یہ حکم ثابت ہونا چاہیئے اسپر یہ آیت اور وہاں کی آیت ان الذین سبقت لہم الخ نازل ہوئی وجہ اسکے نہ لینے کی یہ ہی کہ اس تقریر پر لازم آتا ہی کہ آیت انکم وما تعبدون کا نزول مقدم ہو اور ولما ضرب ابن مریم الخ

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ○ اَلْاَخِلَّاۗءُ يَوْمَىِٕذٍۢ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ ○ يٰعِبَادِ

یہ لوگ بس قیامت کا انتظار کر رہے ہیں کہ وہ ان پر دفعۃً آپڑے اور ان کو خبر بھی نہ ہو تمام دوست اُس روز ایک دوسرے کے دشمن ہو جاویں گے بجز خدا سے ڈرنے والوں کے ۔ اے میرے بندو

لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ○ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ○ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ

تم پر آج کوئی خوف نہیں اور نہ تم غمگین ہوگے یعنی وہ بندے جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے تھے اور فرمانبردار رہتے ۔ تم اور تمہاری بیبیاں خوش بخوش جنت میں

تُحْبَرُوْنَ ○ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّاَكْوَابٍ ۚ وَفِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ ۚ وَاَنْتُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○

داخل ہو جاؤ ۔ اور اُن کے پاس سونے کی رکابیاں اور گلاس لائے جاویں گے اور وہاں وہ چیزیں ملیں گی جن کو جی چاہے گا اور جن سے آنکھوں کو لذت ہوگی اور تم یہاں ہمیشہ رہوگے

وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْٓ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○ لَكُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ كَثِيْرَةٌ مِّنْهَا تَاْكُلُوْنَ ○ اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ عَذَابِ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ○

اور یہ وہ جنت ہے جس کے تم مالک بنا دیے گئے اپنے اعمال کے عوض میں تمہارے لیے اس میں بہت سے میوے ہیں جن میں سے کھا رہے ہو ۔ بیشک نافرمان لوگ عذاب دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے ۔

لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ○ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْا هُمُ الظّٰلِمِيْنَ ○ وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ۗ قَالَ اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ ○

وہ اُن سے ہلکا نہ کیا جاوے گا اور وہ اُسی میں مایوس پڑے رہیں گے ۔ اور ہم نے اُن پر ظلم نہیں کیا لیکن یہ خود ہی ظالم تھے ۔ اور پکاریں گے کہ اے مالک تمہارا پروردگار ہمارا کام ہی تمام کر دے ۔ وہ جواب دیگا کہ تم ہمیشہ اسی حال میں رہوگے

کا نزول مؤخر ہوحالانکہ اتقان میں سورۂ زخرف کو سورۂ انبیاء سے نزول میں مقدم کہا ہے اور بندہ کی تقریر پر یہ اشکال وارد نہیں ہوتا اور تقریر مشہور بھی چونکہ مبنی بعض روایات ہے اسلیے کہہ سکتے ہیں کہ تقدم سورۂ زخرف کا سورۂ انبیاء پر باعتبار اکثر آیات کے ہوگا۔ اور یہاں یہ شبہہ نہ کیا جاوے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس اعتراض کا کوئی جواب نہیں دیا کیونکہ روح المعانی تفسیر سورۂ انبیاء میں آپ کا جواب اور نقل کیا ہے بل هم عبدوا الشياطين التي امرتهم بذلك اهـ جسکا حاصل تامل سے اسی تقریر کی طرف راجع ہے جو تفسیر میں لکھی گئی ہے اور اگر اس روایت سے قطع نظر کیجاوے تو یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ چونکہ اعتراض بدیہی الفساد اور محض مبنی علی العناد تھا اسلیے حاجت تصریح جواب نہ تھی گو جائز تھا اور اسی بنا پر یہ قرآن میں نازل ہوا اور اگر انکم وما تعبدون کا نزول پہلے مان لیا جاوے تو ایک جواب یہ بھی بدیہی نکلیگا کہ ما کا استعمال زیادہ متعارف غیر ذوی العقول کے لیے ہے پس مخصوص ہوگا جمادات وغیرہ کے ساتھ واللہ اعلم اور سورہ مریم میں آیات ان اللہ ھو ربی الخ کو بندہ نے باقتضائے اُس مقام کے قول محمدی پر محمول کیا ہے سو چونکہ دعوت جمیع انبیاء کی متحد ہوتی ہے اسلیے یہاں اور وہاں میں تعارض نہیں ربط اور متصل کی آیت فویل للذین ظلموا الخ میں مشرکین کو تہدید تھی یوم قیامت سے و نیز اُس کے اوپر وانہ لعلم للساعۃ میں اور اس سے اوپر حتی اذا جاءنا الخ میں اُس کا ذکر تھا آگے اُس یوم سے کفار کی تہدید اور فریقین کے لیے وعدہ و وعید مذکور ہے +

تہدید کفار بساعت و جزائے اہل شقاوت و سعادت

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ اَلْاَخِلَّاۗءُ يَوْمَىِٕذٍۢ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ ۝ يٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ۝ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ ۝ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّاَكْوَابٍ ۚ وَفِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ ۚ وَاَنْتُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْٓ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ لَكُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ كَثِيْرَةٌ مِّنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝ اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ عَذَابِ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۝ لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ۝ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْا هُمُ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ۗ قَالَ اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ ۝ یہ لوگ (جو باوجود وضوح حق کے باطل پر اصرار کر رہے ہیں تو) بس قیامت کا انتظار کر رہے ہیں کہ وہ ان پر دفعۃً آپڑے اور ان کو خبر بھی نہ ہو (انتظار سے باوجود انکار کے مجازاً یہ مراد ہے کہ انکا استدلال کو نہ ماننا ایسا ہے جیسے اُس شخص کی حالت کہ جیسے کوئی مشاہدہ کا منتظر ہو کہ اُسوقت مانونگا۔ اور لا یشعرون کے یہ معنی ہیں کہ گو برزخ میں قیامت کا یقین ہو جاویگا لیکن زیادہ انکشاف بطور عین الیقین و حق الیقین قیامت ہی میں ہوگا جو پہلے حاصل نہ تھا اسلیے شعور کی نفی کر دی۔ اور اُس روز کے واقعات یہ ہیں کہ) تمام (دنیوی) دوست اُس روز ایک دوسرے کے دشمن ہو جاوینگے بجز خدا سے ڈرنے والوں (یعنی اہل ایمان) کے (کیونکہ باطل کی دوستی کا اُس روز ضرر محسوس ہوگا تو لامحالہ اُس سے کراہت اور دوستوں سے نفرت ہوگی کہ یہ لوگ موجب ضرر ہوئے اور حق کی دوستی کا نفع و ثواب محسوس ہوگا اسلیے وہ باقی رہیگی۔ اور ان مومنین کو حق تعالیٰ کی طرف سے ندا ہوگی کہ) اے میرے بندو تم پر آج کوئی خوف (کی بات واقع ہونیوالی) نہیں اور نہ تم غمگین ہوگے یعنی وہ بندے جو

اللغات قولہ صحاف فی الروح جمع صحفۃ الاکل الجفنۃ ثم القصعۃ ثم الصحفۃ ثم المکیلۃ اکواب فی القاموس کوز لا عروۃ لہ او لا خرطوم لہ اکواب جمع اھ ۱۲ | النحو قولہ واکواب معطوف علی صحاف فیحتمل التقیید بالذہب وعدمہ قولہ منہا تاکلون من ابتدائیۃ۔ قولہ لیقض التقدیر ادع ربک لیقض الخ ۱۲

لَقَدْ جِئْنٰكُمْ بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ۝ اَمْ اَبْرَمُوْٓا اَمْرًا فَاِنَّا مُبْرِمُوْنَ ۝ اَمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ ۭ بَلٰى وَ

ہم نے سچا دین تمہارے پاس پہنچایا لیکن تم میں اکثر آدمی سچے دین سے نفرت رکھتے ہیں۔ ہاں کیا انہوں نے کوئی انتظام درست کیا ہے سو ہم نے بھی ایک انتظام درست کیا ہے۔ ہاں کیا ان لوگوں کا یہ خیال ہے کہ ہم ان کی چپکے چپکے باتوں کو اور ان کے

رُسُلُنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُوْنَ ۝ قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ ڰ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ ۝ سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ

ہمارے فرشتے اُن کے پاس ہیں وہ بھی لکھتے رہیں۔ آپ کہیے کہ اگر خدائے رحمان کے اولاد ہو۔ تو سب سے اول اُس کی عبادت کرنے والا میں ہوں آسمان اور زمین کا مالک جو کہ عرش کا بھی مالک ہے اُن باتوں سے منزہ ہے

عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ فَذَرْهُمْ يَخُوْضُوْا وَيَلْعَبُوْا حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ فِي السَّمَاۗءِ اِلٰهٌ وَّفِي الْاَرْضِ

جو یہ لوگ بیان کر رہے ہیں۔ تو آپ انکو اسی شغل اور تفریح میں رہنے دیجیے یہانتک کہ انکو اپنے اُس دن سے سابقہ واقع ہو جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے اور وہی ذات ہے جو آسمان میں بھی قابل عبادت ہے اور زمین میں بھی

اِلٰهٌ ۭ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ۝ وَتَبٰرَكَ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ وَعِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ وَلَا

قابل عبادت ہے۔ اور وہی بڑی حکمت والا اور بڑے علم والا ہے۔ اور وہ ذات بڑی عالیشان ہے جس کے لیے آسمان اور زمین کی اور جو ان کے درمیان میں ہے اُس کی سلطنت ثابت ہے اور اسکو قیامت کی خبر ہے۔ اور تم سب اسی کے پاس

يَمْلِكُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ وَلَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ

جن معبودوں کو یہ لوگ پکارتے ہیں وہ سفارش کا اختیار نہ رکھینگے ہاں جن لوگوں نے حق بات کا اقرار کیا تھا اور وہ تصدیق بھی کیا کرتے تھے۔ اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ ان کو کس نے پیدا کیا ہے

لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝

تو یہی کہیں گے کہ اللہ نے سو یہ لوگ کدھر اُلٹے چلے جاتے ہیں

جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے تھے اور (علاوہ ایمان کے) فرمانبردار تھے تم اور تمہاری (ایماندار) بیبیاں خوش بخوش جنت میں داخل ہو جاؤ (اور جنت میں جانیکے بعد انکے لیے یہ ہوگا کہ) انکے پاس سونے کی رکابیاں (ماکولات سے بھری ہوئی) اور گلاس (مشروبات سے بھرے ہوئے سونے کے یا اور کسی چیز کے) لائے جاوینگے (یعنی غلمان لاوینگے لقولہ تعالیٰ یطوف علیھم ولدان مخلدون) اور وہاں وہ چیزیں ملینگی جنکو جی چاہیگا اور جن سے آنکھوں کو لذت ہوگی اور (اُنسے کہا جاویگا کہ) تم یہاں ہمیشہ رہو گے اور (یہ بھی کہا جاویگا کہ) یہ وہ جنت ہے جسکے تم مالک بنا دیے گئے (اسکے کبھی نہ لیجاویگی) اپنے (نیک) اعمال کے عوض میں (اور تمہارے لیے اسمیں بہت سے میوے ہیں جنمیں سے کھا رہے ہو (یہ تو اہل ایمان کا حال ہوا آگے کفار کا ذکر ہے کہ) بیشک نافرمان (یعنی کافر) لوگ عذاب دوزخ میں ہمیشہ رہینگے وہ (عذاب) اُن (پر) سے ہلکا نہ کیا جاویگا اور وہ اسی (عذاب) میں مایوس پڑے رہینگے اور (آگے حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ) ہمنے اُنپر (ذرا) ظلم نہیں کیا (کہ ناحق عذاب دیا ہو) لیکن یہ خود ہی ظالم تھے (کہ کفر و شرک کرکے اپنا نقصان کرلیا) اور (آگے انکا بقیہ حال مذکور ہے کہ جب نجات سے بالکل مایوس ہو جاوینگے اُسوقت موت کی تمنا کرینگے اور دوزخ کے داروغہ مالک نام فرشتہ کو یہ پکارینگے کہ اے مالک (تم ہی دعا کرو کہ) تمہارا پروردگار (ہمکو موت دیکر) ہمارا کام ہی تمام کردے وہ (فرشتہ) جواب دیگا کہ تم ہمیشہ اسی حال میں رہو گے (نہ نکلوگے نہ مرو گے) ف اہل ایمان کے لیے جو عدم خوف و عدم حزن و دخول جنت فرمایا ہے یہ منافی نہیں عقوبت عصاۃ کے کیونکہ ایمان اور یہ امور کلیات مشککہ ہیں ایمان اکمل پر دخول اول مرتب ہے اور مطلق ایمان پر مطلق دخول فافہم۔ اور ابلاس اور نداء کی تقریر سے وہ شبہ جاتا رہا بعض کو ہوا ہے کہ نا امیدی میں پکارنے سے کیا فائدہ سمجھا تقا ربط اوپر کفار و مشرکین کی تعذیب کا تفصیلاً اور جرم کا اجمالاً ذکر تھا آگے خاتمہ میں جرم کا تفصیلاً اور تعذیب کا اجمالاً ذکر ہے چنانچہ اوپر اذ المجرمین کا مجمل ہونا اور نفی حقاب جہنم سے ماکثون تک کا مفصل ہونا اور آگے بلاقوا یومھم اور الیہ ترجعون اور فسوف یعلمون کا مجمل ہونا اور بقیہ آیات میں جرائم کا مفصل ہونا ظاہر ہے اور سعادتان جرائم کا دوام ہیں اشراک مع اللہ اور خلاف مع الرسول اور اشراک کے جرم ہونیکے اثبات میں نیز تاکید مذاکے لیے توحید کے مضامین بھی آگئے ہیں اور خلاف مع الرسول بلکہ دونوں امر کے تعلق سے صفح اور متارکت کا مضمون تسلیہ کے طور پر آگیا ہے اور نفی شفاعت غیر کا مضمون تاکید عذاب کے لیے آگیا ہے تعلیل عذاب نار و تفصیل جرائم کفار لَقَدْ جِئْنٰكُمْ بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ۝ اَمْ اَبْرَمُوْٓا اَمْرًا فَاِنَّا مُبْرِمُوْنَ ۝ اَمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ ۭ بَلٰى وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُوْنَ ۝ قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ ڰ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ ۝ سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ فَذَرْهُمْ يَخُوْضُوْا وَيَلْعَبُوْا حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ فِي السَّمَاۗءِ اِلٰهٌ وَّفِي الْاَرْضِ اِلٰهٌ ۭ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ۝ وَتَبٰرَكَ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ وَعِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ وَلَا يَمْلِكُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ وَلَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝

اللغات قولہ ابرموا فی القاموس ابرم الامر احکمہ قولہ سرھم ونجوٰھم الفرق بینھما ان الاول مع غیر الجماعۃ والثانی مع الجماعۃ والخفیۃ۔ قولہ فی السماء متعلق باِلٰہ بمعنی معبود۔

البلاغۃ قولہ لقد جئنٰکم استیناف وکلام لکم مع قریش بعد خاتمۃ سؤال الفریقین قولہ ام ابرموا فیہ التفات قولہ ان کان فی الرحمٰن ولد ... الرجل الی غیر ... اقطع بعد ... طریق المساء ... وارخاء العنان للتبکیت والالزام قولہ فی السماء الموصوف الذی ہو اللہ فی الارض ...

الاشتراک بین الکعبۃ تعالیٰ فی السماء والکعبۃ عزوجل فی الارض قیل وہو الذی فی السماء اٰلہ ولم یقل وہو الذی فی السماء والارض اٰلہ ا ہ

الروایات فی الدر برایۃ ابن جریر عن محمد بن کعب القرظی قال بینا ثلثۃ بین الکعبۃ واستارہا قرشیان وثقفی او ثقفیان وقرشی فقال واحد منہم ترون ان اللہ یسمع کلامنا فقال الاٰخر اذا جہرتم سمع واذا اسررتم لم یسمع فنزلت ام یحسبون انا لا نسمع سرھم ونجواھم

وَقِيْلِهٖ يٰرَبِّ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝ فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلٰمٌ ؕ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝

ع ۱۳ ۷ — وقف لازم

اور اسکو رسول کے اس کہنے کی بھی خبر ہے کہ اے میرے رب یہ ایسے لوگ ہیں کہ ایمان نہیں لاتے۔ تو آپ اُن سے بے رُخ رہیے اور یوں کہدیجیے کہ تم کو سلام کرتا ہوں سو انکو ابھی معلوم ہوجاویگا

وَقِيْلِهٖ يٰرَبِّ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝ فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلٰمٌ ؕ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝ (اور علت ان عقوبات مذکورہ کی یہ ہی) کہ ہم سچا دین جس میں رکن اعظم توحید و رسالت کا اعتقاد ہی تمہارے پاس پہونچایا لیکن تم میں اکثر آدمی سچے دین سے نفرت رکھتے ہیں (اکثر یا تو اسلیے کہا کہ بعضے لوگ علم آلہی میں آیندہ ایمان لانے والے تھے اور یا اسلیے کہ کراہت بعض کو تھی اور بعض محض تقلید باطل تارک حق تھے پس کراہت سے مراد اس صورت میں طبعی کراہت ہوگی اور پہلی صورت میں کراہت اعتقادی اور کراہت حق میں اشراک مع اللہ اور خلاف مع الرسول دونوں آگئے۔ آگے ان کی تفصیل ہی کہ) ہاں کیا انہوں نے (اصرار بالرسول کے بارہ میں) کوئی انتظام درست کیا ہی سو ہم نے بھی ایک انتظام درست کیا ہی (اور ظاہر ہی کہ خدائی انتظام کے سامنے ان کا انتظام نہیں چل سکتا چنانچہ آپ محفوظ رہے اور وہ لوگ ناکام اور آخر کو بدر میں ہلاک ہوئے اس کا مفصل ذکر سورۂ انفال رکوع چہارم آیت وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا الآخر میں ہی ہاں ۱۲ یہ لوگ جو آپ کے اضرار کے لیے خفیہ تدبیریں کرتے ہیں) کیا ان لوگوں کا یہ خیال ہے کہ ہم ان کی چپکی چپکی (کہی ہوئی) باتوں کو اور ان کے (خفیہ) مشوروں کو نہیں سُنتے (ورنہ اگر ہم کو سُننے والا سمجھتے ہیں پھر ایسی جرأت کیوں کرتے ہیں پس یہ حسبان مجازی ہوگا اور ممکن ہے کہ بعض اغبیاء حقیقۃً ایسا سمجھتے ہوں کہ اللہ تعالے انہیں سُنتا جیسا بعض اسباب نزول سے معلوم ہوتا ہے اور روح المعانی سورۂ مجادلہ میں ابن سراقہ سے نقل کیا ہی کہ دو میں گفتگو ہونا سر ہے اور دو سے زیادہ میں نجوی ہے آگے اُن کے اس خیال کو رد فرماتے ہیں کہ) ہم ضرور سُنتے ہیں اور (علاوہ اس کے) ہمارے فرشتے (کاتبین اعمال) اُن کے پاس ہیں وہ بھی لکھتے ہیں (گو اس کی حاجت نہ ہو مگر مصلحت ہی کہ موافق عادات عامہ ناس کے پولیس کی رپورٹ مجرم پر خود معائنہ حاکم سے اظہر فی الحجۃ ہی یہ تو بیان ہوا اُن کے خلاف مع الرسول کا آگے اُس اجمال کی تفصیل کا دوسرا جزو مذکور ہی یعنی اشراک مع اللہ پس اُس کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ اے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم آپ (ان مشرکین سے) کہیے کہ (تم جو اپنے بعض اقوال شرکیہ میں حق تعالیٰ کی طرف اولاد کی نسبت کرتے ہو لقولہ تعالیٰ ويجعلون لله البنات - وقولہ تعالیٰ وقالوا اتخذ الرحمن ولدا سبحنه تو) اگر (بالفرض محال ایسا ہو یعنی) خدائے رحمٰن کے اولاد ہو تو سب سے اول اُس کی عبادت کرنے والا میں ہوں (جیسا تم ملائکہ کو بنات اللہ سمجھ کر اُن کی عبادت کرتے ہو اسی طرح درصورت ولدیت کے میں بھی عبادت کرتا مطلب یہ کہ مجکو تمہاری طرح حق بات کے ماننے سے ابا ر و انکار نہیں تم اگر ثابت کردو تو سب سے اول اُس کو میں مانوں اور جب اُسکو ولد اللہ مان لوں تو چونکہ خدا کی اولاد بھی خدا ہی ہونا چاہیئے اور خدا مستحق عبادت ہی اسلیے میں اُسکی عبادت بھی کروں مگر چونکہ یہ امر باطل محض ہی اسلیے میں نہ مانوں اور نہ عبادت کروں اور اسمیں ایک لطیف اشارہ ہی وجہ ابطال کی طرف تقریر اُسکی یہ ہی کہ معبودیت خواص وجوب وجود سے ہی پس اگر کوئی ولد اللہ ہوگا تو وجوب وجود اُسکے لوازم سے ہی اور اسلیے وہ مستحق معبودیت ہوگا اور بدون وجوب وجود نہ ولد ہو سکتا ہی کیونکہ ولد کا غیر مجانس ہونا عیب ہے اور نہ مستحق معبودیت ہو سکتا ہی پس تمہارا اعتقاد ملائکہ کی نسبت استحقاق عبودیت اور ولدیت کا بدون وجوب وجود کے جہل محض ہی اسکی پوری تقریر پارہ الم آیت وقالوا اتخذ الله ولدا الآخر کی تفسیر میں گذری ہی آگے تنزیہ ہی شرک سے یعنی) آسمان اور زمین کا مالک جو کہ عرش کا بھی مالک ہی اُن باتوں سے منزہ ہی جو یہ (مشرک) لوگ (اُسکی جناب میں) بیان کر رہے ہیں (یہ بیان ہوگیا اُنکے دوسرے جرم عظیم کا آگے اُنکے اصرار علی الجرائم مع هذه البراهين العظائم پر کلمۂ فا سے تفریع فرماتے ہیں کہ جب یہ باوجود وضوح حق کے اپنے عناد سے باز نہیں آتے) تو آپ انکو اسی شغل اور تفریح میں رہنے دیجیے یہانتک کہ انکو اپنے اُس دن سے سابقہ واقع ہو جسکا ان سے وعدہ کیا جاتا ہی (اُسوقت سب حقیقت معلوم ہوجاویگی اور رہنے دینے کا یہ مطلب نہیں کہ تبلیغ نہ کیجیے یعنی انکی مخالفت کی طرف التفات نہ کیجیے اور اسکے ایمان نہ لانے سے محزون نہ ہوجیے اور ہر چند کہ غایت ذرہم کی انکی موت کا وقت ہی مگر چونکہ یوم الموت مقدمہ یوم موعود کا ہی اسلیے حکماً دونوں کو ایک قرار دیکر یوم موعود کو غایت کہدیا گیا) اور (آگے تاکید جرم اشراک کے لیے تاکید توحید کی ہی کہ ایسے امر ثابت بالدلائل میں انہوں نے مخالفت کی اور تاکید جرم کے ساتھ

ملحقات الترجمة

سلہ قولہ فی اما برموا ان کیا اشارة الی ان ام منقطعة وبل للانتقال من الاجمال الی التفصیل ۱۲

النحو قولہ وقیلہ بالجر عطفا علی الساعة وفی قراءة النصب اما عطفا علی محل الساعة ای یعلم الساعة ویعلم قیلہ واما منصوب بالمصدرية من قال للمقدر ای قال الرسول قیلہ والضمیر المجرور راجع الی الرسول المذکور فی قولہ تعالی لئن سالتہم - وما ذکر من عطف قیلہ علی الساعة کما فی الروح نسب الی الزجاج والاعتراض علیہ بالفصل بین وبضعف المعنی والتنافر غیر مسلم ففی الکشف بعد ذکر تخریج الزجاج الجران الفاصل اعنی من قولہ تعالی او الیہ ترجعون الی یوفکون یصلح اعتراضا لان قولہ سبحانہ وعندہ علم الساعة مرتبط بقولہ تعالی حتی یلاقوا یومہم الذی یوعدون علی ما لا یخفی والکلام المسوق للوعید البالغ بقولہ تعالی والیہ ترجعون الی قولہ عز وجل وہم یعلمون متصل بقولہ عز وجل وعندہ علم الساعة اتصال العصا بلحاہا وقولہ تعالی ولئن سالتہم خطاب لمن یتاتی منہ السوال تتمیم لذلک الکلام باستحقاقہم ما اوعدوہ لعنادہم البالغ ومنہ یظہر وقوع التعجب فی قولہ تعالی فانی یؤفکون وعلی ہذا ظہر ارتباط وعلم قیلہ بقولہ تعالی وعندہ علم الساعة وان الفاصل متصل بہما اتصال الاجل موقعہ اھ قلت وقد منیت وجہ الارتباط نحوا من ہذا فی تقریر الترجمة باوضح بیان واکفاہ فتدبر ۱۲

سورة الدخان مكية | بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ | وهى تسع وخمسون اٰية

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

تاکید عقوبت کو بھی مفید ہے اس طرح سے کہ حکومت و تصرف میں وہی مستقل ہے اُس کے مجرم کو کوئی اوپر ہو کو نہیں چھڑا سکے گا چنانچہ مابعد میں تامل کرنے سے دونوں تاکیدیں مفہوم ہوتی ہیں غرض ارشاد ہوتا ہے کہ) وہی ذات ہے جو آسمانوں میں بھی قابل عبادت (اہل سماوات) ہے اور زمین میں بھی قابل عبادت (اہل ارض) ہے اور وہی بڑی حکمت والا اور بڑے علم والا ہے (اور کوئی علم و حکمت میں اُس کا شریک نہیں پس الوہیت بھی اُسی کے ساتھ خاص ہے یہ بمنزلہ دلیل ماسبق کے ہے) اور وہ ذات بڑی عالیشان ہے جس کے لیے آسمان اور زمین کی اور جو (مخلوق) اُن کے درمیان میں ہے اُس کی سلطنت ثابت ہے اور (علم ایسا کامل ہے کہ) اُس کو قیامت کی خبر (بھی) ہے (جس پر کسی مخلوق کو اطلاع نہیں) اور (مالک جزا و سزا کا بھی وہی ہے چنانچہ) تم سب اُسی کے پاس لوٹ کر جاؤ گے (اور اُس کو حساب دو گے) اور (اُس وقت اللہ تعالیٰ کا تفرد بالمجازاۃ ایسا ظاہر و باہر ہو گا کہ) خدا کے سوا جن معبودوں کو یہ لوگ پکارتے ہیں وہ سفارش (تک) کا اختیار نہ رکھیں گے ہاں جن لوگوں نے حق بات (یعنی کلمۂ ایمان) کا اقرار کیا تھا اور وہ (دل سے) تصدیق بھی کیا کرتے تھے (وہ البتہ باذن الٰہی اہل ایمان کی سفارش کر سکیں گے مگر اُس سے کفار کو کیا فائدہ) اور (ہم نے جو اوپر توحید کا مضمون بیان کیا ہے جس میں یہ لوگ خلاف کرتے ہیں سو اُس کے مقدمات کو یہ بھی تسلیم کرتے ہیں چنانچہ) اگر آپ ان سے پوچھیں کہ ان کو (یعنی تم کو) کس نے پیدا کیا ہے تو یہی کہینگے کہ اللہ نے (پیدا کیا ہے سو ایک مقدمہ خود ان کی تسلیم سے ثابت اور دوسرا بدیہی عقلی کہ لا یکون مستحقا للعبادة الا من قد اعطى الخلق حقيقة لان العبادة غاية التعظيم فلا يستحقها الا من كان عظيما غاية العظمة والافتقار الى الخالق ينافى غاية العظمة اور بدیہی بھی مثل مسلم کے ہوتا ہے بس) یہ لوگ (مقدمات کو مانتے ہیں مگر پھر مطلوب کے ماننے کے وقت خدا جانے) کدھر اُلٹے چلے جاتے ہیں (اور اس سے اور بھی جرم کی تاکید ہو گئی کہ ان کا یہ خلاف محض عناد سے ہے اور ظاہر ہے کہ معاند زیادہ مجرم ہوتا ہے) اور (ان مضامین مذکورہ سے توحید کی تاکید تو ظاہر ہے کہ وہ الوہیت میں بھی متفرد ہے اور علم و حکمت میں بھی اور سلطنت میں بھی اور اقامت ساعت میں بھی اور مرجع الخلق بننے میں بھی اور حاکم بلامزاحم و بلامعارض ہونے میں بھی حتیٰ کہ ادنیٰ درجہ کا معارضہ یعنی شفاعت بلا اذن بھی منفی ہے اور خالق ہونے میں بھی۔ اور اس سے تاکید جرم کی اس طرح ہو گئی کہ ایسی ذات کامل الصفات کی توحید کا انکار ضرور جرم عظیم ہے اور تاکید عقوبت کی اس طرح ہو گئی کہ جرم تو ان کا انکار توحید اور حاکم ایسا کہ الوہیت و حکمت و علم کے ساتھ سلطنت و حکومت خاص اُسی کی اور حساب کے وقت کا یعنی ساعت کا موافق پاس کے علم کے آنا اور اُسکے پاس حاضر کیا جانا ضرور اس طرح سے اُس سے بچکر کہیں چلا جانا محال اور شفعا مفقود اور یہ سب امور اجمالاً خود ان کے اقرار تفرد فی الخالقیۃ سے ثابت کیونکہ جو وجود میں کسی کا محتاج نہیں چونکہ وجود اصل جمیع کمالات کی ہے وہ اور کمالات میں بھی کسی کا محتاج نہیں اور جو وجود میں مستقل نہیں وہ کسی کمال میں مستقل نہیں پس اس جواب لیقولن اللہ سے ان تمام امور مذکورہ کا اجمالاً اقرار لازم آ گیا پس عقوبت کی تاکید اثبات سے تفصیلاً اور اقرار سے اجمالاً ہو گئی آگے تاکید عقوبت کے لیے ایک اور امر کا بیان فرماتے ہیں کہ جس طرح خدا تعالیٰ کو قیامت کی کہ وقت حساب کا ہے خبر ہے اسی طرح) اُس کو رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اس کہنے کی بھی خبر ہے کہ اے میرے رب یہ ایسے لوگ ہیں کہ (باوجود میری اس درجہ فہمایش کے) ایمان نہیں لاتے (اور اس سے تاکید عقوبت کی اور بڑھ گئی یعنی امور مذکورہ مؤکدہ للعقوبت کے ساتھ رسول کی نالش موجود پس ایسی حالت میں سمجھ لینا چاہیئے کہ کیسا سخت عذاب ہو گا آگے اس عذاب کے وقوع پر بطور تفریع کے فرماتے ہیں کہ جب آپ کو معلوم ہو گیا کہ ان کا انجام یہ ہونے والا ہے) تو آپ اُن سے بے رُخ رہیے (یعنی ان کے ایمان کا اہتمام اور اُسکی امید نہ کیجیے کیونکہ جب انکا یہ انجام مقدر ہے تو یہ کیا ایمان لاوینگے) اور (اگر وہ آپ سے مخالفت اور جہالت اور شر کی بات کریں تو آپ رفع شر کے لیے) یوں کہدیجیے کہ تم کو سلام کرتا ہوں (اور کچھ نہیں کہتا اور نہ کچھ واسطہ رکھتا ہوں آگے حق تعالیٰ تسلیہ و صفح و متارکت کی تاکید کے لیے بطور علت کے فرماتے ہیں کہ آپ چندے صبر کیجیے) سو ان کو ابھی (مرتے ہی) معلوم ہو جاویگا

ف الحمد للہ کہ آج چودہویں ربیع الثانی روز دوشنبہ ۱۳۲۵ ہجری کو سورۂ زخرف کی تفسیر ختم ہوئی اور سورۂ دخان کی شروع ہوئی وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین آمین

سورة الدخان مكية الا قوله انا كاشفوا العذاب الاٰية وهى سبع او تسع وخمسون اٰية كذا فى البيضاوى۔ **ربط** یہ سورت شروع ہوئی ہے رسالت و توحید سے اور اسی پر ختم ہوئی تھی سورت سابقہ اور بعد رسالت و توحید کے وعید ہے منکرین توحید کی اور تاکید وعید کے لیے تنظیر ہے بعض اقوام سابقہ کی پھر ان هؤلاء لیقولون میں نقل ہے انکار بعث کی پھر منکرین کو اس انکار پر بعض اقوام کے اہلاک سے دھمکا کر بعث کی صحت اور حکمت اور پھر اُس کا وقوع اور پھر اُسکے واقعات ذکر کیے گئے ہیں اور مثل افتتاح کے رسالت ہی کے مضمون پر سورت ختم ہو گئی ہے۔

تعظیم قرآن منزل و تعظیم رسول منزل علیہ و تعظیم رب منزل ہے ۔۔۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

حٰمٓ ۝ۚ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ۙ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ۝ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ ۝ۙ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا

حٰم۔ قسم ہے اس کتاب واضح کی کہ ہم نے اس کو ایک برکت والی رات میں اتارا ہے ہم آگاہ کرنے والے تھے اُس رات میں ہر حکمت والا معاملہ ہماری پیشی سے حکم ہو کر طے کیا جاتا ہے۔

اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ۝ۚ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ۙ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۘ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ۝

ہم بوجہ رحمت کے جو آپ کے رب کی طرف سے ہوتی ہے۔ آپ کو پیغمبر بنانے والے تھے۔ وہ بڑا سُننے والا بڑا جاننے والا ہے۔ جو کہ مالک ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو ان دونوں کے درمیان میں ہے اُس کا بھی اگر تم یقین لانا چاہو

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۭ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَاۗىِٕكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ يَّلْعَبُوْنَ ۝

اُس کے سوا کوئی لائق عبادت کے نہیں وہی جان ڈالتا ہے اور وہی جان نکالتا ہے۔ وہ تمہارا بھی پروردگار ہے اور تمہارے اگلے باپ دادوں کا بھی پروردگار ہے بلکہ وہ شک میں ہیں کھیل میں مصروف ہیں

حٰمٓ ۝ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ۝ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ ۝ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا ۭ اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ۝ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۘ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ۝ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۭ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَاۗىِٕكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ يَّلْعَبُوْنَ ۝ حٰم (اس کے معنی اللہ کو معلوم ہیں) قسم ہے اس کتاب واضح (المعنی) کی کہ ہم نے اس کو (لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر) ایک برکت والی رات (یعنی شب قدر) میں اتارا ہے (کیونکہ) ہم (بوجہ شفقت کے اپنے ارادہ میں اپنے بندوں کو) آگاہ کرنے والے تھے (یعنی ہم کو منظور ہوا کہ ان کو مضرتوں سے بچا لینے کے لیے خیر و شر کی اطلاع کر دیں یہ علت ہوئی تنزیل قرآن کی۔ آگے اُس شب کے برکات و منافع بیان فرماتے ہیں کہ) اُس رات میں ہر حکمت والا معاملہ ہماری پیشی سے حکم (صادر) ہو کر طے کیا جاتا ہے (یعنی سال بھر کے معاملات میں کہ سب ہی باحکمت ہیں جس طور پر اللہ تعالیٰ کو کرنا منظور ہے اُس طور کو متعین کر کے اور اُن کی اطلاع کارکن ملائکہ کو کر کے اُن کے سپرد کر دیئے جاتے ہیں چونکہ وہ رات ایسی ہے اور قرآن سب سے زیادہ امر حکیم تھا اسلیے اس کا نزول بھی اُسی شب میں ہوا آگے بطور بدل کے تفسیر ہے انا کنا منذرین کی یعنی یہ قرآن اس لیے نازل کیا گیا کہ) ہم بوجہ رحمت کے جو آپ کے رب کی طرف سے (یعنی ہماری طرف سے بندوں پر) ہوتی ہے آپ کو پیغمبر بنانے والے تھے (تاکہ آپ کی معرفت اپنے بندوں کو آگاہ کر دیں) بیشک وہ بڑا سُننے والا بڑا جاننے والا ہے (اس لیے مصالح عباد کی رعایت کرتا ہے اور وہ ایسا ہے) جو کہ مالک ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو (مخلوق) اِن دونوں کے درمیان میں ہے اُسکا بھی اگر تم یقین لانا چاہو (تو یہ دلائل توحید کے یقین لانے کے لیے کافی موجود ہیں آگے توحید کی تصریح ہے کہ) اُس کے سوا کوئی لائق عبادت کے نہیں وہی جان ڈالتا ہے اور وہی جان نکالتا ہے وہ تمہارا بھی پروردگار ہے اور تمہارے اگلے باپ دادوں کا بھی پروردگار ہے (اور اس تصریح و توضیح کا مقتضا تو یہ تھا کہ وہ لوگ مان لیتے مگر یہ لوگ پھر بھی نہیں مانتے) بلکہ وہ (توحید وغیرہ امور حقہ کی طرف سے) شک میں (پڑے) ہیں (اور دنیا کے) کھیل (کود) میں مصروف ہیں (آخرت کی فکر نہیں جو حق کو طلب کریں اُس میں غور سے کام لیں یہ مذمت شرک کی بمناسبت مضمون توحید کے آگئی اور تعظیم منزل کے لیے توحید بیان کی گئی)

ف قرآن اور منزل قرآن کی تعظیم تو آیات میں مصرح ہے اور تعظیم رسول کی انا کنا مرسلین سے مفہوم ہے اور مرسلین کا مفعول یعنی رسولا حذف کر دینا اور رحمۃ من ربک میں وضع مظہر موضع مضمر اُس تعظیم کا اور زیادہ موکد ہے اور قرآن کی قسم کھانے کی تحقیق شروع سورۂ زخرف میں آچکی ہے۔ مگر یہ یاد رہے کہ قسم محض نفس تنزیل کے اعتبار سے ہے کہ تامل فی القرآن اسی کے لیے مثبت ہے قطع نظر تقیید بالظرف سے۔ اور لیلۃ مبارکۃ کی تفسیر اکثر نے شب قدر سے کی ہے اور اس باب میں آثار بھی ہیں چنانچہ سعید بن جبیر نے فرمایا ہے کہ پورا قرآن سماء علیا سے سماء دنیا پر شب قدر میں آگیا پھر تھوڑا تھوڑا اکیس سال میں نازل ہوتا رہا۔ اور ابن عباس رضؓ نے فرمایا ہے کہ سال بھر میں جو کچھ ہونے والا ہوتا ہے رزق و موت و حیات و بارش وغیرہ وہ سب شب قدر میں لوح محفوظ سے نقل کر لیا جاتا ہے۔ یہ دونوں روایتیں درمنثور میں ہیں اور پہلی روایت سے اس شبہ کا بھی جواب ہو گیا کہ قرآن تو نجماً نجماً تیئیس۲۳ سال میں آیا ہے پھر شب قدر میں آنے کے کیا معنی۔ جواب کی تقریر ظاہر ہے۔ اور بعض نے لیلۃ مبارکۃ کی تفسیر لیلۃ البراءۃ سے کی ہے اس بنا پر کہ روایات میں اُسکی نسبت بھی واقعات سالانہ کا فیصلہ ہونا آیا ہے لیکن چونکہ کسی روایت میں اُس میں قرآن کا نزول وارد نہیں اور شب قدر میں نزول خود قرآن میں مذکور ہے انا انزلناہ فی لیلۃ القدر اس لیے یہ تفسیر صحیح نہیں معلوم ہوتی اور واقعات کا فیصل ہونا اس شب میں اسکو مستلزم نہیں کہ قرآن میں جو لیلۃ مبارکۃ آیا ہے اس سے یہی مراد ہو غایت مافی الباب اسکا قائل ہونا پڑیگا کہ دونوں شب میں واقعات فیصل ہوتے ہیں تو یہ کچھ بعید نہیں بلکہ ممکن ہے کہ واقعات لکھ تو لیے جاتے ہوں شب براءۃ میں اور سپرد کیے جاتے ہوں شب قدر میں جیسا کہ روح المعانی میں ابن عباس رضؓ کا ایک قول بلا سند بعینہٖ یہی نقل کیا ہے اور احتمال کے لیے ثبوت کی حاجت نہیں ربط اوپر توحید و قرآن

ملحقات الترجمۃ

۱؎ قولہ فی امر حکیم سب ہی باحکمت ہیں اشارۃً الی ان الصفۃ قید واقعی ۱۲

اللغات یفرق یفصل ویقضی حکیم ذات حکمۃ کتمر ولابن ۱۲ | النحو قولہ امرا مفعول مطلق لیفرق من غیر لفظہ ومن عندنا صفۃ لہ ولکا الظرف اتم الظہار جزمتہ قولہ رب السموات نعت من ربک

فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ ○ يَغْشَى النَّاسَ ۖ هَٰذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ ○ رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ ○

سو آپ اُس روز کا انتظار کیجیے کہ آسمان کی طرف ایک نظر آنے والا دھواں پیدا ہو۔ جو ان سب لوگوں پر عام ہو جاوے۔ یہ ایک دردناک سزا ہے۔ اے ہمارے رب ہم سے اس مصیبت کو دور کر دیجیے ہم ضرور ایمان لے آویں گے

أَنَّىٰ لَهُمُ الذِّكْرَىٰ وَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مُّبِينٌ ○ ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوا مُعَلَّمٌ مَّجْنُونٌ ○ إِنَّا كَاشِفُو الْعَذَابِ قَلِيلًا ۚ

ان کو کب نصیحت ہوتی ہے۔ حالانکہ ان کے پاس ظاہر شان کا پیغمبر آیا۔ پھر بھی یہ لوگ اس سے سرتابی کرتے رہے اور یہی کہتے رہے کہ سکھایا ہوا ہے دیوانہ ہے۔ ہم چندے اس عذاب کو ہٹا دیں گے

إِنَّكُمْ عَائِدُونَ ○ يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَىٰ إِنَّا مُنتَقِمُونَ ○

تم پھر اپنی اسی حالت پر آجاؤ گے۔ جس روز ہم بڑی سخت پکڑ پکڑیں گے۔ ہم بدلے لیں گے۔

وقف لازم

اور رسالت کا حق ہونا مذکور تھا آگے ان امور حقہ کے منکرین کی وعید ہے۔

وعید منکرین حق مبین

فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ ○ يَغْشَى النَّاسَ هَٰذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ ○ رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ ○ أَنَّىٰ لَهُمُ الذِّكْرَىٰ وَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مُّبِينٌ ○ ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوا مُعَلَّمٌ مَّجْنُونٌ ○ إِنَّا كَاشِفُو الْعَذَابِ قَلِيلًا إِنَّكُمْ عَائِدُونَ ○ يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَىٰ إِنَّا مُنتَقِمُونَ ○ (اور جب وضوح حق پر بھی یہ لوگ نہیں مانتے کما دل علیہ قولہ تعالیٰ بل هم فی شك یلعبون) سو آپ (انکے لیے) اُس روز کا انتظار کیجیے کہ آسمان کی طرف ایک نظر آنیوالا دُھواں پیدا ہو جو ان سب لوگوں پر عام ہو جاوے یہ (بھی) ایک دردناک سزا ہے جو انکو ہوگی (مراد اس سے غلہ کا قحط ہے جسمیں اہل مکہ مبتلا ہوئے تھے جسکا حقیقی سبب بددعا تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جب یہ لوگ عناد میں زیادہ بڑھ گئے اور یہ بددعا ایکبار مکہ میں ہوئی تھی ایک بار مدینہ میں کذا فی روح المعانی تفسیر سورۃ المؤمنین آیۃ حتی اذا فتحنا علیهم بابا ذا عذاب شدید عن السیرۃ الحلبیۃ اور ظاہری سبب اسکا جیسا روح میں ہے یہ تھا کہ جب ثمامہ رئیس یمامہ مدینہ میں مسلمان ہوگئے اور کفار مکہ نے اُنپر ملامت کی اُنہوں نے غلہ آنا یمامہ سے بند کر دیا اور مکہ میں غلہ کی آمد وہاں ہی سے تھی اور بارش بھی بند ہوگئی کذا فی الدر عن البیہقی اہل مکہ بھوکے مرنے لگے اور قاعدہ ہے کہ شدت کی بھوک اور خشکی میں جو یعنی ما بین ارض وسما کے اندر دھواں سا آنکھوں کے سامنے نظر آیا کرتا ہے اُسکو دخان فرمایا غرض اہل مکہ اپنی جان سے تنگ آگئے اور لگے عاجزی کرنے چنانچہ پیشینگوئی کے طور پر فرماتے ہیں کہ اُسوقت جناب باری میں عرض کرینگے کہ) اے ہمارے رب ہم سے اس مصیبت کو دُور کر دیجیے ہم ضرور ایمان لے آوینگے (چنانچہ یہ پیشینگوئی اس طرح پوری ہوئی کہ ابوسفیان اور دیگر قریش نے آپکو لکھا بھی اور آئے بھی کہ آپ دعا کریں اور ثمامہ کو سمجھاویں کذا فی الدر والروح۔ اور صاحب روح نے تفسیر سورۂ دخان میں ابوسفیان کا وعدہ ایمان بھی نقل کیا ہے آگے اُنکے اس وعدہ کا صدق دل سے نہ ہونا ارشاد فرماتے ہیں کہ) انکو (اس سے) کب نصیحت ہوتی ہے (جس سے توقع انکے ایمان کی کیجاوے) حالانکہ (اسکے قبل) انکے پاس ظاہر شان کا پیغمبر آیا (یعنی جسکی شان نبوت ظاہر تھی) پھر بھی یہ لوگ اس سے سرتابی کرتے رہے اور یہی کہتے رہے کہ (کسی دوسرے بشر کا) سکھایا ہوا ہے (کما مر فی سورۃ النحل من قولہ تعالی انما یعلمه بشر اور) دیوانہ ہے (پس جب اتنے بڑے رسول کے آنے پر کہ جسکے دلائل رسالت میں کوئی تاویل ہی نہیں ہو سکتی یہ لوگ ایمان نہیں لائے تو قحط کے ہونے پر جسمیں بے انصاف آدمی یہ بھی احتمال نکال سکتا ہے کہ یہ ایک معمولی واقعہ اسباب طبعیہ سے ہے نہ سزائے کفر نہیں ہے کب امید ایمان لانے کی ہے یہ ان کا کہنا محض دفع الوقتی ہے کہ کسی طرح کام نکل جائے اور مصیبت ٹل جائے مگر خیر) ہم (حجت تمام کرنے کے لیے) چندے اس عذاب کو ہٹا دیں گے (مگر) تم پھر اپنی اُسی (پہلی) حالت (اصرار و استکبار و عدم استکانت و عدم تضرع) پر آجاؤ گے (چنانچہ یہ پیشین گوئی اس طرح پوری ہوئی کہ آپنے دعا فرمائی بارش ہوئی اور ثمامہ کو بھی خط لکھا کہ غلہ آنے دیں اور اہل مکہ کو فارغ البالی میسر ہوئی مگر ایمان تو کیا لاتے وہ نرمی اور شکستگی بھی جاتی رہی پھر وہی زور اور وہی شور اور قلیلا اس لیے فرمایا کہ متاع الدنیا قلیل کیونکہ اس کشف عذاب کی حد محض مدت حیات دنیویہ تک ہے پھر مرنے کے بعد جو مصیبت آویگی اُسکا کہیں خاتمہ نہیں چنانچہ ارشاد ہے کہ) جس روز ہم بڑی سخت پکڑ پکڑیں گے (اُس روز) ہم (پورا) بدلہ لینگے (یعنی آخرت میں پوری سزا ہوگی) **ف** یہ روایتیں جو تقریر تفسیر میں لکھی گئی ہیں روح اور در منثور اور بخاری سے لکھی ہیں اور بعض روایات میں آیا ہے کہ ایک دخان قریب قیامت کے آویگا مگر ابن مسعودؓ نے اس آیت کی تفسیر اُس سے کرنا پسند نہیں کیا اور کسی سند صحیح سے یہ بھی ثابت نہیں کہ دخان قریب قیامت والے کا ذکر بطور تفسیر کے فرمایا گیا ہو۔ اور تفسیر مختار پر شبہہ نہ کیا جاوے کہ یہ دخان تو خیالی ہوتا ہے اس کو مبین کیسے فرمایا اصل یہ ہے کہ وہ خیالی نہیں ہوتا واقعی ہوتا ہے کیونکہ حقیقت اُس کی بخارات ہیں گو ضعیف القوام ہو اور روح میں بعض عرب سے نقل کیا ہے یسمی الشر الغالب دخانا یعنی سر شر غالب

البلاغۃ	النحو
قولہ تاتی السماء لم یسند الیہ عز وجل مع انہ سبحانہ الفاعل حقیقۃ لیکون الکلام مع سابقہ المتضمن اسنادا ما ہو رحمۃ الیہ تعالیٰ شانہ علی وزان قولہ تعالیٰ انعمت علیهم غیر المغضوب علیهم ۱۲	قولہ یوم نبطش معمول لما دل علیہ قولہ تعالیٰ انا منتقمون ای ننتقم یوم نبطش لا لانا منتقمون ۱۲

وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَجَاءَهُمْ رَسُولٌ كَرِيمٌ ۝ أَنْ أَدُّوا إِلَيَّ عِبَادَ اللَّهِ ۖ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝ وَأَنْ لَا تَعْلُوا

اور ہم نے ان سے پہلے قوم فرعون کو آزمایا تھا اور اُن کے پاس ایک معزز پیغمبر آئے تھے کہ ان اللہ کے بندوں کو میرے حوالے کردو میں تمہاری طرف فرستادہ ہوں دیانتدار ہوں۔ اور یہ کہ تم خدا سے

عَلَى اللَّهِ ۖ إِنِّي آتِيكُمْ بِسُلْطَانٍ مُبِينٍ ۝ وَإِنِّي عُذْتُ بِرَبِّي وَرَبِّكُمْ أَنْ تَرْجُمُونِ ۝ وَإِنْ لَمْ تُؤْمِنُوا لِي فَاعْتَزِلُونِ ۝ فَدَعَا رَبَّهُ

سرکشی مت کرو میں تمہارے سامنے ایک واضح دلیل پیش کرتا ہوں۔ اور میں اپنے پروردگار اور تمہارے پروردگار کی پناہ لیتا ہوں اس سے کہ تم لوگ مجھ کو پتھر سے قتل کرو۔ اور اگر تم مجھ پر ایمان نہیں لاتے تو تم مجھ سے الگ ہی رہو تب پیغمبر نے اپنے

أَنَّ هَٰؤُلَاءِ قَوْمٌ مُجْرِمُونَ ۝ فَأَسْرِ بِعِبَادِي لَيْلًا إِنَّكُمْ مُتَّبَعُونَ ۝ وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا ۖ إِنَّهُمْ جُنْدٌ مُغْرَقُونَ ۝ كَمْ تَرَكُوا

کہ یہ بڑے سخت مجرم لوگ ہیں۔ تو اب میرے بندوں کو تم رات ہی رات میں لے کر چلے جاؤ تم لوگوں کا تعاقب ہوگا۔ اور تم اس دریا کو سکون کی حالت میں چھوڑ دینا اُن کا سارا لشکر ڈبو دیا جاویگا۔ وہ لوگ

مِنْ جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ۝ وَزُرُوعٍ وَمَقَامٍ كَرِيمٍ ۝ وَنَعْمَةٍ كَانُوا فِيهَا فَاكِهِينَ ۝ كَذَٰلِكَ ۖ وَأَوْرَثْنَاهَا قَوْمًا آخَرِينَ ۝ فَمَا بَكَتْ

کتنے ہی باغ اور چشمے اور کھیتیاں اور عمدہ مکانات اور آرام کے سامان جن میں وہ خوش رہا کرتے تھے چھوڑ گئے۔ اسی طرح ہوا۔ اور ہم نے ایک دوسری قوم کو انکا مالک بنا دیا۔ سو نہ تو

عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ وَمَا كَانُوا مُنْظَرِينَ ۝ وَلَقَدْ نَجَّيْنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ مِنَ الْعَذَابِ الْمُهِينِ ۝ مِنْ فِرْعَوْنَ ۚ إِنَّهُ كَانَ

ان پر آسمان و زمین کو رونا آیا اور نہ ان کو مہلت دی گئی اور ہم نے بنی اسرائیل کو سخت ذلت کے عذاب یعنی فرعون سے نجات دی واقعی وہ

عَالِيًا مِنَ الْمُسْرِفِينَ ۝ وَلَقَدِ اخْتَرْنَاهُمْ عَلَىٰ عِلْمٍ عَلَى الْعَالَمِينَ ۝ وَآتَيْنَاهُمْ مِنَ الْآيَاتِ مَا فِيهِ بَلَاءٌ مُبِينٌ ۝

بڑا سرکش حد سے نکل جانے والوں میں سے تھا اور ہم نے بنی اسرائیل کو اپنے علم کے رُو سے دنیا جہان والوں پر فوقیت دی اور ہم نے اُن کو ایسی نشانیاں دیں جن میں صریح انعام تھا۔

دخان کہلاتا ہے اور وجہ اُسکی یہ بیان کی ہے کہ دخان سے تاذی ہوتی ہے تو ہر موذی کو تشبیہاً دخان کہدیتے ہیں اور مراد اس سے یہاں قحط ہوگا اور اُسکا موجود واقعی ہونا ظاہر ہے اور اُس کا سماء کی طرف ہونا باین معنی ہے کہ سماء سے مراد مطلق جہت علو اور بخارات کا ارتفاع جہت علو میں ظاہر ہے و نیز مطر بھی اول اُسی جہت میں آتا ہے اور اُس سے زمین میں آتا ہے پس وہ امطار و عدم امطار دونوں کا محل اول ہے اور بندہ نے تقریر تفسیر میں جابجا پیشین گوئی اسلیے کہا کہ فارتقب قرینہ ہے کہ یہ آیتیں قبل وقوع ان واقعات کے آئی ہیں یوم تاتی السماء الخ تو قبل واقعہ دخان کے اور انا کاشفوا العذاب بعد واقعہ دخان قبل زوال دخان کے۔ اور بعض روایات میں جو فارتقب الخ کا نزول بعد وقوع دخان کے آیا ہے غالباً اُسوقت حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت فرمادی ہوگی راوی کو اُس وقت نزول مظنون ہوا یا فانزل اللہ میں تاویل کرلیجاوے کہ فظہر ما انزل اللہ الخ واللہ اعلم۔ اور چونکہ کشف قحط بعد ہجرت ہوا ہے اسلیے انا کاشفوا العذاب کا مدنی ہونا بھی صحیح ہوگیا جیساکہ بیضاوی وغیرہ نے کہا ہے۔ اور مکیت میں بھی فی نفسہ اشکال نہیں کیونکہ یہ بھی پیشینگوئی ہے خواہ کتنی ہی مقدم ہو جیساکہ بعض نے کہا ہے لیکن درمنثور میں ایک روایت ہے کہ انا کاشفوا العذاب بعد زوال دخان کے نازل ہوئی اس سے مدنیت کو ترجیح ہوتی ہے واللہ اعلم ربط اوپر منکرین کی وعید تھی آگے قصہ عقوبت فرعون سے اس وعید کی تاکید ہے۔

ملحقات الترجمہ

سلہ قولہ فی العنوان مثبور اخذ من قولہ تعالیٰ وانی لاظنک یا فرعون مثبوراً ۱۲

قصۂ فرعون مثبور برائے تاکید وعید کور

وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَجَاءَهُمْ رَسُولٌ كَرِيمٌ ۝ أَنْ أَدُّوا إِلَيَّ عِبَادَ اللَّهِ ۖ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝ وَأَنْ لَا تَعْلُوا عَلَى اللَّهِ ۖ إِنِّي آتِيكُمْ بِسُلْطَانٍ مُبِينٍ ۝ وَإِنِّي عُذْتُ بِرَبِّي وَرَبِّكُمْ أَنْ تَرْجُمُونِ ۝ وَإِنْ لَمْ تُؤْمِنُوا لِي فَاعْتَزِلُونِ ۝ فَدَعَا رَبَّهُ أَنَّ هَٰؤُلَاءِ قَوْمٌ مُجْرِمُونَ ۝ فَأَسْرِ بِعِبَادِي لَيْلًا إِنَّكُمْ مُتَّبَعُونَ ۝ وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا ۖ إِنَّهُمْ جُنْدٌ مُغْرَقُونَ ۝ كَمْ تَرَكُوا مِنْ جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ۝ وَزُرُوعٍ وَمَقَامٍ كَرِيمٍ ۝ وَنَعْمَةٍ كَانُوا فِيهَا فَاكِهِينَ ۝ كَذَٰلِكَ ۖ وَأَوْرَثْنَاهَا قَوْمًا آخَرِينَ ۝ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ وَمَا كَانُوا مُنْظَرِينَ ۝ وَلَقَدْ نَجَّيْنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ مِنَ الْعَذَابِ الْمُهِينِ ۝ مِنْ فِرْعَوْنَ ۚ إِنَّهُ كَانَ عَالِيًا مِنَ الْمُسْرِفِينَ ۝ وَلَقَدِ اخْتَرْنَاهُمْ عَلَىٰ عِلْمٍ عَلَى الْعَالَمِينَ ۝ وَآتَيْنَاهُمْ مِنَ الْآيَاتِ مَا فِيهِ بَلَاءٌ مُبِينٌ ۝

اور ہم نے ان سے پہلے قوم فرعون کو آزمایا تھا اور (وہ آزمایش یہ تھی کہ) اُن کے پاس ایک معزز پیغمبر (یعنی موسیٰ علیہ السلام) آئے تھے (پیغمبر کے آنے سے آزمایش یہ ہوتی ہے کہ کون ایمان لاتا ہے اور کون نہیں لاتا اور انھوں نے آکر فرعون اور فرعون کی قوم سے فرمایا) کہ ان اللہ کے بندوں (یعنی بنی اسرائیل) کو

اللغات قولہ نعمۃ بالفتح التنعم وفسرہا بالشیٔ المنعم بہ لانہ انسب للترک ہی کیفیۃ لاتکون بہذا المعنی قولہ فاکہین طیبی الانفس ۱۲

النحو قولہ فاسر مقدر قبلہ قال ۱۲

البلاغۃ قولہ رسول امین وقولہ سلطٰن مبین فی الربح ولا یخفی حسن ذکر الامین مع الاداء والسلطان مع العلاء ۱۲

(جنکو تم نے طرح طرح کی تکالیف میں پھنسا رکھا ہے) میرے حوالے کر دو (اور ان سے دست بردار ہو جاؤ کہ میں جہاں اور جس طرح مناسب ہو ان کو آزاد کر کے رکھوں) میں تمہاری طرف خدا کا فرستادہ (ہو کر آیا) ہوں (اور) دیانت دار ہوں (کوئی بات وحی سے کمی بیشی نہیں کرتا ہوں جو حکم ہوتا ہے پہنچاتا ہوں پس تم کو ماننا چاہیئے) اور یہ (بھی فرمایا) کہ تم خدا سے سرکشی مت کرو (اور یہ حق العباد کا امر تھا اور یہاں حق اللہ کا) میں تمہارے سامنے ایک واضح دلیل (اپنی نبوت کی) پیش کرتا ہوں (مراد اس سے معجزۂ عصا و ید بیضا ہے) اور (جب فرعون و اٰل فرعون نے نہ مانا بلکہ باہم مشورہ آپکے قتل کا ہوا لقولہ تعالیٰ ان الملأ یأتمرون بک لیقتلوک وقولہ تعالیٰ ذرونی اقتل موسیٰ الخ اُسوقت آپنے سنکر فرمایا کہ) میں اپنے پروردگار اور تمہارے پروردگار کی پناہ لیتا ہوں اس سے کہ تم لوگ مجکو پتھر (یا غیر پتھر) سے قتل کرو اور اگر تم مجھ پر ایمان نہیں لاتے تو تم مجھ سے الگ ہی رہو (یعنی میری ایذا و اضرار کے درپے مت ہو کیونکہ مجکو تو کوئی ضرر نہ ہوگا مجھ سے وعدہ ہے فلا یصلون الیکما الخ لیکن تمہارا جرم اور زیادہ شدید ہو جاویگا اسلیے خیر خواہی سے کہتا ہوں کہ ایسا مت کرو مگر وہ کب باز آتے تھے) تب موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنے ربسے دعا کی کہ یہ بڑے سخت مجرم لوگ ہیں (کہ جرائم سے باز نہیں آتے اب انکا فیصلہ کر دیجیے ارشاد ہوا کہ ہمنے دعا قبول کی اور انکے فیصلہ کا وقت آگیا) تو اب میرے بندوں (یعنی بنی اسرائیل) کو تم راتوں رات میں لیکر چلے جاؤ (کیونکہ) تم لوگوں کا (فرعون کی طرفسے) تعاقب (بھی) ہوگا (اسلیے رات میں نکل جانے سے اتنی دُور تو نکل جاؤگے کہ یہ تعاقب کر کے تمکو پا نہ سکے) اور (اثنائے سفر میں جو دریا حائل ہوگا تم اُس دریا کو (اول عصا مارنا کہ وہ خشک ہو کر رستہ دیدیگا پھر پار ہونے کے بعد جب اُسکو اُسی حالت پر دیکھو تو فکر نکرنا کہ اسی طرح فرعون بھی شاید پار ہو جاویگا بلکہ تم اُسکو اسی) سکون کی حالت میں (یعنی اسکی ہیئت پر جوکہ پانی کے ہٹ جانے سے اور رستہ کے خشک ہو جانے سے حاصل ہوئی ہے اُسپر) چھوڑ دینا (اور بیفکر رہنا کیونکہ اسکے اس حالت میں رہنے کی یہ حکمت ہے کہ) اُن (فرعونیوں) کا سارا لشکر (اُس دریا میں) ڈبو دیا جاویگا (اس طرح کہ وہ اسمیں گھسینگے اور جب اُس میں آجاوینگے تو چہار طرف سے پانی آملیگا اور حالت مذکورہ کو سکون کہنے کی وجہ ظاہر ہے کہ ہیئت حاصلہ میں بھی تغیر نہ ہوا جو کہ ایک قسم کی حرکت فی الکیف ہے اور پانی بھی جہاں کا تہاں رہ گیا وہ بھی اس رستہ کے سطح پر نہ آویگا جو کہ حرکت فی الاین ہے اسی کو روح میں کہا ہے ساکنا علی ہیئتہ قارا علی حالہ من انتصاب الماء وکون الطریق یبسًا چنانچہ اسی طرح واقع ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام پار ہو گئے اور فرعونی غرق ہوئے اور) وہ لوگ کتنے ہی باغ اور (کتنے ہی) چشمے (یعنی نہریں) اور (کتنی ہی) کھیتیاں اور (کتنے ہی) عمدہ مکانات اور (کتنے ہی) آرام کے سامان جس میں وہ خوش رہا کرتے تھے چھوڑ گئے (یہ قصہ) اسی طرح ہوا (مقصود اس سے تجدید تہدید ہے) اور ہم نے ایک دوسری قوم کو ان کا مالک بنا دیا (مراد بنی اسرائیل ہیں جیسا دوسری آیت میں ہے واورثناہا بنی اسرائیل) سو (بوجہ انکی غایت مبغوضیت اور مغضوبیت کے) نہ تو ان پر آسمان و زمین کو رونا آیا (اور یہ اثر ہے مبغوضیت کا) اور نہ انکو (عذاب سے چندے اور) مہلت دی گئی (یعنی اگر چندے جیتے تو عذاب نار سے اور بچے رہتے اور یہ مہلت نہ ملنا اثر ہے مغضوبیت کا) اور ہم نے (اس طور پر) بنی اسرائیل کو سخت ذلت کے عذاب یعنی فرعون (کے ظلم و ستم) سے نجات دی واقعی وہ (فرعون) بڑا سرکش (اور) حد (عبودیت) سے نکل جانے والوں میں سے تھا (ایک نعمت تو بنی اسرائیل پر یہ ہوئی) اور (اسکے علاوہ) ہم نے بنی اسرائیل کو (اور بھی نعمتیں دے کر) اپنے علم (اور حکمت) کی رو سے (بعض امور میں تمام) دنیا جہان والوں پر (یا کل امور میں ایک بڑے حصہ مخلوق پر مثلاً اُس زمانے کے لوگوں پر) فوقیت دی اور (اُن نعمتوں میں علاوہ معنی انعام ہونے کے دلالت علی القدرۃ بھی تھی جس کا حاصل یہ ہے کہ) ہم نے اُن کو (اپنی قدرت کی) ایسی (بڑی بڑی) نشانیاں دیں جن میں صریح انعام (پایا جاتا) تھا (یعنی وہ امور جامع تھے درمیان دونوں وصف کے نعمت ہونا اور دلیل قدرت ہونا پھر بعض اُن میں حسی نعمت تھی جیسے انجاء عن فرعون جس کو غایت ظہور کی وجہ سے سب سے مقدم بیان فرمایا اور بعض اُن میں معنوی نعمتیں تھیں جیسے علم وکتاب و مشاہدہ معجزات) ف اورثناہا قوما آخرین کے متعلق ضروری تحقیق سورۂ اعراف رکوع ولقد اخذنا الخ میں اور سورۂ شعراء رکوع واوحینا الخ میں گذر چکی ہے اس مقام پر روح المعانی کا اتنا مضمون اُس تحقیق کے بعض احتمالات کی ترجیح کے لیے اور لکھتا ہوں کہ بنی اسرائیل کے مصر میں واپس آنے کے حسن قائل ہوئے ہیں اور قتادہ اس لیے منکر ہوئے ہیں کہ مشہور تواریخ اس کے خلاف ہیں اور اورثنا کے معنی تمکین من التصرف کے ہو سکتے ہیں جو واپسی پر موقوف نہیں اور بعض نے حسن کے قول کو بوجہ ظاہری موافقت کتاب اللہ کے ترجیح دی ہے اور کہا ہے کہ تواریخ کا اور کتب یہود کا کچھ اعتبار نہیں اھ اور بکاء سماء و ارض مؤمن کے واسطے حدیث میں آیا ہے چنانچہ ترمذی میں ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مؤمن جب مرجاتا ہے تو آسمان کا ایک وہ دروازہ جس میں سے اُس کے عمل کا صعود ہوتا تھا اور ایک وہ دروازہ جس میں سے اس کے رزق کا نزول ہوتا تھا اُس پر روتے ہیں اور آپ نے یہ آیت پڑھی اھ اور روح میں بیہقی سے ہے کہ حضرت ابن عباس رضؓ نے فرمایا کہ زمین مؤمن کے مرنے پر چالیس دن تک روتی ہے اور ابن المنذر سے ہے کہ حضرت علی رضؓ نے فرمایا کہ جب مؤمن مرتا ہے تو زمین میں اُس کے نماز پڑھنے کی جگہ اور آسمان میں اُس کے عمل صعود کرنے کی جگہ اُس پر روتی ہیں اھ پس آیت میں اس کے قائل ہونے کی ضرورت نہیں کہ یہ مجاز ہے اُن کے وجود کے غیر معتد بہ ہونے سے اور یہ کہ بکاء استعارہ تمثیلیہ ہے کہ کسی کی شدت موت و عظمت موت کو اُس شخص کے حال سے تشبیہ دی جاوے جس پر آسمان و زمین کا رونا فرض کر لیا جاوے وجہ یہ کہ جب حقیقی معنی بن سکیں مجاز لینا نہ چاہیئے اور حقیقی معنی کے لیے کوئی امر مانع نہیں اور روایات مرجح ہیں اور شعور بقدر ضرورت ان اشیاء میں ثابت ہے جیسا سورۂ بنی اسرائیل آیت وان من شئ الا یسبح الخ میں لکھا گیا ہے۔ اور علی علم کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے ہر کام میں

ملحقات الترجمة

سلہ قولہ فی ترجمون پتھر یا غیر اشارة الی صحة الاحتمالین الحقیقة والمجاز من قبیل اطلاق المقید علی المطلق وکذا قولہ تعالیٰ اقتل موسیٰ یحتمل الامرین ۱۲

إِنَّ هَٰؤُلَاءِ لَيَقُولُونَ ۝ إِنْ هِيَ إِلَّا مَوْتَتُنَا الْأُولَىٰ وَمَا نَحْنُ بِمُنشَرِينَ ۝ فَأْتُوا بِآبَائِنَا إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝ أَهُمْ خَيْرٌ

یہ لوگ کہتے ہیں کہ اخیر حالت بس یہی ہمارا دنیا کا مرنا ہے اور ہم دوبارہ زندہ نہ ہونگے سو اگر تم سچے ہو تو ہمارے باپ دادوں کو لا موجود کرو یہ لوگ زیادہ بڑھے ہوئے ہیں

أَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ وَالَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ أَهْلَكْنَاهُمْ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا مُجْرِمِينَ ۝ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لَاعِبِينَ ۝

یا تبع کی قوم اور جو قومیں اُن سے پہلے ہو گذری ہیں۔ ہم نے اُن کو ہلاک کر ڈالا۔ وہ نافرمان تھے۔ اور ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ اُن کے درمیان میں ہے اُس کو اس طور پر نہیں بنایا کہ ہم فعل عبث کرنیوالے ہوں

مَا خَلَقْنَاهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝ إِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ مِيقَاتُهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ يَوْمَ لَا يُغْنِي مَوْلًى عَن مَّوْلًى

ہم نے ان دونوں کو کسی حکمت ہی سے بنایا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے بے شک فیصلہ کا دن ان سب کا وقت مقرر ہے جس دن کوئی علاقہ والا کسی علاقہ والے کے ذرا کام

شَيْئًا وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ۝ إِلَّا مَن رَّحِمَ اللَّهُ ۚ إِنَّهُ هُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝ ع ۱۳ ۱۵

نہ آوے گا اور نہ اُن کی کچھ حمایت کی جاویگی ہاں مگر جس پر اللہ رحم فرماوے وہ زبردست ہے مہربان ہے۔

حکمت ہوتی ہے پس اُن کو فوقیت دینا چونکہ ہمارے علم میں متضمن بر مصالح و حکم تھا اسلیے ہم نے اُن کو فوقیت دیدی - ربط اوپر قصہ فرعون سے پہلے کفار مکہ کو انتقام[1] قیامت کی وعید فرمائی تھی اور اُسکی تاکید کے لیے قصہ مذکورہ آگیا تھا وہ لوگ انتقام قیامت کے مضامین سُنکر قیامت کا انکار کیا کرتے تھے اسلیے آگے اولاً اُن کا انکار ثانیاً انکار حق کا جرم و موجب استحقاق عذاب ہونا بہ تنظیر[2] قصہ قوم تبع بادشاہ کے - ثالثاً قیامت کی صحت و امکان وقوع - رابعاً اسکی حکمت و رجحان وقوع - خامساً خود اسکا تحقق اور وقوع مع اجمالی متعلقات کے بیان فرماتے ہیں

تحقیق بعث و متعلقات آں

إِنَّ هَٰؤُلَاءِ لَيَقُولُونَ ۝ إِنْ هِيَ إِلَّا مَوْتَتُنَا الْأُولَىٰ وَمَا نَحْنُ بِمُنشَرِينَ ۝ فَأْتُوا بِآبَائِنَا إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝ أَهُمْ خَيْرٌ أَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ وَالَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ أَهْلَكْنَاهُمْ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا مُجْرِمِينَ ۝ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لَاعِبِينَ ۝ مَا خَلَقْنَاهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝ إِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ مِيقَاتُهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ يَوْمَ لَا يُغْنِي مَوْلًى عَن مَّوْلًى شَيْئًا وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ۝ إِلَّا مَن رَّحِمَ اللَّهُ ۚ إِنَّهُ هُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝ یہ لوگ (قیامت کی وعیدیں سُنکر قیامت کا انکار کرتے ہیں اور) کہتے ہیں کہ اخیر حالت بس یہی ہمارا دنیا کا مرنا ہے اور ہم دوبارہ زندہ نہ ہونگے (جسکو اسلیے اخیر حالت بتلایا جاتا ہے کہ پھر موت نہیں مطلب یہ کہ اخیر حالت وہ حیات اخرویہ نہیں بلکہ یہ موت دنیوی ہی اخیر حالت ہے) سو اے مسلمانو اگر تم (دعویٰ بعث میں) سچے ہو تو (اتنا انتظار کون کرے ابھی) ہمارے باپ دادوں کو (زندہ کراکے) لا موجود کرو (ھذا ھو المضمون الاول وجوابہ ظاھر من ان عدم وقوع المقید لا یستلزم عدم وقوع المطلق ولا عدم امکانہ آگے ان کے ایسے کفریات پر تہدید ہے کہ انکو ذرا سمجھنا چاہیئے کہ) یہ لوگ (قوت و شوکت میں) زیادہ بڑھے ہوئے ہیں یا تبع (بادشاہ یمن) کی قوم اور جو قومیں اُن سے پہلے ہو گذری ہیں (مثل عاد و ثمود وغیرہم یعنی یہ قومیں زیادہ بڑھی ہوئی تھیں مطلب یہ کہ وہ لوگ ان سے شدید اور مدید تھے مگر) ہم نے اُنکو (بھی) ہلاک کر ڈالا (محض اسلیے کہ) وہ نافرمان تھے (سو یہ لوگ اگر نافرمانی سے باز نہ آوینگے تو یہ کیونکر اپنے کو بچا لینگے ھذا ھو المضمون الثانی وقدم ھذا الجواب الحکمی بضم الحاء علی الجواب الحکمی بکسر الحاء اقتضاء لحالتھم العنادیۃ ذلک) اور (آگے قیامت کی صحت و حکمت کا بیان ہے کہ) ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ انکے درمیان میں ہے اُسکو اس طور پر نہیں بنایا کہ ہم فعل عبث کرنے والے ہوں (بلکہ) ہم نے ان دونوں کو (مع مافیہا) کسی حکمت ہی سے بنایا ہے (منجملہ اس کے دلالت علی القدرۃ الکاملۃ عقلاً اور دلالۃ علی المجازاۃ نقلاً ہے) لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے (ھذا ھو المضمون الثالث والرابع یعنی اکثر لوگ قدرۃ علی خلق الاجرام العظام سے استدلال نہیں کرتے قدرۃ علی الاعادہ پر اور یہ قیامت کی صحت اور امکان ہے اور اسی طرح بانضمام دلائل نقلیہ مثل قولہ تعالیٰ وھو الذی خلق السموت والارض فی ستۃ ایام - وکان عرشہ علی الماء لیبلوکم ایکم احسن عملا۔ یہ نہیں سمجھتے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ اجرام اور انکے منافع عظام اسلیے بنائے ہیں کہ ہم ان سے منتفع ہوں اور نعمت انتفاع کا شکر اور اس شکر میں طاعت بجالاویں اور اُس شکر و طاعت پر حسب وعدہ پھر آخرت میں ثمرہ باقیہ ملے اور جو کفران کرے وہ وہاں خسران میں پڑے اور یہ قیامت کی حکمت اور رجحان ہے کیونکہ حکمت مقتضی رجحان وجود کو ہے گو درجہ وجوب عقلی میں نہ ہو کیونکہ اگر

اللغات مولیٰ عام فی کل من لہ شئی من الموالاۃ ۱۲

النحو قولہ ان ھی ای العاقبۃ والحالۃ الاخیرۃ ونہایۃ الامر ۱۲

البلاغۃ الاولیٰ معناھا عندی الدنیا مقابلا للاخری بمعنی العقبیٰ ووصفت الموتۃ الدنیویۃ بہا لوقوعہا فیہا فاجری وصف المحل علی الحال مجازا وھو اسلم من جمیع التکلفات التی ذکروھا ویطرد ھذا التوجیہ فیما سیاتی من قولہ تعالیٰ لا یذوقون فیہا الموت الا الموتۃ الاولیٰ والفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء ۱۲

ملحقات الترجمۃ

[1] قولہ فی التمہید انتقام قیامت وانما ازاریہ بالبطشۃ الکبریٰ تعالیٰ من قولہ انا منتقمون باطلاقہ وعمومہ دال علی انتقام الساعۃ الذی ھو اعظم الانتقام ۱۲

[2] قولہ فی التمہید بتنظیرہ الخ فلما یلزم کون کفر القومین علی منہاج واحد وان کان الاغلب من کون قوم تبع عبدۃ اصنام کونہم منکرین للبعث ککفار مکۃ ۱۲

إِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّومِ ۝ طَعَامُ الْأَثِيمِ ۝ كَالْمُهْلِ يَغْلِي فِي الْبُطُونِ ۝ كَغَلْيِ الْحَمِيمِ ۝ خُذُوهُ فَاعْتِلُوهُ إِلَىٰ سَوَاءِ الْجَحِيمِ ۝

بیشک زقوم کا درخت بڑے مجرم کا کھانا ہوگا جو تیل کی تلچھٹ جیسا ہوگا - وہ پیٹ میں ایسا کھولیگا جیسا تیز گرم پانی کھولتا ہے - اس کو پکڑو پھر گھسیٹتے ہوئے دوزخ کے بیچوں بیچ تک لیجاؤ -

ثُمَّ صُبُّوا فَوْقَ رَأْسِهِ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيمِ ۝ ذُقْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ ۝ إِنَّ هَٰذَا مَا كُنْتُمْ بِهِ تَمْتَرُونَ ۝ إِنَّ الْمُتَّقِينَ

پھر اسکے سر کے اوپر تکلیف دینے والا گرم پانی چھوڑدو - لے چکھ - تو بڑا معزز مکرم ہے - یہ وہی چیز ہے جمیں تم شک کرتے تھے - بیشک خدا سے ڈرنے والے

فِي مَقَامٍ أَمِينٍ ۝ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ۝ يَلْبَسُونَ مِنْ سُنْدُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُتَقَابِلِينَ ۝ كَذَٰلِكَ وَزَوَّجْنَاهُمْ بِحُورٍ

امن کی جگہ میں ہونگے یعنی باغوں میں اور نہروں میں وہ لباس پہنیں گے باریک اور دبیز ریشم کا آمنے سامنے بیٹھے ہونگے - یہ بات اسی طرح ہے - اور ہم اُن کا گوری گوری بڑی بڑی آنکھوں والیوں سے

عِينٍ ۝ يَدْعُونَ فِيهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ آمِنِينَ ۝ لَا يَذُوقُونَ فِيهَا الْمَوْتَ إِلَّا الْمَوْتَةَ الْأُولَىٰ ۖ وَوَقَاهُمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ۝ فَضْلًا

بیاہ کر دینگے - وہ وہاں اطمینان سے ہر قسم کے میوے منگاتے ہونگے - وہ وہاں بجز اُس موت کے جو دُنیا میں آچکی تھی اور موت کا ذائقہ بھی نہ چکھینگے - اور اللہ تعالیٰ اُن کو دوزخ سے بچا لیگا یہ سب کچھ

مِنْ رَبِّكَ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝

آپ کے رب کے فضل سے ہوگا - بڑی کامیابی یہی ہے -

مشیت الٰہی میں عدم وقوع ہوتا تو اسی میں حکمت ہوتی پس وجوب مجازاۃ کا شبہ بالکل قطع ہوگیا - آگے اُسکا وقوع مع بیان اجمالی واقعات کے مذکور ہے یعنی) بیشک فیصلہ کا دن (یعنی قیامت کا دن) اُن سب کے دوبارہ زندہ ہونے اور جزا و سزا ملنے) کا وقت مقرر ہے (جسکا وقوع اپنے موقع پر ضرور ہوگا - یہ مضمون وقوع کا ہوگیا آگے اجمالاً واقعات ہیں یعنی) جس دن کوئی علاقہ والا کسی علاقہ والے کے ذرا کام نہ آویگا اور نہ (اور ہی کسی) طرف سے مثلاً آلہہ مزعومہ کی طرف سے) اُنکی کچھ حمایت کیجاویگی ہاں مگر جس پر اللہ رحم فرمادے (کہ رحمت سے اُسکے حق میں شفاعت بالاذن کام آویگی کقولہ تعالیٰ لا تغنی شفاعتهم شیئاً الا من بعد ان یاذن الله اور اللہ اُسکا ناصر ہوگا لقولہ تعالیٰ انا لننصر رسلنا والذین اٰمنوا فی الحیوٰۃ الدنیا ویوم یقوم الاشهاد) وہ (اللہ) زبردست ہے (کافروں سے انتقام لیگا) مہربان ہے (مسلمانوں پر رحمت فرماویگا اسمیں سب واقعات غضب اور رحمت کے آگئے وهذا هو المضمون الخامس جنکی آگے تفصیل ہے) **ف** تبع لقب ہوتا ہے شاہ یمن کا اور اس لقب کے بہت سے گذرے ہیں جس تبع کا یہاں ذکر ہے اسکا نام اسعد لکھا ہے اور حدیث میں ہے کہ وہ اسلام لے آیا تھا اور اسلام لانے کے بعد اپنی قوم کو بھی ایمان کی طرف بلایا وہ لوگ بُت پرست تھے مگر اُنھوں نے نہ مانا اُنپر ایک آگ آئی جس سے بُت اور اُنکے خادم جل گئے پھر بعضے مسلمان ہوگئے بعضے بطور ذمی کے مطیع ہوگئے - اور بعض نے کہا ہے کہ یہ تبع اول تھا جو کثرت اتباع کے یہ لقب ہوا تھا پھر اسکے بعد سب ملوک یمن کا یہ لقب ہونے لگا اور اس تبع کا زمانہ عیسےٰ علیہ السلام کے قبل تھا - یہ سب روح المعانی میں ہے اور اس مجموعہ کے بعض اجزا میں کچھ کچھ اختلاف بھی ہے مگر چونکہ قرآن نے اثباتاً یا نفیاً تفصیل سے تعرض نہیں کیا اسلیے قرآن میں کسی قول پر اشکال نہیں **ربط** اوپر یوم لا یغنی مولی الخ میں واقعات قیامت کا اجمالی بیان تھا آگے اُنکی کسی قدر تفصیل ہے -

نبذے از تفصیل واقعات یوم ثقیل

إِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّومِ ۝ طَعَامُ الْأَثِيمِ ۝ كَالْمُهْلِ ۚ يَغْلِي فِي الْبُطُونِ ۝ كَغَلْيِ الْحَمِيمِ ۝ خُذُوهُ فَاعْتِلُوهُ إِلَىٰ سَوَاءِ الْجَحِيمِ ۝ ثُمَّ صُبُّوا فَوْقَ رَأْسِهِ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيمِ ۝ ذُقْ ۚ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ ۝ إِنَّ هَٰذَا مَا كُنْتُمْ بِهِ تَمْتَرُونَ ۝ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي مَقَامٍ أَمِينٍ ۝ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ۝ يَلْبَسُونَ مِنْ سُنْدُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُتَقَابِلِينَ ۝ كَذَٰلِكَ وَزَوَّجْنَاهُمْ بِحُورٍ عِينٍ ۝ يَدْعُونَ فِيهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ آمِنِينَ ۝ لَا يَذُوقُونَ فِيهَا الْمَوْتَ إِلَّا الْمَوْتَةَ الْأُولَىٰ ۖ وَوَقَاهُمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ۝ فَضْلًا مِنْ رَبِّكَ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝ بے شک زقوم کا درخت (جس کی تحقیق سورہ صٰفّٰت کے دوسرے رکوع میں گذری) بڑے مجرم (یعنی کافر) کا کھانا ہوگا جو (کراہت صورۃ میں) تیل کی تلچھٹ جیسا ہوگا (اور) وہ پیٹ میں ایسا کھولے گا جیسا تیز گرم پانی کھولتا ہے (اور فرشتوں کو حکم ہوگا کہ) اس کو پکڑو پھر گھسیٹتے ہوئے دوزخ کے بیچوں بیچ تک لیجاؤ پھر اس کے سر کے اوپر تکلیف دینے والا گرم پانی چھوڑو (اور اُس سے

اللغات قولہ فاعتلوہ فی القاموس عتلہ جرہ عنیفا - قولہ امین من الامن لامن الامانۃ ۱۲

النحو یغلی خبر ثان فضلا علۃ مقدر ای اعطوا ذلک کلہ فضلا ۱۲

البلاغۃ کذلک فی الروح عن جار اللہ انہ قال والمعنی فیہ انہ لم یستوف الوصف فانہ بمثابۃ مالا یحیط بہ الوصف فکانہ قیل الامر نحو ذلک وما اشبہہ وارادملی ما قال المدقق ان الکاف مقحم للمبالغۃ وذلک مطرد فی عرفی العرب والعجم اھ قولہ الا الموتۃ استثناء منقطع او بمعنی سوی و فائدۃ الوصف تذکیر حال الدنیا والا فہو قد مضی لا یحتمل فی المستقبل ۱۲

فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ○ فَارْتَقِبْ اِنَّهُمْ مُّرْتَقِبُوْنَ ○ ع

سو ہم نے اس قرآن کو آپ کی زبان میں آسان کر دیا ہے تاکہ یہ لوگ نصیحت قبول کریں۔ تو آپ منتظر رہیے۔ یہ لوگ بھی منتظر ہیں۔

سورۃ الجاثیۃ مکیۃ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ | و ھی سبع وثلثون اٰیۃ

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے۔ جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں۔

حٰمٓ ○ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ○ اِنَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ○

حٰم۔ یہ نازل کی ہوئی کتاب ہے اللہ غالب حکمت والے کی طرف سے۔ آسمانوں اور زمین میں اہل ایمان کے لیے بہت سے دلائل ہیں۔

استہزا کیا جاویگا کہ) لے چکھ تو بڑا معزز مکرم ہے (یہ تیری تعظیم ہو رہی ہے جیسا تو دنیا میں اپنے کو معظم مکرم سمجھ کر ہمارے احکام سے عار کیا کرتا تھا اور دوزخیوں سے کہا جاویگا کہ) یہ وہی چیز ہے جس میں تم شک (و انکار) کیا کرتے تھے (یہ تو کافر دوزخیوں کا حال ہوا آگے اہل ایمان کا ذکر ہے کہ) بیشک خدا سے ڈرنے والے امن (چین) کی جگہ میں ہونگے یعنی باغوں میں اور نہروں میں (اور) وہ لباس پہنینگے باریک اور دبیز ریشم کا آمنے سامنے بیٹھے ہونگے (اور) یہ بات اسی طرح ہے (مقصود اس سے تحقیق و تقریر مضمون کی ہے) اور ہم انکا گوری گوری بڑی بڑی آنکھوں والیوں سے بیاہ کر دینگے (اور) وہ وہاں اطمینان سے ہر قسم کے میوے منگاتے ہونگے (اور) وہاں وہ بجز اُس موت کے جو دُنیا میں آچکی تھی اور موت کا ذائقہ بھی نہ چکھینگے (یعنی مرینگے نہیں) اور اللہ تعالیٰ انکو دوزخ سے (بھی) بچا لیگا (اور) یہ سب کچھ آپکے رب کے فضل سے ہوگا بڑی کامیابی یہی ہے (جو کہ مذکور ہوئی جنت اور وہاں کی نعمتیں) ف یہ زقوم کا کھلانا یا تو دوزخ میں داخل ہونے سے پہلے ہو جیسا بعض نے سورۂ واقعہ کی آیت ھذا نزلھم یوم الدین میں لفظ نزل بمعنی ما یقدم للضیف قبل الضیافۃ سے سمجھا ہے اور فاعتلوہ میں کلمہ فا سے بھی ظاہراً یہی مفہوم ہوتا ہے اور اگر بعد دخول دوزخ کے ہو تو تقدم باعتبار سواء الجحیم کے ہوگا یعنی اس زقوم کے کھلانے کے وقت گو جحیم میں ہو مگر سواء الجحیم میں نہ ہوگا بعد اکل کے پھر سواء الجحیم میں ڈالدیا جاویگا اور سورۂ صفّٰت کی آیت میں جو ثم ان مرجعھم لالی الجحیم آیا ہے اُسمیں بھی جحیم کو سواء الجحیم پر محمول کر سکتے ہیں تو اسکا قائل ہونا نہ پڑیگا کہ زقوم کھلانے کے وقت جہنم سے باہر لے آئے جاوینگے اور کچھ تحقیق اسکی سورۂ مؤمن کے رکوع ہفتم میں گذر چکی ہے (حکایت مفیدہ) ایک مجلس میں احقر اور دو صاحب علم سندی الاصل کی المسکن مع مجمع کثیر کے موجود تھے صاحبین موصوفین سے ایک نے کہا کہ مکہ میں زقوم کا پھل کھایا جاتا ہے جسکو برشومی کہتے ہیں اور قرآن سے وہ طعام اہل نار کا معلوم ہوتا ہے سو ایسی لذیذ چیز سے کیا وعید ہوئی۔ میں نے کہا کہ قرآن شریف میں شجرۃ الزقوم آیا ہے ثمرۃ الزقوم نہیں آیا اور شجرہ ماکول نہیں ہے دونوں صاحبوں نے اور دوسرے اہل مجلس نے بھی اسکو بہت پسند کیا فقط اور اس جواب کی اُسوقت ضرورت ہے جب برشومی اُسی زقوم کا ثمرہ ہو اور اگر کوئی دوسری نوع ہے تو سوال ہی ساقط ہے۔ اور حور سے بیاہ ہونا کوئی بطریق متعارف ہو یا باعتبار لغت کے ہو یعنی جوڑا ملا دینا بطور رہبہ سراری کے اور تقدیر اول پر شبہہ مکلف ہونے کا نہ کیا جاوے کیونکہ اگر ایسا ہوگا تو رغبت طبیعت کی اُسی کی طرف ہو جاویگی پس اُسمیں معنی ابتلاء و مکلفیۃ کے نہ ہونگے۔ ربط اوپر سورت میں مضامین مہمہ بیان فرما کر ختم سورت میں اجمالاً بطور فذلکہ خلاصہ کے اُن ہی کا اعادہ ہے اور کفار کا اُن مضامین کو نہ ماننا چونکہ موجب حزن نبوی تھا اسلیے اُسکے ساتھ تسلیہ کا بھی افادہ ہے+

تخبیر از تیسیر کتاب التذکیر و التعبیر بشیر نذیر

فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ○ فَارْتَقِبْ اِنَّهُمْ مُّرْتَقِبُوْنَ ○ (آپکا کام اتنا ہے کہ آپ انکو کہتے رہیے) سو اسی غرض سے ہمنے اس قرآن کو آپکی زبان (عربی) میں آسان کر دیا ہے تاکہ یہ (اسکو سمجھکر اس سے) نصیحت قبول کریں تو (اگر یہ لوگ نہ مانیں تو) آپ (انپر نزول ضرر کے) منتظر رہیے یہ لوگ بھی (آپ پر نزول ضرر کے) منتظر ہیں (بس آپ تبلیغ سے زیادہ فکر میں نہ پڑیے نہ مخالفت پر رنج کیجیے انکا معاملہ خدا تعالیٰ کے سپرد کیجیے اور صبر کیجیے وہ خود سمجھ لیگا) بحمد اللہ ۱۵ ربیع الثانی روز سہ شنبہ ۱۳۲۵ھ کو تفسیر سورۂ دخان اتمام کو پہنچی صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و آلہ و صحبہ اجمعین

سورۃ الجاثیۃ مکیۃ وھی سبع اوست وثلثون اٰیۃ کذا فی البیضاوی۔ ربط اس سورت کا خلاصہ تین مضمون ہیں توحید و نبوت و معاد اور دوسرے بعض مضامین ان ہی کی مناسبت سے آگئے ہیں اور سورۂ سابقہ کے ختم میں بطور فذلکہ کے اور اس سورت کے افتتاح میں بطور توطیہ کے قرآن کا ذکر ہونے کا باہمی تناسب بھی حاصل ہے۔

تمہید برائے تاکید مضامین سورت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ حٰمٓ ○ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ○

توحید اِنَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ○

البلاغۃ قولہ فانما جواب شرط مقدر ای فذکرہم فانما کما اظہرتہ فی ترجمتی قولہ فی السمٰوٰت والارض یجوز ان یکون بتقدیر مضاف ای فی خلق السمٰوٰت ویجوز ان یکون علی ظاہرہ وہذا اظہر وابلغ من ان یقال ان فی خلقہما اور یقال ان فیہما وان کان المعنی آئلاً الیہ

وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُثُّ مِنْ دَآبَّةٍ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ○ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ رِّزْقٍ فَاَحْيَا بِهِ

اور خود تمہارے اور اُن حیوانات کے پیدا کرنے میں جنکو پھیلا رکھا ہے دلائل ہیں اُن لوگوں کے لیے جو یقین رکھتے ہیں۔ اور یکے بعد دیگرے رات اور دن کے آنے جانے میں اور اُس رزق میں جسکو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے اُتارا پھر اُس سے

الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ○ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍ بَعْدَ اللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ

زمین کو تروتازہ کیا اُسکے خشک ہوئے پیچھے اور ہواؤں کے بدلنے میں دلائل ہیں اُن لوگوں کے لیے جو عقل رکھتے ہیں۔ یہ اللہ کی آیتیں ہیں جو صحیح صحیح طور پر ہم آپکو پڑھکر سُناتے ہیں۔ تو پھر اللہ اور اُسکی آیتوں کے بعد اور کونسی بات پر یہ لوگ

يُؤْمِنُوْنَ ○ وَيْلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ○ يَّسْمَعُ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُتْلٰى عَلَيْهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ○

ایمان لاوینگے۔ بڑی خرابی ہوگی ہر ایسے شخص کے لیے جو جھوٹا ہو نافرمان ہو۔ جو خدا کی آیتوں کو سنتا ہے جبکہ وہ اسکے روبرو پڑھی جاتی ہیں پھر بھی وہ تکبر کرتا ہوا اس طرح اڑا رہتا ہے جیسے اُسنے انکو سنا ہی نہیں سو ایسے شخص کو ایک دردناک عذاب کی خبر سنا دیجیے

وَاِذَا عَلِمَ مِنْ اٰيٰتِنَا شَيْئًا اتَّخَذَهَا هُزُوًا اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ○ مِنْ وَّرَآئِهِمْ جَهَنَّمُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ مَّا كَسَبُوْا

اور جب وہ ہماری آیتوں میں سے کسی آیت کی خبر پاتا ہے تو اُس کی ہنسی اُڑاتا ہے ایسے لوگوں کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔ ان کے آگے جہنم ہے اور نہ تو ان کے وہ چیزیں ذرا کام آوینگی جو کما گئے تھے

شَيْئًا وَّلَا مَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ○ هٰذَا هُدًى وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ○ ع

اور نہ وہ جن کو انہوں نے اللہ کے سوا کارساز بنا رکھا تھا۔ اور ان کے لیے بڑا عذاب ہوگا۔ یہ قرآن سر تا سر ہدایت ہے۔ اور جو لوگ اپنے رب کی آیتوں کو نہیں مانتے اُن کے لیے سختی کا دردناک عذاب ہوگا۔

وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُثُّ مِنْ دَآبَّةٍ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ٥ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ رِّزْقٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ٥ **نبوت** تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ٥ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍ بَعْدَ اللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ٥ **معاد اہل عناد** وَيْلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ٥ يَّسْمَعُ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُتْلٰى عَلَيْهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ٥ وَاِذَا عَلِمَ مِنْ اٰيٰتِنَا شَيْئَا اتَّخَذَهَا هُزُوًا اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ مِنْ وَّرَآئِهِمْ جَهَنَّمُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ مَّا كَسَبُوْا شَيْئًا وَّلَا مَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ ٥ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ٥ هٰذَا هُدًى ٥ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ٥ لاحم یہ نازل کی ہوئی کتاب ہے اللہ غالب حکمت والے کی طرف سے (اور جب یہ ایسی کتاب ہے تو اسکے مضامین کو خوب توجہ سے سُننا چاہیے چنانچہ اس مقام پر ایک مضمون تو توحید کا ہے جسکا بیان یہ ہے کہ) آسمانوں اور زمین میں اہل ایمان کے (استدلال کے) لیے بہت سے دلائل (قدرت اور توحید کے) ہیں اور (اسیطرح) خود تمہارے اور اُن حیوانات کے پیدا کرنے میں جنکو (زمین پر) پھیلا رکھا ہے (نیز) دلائل (قدرت و توحید) ہیں اُن لوگوں کے (سمجھنے کے) لیے جو یقین رکھتے ہیں اور (اسیطرح) یکے بعد دیگرے رات اور دن کے آنے جانے میں اور (اسیطرح) اُس (مادۂ) رزق میں جسکو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے اُتارا (مراد بارش ہے) پھر اُس (بارش) سے زمین کو تروتازہ کیا اُسکے خشک ہوئے پیچھے اور (اسیطرح) ہواؤں کے بدلنے میں (باعتبار سمت اور کیفیت کے کہ کبھی پُروا ہے کبھی پچھوا کبھی گرم ہے کبھی سرد غرض ان سب چیزوں میں) دلائل (قدرت و توحید موجود) ہیں اُن لوگوں کے لیے جو عقل (سلیم) رکھتے ہیں (اور تقریر استدلال کی پارہ دوم رکوع ان فی خلق السمٰوٰت الخ میں گذر چکی ہے اور دوسرا مضمون نبوت کا ہے جسکا بیان یہ ہے کہ) یہ اللہ کی آیتیں ہیں جو صحیح صحیح طور پر ہم آپکو پڑھکر سُناتے ہیں (جس سے نبوت ثابت ہوتی ہے لیکن باوجود اتنی بڑی دلیل معجزہ کے بھی اگر یہ لوگ نہیں مانتے) تو پھر اللہ اور اُسکی (ان) آیتوں کے بعد اور کونسی بات (اس سے بڑھکر ہوگی جس) پر یہ لوگ ایمان لاوینگے (اور تیسرا مضمون معاد کا ہے جسمیں ان مخالفین حق کو سزا بھی ہوگی جسکا بیان یہ ہے کہ) بڑی خرابی ہوگی ہر ایسے شخص کے لیے جو (اقوال متعلقہ عقائد میں) جھوٹا ہو (اور اعمال میں) نافرمان ہو جو (باوجودیکہ خدا کی آیتوں کو سُنتا (بھی) ہے جبکہ وہ اسکے روبرو پڑھی جاتی ہیں (اور) پھر بھی وہ تکبر کرتا ہوا (اپنے کفر پر) اسطرح اڑا رہتا ہے جیسے اُسنے ان (آیتوں) کو سُنا ہی نہیں سو ایسے شخص کو ایک دردناک عذاب کی خبر سنا دیجیے اور (اُس شخص کی شرارت کا یہ حال ہے کہ) جب وہ ہماری آیتوں میں سے کسی آیت کی خبر پاتا ہے تو اُسکی ہنسی اُڑاتا ہے ایسے لوگوں کے لیے (آخرت میں) ذلت کا عذاب (ہونیوالا) ہے (مطلب یہ کہ جن آیتوں کو تلاوت میں سنتا ہے اُنکی بھی تکذیب کرتا ہے اور جن آیتوں کی ویسے ہی خبر سُن لیتا ہے اُنکی بھی تکذیب کرتا ہے غرض تکذیب آیات میں بہت بڑھا ہوا ہے آگے اُس عذاب کی تعیین ہے یعنی) انکے آگے جہنم (آرہی) ہے اور (اُسوقت) نہ تو انکے وہ چیزیں ذرا کام آوینگی جو (دنیا میں) کما گئے تھے (یعنی اموال و اعمال سب آگئے) اور نہ وہ (کام آوینگے) جن کو انہوں نے

النحو واختلاف فیہ العطف علی معمولی عاملین مختلفین وہو جائز اجماعاً فی نحو قولک فی الدار زید والحجرۃ عمرو ای فیما علی المجرور فیہ العاطف۔ قولہ ما اتخذ وا العائد محذوف ای الذی اتخذوہ واولیاء مفعول ثان۔ قولہ من رجز بیان لعذاب وانظر تحقیقہ فی حواشی اول سبا حیث وقعت فیہ مثل ہذا ۱۲

البلاغۃ

قولہ بعد اللہ وآیتہ فی الروح ہو من باب قولہم اعجبنی زید وکرمہ یریدون اعجبنی کرم زید الا انہم عدلوا عنہ للمبالغۃ فی الاعجاب اھ ۱۲

مقامات الترجمة

سلہ قولہ ای ما دق ہو ما اشتاد لے بعد الطلاق علی الرزق علی سبیل المجاز

سلہ قولہ فی تسلیح ہب الخاور ہزا المعنی کونہ مبالغہ

اَللّٰهُ الَّذِیْ سَخَّرَ لَکُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِیَ الْفُلْکُ فِیْهِ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ ۝ وَسَخَّرَ لَکُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ

اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لیے دریا کو مسخر بنایا تاکہ اُس کے حکم سے اُس میں کشتیاں چلیں اور تاکہ تم اُس کی روزی تلاش کرو اور تاکہ تم شکر کرو اور جتنی چیزیں آسمانوں میں ہیں

وَمَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مِّنْهُ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ ۝ قُلْ لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یَغْفِرُوْا لِلَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ اَیَّامَ اللّٰهِ

اور جتنی چیزیں زمین میں ہیں اُن سب کو اپنی طرف سے مسخر بنایا بیشک ان باتوں میں اُن لوگوں کے لیے دلائل ہیں جو غور کرتے رہتے ہیں آپ ایمان والوں سے فرما دیجیے کہ اُن لوگوں سے درگذر کریں جو خدا تعالیٰ کے معاملات کا یقین نہیں رکھتے

لِیَجْزِیَ قَوْمًا بِمَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ ۝ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَیْهَا ۫ ثُمَّ اِلٰی رَبِّکُمْ تُرْجَعُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اٰتَیْنَا

تاکہ اللہ تعالیٰ ایک قوم کو ان کے عمل کا صلہ دے۔ جو شخص نیک کام کرتا ہے سو اپنے ذاتی نفع کے لیے۔ اور جو شخص بُرا کام کرتا ہے اُس کا وبال اُسی پر پڑتا ہے پھر تم کو اپنے پروردگار کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔ اور ہم نے

بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ الْکِتٰبَ وَالْحُکْمَ وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ۝

بنی اسرائیل کو کتاب اور حکمت اور نبوت دی تھی اور ہم نے اُن کو نفیس نفیس چیزیں کھانے کو دی تھیں اور ہم نے ان کو دنیا جہان والوں پر فوقیت دی۔

اللہ کے سوا کارساز (اور معبود) بنا رکھا تھا اور انکے لیے بڑا عذاب ہوگا (اور وجہ اس عذاب کی یہ ہے کہ) یہ قرآن سرتاسر ہدایت (اور واجب التسلیم) ہے اور (اسکا مقتضا یہی ہے کہ) جو لوگ اپنے رب کی (ان) آیتوں کو نہیں مانتے اُنکے لیے سختی کا دردناک عذاب ہوگا (یہ تکریر علت اور حکم کی زیادت تشنیع وتفظیع کے لیے ہے کہ تکذیب آیات اور ترتیب عقوبات مکرر لائے) ف اہل ایمان واہل ایقان کیے لیے جو ان دلائل کا ہونا فرمایا باوجودیکہ یہ دلائل عقلیہ ہیں جیسا لقوم یعقلون اسپر دال ہے تو ایمان والیقان سے مراد عام ہے بالقوہ وبالطلب ہونا یا بالفعل وبالحصول ہو اور عقلی دلیل میں بھی نظر اور طلب ضروری ہے اور فواصل کا اختلاف مومنین اور یوقنون اور یعقلون سے تفنن کلام ہے ربط اوپر مضامین ثلٰثہ میں توحید کا بھی مضمون تھا آگے پھر اُسی کیطرف متضمن فکر نعمت عود ہے

عود بسوئے توحید متضمن نعمت مزید

اَللّٰهُ الَّذِیْ سَخَّرَ لَکُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِیَ الْفُلْکُ فِیْهِ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ ۝ وَسَخَّرَ لَکُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مِّنْهُ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ ۝ اللہ ہی ہے جسنے تمہارے (نفع کے) لیے دریا کو مسخر (قدرت) بنایا تاکہ اُسکے حکم سے اُس میں کشتیاں چلیں اور تاکہ (اُن کشتیوں میں سفر کرکے) تم اُسکی روزی تلاش کرو اور تاکہ (وہ روزی حاصل کرکے) تم شکر کرو اور (اسیطرح) جتنی چیزیں آسمانوں میں ہیں اور جتنی چیزیں زمین میں ہیں ان سب کو اپنی طرف سے (یعنی اپنے حکم اور فضل سے) مسخر (قدرت) بنایا (تاکہ تمہارے منافع کا سبب ہوں) بیشک ان باتوں میں اُن لوگوں کے لیے دلائل (قدرت) ہیں جو غور کرتے رہتے ہیں ربط اوپر آیت ویل لکل افاک اثیم الخ میں کفار کے افک واثم واصرار واستکبار واستہزا کا ذکر تھا اور انکی ان شرارتوں پر مسلمانوں کو غصہ آجایا کرتا تھا آگے انکو درگذر کرنیکا امر ہے اور ان کے تسلیہ کے لیے یوم القیامۃ میں اُن سے انتقام لینے کا ذکر ہے۔

امر وترغیب حلم بر اذی مشرکین۔ واشارہ بعقوبت آنہا برائے تسلیہ مومنین

قُلْ لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یَغْفِرُوْا لِلَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ اَیَّامَ اللّٰهِ لِیَجْزِیَ قَوْمًا بِمَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ ۝ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَیْهَا ۫ ثُمَّ اِلٰی رَبِّکُمْ تُرْجَعُوْنَ ۝ آپ ایمان والوں سے فرما دیجیے کہ اُن لوگوں سے درگذر کریں جو خدا تعالیٰ کے معاملات (اخرویہ نعمت علی الاولیاء ونقمت من الاعداء) کا یقین نہیں رکھتے (یعنی آخرت کے منکر ہیں) تاکہ اللہ تعالیٰ ایک قوم کو (یعنی مسلمانوں کو) انکے (اس عمل (نیک) کا (اچھا) صلہ دے (کیونکہ وہاں کا قاعدہ کلیہ ہے کہ) جو شخص نیک کام کرتا ہے سو اپنے ذاتی نفع (وثواب) کے لیے (کرتا ہے) اور جو شخص بُرا کام کرتا ہے اسکا وبال اُسی پر پڑتا ہے پھر (سب نیک اور بدکام کرنیکے بعد) تمکو اپنے پروردگار کے پاس لوٹ کر جانا ہے (پس وہاں تمکو اخلاق واعمال حسنہ کا نعم البدل اور ان تمہارے مخالفین کو انکے کفر ومعاصی پر بئس العوض دیا جاویگا سو تمکو یہاں درگذر ہی مناسب ہے) ف اور اس سے جہاد کی نفی نہیں ہوتی کیونکہ یہاں اُس انتقام سے روکا ہے جس سے اصل مقصود اعلاء کلمۃ اللہ نہ ہو بلکہ محض تسکین غیظ ہو اور جہاد میں اصل مقصود اعلاء کلمہ ہے گو طبعًا تسکین غیظ بھی حاصل ہو جاوے ربط اوپر مضامین ثلٰثہ میں نبوت کا بھی مضمون تھا آگے پھر اُسی کی طرف متضمن ذکر اسکے متعلقات مناسبہ کے عود ہے۔

عود بسوئے نبوت وما یتعلق بہا

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ الْکِتٰبَ وَالْحُکْمَ وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ۝

اللغات ایام اللہ وقائعہ من المثوبات والعقوبات ۱۲

النحو منہ فی المدارک حال ای سخر ہذہ الاشیاء کائنۃ منہ حاصلۃ من عندہ او خبر مبتدا محذوف ای ہذہ النعم کلہا منہ او صفۃ للمصدر ای تسخیرا منہ اھ قلت وعلی کل فیہ شاکل لقولہ تعالٰی وما بکم من نعمۃ فمن اللہ قولہ یغفروا بتقدیر اللام مقول قل ۱۲

البلاغۃ قوما فی الکشاف فان قلت قولہ قوما ما وجہ تنکیرہ وانما اراد الذین آمنوا وہم معارف قلت ہو مدح لہم وثناء علیہم کانہ قیل لیجزی ایما قوم وقوما مخصوصین بصبرہم واغضائہم علی اذی اعدائہم اھ فی الروح التنکیر للتعظیم ولفظ القوم فی نفسہ اسم مدح لما یشعر الیہ الاشتقاق والاستعمال فی نحو یا ابن القوم وفی ہذا التنکیر کمال التعریف والتنبیہ علی انہم لا یخفون نکرۃ او عرفوا مع العلم بان الجزی لا یکون الا العامل وہو الغافر ہہنا اھ ورد ارادۃ الکفار او الفریقین بالقوم ونصب علیہ دلائل ۱۲

وَاٰتَیْنٰهُمْ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْۤا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ۙ بَغْیًۢا بَیْنَهُمْ ؕ اِنَّ رَبَّكَ یَقْضِیْ بَیْنَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فِیْمَا

اور ہم نے ان کو دین کے بارہ میں کھلی کھلی دلیلیں دیں۔ سو انہوں نے علم ہی کے آنے کے بعد باہم اختلاف کیا بوجہ آپس کی ضد اضدی کے۔ آپ کا رب ان کے آپس میں قیامت کے روز ان امور میں فیصلہ کرے گا

كَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ ۝ ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰی شَرِیْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ اِنَّهُمْ لَنْ یُّغْنُوْا

جن میں یہ باہم اختلاف کیا کرتے تھے۔ پھر ہم نے آپ کو دین کے ایک خاص طریقہ پر کر دیا سو آپ اسی طریقہ پر چلے جائیے اور ان جہلا کی خواہشوں پر نہ چلیے یہ لوگ خدا کے مقابلہ میں

عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَیْـًٔا ؕ وَاِنَّ الظّٰلِمِیْنَ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ۚ وَاللّٰهُ وَلِیُّ الْمُتَّقِیْنَ ۝ هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًی وَّرَحْمَةٌ

آپ کے ذرا کام نہیں آسکتے اور ظالم لوگ ایک دوسرے کے دوست ہوتے ہیں۔ اور اللہ دوست ہے اہل تقوے کا۔ یہ قرآن عام لوگوں کے لیے دانشمندیوں کا سبب اور ہدایت کا ذریعہ ہے اور یقین

لِّقَوْمٍ یُّوْقِنُوْنَ ۝ اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ اجْتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ سَوَآءً مَّحْیَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ؕ سَآءَ مَا یَحْكُمُوْنَ

لانے والوں کے لیے بڑی رحمت ہے۔ یہ لوگ جو برے برے کام کرتے ہیں کیا یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم ان کو ان لوگوں کی برابر رکھیں گے جنہوں نے ایمان اور عمل صالح اختیار کیا کہ ان سب کا جینا اور مرنا یکساں ہو جاوے یہ برا حکم لگاتے ہیں

وَاٰتَیْنٰهُمْ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْۤا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْیًۢا بَیْنَهُمْ ؕ اِنَّ رَبَّكَ یَقْضِیْ بَیْنَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فِیْمَا كَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ ۝ ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰی شَرِیْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ اِنَّهُمْ لَنْ یُّغْنُوْا عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَیْـًٔا ؕ وَاِنَّ الظّٰلِمِیْنَ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ۚ وَاللّٰهُ وَلِیُّ الْمُتَّقِیْنَ ۝ هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًی وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ یُّوْقِنُوْنَ ۝ اور (نبوت کوئی انوکھی چیز نہیں جو اسکا انکار کیا جاوے چنانچہ اسکے قبل) ہمنے بنی اسرائیل کو کتاب (آسمانی) اور حکمت (یعنی علم احکام) اور نبوت دی تھی (انکو نبوت دینا یہ کہ انہیں انبیاء پیدا کیے) اور ہمنے انکو نفیس نفیس چیزیں کھانے کو دی تھیں (اس طرح سے کہ تیہ میں من وسلوی دیا پھر ملک شام کا انکو مالک بنایا جو معدن ہی برکات ارضیہ کا) اور ہمنے (بعض امور میں مثل فلق بحر وتظلیل غمام وغیرہ) انکو دنیا جہان والوں پر فوقیت دی اور ہمنے انکو دین کے بارے میں کھلی کھلی دلیلیں دیں (یعنی انکو بڑے صریح معجزات دکھلائے غرض حسی اور معنوی اور علمی جسکے دو شعبے ہیں مسائل۔ اور دلائل سب ہی طرح کی نعمتیں انکو دیں) سو چاہیئے تو یہ تھا کہ خوب اطاعت کرتے مگر انہوں نے علم ہی کے آنیکے بعد باہم اختلاف کیا بوجہ آپس کی ضد اضدی کے (جسکا بیان پارہ دوم رکوع سل بنی اسرائیل میں ہوا ہے یعنی جو چیز مزیل اختلاف تھی اسکو موجب اختلاف کر لیا محض نفسانفسی سے یہ نہیں کہ دلائل یا احکام کچھ مشکوک تھے سو) آپکا رب انکے آپسمیں قیامت کے روز ان امور میں (عملی) فیصلہ کر دیگا جنمیں یہ باہم اختلاف کیا کرتے تھے (اس مضمون سے دو امر مستفاد ہوگئے ایک آپکی نبوت کی تائید بنی اسرائیل کو کتاب اور احکام اور نبوت ملنے سے۔ دوسرا آپکا تسلیہ کہ بنی اسرائیل کو جو وجہ اختلاف کی پیش آئی تھی وہی آپکی قوم کو آپکے ساتھ خلاف کرنے میں پیش آئی ہے یعنی حب دنیا اور حسد ونفسانیت یہ نہیں کہ آپکے دلائل یا احکام کے وضوح میں کچھ کمی ہو پس آپ غم نہ کریں یہ قصہ مذکورہ یاد کر لیا کریں کہ بنی اسرائیل کے کیا کیا معاملات ہوئے) پھر (بنی اسرائیل میں دورہ نبوت ختم ہونیکے بعد) ہمنے آپکو (نبوت دی اور آپکو) دین کے ایک خاص طریقہ پر کر دیا سو آپ اسی طریقہ پر چلے جائیے (یعنی عمل میں بھی اور تبلیغ میں بھی) اور ان جہلاء کی خواہشوں پر نہ چلیے (یعنی انکی خواہش تو یہ ہے کہ آپ تبلیغ ترک کر دیں اور اسی لیے یہ طرح طرح سے پریشان کرتے ہیں تاکہ آپ تنگ ہوکر تبلیغ چھوڑ دیں سو آپسے گو یہ احتمال نہیں مگر اہتمام وتقویت امر تبلیغ کے لیے آپکو پھر اسکا حکم ہوتا ہے آگے اسی طرز پر اس حکم کی علت فرماتے ہیں کہ) یہ لوگ خدا کے مقابلہ میں آپکے ذرا کام نہیں آسکتے (پس انکا اتباع نہ ہونے پاوے) اور ظالم لوگ ایک دوسرے کے دوست ہوتے ہیں (اور ایک دوسرے کا کہنا مانتے ہیں) اور اللہ دوست ہے اہل تقوے کا (اور اہل تقوی اسکا کہنا مانا کرتے ہیں سو جب آپ ظالم نہیں ہیں بلکہ رئیس المتقین ہیں تو آپکو انکی اتباع سے کیا نسبت البتہ متابعت حکم الہی سے خاص نسبت ہے غرض آپ صاحب نبوت وشریعت حقہ ہیں اور) یہ قرآن (جو آپکو ملا ہے یہ) عام لوگوں کے لیے دانشمندیوں کا سبب اور ہدایت کا ذریعہ ہے اور یقین (یعنی ایمان) لانے والوں کے لیے بڑی رحمت کا سبب ہے (اور ظاہر ہے کہ علوم ہدایت بمعنی دلالت علی الطریق تو عام ہے اور رحمت یعنی ثمرہ عمل صرف اہل ایمان کے ساتھ خاص ہے) ربط اوپر مضامین ثلثہ میں معاد کا بھی مضمون تھا نیز اوپر من عمل صالحا الخ میں اور یقضی بینهم میں بھی اسکے متعلق مضمون تھا آگے پھر اسی کی طرف عود ہے۔ عود بسوئے معاد آسمیں اول معاد کی حکمت ام حسب میں پھر اسکی صحت وخلق اللہ میں مع دوسری حکمت کے پھر اسکے منکرین کی شناعت مطلق الکار حق پر جسمیں معاد بھی داخل ہے افرایت الخ میں پھر انکے قول کی نقل وقالوا میں پھر اسکا جواب قل اللہ میں اور پھر اس جواب کی تائید وللہ ملک الخ میں پھر اسکے بعض واقعات یوم تقوم الساعۃ میں یستعتبون تک علی الترتیب مذکور ہیں۔

حکمت معاد اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ اجْتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ سَوَآءً مَّحْیَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ؕ سَآءَ مَا یَحْكُمُوْنَ ۝۲۱

اللغات قولہ من الامر معنی الروح من بمعنی فی والامر الدین شریعۃ سنۃ وطریقۃ واصلہ لفظ الورود فی الماء ۱۲ قولہ کالذین آمنوا مفعول ثان لجعل وقولہ سواء بمعنی مستو یا بالنصب بدل من الکاف یعنی مثل او حال	ومحیاہم ومماتہم فاعل سواء ویکون مثل قولہم مررت برجل سواء ہو والعدم وبالرفع خبر محیاہم ومماتہم والجملۃ بدل من الکاف لبیان معنی المماثلۃ واسم ۱۲

وَخَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ۝

اور اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کو حکمت کے ساتھ پیدا کیا اور تاکہ ہر شخص کو اُس کے کیے کا بدلہ دیا جاوے اور اُن پر ذرا ظلم نہ کیا جاویگا۔

یہ (قیامت کا انکار کرنے والے) لوگ جو بُرے بُرے کام (کفر و شرک وظلم و معصیت) کرتے (رہتے) ہیں کیا یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم اُن کو اُن لوگوں کی برابر رکھیں گے جنہوں نے ایمان اور عمل صالح اختیار کیا کہ اُن سب کا جینا اور مرنا یکساں ہو جاوے (یعنی مومنین کا مرنا جینا باین معنی باہم یکساں ہو جاوے کہ جس طرح حیات میں لذات سے متمتع نہ ہوئے اسی طرح ممات کے بعد بھی محروم رہیں اور اسی طرح کافروں کا مرنا جینا بھی باین معنی باہم یکساں ہو جاوے کہ جیسے حیات میں عقوبت سے بچے رہے اسی طرح بعد ممات بھی اس سے مامون رہیں مطلب یہ کہ انکار معاد سے یہ لازم آتا ہے کہ مطیعین کو کہیں ثمرہ اطاعت کا نہ ملے اور مخالفین پر کبھی وبال مخالفت کا نہ پڑے اور گو یہ امر باعتبار اپنی ذات کے ممکن تھا مگر چونکہ دلائل صحیحہ شرعیہ سے ہر ایک کو ثمرات اعمال کے ملنے کا قرین حکمت ہونا ثابت ہے لہٰذا اس حکمت کا وقوع ضروری ہو گیا اور دنیا میں اس کا وقوع ہوا نہیں پس لامحالہ آخرت کا وجود ضروری ہو گیا پس انکار قیامت سے جو یہ لوگ تساوی مذکور کا حکم کرتے ہیں سو) یہ بُرا حکم لگاتے ہیں (کیونکہ دلائل صحیحہ سے اُس کا بطلان ثابت ہو چکا ہے پس یہ حکمت ہوئی وجود آخرت میں کہ ہر ایک کو اُس کے اعمال کے ثمرات مل جاویں) ف یہ تقریر تفسیر کی سواہب ہے ر دسد الحمد اور آیت آئندہ کی تفسیر کے فائدہ کو اس سے تعلق ہے دیکھ لیا جاوے ۔

صحت و امکان معاد مع حکمت دیگر

وَخَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ۝ اور اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کو حکمت کے ساتھ پیدا کیا (اُس میں سے ایک حکمت یہ ہے کہ اُن کی تخلیق پر قدرت ہونے سے استدلال کیا جاوے قدرت علی البعث پر) اور (دوسری حکمت یہ ہے کہ) تاکہ ہر شخص کو اُسکے کیے کا بدلا دیا جاوے (جس کی تقریر سورۂ دخان کی آیت وما خلقنا السموات الخ کے ترجمہ میں گذر چکی ہے اور دُنیا میں پورا بدلہ ہے نہیں پس ضرور آخرت ہونے والی ہے وہاں بدلہ ملیگا) اور (اُس بدلہ میں) اُن پر ذرا ظلم نہ کیا جاویگا ف آیت بالا میں جو حکمت مذکور ہے اور جو اس میں مذکور ہے اصل حاصل دونوں کا متحد ہے یعنی مطیعین کو اطاعت کی جزا ملنا اور مخالفین کو مخالفت کی سزا ملنا لیکن اس دوسری آیت میں تو نفس عمل کا فی نفسہ مقتضی جزا ہونا اور دونوں عمل کا مساوی نہ ہونا مقصود ہے اور اُس پہلی آیت میں نفس عمل کے مقتضی جزا ہونے کے علاوہ اُس کا اس اعتبار خاص سے بھی مقتضی جزا ہونا مقصود ہے کہ عدم جزا میں عامل خیر اور عامل شر کی بھی تساوی لازم آتی ہے اور یہ خود طبعًا ایک محذور مستقل ہے چنانچہ عادۃً دیکھا جاتا ہے کہ اگر کسی کے پاس ایک ہی نوکر ہو اور وہ ہر طرح سے اطاعت کرتا ہو مگر اُس کو کوئی انعام اکرام نہ دیا جاوے تو اُس کو اسقدر شکایت نہیں ہوتی جیسا اس صورت میں ہوتی ہے کہ ایک دوسرا شریر نوکر آجاوے اور وہ طرح طرح کی شرارتیں کرتا ہو اور اُس کی شرارت پر بھی کوئی سزا نہ دی جاوے اُس وقت اُس مطیع نوکر کے دل میں یہ خیال ہوگا کہ میری اطاعت کرنے سے کیا فائدہ ہوا اور میری اطاعت کی کوئی قدر نہ ہوئی اگر اس شریر کو سزا ملتی تو میں یہ سمجھتا کہ خیر اطاعت میں اگر انعام نہیں ہے تو یہی اثر سہی کہ سزا سے حفاظت رہتی ہے اور جبکہ اُس کو سزا بھی نہیں ملی تو میری اطاعت بیکار ہی گئی۔ خوب سمجھ لو۔ اور مشہور تفسیر اُس آیت سابقہ کی اور ہے یعنی کیا ہم دونوں کی حیات اور دونوں کی ممات برابر کردیں گے اور مراد مجموعہ پر انکار فرمانا ہے مطلب یہ کہ جس طرح حیات میں مومن و کافر اکثر امور میں مثل صحت و رزق و عافیت وغیرہا باعتبار نفس امور مذکورہ کے برابر رہتے ہیں گو کمیت و کیفیت میں تفاوت ہو نیز دونوں فریق میں امیر و غریب و مبتلا و مریض بھی ہوتے ہیں گو قلت و کثرت کا تفاوت ہو تو کیا بعد موت بھی ان کو برابر رکھیں گے اور ایک کی اطاعت اور دوسرے کی معصیت کا کوئی اثر مرتب نہ ہوگا اھ اب ناظرین اپنے مذاق کے موافق جس کو چاہیں اختیار کرلیں۔ اور بعض تفاسیر میں لکھا ہے کہ بعض کفار نے کہا تھا کہ اگر آخرت کوئی چیز ہے تب بھی ہم آخرت میں مسلمانوں سے افضل و اجل رہیں گے یہ آیت اُن کے جواب میں آئی ہے کذا فی الخازن بلا سند تو اُس وقت اول تقریر اس طرح جاری ہوگی کہ کیا ہم مسلمانوں کی حیات و ممات کو برابر کردیں گے کہ یہاں بھی باعتبار اکثر کے سامان دنیوی میں کافروں سے کم رہے اور وہاں بھی کم رہیں اور اسی طرح کیا کافروں کی حیات اور موت کو برابر کردیں گے کہ یہاں بھی باعتبار اکثر کے مسلمانوں سے بڑھے رہے اور وہاں بھی بڑھے رہیں گے۔ اور دوسری تقریر اس طرح ہوگی کہ بڑھا ہوا تو کیا معنی کرامت یا عدم مواخذہ میں برابری بھی نہیں ہوگی بلکہ دونوں کی حالت بعد الممات میں عقوبت و عدم عقوبت کا تفاوت ہوگا گو دُنیا میں عدم عقوبت کے اعتبار سے مساوی رہے

النحو قولہ ولتجزى عطف على معنى بالحق اى للحق بمعنى الحكمة التى هى الاستدلال على القدرة على البعث والجزاء لان الفعل بمعنى المصدر ۱۲

أَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ وَأَضَلَّهُ اللَّهُ عَلَىٰ عِلْمٍ وَخَتَمَ عَلَىٰ سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ عَلَىٰ بَصَرِهِ غِشَاوَةً فَمَن يَهْدِيهِ

کیا آپنے اُس شخص کی حالت بھی دیکھی جسنے اپنا خدا اپنی خواہش نفسانی کو بنا رکھا ہی اور خدا تعالیٰ نے اسکو باوجود سمجھ بوجھ کے گمراہ کر دیا ہی اور اُسکے کان اور دل پر مہر لگادی ہی اور اُسکی آنکھ پر پردہ ڈال دیا ہی سو ایسے شخص کو بعد خدا کے

مِن بَعْدِ اللَّهِ ۚ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ۝ وَقَالُوا مَا هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ ۚ وَمَا لَهُم بِذَٰلِكَ

کون ہدایت کرے۔ کیا تم پھر بھی نہیں سمجھتے۔ اور یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ بجز ہماری اس دنیوی حیات کے اور کوئی حیات نہیں ہی ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور ہم کو صرف زمانہ سے موت آجاتی ہے۔ اور ان لوگوں کے پاس اسپر

مِنْ عِلْمٍ ۖ إِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ ۝ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ مَّا كَانَ حُجَّتَهُمْ إِلَّا أَن قَالُوا ائْتُوا بِآبَائِنَا إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝

کوئی دلیل نہیں ہی۔ محض اٹکل سے ہانک رہے ہیں۔ اور جس وقت اُن کے سامنے ہماری کھلی کھلی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو اُن کا بجز اس کے اور کوئی جواب نہیں ہوتا کہ کہتے ہیں کہ ہمارے باپ دادوں کو سامنے لے آؤ اگر تم سچے ہو

قُلِ اللَّهُ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝

آپ یوں کہدیجیے کہ اللہ تعالیٰ تم کو زندہ رکھتا ہی پھر تم کو موت دیگا پھر قیامت کے دن جس میں ذرا شک نہیں تم کو جمع کرے گا لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔

شناعت منکرین معاد

أَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ وَأَضَلَّهُ اللَّهُ عَلَىٰ عِلْمٍ وَخَتَمَ عَلَىٰ سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ عَلَىٰ بَصَرِهِ غِشَاوَةً فَمَن يَهْدِيهِ مِن بَعْدِ اللَّهِ ۚ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ سو کیا بعد ان بیانات بلیغہ توحید و معاد کے) آپنے اُس شخص کی حالت بھی دیکھی جسنے اپنا خدا اپنی خواہش نفسانی کو بنا رکھا ہی (کہ جو جی میں آتا ہی علماً و عملاً اُسکا اتباع کرتا ہی) اور خدا تعالیٰ نے اسکو باوجود سمجھ بوجھ کے گمراہ کر دیا ہی (کہ حق کو سنا اور سمجھا بھی مگر اتباع ہوی سے گمراہ ہو گیا) اور (خدا تعالیٰ نے) اُسکے کان اور دل پر مہر لگادی ہی اور اسکی آنکھ پر پردہ ڈال دیا ہی (یعنی اتباع ہوی کی بدولت استعداد قبول حق کی نہایت مضمحل ہو گئی) سو ایسے شخص کو بعد خدا کے (گمراہ کر دینے کے) کون ہدایت کرے (اسمیں تسلیہ بھی ہی آگے ان منکرین کو زجر کے طور پر خطاب ہی کہ) کیا تم (ان بیانات کو سنکر) پھر بھی نہیں سمجھتے (یعنی وہ سمجھنا جو نافع ہو گو بمعنی الاعم سمجھتے تھے) ف ہر چند کہ اتخاذ ہوی پر شناعت کرنا انکار معاد کے ساتھ مخصوص نہیں لیکن بندہ نے اسپر اسلیے محمول کیا ہی کہ سیاق و سباق میں معاد ہی کا ذکر ہی خود کلمہ فا بھی اس سے زیادہ چسپاں ہی اور ممکن ہی کہ عام کہا جاوے اور معاد کو اُس عام کا فرد خاص اولی کہا جاوے۔ اور اگر یہ توحید کے باب میں ہو تو انکار توحید و انکار معاد میں چونکہ تلازم ہی اس واسطے یہ شناعت انکار معاد پر متوجہ ہو سکتی ہی۔

نقل اقوال منکرین معاد مع جواب

وَقَالُوا مَا هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ ۚ وَمَا لَهُم بِذَٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۖ إِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ ۝ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ مَّا كَانَ حُجَّتَهُمْ إِلَّا أَن قَالُوا ائْتُوا بِآبَائِنَا إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝ قُلِ اللَّهُ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝ اور یہ البعث کا انکار کرنے والے لوگ یوں کہتے ہیں کہ بجز ہماری اس دنیوی حیات کے اور کوئی حیات (آخرت میں) نہیں ہی ہم (یہی ایک مرنا) مرتے ہیں اور (یہی ایک جینا) جیتے ہیں (مقصود تو حصر کرنا حیات کا ہی حیات دنیویہ میں اور موت کا حصر تبعاً النظیر کے طور پر بیان کر دیا کہ دیکھو موت تو بالاتفاق ایک ہی ہی اسیطرح حیات بھی ایک ہی ہی) اور ہمکو صرف زمانہ (کی گردش) سے موت آجاتی ہے (مطلب یہ کہ مرور زمان سے قوی بدنیہ تحلیل ہوتے ہیں اور ان اسباب طبعیہ سے موت آجاتی ہی اور اسی طرح حیات کا سبب بھی امور طبعیہ ہیں پس جب موت و حیات مقتضا اسباب طبعیہ کا ہی اور حیات ثانیہ کو اسباب طبعیہ مقتضی ہی نہیں تو حیات ثانیہ نہ ہوگی تو یہ قول ما یهلكنا الا بمنزلہ دلیل کے ہی قول ما ھی الا حیاتنا پر اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ خدا کے منکر ہوں لیکن فلاسفہ یونانیہ کی طرح سے باوجود واجب الوجود کے ماننے کے صور نوعیہ کو فاعل اور ہیولی کو قابل مانتے تھے) اور (آگے ان کی تجہیل ہی کہ) ان لوگوں کے پاس اسپر کوئی دلیل نہیں ہی محض اٹکل سے ہانک رہے ہیں (یعنی نفی حیات اخرویہ پر کوئی دلیل نہیں اور جو دلیل ذکر کی ہی خود اُسپر کوئی دلیل نہیں اور عدم بداہت ظاہر ہی بلکہ خلاف دلیل ہے جیسا کہ علم کلام میں ثابت ہوا ہی کہ حق تعالیٰ فاعل مختار ہی اور یہ نافی ہے اسباب طبعیہ پر کسی مسبب کے موقوف ہونے کو پس نہ تو انکے پاس کوئی دلیل ہی اور نہ اہل حق کی دلیل کا وہ کچھ جواب دے سکتے ہیں چنانچہ) جسوقت (اس بارہ میں) اُنکے سامنے ہماری کھلی کھلی آیتیں (جنکی صحت و قطعیت پر خود اُنکی صفت ذاتیہ اعجاز دلیل ہی) پڑھی جاتی ہیں (جو اثبات مطلوب کے لیے کافی ہیں) تو ان کا (اُسپر) بجز اسکے اور کوئی جواب نہیں ہوتا کہ کہتے ہیں کہ ہمارے باپ دادوں کو (زندہ کرکے) سامنے لے آؤ اگر تم (اس دعوے میں) سچے ہو

اللغات الدهر فی الروح ای طول الزمان فالدهر اخص من الزمان ويقال دهر فلانا نائبة دهرا ای نزلت به والدهر ههنا مصدر بيان الدهر بالمعنى السابق منقول من المصدر۔ ويقال دهره و دهر ای غلبه اه مختصرا ۱۲
النحو قوله على علم حال من المفعول ای امنه عالما بطريق الهدى فهو كقوله تعالى فما اختلفوا الا من بعد ما جاءهم العلم قوله من بعد الله ای من بعد اضلاله تعالى اياه وقيل المعنى فمن يهديه غير الله سبحانه۔ قوله ما هی ای الحيوة مطلقا ۱۲
البلاغة افلا تذكرون فيه التفات ۱۲

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَىِٕذٍ يَّخْسَرُ الْمُبْطِلُوْنَ ۝ وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً ۣ كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰٓى

اور اللہ ہی کی سلطنت ہے آسمانوں میں اور زمین میں۔ اور جس روز قیامت قائم ہوگی اُس روز اہل باطل خسارہ میں پڑینگے۔ اور آپ ہر فرقہ کو دیکھیں گے کہ زانو کے بھل گر پڑیں گے۔ ہر فرقہ اپنے نامہ اعمال

اِلٰى كِتٰبِهَا ۭ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ ۭ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ فَاَمَّا

کی طرف بلایا جاویگا آج تم کو تمہارے کیے کا بدلہ ملیگا یہ ہمارا دفتر ہے جو تمہارے مقابلہ میں ٹھیک ٹھیک بول رہا ہے ہم تمہارے اعمال کو لکھواتے جاتے تھے سو

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُدْخِلُهُمْ رَبُّهُمْ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ۝ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۣ اَفَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ

جو لوگ ایمان لائے تھے اور انہوں نے اچھے کام کیے تھے تو اُن کو اُن کا رب اپنی رحمت میں داخل کریگا۔ اور یہ صریح کامیابی ہے۔ اور جو لوگ کافر تھے۔ کیا میری آیتیں تم کو پڑھ پڑھ کر نہیں سنائی جاتی تھیں

فَاسْتَكْبَرْتُمْ وَكُنْتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ۝ وَاِذَا قِيْلَ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّالسَّاعَةُ لَا رَيْبَ فِيْهَا قُلْتُمْ مَّا نَدْرِيْ مَا السَّاعَةُ ۙ اِنْ نَّظُنُّ

سو تم نے تکبر کیا تھا اور تم بڑے مجرم تھے اور جب کہا جاتا تھا کہ اللہ کا وعدہ حق ہے اور قیامت میں کوئی شک نہیں ہے تو تم کہا کرتے تھے کہ ہم نہیں جانتے قیامت کیا چیز ہے محض ایک خیال سا

اِلَّا ظَنًّا وَّمَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِيْنَ ۝ وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ وَقِيْلَ الْيَوْمَ نَنْسٰىكُمْ كَمَا نَسِيْتُمْ لِقَاۗءَ

تو ہم کو بھی ہوتا ہے اور ہم کو یقین نہیں۔ اور اُن کو اپنے تمام بُرے اعمال ظاہر ہو جاوینگے اور جس کے ساتھ وہ استہزاء کیا کرتے تھے وہ اُنکو آگھیریگا۔ اور کہا جاویگا کہ آج ہم تمکو بھلائے دیتے ہیں جیسا تم نے اپنے اس دن کے آنے کو

يَوْمِكُمْ هٰذَا وَمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝ ذٰلِكُمْ بِاَنَّكُمُ اتَّخَذْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّغَرَّتْكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُوْنَ مِنْهَا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ

بھلا رکھا تھا۔ اور تمہارا ٹھکانا جہنم ہے اور کوئی تمہارا مددگار نہیں۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ تم نے خدا تعالیٰ کی آیتوں کی ہنسی اُڑائی تھی اور تمکو دنیوی زندگی نے دھوکہ میں ڈال رکھا تھا سو آج نہ تو یہ لوگ دوزخ سے نکالے جاوینگے اور نہ ان سے خدا کی خفگی کا تدارک چاہا جاویگا

ملحقات الترجمۃ

۱ قولہ فی جاثیۃ گر پڑیگے کذا نقل فی الخازن عن سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ فی القیامۃ ساعۃ یخر الناس فیہا جثاۃ علی الرکب ۱۲

(اور اس جواب کے سوا کوئی اور جواب نہیں دے سکتے مثلاً کسی دلیل عقلی سے اسکا ممتنع عقلی ہونا ثابت کر دیتے تاکہ معارضہ کے وقت دلیل نقلی کو بر تقدیر صحت کے ماول اور بر تقدیر عدم صحت کے متروک کیا جاوے یا قرآن کا مثل لے آتے تاکہ اعجاز کا جواب ہو جاتا مگر انسے کوئی جواب نہ بن پڑا اور جو جواب دیا محض نامعقول کیونکہ احیاء خاص کی نفی سے مطلق احیاء کی نفی نہیں لازم آتی چنانچہ اسی جواب الجواب کے لیے ارشاد ہے کہ) آپ یوں کہدیجیے کہ اللہ تعالیٰ تمکو (جبتک چاہتا ہے) زندہ رکھتا ہے پھر (جب چاہیگا) تمکو موت دیگا پھر قیامت کے دن جس (کے وقوع) میں ذرا شک نہیں تمکو (زندہ کر کے) جمع کریگا (پس دعوی اُس روز کے احیاء کا ہے اور عدم احیاء موتی فی الدنیا سے اس احیاء کی نفی لازم نہیں آتی) لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے (اور بلا دلیل خود و بلا دلیل مخالف انکار حق کا کرتے ہیں) +

تائید جواب مذکور و بعض واقعات یوم النشور

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَىِٕذٍ يَّخْسَرُ الْمُبْطِلُوْنَ ۝ وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً ۣ كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰٓى اِلٰى كِتٰبِهَا ۭ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ ۭ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُدْخِلُهُمْ رَبُّهُمْ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ۝ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۣ اَفَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاسْتَكْبَرْتُمْ وَكُنْتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ۝ وَاِذَا قِيْلَ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّالسَّاعَةُ لَا رَيْبَ فِيْهَا قُلْتُمْ مَّا نَدْرِيْ مَا السَّاعَةُ ۙ اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا وَّمَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِيْنَ ۝ وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ وَقِيْلَ الْيَوْمَ نَنْسٰىكُمْ كَمَا نَسِيْتُمْ لِقَاۗءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا وَمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝ ذٰلِكُمْ بِاَنَّكُمُ اتَّخَذْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّغَرَّتْكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُوْنَ مِنْهَا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ۝ (اور اوپر جو کہا گیا ہے یجمعکم الخ تو اس میں کچھ استبعاد نہ سمجھا جاوے کیونکہ اللہ ہی کی سلطنت ہے آسمانوں میں اور زمین میں (وہ جو چاہے تصرف کرے پس یہ تصرف بھی جو کہ فی نفسہ اور باعتبار اُس کی قدرت کے ممکن ہے مستبعد نہیں یہ تائید ہو گئی جواب کی) اور (آگے واقعات کا ذکر ہے کہ) جس روز قیامت قائم ہوگی اُس روز اہل باطل خسارہ میں پڑینگے اور آپ (اُس روز) ہر فرقہ کو دیکھیں گے کہ (مارے خوف کے) زانو کے بھل گر پڑیں گے ہر فرقہ اپنے (اعمال مندرجہ) نامہ اعمال (کے حساب) کی طرف بُلایا جاوے گا (یہ مطلب ہے نامہ اعمال کی طرف بلانے کا ورنہ نامہ اعمال تو خود اُن کے پاس ہونگے اور اُن کو مع نامہ اعمال کے بلایا جانا ثابت ہے قال تعالیٰ یوم ندعوا کل اناس بامامہم اور اُن سے کہا جاوے گا کہ) آج تم کو تمہارے کیے کا بدلہ ملیگا (اور کہا جاوے گا کہ) یہ (نامہ اعمال) ہمارا لکھایا ہوا دفتر ہے جو تمہارے مقابلہ میں ٹھیک ٹھیک بول رہا ہے (یعنی تمہارے اعمال کو ظاہر کر رہا ہے اور) ہم (دنیا میں) تمہارے (سب) اعمال کو (فرشتوں سے) لکھواتے جاتے تھے (اور یہ اُن ہی کا مجموعہ ہے) سو (حساب کے بعد فیصلہ یہ ہوگا کہ) جو لوگ ایمان لائے تھے اور اُنہوں نے اچھے کام کیے تھے تو اُن کو اُن کا رب اپنی رحمت میں داخل کریگا اور یہ صریح کامیابی ہے

اللغات نستنسخ ای نامر بالنسخ والکتابۃ۔ قولہ الا ظنا ای ضعیفا فالتنوین للتحقیر والمستثنی منہ مطلق الظن فالکلام کہذا ان نظن ظنا ما الا ظنا ضعیفا فلا اشکال ولا احتیاج الی ان یزال ۱۲

فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ وَلَهُ الْكِبْرِیَآءُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝

سو تمام خوبیاں اللہ ہی کے لیے ہیں جو پروردگار ہے آسمانوں کا اور پروردگار ہے زمین کا پروردگار ہے تمام عالم کا ۔ اور اُسی کو بڑائی ہے آسمان و زمین میں ۔ اور وہی زبردست ہے حکمت والا ہے ۔

اور جو لوگ کافر تھے (اُن سے کہا جاوے گا کہ) کیا میری آیتیں تم کو پڑھ کر نہیں سُنائی جاتی تھیں سو تم نے (اُن کے قبول کرنے سے) تکبر کیا تھا اور (اسوجہ سے) تم بڑے مجرم تھے اور (تمہارا یہ حال تھا کہ) جب (تم سے) کہا جاتا تھا کہ اللہ کا وعدہ (بعث و مجازاۃ کا) حق ہے اور قیامت میں کوئی شک نہیں ہے تو تم (نہایت بے پروائی سے) کہا کرتے تھے کہ ہم نہیں جانتے قیامت کیا چیز ہے (صرف سُننے سُنانے سے) محض ایک خیال سا تو ہم کو بھی ہوتا ہے (جیسے قضایائے کاذبہ میں بھی تصور بالاصطلاح المنطقی ہوا کرتا ہے) اور (قضایائے یقینیہ یا مظنونہ کی تصدیق بالاصطلاح المنطقی کی طرح) ہم کو (اُس کا) یقین (حاصل) نہیں (بلکہ اُن کے اور اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن کو احتمال بھی نہیں یا یہ قول عوام اہل تردد کا ہو اور ماندگی سے بھی تیقن کی نفی ہو اور نفی کا تیقن نہ ہو) اور (اُس وقت) اُن کو اپنے تمام بُرے اعمال ظاہر ہو جاویں گے اور جس (عذاب) کے ساتھ وہ استہزاء کیا کرتے تھے وہ اُن کو آگھیرے گا اور (اُن سے) کہا جاوے گا کہ آج ہم تم کو بھلائے دیتے ہیں (یعنی رحمت سے محروم کیے دیتے ہیں جس کو بھلانا مجازاً کہدیا) جیسا تم نے اپنے اس دن کے آنے کو بھلا رکھا تھا اور (آج) تمہارا ٹھکانا جہنم ہے اور کوئی تمہارا مددگار نہیں یہ (سزا) اس وجہ سے ہے کہ تم نے خدا تعالیٰ کی آیتوں کی ہنسی اُڑائی تھی اور تم کو دنیوی زندگی نے دھوکہ میں ڈال رکھا تھا (کہ اُس میں مشغول ہو کر آخرت سے بالکل غافل بلکہ منکر ہو گئے تھے) سو آج نہ تو یہ لوگ دوزخ سے نکالے جاویں گے اور نہ ان سے خدا کی خفگی کا تدارک چاہا جاوے گا (یعنی اس کا موقع نہ دیا جاوے گا کہ توبہ کر کے خدا کو راضی کر لیں) **ف** تری کل امۃ جاثیۃ میں لفظ کل اگر عام ہو تو ظاہراً اہول کا ثبوت مقبولین کے لیے بھی لازم آتا ہے لیکن ممکن ہے کہ بہت تھوڑی دیر کے لیے ہونے سے وہ معتد بہ نہ ہو اس لیے نفی فزع کی نصوص سے اس کا تعارض نہ ہوگا اور اگر عام مخصوص البعض ہو تو سوال ہی متوجہ نہیں ہوتا ۔ اور اگر جاثیہ کے معنی مثل دوسرے مفسرین کے یہ کہے جاوینگے کہ حساب کے وقت ادب کی وجہ سے دوزانو بیٹھے ہوں گے تو پھر کچھ اشکال ہی نہیں ۔ اور ظن و استیقان کے ترجمہ میں مراد تصور و تصدیق سے معتبر عند المنطقیین ہے ۔ ربط اوپر مباحث سورت سے حق تعالیٰ کی رحمت و حکمت اور عظمت و عزت اور لطف و ہیبت پر دلالت ہوئی ہے چنانچہ مسئلہ نبوت سے رحمت اور حکمت اور مسئلہ توحید سے عزت اور عظمت اور مسئلہ معاد سے لطف اور ہیبت کا ہونا ظاہر ہے آگے خاتمہ میں بطور تفریع کے اسی مدلول لزومی کی تصریح قصدی ہے ۔

بیان صفات کمال ذی الاکرام والجلال

فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ وَلَهُ الْكِبْرِیَآءُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۖ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝ (جب یہ تمام مضامین سُن لیے) سو (ان سے یہ بھی سمجھ میں آگیا کہ) تمام خوبیاں اللہ ہی کے لیے (ثابت) ہیں جو پروردگار (یعنی موجد و مبقی) ہے آسمانوں کا اور پروردگار ہے زمین کا (اور آسمان و زمین ہی کی کیا تخصیص ہے وہ تو) پروردگار ہے تمام عالم کا (اس سے رحمت معلوم ہوئی کیونکہ ایجاد و ابقاء اصل رحمت ہی) اور اُسی کو بڑائی ہے (جس کا ظہور آثار سے) آسمان و زمین میں (ہو رہا ہے) اور وہی زبردست ہے حکمت والا ہے (اسکی دلالت بقیہ صفات مذکورہ پر ظاہر ہے) **ف** الحمد للہ علی تمام تفسیر سورۃ الجاثیۃ و بہ ختم الجلد العاشر من التفسیر، وبہا ختم خمس واربعون من سورۃ القرآن المنیر، وایضًا بالاتفاق الحسن العجیب ختم اذ ذاک خمسۃ واربعون سنۃ مع زیادۃ قلیلۃ مما تبلغ نصف شہر من سن ہذا الفقیر، وکان ہذا فی یوم الخمیس لسبعۃ عشر من ربیع الثانی ۱۳۲۵ سنۃ من الہجرۃ البشیر النذیر صلی اللہ علیہ وسلم کثیرا فی کثیر، وکما بقی فی الآتی من السور ما اکثرہ قصیر، رأیت ان احذف التمہید من اولہا والتاریخ من آخرہا الا لعارض ہو الجدیر، وادعوہ تعالیٰ ان یوفقنی لاتمام البقیۃ و

ہوالحی التحریر

النحو قولہ رب العالمین بدل من ما قبلہ ۔ قولہ فی السمٰوٰت فی موضع الحال او متعلق بالکبریاء ۱۲	قولہ فی السمٰوٰت والتقیید بذلک لظہور آثار الکبریاء واحکامہا فیہما والاظہار فی مقام الاضمار
البلاغۃ قولہ رب السمٰوٰت الخ فی تکریر لفظ الرب تاکید وایذان بان ربوبیتہ تعالیٰ لکل بطریق الاصالۃ	لتفخیم شان الکبریاء رفقط واللہ اعلم ۱۲

ربع ثانی ابانۃ البیان حاشیہ بیان القرآن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حاشیۃ المجلد الرابع منہ

ص ۱ س ۶ قولہ تعالیٰ قلیلا ما فی الجلالین وما زائدۃ لتاکید القلۃ قلت وہی نکرۃ۔

ص ۳ حاشیہ فوقانی س ۱۷ قولہ الکفتین الخ قلت کفہ بالکسر وتشدید الفاء پلہ ترازو کذا فی المنتخب والشاہین عمود ترازو کما فی المنتخب النفائس ومنتخب اللغات واللسان عذبۃ المیزان کما فی القاموس۔

ص ۵ س ۲۲ قولہ آخرت میں الخ دوسری تطبیق اس طرح پر ہو سکتی ہے کہ گو دعائے کفار سے کبھی حسب امر تکوینی ان کا مقصود حاصل ہو جاتا ہے لیکن اصل مقصود جو دعاء سے ہے کہ اکرم داعی اور رضائے حق حاصل ہو یہ ان کو میسر نہیں ہوتا۔ پس ما دعاء الکفرین الخ کا یہ مطلب ہے فافہم اور آخرت کے باب میں انکی دعاء سے نفس مطلوب بھی حاصل نہیں ہوتا اور اسکی دلیل مستقل ہے وہو قولہ تعالیٰ ان اللہ لایغفران یشرک بہ والکفر فی حکم الشرک فی ہذا الباب بالاجماع فلو حصل المغفرۃ بدعائہم لزم خلف الوعید وہو ممتنع بغیرہ فلا یقبل دعاءہم فی باب الآخرۃ فی حکم حول لا یسعہ المقام ۱۲ منہ

ص ۹ حاشیہ تحتانی یمین س ۳ قولہ لحبین الما بعہم و فخ جیم نعوکذا فی المنتخب۔

ص ۱۱ س ۵ قولہ تعالیٰ ما لم ینزل بہ سلطانا قال النیسابوری سلطان حتی تنزل اھ قلت حاصل المقام انہ عزوجل لم یجعل لہ دلیلا والتعبیر بعدم السلطان بعد التنزیل اشارۃ الی ان المقصود ہم لا سبیل الا بتنزیلہ تعالیٰ الیہم فان السلطان لو لم یطلع علیہ لا یفید فعبر بما المقصود تامل۔

ص ۱۲ س ۶ ۲ قولہ لم یدرع فی القوس منزما وہو بکسر المیم یعنی السہام کما فی المنتخب والحاصل انہ لم یقصر فی القتال شیئا قلت ہو اشد والمقام من مزال الاقدام تامل۔

حاشیہ فوقانی س ۱۹ قولہ نفی بالاستبعاد الخ قلت معناہ انہ لو قدر علیہ علی سبیل الفرض لا ینفعہ ففیہ المبالغۃ تامل۔

ص ۲۰ س ۱۵ قولہ معلق الخ واعلم ان السحاب المستطر للمیاہ العظیمۃ انما یبقی معلقا فی الہواء لانہ تعالیٰ دبر بحکمتہ ان یحرک الریاح تحریکا شدیدا ولتلک الحرکات فوائد منہا ان اجزاء السحاب ینضم بعضہا الی بعض ویترا کم وینعقد السحاب الکثیف الماطر ثم تصیر متفرقۃ ومنہا ان تحرک الریاح بمنۃ ویسرۃ فتمنع الاجزاء المائیۃ الرشیۃ عن النزول فیبقی معلقا فی الہواء ومنہا ان ینساق السحاب الی موضع علم اللہ احتیاجہم الی نزول الامطار اھ کذا فی النیسابوری۔

ص ۲۴ س ۲ حاشیہ تحتانی قولہ عرقوب فی منتخب اللغات بالضم پے ہر دو پائے ستور کہ بمنزلہ زانو ہر دو دست او است اھ

ص ۲۷ س ۳ قولہ لم تعفہا ای لم تمحہا والارواح جمع ریح بمعنی باد ودیم دیمۃ بالکسر باران پیوستہ بے برق و رعد وہ دیم جمع کما فی الصراح۔

ص ۲۹ س ۳ قولہ تعالیٰ وقدس الخ قلت ایثار المس علی الاصابۃ اشعار العدم استمرارہ فافہم۔

ص ۳۲ س ۱۱ قولہ سبطیان الخ فی المنتخب سبط بالکسر طائفہ از فرزندان یعقوب علیہ السلام وقبط بالکسر اہل مصر کہ آبا واجداد ایشان در مصر بودہ اند بخلاف سبط کہ از اولاد یعقوبؑ در آنجا نشو ونما یافتند۔ اھ

ص ۳۳ س ۶ قولہ تعالیٰ استرہبوہم ای رہبوہم قال ابو البقاء کقر واستقر بمعنی۔

ص ۳۳ س ۱۷ قولہ انقلاب حقائق الخ قلت ہذا الکلام مبنی علی التحقیق لا علی التوجیہ فان الفلاسفۃ لا یرون بہ ما ذکرہ المفسر العلام بل مرادہم اعم من ذلک قال فی کشف الظنون حاصل ما ذکرہ الصفدی فی شرح لامیۃ العجم ان الناس فیہ علی طریقین فقال کثیر منہم ببطلانہ منہم الشیخ الرئیس ابن سینا ابطلہ بمقدمات من کتب الشفاء والشیخ تقی الدین ابن تیمیۃ صنف رسالۃ فی الکیمیاء فی انکارہ وصنف یعقوب الکندی ایضا رسالۃ فی ابطالہ لکنہم لم یوردوا شیئا یفید الظن لامتناعہ فضلا عن الیقین وذہب آخرون الی امکانہ منہم الامام الرازی فانہ فی المباحث المشرقیۃ عقد فصلا فی بیان امکانہ والشیخ نجم الدین بن ابی الدار البغدادی رد علی الشیخ ابن تیمیۃ وزیف ما قالہ فی رسالتہ ورد ابو بکر محمد بن زکریا الرازی علی یعقوب الکندی واستدل الامام فی الملخص علی امکانہ فقال الامکان العقلی ثابت لان الاجسام مشترکۃ فی الجسمیۃ فوجب ان یصح علی کل واحد ما یصح علی الآخر وحکی ابن ماجۃ الاندلسی فی بعض تالیفہ عن الشیخ ابی نصر الفارابی انہ قال فہم بین ارسطو فی کتابہ من المادون صناعۃ الکیمیاء داخلۃ تحت الامکان الا انہا من الممکن الذی یعسر وجودہ بالفعل انتہی ملخصا وفی رد المحتار والظاہر ان مذہبنا ثبوت انقلاب الحقائق اھ وبہ صرح ابن حجر فی تحفۃ المنہاج (مجموعۃ الفتاوی ص۳۵۲) قلت کلام المفسر العلام تحقیق انیق لطیف فی نفسہ لکن لا تطمئن النفس بتوجیہ کلام جمیع الفلاسفۃ فان تصریح بعض القائلین بامتناع انقلاب الحقائق مطلقا یاباہ فافہم وتامل۔

حاشیہ تحتانی یمین س ۶ قولہ حاشرین فی الطبری من یحشر السحرۃ فیجمعہم الیک قلت فمعناہ جامعین وقولہ وہم اعوان الولاۃ قلت رواہ الامام العلامۃ ابو جعفر ابن جریر الطبری عن ابن عباسؓ۔

س ۳ حاشیہ تحتانی یسار قولہ اما ان تعرض الخ قلت تعرض لہ ابو البقاء فی اعراب القرآن فقال قولہ تعالیٰ اما ان تلقی فی موضع ان والفعل وجہان احدہما رفع ای امرنا اما الالقاء والثانی نصب ای اما ان تفعل الالقاء۔

ص ۳۷ حاشیہ تحتانی یمین س ۳ قولہ فتشاءم بہ لے اذا وقع موافقا لاصطلاحہم الذی کان یدل علیہ افادہ المؤلف العلام۔

ص ۳۸ س ۱ قولہ تعالیٰ واورثنا قال الطبری انما قال جل ثناؤہ واورثنا لانہ اورث ذلک بنی اسرائیل بہلاک من کان فیہا من العمالقۃ وفی النیسابوری فی قولہ یستضعفون لے بقتل الابناء واستحیاء النساء والاستخدام فی الاعمال الشاقۃ۔ حاشیہ تحتانی یسار قولہ ضعفہ قلت لان فیہ العطف علی الموصوف قبل الصفۃ کما فی اعراب القرآن

ص ۳۹ س ۲۰ قولہ ونون الخ یعنی ارض مصر والشام لانہا ہی التی کانت تحت تصرف فرعون کذا قال النیسابوری وقال الطبری لم یکن لہ سلطان الا بمصر اھ قلت لینظر فی عرائس المجالس وغیرہ ولعلک تجد قولا من اہل السیر موافقا للنیسابوری۔

ص ۴۰ س ۵ قولہ تعالیٰ لمیقاتنا قال النیسابوری اللام بمعنی الاختصاص کانہ قیل اختص مجیئہ بوقتنا الذی حددنا کما یقول اتیتہ لعشر خلون من شہر کذا اھ قلت فی زیادۃ اللام اشارۃ الی الامتثال الکامل الحاصل من موسیٰ حیث لم یتقدم علیہ ولم یتاخر عنہ فافہم وقولہ لن ترنی قال فی الجلالین والتعبیر بہ دون لن اری یفید امکان رویتہ تعالیٰ اھ وقولہ للجبل قلت اللام للصلۃ افادہ المؤلف العلام وقولہ دکا لے مدکوکا کذا فی النیسابوری والمراد بالجبل ہو الطور کما نقلہ الطبری عن ابن اسحٰق عن بعض اہل العلم باحادیث اہل الکتاب۔ قلت وہو الظاہر واما ما اشتہر من ان الجبل صار کحلا فہو مما لا اصل لہ عندی بل لہ معدن کمعادن اخرے۔

ص ۴۲ س ۱۹ قولہ امتناع شرعی قلت ویدل علیہ ایضا ما رواہ الترمذی عن ابن عمرؓ مرفوعا لن یری احدکم ربہ حتی یموت او کما قال ثم قال الترمذی حسن صحیح۔

س ۲۰ قولہ نور خاص قلت ایدیہ نور ذاتہ تعالیٰ وتصویب ہذا القول من المؤلف العلام فصوبہ حاشیہ فوقانی س ۸ قولہ متجاوب اسے متوافق۔

ص ۴۳ س ۵ قولہ اعجلتم قال الواحدی العجلۃ التقدم بالشیٔ قبل وقتہ ولذلک صارت مذمومۃ فی الاغلب بخلاف السرعۃ فانہا عمل الشیٔ فی اول وقتہ کذا فی النیسابوری۔

س ۷ قولہ تعالیٰ الالواح قلت اخرج ابو الشیخ مرفوعا الالواح التی انزلت علی موسیٰؑ کانت من سدر الجنۃ کان طول اللوح اثنی عشر ذراعا کذا فی الاتقان۔

س ۱۱ قولہ تجلی کے معنی الخ قلت الظاہر انہ کان نورا مخلوقا وصوبہ المؤلف العلام حاشیہ تحتانی یمین س ۲ قولہ للمفعول بہ قلت الاظہر ان یقال المفعول فیہ فی الموضعین کما قال الزمخشری ونقل عنہ النیسابوری۔

ص ۴۴ س ۵ قولہ تعالیٰ لربہم قال النیسابوری ادخل اللام فی المفعول لتقدمہ فان تاخیر الفعل یکسبہ ضعفا ونظیرہ للرؤیا تعبرون وقولک لزید ضربت ویجوز ان یکون المراد للذین ہم لاجل ربہم یرہبون لا ریاء وسمعۃ وجوز بعضہم ان یکون اللام صلۃ نحو ردف لکم اھ۔ س ۲۲ قولہ میرے بعد یہ بری الخ قال النیسابوری ومن حق الخلفاء ان یسیروا بسیرۃ مستخلفیہم من بعدہم۔

ص ۴۵ س ۸ حاشیہ فوقانی بمعنے سکن قلت قال الطبری وکذلک کل کاف عن شیٔ ساکت عنہ وانما قیل للساکت عن الکلام ساکت لکفہ عنہ وقد ذکر عن یونس الجرمی انہ قال یقال سکت عنہ الحزن وکل شیٔ فیما زعم ومنہ قول ابی النجم وہمت الافعی بان تسیحا وسکت المکان ان یصیحا

ص ۴۶ س ۱۵۔ قولہ کہیں آپ الخ قلت ہذا علی تقدیر کون الاستفہام للانکار واختار المبرد انہ للاستعطاف فافہم معناہ علیہ یعنی (ولا منافاۃ فی الاستعطاف والانکار لان الانکار علیہ لفظ والاستعطاف توجیہ معنوی ۱۲ مترجم)

ص ۵۰ حاشیہ تحتانی یمین س ۲ قولہ السبت قلت قال الطبری ویوم لا یسبتون بفتح الیاء من سبتوں من قول القائل سبت فلان یسبت سبتا وسبوتا اذا عظم السبت وذکر عن الحسن البصری انہ کان یقرءہ ویوم لا یسبتون بضم الیاء من اسبت القوم یسبتون اذا دخلوا فی السبت اھ وقولہ شرعا جمع شارع کما فی النیسابوری۔

ص ۵۱ حاشیہ تحتانی یمین س ۳ قولہ عطف علی معنی الم یؤخذ قلت اشارۃ الی توافق المتعاطفین۔ س ۴ قولہ عدی الخ قلت واصل تعدیتہ بعن۔

ص ۵۲ س ۱۔ قولہ اقاموا الصلوۃ قلت الوقف فی ہذا الموضع علی تقدیر حذف ای لا نضیع اجرہم اذ ہم المصلحون ولا نضیع اجر المصلحین کما فی النیسابوری۔

ص ۵۵ س ۳ قولہ تعالیٰ کمثل الکلب الخ اعلم ان التمثیل واقع بجمیع الکلاب فما وقع بالکلب اللاہث فخص الحیوانات ہو الکلب واخس الکلب ہو اللاہث کذا فی النیسابوری۔

حاشیہ تحتانی س ۲ قولہ بعد المضاف الخ قلت توضیحہ فی النیسابوری ولا بد من تقدیر مضاف لیناسب التمییز المخصوص بالذم فیصیر التقدیر سار مثلا مثل القوم وفی ساء ضمیر مبہم یفسرہ المنصوب بعدہ اھ ملخصا

ص ۵۹ حاشیہ تحتانی یمین س ۲ قولہ والاستیثار قلت فی الصراح استاثر بہ ای استبد بہ۔

ص ۶۳ حاشیہ تحتانی س ۱ قولہ النزغ النخس قلت معناہ کما فی المنتخب سر چوب یا سر انگشت بہ کسے زدن۔

ص ۶۷ س ۹ قولہ تعالیٰ حقا فی النیسابوری صفۃ مصدر محذوف ای ایمانا حقا وہو مصدر موکد للجملۃ قبلہ اھ س ۲۲ قولہ اگر تم ایمان والے ہو قلت الشرط للترغیب لا للتعلیق حاشیہ فوقانی س ۳ قولہ مضبوط قلت ہذا ہو التحقیق علی التحقیق فان الایمان من مقولۃ الکیف وتشتد بالطاعۃ لا کیفیا والفرق بین الکثرۃ والشدۃ بدیہی والاختلاف فی المسئلۃ لفظی فتنبہ

ص ۶۹ س ۱ قولہ انہا لکم قال فی اعراب القرآن فی موضع نصب بدلا من احدی بدل الاشتمال والتقدیر واذ یعدکم اللہ ملکۃ احدی الطائفتین س ۲۷ قولہ دوسری جگہ بواسطہ الخ قلت والمقصود بالمجموع بیان احقاق الحق تاکیدا وفی النیسابوری فان قیل الحق حق لذاتہ والباطل باطل فی ذاتہ وما ثبت للشیٔ لذاتہ فانہ یمتنع تحصیلہ بجعل جاعل قلنا المراد اظہار کون الحق حقا والباطل باطلا وذلک یکون تارۃ باظہار الدلائل وتارۃ بقتل رؤساء الباطل فان قیل الیس فی الکلام تکرار قلنا لا فالمراد بالاول تثبیت ما وعد فی ہذہ الواقعۃ من النصر والاعلاء والمراد بالثانی نصرۃ الاسلام ومحق الکفر والحاصل ان بالاول جزئی لانہ اختیر بسبب العیر والتشدید یرید اہلاک النفیر والثانی کلی یشمل ہذہ القضیۃ وغیرہا من القضایا التی حصل فی ضمنہا اعلاء کلمۃ اللہ وقمع کلمۃ الکفر اھ۔

ص ۷۰ قولہ تعالیٰ لیبلی المؤمنین الخ قلت وفی الصراح ولیبلیہ سعوفا ای اعطیۃ وفی النیسابوری قال القاضی ولو لا ان المفسرین اجمعوا علی ان المعنی البلاء ہہنا النعمۃ لکان یحتمل المحنۃ ای الذی فعل اللہ تعالیٰ یوم بدر کان السبب فی حصول تکلیف شاق علیہم فیما بعد ذلک من الغزوات اھ

ص ۷۴ س ۱۳ قولہ تعالیٰ اموالکم واولادکم قلت قدم الاموال مع کون الاولاد احب الی الانسان تبعا لان المال یحتاج الیہ کثیر اولان فی تحصیلہ شغلا کثیرا تحوج لان یہتم وصوبہ المؤلف العلام۔

ص ۷۷ س ۱۰ ان اولیاءہ الا المتقون۔ قلت استدل بعض الاکابر علی کون المتقی ولیا للہ تعالیٰ باعتبار ارجاع الضمیر الی اللہ تعالیٰ مع ان ظاہر المرجع ہو المسجد الحرام وقد ارجع الضمیر الی اللہ تعالیٰ الامام الطبری لکنہ ممکن التاویل وہو ان یقال ان متولی المسجد لا ینبغی ان یکون الا ولیا للہ تعالیٰ والمراد بہ العادل المقبول الشہادۃ غیر الفاسق وہم لیسوا باولیاءہ تعالیٰ بل اولیاءہ انما ہم المتقون فلا یکون احد منہم متولیا للمسجد الحرام وانما یکون المتولی متقیا وہو المسلم وروی الدیلمی مرفوعا ما نصہ سئل رسول اللہ صلعم من آل محمد فقال کل تقی من آل محمد ثم قرأ ان اولیاءہ الا المتقون کما فی المرقاۃ شرح المشکوٰۃ ففیہ استشہادہ صلی اللہ علیہ وسلم بہذہ الآیۃ علی کون المتقی ولیا للہ تعالیٰ فلہذا تاکد التاویل الذی ذکرنہ واللہ تعالیٰ اعلم۔ س ۹ قولہ تعالیٰ مکاء فی النیسابوری والمکاء فعال کالثغاء والرغاء من مکا یمکو اذا صفر والتصدیۃ التصفیق اھ و قولہ فذوقوا الخ قلت فیہ تہکم کانہ قیل ذوقوہ موضع الطعام واللذائذ وایضا اشارۃ الی خفۃ ہذا العذاب باعتبار عذاب الآخرۃ س ۲۳ قولہ فیرکمہ قلت ہذا الرکم لشدۃ الحرص فان النظر کثیرا ما یقع علی الجماعۃ لا علی الواحد۔

ص ۷۹ س ۱۵ قولہ کشاکش میں الخ قلت اوردہ الطبری نفس مضمونہ عن عکرمۃ وابن زید ولم یفرق بین المانعین لشیٔ۔ س ۲۷ قولہ شرک قلت رواہ الطبری عن ابن عباس رض

ص ۸۰ س ۱ قولہ تعالیٰ ان کنتم الخ قلت الشرط للترغیب لا للتعلیق۔

ص ۸۱ س ۵ قولہ تعالیٰ کثیرا فی النیسابوری حال لان الارادۃ قد استوفت مفعولیہ فلن یتعدی الی ثالث اھ محصلا۔

ص ۸۳ س ۳ قولہ تعالیٰ نکص علی عقبیہ ای رجع مدبرا رواہ الطبری عن ابن عباس رض

ص ۸۵ حاشیہ فوقانی س ۱۱ قولہ من الخ قلت اشارۃ الی فائدۃ زیادۃ من فان ماہیت یستعمل بغیر صلۃ افادہ المؤلف العلام۔

ص ۸۹ حاشیہ فوقانی س ۴ قولہ المشہور قال المؤلف العلام ہو الحمل علی المتبادر من قصد الخطاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

ص ۹۰ س ۲ قولہ وہ یہ کہ الخ قلت واحسن منہ عندی ما فی النیسابوری ای لولا حکم من اللہ سبق اثباتہ فی اللوح وہو انہ لا یعاقب احدا بالخطاء فی الاجتہاد ونقل الطبری معناہ عن مجاہد ومشی علیہ فی نور الانوار ع وللناس فیما یعشقون مذاہب۔

ص ۹۲ س ۳ قولہ تعالیٰ الا علی قوم قال الطبری ای الا ان یستنصروکم الخ۔

ص ۹۵ س ۱ قولہ مکہ میں اور قبائل بھی تھے حضرت مؤلف علام نے فرمایا کہ اس صلح کے زمانہ میں بعض مسلمان بھی مکہ معظمہ میں کفار کی قید میں تھے کما اخرجہ البخاری۔

ص ۱۰۰ س ۱۶ قولہ ادر حج اکبر احترازہے قلت نقلہ الطبری عن عطاء رح واختارہ وفی الاتقان اخرج الترمذی عن علی رض قال سالت رسول اللہ صلعم عن یوم الحج الاکبر فقال یوم النحر ولہ شاہد عن ابن عمر رض عند ابن جریر اخرج ابن ابی حاتم عن المسور بن مخرمۃ ان رسول اللہ صلعم قال یوم عرفۃ ہذا یوم الحج الاکبر اھ قلت لا تعارض بینہما لاختلاف جہات الفضل فان یوم النحر فیہ انتہاء احکام الحج ویوم عرفۃ فیہ الوقوف بعرفات وہو معظم ارکان الحج فافہم واما ما اشتہر بین الناس من ان الحج الاکبر ہو الحج الذی یقع یوم الجمعۃ فلا اصل لہ ای من حیث ہذہ التسمیۃ والاورد حدیث ضعیف فی فضل الحج الذی یقع یوم الجمعۃ نقلہ العلامۃ الشوکانی رح فی الفوائد المجموعۃ فلینظر فیہ۔

ص ۱۰۳ حاشیہ تحتانی یسار س ۲ قولہ ابن مردویہ قلت یقرأ بالہاء وبالتاء ایضا فالاول بالفتح ثم السکون ثم بعدہ الفتحتان والسکون وکسر الاخیرۃ والثانی بضم الدال ثم السکون ثم الفتح ثم التاء

ص ۱۰۵ حاشیہ تحتانی یسار قولہ الروایات الخ قلت فی لباب النقول اخرج الفریابی رح عن ابن سیرین قال قدم علی رض بن ابی طالب مکۃ وقال لقوم سماہم الا تہاجروا الا تلحقوا برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا نقیم مع اخواننا وعشائرنا ومساکننا فانزل اللہ قل ان کان آباءکم الآیۃ کلہا واخرج عبد الرزاق عن الشعبی نحوہ اھ قلت انما نقلت ہذا لان الشعبی لیس بمعتمد علیہ فی باب الروایۃ قال فی الاتقان والاخباری لیست تشتغل الا القصص واستیفائہا والاخبار عمن سلف سواء کانت صحیحۃ او باطلۃ کالثعلبی اھ فعلی ہذا لا حاجۃ الی نقل روایۃ الشعبی ہہنا والکلبی ہو محمد بن السائب الکلبی المفسر اطال ترجمتہ فی میزان الاعتدال وتکلم فیہ غیر واحد لیس بشیٔ فی الحدیث ولم یوثقہ احد کما یظہر ترجمتہ فیہ فاحفظہ۔

ص ۱۰۷ س ۲۱ قولہ لین دین نہیں سے الخ اس کے مخالف مسلمان اہل مکہ ہیں اور قصہ فتح مکہ معظمہ کے مابعد کا ہے افادہ المؤلف العلام۔

ص ۱۰۹ س ۱۲ قولہ بدل ہے قتل کا قلت ذکرہ النیسابوری ایضا ثم قال علمہم سیکرون فی کتابہم فیعرفون صدق محمد وما وعدہم الیہ اھ س ۱۸ قولہ لا یباح وما وہم افاد المفسر ان حکمہم کحکم سائر الکفار غیر الذمیین اذا قدرنا علیہم واما اذا لم نقدر علیہم وسالمناہم فلہذا حکم تلک الحال قلت وحکم العہد الذی ذکرہ مطابق للقواعد ولم اجدنا ایضا تصریحہ فی الفقہ وقولہ کذا صححہ انقل الخ قلت قولہ صحیح تابعت کما تدل علیہ عبارۃ العالمگیریۃ والکنز وہم فی حکم المرتدین الا فی بعض المسائل

ص ۱۱۰ س ۷ قولہ بعض قال النیسابوری ہذا قول ناس من الیہود بالمدینۃ وما ہو بقول کلہم الا انہ جار علی عادۃ العرب فی ایقاع اسم الجماعۃ علی الواحد یقال فلان یرکب الخیل ویجالس الملوک لعلہ لم یرکب الا والمجلس الا واحدا۔

س ۱۲ قولہ اطاعت تحلیل الخ عن عدی بن حاتم قال اتیت رسول اللہ صلعم وفی عنقی صلیب من ذہب فقال یا عدی اطرح ہذا الوثن عن عنقک قال فطرحتہ ثم انتہیت الیہ وہو یقرأ فی سورۃ براءۃ فقرأ ہذہ الآیۃ اتخذوا احبارہم الخ قال قلت یا رسول اللہ انا لسنا نعبدہم فقال الیس یحرمون ما احل اللہ فتحرمونہ ویحلون ما حرم اللہ فتحلونہ قلت بلی قال فتلک عبادتہم رواہ الامام الثقۃ ابو جعفر محمد بن جریر ابن یزید الطبری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حاشیہ تحتانی یمین س ۲ قولہ الجنسان قلت فی الطبری والآخران یکون استغنی بالخبر عن احدہما فی عائد ذکرہما من الخبر عن الاخری لدلالۃ الکلام علی ان الخبر عن الاخری مثل الخبر عنہا وذلک کثیر موجود فی کلام العرب واشعارہا ومنہ قول الشاعر نحن بما عندنا وانت بما عندک راض والرأی مختلف فقال راض ولم یقل راضون اھ

ص ۱۱۴ حاشیہ تحتانی یسار س ۲ قولہ تاکہ تم قلت معناہ تباطأتم کذا فی ن س ۲۳ قولہ لے بدلہا قلت فمن للبدل۔

ص ١١٦ س ١ قوله تم عفا الله عنك قال المحقق النيسابوري افاجا على عادة العرب في التعظيم والتوقير فيقولون استفتاح ذلك بين يدي الكلام يقولون عفا الله عنك ما صنعت في امري رضي الله عنك ما جوابك عن كلامي اه وفيه ايضا ولا يمكن ان يكون المراد من ذلك التبيين هو التبيين بطريق الوحي والا كان ترك ذلك كبيرة فيتعين ان يحمل التبيين على استعلام الحال بطريق الاجتهاد ويكون الخطأ في الاجتهاد لا في النص اه وقوله لم اذنت آلخ قلت يعني كان ينبغي لك آلخ

ص ١١٧ س ١ قوله تثبطهم في المنتخب تثبيط مشغول كردن وباز داشتن انكارے س ٣ قوله تعالے خبالا قلت يعني فسادا و قوله يبغونكم الفتنة في اعراب القرآن حال من الضمير في اوضعوا۔

ص ١٢٠ حاشيه تحتاني يمين س ١ قوله والمغارات قال الطبري واحدتها مغارة

ص ١٢٢ حاشيه تحتاني قوله اذن قال الطبري هو من قولهم رجل اذنة مثل فعلة اذا كان يسمع الاسماع من كل احد ويقبل

ص ١٢٥ حاشيه تحتاني يمين س ٢ قوله عزتم في المنتخب بالفتح اصيل ورگنار بودن اه قلت اريد به هنا كان الكفر فطرتهم واعلم۔

ص ١٢٦ س ٧ قوله بشارت ثواب آلخ قلت وغير ذلك من القبول عند اهل الله تعالى وحصول علمهم والاطمينان في الحيوة الدنيا۔

ص ١٢٧ س ٥ قوله تعالى جنت عدن قال الطبري حدثنا موسى بن سهل قال ثنا آدم قال ثنا الليث بن سعد قال ثنا زياد بن محمد عن محمد بن كعب القرظي عن فضالة بن عبيد عن ابي الدرداء قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم عدن داره يعني دار الله التي لم ترها عين لم تخطر على قلب بشر وهي مسكنه ولا يسكنها معه من بني آدم غير ثلثة النبيين والصديقين والشهداء يقول الله تبارك تعالى طوبى لمن دخلك اه وفيه من قول العرب عدن فلان بارض كذا اذا اقام بها وخلد بها ومنه المعدن ويقال هو في معدن صدق يعني به انه في اصل ثابت اه۔ في النيسابوري وفي هذا الاخبار دلالة على ان هذا علم يؤيده قوله جنت عدن التي وعد الرحمن عباده بالغيب ولو لم يكن علما لم يوصف بالمعرفة ولا يبعد ان يجعله صفة من قولك عدن بالمكان اذا اقام به الى ان قال وعلى هذا فالجنات كلها جنات عدن الا ان

يغلب الاسم على بعضها ورضوان من الله شئ يسير من رضاه اكبر اه قلت فالتنوين للتقليل فاراسكا كى رح اليضا وهو مبتدأ واكبر خبره ووقع النكرة مبتدأ لكونه مخصصا ومن ابتدائية والجملة داخلة تحت الوعد ورضوان الله تعالى من المقامات العالية المقصودة عند الصوفية الصافية الذين هم خلاصة المسلمين والمقام اعلى منه عندهم وهو اثابت من كتب الله العظيم رزقنا الله تعالى اياه وكمال ان لا يكره شيئا من المقدرات الالهية كراهة طبيعية ويرضى عن الله تعالى في كل حال حال الصبر اذني منه كما جاء في الحديث والمسئلة مستوفاة في كتب المحققين من اهل الفن وهذا نبذ منه۔

ص ١٢٧ س ٩ قوله تعالى ومأويهم جهنم قال ابو البقاء في اعراب القرآن ان قيل كيف حسنت الواو هنا والفاء اشبه بهذا الموضع (لتدل على تراخي عذاب الآخرة عن عذاب الدنيا) ففيه ثلثة اجوبة احدها انها واو الحال والتقدير افعل ذلك في حال استحقاقهم جهنم وتلك الحال حال كفرهم ونفاقهم (وفائدته انهم لا يستحقون الترحم لتلك الحال لان من كان حاله كذا وماله كذا كيف يستحق ذلك ظاهر حسبهم صلى الله عليه وسلم رحمة ما ويغلظ عليهم شديدا) والثاني ان الواو جئ بها تنبيها على ارادة فعل محذوف تقديره واعلم ان مأويهم جهنم (وفائدته ايضا ما مر) والثالث ان الكلام محمول على المعنى والمعنى انه قد اجتمع لهم عذاب الدنيا بالجهاد والغلظة وعذاب الآخرة بجعل جهنم مأوى لهم۔ (ولا يخفى ما يحصل بهيئة الاجتماع من الشدة لا يحصل انفرادا تأمل) ثم في النيسابوري وهو خبر الا انه اخرج على لفظ الامر للدلالة على انه حتم لا يكون غيره۔

ص ١٣٢ س ١٧ قوله فليضحكوا اگو صيغة امر كى قلت لفاد وضع الامر موضع الخبر التهكم والتاكيد۔

س ١٨ قوله مگر ضحک آلخ احقر کہتا ہے کہ ایک تعبیر یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اگر ان میں کفر ونفاق وغیرہ نہ ہوتا تو یہ دارین میں خوش وخرم رہتے اور اب انکی فرحت فقط دنیا ہی پر مقصور ہے پس سزا کی وجہ قلت فرحت اور فانی سرور باقی رہ گیا اور فرحت کاملہ سے محروم کر دیئے گئے اس تقدیر پر ضحک اور کا دونوں مستفاد سزا میں داخل ہو گئے۔

ص ١٣٢ س ١ قوله مات في النيسابوري قال في الكشاف وانما قيل مات وماتوا بلفظ الماضي والمعنى على الاستقبال على تقدير الكون والوجود لانه كائن موجود لا محالة قلت وبهذا الوجه اكد الحكم المتعلق به وهو المقصود في الاصل وفيه اشعار الى توعد خزيهم في الدنيا حتما بهذا الحكم وانما وصفهم بالفسق بعد وصفهم بالكفر لان الكافر قد يكون عدلا في دينه والكذب والنفاق والخداع والجبن والخبث مستقبح في جميع الاديان اه۔

ص ١٣٣ س ٢٠ قوله قضية شرطية بصورت خبر ہے یعنی قوله تعالى وان تستغفر لهم آلخ اور حکمت اسمیں کلام کی تاکید ہے۔

ص ١٣٤ س ١ قوله تعالى ولا تعجبك آلخ وانما قال هنا واولادهم بدون لا (بخلاف الذي مر قريبا فانه كان بلا) لان المراد هنالك الترقي من الادنى الى الاعلى وهو ان اعجاب اولئك الا قوام باولادهم فوق اعجابهم باموالهم كقولك لا يعجبني امر الامير ولا امر الغلام وهنا اراد المعية فقط اما اكتفاء بما سبق هنالك اما لان هؤلاء اقوام آخرون لم يكن عندهم تفاوت بين الامرين كذا في النيسابوري۔

س ٥ قوله تعالى لكن الرسول آلخ في النيسابوري نكتته هي ان تخلف هؤلاء فقد نهض الى الغزو من هو خير منهم واصدق نية كقوله تعالى فان يكفر بها هؤلاء فقد وكلنا بها قوما ليسوا بها بكافرين قلت فظهر وجه الاستدراك حيث عسى ان يتوهم كيف يعلو الاسلام ومن يجاهد سبيله لما قعدوا فافهم۔

ص ١٣٥ حاشيه فوقاني س قبل الاخير قوله من سيؤمن قلت يحتاج الى ثبوت من آمن منهم ولم اره فان ثبت والامن للبيان۔

ص ١٣٦ س ٥ قوله الا يجدوا في ن اي على ان لا يجدوا اه

ص ١٣٨ حاشيه تحتاني س ١ قوله الجبل بالكسر في م گروهے از آدميان۔

ص ١٤٠ س ٦ قوله من سن آلخ قلت ليس المراد كون الاولية والدلالة موجبا للفضل الكلي مطلقا وانما قيل بالفضل الكلي ذلك في الصحابة بدليل آخر وهو الاجماع على ما قالوا فافهم۔

ص ١٤١ س ٥ قوله سكن في الصراح آلتش وهر چيز بوے آرام گيرد مرد چون زن وفرزند وجز آن وفي اعراب القرآن بمعنى مسكون اليها فلذلك لم يؤنثه كالقبض بمعنى المقبوض۔

ص ١٤٢ س ١٦ قوله آله تطهير قلت يمكن ان يحمل على كمال التطهير

ص ١٤٣ حاشيه تحتاني يمين س ١ قوله المؤة في الصراح بالضم مغاكے وقوله يجرف اي بركند اورا۔

ص ١٤٥ س ٧ قوله والخلطون آلخ في ن كالجمال بعد تفصيل اه۔

ص ١٤٩ س ١ قوله الا اية في اعراب القرآن استثناء مثل لا اله الا الله اه

ص ١٥٠ س ١٠ قوله افعال اختياريه نهين قلت الثواب مترتب على الصبر وهو اختياري۔

ص ١٥١ س ٥ قوله ايكم في ن مرفوع بالابتداء وخبره زادته هذه ايمانا۔ حاشيه تحتاني يمين س ٣ قوله رقة اي ضعف۔

ص ١٥٢ س ٣ قوله ما انزلت في المدارك ما مزيدة مؤكدة قلت وكذلك الباء في قوله تعالى فبما رحمة من الله كما في المدارك۔

ص ١٥٣ س ١ قوله من انفسكم قلت في قراءة بفتح الفاء كذا في الشفاء للقاضي عياض رح اي من افضلكم واشرفكم وفي النيسابوري وينسب هذه القراءة الى النبي صلعم والوصي واهل البيت عليهم السلام ثم رايت في الاتقان الحاكم بسند صحيح

حاشيه المجلد الخامس

ص ١ س ٦ حاشيه تحتاني يمين قوله من اضافة الموصوف آلخ قال الطيبي في قوله تعالى بروح القدس من اضافة الموصوف الى الصفة للمبالغة في الاختصاص وفي الصفة القدس منسوب اليها وفي الاضافة بالعكس نحو حاتم الجود اه محصلا۔

ص ٢ حاشيه تحتاني يمين س ٤ قوله لا يفيد الجزم آلخ قال العلامة العيني في عمدة القاري واهل الحساب فيه كلام كثير اكثره خباط يقولون اما كسوف الشمس فان القمر يحول بينها وبين النظر واما كسوف القمر فان الشمس تخلع نورها عليه فاذا وقع في ظل الارض لم يكن له نور بحسب ما يكون له المقابلة ويكون الدخول في ظل الارض يكون الكسوف من كل او بعض قالوا وهذا امر ميل عليه الحساب ويصدق فيه البرهان وزد عليهم بانهم قالوا بالبرهان ان الشمس اضعاف القمر في الجرمية بالعقل فكيف يحجب الصغير الكبير اذا قابله ولا ياخذ منه عشره وايضا ان الشمس اذا كانت تعطيه نورها فكيف يحجب نورها ونوره من نورها هذا خباط

وایضا قلتم ان الشمس اکبر من الارض تسعین ضعفا ونحوا
وقلتم ان القمر اکبر منها باقل من ذلک فکیف یقع الاعظم فی
ظل الاصغر وکیف تحجب الارض نور الشمس وہی فی زاویتہا
وایضا فالشمس لہا فلک مجری والقمر کذلک لہ فلک مجری
ولا خلاف ان کل واحد منہا لا یعدو مجراہ کل یوم الی
مثلہ من العام فیجتمعان ویتقابلان فلو کان الکسوف
ہو توسطہ فی ظل الارض فی وقت لکان ذلک الوقت محدودا
معلوما لان المجری منہما محدود معلوم فلما کان تاتے
الاوقات المختلفۃ والمجری واحد والحساب واحد علم قطعا
فساد قولہم اھ حاشیہ تحتانی یمین س ٨
قولہ کمد قلت ہو بفتح الاول وکسر الثانی بمعنی مظلم
حاشیہ تحتانی یسار س ا قولہ ضیاء سے
النیسابوری اما ان یکون جمع ضوء کحوض وحیاض او
مصدر ضاء یضوء مثل قام قیاما اھ حاشیہ تحتانی
یسار س ٢ قولہ الرکیۃ قلت علی وزن فعیلۃ کما
فی المنتخب ومعناہ کما فی القاموس ۔ البیر
ص ٤ حاشیہ فوقانی س ٩ قولہ استعانۃ بمعنی حاجت روا
کردن طلب نیز بفتح طا وکسر لام بمعنی مطلوب کما فی المنتخب وقولہ صین آہ کمکم
ص ٥ س ٥ قولہ تہمۃ کانوا لیومنوا فی النیسابوری اما ان یکون
عطفا علی ظلموا او یکون اعتراضا واللام لتاکید النفی وان اللہ
قد علم منہم انہم یصرون علی الکفر آہ ص ٦ حاشیہ فوقانی
س ا خیر قولہ عالیۃ قلت تقدیرہ وقد جاء تہم کما فی اعراب القرآن
ص ٧ س ١٢ قولہ فاتوا بسورۃ الخ قلت سے
النیسابوری قالت المعتزلۃ لعلم تحدی الاتیان بمثل القرآن
صح الوجود فی الجملۃ لم تحد العرب بہ لکنہم تحدوا بذلک
فدل علی ان القرآن محدث اذ لو کان قدیما والاتیان
بالقدیم محال لم یصح ہذا التحدی واجیب بان القرآن
یقال بالاشتراک علی الصفۃ القدیمۃ القائمۃ بذات اللہ
وعلی ہذہ الحروف والاصوات المحدثۃ والتحدی انما وقع بہذہ
لا بتلک اھ قلت وحل الکلام ان امتناع مثلہ محال شرعی
لیس بمحال عقلی فتنبہ لعلک لا تجد ہذا التصریح فی غیر ہذہ الحاشیۃ
ص ٨ س ا قولہ تم من ربہ ۔ میں کہتا ہوں کہ
اس کا ترجمہ سہوا رہ گیا ہے اور وہ یہ ہے ۔ ان کے پروردگار
کی طرف سے وانما قالوا من ربہ ولم یقولوا من اللہ اشارۃ
الی ان تعلق الباری تعالی بالرسول لکونہ ربا لہ یقتضی
الخصوصیۃ فمع ہذا کیف لا ینزل علیہ آیۃ وہذا اشد شناعۃ
منہم بخلاف لفظ الجلالۃ فانہ یدل علی الجلالۃ والعظمۃ
والغلبۃ تامل س ٣ قولہ تعالی واذا لقوا الخ

فی النیسابوری و فی تخصیص الاذاقۃ بجانب الرحمۃ
ولیس علی ان کثیرا من الرحمۃ قلیل بالنسبۃ الی رحمتہ
الواسعۃ واذا الثانیۃ للمفاجاۃ وقع مقام الفاء فی
جواب الشرط آہ قلت الفاء الجزائیۃ تکون لمطلق
الربط فلا تفید ما تفید اذا للمفاجاۃ ۔ حاشیہ
تحتانی یمین قولہ فی زیادۃ مستہم الخ قلت
وایضا فیہ اشارۃ الی ان عذاب الاولی اخف
من عذاب الآخرۃ حاشیہ تحتانی یسار قولہ لو
لزم قلت حقیقۃ التفضیل تقتضیہ ۔
ص ١١ س ٣ قولہ تعم ایانا الخ فی الجلالین
قدم المفعول للفاصلۃ ۔
ص ١٢ س ٥ قولہ تعم ماذا فی النیسابوری
ذا مزیدۃ وما نافیۃ او استفہامیۃ او مجموع ماذا کلمۃ
واحدۃ معناہا ای شیء بعد الحق الا الضلال اھ
س ١١ قولہ تعم کیف تحکمون فی اعراب القرآن
مبتدأ وخبر لہ ای شیء لکم فی الاشراک وکیف تحکمون
مستانف ۔ حاشیہ تحتانی یمین س ٦
قولہ تیلعثمون فی الصراح تلعثم الرجل فی الامر اذا
تمکث وتانی وقال الخلیل نکل عنہ وتبصرہ اھ
ص ١٣ س ٣ قولہ موف فی الصراح یقال
ایف الزرع مجہولا آفت رسیدہ شد کشت زرع موف نعت منہ اھ
ص ١٤ س ١١ قولہ ان کنتم صدقین قلت جزاؤہ
محذوف وہو مثل ما ذکر قبلہ قال المحقق النیسابوری فی
تفسیر قولہ تعالی فی البقرۃ وان کنتم فی ریب الی ان قال
ان کنتم صدقین ما انصہ جواب الشرط الثانی محذوف
لدلالۃ ما قبلہ علیہ وہو شرط والتقدیر وان کنتم فی ریب فاتوا
وان کنتم صدقین فی ان اصنامکم تعینکم او فی ان القرآن
غیر معجز فادعوا شہداءکم وانما قلنا الجواب محذوف لان
الجزاء لا یتقدم علی الشرط فان للشرط صدر الکلام
کالاستفہام ولہذا لم یلزم الفاء فی قولک انت مکرم
ان جئتنی وانما تقدم ما یدل علیہ ومثلہ فی القرآن کثیر
فاعتبرہ فی کل موضع آہ وفیہ ایضا فان قیل بعث التحدی
باعجاز القرآن بحیث یعجز عنہ الثقلان فقط والزائد
غیر معلوم الحال او بحیث یعجز عنہ المخلوقات باسرہا
قلنا لا ریب ان الحق ہو القسم الثانی الا ان التحدی
لم یقع الا بالقدر الاول آہ قلت ونحوہ فی الاتقان
وفیہ زیادۃ ومحصلہ ان الملائکۃ لم تخاطب فی خطاب
التحدی لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یبعث الیہا

ص ١٤ س ٣ قولہ تعم لا ریب فیہ الخ قال العلامۃ
الامام الحافظ السیوطی قدس سرہ فی الاتقان لا ریب فیہ
احسن من لا شک فیہ لثقل الادغام ولہذا کثر ذکر الریب
واما قولہ من رب العلمین ففی اعراب القرآن یجوز ان یکون
حالا اخری وان یکون متعلقا بالمحذوف ای ولکن انزل
من رب العلمین آہ واما افادہ المرشد المؤلف العلام ان لفظ
لکن ترجم بمعنی بل لاتباع محاورتنا فی مثل ہذا الموضع
ولم یجعل بمعنی بل باعتبار العربیۃ ۔ س ٧ قولہ کیف
کان الخ کیف خبر کان وعاقبۃ اسمہا کذا فی اعراب القرآن
ص ١٦ س ٧ قولہ الا ما شاء اللہ فی النیسابوری
قال العلماء انہ استثناء منقطع ای ولکن ما شاء اللہ من ذلک
کیف املک لکم الضر وجلب العذاب آہ س ١١ قولہ
تعالی ماذا آہ قلت وانما لم یقل ماذا یستعجلون منہ دلالۃ
علی موجب ترک الاستعجال وہو الاجرام لان حق المجرم
ان یخاف التعذیب علی اجرامہ وان ابطأ مجیئہ فضلا
عن ان یستعجلہ کذا فی النیسابوری وفیہ ایضا ودخول
حرف الاستفہام علی ثم کدخولہ علی الواو والفاء الا ان
علی ارادۃ القول ای قیل لہم الخ وحرف ما فی اذا ما
زائدۃ مؤکدۃ کما فی المدارک ۔
ص ١٧ س ٣ قولہ تعم ای وربی فی النیسابوری
ای بمعنی نعم ولکنہ یستعمل من القسم البتۃ وفائدۃ ہذا القسم
فی جوابہم ان یکون قد ابرز الکلام معہم علی الوجہ المعتاد
بینہم استمالۃ لقلوبہم ومن الظاہر ان من اخبر بشیء واکدہ
بالقسم فقد اخرجہ عن حد الہزل وادخلہ فی باب الجد فقد
یکون ہذا القدر مقنعا اذا لم یکن الخصم الدا اھ
وقولہ قبل ہذا احق ہو فی اعراب القرآن مبتدأ وہو
مرفوع بہ ویجوز ان یکون ہو مبتدأ واحق الخبر اھ
قلت اختار الاخیر المؤلف العلام ۔
ص ١٨ س ١٧ قولہ تعجب انکار قال النیسابوری
علی جہۃ الاستہزاء والانکار قلت یمکن ان یکون کلاہما
حاشیہ تحتانی س ٢ قولہ والاخرے زائدۃ
فی اعراب القرآن الفاء الاولی مرتبطۃ بما قبلہا
والثانیۃ بفعل محذوف تقدیرہ فلیعجبوا بذلک فلیفرحوا
کقولہم زیدا فاضربہ ای تعمد زیدا فاضربہ اھ
ص ١٩ س ا قولہ تعم قل آللہ قال الزمخشری
غفر اللہ تعالی لہ ورضی عنہ ویجوز ان یکون الہمزۃ
فی آللہ للانکار وام منقطعۃ بمعنی بل اتفترون
علی اللہ تقریرا للافتراء اھ

ص ٢٠ س ٥ قولہ تعم الا فی الخزی اعراب
القرآن ای الا ہو فی کتاب والاستثناء منقطع وفی
النیسابوری والا فانیۃ النیۃ وقع فی العمل علی جہۃ الانصباب
والاندفاع احد من فی قولہ من قرآن عندی زائدۃ
موکدۃ کما تکون حال الحروف الزائدۃ وفیہ ایضا توافق
الوزن بما قبلہ وہو لفظ فی شان وفی النیسابوری انما
قال ہہنا فی الارض ولا فی السماء خلاف ما فی سورۃ سبا
وہو المعہود فی القرآن لان الکلام سیق للشہادۃ علی
شئون اہل الارض فناسب ان یقدم ذکر ما فی الارض
آہ وفیہ ایضا فی تفسیر قولہ تعم اولیاء الفرد التراکیب
یدل علی القرب فکانہم قربوا منہ تعالی لاستغراقہم فی نور
معرفتہ وجمالہ وجلالہ آہ قلت نقل الامام السیوطی فی الجامع
الصغیر مرفوعا اولیاء اللہ تعالی الذین اذا رأوا ذکر اللہ تعالی
ص ٢١ س ١٨ قولہ کس چیز کا الخ قلت ما استفہامیۃ
بمعنی ای شیء یتبعون وشرکاء علی ہذا نصب بیدعون
س ٢٥ قولہ تردد الخ قلت کان ذلک علی مقتضی
البشریۃ وایضا کان خفیفا لا کما یطرأ علی اہل الدنیا وہو
کمال لہ صلی اللہ علیہ وسلم فانہ علیہ الصلوۃ والسلام مع کونہ
بشرا ومتصفا بآثارہ بلغ اذا ما بلغ حاشیہ تحتانی
یمین قولہ تعم مبصرا فی النیسابوری ذا ابصار باعتبار
صاحبہ ای جعلہ مضیئا لتہتدوا بہ فی حوائجکم آہ ۔
ص ٢٢ حاشیہ تحتانی س ا قولہ بمعنی الحجۃ
قلت یشیر الی انہ یتعدی بعلی لکن تعدی ہہنا بالباء لکونہ
بمعنی الحجۃ وفی النیسابوری قال فی الکشاف والباء حقہا
ان تتعلق بقولہ ان عندکم علی ان یجعل القول مکانا للسلطان
کانہ قیل ان عندکم فیما تقولون سلطان اقول کانہ نظر
الی ان استعمال الباء بمعنی فی اکثر منہ بمعنی علی آہ وفی اعراب
القرآن ان ہہنا بمعنی ما لا غیر وبہذا یتعلق بسلطان او نعت لہ
ص ٢٣ س ا حاشیہ تحتانی یمین قولہ
لہ ادوا قلت اوضح منہ ما فی النیسابوری من الفعال
ان فیہ تضمینا والمعنی اقضوا الی ما استقر علیہ رایکم محکما
مفرغا عنہ اھ س ١٩ حاشیہ فوقانی قولہ
لم یکفر الخ فی النیسابوری قال الزجاج ای لیکن امرکم
الذی اجتمعوہ ظاہرا منکشفا ای تجاہروننی بالاہلاک آہ
قلت معنی علیکم عندی واللہ تعالی اعلم ان من یکرد ویدبر
خفیۃ لا یقدر علی ان یشاور کل احد بل یلتمس اینا
لا یظہر الامر علی احد ونحو ذلک فیستتر الامر علیہ ولا یظہر
حق الظہور بخلاف ما اذا اعلن الامر وشاور من شاء

داحکم الامر عیانا فلما یخلی بظاہر الاعتبار والا فالیالی لا یرجے غلبتہ تلالی عہ

ص ۲۴ س ۱ قولہ تعم باکذبوا فی النیسابوری الالانہ زید ہہنا لفظۃ بہ فیقیل لتناسب ماقبلہ وہو کذبوا بآیاتنا وکذلک فے الاعراف راعی المناسبۃ لان ماقبلہ ولکن کذبوا فنیر ابابا راھ **س ۷ قولہ تعم** آخر ہذا فے اعراب القرآن سحر خبر مقدم وہذا مبتدأ آہ۔

ص ۲۵ حاشیہ تحتانی لیسار س ۱ قولہ اختلاف القراءۃ آلخ فی النیسابوری ومن قرأ اسحر بالاستفہام فہا استفہامیۃ مبتدأ وجئتم بہ خبرہ کانہ قیل ای شئے جئتم بہ ثم قال علی وجہ التوبیخ السحرای ہو سحر او السحر جئتم بہ۔ **حاشیہ فوقانی س ۳ قولہ** الیسی بات آلخ قلت توضیحہ وحاصلہ ماہو فی النیسابوری ونصہ لکن الوجہ فیہ ان یقال ان القول ہہنا بمعنی الطعن والعیب کالذکر فے قولہ سمعنا فتے یذکرہم ومنہ قولہم فلان یخاف القالۃ ای مطاعن الناس فکانہ قال اتعیبون الحق وتطعنون فیہ ثم انکر علیہم قولہم اسحر ہذا اھ

سطر اخیر حاشیہ فوقانی قولہ الحصر الافرادی قلت لہ وجہ آخر ایضا وہو سباق الکلام فان موسی لم یحتج الی قولہ ہذا ولم یقولوا ما قالوا من وصف المعجزۃ بسحر وفی النیسابوری وانما قال السحر بالالف واللام لانہ جواب الکلام الذی سبق کانہم قالوا لموسی علیہ الصلوۃ والسلام ماجئت بہ سحر فقال موسی بل ماجئتم بہ السحر فوجب دخول الالف واللام لان النکرۃ اذا عادت عادت معرفۃ اھ وقال الامام ابن جریر الطبری قیل لہ بل کلام العرب ادخال الالف واللام فی خبرہا والذی اذا کان الخبر عن معہود قد عرفہ المخاطب والمخاطب بل لا یجوز اذا کان ذلک کذلک الا بالالف واللام لان الخبر حینئذ خبر عن شئ بعینہ معروف عند الفریقین وانما یاتی بغیر الالف اذا کان الخبر عن مجہول غیر معہود ولا مقصود قصد شئ بعینہ اھ۔

ص ۲۶ س ۱ قولہ ان یفتنہم فے اعراب القرآن ہو فی موضع جر بدلا من فرعون تقدیرہ علے خوف فتنۃ من فرعون ویجوز ان یکون فی موضع نصب بخوف ای علی خوف فتنۃ فرعون اھ

حاشیہ تحتانی یمین س ۵ قولہ ان کنتم آلخ قلت اسہل واصوب من ہذا عندی ماہو فی النیسابوری قال العلماء المؤخر فے مثل ہذہ الصورۃ مقدم فی المعنے

نظیرہ ان ضربک زید فاضربہ انکان بک قوۃ والمراد ان کانت بک قوۃ فان ضربک زید فاضربہ فکانہ قیل لہم فے حال سلامہم ان کنتم منقادین لتکالیف ربکم بالاخلاص مصدقین لہ بالتحقیق عارفین بانہ واجب الوجود لذاتہ وما سواہ محدث مخلوق مقہور تحت حکمہ وتدبیرہ ففوضوا جمیع امورکم الیہ وحدہ اھ ثم اعلم ان التکرار فی معنے الشرط للتاکید فان حق التوکل یشتد من یتوکل من ہو موصوف بہ والشرط للترغیب والتہییج علی الامتثال لا للتعلیق فافہم۔

ص ۲۷ س ۵ قولہ فاستقیما قلت تقدیرہ عندی ان دعاکما مستجاب وما طلبتما کائن لکن فی وقتہ فلا تستعجلا فاستقیما اخذتہ من النیسابوری وفے الجلالین روی انہ مکث بعدہا اربعین سنۃ اھ وکذلک نقلہ الطبری عن ابن جریج **قولہ** قال ابن جریج یقولون انہ مکث آلخ

ص ۲۸ س ۱ قولہ تعم جاوزنا آلخ الباء للتعدیۃ مثل الہمزہ کقولک اجزت الرجال البحر کذا فی اعراب القرآن

ص ۲۹ حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ جار آلخ حاصلہ ان ہذا الفعل یتعدی الی المفعولین تارۃ بواسطۃ وبغیرہا اخری افادہ المؤلف العلام۔

ص ۳۳ س ۸ قولہ جہل آلخ اعلم ان الجہل لیس بعذر اذا کان مقصرا فے طلب العلم ولکن الجاہل المقصر فی طلب العلم العاصی ادنی درجۃ فے استحقاق العذاب من العالم العاصی قال اللہ تعالی قل ہل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون وقال ایضا النساء النبی ٢ ومن یات منکن آلخ وقد روی الطبرانی مرفوعا الزبانیۃ اسرع الی فسقۃ حملۃ القرآن منہم الے عبدۃ الاوثان فیقولون یبدأ بنا قبل عبدۃ الاوثان فیقال لہم لیس من یعلم کمن لا یعلم کذا فے شرح الاحیاء وفیہ ایضا ولہ شاہد صحیح۔ **س ۴ ۲ قولہ** ظاہرین آلخ وفے النیسابوری ویمکن ان یقال الخطاب للرسول ص حقیقۃ ولکن ورد علی سبیل الفرض والتمثیل کانہ قیل فان وقع لک شک مثلا والقضیۃ الشرطیۃ لا اشعار البتۃ بوقوع الشرط ولا وقوعہ بل المراد استلزام الاول للثانی علے تقدیر وقوع الاول وقد یکونان محالین وقیل الخطاب لکل سامع یتاتی منہ الشک ومن المسئول عنہ قال المحققون ہم مومنوا اہل الکتاب کعبد اللہ بن سلام لانہم ہم الذین یوثق بخبرہم اھ ملخصا۔

ص ۳۳ قولہ وان یردک بخیر قال الواحدی وان یردک بخیر من التعب واصلہ وان یردک الخیر ولکنہ لما تعلق کل واحد منہما بالآخر جاز کل واحد منہما قلت وفیہ من المبالغۃ مالیس فی عکسہ تامل ہو واقول فی تخصیص الارادۃ بجانب الخیر والمس بجانب الشر دلیل علی ان الخیر یصدر عنہ سبحانہ بالذات والشر بالعرض کذا فی النیسابوری قلت وایضا فی لفظ المس اشارۃ الی قلۃ العسر بالنسبۃ الی الیسر

ص ۳۳ حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ تدخل آلخ قلت کذلک تدخل علی النہی ایضا کما فی النیسابوری عن الزمخشری عن سیبویہ۔

ص ۳۱ س ۳ قولہ تعم الا قوم یونس قلت فے اعراب القرآن ہو منصوب علی الاستثناء المنقطع لان المستثنی منہ القریۃ ولیست من جنس القوم وقیل ہو متصل لان التقدیر فلو کان اہل قریۃ اھ

ص ۳۲ س ۱ قولہ تعالی قل انظروا ماذا فی السموات والارض قلت فی اعراب القرآن ہو استفہام فی موضع رفع بالابتداء وفی السموات الخبر وانظروا معلق عن العمل ویجوز ان تکون بمعنی الذی وقد تقدم اصل ذلک فلینظر فی اعراب القرآن

س ۵ قولہ کذلک حقا قلت کذلک منصوب بالفعل المتاخر عنہ کما فی اعراب القرآن فی احد الوجوہ

ص ۳۵ س ۳ قولہ تعم حکیم خبیر قال النیسابوری لف ونشر لان المعنی احکمہا حکیم وفصلہا خبیر عالم بمواقع الامور احتج الجبائی (من المعتزلۃ ۱۲ مؤلف) بقولہ احکمت ثم فصلت علی کون القرآن محدثا لان الاحکام والتفصیل یکون بجعل جاعل وکذا بقولہ تعم من لدن لان القدیم لا یصدر عن القدیم واجیب بانہ لا نزاع فی حدوث الاصوات والحروف انما النزاع فے الکلام النفسی آہ **س ۷ قولہ تعم** ان تولوا ای تتولوا فحذفت احدی التائین کذا فی النیسابوری قلت ارتکب حذف التاء لیجعل الصیغۃ مضارعا للتوافق بما قبلہ فان قبلہ صیغۃ الخطاب ولان ان الشرطیۃ تدخل علی المضارع اصلا۔

ص ۳۶ س ۱ قولہ کل فی کتب مبین ای کل واحد من المذکورات ولفظ کل وبعض معرفتان بلا الف ولام وفیہما معنی الاضافۃ اضفت ام لم تضف وکل لفظہ واحد ومعناہ جمع یقال کل حضر وحضروا علی اللفظ والمعنی کذا فی الصحاح مع الزیادۃ الموضحۃ۔

ص ۳۶ حاشیہ فوقانی س ۱۲ قولہ لما فے التفصیل آلخ کانہ قیل ثم فصلت وقیل انما التعبید او قیل المبنی من قبلہم التعبید کذا فی التیسیر مع التوجیہ بالتغییر

ص ۳۶ س ۳ قولہ تعم وکان عرشہ علی الماء قلت روی الامام ابن جریر الطبری عن ابی رزین قال قلت یا رسول اللہ این کان ربنا قبل ان یخلق خلقہ قال کان فی عماء فوقہ ہواء وتحتہ ہواء ثم خلق عرشہ علی الماء وعن سعید بن جبیر قال سئل ابن عباس عن قول عز وجل وکان عرشہ علی الماء قال علی ای شئ کان الماء قال علی متن الریح اھ قال النیسابوری قال حکماء الاسلام المراد بالماء بحرکہ شبہ سیلان الماء ای وکان عرشہ یتحرک اھ قلت لا حاجۃ الیہ فان اللہ تعالی قادر علی کل شئ فالحمل علی ظاہرہ اولی **وقولہ تعم** لیبلوکم فے النیسابوری والاشاعرۃ قالوا ان احکامہ غیر معللۃ بالمصالح ومعناہ انہ فعل فعلا لو کان یفعلہ من یجوز علیہ رعایۃ المصالح لما فعلہ الا لہذا الغرض وانما علق البلوی فعل البلوی لما فی الاختیار من معنی العلم لانہ طریق الے العلم فہو ملابس لہ اھ قلت واما اختیار البلوی دون العلم فہو للاشعار علی انہم خلقوا لذلک فلا ینبغی ان یتضجروا عند المصائب والابتلاء فافہم واما قولہم ان افعال الباری تعالی غیر معللۃ بالاغراض فمعناہ الصحیح الاسہل عندی ہو ان افعالہ تعالی لیست معللۃ بالاغراض بحیث انہ یحتاج الیہا کما یحتاج الیہا الممکن فتارۃ یتضرر بعدم استیفائہا ومرۃ یحرم عن جلب منفعتہا وانما غرضہ تعالی ہو اظہار الحکم والکمال ولا یستکمل بہ عند وجودہ ولا یتضرر عند عدمہ ولا یحتاج الیہ احتیاجا ما ولا یجب علیہ اظہارہ وانما یظہر حکمہ وکمالہ برحمتہ واختیارہ من غیر فقر الی نفعہ وہو تعالی یحمد باظہارہ ولیس مما یعاب علیہ فان اظہار الکمال والحکم احسن وانفع عند ذوی البصائر لا سیما فی حقہ عز وجل ویجب شکرہ تعالی بہ وہذا التقریر من المواہب ولعلک لا تجد احسن منہ فی کتب القوم۔

ص ۳۶ س ۳ قولہ تعم احسن عملا قال فے الکشاف الذین ہم احسن عملا ہم المتقون وانما خصہم بالذکر وطرح ذکر من وراءہم من الفساق والکفار تشریفا لہم قلت ویجوز ان یقال ان احسن بمعنی حسن لیشمل الخطاب جمیع المکلفین کذا فی النیسابوری۔

ص ۳۷ س ۱ قولہ تعم لئن قلت آلخ قلت فے اعراب القرآن لئن اللام لتوطئۃ القسم والقسم محذوف

وجوابہ لیقولن وشلعلمن انقفاد جواب القسم ونہ لیؤس وسد القسم وجواہ مسد جواب الشرط۔

س ۱ حاشیہ تحتانی یمین قولہ منصوص الخ قال النیسابوری واستدل بہ من جوز تقدیم خبر لیس علی لیس لانہ اذا جاز تقدیم معمول الخبر علیہا فتقدیم الخبر علیہا اولی والالزم التابع مزیۃ علی المتبوع۔ قلت کلام حسن والمسئلۃ مختلفۃ فیہا۔

ص ۳۸ س ۳ قولہ تعم الا الذین صبروا فی ع فے موضع النصب وہو استثناء متصل والمستثنیٰ منہ الانسان وقیل ہو منفصل وقیل ہو فی موضع الرفع علی الابتداء واولٰئک لہم مغفرۃ خبرہ اھ

ص ۳۹ س ۱ قولہ تعم ضائق فی النیسابوری ولم یقل ضیق بہ صدرک (علی صیغۃ الصفۃ المشبھۃ ۱۲ منہ) دلالۃ علی انہ ضیق حادث لانہ صلی اللہ علیہ وسلم کان افسح الناس صدرا اھ

س ۷ قولہ تعالیٰ فہل انتم الخ رغبہم فی اصل الاسلام وہذا ہم علی ترکہ بعد لزوم الحجۃ بقولہ فہل انتم مسلمون کذا فی النیسابوری۔

ص ۴۰ س ۳ قولہ تعم باطل الخ قلت فے اعراب القرآن وباطل خبر مقدم وما کانوا المبتدأ والعائد محذوف ای یعملونہ وقرئ باطلا بالنصب والعامل فیہ یعملون وما زائدۃ الی آخرہ قلت قولہ باطل علی تفسیر المؤلف العلام محمول علے معنی الحال وقولہ حبط الخ جیٔ بصیغۃ الماضی اشعارا لتاکید الوقوع وتیقنہ۔

س ۱۵ قولہ اضداد قلت سیاتی توضیحہ فی الفائدۃ

ص ۴۲ حاشیہ تحتانی یمین س ۲ قولہ ہو نظیر الخ قلت فی النیسابوری المراد استثقالہم لاستماع الحق ونفورہم عنہ کقول القائل ہذا الکلام مما لا استطیع ان اسمعہ وہذا شخص لا استطیع ان ابصرہ اھ

س ۶ حاشیہ فوقانی قولہ الاشہاد فی النیسابوری اما جمع شاہد کصاحب واصحاب او جمع شہید کشریف واشراف قال ابو علی وہذا ارجح لکثرۃ ورود شہید فی القرآن

ص ۴۲ س ۱ قولہ تعم علی اللہ ہذا فان قیل کیف قال اللہ تعالیٰ فلا علی اللہ رزقہا وعلی للوجوب واللہ تعالیٰ لا یجب علیہ شیٔ وانما رزقہا تفضلا منہ ذکرہا قلنا علی ہنا بمعنی من کما فی قولہ تعالیٰ اذا اکتالوا علے الناس یستوفون الثانی انہ ذکرہ بصیغۃ الوجوب لیحصل لہم زیادۃ سکون وطمانینۃ فی حصولہ فلان

قیل **قولہ تعم** ومامن دابۃ فی الارض کیف لم یقل علی الارض مع انہ اشد مناسبۃ لتضمن الدابۃ لغۃ فانہا یدب علے وجہ الارض قلنا فی ہنا بمعنی علی کما فی قولہ تعالیٰ لاصلبنکم فی جذوع النخل **وقولہ تعم** ام لہم سلم یستمعون فیہ الثانی ان لفظۃ فی اعم واشمل لانہا تتناول کل دابۃ علی وجہ الارض وکل دابۃ فی باطن الارض بخلاف علی کذا فی الانموذج الجلیل لمحمد بن ابی بکر بن عبد القادر الرازی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

ص ۴۲ س ۷ قولہ لا جرم فی النیسابوری قال الفراء انہا بمنزلۃ قولک لا بد ولا محالۃ ثم کثر استعمالہا حتی صارت بمنزلۃ حقا وقال النحویون لا حرف نفی وجرم ای قطع معناہ لا قطع قاطع انہم فی الآخرۃ ہم الاخسرون۔ قال الزجاج لا نفی لما ظنوا انہ ینفعہم وجرم معناہ کسب والمعنی لا ینفعہم ذلک وکسب لہم ذلک الفعل خسار الدارین قال الازہری وہذا من احسن ما قیل فی ہذا اللغۃ قلت فعلی الاخیر یکون **قولہ تعم** انہم الخ فی موضع نصب التقدیر کسبہم قولہم خسرانہم فی الآخرۃ وعلی تقدیر کونہ بمعنی حقا انہم الخ فی موضع رفع بانہ فاعل لحق ای حق خسرانہم کما فی اعراب القرآن محصلا۔

س ۱۲ قولہ تعم اخبتوا الخ قال النیسابوری معناہ اطمانوا الیہ وانقطعوا الی عبادتہ بالخشوع من الخبت وہی الارض المطمئنۃ وفیہ اشارۃ الی ان الاعمال لا بد فیہا من الاحوال القلبیۃ الموجبۃ لعدم الالتفات عما سوی اللہ اھ وقال الامام العلامۃ ابن جریر الطبری رضی اللہ عنہ وارضاہ وقال اخرون معناہ واخبتوا الی ربہم وذلک ان العرب تضع اللام موضع الی والی موضع اللام کثیرا وقد یجوز ان یکون قیل ذلک کذلک لانہم وصفوا بانہم عمدوا باخباتہم الی اللہ اھ ملخصا بلفظہ قلت فیکون دالا علی کون صدق النیۃ مما یہتم بہ ومشعرا بان النیۃ مما یصرح بہذا المبیح فکیف لا یعمل بہا فافہم۔

ص ۴۳ س ۱ قولہ تعم عذاب یوم الیم فے النیسابوری وصف الیوم بالالیم لوقوع الالم فیہ فیکون مجازا وکذا لو جعل الوصف للعذاب مع الجر بالجوار وقد تقلت الوصف الیوم بالالم للمبالغۃ تامل۔

س ۳ قولہ تعم ما نراک الا بشرا الخ فی اعراب القرآن یجوز ان یکون من رؤیۃ العین فتکون الجملۃ بعدہا فے موضع الحال وقد معہا مرادا ویجوز ان یکون من رؤیۃ القلب فتکون الجملۃ فے

موضع المفعول الثانی والاراذل جمع ارذال وارذال جمع رذل وقیل لواحد راذل والجمع الرذل وجمع علی ہذہ الزنۃ وان کان وصفا لانہ غلب فیہ ما کالاسماء ومعنی غلبتہ انہ لا یکاد یذکر الموصوف معہ وہو مثل الابطح والابرق وبادی ہنا ظرف وجاء علے فاعل کما جاء علی فعیل نحو قریب وبعید وہو مصدر مثل العافیۃ والعاقبۃ اھ ملخصا بلفظہ۔

ص ۴۴ س ۳ قولہ تعم فعمیت علیکم انلزمکموہا الخ قال النیسابوری والبینۃ توصف بالابصار والعمی مجازا باعتبار نتیجتہا کما ان دلیل لقوم ان کان بصیرا اہتدوا وان کان اعمی بقوا خابطین متحیرین ثم قال انلزمکموہا ای انکرہکم علی قبول البینۃ وانتم لہا کارہون والمراد ان الانقدر علی ایصال حقیقۃ البینۃ الیکم وانما یقدر علے ذلک من ہو قادر علی الایجاد والاعدام وتغییر الاحوال وتبدیل الاخلاق وفی اعراب القرآن الماضی منہ الزمت وہو متعد الی مفعولین ودخلت الواو ہنا تتمۃ للمیم وہو الاصل فی میم الجمع وقرئ باسکان المیم الاولی فرارا من توالی الحرکات اھ

ص ۴۴ س ۹ قولہ تعم تزدری فی اعراب القرآن الدال بدل من التاء واصلہا تزتری وہو تفتعل من زریت وابدلت والتجانس الزای فی الجہر والتاء مہموسۃ فلم تجتمع مع الزای اھ

حاشیہ تحتانی لیسار قولہ لفا الخ قال النیسابوری قال اہل المعانی اسرعت جدالنا وشرعت فیہ فاکثرتہ کقولک جادل فلان فاکثر لم ترد انہ اعطی عطیتین اقل فاکثر بل ترید ان الوصف مقارن للموصوف اھ

ص ۴۷ س ۴ قولہ تعالیٰ لن یؤمن الخ اقناطا من ایمانہم الذی کان یتوقعہ بدلیل قولہ الا من قد آمن فان قد للتوقع کذا فی النیسابوری

س ۴ قولہ تعم باعیننا ووحینا فی النیسابوری والسبب فیہ ان اقدامہ علی صنعۃ السفینۃ مشروط بامرین احدہما انہ لا یمنعہ اعداؤہ من ذلک العمل واشار الیہ بقولہ باعیننا والمراد بہا الحفظ والثانی ان یکون عالما بکیفیۃ ترکیب الاخشاب وتصنعہا روی الطبری عن ابن عباس وذلک انہ لم یعلم کیف صنعۃ الفلک فاوحی اللہ الیہ ان

تقصنعہا علی مثل جؤجؤ (کہدہد بمعنی صدر) الطائر انتہی ما فے النیسابوری والطبری محصلا

ص ۴۸ س ۱ قولہ تعم وما آمن الخ قلت زادہ علے قصد زیادۃ تشبیہہ لا لحصیل فے الابہام المدلول علیہ بالاستثناء **قولہ تعالیٰ** ارکبوا فیہا الخ اعلم ان الرکوب متعد بنفسہ یقال رکبت الدابۃ والبحر والسفینۃ علے علوتہا فالفائدۃ فی زیادۃ لفظۃ فی ما قال الواحدی ان معناہ امرہم بان یکونوا فی جوف الفلک لا علے ظہرہ محصل النیسابوری۔ **وقولہ** مجریہا ومرسہا قلت جعلوا مجریہا مصدرا من جری یجری مجرے ومرسہا من ارسی یرسی ارساء کذا فی الطبری ثم اعلم ان الاول علی زنۃ الظرف من الثلاثی بنصب عین الکلمۃ وہو مطرد فی جمیع ابواب الثلاثی المجرد والثانی علی زنۃ مفعول ذلک الباب نظرا الی غیر الثلاثی یکون علی زنۃ مفعولہ فہو ایضا علی صیغۃ ظرف ذلک الباب فاحفظہ فانہ مفید جدا وقولہ ہی تجری الخ قال العلامۃ الزمخشری وہی تجری بہم متصل بمحذوف کانہ قیل فرکبوا فیہا یقولون بسم اللہ وہی تجری وہم فیہا فی موج کالجبال فی التراکم والارتفاع فلدل الامواج احاطت بالسفینۃ من الجوانب فصارت کانہا فی داخل تلک الامواج۔

س ۳ قولہ تعم وکان فی معزل فی النیسابوری ہو مفعل من عزلہ عنہ اذا نحاہ وابعدہ ای کان فے مکان عزل فیہ نفسہ عن ابیہ وعن السفینۃ ومن فیہا اھ

س ۳ قولہ تعم الا من رحم فی النیسابوری استثناء منقطع کانہ قیل ولکن من رحمہ اللہ فہو المعصوم اھ قلت ہذا الذی اختارہ المؤلف العلام وفیہ وجوہ اخری ذکرہا النیسابوری۔

ص ۵۰ س ۱ قولہ تعالیٰ وقیل الخ قلت الآیۃ مما اختص بمزید البلاغۃ حتی صارت متداولۃ بین علماء المعانی فتکلموا فیہا وفی وجوہ محاسنہا وقولہ غیض الماء غاض الماء قل ونضب وغاضہ اللہ یتعدی ولا یتعدی وقولہ واستوت علی الجودی ای استقرت علیہ والجودی ہو جبل بقرب الموصل وہو بتشدید الیاء وہو الاصل وقرئ بالتخفیف لاستثقال الیاءین وقولہ بعدا لم یصرح بالفاعل سلوکا لسبیل الکنایۃ لان ہذہ الامور لا تتاتی الا من قدیر قہار فلا مجال

لذهابهم الى غيره كما في النيسابوري **وقوله** للقوم الظالمين تبيين وتخصيص وليست اللام متعلقة بالمصدر (وفيه تاكيد الفضيحة ۱۲ منه)

ولم يحذف مفعول ابلعي لئلا يلزم تعميم الابتلاع بكل ما على الارض ولما علم اختصاص الفعل فيه اقتصر عليه فحذف من اقلعي **س ٥ قوله تعم عمل غير صالح** في النيسابوري من قرأ على لفظ الاسم فللمبالغة كما يقال فلان كرم وجود لانه غلب عليه الكرم والجود وفي قوله غير صالح معنى ان يقول انه سد تعريض بل تصريح بانه انما نجا من نجا بالصلاح (وايضا فيه اختيار اللفظ الخفيف الذم مع حصول المقصود تاليفا لقلوب السامعين من الكفار وتنبيها للمسلمين تحصيل مكارم الاخلاق واشارة الى ان الخير اصل والشر تبع فافهم ۱۲ منه) من اعراب القرآن والنيسابوري

س ٧ قوله تعم والا تغفر لي في اعراب القرآن الجزم بلن ولم يبطل عملها بلا لان لا صارت كجزء من الفعل وهي غير عاملة في النفي وهي تنفي ما في المستقبل وليس كذلك ما فانها تنفي ما في الحال لذلك لم يجز ان تدخل ان عليها لان ان الشرطية تخلص بالمستقبل وما تنفي الحال اهـ قلت انه مفيد جدا فاحفظه۔

حاشيه تحتانی یمین س ٣ قوله رقصوا انما رؤسهم اي رقصوا انما كانهم سكارى لشدة السرور وليت لا فان الكلام كلام خالق المخلوقات وبين اللغات الذي هو عقيلة القوم من اهل العربية غفر الله تعالى له ورضي عنه وارضاه آمين۔

ص ٥١ س ١ قوله تعم وقيل يا نوح في اعراب القرآن يا نوح في موضع رفع لوقوعها موقع الفاعل وقيل القائم مقام الفاعل مضمر والنداء مفسر له اي قيل قول او قيل هو يا نوح اهـ قلت الاوضح عندي هو قيل قول وقوله وامم في اعراب القرآن۔ معطوف على الضمير في اهبط تقديره اهبط انت وامم وكان الفصل بينهما مغنيا عن التوكيد۔

س ٣ قوله تعم ولا قومك للمبالغة كقول القائل لا تعرف هذه المسئلة لا انت ولا قومك لا اهل بلدك والمراد تفاصيل القصة والا فمجملا اشهر من ان يخفى كذا في النيسابوري۔

ص ٥٢ س ٥ قوله تعم مدرارا في اعراب حال من السماء ولم يؤنثه لوجهين احدهما ان السماء

السحاب فذكر على المعنى والثاني ان مفعالا للمبالغة وذلك يستوي فيه المؤنث والمذكر مثل فعول كصبور وفعيل كبغي اهـ **س ٧ قوله تعم** اشهد الخ في النيسابوري فاظهر في اشهد الجلادة والثقة بالله فيما هو بصدده وتبرأ منهم ومن شركهم فاشهد الله على ذلك (شهادة صحيحة) واشهدهم ايضا وهذا كالتهاون وقلة المبالاة بهم كقول الرجل لمن نوى قطعه بالكلية اشهد على اني لا احبك تهكما به

س ٩ قوله تعم آخذ بناصيتها الخ تمثيل لغاية التسخير ونهاية التذليل وكانوا اذا اسروا الاسير فارادوا اطلاقه والمن عليه جزوا ناصيته فكان علامة قهره كذا في النيسابوري

ص ٥٣ س ٥ قوله تعالى قوم هود في النيسابوري عطف بيان لعاد لكتاكيد ومزيد التقرير۔

ص ٥٥ س ١ قوله تعم اننا قال النيسابوري واننا في شك بنون الوقاية ههنا على الاصل والمعنى سورة ابراهيم فانما قال وانا بغير نون الوقاية لقوله بعده تدعوننا على الجمع فكان اجتماع النونات مستكرها

س ٥ قوله تعالى غير تخسير في اعراب القرآن الاقوى في المعنى ان يكون غير هنا استثناء في المعنى وهو مفعول ثان لتزيدونني اي فما تزيدونني الا تخسيرا اهـ قلت وغير في الاصل موضوعة للصفة وقد تكون بمعنى الا

س ٨ قوله تعم غير مكذوب في النيسابوري من باب الاتساع اي غير مكذوب فيه فحذف الحرف واجرى الضمير مجرى المفعول به او من باب المجاز كان الوعد اذا وفي به فقد صدق ولم يكذب او المكذوب مصدر كالمجلود وصف به قوله۔ **حاشیه تحتانی س ١ قوله** غير ممكن قلت انضمه ابو البقاء فقال يقرأ بكسر الميم على انه معرب وانجراره بالاضافة وبفتحها على انه مبني مع اذ لان اذ مبني وظرف الزمان اذا اضيف الى مبني جاز ان يبنى لما في الظروف من الابهام ولان المضاف يكتسي كثيرا من احوال المضاف اليه كالتعريف والاستفهام والعموم والجزاء۔ **س ١٣ قوله** لثمود في اعراب القرآن يقرأ بالتنوين لانه مذكر وهو حي او ابو القبيلة وبحذف التنوين غير منصرف على انها القبيلة۔

ص ٥٧ س ٣ قوله تعالى لا تصل اليهم الخ قلت اختير هذا اللفظ ولم يقل لا ياكلون للمبالغة في عدم رغبتهم الى الطعام **وقوله** نكرهم قال النيسابوري كان من عادة العرب انه اذا نزل بهم الضيف فلم يتناول الطعام توقعوا منه المكروه والشر۔

س ٥ قوله تعم فضحكت قلت قال بعضهم معناه حاضت كما نقل الطبري عن مجاهد وحكى عليه في اعراب القرآن واستشهد له الطبري بالشعر ضحك الارانب فوق الصفا كمثل دم الجوف يوم اللقا والله تعالى اعلم

س ١١ قوله يجادلنا في النيسابوري وهو جواب لما على حكاية الحال او لان لما ترد المضارع الى الماضي كما ترد ان الماضي الى المضارع اهـ قلت احفظه **حاشیه تحتانی یمین س ٣ قوله** سلام عليكم في النيسابوري قال العلماء ان سلام ابراهيم كان احسن اقتداء بقوله تعالى واذا حييتم بتحية فحيوا باحسن منها او ردوها ووقع سلام مبتدأ مع كونه نكرة لتخصيصها بالمتكلم بالاضافة الى المتكلم اذ اصله سلمت سلاما فعدل الى الرفع لافادة الثبات اهـ

قلت ويمكن ان يكون تقديره سلام الله عليكم فجاز التخصيص باضافته اليه تعالى لجواز وقوعه مبتدأ مع كونه نكرة وجه آخر ايضا وهو ان السلام دعاء وفي موضعه يجوز وقوع النكرة مبتدأ صرح به في فتح الباري

حاشیه تحتانی یمین س ٦ قوله على موضع باسحق قلت هو النصب وفيه وجه آخر قال في اعراب القرآن ان الفتحة للجر وهو معطوف على لفظ اسحق اي فبشرناها باسحق ويعقوب اهـ والباء في قوله باسحق للصلة **حاشیه تحتانی یسار قوله** حال في اعراب القرآن حال من بعلي مؤكدة والعامل في الحال معنى الاشارة والتنبيه او احدهما اهـ ملخصا بلفظه۔

س ٩ قوله اهل البيت تقديره يا اهل البيت او يكون منصوبا على التعظيم والتخصيص اي اعني ولا يجوز في الكلام جر مثل هذا على البدل لان ضمير المخاطب لا يبدل منه اذ كان في غاية الوضوح كذا في اعراب القرآن

ص ٥٩ س ١ قوله تعالى سيء اصله سوئ لانه من ساء يسوء نقيض سر يسر ونقلت الكسرة الى الفاء وابدلت الياء ياء كذا في النيسابوري

س ٥ قوله تعم ضيفي قال النيسابوري ضيف يستوي فيه الواحد والجمع اهـ

وقوله من حق اي من حاجة قال النيسابوري لان من احتاج الى شيء فكانه حصل له فيه نوع حق لذلك قالوا انك لتعلم الخ۔

ص ٥٩ س ٧ قوله تعالى او آوي الخ روى الامام الطبري عن الحسن مرفوعا رحم الله لوطا لقد كان يأوي الى ركن شديد فلاي شيء

استكان اهـ قلت لما كان ابتلاء الله تعالى شديدا قال ما قال وهو وان كان امرا مباحا لكن كان منزله ارفع منه وانما سببه مقتضى البشرية ويدل على هذا قوله صلى الله عليه وسلم رحم الله الخ كما لا يخفى على اهل العربية ولقد صدق من قال حسنات الابرار الخ

ص ٦٠ حاشیه فوقانی س ١٣ قوله فالنقد قلت في المنتخب بهمه نقد كردن يعنی رخت وجزآن آنجا

ص ٦١ س ١ قوله تعم مدين قال الطبري الى ولد مدين وهم ولد مديان بن ابراهيم خليل الرحمن وزعم ابن اسحق ان شعيبا من ولد مديان وفي لسان العرب ج ١٧ ص ٢٩٠ مدين اسم اعجمي وان اشتققته من العربية فالياء زائدة وقد يكون مفعلا وهو اظهر ومدين قرية شعيب والنسب اليه مديني۔ اهـ

وقوله تعالى ولا تنقصوا الخ قال النيسابوري سؤال وهو انه سبحانه نهى اولا عن النقص ثم امر بالايفاء فهل فيه فائدة سوى التاكيد والتقرير والجواب بعد تسليم ان النهي عن الشيء امر بضده هو ان النهي عن النقص في المبايعة وان كان يفيد تعييرا وتوبيخا لكنه يوهم النهي عن اصل المبايعة فلدفع هذا الخيال امر بالايفاء الكيل ففيه اباحة اصل المبايعة مع النعت المستحسن في العقول لزيادة الترغيب وفيه فائدة اخرى من قبل تقييده الايفاء بالقسط ليعلم ان ما جاوز العدل ليس بواجب بل هو فضل ومروة لا تقف عند حد وانما الواجب شيء من الايفاء بقدر ما يخرج عن العهدة بيقين اهـ **س ١١ قوله** ما استطعت في النيسابوري ما للمدة ظرفا للاصلاح اي مدة استطاعتي للاصلاح او بدل من الاصلاح اي المقدار الذي استطعته منه او المضاف محذوف اي الا الاصلاح اصلاح ما استطعت او مفعولا للاصلاح نقد يعمل المصدر المعرف اهـ۔

حاشیه تحتانی یسار قوله يعني اوا قلت الاحسن عندي انها للتنويع بتحصيل المقصود في هذا الطريق ايضا

ص ٦٢ س ٣ قوله تعم ضعيفا نقل الطبري عن سعيد بن جبير وشريك وسفيان ان شعيبا كان ضريرا وقال سفيان كان يقال له خطيب الانبياء ثم اعلم انه لا باس في نبوة الاعمى كما وهم بعض المعتزلة تامل حق التامل **وقوله** رهطك الخ في النيسابوري الرهط من الثلاثة الى العشرة وقيل الى السبعة اهـ قلت الاوجه عندي عدم التعيين في هذا الموضع واختيار هذه اللفظة للاشارة الى قلتهم وضعف قوتهم بمقابلة الخلائق القهار

ـه بالنقل بعض المشائخ وليس مبنيا كانه مبنيه على المقادير ۱۲ منه

وان كانوا كثيرا كذا لك يعني في روح تمييز المغرب وقوله من السدلم تقيل سنى اينانا بان التساودن بينى اللہ كالتهادين بالله كذا في ن محصلا

س ۵ قوله ظهريا في اعراب القرآن المفعول الثاني ورائكم ويجوز ان يكون ظرفا لاتخذتم وان يكون حالا من ظهريا

س ۶ قوله تعم سوف تعلمون الخ في الكشاف الاستيناف يعني في سوف تعلمون وصل خفي تقديري وانه اقوى من الوصل بالفاء وهو باب من ابواب علم البيان تتكاثر محاسنه

س ۳ قوله تعالى بئس الورد المورود - قال النيسابوري شبه فرعون بمن يتقدم الواردة الى الماء وشبه اتباعه بالواردة ثم نعى عليهم بقوله وبئس الورد الذي يردونه النار لان الورد انما يراد لتسكين العطش وتبريد الاكباد والنار ضده وهو تذكير بئس لتذكير الورد وان كان هو عبارة عن النار كقولك نعم المنزل دارك ولو قلت نعمت جاز نظرا الى الدار وفي تشبيه النار بالماء نوع تهكم بهم اه قلت فيه اشارة الى ان الورد يستعمل في الذي اورد والماء والميم في الاصل لكل مكان وشئ وفي اعراب القرآن المورود نعت له والمخصوص بالذم محذوف تقديره بئس الورد النار ويجوز ان يكون المورود هو المخصوص بالذم -

ص ۵ قوله تعم الرفد قلت هو بالكسر وبالفتح ايضا اسم مصدر كذلك يفهم من المنتخب وقوله قصه حال كما في اعراب القرآن وفيه ايضا حصيد بمعنى محصود -

س ۱۷ قوله وجه تشبيه الخ تمل فان قلت ما فائدة التشبيه قلت فيه فائدتان الاولى منهما زيادة تفضيحهم بالتكرار الحاصل من ذكرهم في المشبه والمشبه به والثانية ترهيب السامعين بان نزول العذاب لا يختص بقوم دون قوم بل هو عام لجميع من اعرض عن طاعة ربه عزوجل فافهم

حاشيه فوقانى س ۶ قوله كانه راجع قلت افاد المؤلف العلام ان وجه الترجيح هو ان الانقلاب المذكور في قصة لوط هو يستلزم الهلاك بخلاف الرجفة فانها لا تستلزمها مع ان قصة لوط التي فيه ذكر الصيحة سيأتي في سورة الحجر -

ص ۶۵ س ۳ قوله تعالى يوم مجموع الخ هو اسم المفعول على فعله الاصل لافادة الثبات عن حشر الاولين والآخرين صفة الازمة نظيره قول المتهدد لك لمنهوب مالك محروب توكيد فيسر لتمكن الوصف وثباتة بالمفعول في المحل

س ۵ قوله تعم يوم يات الخ في اعراب القرآن ويجوز ان يكون العامل فيه نفس بعلم وهو اجود -

ص ۶۵ س ۱۱ قوله تعالى عطاء في اعراب القرآن اسم مصدر اي اعطاء ذلك اه وقوله تعم فلا تك في النيسابوري حذف النون لكثرة الاستعمال

س ۱۳ قوله تعم غير منقوص في النيسابوري حال موكدة او صفة تقوم مقام المصدر هي توفيه نحو ولا تعثوا في الارض مفسدين اي افسادا اه

حاشيه تحتانى يسار س ۴ قوله لا يخل الخ قلت وجهه ان الطبائع مجبولة على ان من حصل له النعمة يخاف انقطاعه ومن اصابه شر يخاف استمراره وانقطاعه يكون متوجها عنده ولا اعتبار له وهذا مستقصى العقل السليم على ان ايام العسر تكون شديدة وان قلت بخلاف زمان اليسر فافهم -

ص ۶۶ حاشيه فوقانى س ۱۸ قوله لم اقل الخ قلت في النيسابوري اي مشهود فيه الخلائق فاتسع في الظرف باجرائه مجرى المفعول به والفرق بين هذا الوصف والوصف الاول ان هذا يدل على حضور الناس فيه مع اطلاع البعض منهم على احوال الباقين من المحاسبة والمسارة بحيث لا يعرف كل واحد الا واقعة نفسه والجمع المطلق لا يفيد هذا المعنى وانما فسر اليوم بانه مشهود فيه لانه مشهود في نفسه لان سائر الايام تشترك في كونها مشهودات وانما يحصل التمييز بانه مشهود فيه دون غيره كما تميز يوم الجمعة عن ايام الاسبوع بكونه مشهودا فيه دونها اه قلت هذا اظهر واحسن عندي والله تعالى اعلم - ص ۶۷ س ۱ قوله تم لفي شك منه مريب قلت زيد لفظ مريب بعد لفظ شك للتاكيد

س ۲ قوله تعم وان كلا الخ قال النيسابوري التنوين فيه عوض من المضاف اليه يعني وان كلهم يعني ان جميع المختلفين فيه وان من ذكرنا مخففة واللام هي الداخلة في خبران المخففة بين ما وما بين لام جواب القسم المقدر واللام في قوله لما زائدة قال المؤلف العلام الكاف بمعنى المثل وهو المتعين في مثل هذا الموضع -

س ۵ قوله تعالى ولا تركنوا الخ قلت تذكر ما في البقرة من بلاغة لفظ المس تحت قوله تعالى لن تمسنا النار الخ وقال النيسابوري قال المحققون الركون المنهي عنه هو الرضا بما عليه الظلمة من الظلم وتحسين الطريقة وتزيينها عندهم وعند غيرهم ومشاركتهم في شئ من تلك

الابواب فاما مداخلتهم لدفع ضرر او اجتلاب منفعة عاجلة فغير داخل في الركون واقول هذا من طريق المعاش والرخصة ومقتضى التقوى من استطاعه هو الاجتناب عنهم بالكلية اليس الله بكاف عبده و قوله فتمسكم النار اشارة الى ان الظلمة اهل النار بل هم في النار او كالنار اولئك ما يأكلون في بطونهم الا النار ومصاحبة النار توجب لا محالة مس النار وقوله ما لكم من دون الله من تتمة الجزاء وفائدة ثم تبعيد النصرة من الظلم اه ملخصا -

ص ۶۸ س ۳ قوله تعم ما اترفوا قال النيسابوري المترف الذي ابطرته النعمة اه

ص ۷۱ س ۳ قوله احسن القصص قلت في النيسابوري ان كان القصص مصدرا بمعنى الاقتصاص فيكون احسن نصبه باضافته الى المصدر ويكون المفعول اي المقصوص محذوفا وهو الوحي لدلالة اوحينا عليه اه وفيه ايضا ان كنت هي المخففة من الثقيلة بدليل اللام الفارقة اه - س ۵ قوله رايتهم لي ساجدين انما كرر الفعل لطول الكلام او على تقدير سؤال كانه قيل له كيف رايتها فقال الخ كذا في النيسابوري اه قلت ان السجدة محمولة على التحية ومر حكمه في البقرة مدللا في حواشينا وفي النيسابوري وانما اجريت الكواكب مجرى العقلاء في عود الضمير اليها كقوله في الاصنام وتراهم ينظرون اليك اه س ۹ قوله لك كيدا في النيسابوري واللام في لك لتاكيد الصلة مثل نصحتك ونصحت لك وقيل متعلق بالمصدر الذي بعده اه ملخصا وفي اعراب القرآن صفة قدمت فصارت حالا -

ص ۷۲ س ۱۹ قوله اكثر طلاق الخ في النيسابوري من الرؤيا التي تختص بالمنام -

حاشيه تحتانى يمين قوله لم تطوتوضيحه ما قال النيسابوري لانما قطعت قطعا ولم يحصل فيها شئ سوى القطع للارض اه -

ص ۷۳ س ۳ قوله تعالى قالوا لئن الخ قال النيسابوري كان يعقوب قد اعتد السمر بامرين اي ان قال اخاف ان ياكله الذئب وانتم عنه غافلون فاجابوا عن العلل لانه هو الذي كان يتكلم لم يعبؤا بذلك الكلام فخصوا الجواب بالثاني اه

س ۷ قوله تعم عشاء يكون في النيسابوري عن مقاتل انه ظرف او عشاء لئلا يظهر امارة الخجل والكذب على وجوههم - س ۹ قوله تعالى ولو كنا صادقين في النيسابوري ولو كنا عندك من اهل الصدق والثقة

فكيف وانت سيئ الظن بنا غير واثق بقولنا اه

س ۱۳ قوله تعم واسروه بضاعة في اعراب القرآن حال وفيه ايضا قوله دراهم بدل من ثمن وفي النيسابوري قال اهل اللغة زهد فيه معناه رغب عنه وزهد عنه معناه رغب فيه قال النحويون قوله فيه ليس من متعلقات الزاهدين لان الالف واللام فيه موصول لا يتقدم عليه صلته وكما لا يتقدم نفس الصلة فكذا ما هو متعلق به فهو بيان كانه قيل في اي شئ زهدوا فقيل زهدوا فيه اه ملخصا ولم يقل زهاد للمبالغة ومر تقريره في البقرة في قوله تعالى لا تكونن من الممترين وقوله سيارة قال الطبري هي رفقة الطريق من المسافرين وقوله بخس مصدر في موضع المفعول اي منقوص او ذي بخس -

ص ۷۴ س ۲۴ قوله ديكھا توكر ته الخ اخرج الطبري معناه عن ابن عباس والحسن وقتادة -

س ۲۵ قوله شكايت الخ اخرج الطبري مرفوعا صبرا لا شكوى فيه قال من بث فلم يصبر -

ص ۷۵ س اخير اردو عبارت كى قوله صغير السن الخ قلت روى الطبراني في الاوسط بسند فيه قابوس بن ابي ظبيان الذي قال فيه ابن عدي ارجو انه لا باس به عن ابن عباس قال ما بعث الله نبيا الا وهو شاب ولا اوتي عالم علما الا وهو شاب كذا في مجمع الزوائد فظاهره ان يوسف ما كان بالغا حين اعطي النبوة والله تعالى اعلم وهو لا ينافي كونه صغير السن قال وفي المقاصد الحسنة حديث ما من نبي نبي الا بعد الاربعين قلت سكت عن سنده فهو ثابت عنده -

ص ۷۶ س ۱ قوله تعالى اشده قال الطبري اي شدته وهي جمع مثل الاصر والاشد لم يسمع له بواحد من لفظه ويجب في القياس ان يكون واحده شد كما واحد الاصر صر اه قوله التي هو في بيتها في النيسابوري ولم يقل زليخا قصدا الى زيادة التقرير اي في موضع العشق لا لاطلاقها فان مريم مع استهجان باسم المرأة اه

س ۳ قوله معاذ الله في النيسابوري هو من المصادر التي لا يجوز اظهار فعلها وقوله هيت لك في الطبري عن ابي عبيدة ان العرب لا تثني هيت لك ولا تجمع ولا تؤنث وانما تصوره في كل حال وانما يتبين العدد بما بعده كذلك التانيث والتذكير وقال تقول للواحد هيت لك وللاثنين هيت لكما الخ قوله انه ربي الخ في النيسابوري والا فيوسف كان عالما بانه مربيه عبدا بالبيع

ص س ۷ قولہ واستبقا الباب فی النیسابوری ای تعاقبا الیہ علی حذف الجار وایصال الفعل مثل واختار موسی قومہ او علی تضمین استبقا ابتدرا ولم یقل سیدہا لان ملک یوسف لم یکن ملکا فی الحقیقۃ وجمعت بین غرضین تنزیہ ساحتہا عند زوجہا من الریبۃ والغضب علی یوسف وتخویفہ طمعا فی ان یؤاتیہا خوفا ان لم یؤاتہا طوعا ثم انہا لحبہا یوسف راعی دقائق المحبۃ فذکرت السجن اولا ثم العذاب لان المحب لا یرید الم المحبوب ما امکن وایضا لم تصرح بذکر یوسف وانما ارادہا سوءا بل تعمدت العموم لیندرج یوسف فیہ فی قولہا الا ان یسجن اشعار بان ذلک السجن غیر دائم بخلاف قول فرعون لموسی لاجعلنک من المسجونین ففیہ اشعار بالتابید وقولہ استغفری الاستغفار من اللہ لانہم کانوا یثبتون الا الہ الاعظم ویجعلون الاصنام شفعاء ولہذا قال یوسف ءارباب متفرقون الخ اہ ملخصا

ص ۸۰ س ۷ قولہ گر اپ خیال بھی نہیں ہوا فی اعراب القرآن جواب لولا محذوف تقدیرہ لہم بہا والوقف علی ہذا ولقد ہمت بہ والمعنی انہ لم یہم بہا اہ قلت حذف الجواب لدلالۃ ما قبل لولا علیہ وقال الطبری والبیضاوی جواب لولا لا یتقدم علیہ فلم یصلح المذکور قبل لولا جوابا لہ قال الامام فخر الدین الرازی یجوز تقدمہ لکن التاخر اولی فافہم۔

ص ۸۱ س ۱ قولہ تعالی نسوۃ فی النیسابوری ہو اسم مفرد لجمع المرأۃ وتانیثہ غیر حقیقی ولذلک حسن حذف التاء من فعلہ اہ قلت وزعم بعضہم انہ جمع الجمع للمرأۃ وجمعہا نساء تعالی اعلم وفی النیسابوری الفتی الغلام الشاب الفتاۃ الجاریۃ وفی اعراب القرآن والجملۃ مستانفۃ ویجوز ان یکون حالا من الضمیر فی تراود او من الفتی۔

س ۴ قولہ متکأ فی النیسابوری لانہم کانوا یتکئون للطعام والشراب والحدیث علی ہیئۃ المتنعمات اہ قلت لیس ہذا طریق المتواضعین فذموم شرعا فی الجملۃ

س ۵ قولہ تعالی الا ملک کریم قال النیسابوری وانما قلن ذلک لما رکز فی العقول ان لا احسن من صورۃ الملک کما رکز فیہا ان لا اقبح من صورۃ الشیطان اہ

س ۷ قولہ تعالی فاستعصم فی النیسابوری بناء مبالغۃ یدل علی الامتناع البلیغ والتحرز الشدید کانہ فی عصمۃ وہو یجتہد فی الاستزادۃ منہا وفیہ شہادۃ من المرأۃ علی ان یوسف ما صدر عنہ امر بخلاف البشریۃ والعقل اصلا اہ حاشیہ تحتانی یمین

س ۱ قولہ سو پیدا رہ قلت فی المنتخب بالضم نقطۂ سیاہ کہ در دل ست۔

س ۲ قولہ النمارق فی المنتخب نمرق ونمرقہ بضم نون وراء وکسرہر دو بالش خرد ونہالین یا لان نمارق جمع۔

ص ۸۱ س ۱۱ قولہ اسماء سمیتموہا فی اعراب القرآن یتعدی الی مفعولین وقد حذف الثانی ای سمیتموہا الہۃ واسماء ہنا بمعنی مسمیات او ذوی اسماء لان الاسم لا یعبد وفی ن فکانہم لا یعبدون الا اسماء فارغۃ عن المسمیات

س ۱ قولہ تعالی اعصر خمرا فی ن ای عنبا تسمیۃ للشیء باسم ما یؤول الیہ۔ س ۳ قولہ تعالی بتاویلہ فی ن یعود الی ما قصا علیہ وقد یوضع الضمیر موضع اسم الاشارۃ کانہ قیل نبئنا بتاویل ذلک۔

س ۵ قولہ تعالی ہم بالآخرۃ فی ن وانما کررت لفظۃ ہم تنبیہا علی انہم مختصون فی ذلک الزمان بانکار المعاد وتعریضا بان ایداعہ السجن بعد معاینۃ الآیات الشاہدۃ علی براءتہ لا یصدر الا عمن ینکر الجزاء اشد الانکار۔

ص ۸۲ س ۱ قولہ تعالی ذکر ربہ فی ن ای انساہ الشیطان ذکر یوسف لسیدہ او عند سیدہ فاضافۃ الذکر الی الرب للملابسۃ۔

ص ۸۳ س ۳ قولہ للرؤیا تعبرون فی اعراب القرآن اللام فیہ زائدۃ تقویۃ للفعل لما تقدم مفعولہ علیہ ویجوز حذفہا فی غیر القرآن لانہ یقال عبرت الرؤیا

س ۵ قولہ ادکر فی اعراب القرآن اصلہ اذتکر فابدلت الذال دالا والتاء دالا وادغمت الاولی فی الثانیۃ لتقارب الحرفان اہ حاشیہ تحتانی یمین

س ۳ قولہ ضغث فی المنتخب بالکسر یکمشت از گیاہ خشک وتر بہم آمیختہ وقولہ المحمۃ قلت بتقدیم الحاء علی الزاء وبالضم پشتہ ہیزم وطلب ودستہ کاغذ وجز آن کذا فی منتخب اللغات وقولہ اخلاط بالفتح جمع خلط بالکسر چیزے کہ با چیزے دیگر آمیختہ شود۔

ص ۸۳ س ۱۰ قولہ سمان جمع سمینۃ وسمین یجمع علی سمان کما یقال رجال کرام ونسوۃ کرام وعجاف ہو الہزال الذی لیس بعدہ ہزال والنعت اعجف وعجفاء وجاء الا عجمان علی فعال ولکنہ حمل علی سمان لانہ نقیضہ وقولہ اخر یابسات التقدیر وسبعا اخر لانقسام المعنی الی ہذا العدد ولا یجوز ان یکون قولہ واخر مجرورا عطفا علی سنبلات لان لفظ الاخر یاباہ ویبطل مقابلۃ السبع بالسبع اہ فی ن ملخصا

س ۳ قولہ تعالی اضغاث الخ فی ن جمع ضغث وہو الحزمۃ من انواع النبت والحشیش مما طال ولم یقم علی ساق والاضافۃ بمعنی من ای اضغاث من احلام والصیغۃ للجمع ولکن الواحد قد یوصف بہ کما یقال رمح اقصار وبرمۃ اعشار وقد یطلق الجمع ویراد بہ الواحد اہ

ص ۸۴ قولہ تعالی تحصنون فی ن تحرزون وتخبأون والاحصان جعل الشیء فی الحصن کالاحراز جعل الشیء فی الحرز۔

ص ۸۵ س ۱ قولہ ما بال الخ فی ن انہ لم یذکر سیدتہ بسوء بل ذکر النسوۃ علی التعمیم ومع ذلک راعی جانبہن ایضا فوصفہن بتقطیع الایدی فقط لا بالترغیب فی الخیانۃ وروی الطبرانی وابن مردویہ وابن النجار عن ابن عباس مرفوعا عجبت لصبر اخی یوسف وکرمہ واللہ یغفر لہ حیث ارسل الیہ یستفتی فی الرؤیا ولو کنت انا لم افعل حتی اخرج وعجبت لصبرہ وکرمہ واللہ یغفر لہ اتی لیخرج فلم یخرج حتی اخبرہم بعذرہ ولو کنت انا لبادرت الباب ولولا الکلمۃ لما لبث فی السجن حیث یبتغی الفرج من عند غیر اللہ قولہ اذکرنی عند ربک عز وجل کذا فی کنز العمال قلت حاصلہ انہ کان من شانہ ان لا یسعی فی اظہار براءتہ بہذا التشدید وان یبادر الی التبلیغ واختیار الاسباب ان کان مشروعا لکن مقام النبوۃ اعلی وارفع من امثال ذلک کان یطلب النبی نجاتہ من العبد وعذرہ البشریۃ فیہ باس بہ وانما ہو خلاف شانہ علیہ السلام ولیشیر الیہ قولہ صلی اللہ علیہ وسلم واللہ یغفر لہ۔

س ۷ قولہ ذلک لیعلم الخ فی ن انہ حکایۃ قول یوسف قال الفراء ولا یبعد وصل کلام انسان بکلام انسان آخر اذا دلت القرینۃ الصارفۃ لکل منہما الی ما یلیق بہ والاشارۃ الی الحادثۃ الحاضرۃ بقولہ ذلک لاجل التعظیم والمراد بالمذکورین رسول الملک انہ وفیہ ایضا وکل بالغیب نصب علی الحال من الفاعل ای وانا غائب عنہ او من المفعول ای وہو غائب عنی او علی الظرف ای بمکان الغیب اہ۔

س ۲۰ قولہ یہ غالبا الخ فی ن فقال المفسرون انہ قد عرف ذلک بالوحی وقیل عرف استدلالا فلیس بعد انتہا بالجدب الا الخصب والجواب انہ لا یلزم من انتہاء الجدب الخصب الخیر الکثیر فقد یکون توسط الحال اہ ملخصا

ص ۸۶ س ۱ قولہ الا ما رحم قلت ما بمعنی من سے ما اختار مفی التفسیر والاستثناء متصل۔

س ۲ خزائن الارض فی ن جمع الخزانۃ وہی اسم للمکان الذی یخزن فیہ الشیء ای یحفظ۔

س ۵ قولہ تعالی فی الارض فی ن ارض مصر وہی اربعون فرسخا فی اربعین اہ

ص ۸۹ س ۴ قولہ احسان الخ فی النیسابوری اواراد ان یحسن الیہم علی وجہ لا یلحقہم عیب ولا منۃ فلا یثقل علی ابیہ ارسال اخیہ اہ قلت وجہ حسن وہو الاقرب ویحتمل ان یکون مجموع الوجوہ المذکورۃ فی التفسیر وہذا الوجہ ملحوظا۔

ص ۹۱ س ۳ قولہ العیر فی ن وقیل ہی قافلۃ الحمیر کانہا جمع عیر واصلہا فعل بالضم کسقف فابدلت الضمۃ کسرۃ لاجل الیاء کما فی بیض ثم کثر فی الاستعمال حتی قیل لکل قافلۃ عیر۔

س ۵ قولہ انا بہ زعیم فی النیسابوری وفیہ ان الکفالۃ کانت صحیحۃ فی شرعہم ایضا اذا کان مسلوما فکان حمل بعیر کان عندہم شیئا معلوما کالوسق مثلا الا ان ہذہ کفالۃ مال لرد السرقۃ وہو کفالۃ ما لم یجب لانہ لا یحل للسارق ان یاخذ شیئا علی رد السرقۃ ولعل مثل ہذہ الکفالۃ کانت تصح عندہم اہ س ۹ قولہ کذلک نجزی الظالمین فی ن ای مثل ذلک الجزاء نجزی الظالمین اہ قلت فہو فی محل النصب والکاف بمعنی المثل قدم لرعایۃ الفاصلۃ

س ۹ قولہ فبدا الخ فی النیسابوری فتش الامتعۃ۔

س ۱۱ قولہ فی دین الملک روی الطبری عن الضحاک یقول فی سلطان الملک ثم قال الطبری اصل الدین الطاعۃ

ص ۹۲ حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ معشر الخ فی النیسابوری وطعن الفارسی فی ہذا الوجہ فقال ان ہذا النوع من الاضمار علی شریطۃ التفسیر غیر مستعمل الحق ان القرآن حجۃ علی غیرہ اہ وفی اعراب القرآن وقیل فی الکلام تقدیم وتاخیر تقدیرہ قال فی نفسہ انتم شر مکانا۔ واسرہا ای ہذہ الکلمۃ اہ قلت فہذا الضمائر کالحکایۃ الاسرار

حیث قدم لفظا ومعنی ایضا اشارۃ الی تحملہ علیہ الصلوۃ والسلام حیث لم یصبہم علی العلانیۃ ولہذا زیدت الجملۃ ولم یبدہا الخ ـ

ص ۹۳ س ۲ قولہ کجھتا دیب الخ فی الطبری عن معمر قلت لمعنہ فی قولہ ما کان الخ قال کان حکم الملک ان من سرق عنو یعف علیہ الغرم ـ

ص ۹۴ س ۱ قولہ فلما استایئسوا الخ فی ن ای یئسوا والزیادۃ للمبالغۃ اھ

ص ۹۴ س ۹ قولہ یا اسفی فی اعراب القرآن الالف مبدلۃ من یاء المتکلم والاصل اسفی ففتحت الفاء وصیرت الیاء الفا لیکون الصوت بہا اتم علی متعلقۃ با اسفی اھ وفی ن والتجانس بین لفظے الاسف ویوسف ایجی حسنہ وہو من الفصاحۃ اللفظیۃ ـ حاشیہ تحتانی یمین س ۲ قولہ مملو الخ قلت فہو فعیل بمعنی مفعول اذ ہی الدعل ای الممسک لحزنہ غیر مظہر یاہ اھ محصل ن قلت الثانی احسن فان فیہ مدحہ علیہ السلام بصبرہ وعدم اظہار المصیبۃ بصیغۃ المبالغۃ واللہ تعالی اعلم حاشیہ تحتانی یمین س ۴ قولہ علے قلت لان المقام مقام التخویف بعروض المہلکۃ المرض فکانہ قیل تکون ہالکا وان لم یکن کذلک فلا اقل من ان تکون حرضا فلا ینبغی لک ہذا الفعل الذی یودی الیہ ـ حاشیہ تحتانی یسار س ۱ قولہ ما نائدۃ قلت فی اعراب القرآن ہی مصدریۃ وموضعہا نصب عطفا علی معمول تعلموا تقدیرہ الم تعرفوا اخذ ابیکم علیکم المیثاق وتفریطکم فی یوسف الخ قلت وجہ حسن

ص ۹۷ س ۱ قولہ تعم مزجاۃ فی اعراب القرآن الفہا منقلبۃ عن یاء او عن واو لقولہم زجا الامر یزجوا وقولہ الکیل ای الکیل اھ وقولہ تصدق الخ فی الطبری عن عثمان بن الاسود قال سمعت مجاہدا وسئل ہل یکرہ ان یقول الرجل فی دعائہ اللہم تصدق علی فقال نعم انما الصدقۃ لمن یبغی الثواب اھ قلت القول لیس بمرضی وان ارتضاہ المحقق النیسابوری حیث سکت بعد نقلہ ونسبتہ الی العلماء فان الحدیث المرفوع ورد فیہ صدقۃ تصدق اللہ بہا علیکم رواہ الجماعۃ الا البخاری فی باب قصر الصلوۃ فنسبۃ الصدقۃ الیہ تعالے جائزۃ نعم یفترق المراد بین نسبتہ الی اللہ تعالے ونسبتہ الی المخلوق وہو ظاہر ثم ظفرت بقول النووی

فقال ہذا غلط ظاہر رحمۃ اللہ علیہ ـ

س ۳ قولہ ہل علمتم الخ فی ن استفہام یفید تعظیم الواقعۃ ومعناہ ما اعظم الامر الذی ارتکبتم من یوسف وما قبح ما اقدمتم علیہ کما یقال للمذنب ہل تدری من عصیت اھ

س ۵ قولہ انا یوسف قلت لم یقل نعم وصرح باسمہ لما تعظیما لما جری علیہ من ظلم اخوتہ کانہ قال انا الذی ظلمتمونی علی اشنع الوجوہ واللہ اوصلنی الی اعظم المناصب لہذا قال ہذا اخی مع انہم کانوا یعرفونہ لان مقصودہ ان یقول ہذا ایضا کان مظلوما کما کنت صار منعما علیہ من اللہ اھ ملخصا ـ

س ۷ قولہ لا تثریب علیکم الیوم فی ن الیوم اما ان یتعلق بالتثریب او بالاستقرار المقدر فی علیکم ای لا اثربکم الیوم الذی ہو مظنۃ التثریب فما ظنکم بغیرہ

س ۱۱ قولہ بصیرا فی اعراب القرآن حال فی الموضعین حاشیہ تحتانی یمین س ۲ قولہ علی الکرسی فے المنتخب بالفتح وبفتح کاف وکسر را شکنبہ مستور شخوار زنندہ چون معدہ مردم را اھ

ص ۹۸ س ۱ قولہ فصلت فی ن خرجت فصل من البلد فصولا انفصل منہ وجاوز حیطانہ واذا کان فصل متعدیا کان مصدرہ الفصل اھ ملخصا وقولہ ان تفندون فی ن جوابہ محذوف ای لولا تفنیدکم ایای لصدقتمونی یقال شیخ مفند ولا یقال عجوز مفندۃ لانہا لم تکن ذات رای فتفند فی الکبر اھ ملخصا قلت لا یقال مثل ذلک لقول ای لولا ان تفندون الاسند من ہو قائل بصدق ہذا القائل فہو لتاکید لا للتعلیق وہذا وجہ حسن ایضا فلہذا زدتہ علی ما قیل فی حاشیۃ الاصل

ص ۹۹ س ۱ قولہ ان جاء الخ فی النیسابوری ان صلۃ ای فلما جاء وقولہ انی اعلم الخ الظاہر انہ مفعول الم اقل اھ محصلا ـ زائدۃ

ص ۱۰۰ قولہ ان شاء اللہ فی ن وجواب الشرط بالحقیقۃ محذوف والتقدیر ادخلوا مصر آمنین ان شاء اللہ دخلتم آمنین ـ س ۵ قولہ من البدو فی ن وکان یعقوب وولدہ بارض کنعان اہل مواش یتنقلون فی المیاہ والصحاری قال ابن الانباری بدو موضع معروف ہنالک اھ

س ۳ قولہ من قبل فی اعراب القرآن یجوز ان یکون ظرفا للرؤیا ای تاویل رؤیای فی ذلک الوقت وقولہ حقا صفۃ مصدر ای جعلہ حقا ـ

س ۵ قولہ احسن بی فی اعراب القرآن قیل الباء بمعنے الی وقیل ہی علی بابہا والمفعول محذوف تقدیرہ وقد احسن صنعہ بی اذ ظرف لاحسن او لصنعہ آہ

ص ۱۰۱ س ۱ قولہ فاطر الخ فی ن منادی ثان او صفۃ المنادی الاول وفیہ ایضا لما قدم ایذار والثناء کما ہو شرط الادب الحسن ذکر المسئلۃ فقال توفنی الخ

س ۲۲ ص ۱۰۱ قولہ تو میری الخ یہ حکم یا ساتھ یا آپ کی امت کے ساتھ تھا امت محمدیہ کو ایسا نہ کرنا چاہئے ـ

ص ۱۰۲ س ۳ قولہ ولو حرصت فی ن جوابہ مثل ما تقدم ای ولو حرصت فما ہم بمؤمنین والحرص طلب الشئ باقصی ما یمکن من الاجتہاد وقولہ کاین فی ن الاکثرون علی انہ لفظ مرکب من کاف التشبیہ وای التی ہی فی غایۃ الابہام اذا قطعت عن الاضافۃ لکنہ انمحی عن الجزئین معناہما الافرادی وصار المجموع کاسم مفرد بمعنی کم الخبریۃ والتمییز عن الکاف لا عن ای کانی شئت رجلا ـ س ۷ قولہ غاشیۃ فی الطبری عن قتادۃ وقیعۃ تغشاہم من عذاب اللہ وقولہ بغتۃ مصدر فی موضع الحال کذا فی الاعراب یقال بغتہ فاجاہ ا الصراح

ص ۱۰۳ س ۱ قولہ ادعوا الخ فی ن تفسیر سبیلی

س ۳ قولہ من اہل القری فے اعراب القرآن فی احد الوجہین حال من الضمیر المجرور وفی النیسابوری خصہم بالاستنباء لما فی اہل البادیۃ من الغلظ والجفاء قلت فہو صفۃ رجالا وہو ثانی الوجہین المذکورین فے الاعراب

ص ۱۰۶ س ۱ قولہ بغیر عمد فی الاعراب الجار والمجرور فی موضع نصب علی الحال تقدیرہ خالیۃ عن عمد اھ

س ۹ قولہ فی الاکل فی الاعراب احد الوجہین ظرف نفضل وفی ن الثمر الذی یوکل قالہ الزجاج وعن غیرہ انہ عام فی جمیع المطعومات حاشیہ تحتانے یمین س ۲ قولہ مجاز قلت وتر بہذا اللفظ اشارۃ الی استحکام الامور کانہا مستحکمۃ مثل استحکام الامور التی یصنعہا صانعہا بالتامل والتانی والاہتمام وتدبر فے النیسابوری اجمال بعد التفصیل ـ

س ۲ قولہ رواسی فی الطبری جمع راسیۃ وہے الثابتۃ یقال منہ ارسیت الوتد فی الارض اذا اثبتہ ای جبالا ثابتۃ اھ ملخصا ـ حاشیہ تحتانے

س ۳ قولہ صنوان جمع صنو وہو المثل من النوع حاشیہ تحتانے یسار س ۴ قولہ متقدا

سیفا ورمحا ای کما یطلق ہذا اللفظ مع کون المقصد خاصا بالسیف دون الرمح وانما حکم علیہ تبعا فکذلک الزرع وحدہ لا یطلق علیہ لفظ الجنۃ حقیقۃ لکن اطلق علیہ مجازا ہہنا تبعا للاعناب فافہم ـ

ص ۱۰۷ قولہ وان تعجب الخ قلت زیدت الشرطیۃ لتاکید المضمون وفی اعراب القرآن قولہم مبتدأ وعجب خبر مقدم اھ

س ۳ قولہ الاغلال قلت جمع غل بالضم وتشدید اللام کذا فی الصراح ـ

س ۵ قولہ علی ظلمہم فی الاعراب حال من الناس والعامل المغفرۃ ـ

ص ۱۰۸ قولہ عالم الغیب الخ فی اعراب القرآن خبر مبتدأ محذوف ای ہو ـ س ۳ قولہ سواء منکم الخ فی الاعراب من مبتدأ وسواء خبرہ ومنکم یجوز ان یکون حالا من الضمیر فی سواء لانہ فی موضع مستو اھ

ص ۱۰۹ س ۵ قولہ السحاب الثقال فی اعراب القرآن جمع سحابۃ ولذلک وصفہا بالجمع (ای جمع ثقیل) حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ معقبات فی ن والاصل معتقبات فادغمت التاء فی القاف او ہو علی اصلہ من عقبہ بالتشدید اذا جاء علی عقبہ لان بعضہم یعقب بعضا والتانیث للمبالغۃ نحو نسابۃ وعلامۃ اھ وفیہ ایضا قولہ معقبات صفۃ للمستخفی والسارب او حال منہ لکونہ نکرۃ موصوفۃ اھ وقولہ المحال مصدر متعدد کما فی المنتخب بالکسر کرو کید کردن ـ

ص ۱۱۰ س ۲۰ قولہ تقص فی الصراح گرد آمدن آب ـ

ص ۱۱۲ حاشیہ تحتانی یمین س ۲ قولہ الغثاء فی الصراح بالضم وبالمد آب آوردہ وبتشدید الثاء کذلک حاشیہ تحتانی یسار س ۱ قولہ حال بکونہ مصدرا بمعنی المفعول ـ

ص ۱۱۳ قولہ الحسنی ای المثوبۃ الحسنے کذا فی ن

س ۱۱ قولہ عقبے الدار فی ن مصدر کالعاقبۃ وفی ن جنت عدن ہو بدل من عقبی ویجوز ان یکون مبتدأ ویدخلونہا الخبر ـ س ۱۳ قولہ سلام الخ ای یقولون سلام ولا یجوز ان تتعلق الباء بسلام لما فیہ من الفصل بالخبر وانما تتعلق بعلیکم او بما یتعلق بہ کذا فی اعراب القرآن ـ س ۱۵ قولہ سوء الدار فی ن فی مقابلۃ عقبے الدار کان العاقبۃ لا تطلق الا علی العاقبۃ اھ قلت او تطلق قلیلا کما سیاتی

فی بعض الآیات وہو حاصل المصدر وفعلہ متعد کمافی الصراح ۔ ے لفظ سورۃ ۱۱ منہ

ص ۱۱۴ س ۲۵ قولہ ایک ہی درجہ مین الخ احقر کہتا ہی کہ اصل و فرع کا ایک جگہ قیام کرنا سے اوپر مین کل الوجوہ اتحاد لازم نہین آتا اور آیت اور اثر ان جیسی شے فقط معیت فی الجنۃ ثابت ہی لہذا یہ حکم عام ہی خواہ آبار وغیرہ بواسطہ ہون یا بلا واسطہ ہون سب اس حکم مین داخل ہین اور اسکی ایسی مثال ہی کہ کسی بڑے شخص کی کہین ضیافت ہو اور اُس کے طفیل مین اور بھی چند لوگون کی ضیافت ہو اور کھانے مین بھی سب شریک ہون تو اس صورت مین گویا باعتبار تنعم سب یکسان معلوم ہوتے ہین مگر تقرب میزبان کے ساتھ جو اصل مہمان کو حاصل ہی اور عزت جسقدر اُسکی ہی وہ طفیلیون کی نہین پس اصل و فرع مین باوجود اشتراک طعام وغیرہ بھی فرق باقی رہا اور اہل جنت کا امکنۂ مختلفہ مین قیام اس تقریر کے منافی نہین کیونکہ کسی دلیل سے یہ ثابت نہین کہ ایک ہی کمرہ مین سب کا اجتماع ہوگا فقط دخول جنت بشفاعت ثابت ہوتا ہی اور ایک مکان عرفاً چند کمرون کو بھی کہتے ہین جو لاحق ہون اور اُن مین ایک دوسرے کے بہت قریب بھی رہنا ہوتا ہی ۔ اگر یہ شبہہ ہو کہ جب تقرب مراتب مین مساواۃ ہوئی تو طفیلی ہونیکا کیا نتیجہ ہوا مطلق دخول جنت کیلیے تو خود اُن لوگون کو صالح ہونا ہی کافی ہی تو جواب یہ ہی کہ بغیر شفاعت اُن کو اس قدر درجہ بھی ملنا ضرور نہ تھا جو آپ میسر ہوا پس شفاعت سے زیادہ درجات ہو گئے جو مساواۃ کو مستلزم نہین ہان کوئی صریح حدیث مرفوع مساواۃ کے باب مین ثابت ہو تو اُس کا قائل ہونا ضروری ہوگا اور جوابات مذکورہ فی التفسیر کی حاجت ہوگی ورنہ کوئی ضرورت نہین ؎ وللناس فیما یعشقون مذاہب ؂ وفی شرح الاحیاء وللنسائی من حدیث ابی ہریرۃ یقال لہم ادخلوا الجنۃ فیقولون حتی یدخل آبائنا فیقال ادخلوا انتم وآباؤکم واسنادہ جید وقد روی الطبرانی فی الکبیر وجماعۃ فقد ذکرہم ونفظہ سوداء ولود خیر من حسناء لم تلد انی مکاثر بکم الامم حتی بالسقط لایزال محبنطئا علی باب الجنۃ

یقال لہ ادخل الجنۃ فیقول یارب وابوای فیقال لہ ادخل الجنۃ انت وابواک ورواہ ابن عدی فی الکامل من طریق حسان بن ابن سیاہ عن عاصم عن زر عن ابن مسعود مرفوعا وتفرد بہ حسان وخالفہ ابوبکر بن عیاش فرواہ عن عاصم عن رجل لم یسمہ عن عبداللہ قال الدارقطنی وہو صحیح اھ ملخصا ۔ قلت ظاہر لیس بجرح تامل ثم اعلم انہ لما کانت شفاعۃ الاطفال بہذا المکان فما ظنک بالعاملین علی الشریعۃ حین بلغوا اشدہم تامل ۔

ص ۱۱۵ س ۱۱ قولہ ان لو الخ فی موضع نصب بییأس کذا فی ع قلت فی الجلالین ان مخففۃ ای انہ الخ ۔

ص ۱۱۴ حاشیہ فوقانی س ۲ قولہ الی الاولۃ الخ لما کان الصبہ اشد الاعمال جیٔ بالماضی تاکیداً لایقاعہ فافہم ۔

ص ۱۱۵ س ۵ قولہ طوبی لہم الخ اخرج احمد وابن حبان عن ابی سعید الخدری عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال طوبی شجرۃ فی الجنۃ مسیرۃ مائۃ عام کذا فی الاتقان

ص ۱۱۵ حاشیہ تحتانی یمین س ۷ قولہ اخشبیہا فی الصراح اخشب کوہ درشت اخشبان دو کوہ مکہ قلت ہو جبل عن جبلی مکۃ ۔

ص ۱۱۹ س ۳ قولہ حکما عربیا فی ن نصب علی الحال

ص ۱۲۰ س ۱ قولہ البلاغ فی ن بمعنی التبلیغ کالسلام والکلام اھ

ص ۱۲۱ س ۱ قولہ لامعقب الخ فی ن نصب علی الحال س ۵ قولہ من عندہ علم الکتاب فی اعراب القرآن مرفوع بالظرف لانہ اعتمد کونہ صلۃ ویجوز ان یکون خبرا والمبتدأ علم الکتاب اھ

ص ۱۲۲ س ۱ قولہ اور اللہ کے گواہ الخ فی ن ولاشہادۃ اعلی من ہذا لان الشہادۃ القولیۃ منا لاتفید الاغلبۃ الظن وہذا تفید القطع بصحۃ نبوتہ اھ

حاشیۃ المجلد السادس

ص ۱ س ۳ قولہ لتخرج الناس فی ن واللام فی الناس للجنس المستغرق ظاہرا ففیہ دلیل علی ان دعوتہ عامۃ اھ وفیہ ایضا والظلمات استعارۃ لطرق الضلال ومظانہ والنور مستعار للحق اھ

س ۱ قولہ العزیز الحمید فی ن فی ذکر الوصفین تاکید لحقیقۃ الصراط واستنانتہ لان العزیز ہو القادر الغالب والحمید ہو الکامل فی خصائص الحمد من العلم والغنی وغیر ذلک لاریب ان من ہذہ صفتہ کان سبیلہ الذی نہج لعبادۃ مفضیا الی صلاح حالہم دینا ودنیا ولاحاجۃ بہ الی ارتکاب عبث او قبیح ۔ س ۵ قولہ ویل الخ فی الاعراب مبتدأ قلت یجوز الابتداء بالنکرۃ فی موضع الدعاء وقدمر واذا اریدبہ الاخبار فیاول بان المراد بہ ویل خاص اما اذا ارید بہ انہ واد فی جہنم کما ورد فی الحدیث مفصلا فہو علم لذلک الوادی فمعرفۃ

س ۹ قولہ فیضل اللہ الخ فی اعراب القرآن بالرفع ولم ینتصب علی العطف علی لیبین لان العطف یجعل معنے المعطوف کمعنی المعطوف علیہ والرسل ارسلوا للبیان لاللضلال وقال الزجاج لو قرئ بالنصب علی ان تکون اللام لام العاقبۃ جاز ۔ اھ وفی ن قال الفراء اذا ذکر فعل وبعدہ فعل آخر فان لم یکن النسق مشاکلا للاول فالرفع علی الاستیناف ہو الوجہ اھ حاشیہ تحتانی یمین س ۴ قولہ عوجا قلت اسم مصدر وفعلہ لازم کما فی الصراح وفی الطبری والعوج بکسر العین وفتح الواو فی الدین والارض وکل مالم یکن قائما فی کل ماکان قائما کالحائط والرمح والسن فانہ یقال بفتح العین والواو جمیعا اھ وفی اعراب القرآن یجوز ان یکون مستانفا وان یکون حالا من الضمیر فی یصدون وعوجا حال اھ ملخصا قلت فعلی ہذا یکون عوجا بمعنی اسم الفاعل ۔

ص ۳ س ۱ قولہ ان اخرج فی الاعراب ان بمعنی ای فلا موضع لہ ویجوز ان تکون مصدریۃ فیکون التقدیر بان اخرج اھ لان الارسال فیہ معنی القول فاٰمنہ س ۴ قولہ اذ انجاکم الخ فی ن وقولہ علیکم ان کان صلۃ للنعمۃ بمعنی الانعام فقولہ اذ انجاکم ظرف للانعام ایضا وان کان مستقرا بمعنے اذکروا النعمۃ اللہ مستقرۃ علیکم جاز ان ینتصب اذ انجاکم بعلیکم وفی الوجہین جاز ان یکون اذ بدلا من النعمۃ ای اذکروا وقت انجاکم وہو بدل الاشتمال س ۳ قولہ افی اللہ شک الخ فی اعراب القرآن فاعل الظرف لانہ اعتمد علی الہمزۃ وفاطر السموات صفۃ او بدل اھ

ص ۴ س ۷ قولہ تریدون فی الاعراب صفۃ اخری لبشر قلت ویصح کونہ استینافا ۔

ص ۵ س ۱ قولہ لتعودن فی ن فی الکشاف العود ہہنا بمعنی الصیرورۃ قلت توجیہ حسن داثر نقط

العود اشارۃ الی انہم زعموا ان ایمانہم غیر راسخ یسہل ترکہ کانہم انتقلوا عن ملتہم فی زمان قریب فلا یبعد عودہم الیہا تامل وہذا من المواہب ۔

س ۳ قولہ لمن خاف الخ فی ن قال المحققون الخوف من اللہ مغایر للخوف من وعید اللہ کما ان حب اللہ مغایر لحب ثواب اللہ وہذہ فائدۃ عطف احد الموزنین علی الآخر حاشیہ فوقانی س ۵ قولہ انکار شارۃ الخ فی ن قلنا ارادوا انا کافرون برسالتکم وان نزلنا علی ہذا المقام فلا اقل من انا نشک فی صحۃ نبوتکم ومع کمال الشک لایطمع فی الاعتراف بنبوتکم قلت توجیہ حسن ملہذا زید علی الاصل ۔

ص ۶ س ۱ قولہ من ورائہ فی ن قال ابو عبیدۃ ہو من الاضداد لان احدہما ینقلب الی الآخر قلت ہی حال مقدرۃ ۔ حاشیہ فوقانی س ۳ قولہ ہذا قلت مقام الصبر اشق من الذی مر قبل فاعید ترغیب التوکل باعتبارہ فلا تکرار

ص ۷ س ۱ قولہ فی یوم عاصف فی ن قال الزجاج جعل العصف للیوم وہو لما فیہ یعنی الریح مجازا کقولک یوم ماطر قلت فائدۃ المبالغۃ فی شدۃ الریح وفیہ ایضا قولہ مما کسبوا علی شیٔ الظاہر عکسہ ای لایقدرون علی شیٔ مما کسبوا کما فی البقرۃ لان علی من صلۃ القدرۃ ولان مما کسبوا صفۃ لشیٔ ولکنہ قدم فی ہذہ السورۃ لان الکسب امنی العمل الذی ضرب لہ المثل ہو المقصود بالذکر ولہذا اشار الیہ بقولہ ذلک ہو الخ س ۷ قولہ تبعا فی ن قال الفراء اہل اللغۃ علی ان التبع جمع تابع ۔

ص ۱۱ س ۳ قولہ من قرار فی اعراب القرآن الجملۃ صفۃ للشجرۃ ویجوز ان تکون حالا من الضمیر فی اجتثت

ص ۱۲ س ۱ قولہ دار البوار الخ فی ن ای الہلاک وقولہ جہنم عطف بیان وفی اعراب القرآن بدل وکذا مفعول ثانی اھ

س ۵ قولہ یقیموا الصلوۃ الخ فی ن المقول محذوف لان جواب قل یدل علیہ التقدیر قل لہم اقیموا الصلوۃ وانفقوا یقیموا الصلوۃ وینفقوا وجوز بعضہم ان یکون المذکور ہو المقول بناء علی انہ امر غائب محذوف اللام وانما حسن الحذف لان الامر الذی ہو قل عوض منہ ولو قیل یقیموا الصلوۃ وینفقوا ابتداء بحذف اللام لم یجز اھ قلت ہذا الموضع

ذکرتی بالتفصیل لکن قصد الاختصار منع عنہ فان شئت ارجع الی اعراب القرآن۔

س ۔ قولہ خلیل فی ن الخالۃ قلت لم یقل بلا بیع بالنصب یقع النفی علی الجنس لان مقصود المقام نفی الخال والاتی ہی تشابہ بلبیس نفیہا وانما کان المقصود ذلک لان الجملۃ وقعت صفۃ لیوم وقد فہم نفی الجنس بقرینۃ المقام فافہم۔

ص ۴۳ حاشیہ تحتانی یسار۔ قولہ ابتدائیۃ فی الاعراب زائدۃ قالہ الاخفش قلت وہو ایضا حسن

ص ۴ اس ا قولہ اسنانی ن انما قدم طلب الامن علی سائر المطالب لانہ لولاہ لم یفرغ الانسان لشیٔ آخر من مہمات الدین والدنیا۔

حاشیہ فوقانی س ۸ قولہ اشارۃ آلخ قلت فی ن قال الواحدی النعمۃ ہہنا اسم اقیم مقام المصدر کالنفقۃ بمعنی الانفاق ولہذا لم یجمع اھ۔

س ۳ ۔ قولہ رحیم فی الاعراب والعائد محذوف ای لہ

ص ۵ اس ا۔ قولہ من ذریتی فی الاعراب للمفعول محذوف ای ذریۃ من ذریتی ویخرج علی قول الاخفش ان تکون من زائدۃ۔

ص ۵ اس ۳۔ قولہ تہوی فی ن تسرع الیہم وتطیر نحوہم شوقا ونزاعا اھ وقولہ لعلہم یشکرون فی ن لیعلم ان المقصود الاصلی من منافع الدنیا وسعۃ الرزق ہو التفرغ لاداء العبادات واقامۃ الوظائف الشرعیۃ۔

س ۵ قولہ من شیٔ فی ن من للاستغراق۔

س ۱۰۔ قولہ یوم یقوم الحساب فی ن ای یثبت مستعار من قیام القائم علی الرجل ومثلہ قولہم قامت الحرب علی ساقہا او اسند الی الحساب قیام اہلہ اسنادا مجازیا اھ قلت لم تقل یوم الحساب مع خصارۃ لان فیہ من التاکید ما لیس فیہ کانہ ذو حیات فیقوم ولا یعسر القیام علیہ فان قیل لم خص ذلک الیوم بالمغفرۃ مع ان الاحتیاج ثابت کما مات قلنا ذلک الیوم من اعظم المنازل فخصہ بالدعاء لذلک الیوم یشتمل علی الدعاء للوقت الذی قبلہ بالقرینۃ۔

حاشیہ تحتانی س ۳ قولہ تلال بالکسر جمع تل بالکسر وتشدید لام پشتہ ریگ وتودہ خاک کذا فی م واکام بالکسر جمع اکم مثل جبل وجبال کذا فی الصراح۔

ص ۱۶ اس ۲ قولہ مہل آلخ اس مقام کے متعلق کچھ مضمون سورہ بقرہ کے حواشی میں لکھا ہے وہاں ملاحظہ کیا جاوے۔

ص ۷ اس ا قولہ یوم فی الاعراب ای لاجل جزاء یوم وقیل ہی بمعنی الی اھ وقولہ مقنعی رؤسہم حال ثانیۃ و فی الاعراب قولہ لا یرتد حال من الضمیر فی مقنعی او بدل من مقنعی وافئدتہم ہواء جملۃ فی موضع الحال ایضا فیجوز ان یکون العامل فی الحال یرتد او ما قبلہ من العوامل الصالحۃ للعمل فیہا اھ وفی ن والغالب من حال من یتقی بعبرۃ شاخصا من شدۃ الخوف ان یتقی واخفا فبین اللہ تعالی ان حالہم بخلاف ہذا المعتاد لانہم مع شخوص ابصارہم یکونون مسرعین نحو ذلک البلاء اھ قولہ مقنعی رؤسہم فی ن وہذا ایضا بخلاف المعتاد لان الغالب ممن یشاہد البلاء انہ یطرق راسہ لکیلا یراہ لا یرتد الیہم طرفہم الطرف تحریک الاجفان علی الوجہ الذی خلق وجبل علیہ وسمی العین بالطرف تسمیۃ بفعلہا ای لا یرجع الیہم ان یطرفوا بعیونہم و الہواء الخلاء الذی لم تشغلہ الاجرام وصف قلوب الجبان بہ لانہ لا قوۃ فیہ ویقال للاحمق ایضا قلبہ ہواء والمعنی ان قلوب الکفار خالیۃ یوم القیمۃ عن جمیع الخواطر والافکار لعظم ما نالہم وعن کل رجاء وعمل لما تحققوا من العذاب

ص ۷ اس ۷ قولہ وان کان مکرہم آلخ ان مخففۃ من الثقیلۃ ای وان الشان کان معد الذلک۔

س ۷ ۔ قولہ کیف فعلنا آلخ فی الاعراب کیف فی موضع نصب بفعلنا ولا یجوز ان تکون فاعل تبین لامرین احدہما ان الاستفہام لا یعمل فیہ ما قبلہ والثانی ان کیف لا تکون الا خبرا او ظرفا او حالا علی اختلافہم فی ذلک تبین لکم فاعلہ مضمر دل علیہ الکلام ای تبین لکم حالہم وکیف آلخ اھ ملخصا۔

س ۹ ۔ قولہ فلا تحسبن اللہ آلخ فی الاعراب الرسل مفعول اول والوعد مفعول ثان واضافۃ مخلف الی الوعد اتساع والاصل مخلف وعدہ رسلہ وفی ن قال جار اللہ قدم المفعول الثانی وہو الوعد علی المفعول الاول لیعلم انہ غیر مخلف الوعد علی الاطلاق ثم قال رسلہ تنبیہا علی انہ اذا لم یکن من شانہ اخلاف الوعد فکیف یخلفہ رسلہ الذین ہم صفوتہ۔

س ۱۱ قولہ فی الاصفاد جمع صفد بالکسر کذا فی الصراح

وفی ن تتعلق بمقرنین علی احد الوجوہ

ص ۱۹ اس ا ۔ قولہ سرابیلہم آلخ الجملۃ حال من المجرمین او من الضمیر فی مقرنین وتغشی حال ویجزی الخ متعلق بالمحذوف ای فعلنا ذلک للجزاء کذا فی الاعراب وفی ن وخص الوجہ بالذکر لانہ اعز موضع فی ظاہر البدن واشرفہ فعبر بہ عن الکل۔

حاشیہ تحتانی یمین س ا قولہ سربال قلت بالکسر کما فی م۔

حاشیہ تحتانی یسار قولہ الابہل فی المنتخب بضم ہمزہ و ہا تخم سرو وصاحب قاموس گوید۔ ابہل بالفتح بار درختیست بزرگ کہ برگ آں بہ برگ درخت گز ماند و بارش بہار کنار و آں درخت عرعر نیست چنانکہ جوہری توہم کردہ است اھ۔

حاشیہ تحتانی یسار قولہ تہنا فی المنتخب والصراح ہناء بالکسر المدقطران و مالیدن آں بر شتر و قولہ منتن بضم المیم وبکسرہا علی الاتباع زنۃ اسم الفاعل من انتن اللازم کما فی الصراح۔

ص ۱۹ اس ا۔ قولہ ولینذروا بہ فی الاعراب یجوز ان تتعلق بمحذوف تقدیرہ ولینذروا بہ انزل او تلی اھ

ص ۲۰ س ا۔ قولہ ربما فی اعراب القرآن فی احد الوجہین ما کافۃ لرب حتی یقع الفعل بعدہا وہی حرف جر اھ۔

حاشیہ تحتانی یمین س ا قولہ حال فی ن قال جار اللہ جملۃ واقعۃ صفۃ لقریۃ والواو لتاکید لصوق الصفۃ بالموصوف وذکر السکاکی فی المفتاح ان ہذا سہو لان الفصل بین الموصوف والصفۃ لا یجوز ولکن الجملۃ حال من قریۃ ومثل ہذا جائز ولو کان ذو الحال نکرۃ محضۃ کقولک جاءنی رجل وعلی کتفہ سیف لعدم التباس الحال بالوصف لمکان الفاصلۃ بالواو کیف وقد زادت الفاصلۃ فی الآیۃ بکلمۃ الا و ذو الحال قریب من المعرفۃ اذ التقدیر وما اہلکنا قریۃ من القری من قبل افادۃ من الاستغراق اھ وفی الاعراب الجملۃ نعت لقریۃ کقولک مالقیت رجلا الا عالما وقد ذکرنا حال الواو فی مثل ہذا فی البقرۃ اھ قال المحشی طول المقام للافادۃ ودفع الاشتباہ والحق ان کلا منہما یجوز ونسبۃ السہو الی الزمخشری رحمہ اللہ بعید لاسیما اذ او افقہ ابو البقاء فی الاعراب نعم للترجیح

اھ آخر۔

ص ۱۲ قولہ لوما فی ن حرف تحضیض مرکب من لو المفیدۃ للتمنی ومن ما المزیدۃ فافاد المجموع الحث علی الفعل الداخل ہو علیہ والمعنی ہلا تاتینا بالملئکۃ الخ

س ۳ قولہ اذا منظرین فی ن قال صاحب النظم لفظ اذن مرکبۃ من اذ بمعنی حین ومن ان الدال علی مجیٔ فعل بعدہ فخفف الہمزۃ بحذف فما بعد نقل حرکتہا الی ان قال وقال غیرہ اذن جواب وجزاء ولو نزلنا الملئکۃ ما کانوا منظرین اھ قلت فتقدیر الجزاء ما کانوا منظرین حین ان ینزل الملک۔

س ۳ قولہ انا نحن الخ فی الاعراب نحن ہہنا لیست فصلا لانہا لم تقع بین اسمین بل ہو اما مبتدأ او تاکید لاسم ان۔

س ۵ قولہ شیع الاولین فی ن قال الفراء اضافۃ الشیع الی الاولین من اضافۃ الموصوف الی الصفۃ۔

س ۵ قولہ الا کانوا بہ یستہزءون فی الاعراب الجملۃ حال من ضمیر المفعول فی یاتیہم وہی حال مقدرۃ ویجوز ان تکون صفۃ لرسول علی اللفظ او الموضع اھ

س ۵ قولہ کذلک آلخ قلت متعلق بنسلکہ وفی ن لا یؤمنون او ہو بیان لقولہ کذلک نسلکہ۔

ص ۲۳ س ۶ ۔ قولہ بقدر معلوم فی الاعراب بقدر فی موضع الحال وقولہ لواقح انہ علی حقیقتہ یقال لقحت الریح اذا حملت الماء وانتصابہ علی الحال المقدرۃ اھ ملخصا قلت ہو جمع لاقح یقال ریح لاقح کما فی الطبری والریاح جمع الریح۔

حاشیہ فوقانی س ۵ قولہ معین مقدار فی ن وذلک ان الوزن سبب معرفۃ المقدار فاطلق اسم السبب علی المسبب وقیل لہ وزن وقدر فی ابواب النعمۃ والمنفعۃ وقیل ای متناسب ای محکوم علیہ عند العقول السلیمۃ بالحسن واللطافۃ یقال کلام موزون ای متناسب وفلان موزون الحرکات اھ ملخصا قلت یحتمل عموم المجاز ایضا۔

ص ۲۴ س ۱۴ قولہ خلف الخطفۃ الخ احقر کے نزدیک فقط یہی تاویل کافی ہے سحاب کی قید کی بھی حاجت نہیں حاصل یہ ہے کہ استراق سمع سے جو مقصود ہے کہ اخبار غیوب یہ کلی طور پر مسدود ہو گئے

اس کی بندش کر دی گئی ہے اھ ناتمام سماع جو مفید
کسی کلام تام کو نہ ہو سن بھاگتے ہیں جس پر نتیجہ
مقصودہ مرتب نہیں ہوتا وقد روی الطبری باسنادہ
عن ابن عباس قال اراد ان یخطف السمع وہو کقولہ
الا من خطف الخطفۃ وکذلک روی ایضا عن الضحاک
وابن جریج وقتادۃ وفیہ عن ابن عباس بسندہ
ان الشہب لا تقتل ولکن تحرق وتجرح من غیر ان
تقتل اھ وفی ن الشیاطین مخلوقون من نار
فکیف تحرق النار النار والجواب ان الاقوی قد
یبطل الاضعف وان کان من جنسہ وفیہ ایضا لو
کان یمکنہم نقل اخبار الملئکۃ الی الکہنۃ فکیف
لم یقدروا علی نقل اسرار المؤمنین الی الکفار واجیب
بانہ تعالی اقدرہم علی شیء واعجزہم عن شیء لا یسئل
عما یفعل واقول لعل السبب فیہ ان نسبتہم الی
الروحانیات اکثر اھ۔

ص ۲۵ س ۱۳ - قولہ صراط علی فی الاعراب
قیل علی بمعنی الی فیتعلق بمستقیم او یکون وصفا
لصراط وقیل ہو محمول علی المعنی والمعنی استقامتہ
علی اھ قلت فایثار المستقیم علی الاستقامۃ
لرعایۃ الفاصلۃ والحمل علی الحقیقۃ اولی الی الکمن

س ۱۵ قولہ لہا سبعۃ ابواب فی الاعراب یجوز
ان یکون خبرا ثانیا وان یکون مستانفا ولا یجوز
ان یکون حالا من جہنم لان انّ لا تعمل فی الحال
وقولہ لکل باب الخ فی الاعراب منہم یجوز ان یکون
حالا من جزء وہو ای منہم صفۃ لہ ثانیۃ قدمت
علیہ فتجعل حالا لا صفۃ ولا یجوز ان یکون
حالا من الضمیر فی مقسوم لان الصفۃ لا تعمل فی
الموصوف ولا فیما قبلہ اھ۔

س ۳ قولہ نفخت فی ن النفخ اجراء الریح
فی تجاویف جسم آخر اھ۔

س ۷ قولہ لاسجد فی ن اللام لتاکید النفی

حاشیہ تحتانی س ۱ قولہ صلصال فی
ن ای الصوت وہو غیر مطبوخ فاذا طبخ فہو فخار

ص ۲۸ س ۳ قولہ فبم تبشرون فی ن و
احسن ما قیل فیہ ان لا یکون قولہ بما صلۃ للتبشیر
بل یکون سؤالا عن الوجہ والطریقۃ یعنی لو کان
الطریق للعادۃ مستغربا فبای طریق تبشرونی بالولد فلذلک
قالوا فی جوابہ بشرناک بالحق ای بالیقین الذی لا لبس
فیہ او بشرناک بالولد بطریق ہو حق وذلک قول اللہ تعالی
ووعدہ وانہ قادر علی خلق الولد من غیر ابوین فضلا ان
شیخ فان وعجوز عاقر اھ وفیہ ایضا قولہ فلا تکن من القانطین
لا یدل علی انہ کان قانطا فقد ینہی عن الشیء ابتداء کقولہ
ولا تطع الکفرین ولذلک اکد ابراہیم نفیہم بقولہ ومن
یقنط الخ

س ۷ قولہ انا لمنجوہم فی ن جار مجری خبر لکن کانہ
قیل لکن قوم لوط منجون ویکون قولہ الا امرأتہ استثناء
من الاستثناء۔

ص ۲۹ س ۴ - قولہ وامضوا حیث الخ فی ن
قال الجوہری مضی الشیء مضیا ذہب ومضی فی الامر
مضیا انفذہ وقال فی الکشاف عدی وامضوا الی
حیث تعدیتہ الی الظرف المبہم لان حیث مبہم فی
الامکنۃ وکذلک الضمیر فی تؤمرون وجوز ان یکون النہی
عن الالتفات کنایۃ عن مواصلۃ السیر وترک التوانی
لان من یلتفت لا بد ان یقع لہ ادنی وقفۃ اھ ملخصا
وقولہ ادبار قلت جمع دبر بضمتین بمعنی پس کذا فی المنتخب

حاشیہ تحتانی یمین ولذا عدی تعدیتہ قلت
والا فالقیاس تعدیتہ علیہ فافہم۔

ص ۳۱ س ۵ - قولہ آمنین قلت حال مقدرۃ
والفاء فی قولہ فما اغنی للتعقیب الذکری او بمعنی الواو۔

ص ۳۲ حاشیہ تحتانی یمین س ۱ -
قولہ مثنی قلت فی الدر النثیر فی الفائق الواحد مثنی
ویجوز ان تکون مثناۃ وقولہ ازواجا قلت جمع زوج۔

س ۲ حاشیہ تحتانی یمین قولہ فرخہ قلت
فرخ بالفتح جوزہ مرغ وبچہ حیوان وشاخ نوبرآمدہ
از گیاہ افراخ وفروخ جمع کذا فی م وقولہ والجناحان
قلت فی ن جناحا الانسان یداہ اھ وہو توضیح
جانباہ وفی الطبری بسندہ عن عبد اللہ بن عبیدۃ
قال ما زال النبی صلعم مختفیا حتی نزلت فاصدع بما تؤمر
واعرض عن المشرکین فخرج ہو واصحابہ اھ واعلم ان
النبی صلعم والعیاذ باللہ لم یکن ناقص التوکل حتی کمل
توکلہ بالآیات المتسلیۃ بل کان کامل التوکل وانما
سلی بہا بعروض البشریۃ لیرتفع الخوف مطلقا عنہ صلعم
ولا یبقی فی حد الضعف ایضا فان الاسباب لہا دخل
قوی فی التسلیۃ ولہذا تری الکمل عند عروض المصائب
یحصل لہم التسلی بقول من ہو ادنی منہم وقصۃ خدیجۃ رضی
مع النبی صلعم شاہدۃ لہ وقد جرب ایضا ولکن لا یلزم منہ
نقص الکامل وکمال الناقص بل الوجہ ان الکامل عند
المصائب تنتفی قلبہ بجوہا فی الجملۃ وتیقظ عندہ وعظ غیرہ
لہ وان کان ہو اعظم ادنی منہ ولہا استعمال الاسباب لہ
صلی اللہ علیہ وسلم فی اول الامر وترکہا کثیرا فی آخر الامر وکان
بامر اللہ عز وجل لئلا یحزن الضعفاء عند رویۃ کمال
الاقویاء من ترک الاسباب ولان یظہر ان الکمل
ایضا یختارون الادنی مع قدرتہم علی الاعلی عند امر اللہ
تعالی وہم تابعون لہ عز وجل ولا یعتدون بقوتہ اذا
کان امرہ تعالی خلافا لہا وکیف یکون صلی اللہ علیہ
وسلم لا یقدر علی ترک الاسباب فی اول الامر فضلا
عن آخر الامر مع ان اولیاء امتہ وہم لیسوا بمکان منہ
بشیء یقدرون علیہ واعلی الولایۃ لا یساوی ادنی
النبوۃ فافہم حق الفہم والحمد للہ علی ہذا التحقیق الانیق

ص ۳۵ حاشیہ تحتانی قولہ الخبیث قلت
اختیار لفظ الجمع تعظیما لجبریل علیہ السلام لانہ رئیس قومہ وقولہ
والتعبیر الخ قلت فان خالجک علی ہذا التقریر ان الاعلام
بالتوحید لاہل التوحید تحصیل الحاصل فازحہ بان المقصود
الاستمرار علیہ۔

ص ۳۶ س ۱ - قولہ خصیم قلت ہو بمعنی مختصم
کما فی ن فی احد الوجہین وقولہ الانعام قلت جمع نعم
بالتحریک چہارپایہ واکثر ما یقع ہذا الاسم علی الابل قال
الفراء ہو ذکر لا یؤنث والانعام تذکر وتؤنث اھ ملخصا
وقولہ منافع قلت فی الغیاث جمع منفعۃ وہی اسم المصدر
کما فی القاموس۔

س ۲ - قولہ اثقالکم قلت جمع ثقل بالکسر بمعنی بار
کذا فی م وقولہ الا بشق فی الاعراب فی موضع الحال
من الضمیر المرفوع فی بالغیہ ای مشقوقا علیکم والجمہور
علی کسر الشین وقرئ بفتحہا وہی لغۃ۔

س ۳ قولہ الخیل والبغال والحمیر قلت الثانی جمع بغل
بالفتح والثالث جمع حمار بالکسر کذا فی م والاول اسم
جمع ولا واحد لہ کما یفہم من کتب اللغات۔

حاشیہ تحتانی یمین س ۲ قولہ حظائرہا
ای مسارحہا قلت حظیرۃ فعیلۃ بمعنی مفعولۃ جائے شتر
وگوسپند کہ از شاخ درخت وچوب سازند کما فی
الصراح فحظائر جمع حظیرۃ ومسارح جمع مسرح وہو
مرعی باسم مکان۔

حاشیہ تحتانی یمین س ۶ قولہ الافنیۃ
قلت ہو جمع فناء کذا فی ص وفی م فناء بالکسر پیش خانہ
کہ فراخ وکشادہ باشد وگرداگرد خانہ اھ۔

حاشیہ تحتانی یمین س ۷ قولہ تجاوب
ثغائہا ورغائہا قلت تجاوب سخن گفتن باہم کذا فی
الصراح وثغاء قلت بالثاء والغین المعجمۃ والممدودۃ
وبضم الاول بانگ گوسفند وبز وگاؤ وجز آں کما
فی ص ورغاء بالضم آواز کردن وآواز شتر وشتر مرغ
وگفتار کذا فی المنتخب۔

ص ۳۶ حاشیہ تحتانی یسار س ۲ قولہ
حافلۃ فی الصراح ضرع حافل پستان پر شیر۔

ص ۳۶ حاشیہ فوقانی س ۵ قولہ
بالازواج الخ قلت وہی التی ذکرت فی الانعام۔

ص ۳۷ حاشیہ تحتانی یمین س ۱
قولہ مواخر فی ن ای جواری قلت فہو جمع ماخرۃ
مثل جواری جمع جاریۃ۔

س ۶ - قولہ شراب فہو ن ما یشرب کالطعام
لما یطعم وقولہ شجر درخت شجرہ یکے کذا فی ص والنخیل
کالنخل ونخلۃ واحد کذا فی م والاعناب قلت جمع
الکثرۃ لعنبۃ بالکسر کما فی الصراح۔

س ۸ حاشیہ تحتانی یمین قولہ طریا
قلت لفظ صفۃ وفی ن مصدرہ طراوۃ وفی الکشاف
وصفہ بالطراوۃ لان الفساد یسرع الیہ فیسارع الی اکلہ
خیفۃ الفساد علیہ اھ وفیہ ایضا واعلم ان قولہ مواخر فیہ
جار علی القیاس لان موضع الظرف المتعلق بمواخر بعد
معنی مفعولی تجری واما فی سورۃ الملائکۃ فقدم الظرف
لیکون موافقا لقولہ ومن کل تاکلون ولتقدم الجار
فی قولہ ومن کل تاکلون حذف لفظۃ منہ ہناک اھ
وفیہ ایضا واعلم انہ قدم الغذاء الحیوانی علی الغذاء
النباتی لان النعمۃ فیہ اعظم لانہ اسرع تشبیہا
ببدن الانسان وفی ذکر الغذاء النباتی قدم
غذاء الحیوان الشجر علی غذاء الانسان وہو الزرع ونحوہ

عہ وہو ہذا شرف فالمنع ۱۲ منہ

بنا علیٰ مکارم الاخلاق وھو ان یکون اہتمام الانسان بحال من تحت یدہ اکمل من اہتمامہ بحال نفسہ وانما عکس الترتیب فی قولہ کلوا وارعوا انعامکم بناءً علیٰ ما ہو الواجب فی نفس الامر اھ۔

حاشیہ فوقانی س ۳ قولہ اشارۃ الیٰ قولہ ابن عطیۃ الخ قلت فعلیٰ بمعنی الیٰ او یقال قصد السبیل مار علیہ وفی ن ذکر صاحب الکشاف ان السبیل بمعنی القصد مصدر بمعنی الفاعل یقال سبیل قصد وقاصد ای مستقیم کانہ یقصد الوجہ الذی یؤمہ السالک لا یعدل عنہ والجور المیل عن الاستقامۃ وفی اعراب القرآن قولہ تعالیٰ ومنہا جائر الضمیر یرجع علی السبیل وہی تذکر وتؤنث وقیل السبیل بمعنی السبل فانث علی المعنی وقصد مصدر بمعنی اقامۃ السبیل او تعدیل السبیل ولیس مصدر قصدتہ بمعنی اتیتہ اھ۔

ص ۳۸ حاشیہ تحتانی قولہ وانہارا فی ن معطوف علیٰ رواسی ای جعل فیہا انہارا ای لان الالقاء ہہنا بمعنی الجعل والخلق کقولہ والقیت علیک محبۃ منی وکذا قولہ وسبلا ای اظہر فیہا سبلا لاجل ان تہتدوا بہا فی اسفارکم ولما ذکر انہ اظہر فی الارض سبلا معینۃ ذکر انہ اظہر فی تلک السبل علامات مخصوصۃ وہی کل ما یستدل بہ السابلۃ من جبل وسہل قال الاخفش عند قولہ وعلامات وبالنجم ہم یہتدون کلام منفصل عن الاول وقال فی الکشاف کانہ اراد لو قریشا فقد کان لہم استدلال بالنجوم فی مسائرہم وکان لہم بذلک علم لم یکن مثلہ لغیرہم فکان الشکر اوجب علیہم والاعتبار الزم لہم فخصصوا بتقدیم النجم والحام لفظ ہم کانہ قیل وبالنجم خصوصا ہؤلاء یہتدون اھ ملخصا قلت فائدۃ الاقحام تاکید کون الجملۃ اسمیۃ فی ہذہ الصورۃ فافہم وفی الاعراب وبالنجم یقرأ علیٰ لفظ الواحد وہو جنس ویقرأ بضم النون والجیم وفیہ وجہان احدہما ہو جمع نجم مثل سقف وسقف والثانی انہ اراد النجوم فحذف الواو کما قالوا فی اسد اسود واسد اھ وفیہ ایضا ان تمید ای مخافۃ ان تمید اھ قلت لو تقدر لا وفی ن الباء للتعدیۃ او للمصاحبۃ اھ۔

ص ۳۹ س ۴ قولہ ایان فی الاعراب منصوب بیبعثون قلت قدم لرعایۃ الفاصلۃ۔

حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ کان حق الکلام الخ قلت ہذا بناء علیٰ ما قال اہل البیان ان المشبہ بہ یجب ان یکون اقوی واتم فی وجہ الشبہ من المشبہ لیلحق الاضعف بالاقوی فی وجہ الشبہ فان حاکم علیہ ان المشبہ بہ قد لا یکون کذلک بل یکون اشہر من المشبہ فقط فکیف یصح ما قیل بناء علیہ فاجیب بان الاصل ما قالوہ لکن اذا دل دلیل علیٰ خلافہ فہو امر آخر نادر فالبناء علیٰ اعتبار الاصل فافہم۔

ص ۴۰ س ۱ قولہ ماذا انزل الخ فی ن قال النحویون ماذا منصوب بانزل بمعنی ای شیء انزلہ ربکم او ما مبتدأ وذا موصولۃ (بمعنی الذی ۱۲ منہ) والجملۃ صلتہا (والعائد محذوف ۱۲ منہ) والمجموع خبر المبتدأ قال فی الکشاف معناہ المنزل اساطیر الاولین علیٰ کسرۃ اھ ملخصا۔

ص ۴۰ س ۳ قولہ اتی امرہ ای اتی امر اللہ کذا رواہ الطبری عن قتادۃ واختارہ النیسابوری

حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ الاساس قلت ہو ابلغ للمبالغۃ

ص ۴۱ س ۱ قولہ فخر علیہم الخ قال الطبری واولی القولین بتاویل الآیۃ قول من قال معنی ذلک تساقطت علیہم سقوف بیوتہم اذ اتی اصولہا وقواعدہا (قالہ قتادۃ ۱۲ منہ) امر اللہ فائتفکت بہم منازلہم لان ذلک ہو الکلام المعروف من قواعد البنیان وخر السقف اھ وفی ن وفائدۃ زیادۃ قولہ من فوقہم التنصیص علیٰ ان الابنیۃ تہدمت وہم ماتوا تحتہا اھ۔

س ۳ قولہ ان الخزی الیوم فی الاعراب فی احد الوجہین عامل الظرف المصدر المعرف باللام وہو الخزی اھ بحاصلہ۔

س ۸ قولہ فلبئس الخ والفاء للعطف علیٰ فاء (بمعنی الواو ۱۲ منہ) التعقیب فی فادخلوا واللام للتاکید یجری مجری القسم موافقۃ لقولہ بعد ذلک ولنعم دار المتقین ولا نظیر لہا فی کل القرآن کذا فی ن۔

ص ۴۲ س ۱ قولہ للذین فی ن یتعلق با حسنوا اھ بحاصلہ

حاشیہ فوقانی س ۱۳ قولہ ثواب الخ قلت عندی المراد بہ حسن الحال وہو اعم للتوفیق وغیرہ من اطمینان القلب والراحۃ المحمودۃ وغیرہ ولا یخفی ان المؤمن الکامل حسن الاحوال فی کل حین والراحۃ الدنیویۃ من حیث انہا یتعلق بالدنیا من غیر اعتبارہ موصلۃ الی الآخرۃ حاصلۃ لہ کما ہو حقہ لا لغیرہ تدبر ولکل وجہۃ

ص ۴۳ س ۳ قولہ سیئات الخ فی ن ای جزاء سیئات اعمالہم او ہو من باب الطباق والمشاکلۃ

س ۷ قولہ ان اعبدوا اللہ فی الاعراب یجوز ان تکون ان بمعنی ای وان تکون مصدریۃ۔

ص ۴۴ - قولہ فمنہم من ہدی اللہ فی الاعراب من نکرۃ موصوفۃ مبتدأ وما قبلہا الخبر۔

س ۷ قولہ فیکون فی الاعراب یقرأ بالرفع ای فہو وفی ن فی الکشاف قرئ فیکون بالنصب عطفا علیٰ نقول قلت ولا مانع من کونہ منصوبا باضمار ان لوقوعہ فی جواب الامر بعد الفاء اھ۔

حاشیہ تحتانی قولہ مبارۃ فی الصراح جائے باش قلت فہو ظرف۔

ص ۴۶ س ۷ - قولہ علیٰ تخوف فی اعراب القرآن فی موضع الحال من الفاعل او المفعول فی قولہ او یاخذہم اھ۔

حاشیہ تحتانی س ۲ قولہ التقدیر الخ قلت فیہ وجوہ اذکر منہا اثنین فالاول منہا ما فی ن من ان تعلق برجالا صفۃ لہ ای رجالا متلبسین بالبینات اھ محصلا والثانی منہا ما فی الاعراب من ان تعلق بارسلنا ای ارسلناہم بالبینات وفیہ لان ما قبل الا لا یعمل فیما بعدہا اذا تم الکلام علی الا وما یلیہا الا انہ قد جاء فی الشعر؎ نبئتہم عذبوا بالنار جارتہم + ولا یعذب الا اللہ بالنار جارتہم قلت شاہد قوی۔

حاشیہ تحتانی یسار - قولہ ان کنتم الخ قلت قال صاحب ن بعد نقل ہذا الکلام عن الکشاف وسلم جار اللہ ان مثل قولہ فاسئلوا جواب الشرط علیٰ ہذا الوجہ۔

ص ۴۷ س ۱ - قولہ یتفیؤا الخ فی ن قال الازہری تفیؤ الظلال رجوعہا بعد انتصاف النہار فالتفیؤ لا یکون الا بالعشی وما انصرف عنہ الشمس والقمر والذی یکون بالغداۃ ظل وقال ثعلب اخبرت عن ابی عبیدۃ ان رؤبۃ قال کل ما کانت علیہ الشمس فزالت عنہ فہو فیء وظل وما لم یکن علیہ الشمس فہو ظل وقولہ ظلالہ اضاف الظلال الیٰ مفرد ومعناہ الاضافۃ الیٰ ذوی الظلال (ای لم تزل عنہ ۱۲ منہ) ووجہ حسنہ کون المرجوع الیہ واحدا فی اللفظ وان کان کثیرا فی المعنی وہو قولہ الیٰ ما خلق وقولہ عن الیمین والشمائل قال اہل التفسیر منہم الفراء انہ وحد الیمین لانہ اراد واحدا من ذوات الاظلال (عطاء وقتادۃ ۱۲ منہ) وجمع الشمائل لانہ اراد کلہا لان قولہ ما خلق اللفظ مفرد ومعناہ جمع وانما عبر عن المشرق بالیمین لان اقوی جانبی الانسان یمینہ ومنہ تظہر الحرکۃ القویۃ وکذا جانب الشرق اقوی جوانب الفلک ومنہ تظہر الحرکۃ الیومیۃ التی ہی اسرع الحرکات واقواہا اھ ملخصا۔

س ۳ قولہ من دابۃ فی ن قال الاخفش ای من الدواب واخبر بالواحد کما تقول ما اتانی من رجل مثلہ وما اتانی من الرجال والوجہ فی تخصیص الدابۃ بالذکر انہ علم من آیۃ الظلال ان الجمادات باسرہا منقادۃ لہ فبین فی ہذہ الآیۃ ان الحیوانات باسرہا ایضا کذلک اھ وفیہ ایضا زعم بعض الطاعنین فی عصمۃ الملٰئکۃ انہ تعالیٰ وصفہم بالخوف وحصول الخوف نتیجۃ تجویز الاقدام علی الذنوب والجواب عنہ ان ہذا الخوف خوف الاجلال اھ محصلا قلت لطیف واجوبۃ اخری لم نذکرہا لانہ لا یساویہ شیء منہا۔

حاشیہ تحتانی یمین س ۴ قولہ البلاغۃ الخ قلت توضیحہ بما فی اعراب القرآن قیل اول ما یبدو الظل عن الیمین ثم ینتقل وینتشر عن الشمال فانتشارہ یقتضی الجمع اھ۔

حاشیہ فوقانی س ۱۱ - قولہ سجدا الخ قلت جمع ساجد کرکع وراکع وفی ن ذکر بعضہم فی تفسیر ہذا السجود ان ہذہ الاظلال واقعۃ علی الارض ملتصقۃ بہا علیٰ ہیئۃ الساجد اھ۔

ص ۴۸ س ۳ قولہ وما بکم من نعمۃ فمن اللہ فی ن ما بمعنی الذی وبکم صلتہ ومن نعمۃ حال من الضمیر فی الجار او بیان لما وقولہ فمن اللہ الخبر وقیل ما شرطیۃ وفعل الشرط محذوف۔

ص ۴۸ حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ الخ قلت

جار و جوار ہر دو آمدہ کما فی الصراح۔

وفی س ۲ قولہ من ضمیر الدین آلخ قلت فتقدیرہ نحو الدین استحق لہ واصبا وفی الاعراب حال من الدین اھ قلت تقدیرہ استحق لہ الدین واصبا وھو الاسہل۔

ص ۴۸ س ۵ قولہ اذا فریق آلخ قلت اذا فائیۃ مقام الفاء وہی للمفاجاۃ وفریق منعوت و منکم لنعت والمجموع مبتدأ وساغ لکونہ مخصصا بالوصف وبربھم یشرکون خبر والجملۃ جزاء الشرط۔

س ۷ قولہ لہم ما یشتہون فی ن اما الرفع علی الابتداء او النصب ای وجعلوا لہم آلخ قلت سبحٰنہ جملۃ معترضۃ للتعجب وللتنزیہ والاستبعاد وفی ن ایضا قال الامام فخر الدین الرازی ظن ان ذلک لان للملائکۃ یستترون عن العیون کالنساء کونہ اطلاق التانیث علی الشمال استعارۃ عن ان تدرک بالابصار [illegible]

[illegible]

الوجہ لما بین القلب الدماغ من التعلق الشدید فاستنا الوجہ اشرق ذاتہ اقوی عند انحصار الروح فی داخل القلب [illegible] اثر قوی علی الوجہ [illegible] الوجہ لذلک ویصفر [illegible] اھ ملخصا۔

س ۹ قولہ یتواری آلخ فی الاعراب حال من الضمیر فی کظیم اھ قلت اختیار لفظ بشر مع ان البشارۃ مختصۃ بالخبر السار وہنا لیس کذلک باعتبار ہم لاعتبار الحقیقۃ فان ذلک الخبر فی نفس الامر حقیق ان یبشر بہ ولاظہار تمقتہم حیث یحزنون بما یبشر بہ فافہم۔

ص ۴۹ حاشیہ فوقانی س اخیر قولہ لدلالۃ آلخ فی ن واعلم انہ سبحانہ قال فی ہذہ السورۃ ما ترک علیہا من دابۃ وفی سورۃ الملٰئکۃ ما ترک علی ظہرہا فالہاء کنایۃ عن الارض ولم یتقدم ذکرہا ہہنا والعرب تجوز ذلک فی کلمات لحصولہا

بین یدی کل متکلم وسامع منہا الارض والسماء فلان افضل من علیہا واکرم من تحتہا ومنہا الغداۃ انہم الیوم الباردۃ ومنہا الاصابع یقول والذی شقہن خمسا من واحدۃ یعنی الاصابع من الید وانما لم یذکر الظہر فی ہذہ السورۃ بظہر الدابۃ لکثیر اما یستعمل الظہر بمعنی الدابۃ بخلاف سورۃ الملٰئکۃ فانہ قد تقدم ذکر الارض فی قولہ اولم یسیروا فی الارض وفی قولہ وفی الارض فلم یکن ملتبسا اھ قلت تحقیق لغوی حسن وجدتہ مفیدا جدا فی مواضع من القرآن وغیرہ۔

ص ۵۰ س ۳ قولہ فزین آلخ قلت تقدیر العبارۃ عندی کانہ قیل لقد ارسلنا الی امم من قبلک فلم یتبعوہم لان الشیطان زین لہم اعمالہم ثم کان عاقبتہ انہ کان ولیہم وینبغی لہم ان یحصلوا ولایۃ اللہ لہم لینجوا من عذاب الآخرۃ فلما لم یحصلوہ کان لہم عذاب الیم فالفاء فی فزین تعلیلیۃ للمحذوف۔

ص ۵۱ س ۵ قولہ ان الذی آلخ فی ن [illegible]

[illegible]

جمع لیل وھو حال [illegible]

حاشیہ تحتانی یسار س ۱ قولہ من اللہ وفی ن وجوز ان یکون حالا من قولہ لبنا مقدما علیہ فیتعلق بمحذوف ای کائنا من بین آلخ او کذا وانما قدم لانہ موضع العبرۃ اھ

ص ۵۳ س ۲ قولہ فیشبہ آلخ فی ن والجحود فی معنی الکفران فلذلک عداہ بالباء۔

س ۷ قولہ شیئا فی ن بدل من قولہ رزقا بمعنی قلیلا

س ۷ قولہ لا یستطیعون قلت الضمیر عائد الی ما لانہ فی معنی الجمع وقولہ ضرب اللہ آلخ فی ن ثم علمہم کیف یضرب فقال ضرب اللہ مثلا ثم ابدل من المثل قولہ عبدا مملوکا اھ وفی الاعراب الرزق بکسر الراء اسم للمرزوق وقیل ھو اسم للمصدر والمصدر بفتح الراء اھ۔

حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ عقدۃ فی ن جمع حافد۔

ص ۵۴ س ۱ قولہ کل فی ن اصلہ من الغلظ

الذی ہو نقیض الحدۃ یقال کل السکین اذا غلظت شفرتہ وکل اللسان اذا غلظ فلم یقدر علی الکلام وکل فلان عن الکلام اذا ثقل علیہ ولم ینبعث فیہ وفلان کل علی مولاہ ای ثقیل وعیال علی من یلی امرہ اھ۔

ص ۵۵ س ۳ قولہ الافئدۃ فی ن جمع فؤاد وہو من جموع القلۃ التی تستعمل فی مقام الکثرۃ ایضا اعدم ورود غیرہا۔

ص ۵۶ س ۱ قولہ اثاثا فی ن قال الفراء لا واحد لہ وقال ابو زید الواحد اثاثۃ۔

س ۳ قولہ اکنانا فی ن ہی جمع کن وہو ما یستکن بہ ویتوقی بسبب الامطار کالبیوت المنحوتۃ فی الجبال آلخ

س ۷ قولہ ثم ینکرونہا فی ن استبعادیۃ۔

ص ۵۷ س ۱ قولہ ثم لا یؤذن فی ن ومعنی ثم ان المنع من الکلام اصعب من شہادۃ الانبیاء

ص ۵۸ س ۱ قولہ العدل [illegible]

ص ۵۸ س ۱ قولہ [illegible]

[illegible]

حاشیہ تحتانی قولہ تبیان قلت ہو الابلغ من البیان۔

ص ۵۹ س ۲۱ قولہ بواسطۃ قلت یؤیدہ ما فی الاتقان اخرج البخاری عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال لعن اللہ الواشمات والمستوشمات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغیرات خلق اللہ تعالی فبلغ ذلک امرأۃ من بنی اسد فقالت لہ انہ بلغنی انک لعنت کیت وکیت فقال ومالی لا العن من لعن رسول اللہ وہو فی کتاب اللہ فقالت لقد قرأت ما بین اللوحین فما وجدت فیہ کما تقول قال لئن کنت قرأتیہ لقد وجدتیہ اما قرأت وما اتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ

فانتہوا قالت بلی قال فانہ قد نہی عنہ اھ فلا التفات الی من تکلف لاخراج کل امر من القرآن فلا یفہم معنی تبیانا لکل شیء وعندی انہ لا یمکن اخراج کل شیء جزئی مع التکلف ایضا فافہم وقول المفسر فی

س ۲۰ دنیا کی باتیں آلخ قلت فان القرآن لم ینزل لہذا الغرض بل نزل للمقصود الاصلی وہو التوجہ الی الخالق تعالی ذکرہ فہو جامع لہ ومملوء منہ فکمال القرآن ان یخلو مما کان خارجا عن مقصودہ وہو ظاہر لمن لہ عقل سلیم

حاشیہ تحتانی س ۲ قولہ تبرمہ قلت من الابرام قال فی م د ص ابرام جامہ را ریسمان دو تا بافتن۔

س ۳ قولہ نہ لہا فی ص رشتن و رشتہ بمعنی المغزول ایضا وقولہ انکاثا فی الاعراب حال من غزلہا وقولہ تتخذون حال من الضمیر فی تکونوا او من الضمیر [illegible] ان تکونوا مشبہین وقولہ ہی اربی جملۃ فی موضع نصب خبر کان اھ۔

ص ۶۲ س ۱ قولہ واللہ اعلم آلخ فی الاعراب الجملۃ [illegible] تکون حالا [illegible]

حاشیہ تحتانی یمین س ۳ قولہ [illegible] فی ت صلۃ نزلہ ای ابتداء تنزیلہ من عندہ وما ذکرہ من البلاغۃ فی التفسیر بناء علی انہ تعالی لم یقل من ربہ انما قال من ربک

ص ۶۳ س ۱ قولہ الا من اکرہ آلخ فی الاعراب قیل من شرط وجوابہا محذوف دل علیہ قولہ فعلیہم غضب الا من اکرہ استثناء متصل لان الکفر یطلق علی القول والاعتقاد وقیل ہو منقطع لان الکفر اعتقاد والاکراہ علی القول دون الاعتقاد ومن شرح مبتدأ فعلیہم خبرہ اھ وفی ن وانما صح استثناء المکرہ من الکافر مع انہ لیس بکافر لانہ ظہر منہ بعد الایمان ما مثلہ یظہر من الکافر طوعا وانتصاب صدرا علی التمییز واصلہ ولکن من شرح بالکفر صدرہ فعدل الی النصب للمبالغۃ ولبناء الکلام علی الابہام اھ وفی الجلالین ومن فی قولہ من کفر مبتدأ او شرطیۃ والخبر او الجواب لہم وعید شدید دل علیہ ہذا ولکن من شرح آلخ قلت

قد حصل حکم من ارتد اختیارا ومن ارتد اضطرارا ومن قوله من کفر الی قوله بالایمان فلم زیدت جملة استدراکیة قلت الوجه عندی واللہ اعلم هو التاکید باعادة حکم المرتد لا المطمئن قلب المکره ـ

ص ۷۴ حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قوله ثم الخ فی ن قال ابن عباس رحمہ اللہ معنے ثم ان ربک تباعد حال هؤلاء من حال عمار واصحابه اه واما فی المفسرین الروح هو الآتی فیه بعد به لغفور رحیم وقوله الجار والمجرور ای للذین الخ وقوله باعدی الوعیدین ای غفور رحیم وفی عبارة الروح المذکور فی التفسیر اغلاق وتخلیط ولیست هذه العبارة عبارة ابی البقاء ففی العبارة بعضها من ابی البقاء وبعضها من الزمخشری ثم خلطه صاحب الروح بالتغییر وانا اذکر عبارتها فقال ابو البقاء فی الاعراب ان ربک خبران لغفور رحیم وان الثانیة واسمها تکریر للتاکید ومثله فی هذه السورة ثم ان ربک للذین عملوا السوء بجهالة وقیل لاخبر لان الاولی فی اللفظ لان خبر الثانیة [illegible]
[illegible]
[illegible] اه ـ

ص ۷۵ حاشیہ تحتانی یمین س قوله السلاغة الخ قلت او تضمنه وانتهاؤه فی ن ان هذا من ترشیح الاستعارة وذلک انه استعار اللباس لما غشی الانسان من بعض الحوادث کالجوع والخوف لاشتماله علیه اشتمال اللباس على اللابس ثم ذکر الوصف ملائما للمستعار له وهو الجوع والخوف لان اطلاق الذوق على ادراک الجوع والخوف جری عندهم مجری الحقیقة فیقولون ذاق فلان البؤس والضر واذاقه غیره فکانت الاستعارة مجردة ولو قال فکساها کانت مرشحة وترشیح الاستعارة وان کان مستحسنا من جهة المبالغة الا ان التجرید ترجح من حیث انه روعی جانب المستعار له فازداد الکلام وضوحا اه ـ

ص ۷۶ س ۵ ـ قوله ولا تقولوا الخ فی ن قال الکسائی والزجاج ما مصدریة وانتصاب الکذب بلا تقولوا ای ولا تقولوا الکذب لاجل وصف السنتکم قوله هذا حلال وهذا حرام بدل من الکذب وقوله تصف السنتکم الکذب من فصیح الکلام وبلیغه کان ماهیة الکذب مجهولة وکلامهم یکشف عن حقیقتها نظیره قولهم وجهه یصف الجمال وعینه تصف السحر اه ملخصا ـ

ص ۷۶ س ۳ قوله ولم یک من المشرکین قلت تاکید القوله حنیفا وفی الاعراب قوله لانعمه یجوز ان تتعلق اللام بشاکرا وقوله اجتباه یجوز ان یکون حالا وقد معه مرادة وان یکون خبرا ثانیا لان اه ملخصا

س ۵ قوله ثم اوحینا الخ فی ن فی الکشاف معنی ثم فی قوله ثم اوحینا الیک تبعید هذا النعت من بین سائر النعوت التی اثنی اللہ بها علی ابراهیم علیه السلام فی اجل او فی تکلیل اللہ اتباع نبینا ملته فی الاصول من التوحید والمعاد وغیرهما اه

ص ۷۶ س ۳ قوله ولئن صبرتم الخ فی ن ای صبرکم خیر لکم فوضع المظهر موضع المضمر ثناء من اللہ علیهم او وصفا لهم بالصفة التی تحصل لهم اه قلت [illegible]
[illegible]
[illegible]

ص قوله [illegible] وظاهر وهو من الکلام المقلوب الذی یشجع علیه امن الالتباس لان الضیق وصف فهو یکون فی الانسان ولا یکون الانسان فیه وفیه لطیفة اخری ان الضیق اذا عظم وقوی صار کالشیء المحیط بالانسان من جمیع الجوانب ومن قرأ بفتحها فاما على انه مصدر ایضا او على انه مخفف ضیق فمعناه فی امر ضیق اه وقوله مما یمکرون من سببیة کما فی ع ـ

حاشیہ فوقانی س ۵ ـ قوله کارذلة والنخبة قلت الاول بالضم یقال انتم رذلتی ای الذین استرذلهم والثانی کذلک بالضم بمعنے المنتخب على زنة المفعول بمعنے گزیده کما فی ص ـ

ص ۷۳ حاشیہ تحتانی قوله بالغیبة فی ن من قرأ على الغیبة فان ناصبة ولام التعلیل محذوفة ای لئلا یتخذوا ومن قرأ على الخطاب فان مفسرة بمعنا ای لا تتخذوا القول کتبت الیه ان افعل کذا او فی الاعراب لما تضمنه الکتاب من الامر والنهی اه قلت نص التوحید مع ان فیه کانت احکام اخر لانه اصل کل عمل وملاک نجاة کل احد منهم ـ

ص ۷۴ س ۱ ـ قوله مرتین فی الاعراب مصدر والعامل فیه من غیر لفظه ـ

س ۳ ـ قوله خلل الدیار جمع خلل مثل جبل وجبال کما فی الاعراب وقوله جاسوا قال ابن عباس مشوا کذا فی الطبری ـ

حاشیہ تحتانی قوله عدی بالی قلت والا لعدی بعلی ـ

حاشیہ فوقانی س ۱ ـ قوله نفیرا فی الاعراب تمییز وهو فعیل بمعنے فاعل وهو اسم للجماعة وقیل هو جمع نفر مثل عبد وعبید وقوله حصیرا فی الاعراب ولم یؤنثه لان فعیلا هنا بمعنے فاعل ـ

حاشیہ فوقانی س ۲ ـ قوله ان احسنتم فی ن قال اهل الاشارة انه اعاد الاحسان ولم یذکر الاساءة الا مرة نفیه دلیل على ان جانب الرحمة اغلب [illegible]
[illegible]
[illegible] ـ

[illegible] ـ قوله [illegible] فی ن [illegible] فی حذف الموصوف فخامة یعرفها اهل البلاغة لعموم الاعتبار وذهب الوهم کل مذهب اه وقوله ان لهم ای بان لهم کما فی الاعراب ـ

حاشیہ فوقانی س ۲۶ ـ قوله [illegible] قلت غیر العنوان فی الثالث لتغییر المخالفة رسول اللہ فان مخالفته لا تساوی مخالفة احد المخلوق ـ

ص ۷۶ س ۱ ـ قوله بالشر وبالخیر فی الاعراب على احد الوجهین الباء سببیة ـ

س ۴ ـ قوله آیة اللیل فی ن هی من اضافة الشیء الی نفسه للبیان کقولک نفس الشیء او ذاته ای فمحونا الآیة التی هی اللیل اه ـ

س ۵ ـ قوله وکل شیء فی الاعراب منصوب بفعل محذوف لانه معطوف على اسم قد عمل فیه الفعل ولولا ذلک لکان الاولى رفعه ومثله کل انسان اه وقوله یلقاه منشورا فی ن صفتان للکتاب ـ

س ۷ ـ قوله حسیبا فی ن تمییز بمعنے حاسب وعلی متعلق بحسیب من قولک حسب علیه کذا او النفس مؤول بالشخص او حمل فعیل بمعنے فاعل على فعیل بمعنے مفعول کقتیل اه ملخصا ـ

حاشیہ تحتانی یمین س ۲ قوله کنایة عن العمل فی ن بعد نقل هذا القول وقال ابو عبیدة الطائر عند العرب الحظ ویقال له البخت اه ـ

ص ۷۷ س ۳ ـ قوله وکم اهلکنا من القرون فی ن فکم مفعول اهلکنا ومن القرون بیان لکم وتمییز له اه ـ

ص ۷۷ حاشیہ فوقانی س ۱۲ قوله عین المذکور قلت یرید هو انتقا المذکور ـ

ص ۷۸ قوله من کان یرید الخ فی ن قوله لمن نرید وهو بدل من له بدل البعض (قلت وهو متعلق بعجلنا) وفی قوله من کان یرید العاجلة دون ان یقول من اراد العاجلة کما قال ومن اراد الآخرة اشارة الی ان من یدلفع الدنیا لا یکون [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] قلت [illegible] ـ

حاشیہ تحتانی ـ قوله بدل فی الاعراب هؤلاء وهؤلاء بدل من کل ومن متعلقة بمد والعطاء اسم للمعطے اه ملخصا ـ

ص ۷۹ س ۱ قوله الا تعبدوا فی ن ای بان لا تعبدوا فان ناصبة ویجوز ان تکون مفسرة والفعل نهی معناه ای لا تعبدوا اه ـ

س ۳ ـ قوله اما یبلغن فی ن هی ان الشرطیة زیدت علیها ما الابهامیة تاکیدا لمعنے الشرط ثم ادخلت النون المشددة لزیادة التقریر والتاکید کانه قیل ان هذا الشرط مما سیقع البتة عادة فلیکن هذا الجزاء مرتبا علیه الا فالتقریر والتاکید لیس یلیق بالشرط الذی مبناه على تردد الحکم وقال النحویون ان الشرط یشبه النهی من حیث الجزم وعدم الثبوت فلهذا صح دخول النون المؤکدة فیه ـ

حاشیہ تحتانی یمین قولہ القعود الخ
فی ن فیہ وجوہ منہا ان من شان المذموم المخذول ان یقعد نادما متفکرا علی ما فرط منہ فالقعود علی ہذا حقیقۃ اھ وقولہ مذموما مخذولا حالان من فاعل تقعد۔

حاشیہ تحتانی لیسار س ۱ ۔ قولہ
ہو الضجر قلت فتکون العبارۃ کما فی ن ای لاتقل تضجرت او اتضجر اھ

س طولانی الجانب حاشیہ فوقانی قولہ اذا ضم الخ توضیحہ بما فی ن
ان الطائر اذا ضم فرخہ الیہ للتربیۃ خفض لہ جناحیہ فلہذا صار خفض الجناح کنایۃ عن حسن التدبیر فکانہ قال اکفل والدیک بان تضمہما الی نفسک کما فعلا ذلک فی حال صغرک اھ وفیہ ایضا واضافۃ الجناح الی الذل کاضافۃ حاتم الی الجود فی قولک حاتم الجود فالاصل فیہ الجناح الذلیل او الذلول اھ ملخصا۔

ص ۸۰ س ۱ ۔ قولہ ولا تبذر تبذیرا قلت زید المفعول المطلق شفقۃ علیہم فان الانسان لایخلو عن خفیف التبذیر نصا فکانہ قال حرم علیکم التبذیر الکامل وہی خفیف التبذیر الذی لایمکن عنہ الاجتناب ثم اکد النہی بقولہ ان المبذرین الخ لئلا یتساہل احد بہذہ الشفقۃ فی ہذا الامر فافہم۔

س ۳ ۔ قولہ ترجوہا صفۃ رحمۃ وقولہ من ربک متعلق ہترجو کما فی الاعراب۔

س ۵ ۔ قولہ کل البسط فی الاعراب منصوب علی المصدر لانہ مضاف الیہ وقولہ ملوما محسورا فی الجلالین ما محصلہ ان الاول راجع الی الاول والثانی الی الثانی۔

س ۸ ۔ قولہ ان کی خدمت کرنا الخ یہ راز ہے اس قید ؟؟ بلکہ یہ قید اہتمام کے لیے ہے کہ اس حالت میں خدمت بہت زیادہ مؤکد اور قابل لحاظ ہے کیونکہ ادھر تو نفس کو ناگواری خاص ہوتی ہے اور ادھر والدین کی احتیاج زیادہ ہے اور یوں تو ہر حالت میں والدین کی اطاعت و تعظیم لازم ہے اور کبھی ہوں کہنا اور جھڑکنا جائز نہیں خوب سمجھ لو۔

بقیہ حاشیہ تحتانی لیسار س ا قولہ
فی تفسیر الآیۃ قلت اراد بہا قولہ تعالی وآت ذا القربی حقہ کما فی اللباب وفیہ ایضا قال ابن کثیر ہذا مشکل فانہ یشعر بان الآیۃ مدنیۃ والمشہور خلافہ اھ وفیہ ایضا اخرج سعید بن منصور عن سیار ابی الحکم قال اتی رسول اللہ صلعم بز وکان معطیا کریما فقسمہ بین الناس فاتاہ قوم فوجدوہ قد فرغ منہ فانزل اللہ ولا تجعل یدک مغلولۃ ولا تبسطہا الآیۃ واخرج ابن مردویہ وغیرہ عن ابن مسعود قال جاء غلام الی النبی صلعم فقال ان امی تسألک کذا وکذا قال ما عندنا شیء الیوم قال فتقول لک اکسنی قمیصک فخلع قمیصہ فدفعہ الیہ فجلس فی البیت حاسرا فانزل اللہ ولا تجعل یدک الخ واخرج ایضا عن ابی امامۃ ان النبی صلعم قال لعائشۃ انفقی ما علی ظہر کفی قالت اذن لایبقی شیء فانزل اللہ ولا تجعل یدک الخ اھ قلت لایخفی علی من طالع الاحادیث فی سخاء النبی صلعم واختیارہ فقرہ انہ کان لایدخر شیئا لغد وکان اذا تعشی لم یتغد واذا تغدی لم یتعش فانہ کان باعلی مکان من القوۃ القلبیۃ فلا تظنن ان من بذل جمیع مالہ ولم یبق لغد او لعشاء شیئا وکان قوی القلب کان مخالفا للآیۃ حاشا وکلا فان الآیۃ مخصوصۃ بمن لم یقو علی الصبر او تیلف حق الغیر بہذا العمل والتطبیق بین احادیث السخاء وبین احادیث سبب النزول طولنا الکلام لئلا یتوہم متوہم ما بیناہ فان الجامع بین العلم الکامل والعمل التام ولو لم اکن ایضا منہم لکنی من خدامہم قلما یوجد وباللہ التوفیق فاقول ان الحدیث الاول من الاحادیث الواردۃ فی اسباب النزول المذکورۃ ہہنا یدل علی ان اللہ تعالی نہاہ عن ذلک الفعل لان الامام ینبغی لہ ان یدخر شیئا بعد دفع الاحتیاج الواقع فی الحال للمہمات الآتیۃ ولقوم لم یکونوا موجودین الآن ویرجی اتیانہم فانہ یقتضیہ انتظام المملکۃ لان کل احد لایقدر علی الصبر ولیس کل احد متوکلا کمال التوکل وہذہ الدلالۃ ظاہرۃ ولا تعلق لہذا الحدیث بنفسہ صلی اللہ علیہ وسلم واما الثانی فمنہا فیتعلق بنفسہ الشریف لکن ظاہرہ انہ ینبغی ان لایخل فی حاجتہ للموجودۃ الآن فانہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن لہ قمیص آخر والخروج لہ من البیت کان کثیرا للصلوۃ وغیرہا کما یکون للرجال ولا دلالۃ فیہ لامر الادخار لنفسہ لوقت آخر واما الثالث منہا فنظاہر فی مبالغۃ البذل سدد لنفسہ فانہ صلی اللہ علیہ وسلم بالغ فیہ بقولہ انفق ما علی ظہر کفی وقالت عائشۃ رض ما قالتہ فانزل اللہ تعالی مطابقا لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم ویوافقہ قولہ صلی اللہ علیہ وسلم انفق یا بلال رض فلا تخش من مالک العرش اقلالا اوکما ورد فافہم حق الفہم

حاشیہ فوقانی س ۳ ۔ قولہ الی تقدیر الخ
فی ن ولا یجوز ان تتعلق الباء فی بالوالدین بالاحسان علی ما ذہب الیہ الواحدی لان المصدر لایتقدم علیہ صلتہ ونکر احسانا ای احسنوا الیہما احسانا عظیما کاملا جزاء علی وفور احسانہما الیک۔

س ۱ حاشیہ فوقانی قولہ ابتغاء الخ فی ن
فاطلق السبب علی المسبب فان فاقد الرزق مبتغ لہ اھ ملخصا۔

ص ۳۷ س ۳ ۔ قولہ حرم اللہ فی ن و فی التصریح بالتحریم بعد النہی تاکید للحظر۔

س ۵ ۔ قولہ سلطنا فی ن ای تسلطا علی استیفاء القصاص اھ قلت الفاء فی فلا یسرف تقدیرہ جعلنا لولیہ سلطنا والواجب علیہ فیہ العدل فلا یسرف الخ وفیہ تنبیہ علی انہ لایغتر بحصول التسلط فیعدل عن الحق فافہم۔

س ۸ ۔ قولہ وجوب دیانۃ الخ قلت المسئلۃ مختلف فیہ وہذا بناء علی القول بالوجوب واما من ذہب الی استحبابہ فیحمل الآیۃ علی العہود الواجبۃ والحق ان ایفاء الوعد مستحب مؤکد وانہ من مکارم الاخلاق وخلافہ مذموم شدید۔

ص ۸۲ س ۵ ۔ قولہ فتلقی الخ فی ن وفی القعود ہناک والالقاء ہہنا اشارۃ الی ان للانسان فی الدنیا صورۃ اختیار بخلاف الآخرۃ وقولہ ملوما مدحورا حالان من فاعل تلقی۔

ص ۸۳ س ۱ ۔ قولہ صرفنا فی ن مفعول التصریف متروک ای اوقعنا التصریف فی ہذا القرآن او محذوف للعلم بہ والمراد صرفنا فیہ ضروبا من کل مثل۔

س ۳ قولہ ہو فی ن نصب النبات موضع المنتبعۃ (انتصار ۱۲) وہو السائل کقولہ انبتکم من الارض نباتا اھ۔

س ۵ ۔ قولہ ان من شیء الخ قلت ان نافیۃ بمعنی ما وتلغی عن العمل من شیء مبتدأ والا یسبح خبرہ والاستثناء منقطع۔

ص ۸۴ س ۵ ۔ قولہ اذ یقول فی الاعراب بدل من اذ الاولی۔

س ۸ ۔ قولہ انہ کان الخ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ لاتفقہون خطاب عام ہو باعتبار اکثر لوگوں کے کہ وہ لوگ جمادات وغیرہ کی تسبیح نہیں سن سکتے اور متبادر کلام سے تسبیح قالی ہی مراد ہوتی ہے اور انہ کان حلیما الخ باعتبار ماقبل لاتفقہون کے ہو۔

ص ۸۵ س ۱ ۔ قولہ رفاتا فی ن الرفات الاجزاء المفتتۃ من کل شیء یکسر وہو اسم ویقال منہ رفت عظام الجزور رفتا اذا کسرہا اھ ملخصا وقولہ عظاما ای عظاما خالیۃ عن اللحم۔

س ۵ ۔ قولہ یوم یدعو الخ فی ن فی احد الوجہین وہو الاظہر بدل من قریبا وقولہ فتستجیبون فی ن ہی مثل الاجابۃ بزیادۃ تاکید لما فی السین من طلب الموافقۃ اھ وقولہ تظنون فی الاعراب ای وانتم تظنون فالجملۃ حال۔

س ۲۶ ۔ قولہ بالاضطرار الخ فی ن وہی مبالغۃ فی انقیادہم للبعث کقولک لمن تامرہ بامر یشق علیہ ستاتی بہ وانت حامد شاکر وہذا انہ کرفی معرض التہدید اھ ملخصا۔

تتمہ حاشیہ تحتانی آخر سطر قولہ مفعول مطلق الخ فی الاعراب حال وہو بمعنی مخلوق ویجوز ان یکون مصدرا ای بعثنا بعثا جدیدا اھ قلت فسر قولہ تعالی لمبعوثون بقولہ بعثنا لیتطابق ما قبلہ فی الصورۃ فقولہ لمبعوثون یکفی للعمل فی المفعول المطلق۔

ص ۸۶ س ۴ ۔ قولہ زبورا فی الاعراب فی احد الوجہین علم لقال زبور والزبور کما یقال عباس والعباس اھ۔

ص ۸۷ س ۱ ۔ قولہ محذورا فی ن ای حقیقا بان یحذرہ کل احد قلت کانہ قال محذورا منہ۔

س ٣ قوله ان نرسل اى من ان نرسل كذا فى الاعراب -

ص ٨٧ حاشيه تحتانى سطر طولانى ١- قوله استانى بيرہ اى انتظر بہم -

س طولانى ٢- قوله بالزبد كتيبين سكر زقم خوردن ستقوم وزقوم طعام كه در دوزخ ماد سكه باشد -

ص ٨٨ حاشيه تحتانى قوله حال الخ قلت معناه ان جزاء اسم مصدر وجاء حال لصيلح لان يقع حالا لان الحال لا تكون الا مشتقة موقع حالا لكون صفة حالا وہو موفورا كما وقع القرآن حال لكون صفة موفيا حالا افاده المفسر فاہل منافى ان ومنتصب جزاء موفورا على المصدر والعامل فيه معنى تجازون المضمر او المدلول عليه بقوله فان جہنم جزاؤكم كذا فى الاعراب وقيل ہو تمييز اه ملخصا ہو نقل الطبرى عن مجاہد موفورا اى وفرا

ص ٨٩ س ١- قوله اجلب فى ن قال الجلب ہى الجمع عليهم فالاجلاب الجمع اه ملخصا وقيه بالخيل يقع على الفرسان اه قلت ہو اسم جمع ومفرد رجل بكسر الجيم صفته -

س ٥- قوله ان يخسف بكم فى ن اصله دخول الشئ فى الشئ منه عين خاسفة للتى غارت حدقتها فى الرأس اه قلت فالباء للتعدية -

حاشيه فوقانى س ٣٤- قوله ہى الصياح قلت يوہم ان ہذا كله كلام الزجاج و ليس كذلك انما كلامه ما ذكرناه وفى ن قال الفراء وابو عبيدة اجلب من الجلبة والصياح اى صح عليهم فخلط صاحب الروح كلاہم -

ص ٩٠ س ٣- قوله فتيلا فى المنتخب رشته -

ص ٩١ س ٣- قوله ضعف الحياة وضعف الممات فى ن فكان اصل الكلام عذابا ضعفا فى الحياة الدنيا وعذابا ضعفا فى الممات فحذف الموصوف واقيم الصفة مقامه ثم اضيفت الصفة كاضافة الموصوف فقيل ضعف الحيات وضعف الممات كما لو قيل لاذقناك اليم الحياة واليم الممات

ص ٩٢ حاشيه تحتانى ميين س ٢ قوله غسق فى ن قال الكسائى غسق الليل غسوقا اى اظلم والاسم الغسق بفتح السين والتركيب يدل على السيلان ومنه يقال غسقت العين اذا ہملت -

حاشيه تحتانى ليسار س ٤ قوله مدخل فى ن مخرج ومدخل مصدران بمعنى الاخراج و الادخال اه -

حاشيه فوقانى س ١١- قوله لطول اجتماع الخ قلت ہذا من قول عائشة قالته بوفات اخيها وتمامه ع وكنا كندمانى جذيمة حقبة من الدہر حتى قيل لن يتصدعا :: فلما تفرقنا كانى ومالكا لطول اجتماع لم نبت ليلة معا رواه الترمذى -

ص ٩٣ س ١- قوله اہدى سبيلا فى الاعراب يجوز ان يكون افعل من ہدى غيره وان يكون من اہتدى على حذف الزوائد اومن ہدى بمعنى اہتدى فيكون لازما اه قلت الاصح عندى ہو الاخير ويقتضيه السياق فلا ذكر فيه ہداية غيره وقوله يؤسا فى ن شديد الياس -

حاشيه فوقانى س ١ قوله ما ن قلت تفسير دعائى كما فى ن -

س ٤ احاشيه فوقانى قوله لا يصح الخ قلت لان فى القيام معنى القرار فلا يصح ان يعمل فيه ما ليس فيه ہذا المعنى -

ص ٩٣ س ١٢- قوله قرآن مبين قلت يشير الى ان من بمعنى فى وہو احسن -

ص ٩٤ س ١- قوله قل الروح الخ فى ن و الصحيح من المذاہب عند اكثر علماء الاسلام كالشيخ ابى القاسم الراغب الاصفہانى والشيخ ابى حامد الغزالى ومن قدماء المعتزلة معمر بن عباد السلمى ومن الشيعة الشيخ المفيد ومن الكرامية جماعة ومن الفلاسفة الالہيين كلہم ان الروح الانسانى جوہر مجرد وليس داخل العالم الجسمانى ولا خارجه ولا متصل به ولا منفصل عنه ولكنه متعلق بالبدن تعلق التدبير والتصرف كما ان الله العالم لا تعلق له بالعالم الا على سبيل التصرف والتدبير ومہما انقطعت علاقته عن البدن بقى البدن معطلا ميتا اه قلت وفى قراءة الاعمش عن رواية ابن مسعود وما اوتوا من العلم الخ كما فى المعجم

اسد المبالغة فالخطاب لليہود او للمشركين السائلين ايہما صح فى سبب النزول فله الخطاب -

ص ٩٥ حاشيه تحتانى ليسار قوله كسفا فى الاعراب جمع كسفة مثل قربة وقرب -

حاشيه فوقانى س ١٣- قوله وجه الخ قلت ہو التكثير كما فى الاعراب -

ص ٩٥ س ٥- قوله من زخرف قلت اخرج الطبرى بسنده عن ابن عباس يقول بيت من ذہب واخرج بسنده عن مجاہد قال لم ادر ما الزخرف حتى سمعنا فى قراءة عبد الله بن مسعود بيت من ذہب وبسند آخر كذلك الا فيه او يكون لك بيت من ذہب وفى ہذا السند جہل لم يسم -

ص ٩٦ س ٥- قوله على وجوہہم فى الاعراب حال وعميا حال اخرى او البدل من الاولى والحال من الضمير فى الجار وما يتعلق بحشر او ذلك مبتدأ وجزاؤہم خبره اه ملخصا وفى ن فى الكشاف لانہم لما كذبوا بالاعادة بعد الافناء جعل الله جزاءہم ان سلط النار على اجزائہم تاكلها وتفنيها ثم يعيدها وفيه زيادة فى تحسرہم وفى الانتقام منہم وما يدل على ہذا التفسير قوله ذلك جزاؤہم الآية -

ص ٩٧ س ١- قوله لو انتم الخ فى ن قال النحويون كلمة لو حقها ان تدخل على الافعال دون الاسماء لانها حين تكون على معناها الاصلى تفيد انتفاء الشئ لانتفاء غيره والاسم يدل على الذوات والفعل ہو الذى يدل على الآثار والاحوال وايضا انها ہہنا بمعنى ان الشرطية وہى مختصة بالفعل فلا بد من تقدير فعل بعدها فاصل الكلام لو تملكون تملكون مرتين فاضمر تملك اضمارا على شريطة التفسير فصار الضمير المتصل منفصلا لسقوط ما كان يتصل ہو به فانتم فاعل الفعل المضمر وتملكون تفسيره وقال علماء البيان فائدة ہذا التصرف الدال على الاختصاص انہم ہم المختصون بالشح المتبالغ وذلك لان الفعل الاول لما سقط لاجل المفسر برز الكلام فى صورة المبتدأ والخبر من حيث انه لا يقصد الفعل بل الفاعل كما فى قول حاتم لو ذات سوار لطمتنى لا يقصد اللطمة بل اللاطمة اى لو حرة لطمتنى اه وقوله لامسكتم فى الاعراب مفعوله محذوف

اى امسكتم الاموال وقيل ہو لازم بمعنى بخلتم وقوله قتورا فى ن التكثر والاقتار والتقتير التضييق فى الانفاق واللام للجنس اى ہذا الجنس من شانه الشح اذ كان باقيا على طبعه او المراد ہذا الانسان المعہود السابق اه محصلا -

ص ٩٨ س ١- قوله فسئل قلت تقديره ان شئت فاسئل او الفاء للربط فقط -

س ٣- قوله بصائر حال من ہؤلاء وجاز بعد الا وہى حال مما قبلها فان قيل ما قبل الا لا يعمل فيما بعدها كقولك ما اعطيت احدا الا زيدا دينارا لان الا تعدى الفعل ولا تعديه الا الى واحد كالواو فى باب المفعول معه قلت ہى كالظرف مثل جهد الى انك ذاہب اى فى جهد راى والظروف يتسع فيها اه محصل الاعراب من المواضعين منه -

حاشيه تحتانى ليسار قوله علمه الخ فى ن يفسر ہو قرقناه اه -

ص ١٠٠ س ٩- قوله وينذر الخ فى ن كرر الانذار وذكر للمنذر بخصوصه وحذف المنذر به وہو الباس الشديد لتقدم ذكره وقد يذكر قضية كلية ثم يعطف عليها بعض جزئياتها تنبيها على كونه اعظم جزئيات ذلك الكلى ففى عطف الانذار المخصوص على الانذار المطلق دليل على ان اقبح انواع الكفر والمعصية اثبات الولد لله تعالى اه وقوله من لدنه اى صادرا من لدنه وقوله باسا شديدا منصوب على كونه مفعولا ثانيا -

س ١٢- قوله اسماء متعددة من اقول تعدد الاسماء للمسمى الواحد يدل على شرف المسمى والعلم منها واحد والباقية اسماء صفة وكثرة الصفات المحمودة لا يخفى فيه شرف من له تلك الصفات -

حاشيه تحتانى س ١ قوله اياما فى ن يعنى اى ہذين الاسمين سميتم وذكرتم فالتنوين عوض عن المضاف اليه وما صلة زيدت لتاكيد الابہام و الضمير فى فله لا يرجع الى احد الاسمين ولكن الى مسماہما وكان اصل الكلام ان يقال فہو اى ذلك الاسم حسن فوضع موضعه قوله فله الاسماء الحسنى لانه اذا حسنت اسماؤه كلہا حسن ہذان الاسمان

اھ قلت فائدۃ العموم ظاہرۃ۔

حاشیہ تحتانی س ۱۔ قولہ فیانی للاٰی فی احد الوجوہ ہو حال الیضا من الہاء فی لم یجعل لہ والحال مؤکدۃ وقیل منتقلۃ۔

حاشیہ تحتانی س ۲۔ قولہ للبشر بالفتح آمرہ من کما فی م وقولہ تصنع درکارے لذا کردن

ص ۱۰۱ س ۱۔ قولہ کلمۃ فی ن قال الواحدی انتصب کلمۃ علی التمییز وذلک انک لو قلت کبرت المقالۃ او الکلمۃ جاز ان یتوہم انہا کبرت کذبا او جہلا او افتراء فلما قلت کلمۃ فقد میزتہا من محتملاتہا وقرئ بالرفع علی الفاعلیۃ کما یقال عظم قولک قال اہل البیان النصب اقوی وابلغ لافادۃ التعجب من جہتین من جہۃ الصیغۃ ومن جہۃ التمییز کانہ قیل ما اکبرہا کلمۃ اھ۔

س ۳۔ قولہ زینۃ لہا فی الاعراب مفعول ثان علی ان جعل بمعنی صیر او مفعول لہ او حال علی ان جعل بمعنی خلق وقولہ علی آثارہم وآثار جمع اثر بالکسر بمعنی پے وجمع اثر بالفتحتین بمعنی نشان ایضا کما فی ص وفی الصحاح ای من بعدہم وادبارہم واعراضہم عنک اھ وقولہ اسفا نصبہ علی المفعول لہ کما فی الاعراب۔

س ۵۔ قولہ ایہم الخ قلت بدل اشتمال من ضمیرہم۔

ص ۱۰۲ س ۱۔ قولہ اذ فی الاعراب ظرف لعجبا وفی ن والتنوین فی رحمۃ اما للتعظیم او للنوع وتقدیم من لدنک للاختصاص ای رحمۃ مخصوصۃ بانہا من خزائن رحمتک اھ

قلت الرحمۃ کلہا من عندہ تعالی سواء کانت بواسطۃ او بغیرہا فالمراد بہا اما رحمۃ خاصۃ ممتازۃ عظیمۃ واما ہی التی تکون من عندہ تعالی بحیث ینقل فیہ استعمال الاسباب الظاہریۃ ولا یحیل فیہا من احد فافہم وفی ن من فی من امرنا للابتداء او للتجرید کما فی قولک رایت منک سدا ای اجعل امرنا رشدا کلہ وفی الاعراب عددا ای معدودۃ او ذوات عدد وقیل مصدر ای تعد عدا۔

س ۲۔ قولہ لما لبثوا الخ فی ن ما مصدریۃ ای احصی امد للبثہم فیکون الجار والمجرور صفۃ للامد فلما قدم صار حالا منہ اھ وتفسیر ای الحزبین الخ ما نقلہ المفسر عن الرازی عن مجاہد فاخرجہ الطبری بسندین عن مجاہد ولفظہ ای الحزبین من قوم الفتیۃ۔

ص ۱۰۳ س ۷۔ قولہ فاوٗا الی الکہف فی ن قال الفراء ہو جواب اذ۔

ص ۱۰۴ س ۱۔ قولہ قعود فی ن جمع راقد کقعود فی قاعد۔

س ۳۔ قولہ فرارا فی الاعراب مصدر لان ولیت بمعنی فررت ویجوز ان یکون مصدرا فی موضع الحال وان یکون مفعولا لہ تحقیق اھ منہ

س ۱۱۔ قولہ فقالوا الخ قلت عندی الفاء مع ما عطف علی مدخولہا ہو قولہ قال الذین الخ وجد حرف عطف وہو الواو والتفصیل لقولہ یتنازعون الخ وربہم اعلم بہم جملۃ معترضۃ۔

حاشیہ تحتانی یمین س ۲۔ قولہ طعاما فی ع تمییز۔

حاشیہ فوقانی س ۳۔ قولہ عطف بیان فی ن او بدل وفیہ ایضا اتخذوا خبر وہو اخبار فی معنی انکار وفی اسم الاشارۃ تحقیر لہم اھ

ص ۱۰۵ س ۲۴۔ قولہ عزیمت کے ثواب سے الخ اگر یہ شبہ ہو کہ عزیمت کا ثواب تو جب حاصل ہوتا ہے جبکہ اس پر عمل کرے رخصت کو ترک کرے، اور حالت موجودہ میں تو نہ رخصت پر عمل ہوا اور نہ عزیمت پر اس لیے کہ وہ واقعہ ہی پیش نہ آیا جس میں ان امور میں سے کسی کا ظہور ہوتا دفع اس کا یہ ہے کہ اس عبارت کا یہ مقصود نہیں ہے کہ اس وقت انہوں نے عزیمت پر عمل کیا بلکہ مطلب تو یہ ہے کہ اگر ایسا واقعہ پیش آیا تو عزیمت پر عمل کرنا دشوار ہے ہم اس قابل نہیں ہیں اور رخصت پر عمل کرنے سے فلاح کامل نہ ہوگی پس ایسا کام کیوں کیا جاوے جسکا یہ نتیجہ ہو تامل اور بزرگوں کا یہی قاعدہ ہے کہ اپنے کو ایسے بڑے ہمت کے کاموں کے لائق نہیں سمجھا کرتے اور فی الواقع یہی بڑا ہمت کا کام۔

ص ۶ ۱ قولہ علام قلت فسرہ کی باجل سعید بن جبیر کما نقلہ الطبری ورجحہ۔

ص ۱۰۷ س ۳۔ قولہ ثلث مائۃ الخ فی ن قال النحویون سنین عطف بیان لثلث مائۃ لان ممیز مائۃ واخواتہا مجرور مفرد وقیل فیہ تقدیم وتاخیر ای لبثوا سنین ثلث مائۃ ومن قرأ بالاضافۃ فعلی وضع الجمع موضع الواحد فی التمییز وفی الاعراب لان مائۃ تضاف الی المفرد اھ۔ لغوۃ م الجمع علی المفرد تحمل علی

س ۱۔ قولہ لشایٔ ای لاجل شیئ کذا فی ن۔

س ۱۱۔ قولہ نہیں فرمایا قلت ولانہ ذکر مؤکدا بزیادۃ الواو بین الصفۃ والموصوف فدل علی الاہتمام

ص ۱۰۹ س ۳۔ قولہ ولا تعد عیناک الخ فی ن قال جار اللہ انما استعمل ولا تعد بمعناک من عداہ اذا جاوزہ لانہ ضمن عدا معنی نبا وفیہ مبالغۃ من تحصیل المعنیین جمیعا کانہ قیل ولا تقتحم عیناک مجاوزتین الی غیرہم اھ۔

حاشیہ تحتانی یمین س ۲ قولہ فرطا فی ص کارے کہ درو سے از حد گذرانیدہ باشد وکار گذاشتہ وماندہ ومنہ قولہ تعالی وکان الخ اھ وفی جمع الفصاحۃ مضرب من التفعیل ای محیط وخباء بالکسر وبہمزۃ خیمہ کذا فی م وعلم بالفتحین وردی زیکے کذا فی م

س ۴ حاشیہ تحتانی یمین قولہ سندس واستبرق فی الاعراب جمع سندسۃ واستبرقۃ وقیل ہما جنسان اھ ومارق ای منہ وغلظ مصدر بمعنی الصفۃ ای دیباج غلیظ۔

س ۱۱۔ قولہ علی الارائک جمع اریکۃ کما فی ن

ص ۱۱۱ س ۳۔ قولہ آتت فی ن محمول علی لفظ کلتا لان لفظہ مفرد وقیل آتتا علی المعنی

س ۷۔ قولہ رددت فی ن قال بعض العلماء الرد یتضمن کراہۃ المردود الیہ فلہذا قال ولئن رددت ای عن جنتی ہذہ التی اظن ان لا تبید ابدا الی ربی ولما لم یسبق مثل ہذا المعنی فی حم قال ہناک ولئن رجعت الی ربی اھ وفیہ منقلبا منصوب علی التمییز۔

س ۹۔ قولہ لکنا ہو اللہ ربی فی الاعراب الاصل لکن انا فالقیت حرکۃ الہمزۃ علی النون وقیل حذفت حذفا وادغمت النون فی النون والجید حذف الالف

فی الوصل واثباتہا فی الوقف لان انا کذلک والالف فیہ زائدۃ لبیان الحرکۃ ویقرأ باثباتہا فی الحالین وانا مبتدأ وہو مبتدأ ثان واللہ مبتدأ ثالث وربی الخبر والیاء عائدۃ الی المبتدأ الاول ولا تجوزان تکون لکن المشددۃ العاملۃ نصبا اذ لو کان کذلک لم یقع بعدہ ہو لانہ ضمیر مرفوع ویجوزان یکون اسم اللہ بدلا من ہو اھ وقولہ ما شاء اللہ فی ن جملۃ شرطیۃ محذوفۃ الجزاء تقدیر الکلام ای شیئ شاء اللہ کان وقولہ الا باللہ فی ع فی موضع رفع خبرہ وقولہ ان ترن انا الخ فی ع انا فاصلۃ وفی ن وزنقا وعورا الکلام وصف بالمصدر کقولہم فلان زور وصوم۔

ص ۱۱۲ س ۳۔ قولہ ہنالک فی ع ظرف والعامل فیہ معنی الاستقرار فی للہ۔ **ص ۱۱۳ س ۱۔ قولہ ہشیما فی ن ہشم تحطم۔**

ص ۱۱۴ س ۱۔ قولہ صفا فی ع حال بمعنی مصطفین ای مصفوفین۔

ص ۱۱۵ س ۱۔ قولہ کان من الجن قال جار اللہ قولہ کان من الجن کلام مستانف جار مجری التعلیل بعد استثناء ابلیس من الساجدین کان قائلا قال مالہ لم یسجد فقیل کان من الجن ففسق والفاء للتسبیب ای کونہ من الجن سبب فسقہ ولو کان ملکا لم یفسق لثبوت عصمۃ الملائکۃ انتہی کلامہ ومعنی فسق عن امر ربہ خرج عن طاعتہ وحکی الزجاج عن الخلیل وسیبویہ انہ لما امر فعصی کان سبب فسقہ ہو ذلک الامر وقال قطرب ہو علی حذف المضاف ای فسق عن ترک امرہ اھ ما فی ن ملخصا قلت فی حال عدم تقدیر المضاف تشنیع شدید فان الامر کان سبب الفلاح وصار فی حقہ عکسا فافہم۔

س ۵۔ قولہ عضدا فی الاعراب لم یجمع لان الجمع فی حکم الواحد اذ کان المعنی ان جمیع المضلین لا یصلح ان نتخذوا فی الاعتضاد وہم منزلۃ الواحد ویجوزان یکون اکتفی بالواحد عن الجمع۔

س ۷۔ قولہ من کل مثل فی الاعراب ای ضربنا لہم مثلا من کل جنس من الامثال والمفعول محذوف او یخرج علی قول الاخفش ان یکون من زائدۃ۔

س ۱۳۔ قولہ اکنۃ جمع کنان بالکسر کما فی الصراح

حاشیہ تحتانی یمین س ۲ قولہ اکثر شیئ

المجادل فی الاعراب لان افعل تفضیل الے ماہو بعض لہ وہذا من وضع العام موضع الخاص اہ ملخصا۔

حاشیہ تحتانی یسار س ۱۔ قولہ تشبیہاً فی ن وفیہ تعظیم لشانہم او تبعید لزمانہم اہ وقولہ فائدہ الخ قلت الظاہر عندی ان المراد بقولہ تعالیٰ کان الانسان الخ ہو جنس الانسان فکل انسان من حیث ہو انسان ہذا شانہ الا اذا ہذب بفضل اللہ تعالیٰ بواسطۃ او بغیر واسطۃ ومراتب الجدل مختلفۃ منہا من باب ترک الادب ولا یخفی ما ورد عن سیدنا وجدنا علی رضی اللہ عنہ من قولہ کان من ہذا الباب فان الادب کان یقتضی ان لا یقول رض وینسب التقصیر الے نفسہ فنفی الحدیث مفسرا بالاعم وقال الشاہ ولی اللہ قدس سرہ فی شرح حزب البحر ما تعریبہ انہ کان منہ رض فی ابتداء السلوک اہ قلت لکن لا باس بہ علی ای جہۃ حمل وقولہ لا اسم من المجادلۃ والجدال کما فی ص۔

ص ۷۷ س ۱۔ قولہ او مضی فی الاعراب والثانی انہ بمعنے الا ان ای الا ان امضی زمانا یتیقن معہ فوات مجمع البحرین۔

س ۳۔ قولہ نصبا قلت مصدر واسم مصدر والمراد ہنا ہو الشاق۔

س ۵۔ قولہ عجبا ای عجیبا وہا بمعنے۔

س ۱۱۔ قولہ خبرا فی ص بالضم دانستن وکذلک الاسم منہ مصلا وقولہ ولا اعصی لک امرا فی ن ای ستجدنی غیر عاص لک امرا قالت الاصولیون فی قولہ ولا اعصی لک امرا دلیل علے ان ظاہر الامر للوجوب لان تارک الامر عاص بہذہ الآیۃ والعاصی یستحق العقاب لقولہ ومن یعص اللہ ورسولہ فان لہ نار جہنم۔

حاشیہ تحتانی یمین س ۴۔ قولہ علی الاتساع قلت بناء علی ان المقام یقتضی ان یضاف المجمع الے الضمیر الراجع الے البحرین کما قال قبلہ مجمع البحرین فلما اضیف الے البین نسب الی المجاز افادہ المفسر العلام حفی ن وبعل المراد حیث یکاد یلتقی وسطہما اشد من البحرین طولا والاضافۃ بمعنے فی ای مجمعا فی وسط البحر فیکون کالتفصیل لمجمع البحرین او البین بمعنے الافتراق ای البحران المفترقان یجتمعان ہناک او البین بمعنے الوصل لانہ من الاضداد فیفید مزید التاکید اہ ملخصا۔

حاشیہ فوقانی س ۴۔ قولہ الفتوۃ بضمتین وتشدید واو کذا فی م ومعناہ جوانمردی کما فی م وص وہو اسم مصدر ولم ار مع التتبع بمعنے جوانی وصدر فتی بمعنے جوان وجوانمردی ہو الفتاء بفتح الفاء کما فی کتب اللغۃ من الصراح وغیرہ فالفتوۃ ارید الفتاء ہنا مجازا تامل۔

حاشیہ فوقانی س ۵ قولہ الی حذف الخ قلت ہذا بناء علی کون الفعل ناقصۃ۔

ص ۱۱۸ س ۳۔ قولہ عسرا قلت مصدر واسم مصدر والمراد ہنا الثانی۔

س ۱۸۔ قولہ ولایت اور نبوت الخ قلت الصحیح عند اہل التحقیق ہو القول بولایتہ ولا یرید القرآن والحدیث شیئا علیہ واما ما ورد منہ من الامور التی تخالف ظاہر الشریعۃ فالجواب المحقق علی اصولہم انہ یحتمل ان الالہام کان مخصصا للنص فی شرعہم والاحتمال کاف للمنع وقد انکرت شریعتنا حجیۃ الالہام فلا یمکنا العمل افادہ المفسر علے شرع من قبلنا۔

حاشیہ تحتانی قولہ الشاء قلت فی الطبری لکذا لقد لقی الاقران منک نکرا ۰ اہیۃ وہیاد اراد امرا

س ۶۔ قولہ احتیاط الخ قلت کذلک ما قال صلی اللہ علیہ وسلم لیقل احدکم فتای وفتاتی ولا یقل عبدی امتی اہ۔

س ۳۔ قولہ زکیۃ قال الکسائی الزاکیۃ والزکیۃ لغتان ومعناہما الطاہرۃ کذا فی ن وقولہ لا فرھقنی عسرا فی الاعراب ہو مفعول ثان لترہق لان المعنے لا تغشنی اہ ملخصا۔

حاشیہ فوقانی س ۵ قولہ امسک اللہ جریہ ای جری الماء وہو فی البخاری مرفوعا وامسک اللہ عن الحوت جریۃ الماء فصار علیہ مثل الطاق اہ

ص ۱۱۹ س ۳۔ قولہ عذرا مفعول بہ کقولہ بلغت الغرض کذا فی الاعراب وہو مصدر بمعنے بہانہ ومعذور

واشتق منہ اسم بہ الاسم۔

س ۵۔ قولہ فراق ای للفراق وہما مصدر ان کما فی ص واضافۃ المصدر الے الظرف علی الاتساع کذا فی القسطلانی وقد مر تقریرہ فی تقدیرہ تحت مجمع بینہما وفی ج فیہ اضافۃ بین الے غیر متعدد وسوغہا تکریرہ بالعطف بالواو اہ۔

س ۲۴۔ قولہ نسیان الخ قلت اخرج البخاری عن ابی بن کعب حدیثا مرفوعا طویلا وفیہ کانت الاولی نسیانا والوسطی شرطا والثالثۃ عمدا اھ واخرج الطبری مرفوعا فی قولہ تعالیٰ قد بلغت من لدنی عذرا استحیا فی اللہ موسیٰ عندہا اہ۔ پس اول بار میں تو شبہہ کی گنجایش ہی نہیں دوسری بار اور تیسری بار میں جو قصہ پیش آیا یہ بیشک محل استبعاد ہے کہ بلا عذر حضرت موسیٰ نے ان دونوں باریوں وعدہ خلافی کی خصوصا معلم سے تو احقر کے نزدیک بے تکلف توجیہ یہ ہے کہ یہ تو حضرت موسیٰ کو یقین تھا کہ حق تعالیٰ نے مجھے تحصیل علم کے لیے خلاف شرع شخص کے پاس نہیں بھیجا لیکن باقتضائے انتظام نبوت مطلب پر ظاہر شریعت کے خلاف امر دیکھ کر بحالت غلبہ ہوئی اور منہیہ مبارک بھی جلالی تھا لہذا امر بالمعروف کیا اور یہ خیال کیا کہ امر بالمعروف ایفاء وعدہ سے اہم ہے فانہ لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق اور یہ خیال غلبہ حال میں ہوا اور آیندہ کے لیے قصد کیا کہ اگر اس بار یہ بزرگ مواخذہ کریں گے تو ہم ان سے شرط کر لینگے کہ اس بار اور درگذر کیجیے اور اگر پھر ایسا ہو تو مفارقت اختیار کی جاویگی کیونکہ یہاں تو عجیب وحشت ہوتی ہی نباہ اور تاب ہونا نظر نہیں آتا مگر خیر ایک بار اور دیکھ لیں کیا ہوتا ہے چنانچہ تیسری بار بھی تاب نہ ہوئی اور پھر وہی قصہ پیش آیا! اسبار میں یہ خیال غالب ہوا کہ امر بالمعروف تو ضرور ہے پس اس کے ساتھ مفارقت خود ہی ہو جاویگی یہاں تو صبر نہیں ہو سکتا اور رہ تعلم اپنے اختیار و خواہش سے تھا شرعا آپکے ذمہ اُس کی تحصیل واجب نہ تھی پس عدم ایفاء اضطرارا تھا جو غیر بعید ہے اور ایفاء وعدہ ہر صورت میں واجب نہیں بلکہ کبھی نقض واجب ہو جاتا ہے خوب سمجھ لو اور بخاری اور طبری کی احادیث مذکورہ سے یہ مضمون مستنبط ہے قدرے تفصیل زیادہ کر دیا ہے والعلم عند اللہ تعالیٰ۔ اور اگر شبہہ ہو کہ استطعام انبیاء کی شان سے بعید ہے تو اس کا دفع یہ ہے کہ جب مہمانوں کو طعام کی حاجت ہو تو بقدر ضرورت اُن کی خدمت کرنا اہل وسعت و قدرت پر فرض کفایہ ہے اور بیاحق طلب کرنا خصوصا حاجت کے وقت مذموم نہیں ہے پھر خصوصا جبکہ کسی قوم کا حال معلوم کرنا اسکو تعلیم کا قصد بھی ہو تو اور زیادہ محمود ہے۔

س ۳۔ قولہ استطعما اہلہا ن کان حق الایجاز ان یقال استطعاہم فوضع الظاہر موضع المضمر للتاکید ایضا لعدم اجتماع الضمیرین المتصلین فی کلمۃ اللغۃ لما فیہ من الکلفۃ والبشاعۃ والاستطالۃ اہ۔

ص ۱۲۰ س ۱ قولہ غصبا فی الاعراب مفعول لہ او مصدر فی موضع الحال او مصدر ماخوذ من معناہ اہ۔

س ۳ قولہ طغیانا قلت مصدر کما فی م

س ۵ قولہ کنز قلت مصدر واسم المصدر وہو المراد وروی الترمذی مرفوعا باسناد لم یتکلم علیہ بجرح ولا تعدیل فی باب التفسیر من جامعہ فی قولہ تعالیٰ وکان تحتہ کنز لہما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذہب وفضۃ۔

حاشیہ فوقانی س ۹۔ قولہ اما ہم قلت ہذہ القراءۃ اخرجہا البخاری وقال القسطلانی قراءۃ شاذۃ لکنہا مفسرۃ اہ قلت لان القراءۃ الشاذۃ فی حکم خبر الواحد قالہ فی حاشیۃ الہدایۃ۔

ص ۱۲۰ س ۷ قولہ تسطع قلت فی الجلالین ما ماصلہ ہما لغتان یقال سطاع واستطاع اہ وقال بعضہم حذفت التاء تخفیفا۔

ص ۱۲۱ س ۲۳ قولہ عاسکی وجہ سے الخ یعنی اپنی حماقت سے یہ خیال کیا ہو کہ اس کے اظہار میں ہتک ہے کیونکہ حضرت موسیٰ ع کا شاگرد ہونا لازم آتا ہے حالانکہ فی الواقع یہ ہتک کی بات نہیں جیسا کہ ظاہر ہے افادہ المفسر۔

حاشیہ تحتانی یسار س ۱۔ قولہ ما بلغ مطلع الشمس فی ن ولا شک ان البحار الغربیۃ قریبۃ السخونۃ فہی حامیۃ وایضا حمئۃ لکثرۃ ما فیہا من الطین الاسود اہ وقولہ جزاء الحسنی الخ فی الاعراب فہو مصدر فی موضع الحال ای مجزیا بہا وفی ن فلہ المثوبۃ الحسنی جزاء۔

ص ۱۲۲ س ۱۰ - قولہ سمندر ہی میں الخ

فی ن قال حکماء الاسلام قد ثبت بالدلائل الیقینیۃ ان الارض کرویۃ فی وسط العالم وان السماء محیطۃ بہا من جمیع الجوانب وان الشمس فی فلکہا تدور بدوران الفلک وایضاً قد وضح ان جرم الشمس اکبر من جرم الارض بمائۃ وست وستین مرۃ تقریباً فکیف یعقل دخولہا فی عین من عیون الارض فتاویل الآیۃ ان الشمس تشاہد ہناک یعنی فی طرف العمارۃ کانہا تغیب وراء البحر الغربی فی الماء کما ان راکب البحر یری الشمس تغیب فی الماء لانہ لا یری الساحل و لہذا قال وجدہا تغرب ولم یخبر انہا تغرب فی عین اھ۔

س ۲۳ قولہ احسن الخ ای المراد احسن کما فی الاعراب توضیح اسکی یہ ہے وہ لوگ مستحق قتل تو ہو چکے تھے لیکن دوسری شق کا اسلیے اختیار دیا گیا کہ اگر ذو القرنین کو ان لوگوں کے ہدایت پر آنے کی کچھ امید ہو تو ابھی قتل میں تاخیر کریں مثلاً اس مہلت دینے سے باوجود قدرت کے حسن اخلاق کا اُن پر اثر پڑے وغیرہ اور حسن فرمانے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ عدم قتال صورت مذکورہ میں امر محمود عند الکل ہے فی الدنیا والآخرۃ بخلاف اور یہ حکم ہماری شریعت کے بھی خلاف نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

س ۳۳ - قولہ خبرا ای حسن کذا فی م۔

س ۱۶ - قولہ مقبول الخ فی ن عن الکبیر لما ثبت بالقرآن ان ذا القرنین کان رجلاً ملک الارض بالکلیۃ او ما یقرب منہا و ثبت من علم التاریخ ان من ہذا شانہ ما کان الا الاسکندر وجب القطع بان ذا القرنین ہو الاسکندر قال و فیہ اشکال لانہ کان تلمیذ ارسطاطالیس الحکیم وکان علی مذہبہ فتعظیم اللہ ایاہ یوجب الحکم بان مذہب ارسطو حق و صدق و ذلک مما لا سبیل الیہ قلت لیس کل ما ذہب الیہ الفلاسفۃ باطلا فلعلہ اخذ منہم ما صفا و ترک ما کدر اھ قلت لا قطع فیہ لکن بالغلب اعلی الظن ہو ہو فان الاسکندر لو کان غیرہ بمثل ہذہ الصفۃ لاشتہر واللہ تعالیٰ اعلم

ص ۱۲۳ س ۵ قولہ القوۃ فی الاعراب مفعولہ اھ و قولہ آتونی فی ن ومن قرأ ائتونی فمن للاتیان فعلی حذف باء التعدیۃ والنصب بنزع الخافض اھ قلت قولہ آتونی الی قولہ قطراً مستانفۃ مشتملۃ علی تفسیر قوۃ والیفاء وعد۔

س ۷ قولہ اذا جعلہ نارا فی ن قال العلماء ہذا معجز من ذی القرنین لان تلک الزبر الکثیرۃ اذا صارت کالنار لم یقدر الآدمی علی القرب منہ وکانہ تعالیٰ صرف تاثیر تلک الحرارۃ العظیمۃ عن ابدان اولئک النافخین اھ و قولہ قطراً فی ن والتقدیر آتونی قطرا افرغ علیہ قطرا فحذف الاول لدلالۃ الثانی علیہ وہذا اصل ما یستدل بہ البصریون فی ان المختار عند تنازع الفعلین ہو اعمال الثانی اذ لو عمل الاول لقال افرغہ علیہ

حاشیہ تحتانی مبین س ۲ - قولہ جعلا بالضم بمعنی الاجر

حاشیہ تحتانی لیسار س ۳ قولہ سدا وفیہ ای مقابلہ

س ۴ حاشیہ تحتانی لیسار - قولہ دکا فی ن ومن قرأ دکاء بالمد فعلی الوصف ای جعلہ ارضا مستویۃ اھ فظہر ان ما فی التفسیر من معناہا و دکاء لیست اسما للارض المستویۃ بل ہی صفۃ موصوفہا محذوف ہو الارض

ص ۱۲۵ س ۵ قولہ عبادی من دونی اولیاء قلت عبادی مفعول اول ومن دونی حال متقدم والیاء ذو الحال و کلہ مفعول ثان وفی الاعراب ان یتخذوا سد مسد المفعولین۔

س ۷ قولہ صنعا ای مر آنچہ ساختہ شود۔

س ۹ - قولہ وزنا فی الاعراب تمییز او حال قلت یمکن ان یقال انہ المفعول بہ بمعنی المیزان۔

س ۱۱ قولہ نزلا خبر لکانت ولہم متعلق بکانت او بالخبر کما فی الاعراب علی بعض الوجوہ و قولہ لا یبغون حال من الضمیر فی خالدین۔

ص ۱۲۶ س ۳ - قولہ انما الہکم الخ فی الجلالین ان المکفوفۃ بما باقیۃ علی مصدریتہا والمعنی یوحی الی وحدانیۃ الالہ اھ و قولہ بعبادۃ ربہ الخ قلت الباء بمعنی فی او علی معناہ السببیۃ کما فی الاعراب وفی اللباب اخرج ابن ابی الدنیا فی کتاب الاخلاص عن طاؤس قال قال رجل یا رسول اللہ ﷺ انی اقف ارید وجہ اللہ واحب ان یری موطنی فلم یرد علیہ شیئا حتی نزلت ہذہ الآیۃ فمن کان الخ مرسل واخرجہ الحاکم فی المستدرک موصولا عن طاؤس عن ابن عباس وصححہ علی شرط الشیخین (فائدہ) فی ن مجیبا عن سوال الانصاف ان نفاد شئ قبل نفاد شئ آخر لا یدل علی نفاد الشئ الآخر ولا علی عدم نفادہ فلا یستفاد من الآیۃ الا کثرۃ کلمات اللہ بحیث لا یضبطہا عقول البشر اما انہا متناہیۃ او غیر متناہیۃ فلا دلیل فی الآیۃ علی احد النقیضین و لکن الحق فی نفس الامر ان کلمات لا تتناہی لانہا تابعۃ لمعلوماتہ وہی غیر متناہیۃ بالبرہان اھ۔

س ۲۵ - قولہ تخصیص بعد تعمیم الخ اور اس تخصیص کا فائدہ اہتمام ہے اس امر کے زیادہ قابل لحاظ ہونے کا کہ اجتناب از شرک اکبر تو تمام اعمال کی درستی کی جڑ ہے اور شرک اصغر سے ثواب فوت ہو جاتا ہے لہذا اس کا لحاظ نہایت قابل اہتمام ہے۔ حق تعالیٰ کا بعید احسان ہے کہ ربع ثانی ابانۃ البیان کو اس ناچیز کے ہاتھ پر کچھ شب یکشنبہ ۷ ربیع الاول ۱۳۳۲ھ میں ختم کرا دیا حق تعالیٰ اپنے فضل اور بطفیل سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قبول اور مفید فرما دیں۔ آمین

منہیات متعلقہ جلد دہم از تفسیر بیان القرآن

منہیہ اولیٰ توضیح بعض مقامات تفسیر ۱۲ منہ

ص ۶ س ۲۶ - قولہ البتہ یہ امر مظنون ہے الخ یہ متصل ہے اوپر کے اس جملہ کے ساتھ بندہ نے جو تفسیر کی ہے اُس کا مبنی خود منصوص قرآنی ہے الخ مطلب یہ کہ اس کے مبنی کا قرآن میں منصوص ہونا تو متیقن ہے مگر یہ امر محض مظنون ہے کہ داؤد علیہ السّلام نے اسی کو مبنی سمجھا ہو اور وہ بھی یہ قول ہے لقد ظلمک۔

ص ۲۲ س ۲۸ - قولہ کیونکہ اس میں الخ یعنی اُس تخویف عن الاصنام کے مضمون میں صرف اس دعوے سے تعرض تھا کہ اگر آپ شتم کرینگے تو یہ اصنام ایصال ضرر کرینگے اور اس کے جواب کے لیے ہل ہن ممسکات رحمتہ کافی تھا اور اُن کی تخویف میں اس دعوے سے تعرض نہ تھا کہ اگر آپ شتم نہ کرینگے تو وہ آپ کو ضرر سے محفوظ رکھیں گے اگر اُس میں اس سے بھی تعرض ہوتا تو ہل ہن کاشفات ضرہ کا مناسب ہونا ظاہر ہوتا۔

ص ۳۴ س ۳ حاشیہ تحتانی لیسار - قولہ لیتجاوب الخ علۃ لیقل لا للم یقل و قولہ للان الذکر الخ علۃ لقولہ لم یقل۔

ص ۵۱ س ۲ حاشیہ فوقانی - قولہ فی الآخر الخ یعنی آیات مقام میں لفظ من الجن والانس دو جگہ آیا ہے سو آخری مقام میں جو آیا ہے یہ حاشیہ یا تشعد کا اُس کے متعلق ہے۔

ص ۵۶ س ۲۱ - قولہ حالت ضرب الخ یہ حریص نہ ہونے کے متعلق نہیں ہے بلکہ مابعد کے متعلق ہے یعنی یاس و جزع و فزع نہ کرنا وکذا ما بعدہ

ص ۶۵ س ۲ - قولہ اضنبار کو الخ مع لینے تمام یعنی قولہ اور فقراء کو الخ کی تفصیل ہے لفظ احتیاج کی جو اوپر اس قول میں مذکور ہے وجہ محتاج رہنے کی احتیاج ہے

ص ۷۱ س ۲ - قولہ و تہدید الخ یہ معطوف ہے تو ہید رسالت پر یعنی بتائید تہدید۔

ص ۷۴ س ۹ - قولہ اور دلیل عقلی الخ معطوف ہے جملہ سابقہ اُن کو اس کا عورت ہونا نہیں بتلایا۔ اھ یعنی نہ تو اللہ تعالیٰ نے بتلایا اور نہ دلیل عقلی نقلی ہے پس اس صورت میں بناء دعویٰ مشاہدہ ہونا چاہیے

ص ۷۴ س ۲۳ - قولہ اور اگر فی الخصام کے جواب میں الخ مطلب یہ کہ وہو فی الخصام غیر مبین سے استدلال کرنے کی تقریر میں جو کہا گیا تھا کہ وہ لڑکی باعتبار اپنی اصل وضع کے قطع نظر عوارض سے ناقص العقل ہے جو آیت اومن ینشؤ کے ترجمہ کی تمہید میں لکھا گیا ہے وہ اس کے جواب میں اگر یہ کہیں کہ قید (قطع عوارض سے) میں تم اس کے مقر ہو کہ عارض کے سبب نقصان مرتفع ہو سکتا ہے سو یہاں وہ عارض ملکیت ہو پس جب نقصان نہ رہا بناء استدلال نہ رہی استدلال ہی نہ رہا۔

ص ۷۶ س ۱۶ - قولہ اُن کے اس کہنے سے الخ اس کہنے کا بیان آگے ہے کہ بشر اور نبوۃ میں منافات ہے مطلب یہ کہ اُن کا تو یہ قول تھا منافاۃ کا تو اس قول سے یہاں کے قول موجود یعنی لولا نزل الخ پر شبہ تنافی کا ہوتا ہے سو مقصود یہ ہے کہ اس تنافی کا شبہ نہ کیا جاوے الخ۔

ص ۸۱ س ۹ - قولہ کقولہ تعالیٰ وجعل منہا الخ یعنی جو معنے کلمہ من کے اس آیت میں ہیں وہی معنے من کے یہاں ہیں لو نشاء لجعلنا منکم۔

ص ۸۲ س ۱۱ - قولہ بعض روایات الخ یعنی بعض روایات میں یہی آیا ہے کہ شان نزول یہ ہے۔

ص ۸۱ س ۱۴ - قولہ اس بنا پر الخ یعنی جائز ہونے کی بنا پر۔

ص ۸۵ س ۲۰ - قولہ اثبات یعنی اثبات بالدلیل و استدلال سے الخ۔

منہیہ ثانیہ

اسمیں مضامین تفسیر کی فہرست ہوا کرتی ہے جسکی اکی بار اتفاق سے مستقلاً حاجت نہیں ہوئی

منہیہ ثالثہ صحت نامہ جلد دہم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	۵	کثیرت المواہب	کثیر المواہب
〃	۱۵	رسل	رسل
۵	۹	داؤد کو	اور داؤد کو
۶	۱	داؤد	اور داؤد
۷	۷	قرآن پر	قرآن کا
〃	۲۰	وسیلۃ	دسیسۃ
۹	۱۳	حارث	حارس
〃	۲۸	تجکو قمچیاں	تجھاوسوقمچیاں
۱۱	۴	عطا	عطا ہے
〃	۱۹	عطاء سکا	عطا ہے اُسکا
〃	۲ حاشیہ تحتانی یسار	بالسور	بالسور
۱۲	۱۲	محض طبائع	بعض طبائع
۱۵	۲۱	محال ہوا	لازم ہوا
〃	۲۴	ایک سورج	سورج
۱۷	۶	نیچے بھی	نیچے سے بھی
۱۸	۱۷	عن التجارت	عن النجات
〃	۱۹	نیچے بھی	نیچے سے بھی
۲۲	۲۳	مغفرت میں	نصرت میں
〃	۲۶	معادم	مقاوم
۲۳	۱۰	فی التصرف	فی النصرت
〃	۲۷	نطنہ	منطنہ
۲۷	۱ حاشیہ تحتانی یسار	یداسہ تعالی علے لسان	یداسہ تعالیٰ کذا اجری اسہ تعالیٰ علے لسان
۲۸	۲۵	اور نہ اُسکی	ورنہ اُسکی
۳۳	۲	اُن کی بات	اُن کی کوئی بات
〃	۲۲	اُن کی بات	اُن کی کوئی بات
۳۶	۳ حاشیہ تحتانی یمین	اتھاما	اہتماماً

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۷	۳	سے گو	سیے ہوگو
۳۹	۲۶	عن بنی بنی اسرائیل	عن بنی اسرائیل
۴۰	۸	سے اسچھے کام سیے	سے اچھے کام کیے
۴۲	۶	ہوجاؤسو	ہوجاسو
〃	۲۳	ہوجاؤسو	ہوجاسو
〃	۲ حاشیہ تحتانی یمین	وقوفی	دلوفی
〃	۳ 〃	لسد وا	لتبلغوا
۴۴	۴ حاشیہ فوقانی	المجاورۃ	المحاورۃ
۴۶	۱۲	ان ہی کے مضامین	ان ہی مضامین
۴۸	۱۰	بعد بن چکا	قبل بن چکا
〃	۲۴	ائتنا	ائتیا
۵۲	۸ حاشیہ فوقانی	تاکید	تاکیداً
〃	۹ 〃	المفہوم	لمفہوم
۵۳	۲۳	ویدگا	ویدیگا
〃	۳ حاشیہ تحتانی یسار	لتشبیہ الشخص	لتشبیہہ بشخص
۵۸	۲	آسمان وزمین کا	آسمانوں کا اور زمین کا
〃	۲۴	ثقل ہوتا	ثقل ہونا
۵۹	۲	آسمان اور زمین کی	آسمانوں کی اور زمین کی
〃	۱۷	آسمان وزمین کا	آسمانوں کا اور زمین کا
〃	۱۹	آسمان	آسمانوں کی
〃	۲ حاشیہ تحتانی یسار	اوحی علیہ الصلوٰۃ	اوحی الیہ علیہ الصلوٰۃ
〃	۴ 〃	سورا	مسوراً
۶۰	۱۴	بالابار	بالا بار
۶۲	۴	ڈررہے ہوں اور	ڈررہے ہونگے اور
〃	۱۱	مہر دنیویہ	دنیویہ
〃	۲۲	آگے اسکی بھی کسیقدر	آگے بھی اسکی کسیقدر
〃	۲۹	ڈرہے ہوں اور	ڈررہے ہونگے اور
۶۳	۱ حاشیہ فوقانی	حقیقت	حقیقۃ
۶۴	۲۷	ومالھم	مالھم
۶۵	۴	اغراض سے	اغراض میں
۶۷	۲۵	دنیاکا	دُنیا کے
〃	۵ حاشیہ فوقانی	لصفح	الصفح
۶۹	۲۰	آسمان	آسمانوں کی
〃	۱۲	آسمان	آسمانوں کی
۷۰	۷	ناقص	ناقص

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷۱	۱ حاشیہ تحتانی یمین	للتخفیۃ	للتخفیۃ
۷۶	۱۳	وہ اُسکے	وہ اور اُسکے
〃	۱۶	آیت کو	اسکو
〃	〃	اُنکا	اُن کے
〃	۱۹	فی قومہا	فی نسب قومہا
۷۹	۲۴	سلفار	سلفاً
۸۱	۲	وبہ	وجہ
〃	۸	اس سے الوہیت	اس سے اُن کی الوہیت
۸۲	۱۳	جواب اور نقل	جواب بسند نقل
۸۳	۴	آسمان	آسمانوں
〃	۸	آسمان	آسمانوں کی
〃	〃	ماسی	اُسی
۸۴	۲	لانے	لانے
〃	۶	اصرار	اضرار
〃	۲۱	آسمان	آسمانوں
۸۵	۴	آسمانوں	آسمان
〃	۶	آسمان	آسمانوں کی
۹۰	۲۴	وبان	وہاں
۹۲	۹	پہنگے	پہنیں گے
〃	۱ حاشیہ تحتانی	املا	آملاً
۹۳	۸	قدا	ذرا
۹۴	۱۱	ہونا یا بالفعل	ہویا بالفعل
۹۵	۴	کسا	کیا
〃	۱ حاشیہ تحتانی یمین	لوضع	موضع
۹۸	۲۴	ریزہ سینکے	ریزہ ریزہ سینکے
۹۹	۱۷	لطف ہتیت	لطف وہیبت
〃	۲۷	حما	نالب
〃	〃	من الھجرۃ	من ھجرۃ

تتمہ منہیہ ثالثہ بعض جلدہائے سابقہ

جلد چہارم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۱	۳ حاشیہ تحتانی یمین	یعلی	یعلی
۶۳	۱ 〃	النخش	النحس
۷۹	۱۷	آپ	اب
۱۳۰	حاشیہ تحتانی	سخر اللہ منہم	فیسخرون

جلد پنجم

اعلان اشاعۃ احیاء السنن مع ترجمہ اردو اطفاء الفتن جسکو مطبع مجتبائی دہلی نے بصرف زر کثیر تالیف کرایا اور اب اسکے چھاپنے کا اہتمام کیا جا رہا ہے

للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست

اما بعد حمد و صلوٰۃ کے احقر اشرف علی تھانوی مظہر مدعا ہے کہ اس زمانے میں بوجہ شیوع جہالت و وقوع جسارت ایک ایسی کتاب کی سخت حاجت تھی جو جامع مسائل فرعیہ حنفیہ من الادلۃ الحدیثیہ ہو تاکہ جن لوگوں کا یہ توہم ہے کہ حنفیہ حدیث سے بعید ہیں اور تخریج مسائل میں قیاس محض سے کام لیتے ہیں اور احادیث پر عمل نہیں کرتے اور اسی بنا پر توہم فاسد پر یہ جسارت کہ جا بجا مقلدین حنفیہ پر لعن و طعن خصوصاً بانی مذہب امام الائمہ مشرف بشرف تابعیۃ ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مخالف حدیث کہنا غضب پر غضب ہے وہ لوگ احادیث صریحہ مؤیدہ حنفیہ کو عیاناً ملاحظہ فرما کر اپنے اس خیال باطل سے رجوع کریں اور مسلمانوں کی ایذا رسانی اور خصوصاً سلف صالحین پر لعن و طعن کے وبال سے محفوظ رہیں سو بحمد اللہ تعالیٰ کتاب احیاء السنن جو جامع مقاصد مذکورہ ہے۔ احقر نے لکھنا شروع کی ہے جسکے پانچ حصے جنمیں کتاب الطہارۃ سے آخر کتاب الجنائز تک مسائل مذکور ہیں تیار ہو چکے ہیں اور بقیہ ابواب فقہیہ کو بھی اسیطرح لکھنے کا قصد ہے حق تعالیٰ توفیق اتمام عنایت فرماویں حق تعالیٰ کی حجت تمام ہوگئی اب بھی اگر کوئی عدم تدبر اور نفسانیت سے اس حجت کو نہ سمجھے تو وہ اپنے فعل کا نتیجہ خود بھگتے گا ؎ بر رسولان بلاغ باشد و بس ❊ افسوس ہے کہ جس برگزیدہ امام سے اور انکے تلامذہ سے اکابر محدثین مستفید ہوں اور روایۃ و درایۃ میں انکے محتاج ہوں اور انکی مدح فرماویں آج ان پر عوام کے یہ حملے ہوں کہ جنکو ادنیٰ مسلمان کے لیے بھی شرعاً گوارا نہیں کیا جاتا امام مالک عبد الرزاق صاحب مصنف حدیث میں امام صاحب کے شاگرد ہیں امام احمد و یحییٰ ابن معین حدیث میں امام ابو یوسف کے شاگرد ہیں امام شافعی کا امام محمد سے فیضیاب ہونا اور حضرت وکیع کا مذہب امام کا تلمیذ فی الحدیث ہونا اور فروع میں امام کے مذہب کا پابند ہونا مقبولیت و فضل علم حدیث و فقہ امام اعظم کی روشن دلیل ہے امور ذیل کتاب ہذا میں ملحوظ رکھے گئے ہیں (۱) مقصود اس کتاب کا یہ ہے کہ مسائل فرعیہ میں جو احادیث مؤیدہ حنفیہ وارد ہیں انکا حتی المقدور استیعاب کیا جاوے اور مخالفین کی ادلہ کا بطریق انصاف جواب دیا جاوے نہ ایسی سختی کہ انکے مذہب کا ابطال کیا جاوے کیونکہ جو شخص بطریق سلف ادلہ شرعیہ پر عامل ہے خواہ حنفی ہو یا شافعی ہو کوئی مسلمان اسکو اور اسکے مذہب کو باطل نہیں کہہ سکتا (۲) اسناد احادیث سے جہانتک اپنے علم کی رسائی ہو سکی پوری گفتگو کیگئی ہے غیر معروف احادیث بالکلیہ ترک کر دی گئیں (۳) اسناد اور تحقیق مسائل فقہ میں محدثین اور فقہاء کے قواعد ملحوظ رکھے گئے ہیں خود اجتہاد نہیں کیا گیا کہ ہم لوگ اسکے اہل نہیں ہیں (۴) کتاب کے چند حصص کر دیئے گئے ہیں تاکہ خریداروں کو نیز طبع میں سہولت ہو اور خدانخواستہ اگر کتاب ناتمام رہ جاوے تو طبع کرانے میں تمام کا انتظار نہ کرنا پڑے (۵) اول متن میں محض احادیث بطرز صحیح مسلم نقل کیگئی ہیں پھر زیر متن ایک حاشیہ ہے جسمیں پہلے اسناد حدیث سے بحث کیجاتی ہے پھر تقریر حدیث بیان کیجاتی ہے پھر ادلہ مخالفین کا جواب دیا جاتا ہے اور مواضع حاجت میں فقہ کی عبارت بھی نقل کیجاتی ہے اور ایک دوسرا حاشیہ ہے جسمیں صفحات کتب منقول عنہا کے بالالتزام لکھے جاتے ہیں اور کہیں کہیں بعض فوائد لکھدئے جاتے ہیں (۶) محض احادیث کا مع توضیح ترجمہ بھی لکھدیا گیا ہے کیونکہ استدلال کی تقریر اہل علم سے مخصوص ہے جسکے ترجمہ کی حاجت نہیں (۷) اختلاف فقہی میں اپنے نزدیک اوفق للحدیث اور ارجح قول کو اختیار کیا ہے اور بعض موقعوں پر اختلاف اقوال فقہیہ میں بھی توفیق کر دیگئی ہے جناب مولوی حافظ عبد الاحد صاحب مالک مطبع مجتبائی دہلی نے اس کتاب کے طبع کرنیکا اہتمام اپنے ذمہ لیا ہے امید قوی ہے کہ عنقریب شائع ہو جاویگی اس وقت یہ کتاب مجموعی حیثیت سے بہت بڑے مضامین حدیثیہ و فقہیہ کا ذخیرہ ہے جو ایک محنت شاقہ کا ثمرہ ہے اور عوام و خواص سب کے لیے مفید ہے اور گویا عدیم النظیر ہے مسلمانوں کو چاہیئے کہ اسکی اشاعت میں سعی فرماویں تاکہ اشاعت سنت کا اجر کثیر حاصل ہو خصوصاً زمانہ شیوع بدعات میں اور مدار نجات احکام اسلام یعنی فقہی ہے لہٰذا اسکی آج یہ نوبت پہنچی ہے کہ فروعات حنفیہ کا انکار ہونے لگا چونکہ نظر میں وسعت نہیں چند درسی کتابوں ہی میں دین کو منحصر سمجھ لیا ہے اسلیے توہم کر لیا کہ اسکے سوا سب معدوم ہے حالانکہ ظاہر ہے کہ عدم العلم بالشئ عدم ذلک الشئ کو مستلزم نہیں حضرات فقہا و محدثین کے تمام اہل اسلام محتاج ہیں ؎ ایسی القصف الحب غیر لو انہ ❊ و نحن اقوالہا امراء ناظرین سے استدعا ہے کہ میرے لیے حصول مغفرت و توفیق حسنات اور نیز اہل مطبع اور جو حضرات اسکی کتابت و اعانت میں شریک ہیں سب کیلئے دعائے خیر

مجموعہ خطبات التوحید جدید مجتبائی

مترجم مع الفرق ردیہ

خطبات القرآن فی الاحادیث

دوازدہ ماہی مع فضائل ماثورہ ہر ماہ و مسائل جمعہ مثلاً کن کن لوگون پر جمعہ کی نماز واجب نہین۔ غسل جمعہ سنت ہے۔ جمعہ نہ پڑھنے والون کی فضیحت۔ جمعہ کی فضیلت اور اُس کا ثواب۔ نماز جمعہ کے واسطے کپڑے مخصوص کرنے۔ کوئی خطبہ حمد وصلوۃ سے خالی نہ ہونا چاہیے۔ خطبہ کے اجزا۔ جمعہ کی حاضری کی آداب خطبہ سننے کے آداب۔ خطبہ خوانی کے آداب۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ شریف۔ تارک جمعہ کے حق مین سخت وعید اثنائے خطبہ خوانی مین مسائل کا جواب خطبہ خوانی مین عصا وغیرہ پر سہارا لگانا۔ جمعہ کی سنتون کا بیان۔ جمعہ کی ساعت مقبولہ کا بیان۔ و نماز عیدین کا مفصل بیان قربانی کا بیان مہینون کے فضائل۔ اور بارہ مہینون کے بارہ خطبے و مسائل نکاح و دیگر فوائد ضروری و خطبہ نکاح و نماز کسوف و خسوف کا بیان معہ خطبہ کسوف۔ و صلوۃ استسقاء و استغفار کی فضیلت۔ و خطبہ استسقار۔ آخر مین چند نصیحتین یہ مجموعہ خطب نہایت عمدہ طور سے مرتب ہوا ہے۔ جسکی ہر شہر و قصبہ مین اور دیہات مین ضرورت ہے۔ اور ہر پیش امام بطور وعظ بعد نماز جمعہ ان کا بیان نمازیون کو سنا سکتا ہے شائقین اسکی خریداری پر جلد توجہ فرماوین

اخبار الاخیار و برحاشیہ کتاب المکاتیب والرسائل الے ارباب الکمال والفضائل۔ ہر دو بزبان فارسی مجتبائی یہ دونون کتابین حضرت مولٰنا شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی تالیف سے ہین۔ اخبار مین اولیاء اللہ کے حالات ہین اور مکاتیب مین جو حاشیہ پر درج ہین ۶۸ رسالے ہین جو ہر ایک کتاب حاوی مسائل شریعت۔ و جامع فوائد طریقت ہے۔ غرضکہ یہ دونون کتابین نایاب ہو چلی تھین۔ اس مطبع نے دونون کو یکجائی چھاپا ہے۔ تاکہ ان کے فوائد و برکات سے ناظرین متمتع ہون اور مہتمم کو دعا سے یاد کرین۔

السلسلة الذہبیہ فی احوال اکابر نقشبندیة المجددیہ حصہ اول مجموعہ حالات و مقامات امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ۔

بدر الشروح۔ یعنے شرح دیوان حافظ مجتبائی

پنج گنج ملفوظات خواجگان چشت اہل بہشت مجتبائی۔

عشرہ کاملہ۔ مجتبائی۔ تصوف مین یہ بڑی نایاب کتاب ہے۔ حضرت شاہ کلیم اللہ صاحب جہان آبادی کی تصنیف سے ہے۔ چونکہ یہ کتاب عربی زبان مین تھی اور ہماری ہندوستانی بھائی اُس سے فائدہ نہین اوٹھا سکتے تھے۔ اِس لیے مطبع نے اس کا اردو ترجمہ کرکے چھاپا ہے۔ اور اصل متن کو بھی اس طرح قائم رکھا ہے۔ کہ اول نصف صفحہ کے قریب اصل متن اور پھر اُسکے نیچے با محاورہ اردو ترجمہ کیا ہے۔

فیض سبحانی۔ ترجمہ اُردو فتح الربانی مجتبائی اسمین بڑے پیر صاحب کے وعظ ہین۔

گنجینہ معرفت۔ ترجمہ اردو کیمیائے سعادت مجتبائی یہ ترجمہ قابل دید ہے۔

نزہة الارواح فارسی محشی بحواشی جدید مجتبائی۔ تصوف مین بڑی نایاب کتاب ہے اس قسم کی کتاب آجتک دیکھنے مین نہین آئی۔

انیس الجلیس جس مین بڑے بڑے عمدہ وعظ و نصائح اور حکایات متعلقہ عجیب غریب ہین جسکے مطالعہ سے پورا واعظ بن سکتا ہے علامہ جلال الدین سیوطی کی تالیف سے ہے مطبع نے اس کتاب کا اردو ترجمہ کرا کر نصف صفحہ مین اصل کتاب اور نصف صفحہ مین اُسکا ترجمہ رکھا ہے۔

خیر المونس ترجمہ اردو نزہة المجالس یہ کتاب واعظون کے واسطے نہایت ہی بکار آمد ہے اور وعظ و نصیحت کی دوسری کتابون سے بے پروا کر دینے والی مبسوط کتاب اور جامع کتاب ہے اِسکا ایک ایک بیان ایسا بسیط اور مسلسل بیان ہے جسکو واعظ بہت عرصتک بیان کرسکتا ہے جس باب یا فصل جس عنوان سے شروع کیا ہے۔ اُسکے مناسب اول نصوص قرآنیہ سے استدلال کرکے احادیث صحیحہ مع حوالہ کتب بیان کی ہین۔ پھر صحابہ کرام کے صحیح صحیح آثار اور اُسکے ضمن مین اکابر کے حالات اور یہی سوانح عمریان درج ہین اسکے بعد گزشتہ ناموران اسلام کے ولولہ انگیز واقعات سلف صالحین کے تعجب خیز حالات اگلے زمانہ کے لوگون کے عبرت افزا حکایات عجیب پیرایہ سے روایت کی ہین اور ہر ایک جملہ کے متعلق بیشمار فوائد اور لطائف بے انتہا نکات و حقائق فقہی مسائل طبی معلومات جسمانی امراض کی تحقیق اُن کے متعلق مجرب آزمودہ نسخجات صحیح اور ماثورہ عملیات دنیا کی ہر ایک چیز کی ماہیت۔ اور خاصیت خاصکر ادویہ کے منافع و فوائد عشر وغیرہ بیان کیے ہین۔ آخر مین جناب رسول اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے ابتدا ر پیدائش سے سن وفات تک کے صحیح صحیح واقعات خلفار اربعہ کے مناقب و فضائل خوب شرح و بسط سے لکھے ہین۔ خلاصہ یہ ہے کہ ابتک ایسی جامع اور واعظون کے مفید اور بکار آمد کتاب دیکھنے مین نہین آئی۔ اسکا مطالعہ کرنیوالا تمام علوم سے واقف ہو سکتا ہے اور وہ مضامین بیان کرسکتا ہے۔ جو ایک بڑا عالم مشکل بیان کرسکے یہ کتاب عربی زبان مین تھی مطبع نے تمام مسلمانون اور خصوصًا واعظون کے لیے سلیس اُردو زبان مین اسکا ترجمہ کرایا ہے اور دو جلدون مین معہ فہرست ہر بیان اسکو چھاپا ہے۔

درة الناصحین مع ترجمہ اُردو تحفة الواعظین مجتبائی۔ درة الناصحین اصل کتاب عربی نصف صفحہ مین ہے اور نصف صفحہ مین اسکا اُردو ترجمہ با محاورہ سلیس و عام فہم زبان مین وعظ و پند کے سلسلہ مین اکثر کتابین دیکھی گئی ہین مگر یہ کتاب اپنے طرز مین بالکل نئی ہے مؤلف نے قرآن مجید کی بیشتر آیات کی تفسیر علے الترتیب نہایت خوبی اور متانت کے ساتھ معتبر اور متداول تفاسیر سے کی ہے پھر آیت کے متعلق نبی کریم صلعم کی احادیث صحابہ کے آثار و آئمہ مذاہب کے اقوال بزرگان سلف کی حکایات مشائخ کبار کے دل آویز مقولے مذہبی مقتداؤن کی حکیمانہ نصیحتین اس کثرت سے ذکر کی ہین کہ جنکا احاطہ دشوار ہے۔

فردوس آسیہ معروف بہ حواس خمسہ از مولوی عبد الرب اس مین پانچ حاسہ قائم کیے ہین اول حاسہ مین حضرت ابو بکر صدیق کے فضائل و مناقب صحیح حدیثون اور معتبر کتب تواریخ سے نقل کیے ہین۔ دوسرے تیسرے چوتھے مین خلفار ثلثہ کے بالترتیب مناقب و محاسن بیان کیے ہین آر۔ پانچوین حاسہ مین اہل بیت کے فضائل۔ اور معاند اور حسنین کی شہادت کے مفصل حالات ہین۔ یہ کتاب واعظون کے واسطے بہت مفید ہے۔

نافع المسلمین۔ ترجمہ اُردو و انیس الواعظین مجتبائی اسمین چالیس وعظ بڑے زبردست ہین۔

مختصر فہرست کتب خانہ تجارت مطبع مجتبائی دہلی

کنز الدقائق مع حواشی مفیدہ کے یہ
کنز الدقائق اپنی تمام شروح کی حامل ہے۔

رمضان افندی مع حواشی عبدالحکیم سیالکوٹی
نور الانوار مع حاشیہ قمر الاقمار مجتبائی۔

در مختار مع حاشیہ کشف الاستار

چونکہ یہ کتاب ایک معتبر فتاوی اور جزئیات
مسائل کو حاوی ہے اور ہر ایک مفتی و عالم کو اسکی
ضرورت رہتی ہے اسلیے مطبع ہذا نے بصرف زر
کثیر اول اسکے متن کی تصحیح چند صحیح نسخوں سے
کرائی۔ ثانیاً عجیب و غریب اسکا تحشیہ تالیف
کرایا جو بجائے خود ایک شرح ہے حل عبارات
درالمختار یعنی شامی سے کیا گیا ہے حل لغات
صراح۔ قاموس۔ مجمع بحار الانوار وغیرہ سے
تحقیق مسائل بڑی بڑی معتبر کتابوں سے
جنمیں سے بعض کے نام دیباچہ مین لکھے گئے
ہین اور جن کتابوں سے مدد لی گئی ہے انکا ذکر بھی
آخر کتاب مین ثبت ہے۔ قول محقق ہر مسئلہ پر
لکھا گیا ہے اور مسئلہ کتاب کے متعلق اتنی سعی کی گئی
ہے کہ پھر شامی دیکھنے کی ضرورت نہین کوئی مسئلہ
ادھورا نہین چھوڑا گیا طرز محققانہ ہے
عبارات مین انصاف اور تحقیق مد نظر رکھی گئی ہے
جسکی خوبیان شائقین مطالعہ سے معلوم کرینگے
اور ہماری محنت اور جانفشانی کی داد دیکر دعائے
خیر سے یاد رکھین گے اس کے علاوہ بیت
المقدس سے لیکر ہدایہ تک کسی متن یا حاشیہ مین امام
اعظم ابو حنیفہؒ کے متعلق کوئی تذکرہ نہ تھا جو
اسی کتاب مین تھا اسلیے اس خاص ذکر کو بہت
خوبی سے لکھا ہے امام اور ان کے شاگردون کی
توثیق اور تعدیل انھین اُنکے اقوال سے کی ہے
جو مقابل لائے گئے ہین مناظرات اور سوانح التنبیہ
جوابات حکمیہ سے خالی نہین ہین آخر مین امام صاحب
کے شاگردون کی مختصر فہرست بھی دی ہے جنھین اکثر
امام بخاری رحمہ اللہ کے شیوخ ہین۔

فتاوی عالمگیری مطبوعہ مطبع مصر
فتاوی قاضیخان کامل۔
قدوری مع شرح التنقیح الضروری مجتبائی۔

تنقیح الرواۃ فی تخریج احادیث المشکوۃ

مشکوۃ جسکے نام سے اکثر اہل اسلام واقف ہین
اور جسکے پڑھنے پڑھانے سے ہر ملک کا چھوٹا بڑا کوئی
دینی مدرسہ خالی نہین ہے یہ کتاب علامہ ولی الدین محمد
بن عبداللہ خطیب تبریزی نے ۷۳۷ھ مین اپنے دینی
بھائی حسین بن عبداللہ طیبی کے مشورہ کے موافق
تالیف فرمائی اور اسی زمانہ مین علامہ حسین بن عبداللہ
طیبی نے مشکوۃ کی شرح لکھی اور اُسکے بعد توربشتی لمعات
مرقات وغیرہ وغیرہ خاص خاص علما نے مشکوۃ کی
شروح بڑی کدوکاوش سے تالیف کین لیکن مؤلف مشکوۃ
نے اپنی کتاب مشکوۃ کے دیباچہ مین یہ ایک ضروری
بات جتلائی تھی کہ مشکوۃ کی جن حدیثوں کی سند کا
حال مؤلف مذکور کو معلوم نہین ہوا اُن حدیثوں کی
صحت و ضعف کو مؤلف نے اپنی کتاب مین بیان نہین
کیا اور مؤلف مذکور نے جہان یہ بات جتلائی تھی وہان
علماء امت سے اپنی یہ خواہش ظاہر کی تھی کہ اگر کوئی صاحب
مشکوۃ کے عام نفع کی اس حالت منتظرہ کو رفع کردینگے
تو موجب اجر عظیم ہے غرضکہ باوجود مؤلف مشکوۃ کے
اس خواہش کی مشکوۃ کی جو شرحیں لکھی گئیں اُنمین کسی
شارح نے بالالتزام مشکوۃ کی حالت منتظرہ مذکورہ
کو رفع کرکے مؤلف مشکوۃ کی خواہش متذکرہ کو
پورا کردینے کی جانب اپنی توجہ کو مبذول نہین کیا ہے اس لیے
راقم الحروف کا ایک مدت سے یہ قصد تھا کہ مشکوۃ کی یہ حالت
منتظرہ رفع ہوکر مؤلف مشکوۃ کی سینکڑون برس
کی آرزو پوری ہو جاوے تو اس سے مشکوۃ کے پڑھنے
پڑھانے والونکو بڑا فائدہ پہونچیگا۔ اللہ کا شکر ہے کہ حال مین
احقر کا وہ قصد پورا ہوا کہ احقر کے کتبخانہ مین لمعات کا
ایک قلمی نسخہ موجود تھا احقر نے عالیجناب مولوی سید
احمد حسن صاحب تعلقہ دار منشی سرکار نظام کو دکھلانے
کے لیے دیا اور تنقیح الروایات کی تالیف کی ایک تعداد اب
تحریک کی جس سے یہ تالیف اور مؤلف مشکوۃ کی
دیرینہ خواہش پوری ہو گئی مرقاۃ مطبوعہ مصر شائع
ہو گئی ہے جو اسکا بیان صحت و ضعف احادیث کے باقی
مطالب مشکوۃ کے حل کیلیے کافی ہے اسواسطے تنقیح الرواۃ
مین بیان صحت و ضعف احادیث کو مقصود بالذات
قرار دیا گیا اور بقیہ مطالب کے بیان سے کتاب کو طویل
نہین کیا گیا کیونکہ مرقاۃ کے شائع ہوجانیکے بعد زیادہ
ضرورت اسکی نہ تھی۔ اس تخریج مین جو امور ملحوظ رکھے
گئے ہین وہ حسب ذیل ہین۔ (۱) جو حدیث چند کتابون
مین مروی تھی اور صاحب مشکوۃ نے بنظر اختصار صحیح
دیا تھا اُن متروکہ کتابونکا نام اس تخریج مین بتلا دیا
گیا ہے تاکہ حدیث کی تخریج پوری ہو جاوے تکمیل تخریج
کے خیال سے یہ التزام فصل ثانی مین بھی اس لیے
جاری رکھا گیا ہے کہ فصل اول کی احادیث سے اور طریق
کی روایات کو تقویت ہو جاوے (۲) جس حدیث کی سند
کے کسی راوی مین ائمہ جرح نے کچھ جرح کی تھی وہ بیان
کردی گئی ہے اور اسی طرح ائمہ تعدیل نے جس کسی اُس
راوی کی توثیق کی تھی وہ بھی بیان کردی گئی ہے اور
جہانتک ممکن تھا ضعیف الاسناد حدیث کی تقویت
جید الاسناد حدیث سے کی گئی ہے (۳) دو حدیثوں مین
جہان کہیں ظاہری تعارض تھا معتبر قول سے اُن دونو
حدیثوں کی وجہ جمع بین الحدیث کو بیان کردیا گیا ہے
(۴) لغات مشکلہ کو نہایہ مجمع البحار وغیرہ سے حل کردیا
گیا ہے (۵) جن کتابوں سے اس تخریج کا کوئی مطلب لیا
گیا ہے ہر قول کے آخر پر اُن کتابونکا نام بتلا دیا گیا ہے
تاکہ عند الضرورت اصل کتاب سے بھی مل سکے (۶) مشکوۃ
کی احادیث جن کتابوں سے صاحب مشکوۃ نے لی ہین اُن
مصنفوں کی پیدائش و وفات کا سن اور مختصر انکا تذکرہ
حال بتلا دیا گیا ہے (۷) ان امور کے ذہن نشین ہو جانیکے
بعد یہ بات بنظر ہر شخص ناظرین کی سمجھ مین خود بخود آسکتی ہے
کہ اس تخریج سے پہلے مشکوۃ کی ضعیف الاسناد
احادیث کے پڑھنے سے طلبہ کی معلومات حدیثیہ کا
کیا حال تھا اور اب مع اس تخریج کے جو طلبہ مشکوۃ
پڑھین گے تو انکی وہ معلومات کس درجہ تک قابل
ترقی ہوگی۔ اس تخریج کے ظاہر صفحے کے اوپر کامل
مشکوۃ ہوا اور نیچے حدیث وار تخریج۔ اس تخریج کے
چار حصے کئے گئے ہین پہلا حصہ کتاب الایمان
سے آخر کتاب الصلاۃ تک چھپ کر تیار ہے جسکا
حجم ۱۲ جز کلان ہے اور قیمت بلا محصول عہ باقی
کے تین حصے زیر طبع ہین اس کتاب کی تقطیع
۲۰×۲۶ دو صفحہ لکھائی چھپائی صحت کامل۔
ربع اول کے نمونہ کے طور پر منگوانے سے معلوم ہو سکتا ہے

کتاب انوار الاعمال اردو مین بڑی معتبر کتاب ہے
تحریر المختار لرد المختار مولانا رافعی مفتی مصر
التربیۃ والآداب الشرعیۃ۔ مجتبائی
جامع صغیر از امام محمدؒ۔
جوہرہ نیرہ شرح قدوری مجتبائی۔
خلاصۃ الفتاوی۔ عربی کامل عبدالرشید
بخاری مع مجموعۃ الفتاوی مولانا عبدالحی لکھنوی
نفع المفتی والسائل مجتبائی
الدرۃ العباسیہ فی العقائد والعبادات الدینیہ مجتبائی
شرح فقہ اکبر للعلامۃ ابی المنتہی۔ مجتبائی۔
شرح وقایہ۔ مع عمدۃ الرعایہ محشی بحواشی مولوی
عبدالحی مرحوم ہر چہار جلد مجتبائی۔
شامی مطبوعہ مصر۔
صغیری شرح منیۃ المصلی مع حواشی وغیرہ مجتبائی
کبیری شرح منیۃ المصلی مجتبائی
سعایہ شرح۔ شرح وقایہ کامل در دو جلد۔
عینی شرح کنز و بحاشیہ طائی کنز مصری
فتاوی مہدیہ مفتی مصر۔
مجموعہ فتاوی امدادیہ مولوی محمد اشرف علی صاحب تھانوی
تتمہ امداد الفتاوی۔ مجتبائی

محمد عبدالاحد عفی عنہ مدیر مطبع مجتبائی دہلی۔ ماہ جمادی الثانی ۱۳۳۳ھ ۱۹۱۵ء

جملہ علوم و فنون کی کتابین مطبع مجتبائی دہلی سے ملین گی۔ ویلیو کے ذریعے سے گھر بیٹھے کتابین باسانی پہنچ جاتی ہین بڑی فہرست۔ ہر کارڈ آنے پر روانہ کی جاوے گی۔

الله یجتبی الیه من یشاء ویهدی الیه من ینیب

چون داشت اساس علوم حکمیه علوم قرآن ست واین امر توجه علماء امت [illegible] از قدیم زمان ست فاما جمله
علوم خادمه قرآن حسب آیت ان علینا جمعه وقرآنه فاذا قرأناه فاتبع قرآنه ثم ان علینا بیانه علم تفسیر و تبیان ست و
توفر و تکثر کتب این فن تجدد ضرورت و مذاق اهل عصر مقتضی تالیف جدید در بیان فرقان ست [illegible]

بیان القرآن

[illegible]

فی المطبع المجتبائی الواقع فی بلده دهلی

تالیفات مولانا مولوی محمد اشرف علی صاحب

القول البدیع متعلقہ جمعہ و عیدین وغیرہ
الاکسیر فی اثبات التقدیر۔
الاقتصاد فی التقلید والاجتہاد۔
اصلاح الرسوم مع ضمیمہ مجتبائی۔ رسوم مروجہ زمانہ کی تحقیق جواز و ناجواز اس مین پیدائش سے لے کر مرنے تک جس قدر رسوم اب شائع ہو گئے ہین اُن سب کی تردید مدلل بدلائل شرعیہ ہے۔
اوراد رحمانی دافع کار سبحانی مجتبائی فضائل تسبیح و تحمید و تکبیر مین۔
بہشتی زیور کامل احصون مین جداگانہ ہر حصہ ۔ کو مل سکتا ہے دس حصے تک اور حصہ الیضے بہشتی گوہر ۔ رکو ملتا ہے۔
بہشتی گوہر اسمین مردون کے متعلق مسائل ہین
تفسیر بیان القرآن۔ مجتبائی جس مین ہر قسم کے شبہات کا جواب دیا گیا ہے اور آج تک اس طرح کی تفسیر نہین چھپی بارہ جلدون مین ختم ہے خریدارون کی سہولت کے لیے کم و بیش ڈہائی ڈہائی پارون کی ایک ایک جلد کر دی ہے پہلی جلد ۱۰ جز و کلان کاغذ ولایتی پر ہے۔
ایضاً جلد دوم .... عہر
ایضاً جلد سوم .... عہر
ایضاً جلد چہارم .... عہر
ایضاً جلد پنجم .... عہر
ایضاً جلد ششم .... عہر
ایضاً جلد ہفتم .... عہ
ایضاً جلد ہشتم .... عہر
ایضاً جلد نہم .... عہر
ایضاً جلد دہم
ایضاً جلد یازدہم
ایضاً جلد دوازدہم
تحقیق تعلیم انگریزی۔ اردو
تنشیط الطبع فی اجراء السبع مجتبائی اختلاف قرأت اور ساتون قرأتون کے معلوم ہونے کی ترکیب اور قاعدے اور قانون۔
تعلیم الدین معاش و معاد کے طریقے۔
جزاء الاعمال۔
حفظ الایمان چند ضروری مسائل کا جواب
حق السماع مجتبائی در تحقیق جواز و عدم جواز سماع۔
حقوق الاسلام یعنی آپس کے حقوق
خطب ماثورہ۔
رونمائے مثنوی مجتبائی۔
سبق الغایات فی نسق الآیات عربی ربط آیات مین بے نظیر کتاب ہے مجتبائی
صفائی معاملات احکام داد و ستد
فروع الایمان۔
فتاوائے اشرفیہ حصہ اول
ایضاً حصہ دوم
قصد السبیل الی المولی الجلیل تصوف و سلوک مین۔
قصہ حضرت موسیٰ و ابراہیم المسمی بالتہذیب اللطیف فی قصۃ الکلیم والحنیف مجتبائی
کرامات امدادیہ۔
کمالات امدادیہ۔
کلید مثنوی شرح مثنوی مولانا روم حل المتن بزبان اُردو نہایت سلیس اور مطلب خیز و مختصر تقریر مین شرح لکھی گئی ہے۔ نصف دفتر اول
ایضاً حصہ دوم بقیہ حصہ اول۔
مناجات مقبول مع ترجمہ ...
مجموعۂ اعمال قرآنی ہر سہ حصہ یعنی اعمال قرآنی۔ اسرار آسمانی۔ آثار بیانی خواص قرآنی مع ضمیمہ ثانی و تعویذات مفید عام مجتبائی
مجموعہ تلخیصات عشر۔ مجتبائی۔ یہ مجموعہ مولانا مولوی اشرف علی صاحب کی مجوزہ کورس عربی کا ایک حصہ ہے جس مین حسب ذیل دس کتب درج کی گئی ہین یعنی تلخیص الرات۔ تلخیص الشریفیہ تسہیل المعانی تلخیص المنار المشار در آیتہ الحکمۃ تلخیص ہدایۃ الحکمۃ۔ تلخیص البلاغہ تذییل شرح عقائد عشرہ طروس اس آخر رسالہ مین زیادہ حصہ تاریخ کا ہے اور بہت سی اصطلاحات پر مشتمل ہے۔ جنکی ضرورت طلباء اور مدرسین کو اکثر ہوتی ہے اور واقف ہونے پر بہت سے مسائل حل ہو جاتے ہین۔ اور پوری کیفیت ان رسالونکی نقشہ ضمان التکمیل سے جو کتاب کے شروع مین ہے اچھی طرح معلوم ہو سکتی ہے۔ یہ بہت ہی مفید مجموعہ ہے۔
مجموعہ فتاوے مولوی محمد اشرف علی صاحب مسمی امداد الفتاوے مجتبائی اس مین بہت مختصر چند مسئلے فتاوی اشرفیہ کے نام سے چھپے تھے۔ اب یہ مجموعہ کامل جو کہ چار جلدین ضخیم ہین اس کے کل مسائل فقہی ابواب کے مرتب ہین زمانہ حال کی ضرورتون کے لحاظ سے جزئی مسائل بکثرت ہین۔ جو پہلے لوگون کے فتاوون مین نہین یہ ایک مستند فتاوی ہے نہایت اہتمام سے چھاپا گیا ہے کامل۔ در چار جلد۔ ان جلدون کے علاوہ دیگر فتاوی علیحدہ تتمہ اولی اور تتمہ ثانیہ کے نام سے زیر طبع ہین۔
تتمہ اولی امداد الفتاوی زیر طبع اس مین مولانا الصدر کے فتاوی ۱۳۲۵ھ سے ۱۳۳۲ھ تک سات سال کے بالاستیعاب جمع کئے گئے ہین اس تتمہ کے فتوون کو بھی مثل اصل کتاب کے یعنی فتاوی امدادیہ کے فقہی ابواب پر مرتب کیا گیا ہے چار بابون پر منقسم کر کے اول مین طہارت کے مسائل ثانی مین نکاح کے ثالث مین بیع کے رابعہ مین شفعہ کے اس ترتیب مین بڑا فائدہ یہ ہے کہ ہر ایک طرح کا فتوی دیکھنے والے کو بسہولت مل سکتا ہے۔
تتمہ ثانیہ مجموعہ امداد الفتاوے ۱۳۳۳ھ ۱۳۳۴ھ دو سال کے یکجائی جمع مین مجتبائی زیر طبع۔

حوادث الفتاوی مجتبائی زیر طبع۔

کنز الدقائق مع شرح عربی مسمی بہ کنوز الحقائق اس کتاب کو اس مطبع نے نہایت درجہ اہتمام کے ساتھ تمام شروح معتبرہ مثل عینی۔ مستخلص۔ فتح المعین۔ بحر الرائق۔ بڑی بڑی نایاب کتابون سے محشی کیا تھا۔ پہلی ایڈیشن اسکی بہت جلد فروخت ہو گئیں ... سکو دو سال کے اہتمام بلیغ از سر نو تیار کیا گیا ہے۔ ۳۲ جزو کلان تقطیع پر یہ کتاب ختم ہوئی ہے

احسن المسائل اردو ترجمہ کنز الدقائق مجتبائی۔ کنز کے اُردو ترجمے اوروں نے بھی کیئے ہین مگر یہ ترجمہ فاضل اجل مولانا مولوی محمد احسن کا ہے حرف بحرف کنز الدقائق مطبوعہ کے موافق یہ ترجمہ ہوا ہے جابجا مترجم نے وضاحت و تصریح کی ہے اور اسکی مطابقت عینی سے بھی کی گئی ہے ترجمہ بامحاورہ ہوا ہے اس ... کنز کا سلیس اردو مین عام فہم نہین ہوا ہے۔

رمضان آفندی مع حواشی مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی مجتبائی۔

فہرست مضامین منصوصہ قرآنیہ تفسیر بیان القرآن جلد یازدہم

سُوْرَةُ الْاَحْقَافِ مَكِّيَّةٌ　بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ　وَهِيَ خَمْسٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً

شروع کرتا ہوں　اللہ کے نام سے　جو نہایت مہربان　بڑے رحم والے ہیں

حٰمٓ ۝ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝ مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ وَ

حٓم　یہ کتاب اللہ زبردست　حکمت والے کی طرف سے بھیجی گئی ہے　ہم نے آسمان اور زمین کو اور اُن چیزوں کو جو اُن کے درمیان میں ہیں حکمت کے ساتھ اور ایک میعاد معین کے لیے پیدا کیا ہے اور

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَمَّآ اُنْذِرُوْا مُعْرِضُوْنَ ۝ قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ

جو لوگ کافر ہیں اُن کو جس چیز سے ڈرایا جاتا ہے وہ اُس سے بے رُخی کرتے ہیں - آپ کہیے کہ یہ تو بتلاؤ جن چیزوں کی تم خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو مجھکو یہ دکھلاؤ کہ انہوں نے کون سی زمین پیدا کی ہے یا اُن کا آسمانوں میں

فِی السَّمٰوٰتِ ؕ اِیْتُوْنِیْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

کچھ ساجھا ہے　میرے پاس کوئی کتاب جو اس سے پہلے کی ہو　یا کوئی اور مضمون منقول لاؤ اگر تم سچے ہو　اور اُس شخص سے زیادہ کون گمراہ ہوگا　جو خدا کو چھوڑ کر ایسے معبود کو پکارے

مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ۝ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ۝

جو قیامت تک بھی　اُس کا کہنا نہ کرے　اور اُن کو ان کے پکارنے کی بھی خبر نہ ہو　اور جب سب آدمی جمع کیے جاویں تو وہ اُن کے دشمن ہو جاویں اور ان کی عبادت ہی کا انکار کر بیٹھیں -

سورۃ الاحقاف مکیۃ وآیہا اربع او خمس وثلثون کذا فی البیضاوی - **ربط** طرفین سورتیں یعنی آخر سابق و اول لاحق میں ارتباط توحید و معاد میں دونوں کا اشتراک ہے مگر سابق میں معاد مفصل اور توحید مجمل ہے اور لاحق میں بالعکس - **تمہید** - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ حٰمٓ ۝ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝

توحید مفصل و معاد مجمل

وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَمَّآ اُنْذِرُوْا مُعْرِضُوْنَ ۝ قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِی السَّمٰوٰتِ ؕ اِیْتُوْنِیْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ۝ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ۝ حٰمٓ (اس کے معنے اللہ تعالٰے کو معلوم ہیں) یہ کتاب اللہ زبردست حکمت والے کی طرف سے بھیجی گئی ہے (پس اس کے مضامین قابل غور کے ہیں - آگے توحید اور معاد کا بیان ہے کہ) ہم نے آسمان اور زمین کو اور اُن چیزوں کو جو اُن کے درمیان میں ہیں حکمت کے ساتھ اور ایک میعاد معین (تک) کے لیے پیدا کیا ہے (وہ حکمت دلالت علی التوحید او مجازاۃ ہے کما مر تقریرہ غیر مرۃ اور وہ میعاد قیامت ہے) اور جو لوگ کافر ہیں اُن کو جس چیز سے ڈرایا جاتا ہے (مثلاً یہ کہ توحید کے انکار پر تم کو قیامت میں عذاب ہوگا) وہ اُس سے بے رُخی (اور بے التفاتی) کرتے ہیں (اور توحید کو قبول نہیں کرتے) آپ (اُن سے توحید کے بارہ میں احتجاجاً) کہیے کہ یہ تو بتلاؤ جن چیزوں کی تم خدا (کی توحید) کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو (اُنکے مستحق الوہیت ہونے کی کیا دلیل ہے اگر دلیل عقلی ہے تو) مجھکو یہ دکھلاؤ کہ انہوں نے کونسی زمین پیدا کی ہے یا اُن کا آسمانوں (کے پیدا کرنے) میں کچھ ساجھا ہے (اور ظاہر ہے کہ تم بھی ان کو خالق نہیں مانتے جو کہ دلیل ہو سکتی ہے استحقاق الوہیت کی بلکہ مخلوق کہتے ہو جو کہ منافی ہے استحقاق الوہیت کی پس دلیل عقلی تو منتفی ہوئی بلکہ خود نفی پر دلیل عقلی قائم ہو گئی اور اگر تمہارے پاس دلیل نقلی ہے تو) میرے پاس کوئی (صحیح) کتاب (لاؤ جس میں شرک کا امر ہو اور) جو اس (قرآن) سے پہلے کی ہو (کیونکہ قرآن میں نفی شرک کی تم بھی جانتے ہو اور ہی کتاب کی ضرورت ہوگی) یا (اگر کتاب نہ ہو تو) کوئی اور (معتبر) مضمون (خوبانی منقول (ہوتا چلا آتا ہو اور کتاب میں مدون نہ ہو) لاؤ اگر تم (دعوے شرک میں) سچے ہو (مطلب یہ کہ دلیل نقلی کے لیے یہ ضرور ہے کہ اصل منقول عنہ کا قابل تصدیق ہونا ثابت ہو اور سند اُس تک متواتر یا متصل موجود ہو خواہ وہ منقول عنہ کسی نبی کی کتاب ہو یا اُن کا زبانی قول ہو) اور ظاہر ہے کہ ایسی دلیل کوئی پیش نہیں کر سکا مگر اپنے باطل سے پھر بھی باز نہ آئے ایسے شخص کی نسبت فرماتے ہیں کہ) اُس شخص سے زیادہ کون گمراہ ہوگا جو (باوجود عجز عن الدلیل اور باوجود قیام دلیل علی النقیض پھر بھی وہ) خدا کو چھوڑ کر ایسے معبود کو پکارے جو قیامت تک بھی اُس کا کہنا نہ کرے (بوجہ عدم سماع اصنام میں اور بوجہ عدم قدرت مستقلہ ذوات الارواح میں اور نیز بوجہ عدم رضا ملائکہ وغیرہم میں) اور اُنکو انکے پکارنے (تک) کی بھی

النحو قولہ تعالٰی ما تدعون کم معنی اخبرونی والموصول ای ما تدعون مفعول اول لارأیتم وقولہ تعالٰی ارونی تاکید لہ والمفعول الثانی جملۃ ماذا خلقوا ۱۲

البلاغۃ قولہ ام لھم الخ فی الروح وتخصیص الشرکۃ فی النظم الجلیل بقولہ سبحانہ فی السموات مع ان الشرکۃ فیہا وفی الارض ایضا لان القصد الزامہم بما ھو الظاہر لکل احد والشرکۃ فی الحوادث السفلیۃ لیست کذلک لتمکنھم وایجادھم لبعضھا بحسب الصورۃ الظاہرۃ اھ ۱۲

وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُمْ هَٰذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ ۝ أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ۖ قُلْ إِنِ افْتَرَيْتُهُ

اور جب ہماری کھلی کھلی آیتیں ان لوگوں کے سامنے پڑھی جاتی ہیں تو یہ منکر لوگ اس سچی بات کی نسبت جبکہ وہ ان تک پہونچتی ہے یوں کہتے ہیں کہ یہ صریح جادو ہے۔ کیا یہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس شخص نے اسکو اپنی طرف سے بنالیا ہے۔ آپ کہدیجیے کہ اگر میں نے اسکو اپنی

فَلَا تَمْلِكُونَ لِي مِنَ اللَّهِ شَيْئًا ۖ هُوَ أَعْلَمُ بِمَا تُفِيضُونَ فِيهِ ۖ كَفَىٰ بِهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ ۖ وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ۝

تو پھر تم لوگ مجھکو خدا سے ذرا بھی نہیں بچا سکتے وہ خوب جانتا ہے تم قرآن میں جو جو باتیں بنا رہے ہو میرے اور تمہارے درمیان میں وہ کافی گواہ ہے۔ اور وہ بڑی مغفرت والا بڑی رحمت والا ہے۔

قُلْ مَا كُنتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَا أَدْرِي مَا يُفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ ۖ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ وَمَا أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۝ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِن كَانَ

آپ کہدیجیے کہ میں کوئی انوکھا رسول تو ہوں نہیں اور میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جاویگا اور نہ تمہارے ساتھ میں تو صرف اسی کا اتباع کرتا ہوں جو میرے پاس وحی کے ذریعے آتا ہے اور میں تو صرف صاف صاف ڈرانیوالا ہوں۔ آپ کہدیجیے کہ تم

مِنْ عِندِ اللَّهِ وَكَفَرْتُم بِهِ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّن بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَىٰ مِثْلِهِ فَآمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝

مجھکو یہ بتلاؤ کہ اگر یہ قرآن منجانب اللہ ہو اور تم اس کے منکر ہو اور بنی اسرائیل میں سے کوئی گواہ اس جیسی کتاب پر گواہی دے کر ایمان لے آئے اور تم تکبر ہی میں رہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ بے انصاف لوگوں کو ہدایت نہیں کیا کرتا۔

خبر نہ ہو (جمادات تو بوجہ عدم قوت سامعہ کے اور ذوات الارواح میں بایں معنی کہ جیسی خبر کے کفار معتقد تھے کہ سماع لازم و دائم اور مفید ہے وہ منفی ہے) اور (پھر) جب (قیامت میں) سب آدمی (حساب کے لیے) جمع کیے جاویں تو وہ (معبود) اُن (عابدین) کے دشمن ہو جاویں (کقولہ تعالیٰ ویکونون علیھم ضدا) اور ان کی عبادت ہی کا انکار کر بیٹھیں (کقولہ تعالیٰ فی یونس قال شرکاؤھم ما کنتم ایانا تعبدون پس ایسے معبودین کی عبادت کرنے سے بڑھکر کیا غلطی ہے کہ مقتضی عبادت ایک نہیں اور عدم عبادت کے مقتضی بکثرت متحقق) ربط اوپر توحید و معاد کا اثبات تھا آگے نبوت کا مضمون ہے۔

تحقیق رسالت

وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُمْ هَٰذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ ۝ أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ۖ قُلْ إِنِ افْتَرَيْتُهُ فَلَا تَمْلِكُونَ لِي مِنَ اللَّهِ شَيْئًا ۖ هُوَ أَعْلَمُ بِمَا تُفِيضُونَ فِيهِ ۖ كَفَىٰ بِهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ ۖ وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ۝ قُلْ مَا كُنتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَا أَدْرِي مَا يُفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ ۖ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ وَمَا أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۝ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِن كَانَ مِنْ عِندِ اللَّهِ وَكَفَرْتُم بِهِ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّن بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَىٰ مِثْلِهِ فَآمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝ اور جب ہماری کھلی کھلی آیتیں (جو کہ اپنی صفت اعجاز سے رسالت کی دلیل ہیں) ان (منکر رسالت) لوگوں کے سامنے پڑھی جاتی ہیں تو یہ منکر لوگ اس سچی بات کی نسبت جبکہ وہ ان تک پہونچتی ہے یوں کہتے ہیں کہ یہ صریح جادو ہے (حالانکہ جادو کے معارضہ کا ممکن ہونا اور اسکے معارضہ کا ممتنع ہونا صریح دلیل ہے اس قول کے بطلان کی جیسا کہ لفظ بینات میں اس جواب کی طرف اشارہ بھی ہے اور اس سے بڑھکر اور سنو) کیا یہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس شخص نے (یعنی آپ نے نعوذ باللہ) اس (قرآن) کو اپنی طرف سے بنالیا ہے (اور خدا کی طرف منسوب کر دیا اور افترا کا سحر سے بڑھکر ہونا اس سے ظاہر ہے کہ سحر کا قبح متفق علیہ نہیں ہے چنانچہ بعضے اسکو کمال سمجھے ہیں اور کذب کا اور خصوص کذب علی اللہ کا قبح متفق علیہ ہے۔ آگے اس قول کا جواب ہے کہ) آپ کہدیجیے کہ اگر میں نے اسکو اپنی طرف سے بنالیا ہوگا (اور خدا کے ذمہ لگا دیا ہوگا) تو (خدا تعالیٰ موافق اپنی عادت کے کہ اپنے بندوں کو مظنہ تلبیس میں تلبیس سے بالکل وجہ بچاتا ہے مجھکو نبوت کے دعوی کاذبہ پر جلدی ہلاک کر دیگا کقولہ تعالیٰ ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین) پھر (جب وہ مجھکو ہلاک کرنے لگیگا تو) تم (یا اور) لوگ مجھکو خدا (کے عقاب) سے ذرا بھی نہیں بچا سکتے (مطلب یہ کہ عقاب کا ترتب دعوی کاذبہ نبوت پر ایسا لازم ہے کہ کوئی میرا حامی مددگار بھی اُسکے تخلف پر قادر نہیں مگر لازم منتفی ہے پس ملزوم بھی منتفی ہے اور ان افتریتہ میں کلمہ اِن سے خصوصیت استقبال کی مقصود نہیں بلکہ مطلق اتصال کا مقدم و تالی میں بیان کرنا ہے چنانچہ آیت لو تقول میں لو ماضی کے لیے آیا ہے پس یہ شبہ نہ رہا کہ تکلم کے وقت تو انتفاء لازم کا حکم نہیں ہو سکتا اور اگر مستقبل ہی کے لیے لے لیا جاوے تب بھی تھوڑا انتظار مضر نہیں بعد چندے انتفاء لازم کا مشاہدہ ہو جاویگا اور اگر اتنے روز تک عقاب نازل نہ ہونے سے لزوم پر شبہ ہو تو اسکا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ صدق دعوے کو ملزوم نہ کہا جاوے بلکہ بقاء علی الدعوی کو ملزوم کہا جاوے اور اگر مدت تحقق بقاء کے اعتبار سے تلبیس کا شبہ ہو تو اسکا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ دعوی نبوت کے وقت معجزہ کا ظاہر کرنا یا نہ کرنا رفع تلبیس کے لیے کافی ہے اور صورت کذب و عدم ظہور معجزہ کے بعد عقاب ہونا اس رفع تلبیس کی تاکید کے لیے ہے پس موکد منفع کے عدم سے رفع کا عدم جو کہ موجب محذور ہے لازم نہیں آیا اور شروع تقریر میں اکمل وجوہ سے یہی تاکد مراد ہے یہ تمام تقریر تو برتقدیر افترا کے تھی آگے عدم افترا کی تقدیر کے متعلق ارشاد ہے کہ اگر میں مفتری نہ ہوا تو یہ سمجھ رکھو کہ) وہ خوب جانتا ہے تم قرآن میں جو جو باتیں بنا رہے ہو (پس تم کو سزا ہوگی

ملحقات الترجمة

لہ قولہ بل ام یقولون اس سے بڑھکر اشارہ ہے کہ ام منقطعہ بمعنی بل فیہا الترقی کما قرر فی الترجمۃ ١٢

النحو قولہ ان افتریتہ جوابہ مقدر ای عاجلنی بالعقوبۃ والمذکور مسبب عنہ۔ قولہ ان کان من عند اللہ جوابہ مقدر ای فمن اظلم منکم دل علیہ قولہ ان اللہ لا یہدی القوم الظلمین وہو قریب من قولہ تعالیٰ قل ارأیتم ان کان من عند اللہ ثم کفرتم بہ من اضل ممن ہو فی شقاق بعید ١٢

البلاغۃ قولہ وشہد الخ فی الروح اکمل المذکورات بعد الواو لیست متعاطفۃ علی نسق واحد بل مجموع شہد فآمن استکبر معطوف علی مجموع کان الخ ما صنعہ فی المفردات ہو الاول والآخر والظاہر والباطن والمعنی ان اجتمع کونہ من عند اللہ مع کفرکم بہ واجتمع شہادۃ الشاہد فایمانہ مع استکبارکم عن الایمان اھ ١٢

غرض یہ کہ میرے اور تمہارے درمیان میں (بطریق مذکور فیصلہ کرنے کے لیے) وہ (صدق صادق و کذب کاذب کا) کافی گواہ (یعنی اس پر مطلع) ہے (پس اگر میں کاذب ہونگا مجکو عقاب دیگا عاجلاً
اور اگر تم کاذب ہوگے تو تمکو عقاب دیگا عاجلاً یا آجلاً اور یہ نہ سمجھا جائے کہ مدار اثبات مسئلہ نبوت کا یہی مضمون ہے بلکہ اصل مدار تو اظہار معجزہ ہے جو کہ ہو چکا تھا یہ تو صرف انکی ہٹ دھرمی کے
آخری جواب کے طور پر ہے) اور (اگر کسی کو یہ شبہہ ہو کہ جب اعلم بما تفیضون فیہ فرمایا ہے اور پھر بھی ہم پر عذاب نہیں آیا تو جیسے مدعی نبوت پر عقاب نہ آنا دلیل اسکے صدق کی ہے اسی
طرح ہم منکروں پر عذاب نہ آنا دلیل ہمارے صدق کی ہو سکتی ہے اور حاصل اس شبہہ کا معارضہ ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ) وہ بڑی مغفرت والا ہے (اسلیے بعض اقسام مغفرت کے یعنی عدم
نزول عذاب فی الدنیا کفار کے لیے بھی واقع کر دیتا ہے اور) بڑی رحمت والا ہے (اسلیے بعض اقسام رحمت بھی جسکو رحمت عامہ کہتے ہیں کفار کے لیے واقع کر دیتا ہے پس انکار پر عذاب فی الدنیا
نہ ہونا دلیل نہیں ہے انکے صدق کی اور ایسا احتمال مدعی نبوت میں نہیں ہو سکتا کیونکہ وہاں دعویٰ کاذبہ و نزول عقاب میں لزوم عادی ثابت ہے اور یہاں انکار حق و نزول عقاب میں لزوم
ثابت نہیں پس وہاں عدم عقاب کو انتفاء لازم کہا جاویگا اور یہاں عدم عقاب کو انتفاء لازم نہ کہیں گے اور وہاں لزوم کا راز یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرجع اخیر تحقیق حق و باطل کا نبوت ہے
اور مرجع اخیر فکر و نظر کا بدیہی ہونا چاہیے اور مقصود جسقدر مہتم بالشان ہو اُسی قدر اُس بداہت کا اعلیٰ ہونا چاہیے اور ابہام تلبیس بداہت یا جلاء بداہت کا منافی تھا اسلیے نبوت میں ابہام
تلبیس ہی گوارا نہیں کیا گیا بخلاف مادہ معارضہ کے کہ بعد رفع تلبیس عن النبوۃ کے پھر اُسمیں احتمال تلبیس کا نہیں ہو سکتا کیونکہ صدق احد النقیضین خود مستلزم ہے کذب نقیض آخر کو اور
جب صدق میں التباس نہ ہوگا تو کذب میں بھی التباس نہ ہوگا اسلیے وہاں انکار حق و نزول عقاب میں لزوم نہیں ہوا بلکہ اکثر استدراجاً عدم عقاب تجویز کیا گیا آگے اثبات نبوت بالدلیل
المذکور کی تاکید ہے کہ) آپ کہدیجیے کہ میں کوئی انوکھا رسول تو ہوں نہیں (کہ تمہارے لیے موجب تعجب ہو گو انوکھا ہونا بھی فی نفسہ منافی رسالت کے نہیں ہے چنانچہ جو سب سے پہلے پیغمبر تھے
باوجود انوکھے ہونے کے بھی پیغمبر تھے مگر انوکھا ہونا موجب تعجب ہو سکتا ہے گو وہ تعجب زائل کر دیا جاوے لیکن یہاں تو تعجب بھی نہ ہونا چاہیے کیونکہ مجھ سے پہلے بہت سے پیغمبر آچکے ہیں جنکی خبر تو تم
نے بھی سُنی ہے) اور (اسیطرح کسی اور عجیب بات کا بھی میں دعویٰ نہیں کرتا جیسا مثلاً علم غیب ہے چنانچہ میں خود کہتا ہوں کہ مجکو غیبیات میں سے بجز معلومات بطریق الوحی کے اور کسی
بات کی خبر نہیں حتی کہ) میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جاویگا اور نہ (یہ علوم کہ) تمہارے ساتھ (کیا کیا جاویگا پس جب اپنے اور تمہارے احوال آیندہ کے علم کا باوجود شدت تلبس اُن احوال
کے میں مدعی نہیں ہوں تو اور غیبیات بعیدہ کی نسبت تو میں کیا دعویٰ کرتا پس اس باب میں بھی میں کسی امر عجیب کا مدعی نہیں ہوں وہذا کقولہ تعالیٰ قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم
الغیب الآیۃ فافہم فانہ مزلۃ اقدام البتہ جن احوال و امور کا وحی سے علم ہو گیا ہے خواہ وہ اپنے متعلق ہوں یا غیر کے اور خواہ دنیوی احوال ہوں یا اُخروی انکا علم بیشک کامل ہے چنانچہ آگے ارشاد
ہے کہ میں تو (علم میں اور عمل میں) صرف اُسی کا اتباع کرتا ہوں جو میرے پاس وحی کے ذریعہ سے آتا ہے اور (اُسی کی تبلیغ بھی کرتا ہوں اور اگر تم اُسکو نہیں مانتے تو میرا کوئی ضرر نہیں کیونکہ) میں تو صرف
صاف صاف ڈرانے والا ہوں (جسکو میں اقامت دلائل و جواب شبہات سے ثابت کر چکا ہوں آور اوپر جو عدم افترا کی تقدیر پر تقریر اجمالی تھی ہو اعلم بما تفیضون فیہ الخ آگے اسکی تفصیل کے
واسطے ارشاد ہے کہ) آپ کہدیجیے کہ تم مجکو یہ بتلاؤ کہ اگر یہ قرآن منجانب اللہ ہو (جیساکہ عدم افترا کی تقدیر پر لازم ہے) اور (پھر) تم اُسکے منکر ہو اور (کسی دلیل سے اس احتمال عدم افترا و منجانب اللہ
ہونے کی ترجیح اور تعیین بھی ہو جاوے مثلاً ایک یہی دلیل سے کہ) بنی اسرائیل (کے علماء) میں سے کوئی (معتبر) گواہ (جو باعتبار علم و دیانت مسلمہ کے معتبر ہو اور وہ واحد ہو یا متعدد ماضی میں یا حال
میں یا استقبال میں) اس جیسی کتاب (یعنی اس کتاب کے منجانب اللہ ہونے) پر گواہی دیکر ایمان لے آوے اور تم (باوجود بے علم ہونے کے اس کتاب پر ایمان لانے سے) تکبر ہی میں رہو تو اس صورت
میں تم سے زیادہ بےانصاف کون ہوگا اور بے انصافوں کی یہ حالت ہے کہ) بیشک اللہ تعالیٰ بے انصاف لوگوں کو (انکی عناد کے سبب) ہدایت نہیں کیا کرتا (بلکہ ہمیشہ ضلالت میں رہتے ہیں اور
ضلالت کا انجام نار ہے) **ف** یہ ارشاد وشہد شاہد الخ ایسا ہے جیسا سورۂ شعراء کے اخیر رکوع میں ارشاد ہوا ہے اولم یکن لہم اٰیۃ ان یعلمہ علماء بنی اسرائیل جسکی تفسیر وہاں قابل
ملاحظہ ہے اور مقصود حصر کرنا مرجح احتمال نبوت کا اس شہادت میں نہیں ہے اسلیے احقر نے لفظ مثلاً لکھ دیا ہے - اور شاہد تنوین جنس و تفخیم سے شامل ہے بنی اسرائیل کے تمام علماء معتبرین
مؤمنین کو خواہ قبل اس آیت کے ایمان لائے ہوں یا بعد میں اور ان علماء میں عبداللہ بن سلام بھی داخل ہیں پس اُنکے بارہ میں اس آیت کا نازل ہونا بایں معنی ہے کہ جو کلی اس آیت
کا مورد ہے وہ بھی اُسکی ایک جزئی ہیں چنانچہ درمنثور میں سعید بن جبیر کے قول سے میمون بن یامین رئیس علماء یہود کے بارہ میں اس آیت کا نزول مروی ہے اس سے عدم تخصیص
کی تائید ہوتی ہے اب خواہ یہ آیت عبداللہ بن سلام کے اسلام کے بعد آئی ہو جیسا بعض مفسرین نے اس کو مدنی کہا ہے اور خواہ قبل نازل ہوئی ہو جیسا بعض نے مثل تمام سورت کے
اس کو بھی مکی کہا ہے - اور مثلہ کو قرآن کو مثل القرآن سے تعبیر کرنے میں علاوہ مبالغہ کے یہ نکتہ ہو سکتا ہے کہ علماء بنی اسرائیل کو کتب سابقہ سے قرآن کا علم جو کہ سبب ہوا ایمان لانے
کا درجہ اجمال میں تھا اور قرآن منزل مفصل ہے اور اجمال و تفصیل میں من وجہ اتحاد اور من وجہ تغایر ہوتا ہے تو اُس کو مثل سے تعبیر کرنا نہایت احسن و ابلغ ہے اور کفرتم و استکبرتم
میں تکرار نہیں کیونکہ کفرتم کا تحقق قبل شہادت کے مقصود ہے اور استکبرتم کا تحقق بعد شہادت کے - اور ہو اعلم بما تفیضون مع اپنی تفصیل قل ارایتم الخ کے
ایک شق ہے اور دوسری شق ان افتریتہ ہے حاصل مقام کا یہ ہوا کہ تم جو مفتری کہتے ہو دو حال سے خالی نہیں یا تو میں مفتری ہوں یا مفتری نہیں شق اول منتفی ہے کیونکہ اُس کے

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْ كَانَ خَيْرًا مَّا سَبَقُوْنَآ اِلَيْهِ ۭ وَاِذْ لَمْ يَهْتَدُوْا بِهٖ فَسَيَقُوْلُوْنَ هٰذَآ اِفْكٌ قَدِيْمٌ ۝ وَمِنْ

اور یہ کافر ایمان والوں کی نسبت یوں کہتے ہیں کہ اگر یہ قرآن کوئی اچھی چیز ہوتا تو یہ لوگ اس کی طرف ہم سے سبقت نہ کرتے - اور جب ان لوگوں کو قرآن سے ہدایت نصیب نہ ہوئی تو یہی کہیں گے کہ یہ قدیمی جھوٹ ہے - اور اس سے

قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ۭ وَهٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا لِّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ڰ وَبُشْرٰى لِلْمُحْسِنِيْنَ ۝

پہلے موسیٰ کی کتاب ہے جو رہنما اور رحمت تھی اور یہ ایک کتاب ہے جو اس کو سچا کرتی ہے عربی زبان میں ظالموں کے ڈرانے کے لیے اور نیک لوگوں کو بشارت دینے کے لیے -

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ

جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر مستقیم رہے سو اُن لوگوں پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ مغموم ہوں گے یہ لوگ اہل جنت ہیں جو اس میں ہمیشہ رہیں گے

جَزَاۗءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا ۭ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا ۭ وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ

بعوض اُن کاموں کے جو کہ وہ کرتے تھے - اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا - اُسکی ماں نے اُس کو بڑی مشقت کے ساتھ پیٹ میں رکھا اور بڑی مشقت کے ساتھ اُسکو جنا - اور اُسکو پیٹ میں رکھنا اور اُسکا دودھ چھڑانا

ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ۭ حَتّٰٓي اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۙ

تیس مہینے ہے - یہانتک کہ جب اپنی جوانی کو پہونچ جاتا ہے اور چالیس برس کو پہونچتا ہے -

لوازم میں سے ہلاک عاجل ہے اور وہ شقی ہے اور شق ثانی میں جو کہ واقع ہے تم کو اپنی فکر کرنا چاہیئے ربط اوپر تحقیق نبوت میں جو مضامین مذکور تھے آگے اُن میں سے بعض مفصل کا اجمال اور بعض مجمل کی تفصیل ہے جس سے تاکید مضامین سابقہ کی مستفاد ہوگئی -

تکریر و تاکید مضمون بالا باختلاف عنوان

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْ كَانَ خَيْرًا مَّا سَبَقُوْنَآ اِلَيْهِ ۭ وَاِذْ لَمْ يَهْتَدُوْا بِهٖ فَسَيَقُوْلُوْنَ هٰذَآ اِفْكٌ قَدِيْمٌ ۝ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ۭ وَهٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا لِّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ڰ وَبُشْرٰى لِلْمُحْسِنِيْنَ ۝ اور یہ کافر ایمان والوں (کے ایمان لانے) کی نسبت یوں کہتے ہیں کہ اگر یہ قرآن (جسپر یہ لوگ ایمان لائے ہیں) کوئی اچھی (یعنی سچی) چیز ہوتا تو یہ (کم درجہ کے) لوگ اُسکی طرف ہم سے سبقت نہ کرتے (یعنی ہم لوگ بڑے عاقل ہیں اور یہ لوگ کم عقل ہیں اور حق بات کو عاقل پہلے قبول کرتا ہے تو اگر یہ حق ہوتا تو ہم پہلے مانتے جب ہمنے نہیں مانا تو یہ حق نہیں یہ لوگ بے عقلی سے اُدھر دوڑنے لگے ہیں - اور یہ قول اُن کا دال ہے غایت استکبار پر جو کہ اسکے ہم تم میں مذکور تھا حالانکہ اگر عقل سے مراد عقل معاش لیجاوے تو یہ مقدمہ کہ حق بات کو آلخ علی الاطلاق غلط ہے اور اگر عقل سے مراد عقل معاد لیجاوے تو پہلا مقدمہ کہ ہم لوگ آلخ غلط ہے پس یہ کہنا کہ اگر حق ہوتا آلخ بناء الفاسد علی الفاسد ہے) اور جب (غایت استکبار و عناد کے سبب) ان لوگوں کو قرآن سے ہدایت نصیب نہ ہوئی تو (بقاعدہ الناس اعداء ما جهلوا) یہی کہینگے کہ یہ (بھی مثل[1] قدیمی (جھوٹے مضامین کے ایک) جھوٹ (مضمون) ہے (کقولہ تعالی ان هذا الا اساطیر الاولین اس سے اُنکے اس قول مذکور بالا افتراء کی وجہ پر دلالت ہوگئی کہ عناد و تعصب ہے جیساکہ اوپر اُس قول کا رد اور جواب تھا) اور اس (قرآن) سے پہلے موسیٰ (علیہ السلام) کی کتاب (نازل ہوچکی) ہے جو (امت موسویہ کے لیے بالعموم) رہنما (تھی) اور (اہل ایمان کے لیے بالخصوص) رحمت تھی (اس سے اوپر کے دو مضمون کی تقویت ہوگئی ایک تو یہ کہ ماکنت بدعا من الرسل دوسرا اسکی وشهد شاهد کیونکہ شہادت مذکورہ بناء علی التوراۃ تھی پس حاصل یہ ہوا کہ اُس شاہد کا قول من حیث ہو ہو حجت نہیں ہے کہ اثبات النبوۃ بقول غیر صاحب النبوۃ کا شبہہ کیا جاوے اور کہا جاوے کہ جو نبی کو نہ مانے گا وہ غیر نبی کو کیوں مانے گا بلکہ اُس کا قول من حیث انہ حکایۃ للتوراۃ حجت ہے پس اصل میں توریت سے احتجاج ہے اور توریت کی حقیت پہلے سے ثابت ہے پس احتجاج میں کوئی اشکال نہیں رہا) اور جس طرح توریت میں آپکی پیشین گوئی ہے) یہ (اسی طرح کی) ایک کتاب ہے جو اُس (کی پیشین گوئی) کو سچا کرتی ہے (اور) عربی زبان میں (ہے) ظالموں کے ڈرانے کے لیے اور نیک لوگوں کو بشارت دینے کے لیے (نازل ہوئی ہے اس سے توضیح ہوگئی ان اللہ لا یہدی القوم الظلمین کی کیونکہ اُس سے اشارۃً وعید مفہوم ہوتی ہے اسمیں وعید مصرح ہوگئی گو کیفیت اب بھی مجمل ہے اور چونکہ موقع وعید میں مفہوم مخالف بالاتفاق معتبر ہے اسلیے اُس وعید کے مقابلہ میں غیر ظالمین کے لیے وعدہ بھی اشارۃً مفہوم ہوگیا تھا بشرى للمحسنین سے اُسکی بھی تصریح ہوگئی) ربط اوپر متصلاً ظالمین کے حق میں وعید اور محسنین کے حق میں وعدہ مذکور ہوا ہے آگے اس ظلم و احسان کی اور اُس وعدہ و وعید کی کسیقدر تفصیل ہے -

نبذے از اعمال و مآل متعلق اہل رشد و اہل ضلال اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ جَزَاۗءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا ۭ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا ۭ وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ۭ حَتّٰٓي اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً

ملحقات الترجمة

[1] قولہ فی افکٌ مثل فی للدلالۃ علی ان قولہم افک قدیم ای کذب متقادم کقولہم اساطیر الاولین ۱۲

اللغات کرھا مشقۃ مرّ تفسیرہ ... **النحو** قولہ اذ لم یھتدوا ... للتعلیل ... **البلاغۃ** قولہ ...

قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَ عَلٰی وَالِدَیَّ وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَ اَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ ۚؕ اِنِّیْ تُبْتُ

تو کہتا ہے کہ اے میرے پروردگار مجھ کو اس پر مداومت دیجیے کہ میں آپ کی ان نعمتوں کا شکر کیا کروں جو آپ نے مجھ کو اور میرے ماں باپ کو عطا فرمائی ہیں اور میں نیک کام کیا کروں جس سے آپ خوش ہوں اور میری اولاد میں بھی میرے لیے صلاحیت پیدا کر دیجیے میں

اِلَیْكَ وَ اِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَ نَتَجَاوَزُ عَنْ سَیِّاٰتِهِمْ فِیْٓ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ ؕ

آپ کی جناب میں توبہ کرتا ہوں اور میں فرمانبردار ہوں ۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ ہم ان کے نیک کاموں کو قبول کریں گے اور ان کے گناہوں سے درگذر کر دیں گے اس طور پر کہ یہ اہل جنت میں سے ہوں گے ۔

وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِیْ كَانُوْا یُوْعَدُوْنَ ۝ وَ الَّذِیْ قَالَ لِوَالِدَیْهِ اُفٍّ لَّكُمَآ اَتَعِدٰنِنِیْٓ اَنْ اُخْرَجَ وَ قَدْ خَلَتِ الْقُرُوْنُ مِنْ قَبْلِیْ ۚ وَ هُمَا

اس وعدہ صادقہ کی وجہ سے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا تھا اور جس نے اپنے ماں باپ سے کہا کہ تف ہے تم پر کیا تم مجھ کو یہ وعدہ دیتے ہو کہ میں قبر سے نکالا جاؤں گا حالانکہ مجھ سے پہلے بہت سی امتیں گذر گئیں ۔ اور وہ دونوں

یَسْتَغِیْثٰنِ اللّٰهَ وَیْلَكَ اٰمِنْ ۗۖ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚۖ فَیَقُوْلُ مَا هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ۝ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ حَقَّ عَلَیْهِمُ الْقَوْلُ

اللہ سے فریاد کر رہے ہیں کہ ارے تیرا ناس ہو ایمان لا ۔ بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے تو یہ کہتا ہے کہ یہ بے سند باتیں اگلوں سے منقول چلی آرہی ہیں یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کے حق میں بھی ان لوگوں کے ساتھ

فِیْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِیْنَ ۝ وَ لِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ۚ وَ لِیُوَفِّیَهُمْ اَعْمَالَهُمْ وَ هُمْ

اللہ کا قول پورا ہو کر رہا جو ان سے پہلے جن اور انسان ہو گزرے ہیں ۔ بیشک یہ خسارہ میں رہے ۔ اور ہر ایک کے لیے ان کے اعمال کی وجہ سے الگ الگ درجے ملیں گے اور تاکہ اللہ تعالیٰ سب کو ان کے اعمال پورے کر دے اور ان پر

لَا یُظْلَمُوْنَ ۝ وَ یَوْمَ یُعْرَضُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا عَلَی النَّارِ ؕ اَذْهَبْتُمْ طَیِّبٰتِكُمْ فِیْ حَیَاتِكُمُ الدُّنْیَا وَ اسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا ۚ فَالْیَوْمَ تُجْزَوْنَ

ظلم نہ ہوگا ۔ اور جس روز کفار آگ کے سامنے لائے جاویں گے کہ تم اپنی لذت کی چیزیں اپنی دنیوی زندگی میں حاصل کر چکے اور ان کو خوب برت چکے ۔ سو آج تم کو

عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَ بِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ ۝ ع

ذلت کی سزا دی جاوے گی اس وجہ سے کہ تم دنیا میں ناحق تکبر کیا کرتے تھے اور اس وجہ سے کہ تم نافرمانیاں کیا کرتے تھے ۔

قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَ عَلٰی وَالِدَیَّ وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَ اَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ ۚؕ اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْكَ وَ اِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَ نَتَجَاوَزُ عَنْ سَیِّاٰتِهِمْ فِیْٓ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ ؕ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِیْ كَانُوْا یُوْعَدُوْنَ ۝ وَ الَّذِیْ قَالَ لِوَالِدَیْهِ اُفٍّ لَّكُمَآ اَتَعِدٰنِنِیْٓ اَنْ اُخْرَجَ وَ قَدْ خَلَتِ الْقُرُوْنُ مِنْ قَبْلِیْ ۚ وَ هُمَا یَسْتَغِیْثٰنِ اللّٰهَ وَیْلَكَ اٰمِنْ ۗۖ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚۖ فَیَقُوْلُ مَا هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ۝ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ حَقَّ عَلَیْهِمُ الْقَوْلُ فِیْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِیْنَ ۝ وَ لِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ۚ وَ لِیُوَفِّیَهُمْ اَعْمَالَهُمْ وَ هُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ۝ وَ یَوْمَ یُعْرَضُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا عَلَی النَّارِ ؕ اَذْهَبْتُمْ طَیِّبٰتِكُمْ فِیْ حَیَاتِكُمُ الدُّنْیَا وَ اسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا ۚ فَالْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَ بِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ ۝ جن لوگوں نے (صدق دل سے) کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے (یعنی توحید کو حسب تعلیم رسول کے قبول کیا) پھر (اس پر) مستقیم رہے (یعنی اس کو چھوڑا نہیں) سو (اس کا مقتضا یہ ہے کہ) ان لوگوں پر (آخرت میں) کوئی خوف (کسی بات واقع ہونے والی) نہیں اور نہ وہ (وہاں) مغموم ہوں گے (یہ تو ان کے مضرت سے بچنے کا بیان تھا اور آگے ان کے حصول منفعت کا ذکر ہے کہ) یہ لوگ اہل جنت ہیں جو اس میں ہمیشہ رہیں گے بعوض ان (نیک) کاموں کے جو وہ کرتے تھے (جنمیں سے ایمان و استقامت علی الایمان کا اوپر ذکر ہے) اور (جس طرح ہم نے حقوق اللہ کو واجب کیا ہے جس کا ذکر ہو چکا اسی طرح حقوق العباد کو بھی واجب کیا ہے چنانچہ ان میں سے ایک بہت بڑا حق والدین کا ہے اسلیے) ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا ہے (اور بالخصوص ماں کے ساتھ اور زیادہ کیونکہ) اس کی ماں نے اس کو بڑی مشقت کے ساتھ پیٹ میں رکھا

اللغات قولہ اوزعنی الظر فی سورۃ النمل قولہ مما عملوا من للتعلیل ۱۲

النحو قولہ وعد الصدق مفعول بہ للمقدر ای انجز او مفعول لنتقبل ونتجاوز ۔ قولہ والذی قال مبتدأ خبرہ اولئک الذین الخ ۔ قولہ یوم یعرض عاملہ یقال المقدر والمذکور من قولہ اذہبتم مقول لہذا القول المقدر ۱۲ ۔

البلاغۃ قولہ اصلح لی فی ذریتی عدی بفی مع انہ یعدی بلا واسطۃ حرف لتنزیلہ منزلۃ اللازم ای اجعل الصلاح ساریا فی ذریتی راسخا فیهم ۔ قولہ اف لکما اللام للتبیین ۔ قولہ یستغیثٰن ای یقولان الغیاث باللہ تعالیٰ منک والمراد انکار قولہ واستعظامہ کانہا لجأ الی اللہ سبحانہ فی دفعہ کما یقال العیاذ باللہ تعالیٰ من کذا ۔ قولہ ویلک اصلہ دعاء بالثبور یقام مقام الحث علی الفعل او ترکہ اشعارا بان ما ہو مرتکبہ حقیق بان یہلک مرتکبہ وان یطلب لہ الہلاک کذا فی الروح ۔ قولہ اذہبتم کنایۃ عن عدم الایمان المسبب عنہ عدم نیلہم عن طیبات الآخرۃ والا فمطلق الاستمتاع بالطیبات لا یترتب علیہ عذاب الہون المشعر بترتبہ الفاء ۱۲

رگو وہ مشقت زیادہ بعد چندے ہوتی ہے) اور (پھر بڑی مشقت کے ساتھ اُس کو جنا اور اُس کو پیٹ میں رکھنا اور اُسکا دودھ چھڑانا (اکثر) تیس مہینہ (میں پورا ہوتا ہے) اتنے دنوں
طرح طرح کی مصیبت اٹھاتی ہے اور کم و بیش ان مصیبتوں میں باپ کی بھی شرکت ہوتی ہے بلکہ اکثر امور کا انتظام عادۃً باپ ہی کو کرنا پڑتا ہے اور اپنے آرام میں خلل آجاتا ہے تو دونوں
میں اکثر بدرجہ مساوی ہوتا ہے اسلیے بھی ماں باپ کا حق انسان پر زیادہ واجب کیا گیا ہے۔ غرض اسکے بعد نشو و نما پاتا ہے یہانتک کہ جب (نشو و نما پاتے پلتے) اپنی جوانی کو (یعنی بلوغ کو)
پہونچ جاتا ہے اور (پھر بلوغ کے بعد ایک زمانہ میں) چالیس برس (کی عمر) کو پہونچتا ہے تو (جو سعید ہوتا ہے وہ) کہتا ہے کہ اے میرے پروردگار مجکو اسپر مداومت دیجیے کہ میں آپکی اُن نعمتوں
کا شکر کیا کروں جو آپنے مجکو اور میرے ماں باپ کو عطا فرمائی ہیں (اگر ماں باپ مسلمان ہیں تب تو نعمت دینیہ بھی ورنہ نعمت دنیویہ تو ظاہر ہی ہے اور ماں باپ کی نعمت کا چونکہ اولاد
پر بھی اثر پہونچتا ہے چنانچہ اُن کی نعمت دنیویہ وجود و بقاء وغیرہ کی بدولت تو خود اولاد کا وجود ہی ہوتا ہے اور نعمت دینیہ کا اثر یہ ہوتا ہے کہ اُن کی تعلیم قولی و فعلی اسکے لیے واسطہ علم
و عمل ہوتا ہے اسلیے وہ یہ بھی کہتا ہے کہ مجکو اسپر بھی مداومت نصیب کیجیے کہ) میں نیک کام کیا کروں جس سے آپ خوش ہوں اور میری اولاد میں بھی میرے (نفع کے) لیے صلاحیت پیدا کر دیجیے
(نفع دنیوی یہ کہ دیکھ دیکھ کر راحت ہو اور نفع دینی یہ کہ بعد موت ثواب ہو اور) میں آپ کی جناب میں (گناہوں سے بھی) توبہ کرتا ہوں اور میں (آپ کا) فرمانبردار ہوں (مقصود اس سے غلامی کا
اقرار ہے نہ کہ دعویٰ فافہم۔ حاصل مقام کا یہ ہوا کہ جو شخص سعید ہوتا ہے وہ اللہ کا حق بھی ادا کرتا ہے جیسا کہ ان معروضات کا مضمون صریح اُسپر دلالت کر رہا ہے اور حقوق والدین کے بھی جو کہ حقوق
العباد میں سے ہیں ادا کرتا ہے جیسا اوزعنی ان اشکر الخ سے مفہوم ہو رہا ہے کیونکہ منجملہ نعم الٰہیہ کے وہ نعمت بھی ہے جو والدین کے واسطہ سے اس پر ہوئی جیسا کہ علی والدی میں اُسکا
استحضار بھی ہو گیا اور اُس کا شکر تام موقوف ہے بر بالوالدین پر کما قال تعالیٰ ان اشکرلی ولوالدیک اور اُس پر مداومت کی دُعا کرنا دال ہے اس پر کہ اس شخص کو اُس کی رغبت
ہے اور اُس کا عزم ہے اور رغبت و عزم عادۃً مفضی ہو جاتے ہیں فعل کی طرف پس ان وسائط سے اس شخص سے صدور ادائے حقوق والدین کا مفہوم ہو گیا آگے ان اعمال کا مآل فرماتے
ہیں کہ) یہ وہ لوگ ہیں کہ ہم ان کے نیک کاموں کو قبول کر لیں گے اور ان کے گناہوں سے درگذر کر دیں گے اس طور پر کہ یہ اہل جنت میں سے ہونگے (یہاں توبہ پر جو کہ تبت الیک میں مذکور
ہے تجاوز کے مرتب فرمانے سے یہ نہ سمجھا جاوے کہ بدون توبہ کے گناہ معاف نہیں ہوتے کیونکہ فضل محض سے بھی معافی ہو جاتی ہے۔ اصل یہ ہے کہ یہاں توبہ پر تجاوز کا توقف مقصود نہیں
بلکہ وعدہ تجاوز کا توقف مقصود ہے سو غایت ما فی الباب بدون توبہ کے وعدہ تجاوز نہ ہوگا لیکن تجاوز خود وعدہ ہی پر موقوف نہیں ہے بدون وعدہ کے بھی تجاوز ہو سکتا ہے۔ اور
یہ سب) اُس وعدہ صادقہ کی وجہ سے (ہوا) جس کا ان سے (دنیا میں) وعدہ کیا جاتا تھا (یہاں تک تو اہل سعادت و محسنین کا بیان ہوا آگے اہل شقاوت و ظالمین کا ذکر ہے یعنی)
اور جس نے (حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کو ضائع کیا جیسا اُس کے اس حال سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے) اپنے ماں باپ سے کہا (جن کا حق حقوق العباد میں نہایت مؤکد
ہے خصوص جبکہ وہ مسلمان بھی ہوں اور خصوص جبکہ وہ اس کو بھی اسلام کی تعلیم کرتے ہوں مگر اس شقی نے باوجود اتنے دواعی اور حقوق کے اُن سے جبکہ وہ اس کو دعوت الی الدین
کر رہے تھے یوں کہا) کہ تُف ہے تم پر کیا تم مجکو یہ وعدہ (یعنی خبر) دیتے ہو کہ میں (قیامت میں دوبارہ زندہ ہو کر) قبر سے نکالا جاؤنگا حالانکہ مجھ سے پہلے بہت سی اُمتیں گذر گئیں (جن
ہر زمانہ میں اُن کے پیغمبر یوں ہی وعدے دیتے چلے آئے مگر آج تک کسی وعدہ کا ظہور نہ ہوا اس سے معلوم ہوا کہ یہ سب باتیں ہی باتیں ہیں) اور وہ دونوں (غریب ماں باپ اُسکے
اس انکار سے کہ کفر عظیم ہے گھبرا کر) اللہ سے فریاد کر رہے ہیں (اور غایت دردمندی سے اُس سے کہہ رہے ہیں) کہ ارے تیرا ناس ہو ایمان لا (اور قیامت کو بھی برحق سمجھ) بیشک اللہ کا وعدہ
سچا ہے تو یہ (اسپر بھی) کہتا ہے کہ یہ بے سند باتیں اگلوں سے منقول چلی آ رہی ہیں (مطلب یہ کہ یہ ایسا شقی ہے کہ کفر اور عقوق دونوں کا مرتکب ہے اور عقوق بھی اس درجہ کا کہ ماں باپ کی مخالفت
کے ساتھ اُسنے کلام میں بھی بدتمیزی اور درشتی کرتا ہے۔ آگے اُن اعمال کا مآل فرماتے ہیں کہ) یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کے حق میں بھی ان لوگوں کے ساتھ اللہ کا قول (یعنی وعدۂ عذاب) پورا ہو کر
رہا جو ان سے پہلے جن اور انسان (کفار) ہو گذرے ہیں بیشک یہ (سب) خسارہ میں رہے اور (آگے تفصیل مذکور کو بطور خلاصہ و اجمال کے فرماتے ہیں کہ فریقین مذکورین میں سے) ہر ایک
(فریق) کے لیے اُن کے اعمال (مختلفہ) کی وجہ سے الگ الگ درجے (کسی کو جنت کے کسی کو دوزخ کے) ملیں گے اور (مختلف درجے اسلیے ملیں گے) تاکہ اللہ تعالیٰ سب کو اُن کے اعمال (کی
جزا) پوری کر دے اور اُن پر (کسی طرح کا) ظلم نہ ہوگا اور (اوپر ان ظالمین کے عذاب کی تعیین نہ آئی تھی مبہماً فرما دیا تھا حق علیہم القول اور کانوا خاسرین۔ اور محسنین کی جزا میں جنت
علی التعیین فرما دی تھی اسلیے آگے تعیین عذاب کی فرماتے ہیں کہ وہ دن یاد کرنے کے قابل ہے) جس روز کفار آگ کے سامنے لائے جاوینگے (اور اُن سے کہا جاویگا) کہ تم اپنی لذت کی چیزیں اپنی
دنیوی زندگی میں حاصل کر چکے (یہاں کوئی لذت تمکو نصیب نہ ہوگی) اور اُن کو خوب برت چکے (حتیٰ کہ اُنمیں پڑ کر ہمکو بھی بھول گئے) سو آج تمکو ذلت کی سزا دیجاویگی (چنانچہ سزا کے لیے نار
ہے اور ذلت میں سے یہ ملامت اور پھٹکار ہے) اسوجہ سے کہ تم دنیا میں ناحق تکبر کیا کرتے تھے (فی الارض کی قید اس اشارہ کے لیے ہے کہ ارض پر رہکر تکبر کرنا اور بھی زیادہ مذموم ہے اور بغیر الحق
قید واقعی ہے کیونکہ مخلوق سے صدور تکبر کا ہمیشہ بغیر الحق ہی ہوگا اور استکبار سے مراد استکبار عن الایمان ہے کہ عذاب خلود اُسی کے خواص سے ہے) اور اسوجہ سے کہ تم نافرمانیاں کیا کرتے تھے (اسمیں
تمام کفریات و فسقیات و وجوہ ظلم داخل ہو گئے) ف ان الذین قالوا ربنا اللہ الخ کی تقریر میں بندہ نے جو کہا ہے کہ اس کا مقتضا یہ ہے اس سے مقصود ایک شبہ کا رفع کرنا ہے شبہ یہ ہے کہ مؤمن

ملحقات الترجمہ

ك قولہ قبل حق نشو و نما الخ اشارة الی المغایرة یعنی ماش حتی الخ ١٢

ك قولہ قبل ولیوفیہم مختلف درجے الخ اشارة الی متعلق لام کی ١٢

وَاذْكُرْ اَخَا عَادٍ ؕ اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ بِالْاَحْقَافِ وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖۤ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَ ؕ

اور آپ قوم عاد کے بھائی کا ذکر کیجیے جبکہ انہوں نے اپنی قوم کو جو کہ ایسے مقام پر رہتے تھے کہ وہاں ریگ کے مستطیل غمار تودے تھے اس پر ڈرایا کہ تم خدا کے سوا کسی کی عبادت مت کرو اور اُن سے پہلے اور اُن کے پیچھے بہت سے ڈرانے والے گزر چکے ہیں

اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ۝ قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا لِتَاْفِكَنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ

مجھکو تم پر ایک بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ ہے وہ کہنے لگے کیا تم ہمارے پاس اس ارادے سے آئے ہو کہ ہم کو ہمارے معبودوں سے پھیر دو سو اگر تم سچے ہو تو جس کا تم ہم سے وعدہ کرتے ہو

الصّٰدِقِیْنَ ۝ قَالَ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۖ٘ وَاُبَلِّغُكُمْ مَّاۤ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَلٰكِنِّیْۤ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ۝

اُسکو ہم پر واقع کردو۔ انہوں نے فرمایا کہ پورا علم تو خدا ہی کو ہے اور مجھکو تو جو پیغام دے کر بھیجا گیا ہے میں تم کو وہ پہنچا دیتا ہوں لیکن میں تمکو دیکھتا ہوں کہ تم لوگ نری جہالت کی باتیں کرتے ہو۔

مستقیم بالمعنی المذکور کا بھی احیانًا بوجہ دوسرے معاصی کے مبتلائے خوف وحزن ہونا ثابت ہے۔ جواب یہ ہے کہ اس سے ایمان استقامت کے اقتضا میں کوئی نقص نہیں ہوا کیونکہ اگر مقتضی پر مقتضا کا ترتب بوجہ کسی مانع کے نہ ہو تب بھی وہ مقتضی ہے۔ اور حملته امه کرھا کے ترجمہ میں جو بالخصوص کہا ہے اُس سے وجہ مکارہ اُم کی تخصیص ذکری کی معلوم ہوگئی اور ماں کا حق زیادہ ہونا اشارۂ حدیث سے بھی مفہوم ہوتا ہے چنانچہ صحاح میں ہے کہ ایک شخص نے حضور پُرنور صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں کس کی خدمت زیادہ کروں فرمایا ماں کی اُس نے پوچھا پھر کس کی آپ نے فرمایا ماں کی اس نے پوچھا پھر کس کی آپ نے پھر فرمایا ماں کی اُس نے پوچھا پھر کس کی اُسوقت آپنے فرمایا کہ پھر باپ کی۔ اور حتی اذا بلغ سے پہلے ذکر حقوق والدین میں جو احقر نے کہا ہے اسلیے بھی یہ اسلیے کہ اگر ماں اتنی مشقتیں نہ اُٹھاوے یا باپ بالکل نہ اُٹھاوے تب بھی والدین کا حق اولاد کے ذمہ ہے۔ اور حمل وفصال کی مدت جو تیس مہینے یعنی اڑھائی برس فرمائی سو جمہور کے نزدیک اس حساب پر مبنی ہے کہ اقل مدت حمل چھ ماہ اور اکثر مدت رضاع دو سال مجموعہ اڑھائی سال ہوگیا اب یہ بات کہ ایک چیز کی اقل مدت فرمائی اور دوسری کی اکثر مدت سو اسکی وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ منضبط یہی مدتیں ہیں بخلاف اکثر مدت حمل کے کہ کسی دلیل قطعی سے منضبط نہیں اور اسیطرح اقل مدت رضاع کی کہ وہ بھی منضبط نہیں۔ اور اقل مدت حمل چھ مہینے ہونے کے متعلق روح المعانی میں جالینوس اور ابن سینا کا مشاہدہ لکھا ہے صرف جالینوس کے مشاہدہ کی ہوئی حکایت میں چھ ماہ سے چار دن زائد ہوگئے تھے۔ اور سہل تر یہ ہے کہ مجموعہ کو عادۃ غالبہ پر محمول کیا جاوے کہ حمل نو ماہ اور مدت رضاع پورے دو سال کہ اکثر عورتیں دو سال کے قبل دودھ چھڑا دیتی ہیں۔ اور مدارک میں امام ابوحنیفہ رحمہ سے اسکی تفسیر میں نقل کیا ہے حملہ بالاکف یعنی گود میں اور ہاتھوں پر لیے لیے پھرنا جو کہ ایام شیرخوارگی میں غالب الوقوع ہے پس اس تفسیر میں یہ آیت دال ہوگی مدت رضاع کے اڑھائی سال ہونے پر جیسا امام صاحب کا مذہب ہے۔ اور امور مذکورہ فی المقام میں اس طرح ترتیب ہوگی۔ اول حمل فی البطون پھر وضع پھر حمل بالاکف اور فصال۔ اور جو لین کا مطین کا یہ جواب ہوسکتا ہے کہ وہ مطلق رضاع کی نہیں بلکہ رضاع بالاجرت کی ہے یعنی کب تک باپ سے دودھ پلانے کی اُجرت لیجا دیگی۔ احقر کہتا ہے کہ گو فتوی جمہور ہی کے قول پر ہے مگر احتیاط یہ ہے کہ دودھ پلانے میں تو دو سال سے زائد نہ پلاویں اور اگر کسی نے دو سال کے بعد پیا ہو تو نکاح میں احتیاط کریں واللہ اعلم۔ اور بلوغ اشد کا ذکر توطیۃ ذکر اربعین کا ہے اور بلغ اربعین سنۃ سے تقیید حکم کی مقصود نہیں کہ اس سے کم میں ایسا نہ ہونا چاہیے بلکہ مقصود یہ ہے کہ چالیس برس کے بعد پھر غفلت نہ ہونی چاہیے کیونکہ جوانی میں قوۃ عقلیہ مغلوب ہوتی ہے اور چالیس سال پر قوۃ عقلیہ کامل و غالب ہوتی ہے تو اُسوقت توجہ الی اللہ بہت ضرور ہے اور اگر آیت کا مورد کوئی خاص قصہ ہے جیسا درمنثور میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ یہ حضرت صدیقؓ کی شان میں ہے اور انہوں نے یہ بات چالیس سال کی عمر میں کہی تھی چنانچہ وہ اس طرح پوری ہوئی کہ یہ خود تو مع اپنی اولاد کے پہلے ہی اسلام لائے ہوئے تھے فتح مکہ کے بعد انکے والد ابو قحافہ بھی مسلمان ہوگئے تھے اور انکی والدہ اُم الخیر بھی مسلمان تھیں کذا فی الروح والخازن تو تخصیص اربعین کی وجہ ظاہر ہے گو محققین عموم پر محمول کرتے ہیں اور روایات خصوص مورد کو اسپر محمول کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ بھی اسکے اول مصداق ہیں اور دوسری آیت والذی قال لوالدیہ الخ کو جو مروان نے حضرت عبد الرحمٰن بن ابی بکرؓ کی شان میں بتلایا ہے صحیح بخاری میں حضرت عائشہؓ سے اسکی تکذیب منقول ہے مروان نے محض عداوت سے کہدیا تھا ویؤیدہ قولہ تعالی حق علیہم القول لان ایمانہ رض یستلزم عدم دخولہ فی الذین حق علیہم القول فافہم۔ اھ جتنے قیود دونوں مضمونوں میں ہیں وہ سب تمثیل ہے تخصیص نہیں چنانچہ جزا و سزا مجموعہ قیود پر موقوف نہیں۔ اور استمتاع سے مراد مطلق استمتاع نہیں کہ وہ غیر مذموم ہے بلکہ استمتاع مودی الی الکفر جیسا تقریر ترجمہ میں اس طرف اشارہ ہے ربط اوپر آیات متصلہ میں اہل مکہ کو سُنانے کے لیے کفر اور انہماک فی الدنیا کی قباحت اور مذمت مذکور ہے آگے قصہ عاد کی کہ وہ بھی عرب تھے تذکیر ہے جس سے مقصود مضمون بالا کی تاکید و تقریر ہے۔

قصہ عاد

وَاذْكُرْ اَخَا عَادٍ ؕ اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ بِالْاَحْقَافِ وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖۤ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ۝ قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا لِتَاْفِكَنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ۝ قَالَ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۖ٘ وَاُبَلِّغُكُمْ مَّاۤ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَلٰكِنِّیْۤ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ۝ ۲۳

اللغات الاحقاف جمع حقف ہو المعوج من الرمل کذا فی القاموس وفی الروح رمل مستطیل فیہ اعوجاج اھ العارفین

النحو وقد خلت الخ جملۃ معترضۃ کذا فی المدارک ۱۲

فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ۚ بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ ۚ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ

سو اُن لوگوں نے جب اُس بادل کو اپنی وادیوں کے مقابل آتا دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ تو بادل ہی جو ہم پر برسے گا نہیں بلکہ یہ وہی ہی جس کی تم جلدی مچاتے تھے - ایک آندھی ہی جس میں دردناک عذاب ہی -

تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍۭ بِاَمْرِ رَبِّهَا فَاَصْبَحُوْا لَا يُرٰٓى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ ۚ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ وَلَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ فِيْمَآ اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ فِيْهِ

وہ ہر چیز کو اپنے رب کے حکم سے ہلاک کر دیگی چنانچہ وہ ایسے ہو گئے کہ بجز اُنکے مکانات کے اور کچھ نہ دکھلائی دیتا تہا ہم مجرموں کو یوں ہی سزا دیا کرتے ہیں - اور ہم نے اُن لوگوں کو اُن باتوں میں قدرت دی تھی کہ تم کو اُن باتوں میں قدرت نہیں دی

وَجَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَّاَبْصَارًا وَّاَفْـِٕدَةً ۖ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَآ اَبْصَارُهُمْ وَلَآ اَفْـِٕدَتُهُمْ مِّنْ شَيْءٍ اِذْ كَانُوْا يَجْحَدُوْنَ

اور ہم نے اُن کو کان اور آنکھ اور دل دیئے تھے سو چونکہ وہ لوگ آیات الٰہیہ کا انکار کرتے تھے اس لیے نہ اُن کے کان اُن کے کچھ کام آئے اور نہ اُن کی آنکھیں

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرٰى وَصَرَّفْنَا الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝

اور نہ اُن کے دل اور جس کی وہ ہنسی کیا کرتے تھے اُسی نے اُن کو آگھیرا - اور ہم نے تمہارے آس پاس کی اور بستیاں بھی غارت کی ہیں اور ہم نے بار بار اپنی نشانیاں بتلائی تھیں تاکہ وہ باز آئیں -

فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍۭ بِاَمْرِ رَبِّهَا فَاَصْبَحُوْا لَا يُرٰٓى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ وَلَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ فِيْمَآ اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ فِيْهِ وَجَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَّاَبْصَارًا وَّاَفْـِٕدَةً ۖ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَآ اَبْصَارُهُمْ وَلَآ اَفْـِٕدَتُهُمْ مِّنْ شَيْءٍ اِذْ كَانُوْا يَجْحَدُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝

اور آپ قوم عاد کے بھائی (یعنی ہود علیہ السلام) کا (الخ) ذکر کیجیے جبکہ اُنہوں نے اپنی قوم کو جو کہ ایسے مقام پر رہتے تھے کہ وہاں ریگ کے مستطیل خمدار تودے تھے (یہ تقیید استحضار فی ذہن الناظرین کے لیے ہی) اس (بات) پر (عذاب الٰہی سے) ڈرایا کہ تم خدا کے سوا کسی کی عبادت مت کرو (ورنہ تم پر عذاب نازل ہوگا) اور (یہ ایسی ضروری اور صحیح بات ہی کہ) ان (ہود علیہ السلام) سے پہلے اور اُن سے پیچھے (اسی مضمون کے متعلق) بہت سے ڈرانے والے (پیغمبر اب تک) گذر چکے ہیں (اور عجب نہیں کہ ہود علیہ السلام نے اُن سب کا متفق ہونا دعوت الی التوحید میں اُن کے سامنے بیان کیا ہو پس جملہ وقد خلت النذر کا بیچ میں بڑھا دینا ان فوائد کے لیے ہی کہ مضمون دعوت کی تاکید ہو جاوے اور ہود علیہ السلام نے انذار میں یہ فرمایا کہ) مجکو تم پر ایک بڑے (سخت) دن کے عذاب کا اندیشہ ہی (ورنہ توحید قبول کرلو) وہ کہنے لگے کیا تم ہمارے پاس اس ارادہ سے آئے ہو کہ ہمکو ہمارے معبودوں سے پھیر دو سو (ہم تو پھرنے والے ہیں نہیں باقی) اگر تم سچے ہو تو جس (عذاب) کا تم ہم سے وعدہ کرتے ہو اُسکو ہم پر واقع کر دو اُنہوں نے فرمایا کہ پورا علم تو خدا ہی کو ہی (کہ عذاب کب تک آویگا) اور مجکو تو جو پیغام دیکر بھیجا گیا ہی میں تم کو وہ پہونچا دیتا ہوں (چنانچہ اُنمیں مجھ سے یہ بھی کہا گیا ہی کہ تم پر عذاب آویگا میں نے تمکو اطلاع کر دی اس سے زیادہ نہ مجکو علم ہی اور نہ قدرت) لیکن میں تمکو دیکھتا ہوں کہ تم لوگ نری جہالت کی باتیں کرتے ہو (کہ ایک تو توحید کو نہیں قبول کرتے پھر اپنے مُنہ سے بلا مانگتے ہو پھر مجھ پر اُس کی فرمایش کرتے ہو البتہ اپنے صدق کا میں مدعی ہوں جسپر دلیل قائم کر چکا ہوں اور جس واقعہ میں تمکو شبہ ہی اُس کا وقت وقوع مجکو نہیں بتلایا گیا ہاں نفس وقوع کو جب اللہ چاہے دیکھ لینا غرض جب کسی طرح اُنہوں نے حق کو قبول نہ کیا اب عذاب کا اس طرح سامان شروع ہوا کہ اول ایک بادل اُٹھا) سو اُن لوگوں نے جب اُس بادل کو اپنی وادیوں کے مقابل آتا دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ تو بادل ہی جو ہم پر برسیگا (ارشاد ہوا کہ) نہیں (برسنے والا بادل) نہیں بلکہ یہ وہی (عذاب) ہی جسکی تم جلدی مچاتے تھے (کہ وہ عذاب جلدی لاؤ اور اس بادل میں) ایک آندھی ہی جسمیں دردناک عذاب ہی وہ (آندھی) ہر چیز کو (جسکے ہلاک کرنے کا حکم ہوگا) اپنے رب کے حکم سے ہلاک کر دیگی چنانچہ (وہ آندھی چھٹی اور آدمیوں کو اور مواشی کو اُٹھا اُٹھا کر پٹک دیتی تھی جس سے) وہ ایسے (تباہ) ہوگئے کہ بجز اُنکے مکانات کے اور کچھ (آدمی اور حیوان) نہ دکھلائی دیتا تہا ہم مجرموں کو یوں ہی سزا دیا کرتے ہیں اور ہم نے اُن (قوم عاد کے) لوگوں کو اُن باتوں میں قدرت دی تھی کہ تمکو اُن باتوں میں قدرت نہیں دی (مراد ان باتوں سے وہ تصرفات ہیں جو قوت جسمی و مالی پر موقوف ہیں) اور ہم نے اُن کو کان اور آنکھ اور دل (سب ہی کچھ) دیئے تھے سو چونکہ وہ لوگ آیات الٰہیہ کا انکار کرتے تھے اسلیے (جب اُنپر عذاب آیا تو) نہ اُنکے کان اُنکے ذرا کام آئے اور نہ اُنکی آنکھیں اور نہ اُن کے دل اور جس (عذاب) کی وہ ہنسی کیا کرتے تھے اُسی نے اُن کو آگھیرا (یعنی نہ اُنکے حواس اُنکو عذاب سے بچا سکے اور نہ اُن کی تدبیر جس کا ادراک قلب ہوتا ہی اور نہ اُن کی قوت پس تمہاری تو کیا حقیقت ہی) ف ان لوگوں کا مسکن بقول اکثر بلاد یمن میں تہا اور وہاں ریگ کے تودے تھے عرب کے لوگ تجارت کے لیے اکثر سفر کیا کرتے تو اُن مقامات پر گذرتے تھے - اور آدمیوں کا اور مواشی کا اُس ہوا میں اُڑے اُڑے پھرنا در منثور میں ابن عباسؓ سے مروی ہی - اور وادی کہتے ہیں نشیب زمین کو جہاں پانی جمع ہو جاتا ہی اسی وجہ سے کبھی اُس کا ترجمہ میدان سے کیا جاتا ہی اور کبھی ندی نالہ سے - ربط اوپر عاد کا قصہ تفصیلاً مذکور تہا آگے اور امم ہالکہ کا قصہ کہ اہل مکہ کے مساکن پر بھی گذرتے تھے اجمالاً مذکور ہی - **قصہ اجمالیہ بعض دیگر امم مہلکہ** وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرٰى وَصَرَّفْنَا الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝

فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً ؕ بَلْ ضَلُّوْا عَنْهُمْ ۚ وَذٰلِكَ اِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝ وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ

سو خدا کے سوا جن جن چیزوں کو انہوں نے خدا تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کو اپنا معبود بنا رکھا تھا انہوں نے ان کی مدد کیوں نہ کی۔ بلکہ وہ سب اُن سے غائب ہو گئے۔ اور وہ محض اُن کی تراشی ہوئی اور گھڑی ہوئی بات ہے۔ اور جبکہ ہم جنات کی ایک جماعت کو

نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ۝ قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ

آپکی طرف لے آئے جو قرآن سننے لگے تھے۔ غرض جب وہ لوگ قرآن کے پاس آ پہونچے تو کہنے لگے کہ خاموش رہو۔ پھر جب قرآن پڑھا جا چکا تو وہ لوگ اپنی قوم کے پاس خبر پہونچانے کے واسطے واپس گئے کہنے لگے کہ اے بھائیو ہم ایک کتاب سُنکر آئے ہیں جو

مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ

موسیٰ کے بعد نازل کی گئی ہے جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے حق اور راہ راست کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ اے بھائیو تم اللہ کی طرف بُلانے والے کا کہنا مانو اور اُس پر ایمان لے آؤ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف کر دے گا

وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ وَمَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْاَرْضِ وَلَيْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءُ ۚ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝

اور تم کو عذاب دردناک سے محفوظ رکھے گا۔ اور جو شخص اللہ کی طرف بُلانے والے کا کہنا نہ مانے گا تو وہ زمین میں ہرا نہیں سکتا اور خدا کے سوا اور کوئی اُس کا حامی بھی نہ ہوگا۔ ایسے لوگ صریح گمراہی میں ہیں۔

فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً ؕ بَلْ ضَلُّوْا عَنْهُمْ ۚ وَذٰلِكَ اِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝ اور ہم نے تمہارے آس پاس کی اور بستیاں بھی (اس کفر و شرک کے سبب) غارت کی ہیں (جیسے ثمود و قوم لوط کہ شام کو جاتے ہوئے ان کے مساکن سے گذرتے تھے اور چونکہ مکہ سے ایک طرف یمن ہے دوسری جہت میں شام ہے اسلئے ملحوظ کر فرمایا) اور ہم نے ہلاک کرنے سے پہلے (ان کی فہمایش کے لیے) بار بار اپنی نشانیاں (اُنکو) بتلا دی تھیں تاکہ وہ (کفر و شرک سے) باز آئیں (مگر باز نہ آئے اور ہلاک ہوئے) سو خدا کے سوا جن جن چیزوں کو انہوں نے خدا تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کو اپنا معبود بنا رکھا تھا (کہ یہ مصیبت میں ہمارے کام آوینگے ہلاک و عذاب کے وقت) اُنہوں نے ان کی مدد کیوں نہ کی بلکہ وہ سب اُن سے غائب ہو گئے اور وہ (معبود اور شفیع سمجھنا) محض اُن کی تراشی ہوئی اور گھڑی ہوئی بات ہے (اور کہیں واقع میں وہ شفیع یا معبود تھوڑا ہی تھے) ربط اوپر بما کنتم تستکبرون فی الارض بغیر الحق وبما کنتم تفسقون میں کفار مکہ کو سُنانے کے لیے کفر و استکبار کی مذمت مذکور ہے آگے اسی کی تاکید کے لیے بطور تعریض کے بعض جنات کے اسلام لانے کا قصہ بیان فرمایا جاتا ہے جسکا حاصل مقصود باعتبار مقام کے یہ ہے کہ جنات جو کہ تکبر میں انسان سے زیادہ ہوتے ہیں وہ تو تکبر چھوڑ کر کفر سے دست بردار ہو گئے مگر تم کہ انسان ہو تکبر اور کفر سے باز نہیں آتے اور جن جنات کے ایمان لانے کا اس آیت میں ذکر ہے اُن کا قصہ حدیثوں میں اس طرح آیا ہے کہ جب بعثت نبویہ کے وقت جنات کو آسمانی خبریں سُننے سے بذریعہ شہب روک دیا گیا تو جنات میں تذکرہ ہوا کہ اس کا سبب تحقیق کرنا چاہیئے کہ کونسا نیا واقعہ دنیا میں ہوا ہے جسکے سبب یہ امر ہو گیا جنات مختلف اقطار میں تحقیق کے واسطے روانہ ہوئے بعضے جنات حجاز کی طرف بھی چلے اُس روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم مع اپنے چند اصحاب کے بطن نخلہ میں کہ ایک مقام کا نام ہے تشریف رکھتے تھے اور سوق عکاظ کو تشریف لیجانے کا قصد تھا (غالباً بغرض دعوت اسلام و تبلیغ دین تشریف لیجاتے تھے) غرض آپ صبح کی نماز پڑھا رہے تھے جو وہ جنات یہاں پہونچے قرآن سُنکر کہنے لگے کہ بس وہ نئی بات جو ہمارے اور خبر آسمانی کے درمیان حائل ہو گئی یہ ہے رواہ احمد و عبد بن حمید والشیخان والترمذی والنسائی وجماعۃ عن ابن عباس رضؓ اور ایک روایت میں ہے کہ وہ جنات جب یہاں آئے باہم کہنے لگے کہ خاموش ہو کر قرآن سنو جب آپ نماز صبح سے فارغ ہوئے معتقد اور مومن ہو کر اپنی قوم کے پاس واپس گئے اور اُنکو خبر اور ایمان کی ترغیب دی اور آپکو ان کے آنے جانے کی خبر نہیں ہوئی یہانتک کہ سورہ جن کے نزول سے آپکو خبر دی گئی رواہ ابن المنذر عن عبد الملک۔ اور ایک روایت میں ہے کہ یہ جن اہل نصیبین سے تھے اور نو شخص تھے جب انہوں نے اپنی قوم کو خبر پہونچائی تو انہیں سے پھر تین سو اشخاص اسلام لانے کے لیے حاضر خدمت ہوئے رواہ ابو نعیم والواقدی عن کعب الاحبار والروایات کلہا فی الروح۔ اور دوسری حدیثوں میں جنات کے آنے کی اور طور پر بھی روایتیں آئی ہیں مگر چونکہ یہ سب واقعات متعددہ ہیں اسلیے تعارض کا شبہہ نہ کیا جاوے کذا قالوا ویؤیدہ ما اخرجہ الطبرانی فی الاوسط وابن مردویہ عن الحبر انہ قال صرفت الجن الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرتین اھ ای مرۃ بعد مرۃ لما قال الخفاجی انہ قد دلت الاحادیث علی ان وفادۃ الجن کانت ست مرات کذا فی الروح۔

قصۂ ایمان آوردن جن و وعظ شان بقوم خود

وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ۝ قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ وَمَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْاَرْضِ وَلَيْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءُ ۚ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝

النحو قوله الذين اتخذوا الخ في المدارك اول مفعولي اتخذوا المحذوف اي اتخذوهم والثاني آلهة وقربانا حال ۱۲

البلاغة

قوله قربانا سمي به ما يتقرب به الى الله تعالى على الخطاب ـ قوله وذلك افكهم وما كانوا يفترون كرر معنى لاقتضاء المقام التأكيد ـ قوله اولياء جمع الاولياء باعتبار معنى من ليكون من باب مقابلة الجمع بالجمع لانقسام الآحاد على الآحاد ۱۲

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِيَ الْمَوْتٰى بَلٰٓى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۝

کیا ان لوگوں نے یہ نہ جانا کہ جس خدا نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا اور اُن کے پیدا کرنے میں ذرا نہیں تھکا وہ اس پر قدرت رکھتا ہے کہ مردوں کو زندہ کر دے کیوں نہ ہو بے شک وہ ہر چیز پر قادر ہے

وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ۝

اور جس روز کافر لوگ دوزخ کے سامنے لائے جاویں گے کیا یہ دوزخ امر واقعی نہیں ہے - وہ کہیں گے کہ ہم کو اپنے پروردگار کی قسم ضرور امر واقعی ہے - ارشاد ہوگا تو اپنے کفر کے بدلہ میں اس کا عذاب چکھو -

اور (ان سے اُسوقت کا قصہ ذکر کیجیے) جبکہ ہم جنات کی ایک جماعت کو آپ کی طرف لے آئے جو (اخیر میں یہاں پہونچ کر) قرآن سُننے لگے تھے غرض جب وہ لوگ قرآن (کے پڑھے جانے کے موقع) کے پاس آپہونچے تو (آپس میں) کہنے لگے کہ خاموش رہو (اور اس کلام کو سنو) پھر جب قرآن پڑھا جاچکا (یعنی جتنا اُسوقت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو نماز میں پڑھنا تھا ختم ہوچکا) تو وہ لوگ (اُسپر ایمان لے آئے اور) اپنی قوم کے پاس (اسکی) خبر پہونچانے کے واسطے واپس گئے (اور جاکر اُن سے) کہنے لگے کہ اے بھائیو ہم ایک (عجیب) کتاب سُن کر آئے ہیں جو موسیٰ (علیہ السلام) کے بعد نازل کی گئی ہے جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے (اور دین) حق اور راہ راست کی طرف رہنمائی کرتی ہے (یہ تو اثبات واخبار واظہار ہے حقیقت دین اسلام کا آگے امر ہے اُسکے قبول کرنے کا اول ترغیباً پھر ترہیباً یعنی) اے بھائیو تم اللہ کی طرف بُلانے والے کا کہنا مانو (مراد داعی سے قرآن یا نبی ذی شان ہیں) اور (کہنا ماننا یہ ہے کہ) اُس پر ایمان لے آؤ (اس میں اشارہ ہوگیا کہ وہ ایمان لانے کی طرف داعی ہے نہ کہ اور کسی دنیوی غرض کی طرف پس اگر تم ایسا کروگے تو) اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف کردیگا اور تمکو عذاب دردناک سے محفوظ رکھیگا اور جو شخص اللہ کی طرف بُلانے والے کا کہنا نہ مانیگا تو وہ زمین (کے کسی حصہ) میں (بھاگ کر خدا کو) ہرا نہیں سکتا (یعنی اس طرح کہ ہاتھ نہ آئے) اور (جیسا وہ خود نہیں بچ سکتا اسی طرح) خدا کے سوا اور کوئی اُسکا حامی بھی نہ ہوگا (کہ وہ اُسکو بچا سکے اور) ایسے لوگ صریح گمراہی میں (مبتلا) ہیں (کہ باوجود قیام دلائل کے داعی کے حق ہونے پر پھر اُسکی اجابت نہ کریں) ف ان بعد موسیٰ کہنے سے بعض علماء نے یہ سمجھا ہے کہ وہ جن یہودی تھے لیکن اسکی کوئی دلیل نقلی نہیں اور استنباط مذکور ناکافی ہے اور اس کہنے کی وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ انجیل اکثر شرائع میں توراۃ کے تابع ہے اور قرآن مثل توراۃ کے مستقل ہے پس مقصود بیان کرنا تشابہ کا ہو کہ جیسی کتاب مستقل موسیٰ علیہ السلام پر آئی تھی اُس شان کی کتاب موسیٰ علیہ السلام کے بعد یہ آئی ہے - رہا یہ کہ اُنہوں نے تھوڑا سا قرآن سُنکر یہ کیسے پہچان لیا جواب یہ ہے کہ کسی قرینہ مضمون یا طرز بیان یا جلالت شان سے ظناً معلوم ہوا ہوگا اور وہ ظن واقع کے موافق نکل آیا - اور من ذنوبکم میں بعض نے من تبعیضیہ اسلیے لیا ہے کہ اسلام سے حقوق العباد معاف نہیں ہوتے اور بعض نے زائدہ لیا ہے اور اسلام سے کل ذنوب کے معاف ہونے میں حقوق العباد کا اشکال لازم نہیں آتا کیونکہ جو حقوق ذنوب ہیں مثل قتل وغیرہ اُن کا معاف ہونا تو متفق علیہ ہے اور جو حقوق غیر ذنوب ہیں مثل قرض وغیرہ وہ ذنوبکم میں داخل ہی نہیں پھر تبعیض کی کوئی حاجت نہیں - اور جنات کو عقاب ہونا کفر ومعصیت پر متفق علیہ ہے اور ثواب جنت ملنا ایمان وطاعت پر متکلم فیہ ہے جمہور تو اسکے قائل ہیں للعمومات الشرعیۃ وبالخصوص قولہ تعالیٰ لم یطمثھن انس قبلھم ولا جان وقولہ تعالیٰ فی سورۃ الانعام بعد ذکر الانس والجن ولکل درجات مما عملوا اور امام ابوحنیفہ رح نے غایت احتیاط سے بوجہ کسی خاص نص قطعی الثبوت وقطعی الدلالۃ کے نہ پائے جانے کے اس میں توقف فرمایا ہے کما فی الروح وقال النسفی فی التیسیر توقف ابوحنیفۃ فی ثواب الجن ونعیمھم لانہ لا استحقاق للعبید علی اللہ تعالیٰ ولم یقل بطریق الوعد فی حقھم الا المغفرۃ والاجارۃ من العذاب واما نعیم الجنۃ فموقوف علی الدلیل اھ اور یہ جو امام صاحب کا قول مشہور ہوگیا ہے کہ وہ اُنکے عدم دخول فی الجنۃ کے قائل ہیں غالباً توقف کی تقریر میں ناقلین کو غلطی ہوئی ہے واللہ اعلم - اور حق اور طریق مستقیم میں یا تو اصول وفروع کا تغایر مانا جاوے یا عطف صفۃ علی اُخری کے قبیل سے ہو ربط اوپر آیت یوم یعرض الذین کفروا میں مجازاۃ قیامت کا ذکر تھا اور متصل کی آیتوں میں بھی یجرکم من عذاب الیم کے بعد لیس لہ من دونہ اولیاء کا آنا مشیر تھا عذاب قیامت کی طرف چونکہ بعضے خود امکان قیامت ہی کے منکر تھے اسلیے آگے اولاً اُسکا امکان پھر اُسکا اور اس میں عذاب کا وقوع اور پھر اُسپر امر تسلیہ رسول وتعلیم صبر کی تفریع اور اسکی تاکید کے لیے بعنوان کلی کفار کی تقریع ارشاد فرماتے ہیں -

تقریر معاد وعقوبت اہل عناد وتسلیہ خیر العباد صلی اللہ علیہ وسلم الی یوم التناد

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِيَ الْمَوْتٰى بَلٰٓى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۝ ۳۳
وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ۝ ۳۴

البلاغۃ قولہ بقادر فی الکشاف محلہ الرفع لانہ خبر ان یدل علیہ قراءۃ عبداللہ قادر وانما دخلت الباء لاشتمال النفی فی اول الآیۃ علی اَن وما فی حیزھا وقال الزجاج لو قلت ما ظننت ان زیدا بقائم جاز کانہ قیل الیس اللہ بقادر الا تری ۱۲ وقوع بلی مقررۃ للقدرۃ علی کل شیٔ من البعث وغیرہ لا للرؤیتہم - قولہ وربنا فی الروح واکدوا بالقسم کانہم یطمعون فی الخلاص بالاعتراف بحقیقۃ ذلک کما فی الدنیا وانی لہم ۱۲

ملحقات الترجمۃ
۳۱ قولہ فی یستمعون جو اخیر میں پہونچ اشارۃ الی کون اللیالی مقدرۃ ۱۲
۳۲ قولہ فی منذرین خبر اللہ تقیید علی الطلاق ۱۲

فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِل لَّهُمْ ۚ كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوعَدُونَ لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً

تو آپ صبر کیجیے جیسا اور ہمت والے پیغمبروں نے صبر کیا تھا اور ان لوگوں کے لیے جلدی نہ کیجیے جس روز یہ لوگ اس چیز کو دیکھیں گے جسکا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے تو گویا یہ لوگ دن بھر میں ایک گھڑی

مِّن نَّهَارٍ ۚ بَلَاغٌ ۚ فَهَلْ يُهْلَكُ إِلَّا الْقَوْمُ الْفَاسِقُونَ ○

رہے ہیں یہ پہونچا دینا ہے سو وہی برباد ہونگے جو نافرمانی کریں گے۔

رکوع ۹ ع ۴

سُورَةُ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ مَدَنِيَّةٌ | بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ○ | وَهِيَ ثَمَانٍ وَثَلَاثُونَ آيَةً

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ أَضَلَّ أَعْمَالَهُمْ ○ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَآمَنُوا

جو لوگ کافر ہوئے اور اللہ کے رستہ سے روکا خدا نے اُن کے عمل کالعدم کر دیئے اور جو لوگ ایمان لائے اور اُنہوں نے اچھے کام کیے اور وہ اُس سب پر ایمان لائے

بِمَا نُزِّلَ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَهُوَ الْحَقُّ مِن رَّبِّهِمْ

جو محمد پر نازل کیا گیا ہے اور وہ اُن کے رب کے پاس سے امر واقعی ہے۔

فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِل لَّهُمْ ۚ كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوعَدُونَ لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً مِّن نَّهَارٍ ۚ بَلَاغٌ ۚ فَهَلْ يُهْلَكُ إِلَّا الْقَوْمُ الْفَاسِقُونَ ○ کیا ان لوگوں نے یہ نہ جانا کہ جس خدا نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا اور اُن کے پیدا کرنے میں ذرا نہیں تھکا وہ اس پر (بدرجہ اولیٰ) قدرت رکھتا ہے کہ مُردوں کو (قیامت میں) زندہ کر دے (اور وہ اس پر قادر) کیوں نہ ہو بیشک وہ (تو) ہر چیز پر قادر ہے (یہ تو امکان ثابت ہوا) اور جس روز (اُس کا وقوع ہوگا اور) کافر لوگ دوزخ کے سامنے لائے جاوینگے (اور ان سے پوچھا جاویگا کہ) کیا یہ دوزخ امر واقعی نہیں ہے (جیسا دُنیا میں اس کی واقعیت کی نفی کیا کرتے تھے قال تعالیٰ وما نحن بمعذبین) وہ کہینگے کہ ہم کو اپنے پروردگار کی قسم ضرور امر واقعی ہے ارشاد ہوگا (اچھا) تو اپنے کفر کے بدلے میں (جس میں انکار دوزخ بھی آگیا) اس (دوزخ) کا عذاب چکھو (آگے تسلیہ کی تفریع ہے کہ جب ان سے انتقام کفر کا لیا جانا معلوم ہوگیا) تو آپ (ویسا ہی) صبر کیجیے جیسا اور ہمت والے پیغمبروں نے صبر کیا تھا اور ان لوگوں کے لیے (انتقام الٰہی کی) جلدی نہ کیجیے (جسکو آپ انتصار للمسلمین کی حیثیت سے چاہتے تھے اور عجب تر یہ ہے کہ وہ مستحقین عذاب استعجال کرتے ہیں اور عجب تر ہونا ظاہر ہے کہ مدعی اگر مدعیٰ علیہ کی سزا جلدی چاہے تو بعید نہیں لیکن مدعیٰ علیہ اگر اپنی سزا جلدی چاہے نہایت امر عجیب ہے سو گو حکمت الٰہیہ سے عذاب مستعجل نہیں ہوگا لیکن مشاہدہ کے وقت ان پر اُس کا وہی اثر ہوگا جو عذاب مستعجل کا ہوتا ہے کیونکہ) جس روز یہ لوگ اُس چیز کو (یعنی عذاب کو) دیکھینگے جسکا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے تو (اُس وقت غایت شدت عذاب سے ایسا معلوم ہوگا کہ) گویا یہ لوگ (دُنیا میں) دن بھر میں ایک گھڑی رہے ہیں (یعنی دنیا کی مدت طویلہ قصیر معلوم ہوگی اور یہی معلوم ہوگا کہ مستعجلاً عذاب آگیا آگے کفار کو تقریع ہے کہ) یہ (خدا کی طرف سے اتمام حجت کے لیے) پہونچا دینا ہے (جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت ہو چکا) سو (اسکے بعد) وہی برباد ہونگے جو نافرمانی کرینگے (کیونکہ بعد تبلیغ کے کوئی عذر نہیں رہا اور رسول کا اسمیں کوئی ضرر نہیں اس سے تاکید تسلیہ کی بھی ہوگئی) ف اولوا العزم سے محققین نے سب پیغمبر مراد لیے ہیں کیونکہ سب کا اہل عزم و اہل ہمت ہونا ظاہر ہے اور من الرسل میں کلمہ من بیانیہ ہے اور چونکہ حسب ارشاد وفضلنا بعضھم علی بعض اس صفت میں بعض رسل کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اوروں سے بڑھے ہوئے ہیں اس بناء پر یہ لقب بعض خاص رسل کا بھی مشہور ہو گیا ہے جیسا اعلام غالبہ میں ہوتا ہے اور انکی تعیین میں بھی اختلاف ہے اور اکثر کا قول یہ ہے کہ اولوالعزم بالمعنی الثانی وہ ہیں جنکا ذکر خصوصیت سے سورۂ احزاب کی اس آیت میں ہے واذ اخذنا من النبیین میثاقھم ومنک ومن نوح وابراھیم وموسیٰ وعیسیٰ بن مریم الخ واللہ اعلم۔ سورہ احقاف ختم ہوئی آگے سورہ محمد آتی ہے۔

سورۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مدنیۃ وقیل مکیۃ وآیہا تسع او ثمان وثلثون کذا فی البیضاوی والاکثر علی الاول وضعف الثانی۔ ربط سورت سابقہ کے ختم پر فاسقین یعنی کفار کی مذمت مذکور تھی اور اُس سے اوپر وعظ جن میں مومنین کی فضیلت اور کفار کی مذمت کا ذکر تھا اس سورت کے شروع میں بھی یہی مدح اور ذم مذکور ہے۔

تہجین کافرین وتحسین مومنین

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ○ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ أَضَلَّ أَعْمَالَهُمْ ○ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَآمَنُوا بِمَا نُزِّلَ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَهُوَ الْحَقُّ مِن رَّبِّهِمْ

البلاغۃ قولہ صدوا وانی بتقیید الکافر بالصد وعدم تقیید المومن بھدایۃ غیرہ اشارۃ الی ان الغضب یتوجہ اذا اجتمع النوع من المعصیۃ بخلاف الرحمۃ فانہا تتوجہ الی من عندہ عمل واحد ۱۲	النحو بلاغ ای ہذہ تبلیغ من اللہ من الرسول ۱۲

كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَاَنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۭ كَذٰلِكَ

اللہ تعالیٰ ان کے گناہ ان پر سے اُتار دے گا اور اُن کی حالت درست رکھے گا - یہ اس وجہ سے ہے کہ کافر تو غلط رستہ پر چلے اور اہل ایمان صحیح رستہ پر چلے جو اُن کے رب کی طرف سے ہے - اللہ تعالیٰ اسی طرح

يَضْرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ ۝ فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ ۭ حَتّٰٓى اِذَآ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ ۙ فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ

لوگوں کے لیے اُن کے حالات بیان فرماتا ہے - سو تمہارا جب کفار سے مقابلہ ہو جاوے تو اُن کی گردنیں مارو - یہاں تک کہ جب تم اُن کی خوب خونریزی کر چکو تو خوب مضبوط باندھ لو پھر اس کے بعد یا تو بلا معاوضہ چھوڑ دینا

وَاِمَّا فِدَاۗءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا ڕ

اور یا معاوضہ لیکر چھوڑ دینا جب تک کہ لڑنے والے اپنے ہتھیار نہ رکھ دیں -

ربع

مع ۱۳

كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَاَنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۭ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ ۝ جو لوگ (خود بھی) کافر ہوئے اور (دوسروں کو بھی) اللہ کے رستہ سے روکا (جیسا رؤسا رکفار کی عادت تھی کہ جان اور مال ہر طرح سے اُسمیں کوشش کرتے تھے سو) خدا نے اُن کے عمل کالعدم کر دیئے (یعنی جن کاموں کو وہ نیک سمجھ رہے ہیں بوجہ عدم ایمان کے وہ مقبول نہیں بلکہ اُنہیں سے بعضے کام اور اُلٹے موجب عقاب ہیں جیسے انفاق بغرض صد عن سبیل اللہ کما قال تعالیٰ فسینفقونہا ثم تکون علیہم حسرۃ الخ) اور (برخلاف ان کے) جو لوگ ایمان لائے اور اُنہوں نے اچھے کام کیے اور (اُن کے ایمان کی کیفیت تصریحاً بیان کرتے ہیں کہ) وہ اُس سب پر ایمان لائے جو محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) پر نازل کیا گیا ہے اور وہ (جو نازل کیا گیا ہے وہ) اُنکے رب کے پاس سے (آیا ہوا) امر واقعی (بھی) ہے (جسکا ماننا ہی بھی ضروری سو) اللہ تعالیٰ انکے گناہ اُن پر سے اُتار دیگا (یعنی معاف کر دیگا) اور (دونوں جہان میں) اُنکی حالت درست رکھیگا (دنیا میں تو اس طرح کہ اُنکو اعمال صالحہ کی توفیق بڑھتی جاویگی اور آخرت میں اس طرح کہ اُنکو نجات ہوگی اور) یہ (جو مؤمنین کی خوش حالی اور کفار کی بدحالی بیان کی گئی) اس وجہ سے ہے کہ کافر تو غلط رستہ پر چلے اور اہل ایمان صحیح رستہ پر چلے جو اُن کے رب کی طرف سے (آیا) ہے (اور غلط رستہ کا موجب ناکامی ہونا اور صحیح رستہ کا سبب کامیابی ہونا ظاہر ہے اسلیے وہ ناکام ہوئے اور یہ کامیاب ہوئے اور اگر اسلام کے صحیح رستہ ہونے میں کوئی شبہہ ہو تو من ربہم سے اُس کا جواب ہو گیا کہ دلیل اسکے صحیح ہونے کی یہ ہے کہ وہ منجانب اللہ ہے اور منجانب اللہ ہونا معجزات نبویہ بالخصوص اعجاز قرآنی سے ثابت ہے اور) اللہ تعالیٰ اسی طرح (جیسے یہ حالت بیان فرمائی) لوگوں کے (نفع وہدایت کے) لیے اُن (مذکورین) کے حالات بیان فرماتا ہے (تاکہ ترغیب ترہیب مفضی الی الہدایت ہو) **ف** اضلال اعمال کے ترتب کے لیے مجموعہ کفر و صد شرط نہیں صرف کفر پر بھی حبط اعمال مرتب ہوتا ہے لیکن اُن لوگوں کی واقعی حالت بیان فرما دی - اور اضل اعمالہم میں آیت ومن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ کے تعارض کا شبہہ نہ کیا جاوے کیونکہ اس حکم یرہ میں عمل مقرون بالایمان شرط ہے - ربط اوپر سے اہل ایمان کا مصلح ہونا اور کفار کا مفسد ہونا بھی مفہوم ہوتا ہے کما دل علیہ قولہ تعالیٰ صدوا وقولہ تعالیٰ عملوا الصلحت آگے بطور تفریع کے بعض احکام متعلق جہاد کے جسکا مبنیٰ مصلحین کے ہاتھ سے مفسدین کا فساد دبانا ہے ارشاد فرماتے ہیں -

بعض احکام متعلقہ جہاد

فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ ۭ حَتّٰٓى اِذَآ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ ۙ فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاۗءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا ڕ (جب کفار ایسے مفسد ہیں تو ہم تمکو اُنکے فساد دفع کرنے کے یہ حکم دیتے ہیں) سو تمہارا جب کفار سے مقابلہ ہو جاوے تو اُنکی گردنیں مارو (یعنی قتل کرو) یہانتک کہ جب تم اُنکی خوب خونریزی کر چکو (جسکی حد یہ ہے کہ اب اگر قتل موقوف کر کے بجائے اسکے قید پر اکتفا کیا جاوے تو محتمل مضرت مسلمین و غلبہ کفار نہ ہو) تو (اُسوقت کفار کو قید کر کے) خوب مضبوط باندھ لو پھر اسکے بعد (علی سبیل منع الجمع تمکو دو باتوں کا اختیار ہے) یا تو بلا معاوضہ چھوڑ دینا اور یا معاوضہ لیکر چھوڑ دینا (اور یہ قید اور قتل جسکے بعد من وفدا جائز ہے اسوقت تک ہے) جب تک کہ لڑنے والے (دشمن) اپنے ہتھیار نہ رکھ دیں (مراد اس سے اسلام اور استسلام میں سے کسی امر کا قبول کرنا ہے پس اگر قتل اور قید سے پہلے اسلام لے آویں یا ذمی ہونا قبول کریں تو اب نہ قتل جائز ہے اور نہ قید جائز ہے) **ف** حنفیہ کے نزدیک یہ آیت سورہ برارت سے منسوخ ہے کہ وہ اس سے نزول میں متاخر ہے تو اگر اما منا واما فداء منع الخلو پر بھی محمول ہو تو بھی مضر نہیں کیونکہ منسوخ ہے و وجہ اُ...

اللغات البال الحال کذا فی القاموس " - اللہم ۱۴۴۱ ۱۳۳۱ [illegible]

فوائد مختلطہ من کل فن من المدارک وغیرہ قولہ لقیتم من اللقاء وہو الحرب قولہ فضرب الرقاب اصلہ فاضربوا الرقاب ضربا وضرب الرقاب عبارۃ عن القتل لان الواجب ان تضرب الرقاب خاصۃ لان قتل الانسان اکثر ما یکون بضرب رقبتہ قولہ اثخنتموہم اکثرتم فیہم القتل - قولہ فشدوا الوثاق فاسروہم والوثاق بالفتح والکسر اسم ما یوثق بہ والمعنی فشدوا الوثاق للاساری حتی لا یفلتوا منکم قولہ فاما منا واما فداء منصوبان بفعلیہما مضمرین ای فاما تمنون منا او تفدون فداء قولہ بعد ای بعد ان تاسروہم - قولہ حتی تضع الحرب اوزارہا اثقالہا والاتہا التی لا تقوم الا بہا کالسلاح والکراع وقولہ حتی تضع متعلق بالضرب والشد فالمعنی انہم یقتلون ویوسرون حتی تضع الحرب الا وزار ابتہی مافی المدارک قولہ حتی تضع الحرب فیہ اسناد مجازی والمسند الیہ الحقیقی ہو اہل الحرب فی الخازن عن الکلبی فی تفسیر حتی یسلموا

ذٰلِكَ ۛ وَلَوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَا۟ بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ ۗ وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝ سَيَهْدِيْهِمْ

یہ حکم بجالانا۔ اور اگر اللہ چاہتا تو ان سے انتقام لے لیتا لیکن تاکہ تم میں ایک کا دوسرے کے ذریعہ سے امتحان کرے۔ اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو ہرگز ضائع نہ کریگا۔ اللہ تعالیٰ ان کو مقصود تک پہنچا دیگا

وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ ۝ وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اور ان کی حالت درست رکھیگا۔ اور ان کو جنت میں داخل کریگا جس کی ان کو پہچان کرادے گا۔ اے ایمان والو اگر تم اللہ کی مدد کروگے تو وہ تمہاری مدد کریگا اور تمہارے قدم جما دے گا۔ اور جو لوگ کافر ہیں

فَتَعْسًا لَّهُمْ وَاَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ۝ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ

ان کیلئے تباہی ہے اور ان کے اعمال کو خدا تعالیٰ کالعدم کر دیگا۔ یہ اس سبب سے ہوا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اتارے ہوئے احکام کو ناپسند کیا سو اللہ نے ان کے اعمال کو اکارت کر دیا۔ کیا یہ لوگ ملک میں چلے پھرے نہیں اور انہوں نے دیکھا نہیں

عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۡ وَلِلْكٰفِرِيْنَ اَمْثَالُهَا ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ ۝ ع ۱۱

کہ جو لوگ ان سے پہلے ہو گذرے ہیں ان کا انجام کیسا ہوا کہ خدا تعالیٰ نے ان پر کیسی تباہی ڈالی اور ان کافروں کے لیے بھی اسی قسم کے معاملات ہونے کو ہیں۔ یہ اس سبب سے ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کا کارساز ہے اور کافروں کا کوئی کارساز نہیں۔

منسوخ نہیں کہتے وہ منع الجمع پر محمول رکھینگے۔ بہرحال اس آیت سے بعض ہوا پرستوں کا استدلال کرنا نفی استرقاق پر محض باطل ہے۔ اور حکم قتل سے نساء و اطفال مستثنیٰ ہیں اور تحقیق اس مقام کی سورہ انفال آیت ماکان لنبی ان یکون له اسری کے تحت میں ملاحظہ فرمالیجاوے۔ ربط اوپر فضرب الرقاب میں مسلمانوں کو کفار سے قتال کرنے کا حکم تھا آگے ذلک سے اُس حکم کی تقریر اور لو یشاء سے اُس حکم کی حکمت اور والذین قتلوا الخ سے قتال میں مسلمانوں کے مقتول ہونے کے متعلق بشارت اور ان تنصروا الخ میں قتال کی ترغیب اور والذین کفروا الخ میں کفار کی مذمت اور وعید اور ذلک بانھم الخ میں اُس مذمت اور وعید کی علت اور افلم یسیروا الخ میں اُس وعید کے وقوع کا دفع استبعاد اور ذلک بان اللہ الخ میں احکام متعلقہ فریقین کی علت مذکور ہے۔

تقریر و حکمت و فضیلت و ترغیب جہاد۔ و ذم و وعید اہل عناد۔ مع بیان علت و دفع استبعاد

ذٰلِكَ ۛ وَلَوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَا۟ بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ ۗ وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝ سَيَهْدِيْهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ ۝ وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَاَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ۝ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۡ وَلِلْكٰفِرِيْنَ اَمْثَالُهَا ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ ۝ یہ حکم جہاد کا جو مذکور ہوا بجا لانا اور دینے جو بعض صورتوں میں کفار سے انتقام لینے کے لیے طریقہ جہاد کا مقرر کیا ہے اس میں حکمت ہے ورنہ اگر اللہ چاہتا تو اُن (کفار) سے (خود ہی دوسرے حوادث خسف و غرق و رجفہ وغیرہ کے واسطہ سے) انتقام لے لیتا (جیسے امم سابقہ سے اسی طرح انتقام لیا گیا اور تم کو جہاد وغیرہ نہ کرنا پڑتا) لیکن (تم کو جہاد کرنے کا حکم اسلیے دیا) تاکہ تم میں ایک کا دوسرے کے ذریعہ سے امتحان کرے (مسلمانوں کا امتحان یہ کہ کون حکم الٰہی کو جان پر ترجیح دیتا ہے اور کفار کا امتحان یہ کہ اس عقوبت سے متنبہ ہو کر کون حق کو قبول کرتا ہے پس اس حکمت کے لیے بھی جہاد مشروع کیا گیا) اور (جہاد میں جیسے قاتل ہونا کامیابی ہے اسی طرح مقتول ہونا بھی ناکامی نہیں ہے چنانچہ) جو لوگ اللہ کی راہ (یعنی جہاد) میں مارے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو (جنمیں وہ عمل بھی آگیا جس کی بدولت وہ مارے گئے) ہرگز ضائع نہ کریگا (جیسا کہ ظاہر متوہم ہو سکتا ہے کہ جب مارا گیا تو اُس کے قتال پر کوئی نتیجہ مطلوبہ مرتب نہیں ہوا اور وہ ضائع گیا سو واقع میں ضائع نہیں ہوا کیونکہ اُس پر دوسرا نتیجہ جو ظاہری نتیجہ سے بدرجہا فائق ہے مرتب ہوا وہ یہ کہ) اللہ تعالیٰ اُن کو (منزل) مقصود تک (جسکا بیان آگے آتا ہے) پہونچا دیگا اور اُنکی حالت (قبر میں اور حشر میں اور صراط پر اور تمام مواقع آخرت میں) درست رکھیگا (کہیں کوئی خرابی اور مضرت اُنکو نہ پہونچیگی) اور (اُس منزل مقصود تک پہونچنے کا بیان یہ ہے کہ) اُن کو جنت میں داخل کریگا جسکی اُنکو پہچان کرادیگا (خواہ علم ضروری کے طور پر یا کسی فرشتہ وغیرہ کے واسطہ سے جس سے باوجودیکہ بے دیکھے بھالے کے ہر جنتی اپنے اپنے درجہ اور مکان میں بے تکلف جا پہونچیگا پس جہاد میں ہر حالت میں کامیابی ہی ہوتی ہے۔ آگے جہاد کی دنیوی کامیابی کو جو کہ مجموعہ مومنین کے متعلق ہے بیان کر کے جہاد کی ترغیب دیتے ہیں کہ) اے ایمان والو اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کروگے تو وہ تمہاری مدد کریگا (جس کا نتیجہ دنیا میں بھی مجموعہ مومنین کا مجموعہ کافرین پر غالب آنا ہے خواہ ابتداءً خواہ انتہاءً اور بعض مومنین کا مقتول ہو جانا یا جماعت مومنین کا کسی معرکہ میں مغلوب ہو جانا اس کے منافی نہیں) اور (اسی طرح دشمنوں کے مقابلہ میں) تمہارے قدم جما دے گا (اسی طرح کا

ملحقات الترجمہ

لے قولہ فی ذلک بجالانا اشارة الی تقدیر العامل ای افعلوا ذلک ۱۲

لے قولہ فی تنصروا اللہ دین اللہ اشارة الی تقدیر المضاف ۱۲

اللغات تعسا فی القاموس الہلاک۔ والعثار۔ والسقوط والشر والبعد والانحطاط وانتصابہ علی المصدر بفعل من لفظہ یجب اضمارہ لانہ للدعاء قولہ دمر اللہ علیہم ای اہلکہم یقال دمرہ اللہ بمعنی اہلکہ ودمر علیہ اذ اہلک ما یختص بہ اہ قلت فالثانی ابلغ من الاول ۱۲

النحو قولہ امثالہا ای العاقبۃ المذکورة فی قولہ عاقبۃ الذین ۱۲

البلاغۃ قولہ تعالیٰ فتعسا لہم فی الروح عن الکشف المراد من قول تعالیٰ لہم اللہم اسعد ان تم دعاءً وذلک لانہ لا یدعیٰ علیٰ شخص الا وہو مستحق لمضمونہ فی قولہ انہ یدعو علیہ دل علی تحقق الہلاک لاسیما وظاہر اللفظ ان الدعاء منہ عزوجل اہ ۱۲

إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ وَالَّذِينَ كَفَرُوا يَتَمَتَّعُونَ

بیشک اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیے ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہونگی اور جو لوگ کافر ہیں وہ عیش کررہے ہیں

وَيَأْكُلُونَ كَمَا تَأْكُلُ الْأَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ۝ وَكَأَيِّن مِّن قَرْيَةٍ هِيَ أَشَدُّ قُوَّةً مِّن قَرْيَتِكَ الَّتِي

اور اس طرح کھاتے ہیں جس طرح چوپائے کھاتے ہیں اور جہنم ان لوگوں کا ٹھکانا ہے اور بہت سی بستیاں ایسی تھیں جو قوت میں آپ کی اس بستی سے بڑھی ہوئی تھیں جس کے رہنے والوں نے آپ کو

أَخْرَجَتْكَ أَهْلَكْنَاهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ۝ أَفَمَن كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ كَمَن زُيِّنَ لَهُ سُوءُ عَمَلِهِ وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُم ۝

گھر سے بے گھر کردیا کہ ہم نے انکو ہلاک کردیا سو اُن کا کوئی مددگار نہ ہوا سو جو لوگ اپنے پروردگار کے واضح رستہ پر ہوں کیا وہ اُن شخصوں کی طرح ہوسکتے ہیں جن کی بدعملی اُنکو مستحسن معلوم ہوتی ہو اور جو اپنی نفسانی خواہشوں پر چلتے ہو

مَّثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ ۖ فِيهَا أَنْهَارٌ مِّن مَّاءٍ غَيْرِ آسِنٍ وَأَنْهَارٌ مِّن لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ

جس جنت کا متقیوں سے وعدہ کیا جاتا ہے اسکی کیفیت یہ ہے کہ اُس میں بہت سی نہریں تو ایسے پانی کی ہیں جس میں ذرا تغیر نہیں ہوگا۔ اور بہت سی نہریں دودھ کی ہیں جن کا ذائقہ ذرا بدلا ہوا نہ ہوگا۔

مطلب یہ ہے کہ مجموع بمقابلہ مجموع کے خواہ ابتداء ہی سے خواہ انتہا میں ثابت قدم رہ کر کفار پر غالب آجاویگا چنانچہ مشاہد ہے یہ تو مسلمانوں کا حال بیان کیا گیا) اور جو لوگ کافر ہیں اُنکے لیے (دنیا میں جبکہ مومنین سے مقابلہ کریں) تباہی (اور مغلوبیت) ہے (اُسی تفصیل مذکور فی غلبۃ المومنین سے) اور (آخرت میں) اُنکے اعمال کو خدا تعالیٰ کالعدم کردیگا (جیسا شروع سورت میں بیان ہوا غرض کفار دارین میں خاسر ہے اور اول مقام پر اضلال اعمال کا بیان مقصود بالذات ہے اور یہاں اس حیثیت سے بیان کرنا مقصود ہے کہ وہ خسران دارین کا ایک جزو ہے اور) یہ (تعس و اضلال مذکور اُن کے لیے) اس سبب سے ہوا کہ اُنہوں نے اللہ کے اُتارے ہوئے احکام کو ناپسند کیا (عقیدۃً بھی اور عملاً بھی حاصل یہ کہ کفر کیا) سو اللہ نے ان کے اعمال کو (اول ہی سے) اکارت کردیا (کیونکہ کفر کا جو اعلیٰ درجہ کی بغاوت ہے یہی اثر ہے اور یہ لوگ جو ان وعیدوں کے وقوع کو اسلیے مستبعد سمجھتے ہیں کہ مبنیٰ ان سب کا کفر کا مبغوض عند اللہ ہونا ہے اور یہ کفر کو مبغوض عند اللہ سمجھتے نہیں تو یہ انکا امر بدیہی سے انکار ہے ورنہ) کیا یہ لوگ ملک میں چلے پھرے نہیں اور انہوں نے دیکھا نہیں کہ جو (کافر) لوگ ان سے پہلے ہوگذرے ہیں اُن کا انجام کیسا ہوا کہ خدا تعالیٰ نے ان پر کیسی تباہی ڈالی (جو کہ اُنکے آثار دیار سے نمایاں ہے پس یہ صاف دلیل ہے مبغوضیت کفر پر) اور (جب مبغوضیت ثابت ہوگئی تو انکو بھی بعکر رہنا اور وقوع وعید کو مستبعد سمجھنا نہ چاہیے کیونکہ) ان کافروں کے لیے بھی اسی قسم کے معاملات ہونے کو ہیں (کیونکہ اشتراک فی العلۃ اعنی الکفر مقتضی ہے اشتراک فی المعلول اعنی العقوبت کو خواہ دنیا میں بھی یا صرف آخرت میں چنانچہ کفار مکہ کو مسلمانوں کے ہاتھوں دنیا میں بھی سزا ہوئی کما قال تعالیٰ قاتلوھم یعذبھم اللہ بایدیکم اور آخرت میں تو ظاہر ہی ہے کہ یہ بیان ہوا کفار کے حال کا آگے اجمالاً اس مجموعہ حال فریقین کی تعلیل فرماتے ہیں کہ) یہ (مجموعہ وعد و وعید متعلق فریقین واقع فی الدارین) اس سبب سے ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کا کارساز ہے (اسلیے دارین میں اُنکو کامیاب فرماتا ہے) اور کافروں کا کوئی (ایسا) کارساز نہیں (کہ خدا کے مقابلہ میں اُنکے کام بنا سکے اسلیے وہ دارین میں ناکام رہتے ہیں ہاں یہ ممکن ہے کہ دنیا میں کبھی مسلمانوں کو ظاہراً ناکامی ہوجاوے اور کفار کو ظاہراً کامیابی لیکن باعتبار حقیقت کا ہے سو اُسکے اعتبار سے مسلمان ہمیشہ کامیاب اور کافر ہمیشہ ناکام رہتا ہے) ف کفار متاخرین کے لیے امثالھا فرمایا سو انپر جو عقوبات نازل ہوں اگر وہ متعدد ہوں تب تو جمع لانا امثال کا ظاہر ہے اور اگر غیر متعدد ہوں تو جمع لانا باعتبار تعدد محل نزول عقوبات کے ہے اور مثلیت سے مراد مثلیت باعتبار جنس العقوبت ہے نہ باعتبار نوع العقوبت۔ اور یہاں کفار کے لیے فرمایا لا مولیٰ لھم اور ایک جگہ فرمایا ثم ردوا الی اللہ مولاھم الحق سو وہاں مولیٰ بمعنی مالک ہے اور مالکیۃ حق تعالیٰ کی سب کو شامل ہے۔ اور احبط اعمالھم کی تفسیر میں اول ہی سے اسلیے کہا کہ یہاں حبط سے مراد حبط بعد الصحۃ نہیں ہے کیونکہ جب وہ اول ہی سے کافر ہیں تو اُنکے اعمال کسی وقت صحیح ہوئے ہی نہیں۔ ربط اوپر مومنین کی کامیابی اور کفار کی ناکامی آخرت کے متعلق مجملاً مذکور تھی آگے اسکی تفصیل اور مکمن ھو میں بیان تفاوت باہمدگر ہے۔ اس تفصیل کی تکمیل ہے اور درمیان میں بمناسبت ذکر کفار کے دنیوی تمتع کے انکا دفع اغترار اور تسلیہ سید الابرار آیت وکاین من قریۃ الخ میں مذکور ہے۔

تفصیل و تکمیل ثواب و عقاب ابرار و اشرار و در اثنائش دفع اغترار کفار و تسلیہ رسول مختار

إِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ وَالَّذِينَ كَفَرُوا يَتَمَتَّعُونَ وَيَأْكُلُونَ كَمَا تَأْكُلُ الْأَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ۝ وَكَأَيِّن مِّن قَرْيَةٍ هِيَ أَشَدُّ قُوَّةً مِّن قَرْيَتِكَ الَّتِي أَخْرَجَتْكَ أَهْلَكْنَاهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ۝ أَفَمَن كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ كَمَن زُيِّنَ لَهُ سُوءُ عَمَلِهِ وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُم ۝ مَّثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ ۖ فِيهَا أَنْهَارٌ مِّن مَّاءٍ غَيْرِ آسِنٍ وَأَنْهَارٌ مِّن

النحو قولہ قریتک ای اہل القریۃ قولہ مثل الجنۃ مبتدا و خبرہ قولہ فیہا الخ۔	صلی اللہ علیہ وسلم لما خرج من مکۃ الی الغار التفت الی مکۃ وقال انت احب بلاد اللہ الی اللہ وانت احب بلاد
الروایات اخرج عبد بن حمید وابو یعلیٰ وابن جریر وابن ابی حاتم وابن مردویہ عن ابن عباس ان النبی	اللہ الی ولولا ان اہلک اخرجونی منک ما خرجت منک فانزل قولہ وکاین من قریۃ الآیۃ۔

وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ۭ وَلَهُمْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ ۭ كَمَنْ

اور بہت سی نہریں ہیں شراب کی جو پینے والوں کو بہت لذیذ معلوم ہوگی۔ اور بہت سی نہریں ہیں شہد کی جو بالکل صاف ہوگا۔ اور اُن کے لیے وہاں ہر قسم کے پھل ہونگے اور اُن کے رب کی طرف سے بخشش ہوگی۔ کیا ایسے لوگ

هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ وَسُقُوْا مَاۗءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَاۗءَهُمْ ۝ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ حَتّٰٓى اِذَا خَرَجُوْا مِنْ عِنْدِكَ

اُن جیسے ہوسکتے ہیں جو ہمیشہ دوزخ میں رہینگے اور کھولتا ہوا پانی اُنکو پینے کو دیا جائے گا سو وہ اُن کی انتڑیوں کو ٹکڑے ٹکڑے کرڈالیگا اور بعضے آدمی ایسے ہیں کہ وہ آپکی طرف کان لگاتے ہیں یہاں تک کہ جب وہ لوگ آپکے پاس سے باہر

قَالُوْا لِلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ اٰنِفًا ۣ

تو دوسرے اہل علم سے کہتے ہیں کہ حضرت نے ابھی کیا بات فرمائی تھی۔

وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ۭ وَلَهُمْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ ۭ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ وَسُقُوْا مَاۗءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَاۗءَهُمْ ۝

بیشک اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو جو ایمان لائے اور اُنہوں نے اچھے کام کیے (جنت کے) ایسے باغوں میں داخل کریگا جنکے نیچے سے نہریں بہتی ہونگی اور جو لوگ کافر ہیں وہ (دنیا میں) عیش کر رہے ہیں اور اس طرح (آخرت سے بیفکر ہوکر) کھاتے (پیتے) ہیں جس طرح چوپائے کھا (یا کر) تے ہیں (کہ وہ یہ نہیں سوچتے کہ ہم کو کیوں کھلایا پلایا جاتا ہے اور ہمارے ذمہ اسکا کیا حق واجب ہے) اور جہنم ان لوگوں کا ٹھکانا ہے اور (جس تمتع کا ذکر ہوا ہے اُسپر آپکے ان مخالفین کو مغرور نہ ہونا چاہیئے اور نہ آپکو انکی اس غفلت پر کچھ افسوس وحزن ہونا چاہیے جو کہ سبب ہوگی مخالفت کا حتیٰ کہ آپکو تنگ کرکے مکہ میں بھی نہیں رہنے دیا کیونکہ) بہت سی بستیاں ایسی تھیں جو قوت (جسمی ومالی وحشمی) میں آپکی اس بستی سے بڑھی ہوئی تھیں جسکے رہنے والوں نے آپکو گھر سے بے گھر کردیا کہ ہمنے انکو (عذاب سے) ہلاک کردیا سو اُنکا کوئی مددگار نہ ہوا (تو یہ بیچارے تو کیا چیز ہیں ایسی حالت میں نہ انکو مغرور ہونا چاہیئے کیونکہ ہم جب چاہیں انکی بھی صفائی کرسکتے ہیں اور نہ آپ محزون ہوں کیونکہ ہم انکو بھی اشتراک علت کفر ومخالفت کی وجہ سے کہ اخراج اُسکا ایک شعبہ ہے وقت پر سزا دینے والے ہیں اور یہ لوگ کہ اہل باطل ہیں بمقابلہ آپکے اور جمیع اہل حق کے کیونکر قابل سزا نہ ہوں جبکہ اہل باطل محض نفس کی راہ پر ہیں اور اہل حق خدا کی راہ پر ہیں جب یہ تفاوت ہے) تو جو لوگ اپنے پروردگار کی واضح (ثابت بالدلیل) رستہ پر ہوں کیا وہ اُن شخصوں کی طرح ہوسکتے ہیں جنکی بدعملی اُن کو مستحسن معلوم ہوتی ہو اور جو اپنی نفسانی خواہشوں پر چلتے ہوں (یعنی جب اعمال میں تفاوت ہے تو مآل میں بھی تفاوت ہوگا پس جس طرح اہل حق مستحق ثواب ہیں اہل باطل مستحق عقاب ہیں چنانچہ اُس ثواب وعقاب کا کچھ بیان کیا جاتا ہے کہ) جس جنت کا متقیوں سے وعدہ کیا جاتا ہے اُسکی کیفیت یہ ہے کہ اُسمیں بہت سی نہریں تو ایسے پانی کی ہیں جسمیں ذرا تغیر نہیں ہوگا (نہ بو میں نہ رنگ میں نہ مزہ میں) اور بہت سی نہریں دودھ کی ہیں جنکا ذائقہ ذرا بدلا ہوا نہ ہوگا اور بہت سی نہریں ہیں شراب کی جو پینے والوں کو بہت لذیذ معلوم ہوگی اور بہت سی نہریں ہیں شہد کی جو بالکل (میل کچیل سے پاک) صاف ہوگا اور اُن کے لیے وہاں ہر قسم کے پھل ہونگے اور (اُسمیں داخل ہونے سے پہلے) اُنکے رب کی طرف سے اُن کے گناہوں کی بخشش ہوگی کیا ایسے لوگ اُن جیسے ہوسکتے ہیں جو ہمیشہ دوزخ میں رہینگے اور کھولتا ہوا پانی اُنکو پینے کو دیا جاویگا سو (پینے کے بعد جسکا سبب شدت تشنگی ہوگی) وہ اُنکی انتڑیوں کو ٹکڑے ٹکڑے کرڈالیگا (غرض یہ کہ جب اُنکے اعمال میں تفاوت ہے کما ذکر فی قولہ تعالیٰ افمن کان علی بینۃ من ربہ الخ تو اُنکے مآل میں یہ تفاوت ہوگا جسکا بیان اب کیا گیا) ف چونکہ دُنیا کا پانی کبھی رنگ میں کبھی مزہ میں کبھی بُو میں متغیر ہوجاتا ہے اسیطرح دُنیا کا دودھ بگڑ جاتا ہے اسیطرح دنیا کی شراب اکثر بدمزہ وتلخ ہوتی ہے صرف بعض منافع مخصوصہ کے خیال سے پی جاتی ہے پھر عادت پڑجاتی ہے۔ اور دوسری مضرات خمر کی نفی خمر جنت سے سورہ صافات کی آیت لا فیہا غول ولا ھم عنہا ینزفون میں بیان ہوچکی ہے۔ اسی طرح دنیا کے شہد میں میل کچیل موم وغیرہ مخلوط ہوتا ہے اسلیے وہاں کے انہار میں ان امور کی نفی کے لیے قیود بڑھائی گئیں۔ اور ایک آیت میں حمیم کی نسبت فرمایا گیا ہے یشوی الوجوہ سو خارج میں وہ اثر ہوگا پھر جب شدت عطش کی وجہ سے اضطرارًا اسکو پیئیں گے داخل جوف میں یہ اثر ہوگا۔ اور چونکہ ماء اور لبن اور خمر اور عسل اپنے معانی حقیقیہ پر محمول ہوسکتے ہیں لہٰذا مجاز لینے کی کوئی ضرورت نہیں باقی یہ ضرور نہیں کہ وہ یہاں کی اشیاء اربعہ کے بالکل متماثل ہوں۔ اور لبن میں طعم کے بدلنے کی نفی کی اور رائحہ سے تعرض نہیں کیا وجہ یہ کہ تغیر رائحہ مستلزم ہے تغیر طعم کو جب لازم کی نفی کردی ملزوم کی بھی نفی ہوگئی۔ ربط اوپر کفار ومؤمنین کے احوال واعمال اور وعدے اور وعید مذکور تھے آگے منافقین کی حالت اور مذمت اور اُنکی وعید اور درمیان میں زیادت منقبت کے لیے بطور مقابلہ کے اہل ایمان کی حالت جو مضاد ہے اُن کی حالت کے بیان کیجاتی ہے **تفضیح وتقبیح منافقین** وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ حَتّٰٓى اِذَا خَرَجُوْا مِنْ عِنْدِكَ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ

اللغات انفا اسم فاعل علی غیر قیاس او تجرید فعلہ من الزوائد لم یسمع لہ فعل ثلاثی بل استانف وائتنف ثم غلب علیہ معنی الظرفیۃ فی الاستعمال وبمعنی زمان الحال ۱۲

النحو قولہ کمن ھو خالد خبر مبتدا محذوف ای امن ذکر کمن ھو خالد ۱۲

البلاغۃ لذۃ مصدر وصف بہ مبالغۃ ۱۲

الروایات فی الدر المنثور عن ابن جریج قال کان المؤمنون والمنافقون یجتمعون الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیستمع المؤمنون منہ ما یقول ویعونہ ویسمعہ المنافقون فلا یعونہ فاذا خرجوا سالوا المؤمنین ماذا قال انفا فنزلت ومنہم من یستمع الیک وعن عکرمۃ عن ابن عباس من اہل الکتاب آمنوا بہ ایام بعثہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل ان یبعث فلما بعث آمنوا بہ فذلک قولہ والذین اہتدوا الآیۃ قلت وبہ یتایید ما کتبت فی ترجمۃ قولہ تعالیٰ والذین اہتدوا من قولی ان ہی کی قوم میں سے الخ وجعل ذکر المؤمنین فی اثناء ذکر المنافقین وحسن المقابلۃ اھ ۱۲

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ طَبَعَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ ۝ وَالَّذِينَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَآتَاهُمْ تَقْوَاهُمْ ۝ فَهَلْ

یہ وہ لوگ ہیں کہ حق تعالیٰ نے اُن کے دلوں پر مہر کردی ہے اور اپنی نفسانی خواہشوں پر چلتے ہیں۔ اور جو لوگ راہ پر ہیں اللہ تعالیٰ اُن کو اور زیادہ ہدایت دیتا ہے اور اُنکو اُنکے تقوے کی توفیق دیتا ہے سو یہ لوگ

يَنظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَن تَأْتِيَهُم بَغْتَةً ۖ فَقَدْ جَاءَ أَشْرَاطُهَا ۚ فَأَنَّىٰ لَهُمْ إِذَا جَاءَتْهُمْ ذِكْرَاهُمْ ۝ فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ

بس قیامت کے منتظر ہیں کہ وہ ان پر دفعۃً آپڑے سو اُس کی علامتیں تو آچکی ہیں۔ تو جب قیامت انکے سامنے آکھڑی ہوئی اُسوقت اُنکو سمجھنا کہاں میسر ہوگا۔ تو آپ اسکا یقین رکھیے کہ بجز اللہ اور کوئی قابل

وَاسْتَغْفِرْ لِذَنبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوَاكُمْ ۝

اور آپ اپنی خطا کی معافی مانگتے رہیے اور سب مسلمان مردوں اور سب مسلمان عورتوں کے لیے بھی۔ اور اللہ تمہارے چلنے پھرنے اور رہنے سہنے کی خبر رکھتا ہے۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ طَبَعَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ ۝ وَالَّذِينَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَآتَاهُمْ تَقْوَاهُمْ ۝ فَهَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَن تَأْتِيَهُم بَغْتَةً ۖ فَقَدْ جَاءَ أَشْرَاطُهَا ۚ فَأَنَّىٰ لَهُمْ إِذَا جَاءَتْهُمْ ذِكْرَاهُمْ ۝ اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) بعضے آدمی ایسے ہیں (مراد اس سے منافقین ہیں) کہ وہ (آپ کی تبلیغ کے وقت ظاہر میں تو آپکی طرف کان لگاتے ہیں (لیکن دل سے اصلا متوجہ نہیں ہوتے) یہاں تک کہ جب وہ لوگ آپکے پاس سے (اٹھ کر مجلس سے) باہر جاتے ہیں تو دوسرے اہل علم (صحابہ) سے کہتے ہیں کہ حضرت نے ابھی (جب ہم مجلس میں تھے) کیا بات فرمائی تھی (جسکی وجہ باقتضائے اُن کی حالت خبیثہ کے یہ معلوم ہوتی ہے کہ وہ اس سے تعریض کرتے تھے کہ ہم آپ کی باتوں کو قابل توجہ کے نہیں جانتے اور بظاہر استعلام ظاہر کرتے تھے اور یہ بھی اُن کے نفاق کا ایک شعبہ ہے ارشاد ہوتا ہے کہ) یہ وہ لوگ ہیں کہ حق تعالیٰ نے اُن کے دلوں پر مہر کردی ہے (بس ہدایت سے بعید ہوگئے) اور اپنی نفسانی خواہشوں پر چلتے ہیں اور (ان ہی کی قوم میں سے) جو لوگ راہ پر ہیں (یعنی مسلمان ہوچکے ہیں) اللہ تعالیٰ اُن کو (احکام سننے کے وقت) اور زیادہ ہدایت دیتا ہے (کہ وہ اُن احکام جدیدہ پر بھی ایمان لاتے ہیں اور پہلے سے بھی اُس وقت تک کے احکام پر ایمان لائے ہوئے تھے پس تصدیق کے افراد باعتبار متعلقات کے بڑھ گئے اور یہ مقابل ہے طبع اللہ کے) اور اُن کو اُنکے تقوے کی توفیق دیتا ہے (یعنی ایمان لانے کے بعد ان احکام پر عمل بھی کرتے ہیں اور یہ مقابل ہے اتبعوا اھواءھم کا۔ آگے ان منافقین کی وعید ہے کہ یہ جو قرآن و احکام و دلائل سُنکر بھی تذکر نہیں حاصل کرتے) سو (معلوم ہوتا ہے کہ) یہ لوگ بس قیامت کے منتظر ہیں کہ وہ ان پر دفعۃً آپڑے (یہ مجازی توبیخ ہے یعنی کیا قیامت میں تذکر حاصل کرینگے) سو (یاد رکھو کہ قیامت بھی نزدیک ہے چنانچہ) اُسکی (متعدد) علامتیں تو آچکی ہیں (چنانچہ بنص حدیث خود بعثت نبویہ علامات قیامت سے ہے اور شق القمر علاوہ معجزہ نبویہ ہونے کے علامات قیامت سے بھی ہے کما یشیر الیہ اقترانہ باقتراب الساعۃ۔ اور لوگوں کا جھوٹا دعوی کرنا نبوت کا نیز علامات قیامت ہے کما فی الدر المنثور عن ابن ابی شیبۃ و احمد عن جابر مرفوعا وفیہ منھم صاحب الیمامۃ وصاحب صنعاء العنسی اور یہ سب علامات خود زمانہ نزول قرآن میں موجود ہوچکی تھیں خواہ نزول آیت کے وقت علامات مذکورہ واقع ہوچکی ہوں یا بعض کا نزول عنقریب ہونے والا ہو جیسے مسیلمہ کہ آخر زمان نبوت میں ہوا اور اگر انہیں سے بعض لیجاویں تب بھی اشراط کی جمعیت کو جنسیت پر محمول کرنے سے کلام صحیح ہوسکتا ہے اور یہاں اشراط سے مراد اشراط غیر مضیقہ ہیں یعنی جو قیامت سے بہت پہلے واقع ہوئیں اور علامات مضیقہ مثل نزول مسیح و خروج دجال و طلوع الشمس من المغرب یہاں مراد لینا اسلیے مناسب نہیں کہ اُس سے تحذیر زمانہ نزول آیت کے لوگوں کی خالی از تکلف نہیں اور فقد جاء اشراطھا سے مقصود وعید ہے۔ آگے توقف تذکر میں انکی رائے کا فاسد ہونا اور قیامت میں تذکر کا نافع نہ ہونا جو فھل ینظرون سے اشارۃً معلوم ہوچکا تھا صراحۃً فرماتے ہیں کہ جب اب کہ وقت سمجھنے کا ہے نہیں سمجھتے) تو جب قیامت انکے سامنے آکھڑی ہوئی اُسوقت اُنکو سمجھنا کہاں میسر ہوگا (یعنی مفید نہ ہوگا) ربط اوپر شروع سورت سے یہاں تک مؤمنین و کافرین و منافقین کے احوال مع مآل مذکور ہیں آگے اوروں کے سُنانے کے لیے آپکو بطور تفریع کے استقامت علی الدین و تدارک امور منقصۃ للدین کا خطاب مع اشارہ الی الجزاء وعدًا و وعیدًا فرماتے ہیں۔ قرینہ اوروں کو سُنانے کا ضمیر جمع کی ہے متقلبکم و مثواکم میں اور حکمت آپکو بظاہر مخاطب بنانے کی مبالغہ ہے حکم کے مہتم بالشان ہونے میں کہ جب معصوم بھی اسکا مامور ہے تو غیر معصوم کس شمار میں ہیں اور توجیہ تفریع کی یہ ہے کہ جب سامع نے دین و ایمان کی جزا اور کفر و عصیان کی سزا سُن لی تو سامع کو چاہیے کہ دین و ایمان پر قائم رہے اور جو چیز دین کی منقص بھی ہو گو مزیل نہ ہو جیسے ذنوب اولًا ان سے بچے اور احیانًا اگر انکا صدور ہوجاوے تو استغفار سے فی الفور اُس کا تدارک کرے اور حق تعالیٰ کے عالم و ناظر ہونے کے استحضار کے ذریعہ سے جزا و سزا کو پیش نظر رکھے کہ امر مذکور کے بجالانے میں معین ہو۔

امر بہ ثبات علی الایمان و باستغفار من العصیان مع استحضار وعدہ و وعید حضرت دیان فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ

النحو قولہ فانی لھم ای خبر مقدم وذکرٰھم مبتدأ واذا جاءتھم اعتراض کذا فی الروح ۱۲

البلاغۃ قولہ فقد جاء دلیل علی ما یفہم من الکلام السابق وھو اتیان الساعۃ فافہم۔ قولہ للمؤمنین علی حذف مضاف بقرینۃ ما قبل ای لذنوب المؤمنین و اعید الجار لان ذنوبھم جنس آخر وقیل وفی حذف المضاف وتعلیق الاستغفار بذواتھم اشعار بفرط احتیاجھم الیہ فکان ذواتھم عین الذنوب وکذا فیہ اشعار بکثرتھا کذا فی الروح ۱۲

وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا لَوْلَا نُزِّلَتْ سُورَةٌ ۖ فَإِذَا أُنزِلَتْ سُورَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَذُكِرَ فِيهَا الْقِتَالُ ۙ رَأَيْتَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ

اور جو لوگ ایمان والے ہیں وہ کہتے رہتے ہیں کہ کوئی سورت کیوں نہ نازل ہوئی۔ سو جس وقت کوئی صاف صاف سورت نازل ہوتی ہے اور اس میں جہاد کا بھی ذکر ہوتا ہے تو جن لوگوں کے دلوں میں بیماری ہے آپ ان لوگوں کو دیکھتے ہیں

يَنظُرُونَ إِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۖ فَأَوْلَىٰ لَهُمْ ۝ طَاعَةٌ وَقَوْلٌ مَّعْرُوفٌ ۚ فَإِذَا عَزَمَ الْأَمْرُ فَلَوْ صَدَقُوا

کہ وہ آپ کی طرف اس طرح دیکھتے ہیں جیسے کسی پر موت کی بیہوشی طاری ہو۔ سو عنقریب اُن کی کمبختی آنے والی ہے۔ ان کی اطاعت اور بات چیت معلوم ہے۔ پھر جب سارا کام تیار ہی ہو جاتا ہے۔ تو اگر یہ لوگ اللہ سے

اللَّهَ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۝ فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِن تَوَلَّيْتُمْ أَن تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ ۝

سچے رہتے تو ان کے لیے بہت ہی بہتر ہوتا۔ سو اگر تم کنارہ کش رہو تو آیا تم کو یہ احتمال بھی ہے کہ تم دنیا میں فساد مچادو اور آپس میں قطع قرابت کر دو۔

(جب آپ مطیعین و عاصین کا حال اور مآل سُن چکے) تو آپ (مثل ماضی کے مستقبل میں بھی) اس کا (باکمل وجوہ) یقین رکھیے کہ بجز اللہ کے اور کوئی قابل عبادت نہیں (اس میں دین کے تمام اصول و فروع آ گئے کیونکہ علم سے مراد علم کامل اکمل ہے اور علم کامل مستلزم ہے عمل بجمیع ما بہ التعبد کو فھو کقولہ تعالی فاستمسک بالذی اوحی الیک اور اس عنوان سے اس لیے تعبیر کر دیا گیا کہ یہ اساس ہے جمیع شرائع کا حاصل یہ کہ جمیع اوامر و نواہی کے امتثال پر مداومت رکھو) اور (اگر احیانا کوئی خطا سرزد ہو جاوے جو کمال دین میں مخل ہے گو وہ آپ سے صادر ہونے کے وقت میں بوجہ آپ کے معصوم ہونے کے واقع میں خطا نہ ہوگی بلکہ مباح ہوگی بلکہ بعض اوقات من وجہ عبادت ہوگی و نیز بوجہ اس کے کہ اجتہاد سے اُس کا صدور ہوا ہے وہ عبادت اور موجب اجر ہے لیکن چونکہ اس اعتبار سے کہ اُس فعل کا اشتغال مخل ہو گیا اس سے افضل عمل میں اور عمل افضل کا ترک آپ کی شان ارفع کے اعتبار سے صورۃً خطا ہے اس لیے) آپ اپنی (اس) خطا (صوری) کی معافی مانگتے رہیے اور (چونکہ ایسا امر مخل بکمال دین آپ کی امت کے کسی مسلمان مرد یا عورت سے صادر ہو سکتا ہے اور وہ واقع میں بھی گناہ ہو سکتا ہے اس لیے آپ) سب مسلمان مردوں اور سب مسلمان عورتوں کے لیے بھی (بخشش کی دعا مانگتے رہیے تاکہ آپ کی شان کے مناسب جو کمال دین ہے اور اسی طرح آپ کی امت کی شان کے مناسب جو کمال دین ہے اُس کی مخل چیزوں کا تدارک ہوتا رہے اور وہ محفوظ رہے) اور (یہ بھی یاد رہے کہ) اللہ تعالیٰ تمہارے چلنے پھرنے اور رہنے سہنے کی (یعنی سب احوال و اعمال کی) خبر رکھتا ہے (پس اُس کے وعدہ کے امیدوار اور اُس کی وعید سے خائف رہنا چاہیے) ف اس تقریر سے معلوم ہوا کہ ذنب سے مراد ذنب مجازی ہے اور ایسے ذنب کی مثال یہ ہے کہ مثلاً آپ کی خدمت میں ایک بار ابن ام مکتوم صحابی نابینا آئے آپ اُس وقت کسی کافر کو سمجھا رہے تھے انہوں نے بیچ میں ٹوک دیا اور خود کچھ پوچھنے لگے اُس وقت آپ کو ناگوار ہوا جس کا ذکر سورۂ عبس کے اول میں ہے اب ظاہر ہے کہ اگر ایک طرف ایک مسلمان ہو اور ایک طرف ایک کافر تو اُس وقت مسلمان کے فرعی سوال کو ملتوی کر کے اُس کافر کو اصل دین کی طرف دعوت کرنا کون نہیں جانتا کہ عبادت ہے اور آپ نے اجتہاد سے اُس کو مقدم رکھا کہ تعلیم اصل کی اہم ہے تعلیم فرع سے لیکن چونکہ مورد آیت میں مسلمان کو نفع ہونا متیقن تھا اور کافر کو متوہم اور متیقن مقدم ہے متوہم سے اس لیے آیات جو ظاہری عنوان سے عتاب پر مشتمل ہیں نازل ہوئیں اور یہ تقدیم تعلیم اصل کی وہاں ہے جہاں تیقن و توہم میں دونوں ایک مرتبہ پر ہوں پس آپ کا فعل بھی عبادت تھا مگر جو فعل متروک ہو گیا وہ اس سے زیادہ عبادت تھی پس ایسے امور میں استغفار کا حکم ہے اور ایسے ہی امور شروع سورہ انا فتحنا میں مراد ہیں جن کو ذنب کہہ کر بشارت مغفرت دی گئی خوب سمجھ لو۔ اور فاعلم میں مراد ثبات علی العلم ہے اور گو احتمال عدم ثبات کا آپ میں بوجہ معصوم ہونے کے نہیں ہے لیکن معصوم ہونا مامور اور منہی ہونے کے منافی نہیں جس سے مقصود کبھی اعلام تا ہے اور اگر مامور بہ و منہی عنہ اُس کو معلوم ہو تو مقصود اوروں کو اس حکم کا سنانا بغرض اہتمام ہوتا ہے۔ ربط اوپر مؤمنین و کفار کے ذکر کے بعد منافقین کا ذکر تھا آگے بھی اُن کے حال کی زیادہ تفصیل ہے جیسا شروع سورہ بقرہ میں مؤمنین و کافرین کا حال کم ہے اور منافقین کا زیادہ کیونکہ ان کا کوشش کرنا اخفار حال میں بغرض تلبیس کے مقتضی ہے اُس کے زیادہ کشف کو بمصلحت دفع تلبیس کے اور اول میں مؤمنین کا قول تمہید کے لیے بیان کیا گیا ہے۔

تفصیل و تکمیل شنائع منافقین

وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا لَوْلَا نُزِّلَتْ سُورَةٌ ۖ فَإِذَا أُنزِلَتْ سُورَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَذُكِرَ فِيهَا الْقِتَالُ ۙ رَأَيْتَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ يَنظُرُونَ إِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۖ فَأَوْلَىٰ لَهُمْ ۝ طَاعَةٌ وَقَوْلٌ مَّعْرُوفٌ ۚ فَإِذَا عَزَمَ الْأَمْرُ فَلَوْ صَدَقُوا اللَّهَ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۝ فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِن تَوَلَّيْتُمْ أَن تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ ۝

اللغات

قولہ لولا للتحضیض۔ قولہ اولی لہم فی الروح عن الصحاح عن الاصمعی اولی لہ قاربہ ما یہلکہ ای نزل بہ فہو فعل مستتر فیہ ضمیر الہلاک بقرینۃ السیاق واللام زائدۃ ۱۲

النحو طاعۃ وقول معروف النظر فی حواشی آیۃ واقسموا باللہ جہد ایمانہم من سورۃ النور ۱۲

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَىٰ أَبْصَارَهُمْ ۝ أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا ۝ إِنَّ الَّذِينَ ارْتَدُّوا

یہ وہ لوگ ہیں جن کو خدا نے اپنی رحمت سے دور کر دیا پھر اُن کو بہرا کر دیا اور اُن کی آنکھوں کو اندھا کر دیا — تو کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے — یا دلوں پر قفل لگ رہے ہیں — جو لوگ پشت

عَلَىٰ أَدْبَارِهِمْ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى ۙ الشَّيْطَانُ سَوَّلَ لَهُمْ وَأَمْلَىٰ لَهُمْ ۝ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لِلَّذِينَ كَرِهُوا

پھیر کر ہٹ گئے — بعد اس کے کہ سیدھا رستہ اُن کو صاف معلوم ہو گیا شیطان نے اُن کو چکمہ دیا ہے — اور اُن کو دور دور کی سوجھائی ہے — یہ اس سبب سے ہوا — کہ ان لوگوں نے ایسے لوگوں سے

مَا نَزَّلَ اللَّهُ سَنُطِيعُكُمْ فِي بَعْضِ الْأَمْرِ ۖ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِسْرَارَهُمْ ۝ فَكَيْفَ إِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ ۝

جو کہ خدا کے اُتارے ہوئے احکام کو ناپسند کرتے ہیں یہ کہا کہ بعضی باتوں میں ہم تمہارا کہنا مان لینگے۔ اور اللہ تعالیٰ ان کی خفیہ باتیں کرنے کو جانتا ہے سو ان کا کیا حال ہوگا جبکہ فرشتے ان کی جان قبض کرتے ہونگے اور ان کے مونہوں پر اور پشتوں پر مارتے

ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمُ اتَّبَعُوا مَا أَسْخَطَ اللَّهَ وَكَرِهُوا رِضْوَانَهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ ۝ أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ أَنْ لَنْ يُخْرِجَ

یہ اس سبب سے کہ جو طریقہ خدا کی ناراضی کا موجب تھا یہ اسی پر چلے اور اس کی رضا سے نفرت کیا کیے اسلیے اللہ تعالیٰ نے ان کے سب اعمال کالعدم کر دیئے۔ جن لوگوں کے دلوں میں مرض ہے کیا یہ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کبھی

اللَّهُ أَضْغَانَهُمْ ۝ وَلَوْ نَشَاءُ لَأَرَيْنَاكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيمَاهُمْ ۚ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِي لَحْنِ الْقَوْلِ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ أَعْمَالَكُمْ ۝

ان کی دلی عداوتوں کو ظاہر نہ کریگا۔ اور ہم اگر چاہتے تو آپ کو اُن کا پورا پتہ بتلا دیتے سو آپ اُن کو اُن کے حلیہ سے پہچان لیتے۔ اور آپ ان کو طرز کلام سے ضرور پہچان لیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ تم سب کے اعمال کو جانتا ہے۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتَّىٰ نَعْلَمَ الْمُجَاهِدِينَ مِنْكُمْ وَالصَّابِرِينَ وَنَبْلُوَ أَخْبَارَكُمْ ۝

اور ہم ضرور تمہاری سب کی آزمایش کرینگے تاکہ ہم اُن لوگوں کو معلوم کرلیں جو تم میں جہاد کرنے والے ہیں اور جو ثابت قدم رہنے والے ہیں اور تاکہ تمہاری حالتوں کی جانچ کرلیں۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَىٰ أَبْصَارَهُمْ ۝ أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا ۝ إِنَّ الَّذِينَ ارْتَدُّوا عَلَىٰ أَدْبَارِهِمْ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى ۙ الشَّيْطَانُ سَوَّلَ لَهُمْ وَأَمْلَىٰ لَهُمْ ۝ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لِلَّذِينَ كَرِهُوا مَا نَزَّلَ اللَّهُ سَنُطِيعُكُمْ فِي بَعْضِ الْأَمْرِ ۖ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِسْرَارَهُمْ ۝ فَكَيْفَ إِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ ۝ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمُ اتَّبَعُوا مَا أَسْخَطَ اللَّهَ وَكَرِهُوا رِضْوَانَهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ ۝ أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ أَنْ لَنْ يُخْرِجَ اللَّهُ أَضْغَانَهُمْ ۝ وَلَوْ نَشَاءُ لَأَرَيْنَاكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيمَاهُمْ ۚ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِي لَحْنِ الْقَوْلِ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ أَعْمَالَكُمْ ۝ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتَّىٰ نَعْلَمَ الْمُجَاهِدِينَ مِنْكُمْ وَالصَّابِرِينَ وَنَبْلُوَ أَخْبَارَكُمْ ۝ اور جو لوگ ایمان والے ہیں وہ (تو ہمیشہ اس بات کے مشتاق رہتے ہیں کہ کلامِ الٰہی اور نازل ہو تاکہ ایمان تازہ ہو اور احکام جدید آویں تو اُن کا ثواب بھی حاصل کریں اور اگر احکام سابقہ کی تاکید ہو تو اور زیادہ ثبات حاصل ہو اور اسی اشتیاق میں) کہتے رہتے ہیں کہ کوئی (نئی) سورت کیوں نہ نازل ہوئی (اگر نازل ہو تو تمنا پوری ہو) سو جس وقت کوئی صاف صاف (مضمون کی) سورت نازل ہوتی ہے اور (اتفاق سے) اس میں جہاد کا بھی (صاف صاف) ذکر ہوتا ہے تو جن لوگوں کے دلوں میں (نفاق کی) بیماری ہے آپ ان لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ آپ کی طرف اس طرح (دیکھا کرتے ہیں جیسا کہ نگاہوں سے) دیکھتے ہیں جیسے کسی پر موت کی بیہوشی طاری ہو (اس طرح دیکھنے کا سبب خوف اور جبن ہے کہ اب حفظ وضع کے لیے جہاد میں جانا پڑا اور مصیبت آئی اور وہ جو اس طرح خدا کے حکم سے جی چُراتے ہیں) سو (اصل یہ ہے کہ) عنقریب اُن کی کمبختی آنے والی ہے (خواہ دنیا میں بھی کسی وبال میں گرفتار ہوں ورنہ بعد موت کے تو ضروری ہی ہے اور گو فرصت میں یہ بہت باتیں اطاعت اور تملق کی بنایا کرتے ہیں لیکن) ان کی اطاعت اور بات چیت (کی حقیقت) معلوم ہے (جس کا اب نزول حکم قتال کے وقت ان کی حالت سے سب ہی پر ظہور ہو گیا پھر (بعد نزول حکم جہاد کے) جب سارا کام (اور سامان لڑائی کا) تیار ہی ہو جاتا ہے تو (اُس وقت بھی) اگر یہ لوگ (دعوائے ایمان باللہ میں) اللہ سے سچے رہتے (یعنی دعویٰ ایمان کے مقتضا پر کہ عمل بالاحکام عموماً و بحکم الجہاد خصوصاً ہے عمل کرتے اور صدق دل سے جہاد کرتے) تو ان کے لیے بہت ہی بہتر ہوتا (یعنی ابتدا میں اگر منافق تھے تو اخیر ہی میں نفاق سے تائب ہو جاتے تب بھی ایمان مقبول ہو جاتا اور انتہا کو اس میں منحصر نہ سمجھا جاوے کیونکہ وقت موت تک صدق مقبول ہے۔ آگے تقویت امر جہاد و ذم

اللغات سول فی القاموس سولہ الشیطان اغواہ۔ قولہ املی مہلہم الشیطان فی الامانی۔ قولہ اضغان جمع ضغن حقد وعداوۃ۔ قولہ لحن القول فی الروح اسلوب من اسالیبہ او الامالۃ عن الطریق اھ والاولی ان یراد بہ ہہنا الاول۔ قولہ اخبارکم ای احوالکم التی یخبر عنہا ۱۲ [illegible]

البلاغۃ قولہ فاصمہم۔ فی الروح جار الترکیب فاصمہم لم یات فاصم آذانہم کما جاء واعمی ابصارہم او واعماہم کما جاء فاصمہم تنبیہ ان الاذن لو اصیبت بقطع او قلع تسمع الکلام فلم یحتج الی ذکر الاذن والبصر وہو العین لو اصیب لامتنع الابصار فالعین لہا دخل فی الرؤیۃ والاذن لا دخل لہا فی السمع اھ قولہ اعمیٰ

متخلفین عن الجہاد کے لیے جہاد کے ترک پر ایک ظاہری محذور بھی منافقین کو بطور التفات کے خطاب کرکے بیان فرماتے ہیں کہ تم لوگ جو جہاد سے کراہت کرتے ہو سو اس میں دنیوی
مضرت بھی ہے چنانچہ) اگر تم (اور اسی طرح سب بغیۂ تغلیب جہاد سے) کنارہ کش رہو تو آیا تم کو یہ احتمال بھی ہے (یعنی ہونا چاہیئے فان الاستفہام للتقریر) کہ تم (یعنی مجموعہ ناس) دنیا
میں فساد مچا دو اور آپس میں قطع قرابت کر دو (یعنی جہاد سے بڑا فائدہ اقامت عدل و اصلاح و امن کا ہے اگر اس کو چھوڑ دیا جاوے تو مفسدین کا غلبہ ہو جاوے اور کوئی
انتظام جس میں جمیع مصالح مرعی ہوں نہ رہے اور ایسے انتظام نہ ہونے کے لیے فساد اور اضاعۃ حقوق لازم ہے گو جہل بالاحکام الصحیحہ سے کوئی شخص اس کو ظاہری لڑائی بھڑائی نہ
ہونے سے امن اور عدل سمجھ جائے جیسا قوانین مخالفہ شرع کے یہی آثار مشاہد ہیں کہ ظاہرا ائتلاف اور حقیقۃً حقوق کا اتلاف پس جب جہاد میں دنیوی منفعت بھی ہو اس سے تقاعد کرنا
اور بھی عجیب ہے آگے بطور التفات الی الغیبت کے ان منافقین مذکورین کی تقبیح ہے کہ) یہ وہ لوگ ہیں جن کو خدا نے اپنی رحمت سے دور کر دیا (اس لیے اس کے احکام پر عمل کی توفیق
نہ رہی) پھر (رحمت سے بعید کرنے پر یہ امر مرتب ہوا کہ) ان کو (گوش قبول احکام الٰہیہ سننے سے) بہرا کر دیا اور (راہ حق کے دیکھنے سے) ان کی (باطنی) آنکھوں کو اندھا کر دیا (آگے
ان پر توبیخ ہے کہ باوجودیکہ قرآن میں جہاد اور دیگر احکام کا وجوب مع دلائل حقانیت قرآن کے اور ان احکام کے مصالح و منافع اخرویہ دائما اور دنیویہ بھی احیاناً اور ان احکام
کی مخالفت پر وعیدیں مذکور ہیں پھر جو یہ لوگ اس طرف التفات نہیں کرتے) تو کیا یہ لوگ قرآن (کے اعجاز اور مضامین) میں غور نہیں کرتے (اس لیے ان کو انکشاف نہیں ہوتا) یا
(غور کرتے ہیں مگر) دلوں پر (غیبی) قفل لگ رہے ہیں (یہ منع الخلو ہے اور واقع میں دونوں امر مجتمع ہیں اول ان کا فعل ہوا یعنی عدم تدبر بوجہ انکار کے پھر اس کے وبال میں قفل لگ
گیا جس کو طبع اور ختم بھی کہا گیا ہے اور دلیل اس ترتیب کی یہ آیت ہے ذلک بانھم اٰمنوا ثم کفروا فطبع علی قلوبھم اور اس مجموعہ پر فھم لا یفقھون مرتب ہے۔ آگے اس عدم تدبر کی وجہ فرماتے
ہیں کہ) جو لوگ (حق سے) پشت پھیر کر ہٹ گئے بعد اس کے کہ سیدھا رستہ ان کو (دلائل عقلیہ مثل اعجاز قرآن اور دلائل نقلیہ مثل پیشین گوئی کتب سابقہ سے لان اکثر المنافقین کانوا
اھل کتاب) صاف معلوم ہو گیا شیطان نے ان کو چکمہ دیا ہے اور ان کو دور دور کی سوجھائی ہے (کہ ایمان لانے سے فلاں فلاں مصلحتیں موجودہ اور جو آئندہ متوقع ہیں فوت ہو جاویں گی یہ
اظہار ہے اس لیے ایمان نہ لانا ہی بہتر ہے یہ تسویل ہے۔ حاصل یہ ہوا کہ اس عدم تدبر کی وجہ عناد ہے کہ بعد تبیین ہدیٰ کے ارتداد علی الادبار ان سے صادر ہوا اور اس عناد کے بعد تسویل
شیطانی ہوئی اور اس تسویل سے عدم تدبر ہوا اور عدم تدبر سے ختم اور طبع پھر یہ (ارتداد علی الادبار بعد تبین الھدیٰ) اس سبب سے ہوا کہ ان لوگوں نے ایسے لوگوں سے جو کہ خدا کے اتارے
ہوئے احکام کو (حسداً) ناپسند کرتے ہیں (مراد اس سے رؤسا یہود ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حسد کرتے تھے اور باوجود معرفت حق کے اتباع سے عار کرتے تھے۔ حاصل
یہ کہ ان منافقین نے رؤسا یہود سے) یہ کہا کہ بعضی باتوں میں ہم تمہارا کہنا مان لیں گے (یعنی تم جو ہم کو اتباع محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے منع کرتے ہو اس کے دو جزو ہیں ایک عدم اتباع
ظاہرا۔ دوسرا عدم اتباع باطناً سو جزو اول میں تو ہم بمصلحت تمہارا کہنا نہیں مان سکتے لیکن جزو ثانی میں مان لیں گے کیونکہ عقائد میں ہم تمہارے ساتھ ہیں کما قال انا معکم مطلب
یہ ہوا کہ حق سے پھرنے کا سبب قومی تعصب اور کورانہ تقلید ہے۔ غرض ابتدا سلسلہ کی اس سے ہے اور انتہا ختم و طبع پر) اور (گو اس قسم کی باتیں یہ منافقین خفیہ کرتے ہیں مگر) اللہ
تعالیٰ ان کی خفیہ باتیں کرنے کو (خوب) جانتا ہے (اور بعض امور پر وحی سے آپ کو مطلع کر دیتا ہے۔ آگے وعید ہے جو کہ اولیٰ لھم کی تفسیر کے طور پر ہو سکتی ہے یعنی یہ جو ایسی حرکتیں کر رہے
ہیں) سو ان کا کیا حال ہوگا جبکہ فرشتے ان کی جان قبض کرتے ہوں گے اور ان کے مونہوں پر اور پشتوں پر مارتے جاتے ہوں گے (اور) یہ (عقوبت) اس سبب سے (ہوگی) کہ جو
طریقہ خدا کی ناراضی کا موجب تھا یہ اسی پر چلے اور اس کی رضا (یعنی اعمال موجبہ رضا) سے نفرت کیا کیے اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کے سب اعمال (نیک ابتدا ہی سے) کالعدم
کر دیئے (پس اس عقوبت کے مستحق ہو گئے اور اگر کسی کے پاس کوئی عمل مقبول ہو تو اس کی برکت سے عقوبت میں کچھ تو کمی ہو بھی جاتی ہے آگے واللہ یعلم اسرارھم کے مضمون
کی شرح کے طور پر ہے کہ) جن لوگوں کے دلوں میں مرض (نفاق) ہے (اور وہ اس کے چھپانے کی کوشش کرتے ہیں) کیا یہ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کبھی ان کی دلی
عداوتوں کو ظاہر نہ کرے گا (یعنی یہ ان کو کیسے اطمینان ہو گیا جبکہ حق تعالیٰ کا عالم الغیب ہونا ثابت اور مسلم ہے) اور ہم (تو) اگر چاہتے تو آپ کو ان کا پورا پتہ بتلا دیتے
سو آپ ان کو ان کے حلیہ سے پہچان لیتے (پورے پتہ کا مطلب یہی ہے کہ ہر ایک کا پورا حلیہ بتلا دیتے اور وہ حلیہ گو مفہوم کلی ہوتا مگر جو کلی منحصر فی فرد واحد ہو اس کا انطباق
اسی جزئی معین پر ہوتا ہے اس لیے اس کلی کا بتلا دینا بمنزلہ اشارہ جزئیہ کے ہے اس جزئی کی طرف) اور (گو بمصلحت ہم نے اس طرح نہیں بتلایا لیکن) آپ ان کو طرز
کلام سے (اب بھی) ضرور پہچان لیں گے (کیونکہ ان کا کلام صدق سے ناشی نہیں اور آپ کو نور فراست سے اللہ تعالیٰ نے صدق و کذب کی پہچان دی تھی کہ صدق کا
اثر قلب پر اور ہوتا تھا اور کذب کا اور کما فی الحدیث الصدق طمانینۃ والکذب ریبۃ) اور (آگے مومنین و منافقین سب کو خطاب میں جمع کر کے بطور ترغیب و ترہیب
کے فرماتے ہیں کہ) اللہ تعالیٰ تم سب کے اعمال کو جانتا ہے (پس مسلمانوں کو ان کے اخلاص پر جزا اور منافقین کو ان کے نفاق و خداع پر سزا دے گا) اور (آگے احکام شاقہ مثل
جہاد وغیرہ کے ایک حاکمانہ حکمت ارشاد ہے جیسا اوپر فھل عسیتم الخ میں ایک حکیمانہ حکمت ارشاد فرمائی تھی یعنی) ہم (ایسے امور شاقہ کا حکم دے کر) ضرور تمہاری سب کی آزمائش

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ وَشَاقُّوا الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَىٰ لَن يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا وَسَيُحْبِطُ

بے شک جو لوگ کافر ہوئے اور انہوں نے اللہ کے رستہ سے روکا اور رسول کی مخالفت کی بعد اسکے کہ اُن کو رستہ نظر آچکا تہا یہ لوگ اللہ کو کچھ نقصان نہ پہونچا سکیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ

أَعْمَالَهُمْ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ ۝ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَن

اُن کی کوششوں کو مٹا دیگا۔ اے ایمان والو اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال کو برباد مت کرو۔ بے شک جو لوگ کافر ہوئے اور انہوں نے

سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ مَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ ۝ فَلَا تَهِنُوا وَتَدْعُوا إِلَى السَّلْمِ وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ ق وَاللَّهُ مَعَكُمْ

اللہ کے رستہ سے روکا پھر وہ کافر ہی رہکر مرگئے سو خدا تعالیٰ اُن کو کبھی نہ بخشے گا تو تم ہمت مت ہارو اور صلح کی طرف مت بلاؤ اور تم ہی غالب رہوگے اور اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے

وَلَن يَتِرَكُمْ أَعْمَالَكُمْ ۝ إِنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهْوٌ وَإِن تُؤْمِنُوا وَتَتَّقُوا يُؤْتِكُمْ أُجُورَكُمْ وَلَا يَسْأَلْكُمْ أَمْوَالَكُمْ

اور تمہارے اعمال میں ہرگز کمی نہ کریگا یہ دُنیوی زندگانی تو محض ایک لہو و لعب ہے اور اگر تم ایمان اور تقویٰ اختیار کرو تو تم کو تمہارے اجر عطا کریگا اور تم سے تمہارے مال طلب نہیں کرے گا

کریں گے تاکہ ہم (ظاہری طور پر بھی) اُن لوگوں کو معلوم (اور متمیز) کرلیں جو تم میں جہاد کرنے والے ہیں اور جو (جہاد میں) ثابت قدم رہنے والے ہیں اور تاکہ تمہاری حالتوں کی جانچ کرلیں (یہ اس لیے بڑھا دیا کہ علاوہ حکم جہاد کے اور احکام بھی داخل ہوجاویں اور علاوہ حالت مجاہدہ وصبر کے دوسرے حالات بھی داخل ہوجاویں) ف درمنثور میں ابن عباسؓ سے روایت ہے ثم دل اللہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد علی المنافقین فکان یدعو باسم الرجل من اہل النفاق۔ اور روح المعانی میں حضرت انسؓ سے بلا سند ایک روایت ہے کان علیہ الصلوٰۃ والسلام یعرفہم بسیماہم۔ سو پہلی روایت میں آیت سے کوئی منافات ظاہری بھی نہیں کیونکہ یہ دلالت معرفت بالسیما سے بھی ہوسکتی ہے اور روایت ثانیہ اگر ثابت ہو تو ظاہر اً منافی ہے لیکن لو نشاء الخ میں لو ماضی کے لیے ہے اور انتفاء فی المستقبل لازم نہیں آتا سو ممکن ہے کہ بعد نزول اس آیت کے معرفت بالسیما بھی عطا ہوگئی ہو اور حضرت حذیفہؓ کو منافقین کا بتلا دینا جو بعض روایات سے مفہوم ہوتا ہے اُس میں آپ کی معرفت کے متعلق دونوں احتمال ہیں۔ اور نعلم المجاھدین میں ظاہری طور لکھا گیا ہے اس کی شرح پارہ دوم کی شروع لنعلم من یتبع الرسول کی تفسیر میں گذری ہے۔ اور سورۃ میں جو محکمۃ کی قید ہے یہ محکم مقابل متشابہ کے ہے جیسا شروع آل عمران میں ہے اور فائدہ اس قید کا یہ ہے کہ اگر کوئی آیت خفی المعنی درباره جہاد کے نازل ہوتی تو اُن کو بہانہ مل سکتا تہا کہ ہم اس کے معنی نہیں سمجھے اور محکم میں چونکہ اس کی گنجایش نہ تھی اُن پر سخت شاق ہوتا تہا۔ اور اگر شبہہ ہو کہ جہاد کا حکم ایکبار نازل ہونا بھی اُن کی ناگواری کے لیے کافی تہا تعدد نزول کو اس میں کیا دخل۔ جواب یہ ہے کہ اکثر آیتیں جہاد کی ایسی ہیں کہ جب کوئی نیا قصہ پیش آیا اور خاص کسی قوم سے جہاد کی ضرورت ہوئی خاص اُس کے متعلق آیتیں آگئیں پس اگر نئی آیتیں نہ آتیں تو وہ اس سے بےفکر رہتے کہ آیات سابقہ کا مورد تو ختم ہوچکا اب نئے قصہ میں تو جہاد کا حکم نہیں ہوا ہے مگر جب اس میں بھی نزول آیات جہاد کا ہوتا تو پھر اُن کی جان کو بنتی۔ ربط اوپر شروع سورت سے یہاں تک مسلمانوں کی تحسین اور کفار کی تہجین اور درمیان میں کفار سے جہاد کا حکم مذکور ہے آگے خاتمہ میں ان مضامین کی کچھ تلخیص کچھ تفریع کچھ تتمیم کچھ تاکید ہے چنانچہ کفار کی مذمت تہجین کفار کی تلخیص ہے۔ اور اللہ و رسول کی اطاعت کا حکم تحسین مومنین پر تفریع ہے اس طور پر کہ جب اہل ایمان کے لیے ایسی ایسی خوبیاں ثابت ہیں تو تم ان خوبیوں کی علت یعنی اطاعت کو مت چھوڑنا اور ان خوبیوں کے منافی یعنی ابطال عمل سے بچنا۔ پھر اس تحسین و تہجین کے مجموعہ پر لا تھنوا کی تفریع ہے کہ جب دونوں فریق میں یہ تفاوت ہے تو مقبولین کو مخذولین سے دبنا نہ چاہیے اور یہ مضمون تاکید ہے فضرب الرقاب کی اور انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب کا مضمون حکم جہاد کی تتمیم ہے۔ اور بالکل ختم پر مضمون ترہیب کا ان مذکورہ وغیر مذکورہ جمیع اوامر و نواہی کی تاکید ہے۔

تحذیر مومنین در طرفین کلام و ترغیب شان در اطاعت احکام خصوص در جہاد بالنفس و بالمال با کفار لئام

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ وَشَاقُّوا الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَىٰ لَن يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا وَسَيُحْبِطُ أَعْمَالَهُمْ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ ۝ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ مَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ ۝ فَلَا تَهِنُوا وَتَدْعُوا إِلَى السَّلْمِ وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ وَاللَّهُ مَعَكُمْ وَلَن يَتِرَكُمْ أَعْمَالَكُمْ ۝ إِنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهْوٌ وَإِن تُؤْمِنُوا وَتَتَّقُوا يُؤْتِكُمْ أُجُورَكُمْ وَلَا يَسْأَلْكُمْ أَمْوَالَكُمْ ۝

اللغات قوله لن يتركم من وتر والترة النقص ۱۲

الفقه

قوله تعالى لا تبطلوا الخ استدل بها الحنفية في ايجاب قضاء النفل بعد الافساد ووجه الدلالة ظاهر من تقريري لان اجزاء العبادة الواحدة بعضها شرط لصحة بعضها اوبقاءه وللشافعية ان يقولوا انا نسلم انه ابطال لكن نمنع ان يكون كل ابطال منهيا عنه لحديث ان المتطوع امير نفسه ونحوه وبالجملة فالمسئلة ظنية والآية ثابتة قطعا والله عليها ظنا فافهم ۱۲

اِنْ يَّسْـَٔلْكُمُوْهَا فَيُحْفِكُمْ تَبْخَلُوْا وَيُخْرِجْ اَضْغَانَكُمْ ۝ هٰۤاَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ فَمِنْكُمْ مَّنْ يَّبْخَلُ ۚ وَمَنْ يَّبْخَلْ

اگر تم سے تمہارے مال طلب کرے پھر انتہادرجہ تک تم سے طلب کرتا رہے تو تم بخل کرنے لگو اور اللہ تعالیٰ تمہاری ناگواری ظاہر کر دے۔ ہاں تم لوگ ایسے ہو کہ تمکو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لیے بلایا جاتا ہے سو بعضے تم میں سے وہ ہیں جو بخل کرتے ہیں۔ اور جو

فَاِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ ۭ وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۙ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ ۝

تو وہ خود اپنے سے بخل کرتا ہے۔ اور اللہ تو کسی کا محتاج نہیں اور تم سب محتاج ہو۔ اور اگر تم روگردانی کروگے تو خدا تعالیٰ تمہاری جگہ دوسری قوم پیدا کر دیگا پھر وہ تم جیسے نہ ہونگے۔

ع ۱۰ / ۸

اِنْ يَّسْـَٔلْكُمُوْهَا فَيُحْفِكُمْ تَبْخَلُوْا وَيُخْرِجْ اَضْغَانَكُمْ ۝ هٰۤاَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ فَمِنْكُمْ مَّنْ يَّبْخَلُ ۚ وَمَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ ۭ وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۙ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ ۝ بے شک جو لوگ کافر ہوئے اور انہوں نے (اوروں کو بھی) اللہ کے رستہ (یعنی دین) سے روکا اور رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) کی مخالفت کی بعد اس کے کہ اُن کو (دین کا) رستہ (دلائل عقلیہ سے مشرکین کے لیے اور نقلیہ سے بھی اہل کتاب کے لیے) نظر آچکا تھا یہ لوگ اللہ (کے دین) کو کچھ نقصان نہ پہونچا سکیں گے (بلکہ یہ دین ہر حال میں پورا ہو کر رہیگا چنانچہ ہوا) اور اللہ تعالیٰ اُنکی کوششوں کو (جو دین حق کے مٹانے کے لیے عمل میں لا رہے ہیں) مٹا دیگا (یہ تمہید تھی مسلمانوں کے تحذیر کی آگے ترغیب اطاعت کے ساتھ اس تحذیر کی تصریح ہے کہ) اے ایمان والو اللہ کی اطاعت کرو اور (چونکہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ ہی کا حکم بتلاتے ہیں خواہ خاص جزئی کی وحی سے یا کسی کلی وحی شدہ میں کسی جزئی کو داخل کرنے سے اسلیے) رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) کی (بھی) اطاعت کرو اور (کفار کی طرح اللہ و رسول کی مخالفت کرکے) اپنے اعمال کو برباد مت کرو (اگر یہ مخالفت نفس ایمان میں ہے تب تو برباد ہونا اسلیے ہے کہ کفر اگر سابق ہے جیسے کافر اصلی کا کفر تو وہ منافی صحت عمل ہے اور اگر لاحق ہے جیسے مرتد کا کفر تو وہ حابط عمل ہے اور اگر مخالفت نفس ایمان میں نہیں بلکہ کسی عمل میں ہے جیسے عصاۃ مومنین کا عصیان تب برباد ہونے کی یہ صورت ہے کہ جو ایک عمل کسی دوسرے عمل کی صحت یا بقاء کی شرط ہے اُس میں خلل ڈالا جاوے جسکی تفصیل پارہ سوم آیت یاایھا الذین اٰمنوا لا تبطلوا صدقاتکم الآیۃ کی تفسیر میں گذری ہے اور ہر چند کہ کفار جو مخالفت کرتے تھے وہ نفس ایمان ہی میں تھی جو کہ مرتبہ بشرط شئی میں ہے لیکن چونکہ اس میں لا بشرط شئی کا مرتبہ بھی پایا جاتا ہے جو کہ تمام مراتب میں مشترک ہے اس لیے تحذیر میں اس مخالفت کو از قبیل مخالفت کفار قرار دینا جیسا ترجمہ نے بقرینہ مقام اس لفظ سے کہ کفار کی طرح اس کا اعتبار کیا ہے مضائقہ نہیں اور اوپر تو الذین کفروا وصدوا کا خسران فی الدنیا مذکور تھا آگے اُس کا خسران فی الاخریٰ کا ذکر فرماتے ہیں کہ) بیشک جو لوگ کافر ہوئے اور انہوں نے اللہ کے رستہ سے روکا پھر وہ کافر ہی رہ کر مر (بھی) گئے سو خدا تعالیٰ اُن کو کبھی نہ بخشے گا (عدم مغفرت کے لیے کفر کے ساتھ صد عن سبیل اللہ شرط نہیں بلکہ صرف کفر الی الموت تک کا یہی اثر ہے لیکن زیادت تشنیع کے لیے یہ قید واقعی بڑھا دی کہ اُس وقت کے رؤسا کفار میں یہ امر بھی متحقق تھا آگے مومنین کے مدایح اور کفار کے قبایح پر بطور تفریع کے فرماتے ہیں کہ جب معلوم ہوگیا کہ مسلمان خدا کے محبوب اور کفار مبغوض ہیں) تو (اے مسلمانو) تم (کفار کے مقابلہ میں) ہمت مت ہارو اور (ہمت ہار کر اُن کو) صلح کی طرف مت بلاؤ اور تم ہی غالب رہوگے (اور وہ مغلوب ہونگے کہ تم محبوب ہو اور وہ مبغوض ہیں) اور اللہ تمہارے ساتھ ہے (یہ تو تم کو دنیا کی کامیابی ہوئی) اور (آخرت میں یہ کامیابی ہوگی کہ اللہ تعالیٰ) تمہارے اعمال (کے ثواب) میں ہرگز کمی نہ کرے گا (یہ تو تشجیع سے جہاد کی ترغیب تھی آگے تزہید سے جہاد کی ترغیب اور انفاق فی سبیل اللہ کی تمہید ہے کہ) یہ دنیوی زندگانی تو محض ایک لہو و لعب ہے (اگر اس میں جان اور مال کو تمتع کے لیے بچانا چاہے تو وہ تمتع ہی کتنے دن کا ہے اور کیا اُس کا حاصل) اور اگر تم ایمان اور تقویٰ اختیار کرو (جسمیں جہاد بالنفس و المال بھی آگیا) تو (تمکو تو اپنے پاس سے نفع پہونچا دیگا اس طرح سے کہ) تمکو تمہارے اجر عطا کریگا اور (خود تم سے کسی نفع کا طالب نہ ہوگا چنانچہ) تم سے تمہارے مال (تک بھی جو کہ جان سے اہون ہے اپنے نفع کے لیے) طلب نہیں کریگا (جب تم سے ایسی چیز نہیں طلب کرتا جسکا دینا آسان ہے تو جان جسکا دینا مشکل ہے وہ تو کیوں طلب کریگا چنانچہ ظاہر ہے کہ ہماری جان و مال کے خرچ کرنے سے اللہ تعالیٰ کا کوئی نفع نہیں اور نہ یہ ممکن ہے وہذا کقولہ تعالیٰ وھو یطعم ولا یطعم۔ اور لا یسئلکم کا ترتب ان تؤمنوا پر جیسا کہ اُسکے جزا ہونیکا مقتضا ہے یا معنی نہیں ہے کہ اگر ایمان نہ لاؤ تو تمہارے مال لے لیگا بلکہ یہ معنی ہے کہ ایمان نہ لانیوالے سے تو ہماری کوئی خصوصیت ہی نہیں اُسمیں تو سوال اموال کا احتمال ہی نہیں البتہ شاید ایمان لانیکی صورت میں ڈر تھا کہ کہیں دوستی میں فرمایشیں نہ ہونے لگیں جیسا اکثر اہل دنیا میں مشاہدہ کیا جاتا ہے اسلیے بطور مبالغہ کے اسکو اُسپر مرتب فرمایا کہ اگر تم ایمان بھی لے آؤ تب بھی ہم تم سے اپنے لیے مال طلب نہ کریں اور اپنے نفع کے لیے سوال کرنا تو سوال کی ایک نوع محال ہے اسکا تو احتمال ہی نہیں ہماری طرف سے تو سوال کی بعض فرد ممکن بھی کہ وہ سوال ہے جمیع مال کا واقع نہیں ہوتی کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ اکثر لوگوں کو تمام مال کا خرچ کرنا ناگوار ہے چنانچہ) اگر (احیاناً) تم سے تمہارے مال طلب کرے پھر انتہادرجہ تک تم سے طلب کرتا رہے (یعنی سب مال طلب کرنے لگے) تو تم (یعنی تم میں سے اکثر) بخل کرنے لگو (یعنی دینا گوارا نہ کرو) اور (اُس وقت) اللہ تعالیٰ تمہاری

	اللغات
المراد بہا ہہنا مطلق الکراہۃ ولو لم تبلغ درجۃ العداوۃ ۱۲ البلاغۃ قولہ یبخل عن نفسہ البخل فیہ معنی المنع فناسب ان یعدی بعن ۱۲	تو فیحفکم الاحفاء المبالغۃ فی المسئلۃ والاستیصال کا معنی شاربہ اخذہ اخذا احفنا ہیا الاضغان العداوۃ و

سورة الفتح مدنية وهي تسع وعشرون اٰية

ناگواری ظاہر کردے (یعنی نہ دینے سے کہ فعل ظاہری ہے باطنی ناگواری کھل جاوے اس لیے یہ فرد ممکن بھی واقع نہیں کی گئی اور) ہاں (اس فرد ممکن پر ترتب بخل اور اخراج اضغان
کی دلیل صاف ہے کہ) تم لوگ ایسے ہو کہ تم کو اللہ کی راہ میں (جسکا نفع تمہاری طرف عائد ہونا یقینی ہے تھوڑا سا حصہ مال کا) خرچ کرنے کے لیے بلایا جاتا ہے (اور بقیہ اکثر تمہارے قبضہ
میں چھوڑ دیا جاتا ہے) سو (اس پر بھی) بعضے تم میں سے وہ ہیں جو بخل کرتے ہیں (گو ایسے لوگ قلیل سہی مگر یہ تو معلوم ہو گیا کہ اگر وہ فرد مذکور کہ اس سے بدرجہا اشق واشد ہے واقع ہوتی
تو جیسے اب بعض قلیل بخل کرتے ہیں اُس وقت بعض کثیر بلکہ اکثر بخل کرتے جیسا طبائع کے انداز سے صاف ظاہر ہے) اور (آگے اس فرد واقع پر بخل کی مذمت ہے کہ) جو شخص (ایسی
جگہ خرچ کرنے سے) بخل کرتا ہے تو وہ (درحقیقت) خود اپنے سے بخل کرتا ہے (یعنی اپنے ہی کو اُس کے نفع دائمی سے محروم رکھتا ہے) اور (نہیں تو) اللہ تو کسی کا محتاج نہیں (تاکہ احتمال
اُس کے ضرر کا ہو) اور (بلکہ) تم سب (اُسکے) محتاج ہو (اور تمہاری ہی احتیاج کی رعایت سے تم کو انفاق کا حکم کیا گیا کیونکہ آخرت میں تم کو ثواب کی حاجت ہوگی اور طریق اس کا یہی
اعمال ہیں اب تم اپنا نفع نقصان دیکھ لو اور اول تو ہم کو کسی عامل کے نفس عمل ہی کی حاجت نہیں) اور اگر (بعض حکمتوں کی وجہ سے دنیا میں ایسے لوگوں کا جو کہ اعمال صالحہ کریں
رکھنا ہی ہوگا اور) تم (ہمارے احکام سے) روگردانی کروگے تو خدا تعالیٰ تمہاری جگہ دوسری قوم پیدا کر دیگا (اور) پھر وہ تم جیسے (روگردانی کرنے والے) نہ ہونگے (بلکہ نہایت فرمانبردار ہونگے
اور یہ کام اُن سے لیا جاویگا اور اس طرح وہ حکمت پوری ہو جاویگی) ف فلا تهنوا وتدعوا میں جو صلح کی ممانعت ہے تو اس سے مراد مطلق صلح نہیں بلکہ صرف وہ صلح جسکا منشا محض ضعف
ہمت ہو جو کہ معصیت ہے اور ظاہر ہے کہ جب معصیت ناجائز ہے اُس پر کسی عمل کا مرتب کرنا بھی جائز نہ ہوگا اور جو صلح کسی مصلحت سے ہو گو وہ مصلحت ضعف قوت جسمانی یا قلت عدد یا قلت
سامان ہو بخلاف وہ جائز ہے اور انتم الاعلون میں جو غلبہ کی بشارت دی ہے اگر یہ خاص مخاطبین کے اعتبار سے ہے تب تو کچھ اشکال ہی نہیں کیونکہ اسی طرح واقع ہوا اور اگر عام مؤمنین کے
اعتبار سے ہے تو دوسری جگہ انتم الاعلون کو ان کنتم مؤمنین یعنی کامل الایمان کے ساتھ مقید فرمایا ہے اور اسکی پوری تحقیق پارہ ششم آیت ومن یتول اللہ ورسولہ الخ کی تفسیر کے ذیل میں
گذری ہے اور ان یسئلکموھا کی تقریر میں سوال کی جس فرد کو ممکن کہا گیا ہے اُس پر اگر یہ شبہ ہو کہ سوال تو خود ہی محال ہے کیونکہ وہ موقوف ہے احتیاج پر جواب یہ ہے کہ سوال سے مراد مطلق
طلب ہے گو بطور امر ہی چنانچہ آیت من یقرض اللہ میں حق تعالیٰ کی طرف استقراض یعنی سوال قرض کی اسناد اسی معنی کے اعتبار سے خود ثابت ہے۔ اور تبخلوا کے ترجمہ میں جو اکثر کہا گیا
وجہ اسکی یہ ہے کہ اللہ کے بعضے بندے ایسے ہیں کہ وہ خوشی سے سب ہی دیدیتے اور اگر یہ شبہ ہو کہ پھر تبخلوا میں سب کی طرف کیوں اسناد کردی جواب یہ ہے کہ اسناد ما للاکثر الی الکل مجازاً
جائز وشائع فی الکلام ہے۔ اور اس فرد ممکن کا عدم وقوع ظاہر ہے کیونکہ جسقدر نفقات واجبہ ابتدائیہ ہیں انمیں سے کسی میں تمام مال دینا واجب نہیں اور یوں خود کوئی جمیع مال کی نذر کرے تو
یہ اُس نے خود التزام کیا ہے اور اس کے التزام کے بعد شرع کا ایجاب ہوا ہے۔ اور اگر شبہ ہو کہ جان تو جمیع مال سے اعز ہے اُس کے بذل کا کیوں حکم ہوا جواب یہ ہے کہ اُس کی ضرورت
اصلاح میں انسان کو زیادہ ہے اور بذل جمیع مال کی اسقدر ضرورت نہیں اور چونکہ وہ منافع نہایت عظیم ہیں اس لیے مشقت عظیمہ کو گوارا کیا گیا اور چونکہ تھوڑی جانوں کے بچانے سے
بعد شیوع فساد جو لازم ترک جہاد ہے بہت سی جانیں جاتیں اس لیے تھوڑی جانیں خرچ ہونا گوارا ہوا اور نفع آخرت علاوہ ہے۔ اور تنفقوا کے ترجمہ میں جو تھوڑا سا کہا ہے دلیل
اس کی وقوع ہے اور کلام میں قرینہ اس کا حذف کرنا ہے مفعول تنفقوا کا جس سے یہ بات مستفاد ہوتی ہے کہ نفس انفاق کا تحقق ہو جانا چاہیئے اور وہ قلیل سے بھی ہو جاتا ہے البتہ
تعیین وعدم تعیین اس قلیل کی مفوض الی الشرع ہے۔ اور منکم من یبخل کو بعض نے منافقین کی شان میں کہا ہے اس خیال سے کہ مؤمنین سے بخل کا صدور مستبعد ہے لیکن آگے
جو ان تتولوا آیا ہے اُس کے متعلق ترمذی کی ایک حدیث میں صحابہ رضہ کا یہ سوال مروی ہے من ھؤلاء الذین اذا تولینا استبدلوا بنا جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ تتولوا کا خطاب
مؤمنین کو ہے اور ظاہر ہے کہ سب ضمائر کا مخاطب واحد ہی ہونا مناسب ہے پس ضمیر اول کے مخاطب بھی مؤمنین ہی کو کہنا مناسب ہے۔ رہا یہ کہ اُنسے صدور بخل مستبعد ہے سو اول تو بجز
انبیاء وملائکہ کے ہم کسی کو معصوم نہیں کہتے دوسرے یہ کیا ضرور ہے کہ بخل مذموم واقع ہوا ہو یعنی محض انقباض عن الانفاق مذموم نہیں ہے جبکہ اُسکے مقتضا پر عمل نہ کیا جاوے رہا عتاب
یہ اسلیے ہو سکتا ہے کہ احیاناً یہ مفضی ہو جاتا ہے عمل کی طرف بھی اسلیے اسکا ازالہ ضرور ہے۔ اور ان تتولوا میں عدم تولی صحابہ کی یقینی ہے مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ قوم اغیر کچھ پیدا نہ کی گئی ہو البتہ
استبدال کی نفی متیقن ہے پس حدیث میں جو اس قوم کی تفسیر مؤمنین اہل فارس سے آئی ہے جو کہ پیدا کیے گئے اسمیں کوئی اشکال نہیں الحمد للہ کہ سورہ محمد کی تفسیر ختم ہوئی آگے سورہ فتح آتی ہے انشاء اللہ تعالیٰ

سورة الفتح مدنية وآيها تسع وعشرون كذا في البيضاوي

ربط سورہ سابقہ کے ختم میں بذل انفس واموال فی سبیل اللہ کی ترغیب تھی اور اس تمامی سورت میں اس بذل کے چند مواقع مذکور ہیں **افادہ** اس سورت کی مختلف آیتوں
میں متعدد واقعات کی طرف اشارہ ہے سہولت فہم آیات کے لیے اُن واقعات کو کہدینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ **واقعہ اول** حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں خواب دیکھا کہ ہم مکہ میں امن

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۳

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

اِنَّا فَتَحۡنَا لَکَ فَتۡحًا مُّبِیۡنًا ۙ لِّیَغۡفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنۡ ذَنۡۢبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ وَیُتِمَّ نِعۡمَتَہٗ عَلَیۡکَ وَیَہۡدِیَکَ صِرَاطًا مُّسۡتَقِیۡمًا ۙ

بیشک ہم نے آپ کو ایک کھلم کھلا فتح دی تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کی سب اگلی پچھلی خطائیں معاف فرمادے اور آپ پر اپنے احسانات کی تکمیل کردے اور آپ کو سیدھے رستہ پر لے چلے۔

وامان کے ساتھ گئے اور عمرہ کر کے حلق وقصر کیا آپ نے یہ خواب صحابہ سے بیان فرمایا گو آپ نے تعیین مدت کی نہ فرمائی تھی مگر شدت اشتیاق سے اکثروں کا خیال اس طرف گیا کہ اسی سال عمرہ میسر ہوگا اور اتفاقاً آپ کا قصد بھی عمرہ کا ہوگیا۔ واقعہ دوم آپ بقصد عمرہ بہمراہی تخمیناً ڈیڑھ ہزار آدمیوں کے مکہ کو چلے اور ہدی بھی آپ کے ساتھ تھی جب یہ خبر مکہ میں پہنچی قریش نے بہت سا مجمع کر کے اتفاق کر لیا کہ آپ کو مکہ میں نہ آنے دینگے چنانچہ آپ نے حدیبیہ میں جو مکہ سے قریب ہے قیام فرمایا۔ واقعہ سوم آپ نے مکہ میں ایک قاصد بھیجا کہ ہم لڑنے نہیں آئے ہیں ہم کو اجازت دو عمرہ کر کے چلے جائیں گے مگر اس کو کچھ جواب نہ ملا یہاں تک کہ آپ نے اس کام کے لیے حضرت عثمان رضؓ کو بھیجا اور اُن کی زبانی بھی قریش کو یہی پیغام کہلا بھیجا اور بعضے مسلمان مرد اور عورت جو مکہ میں مغلوب ومظلوم تھے اُن کو بشارت کہلا بھیجی کہ اب عنقریب مکہ میں اسلام غالب ہوجاوے گا حضرت عثمان رضؓ کو قریش نے روک لیا اُن کی واپسی میں جو دیر لگی مسلمانوں میں یہ خبر مشہور ہوگئی کہ حضرت عثمان رضؓ قتل کر دیے گئے اُس وقت آپ نے اس خیال سے کہ شاید لڑائی کا موقع ہوجاوے سب صحابہ سے ایک درخت کے نیچے بیٹھکر جہاد کی بیعت لی جب قریش نے بیعت کی خبر سُنی ڈر گئے اور حضرت عثمان کو واپس بھیجدیا۔ واقعہ چہارم پھر مکہ کے چند رؤسا بغرض صلح آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور صلحنامہ لکھنا قرار پایا جسپر اول بسم اللہ ہی میں قریش نے جھک جھک کی کہ ہم بسم اللہ الرحمن الرحیم نہیں لکھنے دیں گے وہاں پُرانا کلمہ لکھوائیے باسمک اللّٰھم اور پھر آپ کے نام کے ساتھ رسول اللہ لکھنے پر تکرار کی کہ صرف ابن عبداللہ لکھنا چاہیئے اسپر گفتگو ہوتی رہی اور مسلمانوں کو غصہ بھی آیا اور جوش ہوا کہ تلوار سے معاملہ ایک طرف کر دیا جاوے لیکن آخر آپ نے ان دونوں باتوں کو منظور فرمایا اور مسلمانوں نے بھی ضبط کیا اور صلحنامہ لکھا گیا جسمیں ایک شرط یہ تھی کہ آپ اس سال واپس چلے جایئے اور سال آیندہ آکر عمرہ کر لیجیے اور ایک یہ مضمون تھا کہ دس سال تک لڑائی نہ ہوگی چنانچہ آپ نے حدیبیہ ہی میں ہدی کو ذبح کیا اور حلق وقصر کر کے احرام کھول دیا اور مدینہ کو تشریف لیچلے واقعہ پنجم حدیبیہ میں قبل صلح ایک واقعہ یہ ہوا کہ ایک جماعت مسلح اہل مکہ میں سے یہاں خفیہ اس ارادہ سے آئی کہ موقع پا کر نعوذ باللہ آپ کا کام تمام کر دیں صحابہ نے اُن کو دیکھ لیا اور پکڑ لیا مگر آپ نے اُن کو رہا کر دیا واقعہ ششم جب آپ مکہ کو چلے تھے تو آپ کو بھی قریش کی طرف سے لڑائی کا شبہہ تھا اس لیے آپ نے زیادہ مجمع کے ساتھ جانا مصلحت سمجھا چنانچہ آپ نے اعراب یعنی اہل دیہات میں بھی اس کا اعلان کرا دیا کہ تم کو بھی چلنا چاہیئے مگر یہ لوگ بوجہ نفاق کے نہیں گئے اور آپس میں کہنے لگے کہ مکہ میں بڑا مجمع ہوا ہے ہم تو اُن کے مقابلہ میں نہیں جاتے اور آپ کی اور مؤمنین کی نسبت کہا کہ یہ لوگ بچکر نہ آویں گے اور جب آپ واپس تشریف لائے تو حاضر ہو کر جھوٹے جھوٹے عذر کر دیئے۔ واقعہ ہفتم آپ حدیبیہ سے مدینہ کو واپس تشریف لاتے تھے کہ راہ میں یہ سورت نازل ہوئی کل یا اکثر علی اختلاف القولین اور یہ سب واقعات ذی قعدہ ۶ھ میں ہوئے۔ واقعہ ہشتم آپ حدیبیہ سے واپس تشریف لا کر محرم ۷ھ میں اہل حدیبیہ کو لیکر فتح خیبر کے لیے جو کہ مدینہ سے شمال میں چار منزل پر شام کی سمت میں یہود کا ایک شہر تھا تشریف لیچلے اور وہ فتح ہوگیا اس میں کوئی شخص متخلفین حدیبیہ سے شریک نہ تھا۔ واقعہ نہم سال آیندہ ذیقعدہ ۷ھ میں آپ حسب معاہدہ بجائے عمرہ فوت شدہ کے پھر عمرہ کے لیے تشریف لیچلے چنانچہ آپ نے مکہ پہونچ کر امن وامان سے عمرہ ادا فرمایا۔ واقعہ دہم صلحنامہ میں جو دس سال تک لڑائی موقوف رہنے کا معاہدہ لکھا تھا قریش نے نقض عہد کیا آپ نے مکہ پر چڑھائی کی اور رمضان ۸ھ میں اُس کو فتح کر لیا جس کی تفصیل شروع تفسیر سورہ براءۃ فائدہ سوم میں گذری ہے یہ سب روایات روح المعانی میں مع تصریح ماخذ موجود ہیں بعض آیات میں دوسرے واقعات کی طرف بھی اشارہ ہے مگر اولاً اُن کی تفسیر مختلف فیہ ہے ثانیاً اُن کی تفصیل پر تفسیر موقوف نہیں ہے اس لیے وہ اُن ہی آیات کے ساتھ لکھدیئے جاویں گے۔ اب تفسیر شروع ہوتی ہے اول فتح مبین کے ساتھ امتنان حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر مع اسکی غایات عظیمۃ الشان کے ذکر فرماتے ہیں۔

تہنیت سید المرسلین بفتح مبین مع غایات ملابسہ تقویت دین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔ اِنَّا فَتَحۡنَا لَکَ فَتۡحًا مُّبِیۡنًا ۙ لِّیَغۡفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنۡ ذَنۡۢبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ وَیُتِمَّ نِعۡمَتَہٗ عَلَیۡکَ وَیَہۡدِیَکَ صِرَاطًا مُّسۡتَقِیۡمًا ۙ

اللغات الفتح ازالة الاغلاق وفتح البلد الظفر به بحرب او غيره لانه منغلق ما لم يظفر به واذا ظفر به وحصل في اليد فقد فتح كذا في الروح ۱۲

البلاغة قوله انا انّ تاكيد للاهتمام لا لدفع الانكار - قوله فتحنا الاسناد الى ضمير جمع المتكلم لاظهار جلالة الفتح وفائدة الخبر الامتنان - قوله ليغفر لك الله فيه التفات الى الغيبة ۱۲

وَّيَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا ۝ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ ۭ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ

اور اللہ آپ کو ایسا غلبہ دے جس میں عزت ہی عزت ہو۔ وہ خدا ایسا ہے جس نے مسلمانوں کے دلوں میں تحمل پیدا کیا تاکہ اُن کے پہلے ایمان کے ساتھ اُن کا ایمان اور زیادہ ہو۔ اور آسمان و زمین کا سب لشکر

وَالْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَيُكَفِّرَ عَنْهُمْ

اللہ ہی کا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بڑا جاننے والا حکمت والا ہے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو ایسی بہشتوں میں داخل کرے جن کے نیچے نہریں جاری ہونگی جن میں ہمیشہ کو رہیں گے اور تاکہ اُن کے گناہ

سَيِّاٰتِهِمْ ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝ وَّيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ الظَّاۗنِّيْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ ۭ

دور کر دے۔ اور یہ اللہ کے نزدیک بڑی کامیابی ہے۔ اور تاکہ اللہ تعالیٰ منافق مردوں اور منافق عورتوں کو اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو عذاب دے جو کہ اللہ کے ساتھ بُرے بُرے گمان رکھتے ہیں۔

لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ ... بیشک ہم نے (اس صلح حدیبیہ سے) آپکو ایک کھلم کھلا فتح دی (یعنی اس صلح حدیبیہ سے یہ فائدہ ہوا کہ وہ سبب ہوگئی ایک فتح مطلوب یعنی فتح مکہ کا کما سیاتی پس گویا یہ صلح ہی فتح ہوگئی اور فتح مکہ کو فتح مبین اس لیے کہا گیا کہ غایت فتح کی غلبہ ہوتا ہے اسلام کا لوگوں کے اسلام سے یا استسلام سے اور یہی اس کا اثر مطلوب ہے اور فتح مکہ سے اسلام کو اس لیے نہایت غلبہ ہوا کہ تمام قبائل عرب اس بات کے منتظر تھے کہ اگر آپ اپنی قوم پر غالب ہوگئے تو ہم بھی اطاعت کرلیں گے چنانچہ جب مکہ فتح ہوا تو چاروں طرف سے قبائل اُمڈ پڑے اور خود یا بواسطہ وفد کے حاضر ہو کر اسلام لانا شروع کیا کذا رواہ البخاری عن عمرو بن سلمۃ پس چونکہ آثار غلبہ اسلام کے اس فتح پر زیادہ نمایاں ہوئے اسلیے اسکو فتح مبین فرمایا گیا اور صلح حدیبیہ اسکا سبب اس طرح ہوگئی کہ اہل مکہ سے آئے دن لڑائی رہا کرتی تھی اور اس وجہ سے مسلمانوں کو اپنی قوت اور سامان بڑھانے کی فرصت اور مہلت نہ ملتی تھی اب جو صلح ہوگئی تو فراغ خاطر سے مسلمانوں نے کوشش کی جس سے بہت سے نئے آدمی مسلمان ہوگئے اور مجمع بڑھ گیا اور فتح خیبر وغیرہ سے سامان بھی درست ہوگیا اور ایسے ہوگئے کہ دوسروں پر دباؤ پڑ سکے پھر قریش کی طرف سے بدعہدی ہوئی تو آپ دس ہزار آدمیوں کے ساتھ مقابلہ کے لیے چلے اہل مکہ اسقدر دبے کہ بہت زیادہ لڑائی بھی نہیں ہوئی اور اطاعت قبول کی اور لڑائی اسقدر معمولی اور خفیف ہوئی کہ اہل علم آپس میں مختلف ہوگئے کہ مکہ صلحاً فتح ہوا ہے یا عنوۃً غرض اس طور پر یہ صلح سبب فتح ہوگئی اسلیے مجازاً واطلاقاً للمسبب علے السبب اس صلح کو فتح فرما دیا جس میں پیشینگوئی بھی ہے فتح کی آگے اس فتح کے ثمرات دنیویہ واخرویہ فرماتے ہیں کہ فتح اسلیے میسر ہوئی) تاکہ (اسکے بعد تبلیغ دین کے باب میں جو آپکے مساعی جمیلہ ابتدا سے مبذول ہو رہے ہیں اُنکا نتیجہ ظاہر ہو یعنی لوگ بکثرت مسلمان ہوں اور اس سبب سے کہ کسی کی کوشش سے کسی کا ایمان لانا موجب اجر ساعی ہوتا ہے گو نفس سعی سے بھی اجر ہوتا ہے لیکن مطابق حدیث من سن سنۃ حسنۃ فلہ اجرھا واجر من عمل بھا مسلمان ہونے سے اور زیادہ ثواب ملتا ہے اسلیے اس قبول اسلام خلق کثیر کے صلہ میں آپکا اجر بہت بڑھ جاوے اور کثرت اجر و قرب کی برکت سے) اللہ تعالیٰ آپکے سب اگلے پچھلے (صوری) خطائیں معاف فرما دے اور آپ پر (جو اللہ تعالیٰ اپنے احسانات ذکر تا آتا ہے مثلاً آپکو نبوت دی قرآن دیا بہت سے علوم دیے بہت سے اعمال کا ثواب دیا اُن احسانات) کی (اور زیادہ) تکمیل کر دے (یعنی ایک یہ نعمت دے کہ آپکے ہاتھ پر بہت سے آدمی مسلمان ہوں جس سے آپکا اجر اور قرب بڑھے یہ دو نعمتیں تو اُخروی ہیں جنکا حاصل دفع مضرت اخروی وحصول منفعت اُخروی ہے اور دفع مضرت کے اہم ہونے پر اسکو لیغفر الخ میں مقدم فرمایا) اور (دو نعمتیں دنیوی ہیں ایک یہ کہ) آپکو (بے کسی کے رک ٹوک کے دین کے) سیدھے رستہ پر لے چلے (اور پہلے سے بھی صراط مستقیم پر چلنا یقینی ہے لیکن آپس کفار مزاحم و مصادم ہوتے تھے) اور (دوسری دنیوی نعمت یہ کہ) اللہ آپکو ایسا غلبہ دے جس میں عزت ہی عزت ہو (یعنی جسکے بعد پھر آپکو کبھی دبنا ہی نہ پڑے جیسا اسکے قبل کبھی کبھی مسلمانوں کو بمصلحت دبنا پڑا ہے پس ھدیک کا حاصل نفی ہے مغلوبیت کی جو کہ دفع مضرت ہے اور ینصرک کا حاصل اثبات ہے غالبیت کا جو کہ حصول منفعت ہے اور یہ مفہوم ثانی ہے مفہوم اول سے چنانچہ ایسا ہی وقوع ہوا اور شدہ شدہ تمام جزیرہ عرب پر آپکا تسلط ہوگیا) ف لیغفر لک اللہ الخ میں لام کے معنی کی یہ توجیہ سب سے اسہل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ فتح سبب ہے اسلام خلق کا اور اسلام خلق سبب ہے کثرت اجر و قبول عند اللہ کا اور کثرت اجر و قبول عند اللہ سبب ہے غفران کا اور سبب کا سبب بھی سبب ہے پس فتح سبب مغفرت ہوگیا اور تعبیر میں سببیت اور زیادہ ظاہر ہے۔ اور اس مغفرت ذنوب کی حقیقت سورہ محمد کے رکوع اول کے ختم پر گذر چکی ربط اوپر اُن نعمتوں کا ذکر تھا جو اس واقعہ میں آپکے متعلق تھیں آگے اُن نعمتوں کا ذکر ہے جو اس واقعہ میں آپکے ہمراہی مومنین کے متعلق ہیں اور تتمیم ومقابلہ کے لیے کفار کی نقمت کا بھی اس کے ساتھ ذکر فرما دیا۔

ذکر نعم بر مومنین و نقم بر کافرین

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ ۭ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَيُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝ وَّيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ الظَّاۗنِّيْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ ۭ

النحو: قولہ لیدخل بدل اشتمال من قولہ لیزدادوا۔ قولہ ظن السوء السوء مصدر بمعنی اسم الفاعل اضیف الیہ الموصوف۔

البلاغۃ: قولہ ینصرک اللہ اظہار الاسم الجلیل لکون النصر خاتمۃ الغایات۔

عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ ۚ وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ ۚ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ○ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ

ان پر برا وقت پڑنے والا ہے — اور اللہ تعالیٰ ان پر غضبناک ہوگا اور ان کو رحمت سے دور کردیگا اور ان کے لیے اس نے دوزخ تیار کر رکھی ہے — اور وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے — اور آسمان اور زمین کا سب لشکر

وَالْاَرْضِ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ○

اللہ ہی کا ہے — اور اللہ تعالیٰ زبردست — حکمت والا ہے۔

عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ ۚ وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ ۚ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ○ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ○ وہ خدا ایسا ہے جس نے مسلمانوں کے دلوں میں تحمل پیدا کیا (جس کے دو اثر ہیں ایک بیعت جہاد کے وقت جہاد کی ہمت و عزم رکھنا جس کا ذکر آیت لقد رضی اللہ عن المؤمنین الی قولہ فانزل السکینۃ الخ میں ہے اور دوسرا اثر کفار کی ضد بیجا کے وقت جوش کو ٹھنڈا کرنا جس کا ذکر واقعہ چہارم میں ہوا ہے اور جس کا ذکر آگے فانزل اللہ سکینتہ علی رسولہ میں آتا ہے پس سکینہ اس آیت میں عام ہے اور آگے دو موقعوں پر اس کی ایک ایک فرد خاص مذکور ہے — اور یہ تحمل اس لیے پیدا کیا) تاکہ ان کے پہلے ایمان کے ساتھ ان کا ایمان اور زیادہ ہو (اس طرح سے کہ سکینہ اول سے عزم علی القتال ہوا اور سکینہ ثانیہ سے کف عن القتال ہوا اور یہ دونوں امر چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امر اور رضا کے موافق تھے پس دونوں میں اطاعت ہوئی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اور آپ کی ہر اطاعت سے نور ایمان بڑھتا ہے) اور (تم عزم علی القتال میں کبھی کثرت جنود کفار پر نظر کرکے پس وپیش نہ کرنا اور اسی طرح کف عن القتال میں جبکہ وہی مامور بہ ہو جیسا حدیبیہ میں اسکا وقوع ہوا یہ مت خیال کرنا کہ افسوس صلح ہوگئی اور کفار بچ گئے انکو سزا نہ ہوئی پس نہ اس میں تردد کرنا نہ اس میں خیال لانا کیونکہ) آسمان و زمین کا سب لشکر (جیسے ملائکہ و دیگر مخلوقات یہ سب) اللہ ہی کا (لشکر) ہے (پس امر بالقتال میں تمہاری قلت کا تدارک اپنے جنود سے کرسکتا ہے اور گو اسکی یہی صورت نہیں لیکن یہ بھی ایک طریقہ تائید کا ہے چنانچہ اسکا وقوع بھی بارہا ہوا — ہجرت میں ایدہ بجنود لم تروھا — بدر میں یمدد کم ربکم بخمسۃ آلاف — احزاب میں وجنودا لم تروھا — حنین میں وانزل جنودا لم تروھا — اور اسی طرح امر بالکف میں یہ نہ خیال کرو کہ اگر ہمکو امر بالقتال ہوجاتا تو انکو ہلاک کر دیتے کیونکہ انکا ہلاک ہونا کچھ تم پر موقوف نہیں اگر ہم چاہیں اپنے اس دوسرے جنود سے ہلاک کرسکتے ہیں لیکن چونکہ اسوقت صلح میں حکمت تھی جس میں سے بعض کا بیان انا فتحنا لک الخ کی تقریر میں ہو چکا ہے) اور اللہ تعالیٰ (مصلحتوں کا) بڑا جاننے والا (اور) حکمت والا ہے (جب قتال میں مصلحت ہوتی ہے اسکا حکم دیتا ہے اسوقت اسمیں پس وپیش نہ کرنا چاہیئے اور جب ترک قتال میں مصلحت ہوتی ہے اسکا حکم دیتا ہے اسوقت اسمیں کوئی رنج و افسوس نہ کرنا چاہیئے۔ آگے اسی غایت ازدیاد ایمان کو دوسرے عنوان سے جو کہ ثمرہ ہے ازدیاد ایمان کا بیان فرماتے ہیں یعنی) تاکہ اللہ تعالیٰ (اس اطاعت کی بدولت) مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو ایسی بہشتوں میں داخل کرے جنکے نیچے نہریں جاری ہونگی جنمیں ہمیشہ کو رہینگے اور تاکہ (اس اطاعت کی بدولت) انکے گناہ دور کردے (لان الطاعۃ یعم التوبۃ وسائر الحسنات ومجموعہا مکفرۃ لمجموع السیئات) اور یہ (جو کچھ مذکور ہوا) اللہ کے نزدیک بڑی کامیابی ہے اور لیدخل الخ بھی مثل لیزدادوا متعلق انزل السکینۃ کے ہے اور انزل السکینۃ بواسطہ ازدیاد ایمان کے سبب اس یدخل الخ کا ہے اس طرح سے کہ انزل السکینۃ سبب ہے اطاعت کا اور اطاعت سبب ہے یدخل الخ کا — اور اس بشارت میں عورتوں کے شامل ہونے کی نسبت یہ شبہہ نہ کیا جاوے کہ وہ تو حدیبیہ میں شریک نہ تھیں بات یہ ہے کہ مدار فضیلت کا اطاعت ہے خواہ اس امر خاص میں ہو جیسا اہل حدیبیہ سے صدور ہوا یا دوسرے امور میں ہو اور اسمیں مومنات بھی شریک ہیں و نیز اسکے بڑھا دینے سے ایک گونہ عورتوں کی تسلی بھی ہے جو فضائل اہل حدیبیہ کو سنکر ممکن تہا کہ شکستہ دل ہوتیں کہ ہم محروم ہیں اسلیے بتلا دیا کہ مدار اطاعت ہے تو جو احکام تمہارے لیے ہیں تم انہیں اطاعت کرو کہ تم بھی ان بشارات کی مستحق ہوگی) اور (چونکہ آیت انزل السکینۃ الخ مقام مدح مومنین کا ہے اور مقام مدح اغلب محاورات میں مقتضی ہوتا ہے اختصاص ممدوح کو ممدوح بہ کے ساتھ اسلیے وہ آیت اسپر بھی دال ہے کہ یہ سکینہ غیر مومنین کے قلب میں نازل نہیں کیا گیا پس گویا مجموعہ کلام اس طرح ہوا کہ ھو الذی انزل السکینۃ فی قلوب المؤمنین ولم ینزل السکینۃ فی قلوب غیر المؤمنین اور اول جزو کی علت غائیہ لیزدادوا الی قولہ لیدخل میں مذکور ہوئی اور جزو ثانی کی علت غائیہ آگے ارشاد فرماتے ہیں کہ کفار کو مطلق سکینہ سے کہ اسکا اول ثمرہ ایمان ہے اسلیے محروم رکھا کہ انکو ایمان کی بھی توفیق نہ ہوئی) تاکہ اللہ تعالیٰ منافق مردوں اور منافق عورتوں کو اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو (بوجہ انکے کفر کے) عذاب دے جو کہ اللہ کے ساتھ برے برے گمان رکھتے ہیں (اس برے گمان میں عقائد شرکیہ و کفریہ بھی سب داخل ہیں اور انہیں رسول کی تکذیب امر نبوت و وعدہ غلبہ اسلام وغیرہ بھی داخل ہے اور اسمیں تعریض ہے کفار مکہ کے ساتھ بھی جنہوں نے اس واقعہ میں آپ سے مزاحمت کی اور ضد باندھی اور منافقین مدینہ کے ساتھ بھی کہ اس واقعہ میں بوجہ عداوت کے اس کے متمنی تھے کہ مسلمان بچ کر نہ آویں اور غلبہ اسلام کی نسبت جو اللہ تعالیٰ کے وعدے ہیں جنکے منجانب اللہ ہونے پر دلائل قطعیہ قائم ہیں انکو غلط سمجھتے تھے وھو المراد فیما سیاتی من قولہ بل ظننتم ان لن ینقلب الرسول الخ اور چونکہ مدار

النحو قولہ علیہم دائرۃ السوء انظر ما علقت علی مثل ہذہ الجملۃ فی مفتتح الجزء الحادی عشر اعنی یعتذرون ١٢

نصف

اِنَّآ اَرۡسَلۡنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيۡرًا ۙ لِّتُؤۡمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَتُعَزِّرُوۡهُ وَتُوَقِّرُوۡهُ ؕ وَتُسَبِّحُوۡهُ بُكۡرَةً وَّاَصِيۡلًا ۝ اِنَّ

ہمنے آپ کو گواہی دینے والا اور بشارت دینے والا اور ڈرانے والا کرکے بھیجا ہی۔ تاکہ تم لوگ اللہ پر اور اُس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اُس کی مدد کرو اور اُس کی تعظیم کرو۔ اور صبح وشام اُس کی تسبیح میں لگے رہو

الَّذِيۡنَ يُبَايِعُوۡنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوۡنَ اللّٰهَ ؕ يَدُ اللّٰهِ فَوۡقَ اَيۡدِيۡهِمۡ ۚ فَمَنۡ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنۡكُثُ عَلٰى نَفۡسِهٖ ۚ وَمَنۡ اَوۡفٰى بِمَا عٰهَدَ

جو لوگ آپ سے بیعت کر رہے ہیں تو وہ اللہ تعالیٰ سے بیعت کر رہے ہیں۔ خدا کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں پر ہی۔ پھر جو شخص عہد توڑے گا سو اُس کے عہد توڑنے کا وبال اُسی پر پڑے گا۔ اور جو شخص اُس بات کو پورا کرے گا

عَلَيۡهُ اللّٰهَ فَسَيُؤۡتِيۡهِ اَجۡرًا عَظِيۡمًا ۝ ع

جس پر خدا سے عہد کیا ہی تو عنقریب خدا اُس کو بڑا اجر دیگا۔

ع ۱۰ / ۹

تعذیب کا کفر ہی اسلیے منافقات ومشرکات کو بھی شامل کرلیا ونیز اس واقعہ میں بالخصوص بھی آپکے ساتھ مخالفت ہونے میں کافر عورتیں بھی شریک ہیں گو دل ہی سے سہی جیسا کہ احسان کمال یا احسان صلح میں مسلمان عورتیں بھی شریک تھیں گو دل ہی سے سہی پس دونوں جگہ عورتوں کے ذکر کی یہ وجہ بھی ہوسکتی ہی۔ آگے ان سب کفار کے لیے وعید ہی کہ دُنیا میں) اُنپر بُرا وقت پڑنے والا ہی اور چنانچہ مشرکین چندہی روز بعد مقتول و ماخوذ ہوئے اور منافقین کی تمام عمر حسرت اور پریشانی میں کٹی کہ اسلام بڑھتا تھا اور وہ گھٹتے جاتے تھے۔ یہ تو دنیا میں ہوگا) اور (آخرت میں) اللہ تعالیٰ اُنپر غضبناک ہوگا اور انکو رحمت سے دُور کردیگا اور انکے لیے اُسنے دوزخ تیار کر رکھی ہی اور وہ بہت ہی بُرا ٹھکانا ہی اور (آگے اس وعید کی تاکید ہی کہ) آسمان اور زمین کا سب لشکر اللہ ہی کا ہی اور اللہ تعالیٰ زبردست یعنی پوری قدرت والا ہی اگر چاہتا کسی لشکر سے ان سب کی ایکدم سے صفائی کردیتا کہ یہ اُسکے مستحق ہیں لیکن چونکہ وہ) حکمت والا ہی (اسلیے مصلحت عقوبت میں توقف فرماتا ہی) ف اوپر بھی وللہ جنود السمٰوٰت آیا ہی گر وہاں اس سے مقصود تھا مومنین کے غالب کرنے پر قادر ہونا جسکا حاصل تسلیہ ہی اور یہاں مقصود ہی کفار کے مقہور کرنے پر قادر ہونا جسکا حاصل تہدید ہی جیسا ترجمہ کی تقریر سے دونوں جگہ ظاہر ہی اور اسی لیے یہاں حکیم کے ساتھ عزیز فرمایا جو دال علی القہر ہی بخلاف وہاں کے پس تکرار لازم نہیں آیا۔ ربط اوپر جن نعمتوں کا مسلمانوں پر ذکر تھا چونکہ معطی حقیقی اُن کا حق تعالیٰ ہی اور واسطہ عطا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اسلیے آگے اللہ و رسول کے حقوق کا اور اُن حقوق کے بجالانے والوں کی فضیلت کا اور نہ بجالانے والوں کی مذمت کا بیان ہی۔

بیان حقوق اللہ و رسول مع وعد و وعید اہل امتثال و اہل اخلال

اِنَّآ اَرۡسَلۡنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيۡرًا ۙ لِّتُؤۡمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَتُعَزِّرُوۡهُ وَتُوَقِّرُوۡهُ ؕ وَتُسَبِّحُوۡهُ بُكۡرَةً وَّاَصِيۡلًا ۝ اِنَّ الَّذِيۡنَ يُبَايِعُوۡنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوۡنَ اللّٰهَ ؕ يَدُ اللّٰهِ فَوۡقَ اَيۡدِيۡهِمۡ ۚ فَمَنۡ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنۡكُثُ عَلٰى نَفۡسِهٖ ۚ وَمَنۡ اَوۡفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيۡهُ اللّٰهَ فَسَيُؤۡتِيۡهِ اَجۡرًا عَظِيۡمًا ۝ (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے آپکو (اعمال اُمت پر قیامت کے دن) گواہی دینے والا (عموماً) اور (دُنیا میں خصوصاً مسلمانوں کے لیے) بشارت دینے والا اور (کافروں کے لیے) ڈرانے والا کرکے بھیجا ہی (اور اے مسلمانو ہم نے انکو اسلیے رسول بناکر بھیجا ہی) تاکہ تم لوگ اللہ پر اور اُسکے رسول پر ایمان لاؤ اور اُس (کے دین) کی مدد کرو اور اُس کی تعظیم کرو (اعتقاداً بھی کہ اللہ تعالیٰ کو موصوف بالکمالات منزہ عن النقائص سمجھو اور عملاً کہ اطاعت کرو) اور صبح وشام اُس کی تسبیح (و تقدیس) میں لگے رہو (اگر نماز سے تفسیر کیجاوے تو صبح وشام کی فرض نمازیں مراد ہونگی ورنہ مطلق ذکر گو مندوب ہو مراد ہوگا۔ آگے بعض حقوق خاصہ کے متعلق ارشاد ہی کہ) جو لوگ آپ سے (حدیبیہ میں اس بات پر) بیعت کر رہے ہیں (یعنی بیعت کرچکے ہیں کہ جہاد سے بھاگیں گے نہیں) تو وہ (واقع میں) اللہ تعالیٰ سے بیعت کر رہے ہیں (کیونکہ مقصود آپ سے اسپر بیعت کرنا ہی کہ اللہ تعالیٰ کے احکام بجالاویں گے اور جب یہ بات ہی تو گویا) خدا کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں پر ہی (یہ تاکید ہی ماقبل کی کیونکہ یہ بھی کنایہ ہی بیعت سے) پھر (بعد بیعت کے) جو شخص عہد توڑے گا (یعنی بجائے اطاعت کے مخالفت کرے گا) سو اُس کے عہد توڑنے کا وبال اُسی پر پڑیگا اور جو شخص اُس بات کو پورا کرے گا جس پر (بیعت میں) خدا سے عہد کیا ہے تو عنقریب خدا اُس کو بڑا اجر دے گا ف اس بیعت کا ذکر واقعہ سوم میں گذر چکا ہی اور چونکہ لفظ عام ہے اس لیے جس عہد واجب الایفاء کو توڑے گا اُس کے لیے یہی وعید ہے اور بیعت متعارف کے ساتھ یہ مخصوص نہیں بلکہ مراد مطلق عہد ہے خواہ صراحتاً یا التزاماً مثلاً ایمان لانا تمام احکام کا التزام کرلینا ہے یا لزوماً جیسا ایمان لانا بنا بر عہد الست کے سب پر واجب ہی اور بیعت متعارف کے توڑنے کو یہ وعید شامل بھی نہیں کیونکہ اگر ایک پیر سے جو قطع تعلق کردیا لیکن احکام الٰہیہ ضروریہ میں اخلال اعتقادی یا عملی نہیں واقع کیا ذرہ برابر گناہ نہیں البتہ بلا ضرورت شرعیہ ایسا موجب بے برکتی ہے اور ممکن ہی کہ بواسطہ مفضی الی المعصیت ہوجاوے اور شرعی ضرورت سے واجب ہے جیسے کسی غیر متشرع شخص سے بیعت ہوجاوے تو اُس سے

اللغات التعزیر النصر یبایعون مفاعلۃ من البیع یقال بایع السلطان مبایعۃ اذا ضمن بذل الطاعۃ بما رضخ له کثیراما تقال علی البیعۃ المعروفۃ للسلاطین ونحوہم وان لم یکن رضخ ۱۲

النحو قوله لتؤمنوا متعلق بمقدر دل علیه انا ارسلناک ای ارسلناه الیکم ایہا الناس لتؤمنوا ۱۲

البلاغۃ قوله یبایعونک البیعۃ وقعت قبل نزول الآیۃ فالتعبیر بالمضارع لاستحضار الحال الماضیۃ ۱۲

اختلاف القراءۃ

فی قراءۃ الاکثر من اوفی بما عاہد علیه بکسر الہاء و ہو الشائع وامالکہما فقیل وجہہ انہا ہاء ہو وہی مضمومۃ فاستصحب ذلک کما فی له وضربه وحسن الضم فی الآیۃ التوصل الی تفخیم لفظ الجلالۃ الملائم لتفخیم امر العہد المشعر بالکلام سوالیفو القاری کان علی ماکان ملتزم للوفاء بالعہد والبقاء وعدم نقضه کذا فی الروح ۱۲

سَيَقُولُ لَكَ الْمُخَلَّفُونَ مِنَ الْأَعْرَابِ شَغَلَتْنَا أَمْوَالُنَا وَأَهْلُونَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا ۚ يَقُولُونَ بِأَلْسِنَتِهِم مَّا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ ۚ قُلْ فَمَن

جو دیہاتی پیچھے رہ گئے وہ عنقریب آپ سے کہیں گے کہ ہمکو ہمارے مال اور عیال نے فرصت نہ لینے دی سو ہمارے لیے معافی کی دعا کر دیجیے۔ یہ لوگ اپنی زبان سے وہ باتیں کہتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں ہیں۔ آپ کہہ دیجیے کہ سو وہ کون ہے

يَمْلِكُ لَكُم مِّنَ اللَّهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا أَوْ أَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا ۚ بَلْ كَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ۝ بَلْ ظَنَنتُمْ أَن لَّن يَنقَلِبَ

جو خدا کے سامنے تمہارے لیے کسی چیز کا اختیار رکھتا ہو اگر اللہ تعالیٰ تم کو کوئی نقصان یا کوئی نفع پہونچانا چاہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ تمہارے سب اعمال پر مطلع ہے۔ بلکہ تم نے یہ سمجھا کہ رسول اور مومنین

الرَّسُولُ وَالْمُؤْمِنُونَ إِلَىٰ أَهْلِيهِمْ أَبَدًا وَزُيِّنَ ذَٰلِكَ فِي قُلُوبِكُمْ وَظَنَنتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ وَكُنتُمْ قَوْمًا بُورًا ۝ وَمَن لَّمْ يُؤْمِن بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ

اپنے گھر والوں میں کبھی لوٹ کر نہ آویںگے اور یہ بات تمہارے دلوں میں اچھی بھی معلوم ہوتی تھی اور تم نے بُرے بُرے گمان کیے۔ اور تم برباد ہونے والے لوگ ہو گئے۔ اور جو شخص اللہ پر اور اسکے رسول پر ایمان نہ لاویگا

فَإِنَّا أَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ سَعِيرًا ۝ وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ يَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ ۚ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝

سو ہم نے کافروں کے لیے دوزخ تیار کر رکھی ہے اور تمام آسمان و زمین کی سلطنت اللہ ہی کی ہے وہ جس کو چاہے بخشدے اور جس کو چاہے سزا دے اور اللہ تعالیٰ بڑا غفور رحیم ہے۔

قطع تعلق واجب ہے اور ید اللہ فوق ایدیھم سے یہ نہ سمجھا جاوے کہ بیعت کے وقت ہاتھ میں ہاتھ لینا ضروری یا یہ کہ شیخ بیعت لینے والے کا ہاتھ اوپر ہی ہونا ضروری اصل یہ ہے کہ یہ عبارت ہے مطلق بیعت بمعنی ضمان طاعت سے۔ اور ید اللہ میں حقیقی معنی متشابہات میں سے ہیں اس میں زیادہ تفتیش نہ کریں۔ ربط اوپر شرکاء حدیبیہ کے مدائح تھے آگے متخلفین کے فضائح ہیں جسکا قصہ واقعہ ششم میں ذکر ہو چکا ہے۔

فضائح متخلفین منافقین

سَيَقُولُ لَكَ الْمُخَلَّفُونَ مِنَ الْأَعْرَابِ شَغَلَتْنَا أَمْوَالُنَا وَأَهْلُونَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا ۚ يَقُولُونَ بِأَلْسِنَتِهِم مَّا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ ۚ قُلْ فَمَن يَمْلِكُ لَكُم مِّنَ اللَّهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا أَوْ أَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا ۚ بَلْ كَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ۝ بَلْ ظَنَنتُمْ أَن لَّن يَنقَلِبَ الرَّسُولُ وَالْمُؤْمِنُونَ إِلَىٰ أَهْلِيهِمْ أَبَدًا وَزُيِّنَ ذَٰلِكَ فِي قُلُوبِكُمْ وَظَنَنتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ وَكُنتُمْ قَوْمًا بُورًا ۝ وَمَن لَّمْ يُؤْمِن بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ فَإِنَّا أَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ سَعِيرًا ۝ وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ يَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ ۚ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝

ترجمہ: جو دیہاتی (اس سفر سے) پیچھے رہ گئے (اور شریک نہیں ہوئے) وہ عنقریب (جبکہ آپ مدینہ پہونچینگے کیونکہ یہ سورت رستہ میں نازل ہوئی ہے جیسا واقعہ ہفتم میں مذکور ہے آپ سے (محض تراشی کے طور پر) کہینگے کہ (ہم جو آپکے ساتھ شریک نہیں ہوئے اسکی وجہ یہ ہوئی کہ) ہمکو ہمارے مال اور عیال نے فرصت نہ لینے دی (یعنی انکی ضروریات میں مشغول رہے ورنہ ضرور شریک ہونے کا ارادہ تھا) سو ہمارے لیے (اس کوتاہی کی) معافی کی دعا کر دیجیے (باوجود عذر صحیح کے استغفار کی درخواست اگر غیر مخلص کی طرف سے ہو بالغہ فی الاخلاص پر محمول ہو سکتا ہے اور اگر مخلص کی طرف سے ہو تو اسکی بنا یہ ہے کہ عذر کا عذر ہونا اکثر امر اجتہادی ہوتا ہے اور اجتہاد کا مدار تحری پر ہوتا ہے اسمیں بعض اوقات تسویل نفسانی و شیطانی سے تامل یا عمل بمقتضائے تامل میں کوتاہی ہو جاتی ہے لہذا استغفار کی حاجت ہوتی ہے۔ آگے حق تعالیٰ انکی تکذیب فرماتے ہیں کہ) یہ لوگ اپنی زبان سے وہ باتیں کہتے ہیں جو انکے دل میں نہیں ہیں (مطلب یہ کہ انکا یہ عذر متضمن کئی مضمونوں کو ہے ایک یہ کہ ہمکو فرصت نہ تھی۔ دوسرے یہ کہ ہمارا ارادہ شریک ہونے کا تھا۔ تیسرے یہ کہ ہم آپکے استغفار کے مفید ہونیکے معتقد ہیں حالانکہ خود اپنے دل میں ان امور کو صحیح نہیں سمجھتے امرین اولین میں بوجہ عدم وقوع کے اور امر ثالث میں بوجہ عدم اعتقاد نبوت کے۔ آگے آپکو تلقین ہے رد کی کہ جب یہ لوگ آپ سے یہ عذر پیش کریں تو آپ (انکے جواب میں یہ) کہہ دیجیے کہ (اول تو اگر یہ عذر مطابق واقع کے بھی ہوتا تب بھی حکم قطعی کے ہوتے ہوئے محض لغو ہے کیونکہ وہ عذر واقع میں تو قضا و قدر سے بچا نہیں سکتا چنانچہ جو عذر تمنے بیان کیا ہے سو ہم اسی کے متعلق پوچھتے ہیں کہ) وہ کون ہے جو خدا کے سامنے تمہارے لیے (از قبیل نفع و ضرر کے) کسی چیز کا (کچھ بھی) اختیار رکھتا ہو اگر اللہ تعالیٰ تمکو کوئی نقصان یا کوئی نفع پہونچانا چاہے (تمہارے نفس میں یا مال میں یا اہل میں اور ظاہر ہے کہ کوئی ایسا نہیں بس ثابت ہوا کہ واقع میں کوئی عذر دافع قضا و قدر نہیں مگر جہاں شریعت نے مصلحت سمجھا مکلف کی طبیعت نفس وغیرہ کے لیے بہت سے مواقع پر عذر واقعی کو رخصت کا مدار کار قرار بھی دیدیا ہے سو جہاں شریعت نے اسکا اعتبار نہیں کیا اور حکم قطعی کر دیا جیسا محل بحث میں ہے وہاں عذر واقعی بھی ناپذیرا ہوگا دوسرے یہ عذر واقعی بھی نہیں جیسا آگے آتا ہے اور تم یوں سمجھتے ہوگے کہ ہمکو اسکی خبر نہیں ہوئی سو واقع میں ایسا نہیں ہے) بلکہ اللہ تعالیٰ (نے جو کہ تمہارے سب اعمال پر مطلع ہے ہمکو بذریعۂ وحی کے اطلاع کر دی ہے کہ تمہارے تخلف کی وجہ وہ نہیں ہے جو تمنے بیان کی ہے بلکہ (اصل وجہ یہ ہے کہ) تم نے یہ سمجھا کہ رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) اور (ہمراہی) مومنین اپنے گھر والوں میں کبھی لوٹ کر نہ آوینگے (مکہ مشرکین سب کی صفائی کر دینگے) اور یہ بات تمہارے دلوں میں اچھی بھی معلوم ہوتی تھی

ملحقات الترجمة

له قوله فی بل کان اللہ بما تعملون خبیرا فیه اشارة الی ان المقصود بالاضراب الاعلام صلی اللہ علیه وسلم علیه بالتقسیم المذکور مقامه لکونه سببا له فافهم ۱۲

اللغات

فمن یملك لكم فی الروح الملك الامساك بقوة لانه بمعنى الضبط وهو حفظ عن حزم وحاصل الآية لا احد يدفع ضره ولا نفعه اه قلت فالملك ههنا عام للنفع والضر ولكونه يستعمل فی الضر والشر كما ورد فی الآيات الكثيرة۔ قوله بورا اما مصدر بمعنى اسم الفاعل او جمع بائر بمعنى هالك ۱۲

سَيَقُولُ الْمُخَلَّفُونَ إِذَا انْطَلَقْتُمْ إِلَىٰ مَغَانِمَ لِتَأْخُذُوهَا ذَرُونَا نَتَّبِعْكُمْ ۖ يُرِيدُونَ أَنْ يُبَدِّلُوا كَلَامَ اللَّهِ ۚ قُلْ لَنْ تَتَّبِعُونَا

جو لوگ پیچھے رہ گئے تھے وہ عنقریب جب تم غنیمتیں لینے چلو گے کہیں گے کہ ہم کو بھی اجازت دو کہ ہم تمہارے ساتھ چلیں وہ لوگ یوں چاہتے ہیں کہ خدا کے حکم کو بدل ڈالیں - آپ کہہ دیجیے کہ تم ہرگز ہمارے ساتھ نہیں چل سکتے

كَذَٰلِكُمْ قَالَ اللَّهُ مِنْ قَبْلُ ۖ فَسَيَقُولُونَ بَلْ تَحْسُدُونَنَا ۚ بَلْ كَانُوا لَا يَفْقَهُونَ إِلَّا قَلِيلًا ۝ قُلْ لِلْمُخَلَّفِينَ مِنَ الْأَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ

خدا تعالیٰ نے پہلے سے یوں ہی فرما دیا ہے تو وہ لوگ کہیں گے بلکہ تم لوگ ہم سے حسد کرتے ہو بلکہ خود یہ لوگ بہت کم بات سمجھتے ہیں آپ ان پیچھے رہنے والے دیہاتیوں سے کہہ دیجیے کہ عنقریب تم لوگ

إِلَىٰ قَوْمٍ أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ تُقَاتِلُونَهُمْ أَوْ يُسْلِمُونَ ۖ فَإِنْ تُطِيعُوا يُؤْتِكُمُ اللَّهُ أَجْرًا حَسَنًا ۖ وَإِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ

ایسے لوگوں کی طرف بلائے جاؤ گے جو سخت لڑنے والے ہونگے کہ یا تو ان سے لڑتے رہو یا وہ مطیع ہو جاویں - سو اگر تم اطاعت کرو گے تو تم کو اللہ تعالیٰ نیک عوض دے گا - اور اگر تم روگردانی کرو گے جیسا اس کے قبل روگردانی

مِنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝ لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَىٰ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْمَرِيضِ حَرَجٌ ۗ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ

کر چکے ہو تو وہ دردناک عذاب کی سزا دیگا نہ اندھے پر کوئی گناہ ہے اور نہ لنگڑے پر کوئی گناہ ہے اور نہ بیمار پر کوئی گناہ ہے اور جو شخص اللہ و رسول کا

وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ وَمَنْ يَتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا أَلِيمًا ۝ ع

کہنا مانے گا اس کو ایسی جنتوں میں داخل کریگا جن کے نیچے نہریں بہتی ہونگی اور جو شخص روگردانی کرے گا اس کو دردناک عذاب کی سزا دیگا۔

(یعنی بوجہ عداوت رسول و مؤمنین کے اسی خیال کے موافق تمنا بھی تھی) اور تم نے برے برے گمان کیے (جسکا بیان اوپر الظانین باللہ الخ میں ہو چکا ہے) اور تم (ان برے گمانوں کی وجہ سے جو کہ خیالات کفریہ ہیں) برباد (یعنی مستحق عذاب) ہونے والے لوگ ہو گئے اور (اگر ان وعیدوں کو سن کر تم ایمان لے آؤ تو بہتر ورنہ) جو شخص اللہ پر اور اسکے رسول پر ایمان نہ لاویگا سو ہم نے کافروں کے لیے دوزخ تیار کر رکھی ہے اور (مؤمن وغیر مؤمن کے لیے قانون مذکور مقرر کرنے سے تعجب نہ کیا جاوے کیونکہ) تمام آسمان و زمین کی سلطنت اللہ ہی کی ہے وہ جسکو چاہے بخشدے اور جسکو چاہے سزا دے (چنانچہ مؤمن کے لیے مغفرت اور کافر کے لیے عذاب چاہا اور اسی طرح ٹھیرا دیا) اور (گو کافر مستحق سزا ہوتا ہے لیکن) اللہ تعالیٰ (اہل) بڑا غفور رحیم ہے (کہ وہ بھی اگر ایمان لے آوے اُس کو بھی بخشدیتا ہے) ف بعض تفاسیر میں ہے کہ ان میں سے بہت سے تائب و مخلص ہو گئے تھے - ربط اوپر قل للمخلفین الخ میں متخلفین سے واقعہ حدیبیہ کے متعلق گفتگو کا حکم تھا آگے اور دو واقعوں کے متعلق ان سے گفتگو کا حکم ہے +

امر بخطاب مع المتخلفین متعلق بعض واقعات دیگر

سَيَقُولُ الْمُخَلَّفُونَ إِذَا انْطَلَقْتُمْ إِلَىٰ مَغَانِمَ لِتَأْخُذُوهَا ذَرُونَا نَتَّبِعْكُمْ ۖ يُرِيدُونَ أَنْ يُبَدِّلُوا كَلَامَ اللَّهِ ۚ قُلْ لَنْ تَتَّبِعُونَا كَذَٰلِكُمْ قَالَ اللَّهُ مِنْ قَبْلُ ۖ فَسَيَقُولُونَ بَلْ تَحْسُدُونَنَا ۚ بَلْ كَانُوا لَا يَفْقَهُونَ إِلَّا قَلِيلًا ۝ قُلْ لِلْمُخَلَّفِينَ مِنَ الْأَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ إِلَىٰ قَوْمٍ أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ تُقَاتِلُونَهُمْ أَوْ يُسْلِمُونَ ۖ فَإِنْ تُطِيعُوا يُؤْتِكُمُ اللَّهُ أَجْرًا حَسَنًا ۖ وَإِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝ لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَىٰ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْمَرِيضِ حَرَجٌ ۗ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ وَمَنْ يَتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا أَلِيمًا ۝ جو لوگ (سفر حدیبیہ سے) پیچھے رہ گئے تھے وہ عنقریب جب تم (خیبر کی) غنیمتیں لینے چلو گے (مطلب یہ کہ جب خیبر فتح کرنے چلو گے جہاں غنیمت ملنے والی ہے پس انطلاق الی خیبر گویا انطلاق الی مغانم ہے - حاصل یہ کہ جب خیبر کو جانے لگو گے تو یہ لوگ تم سے) کہیں گے کہ ہم کو بھی اجازت دو کہ ہم تمہارے ساتھ (خیبر کو) چلیں (اور وجہ اس درخواست کی طمع تھی غنیمت کی جسکا حصول قرائن سے ان کو متوقع تھا بخلاف سفر حدیبیہ کے کہ اسمیں زحمت بلکہ ہلاکت زیادہ متوقع تھی - آگے حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ) وہ لوگ یوں چاہتے ہیں کہ خدا کے حکم کو (جو کہ اس واقعہ کے متعلق ہوا ہے کہ بجز اہل حدیبیہ کے خیبر اور کوئی نہ جاوے بالخصوص متخلفین یہ لوگ اُس حکم کو) بدل ڈالیں (یعنی مسلمانوں سے اسکی درخواست کرنا گویا یہ درخواست ہے کہ مسلمان خدا کے حکم کے خلاف کریں جو انکے لیے شرعًا ممتنع ہے اور بایں معنی تبدیل کا فاعل مسلمان ہونگے لیکن چونکہ وہ لوگ بوجہ اس درخواست کے اس تبدیل کا سبب ہیں لہذا انکی طرف اسکی نسبت کی گئی - اور تبدیل بالمعنی المذکور کے وقوع سے افعال و صفات الٰہیہ میں کوئی نقص نہیں آتا کیونکہ وہ حکم تشریعی تھا لیکن مؤمنین کا آثم ہونا لازم آتا ہے - حاصل مطلب یہ ہوا کہ وہ اسکی درخواست کرتے ہیں کہ تم گناہ کے مرتکب ہو جاؤ) آپ کہہ دیجیے کہ تم ہرگز ہمارے ساتھ نہیں چل سکتے (یعنی ہم اس درخواست کو منظور نہ کرینگے اور تم کو ساتھ لیجا کر گنہگار نہ ہونگے کیونکہ ہمکو) خدا تعالیٰ نے پہلے سے یوں ہی فرما دیا ہے (یعنی یہی حکم دیدیا ہے کہ اوروں کو مت لیجانا اور پہلے سے اسلیے کہا کہ حدیبیہ سے واپسی میں یہ حکم ہو گیا تھا یا تو وحی غیر متلو سے یا اس آیت سے واثابھم فتحا قریبا و مغانم کثیرۃ یاخذونھا کہ اس میں

النحو قولہ تعالیٰ تقاتلونھم فی الروح الجملۃ مستانفۃ للتعلیل کما فی قولک سید عوک الامیر یکرمک او یکبت عدوک اھ ۲

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا

بالتحقیق اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں سے خوش ہوا جبکہ یہ لوگ آپ سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے اور اُن کے دلوں میں جو کچھ تھا اللہ کو وہ بھی معلوم تھا اور اللہ تعالیٰ نے اُن میں اطمینان پیدا کر دیا اور اُن کو ایک لگتے ہاتھ فتح

قَرِيْبًا ۝ وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ

دیدی۔ اور بہت سی غنیمتیں بھی جن کو یہ لوگ لے رہے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ بڑا زبردست بڑا حکمت والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تم سے بہت سی غنیمتوں کا وعدہ کر رکھا ہے جن کو تم لوگے سو سردست تم کو

هٰذِهٖ وَكَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ ۚ وَلِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝ وَّاُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا

یہ دیدی ہے اور لوگوں کے ہاتھ تم سے روک دیئے۔ اور تاکہ اہل ایمان کے لیے ایک نمونہ ہو جاوے اور تاکہ تم کو ایک سیدھی سڑک پر ڈال دے۔ اور ایک فتح اور بھی ہے جو تمہارے قابو میں

عَلَيْهَا قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ۝

نہیں آئی خدا تعالیٰ اُس کو احاطہ میں لیے ہوئے ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

تعین وعدہ کے وجہ سے ہے اور ضمیر ھم کا مرجع خاص اہل حدیبیہ ہیں جیسا اوپر اُن ہی کا ذکر ہے اور حضور کو اس کا مطلب یہی سمجھایا گیا ہو آگے اُن کے جواب کی اطلاع پیشین گوئی کے طور پر فرماتے ہیں کہ جب آپ اُن کو یہ جواب دینگے) تو وہ لوگ کہیں گے (اور ظاہر ہے کہ آپ کے سامنے کہنا مراد نہیں بلکہ اوروں سے کہیں گے کہ ہمارے نہ چلنے کو جو خدا کا حکم بتلایا جاتا ہے یہ بات نہیں ہے) بلکہ تم لوگ ہم سے حسد کرتے ہو (اس لیے ہمارا شریک غنیمت ہونا گوارا نہیں حالانکہ ان مسلمانوں میں حسد کا نام و نشان نہیں) بلکہ خود یہ لوگ بہت کم بات سمجھتے ہیں (اس لیے مسلمانوں کے جواب کو حسد پر محمول کرتے ہیں اگر سمجھدار ہوتے تو وحی کی تو ضرور ہی تصدیق کرتے اور عجب نہیں کہ تخصیص خیبر با اہل حدیبیہ کی وجہ اور اپنے حرمان کی وجہ یہ بھی سمجھ لیتے چنانچہ اہل حدیبیہ کا ایک خطرۂ عظیمہ میں اپنے کو واقع کر دیتے اور پھر ظاہراً ناکامی کے ساتھ لوٹ آنے کا اس تخصیص کے لیے مقتضی ہونا اور منافقین کی خود غرضی کا اس حرمان کے لیے مقتضی ہونا کچھ زیادہ خفی نہیں ہے اور غزوہ خیبر میں اسی حکم پر عمل بھی ہوا جیسا کہ واقعہ ہشتم میں مذکور ہوا۔ یہ مضمون خیبر کے متعلق ہوا آگے ایک دوسرے واقعہ کے متعلق گفتگو کے لیے ارشاد ہے کہ) آپ ان پیچھے رہنے والے دیہاتیوں سے (یہ بھی) کہہ دیجیے کہ (اگر ایک خیبر میں نہ گئے نہ سہی ثواب حاصل کرنے کے اور بھی موقع آنے والے ہیں چنانچہ) عنقریب تم لوگ ایسے لوگوں (سے لڑنے) کی طرف بُلائے جاؤ گے جو سخت لڑنے والے ہوں گے (مراد اس سے فارس و روم کے غزوات ہیں کذا فی الدر عن ابن عباس رضؓ کہ اُن کی فوجیں قواعد دان و باسامان تھیں کہ) یا تو اُن سے لڑتے رہو یا وہ مطیع (اسلام) ہو جاویں (خواہ اسلام سے یا جزیہ سے مطلب یہ کہ اس کام کے لیے بُلائے جاؤ گے) سو (اُس وقت) اگر تم اطاعت کرو گے (اور اُن سے جہاد کرو گے) تو تم کو اللہ تعالیٰ نیک عوض دیگا (یعنی جنت) اور اگر تم (اُس وقت بھی) روگردانی کرو گے جیسا اس کے قبل (حدیبیہ وغیرہ میں) روگردانی کر چکے ہو تو وہ دردناک عذاب کی سزا دیگا (مراد دوزخ ہے البتہ دعوت الی الجہاد سے بعضے معذور مستثنیٰ بھی ہیں چنانچہ) نہ اندھے پر کوئی گناہ ہے اور نہ لنگڑے پر کوئی گناہ ہے اور نہ بیمار پر کوئی گناہ ہے اور (اوپر فان تطیعوا الخ میں جو خاص مجاہد و متخلف کے لیے وعد و وعید مذکور ہے کچھ اُن کی تخصیص نہیں بلکہ قاعدہؓ کلیہ ہے کہ) جو شخص اللہ اور رسول کا کہنا مانے گا اُس کو ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہونگی اور جو شخص (حکم سے) روگردانی کریگا اُس کو دردناک عذاب کی سزا دیگا ف قل لن تتبعونا میں جو کلمہ لن ہے مطلق تابید کے لیے نہیں بلکہ خاص غزوہ خیبر کے اعتبار سے ہے اور اُسکے ختم تک تابید ہے پس صاحب روح نے صاحب بحر سے جو نقل کیا ہے کہ اُن مخلفین میں سے مزینہ اور جہینہ قبائل بعد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بعض غزوات میں شریک ہوئے اس کے معارض نہ رہا اور فارس وغیرہ کے غزوات میں ان اعراب مذکورین کو حضرت عمرؓ نے اپنی خلافت میں بُلایا کذا فی الدر المنثور اور بعض تفاسیر میں ہے کہ یہ لوگ دل سے شریک بھی ہوئے اور مغانم خیبر کی تخصیص اہل حدیبیہ کے ساتھ جو مذکور ہوئی اس پر یہ شبہہ نہ کیا جاوے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض مہاجرین حبشہ کو جو اصحاب سفینہ کہلاتے ہیں اُس میں سے دیا ہے کیونکہ یہ دینا یا تو برضاء اہل حقوق تھا یا آپ نے خمس میں سے دیا جو خاص غانمین کا حق نہیں ہے علی اختلاف القولین۔ ربط اوپر مخلفین کی شناعات تھیں آگے مخلصین کی بشارات ہیں۔

ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ قبل ومن یطع قاعدہ کلیہ وعلیہ فلا تکرار فی قولہ ومن یتول کما لا یخفی ۱۲

بشارات حسیہ ومعنویہ مخلصین

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ۝ وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَكَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ ۚ وَلِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝ وَّاُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ۝

النحو ولتکون عطف علی مقدر ای لتنتفعوا ولتکون کما اشیر الیہ فی الترجمۃ قولہ واخری صفۃ لفتح مقدر مرفوعًا بالابتداء والخبر محذوف ای ثمۃ ولم تقدروا صفۃ لاخری وکذا قد احاط اللہ بہا ۱۲

البلاغۃ وعدکم فیہ التفات ۱۲

ولو قاتلكم الذين كفروا لولوا الأدبار ثم لا يجدون وليا ولا نصيرا ۝ سنة الله التي قد خلت من قبل ولن تجد

اور اگر تم سے یہ کافر لڑتے — تو ضرور پیٹھ پھیر کر بھاگتے — پھر نہ اُن کو کوئی یار ملتا نہ مددگار — اللہ تعالیٰ نے یہی دستور کر رکھا ہے جو پہلے سے چلا آتا ہے — اور آپ

لسنة الله تبديلا ۝ وهو الذي كف أيديهم عنكم وأيديكم عنهم ببطن مكة من بعد أن أظفركم عليهم وكان الله

خدا کے دستور میں رد و بدل نہ پاویں گے — اور وہ ایسا ہے کہ اُس نے اُن کے ہاتھ تم سے — اور تمہارے ہاتھ اُن سے عین مکہ میں روک دیئے — بعد اس کے کہ تم کو اُن پر قابو دیدیا تھا — اور اللہ تعالیٰ

بما تعملون بصيرا ۝ هم الذين كفروا وصدوكم عن المسجد الحرام والهدي معكوفا أن يبلغ محله

تمہارے کاموں کو دیکھ رہا تھا — یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے کفر کیا — اور تم کو مسجد حرام سے روکا — اور قربانی کے جانور کو جو رکا ہوا رہ گیا اُسکے موقع میں پہونچنے سے روکا۔

بالتحقیق اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں سے (جو آپ کے ہم سفر ہیں) خوش ہوا جبکہ یہ لوگ آپ سے درخت (سمرہ) کے نیچے (جہاد میں ثابت قدم رہنے پر) بیعت کر رہے تھے اور اُن کے دلوں میں جو کچھ (اخلاص و عزم علی الوفاء) تھا اللہ کو وہ بھی معلوم تھا اور (اُس وقت) اللہ تعالیٰ نے اُن (کے قلب) میں اطمینان پیدا کر دیا (جس سے اُن کو خدا کا حکم ماننے میں ذرا پس و پیش نہیں ہوا۔ یہ تو معنوی نعمتیں ہوئیں) اور (اس کے ساتھ اُن کو حسی نعمتیں بھی دیں جو کہ معنوی نعمتوں کو بھی متضمن تھیں چنانچہ) اُن کو ایک لگتے ہاتھ فتح (بھی) دیدی (مراد اس سے فتح خیبر ہے) اور (اُس فتح میں) بہت سی غنیمتیں بھی (دیں) جن کو یہ لوگ لے رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ بڑا زبردست (یعنی قادر اور) بڑا حکمت والا ہے (کہ اپنی قدرت اور حکمت سے جس کو چاہے اور جب مناسب ہو فتح دیدیتا ہے اور کچھ اسی خیبر پر بس نہیں بلکہ) اللہ تعالیٰ نے تم سے (اور بھی) بہت سی غنیمتوں کا وعدہ کر رکھا ہے جن کو تم لوگے سو (اُن میں سے) سر دست تم کو یہ دیدی ہے اور (اس کے دینے کے لیے خیبر اور حلفاء خیبر کے) لوگوں کے ہاتھ تم سے روک دیئے (یعنی سب کے قلب میں رعب پیدا کر دیا کہ اُن کو زیادہ دراز دستی کی ہمت نہ ہوئی اور اس سے تمہارا نفع دنیوی ہی مقصود تھا تاکہ آرام و فراغت ہو) اور (نیز دینی نفع بھی مقصود تھا) تاکہ یہ (واقعہ) اہل ایمان کے لیے (دوسرے وعدوں کے سچے ہونے کا) ایک نمونہ ہو جائے (یعنی خدا کے وعدوں کے سچا ہونے پر اور زیادہ ایمان مؤکد ہو جاوے) اور تاکہ (اس نمونہ کے ذریعہ سے) تم کو (آیندہ کے لیے ہر امر میں) ایک سیدھی سڑک پر ڈالدے (مراد اس سڑک سے توکل و وثوق باللہ ہے یعنی ہمیشہ کے لیے اس واقعہ کو سوچ کر اللہ پر اعتماد سے کام لیا کرو پس دینی نفع دو ہوئے ایک علمی و اعتقادی ولتكون الخ اور دوسرا عملی یا اخلاقی ويهديكم الخ) اور ایک فتح اور بھی (موعود) ہے جو (اس وقت تک) تمہارے قابو میں نہیں آئی (مراد اس سے فتح مکہ ہے جو اب تک واقع نہیں ہوا تھا مگر) خدا تعالیٰ اُس کو احاطہ (قدرت) میں لیے ہوئے ہے (اور جب چاہے گا تم کو عطا فرماوے گا) اور (اسی کی کیا تخصیص ہے) اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے (چنانچہ جب مصلحت ہوئی مکہ بھی فتح ہو گیا جس کا ذکر واقعہ دہم میں لکھا گیا) **ف** غزوہ خیبر بعد واپسی حدیبیہ کے ہوا پس اگر یہ آیتیں بھی رستہ میں نازل ہوئی ہیں تو اثابهم صیغہ ماضی مجاز ہے اور اگر بعد میں نازل ہوئی ہیں تو اس سورت کا واپسی میں نازل ہونا باعتبار اکثر اجزاء کے ہے واقعہ ہفتم میں علے اختلاف القولین ان ہی دو قول کی طرف اشارہ ہے اور وعدكم الله مغانم كثيرة میں جتنے غنائم بعد نزول اس آیت کے حاصل ہوئیں سب داخل ہیں۔ اور یہاں جو انزل السكينة آیا ہے چونکہ یہ بیعت کے وقت کا مضمون ہے اس لیے اس کی تفسیر تحمل و حلم و ضبط نفس وقت الصلح سے نہیں کی گئی جیسا اس سورت میں آیندہ موقع پر ہے۔ اور وعدكم الله مغانم الخ میں گو فتح مکہ بھی داخل ہے مگر اُس کی تخصیص ذکری اخرى لم تقدروا عليها الخ سے اعتناء بشان فتح مکہ کے لیے ہے چونکہ وہ صحابہ کو خصوصیت کے ساتھ مطلوب تھی۔ ربط اُوپر اخرى لم تقدروا عليها میں فتح مکہ کا فی الحال عدم وقوع اور استقبال میں وعدہ وقوع مذکور ہے آگے فی الحال وقوع کی بعض مقتضیات اور بتقدیر قتال ان مقتضیات پر لزوماً اُس کا ترتب اور باوجود ان مقتضیات کے عدم وقوع کی بعض حکمتیں مذکور ہیں جیسا ابتداء سورت میں بھی اس صلح کو کہ مرادف عدم وقوع فتح ہے فتح سے تعبیر کرنے میں اشارہ کیا گیا ہے اُس کی بعض حکمتوں کی طرف جس کو مؤلف احقر نے وہاں بیان کیا ہے ❖

بیان بعضے مقتضیات و بعضے موانع قتال مفضی الی الفتح

ولو قاتلكم الذين كفروا لولوا الأدبار ثم لا يجدون وليا ولا نصيرا ۝ سنة الله التي قد خلت من قبل ولن تجد لسنة الله تبديلا ۝ وهو الذي كف أيديهم عنكم وأيديكم عنهم ببطن مكة من بعد أن أظفركم عليهم وكان الله بما تعملون بصيرا ۝ هم الذين كفروا وصدوكم عن المسجد الحرام والهدي معكوفا أن يبلغ محله

النحو قوله والهدي معطوف على الضمير المنصوب في صدوكم قوله ان يبلغ منصوب بنزع الخافض اي عن ان ۱۲ — **البلاغة** قوله ببطن مكة لعل التقييد للاستحضار ۱۲

وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَنِسَآءٌ مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ اَنْ تَطَـُٔوْهُمْ فَتُصِيْبَكُمْ مِّنْهُمْ مَّعَرَّةٌۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ لِيُدْخِلَ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ

اور اگر بہت سے مسلمان مرد اور بہت سی مسلمان عورتیں نہ ہوتیں جن کی تم کو خبر بھی نہ تھی یعنی اُن کے پس جانے کا احتمال نہ ہوتا جس پر اُن کی وجہ سے تم کو بھی بے خبری میں ضرر پہونچتا تو سب قصہ طے کر دیا جاتا لیکن ایسا اسلیے نہیں کیا گیا تاکہ اللہ تعالیٰ

مَنْ يَّشَآءُ ۚ لَوْ تَزَيَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ اِذْ جَعَلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ

جس کو چاہے داخل کرے۔ اگر یہ ٹل گئے ہوتے تو ان میں جو کافر تھے ہم اُن کو دردناک سزا دیتے جبکہ ان کافروں نے اپنے دلوں میں عار کو جگہ دی اور عار بھی جاہلیت کی

فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْٓا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا

سو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اور مومنین کو اپنی طرف سے تحمل عطا فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو تقوے کی بات پر جمائے رکھا اور وہ اس کے زیادہ مستحق ہیں اور اس کے اہل ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے

وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَنِسَآءٌ مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ اَنْ تَطَـُٔوْهُمْ فَتُصِيْبَكُمْ مِّنْهُمْ مَّعَرَّةٌۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ لِيُدْخِلَ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۚ لَوْ تَزَيَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ اِذْ جَعَلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْٓا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝ اور چونکہ ان کفار کے مغلوب ہونے کے مقتضیات موجود تھے جو آگے آتے ہیں اسلیے) اگر (تم میں یہ صلح نہ ہوتی بلکہ) تم سے یہ کافر لڑتے تو (اُن مقتضیات کی وجہ سے) ضرور پیٹھ پھیر کر بھاگتے پھر نہ انکو کوئی یار ملتا اور نہ مددگار (ملتا اور) اللہ تعالیٰ نے (کفار کے لیے) یہی دستور کر رکھا ہے جو پہلے سے چلا آتا ہے (کہ مقابلہ میں اہل حق غالب اور اہل باطل مغلوب رہے ہیں اور احیانًا کسی حکمت سے اس میں توقف ہونا منافی اس غلبہ کا نہیں) اور آپ خدا کے دستور میں (کسی شخص کی طرف سے) ردوبدل نہ پاوینگے (کہ خدا تعالیٰ کوئی کام کرنا چاہے اور کوئی اُسکو نہ ہونے دے) اور وہ ایسا ہے کہ (باوجود اسکے کہ قتال میں تم کو ہی غلبہ ہوتا جیسا مذکور ہوا مگر بعض حکمتوں کی وجہ سے کہ وہ بھی آگے مذکور ہیں) اُسنے اُن کے ہاتھ تم سے (یعنی تمہارے قتل سے) اور تمہارے ہاتھ ان (کے قتل) سے عین مکہ (کے قرب) میں (یعنی حدیبیہ میں) روک دیئے بعد اسکے کہ تم کو اُن پر قابو دیدیا تھا (یہ اشارہ ہے واقعہ پنجم کی طرف یعنی اسمیں حق تعالیٰ کی سنت اور حکمت تھی سو کف ایدیھم عنکم میں منت ہونا ظاہر ہے اور ایدیکم عنھم میں یہ ہے کہ اگر ایسا نہ ہوتا تو قتال میں امتداد ہو جاتا اور جو حکمتیں عدم قتال کی آگے مذکور ہیں فوت ہو جاتیں) اور اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں کو (اسوقت) دیکھ رہا تھا اور اُن کاموں کے اثر کو جانتا تھا اسلیے ایسا کام نہیں ہونے دیا جس سے قتال ہو جاوے۔ اب آگے مقتضیات مغلوبیت کفار کا بیان فرماتے ہیں کہ) یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے (خدا کے ساتھ) کفر کیا اور تم کو (عمرہ کرنے کے لیے) مسجد حرام (سے جہاں طواف ہوتا اور اسکے توابع میں صفا و مروہ سے جہاں سعی ہوتی ان سب مقامات) سے روکا اور (نیز) قربانی کے جانور کو جو (حدیبیہ میں) رکا ہوا رہ گیا اُسکے موقع (معہود یعنی منیٰ) میں (جو کہ توابع مسجد حرام سے ہے) پہونچنے سے روکا (یہ اشارہ ہے واقعہ دوم کی طرف) اور (ان مقتضیات کا مقتضا یہ تھا کہ مسلمانوں سے اُن کا قتال کرا کر اُن کو مغلوب کر دیا جاتا لیکن بعض حکمتیں مانع تاثیر مقتضی مذکور ہو گئیں چنانچہ ایک حکمت یہ ہے کہ اس وقت وہاں بہت سے مسلمان تھے جو کفار کے ہاتھ میں محبوس و مظلوم تھے جیسا واقعہ سوم سے معلوم ہوا سو بوجہ اُنکے مختلط ہونے کے قتال کا اثر اُن تک بھی ضرور پہونچتا جس سے اُن کو ظاہری مضرت اور قاتل مسلمانوں کو باطنی مضرت پہونچتی اسلیے قتال نہیں ہوا اسی کو فرماتے ہیں کہ) اگر (مکہ میں اُسوقت) بہت سے مسلمان مرد اور بہت سی مسلمان عورتیں نہ ہوتیں جنکی تم کو خبر بھی نہ تھی یعنی انکے پس جانے کا احتمال نہ ہوتا جس پر اُنکی وجہ سے تمکو بھی بے خبری میں ضرر پہونچتا (جیسے گناہ اور جی بُرا ہونا پس اگر یہ بات نہ ہوتی) تو (مقتضیات مذکورہ ابھی) سب قصہ طے کر دیا جاتا لیکن ایسا اسلیے نہیں کیا گیا تاکہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں جس کو چاہے داخل کرے (چنانچہ اُن مسلمانوں کی جان بچی اور تمہارا دین بچا البتہ) اگر یہ (مذکور مسلمان مکہ سے کہیں) ٹل گئے ہوتے تو ان (اہل مکہ) میں جو کافر تھے ہم اُن کو (مسلمانوں کے ہاتھ سے) دردناک سزا دیتے (اور انکو قتل کراتے۔ نیز مقتضیات قتال میں سے ایک اور امر بھی قابل تذکرہ ہے جسکا وقوع اُسوقت ہوا تھا) جبکہ ان کافروں نے اپنے دلوں میں عار کو جگہ دی اور عار بھی جاہلیت کی (اس عار سے وہ ضد مراد ہے جو بسم اللہ اور لفظ رسول اللہ لکھنے میں انہوں نے مسلمانوں سے کی تھی جو واقعہ چہارم میں مذکور ہوئی اور اسی لیے اسکو جاہلیت سے مقید فرمایا ورنہ مطلق حمیت و عار مذموم نہیں) سو اسکا مقتضا یہ تھا کہ مسلمان جوش میں آکر لڑ پڑتے مگر) اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اور مومنین کو اپنی طرف سے تحمل عطا فرمایا (جس سے اپنے کو ضبط کر کے ان کلمات کے لکھنے پر اصرار نہیں کیا یہاں تک کہ صلح ہو گئی اور کفار قتال سے بچ گئے) اور (اسوقت) اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو تقوے کی بات پر جمائے رکھا (تقوے کی بات سے مراد ہے کلمہ طیبہ اقرار توحید و رسالت کا کہ اسکی بدولت کفر و شرک سے بچاؤ ہو جاتا ہے اور نیز وہ مقتضی ہے وجوب

النحو قولہ ان تطؤھم بدل من رجال بتقدیر مضاف ای لولا رجال ای کراہۃ وطاہم وجواب لولا مقدر ای لقضی الامر بوقوع القتال قولہ لیدخل ما لہ مقدر یفہم من جواب لولا المقدر للذکر آنفا ای لکن لم نقع القتال	یبدل الخ قولہ لعذبنا الذین کفروا منھم من للبیان ان کان المرجع ہم الکفار وتبعیضیہ ان کان المرجع اہل مکہ مطلقا **البلاغۃ** قولہ لم تعلموھم فیہ تغلیب للمذکر علی المؤنث ۱۲

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ

بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو سچا خواب دکھلایا ہے جو مطابق واقع کے ہے تم لوگ مسجد حرام میں انشاء اللہ ضرور جاؤ گے امن و امان کے ساتھ کہ تم میں کوئی سر منڈاتا ہوگا کوئی بال کترتا ہوگا

لَا تَخَافُوْنَ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ○

کسی طرح کا اندیشہ نہ ہوگا۔ سو اللہ تعالیٰ کو وہ باتیں معلوم ہیں جو تم کو معلوم نہیں پھر اس سے پہلے ایک لگتے ہاتھ فتح دیدی۔

تقویٰ و اطاعت کو اور اُس پر جمائے رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ مقتضا اعتقاد توحید و رسالت کا اطاعت ہے اللہ و رسول کی جیسا ابھی بیان ہوا اور مسلمانوں کا یہ ضبط صرف اس وجہ سے تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ضبط کا حکم فرمایا تھا پس یہ اطاعت کلمہ تقویٰ پر جمنا ہے) اور وہ (مسلمان) اُس (کلمہ تقویٰ) کے (دنیا میں بھی) زیادہ مستحق ہیں (کیونکہ ان کے قلوب میں طلب حق ہے اور طلب حق ہی مفضی الی الایمان ہوتی ہے) اور (آخرت میں بھی) اس (کے ثواب) کے اہل ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے (اسلیے اُس نے ان مذکورہ حکمتوں سے اُن کے قلوب میں تحمل پیدا کر دیا اور باوجود مقتضیات کے ان موانع کو مؤثر بنا دیا) ف ظاہر الم تعلموہم اور بغیر علم میں اور لولا رجال اور لو تزیلوا میں تکرار معلوم ہوتا ہے لیکن اگر اولین کو تفصیل اور اخیرین کو اجمال اور تلخیص اُس تفصیل کی کہا جاوے تو اس اجمال بعد التفصیل کو تکرار محترز منہ میں کوئی دخل نہیں کہہ سکتا۔ اور اگر یہ شبہ ہو کہ بیخبری میں گناہ کیوں ہوگا جواب یہ ہے کہ جہاں بیخبری کا رفع قدرت میں ہو اور رفع میں کوشش نہ کیجاوے اسکا گناہ ہوگا۔ اگر کہا جاوے کہ صحابہ میں یہ احتمال کب ہے کہ وہ کوشش میں کوتاہی کرتے جواب یہ ہے کہ بعض اوقات اس طرف التفات نہیں ہوتا کہ ہم سے کوتاہی ہوئی اور صحابہ سے بے التفاتی کا صدور محل اشکال نہیں۔ اور حدیبیہ کو بطن مکہ جو بمعنی عین مکہ ہے مبالغۃً بوجہ مجاورت و قرب کے فرما دیا جس سے ظاہراً تائید ہو سکتی ہے اُس قول کی کہ حدیبیہ کا ایک حصہ حرم میں ہے جیسا حنفیہ قائل ہیں۔ اور ان پر یہ شبہ ہوگا کہ معکوفا ان یبلغ محلہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہدی حرم میں نہیں پہونچی کیونکہ محل اصلی اُس کا حالت عدم احصار میں بالاتفاق حرم ہے اور حدیبیہ میں ہدی کا بلوغ متیقن ہے اس سے معلوم ہوا کہ حدیبیہ خارج از حرم ہے۔ اُس کا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ محل سے مراد مطلق حرم نہیں بلکہ حرم کا موضع معہود اور اولیٰ جہاں قربانی کرنا غالباً معتاد ہے یعنی ایام نحر میں منیٰ اور غیر ایام نحر میں مکہ کہ شامی نے شرح اللباب سے اسکی اولویت نقل کی ہے اور سنہ ایت کا اطلاق حج اور عمرہ دونوں کی قربانی کو شامل ہے۔ اور بندہ نے ترجمہ میں اس طرف اشارہ کر دیا ہے اور جمہور حدیبیہ کو خارج حرم کہتے ہیں اُن کے نزدیک اُس کو بطن مکہ کہنا علیت قرب کی وجہ سے نہ ہوگا بلکہ مطلق قرب کی وجہ سے ہوگا البتہ اُن پر یہ شبہ ہوگا کہ تمہارے نزدیک محصر کے لیے محل ہدی خود محل احصار ہے تو ہدی یہاں تک پہونچ چکی تھی پھر معکوفا ان یبلغ محلہ کے کیا معنی وہ بھی وہی جواب دینگے کہ محل معہود مراد ہے۔ اور احق کو صیغہ تفضیل سے لانا اور اہل کو بلا تفضیل لانا شاید اس نکتہ کی وجہ سے ہو کہ دنیا میں مکلف بالایمان سب ہیں تو تھوڑی تھوڑی قابلیت ایمان کی سب میں پائی جاتی ہے اور مسلمانوں میں زیادہ اور آخرت میں کفار کے لیے ثواب کی ذرا بھی قابلیت نہ ہوگی پس نفس اہلیت بھی مسلمانوں ہی میں منحصر ہوگی ربط اوپر جس واقعہ کا ذکر ہے اُسکے قبل مدینہ میں آپ نے ایک خواب دیکھا تھا جسکا ذکر واقعہ اول میں ہوا جب حدیبیہ میں رُک گئے تو بعض صحابہ نے تعبیر واقع نہ ہونے پر استکشافاً آپ سے سوال کیا اور آپنے جواب میں ارشاد فرمادیا کہ میں نے یہ نہیں کہا کہ اسی سال اسکی تعبیر پوری ہوگی رواہ البخاری عن عمرؓ قال قلت اولیس کنت تحدثنا انا سنأتی البیت و نطوف به قال صلی اللہ علیہ وسلم بلی افاخبرتک انک تأتیه العام قلت لا قال فانک آتیه و مطوف به۔ اور خازن و مدارک میں بلا سند یہ بھی ہے کہ منافقین نے طعن و اعتراض کیا کہ خواب غلط نکلا۔ اگلی آیتوں میں اُس خواب کی تحقیق اور اس جواب کی تصدیق ارشاد ہے کما فی الدر المنثور عن مجاھد قال له اصحابه این رؤیاک یا رسول اللہ فانزل اللہ لقد صدق اللہ رسوله الرؤیا الآیۃ۔

تصدیق رؤیا نبویہ

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو سچا خواب دکھلایا ہے جو (بالکل) مطابق واقع کے ہے تم لوگ مسجد حرام (یعنی مکہ) میں انشاء اللہ ضرور جاوگے امن و امان کے ساتھ کہ تم میں کوئی سر منڈاتا ہوگا کوئی بال کترتا ہوگا (اس سے مراد عمرہ ہے کہ اسمیں حلق و قصر ہوتا ہے۔ اور اول سے آخر تک) تم کو کسی طرح کا اندیشہ نہ ہوگا (مطلب یہ کہ خواب کی تعبیر ضرور واقع ہوگی چنانچہ سال آئندہ اسیطرح وقوع ہوا جسکا ذکر واقعہ سوم میں ہو چکا ہے رہی یہ بات کہ جس سال خواب دیکھا تھا اُسی سال تعبیر ہو جاتی سو بات یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ کو وہ باتیں (اور حکمتیں) معلوم ہیں جو تمکو معلوم نہیں (جو نکہ اس تاخیر میں حکمت تھی اسلیے مؤخر فرما دیا پھر اس تاخیر سے جو رنج ہوا تھا اسکی اشک شوئی کے واسطے) اس (وقوع تعبیر) سے پہلے ایک لگتے ہاتھ فتح دیدی (مراد فتح خیبر ہے) ف بالحق تاویل متلبسا بالحق تاکید اہتمام کیلیے ہے جسکو نفع ترغیب

اللغات

قوله لقد صدق فی الروح ای المعنی لقد صدق اللہ رسوله فی رؤیاه علی انه من باب الحذف والایصال کما فی قولهم صدقنی سن بکره و تحقیقه تعالی اراه الرؤیا الصادقۃ تحقیقاً للواقع فصدق یکون بالقول و بالفعل و ما فی الآیۃ صدق بالفعل هو التحقیق ای حقق سبحانه رؤیاه

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ

وہ اللہ ایسا ہے کہ اُسنے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا ہے تاکہ اُس کو تمام دینوں پر غالب کردے۔ اور اللہ کافی گواہ ہے۔ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اور جو لوگ آپکی صحبت یافتہ ہیں

اَشِدَّاۗءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۡ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ

وہ کافروں کے مقابلہ میں تیز ہیں آپس میں مہربان ہیں اے مخاطب تو اُنکو دیکھے گا کہ کبھی رکوع کر رہے ہیں کبھی سجدہ کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضامندی کی جستجو میں لگے ہیں اُنکے آثار بوجہ تاثیر سجدہ کے

مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ۭ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ڔ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ڗ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْــــَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰي

اُن کے چہروں پر نمایاں ہیں۔ یہ اُن کے اوصاف توریت میں ہیں اور انجیل میں اُن کا یہ وصف ہے۔ کہ جیسے کھیتی کہ اُس نے اپنی سوئی نکالی پھر اُس نے اُسکو قوی کیا پھر وہ کھیتی اور موٹی ہوئی پھر اپنے تنہ پر

سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۭ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۝

سیدھی کھڑی ہوگئی کہ کسانوں کو بھلی معلوم ہونے لگی تاکہ اُن سے کافروں کو جلادے۔ اللہ تعالیٰ نے ان صاحبوں سے جو کہ ایمان لائے ہیں اور نیک کام کر رہے ہیں مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ کر رکھا ہے۔

مع ۱۵ ع ۴ ۳ ۱۲

یا دفع طعن مخالفین کا مقتضی ہے۔ اور آمنین میں امن وقت الدخول ہے اور لا تخافون میں امن بعد الدخول الی الخروج پس اسمیں تکرار نہیں۔ اور فجعل من دون ذلک الخ میں یہی احتمال ہے کہ بیان ہو ایک حکمت کا تقریر یہ ہوگی کہ اگر اسی سال عمرہ ہوتا تو قتل وقتال ضرور ہوتا اور صلح نہ ہوتی اور اس میں بہت سی مصلحتیں فوت ہوتیں جن کا ذکر اوپر گذر چکا ہے ایک اُنمیں سے یہ بھی تھی کہ خیبر کے مغانم ہاتھ نہ آتے کیونکہ اول تو قتال اہل مکہ سے تعجب ہو چکتا تو دو ہی مہینہ بعد دوسری معرکہ آرائی مشکل تھی دوسرے سفر کرنے میں اندیشہ اہل مکہ کی طرف لگا رہتا کہ کہیں وہ مدینہ پر نہ آ چڑھیں تو سفر واقع ہونا دشوار ہوتا پس اس تاخیر تعبیر وتکمیل صلح کے منافع میں سے ایک منفعت یہ فتح قریب بھی ہے واللہ اعلم۔ اور یہاں انشاء اللہ تعلیق کے لیے نہیں بلکہ تحقیق وتاکید کے لیے ہے کذا فی تفسیر ابن کثیر ربط اور یہ جو وعدے فتوحات کے اور بشارتیں اور فضائل اہل حدیبیہ کو خصوصاً اور صحابہ کو عموماً سنائے ہیں آگے خاتمہ میں ان مضامین کی تاکید اور تلخیص ہے اور چونکہ یہ سب نعمتیں بدولت اطاعت وتصدیق رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے عطا ہوئی ہیں تاکید استمرار علی التصدیق والاطاعت کے لیے نیز صلحنامہ میں لفظ رسول اللہ لکھنے پر کفار کے ضد کرنے سے جو اُن کا انکار رسالت کرنا معلوم ہوتا ہے اُسکے رد کے لیے رسالت محمدیہ کی تحقیق اور تنصیص ہے۔ اور وعدوں کا عام ہونا اس سے ظاہر ہے کہ اوپر وعدکم اللہ مغانم کثیرۃ الخ فرمایا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ مغانم جن غزوات میں ہاتھ آئے ہیں اُس میں غیر اہل حدیبیہ بھی شریک تھے اسی طرح فتح مکہ میں اخریٰ لم تقدروا علیہا فرمایا ہے اس میں بھی اہل حدیبیہ وغیر اہل حدیبیہ شریک تھے اور بشارت میں لیدخل المؤمنین عام عنوان سے فرمایا ہے اسی طرح آیندہ آیات میں والذین معہ عام عنوان ہے جس میں اہل حدیبیہ بھی داخل ہیں اور بوجہ مورد نزول ہونے کے اس میں احق واسبق ہیں باقی عموم الفاظ سے داخل سب صحابہ ہیں کہ معہ سب پر صادق آتا ہے ✤

اثبات رسالت سید المرسلین وبشارت فتوحات دنیا و دین بصحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۡ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ۭ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ڔ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ڗ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْــــَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰي سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۭ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۝

وہ اللہ ایسا ہے کہ اُس نے اپنے رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) کو ہدایت (کا سامان یعنی قرآن) اور سچا دین (یعنی اسلام) دیکر (دنیا میں) بھیجا ہے تاکہ اُس (دین) کو تمام دینوں پر غالب کردے (باعتبار حجت ودلیل کے تو ہمیشہ اور باعتبار شوکت وسلطنت اہل دین اسلام کے بشرط صلاح اہل دین کے اور چونکہ یہ شرط صحابہ میں پائی جاتی تھی کما یدل علیہ قولہ والذین معہ الخ اس لیے یہ آیت اثبات رسالت کے ساتھ بشارت بھی ہوگئی صحابہ کے لیے فتوحات عامہ کی چنانچہ ایسا ہی واقع ہوا کما یظہر بالتاریخ) اور اگر یہ اہل حمیت جاہلیت جو آپ کی رسالت کے منکر ہیں آپ مغموم نہ ہوں کیونکہ آپ کی رسالت پر) اللہ کافی گواہ ہے (اور وہ آپ کی رسالت کی تصدیق کرتا ہے اور کافی کا یہ مطلب نہیں کہ دلائل کی حاجت نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ اُن کا انکار مضر نہیں اور گواہی اللہ تعالیٰ کی یہی ہے کہ اُس نے رسالت پر دلائل قائم کیے من المعجزات واعجاز القرآن پس دلائل سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ) محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں (اس میں اثبات رسالت کے ساتھ آپ کی تسلیہ بھی ہے کہ اگر یہ لوگ صلحنامہ میں آپکے نام کے ساتھ لفظ رسول اللہ

النحو قولہ فاستغلظ راجع الی الزرع کذا فی الخازن ۱۲ البلاغۃ قولہ فاٰزرہ الاسناد مجازی ۱۲	اللغات شطأہ فی القاموس فراخ النخل والزرع او ورقہ ومن الشجر ما نبت حول اصلہ اھ ۱۲

سورۃ الحجرات مدنیۃ	بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ	وھی ثمانی عشرۃ اٰیۃ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

نہیں لگانے دیتے تو ہم اپنے قرآن میں آپ کے نام کے ساتھ یہ لفظ قیامت تک کے لیے مقرون کیے دیتے ہیں) اور (آگے آپ کے متبعین صحابہ کے فضائل وبشارات ہیں کہ) جو لوگ آپ کی صحبت یافتہ ہیں (عموماً اور جو اس سفر حدیبیہ میں ہمراہ ہیں خصوصاً اور صحبت عام ہے قلیل وکثیر کو پس سب صحابہ اس میں آگئے غرض وہ حضرات ان صفات وکمالات کے ساتھ موصوف ہیں کہ) وہ کافروں کے مقابلہ میں تیز ہیں (اور) آپس میں (یعنی مسلمانوں کے ساتھ) مہربان ہیں (اور) اے مخاطب تو اُن کو دیکھے گا کہ کبھی رکوع کر رہے ہیں کبھی سجدہ کر رہے ہیں (اور) اللہ تعالیٰ کے فضل (یعنی ثواب) اور رضامندی (یعنی قرب) کی جستجو میں لگے ہیں اُن (کی عبدیت) کے آثار بوجہ تاثیر (اُن کے) سجدہ (اور عبادت) کے اُن کے چہروں پر نمایاں ہیں (وہ آثار خشوع وخضوع کے انوار ہیں جو مؤمن متقی کے چہرہ میں مشاہدہ کیے جاتے ہیں) یہ (جو) اُن کے اوصاف (مذکور ہوئے) توریت میں (موجود) ہیں اور انجیل میں اُن کا یہ وصف (مذکور) ہے کہ جیسے کھیتی کہ اس نے (اول زمین سے) اپنی سوئی نکالی پھر اُس نے (عناصر سے تغذی ہو کر اپنی) اُس (سوئی) کو قوی کیا (مطلب یہ کہ وہ کھیتی قوی ہوئی) پھر وہ کھیتی اور موٹی ہوئی پھر اپنے تنہ پر سیدھی کھڑی ہو گئی کہ (اپنے نشو ونما سے) کسانوں کو بھلی معلوم ہونے لگی (اسی طرح صحابہ میں اول ضعف تھا پھر روزانہ قوت بڑھتی گئی اس میں بھی بشارت ہے فتوحات اسلامیہ کی۔ اور اللہ تعالیٰ نے صحابہ کو اس لیے نشو ونما دیا) تاکہ اُن (کی اس حالت) سے کافروں کو (حسد میں) جلاوے (اور آخرت میں) اللہ تعالیٰ نے اُن صاحبوں سے جو کہ ایمان لائے ہیں اور نیک کام کر رہے ہیں (گناہوں کی) مغفرت اور (طاعات پر) اجر عظیم کا وعدہ کر رکھا ہے۔ اشداء الخ میں اُن کے اخروی اعمال اور کزرع میں اُن کے دنیوی احوال اور وعد الخ میں اُن کا حسن مآل مذکور ہے) **ف** زراع کی تخصیص اسلیے کی کہ وہ مبصر ہوتے ہیں جب ان کو وہ کھیتی خوش معلوم ہوتی ہے تو واقع ہی میں اچھی ہے اور اس میں صحابہ کی نہایت بلیغ مدح ہے۔ اور منھم میں من بیانیہ ہے پس سب صحابہ اس میں داخل ہیں البتہ یہ مسلم ہے کہ ختم علے الایمان شرط ہے صحابیت اور برکات و فضائل صحابیت کی لیکن اس سے شاتمین صحابہ کی کاربرآری نہیں ہو سکتی اس لیے کہ اگر علم آلٰہی میں حقیقی صحابی معدودے چند ہوتے جیسا کہ اُس فرقہ کا زعم فاسد ہے تو اس عنوان سے جس سے محاورات فصیحہ کی رو سے کلیت اور بر تقدیر تسلیم من کے تبعیضیہ ہونے کے اکثریت مفہوم ہوتی ہے تعبیر نہ فرماتے کہ موہم سخت غلطی کو ہے اس سے صاف معلوم ہوا کہ کل یا قریب کل کے صحبت یافتہ ایسے ہی تھے اگر احیاناً کوئی فرد جس نے صحبت کم پائی ہو خارج ہو جاوے تب بھی فرقہ مذکورہ کو یہ آیت مضر ہے۔ اور بعض نے اس آیت سے اُس فرقہ کی تکفیر پر استدلال کیا ہے کیونکہ وہ بھی غیظ رکھتے ہیں لیکن یہ استدلال مشکل ہے کیونکہ آیت سے کافر کا ذی غیظ ہونا ثابت ہوتا ہے کلیاً یا اکثریاً اور ذی غیظ کا کافر ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ اور ذٰلک مثلھم فی التوراۃ ومثلھم فی الانجیل الخ میں چند احتمال ہیں **اول** ذٰلک مثلھم فی التوراۃ پر کلام ختم ہو جاوے اور ذٰلک سے اشارہ ہو اوپر کے اوصاف کی طرف اور مثلھم فی الانجیل سے دوسرا کلام شروع ہو اور خبر اسکی کزرع الخ ہو اس بنا پر اوصاف بالا توریت میں مذکور ہوں گے اور تمثیل اخیر انجیل میں ہوگی۔ **دوسرا احتمال** فی الانجیل پر کلام ختم ہو اور ذٰلک کا اشارہ اوصاف بالا کی طرف ہو تو اس بنا پر اوصاف سابقہ کا توریت وانجیل میں ہونا چاہیئے۔ اور کزرع یہ مستقل جملہ ہو جس کا مضمون کسی سے منقول نہ ہو۔ **تیسرا احتمال** نہ توریت پر کلام ختم ہو نہ انجیل پر اور ذٰلک سے اشارہ تمثیل آیندہ کی طرف ہو تو اس بنا پر مضمون تمثیل توریت وانجیل دونوں میں ہونا چاہیئے اگر توریت وانجیل اصلی ہوتیں تو ایک احتمال متعین اور متیقن ہو جاتا مگر جس حالت میں وہ پائی جاتی ہیں اُن کے اعتبار سے احتمال اول راجح ہے چنانچہ تفسیر حقانی میں توریت سفر استثنا کے تینتیسویں ۳۳ باب کے شروع سے نقل کیا ہے۔ خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے اُن پر طلوع ہوا فاران کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آیا۔ پھر اسی باب سے آگے چل کر نقل کیا ہے۔ ہاں وہ اس قوم سے بڑی محبت رکھتا ہے اُس کے سارے مقدس تیرے ہاتھ میں ہیں اور وہ تیرے قدموں کے نزدیک بیٹھے ہیں اور تیری باتوں کو مانیں گے اھ۔ فاران پہاڑ مکہ کے پاس ہے اور شعیر مدینہ کے پاس اور یہ مضمون اشداء علی الکفار الخ سے ملتا ہوا ہے کیونکہ یہ سب اطاعت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو اوپر مذکور ہوئی کہ تیری باتوں کو مانیں گے اور انجیل متی کے تیرہویں باب کے آٹھویں جملہ اور پھر ۳۱ و ۳۲ جملہ سے نقل کیا ہے اور کچھ تخم اچھی زمین میں گرا اور پھل لایا کچھ سو گنا کچھ ساٹھ گنا کچھ تیس گنا اھ۔ بندہ کتب سابقہ سے بالکل واقف نہیں اس لیے زیادہ تحقیق نہ کر سکا۔ اور اشداء و رحماء سے مقصود بغض فی اللہ وحب فی اللہ ہے پس احیاناً حسب حکم شرعی مومن کے ساتھ عنف اور کافر کے ساتھ ترحم اس کے منافی نہیں۔ الحمد للہ کہ سورۂ فتح کی تفسیر ختم ہوئی اب سورۂ حجرات کی آتی ہے انشاء اللہ تعالیٰ +

سورۃ الحجرات مدنیۃ وآیہا ثمان عشر۔ کذا فی البیضاوی

ربط اوپر کی سورت میں اصلاح آفاق بالجہاد ہے اس میں اصلاح انفس بالارشاد ہے اور حاصل مجموعہ اجزاء سورت کا بیان حقوق حضرت سید المرسلین وحقوق اخوان فی الدین ہے

ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ فی الذین معہ خصوصاً وعلیہ یحمل ما فی الدر عن ابن عباس من شہد الحدیبیۃ ۱۲ اھ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ○ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا

اے ایمان والو اللہ اور رسول سے پہلے تم سبقت مت کیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے۔ اے ایمان والو تم

اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ○ اِنَّ الَّذِيْنَ

اپنی آوازیں پیغمبر کی آواز سے بلند مت کیا کرو اور نہ اُن سے ایسے کھل کر بولا کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے سے کھل کر بولا کرتے ہو کبھی تمہارے اعمال برباد ہوجاویں اور تمکو خبر بھی نہ ہو۔ بیشک جو لوگ

يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ○ اِنَّ الَّذِيْنَ

اپنی آوازوں کو رسول کے سامنے پست رکھتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کے قلوب کو اللہ تعالیٰ نے تقوے کے لیے خالص کردیا ہے ان لوگوں کے لیے مغفرت اور اجر عظیم ہے جو لوگ

يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ○ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

حجروں کے باہر سے آپ کو پکارتے ہیں اُن میں اکثروں کو عقل نہیں ہے۔ اور اگر یہ لوگ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ خود باہر ان کے پاس آجاتے تو یہ ان کے لیے بہتر ہوتا۔ اور اللہ غفور رحیم ہے

احکام موجبہ اجلال و تعظیم رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ○ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ○ اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ○ اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ○ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ (قصہ ان آیتوں کے نزول کا یہ ہے کہ ایک بار بنی تمیم کے کچھ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما میں باہم آپکی مجلس میں اس امر میں گفتگو ہوگئی کہ ان لوگوں پر حاکم کس کو بنایا جاوے حضرت ابوبکرؓ نے قعقاع بن معبد کی نسبت رائے دی اور حضرت عمرؓ نے اقرع بن حابس کی نسبت رائے دی اور گفتگو بڑھ کر دونوں کی آوازیں بلند ہوگئیں اسپر یہ حکم نازل ہوا رواہ البخاری کہ) اے ایمان والو اللہ اور رسول (کی اجازت) سے پہلے تم (کسی قول یا فعل میں) سبقت مت کیا کرو (یعنی جب تک قرائن قویہ یا تصریح سے اذن گفتگو کا نہ ہو گفتگو مت کرو جیسا مورد آیت میں انتظار کرنا چاہیے تھا کہ یا تو آپ خود کچھ فرماتے یا آپ پوچھتے بدون انتظار کے مبادرت میں احتمال تھا کہ شاید یہ مبادرت آپ کی مرضی کے خلاف ہو تو جائز نہ ہوگا کیونکہ جواز موقوف ہے اذن شرعی پر خواہ قطعی ہو یا ظنی اور جیسے غیبت رسول میں اول نص پھر تامل و فکر نص میں ضروری ہے اسی طرح حضور میں اول انتظار نص پھر تامل قرائن میں ضروری تھا پس غلطی یہ ہوئی کہ انتظار نہیں کیا اسی طرح ہر فعل میں یہی حکم ہے) اور اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ تعالیٰ (تمہارے سب اقوال کو) سننے والا (اور تمہارے افعال کو) جاننے والا ہے (آگے) اے ایمان والو تم اپنی آوازیں پیغمبر (صلے اللہ علیہ وسلم) کی آواز سے بلند مت کیا کرو اور نہ اُن سے ایسے کھل کر بولا کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے سے کھل کر بولا کرتے ہو (یعنی نہ بلند آواز سے بولو جبکہ آپ کے سامنے بات کرنا ہو گو باہم ہی مخاطبت ہو اور نہ برابر کی آواز سے بولو جبکہ خود آپ سے مخاطبت کرو) کبھی تمہارے اعمال برباد ہوجاویں اور تم کو خبر بھی نہ ہو (اس کا مطلب یہ ہے کہ بعض اوقات رفع صوت کہ صورۃً بیباکی ہے اور جہر کہ بھی صورۃً گستاخی ہے طبعاً بوجہ اس کے کہ تابع قالاً و حالاً مدعی التزام ادب متبوع ہوتا ہے اور اس میں اس التزام کا ترک ہے ناگوار اور موجب تاذی ہوسکتا ہے اور تاذی رسول کی موجب حبط عمل ہے اور گو اور معاصی موجب حبط نہیں ہوتے لیکن یہ اُس عام میں سے مخصوص ہے البتہ بعض اوقات جبکہ طبیعت زیادہ منبسط ہو یہ امور ناگوار نہیں ہوتے اُس وقت بوجہ عدم تحقق ایذا موجب حبط نہیں ہوتے اور چونکہ تاذی سامع کا تحقق یا عدم تحقق بعض اوقات متکلم کو معلوم نہیں ہوتا اور اس بنا پر ممکن ہے کہ تاذی ہوجاوے اور اُس سے حبط بھی ہوجاوے اور متکلم اسی گمان میں رہے کہ تاذی نہیں ہوئی پس حبط کی بھی خبر نہ ہو لاتشعرون کے یہی معنی ہیں اور اسی وجہ سے مطلق رفع صوت و جہر بالقول کو منہی عنہ ٹھیرایا گو اسکے بعض افراد موجب تاذی نہ ہونگے لیکن انکی تعیین کیسے ہوگی لہٰذا مطلقاً تمام افراد کو ترک کردینا چاہیے یہ تو ترہیب تھی رفع صوت پر آگے ترغیب ہے خفض صوت کی کہ) بیشک جو لوگ اپنی آوازوں کو رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) کے سامنے پست رکھتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جنکے قلوب کو

البلاغۃ

قولہ لاتقدموا مفعولہ محذوف لافادۃ التعمیم ای امرا من القول او الفعل قولہ بین یدی اللّٰہ ای قبل امر اللّٰہ و رسولہ ولما کان الاذنان متلازمین لاحاجۃ الی ان یقال ان ذکر اللّٰہ للایذان بجلالۃ محلہ علیہ السلام قولہ یایھا الذین اٰمنوا لاترفعوا اعادۃ النداء مع قرب العہد للمبالغۃ فی الایقاظ والتنبیہ والاشعار باستقلال کل من الکلامین باستدعاء الاعتناء بشانہ۔ قولہ ینادونک عبر عن الماضی بالمضارع لاستحضار ۱۲

اللغات

قولہ امتحن مجاز عن الاخلاص لان الذہب یمتحن ویذاب لیخلص ابریزہ من خبثہ وینقی۔ سوق الروح الی التفسیر امتحن باخلص رواہ ابن جریر وجماعۃ عن مجاہد۔ قولہ من وراء بمعنی خارج اعم من قدام وخلف ومن ابتدائیۃ لان ابتداء النداء من المنادی وھو خارج من الحجرات ۱۲

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ○

اے ایمان والو | اگر کوئی شریر آدمی تمہارے پاس کوئی خبر لاوے تو خوب تحقیق کر لیا کرو | کبھی کسی قوم کو نادانی سے کوئی ضرر نہ پہونچا دو | پھر اپنے کیے پر پچھتانا پڑے

اللہ تعالیٰ نے تقوے کے لیے خالص کر دیا ہے (یعنی اُن کے قلوب میں غیر تقویٰ نہیں ہے مطلب یہ کہ متقی کامل ہیں مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس باب خاص میں وہ کمال تقوے کے ساتھ موصوف ہیں کیونکہ کمال تقویٰ حسب حدیث مرفوع ترمذی یہ ہے لایبلغ العبد ان یکون من المتقین حتی یدع ما لا باس بہ حذرا لما بہ باس اور رفع صوت کی ایک فرد فی نفسہ غیر ذی باس ہے جسمیں تاذی نہ ہو اور ایک فرد ذی باس ہے جس میں تاذی ہو جب انہوں نے مطلقاً رفع صوت کو ترک کر دیا تو ذی باس کے حذر سے غیر ذی باس کو ترک کر دیا پس کمال تقوے کے مستحق ہو گیا اور فی نفسہ کی قید اس لیے لگائی کہ بعد نہی کے پھر تو دونوں فردیں ذی باس ہیں آگے ان کے اس عمل کا ثمرہ اُخروی مذکور ہے کہ) ان لوگوں کے لیے مغفرت اور اجر عظیم ہے (اور اگلی آیتوں کا قصہ یہ ہے کہ وہی بنی تمیم جب آپ کے حضور میں آنے کے لیے آئے تو اُس وقت آپ دولتخانہ میں تشریف رکھتے تھے اُن لوگوں نے باہر سے بوجہ قلت تہذیب کے آپ کو نام لے لے کر پکارنا شروع کیا یا محمد اخرج الینا اسپر یہ آیتیں نازل ہوئیں کذا فی الدر المنثور بروایۃ ابن اسحٰق عن ابن عباس رض) جو لوگ حجروں کے باہر سے آپ کو پکارتے ہیں اُن میں اکثروں کو عقل نہیں ہے (ورنہ آپ کا ادب کرتے اور ایسی جرأت نہ کرتے۔ اور اکثرھم فرمانے کی وجہ یا تو یہ ہے کہ بعض پکارنے والے فی نفسہ جری نہ ہونگے لیکن دیکھا دیکھی اُن سے بھی غلطی ہو گئی اور یا سب ایک ہی طرح ہوں لیکن اس لفظ کے کہنے سے کسی کو اشتعال نہ ہوگا کیونکہ ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ شاید مجکو کہنا مقصود نہ ہو اور یہ طریقہ آداب وعظ سے ہے) اور اگر یہ لوگ (ذرا) صبر (و انتظار) کرتے یہاں تک کہ آپ خود باہر ان کے پاس آجاتے تو یہ ان کے لیے بہتر ہوتا (کیونکہ یہ ادب کی بات تھی) اور (یہ لوگ اگر اب بھی توبہ کر لیں تو معاف ہو جاوے کیونکہ) اللہ غفور رحیم ہے ف بعد نزول آیات سابقہ کے صحابہ رض کی یہ کیفیت ہو گئی کہ حضرت ابوبکر رض نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ قسم ہے کہ اب مرتے دم تک آپ سے اس طرح بولونگا جیسا کوئی کسی سے سرگوشی کرتا ہو کذا فی الدر عن البیہقی۔ اور حضرت عمر رض اس قدر آہستہ بولنے لگے کہ بعض اوقات دوبارہ پوچھنا پڑتا کذا فی الصحاح اور حضرت ثابت بن قیس کی باوجودیکہ خلقۃً آواز بلند تھی مگر یہ سنکر وہ بہت ڈرے اور روئے اور نہایت تکلف کر کے اپنی آواز کو گھٹایا کذا فی الدر۔ اور علماء نے تصریح کی ہے کہ جو حضرات دین کی بزرگی رکھتے ہوں اُن کے ساتھ بھی یہی آداب برتنا چاہیے گو سوء ادب کا وبال اُس درجہ کا نہ ہوگا لیکن تاذی بلاضرورت میں حرمت ضرور ہے اور حبط اعمال کی تقریر میں جو کہا گیا ہے کہ یہ اُس عام میں سے مخصوص ہے احقر کے نزدیک سہل محمل یہی ہے۔ اور اس سے معتزلہ و خوارج کے استدلال کی بھی گنجایش نہ رہی کہ گناہ کرنے سے خارج عن الایمان یا داخل فی الکفر ہو جاتا ہے اور نہ اہل حق کی طرف سے جواب دینے کے لیے اس امر کی ضرورت رہی کہ رفع صوت کا کفر ہونا بواسطہ تاذی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بتکلف ثابت کیا جاوے کیونکہ کفر وہی رفع صوت وغیرہ ہو سکتا ہے جس سے خاص مقصود آپ کو ایذا رسی پہونچانا ہو بخلاف معصیت کے کہ امر اُس کا اہون ہے فعل تتل ایذا ر کا بھی معصیت قرار دینا بعید نہیں خوب سمجھ لو غایت ما فی الباب ایک معصیت کو بھی حابط اعمال کہنا پڑیگا سو اس موجبہ جزئیہ کی نقیض کوئی سالبہ کلیہ منصوص نہیں ہے اس لیے اس کا قائل ہونا مضائقہ نہیں اور اسمیں اجلال نبوی کی خاص رعایت ہے اسلیے قائل ہونا ارجح ہے۔ اور الیھم اس لیے بڑھایا کہ اگر خروج ہو مگر قرائن سے معلوم ہو کہ ان سے ملنے کو نہیں تشریف لائے مثلاً باہر آکر اور کسی کام کی طرف متوجہ ہو گئے تو اُن کو اُس وقت اور صبر کرنا چاہیئے یہاں تک کہ آپ اُن کی طرف متوجہ ہوں کیونکہ یہ خروج خروج الیھم نہیں ہے جو کہ غایت تھی صبر کی بلکہ توجہ الیھم جو کہ حاصل ہے خروج الیھم کا صبر کی غایت ہوگی ربطاً آداب نبویہ میں ارشاد تھا لا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ یعنی اذن شرعی کے قبل کسی امر میں سبقت مت کرو آگے اس امر عام میں سے ایک خاص امر کا ذکر فرما کر اُس میں حکم شرعی سے سبقت کرنے کی ممانعت فرماتے ہیں اور وہ امر خاص کسی شخص یا مجمع کی شکایت پہونچنا ہے اور سبقت قبل الاذن الشرعی بلاتحقیق اُس شکایت کے مقتضاء پر عمل کرنا ہے +

نہی از عمل بالنمیمہ بلا تحقیق

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ۔ (اس کا قصہ نزول کا اس طرح ہوا اور بعد حکم عام ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ولید بن عقبہ کو بنی مصطلق سے زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے بھیجا اور ایک روایت میں بنی وکیعہ آیا ہے ولید میں اور اُن میں زمانہ جاہلیت میں کچھ عداوت تھی ولید کو وہاں جاتے ہوئے اندیشہ ہوا اُن لوگوں نے سُن کر استقبال کیا ولید کو گمان ہوا کہ یہ لوگ بارادہ قتل آئے ہیں واپس جاکر اپنے خیال کے موافق کہہ دیا کہ وہ تو مخالف اسلام ہو گئے آپ نے حضرت خالد رض کو تحقیق حال کے لیے بھیجا اور فرما دیا کہ خوب تحقیق کرنا اور جلدی مت کرنا چنانچہ انہوں نے وہاں بجز اطاعت اور خیر کے کچھ نہ دیکھا آکر آپ کا اطمینان کر دیا اسپر یہ حکم نازل ہوا اخذتہ من عدۃ روایات فی الدر یعنی) اے ایمان والو (جس طرح ولید بن عقبہ کی خبر باوجودیکہ ولید محکوم علیہ بالفسق نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

النحو ان تصیبوا ای لئلا تصیبوا او کراہۃ ان تصیبوا ۱۲

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِیْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ؕ لَوْ یُطِیْعُكُمْ فِیْ كَثِیْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَیْكُمُ الْاِیْمَانَ وَزَیَّنَهٗ فِیْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ

اور جان رکھو کہ تم میں رسول ہیں۔ بہت سی باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ اگر وہ اس میں تمہارا کہنا مانا کریں تو تم کو بڑی مضرت پہونچے لیکن اللہ تعالیٰ نے تم کو ایمان کی محبت دی اور اس کو تمہارے دلوں میں مرغوب بنا دیا اور کفر

اِلَیْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْیَانَ ؕ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۙ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ ۝

اور فسق اور عصیان سے تم کو نفرت دیدی ایسے لوگ خدا تعالیٰ کے فضل اور انعام سے راہ راست پر ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے

عمل کرنے میں جلدی نہیں کی بلکہ اُس کی تحقیق فرمائی جس سے ایک حکم شرعی ثابت ہو گیا کہ بدون تحقیق کے ایسی خبر پر عمل نہ کرنا چاہیئے اور اوپر تم کو معلوم ہو چکا ہے کہ حکم شرعی سے سبقت کرنا منہی عنہ ہے پس لامحالہ اس حکم شرعی سے بھی سبقت منہی عنہ ہوگی اور جب غیر محکوم علیہ بالفسق میں یہ حکم ہے تو فاسق کے باب میں تو بدرجہ اولےٰ اسلیے ہم تم کو اہتمام کے ساتھ مکرر حکم دیتے ہیں کہ اگر کوئی شریر آدمی تمہارے پاس کوئی خبر لاوے (جس میں کسی کی شکایت ہو) تو (بدون تحقیق کے اُس پر عمل مت کیا کرو بلکہ اگر عمل کرنا ہو تو) خوب تحقیق کر لیا کرو کبھی کسی قوم کو نادانی سے کوئی ضرر نہ پہنچا دو پھر اپنے کیے پر پچھتانا پڑے۔ ف مطلب یہ کہ جیسا اس واقعہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے ایسا ہی تم کو کرنا چاہیئے کہ اس کے خلاف وہی تقدیم بین یدی اللہ ورسولہ ہے جس کی ممانعت ہو چکی ہے پس یا ایھا الذین اٰمنوا میں مخاطب عام مومنین ہیں اور فاسق سے مراد عام فاسقین ہیں اور فاسق کا ذکر افادہ مبالغہ فی الحکم کے لیے ہے یہ نہیں کہ جس قصہ میں اس کا نزول ہوا ہے اُس کو فاسق کہا گیا ہو پس اس آیت سے نہ ولید کا فاسق ہونا لازم آیا اور نہ اس کا شبہہ رہا کہ یہ موہم ہے کہ آپ نے بے تحقیق کچھ کارروائی کرنا چاہا ہوگا وجہ دفع شبہہ ظاہر ہے کہ آپ اس میں مخاطب نہیں بلکہ عام مومنین کو حکم ہے کہ اس میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا اقتدا کرو۔ اور اس خبر سے مراد مطلق خبر نہیں ہے بلکہ جس پر عمل کرنے سے کسی کا ضرر لازم آتا ہو بقرینہ ان تصیبوا الخ تو اس میں محتمل الفسق و مقطوع الفسق دونوں کی خبر غیر مقبول ہے پس اس مقام پر مطلقاً خبر واحد کے مقبول یا غیر مقبول ہونے کی تفصیل سے بحث کرنا امر زائد ہے اسی طرح صحابہ کے عدول و غیر عدول ہونے کی بحث کرنا امر زائد ہے کیونکہ ولید کا فاسق ہونا آیت سے لازم ہی نہیں آتا بلکہ نہ حدیث سے اس لیے کہ ممکن ہے کہ ولید کو خود گمان میں غلطی ہوئی ہو۔ اور فتبینوا سے یہ مقصود نہیں کہ ضرور اُس خبر کی تحقیق کی جاوے کیونکہ اس پر اجماع ہے کہ اگر ہم کسی شخص کی برائی سُن کر بالکل التفات نہ کریں جائز ہے بلکہ بعض جگہ تو تجسس حرام ہے بلکہ مقصود اس سے نہی ہے عمل بلا تحقیق سے جیسا کہ تقریر ترجمہ میں ظاہر کر دیا ہے اور یہ مسئلہ مستقل ہے کہ تحقیق کہاں واجب ہے کہاں جائز ہے کہاں ممنوع ہے سو اس میں قول مجمل یہ ہے کہ جہاں تحقیق نہ کرنے سے کوئی واجب شرعی فوت ہوتا ہو وہاں واجب ہے مثلاً سلطان کسی کے ارتداد کی خبر سُنے تو چونکہ ارتداد کی صورت میں اسپر واجب ہے کہ اُس کو توبہ کراوے ورنہ قتل کرے اس لیے تحقیق واجب ہوگی۔ یا سلطان نے سُنا کہ فلاں شخص فلاں کو قتل کرنا چاہتا ہے تو چونکہ بوجہ سلطان ہونے کے حفاظت رعایا کی اُس کے ذمہ واجب ہے اس لیے اس کی تحقیق اور انتظام واجب ہے اور جہاں تحقیق نہ کرنے سے کوئی واجب فوت نہیں ہوتا اور تحقیق کرنے سے اُس مبلغ عنہ کا بھی کوئی ضرر نہیں ہوتا تو وہاں تحقیق جائز ہے جیسے یہ سُنا کہ فلاں شخص مجھکو ماریگا اور اگر تحقیق کرنے سے اپنی کوئی دفع مضرت نہیں اور اُس دوسرے کو ناگواری ہے تو تحقیق حرام ہے جیسے کسی نے سُنا کہ فلاں شخص خفیہ شراب پیتا ہے تو تحقیق نہ کرنے سے اپنا کوئی ضرر نہیں اور تحقیق کرنے سے وہ فضیحت ہوتا ہے خوب سمجھ لیا جاوے۔ ربط اوپر لاتقدموا بین یدی اللہ ورسولہ میں ایک ادب نبوی یہ تبلایا گیا ہے کہ کسی امر میں آپ کے حکم سے سبقت نہ کی جاوے اور اس امر کے بعض افراد وہ ہیں کہ وہ امور دینیہ نہیں بلکہ امور دنیویہ ہیں جیسے آپ نے حضرت زینب اور اُن کے بھائی کو فرمایا تھا کہ زید بن حارثہ کے ساتھ زینب کا نکاح کر دیا جاوے تو ایسے امور میں بوجہ دنیوی ہونے کے جواز سبقت اور عدم وجوب اطاعت کا شبہہ ہو سکتا ہے بلکہ اس سے بڑھ کر ایسے امور میں بعض اوقات یہ بھی تخیل ہو سکتا ہے کہ یہ امور متعلق رائے اور تدبیر کے ہیں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری رائے کی موافقت مناسب اور مصلحت ہے آگے اس کے متعلق ارشاد ہے اور چونکہ ایسے امور حضور کی حیات ہی تک پیش آسکتے ہیں اسلیے واعلموا ان فیکم رسول اللہ فرما کر اس تخصیص کی تنصیص کر دی۔

ایجاب اطاعت مطلقہ رسول بر امت و وخامت عکس

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِیْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ؕ لَوْ یُطِیْعُكُمْ فِیْ كَثِیْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَیْكُمُ الْاِیْمَانَ وَزَیَّنَهٗ فِیْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَیْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْیَانَ ؕ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۙ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ ۝ اور جان رکھو کہ تم میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں جو خدا کی بڑی نعمت ہیں کما قال تعالیٰ لقد من اللہ الآیۃ پس اس نعمت کا شکر یہ ہے کہ کسی بات میں تم آپ کے خلاف مت کرو گو دنیوی ہی کیوں نہ ہو اور اس فکر میں مت پڑو کہ امور دنیویہ میں

النحو فضلا تعلیل للراشدین ۱۲
البلاغۃ فی قولہ کرہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان فی مقابلۃ الایمان المحبب والمزین اشارۃ الی ان الایمان المحبب المزین ای الکامل مالا یکون فیہ کفر ولا فسق ولا عصیان ای مایکون فیہ التصدیق بالجنان والعمل بالارکان والاقرار باللسان ۱۲

وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ

اور اگر مسلمانوں میں دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو اُن کے درمیان اصلاح کر دو پھر اگر ان میں کا ایک گروہ دوسرے پر زیادتی کرے تو اُس گروہ سے لڑو جو زیادتی کرتا ہے یہاں تک کہ وہ

اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ

خدا کے حکم کی طرف رجوع ہو جاوے ۔ پھر اگر رجوع ہو جاوے تو اُن دونوں کے درمیان عدل کے ساتھ اصلاح کر دو اور انصاف کا خیال رکھو ۔ بیشک اللہ انصاف والوں کو پسند کرتا ہے مسلمان تو سب بھائی ہیں

فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝

سو اپنے دو بھائیوں کے درمیان اصلاح کرا دیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو تاکہ تم پر رحمت کی جاوے ۔

خود حضور ہماری رائے کی موافقت فرمایا کریں کیونکہ) بہت سی باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ اگر وہ اُس میں تمہارا کہنا مانا کریں تو تم کو بڑی مضرت پہونچے (کیونکہ وہ مصلحت کے خلاف ہو تو ضرور اسکے موافق عمل کرنے میں مضرت ہو بخلاف اس کے کہ آپ کی رائے پر عمل کیا جائے کیونکہ گو بر تقدیر اُس کے دنیوی امر ہونے کے اُس میں خلاف مصلحت ہونے کا احتمال فی نفسہ مستبعد اور خلاف شان نبوت نہیں لیکن اول تو ایسے امور جن میں ایسا احتمال ہو شاذ و نادر ہونگے پھر علی سبیل الشذوذ اگر ہوں بھی اور اُن میں مصلحت بھی فوت ہو جاوے لیکن یہ کتنی بڑی بات ہو کہ اُس مصلحت کا نعم البدل یعنی اجر و ثواب اطاعت رسول کا ضرور ہی میسر ہو گا بخلاف اس کے کہ تمہاری رائے پر عمل ہو کہ گو شاذ و نادر ایسے امور بھی نکلیں گے جن میں مصلحت ہو لیکن متعین تو ہیں نہیں اور پھر بہت ہی کم ہونگے زیادہ احتمال مضرت ہی کا ہے پھر اُس مضرت کا کوئی تدارک نہیں ۔ اور اس تقریر سے فائدہ کثیر کی قید کا بھی معلوم ہو گیا بہرحال اگر آپ تم لوگوں کی موافقت کرتے تو تم بڑی مصیبت میں پڑتے) لیکن اللہ تعالیٰ نے (تم کو مصیبت سے بچا لیا اس طرح سے کہ) تم کو ایمان (کامل) کی محبت دی اور اُس (کی تحصیل) کو تمہارے دلوں میں مرغوب کر دیا اور کفر اور فسق (یعنی گناہ کبیرہ) اور (مطلق) عصیان (یعنی گناہ صغیرہ) سے تم کو نفرت دیدی (جس سے تم کو ہر وقت رضائے رسول کی جستجو رہتی ہے اور جس سے تم احکام متضمنہ اعمال موجبہ رضائے رسول کو مان لیتے ہو چنانچہ جب تم کو یہ معلوم ہو گیا کہ امور دنیویہ میں بھی اطاعت رسول کی واجب ہے اور بدون اطاعت مطلقہ کے ایمان کامل نہیں ہوتا اور ایمان کامل کی تحصیل کی رغبت پہلے سے موجود ہی پس تم نے فوراً اُس حکم کو بھی قبول کر لیا اور قبول کر کے ایمان کی اور تکمیل کر لی) ایسے لوگ (جو کہ تکمیل ایمان کے محب ہیں) خدا تعالیٰ کے فضل اور انعام سے راہ راست پر ہیں اور اللہ تعالیٰ (نے جو یہ احکام فرمائے ہیں تو وہ اُن کی مصلحتوں کو) جاننے والا (ہے اور چونکہ) حکمت والا ہے (اسلیے ان احکام کو واجب کر دیا ہے) ف واعلموا ان فیکم رسول اللہ کے ظاہر الفاظ قرینہ ہے کہ اس میں کسی ایسے امر کا بیان ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کے ساتھ مخصوص تھا اور وہ احقر کے نزدیک یہی امر ہے کہ دنیوی امور میں اطاعت کرنا اور فی کثیر کہنا بھی قرینہ ہے کہ ایسے ہی امور مراد ہیں کیونکہ امور دینیہ میں سے تو کسی ایک امر میں بھی اطاعت کی گنجایش نہیں اور وجہ تخصیص کی یہ نہیں کہ اگر آپ اپنے بعد کے لیے ایسے احکام فرما جاتے تو اطاعت واجب نہ ہوتی بلکہ وجہ تخصیص کی یہ ہے کہ آپ نے ایسے احکام فرمائے نہیں کیونکہ یہ احکام جزئی تھے اور حضور نے شریعت موبدہ جو چھوڑی ہے وہ احکام کلیہ ہیں اور تحقیق اس مسئلہ کی کہ دنیوی امور میں وجوب اطاعت کس شرط سے ہے شروع پارہ ومن یقنت آیت ماکان لمؤمن الخ میں گذر چکی ہے ربط اوپر حقوق نبویہ کا ذکر تھا آگے بعضے باہمی حقوق و آداب معاشرت کا بیان ہے جس میں کئی حکم مذکور ہیں اور مابہ الاشتراک سب میں نہی عن الایذا ہے ۔

حکم اول اصلاح بین المسلمین و دفع شر مفسدین

وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ اور اگر مسلمانوں میں دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو اُن کے درمیان اصلاح کر دو (یعنی مابہ النزاع رفع کر کے لڑائی موقوف کرا دو) پھر اگر (بوجہ کوشش اصلاح کے بھی) اُن میں کا ایک گروہ

الروایات فی الدر عن الصحیحین وغیرہما عن انس قال قیل للنبی صلی اللہ علیہ وسلم لو اتیت عبد اللہ بن ابی فانطلق و رکب حمارا و انطلق المسلمون یمشون وہی ارض سبخۃ فلما انطلق الیہم قال الیک عنی فواللہ لقد آذانی ریح حمارک فقال رجل من الانصار واللہ لحمار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اطیب ریحا منک فغضب لکل منہما اصحابہ فکان بینہم ضرب بالجرید والایدی والنعال فانزل فیہم وان طائفتان من المؤمنین الخ قلت المراد بالمؤمنین مؤمنا قوم عبد اللہ وان غضبہم لیس لحمایۃ الکفر بل ہو عرق تعصبی للقوم ولیس المراد سولانہ انما آمن ظاہر العبد ہذہ الواقعۃ ولم یؤمن حقیقۃ قط ۱۲

البلاغۃ اقتتلوا وکان الظاہر اقتتلتا والعدول الی ضمیر الجمع لرعایۃ المعنی فان کل طائفۃ من الطائفتین جماعۃ فقد روعی فی الطائفتین معناہا اولا ولفظہا ثانیا علی عکس المشہور فی الاستعمال والنکتۃ فی ذلک ما قیل انہم اولا فی حال القتال مختلطون فلذا جمع اولا ضمیرہم وفی حال الصلح متمیزون متعارفون فلذا ثنی الضمیر قولہ فاصلحوا بین اخویکم الفاظ للایذان بان الاخوۃ الدینیۃ موجبۃ للاصلاح ووضع الظاہر موضع المضمر مضافا الی المامورین للمبالغۃ فی تاکید وجوب الاصلاح والتحضیض علیہ وتخصیص الاثنین بالذکر لاثبات وجوب الاصلاح فیما فوق ذلک بطریق الاولویۃ لتضاعف الفتنۃ والفساد ۱۲

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ

اے ایمان والو نہ تو مردوں کو مردوں پر ہنسنا چاہیئے کیا عجب ہے کہ وہ اُن سے بہتر ہوں اور نہ عورتوں کو عورتوں پر ہنسنا چاہیئے کیا عجب ہے کہ وہ اُن سے بہتر ہوں

وَلَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

اور نہ ایک دوسرے کو طعنہ دو اور نہ ایک دوسرے کو بُرے لقب سے پکارو۔ ایمان لانے کے بعد گناہ کا نام لگنا بُرا ہے اور جو باز نہ آویں گے تو وہ ظلم کرنے والے ہیں

دوسرے پر زیادتی کرے (اور لڑنا موقوف نہ کرے) تو اُس گروہ سے لڑو جو زیادتی کرتا ہے یہاں تک کہ وہ خدا کے حکم کی طرف رجوع ہو جاوے (حکم خدا سے مراد ترک قتال ہے) پھر اگر وہ زیادتی کرنے والا فرقہ حکم خدا کی طرف) رجوع ہو جاوے (یعنی قتال ترک کر دے) تو اُن دونوں کے درمیان عدل کے ساتھ اصلاح کر دو (یعنی حدود شرعیہ کے موافق اس معاملہ کو طے کر دو محض ترک قتال پر اکتفاءمت کرو ورنہ دوسرے وقت قتال محتمل رہے گا) اور انصاف کا خیال رکھو (یعنی غرض نفسانی کو غالب نہ ہونے دو) بے شک اللہ انصاف والوں کو پسند کرتا ہے (اور ہم نے جو اصلاح کا حکم کیا ہے تو اُس کی وجہ یہ ہے کہ) مسلمان تو سب (اشتراک فی الدین کی وجہ سے جو کہ نسب معنوی ہے ایک دوسرے کے) بھائی ہیں سو اپنے دو بھائیوں کے درمیان اصلاح کرا دیا کرو (تاکہ اخوت قائم رہے) اور (اصلاح کے وقت) اللہ سے ڈرتے رہا کرو (یعنی حدود شرعیہ کی رعایت رکھا کرو) تاکہ تم پر رحمت کی جاوے **ف** مقتتلین بالقوۃ یا بالفعل جو کہ مسلمان ہوں خواہ اخلاصاً یا نفاقاً خواہ واحد و احد خواہ متعدد اُن کے احکام کی تفصیل یہ ہے کہ یا تو دونوں جماعتیں امام المسلمین کی تحت ولایت ہیں یا دونوں نہیں یا ایک ہے ایک نہیں۔ پہلی صورت میں اگر عام لوگوں کی فہمایش سے اُن میں قتال موقوف نہ ہو تو امام پر اصلاح واجب ہے پھر تین حالتیں ہیں یا تو کوئی اطاعت سے خارج نہ ہو یا دونوں خارج ہو جاویں یا ایک خارج ہو جاوے دوسرا خارج نہ ہو پہلی حالت میں قصاص و دیت کے احکام جاری ہوں گے اور یہ سب اصلحوا بینهما کے افراد میں داخل ہیں۔ اور دوسری حالت ملحق ہے صورت دوم کے ساتھ جس کا حکم آگے آتا ہے۔ اور تیسری حالت ملحق ہے صورت سوم کے ساتھ کہ اُس کا حکم بھی ابھی آتا ہے۔ اور دوسری صورت میں دونوں باغی ہیں جن کا حکم ابھی آتا ہے۔ اور تیسری صورت میں جو تحت الولایت ہے عادل کہلاتا ہے اور جو خارج ہے باغی کہلاتا ہے کہ خود امام ہی سے مقاتلہ کرنے پر آمادہ ہے ان بغت احدٰهما الخ میں اسی کا حکم بیان فرماتے ہیں اُسکی تفصیل یہ ہے کہ اول اُن کا شبہہ رفع کیا جاوے گا اصلاح کی یہ بھی ایک فرد ہے پھر اگر وہ بغاوت چھوڑ دیں تو اُس صورت میں اُن سے قتال نہیں ہے اور اگر باز نہ آویں تو اُن سے قتال کیا جاوے گا پھر اگر اُن کو قوت و شوکت حاصل ہے تو قتال کے وقت تو اُن کے متعلق یہ احکام ہیں کہ اُن کے مجروح کو قتل کیا جاوے گا اور بھاگنے والے کا تعاقب کیا جاوے گا اور بعد قتال کے یہ احکام ہیں کہ اُن کے ہاتھ سے جو عادل مقتول ہوں اُن کا قصاص نہ لیا جاوے گا۔ جو مال تلف کیا اُس کا ضمان نہ لیا جاوے گا عدل و قسط میں یہ سب احکام داخل ہیں اور اگر اُن کو قوت و شوکت نہیں ہے تو قتال کے وقت اُنکے متعلق یہ احکام ہیں کہ اُن کے مجروح کو قتل نہ کیا جاوے گا اور بھاگنے والے کا تعاقب نہ کیا جاویگا۔ اور بعد قتال کے یہ احکام ہیں کہ اُن کے ہاتھ سے عادل کا مال یا نفس جو تلف ہوا ہے اُس کا ضمان و قصاص لیا جاویگا یہ سب بھی عدل و قسط میں داخل ہیں اور احکام مشترکہ یعنی حالت قوت و عدم قوت دونوں میں یہ ہیں کہ قبل قتال انکے ہتھیار چھین لیے جاوینگے اور انکو گرفتار کرکے توبہ کرنے کے وقت تک قید رکھینگے اور وقت قتال یا بعد قتال انکی ذریت کو غلام لونڈی نہ بناوینگے ان کا مال غنیمت نہ ہوگا البتہ توبہ کرنے تک اموال کو محبوس رکھا جاویگا بعد توبہ کے پھر واپس دیدینگے یہ سب بھی عدل و قسط میں داخل ہے اور یہ سب احکام جب ہیں کہ مسلمانوں کا کوئی امام موجود ہو ورنہ لزوم بیت کا حکم اسی طرح عدم قدرت نصرت یا التباس حق و باطل کی صورت میں بھی لزوم بیت کا حکم ہے ان میں اکثر مسائل ہدایہ سے ہیں اور بعضے شاذونادر دوسرے دلائل سے پس اصلحوا میں امام کو انتظام کا اور اوروں کو نصرت امام کا بھی حکم داخل ہے

حکم دوم نہی از تمسخر و طعن و تداعی بالقاب مکروہہ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ اے ایمان والو نہ تو مردوں کو مردوں پر ہنسنا چاہیئے کیا عجب ہے کہ (جن پر

اللغات

القوم جماعة رجال خاصة اللمز التنبيه على المعائب سواء كان بحضرته ام لا التنابز التعاير والتداعي من النبز بمعنى اللقب وخص عرفا بما يكره سبه الشخص من الالقاب ۱۲

البلاغة قوله ولا تلمزوا ولا تنابزوا اوثر التفاعل في النبز دون اللمز لان اللمز قد لا يظفر في الحال بعيب يلمزه والمرء فيحتاج الى تتبع احواله حتى يظفر ببعض عيوبه بخلاف النبز فان من لقب بما يكره قادر على تلقيب الآخر بنظير ذلك حالا فوقع التفاعل كذا في الروح عن الزواجر ۱۲

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ ۖ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا ۚ أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ

اے ایمان والو بہت سے گمانوں سے بچا کرو کیونکہ بعضے گمان گناہ ہوتے ہیں اور سراغ مت لگایا کرو اور کوئی کسی کی غیبت بھی نہ کیا کرے۔ کیا تم میں کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے

أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ ○

کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے اس کو تو تم ناگوار سمجھتے ہو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بیشک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے

ہنستے ہیں) وہ اُن (ہنسنے والوں) سے (خدا کے نزدیک) بہتر ہوں (پھر وہ تحقیر کیسے کرتے ہیں) اور نہ عورتوں کو عورتوں پر ہنسنا چاہیے کیا عجب ہے کہ (جن پر ہنستی ہیں) وہ اُن (ہنسنے والیوں) سے (خدا کے نزدیک) بہتر ہوں (پھر وہ تحقیر کیسے کرتی ہیں) اور نہ ایک دوسرے کو طعنہ دو اور نہ ایک دوسرے کو بُرے لقب سے پکارو (کیونکہ یہ سب باتیں گناہ کی ہیں اور) ایمان لانے کے بعد (مسلمان پر) گناہ کا نام لگنا (ہی) بُرا ہے (یعنی یہ گناہ کرکے تمہاری شان میں یہ کہا جاسکتا کہ فلاں جس سے تم مراد ہو مسلمان گناہ یعنی خدا کی نافرمانی کرتا ہے نفرت کی بات ہے تو اس سے بچو) اور جو (ان حرکتوں سے) باز نہ آویں گے تو وہ ظلم کرنے والے (اور حقوق العباد کو تلف کرنے والے) ہیں (جو سزا ظالموں کو ملیگی وہی ان کو ملیگی) ف تمسخر وہ ہنسی ہے جس سے دوسرے کی تحقیر اور دل آزاری ہو اور جس سے دوسرے کا دل خوش ہو وہ مزاح کہلاتا ہے یعنی خوش طبعی اور وہ جائز ہے۔ اور قوم اور نساء فرمانے سے یہ مقصود نہیں کہ کئی مرد کئی مردوں سے اور کئی عورتیں کئی عورتوں سے تمسخر نہ کریں بلکہ مراد اس سے جنس رجال اور جنس نساء ہے خواہ واحد ہو یا متعدد۔ اور اگر مرد عورت سے یا عورت مرد سے تمسخر کرے اُس کا بھی یہی حکم ہے اور شاید اس کی تخصیص اسلیے کہ اکثر تمسخر ہم جنسوں ہی میں واقع ہوتا ہے اور یا اسلیے کہ جنس کے ساتھ تمسخر کرنے کی ممانعت خلاف جنس سے تمسخر کرنے کی ممانعت پر بدرجۂ اولیٰ دال ہے کیونکہ اُس میں تمسخر کے علاوہ ایک بے غیرتی اور بے حیائی بھی ہے اور گو دوسرا شخص بالفعل کیسا ہی حقیر ہو مگر چونکہ خاتمہ دونوں کا محتمل ہے اس لیے عسیٰ ان یکونوا خیرا منہم کا ہر حال پر مصداق ہوگا اور بُرے لقب سے ذکر کرنا اگر بلا غرض صحیح ہو تو حرام ہے اور اگر کوئی غرض صحیح ہو جیسے کوئی شخص لنگڑا ہے اور اسی پتہ سے پہچانا جاتا ہے تو اس لقب سے ذکر میں حرمت نہیں +

حکم سوم و چہارم و پنجم نہی از ظنِ سوء و تجسس و غیبت

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ ۖ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا ۚ أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ ○ اے ایمان والو بہت سے گمانوں سے بچا کرو کیونکہ بعضے گمان گناہ ہوتے ہیں (اس لیے سب اقسام ظن کے حکم کو تحقیق کرکے کہ اس ظن کی کونسا جائز ہے اور کونسا ناجائز ہے ہو جہاں تک ہو) اور (کسی کے عیب کا) سراغ مت لگایا کرو اور کوئی کسی کی غیبت بھی نہ کیا کرے (آگے غیبت کی مذمت ہے کہ) کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے اس کو تو تم (ضرور) ناگوار سمجھتے ہو (پس غیبت بھی اسی کے مشابہ ہے اُس سے بھی نفرت ہونا چاہیے مشابہت کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح انسان کو اُس کا گوشت جسمانی نوچ کر کھانے سے تالم جسمانی ہوتا ہے اسی طرح اُس کی آبرو کہ گوشت سے زیادہ اعز و اشرف ہے ریختہ ہونے سے تالم قلبی ہوتا ہے گو بالفعل بوجہ اسکے کہ اُس کو اس آبروریزی کی اطلاع نہیں عدم حس میں مشابہ مردہ کے ہے لیکن فی نفسہ تو مظنہ تالم ہے کذا فی الخازن) اور اللہ سے ڈرتے رہو (اور غیبت چھوڑ دو اور توبہ کرلو) بیشک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا (اور) مہربان ہے ف ظن میں کثیر اور بعض جو کہ مقابل جمیع کا اور شامل کثیر کو ہے اسلیے فرمایا کہ ظن کی کئی قسم ہیں ایک واجب جیسے ظن فقہی غیر منصوص میں اور حسن ظن مع اللہ۔ اور دوسرا مباح جیسے ظن امور معاش میں اور ایسے شخص کے ساتھ بدگمانی کرنا جسمیں علانیہ علامات فسق کے پائے جاتے ہیں جیسے شراب خانوں میں اور فاحشہ عورتوں کی دوکانوں مکانوں میں کسی کی آمد و رفت ہو اور اسپر فسق کا گمان ہو جاوے جائز ہے مگر یقین نہ کرے اسی طرح جو سوءِ ظن غیر اختیاری ہو مگر اُس کے مقتضا پر عمل نہ ہو اس میں بھی گناہ نہیں بشرطیکہ حتی الامکان اُس کو دفع کرے۔ اور تیسرا حرام جیسے الٰہیات و نبوات میں بلا دلیل قاطع یا کلامیات و فقہیات میں خلاف دلیل قاطع ظن کرنا یا جس میں علامات فسق کے قوی نہ ہوں بلکہ ظاہر اصلاح کے آثار نمودار ہوں اُسکے ساتھ سوءِ ظن کرنا یہ حرام ہے چونکہ سب افراد ظن کے حرام نہ تھے اسلیے کثیراً فرمایا گیا اور یہ کثرت فی نفسہ ہے یہ ضرور نہیں کہ اس کی فردیں دوسری قسموں کی فردوں سے زیادہ ہوں اور اگر باعتبار عادت عامہ ناس کے دیکھا جاوے تو قسمیں باقیین کے اعتبار سے بھی کثرت صحیح ہو سکتی ہے کیونکہ زیادہ ابتلاء

البلاغۃ فی الروح وما احسن ما جاء الترتیب فی ہذہ الآیۃ جاء الامر اولاً باجتناب الطریق التی لا تؤدی الی العلم وہو الظن ثم نہی ثانیاً عن طلب تحقیق ذلک الظن لیصیر علماً بقولہ سبحانہ ولا تجسسوا ثم نہی ثالثاً عن ذکر ذلک اذا علم فہذہ ثلثۃ امور مرتبۃ ظن فعلم بالتجسس فاغتیاب۔ وقال ابن حجر علیہ الرحمۃ انہ تعالیٰ ختم کلا من الآیتین بذکر التوبۃ رحمۃ بعبادہ وتعطفاً علیہم لکن لما بدئت الاولیٰ بالنہی ختمت بالنفی فی ومن لم یتب لتقاربہما ولما بدئت الثانیۃ بالامر فی اجتنبوا ختمت ... فی اتقوا الخ حکمۃ ذکر تشدید التشدید فی الاولیٰ فقط بقولہ تعالیٰ ومن لم یتب ان ما فیہا افحش لانہ ... فی الحضرۃ بالسخریۃ او اللمز او النبز بخلاف ما فی الآیۃ الثانیۃ فانہ امر خفی اذ کل من الظن والتجسس والغیبۃ یقتضی الاخفاء وعدم العلم بہ غالباً اھ ۱۲

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ۭ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ۭ

اے لوگو ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور تم کو مختلف قومیں اور مختلف خاندان بنایا تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کر سکو اللہ کے نزدیک تم سب میں بڑا شریف وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو

اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ○

اللہ خوب جاننے والا پورا خبردار ہے

لوگوں کا ظن حرام ہی میں ہے یہی تفصیل اُن اقسام کی جن کی طرف ان بعض الظن اثم کے ترجمہ میں اشارہ ہے اور سوء ظن کے بارہ میں جو مشہور ہے الحزم سوء الظن اس کا مطلب یہ ہے کہ مشتبہ شخص سے اپنی احتیاط رکھے پس سوء ظن کے مقتضا پر عمل کرنا مظنون بہ کے حق میں تو حرام ہے جیسے اُس کی تحقیر و تنقیص کرنا اُس کو ضرر پہونچانا اور خود ظان کو اپنے حق میں جائز ہے بایں معنی کہ اُس کی مضرت سے خود بچے۔ اور تجسس کے احکام اور آیت ان جاءکم فاسق بنبأ فتبینوا کی تفسیر میں بیان کیے گئے ہیں اور چھپ کر باتیں سُننا یا اپنے کو سوتا ہوا بنا کر باتیں سُن لینا یہ سب تجسس میں داخل ہے البتہ اگر کسی سے مضرت پہونچنے کا احتمال ہو اور اپنی یا کسی مسلمان کی حفاظت کی غرض سے اُس مضرت رسان کی تدبیروں اور ارادوں کا تجسس کرے تو جائز ہے۔ اور غیبت یہ ہے کہ کسی کے پیچھے اُس کی ایسی بُرائی کرنا کہ اسکے سامنے کی جائے تو اُسکو رنج ہو گو وہ سچی ہی بات ہے ورنہ بہتان ہے اور پیٹھ پیچھے کی قید سے یہ نہ سمجھا جاوے کہ سامنے جائز ہے کیونکہ وہ لمز میں داخل ہے جس کی ممانعت اوپر آئی ہے لا تلمزوا انفسکم۔ اور محقق یہ ہے کہ غیبت گناہ کبیرہ ہے البتہ جس سے بہت کم تاذی ہو وہ صغیرہ ہو سکتا ہے جیسے کسی کے مکان یا سواری کی مذمت کرنا اور جو سامع دفع پر قادر ہو اُس کا سُننا بھی حکم تکلم میں ہے اور اس میں حق اللہ و حق العبد دونوں ہیں اسلیے توبہ بھی واجب ہے اور معاف کرانا بھی ضروری ہے البتہ بعض علماء نے کہا ہے کہ جب تک اُس شخص کو اس غیبت کی خبر نہ پہونچے تو حق العبد نہیں ہوتا نقلہ فی الروح عن الحسن والخیاطی وابن الصباغ والنووی وابن الصلاح والزرکشی وابن عبد البر عن ابن المبارک لیکن اس صورت میں بھی جس شخص کے سامنے غیبت کی تھی اُس کے سامنے اپنی تکذیب کرنا ضروری ہے اور اگر ممکن نہ ہو تو مجبوری ہے۔ اور بعد موت وارثوں سے معاف کرانا کافی نہیں بلکہ غائب اور میت میں اپنے اور اُن کے لیے کثرت استغفار کرتا رہے۔ اور صبی اور مجنون اور کافر ذمی کی غیبت بھی حرام ہے کیونکہ اُسکی ایذا حرام ہے اور کافر حربی مباح الایذا کی غیبت بعلت تضییع وقت کے مکروہ ہے۔ اور غیبت کبھی فعل سے بھی ہوتی ہے مثلاً کسی لنگڑے کی نقل بنا کر چلنے لگے جس سے اُس کی حقارت ہو اور جس سے معاف کرایا جاوے اسکے لیے مندوب ہے کہ معاف کرے ولا یلزمہ لان ذلک تبرع منہ اور بعض روایات سے ثابت ہے کہ یہ آیت محرم غیبت عام مخصوص البعض ہے یعنی اگر برائی ذکر کرنے کی کوئی ضرورت یا مصلحت ہو جو شرعاً معتبر ہو تو وہ غیبت حرام میں داخل نہیں جیسے ظالم کی شکایت ایسے شخص کے سامنے جو ظلم کو دفع کر سکے یا مستفتی صورت واقعہ بیان کرنے کی غرض سے کسی کا ذکر کرے یا مسلمانوں کو کسی کے شر دینوی یا دینی سے بچانے کے لیے کسی کا حال بتلاوے یا کسی معاملہ کے متعلق اس سے مشورہ لینے کے وقت کسی کا حال ظاہر کرے و مثل ذلک یا جو شخص اپنے فسق کو خود آشکارا کرتا ہو اور بلا اضطرار غیبت سُننا مثل غیبت کرنے کے ہے۔ هذا کلہ من الروح اور ایحب احدکم میں صرف غیبت کی مذمت شاید کثرت ابتلا کی وجہ سے ہو۔

حکم ششم نہی از تفاخر بالانساب

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ۭ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ١٣ اے لوگو ہم نے تم (سب) کو ایک مرد اور ایک عورت (یعنی آدم و حوا) سے پیدا کیا ہے (پس اس میں تو سب برابر ہیں) اور (پھر جس بات میں فرق رکھا ہے کہ) تم کو مختلف قومیں اور (پھر اُن قوموں میں) مختلف خاندان بنایا (محض اسلیے) تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کر سکو (جس میں بہت سی مصلحتیں ہیں نہ اسلیے کہ ایک دوسرے پر تفاخر کرو کیونکہ) اللہ کے نزدیک تم سب میں بڑا شریف وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو (اور پرہیزگاری ایسی چیز ہے کہ اُسکا حال کسی کو معلوم نہیں بلکہ اسکے حال کو محض) اللہ خوب جاننے والا (اور وہی اُس سے) پورا خبردار ہے (پس اُس پر بھی شیخی مت کرنا کما قال تعالیٰ فلا تزکوا انفسکم) **ف** شعب خاندان کی جڑ کو کہتے ہیں اور قبیلہ اسکی شاخ کو مثلاً سید ایک شعب ہے اور حسنی و حسینی قبائل ہیں وعلیٰ ہذا۔ اور تعارف کی مصلحتیں متعدد ہیں مثلاً ایک نام کے دو شخص ہیں خاندان کے تفاوت سے دونوں میں تمیز ہو سکتا ہے اور مثلاً یہ کہ اس سے دور کے اور نزدیک کے رشتوں کی پہچان ہوتی ہے اور بقدر قرب و بعد نسب کے اُنکے حقوق شرعیہ ادا کیے جاتے ہیں اور مثلاً اس سے عصبات کا قرب و بعد معلوم ہوتا ہے تو حاجب و محجوب متعین ہوتا ہے اور مثلاً یہ کہ اپنا خاندان معلوم ہوگا تو اپنے کو دوسرے خاندان کی طرف منسوب نہ کریگا جس کی ممانعت حدیث میں آئی ہے اور شرف نسبی معتبر ہونیکی حد

اللغات

قولہ شعوبا فی المدارک الشعب الطبقۃ الاولی من الطبقات الست التی علیہا العرب فالشعب یجمع القبائل والقبیلۃ تجمع العمائر والعمارۃ تجمع البطون والبطن تجمع الافخاذ والفخذ تجمع الفصائل فخزیمۃ شعب وکنانۃ قبیلۃ وقریش عمارۃ وقصی بطن وہاشم فخذ والعباس فصیلۃ وسمیت الشعوب لان القبائل تشعبت منہا اھ مختصراً ١٢-

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْۤا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

یہ گنوار کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے۔ آپ فرما دیجیے کہ تم ایمان تو نہیں لائے لیکن یوں کہو کہ ہم مطیع ہو گئے اور ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔ اور اگر تم اللہ اور اُسکے رسول کا کہنا مان لو

لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا

تو اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال میں سے ذرا بھی کم نہ کرے گا۔ بے شک اللہ غفور رحیم ہے۔ پورے مومن وہ ہیں جو اللہ پر اور اُس کے رسول پر ایمان لائے پھر شک نہیں کیا

وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝ قُلْ اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِيْنِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ

اور اپنے مال اور جان سے خدا کے رستہ میں محنت اٹھائی یہ لوگ ہیں سچے آپ فرما دیجیے کہ کیا خدا تعالیٰ کو اپنے دین کی خبر دیتے ہو حالانکہ اللہ کو تو سب

مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا ؕ قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَيَّ اِسْلَامَكُمْ ۚ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ

آسمان اور زمین کی سب چیزوں کی خبر ہے اور اللہ سب چیزوں کو جانتا ہے یہ لوگ اپنے اسلام لانے کا آپ پر احسان رکھتے ہیں۔ آپ کہہ دیجیے کہ مجھ پر اپنے اسلام لانے کا احسان نہ رکھو بلکہ اللہ تم پر

عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝

احسان رکھتا ہے کہ اُس نے تم کو ایمان کی ہدایت دی بشرطیکہ تم سچے ہو اللہ تعالیٰ آسمان اور زمین کی سب مخفی باتوں کو جانتا ہے اور تمہارے سب اعمال کو بھی جانتا ہے۔

ع ۲ ۸ ۱۴

اور دوسرے پارہ الم کے ختم آیت تلک امۃ قد خلت واقعہ موقع اول کی تفسیر میں لکھ چکا ہوں ملاحظہ کر لیجیے ربط اوپر تفاخر بالانساب کے بعد ان اکرمکم الخ میں دعوی تقدس سے منع کی طرف بھی اشارہ ہو گیا اور تفسیر کی تقریر سے معلوم ہو چکا ہے آگے ایک ایسی ہی خاص جماعت کی تقبیح ہے جنہوں نے بطور ریا کے اسکا اظہار اور دعویٰ کیا تھا اور چونکہ وہ کاذب تھے اسلیے تقبیح او زیادہ ہے اور شروع سورت میں جو مضمون تھا آداب نبویہ کا اُن کا یہ دعویٰ چونکہ بطور احسان جتلانے کے تھا تو قطع نظر کذب اور ریا سے آپکے ساتھ بھی گستاخی ہے پس یہ مضمون جیسا اپنے ماقبل متصل سے مرتبط ہے اسی طرح شروع سورت کے مضمون سے بھی مرتبط ہے اور سورت کا آداب نبویہ سے شروع اور اسی پر ختم ہونا مشیر ہے آپکی عظمت شان کی طرف اور نیز اس طرف کہ اصل حقوق میں آپ ہی ہیں اور دوسرے اہل حق جن کا ذکر درمیان میں آگیا وہ حقوق میں اس حیثیت سے تابع ہیں کہ اکثر حقوق مخصوص باہل اسلام یہاں مذکور ہیں اور شرکت فی الاسلام ان سب کو آپ ہی کی بدولت ہوئی اور ان آداب کو بندہ نے ایک ہی حکم قرار دے کر تمام مضامین کو اُس کی تفصیل قرار دی ہے ورنہ اگر ان کو جدا کیا جاوے تو وہ بھی متعدد ہیں۔ اول لا تقدموا ثانی لا ترفعوا ثالث ان الذین یغضون رابع لو انھم صبروا خامس ان جاءکم سادس اعلموا الخ سابع یہ جو آگے آتا ہے یعنی نہی عن الریاء والامتنان بحضرۃ الرسول۔ اور جیسے متعلق مومنین کے تھے یہ کل تیرہ ہوئے اور اگر تسخر اور لمز و تنابز کو تین قرار دیے جاویں تو یہ سورت پندرہ حکموں پر مشتمل ہوگی۔

نہی عن الامتنان بالایمان

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْۤا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝ قُلْ اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِيْنِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا ؕ قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَيَّ اِسْلَامَكُمْ ۚ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ (بعضے) گنوار (یعنی اسد وغیرہ کے آپکے پاس آکر جو ایمان لانے کے مدعی ہوتے ہیں یہ امیں کئی امر قبیح کے مرتکب ہوتے ہیں ایک تو کذب کہ بلا تصدیق قلب محض زبان سے) کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے آپ فرما دیجیے کہ تم ایمان تو نہیں لائے (کیونکہ وہ موقوف ہے تصدیق قلبی پر اور وہ منفی ہے جیسا عنقریب آتا ہے ولما یدخل الایمان) لیکن (ہاں) یوں کہو کہ (ہم مخالفت چھوڑ کر) مطیع ہو گئے (اور اطاعت بمعنی ترک مخالفت محض ظاہری موافقت سے بھی متحقق ہو جاتی ہے) اور (باقی) ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا (اس لیے ایمان کا دعوے مت کرو) اور (گو اب تک تم ایمان نہیں لائے لیکن اب بھی) اگر تم اللہ اور (اُس کے رسول کا (سب باتوں میں) کہنا مان لو (جس میں یہ بھی داخل ہے کہ دل سے ایمان لے آؤ) تو اللہ تمہارے اعمال میں سے (جو کہ بعد ایمان کے ہونگے محض اس وقت کے کفر و کذب کی وجہ سے جو کہ اُس وقت کے اعتبار سے

اللغات قولہ لا یلتکم لات یلیت اجرف بمعنی النقص ۱۲	النحو ان اسلموا بتقدیر الباء ۱۲

وھی خمس واربعون اٰیۃ	بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ؕ	سورۃ قٓ مکیۃ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

قٓ قف وَالۡقُرۡاٰنِ الۡمَجِيۡدِ ۚ بَلۡ عَجِبُوۡۤا اَنۡ جَآءَهُمۡ مُّنۡذِرٌ مِّنۡهُمۡ فَقَالَ الۡكٰفِرُوۡنَ هٰذَا شَىۡءٌ عَجِيۡبٌ ۚ ءَاِذَا مِتۡنَا وَكُنَّا تُرَابًا ۚ

ق۔ قسم ہے قرآن مجید کی۔ بلکہ ان کو اس بات پر تعجب ہوا کہ ان کے پاس ان ہی میں سے ایک ڈرانے والا آگیا سو کافر لوگ کہنے لگے کہ یہ عجیب بات ہے۔ جب ہم مرگئے اور مٹی ہوگئے تو کیا دوبارہ زندہ ہوں گے

گذشتہ ہوگا) ذرا بھی کم نہ کرے گا (بلکہ سب کا پورا پورا ثواب دیگا کیونکہ) بیشک اللہ غفور رحیم ہے (اب ہم سے سنو کہ کامل مومن کون ہیں تاکہ اگر تم کو مومن بننا ہے تو ویسے بنو سو پورے مومن وہ ہیں جو اللہ پر اور اسکے رسول پر ایمان لائے پھر (ایمان پر مستمر بھی رہے یعنی عمر بھر کبھی) شک نہیں کیا اور اپنے مال اور جان سے خدا کے رستہ میں (یعنی دین کے لیے) محنت اٹھائی (جسمیں جہاد وغیرہ سب آگیا سو) یہ لوگ ہیں سچے (یعنی پورے سچے اور یوں اگر نفس تصدیق ہو تب بھی نفس صدق ہوجاویگا بخلاف تمہارے کہ ادنیٰ درجہ کا ایمان کہ تصدیق ہے وہ تک حاصل نہیں اور دعویٰ کرتے ہیں ایمان کامل کا پس ایک امر قبیح تو ان سے یہ صادر ہوا یعنی کذب کما قال تعالیٰ ومن الناس من یقول اٰمنا الیٰ قولہ وما ھم بمؤمنین اور دوسرا امر قبیح یہ ہے کہ یہ دھوکہ دیتے ہیں کما قال تعالیٰ یخادعون اللہ سو) آپ (ان سے) فرما دیجیے کہ کیا خدا تعالیٰ کو اپنے دین (قبول کرنے) کی خبر دیتے ہو (یعنی اللہ تعالیٰ تو جانتے ہیں کہ تم نے ایمان نہیں قبول کیا باوجود اسکے جو تم دعویٰ قبول کا کرتے ہو تو لازم آتا ہے کہ خلاف علم خداوندی خدا تعالیٰ کو ایک بات بتلاتے ہو) حالانکہ (یہ محال ہے کیونکہ) اللہ کو تو سب آسمان اور زمین کی سب چیزوں کی (پوری) خبر ہے اور (علاوہ سموٰت والارض کے) اللہ (اور بھی) سب چیزوں کو جانتا ہے (تو اُس کو کوئی کیا بتلاویگا اس سے معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ کو جو تمہارے متعلق علم ہے کہ تم ایمان نہیں لائے وہی صحیح ہے والا لاستلزم المحال وہذا کما قال تعالیٰ قل اتنبئون اللہ بما لا یعلم فی السموٰت ولا فی الارض۔ اور تیسرا امر قبیح جسکے یہ مرتکب ہوتے ہیں یہ ہے کہ) یہ لوگ اپنے اسلام لانے کا آپ پر احسان رکھتے ہیں (جو نہایت درجہ گستاخی ہے کہ دیکھیے ہم نہ لڑے نہ بھڑے مسلمان ہوگئے اور لوگ بہت پریشان کرکر کے مسلمان ہوئے ہیں سو) آپ کہہ دیجیے کہ مجھ پر اپنے اسلام کا احسان نہ رکھو (اسلیے کہ قطع نظر گستاخی کے تمہارے اسلام سے میرا کیا نفع ہوگیا اور اسلام نہ لانے سے میرا کیا ضرر ہوگیا اگر تم سچے ہوتے تو تمہارا ہی آخرت کا نفع تھا اور جھوٹے ہونے میں بھی تمہارا ہی دنیا کا نفع ہے کہ قتل وقید سے بچ گئے سو مجھ پر احسان رکھنا محض جہل ہے) بلکہ اللہ تم پر احسان رکھتا ہے کہ اُس نے تم کو ایمان کی ہدایت دی بشرطیکہ تم (اس دعوے ایمان میں) سچے ہو (کیونکہ ایمان بڑی نعمت ہے اور بدون تعلیم وتوفیق حق تعالیٰ کے نصیب نہیں ہوتا تو اللہ تعالیٰ کی عنایت ہے کہ ایسی بڑی نعمت عطا فرمادی پس یہ کذب۔ وخداع۔ وامتنان سے باز آؤ اور یہ یاد رکھو کہ) اللہ تعالیٰ آسمان اور زمین کی سب مخفی باتوں کو جانتا ہے اور (اسی علم محیط کی وجہ سے) تمہارے سب اعمال کو بھی جانتا ہے (اور اُن ہی کے موافق تم کو جزا دیگا پھر اُس کے سامنے باتیں بنانے سے کیا فائدہ) ف ان آیات کی تفسیر میں روایت کے متعلق جس قدر مضمون ہے وہ سب درمنثور سے ہے۔ اور بعض مضامین میں جو بظاہر تکرار معلوم ہوتا ہے وہ اختلاف غرض سے مندفع ہوگیا جیسا احقر نے بیان کیا ہے کہ تین چیزوں کا بیان مقصود ہے کذب وخداع ومنت وھذا من المواھب وللہ الحمد۔ اور یمنون علیک ان اسلموا میں یہ شبہہ نہ کیا جاوے کہ انہوں نے تو اٰمنا کہا تھا اسلمنا نہیں کہا تھا۔ جواب یہ ہے کہ اگر آن اسلمنا ہوتا تو اس کا شبہہ ہوسکتا تھا اور صیغہ غائب تو اُن کا کلام ہو ہی نہیں سکتا بلکہ اُن کے ایمان کو چونکہ اوپر اسلام فرمایا ہے اور وہ اس کے مدعی تھے اسلیے اسلموا سے یہ مقصود ہے کہ وہ اپنی ظاہری اطاعت کا جس کو واقع میں اسلام کہنا زیادہ زیبا ہے اور وہ اُس کو ایمان کہتے ہیں آپ پر احسان رکھتے ہیں اور آگے اسلامکم میں تو کوئی شبہہ ہی نہیں۔ اور ھدٰکم للایمان میں لفظ ایمان فرمانے سے شبہہ نہ کیا جاوے کہ اُس کا ایمان ہونا تسلیم کرلیا گیا بات یہ ہے کہ یہاں بطور فرض کے گفتگو ہے جس میں اُن کی طرف سے حکایت کی گئی ہے جیسا ان کنتم صٰدقین اس کا قرینہ ہے یعنی اگر بالفرض تمہارے دعوے کے موافق اس کو ایمان مان لیا جاوے تو بھی خدا ہی کا احسان ہے فتبصر وتشکر واللہ اعلم۔ اور یہاں اسلام سے مراد اسلام لغوی ہے شرعی نہیں پس اس آیت سے ایمان واسلام کے تغایر پر استدلال کرنا غیر صحیح ہے تم بحمد اللہ تفسیر سورۃ الحجرات للثلثین من شہر ربیع الثانی وقت اذان الظہر یوم الاربعاء ویتلوہ المنزل السابع المفتتح بسورۃ قٓ انشاء اللہ تعالیٰ

سورۃ قٓ مکیۃ وھی خمس واربعون اٰیۃ

ربط سورت گذشتہ کے ختم پر واللہ بصیر بما تعملون میں اشارہ ہے وقوع مجازاۃ کی طرف اور اس سورت میں تمامتر یہی بعث وجزا کا مضمون ہے اسکا امکان اور اسکا وقوع اور اسکے واقعات اور جو مضامین اسکے مناسب ہیں بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ قٓ قف وَالۡقُرۡاٰنِ الۡمَجِيۡدِ ۚ بَلۡ عَجِبُوۡۤا اَنۡ جَآءَهُمۡ مُّنۡذِرٌ مِّنۡهُمۡ فَقَالَ الۡكٰفِرُوۡنَ هٰذَا شَىۡءٌ عَجِيۡبٌ ۚ ءَاِذَا مِتۡنَا وَكُنَّا تُرَابًا ۚ

نحو قولہ بل عجبوا اضراب عن محذوف تقدیرہ جواب القسم ای اقسم بالقرآن انا ارسلنک نذیرا لکنہم ما صدقوا بہ بل الخ۔ قولہ ءاذا متنا جوابہ مقدر دل علیہ المذکور ۱۲

ذٰلِكَ رَجْعٌ بَعِيْدٌ ۝ قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ ۚ وَعِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِيْظٌ ۝ بَلْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ فَهُمْ فِيْٓ

یہ دوبارہ زندہ ہونا بہت ہی بعید ہے - ہم اُن کے اُن اجزاء کو جانتے ہیں جن کو مٹی کم کرتی ہے - اور ہمارے پاس کتاب محفوظ ہے - بلکہ سچی بات کو جبکہ وہ ان کو پہونچی ہے جھٹلاتے ہیں غرض یہ کہ وہ

اَمْرٍ مَّرِيْجٍ ۝ اَفَلَمْ يَنْظُرُوْٓا اِلَى السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنٰهَا وَزَيَّنّٰهَا وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ ۝ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا

ایک متزلزل حالت میں ہیں - کیا ان لوگوں نے اپنے اوپر کی طرف آسمان کو نہیں دیکھا کہ ہم نے اُس کو کیسا بنایا اور اُس کو آراستہ کیا اور اُس میں کوئی رخنہ تک نہیں - اور زمین کو ہم نے پھیلایا اور اُس میں

فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ۝ تَبْصِرَةً وَّذِكْرٰى لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ۝ وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا

پہاڑوں کو جمادیا اور اس میں ہر قسم کی خوشنما چیزیں اُگائیں جو ذریعہ ہے بینائی اور دانائی کا ہر رجوع ہونے والے بندے کے لیے - اور ہم نے آسمان سے برکت والا پانی برسایا

فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الْحَصِيْدِ ۝ وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ ۝ رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ ۙ وَاَحْيَيْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ۭ

پھر اس سے بہت سے باغ اُگائے اور کھیتی کا غلہ اور لمبی لمبی کھجور کے درخت جن کے گپھے خوب گوندھے ہوئے ہوتے ہیں - بندوں کے رزق دینے کے لیے اور ہم نے اُسکے ذریعہ سے مردہ زمین کو زندہ کیا

كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ ۝ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّاَصْحٰبُ الرَّسِّ وَثَمُوْدُ ۝ وَعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ وَاِخْوَانُ لُوْطٍ ۝ وَّاَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ

اسی طرح زمین سے نکلنا ہوگا ان سے پہلے قوم نوح اور اصحاب الرس اور ثمود اور عاد اور فرعون اور قوم لوط اور اصحاب ایکہ

وَقَوْمُ تُبَّعٍ ۭ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِيْدِ ۝ اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ ۭ بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝

اور قوم تبع تکذیب کر چکے ہیں - سب نے پیغمبروں کو جھٹلایا سو میری وعید محقق ہوگئی - کیا ہم پہلی بار کے پیدا کرنے میں تھک گئے - بلکہ یہ لوگ از سر نو پیدا کرنے کی طرف سے شبہہ میں ہیں

ع ۲ ۱۵

ذٰلِكَ رَجْعٌ بَعِيْدٌ ۝ قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ ۚ وَعِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِيْظٌ ۝ بَلْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ فَهُمْ فِيْٓ اَمْرٍ مَّرِيْجٍ ۝ اَفَلَمْ يَنْظُرُوْٓا اِلَى السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنٰهَا وَزَيَّنّٰهَا وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ ۝ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ۝ تَبْصِرَةً وَّذِكْرٰى لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ۝ وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الْحَصِيْدِ ۝ وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ ۝ رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ ۙ وَاَحْيَيْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ۭ كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ ۝ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّاَصْحٰبُ الرَّسِّ وَثَمُوْدُ ۝ وَعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ وَاِخْوَانُ لُوْطٍ ۝ وَّاَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ وَقَوْمُ تُبَّعٍ ۭ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِيْدِ ۝ اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ ۭ بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝ ق (اس کے معنی اللہ کو معلوم ہیں) قسم ہے قرآن مجید کی (یعنی جس کو دوسری کتابوں پر مجد و شرف ہے کہ ہم نے آپ کو عذاب قیامت سے ڈرانے کے لیے بھیجا ہے مگر ان لوگوں نے نہ مانا) بلکہ ان کو اس بات پر تعجب ہوا کہ انکے پاس ان ہی (کی جنس) میں سے (کہ بشر ہیں) ایک ڈرانے والا (پیغمبر) آگیا (جس نے ان کو قیامت کے دن سے ڈرایا) سو (اس پر) کافر لوگ کہنے لگے کہ اول تو خود) یہ (ایک) عجیب بات ہے (کہ بشر پیغمبر ہو دوسرے پھر دعوی بھی عجیب بات کا کرے کہ دوبارہ زندہ ہونگے بھلا) جب ہم مرگئے اور مٹی ہوگئے تو کیا دوبارہ زندہ ہونگے یہ دوبارہ زندہ ہونا (امکان سے) بہت ہی بعید ہے (اس دعوی محال سے اور بھی نفی پیغمبری کی ہوتی ہے - حق تعالیٰ آگے امکان ثابت فرماتے ہیں کہ امکان سے بعید ہونا یا تو باعتبار قابل کے ہو کہ محل میں قابلیت حیوٰۃ کی نہ ہو یہ تو بالمشاہدہ باطل ہے کیونکہ محل بالفعل خود حیوٰۃ سے متصف ہے اور یا باعتبار فاعل کے ہو کہ اُس کو علم اُن اجزاء متحلیہ کا نہ ہو یا ان میں تصرف کرنے کی قدرت نہ ہو تو ہمارے علم کی تو یہ شان ہے کہ) ہم اُنکے اُن اجزاء کو جانتے ہیں جن کو مٹی (کھاتی اور) کم کرتی ہے اور (یہ نہیں کہ آج سے جانتے ہیں بلکہ ہمارا علم قدیم ہے حتی کہ ہم نے قبل وقوع ہی سب اشیاء کے سب حالات اپنے علم قدیم سے ایک کتاب میں کہ لوح محفوظ کہلاتی ہے لکھ دیئے تھے اور اب تک) ہمارے پاس (وہ) کتاب (یعنی لوح) محفوظ (موجود) ہے جس میں ان اجزاء متحلیہ کا مکان اور وضع اور

اللغات مریج مضطرب من مرج الخاتم فی اصبعه اذا قلق من الھزال والاسناد مجازی مبالغة للان المضطرب صاحبه - فروج شقوق وفتوق - زوج صنف - بهیج حسن یبھج ویسر من نظر الیه - حب الحصید حب الزرع الذی من شانه ان یحصد من البر والشعیر وامثالها - باسقات طوالا - قوله طلع النظر فی حواشی آخر الجزء السابع ۱۲

النحو قوله بل کذبوا ترق عن التعجب لان التکذیب اشد منه قوله بل هم اضراب عن مقدر ای لیسوا اعلی

البلاغة

قوله رزقا علة لقوله فانبتنا وفی تعلیله بذلک بعد تعلیل انبتنا الاول بالتبصیر والتذکیر تنبیه علی ان اللائق بالعبد ان یکون انتفاعه بذلک من حیث التذکر والاستبصار اقدم واهم من تمتعه من حیث الرزق کذا فی الروح - قوله احیینا وکذلک الخروج فی التعبیر عن اخراج النبات من الارض بالاحیاء وعن احیاء الموتی بالخروج تفخیم لشان الانبات وتهوین امر البعث وتحقیق للمماثلة بین اخراج النبات واحیاء الموتی لتوضیح منهاج القیاس وتقریبه الی افهام الناس ۱۲

وَلَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ وَنَعۡلَمُ مَا تُوَسۡوِسُ بِهٖ نَفۡسُهٗ ۚۖ وَنَحۡنُ اَقۡرَبُ اِلَيۡهِ مِنۡ حَبۡلِ الۡوَرِيۡدِ ۝

اور ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے اور اُس کے جی میں جو خیالات آتے ہیں ہم اُن کو جانتے ہیں۔ اور ہم انسان کے اس قدر قریب ہیں کہ اُس کی رگِ گردن سے بھی زیادہ۔

مقدار اور وصف سب کچھ ہی سو اگر علم قدیم کسی کی سمجھ میں نہ آوے تو یوں ہی سمجھ لے کہ وہ دفتر جس میں سب کچھ ہی حق تعالیٰ کے سامنے حاضر ہے مگر یہ لوگ پھر بھی بلا وجہ تعجب ہی میں ہیں) بلکہ (تعجب سے بڑھکر یہ کہ) سچی بات کو (جس میں مسئلہ نبوت و بعث بھی ہی) جبکہ وہ ان کو پہونچتی ہی جھٹلاتے ہیں غرض یہ کہ وہ ایک متزلزل حالت میں ہیں (کہ کبھی تعجب ہے کبھی تکذیب ہے۔ یہ درمیان میں بطور جملہ معترضہ کے تھا اُن کی شناعت حال کے مؤکد کرنے کے لیے اور آگے بیان ہی قدرت کا یعنی) کیا ان لوگوں (کو ہماری قدرت کا علم نہیں ہی اور کیا انہوں) نے اپنے اوپر کی طرف آسمان کو نہیں دیکھا کہ ہم نے اُس کو کیسا (اونچا اور بڑا) بنایا اور (ستاروں سے) اُس کو آراستہ کیا اور اُس میں (بوجہ غایت استحکام کے) کوئی رخنہ تک نہیں (جیسا اکثر تعمیرات میں زمانہ دراز کے بعد رخنہ پڑجاتا ہی اور دوسری آیت میں جو دروازے آسمان کے آئے ہیں وہ فتوق و فروج کے مغایر ہیں۔ یہ تو آسمان میں ہماری قدرت نمایاں ہی) اور زمین (میں یہ قدرت ظاہر ہے کہ اُس) کو ہم نے پھیلایا اور اُس میں پہاڑوں کو جما دیا اور اُس میں ہر قسم کی خوشنما چیزیں اوگائیں جو ذریعہ ہی بینائی اور دانائی کا (یعنی ہماری قدرت کی معرفت کا) ہر رجوع ہونے والے بندے کے لیے (یعنی ایسے شخص کے لیے جو اسی غرض سے مصنوعات میں فکر کرنے کی طرف متوجہ ہو کہ وہ عین توجہ الی الصانع ہی) اور (ہماری قدرت اس سے ظاہر ہے کہ) ہم نے آسمان سے برکت (یعنی نفع) والا پانی برسایا پھر اُس سے بہت سے باغ اُگائے اور کھیتی کا غلّہ اور لمبی لمبی کھجور کے درخت جنکے گچھے خوب گوندھے ہوئے ہوتے ہیں بندوں کے رزق دینے کے لیے اور (دوسری نباتات مثل گیاہ وغیرہ کے جانے کے لیے بھی) ہم نے اُس (بارش) کے ذریعہ سے مردہ زمین کو زندہ کیا (بس) اسی طرح (سمجھ لو کہ مردوں کا) زمین سے نکلنا ہوگا (کیونکہ قدرت ذاتیہ کے اعتبار سے تمام مقدورات متساوی ہیں اور قدرت علی الاکبر کا قدرت علی الاصغر پر دال ہونا زیادہ اظہر ہے اس لیے آسمان و زمین کا ذکر اور زیادہ مناسب ہوا کما قال لخلق السمٰوٰت والارض اکبر جب ان امور پر قدرت ہماری ثابت ہوگئی تو احیار موتیٰ پر کیوں نہ ہوگی پس مقدور ممکن اور فاعل علم و قدرت سے متصف پھر تعجب یا تکذیب کیا معنی آگے وعید ہی مکذبین کی ان کی تخویف کے لیے یعنی جس طرح یہ لوگ انکار قیامت سے رسول کی تکذیب کرتے ہیں اسی طرح) ان سے پہلے قوم نوح اور اصحاب الرس اور ثمود اور عاد اور فرعون اور قوم لوط اور اصحاب ایکہ اور قوم تبع تکذیب کر چکے ہیں یعنی سب نے پیغمبروں کو (یعنی اپنے اپنے پیغمبر کو توحید اور رسالت اور بعث میں) جھٹلایا سو میری وعید (اُن پر) محقق ہوگئی (کہ اُن سب پر عذاب نازل ہوا اسی طرح ان مکذبین پر عذاب آوے گا خواہ دنیا میں بھی یا صرف آخرت میں۔ وعید کے بعد پھر مضمون اول کی طرف دوسرے طور پر عود ہے کہ) کیا ہم پہلی بار کے پیدا کرنے میں تھک گئے (کہ دوبارہ زندہ نہ کر سکیں یعنی ایک مانع یہ بھی ہو سکتا ہے کہ فی نفسہٖ محل بھی مقدور اور فاعل بھی عالم اور قادر مگر عارض تعب کی وجہ سے قدرت کی تنفیذ نہیں ہوتی اس لیے اس کی نفی بھی فرما دی یعنی اس کا بھی احتمال نہیں کیونکہ تعب بوجہ نقص قدرت کے ہوتا ہی اور صفات غیر مستفاد من الغیر میں نقص محال ہی پس صحت بعث دلائل سے ثابت ہوگئی اور یہ جو انکار کر رہے ہیں سو ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہی) بلکہ یہ لوگ از سر نو پیدا کرنے کی طرف سے (محض بے دلیل) شبہہ میں (پڑے ہوئے) ہیں (جو دلائل کے سامنے کسی طرح قابل التفات نہیں) ف افلم ینظروا الی السماء سے ظاہراً معلوم ہوتا ہی کہ آسمان نظر آتا ہے اور یہ جو مشہور ہی کہ یہ نیلگوں جو نظر آتا ہے کرۂ بخار ہے سو اس کی تطبیق دو طور ہو سکتی ہی ایک یہ کہ نظر آنا عام ہے بلا حجاب ہو یا وراء حجاب سے ہو پھر خواہ اُس حجاب کا لون بھی اُس کے لون میں ملجاوے یا نہ ملے پس یہ لون جو نظر آتا ہی اگر مسلّم ہو کہ کرۂ بخار کا ہی تو ممکن ہی کہ اس میں لون آسمان کا بھی ممزوج ہو۔ اور دوسرے یہ کہ ینظر سے مراد نظر فکری لیجاوے اور اُس کو مجازاً نظر کہدیا جاوے اور چونکہ سمٰوٰت کا وجود مع اُسکے اوصاف خاصہ کے دلائل صحیحہ سے ثابت ہی اسلیے وہ محل فکر ہو سکتا ہے اور اول صورت میں اُس کی تزئین کے دونوں طرفین یعنی مزیِّن و مزیَّن بہ منظور بمعنی محسوس ہیں اور دوسری صورت میں مزیَّن محل فکر اور مزیَّن بہ محسوس ہی اور الی السماء کو بمعنی الی اٰثار السماء بھی کہہ سکتے ہیں مثل نجوم کے۔ اور قوم نوح اور عاد اور ثمود اور فرعون اور قوم لوط کے قصے تو متعدد جگہ آچکے ہیں اور اصحاب الرس کا قصہ پارہ نوزدہم کے رکوع دوم میں اور اصحاب ایکہ کا اس پارہ کے رکوع چہاردہم میں اور قوم تبع کا سورۂ دخان کے پہلے رکوع میں گذر چکا ہی۔ اور اخوان لوط کی ایک ضروری تحقیق سورۂ شعراء قصۂ لوط کے ختم پر گذری ہی ✿ تتمہ سابق وَلَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ وَنَعۡلَمُ مَا تُوَسۡوِسُ بِهٖ نَفۡسُهٗ ۚۖ وَنَحۡنُ اَقۡرَبُ اِلَيۡهِ مِنۡ حَبۡلِ الۡوَرِيۡدِ

اللغات حبل الورید فی الصراح رگ گردن بہا وریدان و اضافۃ الحبل الیہ بیانیۃ والحبل العرق لکونہ شبیہا بہ الوریدان قالوا عرقان فی صفحتی العنق وہما الوریدان یتصلان فی النخع والورید عروق غیر ضوارب کالشرائین للضوارب و محل العموم ۔ النحو توسوس بہ الباء للصلۃ ۔

البلاغۃ قولہ اقرب الیہ فی الروح ای اعلم بحالہ ای لا یخفی علینا شیء من خفیاتہ علی انہ اطلق السبب واریدالمسبب لان القرب من الشیء فی العادۃ سبب العلم بحالہ والکلام من باب التمثیل و حبل الورید مثل فی فرط القرب قال ذوالرمۃ علی ما فی الکشاف والموت ادنی لی من حبل الورید ۔ والحبل معرفۃ للادبہا العرق لشبہہ بہ اضافۃ الی الورید للبیان کشجر الاراک اھ ۔

اِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيٰنِ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ ○ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ○ وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ

جب دو اخذ کرنے والے فرشتے اخذ کرتے رہتے ہیں جو کہ داہنی اور بائیں طرف بیٹھے رہتے ہیں۔ وہ کوئی لفظ منہ سے نہیں نکالنے پاتا مگر اس کے پاس ہی ایک تاک لگانے والا تیار ہے۔ اور موت کی سختی آپہنچی

بِالْحَقِّ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ○ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ ذٰلِكَ يَوْمُ الْوَعِيْدِ ○ وَجَآءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَآئِقٌ وَّشَهِيْدٌ ○

یہ وہ چیز ہے جس سے تو بدکتا تھا اور صور پھونکا جاویگا یہی دن ہوگا وعید کا اور ہر شخص اس طرح آوے گا کہ اس کے ساتھ ایک اس کو اپنے ہمراہ لاویگا اور

لَقَدْ كُنْتَ فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ○ وَقَالَ قَرِيْنُهٗ هٰذَا مَا لَدَيَّ عَتِيْدٌ ○

تو اس دن سے بیخبر تھا سو اب ہم نے تجھ پر سے تیرا پردہ ہٹا دیا سو آج تیری نگاہ بڑی تیز ہے اور فرشتہ جو اس کے ساتھ رہتا تھا عرض کریگا کہ یہ وہ ہے جو میرے پاس تیار ہے

اَلْقِيَا فِيْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ ○ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُّرِيْبٍ ○ الَّذِيْ جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَاَلْقِيٰهُ فِي الْعَذَابِ الشَّدِيْدِ ○

ہر ایسے شخص کو جہنم میں ڈالدو جو کفر کرنے والا ہو اور ضد رکھتا ہو۔ اور نیک کام سے روکتا ہو اور حد سے باہر ہو جانے والا ہو۔ اور شبہہ پیدا کرنیوالا ہو جس نے خدا کے ساتھ دوسرا معبود تجویز کیا ہو سو ایسے شخص کو سخت عذاب

قَالَ قَرِيْنُهٗ رَبَّنَا مَآ اَطْغَيْتُهٗ وَلٰكِنْ كَانَ فِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ○ قَالَ لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَيَّ وَقَدْ قَدَّمْتُ اِلَيْكُمْ بِالْوَعِيْدِ ○

وہ شیطان جو اس کے ساتھ رہتا تھا کہیگا کہ اے ہمارے پروردگار میں نے اسکو گمراہ نہیں کیا تھا لیکن یہ خود ہی دور دراز کی گمراہی میں تھا۔ ارشاد ہوگا کہ میرے سامنے جھگڑے کی باتیں مت کرو اور میں تو پہلے ہی تمہارے پاس وعید بھیج چکا تھا۔

مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ○ ع

میرے ہاں بات نہیں بدلی جاویگی اور میں بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہوں۔

اِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيٰنِ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ ۝ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ۝ وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ۝ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ ذٰلِكَ يَوْمُ الْوَعِيْدِ ۝ وَجَآءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَآئِقٌ وَّشَهِيْدٌ ۝ لَقَدْ كُنْتَ فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ۝ وَقَالَ قَرِيْنُهٗ هٰذَا مَا لَدَيَّ عَتِيْدٌ ۝ اَلْقِيَا فِيْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ ۝ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُّرِيْبٍ ۝ الَّذِيْ جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَاَلْقِيٰهُ فِي الْعَذَابِ الشَّدِيْدِ ۝ قَالَ قَرِيْنُهٗ رَبَّنَا مَآ اَطْغَيْتُهٗ وَلٰكِنْ كَانَ فِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ۝ قَالَ لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَيَّ وَقَدْ قَدَّمْتُ اِلَيْكُمْ بِالْوَعِيْدِ ۝ مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝ ۲۹

(اوپر امکان بعث ثابت ہو چکا) اور (آگے اس کے وقوع کا بیان کرنا ہے اور چونکہ وقوع کی غایت مجازاۃ ہے اور مجازاۃ موقوف ہے اس پر کہ جزا دینے والے کو اعمال کا علم اور عامل پر قدرت بھی ہو اسلیے اول اس کو بتلاتے ہیں کہ) ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے (جو اعلیٰ درجہ کی دلیل ہے قدرت پر) اور اس کے جی میں جو خیالات آتے ہیں ہم ان (تک) کو (بھی) جانتے ہیں (اور اس کی لسان اور جوارح سے جو صادر ہو اس کو تو بدرجہ اولیٰ جانتے ہیں) اور (بلکہ ہمکو اس کے احوال کا ایسا علم ہے کہ اس کو خود بھی اپنے احوال کا ویسا علم نہیں پس باعتبار علم کے) ہم انسان کے اسقدر قریب ہیں کہ اس کی رگِ گردن سے بھی زیادہ (جس کے قطع ہونے سے انسان مرجاتا ہے اور چونکہ عادۃ ناس میں طریقہ ازہاق روح کا غالباً قطع گردن ہے اسلیے یہ تعبیر اختیار کی گئی اور یہ گردن کی رگیں ورید اور شریان دونوں کو محتمل ہیں مگر شریان مراد لینا زیادہ مناسب ہے کیونکہ ان میں روح غالب اور خون مغلوب رہتا ہے اور ورید میں العکس اور یہاں جب کہ روح میں زیادہ دخل ہو اس کا مراد لینا مناسب ہے اور سورہ حاقہ میں وتین یعنی رگ دل سے تعبیر کرنا اس کا مؤید ہے کیونکہ جو رگیں قلب سے نابت ہیں وہ شرائین ہیں اور گو قرآن میں لفظ ورید ہے مگر معنی لغوی اس کے عام ہیں پس مطلب یہ ہوا کہ ہم باعتبار علم کے اس کی روح اور نفس سے بھی نزدیک تر ہیں یعنی جیسا علم انسان کو اپنے احوال کا ہے ہم کو اس کا علم خود اس سے بھی زیادہ ہے چنانچہ علم حصولی میں انسان کو اپنی بہت سی حالتوں کا علم نہیں ہوتا اور جن کا علم ہوتا ہے بعض اوقات ان کا نسیان یا ان سے ذہول ہو جاتا ہے اور حق تعالیٰ میں یہ احتمالات گنجایش ہی نہیں رکھتے۔ اور علم حضوری میں گو حضور معلوم کا لازم ہے مگر بوجہ حادث ہونے کے خود وہ وجود معلوم سے متاخر ہے اور حق تعالیٰ کا علم جو اس سے متعلق ہے وہ اس کے وجود سے متقدم ہے اور ظاہر ہے کہ جو علم ہر حالت میں ہو اس کا تعلق بہ نسبت اس کے کہ ایک حالت میں ہو زیادہ ہوگا غرض علم باری کا جمیع احوال انسانیہ کے ساتھ متعلق ہونا بھی ثابت ہو گیا اور علاوہ اس کے کہ وہ اعمال ہمارے علم میں محفوظ اور منضبط ہیں اس حفاظت اور انضباط کی ایک ظاہری صورت بھی تجویز فرمادی ہے جو بوجہ موافقت عادۃ کے اوضح والزم فی الحجۃ ہے سو اس کو اس وقت کی بھی حالت بتلادیجیے کہ) جب دو اخذ کرنے والے

اللغات قوله يتلقى بمعنى التلقي والاخذ عتيد معد مهيأ۔ سكرة شدة تحيد تمال تميل ۱۲	النحو قعيد اى عن اليمين قعيد وعن الشمال قعيد فحذف من الاول لدلالة الثانى عليه ۱۲

فرشتے (انسان کے اعمال کو جب وہ اُس سے صادر ہوتے ہیں) اخذ کرتے رہتے ہیں جو کہ داہنی اور بائیں طرف بیٹھے رہتے ہیں (اور برابر ہر عمل کو لکھتے رہتے ہیں لقولہ تعالےٰ
ان رسلنا یکتبون ما تمکرون وقولہ تعالیٰ انا کنا نستنسخ ما کنتم تعملون یہاں تک کہ سب اعمال میں اھون واخف حرفا تکلم ہے مگر اُن کی یہ کیفیت ہے کہ) وہ کوئی لفظ
منہ سے نہیں نکالنے پاتا مگر اُس کے پاس ہی ایک تاک لگانے والا تیار (موجود ہوتا) ہے (اگر وہ نیکی کا کلام ہوا تو داہنے والا اور اگر بدی کا کلام ہوا تو بائیں والا پس اور اعمال متعدّ
تو کیوں نہیں ضبط کیے جاویں گے پس علم الٰہی کے ساتھ اعمال کا دفترِ ملائکہ میں منضبط ہونا ثابت ہو گیا) اور (آگے اصل مقصود تو قیامت و جزا کے وقوع کو بتلانا ہے مگر اول
اُس کے مقدمہ کو کہ موت ہے بتلاتے ہیں اور گو اُس کا کسی کو انکار نہیں مگر اکثر قیامت کا انکار موت ہی کے ذہول سے ہے پس موت کا نصب العین کر دینا انسان کو فکر اور طلب حق
میں واقع کر سکتا ہے جس کے بعد دلائل صحیحہ میں غور کر کے اس کے وقوع کا قائل ہو سکتا ہے پس ارشاد ہے کہ تو ہوشیار ہو جاؤ) موت کی سختی (قریب) آپہونچی (یعنی ہر شخص کی
موت قریب ہی ہے چنانچہ ظاہر ہے آگے بطور صنعت التفات کے انسان کو جس کا ذکر لقد خلقنا الانسان میں تھا خطاب ہے کہ) یہ (موت) وہ چیز ہے جس سے تو بدکتا (اور بھاگتا) تھا (کافر
تو بوجہ حب دنیا کے اور غیر فاجر اقتضاء طبعی سے اور اس امر طبعی پر گاہے شوق کا غالب ہو جانا معارض اس کے نہیں کیونکہ مقصود بیان کرنا اثر فی نفسہ کا ہے نہ بالنظر الی العوارض
اور (بعد بیان مقدمہ کے اب وقوع کا بیان ہے جو کہ مقصود تھا یعنی قیامت کے دن دوبارہ) صور پھونکا جاوے گا (جس سے سب زندہ ہو جاویں گے) یہی دن ہوگا وعید کا (جس
سے لوگوں کو ڈرایا جاتا تھا) اور (وقوع یوم کے بعد اب واقعات کا بیان ہے یعنی اُس روز) ہر شخص اس طرح (میدان قیامت میں) آوے گا کہ اُس کے ساتھ (دو فرشتے ہونگے
جن میں) ایک (تو میدان قیامت کی طرف) اُس کو اپنے ہمراہ لاوے گا اور ایک (اس کے اعمال کا) گواہ ہوگا (حدیث مرفوع میں ہے کہ یہ سائق اور شہید وہی دو فرشتے کاتب
حسنات و سیئات ہیں رواہ فی الدر اور اگر حدیث موافق شرائط محدثین کے قوی نہ ہو تو احتمال ہے کہ اور دو فرشتے ہوں جیسا بعض قائل ہوئے ہیں اور جب وہ میدان
قیامت میں حاضر ہونگے تو اُن میں جو کافر ہونگے اُن سے خطاب ہوگا کہ) تو اس دن سے بیخبر تھا (یعنی اس کا قائل نہ تھا) سو اب ہم نے تجھ پر سے تیرا پردہ (غفلت اور
انکار کا) ہٹا دیا (اور قیامت کا معاینہ کرا دیا) سو آج (تو) تیری نگاہ بڑی تیز ہے (کہ کوئی امر مانع ادراک نہیں کاش دُنیا میں بھی اس مانع غفلت کو رفع کر دیتا تو تیرے
بھلے دن ہوتے) اور (اس کے بعد) فرشتہ (کاتب اعمال) جو اس کے ساتھ رہتا تھا (اور اب بھی ایک قول پر سائق یا شاہد بن کر آیا ہے نامہ اعمال حاضر کر کے) عرض کرے گا
کہ یہ وہ (روزنامچہ) ہے جو میرے پاس تیار ہے (کذا فسر ہذا القرین بالملک ابن جریر والقرین الذی یلیہ بالشیطان رواہ فی الدر - چنانچہ اُس روزنامچہ کے موافق کافروں
کے بارہ میں دو فرشتوں کو خواہ وہ سائق و شہید مذکور ہوں کما قیل یا اور دو فرشتے ہوں حکم ہوگا کہ) ہر ایسے شخص کو جہنم میں ڈال دو جو کفر کرنے والا ہو اور (حق سے) ضد رکھتا ہو اور
نیک کام سے روکتا ہو اور حد (عبدیت) سے باہر جانے والا ہو اور (دین میں) شبہہ پیدا کرنے والا ہو جس نے خدا کے ساتھ دوسرا معبود تجویز کیا ہو سو ایسے شخص کو سخت عذاب میں ڈال دو
(جب کفار کو معلوم ہوگا کہ اب خسارہ ابدیہ میں پڑنے والے ہیں اُس وقت اپنے بچاؤ کے واسطے گمراہ کرنے والوں کے ذمہ الزام رکھیں گے کما قال تعالیٰ ولو تریٰ اذ الظالمون موقوفون
عند ربہم یرجع بعضہم الی بعض القول چونکہ ان مضلین میں شیاطین بھی ہونگے اس لیے) وہ شیطان جو اُس کے ساتھ رہتا تھا کہیگا کہ اے ہمارے پروردگار میں نے اسکو
(جبراً) گمراہ نہیں کیا تھا (جیسا اس کے الزام رکھنے سے مفہوم ہوتا ہے کہ اس کے فعل کو اصلا دخل نہ ہو) لیکن (بات یہ ہے کہ) یہ خود ہی دُور دراز کی گمراہی میں (باختیار خود) تھا (گو
اغوا غیر جبری مجھ سے بھی صادر ہوا اس لیے اس کی گمراہی کا اثر مجھ پر نہ ہونا چاہیئے) ارشاد ہوگا کہ میرے سامنے جھگڑے کی باتیں مت کرو (کہ بے سود ہیں) اور میں تو پہلے ہی تمہارے
پاس وعید (بھیج چکا تھا (کہ جو کفر کرے گا از خود یا کسی کے اغوا سے اور جو امر بالکفر کرے گا خواہ قسراً یا بلا قسر سب کو جہنم کی سزا علیٰ تفاوت المراتب دونگا سو میرے ہاں (وہ
بات (وعید مذکور کی) نہیں بدلی جاویگی (بلکہ تم سب دوزخ میں جھونکے جاؤ گے) اور میں (اس تجویز میں) بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہوں (بلکہ بندوں نے خود ایسے ناشائستہ
کام کیے جس کی سزا آج بھگت رہے ہیں) ف کاتبین اعمال کو قعید جو فرمایا تو ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ بعضے حالات کے اعتبار سے فرمایا کیونکہ اُس روایت میں یہ ہے
کہ جب یہ شخص بیٹھتا ہے تو وہ فرشتے بیٹھ جاتے ہیں اور جب چلتا ہے تو ایک فرشتہ آگے اور ایک پیچھے ہو جاتا ہے اور جب لیٹتا ہے تو ایک سرہانے ایک پیروں کی طرف
ہوتا ہے کذا فی الدر عن ابن جریر اور پاخانہ وغیرہ کے وقت وہ جدا ہو جاتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے اُن کو کوئی ایسی پہچان دی ہے جس سے وہ ایسے اعمال کو پہچان لیتے ہیں جو
ایسے وقت میں آدمی نے کیے ہوں - اور حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اعمال کے ارادہ کو بھی لکھتے ہیں اور کاتب حسنات و سیئات کا سائق و شہید ہونا جس روایت میں آیا ہے اس میں
یہ تفصیل نہیں کہ سائق کون ہوگا اور شہید کون ہوگا عجب نہیں کہ اگر حسنات غالب ہوں تو کاتب حسنات کی شہادت چونکہ زیادہ مناسب ہے اس لیے وہ شہید ہو اور کاتب
سیئات سائق اور عکس میں عکس واللہ اعلم - اور فرشتہ اور شیطان دونوں کو قرین کہنا بایں معنی ہے کہ حدیث مسلم مصرح ہے کہ ہر شخص کے ساتھ دو قرین ہیں ایک فرشتہ دوسرا
شیطان اور یہ بھی حدیث میں ہے کہ فرشتہ نیک باتیں بتلاتا ہے اور شیطان بُری باتیں - اور آیات مذکورہ میں اول کی آیتیں مشترک ہیں مومن و کافر کے درمیان میں اور

يَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَاْتِ وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ ○ وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ غَيْرَ بَعِيْدٍ ○ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ

جسدن کہ ہم دوزخ سے کہین گے کہ تو بھر بھی گئی اور وہ کہے گی کہ کچھ اور بھی ہے اور جنت متقیون کے قریب لائی جاویگی کہ کچھ دور نرہیگی یہ وہ چیز ہے جسکا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا

لِكُلِّ اَوَّابٍ حَفِيْظٍ ○ مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبٍ ○ ادْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُوْدِ ○ لَهُمْ

کہ وہ ہر ایسے شخص کے لئے ہے جو رجوع ہونے والا پابندی کرنیوالا ہو جو شخص خدا سے بے دیکھے ڈرتا ہوگا اور رجوع ہونے والا دل لیکر آویگا اس جنت مین سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ یہ دن ہے ہمیشہ رہنے کا انکو بہشت مین

مَّا يَشَآءُوْنَ فِيْهَا وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ ○

سب کچھ ملیگا جو جو چاہینگے اور ہمارے پاس اور بھی زیادہ ہے

اخیر کی خاص ہین کافر کے ساتھ اس کے بعد تقبیہ حال جہنم کا بیان کر کے ازلفت سے خاص ہین مومن کے ساتھ پس مجموعہ مضمون تفصیل بعد الاجمال ہو گیا **تتمہ سابق** يَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَاْتِ وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ ۝ وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ غَيْرَ بَعِيْدٍ ۝ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِكُلِّ اَوَّابٍ حَفِيْظٍ ۝ مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبٍ ۝ ادْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُوْدِ ۝ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ فِيْهَا وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ ۝ یہان سے بقیہ واقعات کا بیان ہے کہ وہ دن ان لوگون کو یاد دلائیے) جس دن کہ ہم دوزخ سے (بعد اس کے کہ کفار کو اس مین ڈال کر چکین گے) کہین گے کہ تو بھر بھی گئی اور وہ کہے گی کہ کچھ اور بھی ہے (یہ پوچھنا شاید تہویل کفار کے لیے ہو کہ جواب سنکر ان کے دلمین دوزخ کی اور ہول پیدا ہو جاوے کہ ہم کیسے غضب کے ٹھکانے پہونچے ہین اور اس جواب کے بعد حدیث مین ہے کہ حق تعالے اس پر اپنا قدم رکھدینگے اور وہ دب جاویگی اور سمٹ جاویگی اور عرض کریگی کہ بس بس بھر گئی رواہ الشیخان وغیرہما اور یہ شبہ نہ کیا جاوے کہ حق تعالے کا ارشاد ہے لاملئن جہنم من الجنۃ والناس اور یہان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ پر نہ ہوگی جواب یہ ہے کہ لاملئن عام ہے ابتداء اور انتہا کو پس انتہا بھر جانے پر بھی لاملئن صادق ہے اگر کہا جاوے کہ یہ پر ہونا تو من القدم ہوا من الجنۃ والناس نہ ہوا جواب یہ ہے کہ قدم کا محض تصرف ہو جاویگا باقی پر ہونا جن اور انس ہی سے ہوگا محسوسات مین اسکی یہ مثال ہو سکتی ہے جیسے مثلاً کوئی ظرف گیلی مٹی کا بنایا جاوے اور اسمین کنکر وغیرہ اسطرح بھر جاوین کہ وہ اوچھا رہے پھر کوئی شخص اسکو ہاتھ یا پاؤن سے دبا دے تو کہ وہ چارون طرف سے دب کر اندر سے اتنا رہ جاوے کہ وہ کنکر اسکے موتا آجاوین اور قدم کے معنے متشابہات مین سے ہین اور اس سوال وجواب ہونے مین کوئی استبعاد نہین یہ تو جہنم کا بیان ہوا) اور (جنت کا بیان یہ ہے کہ وہ) جنت متقیون کے قریب لائی جاویگی کہ کچھ دور نرہیگی (اور متقیون سے کہا جاویگا کہ) یہ وہ چیز ہے جسکا تم سے (باین عنوان) وعدہ کیا جاتا تھا کہ وہ ہر ایسے شخص کے لیے ہے جو (خدا کی طرف دل سے) رجوع ہونے والا (اور رجوع ہو کر اعمال وطاعات کی) پابندی کرنیوالا ہو (غرض یہ کہ) جو شخص خدا سے بے دیکھے ڈرتا ہوگا اور (اللہ کے پاس) رجوع ہونے والا دل لیکر آویگا (انکو حکم ہوگا کہ) اس جنت مین سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ یہ دن ہے ہمیشہ رہنے (کے لیے حکم ہونے) کا انکو بہشت مین سب کچھ ملیگا جو جو چاہینگے اور ہمارے پاس (انکی چاہی ہوئی چیزون سے) اور بھی زیادہ (نعمت) ہے (کہ وہان تک جنتی کا ذہن بھی نہ پہونچیگا کما قال تعالی فلا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرۃ اعین وقال علیہ السلام ما لا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر آمین سے ایک تجلی باریتعالی ہے کذا فی الدر عن انس اور بعض حورین ہون گی کہ وہ کہین گی انا من المزید رواہ فی الدر مرفوعا اور گو اجمالاً تجلی اور حور کا علم مومنین کو ہے مگر جو مشیت علم تفصیلی پر موقوف ہے علم تفصیلی نہ ہونے کی وجہ سے وہ مشیت بھی منتفی ہوگی لہذا اسکا مزید علی ما یشاؤن ہونا صحیح ہوا) **ف** ازلاف جنت کی دو صورتین ہو سکتی ہین یا تو اسکی جگہ سے منتقل کرکے میدان قیامت مین لے آوین اور اللہ کو سب قدرت ہے تو اس صورت مین ادخلوہا فرمانا باین معنے نہین کہ ابھی چلے جاؤ بلکہ بشارت اور وعدہ ہے کہ تم بعد حساب وکتاب وغیرہ کے اسمین جانا۔ اور دوسری یہ صورت ہو سکتی ہے کہ بعد فراغ حساب وغیرہ کے ان لوگون کو جنت کے قریب پہونچا کر یا ہر ہی سے کہا جاویگا کہ ہذا ما توعدون پھر اور قریب کرکے کہا جاویگا ادخلوہا الخ۔ **ربط** اوپر قیامت کے وقوع اور واقعات کا ذکر تھا جسمین کفار کی عقوبت بھی مذکور تھی اور وقوع قیامت کا موقوف ہے اسکے امکان پر اور واقعہ عقوبت موقوف ہے مبغوضیت کفر پر۔ کفار دونون کے منکر تھے اس لئے آگے اثبات مبغوضیت کے لیے کفار سابقین کا مہلک بالعذاب ہونا آیت وکم اہلکنا الخ مین اور صحت قیامت کا امکان اور داخل تحت القدرت ہونا آیت ولقد خلقنا الخ مین اور باوجود اسکے ان لوگون کا انکار چونکہ موجب حزن تھا اس لئے آیت فاصبر الخ مین آپکا تسلیہ ارشاد ہے اور ہر چند کہ امکان اوپر بھی افلم ینظروا الخ مین مذکور ہوا ہے مگر چونکہ اسمین شغب زیادہ تھا اس لئے اسکا مکرر کرنا مناسب مقام ہے

النحو قولہ ھذا فی الروح اشارۃ الی الجنۃ والتذکیر لان المشار الیہ ہو المسمی من غیر قصد لفظ یدل علیہ فضلا عن تذکیرہ وتانیثہ فانہما من احکام اللفظ العربی کما فی قولہ تعالی فلما رای الشمس بازغۃ قال ہذا ربی۔ قولہ غیر بعید حال من الجنۃ قصد بہ التاکید کما تقول عزیز غیر ذلیل لان العز ینافی الذل فنفی مضاد الشیئ تاکید لاثباتہ وذنیع توہمان ثم تجوزا وشوبا من الضد۔ ولم یقل غیر بعیدۃ لتاویل الجنۃ بالبستان قولہ لکل اواب ہو عندی خبر لمبتدا مقدر ای ہی لکل اواب والجملۃ تفسیر للموعد ای توعدون بہذا الطریق انہا لکل الخ قولہ ادخلوہا مقول لیقال المقدر وہو خبر لمن خشی البلاغۃ قولہ توعدون صیغۃ المضارع لاستحضار الصورۃ الماضیۃ ۱۲

وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّن قَرْنٍ هُمْ أَشَدُّ مِنْهُم بَطْشًا فَنَقَّبُوا فِي الْبِلَادِ هَلْ مِن مَّحِيصٍ ۝ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَذِكْرَىٰ لِمَن كَانَ لَهُ

اور ہم ان سے پہلے بہت سی استون کو ہلاک کر چکے ہین جو قوت مین ان سے زیادہ تھے اور تمام شہرون کو چھانتے پھرتے تھے کہین بھاگنے کی جگہ بھی نہ ملی　اس مین اُس شخص کے لیے بڑی عبرت ہو جس کے پاس

قَلْبٌ أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيدٌ ۝ وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَمَا مَسَّنَا مِن لُّغُوبٍ ۝

دل ہو یا وہ متوجہ ہو کر کان ہی لگا دیتا ہو　اور ہم نے آسمانون کو اور زمین کو اور جو کچھ اُن کے درمیان مین ہے اس سب کو چھ دن مین پیدا کیا　اور ہم کو تکان نے چھوا تک نہین

فَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ ۝ وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَأَدْبَارَ السُّجُودِ ۝

سو اُن کی باتون پر صبر کیجیے　اور اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے رہیے آفتاب نکلنے سے پہلے　اور چھپنے سے پہلے　اور رات مین بھی اُسکی تسبیح کیا کیجیے　اور نمازون کے بعد بھی

وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِن مَّكَانٍ قَرِيبٍ ۝ يَوْمَ يَسْمَعُونَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ذَٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوجِ ۝ إِنَّا نَحْنُ نُحْيِي

اور سن رکھو کہ جسدن ایک پکارنے والا پاس ہی سے پکارے گا　جس روز اس چیخنے کو بالیقین سب سن لین گے　یہ دن ہوگا نکلنے کا　ہم ہی جلاتے ہین

وَنُمِيتُ وَإِلَيْنَا الْمَصِيرُ ۝

اور ہم ہی مارتے ہین اور ہماری ہی طرف پھر لوٹ کر آنا ہو

اثبات مبغوضیت کفر بذکر اہلاک کفار

وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّن قَرْنٍ هُمْ أَشَدُّ مِنْهُم بَطْشًا فَنَقَّبُوا فِي الْبِلَادِ هَلْ مِن مَّحِيصٍ ﴿٣٦﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَذِكْرَىٰ لِمَن كَانَ لَهُ قَلْبٌ أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيدٌ ﴿٣٧﴾

امکان بعث مکرر

وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَمَا مَسَّنَا مِن لُّغُوبٍ ﴿٣٨﴾ **تسلیہ** فَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ ﴿٣٩﴾ وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَأَدْبَارَ السُّجُودِ ﴿٤٠﴾ اور ہم اِن (اہل مکہ) سے پہلے بہت سی استون کو (اُنکی کفر کی شامت سے) ہلاک کر چکے ہین جو قوت مین ان سے (کہین) زیادہ تھے اور (دنیا کا سامان بڑھانے کے لیے) تمام شہرون کو چھانتے پھرتے تھے (یعنی قوت کے ساتھ اسباب معیشت مین بھی بڑی ترقی کی تھی لیکن جب ہمارا عذاب نازل ہوا تو اُنکو) کہین بھاگنے کی جگہ بھی نہ ملی (یعنی کسیطرح بچ نہ سکے) اس (واقعۂ اہلاک) مین اُس شخص کے لیے بڑی عبرت ہو جسکے پاس (فہیم) دل ہو یا (اگر فہیم زیادہ نہو تو کم از کم یہی ہو کہ) وہ (دل سے) متوجہ ہو کر (بات کی طرف) کان ہی لگا دیتا ہو (اور سنکر اجمالاً حقانیت کا معتقد ہو کر اتباعاً لاہل الفہم اسبات کو قبول کر لیتا ہو اور حاصل اُس عبرت کا یہ ہے کہ اہلاک سے کفر کی مبغوضیت عند اللہ معلوم ہوگئی پس انکار مجازاۃ بنابر عدم مبغوضیت کفر تو باطل ٹھہرا) اور اگر انکار مجازاۃ بنابر عدم مقدوریت بعث ہو تو وہ اس لیے باطل ہے کہ ہماری ایسی قدرت ہو کہ) ہم نے آسمانون کو اور زمین کو اور جو کچھ اُنکے درمیان مین ہے اس سب کو چھ دن (کے مقدار کے موافق زمانہ) مین پیدا کیا اور ہمکو تکان نے چھوا تک نہین (پھر آدمی کا دوبارہ کرنا کیا مشکل ہے وہذا کقولہ تعالیٰ فی الاحقاف اولم یروا ان اللہ الذی خلق السماوات والارض ولم یعی بخلقهن بقادر علی ان یحیی الموتی اور باوجود ان قاطع شبہات جوابون کے یہ لوگ جو پھر انکار ہی پر اڑے ہین) سو ان کی باتون پر صبر کیجیے (یعنی رنج نہ کیجیے) اور (چونکہ بعض اس کے کہ کسیطرف دل کو مشغول کیا جاوے وہ غم کی بات دل سے نہین نکلتی اور بار بار یاد آکر دل کو محزون کرتی ہے اس لیے ارشاد فرماتے ہین کہ) اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے رہیے (اسمین نماز بھی داخل ہے) آفتاب نکلنے سے پہلے (مثلاً صبح کی نماز) اور (اُسکے) چھپنے سے پہلے (مثلاً ظہر و عصر) اور رات مین بھی اُسکی تسبیح (و تحمید) کیا کیجیے (اسمین مغرب اور عشا آگئی) اور (فرض) نمازون کے بعد بھی (اسمین نوافل و اوراد آگئے حاصل یہ ہوا کہ ذکر اللہ مین اور اُسکی فکر مین لگے رہیے تاکہ انکے اقوال کفریہ کی طرف توجہ ہی نہو) ربط اوپر امکان کا مکرر بیان تھا آگے قیامت کے وقوع کا تاکید کے لیے مکرر ذکر ہے کیونکہ اس سے پہلے ونفخ مین بیان ہو چکا تھا اور اُسکے بعد پھر مکرر تسلیہ ہے اور تسلیہ پر سورۃ ختم ہے

وقوع قیامت مکرر

وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِن مَّكَانٍ قَرِيبٍ ﴿٤١﴾ يَوْمَ يَسْمَعُونَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ذَٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوجِ ﴿٤٢﴾ إِنَّا نَحْنُ نُحْيِي وَنُمِيتُ وَإِلَيْنَا الْمَصِيرُ ﴿٤٣﴾

اللغات بطشا ای قوۃ او اخذا شدیدا قولہ نقبوا التنقیب التسیر والبحث عن احوال الشئ والمراد المقرب التسبیح الصلاۃ اطلاقا للجزء علی الکل　ادبار جمع دبر بمعنے عقب ۱۲ النجوم من الکیل مفعول لفعل محذوف یفسرہ کسبحہ باعتبار الاتحاد والعطف للتغایر الشخصی قولہ واستمع ومفعولہ محذوف ای لما ساخبرک عنہ وبین ذلک بقولہ تعالیٰ یوم ینادی - قولہ یوم ینادی انتصب یوم بما دل علیہ ذلک یوم الخروج ای یخرجون من القبور یوم ینادی - یوم یسمعون بدل من یوم ینادی الروایات فی الدر المنثور قولہ تعالیٰ وما مسنا من لغوب للرد علی الیہود - اقول ولا یبعد فی قصد امرین بواحد والمعنی ایہا المشرکون ما مسنا من لغوب الی تقوم

يَوْمَ تَشَقَّقُ الْأَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ۚ ذٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيرٌ ۝ نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَقُولُونَ ۖ وَمَا أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ ۖ فَذَكِّرْ

جس روز زمین اُن پر سے کھل جاوے گی جبکہ وہ دوڑتے ہونگے یہ ہمارے نزدیک ایک آسان جمع کرلینا ہے جو کچھ یہ لوگ کہہ رہے ہیں ہم خوب جانتے ہیں اور آپ اُن پر جبر کرنے والے نہیں ہیں۔ تو آپ

بِالْقُرْآنِ مَنْ يَخَافُ وَعِيدِ ۝

قرآن کے ذریعہ سے ایسے شخص کو نصیحت کرتے رہیے جو میری وعید سے ڈرتا ہو۔

سُورَةُ الذّٰرِيٰتِ مَكِّيَّةٌ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ۝ | وَهِيَ سِتُّونَ آيَةً

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

وَالذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا ۝ فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا ۝ فَالْجٰرِيٰتِ يُسْرًا ۝ فَالْمُقَسِّمٰتِ أَمْرًا ۝ إِنَّمَا تُوعَدُونَ لَصَادِقٌ ۝ وَإِنَّ الدِّينَ لَوَاقِعٌ ۝

قسم ہے اُن ہواؤں کی جو غبار وغیرہ کو اڑاتی ہیں پھر اُن بادلوں کی جو بوجھ کو اٹھاتے ہیں پھر اُن کشتیوں کی جو نرمی سے چلتی ہیں پھر اُن فرشتوں کی جو چیزیں تقسیم کرتے ہیں تم سے جسکا وعدہ کیا جاتا ہے وہ بالکل سچ ہے اور جزا ضرور ہونے والی ہے

وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْحُبُكِ ۝ إِنَّكُمْ لَفِي قَوْلٍ مُخْتَلِفٍ ۝ يُؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ أُفِكَ ۝ قُتِلَ الْخَرّٰصُونَ ۝ الَّذِينَ هُمْ فِي غَمْرَةٍ سَاهُونَ ۝

قسم ہے آسمان کی جس میں رستے ہیں کہ تم لوگ مختلف گفتگو میں ہو اُس سے وہی پھرتا ہے جسکو پھرنا ہوتا ہے غارت ہوجاویں بے سند باتیں کرنیوالے جو کہ جہالت میں بھولے ہوئے ہیں

يَسْأَلُونَ أَيَّانَ يَوْمُ الدِّينِ ۝ يَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ يُفْتَنُونَ ۝ ذُوقُوا فِتْنَتَكُمْ ۖ هٰذَا الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ تَسْتَعْجِلُونَ ۝

پوچھتے ہیں کہ روز جزا کب ہوگا جس دن وہ لوگ آگ پر رکھے جاویں گے اپنی اس سزا کا مزہ چکھو یہی ہے جسکی تم جلدی مچایا کرتے تھے۔

يَوْمَ تَشَقَّقُ الْأَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ۚ ذٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيرٌ ﴿۴۴﴾ نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَقُولُونَ ۖ وَمَا أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ ۖ فَذَكِّرْ بِالْقُرْآنِ مَنْ يَخَافُ وَعِيدِ ﴿۴۵﴾ اور (اے مخاطب اس اگلی بات کو توجہ سے) سُن رکھ کہ جس دن ایک پکارنے والا (فرشتہ یعنی اسرافیل علیہ السلام بذریعہ نفخ صور مردوں کو قبروں سے نکلنے کے لیے) پاس ہی سے پکاریگا (پاس کا مطلب یہ ہے کہ وہ آواز سب کو بے تکلف پہونچے گی اور جیسے اکثر دور کی آواز کسی کو پہونچتی ہے کسی کو نہیں پہونچتی ایسا نہ ہوگا) جس روز اس چیخنے کو بالیقین سب سُن لینگے یہ دن ہوگا (قبروں سے) نکلنے کا ہم ہی (اب بھی) جلاتے ہیں اور ہم ہی مارتے ہیں اور ہماری طرف پھر لوٹ کر آنا ہے (اسمیں بھی اشارہ کردیا قدرت علی الاحیاء کی طرف) جس روز زمین اُن (مردوں) پر سے کھل جاوے گی جبکہ وہ (نکل کر میدان قیامت کی طرف) دوڑتے ہونگے یہ (جمع کرلینا) ہمارے نزدیک ایک آسان جمع کرلینا ہے (غرض مکرر در مکرر قیامت کا امکان اور وقوع سب ثابت ہوچکا مگر اسپر بھی جو لوگ نہ مانیں تو آپ غم نہ کیجیے کیونکہ) جو کچھ یہ لوگ (قیامت وغیرہ کے بارہ میں) کہہ رہے ہیں ہم خوب جانتے ہیں (ہم خود سمجھ لیں گے) اور آپ اُن پر (منجانب اللہ جبر کرنے والے (کرکے) نہیں (بھیجے گئے) ہیں (بلکہ صرف منذر اور مبلغ ہیں جب یہ بات ہی) تو آپ قرآن کے ذریعہ سے (عام تذکیر سے سب کو اور خاص تذکیر یعنی تذکیر نافع سے صرف) ایسے شخص کو نصیحت کرتے رہیے جو میری وعید سے ڈرتا ہو (اس مفعول کی تقیید سے اشارہ ہوگیا کہ آپ گو تذکیر عام کرتے ہیں جیسا مشاہدہ ہے لیکن پھر بھی من یخاف وعید کوئی کوئی ہوتا ہے پس ثابت ہوا کہ یہ آپ کے اختیار میں نہیں جب آپ کے اختیار میں نہیں پھر بے اختیاریات کی فکر کیا) **ف** الحمد للہ کہ سورہ ق کی تفسیر ختم ہوئی آگے انشاء اللہ تعالیٰ سورہ ذاریات آتی ہے۔

سورۃ والذّٰریٰت مکیۃ وآیہا ستون کذا فی البیضاوی

ربط اوپر کی سورت میں معاد کا ذکر تھا اس سورت کا زیادہ حصہ بھی اسی مضمون میں ہے چنانچہ شروع بھی اسی سے ہوئی ہے **تحقیق معاد و ذم منکرین و جزاء فریقین** بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ وَالذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا ﴿۱﴾ فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا ﴿۲﴾ فَالْجٰرِيٰتِ يُسْرًا ﴿۳﴾ فَالْمُقَسِّمٰتِ أَمْرًا ﴿۴﴾ إِنَّمَا تُوعَدُونَ لَصَادِقٌ ﴿۵﴾ وَإِنَّ الدِّينَ لَوَاقِعٌ ﴿۶﴾ وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْحُبُكِ ﴿۷﴾ إِنَّكُمْ لَفِي قَوْلٍ مُخْتَلِفٍ ﴿۸﴾ يُؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ أُفِكَ ﴿۹﴾ قُتِلَ الْخَرّٰصُونَ ﴿۱۰﴾ الَّذِينَ هُمْ فِي غَمْرَةٍ سَاهُونَ ﴿۱۱﴾ يَسْأَلُونَ أَيَّانَ يَوْمُ الدِّينِ ﴿۱۲﴾ يَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ يُفْتَنُونَ ﴿۱۳﴾ ذُوقُوا فِتْنَتَكُمْ ۖ هٰذَا الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ تَسْتَعْجِلُونَ ﴿۱۴﴾

اللغات الحبك جمع حبيك كالطريقة والطرق وزنا ومعنى قوله يفتنون اصل الفتن اذابة الجوهر ليظهر غشه ثم استعمل في الاحراق والتعذيب ونحو ذلك ويوم نصب على الظرفية لمحذوف دل عليه وقوع الكلام جوابا للسؤال اي تقع يوم الخ النحو يوم تشقق بدل بعد بدل من يوم ينادي۔ ذروا مفعول مطلق ووقرا مفعول به ويسرا صفة لجريا المقدر بحذف المضاف اي جريا ذا يسر وامرا مفعول به والمراد الجنس الشامل للامور قوله يؤفك عنه اي من اعتقاد الدين

البلاغة قوله ايان يوم الدين اي متى وقوع يوم الجزاء وقدر الوقوع ليكون السؤال عن حدث هو معروف في ايان ولا ضمير في حبل الزمان نظرنا فان اليوم لما جعل موعودا ومنتظرا كحوله تعالى فارتقب يوم تاتي السماء صار ظرفا للحادثات ولكن لكل يوم له ان مثل يوم العيد السير ونحوه جار في عرف العرب والعجم كذا في الروح

إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ۝ آخِذِينَ مَا آتَاهُمْ رَبُّهُمْ ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا قَبْلَ ذَٰلِكَ مُحْسِنِينَ ۝ كَانُوا قَلِيلًا مِّنَ

بے شک متقی لوگ بہشتوں مین اور چشموں مین ہونگے ۔ اُن کے رب نے اُنکو جو عطا کیا ہوگا وہ اسکو لے رہے ہونگے ۔ وہ لوگ اس کے قبل نکوکار تھے ۔ وہ لوگ رات کو بہت کم سوتے تھے

اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ ۝ وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ۝ وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ ۝ وَفِي الْأَرْضِ آيَاتٌ لِّلْمُوقِنِينَ ۝

اور اخیر شب مین استغفار کیا کرتے تھے ۔ اور اُن کے مال مین سوالی اور غیر سوالی کا حق تھا ۔ اور یقین لانے والوں کے لیے زمین مین بہت سی نشانیان ہین

وَفِي أَنفُسِكُمْ ۚ أَفَلَا تُبْصِرُونَ ۝ وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ ۝ فَوَرَبِّ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَا أَنَّكُمْ تَنطِقُونَ ۝

اور خود تمہاری ذات مین بھی تو کیا تمکو دکھلائی نہین دیتا ۔ اور تمہارا رزق اور جو تم سے وعدہ کیا جاتا ہے سب آسمان مین ہے ۔ تو قسم ہے آسمان اور زمین کے پروردگار کی کہ وہ برحق ہے جیسا تم باتین کر رہے ہو

إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ﴿۱۵﴾ آخِذِينَ مَا آتَاهُمْ رَبُّهُمْ ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا قَبْلَ ذَٰلِكَ مُحْسِنِينَ ﴿۱۶﴾ كَانُوا قَلِيلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ ﴿۱۷﴾ وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ﴿۱۸﴾ وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ ﴿۱۹﴾ وَفِي الْأَرْضِ آيَاتٌ لِّلْمُوقِنِينَ ﴿۲۰﴾ وَفِي أَنفُسِكُمْ ۚ أَفَلَا تُبْصِرُونَ ﴿۲۱﴾ وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ ﴿۲۲﴾ فَوَرَبِّ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَا أَنَّكُمْ تَنطِقُونَ ﴿۲۳﴾ قسم ہے اُن ہواؤن کی جو غبار وغیرہ کو اُڑاتی ہین پھر اُن بادلون کی جو بوجھ (یعنی بارش) کو اٹھاتے ہین پھر اُن کشتیون کی جو نرمی سے چلتی ہین پھر اُن فرشتون کی جو (حکم کے موافق اہل ارض مین) چیزین تقسیم کرتے ہین (مثلاً جسقدر بارش کا حکم ہوتا ہے جو مادہ ہے رزق کا وہان بادلون کے ذریعہ سے اسیقدر پہونچاتے ہین اسیطرح حسب حدیث رحم مین جنین کی صورت مذکر و مؤنث تجویز کرکے بناتے ہین اور سکینہ اور رعب بھی تقسیم کرتے ہین ۔ آگے قسمون کا جواب ہے کہ) تم سے جس (قیامت) کا وعدہ کیا جاتا ہے وہ بالکل سچ ہے اور (اعمال کی) جزا (وسزا) ضرور ہونے والی ہے (ان قسمون مین اشارہ ہے استدلال کی طرف یعنی یہ سب تصرفات عجیبہ قدرت الٰہیہ سے ہونا دلیل ہے عظمت قدرت کی پھر ایسے عظیم القدرت کو قیامت کا واقع کرنا کیا مشکل ہے اور تفسیر ان کلمات مقسم بہا کی درمنثور مین حدیث مرفوع سے اسیطرح نقل کی ہے اور تخصیص انکی شاید اس لیے ہو کہ اسمین اشارہ ہو گیا مخلوق کی اصناف مختلفہ کی طرف چنانچہ ملائکہ سماویات مین سے ہین اور ریاح وسفن ارضیات مین سے ہین اور سحاب کائنات جو مین سے اور ارضیات مین دو چیزین کہ ایک مبصر ہے ایک غیر مبصر شاید اس لیے آئی ہون کہ ارضیات سے زیادہ تلبس رہتا ہے ۔ اور توجیہ قسم بالمخلوق کی شروع سورۂ صافات مین گذری ہے ۔ آگے اسی قیامت کے متعلق ایک مضمون پر خود سماء کی قسم ہے جیسے اوپر سماویات کی تھی یعنی) قسم ہے آسمان کی جسمین (فرشتون کے چلنے کے) رستے ہین (کقولہ تعالیٰ ولقد خلقنا فوقکم سبع طرائق ۔ آگے جواب قسم ہے) کہ تم (یعنی سب) لوگ (قیامت کے بارہ مین) مختلف گفتگو مین ہو (کوئی تصدیق کرتا ہے کوئی تکذیب کرتا ہے وہذا کقولہ تعالیٰ عن النبأ العظیم الذی ہم فیہ مختلفون الذی فسرہ قتادۃ کما فی الدر مصدق بہ و مکذب ۔ اور آسمان کی قسم سے شاید اسطرف اشارہ ہو کہ جنت آسمان مین ہے اور آسمان مین رستہ بھی ہے مگر جو حق مین اختلاف کریگا اُسکے لیے راہ بند ہو جاویگی ۔ اور ان اختلاف والون مین) اس (وقوع قیامت وجزا کے اعتقاد) سے وہی پھرتا ہے جسکو (بالکلیہ خیر و سعادت ہی سے) پھرنا ہوتا ہے (وہذا کما فی الحدیث من حرم رفقہ حرم الخیر کلہ رواہ ابن ماجۃ اور اختلاف والون کے دوسرے فریق کا حال اسی کے مقابلہ سے معلوم ہو گیا کہ وہ خیر وسعادت سے پھرے ہوئے نہین اب آگے ان پھرنے والون کی مذمت ہے کہ) غارت ہو جائین بے سند باتین کرنے والے (یعنی جو قیامت کا انکار کرتے ہین بلا اس کے کہ اُن کے پاس کوئی اُسکی دلیل ہو) جو کہ جہالت مین بھولے ہوئے ہین (بھولنے سے مراد اختیاری غفلت ہے اور وہ لوگ بطور استہزاء و استعجال کے) پوچھتے ہین کہ روز جزا کب ہوگا (آگے جواب ہے کہ وہ اُس دن ہوگا) جس دن (کہ) وہ لوگ آگ پر رکھے جائینگے (اور کہا جاویگا کہ) اپنی اس سزا کا مزہ چکھو یہی ہے جسکی تم جلدی مچایا کرتے تھے (یہ تیدہ یوم ہم علی النار یفتنون اس طرز کا ہے جیسے کسی مجرم کے لیے پھانسی کا حکم ہو جاوے مگر وہ احمق باوجود قیام براہین کے محض اسوجہ سے کہ اُسکو تاریخ نہین بتلائی گئی تکذیب ہی کیے جاوے اور کہے کہ اچھا وہ دن کب آویگا چونکہ یہ سوال محض تعنت کی راہ سے ہے اس لیے جواب مین بجائے تاریخ بتلانے کے یہ کہنا نہایت مناسب ہوگا کہ وہ دن اُسوقت آویگا جب تم پھانسی مین لٹکا دیئے جاؤگے آگے دوسرے فریق یعنی غیر مافوک کے ثواب کا ذکر ہے کہ) بیشک متقی لوگ بہشتون مین اور چشمون مین ہونگے (اور) ان کے رب نے انکو جو (ثواب) عطا کیا ہوگا وہ اسکو (خوشی خوشی) لے رہے ہونگے (اور کیون نہ ہو) وہ لوگ اس کے قبل (یعنی دنیا مین) نکوکار تھے (لیس وعدل جزاء الاحسان الا الاحسان

ملحقات الترجمۃ

سلہ قولہ نے پوشک عنہ بالکلیہ الخ دل علیہ صنعت المتعلق وخواص للوامیا ۱

سلہ قولہ آخذین خوشے خوشی فی المعی وحسنبار الرضا ان الاخذ قبول عن اعتقاد ۱۲

اللغات الحمید المتعففالذی یحسبہ الجاہل غنیا فیحرم الصدقۃ سمی اکثر الناس۔ **النحو** قولہ کانوا قلیلا ما زائدۃ وقلیلا ظرف منتصب بیہجعون ای کانوا یہجعون فی طائفۃ قلیلۃ [illegible] قولہ فی السماء ای مقدر فی السماء قولہ مثل ما انکم حال من المستکن فی لحق وہلا یتعرف بالاضافۃ لتوغلہ فی

التنکیر او علی الوصف لمصدر محذوف ای انہ حق حقا مثل نطقکم **البلاغۃ** قولہ مثل ما انکم فی الروح وہذا کقول الناس ان ہذا لحق کما انک تری وتسمع اھ

وقف لازم

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ ۝ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ۭ قَالَ سَلٰمٌ ۚ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ۝ فَرَاغَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ

کیا ابراہیم کے معزز مہمانوں کی حکایت آپ تک پہونچی ہے　جبکہ وہ اُنکے پاس آئے پھر اُنکو سلام کیا　ابراہیم نے بھی کہا سلام　انجان لوگ ہیں　پھر اپنے گھر کی طرف چلے

فَجَاۗءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ ۝ فَقَرَّبَهٗٓ اِلَيْهِمْ قَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ۝ فَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ۭ قَالُوْا لَا تَخَفْ ۭ وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ۝

اور ایک فربہ بچھڑا لائے　اور اسکو اُن کے پاس لاکر رکھا کہنے لگے کہ آپ لوگ کھاتے کیوں نہیں　تو اُن سے دل میں خوف زدہ ہوئے اُنہوں نے کہا کہ تم ڈرو مت اور اُنکو ایک فرزند کی بشارت دی جو بڑا عالم

اُن کے ساتھ یہ معاملہ کیا گیا آگے ان کی نکوکاری کی قدرے تفصیل ہے کہ) وہ لوگ (فرائض وواجبات سے ترقی کر کے نوافل وتطوعات کے ایسے التزام کرنے والے تھے کہ) رات کو بہت کم سوتے تھے (یعنی زیادہ حصہ رات کا عبادت میں صرف کرتے تھے) اور (پھر باوجود اس کے اپنی عبادت پر نظر نہ کرتے تھے بلکہ) اخیر شب میں (اپنے کو عبادت میں کوتاہی کرنے والا سمجھ کر) استغفار کیا کرتے تھے (یہ تو عبادت بدنیہ میں اُنکی حالت تھی) اور (عبادت مالیہ کی یہ کیفیت تھی کہ) ان کے مال میں سوالی اور غیر سوالی (سب) کا حق تھا (یعنی ایسے التزام سے دیتے تھے جیسے ان کے ذمہ انکا کچھ آتا ہو مراد اُس سے غیر زکوٰۃ ہے کذا فی الدرعن ابن عباس ومجاہد وابراہیم اور یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ نوافل جنات وعیون کا موقوف علیہ ہیں بلکہ یہاں اہل درجات عالیہ کا ذکر فرمایا گیا ہے) اور (چونکہ کفار قیامت کی صحت کا انکار کرتے تھے اس لیے آگے اس کی دلیل کی طرف اشارہ ہے کہ) یقین لانے (کی کوشش اور طلب کرنے) والوں کے لیے (قیامت کی مقدوریت پر) زمین (کے کائنات) میں بہت نشانیاں (اور دلیلیں) ہیں اور خود تمہاری ذات میں بھی (یعنی تمہارے ظاہری وباطنی احوال مختلفہ بھی دلائل امکان ہیں کیونکہ امور آفاقیہ ونفسیہ بالیقین داخل تحت القدرت ہیں اور قدرت ذاتیہ کی نسبت تمام ممکنات کے ساتھ یکساں ہے اور بوجہ انتفاء دلیل امتناع کے قیامت بھی ممکنات سے ہے پس وہ بھی مقدور ہے اور چونکہ ان دلائل کی دلالت بہت واضح تھی اس لیے توبیخاً فرماتے ہیں کہ جب ایسے دلائل موجود ہیں) تو کیا تمکو (مطلوب پھر بھی) دکھلائی نہیں دیتا اور (اما تعیین وقت وقوع جسکے عدم سے استدلال عدم وقوع پر کرتے تھے سو اُسکی نسبت یہ ہے کہ) تمہارا رزق اور جو تم سے (قیامت کے متعلق) وعدہ کیا جاتا ہے (ان) سب (کا معین وقت) آسمان میں (جو لوح محفوظ ہے اُسمیں درج) ہے (زمین پر اُسکا یقینی علم مصلحت سے نازل نہیں کیا گیا چنانچہ وینزل الغیث میں بھی بتلایا گیا ہے اور مشاہد بھی ہے کہ یقینی نہیں کیا کو نہیں معلوم لیکن جب باوجود تعیین وقت کا علم نہ ہونے کے رزق کا وجود یقینی ہے پھر اس عدم تعیین سے قیامت کا عدم کیسے لازم آگیا اور اسی استدلال کی طرف اشارہ کرنے کے لیے ماتوعدون کے ساتھ کہ مقصود مقام ہے رزقکم کو کہ غیر مقصود ہے بڑھا دیا آگے اسپر تفریع فرماتے ہیں کہ جب نفی کی کوئی دلیل نہیں اور اثبات کی دلیل ہے) تو قسم ہے آسمان اور زمین کے پروردگار کی کہ وہ (روز جزا) برحق ہے (اور ایسا یقینی ہے) جیسا تم باتیں کر رہے ہو (اور یہی اسمیں شک نہیں ہوتا اسیطرح اُسکو یقینی سمجھو) **ف** بعض روایات مذکورہ در منثور میں کانوا قلیلا الخ کی تفسیر آئی ہے لا ینامون حتی یصلوا العتمۃ اور کانوا لا ینامون اللیل کلہ پس قلیل مقابل کثیر کے نہ ہوگا بلکہ بمعنے بعض کے مقابل جمیع کا ہوگا یعنی ساری رات نہیں سوتے جیسے اکثر کفار سوتے تھے بلکہ عشا بھی پڑھتے ہیں پس اس تفسیر پر تہجد مراد نہ ہوگا واللہ اعلم۔ اور قیامت کے وقوع کو جو انکم تنطقون کے ساتھ تشبیہ دی گئی اسمیں علاوہ محاورہ کے ایک نکتہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اسمیں اشارہ ہے قیامت کی ایک نظیر کی طرف کہ زبان مشابہ زمین کے ہے اُس سے ایک حرف کا پیدا ہونا مشابہ آدمی کی خلقۃ ابتدائیہ کے ہے اور اس حرف کا منقضی ہونا مشابہ موت انسان کے ہے اور پھر اُس حرف کا دوبارہ پیدا ہو جانا مشابہ اعادہ قیامت کے ہے ربط اوپر کئی جگہ مکذبین کی مذمت اور عقوبت فرمائی ہے قولہ تعالیٰ یؤفک عنہ من افک قولہ تعالیٰ قتل الخراصون قولہ تعالیٰ یوم ہم علی النار یفتنون قولہ تعالیٰ افلا تبصرون۔ آگے اسکی تاکید کے لیے چند قصے مکذبین کی عقوبت فی الدنیا کے مذکور ہیں جیسے قصہ ثانیہ قوم لوط علیہ السلام کا کہ باقتضاے مقام حسب تقریر مذکور کہا جاویگا کہ مقصود اعظم یہی ہے اور اُس کے ساتھ ابراہیم علیہ السلام کا قصہ جسمیں کسی کی عقوبت مذکور نہیں بعض وجوہ خاصہ سے آگیا ہے جنکا بیان سورہ ہود تمہید آیات ولقد جاءت رسلنا ابراہیم الخ میں گذر چکا ہے یا یوں کہا جاوے کہ اوپر مکذبین کی مذمت کے ساتھ مصدقین کی مدح بھی تھی ابراہیم علیہ السلام کے قصہ سے کہ اول قصہ ہے اسطرف اشارہ ہو کہ مصدقین کو فلاح آخرت کے ساتھ فلاح دنیوی بھی عطا ہوتی ہے خواہ حسًا خواہ معنًے جیسا سورہ حجر میں قصہ ابراہیمیہ بعد نبئ عبادی انی انا الغفور کے اسی بنا پر آیا ہے اور پھر تقریر عقوبت کے متعلق قصہ ثالثہ فرعون کا پھر قصہ رابعہ عاد کا پھر قصہ خامسہ ثمود کا پھر قصہ سادسہ قوم نوح علیہ السلام کا مذکور ہے۔

قصہ ابراہیم علیہ السلام مشعرہ مثوبۃ مصدقین و دیگر قصص مخبرہ عقوبت مکذبین

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ ۝ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ۭ قَالَ سَلٰمٌ ۚ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ۝ فَرَاغَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ فَجَاۗءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ ۝ فَقَرَّبَهٗٓ اِلَيْهِمْ قَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ۝ فَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ۭ قَالُوْا لَا تَخَفْ ۭ وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ۝

اللغات راغ مال اوجس اضمر

فَأَقْبَلَتِ امْرَأَتُهُ فِي صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوزٌ عَقِيمٌ ○ قَالُوا كَذَٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ ۖ إِنَّهُ هُوَ الْحَكِيمُ الْعَلِيمُ ○

اتنے میں ان کی بی بی بولتی پکارتی آئیں پھر ماتھے پر ہاتھ مارا اور کہنے لگیں کہ بڑھیا بانجھ فرشتے کہنے لگے کہ تمہارے پروردگار نے ایسا ہی فرمایا ہے کچھ شک نہیں کہ وہ بڑا حکمت والا بڑا علم والا ہے

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ أَيُّهَا الْمُرْسَلُونَ ○ قَالُوا إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلَىٰ قَوْمٍ مُّجْرِمِينَ ○ لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّن طِينٍ ○ مُّسَوَّمَةً عِندَ رَبِّكَ

ابراہیم کہنے لگے اچھا تو تم کو بڑی مہم کیا در پیش ہے اے فرشتو فرشتوں نے کہا کہ ہم ایک مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں تاکہ ہم اُن پر کھنگر کے پتھر برسائیں جن پر آپ کے رب کے پاس خاص نشان بھی ہے

لِلْمُسْرِفِينَ ○ فَأَخْرَجْنَا مَن كَانَ فِيهَا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ○ فَمَا وَجَدْنَا فِيهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ ○ وَتَرَكْنَا فِيهَا آيَةً

حد سے گذر نے والوں کے لیے تو ہم نے جتنے ایماندار تھے سب کو وہاں سے علیحدہ کردیا سو بجز مسلمانوں کے ایک گھر کے اور کوئی گھر ہم نے نہیں پایا اور ہم نے اس واقعہ میں ایسے

لِّلَّذِينَ يَخَافُونَ الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ○ وَفِي مُوسَىٰ إِذْ أَرْسَلْنَاهُ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ○ فَتَوَلَّىٰ بِرُكْنِهِ وَقَالَ

لوگوں کے لیے ایک عبرت رہنے دی جو دردناک عذاب سے ڈرتے ہیں اور موسیٰ کے قصہ میں بھی عبرت ہے جبکہ ہم نے ان کو فرعون کے پاس ایک کھلی ہوئی دلیل دیکر بھیجا سو اس نے مع اپنے ارکان سلطنت کے سرتابی کی اور کہا

سَاحِرٌ أَوْ مَجْنُونٌ ○ فَأَخَذْنَاهُ وَجُنُودَهُ فَنَبَذْنَاهُمْ فِي الْيَمِّ وَهُوَ مُلِيمٌ ○ وَفِي عَادٍ إِذْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيحَ الْعَقِيمَ ○

کہ یہ ساحر یا مجنون سو ہم نے اسکو اور اس کے لشکر کو پکڑ کر دریا میں پھینکدیا اور اس نے کام ہی ملامت کا کیا تھا اور عاد کے قصہ میں بھی عبرت ہے جبکہ ہم نے ان پر نامبارک آندھی بھیجی

مَا تَذَرُ مِن شَيْءٍ أَتَتْ عَلَيْهِ إِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيمِ ○ وَفِي ثَمُودَ إِذْ قِيلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوا حَتَّىٰ حِينٍ ○ فَعَتَوْا عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ

جس چیز پر گذرتی تھی اسکو ایسا کر چھوڑتی تھی جیسے کوئی چیز گل کر ریزہ ریزہ ہو جاتی ہے اور ثمود کے قصہ میں بھی عبرت ہے جبکہ ان سے کہا گیا اور تھوڑے دنوں چین کر لو سو اُن لوگوں نے اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی

فَأَخَذَتْهُمُ الصَّاعِقَةُ وَهُمْ يَنظُرُونَ ○ فَمَا اسْتَطَاعُوا مِن قِيَامٍ وَمَا كَانُوا مُنتَصِرِينَ ○ وَقَوْمَ نُوحٍ مِّن قَبْلُ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ ○

سو انکو عذاب نے آلیا اور وہ دیکھ رہے تھے سو نہ تو کھڑے ہی ہو سکے اور نہ بدلہ لے سکے اور اُن سے پہلے قوم نوح کا یہی حال ہو چکا تھا وہ بڑے نافرمان لوگ تھے

فَأَقْبَلَتِ امْرَأَتُهُ فِي صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوزٌ عَقِيمٌ ﴿۲۹﴾ قَالُوا كَذَٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ ۖ إِنَّهُ هُوَ الْحَكِيمُ الْعَلِيمُ ﴿۳۰﴾ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ أَيُّهَا الْمُرْسَلُونَ ﴿۳۱﴾ قَالُوا إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلَىٰ قَوْمٍ مُّجْرِمِينَ ﴿۳۲﴾ لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّن طِينٍ ﴿۳۳﴾ مُّسَوَّمَةً عِندَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِينَ ﴿۳۴﴾ فَأَخْرَجْنَا مَن كَانَ فِيهَا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۳۵﴾ فَمَا وَجَدْنَا فِيهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿۳۶﴾ وَتَرَكْنَا فِيهَا آيَةً لِّلَّذِينَ يَخَافُونَ الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ﴿۳۷﴾ وَفِي مُوسَىٰ إِذْ أَرْسَلْنَاهُ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ﴿۳۸﴾ فَتَوَلَّىٰ بِرُكْنِهِ وَقَالَ سَاحِرٌ أَوْ مَجْنُونٌ ﴿۳۹﴾ فَأَخَذْنَاهُ وَجُنُودَهُ فَنَبَذْنَاهُمْ فِي الْيَمِّ وَهُوَ مُلِيمٌ ﴿۴۰﴾ وَفِي عَادٍ إِذْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيحَ الْعَقِيمَ ﴿۴۱﴾ مَا تَذَرُ مِن شَيْءٍ أَتَتْ عَلَيْهِ إِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيمِ ﴿۴۲﴾ وَفِي ثَمُودَ إِذْ قِيلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوا حَتَّىٰ حِينٍ ﴿۴۳﴾ فَعَتَوْا عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ فَأَخَذَتْهُمُ الصَّاعِقَةُ وَهُمْ يَنظُرُونَ ﴿۴۴﴾ فَمَا اسْتَطَاعُوا مِن قِيَامٍ وَمَا كَانُوا مُنتَصِرِينَ ﴿۴۵﴾ وَقَوْمَ نُوحٍ مِّن قَبْلُ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ ﴿۴۶﴾

(ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کیا ابراہیم (علیہ السلام) کے معزز مہمانوں کی حکایت آپ تک پہونچی ہے (معزز یا تو اس لیے کہا کہ وہ ملائکہ تھے جنکی شان میں ہے بل عباد مکرمون اور یا اسلیے کہا کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنی عادت کے موافق انکا اکرام کیا تھا اور مہمان کہنا بنا بر ظاہری حالت کے ہے کہ بشکل انسان آئے تھے۔ اور یہ قصہ اُسوقت ہوا تھا) جبکہ وہ (مہمان) اُن کے پاس آئے پھر انکو سلام کیا ابراہیم (علیہ السلام) نے بھی (جواب میں) کہا سلام (اور کہنے لگے کہ) انجان لوگ (معلوم ہوتے) ہیں (ظاہر تو یہی ہے کہ دل میں فرمایا قرینہ اسکا یہ ہے کہ آگے جواب فرشتوں کا مذکور نہیں اور احتمال بعید یہ بھی ہے کہ بطور پوچھنے کے اُن ہی سے

اللغات صرة صيحة من الصر ﴿صكت وجهها﴾ قال مجاهد ضربت جبهتها مين اے تعجبًا وهو السجيل وفي تقييده دفع توهم كونها بردا فان بعض الناس يسمى البرد حجارة تركنا ابقينا بالبقاء منكر۔ قوله بركنه كما في قوله تعالى او اوى الى ركن شديد اى بحشو مليم آت بما يلام عليه من الكفر والطغيان وهو الكلى المشكك يختلف باعتبار من وصف به فليم يونس عليه السلام في قصة ذى النون العقيم لا منفعة فيه الرميم الشي البالي من عظم او نبات

اوغير ذلك الصاعقة كل عذاب مهلك كذا في المدارك والخازن

النحو قوله تركنا فيها اى في الواقعة المذكورة في المقام۔ قوله وفي موسى عطف على فيها اى تركنا وجعلنا في قصة موسى آية۔ قوله وقوم نوح عطف على محل وفي عاد لقرينة قراءة جر قوم او معمول لمقدر اى اهلكنا

البلاغة نبذ نهم طرحناهم غير معتدين به۔

کہدیا ہو کہ آپ لوگون کو پہچانا نہین اور اُنہون نے جواب نہ دیا ہو اور ابراہیم علیہ السلام نے جواب کا انتظار نہ کیا ہو غرض یہ سلام و کلام ہو کر) پھر اپنے گھر کی طرف چلے اور ایک فربہ بچھڑا (تلا ہوا لقولہ تعالیٰ بعجل حنیذ) لائے اور اُسکو ان کے پاس (یعنی سامنے) لاکر رکھا (چونکہ وہ فرشتے تھے کیون کھاتے اسوقت ابراہیم علیہ السلام کو شبہہ ہوا اور) کہنے لگے کہ آپ لوگ کھاتے کیون نہین (جب پھر بھی نہ کھایا) تو اُن سے دل مین خوف زدہ ہوئے (کہ یہ لوگ کہین مخالفین اور اعداء مین سے نہ ہون و مر فی سورۃ ہود) اُنہون نے کہا کہ تم ڈرو مت (ہم آدمی نہین ہین فرشتے ہین) اور (یہ کہکر) انکو ایک فرزند کی بشارت دی جو بڑا عالم (یعنی نبی) ہوگا (کیونکہ مخلوق مین سب سے زیادہ علم انبیا کو ہوتا ہے اور مراد اس سے اسحٰق علیہ السلام ہین۔ یہ گفتگو اُن سے ہو ہی رہی تھی) اتنے مین انکی بی بی (حضرت سارہ جو کہین کھڑی سن رہی تھین لقولہ تعالیٰ وامرأتہ قائمۃ اولاد کی خبر سنکر) بولتی پکارتی آئین پھر (جب فرشتون نے انکو بھی یہی خبر سنائی لقولہ تعالیٰ فبشرناہا باسحٰق تو تعجب سے) ماتھے پر ہاتھ مارا اور کہنے لگین کہ (اول تو) بڑھیا (پھر) بانجھ (اسوقت بچہ پیدا ہونا بھی عجیب بات ہی) فرشتے کہنے لگے کہ (تعجب مت کرو لقولہ تعالیٰ اتعجبین) تمھارے پروردگار نے ایسا ہی فرمایا ہی (اور اسمین کچھ شک نہین کہ وہ بڑا حکمت والا بڑا جاننے والا ہے (یعنی گو فی نفسہ یہ بات تعجب کی ہے مگر تم کہ خاندان نبوت مین رہتی ہو اور علم و فہم سے مشرف ہو یہ معلوم کر کے کہ خدا کا ارشاد ہے اور اُسکا علم و حکمت بمعنی اتقان صنعت کہ اسمین قدرت بھی آگئی مسلم ہی ہے تعجب نہ رہنا چاہیے اور ہر چند کہ اُن کے فرشتہ ہونے ہی سے یہ بات معلوم تھی کہ خدا کی طرف سے کہر رہے ہین مگر نکتہ تنبیہ کے لیے عالم کو بمنزلہ غیر عالم کے ٹھہرا کر پھر کہا کذلک قال ربک اور) ابراہیم (علیہ السلام کو فراستہ نبوت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ علاوہ بشارت کے انکے آنے سے اور بھی کچھ مقصود ہے تو اُن سے) کہنے لگے (کہ) اچھا تو (یہ بتلاؤ کہ) تمکو بڑی مہم کیا درپیش ہے اے فرشتو فرشتون نے کہا کہ ہم ایک مجرم قوم (یعنی قوم لوط) کی طرف بھیجے گئے ہین تاکہ ہم اُن پر کھنگر کے پتھر برسائین جنپر آپ کے رب کے پاس (یعنی عالم غیب مین) خاص نشان بھی ہی (جسکا بیان سورہ ہود مین ہوا ہے اور یہ) حد سے گذرنے والون کے لیے (ہین آگے حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جب اُن بستیون پر عذاب کا وقت قریب آیا) تو ہمنے جتنے ایماندار تھے سب کو وہان سے علیحدہ کر دیا سو بجز مسلمانون کے ایک گھر کے اور کوئی گھر (مسلمانون کا) ہم نے نہین پایا (یہ کنایہ ہی کہ وہان تھا ہی نہین کیونکہ وجود کو وجدان بمعنے علم الٰہی لازم ہی اور انتفاء لازم دلیل ہے انتفاء ملزوم کی) اور ہم نے اس واقعہ مین (ہمیشہ کے واسطے) ایسے لوگون کے لیے ایک عبرت رہنے دی جو دردناک عذاب سے ڈرتے ہین اور (آگے موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا قصہ سنو کہ) موسیٰ (علیہ السلام) کے قصہ مین بھی عبرت ہی جبکہ ہم نے اُنکو فرعون کے پاس ایک کھلی ہوئی دلیل (یعنی معجزہ) دیکر بھیجا سو اُسنے مع اپنے ارکان سلطنت کے سرتابی کی اور کہنے لگا کہ یہ ساحر یا مجنون ہین سو ہم نے اُسکو اور اُس کے لشکر کو پکڑ کر دریا مین پھینکدیا (یعنی غرق کر دیا) اور اُسنے کام ہی ملامت (یعنی نکوہش) کا کیا تھا اور (آگے عاد کا قصہ سنو کہ) عاد کے قصہ مین بھی عبرت ہے جبکہ ہم نے اُن پر نامبارک آندھی بھیجی جس چیز پر گذرتی تھی (یعنی اُن اشیا مین سے کہ جن کے اہلاک کا حکم تھا جسپر گذرتی تھی) اسکو ایسا کر چھوڑتی تھی جیسے کوئی چیز گل کر ریزہ ریزہ ہو جاتی ہے اور (آگے ثمود کا قصہ سنو) ثمود کے قصہ مین بھی عبرت ہے جبکہ ان سے کہا گیا (یعنی صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ) اور تھوڑے دنون چین کر لو (یعنی کفر سے باز نہین آؤگے تو بعد چند سے ہلاک ہو گے) سو (اس ڈرانے پر بھی) اُن لوگون نے اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی سو اُنکو عذاب نے آلیا اور وہ (اُس عذاب کے آثار کو) دیکھ رہے تھے (یعنی مجاہرۃً و معاینۃً آیا) سو نہ تو کھڑے ہی ہو سکے (بلکہ اوندھے مونہ گر کر مر گئے لقولہ تعالیٰ جاثمین) اور نہ (ہم سے) بدلہ لے سکے اور اُن سے پہلے قوم نوح کا یہی حال ہو چکا تھا (یعنی اس سبب سے کہ وہ بڑے نافرمان لوگ تھے (اُنکو بھی ہلاک کیا تھا) **ف** قصہ ابراہیم علیہ السلام کے متعلق بعض مضامین سورہ ہود مین گذرے ہین اور سورۂ ہود مین فرشتون کا یہ کہنا کہ ہم قوم لوط علیہ السلام کی طرف آئے ہین قبل مکالمہ حضرت سارہ کے مذکور ہے اور یہان بعد مکالمہ مذکورہ کے مذکور ہے سو ظاہر یہ ہے کہ یہ قبل مکالمہ سارہ کے واقع ہوا ہے اور یہان چونکہ کوئی حرف ترتیب کا نہین ہی اس لیے ترتیب ذکری کو ترتیب وقوعی کی دلیل نہ کہا جاویگا اب کچھ تعارض نہ رہا اور قصہ ثمود مین جو یہان تمتعوا آیا ہے یہ وہ تمتع نہین ہے جسکو دوسری آیت مین ثلثۃ ایام سے مقید کیا ہے کیونکہ اس کے بعد فعتوا پر کلمہ فا آیا ہے حالانکہ عتو انکا اُس تمتع سے یقیناً مقدم تھا۔ یہان جو مقصود ہے وہ تقریر ترجمہ سے ظاہر ہے۔

ربط اوپر آغاز سورت مین معاد کی تحقیق مع جزاء مصدقین و مکذبین کے ارشاد فرمائی تھی اور متعلق تکذیب کی مناسبت سے امم سابقہ کا ذکر کیا تھا آگے توحید و رسالت کی تحقیق ہے اور رسالت کے ساتھ تسلیہ کا مضمون ہے۔

تحقیق توحید و رسالت مع تسلیہ

وَالسَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْىدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ ۝ وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ ۝ وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ

اور ہم نے آسمان کو قدرت سے بنایا اور ہم وسیع القدرت ہین اور ہم نے زمین کو فرش بنایا سو ہم اچھے بچھانے والے ہین اور ہم نے ہر چیز کو دو دو قسم کا بنایا تاکہ تم

تَذَكَّرُوْنَ ۝ فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۭ اِنِّىْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ ۭ اِنِّىْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝

سمجھو تو تم اللہ ہی کی طرف دوڑو مین تمہارے واسطے اسکی طرف سے کھلا ڈرانیوالا ہون اور خدا کے ساتھ کوئی اور معبود مت قرار دو مین تمہارے واسطے اللہ کی طرف سے کھلا ڈرانیوالا ہون

كَذٰلِكَ مَآ اَتَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ۝ اَتَوَاصَوْا بِهٖ ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ۝

اسیطرح جو لوگ ان سے پہلے ہو گذرے ہین اُن کے پاس کوئی پیغمبر ایسا نہین آیا جسکو انہون نے ساحر یا مجنون نہ کہا ہو کیا اس بات کی ایک دوسرے کو وصیت کرتے چلے آئے تھے بلکہ یہ سب کے سب سرکش لوگ ہین

فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَآ اَنْتَ بِمَلُوْمٍ ۝ وَّذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

سو آپ انکی طرف التفات نہ کیجیے کیونکہ آپ پر کسیطرح کا الزام نہین اور سمجھاتے رہیے کیونکہ سمجھانا ایمان والون کو نفع دیگا۔

وَالسَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْىدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ ۝ وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ ۝ وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۭ اِنِّىْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ ۭ اِنِّىْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ كَذٰلِكَ مَآ اَتَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ۝ اَتَوَاصَوْا بِهٖ ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ۝ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَآ اَنْتَ بِمَلُوْمٍ ۝ وَّذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اور ہم نے آسمان کو (اپنی) قدرت سے بنایا اور ہم وسیع القدرت ہین اور ہم نے زمین کو فرش (کے طور پر) بنایا سو ہم (کیسے) اچھے بچھانے والے ہین (یعنی اسمین کیسے کیسے منافع رکھے ہین) اور ہم نے ہر چیز کو دو دو قسم کا بنایا (اس قسم سے مراد متقابل ہے سو ظاہر ہے کہ ہر شے مین کوئی نہ کوئی صفت ذاتیہ یا عرضیہ ایسی معتبر ہوتی ہے جس سے دوسری چیز جسمین اس صفت کی نقیض یا ضد ملحوظ ہو اُس کے مقابل شمار کیجاتی ہے جیسے آسمان و زمین۔ جوہر و عرض۔ گرمی سردی۔ شیرین تلخ چھوٹی بڑی خوشنما بدنما۔ سفیدی سیاہی روشنی۔ تاریکی وعلی ہذا) تاکہ تم (ان مصنوعات سے توحید کو) سمجھو (اور اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ان سے فرما دیجیے کہ جب یہ مصنوعات وحدۃ صانع پر دلالت کر رہے ہین) تو تم (کو چاہیے کہ ان سے استدلال کر کے) اللہ ہی کی (توحید کی) طرف دوڑو (اور اول تو بوجہ دلائل مذکورہ کے خود عقل ہی اعتقاد توحید کو ضروری بتلا رہی ہے پھر اوپر سے) مین (بھی) تمہارے (سمجھانے کے) واسطے اللہ کی طرف سے کھلا ڈرانیوالا (ہو کر آیا) ہون (کہ منکر توحید کو عذاب ہوگا پس خوف لحوق ضرر کے اعتبار سے اعتقاد توحید اور بھی ضروری ہوگیا) اور (پھر اسکو زیادہ توضیح سے کہتا ہون کہ) خدا کے ساتھ کوئی اور معبود مت قرار دو (اسمین زیادہ توضیح اس لیے ہوئی کہ ففروا الی اللہ جو کہ امر بالتوحید ہے مستلزم ہے نہی عن الشرک کو اور لا تجعلوا عین نہی عن الشرک ہے اور عین کی دلالت کا بہ نسبت ملزوم کے اوضح ہونا ظاہر ہے آگے تغییر عنوان مضمون توحید کی وجہ سے انذار کی پھر تاکید ہوکر) مین تمہارے (سمجھانے کے) واسطے اللہ کی طرف سے کھلا ڈرانیوالا (ہو کر آیا) ہون (آگے حق تعالی کا ارشاد ہے کہ آپ واقع مین بلا شبہہ نذیر مبین ہین جیسا ابھی مذکور ہوا لیکن یہ آپ کے مخالفین ایسے جاہل ہین کہ نعوذ باللہ آپ کو کبھی ساحر کبھی مجنون تبلاتے ہین سو آپ صبر کیجیے کیونکہ جسطرح یہ آپکو کہہ رہے ہین) اسیطرح جو (کافر) لوگ ان سے پہلے ہو گذرے ہین اُن کے پاس کوئی پیغمبر ایسا نہین آیا جسکو انہون نے (یعنی کل نے یا بعض نے) ساحر یا مجنون نہ کہا ہو (آگے کفار کے اس قول ساحر او مجنون پر متفق ہونے سے تعجب دلاتے ہین کہ) کیا اس بات کی ایک دوسرے کو وصیت کرتے چلے آئے تھے (یعنی یہ اجماع تو ایسا ہوگیا جیسے ایک دوسرے کو کہتے چلے آئے ہون کہ دیکھو جو رسول آوے تم بھی یہی کہنا آگے اس سے اضراب فرماتے ہین کہ توصی واقع نہ ہوئی تھی کیونکہ بعضے تو بعض کے ملے بھی نہین) بلکہ (وجہ اس اجماع کی یہ ہوئی کہ) یہ سب کے سب سرکش لوگ ہین (یعنی سبب اس قول کا طغیان ہے چونکہ وہ مشترک ہے اسلیے قول بھی مشترک کہا سو جب پہلے لوگ بھی ایسے گذرے ہین اور سبب اسکا معلوم ہوگیا کہ ان ہی کا طغیان ہے تو) آپ ان کی طرف التفات نہ کیجیے (یعنی ان کی تکذیب کی پروا اور غم نہ کیجیے) کیونکہ آپ پر کسیطرح کا الزام نہین (کقولہ تعالی ولا تسئل عن اصحاب الجحیم) اور (اطمینان کے ساتھ اپنے منصبی کام مین لگے رہیے یعنی فقط) سمجھاتے رہیے کیونکہ سمجھانا (جنکی قسمت مین ایمان نہین اُن پر تو اتمام حجت ہوگا اور جنکی قسمت مین ایمان ہے ان) ایمان (لانے) والون کو بھی

اللغات لا ید القوۃ

النحو قولہ عزو ایقدر قبلہ قل کما اشرت قولہ کذٰلک ای یقدر قبلہ کما کذبک قومک وقالوا ساحر او مجنون کما فی الخازن واشرت الیہ ایضا

البلاغۃ قولہ او مجنون او من الحکایۃ ای الا قالوا ساحر او قالوا مجنون وہی لمنع الخلو ولیست من المحکی لیکون مقول کل مجموع ساحر او مجنون ۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ○ مَا أُرِيدُ مِنْهُمْ مِنْ رِزْقٍ وَمَا أُرِيدُ أَنْ يُطْعِمُونِ ○ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ

اور میں نے جن اور انسان کو اسی واسطے پیدا کیا ہے کہ میری عبادت کیا کریں میں ان سے رزق رسانی کی درخواست نہیں کرتا اور نہ یہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ مجھکو کھلایا کریں اللہ خود ہی سب کو رزق پہونچانے والا ہے

الْمَتِينُ ○ فَإِنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا ذَنُوبًا مِثْلَ ذَنُوبِ أَصْحَابِهِمْ فَلَا يَسْتَعْجِلُونِ ○ فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ يَوْمِهِمُ الَّذِي يُوعَدُونَ ○

قوت والا نہایت قوت والا ہے تو ان ظالموں کی بھی باری ہے جیسے ان کے ہم مشربوں کی باری تھی سو مجھ سے جلدی طلب نہ کریں غرض ان کافروں کے لیے اس دن کے آنے سے بڑی خرابی ہوگی جسکا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے

رکوع ۳

اور جو پہلے سے مؤمن ہیں انکو بھی) نفع دیگا (بہرحال تذکیر میں عام فوائد اور حکمتیں سب کے اعتبار سے ہیں اسکو کیے جائیے اور کسی کے ایمان نہ لانیکا غم نہ کیجیے **ف** آیت کذٰلک ما اتی الذین من قبلہم الخ کے ظاہر ترجمہ پر دو اشکال ہیں۔ ایک یہ کہ بعض انبیاء و رسل کی کسی نے تکذیب نہیں کی جیسے آدم علیہ السلام یا جو رسل محض تقریر شرائع سابقہ کے لیے آئے تھے جیسے یوشع علیہ السلام کہ جن بنی اسرائیل کے لیے وہ مقرر کیے گئے وہ پہلے سے مؤمن تھے اور مؤمن رہے۔ دوسرا اشکال یہ کہ جن رسل کی تکذیب لوگوں نے کی ہے بعض نے اُن کی تصدیق بھی کی ہے پھر قالوا میں سب کی طرف نسبت کیسے کی گئی جواب دونوں اشکالوں کا اختصر کی تقریر ترجمہ سے ظاہر ہوگیا کہ الذین میں کافر کی قید لگا دی گئی اور قالوا میں کل یا بعض کی۔ تامل کرنے سے اندفاع ظاہر ہو جاویگا اور اس آیت میں قالوا کے ترجمہ میں جو کل اور بعض کی تعمیم کی ہے وجہ اُسکی یہ ہے کہ حسب حدیث بخاری یرا النبی لیس معہ احد الخ بعض انبیاء پر ایک شخص بھی ایمان نہیں لایا بلکہ کل نے تکذیب کی ربط اور معظم سورت میں اصول ثلثہ یعنی اعتقاد بعث و توحید و رسالت کا اور آیت ان المتقین الیٰ والمحروم میں بعض فروع کا بیان تھا اور یہ سب عبادات ہیں اعتقادیہ و عملیہ یا علمیہ و فرعیہ آگے خاتمہ میں بعنوان جامع عبادت کا مطلوب ہونا اور ترغیب و ترہیب سے اُسکی مطلوبیت کی تاکید فرماتے ہیں پھر جو عبادت فرض ہے اُسکا تاکد تو ظاہر ہے اور جو تطوع ہے اُسکا تاکد باعتبار اعتقاد کے ہے یعنی اسکی مشروعیت کی تصدیق واجب ہے۔

مطلوبیت عبادت و تاکید آن بہ ترغیب و ترہیب

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴿۵۶﴾ مَا أُرِيدُ مِنْهُمْ مِنْ رِزْقٍ وَمَا أُرِيدُ أَنْ يُطْعِمُونِ ﴿۵۷﴾ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ ﴿۵۸﴾ فَإِنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا ذَنُوبًا مِثْلَ ذَنُوبِ أَصْحَابِهِمْ فَلَا يَسْتَعْجِلُونِ ﴿۵۹﴾ فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ يَوْمِهِمُ الَّذِي يُوعَدُونَ ﴿۶۰﴾ اور میں نے جن اور انسان کو (در اصل) اسی واسطے پیدا کیا ہے کہ میری عبادت کیا کریں (اور تبعاً و تکمیلاً للعبادۃ خلقت جن و انس پر دوسرے منافع کا مرتب ہونا اس کے منافی نہیں اور اسیطرح بعض جن و انس سے عبادت کا صادر نہ ہونا بھی اس مضمون کے منافی نہیں کیونکہ حاصل اس لیعبدون کا ارادہ تشریعیہ ہے نہ کہ ارادہ تکوینیہ اور تخصیص جن و انس کی اس لیے کہ عبادت سے مراد عبادت بالاختیار والابتلاء ہے اور ملائکہ میں ابتلاء نہیں اور دوسری مخلوقات میں اختیار نہیں۔ حاصل ارشاد کا یہ ہے کہ مجھکو مطلوب شرعی ان سے عبادت ہے باقی) میں اُن سے (مخلوق کی) رزق رسانی کی درخواست نہیں کرتا اور نہ یہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ مجھکو کھلایا کریں اللہ خود ہی سب کو رزق پہونچانے والا ہے (تو ہم کو اسکی ضرورت ہی کیا تھی کہ ہم مخلوقات کی روزی رسانی ان کے متعلق کرتے اور وہ) قوت والا نہایت قوت والا ہے (کہ اسمیں عجز و ضعف اور کسی قسم کی احتیاج کا عقلی احتمال بھی نہیں تو درخواست اطعام خود کا امکان ہی منفی ہے حاصل یہ کہ جب اس عبادت کے مشروع کرنے سے ہماری کوئی غرض نہیں نہ بواسطہ جیسے ترزیق خلق خود نہ بلاواسطہ جیسے اطعام خود بلکہ صرف بندوں ہی کا نفع ہے تو انکو اسمیں پس و پیش نہ چاہیے۔ یہ ترغیب ہوگئی آگے ترہیب ہے کہ جب عبادت کا کہ اعظم و اہم اسکا ایمان ہے وجوب ثابت ہوگیا تو اگر یہ لوگ اب بھی شرک و کفر پر مصر رہیں گے) تو (سن رکھیں کہ) ان ظالموں کی (سزا کی) بھی باری (علم الٰہی میں مقرر) ہے جیسے ان کے (گذشتہ) ہم مشربوں کی باری (مقرر) تھی (یعنی وقت مقرر پر ان پر بھی عقوبت آنے والی ہے خواہ دنیا میں بھی یا صرف آخرت میں) سو مجھ سے (عذاب) جلدی طلب نہ کریں (جیسا اُن کی عادت ہے کہ وعید میں سنکر تکذیب کے طور پر استعجال کرنے لگتے ہیں) غرض (جب وہ باری کے دن آویں گے جنمیں سب سے اشد یوم موعود یعنی قیامت ہے تو) ان کافروں کے لیے اس دن کے آنے سے بڑی خرابی ہوگی جسکا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے (چنانچہ خود سورت بھی اسی وعدہ سے شروع ہوئی ہے انما توعدون لصادق وان الدین لواقع اور اس سے سورت کے آغاز و انجام کا حسن ظاہر ہے) **ف** ما ارید منہم من رزق پر اگر یہ شبہ ہو کہ اہل و عیال کو رزق پہونچانا تو واجب کیا گیا ہے پھر نفی ارادہ کے کیا معنے اُس کا دفع یہ ہے

اللغات المتین شدید القوۃ قولہ ذنوبا نصیبا من العذاب واصلہ الدلو العظیمۃ الممتلئۃ ماء او القریبۃ من الامتلاء ولا یقال لہا ذنوب وہی فارغۃ وہی تذکر وتؤنث وجمعہا اذنبۃ وذنائب فاستعیر للنصیب مطلقا شرا کان کالنصیب من العذاب او خیرا کالعطاء۔ وفی الکشاف ہذا تمثیل اصلہ فی السقاۃ یقتسمون الماء فیکون لہذا ذنوب ولہذا ذنوب کذا فی الروح

البلاغۃ قولہ ان اللہ التفت الی الغیبۃ مع التعبیر بالاسم الجلیل لتحریر الآیۃ مخرج المثل وللایذان باعتناء الحکم باسنادہ الی الجلیل۔

سُوْرَةُ الطُّوْرِ مَكِّيَّةٌ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | وَهِيَ تِسْعٌ وَّاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

وَالطُّوْرِ ۝ وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ۝ فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ۝ وَّالْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ ۝ وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ ۝ وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ ۝ اِنَّ عَذَابَ

قسم ہے طور کی اور اس کتاب کی جو کھلے ہوئے کاغذ میں لکھی ہو اور بیت المعمور کی اور اونچی چھت کی اور دریائے شور کی جو بھرا ہے کہ بیشک آپ کے

رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ۝ مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ ۝ يَّوْمَ تَمُوْرُ السَّمَاۗءُ مَوْرًا ۝ وَّتَسِيْرُ الْجِبَالُ سَيْرًا ۝ فَوَيْلٌ يَّوْمَىِٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝

رب کا عذاب ضرور ہو کر رہیگا کوئی اسکو ٹال نہیں سکتا جس روز آسمان تھرتھرانے لگے گا اور پہاڑ ہٹ جاوینگے تو جو لوگ جھٹلانے والے ہیں جو مشغلہ میں بیہودگی کے ساتھ لگ

الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ خَوْضٍ يَّلْعَبُوْنَ ۝ يَوْمَ يُدَعُّوْنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ۝ هٰذِهِ النَّارُ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝ اَفَسِحْرٌ

رہے ہیں انکی اس روز بڑی کمبختی آوے گی جس روز کہ انکو آتش دوزخ کی طرف دھکے دے دے کر لاوینگے یہ وہی دوزخ ہے جسکو تم جھٹلایا کرتے تھے تو کیا یہ سحر ہے

هٰذَاۗ اَمْ اَنْتُمْ لَا تُبْصِرُوْنَ ۝ اِصْلَوْهَا فَاصْبِرُوْۤا اَوْ لَا تَصْبِرُوْا ۚ سَوَاۗءٌ عَلَيْكُمْ ۭ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ اِنَّ

یا یہ کہ تم کو نظر نہیں آتا اسمیں داخل ہو پھر خواہ سہار کرنا یا سہار کرنا تمہارے حق میں دونوں برابر ہیں جیسا تم کرتے تھے ویسا ہی بدلہ تمکو دیا جاویگا

الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَعِيْمٍ ۝ فٰكِهِيْنَ بِمَاۤ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ۚ وَوَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۝ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا

متقی لوگ بلا شبہ باغوں اور سامان عیش میں ہونگے انکو جو چیزیں ان کے پروردگار نے دی ہونگی اس سے خوش دل ہونگے اور انکا پروردگار انکو عذاب دوزخ سے محفوظ رکھیگا خوب کھاؤ اور پیو مزے کے ساتھ

هَنِيْۤـًٔۢا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

اپنے عملوں کے بدلہ میں

لہ وہ انفاق ہے تزئین نہیں یعنی اسکا نفع عائد الی اللہ نہیں یعنی نعوذ باللہ اس سے خدا کو سہارا نہیں لگتا کہ اس نے اپنے ذمہ جو مخلوق کو رزق پہونچانا رکھا ہے اس انفاق سے کچھ مدد ملکی ہو سکے دستی ہوگئی ہو ما ارید منہم من رزق میں اسی عود نفع الی اللہ کی نفی ہے بلکہ اسکا نفع خود منفق کی طرف عائد ہے کہ اجر ملتا ہے اور رازق پھر بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے کیونکہ اگر اکتساب پر حصول رزق نہ ہو تو کیا کر سکتا ہے یا حصول کے بعد اگر ایصال پر قادر نہ ہو تو کیا ایصال ہے یا بیصال ہے۔ بعد غذا کا حلق سے اترنا پھر اس سے تغذی ہونا کہ اصل ترزیق ہے یہ کسی کی قدرت میں نہیں ہے پس حقیقۃً بندہ کسی طرح رازق نہیں ہے واللہ اعلم۔ اور ما ارید منہم من رزق کے ایک معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ ہم ان سے ایسا رزق کمانا نہیں چاہتے جو مانع عبادت ہو جیسا سورہ طٰہٰ کے اخیر میں لا نسألک رزقا کی بندہ نے یہی تفسیر کی ہے تو اب کوئی شبہ ہی متوجہ نہیں ہوتا۔ الحمد للہ کہ سورۂ والذاریات کی تفسیر ختم ہوئی آگے انشاء اللہ تعالیٰ سورہ والطور کی تفسیر آتی ہے وللہ الحمد۔

سورة الطور مكية وايها ثمان او تسع وّاربعون كذا في البيضاوى

ربط سورت سابقہ یوم موعود کی وعید پر ختم ہوئی ہے اور سورت یوم موعود کی وعید سے شروع ہوئی ہے پھر وعید کے بعد حسب عادۃ قرآنیہ مومنین کے لیے وعدہ مذکور ہے

خبر معاد و وعید اہل عناد و وعدہ اہل انقیاد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَالطُّوْرِ ۝۱ وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ۝۲ فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ۝۳ وَّالْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ ۝۴ وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ ۝۵ وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ ۝۶ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ۝۷ مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ ۝۸ يَّوْمَ تَمُوْرُ السَّمَاۗءُ مَوْرًا ۝۹ وَّتَسِيْرُ الْجِبَالُ سَيْرًا ۝۱۰ فَوَيْلٌ يَّوْمَىِٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝۱۱ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ خَوْضٍ يَّلْعَبُوْنَ ۝۱۲ يَوْمَ يُدَعُّوْنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ۝۱۳ هٰذِهِ النَّارُ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝۱۴ اَفَسِحْرٌ هٰذَاۗ اَمْ اَنْتُمْ لَا تُبْصِرُوْنَ ۝۱۵ اِصْلَوْهَا فَاصْبِرُوْۤا اَوْ لَا تَصْبِرُوْا ۚ سَوَاۗءٌ عَلَيْكُمْ ۭ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۱۶ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَعِيْمٍ ۝۱۷ فٰكِهِيْنَ بِمَاۤ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ۚ وَوَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۝۱۸ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْۤـًٔۢا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۱۹

اللغات قوله رق هو الجلد الرقيق ويراد به مطلق ما يكتب فيه ... **النحو** ... **البلاغة** ذكر كتب مسطور بصيغة التنكير ... الحروف المكتوبة ... قوله ان عذاب ربك لواقع في الروح اى الكائن على شدة

كانه مبنى في مكان مرتفع فيقع على من يحل به من الكفار ... مع اضافة الرب الى ضميره عليه الصلوة والسلام ... واشارة الى ان العذاب ... قوله مورا وسيرا في الروح للايذان

مُتَّكِـِٔيْنَ عَلٰى سُرُرٍ مَّصْفُوْفَةٍ ۚ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ

تکیہ لگائے ہوئے تختوں پر جو برابر برابر بچھائے ہوئے ہیں اور ہم انکا گوری گوری بڑی بڑی آنکھوں والیوں سے بیاہ کر دینگے۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور انکی اولاد نے بھی ایمان میں انکا ساتھ دیا ہم انکی اولاد کو بھی ان کے ساتھ ملا

وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ كُلُّ امْرِئٍۢ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ ۝ وَاَمْدَدْنٰهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَّلَحْمٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ۝ يَتَنَازَعُوْنَ

کردیں گے اور ہم ان کے عمل میں سے کوئی چیز کم نہیں کریں گے ہر شخص اپنے اعمال میں محبوس رہیگا　اور ہم انکو میوے اور گوشت جس قسم کا انکو مرغوب ہو روز افزوں دیتے رہیں گے　وہاں آپس میں

فِيْهَا كَاْسًا لَّا لَغْوٌ فِيْهَا وَلَا تَاْثِيْمٌ ۝ وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَاَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ ۝ وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَاۗءَلُوْنَ ۝

جام شراب میں چھینا جھپٹی بھی کریں گے اس میں نہ تو بک بک لگیگی اور نہ اور کوئی بیہودہ بات ہوگی اور ان کے پاس ایسے لڑکے آویں جاویں گے جو خاص انہی کے لیے ہوں گے گویا وہ حفاظت سے رکھے ہوئے موتی ہیں اور وہ

قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِيْٓ اَهْلِنَا مُشْفِقِيْنَ ۝ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقٰىنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ ۝ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوْهُ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ ۝

یہ بھی کہیں گے کہ ہم تو اس سے پہلے اپنے گھر بہت ڈرا کرتے تھے۔ سو خدا نے ہم پر بڑا احسان کیا اور ہم کو عذاب دوزخ سے بچا لیا　ہم اس سے پہلے اس سے دعائیں مانگا کرتے تھے واقعی وہ بڑا محسن مہربان ہے۔

مُتَّكِـِٔيْنَ عَلٰى سُرُرٍ مَّصْفُوْفَةٍ ۚ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ۝۲۰ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ كُلُّ امْرِئٍۢ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ ۝۲۱ وَاَمْدَدْنٰهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَّلَحْمٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ۝۲۲ يَتَنَازَعُوْنَ فِيْهَا كَاْسًا لَّا لَغْوٌ فِيْهَا وَلَا تَاْثِيْمٌ ۝۲۳ وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَاَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ ۝۲۴ وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَاۗءَلُوْنَ ۝۲۵ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِيْٓ اَهْلِنَا مُشْفِقِيْنَ ۝۲۶ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقٰىنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ ۝۲۷ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوْهُ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ ۝۲۸ قسم ہے طور (پہاڑ) کی اور اس کتاب کی جو کھلے ہوئے کاغذ میں لکھی ہو (مراد اس سے نامۂ اعمال ہے جسکی نسبت دوسری آیت میں آیا ہے کتابا یلقاہ منشورا اور جس چیز میں وہ لکھا ہوا ہے اسکو تشبیہا کاغذ کہدیا) اور (قسم ہے) بیت المعمور کی (کہ ساتویں آسمان میں عبادت خانہ ہے فرشتوں کا کما فی الدر مرفوعا) اور (قسم ہے) اونچی چھت کی (مراد آسمان ہے قال تعالیٰ وجعلنا السماء سقفا محفوظا وقال تعالیٰ اللہ الذی رفع السموات) اور (قسم ہے) دریائے شور کی جو (پانی سے) پُر ہے (آگے جواب قسم ہے) کہ بیشک آپ کے رب کا عذاب ضرور ہو کر رہیگا کوئی اسکو ٹال نہیں سکتا (اور یہ اس روز واقع ہوگا) جس روز آسمان تھر تھرانے لگیگا اور پہاڑ (اپنی جگہ سے) ہٹ جاویں گے (مراد قیامت کا دن ہے اور تھرانا یا تو باعتبار معنے متبادر کے ہو یا مراد اس سے انشقاق ہو جو دوسری آیت میں مذکور ہے فاذا انشقت السماء جیسا روح المعانی میں ابن عباس رض سے نقل کیا ہے اور یہاں پہاڑوں کا ہٹنا مذکور ہے اور دوسری آیتوں میں ریزہ ریزہ ہونا پھر اڑ جانا مذکور ہے قولہ ینسفہا ربی نسفا وقولہ بست الجبال بسا فکانت ھباء۔ اور ان قسموں میں تقریب ہے مطلوب کی اس طور پر کہ قیامت کے وقوع کی اصل وجہ مجازاۃ ہے اور مجازاۃ میں اصل ہیں احکام شرعیہ پس طور کی قسم کھانے میں اشارہ ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ صاحب کلام و احکام ہے پھر ان احکام کی مخالفت یا موافقت مبنی ہے مجازاۃ کا نامۂ اعمال کی قسم کھانے میں اشارہ ہو گیا اس مخالفت یا موافقت کے محفوظ و منضبط ہونے کی طرف پھر مجازاۃ اس پر بھی موقوف ہے کہ عبادت و اطاعت احکام ضروری ہو بیت المعمور کی قسم میں اشارہ ہو گیا کہ عبادت ایسا امر ضروری ہے کہ فرشتوں کو بھی باوجود اس کے کہ ان کے لیے مجازاۃ نہیں اس سے نہیں چھوڑا گیا پھر نتیجہ مجازاۃ دو چیزیں ہیں جنت اور دوزخ سقف کی قسم میں اشارہ ہو گیا کہ جنت ایسی ہی رفعت کا مکان ہے جیسے آسمان اور بحر مسجور کی قسم میں اشارہ ہو گیا کہ دوزخ بھی ایسی ہی خوفناک چیز ہے جیسے سمندر یہ وجہ تخصیص اقسام کی ہو سکتی ہے اور نفس قسم کی توجیہ سورہ حجر آیت لعمرک کے ذیل میں اور غایت و غرض قسم کی شرح سورہ صافات میں گذر چکی ہے۔ آگے اس یوم کے بعض واقعات ارشاد فرماتے ہیں کہ جب ثابت ہوا کہ مستحقین عذاب کے لیے عذاب ضرور واقع ہوگا) تو جو لوگ (قیامت کے اور دیگر امور حقہ توحید و رسالت کے) جھٹلانے والے ہیں (اور) جو (تکذیب کے) مشغلہ میں بیہودگی کی ساتھ لگ رہے ہیں (جس سے وہ مستحق عذاب ہو گئے ہیں) انکی اس روز بڑی کمبختی آویگی جس روز کہ انکو آتش دوزخ کی طرف دھکے دے دے کر لاویں گے (کیونکہ خوشی سے ایسی جگہ کون آتا ہے پھر جب ان کے ڈالنے کا وقت ہوگا تو اس حالت سے کر کے ڈالدیے جاویں گے فیوخذ بالنواصی والاقدام۔ اور انکو دوزخ دکھلا کر تو بیخا کہا جاویگا کہ) یہ وہی دوزخ ہے جسکو تم جھٹلایا کرتے تھے (یعنی جن آیتوں میں اسکی خبر تھی انکو جھٹلاتے تھے اور نیز ان آیات کو سحر کہا کرتے تھے خیر وہ تو تمہارے نزدیک سحر تھا) تو کیا یہ (بھی) سحر ہے (دیکھ کر بتلاؤ) یا یہ کہ تمکو (اب بھی) نظر نہیں آتا (جیسا دنیا میں نظر نہ آنے کا حکم

اللغات قولہ اَلَتْنٰهُمْ نقصناہم تاثیم۔ یراد بہ فعل یو صف بہ فی الدنیا کان مرتکبا قولہ سموم عذاب النار کذا فی الخازن وہی الریح الحارۃ التی تدخل المسام فسمیت بہا نار جہنم لانہا بہذہ الصفۃ کذا فی المدارک

البلاغۃ قولہ غلمان لہم اللام للاختصاص ای ممالیک مخصصۃ بہم ولم یقل غلمانہم بالاضافۃ لئلا یتوہم انہم ہم الذین کانوا یخدمونہم فی الدنیا فیشفق کل من خدم احدا فی الدنیا ان یکون لہ خادما فی الجنۃ فیحزن لکونہ لا یزال تابعا ۱۲

سنکر ہو گئے تھے اچھا تو اب) اسمین داخل ہو پھر خواہ (اسکی) سہار کرنا یا سہار نہ کرنا تمہارے حق مین دونون برابر ہین (نہ یہی ہوگا کہ تمہاری ہائے واویلا سے نجات
ہو جاوے اور نہ یہی ہوگا کہ تمہاری تسلیم وانقیاد وسکوت پر ترحم کر کے نکالدیا جاوے بلکہ ہمیشہ اسی مین رہنا ہوگا اور جیسا تم کرتے تھے ویسا ہی بدلہ تمکو دیا جاویگا
(بس تم کفر کیا کرتے تھے جو کہ اشد عصیان اور عقوق وکمالات غیر متناہیہ الٰہیہ کا کفران ہے پس بدلہ مین دوزخ کا خلود نصیب ہوگا جو کہ عذاب اشد وغیر متناہی
ہے۔ آگے ان کے اضداد کا بیان ہے یعنی) متقی لوگ بلا شبہہ (بہشت کی) باغون اور سامان عیش مین ہون گے (اور) انکو جو چیزین (عیش وآرام کی) اُن کے پروردگار
نے دی ہونگی اس سے خوشدل ہون گے اور انکا پروردگار انکو عذاب دوزخ سے محفوظ رکھیگا (اور جنت مین داخل کر کے فرماویگا کہ) خوب کھاؤ اور پیو مزے کیساتھ
اپنے (اُن نیک) عملون کے بدلہ مین (جو دنیا مین کیا کرتے تھے) تکیہ لگائے ہوئے تختون پر جو برابر بچھائے ہوئے ہین اور ہم اُنکا گوری گوری بڑی بڑی آنکھون
والیون سے (یعنی حورون سے) بیاہ کر دین گے (یہ حال تو سب اہل ایمان کا ہوا اور آگے اُن خاص مومنین کا ذکر ہے جنکی اولاد بھی موصوف بالایمان تھی پس ارشاد
ہے کہ) جو لوگ ایمان لائے اور انکی اولاد نے بھی ایمان مین انکا ساتھ دیا (یعنی وہ بھی ایمان لائے گو اعمال مین وہ اپنے آباء کے رتبہ کو نہین پہونچے جیساکہ عدم
ذکر اعمال اسکا قرینہ ہے ونیز احادیث مین مصرح ہے کانوا دونہ فی العمل۔ ولم یبلغوا درجتک وعملک وکانت منازل آبائہم ارفع رواہا فی الدر المنثور تو گو مقتضا
اُن کے انحطاط عمل کا انحطاط درجہ تھا لیکن ان آباء مومنین کے اکرام وسرور کے لیے) ہم انکی اولاد کو بھی (درجہ مین) ان کے ساتھ شامل کر دین گے اور (اس شامل
کرنے کے لیے) ہم اُن (اہل جنت متبوعین) کے عمل مین سے کوئی چیز کم نہین کرین گے (یعنی یہ نہ کرین گے کہ ان متبوعین کے بعض اعمال لیکر اُن ذریت کو دیکر دونون کو
برابر کر دین جیسے مثلاً ایک شخص کے پاس چھ سو روپے ہون اور ایک کے پاس چار سو اور دونون کا برابر کرنا مقصود ہو تو اُسکی ایک صورت تو یہ ہوسکتی ہے کہ چھ سو والے
سے سو روپے لیکر چار سو والے کو دیدیے جاوین کہ دونون کے پاس پانچ پانچ سو ہو گئے اور دوسری صورت جو کریمون کی شان کے لائق ہے یہ ہے کہ چھ سو والے سے کچھ
نہ لیا جاوے بلکہ اُس چار سو والے کو دو سو روپیہ اپنے پاس سے دیدین اور دونون کو برابر کر دین پس مطلب یہ ہے کہ وہان پہلی صورت واقع نہ ہوگی کہ اُسکا اثر یہ ہوتا کہ
متبوع کو بوجہ کم ہو جانے اعمال کے اُسکے درجہ سے کچھ نیچے لاتے اور تابع کو کچھ اوپر لیجاتے اور دونون ایک متوسط درجہ مین رہتے یہ نہ ہوگا بلکہ دوسری صورت واقع ہوگی
اور متبوع اپنے درجہ عالیہ مین بدستور رہیگا اور تابع کو وہان پہونچا دیا جاویگا۔ اور متبوع اور ذریت مین ایمان کی شرط اس لیے ہے کہ اگر وہ ذریت مومن نہین تو آباء
مومنین کے ساتھ الحاق نہین ہوسکتا کیونکہ کافرون مین سے) ہر شخص اپنے اعمال (کفریہ) مین محبوس (فی النار وماخوذ) رہیگا (کقولہ تعالیٰ کل نفس بما کسبت رہینۃ الا اصحاب
الیمین فسر بہ ابن عباس کما فی الدر یعنی کفر سے نجات کی کوئی صورت نہین لہٰذا الحاق بآباء مومنین متصور نہین اسلیے الحاق مین ایمان ذریت شرط ہے) اور (آگے پھر مطلق
اہل ایمان واہل جنت کا بیان ہے کہ) ہم انکو میوے اور گوشت جس قسم کا انکو مرغوب ہو روز افزون دیتے رہین گے (اور) وہان آپسمین (بطور خوش طبعی کے) جام شراب مین
چھینا جھپٹی بھی کرین گے کہ اُس (شراب) مین نہ بک بک لگیگی (کیونکہ نشہ نہ ہوگا) اور نہ اور کوئی بیہودہ بات (عقل ومتانت کے خلاف) ہوگی اور انکے پاس (خوراک وغیرہ
لانے کے لیے) ایسے لڑکے آوین جاوین گے (اور تحقیق ان کی ماہیت کی تفسیر سورۂ واقعہ مین آویگی) جو خاص اُن ہی (کی خدمت) کے لیے ہون گے (اور غایت حسن وجمال
ایسے ہونگے کہ) گویا وہ حفاظت سے رکھے ہوئے موتی ہین (کہ اُن پر ذرا گرد وغبار نہین ہوتا اور آب وتاب اعلیٰ درجہ کی ہوتی ہے) اور (انکو روحانی مسرت بھی ہوگی چنانچہ
اُسمین سے ایک کا بیان ہے کہ) وہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر بات چیت کرین گے (اور اثنائے گفتگو مین) یہ بھی کہین گے کہ (بھائی) ہم تو اس سے پہلے اپنے گھر
(یعنی دنیا مین انجام کار سے) بہت ڈرا کرتے تھے سو خدا نے ہم پر بڑا احسان کیا اور ہمکو عذاب دوزخ سے بچا لیا (اور) ہم اس سے پہلے (یعنی دنیا مین) اُس سے
دعائین مانگا کرتے تھے (کہ ہم کو دوزخ سے بچا کر جنت مین لیجاوے سو اللہ نے دعا قبول کر لی) واقعی وہ بڑا محسن مہربان ہے (اور اس مضمون سے مسرت ہونا ظاہر ہے
اور چونکہ یہ امر دو حیثیت سے نعمت تھا ایک فی نفسہ مضرت سے بچانا دوسرے ہم ناکارون کی ناچیز عرض قبول کر لینا اس لیے دو عنوانون سے تعبیر کیا گیا) **ف**
ذریت کے بارہ مین جس عنوان سے فرمایا گیا ہے ظاہراً وہ اولاد کبار کے حق مین ہے چنانچہ ایمان کی قید خود اسکا کافی قرینہ ہے اور صغار کا حکم احادیث مین ہے جسمین
کلام طویل ہے اور اس آیت مین ذریات کا بیان ہے اور حدیث مین اسی آیت کی تفسیر مین آباء کا حکم بھی یہی آیا ہے کذا فی الدر اور اُس حدیث مین ذریت پر لفظ لہم
معطوف ہوا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ذریت سے مراد مطلق توابع ہین زوجات واحباب وتلامذہ ومریدین ومحبین تو اس صورت مین آیت کا مفہوم بہت وسیع
ہو جاویگا۔ اور اگر شبہہ ہو کہ جب مومن کے ساتھ اُس کے ابناء وآباء ملحق ہون گے تو وہ آباء وابناء بھی مومن ہین اُن کے ابناء وآباء انکے ساتھ ملحق ہون گے وعلیٰ ہذا
تو لازم آتا ہے کہ سب جنتی ایک ہی درجہ مین ہو جاوین۔ جواب یہ ہے کہ الحاق بوجہ اصالت اعمال متبوع کے ہے اور تابع مین یہ اصالت نہین ہے پس اس کے ساتھ دوسرے کا ملحق ہونا لازم نہین

ملحقات الترجمۃ

۱ قولہ فی رھین محبوس

تیا پرمافی الخازن کل امرئ ای کافر بما کسب ای عمل من الشرک

رھین ای مرتھن بعملہ فی النار

المؤمن لا یکون مرتھنا بعملہ لقولہ

تعالیٰ کل نفس بما کسبت رھینۃ

الا اصحاب الیمین اھ

قلت فالباء فی بما کسب للسببیۃ

لا للبدل بل للسبب ولعلہ

فی وجہ ارتباط الآیۃ بما قبلہا

ھو من المواھب وللہ الحمد

فَذَكِّرْ فَمَا أَنتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَلَا مَجْنُونٍ ○ أَمْ يَقُولُونَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهِ رَيْبَ الْمَنُونِ ○ قُلْ تَرَبَّصُوا فَإِنِّي مَعَكُم

تو آپ سمجھاتے رہیے کیونکہ آپ بفضلہ تعالیٰ نہ تو کاہن ہیں اور نہ مجنون ہیں ہاں کیا یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ یہ شاعر ہیں ہم ان کے بارہ میں حادثہ موت کا انتظار کر رہے ہیں آپ فرما دیجیے کہ تم منتظر رہو سو میں بھی

مِّنَ الْمُتَرَبِّصِينَ ○ أَمْ تَأْمُرُهُمْ أَحْلَامُهُم بِهَٰذَا ۚ أَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُونَ ○ أَمْ يَقُولُونَ تَقَوَّلَهُ ۚ بَل لَّا يُؤْمِنُونَ ○

تمہارے ساتھ منتظر ہوں کیا انکی عقلیں ان کو ان باتوں کی تعلیم کرتی ہیں یا یہ ہے کہ یہ شریر لوگ ہیں ہاں کیا وہ یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اسکو خود گھڑ لیا بلکہ یہ لوگ تصدیق نہیں کرتے

فَلْيَأْتُوا بِحَدِيثٍ مِّثْلِهِ إِن كَانُوا صَادِقِينَ ○ أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ ○ أَمْ خَلَقُوا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ ۚ

تو یہ لوگ اس طرح کا کوئی کلام لے آئیں اگر یہ سچے ہیں کیا یہ لوگ بدون کسی خالق کے خود بخود پیدا ہو گئے ہیں یا یہ خود اپنے خالق ہیں یا انہوں نے آسمان و زمین کو پیدا کیا ہے

بَل لَّا يُوقِنُونَ ○ أَمْ عِندَهُمْ خَزَائِنُ رَبِّكَ أَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُونَ ○ أَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ يَسْتَمِعُونَ فِيهِ ۖ فَلْيَأْتِ مُسْتَمِعُهُم

بلکہ یہ لوگ یقین نہیں لاتے کیا ان لوگوں کے پاس تمہارے رب کے خزانے ہیں یا یہ لوگ حاکم ہیں کیا ان کے پاس کوئی سیڑھی ہے کہ اس پر باتیں سن لیا کرتے ہیں تو انکا جو باتیں سن آتا ہو

بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ○ أَمْ لَهُ الْبَنَاتُ وَلَكُمُ الْبَنُونَ ○ أَمْ تَسْأَلُهُمْ أَجْرًا فَهُم مِّن مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُونَ ○ أَمْ عِندَهُمُ الْغَيْبُ

وہ کوئی صاف دلیل پیش کرے کیا خدا کے لیے بیٹیاں اور تمہارے لیے بیٹے کیا آپ ان سے کچھ معاوضہ مانگتے ہیں کہ وہ تاوان انکو گراں معلوم ہوتا ہو کیا ان کے پاس غیب ہے

فَهُمْ يَكْتُبُونَ ○ أَمْ يُرِيدُونَ كَيْدًا ۖ فَالَّذِينَ كَفَرُوا هُمُ الْمَكِيدُونَ ○ أَمْ لَهُمْ إِلَٰهٌ غَيْرُ اللَّهِ ۚ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا

کہ یہ لکھ لیا کرتے ہیں کیا یہ لوگ کچھ برائی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں سو یہ کافر خود ہی برائی میں گرفتار ہوں گے کیا انکا اللہ کے سوا کوئی اور معبود ہے اللہ تعالیٰ ان کے شرک سے

يُشْرِكُونَ ○ وَإِن يَرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَاءِ سَاقِطًا يَقُولُوا سَحَابٌ مَّرْكُومٌ ○ فَذَرْهُمْ حَتَّىٰ يُلَاقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي فِيهِ يُصْعَقُونَ ○

پاک ہے اور اگر وہ آسمان کے ٹکڑے کو دیکھ لیں کہ گرتا ہوا آ رہا ہے تو یوں کہدیں کہ یہ تو تہ بتہ جما ہوا بادل ہے تو انکو رہنے دیجیے یہاں تک کہ انکو اپنے اس دن سے سابقہ ہو جس میں انکے ہوش اڑ جاویں گے

يَوْمَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ○ وَإِنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا عَذَابًا دُونَ ذَٰلِكَ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ○

جس دن انکی تدبیریں ان کے کچھ بھی کام نہ آویں گی اور نہ انکو مدد ملیگی اور ان ظالموں کے لیے قبل اس کے بھی عذاب ہونے والا ہے لیکن انہیں اکثر کو معلوم نہیں

ربط اوپر ویل یومئذ للمکذبین الخ میں تکذیب کی عقوبت مذکور تھی آگے انکی تکذیب کا رد ہے اور جن امور کی وہ تکذیب کرتے تھے انمیں اصل چیزیں تین تھیں توحید و رسالت و بعث ان آیات میں تینوں باب میں اُن کے مزعومات مقالات و خیالات کا مخلوط طور پر رد ہے اور شاید مخلوط لانے میں یہ نکتہ ہو کہ تینوں عقیدوں کے تلازم کی طرف اشارہ ہو کہ ایک کی تکذیب بمنزلہ دوسرے کی تکذیب کے ہے اور ختم سورت میں ان تکذیبات پر آپکا تسلیہ و ازالہ حزن ہے۔ اور ان آیات میں لفظ ام پندرہ جگہ ہے کہیں متصلہ ہے کہیں منقطعہ کہیں بمعنے ہمزہ استفہام علی حسب اقتضاء المقام اور چونکہ اوپر جو کچھ ذکر ہوا وہ بھی مثل دیگر مضامین قرآنیہ کے موجب تذکیر ہے اس لیے اس پر امر بالتذکیر کی تفریع کلمہ فاء سے فذکر میں فرمائی گئی واللہ اعلم

رد مزعومات مکذبین توحید و رسالت و بعث مع امر بالتذکیر در اول و تسلیہ در آخر

فَذَكِّرْ فَمَا أَنتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَلَا مَجْنُونٍ ﴿٢٩﴾ أَمْ يَقُولُونَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهِ رَيْبَ الْمَنُونِ ﴿٣٠﴾ قُلْ تَرَبَّصُوا فَإِنِّي مَعَكُم مِّنَ الْمُتَرَبِّصِينَ ﴿٣١﴾ أَمْ تَأْمُرُهُمْ أَحْلَامُهُم بِهَٰذَا ۚ أَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُونَ ﴿٣٢﴾ أَمْ يَقُولُونَ تَقَوَّلَهُ ۚ بَل لَّا يُؤْمِنُونَ ﴿٣٣﴾ فَلْيَأْتُوا بِحَدِيثٍ مِّثْلِهِ إِن كَانُوا صَادِقِينَ ﴿٣٤﴾ أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ ﴿٣٥﴾ أَمْ خَلَقُوا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ ۚ بَل لَّا يُوقِنُونَ ﴿٣٦﴾ أَمْ عِندَهُمْ خَزَائِنُ رَبِّكَ أَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُونَ ﴿٣٧﴾ أَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ يَسْتَمِعُونَ فِيهِ ۖ فَلْيَأْتِ مُسْتَمِعُهُم بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ﴿٣٨﴾ أَمْ لَهُ الْبَنَاتُ وَلَكُمُ الْبَنُونَ ﴿٣٩﴾ أَمْ تَسْأَلُهُمْ أَجْرًا فَهُم مِّن مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُونَ ﴿٤٠﴾ أَمْ عِندَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُونَ ﴿٤١﴾ أَمْ يُرِيدُونَ كَيْدًا ۖ فَالَّذِينَ كَفَرُوا هُمُ الْمَكِيدُونَ ﴿٤٢﴾ أَمْ لَهُمْ إِلَٰهٌ غَيْرُ اللَّهِ ۚ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٤٣﴾ وَإِن يَرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَاءِ سَاقِطًا يَقُولُوا سَحَابٌ مَّرْكُومٌ ﴿٤٤﴾ فَذَرْهُمْ حَتَّىٰ يُلَاقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي فِيهِ يُصْعَقُونَ ﴿٤٥﴾ يَوْمَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ﴿٤٦﴾ وَإِنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا عَذَابًا دُونَ ذَٰلِكَ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٤٧﴾

اللغات ریب المنون فی الخازن یعنی حوادث الدهر والمنون اسم للموت وللدهر واصله القطع سمیا بذلك لانهما یقطعان الاجل اه

وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِينَ تَقُومُ ۝ وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَإِدْبَارَ النُّجُومِ ۝

اور آپ اپنے رب کی تجویز پر صبر سے بیٹھے رہیے کہ آپ ہماری حفاظت میں ہیں اور اٹھتے وقت اپنے رب کی تسبیح و تحمید کیا کیجیے اور رات میں بھی اس کی تسبیح کیا کیجیے اور ستاروں سے پیچھے بھی

ع ۲

وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِينَ تَقُومُ ۝ وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَإِدْبَارَ النُّجُومِ ۝ جب آپ پر مضامین واجب التبلیغ وحی کیے جاتے جیسے اوپر ہی جنت و دوزخ کے مستحقین کی تفصیل کی گئی ہے تو آپ (ان مضامین سے لوگوں کو سمجھاتے رہیے کیونکہ آپ بفضلہ تعالیٰ نہ تو کاہن ہیں اور نہ مجنون ہیں (جیسا یہ مشرکین کہتے ہیں چنانچہ والضحیٰ کی شان نزول میں یہ قول منقول ہے قد ترکک شیطانک رواہ البخاری جسکا حاصل نسبت الی الکہانت ہے اور ایک آیت میں ہے ویقولون انہ لمجنون مطلب یہ کہ آپ نبی ہیں اور نبی کا کام دوام علی التذکیر ہے گو لوگ کچھ ہی بکین) ہاں کیا یہ لوگ (علاوہ کاہن اور مجنون کہنے کے آپکی نسبت) یوں (بھی) کہتے ہیں کہ یہ شاعر ہیں (اور) ہم ان کے بارہ میں حادثہ موت کا انتظار کر رہے ہیں (جیسا درمنثور میں ہے کہ قریش دارالندوہ میں مجتمع ہوئے اور آپ کے بارہ میں یہ مشورہ قرار پایا کہ جیسے اور شعراء مر گئے آپ بھی ان ہی میں کے ایک ہیں اسیطرح آپ بھی ہلاک ہو جاوینگے) آپ فرما دیجیے (بہتر) تم منتظر رہو سو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں (یعنی تم میرا انجام دیکھو میں تمہارا انجام دیکھتا ہوں اسمیں اشارۃً پیشین گوئی ہے کہ میرا انجام فلاح و کامیابی ہے اور تمہارا انجام خسارا و ناکامی ہے اور یہ مقصود نہیں کہ تم مروگے میں نہ مرونگا بلکہ ان لوگوں کا جو اس سے مقصود تھا کہ انکا دین چلے گا نہیں یہ مر جاوینگے اور دین مٹ جاویگا جواب میں اسکا رد مقصود ہے چنانچہ یوں ہی ہوا) اور یہ لوگ جو ایسی ایسی باتیں کرتے ہیں تو کیا ان کی عقلیں (جسکے یہ بڑے مدعی ہیں) انکو ان باتوں کی تعلیم کرتی ہیں یا یہ کہ یہ شریر لوگ ہیں (ان کے مدعی عقل ہونے پر انکا یہ قول دال ہے لو کان خیرا ما سبقونا الیہ کما مر تفسیرہ فی سورۃ الاحقاف فی الرکوع الثانی اور معالم کی نقل سے اس کی تائید ہوتی ہے کہ عظماء قریش لوگوں میں احلام و عقول کے ساتھ موصوف و مشہور تھے پس اس آیت میں انکی عقل کی حالت دکھلائی گئی ہے کہ کیوں صاحب بس یہی عقل ہے جو ایسی تعلیم دے رہی ہے اور اگر یہ عقل کی تعلیم نہیں ہے تو نری شرارت اور ضد ہے یہ مضمون ام تامرھم الخ کا ظاہر یہ ہے کہ انکے تینوں قول یعنی کاہن اور مجنون اور شاعر کہنے کے متعلق ہے پس ہر قول کا دو دو طور پر رد ہو گیا ایک خاص خاص ایک مشترک) ہاں کیا وہ یہ (بھی) کہتے ہیں کہ انہوں نے اس (قرآن) کو خود گھڑ لیا ہے (سو تحقیقی جواب تو اسکا یہ ہے کہ یہ بات نہیں ہے) بلکہ (یہ بات صرف اسوجہ سے کہتے ہیں کہ) یہ لوگ (بوجہ عناد کے اسکی) تصدیق نہیں کرتے (اور قاعدہ ہے کہ جس چیز کی آدمی تصدیق نہیں کرتا ہے اور وہ حق ہو مگر وہ اسکی ہمیشہ نفی ہی کیا کرتا ہے۔ اور دوسرا الزامی جواب یہ ہے کہ اچھا اگر یہ انکا بنایا ہوا ہے) تو یہ لوگ (بھی عربی اور بڑے فصیح و بلیغ قادر الکلام ہیں) اسیطرح کا کوئی کلام (بنا کر) لے آئیں اگر یہ (اس دعوے میں) سچے ہیں (اور اس زعم تقول کے بھی مثل مزعومات سابقہ دو جواب ہو گئے ایک تحقیقی ایک الزامی اور یہ سب مضامین رسالت کے متعلق ہیں آگے توحید کے متعلق گفتگو ہے کہ یہ لوگ جو توحید کے منکر ہیں تو) کیا یہ لوگ بدون کسی خالق کے خود بخود پیدا ہو گئے ہیں یا یہ خود اپنے خالق ہیں یا (یہ کہ نہ اپنے خالق ہیں اور نہ بلا خالق مخلوق ہوئے ہیں لیکن) انہوں نے آسمان و زمین کو پیدا کیا ہے (اور صفت خالقیت مختصہ بالباری تعالیٰ میں شریک ہیں حاصل یہ کہ خدا تعالیٰ کو منفرد بالخالقیۃ اور اپنے کو محتاج الی الخالق اعتقاد کرنے کے لوازم میں سے ہے وجوب اعتقاد توحید فی الالوہیۃ اور توحید فی الالوہیۃ کا انکار وہ شخص کر سکتا ہے جو حق تعالیٰ کے تفرد بالخالقیۃ یا اپنی مخلوقیت کا منکر ہو اور اسمیں تین شقیں نکلیں گی۔ ایک یہ کہ اپنے کو کسی خالق کا محتاج نہ جانے وھو المذکور فی قولہ تعالیٰ ام خلقوا من غیر شیء دوم یہ کہ اپنے کو محتاج الی الخالق سمجھے مگر خالق اپنے ہی کو مانے وھو المدلول بقولہ تعالیٰ ام ھم الخالقون سوم یہ کہ اپنے کو محتاج الی الخالق سمجھے مگر حق تعالیٰ کو منفرد فی الخالقیۃ نہ سمجھے بلکہ کسی دوسرے کو بھی شریک فی الخالقیۃ جانے خواہ اپنے کو وھو المعنی بقولہ تعالیٰ ام خلقوا السموات یا کسی دوسرے کو اور وہ دوسری آیتوں میں مذکور ہے کقولہ ارونی ماذا خلقوا من الارض ام لھم شرک فی السموات چونکہ دونوں کی نفی کی دلیل واحد تھی اس لیے ایک کا رد دوسرے کے اوپر دال ہے اور شاید تخصیص ذکر نفی خالقیۃ کی ان کی ذات سے اس وجہ ہو کہ اس کے بطلان کو وہ جلدی مان لیں گے پھر آگے اشتراک دلیل سے دوسرے شرکاء سے نفی خالقیت کا تعدیہ کر لیا جاویگا غرض [illegible] تین شقیں ہوئیں اور تینوں کا بطلان چونکہ ظاہر تھا اس لیے رد میں صرف استفہام انکاری پر اکتفا کیا چنانچہ شق اول تو اسطرح باطل ہے کہ ممکن ترجیح وجود میں [illegible] مرجح کا ضرور ہو گا۔ شق ثانی اس لیے کہ شئے واحد علۃ اور معلول ایک ہی جہت سے نہیں ہو سکتی۔ شق ثالث اس لیے کہ دلائل عقلیہ سے تعدد صانع عالم کا استحالہ [illegible] ہے کما اشیر الیہ فی قولہ تعالیٰ ان فی خلق السموات الیٰ قولہ لقوم یعقلون پارہ سیقول۔ اور علاوہ ان دلائل کے اہل عرب تفرد فی الخالقیۃ یا احتیاج فی المخلوقیۃ کے معترف بھی [illegible] اس لیے بھی ابطال مفصل کی ضرورت نہ ہوئی لیکن اس اعتقاد کا مستلزم اعتقاد توحید ہونا بوجہ عدم تدبر کے نہ جانتے تھے اسی لیے آگے انکے اس جہل کی طرف اشارہ ہے کہ [illegible] نہیں کہ ملزوم مذکور لازم ہو

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ فی من غیر شئ ۱۲ کسی خالق کے کما فی قولہ تعالیٰ قل ای شئ اکبر شہادۃ قل اللہ ۱۲

یا ملزوم واقع نہ ہو تاکہ وجود ملزوم سے وجود لازم پر استدلال کرنے مین شبہہ کی گنجایش ہو بلکہ (ملزوم واقع بھی ہے اور ملزوم بھی ہے لیکن) یہ لوگ (بوجہ جہل کے توحید کا) یقین نہین لاتے (وہ جہل یہی ہے کہ ملزومیت اور لازمیت مین غور نہین کرتے پس علاقہ ملازمت ان کے ذہن سے مخفی ہے یہ گفتگو توحید کے متعلق ہوئی آگے رسالت کے متعلق اُن کے دوسرے مزعومات کا رد ہے چنانچہ وہ یہ بھی کہا کرتے کہ اگر نبوت ہی ملنا تھا تو فلان فلان رؤسا رمکہ وطائف کو ملتی حق تعالیٰ اسکا جواب دیتے ہین کہ) کیا ان لوگون کے پاس تمہارے رب (کی نعمتون اور رحمتون) کے (جنمین نبوت بھی داخل ہے) خزانے ہین (کہ جسکو چاہین نبوت دیدین کقولہ تعالیٰ اہم یقسمون رحمۃ ربک) یا یہ لوگ (اس محکمہ نبوت کے) حاکم ہین (کہ جسے چاہین نبوت دلوادین یعنی دینے دلانے کی دو صورتین ہین ایک تو یہ مثلاً خزانہ اپنے قبضہ مین ہو۔ دوسرے یہ کہ قبضہ مین نہ ہو مگر قابضان خزانہ اس کے محکوم ہون کہ اس کے دستخط دیکھ کر دیدیتے ہین یہان دونون کی نفی فرمادی اور اس نفی کا حاصل تو یہ ہے کہ انکی ادعار نفی رسالت محمدیہ و استحقاق دیگر رؤسا پر کوئی دلیل عقلی تو ہے نہین بلکہ خود اس کے عکس پر دلائل عقلیہ قائم ہین چنانچہ بدیہی ہے اور اسی لیے محض استفہام انکاری پر اکتفا فرمایا اب آگے دلیل نقلی کی نفی فرماتے ہین یعنی) کیا انکے پاس کوئی سیڑھی ہے کہ اُسپر (چڑھ کر آسمان کی) باتین سُن لیا کرتے ہین (یعنی دلیل نقلی دحی آسمانی ہے اور اُس کے علم کے دو طریقے ہین یا تو دحی نزول کرے یا صاحب وحی صعود کرے اور دونون کا منتفی ہونا ان لوگون سے ظاہر ہے ایک کو تو یہان بیان بھی فرمایا دوسرے کی نفی دوسری آیت مین ہے ومن اظلم ممن افترى على الله كذبا او قال اوحى الى ولم يوح اليه شئ ومن قال سانزل مثل ما انزل الله۔ اور یہان نزول کی نفی کا شاید اس لیے ذکر نہ کیا ہو کہ نزول کے دعوے کی تو اس لیے گنجایش ہی نہین کہ نزول علی الرسول اور نزول علیہم مین کوئی معتدبہ تفاوت نہین اور جس تفاوت پر انکی نظر تھی اور اُسکی بنا پر کہا کرتے تھے لولا نزل ہذا القرآن علی رجل من القریتین عظیم اُسکا جواب اُن ہی آیات مین مذکور ہے جسکی تقریر آیات مذکورہ کی تفسیر مین ہو چکی ہے غرض جب تفاوت معتبر نہین تو نزول علی الرسول کے انکار کے بعد نزول علیہم کا احتمال ہی نہ رہا اس لیے اُسکا ذکر کلام مین متروک کر دیا گیا اور صرف شق صعود سے استفہام کیا گیا کہ کیا وہان سے علم دحی جو کہ دلیل نقلی ہے لایا کرتے ہین جس سے یہ بات ثابت ہو جاوے کہ نعوذ باللہ آپ مستحق نبوت نہین آگے اسکے متعلق ایک احتمال عقلی کا ابطال فرماتے ہین کہ اگر فرضاً یہ لوگ اس صعود و استماع کے مدعی ہوں) تو ان مین جو (وہان کی) باتین سُن آتا ہو وہ (اس دعوے پر) کوئی صاف دلیل (جس سے ہو تو یہ استدلال کو صحیح ہو) پیش کرے (جس سے ثابت ہو کہ یہ شخص مشرف بہ وحی ہوا ہے جیسا ہمارے نبی اپنی وحی پر دلائل خارقہ رکھتے ہین) آگے پھر توحید کے مضمون کی طرف ایک مضمون کے متعلق کلام ہے یعنی یہ منکرین توحید جو فرشتون کو خدا کی بیٹیان قرار دیکر شرک کرتے ہین تو ہم ان سے پوچھتے ہین کہ) کیا خدا کے لیے بیٹیان (تجویز کی جاوین) اور تمہارے لیے بیٹے (تجویز ہون یعنی اپنے لیے تو وہ چیز پسند کرتے ہو جسکو اعلیٰ درجہ کا سمجھتے ہو اور خدا کے لیے وہ چیز تجویز کرتے ہو جسکو ادنیٰ درجہ کا سمجھتے ہو جسکا بیان سورہ صافات کے اخیر مین مفصل ہو چکا ہے۔ آگے پھر رسالت کے متعلق کلام ہے کہ انکو جو باوجود آپکی حقانیت ثابت ہو جانے کے آپکا اتباع اسقدر ناگوار ہے تو) کیا آپ ان سے کچھ معاوضہ (تبلیغ احکام کا) مانگتے ہین کہ وہ تاوان انکو گران معلوم ہوتا ہے (وہذا کقولہ تعالیٰ ام تسألہم خرجا الخ آگے بعث و معاد کے متعلق کلام ہے کہ وہ لوگ جو کہتے ہین کہ اول تو قیامت نہین اور اگر بالفرض ہوگی تو ہم وہان بھی اچھے رہین گے کما فی قولہ تعالیٰ وما اظن الساعۃ قائمۃ ولئن رجعت الی ربی ان لی عندہ للحسنی تو ہم اس کے متعلق ان سے پوچھتے ہین کہ) کیا ان کے پاس غیب (کا علم) ہے کہ یہ (اسکو محفوظ رکھنے کے واسطے) لکھ لیا کرتے ہین (یہ احقر کے نزدیک کنایہ ہے محفوظون سے کیونکہ کتابت طریقہ ہے حفظ کا پس حاصل یہ ہوا کہ جس امر پر اثباتاً یا نفیاً کوئی دلیل عقلی قائم نہ ہو وہ غیب محض ہے اُسکا دعویٰ اثباتاً یا نفیاً وہ کرے جسکو کسی کافی واسطہ سے اُس غیب پر مطلع کیا جاوے اور پھر مطلع ہونے کے بعد وہ اُسکو محفوظ بھی رکھے اس لیے کہ اگر مدرک ہونے کے بعد مخزون نہ ہو تب بھی حکم اور دعویٰ بلا علم ہوگا پس تم جو قیامت کی نفی اور اپنے لیے حسنیٰ کے قائل ہو تو کیا تم کو غیب پر کسی واسطہ سے اطلاع دی گئی ہے جیسا ہمارے نبی کو اثبات قیامت اور تم سے نفی حسنیٰ کی خبر غیبی بواسطہ وحی کے دیگئی ہے اور وہ اُسکو محفوظ رکھکر اورون کو پہونچاتے ہین آگے رسالت کے متعلق ایک امر کلام ہے وہ یہ کہ) کیا یہ لوگ (صاحب رسالت کے ساتھ) کچھ برائی کرنے کا ارادہ رکھتے ہین (جسکا بیان دوسری آیت مین ہے واذ یمکر بک الذین کفروا لیثبتوک او یقتلوک او یخرجوک) سو یہ کافر خود ہی (اس) برائی (کے وبال) مین گرفتار ہون گے (چنانچہ اس قصد مین ناکام ہوئے اور بدر مین مقتول ہوئے۔ آگے پھر توحید کے متعلق کلام ہے کہ) کیا انکا اللہ کے سوا کوئی اور معبود ہے اللہ تعالیٰ انکے شرک سے پاک ہے اور آگے پھر رسالت کے متعلق ایک کلام ہے وہ یہ کہ یہ لوگ نفی رسالت کے لیے ایک بات یہ بھی کہا کرتے ہین کہ ہم تو آپکو اسوقت رسول جانین جب ہم پر ایک آسمان کا ٹکڑا گرادو کما قال تعالیٰ وقالوا لن نؤمن لک الی قولہ او تسقط السماء کما زعمت علینا کسفا سو اُسکا جواب یہ ہے کہ اول تو دعوے پر خواہ وہ دعوے رسالت ہو یا اور کچھ ہو مطلق دلیل کا بشرطیکہ صحیح ہو قائم کر دینا کافی ہے جو کہ دعوی رسالت ہی کے وقت سے بلا کسی قدح و جرح کے قائم ہے اور کسی خاص دلیل کا قائم ہونا ضروری نہین اور نہ اس سے دعوی نبوت مین قدح لازم آتا ہے اور اگر تبرعاً کوئی فرمایشی دلیل بھی قائم کی جاوے

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ فی ہم المکیدون تا آخر کلام ومقتول اشارۃ الی تفسیرہ کما فی المدارک ہم الذین یعود علیہم وبال کیدہم ویحیق بہم مکرہم وذلک انہم قتلوا یوم بدر ا یلتفتون الی ان الکید ہو سوء کلیدۃ فلذا ۱۲

سُوْرَةُ النَّجْمِ مَكِّيَّةٌ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | وَهِيَ اثْنَتَانِ وَسِتُّوْنَ اٰيَةً

شروع کرتا ہون اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہین

وَالنَّجْمِ إِذَا هَوٰى ① مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ② وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ③ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ④ عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ

قسم ہے ستارہ کی جب وہ غروب ہونے لگے یہ تمہارے ساتھ کے رہنے والے نہ راہ سے بھٹکے اور نہ غلط رستے ہو لیے اور نہ آپ اپنی نفسانی خواہش سے باتین بناتے ہین ان کا ارشاد نری وحی ہے جو ان پر بھیجی جاتی ہے انکو ایک فرشتہ تعلیم

الْقُوٰى ⑤ ذُوْ مِرَّةٍ ۭ فَاسْتَوٰى ⑥ وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ⑦

کرتا ہے جو بڑا طاقتور ہے پیدائشی طاقتور ہے پھر وہ فرشتہ اصلی صورت پر نمودار ہوا ایسی حالت مین کہ وہ بلند کنارہ پر تھا

تو یہ اسوقت ہے جب اُسمین کوئی مصلحت ہو مثلاً درخواست کنندہ طالب حق ہو تو یہی سمجھا جاوے کہ خیر اسی ذریعہ سے اسکو ہدایت ہو جاویگی یا اور کوئی معتد بہ حکمت ہو اور یہان یہ مصلحت بھی نہین کیونکہ انکی یہ فرمایش طلب حق کے لیے نہین بلکہ محض تعنت وعناد کی راہ سے ہے اور وہ ایسے ضدی ہین کہ) اگر (انکا یہ فرمایشی معجزہ واقع بھی ہو جاوے اور وہ) آسمان کے ٹکڑے کو (بھی) دیکھ لین کہ گرتا ہوا آرہا ہے تو (اسکو بھی) یون کہدین کہ یہ تو تہ بتہ جما ہوا بادل ہے (کقولہ تعالی ولو انا فتحنا علیھم بابا من السماء فظلوا فیہ یعرجون الخ پس جب مصلحت بھی اسمین نہین ہے اور دوسری مصلحتون کی نفی کا بھی ہمکو علم ہے بلکہ ان مقترحات کا وقوع خلاف حکمت ہے پس جب ضرورت نہین مصلحت نہین بلکہ خلاف مصلحت ہے پھر کیون واقع کیا جاوے اور نہ اس کے عدم وقوع سے نبوت کا انتفاء ہوتا ہے آگے ان کے غلو فی الکفر پر جو اوپر کی آیتون سے اور شدت عناد پر جو آخری آیت سے معلوم ہوتا ہے بطور تفریع کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تسلیہ فرماتے ہین کہ جب یہ لوگ ایسے طاغی اور باغی اور غالی ہین) تو (ان سے توقع ایمان کر کے رنج مین نہ پڑیے بلکہ انکو (ان ہی کی حالت پر) رہنے دیجیے یہانتک کہ انکو اپنے اُس دن سے سابقہ (واقع) ہو جسمین انکے ہوش اڑجاوینگے (مراد قیامت کا دن ہے اور اس صعق کی تفصیل سورۂ زمر کی آخر آیت ونفخ الخ کی تفسیر مین گذری ہے اور معنے حتی کی تحقیق سورۂ زخرف کے اخیر مین جہان حتی یلاقوا آیا ہے گذری ہے۔ آگے اُس دن کا بیان ہے یعنی) جس دن انکی تدبیرین (جو دنیا مین اسلام کی مخالفت اور اپنی کامیابی کے بارہ مین کیا کرتے تھے) انکے کچھ بھی کام نہ آوین گی اور نہ (کہین سے) انکو مدد ملیگی (نہ تو مخلوق کی طرف سے کہ اسکا امکان ہی نہین اور نہ خالق کی طرف سے کہ اسکا وقوع نہین یعنی اس روز انکو حقیقت معلوم ہو جاویگی باقی اُس سے ادھر ایمان لانے والے نہین) اور (آخرت مین تو یہ مصیبت ان پر آوے ہی گی لیکن) ان ظالمون کے لیے قبل اس (عذاب) کے (جسپر یلاقوا یومھم دال ہے یعنی دنیا مین) بھی عذاب ہونے والا ہے (جیسے قحط وقتل بدر) لیکن انمین اکثر کو معلوم نہین (اکثر شاید اسلیے فرمایا ہو کہ بعضون کے لیے ایمان مقدر تھا اور انکا عدم علم بوجہ اس کے کہ علم سے مبدل ہونے والا تھا اس لیے وہ عدم علم نہین قرار دیا گیا) اور (جب آپ کو معلوم ہو گیا کہ ہم انکی سزا کے لیے ایک وقت معین کر چکے ہین تو) آپ اپنے رب کی (اس) تجویز پر صبر سے بیٹھے رہیے (اور ان لوگون کے لیے انتقام الٰہی کی جلدی نہ کیجیے جسکو آپ انتصار للمسلین کی حیثیت سے چاہتے تھے اور نہ اس خیال سے انتقام کا استعجال کیجیے کہ یہ لوگ مدت امہال مین آپکو کوئی ضرر پہونچا سکین گے سو اسکا بھی اندیشہ نہ کیجیے کیون) کہ آپ ہماری حفاظت مین ہین (پھر کاہے کا ڈر چنانچہ یون ہی واقع ہوا) اور (اگر ان کے کفر کا غم دل پر آوے تو اُسکا علاج یہ ہے کہ توجہ الی اللہ رکھا کیجیے مثلاً یہ کہ) اٹھتے وقت (یعنی مجلس سے یا سوتے سے اٹھتے وقت مثلاً تہجد) اپنے رب کی تسبیح وتحمید کیا کیجیے اور رات (کے کسی حصہ) مین بھی اسکی تسبیح کیا کیجیے (مثلاً عشا) اور ستارون (کے غروب ہونے) سے پیچھے بھی (مثلاً نماز صبح اور مطلق ذکر بھی اسمین آگیا اور تخصیص ان اوقات کی بوجہ خاصہ اہتمام کے لیے ہے حاصل یہ کہ اپنے دل کو ادھر مشغول رکھیے پھر فکر وغم کا غلبہ نہ ہوگا ف غلیا نوا بحدیث مثلہ مین اگر مطلق کلام مراد ہے تو اُسکی تفسیر سورۂ من مثلہ مین ہو گئی اور اگر ایک مضمون مراد ہے تو کہا جاویگا کہ جیسی دوسری آیات مین زیادہ سے تحدی ہوئی ہے یہان اقل سے ہوئی ہے۔ اور قلیات مستمعہم الخ مین استماع پر دلیل کا مطالبہ من حیث کونہ طریق الوحی ہے نہ بخصوصیت استماع مع الصعود کے کیونکہ اس خصوصیت کو اصلی مقصود مین دخل نہین ولا علم۔ بحمد اللہ تفسیر سورۂ طور کی ختم ہوئی آگے والنجم کی تفسیر آتی ہے انشاء اللہ تعالی فقط وصلی اللہ تعالے علی خیر خلقہ محمد وآلہ اجمعین ۔ ٥

سورة والنجم مكية وآيها احدى او اثنتان وستون اية كذا في البيضاوى

① **ربط** اوپر کی سورت مین توحید ورسالت وبعث ومجازاۃ کا مضمون تھا اس سورت مین بھی یہی مضامین ہین **تحقیق نبوت** بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَالنَّجْمِ إِذَا هَوٰى ① مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ② وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ③ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ④ عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ⑤ ذُوْ مِرَّةٍ ۭ فَاسْتَوٰى ⑥ وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ⑦

اللغات هوى سقط وغاب قوله مرة فى القاموس قوة الخلق وشدته فاستوى فاستقام على صورته نفسه الحقيقية كذا فى المدارك الافق الطرف وفى اصطلاح اهل الهيئة دائرة خاصة ١٢ | النحو قوله ان هو اى منطوقه المدلول عليه بقوله تعالى وما ينطق۔ قوله شديد القوى صفة لموصوف مقدر البلاغة قوله صاحبكم ايراده عليه الصلوة والسلام بهذا العنوان للايذان بوقوفهم على تفاصيل احواله الشريفة ١٢

ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۝ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۝ فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى ۝ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ۝ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ

پھر وہ فرشتہ نزدیک آیا پھر اور نزدیک آیا سو دو کمانون کی برابر فاصلہ رہگیا بلکہ اور بھی کم — پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندہ پر وحی نازل فرمائی جو کچھ نازل فرمانا تھی قلب نے دیکھی ہوئی چیز مین کوئی غلطی نہین کی تو کیا ان سے انکی

عَلٰى مَا يَرٰى ۝ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ۝ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ۝ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ۝ اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ۝

دیکھی ہوئی چیز مین نزاع کرتے ہو اور انھون نے اس فرشتہ کو ایک اور دفعہ بھی دیکھا ہو سدرۃ المنتہیٰ کے پاس — اس کے قریب جنت الماویٰ ہے — جب اُس سدرۃ المنتہیٰ کو لپیٹ رہی تھین جو چیزین لپیٹ رہی تھین

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ۝ لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ۝

نگاہ نہ تو ہٹی اور نہ بڑھی — انہون نے اپنے پروردگار کے بڑے بڑے عجائبات دیکھے

ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۝٨ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۝٩ فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى ۝١٠ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ۝١١ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى ۝١٢ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ۝١٣ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ۝١٤ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ۝١٥ اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ۝١٦ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ۝١٧ لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ۝١٨ قسم ہی (مطلق) ستارہ کی جب وہ غروب ہونے لگے (یعنی کوئی ستارہ ہو اور اس قسم مین لطیفہ ہے مضمون جواب قسم ما ضل وما غوی کی یعنی جسطرح ستارہ طلوع سے غروب تک اس تمام تر مسافت مین اپنی باقاعدہ رفتار سے ادھر اودھر نہین ہوا اسیطرح آپ اپنی عمر بھر ضلال وغوایت سے محفوظ ہین اور اس سے اذا ہوی کے ساتھ مقید کرنے کی وجہ بھی معلوم ہوگئی اور گو غروب سے طلوع تک بھی نجم کے لیے بھی حکم ثابت ہی لیکن وہ مرئی نہین اور طلوع سے غروب تک محسوس ہی اور نیز اشارہ ہی اسطرف کہ جیسے نجم سے اہتدا ہوتا ہی اسیطرح آپ سے بھی بوجہ عدم ضلال و عدم غوایت کے اہتداء ہوتا ہی اور چونکہ وسط سما مین ہونے کے وقت سمت کا اندازہ نہین ہوتا اور اس وجہ سے اس سے اہتداء نہین ہوتا اس لیے اُسمین قید لگائی قرب من الافق کی اور گو قرب من الافق طلوع کے وقت بھی ہوتا ہی لیکن غروب مین یہ بات زیادہ ہی کہ اُسوقت طالبان اہتداء اُسکو غنیمت سمجھتے ہین اس خیال سے کہ اگر استدلال مین ذرا توقف کیا پھر غائب ہو جاویگا بخلاف طلوع کے کہ اُسمین بیفکری رہتی ہی پس اسمین اسطرف بھی اشارہ ہوگیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہدایت حاصل کر لینے کو غنیمت سمجھو اور شوق سے دوڑو آگے جواب قسم ہی کہ) یہ تمہارے (ہمہ وقت) ساتھ (اور سامنے) کے رہنے والے (پیغمبر جن کے تمام احوال وافعال تمکو معلوم ہین جن سے بشرط انصاف انکی راستی پر استدلال کرسکتے ہو یہ پیغمبر) نہ راہ (حق) سے بھٹکے اور نہ غلط رستے ہو لیے (ضلال یہ کہ بالکل رستہ بھول کر ٹھہر رہجاوے اور غوایت یہ کہ غیر راہ کو راہ سمجھ کر چلتا رہے کذا فی الخازن یعنی جیسے تم انکو دعوی نبوت و دعوت الی الاسلام مین بے راہ سمجھتے ہو یہ بات نہین ہے بلکہ آپ نبی برحق ہین) اور نہ آپ اپنی نفسانی خواہش سے باتین بناتے ہین (جیسا تم لوگ کہتے ہو کہ افتراہ بلکہ) انکا ارشاد نری وحی ہے جو ان پر بھیجی جاتی ہی (خواہ الفاظ کی بھی وحی ہو جو قرآن کہلاتا ہی خواہ صرف معانی کی ہو جو سنت کہلاتی ہی اور خواہ وحی جزئی ہو یا کسی قاعدہ کلیہ کی وحی ہو جس سے اجتہاد فرماتے ہون پس اس سے نفی اجتہاد کی نہین ہوتی اور اصل مقصود مقام کا نفی ہی زعم کفار کی یعنی خدا کی طرف غلط بات کی نسبت نہین فرماتے۔ آگے وحی آنے کا واسطہ بتلاتے ہین کہ) ان کو ایک فرشتہ (اُس وحی کی منجانب اللہ) تعلیم کرتا ہی جو بڑا طاقتور ہے (اور اکتساب سے طاقتور نہین بلکہ) پیدائشی طاقتور ہی (جیسا ایک روایت مین خود جبریل علیہ السلام نے اپنی طاقت کا بیان فرمایا کہ مین نے قوم لوط علیہ السلام کی بستیون کو جڑ سے اکھاڑ کر آسمان کے قریب اسکو لیجا کر چھوڑ دیا رواہ فی تفسیر سورۃ التکویر من الدر المنثور مطلب یہ کہ یہ کلام کسی شیطان کے ذریعہ سے آپ تک نہین پہونچا کہ کاہن ہونے کا احتمال ہو بلکہ فرشتہ کے ذریعہ سے آیا ہی اور شاید شدید القوی کے ساتھ موصوف فرمانے مین یہ مقصود ہو کہ اسکا احتمال بھی نہ کیا جاوے کہ شاید اصل مین فرشتہ ہی لیکر چلا ہو مگر درمیان مین کوئی شیطانی تصرف ہوگیا ہو پس اسمین اشارہ ہوگیا جواب کی طرف کہ وہ نہایت شدید القوی ہین شیطان کی مجال نہین کہ ان کے پاس پھٹک سکے پھر ختم وحی کے بعد خود حق تعالیٰ نے اُسکے بعینہ ادا کرا دینے کا وعدہ فرمایا ہی ان علینا جمعہ وقرآنہ آگے اس شبہ کا جواب ہی کہ اس وحی لانے والے کا فرشتہ اور جبریل ہونا تو اُسوقت معلوم ہو سکتا ہی جب آپ کو پہچانتے ہون اور پوری صحیح پہچان موقوف ہی اصلی صورت دیکھنے پر تو کیا آپ نے جبریل علیہ السلام کو انکی اصلی صورت پر دیکھا ہی اسکی نسبت فرماتے ہین کہ ہان یہ بھی ہوا ہی جسکی کیفیت یہ ہی کہ چند بار تو دوسری صورت مین دیکھا گو یہ دوسری صورت بھی ایسی تھی کہ ما شاء اللہ تعالیٰ اُس صورت مین جو مشخصات اصلیہ تھے اور جو عارضہ تھے علم کرکے

ملحقات الترجمۃ

لے قولہ فی والنجم سلک بلا شلق الی بلان المراد الجنس ۔

اللغات فتدلی کرادفی القرب والتدلی ہو النزول بقرب الشئ کما فی المدارک قولہ قاب قوسین فی المدارک مقدار قوسین۔ فی الاتصاف قال بعضہم ان تا یلات الحلیفتین فی عرف العرب علی الوفاء والصفاء اتفاقا وتری قوسیہا قولہ قولہ مرۃ کذا فی الروح ١١۔

النحو قولہ فکان قاب الخ اسم کان الضمیر الراجع بقرینۃ المقام الی البعد الذی بینہما قولہ الکبری صفۃ للآیات المقدرۃ ای بلقدما من آیات ربہ الآیات الکبری ١٢

البلاغۃ قاب قوسین قال بعضہم فیقلب ای قابی قوس واحدۃ والقاب کما فی القاموس بین القبض والسیۃ الکسر مخففۃ ای طلب من طرفیہا ١٢

اُنہیں آپکو تمایز عنایت فرما دیا جسپر یہ دلیل عقلی دال ہے کہ اللہ تعالیٰ مکلفین کو تلبیس سے محفوظ رکھتا ہے اور اس تمایز نہ ہونے پر یہ تلبیس جا ہیلاست کی مرتب ہوتی
اس لیے تمایز عطا فرما دیا گو صورت اصلی نہ تھی) پھر (ایکبار ایسا بھی ہوا کہ) وہ فرشتہ (اپنی) اصلی صورت پر (آپکے روبرو) نمودار ہوا ایسی حالت میں کہ وہ (آسمان کے) بلند کنارہ پر
تھا (ایک روایت میں افق شرقی سے تفسیر آئی ہے کما فی الدر المنثور - اور افق میں دکھلائی دینے کی غالباً یہ حکمت ہو کہ وسط سما میں دیکھنا خالی از مشقت و تکلف نہیں اور
اعلیٰ میں غالباً یہ حکمت ہو کہ بالکل افق پر بھی پوری چیز نظر نہیں آتی اسلیے ذرا اونچے پر نظر آئے اور اس دیکھنے کا قصہ یہ ہوا تھا کہ ایکبار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ
السلام سے درخواست کی کہ مجکو اپنی اصلی صورت دکھلا دو انہوں نے حرا کے پاس حسب روایت ترمذی جیاد میں وعدہ ٹھیرایا آپ وہاں تشریف لیگئے تو انکو افق مشرقی
میں دیکھا کہ انکے چھ سو بازو ہیں اور اسقدر پھیلے ہوئے ہیں کہ افق غربی تک گھیر رکھا ہے آپ بیہوش ہو کر گر پڑے اسوقت جبرئیل علیہ السلام بصورت بشریہ ہو کر آپکے پاس تسکین
کے لیے اُتر آئے جسکا آگے ذکر ہے کذا فی الجلالین حاصل یہ کہ وہ فرشتہ اول صورت اصلیہ میں افق اعلیٰ پر نمودار ہوا) پھر (جب آپ بیہوش ہو گئے تو) وہ فرشتہ (آپکے) نزدیک
آیا پھر اور نزدیک آیا سو (قرب کی وجہ سے کہ مدلول ادنےٰ کا ہے) دو کمانوں کی برابر فاصلہ رہگیا بلکہ (غایت قرب کی وجہ سے کہ مدلول تدلیٰ کا ہے) اور بھی کم (فاصلہ رہگیا) مطلب
دو کمانوں کا یہ ہے کہ عرب کی عادت تھی کہ جب دو شخص باہم غایت درجہ کا اتفاق و اتحاد کرنا چاہتے تھے تو دونوں اپنی اپنی کمانیں لیکر ان کے چلّے یعنی تانت کو باہم ملا ملصق
کردیتے اور ملاصقت میں بھی بعض اجزا کے اعتبار سے کچھ فصل ضرور ہی رہتا ہے پس اس محاورہ کی وجہ سے یہ کنایہ ہو گیا قرب و اتحاد سے اور چونکہ یہ محض اتفاق صوری کی
علامت تھی تو اگر روحانی و قلبی اتفاق بھی ہو تو وہاں او ادنیٰ بھی صادق آسکتا ہے پس او ادنیٰ کے بڑھا دینے میں اشارہ ہو گیا کہ مجاورت صوریہ کے علاوہ آپ میں اور جبرئیل
علیہ السلام میں روحانی مناسبت بھی تھی جو مدار علم ہے معرفت تامہ اور حفظ صورت مدرکہ اور تمایز بین المشخصات الاصلیۃ والعارضیۃ کا غرض یہ کہ انکی تسکین سے آپکو تسکین
ہوئی اور افاقہ ہوا) پھر (افاقہ کے بعد) اللہ تعالیٰ نے (اُس فرشتہ کے ذریعہ سے) اپنے بندہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر وحی نازل فرمائی جو کچھ نازل فرمانا تھی (جسکی تعیین بالتخصیص معلوم
نہیں اور نہ معلوم ہونیکی حاجت اور کیا عجب ہے کہ معرفت جبرئیلیہ کے متعلق کچھ وحی ہو یا اور کچھ ہو - اور شاید اسوقت بھی وحی نازل فرمانا باوجودیکہ اصل مقصود اسوقت زیادہ معرفت
کے لیے صورت اصلیہ جبرئیلیہ کا دکھانا ہے اس لیے ہو کہ یہ معرفت میں اور زیادہ معین ہو کیونکہ جب حضور اس وقت کی وحی کو جو بوجہ ظہور بصورت اصلیہ کے بالقطع توسط جبرئیل علیہ السلام
سے ہے اور دوسرے اوقات کی وحی کو جو بواسطہ صورت بشریہ ہے ایک شان پر دیکھیں گے تو مزید علی مزید یقین میں قوت ہو گی کہ دونوں حالتوں میں واسطہ وحی حقیقت واحدہ ہی ہے جیسا کہ
کسی شخص کے نغمہ اور طرز کلام سے خوب آگاہ ہوں تو اگر کبھی وہ بہ تبدل صورت بھی بولتا ہے تو صاف پہچانا جاتا ہے آگے اس دیکھنے کے متعلق ایک شبہہ کا جواب ہے وہ شبہہ یہ ہے کہ
رویت صورت اصلیہ جو مدار ہے معرفت تامہ کا اور جسکا اوپر اثبات کیا گیا ہے وہ مطلق رویت نہیں بلکہ رویت صحیحہ ہے اور اسکا مدار ہے اصل مدرک یعنی قلب کے خطائی الادراک
سے محفوظ ہونے پر دوسرا اگر اُسی کے ادراک میں خطا ہے تو حواس جو کہ جاسوس قلب ہیں اُن میں بھی خطا ہو گی چنانچہ اسی بنا پر احساسات میں غلطی ہونا مشاہدہ کیا جاتا ہے مجنون
باوجود سلامت حس کے بعض لغات پہچانے ہوئے لوگوں کو دوسرا شخص بتلانے لگتا ہے پس آیا یہ رویت رویت صحیحہ تھی یا نہیں آگے اس شبہہ کا جواب ہے یعنی وہ رویت صحیحہ
تھی کہ اس دیکھنے کے وقت) قلب نے دیکھی ہوئی چیز میں غلطی نہیں کی (رہا یہ کہ اسکی کیا دلیل ہے کہ قلب نے غلطی نہیں کی سو بات یہ ہے کہ اگر مطلقاً ایسے احتمالات قابل التفات
ہوا کریں تو حس سے بالکل امان ہی مرتفع ہو جاوے وھو باطل بلکہ ان احتمالات کے لیے کوئی منشأ معتد بہ ہونا ضرور ہے چنانچہ احتمال خطائے قلبی کا منشا یہ ہونا چاہیے کہ وہ دراک
کرنیوالا مختل العقل ہو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صحیح العقل فطین ذکی صاحب فراست ہونا مشاہد اور ظاہر تھا چونکہ باوجود اس اثبات بلیغ کے پھر بھی معاندین جدال و خلاف سے
باز نہ آتے تھے اس لیے آگے بطور توبیخ و تعجیب کے ارشاد فرماتے ہیں کہ جب تم نے ایسے شافی کافی بیان سے معرفت و رویت کا ثبوت سن لیا) تو کیا ان (پیغمبر) سے انکی دیکھی بھالی
ہوئی چیز میں نزاع کرتے ہو (یعنی مدرکات میں اسلم عن الخطا حسیات ہیں تو غضب کی بات ہے کہ حسیات میں اختلاف کرتے ہو کہ جنمیں احتمالات خطا بھی مرتفع ہو گئے پھر دین تو
تمہارے حسیات میں بھی ہزاروں خدشے نکل سکتے ہیں) اور (اگر یہ مہمل خدشہ ہو کہ جس چیز کو ایک ہی بار دیکھا ہو تو اُسکی پہچان کیسے ہو سکتی ہے البتہ مکرر دیکھنے میں جب بار
ایک ہی سی چیز دیکھی جاوے اسوقت شناخت ہو سکتی ہے کہ یہ وہی چیز ہے جو پہلی بار دیکھی ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ اول تو یہ بات غلط ہے کیونکہ بعض اوقات کسی چیز کا ایسا پورا
پتہ معلوم ہوتا ہے کہ دیکھتے ہی فوراً پہچان ہو جاتی ہے دوسرے اول بار میں بایں معنے پہچاننا ضروری نہیں کہ کسی کے اعلام یا کسی امارات و اعلام کی احتیاج نہ ہو جیسا دوسری
تیسری بار میں ہوتا ہے بلکہ بایں معنے معرفت حاصل ہو جاتی ہے کہ کسی صادق کے بتلانے سے یا قرائن و علامات کے مجتمع ہونے سے اُسکا علم ہو جاسکتا اور پھر اسکی صورت
ذہن میں محفوظ و مخزون رہے کہ بار دگر محض انطباق صورت سے پہچان لیں پس ممکن ہے کہ آپکو علم ضروری یا استدلالی کے طور پر جس کے مقدمات کی تعیین ہم نہیں کرسکتے یا
اسوجہ سے کہ کئی بار آپکو معاینہ صورت غیر اصلیہ کا ہو چکا تھا اور مشخصات اصلیہ کا آپ کے ذہن نے اخذ کر لیا تھا غرض کسیطرح سے جبرئیل علیہ السلام کا پورا پتہ معلوم ہو اور

ملحقات الترجمة
لہ قولہ فی ما کذب الفؤاد ما رأی جبرئیل لما فی الخازن فیما رأی ۱۲

اُس سے پہچان ہوگئی ہو یا اُسوقت اعلام الٰہی سے آپکو یقین ہوگیا ہو پس دو وجہ سے یہ خدشہ باطل ہے تیسرے علی سبیل التنزل اگر شناخت کے لیے تکرار مشاہدہ ہی کی ضرورت ہی تو ما انھون نے (یعنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے) اُس فرشتہ کو ایک اور دفعہ بھی (صورت اصلیہ مین) دیکھا ہی (پس ابتو وہ توہم بھی مدفوع ہوگیا کیونکہ تطابق صورتین سے پوری تعیین ہوگئی کہ ہان جبریل ہی ہین۔ آگے اس دیکھنے کی جگہ بتلاتے ہین کہ کہان دیکھا یعنی شب معراج مین دیکھا ہی) سدرۃ المنتہیٰ کے پاس (سدرہ کہتے ہین بیری کے درخت کو اور منتہیٰ کے معنے ہین انتہا کی جگہ حدیثون مین آیا ہے کہ یہ ایک درخت ہی بیری کا ساتوین آسمان مین عالم بالا سے جو احکام و ارزاق وغیرہ آتے ہین وہ اول سدرۃ المنتہیٰ تک پہونچتے ہین پھر وہان سے ملائکہ زمین پر لاتے ہین۔ اسیطرح یہان سے جو اعمال صعود کرتے ہین وہ بھی سدرۃ المنتہیٰ تک پہونچتے ہین پھر وہان سے اوپر اُٹھائے جاتے ہین دنیا مین اسکی مثال ڈاکخانہ کی سی سمجھیے کہ آمد و برآمد خطوط کی وہان سے ہوتی ہے۔ اور شاید اس تقیید مین اشارہ ہو تقویت اصالت صورت مرئیہ کی طرف کیونکہ فرشتون کا اصل مسکن آسمان ہے اور عادۃً متعارفہ ہی کہ مسکن سے دور ہوکر تو کبھی اصل صورت تبدیل وضع وغیرہ سے کسیقدر بدل بھی جاتی ہی لیکن اپنے اصل مسکن مین بالکل اصلی ہیئت پر استقرار ہوتا ہی پس اصالت صورت کی زیادہ تقویت ہوگئی۔ اور عند سدرۃ المنتہیٰ مین تو مکان رویت تبلایا تھا آگے اس مکان کا شرف بتلاتے ہین کہ) اس (سدرۃ المنتہیٰ) کے قریب جنت الماوی ہی (ماوی کے معنے رہنے کی جگہ چونکہ جنت نیک بندون کے رہنے کی جگہ ہی اس لیے جنت الماوی کہتے ہین۔ حاصل یہ کہ وہ سدرۃ المنتہیٰ ایسے ممتاز موقع پر ہی اسمین اشارہ ہوسکتا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسے بلند مقام پر پہونچنا دلیل ہے آپ کے معزز و مکرم ہونے پر اور قاعدہ ہے کہ ایسے مہمان عزیز سے سامان اکرام کا اخفا نہین کیا جاتا اور جبریل علیہ السلام کی معیت آپ کے ساتھ اکرام کے لیے تھی پس اُنکی صورت اصلیہ مین احتجاب کا اصلا احتمال نہین پس اس سے بھی تاکید ہوگئی مرئی کے انکشاف و انجلاء تام کی طرف جس سے رویت کا تعلق زیادہ تام ہوگا۔ اب بعد تعیین مکان رویت کے رویت کا زمانہ بتلاتے ہین کہ رویت کب ہوئی پس فرماتے ہین کہ) جب اس سدرۃ المنتہیٰ کو لپٹ رہی تھین جو چیزین لپٹ رہی تھین (ایک روایت مین ہی کہ سونے کے پروانے تھے یعنی صورت ایسی تھی اور ایک روایت مین ہے کہ وہ فرشتے تھے یعنی حقیقت اُنکی یہ تھی اور ایک روایت مین ہے کہ ملائکہ نے حق تعالیٰ سے اجازت چاہی تھی کہ ہم بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرین اُنکو اجازت ہوگئی وہ اس سدرہ پر جمع ہوگئے تھے الروایات کلہا فی الدر المنثور اسمین بھی اشارہ ہوسکتا ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معزز و مکرم ہونے کی طرف اور باقی وہی تقریر ہے جو تقیید سابق مین بیان کی گئی۔ اب ایک احتمال یہ ہوسکتا ہی کہ ایسی حیرت انگیز چیزین دیکھ کر نگاہ چکرا جاتی ہی پورے ادراک پر قدرت نہین رہتی پس ایسی حالت مین جبریل علیہ السلام کی صورت کا کیا ادراک ہوگا جب یہ ادراک ثانی معتبر نہ ہوا تو پھر اُس خدشہ مذکورہ کا جو جواب لقد رآہ نزلۃ اخری سے دیا گیا ہی وہ کافی نہوا اس احتمال کے دفع کے لیے فرماتے ہین کہ آپ ان عجائب کو دیکھکر ذرا نہین چکرائے اور اصلا متحیر نہین ہوئے چنانچہ جن چیزون کی رویت کا حکم تھا اُن کی طرف نظر کرنے سے آپ کی) نگاہ نہ تو ہٹی (بلکہ ان چیزون کو خوب دیکھا) اور (جن چیزون کے دیکھنے کا حکم جب تک نہ ہوا) نہ (اُنکی طرف دیکھنے کو آپ کی نگاہ) بڑھی (یعنی قبل اذن نہین دیکھا کذا فی المدارک فی الفرق بین زاغ وطغی یہ دلیل ہی آپ کے غایت استقلال کی کیونکہ عجیب چیزون سے حیرت مین اکر آدمی یہی دو حرکتین کیا کرتا ہی جن چیزون کے دیکھنے کو کہا جاتا ہی انکو تو دیکھتا نہین اور جنکے لیے نہین کہا گیا اُنکو تکتا ہی غرض اُسمین انضباط نہین ہوتا۔ آگے آپ کے استقلال کی قوت بیان کرنے کے لیے فرماتے ہین کہ) انہون نے (یعنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے) اپنے پروردگار (کی قدرت) کے بڑے بڑے عجائبات دیکھے (مگر ہر چیز کے دیکھنے مین آپ کی یہی شان رہی مازاغ البصر وما طغیٰ وہ عجائبات احادیث معراج مین آئے ہین۔ انبیاء علیہم السلام کو دیکھنا ارواح کو دیکھنا جنت وغیرہ کو دیکھنا پس ثابت ہوا کہ آپ مین غایت استقلال ہے پس حیرت کا احتمال نہین پس خدشہ کا جواب لقد رآہ نزلۃ اخری سے مین مذکور تھا وہ سالم رہا۔ غرض تمام تر تقریر سے رویت و معرفت جبریلیہ کے متعلق شبہات مندفع ہوکر امر رسالت مقرر و محقق ہوگیا جو کہ مقصود مقام تھا۔ رہا یہ کہ یہ سب اسوقت کافی ہے کہ جب کوئی شخص دعوے رویت کو مان لے پس اسکی کیا دلیل ہی جواب یہ ہی کہ اسکی دلیل آپ کے خوارق ہین جنمین اعظم قرآن ہے جن سے آپکا صدق متیقن ہے ورنہ ایسا خدشہ تو ہر مدعی رویت شئے من الاشیاء پر ہوسکتا ہے۔ رہا یہ کہ جب جبریل علیہ السلام غیر اصلی صورت مین آتے تھے اُسوقت کیسے پہچان لیتے تھے تو جواب اُس کا یہ ہے کہ اول تو قبل رویت صورت اصلیہ کے بھی آپکو خاص طریقہ سے اس کی معرفت حاصل تھی جسکی تقریر فاستوی کی تفسیر سے پہلے گذر چکی ہے اور بعد صورت اصلیہ دیکھنے کے تو اور زیادہ معرفت ہوگئی اور راز اس کا یہ ہے کہ فرشتے کا صورت بدل لینا ایسا ہے جیسا انسان لباس بدل لیتا ہے تو جو شخص حقیقت کا ادراک کرلیتا ہے تبدل لباس اسکے لیے مانع ادراک و معرفت نہین ہوتا

أَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ۝ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرٰى ۝ أَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْأُنْثٰى ۝ تِلْكَ إِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى ۝ إِنْ هِيَ

بھلا تم نے لات اور عزی اور ایک تیسرے منات کے حال مین غور بھی کیا ہو کیا تمہارے لیے تو بیٹے ہون اور خدا کے لیے بیٹیان اس حالت مین تو یہ بہت بے ڈھنگی تقسیم ہوئی یہ نری نام ہی

إِلَّا أَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَآ أَنْتُمْ وَآبَآؤُكُمْ مَّآ أَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ إِنْ يَّتَّبِعُوْنَ إِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْأَنْفُسُ وَلَقَدْ

نام ہین جنکو تم نے اور تمہارے باپ دادون نے ٹھہرالیا ہو خدا تعالے نے تو انکی کوئی دلیل بھیجی نہین یہ لوگ صرف بے اصل خیالات پر اور اپنے نفس کی خواہش پر چل رہے ہین حالانکہ

جَآءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ الْهُدٰى ۝ أَمْ لِلْإِنْسَانِ مَا تَمَنّٰى ۝ فَلِلّٰهِ الْآخِرَةُ وَالْأُوْلٰى ۝ وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِيْ

ان کے پاس ان کے رب کی جانب سے ہدایت آچکی ہو کیا انسان کو اسکی ہر تمنا ملجاتی ہو سو خدا ہی کے اختیار مین ہو آخرت اور دنیا اور بہت سے فرشتے آسمانون مین موجود ہین انکی سفارش

شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا إِلَّا مِنْ بَعْدِ أَنْ يَّأْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَرْضٰى ۝ إِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْآخِرَةِ لَيُسَمُّوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ

ذرا بھی کام نہین آسکتی مگر بعد اس کے کہ اللہ تعالی جسکے لیے چاہین اجازت دیدین اور راضی ہون جو لوگ آخرت پر ایمان نہین رکھتے وہ فرشتون کو بیٹی کے نام سے نامزد

تَسْمِيَةَ الْأُنْثٰى ۝ وَمَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ إِنْ يَّتَّبِعُوْنَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا ۝

کرتے ہین حالانکہ اُن کے پاس اسپر کوئی دلیل نہین صرف بے اصل خیالات پر چل رہے ہین اور یقیناً بے اصل خیالات امر حق مین ذرا بھی مفید نہین ہوتے

ع ۵ | ربع

رہا یہ کہ جب طول بار آپ بیہوش ہو گئے تھے تو اُسوقت تو حیرت ہو گئی اور جس شبہہ کے جواب مین مازاغ فرمایا ہو وہ شبہہ اس رویت اولی مین ہو جاویگا جواب یہ ہو کہ مطلق مغلوبیت مانع ادراک نہین بلکہ جو مغلوبیت قبل ادراک ہو وہ مانع ہو اور جو مغلوبیت بعد الادراک ہو وہ مانع نہین چنانچہ کوئی قوی البصر آفتاب پر خوب نظر جماکر دیر تک دیکھے تو گو اخیر مین اسکی آنکھین کام نہ دین گی لیکن اس کام نہ دینے سے پہلے وہ اس کے قرص اور اشعہ کا خوب ادراک کر چکا ہو پس ممکن ہے کہ آپکی بیہوشی ادراک سے زماناً متاخر ہو پس ادراک کا وقوع ہو جاویگا بخلاف تجلی ربانی سے موسی علیہ السلام کا بیہوش ہو جانا کہ وہان غشی موسوی تجلی ربانی سے صرف ذاتاً متاخر تھی اور زماناً دونون مقترن تھے پس ادراک تجلی کا لازم نہین آتا یہ شبہہ تجلی موسوی کا ایک فاضل نے کلمہ لمّا کی وجہ سے مجھ پر کیا تھا کہ وہ موضوع ہی ترتب کے لیے کہ مستلزم ہو تاخر کو۔ اور یہ تفاوت بیہوشی و ہوش کا بوجہ اس کے ہو کہ بشر ناسوت مین تحمل کم رکھتا ہو اور ملکوت مین زیادہ) **ف** اور ان آیات کی تفسیر بعض مفسرین نے رویت الٰہیہ کے ساتھ کی ہو مگر مسلم مین حضرت عائشہ کی روایت سے رویت جبرئیلیہ کے ساتھ تفسیر ان آیات کی خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے واذا جاء نہر اللہ بطل نہر المعقل اور حدیث شریک مروی بخاری سے جو شبہ پڑتا ہو کہ یہ آیات محمول ہون قرب و تدلی حق تعالی پر سو نووی نے نقل کیا ہو کہ شریک حافظ نہین ہو ربط اوپر تحقیق رسالت کا مضمون تھا آگے توحید کا مضمون ہو **توحید** أَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ۝۱۹ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرٰى ۝۲۰ أَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْأُنْثٰى ۝۲۱ تِلْكَ إِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى ۝۲۲ إِنْ هِيَ إِلَّا أَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَآ أَنْتُمْ وَآبَآؤُكُمْ مَّآ أَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ إِنْ يَّتَّبِعُوْنَ إِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْأَنْفُسُ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ الْهُدٰى ۝۲۳ أَمْ لِلْإِنْسَانِ مَا تَمَنّٰى ۝۲۴ فَلِلّٰهِ الْآخِرَةُ وَالْأُوْلٰى ۝۲۵ وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا إِلَّا مِنْ بَعْدِ أَنْ يَّأْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَرْضٰى ۝۲۶ إِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْآخِرَةِ لَيُسَمُّوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ تَسْمِيَةَ الْأُنْثٰى ۝۲۷ وَمَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ إِنْ يَّتَّبِعُوْنَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا ۝۲۸ (ای مشرکو بعد اس کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ناطق بالحق و متبع للوحی ہونا ثابت ہو گیا اور آپ اس وحی سے توحید کا حکم فرماتے ہین جو کہ دلائل عقلیہ سے بھی ثابت ہو اور تم پھر بھی بتون کی پرستش کرتے ہو تو) بھلا تم نے (کبھی ان بتان کے مثلاً) لات اور عزی اور ایک تیسرے منات کے حال مین غور بھی کیا ہو (تاکہ تم کو معلوم ہو تا کہ وہ قابل پرستش ہین یا نہین پس کلمہ فا سے یہ فائدہ ہوا کہ آپ کی تنبیہ کے بعد تو متنبہ ہونا چاہیے تھا۔ اور توحید کے متعلق ایک اور بات قابل غور کے ہے کہ تم جو ملائکہ کو خدا کی بیٹیان قرار دیکر معبود کہتے ہو تو کیا تمہارے لیے تو بیٹے (تجویز) ہون اور خدا کے لیے بیٹیان (تجویز ہون یعنی جن لڑکیون کو مکروہ و قابل

اللغات ضیزی جائرۃ
النحو قولہ افرایتم حذف لہ لدلالۃ المقام مفعولہ الثانی ای ہل لہا شیٔ مما یوجب الالوہیۃ قولہ تسمیۃ مفعول مطلق لیسمون
البلاغۃ الثالثۃ الاخری صفتان لمناۃ وصفت بالثالثۃ للتصریح بالتعدد والتکثر لیدل

علی سخافۃ عقولہم ووصفت بالاخری لان کون الشیٔ ثالثاً قد یکون باعتبار الترتیب فی المعنی الخاص کالدرجات المتصاعدۃ او المتنازلۃ وقد یکون باعتبار محض التعدد ولما کان المقصود ہہنا المعنی الثانی فسرہا بالاخری ومع ذلک النکتۃ المعنویۃ روعی فیہ النکتۃ اللفظیۃ من موافقۃ رؤس الآی

فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى ۥ عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝

تو آپ ایسے شخص سے اپنا خیال ہٹا لیجیے جو ہماری نصیحت کا خیال نہ کرے اور بجز دنیوی زندگی کے اسکو کوئی مقصود نہ ہو

نفرت سمجھتے ہو وہ خدا کی طرف نسبت کی جاوین) اس حالت مین تو یہ بہت بے ڈھنگی تقسیم ہوئی (کہ اچھی چیز تمھارے حصے مین اور بُری چیز خدا تعالے کے حصہ مین نعوذ باللہ منہ یہ بناءً علی العرف فرمایا ورنہ خدا تعالی کے لیے بیٹا تجویز کرنا بھی بے ڈھنگی بات ہی) یہ (معبودات مذکورہ اصنام و ملائکہ بعقیدہ مذکورہ) نرے نام ہی نام ہین (یعنی ان مسمیات کیحیثیت فرعومہ موجودات واقعیہ مین سے نہ ہونے مین بمنزلہ اُن اسمار کے ہین جنکا کہین مصداق نہ ہو) جنکو تم نے اور تمھارے باپ دادون نے (آپ ہی ٹھہرا لیا) ہے خدا تعالی نے تو اُن (کے معبود ہونے) کی کوئی دلیل (عقلی یا نقلی) بھیجی نہین (بلکہ) یہ لوگ (اس اعتقاد الوہیۃ غیر اللہ مین) صرف بے اصل خیالات پر اور اپنے نفس کی خواہش پر (جو کہ اُن بے اصل خیالات سے پیدا ہوتی ہی) چل رہے ہین (دونون مین فرق یہ ہوا کہ ہر عمل سے پہلے ایک عقیدہ ہوتا ہی اور ایک عزم محرک پس دونون سے دونون کی طرف اشارہ ہی) حالانکہ ان کے پاس ان کے رب کی جانب سے (بواسطہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ناطق بالحق و متبع للوحی کے) ہدایت (امر واقعی کی) آچکی ہے (یعنی خود اپنے دعوے پر تو کوئی دلیل نہین رکھتے اور اس دعوے کی نقیض پر رسول کے ذریعہ سے دلیل سنتے ہین اور پھر نہین مانتے۔ یہ تو گفتگو تھی بطلان الوہیت غیر اللہ مین آگے کلام اسکی غایت کے بطلان مین ہے یعنی یہ لوگ جو بامید شفاعت ان کی عبادت کرتے ہین تو) کیا انسان کو اسکی ہر تمنا ملجاتی ہی سو دیسا نہیبن ہی کیونکہ ہر تمنا) خدا ہی کے اختیار مین ہے آخرت (کی بھی) اور دنیا (کی بھی) پس وہ جسکو چاہین پورا فرما دین اور نص قطعی مین یہ بتلا دیا گیا ہے کہ اللہ تعالی اُنکی اس تمنائے باطل کو پورا کرنا نہین چاہین گے نہ دنیا مین کہ حاجات مین شفاعت کرین نہ آخرت مین کہ نجات مین شفاعت کرین پس یقیناً وہ پوری نہ ہوگی) اور (بیچارے بت تو کیا شفاعت کرنے کہ انہین خود اہلیت ہی شفاعت کی نہین اُس دربار مین تو جو لوگ اہل ہین اُن کی بھی مجال بے اذن کچھ نہین چلتی چنانچہ) بہت سے فرشتے آسمانون مین موجود ہین (شاید اسمین اشارہ ہو علو شان کی طرف مگر باوجود اس علو شان کے) ان کی سفارش ذرا بھی کام نہین آسکتی (بلکہ خود شفاعت ہی نہین پائی جا سکتی فنفی المقید بنفی المطلق) مگر بعد اس کے کہ اللہ تعالی جسکے لیے چاہین اجازت دیدین اور (اُس کے لیے شفاعت کرنے سے) راضی ہون (یرضی اسلیے بڑھایا کہ کبھی مخلوق کا اذن بلا رضا بھی کسی دباؤ یا مصلحت سے ہوجاتا ہے۔ آگے اس عقیدہ ولدیت ملائکہ للہ تعالی کے کفر ہونے کی تصریح ہی کہ) جو لوگ آخرت پر ایمان نہین رکھتے (بلکہ اُسکے انکار کی وجہ سے کافر ہین) وہ فرشتون کو (خدا کی) بیٹی کے نام سے نامزد کرتے ہین (اُن کی تعبیر بالکفر مین آخرت کی تخصیص مین شاید اسطرف اشارہ ہو کہ سب ضلالتین آخرت کی بیفکری سے پیدا ہوئی ہین ورنہ معتقد آخرت کو اپنی نجات کی ضرور فکر ہوتی ہی اور یہان انثی بمعنے بنت کے ہی کما فی قولہ تعالی واذا بشر احدہم بالانثیٰ۔ اور جب ملائکہ کو خدا کے ساتھ شریک ٹھیرانے کے کفر ہونے کی تصریح فرما دی تو اصنام کے شریک ٹھیرانے کا کفر ہونا بدرجہ اولےٰ ثابت ہوگیا اسلیے صرف اسی پر اکتفا کیا گیا آگے اس عقیدہ کا بے دلیل ہونا بیان فرماتے ہین یعنی ملائکہ کے بنات اللہ ہونے کے مدعی ہین) حالانکہ اُن کے پاس اسپر کوئی دلیل نہین صرف بے اصل خیالات پر چل رہے ہین اور یقیناً بے اصل خیالات امر حق (کے اثبات) مین ذرا بھی مفید نہین ہوتے (نفی علم اور اثبات ظن اوپر بھی آچکا ہی پھر یہان بھی آیا ہی مگر دونون جگہ مین دو فرق ہین ایک یہ کہ اوپر دلیل نقلی کی نفی ہی کما یدل علیہ قولہ تعالی ما انزل اللہ بہا من سلطان اور یہان یا تو عام ہی یا بقرینہ مقابلہ خاص ہی دلیل عقلی کے ساتھ۔ دوسرا فرق یہ کہ وہان اصنام و ملائکہ دونون کے بارہ مین نفی دلیل کی تھی کما یظہر من ترجمۃ قولہ تعالی ان ہی الا اسماء اور یہان خاص ملائکہ کے بارہ مین ہے کما ہو ظاہر فاندفع التکرار اور شاید ملائکہ کا مکرر ذکر کرنا بطور تخصیص بعد تعمیم کے اس لیے ہو کہ بوجہ مقبول ہونے کے انہین شریک مع اللہ اور شفیع ہو سکنے کا احتمال زیادہ گنجایش رکھتا ہی **ف** ان الظن لا یغنی الخ کے ترجمہ کی جو تقریر کیگئی ہی اُس سے بطلان قیاس و اجتہاد کے استدلال کو اصلا مس نرہا۔ اور عرب مین بت تو بہت تھے مگر تخصیص ان تین کی بوجہ اشہر و اکبر ہونے کے ہی تو اور ولد کی الوہیت کا بطلان بدرجہ اولی ہوگیا۔ اور ابن کثیر نے اپنی تفسیر مین لکھا ہی کہ لات ایک منقش پتھر تھا اور اُسپر ایک عمارت بنا رکھی تھی اور طائف مین تھا۔ اور عزیٰ ایک درخت تھا اُسپر بھی ایک عمارت بنا رکھی تھی یہ نخلہ مین درمیان مکہ اور طائف کے تھا۔ اور منات کو درمنثور مین حجر لکھا ہی اور مقام اُسکا ابن کثیر نے مشلل جو قدید کے پاس مکہ مدینہ کے درمیان ہی بتلایا ہی اور بعض نے اور اور مقامات بھی بتلائے ہین لیکن ممکن ہی کہ ہندوؤن کی طرح کہ ہر جگہ دیوی دیوتا کی شکلین بنا لیتے ہین انھون نے بھی کئی کئی جگہ بنا رکھے ہون واللہ اعلم **ربط** اوپر توحید و رسالت کا مع عدم قبول کفار کے ذکر تھا آگے اس عدم قبول پر اور اُس کے مقابلہ مین قبول پر سزا و جزا کا ذکر ہی اور چونکہ اس عدم قبول سے آپکو حزن بھی ہوتا تھا اس لیے اس مضمون کو تسلیہ سے شروع فرمایا ہی **تسلیہ سید الابرار و مجازاۃ اشرار و اخیار** فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى ۥ عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا

البلاغۃ قولہ تعالی عمن تولی فیہ وضع الظاہر موضع المضمر

ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۙ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدٰى ۝ وَلِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا

ان لوگون کی فہم کی رسائی کی حد بس یہی ہے تمہارا پروردگار خوب جانتا ہے کہ کون اسکے رستے سے بھٹکا ہوا ہے اور وہی اسکو بھی خوب جانتا ہے جو راہ راست پر ہے اور جو کچھ آسمانون اور زمین مین ہے وہ

فِى الْاَرْضِ ۙ لِيَجْزِىَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَيَجْزِىَ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰى ۝ اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ

اللہ ہی کے اختیار مین ہے انجام کار یہ ہے کہ برا کام کرنے والون کو انکے کام کے عوض مین جزا دیگا اور نیک کام کرنیوالون کو انکے نیک کامون کے عوض مین جزا دیگا وہ لوگ ایسے ہین کہ کبیرہ گناہون اور بیحیائی کی باتون سے بچتے ہین

اِلَّا اللَّمَمَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِىْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ فَلَا تُزَكُّوْٓا

مگر ہلکے ہلکے گناہ بلاشبہ آپ کے رب کی مغفرت بڑی وسیع ہے وہ تمکو خوب جانتا ہے جب تم کو زمین سے پیدا کیا تھا اور جب تم اپنی ماؤن کے پیٹ مین بچے تھے تو تم اپنے کو مقدس

اَنْفُسَكُمْ ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى ۝

مت سمجھا کرو تقوی والون کو وہی خوب جانتا ہے

ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۙ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدٰى ﴿۳۰﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ۙ لِيَجْزِىَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَيَجْزِىَ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰى ﴿۳۱﴾ اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِىْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى ﴿۳۲﴾ (جب ان یتبعون الا الظن اور جاءہم من ربہم الہدی سے انکا معاند ہونا معلوم ہوگیا کہ باوجود آنے قرآن اور ہدی کے یہ اپنے گمان اور ہوی پر چلتے ہین اور معاندہ سے قبول حق کی امید نہین ہوتی) تو آپ ایسے شخص سے اپنا خیال ہٹا لیجیے جو ہماری نصیحت کا خیال نہ کرے اور بجز دنیوی زندگی کے اسکو کوئی (اخروی مطلب) مقصود نہ ہو (جسکی وجہ عدم ایمان بالآخرۃ ہے جو لایؤمنون بالآخرۃ سے اوپر مفہوم ہوا ہے اور) ان لوگون کی فہم کی رسائی کی حد بس یہی (دنیوی زندگی) ہے (جب انکی بدفہمی اور بے فکری کی نوبت یہانتک پہنچی ہے تو انکی فکر مت کیجیے انکا معاملہ اللہ کے حوالہ کیجیے بس) تمہارا پروردگار خوب جانتا ہے کہ کون اس کے رستہ سے بھٹکا ہوا ہے اور وہی اسکو بھی خوب جانتا ہے جو راہ راست پر ہے (اس سے تو اسکا علم ثابت ہوا) اور (اس سے قدرت ثابت ہے کہ) جو کچھ آسمانون اور زمین مین ہے وہ سب اللہ ہی کے اختیار مین ہے (جب وہ علم اور قدرت دونون مین کامل ہے اور اس کے سبیل ماموربہ کے اعتبار سے دو قسم کے ہین ضال و مہتدی تو) انجام کار یہ ہے کہ برا کام کرنے والون کو ان کے (برے) کام کے عوض مین (خاص طور کی) جزا دیگا اور نیک کام کرنے والون کو انکے نیک کامون کے عوض مین (خاص طور کی) جزا دیگا (پس اسکا مقتضا یہ ہے کہ اسی کے حوالہ کیجیے۔ آگے نیک کارون کی تفسیر ہے یعنی) وہ لوگ ایسے ہین کہ کبیرہ گناہون سے اور (انمین) بیحیائی کی باتون سے (بالخصوص زیادہ) بچتے ہین مگر ہلکے ہلکے گناہ (کبھی کبھار ہو جائین تو حسن نکوکاری کا بیان ذکر ہے اسمین ان سے خلل نہین آتا مطلب استثنا کا یہ ہے کہ الذین احسنوا کی جو محبوبیت یہان بقرینہ مقام مدح مذکور ہے اسکا مصداق بننے کے لیے کبائر سے بچنا تو شرط ہے لیکن صغائر کا اسیا تا صدور اسکے لیے موقوف علیہ نہین البتہ عدم اصرار شرط ہے اور استثنا کا یہ مطلب نہین کہ صغائر کی اجازت ہے اور نہ اشتراط کا یہ مطلب ہے کہ الذین احسنوا کا مجزی بالحسنی ہونا موقوف ہے اجتناب عن الکبائر پر کیونکہ مرتکب کبائر بھی جو حسنہ کریگا اسکی جزا پاویگا لقولہ تعالی فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ پس اشتراط معنی مجزی کے اعتبار سے نہین بلکہ تلقیب بالمحسن اور محبوبیت خاصہ کے اعتبار سے ہے جسپر عنوان احسنوا دال ہے خوب سمجھ لو۔ اور اوپر لیجزی الذین اساؤا بما عملوا سے مسیئین کو ایہام یاس ہو سکتا ہے جس سے ایمان و توبہ سے ہمت ہار دین اور یجزی الذین احسنوا بالحسنی سے محسنین کو ایہام عجب ہو سکتا ہے آگے دونون ایہامون کا رفع ہے یعنی) بلاشبہ آپ کے رب کی مغفرت بڑی وسیع ہے (مسیئین کو تدارک اساءت سے ہمت نہ ہارنا چاہیے وہ اگر چاہے تو بجز کفر و شرک کے اور سیئات کو محض فضل سے معاف کر دیتا ہے تو تدارک سے تو کیون نہ معاف کریگا۔ اور اسیطرح محسنین کو عجب نہ چاہیے کیونکہ حسنات مین بعض اوقات ایسے شوائب خفیہ ملجاتے ہین کہ قابل قبول نہین رہتے اور عامل کو اسطرف التفات نہ ہونے سے انکی اطلاع بھی نہین ہوتی اور حق تعالی کو تو علم ہوتا ہے جب وہ حسنہ مقبول نہین تو مدار محسنیت کا نہین ہو سکتی پھر عجب کیسا اور یہ بات کہ تمہاری کسی حالت کی خود تم کو اطلاع نہ ہو اور اللہ تعالی کو اطلاع ہو کچھ امر غریب نہین ہے بلکہ ابتدا ہی سے اسکا وقوع ہوتا ہے چنانچہ) وہ تمکو (اور تمہارے احوال کو) اس وقت سے خوب جانتا ہے جب تمکو (یعنی تمہارے جد امجد آدم علیہ السلام

اللغات اللمم فی القاموس صغار الذنوب اھ و اصل القرب فکانہ فی صغار الذنوب قربا من کبار الذنوب ۱۲

النحو قولہ الحسنی صفۃ للاعمال المقدرۃ قولہ الذین یجتنبون خبر لمبتدا محذوف ای ہم ۔ قولہ الا اللمم استثناء منقطع ۱۲

اَفَرَاَيْتَ الَّذِىْ تَوَلّٰى ۝ وَاَعْطٰى قَلِيْلًا وَّاَكْدٰى ۝ اَعِنْدَهٗ عِلْمُ الْغَيْبِ فَهُوَ يَرٰى ۝ اَمْ لَمْ يُنَبَّاْ بِمَا فِىْ صُحُفِ مُوْسٰى ۝

تو بھلا آپ نے ایسے شخص کو بھی دیکھا جسنے روگردانی کی اور تھوڑا مال دیا اور بند کردیا کیا اس شخص کے پاس علم غیب ہی کہ اسکو دیکھ رہا ہی کیا اسکو اُس مضمون کی خبر نہیں پہونچی جو موسے کے صحیفون مین ہے

وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِىْ وَفّٰۤى ۝ اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۝ وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ۝ وَاَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ

اور نیز ابراہیم کے جنہون نے احکام کی پوری بجا آوری کی یہ کہ کوئی شخص کسی کا گناہ اپنے اوپر نہین لے سکتا اور یہ کہ انسان کو صرف اپنی ہی کمائی ملے گی اور یہ کہ انسان کی سعی بہت جلد

يُرٰى ۝ ثُمَّ يُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى ۝ وَاَنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى ۝ وَاَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَاَبْكٰى ۝ وَاَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ وَاَحْيَا ۝ وَاَنَّهٗ

دیکھی جاویگی پھر اُسکو پورا بدلہ دیا جاوے گا اور یہ کہ آپ کے پروردگار ہی کے پاس پہونچنا ہی اور یہ کہ وہی ہنساتا اور رلاتا ہے اور یہ کہ وہی مارتا ہے اور جلاتا ہے۔ اور یہ کہ

خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ۝ مِنْ نُّطْفَةٍ اِذَا تُمْنٰى ۝ وَاَنَّ عَلَيْهِ النَّشْاَةَ الْاُخْرٰى ۝ وَاَنَّهٗ هُوَ اَغْنٰى وَاَقْنٰى ۝ وَاَنَّهٗ

وہی دونون قسم یعنی نر اور مادہ کو نطفہ سے بناتا ہی جب ڈالا جاتا ہے اور یہ کہ دوبارہ پیدا کرنا اس کے ذمہ ہے اور یہ کہ وہی غنی کرتا ہی اور سرمایہ باقی رکھتا ہی اور یہ کہ

هُوَ رَبُّ الشِّعْرٰى ۝ وَاَنَّهٗۤ اَهْلَكَ عَادَا ِۨ الْاُوْلٰى ۝ وَثَمُوْدَا۟ فَمَاۤ اَبْقٰى ۝

وہی مالک ہی ستارہ شعریٰ کا بھی اور یہ کہ اسنے قدیم قوم عاد کو ہلاک کیا اور ثمود کو بھی کہ کسیکو باقی نہ چھوڑا

زمین (کی خاک) سے پیدا کیا تھا (جنکے ضمن مین بواسطہ تم بھی طین سے مخلوق ہوئے) اور جب تم اپنی ماؤن کے پیٹ مین بچے تھے (اور ان دونون حالتون مین تم کو اپنا اصلا علم نہ تھا اور ہم کو تھا پس اسیطرح اب بھی تمہارا عدم علم اور ہمارا علم تمہاری کسی حالت کے متعلق امر مستغرب نہین جب یہ بات ہی) تو تم اپنے کو مقدس مت سمجھا کرو (بس) تقوی والون کو وہی خوب جانتا ہی (کہ فلان متقی ہے فلان نہین گو صورۃً افعال تقوے کے دونون سے صادر ہوتے ہون) **ف** اور اگر ہو اعلم بکم الآخر کے مضمون پر یہ شبہ ہو کہ اُس حالت پر قیاس مع الفارق ہے کیونکہ اُسوقت تو ہم مین شعور نہ تھا اور اب شعور ہے۔ جواب یہ ہی کہ محض انکشاف کے لیے قوۃ شعور کافی نہین بلکہ اُسکا تعلق معلومات کے ساتھ انکشاف کی شرط ہی اور عدم تعلق ممکن ہے چنانچہ بہت احوال مین مشاہد ہی پس عدم انکشاف بھی ممکن ہے اور یہ قیاس مدار اثبات نہین بلکہ اسمین تنبیہ ہی اسپر کہ حق تعالیٰ کا علم بوجہ ذاتی ہونے کے کامل اور سب احوال مین برابر ہے اور تمہارا علم بوجہ حادث ہونے کے کہ مسبوق بالعدم ہی چنانچہ انشأ من الارض و استقرار فی البطن مین معدوم تھا ناقص اور متحقق فی حال دون حال ہے پس شوائب خفیہ کا مخفی رہجانا جائے تعجب نہین۔ وہذا الوجہ من ارتباط قولہ تعالیٰ ہو اعلم الخ بالسباق والسیاق ہو من المواہب وللہ الحمد۔ اور ایک تقریر اس مقام کی اور ہو سکتی ہے یعنی محسنین کو عجب نہ چاہیے کیونکہ مدار کسی کا خاتمہ پر ہے اور اپنے خاتمہ کا حال تمکو معلوم نہین صرف اللہ کو معلوم ہے جسطرح اپنی ابتدا کی حالت تمکو معلوم نہین اور اللہ کو معلوم ہی پھر عجب کیون کیا جاوے اور لباب مین ایک شان نزول نقل کیا ہے اُس سے اس تقریر کی تائید بھی ہوتی ہے وہ یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کو ماں کے پیٹ ہی مین شقی و سعید کر دیا ہی اُسوقت یہ آیت نازل ہوئی ہو اعلم بکم الخ ربط اوپر الذین اساءوا اور الذین احسنوا مجملاً فرمایا تھا پھر الذین احسنوا کے احسان کی کچھ توضیح تھی آگے الذین اساءوا کی اسارت کی کچھ توضیح اور توضیح کے ساتھ اُس طریقہ کی تقبیح اور اُس تقبیح کے منشا کی تصریح ارشاد ہی۔ اور سبب نزول اسکا در منثور مین بروایت ابن جریر کے ابن زید سے یہ نقل کیا ہی کہ کوئی شخص اسلام لے آیا تھا کسی نے اُسکو ملامت کی اس نے کہا کہ مین عذاب سے ڈرتا ہون وہ بولا تو مجکو کچھ دے مین تیری طرف سے عذاب اپنے سر رکھونگا چنانچہ کچھ دیا اُسنے اور مانگا نہایت کشاکشی سے اُس نے اور بھی کچھ دیا اور بقیہ کی دستاویز مع گواہیون کے لکھدی اھ اور روح المعانی وغیرہ مین اس شخص کی تعیین بھی کی ہی کہ یہ ولید بن مغیرہ تھا کہ کچھ میلان اسلام کی طرف ہو چلا تھا الخ اور ظاہر ہے کہ جس شخص کی ایسی حالت ہو آیت سبکو شامل ہے

تقبیح اہل اسارة

اَفَرَاَيْتَ الَّذِىْ تَوَلّٰى ﴿۳۳﴾ وَاَعْطٰى قَلِيْلًا وَّاَكْدٰى ﴿۳۴﴾ اَعِنْدَهٗ عِلْمُ الْغَيْبِ فَهُوَ يَرٰى ﴿۳۵﴾ اَمْ لَمْ يُنَبَّاْ بِمَا فِىْ صُحُفِ مُوْسٰى ﴿۳۶﴾ وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِىْ وَفّٰۤى ﴿۳۷﴾ اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ﴿۳۸﴾ وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ﴿۳۹﴾ وَاَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى ﴿۴۰﴾ ثُمَّ يُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى ﴿۴۱﴾ وَاَنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى ﴿۴۲﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَاَبْكٰى ﴿۴۳﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ وَاَحْيَا ﴿۴۴﴾ وَاَنَّهٗ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ﴿۴۵﴾ مِنْ نُّطْفَةٍ اِذَا تُمْنٰى ﴿۴۶﴾ وَاَنَّ عَلَيْهِ النَّشْاَةَ الْاُخْرٰى ﴿۴۷﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ اَغْنٰى وَاَقْنٰى ﴿۴۸﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ رَبُّ الشِّعْرٰى ﴿۴۹﴾ وَاَنَّهٗۤ اَهْلَكَ عَادَا ِۨ الْاُوْلٰى ﴿۵۰﴾ وَثَمُوْدَا۟ فَمَاۤ اَبْقٰى ﴿۵۱﴾

وَقَوْمَ نُوحٍ مِّنْ قَبْلُ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا هُمْ أَظْلَمَ وَأَطْغَىٰ ۝ وَالْمُؤْتَفِكَةَ أَهْوَىٰ ۝ فَغَشَّاهَا مَا غَشَّىٰ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكَ تَتَمَارَىٰ ۝

اور ان سے پہلے قوم نوح کو بیشک وہ سب سے بڑھ کر ظالم اور شریر تھے اور الٹی ہوئی بستیوں کو بھی پھینک مارا تھا پھر ان بستیوں کو گھیر لیا جس چیز نے کہ گھیر لیا سو تو اپنے رب کی کون کون سی نعمت میں شک کریگا

وَقَوْمَ نُوحٍ مِّنْ قَبْلُ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا هُمْ أَظْلَمَ وَأَطْغَىٰ ﴿۵۲﴾ وَالْمُؤْتَفِكَةَ أَهْوَىٰ ﴿۵۳﴾ فَغَشَّاهَا مَا غَشَّىٰ ﴿۵۴﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكَ تَتَمَارَىٰ ﴿۵۵﴾ (آپ نے نیکون کی صفت تو سن لی) تو بھلا آپنے ایسے شخص کو بھی دیکھا جس نے (دین حق سے) روگردانی کی (یعنی اسلام سے ہٹ گیا) اور تھوڑا مال دیا اور (پھر) بند کر دیا (یعنی جس شخص سے مال دینے کا وعدہ اپنے مطلب کے واسطے کیا تھا وہ بھی پورا نہ دیا اور اسی سے مفہوم ہوا کہ ایسا شخص دوسرون کی نفع رسانی کے لئے کیا خرچ کریگا جب اپنے ہی مطلب کے لیے پورا خرچ نہ کر سکا پس ذم علی البخل اسکا مدلول ہی) کیا اس شخص کے پاس (کسی صحیح ذریعہ سے) علم غیب ہی کہ اُسکو دیکھ رہا ہی (جس کے ذریعہ سے معلوم ہوگیا کہ فلان شخص بیر بطریت سے عذاب کا متحمل ہو جاویگا) کیا اسکو اُس مضمون کی خبر نہیں پہونچی جو موسٰے (علیہ السلام) کے صحیفون مین ہی (اور حسب روایت در منثور ذکر سورہ اعلی یہ دس صحیفے علاوہ توریت کے ہین) اور نیز ابراہیم (علیہ السلام) کے (صحیفون مین ہے وسیاتی فی سورۃ الاعلیٰ) جنہون نے احکام کی پوری بجا آوری کی (اور وہ مضمون) یہ (ہے) کہ کوئی شخص کسیکا گناہ اپنے اوپر (ایسے طور سے) نہین لے سکتا (کہ گناہ کرنے والا بری ہو جاوے پھر یہ شخص کیسے سمجھ گیا کہ میرا گناہ یہ ملامت گر اپنے سر رکھ لیگا) اور یہ (مضمون ہی) کہ انسان کو (ایمان کے بارہ مین) صرف اپنی ہی کمائی ملیگی (یعنی کسی دوسرے کا ایمان اسکے کام نہ آویگا پس اگر اس ملامتگر کے پاس ایمان ہوتا بھی تب بھی اس شخص کے کام نہ آتا چہ جائیکہ وہان بھی ندارد) اور یہ (مضمون ہے) کہ انسان کی سعی بہت جلد دیکھی جاویگی پھر اُسکو پورا بدلہ دیا جاویگا (باوجود اس کے یہ شخص اپنی فلاح کی سعی سے کیسے غافل ہوگیا) اور یہ (مضمون ہے) کہ (سبکو) آپ کے پروردگار ہی کے پاس پہونچنا ہی (پھر وہ شخص کیسے نڈر ہوگیا) اور یہ (مضمون ہے) کہ وہی ہنساتا اور رولاتا ہے اور یہ کہ وہی مارتا ہی اور جلاتا ہی اور یہ کہ وہی دونون قسم یعنی نر اور مادہ کو نطفہ سے بناتا ہی جب (رحم مین) ڈالا جاتا ہے (یعنی مالک جمیع تصرفات کا خدا ہی ہی دوسرا نہین پھر وہ شخص کیسے سمجھ گیا کہ قیامت کے روز یہ تصرف کہ مجکو عذاب سے بچانا کسی دوسرے کے قبضہ مین ہو جاویگا) اور یہ (مضمون ہی) کہ دوبارہ پیدا کرنا (حسب وعدہ) اُس کے ذمہ ہی (یعنی البتہ ضروری ہونے والا ہی جیسے کسی کے ذمہ ہو تو اُس شخص کے نڈر ہونے کی وجہ یہ بھی نہ ہونا چاہیے کہ قیامت نہ آویگی) اور یہ (مضمون ہے) کہ وہی غنی کرتا ہے (یعنی سرمایہ دیتا ہی) اور سرمایہ (دیکر محفوظ اور) باقی رکھتا ہی اور یہ کہ وہی مالک ہی ستارہ شعرے کا بھی (جسکی عبادت جاہلیت مین بعض لوگ کرتے تھے یعنی ان تصرفات و اشیا کا مالک بھی وہی ہے جیسے پہلی تصرفات کا مالک وہی ہی اور اول کے تصرفات خود انسان مین ہین اور بعد کے تصرفات متعلقات انسان مین ہین چنانچہ مال اور ستارہ دونون خارج ہین اور شاید ان دو کے ذکر مین اشارہ ہو کہ جسکو اپنا معین سمجھتے ہو خواہ بواسطہ انفاق کے خواہ بواسطہ عبادت کے اُس کے رب بھی ہم ہی ہین پھر دوسرے کو قیامت مین اس شخص کے زعم کے موافق کیا تصرف پہونچ سکتا ہی) اور یہ (مضمون ہی) کہ اُس نے قدیم قوم عاد کو (اُس کے کفر کی وجہ سے) ہلاک کیا اور ثمود کو بھی کہ (اُنہین سے) کیسکو باقی نہ چھوڑا اور ان سے پہلے قوم نوح علیہ السلام کو (ہلاک کیا) بیشک وہ سب سے بڑھکر ظالم اور شریر تھے (کہ ساڑھے نوسو برس کی دعوت مین بھی راہ پر نہ آئے) اور (قوم لوط علیہ السلام کی) الٹی ہوئی بستیون کو بھی پھینک مارا تھا پھر اُن بستیون کو گھیر لیا جس چیز نے کہ گھیر لیا (یعنی اوپر سے پتھر برسنا شروع ہوئے پس یہ شخص اگر ان قصون مین غور کرتا تو خاتمت کفر سے ڈرتا اور بے فکر نہ ہوتا۔ آگے ان سب مضامین پر تفریع فرماتے ہین کہ اے انسان جب ایسے ایسے مضامین سے تجکو آگاہ کیا جاتا ہی جو بوجہ ذریعہ ہدایت ہونے کے ہر مضمون بجائے خود ایک نعمت ربانی ہی) سو تو اپنے رب کی کون کون سی نعمت مین شک (وانکار) کرتا رہیگا (اور ان مضامین کی تصدیق کر کے منتفع نہ ہوگا) **ف** ظاہر معلوم ہوتا ہی کہ یہ سب مضامین صحف ابراہیم و موسیٰ مین ہین خواہ ہر واحد مین یا مجموعہ مین خواہ تفصیلا و جزئیا خواہ اجمالا و کلیا اور اگر یہ ثابت نہو تو جہان سے خارج صحف مضمون ہوگا وہان آنہ سے پہلے الا مقدر کرینگے یعنی والامرانہ الخ اور مشرک پر ان صحف کا حجت ہونا باین معنے ہے کہ مضمون انکا عقلی بھی ہے۔ اور تخصیص ابراہیم اور موسیٰ کی باین وجہ ہی کہ قبل ابراہیم علیہ السلام کے لوگون مین دستور خلاف مضمون لاتزر الخ کے جو کہ اصل مقصود مقام ہے جاری تھا ابراہیم نے اُسکو مٹانے کی کوشش کی اور موسیٰ علیہ السلام نے بھی اسمین انکا اتباع کیا۔ اور اضلال سے گناہ ہونا اور ثواب پہونچانے سے ثواب پہونچنا جو بظاہر آیت لاتزر اور لیس للانسان کے معارض معلوم ہوتا ہے تقریر ترجمہ سے وہ مندفع ہوگیا۔ اور عاد کی تحقیق مع تحقیق عاد اولے کے سورۂ اعراف قصہ عاد مین گذری ہے۔ اور اولی کی ایک توجیہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ بمعنے قدیم کے حقیقت واقعی ہو پس اسکے مقابلہ مین عاد اخری کا ہونا ضروری نہوگا۔ اور فما ابقی یا تو عام ہو کل ثمود کو یا خاص ہے کفار کبار کے ساتھ ربط اوپر سورت مین توحید

هٰذَا نَذِيْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰى ۝ اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ ۝ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَاشِفَةٌ ۝ اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ

یہ بھی پہلے پیغمبرون کی طرح ایک پیغمبر ہین　وہ جلدی آنے والی چیز قریب آپہونچی ہے کوئی غیر اللہ اسکا ہٹانے والا نہین　سو کیا تم لوگ اس کلام سے تعجب کرتے ہو

تَعْجَبُوْنَ ۝ وَتَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ ۝ وَاَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ ۝ فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا ۝

اور ہنستے ہو　اور روتے نہین ہو　اور تم تکبر کرتے ہو　سو اللہ کی اطاعت کرو　اور عبادت کرو

رکوع ۳

سورۃ القمر مکیۃ　بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ　وھی خمس وخمسون اٰیۃ

شروع کرتا ہون اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہین

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ۝ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ۝ وَكَذَّبُوْا وَاتَّبَعُوْا اَهْوَآءَهُمْ

قیامت نزدیک آپہونچی　اور چاند شق ہو گیا　اور یہ لوگ اگر کوئی معجزہ دیکھتے ہین تو ٹال دیتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ جادو ہے جو ابھی ختم ہوا جاتا ہے　اور ان لوگون نے جھٹلایا اور اپنی نفسانی خواہشون کی پیروی

وَكُلُّ اَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ ۝ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنَ الْاَنْۢبَآءِ مَا فِيْهِ مُزْدَجَرٌ ۝ حِكْمَةٌۢ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ۝ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ

وقف لازم

کی اور ہر بات کو قرار آجاتا ہے　اور ان لوگون کے پاس خبرین اتنی پہونچ چکی ہین　کہ انمین عبرت　یعنی اعلیٰ درجہ کی دانشمندی ہو سو خوف دلانیوالی چیزین انکو کچھ فائدہ ہی نہین دیتین تو آپ انکی طرف سے

يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ اِلٰى شَيْءٍ نُّكُرٍ ۝ خُشَّعًا اَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ كَاَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنْتَشِرٌ ۝

کچھ خیال نہ کیجیے جس روز ایک بلانے والا فرشتہ ایک ناگوار چیز کی طرف بلاویگا　آنکی آنکھین جھکی ہوئی ہونگی　قبرون سے اسطرح نکل رہے ہونگے جیسے ٹڈی پھیل جاتی ہے

ورسالت ومجازاۃ کی تفصیل تھی آگے خاتمہ مین بھی تینون مضامین مجملاً ومختلطاً ارشاد فرمائے گئے ہین۔

تلخیص مضامین ثلثہ توحید ورسالت وبعث

هٰذَا نَذِيْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰى ۝ اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ ۝ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَاشِفَةٌ ۝ اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ ۝ وَتَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ ۝ وَاَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ ۝ فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا ۝ یہ (پیغمبر) بھی پہلے پیغمبرون کی طرح ایک پیغمبر ہین (انکو مان لو کیونکہ) وہ جلدی آنے والی چیز قریب آپہونچی (مراد قیامت ہے) اور جب وہ آویگی تو) کوئی غیر اللہ اسکا ہٹانے والا نہین (پس کسی کے بھروسہ بےفکری کی گنجایش ہی نہین) سو کیا (ایسی خوف کی باتین سنکر بھی) تم لوگ اس کلام (الٰہی) سے تعجب کرتے اور (استہزاءً) ہنستے ہو اور (خوف عذاب سے) روتے نہین ہو اور تم (اطاعت سے) تکبر کرتے ہو سو اس کبر وغفلت سے باز آؤ اور حسب تعلیم ان پیغمبر کے) اللہ کی اطاعت کرو اور (اسکی بلا شرکت) عبادت کرو (تاکہ تمکو نجات ہو) **ف** مضامین ثلثہ کا ہونا ان آیات مین ترجمہ سے ظاہر ہے۔

بحمد اللہ تفسیر سورہ والنجم ختم ہوئی آگے انشاء اللہ تعالیٰ سورہ قمر آتی ہے وصلی اللہ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین۔

سورۃ القمر مکیۃ وآیہا خمس وخمسون کذا فی البیضاوی

ربط سورت سابقہ کے ختم پر ازفت الآزفۃ مین انزجار کے واسطے قرب ساعت کا مضمون تھا اور اسی مضمون سے اسی غرض انزجار کے لیے اس سورت کا افتتاح ہوا ہے اور اس کے بعد واقعہ شق القمر کا کہ قرب ساعت کے زاجر ہونے کا مثبت وموکد ہے اور اس کے ساتھ مکذبین کا عدم انزجار اور عدم انزجار پر آپکا تسلیہ اور انکی تہدید اہوال قیامت سے مذکور ہے۔

وعید غیر منزجرین باعظم اسباب انزجار

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ۝ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ۝ وَكَذَّبُوْا وَاتَّبَعُوْا اَهْوَآءَهُمْ وَكُلُّ اَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ ۝ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنَ الْاَنْۢبَآءِ مَا فِيْهِ مُزْدَجَرٌ ۝ حِكْمَةٌۢ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ۝ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ اِلٰى شَيْءٍ نُّكُرٍ ۝ خُشَّعًا اَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ كَاَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنْتَشِرٌ ۝

اللغات کاشفۃ نفس قادرۃ علی کشفہا ای ازالتہا قولہ سامدون رفع الراس تکبراً وعلاء کذا فی القاموس مستمر فی الروح ای ماذہب زائل مستقرب عللوا بذلک التقسیم ومنوا بالباقی الفارقۃ مالی تلک المعنی | ذہب انس ومیان ومجاہد الکسائی والفراء ما تفسرہ النحاس قولہ نکراً ای فظیع تنکرہ النفوس لعدم العہد بمثلہ **النحو** قولہ حکمۃ بالغۃ بدل من مزدجر – **البلاغۃ** قولہ ان یروا آیۃ عام یتوقع فی عرف

مُهْطِعِيْنَ اِلَى الدَّاعِ ۭ يَقُوْلُ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ۝

بلانے والے کی طرف دوڑے چلے جارہے ہوں گے کافر کہتے ہوں گے کہ یہ دن بڑا سخت ہے

مُهْطِعِيْنَ اِلَى الدَّاعِ ۭ يَقُوْلُ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ۝ (ان کفار کے لیے زاجر تو اعلیٰ درجہ کا متحقق ہے چنانچہ) قیامت نزدیک آپہونچی (جسمین تکذیب پر بڑی مصیبت آویگی) اور (اس اخبار قرب ساعت کا مصدق بھی واقع ہوگیا چنانچہ) چاند شق ہوگیا (اور اسکا مصدق ہونا اسطرح ہی کہ شق قمر معجزہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جس سے نبوت ثابت ہوتی ہی اور نبی کا ہر قول صادق ہی پس آپکا خبر دینا قرب وقوع قیامت کی نیز صادق ہی اس سے تحقق زاجر کا تیقن ہوگیا) اور (اسکا مقتضا یہ تھا کہ) یہ لوگ (اس سے منزجر ہوتے لیکن ان کی یہ حالت ہی کہ) اگر کوئی معجزہ دیکھتے ہین تو ٹال دیتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ جادو ہی جو ابھی ختم ہوا جاتا ہی (یہ کنایہ ہی باطل سے کہ اسکا اثر اور بقاء معتدبہ نہین ہوتا قال تعالیٰ وما یبدئ الباطل وما یعید در تفسیر فاتظر مطلب یہ کہ قیامت سے منزجر ہونا جس امر پر موقوف ہی یعنی اعتقاد نبوت محمدیہ یہ لوگ خود اسکی دلیل ہی کو نظر تامل سے نہین دیکھتے اور اسکو باطل سمجھتے ہین پھر کیا انزجار ہوتا) اور (اس اعراض اور بطلان دعوی معجزہ مین خود) ان لوگون نے (باطل پر مصر ہوکر حق کو) جھٹلایا اور اپنی نفسانی خواہشون کی پیروی کی (یعنی انکا اعراض بوجہ کسی دلیل صحیح سے تمسک کرنے کے نہین ہے بلکہ سبب اس اعراض کا اتباع ہوا اور عناداً تکذیب حق ہی) اور (یہ جو معجزات کو سحر ذاہب الاثر کہتے ہین سو قاعدہ ہی کہ) ہر بات کو (بعد چندے اپنی اصلی حالت پر آکر) قرار آجاتا ہی (یعنی حق کا حق ہونا اور باطل کا باطل ہونا اسباب وآثار سے عام طور پر متعین ہوجاتا ہی مطلب یہ کہ گو تعین واقع مین تو فی الحال ہی ہی مگر کم فہمون کی سمجھ مین اگر اب نہین آتا تو بعد چندے تو انکو بھی ظاہر ہوسکتا ہی بشرطیکہ غور سے کام لین تو چند روز کے بعد تمکو معلوم ہوجاویگا کہ یہ سحر فانی ہی یا حق باقی ہی) اور (علاوہ اس زاجر مذکور کے جو حالی ہے عقوبت آجلہ سے) ان لوگون کے پاس (توام ماضیہ کی بھی) خبرین (جو حالی ہین عقوبت عاجلہ سے) اتنی پہونچ چکی ہین کہ انمین (کافی) عبرت یعنی اعلیٰ درجہ کی دانشمندی (حاصل ہوسکتی) ہے سو (انکی یہ کیفیت ہی کہ) خوف دلانے والی چیزین انکو کچھ فائدہ ہی نہین دیتین (اور جب یہ حال ہی) تو آپ انکی طرف سے کچھ خیال نہ کیجیے (یہ تسلیہ ہی جب وہ وقت ساعت اور عقوبت کا جس سے انکو انذار کیا جاتا ہی آویگا خود معلوم ہوجاویگا آگے اُس روز کا بیان ہے یعنی) جس روز ایک بلانے والا فرشتہ (انکو) ایک ناگوار چیز کی طرف بلاویگا انکی آنکھین (مارے ذلت اور ہیبت کے) جھکی ہوئی ہونگی (اور) قبرون سے اسطرح نکل رہے ہونگے جیسے ٹڈی پھیل جاتی ہی (اور پھر نکلکر) بلانے والے کی طرف (یعنی موقف حساب کی طرف جہان جمع ہونے کے لیے بلانے والے نے پکارا ہے) دوڑے چلے جارہے ہونگے (اور وہان کی سختیان دیکھکر) کافر کہتے ہون گے کہ یہ دن بڑا سخت ہی ف اور ایک آیت مین ہی مقنعی رؤسہم لا یرتد الیہم طرفہم سو تطبیق یہ ہی کہ وہان مختلف حالتین ہونگی کبھی حیرت اور اس کے آثار کا غلبہ ہوگا کبھی ہیبت وذلت اور انکے آثار کا غلبہ ہوگا۔ اور شق قمر کا معجزہ ہونا اور واقع ہوچکنا صحیحین وغیر صحیحین مین طرق مختلفہ کثیرہ سے بروایت علی وابن مسعود وانس وابن عباس وحذیفہ وجبیر بن مطعم وابن عمر وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم آیا ہی اور ابن مسعود رض سے تصریحاً انکا اُس واقعہ کے وقت حاضر ہونا بھی بخاری مین ہے۔ کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمنی یعنی ہم آپ کے ساتھ منی مین تھے۔ اور بعض روایات مین جو بمکۃ آیا ہی اُس کے معنے یہ ہین کہ یہ واقعہ آپ کے قیام مکہ کے زمانہ مین یعنی قبل ہجرت واقع ہوا اور صحیح روایات سے اسکا ایک ہی بار وقوع ثابت ہی اور بعض روایات مین مرتین آیا ہے اس کے معنے فلقتین ہین یا وہ قید رویت کی ہے یعنی اول بار دیکھنے کے بعد نظر ہٹاکر پھر دیکھا تو اُسی حالت مین پایا۔ اور صحیحین کی ایک روایت مین ہے کہ ایک ٹکڑا پہاڑ پر تھا اور ایک ٹکڑا اُس سے ہٹا ہوا تھا۔ اور آپ نے یہ بھی فرمایا اشہدوا اور ابونعیم کی روایت مین ہے کہ اُس روز چاند بدر تھا احقر کے نزدیک معنی یہ ہین کہ قریب بدر کے تھا کیونکہ غالباً منی مین اجتماع بتقریب حج ہوا ہوگا۔ اور وہ وقت بدر سے پہلے ہوتا ہی۔ اور بیہقی کی روایت مین ہی کہ چہار اطراف کے سفر سے آنیوالون سے پوچھا انہون نے بھی اپنا دیکھنا بیان کیا الروایات کلہا من الروح اور بعض نے بلا دلیل محض استبعاد وہمی اور عدم نقل تواریخ کی بنا پر اس کو ماول کیا ہے کہ قیامت مین ایسا ہوگا لیکن استبعاد منافی امکان نہین اور عدم نقل اس لیے ہے کہ بعض جگہ تو قمر بوجہ اختلاف مطالع کے غائب ہوگا اور تھوڑی دیر کا قصہ تھا کوئی شخص ہر وقت چاند کو تکا نہین کرتا اور اُسوقت تاریخ کا اسقدر اہتمام بھی نہ تھا۔ پھر استبعاد تو قیامت مین بھی مشترک ہے ایک کو ماننا دوسرے کو نہ ماننا تحکم ہے۔ اور صیغہ ماضی اور ان یروا آیۃ مرجح وقوع ہے۔ کیونکہ شق قیامت کے بعد اس کو کوئی سحر نہ کہے گا۔ مگر اس ماول کی تکفیر نہ چاہیے۔

ربط لقد جاءہم من الانباء ما فیہ مزدجر مین اخبار زاجرہ کا آنا ارشاد ہوا تھا۔

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ فَكَذَّبُوا عَبْدَنَا وَقَالُوا مَجْنُونٌ وَازْدُجِرَ ۝ فَدَعَا رَبَّهُ أَنِّي مَغْلُوبٌ فَانْتَصِرْ ۝ فَفَتَحْنَا

ان لوگوں سے پہلے قوم نوح نے تکذیب کی یعنی ہمارے بندہ کی تکذیب کی اور کہا کہ یہ مجنون ہیں اور نوح کو دھمکی دیگئی تو نوح نے اپنے رب سے دعا کی کہ میں درماندہ ہوں سو آپ انتقام لے لیجیے پس ہم نے

أَبْوَابَ السَّمَاءِ بِمَاءٍ مُنْهَمِرٍ ۝ وَفَجَّرْنَا الْأَرْضَ عُيُونًا فَالْتَقَى الْمَاءُ عَلَى أَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ۝ وَحَمَلْنَاهُ عَلَى ذَاتِ أَلْوَاحٍ

کثرت سے برسنے والے پانی سے آسمان کے دروازے کھول دیئے اور زمین سے چشمے جاری کردیئے پھر پانی اس کام کے لیے مل گیا جو تجویز ہوچکا تھا اور ہم نے نوح کو تختوں اور میخوں والی کشتی پر

وَدُسُرٍ ۝ تَجْرِي بِأَعْيُنِنَا جَزَاءً لِمَنْ كَانَ كُفِرَ ۝ وَلَقَدْ تَرَكْنَاهَا آيَةً فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ ۝ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ

جو کہ ہماری نگرانی میں رواں تھی سوار کیا یہ سب کچھ اس شخص کا بدلہ لینے کے لیے کیا جسکی بیقدری کی گئی تھی اور ہم نے اس واقعہ کو عبرت کے واسطے رہنے دیا سو کیا کوئی نصیحت حاصل کرنیوالا ہے پھر دیکھو میرا

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ ۝ كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ۝

اور ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لیے آسان کردیا ہے سو کیا کوئی نصیحت حاصل کرنیوالا ہے عاد نے تکذیب کی سو میرا عذاب اور ڈرانا کیسا ہوا

آگے بعض اخبار زاجرہ کا بیان ہے

قصہ قوم نوح علیہ السلام

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ فَكَذَّبُوا عَبْدَنَا وَقَالُوا مَجْنُونٌ وَازْدُجِرَ ۝ فَدَعَا رَبَّهُ أَنِّي مَغْلُوبٌ فَانْتَصِرْ ۝ فَفَتَحْنَا أَبْوَابَ السَّمَاءِ بِمَاءٍ مُنْهَمِرٍ ۝ وَفَجَّرْنَا الْأَرْضَ عُيُونًا فَالْتَقَى الْمَاءُ عَلَى أَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ۝ وَحَمَلْنَاهُ عَلَى ذَاتِ أَلْوَاحٍ وَدُسُرٍ ۝ تَجْرِي بِأَعْيُنِنَا جَزَاءً لِمَنْ كَانَ كُفِرَ ۝ وَلَقَدْ تَرَكْنَاهَا آيَةً فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ ۝ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ۝ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ ۝ ان لوگوں سے پہلے قوم نوح نے تکذیب کی یعنی ہمارے بندہ (خاص نوح علیہ السلام) کی تکذیب کی اور (انکی نسبت) کہا کہ یہ مجنون ہیں اور (محض اس قول بیہودہ ہی پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ ان سے ایک بیہودہ فعل بھی سرزد ہوا یعنی) نوح (علیہ السلام) کو (انکی طرف سے) دھمکی (بھی) دیگئی (جیسا ذکر سورۂ شعراء میں ہے لئن لم تنتہ یا نوح لتکونن من المرجومین) تو نوح (علیہ السلام) نے اپنے رب سے دعا کی کہ میں (محض) درماندہ ہوں (ان لوگوں کا مقابلہ نہیں کرسکتا) سو آپ (ان سے) انتقام لے لیجیے (یعنی انکو ہلاک کردیجیے کقولہ تعالیٰ رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا) پس ہم نے کثرت سے برسنے والے پانی سے آسمان کے دروازے کھول دئے اور زمین سے چشمے جاری کردیے پھر (آسمان اور زمین کا) پانی اس کام کے (پورا ہونے کے) لیے مل گیا جو (علم الٰہی میں) تجویز ہوچکا تھا (مراد اس کام سے ہلاکت ہے کفار کی یعنی دونوں پانی ملکر طوفان بڑھا جسمیں سب غرق ہوگئے) اور ہم نے نوح (علیہ السلام) کو (طوفان سے محفوظ رکھنے کے لیے) تختوں اور میخوں والی کشتی پر جو کہ ہماری نگرانی میں (پانی کی سطح پر) رواں تھی (مع مومنین کے) سوار کیا یہ سب کچھ اس شخص کا بدلہ لینے کے لیے کیا گیا جسکی بیقدری کی گئی تھی (مراد نوح علیہ السلام ہیں اور چونکہ رسول اور اللہ تعالیٰ کے حقوق میں تلازم ہے اسمیں کفر باللہ بھی آگیا پس یہ شبہہ نہ رہا کہ کیا یہ غرق کفر باللہ کے عوض میں نہ ہوا تھا) اور ہم نے اس واقعہ کو عبرت کے واسطے (حکایات و تذکروں میں) رہنے دیا سو کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے (مقصود اس سے ترغیب ہے تذکر کی) پھر (دیکھو) میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا ہوا (یعنی جس چیز سے ڈرانا واقع ہوا تھا وہ کیسا پورا پورا ہوکر رہا پس اس سے مراد بھی عذاب ہی ہے لیکن دو عنوانوں سے ایک عنوان عذاب ہونا دوسرا عنوان اسکا مصداق وعدہ ہونا) اور ہم نے قرآن کو جو کہ مشتمل ہے ایسے قصص مذکورہ پر نصیحت حاصل کرنے کے لیے آسان کردیا ہے (سب کے لیے عموماً بوجہ وضوح بیان کے اور عرب کے لیے خصوصاً بوجہ عربیت لسان کے) سو کیا (اس قرآن میں ایسے مضامین نصیحت کے دیکھ کر) کوئی نصیحت حاصل کرنیوالا ہے (یعنی کفار مکہ کو بالخصوص ان قصص سے) (عبرت حاصل کرنا چاہیے) **ف** بعض لوگوں کو لقد یسرنا القرآن پر سرسری نظر کرنے سے مجتہد بننے کی ہوس ہوئی ہے لیکن تیسیر للذکر سے تیسیر للاستنباط لازم نہیں اسکا تو سیدھا مطلب یہ ہے کہ ترغیب و ترہیب کے متعلق قرآن میں جو مضامین ہیں وہ نہایت جلی ہیں اور وجوہ استنباط کا دقیق ہونا تو خود ظاہر ہے

قصہ عاد كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ۝

اللغات منهمر منصب قوله على امر على للتعليل قوله دسر مسامير ۱۲
النحو قوله وازدجر عطف على قوله قالوا قوله انى بالفتح بتقدير الباء قوله بماء الباء للآلة مثلها فى فتحت الباب بالمفتاح وفيه تشبيه تدفق المطر من السحاب بانصباب انهار انفتحت بها ابواب السماء وانشق اديم الخضراء ۔ قوله عيونا تمييز من المفعول واصله وفجرنا عيون الارض فغير الى التمييز للمبالغة بجعل الارض كلها متفجرة مع الابهام والتفسير ۱۲ قوله جزاء عامله فعلنا تلك الفعلة ۱۲
البلاغة الماء اى ماء السماء وماء الارض والافراد لتحقيق ان التقاء المائين لم يكن بطريق المجاورة بل بطريق الاختلاط والاتحاد ۱۲

إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِي يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ ○ تَنزِعُ النَّاسَ كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنقَعِرٍ ○ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي

ہم نے اُن پر ایک تند ہوا بھیجی ایک دوامی نحوست کے دن میں وہ ہوا لوگوں کو اسطرح اُکھاڑ اُکھاڑ کر پھینکتی تھی کہ گویا وہ اُکھڑی ہوئی کھجوروں کے تنے ہیں سو میرا عذاب اور ڈرانا کیسا

وَنُذُرِ ○ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ ○ كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِالنُّذُرِ ○ فَقَالُوا أَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا

ہوا اور ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لیے آسان کر دیا ہے سو کیا کوئی نصیحت حاصل کرنیوالا ہے ثمود نے پیغمبروں کی تکذیب کی اور کہنے لگے کیا ہم ایسے شخص کا اتباع کرینگے جو ہمارے

نَّتَّبِعُهُ إِنَّا إِذًا لَّفِي ضَلَالٍ وَسُعُرٍ ○ أَأُلْقِيَ الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِن بَيْنِنَا بَلْ هُوَ كَذَّابٌ أَشِرٌ ○ سَيَعْلَمُونَ غَدًا مَّنِ الْكَذَّابُ

جنس کا آدمی ہے اور اکیلا ہے تو اس صورت میں ہم بڑی غلطی اور جنون میں پڑ جاویں کیا ہم سب میں سے اسی پر وحی نازل ہوئی ہے بلکہ یہ بڑا جھوٹا اور شیخی باز ہے ان کو عنقریب معلوم ہو جاویگا کہ جھوٹا شیخی باز کون

الْأَشِرُ ○ إِنَّا مُرْسِلُو النَّاقَةِ فِتْنَةً لَّهُمْ فَارْتَقِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ ○ وَنَبِّئْهُمْ أَنَّ الْمَاءَ قِسْمَةٌ بَيْنَهُمْ كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ ○

تھا ہم اونٹنی کو نکالنے والے ہیں انکی آزمایش کے لیے سو انکو دیکھتے بھالتے رہنا اور صبر سے بیٹھے رہنا اور ان لوگوں کو یہ تبلا دینا کہ پانی بانٹ دیا گیا ہے ہر ایک باری پر باری والا حاضر ہوا کرے

فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطَىٰ فَعَقَرَ ○ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ○ إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَاحِدَةً فَكَانُوا كَهَشِيمِ الْمُحْتَظِرِ ○

سو انھوں نے اپنے رفیق کو بلایا سو اُسنے وار کیا اور مار ڈالا سو میرا عذاب اور ڈرانا کیسا ہوا ہم نے ان پر ایک ہی نعرہ مسلط کیا سو وہ ایسے ہوگئے جیسے کانٹوں کی باڑ لگانیوالے کا

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ ○

اور ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لیے آسان کر دیا ہے سو کیا کوئی نصیحت حاصل کرنیوالا ہے

إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِي يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ (۱۹) تَنزِعُ النَّاسَ كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنقَعِرٍ (۲۰) فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ (۲۱) وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ (۲۲) عاد نے (بھی اپنے پیغمبر کی) تکذیب کی سو (اسکا قصہ سنو کہ) میرا عذاب اور ڈرانا کیسا ہوا (اور وہ قصہ یہ ہے کہ) ہم نے اُن پر ایک تند ہوا بھیجی ایک دوامی نحوست کے دن میں (یعنی وہ زمانہ اُن کے حق میں ہمیشہ کے لیے اس لیے منحوس رہا کہ اُس روز جو عذاب آیا وہ عذاب برزخ سے متصل ہوگیا پھر عذاب کفار کے لیے کبھی منقطع نہ ہوگا اور) وہ ہوا لوگوں کو اسطرح (انکی جگہ سے) اُکھاڑ اُکھاڑ کر پھینکتی تھی کہ گویا وہ اُکھڑی ہوئی کھجوروں کے تنے ہیں (اس تشبیہ میں علاوہ ان کے پھینکے جانے کے اشارہ انکی طول وعظم قامت کی طرف بھی ہے) سو (دیکھو) میرا عذاب اور ڈرانا کیسا (ہولناک) ہوا اور ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لیے آسان کر دیا ہے سو کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے **ف** یوم سے مراد مطلق زمانہ ہے پس دوسری جگہ جو ایام آیا ہے اُس سے معارض نہیں اور تحقیق نحوست کی سورہ صافات قصہ ابراہیم علیہ السلام میں گذری ہے۔ اور جملہ فکیف کان اور لقد یسرنا کئی قصوں میں آیا ہے جسمیں تنبیہ ہے کہ ہر قصہ مستقلاً قابل تدبر و تذکر کے ہے اور قصہ عاد میں جو دو جگہ فکیف کان الخ آیا ہے اول سے مقصود تو طلب قصہ کا اور متوجہ کرنا سامعین کا ہے اور ثانی سے تہویل عذاب کی مقصود ہے جیسا ترجمہ سے ظاہر ہے پس تکرار نہ رہا **قصہ ثمود** كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِالنُّذُرِ (۲۳) فَقَالُوا أَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهُ إِنَّا إِذًا لَّفِي ضَلَالٍ وَسُعُرٍ (۲۴) أَأُلْقِيَ الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِن بَيْنِنَا بَلْ هُوَ كَذَّابٌ أَشِرٌ (۲۵) سَيَعْلَمُونَ غَدًا مَّنِ الْكَذَّابُ الْأَشِرُ (۲۶) إِنَّا مُرْسِلُو النَّاقَةِ فِتْنَةً لَّهُمْ فَارْتَقِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ (۲۷) وَنَبِّئْهُمْ أَنَّ الْمَاءَ قِسْمَةٌ بَيْنَهُمْ كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ (۲۸) فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطَىٰ فَعَقَرَ (۲۹) فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ (۳۰) إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَاحِدَةً فَكَانُوا كَهَشِيمِ الْمُحْتَظِرِ (۳۱) وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ (۳۲) ثمود نے (بھی) پیغمبروں کی تکذیب کی (کیونکہ ایک پیغمبر کی تکذیب مستلزم ہے سب پیغمبروں کی تکذیب کو) اور کہنے لگے کیا ہم ایسے شخص کا اتباع کریں گے جو ہماری جنس کا آدمی ہے اور (حشم وخدم سے) اکیلا ہے (یعنی یا تو فرشتہ ہوتا تو ہم دین میں اتباع کرتے یا صاحب خدم وحشم ہوتا تو دنیوی امور میں اتباع کرتے جبکہ بشر ہے اور واحد ہے تو نہ اتباع فی الدنیا کو کوئی امر مقتضی ہے نہ اتباع فی الدین کو اور اگر ہم

البلاغۃ	اللغات
البلاغۃ قولہ واحدا تاخیرہ عن الصفۃ الاولی یعنی منا للتنبیہ علی ان کلا من الجنسیۃ والوحدۃ مانع الاتباع ولو قدم علیہا لفات ہذا التنبیہ ۱۲	اللغات نحس مسعد مستمر دائم اعجاز اصولہا بلا فروع منقعر منقلع من مغارسہ ساقط علی الارض السعر الجنون کذا فی القاموس الکلی اترل والتعبیر بذلک قیل لانہ یتضمن المعنی فی الفعل کذا فی الروح قلت ویہ تبا بیسا ترجمت بہ قولہ تعالی والقی الالواح فی الاعراف فانظر وطبق ۔ قولہ مرسلون المراد مخرجون المحتظر صانع الحظیرۃ ۱۲

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ بِالنُّذُرِ ○ إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا إِلَّا آلَ لُوطٍ نَّجَّيْنَاهُم بِسَحَرٍ ○ نِّعْمَةً مِّنْ عِندِنَا كَذَٰلِكَ نَجْزِي مَن شَكَرَ ○

قوم لوط نے پیغمبرون کی تکذیب کی ۔ ہم نے اُن پر پتھرون کا مینہ برسایا بجز متعلقین لوط کے کہ اُنکو اخیر شب مین بچا لیا اپنی جانب سے فضل کرکے ۔ جو شکر کرتا ہی ہم اُسکو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہین

وَلَقَدْ أَنذَرَهُم بَطْشَتَنَا فَتَمَارَوْا بِالنُّذُرِ ○ وَلَقَدْ رَاوَدُوهُ عَن ضَيْفِهِ فَطَمَسْنَا أَعْيُنَهُمْ فَذُوقُوا عَذَابِي وَنُذُرِ ○

اور لوط نے اُنکو ہماری دارو گیر سے ڈرایا تھا سو انہون نے اس ڈرانے مین جھگڑے پیدا کیے اور ان لوگون نے لوط سے اُنکے مہمانون کو بارادہ بد لینا چاہا سو ہم نے اُنکی آنکھین چوپٹ کر دین کہ لو میرے عذاب اور ڈرانے کا مزہ چکھو

وَلَقَدْ صَبَّحَهُم بُكْرَةً عَذَابٌ مُّسْتَقِرٌّ ○ فَذُوقُوا عَذَابِي وَنُذُرِ ○ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ ○

اور صبح سویرے ہی اُنپر عذاب دائمی آ پہونچا ۔ کہ لو میرے عذاب اور ڈرانے کا مزہ چکھو ۔ اور ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لیے آسان کر دیا ہی سو کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہی

اتباع کرین) تو اس صورت مین ہم بڑی غلطی اور (بلکہ) جنون مین پڑ جاوین کیا ہم سب مین سے (منتخب ہوکر) اسی (شخص) پر وحی نازل ہوئی ہی (ہرگز ایسا نہین) بلکہ یہ بڑا جھوٹا اور شیخی باز ہے (شیخی کے مارے ایسی باتین بڑائی کی کرتا ہی کہ لوگ مجکو سردار قرار دے لین حق تعالیٰ نے صالح علیہ السلام سے فرمایا کہ تم اُنکو کہنے دو بیچ مت کرو) اُنکو عنقریب (مرتے ہی) معلوم ہو جاویگا کہ جھوٹا شیخی باز کون تھا (یعنی یہی لوگ تھے کہ انکار نبوت مین کاذب تھے اور اتباع نکرنے سے بوجہ شیخی کے عار کرتے تھے اور یہ لوگ جو اونٹنی کا معجزہ طلب کرتے تھے تو) ہم (اُنکی درخواست کے موافق پتھر مین سے) اونٹنی کو نکالنے والے ہین اُنکی آزمایش (ایمان) کے لیے سو اُن (کی حرکتون) کو دیکھتے بھالتے رہنا اور صبر سے بیٹھے رہنا اور ان لوگون کو (جب اونٹنی پیدا ہوتی) یہ بتلا دینا کہ پانی (کنوین کا) بانٹ دیا گیا ہی (یعنی تمہارے مواشی اور اونٹنی کی باری مقرر ہو گئی ہی) ہر ایک باری پر باری والا حاضر ہوا کرے (یعنی اونٹنی اپنی باری مین پانی پیوے اور مواشی اپنی باری مین چنانچہ اونٹنی پیدا ہوئی اور صالح علیہ السلام نے اسیطرح فرما دیا) سو (اس باری سے وہ لوگ تنگ آ گئے اور) انہون نے (اُس کے قتل کرنے کی غرض سے) اپنے رفیق (قدار) کو بلایا سو اس نے (اونٹنی پر) وار کیا اور (اُسکو) مار ڈالا سو (دیکھو) میرا عذاب اور ڈرانا کیسا ہوا (جسکا آگے بیان آتا ہی وہ یہ کہ) ہم نے اُن پر ایک ہی نعرہ (فرشتہ کا) مسلط کیا سو وہ (اُس سے) ایسے ہو گئے جیسے کانٹون کی باڑ لگانے والے (کی باڑ) کا چورا (یعنی کھیت یا مواشی وغیرہ کی حفاظت کے لیے جیسے کانٹون وغیرہ کی باڑ لگا دیتے ہین اور چند روز بعد سب چورا چورا ہو جاتا ہی اسیطرح وہ ہلاک و تباہ ہو گئے ۔ عرب کے لوگ اس مشبہ بہ کو شب و روز دیکھتے تھے تو وہ اس تشبیہ کو خوب سمجھتے تھے) اور ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لیے آسان کر دیا ہی سو کیا کوئی نصیحت حاصل کرنیوالا ہی ف سورہ اعراف قصہ ثمود مین پورا قصہ گذرا ہی ۔

قصہ قوم لوط علیہ السلام

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ بِالنُّذُرِ (۳۳) إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا إِلَّا آلَ لُوطٍ نَّجَّيْنَاهُم بِسَحَرٍ (۳۴) نِّعْمَةً مِّنْ عِندِنَا كَذَٰلِكَ نَجْزِي مَن شَكَرَ (۳۵) وَلَقَدْ أَنذَرَهُم بَطْشَتَنَا فَتَمَارَوْا بِالنُّذُرِ (۳۶) وَلَقَدْ رَاوَدُوهُ عَن ضَيْفِهِ فَطَمَسْنَا أَعْيُنَهُمْ فَذُوقُوا عَذَابِي وَنُذُرِ (۳۷) وَلَقَدْ صَبَّحَهُم بُكْرَةً عَذَابٌ مُّسْتَقِرٌّ (۳۸) فَذُوقُوا عَذَابِي وَنُذُرِ (۳۹) وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ (۴۰)

قوم لوط نے (بھی) پیغمبرون کی تکذیب کی (کیونکہ ایک نبی کی تکذیب مستلزم ہی سب کی تکذیب کو) ہم نے اُنپر پتھرون کا مینہ برسایا بجز متعلقین لوط (علیہ السلام) کے (یعنی بجز مومنین کے) کہ اُنکو اخیر شب مین (بستی سے باہر کرکے عذاب سے) بچا لیا اپنی جانب سے فضل کرکے جو شکر کرتا ہی (یعنی ایمان لاتا ہی) ہم اُسکو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہین (کہ قہر سے بچا لیتے ہین) اور (قبل عذاب آنے کے) لوط (علیہ السلام) نے اُنکو ہماری دارو گیر سے ڈرایا تھا سو انہون نے اس ڈرانے مین جھگڑے پیدا کیے (یعنی یقین نہ لائے) اور (جب لوط علیہ السلام کے پاس ہمارے فرشتے بشکل مہمان آئے اور اُن لوگون کو حسین لڑکون کا آنا معلوم ہوا تو یہان آکر) اُن لوگون نے لوط (علیہ السلام) سے اُن کے مہمانون کو بارادہ بد لینا چاہا (جس سے لوط علیہ السلام اول گھبرائے گو وہ فرشتے تھے) سو ہم نے (اُن فرشتون کو حکم دیکر) اُنکی آنکھین چوپٹ کر دین (یعنی جبرئیل علیہ السلام نے اپنا پر اُنکی آنکھون پر پھیر دیا جس سے اندھے بھٹے ہو گئے کذا فی الدر عن قتادہ اور بزبان قال یا حال اُن سے کہا گیا) کہ لو میرے عذاب اور ڈرانے کا مزہ چکھو (یہ تو اُسوقت واقعہ ہوا) اور (پھر) صبح سویرے ہی اُن پر عذاب دائمی آ پہونچا (اور ارشاد ہوا) کہ لو میرے عذاب اور ڈرانے کا مزہ چکھو (پہلا عذاب طمس پر یہ کہا گیا ہی اور یہ عذاب اہلاک پر پس تکرار نہین) اور ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لیے آسان کر دیا ہے سو کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے ۔

اللغات حاصبا الریح التی ترمی بالحجارة والمراد بہ ہہنا الحجارة التی رموا بہا تارو اشککو فیہ بالنذر مصدر بمعنی الانذار راودوہ صرفوا من رایہم وطلبوا الفجور بہم بکرة اخص من الصباح فلیس فی ذکرہا زیادة مستقر یدوم

وَلَقَدْ جَآءَ اٰلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ ○ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كُلِّهَا فَاَخَذْنٰهُمْ اَخْذَ عَزِيْزٍ مُّقْتَدِرٍ ○ اَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ اُولٰٓئِكُمْ

اور فرعون والوں کے پاس بھی ڈرانے کی بہت سی چیزیں پہونچیں ان لوگوں نے ہماری تمام نشانیوں کو جھٹلایا سو ہم نے انکو زبردست صاحب قدرت کا پکڑنا پکڑا کیا تم میں جو کافر ہیں اُن میں ان لوگوں سے کچھ فضیلت ہے

اَمْ لَكُمْ بَرَآءَةٌ فِی الزُّبُرِ ○ اَمْ يَقُوْلُوْنَ نَحْنُ جَمِيْعٌ مُّنْتَصِرٌ ○ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ○ بَلِ السَّاعَةُ

یا تمہارے لیے کتابوں میں کوئی معافی ہے یا یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہماری ایسی جماعت ہے جو غالب ہی رہیں گے عنقریب یہ جماعت شکست کھاوے گی اور پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے بلکہ قیامت

مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ ○ اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِیْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ○ يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِی النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ

انکا وعدہ ہے اور قیامت بڑی سخت اور ناگوار چیز ہے یہ مجرمین بڑی غلطی اور بے عقلی میں ہیں جس روز یہ لوگ اپنے مونہوں کے بل جہنم میں گھسیٹے جاویں گے تو ان سے کہا جاوے گا

ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ○ اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ○ وَمَآ اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍۢ بِالْبَصَرِ ○ وَلَقَدْ اَهْلَكْنَآ اَشْيَاعَكُمْ

کہ دوزخ کے لگنے کا مزہ چکھو ہم نے ہر چیز کو انداز سے پیدا کیا ہے اور ہمارا حکم بس ایسا یکبارگی ہو جاویگا جیسے آنکھ کا جھپکانا اور ہم تمہارے ہم طریقہ لوگوں کو ہلاک کر چکے ہیں

فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ○ وَكُلُّ شَیْءٍ فَعَلُوْهُ فِی الزُّبُرِ ○ وَكُلُّ صَغِيْرٍ وَّكَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ ○ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ ○

سو کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے اور جو کچھ بھی یہ لوگ کرتے ہیں سب اعمال ناموں میں ہے اور ہر چھوٹی اور بڑی بات لکھی ہوئی ہے پرہیزگار لوگ باغوں میں اور نہروں میں ہونگے

فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ ۝

ایک عمدہ مقام میں قدرت والے بادشاہ کے پاس

رکوع ۳ ع ۱۵

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ فرعون والوں قولہ فی آل فرعون اور فرعون اشارۃ الی ان الاکتفاء بذکر الآل للعلم بان نفسہ اولے بذلک فانہ راس الطغیان"

قصہ فرعون وقوم او

وَلَقَدْ جَآءَ اٰلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ ﴿۴۱﴾ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كُلِّهَا فَاَخَذْنٰهُمْ اَخْذَ عَزِيْزٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿۴۲﴾ اور (فرعون اور) فرعون والوں کے پاس بھی ڈرانے کی بہت سی چیزیں پہونچیں (مراد موسیٰ علیہ السلام کے ارشادات اور معجزات ہیں کہ اول منذر تشریعی اور ثانی منذرات تکوینی ہیں مگر) اُن لوگوں نے ہماری تمام (اُن) نشانیوں کو (جو اُن کے پاس آئی تھیں جو آیات تسعہ کے مشہور ہیں) جھٹلایا (یعنی اُن کے مدلول و مقتضا کو کہ نبوت موسویہ و توحید الٰہی ہے جھٹلایا ورنہ واقعات کے وقوع کی تکذیب تو ہو نہیں سکتی) سو ہم نے انکو زبردست صاحب قدرت کا پکڑنا پکڑا (یعنی جب ہم نے انکو قہر اور غلبہ سے پکڑا اُس پکڑ کو کوئی دفع نہیں کر سکا پس عزیز مقتدر سے مراد اللہ تعالیٰ ہے ربط اوپر قصص کے قصص مذکور ہیں آگے خاتمہ میں باشتراک علت سے کفار مکہ کا استحقاق عقوبت دنیویہ و اخرویہ مع مقدمات و متممات اس مضمون کے بیان فرمایا جاتا ہے اور اخیر میں بطریق مقابلہ متقین کی تبشیر بھی مختصراً ارشاد ہے۔

تہدید کفار بعقوبت و تبشیر ابرار بمثوبت

اَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ اُولٰٓئِكُمْ اَمْ لَكُمْ بَرَآءَةٌ فِی الزُّبُرِ ﴿۴۳﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ نَحْنُ جَمِيْعٌ مُّنْتَصِرٌ ﴿۴۴﴾ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ﴿۴۵﴾ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ ﴿۴۶﴾ اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِیْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ﴿۴۷﴾ يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِی النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ﴿۴۸﴾ اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ﴿۴۹﴾ وَمَآ اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍۢ بِالْبَصَرِ ﴿۵۰﴾ وَلَقَدْ اَهْلَكْنَآ اَشْيَاعَكُمْ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۵۱﴾ وَكُلُّ شَیْءٍ فَعَلُوْهُ فِی الزُّبُرِ ﴿۵۲﴾ وَكُلُّ صَغِيْرٍ وَّكَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ ﴿۵۳﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ ﴿۵۴﴾ فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿۵۵﴾ (یہ قصص کفار کے اور بسبب کفر کے اُنکے معاقب ہونے کے تو تم نے سن لیے اب جبکہ تم بھی اسی جرم کفر کے مرتکب ہو تو تمہارے معاقب نہ ہونے کی کیا وجہ) کیا تم میں جو کافر ہیں (اور چونکہ مخاطب کفار ہیں تو سب ہی کافر ہیں) اُن میں اِن (مذکور) لوگوں سے کچھ فضیلت ہے (جسکی وجہ سے یہ باوجود ارتکاب جرم کے سزایاب نہ ہوں) (یا تمہارے لیے (آسمانی) کتابوں میں کوئی معافی (لکھی) ہے

اللغات جمیع جماعۃ اشیاعکم اشباھکم مقعد صدق مکان مرضی علی ان الصدق مجاز مرسل فی لازمہ او استعارۃ و افراد المقعد علی ارادۃ الجنس" النحو قولہ اخذ منصوب علی المصدریۃ وکبیرہ وضع المظہر موضع المضمر ای اخذناہم اخذ او نحن ذو عزۃ واقتدار۔ قولہ انا کل شیء خلقناہ علی طریقۃ التفسیر والکل مجمعون علی القراءۃ بالنصب قولہ وکل شیء فعلوہ مبتدأ مع الصفۃ خبرہ فی الزبر مجمعا علی القراءۃ بالرفع"

البلاغۃ قولہ ولقد جاء فی الروع صدرت قصتہم بالتوکید القسمی لابراز کمال الاعتناء بشانہا لغایۃ عظم ما فیہا من الآیات وکثرتہا۔ قولہ ام یقولون فیہ الالتفات والنکتۃ الحاجۃ فیہ الایذان باقتضاء حالہم الی الاعراض عنہم واسقاطہم عن رتبۃ الخطاب وحکایۃ قبائحہم لغیرہم والخطاب فہو للکفار ووجہ ہذہ الاضافۃ انہا شبلہا فی الدنیا اہم کلہا و قد سینا ، او یوم الاحد ولم یقل الانتم للتنصیص علی کونہم المقتفی لبلاکہم"

سورۃ الرحمٰن مکیۃ وھی ثمان وسبعون آیۃ

(گوکوئی فضیلت نہ ہو) یا (انہین کوئی قوت دافعہ للعذاب ہی جیسا) یہ لوگ (باوجود اجتماع دلائل تیقن مغلوبیت کے) کہتے ہین کہ ہماری ایسی جماعت ہی جو غالب ہی رہین گے (اور دلائل مغلوبیت کے بعد ایسی بات کہنا اسکو مستلزم ہے کہ انہین کوئی قوت دافعہ للعذاب ہی پس ان تینون امرون مین سے کونسا امر واقع او عذاب سے مانع ہی سو امرین اولین کا بطلان تو ظاہر ہی رہا تیسرا امر سو اسباب عادیہ کے اعتبار سے قطع نظر دلائل خارجیہ کے گو فی نفسہ ممکن ہی مگر بدلالت دلائل وقوع اسکا نہ ہوگا بلکہ عکس کا وقوع ہوگا جس سے انکا کذب ظاہر ہو جاویگا اور وہ عکس کا وقوع اسطرح ہوگا کہ) عنقریب (انکی) یہ جماعت شکست کھاویگی اور پیٹھ پھیر کر بھاگین گے (اور یہ پیشین گوئی بدر و احزاب وغیرہ مین واقع ہوئی اور یہی نہین کہ اس عقوبت دنیویہ پر بس ہوکر رہجاویگا) بلکہ (عذاب اکبر) قیامت (مین ہوگا کہ) انکا (اصل) وعدہ (وہی) ہی اور قیامت (کو کوئی ہلکی چیز نہ سمجھو بلکہ وہ) بڑی سخت اور ناگوار چیز ہے (اور یہ موعود وہی وا ضرور واقع ہونے والا ہی اور اس کے وقوع کے انکار مین) یہ مجرمین (یعنی کفار) بڑی غلطی اور بے عقلی مین (پڑے) ہین (اور وہ غلطی انکو عنقریب جب علم الیقین مبدل بہ عین الیقین ہوگا ظاہر ہو جاویگی اور وہ اسطرح ہوگا کہ) جس روز یہ لوگ اپنے مونہون کے بل جہنم مین گھسیٹے جاوین گے تو ان سے کہا جاویگا کہ دوزخ (کی آگ) کے لگنے کا مزہ چکھو (اور اگر انکو اس سے شبہ ہو کہ ابھی کیون نہین واقع ہوتی تو وجہ اسکی یہ ہی کہ) ہم نے ہر چیز کو (باعتبار زمان وغیرہ کے ایک خاص) انداز سے پیدا کیا ہی (جو ہمارے علم مین ہے یعنی زمانہ وغیرہ اسکا اپنے علم مین معین و مقدر کیا ہی اسیطرح قیامت کے وقوع کے لئے بھی ایک وقت معین ہی پس اسکا عدم وقوع فی الحال بوجہ اسکے وقت نہ آنے کے ہی اس سے مطلقا عدم وقوع لازم نہین آیا) اور (جب اسکا وقت آجاویگا تو اسوقت) ہمارا حکم (اس کے وقوع کے متعلق) بس ایسا یکبارگی ہو جاویگا جیسے آنکھ کا جھپکانا (غرض وقوع کی نفی تو باطل ٹھیری اور اگر تمکو یہ شبہ ہو کہ ہمارا طریقہ مبغوض الی اللہ نہین ہے تو اگر قیامت کا وقوع بھی ہو تب بھی ہمکو ضرر نہین اور وہ وقوع علینا نہین تو اس باب مین سن رکھو کہ) ہم تمہارے ہم طریقہ لوگون کو (اپنے عذاب سے) ہلاک کر چکے ہین (جو دلیل ہی اس طریقہ کے مبغوض ہونے کی اور وہی تمہارا طریقہ ہی پس لامحالہ مبغوض ہی اور یہ دلیل نہایت واضح ہی) سو کیا اس دلیل سے کوئی نصیحت حاصل کرنیوالا ہی (یعنی اس دلیل سے استدلال کر و مبغوضیت طریقہ کفریہ پر) اور (یہ بھی نہین ہی کہ ان کے اعمال علم الٰہی سے غائب رہجاوین تاکہ باوجود مبغوضیت طریقہ کفر کے پھر بھی سزا سے بچنا محتمل ہو بلکہ) جو کچھ بھی یہ لوگ کرتے ہین سب (حق تعالیٰ کو معلوم اور مکلیت حجیت کے لیے) اعمالنامون مین (بھی مندرج) ہی اور (یہ نہین کہ کچھ لکھ لیا گیا ہو کچھ رہ گیا ہو بلکہ) ہر چھوٹی اور بڑی بات (اسمین) لکھی ہوئی ہی (پس وقوع عذاب مین کوئی شبہ نہ رہا یہ تو کفار کا حال ہوا اور جو) پرہیزگار لوگ (ہین وہ بہشت کے) باغون مین اور نہرون مین ہون گے ایک عمدہ مقام مین قدرت والے بادشاہ کے پاس (یعنی جنت کے ساتھ قرب بھی ہوگا) بحمد اللہ تفسیر سورہ قمر کی ختم ہوئی اب عروس القرآن یعنی سورہ رحمٰن کی تفسیر آتی ہی انشاء اللہ تعالیٰ۔

سورۃ الرحمٰن مکیۃ او مدنیۃ او متبعضۃ وآیہا ست وسبعون کذا فی البیضاوی

ربط سورت سابقہ مین زیادہ مضمون نقم کا تھا گو بحیثیت ان کے اسباب ہدایت ہونے کے وہ معنًی و حکمًا نعم بھی ہون اور کچھ اول و آخر مین مضمون نعم کا بھی تھا اور اس سورت مین زیادہ مضمون نعم کا ہی کچھ دنیویہ کچھ اخرویہ اور کچھ درمیان مین مضمون نقم کا بھی ہی گو بحیثیت مذکورہ وہ بھی نعم ہین اور اسی بناء پر مثل نعم کے ان نقم کے بعد بھی فبای آلاء ربکما تکذبان کو تقریر مضمون کے لیے متفرع فرمایا ہی اور یہ آیت تفریعیہ اس سورت مین اکتیس جگہ آئی ہی اور چونکہ ہر جگہ آلاء کا مصداق جدا ہی اس لیے یہ تکرار محض نہین ہی محض لفظی تشارک ہی اور ایسی تکرار کا نام اصطلاح مین جہان مکرر ثانی کا متعلق اول کے اتقان مین تردید بتلایا ہی اور تکرار ظاہری کی وجہ سے اسمین افادہ تاکید بھی ہی اور اس قسم کا تکرار جو کہ قند مکرر سے شیرین تر ہے عرب و غیر عرب کے کلام منثور و منظوم مین بکثرت بلا نکیر مستعمل ہے چنانچہ نمونہ کے لیے ایک نثر اور ایک نظم منقول ہی نثر مشترک فی الالسنہ ایک شخص دوسرے سے کہتا ہی الم احسن الیک الم اعطک کذا الم افعل الیک کذا فعلت بک کذا اور نظم عربی مہلہل شاعر کلیب کے مرثیہ مین کہتا ہی ؎ علی ان لیس عدلا من کلیب ✽ اذا ما ضیم جیران المجیر ✽ علی ان لیس عدلا من کلیب ✽ اذا رجف العضاہ من الدبور ✽ علی ان لیس عدلا من کلیب ✽ اذا خرجت مخبأۃ الخدور ✽ علی ان لیس عدلا من کلیب ✽ اذا ما اعلنت نجوی الامور ✽ علی ان لیس عدلا من کلیب ✽ اذا خیف المخوف من الثغور ✽ علی ان لیس عدلا من کلیب ✽ غداۃ تأثل الامر الکبیر ✽ علی ان لیس عدلا من کلیب ✽ اذا ما خار جاش المستجیر ✽ اور فارسی و اردو کے منظومات مین اسکی کثرت کسی پر مخفی نہین پس اول نعم فی الدنیا کا ذکر ہی جنمین کچھ ظاہری اور جسمانی ہین اور کچھ باطنی اور روحانی ہین بیان فرماتی ہین کہ اول اسی مضمون سے شروع ہی پھر نقم اخروی کہ بحیثیت مذکورہ فی التمہید معنًی نعم ہین ذکر کیجاوینگی کہ موعوم اسی مضمون کے آخر تک

ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ فی کلمح بالبصر جھپکانا اشارۃ الی تفسیر الباء اخذا من المدارک علی قدر ما یلمح احدکم ببصرہ ۱۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

اَلرَّحْمٰنُ ۙ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۭ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۙ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ○ اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ۙ وَّالنَّجْمُ

رحمان نے قرآن کی تعلیم دی　اُس نے انسان کو پیدا کیا　اُسکو گویائی سکھلائی　سورج اور چاند حساب کے ساتھ ہیں　اور بے تنہ کے درخت

وَالشَّجَرُ يَسْجُدَانِ ○ وَالسَّمَاۗءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ ۙ اَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيْزَانِ ○ وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ

اور تنہ دار درخت دونوں مطیع ہیں　اور اُسی نے آسمان کو اونچا کیا　اور اُسی نے ترازو رکھ دی　تاکہ تم تولنے میں کمی بیشی نہ کرو　اور انصاف کے ساتھ وزن کو ٹھیک رکھو

وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ ○ وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ ۙ فِيْهَا فَاكِهَةٌ ۙ وَّالنَّخْلُ ذَاتُ الْاَكْمَامِ ○ وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ

اور تول کو گھٹاؤ مت　اور اُسی نے خلقت کے واسطے زمین کو رکھ دیا　کہ اُسمیں میوے ہیں اور کھجور کے درخت ہیں جن پر غلاف ہوتا ہے　اور غلہ ہے جسمیں بھوسہ ہوتا ہے

وَالرَّيْحَانُ ۚ ○ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ○ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ○ وَخَلَقَ الْجَاۗنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ

اور غذا کی چیز ہے　سو ای جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے　اُسی نے انسان کو ایسی مٹی سے جو ٹھیکرے کی طرح بجتی تھی پیدا کیا اور جنات کو خالص آگ سے پیدا کیا

فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ○ رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ۚ ○ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ○ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ

سو ای جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے　وہ دونوں مشرق اور دونوں مغرب کا مالک ہے　سو ای جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے　اُسی نے دو دریاؤں کو ملایا

بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ۚ ○ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ○ يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ۚ ○ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ○

کہ باہم ملے ہوئے ہیں اُن دونوں کے درمیان میں　ایک حجاب ہے کہ دونوں بڑھ نہیں سکتے　سو ای جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے　ان دونوں سے موتی اور مونگا برآمد ہوتا ہے　سو ای جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں

وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَـٰٔتُ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ۚ ○ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ○

اور اُسی کے ہیں جہاز جو پہاڑوں کی طرح اٹھے کھڑے ہیں　سو ای جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے

ع ۱۵

اور معنی دونوں طرح نعم میں مذکور ہونگی اور رکوع سوم میں ختم تک یہی مضمون ہے۔

نعم جسمیہ و روحیہ فائضہ فی الدنیا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلرَّحْمٰنُ ① عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ② خَلَقَ الْاِنْسَانَ ③ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ④ اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ⑤ وَّالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدَانِ ⑥ وَالسَّمَاۗءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ ⑦ اَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيْزَانِ ⑧ وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ ⑨ وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ ⑩ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّالنَّخْلُ ذَاتُ الْاَكْمَامِ ⑪ وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ ⑫ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ⑬ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ⑭ وَخَلَقَ الْجَاۗنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ⑮ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ⑯ رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ⑰ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ⑱ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ⑲ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ⑳ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ㉑ يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ㉒ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ㉓ وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَـٰٔتُ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ㉔ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ㉕

اللغات وضع الميزان خلقه موضوعا مخفوضا على الارض فان جعلت بمعنى اخذ بالحاصل الحب هو ما يتغذى به كالحنطة والشعير ذو العصف قيل هو ورق الزرع وقيده بعضهم باليابس الريحان قال ابن عباس كل ريحان في القرآن هو الرزق كذا في الدر وتايد بالقاموس الفخار الخزف اعني ما احرق من الطين مارج ما مرج من لهب خالص لا دخان فيه لا يبغيان لا يبغي احدهما على الآخر بالممازجة المرجان الخرز الاحمر اعني اكبر كذا في الروح عن ابن مسعود رض المنشآت اى المرفوعات من انشأه اذا رفعه ۱۲

النحو قوله ان لا تطغوا بتقدير اللام اي لئلا تطغوا۔ قوله والنخل والحب والريحان كلها معطوفا على فاكهة فدل على كونها كلها في الارض قوله من نار بيان لمارج ۱۲

البلاغة قوله علم القرآن قدمه لانه اعظم ثم قدم الخلق على تعليم البيان لانه اصل في الروح عن الكشف اخلى الجمل التي قبل الشمس والقمر بحسبان عن العاطف لان الغرض تعديد النعم وتبكيت المنكر كما يقال زيد اغناك بعد فقر اعزك بعد ذل- كثرك بعد قلة فعل بك ما لم يفعل احد باحد فما تنكر من احسانه كانه لما عدد نعمته حرك منه حتى يتامل هل شكرها حق شكرها ام لا ثم يا خذ في الاخرى وكرجيئ بالعاطف صارت كواحدة ولم يكن من التحريك في شيء ولما تقضى الوطر من التعديد المحرك والتبكيت بذكر ما هو اصل النعم على نمط رد الكلام على منهاج الاصل من تعداد النعم واحدا بعد اخرى على التناسب والتقارب بحرف النسق- قوله والنخل في الخازن اقتصر على ذكر النخل من بين سائر الاشجار لانه اعظمها واكثرها بركة- قوله والحب فيه انما اخر ذكر الحب على سبيل الارتقاء الى الاعلى لان الحب انفع من النخل- قوله والريحان قلت ذكره تماما لاستيعاب الاقسام لان المستعمل اما للتلذذ وهو الفاكهة اولا وللتغذي ايضا وهو ثمر النخل

رحمان (کی بیشمار نعمتیں ہیں اُنہیں سے ایک روحانی نعمت یہ ہے کہ اُسی نے (اپنے بندوں کو احکام) قرآن کی تعلیم دی (یعنی قرآن نازل کیا کہ اُسکے بندے اُس سے
اُسپر ایمان لاکر اُسکا علم حاصل کرکے اُسپر عمل کرکے منتفع ہوں اور اسکی) ایک نعمت جسمانی کہ موقوف علیہ روحانی کا ہے یہ ہے کہ) اُسی نے انسان کو پیدا کیا (پھر) اُسکو
گویائی سکھلائی (جسپر ہزاروں منافع مرتب ہوتے ہیں منجملہ اُن کے قرآن کا دوسرے کی زبان سے پہونچنا اور دوسروں کو پہونچانا ہے - اور ایک نعمت جسمانی آفاقی یہ ہے کہ اُسکے
حکم سے) سورج اور چاند حساب کے ساتھ (چلتے) ہیں اور بے تنہ کے درخت اور تنہ دار درخت دونوں (اللہ کے) مطیع ہیں (سورج چاند کا چلنا تو اس لیے نعمت ہے
کہ اس پر لیل ونہار وزمستان وتابستان اور عدد ایام وشہور مرتب ہوتا ہے اور ان کے منافع ظاہر ہیں - اور سجدہ نجم وشجر اس لیے نعمت ہے کہ اللہ تعالیٰ اُنمیں تکوین منافع کی
فرماتا ہے اور وہ سجدہ تکوینی یعنی اطاعت تسخیری سے ان منافع کے تکون کو قبول کرتے ہیں پھر وہ منافع استعمال میں آتے ہیں) اور (ایک نعمت یہ ہے کہ) اُسی نے آسمان کو اونچا
کیا (جس سے علاوہ دوسرے منافع متعلقہ بالسماء کے بڑی منفعت استدلال علی الصانع ہے کما قال تعالیٰ یتفکرون فی خلق السموات الخ) اور (ایک نعمت یہ ہے کہ) اُسی نے
(دنیا میں) ترازو رکھدی تاکہ تم تولنے میں کمی بیشی نہ کرو اور (جب یہ ایسی بڑی منفعت کے لیے موضوع ہے کہ یہ آلہ ہے ایفاء واستیفاء حقوق کا جس سے ہزاروں مفاسد
ظاہری وباطنی کا اندفاع ہوتا ہے تو تم اس نعمت کا خصوصیت کے ساتھ شکر کرو اور اُس شکریہ میں سے یہ بھی ہے کہ) انصاف (اور حق رسانی) کے ساتھ وزن کو ٹھیک
رکھو اور تول کو گھٹاؤ مت اور (ایک نعمت یہ ہے کہ) اُسی نے خلقت کے (فائدہ کے) واسطے زمین کو (اُسکی جگہ) رکھدیا کہ اُسمیں میوے ہیں اور کھجور کے درخت ہیں جن
(کے پھل) پر غلاف (چڑھا) ہوتا ہے اور (اُسمیں) غلہ ہے جسمیں بھوسہ (بھی) ہوتا ہے اور (اُسمیں) اور غذا کی چیز (بھی) ہے (جیسے بہت سی ترکاریاں وغیرہ) سو اے جن وانس
(باوجود اس کثرت وعظمت نعم کے جنمیں سے نعم مذکورہ بھی ہیں) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤگے (یعنی منکر ہونا بڑی ہٹ دھرمی اور بدیہیات بلکہ
حسیات کا انکار ہے - اور ایک نعمت یہ ہے کہ) اُسی نے انسان (کی اصل اول یعنی آدم علیہ السلام) کو ایسی مٹی سے جو ٹھیکری کی طرح (کھن کھن) بجتی تھی پیدا کیا (جسکا اجمالی
چند آیت میں اوپر ذکر آیا ہے) اور جنات (کی اصل اول) کو خالص آگ سے (جسمیں دھواں نہ تھا) پیدا کیا (اور پھر دونوں نوع میں توالد وتناسل کے ذریعہ سے نسل چلی شرح
اسکی سورہ حجر کے رکوع دوم میں آچکی ہے) سو اے جن وانس (باوجود اس کثرت وعظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤگے (مراد اسکی اوپر گذری
ہے اور) وہ دونوں مشرق اور دونوں مغرب کا مالک (حقیقی) ہے (مراد اس سے سورج اور چاند کے طلوع وغروب کا افق ہے اسمیں بھی وجہ نعمت ظاہر ہے کہ لیل ونہار
کے افتتاح واختتام کے ساتھ بہت سے اغراض متعلق ہیں) سو اے جن وانس (باوجود اس کثرت وعظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤگے اور
(ایک نعمت یہ ہے کہ) اُسی نے دو دریاؤں کو (صورۃً) ملایا کہ (ظاہر میں) باہم ملے ہوئے ہیں (اور حقیقۃً) اُن دونوں کے درمیان میں ایک حجاب (قدرتی) ہے کہ (اُسکی
وجہ سے) دونوں (اپنے اپنے موقع سے) بڑھ نہیں سکتے (جسکی شرح سورہ فرقان کے ختم سے ڈیڑھ رکوع قبل گذری ہے اور آب شور وآب شیریں کے منافع بھی ظاہر ہیں
اور دونوں کی تلاقی میں نعمت استدلال بھی ہے) سو اے جن وانس (باوجود اس کثرت وعظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤگے (اور بحرین
کے متعلق ایک یہ نعمت ہے کہ) اُن دونوں سے موتی اور مونگا برآمد ہوتا ہے (موتی مونگے کے منافع اور وجہ نعمت ہونا ظاہر ہے اور جو لوگ ان کے خروج کو دریاے شور کے
ساتھ خاص کہتے ہیں اُن کے نزدیک منہما کے معنے من مجموعہما ہوں گے اور نکتہ اس تعبیر میں یہ ہوگا کہ التقاء کی وجہ سے دونوں مثل واحد ہو گئے اور پھر بھی حصر مقصود
ہوگا کیونکہ التقاء شرط خروج نہیں ہے بلکہ لؤلؤ ومرجان کے مخارج میں سے ایک مخرج کا بتلانا ہے جسمیں ایک صفت عجیبہ التقاء کی بھی پائی جاتی ہے وہذا کقولہ تعالےٰ
وجعل القمر فیہن نورا مع قولہ تعالیٰ جعل فیہا سراجا وقمرا منیرا) سو اے جن وانس (باوجود اس کثرت وعظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤگے اور
(ایک نعمت یہ ہے کہ) اُسی کے (اختیار اور ملک میں) ہیں جہاز جو پہاڑوں کی طرح اونچے کھڑے (نظر آتے) ہیں (اُنکی منفعت بھی ظاہر بلکہ اظہر ہے) سو اے جن و
انس (باوجود اس کثرت وعظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤگے **ف** تکذبان میں خطاب جن وانس کو ہونا ان دلائل سے
ہے - قولہ تعالےٰ خلق الانسان وخلق الجان قولہ تعالیٰ ایہا الثقلان قولہ تعالیٰ انس قبلہم ولا جان - اور اگر فلسفہ مروجہ حال کا یہ دعوی ثابت ہو جاوے کہ شمس کے
گرد زمین کو حرکت ہے اور ارض کے گرد قمر کو تو بحسبان کا انطباق اس پر اس طرح ممکن ہے کہ شمس کا مدار ہونا اور قمر کا دائر ہونا حساب سے ہے ربط اوپر نعم دنیویہ حسیہ
کا ذکر تھا آگے نعم صوریہ کا کہ بحسب حیثیت مذکورہ فی التمہید نعم اخرویہ معنویہ ہیں ذکر ہے اور وہ سب احوال قیامت کے ہیں اور فناء کا مضمون اول میں بطور
تمہید کے اور سوال وشان کا مضمون تابع مضمون جلال واکرام کے بطور تاکید کے ہے اور اسکو ماقبل سے خاص ارتباط یہ بھی ہے کہ اوپر نعم دنیویہ کا ذکر تھا جنکا تقتضا
وجوب شکر واطاعت وایمان ہے اور حرمت کفر ومعصیت وطغیان ہے اور بعضے اس مقتضا پر عامل ہیں اور بعضے غیر عامل اس لیے دونوں فریق کا مآل کہ نیران

ملحقات الترجمة
لہ قولہ فی الا تطغوا الکمی مبنی لان الطغیان خروج عن الاعتدال وھو اعم ۱۲

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝ يَسْأَلُهُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ

جتنے روئے زمین پر موجود ہیں سب فنا ہو جاوینگے اور آپکے پروردگار کی ذات جو کہ عظمت اور احسان والی ہے باقی رہجاویگی سوای جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاوگے اسی سے سب آسمان اور زمین

وَالْأَرْضِ ۚ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝ سَنَفْرُغُ لَكُمْ أَيُّهَ الثَّقَلَانِ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ

والے مانگتے ہیں　وہ ہر وقت کسی نہ کسی کام میں رہتا ہے　سوائے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاوگے　اے جن و انس ہم عنقریب تمہارے لئے خالی ہوئے جاتے ہیں　سوائے جن و انس

رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝ يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ إِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ تَنْفُذُوا مِنْ أَقْطَارِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ فَانْفُذُوا

تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاوگے　اے گروہ جن اور انسانوں کے اگر تمکو یہ قدرت ہے کہ آسمان اور زمین کی حدود سے کہیں باہر نکل جاؤ　تو نکلو

لَا تَنْفُذُونَ إِلَّا بِسُلْطَانٍ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝ يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِنْ نَارٍ وَنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرَانِ ۝

بدون زور کے نہیں نکل سکتے　سوائے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاوگے　تم دونوں پر آگ کا شعلہ اور دھواں چھوڑا جاویگا　پھر تم ہٹا نہ سکوگے

فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝ فَإِذَا انْشَقَّتِ السَّمَاءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝

سوائے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاوگے　غرض جب آسمان پھٹ جاویگا　اور ایسا سرخ ہو جاویگا جیسے سرخ نری　سوائے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاوگے

فَيَوْمَئِذٍ لَا يُسْأَلُ عَنْ ذَنْبِهِ إِنْسٌ وَلَا جَانٌّ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝ يُعْرَفُ الْمُجْرِمُونَ بِسِيمَاهُمْ فَيُؤْخَذُ

تو اس روز کسی انسان اور جن سے اسکے جرم کے متعلق نہ پوچھا جاویگا　سوائے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاوگے　مجرم لوگ اپنے حلیہ سے پہچانے جاوینگے　سو سر کے بال

بِالنَّوَاصِي وَالْأَقْدَامِ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝ هَٰذِهِ جَهَنَّمُ الَّتِي يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُونَ ۝ يَطُوفُونَ

اور پاؤں پکڑ لیے جاوینگے　سوائے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاوگے　یہ ہے وہ جہنم جسکو مجرم لوگ جھٹلاتے تھے　وہ لوگ دوزخ

بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيمٍ آنٍ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝

کے اور گرم کھولتے ہوئے پانی کے درمیان دورہ کرتے ہونگے　سوائے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاوگے

وجنان ہے بیان فرماتے ہیں چنانچہ ولمن خاف الخ تک عقوبات کا اور وہاں سے آخر تک مثوبات کا ذکر ہے **انذار باہوال قیامت** كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝ يَسْأَلُهُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝ سَنَفْرُغُ لَكُمْ أَيُّهَ الثَّقَلَانِ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝ يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ إِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ تَنْفُذُوا مِنْ أَقْطَارِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ فَانْفُذُوا ۚ لَا تَنْفُذُونَ إِلَّا بِسُلْطَانٍ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝ يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِنْ نَارٍ وَنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرَانِ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝ فَإِذَا انْشَقَّتِ السَّمَاءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝ فَيَوْمَئِذٍ لَا يُسْأَلُ عَنْ ذَنْبِهِ إِنْسٌ وَلَا جَانٌّ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝ يُعْرَفُ الْمُجْرِمُونَ بِسِيمَاهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِي وَالْأَقْدَامِ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝ هَٰذِهِ جَهَنَّمُ الَّتِي يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُونَ ۝ يَطُوفُونَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيمٍ آنٍ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝ جن نعمتوں تم لوگوں کی سنی ہیں کو توحید و طاعت سے انکا شکر ادا کرنا چاہیئے اور کفر و معصیت سے انکا کفران نہ چاہیے کیونکہ اس عالم کے فنا کے بعد ایک دوسرا عالم آنے والا ہے جہاں ایمان و کفر پر مجازاۃ واقع ہوگی جسکا بیان آیات آئندہ کے ضمن میں ہے پس ارشاد ہے کہ جتنے (جن و انس) روئے زمین پر موجود ہیں سب فنا ہو جاوینگے اور (صرف) آپ کے پروردگار کی ذات جو کہ عظمت (والی) اور باوجود عظمت کے) احسان والی ہے باقی رہجاویگی چونکہ مقصود تنبیہ کرنا ثقلین کو ہے اور وہ سب اہل ارض ہیں اس لیے فنا میں اہل ارض کا ذکر کیا گیا اس تخصیص ذکری سے نفی فنا کی غیر اہل ارض سے لازم نہیں آتی اور دو صفتیں اس لئے لائے کہ ایک صفت ذاتی دوسری اضافی ہے حاصل اسکا یہ ہے کہ اکثر اہل عظمت دوسروں کے حال پر توجہ بھی نہیں کرتے ہیں مگر حق تعالٰے باوجود اس عظمت کے وہ اپنے بندوں پر رحمت و فضل فرماتے ہیں اور چونکہ اس مضمون سے خبر دینا موجب ہدایت ہے جو کہ نعمت اخرویہ ہے اس لیے اس پر بھی مثل دوسری نعمتوں کے امتنان فرماتے ہیں۔

ا دیکھو منجملہ نعم کثیر الٰہیہ کے ایک نعمت یہ ہی) سوای جن وانس (باوجود اس کثرت وعظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتون کے منکر ہو جاوگے (آگے ایک خاص طور پر اُسکی عظمت واکرام کے متعلق مضمون ہے یعنی وہ ایسا باعظمت ہی کہ) اُسی سے (اپنی اپنی حاجتین) سب آسمان اور زمین والے مانگتے ہین (زمین والون کی حاجتین تو ظاہر ہین اور آسمان والے گو اکل وشرب کے محتاج نہ ہون لیکن رحمت وعنایت کے تو محتاج ہین اور اسکا دال ہونا عظمت پر ظاہر ہی کیونکہ یہ دلیل ہے محتاج الیہ ہونے کی اور محتاج الیہ ہونا موقوف ہی عظمت پر اور صاحب اکرام ہونا اس سے ظاہر ہی کہ) وہ ہر وقت کسی نہ کسی کام مین رہتا ہی (یہ مطلب نہین کہ صدور افعال کا اُسکے لوازم ذات سے ہی ورنہ قدم حادث کا لازم آویگا بلکہ مطلب یہ ہی کہ جتنے تصرفات عالم مین واقع ہوتے ہین وہ اُسی کے تصرفات ہین پس ان تصرفات مین وہ تصرفات بھی آگئے جو دال ہین اکرام واحسان وتفضل پر جیسے ایجاد وابقا کہ رحمت عامہ ہی اور اعطار رزق وعافیت واولاد کہ سب دنیوی رحمتین ہین۔ اور ہدایت واعطار علم وتوفیق عمل کہ دینی رحمتین ہین پس باوجود عظمت کے ایسا اکرام واحسان فرمانا یہ بھی ایک نعمت عظیمہ ہی) سو اے جن وانس (باوجود اس کثرت وعظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتون کے منکر ہو جاؤگے (یہ مضمون جلال واکرام کا بقار خالق کے متعلق بیان فرماکر آگے پھر فنار خلق کے متعلق ارشاد ہی کہ تم لوگ یہ نہ سمجھنا کہ فنار ہو کر پھر وہ فنار مستمر رہیگا اور عذاب وثواب نہ ہوگا بلکہ ہم تمکو دوبارہ زندہ کرین گے اور جزا وسزا دین گے اسی کو اس طرح ارشاد فرماتے ہین کہ) اے جن وانس ہم عنقریب تمہارے (حساب کتاب کے) لیے خالی ہوئے جاتے ہین (یعنی حساب کتاب لینے والے ہین مجازاً ومبالغۃً اسکو خالی ہونے سے تعبیر فرمادیا اور مبالغہ اسطرح ہے کہ سب کامون سے خالی ہو کر کسی طرف متوجہ ہونا یہ توجہ تام ہے پس یہ عبارت ہی قصد وتوجہ تام سے اور اللہ تعالیٰ کا ہر قصد تام ہی ہوتا ہے اور حقیقی معنے اس لیے نہین ہوسکتے کہ وہ مستلزم ہے اسکو کہ اُسکے قبل ایسی مشغولی ہو جو مانع ہو دوسری طرف متوجہ ہونے سے اور یہ ذات باری مین محال ہی۔ اور مثل سابق آگے ارشاد ہی کہ حساب کتاب کی خبر دینا بھی ایک نعمت عظمیٰ ہی) سواے جن وانس (باوجود اس کثرت وعظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتون کے منکر ہو جاؤگے (آگے تاکید وقوع حساب کے لیے یہ بتلاتے ہین کہ اُسوقت یہ بھی احتمال نہین کہ کوئی کہین بچکر نکل جائے چنانچہ ارشاد ہی کہ) اے گروہ جن اور انسانون کے اگر تمکو یہ قدرت ہی کہ آسمان اور زمین کی حدود سے کہین باہر نکل جاؤ تو (ہم بھی دیکھین) نکلو (مگر بدون زور کے نہین نکل سکتے (اور زور ہی نہین پس نکلنے کا وقوع بھی محتمل نہین اور یہی حالت بعینہ قیامت مین ہوگی بلکہ وہان تو یہان سے بھی زیادہ عجز ہوگا غرض وہ احتمال مرتفع ہو گیا۔ اور یہ بات بتلادینا بھی موجب ہدایت ونعمت عظمیٰ ہے) سواے جن وانس (باوجود اس کثرت وعظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتون کے منکر ہو جاؤگے (آگے عجز عند العقاب کا ذکر فرماتے ہین جیسا اوپر عجز عند الحساب کا ذکر تھا یعنی اے جن وانس کے مجرمو تم دونون پر (قیامت کے روز) آگ کا شعلہ اور دھوان چھوڑا جاویگا پھر تم (اسکو) ہٹا نہ سکوگے (یہ شعلہ اور دھوان غالباً وہ ہے جسکا ذکر سورہ والمرسلات مین ہے انطلقوا الٰی ظل ذی ثلٰث شعب الٰی قولہ انہا ترمی بشرر۔ فالظل ہو الدخان والشرر ہو الشواظ واللہ اعلم۔ اور اسکا بتلانا بھی بوجہ ذریعہ ہدایت ہونے کے ایک نعمت عظمیٰ ہے) سواے جن وانس (باوجود اس کثرت وعظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتون کے منکر ہو جاؤگے غرض[1] (جب ہمارا حساب لینا اور تمہارا حساب وعقاب کے وقت عاجز ہو جانا معلوم ہو گیا تو اس سے قیامت[2] کے روز حساب وعقاب کا وقوع ثابت ہو گیا جسکا بیان یہ ہی کہ) جب (قیامت آویگی جسمین) آسمان پھٹ جاویگا (کہ تغیر فی الذات ہی) اور ایسا سرخ ہو جاویگا جیسے سرخ نری (یعنی چمڑا اور یہ تغیر فی الوصف ہی شاید یہ رنگ اس لیے ہو کہ علامت غضب کی ہے کہ غضب مین چہرہ سرخ ہو جاتا ہے۔ اور یہ وہ تشقق ہی جو شروع پارہ وقال الذین لا یرجون مین آیا ہے فی قولہ تعالیٰ ویوم تشقق السماء جسکی تفسیر وہان گذر چکی ہے غرض اُسوقت ملائکہ کا نزول اور غمام مین تجلی حق ہوگی اور حساب کتاب شروع ہو جاویگا کما مر فی قولہ تعالیٰ ویوم تشقق الخ اور یہ خبر دینا بھی نعمت ہی) سوای جن وانس (باوجود اس کثرت وعظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتون کے منکر ہو جاؤگے (یہ تو حساب کا وقوع اور اسکا وقت بتلایا گیا آگے کیفیت حساب وطریق فیصلہ ارشاد فرماتے ہین یعنی جس روز یہ واقعات ارسال شواظ ونحاس وانشقاق سماء وغیرہ ہون گے) تو اُس روز (اللہ تعالیٰ کے معلوم کرنے کے لیے) کسی انسان اور جن سے اُس کے جرم کے متعلق نہ پوچھا جاویگا (کیونکہ اللہ تعالیٰ کو سب معلوم ہی یعنی حساب اس غرض سے نہ ہوگا بلکہ خود انکو معلوم کرانے اور جتلانے کے لیے سوال اور حساب ہوگا لقولہ تعالیٰ فوربک لنسئلنہم اجمعین اور یہ خبر دینا بھی ایک نعمت ہی) سو اے جن وانس (باوجود اس کثرت وعظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتون کے منکر ہو جاؤگے (یہ تو حساب کی کیفیت ہوئی کہ بطور تحقیق نہ ہوگا بلکہ بطور توبیخ ہوگا آگے یہ بتلاتے ہین کہ اللہ تعالیٰ کو تو تعیین جرائم ومجرمین معلوم ہی اس لیے تحقیق کی ضرورت نہ ہوگی لیکن فرشتون کو مجرمین کی تعیین کیسے ہوگی پس ارشاد فرماتے ہین کہ) مجرم لوگ اپنے حلیہ سے (کہ سیاہی چہرہ ونیلگونی چشم ہی لقولہ تعالیٰ تسود وجوہ ونحشر المجرمین یومئذ زرقا) پہچانے جاوینگے سو (ان کے) سر کے بال اور پاؤن پکڑ لیے جاوینگے (اور انکو گھسیٹ کر جہنم مین ڈالدیا جاویگا یعنی کسی کا سر کسی کی ٹانگ حسب اعمال کبھی سر کبھی ٹانگ یا فرقہ احتمال ہو ...)

ملحقات الترجمۃ

[1] قولہ غرض فاذا انشقت الخ
غرض فیہ توجیہ معنے الفاء التی اوضحہ بقولہ جب ہمارا حساب الخ ۱۲

[2] قولہ قیامت کے روز فیہ اشارۃ الی ان قولہ فاذا انشقت تمام مقام قولہ فاذا وقعت القیامۃ وجوابہ محذوف اے یقع الحساب دل علیہ الانشقاق ایضاً لان ہذا التشقق مقدمۃ الحساب کما ہو مذکور فی قولہ تعالیٰ ویوم تشقق السماء بالغمام الخ ۱۲

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ۝ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ۝ ذَوَاتَآ اَفْنَانٍ ۝ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ۝ فِیْهِمَا عَیْنٰنِ

اور جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا رہتا ہو اسکے لیے دو باغ ہونگے سو اے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤگے دونوں باغ کثیر شاخوں والے ہونگے سو اے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر

تَجْرِیٰنِ ۝ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ۝ فِیْهِمَا مِنْ کُلِّ فَاکِهَةٍ زَوْجٰنِ ۝ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ۝ مُتَّکِـِٕیْنَ عَلٰی فُرُشٍۭ

دو چشمے ہونگے کہ بہتے چلے جاوینگے سو اے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤگے ان دونوں باغوں میں ہر میوے کی دو دو قسمیں ہونگی سو اے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤگے وہ لوگ تکیہ لگائے ایسے فرشوں

بَطَآئِنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ ؕ وَجَنَا الْجَنَّتَیْنِ دَانٍ ۝ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ۝ فِیْهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ ۙ لَمْ یَطْمِثْهُنَّ

پر بیٹھے ہونگے جنکے استر دبیز ریشم کے ہونگے اور ان دونوں باغوں کا پھل بہت نزدیک ہوگا سو اے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤگے انمیں نیچی نگاہ والیاں ہونگی کہ ان لوگوں سے پہلے ان پر

اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ۝ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ۝ کَاَنَّهُنَّ الْیَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ ۝ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ۝

نہ کسی آدمی نے تصرف کیا ہوگا اور نہ کسی جن نے سو اے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤگے گویا وہ یاقوت اور مرجان ہیں سو اے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤگے

هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ۝ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ۝ وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ ۝ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا

بھلا غایت اطاعت کا بدلہ بجز غایت عنایت کے کچھ اور بھی ہو سکتا ہے سو اے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤگے اور ان دونوں باغوں سے کم درجہ میں دو باغ اور ہیں سو اے جن و انس تم اپنے رب کی

تُکَذِّبٰنِ ۝ مُدْهَآمَّتٰنِ ۝ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ۝ فِیْهِمَا عَیْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ ۝ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ۝

کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤگے وہ دونوں باغ گہرے سبز ہونگے سو اے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤگے ان دونوں باغوں میں دو چشمے ہونگے کہ جوش مارتے ہونگے سو اے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے

فِیْهِمَا فَاکِهَةٌ وَّنَخْلٌ وَّرُمَّانٌ ۝ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ۝ فِیْهِنَّ خَیْرٰتٌ حِسَانٌ ۝ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ۝

ان دونوں باغوں میں میوے اور کھجوریں اور انار ہونگے سو اے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤگے انمیں خوب سیرت خوبصورت عورتیں ہونگی سو اے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر

یہ پہچان موقوف علیہ تعیین مجرمین کی نہیں لیکن اللہ تعالیٰ کسی حکمت سے اسی طرح واقع کردیں گے اور یہ خبر دینا بھی ایک نعمت ہی سو اے جن و انس (باوجود اس کثرت و عظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤگے (آگے اصلی عقاب بتلاتے ہیں گو رسال شواظ بھی عقاب تھا یعنی مجرموں سے اسوقت کہا جاویگا کہ) یہ ہی وہ جہنم جسکو مجرم لوگ (یعنی تم) جھٹلاتے تھے وہ لوگ دوزخ کے اور گرم کھولتے ہوئے پانی کے درمیان دورہ کرتے ہونگے (یعنی اس معذب ہونگے کبھی اس سے جسکی تحقیق سورہ مومن رکوع ہشتم میں گذر چکی ہے اور یہ خبر دینا بھی نعمت ہے) سو اے جن و انس (باوجود اس کثرت و عظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤگے ربط تمہید سورت و تمہید رکوع دوم میں لکھ چکا ہوں۔

ابشار مومنین بالا جنت

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ﴿۴۶﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۴۷﴾ ذَوَاتَآ اَفْنَانٍ ﴿۴۸﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۴۹﴾ فِیْهِمَا عَیْنٰنِ تَجْرِیٰنِ ﴿۵۰﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۵۱﴾ فِیْهِمَا مِنْ کُلِّ فَاکِهَةٍ زَوْجٰنِ ﴿۵۲﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۵۳﴾ مُتَّکِـِٕیْنَ عَلٰی فُرُشٍۭ بَطَآئِنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ ؕ وَجَنَا الْجَنَّتَیْنِ دَانٍ ﴿۵۴﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۵۵﴾ فِیْهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ ۙ لَمْ یَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ﴿۵۶﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۵۷﴾ کَاَنَّهُنَّ الْیَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ ﴿۵۸﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۵۹﴾ هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ﴿۶۰﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۶۱﴾ وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ ﴿۶۲﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۶۳﴾ مُدْهَآمَّتٰنِ ﴿۶۴﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۶۵﴾ فِیْهِمَا عَیْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ ﴿۶۶﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۶۷﴾ فِیْهِمَا فَاکِهَةٌ وَّنَخْلٌ وَّرُمَّانٌ ﴿۶۸﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۶۹﴾ فِیْهِنَّ خَیْرٰتٌ حِسَانٌ ﴿۷۰﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۷۱﴾

اللغات الطمث اصله خروج الدم ولذلك يقال للحيض طمث ثم اطلق على جماع الابكار لما فيه من خروج الدم ثم عمم الكل جماع مدهامتان سوداوان في كثرة الري النضخ فوران الماء ١٢

النحو ذواتا افنان صفة جنتان وكذا قوله مدهامتان وما بينهما اعتراض وسط بينهما تنبيها على ان تكذيب كل من الموصوف والصفة موجب للانكار والتوبيخ وفي الوصف به تذكير انها ذواتا اثمار وظلال قوله متكئين حال من قوله تعالى لمن خاف ١٢

حُورٌ مَّقْصُورٰتٌ فِي الْخِيَامِ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝

وہ عورتیں گوری رنگت کی ہونگی خیموں میں محفوظ ہونگی سوای جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤگے ان لوگوں سے پہلے اُن پر نہ تو کسی آدمی نے تصرف کیا ہوگا اور نہ کسی جن نے سوای جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں

مُتَّكِئِينَ عَلَىٰ رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَعَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝ تَبَارَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ۝

وہ لوگ سبز مشجر اور عجیب خوبصورت کپڑوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہونگے سوائے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤگے بڑا بابرکت نام ہے آپ کے رب کا جو عظمت والا اور احسان والا ہے

ع ۳ (۱۳) ۱۲

حُورٌ مَّقْصُورٰتٌ فِي الْخِيَامِ ﴿۷۲﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿۷۳﴾ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ ﴿۷۴﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿۷۵﴾ مُتَّكِئِينَ عَلَىٰ رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَعَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ ﴿۷۶﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿۷۷﴾ تَبَارَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ﴿۷۸﴾ (ان آیتوں میں دو باغوں کا ذکر ولمن خاف سے شروع ہوا ہے اور دو باغوں کا ذکر ومن دونہما سے اور پہلے دو باغ خواص مقربین کے لیے ہیں اور پچھلے دو باغ عامہ مومنین کے لیے دلائل اس تعیین و تقسیم کے آگے لکھ دیے جاوینگے اب مجرد تفسیر لکھی جاتی ہے یعنی حال مذکور تو باستثنا مضمون شروع رکوع دوم کے مجرمین کا تھا) اور (اہل جنت کا حال یہ ہے کہ اُنمیں دو قسم ہیں خواص اور عوام پس) جو شخص (خواص میں سے ہو اور) اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے (ہر وقت) ڈرتا رہتا ہو (اور ڈر کر شہوات و معاصی سے مجتنب رہتا ہو اور یہ شان خواص ہی کی ہے کیونکہ عوام پر تو گاہ گاہ خوف طاری ہو جاتا ہے اور اُن سے معاصی بھی سرزد ہو جاتے ہیں گو توبہ کر لیں غرض جو شخص ایسا متقی ہو) اسکے لیے (جنت میں) دو باغ ہونگے (یعنی ہر متقی کے لیے دو دو باغ اور غالبا اس تعدد میں حکمت اُن کے تکرم اور تنعم کا اظہار ہوگا جسطرح دنیا میں اہل تنعم کے پاس اکثر چیزیں منقولات وغیر منقولات میں سے متعدد ہوتی ہیں) سوائے جن وانس (باوجود اس کثرت وعظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤگے (اور وہ) دونوں باغ کثیر شاخوں والے ہونگے (اسمیں سایہ کی گنجائی اور ثمرات کی ریزروانی کی طرف اشارہ ہے) سوائے جن وانس (باوجود اس کثرت وعظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤگے (اور) ان دونوں باغوں میں دو چشمے ہونگے کہ (دور تک) بہتے چلے جاوینگے سوائے جن وانس (باوجود اس کثرت وعظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤگے (اور) اُن دونوں باغوں میں ہر میوہ کی دو دو قسمیں ہونگی (کہ اسمیں زیادہ تلذذ ہے کبھی ایک قسم کا مزہ لے لیا کبھی دوسری قسم کا) سوائے جن وانس (باوجود اس کثرت وعظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤگے (اور) وہ لوگ تکیہ لگائے ایسے فرشوں پر بیٹھے ہونگے جن کے استر دبیز ریشم کے ہونگے (اور قاعدہ ہے کہ ابرہ بہ نسبت استر کے زیادہ نفیس ہوتا ہے پس جب استر استبرق ہوگا تو ابرہ کیسا کچھ ہوگا) اور اُن دونوں باغوں کا پھل بہت نزدیک ہوگا (کہ کھڑے بیٹھے لیٹے ہر طرح بلا مشقت ہاتھ آسکتا ہے) سوائے جن وانس (باوجود اس کثرت وعظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤگے (اور) اُن (باغوں کے مکانات اور قصروں) میں نیچی نگاہ والیاں (یعنی حوریں) ہونگی کہ ان (جنتی) لوگوں سے پہلے اُنپر نہ تو کسی آدمی نے تصرف کیا ہوگا اور نہ کسی جن نے (یعنی بالکل محفوظ وغیر مستعمل ہونگی) سوائے جن وانس (باوجود اس کثرت وعظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤگے (اور رنگت اُنکی اسقدر صاف وشفاف ہوگی) کہ گویا وہ یاقوت اور مرجان ہیں (اور ممکن ہے کہ تشبیہ سرخی میں بھی ہو اور تعدد مشبہ بہ کا غالبا اہتمام کے لیے ہے) سوائے جن وانس (باوجود اس کثرت وعظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤگے (آگے مضمون مذکور کی تقریر وتاکید ہے کہ) بھلا غایت اطاعت کا بدلا بجز غایت عنایت کے کچھ اور بھی ہو سکتا ہے (انہوں نے غایت اطاعت کی صلہ میں غایت عنایت کے مورد ہوئے اور اس کو بدلا فرمانا اور بصورت استفہام اُس کے وجوب کی طرف اشارہ کرنا یہ سب بطور تفضل کے ہے نہ بمقتضائے حکم عقلی کے) سوائے جن وانس (باوجود اس کثرت وعظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤگے (یہ تو خواص کے باغوں کی صفت مذکور ہوئی اور آگے عامہ مومنین کے باغوں کا ذکر ہے یعنی) اُن (مذکورہ) دونوں باغوں سے کم درجہ میں دو باغ اور ہیں (جو عامہ مومنین کے لیے ہیں اور ہر ایک کو دو دو ملینگے) سوائے جن وانس (باوجود اس کثرت وعظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤگے (اور آگے اُن باغوں کی صفت ہے کہ) وہ دونوں باغ گہرے سبز ہونگے سوائے جن وانس (باوجود اس کثرت وعظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤگے (اور یہاں ذواتا افنان کی تصریح نہ فرمانا اشارہ ہے کہ یہ دونوں باغ اس صفت میں اُن مذکورہ باغوں سے کم ہیں یعنی ان کا سایہ اور بار ویسا نہ ہوگا اور وہاں مدہامتان کی صفت کا ذکر نہ ہونا موہم عکس نہ ہونا چاہیے کہ وہ صفت بقرینہ مقام مشترک ہے نیز وہاں من لہ الجنۃ کو من خاف کے عنوان سے ذکر فرمانا اور یہاں من لہ الجنۃ کو ذکر نہ فرمانا بھی قرینہ ہے کہ یہ عام مومنین کے لیے ہے اس لیے کسی خاص صفت کی تقیید کی ضرورت نہیں اور وہاں خوف یعنی تقوے کامل کی قید ہے نیز وہاں اُسکو

ملحقات الترجمۃ

۱؎ قولہ فی فیہن مسکنا تا اشارۃ الی ان ضمیر الجمع للبیوت والقصور المفہومۃ من الجنتین او للجنتین باعتبار ما فیہما مما ذکر ۱۲

اللغات: مقصورات محدرات ملازمۃ لبیتہا الطوف فی الطرق رفرف ما یطرح علی ظہر الفرش للنوم وقال الراغب ضرب من الثیاب مشبہۃ بالریاض کذا فی الروح قلت ومن ثم ترجمتہ بالمشجر عبقری منسوب الی عبقر تزعم العرب انہ اسم بلد الجن فینسبون الیہ کل عجیب من الفرش وغیرہا النحو قولہ خضر صفۃ لرفرف علی انہ للجنس وکذا قولہ حسان صفۃ لعبقری باعتبار معنی الجنسیۃ ۱۲

سورۃ الواقعۃ مکیۃ | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | وھی ست وتسعون اٰیۃ

شروع کرتا ہون اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہین

اِذَا وَقَعَتِ الۡوَاقِعَۃُ ۙ لَیۡسَ لِوَقۡعَتِہَا کَاذِبَۃٌ ۘ خَافِضَۃٌ رَّافِعَۃٌ ۙ

جب قیامت واقع ہوگی جسکے واقع ہونے مین کوئی خلاف نہین تو وہ پست کردیگی بلند کردیگی

خرای احسان بمعنے اخلاص فرمانا اور یہان نہ فرمانا نیز اسکا قرینہ ہے) اور ان دونون باغون مین دو چشمے ہونگے کہ جوش مارتے ہونگے سوائے جن وانس (باوجود اس کثرت وعظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتون کے منکر ہو جاؤگے (جوش مارنا بوجہ اس کے کہ چشمہ کے لوازم مین سے ہے اوپر کے چشمون مین بھی مشترک ہے اور وہان تجریان بھی ہے اور یہان نہین پس یہ قرینہ ہے اسکا کہ یہ چشمے صفت جریان مین اولین سے کم ہین اور یہ باغ ان باغون سے کم ہین اور ان دونون باغون مین میوے اور کھجورین اور انار ہونگے سوائے جن وانس (باوجود اس کثرت وعظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتون کے منکر ہو جاؤگے (یہان مطلق فاکہہ اور پھر تفصیل مین نخل ورمان پر اکتفا فرمانا اور وہان لفظ کل سے تصریح تعمیم فاکہہ اور پھر لفظ زوجان سے تصریح تعدد جو اور زیادہ دال علی الکثرت ہے نیز قرینہ ہے اسکا کہ جنتین اولیین ان اخریین سے افضل واعلی ہین اور) ان (باغون کے مساکن) مین خوب سیرت خوبصورت عورتین ہونگی (یعنی حورین) سوائے جن وانس (باوجود اس کثرت وعظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتون کے منکر ہو جاؤگے وہ عورتین گوری رنگت کی ہونگی (اور) خیمون مین محفوظ ہونگی سوائے جن وانس (باوجود اس کثرت وعظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتون کے منکر ہو جاؤگے (اور) ان (جنتی) لوگون سے پہلے ان پر نہ تو کسی آدمی نے تصرف کیا ہوگا اور نہ کسی جن نے (یعنی غیر مستعمل ہونگی) سوای جن وانس (باوجود اس کثرت وعظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتون کے منکر ہو جاؤگے (وہان یاقوت ومرجان سے تشبیہ دینا جو کہ مفید مبالغہ ہے اور یہان صرف حسان پر اکتفا فرمانا نیز قرینہ ہے کہ اولیین افضل ہین اخرین سے اور یہان کے سب صفات وہان صراحۃً یا اشارۃً مذکور ہین مثلاً خوش سیرت ہونا قاصرات الطرف سے مفہوم ہوتا ہے حور ہونا قرینہ مقام سے معلوم ہے مقصورات سے زیادہ صیانت وعفت پر قاصرات الطرف دال ہے کہ جو ایسی ہوگی وہ ضروری گھر مین رہیگی اور) وہ لوگ سبز مشجر اور عجیب خوبصورت کپڑون کے فرشون پر تکیہ لگائے بیٹھے ہونگے سوائے جن وانس (باوجود اس کثرت وعظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتون کے منکر ہو جاؤگے (یہ بھی عند التامل اولیین کے فرش سے مفضول معلوم ہوتا ہے کیونکہ وہان تصریح ہے ریشمی ہونے کی اور پھر دوہرے ہونے کی اور یہان نہین ہے۔ آگے خاتمہ مین حق تعالیٰ کی ثنا وصفت ہے جسمین ان تمام مضامین مفصلہ سورت کی تقریر یا بطور استدلال ان کے اپر تفریع ہے یعنی ای پیغمبر یہ بیشمار نعمتین فرع یا دلیل اسکی ہین کہ) بڑا بابرکت نام ہے آپ کے رب کا جو عظمت والا اور احسان والا ہے (نام سے مراد صفات جو کہ ذات کے غیر نہین پس حاصل جملہ کا ثنا ہوئی کمال ذات وصفات کے ساتھ اور شاید لفظ اسم بڑھانے سے مقصود مبالغہ ہو کہ جسکا اسم ہی مبارک اور کامل ہے **ف** ظاہر آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ جن اور انس دونون جنتی ہین اور حورین بھی دونون کو ملینگی اور لم یطمثھن کی تقریر مجموعہ کی یہ ہوگی کہ جو حورین انسان کے لیے خاص ہین انکو کسی انسان نے قبل سے مس نہین کیا اور جن کے مس کا تو بوجہ اختصاص انسان کے احتمال ہی نہین اور جو حورین جن کے لیے خاص ہین انکو کسی جن نے مس نہین کیا اور اسیطرح انسان کے مس کا بوجہ اختصاص احتمال نہین **ف** جنتین اولیین کے افضل ہونے کے قرائن تو اثنائے تقریر ترجمہ مین ساتھ ساتھ مذکور ہوگئے ہین اب حسب عدہ دلائل لکھتا ہون فی الدر المنثور مرفوعاً فی قولہ ولمن خاف وقولہ ومن دونہما قال صلی اللہ علیہ وسلم جنتان من ذہب للمقربین وجنتان من ورق لاصحاب الیمین وعن البراء بن عازب موقوفاً قال العینان اللتان تجریان خیر من النضاختین اھ قلت ومعنی کونہما من ذہب او ورق کون بنائہما وانیتہما ومافیہما من ذہب او ورق باعتبار الغالب واللہ اعلم الحمد للہ کہ تفسیر سورۃ الرحمن کی ختم ہوئی اب سورہ واقعہ کی تفسیر آتی ہے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

سورۃ الواقعۃ مکیۃ وآیہا تسع وتسعون کذا فی البیضاوی

ربط یہ سورت باعتبار مضامین کے سورت سابقہ کے ساتھ قریباً متماثل ہے اور باعتبار ترتیب کے بطور رد العجز علی الصدر کے اسکے ساتھ قریباً متقابل ہے چنانچہ وہان قرآن کا ذکر اول مین آیا ہے یہان آخر مین ہے سو وہان نعم دنیویہ کا جو دلائل قدرت بھی ہین ذکر بعد قرآن کے آیا ہے یہان انکا ذکر قبل قرآن کے آیا ہے وہان نعم دنیویہ کے بعد قیامت ونار وجنت کا ذکر آیا ہے یہان نعم دنیویہ کے قبل ان امور کا ذکر آیا ہے اور بالکل ختم کے قریب معاد کی تفصیل کو اجمالاً لایا گیا ہے سو اجمال وتفصیل متغایر نہین اسمین جداگانہ تقریر ربط کی حاجت نہین **قیامت و تفصیل ثواب وعقاب** بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اِذَا وَقَعَتِ الۡوَاقِعَۃُ لَیۡسَ لِوَقۡعَتِہَا کَاذِبَۃٌ خَافِضَۃٌ رَّافِعَۃٌ

إِذَا رُجَّتِ الْأَرْضُ رَجًّا ۝ وَبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ۝ فَكَانَتْ هَبَاءً مُّنْبَثًّا ۝ وَكُنْتُمْ أَزْوَاجًا ثَلَاثَةً ۝ فَأَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ

جبکہ زمین کو سخت زلزلہ آویگا | اور پہاڑ بالکل ریزہ ریزہ ہو جاوینگے | پھر وہ پراگندہ غبار ہو جاوینگے | اور تم تین قسم ہو جاؤ گے | سو جو داہنے والے ہیں

مَا أَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ ۝ وَأَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ ۝ مَا أَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ ۝ وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ ۝ أُولَٰئِكَ الْمُقَرَّبُونَ ۝ فِي

وہ داہنے والے کیسے اچھے ہیں | اور جو بائیں والے ہیں | وہ بائیں والے کیسے برے ہیں | اور جو اعلیٰ درجے کے ہیں وہ تو اعلیٰ درجے کے ہیں | وہ خاص قرب رکھنے والے ہیں

جَنَّاتِ النَّعِيمِ ۝ ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ ۝ وَقَلِيلٌ مِّنَ الْآخِرِينَ ۝ عَلَىٰ سُرُرٍ مَّوْضُونَةٍ ۝ مُّتَّكِئِينَ عَلَيْهَا مُتَقَابِلِينَ ۝

یہ لوگ آرام کے باغوں میں ہونگے ان کا ایک بڑا گروہ تو اگلے لوگوں میں سے ہوگا اور تھوڑے پچھلے لوگوں میں سے ہونگے | وہ لوگ سونے کے تاروں سے بنے ہوئے تختوں پر تکیہ لگائے آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے

يَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ ۝ بِأَكْوَابٍ وَأَبَارِيقَ ۝ وَكَأْسٍ مِّن مَّعِينٍ ۝ لَّا يُصَدَّعُونَ عَنْهَا وَلَا يُنزِفُونَ ۝

ان کے پاس ایسے لڑکے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے یہ چیزیں لیکر آمد و رفت کیا کریں گے آبخورے اور آفتابے | اور ایسا جام شراب جو بہتی ہوئی شراب سے بھرا جاویگا نہ اس سے ان کو درد سر ہوگا | اور نہ اس سے عقل میں فتور آویگا

وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُونَ ۝ وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُونَ ۝ وَحُورٌ عِينٌ ۝ كَأَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُونِ ۝ جَزَاءً بِمَا كَانُوا

اور میوے جن کو وہ پسند کریں | اور پرندوں کا گوشت جو ان کو مرغوب ہو | اور ان کے لئے گوری گوری بڑی بڑی آنکھوں والی عورتیں ہونگی جیسے پوشیدہ رکھا ہوا موتی | یہ ان کے اعمال کے صلہ میں

يَعْمَلُونَ ۝ لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا تَأْثِيمًا ۝ إِلَّا قِيلًا سَلَامًا سَلَامًا ۝ وَأَصْحَابُ الْيَمِينِ مَا أَصْحَابُ الْيَمِينِ ۝

ملیگا | وہاں نہ بک بک سنیں گے | اور نہ کوئی بیہودہ بات | بس سلام ہی سلام کی آواز آویگی | اور جو داہنے والے ہیں | وہ داہنے والے کیسے اچھے ہیں

فِي سِدْرٍ مَّخْضُودٍ ۝ وَطَلْحٍ مَّنضُودٍ ۝ وَظِلٍّ مَّمْدُودٍ ۝ وَمَاءٍ مَّسْكُوبٍ ۝ وَفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ ۝ لَّا مَقْطُوعَةٍ

وہ ان باغوں میں ہونگے جہاں بے خار بیریاں ہونگی اور تہ بتہ کیلے ہونگے | اور لمبا لمبا سایہ ہوگا | اور چلتا ہوا پانی ہوگا | اور کثرت سے میوے ہونگے | جو نہ ختم ہونگے

وَلَا مَمْنُوعَةٍ ۝ وَفُرُشٍ مَّرْفُوعَةٍ ۝ إِنَّا أَنشَأْنَاهُنَّ إِنشَاءً ۝ فَجَعَلْنَاهُنَّ أَبْكَارًا ۝ عُرُبًا أَتْرَابًا ۝ لِّأَصْحَابِ الْيَمِينِ ۝

اور نہ ان کی روک ٹوک ہوگی | اور اونچے اونچے فرش ہونگے | ہم نے ان عورتوں کو خاص طور پر بنایا یعنی ہم نے ان کو ایسا بنایا کہ وہ کنواریاں ہیں محبوبہ ہیں ہم عمر ہیں | یہ سب چیزیں داہنے والوں کے لئے ہیں

ركوع ١ / ١٤

ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ ۝ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْآخِرِينَ ۝

ان کا ایک بڑا گروہ اگلے لوگوں میں سے ہوگا | اور ایک بڑا گروہ پچھلے لوگوں میں سے ہوگا

إِذَا رُجَّتِ الْأَرْضُ رَجًّا ۝ وَبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ۝ فَكَانَتْ هَبَاءً مُّنْبَثًّا ۝ وَكُنْتُمْ أَزْوَاجًا ثَلَاثَةً ۝ فَأَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ مَا أَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ ۝ وَأَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ مَا أَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ ۝ وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ ۝ أُولَٰئِكَ الْمُقَرَّبُونَ ۝ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ۝ ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ ۝ وَقَلِيلٌ مِّنَ الْآخِرِينَ ۝ عَلَىٰ سُرُرٍ مَّوْضُونَةٍ ۝ مُّتَّكِئِينَ عَلَيْهَا مُتَقَابِلِينَ ۝ يَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ ۝ بِأَكْوَابٍ وَأَبَارِيقَ ۝ وَكَأْسٍ مِّن مَّعِينٍ ۝ لَّا يُصَدَّعُونَ عَنْهَا وَلَا يُنزِفُونَ ۝ وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُونَ ۝ وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُونَ ۝ وَحُورٌ عِينٌ ۝ كَأَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُونِ ۝ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا تَأْثِيمًا ۝ إِلَّا قِيلًا سَلَامًا سَلَامًا ۝ وَأَصْحَابُ الْيَمِينِ مَا أَصْحَابُ الْيَمِينِ ۝ فِي سِدْرٍ مَّخْضُودٍ ۝ وَطَلْحٍ مَّنضُودٍ ۝ وَظِلٍّ مَّمْدُودٍ ۝ وَمَاءٍ مَّسْكُوبٍ ۝ وَفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ ۝ لَّا مَقْطُوعَةٍ وَلَا مَمْنُوعَةٍ ۝ وَفُرُشٍ مَّرْفُوعَةٍ ۝ إِنَّا أَنشَأْنَاهُنَّ إِنشَاءً ۝ فَجَعَلْنَاهُنَّ أَبْكَارًا ۝ عُرُبًا أَتْرَابًا ۝ لِّأَصْحَابِ الْيَمِينِ ۝ ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ ۝ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْآخِرِينَ ۝

اللغات رجت زلزلت بست فتت ثلة الجماعة قلت او كثرت وحمل على الكثرة لوقوعه المقابل بقوله وقليل موضونة من الوضن وهو نسج السرع المكنون المستور بما يحفظ العروب المتحببات الى زوجها او العاشقة له كذا فى القاموس ١٢

النحو قوله اذا رجت بدل من اذا وقعت قوله ما اصحب الميمنة مبتدأ وخبر والجملة خبر اصحاب الميمنة المبتدأ - قوله والسابقون السابقون مبتدأ وخبر قوله ثلة اى هم - قوله جزاء اى جعلنا جزاء

البلاغة قوله كنتم فيه تغليب للامة الحاضرة على الامم الخالية قوله فى جنت النعيم قدم خبرا من تاخر فى الذكر لشرفه وللاتصال فى الكلام ١٢

اختلاف القراءة وحور عين فى قراءة بالجر عطف على جنت النعيم وما قرأنا بالرفع فوجهه لهم حور

وَاَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۙ۬ مَاۤ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ؕ فِیْ سَمُوْمٍ وَّ حَمِیْمٍ ۙ وَّ ظِلٍّ مِّنْ یَّحْمُوْمٍ ۙ لَّا بَارِدٍ وَّ لَا كَرِیْمٍ ۝ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ

اور جو بائیں والے ہیں وہ بائیں والے کیسے برے ہیں   وہ لوگ آگ میں ہونگے اور کھولتے ہوئے پانی میں اور سیاہ دھوئیں کے سایہ میں جو نہ ٹھنڈا ہوگا اور نہ فرحت بخش ہوگا وہ لوگ اس کے قبل بڑی خوشحالی

مُتْرَفِیْنَ ۚۖ وَ كَانُوْا یُصِرُّوْنَ عَلَى الْحِنْثِ الْعَظِیْمِ ۚ وَ كَانُوْا یَقُوْلُوْنَ ۙ۬ اَىِٕذَا مِتْنَا وَ كُنَّا تُرَابًا وَّ عِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ۙ

میں رہتے تھے   اور بڑے بھاری گناہ پر اصرار کیا کرتے تھے   اور یوں کہا کرتے تھے   کہ جب ہم مر گئے   اور مٹی اور ہڈیاں رہ گئے تو کیا ہم دوبارہ زندہ کیے جاویں گے

اَوَ اٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ۝ قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِیْنَ وَ الْاٰخِرِیْنَ ۙ لَمَجْمُوْعُوْنَ ۙ۬ اِلٰى مِیْقَاتِ یَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ۝ ثُمَّ اِنَّكُمْ اَیُّهَا

اور کیا ہمارے اگلے باپ دادا بھی   آپ کہدیجیے کہ سب اگلے اور پچھلے   جمع کیے جاویں گے   ایک معین تاریخ کے وقت پر   پھر تم کو   اے

الضَّآلُّوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ ۙ لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ ۙ فَمَالِــُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ۚ فَشٰرِبُوْنَ عَلَیْهِ مِنَ

گمراہو جھٹلانے والو   درخت زقوم سے کھانا ہوگا   پھر اس سے پیٹ بھرنا ہوگا   پھر اس پر کھولتا پانی پینا ہوگا

الْحَمِیْمِ ۚ فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِیْمِ ؕ هٰذَا نُزُلُهُمْ یَوْمَ الدِّیْنِ ؕ

پھر پینا بھی پیاسے اونٹوں کا سا   ان لوگوں کی قیامت کے روز یہ دعوت ہوگی

وَاَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۙ۬ مَاۤ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ﴿۴۱﴾ فِیْ سَمُوْمٍ وَّ حَمِیْمٍ ﴿۴۲﴾ وَّ ظِلٍّ مِّنْ یَّحْمُوْمٍ ﴿۴۳﴾ لَّا بَارِدٍ وَّ لَا كَرِیْمٍ ﴿۴۴﴾ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُتْرَفِیْنَ ﴿۴۵﴾ وَ كَانُوْا یُصِرُّوْنَ عَلَى الْحِنْثِ الْعَظِیْمِ ﴿۴۶﴾ وَ كَانُوْا یَقُوْلُوْنَ ۙ۬ اَىِٕذَا مِتْنَا وَ كُنَّا تُرَابًا وَّ عِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۴۷﴾ اَوَ اٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ﴿۴۸﴾ قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِیْنَ وَ الْاٰخِرِیْنَ ﴿۴۹﴾ لَمَجْمُوْعُوْنَ ۙ۬ اِلٰى مِیْقَاتِ یَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۵۰﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ اَیُّهَا الضَّآلُّوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ ﴿۵۱﴾ لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ ﴿۵۲﴾ فَمَالِــُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿۵۳﴾ فَشٰرِبُوْنَ عَلَیْهِ مِنَ الْحَمِیْمِ ﴿۵۴﴾ فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِیْمِ ﴿۵۵﴾ هٰذَا نُزُلُهُمْ یَوْمَ الدِّیْنِ ﴿۵۶﴾ جب قیامت واقع ہوگی جسکے واقع ہونے میں کوئی خلاف نہیں (بلکہ اسکا واقع ہونا بالکل صحیح اور حق ہے) تو وہ (بعض کو) پست کر دیگی (اور بعض کو) بلند کر دیگی (یعنی کفار کی ذلت کا اور مومنین کی رفعت کا اس روز ظہور ہوگا) جبکہ زمین کو سخت زلزلہ آویگا اور پہاڑ بالکل ریزہ ریزہ ہوجاویں گے پھر وہ پراگندہ غبار (کی طرح) ہوجاویں گے اور تم (یعنی مجموعہ مکلفین ماضیین و موجودین و مستقبلین) تین قسم ہوجاؤ گے (جنکی تفصیل آگے آتی ہے خواص مومنین اور عوام مومنین۔ اور کفار کہ سورہ رحمٰن میں بھی یہی تین قسمیں مذکور ہیں اور آئندہ آیات میں خواص کو مقربین اور سابقین کہا ہے اور عوام مومنین کو اصحاب الیمین اور کفار کو اصحاب الشمال اور ان آیات اذا وقعت سے ثلثۃ تک میں بعض واقعات نفخہ اولیٰ کے وقت کے بیان فرمائے ہیں جیسے رجت جیسا شروع سورہ حج میں آیا ہے اور بست۔ اور بعض واقعات نفخہ ثانیہ کے وقت کے جیسے خافضۃ رافعۃ اور کنتم ازواجا اور بعض مشترک جیسے اذا وقعت اور لیس لوقعتہا سو چونکہ نفخہ اولیٰ سے نفخہ ثانیہ تک تمام وقت ممتد حکم میں وقت واحد کے ہے اس لیے ہر جزو وقت کو ہر واقعہ کا وقت کہا جاسکتا ہے۔ آگے بعد تقسیم ان تینوں قسم کے احکام کی تفریق ہے اول اجمالاً پھر تفصیلاً کہ تین قسمیں جو مذکور ہوئیں) سو (انمیں ایک قسم یعنی) جو داہنے والے ہیں وہ داہنے والے کیسے اچھے ہیں (مراد اس سے جنکا نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں دئیے جاویں گے اور گو یہ مفہوم مقربین میں بھی مشترک ہے لیکن صرف اسی صفت پر اکتفا کرنا شاید اس طرف ہے کہ انمیں اصحاب الیمین سے زائد کوئی اور صفت قرب خاص کی نہیں پائی جاتی اسطرح مراد اس سے عوام مومنین ہوگئے اور اسمیں اجمالاً انکی حالت کا اچھا ہونا بتلادیا آگے فی سدر مخضود الخ سے اس اجمال کی تفصیل کیگئی ہے) اور (دوسری قسم یعنی) جو بائیں والے ہیں وہ بائیں والے کیسے برے ہیں (مراد اس سے جنکے نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں دئیے جاویں یعنی کفار اور اسمیں اجمالاً انکی حالت کا برا ہونا بتلادیا آگے فی سموم الخ سے اس اجمال کی تفصیل کی گئی ہے) اور (تیسری قسم یعنی) جو اعلیٰ درجہ کے ہیں وہ تو اعلیٰ ہی درجہ کے ہیں (اور) وہ (خدا تعالیٰ کے ساتھ) خاص قرب رکھنے والے ہیں (اسمیں تمام اعلیٰ درجہ کے بندے داخل ہیں انبیاء اور اولیاء و صدیقین اور کامل متقی اور اس میں اجمالاً انکی حالت کا عالی ہونا

اللغات سموم النار مالظرفی حواشی سورۃ الطور یحموم الدخان مالاسود کل شئ کذا فی القاموس کریم نافع لمن یاوی الیہ من اذی الحر وذلک کرمہ فہناک استعارۃ

ترلسالے میقات بمعنی فی او على ای لے تعین الحیم معنی السوق الهیم جمع اہیم الجمل الذی الہیام بضم الہاء داء یصیب الابل ولیشبہ الاستسقاء

بتلا دیا آگے فی جنات النعیم الخ سے اس اجمال کی تفصیل کیجاتی ہے یعنی) یہ (مقرب) لوگ آرام کے باغوں میں ہوں گے (جسکی مزید تفصیل علی سرر سے آتی ہے اور درمیان میں اس مفہوم کے مصداق کا تعدد بتلاتے ہیں کہ ان (مقربین) کا ایک بڑا گروہ تو اگلے لوگوں میں سے ہوگا اور تھوڑے پچھلے لوگوں میں سے ہوں گے (اگلوں سے مراد متقدمین ہیں آدم علیہ السلام سے لیکر حضور صلی اللہ علیہ السلام کے قبل تک اور پچھلوں سے مراد حضور کے وقت سے لیکر قیامت تک کذا فی الدر عن جابر مرفوعا اور متقدمین میں کثرت سابقین اور متاخرین میں قلت سابقین کی وجہ یہ ہے کہ خواص ہر زمانہ میں کم ہوتے ہیں اور متقدمین کا زمانہ بہ نسبت زمانہ امت محمدیہ کے کہ قرب ساعت میں پیدا ہوئے ہیں اطول ہے پس جس قدر خواص اس زمانہ طویل میں ہوئے ہیں جنمیں لاکھ یا دو لاکھ یا کم و بیش انبیاء بھی ہیں باقتضائے عادت زمانہ قصیر میں ان سے کم ہی ہوں گے۔ آگے اس نعیم کی تفصیل ہے کہ) وہ (مقرب) لوگ سونے کے تاروں سے بنے ہوئے تختوں پر تکیہ لگائے آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے (کذا فی الدر فی تفسیر موضونۃ عن ابن عباس اور) ان کے پاس ایسے لڑکے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے یہ چیزیں لیکر آمد و رفت کیا کرینگے آبخورے اور آفتابے اور ایسا جام شراب جو بہتی ہوئی شراب سے بھرا جاویگا (مر تحقیقہ فی الصافات) نہ اس سے انکو درد سر ہوگا اور نہ اس سے عقل میں فتور آویگا (مر ایضا فی الصافات) اور میوے جنکو وہ پسند کریں اور پرندوں کا گوشت جو انکو مرغوب ہو اور ان کے لیے گوری گوری بڑی بڑی آنکھوں والی عورتیں ہونگی (مراد حوریں ہیں جنکی رنگت ایسی صاف شفاف ہوگی) جیسے (حفاظت سے) پوشیدہ رکھا ہوا موتی یہ انکے اعمال کے صلہ میں ملیگا (اور) وہاں نہ بک بک سنیں گے اور نہ اور کوئی بیہودہ بات (سنیں گے یعنی شراب پی کر یا ویسے بھی یہ امور مکدر للعیش نہ پائے جاوینگے) بس (ہر طرف سے) سلام ہی سلام کی آواز آویگی (کقولہ تعالی والملائکۃ یدخلون علیہم من کل باب سلام علیکم۔ وقولہ تعالی تحیتہم فیہا سلام جو کہ دلیل اکرام ہے غرض روحانی جسمانی ہر طرح کی لذت و مسرت اعلیٰ درجہ کی ہوگی یہ جزاء سابقین کا بیان کیا گیا) اور (آگے اصحاب الیمین کی جزاء کی تفصیل ہے یعنی) جو داہنے والے ہیں وہ داہنے والے کیسے اچھے ہیں (اس اجمال کا اعادہ تفصیل کے قبل اسلیے کیا گیا کہ اس اجمال کو فصل ہو گیا تھا آگے انکے اچھے ہونے کا بیان ہے کہ) وہ ان باغوں میں ہونگے جہاں بے خار بیریاں ہونگی اور تہ بتہ کیلے ہونگے اور لمبا لمبا سایہ ہوگا اور چلتا ہوا پانی ہوگا اور کثرت سے میوے ہونگے جو نہ ختم ہونگے (جیسے دنیا کے میوے کہ فصل تمام ہونے سے تمام ہو جاتے ہیں) اور نہ انکی روک ٹوک ہوگی (جیسے دنیا میں باغ والے اسکی روک تھام کرتے ہیں) اور اونچے اونچے فرش ہونگے (کیونکہ جن درجوں میں وہ بچھے ہیں وہ درجے بلند ہونگے اور چونکہ مقام خوش عیشی کے ذکر کا ہے اور خوش عیشی بدون عورتوں کے کامل نہیں ہوتی اسطور پر ان اسباب عیش کا ذکر دال ہو گیا عورتوں کے ہونے پر بھی لہذا آگے بہشتی عورتوں کی طرف انشاناہن کی ضمیر راجع کرکے انکا ذکر فرمایا جاتا ہے کہ) ہم نے (وہاں کی ان عورتوں کو یعنی عام ہے حوروں اور نساء دنیا کو کما فی الروح عن الترمذی وغیرہ مرفوعا انّ المنشآت اللاتی کن فی الدنیا عجائز عمشا رمصا غرض ہم نے ان عورتوں کو) خاص طور پر بنایا ہے (جنکی تفصیل آگے ہے یعنی) ہم نے انکو ایسا بنایا کہ وہ کنواریاں ہیں (یعنی بعد مقاربت کے پھر کنواری ہو جاوینگی کذا فی الدر عن ابی سعید مرفوعا اور) محبوبہ ہیں (یعنی حرکات و شمائل و ناز و انداز و حسن و جمال سب چیزیں ان کی دلکش ہیں اور اہل جنت کی) ہم عمر ہیں (مر تحقیقہ فی سورۃ ص) یہ سب چیزیں داہنے والوں کے لیے ہیں (آگے اس مفہوم کے مصداق کا تعدد بتلاتے ہیں یعنی) ان (اصحاب الیمین کا) ایک بڑا گروہ اگلے لوگوں میں سے ہوگا اور ایک بڑا گروہ پچھلے لوگوں میں سے ہوگا (بلکہ متاخرین میں اصحاب الیمین متقدمین سے عدد میں اکثر ہونگے چنانچہ احادیث میں مصرح ہے کہ مجموعہ مومنین اس امت کا امم سابقہ کے مجموع مومنین سے اکثر ہوں گے اور اسکی یہی صورت ہے کہ اصحاب الیمین زیادہ ہوں کیونکہ خواص مقربین کی اکثریت متقدمین میں خود آیت بالا سے ثابت ہے اور جب اصحاب الیمین مرتبہ میں مقربین سے کم ہیں تو انکی جزا بھی کم ہوگی سو اسکی توجیہ یہ ہے کہ مقربین کی جزا میں وہ سامان عیش زیادہ مذکور ہے جو اہل شہر کو زیادہ مرغوب ہے اور اصحاب الیمین کی جزا میں وہ سامان عیش زیادہ مذکور ہے جو اہل قریہ کو زیادہ مرغوب ہے پس اشارہ اسطرف ہو گیا کہ انمیں ایسا تفاوت ہوگا جیسا اہل شہر و اہل قریہ میں کذا فی الروح اور (آگے کفار کا اور ان کے عقاب کا ذکر ہے یعنی) جو بائیں والے ہیں وہ بائیں والے کیسے برے ہیں (اور اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ) وہ لوگ آگ میں ہوں گے اور کھولتے ہوئے پانی میں اور سیاہ دھوئیں کے سایہ میں جو نہ ٹھنڈا ہوگا اور نہ فرحت بخش ہوگا (یعنی سایہ سے ایک جسمانی نفع ہوتا ہے راحت برودت اور ایک روحانی نفع ہوتا ہے لذت و فرحت وہاں دونوں منفی ہونگے یہ وہی دھواں ہے جسکا ذکر اوپر سورہ رحمان میں آیا ہے و نحاس آگے اس عقاب کی وجہ ارشاد ہے کہ) وہ لوگ اس کے قبل (یعنی دنیا میں) بڑی خوش حالی میں رہتے تھے اور (اس خوش حالی کے غرہ میں) بڑے بھاری گناہ (یعنی شرک و کفر) پر اصرار کیا کرتے تھے (مطلب یہ کہ ایمان نہیں لائے تھے) اور (آگے انکے ایک کفر کا بیان ہے جسکو زیادہ دخل ہے عدم طلب حق میں یعنی وہ) یوں کہا کرتے تھے کہ جب ہم مر گئے اور مٹی اور ہڈیاں (ہو کر) رہ گئے تو کیا (اس کے بعد) ہم دوبارہ

نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ فَلَوْلَا تُصَدِّقُوْنَ ۝ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ ۝ ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ ۝ نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ

ہم نے تمکو پیدا کیا ہی تو پھر تم تصدیق کیون نہین کرتے | اچھا پھر یہ بتلاؤ تم جو منی پہونچاتے ہو | اسکو تم آدمی بناتے ہو یا ہم بنانے والے ہین | ہم ہی نے تمہارے درمیان مین موت کو

وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ۝ عَلٰٓى اَنْ نُّبَدِّلَ اَمْثَالَكُمْ وَنُنْشِئَكُمْ فِيْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْاَةَ الْاُوْلٰى

ٹھیرا رکھا ہی اور ہم اس سے عاجز نہین ہین کہ تمہاری جگہ تم جیسے پیدا کر دین اور تمکو ایسی صورت مین بنا دین جنکو تم جانتے بھی نہین اور تم کو اول پیدائش کا علم حاصل ہی

فَلَوْلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ۝ ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ۝ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطٰمًا

پھر تم کیون نہین سمجھتے | اچھا پھر یہ بتلاؤ تم جو کچھ بوتے ہو | اسکو تم اگاتے ہو | یا ہم اگانے والے ہین | اگر ہم چاہین تو اسکو چورا چورا کر دین

فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ ۝ اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ ۝ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ۝ اَفَرَءَيْتُمُ الْمَآءَ الَّذِيْ تَشْرَبُوْنَ ۝

پھر تم متعجب ہو کر رہ جاؤ | کہ ہم پر تو تاوان ہی پڑ گیا | بلکہ بالکل ہی محروم رہ گئے | اچھا پھر یہ بتلاؤ کہ جس پانی کو تم پیتے ہو۔

زندہ کیے جاوین گے اور کیا ہمارے اگلے باپ دادا بھی (زندہ ہون گے۔ چونکہ منکرین قیامت مین بعض کفار پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین بھی تھے اس لیے اس کے متعلق ارشاد ہی کہ) آپ کہدیجیے کہ سب اگلے اور پچھلے جمع کیے جاوین گے ایک معین تاریخ کے وقت پر پھر (جمع ہونے کے بعد) تمکو اے گمراہو جھٹلانے والو درخت زقوم سے کھانا ہوگا پھر اس سے پیٹ بھرنا ہوگا پھر اسپر کھولتا پانی پینا ہوگا پھر پینا بھی پیاسے اونٹون کا سا (غرض) ان لوگون کی قیامت کے روز یہ دعوت ہوگی ف ولدان یعنی غلمان کے بارہ مین قول راجح جسکو خازن نے صحیح اور حق کو حسین ظنا مخصر کہا ہی یہ ہی کہ وہ ایک مستقل مخلوق ہین مثل حور کے اور ولدان مین معنے ولادت کے ماخوذ نہین اور حکمت انکے خادم بنانے مین محض فرحت ہی بلا شہوت۔ اور مقربین و اصحاب الیمین کے باب مین جو اولین و آخرین آیا ہی اسکی تفسیر منصوص نہی ہی جو تقریر ترجمہ مین مع دلیل اختیار کی گئی اور بعض روایات مین جو آیا ہی ہما جمیعا من ہذہ الامۃ یہ اسطور پر ماؤل ہی کہ مقصود تفسیر آیت کی نہو بلکہ مطلب یہ ہو کہ جسطرح قرآن مین مذکور ہی کہ اولین مین مقربین زیادہ ہین اور آخرین مین کم اسیطرح خود اس امت مین بھی یہی نسبت ہوگی کہ قرون اولے مین مقربین زیادہ ہونگے اور متاخرین مین کم گویہ قرآن کا مدلول نہو خوب سمجھ لو۔ اور اسیطرح قلیل من الآخرین کا مقربین کے بارہ مین ہونا اور ثلۃ من الآخرین کا اصحاب الیمین کی شان مین ہونا بھی صاف مدلول قرآنی ہی پس بعض روایات مین جو آیا ہی کہ جب قلیل من الآخرین نازل ہوا تو صحابہ کو شاق ہوا کہ امت محمدیہ مین سے قلیل ہی ہونگے اسپر ثلۃ من الآخرین نازل ہوا اور اس روایت سے شبہ ہوتا ہی کہ قلیل و ثلۃ کا مصداق ایک ہی ہی تو یہ بھی اسیطرح ماؤل ہی کہ صحابہ نے اول مقربین کے بارہ مین جو قلیل من الآخرین سنا تو یہ گمان ہوا کہ شاید یہی نسبت امم سابقہ اور اس امت کے عوام مومنین مین بھی ہو کہ انہین سے زیادہ ہون اور اس امت مین کم اسلیے دوسری آیت مین بتلا دیا گیا کہ وہ نسبت مقربین مین ہی اور اصحاب الیمین مین دوسری نسبت ہی اور اس روایت مین جو آیا ہی فنسخت و قلیل من الآخرین تو نسخ جیسا کہ آخر بقرہ تفسیر آیت وللہ ما فی السموات الخ مین گذرا ہی سلف کی اصطلاح مین اصطلاح متاخرین سے عام معنے مین استعمال ہوتا تھا یعنی توضیح مراد و رفع اشتباہ کو بھی نسخ کہتے تھے۔ اور حمیم و جحیم کے متعلق ایک تحقیق سورہ مومن کے اخیر مین گذری ہی۔ اور اتراب کی تحقیق سورہ ص مین گذری ہی ربط اوپر علت عقاب مین کفار کا شرک و کفر و انکار بعث نقل فرمایا ہی آگے بعض تصرفات الٰہیہ کی تذکیر سے اس کفر و انکار کا ابطال اسطرح فرماتی ہین کہ دیکھو یہ تصرفات و وجوہ نعمت بھی ہین پھر کفر و شرک کیسے کرتی ہو اور یہ تصرفات دلائل قدرت بھی ہین پھر امکان بعث کے کیسے منکر ہوتی ہو۔

تزییف انکار توحید و بعث ببیان بعض تصرفات الٰہیہ

نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ فَلَوْلَا تُصَدِّقُوْنَ ﴿٥٧﴾ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ ﴿٥٨﴾ ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ ﴿٥٩﴾ نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ﴿٦٠﴾ عَلٰٓى اَنْ نُّبَدِّلَ اَمْثَالَكُمْ وَنُنْشِئَكُمْ فِيْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٦١﴾ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْاَةَ الْاُوْلٰى فَلَوْلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿٦٢﴾ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ﴿٦٣﴾ ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ﴿٦٤﴾ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطٰمًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ ﴿٦٥﴾ اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ ﴿٦٦﴾ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ﴿٦٧﴾ اَفَرَءَيْتُمُ الْمَآءَ الَّذِيْ تَشْرَبُوْنَ ﴿٦٨﴾

اللغات بمسبوقین عاجزین ولما استلزم عدم المسبوقیۃ الغلبۃ والقدرۃ عدی بعلی تقدیر الکلام ہکذا ما نحن بمسبوقین بل نحن قادرون علی ان نبدل الخ الحرث الحمل فی الارض للزرع الانبات تفکہون تعجبون

البلاغۃ قولہ افرءیتم فی ہذا و ما بعدہ الفاء للتعقیب فی السؤال التقریری الناشی من قولہ خلقناکم قولہ افرءیتم ما تمنون الخ قدم امر خلق الانسان من نطفۃ لان النعمۃ فی ذلک قبل النعمۃ فی الثلثۃ بعدہ ثم ذکر بعدہ ما بہ قوام الانسان من قائمۃ الحرث وہو الطعام الذی لا یستغنی عنہ الجسد الحی وذلک الحب الذی یخبز فیحتاج بعد حصولہ الی حصول الماء المعین بہ فلذا ذکرہ بعدہ ثم الی النار لتصیرہ خبزا ذکرت بعد الماء مقال بعضہم ان تقدیم امر الماء علی امر النار لان الاحتیاج الیہ اشد و اکثر و الانتفاع بہ اعم و اوفر و تاخیر منفعۃ کون النار متاعا عن کونہا تذکرۃ للتنبیہ علی ان الاہم ہو النفع الاخروی کذا فی الروح بتغییر ترکیب

ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ○ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُوْنَ ○ اَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِيْ

اُسکو بادل سے تم برساتے ہو یا ہم برسانے والے ہین اگر ہم چاہین اُسکو کڑوا کرڈالین سو تم شکر کیون نہین کرتے اچھا پھر یہ بتلاؤ جس آگ کو تم

تُوْرُوْنَ ○ ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَآ اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِـُٔوْنَ ○ نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً وَّمَتَاعًا لِّلْمُقْوِيْنَ ○ فَسَبِّحْ بِاسْمِ

سلگاتے ہو اُس کے درخت کو تمنے پیدا کیا ہے یا ہم پیدا کرنے والے ہین ہم نے اُسکو یاددہانی کی چیز اور مسافرون کے فائدہ کی چیز بنایا ہے سو اپنے عظیم الشان

رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ○

پروردگار کے نام کی تسبیح کیجیے

ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ۞ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُوْنَ ۞ اَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِيْ تُوْرُوْنَ ۞ ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَآ اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِـُٔوْنَ ۞ نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً وَّمَتَاعًا لِّلْمُقْوِيْنَ ۞ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ۞ ہم نے تمکو اول بار پیدا کیا ہے (جسکو تم بھی تسلیم کرتے ہو) تو پھر تم (باعتبار اس کے نعمت ہونے کے توحید کی اور باعتبار اس کے دلیل قدرت علی الاعادہ ہونے کے بعث کی) تصدیق کیون نہین کرتے (آگے اس خلق کی پھر خلق اسباب بقاء کی تفصیل و تذکیر ہے یعنی) اچھا پھر یہ بتلاؤ تم جو (عورتون کے رحم مین) منی پہونچاتے ہو اسکو تم آدمی بناتے ہو یا ہم بنانے والے ہین (اور ظاہر ہے کہ ہم ہی بناتے ہین اور) ہم ہی نے تمہارے درمیان مین موت کو (معین وقت پر) ٹھہرا رکھا ہے (مطلب یہ کہ بنانا اور اُس بنائے ہوئے کو ایک وقت خاص تک باقی رکھنا یہ سب ہمارا ہی کام ہے آگے یہ بتلاتے ہین کہ جیسا احداث وابقاء ذات ہمارا فعل ہے اسیطرح ابقاء تمہاری صورت کا جو کہ مدار ہے تمہارے انتفاع کا اپنی ذات سے نیز ہمارا ہی فعل ہے اور) ہم اس سے عاجز نہین ہین کہ تمہاری جگہہ تم جیسے (آدمی) پیدا کردین اور تم کو ایسی صورت مین بنادین جنکو تم جانتے بھی نہین (یعنی مثلاً آدمی سے جانور کی صورت مین مسخ کردین جسکا گمان بھی نہو) اور (آگے تنبیہ ہے امر مذکور سے استدلال پر یعنی) تمکو اول پیدائش کا علم حاصل ہے (کہ وہ ہماری قدرت سے ہے) پھر تم کیون نہین سمجھتے (کہ سمجھکر اس نعمت کا شکر یعنی توحید بجا لاؤ اور بعث پر بھی استدلال کرو۔ آگے ایک دوسری تنبیہ ہے یعنی) اچھا پھر یہ بتلاؤ تم جو کچھ (تخم وغیرہ) بوتے ہو اس کو تم اُگاتے ہو یا ہم اُگانے والے ہین (یعنی زمین مین ڈالنے مین تو تمکو کچھ دخل ہے بھی لیکن اسکو زمین سے نکالنا یہ کسکا فعل ہے۔ آگے اس ایجاد کے موقوف علی القدرة ہونے کے بعد اُس سے منتفع ہونے کا موقوف علی القدرة ہونا بتلاتے ہین جیسا اوپر بھی فرمایا تھا یعنی) اگر ہم چاہین تو اُس (پیداوار) کو چورا چورا کردین (یعنی دانہ کچھ نہ پڑے پتی خشک ہوکر ریزہ ریزہ ہوجاوے) پھر تم متعجب ہوکر رہجاؤ کہ (ایکے تو) ہمپر تاوان ہی پڑگیا (یعنی سرمایہ مین نقصان آگیا اور نفع تو کیا) بلکہ بالکل ہی محروم رہگئے (یعنی سارا ہی سرمایہ گیا گذرا۔ آگے تیسری تنبیہ ہے یعنی) اچھا پھر یہ بتلاؤ کہ جس پانی کو تم پیتے ہو اسکو بادل سے تم برساتے ہو یا ہم برسانے والے ہین (آگے پھر اسی انتفاع کا موقوف علی القدرة ہونا ارشاد ہے کہ) اگر ہم چاہین اُسکو کڑوا کرڈالین تو تم شکر کیون نہین کرتے (جسکی فرد اعظم توحید و ترک کفر ہے۔ آگے چوتھی تنبیہ ہے یعنی) اچھا پھر یہ بتلاؤ جس آگ کو تم سلگاتے ہو اسکے درخت کو (جسمین سے یہ جھڑتی ہے جسکا بیان آخر سورہ یٰس مین آچکا ہے اور اسیطرح جس ذریعے سے پیدا ہوتی ہے اُن ذرائع کو) تمنے پیدا کیا ہے یا ہم پیدا کرنے والے ہین ہم نے اُسکو (آتش دوزخ کی یا اپنی قدرت عجیبہ کی) یاددہانی کی چیز اور مسافرون کے فائدہ کی چیز بنایا ہے (کہ اول دینی فائدہ اور دوسرا دنیوی اور تخصیص مسافر کی حصر کے لیے نہین بلکہ سفر مین آگ کمیاب ہونے سے ایک شے عجیب ہوتی ہے اور متاع سے اشارہ ہوگیا اُسی توقف انتفاع علی القدرة کی طرف) سو (جسکی ایسی قدرت ہے) اپنے (اُس) عظیم الشان پروردگار کے نام کی تسبیح (وتحمید) کیجیے (کہ کمال ذات وصفات مقتضی استحقاق حمد وثنا ہین۔ اور نام کی تسبیح وغیرہ کی تحقیق آیہ اخیرہ سورہ رحمان مین گذرچکی) ف یہ سب امور نعم موجبہ للتوحید بھی ہین اور دلائل حجیت لاعتقاد القدرة علی البعث بھی ہین ربط اوپر توحید و بعث پر دلائل عقلیہ بیان کیے گئے جن سے توحید کا وجوب اور بعث کا امکان ثابت ہوگیا چونکہ بعد امکان کے اصل مطلوب بعث کا وقوع ہے اور اسمین دلیل عقلی کے ساتھ دلیل نقلی دال علی الوقوع کے انضمام کی ضرورت ہے اور جن مضامین مین تنبیہ اسکے امکان عقلی پر کی گئی ہے جسطرح قرآن انکو مشتمل ہے اسیطرح نصوص علی الوقوع کو بھی مشتمل ہے کہ انکا انضمام دلالت علی الوقوع کے لیے کافی ہے مگر انکو قرآن مین بھی کلام تھا اس لیے آگے قرآن کی حقانیت بہ تسمیہ بعث مجازاة کا وقوع

اللغات تورون فی القاموس وریت النار وریا اتقدت للمقوین الداخلین فی القواء وہی القفر ای الارض الخالیة ۔

البلاغة قولہ لو نشاء جعلنہ اجاجا حذفت اللام من جواب لو ہہنا لان اللام المجوا لسا کتظم و لوکانت المطعوم دون المشروب للدلالة علی ان الامر مقدم علی امرہ فلان الفقد بفقدہ اشد [illegible]

فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ۝ وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ ۝ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ۝ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ۝ لَّا يَمَسُّهٗٓ

سو مین قسم کھاتا ہون ستارون کے چھپنے کی — اور اگر تم غور کرو تو یہ ایک بڑی قسم ہے — کہ یہ ایک مکرم قرآن ہے — جو ایک محفوظ کتاب مین درج ہے — کہ اسکو بجز پاک فرشتون کے

اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ۝ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَفَبِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَ ۝ وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ

کوئی ہاتھ نہیں لگانے پاتا — یہ رب العالمین کی طرف سے بھیجا ہوا ہے — سو کیا تم لوگ اس کلام کو سرسری بات سمجھتے ہو — اور تکذیب کو — اپنی غذا

اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ۝ فَلَوْلَآ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ ۝ وَاَنْتُمْ حِيْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ ۝ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ ۝

بناتے ہو — سو جسوقت روح حلق تک آ پہونچتی ہے — اور تم اُسوقت تکا کرتے ہو — اور ہم اُس شخص کے تم سے بھی زیادہ نزدیک ہوتے ہین لیکن تم سمجھتے نہین ہو

فَلَوْلَآ اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ ۝ تَرْجِعُوْنَهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ۝ فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ ۥ

تو اگر تمہارا حساب کتاب ہونے والا نہین ہے — تو تم اُس روح کو پھر کیون نہین لوٹا لاتے ہو اگر تم سچے ہو — پھر جو شخص مقربین مین سے ہوگا — اُسکے لیے تو راحت ہے اور غذائین ہین

وَّجَنَّتُ نَعِيْمٍ ۝ وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ۝ فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ۝ وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ

اور آرام کی جنت ہے — اور جو شخص داہنے والون مین سے ہوگا تو اُس سے کہا جاویگا کہ تیرے لیے امن و امان ہے کہ تو داہنے والون مین سے ہے — اور جو شخص جھٹلانے والون گمراہون مین سے ہوگا

الضَّآلِّيْنَ ۝ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ ۝ وَّتَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ ۝ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ ۝ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ۝

تو کھولتے ہوئے پانی سے اُسکی دعوت ہوگی اور دوزخ مین داخل ہونا ہوگا — بیشک یہ تحقیقی یقینی بات ہے — سو اپنے عظیم الشان پروردگار کے نام کی تسبیح کیجیے

اور کسیقدر تفصیل مختصر جسپر سورت مبسوطاً مشتمل تھی ارشاد فرماتے ہین اور دلالت علی البعث کے ساتھ یہ مضمون دال علی التوحید بھی ہے

حقیت قرآن کریم و تحقیق وقوع یوم عظیم

فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ﴿٧٥﴾ وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ ﴿٧٦﴾ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ﴿٧٧﴾ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ﴿٧٨﴾ لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ﴿٧٩﴾ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٨٠﴾ اَفَبِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَ ﴿٨١﴾ وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ﴿٨٢﴾ فَلَوْلَآ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ ﴿٨٣﴾ وَاَنْتُمْ حِيْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ ﴿٨٤﴾ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ ﴿٨٥﴾ فَلَوْلَآ اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ ﴿٨٦﴾ تَرْجِعُوْنَهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٨٧﴾ فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿٨٨﴾ فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ ۥ وَّجَنَّتُ نَعِيْمٍ ﴿٨٩﴾ وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿٩٠﴾ فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿٩١﴾ وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿٩٢﴾ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿٩٣﴾ وَّتَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ ﴿٩٤﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ ﴿٩٥﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿٩٦﴾ (اور دلائل عقلیہ سے امکان بعث کے ثابت ہونے کے بعد قرآن سے جو اُسکا وقوع ثابت ہے اور تم اُس قرآن کو

اللغات مواقع من الوقوع بمعنے السقوط مصدر میمی و جمع باعتبار کثرۃ النجوم۔ قولہ مدہنون منہا دنون بہ کمن یدہن فی الامر ای یلین جانبہ ولا یتصلب فیہ تہاونا بہ واصل الادہان کما قیل جعل الادیم ونحوہ مدہونا بشیٔ من الدہن ویراد بہ اللین المعنوی علی التجوز ۱۲

النحو انہ لقرآن راجع الی القرآن بقرینۃ المقام لا یمسہ وصف لکتاب مکنون۔ قولہ رزقکم بتقدیر مضاف ای شکر رزقکم وما حلتہ ہو معنے حسن قولہ بلغت ای الروح او النفس ودل علیہ المقام۔ قولہ فلولا ان کنتم فی الجلالین فلولا الثانیۃ تاکید للاولی واذا ظرف لترجعون المتعلق بہ الشرطان والمعنے ہلا ترجعونہا ان نفیتم البعث صادقین فی نفیہ۔ قولہ فروح ای فلہ روح۔ قولہ فسلام لک بتقدیر القول ومن اصحاب الیمین خبر لمقدر فتقدیر الکلام ہکذا فیقال لہ سلام لک لانک من اصحاب الیمین۔ قولہ فنزل ای فلہ نزل۔ قولہ حق الیقین الاضافۃ بمعنے من کما فی المدارک ای الحق الثابت من الیقین ۱۲

البلاغۃ قولہ نحن اقرب ہو من اطلاق السبب وارادۃ المسبب فان القرب اقوی سبب للاطلاع والعلم کذا فی الروح۔ قولہ کان من اصحب الیمین عبر عنہم بالعنوان السابق اذلم یذکرہم فیما سبق وصف ینبئ من شانہم کما ذکر للفریقین الآخرین ولذا عبر عن السابقین بالمقربین ومن اصحاب الشمال بالمکذبین الضالین جیسا وصفوا بہ عند بیان احوالہم لقولہ تعالی ثم انکم ایہا الضالون المکذبون ولما وقع ہذا الکلام بعد تحقیق تکذیبہم وردہ علی اتم وجہ ولم یقدم الکلام السابق کذلک قدم وصف التکذیب ہنا علی عکس ما تقدم

الروایات ذکر فی روایات عدیدۃ نزول آیۃ فلا اقسم الی تکذبون فی القائلین مطرنا بنوء کذا لکنہ یشکل ظاہرہ لعدم ملائمتہ بما قبلہ وتوجیہ ان الآیۃ کما ہی دالۃ علی البعث والتوبیخ علی انکارہ کذلک ہی دالۃ علی التوحید والتوبیخ علی انکارہ فکان ملائما لکلا الامرین المقام وسبب النزول ۱۲

لطیفہ عجیبہ فی المدارک لیس فی ہذہ السور الثلاث ذکر اللہ اقتربت الرحمن الواقعۃ اہ واللہ اعلم باسرارہ اقول ومن اللطائف ان سورۃ المجادلۃ لا تخلو آیۃ من آیاتہا عن لفظ اللہ واللہ اعلم باسرارہ

نہین ہاتی سو مین قسم کھاتا ہون ستارون کے چھپنے کی اور اگر تم غور کرو تو یہ ایک بڑی قسم ہے (اور قسم اس بات پر کھاتا ہون) کہ یہ (قرآن جو پیغمبر صلی اللہ علیہ
وسلم پر نازل ہوتا ہے بوجہ منزل من اللہ ہونے کے) ایک مکرم قرآن ہے جو ایک محفوظ کتاب (یعنی لوح محفوظ) مین (پہلے سے) درج ہے (اور وہ لوح محفوظ ایسی ہے)
کہ اسکو بجز پاک فرشتون کے (کہ گناہون سے بالکلیہ پاک ہین) کوئی (شیطان وغیرہ) ہاتھ نہین لگانے پاتا (اور اسکے مضامین پر مطلع ہونا جو معنی مس ہے یہان
سے یہان خاص طور پر آنا فرشتے ہی کے ذریعہ سے ہے اور یہی نبوت ہے اور شیاطین اسکو نہیں لا سکتے کہ احتمال کہانت وغیرہ قادح نبوت ہو کقولہ تعالیٰ نزل به
الروح الامین وقولہ تعالیٰ وما تنزلت به الشیاطین اس سے ثابت ہوا کہ) یہ رب العالمین کی طرف سے بھیجا ہوا ہے (جو کا اشارہ کریم کا مدلول تھا یہان ستارون
کے چھپنے کی قسم مفہوماً و توجیہاً ایسی ہے جیسے شروع سورہ والنجم مین جسکا وہان بیان ہو چکا ہے جسمین ستارون کا باعتبار غروب کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے
موصوف بالنبوۃ اور منارالہدی ہونے کا نظیر ہونا بھی بیان ہوا ہے جو کہ مقصود مقام ہے اور قسمین جتنی قرآن مین ہین بوجہ دلالت علی المطلوب کے سب ہی عظیم
ہین لیکن کہین کہین مطلوب کے خاص اہتمام اور اسپر زیادہ متنبہ کرنے کے لیے عظیم ہونے کی تصریح بھی فرما دی ہے کما ھہنا وفی الفجر حاصل مقام کا اجمالاً وہ ہے
جو تفصیلاً اخیر رکوع سورۂ شعراء مین ارشاد ہوا ہے) سو (جب اسکا منزل من اللہ ہونا ثابت ہے) تو کیا تم لوگ اس کلام کو سرسری بات سمجھتے ہو (یعنی اسکو واجب
التصدیق نہین جانتے) اور (اس مداہنت سے بڑھ کر یہ کہ) تکذیب کو اپنی غذا بنا رہے ہو (اور اسی لیے توحید و وقوع قیامت کا بھی انکار کرتے ہو) سو (اگر یہ انکار
حق ہے تو) جس وقت (مرنے کے قریب کسی شخص کی) روح حلق تک آپہونچتی ہے اور تم اسوقت (بیٹھے حسرت آلود نگاہ سے) تکا کرتے ہو اور ہم (اسوقت) اُس (مرنے
والے شخص کے تم سے بھی زیادہ نزدیک ہوتے ہین (یعنی تم سے بھی زیادہ اس شخص کے حال سے واقف ہوتے ہین کیونکہ تم تو صرف ظاہری حالت دیکھتے ہو اور ہم
اسکی باطنی حالت پر بھی مطلع ہوتے ہین) لیکن (ہمارے اس قرب علمی کو بوجہ شوب جہل وکفر کے) تم سمجھتے نہین ہو تو (فی الواقع) اگر تمہارا حساب کتاب ہونے والا نہین ہے جیسا
تمہارا زعم ہے تو تم اُس روح کو (بدن کی طرف) پھر کیون نہیں لوٹا لاتے ہو (جسکی اسوقت تمکو تمنا بھی ہوا کرتی ہے) اگر (اس نفی بعث وحساب مین) تم سچے ہو (مطلب یہ کہ
قرآن صادق ہے اور وہ وقوع بعث کا ناطق ہے پس مقتضی وقوع متحقق ہوا اور مانع کوئی امر ہے نہین پس وقوع ثابت ہو گیا اور اسپر بھی تمہارا انکار اور نفی کیے چلا جانا
بدلالت حال اسکو مستلزم ہے کہ گویا تم روح کو اپنے بس مین سمجھتے ہو کہ گو قیامت مین خدا دوبارہ روح ڈالنا چاہے جیسا مقتضا قرآن کا ہے مگر ہم نہ ڈالنے دینگے
اور بعث نہ ہونے دینگے جب ہی تو ایسی زور سے نفی کرتے ہو ورنہ جو اپنے کو عاجز جانے وہ دلائل وقوع کے بعد ایسے زور کی بات کیون کہے سو اگر تم اپنے بس
مین سمجھتے ہو تو ذرا اپنا زور اُسی وقت دکھلا دو جبکہ قریب الموت کے بقاء حیوۃ کے متمنی بھی ہوتے ہو اور دیکھ دیکھ کر رحم بھی آتا ہے دلگیر بھی ہوتے ہو اور وہ زور دکھلانا
یہ کہ اس روح کو نکلنے نہ دو یا بدن مین لوٹا دو جب اسپر بس نہین تو منع بعث پر بھی بس نہ ہوگا کیونکہ حق تعالیٰ کے ان دونون تصرف مین امر مشترک واحد ہے نقل روح
ایک مین من الداخل الی الخارج دوسرے مین من الخارج الی الداخل پس ایک مین تمہارا عاجز ہونا بعینہ دوسرے مین عاجز ہونا ہے پھر ایسے لاطائل دعوے کیون
کرتے ہو اور چونکہ مقام ہے نفی قدرت کا اور نفی علم مستلزم ہے نفی تعلق قدرت کو اس لیے نحن اقرب جملہ معترضہ مین اُنکے علم تام کی نفی فرما دی اور چونکہ یہ دلیل کافی اُنکے
لیے شافی نہ ہوئی اس لیے لا تبصرون مین توبیخ بھی فرما دی اور چونکہ اس تقریر سے اثبات قدرت بھی ہوا اس لیے بعث کے ساتھ یہ توحید پر بھی دال ہے - آگے کیفیت
مجازاۃ کی ارشاد ہے یعنی یہ تو ثابت ہو چکا کہ قیامت اپنے وقت پر ضرور آوے گی) پھر (جب قیامت واقع ہوگی تو) جو شخص مقربین مین سے ہوگا (جنکا ذکر اوپر آیا ہے
والسابقون الخ) اُس کے لیے تو راحت ہے اور (فراغت کی) غذائین ہین اور آرام کی جنت ہے اور جو شخص داہنے والون مین سے ہوگا (جنکا ذکر اوپر آیا ہے واصحاب الیمین
الخ) تو اُس سے کہا جاویگا کہ تیرے لیے (ہر آفت اور خطرہ سے) امن و امان ہے کہ تو داہنے والون مین سے ہے (اور یہ کہنا خواہ ابتداءً ہو اگر فضل یا توبہ کے سبب اول
ہی مغفرت ہو جاوے یا انتہاءً ہو اگر بعد سزا کے مغفرت ہو اور یہان روح وریحان کا ذکر نہ فرمانا نفی کے لیے نہین بلکہ اشارہ اسطرف ہے کہ یہ سابقین سے ان امور مین
کم ہوگا) اور جو شخص جھٹلانے والون (اور) گمراہون مین سے ہوگا تو کھولتے ہوئے پانی سے اُسکی دعوت ہوگی اور دوزخ مین داخل ہونا ہوگا بیشک یہ (جو کچھ مذکور ہوا)
تحقیقی یقینی بات ہے سو (جسکے یہ تصرفات ہین) اپنے (اُس) عظیم الشان پروردگار کے نام کی تسبیح (وتحمید) کیجیے (وقد مر آنفا) **ف** لا یمسہ کی تقریر
مین خاص طور پر کی قید اس لیے ہے کہ مطلق اطلاع لوح محفوظ پر بواسطہ کشف یا اخبار ملک کے مستلزم نبوت نہین اگر یہ مسلم ہو کہ غیر نبی کے لیے
ایسا ہو سکتا ہے ورنہ اس قید ہی کی حاجت نہین -

الحمد للہ تفسیر سورۂ واقعہ کی ختم ہوئی آگے سورۂ حدید کی تفسیر آتی ہے انشاء اللہ تعالیٰ

ملحقات الترجمة

لہ قولہ انہ لقرآن جو پیغمبر
الی منزل من اللہ اشارہ
الی تغایر اسم ان وخبرہ بالتغییر
لیفید الحکم ۱۲

سورۃ الحدید مدنیۃ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ | وھی تسع وعشرون آیۃ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۝ لَهٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ ۚ وَهُوَ

اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں سب جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہیں اور وہ زبردست حکمت والا ہے　اُسی کی سلطنت ہے آسمانوں اور زمین کی　وہی حیات دیتا ہے اور موت دیتا ہے

عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۝ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

اور وہی ہر چیز پر قادر ہے　وہی پہلے ہے　اور وہی پیچھے　اور وہی ظاہر ہے اور وہی مخفی ہے　اور وہ ہر چیز کا خوب جاننے والا ہے　وہ ایسا ہے کہ اُسنے آسمان

وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ ۚ یَعْلَمُ مَا یَلِجُ فِی الْاَرْضِ وَمَا یَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا یَنْزِلُ مِنَ

اور زمین کو چھ روز میں پیدا کیا　پھر تخت پر　قائم ہوا　وہ سب کچھ جانتا ہے جو چیز زمین کے اندر داخل ہوتی ہے اور جو چیز اُس میں سے نکلتی ہے اور جو چیز آسمان سے اُترتی ہے

السَّمَآءِ وَمَا یَعْرُجُ فِیْهَا ۚ وَهُوَ مَعَکُمْ اَیْنَ مَا کُنْتُمْ ۚ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ۝ لَهٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ

اور جو چیز اُس میں چڑھتی ہے　اور وہ تمہارے ساتھ رہتا ہے خواہ تم لوگ کہیں بھی ہو اور وہ تمہارے سب اعمال کو بھی دیکھتا ہے　اُسی کی سلطنت ہے آسمانوں اور زمین کی

وَاِلَی اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝ یُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَیُوْلِجُ النَّهَارَ فِی الَّیْلِ ۚ وَهُوَ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝

اور اللہ ہی کی طرف سب امور لوٹ جاوینگے　وہی رات کو دن میں داخل کرتا ہے　اور وہی دن کو رات میں داخل کرتا ہے　اور وہ دل کی باتوں کو جانتا ہے

سورۃ الحدید مدنیۃ الاصدرہا الی قولہ مستخلفین لا ابتداء کما فی الروح وھی تسع وعشرون آیۃ

ربط سورت سابقہ کا خاتمہ اور اس سورت کا فاتحہ دونوں تسبیح پر مشتمل ہیں وہاں امر تھا یہاں خبر ہے اور مقصود اس خبر سے مع خبر دوسرے افعال وصفات کے اثبات توحید ہے **اثبات توحید** بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۝ لَهٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ ۚ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۝ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ ۚ یَعْلَمُ مَا یَلِجُ فِی الْاَرْضِ وَمَا یَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا یَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا یَعْرُجُ فِیْهَا ۚ وَهُوَ مَعَکُمْ اَیْنَ مَا کُنْتُمْ ۚ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ۝ لَهٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَاِلَی اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝ یُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَیُوْلِجُ النَّهَارَ فِی الَّیْلِ ۚ وَهُوَ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں سب جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہیں (مخلوقات) ہیں (خواہ قالاً خواہ حالاً) اور وہ زبردست (اور) حکمت والا ہے اُسی کی سلطنت ہے آسمانوں اور زمین کی وہی حیات دیتا ہے اور (وہی) موت دیتا ہے اور وہی ہر چیز پر قادر ہے وہی (سب مخلوق سے) پہلے ہے اور وہی (سب کے فنا ذاتی یا صفاتی سے) پیچھے (بھی رہیگا یعنی اُسپر نہ عدم سابق طاری ہوا ہے جیسا سب مخلوق پر وقوعاً ہوا ہے اور نہ عدم لاحق طاری ہوگا خواہ وقوعاً جیسا فناء عالم کے وقت مخلوق پر ہوگا خواہ مرتبہ ذات میں جو با وجود خلود اہل جنت و اہل نار کے بھی سب پر ہوگا کیونکہ مخلوق ابدی بھی ممکن ہی ہے اور ممکن مرتبہ ذات میں عاری ہے وجود سے اُس عری کے وقت بھی حق تعالیٰ کے لیے وجوب وجود ثابت ہے پس باین معنے سب سے آخر وہی ہے وقد مر بعض من ہذا فی قولہ تعالیٰ کل شیء ہالک) اور وہی (مطلق وجود کے اعتبار سے دلائل سے نہایت) ظاہر ہے اور وہی (کنہ ذات کے اعتبار سے نہایت) مخفی ہے (یعنی کوئی اُسکی ذات کا ادراک نہیں کرسکتا) اور (گو وہ خود تو ایسا ہے کہ مخلوق کو من وجہ معلوم ہے اور من وجہ غیر معلوم لیکن مخلوق سب من کل الوجوہ اُسکو معلوم ہے اور) وہ ہر چیز کا خوب جاننے والا ہے (اور) وہ ایسا (قادر) ہے کہ اُسنے آسمان اور زمین کو چھ روز (کی مقدار زمانہ) میں پیدا کیا پھر تخت (شاہی) پر قائم ہوا (یہ کنایہ ہے تنفیذ احکام سے اور) وہ سب کچھ جانتا ہے جو چیز زمین کے اندر داخل ہوتی ہے (مثلاً بارش) اور جو چیز اُس میں سے نکلتی ہے (مثلاً نباتات) اور

المروایات روی مسلم قال صلی اللہ علیہ وسلم انت الظاہر فلیس فوقک شیء و انت الباطن فلیس دونک شیء الحدیث. والمراد لیس فوقک شیء فی الظہور ای انت اظہر من کل شیء او انت الباطن فلیس بعد منک ای دراک والبعد منک فی البطون شیء ای انت ابطن من کل شیء لانہ لا یکن احاطۃ معرفۃ حقیقتک اھ

اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ ؕ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَاَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝ وَمَا لَكُمْ

تم لوگ اللہ پر اور اُس کے رسول پر ایمان لاؤ اور جس مال میں تمکو اُسنے دوسرون کا قائم مقام بنایا ہو اُسمین سے خرچ کرو سو جو لوگ تم مین سے ایمان لے آوین اور خرچ کرین اُنکو بڑا ثواب ہوگا اور تمہارے

لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۚ وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ لِتُؤْمِنُوْا بِرَبِّكُمْ وَقَدْ اَخَذَ مِيْثَاقَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ

لیے اسکاکون سبب ہو کہ تم اللہ پر ایمان نہین لاتے حالانکہ رسول تمکو اس بات کی طرف بلا رہے ہین کہ تم اپنے رب پر ایمان لاؤ اور خود خدا نے تم سے عہد لیا تھا اگر تمکو ایمان لانا ہو وہ ایسا ہی کہ اپنے بندہ پر صاف

عَلٰى عَبْدِهٖۤ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا

صاف آیتین بھیجتا ہو تاکہ وہ تم کو تاریکیون سے روشنی کی طرف لاوے اور بیشک اللہ تعالیٰ تمہارے حال پر بڑا شفیق مہربان ہو اور تمہارے لیے اسکا کون سبب ہے

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ

کہ تم اللہ کی راہ مین خرچ نہین کرتے حالانکہ سب آسمان اور زمین اخیر مین اللہ ہی کا رہجاویگا جو لوگ فتح مکہ سے پہلے خرچ کر چکے اور لڑ چکے برابر نہین وہ لوگ درجہ مین اُن لوگون سے

اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝

بڑے ہین جنہون نے بعد مین خرچ کیا اور لڑے اور اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ سب سے کر رکھا ہو اور اللہ تعالیٰ کو تمہارے سب اعمال کی پوری خبر ہو

ع ۱ / ۱۷

مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ وَلَهٗۤ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ۝

کوئی شخص ہو جو اللہ تعالیٰ کو اچھی طرح قرض کے طور پر دے پھر خدا تعالیٰ اُسکو اُس شخص کے لیے بڑھاتا چلا جاوے اور اُس کے لیے اجر پسندیدہ ہو

جو چیز آسمان سے اُترتی ہو اور جو چیز اُسمین چڑھتی ہو (مثلاً ملائکہ کہ نزول و عروج کرتے ہین اور مثلاً احکام جنکا نزول ہوتا ہو اور اعمال جنکا صعود ہوتا ہو) اور جسطرح ان چیزون کا اُسکو علم ہو اسیطرح تمہارے تمام احوال کا بھی اُسکو علم ہو چنانچہ وہ (علم و اطلاع کے اعتبار سے) تمہارے ساتھ رہتا ہو خواہ تم لوگ کہین بھی ہو (یعنی تم کسی جگہ اُس سے مخفی نہین رہ سکتے) اور وہ تمہارے سب اعمال کو بھی دیکھتا ہو اُسی کی سلطنت ہو آسمانون اور زمین کی اور اللہ ہی کی طرف سب اُمور (جوہریہ و عرضیہ) لوٹ جاوینگے (یعنی قیامت مین سب پیش ہو جاوینگے اسمین توحید کے ساتھ ضمناً بعث کا بھی اثبات ہو گیا اور اوپر لہ ملک السموات کا فرمانا تقریر احیاء و اماتت کے لیے ہو اور یہان تحقیق بعث و اعادہ کے لیے پس تکرار نہین ہی) وہی رات (کے اجزاء) کو دن مین داخل کرتا ہو (جس سے دن بڑا ہو جاتا ہی) اور وہی دن (کے اجزاء) کو رات مین داخل کرتا ہو (جس سے رات بڑی ہو جاتی ہی) اور (اس قدرت کے ساتھ اُسکا علم ایسا ہو کہ) وہ دل کی باتون (تک) کو جانتا ہو ربط اوپر توحید کا اثبات تھا آگے آمنوا باللہ مین اس توحید کے قبول کرنے کا امر اور اُس کے ساتھ رسول پر ایمان لانے کا امر کہ بعد اُسکے رسول کی خبر سننے والون کے لیے توحید منجی نہین اور اس حکم اصلی کے ساتھ ایک حکم فرعی یعنی انفاق فی سبیل اللہ کا امر کہ علامت ہو کمال ایمان باللہ و بالرسول کی و نیز معین ہو اشاعۃ اسلام مین جو اعظم مقصود ہو انفاق فی سبیل اللہ بمعنے الجہاد کا جیسا انفق کے ساتھ قاتل کا لانا اسکا قرینہ ہو جس سے حاصل مقام یہ ہوگا کہ خود بھی ایمان لاؤ اور دوسرون کے ایمان لانے کے واسطے بھی کوشش کرو اور ان اوامر کے ساتھ ان کے عمل پر اجر و کرامت اور ترک پر ملامت ارشاد ہو۔

ایجاب ایمان باللہ والرسول وانفاق فی سبیل اللہ

اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ ؕ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَاَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝ وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۚ وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ لِتُؤْمِنُوْا بِرَبِّكُمْ وَقَدْ اَخَذَ مِيْثَاقَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ عَلٰى عَبْدِهٖۤ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ وَلَهٗۤ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ۝ تم لوگ اللہ پر اور اُس کے رسول پر ایمان لاؤ اور (ایمان لاکر) جس مال مین تمکو اُس نے دوسرون کا قائم مقام بنایا ہو اُسمین سے (اُسکی راہ مین) خرچ کرو (اس عنوان استخلاف مین اسطرف اشارہ ہو کہ یہ مال تم سے پہلے اور کسی کے پاس تھا اور اسی طرح تمہارے بعد کسی اور کے ہاتھ مین چلا جاویگا بس جب یہ سلسلہ ہی

يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ يَسْعَىٰ نُورُهُم بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِم بُشْرَاكُمُ الْيَوْمَ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ

جسدن آپ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو دیکھینگے کہ انکا نور انکے آگے اور انکی داہنی طرف دوڑتا ہوگا آج تمکو بشارت ہے ایسے باغوں کی جنکے نیچے سے نہریں جاری ہونگی

چیز نہیں تو اُسکو اسطرح جوڑ جوڑ کر رکھنا کہ ضروری مصرف میں بھی خرچ نہ کیا جاوے حماقت محضہ ہے) سو (اس حکم کے موافق) جو لوگ تم میں سے ایمان لے آویں اور (ایمان لاکر اللہ کی راہ میں) خرچ کریں اُنکو بڑا ثواب ہوگا اور (جو لوگ ایمان نہ لاویں اُنسے ہم پوچھتے ہیں کہ) تمہارے لیے اسکا کون سبب ہے کہ تم اللہ پر ایمان نہیں لاتے (اسمیں ایمان بالرسول آگیا) حالانکہ (دواعی قویہ ایمان لانے کے موجود ہیں وہ یہ کہ) رسول (صلی اللہ علیہ وسلم جنکی رسالت دلائل سے ثابت ہے) تمکو اسبات کی طرف بلا رہے ہیں کہ تم اپنے رب پر (حسب تعلیم اُس رب کے) ایمان لاؤ (ایک داعی تو یہ ہوا) اور (دوسرا داعی یہ کہ) خود خدا نے تم سے (ایمان لانیکا میثاق الست میں) عہد لیا تھا (جسکا اجمالی اثر تمہاری فطرت میں بھی موجود ہے اور رسل مؤیدین بالبراہین نے بھی اُسکی یاددہانی کی سو) اگر تمکو ایمان لانا ہو (تو یہ دو داعی کافی ہیں ورنہ پھر ایمان لانے کے لیے کس داعی کا انتظار ہے کقولہ تعالیٰ فبای حدیث بعد اللہ وآیاتہ یؤمنون۔ آگے اس مضمون والرسول الخ کی اور شرح ہے کہ) وہ ایسا (رحیم) ہے کہ اپنے بندہ (خاص محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر صاف صاف آیتیں بھیجتا ہے (جو دلالت علی المقصود میں بوجہ حسن عبارت و وصف حقیت میں بوجہ اعجاز نہایت واضح ہیں) تاکہ وہ (بندہ خاص) تمکو (کفر وجہل کی) تاریکیوں سے (ایمان اور علم حقائق کی) روشنی کی طرف لاوے (کقولہ تعالیٰ لتخرج الناس من الظلمات الی النور باذن ربہم) اور بیشک اللہ تمہارے حال پر بڑا شفیق مہربان ہے (کہ اُس نے ایسا رسول مخرج من الظلمات تمہاری طرف بھیجا) اور (اس مضمون میں تو ایمان نہ لانے پر سوال تھا اب عدم انفاق پر ہم پوچھتے ہیں کہ) تمہارے لیے اسکا کون سبب ہے کہ تم اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے حالانکہ (اسکا بھی ایک قوی داعی متحقق ہے وہ یہ کہ) سب آسمان اور زمین اخیر میں اللہ ہی کا رہ جاویگا (جب سب مالک مرجاوینگے اور وہی رہ جاویگا پس جب سب مال ایک روز چھوٹنا ہے تو خوشی سے کیوں نہ دیا جاوے کہ ثواب بھی ہو۔ اور آسمان کا ذکر کرنا باوجودیکہ کوئی مخلوق اُسکی مالک نہیں شاید اس نکتہ کے لیے ہو کہ جیسے آسمان بالاتفاق اُسکی ملک ہے اسی طرح زمین بھی حقیقۃً تو فی الحال بھی اور مآل میں ظاہراً بھی۔ یہ مضمون مستخلفین کی شرح کے طور پر ہوگیا آگے منفقین کے درجات کا تفاضل بتلاتے ہیں کہ گو خرچ کرنا بوجہ مامور بہ ہونے کے ہر ایک کے لیے جو ایمان لاکر خرچ کرے موجب اجر ہے لیکن پھر بھی تفاوت ہے وہ یہ کہ) جو لوگ فتح مکہ سے پہلے (فی سبیل اللہ) خرچ کر چکے اور (فی سبیل اللہ) لڑ چکے (اور جو کہ بعد فتح مکہ کے لڑے اور خرچ کیا دونوں) برابر نہیں (بلکہ) وہ لوگ درجہ میں ان لوگوں سے بڑے ہیں جنہوں نے (فتح مکہ کے) بعد میں خرچ کیا اور لڑے اور (یوں) اللہ تعالیٰ نے بھلائی (یعنی ثواب) کا وعدہ سب سے کر رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ کو تمہارے سب اعمال کی پوری خبر ہے (اس لیے ثواب دونوں وقت کے عمل پر دینگے اس لیے جن لوگوں کو موقع فتح کے قبل خرچ کا نہیں ملا ہم انکو بھی ترغیباً کہتے ہیں کہ) کوئی شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کو اچھی طرح (یعنی خلوص کے ساتھ) قرض کے طور پر دے پھر خدا تعالیٰ اُس (دئے ہوئے ثواب) کو اُس شخص کے لیے بڑھاتا چلا جاوے اور (مضاعفہ کے ساتھ) اُس کے لیے اجر پسندیدہ (تجویز کیا گیا) ہے (مضاعفہ سے زیادۃ فی الکم اور کریم سے زیادۃ فی الکیف کی طرف اشارہ ہے) ف اور اس تفاوت قبل الفتح وبعد الفتح کی وجہ روح المعانی میں یہ لکھی ہے کہ قبل فتح نصرت بالنفس والمال کی احتیاج زیادہ تھی کیونکہ مسلمان کم تھے اور اعداء زیادہ تھے اور غنائم وغیرہ کی بھی امید نہ تھی اس لیے انفاق وقتال انفع واشد علی النفس تھا اور بعد میں ان اُمور میں تفاوت ہوگیا ربط اوپر ایمان و انفاق فی سبیل اللہ کا امر تھا آگے دو باتیں بتلاتے ہیں ایک یہ کہ ایمان مطلوب و مامور بہ وہ ہے جو کامل ہو یعنی اسمیں اقرار کے ساتھ تصدیق بھی ہو اور اعمال صالحہ بھی ہوں اس لیے ذکر مؤمنین کے بعد منافقین کا حرمان و خسران جنکو تصدیق حاصل نہ تھی اور اُس کے بعد ترک خشوع پر کہ محصل ہے اخلال بالاعمال کا معاتبہ و تحذیر ارشاد ہے اور دوسرا امر اس ایمان کامل کی اور بمقتضائے مقام اُس ایمان کے فروع میں سے انفاق فی سبیل اللہ کی فضیلت اور اُسپر بشارت ذکر کرنا مقصود ہے چنانچہ آیات آیندہ کے اول و آخر میں یہی مضمون ہے اور ہرچند کہ اوپر بھی اجمالاً فضیلت اسکی مذکور ہے لیکن وہاں تبعاً و تقویۃً للامر ہے اور یہاں مقصوداً و مستقلاً ہے پھر عنوان بھی مختلف ہے پس تکرار بھی نہ رہا اور تتمیم مقابلہ کے لیے درمیان میں منافقین کے ساتھ اور آخر میں مؤمنین کے بعد کفار غیر منفقین وغیر مصدقین کی مذمت و عقوبت کا بیان ہے۔

بشارت مؤمنین مصدقین و خسارت و مذمت منافقین و کافرین و مذمت غیر خاشعین

يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ يَسْعَىٰ نُورُهُم بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِم بُشْرَاكُمُ الْيَوْمَ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ۔

ملحقات الترجمۃ

لے قولہ نی ان کنتم مؤمنین ایمان لانا ہو الخ اخذتہ من المدارک والخازن فلا اشکل لون الآیۃ خطاباً للکفار ولا علیہ قولہ تعالیٰ امنوا الخ فافہم۔

البشرٰی جنت خبر البشرٰی بمعنے المبشر بہ ۱۲

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ

جنہیں وہ ہمیشہ رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے جس روز منافق مرد اور منافق عورتیں مسلمانوں سے کہیں گے کہ ہمارا انتظار کرو کہ ہم بھی تمہارے نور سے کچھ روشنی حاصل کر لیں

قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ۭ فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ ۭ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ۝

ان کو جواب دیا جاوے گا کہ تم اپنے پیچھے لوٹ جاؤ پھر روشنی تلاش کرو پھر ان کے درمیان میں ایک دیوار قائم کر دی جاوے گی جس میں ایک دروازہ ہوگا اس کے اندرونی جانب میں رحمت ہوگی اور بیرونی جانب کی

يُنَادُوْنَهُمْ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ۭ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ حَتّٰى جَآءَ

یہ ان کو پکاریں گے کہ کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے وہ کہیں گے کہ تھے تو سہی لیکن تم نے اپنے کو گمراہی میں پھنسا رکھا تھا اور تم منتظر رہا کرتے تھے اور تم شک کیا کرتے تھے اور تم کو تمہاری بیہودہ تمناؤں نے دھوکہ میں ڈال رکھا تھا

اَمْرُ اللّٰهِ وَغَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝ فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَّلَا مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ مَاْوٰىكُمُ النَّارُ ۭ هِيَ

خدا کا حکم آپہنچا اور تم کو دھوکہ دینے والے نے اللہ کے ساتھ دھوکہ میں ڈال رکھا تھا غرض آج نہ تم سے کوئی معاوضہ لیا جاویگا اور نہ کافروں سے تم سب کا ٹھکانا دوزخ ہے وہی

مَوْلٰىكُمْ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ ۙ وَلَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ

تمہاری رفیق ہے اور وہ برا ٹھکانا ہے کیا ایمان والوں کے لیے اس بات کا وقت نہیں آیا کہ ان کے دل خدا کی نصیحت کے اور جو دین حق نازل ہوا ہے اس کے سامنے جھک جاویں اور ان لوگوں کی طرح

اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ ۭ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ

نہ ہو جاویں جنکو ان کے قبل کتاب ملی تھی پھر ان پر ایک زمانہ دراز گذر گیا پھر ان کے دل سخت ہو گئے اور بہت سے آدمی ان میں کے کافر ہیں یہ بات جان لو کہ اللہ تعالیٰ زمین کو اس کے خشک ہوئے

مَوْتِهَا ۭ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَالْمُصَّدِّقٰتِ وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعَفُ

پیچھے زندہ کر دیتا ہے ہم نے تم سے نظائر بیان کر دیے ہیں تاکہ تم سمجھو بلاشبہ صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور یہ اللہ کو خلوص کے ساتھ قرض دے رہے ہیں وہ صدقات ان کے

لَهُمْ وَلَهُمْ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ ڰ وَالشُّهَدَاۗءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ لَهُمْ

بڑھا دیے جاویں گے اور ان کے لیے اجر پسندیدہ ہے اور جو لوگ اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں ایسے ہی لوگ اپنے رب کے نزدیک صدیق اور شہید ہیں ان کے لیے

اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝

ان کا اجر اور ان کا نور ہوگا اور جو لوگ کافر ہوئے اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا یہی لوگ دوزخی ہیں

ع ۹ ۲ ۱۸

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ ۚ قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ۭ فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ ۭ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ۝ يُنَادُوْنَهُمْ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ۭ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ حَتّٰى جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَغَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝ فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَّلَا مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ مَاْوٰىكُمُ النَّارُ ۭ هِيَ مَوْلٰىكُمْ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ ۙ وَلَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ ۭ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَالْمُصَّدِّقٰتِ وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ ڰ وَالشُّهَدَاۗءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝

(۱۲) وہ دن بھی قابل یاد کرنے کے ہے جس دن آپ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو دیکھیں گے کہ ان کا نور ان کے آگے اور ان کی داہنی طرف دوڑتا ہوگا (یہ نور پل صراط پر سے گذرنے کے لیے ان کے ہمراہ ہوگا۔

اللغات انظرونا انظرونا فتنتم من الفتنة بمعنی الاضلال الامانی الغایة

النحو قوله یوم یقول بدل من یوم السابق قوله اقرضوا الله جملة معترضة لبيان علة الحكم

اور ایک روایت مین ہر کہ بائین طرف بھی ہوگا کذا فی الدر المنثور تو تخصیص داہنی طرف کی شاید اس لیے ہو کہ اُس طرف نور زیادہ قوی ہو آور نکتہ اس تخصیص
مین شاید یہ ہو کہ شعار ہوان کے نامہ اعمال داہنے ہاتھ مین دیے جاینگا اور سامنے نور ہونا ایسے موقع پر عادت شائعہ ہو اور اُن سے کہا جاویگا کہ آج تم کو بشارت
ہو ایسے باغون کی جنکے نیچے سے نہرین جاری ہونگی جنمین وہ ہمیشہ رہین گے (اور) یہ بڑی کامیابی ہی (یا تو یہ بات بھی اُسی وقت کہی جاوے یا وقت احتضار کے
کہی جارہی ہو اور بشرٰکم کہنے والے غالبًا فرشتے ہین لقولہ تعالیٰ تتنزل علیہم الملائکۃ ان لا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا الخ یا حق تعالیٰ اس خطاب سے مشرف فرماین
اور یہ وہ دن ہوگا) جس روز منافق مرد اور منافق عورتین مسلمانون سے (پل صراط پر) کہین گے کہ (ذرا) ہمارا انتظار کرلو کہ ہم بھی تمہارے نور سے کچھ روشنی حاصل
کرلین (یہ اُس وقت ہوگا جبکہ مسلمان اپنے اعمال و ایمان کی برکت سے بہت آگے بڑھ جاوین گے اور منافقین جو کہ پل صراط پر مسلمانون کے ساتھ چڑھائے جاوینگے پیچھے
اندھیرے مین رہ جاوین گے خواہ انکے پاس پہلے ہی سے نور نہ ہو یا جیسا کہ در منثور کی ایک روایت مین ہے کہ اُن کے پاس بھی قدرے نور ہو اور پھر وہ گل
ہوجاوے اور حکمت عطا نور مین یہ ہو کہ دنیا مین ظاہر مین باعتبار اعمال کے وہ مسلمانون کے ساتھ رہا کرتے تھے مگر باعتبار اعتقاد کے دل سے جدا تھے اس لیے
اُنکو اولًا بمقتضائے اُن اعمال ظاہری کے نور مل جاوے مگر بمقتضائے فقدان تصدیق پھر وہ مفقود ہوجاوے - و نیز اُن کے خداع کی جزا بھی ہو کہ اول اُنکو نور ملگیا پھر خلاف
گمان مفقود ہوگیا غرض وہ مسلمانون سے ٹھہرنے کو کہین گے) اُنکو جواب دیا جاویگا (یہ جواب دینے والے خواہ فرشتے ہون یا مومنین ہون) کہ تم اپنے پیچھے لوٹ جاؤ
پھر (وہان سے) روشنی تلاش کرو (حسب روایت در منثور اس پیچھے سے مراد وہ جگہ ہی جہان بعد ظلمت شدید کے پل صراط پر چڑھنے کے وقت نور تقسیم ہوا تھا یعنی
نور تقسیم ہونے کی جگہ وہ ہی وہان جاکر ڈھونڈو چنانچہ وہ اُدھر جاوین گے جب وہان بھی کچھ نہ ملیگا پھر ادھر ہی آوین گے) پھر (مسلمانون کے پاس نہ پہونچ سکین گے
بلکہ اُن (فریقین) کے درمیان مین ایک دیوار قائم کردیجاویگی جسمین ایک دروازہ (بھی) ہوگا (جسکی کیفیت یہ ہی کہ) اسکے اندرونی جانب مین رحمت ہوگی اور
بیرونی جانب کی طرف عذاب ہوگا (حسب روایات در منثور یہ دیوار اعراف ہی اور اندرونی جانب سے مراد مومنین کی طرف والی جانب اور بیرونی جانب سے مراد
کافرون کی طرف والی جانب اور رحمت سے مراد جنت اور عذاب سے مراد دوزخ - اور شاید یہ دروازہ بات چیت کے لیے ہو یا اسی دروازہ مین سے جنت مین
جانیکا رستہ ہو اور زیادہ تحقیق اعراف کے رکوع پنجم مین گذری ہی غرض جب انمین اور مسلمانون مین دیوار حائل ہوجاویگی اور یہ خود تاریکی
مین رہ جاوین گے تو اُسوقت) یہ (منافق) اُن (مسلمانون) کو پکارین گے کہ کیا (دنیا مین) ہم تمہارے ساتھ نہ تھے (یعنی اعمال و طاعات مین تمہارے شریک رہا
کرتے تھے تو آج بھی رفاقت کرنا چاہیے) وہ (مسلمان) کہین گے کہ (ہان) تھے تو سہی لیکن (ایسا ہونا کس کام کا کیونکہ محض ظاہر مین ساتھ تھے اور باطنی حالت
تمہاری یہ تھی کہ) تم نے اپنے کو گمراہی مین پھنسا رکھا تھا اور (وہ گمراہی یہ تھی کہ تم پیغمبر اور مسلمانون سے عداوت رکھتے تھے اور اُن پر حوادث واقع ہونے کے
تم منتظر (اور متمنی) رہا کرتے تھے اور (اسلام کے حق ہونے مین) تم شک رکھتے تھے اور تمکو تمہاری بیہودہ تمناؤن نے دھوکہ مین ڈال رکھا تھا یہانتک کہ تم پر
خدا کا حکم آپہونچا (مراد بیہودہ تمناؤن سے یہ کہ اسلام مٹ جاویگا اور یہ کہ ہمارا مذہب حق اور موجب نجات ہی - اور مراد حکم خدا سے موت ہی یعنی عمر بھر ان ہی کفریات
پر مصر رہی توبہ بھی نہ کی) اور تمکو دھوکہ دینے والے (یعنی شیطان) نے اللہ کے ساتھ دھوکہ مین ڈال رکھا تھا (وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ ہم پر مواخذہ نہ کریگا حاصل مجموعہ
کا یہ ہی کہ ان کفریات کی وجہ سے تمہاری معیت ظاہریہ نجات کے لیے کافی نہین) غرض آج نہ تم سے کوئی معاوضہ لیا جاویگا اور نہ کافرون سے (یعنی اول تو معاوضہ
دینے کے واسطے تمہارے پاس کوئی چیز ہے نہین لیکن بالفرض اگر ہوتی بھی تب بھی مقبول نہ ہوتی کیونکہ یہ دار الجزا ہے دار العمل نہین اور) تم سب کا ٹھکانا دوزخ
ہے وہی تمہاری (ہمیشہ کے لیے) رفیق ہے اور وہ (واقعی) برا ٹھکانا ہی (یہ قول فالیوم الخ یا تو مومنین کا ہو یا حق تعالیٰ کا اس تمام بیان سے ثابت ہوگیا کہ جس
ایمان مین تصدیق نہ ہو وہ کالعدم ہی آگے بتلاتے ہین کہ جس ایمان مین طاعات ضروریہ کی کمی ہو وہ گو کالعدم نہین لیکن کامل بھی نہین اسلیے اُسکی تکمیل کے لئے
بصورت عتاب کے مسلمانون کو حکم فرماتے ہین پس ارشاد ہو کہ) کیا ایمان والون (مین سے جو لوگ طاعات ضروریہ مین اخلال کرتے ہین جیسے عصاۃ مومنین کی
حالت ہوتی ہی تو کیا اُن) کے لیے (ابھی) اس بات کا وقت نہین آیا کہ اُن کے دل خدا کی نصیحت کے اور جو دین حق (منجانب اللہ) نازل ہوا ہی (کہ وہی نصیحت خداوندی
ہی) اُسکے سامنے جھک جاوین (یعنی دل سے عزم پابندی طاعات ضروریہ و ترک معاصی کا کرلین اور اسکو خشوع بمعنے سکون اسلیے کہا کہ دل کا حالت مطلوبہ پر
کہ مشابہ حالت اصلیہ کے ہی رہنا سکون ہی اور معصیت کی طرف جانا مشابہ حرکت کے ہی) اور (خشوع بالمعنی المذکور مین دیر کرنے سے جسکا حاصل تاخیر فی التوبہ ہی)
اُن لوگون کی طرح نہ ہوجاوین جنکو انکے قبل کتاب (آسمانی) ملی تھی (یعنی یہود و نصاریٰ کہ اُنہون نے بھی برخلاف تقتضای اپنی کتابون کے شہوات و معاصی مین

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ فی للذین آمنوا اخلال کرتے ہین الخ اشارۃ الی ان المراد غیر الخاشعین بقرینۃ الریان ونقل فی الروح عن الزجاج فانسرت بہ الخشوع متاید بما فی الروح من تفسیرہ بالانقیاد التام والمراد وزاہیہ والعکوف علی العمل بما فیہ من الاحکام من غیر توان ولا فتور ویؤیدہ الروایۃ التی فی الدر عن الاعمش قال لما قدم اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ فاصابوا من لین العیش ما اصابوا بعد ما کان لہم من الجہد فکانہم فتروا عن بعض ما کانوا علیہ فعوتبوا فنزلت الم یان ع وایضا نعا صنعہ القو عدالاشتریہ حیث لا تلا موا علی ترک المستحب والا لزم الامر بالتزام المستحب والاصرار علیہ اعتقادا وہو من الرہبانیۃ التی ذکرت فی آخر السورۃ بصفۃ انہا ابتدعت و ما کتبت ۱۲

اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ؕ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ

تم خوب جان لو کہ دنیوی حیات محض لہو ولعب اور زینت　اور باہم ایک دوسرے پر فخر کرنا اور اموال یا اور اولاد مین ایک کا دوسرے سے اپنکو زیادہ بتلانا ہی جیسے مینہ ہے کہ اسکی پیداوار

نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطٰمًا ؕ وَفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۙ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ ؕ وَمَا

کاشتکاروں کو اچھی معلوم ہوتی ہے پھر وہ خشک ہو جاتی ہے سو اسکو تو زرد دیکھتا ہے پھر وہ چورا چورا ہو جاتی ہے اور آخرت مین عذاب شدید ہوا اور خدا کی طرف سے مغفرت اور رضامندی بھی

الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۝ سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۙ اُعِدَّتْ

دنیوی زندگانی محض دھوکہ کا اسباب ہی　تم اپنے پروردگار کی مغفرت کی طرف دوڑو　اور ایسی جنت کی طرف جسکی وسعت آسمان اور زمین کی وسعت کی برابر ہے وہ اُن لوگوں

لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝

کے واسطے تیار کی گئی ہے جو اللہ پر اور اسکے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں یہ اللہ کا فضل ہے وہ اپنا فضل جسکو چاہیں عنایت کریں اور اللہ بڑے فضل والا ہے

انہماک شروع کیا، پھر (اسی حالت مین) اُنپر ایک زمانہ دراز گذر گیا (اور توبہ نہ کی) پھر (اس توبہ نہ کرنے سے) اُن کے دل (خوب ہی) سخت ہو گئے (کہ ندامت و ملامت اضطراری بھی نہ ہوتی تھی) اور (اسکی نوبت یہانتک پہونچی کہ اُسی قساوت کی بدولت) بہت سے آدمی انہیں کے (آج) کافر ہین (کیونکہ معصیت احیاناً استبداد و اصرار و استحسان و عار قبول حق و عداوت نبی ناصح کی وجہ سے مفضی الی الکفر ہو جاتی ہے مطلب یہ کہ مسلمان کو جلدی توبہ کر لینا چاہیے کیونکہ بعض اوقات پھر توبہ کی توفیق نہیں رہتی اور بعض اوقات کفر تک نوبت پہونچ جاتی ہے۔ آگے فرماتے ہین کہ اگر تم لوگون کے دلون مین معاصی سے کوئی خرابی کم و بیش پیدا ہوگئی ہو تو اُسکو اس وہم سے مانع توبہ نہ سمجھو کہ اب توبہ سے کیا اصلاح ہوگی بلکہ) یہ بات جان لو کہ اللہ تعالیٰ (کی ایسی شان ہے کہ وہ) زمین کو اُسکے خشک ہوئے پیچھے زندہ کر دیتا ہی (بس اسیطرح توبہ کرنے پر اپنی رحمت سے قلب مردہ کو زندہ اور درست کر دیتا ہی پس مایوس نہ ہونا چاہیے کیونکہ) ہم نے تم سے اس کے نظائر بیان کر دیئے ہین تاکہ تم سمجھو (نمونہ سے مراد جیسا مدارک مین ہی احیاء ارض ہے اور شاید جمع لانا بوجہ تکرار و قوع کے ہو یا جنسیت مین جمعیت ملحوظ نہ ہو۔ آگے فضیلت انفاق مذکور بالا کی ارشاد ہی یعنی) بلا شبہہ صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتین اور یہ (صدقہ دینے والے) اللہ کو خلوص کے ساتھ قرض دے رہے ہین وہ صدقہ (باعتبار ثواب کے) ان کے لیے بڑھا دیا جاویگا اور (مضاعفہ کے ساتھ) اُن کے لیے اجر پسندیدہ (تجویز کیا گیا) ہے (تفسیر اسکی ابھی گذر چکی ہی) اور (آگے فضیلت ایمان مذکور بالا کی ارشاد ہی کہ) جو لوگ اللہ پر اور اُسکے رسولون پر (پورا) ایمان رکھتے ہین (جسکا مطلوب ہونا اوپر معلوم ہوا ہی کہ انہین تصدیق اور پابندی طاعات علی وجہ الکمال ہو) ایسے ہی لوگ اپنے رب کے نزدیک صدیق اور شہید ہین (جسکا بیان سورہ نساء کے رکوع نہم مین آچکا ہی یعنی یہ مراتب کمال ایمان کامل ہی کی بدولت نصیب ہوتے ہین اور شہید کا حاصل باذل نفس فی اللہ ہے گو قتل ہونا اختیار سے خارج ہی) اُن کے لیے (جنت مین) اُنکا اجر (خاص) اور (صراط پر) اُنکا نور (خاص) ہوگا اور (آگے کفار کا مقابلہ کے لیے ذکر فرماتے ہین کہ) جو لوگ کافر ہوئے اور ہماری آیتون کو جھٹلایا یہی لوگ دوزخی ہین **ف** پل صراط پر کافرون کا حال اسلیے نہین بیان کیا کہ وہ موافق ظاہر آیت ادخلوا ابواب جہنم الخ صراط پر نہ چڑہین گے بلکہ دروازون سے داخل ہونگے وتصرح بالشاہ عبد القادر الدہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ ویؤیدہ بعض بانی الدر بہنا ربط اوپر آخرت کے مثوبات و عقوبات کا ذکر تھا آگے آخرت کا واجب الاہتمام اور باقی ہونا اور دنیا کا کہ جسکا اشتغال مانع ہوتا ہے اہتمام آخرت سے ناقابل التفات و فانی ہونا مذکور ہے یدل علی ہذا الغرض قولہ تعالیٰ سابقوا الخ

تزہید فی الدنیا و ترغیب فی العقبےٰ

اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ؕ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطٰمًا ؕ وَفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۙ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۝ سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۙ اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝ تم خوب جان لو کہ (آخرت کے مقابلہ مین) دنیوی حیات (ہرگز قابل اشتغال مقصود نہین کیونکہ) وہ محض لہو و لعب اور (ایک ظاہری) زینت اور باہم ایک دوسرے پر فخر کرنا (قوت و جمال اور دنیوی ہنر و کمال مین) اور اموال اور اولاد مین

اللغات قولہ تکاثر ا و عادۃ الاستکثار کذا فی المدارک ۱۲

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۚۖ

کوئی مصیبت نہ دنیا مین آتی ہو اور نہ خاص تمہاری جانون مین مگر وہ ایک کتاب مین لکھی ہین قبل اس کے کہ ہم ان جانون کو پیدا کرین یہ اللہ کے نزدیک آسان کام ہے

لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰىكُمْ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرِ ۙ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ

تاکہ جو چیز تم سے جاتی رہے تم اُس پر رنج نہ کرو اور تاکہ جو چیز تمکو عطا فرمائی ہو اُس پر اتراؤ نہین اور اللہ تعالیٰ کسی اترانے والے شیخی باز کو پسند نہین کرتا جو ایسے ہین کہ خود بھی بخل کرتے ہین

النَّاسَ بِالْبُخْلِ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝

اور دوسرے لوگون کو بھی بخل کی تعلیم کرتے ہین اور جو شخص اعراض کریگا تو اللہ تعالیٰ بے نیاز ہین سزاوار حمد ہین

ایک کا دوسرے سے اپنے کو زیادہ بتلانا ہو (یعنی مقاصد دنیا کے یہ ہین کہ بچپن مین لہو و لعب کا غلبہ رہتا ہو اور جوانی مین زینت و تفاخر کا اور بڑاپے مین مال دولت آل اولاد کو گنوانا اور یہ سب مقاصد فانی اور خواب و خیال محض ہین جسکی مثال ایسی ہی) جیسے مینہ (برستا) ہے کہ اُسکی پیداوار (کھیتی) کاشتکارون کو اچھی معلوم ہوتی ہو پھر وہ (کھیتی) خشک ہوجاتی ہو سو اسکو تو زرد دیکھتا ہو پھر وہ چورا چورا ہوجاتی ہو (اسیطرح دنیا چندروزہ بہار ہے پھر زوال و اضمحلال یہ تو دنیا کی حالت ہوئی) اور آخرت (کی کیفیت یہ ہو کہ اُس) مین (دو چیزین ہین ایک تو کفار کے لئے) عذاب شدید ہو اور (دوسرے اہل ایمان کے لیے) خدا کی طرف سے مغفرت اور رضامندی ہو (اور یہ دونون باقی ہین پس آخرت تو باقی ہی) اور دنیوی زندگانی محض (فانی ہو جیسے فرض کرو کہ ایک) دھوکہ کا اسباب ہی (و مر تفسیر فی آل عمران قریبا من الاخیر پس جب متاع دنیا فانی اور دولت آخرت باقی ہو جو ایمان کی بدولت نصیب ہوتی ہو تو تمکو چاہیے کہ) تم اپنے پروردگار کی مغفرت کی طرف دوڑو اور (نیز) ایسی جنت کی طرف جسکی وسعت آسمان اور زمین کی وسعت کی برابر ہو (یعنی اس سے کم کی نفی ہو زیادہ کی نفی نہین اور) وہ اُن لوگون کے واسطے تیار کی گئی ہے جو اللہ پر اور اُس کے رسولون پر ایمان رکھتے ہین (اور) یہ (مغفرت و رضوان) اللہ کا فضل ہے وہ اپنا فضل جسکو چاہین عنایت کرین اور اللہ بڑے فضل والا ہو (اسمین اشارہ ہو کہ اپنے اعمال پر کوئی مغرور نہ ہو اور اپنے اعمال کو مستحق جنت کا مدعی نہ ہو یہ محض فضل ہو جسکا مدار مشیت پر ہو مگر ہم نے اپنی رحمت سے ان عملون کے کرنیوالون کے ساتھ مشیت متعلق کرلی اگر ہم چاہتے تو مشیت کو متعلق نہ کرتے کہ القدرۃ تتعلق بالضدین) ربط دنیا کی دو حالتین ہین مسرت اور مضرت اور یہ دونون مختلف حیثیتون سے اشتغال بالآخرۃ سے مانع ہوجاتی ہین اوپر مسرات و نعمت کا ذکر تھا کہ اس کے فنا کو پیش نظر رکھکر مانع نہ ہونے دیا جاوے آگے ضرر و مصیبت کا ذکر ہو کہ اس کے مقدر ہونے کو پیش نظر رکھکر مانع نہ ہونے دیا جاوے اور چونکہ سرار کا مانع ہونا اکثر ہو اس لیے مقدر ہونے کی صفت مین اُسکو بھی شریک کرکے اُسکی عدم مانعیت عن الآخرۃ کو مکرر فرمادیا اور چونکہ نعمت سے فخر و بخل وغیرہ صفات ذمیمہ پیدا ہوجاتے ہین اور وہ احیانا اعراض عن الحق تک مفضی ہوجاتے ہین اس لیے ان ذمائم پر وعید بھی فرماتے ہین

ذم جزع بر نقم و فرح بر نعم و دیگر ذمائم مانعہ عن الآخرۃ

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿۲۲﴾ لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰىكُمْ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرِ ﴿۲۳﴾ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۲۴﴾ کوئی مصیبت نہ دنیا مین آتی ہے اور نہ خاص تمہاری جانون مین مگر وہ (سب) ایک کتاب مین (یعنی لوح محفوظ مین) لکھی ہین قبل اسکے کہ ہم ان جانون کو پیدا کرین (یعنی تمام مصیبتین خارجی ہون یا داخلی وہ سب مقدر ہین اور) یہ اللہ کے نزدیک آسان کام ہو (کہ قبل وقوع لکھدیا کیونکہ اُسکو علم غیب حاصل ہو اور ہم نے یہ بات بتلا اسواسطے دی ہی) تاکہ جو چیز تم سے جاتی رہے (عافیت یا اولاد یا مال) تم اُس پر (اتنا) رنج نہ کرو (کہ مانع ہوجاوے اشتغال بالآخرۃ و ابتغاء مرضاۃ حق سے اور رنج طبعی کا مضائقہ نہین اور) تاکہ جو چیز تمکو عطا فرمائی ہو (اُسکی نسبت بھی یہی سمجھ کر کہ خدا تعالیٰ نے اپنی رحمت و فضل سے ہمارے لیے عطا فرمانا تجویز کردیا تھا اور اُسی نے ہمکو دی ہی) اُس پر اتراؤ نہین (کیونکہ اترا وے تو وہ جسکا استحقاق ذاتی ہو اور جب دوسرے کی مشیت و حکم سے ایک چیز ملی ہے اُس پر اترانے کا کیا استحقاق ہے) اور (آگے اس اترانے پر وعید ہو کہ) اللہ تعالیٰ کسی اترانے والے شیخی باز کو پسند نہین کرتا (اختیال اکثر فضائل داخلیہ پر اترانے مین اور فخر اکثر اشیاء خارجہ مال و جاہ وغیرہ پر اترانے مین مستعمل ہوتا آگے بخل کی مذمت ہو کہ) جو ایسے ہین کہ (حب دنیا کی وجہ سے) خود بھی (حقوق مرضیہ عند اللہ مین صرف

ا لنحو قولہ ولا تفرحوا علۃ لما دل علیہ کون المصیبۃ مکتوبۃ وہو کون النعمۃ مکتوبۃ والاخبار منہ ۱۲

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ

ہم نے اپنے پیغمبروں کو کھلے کھلے احکام دیکر بھیجا اور ہم نے اُنکے ساتھ کتاب کو اور انصاف کرنے کو نازل کیا تاکہ لوگ اعتدال پر قائم رہیں اور ہم نے لوہے کو پیدا کیا جسمیں شدید ہیبت ہے

شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا

اور لوگوں کے اور بھی طرح طرح کے فائدے ہیں اور تاکہ اللہ تعالیٰ جان لے کہ بے دیکھے اُسکی اور اُس کے رسولوں کی کون مدد کرتا ہے اللہ تعالیٰ قوی اور زبردست ہے اور ہم نے نوح اور ابراہیم پیغمبر

وَّاِبْرٰهِيْمَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ ۚ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ

بنا کر بھیجا اور ہم نے اُنکی اولاد میں پیغمبری اور کتاب جاری رکھی سو اُن لوگوں میں بعضے تو ہدایت یافتہ ہوئے اور بہت سے اُنمیں نافرمان تھے پھر اُنکے بعد اور رسولوں کو یکے بعد دیگرے

بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ ۙ وَجَعَلْنَا فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً وَّرَحْمَةً ۭ

بھیجتے رہے اور ان کے بعد عیسیٰ بن مریم کو بھیجا اور ہم نے انکو انجیل دی اور جن لوگوں نے انکا اتباع کیا تھا ہم نے انکے دلوں میں شفقت اور ترحم پیدا کیا

صرف کرنے سے) بخل کرتے ہیں (گو اپنی شہوات و معاصی میں کتنا ہی اسراف کریں) اور (معصیت لازمہ کے ساتھ معصیت متعدیہ کے بھی مرتکب ہوتے ہیں کہ) دوسرے لوگوں کو بھی بخل کی تعلیم کرتے ہیں (الذین الخ سے جو کہ ترکیب میں بدل ہے یہ مقصود نہیں کہ وعید مجموعۂ افعال کے ساتھ متعلق ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ ہر ذمیمہ پر وعید ہے بلکہ اشارہ اسطرف ہے کہ حب دنیا ایسی چیز ہے جس سے اکثر صفات ذمیمہ پیدا ہو جاتے ہیں اختیال اور افتخار بھی اور بخل بھی وغیر ذلک) اور (یہی حب دنیا کا مفضی الی الاعراض عن الحق ہو جاتی ہے جسکے حق میں یہ وعید ہے کہ) جو شخص (دین حق سے جسکی ایک فرع انفاق فی سبیل اللہ بھی ہے) اعراض کریگا تو اللہ تعالیٰ (کا کوئی ضرر نہیں کیونکہ وہ سب کی عبادت اور اموال سے) بے نیاز ہیں (اور اپنی ذات و صفات میں کامل اور) سزاوار حمد ہیں (اس لیے استکمال بالغیر وہاں محال ہے)

ربط اوپر اعلموا سے حمیتاک دنیا کا غیر مہتم بالشان ہونا اور اُس کے درمیان میں وفی الاخرۃ سے آخرت کا مہتم بالشان ہونا ارشاد ہوا ہے آگے بھی اُسکے اہتمام شان کو اسطرح بیان فرماتے ہیں کہ اصل میں ہم نے اسی آخرت کے درست کرنے کے لیے رسولوں کو بھیجا اور احکام مقرر کیے اور نصرت دین کے لیے بالخصوص حدید پیدا کیا اور تبعاً ان چیزوں میں تمہارے دنیوی منافع بھی رکھدیے پس دنیا مقصود بالعرض اور آخرت مقصود بالذات ہوئی۔

مقصودیت اصلاح آخرت بالذات و اصلاح دنیا بالعرض

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۲۵﴾ ہم نے (اسی اصلاح آخرت کے لیے) اپنے پیغمبروں کو کھلے کھلے احکام دیکر بھیجا اور ہم نے اُن کے ساتھ کتاب کو اور (اُس کتاب میں بالخصوص) انصاف کرنے (کے حکم) کو (جسکا تعلق حقوق العباد سے ہے) نازل کیا تاکہ لوگ (حقوق اللہ و حقوق العباد میں) اعتدال پر قائم رہیں (اسمیں ساری شریعت آگئی کہ بین الافراط والتفریط ہے) اور ہم نے لوہے کو پیدا کیا جسمیں شدید ہیبت ہے (تاکہ اس کے ذریعہ سے عالم کا انتظام رہے کہ ڈر سے بہت سی بے انتظامیاں بند ہو جاتی ہیں) اور (اس کے علاوہ) لوگوں کے اور بھی طرح طرح کے فائدے ہیں (چنانچہ اکثر آلات میں لوہے کا خرچ ہے) اور (اس لیے لوہا پیدا کیا) تاکہ اللہ تعالیٰ (ظاہری طور پر) جان لے کہ بے (اسکے کہ خدا کو) دیکھے اُسکی اور اسکے رسولوں کی (یعنی دین کی) کون مدد کرتا ہے (کیونکہ لوہا جہاد میں بھی کام آتا ہے تو یہ بھی اخروی نفع ہوا اور حکم جہاد اللہ تعالیٰ کی احتیاج کی وجہ سے نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ (خود) قوی زبردست ہے (بلکہ تمہارے ثواب کے لیے ہے) ربط اوپر ارسال رسل بغرض اصلاح خلق کے اجمالاً مذکور تھا آگے بعض خاص رسل کا ارسال بغرض اصلاح امم اور ان امم میں بعض کا اصلاح پذیر ہونا اور بعض کا نہ ہونا اور آگے موجودین کو قبول اصلاح کا امر ارشاد ہے

احوال بعضے از رسل و امم سابقین و ایجاب ایمان بر لاحقین

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّاِبْرٰهِيْمَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ ۚ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۲۶﴾ ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ ۙ وَجَعَلْنَا فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً وَّرَحْمَةً ۭ

اللغات انزلنا الحدید المراد خلقنا مجازا کانہ لکون کل شی مقدرا فی اللوح لما خلق فکانہ نزل النحو فیہ باس صفۃ الحدید لانہ فی حکم المنکر قولہ ولیعلم عاملہ مقدر ای ارسلنا ... قولہ فمنہم ای الذین ارسلنا الیہم

وَرَهْبَانِيَّةَ ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ إِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللَّهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ۖ فَآتَيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا مِنْهُمْ

اور انہوں نے رہبانیت کو خود ایجاد کرلیا ہم نے اُنپر اسکو واجب نہ کیا تھا لیکن انہوں نے حق تعالیٰ کی رضا کے واسطے اسکو اختیار کیا تھا سو انہوں نے اُسکی پوری رعایت نہ کی سو اُن میں سے جو لوگ ایمان لائے ہم نے

أَجْرَهُمْ ۖ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ فَاسِقُونَ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَآمِنُوا بِرَسُولِهِ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِن رَّحْمَتِهِ وَيَجْعَل لَّكُمْ

اُنکو اُنکا اجر دیا اور زیادہ اُنمیں نافرمان ہیں ای ایمان رکھنے والو اللہ سے ڈرو اور اُس کے رسول پر ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ تمکو اپنی رحمت سے دو حصے دیگا اور تمکو ایسا نور

نُورًا تَمْشُونَ بِهِ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ لِّئَلَّا يَعْلَمَ أَهْلُ الْكِتَابِ أَلَّا يَقْدِرُونَ عَلَىٰ شَيْءٍ مِّن فَضْلِ اللَّهِ

عنایت کریگا کہ تم اُسکو لیے ہوئے چلتے پھرتے ہوگے اور تمکو بخشدیگا اور اللہ غفور رحیم ہے تاکہ اہل کتاب کو یہ بات معلوم ہوجاوے کہ اُن لوگوں کو اللہ کے فضل کے کسی جزو پر بھی دسترس نہیں

وَأَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝

اور یہ کہ فضل اللہ کے ہاتھ میں ہے وہ جسکو چاہے دیدے اور اللہ بڑے فضل والا ہے

ع ۴ ۲۰

وَرَهْبَانِيَّةَ ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ إِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللَّهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ۖ فَآتَيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا مِنْهُمْ أَجْرَهُمْ ۖ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ فَاسِقُونَ ﴿۲۷﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَآمِنُوا بِرَسُولِهِ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِن رَّحْمَتِهِ وَيَجْعَل لَّكُمْ نُورًا تَمْشُونَ بِهِ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۲۸﴾ لِّئَلَّا يَعْلَمَ أَهْلُ الْكِتَابِ أَلَّا يَقْدِرُونَ عَلَىٰ شَيْءٍ مِّن فَضْلِ اللَّهِ ۙ وَأَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ﴿۲۹﴾

اور ہم نے (اسی اصلاح آخرۃ خلق کے لیے) نوح (علیہ السلام) اور ابراہیم (علیہ السلام) کو پیغمبر بنا کر بھیجا اور ہم نے اُن کی اولاد میں پیغمبری اور کتاب جاری رکھی (یعنی اُنکی اولاد میں بھی بعضے پیغمبر اور اُنمیں بعضے صاحب کتاب بنائے) سو (جن جن لوگوں کے پاس یہ پیغمبر آئے) اُن لوگوں میں بعضے تو ہدایت یافتہ ہوئے اور بہت سے اُنمیں نافرمان تھے (اور یہ مذکور پیغمبر تو صاحب شریعت مستقلہ تھے کہ اُنمیں بعضے خواہ صاحب کتاب ہوں جیسے موسیٰ علیہ السلام جو حضرت نوح اور ابراہیم دونو کی اولاد میں تھے علیہم السلام خواہ صاحب کتاب نہ ہوں جیسے ہود اور صالح علیہما السلام کہ شریعت اُنکی مستقل تھی مگر صاحب کتاب ہونا اُنکا منقول نہیں اور اگر ہوں تب بھی آیت کے خلاف نہیں بہرحال بہت سے نبی تو صاحب شریعت مستقلہ بھیجے) پھر اُن کے بعد اور رسولوں کو (جو کہ صاحب شریعت مستقلہ نہ تھے) یکے بعد دیگرے بھیجتے رہے (جیسے موسیٰ علیہ السلام کے بعد تابع توراۃ بہت سے پیغمبر آئے) اور اُن کے بعد (پھر ایک صاحب شریعت مستقلہ کو یعنی) عیسیٰ بن مریم کو بھیجا اور ہم نے اُنکو انجیل دی اور (اُن کی امت میں دو قسم کے لوگ ہوئے ایک اُنکا اتباع کرنے والے یعنی اُنپر ایمان لانیوالے اور دوسرے انکار کرنے والے) اور جن لوگوں نے اُنکا اتباع کیا تھا (یعنی قسم اول) ہم نے اُن کے دلوں میں شفقت... اور ترحم (باہمدگر جو کہ اخلاق حمیدہ میں سے ہی) پیدا کر دیا (کقولہ تعالیٰ فی الصحابۃ رحماء بینہم اور شاید بوجہ اس کے کہ اُنکی شریعت میں جہاد نہ تھا اسکی مقابل کی صفت اشداء علی الکفار ذکر نہیں فرمائی غرض غالب اُن پر ترحم تھا) اور (ہماری طرف سے تو اُن لوگوں کو صرف اتباع فی الاحکام کا امر ہوا تھا لیکن ان متبعین میں بعضے وہ ہوئے کہ) اُنہوں نے رہبانیۃ کو خود ایجاد کرلیا (حاصل رہبانیۃ کا ترک اختلاط و ترک نکاح و ترک لذات ہے اور سبب اس ایجاد کا یہ ہوا تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد جب لوگوں نے احکام کو چھوڑنا شروع کیا تو بعضے اہل حق بھی تھے کہ وہ اظہار حق کرتے رہتے تھے یہ بات اہل ہوا کو گراں گزری اور اُنہوں نے اپنے ملوک سے درخواست کی کہ ان لوگوں کو مجبور کیا جاوے کہ ہمارے ہم مشرب بنکر رہیں جب اُنکو مجبور کیا گیا تو اُنہوں نے درخواست کی کہ ہمکو اجازت دیجاوے کہ تم لوگوں سے کوئی تعلق و غرض نہ رکھیں اور آزادانہ زندگی بسر کریں خواہ گوشہ میں بیٹھکر یا سفر و سیاحت میں عمر گذار کر چنانچہ اسی پر وہ چھوڑ دیے گئے کذا فی الدر المنثور اس مقام پر ان ہی کا ذکر ہے کہ اُنہوں نے اسکو ایجاد کرلیا) ہم نے اُنپر اسکو واجب نہ کیا تھا لیکن اُنہوں نے حق تعالیٰ کی رضا کے واسطے (کہ اپنے دین کو محفوظ رکھیں) اسکو اختیار کیا تھا سو (ان راہبوں میں زیادہ وہ ہوئے کہ) اُنہوں نے اُس (رہبانیت) کی پوری رعایت نہ کی (یعنی جس غرض سے اُسکو اختیار کیا تھا اور وہ غرض طلب رضا حق تھی اسکا اہتمام نہیں کیا یعنی احکام کی بجا آوری نہ کی گو صورۃً رہبان رہے اور بعضے بجا آوری احکام میں سرگرم رہے پس ان رہبانوں میں دو قسم کے ہوگئے مراعی اور غیر مراعی اور اُنمیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اللغات رہبانیۃ الفعلۃ المنسوبۃ الی الرہبان وہو الخائف فعلان وہو منصوب بفعل مضمر یفسرہ الظاہر - قولہ الا ابتغاء بمعنی لکن فعلوہا ابتغاء الخ

النحو قولہ لئلا یعلم لا زائدۃ ۱۱

کے معاصر تھے اُن کے لیے حق رعایت کی شرط یہ ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاوین سو رعایت کی اس فرد خاص کے اعتبار سے مراعی وہ ہوئے
جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور غیر مراعی وہ ہوئے جو آپ پر ایمان نہین لائے) سو اُنمین سے جو لوگ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے ہم نے
انکو انکا اجر (موعود) دیا (مگر ایسے کم تھے) اور زیادہ اُنمین نافرمان ہین (کہ آپ پر ایمان نہین لائے اور بوجہ للاکثر حکم الکل کے کثیر کی عدم رعایت کو فما رعوہا سے
تعبیر فرما دیا گیا پس یہ نفی باعتبار اکثر کے ہو اور باعتبار نفی عن الاکثر کے یہی ما رعوہا دال ہے رعایت بعض پر اسلئے فآتینا الخ سے ان دونون قسمون کی تفصیل صحیح
ہوگئی۔ اور رہبانیت بالمعنی المذکور گو بدعت لغویہ تھی مگر بدعت شرعیہ نہ تھی کیونکہ اہل حق کسی شریعت کے اہل بدعت نہین ہوئے پھر آیت مین اس ابتداع پر ملامت
نہ ہونا بلکہ اسکی عدم رعایت پر ملامت فرمانا خود اسکی دلیل ہی۔ اور ایسی رہبانیت سی نہی اس شریعت محکمہ مین بھی نہین ہی جیسا کہ پارہ ہفتم آیت یا ایہا الذین اٰمنوا
لاتحرموا طیبات الخ کی تفسیر مین بعض اکابر کے ترک لذات کی توجیہ مین گذر چکا ہی اور جو رہبانیت ممنوع ہو اُسکی حقیقت بھی اُسی آیت کی تفسیر مین گذر چکی ہو
یعنی ترک حلال باعتقاد قربت اور اکثر مطلق رہبانیت کا اطلاق اسی پر آتا ہے اور اسی اصطلاح پر بعض روایات سے مطلق رہبانیت کی نہی معلوم ہوتی ہے
اور بعض روایات سے جو نفی رہبانیت کی خاص اسلام سے معلوم ہوتی ہو سو این معنے نہین کہ پہلی شرائع مین وہ جائز تھی بلکہ باین معنے کہ غیر ملت اسلام اولوں
مین وہ زیادہ پائی جاتی تھی خوب سمجھ لیا جاوے پس امت عیسویہ مین اول دو قسم ہوئین متبع یعنی مومن اور غیر متبع اور متبعین مین دو قسم ہوئین مترہب و غیر مترہب
اور مترہب مین دو قسم ہوئین مراعی یعنی مومن بالرسول صلی اللہ علیہ وسلم و غیر مراعی آیت مین متبعین کا اور اُنمین سے مترہبین کا اور انہین سے مراعین کا ذکر فرمایا گیا
ہے اور دوسرے اقسام کا حکم ان ہی مذکورین کے احکام کی علل سے معلوم ہوسکتا ہی چنانچہ غیر متبعین کا کافر ہونا اور اسیطرح غیر مراعین بالمعنے المذکور کا کافر
ہونا خواہ مترہب ہون یا غیر مترہب اسیطرح مراعین کا گو وہ مترہب نہ ہون مومن ہونا معلوم ہی۔ یہانتک تو اُن عیسائیون مین سے آپ پر ایمان لانے والون
اور ایمان نہ لانے والون کی خبر دیگئی ہے آگے ایمان لانیکا امر ہے کہ) اے (عیسے علیہ السلام پر) ایمان رکھنے والو تم اللہ سے ڈرو اور (اُس ڈر کے مقتضا پر عمل کرو
یعنی) اُس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لاؤ اللہ تعالی تمکو اپنی رحمت سے (ثواب کے) دو حصے دیگا (کما مر فی القصص اولٰئک یؤتون اجرہم مرتین الخ)
اور تمکو ایسا نور عنایت کریگا کہ تم اُس کو لئے ہوئے چلتے پھرتے ہوگے (یعنی ایسا ایمان دیگا جو ہر وقت رفیق رہیگا یہان سے صراط تک) اور تمکو بخشدیگا (لان
الاسلام یہدم ما کان قبلہ) اور اللہ غفور رحیم ہے (اور یہ دولتین تمکو اسلیے عنایت کریگا) تاکہ (جسوقت ان عطایا کا ظہور ہو یعنی قیامت کے روز اُسوقت) اہل
کتاب کو (یعنی جو ایمان نہین لائے انکو) یہ بات معلوم ہو جاوے کہ اُن لوگون کو اللہ کے فضل کے کسی جزو پر بھی (بحالت موجودہ عدم ایمان مین) دسترس نہین اور یہ
(بھی معلوم ہو جاوے) کہ فضل اللہ کے ہاتھ مین ہی وہ جسکو چاہے دیدے (چنانچہ اُسکی مشیت اس فضل کے ساتھ مسلمانون سے متعلق ہوئی تو اُن ہی کو عنایت فرمادیا)
اور اللہ بڑے فضل والا ہی (مطلب یہ کہ انکا زعم ٹوٹ جاوے کہ وہ حالت موجودہ مین اپنے کو مورد فضل و محل مغفرت سمجھتے ہین) **ف** اہل کتاب کے لیے
ایمان لانے پر دو اجر کا وعدہ باعتبار بعض صورتون کے محل اشکال ہے وہ صورت یہ ہی کہ آپ کی خبر سنکر اُس نے انکار کیا ہو اور پھر ایمان لے آیا ہو اور اشکال یہ ہی
کہ انکار کرنے پر وہ کافر ہوگیا اور حالت کفر کے اعمال بوجہ انتفاء شرط ایمان کے قابل ثواب نہین۔ جواب یہ ہی کہ سورہ بقرہ رکوع یسئلونک عن الشہر الحرام جملہ ومن یرتدد منکم
الخ کی تفسیر مین گذر چکا ہی کہ جب کافر مسلمان ہو جاتا ہی تو اُس کے سب حسنات سابقہ پر ثواب ملتا ہی پس حالت انکار بالرسول صلی اللہ علیہ وسلم مین وہ شخص اپنے پہلے
پیغمبر پر جو ایمان رکھتا تھا اُسوقت تو وہ مقبول نہ تھا لیکن اسلام کے بعد وہ مقبول ہوگیا۔ دوسرا اشکال یہ ہی کہ اسمین اہل کتاب کی کیا تخصیص ہی غیر کتابی بھی جب
ایمان لاتا ہے تو آپ کے ساتھ پہلے انبیاء پر بھی ایمان لاتا ہے۔ تو اسکو بھی مضاعف ملیگا جواب یہ ہی کہ اسطرح کا ایمان
بالانبیاء مین تو وہ کتابی بھی شریک ہی لیکن اس ایمان لانے سے پہلے دونون مین جو فرق ہی کہ غیر کتابی تو کسی نبی پر ایمان نہ رکھتا تھا اور کتابی پہلے نبی پر ایمان رکھتا تھا اُس
فرق کے اعتبار سے اس کتابی کا نور مضاعف رہیگا گو اللہ تعالی اپنے فضل سے کسی غیر کتابی کا ایک اجر کتابی کے دوہرے اجر سے کیفیتہً زیادہ فرما دے۔ اور
اس آیت مین جو اہل کتاب کو یا ایہا الذین آمنوا سے تعبیر فرمایا ہی باوجودیکہ عادۃ قرآنیہ اس لفظ سے صرف مسلمانون کو خطاب کرنیکی ہی اُسمین نکتہ غالباً یہ ہی کہ چونکہ
یہ ایمان انکا بعد ایمان بالرسول کے ایمان مقبول ہو جاویگا اس لیے اُسکو ایمان معتدبہ سے تعبیر فرمادیا۔ اور لئلا یعلم اہل الکتاب مین چونکہ یہ لوگ ایمان نہ لائے
اس لیے اہل کتاب سے تعبیر کرنے مین اسطرف اشارہ کردیا کہ یہ صرف اہل کتاب ہین انکا ایمان معتدبہ نہین واللہ اعلم۔ الحمدللہ کہ تاریخ ۷ جمادی الاولے
۱۳۲۵ھ کو تفسیر سورہ حدید کی ختم ہوئی اب آگے انشاء اللہ تعالی سورہ مجادلہ کی تفسیر آتی ہو

سورۃ المجادلۃ مدنیۃ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ — وھی اثنتان وعشرون ایۃ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ

بیشک اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی بات سن لی جو آپ سے اپنے شوہر کے معاملہ میں جھگڑتی تھی اور اللہ تعالیٰ سے شکایت کرتی تھی اور اللہ تعالیٰ تم دونوں کی گفتگو سن رہا تھا اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا

بَصِيْرٌ ○ اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَاۗىِٕهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ۭ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا اڿ وَلَدْنَهُمْ ۭ وَاِنَّهُمْ

سب کچھ دیکھنے والا ہے تم میں جو لوگ اپنی بیبیوں سے ظہار کرتے ہیں وہ انکی مائیں نہیں ہیں انکی مائیں تو بس وہی ہیں جنہوں نے انکو جنا ہے اور وہ لوگ

لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ○ وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَاۗىِٕهِمْ ثُمَّ

بلاشبہ ایک نامعقول اور جھوٹ بات کہتے ہیں اور یقیناً اللہ تعالیٰ معاف کرنے والے بخشدینے والے ہیں اور جو لوگ اپنی بیبیوں سے ظہار کرتے ہیں پھر

يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَاۗسَّا ۭ ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ○

اپنی کہی ہوئی بات کی تلافی کرنا چاہتے ہیں تو انکے ذمہ ایک غلام یا لونڈی کا آزاد کرنا ہے قبل اس کے کہ دونوں باہم اختلاط کریں اس سے تمکو نصیحت کیجاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کو تمہارے سب اعمال کی پوری خبر ہے

سورۃ المجادلۃ مدنیۃ وعن عطاء العشر الاول مدنی وباقیہا مکی وقد انعکس ذلک علی البیضاوی کذا فی الروح وھی ثنتان وعشرون ایۃ کذا فی الجلالین **ربط** سورت سابقہ کا خاتمہ مضمون رسالت پر اور اس سورت کا مفتح احاطہ سمع حق پر کہ مسائل توحید سے ہے مشتمل ہے اور دونوں کا تناسب ظاہر ہے ونیز خاتمہ مذکورہ میں اہل ایمان پر فضل اخروی کا بیان تھا اور اس کے فاتحہ میں اہل ایمان پر فضل دنیوی کا بیان ہے کہ مسئلہ ظہار میں شدت سابقہ کو رفع فرمادیا پس توجہ فضل دونوں میں مشترک ہے۔ اور سبب نزول آیات ابتدائیہ کا یہ ہے کہ اوس بن الصامت نے غصہ میں ایکبار اپنی بی بی خولہ کو یوں کہدیا کہ انت علی کظہر امی یعنی تو میرے حق میں ایسی ہے جیسی میری ماں کی پشت کہ مجھ پر حرام ہے اور بعثت نبویہ کے قبل اس لفظ سے تحریم ابدی طلاق سے بڑھکر سمجھی جاتی تھی خولہ تحقیق حکم کے لیے حضور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئیں آپ نے اس بنا پر کہ ابھی تک اس قول مشہور کے خلاف وحی نازل نہیں ہوئی اس قول مشہور کو قابل عمل خیال کر کے فرمادیا کہ ما اراک الا قد حرمت علیہ یعنی میری رائے میں تو حرام ہوگئی وہ یہ سنکر واویلا کرنے لگیں کہ پھر میرا اور میرے بچوں کا کیسے گذر ہوگا اور ایک روایت میں ہے کہ خولہ نے کہا کہ ماذکر طلاقا یعنی میرے شوہر نے صیغہ طلاق تو کہا نہیں پھر طلاق کیسے ہوگئی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ خولہ نے کہا اللھم انی اشکو الیک اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا ما امرت فی شانک بشئی حتی الآن یعنی ابھی تک اس بارہ میں مجھ پر کوئی حکم نازل نہیں ہوا اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں کذا فی الدر المنثور پس ان آیات میں ظہار کا حکم مذکور ہے اور اس کے بعد مطلقاً احکام الٰہیہ کا واجب التصدیق والعمل ہونا اور عدم تصدیق پر بالخصوص وعید شدید کا مرتب ہونا ارشاد فرماتے ہیں۔

تحقیق حکم ظہار و وعید کفار بعذاب نار

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ① اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَاۗىِٕهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ۭ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا اڿ وَلَدْنَهُمْ ۭ وَاِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ② وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَاۗىِٕهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَاۗسَّا ۭ ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ③

اللغات قولہ یعودون المراد من التدارک من باب العود الی الشئی ومنہ المثل عاد غیث علی ما افسد ای تدارک بالاصلاح فالمعنی یتدارکون ذلک القول المنکر ثم یتدارکونہ بنقضہ وھو العزم علی الوطی ۔

البلاغۃ قولہ من نساءھم عدی الظہار بمن لتضمنہ معنی التبعید۔ قولہ لیقولون المقصود التاکید لکونہ زورا للقول فانہ شاہد۔ قولہ وزورا عطف للتاکید۔ قولہ عفو غفور زید للتاکید

فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ۚ فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ۚ ذٰلِكَ

پھر جسکو میسر نہو　تو اُس کے ذمہ پیاپے دو مہینے کے روزے ہین　قبل اس کے کہ دونون باہم اختلاط کرین پھر جس سے یہ بھی نہو سکین تو اُسکے ذمہ ساٹھ مسکینون کو کھانا کھلانا ہی یہ حکم

لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۚ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ كُبِتُوْا كَمَا

اس لیے ہے کہ اللہ اور رسول پر ایمان لے آؤ　اور یہ اللہ کی حدین ہین　اور کافرون کے لیے سخت دردناک عذاب ہوگا جو لوگ اللہ اور رسول کی مخالفت کرتے ہین　وہ ایسے ذلیل ہونگے جیسے

كُبِتَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۚ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُهُمْ

ان سے پہلے لوگ ذلیل ہوئے　اور ہم نے کھلے کھلے احکام نازل کیے ہین　اور کافرون کو ذلت کا عذاب ہوگا -　جس روز ان سبکو اللہ تعالیٰ دوبارہ زندہ کرے گا پھر انکا سب

بِمَا عَمِلُوْا ۭ اَحْصٰىهُ اللّٰهُ وَنَسُوْهُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝

کیا ہوا انکو جتلاویگا اللہ تعالیٰ نے وہ محفوظ کر رکھا ہی اور یہ لوگ اسکو بھول گئے ہین　اور اللہ ہر چیز پر مطلع ہے -

فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ كُبِتُوْا كَمَا كُبِتَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا اَحْصٰىهُ اللّٰهُ وَنَسُوْهُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝ بے شک اللہ تعالیٰ نے اُس عورت کی بات سن لی جو آپ سے اپنے شوہر کے معاملہ مین جھگڑتی تھی (مثلاً یہ کہتی تھی کہ ماذکر طلاقا یعنی اُس نے طلاق کا صیغہ تو ذکر کیا نہین پھر حرمت کیسے ہوگئی) اور (اپنی رنج وغم کی) اللہ تعالیٰ سے شکایت کرتی تھی (مثلاً یہ کہا تھا اللّٰھم انی اشکو الیک) اور اللہ تعالیٰ تم دونون کی گفتگو سن رہا تھا (اور) اللہ تعالیٰ (تو) سب کچھ سننے والا سب کچھ دیکھنے والا ہی (تو اسکی بات کیسے نہ سنتا اور مقصود جملہ قد سمع اللہ سے اثبات سمع نہین بلکہ مقصود تفریح کربت وقبول تضرع ہی اور مقصود جملہ یسمع تحاورکما سے تعلیل ہے حکم سابق تفریح کربت کی۔ آگے بیان ہے حکم ظہار کا جسمین تحقیق ہے قبول تضرع مشتکیہ کی یعنی) تم مین جو لوگ اپنی بیبیون سے ظہار کرتے ہین (مثلاً یون کہدیتے ہین انت علی کظہر امی) وہ (بیبیان) اُنکی مائین نہین ہین اُنکی مائین تو بس وہی ہین جنہون نے انکو جنا ہی (اور ان عورتون کا انکو نہ جننا ظاہر ہی پس یہ انکی مائین نہ ہوئین تاکہ حرمت مؤبدہ مثل مان کے ثابت ہو جاوے اور کوئی دوسرا سبب بھی اسباب حرمت مؤبدہ سے کسی دلیل سے متحقق نہین مثل تحریم نسب یا رضاع یا مصاہرۃ وغیرہ کے پس حرمت مؤبدہ منتفی ہوئی) اور (چونکہ وہ لوگ بلاشبہہ ایک نامعقول اور جھوٹ بات کہتے ہین (اس لیے گناہ ضرور ہوگا) اور (اگر اُس گناہ کا تدارک کردیا جاوے تو وہ گناہ معاف بھی ہو جاویگا کیونکہ) یقیناً اللہ تعالیٰ معاف کرنے والے بخشدینے والے ہین اور (آگے اُس تدارک کا بعض صورتون کے اعتبار سے بیان ہی) جو لوگ اپنی بیبیون سے ظہار کرتے ہین پھر اپنی کہی ہوئی بات (کے مقتضا) کی (کہ تحریم زوجہ ہی) تلافی کرنا چاہتے ہین (یعنی بیبیون سے متمتع ہونا چاہتے ہین) تو اُن کے ذمہ ایک غلام یا لونڈی کا آزاد کرنا ہی قبل اسکے کہ دونون (میان بی بی) باہم اختلاط کرین (صحبت سے یا دواعی صحبت سے) اس (کفارہ کے حکم کرنے) سے تمکو نصیحت کیجاتی ہی (یعنی کفارہ سے علاوہ تکفیر سیئات کے یہ بھی نفع ہی کہ تمہارے لیے آیندہ کو زاجر ہوجاوے) اور اللہ تعالیٰ کو تمہارے سب اعمال کی پوری خبر ہے (کہ کفارہ کے متعلق پوری بجا آوری احکام کی کرتے ہو یا نہین پس کفارہ مین دو حکمتین ہوگئین ایک تکفیر سیئہ جسکی طرف اشارہ ہی لعفو غفور مین دوسرے زجر جسکا توعظون مین بیان ہی اور یہ دوسری حکمت بھی مطلق کفارہ مین ہی لیکن تحریر رقبہ چونکہ انواع کفارہ مین ذکراً مقدم ہے اس لیے اسکو اُسکے ساتھ ذکر کردیا گیا) پھر جسکو (غلام لونڈی) میسر نہ ہو تو اُسکے ذمہ پیاپے (یعنی لگاتار) دو مہینے کے روزے ہین قبل اسکے کہ دونون (میان بی بی) باہم اختلاط کرین پھر جس سے یہ بھی نہو سکین تو اُس کے ذمہ ساٹھ مسکینون کو کھانا کھلانا ہی (آگے اس حکم کا مثل دیگر احکام کے واجب التصدیق ہونا اس لیے بیان فرماتے ہین کہ اس حکم مین نقض ہے حکم جاہلیت و رسم قدیم کا اس لیے اہتمام مناسب ہوا پس ارشاد ہی کہ) یہ حکم اس لیے (بیان کیا گیا) ہو تاکہ (تحصیل مصالح متعلقہ بالعمل کے علاوہ) اللہ اور رسول پر ایمان (بھی) لے آؤ (یعنی ان احکام مین انکی تصدیق بھی کرو کہ مصالح متعلقہ بالایمان بھی حاصل ہون) اور (آگے مزید تاکید کے لیے ارشاد ہی کہ) یہ اللہ کی حدین (باندھی ہوئی) ہین (یعنی خداوندی ضابطے ہین) اور کافرون کے لیے (جو کہ ان احکام کی تصدیق نہین کرتے بالخصوص) سخت دردناک عذاب ہوگا (اور مطلق عذاب

البلاغة قولہ فمن لم یجد اختار الوجدان فی الرقبة والاستطاعة فی الصیام لان الاول وظیفة المال والثانی بدنیة والوجدان انسب بالمال والاستطاعة انسب بالبدن "

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ط

کیا آپ نے اسپر نظر نہیں فرمائی کہ اللہ تعالی سب کچھ جانتا ہی جو آسمانون مین ہی اور جو زمین مین ہی

محل بالفعل کو بھی ہو سکتا ہی - اور کچھ اسی حکم کی تخصیص نہین بلکہ) جو لوگ اللہ اور رسول کی مخالفت کرتے ہین (خواہ کسی حکم مین کرین جیسے کفار مکہ) وہ (دنیا مین بھی) ایسے ذلیل ہون گے جیسے ان سے پہلے لوگ ذلیل ہوئے (چنانچہ کئی غزوات مین اسکا وقوع ہوا) اور (سزا کیسے نہ ہو کیونکہ) ہم نے کھلے کھلے احکام (جنکی صحت اعجاز آیات سے ثابت ہی) نازل کیے ہین (تو انکا انکار لا محالہ موجب سزا ہوگا اور یہ سزا تو دنیا مین ہوگی) اور کافرون کو (آخرت مین بھی) ذلت کا عذاب ہوگا (اور آگے اُس عذاب کا وقت بتلاتے ہین کہ یہ اُس روز ہوگا) جس روز ان سب کو اللہ تعالی دوبارہ زندہ کریگا پھر انکا سب کیا ہوا انکو بتلا دیگا (کیونکہ) اللہ تعالی نے وہ محفوظ کر رکھا ہی اور یہ لوگ اسکو بھول گئے ہین (خواہ حقیقۃً یا باعتبار بیفکری و بے التفاتی کے) اور اللہ ہر چیز پر مطلع ہی (خواہ انکے اعمال ہون یا اور کچھ)

ف مسائل - **مسئلہ** ظہار کے معنے ہین اپنی بی بی کو کسی ایسی عورت کے (جو اس شخص پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو جیسے ماں بہن بیٹی وغیرہا) کسی ایسے عضو سے تشبیہ دینا جسکی طرف بلا ضرورت نظر کرنا حرام ہی جیسے ظہر اور بطن اور فخذ وغیرہا اور ظہار کہنا اسکو باعتبار اس کے ہی کہ اکثر عادت تھی اسطرح کہنے کی انت علی کظہر امی اور شاید اس کہنے کی زیادہ عادت اس لیے ہو گئی ہوگی کہ اکثر صحبت کے وقت عورت کمر پر لیٹی ہوتی ہے پس حاصل اس تشبیہ کا یہ ہوا کہ جیسے محرم کو کمر پر لٹانا بالغرض ہم بستری کے حرام ہی اسیطرح تجھکو بھی حرام سمجھتا ہون وقالوا انوالاغیر ذلک **مسئلہ** منکم مین خطاب اہل ایمان بالغین کو ہی احرار ہون یا غیر احرار پس کافر کا ظہار معتبر نہین اور اسیطرح نابالغ کا بھی **مسئلہ** نسائہم سے مراد منکوحہ بیبیان ہین پس اپنی مملوکہ سے ظہار معتبر نہین **مسئلہ** ظہار کرنے سے گنہگار ہوگا بلکہ بعض نے اسکو گناہ کبیرہ کہا ہی لقولہ تعالی منکرا من القول وزورا **مسئلہ** بدون کفارہ ادا کیے ہوئے صحبت اور دواعی صحبت حرام ہی لقولہ تعالی ثم یعودون لما قالوا فتحریر رقبۃ الخ - ولقولہ علیہ السلام للمظاہر فلا تقربہا حتی تفعل ما امرک اللہ رواہ ابو داؤد والنسائی والترمذی وابن ماجۃ **مسئلہ** اگر صحبت یا دواعی صحبت کا کسی وجہ سے ارادہ نہو مثلاً اُس بی بی کو طلاق دیدی یا وہ مرگئی تو اس گناہ کے معافی کے لیے صرف توبہ کافی ہی لاشتراط وجوب الکفارۃ بالعود **مسئلہ** اگر بدون ارادہ وطی کے کفارہ ادا کر دیا تو صحبت حلال ہو جاوئگی کیونکہ سبب نفس وجوب کفارہ کا ظہار ہی اور عزم علی الوطی جو حاصل ہی عود لما قالوا کا وہ سبب وجوب ادا کفارہ کا ہے پس سبب نفس وجوب کے پائے جانے کے بعد کفارہ ادا ہو جاویگا البتہ واجب بدون عود نہ ہوگا بلکہ صرف توبہ بھی کافی ہو جاوگی جیسا اس سے اوپر کے مسئلہ مین لکھا گیا پس قرآن مین تقیید بالعود کے معنے یہ ہین کہ بدون کفارہ کے صحبت جائز نہین نہ یہ کہ بدون عزم صحبت کے کفارہ جائز نہین اور احقر نے والذین یظاہرون من نسائہم کے شروع ترجمہ مین جو کہا ہی کہ بعض صورتون کے اعتبار سے وہ اسیطرف اشارہ ہی کہ عود کے وقت تو یہ تدارک ہی اور بدون عود کے توبہ تدارک ہی -

مسئلہ اگر درمیان تحریر رقبہ یا صیام کے صحبت کر لی تو از سر نو کفارہ ادا کرنا ہوگا لقولہ تعالی من قبل ان یتماسا - اور اگر اطعام کے درمیان صحبت کر لی تو صرف گناہ ہوگا تجدید کفارہ نہ ہوگی لعدم تقیید الاطعام بکونہ قبل ان یتماسا - اور اعتاق کے درمیان صحبت واقع ہونے کے معنے یہ ہین کہ نصف کو اول آزاد کیا پھر صحبت کر لی پھر نصف باقی کو بعد مین آزاد کر دیا - یہ سب مسائل در مختار اور ہدایہ اور کفایہ اور روح المعانی سے نقل کیے گئے ہین اور کچھ ضروری مسائل اعتاق اور صیام اور اطعام کے متعلق سورہ نساء کفارہ قتل مین اور سورۂ مائدہ کفارہ یمین مین گذری ہین - اور ما ہن امہاتہم کے مضمون کی کچھ تقریر شروع سورہ احزاب جملہ ما جعل ازواجکم الخ کی تفسیر مین گذری ہی **ربط** اوپر ان الذین یحادون الخ مین مع اُسکے سیاق و سباق کے اللہ و رسول کے خلاف کرنے والون کے لیے وعید ہی اور یہ خلاف کرنے والے دو قسم کے ہین مجاہر اور منافق اوپر بقرینہ عنوان کافر کے مجاہرین کا بیان تھا آگے منافقین کے اور مجاہرین مین سے بالخصوص یہود کے کہ منافقین بھی اُن ہی مین سے تھے شنائع مذکور ہین اول الم تر سے ختم رکوع تک شنائع متعلقہ بالمجلس جنمین زیادہ مضمون تناجی کا ہی اور تھوڑا مضمون دوسرے باب کا اور پھر دوسرے الم تر سے ختم سورت تک اُن کے دوسرے شنائع کا ہے -

احکام تناجی و دیگر بعض احکام متعلقہ مجالس متضمنہ ذم و وعید یہود و منافقین

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ط

مَا يَكُونُ مِن نَّجْوَىٰ ثَلَاثَةٍ إِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ إِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَا أَدْنَىٰ مِن ذَٰلِكَ وَلَا أَكْثَرَ إِلَّا هُوَ مَعَهُمْ

کوئی سرگوشی تین آدمیوں کی ایسی نہیں ہوتی جسمیں چوتھا وہ نہو اور نہ پانچ کی ہوتی ہے جسمیں چھٹا وہ نہو اور نہ اس سے کم اور نہ اس سے زیادہ مگر وہ ان لوگوں کے ساتھ

أَيْنَ مَا كَانُوا ۖ ثُمَّ يُنَبِّئُهُم بِمَا عَمِلُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ نُهُوا عَنِ النَّجْوَىٰ

وہ لوگ کہیں بھی ہوں پھر انکو قیامت کے روز انکے کیئے ہوئے کام جتلا دیگا بیشک اللہ تعالیٰ کو ہر بات کی پوری خبر ہے کیا آپ نے ان لوگوں پر نظر نہیں فرمائی جنکو سرگوشی سے منع کر دیا گیا تھا

ثُمَّ يَعُودُونَ لِمَا نُهُوا عَنْهُ وَيَتَنَاجَوْنَ بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُولِ وَإِذَا جَاءُوكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ

پھر وہ وہی کام کرتے ہیں جس سے انکو منع کر دیا گیا تھا اور گناہ اور زیادتی اور رسول کی نافرمانی کی سرگوشیاں کرتے ہیں اور وہ لوگ جب آپ کے پاس آتے ہیں آپکو ایسے لفظ سے

يُحَيِّكَ بِهِ اللَّهُ وَيَقُولُونَ فِي أَنفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللَّهُ بِمَا نَقُولُ ۚ حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ يَصْلَوْنَهَا ۖ فَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝

سلام کہتے ہیں جس سے اللہ نے آپکو سلام نہیں فرمایا اور اپنے جی میں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمکو ہمارے اس کہنے پر سزا کیوں نہیں دیتا انکیلئے جہنم کافی ہے اسمیں یہ لوگ داخل ہونگے سو وہ برا ٹھکانا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُولِ وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ ۖ

اے ایمان والو جب تم سرگوشی کرو تو گناہ اور زیادتی اور رسول کی نافرمانی کی سرگوشیاں مت کرو اور نفع رسانی اور پرہیزگاری کی باتوں کی سرگوشیاں کرو

وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ۝ إِنَّمَا النَّجْوَىٰ مِنَ الشَّيْطَانِ لِيَحْزُنَ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَيْسَ بِضَارِّهِمْ شَيْئًا إِلَّا

اور اللہ سے ڈرو جسکے پاس تم سب جمع کیے جاؤگے ایسی سرگوشی محض شیطان کی طرف سے ہے تاکہ مسلمانوں کو رنج میں ڈالے اور وہ بدون خدا کے ارادہ کے انکو کچھ ضرر نہیں پہنچا

بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فِي الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوا يَفْسَحِ اللَّهُ لَكُمْ ۖ

سکتا اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر توکل کرنا چاہیے اے ایمان والو جب تم سے کہا جاوے کہ مجلس میں جگہ کھول دو تو تم جگہ کھول دیا کرو اللہ تعالیٰ تمکو کھلی جگہ دیگا

وَإِذَا قِيلَ انشُزُوا فَانشُزُوا يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ ۚ

اور جب یہ کہا جاوے کہ اٹھ کھڑے ہو تو اٹھ کھڑے ہوا کرو اللہ تعالیٰ تم میں ایمان والوں کے اور ان لوگوں کے جنکو علم عطا ہوا ہے درجے بلند کردیگا۔

مَا يَكُونُ مِن نَّجْوَىٰ ثَلَاثَةٍ إِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ إِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَا أَدْنَىٰ مِن ذَٰلِكَ وَلَا أَكْثَرَ إِلَّا هُوَ مَعَهُمْ أَيْنَ مَا كَانُوا ۖ ثُمَّ يُنَبِّئُهُم بِمَا عَمِلُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ نُهُوا عَنِ النَّجْوَىٰ ثُمَّ يَعُودُونَ لِمَا نُهُوا عَنْهُ وَيَتَنَاجَوْنَ بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُولِ وَإِذَا جَاءُوكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللَّهُ وَيَقُولُونَ فِي أَنفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللَّهُ بِمَا نَقُولُ ۚ حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ يَصْلَوْنَهَا ۖ فَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُولِ وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ۝ إِنَّمَا النَّجْوَىٰ مِنَ الشَّيْطَانِ لِيَحْزُنَ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَيْسَ بِضَارِّهِمْ شَيْئًا إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فِي الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوا يَفْسَحِ اللَّهُ لَكُمْ ۖ وَإِذَا قِيلَ انشُزُوا فَانشُزُوا يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ

اللغات النجوى ان خصص النجوى بما كان اكثر من اثنين كما قاله ابن سراقة فتسميته ما بين الاثنين نجوى كما يقتضيه السلف لقوله ولا ادنى لتوسع وتجوز "

النحو ما يكون من كان التامة ومن زائدة وفاعله نجوى والاستثناء مفرغ من اعم الاحوال "

البلاغة قوله ثلثة الا هو رابعهم الخ تخصيص الثلاثة والخمسة بالذكر لانه قصد ان يذكر ما جرت به العادة من اعداد اهل النجوى والجالسين في خلوة للشورى والمتشددين لذلك انما هم طائفة مجتباة من اولى الاحلام والنهى واول عددهم الاثنان فصاعدا الى خمسة الى ستة الى ما اقتضته الحال وحكم به الاستصواب فذكر عز وجل الثلاثة والخمسة وقال سبحانه ولا ادنى من ذلك فدل على الاثنين والاربعة وقال تعالى ولا اكثر فدل على ما يلي هذا العدد ويقاربه ولما اوثرت الثلاثة حلي بالخمسة لتناسب الوترين ملخصا من الروح قوله يتناجون بالاثم والعدوان ومعصيت الرسول ذكره عليه السلام بعنوان الرسالة بين الخطابين

المتوجهين اليه صلى الله عليه وسلم لزيادة تشنيعهم واستعظام معصيتهم - قوله في المجالس في قراءة في المجلس على ارادة الجنس لقراءة الجمع اولا ارادة العهد والمراد به مجلسه صلى الله عليه وسلم والجمع لتعدده باعتبار من يجلس معه صلى الله عليه وسلم فان لكل احد منهم مجلسا او على ارادة تعميم المجلس "

فائدة في الروح قال معظم السلف في قوله عز وجل رابعهم وسادسهم ومعهم ان المراد به كونه تعالى كذلك بحسب العلم مع انهما الذين لا يأولون وكانهم لم يعدوا ذلك تاويلا الغاية ظهوره واختفائه بما يدل عليه دلالة لا اخفاء فيها - ويعلم من هذا ان ما شاع من ان السلف لا يأولون ليس على اطلاقه "

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ

اور اللہ تعالیٰ کو تمہارے سب اعمال کی پوری خبر ہے اے ایمان والو جب تم رسول سے سرگوشی کیا کرو تو اپنی اس سرگوشی سے پہلے کچھ خیرات دیدیا کرو یہ تمہارے لیے بہتر ہے

وَاَطْهَرُ ۭ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ ۭ فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا

اور پاک ہونیکا اچھا ذریعہ ہے پھر اگر تم کو مقدور نہ ہو تو اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے کیا تم اپنی سرگوشی کے قبل خیرات دینے سے ڈر گئے سو جب تم نہ کر سکے

وَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝

اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے حال پر عنایت فرمائی تو تم نماز کے پابند رہو اور زکوٰۃ دیا کرو اور اللہ اور رسول کا کہنا مانا کرو اور اللہ کو تمہارے سب اعمال کی پوری خبر ہے

ع ۲ (۲)

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ⑪ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاَطْهَرُ ۭ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ⑫ ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ ۭ فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ⑬ (اسباب نزول ان آیات کے یہ واقعات ہین **اول** یہود اور مسلمانون مین صلح تھی لیکن یہود جب کسی مسلمان کو دیکھتے تو اسکے خیالات پریشان کرنے کے لیے آپسمین سرگوشی کرنے لگتے وہ مسلمان سمجھتا کہ میری ضرر رسانی کے لیے یہ سرگوشی ہو رہی تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کو اس سے منع فرمایا مگر وہ باز نہین آئے اسپر آیت الم تر الی الذین نہوا عن النجوی الخ نازل ہوئی **دوم** اسیطرح منافقین بھی باہم سرگوشی کیا کرتے اسپر آیت اذا تناجیتم فلا تتناجوا بالاثم الخ اور آیت انما النجوی الخ نازل ہوئی **سوم** یہود آپ کے حضور مین آتے تو براہ شرارت بجائے السلام علیکم السام علیکم کہتے جو بمعنے موت کے ہے **چہارم** منافقین بھی اسیطرح کہتے ان دونون واقعون پر جملہ واذا جاؤک حیوک الخ نازل ہوا اور ابن کثیر نے امام احمد سے یہ بھی نقل کیا ہو کہ یہود اسطرح سلام کر کے خفیہ کہتے لولا یعذبنا اللہ بما نقول **پنجم** ایکبار آپ صفہ مسجد مین تشریف رکھتے تھے اور مجلس مین مجمع زیادہ تھا کچھ اہل بدر آئے تو انکو کہین جگہ نہ ملی اور نہ اہل مجلس مل ملکر بیٹھ گئے کہ جگہ کھل جاتی آپ نے جب یہ دیکھا تو بعضے آدمیون کو مجلس سے اٹھنے کے لیے فرمایا منافقین نے طعن کیا کہ یہ کونسی انصاف کی بات ہو اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اُس شخص پر رحم کرے جو اپنے بھائی کے لیے جگہ کھول دے سو لوگون نے جگہ کھولدی اسپر آیت یا ایہا الذین آمنوا اذا قیل لکم تفسحوا الخ نازل ہوئی رواہ ابن کثیر عن ابن ابی حاتم مجموعہ اجزاء روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اول آپ نے جگہ کھولنے کے لیے فرمایا ہوگا سو بعضون نے تو جگہ کھولدی جو کافی نہ ہوئی ہوگی اور بعضون نے جگہ نہین کھولی آپ نے تادیبًا یا بقاعدہ تناوب فی اخذ العلم کے جیسا مدارس کے طلبہ مین ہوتا ہی انکو اٹھ جانے کے لیے فرمایا جو کہ منافقین کو ناگوار ہوا **واقعہ ششم** بعض اغنیاء حضور مین حاضر ہو کر بڑی دیر تک آپ سے سرگوشی کیا کرتے اور فقراء کو استفادہ کا وقت کم ملتا آپکو ان لوگون کا طول جلوس و طول تناجی ناگوار گذرتی اسپر آیت اذا ناجیتم الرسول الخ نازل ہوئی فتح البیان مین زید بن اسلم سے بلا سند نقل کیا ہی کہ یہود و منافقین بلا ضرورت آپ سے سرگوشیان کرتے مسلمانون کو اس خیال سے کہ شاید کسی مضرت رسان بات کی سرگوشی ہو ناگوار گذرتا اسپر انکو اس سے منع کیا گیا جسکا ذکر آیت نہوا عن النجوی مین ہے مگر وہ جب باز نہ آئے تو یہ حکم نازل ہوا اذا ناجیتم الرسول الخ اس سے اہل باطل بوجہ حب مال و عدم حب دین کے اس سے رک گئے فقیر کہتا ہی کہ یا تو وہ اغنیاء بھی منافقین ہونگے جیسا اُنکے طول جلوس کی ناگواری سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے اور یا مسلمان بھی خلو ذہن کے ساتھ ایسا کرتے ہون اور یہود و منافقین تخزین مؤمنین اور اپنے ترفع وغیرہ کے لیے ایسا کرتے ہون۔ **واقعہ ہفتم** جب یہ حکم تقدیم صدقہ کا ہوا تو بہت سے آدمی ضروری بات کرنے سے بھی رک گئے اسپر آیت ءاشفقتم الخ نازل ہوئی۔ فقیر کہتا ہو کہ ہر چند کہ تقدیم صدقہ کے حکم کے ساتھ فان لم تجدوا مین ناداروں کو رخصت تھی لیکن بعض لوگ ایسے ہوتے ہین کہ نہ تو بالکل نادار ہوتے ہین اور نہ پورے باوسعت و صاحب ثروت ہوتے ہین گو صاحب نصاب ہون غالبًا ایسون کو تنگی پیش آئی ہوگی کہ کم وسعتی کی وجہ سے تو خرچ کرنا شاق ہوا اور اپنی ناداری مین بھی شبہہ ہوا اسلیے نہ صدقہ دیسکے نہ اپنی کو محل رخصت سمجھا اور تناجی کوئی عبادت نہ تھی کہ اُسکا ترک موجب ملامت ہوسکے

النحو ءاشفقتم ان تقدموا مفعول بہ صورۃ ومفعول لہ معنے لان المعنے اشفقتم الفقر لان تقدموا او ہو مفعول بہ صورۃ ومعنی والمعنی اشفقتم تقدیم الصدقات لتوہم ترتب الفقر ۱۲

البلاغۃ قولہ صدقۃ جیٔ بالمفرد اولا والجمع ثانیا لان الاول مقام الامر بہا فناسب التعبیر بما یہون علی النفس والثانی مقام الاشفاق فناسب التعبیر بما یشق علی النفس ویصح الافراد بارادۃ الجنس والجمع بارادۃ تعدد الفاعل وانما کان الذی ذکر اولا ہو النکتۃ ۱۲

الروایات کلہا فی الدر المنثور الا ماصرح فیہ بالمنقول عنہ ان اسباب نزول سے فہم تفسیر مین اعانت وسہولت ہوگی اب تفسیر لکھی جاتی ہے ارشاد ہے کہ) کیا آپ نے اسپر نظر نہین فرمائی (مطلب اورون کو سنانا ہے جو مناجی منہی عنہ سے باز نہ آتے تھے) کہ اللہ تعالی سب کچھ جانتا ہے جو آسمانون مین ہے اور جو زمین مین ہے (اور اسی مین انکی مناجی یعنی سرگوشی بھی داخل ہو گئی) کوئی سرگوشی تین آدمیون کی ایسی نہین ہوتی جسمین چوتھا وہ (یعنی اللہ تعالی) نہ ہو اور نہ پانچ کی (سرگوشی ہوتی ہے) جسمین چھٹا وہ نہ ہو اور نہ اس (عدد) سے کم (مین ہوتی ہے جیسے دو یا چار آدمیون مین) اور نہ اس سے زیادہ (مین ہوتی ہے جیسے چھ سات آدمیون مین) مگر وہ (ہر حالت مین) ان لوگون کے ساتھ ہوتا ہے (خواہ) وہ لوگ کہین بھی ہون پھر ان (سب) کو قیامت کے روز انکے کیے ہوئے کام تبلا دیگا بیشک اللہ تعالی کو ہر بات کی پوری خبر ہے (اس آیت کا مضمون بعنوان کلی اگلے مضامین جزئیہ کی تمہید ہے یعنی یہ بالباطل سرگوشی کرنے والے خدا سے ڈرتے نہین کہ خدا کو سب خبر ہے اور انکو سزا دیگا آگے وہ جزئی مضامین ہین یعنی) کیا آپ نے ان لوگون پر نظر نہین فرمائی جنکو سرگوشی سے منع کر دیا گیا تھا مگر پھر (بھی) وہ وہی کام کرتے ہین جس سے انکو منع کر دیا گیا تھا اور گناہ اور زیادتی اور رسول کی نافرمانی کی سرگوشیان کرتے ہین (یعنی ایسی سرگوشی کرتے ہین جسمین بوجہ منہی عنہ ہونے کے گناہ لازمی بھی ہے اور بوجہ تحزین مسلمین کے عدوان یعنی ضرر متعدی بھی ہے اور بوجہ اس کے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم منع فرما چکے تھے معصیت رسول بھی ہے جیسا واقعہ اول و دوم مین بیان ہوا) اور وہ لوگ (ایسے ہین کہ) جب آپ کے پاس آتے ہین تو آپکو ایسے لفظ سے سلام کرتے ہین جس سے اللہ نے آپکو سلام نہین فرمایا (یعنی اللہ تعالی کے الفاظ تو یہ ہین سلام علی المرسلین - سلام علی عبادہ الذین اصطفی - صلوا علیہ وسلموا تسلیما اور وہ کہتے ہین السام علیک) اور اپنے جی مین (یا اپنے آپس مین) کہتے ہین کہ (اگر یہ پیغمبر ہین تو) اللہ تعالی ہمکو ہمارے اس کہنے پر (جسمین سراسر آپ کے ساتھ بے ادبی ہے) سزا (فوراً) کیون نہین دیتا (جیسا واقعہ سوم و چہارم مین گذرا - آگے ان کے اس فعل کی وعید اور اس قول کا جواب ہے کہ عذاب عاجل بعض حکمتون کے سبب نہ آنے سے مطلقاً عدم تعذیب لازم نہین آتی) ان (کی سزا) کے لیے جہنم کافی ہے اسمین یہ لوگ (ضرور) داخل ہونگے سو وہ برا ٹھکانا ہے (آگے ایمان والون کو خطاب ہے جس سے منافقین کے ساتھ تشبہ سے انکو بھی ممانعت ہے اور منافقین کو بھی سنانا منظور ہے کہ تم تو مدعی ایمان ہو تو مقتضائے ایمان پر عمل کرو پس ارشاد ہے کہ) اے ایمان والو جب تم (کسی ضرورت سے) سرگوشی کرو تو گناہ اور زیادتی اور رسول کی نافرمانی کی سرگوشیان مت کرو (تفسیر ان الفاظ کی اوپر گذری ہے) اور نفع رسانی اور پرہیزگاری کی باتون کی سرگوشیان کرو (بر سے مراد نفع متعدی مقابل عدوان کے اور تقوی مقابل اثم و معصیت الرسول کے) اور اللہ سے ڈرو جسکے پاس تم سب جمع کیے جاؤگے ایسی سرگوشی محض شیطان کی طرف سے (یعنی اسکے بہکانے سے) ہے تاکہ مسلمانون کو رنج مین ڈالے (جیسا واقعہ اول مین بیان ہوا) اور (آگے ان مسلمانون کی تسلی ہے کہ رنجیدہ نہ ہوا کرین کیونکہ) وہ (شیطان) بدون خدا کے ارادہ کے ان مسلمانون کو کچھ ضرر نہین پہونچا سکتا (مطلب یہ کہ اگر بالفرض وہ باغواء شیطان تمہارے ضرر ہی کی تدبیرین کر رہے ہون تب بھی وہ ضرر بدون مشیت ازلیہ کے تمکو نہین پہونچ سکتا پھر کیون فکر مین پڑتے ہو) اور مسلمانون کو (ہر امر مین) اللہ ہی پر توکل کرنا چاہیے (آگے واقعہ پنجم کے متعلق حکم ہے اور سابق و لاحق مین مابہ الاشتراک ذم افعال منافقین و نہی مومنین عن التشبہ بہم ہے یا سابق ادب تھا خلوت کا اور یہ ادب ہے جلوت کا - یا جسطرح نجوی مذکور موجب تکلیف ہے اسیطرح عدم تفسح و عدم نشوز بھی تکلیف دہ ہے پس ارشاد ہوتا ہے کہ) اے ایمان والو جب تم سے کہا جاوے (یعنی رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماوین یا اولی الامر یا واجب الاطاعت لوگون مین سے کوئی کہے) کہ مجلس مین جگہ کھول دو (جسمین آنے والے کو بھی جگہ مل جاوے) تو تم جگہ کھول دیا کرو (اور آنے والے کو جگہ دیدیا کرو) اللہ تعالی تمکو (جنت مین) کھلی جگہ دیگا اور جب (کسی ضرورت سے) یہ کہا جاوے کہ (مجلس سے) اٹھ کھڑے ہو تو اٹھ کھڑے ہوا کرو (خواہ اٹھنے کیلیے اس غرض سے کہا جاوے کہ آنے والے کے لیے جگہ کھل جاوے پھر چاہے بالکل اٹھ جانے سے ہو یا ایک جگہ سے اٹھ کر دوسری جگہ جا بیٹھنے سے ہو اور خواہ اسوجہ سے کہا جاوے کہ صدر مجلس کو اسوقت کسی مصلحت مشورت خاصہ یا کسی ضرورت آرام یا عبادت وغیرہ سے انفراد اور تخلیہ کی حاجت ہو جو بدون خلوت کے مطلقاً حاصل نہ ہوسکین یا کامل نہ ہوسکین پس صدر مجلس کے امر بالقیام سے اٹھ جانا چاہیے اور یہ حکم غیر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بھی عام ہے کذا فی الروح ودل علیہ قبل پس صاحب مجلس کو حاجت کے وقت اسکی اجازت ہے البتہ آنے والے کو نہ چاہیے کہ کسیکو اٹھا کر اسکی جگہ بیٹھے - رواہ الشیخان - غرض صدر کے کہنے سے اٹھ بھی کھڑے ہوا کرو) اللہ تعالی (اس حکم کی اطاعت سے) تم مین ایمان والون کے اور (ایمان والون مین) ان لوگون کے (اور زیادہ) جنکو علم (دین) عطا ہوا ہے (اخروی) درجے بلند کر دیگا (یعنی اس امر کے امتثال کرنے والون کی تین قسمین ہین ایک غیر اہل ایمان جو کسی مصلحت دنیویہ سے مان لین جیسے منافقین وہ تو بقید منکم کے اس وعدہ سے خارج ہین -

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِم مَّا هُم مِّنكُمْ وَلَا مِنْهُمْ وَيَحْلِفُونَ عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۝

کیا آپ نے اُن لوگوں پر نظر نہیں فرمائی جو ایسے لوگوں سے دوستی کرتے ہیں جن پر اللہ نے غضب کیا ہے یہ لوگ نہ تو تم میں ہیں اور نہ اون ہی میں ہیں اور جھوٹی بات پر قسمیں کھا جاتے ہیں اور وہ جانتے ہیں

أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا إِنَّهُمْ سَاءَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ اتَّخَذُوا أَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ فَلَهُمْ

اللہ تعالےٰ نے اُن کے لیے سخت عذاب مہیا کر رکھا ہے بیشک وہ بُرے بُرے کام کیا کرتے تھے انھوں نے اپنی قسموں کو سپر بنا رکھا ہی پھر خدا کی راہ سے روکتے رہتے ہیں سو اُن کے

عَذَابٌ مُّهِينٌ ۝ لَّن تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُم مِّنَ اللَّهِ شَيْئًا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝

لیے ذلت کا عذاب ہونیوالا ہی ان کے اموال اور اولاد اللہ سے انکو ذرا نہ بچا سکیں گے یہ لوگ دوزخی ہیں وہ لوگ اوسمیں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

دوسرے اہل ایمان غیر اہل علم اُن کے لیے نفس رفع درجات ہی تیسرے اہل ایمان اہل علم چونکہ بوجہ علم و معرفت کے اُنکے امتثال کا منشا زیادہ خشیت و زیادہ خلوص ہے جس سے عمل کا ثواب بڑھ جاتا ہی اُن کے لیے مزید رفع درجات ہی کما یدل علیہ التخصیص بعد التعمیم) اور اللہ تعالےٰ کو تمہارے سب اعمال کی پوری خبر ہے (کہ کس کا عمل غیر مقرون بالایمان ہے اور کسکا مقرون بالایمان پھر اسمیں کس کے عمل میں کم خلوص ہے اور کس کے عمل میں زیادہ خلوص اس لیے ہر ایک کی جزا و ثمرہ میں تفاوت رکھا۔ آگے واقعہ ششم کے متعلق حکم ہی جو واقعہ اول و دوم سے مربوط ہی یعنی) ایمان والو جب تم رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے سرگوشی (کرنے کا ارادہ) کیا کرو تو اپنی اُس سرگوشی سے پہلے کچھ خیرات (مساکین کو) دیدیا کرو (جسکی مقدار آیت میں منصوص نہیں اور روایات میں مختلف مقداریں آئی ہیں ظاہرا غیر مقدر معلوم ہوتا ہی لیکن معتد بہ ہونا ضرور ہی) یہ تمہارے لیے (ثواب حاصل کرنے کے واسطے) بہتر ہی اور (گناہوں سے) پاک ہونیکا اچھا ذریعہ ہی (کیونکہ طاعت سے تکفیر سیئات ہوتی ہی یہ مصلحت تو باعتبار اغنیاء مومنین کے ہے اور فقراء مومنین کے اعتبار سے یہ ہی کہ اُنکو نفع مالی پہونچیگا جیسا لفظ صدقہ دال ہی کہ اس کے مصارف وہی ہیں اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اعتبار سے یہ ہی کہ اسمیں آپ کی اجلال شان ہی اور منافقین و مترفین کی تناجی سے جو آپکو اذیت ہوتی تھی اُس سے نجات اور استراحت ہی کیونکہ اُنکو ضرورت تو تناجی کی تھی نہیں اور بے ضرورت محض محبت سے خرچ کرنا اُنکو از حد شاق تھا اور غالبًا یہ صدقہ علانیہ ہوگا ورنہ ہر شخص دعوی تقدیم صدقہ کا کر سکتا۔ آگے فرماتے ہیں کہ یہ حکم تو مقدور کی حالت میں ہی) پھر اگر تمکو (صدقہ دینے کی) مقدور نہ ہو (اور ضرورت پڑے تناجی کی) تو اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہی (اس صورت میں اُسنے تمکو معاف کر دیا۔ اس سے ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ یہ حکم صدقہ کا واجب تھا اور ناداری کی صورت میں باوجود عدم وجوب کے لفظ مغفرت فرمانا جو موہم ہی گناہ کو غالبًا اس وجہ سے ہی کہ عدم وجدان مال بمعنے عدم وجدان اکثر من الحوائج امر اجتہادی ہی اسکی انداز کرنے میں غلطی ہو سکتی ہے لہذا مغفرت سے تسلی کر دی اور ہر چند کہ یہ حکم عام تھا لیکن خطاب میں یا ایہا الذین آمنوا اس لیے فرمایا کہ منافقین بھی مدعی ایمان تھے۔ آگے واقعہ ہفتم کے متعلق جو کہ واقعہ ششم سے مربوط ہی ارشاد ہی کہ) کیا تم (یعنی تم میں کے بعض جنکا بیان واقعہ ہفتم کے ذیل میں ہوا ہی) اپنی سرگوشی کے قبل خیرات دینے سے ڈر گئے سو (خیر) جب تم (اسکو) نہ کر سکے اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے حال پر عنایت فرمائی (کہ بالکل اُسکو منسوخ کر کے معاف فرما دیا جسکی حکمت ظاہر ہی کہ جس مصلحت کے واسطے یہ حکم واجب ہوا تھا وہ مصلحت حاصل ہو گئی کیونکہ مصلحت سد باب تھی جو بعد نسخ بھی باقی رہیگی کیونکہ پھر عود الی التناجی میں منافقین و مترفین پر اعتراض و شبہہ تطاول کا صریح لازم آتا ہی۔ غرض ارشاد ہی کہ جب اللہ تعالیٰ نے اسکو منسوخ فرما دیا) تو تم (دوسری عبادات مامور بہا کے پابند رہو یعنی) نماز کے پابند رہو اور زکوٰۃ دیا کرو اور اللہ اور رسول کا کہنا مانا کرو (مطلب یہ کہ اس کے نسخ کے بعد تمہارے قرب و قبول و نجات کے لیے احکام باقیہ پر استقامت و استدامت ہی کافی ہے) اور اللہ کو تمہارے سب اعمال کی (اور اُنکی حالت ظاہری و باطنی کی) پوری خبر ہے **ف** یہ جو ارشاد فرمایا کہ اذا تناجیتم فلا تتناجوا بالاثم الخ اگر اسپر یہ شبہ ہو کہ منافقین بھی دعوی کر سکتے تھے کہ ہم بھی بر و تقوی کی تناجی کیا کرتے ہیں کیونکہ دونوں تناجی کی صورت میں کوئی امتیاز نہیں۔ جواب یہ ہی کہ بر اور تقوی کے متعلق مضامین قابل تناجی و اخفاء کے بہت کم ہیں پس ایسی تناجی اقل قلیل واقع ہوگی بخلاف ضرر رسانی کے کہ اسمیں تناجی بکثرت ہوتی ہی پس یہی ایک امتیاز کافی ہی اس لیے وہ دعوی مذکورہ نہیں کر سکتے و نیز دوسرے قرائن خارجیہ بھی ممیز ہوتے ہیں مثل خصوصیات احوال اہل تناجی وغیرہ و ربط تقریر اسکی اس سے اوپر کی آیات کی تمہید میں گذر چکی ہی۔

تتمہ ذم و وعید منافقین و اتمامش بر مدح و وعد مومنین

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِم مَّا هُم مِّنكُمْ وَلَا مِنْهُمْ وَيَحْلِفُونَ عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿۱۴﴾ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا إِنَّهُمْ سَاءَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۱۵﴾
اتَّخَذُوا أَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ﴿۱۶﴾ لَّن تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُم مِّنَ اللَّهِ شَيْئًا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿۱۷﴾

يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ كَمَا يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰى شَيْءٍ ؕ اَلَاۤ اِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ۝ اِسْتَحْوَذَ

جس روز اللہ تعالیٰ سب کو دوبارہ زندہ کرے گا سو یہ اوسکے روبرو بھی قسمیں کھاجاوینگے جسطرح تمہارے سامنے قسمیں کھاجاتی ہین اور یون خیال کرین گے کہ ہم کسی اچھی حالت مین ہین خوب سن لو یہ لوگ بڑے ہی جھوٹے ہین

عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰىهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ

ان پر شیطان نے پورا تسلط کرلیاہے سو اس نے انکو خدا کی یاد بھلادی یہ لوگ شیطان کا گروہ ہے خوب سن لو کہ شیطان کا گروہ ضرور برباد ہونے والا ہے جو لوگ اللہ

يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗۤ اُولٰٓئِكَ فِي الْاَذَلِّيْنَ ۝ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ

اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہین یہ لوگ سخت ذلیل لوگون مین ہین اللہ تعالیٰ نے یہ بات لکھ دی ہے کہ مین اور میرے پیغمبر غالب رہین گے بیشک اللہ تعالیٰ قوت والا غلبہ والا ہے جو لوگ

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْۤا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ

اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہین آپ انکو نہ دیکھینگے کہ وہ ایسے شخصون سے دوستی رکھین جو اللہ اور رسول کے برخلاف ہین گو وہ انکے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبہ ہی کیون نہ ہو

اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ

ان لوگون کے دلون مین اللہ تعالیٰ نے ایمان ثبت کردیا ہے اور انکو اپنے فیض سے قوت دی ہے اور انکو ایسے باغون مین داخل کریگا جنکے نیچے سے نہرین جاری ہونگی جنمین وہ ہمیشہ رہینگے

فِيْهَا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

اللہ تعالیٰ اُن سے راضی ہوگا اور وہ اللہ سے راضی ہونگے یہ لوگ اللہ کا گروہ ہے خوب سن لو کہ اللہ ہی کا گروہ فلاح پانے والا ہے۔

يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ كَمَا يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰى شَيْءٍ ؕ اَلَاۤ اِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ⑱ اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰىهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ⑲ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗۤ اُولٰٓئِكَ فِي الْاَذَلِّيْنَ ⑳ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ㉑ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْۤا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ㉒ کیا آپ نے اُن لوگون پر نظر نہین فرمائی جو ایسے لوگون سے دوستی کرتے ہین جن پر اللہ نے غضب کیا ہے (پہلے لوگون سے مراد منافقین ہین اور دوسرے لوگون سے مراد یہود و جمیع کفار مجاہرین اور منافقین چونکہ یہودی تھے اس لیے انکی دوستی یہود سے اور اسیطرح اور کفار سے بھی مشہور اور معلوم ہے) یہ (منافق) لوگ نہ تو (پورے پورے) تم مین ہین اور نہ (پورے پورے) اُن ہی مین ہین (بلکہ ظاہر مین تو تم سے ملے ہوئے ہین اور باطنًا و عقیدۃً کفار کے ساتھ ہین) اور جھوٹی بات پر قسمین کھاجاتے ہین (وہ جھوٹی بات یہی ہے کہ ہم مسلمانون مین شامل ہین کقولہ تعالیٰ ویحلفون باللہ انہم لمنکم وما ہم منکم) اور وہ (خود بھی) جانتے ہین (کہ ہم جھوٹے ہین۔ آگے اُن کے لیے وعید ہے کہ) اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے سخت عذاب مہیا کر رکھا ہے (کیونکہ) بیشک وہ برے برے کام کیا کرتے تھے (چنانچہ کفر و نفاق سے بدتر کون کام ہوگا اور ان ہی برے کامون مین سے ایک برا کام یہ ہے کہ) انہون نے اپنی (ان جھوٹی) قسمون کو (اپنے بچاؤ کے لیے) سپر بنا رکھا ہے (جسمین مسلمان انکو مسلمان سمجھکر ہماری جان و مال سے تعرض نہ کرین) پھر (اورون کو بھی) خدا کی راہ (یعنی دین) سے روکتے رہتے ہین (یعنی بہکاتے رہتے ہین) سو (اسوجہ سے) اُن کے لیے ذلت کا عذاب ہونے والا ہے (یعنی وہ عذاب جیسا شدید ہوگا کما مر ایسا ہی مہین بھی ہوگا اور جب وہ عذاب ہونے لگیگا تو ان کے اموال اور اولاد (اللہ کے عذاب) سے انکو ذرا نہ بچاسکینگے (اور) یہ لوگ دوزخی ہین (اسمین تعیین فرمادی اُس عذاب شدید و مہین کی کہ دوزخ ہے اور) وہ لوگ اُس (دوزخ) مین ہمیشہ رہنے والے ہین (آگے وقت عذاب کا بتلاتے ہین کہ وہ عذاب اُس روز ہوگا) جس روز اللہ تعالیٰ ان سب کو (مع دیگر مخلوقات کے) دوبارہ زندہ کریگا سو یہ اُس کے روبرو بھی (جھوٹی) قسمین کھاجاوینگے جسطرح تمہارے سامنے قسمین کھاجاتے ہین (جیسا مشرکین کی

اللغات استحوذ الحوذ فی الاصل السوق والجمع وتقید بعضہم بالسریع ثم اطلق علی الاستیلاء ومنہ الاحوذی للمشمر فی الامور القاہر لہا الذی لایشذ عنہ منہا شئی وہو مما جاء علی الاصل فی عدم اعلالہ علی القیاس"

سورة الحشر مدنية وهي اربع وعشرون اٰية

جھوٹی قسم قیامت کے دن اس آیت مین مذکور ہی واللہ ربنا ماکنا مشرکین) اور یون خیال کرین گے کہ ہم کسی اچھی حالت مین ہین (کہ اس جھوٹی قسم کی بدولت بچ جاوین گے) خوب سن لو یہ لوگ بڑے ہی جھوٹے ہین (کہ خدا کے سامنے بھی جھوٹ بولنے سے نہ چوکے اور انکی جو حرکات اوپر مذکور ہین وجہ اسکی یہ ہے کہ) ان

پر شیطان نے پورا تسلط کرلیا ہی (کہ اُس کے اضلال پر عمل کر رہے ہین) سو اُسنے انکو خدا کی یاد بھلا دی (یعنی اسکے احکام کو چھوڑ بیٹھے واقعی) یہ لوگ شیطان کا گروہ ہے خوب سن لو کہ شیطان کا گروہ ضرور برباد ہونیوالا ہے (آخرت مین تو ضرور اور گاہے دنیا مین بھی اور انکی یہ حالت کیون نہ ہو کہ یہ اللہ اور رسول کے مخالف ہین اور قاعدہ کلیہ ہی کہ) جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہین یہ لوگ (اللہ کے نزدیک) سخت ذلیل لوگون مین ہین (جب اللہ کے نزدیک ذلیل ہین تو آثار مذکورہ کا ترتب کیا مستبعد ہی اور جسطرح خدا تعالی نے انکے لیے ذلت تجویز فرما رکھی ہی اسیطرح مطیعین کے لیے عزت کیونکہ وہ لوگ اللہ اور رسولون کے تبع ہین اور اللہ تعالی نے یہ بات (اپنے حکم ازلی مین) لکھ دی ہی کہ مین اور میرے پیغمبر غالب رہین گے (جو کہ حقیقت ہی عزت کی مقصود یہان غلبہ بیان کرنا انبیا کا ہی اپنا ذکر تشریف انبیا کے لیے فرمایا پس جب رسل ذی عزت ہین تو اُنکے متبعین بھی اور معنے غلبہ کے سورہ مائدہ آیت ان حزب اللہ ہم الغالبون اور سورہ مومن آیت لننصر رسلنا الخ کے ذیل مین گذر چکے ہین) بیشک اللہ تعالے قوت والا غلبہ والا ہی (اس لیے وہ جسکو چاہی غالب کر دی۔ آگے دوستی کفار مین منافقین کے حال کے خلاف اہل ایمان کا حال بیان فرماتے ہین کہ) جو لوگ اللہ پر اور قیامت کے دن پر (پورا پورا) ایمان رکھتے ہین آپ اُنکو نہ دیکھین گے کہ وہ ایسے شخصون سے دوستی رکھین جو اللہ اور رسول کے برخلاف ہین گو وہ اُن کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبہ ہی کیون نہ ہو ان لوگون کے دلون مین اللہ تعالے نے ایمان ثبت کر دیا ہی اور اُن (قلوب) کو اپنے فیض سے قوت دی ہے (فیض سے مراد نور یعنی مقتضائے ہدایت پر ظاہراً عمل و باطناً سکون وهو المذکور فی قوله تعالی فهو علی نور من ربه چونکہ یہ سبب ہی زیادة حیوة معنویہ کا اس لیے اسکو روح سے تعبیر فرمایا۔ یہ دولت تو اُنکو دنیا مین ملی کقوله تعالی اولئک علی هدی من ربهم) اور (آخرت مین انکو یہ نعمت ملے گی کہ) انکو ایسے باغون مین داخل کرے گا جنکے نیچے سے نہرین جاری ہونگی جنمین وہ ہمیشہ رہین گے اللہ تعالے اُن سے راضی ہوگا اور وہ اللہ سے راضی ہونگے یہ لوگ اللہ کا گروہ ہے خوب سن لو کہ اللہ ہی کا گروہ فلاح پانے والا ہی (کقوله تعالی اولئک هم المفلحون بعد قوله اولئک علی هدی من ربهم) ف کفار سے دوستی رکھنے کی تحقیق سورہ آل عمران آیت لایتخذ المؤمنون کے ذیل مین گذر چکی ہی۔ الحمد للہ کہ تفسیر سورہ مجادلہ کی ختم ہوئی آگے تفسیر سورہ حشر کی آتی ہے۔ انشاء اللہ تعالے

سورة الحشر مدنية وآيها اربع وعشرون كذا في البيضاوي

ربط اوپر کی سورت کے اکثر حصہ اخیرہ مین منافقین کی مذمت اور انکا یہود سے دوستی رکھنا مذکور تھا اس سورت کے اکثر حصہ اولیٰ مین یہود کی بعض عقوبت اور منافقین کی دوستی انکے کام نہ آنا مذکور ہے اور بمناسبت خصوصیت عقوبت مذکورہ کے کہ جلا وطنی ہے درمیان مین بعض احکام فی کے بیان کر دیئے گئے اور اخیر حصہ مین مسلمانون کو امثال افعال کفار مذکورین سے تنفیر و تحذیر کی غرض سے تہیئہ آخرت اور مخالفت احکام الہیہ سے بچنے کا امر اور اس کی تقویت و تاکید کے لیے اپنے صفات جلال و جمال بیان فرمائے پس اس اخیر کے حصہ مین من وجہ تفصیل بھی ہوگئی اجمال فاعتبروا الخ کی۔ اور قصہ ان یہود کا اسطرح ہوا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ مین تشریف لائے تو یہود سے معاہدہ صلح کا ہوگیا منجملہ اُن کے ایک قبیلہ بنی نضیر تھا اور اُن سے بھی صلح تھی اور یہ لوگ مدینہ سے دو میل پر رہتے تھے ایکبار آپ وہان ایک خونبہا کی اعانت مین اُنکو شریک کرنے کے لیے تشریف لے گئے جسکا واقعہ یہ ہوا تھا کہ عمرو بن امیہ ضمری کے ہاتھ سے دو خون ہوگئے تھے اُسمین خونبہا ادا کرنا تھا آپ اس لیے تشریف لے گئے کہ اگر یہ لوگ بھی چندہ مین شریک ہونا چاہین تو ہوجاوین اُنہون نے آپکو ایک جگہ بٹھلا دیا کہ ہم اسکا انتظام کیے دیتے ہین اور باہم خفیہ مشورہ کیا کہ کوئی شخص اونچے پر چڑھکر پتھر چکی کا آپ پر چھوڑ دی کہ آپ کا کام تمام ہوجاوی فوراً وحی سے آپکو معلوم ہوگیا آپ وہان سے اٹھ آئے اور کہلا بھیجا کہ تم نے نقض عہد کیا ہی دس روز کی تمکو مہلت ہی اس مدت کے اندر اندر جہان چاہو چلے جاؤ ورنہ جو شخص اس مدت کے بعد نظر آویگا اسکی گردن ماریجاویگی اُنہون نے چلے جانیکا ارادہ کیا تو عبداللہ بن ابی منافق نے اُن کے پاس کہلا بھیجا کہ تم کہین مت جاؤ میرے ساتھ دو ہزار آدمیون کی جمعیت ہے وہ اپنی جان دیدینگے اور قبیلہ بنی قریظہ تمہاری مدد دین گے اور روح مین ابن اسحق وغیرہ سے عبداللہ کے ساتھ ودیعہ بن مالک و سوید و داعس کا نام بھی نقل کیا ہی وہ لوگ اُن کے کہنے مین آگئے اور آپ کے پاس کہلا بھیجا کہ ہم کہین نہین جاتے جو آپ سے ہوسکے کر لیجیے آپ صحابہ کے ساتھ چلے وہ لوگ قلعہ بند ہوگئے اور منافقین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

شروع کرتا ہون اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہین

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ هُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ

اللہ کی پاکی بیان کرتے ہین سب جو کچھ کہ آسمانون اور زمین مین ہین اور وہ زبردست حکمت والا ہی۔ وہی ہی جسنے کفار اہل کتاب کو اون کے گھرون سے پہلی ہی بار

مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ؕ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ

اکٹھا کرکے نکالدیا۔ تمہارا گمان بھی نہ تھا کہ وہ نکلین گے اور انہون نے یہ گمان کر رکھا تھا کہ انکے قلعے انکو اللہ سے بچالین گے سو انپر خدا

لَمْ يَحْتَسِبُوْا ۗ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۖ فَاعْتَبِرُوْا

ایسی جگہ سے پہونچا کہ انکو خیال بھی نہ تھا اور اُن کے دلون مین رعب ڈال دیا کہ اپنے گھرون کو خود اپنے ہاتون سے بھی اور مسلمانون کے ہاتون سے بھی اجاڑ رہے تھے سو اے دانشمندو عبرت

يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ ۝ وَلَوْلَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَاۗءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا ۭ وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ۝

حاصل کرو۔ اور اگر اللہ تعالیٰ اُنکی قسمت مین جلاوطن ہونا لکھ چکتا تو اُنکو دنیا ہی مین سزا دیتا۔ اور اُن کے لئے آخرت مین دوزخ کا عذاب ہی

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَاۗقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَاۗقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا

یہ اس سبب سے ہی کہ ان لوگون نے اللہ کی اور اُس کے رسول کی مخالفت کی اور جو شخص اللہ کی مخالفت کرتا ہی تو اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہی جو کھجورون کے درخت تم نے کاٹ ڈالے یا اُنکو اُنکی

قَاۗىِٕمَةً عَلٰٓي اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ ۝

جڑون پر کھڑا رہنے دیا سو خدا ہی کے حکم کے موافق ہین اور تاکہ کافرون کو ذلیل کرے

منہ چھپا کر بیٹھ رہے آپ نے اُنکا محاصرہ کر لیا اور اُن کے باغون کے درخت جلوا دیے کٹوا دیے آخر تنگ ہوکر اُنہون نے نکل جانا منظور کیا آپ نے فرمایا کہ جتنا اسباب لیجا سکو لیجانے کی اجازت ہے بجز ہتیار کے غرض وہ لوگ کچھ شام کو کچھ خیبر کو نکل گئے اور مارے حسد و حرص کے اپنے گھرون کی چوکھٹ بازو کڑیان تختے تک لاد لاد کر لیگئے اور یہ قصہ بعد بدر کے ربیع الاول سنہ چار ہجری مین ہوا پھر حضرت عمر رضنے اپنی خلافت مین اُنکو مع دیگر یہود کے ملک شام کی طرف نکال دیا یہ دونون جلاوطنی حشر اول و حشر ثانی کہلاتی ہین کذا فی زاد المعاد وغیرہ۔ اور تمہید کے طور پر تسبیح سے افتتاح مضمون کیا گیا۔

افتتاح بتسبیح رب قدیر و قصہ اخراج بنی النضیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ① هُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ؕ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا ۗ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۖ فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ ② وَلَوْلَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَاۗءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا ۭ وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ③ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَاۗقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَاۗقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ④ مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَاۗىِٕمَةً عَلٰٓي اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ

اللہ کی پاکی بیان کرتے ہین سب جو کچھ کہ آسمانون اور زمین مین ہین (مخلوقات) ہین (خواہ قالاً خواہ حالاً) اور وہ زبردست (اور) حکمت والا ہی (چنانچہ اسکی علو شان اور قدرت اور حکمت کا ایک اثر یہ ہی کہ) وہی ہی جسنے (ان) کفار اہل کتاب (یعنی بنی نضیر کو) اُن کے گھرون سے پہلی ہی بار اکٹھا کرکے نکال دیا یعنی بقول زہری اسکے قبل انپر یہ مصیبت واقع نہ ہوئی تھی یہ مصیبت انپر اول ہی بار آئی ہی جو انکی حرکات شنیعہ کا ثمرہ ہی اور اسمین ایک لطیف اشارہ ہی ایک پیشین گوئی کی طرف کہ ان کے لیے پھر بھی ایسا اتفاق ہوگا چنانچہ دوبارہ حضرت عمر رضنے تمام یہود کو جزیرہ عرب سے نکالدیا کذا فی الخازن اور اس اشارہ کو لطیف اسلیے کہا گیا کہ لفظ اول ہمیشہ مقتضی نہین ہوتا وقوع ثانی کو

البلاغۃ	اللغات
قولہ قطعتم ولم یتعرض للتحریق لانہ فی معنی القطع فاکتفی بہ واما التعرض للترک مع انہ لیس بفساد عندہم الیضا فلتقریر عدم کون القطع فسادا لتمثیلہ فی سلک ما لیس بفساد وایذانا بتساویہما فی ذلک ۱۲	لاول الحشر اللام للوقت الجلاء الاخراج او الخروج یقال جلوا عنہا ویقال اجلیتہم جلاہم لینۃ النخلۃ من اللون او من اللین کذا فی الروح ۱۲

چنانچہ بولتے ہین فلان عورت کے پہلی ہی بار بچہ پیدا ہوا ہے آگے اس اخراج کے اثر قدرت وغلبہ ہونے کی تقریر ہے کہ اے مسلمانو انکا سامان وشوکت دیکھ کر تمہارا
گمان بھی نہ تھا کہ وہ (کبھی اپنے گھرون سے) نکلین گے اور (خود) انہون نے یہ گمان کر رکھا تھا کہ اُن کے قلعے اُنکو اللہ (کے انتقام) سے بچالین گے (یعنی اپنے قلعون کے
استحکام پر ایسے مطمئن تھے کہ اُنکے دل مین انتقام غیبی کا خطرہ بھی نہ آتا تھا پس انکی حالت مشابہ اُس شخص کے تھی جسکا یہ گمان ہو کہ اُن کے قلعے اللہ سے بچالین گے اور
اگر بنی نضیر کے قلعے متعدد نہ ہون تو حصونہم کی ضمیر مطلق یہود کی طرف ہوگی اور انہم کی ضمیر بھی اور صرف ظنوا کی ضمیر بنی نضیر کی طرف ہوجاویگی یعنی بنی نضیر کا یہ خیال تھا
کہ سب یہود کو اُن کے قلعے حوادث سے بچالین گے اِن سب یہود مین یہ بھی آگئے کہ اپنے قلعہ کو اپنا محافظ سمجھتے تھے) سو اُن پر خدا (کا عقاب) ایسی جگہ سے پہونچا کہ
انکو خیال (اور گمان) بھی نہ تھا (مراد اس جگہ سے یہ ہے کہ مسلمانون کے ہاتون نکالے گئے جنکی بے سروسامانی پر نظر کر کے اسکا احتمال بھی نہ ہوتا تھا کہ یہ بے سامان ان با
سامانون پر غالب آجاوین گے) اور ان کے دلون مین (اللہ تعالے نے مسلمانون کا) رعب ڈال دیا کہ (اُس رعب کی وجہ سے نکلنے کا قصد کیا اور اُسوقت یہ حالت
تھی کہ) اپنے گھرون کو خود اپنے ہاتون سے بھی اور مسلمانون کے ہاتون سے بھی اُجاڑ رہے تھے (یعنی خود بھی کڑی تختہ لیجانے کے واسطے اپنے مکانون کو منہدم کرتے تھے
اور مسلمان بھی اُن کے قلب کو صدمہ پہونچانے کے واسطے منہدم کرتے تھے اور مسلمانون کے منہدم کرنے کو اُن کی طرف اس لیے منسوب کیا کہ سبب اس انہدام کا اصل
مین نقض عہد ہے اور وہ فعل یہود کا ہے پس اسناد الی السبب ہوگئی اور مسلمانون کا ہاتھ بمنزلہ آلہ کے ہوگیا) سو اے دانشمندو (اس حالت کو دیکھکر) عبرت حاصل کرو
(کہ انجام خدا ورسول کی مخالفت کا بعض اوقات دنیا مین بھی نہایت برا ہوتا ہے) اور اگر اللہ تعالے اُن کی قسمت مین جلاوطن ہونا نہ لکھ چکتا تو اُن کو دنیا ہی مین
(قتل کی) سزا دیتا (جسطرح ان کے بعد بنی قریظہ کے ساتھ معاملہ کیا گیا) اور (گو دنیا مین عذاب قتل سے بچ گئے لیکن) ان کے لیے آخرت مین دوزخ کا عذاب (تیار)
ہے (اور) یہ (سزاے جلاوطنی دنیا مین اور سزاے نار آخرت مین) اس سبب سے ہے کہ ان لوگون نے اللہ کی اور اُس کے رسول کی مخالفت کی اور جو شخص اللہ کی مخالفت
کرتا ہے (کہ وہی مخالفت رسول کی بھی ہے) تو اللہ تعالے سخت سزا دینے والا ہے (یہ مخالفت دو طرح ہوئی ایک نقض عہد سے جس سے کہ یہ سزاے جلاوطنی ہوئی اور دوسرے
عدم ایمان سے جو سبب عذاب نار کا ہے۔ آگے یہود کے ایک طعن کا جواب ہے جو درختون کے کاٹنے اور جلانے کے باب مین کیا تھا کہ یہ فساد ہے اور فساد مذموم ہے کذا فی الدر
نیز بعض مسلمانون نے باوجود اجازت کے یہ سمجھکر کہ ترک جائز ہے اور آخر مین یہ درخت مسلمانون ہی کے ہونگے تو انکا رہنا ہی بہتر ہے نہین کاٹے اور بعض نے یہ سمجھکر
کہ یہود کا دل دکھے گا کاٹ دیئے کذا فی الدر جواب کے ساتھ ان دونون فعل کی بھی تصویب ہے پس ارشاد ہے کہ) جو کھجورون کے درخت تمنے کاٹ ڈالے (اسی طرح جو جلا دیئے)
یا اُنکو انکی جڑون پر (بحالہا) کھڑا رہنے دیا سو (دونون باتین) خدا ہی کے حکم (اور رضا) کے موافق ہین (تاکہ مسلمانون کو عزت دے) اور تاکہ کافرون کو ذلیل کرے (یعنی دونون
فعل مین مصلحت ہے چنانچہ ترک مین بھی مسلمانون کی ایک کامیابی اور کفار کو غیظ مین ڈالنا ہے کہ یہ مسلمان اسکو برتین گے اور قطع وحرق مین بھی مسلمانون کی دوسری
کامیابی یعنی ظہور آثار غلبہ اور کفار کو غیظ مین ڈالنا ہے کہ مسلمان ہماری چیزون مین کیسے تصرفات کر رہے ہین پس دونون امر جائز اور بوجہ تضمن حکمت کے کوئی قبیح نہین **ف**
مسئلہ اہل حرب کے اموال کا احراق یا افساد وقطع اشجار وغیرہ جب اسمین مصلحت ہو جائز ہے کذا فی الہدایۃ والروح وغیرہما **مسئلہ** کفار کے جلاوطن کر دینے کو روح المعانی
مین ابتداء اسلام مین مشروع اور اب منسوخ کہا ہے۔ اور ہدایہ مین بحث فئی مین لکھا ہے الاراضی التی اجلوا عنہا اہلہا جس سے اس حکم کا بقا معلوم ہوتا ہے۔ احقر کے
نزدیک یہ ہے کہ جن لوگون نے اسکو داخل منّ سمجھا ہے منسوخ کہا ہے اور جنہون نے جائز کہا ہے غالباً مثل اسکے سمجھا ہے کہ کفار مقابلہ کے وقت بھاگنے لگین اور کسی مصلحت سے
انکا تعاقب نہ کیا جاوے کہ یہ جائز ہے مثل صلح کے فقط **ربط** تمہید سورت مین گذر چکا البتہ فئی کے متعلق کچھ مضمون بطور مقدمہ کے تفسیر سے پہلے لکھ دینا اعانت فہم تفسیر کے
لیے مناسب معلوم ہوتا ہے **وھو ھذا** جو مال اہل حرب سے بلا قتال حاصل ہو وہ فئے ہے کذا فی الہدایۃ اموال بنی نضیر اسی قبیل سے تھے اور فدک اور نصف خیبر بھی
جسمین کتیبہ ووطیح وسلالم وحدہ اور بقیہ نصف خیبر یعنی شق اور نطاۃ فئی نہ تھا بلکہ عنوۃ فتح ہوا تھا اخرجہ ابن مردویہ عن ابن عباس اور مال فئی مین امام صاحب
کے نزدیک خمس نہین ہے کذا فی الہدایۃ۔ اور جو عنوۃ فتح ہو اُسمین تقسیم کے وقت خمس نکالا جاتا ہے جس کے مصارف سورہ انفال مین گذر چکے ہین۔ اور ان اموال کا حکم یہ ہے
کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کہ روایات کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے اسکے مالک تھے اور اُسمین جو مصارف آپکو بتلائے گئے وجوباً یا ندباً وہ ایسا ہے جیسے
اہل اموال پر زکوٰۃ وصدقہ ہے البتہ یہ اموال مملوکہ آپ کے بعد محل میراث نہ تھے بلکہ وقف تھے اور یہ خصوصیت تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رواہ الشیخان
چنانچہ آپ نے اموال بنی نضیر کا اکثر حصہ مہاجرین کو اور انصار مین سے بعض کو تقسیم فرما دیا رواہ البیہقی اور بقیہ مین سے اپنے اہل وعیال کو سال بھر کا خرچ دیکر
جو بچتا وہ سامان جہاد سلاح وکراع مین صرف فرما دیا جاتا اخرجہ الشیخان وغیرہما۔ اور خیبر کی آمدنی سے فقراء مہاجرین کی اور فدک سے مسافرون کی امداد فرماتے

وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ

اور جو کچھ اللہ نے اپنے رسول کو اُنسے دلوا دیا　سو تم نے اوسپر گھوڑے دوڑائے اور نہ اونٹ　لیکن اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو جسپر چاہے مسلط فرما دیتا ہے

وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ

اور اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر پوری قدرت ہے　جو کچھ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو دوسری بستیوں کے لوگوں سے دلوا دے وہ اللہ کا حق ہے اور رسول کا　اور قرابت داروں کا　اور یتیموں کا　اور غریبوں کا

وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ ؕ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ

اور مسافروں کا　تاکہ وہ تمہارے تونگروں کے قبضہ میں نہ آجاوے　اور رسول تمکو جو کچھ دیدیا کرین　وہ لے لیا کرو　اور جس چیز سے تمکو روک دین تم رُک جایا کرو

وقف لازم

وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝

اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے۔

اخرجہ ابوداؤد وابن مردویہ آیندہ وما افاء الخ مین اسی تخصیص کا ذکر ہے جسکا نزول اس سبب سے ہوا کہ بعض لوگون نے کہا تھا کہ یہ زمین تقسیم کیون نہین کی گئی فارضی اللہ عنہ فقال ما افاء الخ اخرجہ ابن مردویہ عن ابن عباس اور بعد آپ کی حیات کے اُس کے مصارف صرف مصالح عامہ مین مثل سد ثغور و بناء قناطیر و جسور اور عطاء قضاۃ وعمال وعلماء مسلمین و ارزاق مقاتلین و ذراری مقاتلین کذا فی الہدایۃ اور ان مصالح مین مصارف خمس غنیمت یتامیٰ و مساکین و ابن السبیل بھی داخل ہین کما فہم من عد المرضی والزمنی واللقیط من المصالح العامۃ فی رد المحتار اور فقراء مہاجرین و انصار بھی اُسوقت داخل تھے اور بعد کی نسلین بھی داخل ہین کیونکہ مصالح عامہ مذکورہ سے جو نفع غیر موجودین کو بھی پہونچتا ہی غرض اسکے مصارف نہایت عام ہین البتہ ایسی زمین کسی کی ملک کر دینا امام کو اسکا اختیار ہونا یا نہونا مختلف فیہ ہی کما فہم من الدر المختار ورد المحتار قبیل فصل الجزیۃ چنانچہ دوسری۔ تیسری۔ چوتھی۔ پانچوین۔ آیت مین یہ سب مذکور ہین روی استیعاب الآیۃ لہولاء کلہم البیہقی وغیرہ عن عمر رض اور ان مصارف کی تحدید و تقدیر رائے امام پر ہے لیکن امام کو حاکمانہ اختیارات ہین مالکانہ نہین اور حضور کو مالکانہ اختیارات تھے مثل بیع وغیرہ اور حسب روایت در منثور قتادہ کا قول یہ ہی کہ مصارف خمس پہلے مصارف فئی تھے پھر سورۂ انفال کی آیت سے یہ آیت سورۂ حشر کی منسوخ ہو گئی اور ان کے لیے خمس مقرر ہو گیا لیکن چونکہ ظاہراً سورۂ انفال کی آیت بدر مین نازل ہوئی اور یہ مقدم ہی لہٰذا یہ قول خلاف ظاہر ہوا اور یہ تقریر مذکور حنفیہ کے مسلک پر ہے اور شافعی رح کے نزدیک فئی مین بھی خمس ہے اور چار اخماس مصارف مذکورہ مین صرف ہون گے لقولہ علیہ السلام کما فی الصحاح لی مما افاء اللہ تعالیٰ علیکم الا الخمس و الخمس مردود علیکم اھ ظاہر ہے کہ خمس یعنی خمس الخمس مقتضے تخمیس کو ہے تو فئی مین بھی خمس ہوا اور یہان جو مصارف مذکور ہین وہ مصارف اسی خمس کے ہین اھ لیکن آیت مین ما افاء اللہ کی خبر مین فللّٰہ وللرسول ولذی القربی الخ واقع ہونا ظاہراً اسپر دال ہی کہ یہ مصرف جمیع ما افاء اللہ کا ہے کہ اس کے خمس کا۔ اور حدیث مین افاء کا بمعنے غنیمت مستعمل ہونا محتمل ہی واللہ اعلم۔ یہ مقام مثل سورہ براءۃ کے احقر کو بہت دشوار معلوم ہوا تفاسیر واحادیث وکتب فقہ کی مراجعت کے بعد غایت جد و جہد سے جو سمجھ مین آیا وہ لکھا گیا مثل سورہ برات کے یہان بھی عرض ہے کہ اگر اس سے احسن اور اتقن تفسیر ممکن ہو تو اُسکو ترجیح دیجاوے۔ والروایات کلہا من الخازن والدر المنثور۔

احکام فئے

وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ ؕ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝

اللغات افاء اعاد والمراد تحویلہا الیہ صلی اللہ علیہ وسلم وان لم یتقدم سبق حصولہا لہ صلی اللہ علیہ وسلم نظیرہا قیل فی قولہ تعالیٰ او لتعودن فی ملتنا ظاہر ان اقتضی سبق الحصول کان فیما ذکر مجازا وقیل للغنیمۃ التی لا تلحق فیہا مشقۃ۔ قولہ دولۃ بالضم وکذا بالفتح ما یداول ای ما یدور للانسان من الغناء والجد والغلبۃ وما ترجمتہ ہو ما خذ بالحاصل ۱۲

النحو قولہ ما افاء اللہ استیناف ای جواب سوال ہو عند ناشی مما فہم من الکلام السابق فکان قائلا یقول قد علمنا حکم ما افاء اللہ تعالیٰ من بنی النضیر فما حکم ما افاء عز وجل من غیرہم فقیل ما افاء اللہ الخ ولذا لم یعطف علی ما تقدم ولم یذکر فی الآیۃ قید الایجاف ولا عدمہ ۱۲

لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِیْنَ الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَ اَمْوَالِهِمْ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا وَّ یَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ

ان حاجتمند مہاجرین کا حق ہی جو اپنے گھرون سے اور اپنے مالون سے جدا کر دیے گئے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضامندی کے طالب ہین اور وہ اللہ اور اُس کے

وَ رَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ○ وَ الَّذِیْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَ الْاِیْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ یُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَیْهِمْ

رسول کی مدد کرتے ہین یہی لوگ سچے ہین اور اُن لوگون کا جو دار الاسلام مین اور ایمان مین ان کے قبل سے قرار پکڑے ہوے ہین جو انکے پاس ہجرت کرکے آتا ہی اُس سے یہ لوگ محبت کرتے ہین

وَ لَا یَجِدُوْنَ فِیْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّاۤ اُوْتُوْا وَ یُؤْثِرُوْنَ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ وَ لَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ؕ۫ وَ مَنْ یُّوْقَ

اور مہاجرین کو جو کچھ ملتا ہی اُس سے یہ اپنے دلون مین کوئی رشک نہین پاتے اور اپنے سے مقدم رکھتے ہین اگرچہ اونپر فاقہ ہی ہو اور جو شخص اپنی طبیعت

شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ وَ الَّذِیْنَ جَآءُوْ مِنْ بَعْدِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ

کے بخل سے محفوظ رکھا جاوے ایسے ہی لوگ فلاح پانیوالے ہین اور ان لوگون کا جو ان کے بعد آئے جو دعا کرتے ہین کہ اے ہمارے پروردگار ہمکو بخشدے اور ہمارے اُن بھائیون کو

سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَ لَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَاۤ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ○

جو ہم سے پہلے ایمان لاچکے ہین اور ہمارے دلون مین ایمان والون کی طرف سے کینہ نہ ہونے دیجیے اے ہمارے رب آپ بڑے شفیق رحیم ہین

ربع — ع ۱

لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِیْنَ الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَ اَمْوَالِهِمْ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا وَّ یَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۚ﴿۸﴾ وَ الَّذِیْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَ الْاِیْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ یُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَیْهِمْ وَ لَا یَجِدُوْنَ فِیْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّاۤ اُوْتُوْا وَ یُؤْثِرُوْنَ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ وَ لَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ؕ۫ وَ مَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۹﴾ وَ الَّذِیْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَ لَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَاۤ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۰﴾ اوپر جو بیان ہوا وہ تو بنی نضیر کی جانون کے ساتھ معاملہ ہوا اور اُن کے اموال کے ساتھ جو معاملہ ہوا اُسکا بیان یہ ہی کہ جو کچھ اللہ نے اپنے رسول کو اُن سے دلوا دیا سو اُسمین تمکو کوئی مشقت نہین پڑی چنانچہ تم نے اُسپر (یعنی اسکے حاصل کرنے کو) نہ گھوڑے دوڑائے اور نہ اونٹ (مطلب یہ کہ نہ سفر کی مشقت ہوئی کیونکہ مدینہ سے دو میل پر ہے اور نہ قتال کی اور برائے نام جو مقابلہ کیا گیا وہ غیر معتدبہ تھا کذا فی الروح اس لئے اُسمین تمہارا استحقاق تقسیم و تملیک کا نہین جسطرح غنیمت کے چار خمس مین ہوتا ہی) لیکن اللہ تعالیٰ (کی عادت ہی کہ) اپنے رسولون کو (اپنے دشمنون مین سے) جسپر چاہے (خاص طور پر) مسلط فرما دیتا ہی (یعنی محض رعب سے مغلوب کر دیتا ہی جسمین کسیکو کچھ مشقت واقع نہین ہوتی چنانچہ اُن رسولون مین سے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اسیطرح مسلط فرما دیا اس لیے اُسمین تمہارا کوئی حق نہین ہے بلکہ اُسمین مالکانہ تصرف کرنا آپکی راے پر مفوض ہی) اور اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر پوری قدرت ہی (پس وہ جسطرح چاہے دشمنون کو مغلوب کرے اور جسطرح چاہے اپنے رسول کو اختیار اور تصرف دے اور جیسا اموال بنی نضیر کا یہ حکم ہی اسیطرح) جو کچھ اللہ تعالیٰ (اسی طور پر) اپنے رسول کو دوسری بستیون کے (کافر) لوگون سے دلوا دے (جیسا فدک اور ایک جزو خیبر کا اسیطرح ہاتھ آیا) سو اُسمین بھی تمہارا کوئی استحقاق تملک کا نہین بلکہ) وہ (بھی) اللہ کا حق ہی (یعنی وہ جسطرح چاہے اُسمین حکم دے جیسا کہ اور سب چیزون مین اُسکا اسیطرح کا حق ہی اور تخصیص حصر کے لیے نہین) اور رسول کا (حق ہی کہ اللہ تعالیٰ نے آنکی راے پر اُسمین مالکانہ تصرف مفوض کر دیا ہی) اور (آپ کے) قرابت دارون کا (حق ہی) اور یتیمون کا (حق ہی) اور غریبون کا (حق ہی) اور مسافرون کا (حق ہی یعنی یہ سب حسب صوابدید رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اُس کے مصرف ہین جیسا کہ اور بھی اسکے مصارف ہین پس تخصیص ذکری بنابر رفع شبہ کے ہو سکتی ہی کہ یہ لوگ بدون شرکت جہاد کے بدرجہ اولےٰ مستحق نہون گے اس شبہ کو رفع کر دیا کہ انکا مصرف ہونا خاص اوصاف کے اعتبار سے ہی نہ بوجہ شرکت جہاد کے پس وہ وصف

اللغات تبوءوا استقروا فالاستقرار فی الدار حسی وفی الایمان حکمی حاجة سببہ ای حسد بمجاز الکونہ ناشئا عن الحاجة خصاصة حاجة وفاقة الشح الحرص ۱۲

النحو قولہ للفقراء بدل من لذی القربیٰ بدل خاص من عام و لذا العاد اللام فی قولہ ولذی القربیٰ

کیلا یوہم البدلیة من اللہ حاشاہ من ذلک وما اعیدہا فی الرسول فلان کون النبی بدلہ معنے آخر وکذا کونہ للرسول لہ معنے آخر وکذا کونہ لذی القربی ومن معہم لہ معنے آخر فالاول للملک الحقیقی وللتصرف المستقل والثانی بمعنے الملک المجازی وللتصرف المفوض من اللہ تعالیٰ والثالث لکونہم مصارف قولہ والذین تبوءوا معطوف علی الفقراء وکذا قولہ والذین جاءوا من بعدہم ۱۲

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ نَافَقُوا يَقُولُونَ لِإِخْوَانِهِمُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَئِنْ أُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ

کیا آپ نے ان منافقین کی حالت نہیں دیکھی کہ اپنے بھائیون سے کہ کفار اہل کتاب ہین کہتے ہین کہ واللہ اگر تم نکالے گئے تو ہم تمہارے ساتھ نکل جاوینگے

جسمین ہوگا وہ مصرف ہوگا اور ان مصارف مین سے یتامیٰ و مساکین وابن السبیل مین توحکم مطلقًا باقی ہے اور رسول وذوی القربیٰ من حیث نصرۃ الرسول کا سہم وفات نبوی سے مرتفع ہوگیا کما مر فی سورۃ الانفال ۔ اور یہ حکم مذکور اس لیے مقرر کردیا) تاکہ وہ (مال فئے) تمہارے تونگرون کے قبضہ مین نہ آجاوے (جیسا جاہلیت مین سب غنائم ومحاصل جنگ ذی اختیار لوگ ہی کھاجاتے تھے اور فقرا بالکل محروم رہ جاتے تھے اس لیے اللہ تعالیٰ نے رسول کی رائے پر رکھا اور مصارف بھی بتلادیے کہ آپ باوجود مالک ہونے کے پھر بھی اہل حاجت ومواقع مصلحت عامہ مین صرف فرماوینگے) اور (جب یہ معلوم ہوگیا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے پر رہنے مین حکمت ہے تو) رسول تمکو جو کچھ دیدیا کرین وہ لیلیا کرو اور جس چیز (کے لینے) سے تمکو روک دین تم رک جایا کرو (اور بعموم الفاظ یہی حکم ہے افعال واحکام مین بھی) اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ تعالیٰ (مخالفت کرنے پر) سخت سزا دینے والا ہے (اور یون فئے مین مطلقًا مساکین کا حق ہے لیکن) ان حاجتمند مہاجرین کا (بالخصوص) حق ہے جو اپنے گھرون سے اور اپنے مالون سے (جبرًا وظلمًا) جدا کردیے گئے (یعنی کفار نے انکو اسقدر تنگ کیا کہ گھربار چھوڑکر ہجرت پر مجبور ہوئے اور اس ہجرت سے) وہ اللہ تعالیٰ کے فضل (یعنی جنت) اور رضامندی کے طالب ہین (کسی دنیوی غرض سے ہجرت نہین کی) اور وہ (لوگ) اللہ اور اس کے رسول (کے دین) کی مدد کرتے ہین (اور) یہی لوگ (ایمان کے) سچے ہین اور (نیز) ان لوگون کا (بھی حق ہے) جو دارالاسلام (یعنی مدینہ) مین (جو کہ انکا وطن ہے) اور ایمان مین ان (مہاجرین) کے (آنے کے) قبل سے قرار پکڑے ہوئے ہین (گو اس سے تقدم ایمان جمیع انصار کا ایمان جمیع مہاجرین سے لازم نہیں اور تبوؤا الدار کی صفت کو فضل مین دخل یہ ہی کہ اپنے وطن مین اکتساب کمال کا کرنا خصوص انقیاد و فرمان برداری کرنا کمال کی بات ہے کیونکہ وطن مین ان امور سے بہت موانع پیش آتے ہین نیز اپنی ریاست ووجاہت کی وجہ سے عار بھی آتی ہے اور) جو ان کے پاس ہجرت کرکے آتا ہے اس سے یہ لوگ محبت کرتے ہین اور مہاجرین کو (مال غنیمت وغیرہ مین سے) جو کچھ ملتا ہے اس سے یہ (انصار بوجہ محبت کے) اپنے دلون مین کوئی رشک نہین پاتے اور (بلکہ اس سے بھی بڑھکر محبت کرتے ہین کہ طعام وغیرہ مین انکو) اپنے سے مقدم رکھتے ہین اگرچہ ان پر فاقہ ہی ہو (یعنی خود بسا اوقات فاقہ سے بیٹھ رہتے ہین اور مہاجرین کو کھلادیتے ہین اور بسا اوقات اس لیے کہا گیا کہ قضیہ غیر مسورہ ہے) اور (واقعی) جو شخص اپنی طبیعت کے بخل سے محفوظ رکھا جاوے (جیسے یہ لوگ ہین کہ حرص اور اسکے مقتضا پر عمل کرنے سے اللہ تعالیٰ نے انکو مبرا ومنزہ رکھا ہے) ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہین اور ان لوگون کا (بھی اس فئے مین حق ہے) جو (اسلام مین یا ہجرت مین یا دنیا مین) ان (مہاجرین وانصار مذکورین) کے بعد آئے (یا آوینگے) جو (ان مذکورین کے حق مین اپنے ساتھ اسطرح) دعا کرتے ہین کہ اے ہمارے پروردگار ہمکو بخشدے اور ہمارے ان بھائیون کو (بھی) جو ہم سے پہلے ایمان لاچکے ہین (خواہ نفس ایمان یا ایمان کامل کہ موقوف ہجرت پر تھا) اور ہمارے دلون مین ایمان والون کی طرف سے کینہ نہ ہونے دیجیے (یہ دعا معاصرین کو بھی عام ہے مجموعہ کا حاصل یہ ہوا کہ متقدمین کے فضل کے معتقد رہین اور محبت معاصرین کے لیے بھی عام ہو) اے ہمارے رب آپ بڑے شفیق رحیم ہین (ہماری دعا قبول فرما لیجیے مقصود اس قید سے یہ نہین کہ جسمین یہ صفت نہ ہو وہ فئی کا مصرف نہین ہے بلکہ مقصود تقیید سے ترغیب ہے کہ بعد کے لوگون کو ایسا ہونا چاہیے اور بدون اسکے مصرف کامل وپسندیدہ نہین گو نفس مصرف ہو کما قال عمر رض استوعبت ہذہ المسلمین عامۃ ولیس احد الا ولہ فی ہذا المال حق رواہ فی الدر المنثور ۔ اور دیگر مصارف مصالح عامہ مذکورہ مقدمہ تفسیر آیت ہین لما روی فکانت جسا لنوائبہ کذا فی الدر المنثور پس مجموعہ آیات وروایات سے ان مصارف کا مصارف ہونا اور مفوض برائے نبوی ہونا معلوم ہوا چونکہ تفویض بالرائے بعد حیات کے ممکن نہین لہذا وفات سے تفویض ختم ہوئی اور مصارف ہونا انکا باقی رہگیا جسکا اہتمام امام المسلمین پر واجب ہوگا اور تفویض بالمعنی المذکور یعنی مالکانہ تصرف نہ ہوگا گو تفویض بمعنے حاکمانہ تصرف بہ پابندی قانون شرعی اسکے لیے بھی حاصل ہے واللہ اعلم) ف حرص طبعی وجبلی پر ملامت نہین البتہ اس کے مقتضا نامشروع پر عمل کرنا مذموم ہے ربط تمہید مین گذرچکا ۔

خلاف کردن منافقین با یہود در وعدہ نصرت مع تشجیع مؤمنین

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ نَافَقُوا يَقُولُونَ لِإِخْوَانِهِمُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَئِنْ أُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ

اللغات	البلاغۃ
اخوانہم المنافق استعملا بمعنی المشارکین فی المشرب والاخوۃ بمعنی المشارکین فی النسب	یقولون عبر عن الماضی بصیغۃ المضارع استحضارا لصورۃ القول

وَلَا نُطِيعُ فِيكُمْ أَحَدًا أَبَدًا وَإِن قُوتِلْتُمْ لَنَنصُرَنَّكُمْ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ۝ لَئِنْ أُخْرِجُوا لَا يَخْرُجُونَ مَعَهُمْ

اور تمہارے معاملہ میں ہم کبھی کسی کا کہنا نہ مانیں گے اور اگر تم سے کسی کی لڑائی ہوئی تو ہم تمہاری مدد کریں گے اور اللہ گواہ ہے کہ وہ بالکل جھوٹے ہیں — واللہ اگر اہل کتاب نکالے گئے تو یہ انکے ساتھ نہیں نکلیں گے

وَلَئِن قُوتِلُوا لَا يَنصُرُونَهُمْ وَلَئِن نَّصَرُوهُمْ لَيُوَلُّنَّ الْأَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنصَرُونَ ۝ لَأَنتُمْ أَشَدُّ رَهْبَةً فِي

اور اگر ان سے لڑائی ہوئی تو یہ انکی مدد نہ کریں گے اور اگر انکی مدد بھی کی تو پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے — پھر انکی کوئی مدد نہ ہوگی — بیشک تم لوگوں کا خوف ان کے دلوں میں

صُدُورِهِم مِّنَ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُونَ ۝ لَا يُقَاتِلُونَكُمْ جَمِيعًا إِلَّا فِي قُرًى مُّحَصَّنَةٍ أَوْ مِن وَرَاءِ جُدُرٍ ۚ

اللہ سے بھی زیادہ ہے — یہ اس سبب سے ہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں کہ سمجھتے نہیں — یہ لوگ سب ملکر بھی تم سے نہ لڑیں گے مگر حفاظت والی بستیوں میں یا دیوار کی آڑ میں

بَأْسُهُم بَيْنَهُمْ شَدِيدٌ ۚ تَحْسَبُهُمْ جَمِيعًا وَقُلُوبُهُمْ شَتَّىٰ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُونَ ۝ كَمَثَلِ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ قَرِيبًا ۖ

انکی لڑائی آپسمیں بڑی تیز ہے — اے مخاطب تو انکو متفق خیال کرتا ہے حالانکہ انکے قلوب غیر متفق ہیں یہ اسوجہ سے ہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں جو عقل نہیں رکھتے — اُن لوگوں کی سی مثال ہے جو ان سے کچھ ہی پہلے ہوئے ہیں

ذَاقُوا وَبَالَ أَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ كَمَثَلِ الشَّيْطَانِ إِذْ قَالَ لِلْإِنسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِّنكَ

جو اپنی کردار کا مزہ چکھ چکے ہیں — اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہے — شیطان کی سی مثال ہے کہ انسان سے کہتا ہے کہ کافر ہو جا — پھر جب وہ کافر ہو جاتا ہے تو کہدیتا ہے کہ میرا تجھ سے کوئی واسطہ

إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ ۝ فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَا أَنَّهُمَا فِي النَّارِ خَالِدَيْنِ فِيهَا ۚ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الظَّالِمِينَ ۝ ع ۲ ۷

نہیں میں تو اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں — سو آخری انجام دونوں کا یہ ہوا کہ دونوں دوزخ میں گئے جہاں ہمیشہ رہیں گے — اور ظالموں کی یہی سزا ہے

ملحقات الترجمۃ
لہ قولہ قبل لئن اخرجتم واللہ اشارۃ الی ان اللام موطئۃ کما ھو معروف ۱۲

وَلَا نُطِيعُ فِيكُمْ أَحَدًا أَبَدًا وَإِن قُوتِلْتُمْ لَنَنصُرَنَّكُمْ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ⑪ لَئِنْ أُخْرِجُوا لَا يَخْرُجُونَ مَعَهُمْ وَلَئِن قُوتِلُوا لَا يَنصُرُونَهُمْ وَلَئِن نَّصَرُوهُمْ لَيُوَلُّنَّ الْأَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنصَرُونَ ⑫ لَأَنتُمْ أَشَدُّ رَهْبَةً فِي صُدُورِهِم مِّنَ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُونَ ⑬ لَا يُقَاتِلُونَكُمْ جَمِيعًا إِلَّا فِي قُرًى مُّحَصَّنَةٍ أَوْ مِن وَرَاءِ جُدُرٍ ۚ بَأْسُهُم بَيْنَهُمْ شَدِيدٌ ۚ تَحْسَبُهُمْ جَمِيعًا وَقُلُوبُهُمْ شَتَّىٰ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُونَ ⑭ كَمَثَلِ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ قَرِيبًا ۖ ذَاقُوا وَبَالَ أَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ⑮ كَمَثَلِ الشَّيْطَانِ إِذْ قَالَ لِلْإِنسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِّنكَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ ⑯ فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَا أَنَّهُمَا فِي النَّارِ خَالِدَيْنِ فِيهَا ۚ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الظَّالِمِينَ ⑰ کیا آپ نے ان منافقین (یعنی عبداللہ بن ابی وغیرہ) کی حالت نہیں دیکھی کہ اپنے (ہم مذہب) بھائیوں سے کہ کفار اہل کتاب ہیں (یعنی بنی نضیر سے) کہتے ہیں (یعنی کہتے تھے لان السورۃ علی ما یدل علیہ الفاظہا وعلی ما نقلہ فی الروح عن اہل الحدیث والسیر نزلت بعد الوقعۃ) کہ واللہ (ہم ہر حال میں تمہارے ساتھ ہیں پس) اگر تم (اپنے وطن سے جبراً) نکالے گئے تو ہم (بھی) تمہارے ساتھ (اپنے وطن سے) نکل جاویں گے اور تمہارے معاملہ میں ہم کبھی کسی کا کہنا نہ مانیں گے (یعنی ہمکو خواہ کوئی کیسا ہی سمجھاوے کہ خروج و قتال میں جو آیندہ مذکور ہے تمہارا ساتھ نہ دیں لیکن ہم نہ مانیں گے پس جملہ لانطیع سیاق و سباق دونوں کے متعلق ہے) اور اگر تم سے کسی کی لڑائی ہوئی تو ہم تمہاری مدد کریں گے اور اللہ گواہ ہے کہ وہ بالکل جھوٹے ہیں (یہ تو انکے کاذب ہونے کا اجمالاً بیان ہوا آگے تفصیلاً فرماتے ہیں کہ) واللہ اگر اہل کتاب نکالے گئے تو یہ (منافقین) اُن کے ساتھ نہیں نکلیں گے اور اگر اُن سے لڑائی ہوئی تو یہ انکی مدد نہ کریں گے اور اگر (بفرض محال) انکی مدد بھی کی (اور لڑائی میں شریک ہوئے) تو پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے پھر (ان کے بھاگ جانے کے بعد) اُن (اہل کتاب) کی کوئی مدد نہ ہوگی (یعنی جو ناصر تھے وہ تو بھاگ گئے اور دوسرا بھی کوئی ناصر نہ ہوگا پس لا محالہ مغلوب و مقہور ہوں گے غرض منافقین کی جو غرض ہے کہ اپنے ان بھائیوں پر کوئی آفت نہ آنے دیں اُسمیں ہر طرح ناکامی رہیگی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب آخر میں بنی نضیر نکالے گئے تو منافقین اُن کے ساتھ نکلے نہیں اور جب اول میں انکا محاصرہ کیا گیا جسمیں احتمال قتال کا تھا تو اُسمیں انہوں نے نصرت نہیں کی — اور بعد اخبار خداوندی لاینصرونہم کے نصروہم کا تو احتمال ہی نہ تھا محض بطور فرض محال کے فرما دیا کہ شقوق فاقعیہ و فرضیہ سب پر ترتب مقصود یعنی عدم اعتبار کا ہو جاوے کقولہ تعالیٰ ولئن اتبعت اہواءہم الخ

النحو	اللغات
قریبا یتعلق بما تعلق بہ الصلۃ ای الذین کانوا من قبلہم فی زمن قریب	رھبۃ مصدر مبنی للمفعول ۱۲

اور بعد وقوع واقعہ کے اسطرح فرمانا لئن اخرجوا الخ تو بصیغہ ماضی صورت واقعہ ماضیہ کے لیے ہے تاکہ انکا خلف وعدہ اور انکا مخذول ہونا خوب پیش نظر ہوجاوے اور یا آیندہ جو احتمال موہوم تھا ساتھ دینے کا اُسکی نفی کردی اور اگر قبل واقعہ کے نزول ثابت ہو جاوے تو توجیہ ظاہر ہے۔ آگے اس ساتھ نہ دینے کا سبب فرماتے ہین کہ) بیشک تم لوگون کا خوف ان (منافقین) کے دلون مین اللہ سے بھی زیادہ ہے (یعنی دعوی ایمان سے جو یہ اپنا ڈرنا اللہ تعالے سے بیان کرتے ہین وہ تو خلاف واقع ہے ورنہ کفر کو کیون نہ چھوڑ دیتے اور تمہارا واقعی خوف ہے پس اس خوف کی وجہ سے یہ لوگ اُن بنی نضیر کا ساتھ نہین دے سکتے پس عدم خوف من اللہ کا حاصل عدم ایمان ہے ورنہ طبعاً مخلوق کا خوف خالق سے زیادہ ہونا محل اثم نہین اور) یہ (اُنکا تم سے ڈرنا اور خدا سے نہ ڈرنا) اس سبب سے ہے کہ وہ ایسے لوگ ہین کہ (بوجہ کفر کے خدا تعالی کی عظمت کو) سمجھتے نہین (اور یہود عام بنی نضیر وغیرہ بنی نضیر سے اور منافقین الگ الگ تو تمہارے مقابلہ کا کیا حوصلہ کرتے یہ لوگ (تو) سب ملکر بھی تم سے نہ لڑین گے مگر حفاظت والی بستیون مین یا دیوار (قلعہ و شہر پناہ) کی آڑ مین (حفاظت سے مراد عام ہے خندق وغیرہ سے ہو یا قلعہ وغیرہ سے اور اس سے یہ لازم نہین آتا کہ منافقین نے کبھی قری محصنہ مین یا وراء جدار سے اہل اسلام کا مقابلہ کیا ہو کیونکہ مقصود یہ ہے کہ اگر کبھی یہود یا منافقین منفرداً یا مجتمعاً تمہارے مقابلہ مین آئے بھی تو قری محصنہ یا وراء جدار سے وہ مقابلہ ہوگا چنانچہ یہود بنی قریظہ و اہل خیبر اسیطرح مقابل ہوئے گو منافقین اُن کے ساتھ مجتمع نہ تھے اور منافقین کا کبھی اتنا حوصلہ بھی نہ ہوا پس مسلمانون کی اسمین تشجیع بھی ہے کہ اُنسے کچھ اندیشہ نہ رکھین۔ اور ان کے بعض قبائل جیسے اوس و خزرج کے واقعات جنگ دیکھ کر یہ اندیشہ نہ کیا جاوے کہ شاید اسیطرح اہل اسلام کے مقابلہ مین یہ کارنمایان کرسکین بات یہ ہے کہ) اِن کی لڑائی آپس (ہی) مین بڑی تیز ہے (مگر مسلمانون کے مقابلہ مین کوئی چیز نہین ہین۔ اور اسیطرح یہ احتمال نہ کیا جاوے کہ گو بمقابلہ اہل اسلام کے یہ ضعیف ہون مگر بہت سے ضعفاء ملکر قوی ہو جاتے ہین شاید اسطرح یہ مسلمانون سے عہدہ برآ ہوسکین سو اُسکی نسبت یہ ہے کہ اے مخاطب تو انکو (ظاہر مین) متفق خیال کرتا ہے حالانکہ اُنکے قلوب غیر متفق ہین (یعنی گو عداوت اہل حق ان سب مین مابہ الاشتراک ہے مگر خود بھی تو انمین اختلاف عقائد کی وجہ سے افتراق اور عداوت ہے کقولہ تعالی فی المائدۃ والقینا بینہم العداوۃ الخ ومر تفسیرہ پس اس سے وہ احتمال تقویت بالاجتماع کا بھی مرتفع ہوگیا اور یہ رفع احتمال زیادہ تاکید و تقویت مقصود کے لیے ہے ورنہ جب حق تعالے کی مشیت ان کی مغلوبی و مقہوری کے ساتھ متعلق ہو چکی ہے تو اگر اتفاق بھی ہوتا تو کیا کام آتا۔ آگے اس نااتفاقی کی وجہ بیان کرتے ہین کہ) یہ (تشتت قلوب) اس وجہ سے ہے کہ وہ ایسے لوگ ہین جو (دین کی) عقل نہین رکھتے (اس سبب اہوا متشتت کے متبع ہین اور تشتت اہوا کے لیے اختلاف قلوب لازم ہے۔ اور اسپر یہ شبہ نہ کیا جاوے کہ بے دینون مین بسا اوقات اتفاق قلوب دیکھا جاتا ہے۔ بات یہ ہے کہ حرف با سببیہ پر دال ہے خواہ فی الجملہ اور بعض کے اعتبار سے ہو یہان مقصود قاعدہ کلیہ بیان کرنا نہین بلکہ انمین جو نااتفاقی تھی اُسکا سبب بیان کرنا مقصود ہے کہ اُن کے لیے یہی امر سبب ہوگیا تھا چنانچہ ظاہر ہے۔ آگے بالخصوص بنی نضیر اور اُن منافقین کی جنہون نے وعدہ نصرت کرکے اُنکو دھوکہ مین ڈالا اور عین وقت پر دغا دی حالت مذکور ہے پس فرماتے ہین کہ ان کے مجموعہ کی دو مثالین ہین ایک مثال خاص بنی نضیر کی اور دوسری منافقین کی پس بنی نضیر کی مثال تو) اُن لوگون کی سی مثال ہے جو ان سے کچھ ہی پہلے ہوئے ہین جو (دنیا مین بھی) اپنی کردار کا مزہ چکھ چکے ہین اور (آخرت مین بھی) ان کے لیے دردناک عذاب (ہونے والا) ہے (مراد ان سے یہود بنی قینقاع ہین جنکا قصہ یہ ہوا کہ بعد واقعہ بدر کے اُنہون نے آپ سے ۲ سنہ ہجری مین نقض عہد کرکے محاربہ کیا پھر مغلوب و مقہور ہوئے اور قلعہ سے آپ کے فیصلہ پر باہر نکلے اور سب کی مشکین باندھی گئین پھر عبد اللہ بن ابی کے الحاح سے اُن کی اس شرط پر جان بخشی کی کہ مدینہ سے چلے جائین چنانچہ وہ اذرعات شام کو نکل گئے اور اُن کے اموال مین غنیمت کی طرح عمل ہوا کذا فی زاد المعاد۔ اور ان منافقین کی مثال) شیطان کی سی مثال ہے (اول تو) انسان سے کہتا ہے کہ تو کافر ہوجا پھر جب وہ کافر ہو جاتا ہے (اور کفر کے وبال مین گرفتار ہوتا ہے خواہ دنیا مین خواہ آخرت مین) تو (اُسوقت صاف جواب دیدیتا ہے اور) کہدیتا ہے کہ میرا تجھ سے کوئی واسطہ نہین مین تو اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہون (جیسے دنیا مین ایسی تبری کا قصہ سورہ انفال آیت واذ زین لہم الشیطان اعمالہم الخ مین گذر چکا ہے اور آخرت مین تبری مضلین کی ضالین سے آیات متعددہ مین مذکور ہے) سو آخری انجام دونون کا یہ ہوا کہ دونون دوزخ مین گئے جہان ہمیشہ رہین گے (ایک اضلال کی وجہ سے دوسرا ضلال کی وجہ سے) اور ظالمون کی یہی سزا ہے (پس جسطرح اس شیطان نے اُس انسان کو اول بہکایا پھر وقت پر ساتھ نہ دیا اور دونون خسران مین پڑے اسیطرح ان منافقین نے اول بنی نضیر کو بری رائے دی کہ تم نکلو نہین پھر عین وقت پر انکو دغا دی اور دونون بلا مین پھنسے بنی نضیر تو بلائے اخراج مین اور منافقین ناکامی بلکہ تہدید مین گرفتار ہوچکا

ترغیب تحصیل جنان و ترہیب از موجبات نیران و تاکید آن بذکر علو شان قرآن و صفات کمال حضرت رحمان

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ○ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ

اى ايمان والو الله سے ڈرتے رہو اور ہر شخص دیکھ بھال لے کہ کل کے واسطے اُسنے کیا بھیجا ہے اور الله سے ڈرتے رہو بے شک الله تعالی کو تمہارے اعمال کی سب خبر ہے اور تم اُن لوگون کی طرح مت ہو

نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○ لَا يَسْتَوِيْۤ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ؕ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ

جنہون نے الله سے بے پروائی کی سو الله تعالی نے خود انکی جان سے انکو بے پروا بنا دیا یہی لوگ نافرمان ہین اہل نار اور اہل جنت باہم برابر نہین جو اہل جنت ہین وہ کامیاب لوگ ہین

الْفَآئِزُوْنَ ○ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا

اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو تو اسکو دیکھتا کہ خدا کے خوف سے دب جاتا اور پھٹ جاتا — اور ان مضامین عجیبہ کو ہم لوگون کے لیے بیان کرتے ہین

لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ○ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ○ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ

تاکہ وہ سوچین — وہ ایسا معبود ہے کہ اُسکے سوا کوئی اور معبود نہین وہ جاننے والا ہے پوشیدہ چیزون کا اور ظاہر چیزون کا وہی بڑا مہربان رحم والا ہے وہ ایسا معبود ہے

لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○ هُوَ

کہ اُس کے سوا کوئی اور معبود نہین وہ بادشاہ ہے پاک ہے سالم ہے — امن دینے والا ہے نگہبانی کرنیوالا ہے زبردست ہے خرابی کا درست کر دینے والا ہے بڑی عظمت والا ہے الله تعالی لوگون کے شرک سے پاک ہے وہ

اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ؕ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○

معبود ہے پیدا کرنیوالا ہے ٹھیک ٹھیک بنانیوالا ہے صورت بنانے والا ہے اُسکے اچھے اچھے نام ہین سب چیزین اُسکی تسبیح کرتی ہین جو آسمانون مین اور زمین مین ہین اور وہی زبردست حکمت والا ہے

ع ۷

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ⑱ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ⑲ لَا يَسْتَوِيْۤ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ⑳ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ㉑ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ㉒ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ㉓ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ㉔ اى ایمان والو تم نے نافرمانون کا انجام سن لیا سو تم الله سے ڈرتے رہو اور ہر شخص دیکھ بھال لے کہ کل (قیامت) کے واسطے اُس نے کیا (ذخیرہ) بھیجا ہے (یعنی اعمال صالحہ مین کوشش کرو جو کہ ذخیرہ آخرت ہین) اور جسطرح تحصیل طاعات و اعمال صالحہ مین تقوی کا حکم ہے اسیطرح سیئات و معاصی سے بچنے کے بارہ مین بھی تمکو حکم ہے کہ) الله سے ڈرتے رہو بیشک الله تعالی کو تمہارے اعمال کی سب خبر ہے (پس معاصی کے ارتکاب سے اندیشہ عقوبت ہے پس پہلا اتقوا الله طاعات کے متعلق ہے جسکا قرینہ قدمت لغد ہے اور دوسرا معاصی کے متعلق ہے جسکا قرینہ خبیر بما تعلمون ہے اور آگے ان احکام کی مزید تاکید کے لیے ارشاد ہے کہ) تم اُن لوگون کی طرح مت ہو جنہون نے الله کے احکام) سے بے پروائی کی (یعنی عمل بالاحکام کو ترک کر دیا اسطرح کہ اوامر کے خلاف کیا اور نواہی کا اقتراف کیا) سو (اثر اسکا یہ ہوا کہ) الله تعالی نے خود انکی جان سے انکو بے پروا بنا دیا (یعنی انکی ایسی عقل ماری گئی کہ خود اپنے نفع حقیقی کو نہ سمجھا اور نہ حاصل کیا) یہی لوگ نافرمان ہین (اور نافرمانی کی سزا بھگتین گے اور اوپر جن دو قسم کے لوگون کا

اللغات البارئ الموجد للاشياء بريئة من تفاوت حسب ما تقتضيه الحكمة۔
البلاغة نفس براد كل نفس ما نالم يصرح بكلمة العموم اشارة ان كل نفس مستقلة مستفردة في وجوب النظر عليها غد سماه غدا للتنبيه على القرب قوله لا يستوي في الروح لعل تقديم اصحاب النار في الذكر للايذان من اول الامر بان القصور الذي ينبئ عنه عدم الاستواء من جهتهم لا من جهة مقابليهم فان مفهوم عدم الاستواء بين الشيئين المتفاوتين زيادة ونقصانا وان جاز اعتباره بحسب زيادة الزائد لكن المتبادر اعتباره بحسب نقصان الناقص وعليه قوله تعالى هل يستوي الاعمى والبصير ام هل تستوي الظلمات والنور الى غير ذلك ولعل تقديم الفاضل في قوله تعالى هل يستوي الذين يعلمون والذين لا يعلمون لان صفته ملكة لصفة المفضول والاعدام مسبوقة بملكاتها والمراد بعدم الاستواء عدم الاستواء في الاحوال الاخروية كما ينبئ عنه التعبير عن الفريقين بصاحبية النار وصاحبية الجنة ۱۲

سورة الممتحنة مدنية | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ | وهى ثلث عشرة اٰية

شروع کرتا ہون اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہین

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ۚ

اے ایمان والو تم میرے دشمنون اور اپنے دشمنون کو دوست مت بناؤ کہ انسے دوستی کا اظہار کرنے لگو حالانکہ تمہارے پاس جو دین حق آچکا ہے وہ اوس کے منکر ہین

يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ۭ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ ۤ ۖ تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ

رسول کو اور تمکو اس بنا پر کہ تم اپنے پروردگار اللہ پر ایمان لے آئے شہر بدر کر چکے ہین اگر تم میرے رستہ مین جہاد کرنے کی غرض سے اور میری رضامندی ڈھونڈھنے کی غرض سے نکلے ہو تو تم ان سے

بِالْمَوَدَّةِ ۤ وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَمَآ اَعْلَنْتُمْ ۭ وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ○

چپکے چپکے دوستی کی باتین کرتے ہو حالانکہ مجکو سب چیزون کا خوب علم ہے تم جو کچھ چھپا کر کرتے ہو اور جو ظاہر کر کے کرتے ہو اور جو شخص تم مین سے ایسا کریگا وہ راہ راست سے بہک گیا

ذکر ہوا یعنی ایک وہ جو اہل تقوی ہون اور دوسرے وہ جو تارک احکام ہون انہین ایک اہل جنت ہین دوسرے اہل نار اور) اہل نار اور اہل جنت باہم برابر نہین (بلکہ) جو اہل جنت ہین وہ کامیاب لوگ ہین (اور اہل نار ناکام ہین جیسا اوپر اولئک ہم الفاسقون سے معلوم ہوا پس تمکو اصحاب الجنۃ مین سے ہونا چاہیے اہل نار مین سے نہ ہونا چاہیے اور یہ مفید نصائح جس قرآن کے ذریعہ سے تمکو سنائے جاتے ہین وہ ایسا ہے کہ اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر نازل کرتے (اور اوسمین فہم کا مادہ رکھ دیتے اور شہوات کا مادہ نہ رکھتے) تو (اے مخاطب) تو اوس کو دیکھتا کہ خدا کے خوف سے دب جاتا اور پھٹ جاتا (یعنی قرآن فی نفسہا ایسا موثر اور قوی فاعل ہے مگر انسان مین بوجہ غلبہ شہوات کے قابلیت فاسد ہوگئی جسکے سبب تاثر نہین ہوتا پس انسان کو چاہیے کہ تحصیل طاعات و ترک معاصی سے اپنی شہوت کو مغلوب کرے تاکہ مواعظ قرآنیہ سے اسکو تاثر ہو اور احکام مین استقامت و استدامت اور ذکر و فکر نصیب ہو جسکا اوپر حکم ہوا ہے) اور ان مضامین عجیبہ کو ہم لوگون کے (نفع کے) لیے بیان کرتے ہین تاکہ وہ سوچین (اور منتفع ہون اسی لیے یہ مضمون لو انزلنا الخ یہان بیان کیا گیا۔ آگے حق تعالے کے صفات کمال بیان کیے جاتے ہین جس سے حق تعالی کی عظمت قلب پر نقش ہو کر معین ہو بجا آوری احکام کا پس ارشاد ہے کہ) وہ ایسا معبود ہے کہ اُسکے سوا کوئی اور معبود (بننے کے لائق) نہین وہ جاننے والا ہے پوشیدہ چیزون کا اور ظاہر چیزون کا وہی بڑا مہربان رحم والا ہے (اور چونکہ توحید نہایت مہتم بالشان چیز ہے اس لیے اُسکو تاکید کے لیے مکرر فرمایا کہ) وہ ایسا معبود ہے کہ اس کے سوا کوئی اور معبود (بننے کے لائق) نہین وہ بادشاہ ہے (سب عیبون سے) پاک ہے (سب عیبون سے) سالم ہے (یعنی نہ ماضی مین اُسمین کوئی عیب ہوا کہ حاصل ہے قدوس کا اور نہ آیندہ اسکا احتمال ہے کہ حاصل ہے سلام کا کذا فی الکبیر۔ اپنے بندون کو مخاوف سے) امن دینے والا ہے (اپنے بندون کی مخاوف سے) نگہبانی کرنے والا ہے (یعنی آفت بھی نہین آنے دیتا اور آئی ہوئی کو بھی دور کر دیتا ہے) زبردست ہے خرابی کا درست کر دینے والا ہے بڑی عظمت والا ہے اللہ تعالی (جسکی یہ شان ہے) لوگون کے شرک سے پاک ہے وہ معبود (برحق) ہے پیدا کرنے والا ہے ٹھیک ٹھیک بنانے والا ہے (یعنی ہر چیز کو حکمت کی موافق بناتا ہے) صورت (شکل) بنانے والا ہے اُس کے اچھے اچھے نام ہین (جو اچھی اچھی صفتون پر دال ہین) سب چیزین اُسکی تسبیح (و تقدیس) کرتی ہین (حالا یا قالا) جو آسمانون اور زمین مین ہین اور وہی زبردست حکمت والا ہے (پس ایسے باعظمت کے احکام کی بجا آوری ضرور اور نہایت ضرور ہے) الحمد للہ کہ سورہ حشر کی تفسیر ختم ہوئی اب سورہ ممتحنہ کی آتی ہے انشاء اللہ تعالے

سورة الممتحنة مدنية وآيها ثلث عشرة كذا في البيضاوي

ربط سورت سابقہ مین منافقین کی یہود سے دوستی کرنے کی مذمت تھی اس سورت کے اول و آخر مین مسلمانون کو کفار سے تعلقات دوستی اور خصوص مشرکات سے تعلق نکاح رکھنے کی ممانعت ہے اور مشرکات مؤمنات مین تمایز کے لیے صرف اظہار ایمان پر اکتفا کرنے کا ارشاد ہے **نہی از موالاۃ باکفار** بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ۚ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ۭ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ ۤ ۖ تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ۤ وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَمَآ اَعْلَنْتُمْ ۭ وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ①

النحو تلقوا تفسیر للاولیاء او استیناف والباء زائدۃ - قولہ ان کنتم خرجتم جواب الشرط محذوف دل علیہ ما تقدم کانہ قیل لا تتولوا اعدائی ان کنتم اولیائی بقولہ تسرون استیناف او بدل من تلقون ۱۲

إن يثقفوكم يكونوا لكم أعداء ويبسطوا إليكم أيديهم وألسنتهم بالسوء وودوا لو تكفرون ○ لن تنفعكم

اگر انکو تم پر دسترس ہو جاوے تو اظہار عداوت کرنے لگین اور تم پر برائی کے ساتھ دست درازی اور زبان درازی کرنے لگین اور وہ اس بات کے متمنی ہین کہ تم کافر ہو جاؤ

أرحامكم ولا أولادكم ۚ يوم القيامة ۚ يفصل بينكم ۚ والله بما تعملون بصير ○ قد كانت لكم أسوة

تمہارے رشتہ دار اور اولاد قیامت کے دن تمہارے کام نہ آوین گے خدا تمہارے درمیان فیصلہ کریگا اور اللہ تمہارے سب اعمال کو خوب دیکھتا ہے تمہارے لیے ابراہیم مین اور ان لوگون

حسنة في إبراهيم والذين معه ۚ إذ قالوا لقومهم إنا برآء منكم ومما تعبدون من دون الله كفرنا

مین جو انکے شریک حال تھے ایک عمدہ نمونہ ہے جبکہ ان سب نے اپنی قوم سے کہدیا کہ ہم تم سے اور جنکو تم اللہ کے سوا معبود سمجھتے ہو ان سے بیزار ہین ہم تمہارے

بكم وبدا بيننا وبينكم العداوة والبغضاء أبدا حتى تؤمنوا بالله وحده إلا قول إبراهيم لأبيه لأستغفرن

منکر ہین اور ہم مین اور تم مین ہمیشہ کے لیے عداوت اور بغض ظاہر ہو گیا جب تک تم اللہ واحد پر ایمان نہ لاؤ لیکن ابراہیم کی اتنی بات تو اپنے باپ سے ہوئی تھی کہ مین تمہارے لیے

لك وما أملك لك من الله من شيء ۖ ربنا عليك توكلنا وإليك أنبنا وإليك المصير ○ ربنا لا تجعلنا فتنة

استغفار ضرور کرونگا اور تمہارے لیے مجکو خدا کے آگے کسی بات کا اختیار نہین اے ہمارے پروردگار ہم آپ پر توکل کرتے ہین اور آپ ہی کی طرف رجوع کرتے ہین اور آپ ہی کی طرف لوٹنا ہے اے ہمارے پروردگار ہمکو

للذين كفروا واغفر لنا ربنا ۖ إنك أنت العزيز الحكيم ○ لقد كان لكم فيهم أسوة حسنة لمن كان

کافرون کا تختہ مشق نہ بنا اور اے پروردگار ہمارے گناہ معاف کر دیجیے بیشک آپ زبردست حکمت والے ہین بیشک ان لوگون مین تمہارے لیے یعنی ایسے شخص کے لیے عمدہ نمونہ ہے جو اللہ کا

يرجو الله واليوم الآخر ۚ ومن يتول فإن الله هو الغني الحميد ④ عسى الله أن يجعل بينكم وبين الذين

اور قیامت کے دن کا اعتقاد رکھتا ہو اور جو شخص روگردانی کرے گا سو اللہ تعالے بالکل بے نیاز اور سزاوار حمد ہے اللہ تعالے سے امید ہے کہ تم مین اور ان لوگون مین جن سے تمہاری عداوت

عاديتم منهم مودة ۚ والله قدير ۚ والله غفور رحيم ○ لا ينهاكم الله عن الذين لم يقاتلوكم في الدين ولم يخرجوكم

ہے دوستی کر دے اور اللہ کو بڑی قدرت ہے اور اللہ تعالے غفور رحیم ہے اللہ تعالی تمکو ان لوگون کے ساتھ احسان اور انصاف کا برتاؤ کرنے سے منع نہین کرتا جو تم سے دین کے بارہ مین

من دياركم أن تبروهم وتقسطوا إليهم ۚ إن الله يحب المقسطين ○

نہین لڑے اور تمکو تمہارے گھرون سے نہین نکالا اللہ تعالے انصاف کا برتاؤ کرنے والون سے محبت رکھتے ہین

إِن يَثْقَفُوكُمْ يَكُونُوا لَكُمْ أَعْدَاءً وَيَبْسُطُوا إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ وَأَلْسِنَتَهُم بِالسُّوءِ وَوَدُّوا لَوْ تَكْفُرُونَ ② لَن تَنفَعَكُمْ أَرْحَامُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ ۚ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ③ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَآءُ مِنكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّىٰ تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحْدَهُ إِلَّا قَوْلَ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَا أَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللَّهِ مِن شَيْءٍ ۖ رَّبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ ④ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِينَ كَفَرُوا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا ۖ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ⑤ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيهِمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ ۚ وَمَن يَتَوَلَّ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ⑥ عَسَى اللَّهُ أَن يَجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِينَ عَادَيْتُم مِّنْهُم مَّوَدَّةً ۚ وَاللَّهُ قَدِيرٌ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ⑦ لَّا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُم مِّن دِيَارِكُمْ أَن تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ⑧

اللغات العداوة ضد الصداقة والبغض ضد الحب ۔

النحو قوله يوم القيامة متعلق بلن تنفع قوله إلا قول إبراهيم استثناء منقطع معنى متصل صورة

البلاغة كفرنا بكم أي بكم وبما تعبدون ففيه تغليب ۔

إِنَّمَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ قَاتَلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَأَخْرَجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ وَظَاهَرُوا عَلَىٰ إِخْرَاجِكُمْ أَنْ تَوَلَّوْهُمْ

صرف اُن لوگون کے ساتھ دوستی کرنے سے اللہ تعالیٰ تمکو منع کرتا ہے جو تم سے دین کے بارہ مین لڑے ہون اور تمکو تمہارے گھرون سے نکالا ہو اور تمہارے نکالنے مین مدد کی ہو

وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝

اور جو شخص ایسون سے دوستی کریگا سو وہ گنہگار ہونگے

إِنَّمَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ قَاتَلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَأَخْرَجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ وَظَاهَرُوا عَلَىٰ إِخْرَاجِكُمْ أَنْ تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ

یہ آیتین ایک قصہ کے متعلق ہین اور وہ قصہ یہ ہے کہ جب آپ نے فتح مکہ کے لیے جہاد کرنے کا ارادہ کیا تو حاطب بن ابی بلتعہ نے جو کہ اہل بدر سے ہین اور رہنے والے یمن کے ہین اور مکہ مین آرہے تھے اور ان کے بھائی اور والدہ اور اولاد اہل و عیال و اموال اب بھی مکہ مین تھے اہل مکہ کے نام ایک خط لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم پر چڑھائی کرنے والے ہین اور یہ خط ایک عورت کو دیدیا کہ مکہ والون کو پہونچا دے آپکو وحی سے یہ بات معلوم ہو گئی آپ نے حضرت علی اور چند صحابہ کو حکم دیا کہ فلان جگہ وہ عورت ملے گی اُس سے وہ خط لے آؤ یہ گئے اور وہ عورت ملی اور ان کے دھمکانے سے وہ خط اُسنے دیا اور یہ لائے آپ نے حاطب رض سے پوچھا اُنہون نے کہا کہ واقعی خط میرا ہی لکھا ہوا ہی لیکن خدا نہ کرے مین نے مخالفت اسلام کے سبب یہ خط نہین لکھا بلکہ مین جانتا تھا کہ اسلام کو تو اس سے کوئی ضرر نہین کیونکہ اللہ تعالیٰ اُسکو ضرور غالب کرنے والا ہی اور آپ کو ضرور فتح ہوگی اور میرا نفع ہو جاویگا کہ اہل مکہ اسکا احسان مانکر میرے اہل و عیال و اموال کی حفاظت کرینگے اور انکو ایذا و ضرر نہ پہونچاوین گے کیونکہ میری اُنسے اور کوئی قرابت ہی نہین جسکی وجہ سے وہ میری رعایت کرتے بلکہ مین محض اجنبی پردیسی آدمی تھا حضرت عمر رض کو غصہ آیا اور آپ سے اُنکی گردن مارنے کی اجازت چاہی آپ نے فرمایا کہ یہ اہل بدر سے ہین اور اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کے گناہ معاف فرما دیئے ہین اسپر یہ آیتین نازل ہوئین کذا فی الدر المنثور عن کتب الحدیث پس ارشاد ہی کہ) اے ایمان والو تم میرے دشمنون اور اپنے دشمنون کو دوست مت بناؤ کہ اُن سے دوستی کا اظہار کرنے لگو (یعنی گو دل سے دوستی نہ ہو مگر ایسا دوستانہ برتاؤ بھی مت کرو) حالانکہ تمہارے پاس جو دین حق آچکا ہی وہ اُسکے منکر ہین (یہ بیان ہی عدوی کا اور) رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اور تمکو اس بنا پر کہ تم اپنے پروردگار اللہ پر ایمان لے آئے شہر بدر کر چکے ہین (یہ بیان ہی عدوکم کا مع عدوی کے غرض ایسے لوگون سے دوستی مت کرو) اگر تم میرے رستہ مین جہاد کرنے کی غرض سے اور میری رضامندی ڈھونڈھنے کی غرض سے (اپنے گھرون سے) نکلے ہو کہ دوستی کفار کی جسکا حاصل کفار کی رضامندی کی فکر ہے منافی ہی طلب رضا حق اور مباشرۃ اعمال موجبہ رضا حق کے) تم اُن سے چپکے چپکے دوستی کی باتین کرتے ہو (یعنی اول تو دوستی ہی بری چیز ہے پھر خفیہ پیغام بھیجنا بوجہ اس کے کہ موہم اختصاص و مزید دوستی ہے اور زیادہ بُرا ہے) حالانکہ مجکو سب چیزون کا خوب علم ہے تم جو کچھ چھپا کر کرتے ہو اور جو ظاہر کر کے کرتے ہو (یعنی مثل دوسرے موانع مذکورہ کے یہ امر بھی مانع دوستی ہونا چاہیے) اور (آگے اسپر وعید ہی کہ) جو شخص تم مین سے ایسا کریگا وہ راہ راست سے بھٹک گیا (اور انجام ضالین کا معلوم ہی آگے اُنکی دشمنی کا بیان ہی کہ وہ تمہارے ایسے سخت دشمن ہین کہ) اگر اُنکو تمپر دسترس ہو جاوے تو (فوراً) اظہار عداوت کرنے لگین اور (وہ اظہار عداوت یہ کہ) تمپر بُرائی (اور ضرر رسانی) کے ساتھ دست درازی اور زبان درازی کرنے لگین (یہ تو دنیوی اضرار ہی) اور (دینی اضرار یہ کہ) وہ اس بات کے متمنی ہین کہ تم کافر (ہی) ہو جاؤ (پس ایسے لوگ کب قابل دوستی ہین اور اگر تم کو دوستی کے بارہ مین اپنے اہل و عیال کا خیال ہو تو خوب سمجھ لو کہ) تمہارے رشتہ دار اور اولاد قیامت کے دن تمہارے کچھ کام نہ آوین گے خدا (ہی) تمہارے درمیان فیصلہ کریگا اور اللہ تمہارے سب اعمال کو خوب دیکھتا ہی (پس ہر عمل کا فیصلہ ٹھیک ٹھیک کریگا پس اگر تمہارے اعمال موجب عقوبت ہونگے تو اُس عقوبت سے ارحام و اولاد بچا نہ سکینگے پھر انکی رعایت مین خدا کے حکم کے خلاف کرنا بہت مذموم امر ہی اور اس سے اموال کا قابل رعایت نہ ہونا اور اظہر ہے آگے حکم مذکور پر تحریض کے لیے ابراہیم علیہ السلام کا قصہ ارشاد ہی کہ) تمہارے لیے ابراہیم (علیہ السلام) مین اور اُن لوگون مین جو کہ (ایمان و اطاعت مین) اُن کے شریک حال تھے ایک عمدہ نمونہ ہے (یعنی اس بارہ مین کفار سے ایسا برتاؤ رکھنا چاہیے جیسا ابراہیم علیہ السلام اور اُنکے متبعین نے کیا) جبکہ ان سب نے (اوقات مختلفہ مین) اپنی قوم (کے لوگون) سے کہدیا کہ ہم تم سے اور جنکو تم اللہ کے سوا معبود سمجھتے ہو اُنسے بیزار ہین (اوقات مختلفہ اسلئے کہا گیا کہ ابراہیم علیہ السلام نے جسوقت اول یہ بات اپنی قوم سے کہی تھی اُسوقت وہ بالکل تنہا تھے پھر جو کچھ ساتھی ہو گئے تم ابراہیم کی

قطع تعلق قولاً و فعلاً کرتے گئے۔ آگے اُس بیزاری کا بیان ہے کہ ہم تمھارے (یعنی کفار اور اُنکے معبودین کے) منکر ہین (یعنی تمھارے عقائد اور معبودات کی عبادت کے منکر ہین یہ تو تبری باعتبار عقیدہ کے ہے) اور (تبری باعتبار معاملہ اور برتاؤ کے یہ ہو کہ) ہم مین اور تم مین ہمیشہ کے لیے عداوت اور بغض (زیادہ ظاہر ہوگیا (کیونکہ بناء عداوت کی اختلاف عقائد ہے اور اب اُسکا زیادہ اعلان ہوگیا تو عداوت کا بھی زیادہ اظہار ہوگیا۔ عداوت اور بغض متقارب ہین اور دونون کا جمع کرنا تاکید کے لیے۔ اور یہ عداوت ہکو تم سے ہمیشہ رہیگی) جبتک تم اللہ واحد پر ایمان نہ لاؤ (غرض ابراہیم علیہ السلام اور اُن کے متبعین نے کفار سے صاف قطع تعلق کردیا) لیکن ابراہیم (علیہ السلام) کی اتنی بات تو اپنے باپ سے ہوئی تھی (جو ظاہر مین موہم تعلق کو ہے) کہ مین تمہارے لئے استغفار ضرور کرونگا اور تمہارے لیے (استغفار سے زیادہ) مجکو خدا کے آگے کسی بات کا اختیار نہین (کہ دعا قبول ہی کرالون یا باوجود ایمان نہ لانے کے تم کو عذاب سے بچالون۔ مطلب یہ کہ اتنی بات تو البتہ ابراہیم علیہ السلام نے کہی تھی جسکا مطلب تم مین سے بعض لوگ مطلق استغفار سمجھ گئے حالانکہ یہان استغفار کے دوسرے معنے ہین یعنی طلب ہدایت جسکی سبکو اجازت ہے اور واقع مین وہ قطع تعلق کے خلاف بھی نہین مگر ظاہری صورت تعلق اور ظاہری معنے استغفار کے اعتبار سے صورۃً اسکو مستثنی کیاجاتا ہے اور مستثنی لفظاً ہرچند کہ مجموعہ لاستغفرن اور ما املک الخ ہے لیکن استثناء مجموعہ کا باعتبار جزو اول کے ہے اور جزو ثانی تبعاً آگیا ہے اور تحقیق امر استغفار کی آخر سورۂ برات مین گذری ہے۔ یہ گفتگو تو ابراہیم علیہ السلام کی اپنی قوم سے ہوئی آگے اُن کی دعا کا مضمون ہے یعنی کفار سے قطع تعلق کرکے اُنہون نے اس بارہ مین حق تعالٰے سے عرض کیا کہ) اے ہمارے پروردگار ہم (اس اظہار عداوت مع الکفار مین) آپ پر توکل کرتے ہین اور) کفایت مہمات دارین وحفاظت شرور وآفات مین ونیز ایمان لانے مین) آپ ہی کی طرف رجوع کرتے ہین اور (اعتقاد رکھتے ہین کہ) آپ ہی کی طرف (سبکو) لوٹنا ہے (پس اس اعتقاد کی وجہ سے ہم نے جو کچھ تبری وغیرہ کی ہے محض خلوص سے کی ہے اُسمین کوئی غرض دنیوی نہین اور اس سبب سے مقصود تفاخر نہین بلکہ عرض حال بغرض سوال ہے اور) اے ہمارے پروردگار ہمکو کافرون کا تختہ مشق نہ بنا (یعنی ہم پر اس تبری سے یہ کافر ظلم نہ کرنے پاوین) اور اے ہمارے پروردگار ہمارے گناہ معاف کردیجیے بیشک آپ زبردست حکمت والے ہین (اور ہر طرح کی آپکو قدرت حاصل ہے یہ دونون دعائین بمنزلہ غایت کے ہین اول دعاؤن کے لیے ایک غایت باعتبار دنیا کے ایک باعتبار آخرت کے پس لاتجعلنا کو توکلنا سے زیادہ تعلق ہے اور واغفر لنا کو الیک المصیر سے اور اپنا امتثال مشترک کے ہے آگے دوسرے عنوان سے اہتمام کے لیے تحریض مذکور کی تاکید ہے کہ) بیشک ان لوگون مین (یعنی ابراہیم علیہ السلام اور اُن کے متبعین مین) تمہارے لیے یعنی ایسے شخص کے لئے عمدہ نمونہ ہے جو اللہ (کے سامنے جانے) کا اور قیامت کے دن (کے آنے) کا اعتقاد رکھتا ہو (یعنی یہ اعتقاد مقتضی ہے اس بارہ مین اتباع ابراہیمی کو اور سابق مین یہ مضمون بلحاظ حال مقتدی بہ کے ہے اور یہان بلحاظ مقتضی اقتدار کے ہے پس تکرار نہین) اور (آگے دوسرے طرز پر وعید ہے جیسے اس سے پہلے ومن یفعلہ مین وعید آچکی ہے یعنی) جو شخص (اس حکم سے) روگردانی کریگا سو (اُسی کا ضرر رہوگا کیونکہ) اللہ تعالٰی (تو) بالکل بے نیاز اور (بوجہ جامع الکمالات ہونے کے) سزاوار حمد ہے (پس وہان استکمال بالغیر وانتفاع بعبادت المخلوق کا احتمال ہی نہین۔ اور چونکہ کچھ اُنکی عداوت سے مسلمانون کو فکر ہوسکتی تھی کچھ قطع قرابات سے طبعاً رنج ہوسکتا تھا اس لیے بطور بشارت کے آگے پیشین گوئی فرماتے ہین کہ) اللہ تعالٰے سے امید ہے (یعنی وہ اُدھر سے وعدہ ہے) کہ تم مین اور اُن لوگون مین جنسے تمہاری عداوت ہے دوستی کردے (گو بعض ہی سے سہی یعنی اُنکو مسلمان کردے جس سے عداوت مبدل بہ صداقت ہوجاوے) اور (اسکو کچھ بعید نہ سمجھو کیونکہ) اللہ کو بڑی قدرت ہے (چنانچہ فتح مکہ کے روز بہت آدمی خوشی سے مسلمان ہوگئے مطلب یہ کہ اول تو اگر قطع تعلق ہمیشہ کے لیے ہوتا تب بھی بوجہ مامور بہ ہونے کے واجب العمل تھا پھر خاصکر جبکہ تھوڑی ہی مدت کے لیے کرنا پڑے اور پھر مشارکت فی الایمان سے دوستی اور تعلق بدستور عود کرآوے غرض ہر طرح قطع تعلق ضروری ہوا) اور (ابتک جو کسی سے اس حکم کے خلاف خطا ہوگئی ہے جس سے وہ اب تائب ہوچکا تو) اللہ تعالٰی (اُس کے لیے) غفور رحیم ہے (اور یہانتک تو دوستانہ تعلقات کی نسبت حکم فرمایا تھا کہ اُنکا قطع واجب ہے آگے محسنانہ تعلقات کے حکم کی تفصیل فرماتے ہین وہ یہ کہ) اللہ تعالٰی تمکو اُن لوگون کے ساتھ احسان اور انصاف کا برتاؤ کرنے سے منع نہین کرتا جو تم سے دین کے بارہ مین نہین لڑے اور تمکو تمہارے گھرون سے نہین نکالا (مراد وہ کافر ہین جو ذمی یا مصالح ہون یعنی محسنانہ برتاؤ اُن سے جائز ہے اور اسی کو منصفانہ برتاؤ فرمادیا پس انصاف سے مراد خاص انصاف ہے یعنی خاص اُنکی ذمیت یا مصالحت کے اعتبار سے انصاف مقتضی اسکو ہے کہ اُن کے ساتھ احسان سے دریغ نہ کیاجاوے ورنہ مطلق انصاف تو ہر کافر بلکہ جانور کے ساتھ بھی واجب ہے۔ آگے ترغیب ہے اس برتاؤ کی کہ) اللہ تعالٰے انصاف کا برتاؤ کرنے والون سے محبت رکھتے ہین (البتہ) صرف اُن لوگون کے ساتھ دوستی (یعنی بر واحسان) کرنے سے اللہ تعالٰی تمکو منع کرتا ہے جو تم سے

ملحقات الترجمة
۱؎ قولہ فی ما املک خدا کے آگے باخذ بحاصل الترجمة ۱۲

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ ۚ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ

اے ایمان والو جب تمہارے پاس مسلمان عورتین ہجرت کرکے آوین تو تم اونکا امتحان کر لیا کرو اُن کے ایمان کو اللہ ہی خوب جانتا ہے پس اگر اُنکو مسلمان سمجھو تو اُنکو کفار کی طرف واپس

فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ؕ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ؕ وَاٰتُوْهُمْ مَّآ اَنْفَقُوْا ؕ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ

مت کرو نہ تو وہ عورتین اُن کافرون کے لیے حلال ہین اور نہ وہ کافر اِن عورتون کے لیے حلال ہین اور ان کافرون نے جو کچھ خرچ کیا ہو وہ اُنکو ادا کر دو اور تمکو اُن عورتون

اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ؕ وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَسْـَٔلُوْا مَآ اَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْـَٔلُوْا مَآ اَنْفَقُوْا ؕ

نکاح کر لینے مین کچھ گناہ نہوگا جبکہ تم اونکے مہر اُنکو دیدو اور تم کافر عورتون کے تعلقات کو باقی مت رکھو اور جو کچھ تمنے خرچ کیا ہو مانگ لو اور جو کچھ اُن کافرون نے خرچ کیا ہو وہ مانگ لین

ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ ؕ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ وَاِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَاٰتُوا

یہ اللہ کا حکم ہے وہ تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہے اور اللہ بڑا علم اور حکمت والا ہے اور اگر تمہاری بیبیون مین سے کوئی بی بی کافرون مین رہجانے سے تمہارے ہاتھ نہ آوے پھر تمہاری نوبت آوے تو جنکی بیبیان

الَّذِيْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَآ اَنْفَقُوْا ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ

ہاتھ سے نکل گئین جتنا اونہون نے خرچ کیا تھا اُس کے برابر تم اُنکو دیدو اور اللہ سے کہ جسپر تم ایمان رکھتے ہو ڈرتے رہو اے پیغمبر جب مسلمان عورتین آپ کے پاس آوین

يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ

کہ آپ سے ان باتون پر بیعت کرین کہ اللہ کے ساتھ کسی شے کو شریک نہ کرین گی اور نہ چوری کرین گی اور نہ بدکاری کرین گی اور نہ اپنے بچون کو قتل کرین گی اور نہ کوئی بہتان کی اولاد لاوینگی جسکو اپنے

بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

ہاتون اور پاؤن کے درمیان بنالیوین اور مشروع باتون مین وہ آپ کے خلاف نہ کرین گی تو آپ اُنکو بیعت کر لیا کیجیے اور اُنکے لیے اللہ سے مغفرت طلب کیا کیجیے بیشک اللہ غفور رحیم ہے

دین کے بارہ مین لڑے ہون (خواہ بالفعل یا بالعزم) اور تمکو تمہارے گھرون سے نکالا ہو اور (اگر نکالا ابھی نہ ہو لیکن) تمہارے نکالنے مین (نکالنے والون کی مدد کی ہو یعنی اُن کے ساتھ شریک ہون بالفعل یا بالعزم اسمین سب حربی غیر مصالح آگئے) اور مراد دوستی سے بقرینہ آیت اولے کے بر و اقساط ہے اسکو دوستی کہنا بنکتہ تنفیر یا این معنے ہے کہ یہ دشمنی نہین پس دوستی کے ایک معنے وجودی ہین وہ تو ہر کافر سے ممنوع ہے دوسرے معنی عدمی ہین یعنی عدم عداوت وہ غیر اہل حرب سے جائز اور اہل حرب سے ناجائز) اور جو شخص ایسون سے دوستی (کا برتاؤ بالمعنے المذکور) کریگا سو وہ لوگ گنہگار ہونگے **ف** تفصیل موالاۃ واحسان مع الکفار کی سورہ آل عمران آیت لا یتخذ المؤمنون الخ کی تفسیر مین گذر چکی ہے **ربط** تمہید مین گذر چکا۔

قطع تعلق مناکحت بین المؤمنین والمشرکین وامتحان ایمان

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ ۚ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ؕ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ؕ وَاٰتُوْهُمْ مَّآ اَنْفَقُوْا ؕ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ؕ وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَسْـَٔلُوْا مَآ اَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْـَٔلُوْا مَآ اَنْفَقُوْا ؕ ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ ؕ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ وَاِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَاٰتُوا الَّذِيْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَآ اَنْفَقُوْا ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (یہ آیتین بھی ایک خاص موقع کے متعلق ہین اور وہ موقع صلح حدیبیہ کا ہے جسکا بیان آغاز سورہ فتح مین ہوا ہے۔

اللغات العصم جمع عصمۃ ہی ما یعتصم بہ من عقد و سبب والمراد النہی من ابقاء علقۃ من علق الزوجیۃ اصلا فعاقبتم من اعقبۃ لا من العقاب ہی فی الاصل النوبۃ فی الرکوب ای فجارت عقبتکم واخرتہ فی الترجمۃ عن الزجاج الخ فعاقبتم فغنمتم وحقیقتہ فاصبتم فی القتال بعقوبۃ حتی غنمتم قولہ بین ایدیہن الخ الردح من القرار وذلک ان الولد اذا وضعتہ الام سقط بین یدیہا و رجلیہا ۱۲

منجملہ اُن شرطون کے جو صلح نامہ مین لکھی گئی تھین ایک شرط یہ بھی تھی کہ جو شخص مسلمانون مین سے کافرون کی طرف چلا آوے وہ واپس نہ دیا جاوے اور جو شخص کافرون مین سے مسلمانون کی طرف چلا جاوے وہ واپس دیدیا جاوے چنانچہ بعضے مسلمان مرد آئے اور وہ واپس کردیئے گئے پھر بعضی عورتین مسلمان ہوکر آئین اُن کے اقارب نے اُنکی واپسی کی درخواست کی اسپر آیتین حدیبیہ مین نازل ہوئین جس مین عورتون کے واپس کرنے کی ممانعت کی گئی پس عموم مضمون صلح نامہ کا اس سے مخصوص اور منسوخ ہوگیا اور ایسی عورتون کے باب مین کچھ خاص احکام مقرر کیئے گئے اور اُن کے ساتھ کچھ احکام ایسی عورتون کے باب مین مقرر ہوئے جو پہلے مسلمانو کے نکاح مین تھین مگر اسلام نہ لائین اور مکہ ہی مین رہ گئین اور چونکہ مدار اُن احکام کا ان عورتون کا مسلمان ہونا ہے اس لیے طریق امتحان بھی تبلایا گیا۔

اور خلاصہ اُن احکام کا یہ ہے **حکم اول** جو عورت دارالحرب سے مسلمان ہوکر آجاوے اُسکا نکاح شوہر کافر سے فوراً ٹوٹ گیا۔ اسیطرح جس حربیہ کا شوہر مسلمان ہو جاوے اُسکا نکاح بھی فوراً ٹوٹ جاویگا **حکم دوم** پہلی عورت کا نکاح مسلمان مرد سے جائز ہے اگر وہ حاملہ ہو تو بعد وضع حمل بالاجماع اور اگر غیر حاملہ ہو تو امام صاحب کے نزدیک بلا عدت اور صاحبین کے نزدیک بعد عدت اور دوسری عورت پر کسی کے نزدیک عدت نہین اور یہ دونون حکم اب بھی باقی ہین **حکم سوم** پہلی عورت کو پہلے شوہر نے جسقدر مہر دیا ہو مسلمان وہ مہر اُس شوہر کافر کو واپس کردین اگر کوئی خاص شخص نکاح کرے تو وہ واپس کرے ورنہ بیت المال سے دیدیا جاوے یہ حکم خاص تھا اسی واقعہ کے ساتھ بلحاظ صلح کے کہ اہل صلح کا ضرر نہ ہو اور نیز اُنکو اشتعال نہ ہو جس سے صلح ٹوٹ جاوے اب یہ حکم باقی نہین **حکم چہارم** اسیطرح کفار دوسری عورت کا مہر مسلمان شوہر کو ادا کرین یہ حکم بھی مخصوص تھا اوسی واقعہ کے ساتھ **حکم پنجم** اگر کفار ایسی عورتون کا مہر اُن کے مسلمان شوہرون کو واپس نہ کرین تو جو مہر کفار کا مسلمانون کے ذمہ واجب الادا ہو وہ اُن کفار کی جگہ اِن مسلمان شوہرون کو دیدیا جاوے برابری کی صورت مین تو کچھ تکلف نہین اور کمی و بیشی مین یہ حکم تھا کہ جو کفار کا بچے وہ کفار کو دیدیا جاوے اور جو اپنا رہے اُسکا مطالبہ اُن سے کیا جاوے اور یہ حکم بھی مخصوص تھا اُسی واقعہ کے ساتھ اور دلیل ان بعض احکام کے مخصوص ہونے کی اجماع ہے اور نیز یہ کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اور جگہ یہ برتاؤ نہین کیا۔ اور بقیہ احکام ہدایہ وغیرہ سے اور روایات درمنثور سے منقول ہین البتہ حکم سوم مین جو بیت المال سے دلانے کو لکھا ہے یہ ایک اور تفسیر سے منقول ہے۔ اور اگر یہ شبہ ہو کہ اس تخصیص و نسخ سے عہد عام کا نقض ہوگیا اور نقض جائز نہین۔ جواب یہ ہے کہ نقض بمعنے غدر جائز نہین اور بلا غدر نفس صلح ہی کا رفع جائز تھا اور کسی خاص جزو کا رفع تو اُس سے اہون واخف ہے اور فریق ثانی کو اسمین مجبور نہین کیا گیا وہ اگر نہ مانتے تو بیش برین نیست کہ صلح مرتفع ہو جاتی پھر اسمین کوئی محذور لازم نہین آتا لیکن جب فریق ثانی نے بھی مان لیا خواہ اپنی کچھ مصلحت سمجھکر خواہ اس خیال سے کہ مردون کے اجتماع سے تو اندیشہ محاربہ کا ہے مگر عورتین اگر واپس نہ کی گئین تو اُنسے کوئی اندیشہ نہین تو مان لینے کے بعد صلح متفق علیہ بھی ہوگئی پھر بعد واپسی حدیبیہ کے بھی بعض عورتین آئی تھین وہ بھی اس حکم مین شامل رہین کذا فی الدر المنثور ایضا پس بخطاب عام ارشاد فرماتے ہین کہ) اے ایمان والو جب تمہارے پاس مسلمان عورتین (دارالحرب سے) ہجرت کرکے آوین (خواہ مدینہ مین کہ دارالاسلام ہے خواہ حدیبیہ مین کہ معسکر اسلام حکم دارالاسلام مین ہے کما فی کتاب الحدود من الہدایہ) تو تم اُن (کے مسلمان ہونے) کا امتحان کرلیا کرو (جسکا طریقہ آگے خطاب خاص یا ایہا النبی مین آتا ہے اور اُس امتحان مین ظاہری ایمان پر اکتفا کیا کرو کیونکہ اُن کے (حقیقی) ایمان کو (تو) اللہ ہی خوب جانتا ہے (تمکو تحقیق ہو ہی نہین سکتا) پس اگر اُنکو (اُس امتحان کی رو سے) مسلمان سمجھو تو اُنکو کفار کی طرف واپس مت کرو (کیونکہ) نہ تو وہ عورتین اُن کافرون کے لیے حلال ہین اور نہ وہ کافر اُن عورتون کے لیے حلال ہین (کیونکہ مسلمان عورت کا نکاح کافر مرد سے مطلقاً نہین رہتا موافق حکم اول کے) اور (اس صورت مین) اُن کافرون نے جو کچھ (مہر کے بابت اُن عورتون پر) خرچ کیا ہو وہ اُنکو ادا کردو (موافق حکم سوم) اور تمکو اُن عورتون سے نکاح کرنے مین کچھ گناہ نہ ہوگا جبکہ تم اُن کے مہر اُنکو دیدو (ادا یا التزاما اور یہ قید بیان شرطیت کے لیے نہین کیونکہ جواز نکاح موقوف نہین ہے ادا یا التزام مہر پر بلکہ بیان لزوم کے لیے ہے یعنی مہر لوازم نکاح سے ہے خواہ مسمی ہو یا نہ ہو اور خواہ بالمعنی المتبادر ہو یا کپڑون کا جوڑہ ہو و ہو المذکور فی قولہ تعالی لاجناح علیکم ان طلقتم النساء مالم تمسوہن او تفرضوا لہن فریضۃ ومتعوہن) اور (اے مسلمانو تم کافر عورتون کے تعلقات کو باقی مت رکھو (یعنی جو تمہاری بیبیان دارالحرب مین کفر کی حالت مین رہ گئین اُنکا نکاح تم سے زائل ہوگیا اُن کے تعلقات کا کوئی اثر باقی مت سمجھو حتے کہ ایسے مرد کو فوراً ایسی عورتون سے بھی نکاح جائز ہے جن سے اُس متروکہ کی مدت مین جائز نہ ہوتا کیونکہ عدت بھی واجب نہین ہے موافق جزو اخیر حکم دوم اور بعض صحابہ کا طلاق دینا باوجود عدم احتیاج الی الطلاق کے اور آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بشرطیکہ آپکو اطلاع ہوا انکار نہ فرمانا شاید اس لیے ہو کہ طلاق بالمعنے اللغوی ہو جسکا حاصل اظہار متارکت ہے) اور

ع ۲/۷ ۸

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَئِسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ ۝

اے ایمان والو اُن لوگون سے دوستی مت کرو جنپر اللہ تعالے نے غضب فرمایا ہو کہ وہ آخرت سے ایسے نا امید ہوگئے ہین جیسا کفار جو قبرون مین ہین نا امید ہین

مہرمین خرچ کیا ہو (اُن کافرون سے) مانگ لو (موافق حکم چہارم) اور (اسیطرح) جو کچھ اُن کافرون نے (مہر کے بابت) خرچ کیا ہو وہ (تمسے) مانگ لین (جیسا اوپر ارشاد ہوا ہے آتو ہم ما انفقوا شاید یہ تکرر معنون باختلاف عنوان اس لیے ہو کہ تمہارے ذمہ جو دوسرون کا حق ہوا اُسکو زیادہ موکد سمجھو یہ جو کچھ کہا گیا) اللہ کا حکم ہے (اسکا اتباع کرو) وہ تمہارے درمیان (ایسا ہی مناسب) فیصلہ کرتا ہے اور اللہ بڑا علم اور حکمت والا ہے (علم وحکمت سے مناسب احکام مقرر فرماتا ہے) اور اگر تمہاری بیبیون مین سے کوئی بی بی کافرون مین رہجانے سے (بالکل ہی) تمہارے ہاتھ نہ آوے (یعنی نہ وہ ملے اور نہ اُسکا بدل کہ مہر جو مقتضا تھا حکم چہارم کا اور) پھر (کافرون کو مہر دینے کی) تمہاری نوبت آوے (یعنی موافق حکم سوم کے تمہارے ذمہ کسی کافر کا حق مہر واجب الادا ہو) تو (تم وہ مہر اُن کافرون کو نہ دو بلکہ) جن (مسلمانون) کی بیبیان ہاتھ سے نکل گئین (جنکا ابھی ذکر ہوا فاتکم مین) جتنا (مہر) اُنہون نے (ان بیبیون پر) خرچ کیا تھا اُس کے برابر (اس رقم واجب الادا مین سے) تم اُنکو دیدو (موافق حکم پنجم) اور اللہ سے کہ جسپر تم ایمان رکھتے ہو ڈرتے رہو (اور احکام واجبہ مین خلل مت ڈالو آگے خطاب خاص مین طریق امتحان ایمان کا فرماتے ہین کہ) اے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) جب مسلمان عورتین آپ کے پاس (اس غرض سے) آوین کہ آپ سے ان باتون پر بیعت کرین کہ اللہ کے ساتھ کسی شے کو شریک نہ کرین گی اور نہ چوری کرین گی اور نہ بدکاری کرین گی اور نہ اپنے بچون کو قتل کرین گی اور نہ کوئی بہتان کی اولاد لاوین گی جسکو اپنے ہاتون اور پاؤن کے درمیان (نطفہ شوہر سے جنی ہوئی دعوے کر کے) بنالیوین (جیسا جاہلیت مین بعض عورتون کا دستور تھا کہ کسی غیر کا بچہ اٹھالاتین اور کہدیا کہ میرے خاوند کا ہے۔ اور یا کسی سے بدکاری کی اور اُس نطفہ حرام کو اپنے خاوند کا تبلا دیا کہ اسمین علاوہ گناہ زنا کے الحاق ولد کا ہی غیر ابن الولد کے ساتھ جسپر حدیث مین بھی وعید آئی ہے رواہ ابوداؤد والنسائی) اور مشروع باتون مین وہ آپ کے خلاف نہ کرین گی (اسمین سب احکام شرعیہ آگئے پس) وہ عورتین اگر ان شرطون کو قبول کرلین جنکا اعتقاد شرط ایمان ہے اور التزام عمل شرط کمال ایمان ہے) تو آپ اُنکو بیعت کرلیا کیجیے اور اُن کے لیے اللہ سے (پچھلے گناہون کی) مغفرت طلب کیا کیجیے بیشک اللہ غفور رحیم ہے (مطلب یہ کہ جب ان احکام کے حق اور واجب العمل سمجھنے کا اظہار کرین تو اُنکو مسلمان سمجھیے اور ہرچند کہ خود اسلام ہی سے مغفرت ذنوب ماضیہ ہوجاتی ہے مگر امر بالاستغفار یا تو کمال ترتب آثار مغفرت کے لیے ہے اور یا حاصل اسکا دعا ہے قبول ایمان کی جو ملزوم ہے مغفرت کا)

ربط اوپر اور یہانتک بیان تھا مطلق کفار سے تعلقات رکھنے کا جنمین زیادہ مضامین متعلق مشرکین کے تھے آگے کفار یہود سے تعلق رکھنے کے بارہ مین کہ مدینہ مین وہ بکثرت تھے ارشاد ہے

خاتمہ مناسب فاتحہ در نہی از موالاۃ یہود

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَئِسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ ۱۳ اے ایمان والو اُن لوگون سے بھی دوستی مت کرو جنپر اللہ تعالے نے غضب فرمایا ہے (مراد اس سے یہود ہین لقولہ تعالے فی المائدۃ من لعنہ اللہ وغضب علیہ وجعل منہم القردۃ والخنازیر) کہ وہ آخرت (کے خیر وثواب) سے ایسے نا امید ہوگئے ہین جیسا کفار جو قبرون مین (مدفون) ہین (خیر وثواب آخرت سے) نا امید ہین (جو کافر مرجاتا ہے بوجہ اس کے کہ اُسکو معائنہ آخرت کا ہوجاتا ہے حقیقت امر یقین کے ساتھ مطلع ہوجاتا ہے کہ اب میری ہرگز بخشش نہوگی چونکہ حسب آیت یعرفونہ کما یعرفون ابناءہم آپکی نبوت کو اور اسیطرح مخالف نبی کے کافر اور غیر ناجی ہونے کو خوب جانتے ہین گو عار وحسد کی وجہ سے اتباع نہ کرتے تھے اس لیے اُنکو دل سے یقین تھا کہ ہم ناجی نہین ہین گو شیخی کے مارے ظاہر اسکے خلاف کرتے ہون پس حاصل یہ ہوا کہ جنکی گمراہی ایسی مسلم ہے کہ وہ خود بھی اُسکو دل سے تسلیم کرتے ہین ایسے گمراہون سے تعلق رکھنا کیا ضرور۔ اور یہ نہ سمجھا جاوے کہ جو کہ اشد درجہ کا نہ ہو اُس سے دوستی جائز ہے جواز دوستی سے تو مطلق کفر مانع ہے مگر اس صفت سے وہ عدم جواز اور شدید ہوجاویگا۔ اور شاید تخصیص یہود کی اسلئے ہو کہ مدینہ مین یہود زیادہ تھے اور دوسرے شریر ومفسد بھی بہت تھے) الحمد للہ کہ آج بتاریخ ۲۲ جمادی الاولے ۱۳۲۵ھ روز پنجشنبہ وقت چاشت تفسیر سورہ ممتحنہ کی ختم ہونے سے گیارہوین جلد تفسیر کی ختم ہوئی اللہ تعالی اپنے فضل وکرم سے بارہوین جلد بھی پوری فرمادے آگے سورہ صف کی تفسیر آتی ہے انشاء اللہ تعالی ولاحول ولاقوۃ الا باللہ والصلوۃ والسلام علی رسول اللہ واخوانہ من الانبیاء وہداۃ سبل اللہ

اللغات من اصحب القبور ۱۳ من بیانیۃ ۱۲

منہیہ اولے جلد ۱۱

ص۵ س۱۹ قولہ - یہ بہی مثل قدیمی آلخ اقول لفظ مثل اس لیے بڑھایا کہ کفار جو قرآن کو افک قدیم کہتے تھے ظاہر ہے کہ خود ان کے نزدیک بھی یہ قدیم نہ تہا بلکہ قدیم کے ساتھ تشبیہ دینا مقصود تہا۔

ص۷ س۹ قولہ - ان معروضات کا آلخ اقول ان جملوں کو لفظ معروضات سے اسلیے تعبیر کیا کہ یہ جملے دُعا کے صیغہ سے مذکور ہوئے ہیں۔

ص۱۲ س۲۶ قولہ - وعظ جن اقول بالاضافہ یعنی جنات کا وعظ۔

ص۱۲ س۱ حاشیہ تحتانی یسار قولہ - بہدایۃ غیرہ الی الایمان اقول لمان یہدی غیرہ کما قد ذکر فی شان انکا فرصدہ غیرہ عن الایمان -

ص۱۵ حاشیہ تحتانی یسار س۲ قولہ الی قولہ تمام الروایۃ لم اخرج منک فاعتق الاعداء من عتا علی اللہ فی حرمہ او قتل غیر قاتلہ او قتل بذحول الجاہلیۃ فانزل اللہ تعالی وکاین الآیۃ کذا فی تفسیر ابن جریر -

ص۱۲ س۲۰ قولہ - کفار کی مذمّت اقول یہ مبتدا ہے اور اسکی خبر تہجین کفار کی تخصیص ہے اسی طرح بعد میں اطاعت کا حکم مبتدا اور تحسین مؤمنین پر لفظ تفریع خبر ہے -

ص۲۲ س۱۳ قولہ - اور ہر چند کہ الی قولہ مضائقہ نہیں اقول مطلب یہ کہ اہل ایمان کو جو مخالفت تحذیر کی گئی ہے وہ مخالفت ظاہر ہے کہ از قبیل مخالفت کفار نہیں ہے کہ وہ ایمان میں تہی پھر لا تبطلوا اعمالکم میں یہ کیوں کہا کہ از قبیل مخالفت کفار جواب یہ ہے کہ کفار کی یہ مخالفت مرتبہ بشرط شئی میں ہے اور مرتبہ بشرط شئی مشتمل ہوتا ہے لابشرط شئی کو بھی مکونہ جزءا لہ اور یہ دونوں مخالفتوں میں مشترک ہے اس لیے ایک مخالفت کو دوسری مخالفت کے قبیل سے کہدینا مضائقہ نہیں بلکہ صحیح و موجہ ہے۔

ص۲۹ س۲۹ قولہ - پہلے سے اس لیے کہا آلخ اقول یہ جواب ہے سوال مقدر کا کہ قرآن مجید میں ہے کذٰلکم قال اللہ من قبل - حالانکہ یہ قول کہیں قرآن مجید میں مذکور نہیں کہ انکو مت لیجانا جواب کی تقریر ظاہر ہے -

ص۳۰ س۱۲ قولہ - وجہ بھی سمجھ لیتے - اقول سمجھدار رہنے کا لازم ضروری تو تصدیق وحی تہا باقی سمجھدار ہونے پر وجہ سمجھ لینے کا ترتب گو ضروری نہیں لیکن غالب الوقوع ہوتا -

ص۳۰ س۲ حاشیہ تحتانی میمن قولہ - لفتحۃ آلخ - اقول مؤنث الفتح بمعنی للغلبۃ لاما یقابل الضم والکسر -

ص۴۶ س۲۶ قولہ اس پارہ کے الخ اقول یعنی پارہ نوزدہم کے -

ص۴۹ س۲۲ قولہ مشیت اقول یعنی عباد کی جو یشاؤن کا مدلول ہے -

ص۶۶ س۲۸ قولہ اول بار میں بامعنی پہچاننا ضروری نہیں الخ اقول مطلب یہ کہ ہم جو کہتے ہیں کہ حضور نے اول ہی بار میں پہچان لیا تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ کسی کے اِعلام بالکسر یا اَعلام بالفتح کی حاجت نہ ہو اگر یہ مراد ہوتی تو بے شک یہ شبہ صحیح تہا کہ ایسی شناخت تو دوسری تیسری بار میں ہوتی ہے اول بار میں نہیں ہوتی آلخ -

ص۸۳ س۲۷ قولہ - اللہ تعالیٰ کے معلوم کرنے کے لیے اقول یعنی یہاں جو سوال کی نفی کی گئی ہے اُس کا مطلب یہ ہے کہ وہ سوال اس غرض سے نہ ہوگا کہ جواب سے اللہ تعالیٰ کو معلوم ہوجاوے باقی سوال ہونا ظاہر ہے جس کی وجہ احتجاج علی المجرمین ہے -

ص۱۱۵ س۲ حاشیہ تحتانی میمن قولہ - نظیر ما قیل آلخ اقول لعل العبارۃ ہکذا فکونہ نظیر آلخ وہو مبتدأ و خبرہ ظاہر والجملۃ جزاء لقولہ وان لم تقتض -

ص۱۱۷ س۱۲ قولہ - تقدم ایمان آلخ اقول یعنی مہاجرین کے ایمان سے تقدم نہیں البتہ مہاجرین کے آنے سے تقدم ہے اسی کو من قبلہم فرمایا ہے -

ص۱۲۷ س۲۸ قولہ - اور دوسرے شریر و مفسد بھی بہت تھے اقول یعنی وہ یہود شریر و مفسد بہی بہت تھے -

منہیہ ثانیہ جلد ۱۱

فہرست مضامین تفسیریہ

منہیہ ثالثہ

غلطنامہ جلد ۱۱

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۱۴	وما	ہما
"	۲۵	ہوارسند	مواورسند
"	۲حاشیہ تحتانی یسار	سلم	مسلم
۴	۹	ہی	بھی
"	۲۸	کو	میں
۵	۲۵	اس سے	اُس سے
"	۵حاشیہ تحتانی یمین	اللام	اللازم
۸	۷	ایمان استقامت	ایمان و استقامت
"	۱۸	توطیہ	توطیہ
۹	۱۳	اورنہ	ورنہ
"	"	ان	اون
۱۰	۶	اپنی سی کتابوں	اپنے سے پہلی کتابوں
۱۱	۶	کلامہ	کلامہ
"	۸	اپنی سی کتابوں	اپنے سے پہلی کتابوں
۱۲	۱۴	تعالی عنہم	تعالی عنہم
۱۳	۴حاشیہ تحتانی یمین	والوثاق للفتح	والوثاق للفتح
"	"	مایوتق	مایوق
	۴حاشیہ تحتانی یسار	الدقیقی	الی الحقیقی
۱۴	۱۲	نذمت	مذمت
"	۱حاشیہ تحتانی یمین	والبعد	والبعد
	۲حاشیہ تحتانی یسار	ران	لاان
۱۵	۲۴	باہم گرے اس	یعنی [illegible]
"	۱	[illegible]	[illegible]
"	۲۱	[illegible]	[illegible]
	۲۳	[illegible]	[illegible]
	۲۴	[illegible]	[illegible]
	حاشیہ تحتانی یسار	[illegible]	[illegible]

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۹	۷	اسعدہ اللہ	اسعدہ اللہ
"	۱۵	اسعدہ اللہ	اسعطہ اللہ
"	۲حاشیہ تحتانی یمین	اسالیبۃ	اسالیبہ
	۲حاشیہ تحتانی یسار	ووانہ لہم	اوانہ لہم
۲۰	۲۳	ہوبھی	ہوی
۲۲	۱۰	جائز وشائع فی الکلام	یہ جملہ تعلیق میں ہونا چاہیے
	۳۰	کہدیاناسب	کہدیاناسب
۲۵	۱۹	پراس کو	سے اس کو
"	۲۴	حقیت	حقیقت
۲۶	۲۷	وغیرہ بھی	وغیرہ میں بھی
۲۷	۱۵	اہل خلال	اہل ضلال
"	۱۹	عملاً کہ	عملاً بھی کہ
۲۸	۱۸	سے ہو	سے ہو
۳۰	۱۲	وجہ یہ بھی سمجھ	وجہ بھی سمجھ
"		بابل	بابل
"	۱۳	اقع کردیتے	واقع کردیتے
۳۱	۱۲	خلفاء	خلفاء
"	۱۸	دارکی [illegible]	[illegible]
۳۲	۲۱	لبس جونے	[illegible]
"	۲۷	تحل	تحل
"	۲۸	بدولت کفر	بدولت کفر
۳۳	۱۴	نہر	[illegible]
"	۲۹	بتاویل	بتاویل
	۲حاشیہ تحتانی یمین	من	سن
"	حاشیہ تحتانی یسار	الساقۃ	الساقۃ
۳۴	۱	نعجب [illegible]	[illegible]
۳۵		اجر عظیم	اجر عظیم
	۱۱	جھر	[illegible]
۳۶	۱	تمرج عن	[illegible]
	۲۰	[illegible]	خیر [illegible]

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۹	۹	بات ہو	بات ہے
"	۲۵	بوجہ کوشش	بعد کوشش
۴۰	۱۵	باطل کہلاتا ہے	باغی کہلاتا ہے
	حاشیہ تحتانی یسار	قولا یضد	قد لا یصف
۴۱	۷	فلاں جس سے تمرادہو سلمان کنا	فلاں مسلمان جس سے وہ مراد ہو کنا
"	۵	ہے رہی	سے یہی
۴۳	۱۸	یہ کامل تیرہ	یہ کل تیرہ
۴۶	۱حاشیہ تحتانی یمین	الجبل	الجبل
"	۲ "	بقطعان	یقطعان
۴۷	۲۲	بالعکس	بالعکس
"	"	ثابت ہیں	نابت ہیں
۴۸	۲	اھون اخف عرفا الکلام	یہ سب تعلیق میں ہونا چاہیے
۴۹	۳حاشیہ تحتانی یمین	ففی	ونفی
۵۰	۲	بہت سی استون	بہت سی امتوں
"	۲۰	مقدوریت	مقدوریت
"	۲۱	دوبارہ کرنا	دوبارہ پیدا کرنا
"	۲۲	عی الموتی	یحیی الموتی
"	۲۳	عمر لی بات	عمر کی بات
"	حاشیہ تحتانی یسار	بادل	بدل
۵۱	۲	ہہں ہیں	نہیں ہیں
"	۱حاشیہ تحتانی یسار	احدث	المحدث
"	۳ "	رسان	شان
۵۲	۱۵	فی ادرصدق	فی الدر قولہ صدق
۵۲	۹حاشیہ فوقانی	اخذ	[illegible]
	۳حاشیہ تحتانی یمین	السکر	[illegible]
	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	۱۳	[illegible]	[illegible]
[illegible]	۱	[illegible]	[illegible]
	"	[illegible]	[illegible]
	حاشیہ [illegible]	[illegible]	[illegible]

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۔	۱ حاشیہ تحتانی یمین	فرو الیقدر	ففروا بقدر
	۲ حاشیہ تحتانی یسار	من محکو	من المحکی
۵۸	سطر [illegible] یسار	کنہا	کنہہا
۵۹	۲۰	پھر مجازاۃ	پس مجازاۃ
	۲۵	احسن ت	احسن سے
″	۲ حاشیہ تحتانی یسار	یخذوہم	یخذموہم
۶۰	۹	المنثو	المنثور
.	۱۱	ہجبت	اہل جنت
″	۳ حاشیہ فوقانی	یتایہ با	یتایہ بہا
″	۱۰ ″	لامین	للرہن
″	۱۲ ″	الواہب	للواہب
۶۱	۲	سوین بہی	سومیں بھی
۶۲	۳	کے جلتے	کئے جاتے ہیں
″	۱۲	دال ہے	دال ہے
″	۱۵	کہنے	کہنے کے
۶۴	۴	جو نبیر پہ	جو اپنے بھیجی
۶۵	۲۶	آپ کو	آپ اُن کو
″	۲ حاشیہ تحتانی یمین	الحلیفتین	الحلیفین
۶۶	۸	ادنے	دینے
″	۱۸	اثبات	اثبات
″	۲۲	وہ اُوراک	وہ ادراک
۶۷	۲۴	خدشہ کا جواب	خدشہ کا جو جواب
۶۸	۱۶	العقل	معقل
۶۹	۱۳	بھی مجال بے اذن	بھی بے اذن
″	۱۶	ملائکہ لسہ تعالی	ملائکہ للہ تعالی
۷۲	۹	میرا سار گناہ	میرا سارا گناہ
″	۱۴	بجان	بجائے
″	۲۱	اکٹی ہوئی	اُلٹی ہوئی
۷۶	۷	مُحتضَرِ	مُحتضَرہ
″	۲۳	مُحتضَرِ	مُحتضرہ
۷۷	۱ حاشیہ تحتانی	اشنکوا	تشتکوا
″	۲ ″	راعہم	راہم
″	۲ ″	مستقر	مستقر نہ
۷۸	۳ حاشیہ تحتانی یمین	اخذا	اخذنا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷۸	۴ حاشیہ تحتانی یمین	ذوعزۃ	ذو وعزۃ
″	۲ ″ یسار	باقصا	بافضاء
″	۳ ″ ″	تولد والخطاب	اکفارکم والخطاب
۷۹	۲۴	متعلق اول	متعلق مغائر ہو متعلق اول
۸۰	۵ حاشیہ تحتانی یمین	اکبر	البُسد
″	۲ ″ یسار	تقدیہ	تعدیہ
″	۸ ″ ″	نمابا	تماما
۸۱	۹	بھی ہوگر	بھی ہوکر
۸۲	۱ حاشیہ تحتانی	لالہا	لانہا
۸۴	۱۷	یعنی اس	یعنی کبھی اس
″	۲۳	قصرات	قصرات
۸۶	۱۶	ضوری	ضروری
″	″	شجر	مشجر
″	۲۱	اسم ہی مبارک	اسم بھی مبارک
″	۲۲	تقریر مجموعہ	تقریر باعتبار مجموعہ
″	″	مجموعہ کی یہ	مجموعہ کے یہ
۸۷	۴	اعلی ادرجہ	اعلیٰ ہی درجہ
″	۹	خزاءً	جزاءً
۸۸	۱ حاشیہ تحتانی یسار	عدی	عدی متعلق
۸۹	۲۳	مقربیں	مقربین
۹۰	۲ حاشیہ تحتانی یمین	الحل	العمل
″	۲ ″ یسار	یختبر	یخبز
″	۴ ″ ″	تبغیہ	تبغیہ
۹۱	۱۵	قدرت سے	قدرت سے ہے
″	۲ حاشیہ تحتانی یسار	الفقد	الفقد
۹۲	۱	جو پیغمسر	جو پیغمبر
″	۵	اشارۃ	اشارۃً
۹۵	۲۲	اُنکے محل پر	اُن کے فعل پر
۹۶	۵	اسمیں ایمان	اسی میں ایمان
″	۲۱	زیادہ	زیادۃ
۹۷	۱۴	تمرت اس کے نظائر	تمہ سے نظائر
″	۱۸	اکالنور	اکالنور
۹۸	۱۲	پھر ادھر ہی	پھر ادھری
″	۱ حاشیہ فوقانی	نوان	توان
″	۹ ″	لاتالہ موا	لاایلام

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹۹	۱۳	مغلے تو یہ سمجھو	معنے تو یہ نہ سمجھو
″	۱۴	اس کے	(اس کے)
″	۱ حاشیہ تحتانی	دعاء الاستکثار	دعاء الاستکثار
۱۰۲	۱ حاشیہ تحتانی یمین	منسوب	منصوب
۱۰۳	۶	فرمانا	فرمانا
۱۰۴	۲ حاشیہ تحتانی یمین	التدارک	تدارکہ
۱۰۵	۲۳	کفارہ	کفارہ
۱۰۷	۱۳	کے پاس تم	کے پاس تم
۱۰۸	۱۹	گذرتی	گذرتا
″	۲۴	بات کرے سے	بات کرنے
″	۱ حاشیہ تحتانی یسار	التعبیہ	التعبیر
۱۰۹	۲۷	قبل	قیل نسخہ
۱۱۱	۱۴	حِزبُ	حِزبُ
۱۱۲	۱۳	اُن (قلوب) کو	اُن (کے قلوب) کو
۱۱۴	۲۶	وحدہ اور بقیہ	وحدہ بھی تہا اور بقیہ
۱۱۵	۲۰	سے کہ	ہے نہ کہ
۱۱۶	۲۴	اودھی	اور بھی
۱۱۹	۱۵	زیادہ تاکید	زیادۃ تاکید
۱۲۳	۴	سودہ گنہگار	سو وہ لوگ گنہگار
۱۲۴	۱۳	اس سبب	اس سے
″	۱۹	مقتضی	مقتضِی

تتمہ منہیہ ثالثہ جلد دہم
صحت نامہ جلد (۱۰)

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰	۳ حاشیہ تحتانی یمین	زائرہ	زندہ
۲۵	۲ ″ یسار	متی نکر القلب نکر صاحبہ	متی تکبر القلب تکبر صاحبہ
۴۳	۳ ″ ″	یالخلود	بالخلود
۵۰	۱۷	حقاد	حمقاد
۶۵	۲۳	یسن	یس
۷۱	۳ حاشیہ تحتانی یمین	ان لان	ان
۷۶	۱ حاشیہ تحتانی یمین سر آخر	المذکور	الذکور

غلطی متعلق منہیہ اولی جلد دہم

ص ۸۱ س ۱۴ قولہ اس بنا پر الخ یہ صفحہ ۸۲ میں غلطی سے ۸۱ ہوگیا ہے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ربع ثالث اباتۃ البیان حاشیہ بیان القرآن

حاشیۃ المجلد السابع من التفسیر

ص ۲ س ۱ قولہ عبدہ الخ فی ن انتصب عبدہ علی انہ مفعول الذکر وزکریا عطف بیان اھ

س ۵ قولہ شقیا فی ن تقول العرب سعد فلان بحاجتہ اذا ظفر بہا وشقی بہا اذا خاب ولم ینلہا واعلم ان زکریا قدم علی السؤال امورا ثلثۃ الاول کونہ ضعیفا والثانی انہ تعالی لم یرد دعاءہ والثالث کون المطلوب بالدعاء سببا للمنفعۃ فی الدین اھ ملخصا قلت لایخفی فیہ حسن ادب الدعاء والالحاح فیہ باطالۃ الکلام۔

س ۷ قولہ رضیا فی الاعراب ای مرضیا۔

س ۱۳ قولہ من المحراب قال الطبری حدثنی یونس قال اخبرنا ابن وہب قال قال ابن زید فی قولہ فخرج علی قومہ من المحراب قال مصلاہ وقرأ فنادتہ الملئکۃ وہو قائم یصلی فی المحراب اھ۔ س ۱۵ قولہ حنانا ای رحمۃ کما نقلہ الطبری عن ابن عباس۔ ای من عندنا ۱۲ منہ

حاشیہ تحتانی س ۱ قولہ حسادۃ بالحاء وفتحولا بالضم

حاشیہ تحتانی س ۲ قولہ سمیا قلت اوثر لفظ السمی موضع المثل والشبیہ للمبالغۃ فی عدم النظیر کانہ قیل لامثل لہ اسما فکیف مسمی وتفسیر السمی بالمثل نقلہ الطبری عن مجاہد بسندہ وقولہ اشار قلت نقلہ الطبری عن مجاہد وقتادۃ حاشیہ فوقانی سطر طولانی قولہ مبالغۃ قلت کما فی ن لافادتہ شمول الاشتعال الراس کما لو قلت اشتعل بیتی نارا مکان اشتعل النار فی بیتی۔ باعتبار کمالہ ۱۲ منہ

ص ۴ س ۱۰ قولہ قرب الی الاجابۃ الخ قلت روی ابن حبان فی صحیحہ مرفوعا خیر الدعاء الخفی کما فی البحر الرائق۔ س ۲۲ قولہ بقاء آثار الخ اگر شبہہ ہو کہ بقاء آثار تو خود حضرت زکریا کا ہی کافی تھا پس اس غرض سے تو ان کا دعا کرنا بعید ہے بلکہ ظاہر یہ ہے کہ دعا سے مقصود یہ تھا کہ ان کے بعد کوئی جانشین مصلح قوم باقی رہے کہ زندگی کی حالت میں خود وہی کافی تھے اور بعد وفات ان کے آثار کا بقاء ظاہر ہے سو ممکن ہے کہ یہ جواب دیا جاوے کہ چند مصلحین کی تعلیم اور اسی طرح ان کے آثار کثیرہ کا باقی رہنا بہ نسبت مصلح واحد اور آثار واحد کے زیادہ مؤثر فی الاصلاح اور دیرپا ہوتا ہے

حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ انتبذت نقل الطبری عن ابن عباس ای خرجت۔

حاشیہ تحتانی یسار س ۲ قولہ کنت بہ الخ فی ن قال جار اللہ المس عبارۃ عن النکاح الحلال لانہ کنایۃ عنہ فی قولہ من قبل ان تمسوہن او لمستم النساء وانما یقال فی الزنا فجر بہا وخبث بہا ونحو ذلک لایلیق بہ الکنایات والآداب واعلم ان دون فی قولہ من دونہم بمعنے ورا مجازا۔

ص ۵ حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ تدوس قلت دوس کوفتن بپائے و روشن کردن شمشیر کذا فی ص۔

حاشیہ تحتانی یمین س ۳ قولہ العلق بالفتح دوزہ کذا فی م حاشیہ تحتانی س ۴ قولہ جدولا قلت اخرجہ الطبرانی مرفوعا بسند ضعیف کما فی الاتقان واخرجہ الطبری عن ابن عباس وفی ن ان المکان المستوی اذا کان فیہ مبدأ معین فکل من کان اقرب منہ کان فوق وکل من کان ابعد منہ کان تحت واراد ان النہر تحت الاکمۃ وہی فوقہا۔ منہ

حاشیہ تحتانی یسار س ۴ قولہ معنے اہیل فی الاعراب وقیل ہی ممولۃ علی المعنے والتقدیر ہزی الثمرۃ بالجزع ای نفضی وقولہ رطبا جنیا ای مجنیا وہو مفعول بہ اھ ملخصا وروی ابن السنی وابو نعیم معانی الطب عن ابی امامۃ قال قال رسول اللہ اطعموا نساءکم الرطب فانہ لو علم اللہ خیرا منہ لاطعمہ مریم الحدیث واسنادہ علی شرط مسلم قالہ السیوطی ونقل حسنہ الشوکانی فی الفوائد المجموعۃ۔

ص ۶ قولہ فکلی الخ فی ن وقدم الاکل مع ان ذکر السری مقدم لان احتیاج النفساء الی اکل الرطب اشد من احتیاجہا الی شرب الماء لکثرۃ ماسال من الدماء اھ وفیہ ایضا تزین علیہ ترائین مثل تسمعین خففت الہمزۃ وسقطت نون الاعراب للجزم ثم یاء الضمیر للساکنین وذلک بعد لحوق نون التاکید لہ

س ۲۲ قولہ سنت الخ یہ حکم ان کی شریعت کا تھا ہماری شریعت میں منسوخ ہوچکا ہے لما رواہ ابوداؤد مرفوعا لایتم بعد احتلام ولاصمات یوم الی اللیل وحسنہ السیوطیؒ والعزیزیؒ اور صوم کو ظاہری معنی پر محمول کرنا جیسا کہ اس تفسیر میں ہے قتادہ سے منقول ہے رواہ الطبری وفیہ عنہ و کانت تقرأ فی الحرف الاول صمتا اھ اور امام سیوطی نے صوم سے مراد صمت لیا ہے اور طبری نے یہ تفسیر حضرت انس رضی بن مالک اور ابن عباسؓ اور ضحاکؒ سے روایت کی ہے

حاشیہ تحتانی یمین س ۵ قولہ النافر چیز حقیر واندک کذا فی ص وقولہ لایؤبہ ای لایبالی بہ کذا فی ص۔

ص ۶ س ۳ قولہ انسیا قلت ہو احد الاناسی ایک آدمی کما فی ص

حاشیہ فوقانی س ۵ قولہ متصلا الخ اخرج الطبری بسندین عن ابن عباس یقول ما ہی الا ان حملت فوضعت۔

حاشیہ فوقانی س ۴ قولہ حبولا الخ قلت اخرجہ الطبری عن ابن عباس والضحاک وقتادۃ وفیہ ایضا قال ابن عباس لم یتکلم عیسیٰ حتے اتت بہ توما حاشیہ تحتانی قولہ قری الخ فی الجلالین تمییز محول من الفاعل ای لتقر عینک بہ ای تسکن فلا تطمح الی غیرہ اھ وہو من سمع یسمع کما فی الصراح

ص ۷ س ۵ قولہ والسلام الخ فی الاعراب انما جاءت بالالف واللام لان التی فی قصۃ یحییٰ نکرۃ فکان المراد بالثانی الاول وفی ن لان النکرۃ اذا تکررت تعرفت اھ وقولہ یوم ولدت فی الاعراب ظرف والعامل فیہ الخبر الذی ہو علی ولایعمل فیہ السلام للفصل بینہما بالخبر اھ

حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ من قتادۃ قلت اخرجہ الطبری وقولہ المرجم بتقدیم الجیم مازیہ وگھواسہ س ۲ قولہ کان الخ قلت لہ توجیہ آخر ایضا فی ن قال جار اللہ کان لایقاع مضمون الجملۃ فی زمان ماض مبہم یصلح للقریب والبعید وہہنا للزمان القریب عن الحال بدلالۃ الحال اھ

ص ۸ س ۱ قولہ اذا قضے امرا الخ قلت اذا تفید ہنا معنی الاستمرار خالیۃ عن معنی الاستقبال بقرینۃ المقام وفی ن قولہ کن عبارۃ عن نفاذ قدرتہ ومشیتہ والا فلیس ثم قول لان الخطاب مع المعدوم عبث ومع الموجود تحصیل للحاصل اھ۔

س ۵ قولہ اسمع بہم وابصر فی الاعراب لفظہ لفظ الامر ومعناہ التعجب وبہم فی موضع رفع کقولک احسن بزید ای احسن زید اھ قلت حذف من الآخر لفظ بہم لدلالۃ ما قبلہ علیہ اختصارا وقولہ الیوم فی الاعراب ظرف والعامل فیہ الظرف الذی بعدہ اھ ای عامل الظرف الذی بعدہ۔

س ۹ قولہ اہل قادیان الخ کیونکہ وفات کا زمانہ بعد نزول کے قرب قیامت کے ہے جیسا کہ بیان ہو چکا پس دعوے وفات مسیح باطل ہو گیا۔

ص ۹ س ۷ قولہ تہمتیں یعنے ان کو غیر ثابت النسب ولد الزنا کہنا

فائدۃ جلیلۃ غریبۃ

اعلم ان الحافظ السخاوی شمس الدین رحمہ اللہ قال فی المقاصد الحسنۃ ما نصہ حدیث ما بعث اللہ نبیا الا عاش نصف ما عاش النبی قبلہ ابو نعیم فی الحلیۃ والفسوی فی مشیختہ عن زید بن ارقم بہ مرفوعا وسندہ حسن لاعتضادہ لکن یعکر علیہ ما ورد فی عمر عیسیٰ علیہ السلام فلت لم یرد حدیث فی عمرہ الذی رفع علیہ نعم ورد احادیث متعارضۃ فی قیامہ علیہ الصلوۃ والسلام بعد نزولہ من السماء عند القیامۃ واما ما قیل فی عمرہ الذی رفع علیہ فہو قول لاہل التاریخ علی تحقیق عیسیٰ علیہ السلام منہ ۱۲ منہ واللہ اعلم بحقیقتہ ثم قد اخرج الطبرانی فی الکبیر بسند رجالہ ثقات الی محمد بن عبد اللہ بن عمرو بن عثمان ابن عفان ہو المعروف بالدیباج عن امہ فاطمۃ ابنۃ الحسین ابن علی ان عائشۃ رضی اللہ عنہا کانت تقول ان رسول اللہ قال فی مرضہ الذی قبض فیہ لفاطمۃ رض ان جبریل کان یعارضہ القرآن فی کل عام مرۃ وانہ عارضنی بالقرآن العام مرتین واخبرنی

انہ اخبر انہ لم یکن نبی الا عاش نصف عمر الذی کان قبلہ واخبرنی ان عیسیٰ بن مریم عاش عشرین ومائۃ سنۃ ولا ارانی الا ذاہبا علی راس الستین فبکت الحدیث ولابی نعیم عن ابن مسعود رفعہ یا فاطمۃ انہ لم یعمر نبی الا نصف عمر الذی قبلہ الحدیث اھ فہذا الحدیث یدل علی عمر عیسیٰ بازید مما اشتہر سواء کان فی الوقت الذی رفع علیہ او کان بمجموع ذلک الوقت والوقت الذی یقیم فیہ بعد نزولہ من السماء والاول اظہر لا اشکال فیہ لاخلاف قول من قال ما قال الحدیث مقدم علی قول کل قائل نعم حدیث یابعث اشراط فیہ اشکالان احدہما ان عمر آدم کان الف سنۃ کما رواہ الترمذی وہذا الحدیث بتمامہ مذکور فی المشکوۃ فی باب القدر وفیہ اعطاہ اربعین منہا لبعض الانبیاء من اولادہ وعمر نوح الا اقل ما ذکر فی القرآن من مدۃ وعظہ وہو الف سنۃ الا خمسین عاما فہذا الحدیث لا یمکن حملہ علی ظاہرہ وثانیہما انہ لو حمل علی ظاہرہ لکان عدد الانبیاء قلیلا وان سلم عدد کثیر من الانبیاء فی وقت واحد فی مواضع مختلفۃ ای امم متباینۃ فلا یمکن ایضا کما یظہر بالتامل فلا بد من تاویل ولا ینبغی رد الحدیث لا سیما اذا کان حسنا ولم یعارضہ دلیل قوی فالمراد بہ علی ما افادہ سیدی ومرشدی ومحبوبی المفسر العلام انہ لم یعمر اقل من العمر الذی اعطی الذی قبلہ او کان عمرہ بازید مع ذلک او مساویا وہذا ایضا باعتبار الاکثر فعلی ہذا التقریر لا یشکل علیک شیء ان شاء اللہ تعالیٰ نعم یبقی انہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف بنی امر وفاتہ علی ہذا الاحتمال لانہ ما کانت ہذہ کلیۃ بل کانت مخصوصۃ ببعضہم فالجواب انہ بنی الامر علی الدلیل الیقینی اصالۃ وہو معارضۃ القرآن مرتین وہذا الدلیل الاجمالی المذکور تائید او تبعا فلا ورود وتامل وتحقق۔

ص ۹ س ۳ قولہ لا یثنی منک الخ فی ن من قولہ اغن عنی وجہک ای ادفعہ ویجوز ان یکون بمعنی المصدر ای شیئا من الاغناء اھ۔ **س ۷ قولہ** اراغب انت فی الاعراب مبتدا وانت فاعلہ اغنی عن الخبر وجاز الابتداء بالنکرۃ لاعتمادہا علی الہمزۃ۔ **س ۱۹ قولہ** بڑی راستی والے الخ راستی سے مراد ہر طرح کی راستی ہے قولی وفعلی در باب حق اللہ تعالیٰ وحق العباد منجملہ اس کے یہ بھی ہے کہ حق تعالیٰ کا حق جہاں تک ممکن ہو ادا کرنے میں کمی نہ کرے پس ایسا شخص صدیقیت کیساتھ موصوف ہوتا ہے

ص ۱۰ س ۵ قولہ رسولا نبیا قلت خبر بعد خبر **س ۷ قولہ** بکیا ونبیا حالان کما فی الاعراب فی قولہ صادق الوعد قلت فی الطبری حدثنی یونس قال اخبرنا ابن وہب قال اخبرنی عمرو بن الحارث ان سہیل بن عقیل حدثہ ان اسمٰعیل وعد رجلا مکانا ان یاتیہ فجاء ونسی الرجل فظل بہ اسمٰعیل وبات حتی جاء الرجل من الغد فقال ما برحت من ہہنا قال لا قال انی نسیت قال لم اکن لابرح حتی تاتی فبذلک کان صادقا وعن ابن جریج لم یعد ربہ عدۃ الا انجزہا لہ اھ ملخصا۔ **حاشیہ فوقانی س ۷ قولہ** للتارکہ۔ قلت کما فی قولہ تعالیٰ اذا خاطبہم الجاہلون قالوا سلاما ویؤیدہ قولہ اعتزلکم الخ وما بینہما اعتراض۔

ص ۱۱ س ۷ قولہ سجدا فی الاعراب حال مقدرۃ لانہم غیر سجود فی حال خرورہم اھ وفی ن وبکی جمع باک فعول کسجود فی ساجد ابدلت الواو یاء وادغمت وکسر ما قبلہا للمناسبۃ اھ وفی الشعب للبیہقی عن سعد بن مالک مرفوعا ان ہذا القرآن نزل بحزن وکآبۃ فاذا قراتموہ فابکوا فان لم تبکوا فتباکوا کذا فی الاتقان۔ **س ۲ قولہ** دونوں کی اولاد الخ اس طرح کہ یہ سب حضرت یعقوبؑ کی اولاد ہیں اور حضرت یعقوب حضرت ابراہیمؑ کے پوتے ہیں۔

ص ۱۲ س ۱۸ قولہ مشہور الخ طبری نے حدیث معراج میں مرفوعا حضرت ادریسؑ کا چوتھے آسمان پر تشریف فرما ہونا روایت کیا ہے اور مجاہد سے بھی حضرت ادریسؑ کا مرفوع الی السماء الرابعۃ ہونا روایت کیا ہے اور الفاظ یہ ہیں قولہ ورفعناہ مکانا علیا قال ادریس رفع فلم یمت حتی رفع عیسیٰ وفی روایۃ قال السماء الرابعۃ اور ضحاک اور حضرت ابن عباس سے یہ الفاظ نقل کیے ہیں رفع الی السماء السادسۃ فمات فیہا اور حضرت ابو سعید الخدری سے یہ الفاظ نقل کیے ہیں۔ ورفعناہ مکانا علیا قال فی السماء الرابعۃ اھ غرض ان سب روایات سے سوائے روایۃ اولی کے مرفوع الی السماء ہونا ثابت ہے اور روایۃ اولی سے چوتھے آسمان پر قیام ہونا ثابت ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

ص ۱۹ قولہ اس شعر سے الخ قلت معناہ کن فی حالۃ لا یبصرک ما عرض لک فیہا ولا یخفی انہ لا یمکن فی المکان الحسی اختبارا اصلا ان النصح بہ لیس بمہتم فان کل احد یعلیہ وینکا الفہ اھ ایضا۔ **حاشیہ تحتانی یمین س ۵ قولہ** التی الخ قال جار اللہ عدن علم بمعنی العدن وہو الاقامۃ وہو علم لارض الجنۃ لکونہا مکان اقامۃ ولولا ذلک لما ساغ الابدال

لان النکرۃ لا تبدل من المعرفۃ الا موصوفۃ ولما ساغ وصفہا بالتی کذا فی ن

ص ۱۳ س ۱۵ قولہ مقدار الخ قلت رواہ الطبری عن قتادۃ ورواہ عنہ ایضا کانت العرب اذا اصاب احدہم الغداء والعشاء عجب لہ فاخبرہم اللہ الخ وروی عن مجاہد ایضا قال لیس بکرۃ ولا عشی ولکن یؤتون بہ علی ما کانوا یشتہون فی الدنیا وعن یحیی قال کانت العرب فی زمانہم من وجد منہم عشاء وغداء نعتا انا عمرنی النعیم فانزل اللہ الخ اھ قلت فالرد والدوام الرزق علی قدر حاجتہم وشہوتہم فبیان الوقت تمثیل وتفہیم فقط۔

س ۱۸ قولہ آرزو الخ جناب رسول اللہ کی یہ درخواست محبوب کے قاصد ہونے کے اعتبار سے تھی کہ معشوق کے ایلچی کے اپنے پاس آنے سے قلب کو تانگی ہوتی ہے اور چونکہ ملک کو عالم غیب سے بہت زیادہ تعلق ہے اسلئے اسکی مصاحبت سے اس عالم کی طرف خاص توجہ بھی ہوتی ہے چنانچہ حدیث میں ہے روی الامام احمد عن علیؓ او عن الزبیرؓ فی حدیث طویل وکان اذا کان حدیث عہد بجبرئیل لم یتبسم ضاحکا حتی یرتفع ورواہ ابو یعلی عن الزبیر وحدہ ورجالہ رجال الصحیح کما فی مجمع الزوائد اور آپؐ نے مزید قیام جبرئیلؑ کی درخواست نہیں فرمائی بلکہ تجدید آمد کی التماس کی تاکہ حدیث عہد ہے مضمون سے متلذذ ہو تفتیش ہو۔

ص ۱۴ س ۱ قولہ اذا ما مت فی ن انتصب فا بفعل مضمر یدل علیہ اخرج المذکور لا بنفسہ لان ما بعد لام الابتداء لا یعمل فی ما قبلہ لا تقول الیوم لزید قائم وانما جاز الجمع بین حرف الاستقبال وبین لام الابتداء المفیدۃ للحال لان اللام ہہنا خلصت لاجل التاکید وما فی اذا ما للتوکید اھ ملخصا وفیہ ایضا قال العلامۃ لو جمعت الخلائق علی ایراد حجۃ فی البعث اوجز من ہذہ لم یقدروا علیہا لان خلق الذات مع الصفات اصعب من تغییر الذات فی اطوار الصفات وہذا معلوم لصانع یتکرر عنہ عمل لان الاول لم یستقر بعد فی خزانۃ خیال والثانی قد ارتسم واستقر وثبت امثالہ واحتذار وا اذا کان حال من یتفاوت فی قدرتہ الصعب والسہل کذلک فما الظن بمن لا یتوقف مقدورہ الا علی مجرد تعلق الارادۃ الازلیۃ بہ اھ۔ **س ۳ قولہ** اشد فی ن والتقدیر ایہم ہو اشد۔ **س ۵ قولہ** حتما فی ن ای محتوما مصدر بمعنی المفعول مقضیا قضی بہ روی الطبری عن قتادۃ قسما واجبا اھ قلت ہما خبران لکان۔

س ۲۶ قولہ تطہیر الخ حضرت امام غزالیؒ نے فرمایا ہے کہ آگ کی خاصیت ہے قلب ہیبت پس تمام اہل اسلام کے ورود علی الصراط میں یہ حکمت ہے کہ آثار بشریہ منہدم ہو جاویں اور روئیت حق کی قابلیت پورے طور پر پیدا ہو جاوے میں کہتا ہوں کہ اتقیاء میں تو یہ حکمت ظاہر ہے اور فساق میں اس حکمت کے علاوہ حکمت تعذیب بھی ہے

حاشیہ تحتانی یسار س ۳ قولہ قال صاحب الروح الخ قلت فی ہذہ الکیفیۃ آثار کثیرۃ متعارضۃ ساقہا الطبری ثم قال واولی الاقوال فی ذلک بالصواب قول من قال یردہا الجمیع ثم یصدر عنہا المؤمنون فینجیہم اللہ ویہوی فیہا الکفار وورودہموہا ہو ما تظاہرت بہ الاخبار عن رسول اللہ من مرورہم علی الصراط المنصوب علی متن جہنم فناج مسلم ومکدس فیہا اھ قلت ثم ساق الطبری الاحادیث المرفوعۃ فی کنز العمال عن جابرؓ مرفوعا الورود الدخول لا یبقی بر ولا فاجر الا دخلہا فتکون علی المؤمنین بردا وسلاما کما کانت علی ابراہیم حتی ان للنار ضجیجا من بردہم ثم ینجی اللہ الذین اتقوا ویذر الظالمین فیہا جثیا رواہ احمد فی مسندہ وابن ماجہ فی تفسیرہ والحاکم فی مستدرکہ بسند صحیح ونقل فی الاتقان الالفاظ الورود الدخول وفی شرح الاحیاء قیل الورود الدخول وروی ذلک عن جابر بن عبد اللہ مرفوعا رواہ احمد والبیہقی باسناد حسن فالظاہر ان الآیۃ لا تفسر بقول ابن یدیل بہذا المرفوع الصحیح فتامل وتشکر وقال المترجم الا ان یقال ان الدخول عام للمرور مجازا لان الاحادیث المشہورۃ ظاہرۃ فی المرور علی الصراط بدون الدخول المتعارف

ص ۱۵ س ۷ قولہ مردا قلت بمعنی العاقبۃ مجازا فان العاقبۃ کالشیء المردود الی صاحبہ آخرا

ص ۱۶ س ۱ قولہ ولدا فی الاعراب ہو واحد وقیل یکون جمعا ایضا اھ قلت وہو یعم الذکر والانثی وقولہ اطلع الغیب فی ن من قولہم اطلع الجبل ای ارتقی الی اعلاہ ولاختیار ہذہ الکلمۃ شان کانہ قال او قد بلغ من عظمۃ شانہ ان ارتقی الی عالم الغیب الذی تفرد بہ علام الغیوب وفی الاعراب الہمزۃ ہمزۃ استفہام لانہا مقابلۃ لام وہمزۃ الوصل محذوفۃ لقیام ہمزۃ الاستفہام مقامہا ویقرا بالکسر علی انہا ہمزۃ وصل وحرف الاستفہام محذوف لدلالۃ ام علیہ اھ۔ **س ۳ قولہ** فردا فی ص تنہا وفرد وانفرد بمعنی قلت فہو فاعل بمعنی منفرد وہو حال ہناک۔

حاشیہ تحتانی قولہ السین الخ قلت لکن لم یجز علیہ بل علی معنی التقریب۔

ص ۱۴ س ۵ قولہ ضدا فی الاعراب واحد فی معنی الجمع

والمعنے ان جمیعہم فی حکم واحد لانہم متفقون علی الاضلال اھ

حاشیہ تحتانی یمین س ا قولہ الہنبع واقد کما فی ن و ع وقولہ عطاش بالکسر جمع عطشان۔

س ۳ حاشیہ تحتانی یمین قولہ اہد قلت مصدر علے المعنے لان تخر بمعنے تہد وقیل حال۔

ص ۱۸ س ا قولہ وامصد مستعد وقولہ لا جمع القلۃ وقولہ قرن اہل یک روزگار از مردم کذا فی ص۔

ص ۱۹ س ۳ قولہ من خلق الخ فی ن متعلق تنزیلا فیکون الظرف لغوا او بکائنا صفۃ لہ فیکون مستقرا۔

حاشیہ تحتانی یمین س ۲ قولہ یقدر الخ فی الاعراب لا یجوز ان یکون مفعولا لہ لان المذکورۃ لانہا قد تعدت الی مفعول لہ وہو تشقی فلا یتعدی الی آخر من جنسہ

حاشیہ تحتانی یسار س ۲ قولہ کان الظاہر مثالی ن فائدۃ الانتقال الی الغیبۃ من لفظ المتکلم میمن لم یقل تنزیلا منا امور منہا الافتنان فی الکلام علی عادتہم ومنہا تفخیم الصفات مع لفظ الغیبۃ ومنہا التفخیم بالاسناد اولا الی ضمیر المتکلم المطاع فی انزلنا ثم الی المختص بصفات العظمۃ والتمجید اھ

ص ۲۰ س ا قولہ آنست فی ن ای ابصرت ابصارا لا شبہۃ فیہ الیصار ایونس بہ والترکیب یدل علی الظہور ومن ذلک انسان العین لانہ یظہر الاشیاء ومنہ الانس لظہورہم کما قیل الجن لاستتارہم ومنہ الانس ضد الوحشۃ لظہور المطلوب وہو المانوس بہ اھ وقولہ لاہلہ فی الاعراب کبیر الہاء وضمہا ومن ضم اتبعہ ما بعدہ اھ ملخصا وقولہ علی النار فی ن ومعنے الاستعلاء فی علی النار ان اہل النار یشغلون المکان القریب منہا او المصطلون بہا المکتنفون قیاما وقعودا فہم مشرفون علیہا وان کان المکان مستویین اھ ملخصا۔ س ۳ قولہ انی انا ربک فی الاعراب انا مبتدا او تاکید او فصل اھ۔ س ۴ قولہ لتجزی متعلق باخفیہا او بآتیۃ کما فی ن وقولہ تسعی ای تعمل۔

س ۱۷ قولہ نورا قلت کان نورا خاصا مخلوقا۔

س ۵ قولہ لما یوحی قلت اللام للصلۃ تتعلق باستمع وما مصدریۃ تاکید او اذنہ س ۲۰ قولہ جو تیاں الخ امام ابن جریر طبری نے اسمیں حکمت یہ بیان فرمائی ہے کہ یہ حکم اسلئے دیا گیا تاکہ پیر بھی اس مقام کی برکت حاصل کریں یعنی جو تیوں کی وجہ سے جو جگہ پیر کی مس کرتی اس کو بھی برکت حاصل

ہو جاوے۔ حاشیہ تحتانی یمین س ۲ قولہ اسم واد فی ن بالشام۔ حاشیہ تحتانی یمین س ۵ قولہ انا الخ قلت فتکون کا للمقاربۃ وہو الاصل۔

حاشیہ تحتانی یسار س ۷ قولہ قولہ وقتیبۃ الخ قلت عندی لا حاجۃ الی التقدیر فالمعنے صحیح ورجحہ الطیبی رح واللہ تعالی اعلم۔ حاشیہ فوقانی س ۶ قولہ لفظ الاہل قلت فی ن فانہ اسم جمع اھ وقولہ ان شئت الخ قلت معناہ ان شئت بکسر التاء حرمت بکسرہا ایضا المسار غیرکم ای غیرک وان شئت بکسر التاء وحرمت بضمہا افادہ المفسر فافہم

ص ۲۱ س ا قولہ اہش بہا علی غنمی فی الاعراب وعدی بعلی لان معناہ اقوم بہا او اہول اھ وقولہ مآرب فی ن ہی جمع المآربۃ بضم الراء الحاجۃ وقد یفتح الراء

واما قال اخری لان المآرب فی معنے الجماعۃ اھ ملخصا وفی ع ولو قال آخر لکان علی اللفظ فی ن ایضا ثم ان جواب موسیٰ تم بقولہ ہی عصای الا انہ زاد علی ذلک لانہ کان یحب المکالمۃ وکان المقام مقام انبساط وقرب فاغتنم الفرصۃ وجعل ذلک کالوسیلۃ الی درک الغرض اھ قلت یحتمل انہ اراد بہ اظہار الشکر تعدید النعمۃ۔ س ۳ قولہ حیۃ الخ فی ن وفی موضع آخر فاذا ہی ثعبان وفی آخر کانہا جان عبارات عن معبر واحد لان الحیۃ اسم جنس یقع علی الذکر والانثی والصغیر والعظیم واما الثعبان وہو العظیم من الحیات والجان وہو الدقیق منہا فبینہما تناف فی الظاہر لا فی التحقیق لانہا حین انقلابہا کانت تکون حیۃ صفراء دقیقۃ کالجان ثم تتورم وتتزاید جرمہا حتی یصیر ثعبانا آخر الامر او انہا کانت فی شخص ثعبان وسرعۃ حرکۃ الجان ولہذا وصفہا بالسعی وہو المشی بسرعۃ وخفۃ حرکۃ اھ وقولہ سیرتہا الخ فی ع بدل من ضمیر المفعول بدل الاشتمال۔

حاشیہ تحتانی یمین س ۲ قولہ مرتک قلت بالکسر قمیصک

حاشیہ تحتانی یسار قولہ من غیر سوء قلت فی ن والسوء الرداءۃ والقبح فی کل شیء فکنی بہ عن البرص کما کنی عن العورۃ بالسوءۃ والبرص ابغض شیء عند العرب بحیث تمجہ اسماعہم فکان جدیرا بان یکنی عنہ اھ ص ۲۳ س ۹ قولہ ولا تنیا فی ن ش ل والونی الفتور والتقصیر ص ۲۴ س ۵ قولہ کل شیء مفعول اول وخلقہ مفعول ثان کما فی ع۔ حاشیہ تحتانی یسار س ا قولہ فرہا قال الزمخشری وفیہ ایضا نوع من الادب کما قلت انا جیل قد حصلت شیئا من العلم ولعل عندک علوما جمۃ اھ۔

ص ۲۴ س ۱۱ قولہ نرمی کے ساتھ الخ حق تعالیٰ کی شان رحمت کو اندازہ کرنا چاہیئے کہ فرعون جیسے سخت کافر کے ساتھ کس قدر شفقت سے کام لیا بعض کتب تواریخ میں دیکھا ہے کہ چار سو برس تک یہ شخص نہایت عیش و آرام میں رہا کبھی درد سر بھی نہ ہوا کئی کئی روز تک برابر دربار کرتا رہتا تھا نہ پاخانہ کی حاجت ہوتی تھی نہ سونے کی ضرورت اور جاننا چاہیئے کہ حضرت موسیٰؑ کا مزاج کسیقدر جوشیلا تھا اسیلئے نرمی کا حکم ہوا اور جناب رسول اللہ کی فطرت میں تحمل ونرمی غالب تھی اس لئے آپکو کفار سے سختی کرنے کا حکم ہوا چنانچہ آپ کو واغلظ علیہم ارشاد ہے سو سبب یہ ہے کہ اول تو امزجہ و طبائع مختلف ہوتے ہیں جنکا اختلاف ایک خاص نمونہ قدرت ہے نیز حضرت موسیٰؑ کی قوم نہایت سرکش تھی جس کے مناسب سخت طبیعت کا حاکم مناسب تھا اور جناب رسول اللہ کی امت اس قدر سخت نہ تھی اس وجہ سے حق تعالیٰ نے ایسے رحیم وکریم نبی کو اس امت میں مبعوث فرمایا حدیث میں آیا ہے کہ حضرت موسیٰ کو مجھ سے زیادہ تکلیف پہونچی مگر صبر ہی کیا اور وہ قوم باوجود حضرت موسیٰؑ کے ایسے برتاؤ کے بھی سخت سرکشی کرتی تھی اور اگر حضرت موسیٰؑ تحمل اور نہایت نرمی سے کام لیتے تو خدا جانے وہ لوگ کیا غضب ڈھاتے پس معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰؑ کا مزاج مبارک اُس قوم کے بہت مُناسب تھا۔

ص ۲۵ س ا قولہ عند ربی فی کتاب فی ن ثم کان لقائل ان یقول علہا اثبتت فی اللوح لاحتمال الخطاء والنسیان فتدارک ذلک بقولہ لا یضل الخ اھ قلت الفاء فی فما بال الخ تعلیل لمحذوف کانہ قال لیس الامر کذلک لانہم لم یعذبوا ولو کان کذلک لعذبوا والاستفہام للانکار ای لیس حالہم کما تقول فہذا کذب س ۳ قولہ فاخرجنا فی ن الصواب ان یتم کلام موسیٰ عند قولہ ولا ینسی ثم انہ تعالی ابتدأ فقال الذی ای ہو الذی جعل الخ وعلی ہذا یکون قولہ فاخرجنا من قبیل الالتفات افتنانا للکلام اھ حاشیہ تحتانی یمین قولہ المہد فی ن اسم الکالمہاد حاشیہ تحتانی یسار قولہ شتی جمع شتیت کذا فی ن وع

ص ۲۶ س ۵ قولہ وبالمکر فی ن نصب بالمصدر لانہ الذی لا نعمل لہ او علی اسمار اللہ قسمت تمہید لقولہ لا تفتروا۔

س ۹ قولہ المثلی فی ج تانیث الامثل بمعنے الاشرف اھ ملخصا وقولہ صفا ای مصطفین حال کما فی ج

س ۱۱ قولہ اما ان تلقی الخ فی الاتقان عن ابن جنی ان العدول عن قولہ واما ان نلقی لغرضین احدہما لفظی وہو المزاوجۃ لرؤس الآی والآخر معنوی وہو انہ تعالی اراد ان یخبر عن قوۃ انفس السحرۃ واستطالتہم علی موسیٰ فجاء عنہم باللفظ اتم واوفی منہ فی اسناد ہم الفعل الیہ ثم اورد سؤالا وہو انا نعلم ان السحرۃ لم یکونوا اہل لسان فیذہب بہم ہذا المذہب من صنعۃ الکلام واجاب بان جمیع ما ورد فی القرآن حکایۃ عن غیر اہل اللسان من القرون الخالیۃ انما ہو معرب عن معانیہم ولیس بحقیقۃ الفاظہم ولہذا لا یشک فی ان قولہ تعالی قالوا ان ہذان لساحران یریدان ان یخرجاکم من ارضکم بسحرہما ویذہبا بطریقتکم المثلی ان ہذہ الفصاحۃ لم تجر علی لغۃ العجم اھ

ص ۲۷ س ا قولہ انہا تسعی فی الاعراب من قرأ بالتاء ففیہ ضمیر الحبال وانہا تسعی بدل منہ اھ وقولہ قلنا لا تخف الخ فی ن وفیہ من انواع التاکید ما لا یخفی وہی الاستیناف والتصدیر بان والتوسیط بالفصل وکون الخبر معرفا ولفظ العلو ومعناہ الغلبۃ وصورۃ التفضیل لا افضل لہم مفصلا وقولہ والق ما فی یمینک لم یقل عصاک لما فی ہذہ الصورۃ وما تلک بیمینک قال جار اللہ ہو تصغیر لشان العصا وتہوین لامر السحرۃ ای الق العوید الفرد الصغیر الجرم الذی فی یمینک فانہ بقدرۃ اللہ یتلقفہا ما صنعوا ای زوروا وافتعلوا علی وحدتہ وکثرتہا وصغرہ وعظمہا او ہو تعظیم شانہا ای لا تحفل بہذہ الاجرام الکبیرۃ الکثیرۃ لان فی یمینک شیئا اعظم شانا من کلہا اھ ملخصا۔

س ۷ قولہ من خلاف فی ن الخلاف ہہنا بمعنے الجہۃ المخالفۃ حتی یصح معنے الابتداء ای لا قطعن ایدیکم وارجلکم مبتدأ من الجہتین المتخالفتین یمینا وشمالا فیکون الجار والمجرور فی موضع الحال ای لا قطعنہا مختلفات الجہات قیل فی جذوع افعل ای علیہا والاصوب ان یقال ہی علی اصلہا شبہ تمکن المصلوب فی الجذع بتمکن المظروف فی الظرف اھ وفی الاعراب ان جذع مکان للمصلوب محتو علیہ اھ۔ س ۹ قولہ ہذہ الحیوۃ الدنیا فی الاعراب یجوز ان یکون ظرفا والمفعول محذوف

ص ۲۹ س ا قولہ یبسا مصدر وصف للمبالغۃ کما فی الاعراب۔ س ۳ قولہ ما غشیہم فی ن وہذا من جملۃ ما علم فی باب الایجاز لدلالتہ علی انہ غشیہم ما لا یعلم کنہہ الا اللہ۔

س ۸ قولہ حق و باطل الخ یہ خوف باقتضائے طبع تھا ورنہ حضرت موسیٰؑ کو یقین تھا کہ جس اللہ نے یہ حکم دیا ہے وہ اسکے تمام نشیب و فراز کا بھی انتظام کردیگا اور اپنے مرسل کی کافی مدد فرمائیگا۔ س ۱۹ قولہ زدرا الخ قلت استدل بہ الامام الاعظم علی ان امر السلطان اکراہ ولو لم یتلفظ بلفظ الاکراہ فمطلق الامر منہ اکراہ افادہ المفسر قلت اما اذا خیر السلطان بین الامرین او دلت قرینۃ قویۃ علی ان امرہ غیر لازم فلا یکون اکراہا کما ہو ظاہر فافہم۔

ص ۳۰ س ۷ قولہ لا یبرح فی الاعراب ان مخففۃ من الثقیلۃ اھ۔ س ۳ قولہ بملکنا مصدر وبالضم اسم للمصدر بمعنے القدرۃ کما فی الطبری۔

ص ۳۱ س ۹ قولہ غالب الخ قلت قال الطبری یعنی بقولہ من بعدک من بعد فراقک ایاہم اھ ص ۳۲

حاشیہ تحتانی یمین قولہ الخ قلت ہذا متعلق بالصفحۃ السابقۃ لا بہذہ الصفحۃ فلا تحیر۔

ص ۳۲ س ۱ قولہ خطبک قال جار اللہ الخطب مصدر خطب الامر اذا طلبہ فاذا قیل لمن یفعل شیئا ما خطبک فمعناہ ما طلبک لہ والغرض منہ الانکار علیہ وتعظیم صنیعہ اھ وقولہ قبضۃ مصدر بمعنے المفعول کذا فی ان

س ۳ قولہ لی قلت فی ان اللام للتاکید والصلۃ وقولہ فاذہب امر یدل علی عدم المبالاۃ بہ وعلی الاعراض عنہ وقولہ لا مساس فی الاعراب وہو مصدر ماسہ ای لا امسک ولا تمسنی اھ وقولہ لک الخ۔

ص ۳۳ س ۳ قولہ حملا فی الاعراب تمییز لاسم ساء لیسار مثل بئس والتقدیر وساء الحمل حملا فینبغی ان یکون التقدیر وساء الوزر ولان الممیز ینبغی ان یکون من لفظ اسم بئس وقولہ فی الصور الخ فی ان انہ تعالیٰ یعرف امور الآخرۃ بامثال ما شوہد فی الدنیا ومن عادۃ الناس النفخ فی البوقات عند الاسفار وفی العساکر فجعل اللہ تعالیٰ النفخ فی تلک الآلۃ علامۃ لخراب الدنیا ولاعادۃ

س ۷ اقولہ مالک ہو گئے تھے الخ فی الطبری وذلک ان بنی اسرائیل لما ارادو موسے ان یسیر بہم لیلا من مصر بامر اللہ ایاہ بذلک امرہم ان یستعیروا من امتعۃ آل فرعون وحلیہم وقال ان اللہ مغنمکم ذلک ففعلوا واستعاروا من حلیہم ومتاعہم اھ۔

ص ۳۳ س ۳ قولہ زرقا جمع ازرق کما فی ص

ص ۳۵ س ۱ قولہ فنسی ای ترک لکن بالتاویل فلذا ترجم المفسر بما ترجم فلذا سہو علیہ اجرہ بارک اللہ تعالیٰ فی علمہ وفہمہ وتقواہ واعطاہ اقصیٰ ما یمکن فی الجنۃ من القرب آمین فی ان قال المحققون الاولیٰ ان لا یطلق لفظ العاصی والغاوی علی آدمؑ وان ورد فی القرآن وعصیٰ آدم ربہ فغوی لانہ لم تصدر عنہ الزلۃ الا مرۃ واحدۃ وصیغۃ اسم الفاعل تنبئ عن المزاولۃ ولان السید یجوز ان یشتم عبدہ بما شاء ولیس لغیرہ ذلک اھ ملخصا اگر یہ شبہ ہو کہ جب یہ مخالفت معصیت نہ تھی تو حضرت آدمؑ سے نعمائے جنت کیوں سلب کرلیگئیں اور آنسرور نے استغفار کیوں فرمائی تو جواب یہ ہے کہ یہ عتاب مستلزم اس فعل کے معصیت ہونے کو نہیں کیونکہ کبھی غیر معصیت سے بھی بوجہ ترک العمل علی المستحب کے بعض نعمار سلب کرلی جاتی ہیں۔ واذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال ولا یخفی ان حسن النظر یا دنی مسلم من المسلمین مامور بہ فضلا عن نبی من الانبیاء چنانچہ حضرت عمران بن حصین صحابی پر ملئکہ کا سلام ہوا کرتا تھا جو آپ کی کرامت تھی اور بوجہ مرض کے پریشان ہوکر بطریق علاج جب آپنے داغ لگوایا تو وہ سلام موقوف ہوگیا پھر جب آپنے داغ لگوانا چھوڑ دیا تو پھر سلام بدستور ہونے لگا اور ظاہر ہے کہ داغ لگوانا مرض سے شفاء کے لئے مکروہ تنزیہی ہے نہ کہ حرام پس اسی طرح حضرت آدمؑ سے چونکہ تامل مسئلہ میں کسی قدر غفلت واقع ہوئی تو نعمائے جنت سلب کرلی گئیں اور استغفار بوجہ ترک العمل علی الاولیٰ کے تھی جو کہ صلحاء و عرفاء کا طریق ہے کہ ذرا سی کوتاہی پر بھی خالق اکبر کے حقوق کو زیر نظر رکھکر استغفار کیا کرتے ہیں خوب سمجھ لو یہ تقریر منجانب اللہ تعالیٰ اس ناچیز کے قلب پر بغیر تفکر وارد ہوئی ہے جو نہایت ظاہر اور بے تکلف ہے ولا حاجۃ بہ الی جواب من اجاب بتسلیم المعصیۃ ثم الاعتذار بانہ لم یکن بہ نبیا والعصمۃ لازمۃ للانبیاء حال النبوۃ لا قبلہا

ص ۳۷ س ۱ قولہ کم اہلکنا الخ فی الاعراب والثانی ان یکون الفاعل ما دل علیہ ای اہلاکنا والجملۃ مفسرۃ لہ۔

ص ۳۸ س ۳ قولہ فسبح الخ فی ان وانما قدم آناء اللیل وادخل الفاء فی فسبح الموذنۃ بتلازم ما قبلہا وما بعدہا تنبیہا علی زیادۃ الاہتمام بشان صلوۃ اللیل لان اللیل وقت السکون والراحۃ وہدو الاصوات فالصلاۃ فیہ اشق علی النفس وادخل فی الاخلاص واقرب من المحافظۃ علی الخشوع والاخبات اھ۔ س ۳ قولہ لا تمدن الخ قلت اخرج الامام ابن جریر الطبری عن ابی رافع قال نزل برسول اللہ ضیف فارسلنی الی یہودی بالمدینۃ یستسلفہ فاتیتہ فقال لا اسلفہ الا برہن فاخبرتہ بذلک فقال انی لامین فی اہل السماء وفی اہل الارض فاحملہ فدفعتہ الیہ فنزلت ولقد آتیناک سبعا من المثانی والقرآن العظیم وقولہ ولا تمدن الی قولہ والعاقبۃ للتقوی اھ وقولہ لا تمدن ای لا تنظر کما فی الطبری واوثر ہذا اللفظ علی لا تنظر اشارۃ الی ان الذی یضر انما ہو النظر الیہ فاہتم بان لا تمد وان کان مطلق النظر الیہا غیر مستحسن ایضا فی بعض الاحوال فان المطلق ایضا قد یجر الی المضر ولا یخلو عن لغو کما ہو مستحسن فی بعضہا اذا کان للعبرۃ وقولہ لا نسئلک ای لا نکلفک واختار لفظ نسئلک اشارۃ الی ان کسبہ من المامورات الالٰہیۃ وفیہ اشارۃ خفیۃ الی ضمان الرزق لمن توجہ الیہ تعالیٰ خاصۃ وان کان لکل عامۃ۔ حاشیہ تحتانی یمین س ۲ قولہ من آناء الخ جمع انی بمعنے الساعۃ کما فی ان

ص ۳۹ س ۳ قولہ للناس فی ان قال جار اللہ اللام فی قولہ للناس صلۃ لاقترب او تاکید لاضافۃ الحساب الیہم س ۹ قولہ اپنے رب الخ اقترنہ بامر الصبر لکونہ معینا فیہ کما قال تعالیٰ استعینوا بالصبر والصلوۃ وقد مر۔

حاشیہ فوقانی س ۲ قولہ نذل الخ وفی الجلالین نذل فی القیامۃ ونخزی فی جہنم اھ قلت حسن۔

ص ۴۰ س ۱ قولہ ہل ہذا الا بشر مثلکم الی قولہ وانتم تبصرون بدل من النجوی کما فی ن۔

س ۳ قولہ السمیع العلیم فی الاتقان عن البارزی لاجل التخفیف والاختصار استعمل لفظ الرحمۃ والغضب والرضا والحب والمقت فی اوصاف اللہ تعالیٰ مع انہ لا یوصف بہا حقیقۃ لانہ لو عبر عن ذلک بالفاظ الحقیقۃ لطال الکلام کان یقال یعاملہ معاملۃ المحب والماقت فالمجاز فی مثل ہذا افضل من الحقیقۃ۔ س ۹ قولہ صدقنہم الوعد ای فی الوعد کما فی ن

حاشیہ تحتانی یسار س ۳ قولہ بدا ای حادث ای لہ اول فی تحت ہمہ لم یکن قبل والصافہ تعالیٰ بہ محال۔

ص ۴۱ س ۱ قولہ احسوا قلت ای علموا العلم لا شک فیہ کالمحسوس المشاہد کما فی ن

ص ۴۱ س ۵ قولہ وہو لہم ای حو تہم کما فی ن وقولہ حصیدا فی الاعراب والتقدیر مثل حصید فلذلک لم یجمع کما لا یجمع مثل المقدر اھ وفی ن لان المراد زرعا حصیدا ای محصودا ۱۲ منہ ولان فعیلا قد یستوی فیہ الواحد والجمع اھ

ص ۴۲ س ۵ قولہ لا یفترون فی الاعراب حال من ضمیر الفاعل فی یسبحون قلت فی الصراح فتر سستی آوردن۔

ص ۴۲ س ۵ قولہ لو کان فیہما الخ قلت قال العلامۃ المحدث السید مرتضی الزبیدی فی شرح الاحیاء بل ہی قطعیۃ تفید القطع او اقناعیۃ تفید الاقناع للمسترشد وان لم یفد افحام المجاہد وصریح کلام السعد فی شرح العقائد النسفیۃ انہا اقناعیۃ وفی آخرہ ما ینافیہ کما سیاتی بیانہ قال الکمال بن الہمام فی المسایرۃ وتلمیذہ ابن ابی شریف فی شرحہ وقد جمعت بین عبارتیہا ما حاصلہ وہذا الذی ذکرہ حجۃ الاسلام ابتداء لتقریر برہان التوحید لا للزوم الفساد المذکور فی الآیۃ ولیس بیانا للآیۃ وانما بیانہا بیان لزوم الفساد علی تقدیر التعدد وذلک انا نقول بل ما ذکرہ الحجۃ بیان للآیۃ وتقریر لہا لانہا برہان التوحید المعروف ببرہان التمانع بناء علی ما فی الآیۃ من الاشارۃ الیہ وانما یکون ابتداء التقریر بالنظر الی عبارۃ الآیۃ فان معناہا لزوم الفساد بتقدیر التعدد وتحقیق ہذا المحل ان الکلام فی اثبات التوحید اما ان یکون مع الملی او مع غیرہ والملی ہنا ہو الذی اعتقد حقیقۃ ملۃ نبینا محمد فالملی یلزمہ القطع لوقوع فساد ہذا النظام علی تقدیر تعدد الآلہۃ اذ ہو قاطع بان اللہ تعالیٰ اخبر بوقوعہ مع التعدد وما اخبر بوقوعہ فہو واقع لا محالۃ لاستحالۃ الخلف فی خبرہ تعالیٰ واما غیر الملی فیلزمہ ذلک ایضا جبرا ای من جہۃ الجبر ای القہر لہ وعلما توجبہ العادۃ والعلوم العادیۃ یحصل بہا القطع داخلۃ فی مسمی العلم المأخوذ فیہ عدم احتمال النقیض ومثال العلوم العادیۃ التی یحصل بہا القطع کالعلم حال الغیبۃ عن جبل عہدناہ حجرا بانہ حجر الآن لم ینقلب ذہبا مثلا ولدخول العلم العادی فی مسمی العلم اجیب عن ایراد خروجہ عن تعریف العلم بانہ صفۃ توجب لمحلہا تمییزا لا یحتمل متعلقہ نقیض ذلک التمییز فانہ قد اورد علی تعریفہم العلم بذلک انہ غیر منعکس لانہ یخرج عنہ العلوم العادیۃ لاحتمالہا النقیض لجواز خرق العادۃ مع ان العلم العادی داخل فی مسمی العلم

ف ۵ وبناء ہذا القول عندی علی ان دار التکلیف ہی الدنیا لا الجنۃ ولا بد من وجود الامتحان لہ ولم یکن ہناک والاکونہ نبیا الی جوابہ فبعید فانہا کانت مخاطبۃ بخطاب اللہ تعالیٰ مثلہ قال تعالیٰ ولا تقربا الخ واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ

ومسدود من افتناعه وتحرير الجواب ان احتمال النقيض في العلم العادي بمعنى انه لو فرض اتقل خلافه لم يكن ذلك فرض محال لان تلك الامور العادية ممكنة في ذواتها ولو امكن لا يستلزم في شيء من طرفيه محالا وذلك الاحتمال بهذا المعنى لا يوجب عدم الجزم المطابق للواقع بان الواقع الآن خلاف ذلك الممكن فرضه لان احتمال المنافي لهذا الجزم ان يكون متعلق التمييز محتملا لان يحكم فيه المميز بنقيضه في الحال كما في الظن او في المآل كما في الجهل المركب والتقليد ومنشؤه ضعف ذلك التمييز اما لعدم الجزم او لعدم المطابقة او لعدم استناده الى موجب وهذا الاحتمال هو المراد في التعريف لا الاحتمال بالمعنى الاول فاثبتوا في العلم العادي ثبوت الجزم والمطابقة للواقع والموجب اعني بالموجب العادة القاضية التي لم يوجد جزمها وهي احد اقسام الموجب في قولهم في تعريف العلم انه حكم الذهن الجازم المطابق للواقع لموجب اذ الموجب الذي يستند اليه الجزم اما حس او عقل او عادة وما ثبت فيه الجزم والمطابقة والموجب هو معنى العلم القطعي بان الواقع كذا فحصل الفساد على تقدير تعدد الآلهة لان العادة المستمرة التي لم يعهد قط اختلالها في الملكين المقتدرين في مدينة واحدة عدم الاقامة على موافقة كل الآخر في كل جليل وحقير من الامور بل تابى نفس كل منهما دوام الموافقة وطلب الانفراد بالملكة والقهر للآخر فكيف بالآلهين والحال ان الاله يوصف باقصى غايات الكبرياء لا تطلب نفسه الانفراد بالملك والعلو على الآخر كما اخبر الله سبحانه بقوله ولعلا بعضهم على بعض هذا امر اذا تؤمل لا يكاد نفس تخطر نقيضه اصلا فضلا عن اخطار فرض النقيض مع الجزم بان الواقع هو الطرف الآخر وعلى هذا التقدير هو علم قطعي لا تردد فيه بوجه من الوجوه وانما غلط من قال ان الآية حجة اقناعية من قبل انه اذا خطر بباله النقيض اعني دوام اتفاقهما لم يجده مستحيلا في العقل ومبنى ما ذكرناه من انه لم يؤخذ في مفهوم العلم القطعي استحالة النقيض بل الملحوظ فيه مجرد الجزم الكائن عن موجب بان الطرف الآخر المقابل للنقيض هو الواقع وان كان نقيضه لم يستحيل توهمه وبهذا يظهر ان الآية حجة برهانية تحقيقية لا اقناعية اه

بلفظه وفيه ايضا عن المولى الخيالي ويمكن ان توجه الملازمة بحيث تكون قطعية على الاطلاق وهو ان يقال لو تعدد الواجب لم يكن العالم ممكنا فضلا عن الوجود والا لامكن التمانع المستلزم للمحال لان امكان التمانع لازم لمجموع الامرين من التعدد وامكان شيء من الاشياء فاذا فرض التعدد يلزم ان لا يمكن شيء من الاشياء حتى لا يمكن التمانع المستلزم للمحال اه بلفظه وفي الاتقان قوله تعالى الا الله امر الرفع على ان الا صفة بمعنى غير ولا يجوز ان يكون بدلا لان المعنى يصير الى قولك لو كان فيهما الله لفسدتا الا ترى انك لو قلت ما جاءني قومك الا زيد على البدل لكان المعنى جاءني زيد وحده وقيل يمتنع البدل لان ما قبلها ايجاب ولا يجوز النصب على الاستثناء لوجهين احدهما انه فاسد في المعنى وذلك انك اذا قلت لو جاءني القوم الا زيدا لقتلتهم كان معناه ان القتل امتنع لكون زيد مع القوم فلو نصبت في الآية لكان المعنى ان فساد السموات والارض امتنع لوجود الله تعالى مع الآلهة وفي ذلك اثبات آله مع الله واذا رفعت على الوصف لا يلزم مثل ذلك لان المعنى لو كان فيهما غير الله لفسدتا والوجه الثاني ان الآلهة هنا نكرة والجمع اذا كان نكرة لم يستثن منه عند جماعة من المحققين لانه لا عموم له بحيث يدخل فيه المستثنى لولا الاستثناء اه قلت اما قوله تعالى فيهما فالظرفية فيه لمحض التعلق كانه قال لو كان موجودة وحاكمة فيهما الخ ومحل الحكومة انما هو الارض والسماء فلهذا ذكرهما۔

حاشیہ تحتانی س ا قولہ فيدمغه في ن قال علماء المعاني هذا من باب استعارة المحسوس للمعقول بجامع عقلي فاصل استعمال القذف والدمغ في الاجسام لان القذف الرمي نحو الحجارة والدمغ من دمغه اذا شجه حتى بلغت الشجة الدماغ ثم استعير القذف لايراد الحق على الباطل والدمغ لاذهاب الباطل بجامع الزهوق اه

ص ۴۲ س ۱۵ قولہ ما بين ايديهم الخ قلت معنى ما بين ايديهم ههنا امامهم بقرينة ما خلفهم والا فاصل معناه كما في مفردات الراغب القرب يقال هذا الخ

بين يديك اي قريبا منك قال الزرقاني في شرح المواهب ان النبي قال كنت نورا بين يدي ربي اي في غاية القرب المعنوي منه فاستعار لهذا اليدين لان من قرب من انسان وقابله يكون بين يديه ثم قال لعبيد هذا التعبير بين اليدين اشارة الى زيادة القرب اه قلت ودلت عبارة شرح المواهب على ان هذا اللفظ لابد فيه بحسب الاصل من معنى نهاية القرب ومعنى المقابلة فلان من قرب من رجل مثلا خلفه لا يقال له هذا بين يديه واشترط فيه نهاية القرب لان ما بين اليدين يكون باعتبار معناه الحقيقي كذلك منه غير فافهم۔

ص ۴۳ س ا قولہ فذلك الخ في ن وفي قوله فذلك دون ان يقول فهو تبعيد للمشرك الجاهر عن ساحة عزته وفيه تفظيع لامر المشرك وتهديد عظيم اه۔ س ۱۶ قولہ نہ تھکتے ہیں اگر شبہہ ہو کہ یہ نہ تھکنا بوجہ انکی قوت کے ہے جو غیر اختیاری ہے اور محل مدح امر اختیاری ہوتا ہے تو جواب یہ ہے کہ مقصود یہ ہے کہ وہ حضرات سستی نہیں کرتے اور یہ امر اختیاری ہے پس محل مدح ہے اور اس لفظ کا اختیار کرنا اس واسطے ہے کہ یہ سستی نہ کرنا گویا ان کا امر طبعی ہو گیا ہے تو اس صورت میں مبالغہ حاصل ہو گیا

حاشیہ تحتانی قولہ ذلک ای اللہ تعالیٰ فا لمعنے یخشون اللہ تعالے۔

ص ۴۳ س ا قولہ من دونہ ای من غیرہ۔

ص ۴۴ س ا قولہ رتقا فی ن ای کانتا مرتوقتین ففتقناهما مفتوقتين اه س ۳ قولہ فجاجا جمع فج وهو الطريق الواسع وهو حال وفي الاصل صفة لكن لما قدم عليه جعل حالا كما في ن۔ س ۷ قولہ كل الخ في ن اي كل واحد والمراد من الفلك الجنس لان كلا منهما في فلك واحد كما ثبت في علم الهيئة وجمع الفلك هو الافلاك اه محصلا وفي ن يقال فرس سابح اذا استوى الجري اه فسقط قول من قال ان السباحة لا تكون الا في الماء على انه يمكن ان يراد ههنا التشبيه لا الحقيقة وقد قال ابن زيد ومجاهد يجرون كما في الطبري۔

ص ۴۵ س ا قولہ الخلد قلت هو الخلود كما في ن س ۵ قولہ وهم بذكر الرحمن الخ في ن قدم الجار والمجرور

وكرر الضمير ليفيد انهم كافرون بهم على ذكر المتهم من كونها شفعاء وشهداء ولو ذكرها ذاكر بخلاف ذلك لسارعوا تاكيدا له منه اه

حاشیہ تحتانی قولہ وتلقین الخ هذه الحاشية تتعلق بالصفحة الآتية۔

ص ۴۸ س ا قولہ بالغيب حال من الرب اي حال كونه غائبا عن حسهم كما في ن قلت فالباء بمعنى المصاحبة حاشیہ تحتانی کی سطر طولانی قلت اريد بالقرآن ههنا الفرقان فافهم۔

ص ۴۹ س ۵ قولہ تاللہ في ن قال جار الله في تاء القسم انه عوض عن الباء زيادة معنى وهو التعجب كانه تعجب من سهولة الكيد على يده لان ذلك لصعوبته كان كالمقنوط منه خصوصا في زمن نمرود مع شدة شكيمته وقوة سلطانه الخ وقوله على ذلكم في الاعراب لا يجوز ان يتعلق بالشاهدين لما يلزم من تقديم الصلة على الموصول فيكون على التبيين اه س ۹ قولہ يذكرهم الخ في ن والفعلان بعد فتى صفتان له الا ان الاول لفظ وسمع ذكره الا بمعنى تقول سمعت زيدا او تسكت حتى تذكر شيئا مما يسمع والثاني ليس كذلك اه وقوله على اعين الناس في ن قال في الكشاف معنى الاستعلاء في على انه يثبت اتيانه في الاعين ويمكن ثبات الراكب على المركوب وتمكنه منه۔ س ۱۳ قولہ ما هؤلاء الخ في الاعراب الجملة تسد مسد مفعولي علمت كقوله وظنوا ما لهم من محيص حاشیہ تحتانی يمين س قولہ مثلث قلت من التمثيل كما في ن اه۔

س ۲ قولہ جذاذا في ن قال الجوهري جذذت الشيء جذا قطعته وكسرته والجذاذ ما كسر منه وضمها افصح من كسره اه وفي الاعراب قيل الضم على ان واحده جذاذة۔ حاشیہ تحتانی يسار س ۴ قولہ تكاثف سطبر وغليظ شدن كذا في م

ص ۵۰ س ا قولہ بردا في الاعراب اي ذات برد وفي ن قوله فجعلناهم الاخسرين في الصافات فجعلناهم الاسفلين لان في هذه السورة كادهم ابراهيم بقوله لاكيدن اصنامكم وكادوه لقوله واراد وا به

ف (فائدہ) ان في ن ان عدم القدرة على المحال لا يسمى عجزا ولهذا لا يمكن ان يقال انه تعالى عاجز عن خلق مثله ۱۲ منه

کیدا فغلبہم ابراہیم لانہ کسر اصنامہم وسلم من نارہم فکانوا ہم الاخسرین وفی الصافات قالوا ابنوا لہ بنیانا فالقوہ فی الجحیم فاججوا نارا عظیمۃ وبنوا بنا را عالیا ورفعوہ الیہ ورموا بہ الی اسفل فرفعہ اللہ وجعلہم فی الدنیا من السافلین وفی العقبی فی السافلین س۷ قولہ اقام الصلوۃ فی ن قال الزجاج حذف الہاء من اقامۃ لان المضاف الیہ عوض منہا۔ س۷ قولہ نافلۃ فی الاعراب حال من یعقوب اھ۔

ص۵۱ س۲۷ قولہ صدق الخ فی ن الطریق الثانی وعلیہ جمہور المحققین المنع من انہ کذب وبیانہ من وجوہ الاول انہ من معاریض التی یقصد بہا الحق وہو الزام الخصم وتبکیتہ کما لو قال لک صاحبک وقد کتبت کتابا بخط فی غایۃ الحسن انت کتبت ہذا وصاحبک امی لا یحسن الخط فقلت لہ بل کتبتہ انت کان قصدک بہذا الجواب تقریرہ لک مع استہزاء بہ لا نفیہ عنک واثباتہ للامی الثانی ان ابراہیم غاظتہ تلک الاصنام حین ابصرہا مصطفۃ مرتبۃ وکان غیظ کبیرہا اشد لما رای من زیادۃ تعظیمہم لہ فاسند الفعل الیہ لانہ ہو الذی تسبب لاستہانتہ بہا اھ

ص۵۲ س۱ قولہ قوم سوء فی الصراح اند وگین کردن ویقال ہذا رجل سوء علی الاضافۃ ثم تدخل علیہ الالف واللام فتقول ہذا رجل السوء قال الاخفش لا یقال الرجل السوء ویقال الحق الیقین وحق الیقین جمیعا لان السوء لیس بالرجل والیقین ہو الحق قال ولا یقال ہذا رجل السوء بالضم اھ

حاشیہ تحتانی س۳ قولہ التعدی بعلی الخ فی الاعراب ای منعناہ من اذاہم وقیل من بمعنی علی اھ وفی ن تقول نصرتہ منعتہ انتصر اذا جعلتہ منتصرا منہ ای منتقما اھ۔

ص۵۳ س۳ قولہ فہل انتم شاکرون فی ن قال علماء المعانی ہذا الترکیب ادخل فی الانباء عن طلب الشکر من قولنا فہل انتم تشکرون اذ المختار فیہ ان یقدر مفسر ای ہل تشکرون تشکرون من قولنا فانتم شاکرون لانہ وان کان ینبئ عن عدم التجدد ولمکان الجملۃ الاسمیۃ الا انہ دون المذکور فی القرآن فان ہل ادعی للفعل من الہمزۃ فترک الفعل معہ یکون ادخل فی الانباء من استدعاء المقام عدم التجدد لان تخلف المعلول عن العلۃ القویۃ یدل علی وجود مانع اقوی منہ اذ تخلفہ عن العلۃ الضعیفۃ اھ

حاشیہ فوقانی س۲ قولہ لا حاجۃ الی ارجاع الضمیر الی سلیمان وداؤد قلت کما نقل فی الاعراب من بعض الاقاویل ونصہ وقیل الضمیر لہم ولداؤد وسلیمان فقیل ہو لداؤد وسلیمان خاصۃ وجمع لان الاثنین جمع اھ

ص۵۴ س۵ قولہ نادی ربہ الخ فی ن قال جار اللہ ألطف فی السؤال حیث ذکر نفسہ بما یوجب الرحمۃ علیہ وذکر ربہ بما یجب ان یصدر عنہ الرحمۃ ولم یصرح بالمطلوب وحسن الطلب باب من ابواب الادب اھ وفیہ ایضا قولہ انی ای بانی۔

فائدۃ جلیلۃ

روی الحاکم فی المستدرک بسند صحیح وابن حبان فی صحیحہ وسمویہ الدیلمی عن انس رض ان نبی اللہ ایوب لبث بہ بلاؤہ ثمان عشرۃ سنۃ فرفضہ القریب والبعید الا رجلین من اخوانہ کانا من اخص اخوانہ کانا یغدوان الیہ ویروحان فقال احدہما لصاحبہ ذات یوم تعلم واللہ ان ایوب قد اذنب ذنبا ما اذنبہ احد من العالمین فقال لہ صاحبہ وما ذاک قال منذ ثمانیۃ عشر سنۃ لم یرحمہ اللہ فیکشف ما بہ فلما راحا الی ایوب لم یصبر الرجل حتی ذکر لہ ذلک فقال ایوب ما ادری ما تقولان غیر ان اللہ تعالی یعلم انی کنت امر بالرجلین یتنازعان فیذکران اللہ فارجع الی بیتی فاکفر عنہما کراہیۃ ان یذکر اللہ الا فی حق وکان یخرج لحاجتہ فاذا قضی حاجتہ امسکت امراتہ بیدہ حتی یبلغ فلما کان ذات یوم ابطأ علیہا فاوحی اللہ تعالی الی ایوب فی مکانہ ارکض برجلک ہذا مغتسل بارد وشراب فاستبطأتہ فاقبلت علیہا قد اذہب اللہ ما بہ من البلاء وہو احسن ما کان فلما رأتہ قالت ای بارک اللہ فیک ہل رأیت نبی اللہ ہذا المبتلی (حرف نداء ای المنادی محذوف ۱۲ منہ) واللہ علی ذلک ما رأیت اشبہ بہ منک اذ کان صحیحا قال فانی انا ہو وکان لہ اندران اندر للقمح واندر للشعیر فبعث اللہ سحابتین فلما کانت احداہما علی اندر القمح افرغت فیہ الذہب حتی فاض وافرغت الاخری فی اندر الشعیر الورق حتی فاض کذا فی کنز العمال ج ۶ ص ۱۲۳ و ۱۲۴ مطبوع حیدر آباد دکن۔

ص۵۵ حاشیہ تحتانی قولہ الضعف قلت بالکسر

ص۵۶ س۵ قولہ امۃ واحدۃ فی الاعراب بالنصب حال س۱۰ قولہ مگر انبیاء الخ اس حاشیہ میں عنقریب جو توجیہ حضرت آدم کے قصے میں تحریر کی ہے وہی توجیہ یہاں بھی ہے حاشیہ تحتانی سطر طولانی قولہ المزما نقلت بالکسر فی ق وقولہ الزمار علی زنۃ الغراب فی لواز کما فی م۔

ص۵۷ س۳ قولہ حرام فی ع مرفوع بالابتداء اھ قلت نکرۃ لکن خصصت فیسوغ بہ الابتداء وقولہ حتی الخ فی ن حتی ہی التی یبتدأ بعدہا الجملۃ وہی ہہنا مجموع الشرط والجزاء واذا المفاجاۃ تسد مسد فاء الجزاء وقد یجمع بینہما للتعاون علی وصل الجزاء بالشرط فیتأکد وانما احتیج الی ہذا التاکید لان الشرط یحصل فی آخر ایام الدنیا والجزاء انما یحصل یوم القیمۃ ولعل بینہما فاصلۃ بالزمان الا ان التفاوت لقلتہ کالمعدوم اھ وفیہ وتانیث الفعل لانہا قبیلتان وفیہ ایضا قولہ فاذا ہی شاخصۃ قال فی الکشاف ہی ضمیر مبہم توضحہ الابصار وتفسرہ قلت فعلی ہذا ہی مبتدأ وشاخصۃ خبرہ والابصار بدل من ہی

حاشیہ تحتانی یمین س۱ قولہ حرام قلت اسم مصدر کما فی ص وقولہ عادۃ او شرعا او عقلا قلت اختار الثانی فی الترجمۃ والاول یصح ایضا واما الثالث فلو ارید بہ المعنی الاصطلاحی اعنی بہ محالا عقلیا فلا یصح ہہنا فانہ محل للقدرۃ فافہم۔

حاشیہ تحتانی یمین س۶ قولہ انتم لہا فی ن واللام فی قولہ انتم لہا واردون کاللام فی قولہ ہو لزید ضارب وذلک لضعف عمل اسم الفاعل فیما تقدم علیہ اھ

حاشیہ تحتانی یسار س۳ قولہ بل ہم عبدوا الشیاطین الخ فی ن فخرج من الحدیث والآیۃ جواب ابن الزبعری علی اتم وجہ واکملہ کذا قیل ولان الآیۃ باقیۃ علی عمومہا لان الذین عبدوا عزیرا والمسیح والملئکۃ لم یعبدوہم فی الحقیقۃ وانما عبدوا الشیاطین الخ ولئن سلم انہم عبدوہم فی الحقیقۃ لکنہم مخصوصون بما سبقت الخ

حاشیہ تحتانی یسار س۳ قولہ تشکیل الخ قلت تقریر حل الاشکال لطیف ویمکن ان یجاب بطریق اخری وہو ان تعذیب العقلاء الذین عبدوا او اعمال ہم فیہ محل الاشکال حیث یلزم تعذیب الغیر الآثم فاجاب عنہ الحدیث والاصنام التی ہی الجمادات لا تلزم انہا بتعذیبہا ولا تاذیہا فلا یلزم المحذور والمذکور فلم یلتفت الیہ رسول اللہ فلم یجب عنہا والحکمۃ فی دخولہا فی النار قد ذکرہ المفسر العلام فافہم۔

ص۵۸ س۱ قولہ للکتب فی الاعراب اللام زائدۃ

حاشیہ تحتانی یمین س۳ قولہ والترکیب الخ قلت فیہ وجہ آخر حسن ایضا کما فی ن کما بدأنا اول خلق مفعول نعید الذی یفسرہ نعیدہ وما کافۃ ای نعید اول الخلق کما بدأنا تشبیہا للاعادۃ بالابتداء فی تناول القدرۃ لہما علی السواء فکما اوجدہ اولا من عدم یعیدہ ثانیا عن عدم اھ

ص۵۹ س۱۵ قولہ کالطی السجل ای التم تدلی زنۃ الفاعل وقولہ تغفا اسم فی بن نامہ گرفتن وقولہ فقلو قلت فلو بچہ اسپ دستور کما فی کتب اللغۃ۔

ص۶۰ س۱۱ قولہ گروہ نیا جہاں الخ عالمین جمع کا صیغہ ہے اور مراد وہ لوگ ہیں جنکی طرف آپ مرسل ہوئے ہیں اور وہ جن وانس ہیں مگر چونکہ اس امت مرحومہ پر خاص کات دینی و دنیاوی فائض ہوئے ہیں جو بہیئت مجموعیہ کسی امت کو اور کسی عالم کو میسر نہیں ہوئے پس اس امت کے جن وانس کے دو عالم گویا مجموعہ تمام عالم کا ہے خوب سمجھ لو وروی الامام ابن جریر الطبری فی تفسیرہ عن ابن عباس رض بسندین قال تمت الرحمۃ لمن آمن بہ فی الدنیا والآخرۃ ومن لم یؤمن بہ فی مما اصاب الامم قبل اھ۔

س۱ قولہ علی سواء فی ن ای حال کونکم مستوین فی ذلک وفی ع حال من المفعول والفاعل ای مستوین فی العلم بما اعلمتکم بہ اھ

ص۶۱ س۳ قولہ زلزلۃ الساعۃ قلت الزلزلۃ

معصیۃ یجوز ان یکون من الفعل اللازم وان یکون متعدیا کما فی الاعراب ملخصا۔ س ۵ قولہ سکری قلت جمع سکران کما فی ص حاشیہ تحتانی یمین س ۵ قولہ تعاقم کلان شدن کار کما فی ص

ص ۶۲ س ۱ قولہ من الناس من یجادل الخ من ہہنا للتبعیض وفتحت نونہا وتم تکسر لئلا تتوالی الکسرتان واصل الناس عند سیبویہ اناس حذفت ہمزۃ وہی فاء الکلمۃ وجعلت الالف واللام کالعوض منہا فلا یکاد یستعمل الناس الا بالالف واللام ولا یکاد یستعمل اناس بالالف واللام فالالف فی الناس علی ہذا زائدۃ واشتقاقہ من الانس وقال غیرہ لیس فی الکلمۃ حذف والالف منقلبۃ من واو ہی عین الکلمۃ واشتقاقہ من ناس ینوس نوسا اذا تحرک وقالوا فی التصغیر نویس ومن یقول من فی موضع رفع بالابتداء وما قبلہ الخبر ومن ہنا نکرۃ موصوفۃ ویقول صفۃ لہا ویضعف ان تکون بمعنی الذی لان الذی یتناول قوما باعیانہم والمعنی ہہنا علی الابہام والتقدیر ومن الناس فریق یقول ومن موحدۃ اللفظ وتستعمل فی التثنیۃ والجمع والتانیث بلفظ واحد کما فی الاعراب ملخصا۔

س ۵ قولہ نطفۃ واحد نطف کما فی ص علقۃ پارہ [بالضم ودفع المطار] از خون بستہ علق جمع کما فی ص۔

س ۹ قولہ اہتزت فی ن تحرکت لا یکاد یستعمل الاہتزاز الا فی حرکۃ تقصد ویعبر عن سرور ونشاط والبہجۃ النضارۃ وحسن الحال ولہذا قال المبرد وہو الشیء المشرق الجمیل اہ ملخصا

ص ۶۳ س ۱۴ قولہ قدرت فی ن فی رد الفعل غیر معدا الی المبین اشعار بان ذلک المبین مما لا یکتنہ کنہہ ولا یحیط بہ الوصف۔

ص ۶۴ حاشیہ فوقانی س ۱۹ قولہ حرار جمع حرۃ کما فی ص [بالفتح وتشدید الراء ۱۲ منہ]

ص ۶۵ س ۱۰ قولہ وان اللہ یہدی الخ فی الاعراب ای ولانزلنا ان اللہ یہدی او لان اللہ اہ محصلا

ص ۶۶ حاشیہ تحتانی قولہ مبتدأ الخ فی ن تکرار للاول لاجل المبالغۃ کانہ قیل وکثیر من الناس حق علیہم العذاب اہ

ص ۶۷ س ۱ قولہ خصمن فی الاعراب ہو فی الاصل مصدر وقد وصف بہ واکثر الاستعمال توحیدہ فمن ثناہ وجمعہ حملہ علی الصفات والاسماء وفی ن وصف بہا المحذوف ای فوجان او فریقان لہ ملخصا

س ۳ قولہ مقامع فی ن قال الجوہری المقمعۃ واحدۃ المقامع من حدید کالمحجن یضرب علی راس الفیل

س ۷ قولہ من اساور فی ع من زائدۃ۔

حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ علی محل اساور فی ع معطوف علی ساور لا علی ذہب لان السوار لا یکون من لولو فی العادۃ اہ

حاشیہ تحتانی یسار س ۲ قولہ الحمیم بفتحہم وجیم کلمہ سرکذا فی م وقولہ تخلص ای یصل وقولہ فیسلت ای فیقطع ویمسح وقولہ یمرق ای یقطع وتنتشر

ص ۶۸ س ۱ قولہ ویصدون فی ع وقیل ہو معطوف علی المعنی اذ التقدیر یکفرون ویصدون اہ فقد صرح بالصد بالاستمرار ولکن کان الکفر کذلک لکونہ نفسہ استند بالاستمرار اثرہ عادۃ۔

س ۶ قولہ جواب ہے الخ احقر کے نزدیک ایک دوسری توجیہ ہے وہ یہ کہ ممکن ہے قبل دخول جنت جو لوگ جنتی ہونگے اجمالاً یا تفصیلاً انکو ان کے عطایا ظاہر کردئے جاویں پس اس وقت یہ حسرت ہوگی اور یہ حسرت قبل از دخول جنت ہے اور اسی طرح دیگر حسرات کو مثلاً کسیکو ادنی درجہ جنت کا ملنا اور اعلی پر حسرت ہونا قیاس کرلیا جاوے حاشیہ تحتانی قولہ سواء الخ فی ن الجملۃ بیان لذلک الجعل وفی الطبری ثم استانف الکلام بسواء وکذلک تفعل العرب بسواء اذا جاءت بعد حرف قد تم الکلام بہ اہ قلت کلام حسن فلہذا التجئ علی الاصل۔

ص ۶۸ س ۲۴ قولہ شرک کعزا الخ فی الطبری عن ابن عباس بسندہ قال ومن یرد فیہ بالحاد بظلم ہو ان یعبد فیہ غیر اللہ اہ

ص ۶۹ س ۳ قولہ علی کل ضامر فی ن حال آخر کانہ قیل رجالا ورکبانا وفی الاعراب ضامر بغیر ہاء للمذکر والمونث وفی ن وفی تقدیم المشاۃ تشریف لہم قلت لانہ افضل من الراکب فی الحج کما ہو الظاہر وقد روی الطبری بسندہ عن ابن عباس ما آسی علی شیء فاتنی الا ان لا اکون حججت ماشیا سمعت اللہ یقول یاتوک رجالا واخرج ابن الجوزی مرفوعا من حج من منی الی عرفۃ ماشیا کتب لہ مائۃ الف حسنۃ من حسنات الحرم قالوا یا رسول اللہ وما حسنات الحرم قال الحسنۃ بمائۃ الف حسنۃ وروی ابو ذر الہروی عن ابن عباس مرفوعا من خرج من مکۃ ماشیا حتی یرجع الی مکۃ کتب اللہ لہ بکل خطوۃ سبعمائۃ حسنۃ کل مثل حسنات الحرم قیل وما حسنات الحرم قال الحسنۃ بمائۃ الف حسنۃ کما فی شرح الاحیاء وفی ن ایضا قال جار اللہ نکر المنافع لانہ اراد منافع مختصۃ بہذہ العبادۃ دینیۃ ودنیویۃ لا توجد فی غیرہا من العبادات وقد کنی عن النحر والذبح بذکر اسم اللہ تعالی لان المسلمین لا ینفکون عن التسمیۃ اذا نحروا او ذبحوا وفیہ تنبیہ علی ان التسمیۃ من الاغراض الاصلیۃ المعتبرۃ خلاف ما کان یفعلہ المشرکون من الذبح للنصب وفی قولہ علی ما رزقہم اشارۃ الی ان نفس القربان وتیسیر ذلک العمل من نعم اللہ تعالی ولو قیل لینحروا فی ایام معلومات بہیمۃ الانعام لم یکن شیء من ہذہ الفوائد اہ

س ۱ قولہ لابراہیم فی ع اللام زائدۃ۔ حاشیہ تحتانی یسار س ۵ قولہ وقتما واحدا قلت معناہ ان المعطوف علیہ کما قید بوقت فکذلک المعطوف یکون مقیدا بہ باعتبار الاصل افادہ المفسر العلام

ص ۷۰ س ۱ قولہ حرمت جمع حرمۃ کظلمۃ وظلمت کذا فی النہایۃ۔ س ۳ قولہ من الاوثان جمع وثن بالتحریک س ۲۵ قولہ اس پکارنے کو الخ قلت قد روی الامام الطبری عن ابن عباس قولہ واذن فی الناس بالحج قال قام ابراہیم خلیل اللہ علی الحجر فنادی یا ایہا الناس کتب علیکم الحج فاسمع من فی اصلاب الرجال وارحام النساء فاجابہ من آمن ممن سبق فی علم اللہ ان یحج الی یوم القیمۃ لبیک اللہم لبیک اہ قلت ہذہ الروایۃ تعین السامعین فافہم۔

ص ۷۱ حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ اطلقت علی البدن کما مر۔

ص ۷۲ س ۱ قولہ والمقیمی الصلوۃ فی ع الجمہور علی الجر بالاضافۃ وقرأ الحسن بالنصب والتقدیر والمقیمین فحذف النون تخفیفا لا للاضافۃ اہ قلت دخل اللام علی المضاف اعتبار المجموع فان المضاف والمضاف الیہ جعلا شیئا واحدا لشدۃ الاتصال بینہما کما افادہ بعض الاساتذۃ من الادباء۔

ص ۷۲ حاشیہ تحتانی یمین قولہ البدن فی ن جمع بدنۃ وہی الابل خاصۃ ولعلم بدنہا الا ان الشارع الحق البقرۃ بہا حکما وانتصب بفعل یفسرہ ما بعدہ ملخصا حاشیہ تحتانی یمین س ۲ قولہ صواف فی الطبری واحدہا صافۃ وعن ابن عباس قال اللہ اکبر اللہ اکبر اللہم منک ولک قیاما علی ثلث لرجل الخ وقولہ وجبت ای سقطت کما فی ن۔

ص ۷۳ س ۱ قولہ ان اللہ علی نصرہم لقدیر فی ن عدۃ کاملۃ باعلاء ہذا الدین واظہارہ ذویہ علی اہل الادیان کلہم کما تقول لغیرک ان اطعتنی فانا قادر علی مجازاتک لا ترید مجرد اثبات القدرۃ بل ترید انک ستفعل ذلک اہ۔

ص ۷۴ حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ صوامع قلت جمع صومعۃ وہو فوعلۃ وقولہ البیع جمع بیعۃ بالکسر کذا فی م وقولہ الصلوات قلت جمع صلوۃ کما فی م وفیہ واصل آن بعبرانیہ صلوتا وفی الطبری عن الضحاک کنائس الیہود یسمون الکنیسۃ صلوۃ اہ

ص ۷۵ س ۳ قولہ نکیر فی ق والنکیر بمعنی الانکار عبر بہ عن الہلاک المعجل لانہ یستلزمہ [مصدر ۱۲ع]

حاشیہ فوقانی سطر طولانی قولہ بین فلیک قلت فک یکے از دو طرف زنخ وقولہ فلتۃ کار ناگاہ وبے اندیشہ کذا فی ص۔

حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ مرفوع قلت

فہو اسم مفعول من الشید کما فی الطبری۔

ص ۷۵ س ۱۳ قولہ معجزین فی ن قال اہل اللغۃ عاجزہ سابقہ لان کل واحد منہما فی طلب اعجاز الآخر عن اللحاق بہ فاذا سبقہ قیل اعجزہ وعجزہ اھ

ص ۷۶ حاشیہ تحتانی قولہ قرأ قلت نقلہ الطبری عن الضحاک واختارہ وقولہ فان التالی الخ دلیل علے المناسبۃ بین معنے التمنی بمعنے آرزو کردن وبین التمنی بمعنے القراءۃ والتلاوۃ فکما ان المتمنی یذکر امانیہ فی قلبہ کذلک التالی یذکر ویقدر الحروف فی قلبہ۔

ص ۷۶ س ۱ قولہ فینسخ اللہ فی ن فالمراد ازالۃ تاثیر ما یلقی الشیطن وہو النسخ اللغوی لا النسخ الشرعی المستعمل فے الاحکام اھ

ص ۷۷ حاشیہ تحتانی قولہ الروایات الخ قلت فی الطبری عن قتادۃ فی قولہ عذاب یوم عقیم قال ہو یوم بدر عن ابی بن کعب وہذا القول اولی بتاویل الآیۃ اھ مخصا

ص ۷۸ س ۱ قولہ لیرزقنہم رزقا حسنا فی ع الخبر ورزقا مفعول ثان ویجوز ان یکون مصدرا موکدا۔

ص ۷۹ س ۵ قولہ فتصبح فی ن دون ان یقول فاصبحت مناسبا لانزال اشارۃ الی بقاء اثر المطر زمانا طویلا وان کان ابتداء الاصباح عقیب النزول نظیرہ قول القائل انعم فلان علے عام کذا فاروح واغدو شاکرا لہ ولو قال فرحت وغدوت لم یقع ذلک الموقع والما لم ینصب فتصبح جوابا للاستفہام لایہام عکس ما ہو المقصود لانہ توہم نفی الاخضرار کما لو قلت لصاحبک الم تر انی انعمت علیک فتشکر ان نصبتہ اوہمت انک تاف لشکرہ وان رفعتہ فانت ثبت لشکرہ بطریق الاستمرار اھ ملخصا فی الاعراب مخضرۃ حال وہو اسم فاعل اھ

س ۷ قولہ ان تقع فی ع ای من ان تقع اھ۔

ص ۸۰ س ۱ قولہ ملۃ الخ فی ن قال فے الکشاف انما فقد العاطف ہہنا بخلاف نظرا بہا فے السورۃ لان تلک مناسبۃ لما تقدمہا وہذہ مباینۃ لما قلت وذلک لان من ہہنا الی آخر السورۃ عودا بعد ذکر المعاد الی الوسط الذی ہو حالۃ التکلیف اھ

س ۹ قولہ المنکر فی ن کالمکرم بمعنے الانکار۔

حاشیہ فوقانی س ۹ قولہ الاوداج جمع ودج بالتحریک بمعنے رگ گردن۔

ص ۸۱ س ۱ قولہ یکادون یسطون عن ابن عباس یقول یبطشون کذا فی الطبری وفی ن السطو الوثب والبطش

س ۷ قولہ اللہ یصطفی الخ فی ن ہہنا سؤالان الاول ان من للتبعیض فتفید الآیۃ ان بعض الملئکۃ رسل فیکون مناقضا لقولہ جاعل الملئکۃ رسلا والجواب ان الموجبۃ الجزئیۃ لا تناقض الموجبۃ الکلیۃ او اراد بہذا البعض من ہو رسول الی بنی آدم وہم اکابر ولا یبعد ان یکون بعض الملئکۃ رسلا الی بعض آخر منہم وثانیہما انہ قال فی موضع آخر لو اراد اللہ ان یتخذ ولدا لاصطفے مما یخلق ما یشاء وقد نص فی ہذہ الآیۃ ان بعض الناس مصطفے فیلزم من مجموع الآیتین انہ قد اصطفے ولدا والجواب ان تلک الآیۃ دلت علی ان کل ولد مصطفے ولکن لا یلزم من ہذہ الآیۃ ان کل مصطفے ولد فمن این یحصل ما ادعیت والتحقیق ان الموجبتین فی الشکل الثانی لا ینتجان ہذا۔

ص ۸۲ س ۴ قولہ من حرج قلت مصدر اسم مصدر ایضا کما فی ص والمراد ہو الاخیر۔

ص ۸۲ س ۵ قولہ لیکون الرسول الخ فی ن والاصل تقدیم الامۃ کما فی البقرۃ لان الخطاب معہم ویقع الختم علے شہادۃ الرسول کما ہو الواقع الا انہ عکس الترتیب فی ہذہ السورۃ لیناط بہ قولہ فاقیموا الصلوۃ اھ

حاشیہ تحتانی یمین س ۳ قولہ ولکن ان تقول انہ قوی الخ قلت والیضا قد حققت المسئلۃ فی احیاء السنن ولقد ثبت بادلۃ قویۃ کون السجدتین فی الحج وقد قال الامام الاعظم اذا صح الحدیث فہو مذہبی او کما قال۔ وقد صح عنہ کما فی رد المحتار ۱۲ منہ

ص ۸۴ س ۵ قولہ الا علی ازواجہم فی ع فی موضع نصب بحافظون علی المعنے لان المعنی صانوہا عن کل فرج الا عن فروج ازواجہم وفی ن قال الفراء علے بمعنے عن اھ وفیہ ایضا انما لم یقل او من ملکت لانہ اجتمع فی السریۃ وصفان الانوثۃ التی ہی سبب نقصان العقل وکونہا بحیث تباع وتشتری کسائر السلع اھ

حاشیہ تحتانی یمین س ۲ قولہ والمعنی الخ فے ن فمن ابتغی حدا وراء ذلک الحد الذی شرع۔

ص ۸۴ س ۲۲ قولہ حق یہ ہے الخ قد روی الطبرانی فی الکبیر بسند حسن عن ابی الدرداء ان النبی قال اول شیء یرفع من ہذہ الامۃ الخشوع حتے لا تری فیہا خاشعا کذا فی مجمع الزوائد والظاہر ان الانکار مثل ہذا الموضع لا یکون الا علی شیء یہتم بہ وقد روی الدیلمی فے مسند الفردوس مرفوعا بسند ضعیف لا صلوۃ لمن لا یتخشع کذا فی الجامع الصغیر

ص ۸۵ س ۱ قولہ قرار ای مستقر کما فی ن قولہ من سلالۃ من طین فی ن ویحتمل ان یقال ان کل نسل آدم حالہ کذلک لان غذاءہ ینتہی الی النبات المتولد من صفو الارض والماء المسمی بالسلالۃ ثم ان تلک السلالۃ تصیر منیا وعلی ہذا فکانما نفظی من للابتداء وفی ع خلقنا النطفۃ علقۃ خلقنا بمعنے صیرنا ولذلک نصب مفعولین اھ۔ **س ۳ قولہ احسن الخالقین فی ع** بدل ولیس بصفۃ لانہ نکرۃ وان اضیف لان المضاف الیہ عوض من من وبکذا جمیع باب افعل منک قولہ تعالی بعد ذلک لمیتون واللام ہہنا لا تمنع العمل اھ

س ۵ قولہ طرائق جمع طریقۃ وفی مفردات الراغب واطباق السماء یقال لہا سبع طرائق۔

حاشیہ تحتانی یمین س ۲ قولہ کالقلامۃ والکناسۃ فی ص قلامہ بالضم چیدگی ناخن وفی م کناسہ بالضم آنچہ بجاروب روفتہ باشند۔

حاشیہ تحتانی س ۴ قولہ الصابغین قلت فے الطبری العرب تسمی کل صانع خانقا ومنہ قول زہیر ولانت تفری ما خلقت وبعض القوم یخلق ثم لا یفری اھ

ص ۸۶ س ۱ قولہ بہ فی ع متعلق بذہاب وعلے متعلقۃ بقادرون اھ۔

حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ سیناء فی الاعراب یقرأ بکسر السین والہمزۃ علی ہذا اصل مثل حملاق ولیست للتانیث اذ لیس فے الکلام مثل سیناء ولم ینصرف لانہ اسم بقعۃ ففیہ التعریف والتانیث ویجوز ان یکون فیہ العجمۃ ایضا ویقرأ بفتح السین والہمزۃ علی ہذا للتانیث اذ لیس فے الکلام فعلال بالفتح۔

حاشیہ تحتانی یمین س ۲ قولہ للملابسۃ فی ن عن الکشاف دون التعدیۃ لان انبات الدہن او نباتہ لا یکاد یستعمل اھ۔

ص ۸۸ حاشیہ تحتانی قولہ انکم مخرجون فی ن قال جار اللہ ثنی انکم للتوکید وحسن الفصل بالظرف ومخرجون خبر الاول اھ [1]

[1] ای عن الاول ۱۲ منہ

ص ۸۹ حاشیہ تحتانی یمین س ۳ قولہ مبدل من الواو فی ع لانہ من المواترۃ وہی المتابعۃ اھ وقولہ کذکری وبشری قلت الاول بالکسر وافعالہ من التفعیل والثانی بالضم اسم مصدر کما فی القاموس المباشرۃ والتبشیر کالابشار والبشور والاستبشار والبشارۃ الاسم منہ کالبشری وما یعطاہ المبشر ویضم فیہما وبالفتح الجمال وقولہ عما قلیل فی ع ما بمعنے الزمن۔

ص ۹۰ حاشیہ تحتانی یسار س ۴ قولہ مثل فی ن یوصف بہ الاثنان والجمع والمذکر والمؤنث لہ

ص ۹۱ س ۱ قولہ قرار مصدر متعدد بمعنے آرام گرفتن کما فی ص قلت یعنی سکونت کردن وقولہ معین ای ماء معین۔

ص ۹۲ س ۱ قولہ مشفقون فی ن ظاہرہ فیہ عن تکرار لان الاشفاق یتضمن الخشیۃ فمنہم من قال جمع بینہما للتاکید ومنہم من حمل الخشیۃ علی العذاب الخ۔

س ۱۳ قولہ مستلذ نفیس الخ احقر کے نزدیک طیبات سے مراد طعام حلال النسب معلوم ہوتا ہے اور اسیکو طبری نے اختیار کیا ہے اور طیب بمقابلہ خبیث کے ہے اور اس کے انسب ہونے کی دو وجہیں ہیں اول یہ کہ ظاہر امر کا وجوب ہے اور ظاہر ہے کہ مستلذات کا کہانا واجب نہیں اور بقدر بقاء حیات مطلق طعام کہانا فرض ہے دوسرے یہ کہ گو مستلذات مباح ہیں لیکن اُن کی عادت نہ ذات الشریعت میں محبوب ہے خصوصا انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی خورد ونوش کے باب میں جو حالت رہی ہے اُس کے مناسب تو مستلذات مراد لینا بالکل چسپاں نہیں ہوتا واللہ تعالی اعلم اور گو یہ جواب ممکن ہے کہ امر اباحت کے لئے ہو اور انبیاء کا عمل احب ومندوب پر رہا ہو لیکن بعد ہی اسکا ظاہر ہے۔

س ۹ قولہ یذکرہم فی ن الباء للتعدیۃ اھ قلت یعنی التعدیۃ الی المفعول الثانی۔

ص ۹۴ س ۱۵ قولہ تکذیب کی یہ وجہ الخ اور اسکو وجہ تکذیب قرار دینا علی سبیل التنزل ہے ورنہ امر حق اگر نادر بہی ہو تب بہی واجب القبول ہے اور اسکو وجہ قرار دینا زیادۃ فی التشنیع ہے کہ قوی عذر تو باب

انکار میں ان کے پاس کیا ہوتا جبکہ ضعیف عذر بھی نہیں۔

ص ۹۵ س ۵ قولہ لقد وعدنا الخ فی ر قال علماء المعانی قولہ لقد وعدنا نحن و آباؤنا ہذا والاصل لان التاکید مذکور عقیبہ بعد المفعول الثانی واما فی سورۃ النمل فبسبب تقدیم المفعول الثانی علی الضمیر وعلی المعطوف ہوانہ اقتصر ہناک علی قولہ ترابا والتراب ابعد فی باب الاعادۃ من العظام فقدم لیدل علی مزید الاعتناء بہ فی شان الاستنکار اھ

ص ۹۶ س ۱ قولہ ان کنتم تعلمون قلت جزاؤہ محذوف ای فاخبرونی بہ الشرط للترغیب فی الجواب فان من شان العالم بالشیٔ الاستنکاف بالجہل لاسیما اذا لم یکن الجہل فیہ فافہم۔

س ۷ قولہ اذا لذہب الخ قال الطبری جواب المحذوف وہو لو کان معہ آلہ اذا لذہب الخ۔

ص ۹۷ س ۱ قولہ فلا تجعلنی فی ع جواب الشرط والنداء معترض بینہما اھ ملخصا

ص ۹۸ س ۳ قولہ یؤمنذ فی ع العامل فی ظرف الزمان العامل فی بینہم وہو المحذوف ولا یجوز ان یعمل فیہ انساب لان اسم لا اذا بنی لم یعمل اھ۔

حاشیہ تحتانی یمین س ۴ قولہ فخسأ قلت فہو یتعدی ولا یتعدی کما فی ن۔ **حاشیہ تحتانی یسار س ۴ قولہ** تو لترکار قلت وجہ اختیار ہذا موضع فارقت ان نفس مفارقۃ الدنیا غیر مضر للانسان بل ہو مفید اذا عمل فیہا صالحا وانما یضرہ ترک العمل الصالح فیہا فکانہ ترک الدنیا التی ہی محل العمل بالاختیار فعبر بالمقصود فافہم وقولہ البلاغۃ قلت فی ع والثالث انہ دل بلفظ الجمع علی تکریر القول فکانہ قال ارجعنی ارجعنی اھ۔

ص ۹۹ س ۱ قولہ سخریا فی ن عن الخلیل وسیبویہ ان السخری بالضم والکسر مصدر سخر الا ان فی یاء النسب زیادۃ تاکید اھ وفی ع ہو مفعول ثان۔

س ۳ قولہ انہم ہم الخ فی ع ان الجملۃ فی موضع مفعول ثان لان جزی یتعدی الی اثنین کما قال تعالی وجزاہم بما صبروا جنۃ اھ۔

ص ۱۰۰ س ۲۲ قولہ شرافت اصطلاحیہ الخ مطلب یہ ہے کہ شرافت اصطلاحیہ آخرت میں نافع نہ ہوگی اور اس سے مطلق نافعیت کی نفی نہ سمجھی جاوے یعنی یہ کہ وہ کسی درجہ میں مطلوب فی الدین نہیں ہے کیونکہ ذریعہ کمال دین ہونے میں مطلوب ہے اسلئے کہ شرفاء کے اندر استعداد تحصیل دین بہ نسبت دوسرے لوگوں کے اقوی ہوتی ہے گو وہ اس کو استعمال میں نہ لانے سے اس استعداد کے اثر ظاہر ہونے اور مفید ہونے سے محروم رہیں لیکن نفس الواقع قابلیت ان میں قوی ہے چنانچہ حوصلہ ہمت سخاوت وغیرہ میں عموما اس قابلیت کا ظہور ہو جاتا ہے اور تمام انبیاء شریف النسب تھے منجملہ اور حکم کے ان حضرات کے شریف النسب ہونے میں یہ بھی حکمت تھی پس ذریعہ کمال دینی ہونے میں مطلوب ہے یعنی مقصود لغیرہ ہے حضرت مولنا شاہ اسمٰعیل صاحب قدس سرہ کی عبارت ذیل جو صراط مستقیم میں اس مقام سے متعلق ہے قابل ملاحظہ ہے۔ اور وہ یہ ہے باید دانست کہ در جوہر اولاد کرما استعدادی کنون بطریق میراث از آبائے کرام ایشان ودیعت می نہند لیکن آن محض استعداد در ہیچ یکے از امور معاشیہ ومعادیہ کار آمدنی نیست آرے اگر ہمان استعداد بر روئے کار آید وبسبب تعلیم وتعلم وتشرع وتدین جلوہ گر شود البتہ منظہر امور عظیمہ ومصدر منافع جلیلہ خواہد شد وایں استعدادات مکنونہ را بمشابہ استعدادات ازلیہ کہ نصیبہ ہر شخص در ازل الآزال استعدادے از استعدادات صالحہ یا فاسدہ گردیدہ باید فہمید اما مبنائے مجازات بر محض آن استعدادات نیست لہذا اما وانیکہ آثار آن استعداد بر منصہ ظہور نرسد در کارخانہ مجازات ہیچ اعتداد بآن استعداد نہ آرے انیقدر یقینی است کہ بسبب مصادفت اسباب ہدایت وضلالت آثار صلاح وفساد فراخور استعداد ظہور می نماید پس ترتب ثمرات بالفعل بر آثار ست اگرچہ ارتباط خفی باستعدادات ہم میدارد ولیکن ارتباط ثمرات باستعدادات بس خفی وکثیر التخلف ست وبآثار بر ظاہر وقلیل التخلف مثلا منافع حرب بآلات آن ارتباط ظاہر میدارد وبجوہر حدید ارتباط خفی لہذا شمشیر پولادی زنگ خوردہ آنکار نمیکند کہ شمشیر مصقل از آہن خام اھ قلت اورد الامام السیوطی فی الجامع الصغیر مرفوعا تخیروا لنطفکم فان النساء یلدن اشباہ اخوانہن واخواتہن اھ۔

ص ۱۰۱ س ۱ قولہ لا برہان لہ فی الاتقان قید وقعی فلا مفہوم لہ اھ محصلا وفیہ ایضا ما حاصلہ فی الآیۃ الصنعۃ المسماۃ عند اہل البدیع نفی الشیٔ بایجابہ وعرفہا بعضہم بان ینفی الشیٔ مقیدا والمراد نفیہ مطلقا مبالغۃ فی النفی وتاکیدا لہ ومنہ ومن یدع مع اللہ الہا آخر لا برہان لہ بہ فان الالہ مع اللہ لا یکون الا عن غیر برہان

حاشیۃ المجلد الثامن من التفسیر

ص ۲ س ۱ قولہ فاجلدوا الخ فی ن ایضا وفیہ اشارۃ ان اقامۃ ہذا الحد ینبغی ان یکون علی الاعتدال بحیث لا یتجاوز الالم من الجلد الی اللحم فعلی الامام ان ینصب للحدود رجلا عالما بصیرا یعقل کیف یضرب اھ وفیہ ایضا اجمعت الامۃ علی ان المخاطب بقولہ فاجلدوا ہو الامام حتی احتجوا بہ علی وجوب نصب الامام فان ما لا یتم الواجب الا بہ فہو واجب اھ۔

حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ ضرب الجلد فی ن کما یقال راسہ ای ضرب راسہ وکذلک فی سائر الاعضاء بعد ثبوت السماع **حاشیہ تحتانی یسار س ۳ قولہ** اکثر ما یکون الخ قلت اما اولا فانہا ناقصۃ العقل تجیب من استمالہا من غیر تدبر فی امر الدنیا والآخرۃ واما ثانیا فلانہا رقیقۃ القلب فتترحم علی طالبہا واما ثالثا فان شہوتہا اکثر من الرجل ویدل علی الاخیر ما فی الفوائد المجموعۃ للقاضی الشوکانی رحمہ اللہ تعالی حدیث شہوۃ النساء تضاعف علی شہوۃ الرجال ذکرہ فی المقاصد روی الطبرانی عن ابن عمر بلفظ فضلت المرأۃ علی الرجل تسعۃ وتسعین من اللذۃ ولکن اللہ القی علیہن الحیاء اھ

ص ۳ حاشیہ تحتانی یمین س ۲ قولہ قدم الزانی قلت توضیحہ ما فی ن کیف قدمت الزانیۃ علی الزانی فی الآیۃ المتقدمۃ وعکس الترتیب فی ہذہ والجواب ان تلک الآیۃ مسوقۃ لبیان عقوبتہما علی جنایتہما وکانت المرأۃ اصلا فیہا لانہا ہی التی اطمعت الرجل فی ذلک واما الثانیۃ ممسوقۃ لذکر النکاح والرجل ہو الاصل فی الرغبۃ والخطبۃ

ص ۳ س ۱۳ قولہ ان کی اصلی رغبت الخ یہ اخبار اکثری ہے پس اگر بعض افراد میں یہ امور متحقق نہوں تو خلف لازم نہ آویگا خوب سمجھ لو۔

ص ۴ س ۱ قولہ یرمون الخ فی ن الذین صیغۃ جمع وقولہ المحصنات کذلک واذا قوبل الجمع بالجمع یقابل الفرد بالفرد فیصیر المعنی کل من رمی محصنۃ فاجلدوہ اھ

س ۳ قولہ الا الذین تابوا فی ع ہو استثناء من الجمل التی قبلہا عند جماعۃ ومن الجملۃ التی تلیہا عند آخرین وموضع المستثنی نصب علی اصل الباب وقیل موضع رفع بالابتداء والخبر فان اللہ وفی الخبر ضمیر محذوف ای غفور لہم۔ **س ۱۲ قولہ** جیسے وہ عورت الخ یہ علامت عورت کے زنا کی ہے۔

ص ۵ س ۱ قولہ ازواجہم قلت جمع زوج وہو یطلق علی الذکر والانثی وزوجۃ لغۃ ردیئۃ انتہی ما فی مفردات الراغب محصلا وقولہ انفسہم بدل من شہداء کما فی ع وقولہ باللہ متعلق بشہادات عند البصریین لانہ اقرب بشہادۃ عند الکوفیین لانہ اول العاملین وثم وما عملت فیہ معمول شہادات او شہادۃ علی ما ذکرنا ای یشہد علی انہ صادق ولکن اعامل علق من اجل اللام فی الخبر ولذلک کسرت ان وموضعہا انصب او جر علی اختلاف المذہبین فی ان اذا حذفت منہ الجار کذا فی ع **س ۳ قولہ** والخامسۃ ای والشہادۃ الخامسۃ کما فی ع وقولہ ان کان من الکاذبین قلت جزاؤہ محذوف دل علیہ المذکور قبلہ۔ **س ۵ قولہ** والخامسۃ ان غضب اللہ الخ قلت معطوف علی اربع شہادات ای ان تشہد الشہادۃ الخامسۃ ان غضب اللہ علیہا الخ وفی ن قال جار اللہ انما خصت الملاعنۃ بان تخمس بغضب اللہ تغلیظا علیہا لانہا اصل الفجور ومنبعہ بخلابہا واطماعہا

ص ۶ س ۱ قولہ بالافک ای البہتان قال الجوہری کما فی الطبری والذین العصبۃ الجماعۃ من العشرۃ الی الاربعین اھ قلت طلق علی ہنا الاقل منہ توسعا فی الجمع کان التقلیل فیسی حکم العشرۃ فما فوقہا لکون الاہتمام

س ۱۳ قولہ ولکن اللہ الخ استدراک عن توہم استبعاد ان فضل اللہ تعالی کیف حل بہم مع انہم کانوا مستحقین

للستاب فہو تاکید لمضمون قبلہ افادہ المفسر العلام۔
س ۱۴ قولہ ولا یاتل الخ فی ن من الکبیر فکانہ قیل لہ
انت افضل من ان تعاقب انسانا بسوء وانت اوسع قلبا
من ان تغتم للدنیا وزنا فلا یلیق بفضلک وسعۃ قلبک
ان یقطع برک عمن اساء الیک۔ حاشیہ تحتانی
یسار س ۳ قولہ تشدق ای تشدد۔
ص ۸ س ۵ قولہ الحق ای العادل قالہ المفسر
کما فی ن۔ س ۷ قولہ والطیبون الخ فی ن ولا طیب
من رسول اللہ فیکون ازواجہ مثلہ اھ والمراد بہم الانبیاء
ویمکن ان یراد بالطیبات المؤمنات العفیفۃ باعتبار الاکثر

فائدہ

فی ن واجمعوا ایضا علی انہ رای مسطحا من البدریین
وقد ورد فیہم الخبر الصحیح لعل اللہ نظر الی اہل بدر فقال
اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم فکیف الجمع بین الامرین
ای الذنب والمغفرۃ الی ان قال او اراد حسن عاقبتہم
فے العاقبۃ انہم یوافون بالطاعۃ فکانہ قال قد غفرت
لکم لعلمی بانکم تموتون علی التوبۃ والانابۃ اھ
ص ۹ حاشیہ فوقانی س ۳ قولہ فی بعض
الروایات الخ قلت قد روی الطبری عن عامر ان
عائشۃ قالت ما سمعت بشیء احسن من شعر حسان
وما تمثلت بہ الا رجوت لہ الجنۃ قولہ لابی سفیان ؎
ہجوت محمدا فاجبت عنہ ÷ وعند اللہ فی ذاک الجزاء
فان ابی ووالدتی وعرضی ÷ لعرض محمد منکم وقاء
اتشتمہ ولست لہ بکفو ÷ فشرکما لخیرکما الفداء
لسانی صارم لا عیب فیہ ÷ وبحری لا تکدرہ الدلاء
فقیل یا ام المؤمنین الیس ہذا لغوا قالت لا انما اللغو
ما قیل عند النساء قیل الیس اللہ یقول والذی تولی کبرہ
منہم لہ عذاب عظیم قالت الیس قد اصابہ عذاب عظیم الیس
قد ذہب بصرہ وکنع بالسیف اھ وقال الطبری و
اولی القولین فی ذلک بالصواب قول من قال الذی
تولی کبرہ من عصبۃ الافک کان عبد اللہ بن ابی وذلک
انہ لا خلاف بین اہل العلم بالسیر ان الذی بدأ بذکر
الافک وکان یجمع اہلہ ویحدثہم عبد اللہ بن ابی بن
سلول وفعلہ ذلک علی ما وصفت کان تولیہ
کبر ذلک الامر اھ وما مر فی التفسیر من الدرء بانہ حدین
فاعلم ان ذلک کان خاصا بہ لشدۃ جرمہ ولا یجوز الآن
ضرب الحدین لمن یعدی جماعۃ المسلمین ونظراء۔
ص ۱۰ حاشیہ فوقانی س ۸ قولہ لا تفسیل الخ

قلت فالنظر فیہ بمعنی ای فعل الخالق وانما قال موسیٰ
تہجبا للتحیر والکشف فی عالم الآخرۃ لا یحیط فلا یرد کیف
سال عن آدم سے موضع کشف الحقائق۔
س اخیر قولہ تو سراج الخ کیونکہ کسی شے سے مستغنی ہو کر
اوسکی تحقیق اچھی طرح ہوتی ہے۔
ص ۱۲ س ۵ قولہ ان تدخلوا ای فی ان تدخلوا
کذا فی ع حاشیہ تحتانی یسار س ۱ قولہ
من الاحرت لسبقۃ قلت ہذا بیان لما فی قولہ ترک
ما ہو الاعلی افادہ المفسر حاشیہ فوقانی س ۳
قولہ لیست للترتیب قلت قدم الاستیناس للاہتمام
بہ فانہ واجب والتسلیم لیس بواجب۔
ص ۱۳ س ۵ قولہ ولیضربن بخمرہن فی ن الخمر
جمع الخمار وفی لفظ الضرب مبالغۃ فی الالقاء بشبہ
الالصاق اھ ملخصا قلت فی ضرب بالفتح آمیختن
چیزے بچیزے وقولہ البسونہن قلت جمع ثقیل فی ن
والتاء لتاکید الجمع اھ وفیہ ایضا وانما ابیح ابداء الزینۃ
الخفیۃ لہؤلاء المذکورین لاحتیاجہم الی مداخلتہم ومخالطتہم
ولا سیما فی الاسفار للنزول والرکوب ایضا وقلۃ توقع الفتنۃ
من جہاتہم لما فی الطباع من النفرۃ عن مماسۃ القرائب
الاقارب۔ س ۸ قولہ غیر اولی الاربۃ الخ فی ع بالجر
علی الصفۃ او البدل ومن الرجال نصب علی الحال اھ
ملخصا وفی ن وقال الفراء والزجاج ہو ذا ای لم یظہروا
من قولہم ظہر علی کذا اذا قوی علیہ ای لم یبلغوا اوان القدرۃ
علی الوطء وقال ابن قتیبۃ لم یطلعوا والعورۃ سوأۃ الانسان
وکل ما یستحیی منہ اھ ملخصا۔
حاشیہ تحتانی یسار س ۲ قولہ لم یقل فی ن المراد
غض شیء من البصر لان غض کلہ کالمتعذر بخلاف حفظ
الفروج فانہ ممکن علی الاطلاق اھ والذی ظہر لی
من الآیۃ ہو انہ فیہ انہا تزید الاحتیاط فی التستر عنہما
والکلام معہما بالنسبۃ الی المحارم الاخری لا انہا تحتجب
عنہم الحجاب المعروف۔
ص ۱۴ س ۲۵ قولہ خلاف اولی ہے قلت قالت
سیدتنا ام المؤمنین عائشۃ رض ما رأیت منہ ولم یر منی
ذلک الموضع اورد فی المشکوۃ وروی بقی بن مخلد وابن
عدی عن ابن عباس مرفوعا اذا جامع احدکم زوجتہ او
جاریتہ فلا ینظر الی فرجہا فان ذلک یورث العمی قال ابن
الصلاح جید الاسناد کذا فی الجامع الصغیر
حاشیہ تحتانی یسار س ۱ قولہ ووجہ الخ قلت

وتوضیحہ بما فی ن قال جار اللہ حسن قراءۃ المؤمنین بضم
الہاء ووجہہ انہا کانت مفتوحۃ لوقوعہا قبل الالف فلما
سقطت الالف لالتقاء الساکنین اتبعت حرکتہا حرکۃ
ما قبلہا اھ حاشیہ تحتانی یسار س ۴ قولہ جزعا
بالکسر وبالفتح مہرۂ یمنی سیاہ وسپید کذا فی م وقولہ فصوت
قلت من التفعیل علی زنۃ الماضی المعروف۔

فائدہ

قد روی ابو داؤد عن انس رض ان النبی اتی فاطمۃ رض بعبد
قد وہبہ لہا وعلی فاطمۃ رض ثوب اذا قنعت بہ راسہا لم
یبلغ رجلیہا واذا غطت بہ رجلیہا لم یبلغ راسہا فلما رای
رسول اللہ ما تلقی قال انہ لیس علیک باس انما ہو ابوک
وغلامک اھ کذا فی المشکوۃ وفی التلخیص الحبیر روی اصحاب
السنن من طریق الزہری عن نبہان مکاتب ام سلمۃ رض
قال قال رسول اللہ اذا کان لاحدکن مکاتب وکان عندہ
ما یؤدی فلتحتجب منہ اھ ومفہومہ انہا لا تحتجب منہ قبل ذلک
قال الحافظ ابن حجر وفی الکمالین وفی بعض القراءۃ وما
ملکت ایمانکم الذین لم یبلغوا الحلم اھ قلت ان صح و
ثبت القراءۃ بسند فہو کما قال صاحب الکمالین
ولیتامل فی الجواب۔
ص ۱۵ حاشیہ تحتانی قولہ ایم قلت ہو بالفتح
والیاء المشددۃ کما فی م
ص ۱۵ س ۱ قولہ انکحوا الخ فی ن وظاہر الامر الوجوب
الا ان الجمہور حملوہ علی الندب لانہ لو کان واجبا لشاع
فے عصر الرسول صلی اللہ علیہ وسلم وانتشر ولو انتشر لنقل
لعموم الحاجۃ الیہ وقد ورد فی الاخبار التصریح بکونہ مستحبا
اھ قلت قال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اربع من سنن
المرسلین الحیاء والتعطر والسواک والنکاح رواہ الترمذی
وقال حدیث حسن غریب۔
حاشیہ تحتانی یسار س اخیر قولہ وایضا لکن الخ
قلت قد روی ابن حبان فی الضعفاء مرفوعا من تزوج
امرأۃ لعزہا لم یزدہ اللہ الا ذلا ومن تزوجہا لمالہا لم یزدہ
اللہ تعالی الا فقرا الحدیث ورواہ الطبرانی ایضا فے
الاوسط کما فی شرح الاحیاء ولا یعارضہ قولہ تنکح المرأۃ
لاربع لمالہا وجمالہا الخ متفق علیہ فانہ اخبار عن الواقعۃ
التی تکون فی الدنیا ولیس حکما شرعیا۔
ص ۱۷ س ۱ قولہ فکاتبوا الخ فے ن وذہب اکثر
العلماء منہم ابن عباس والحسن والشعبی ومالک وابو حنیفۃ والشافعی
والثوری الی انہ ندب لقولہ لا یحل مال امرئ مسلم

الا بطیب من قلبہ قلت روی البیہقی فی شعب
الایمان والدارقطنی فی المجتبی مرفوعا کما فی المشکوۃ
ولفظہ الا لا تظلموا الا لا یحل مال امرئ الا بطیب
نفس منہ اھ وہذا استدلال حسن لطیف ولان طلب
الکتابۃ کطلب بیعہ ممن یعتقہ فی الکفارۃ فلا تجب الاجابۃ
اھ۔ س ۴ قولہ فتیٰتکم قلت جمع فتاۃ یعنی زن جوان
والمراد بہ الامۃ حاشیہ تحتانی یسار س ۲ قولہ
للمحافظۃ الخ قلت ولان فیہ زیادۃ التشنیع فانہا
مع کونہا آماء یکرہن ذلک ومع کونہم رجالا اقویاء
مالکین لہا یرغبون فیہ وکان مقتضی ہذا انہم ینبغی ان
یمنعوا عن ذلک ان قصدنہ فضلا عن اکراہہن مع
امتناعہن فافہم۔
ص ۱۸ س ۶ قولہ غفور کا استعمال الخ اوس میں
یہ بھی اشارہ ہے کہ یہ امر یعنی امتناع مع اکراہ موالی ہونا
رخصت ہے عزیمت نہیں کیونکہ عزیمت اس سے
تحرز ہے حتی کہ اگر اس حالت میں ہلاک کردی جاوے
ماجور ہوگی فافہم۔
ص ۱۹ حاشیہ تحتانی یمین س ۲ قولہ ہذا
الحمل الخ فی ن واعلم ان النور فی اللغۃ موضوع
لہذہ الکیفیۃ الفائضۃ من الشمس والقمر والنار علی
ما یحاذیہا من الاجرام ولا شک انہ لا یمکن ان یکون لہا
لانہ ان کان عرضا فظاہر وان کان جسما فکذلک للدلیل
الدال علی ان الہ العالم لیس بجسم ولا جسمانی ولا زائل
ولا منتقل الی غیر ذلک من امارات الحدوث والافتقار
حاشیہ تحتانی یسار س ۱ قولہ ضاحیۃ ای
علانیۃ کما فی ص۔
ص ۲۰ س ۱ قولہ کسراب فے ن قال الازہری
ہو ما تیراءی للعین وقت الضحی الاکبر فی الفلوات شبیہا
بالماء الجاری کانہ یسرب علی وجہ الارض ای یذہب اھ
وفیہ ایضا والقیعۃ بمعنی القاع وہو المستوی من الارض
وقال الفراء ہی جمع قاع کجیرۃ فی جار والظمآن الشدید
العطش وفی ع والیاء فی قیعۃ بدل من واو لسکونہا و
انکسار ما قبلہا لانہم قالوا فی قاع اقواع اھ
حاشیہ تحتانی یمین س ۲ قولہ ولا یلزم منہ
مع التجارۃ قلت قال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما اوحی
الی ان اجمع المال وکن من التاجرین ولکن اوحی الی
ان سبح بحمد ربک وکن من الساجدین واعبد ربک حتی
یاتیک الیقین رواہ ابن مردویہ بسند فیہ لین ورواہ ابو نعیم

لمن المستتر والمہمل دلیل علی الرخصۃ لمن فی عدم المستتر فافہم ۱۲ مترجم۔

مرسلا نحو ما حکاہ فی تاریخہ معناہ کما فی شرح الاحیاء ۱۲ ماوردمن فضل الکسب فہو فی مطلق الکسب و التجارۃ خاصۃ علی انہ محمول علی من احتاج الیہ با عتبار کونہ وسیلۃ الی العبادۃ

ص ۲۱ س ۱۰ قولہ مقصود الخ نیز اشارہ ہے اِس طرف کہ حق تعالیٰ سے ہدایت کے ملتجی ہوں اور اپنی سعی کو مدار امر نہ سمجھیں۔

ص ۲۲ س ۲ قولہ قوی ہو نا الخ اس لئے کہ مقصود تو تفہیم ہوتی ہے سو جس لفظ سے بھی حاصل ہو اسکا استعمال کرنا مقتضائے بلاغت ہوگا اور اس حیثیت سے اگر مشبہ ضعیف بھی ہو لیکن اشہر ہو تو اس میں ایک طرح کی قوت بہ نسبت مشبہ کے ثابت ہوجاوے گی پس کہا جاسکتا ہے کہ مشبہ بہ اپنے افادہ میں اقوی من المشبہ ہے۔

ص ۲۳ قولہ اقدام بالکسر قولہ فی ذکر حذف العاطف منہ وایاس بالکسر س ۲ قولہ شردوا بالفتح لے مشہورا وقولہ الذکری ای المجلس وقولہ الباس ای الشدۃ وقولہ النبراس بالکسر چراغ کذا فی م۔ حاشیہ تحتانی س ۱ قولہ صفت حال کما فی ع

ص ۲۳ س ۱ قولہ بینہ فی الطبری و اضاف بین الی السحاب لم یذکر معہ غیرہ و بین لا یکون مضافۃ الا الی جماعۃ او اثنین لان السحاب فی معنی جمع واحدہ سحابۃ کما یجمع النخلۃ نخل و التمرۃ تمر فہو نظیر قول قائل جلس فلان بین النخل اھ

س ۳ قولہ من السماء الخ قلت من الاولی ابتدائیۃ والثانیۃ بدل من الاولی والثالثۃ زائدۃ کما فی ع وقولہ برد فی الصراح و یقال منہ بردت الارض بمبولا و بر دبنو فلان اھ فدل علی انہ مصدر۔

س ۷ قولہ من مار فی ن قال علماء المعانی التنکیر فی ماء للتنویع ای خلق کل دابۃ من نوع من الماء مختص بتلک الدابۃ و النوع فرضی قولہ وجعلنا من الماء کل شیٔ حی لانہ قصد ہناک معنے آخر و ہو ان اجناس الحیوانات کلہا مخلوقۃ من ہذا الجنس الذی ہو جنس الماء اھ ملخصا

س اخیر قولہ بڑے بڑے الخ فی الطبری کما یقال عندی خیتان تبناوا المعنے قد بینتین من التبن والتبیان لیساء من التبن اھ۔

ص ۲۴ س ۵ قولہ یاتوا الیہ مذعنین فی ن المجار صلۃ اتی فانہ قد تعدی بالی قال جار اللہ و الاحسن ان تتصل بمذعنین لیفید الاختصاص ای لا تیجا کون اذا عرفوا ان الحق لہم الا الی الرسول مسرعین فی طاعتہ اھ وفی الطبری مذعنین منقادین بحکمہ مقرین طائعین غیر مکرہین یقال منہ قد اذعن فلان بحقہ اذا اقر بہ طائعا غیر مستکرہ وانقاد لہ وسلم اھ وفیہ عن مجاہد سراعا۔

س ۷ قولہ کان قول الخ فی ن وعن الحسن انہ قرأ قول المؤمنین بالرفع والقراءۃ المشہورۃ وہی النصب اقوی قال جار اللہ لانہ اولی الاسمین بکونہ اسما اوغلہما[۵] فی التعریف وان یقولوا وغل لانہ لا سبیل علیہ للتنکیر بخلاف قول المؤمنین قلت وذلک لاحتمال کون الاضافۃ فیہ لفظیۃ وان یقولوا یشبہ المضمر کما بینا فی الانعام فی قولہ ثم لم تکن فتنتہم الا ان قالوا فلا سبیل الی تنکیرہ اھ۔

ص ۲۵ س ۱۸ قولہ چند شقوق الخ فی ن وہذہ الامور وان کانت متلازمۃ الا انہا متغایرۃ فی الاعتبار فصحت القسمۃ اھ قلت فائدۃ التفصیل زیادۃ التشنیع والالزام کما لا یخفی۔

ص ۲۶ حاشیہ تحتانی یسار س اخیر قولہ کالاثر قلت آثر حرف التشبیہ لان الاستخلاف مطلقا لا یستلزم بل اذا کان مشروطا بشروط فافہم وقولہ الرحلۃ جمع رغیبۃ بمعنے عطائے بسیار کما فی ص

ص ۲۸ س ۳ قولہ من الظہیرۃ فی ع یجوز ان تکون من لبیان الجنس ای حین ذلک من وقت الظہیرۃ وان تکون بمعنے فی وان تکون بمعنے من اجل حر الظہیرۃ وحین معطوف علی موضع من قبل اھ۔ س ۹ قولہ [illegible] فی ع واحد تہن قاعد ہذا اذا کانت کبیرۃ ای قاعدۃ عن النکاح ومن القعود فقاعدۃ للفرق بین المذکر والمؤنث وہو مبتدأ والخبر فلیس علیہن ودخلت الفاء لما فی المبتدأ من معنی الشرط اھ ملخصا۔

حاشیہ تحتانی س ۳ قولہ بعضکم علی بعض الخ فی ع فیجوز ان تکون الجملۃ بدلا من التی قبلہا وان تکون مبینۃ مؤکدۃ (لطیفۃ) سئل بعض النظار عن حکمۃ تستر النساء فقال لانہن محل فتنۃ وشہوۃ فقیل فعلی ہذا کان ینبغی ان لا یحسن تکلیف العجائز بالتستر فاجاب بانہ کان یلزم اذ ذاک مصیبتان احداہما عدم رؤیۃ الحسان والثانیۃ لزوم رؤیۃ القباح کذا فی ن ملخصا قلت ہذہ ظرافۃ واصل الحکمۃ ان لکل ساقطۃ لاقطۃ والتی لا لاقط لہا نادرۃ والنادر کالمعدوم لا تختلف فیہ الحکم قالہ المفسر وہو الحرج الشرعی تامل۔

ص ۳۰ س ۷ قولہ اشتاتا فی ن جمع شت وہو نعت وقیل مصدر وصف بہ۔

ص ۳۱ س ۱۳ قولہ سب ملکر کھاؤ یا الگ الگ الخ حدیث شریف میں ساتھ کھانے کی نفیلت وبرکت وارد ہوئی ہے سو تطبیق کے لئے یا تو یہ کہا جائے کہ آیت باعتبار عموم الفاظ کے اباحت پر دال ہے اور بقصد استحباب پر اور یا یہ کہا جاوے کہ یہاں پر ایک خاص صورت میں اجازت وارد ہے جیسا کہ شان نزول سے معلوم ہو چکا ہے پس آیت کا محل جدا ہے اور حدیث کا محل جدا اور حدیث کی مراد یہ ہے کہ جب تک کھانے کے لوگ اکٹھے ہو کر کھاسکیں تو یہ بہتر ہے کہ مجتمع ہو کر کھاویں اس صورت میں جدا جدا کھانا بے برکتی کا باعث ہے چنانچہ حدیث میں ہے کہ بعض صحابہؓ نے کھانا کھا کر سیر نہ ہونے کی شکایت فرمائی تھی تو آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ شاید تم علیحدہ علیحدہ کھاتے ہو ملکر کھایا کرو اور وہ فی المشکوۃ پس آیت اور حدیث میں تعارض نہیں حدیث میں جس امر کا استحباب ہے اُس کی آیت میں نفی نہیں اور آیت میں جس امر کی اباحت ہے حدیث میں اُس کا انکار نہیں۔

حاشیہ تحتانی قولہ من عند اللہ قلت فائدۃ ہذہ الزیادۃ ایقاظ المکلفین لاہتمام الامتثال بکون الامر من عند خالق المخلوقات الواحد القہار فانہ اذا ذکر عند المکلف اسمہ عزوجل تیقظ تیقظا تاما کما قال تعالیٰ اذا ذکر اللہ وجلت قلوبہم وسہل علیہ الامتثال تامل۔ حاشیہ فوقانی س اخیر قلت فی الطبری ومعنی قولہ فسلموا علی انفسکم نظیر قولہ ولا تقتلوا انفسکم اھ وفائدۃ ہذا التعبیر الترغیب لہم کان تنفع السلام عائد الیکم ایہا المسلمون وہو سہل للامتثال فافہم۔

ص ۳۲ س ۱۱ قولہ فینبئہم فی ن والفاء لتلازم ما قبلہا وما بعدہا کقولہ ورب فکبر اھ ملخصا

حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ لواذا فی ع وانما صحت الواو فی لواذ ا مع انکسار ما قبلہا لانہا تصح فی الفعل الذی ہو لاوذ ولو کان مصدر لاذ لکان لیاذا مثل صام صیاما اھ۔ حاشیہ تحتانی یمین س ۳ قولہ الحید فی ص میل کردن۔

ص ۳۴ س ۱۲ قولہ سبب نزول الخ قلت لکن سوق الروایۃ یدل علی ان ہذا الامر سبب النزول ففی لبّ النقول اخرج ابو نعیم فی الدلائل من طریق الضحاک عن ابن عباسؓ قال کانوا یقولون یا محمد یا ابا القاسم فانزل اللہ لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا فقالوا یا نبی اللہ یا رسول اللہ اھ الا ان یقال ان ہذا الخ اجتہاد منہ قالہ المفسر۔

ص ۳۵ س ۵ قولہ یاکل الطعام فی ع ہو فی موضع الحال والعامل فیہا العامل فی ہذا او نفس الظرف اھ وقولہ لولا انزل الخ فی ن ومحل انزل الرفع کما یقول لولا ینزل ولہذا عطف علیہ یلقی ویکون مرفوعین اھ ولم یقل ینزل او یلقی لتکون المعطوفات علی نسق واحد للتفنن فی الکلام لان انزال الملک مرۃ یکفی للمقصود وکونہ منذرا یقتضی الاستمرار لان الانذار یکون کثیرا وکذلک القاء الکنز مرۃ قد لا یکفی فیتجدد ویستمر القاء ہ علی حسب تجدد الحاجۃ ولو القی مرۃ وہو ممکن ایضا لا یحتج الی حافظتہ فیستحق الاٰم وافعال الباری تعالیٰ تجری علی سبیل لانتظام ظاہر الحکم والا فہو قادر علی کل شیٔ فی آن واحد تامل۔

حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ جاء وا فی ن وعن الزجاج انہ انتصب بنزع الخافض ای اتوا بالظلم والزور اھ۔ حاشیہ تحتانی یسار س ۱ قولہ التخصیص فی ن بمعنے ہلا وحکمہ حکم الاستفہام اھ۔

ص ۳۶ س ۱۳ قولہ کوئی فرشتہ الخ یہ تردید یکے بعد دیگرے علی سبیل التنزل ہے یعنی اول اعلیٰ ہے پھر دوسرا اُس سے کم درجہ کا ہے پھر تیسرا اوس سے کم درجہ کا کما فی ن ملخصا۔

س ۳ قولہ صبح و شام الخ یہاں پر صبح و شام سے دوام اوقات مراد ہے قالہ العلامۃ الزمخشری کما فی ن۔

ص ۳۷ س ۱ قولہ یجعل الخ فی ع بالجزم عطفا علی موضع جعل الذی ہو جواب الشرط۔

س ۵ قولہ ثبورا واحدا فی الطبری انما قیل ہکذا لان الثبور مصدر والمصادر لا تجمع وانما توصف بامتدادہا وکثرتہا کما یقال قعد قعودا طویلا اھ مخصلا وفیہ ایضا الثبور الہلاک فی کلام العرب واصلہ انصراف الرجل عن الشیٔ یقال منہ ما ثبرک عن ہذا الامر ای ما صرفک عنہ اھ مخصلا۔

[۵] قلت لانہ جار مجری المبتدأ وزیادۃ التعریف فی المبتداء اولیٰ من زیادتہ فی الخبر ۱۲ منہ

س ۷ قولہ وعد المستقون فی ان ای وعدو ہا فحذف الرابط للعلم بہ۔ س ۹ قولہ ما یعبدون فی ان قالوا ان لفظۃ ما قد تستعمل فی العقلاء اوارید بہ الوصف کانہ قیل ومعبودیہم کما اذا اردت السوال عن صفۃ زید فتقول ما زید ترید اطویل ام قصیر انما قال انتم ولم یقل ضللتم عبادی ہؤلاء ام ہم ضلوا السبیل لان السوال وقع عمن تولی فعل الاضلال لاعن نفس الاضلال اھ۔ ص ۳۷ س ۲۱ قولہ اس شبہہ کی گنجایش الخ یعنی یہ شبہہ ہو سکتا تھا کہ جب بشریت کے منافی یہ امور نہیں ہیں تو نبوت کی تمیز کیونکر کی جاوے پس ممکن ہے کہ یہ بھی مثل دیگر آدمیوں کے ایک آدمی ہوں اور ان کا دعوئے نبوت صحیح نہو یہ تقریر ہے شبہہ کی حاشیہ تحتانی یسار قولہ مصیرا قلت یعنی مقرا مجازا ومعناہ الاصلی ہو المرجع۔

ص ۳۸ س ۱ قولہ من دونک من اولیاء فی ع ہو المفعول الاول ومن دونک الثانی وجاز دخول من لانہ فی سیاق النفی اھ وفیہ ما حاصلہ من لا تزاد فی المفعول الثانی عند اکثر النحویین بل فی الاول اھ قلت فی نکن متعتہم الخ حسن ادب حیث لم یقولوا انما اضللتہم مع کون کل من فعل اللہ تعالی۔

س ۳ قولہ بورا فی ن فالاکثرون علی ان البور جمع بائر من البوار وحکی الاخفش انہ اسم جمع یقال رجل بور ای فاسد ہالک لا خیر فیہ وامرأۃ بور وقوم بور اھ ملخصا وفیہ فقد کذبوکم التفات لاجل الالزام والفاء فیہ علی شرط مقدر کانہ قال ان زعمتم انہم آلہتکم فقد کذبوکم انہم آلہۃ اھ۔

ص ۳۹ س ۱ قولہ الا انہم الخ فی ن قال ابن الانباری المحذوف ہو الواو بعد الا فتکون الجملۃ حالا اھ س ۳ قولہ لا یرجون فی ن قال الفراء لا یخافون ودل غیرہ الرجاء علی اصلہ وہو الامل الا ان الخوف یلزمہ فی ہذہ الصورۃ فان من لا یرجو الجزاء والمعاد لا یخاف العقاب ایضا اھ ملخصا۔

ص ۴۰ س ۳ قولہ احسن مقیلا فی ن فی اختیار لفظ احسن دون ان یقول خیر مقیلا رمز الی التحسنات الحاصلۃ فی مقولہم من حسن الوجوہ وملاحۃ الصور وغیر ذلک اھ۔ س ۳ قولہ یوم تشقق فی ن قال الفراء الباء بمعنی عن لان السماء لا تشقق بالغمام بل عن الغمام کما یقال انشقت الارض عن النبات ای ارتفع التراب عنہ عند طلوعہ کما تقول رمیت عن القوس وبالقوس وعلی القوس بمعنی واحد اھ۔ س ۷ قولہ فلانا فی ن زعم بعض ائمۃ اللغۃ انہ لم یثبت استعمال فلان فی الفصیح الا حکایۃ لا یقال جاءنی فلان ولکن یقال قال زید جاءنی فلان لانہ اسم اللفظ الذی ہو علم لا اسم مدلول العلم ولذلک جاء فی کلام اللہ تعالی یقول یلیتنی الخ ام اوستر العیب فافہم۔ حاشیہ تحتانی یمین

س ۵ قولہ عمدنا فی ن قال اہل المعانی القادم الی الشیء قاصد لہ فالقصد ہو المؤثر فی القدوم فاطلق اسم المسبب علی السبب مجازا اھ۔

ص ۴۲ س ۱ قولہ جملۃ فی ع حال من القرآن ای مجتمعا اھ۔ س ۳ قولہ بالحق فی ع ای بالمثل الحق اھ۔

ص ۴۴ س ۲ حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ التفتیت ای التکسیر و قولہ فی س ۲ تعبیر فی ن وہو انذرنا او حذرنا وکلا الثانی منصوب بتبرنا لانہ لیس مشتغل عنہ بضمیرہ اھ قلت فجملۃ ضربنا لا الامثال تفسیر للمحذوف ای معترض ۱۲ منہ۔

ص ۴۴ س ۵ قولہ رسولا فی ع والعائد الی الذی محذوف ای بعثہ ورسولا یجوز ان یکون بمعنی مرسل وان یکون مصدرا حذف منہ المضاف ای ذا رسول وہو الرسالۃ قلت رسولا فی الاصل حال من الضمیر المحذوف العائد الی الموصول فان بعث لا یتعدی الی الاثنین لکن اجری مجری المفعول بہ او بعث یتضمن معنے جعل فصح تعدیتہ الی الاثنین والاول منہما محذوف والثانی مذکور وفی ن طلقوا المقاربۃ او لاثم قیدوہا بلولا الامتناعیۃ ثانیا وفیہ انہ صلے اللہ علیہ وسلم بذل قصارے مجہودہ فی دعوتہم حتی شارفوا علی الایمان بزعمہم اھ۔

ص ۴۵ س ۱ قولہ او یعقلون قلت او للتنویع س ۳ قولہ اضل سبیلا فی ن قال جار اللہ جعلوا اضل من الانعام لانہا تنقاد لارباب‌ہا التی تعلفہا وتعرف المحسن من المسیٔ وتجذب المنافع وتجتنب المضار وتہتدی للمراعی والمشارب وہؤلاء لا ینقادون لربہم ولا یعرفون احسانہ من اساءۃ الشیطان ولا یطلبون اعظم المنافع وہو الثواب ولا یتقون اشد المضار وہو العقاب ولا یہتدون اشد المضار وہو العقاب ولا یہتدون للحق الذی ہو المرتع والمشرب الروی قلت ویمکن ایضا ان یذکر فی وجہ التفضیل ان جہل الانعام بسیط غیر مضر وجہل ہؤلاء مرکب مضر اھ وقولہ کیف مد الظل فی ن ان الظل امر متوسط بین الضوء الخالص والظلمۃ الخالصۃ کیفیۃ الحاصلۃ داخل السقوف الکاملۃ وافنیۃ الجدران وہو اعدل الاحوال لان الظلمۃ الخالصۃ یکرہہا الطبع وینفر عنہا الحس والضوء الکامل لقوتہ یبہر الحس البصری ویؤذی بالتسخین ولذلک وصف الجنۃ بہ فی قولہ وظل ممدود ثم ان الناظر فی الظل الی الجسم الملون کانہ لا یشاہد شیئا سوی الجسم واللون فاذا اطلعت الشمس ووقع ضوءہا علی الجسم زال ظلہ فیظہر للعقول انہ کیفیۃ زائدۃ علی ما شاہدہ اولا فمعنی الآیۃ الم تر الی عجیب صنع ربک کیف مد الظل ای جعلہ ممتدا منبسطا علی الاجسام ولو شاء لجعلہ ساکنا لاصقا بکل مظل ثم جعلنا الشمس علی وجودہ دلیلا فلولا الشمس ووقوع ضوءہا علی الاجرام لما عرف ان للظل وجودا لان الاشیاء انما تعرف باضدادہا اھ حاشیہ تحتانی یمین س ۳ قولہ قدم الثانی فی ن کما تقول علمت منطلقا زیدا۔

ص ۴۵ س ۷ قولہ سباتا فی ن الراحۃ قال ابو مسلم ومنہ یوم السبت لما جرت بہ العادۃ من الاستراحۃ فیہ عند طائفۃ اھ۔ ای مصدر ۱۲ منہ

ص ۴۶ س ۱ قولہ بلدۃ میتا فی ن قال میتا مع قولہ بلدۃ بالتانیث لان فیعلا غیر جار علی الفعل فکانہ اسم جامد وصف بہ او بتاویل البلد والمکان والاناسی جمع انسی او جمع انسان علی ان اصلہ اناسین فقلب النون یاء وفعیل قد یستوی فیہ الواحد والجمع فلہذا لم یقل واناسی کثیرین وخلقہ فرونا بین ذلک کثیرا اسئلۃ اوردہا جار اللہ مع اجوبتہا الاول ان انزال الماء موصوفا بالطہارۃ وتعلیلہ بالاحیاء والسقی یؤذن بان الطہارۃ شرط فی صحۃ الاحیاء والسقی کما تقول حملنی الامیر علی فرس جواد لاصید بہ الوحش الجواب لما کان سقی الاناسی من جملۃ ما انزل لہ الماء وصفہ بالطہور اکراما لہم وتتمیما للمنۃ علیہم واشارۃ الی ان من حق استعمال الماء فی الباطن والظاہر ان یکون طاہرا غیر مخالط لشیء من الاقذار السوال الثانی لم خص الانعام من بین ما خلق من الحیوان المنتفع بالماء الجواب لان الطیر والوحش یبعد فی طلب الماء فلا یعوزہا الشرب لانہا تباین الانسان عامۃ منافع متعلقۃ بہا فسقیہا انعام علیہ الثالث ما معنی تنکیر الانعام والاناسی ووصفہم بالکثرۃ الجواب لان بعض الانعام والاناسی الذین ہم بقرب الماء والانہار العظام لا یحتاجون الی ماء السماء المقتاجا بینا لمثل ہذا نکر البلدۃ فی قولہ بلدۃ میتا اھ وفی ع مما خلقنا فی موضع نصب علی الحال من انعاما واناسی والتقدیر انعاما مما خلقنا ویجوز ان یتعلق من بنسقیہ لابتداء الغایۃ کقولک اخذت من زید مالا فانہم اجاز وافیہ الوجہین اھ۔

س ۵ قولہ عذب فرات الخ فی الطبری قال ابن جریج فلم اجد بحرا عذبا الا الانہار العذاب فان دجلۃ تقع فی البحر فاخبرنی الخبیر بہا انہا تقع فی البحر فلا تمور فیہ مثل الخیط الابیض فاذا رجعت لم ترجع فی طریقہا من البحر والنیل تصب فی البحر اھ وعذب آب پاکیزہ عذوبۃ مصدر منہ وفرات بالضم آب خوش یقال ماء فرات وفی مفردات الراغب الفرات الماء العذب یقال للواحد والجمع قال واسقیناکم ماء فراتا ہذا عذب فراۃ اھ وفی الطبری شدید العذوبۃ اھ ولم ار معنے الکاسر فی کتب تامل واجاج بالضم آب شور واجج بالضم مصدر منہ وملح ملوحۃ شور شدن وملح نعت منہ کما فی ص والبرزخ الحاجز کما فی الطبری۔ س ۷ قولہ نسبا وصہرا فی الصراح صہر بالکسر خسر صہرۃ خویش اصہار اہل بیت زن چنانکہ احماء اہل بیت مرد واز ہردو جہت صہر نیز گویند اھ ونسب نژاد ونشاد کسی را یاد کردن کما فی ص۔ خویشاوندی ۱۲ منہ

س ۱۱ قولہ الامن شاء فی ع ہو استثناء من غیر جنس وفی ن

وہو معنی قولک لمن سعیت لہ فی تحصیل مال طلب منک ثوابا علی ما سعیت الا ان تحفظ ہذا المال ولا تضیعہ فیکون فی تسمیتہ حفظ المال ثوابا فائدتان احداہما قلع شبہۃ الطمع فی شیٔ من الثواب والثانیۃ اظہار الشفقۃ وانہ ان حفظ مالہ رضی الساعی بہ کما یرضی المثاب بالثواب ہذا ما قالہ جار اللہ اھ وقولہ کفی بہ الخ فی ن وہذہ کلمۃ تراد بہا المبالغۃ کقولک کفی بالعلم جمالا اھ۔ س ۱۷ **قولہ** نفورا بالضم مصدر بمعنی رمیدن کما فی م وبرج جمع برج بالضم س ۱۹ **قولہ** خلفۃ فی الطبری مصدر فلذلک وحد مرئی خبر عن اللیل والنہار والعرب تقول خلفت ہذا من کذا خلفۃ وذلک اذا جاء شیٔ مکان شیٔ ذہب قبلہ اھ قلت فہو بمعنی اسم الفاعل وہو المخالف بمعنی المتاخر وفی ن وشکورا مصدر کالکفور۔

ص ۴۷ حاشیہ فوقانی س ۴ قولہ لا بار الخ قلت فی الطبری عن مجاہد قال ینشر فیہ ثم قال الطبری والذی قال مجاہد غیر بعید من الصواب لان اللہ اخبر انہ جعل النہار معاشا وفیہ الانتشار للمعاش ولکن النشور مصدر من قول القائل نشر فہو بالنشر من الموت والنوم اشبہ کما صحت الآثار عن النبی انہ کان یقول اذا اصبح وقام من نومہ الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا والیہ النشور اھ

ص ۴۷ س ۱۱ قولہ پاک صاف کرنے کی چیز الخ قلت یشیر الی انہ بمعنی الآلۃ ولیس بمعنی مطہر بالصیغۃ ففی ن واعترض علیہم صاحب الکشاف بان الذی قالوہ ان کان شرحا لبلاغۃ فی الطہارۃ کان سدیدا والا فلیس فعول من التفعیل فی شیٔ واقول ان الزمخشری سلم ان الطہور فی العربیۃ علی وجہین صفۃ کقولک ماء طہور ای طاہر واسم غیر صفۃ ومعناہ ما یتطہر بہ کالوضوء والوقود بفتح الواو فیہما لما یتوضأ بہ ویوقد بہ النار وعلی ہذا فالنزاع مرتفع لان الماء ما یتطہر بہ ہو کونہ مطہرا لغیرہ اھ قلت مراد العلامۃ الزمخشری انہ ینبغی ان یراعی فی التفسیر اللفظ ایضا لا المعنی فقط لاسیما فی القرآن فانہ بلیغ معجز بلفظہ ایضا فلا

یعبر بانہ بمعنی مطہر لئلا یشتبہ علی احد ان الفعول بمعنی المفعل بل یقال انہ للآلۃ او یقال انہ للمبالغۃ فی الطہارۃ ثم یحقق ہذہ الآلیۃ او المبالغۃ بان یطہر غیرہ تامل۔

ص ۴۸ س ۱ قولہ ہونا فی ن مصدر وضع للمبالغۃ موضع الحال والمعنی انہم یمشون بسکینۃ ووقار وتواضع لا یضربون باقدامہم ولا یخفقون بنعالہم اشرا وبطرا اھ ملخصا وقولہ سلاما ای قولا سدیدا او سلاما مصدر بمعنی السلامۃ ای سلیما وفی الطبری عن مجاہد قالوا سلاما قال سدادا وعن الحسن قال حلماء وان جہل علیہم لم یجہلوا اھ ملخصا وقولہ سجدا جمع ساجد وقیاما مصدر بمعنی الجمع او ہو جمع قائم کنیام جمع نائم۔

س ۵ قولہ ساءت فی ن واما بمعنی بئست فیہا ضمیر مبہم یفسرہ مستقرا والمخصوص بالذم وہو الرابط ایضا محذوف ای ساءت مستقرا ومقاما ہی تمییزۃ ع ان الجملتین من قول الداعین وجوز جار اللہ ان یکون من کلام اللہ والتعلیلان یصح ان یکونا متداخلین بان یکون قولہ انہا ساءت تعلیلا لقولہ ان عذابہا کان غراما وان یکونا مترادفین کل منہما تعلیل لقولہ ربنا اصرف قال المتکلمون التعلیل الاولی اشارۃ الی ان عقاب اہل النار مضرۃ خالصۃ والتعلیل الثانی اشارۃ الی کونہا دائمۃ وقد یفرق بین المستقر والمقام بان المستقر للعصاۃ من اہل الایمان والمقام للکفار الذین لا خلاص لہم منہا اھ ملخصا بلفظہ۔

ص ۴۹ س ۷ قولہ متابا مصدر میمی۔

س ۹ قولہ الزور قال الطبری واصل الزور تحسین الشیٔ ووصفہ بخلاف صفتہ حتی یخیل الی من سمعہ او یراہ انہ خلاف ما ہو بہ والشرک قد یدخل فی ذلک لانہ محسن لاہلہ حتی قد ظنوا انہ حق وہو باطل ویدخل فیہ الغناء لانہ ایضا مما یحسنہ ترجیع الصوت حتی یستحلی سامعہ سماعہ والکذب ایضا قد یدخل فیہ لتحسین صاحبہ ایاہ حتی یظن صاحبہ انہ حق فکل ذلک مما یدخل فی معنی الزور فاذا کان کذلک فاولی الاقوال بالصواب فی تاویلہ ان یقال والذین لا یشہدون

شیئا من الباطل الخ اھ وقولہ کراما جمع کریم حال وفی ن یقال تکرم فلان عما یشینہ اذا تنزہ واکرم نفسہ عن ذلک س ۱۱ **قولہ** صما وعمیانا جمع اصم واعمی وہو حال وقولہ قرۃ مصدر کما فی الطبری وقولہ ہب لنا فی ع والمحذوف من ہب فاؤہ والاصل کسر الہاء لان الواو لا تسقط الا علی ہذا التقدیر مثل یعد الا ان الہاء فتحت من ہب لانہا حلقیۃ فہی عارضۃ فلذلک لم تعد الواو کما لم تعد فی یسع ویدع اھ وفی ن وتنکیر اعین ما لانہ اراد اعینا مخصوصۃ ہی اعین المتقین ولہذا اختیر جمع القلۃ لان اعین المتقین

قلیلۃ بالاضافۃ الی عیون غیرہم وقلیل من عبادی الشکور واما لاجل تنکیر القرۃ فان المضاف لا سبیل الی تنکیرہ الا بتنکیر المضاف الیہ ای ہب لنا منہم سرورا وفرحا اھ۔

ص ۴۹ س ۱۳ قولہ اماما فی ع انہ مصدر مثل قیام وصیام فلم یجمع لذلک اھ وقولہ الغرفۃ فی ن ای الغرفات فوحد اکتفاء بالجنس اھ ملخصا۔

حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ العدل فی ن ونظیر القوام من الاستقامۃ السواء من الاستواء اھ قلت فالعدل بمعنی معتدل لان قواما بمعنی مستقیم کما ان سواء بمعنی مستو وقولہ الاثام فی ع اسم للمصدر مثل السلام والکلام وقولہ یشہدون فی ن من الشہود والحضور اھ۔

ص ۵۱ س ۱ قولہ فقد کذبتم فی ن ای اذا اعلمتکم انی لا اعتد بعبادی الا لعبادتہم فقد خالفتم بتکذیبکم فسوف یکون لزاما۔ **حاشیہ تحتانی قولہ** بمعنی اللازم فی ع ای ذا لزام او ملازما فاوقع المصدر موضع اسم الفاعل قلت ای عذابا ملازما وفی تصریح الملازمۃ وترک الموصوف من المبالغۃ فی تصور الموصوف المبہم مع الاختصار ما لا یخفی فسبحانہ ما احسن کلامہ۔

ص ۵۲ س ۱ قولہ باخع ای قاتل کما فی الطبری عن ابن عباس وفی ن البخع الاہلاک س ۳ **قولہ** فظلت فی ن الظاہر ان الفاء للسببیۃ اھ ملخصا وقولہ فسیاتیہم الخ فی ن وہذا ترتیب فی غایۃ الحسن کانہ قیل حین اعرضوا عن الذکر فقد کذبوا بہ وحین کذبوا بہ فقد

خف عندہم قدرہ حتی صار عرضۃ للاستہزاء وہذہ درجات من اخذ فی الشقاء فانہ یعرض اولا ثم یصرح بالتکذیب ثانیا ثم یبلغ فی التکذیب والانکار الی حیث یستہزئ اھ س ۵ **قولہ** کم انبتنا فی ن عن الکشاف ان کلا قد دل علی الاحاطۃ بازواج النبات علی سبیل التفصیل وکم دل علی ان ہذا المحیط مفرط الکثرۃ ثم قال فالحاصل ان خلق النوع یصدق بخلق فرد واحد منہ کما یصدق بخلق افراد کثیرۃ فقولہ کل زوج اشارۃ الی خلق کل نوع من انواع النبات وقولہ کم انبتنا اشارۃ الی کثرۃ افراد کل نوع منہ اھ

ص ۵۳ س ۱ قولہ رب اخاف الخ فی ن وقال الاکثرون الاقرب من حال الانبیاء انہم یعلمون اذا حملہم اللہ تعالیٰ الرسالۃ انہ یمکنہم من ادائہا فلا معنی للخوف من القتل قبل الاداء نعم لو خاف بعد الاداء جاز وذلک لما جبل علیہ طبع الانسان من التنفر من القتل فیسأل اللہ الامان من ذلک اھ۔

س ۷ قولہ ولیدا ای صبیا وذلک لقرب عہدہ من الولادۃ کذا فی ن۔ **س ۱۱ قولہ** تمنہا فی ع فی موضع رفع صفۃ لنعمۃ وحرف الجر محذوف ای بہا وقیل حمل علی تذکرہا وتعدہا وفیہ وتلک الف الاستفہام محذوف ای اوتلک اھ

ص ۵۴ س ۲۵ قولہ ماہیت الخ فی ن الذی یختص بالمقام ہو ان ما انما یطلب بہ حقیقۃ الشیٔ وماہیتہ وہذا ہو الذی قصدہ فرعون بسؤالہ ولم یعرف ان الماہیۃ لا تطلق علی ذاتہ تعالیٰ اذ لا اجزاء لہا حقیقۃ ولا تقدیریۃ ولا بای وجہ فرض ضرورۃ انتہاء الکل الیہ واستغنائہ عن الکل من کل الوجوہ فلا یصح ان یسئل عنہ بما ہو ولا بکیف ہو ولا بای شیٔ ہو ولا اہل ہو فلیۃ ذلک ان ینبہ علی وجودہ الذی ہو اظہر الاشیاء بلوازمہ واشارۃ علی وجہ یعم الکل کما یقال انہ رب السموات والارض وما بینہما او باخص من ذلک بان یقال مثلا ربکم ورب آبائکم الاولین وہو الاستدلال بالانفس ویقال رب المشرق والمغرب وما بینہما من الجہات المعروفۃ علی السماء من لدن طلوع

الکواکب الی غرو بہا و بالعکس م ہو الاستدلال بالآفاق وقد راعی فی الجواب الاول طریقۃ اللطف فختم بقولہ ان کنتم موقنین ای ان کنتم موقنین بشیٔ قط فہذا اول ماتوقنون بہ لظہورہ وجلائہ وغاشنہم فی الاخیر بقولہ ان کنتم تعقلون حین نسبوہ الی الجنون بعد ان تہکموا بہ بقولہ ان رسولکم اھ۔

ص ۵۵ س ۳ قولہ المدائن جمع المدینۃ۔

س ۵ قولہ ہل انتم الخ فی ن استبطاء لہم فی الاجتماع وحث علیہ کقول الرجل لغلامہ ہل انت منطلق اذا اراد ان یحثہ علی الانطلاق اھ۔ س ۹ قولہ ما انتم ملقون قلت فی اختیار اللفظ المبہم اشارۃ الی تحقیر ما القوا کانہ شیٔ حقیر لا یلیق ان یسمی ثم رایت محصل ذلک فی الاتقان وقولہ بعزۃ فرعون فی ع ای نحلف اھ۔ س ۱۱ قولہ لا ضیر فی ن لا ضیر علینا فیما تتوعدنا بہ من القتل۔

س ۱۵ قولہ ان کنا اول المؤمنین قلت قید الاولیۃ واقعی نزید لتحدث النعمۃ الکاملۃ وفی ع ان کنا ای لان کنا اھ۔

ص ۵۶ س ۱ قولہ انکم متبعون فی ن تعلیل للامر ای بیت تدبیر امرکم علی ان تتقدموا ویتبعکم فرعون وجنودہ الی ان یغشاہم من الیم ما یغشاہم اھ وفی الطبری یقول واوحینا الی موسی اذ تمادی فرعون فی غیہ وابی الا الثبات علی طغیانہ بعد ما اریناہ آیاتنا ان اسر بعبادی یقول ان سر بنی اسرائیل لیلا من ارض مصر انکم متبعون ان فرعون وجندہ متبعوک وقومک من بنی اسرائیل لیحولوا بینکم وبین الخروج من ارضہم ارض مصر اھ قلت تقریر صاحب ان وظاہرہ علی ان الجملۃ معللۃ وان جعلت معطوفۃ علی ما قبلہ یکون العاطف محذوفا والحذف بغیر حاجۃ غیر محمود فافہم۔

س ۳ قولہ لشرذمۃ قلیلون فی الطبری حدثنا عبد الرحمن قال حدثنا اسرائیل عن ابی اسحق عن ابی عبیدۃ عن عبد اللہ (ابن مسعود) قال الشرذمۃ ستمائۃ الف وسبعون الفا اھ وفیہ یعنی بالشرذمۃ الطائفۃ والعصبۃ الباقیۃ من عصب والشرذمۃ کل شیٔ بقیۃ القلیلۃ وقیل قلیلون لان کل جماعۃ منہم کان یلزمہا معنے القلۃ فلما جمع جماعاتہم قیل قلیلون اھ لمضاوی ن واختار جمع السلامۃ لیدل علی ان کل حزب منہم فی غایۃ القلۃ وذلک بالنسبۃ الی عسکرہ والا فہم کثیر فی انفسہم وقولہ لغائظون فی الصراح غیظ خشم پنہان از عجز و بخشم آوردن اھ

س ۲۶ قولہ خودغرضی الخ یعنی کوئی یہ شبہ کرے کہ فرعون دباؤ اور اس سے دنیوی نفع کی تحصیل کے لیے ایسا کیا حاشیہ تحتانی قولہ عن ابن عباس قلت اخرج الطبری عنہ مؤدون مقوون وفی ن الحذر التیقظ وفی ص حاذرون متاہبون وحذر پرہیز کردن اھ

ص ۵۷ س ۱ قولہ مشرقین فی ع حال والمشرق الذی دخل علیہ الشروق۔ حاشیہ تحتانی قولہ الجبل قلت اخرجہ الطبری عن ابن عباس واستشہد لہ باشعار ایضا۔

ص ۵۷ س ۱ قولہ قال کلا قلت زجر لہم عن ہذا الزعم فان ہذا الزعم لا ینبغی بعد الوعد من اللہ تعالی۔

ص ۵۸ س ۱ قولہ اذ قال فی ع العامل فی اذ نبا وفی ن قال فی الکشاف وانما قالوا فنظل لانہم کانوا یعبدونہا بالنہار دون اللیل قلت وہذا مبنی علی النقل الصحیح والظن بہ حسن قال لا بد فی یسمعونکم من تقدیر حذف المضاف اھ وفیہ ایضا وہو حکایۃ حال ماضیۃ لان اذ للمضی اھ وفیہ ایضا وانما زاد لفظۃ ہو فی الاطعام والشفاء لانہما قد ینسبان الی الانسان فیقال زید یطعم وعمرو یداوی فاکد اعلاما بان ذلک فی الحقیقۃ من اللہ واما الاماتۃ والاحیاء فلا یدعیہا مدع فاطلق اھ وفی ع قولہ تعالی الذی خلقنی الذی مبتدأ وفہو مبتدأ ثان ویہدین خبرہ والجملۃ خبر الذی واما ما بعدہا من الذی فصفات للذی الاولی ویجوز ادخال الواو فی الصفات اھ

س ۱۵ قولہ فکبکبوا فی ن قال جار اللہ الکبکبۃ تکریر الکب جعل التکریر فی اللفظ دلیلا علی التکریر فی المعنی کانہ اذا القی فی جہنم ینکب مرۃ بعد مرۃ حتی یستقر فی قعرہا اعاذنا اللہ منہا۔

ص ۵۹ س ۱ قولہ اذ نسویکم الخ فی ع یجوز ان یکون العامل فیہ مبین او فعل محذوف دل علیہ ولا یجوز ان یعمل فیہ ضلال لانہ قد وصف اھ قلت برب العلمین فی موضع المفعول الثانی والباء زائدۃ۔

س ۳ قولہ من شافعین الخ فی ن قال جار اللہ لما جمع الشافع ووحد الصدیق لکثرۃ الشفعاء لاجل الخشیۃ عادۃ وبکن الصدیق الصادق اعز من الکبریت الاحمر وجوز ان یکون الصدیق فی معنی الجمع اھ۔

ص ۶۰ حاشیہ تحتانی قولہ الاستنصار فی ن انما ہو تمہید مقدمۃ لطلب الفتح والحکومۃ۔

ص ۶۱ س ۳ قولہ بکل ریع آیۃ قلت البناء للظرفیۃ والآیۃ العلم کما رواہ الطبری عن سیدنا ترجمان القرآن ابن عباس وتعبثون حال من الضمیر فی تبنون کما فی ع ومصانع فی الطبری جمع مصنعۃ والعرب تسمی کل بناء مصنعۃ (بعض الناس یقولہا بکسر النون) وجائز ان یکون ذلک البناء کان قصورا وحصونا مشیدۃ ذکما فیہ من مجاہد حصون وقصور وجائز ان یکون کان ماخذ للماء (مصانع) ولا خبر یقطع العذر بای ذلک کان ولا ہو مما یدرک من جہۃ العقل اھ۔ (کما قال قتادۃ ۱۲ طبری)

س ۹ قولہ سواء علینا الخ فی ع ام لم تکن من الواعظین ہذہ الجملۃ وقعت موقع ام لم تعظ اھ قلت ایثار لفظ تکن وصیغۃ اسم الفاعل کانہ لرعایۃ الفاصلۃ۔

حاشیہ تحتانی قولہ تعرضت قلت لان الانعام والبنین وغیرہا ما ذکر ہہنا من الحسیات وفیہا تستعمل المعرفۃ علی الافصح وان کان استعمال لفظ العلم ایضا فیہ غیر مستنکر۔

ص ۶۲ س ۵ قولہ زروع جمع زرع کشت کما فی ص۔ س ۱۸ قولہ مانع ایمان الخ یہ توجیہ اسواسطے (بالفتح ۱۲ منہ) کی گئی کہ یہاں شبہہ ہوتا ہے اس موقع پر اول دعوۃ الی الاصول مناسب تھی پھر دعوت الی الفروع کو کیوں مقدم کیا گیا پس یہ جواب دیا گیا اس شبہہ کا ورنہ ان اخلاق کا ازالہ بھی امر مہتم بالشان ہے اگرچہ کافر ہی کے اندر یہ اخلاق کیوں نہ ہوں۔

حاشیہ تحتانی نہین قولہ الجف بالضم وتشدید فا پوست شگوفہ خرما کما فی م وہو یمنے منہضم کما فی القاموس ایضا ای داخل بعضہا فی بعض وقولہ اشر وبطر دہما بمعنے فی ص بطر سخت شادی نمودن وفی م اشر کذلک

ص ۶۳ س ۹ قولہ الذکران قلت جمع ذکر کما فی ص

س ۷ اقولہ جن مین خوب کثرت سے الخ یعنی ایسی کھجوروں کے درخت جن مین گچھے خوب گندھے ہوئے ہوں زیادہ بار آور ہوتے ہین کیونکہ گچھے گندھے ہوئے بوجہ کثرت پھل ہی کے ہوتے ہین۔

ص ۶۴ س ۱ قولہ من المخرجین فی ن لتکونن من جملۃ من اخرجناہ من بلدنا وہو بعلہم کانوا یطردون من خالف اھ قلت ففیہ مبالغۃ فی التخویف کانہم قالوا من عادتنا الاخراج من خالفنا فلا نترک ایضا وقولہ من القالین فی ع ای لقال من القالین فمن صفۃ للخبر متعلقۃ بمحذوف واللام متعلقۃ بالخبر المحذوف وبہذا التخلص من تقدیم الصلۃ علی الموصول اذ لو جعلت من القالین الخبر لاعملتہ فی لعملکم اھ وفی ن اراد انہ کامل فی قلاہم فصیبتہ للدین وانہ معدود فی زمرۃ مبغضیہم کما تقول فلان من العلماء فیکون ابلغ من قولک ہو عالم اھ

ص ۶۴ س ۱۱ قولہ القسطاس فی ن قال فی الکشاف ان کان من القسط وہو العدل وجعلت السین مکررۃ فوزنہ فعلاس والا فہو رباعی قلت ان کان مکررا فوزنہ فعلال ایضا اھ (بزیادۃ الالف ۱۲ منہ)

حاشیہ تحتانی نیسار س ۳ قولہ فی قراءۃ الخ فی ن قال فی الکشاف قرأ اصحاب الایکۃ بتخفیف الہمزۃ وبالجر علی الاضافۃ وہو الوجہ ومن قرأ بالنصب وزعم ان الایکۃ بوزن لیلۃ اسم بلد فتوہم قاد الیہ خط المصحف فی ہذہ السورۃ وفی سورۃ ص ثم اعترض علیہ بان لیکۃ اسم لا یعرف قلت انہ لا یلزم من عدم العلم بالشیٔ عدم ذلک الشیٔ والظن بالمتواتر یجب ان یکون حسنا من ذلک اھ۔

ص ۶۵ س ۱ قولہ الجبلۃ فی الصراح آفرینش و آفریدگان قلت فہو اسم جمع وہو المراد ہہنا فلا حاجۃ الی جعلہ بمعنے الخلقۃ ثم جعلہ بمعنے اسم المفعول او تقدیر ذوی فافہم۔

س ۷ قولہ انہ لتنزیل الخ وفی ن فائدۃ اخری بقولہ علی قلبک ای نزلناہ بحیث تفہمہ ولو کان اعجمیا لکان نازلا علی سمعک دون قلبک والظاہر من نقل ائمۃ اللغۃ ان القلب والفؤاد مترادفان اھ وفی ن ایضا قال جار اللہ انما کتب علمؤا بالواو علی لغۃ من یمیل الالف الی الواو ولذلک کتبت الصلوۃ والزکوۃ بالواو اھ حاشیہ تحتانی قولہ جمع اعجمی فی ع ولا یجوز ان یکون جمع اعجم لان مؤنثہ عجماء ومثل ہذا

لا یجمع جمع التصحیح۔ س ۹ قولہ لمن اتبعک فی ن زاد ہنا لمن اتبعک کیلا یذہب الوہم الی ان خفض الجناح وہو التواضع ولین الجانب مختص بالمؤمنین من عشیرتہ وانما لم یقتصر علی قولہ لمن اتبعک لان کثیرا منہم کانوا یتبعونہ للقرابۃ والنسب لا للدین۔ س ۱۲ قولہ ہل انبئکم علی من الخ فی ن قال فی الکشاف تقدیرہ اعلی من تنزل لیکون الاستفہام فی صدر الکلام کقولک اعلی زید مررت قلت ہذا تکلف بارد لان الاستفہام فی من ضمنی لا صریح بہ قط والا فاک الکثیر الافک والاثیم مبالغۃ آثم۔

ص ۶۶ س ۱۷ قولہ ای منقلب فی ع ہو صفۃ لمصدر محذوف والعامل ینقلبون ای ینقلبون انقلابا ای منقلب لا یعمل فیہ یعلم لان الاستفہام لا یعمل فیہ ما قبلہ اھ۔

ص ۶۸ س ۲۶ قولہ وہ شعر نہیں ہے الخ یعنی وہ نظم اس معنے مذکور کے اعتبار سے شعر نہیں ہے لیکن چونکہ زیادہ تخیلات کا وجود نظم میں ہی ہوتا ہے اس لئے قطع شبہہ کے لیے آپ کو قدرت نہیں دیگئی اور اگر قدرت دیجاتی تب بھی آپ کا کلام مثل شعراء مذمومین کے نہ ہوتا بلکہ لطیف اور حق ہوتا لیکن شبہہ مذکور باقی رہتا۔

فائدۃ

فی لباب النقول اخرج ابن جریر عن عروۃ قال لما نزلت والشعراء الی قولہ لا یفعلون قال عبد اللہ ابن رواحۃ قد علم اللہ انی منہم فانزل اللہ الا الذین آمنوا الی آخر السورۃ واخرج ابن جریر والحاکم عن ابی حسن البراد قال لما نزلت والشعراء الآیۃ جاء عبد اللہ ابن رواحۃ وکعب بن مالک وحسان بن ثابت فقالوا یا رسول اللہ لقد انزل اللہ ہذہ الآیۃ وہو یعلم انا شعراء ہلکنا فانزل اللہ الا الذین آمنوا الآیۃ فدعاہم رسول اللہ فتلاہا علیہم اھ۔

ص ۷۰ س ۱ قولہ تصطلون فی ع والطاء فیہ بدل من تاء افتعل من اجل الصاد اھ قلت لاتحاد مخرجہما۔

حاشیہ تحتانی بیان القرآن س ۴ قولہ زد لی فی ن اشار بقولہ فانی غفور رحیم الی ان الخوف وان تحق المستثنی الا انہ منفی عنہ ایضا بسبب غفرانہ ورحمتہ فنفی الخوف ثابت علی کل حال فہذا الاستثناء قریب من تاکید المدح بما یشبہ الذم اھ۔

ص ۷۲ س ۱ قولہ اتوا علی واد النمل فی ن یجوز ان یقصد اتیانہم من فوق لان الریح کانت تحملہم فی الہواء فلذلک عدی بعلی اھ ملخصا والنمل جمع نملۃ کما فی الصراح وفی ع ادخلوا اتی بضمیر من یعقل لانہ وصفہا بصفۃ من یعقل فی ن وفی الآیۃ دلالۃ علی ان من یسیر فی الطریق لا یلزمہ التحرز وانما یلزم من فی الطریق التحرز اھ قلت اذا لم یکن معذورا وغیر مطلع وتعل الوجہ ان المار یشق علیہ التحرز لشغلہ بخلاف من فیہ۔

س ۳ قولہ منطق قلت مصدر واسم مصدر کما فی منتخب اللغات۔

حاشیہ تحتانی بیان القرآن س ۲ قولہ حتی ابتدائیۃ ای ما بعدہ کلام مستانف وہی لا جارۃ ولا عاطفۃ فیرفع ما بعدہا ویلزمہا ان یکون ما قبلہا سببا لما بعدہا۔

حاشیہ تحتانی بیان القرآن س ۳ قولہ لا یحطمنکم فی ع لانہ جواب الامر لا یؤکد بالنون فی الاختیار۔

حاشیہ تحتانی بیان القرآن س ۴ قولہ ضاحکا حال مقدرۃ لا مؤکدۃ لان التبسم مبدأ الضحک من ع

ص ۷۳ س ۱ قولہ مالی لا اری فی ن استبعاد منہ انہ لا یراہ وہو حاضر فی الجند کان ساترا سترہ ثم لاح لہ انہ غائب فقال الخ وقولہ عذابا ای تعذیبا کما فی ع فہو مصدر من باب التفعیل۔

س ۳ قولہ فمکث غیر بعید ای مکثا غیر زمان بعید کما فی ع ون

ص ۷۳ س ۲۵ قولہ مراد اس سے نفی عادت کی الخ قلت روی البغوی بسند ضعیف کان صلی اللہ علیہ وسلم اذا اجری بہ الضحک وضع یدہ علی فیہ کما فی الجامع الصغیر فثبت انہ کان قد یغلب علیہ الضحک ایضا۔

حاشیہ تحتانی س ۱ قولہ مخمور ای مخفی۔

ص ۷۴ س ۳ قولہ یرجعون فی ن من رجع القول ککلمہ یرجع بعضہم الی بعض۔ س ۱۲ قولہ ان کے شہر کو الخ اور پہلے اس شہر کا نام مارب تھا کما فی ن ثم سمیت مدینۃ مارب بسبا اھ وقولہ بیقین فی نبأ یقین اسم مصدر بمعنے بیگمانی ومصدرہ تیقن کما فی الصراح ملخصا

س ۷ قولہ مرسلۃ فی ن مفعول مرسلۃ محذوف ای مرسلۃ رسلا مع ہدیۃ وہی اسم المہدی کالعطیۃ اسم المعطی

س ۲۰ قولہ بلاغت فی ن وانہ مع وجازتہ مشتمل علی تمام المقصود لان قولہ بسم اللہ الرحمن الرحیم مشتمل علی اثبات الصانع وصفاتہ والباقی نہی عن الترفع والتکبر وامر بالانقیاد للتکالیف کل ذلک بعد اظہار المعجز برسالۃ الہدہد۔ حاشیہ تحتانی بیان القرآن س ۱ قولہ من انتی فی ن من الفتاء فی الحسن وقطع الامر فصلہ والقضاء فیہ وقولہ لا قبل فی مفردات الراغب ولی قبل فلان کذا کقولک عندہ ویستعار ذلک للقوۃ والقدرۃ علی المقابلۃ ای المجازاۃ قال لا قبل لی بکذا ای لا یمکننی ان اقابلہ قال بجنود لا قبل لہم بہا ای لا طاقۃ لہم علی استقبالہا ودفاعہا۔

فائدۃ ہٰذہ فی حل سؤال لم قدم سلیمان اسمہ والجواب انہا لما وجدت الکتاب علی وسادتہا ولم یکن لاحد الیہا طریق ورأت الہدہد علمت انہ من سلیمان وحین فتحت الکتاب رأت التسمیۃ ولذلک قالت ما قالت ولعل سلیمان کتب علی عنوان الکتاب انہ من سلیمان فقرأت عنوانہ اولا ثم اخبرت بمانی الکتاب ولعل سلیمان قصد بذلک انہا لو شتمت لاجل کفرہا حصل الشتم لسلیمان لا للہ تعالیٰ اھ

فائدۃ اخری قد اخرج الطبری عن ابی ہریرۃ مرفوعا کان احد ابوی صاحبۃ سبأ جنیا اھ

ص ۷۶ حاشیہ تحتانی قولہ یعفر فی م عفر خاک آلود کردن۔

ص ۷۶ س ۱۵ قولہ ہاں تم ہی اپنے اس ہدیہ الخ یہ سختی کا برتاؤ اس لئے کیا گیا کہ اس وقت انکی نیت خراب تھی اپنے ملک کے بچاؤ کے لیے اور ایمان کی تکلیف سے علیحدہ رہنے کو اس ہدیہ سے استمالت قلب چاہتی تھی ورنہ انبیاء کے اخلاق نہایت اعلی درجہ کے ہوتے ہیں اور ابتداءً ایسی سختی نہیں کیا کرتے ہیں۔

ص ۷۷ س ۹ قولہ توریت کا قلت فیہ اشارۃ الی ان زمان سلیمان علیہ السلام کان بعد وفات موسیٰ ولکن ذلک زمانہما لم یثبت۔ س ۱۹ قولہ کبیر من الخ قلت فی ن ان الشخص المشار الیہ بالذی یجب ان یکون معلوما للمخاطب ولیس سوی سلیمان ویدل علیہ ظاہر قول سلیمان ایضا ہذا من فضل ربی اھ محصلا۔ وقولہ مع سلیمن قلت فیہ اشارۃ الی قصد کمال اتباعہ علیہ الصلوۃ والسلام وقولہ لجۃ فی ص لجۃ الماء معظمہ۔ حاشیہ تحتانی قولہ التمرد الخ قلت المراد ہنا التسویۃ فقط وان لزمہ التملیس ایضا باعتبار ملاحظۃ القواریر۔

ص ۷۸ س ۷ قولہ لنبیتنہ فی ن التبییت العزم علی اہلاک العدو لیلا۔

ص ۸۰ س ۵ قولہ حدائق جمع حدیقۃ البستان علیہ حائط من الاحداق الاحاطۃ ولہ بہجۃ الحسن والنضارۃ لان الناظر یبتہج بہ وانما لم یقل ذوات بہجۃ علی الجمع لان المعنے جماعۃ حدائق کما یقال النساء ذہبت کذا فی ن وقولہ قرارا ای مقرا او ذات قرار۔

س ۹ قولہ المضطر فی ن الذی احوجہ مرض او فقر او مرض فالجأہ الی التضرع ۔۔۔۔۔۔ الی اللہ سبحانہ وانہ افتعال من الضر وہو اسم جنس یصلح للکل وللبعض فلا یلزم من الآیۃ اجابتہ جمیع المضطرین ویکشف السوء کالبیان لقولہ یجیب المضطر اھ ملخصا قلت یمکن ان یخرج الجواب بہذا المذکور عن السؤال الوارد من ان المضارع للاستمرار فما معنے یجیب فان المضطر لا یجاب استمرارا ودواما وتقریرہ ظاہر لکن یلزم علیہ ان بعض المضطر یجیب ان یجاب ابدا مع ان ہذا ایضا غیر ثابت وغیر واجب فالجواب الصحیح ان الاجابۃ مقیدۃ بارتفاع الموانع وہی متحققۃ ابدا کذلک النفی فی رجی بغیر تفکر۔ س ۱۱ قولہ قلیلا ما تذکرون قلت ای تذکرون تذکرا قلیلا وما زیدت للمبالغۃ فی القلۃ۔

ص ۸۱ س ۳ قولہ وآباؤنا فی ع ہو معطوف علی الضمیر فی کنا من غیر توکید لان المفعول فصل فجری مجری التوکید۔ حاشیہ تحتانی بیان القرآن س ۱ قولہ منقطع قال فی الکشاف ہذا علی لغۃ بنی تمیم یرفعون المستثنی المنقطع علی البدل اذا کان المبدل مرفوعا یقولون ما فی الدار احد الا حمار کان احدا لم یذکر کذا فی ن

حاشیہ تحتانی بیان القرآن س ۲ قولہ بناسخ فی ن

عن الکشاف ان معنی البیت ان کانت الیعافیر الیسا فیھا انیس بنار للقول بخلوھا عن الانیس اھ

حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ ادرک فی ن من قولہم ادرکت الثمرۃ لان تلک غایتھا التی عندھا تعدم

ص ۸۱ س ۳ قولہ عمون فی ج والاصل عمیون استثقلت الضمۃ علی الیاء فنقلت الی المیم بعد حذف کسرتہا اھ

ص ۸۱ س ۳ قولہ اذا الخ فی ن قال النحویون العامل فی اذا ما دل علیہ انا لمخرجون وھو مخرج و انما ذھبوا الی ھذا التکلف بناء علی ان ما بعد ہمزۃ الاستفہام وکذا ما بعد ان واللام لا یعمل فی ما قبلہا لان ھذہ الاشیاء تقتضی صدر الکلام اھ ملخصا۔

س ۷ قولہ عاقبۃ فی ن اما مصدر کالعافیۃ واما اسم غیر صفۃ کالذبیحۃ واما صفۃ والتاء للمبالغۃ اھ ملخصا

ص ۸۳ حاشیہ فوقانی س ۳ قولہ شئ الخ فی الطبری یقص علی بنی اسرائیل اکثر الذی الحق فی اکثر الاشیاء التی اختلفوا فیہا وذلک کالذی اختلفوا فیہ من امر عیسیٰ فقالت الیہود فیہ ما قالت وقالت النصاری فیہ ما قالت وتبرأ لاختلافہم فیہ ہؤلاء من ہؤلاء وہؤلاء من ہؤلاء وغیر ذلک من الامور التی اختلفوا فیہا اھ۔

ص ۸۴ حاشیہ فوقانی س ۶ قولہ معنی الصرف وفی ع ویجوز ان تتعلق (ای عن) بالعمی و یکون المعنی ان العمی صدر عن ضلالتہم اھ قلت فیکون الہدایۃ غیر متضمن لمعنی الصرف۔

ص ۸۴ س ۵ قولہ ان الناس فی ع ای بان الناس اھ ملخصا۔ **س ۹ قولہ خیر منہا فی ن** بیان الخیریۃ بالاضعاف وبان العمل منقض والثواب دائم وبان فعل السید منہ ومن فعل العبید بون بعید اھ

ص ۸۶ س ۲۲ حاشیہ فوقانی قولہ توجیہ الخ قلت ہو ما فی ن قال اہل المناظرۃ ان الاجسام الکبار اذا تحرکت حرکۃ سریعۃ علی نہج واحد فی السمت تظن الناظر انہا واقفۃ مع انہا تمر مرا حثیثا فاخبر سبحانہ ان حال الجبال یوم القیمۃ کذلک تجمع فتسیر کما تسیر الریح السحاب فاذا نظر الناظر حسبہا جامدۃ ای واقفۃ فی مکان واحد وہی تمر مر السحاب اھ۔

ص ۸۸ س ۵ قولہ شیعا جمع شیعۃ کما فی النہایۃ **س ۹ قولہ منہم فی ع** تتعلق بنری ولا تتعلق بیحذرون لان الصلۃ لا تتقدم علی الموصول۔

س ۱۳ قولہ قرۃ عین لی ولک فی ن قال النحویون قرۃ عین خبر مبتدأ محذوف ای ہو او ہذا ولا یقوی ان یجعل مبتدأ ولا تقتلوہ خبرا لان الطلب لا یقع خبرا الا بتاویل اھ قلت وجوزہ العلامۃ الطبری وتاویل الطلب ان المقصود منہ اخبارہم بانہم لم یقتلوہ لکان قرۃ عین۔

فائدۃ روی الطبری عن ابن عباس مرفوعا والذی یحلف بہ لو اقر فرعون ان یکون لہ قرۃ عین کما اقرت لہداہ اللہ بہ کما ہدی بہ امرأتہ ولکن اللہ حرمہ اھ وقولہ فارغا روی الطبری عن ابن عباس قال فارغا من کل شئ الا من ہم موسیٰ نحوہ من بین الاقوال ونحوہ ما اختارہ المفسر العلام فللہ درہ وعلیہ اجرہ۔ و قولہ حرمنا فی ن التحریم ہہنا استعار للمنع لان من حرم علیہ شئ فقد منعہ وفی ن یستصرخہ یطلب نصرتہ بصیاح وصراخ۔ **س ۲۴ قولہ تیسرا جواب الخ** یہ توشبہہ مذکورہ کے جواب تھے لیکن مصلحت اس مین یہ معلوم ہوتی ہے کہ اُجرت نہ لینے مین یہ شبہہ ہوتا کہ بوجہ شفقت مادری ایسا کرتی ہین پس ان ہی کا فرزند ہے۔

ص ۹۱ قولہ یاتمرون فی ن والائتمار التشاور لان کل واحد من المتشاورین یامر صاحبہ بشئ او یشیر علیہ بامر اھ۔

ص ۹۲ س ۳ قولہ تذودان فی ن ای تدفعان وتطردان اغنامہما وحذف مفعول لان الغرض تقریر الذود لا المذود وکذا فی یسقون ولا نسقی المقصود ہو ذکر السقی لا المسقی وکذا فی قرأۃ من قرأ حتی یصدر من الاصدار ای حتی یصدر الرعاء مواشیہم الغرض بیان الاصدار اھ محصلا وملخصا **س ۱۱ قولہ ان خیر فی ن** قال النحویون جعل القوی الامین اسما لکونہ معرفۃ صریحۃ اولی من جعل فضل لتفضیل الصفات اسما لکونہ قریبا من المعرفۃ ولکن کمال العنایۃ مسارعۃ بالتقدیم وورد الفعل ہو استاجرت بلفظ الماضی للدلالۃ علی انہ قد جرب وعرف اھ۔ **س ۱۹ قولہ خلاف اولیٰ الخ** اور وہ اولیٰ یہ تھا کہ اسقدر زور سے گھونسا نہ مارا جاتا جس سے اُس کا کام تمام ہوگیا اور کچھ روز اُس حربی کو اور مہلت دیجاتی کیونکہ احتمال تھا کہ وہ ایمان لے آتا۔ **حاشیہ تحتانی یسار س ۱ قولہ فلا مردان الخ** قلت ویمکن ان یقال ان المقصود انما ہو دفع العدوان فی ایفاء ثمانی حجج والثانی ذکر استطرادا۔

فائدۃ فی ن استدل الفقہاء بالآیۃ علی ان الحاق الزیادۃ بالثمن والمثمن جائز وعلی ان عقد النکاح لا یفسدہ الشروط التی لا یوجبہا العقد اھ۔

ص ۹۴ س ۱۳ قولہ ردا فی ن اسم ما یعان بہ من ردأتہ ای اعنتہ فعل بمعنی مفعول بہ ویصدقنی صفۃ والمراد بتصدیق اخیہ ان یذب ویجادل عنہ ان یقول صدقت فان ہذا القدر لا یفتقر الی البیان والفصاحۃ اھ۔

ص ۹۵ س ۵ قولہ اوقد لی الخ فی ن لم یقل اطبخ لی الآجر لان ہذہ العبارۃ احسن ولان فیہ تعلیم الصنعۃ وقد کان اول من عمل الآجر فرعون اھ

ص ۹۹ س ۱ قولہ انہ الحق فی ن تعلیل للایمان بہ لان کونہ حقا من اللہ یوجب الایمان بہ وقولہ انا کنا من قبلہ مسلمین بیان لقولہ آمنا بہ لان ایمانہم احتمل ان یکون قریب العہد وان یکون بعیدہ فاخبروا ان ایمانہم بہ متقادم اھ۔ **س ۳ قولہ مرتین فی ع** فی موضع المصدر اھ قلت فاصل الکلام یؤتون اجرہم ایتاءین۔

حاشیہ تحتانی یمین س ۳ قولہ حرما الخ توضیحہ بما فی ع عداہ بنفسہ لان معنی نمکن نجعل وقد صرح بہ فی قولہ اولم یروا انا جعلنا حرما اھ قلت والا فالتمکین یعدی بمن قال فی الصراح یقال مکنہ اللہ من الشئ وامکنہ بمعنی۔

ص ۱۰۱ س ۱ قولہ ثم ہو الخ فی ن ومعنی ثم فی قولہ ثم ہو یوم القیمۃ تراخی حال الاحضار عن التمتع لا تراخی وقتہ عن وقتہ وتخصیص لفظ المحضرین بالذین احضروا بالعذاب امر عرف من القرآن ویمکن ان یقال ان فی اللفظ اشعارا بہ لان الاحضار مشعر بالتکلف والالزام وذلک لا یلیق بمجالس اللذۃ والانس وانما یلیق بمواضع الاکراہ والوحشۃ اھ ملخصا

ص ۱۰۲ س ۵ قولہ الخیرۃ فی ن ما کان لہم الخیرۃ بیان لقولہ ویختار والخیرۃ من التخییر کالطیرۃ من التطیر فی انہ اسم مستعمل بمعنی المصدر وہو التخییر وبمعنی المتخیر کقولہم محمد خیرۃ اللہ من خلقہ۔

ص ۱۰۳ س ۱ قولہ علیکم اللیل فی ن قال اہل البرہان قدم اللیل علی النہار لان ذہاب اللیل بطلوع الشمس اکثر فائدۃ من ذہاب النہار بدخول اللیل۔

ص ۱۰۳ حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ سرمدا فی ن الدائم المتصل من السرد والمیم زائدۃ۔

ص ۱۰۴ س ۳ قولہ ان قارون الخ فی ن اسم اعجمی اھ۔ **س ۷ قولہ لا تفرح ای لا تبتر۔** **س ۱۳ قولہ** حظ فی ن الحظ الجد والبخت وقولہ ویلکم فی ن اصلہ الدعاء بالہلاک الا انہ قد یستعمل فی الردع والزجر بطریق النصح والاشفاق وفی ع مفعول فعل محذوف ای الزمکم اللہ ویلکم۔

س ۸ قولہ کوتہ الخ احترز من ان الکنوز ہی الاموال المدفونۃ فی الارض ولا یتصور لہا مفتاح واجیب بان ظاہر الکنوز وان کان من جہۃ العرف ہو المال المدفون الا انہ قد یقع علی المال المجموع فی المواضع التی علیہا اغلاق وایضا لا استبعاد فی ان یکون موضع المال المدفون بیتا تحت الارض لہ غلق و مفتاح کذا فی ن ملخصا

ص ۱۰۷ س ۱ قولہ معاد فی ن ووجہ التنکیر ظاہر لان مکۃ یومئذ کانت معادا لہ شان لغلبۃ المسلمین و ظہور عز الاسلام واہلہ وذل اہل الشرک وحزبہ اھ۔

س ۳ قولہ ان یلقوا فی ن ان من خواص ان مع الفعل وان مع جزئیہ سدہا مسد مفعولی افعال القلوب **س ۵ قولہ صدقوا فی ن** قال الامام فخر الدین الرازی فی وقت نزول الآیۃ کانت الحکایۃ عن قوم قریبی العہد بالاسلام فی اول ایجاب التکلیف وعن قوم مستدیمی الکفر مستمرین علیہ فقال فی حق الاولین الذین صدقوا بالفعل المنبئ عن التجدد وقال فی

حق الآخرین ولیعلمن الکاذبین بالصیغۃ المبنیۃ من الثلاثی وانما قال یوم ینفع الصدقین صدقہم بلفظ اسم الفاعل لان الصدق یومئذ قد ترسخ فی قلوب المؤمنین بخلاف اوائل الاسلام اھ وقولہ ام حسب الخ فی ر معنی الاضراب ان ہذا الحسبان اشنع من الحسبان الاول لان ذلک یقدر انہ لا یمتحن لا یمانہ وہذا یظن انہ لا یجازی بمساویہ ولہذا ختم الآیۃ و فی الآیۃ ابطال قول من ذہب الی ان التکالیف ارشادات والایعاد علیہ ترہیب وترغیب ولا یوجب من اللہ تعذیب۔ **حاشیہ تحتانی** یسار **س ۱ قولہ** عرض من التفعیل بمعنی التعرض وتوسا خلص من الخلاص بمعنی رستن۔

ص ۱۱۰ س ۱ قولہ ما لیس لک بہ علم فی ن کقولہ ما لم ینزل بہ سلطانا ای لا معلوم لتعلق العلم بہ **فائدۃ** قد روی الامام احمد فی مسندہ مرفوعا بسند صحیح لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق کما فی الجامع الصغیر **س ۵ قولہ** فتنۃ الناس فی ن لم یقل عذاب الناس لان فعل العبد ابتلاء من اللہ اھ قلت وللتفنن وللفرق بین عذاب اللہ وبین ایذاء الناس فافہم۔

ص ۱۱۰ س ۲۸ قولہ عن السدی الخ قلت اخرجہ الطبری عن ابن عباس وانما نقلتہ لانہ یحتمل ان یکون السدی ہذا ہو السدی الصغیر محمد بن مروان وفیہ کلام کثیر حتی قال بعض اہل الحدیث انہ یضع الحدیث ولیس ہو فی سند الطبری وان کان السدی ہذا غیر الصغیر وغیرہ اثنان فلا بأس بہ۔

ص ۱۱۱ س ۷ قولہ الطوفان قال الطبری وکل ما کثیر فاش طام فہو عند العرب طوفان سیلا کان او غیرہ وکذلک الموت اذا کان فاشیا کثیرا فہو ایضا عندہم طوفان اھ۔

ص ۱۱۲ س ۱ قولہ اذ قال فی ن جوزان یکون ابراہیم معطوفا علی نوحا فاورد علیہ ان الارسال قبل الدعوۃ فکیف یکون وقت الدعوۃ ظرفا للارسال واجیب بان الارسال امر ممتد الی اوان الدعوۃ او المراد ارسلناہ حین کان صالحا لان یقول لقومہ اعبدوا اللہ اھ

س ۷ قولہ اولم یروا الخ فی ن ای الم یعلموا بالبرہان النیر القائم مقام الرؤیۃ کیف یبدئ اللہ الخلق ثم یعیدہ اما ابداء الخلق المطلق فلان المخلوق لا بد لہ من خالق اول تنتہی الیہ سلسلۃ المخلوقات واما خلق الانسان بل کیفیتہ فانہ کالمشاہد المحسوس فانا نری النطفۃ وقعت فی الرحم فدارت علیہا الاطوار حتی حصلت خلقا آخر واما الاعادۃ فلانہا اہون فی القیاس العقلی ولہذا ختم الآیۃ بقولہ ان ذلک علی اللہ یسیر وحین اشار الی العلم الحدسی الحاصل من غیر طلب امر نبیہ قل سیروا فی الارض ای ان لم یحصل لکم الحدس المذکور فسیروا فی قطر الارض وتفکروا فی تکون الموالید الثلثۃ المعادن والنبات والحیوان حتی یفضی بکم النظر الی العیان فالآیۃ الاولی اشارۃ الی ما ہو کالمرکوز فی الاذہان ولہذا قال بطریق الاستفہام اولم یروا الآیۃ والآیۃ الثانیۃ امر بالنظر المؤدی الی العلم والایقان علی تقدیر عدم حصول ذلک البیان والعیان وانما قال اولا کیف یبدئ بلفظ المستقبل وثانیا کیف بدأ بلفظ الماضی لان العلم الحدسی حاصل فی کل حال واما العلم الاستقرائی فلا یفید الیقین الا فیما شاہد وتتبع فکانہ قیل ان لم یحصل لکم العلم بان اللہ فی کل حال موصوف بالابداء والاعادۃ فانظروا فی اصناف المخلوقات حتی تعرفوا انہ کیف بدأہا ثم تستدلوا من ذلک انہ ینشئہا النشأۃ الثانیۃ فہذا عطف علی المعنی آہ

ص ۱۱۳ س ۳ قولہ من ولی ولا نصیر فی ن لان الرکن الشدید الذی یستند الیہ الملتجی اما شفیع او تام منیع والاول اسہل الطریقین فلذلک قدم الولی علی النصیر اھ۔

ص ۱۱۴ س ۷ قولہ لآیت الخ فی ن انما قال ہناک ای فی قصۃ نوح آیۃ للعالمین وہہنا الآیات لقوم یؤمنون لان تلک السفینۃ بقیت اعواما حتی مر علیہا الناس ورأوہا فحصل العلم بہ لکل احد ونقول جنس السفینۃ حصلت بعد ذلک فیما بین الناس فکانت آیۃ للعالمین واما تبرید النار فلم یبق من ذلک اثر فلم یظہر لمن بعدہ الا بطریق الایمان بہ اھ وقولہ فی الحیوۃ الدنیا فی ر ما حصلہ انہ متعلق بمودۃ مصدرا۔

س ۲۲ قولہ خدا کے سوا حقر کے نزدیک یہ قید واقعی ہے کیونکہ ان لوگوں کا یہی خیال تھا کہ غیر اللہ ہمارے کام ہونگے۔

ص ۱۱۵ س ۱ قولہ منجوک الخ فی اعراب القرآن فی قول الاخفش ہی فی موضع نصب وجر وموضعہ نصب فتعطف علی الموضع لان الاضافۃ فی تقدیر الانفصال کما لو کان المضاف الیہ ظاہرا اھ۔

حاشیہ فوقانی س اخیر قولہ یعنے الخوف قلت یصح ایضا ان یکون علی اصل معناہ ویکون المراد بہ الایمان بالیوم الآخر مع الترغیب بلفظ الرجاء فی ثمارہ۔

ص ۱۱۶ س ۹ قولہ العنکبوت فی ر والنون فی العنکبوت اصل والتاء زائدۃ لقولہم فی جمعہ عناکب اھ قلت ویقع علی الذکر والانثی کما فی القاموس۔

ص ۱۱۸ س ۲۱ قولہ مشرک قلت لان السورۃ مکیۃ وما کان فیہا الا المشرکون۔

ص ۱۱۹ س ۳ قولہ ذوقوا فی ن امر اہانۃ اھ قلت وان فیہ تہکما ایضا حیث امروا بذوق النار کذوق الطعام۔

ص ۱۲۰ س ۱ قولہ الذین آمنوا فی ن فان کانت الاضافۃ للتشریف کقولہ عینا یشرب بہا عباد اللہ فقولہ الذین آمنوا صفۃ موضحۃ وان کانت للتخصیص فہی صفۃ ممیزۃ **س ۳ قولہ** غرفا مفعول ثان کما فی ع

حاشیۃ المجلد التاسع من التفسیر

ص ۲ س ۱ قولہ من بعد غلبہم فی ع المصدر مضاف الی المفعول۔

ص ۳ س ۱ قولہ یعلمون ظاہرا الخ فی ن وفی بیان ہذا بذاک اشارۃ ان العلم بامور الدنیا کالجہل المطلق وفی تنکیرہ ظاہرا اشارۃ الی قلۃ علمہم بظاہر الدنیا ایضا وفی تکریرہم اشارۃ الی ان الغفلۃ منہم والا فاسباب التذکرۃ حاصلۃ اھ۔

س ۴ قولہ ما خلق اللہ فی ع ما نافیۃ وموضعہ نصب بیتفکروا والنفی لا یمنع ذلک اھ ملخصا وقولہ بلقاء ربہم یتعلق بکافرون واللام لا تمنع ذلک کذا فی ع وقولہ اکثر مما فی ع اکثر صفۃ مصدر محذوف وما مصدریۃ۔

ص ۴ س ۱ قولہ السوای اسم کان وہی تأنیث الاسوأ ای العقوبۃ السوای اھ۔

ص ۴ س ۵ قولہ یبلس فی ع لم یستعمل متعدیا۔ **س ۷ قولہ** روضۃ فی ن عندہم کل ارض ذات نبات وماء۔

ص ۵ حاشیہ تحتانی یمین قولہ قدم الظہر علی العصر فی ن اولتنبیہ علی فضل صلوۃ العصر ولعل فی تقدیم الاعتراض المذکور علی العشی اشارۃ الی ہذا آہ

ص ۶ س ۱ قولہ ومن آیتہ ای ومن آیاتہ وفی ن ثم لتبعید الرتبۃ واذا للمفاجاۃ ای ثم فاجأتم وقت کونکم بشرا اھ وفیہ ما حصلہ ان تقریر الآیۃ بان التراب ابعد الاشیاء عن درجۃ الاحیاء لکثافتہ ولبرودتہ ویبسہ والحیاۃ بالحرارۃ والرطوبۃ ولکدورتہ والروح نیر ولثقلہ وخفۃ الارواح ولسکونہ والحی متحرک حساس۔

ص ۶ س ۳ قولہ لتسکنوا الخ فی ن لا یلزم منہ ان لا یکن مخلوقات للعبادۃ والتکلیف لان تخصیص الشیء بالذکر لا یدل علی نفی ما عداہ فقد یکون الشیء مخصصا باثنین وجعل ہہنا لامرین علی ان النعمۃ ما کانت تتم علینا الا بتکلیفہن فلولا خوف العقاب لتمردت النسوان علی ازواجہن اھ قلت وفیہ اشارۃ الی ان اصل النفع بالمرأۃ ہو السکون الیہا الا الخدمۃ منہا بل ہی تابعۃ لہ

س ۵ قولہ ومن آیتہ خلق السموات الخ فی ن لما ذکر دلائل الانفس اتبعہا دلائل الآفاق واعظمہا خلق السموات والارض فان خلق المرکبات قد ینسبہ بعض الجہلۃ الی ما فی العناصر من الکیفیات وسائر

ما فی السموات من الحرکات والانصالات و اما السماء والارض فلا یجد بدا من ان یقول انهما بقدرة الله تعالیٰ

س ۹ قولہ یریکم البرق فی ن فاضمر ان واسکن الیاء بعد حذفها وانزل الفعل منزلة المصدر کما فی المثل السائر تسمع بالمعیدی خیر من ان تراہ وقیل لما کان البرق من الامور التی تتجدد زمانا دون زمان ذکرہ بلفظ المستقبل ولم یذکر معہ ان اہ

س ۹ قولہ من الذین فرقوا فی ع هو بدل من المشرکین باعادة الجار اہ وفی فتح الباری وهذہ الآیة وای اقیموا الصلوة ولا تکونوا من المشرکین مما استدل بہ من یری تکفیر تارک الصلوة لما یقتضیہ مفهومها واجیب بان المراد ان ترک الصلوة من افعال المشرکین فورد النهی عن التشبہ بهم لا ان من وافقهم فی الترک صار مشرکا وهی من اعظم ما ورد فی القرآن من فضل الصلوة اہ قلت حمل علی ما حمل لیطابق بینہ وبین قول من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنة ولقولہ الاسلام یعلو ولا یعلی ولم یقل فلا تکونوا الخ بیان استقلال الصلوة والتوحید فافهم والحدیث الاول رواہ الامام السیوطی بسند صحیح والثانی رواہ الامام السیوطی ایضا بسند حسن۔

ص ۹ س ا قولہ اذا فریق منهم فی ن لم یقل اذاهم یشرکون کما فی آخر العنکبوت والکلام هناک مع اهل الشرک وهنا مع الناس کلهم ولیس کل الناس کذلک واسناد التکلم الی الدلیل مجاز کما تقول نطقت الحال بکذا اہ ملخصا وفی ع والسلطان یذکر لانہ بمعنی الدلیل ویؤنث لانہ بمعنی الحجة۔

س ۷ قولہ ذا القربیٰ فی ت وانما قال ذا القربیٰ ولم یقل القریب لیکون نصا فی معناہ ولا یشتبہ بالقرب المکانی وفیہ ان القرابة امرلہ دوام بخلاف المسکنة وکونہ من ابناء السبیل وفی قولہ فآت ذا القربیٰ دون ان یقول فآت هذہ الاصناف حقوقهم تشریف لذوی القرابة حیث جعل الصنفین الآخرین تابعا لهم علی الاطلاق اہ۔ س ۱۳ قولہ هل من شرکائکم الخ فی ن قال جار اللہ من الاولیٰ والثانیة والثالثة کل واحدة منهن مستقلة لتاکید تعجیز شرکائهم وتجهیل عبدتهم

حاشیہ تحتانی یمین س ۳ قولہ التفات فی ن عن العلامة الزمخشری کانہ قال ذلک لخواصہ الملئکة وهو امدح لهم من ان یقول فانتم المضعفون والرابط محذوف ای هم المضعفون بہ۔

ص ۱۱ س ۵ قولہ یصدعون فی ت ای یتصدعون

ص ۱۱ س ۱۳ قولہ نوتہ وغیرہ الخ فی الطبری عن ابن عباس رض قال هو ما یعطی الناس بینهم بعضهم بعضا یعطی الرجل الرجل العطیة یرید ان یعطی اکثر منها اہ

ص ۱۲ س ۲۷ قولہ لیکن رحمت الخ اس سے یہ شبہہ نہ ہو کہ جزائے اعمال صالحہ میں عمل کو بالکل دخل نہیں ضرور دخل ہے مگر فی الجملہ کیونکہ اول تو عمل کا کما حقہ پورا ہونا سخت دشوار ہے کچھ نہ کچھ خرابی باقی رہ جاتی ہے دوسرے توفیق عمل محض احسان خداوندی ہے جس پر عمل موقوف ہے پس عامل کی طرف سے عمل میں بہت تھوڑا دخل ہے لہذا مدار جزا زیادہ تر فضل پر ہوا فافہم اور یہی مطلب ہے اس حدیث کا جس میں دخول جنت محض بفضلہ تعالیٰ مذکور ہے یعنی اعمال استقلالا دخول جنت میں مؤثر نہیں ہیں

حاشیہ فوقانی س ۳ قولہ عمل فی ت یطوف کما یسوی الراقد مضجعہ اہ

ص ۱۳ س ا قولہ من آیتہ فی ن ولم یذکر الحبیب اهل الصلاح لما ارا ان الکریم لا یذکر احسانہ سببا ویذکر لاضرارہ سببا ومن قرأ علی التوحید فللدلالة علی الجنس ومن قرأ علی الجمع فلان المراد الجنوب والشمال والصبا وهی ریاح الرحمة دون الدبور التی هی للعذاب او لان اکثر الریاح نافعة والضارة کالسموم قلیلة جدا او لانہ ثبت فی الاحیاء اما ان الریاح اذا اجتمعت وتزاحمت تراکمت حتی صارت ریحا واحدا اضرت بالاشجار والابنیة وقلعتها واذا تفرقت وصارت ریاحا اعتدلت ونفعت لہ

ص ۱۴ س ا قولہ مصفرا فی ن لم یقل صفرا لان تلک الصفرة حادثة وقیل فرأوا السحاب مصفرا لانہ اذا کان کذلک لم یمطر وقولہ لظلوا فی الاعراب ای لیظلن لانہ جواب الشرط وکذا ارسلنا بمعنی نرسل اہ۔

حاشیہ فوقانی س ۹ قولہ من قبلہ الخ الاظهر انہ منفصل

المقام بنقل الاقوال فیہ لیختار الناظر ما عندہ اسهل واحسن فقال الطبری وکان هؤلاء الذین اصابهم الله بهذا الغیث من عبادہ من قبل ان ینزل علیهم من قبلہ لمبلسین واختلف اهل العربیة فی وجہ تکریر من قبلہ وقد تقدم قبل ذلک قولہ من قبل ان ینزل علیهم فقال بعض نحوی البصرة رد من قبلہ علی التوکید نحو قولہ فسجد الملئکة کلهم اجمعون وقال غیرہ لیس ذلک کذلک لان مع من قبل ان ینزل علیهم حرفا لیس مع الثانیة قال فکانہ قال من قبل التنزیل من قبل المطر فقد اختلفتا واما کلهم اجمعون فکذا اجمعین لان کلا یکون اسما ویکون توکیدا وهو قولہ اجمعون والقول عندی فی قولہ من قبلہ علی وجہ التاکید اہ وفی الاعراب الاولیٰ ان تکون الهاء فیها للسحاب او للریح او للکسب والمعنی وان کانوا من قبل نزول المطر من قبل السحاب او الریح فیتعلق من بینزل اہ۔

ص ۱۶ حاشیہ فوقانی س ۲ قولہ مشاہدہ فی ن وذلک ان الموعود بوعد اذا ضرب لہ اجل یستکثر الاجل ویرید تعجیلہ والموعود بوعید اذا ضرب لہ اجل یستقل المدة ویرید تاخیرہا اہ۔

ص ۱۸ س ۳ قولہ متکبرا الخ قلت تولیة ای گردانیدن کما فی ص فلم یحتاج الی ذکر المفعول وقد جاء بمعنی برگردانیدن کما فی ص ایضا فعلی هذا مفعولہ محذوف ای وجهہ ومستکبرا حال من ضمیر الفاعل فی ولی۔

ص ۲۰ س ا قولہ لقمن فی ع اسم اعجمی وان وافق العربی فان لقمانا فعلانا من اللقم۔

س ۱۱ قولہ یات بها الله فی ت ابلغ من قولہ یعلمہ الله ففیہ مع العلم مکانہ اظهار القدرة علی الاتیان بہ اہ۔

حاشیہ تحتانی یسار س ۲ قولہ تخصیص الام الخ قلت وبهذا ورد الحدیث المرفوع الصحیح الذی اخرجہ الحاکم فی المستدرک اعظم الناس حقا علی المرأة زوجها واعظم الناس حقا علی الرجال امہ وقولہ شیبکہ ای یشیر

ص ۱۳ حاشیہ تحتانی یمین س ۲ قولہ صفحة وجهک فی المنتخب صفحة الوجہ بشرہ رواہ۔

حاشیہ تحتانی یسار س ا قولہ لفظ التشبیہ ای اداتہ س ۱۳ قولہ اقلام فی ن وانما لم یقل الاقلام مرادا لان نقصان المداد بالکتابة اظهر من نقصان القلم وانما لم یقل بحکم اللہ علی جمع الکثرة للمبالغة اذ یفهم منہ ان کلماتہ لا تفنی بکتابتها البحار فکیف بقلہ اہ۔

ص ۲۴ س ۵ قولہ موج فی ن جمع اسماء حد الموج وجمع الظلل وهی کل ما اظلک من جبل او سحاب لان الموج الواحد یری لہ صعود ونزول کالجبال المتلاصقة اہ س ۷ قولہ ختار کفور قلت فیہ اعلی المبالغة اشارة الی ان الجحود جنایة شدیدة حیث یکون مباشرہ ختارا کفورا۔

ص ۲۶ س ۳ قولہ الغرور قال الطبری بفتح الغین هو ما غر الانسان من شیٔ کائنا ما کان شیطانا کان او انسانا او دنیا واما الغرور بضم الغین فهو مصدر من قول القائل غررتہ غرورا اتم بدے عن مجاهد وقتادة والضحاک انہ فسرہ بالشیطان العلام۔

حاشیہ تحتانی س ۳ قولہ علی المصدریة ای جزاء شیئا حاشیہ تحتانی یسار س ا قولہ فی تاکید الخ ای ماتیا بها اسمیة وبتنکیر شیئا وتعمیمہ وفی ن ما مخصہ وذکر شخصین فی غایة الشفقة والمحبة وهما الوالد والولد لیستلزم منہ عدم الانتفاع بغیرهما بالاولیٰ وقیل انما وردت الثانیة اسمیة لان الابن من شانہ ان یکون جانیا عن والدہ لما علیہ من الحقوق والوالد یجزی شفقة لا وجوبا وفیہ ایضا فی لفظ المولود دون ان یقول ولا ولد تاکید آخر لان الولد یقع علی ولد الولد ایضا بخلاف المولود فانہ لمن ولد منک فکانہ قیل ان الواحد منهم لو شفع للاب الادنی الذی ولد منہ لم تقبل شفاعتہ فضلا ان یشفع لمن فوقہ

ص ۲۷ س ا قولہ ینزل الغیث هذا یدل علی قوة شبہ الظرف بالفعل لانہ عطفہ علی قولہ عندہ کذا یقول ابن جنی وغیرہ کذا فی ع

ص ۳۰ س ۷ قولہ تتجافی الخ فیہ ترغیب عظیم لصلوة اللیل وسنتہ عن سید نا علی رض۔

جبنی تجافی عن الوساد + خوفا من النار والمعاد
من خاف من سکرۃ المنایا + لم یدر ما لذۃ الرقاد
قد بلغ الزرع منتہاہ + لا بد للزرع من حصاد
وفی ما ثبت بالسنۃ عن عائشۃ رض فی مدح النبی صلعم
یا من لا یشبع من خبز الشعیر + یا من اختار الحصیر علی السریر
یا من لم ینم اللیل کلہ + من خوف عذاب السعیر اھ
وفی ن وفی لام التملیک فی لہم مزید تشریف و ایذان بانہم لا یخرجون منہا کما لا یخرج الملاک من ملکہ۔

ص ۱۳۱ حاشیہ فوقانی سطر اخیر قولہ جوزوا قلت من المجازاۃ لا من الجوز وفی الصراح جازیۃ وجزیۃ بمعنے اھ۔

ص ۳۲ س ۱ قولہ من لقائہ وجعلنہ ہدی اخرج الطبرانی مرفوعا فی قولہ تعالیٰ وجعلناہ ہدی لبنی اسرائیل قال جعل موسیٰ ہدی لبنی اسرائیل وفی قولہ فلا تکن فی مریۃ من لقائہ قال من لقاء موسیٰ ربہ کذا فی الاتقان

س ۲ قولہ لما صبروا فی ع ظرف والعامل فیہ جعلنا منہم **س ۷ قولہ الجرز** فی ن وہی التی جرز نباتہا ای قطع اما لعدم الماء واما لانہ رعی وازیل قال رہ ولا یقال للتی لا تنبت کالسباخ جرز بدلالۃ قولہ فنخرج بہ زرعا وفیہ ایضا وانما قدم الانعام ہہنا علی الانفس لان الزرع لا یصلح اولہ الا للانعام وانما یحدث الحب فی آخر امرہ وقال فی طہ کلوا وارعوا انعامکم لان الذی من النبات اعم من الزرع وکثیر منہ یصلح للانسان فی اول ظہورہ مع ان الخطاب لہم فناسب ان یقدموا اھ **س ۲۶ قولہ صبر کیا الخ** اگرچہ تمام بنی اسرائیل امام نہیں بنائے گئے لیکن کسی قوم میں کسی ایک شخص کا بھی امام ہونا ساری قوم پر انعام ہے جیسا کہ ظاہر ہے

ص ۳۳ س ۹ قولہ طریق ہلاکت سے مطلب یہ ہے کہ کفار کی ہلاکت ناص ہیئت پر ہوتی ہے کہ جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ لوگ مبتلائے غضب الٰہی ہو کر ہلاک کیے جا رہے ہیں بخلاف مصائب صلحا کے کہ ان کا باوجود صلاحیت حال و مآل ان سے رفع درجات وغیرہ کی غرض سے مصائب پیش آتے ہیں جس سے ناظر کو تمیز و فرق دونوں

صورتوں میں حاصل ہو سکتا ہے وقولہ ونیز الخ یہ دلیل مستقل ہے **س ۱۷ قولہ تقاضا کرتے ہو الخ** اُن کے سوال کا جو جواب تھا یعنی تعیین یوم جس کو وہ فتح کہتے تھے اُس سے اعراض کر کے یہ جواب دیا گیا کیونکہ اول تو وہ سوال استہزاء و تکذیب پر مبنی تھا جو قابل جواب نہیں دوسرے ان کے لیے وہ جواب بالکل بے سود تھا لہٰذا جواب کا وہ عنوان اختیار کیا جس میں تخویف و ترہیب ہے اور اگر وہ غور کریں تو انکے لیے مفید دارین ہے اور اگر توجہ نہ کریں تو اہانت اور اخبار عن الجزاء ہے جو اُن کے سوال کا مقتضا ہے فسبحانہ ما احسن کلامہ

ص ۳۴ حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ الروایات الخ قلت جویبر ہذا مجروح عند المحدثین لم یوثقہ احد ولکن تفسیر الآیۃ لا یتوقف علی روایتہ فلا باس بنقلہ تائیدا۔

ص ۳۵ س ۱ قولہ لرجل فی ن ومعنی التنکیر فی رجل وزیادۃ من الاستغراقیۃ التاکید کانہ قیل ما جعل اللہ لنوع الرجال ولا لواحد منہم قلبین البتۃ اھ واما قولہ تظہرون منہن الخ ففی ن ایضا وتقال تبا عدمنی بجہۃ الظہار عدی بمن لتضمین معنے التباعد وانما کنوا عن البطن بالظہر لئلا یذکروا البطن الذی یقارب الفرج فکنوا عنہ بالظہر الذی یلازمہ لانہ عمودہ وبہ قوامہ اھ۔ **حاشیہ تحتانی یسار س ۶** **قولہ** خطر فی النہایۃ لابن الاثیر وفی حدیث سجود السہو حتی یخطر الشیطان بین المرء وقلبہ یرید الوسوسۃ ومنہ حدیث ابن عباس رض قام نبی اللہ یوما یصلی فخطر خطرۃ فقال المنافقون ان لہ قلبین اھ۔

ص ۳۷ س ۱ قولہ النبی اولی الخ قال الامام الناقد الثقۃ العلام ابن جریر الطبری قدس سرہ حدثنا ابن وکیع قال ثنا حسن بن علی عن ابی موسی اسرائیل بن موسی قال قرأ الحسن ہذہ الآیۃ النبی اولی بالمؤمنین من انفسہم وازواجہ امہاتہم قال قال الحسن قال النبی انا اولی بکل مومن من نفسہ قال الحسن وفی القراءۃ الاولی اولی بالمؤمنین من انفسہم وہو اب لہم حدثنا بشر قال ثنا یزید قال ثنا سعید عن قتادۃ النبی اولی بالمؤمنین من انفسہم وہو اب لہم وفی بعض معروفات

الراغب الاب الوالد ویسمی کل من کان سببا فی ایجاد شئ او اصلاحہ او ظہورہ ابا ولذلک یسمی النبی ابا المؤمنین قال اللہ تعالیٰ النبی اولی بالمؤمنین من انفسہم وازواجہ امہاتہم وفی بعض القراءات وہو اب لہم وروی انہ قال لعلی رض انا وانت ابوا ہذہ الامۃ والی ہذا اشار کل سبب ونسب منقطع یوم القیمۃ الا سببی ونسبی اھ قلت حدیث کل سبب الخ اوردہ السیوطی باسانید فی الجامع الصغیر ثم صححہ وفی النہایۃ لابن الاثیر النسب بالولادۃ والسبب بالزواج وفی مفردات الراغب ایضا ویقال لکل ما کان اصلا لوجود شئ او تربیتہ او اصلاحہ او مبدئہ ام وسمی اللہ تعالیٰ ازواج النبی صلعم امہات المؤمنین لما تقدم فی الاب الام قیل اصلہ امہۃ لقولہم جمعا امہات وامیہۃ وقیل اصلہ من المضاعف لقولہم امات وامیمۃ اھ ملخصا۔

س ۱۲ قولہ تعظیم میں قلت ولہذا لم یتعد التحریم الی بناتہن کما فی النیسابوری۔

ص ۳۸ س ۱ قولہ من نوح قلت لم یذکر آدم لان نوحا کان اصلا ثانیا للناس بعد الطوفان وخلق آدم کان کالعمارۃ ونبوتہ کانت ارشاد الاولاد ولہذا لم یکن فی زمانہ اہلاک قوم ولا تعذیب کما فی زمن نوح والمقصود فی المقام ذکر من کان من الانبیاء اکمل فی آثار النبوۃ من حیث کثرۃ اہتمہم بالعلاد وغیرہا مع کونہم من اولی العزم واما قولہ غلیظا ففی ن ای عظیما وہو مستعار من وصف الاجرام۔

ص ۳۹ س ۳ قولہ الحناجر جمع حنجرۃ وہو منتہی الحلقوم وفی ن وانما جمع الظنون مع ان الظن مصدر لان المراد انواع مختلفۃ۔ **س ۷ قولہ یثرب** فی ع لا ینصرف للتعریف ووزن الفعل وفیہ التانیث۔

س ۹ قولہ من اقطارہا قلت جمع قطر بالضم بمعنے کرانہ کما فی م۔ **حاشیہ تحتانی یمین س ۶ قولہ** اریۃ بالکسر وفتح ہاء مشددہ بمعنے شہر کما فی منتخب العلام

حاشیہ تحتانی یسار س ۳ قولہ کتب الخ فی الاحمدی ووجہ انہ راس آیۃ فشبہ باواخر الآیات المطلقۃ لتساعی رؤس الآی اھ

ص ۳۹ س ۱۱ قولہ کان عہد اللہ مسئولا قلت محمول علی العہود الواجبۃ۔

ص ۴۰ س ۳ قولہ لہم فی ع ہذا لازم واشحۃ جمع شحیح وانتصابہ علی الحال۔ **س ۷ قولہ حداد** جمع حدید کذا فی ن۔ **س ۹ قولہ بادون** فی ع جمع باد ویسا کون حال۔ ای خارجون الی البدو والان

س ۱۱ قولہ لمن کان الخ فی الاعراب قیل ہو بدل من ضمیر المخاطب باعادۃ الجار ومنع منہ الاکثرون لان ضمیر المخاطب لا یبدل منہ فعلی ہذا یجوز ان تتعلق بحسنۃ او یکون نعتا لہا والتعلق باسوۃ لانہا قد وصفت **س ۱۴ قولہ صدق اللہ ورسولہ** فی ع انما اظہر الاسمین ہنا مع تقدم ذکرہما لئلا یکون تعظیم الواحد عن اللہ وغیرہ اھ قلت حسنہ غیر خفی۔

حاشیہ تحتانی یسار س ۴ قولہ النحو قلت فیہ وجہ آخر ایضا فی ن قال جار اللہ تقدیر الکلام من یعصمکم من اللہ ان اراد بکم سوءا او من یعصمکم بسوء ان اراد بکم رحمۃ فاختصر الکلام کقولہ متقلدا سیفا ورمحا ای ومعتقلا رمحا اھ۔

ص ۴۱ س ۳ قولہ بغیظہم فی ع یجوز ان یکون حالا وان یکون مفعولا بہ ای مغیظا ثانیا ولم ینالوا حال اھ وقولہ القتال مفعول ثان یقال کفاک الشئ۔ **س ۵ قولہ فریقا الخ** فی ن وانما قدم مفعول تقتلون لان القتل وقع علی الرجال وکانوا مشہورین وکان الاعتناء بحالہم اشد ولم یکن فی المأسورین ہذا الاعتناء بل لقائل ان یقول ہناک بالاسر اشد لانہ لو قال وفریقا تأسرون فاذا سمع السامع قولہ وفریقا سبق الظن انہ یقال بعدہ یطلقون او لا یقصدون علی اسرہم والقتل ہذا قدم قولہ وانزل علی قولہ وقذف وان کان قذف الرعب قبل الانزال وذلک لان الاہتمام والفرح بذکر الانزال اکثر اھ۔

حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ صیصیۃ بکسر ہر دو صاد وسکون یای اول وفتح یای ثانی کذا فی م

ص ۴۴ س ۱ قولہ سراحا اسم من التسریح کالبلاغ من التبلیغ کما فی ص مصلا۔

س ۴ قولہ اجرا عظیما فی ن والمراد بالاجر العظیم کبیرہ بالذات وحسنہ بالصفات ودوامہ بحسب الاوقات فان العظیم لا یطلق الا علی الجسم الطویل العریض العمیق الذاہب فی الجہات فی الامتدادات الثلاثۃ۔ **س ۵ قولہ بینۃ** قلت قید الفاحشۃ بہا لان ازواجہ م لا یمکنہا بسبب ارتفاع التکلف عنہ م وشدۃ تحفظہن ان یجتنبن من ان یفعلن فعلا لا یکرہہ صلی اللہ علیہ وسلم کراہۃ مطلقۃ فانہ امر شدید وتکلیف ما لا یطاق ولا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا فنفی عنہن مثل ذلک الفعل نعم یمکن الاجتناب عن الایذاء المعتد بہ قطعا وسہولۃ فنہی عنہ ووعد علیہ وانما یلزم علی ہذا التقریر ان اطلق الفاحشۃ علی الکراہۃ الخفیفۃ فقلت لا باس فیہ فان الایذاء الخفیف بالنسبۃ الیہ م امر شدید منکر فاحشۃ فان شانہ اعلی وارفع من ذلک فافہم

ص ۴۵ س ۳ قولہ کاحد من النساء فی ن کقولک لیس فلان کاحد الناس ای لیس فیہ مجرد کونہ انسانا بل فیہ وصف اخص یوجد فیہ ولا یوجد فی اکثرہم کالعلم او العقل او النسب والحسب قال جار اللہ احد فی الاصل بمعنی وحد وہو الواحد ثم وضع فی النفی العام مستویا فیہ المذکر والمؤنث والواحد وما وراءہ والمعنی اذا استقریت امۃ النساء جماعۃ جماعۃ لم توجد منہن جماعۃ واحدۃ تساویکن فی الفضل اھ والامر فی قولہ فلن امر اباحۃ قال الطبری وقرن فی ع ویقرأ بالفتح وہو من قرا غیرہ حذفت احدی الرائین وانما فتحت القاف علی لغۃ فی قررت اقر فی المکان اھ۔ **س ۷ قولہ تطہیرا** فی ن وانما اکد ازالۃ الرجس بالتطہیر لان الرجس قد یزول ولم یطہر المحل بعدہ قلت یعنی علی سبیل الکمال والا ازالۃ الرجس مستلزمۃ للطہارۃ۔

حاشیہ تحتانی یمین س ۶ قولہ لا یاتین مسجدا الخ قلت فیہ نظر قوی فان النساء کن یاتین فی المسجد ویصلین معہ ثم نہتہن عائشۃ رض بعدہ فانہ تامل الا ان یقال ان اباہرۃ فہم النہی عن اتیان المسجد من قولہ تعالی وقرن فی بیوتکن کما دل علیہ اول قولہ ان اللہ تعالی نہی النساء ان یخرجن وامرہن بقرن فی بیوتہن الخ قالہ المفسر

ص ۴۹ س ۲ قولہ اہل بیت الخ ایک روایت طبری میں ہے جس سے اس آیت کا نزول بعد دعائے نبوی معلوم ہوتا ہے سو احقر کے نزدیک تطبیق دو طرح پر ہو سکتی ہے اول یہ کہ اس آیت تطہیر کا نزول دو بار ہوا ہو ایک بار تو ازواج مطہرات کے باب میں جیسا کہ سباق کلام اس پر دال ہے اور دوسری بار اس کا نزول حضرات پنج تن کی شان میں ہوا ہو اور دوسری بار کا نزول روایات ذیل سے مستنبط ہوتا ہے ففی الطبری حدثنی محمد ابن المثنی قال ثنا بکر بن یحیی بن ریان العنزی قال ثنا مندل عن الاعمش عن عطیۃ عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ م نزلت ہذہ الآیۃ فی خمسۃ فی وفی علی رض وحسن رض وحسین رض وفاطمۃ رض انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا وفیہ ایضا حدثنا ابن حمید قال ثنا عبد اللہ بن عبد القدوس عن الاعمش عن حکیم بن سعد قال ذکرنا علی رض بن ابی طالب رض عند ام سلمۃ قالت فیہ نزلت انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا قالت ام سلمۃ جاء النبی م الی بیتی فقال لا تاذن لاحد فجاءت فاطمۃ رض فلم استطع ان احجبہا عن ابیہا ثم جاء الحسن رض فلم استطع ان امنعہ ان یدخل علی جدہ وامہ وجاء الحسین رض فلم استطع ان احجبہ فاجتمعوا حول النبی م علی بساط فجللہم نبی اللہ بکساء کان علیہ ثم قال ہؤلاء اہل بیتی فاذہب عنہم الرجس وطہرہم تطہیرا فنزلت ہذہ الآیۃ حین اجتمعوا علی البساط قالت فقلت یا رسول اللہ وانا قالت فواللہ ما انعم وقال انک علی خیر اھ دوسری توجیہ یہ کہ یہ آیت قبل دعائے نبوی نازل ہوئی ہو جیسا کہ مسلم میں ہے اور پھر دوسرے موقع پر حضور م نے اوسی آیت کو پڑھ دیا ہوا ور راوی سمجھا ہو کہ یہ آیت بعد دعا کے نازل ہوئی ہے یہ دوسری توجیہ حضرت مولنا کی فرمودہ ہے۔

لے ام یقل نعم ۱۲ منہ

ص ۵۰ س ۱ قولہ ان المسلمین الخ فی ن قال علماء العربیۃ فی الآیۃ عطفان احدہما عطف الاناث علی الذکور والآخر عطف مجموع الذکور والاناث علی مجموع قبلہ والاول یدل علی اشتراک الصنفین فی الوصف المذکور وہو الاسلام فی الاول والایمان فی الثانی الی آخر الاوصاف والثانی من باب عطف الصفۃ علی الصفۃ فیؤل معناہ الی ان الجامعین والجامعات لہذہ الطاعات اعد اللہ لہم اھ۔

ص ۵۱ حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ تعدیۃ الخ قلت والا فاصل تعدیتہ بنفسہ کما فی قولہ تعالی امسک۔ **حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ اسم فاعل** فی ع ای آخرہم اھ وقولہ ما یختم بہ فی ع کما یختم بالطابع

ص ۵۴ س ۵ قولہ شاہدا فی ن وہی حال مقدرۃ ای مقبولا قولک عند اللہ لہم وعلیہم کما یقبل قول الشاہد العدل اھ وقولہ باذنہ فی ن ویمکن ان یکون قولہ باذنہ متعلقا بمجموع الاحوال ای بتسہیلہ وتیسیرہ اھ قلت او بامرہ۔ **س ۱۰ قولہ منافی** الخ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ موقع معاملہ کا نہ تھا اس لیے کہ اگر یہ مراد ہو تو معاتبہ عبث ہوگا وہو محال منہ تعالی بلکہ آپ کے اجتہاد کی توجیہ ہے کہ آپ نے یہ سمجھ کر ایسا کیا ہو گو واقع میں وہ نامناسب تھا فافہم۔

ص ۵۶ س ۱ قولہ اذا نکحتم المؤمنت فی ن وتخصیص المؤمنات بالذکر دون الکتابیات ایذان بانہن اولی بتخییرہن للنطفۃ وفی قولہ ثم طلقتموہن تنبیہ علی انہ تفاوت فی ہذا الحکم بین قریبۃ العہد من النکاح وبین بعیدۃ العہد منہ فاذا لم تجب العدۃ علی البعیدۃ العہد فلان لا تجب علی القریبۃ العہد اولی وفی قولہ فما لکم علیہن دلیل علی ان العدۃ حق واجب للرجال علی النساء فان فیہ حفاظۃ الاولاد والنطفۃ والنکاح لا یسقط باسقاطہ لما فیہا من حق اللہ تعالی ایضا ومعنی تعتدونہا تستوفون عددہا تقول عددت الدراہم فاعتدہا نحو کلتہ فاکتالہ اھ ملخصا۔

س ۵ قولہ وامراۃ مؤمنۃ فی ع فی المناسب لہ وجہان احدہما احللنا فی اول الآیۃ وقدرہ ہذا قوم وقالوا احللنا ماض وان وہبت ہو صفۃ للمراۃ مستقبل واحللنا فی موضع جوابہ وجواب الشرط لا یکون ماضیا فی المعنی وہذا لیس بصحیح لان معنی الاحلال ہہنا الاعلام بالحل اذا وقع الفعل علی ذلک کما تقول ابحت لک ان تکلم فلانا ان سلم علیک الوجہ الثانی ان ینتصب بفعل محذوف ای ونحل لک امراۃ اھ۔

ص ۵۷ س ۱ قولہ ترجی من تشاء وتؤوی الخ فی ن وہما خبران فی معنی الامر

ص ۵۹ س ۱۹ قولہ یہودیات ونصرانیات الخ لا یحل لک یہن قلت احتراز عن المجوسیۃ والوثنیۃ فانہا لا تحل للنبی ولا لامۃ لا نکاحا ولا ملکا۔

ص ۶۰ س ۳۰ قولہ وسوسہ الخ

اور اسی طرح یہ وسوسہ بھی نہ کیا جاوے کہ نبی کی شان تو شدت زہد کی ہوتی ہے اور کثرت ازواج اس کے خلاف اور طریق اہل دنیا ہے جو ہوا پرستی میں مشغول ہوتے ہیں اس لیے کہ جناب رسول اللہ م میں قوت بہت زیادہ تھی جس کے لئے شدت حاجت الی النساء الکثیرہ لازم ہے حتی کہ کسی روایت میں چالیس مردوں سے کم قوت ثابت نہیں اور زیادہ کی کئی روایات موجود ہیں اور قوت ایک امر محمود ومطلوب ہے سو آپ نے تو بہت تھوڑی ازواج پر کفایت کی اور اپنی حاجت کو رد کا جو آپ کے زہد عن الدنیا پر صریح دلیل ہے اور روایات قوۃ بخاری شریف کے حاشیہ پر توشیح سے منقول ہیں۔

ص ۶۱ س ۱ قولہ ان یؤذن لکم قلت الا مرۃ منہا **س ۵ قولہ فاسئلوہن** فی ن وثانی مفعولی فاسئلوا محذوف ہو المتاع المدلول علیہ بما قبلہ وقولہ اطہر لقلوبکم ای لاجل قلوبکم اھ ملخصا۔

حاشیہ تحتانی یمین س ۲ قولہ من ثم الخ قلت والا فاصل تعدیتہ یعنی اذا کان مستعملا فی ہذا المعنی فی القاموس اذن لہ فی الشیء اباحہ لہ اھ ملخصا

ص ۶۲ س ۱ قولہ لا جناح فی ت ای لا اثم قال فی التفسیر

التفسیر الکبیر عند الحجاب لما امر الله الرجل بالسؤال من وراء الحجاب فیفهم کون المرأة محجوبة عن الرجل بالطریق الاولی وعند الاستثناء قال لا جناح علیهن فی الحجاب عنهن فالرجال اولی بذلک وقدم بنی الاخوة لان بنی الاخوات آباؤهم لیسوا بمحارم خالات ابنائهم فقد یصف الابن خالته عند ابیه ففی ذلک نوع مفسدة فاوجبت التأخر عن رتبة المحرمیة اه ملخصا۔

س ۳ قولہ واتقین الله قال جار الله فی نقل الکلام من الغیبة الی الخطاب فی قوله واتقین فضل تشدید وبعث علی سلوک طریقة التقوی فیما امرن به من الاحتجاب کانه قیل ولیکن عملکن فی الحجب احسن مما کان ولتکن غیر محتجبات لیفضل سرکن علنکن اه۔

ص ۶۴ س ۱ قولہ ان الله الخ فی ر قال هنالک هو الذی یصلی علیکم وملئکته وقال ههنا ان الله وملئکته یصلون لیلزم منه تعظیم النبی وذلک لان افراد الواحد بالذکر وعطف الغیر علیه یوجب تفضیلا للمذکور علی المعطوف فکانه سبحانه شرف الملئکة بضمهم مع نفسه بواسطة صلاتهم علی النبی ولم یؤکد یصلون هذا التاکید لانها کانت مؤکدة بقوله ان الله وملئکته یصلون اه ملخصا۔ س ۷ قولہ مدخول بها الخ قلت الظاهر انه غیر صواب فان علة التحریم التی بینه المفسر عامة للمدخول بها وغیرها فالصواب تحریمها ایضا والله تعالی اعلم والمسئلة ظنیة۔

ص ۶۴ حاشیہ تحتانی یسار س ۲ قولہ من یعذرنی قلت فی النهایة فی حدیث الافک قوله علیه السلام من یعذرنی من رجل قد بلغنی عنه کذا وکذا الخ وفی الدر النثیر ومن یعذرنی من فلان ای من یقوم بعذران کافأته علی سوء صنیعه فلا یلومنی اه وذکره فی تحقیق الاعذار۔

ص ۶۵ س ۱ قولہ من جلابیبهن فی ر و معنی التبعیض فیه ان یکون للمرأة جلابیب فتقتصر علی واحد منها او ارید طرف من الجلباب الذی لها اه۔

حاشیہ تحتانی یمین س ۲ قولہ اغراء الخ فی ن وهو مجاز من قولهم اغریت الجارحة بالصید اه۔

وفی ن ایضا والمرجفون هم الخائضون فی اخبار السوء من غیر حقیقة سمی بذلک لکونه خبرا متزلزلا غیر ثابت من الرجفة وهی الزلزلة۔ حاشیہ تحتانی یسار س ۲ قولہ عدة بالضم وتشدید الدال المفتوحة۔

حاشیہ تحتانی یمین س ۳ قولہ حال مقدر الخ ولا یجوز ان یکون حالا مما بعد این لانها شرط وما بعد الشرط لا یعمل فیما قبله کذا فی ع۔

ص ۶۹ س ۱ قولہ حملها الخ فی ر و ان یقول قبلها اشارة الی ما فی التکلیف من الثقل والی ما یستحقه علیه من الاجر لو حمله کما امر والی حیث امر والاعزم وجزم۔

ص ۷۰ س ۱ قولہ لیعذب الخ فی ع اللام تتعلق بحملها۔

ص ۷۱ س ۵ قولہ لا اصغر فی ر و انما ذکر الاکبر مع ان الاصغر هو اللائق بالمبالغة لئلا یتوهم متوهم ان الصغار تثبت لکونها تنسی اما الاکبر فلا ینسی فلا حاجة الی اثباته اه۔ حاشیہ تحتانی یمین س ۲ قولہ ضمن الخ قلت فی ن وقد اشار بقوله فیها دون ان یقول الیها الی ان الاعمال الصالحة مقبولة فقد ینتهی الشیء الی الشیء ولا ینفذ فیه ولا یتصل به اه ملخصا۔

ص ۷۲ س ا یری الذین الخ فی ع الذی انزل مفعول اول والحق مفعول ثان وهو فصل۔ س ۳ قولہ العزیز الحمید فی ن قدم صفة الهیبة لان الکلام مع منکری البعث۔ س ۵ قولہ ممزق قلت مصدر بمعنی التمزیق وقوله افتری فی ن وقد سقطت همزة الوصل فی قوله افتری استثقالا لاجتماع همزتین وهو علی القیاس اه ملخصا۔ س ۷ قولہ افلم یروا فی ن معناه اعموا فلم ینظروا وخصت بالفاء ولیس غیره فی القرآن تعجیلا للجواب وتعقیبا لحل الشبهة حاشیہ تحتانی یمین س ۲ قولہ الی تاویله قلت احتیج الیه لعدم جواز عطف الفعل علی الاسم المفرد۔ س ۵ قولہ انکم لفی خلق جدید قال الطبری فکسر ان ولم یعمل ینبئکم فیها ولکن ابتدأ بها ابتداء لان النبأ خبر وقول فالکسر فی ان لمعنی الحکایة فی قوله ینبئکم دون لفظه کانه قیل یقول انکم لفی خلق جدید

وفی الاعراب العامل فی اذا ما دل علیه خبر ان ای اذا مزقتم بعثتم ولا یعمل فیه ینبئکم لان اخبارهم لا یقع وقت تمزیقهم ولا مزقتم لان اذا مضافة الیها ولا جدید لان ما بعد ان لا یعمل فیما قبلها واجازه قوم فی الظروف اه۔ حاشیہ تحتانی یسار س ۴ قولہ تقریر الخ قلت یحصل اجمالا من هذه العبارة المذکورة فی ر افتری علی الله کذبا ان کان یعتقد خلافه ام به جنة ان کان لا یعتقد خلافه اه۔

ص ۷۴ س ۵ قولہ محاریب جمع محراب کذا فی الطبری وتماثیل جمع تمثال وجفان جمع جفنة وقدور جمع قدر بالکسر فی ن وعین ذکر الجفان کان یقع فی النفس ان هذه الاطعمة کیف تکون قدورها فذکر انها قدور راسیات حاشیہ تحتانی یمین س ۸ قولہ والطیر فی ع فیه اربعة اوجه احدها معطوف علی موضع جبال الخ قلت فان قوله یا جبال منصوب بتقدیر الفعل حاشیہ تحتانی یمین س ۹ قولہ ای سیرها غدوها فی ع جملة فی موضع الحال من الریح والتقدیر مدة غدوها لان الغدو مصدر ولیس بزمان اه قلت ولیس کذلک رواحها الخ فانه ظرف ایضا کما فی ص

حاشیہ تحتانی یسار س ۲ قولہ یا صدا بها تعلقت اصدی الجبل ای صوت۔

ص ۷۶ س ۴ قولہ تصاویر کا بنانا الخ یہ اس صورت میں ہے جبکہ ان تصاویر سے مراد تصاویر ذی روح ہوں جیسا کہ غالب استعمال تماثیل کا اسی معنی میں ہے ورنہ نسخ کی حاجت نہیں اس لیے کہ غیر ذی روح کی تصویر بنانا اور رکھنا ہماری شریعت میں بھی جائز ہے و دلیل النسخ علی الاول ما روی مرفوعا اشد الناس عذابا عند الله یوم القیمة الذین یضاهون بخلق الله رواه الامام احمد فی مسنده والبیهقی فی سننه والنسائی وسنده صحیح کما فی الجامع الصغیر وصورة غیر ذی روح مستثنی من هذا ودلیله فی احیاء السنن فی کتاب الصلوة۔

ص ۷۶ س ۱ قولہ لسبا فی الاتقان اخرج احمد وغیره عن ابن عباس ان رجلا سأل رسول الله عن سبا ارجل هو ام امرأة ام ارض فقال بل هو رجل ولد له

عشرة فسکن الیمن منهم ستة وبالشام منهم اربعة اه

ص ۷۷ س ۱ قولہ ذواتی اکل فی ن والقیاس ذاتی الا ان المستعمل فی التثنیة هو الجمع قال فی الکشاف الاثل والسدر معطوفان علی اکل لا علی خمط لان الاثل لا اکل له اه ملخصا۔

ص ۷۸ حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ ای وجد ظنه صادقا قلت هذا المعنی یصح علی قراءة التخفیف ایضا بغیر تقدیر حرف جر ایضا کما فی ع

ص ۷۹ س ۱ قولہ زعمتم من دون الله فی ن ومفعولا زعم محذوف ای زعمتموهم آلهة وسبب حذف الاول استحقاق عوده الی الموصول وسبب حذف الثانی اقامة الصفة وهی من دون الله مقام الموصوف۔ س ۵ قولہ فی ضلال مبین فی ن و انما وصف الضلال بالمبین واطلق الهدی لان الحق کالخط المستقیم واحد والباطل کالخطوط المنحنیة لا حصر لها فبعضها ادخل فی الضلالة من بعض وابین اه۔ س ۳ قولہ فزع فی ن والتشدید للسلب والازالة علی نحو قردته وجلدته ای ازلت قراده وسلخت جلده اه۔ حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ ای لا تنفع الخ قال جار الله تقول الشفاعة لزید علی انه الشافع وعلی معنی انه المشفوع له کذا فی النیسابوری حاشیہ تحتانی یسار س ۲ قولہ یا لعظائم الخ المعاصی العظائم جمع عظیمة افاده الشیخ المفسر۔

ص ۸۱ س ۳ قولہ میعاد یوم فی ع مصدر مضاف الی الظرف وفی ن قال جار الله ان الاضافة للتبیین وفی اسناد الفعل الیهم بقوله لا تستأخرون عنه دون ان یقول لا یؤخر عنکم زیادة تاکید لوقوع الیوم۔ حاشیہ تحتانی یمین س ۲ قولہ للناس قلت فی ع یلزم ان تکون اللام بمعنی الی فان المعنی علی هذا الی الناس وهو ضعیف ویجوز ان یکون التقدیر من اجل الناس اه محصلا۔

ص ۸۲ حاشیہ فوقانی سطر اخیر قولہ باللیل فی ن والاضافة فیه من باب الاتساع باجراء الظرف مجری المفعول به واصل الکلام بل مکرکم

آمنا بالعلامۃ الامام الطبری قد عجب بنا من عظیم ما قالہ المشرکون فی اللہ ویسخر المشرکون بما قالوہ اھ قلت و [illegible] الاستہزاء والسخریۃ الیہ تعالی فلا [illegible] قبل نسبۃ [illegible] الیہ تعالی مجازا فافہم حاشیہ تحتانی

یسارس اخیر قولہ کما قیل فتیل ای قدر بعضہم قل [illegible] قبل بعضہم [illegible] بعلم

ص ۱۴۲ س ۵ قولہ فواکہ ای فی [illegible] الفاکہۃ عبارۃ عما یوکل لاجل التلذذ لا لاجل الغایۃ وارزاق اہل الجنۃ کلہا کذلک لانہم [illegible] حفظ الصحۃ بالاقوات فانہم اجسام محکمۃ مخلوقۃ للابد فکلہ یسمی رزقہم فاکہۃ وقیل اوبہ تنبیہ بالادنی علی الاعلی فاذا کانت الفاکہۃ حاضرۃ ابدا کان الطعام اولی بالحضور س ۱۱ قولہ سواء [illegible] قلت سواء بمعنی وسطا ای فی وسط الجحیم [illegible] المفسر العلام س ۱۳ قولہ الا موتتنا الخ فی ان احتج نفاۃ عذاب القبر بقولہ الا موتتنا الاولی فانہ یدل علی ان الانسان لا یموت الا موتۃ واحدۃ [illegible] فی القبر لکان الموت حاصلا مرتین واجیب بان المراد بالموتۃ الاولی کل ما یقع فی الدنیا اھ وقد اجاب عنہ المفسر العلام بان الحیاۃ فی القبر لا تدوم الی یوم القیامۃ فلا دلیل علی ما ذکرہ المعتزلۃ س ۱۳ قولہ من المحضرین ای [illegible] قلت حلاف لان الاحضار یستعمل فی الشر غالبا ولا سیما فی اصطلاح القرآن

ہذا فی ص ۷ قولہ عین فی ن جمع العین مؤنث الاعین وہو کبیر العین حاشیہ تحتانی یمین س ۳ قولہ معین فی ن صلہ معیون لانہ الظاہر للعیون ومن معین الماء وقد یقال ماء معین اذا ظہر جاریا قالہ ثعلب وقیل فعیل من المعن وہو المنفعۃ او الماء الشدید الجری منہ امعن فی السیر ای بالغ فیہ وافتقد وصف الخمر بما یوصف بہ الماء لانہا تجری فی الجنۃ فی [illegible] کما یجری الماء اھ حاشیہ تحتانی یمین س ۳ قولہ ینزفون [illegible] الطبری واختلفت القراءۃ فی قراءۃ قولہ ہم عنہا ینزفون فقرأتہ عامۃ قراء المدینۃ والبصرۃ وبعض قراء الکوفۃ [illegible] بفتح الزاء وقرأ ذلک عامۃ قراء الکوفۃ بکسر الزاء [illegible] قراءتان معروفتان صحیحتا المعنی غیر مختلفتین اھ ملخصا ثم قال ان العرب تقول قد نزف الرجل فہو منزوف اذا ذہب عقلہ [illegible] وانزف فہو منزف [illegible] عنہم الاقتران [illegible] فی ذہاب العقل من السکر [illegible]

حاشیہ تحتانی یمین س ۳ قولہ یزفون قلت [illegible]

ص ۱۴۳ حاشیہ تحتانی قولہ الحیات فی الطبری والثانی فی [illegible] الوجوہ ان یکون مثل براس حیۃ معروفۃ

عند العرب تسمی شیطانا وہی حیۃ لہا عرف فیما ذکر قبیح الوجہ المنظر اھ

ص ۱۲۴ س ۷ قولہ کانہم بیض مکنون فی ن شبہہن ببیض النعام المکنون فی وکناتہا وذلک لان فیہا بیاضا یشوبہ قلیل من الصفرۃ واذا کانت مستورۃ فی اماکنہا کانت مصونۃ عن الغبرۃ والتغیر فکانت فی غایۃ الحسن وبہا تشبہ العرب النساء وتسمیہن بیضات الخدور اھ قلت الصفرۃ تحمد فی لون النساء والبیاض مع الحمرۃ فی لون الرجال ومحمودیۃ الصفرۃ ہذہ مذکورۃ فی حاشیۃ مختصر المعانی لمولانا محمد حسن الدیوبندی وفی الاتقان اخرج ابن جریر عن ام سلمۃ قلت یا رسول اللہ اخبرنی عن قول اللہ کانہن بیض مکنون قال رقتہن کرقۃ الجلدۃ التی فی داخل البیضۃ التی تلی القشر اھ ملخصا ولا ینافی ما قررناہ بل یجتمع معہ۔

ص ۱۲۵ س ۹ قولہ جوش خوشی الخ او احتمال ہے کہ تحدث نعمت اسکا سبب ہو یا دونوں سبب ہوں کیونکہ تحدث بھی اور جوش بھی فافہم س ۲۸ قولہ فاطلع سے ظاہر الخ قلت فی المنتخب دیدہ ور شدن و بر بالائے چیزے بر آمدن فہذا الظاہر یصح علی الثانی فقط ولا قرینۃ تدل علی تعیین الاول فیحمل کل منہما تامل الا ان یقال ان اکثر استعمالہ فی الثانی قالہ المفسر العلام ص ۱۲۶ س ۱ قولہ فلنعم فی ن واللام الداخلۃ علی نعم جواب قسم محذوف اذ لا [illegible] والمخصوص بالمدح وہو نحن محذوف والجمع للتعظیم والکبریاء اھ حاشیہ تحتانی قولہ وارد علی الحکایۃ قلت فتکون الجملۃ فی معنی النصب کما فی الطبری س ۳۰ قولہ قال ای صلی اللہ علیہ وسلم

ص ۱۲۷ س ۵ قولہ فراغ علیہم فی ن عداہ بعلی لان المیل الاول کان علی سبیل الرفق استہزاء وہذا کان بطریق العنف والغلبۃ وہذا کما یقال فی الجبو یال [illegible] مال علیہ قال بعض الطاعنین قولہ فاقبلوا الیہ یدل علی انہم کاسروا صنامہم وقولہ فی الانبیاء من فعل ہذا الخ دل علی انہم لم یعرفوا الکاسر فبینہما تناقض واجیب بان ہولاء غیر اولئک فالذین عرفوہ ذہبوا الیہ مسرعین والذین لم [illegible] بعد [illegible] استخبروا عنہ اھ ملخصا قلت ویحتمل انہم لم یعرفوا الکاسر یقینا فنفی عنہم المعرفۃ الیقینیۃ وعرفوہ لما فعلوا بہ ما فعلوا لکن [illegible] الظن الذی بہ فی محل الاثبات فلا تعارض ولعل ہذا اقرب من الاول وقولہ فی حاشیۃ تحتانی یمین بالرد یفتہ ہو [illegible] فیہ وہو الملخص

ص ۱۲۹ حاشیہ تحتانی یسار س ۲ قولہ ثم التواضع قلت ہذا الترکیب یحتمل ان یکون ثم [illegible]

ویکون فیہ مزید تسلیۃ لابراہیم من اسمٰعیل۔

ص ۱۳۰ س ۳ قولہ للجبین فی ن اللام فی للجبین کہی فی قولہ ویخرون للاذقان س ۷ قولہ نبیا قلت حال مقدرۃ من باسحق س ۵ قولہ ذبح فی الطبری والعرب تقول لما اعد للذبح ذبح وہو بمعنی مذبوح واما الذبح بفتح الذال فہو الفعل اھ

ص ۱۳۰ س ۱۶ قولہ علم نجوم الخ قلت عن معویۃ بن الحکم قال قلت یا رسول اللہ ومنا رجال یخطون خطا قال کان من الانبیاء یخط فمن وافق خطہ فذاک رواہ مسلم کذا فی المشکوۃ ملخصا فی باب الکہانۃ فعلم النجوم لو کان من ہذا القبیل لا یحرم باصلہ بل بعوارضہ المذکورۃ فی التفسیر فیحتمل ان ابراہیم ادرک بالنجوم مرضہ ولکن لما کان المقصود ما ہو خلاف الظاہر اطلق علیہ لفظ الکذب والتوریۃ فافہم

ص ۱۳۱ س ۱ قولہ المستبین فی ن البلیغ فی بیانہ بان وابان واستبان بمعنی الا ان الثالث ابلغ اھ ملخصا۔

س ۵ قولہ اتدعون بعلا الخ فی الصراح قال الجوہری سمعت عمن لہ انصاف تام ونصیب عام من العربیۃ ان کلمتی ودع وذر امران فی معنی الترک الا ان ودع للمعنی طلب ترک الشیء قبل العلم وذر امر بترکہ بعد ما علمہ وروی ان بعض الائمۃ سال الامام فخر الدین الرازی رحمہ اللہ عن قول اللہ تعالی اتدعون بعلا وتذرون احسن الخالقین لم لم یقل وتدعون احسن الخالقین وہذا اقرب الی الفصاحۃ للمجانسۃ بینہما فقال رحمہ اللہ انہم اتخذوا الاصنام آلہۃ وترکوا اللہ بعد ما علموا ان اللہ ربہم ورب آبائہم الاولین استنکارا واستکبارا فلذلک قیل لہم وتذرون ولم یقل وتدعون اللہ اعلم قلت کلام حسن فغفر اللہ تعالی للامام الہمام واعطاہ درجۃ عالیۃ فی الجنۃ بطفیل سید المرسلین آمین س ۷ قولہ اللہ ربکم ورب الخ فی ع بقرأ الثلاثۃ بالنصب بدلا من احسن او علی اضمار اعنی اھ حاشیہ تحتانی یمین س ۲ قولہ بحسب المفہوم قلت محصلہ عندی ان التنجیۃ قد تحصل بالنصر علی الاعداء وقد تحصل بغیرہ کالاخفاء عنہم ولا یخفی ان الاول اعظم نعمۃ فلہذا اعد النعمتین مستقلتین فافہم۔

ص ۱۳۱ س ۲۰ قولہ ان سب کی یعنی حضرت موسیٰ وحضرت ہارون اور ان دونوں کی قوم کی۔ س ۲۱ قولہ الیاسین کو الخ فی الطبری وکان بعض اہل العربیۃ یقول الیاس اسم من اسماء العبرانیۃ کقولہم اسمٰعیل واسحق والالف واللام منہ وتقول لو جعلتہ عربیا من الالس فتجعلہ افعالا مثل [illegible] وا لا خراج تجری

وتقول قال سلام علی الیاسین فتجعلہ بالنون والعجمی من الاسماء قد تفعل بہ ہذا العرب تقول میکال ومیکائیل ومیکائین وہی فی بنی اسد تقول ہذا اسمٰعین قد جاء وسائر العرب باللام اھ۔ حاشیہ تحتانی یمین س ا قولہ فارع فی ن یقال اسہم القوم اذا اقترعوا قال المبرد ہی من السہام التی تجال للقرعۃ اھ وقولہ یزلقون قلت زلق بالتحریک لغزیدن ازلاق متعدمنہ اھ ملخصا وفی ن المدحض المغلوب فی الحجۃ وغیرہا وحقیقتہ الذی ازلق عن مقام الظفر والغلبۃ اھ وقولہ ملیم قلت فیہ وجہ آخر فمعنی ن داخل فی الملامۃ ومنہ المثل رب لائم ملیم ای یلوم غیرہ وہو احق منہ باللوم اھ وقولہ یقطین فی ن قال المبرد والزجاج وہو یفعیل من قطن بالمکان اذا اقام بہ فیشمل کل شجرۃ لا تقوم علی ساق کالدباء اھ۔

ص ۱۳۴ س ۳ قولہ اصطفی فی ع بفتح الہمزۃ وہی للاستفہام وحذفت ہمزۃ الوصل استغناء بہمزۃ الاستفہام س ۵ قولہ الجنۃ فی ن والتاء فی الجنۃ للتانیث کحق وحقۃ اھ وقولہ سبحن اللہ الخ اعتراض کما فی ن س ۹ قولہ وانا لنحن الخ فی ن قال فی التفسیر الکبیر ہاتان الکلمتان تدلان علی الحصر وفیہ اشارۃ الی ان طاعۃ البشر کالعدم بالنسبۃ الی طاعۃ الملک فکیف یجوز ان یقال البشر یقرب درجتہم من درجۃ الملک فضلا عن ان یقال الافضلیۃ قلت لا نسلم ان ہذا الترکیب یفید الحصر لانہ لم یفرق بین قصر الاول علی الثانی کما فی الآیۃ وبین عکسہ الذی یفید مدعاہ ہو العکس لا الاصل فافہم

س ا قولہ اناث جمع انثی حاشیہ تحتانی یسار س اخیر قولہ سرات الجن جمع الجمع لسری بمعنی سردار وجمعہ سراۃ کما فی مجمع

ص ۱۳۵ س ۱۱ قولہ اور یہی یادہ الخ کیونکہ اولاد کا اطلاق تو کبھی شفقۃ محبوب پر بھی کر دیا جاتا ہے بخلاف بی بی کے کہ وہ تو جس کے لئے موضوع ہے اسکے سوا اور دوسرے معنے میں اسکا استعمال نہیں کیا جاتا ص ۱۳۷ حاشیہ فوقانی س ۴ قولہ اضیف الخ قلت حاصلہ ان لفظ الرب لیس مضافا ظاہرہ لانہ یلزم منہ کون العزۃ التی ہی صفۃ خاصۃ للہ تعالی مربوبۃ لہ ویلزم منہ حدوث الصفات بل ہو بمعنے ذو وصاحب تامل

الحمد للہ تعالی والصلوۃ والسلام علی رسولہ و علی آلہ کہ ربع ثالث ابانۃ البیان ۶ جمادی الاولی سنہ ۱۳۳۳ھ بوقت شب ۹ بجے تمام ہوا حق تعالی مقبول و مفید فرما دیں آمین ✦

مجموعہ خطبات التوحید جدید مجتبائی

مترجم المعروف بہ

خطبات القرآن والاحادیث

دوازدہ ماہی مع فضائل ماثورہ ہر ماہ و مسائل جمعہ مثلاً کن کن لوگون پر جمعہ کی نماز واجب نہین۔ غسل جمعہ سنت ہے۔ جمعہ نہ پڑھنے والون کی فضیحت۔ جمعہ کی فضیلت اور اُسکا ثواب۔ نماز جمعہ کے واسطے کپڑے مخصوص کرنے۔ کوئی خطبہ حمد وصلوۃ سے خالی نہ ہونا چاہیے۔ خطبہ کے اجزار۔ جمعہ کی حاضری کی آداب خطبہ سننے کے آداب۔ خطبہ خوانی کے آداب۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ شریف۔ تارک جمعہ کے حق مین سخت وعید اثنائے خطبہ خوانی مین مسائل کا جواب خطبہ خوانی مین عصا وغیرہ پر سہارا لگانا۔ جمعہ کی سنتون کا بیان۔ جمعہ کی ساعت مقبولہ کا بیان۔ ونماز عیدین کا مفصل بیان قربانی کا بیان۔ مہینون کے فضائل۔ اور بارہ مہینون کے بارہ خطبے ومسائل نکاح ودیگر فوائد ضروری وخطبہ نکاح ونماز کسوف وخسوف کا بیان معہ خطبۂ کسوف۔ وصلوۃ استسقار واستغفار کی فضیلت۔ وخطبۂ استسقار۔ آخر مین چند نصیحتین یہ مجموعہ خطب نہایت عمدہ طور سے مرتب ہوا ہے۔ جسکی ہر شہر وقصبہ مین اور دیہات مین ضرورت ہے۔ اور ہر پیش امام بطور وعظ بعد نماز جمعہ ان کا بیان نمازیون کو سنا سکتا ہے شائقین اسکی خریداری پر جلد توجہ فرمائین

اخبار الاخیار ور برحاشیہ کتاب المکاتیب والرسائل الی ارباب الکمال والفضائل

یہ دونون بزبان فارسی مجتبائی یہ دونون کتابین حضرت مولنا شیخ عبد الحق محدث دہلوی کی تالیف سے ہین۔ اخبار مین اولیاء اللہ کے حالات ہین اور مکاتیب یین جو حاشیہ پر درج ہین ۶۸ رسالے ہین جو ہر ایک کتاب حاوی مسائل شریعت و جامع فوائد طریقت ہے۔ غرضکہ یہ دونون کتابین نایاب ہو چلی تھین۔ اس مطبع نے دونون کو یکجائی چھاپا ہے۔ تاکہ ان کے فوائد وبرکات سے ناظرین متمتع ہون اور ہم کو دعا سے یاد کرین۔

السلسلۃ الذہبیہ فی احوال اکابر نقشبندیۃ المجددیہ

حصہ اول مجموعہ حالات ومقامات امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ۔

بدر الشروح ۔یعنے شرح دیوان حافظ مجتبائی

پنج گنج ملفوظات خواجگان چشت

اہل بہشت مجتبائی۔

عشرہ کاملہ ۔مجتبائی۔ تصوف مین یہ بڑی نایاب کتاب ہے۔ حضرت شاہ کلیم اللہ صاحب جہان آبادی کی تصنیف سے ہے۔ چونکہ یہ کتاب عربی زبان مین تھی اور ہماری ہندوستانی بھائی اُس سے فائدہ نہین اوٹھا سکتے تھے۔ اس لیے مطبع نے اس کا اردو ترجمہ کرکے چھاپا ہے۔ اور اصل متن کو بھی اس طرح قائم رکھا ہے۔ کہ اول نصف صفحہ کے قریب اصل متن اور پھر اُسکے نیچے بامحاورہ اردو ترجمہ کیا ہے۔

فیض سبحانی ۔ترجمہ اُردو فتح الربانی مجتبائی اسمین پیران پیر صاحب کے خطبے ہین۔

گنجینۂ معرفت ۔ترجمہ اردو کیمیائے سعادت مجتبائی یہ ترجمہ قابل دید ہے۔

نزہتہ الارواح فارسی محشی بحاشیہ جدید مجتبائی۔ تصوف مین بڑی نایاب کتاب ہے اس قسم کی کتاب آجتک دیکھنے مین نہین آئی۔

انیس المجالس جس مین بڑے بڑے عمدہ وعظ ونصائح اور حکایات متعلقہ عجیب وغریب ہین جیسکے مطالعہ سے پورا واعظ بن سکتا ہے علامہ جلال الدین سیوطی کی تالیف سے ہے مطبع نے اس کتاب کا اردو ترجمہ کراکر نصف صفحہ مین اصل کتاب اور نصف صفحہ مین اُسکا ترجمہ رکھا ہے۔

خیر المؤانس ترجمہ اردو نزہتہ المجالس

یہ کتاب واعظون کے واسطے نہایت ہی کار آمد ہے اور وعظ ونصیحت کی دوسری کتابون سے بے پروا کردینے والی مبسوط کتاب اور جامع کتاب ہے اسکا ایک ایک بیان ایسا بسیط اور مسلسل بیان ہے جسکو واعظ نہایت خوش اسلوبی سے بیان کرسکتا ہے جس باب یا فصل جس عنوان سے شروع کیا ہے۔ اُسکے مناسب اول نصوص قرآنیہ سے استدلال کرکے احادیث صحیحہ مع حوالہ کتب بیان کی ہین پھر صحابہ کرام کے صحیح صحیح آثار اور اُسکے ضمن مین اکابر کے حالات اور بھی سوانح عمریان درج ہین اسکے بعد گزشتہ ناموران اسلام کے ولولہ انگیز واقعات سلف صالحین کے تعجب خیز حالات اگلے زمانہ کے لوگون کے عبرت افزا حکایات عجیب پیرایہ سے روایت کی ہین اور ہر ایک جملہ کے متعلق بیشمار فوائد اور لطائف بے انتہا نکات وحقائق فقہی مسائل طبی معلومات جسمانی امراض کی تحقیق اُن کے متعلق مجرب آزمودہ نسخجات صحیح اور ماثورہ عملیات دنیا کی ہر ایک چیز کی ماہیت اور خاصیت خاصکر ادویہ کے منافع وفوائد مشرح بیان کیے ہین۔ آخر مین جناب رسول اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے ابتدار پیدائش سے سن وفات تک کے صحیح صحیح وجہ خلفار اربعہ کے مناقب وفضائل خوب شرح وبسط سے لکھے ہین۔ خلاصہ یہ ہے کہ ابتک ایسی جامع اور واعظون کے مفید اور کار آمد کتاب دیکھنے مین نہین آئی۔ اسکا مطالعہ کرنیوالا تمام علوم سے واقف ہو سکتا ہے اور وہ مضامین بیان کرسکتا ہے۔ جو ایک بڑا عالم تسلسل بیان کرسکے یہ کتاب عربی زبان مین تھی مطبع نے تمام مسلمانون اور خصوصاً واعظون کے لیے سلیس اردو زبان مین اسکا ترجمہ کرایا ہے اور دو جلدون مین معہ فہرست ہر بیان اسکو چھاپا ہے۔

درۃ الناصحین مع ترجمہ اردو تحفۃ الواعظین

مجتبائی۔ درۃ الناصحین اصل کتاب عربی نصف صفحہ مین ہے اور نصف صفحہ مین اسکا اُردو ترجمہ بامحاورہ سلیس وعام فہم زبان مین وعظ وپند کے سلسلہ مین اکثر کتابین دیکھی گئی ہین مگر یہ کتاب اپنے طرز مین بالکل نئی ہے مؤلف نے قرآن شریف کی بیشتر آیات کی تفسیر علے الترتیب نہایت خوبی اور متانت کے ساتھ معتبر اور متداول تفاسیر سے کی ہے پھر آیت کے متعلق نبی کریم صلعم کی احادیث صحابہ کے آثار وآئمہ مذاہب کے اقوال بزرگان سلف کی حکایات مشائخ کبار کے دل آویز مقولے مذہبی مقتداؤن کی حکیمانہ نصیحتین اس کثرت سے ذکر کی ہین کہ جن کا احاطہ دشوار ہے۔

فردوس آسیہ معروف بہ خواص خمسہ

از مولوی عبد الرب اس مین پانچ حاسہ قائم کیے ہین اول حاسہ مین حضرت ابو بکر صدیق کے فضائل ومناقب صحیح حدیثون اور معتبر کتب تواریخ سے نقل کیے ہین۔ دوسرے تیسرے چوتھے مین خلفار ثلثہ کے بالترتیب مناقب ومحاسن بیان کیے ہین اور پانچوین حاسہ مین اہل بیت کے فضائل۔ اور محامد اور حسنین کی شہادت کے مفصل حالات ہین۔ یہ کتاب واعظون کے واسطے بہت مفید ہے۔

نافع المسلمین ۔ترجمہ اُردو وانیس الواعظین مجتبائی اسمین چالیس خطبے زبردست ہین۔

مختصر فہرست کتب خانہ تجارت مطبع مجتبائی دہلی

کنز الدقائق مع حواشی مفیدہ کے یہ کنز الدقائق اپنی تمام شروح کی حامل ہے۔

در مختار و علیٰ حاشیہ کشف الاستار

چونکہ کتاب ایک معتبر فتاوی اور جزئیات مسائل کو حاوی ہے اور ہر ایک مفتی و عالم کو اسکی ضرورت رہتی ہے اسلیے مطبع ہذا نے بصرف زر کثیر اولاً اسکے متن کی تصحیح چند صحیح نسخوں سے کرائی۔ ثانیاً عجیب و غریب اسکا تحشیہ تالیف کرایا جو بجائے خود ایک شرح ہے **حل عبارات** در المختار بعینہٖ شامی سے کیا گیا ہے **حل لغات** صراح۔ قاموس۔ مجمع بحار الانوار وغیرہ سے **تحقیق مسائل** بڑی بڑی معتبر کتابوں سے جنمیں سے بعض کے نام دیباچہ میں لکھے گئے ہیں اور جن کتابوں سے مدد لی گئی ہے اکا ذکر بھی آخر کتاب میں ثبت ہے۔ **قول محقق** ہر مسئلہ پر لکھا گیا ہے جو مسئلہ کتاب کے متعلق اتنی سعی کی گئی ہے کہ پھر شامی دیکھنے کی ضرورت نہیں کوئی مسئلہ ادھورا نہیں چھوڑا گیا **طرز محققانہ** ہے ہر بات میں انصاف اور تحقیق مد نظر رکھی گئی ہے جسکی خوبیاں شائقین مطالعہ سے معلوم کرینگے اور ہماری محنت اور جانفشانی کی داد دیکر دعائے خیر سے یاد رکھینگے **اس کے علاوہ** فقہ اصلی سے لیکر ہدایہ تک کسی متن یا حاشیہ میں امام اعظم ابو حنیفہؒ کے متعلق کوئی تذکرہ نہ تھا صرف اسی کتاب میں تھا اسلیے اس خاص ذکر کو بہت خوبی سے لکھا ہے امام اور ان کے شاگردوں کی توثیق اور تعدیل انھیں کے قول سے کی ہے جو مقابل لائے گئے ہیں مناظرات اور فی التنبیہ جوابات مخصوص سے خالی نہیں ہیں آخر میں امام صاحب کے شاگردوں کی مختصر فہرست بھی دی ہے جنمیں اکثر امام بخاری رحمہ اللہ کے شیوخ ہیں۔

فتاوی عالمگیری مطبوعہ مطبع مصر

فتاوی قاضیخان کامل۔

قدوری مع حاشیہ التنقیح الضروری مجتبائی۔

تنقیح الرواۃ فی تخریج احادیث المشکوٰۃ

مشکوٰۃ جسکے نام سے اکثر اہل اسلام واقف ہیں اور جسکے پڑھنے پڑھانے سے ہر ملک کا چھوٹا بڑا کوئی دینی مدرسہ خالی نہیں ہے یہ کتاب علامہ ولی الدین محمد بن عبد اللہ خطیب تبریزی نے سنہ ۷۳۷ھ میں اپنے دینی بھائی حسین بن عبد اللہ طیبی کے مشورہ کے موافق تالیف فرمائی اور اسی زمانہ میں علامہ حسین بن عبد اللہ طیبی نے مشکوٰۃ کی شرح لکھی اور اسکے بعد توربشتی لمعات مرقات وغیرہ وغیرہ خاص خاص علما نے مشکوٰۃ کی شروح بڑی کوشش سے تالیف کیں لیکن مولف مشکوٰۃ نے اپنی کتاب مشکوٰۃ کے دیباچہ میں یہ ایک ضروری بات جتلائی تھی کہ مشکوٰۃ کی جن حدیثوں کی سند کا حال مولف مذکور کو معلوم نہیں ہوا ان حدیثوں کی صحت و ضعف کو مولف نے اپنی کتاب میں بیان نہیں کیا اور مولف مذکور نے جہاں یہ بات جتلائی تھی ساتھ اسکے اپنی خواہش ظاہر کی تھی کہ اگر کوئی صاحب مشکوٰۃ کے عام نفع کی اصالت منتظرہ کو رفع کر دینگے تو موجب اجر عظیم ہے غرضکہ باوجود مولف مشکوٰۃ کے اس خواہش کی مشکوٰۃ کی جو شرحیں لکھی گئیں انمیں کسی شارح نے بالالتزام مشکوٰۃ کی حالت منتظرہ مذکورہ کو دفع کر کے مولف مشکوٰۃ کی خواہش مذکورہ کو پورا کرنے کی جانب اپنی توجہ کو مبذول نہیں کیا اسلیے راقم الحروف کا ایک مدت سے یہ قصد تھا کہ مشکوٰۃ کی یہ حالت منتظرہ رفع ہو کر مولف مشکوٰۃ کی سینکڑوں برس کی آرزو پوری ہو جاوے تو اس سے مشکوٰۃ کے پڑھنے پڑھانے والوں کو بڑا فائدہ پہنچیگا اللہ کا شکر ہے کہ حال میں راقم کا وہ قصد پورا ہوا کہ احقر کے کتبخانہ میں لمعات کا ایک قلمی نسخہ موجود تھا احقر نے عالیجناب جناب مولوی احمد حسن صاحب تحصیلدار پنشنر سرکار نظام کو ولقصد کے پیش کیا اور تنقیح الرواۃ کی تالیف کی ایک نفع مد

تحریک کی جس سے یہ تالیف اور مولف مشکوٰۃ کی دیرینہ خواہش پوری ہو گئی مرقاۃ مطبوعہ مصر شائع ہو گئی ہے جو سکا بیان صحت و ضعف احادیث کے باقی مطالب مشکوٰۃ کے حل کیلیے کافی ہے اسلیے تنقیح الرواۃ میں بیان صحت و ضعف احادیث کو مقصود بالذات قرار دیا گیا اور بقیہ مطالب کے بیان سے کتاب کو طول نہیں کیا گیا کیونکہ مرقاۃ کے شائع ہو جانیکے بعد زیادہ ضرورت اسی کی تھی اس تخریج میں جو امور ملحوظ رکھے گئے ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔ (۱) جو حدیث چند کتابوں میں مروی تھی اور صاحب مشکوٰۃ نے بنظر اختصار صرف ایک کا نام دیا تھا ان متروکہ کتابوں کا نام اس تخریج میں بتلا دیا گیا ہے تاکہ حدیث کی تخریج پوری ہو جاوے تکمیل تخریج کے خیال سے یہ التزام فصل اول میں بھی اس لیے جاری رکھا گیا ہے کہ فصل اول کی احادیث سے اور دیگر روایات کو تقویت ہو جاوے (۲) جس حدیث کی سند کے کسی راوی میں ائمہ جرح نے کچھ جرح کی تھی وہ بیان کر دی گئی ہے اور اسی طرح ائمہ تعدیل نے جس کسی اس راوی کی توثیق کی تھی وہ بھی بیان کر دی گئی ہے اور جہانتک ممکن تھا ضعیف الاسناد حدیث کی تقویت جید الاسناد حدیث سے کی گئی ہے (۳) دو حدیثوں میں جہاں کہیں ظاہری تعارض تھا معتبر قول سے ان دونوں حدیثوں کی وجہ تطبیق میں احادیث کو بیان کر دیا گیا ہے (۴) لغات مشکلہ کو نہایہ مجمع البحار وغیرہ سے حل کر دیا گیا ہے (۵) جن کتابوں سے اس تخریج کا کوئی مطلب لیا گیا ہے ہر قول کے آخر پر ان کتابوں کا نام بتلا دیا گیا ہے تاکہ عند الضرورت اصل کتاب سے بھی مل سکے (۶) مشکوٰۃ کی احادیث جن کتابوں سے صاحب مشکوٰۃ نے نقل کی ہیں ان مصنفوں کی پیدائش و وفات کا سن اور مختصر احوال بھی بتلا دیا گیا ہے (۷) ان امور کے ذہن نشین ہو جانیکے بعد ہماری نظر میں شناسی کی [illegible]

کہ اس تخریج سے پہلے مشکوٰۃ کی مندرجہ الاسناد احادیث کے پڑھنے سے طلبہ کی معلومات حدیثی کا کیا حال تھا اور اب مع اس تخریج کے جو طلبہ مشکوٰۃ پڑھینگے تو انکی وہ معلومات کس درجہ تک صحیح ترقی ہو گی۔ اس تخریج کے ظاہر منی کے اوپر کامل مشکوٰۃ ہو اور نیچے حدیث وار تخریج۔ اس تخریج کے چار حصے کیے گئے ہیں پہلا حصہ کتاب الایمان سے آخر کتاب الصلاۃ تک چھپکر تیار ہے جسکا حجم ۸ جز کلان ہے اور قیمت بلا محصول عکر باقی کے تین حصے زیر طبع ہیں اس کتاب کی تقطیع ۲۰×۲۶ و صفحہ لکھائی چھپائی صحت کامل۔ ربع اول کے نمونہ کے طور پر منگوانے سے معلوم ہو سکتا ہے

در مختار الافندی مع حواشی عبد الحکیم سیالکوٹی نور الانوار مع حاشیہ قمر الاقمار مجتبائی

کتاب انوار الاعمال۔ دیلی بڑی معتبر کتاب ہے

تحریر المختار لرد المحتار مولانا رافعی مفتی مصر

التربیۃ والآداب الشرعیۃ۔ مجتبائی

جامع صغیر از امام محمد رح۔

جوہرہ نیرہ شرح قدوری مجتبائی۔

خلاصۃ الفتاوی۔ عربی کامل عبد الرشید بخاری مع مجموعۃ الفتاوی مولانا عبد الحی لکھنوی

نفع المفتی والسائل مجتبائی

الدرۃ العباسیہ فی العقائد والعبادات الدینیہ مجتبائی

شرح فقہ اکبر للعلامۃ ابی المنتہی۔ مجتبائی۔

شرح وقایہ۔ مع عمدۃ الرعایہ محشی بحواشی مولوی عبد الحی مرحوم ہر چہار جلد مجتبائی۔

شامی مطبوعہ مصر

صغیری شرح منیۃ المصلی مع حواشی وغیرہ مجتبائی

کبیری شرح منیۃ المصلی مجتبائی

سعایہ شرح۔ شرح وقایہ کامل عدد دو جلد

عینی شرح کنز و بحاشیہ طائی کنز مصری

فتاوی مہدیہ مفتی مصر۔

مجموعہ فتاوی اعلیحضرت مولوی محمد شمس الحق تتمہ ملتقط و الفتاوی۔ مجتبائی

محمد عبد الاحد حنفی صدر مطبع مجتبائی دہلی۔ ماہ جمادی الثانی ۱۳۳۳ھ ۱۹۱۵ء

جملہ علوم و فنون کی کتابیں مطبع مجتبائی دہلی سے ملینگی۔ وی پی کے ذریعہ سے گھر بیٹھے کتابیں منگا سکتے ہیں بڑی فہرست۔ ہر کا خط آنے پر روانہ کی جاوے گی۔

جلد

الله يجتبي إليه من يشاء ويهدي إليه من ينيب

چون اساس علوم حکمیه علوم قرآن است و ازین امر توجه علما امت هندوستان بخدمتش از قدیم زمان است و از جمله علوم خادم قرآن ... علم تفسیر و تبیان است و ... کتب این فن تجدد ضرورت و مذاق اهل عصر ... تبیان قرآن است

بيان القرآن

است بیان و برهان ... حاوی آن طرز عنوان است این طبع از آن است بنا علیه کتاب مذکور مع ترجمه بین السطور در اول حصه صفحه و تکریر متن مع تکریر ترجمه و تقریر تفسیر بقید امتیاز مابین ترجمه و تفسیر در دومی حصه حواشی عربیه بر حصه سفلی صفحه ... عیشتالیان و قاریان و شائقان است باهتمام محمد عبد الاحد قد طبع

في المطبع المجتبائي الواقع في بلدة دهلي

مختصر فہرست کتب خانہ تجارت مطبع مجتبائی دہلی

تالیفات مولانا مولوی محمد اشرف علی صاحب

القول البدیع متعلقہ جمعہ اور عیدین وغیرہ
اکسیر فی اثبات التقدیر۔
الاقتصاد فی التقلید والاجتہاد۔
اصلاح الرسوم مع ضمیمہ مجتبائی۔ رسوم مروجہ زمانہ کی تحقیق جواز و ناجواز اس مین پیدائش سے لیکر مرنے تک جس قدر رسوم اب شائع ہو گئے ہین اُن سب کی تردید مدلل بدلائل شرعیہ ہے۔
اوراد رحمانی واذکار سبحانی مجتبائی فضائل تسبیح وتحمید وتکبیر مین۔
بہشتی زیور کامل احصون مین جداگانہ ہر حصہ ۳ر کو مل سکتا ہے دس حصے تک اور حصہ الیعنے بہشتی گوہر ۱ر کو ملتا ہے۔
بہشتی گوہر اسمین مردون کے متعلق مسائل ہین
تفسیر بیان القرآن۔ مجتبائی جس مین ہر قسم کے شبہات کا جواب دیا گیا ہے اور آج تک اس طرح کی تفسیر نہین چھپی بارہ جلد دن مین ختم ہے خریدارون کی سہولت کے لیے کم وبیش ڈہائی ڈہائی پارون کی ایک ایک جلد کر دی ہے پہلی جلد ۱۲ جزو کلان کاغذ ولایتی پر ہے۔
ایضاً جلد دوم ۱۲ر
ایضاً جلد سوم .... عہ
ایضاً جلد چہارم ۱۲ر
ایضاً جلد پنجم .... عہ
ایضاً جلد ششم ۱۲ر
ایضاً جلد ہفتم ۱ر
ایضاً جلد ہشتم .... عہ
ایضاً جلد نہم .... عہ

ایضاً جلد دوازدہم
تحقیق تعلیم انگریزی۔ اردو
تنشیط الطبع فی اجراء السبع مجتبائی اختلاف قرأت اور ساتون قرأتون کے معلوم ہونے کی ترکیب اور قاعدے اور قانون۔
تعلیم الدین معاش ومعاد کے طریقے۔
جزاء الاعمال۔
حفظ الایمان چند ضروری مسائل کا جواب
حق السماع مجتبائی در تحقیق جواز وعدم جواز سماع۔
حقوق الاسلام۔ یعنی آپس کے حقوق
خطب ماثورہ۔
رونمائے مثنوی مجتبائی۔
سبق الغایات فی نسق الآیات عربی ربط آیات مین بے نظیر کتاب ہے مجتبائی
صفائی معاملات احکام وادستند
فروع الایمان۔
فتاوائے اشرفیہ حصہ اول
ایضاً حصہ دوم
قصد السبیل الی المولی الجلیل تصوف وسلوک مین۔
قصہ حضرت موسی وابراہیم المسمی بالترتیب اللطیف فی قصۃ الکلیم والحنیف مجتبائی
کرامات امدادیہ۔
کمالات امدادیہ۔
کلید مثنوی شرح مثنوی مولانا روم حامل المتن بزبان اردو نہایت سلیس اور مطلب خیز ومختصر تقریر مین شرح لکھی گئی ہے۔ نصف دفتر اول
ایضاً حصہ دوم بقیہ حصہ اول۔
مناجات مقبول مع ترجمہ مناجات عند الله

اعمال قرآنی۔ اسرار آسمانی۔ آثار تبیانی خواص قرآنی معہ ضمیمہ لاثانی وتعویذات مفید عام مجتبائی
مجموعہ تلخیصات عشر۔ مجتبائی۔ یہ مجموعہ مولانا مولوی اشرف علی صاحب کی مجوزہ کورس عربی کا ایک حصہ ہے جس مین حسب ذیل دس کتب درج کی گئی ہین یعنی تلخیص المراۃ۔ تلخیص الشریفیہ تسہیل المعانی تلخیص المنار المشار دراتیہ الحکمۃ تلخیص ہدایۃ الحکمۃ۔ تلخیص البلیہ تذییل شرح عقائد عشرۃ طروس اس آخر رسالہ مین زیادہ حصہ تاریخ کا ہے اور بہت سی اصطلاحات پر مشتمل ہے۔ جنکی ضرورت طلبا اور مدرسین کو اکثر ہوتی ہے اور واقف ہونے پر بہت سے مسائل حل ہو جاتے ہین۔ اور پوری کیفیت ان رسالونکی نقشہ ضمان التکمیل سے جو اس کتاب کے شروع مین ہے اچھی طرح معلوم ہو سکتی ہے۔ یہ بہت ہی مفید مجموعہ ہے۔
مجموعہ فتاوے مولوی محمد اشرف علی صاحب مسمی امداد الفتاوے مجتبائی اس مین بہت مختصر چند مسئلے فتاوی اشرفیہ کے نام سے چھپے تھے۔ اب یہ مجموعہ کامل جو کہ چار جلدین ضخیم ہین اس کے کل مسائل فقہی ابواب کے مرتب ہین زمانہ حال کی ضرورتون کے لحاظ سے جزئی مسائل بکثرت ہین۔ جو پہلے لوگون کے فتاوون مین نہین یہ ایک مستند فتاوی ہے نہایت اہتمام سے چھاپا گیا ہے کامل۔ در چار جلد۔ ان جلدون کے علاوہ دیگر فتاوی علٰحدہ تتمہ اولی اور تتمہ ثانیہ کے نام سے زیر طبع ہین۔
تتمہ اولے امداد الفتاوی زیر طبع اس مین مولانا الصدر کے فتاوی ۱۳۲۵ھ سے

جمع کیے گئے ہین اس تتمہ کے فتوون کو بھی مثل اصل کتاب کے یعنی فتاوی امدادیہ کے فقہی ابواب پر مرتب کیا گیا ہے چار بابون پر منقسم کرکے اول مین طہارت کے مسائل ثانی مین نکاح کے ثالث مین بیع کے رابعہ مین شفعہ کے اس ترتیب مین بڑا فائدہ یہ ہے کہ ہر ایک طرح کا فتوی دیکھنے والے کو بسہولت مل سکتا ہے۔
تتمہ ثانیہ مجموعہ امداد الفتاوے ۱۳۳۲ھ دو سال کے یکجائی جمع مین مجتبائی زیر طبع۔

حوادث الفتاوی مجتبائی زیر طبع۔

کنز الدقائق مع شرح عربی مسمی بہ کنوز الحقائق اس کتاب کو اس مطبع نے نہایت درجہ اہتمام کے ساتھ تمام شروح معتبرہ مثل عینی۔ مستخلص۔ فتح المعین۔ بحر الرائق۔ بڑی بڑی نایاب کتابون سے محشی کیا تھا۔ پہلی ایڈیشن اسکی بہت جلد فروخت ہو گئین چنانچہ اسکو دو سال کے اہتمام بلیغ از سر نو تیار کیا گیا ہے۔ ۳۲ جزو کلان تقطیع پر یہ کتاب ختم ہوئی ہے

احسن المسائل اردو ترجمہ کنز الدقائق مجتبائی۔ کنز کے اردو ترجمے اورون نے بھی کیے ہین مگر یہ ترجمہ فاضل اجل مولانا مولوی محمد احسن کا ہے حرف بحرف کنز الدقائق مطبوعہ کے موافق یہ ترجمہ ہوا ہے جابجا مترجم نے وضاحت وتصریح کی ہے اور اسکی مطابقت عینی سے بھی کی گئی ہے ترجمہ بامحاورہ اور اس سے بہتر کنز کا سلیس اردو مین عام فہم نہین ہوا ہے۔

رمضان آفندی مع حواشی مولانا عبد الحکیم

فہرست مضامین منصوصۂ قرآنیہ تفسیر بیان القرآن جلد دوازدہم

ضمیمہ

[illegible] حاشیہ بیان القرآن از جلد ۱۰ تا ۱۲ تین جلدوں [illegible] کے ساتھ منضم ہے۔

یادداشت

یہ حاشیہ بیان القرآن [illegible] تین جلدوں کا نویں جلد کے ساتھ منضم ہے اور [illegible] تک تین جلدوں کا دسویں جلد کے ساتھ منسلک ہے اور [illegible] تک تین جلدوں کا [illegible] کے ساتھ منضم ہے۔

سورۃ الصف مدنیۃ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — وهی اربع عشرة آية

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو کہ نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝

سب چیزیں اللہ کی پاکی بیان کرتی ہیں جو کچھ آسمانوں میں ہیں اور جو کچھ زمین میں ہیں۔ اور وہی زبردست حکمت والا ہے۔ اے ایمان والو ایسی بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو

كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ

خدا کے نزدیک یہ بات بہت ناراضی کی ہے کہ ایسی بات کہو جو کرو نہیں۔ اللہ تعالیٰ تو ان لوگوں کو پسند کرتا ہے جو اس کے رستہ میں اس طرح مل کر لڑتے ہیں کہ گویا

بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ۝ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِيْ وَقَدْ تَّعْلَمُوْنَ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ ۭ فَلَمَّا زَاغُوْۤا

وہ ایک عمارت ہے جس میں سیسہ پلایا گیا ہے۔ اور وہ وقت قابل ذکر ہے جبکہ موسیٰ نے اپنی قوم سے فرمایا کہ اے میری قوم مجھ کو کیوں ایذا پہنچاتے ہو حالانکہ تم کو معلوم ہے کہ میں تمہارے پاس اللہ کا بھیجا ہوا آیا ہوں۔ پھر جب وہ لوگ ٹیڑھے ہی رہے

اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْۤ اِسْرَاۗءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ

تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو اور ٹیڑھا کر دیا اور اللہ تعالیٰ ایسے نافرمانوں کو ہدایت نہیں دیتا۔ اور جبکہ عیسیٰ بن مریم نے فرمایا کہ اے بنی اسرائیل میں تمہارے پاس اللہ کا بھیجا ہوا

اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ ۭ فَلَمَّا جَاۗءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ

آیا ہوں کہ مجھ سے پہلے جو توراۃ ہے میں اس کی تصدیق کرنے والا ہوں اور میرے بعد جو ایک رسول آنے والے ہیں جن کا نام احمد ہوگا میں ان کی بشارت دینے والا ہوں۔ پھر جب وہ ان لوگوں کے پاس کھلی دلیلیں لائے

قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُوَ يُدْعٰۤى اِلَى الْاِسْلَامِ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي

تو وہ لوگ کہنے لگے کہ یہ صریح جادو ہے۔ اور اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے حالانکہ وہ اسلام کی طرف بلایا جاتا ہو۔ اور اللہ ایسے ظالم لوگوں کو

الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِــُٔـوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْۤ اَرْسَلَ

ہدایت نہیں دیا کرتا۔ یہ لوگ یوں چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے بجھا دیں حالانکہ اللہ اپنے نور کو کمال تک پہنچا کر رہے گا گو کافر لوگ کیسے ہی ناخوش ہوں۔ وہ اللہ ایسا ہے جس نے

رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝ ع

اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا ہے تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کر دے گو مشرک کیسے ہی ناخوش ہوں

سورۃ الصف مدنیۃ وآیہا اربع عشر کذا فی البیضاوی

اوپر کی سورت میں کفار سے دوستی نہ رکھنے کا ذکر تھا اس سورۃ میں کفار سے مقاتلہ کا ذکر ہے اور کچھ مضمون تبعیت میں مذکور ہے

ترغیب قتال کفار و تاکید شکر توحید و اثبات رسالت مع اشارہ باستحقاق کفار مر قتال را

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ۝ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِيْ وَقَدْ تَّعْلَمُوْنَ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ ۭ فَلَمَّا زَاغُوْۤا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْۤ اِسْرَاۗءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ ۭ فَلَمَّا جَاۗءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُوَ يُدْعٰۤى اِلَى الْاِسْلَامِ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِــُٔـوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝

البلاغۃ قولہ یابنی اسرائیل ولم یقل یا قوم اشارۃ الی انہ عامل بالتوراۃ وانہ مشعر فی انہ من قوم موسی علیہ السلام حیثما النفسیۃ بانہ لا اتباع لہ ولا قوم وفیہ من الاستعطاف ما فیہ۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ تِجَارَةٍ تُنجِيكُم مِّنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿١٠﴾ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُجَاهِدُونَ

اے ایمان والو کیا میں تم کو ایسی سوداگری بتلاؤں جو تم کو ایک دردناک عذاب سے بچالے تم لوگ اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ میں

فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿١١﴾ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ

اپنے مال اور جان سے جہاد کرو یہ تمہارے لئے بہت ہی بہتر ہے اگر تم کچھ سمجھ رکھتے ہو وہ تمہارے گناہ معاف کرے گا اور تم کو ایسے باغوں میں

جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَمَسَاكِنَ طَيِّبَةً فِي جَنَّاتِ عَدْنٍ ۚ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿١٢﴾ وَأُخْرَىٰ تُحِبُّونَهَا ۖ

داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور عمدہ مکانوں میں جو ہمیشہ رہنے کے باغوں میں ہوں گے یہ بڑی کامیابی ہے اور ایک اور بھی ہے جس کو تم پسند کرتے ہو

نَصْرٌ مِّنَ اللَّهِ وَفَتْحٌ قَرِيبٌ ۗ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٣﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا أَنصَارَ اللَّهِ كَمَا قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ

اللہ کی طرف سے مدد اور جلدی فتحیابی اور آپ مومنین کو بشارت دیجئے اے ایمان والو تم اللہ کے مددگار ہو جاؤ جیسا عیسیٰ بن مریم نے حواریین

لِلْحَوَارِيِّينَ مَنْ أَنصَارِي إِلَى اللَّهِ ۖ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنصَارُ اللَّهِ ۖ فَآمَنَت طَّائِفَةٌ مِّن بَنِي إِسْرَائِيلَ وَكَفَرَت

سے فرمایا کہ اللہ کے واسطے میرا کون مددگار ہوتا ہے وہ حواری بولے ہم اللہ کے مددگار ہیں سو بنی اسرائیل میں سے کچھ لوگ ایمان لائے اور کچھ لوگ

طَّائِفَةٌ ۖ فَأَيَّدْنَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَىٰ عَدُوِّهِمْ فَأَصْبَحُوا ظَاهِرِينَ ﴿١٤﴾

منکر رہے سو ہم نے ایمان والوں کی ان کے دشمنوں کے مقابلہ میں تائید کی سو وہ غالب ہوگئے

ملحقات الترجمۃ — ۲ ع ۵ ۱۰ — **لہ قولہ** [illegible]

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ تِجَارَةٍ تُنجِيكُم مِّنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَمَسَاكِنَ طَيِّبَةً فِي جَنَّاتِ عَدْنٍ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ وَأُخْرَىٰ تُحِبُّونَهَا نَصْرٌ مِّنَ اللَّهِ وَفَتْحٌ قَرِيبٌ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا أَنصَارَ اللَّهِ كَمَا قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيِّينَ مَنْ أَنصَارِي إِلَى اللَّهِ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنصَارُ اللَّهِ فَآمَنَت طَّائِفَةٌ مِّن بَنِي إِسْرَائِيلَ وَكَفَرَت طَّائِفَةٌ فَأَيَّدْنَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَىٰ عَدُوِّهِمْ فَأَصْبَحُوا ظَاهِرِينَ — سب چیزیں اللہ کی پاکی بیان کرتی ہیں قالاً یا حالاً جو کچھ آسمانوں میں ہیں اور جو کچھ زمین میں ہیں اور وہی زبردست حکمت والا ہے پس جو ایسا باعظمت و شان ہو اس کی اطاعت ہر حکم میں ضروری ہے جنمیں سے ایک حکم جہاد کا ہے جو اس سورت میں مذکور ہے جسکے نزول کا سبب موافق روایات درمنثور یہ ہوا کہ بعض مسلمانوں نے باہم تذکرہ کیا کہ اگر ہم کو کوئی ایسا عمل معلوم ہو جو حق تعالیٰ کے نزدیک نہایت محبوب ہو تو ہم اس کو عمل میں لاویں اور اس کے قبل جہاد احد میں بعض لوگ بھاگ گئے تھے جس کا قصہ سورۂ آل عمران میں ہے اور نیز وقت نزول حکم جہاد کے بعض کو وہ حکم گراں گذرا تھا جس کا قصہ سورۂ نساء میں ہے [illegible] واللہ اعلم کما فی الاتقان اسپر ارشاد ہے کہ اے ایمان والو ایسی بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو خدا کے نزدیک یہ بات بہت ناراضی کی ہے کہ ایسی بات کہو جو کرو نہیں اللہ تعالیٰ تو ان لوگوں کو (خاص طور پر) پسند کرتا ہے جو اس کی راہ میں اس طرح مل کر لڑتے ہیں کہ گویا وہ ایک عمارت ہے جس میں سیسہ پلایا گیا ہے (یعنی یہ عمارت مستحکم ہوتی ہے) اسی طرح وہ مجاہدین دشمن کے مقابلہ سے ہٹتے نہیں مطلب یہ ہوا کہ تم جو کہتے ہو کہ ہم کو احب الاعمال معلوم ہوتا سو احب الاعمال تو جہاد ہی ہے اسکے نزول کے وقت [illegible] ہوتی تھی اور احد میں کیوں بھاگ گئے تھے باوجود ان تمام امور کے پیش نظر ہونے کے نہایت نازیبا بات ہے [illegible] دعوے کی باتیں کرنا جس کا خلاف ہو [illegible] ہے پس یہاں زجر تصلف اور لاف زنی پر ہے اور وعظ ملا عمل [illegible] مفہوم سے خارج ہے اور آگے کفار کے مستحق قتل و قتال ہونے کی علت کہ ایذاء و تکذیب و مخالفت ہے بیان فرمانا مقصود ہے اور اسی کی مناسبت سے موسیٰ علیہ السلام و عیسیٰ علیہ السلام کا قصہ فرماتے ہیں پس ارشاد ہے کہ وہ وقت قابل ذکر ہے جبکہ موسیٰ علیہ السلام نے

النحو [illegible] **البلاغۃ**	[illegible]

اپنی قوم سے فرمایا کہ اے میری قوم مجھکو کیوں ایذا پہونچاتے ہو حالانکہ تم کو معلوم ہے کہ میں تمہارے پاس اللہ کا بھیجا ہوا آیا ہوں (وہ ایذائیں مختلف طور پر تھیں جن میں سے بعض بعض قرآن مجید میں بھی خصوص سورہ بقر میں مذکور ہیں اور حاصل اُن سب کا عصیان اور مخالفت ہے) پھر جب (اس فہمایش پر بھی) وہ لوگ ٹیڑھے ہی رہے (اور راہ پر نہ آئے) تو اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں کو اور (زیادہ) ٹیڑھا کردیا (یعنی مادہ مخالفت اور عصیان کا اور زیادہ بڑھ گیا جیساکہ قاعدہ ہو کہ دوام علی العصیان سے انابت اور اطاعت سے روزانہ بُعد ہوتا جاتا ہے) اور اللہ تعالیٰ (کا معمول ہے کہ وہ) ایسے نافرمانوں کو ہدایت (کی توفیق) نہیں دیتا (اسی طرح یہ لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو انواع مخالفت سے ایذائیں پہونچاتے ہیں اس لیے ان کا زیغ اور فسق متزاید ہوتا جاتا ہے کہ امید اصلاح نہیں رہی پس ان کے فساد مٹانے کے لیے قتال کا حکم دینا مصلحت ہوا) اور (اسی طرح وہ وقت بھی قابل تذکرہ ہے) جبکہ عیسے بن مریم (علیہ السلام) نے (ارشاد) فرمایا

کہ اے بنی اسرائیل میں تمہارے پاس اللہ کا بھیجا ہوا آیا ہوں کہ مجھ سے جو پہلے توراۃ (آچکی) ہے میں اُس کی تصدیق کرنے والا ہوں اور میرے بعد جو ایک رسول آنے والے ہیں جن کا نام (مبارک) احمد ہوگا میں اُنکی بشارت دینے والا ہوں (مطلب اس سے احقر کے نزدیک اپنی شریعت کے احکام اور اسی شریعت کے بقار کی غایت بتلانا ہے یعنی شریعت تو میری باستثنار بعض احکام کے جو کہ مدلول ارشاد ولاحل لکم بعض الذی حرم علیکم کے ہیں احکام توریت کے ہیں تصدیق بالتوراۃ سے یہی مراد ہے یعنی تصدیق مقرون بالعمل ورنہ نفس تصدیق میں توراۃ کی کیا تخصیص ہے سب انبیار وصحف سابقہ کی تصدیق واجب ہے اور مبشراً سے غایت اپنی شریعت کے بقار کی بتلادی کہ جو رسول میرے بعد آوینگے اُن کے آنے تک میری شریعت رہیگی اور چونکہ وہ رسول مستقل ہونگے جیساکہ اُس رسول کے جو اوصاف اس بشارت میں عیسے علیہ السلام نے ارشاد فرمائے ہیں جو اجمالاً آگے آتے ہیں اُن سے اس رسول کا مستقل ہونا معلوم ہوتا ہے پس اُس کا رافع شرائع سابقہ ہونا ضروری ہے اور مقصود اس غایت کے بتلانے سے اپنی امت کی تکمیل ہدایت ہے کہ کبھی ایسا نہ ہو کہ سردست مجھ پر ایمان لاکر پھر اُس رسول کا انکار کرکے کافر ہوجاویں اور اس بشارت کا عیسے علیہ السلام سے منقول ہونا خود اہل کتاب کے بیان سے حدیثوں میں ثابت ہے چنانچہ خازن میں بروایت ابوداؤد نجاشی بادشاہ حبشہ کا جو کہ نصاریٰ کے عالم بھی تھے یہ قول آیا ہے کہ واقعی آپ ہی ہیں جن کی بشارت عیسے علیہ السلام نے دی تھی اور خازن ہی میں ترمذی سے عبد اللہ بن سلام کا قول جو کہ علمار یہود سے تھے آیا ہے کہ توریت میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صفت لکھی ہے اور یہ کہ عیسے علیہ السلام آپ کے ساتھ مدفون ہوں گے اور چونکہ عیسے علیہ السلام توراۃ کے مبلغ تھے اس لیے توراۃ میں اس بشارت کا ہونا نیز عیسے علیہ السلام سے منقول کہا جاوے گا اور مولانا رحمۃ اللہ صاحب نے اظہار الحق میں خود توراۃ کے موجودہ نسخوں سے متعدد بشارتیں نقل کی ہیں جلد دوم صفحہ ۱۰۶ مطبوعہ قسطنطنیہ اور ان مضامین کا اناجیل موجودہ میں نہ ہونا اس لیے مضر نہیں کہ حسب تحقیق علمار محققین اناجیل کے نسخے محفوظ نہیں رہے مگر تاہم جو کچھ موجود ہیں ان میں بھی اس قسم کا مضمون موجود ہے چنانچہ یوحنا کی انجیل مترجمہ عربی مطبوعہ لندن ۱۸۳۱ء و ۱۸۳۳ء کے چودھویں باب میں ہے کہ تمہارے لیے میرا جانا ہی بہتر ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو فارقلیط تمہارے پاس نہ آوے پس اگر میں جاؤں تو اُس کو تمہارے پاس بھیجدوں گا فارقلیط ترجمہ احمد کا ہے اہل کتاب کی عادت ہے کہ وہ ناموں کا بھی ترجمہ کردیتے ہیں عیسے علیہ السلام نے عبرانی میں احمد فرمایا تھا جب یونانی میں ترجمہ ہوا تو پیرکلوطوس لکھدیا جس کے معنی ہیں احمد یعنی بہت سراہا گیا یا بہت حمد کرنے والا پھر جب یونانی سے عبرانی میں ترجمہ کیا تو اُس کو فارقلیط کردیا اور بعض عبرانی نسخوں میں اب تک نام مبارک احمد موجود ہے دیکھو پادری پارکہرست کی یہ عبارت و بادحمدہ خل ھکوئیم از حمایت الاسلام مطبوعہ بریلی ۱۸۸۱ء صفحہ ۱۸۴ ترجمہ اپالوجی گاڈفری ہیگنس مطبوعہ لندن ۱۸۲۹ء اور اس فارقلیط کی نسبت اُس انجیل یوحنا میں یہ الفاظ ہیں قولہ وہ تمہیں سب چیزیں سکھاوے گا قولہ اس جہان کا سردار آتا ہے۔ قولہ وہ آکر دنیا کو گناہ پر اور راستی پر اور عدالت پر سزا دے گا۔ یہ ہیں وہ الفاظ جو نبی مستقل ہونے پر دال ہیں اور پوری بحث اس مقام کی تفسیر حقانی میں ہے اُس کا ایک تتمہ نقل کیا گیا ہے غرض عیسے علیہ السلام نے یہ ارشاد فرمایا) پھر جب (یہ تمام مضامین ارشاد فرماکر اپنی نبوت کے اثبات کے لیے) وہ (یعنی عیسے علیہ السلام) اُن لوگوں کے پاس کھلی دلیلیں لائے تو وہ لوگ (ان دلائل یعنی معجزات کی نسبت) کہنے لگے کہ یہ صریح جادو ہے (اور جادو بتاکر نبوت کی تکذیب کی کما فی المائدۃ واذ کففت بنی اسرائیل عنک اذ جئتھم بالبینٰت الخ۔ اسی طرح بعد عیسے علیہ السلام کے پھر رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے دورہ رسالت میں کفار موجودین نے آپ کی تکذیب اور مخالفت کی اور یہ ظلم عظیم ہے پس اس ظلم کا تعدیہ مٹانے کے لیے

قتال کا حکم دینا مصلحت ہوا) اور (واقعی) اُس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے حالانکہ وہ اسلام کی طرف بلایا جاتا ہو اور اللہ ایسے ظالم لوگوں کو ہدایت (کی توفیق) نہیں دیا کرتا (اللہ پر جھوٹ باندھنا یہ کہ نبوت کی تکذیب کی کیونکہ اثبات المنفی اور نفی المثبت دونوں افترار علی اللہ ہیں اور وھو یدعی الی اس لیے بڑھایا کہ اس سے زیادت

سورۃ الجمعۃ مدنیۃ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ وھی احدی عشرۃ آیۃ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں -

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ○

سب چیزیں جو کچھ کہ آسمانوں میں ہیں اور جو کچھ کہ زمین میں ہیں اللہ کی پاکی بیان کرتی ہیں جو کہ بادشاہ ہے پاک ہے زبردست ہے حکمت والا ہے -

تفضیح ہوگئی یعنی خود تو متنبہ نہ ہوا اگر تنبیہ کرنے سے بھی تنبہ نہیں ہوا - اور واللہ لا یھدی اس لیے بڑھایا کہ اُن کی حالت موجودہ اصلاح سے بعید ہوگئی اس لیے سزائے قتال ہی تجویز کیا جانا مصلحت ہوا چنانچہ جس کو اب بھی اسلام کی خبر نہ پہونچی ہو اول اُس کو دعوت اسلام کرنا چاہیے جب اس سے انکار کرے جو کہ ظاہراً علامت ناامیدی کی ہے تب جہاد مشروع ہے - آگے ترغیب جہاد کے لیے وعدۂ نصرت و غلبۂ حق اور مغلوبیت باطل ارشاد ہے کہ) یہ لوگ یوں چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور (یعنی دین اسلام) کو اپنے مُنہ سے (پھونک مارکر) بجھادیں (یعنی تدبیر عملی کے ساتھ مُنہ سے بھی رد و اعتراض کی باتیں اس غرض سے کرتے ہیں کہ دین حق کو فروغ نہ ہو اور بعض اوقات قولی شبہات مؤثر تر ہوتے ہیں - یا یہ تمثیل ہے کہ ان کی ایسی مثال ہے جیسے کوئی منہ سے نور الٰہی کو بجھانا چاہتا ہو یعنی ایسے طریقے سے بجھاوے جس میں ناکام رہے) حالانکہ اللہ اپنے نور (مذکور) کو کمال تک پہونچا کر رہیگا گو کافر لوگ کیسے ہی ناخوش ہوں (چنانچہ) وہ اللہ ایسا ہے جس نے (اسی اتمام نور کے لیے) اپنے رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) کو ہدایت (کا سامان یعنی قرآن) اور سچا دین (یعنی اسلام) دیکر (دنیا میں) بھیجا ہے تاکہ اُس (دین) کو (کہ وہی نور مذکور ہے) تمام (بقیہ) دینوں پر غالب کردے (کہ یہی اتمام ہے) گو مشرک کیسے ہی ناخوش ہوں (وقد مر تفسیر الاتمام والظھور فی سورۃ براءۃ فی مثل ھذہ الآیۃ - آگے جہاد کا ثمرہ آخرت پھر ثمرہ دنیویہ کا وعدہ کرکے ترغیب دیتے ہیں کہ) اے ایمان والو کیا میں تم کو ایسی سوداگری بتلاؤں جو تم کو ایک دردناک عذاب سے بچالے (وہ یہ ہے کہ) تم لوگ اللہ پر اور اُس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرو یہ تمہارے لیے بہت ہی بہتر ہے اگر تم کچھ سمجھ رکھتے ہو (جب ایسا کروگے تو) اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف کریگا اور تم کو (جنت کی) ایسی باغوں میں داخل کرے گا کہ جن کے نیچے نہریں جاری ہونگی اور عمدہ مکانوں میں (داخل کرے گا) جو ہمیشہ رہنے کے باغوں میں (بنے) ہوں گے یہ بڑی کامیابی ہے اور (اس ثمرہ حقیقیہ اخرویہ کے علاوہ) ایک اور ثمرہ (دنیویہ) بھی ہے کہ تم اُس کو (بھی خاص طور پر) پسند کرتے ہو (یعنی) اللہ کی طرف سے مدد اور جلدی فتحیابی (اور اس کا خاص طور پر محبوب ہونا اسلیے ہے کہ انسان طبعاً ثمرہ عاجلہ بھی چاہتا ہے) اور (اے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم) آپ (ان تمام امور کی) مؤمنین کو بشارت دیدیجیے (چنانچہ فتح و نصرت کی پیشین گوئی کا ظہور اظہر من الشمس ہے - آگے اصحاب عیسےٰ علیہ السلام کا قصہ یاد دلا کر نصرت دین کی ترغیب دیتے ہیں کہ) اے ایمان والو تم اللہ کے (دین کے) مددگار ہوجاؤ (اُس طریق سے جو تمہارے لیے مشروع ہے یعنی جہاد) جیساکہ حوارین اپنی شریعت کے طریقے کے موافق ناصر دین ہوئے تھے جبکہ لوگ کثرت سے عیسیٰ علیہ السلام کے دشمن اور مخالف تھے اور جبکہ) عیسےٰ بن مریم (علیہ السلام) نے (ان) حوارین سے فرمایا کہ اللہ کے واسطے میرا کون مددگار ہوتا ہے وہ حواری بولے ہم اللہ (کے دین) کے مددگار ہیں (چنانچہ اُن حوارین نے دین کی یہ مدد کی کہ اُسکی اشاعت میں کوشش کی) سو (اس کوشش کے بعد) بنی اسرائیل میں سے کچھ لوگ ایمان لائے اور کچھ لوگ منکر رہے (پھر اُن میں باہم اختلاف مذہبی سے عداوت اور خانہ جنگیاں ہوئیں یا مذہبی گفتگو ہوئی) سو ہم نے ایمان والوں کی اُن کے دشمنوں کے مقابلے میں تائید کی سو وہ غالب ہوگئے (اسی طرح تم دین محمدی کے لیے کوشش اور جہاد کرو - اور اگر ابتدا ان خانہ جنگیوں کی کفار کی طرف سے ہو تو دین عیسوی میں جہاد کا ہونا لازم نہیں آتا) ف حوارین اور عموم بعثت کے متعلق ایک شبہ کا جواب سورۂ آل عمران قصہ عیسےٰ علیہ السلام کی تفسیر میں گذر چکا ہے

سورۃ الجمعۃ مدنیۃ وآیھا احدی عشرۃ کذا فی البیضاوی

ربط اوپر کی سورت میں توحید و رسالت کا اثبات اور مکذبین کا مستحق عقوبت قتل ہونا مذکور تھا اس سورت کے اول میں توحید و رسالت کا اثبات اور مکذبین میں سے یہود کا جو بعنوان قوم موسیٰ اوپر کی سورۃ میں مذکور ہوئے ہیں مستحق مذمت و وعید ہونا مذکور ہے اور چونکہ ان یہود کا اصل مرض حب دُنیا تھا اسلیے مسلمانوں کو اس سے بچانے کے لیے دوسرے رکوع میں بضمن احکام جمعہ آخرت کو دنیا پر ترجیح دینے کا امر اور عکس سے نہی ارشاد ہے پس دونوں سورتوں کے اخیر میں تجارت کا ذکر ہے اول میں دینیہ کا دوسری میں دنیویہ کا

توحید و رسالت و ذم و وعید یہود مکذبین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ○

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ

وہی ہے جس نے ناخواندہ لوگوں میں اُن ہی میں سے ایک پیغمبر بھیجا جو اُن کو اللہ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سُناتے ہیں اور اُن کو پاک کرتے ہیں اور اُن کو کتاب اور دانشمندی سکھلاتے ہیں اور یہ لوگ پہلے سے

لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝ وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ

کھلی گمراہی میں تھے اور دوسروں کے لیے بھی اُن ہی میں سے جو ہنوز ان میں شامل نہیں ہوئے۔ اور وہ زبردست حکمت والا ہے۔ یہ خدا کا فضل ہے وہ فضل جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔ اور اللہ

ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝ مَثَلُ الَّذِينَ حُمِّلُوا التَّوْرَاةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا ۚ بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ

بڑے فضل والا ہے جن لوگوں کو توراۃ پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا پھر انہوں نے اس پر عمل نہیں کیا اُن کی حالت اُس گدھے کی سی حالت ہے جو بہت سی کتابیں لادے ہوئے ہے اُن لوگوں کی بُری حالت ہے

كَذَّبُوا بِآيَاتِ اللَّهِ ۚ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝ قُلْ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ هَادُوا إِن زَعَمْتُمْ أَنَّكُمْ أَوْلِيَاءُ لِلَّهِ مِن دُونِ

جنہوں نے خدا کی آیتوں کو جھٹلایا اور اللہ تعالیٰ ایسے ظالموں کو ہدایت نہیں دیا کرتا آپ کہہ دیجیے کہ اے یہودیو اگر تمہارا یہ دعویٰ ہے کہ تم بلا شرکت غیرے اللہ کے

النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝ وَلَا يَتَمَنَّوْنَهُ أَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ ۝ قُلْ إِنَّ

مقبول ہو تو تم موت کی تمنا کرو اگر تم سچے ہو اور وہ کبھی اس کی تمنا نہ کریں گے بوجہ اُن اعمال کے جو اپنے ہاتھوں سمیٹے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو خوب اطلاع ہے اِن ظالموں کی آپ کہہ دیجیے کہ

الْمَوْتَ الَّذِي تَفِرُّونَ مِنْهُ فَإِنَّهُ مُلَاقِيكُمْ ۖ ثُمَّ تُرَدُّونَ إِلَىٰ عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ ع ٨

جس موت سے تم بھاگتے ہو وہ تم کو آ پکڑے گی پھر تم پوشیدہ اور ظاہر جاننے والے کے پاس لیجائے جاؤ گے پھر وہ تم کو تمہارے سب کیے ہوئے کام بتلا دیگا

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝ وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝ مَثَلُ الَّذِينَ حُمِّلُوا التَّوْرَاةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا ۚ بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِ اللَّهِ ۚ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝ قُلْ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ هَادُوا إِن زَعَمْتُمْ أَنَّكُمْ أَوْلِيَاءُ لِلَّهِ مِن دُونِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝ وَلَا يَتَمَنَّوْنَهُ أَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ ۝ قُلْ إِنَّ الْمَوْتَ الَّذِي تَفِرُّونَ مِنْهُ فَإِنَّهُ مُلَاقِيكُمْ ۖ ثُمَّ تُرَدُّونَ إِلَىٰ عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝

سب چیزیں جو کچھ آسمانوں میں ہیں اور جو کچھ زمین میں ہیں (قالاً یا حالاً) اللہ کی پاکی بیان کرتی ہیں جو کہ بادشاہ ہے (عیبوں سے) پاک ہے زبردست ہے حکمت والا ہے وہی ہے جس نے (عرب کے) ناخواندہ لوگوں میں اُن ہی (کی قوم) میں سے (یعنی عرب میں سے) ایک پیغمبر بھیجا جو اُن کو اللہ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سُناتے ہیں اور اُن کو (عقائد باطلہ داخلاق ذمیمہ سے) پاک کرتے ہیں اور اُن کو کتاب اور دانشمندی (کی باتیں جن میں سب علوم ضروریہ دینیہ آگئے) سکھلاتے ہیں اور یہ لوگ (آپ کی بعثت کے) پہلے سے کھلی گمراہی میں تھے (کہ وہ شرک وکفر ہے مراد اکثر ہیں کیونکہ جاہلیت میں بھی بعضے موحد تھے مگر تاہم تکمیل ہدایت کے وہ بھی محتاج تھے) اور (علاوہ ان موجودین کے) دوسروں کے لیے بھی ان میں سے (آپ کو مبعوث فرمایا) جو (اسلام لا کر ان میں سے ہونے والے ہیں لیکن) ہنوز ان میں شامل نہیں ہوئے (خواہ بوجہ اسکے کہ موجود ہیں مگر اسلام نہیں لائے یا بوجہ اسکے کہ ابھی پیدا ہی نہیں ہوئے آئیں تمام امت قیامت تک عربی و عجمی سب آگئے اور اُن کو منہم باعتبار اسلام کے فرمایا کیونکہ مسلمان سب متحد ہیں کذا فی الخازن) اور وہ زبردست حکمت والا ہے (کہ اپنی قدرت اور حکمت سے ایسا نبی بھیجا اور سابق میں فی نفسہ ان صفات کا اثبات مقصود تھا پس تکرار نہ رہا اور) یہ (رسول کے ذریعہ سے ضلال سے نکل کر کتاب وحکمت وہدایت کی طرف آنا) خدا کا فضل ہے وہ فضل جس کو چاہتا ہے دیدیتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے (اگر سب کو بھی عنایت کرے تو وسعت ہی مگر وہ اپنی حکمت سے جسکو چاہے اُسکی تخصیص فرماتا ہے اور جسکو چاہتا ہے بے بہرہ رکھتا ہے جیسا کہ اوپر امیین کے ایمان لانے سے اور آیندہ کی آیت میں علماء یہود کے ایمان نہ لانے سے یہ امر ظاہر ہے آگے بعض مکذبین رسالت کی تقبیح ہے کہ) جن لوگوں کو توراۃ پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا پھر انہوں نے اُسپر عمل نہیں کیا اُنکی حالت اُس گدھے کی سی حالت ہے جو بہت سی کتابیں لادے ہوئے ہے (مگر اُن کتب کے نفع سے محروم ہے اسی طرح اصل مقصود اور نفع علم کا عمل ہے جب یہ نہ ہوا اور صرف تحصیل

اللغات الامیین جمع امی منسوب الی الام ای علی حالۃ ولدتہ من عدم القراءۃ والکتابۃ وسمی بہ العرب لکون اکثرہم کذلک ۱۲ | النحو قولہ وآخرین عطف علی الامیین ۱۲

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

اے ایمان والو جب جمعہ کے روز نماز کے لیے اذان کہی جایا کرے تو تم اللہ کی یاد کی طرف چل پڑا کرو اور خرید و فروخت چھوڑ دیا کرو یہ تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے اگر تم کو کچھ سمجھ ہو ۔

فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً

پھر جب نماز پوری ہو چکے تو تم زمین پر چلو پھرو اور خدا کی روزی تلاش کرو اور اللہ کو بکثرت یاد کرتے رہو تاکہ تم کو فلاح ہو اور وہ لوگ جب کسی تجارت

اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝ ع ۳ ۱۲

یا مشغولی کی چیز کو دیکھتے ہیں تو اس کی طرف دوڑنے کے لیے بکھر جاتے ہیں اور آپ کو کھڑا ہوا چھوڑ جاتے ہیں ۔ آپ فرما دیجیے کہ جو چیز خدا کے پاس ہے وہ ایسے مشغلہ اور تجارت سے بدرجہا بہتر ہے ۔ اور اللہ سب سے اچھا روزی پہنچانے والا ہے ۔

وحفظ علم میں تعب ہی تعب ہوا تو بالکل ایسی ہی مثال ہو گئی ۔ اور گدھے کی تخصیص اسلیے کہ وہ جانوروں میں بیوقوف مشہور ہے تو اس میں زیادہ تنفیر ہو گئی غرض) اُن لوگوں کی بُری حالت ہے جنہوں نے خدا کی آیتوں کو جھٹلایا (جیسے یہ یہود ہیں) اور اللہ تعالیٰ ایسے ظالموں کو (توفیق) ہدایت (کی) نہیں دیا کرتا (کیونکہ جان کر عناد کرتے ہیں اور اگر ہدایت ہوگی تو بعد ترک عناد کے ہوگی اور توراۃ پر عمل کرنے کے لوازم میں سے ہے ایمان لانا آپ پر جیسا کہ اُس میں حکم ہے پس ایمان نہ لانا مستلزم ہے ترک عمل بالتوراۃ کو اور اگر یہ لوگ یہ کہیں کہ ہم باوجود اس حالت کے بھی اللہ کے مقبول ہیں تو) آپ (ان سے) کہہ دیجیے کہ اے یہودیو اگر تمہارا یہ دعوے ہے کہ تم بلا شرکت غیرے اللہ کے مقبول (و محبوب) ہو تو تم (اس کی تصدیق کے لیے ذرا) موت کی تمنا کر (کے دکھلا) دو اگر تم (اس دعوے میں) سچے ہو اور (ہم ساتھ ہی یہ بھی کہے دیتے ہیں کہ) وہ (خاص مدعی) کبھی اس (موت) کی تمنا نہ کریں گے بوجہ (خوف سزا) اُن اعمال (کفریہ) کے جو اپنے ہاتوں سمیٹے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو خوب اطلاع ہے ان ظالموں (کے حال) کی (جب تاریخ مقدمہ کی آوے گی فرد قرارداد جرم سنا کر سزا کا حکم کر دیا جاوے گا اور اس وعدہ سزا کی تاکید کے لیے) آپ (ان سے یہ بھی) کہہ دیجیے کہ جس موت سے تم بھاگتے ہو (اور اس کی تمنا باوجود دعویٰ ولایت کے اس لیے نہیں کرتے ہو کہ سزا بھگتنا ہوگی) وہ (موت ایک روز) تم کو آ پکڑے گی پھر تم پوشیدہ اور ظاہر جاننے والے (خدا) کے پاس لے جائے جاؤ گے پھر وہ تم کو تمہارے سب کیے ہوئے کام بتلا دیگا (اور سزا دیگا) **ف** تحقیق مضمون تمنی موت کی سورہ بقرہ آیت قل ان کانت لکم الدار الاخرۃ عند اللہ خالصۃ الخ کی تفسیر میں گذر چکی ہے اور آخرین کی تفسیر جو بعض احادیث میں اہل فارس کے ساتھ آئی ہے مقصود اس سے حصر نہیں بلکہ ایک صنف مہتم بالشان کا ذکر فرما دیا **ربط** تمہید سورت میں گذر چکا ۔ اور سبب نزول ان آیات میں سے اخیر آیت کا یہ ہے کہ ایک بار آپ جمعہ کا خطبہ پڑھتے تھے کہ مدینہ میں ایک قافلہ غلہ لے کر آیا اور اس کے ساتھ اعلان کے لیے دف بجتا تھا بہت سے آدمی خطبہ چھوڑ کر غلہ خریدنے چلے گئے اور بارہ آدمی رہ گئے اس پر وہ آیت آئی کذا فی الصحاح اور درمنثور وغیرہ میں مراسیل ابوداؤد سے نقل کیا ہے کہ اُس وقت خطبہ بعد نماز کے ہوا کرتا تھا لوگ یوں سمجھے کہ نماز اصل مقصود ہے وہ ہو ہی چکی ہے خطبہ اگر نہ سنا جاوے کچھ حرج نہیں اور اگر ثابت ہو جاوے کہ خطبہ مقدم تھا تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان لوگوں کا ارادہ فوراً واپس آجانے کا ہوگا ۔

امر بایثار آخرت بر دنیا بضمن احکام جمعہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝

اے ایمان والو جب جمعہ کے روز نماز (جمعہ) کے لیے اذان کہی جایا کرے تو تم اسکی یاد (یعنی نماز و خطبہ) کی طرف (فوراً) چل پڑا کرو اور خرید و فروخت (اور اسی طرح دوسرے مشاغل مانعہ عن السعی کما فی رد المحتار) چھوڑ دیا کرو (اور تخصیص بیع کی بوجہ زیادہ اہتمام کے ہے کہ اس کے ترک کو فوت نفع سمجھا جاتا ہے) یہ (چل پڑنا مشاغل بیع وغیرہ کو چھوڑ کر) تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے اگر تم کو کچھ سمجھ ہو (کیونکہ اس کا نفع باقی ہے اور بیع وغیرہ کا نفع فانی) پھر جب نماز (جمعہ کی) پوری ہو چکے (اور اگر ابتداء میں خطبہ موخر تھا تو نماز پورا ہونے سے مراد اس کا مع متعلقات کے پورا ہونا ہے جس کا حاصل نماز اور خطبہ کا پورا ہو چکنا ہے) تو (اُس وقت تم کو اجازت ہے کہ) تم زمین پر چلو پھرو اور خدا کی روزی تلاش کرو (یعنی اُس وقت دنیا کے کاموں کے لیے چلنے پھرنے کی اجازت ہے) اور (اُس میں بھی) اللہ کو بکثرت یاد کرتے رہو (یعنی اشغال دنیویہ میں ایسے منہمک مت ہو جاؤ کہ احکام

اللغات من یوم الجمعۃ بمعنی فی یوم الجمعۃ انفضوا تفرقوا کذا فی القاموس ۱۲ **البلاغۃ** الیھا لما کان اللھو والتجارۃ کشیء واحد فی کونھما مزھوا عنہ اکتفی علی ارجاع الضمیر الی التجارۃ فوحدہ	اللھو ومن التجارۃ وتقدیم اللھو لانہ اقوی مذمۃ فناسب تقدیمہ فی مقام الذم وقدمت التجارۃ علی اللھو فی الرویۃ لانھا اھم عندھم ۱۲

سورة المنٰفقون مدنية | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ | وهي احدى عشرة اٰية

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ

جب آپ کے پاس یہ منافقین آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ بیشک اللہ کے رسول ہیں اور یہ تو اللہ کو معلوم ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ○ اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○

کہ یہ منافقین جھوٹے ہیں ان لوگوں نے اپنی قسموں کو سپر بنا رکھا ہے پھر یہ لوگ اللہ کی راہ سے رُکتے ہیں بے شک ان کے اعمال بہت ہی بُرے ہیں۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ○ وَاِذَا رَاَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ ؕ

یہ اس سبب سے ہے کہ یہ لوگ ایمان لے آئے پھر کافر ہو گئے سو ان کے دلوں پر مہر کر دی گئی تو یہ نہیں سمجھتے اور جب آپ ان کو دیکھیں تو ان کے قد و قامت آپ کو خوشنما معلوم ہوں

وعبادات ضروریہ سے غافل ہو جاؤ) تاکہ تم کو فلاح ہو اور (بعضے لوگوں کا یہ حال ہے کہ) وہ لوگ جب کسی تجارت یا مشغولی کی چیز کو دیکھتے ہیں تو اُس کی طرف دوڑنے کے لیے بکھر جاتے ہیں اور آپ کو کھڑا ہوا چھوڑ جاتے ہیں آپ فرما دیجیے کہ جو چیز (از قسم ثواب و قرب) خدا کے پاس ہے وہ ایسے مشغلہ اور تجارت سے بدرجہا بہتر ہے اور (اگر اس سے اُخروی رزق کی طمع ہو تو سمجھ لو کہ) اللہ سب سے اچھا روزی پہونچانے والا ہے (اُس کی طاعات ضروریہ میں مشغول رہنے پر بھی رزق مقدر دیتا ہے پھر کیوں اس کے احکام کو ترک کیا جاوے) **ف** یا ایہا الذین اٰمنوا عام مخصوص البعض ہے کیونکہ بعض پر بالاجماع جمعہ فرض نہیں صلوٰۃ سے مراد صلوٰۃ جمعہ ہے پس الف لام عہد کا ہے۔ سعی سے مراد دوڑنا نہیں ہے صرف چلنا ہے اہتمام و مبالغہ کے لیے سعی فرمایا نودی سے مراد قرآن میں وہ اذان ہے جو نزول آیت کے وقت تھی یعنی جو امام کے سامنے ہوتی ہے کیونکہ یہ اذان اول صحابہ کے اجماع سے بعد میں مقرر ہوئی ہے لیکن حرمت بیع میں حکم اُس کا بھی مثل حکم اذان قدیم کے ہے کیونکہ اشتراک علت سے حکم میں اشتراک ہوتا ہے البتہ اذان قدیم میں یہ حکم منصوص و قطعی ہوگا اور اذان حادث میں یہ حکم مجتہد فیہ و ظنی ہوگا اس سے تمام اشکالات علمیہ مرتفع ہو گئے۔ اور جو صحابہ اُٹھ کر چلے گئے تھے اُن کی ابتدائی حالت تھی پھر حسب نقل بعض زمانہ قحط و جوع کا تھا پھر کبار صحابہ سے اس کا صدور نہیں ہوا پھر اجتہادی غلطی تھی اس لیے اعتراض کی گنجائش نہیں۔

سورۃ المنٰفقین مدنیۃ وایاتہا احدی عشرۃ

ربط اوپر کی سورۃ میں یہود کا ذکر تھا اس سورت میں منافقین کا ذکر ہے اور اکثر منافق یہودی تھے اور سورت سابقہ کے اخیر میں ایثار عقبےٰ علی الدنیا کا ذکر تھا اس سورت کے اخیر میں ہے اور اس اخیر کے مضمون کو ذکر منافقین سے بھی مناسبت ہے کہ منافقین اپنے اموال پر گھمنڈ کر کے کہتے تھے لا تنفقوا الخ اور اپنے حشم خدم پر بھی گھمنڈ کر کے کہتے تھے لیخرجن الاعز منہا الاذل اس لیے اموال و اولاد سے غلو کے ساتھ قلب کو متعلق کرنے کی ممانعت فرمائی۔ اور سبب نزول آیات متضمنہ ذکر منافقین کا یہ ہے کہ کسی غزوہ میں انصار و مہاجرین میں تکرار ہو گیا اس پر عبد اللہ بن ابی بگڑا کہ تم نے ان پردیسیوں کو روٹیاں کھلا کھلا کر بگاڑ دیا اب کے مدینہ پہونچ کر ان لوگوں کو خرچ دینا بند کر دو خود ہی چلے جاوینگے اور یہ بھی کہا کہ ہم عزت والے ہیں ان ذلت والوں کو نکال دینگے یہ بات زید بن ارقم صحابی نے سُنکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جا کہی آپ نے ابن ابی اور اُسکے رفقاء کو بُلا کر پوچھا وہ صاف مُکر گیا اور قسمیں کھا گیا زید بن ارقم کو بڑا رنج ہوا اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں کذا فی الصحاح۔ اور جن لوگوں کو اس کا کہنا معلوم تھا انہوں نے اس سے کہا کہ تو جا کر حضرتؐ کے سامنے توبہ کرے اُسنے انکار کر دیا کذا فی الدر المنثور اور چونکہ سب منافقین اس قول کے پسند کرنے میں شریک اور ہمراہی تھے لہذا آپکی طرف نسبت کر دی۔

شنائع منافقین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۚ اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۞ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ۞ وَاِذَا رَاَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ ؕ

وَإِن يَقُولُوا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ۖ كَأَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ۖ يَحْسَبُونَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ۚ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ۚ قَاتَلَهُمُ اللَّهُ

اور اگر یہ باتیں کرنے لگیں تو آپ انکی بات سُن لیں | گویا یہ لکڑیاں ہیں جو سہارے سے لگائی ہوئی ہیں | ہر غل پکار کو اپنے ہی اوپر خیال کرنے لگتے ہیں | یہی لوگ دشمن ہیں آپ ان سے ہوشیار رہیے۔ خدا ان کو غارت کرے

أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ۝ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ لَوَّوْا رُءُوسَهُمْ وَرَأَيْتَهُمْ يَصُدُّونَ وَهُم مُّسْتَكْبِرُونَ

کہاں پھرے چلے جاتے ہیں | اور جب ان سے کہا جاتا ہے | کہ آؤ تمہارے لیے رسول اللہ استغفار کریں | تو وہ اپنا سر پھیر لیتے ہیں اور آپ ان کو دیکھیں گے | کہ وہ تکبر کرتے ہوئے بے رخی کرتے ہیں

سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ أَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ لَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ۝ هُمُ

ان کے حق میں دونوں باتیں برابر ہیں خواہ آپ ان کے لیے استغفار کریں یا ان کے لیے استغفار نہ کریں | اللہ تعالیٰ ان کو ہرگز نہ بخشے گا | بے شک اللہ تعالیٰ | ایسے نافرمان لوگوں کو | ہدایت نہیں دیتا | یہ

الَّذِينَ يَقُولُونَ لَا تُنفِقُوا عَلَىٰ مَنْ عِندَ رَسُولِ اللَّهِ حَتَّىٰ يَنفَضُّوا ۗ وَلِلَّهِ خَزَائِنُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَٰكِنَّ

وہ ہیں | جو کہتے ہیں | کہ جو لوگ رسول اللہ کے پاس ہیں اُن پر کچھ خرچ مت کرو یہاں تک کہ یہ آپ ہی منتشر ہو جاویں گے | اور اللہ ہی کے ہیں سب خزانے آسمانوں | اور زمین کے | و لیکن

الْمُنَافِقِينَ لَا يَفْقَهُونَ ۝ يَقُولُونَ لَئِن رَّجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ ۚ وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ

منافقین | سمجھتے نہیں ہیں | یہ یوں کہتے ہیں کہ اگر ہم اب مدینہ میں لوٹ کر جاویں گے | تو عزت والا وہاں سے ذلت والے کو باہر نکال دیگا | اور اللہ ہی کی ہے عزت اور اس کے رسول کی

وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَٰكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۝

اور مسلمانوں کی | و لیکن | منافقین | جانتے نہیں

ع ۸ / ۱۴

وَإِن يَقُولُوا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ۖ كَأَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ۖ يَحْسَبُونَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ۚ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ۚ قَاتَلَهُمُ اللَّهُ ۖ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ۝ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ لَوَّوْا رُءُوسَهُمْ وَرَأَيْتَهُمْ يَصُدُّونَ وَهُم مُّسْتَكْبِرُونَ ۝ سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ أَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ لَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ۝ هُمُ الَّذِينَ يَقُولُونَ لَا تُنفِقُوا عَلَىٰ مَنْ عِندَ رَسُولِ اللَّهِ حَتَّىٰ يَنفَضُّوا ۗ وَلِلَّهِ خَزَائِنُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَٰكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَفْقَهُونَ ۝ يَقُولُونَ لَئِن رَّجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ ۚ وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَٰكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۝

جب آپ کے پاس منافقین آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم (دل سے) گواہی دیتے ہیں کہ آپ بیشک اللہ کے رسول ہیں اور یہ تو اللہ کو معلوم ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں (اس میں تو اُن کے قول کی تکذیب نہیں کی جاتی) اور باوجود اس کے اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافقین (اس کہنے میں) جھوٹے ہیں (کہ ہم دل سے گواہی دیتے ہیں کیونکہ وہ گواہی محض لسانی ہے اعتقاد قلب سے نہیں) ان لوگوں نے اپنی قسموں کو (اپنی جان و مال کے بچانے کے لیے) سپر بنا رکھا ہے (کیونکہ اظہار کفر سے ان کی حالت بھی مثل دوسرے کفار کے ہوتی کہ جہاد کیا جاتا اور قتل و غارت ہوتا) پھر (اس لازمی خرابی کے ساتھ ان میں متعدی خرابی بھی ہے کہ) یہ لوگ (دوسروں کو بھی) اللہ کی راہ سے روکتے ہیں بے شک ان کے یہ اعمال بہت ہی بُرے ہیں (اور بہارا) یہ (کہنا انھم ساء ما کانوا یعملون) اس سبب سے ہے کہ یہ لوگ (اول ظاہر میں) ایمان لے آئے پھر (اپنے شیاطین کے پاس جاکر کلمات کفریہ انا معکم انما نحن مستھزءون کہہ کر) کافر ہو گئے (مطلب یہ کہ انھم ساء ما کانوا یعملون کا حکم کرنا ان کے نفاق کے سبب سے ہے کہ وہ اسوء اعمال ہے) سو (اس نفاق کی وجہ سے) ان کے دلوں پر مہر کردی گئی تو یہ (حق بات کو) نہیں سمجھتے اور (ظاہر میں یہ ایسے چکنے چپڑے ہیں کہ) جب آپ ان کو دیکھیں (تو شان و شوکت ظاہری کی وجہ سے) انکے قد و قامت آپ کو خوشنما معلوم ہوں اور (باتوں ایسے ہیں کہ) اگر یہ باتیں کرنے لگیں تو آپ ان کی بات (غایت فصاحت و شیرینی کی وجہ سے) سُن لیں (لیکن چونکہ اندر خاک بھی نہیں اس لیے قد و قامت ظاہری کے ساتھ خلو باطن کے سبب ان کی ایسی مثال ہے کہ) گویا یہ لکڑیاں ہیں جو (دیوار کے) سہارے سے لگائی ہوئی (رکھی) ہیں (کہ جثہ میں تو لمبی چوڑی موٹی موٹی مگر بےجان محض اور نیز بنا بر اس عادت کے کہ اکثر جو لکڑی فی الحال کام میں نہیں لگتی وہ اس طرح رکھدی جاتی ہے ایسی لکڑی بے نفع محض بھی ہے اسی طرح یہ لوگ ظاہری دیکھنے میں تو شاندار لیکن اندر سے محض بیکار اور چونکہ بوجہ عدم اخلاص و عدم ایمان کے

البلاغۃ وزدھم العدو افرد لارادۃ الجنس سوا خشب مسندۃ شبھوا بہا فی کونہم اشباحا خالیۃ عن الفائدۃ لان الخشب تکون مسندۃ لو لم تکن فی بناء او دعامۃ لشیٔ آخر

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝

اے ایمان والو | تم کو تمہارے مال | اور اولاد اللہ کی یاد سے | غافل نہ کرنے پاویں | اور جو ایسا کرے گا | ایسے لوگ ناکام رہنے والے ہیں -

وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ

اور ہم نے جو کچھ تم کو دیا ہے اس میں سے اس سے پہلے پہلے خرچ کرلو | کہ تم میں سے کسی کی موت آکھڑی ہو | پھر وہ کہنے لگے کہ اے میرے پروردگار مجھکو اور تھوڑے دنوں مہلت کیوں نہ دی | کہ میں خیر خیرات دے لیتا

وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ع

اور نیک کام کرنے والوں میں شامل ہوجاتا | اور اللہ تعالیٰ کسی شخص کو جبکہ اس کی میعاد آجاتی ہو ہرگز مہلت نہیں دیتا | اور اللہ کو تمہارے سب کاموں کی پوری خبر ہے

۲ ع ۳ ۱۴

ہر وقت ان کو اندیشہ رہتا ہے کہ کبھی مسلمانوں کو ہمارے حال کی اطلاع کسی قرینہ سے یا بذریعہ وحی کے نہ ہوجاوے اور مثل دیگر کفار کے ہم پر بھی جہاد وغیرہ نہ ہونے لگے اس خیال سے ایسے خائف رہتے ہیں کہ) ہر غل پکار کو (گو وہ کسی وجہ سے ہو) اپنے ہی اوپر (پڑنے والی) خیال کرنے لگتے ہیں (یعنی جب کوئی شور وغل ہوتا ہے یہی سمجھتے ہیں کہ کہیں ہمارے ہی اوپر آفت پڑنے والی نہ ہو حقیقت میں) یہی لوگ (تمہارے پورے) دشمن ہیں آپ ان سے ہوشیار رہیے (یعنی ان کی کسی بات کا اعتماد نہ کیجیے) خدا ان کو غارت کرے کہاں (دین حق سے) پھرے چلے جاتے ہیں (یعنی روزانہ دور ہی ہوتے جاتے ہیں) اور (ان کے تکبر و شرارت کی یہ کیفیت ہے کہ) جب ان سے کہا جاتا ہے کہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس) آؤ تمہارے لیے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) استغفار کردیں تو وہ اپنا سر پھیر لیتے ہیں اور آپ ان کو دیکھیں گے کہ وہ (اس ناصح سے اور تحصیل استغفار سے) تکبر کرتے ہوئے بے رخی کرتے ہیں (جب ان کے کفر کی یہ حالت ہے تو) ان کے حق میں دونوں باتیں برابر ہیں خواہ آپ ان کے لیے استغفار کریں یا ان کے لیے استغفار نہ کریں اللہ تعالیٰ ان کو ہرگز نہ بخشے گا (مطلب یہ کہ اگر وہ آپ کے پاس آتے بھی اور آپ ان کی ظاہری حالت کے اعتبار سے استغفار بھی فرماتے تب بھی ان کو کچھ نفع نہ ہوتا یہ تو ماضی کے اعتبار سے ان کی حالت ہوئی اور آئندہ کے لیے یہ ہے کہ) بیشک اللہ تعالیٰ ایسے نافرمان لوگوں کو (توفیق) ہدایت (کی) نہیں دیتا یہ وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ جو لوگ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس (جمع) ہیں ان پر کچھ خرچ مت کرو یہاں تک کہ یہ آپ ہی منتشر ہوجاویں گے اور (ان کا یہ کہنا جہل محض ہے کیونکہ) اللہ ہی کے ہیں سب خزانے آسمانوں اور زمین کے ولیکن منافقین سمجھتے نہیں ہیں (کہ رزق کا مدار اہل شہر کے نفقات کو سمجھتے ہیں اور) یہ (لوگ) یوں کہتے ہیں کہ اگر ہم اب مدینہ میں لوٹ کر جاویں گے تو عزت والا وہاں سے ذلت والے کو باہر نکال دیگا (یعنی ہم ان مسافر پردیسیوں کو نکال باہر کردینگے) اور (اس قول میں جو اپنے کو عزت والا اور مسلمانوں کو ذلت والا کہتے ہیں یہ جہل محض ہے بلکہ) اللہ ہی کی ہے عزت (بالذات) اور اس کے رسول کی (بواسطہ تعلق مع اللہ کے) اور مسلمانوں کی (بواسطہ تعلق مع اللہ والرسول کے) ولیکن منافقین جانتے نہیں (بلکہ مناط عزت امور فانیہ کو سمجھتے ہیں **ربط** تمہید سورت میں گذر چکا -

ایثار عقبیٰ بر دنیا

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ اے ایمان والو تم کو تمہارے مال اور اولاد (مراد اس سے مجموعہ دنیا ہے) اللہ کی یاد (اور طاعت) سے (مراد اس سے مجموعہ دین ہے) غافل نہ کرنے پاویں (یعنی دنیا میں ایسے منہمک مت ہوجانا کہ دین میں خلل پڑنے لگے) اور جو ایسا کریگا ایسے لوگ ناکام رہنے والے ہیں (کیونکہ نفع دنیوی تو ختم ہوجاوے گا اور ضرر اخروی ممتد یا دائم رہ جاوے گا) اور (منجملہ طاعات کے ایک طاعت مالیہ کا حکم کیا جاتا ہے کہ ہتلہکم اموالکم کے عام مضمون میں سے ایک فرد خاص ہے یعنی) ہم نے جو کچھ تم کو دیا ہے اس میں سے (حقوق واجبہ کو) اس سے پہلے پہلے خرچ کرلو کہ تم میں سے کسی کی موت آکھڑی ہو پھر وہ (بطور تمنا و حسرت) کہنے لگے کہ اے میرے پروردگار مجھکو اور تھوڑے دنوں مہلت کیوں نہ دی کہ میں خیر خیرات دے لیتا اور نیک کام کرنے والوں میں شامل ہوجاتا اور (اسکی یہ تمنا وحسرت اسلیے غیر مفید ہے کہ) اللہ تعالیٰ کسی شخص کو جبکہ اسکی میعاد (عمر کی ختم ہونے پر) آجاتی ہے ہرگز مہلت نہیں دیتا اور اللہ کو تمہارے سب کاموں کی پوری خبر ہے (ویسی ہی جزا کے مستحق ہوگے

النحو قولہ والی العطف علی موضع فاصدق کانہ قیل ان اخرتنی اصدق واکن کذا فی الروح ۱۲ | **البلاغۃ** قولہ اموالکم ولا اولادکم ای الدنیا عبر بہا عنہا لکونہا ارغب الاشیاء منہا کقولہ تعالی المال والبنون الخ ۱۲

سورة التغابن مدنية بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وهي ثمان عشرة آية

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ۖ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ

سب چیزیں جو کچھ کہ آسمانوں میں ہیں اور جو کچھ زمین میں ہیں اللہ کی پاکی بیان کرتی ہیں اُسی کی سلطنت ہے اور وہی تعریف کے لائق ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے وہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا سو تم میں بعضے

كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ○ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ ۚ

کافر ہیں اور بعضے مومن ہیں اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہے اُسی نے آسمانوں اور زمین کو ٹھیک طور پر پیدا کیا اور تمہارا نقشہ بنایا سو عمدہ نقشہ بنایا

وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ○ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ○

اور اُسی کے پاس لوٹنا ہو وہ سب چیزوں کو جانتا ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور سب چیزوں کو جانتا ہے جو تم پوشیدہ کرتے ہو اور جو علانیہ کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ دلوں تک کی باتوں کا جاننے والا ہے

اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ۡ فَذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ

کیا تم کو اُن لوگوں کی خبر نہیں پہونچی جنہوں نے پہلے کفر کیا پھر انہوں نے اپنے اعمال کا وبال چکھا اور اُن کے لیے عذاب دردناک ہونے والا ہے۔ یہ اس سبب سے ہے کہ اُن لوگوں کے پاس اُن کے پیغمبر دلائل واضحہ

بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا ۡ فَكَفَرُوْا وَتَوَلَّوْا وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ○ زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا ۭ

لیکر آئے تو اُن لوگوں نے کہا کہ کیا آدمی ہم کو ہدایت کرینگے غرض انہوں نے کفر کیا اور اعراض کیا اور خدا نے پروا نکی اور اللہ بے نیاز ستودہ صفات ہے یہ کافر یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ ہرگز دوبارہ زندہ نہ کیے جاوینگے

قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ۭ وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ○ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِيْٓ

آپ کہدیجیے کہ کیوں نہیں واللہ ضرور دوبارہ زندہ کیے جاؤ گے پھر جو جو کچھ تم نے کیا ہے تم کو سب جتلا دیا جاویگا۔ اور یہ اللہ کو بالکل آسان ہے سو تم اللہ پر اور اُس کے رسول پر اور اُس نور پر جو کہ ہم نے نازل کیا ہے

اَنْزَلْنَا ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ○ يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ ۭ

ایمان لاؤ۔ اور اللہ تمہارے سب اعمال کی پوری خبر رکھتا ہے جس دن کہ تم سب کو اُس جمع ہونے کے دن میں جمع کریگا وہی دن ہے سود و زیان کا۔

سورة التغابن مختلف فيها وآيها ثمان عشرة كذا في البيضاوي نزلت مدنية عند الاكثر كذا في الروح

ربط سورت سابقہ کے اخیر میں تحصیل آخرت کی ترغیب اور تعطیل آخرت سے ترہیب ہے اس سورۃ میں اہل تحصیل اور اہل تعطیل کی مجازاۃ کی تفصیل و مضمون ترغیب و ترہیب کی تکمیل ہے اور چونکہ اوپر بھی سورۂ مجادلہ سے کئی سورتوں میں ان اہل تحصیل و اہل تعطیل کے مختلف گروہوں کا تذکرہ ہے کسی میں مشرکین کا کسی میں یہود کا کسی میں منافقین کا اور سب میں کچھ کچھ مومنین کا اسلیے یہ سورت اُن سب کے ساتھ بھی خاص طور پر مربوط ہے۔

تفصیل احوال و اعمال و مآل اہل ایمان و اہل ضلال

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ۡ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ۡ فَذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا ۡ فَكَفَرُوْا وَتَوَلَّوْا وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝ زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا ۭ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ۭ وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ ۭ

اللغات التغابن في القاموس ان يغبن بعضهم بعضا وان اهل الجنة يغبن اهل النار لعله قلت جعل ذلك غبنا مجازا والا فغبنهم من انفسهم ۱۲

النحو يوم يجمعكم معمول لاذكروا ۱۲
البلاغة قوله ابشر يهدوننا جمع الضمير اعتبارا بمعنى الجنسية ۱۲

ثلثۃ ارباع

وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ

اور جو شخص اللہ پر ایمان رکھتا ہوگا اور نیک کام کرتا ہوگا اللہ تعالیٰ اس کے گناہ دور کردیگا اور اسکو ایسے باغوں میں داخل کریگا جن کے نیچے سے نہریں جاری ہونگی جن میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رہیں گے ۔

ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ○ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۰﴾

یہ بڑی کامیابی ہے اور جن لوگوں نے کفر کیا ہوگا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا ہوگا یہ لوگ دوزخی ہیں اس میں ہمیشہ رہیں گے اور وہ برا ٹھکانا ہے

ربع ۱۵ ع ۱

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ○ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ

کوئی مصیبت بدون خدا کے حکم کے نہیں آتی اور جو شخص اللہ پر ایمان رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے قلب کو راہ دکھا دیتا ہے ۔ اور اللہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے اور اللہ کا کہنا مانو

وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ○ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ

اور رسول کا کہنا مانو اور اگر تم اعراض کروگے تو ہمارے رسول کے ذمہ صرف صاف صاف پہونچا دینا ہے ۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر توکل

الْمُؤْمِنُوْنَ ○ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا

رکھنا چاہیے ۔ اے ایمان والو تمہاری بعضی بیبیاں اور اولاد تمہاری دشمن ہیں سو تم اُن سے ہوشیار رہو اور اگر تم معاف کردو اور درگذر کرجاؤ

وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ؕ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ○ فَاتَّقُوا اللّٰهَ

اور بخشدو تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے تمہارے اموال اور اولاد بس تمہارے لیے ایک آزمائش کی چیز ہے اور اللہ کے پاس بڑا اجر ہے تو جہاں تک تم سے ہوسکے

مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ ؕ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ اِنْ تُقْرِضُوا

اللہ سے ڈرتے رہو اور سنو اور مانو اور خرچ کیا کرو یہ تمہارے لیے بہتر ہوگا اور جو شخص نفسانی حرص سے محفوظ رہا ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں اگر تم

اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ ○ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۸﴾

اللہ کو اچھی طرح قرض دوگے تو وہ اس کو تمہارے لیے بڑھاتا چلا جاویگا اور تمہارے گناہ بخشدیگا اور اللہ بڑا قدردان ہے بڑا بردبار ہے پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا ہے زبردست ہے حکمت والا ہے ۔

ع ۲ ۸ ۱۲

وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ؕ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ ؕ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ سب چیزیں جو کچھ کہ آسمانوں میں ہیں اور جو کچھ کہ زمین میں ہیں اللہ کی پاکی (قالاً یا حالاً) بیان کرتی ہیں اسی کی سلطنت ہے اور وہی تعریف کے لائق ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے (یہ تمہید ہوئی اگلے بیان کی کہ وہ ایسے صفات کمال کے ساتھ متصف ہے تو اُسکی اطاعت واجب اور معصیت قبیح ہے) وہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا (جو مقتضی اس کو تھا کہ سب ایمان لاتے) سو (باوجود اسکے بھی) تم میں بعضے کافر ہیں اور بعضے مؤمن ہیں اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال (ایمانیہ وکفریہ) کو دیکھ رہا ہے (پس ہر ایک کے مناسب جزا دیگا) اسی نے آسمانوں اور زمین کو ٹھیک طور پر (یعنی پُرحکمت و پُرمنفعت) پیدا کیا اور تمہارا نقشہ بنایا سو عمدہ نقشہ بنایا (کیونکہ اعضاء انسانی کے برابر کسی حیوان کے اعضاء میں تناسب نہیں) اور اسی کے پاس (سب کو) لوٹنا ہے (اور) وہ سب چیزوں کو جانتا ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور سب چیزوں کو جانتا ہے جو تم پوشیدہ کرتے ہو اور جو علانیہ کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ دلوں تک کی باتوں کا جاننے والا ہے

(اور یہ تمام امور مقتضی اس کو ہیں کہ تم اُس کی اطاعت کیا کرو اور علاوہ ان مقتضیات کے) کیا تم کو اُن لوگوں کی خبر نہیں پہونچی (کہ وہ خبر پہونچنا بھی مقتضی وجوب اطاعت کو ہے) جنہوں نے (تم سے) پہلے کفر کیا پھر اُنہوں نے اپنے (ان) اعمال کا وبال (دنیا میں بھی) چکھا اور (اس کے علاوہ آخرت میں بھی) اُن کے لیے عذاب دردناک ہونے والا ہے یہ (وبال عاجل وعذاب آجل) اس سبب سے ہے کہ اُن لوگوں کے پاس اُن کے پیغمبر دلائل واضحہ لے کر آئے تو اُن لوگوں نے (اُن رسولوں کی نسبت) کہا کہ کیا آدمی ہم کو ہدایت کریں گے (یعنی بشر کہیں پیغمبر یا ہادی ہو سکتا ہے) غرض اُنہوں نے کفر کیا اور اعراض کیا اور خدا نے (بھی اُن کی کچھ) پروا نہ کی (بلکہ مقہور کر دیا) اور اللہ (سب سے) بے نیاز (اور) ستودہ صفات ہے (اُس کو نہ کسی کی معصیت سے ضرر اور نہ کسی کی طاعت سے نفع خود مطیع و عاصی ہی کا نفع اور ضرر ہے آگے یہ کافر (مضمون عذاب آخرت کا سُن کر جیسا کہ لہم عذاب الیم میں مذکور ہے) یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ ہرگز دوبارہ زندہ نہ کیے جاویں گے (جس کے بعد عذاب الیم کا وقوع بتلایا جاتا ہے) آپ کہہ دیجیے کہ کیوں نہیں واللہ ضرور دوبارہ زندہ کیے جاؤ گے پھر جو کچھ تم نے کیا ہے تم کو سب جتلا دیا جاوے گا (اور اُس پر سزا دی جاوے گی) اور یہ (بعث و جزا) اللہ کو (بوجہ کمال قدرت) بالکل آسان ہے سو (جب یہ مقتضیات ایمان کے مجتمع ہیں تو تم کو چاہیے کہ) تم اللہ پر اور اُس کے رسول پر اور اُس نور پر (یعنی قرآن پر) جو کہ ہم نے نازل کیا ہے ایمان لاؤ اور اللہ تمہارے سب اعمال کی پوری خبر رکھتا ہے (اور اُس دن کو یاد کرو) جس دن کہ تم سب کو اُس جمع ہونے کے دن میں جمع کریگا یہی دن ہے سود و زیان (کے ظاہر ہونے) کا (یعنی مسلمانوں کا نفع اور کافروں کا نقصان اُس روز عملاً ظاہر ہو جاویگا) اور (بیان اس کا یہ ہے کہ) جو شخص اللہ پر ایمان رکھتا ہوگا اور نیک کام کرتا ہوگا اللہ تعالیٰ اُس کے گناہ دُور کر دیگا اور اُس کو (جنت کے) ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے سے نہریں جاری ہونگی جن میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رہینگے (اور) یہ بڑی کامیابی ہے اور جن لوگوں نے کفر کیا ہوگا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا ہوگا یہ لوگ دوزخی ہیں اُس میں ہمیشہ رہیں گے اور وہ بُرا ٹھکانا ہے (اور جس طرح کفر مانع عن فلاح الآخرۃ بالکلیہ ہے اسی طرح مصیبت میں یا ازواج و اولاد و اموال وغیرہ نعمت میں مشغول ہو کر خدا کے احکام میں کوتاہی کرنا بھی مانع عن فلاح الآخرۃ من وجہ ہے پس مصیبت میں تو یہ سمجھنا چاہیے کہ) کوئی مصیبت بدون خدا کے حکم کے نہیں آتی (اور یہ سمجھ کر صبر و رضا اختیار کرنا چاہیے) اور جو شخص اللہ پر (پورا) ایمان رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کے قلب کو (صبر و رضا کی) راہ دکھا دیتا ہے اور اللہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے (کہ کس نے صبر و رضا اختیار کیا اور کس نے نہیں کیا اور ہر ایک کو حسب حکمت جزا و سزا دیتا ہے) اور (خلاصہ کلام یہ ہے کہ ہر امر میں جسمیں مصائب بھی داخل ہیں) اللہ کا کہنا مانو اور رسول کا کہنا مانو اور اگر تم (اطاعت سے) اعراض کرو گے تو (یاد رکھو کہ) ہمارے رسول کے ذمہ صرف صاف صاف پہونچا دینا ہے (جس کو وہ باحسن وجوہ کر چکے پس اُن کا تو کوئی ضرر نہیں تمہارا ہی ضرر ہوگا اور چونکہ اللہ کو ضرر ہونے کا احتمال ہی نہیں اسلیے اُس کو یہاں بیان نہیں کیا اور تم لوگوں کو اور خصوص اہل مصیبت کو یہ سمجھنا چاہیے کہ) اللہ کے سوا کوئی معبود (بننے کے قابل) نہیں (پس اُسی کو معبود سمجھنا چاہیے) اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر (مصائب وغیرہ میں) توکل رکھنا چاہیے (اس میں ایمان کا مضمون جو کہ اوپر مذکور تھا اور صبر کا مضمون جو کہ بعد میں مذکور تھا دونوں آگئے اور) اے ایمان والو (جیسا مصیبت میں تمکو صبر و رضا کا حکم کیا گیا ہے تاکہ وہ مانع عن الآخرۃ نہ ہو اسی طرح نعمت کے بارے میں تم کو عدم انہماک کا حکم کیا جاتا ہے تاکہ وہ بھی مانع عن الآخرت نہ ہو پس نعمت کے بارے میں یوں سمجھنا چاہیے کہ) تمہاری بعضی بیبیاں اور اولاد تمہارے (دین کے) دشمن ہیں (جبکہ وہ اپنے تمتع دنیوی کے واسطے تم کو ایسی بات کا امر کریں جو تمہارے لیے مضر آخرت ہو) سو تم اُن سے (یعنی ایسوں سے) ہوشیار رہو (اور اُن کے ایسے امر پر عمل مت کرو) اور (اگر تم کو ایسی فرمایشوں پر غصہ آوے اور تم اُن پر تشدد کرنے لگو اور وہ اُس وقت معذرت اور توبہ کریں اور) تم (اُس وقت اُن کی وہ خطا) معاف کر دو (یعنی سزا نہ دو) اور درگذر کر جاؤ (یعنی زیادہ ملامت نکرو) اور بخش دو (یعنی اُس کو دل اور زبان سے بھلا دو) تو اللہ تعالیٰ (تمہارے گناہوں کا) بخشنے والا (اور تمہارے حال پر) رحم کرنے والا ہے (اس میں ترغیب ہے عفو کی اور یہ بعض اوقات واجب ہے جبکہ عقوبت سے احتمال غالب بیباکی کا ہو اور بعض اوقات مندوب ہے آگے اولاد کے ساتھ اموال کے متعلق بھی اسی قسم کا مضمون ہے کہ) تمہارے اموال اور اولاد بس تمہارے لیے ایک آزمایش کی چیز ہے (کہ دیکھیں کون ان میں پڑ کر خدا کے احکام کو بھول جاتا ہے اور کون یاد رکھتا ہے) اور (جو شخص ان میں پڑ کر اللہ کو یاد رکھے گا تو) اللہ کے پاس (اُس کے لیے) بڑا اجر ہے تو (ان سب باتوں کو سُن کر) جہاں تک تم سے ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہو اور (اُس کے احکام) سُنو اور مانو اور (بالخصوص مواقع حکم میں) خرچ (بھی) کیا کرو یہ تمہارے لیے بہتر ہوگا (غالباً اس کی تخصیص اس لیے ہے کہ یہ نفس پر زیادہ شاق ہے) اور جو شخص نفسانی حرص سے محفوظ رہا ایسے ہی لوگ (آخرت میں) فلاح پانے والے ہیں (آگے اُس کے بہتر اور موجب فلاح ہونے کا بیان ہے کہ) اگر تم اللہ کو اچھی طرح (یعنی خلوص کے ساتھ) قرض دو گے تو وہ اُس کو تمہارے لیے بڑھاتا چلا جاویگا اور تمہارے گناہ بخشدیگا اور اللہ بڑا قدردان ہے (کہ عمل صالح کو مقبول فرماتا ہے)

سورۃ الطلاق مدنیۃ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | وھی اثنتا عشرۃ اٰیۃ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ ۚ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ

اے پیغمبر جب تم لوگ عورتوں کو طلاق دینے لگو تو اُن کو عدت سے پہلے طلاق دو اور تم عدت کو یاد رکھو اور اللہ سے ڈرتے رہو جو تمہارا رب ہے۔ اُن عورتوں کو اُن کے گھروں سے مت نکالو

وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۭ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ۭ

اور نہ وہ عورتیں خود نکلیں مگر ہاں کوئی کھلی بےحیائی کریں تو اور بات ہے اور یہ سب خدا کے مقرر کیے ہوئے احکام ہیں اور جو شخص احکام خداوندی سے تجاوز کرے گا اس نے اپنے اوپر ظلم کیا۔

لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا ۝ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ

تجھ کو خبر نہیں شاید اللہ تعالیٰ بعد اس کے کوئی نئی بات پیدا کردے۔ پھر جب وہ عورتیں اپنی عدت گذرنے کے قریب پہنچ جاویں تو اُن کو قاعدہ کے موافق نکاح میں رہنے دو یا قاعدہ کے موافق اُن کو رہائی دو

وَّاَشْهِدُوْا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ وَاَقِيْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ ۭ ذٰلِكُمْ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ڛ

اور آپس میں سے دو معتبر شخصوں کو گواہ کرلو اور تم ٹھیک ٹھیک اللہ کے واسطے گواہی دو اس مضمون سے اُس شخص کو نصیحت کی جاتی ہے جو اللہ پر اور یوم قیامت پر یقین رکھتا ہو

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۭ

اور جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کے لیے نجات کی شکل نکال دیتا ہے اور اُس کو ایسی جگہ سے رزق پہونچاتا ہے جہاں اُس کا گمان بھی نہیں ہوتا۔

اور) بڑا بردبار ہے (کہ عمل معصیت پر فی الفور مواخذہ نہیں فرماتا اور) پوشیدہ اور ظاہر (اعمال) کا جاننے والا ہے (اور) زبردست ہے (اور) حکمت والا ہے (شکور سے حکیم تک تمام مضامین سورت کے لیے بمنزلہ علت کے ہیں کہ سب مضامین ان پر مرتب و متفرع ہوسکتے ہیں کما یظہر بالتامل) **ف** تعفوا و تصفحوا و تغفروا میں باوجود اُن خطاؤں کے حقوق اللہ ہونے کے عفو و صفح و مغفرت کی اسناد عباد کی طرف مجازی ہے جس کا حاصل یہ ہے لم تعاقبوا ولم تثربوا ولم تحقدوا ہے اور ان کی اسناد عباد کی طرف حقیقی ہے۔ واللہ اعلم

سورۃ الطلاق مدنیۃ وآیہا اثنتا عشرۃ کذا فی البیضاوی

ربط سورت سابقہ کے اخیر میں بعض ازواج و اولاد کا عدو ہونا مذکور تھا چونکہ بعض اوقات خیال عداوت مانع ہوجاتا ہے اُن کے حقوق واجبہ کے ادا کرنے سے بھی خصوص جبکہ ظاہری مفارقت بھی ہوجاوے۔ اس سورت میں احکام متعلقہ ازواج مطلقہ و اولاد رضیع سے اُس کی اصلاح ہوگئی کہ جب مفارقت میں بھی رعایت حقوق واجب ہے تو موافقت میں تو بدرجۂ اولیٰ اس کا وجوب ہوگا۔ اور چونکہ ان احکام کے ضمن میں چار جگہ تقوے کا امر اور ترغیب ہے دوسرے رکوع کا مضمون اُس کی تاکید میں ہے و نیز اُس سے اس پر بھی دلالت ہے کہ معاملات دنیویہ میں بھی رعایت احکام شرعیہ کی واجب ہے برخلاف زعم بعض جہلاء کے واللہ اعلم +

بعضے از احکام مطلقات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ ۚ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۭ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ۭ لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا ۝ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَّاَشْهِدُوْا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ وَاَقِيْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ ۭ ذٰلِكُمْ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ڛ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۭ

البلاغۃ قولہ یا ایہا النبی اذا طلقتم النساء فی الروح خص النداء بہ صلی اللہ علیہ وسلم وعم الخطاب بالحکم لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امام امتہ کما یقال لرئیس القوم وکبیرہم یا فلان افعلوا کیت وکیت۔ ومعنی طلقتم اردتم تطلیقہن ... تنزیلا للمشارف منزلۃ الشارع ... اضافہ البیوت الیہن ... لتاکید النہی ... کمال استحقاقہن سکناہا کانہا املاکہن ۱۲

الروایات فی الروح اخرج الائمۃ مالک والشافعی والشیخان وابوداؤد والترمذی و النسائی وابن ماجۃ وآخرون عن ابن عمر انہ طلق امراتہ وہی حائض فذکر ذلک عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتغیظ فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال لیراجعہا ثم یمسکہا حتی تطہر ثم تحیض فتطہر فان بدا لہ ان یطلقہا فلیطلقہا طاہرا قبل ان یمسہا فتلک العدۃ التی امر اللہ تعالیٰ ان تطلق لہا النساء وقرأ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا ایہا النبی اذا طلقتم النساء فطلقوہن فی قبل عدتہن وکان ابن عمر کما اخرج عنہ ابن المنذر وغیرہ یقرؤہا کذلک ابن عباس وفی روایۃ عنہما انہما قرا لقبل عدتہن اھ ۱۲

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ۭ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ۝ وَالّٰۤـِٔيْ يَىِٕسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ

اور جو شخص اللہ پر توکل کرے گا تو اللہ تعالیٰ اُس کے لیے کافی ہے — اللہ تعالیٰ اپنا کام پورا کر کے رہتا ہے — اللہ تعالیٰ نے ہر شے کا ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے — اور تمہاری بیبیوں میں سے جو عورتیں

مِنْ نِّسَاۗىِٕكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ ۙ وَّالّٰۤـِٔيْ لَمْ يَحِضْنَ ۭ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ

حیض آنے سے نا امید ہو چکی ہیں — اگر تم کو شبہ ہو تو اُن کی عدت تین مہینے ہیں — اور اسی طرح جن عورتوں کو حیض نہیں آیا — اور حاملہ عورتوں کی عدت — اس حمل کا

حَمْلَهُنَّ ۭ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا ۝ ذٰلِكَ اَمْرُ اللّٰهِ اَنْزَلَهٗٓ اِلَيْكُمْ ۭ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ

پیدا ہو جانا ہے — اور جو شخص اللہ سے ڈریگا — اللہ تعالیٰ اُس کے ہر کام میں آسانی کر دیگا — یہ اللہ کا حکم ہے — جو اُس نے تمہارے پاس بھیجا ہے — اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈریگا اللہ تعالیٰ اُس کے گناہ دور کر دیگا

وَيُعْظِمْ لَهٗٓ اَجْرًا ۝ اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَاۗرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ ۭ وَاِنْ كُنَّ

اور اُس کو بڑا اجر دیگا — تم اُن عورتوں کو اپنی وسعت کے موافق رہنے کا مکان دو جہاں تم رہتے ہو — اور اُن کو تنگ کرنے کے لیے تکلیف مت پہنچاؤ — اور اگر وہ عورتیں

اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ۚ وَاْتَمِرُوْا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوْفٍ ۚ

حمل والیاں ہوں — تو حمل پیدا ہونے تک اُن کو خرچ دو — پھر اگر وہ عورتیں تمہارے لیے دودھ پلاویں تو تم اُن کو اُجرت دو — اور باہم مناسب طور پر مشورہ کر لیا کرو

وَاِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهٗٓ اُخْرٰى ۝ لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ ۭ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّآ اٰتٰىهُ اللّٰهُ ۭ

اور اگر تم باہم کشمکش کرو گے — تو کوئی دوسری عورت دودھ پلا دیگی — وسعت والے کو اپنی وسعت کے موافق خرچ کرنا چاہیے — اور جس کی آمدنی کم ہو اُس کو چاہیے کہ اللہ نے جتنا اُس کو دیا ہے اُس میں سے خرچ کرے۔

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَآ اٰتٰىهَا ۭ سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا ۝

خدا تعالیٰ کسی شخص کو اُس سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا جتنا اُس کو دیا ہے — خدا تعالیٰ تنگی کے بعد جلدی فراغت بھی دے دیگا۔

ع ۱ — ۱۷

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ۭ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ۝ وَالّٰۤـِٔيْ يَىِٕسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَاۗىِٕكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ ۙ وَّالّٰۤـِٔيْ لَمْ يَحِضْنَ ۭ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۭ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا ۝ ذٰلِكَ اَمْرُ اللّٰهِ اَنْزَلَهٗٓ اِلَيْكُمْ ۭ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُعْظِمْ لَهٗٓ اَجْرًا ۝ اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَاۗرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ ۭ وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ۚ وَاْتَمِرُوْا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوْفٍ ۚ وَاِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهٗٓ اُخْرٰى ۝ لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ ۭ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّآ اٰتٰىهُ اللّٰهُ ۭ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَآ اٰتٰىهَا ۭ سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا ۝ اے پیغمبر آپ لوگوں سے کہدیجیے کہ) جب تم لوگ (ایسی) عورتوں کو طلاق دینے لگو (جو مدخول بہا ہیں یا اُن کے ساتھ خلوت ہو چکی ہے کہ اس سے بھی عدت واجب ہو جاتی ہے و دلیل التقیید قولہ تعالیٰ ثم طلقتموھن من قبل ان تمسوھن فما لکم علیھن من عدۃ) تو اُن کو (زمانہ) عدت (یعنی حیض) سے پہلے (یعنی طہر میں) طلاق دو (اور یہ احادیث صحاح سے ثابت ہے کہ اُس طہر میں صحبت نہ ہو اور یہ تفسیر ہے مذہب حنفی پر کہ اُن کے نزدیک عدت حیض سے ہے اور شافعیہ کے نزدیک یہ معنی ہونگے کہ اُن کو شروع عدت میں طلاق دو یعنی طہر ہی سے عدت ہے طہر ہی میں طلاق دو پس یہاں سب کے نزدیک حسب

اللغات بالغ امرہ ای یبلغ ما یریدہ ۱۲

النحو قولہ واللائی لم یحضن خبرہ محذوف ای کذلک ۱۲

البلاغۃ

قولہ ذلک امر اللہ انزلہ الیکم افراد الکاف مع ان الخطاب للجمع لعل فیہ اشارۃ الی ان الانزال ولو کان الی الجمیع دفعۃ لکن الکل منفرد مستقل فی کونہ مامورا واللہ اعلم ۱۲

الروایات

قولہ تعالیٰ ان ارتبتم فی الروح اخرج الحاکم وصححہ والبیہقی فی سننہ وجماعۃ عن ابی بن کعب ان ناسا من اہل المدینۃ لما نزلت ہذہ الآیۃ التی فی البقرۃ فی عدۃ النساء قالوا لقد بقی من عدۃ النساء عدد لم تذکر فی القرآن الصغار والکبار اللاتی قد انقطع عنہن الحیض وذوات الحمل فانزل اللہ تعالیٰ فی سورۃ النساء القصریٰ واللائی یئسن الخ قلت فمن ثم ذکر فیہا ان ارتبتم فلا مفہوم لہ ۱۲

روایت لعدتہن کے معنی بحذف مضاف فی قبل عدتہن ہیں پھر قبل کے معنی حنفیہ کے نزدیک استقبال اور آمد کے ہیں اور شافعیہ کے نزدیک ابتدا کے ہیں) اور (طلاق
دینے کے بعد) تم عدت کو یاد رکھو (یعنی مرد و عورت سب یاد رکھیں لیکن تخصیص صیغہ مذکر کی خطاب میں جیسا کہ مدارک میں ہے اشارہ اس طرف ہے کہ عورتوں میں غفلت
غالب ہوتی ہے تو مردوں کو بھی اس کا اہتمام رکھنا چاہیئے) اور اللہ سے ڈرتے رہو جو تمہارا رب ہے (یعنی ان ابواب میں جو اُس کے احکام ہیں اُن کے خلاف نہ
کرو مثلاً یہ کہ بنہی وارد احادیث تین طلاق دفعۃً مت دو اور یہ کہ حیض میں طلاق مت دو اور یہ کہ عدت میں) اُن عورتوں کو اُن کے (رہنے کے) گھروں سے
مت نکالو (کیونکہ سکنیٰ مطلقہ کا مثل منکوحہ کے واجب ہے) اور نہ وہ عورتیں خود نکلیں (کیونکہ یہ سکنیٰ محض حق العبد نہیں ہے کہ اُس کی رضا سے ساقط ہو جاوے
بلکہ حق الشرع ہی) مگر ہاں کوئی کھلی بیحیائی کریں تو اور بات ہے (یعنی مثلاً مرتکب بدکاری یا سرقہ کی ہوں تو سزا کے لیے نکالی جاویں یا بقول بعض علما زبان درازی
اور ہر وقت کا رنج و تکرار رکھتی ہوں تو اُن کو نکال دینا جائز ہے) اور یہ سب خدا کے مقرر کیے ہوئے احکام ہیں اور جو شخص احکام خداوندی سے تجاوز کرے گا
(مثلاً اُس عورت کو گھر سے نکال دیا) اُس نے اپنے اوپر ظلم کیا (یعنی گنہگار ہوا آگے طلاق دینے والے کو ترغیب دیتے ہیں کہ طلاق میں رجعی بہتر ہے پس
ارشاد ہے کہ اے طلاق دینے والے) تجھکو خبر نہیں شاید اللہ تعالیٰ بعد اس (طلاق دینے) کے کوئی نئی بات (تیرے دل میں) پیدا کر دے (مثلاً طلاق پر ندامت
ہو تو رجعی میں اُس کا تدارک ہو سکے گا) پھر (طلاق اور احصار عدت کے بعد) جب وہ (مطلقہ) عورتیں (جبکہ اُن کو طلاق رجعی دی ہو بقرینہ فامسکوہن) اپنی
عدت گزرنے کے قریب پہونچ جاویں (اور عدت ختم نہیں ہوئی) تو (تم کو دو اختیار ہیں یا تو) اُن کو قاعدہ کے موافق (رجعت کر کے) نکاح میں رہنے دو یا قاعدہ
کے موافق اُن کو رہائی دو (یعنی انقضائے عدت تک رجعت نہ کرو مطلب یہ کہ تیسری بات مت کرو کہ رکھنا بھی مقصود نہ ہو مگر تطویل عدت کے لیے رجعت کرلو)
اور جو کچھ بھی کرو مرافقت یا مفارقت اُس پر) آپس میں سے دو معتبر شخصوں کو گواہ کرلو (یہ مستحب ہے کذا فی الہدایہ والعنایہ رجعت میں تو اس لیے کہ بعد انقضائے
عدت کسی عورت سے اختلاف نہ کرنے لگے اور مفارقت میں اسلیے کہ کبھی اپنا نفس شرارت نہ کرنے لگے کہ جھوٹا دعوی کرے کہ میں رجعت کر چکا تھا) اور (اے گواہو اگر
گواہی کی حاجت پڑے تو) تم ٹھیک ٹھیک اللہ کے واسطے (بلا روو رعایت) گواہی دو اس مضمون سے اُس شخص کو نصیحت کیجاتی ہے جو اللہ پر اور یوم قیامت پر یقین
رکھتا ہو (مطلب یہ کہ ایمان دار ہی نصائح سے منتفع ہوتے ہیں اور یوں تو نصائح سب کے لیے عام ہیں) اور (اوپر جو تقوے کا حکم ہے احکام کے درمیان اُس کی متعدد
فضیلتیں ارشاد فرماتے ہیں اول فضیلت یہ کہ) جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کے لیے (مضرتوں سے) نجات کی شکل نکال دیتا ہے اور (منافع عطا فرماتا ہے چنانچہ
ایک بڑی منفعت یہ رزق ہے سو) اُس کو ایسی جگہ سے رزق پہونچاتا ہے جہاں اُس کا گمان بھی نہیں ہوتا (اگر ضرر و نفع و رزق اخروی لیا جاوے تب تو یہ معنی ہونگے کہ عذاب سے
نجات دیگا اور جنت کا رزق دیگا جسکی شان ہے لا خطر علی قلب بشر اسی کو یہاں لا یحتسب کہدیا۔ اور اگر ضرر و نفع دنیوی مراد ہے تو اُس کے تحقق کی دو صورتیں ہیں ایک
حساً کہ اکثری ہے کہ وہ بلا ٹل جاوے اور رزق وغیرہ کی فراغت ہو جاوے دوسرے بلطناً کہ کلی ہے کہ اُس بلا پر صبر ہو جاوے کہ یہ بھی نجات ہے اُس کے اثر سے اور قلیل پر
قناعت ہو جاوے کہ یہ بھی حکماً مثل رزق حسی کے ہے اثر سکون و طمانینت میں اور اسکو لا یحتسب کہنا باین معنی ہوگا کہ ظاہراً تو سکون نفس کا طریقہ فراخی رزق ہی قناعت
سے سکون من حیث لا یحتسب ہے اور مجموعہ صورتیں مذکورتین کے احد الجزئین کا تحقق کلی و دائمی ہے) اور (ایک شعبہ اُس تقوے کا توکل ہے اُس کی یہ خاصیت ہے
کہ) جو شخص اللہ پر توکل کریگا تو اللہ تعالیٰ اُس (کی اصلاح مہمات) کے لیے کافی ہے (یعنی اپنی کفایت کا اثر خاص اصلاح مہمات ظاہر فرماتا ہے ورنہ اُس کی کفایت تو تمام
عالم کے لیے عام ہے اور یہ اصلاح مہمات بھی عام ہے حساً ہو یا باطناً ہو کیونکہ) اللہ تعالیٰ اپنا کام (جس طرح چاہتا ہے) پورا کر کے رہتا ہے (اور اسی طرح اصلاح مہمات
کا وقت بھی اُسی کے ارادہ پر ہے کیونکہ) اللہ تعالیٰ نے ہر شئے کا ایک انداز (اپنے علم میں) مقرر کر رکھا ہے (اور اُسی کے موافق اُس کا ایقاع قرین حکمت ہوتا ہے۔ آگے پھر عود ہے
احکام کی طرف یعنی اوپر تو عدت کا اجمالاً ذکر تھا) اور (تفصیل اُس کی آگے ہے وہ یہ کہ) تمہاری (مطلقہ) بیبیوں میں سے جو عورتیں (بوجہ زیادت سن کے) حیض آنے سے ناامید
ہو چکی ہیں اگر تم کو (اُن کی عدت کی تعیین میں) شبہ ہو (جیسا کہ واقع میں شبہ ہوا تھا اور پوچھا تھا) تو اُن کی عدت تین مہینے ہیں اور اسی طرح جن عورتوں کو (اب تک بوجہ کم عمری کے)
حیض نہیں آیا (اُن کی عدت بھی تین مہینے ہیں) اور حاملہ عورتوں کی عدت اُس حمل کا پیدا ہو جانا ہے (خواہ کامل ہو یا ناقص بشرطیکہ کوئی عضو بن گیا ہو گو ایک انگلی ہی ہی)
اور (چونکہ تقویٰ خود بھی مہتم بالشان ہے اور احکام مذکورہ میں جو کہ متعلق بمعاملات دُنیا ہیں عام طبائع میں خیال ہو سکتا ہے کہ ان دنیوی معاملات کو دین سے کیا تعلق
ہم جس طرح چاہیں کریں اس لیے آگے پھر تقوے کا مضمون ہے یعنی) جو شخص اللہ سے ڈرے گا اللہ تعالیٰ اُس کے ہر کام میں آسانی کر دے گا (آخرت کی یا دُنیا
کی حساً یا باطناً آگے پھر تاکید امتثال احکام کے لیے ارشاد ہے کہ) یہ (جو کچھ مذکور ہوا) اللہ کا حکم ہے جو اُس نے تمہارے پاس بھیجا ہے اور جو شخص

(اِن معاملات میں اور دوسرے امور میں بھی) اللہ تعالیٰ سے ڈریگا اللہ تعالیٰ اُس کے گناہ دُور کردے گا (کہ مضرت عظیمہ کا سلب ہے) اور اُس کو بڑا اجر دے گا (کہ منفعت عظیمہ کا جلب ہے۔ آگے پھر مطلقات کے احکام کا بیان ہے یعنی عدت میں علاوہ عدم تطویل عدت و سکنے کے اُن کے کچھ اور حقوق بھی ہیں وہ یہ کہ) تم اُن (مطلقہ) عورتوں کو اپنی وسعت کے موافق رہنے کا مکان دو جہاں تم رہتے ہو (یعنی عدت میں سکنیٰ بھی مطلقہ کا واجب ہے البتہ طلاق بائن میں ایک مکان میں خلوت کے ساتھ دونوں کا رہنا جائز نہیں بلکہ حائل ہونا ضرور ہے) اور اُن کو تنگ کرنے کے لیے (سکنیٰ کے بارہ میں) تکلیف مت پہنچاؤ (مثلاً کوئی ایسی بات کرنے لگو جس سے وہ پریشان ہو کر نکل جائیں) اور اگر وہ (مطلقہ) عورتیں حمل والیاں ہوں تو حمل پیدا ہونے تک اُن کو (کھانے پینے کا) خرچ دو (بخلاف غیر حمل والیوں کے کہ اُن کے انفاق کی غایت تین حیض یا تین ماہ ہیں غرض محط فائدہ خود انفقوا نہیں ہے بلکہ حتی یضعن ہے جس کی تخصیص ذکری میں یہ نکتہ ہے کہ ممکن ہے کہ ابتداء حمل میں طلاق ہوا ہو تو وضع حمل کی مدت غالباً بہ نسبت تین حیض یا تین ماہ کے اطول ہوگی اور اتنے دنوں تک انفاق نفس پر شاق ہوتا ہے اس لیے اس کو تصریحاً فرما دیا اور یہ سکنیٰ و انفاق مطلقات کا مطلقاً مذہب حنفیہ کا ہے اور بعض ائمہ کے نزدیک مطلقہ بائنہ غیر حاملہ کے لیے نہ سکنیٰ ہے نہ نفقہ اور انہوں نے اسکنوھن کی ضمیر مطلقات رجعیہ کی طرف عائد کی ہے لیکن ان کن اولات حمل کی ضمیر ان کے نزدیک بھی مطلق مطلقات کی طرف راجع ہے اور حنفیہ کے نزدیک بجز اسکنوھن کے سب ضمائر مطلق مطلقات کی طرف عائد ہیں اور حکم اسکان کا قرینہ ہے خاص اُس کے مرجع میں وصف رجعیت کے لحاظ کا اور یہ احکام تو عدت کے متعلق تھے) پھر اگر (عدت کے بعد) وہ (مطلقہ) عورتیں (جبکہ پہلے سے بچے والیاں ہوں یا بچہ ہی پیدا ہونے سے اُن کی عدت ختم ہوئی ہو) تمہارے لیے (بچہ کو اجرت پر) دودھ پلاویں تو تم اُن کو (مقررہ) اُجرت دو اور (اجرت کے بارہ میں) باہم مناسب طور پر مشورہ کر لیا کرو (یعنی نہ تو عورت اسقدر زیادہ مانگے کہ مرد کو دوسری انا ڈھونڈنا پڑے اور نہ مرد اس قدر کم دینا چاہے کہ عورت کا کام نہ چل سکے بلکہ حتی الامکان دونوں اس کا خیال رکھیں کہ ماں ہی دودھ پلاوے کہ بچہ کی اس میں زیادہ مصلحت ہے) اور اگر تم باہم کشمکش کرو گے تو کوئی دوسری عورت دودھ پلاوے گی (مقصود اس خبر سے امر ہے یعنی اور کسی انا کو تلاش کر لیا جاوے نہ ماں کو مجبور کیا جاوے نہ باپ کو اور صورۃ خبر میں یہ نکتہ ہے کہ مرد کو کم اُجرت تجویز کرنے پر عتاب ہے کہ آخر کوئی اور پلاوے گی اور وہ بھی غالباً بہت کم نہ لیگی پھر یہ کمی ماں ہی کے لیے کیوں تجویز کی جاوے اور عورت کو زیادہ اُجرت مانگنے پر عتاب ہے کہ تو نہ پلاوے گی اور کوئی میسر ہو جاوے گی کیا دُنیا میں ایک تو ہی ہے جو اس قدر گراں بنتی ہے آگے بچہ کے نفقہ کے بارہ میں ارشاد ہے کہ) وسعت والے کو اپنی وسعت کے موافق (بچہ پر) خرچ کرنا چاہیئے اور جس کی آمدنی کم ہو اُس کو چاہیئے کہ اللہ نے اُس کو جتنا دیا ہے اُس میں سے خرچ کرے (یعنی امیر آدمی اپنی حیثیت کے موافق خرچ اُٹھاوے اور غریب آدمی اپنی حیثیت کے موافق کیونکہ) خدا تعالیٰ کسی شخص کو اُس سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا جتنا اُس کو دیا ہے (اور تنگدست آدمی خرچ کرتا ہوا اس سے نہ ڈرے کہ خرچ کرنے سے بالکل ہی نہ رہے گا جیسا بعضے آدمی اس خوف سے اولاد کو قتل کر ڈالتے تھے پس ارشاد ہے کہ) خدا تعالیٰ تنگی کے بعد جلدی فراغت بھی دیدے گا (گو بقدر ضرورت و حاجت روائی سہی وہذا کقولہ تعالیٰ ولا تقتلوا اولادکم خشیۃ املاق نحن نرزقھم وایاکم) **ف** کچھ مسائل متعلق عدت اور ارضاع کے سورہ بقرہ میں گزر چکے ہیں اور جتنے مسائل اثنائے تفسیر میں یہاں لکھے گئے ہیں ہدایہ اور عنایہ اور درمختار و ردالمحتار سے لکھے گئے ہیں۔ اور لا تدری الخ میں جس طرح ترغیب ہے طلاق رجعی کی اسی طرح تعلیل ہے باقی احکام مذکورہ آیت کی تصریحاً یا اشارۃً مثلاً احصاء عدت کی علت اس طرح ہے کہ اگر عدت یاد نہ ہو تو عدم رجوع سے انتفاع نہیں ہو سکتا۔ اور مثلاً دفعۃً تین طلاق نہ دینے کی علت اس طرح ہے کہ اگر متفرقاً طلاق دے تو گنجائش رجعت تو ہے۔ اور حیض میں طلاق نہ دینے کی علت اس طرح کہ شاید اس وقت نفرت اس کا باعث ہو پھر طہر میں جب وہ نفرت زائل ہو اور نکاح میں رکھنے کا ارادہ ہو تو اپنی حماقت پر تاسف و تندم و تحسر ہو پس گو رجعت سے حیض میں طلاق دینا مانع نہیں ہے لیکن لعل اللہ سے جس طرح تعذر رجعت کی حفاظت تھی اسی طرح تحسر کی بھی حفاظت مقصود ہوگی۔ اور اخراج عن البیوت سے نہی کی علت اس طرح ہوگی کہ اخراج عن البیوت کی صورت میں بعض اوقات رجعت یا تجدید نکاح میں حسا تعذر ہو جاتا ہے اور لا یخرجن کی علت اس طرح کہ خروج عن البیوت میں بعض اوقات مرد کو نفرت بڑھ جاتی ہے اور ایک جگہ رہنے میں ممکن ہے کہ مرد کو رجعت یا تجدید نکاح کا خیال پیدا ہو جاوے پس لعل اللہ الخ ان سب کو عام ہو جاوے گا۔ اور استطالت لسان کا مسئلہ مفسرین و محدثین حنفیہ کے کلام میں تو دیکھا گیا ہے مگر کسی فقہ کی کتاب میں نہیں ملا تحقیق کر لیا جاوے البتہ تفسیر احمدی میں لکھا ہے۔ ربط تمہید میں گذر چکا۔

تاکید تقویٰ و وعدہ و وعید مطیع و عاصی

وَكَأَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ أَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهِ فَحَاسَبْنَاهَا حِسَابًا شَدِيدًا وَعَذَّبْنَاهَا عَذَابًا نُّكْرًا ۝ فَذَاقَتْ

اور بہت سی بستیاں تھیں | جنہوں نے اپنے رب کے حکم سے اور اس کے رسولوں سے سرتابی کی سو ہم نے اُن کا سخت حساب کیا | اور ہم نے اُن کو بڑی بھاری سزا دی | غرض اُنہوں نے

۱۴ ع

وَبَالَ أَمْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ أَمْرِهَا خُسْرًا ۝ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ ۚ

اپنے اعمال کا وبال چکھا | اور اُن کا انجام کار خسارہ ہی ہوا | اللہ تعالیٰ نے اُن کے لیے ایک سخت عذاب تیار کر رکھا ہے | تو اے سمجھدارو جو کہ ایمان لائے ہو

الَّذِينَ آمَنُوا ۚ قَدْ أَنزَلَ اللَّهُ إِلَيْكُمْ ذِكْرًا ۝ رَّسُولًا يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِ اللَّهِ مُبَيِّنَاتٍ لِّيُخْرِجَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

تم خدا سے ڈرو | خدا نے تمہارے پاس ایک نصیحت نامہ بھیجا | ایک ایسا رسول جو تم کو اللہ کے صاف صاف احکام پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں | تاکہ ایسے لوگوں کو جو ایمان لاویں | اور اچھے

الصَّالِحَاتِ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۚ وَمَن يُؤْمِن بِاللَّهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ

عمل کریں | تاریکیوں سے نور کی طرف لے آویں | اور جو شخص اللہ پر ایمان لاویگا اور اچھے عمل کریگا | خدا اس کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا | جن کے نیچے سے نہریں جاری ہیں

خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ قَدْ أَحْسَنَ اللَّهُ لَهُ رِزْقًا ۝ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ

اُن میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رہیں گے | بے شک اللہ نے اچھی روزی دی | اللہ ایسا ہے جس نے سات آسمان پیدا کیے | اور اُن ہی کی طرح زمین بھی | ان سب میں

ع ۲ ۵ ۱۸

الْأَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَأَنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ۝

احکام نازل ہوتے رہتے ہیں | تاکہ تم کو معلوم ہو جاوے کہ اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے | اور اللہ ہر چیز کو | احاطہ علمی میں | لیے ہوئے ہے

وَكَأَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ أَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهِ فَحَاسَبْنَاهَا حِسَابًا شَدِيدًا وَعَذَّبْنَاهَا عَذَابًا نُّكْرًا ۝ فَذَاقَتْ وَبَالَ أَمْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ أَمْرِهَا خُسْرًا ۝ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ ۚ الَّذِينَ آمَنُوا ۚ قَدْ أَنزَلَ اللَّهُ إِلَيْكُمْ ذِكْرًا ۝ رَّسُولًا يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِ اللَّهِ مُبَيِّنَاتٍ لِّيُخْرِجَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۚ وَمَن يُؤْمِن بِاللَّهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ قَدْ أَحْسَنَ اللَّهُ لَهُ رِزْقًا ۝ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ الْأَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَأَنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ۝ اور بہت سی بستیاں تھیں جنہوں نے اپنے رب کے حکم (ماننے) سے اور اس کے رسولوں سے سرتابی کی سو ہم نے ان (کے اعمال) کا سخت حساب کیا (مطلب یہ کہ اُن کے اعمال کفریہ میں سے کسی عمل کو معاف نہیں کیا بلکہ سب پر سزا تجویز کی اور پرسش کے طور پر حساب مراد نہیں) اور ہم نے اُن کو بڑی بھاری سزا دی (کہ وہ سزائے اہلاک بالعذاب ہے) غرض اُنہوں نے اپنے اعمال کا وبال چکھا اور اُن کا انجام کار خسارہ ہی ہوا (یہ تو دنیا میں ہوا اور آخرت میں) اللہ تعالیٰ نے اُن کے لیے ایک سخت عذاب تیار کر رکھا ہے (اور جب انجام نافرمانی کا یہ ہے) تو اے سمجھدارو جو کہ ایمان لائے ہو تم خدا سے ڈرو (کہ ایمان بھی اس کو مقتضی ہے اور ڈرنا یہ کہ اطاعت کرو اور اسی اطاعت کا طریقہ تبلانے کے لیے) خدا نے تمہارے پاس ایک نصیحت نامہ بھیجا (اور وہ نصیحت نامہ دیکر) ایک ایسا رسول (بھیجا) جو تم کو اللہ کے صاف صاف احکام پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں تاکہ ایسے لوگوں کو کہ جو ایمان لاویں اور اچھے عمل کریں (کفر و جہل کی) تاریکیوں سے (ایمان اور علم و عمل کے) نور کی طرف لے آویں (مطلب یہ کہ جو نصیحت اس رسول کے ذریعہ سے پہونچے اس پر عمل کرنا یہی اطاعت ہے) اور (آگے ایمان و عمل صالح پر جو کہ اطاعت ہی وعدہ ہے کہ) جو شخص اللہ پر ایمان لاویگا اور اچھے عمل کریگا خدا اُسکو (جنت کے) ایسے باغوں میں داخل کریگا جن کے نیچے سے نہریں جاری ہیں اُن میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رہیں گے بیشک اللہ نے (اُن کو بہت) اچھی روزی دی (آگے اللہ کا واجب الاطاعت ہونا بیان کیا جاتا ہے یعنی) اللہ ایسا ہے جس نے سات آسمان پیدا کیے اور اُن ہی کی طرح زمین بھی (سات پیدا کی جیسا ترمذی وغیرہ کی حدیث میں ہے کہ ایک زمین کے نیچے دوسری زمین ہے اُس کے نیچے تیسری زمین اسی طرح سات زمینیں ہیں اور) ان سب (آسمانوں اور زمینوں) میں (اللہ تعالیٰ کے) احکام (تکلیفیہ یا تکوینیہ علی سبیل منع الخلو) نازل ہوتے رہتے ہیں (اور یہ اس لیے بتلا دیا گیا) تاکہ تم کو معلوم ہو جاوے کہ اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے اور اللہ ہر چیز کو (اپنے) احاطۂ علمی میں لیے ہوئے ہے (اور اس سے اللہ تعالیٰ کا واجب الاطاعت ہونا ظاہر ہے) **ف** اُن سات

النحو قولہ رسولا معمول لمقدر دل علیہ انزل ای ارسل قولہ لتعلموا عاملہ مقدر ای اخبرکم لتعلموا ۱۲ | **البلاغۃ** لیخرج الذین اٰمنوا یراد بالذین قدر ایمانہم ۲

سورۃ التحریم مدنیۃ | بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ | وھی اثنتا عشرۃ آیۃ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِیْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ

اے نبی جس چیز کو اللہ نے آپ کے لیے حلال کیا ہے آپ اُس کو کیوں حرام فرماتے ہیں اپنی بیبیوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے

قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَیْمَانِكُمْ ۚ

اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کے لیے تمہاری قسموں کا کھولنا مقرر فرما دیا ہے۔

زمینوں میں احتمال ہے کہ نظر نہ آتی ہوں اور یہ بھی احتمال ہے کہ نظر آتی ہوں اور لوگ اُن کو کوکب سمجھتے ہوں جیسا مریخ کی نسبت بعض کا گمان ہے کہ اُس میں جبال و انہار و آبادی ہے اور حدیث میں جو اُن زمینوں کا اس زمین کے تحت میں ہونا وارد ہے وہ باعتبار بعض حالات کے ہو اور بعض حالات میں وہ زمینیں اس سے فوق ہو جاتی ہوں اور نزول امر کے لیے یہ ضرور نہیں کہ وہ سب مکلفین سے آباد ہوں کیونکہ تصرف تکوینی غیر مکلفین کو بھی عام ہے اور آسمانوں میں نزول احکام کا ملائکہ پر ظاہر ہے اور اس کے متعلق عجائب میں سے وہ حدیث ہے جس کو درمنثور میں بروایت ابن جریر و ابن ابی حاتم و حاکم و بیہقی کے ابن عباس رضہ سے موقوفاً روایت کیا ہے اور حاکم و بیہقی نے اُس کی تصحیح بھی کی ہے اُس حدیث کے الفاظ یہ ہیں سبع ارضین فی کل ارض نبی کنبیکم و اٰدم کاٰدم و نوح کنوح و ابراھیم کابراھیم و عیسٰی کعیسٰی اور ظاہر میں یہ حدیث مشکلات سے ہے اور فہم عامہ کے موافق سب سے احسن و اسہل تفسیر اس کی وہ ہے جو صاحب روح المعانی نے لکھی ہے والمراد ان فی کل ارض خلقا یرجعون الی اصل واحد رجوع بنی اٰدم فی ارضنا الی اٰدم علیہ السلام وفیھم افراد ممتازون علی سائرھم کنوح و ابراھیم وغیرھما فینا اور شاید حضرت ابن عباس رضہ کا اس آیت کے باب میں یہ فرمانا لو حدثتکم بتفسیرہا لکفرتم و کفرکم تکذیبکم بھا رواہ فی الدر المنثور اسی ظاہری اشکال کی بنا پر ہو اور احقر اس مضمون کو متن تفسیر میں نہ لکھتا لیکن چونکہ ہمارے زمانہ میں یہ حدیث عوام میں شائع ہوئی اس لیے مناسب معلوم ہوا کہ اس کی سہل تفسیر بھی لکھ دی جاوے اور اس سے زیادہ سمجھنے کے عقول عامہ متحمل نہیں لہٰذا عوام کو اس بحث میں نہ پڑنا چاہیے اور نہ علماء کی شان میں بدگمانی اور بدزبانی کرنا چاہیے واللہ الموفق ومنہ علم کل محقق و مدقق۔ اور بعض نے اس حدیث کو موضوع کہا ہے نقلہ فی الروح عن ابی حیان لہٰذا علماء کو بھی زیبا نہیں کہ اس حدیث کے منوانے میں عوام پر زور دیں کیونکہ خود سابقین میں صحت اس کی مختلف فیہ ہے واللہ اعلم وعلمہ اتم و احکم۔ اور فضائل تقویٰ میں جو آیتیں اس سورت میں آئی ہیں اُن میں ایک ربط بلیغ یہ ہو سکتا ہے کہ اتقوا اللہ میں امر ہے پھر ومن یتق اللہ الخ جامع ہے اُس کے برکات دنیویہ و اخرویہ کو اور من یتق اللہ یجعل لہ من امرہ یسرا میں اُس کی برکت دنیویہ مذکور ہے اور من یتق اللہ یکفر میں اُس کی برکت اُخرویہ مذکور ہے پس اس طور پر اول اجمال ہوگا پھر اُس اجمال کی تفصیل۔

سورۃ التحریم مدنیۃ وآیہا اثنتا عشرۃ کذا فی البیضاوی

ربط مثل سورت سابقہ کے اس سورت میں بھی مضامین متعلقہ نساء کے ہیں مگر اُس میں عام نساء کے متعلق تھے اور اس میں خاص نساء کے اور وہاں احکام مرتب علی الطلاق تھے اور یہاں ازواج مطہرات کو تخویف بالطلاق ہے اور جیسا سورۃ سابقہ کے خاتمہ میں اطاعت کی عام تاکید تھی اسی طرح بعد خطاب ازواج کے عام طور پر رجوع الی اللہ کی تاکید ہے پس سب اجزاء دونوں سورتوں کے باہم کس قدر متلاصق و متلاحق ہو گئے اور سبب نزول اول کی آیتوں کا حضرت عائشہ رضہ سے صحیح بخاری وغیرہ میں اس طرح منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول شریف تھا کہ بعد عصر کھڑے کھڑے بیبیوں کے پاس تشریف لاتے ایک بار حضرت زینب رضہ کے پاس معمول سے زیادہ ٹھیرے اور شہد پیا تو مجھکو رشک آیا میں نے حفصہ سے مشورہ کیا کہ ہم میں سے جس کے پاس تشریف لاویں وہ یوں کہے کہ آپ نے مغافیر نوش فرمایا ہے یہ ایک گوند ہے جو کریہ الرائحہ ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا آپ نے فرمایا کہ میں نے تو شہد پیا ہے اُن بی بی نے کہا کہ شاید کوئی مکھی اُسکے درخت پر بیٹھ گئی ہوگی اور اُسکا عرق چوس لیا ہوگا آپ نے قسم فرمایا کہ میں پھر شہد نہ پیونگا اور اس خیال سے کہ حضرت زینب کا جی بُرا نہ ہو اسکے اخفا کی تاکید فرمائی مگر اُن بی بی نے دوسری سے کہدیا اور بعض روایات میں ہے کہ حضرت حفصہ شہد پلانے والی ہیں اور حضرت عائشہ اور حضرت سودہ اور حضرت صفیہ صلاح کرنے والی ہیں اور بعض روایات میں اور طرح بھی قصہ آیا ہے ممکن ہے کہ کئی واقعے ہوئے ہوں اور سب کے بعد یہ آیتیں نازل ہوئی ہوں۔

خطاب بہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم در باب یمین و عتاب بازواج مطہرات در اخلال بحقوق سید المرسلین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِیْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَیْمَانِكُمْ

وَاللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝ وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا ۚ فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ

اور اللہ تمہارا کارساز ہے | اور وہ بڑا جاننے والا بڑی حکمت والا ہے | اور جبکہ پیغمبر نے اپنی کسی بی بی سے ایک بات چپکے سے فرمائی | پھر جب اُس بی بی نے وہ بات بتلادی اور پیغمبر کو اللہ تعالیٰ نے

عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا ۭ قَالَ نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝

اس کی خبر کردی تو پیغمبر نے تھوڑی سی بات تو جتلا دی اور تھوڑی بات کو ٹال گئے | سو جب پیغمبر نے اُس بی بی کو وہ بات جتلائی تو وہ کہنے لگی کہ آپ کو اس کی کس نے خبر کردی۔ آپ نے فرمایا کہ مجھ کو بڑے جاننے والے بڑے خبر رکھنے والے نے خبر کردی۔

اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا ۚ وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ

اے دونوں بیبیو اگر تم اللہ کے سامنے توبہ کرلو تو تمہارے دل مائل ہو رہے ہیں | اور اگر پیغمبر کے مقابلہ میں تم دونوں کارروائیاں کرتی رہیں تو پیغمبر کا رفیق اللہ ہے | اور جبریل ہیں | اور نیک

الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ۝ عَسٰى رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗٓ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ

مسلمان ہیں | اور ان کے علاوہ فرشتے مددگار ہیں | اگر پیغمبر تم عورتوں کو طلاق دیدیں تو اُن کا پروردگار بہت جلد تمہارے بدلے اُن کو تم سے اچھی بیبیاں دیدیگا | جو اسلام والیاں

مُؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ ثَيِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا ۝

ایمان والیاں فرمانبرداری کرنے والیاں توبہ کرنے والیاں روزہ رکھنے والیاں ہونگی | کچھ بیوہ اور کچھ کنواریاں۔

وَاللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝ وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا ۚ فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا ۭ قَالَ نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝ اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا ۚ وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ۝ عَسٰى رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗٓ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ ثَيِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا ۝ اے نبی جس چیز کو اللہ نے آپ کے لیے حلال کیا ہے آپ (قسم کھاکر) اس کو (اپنے اوپر) کیوں حرام فرماتے ہیں (پھر وہ بھی) اپنی بیبیوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے (یعنی گو کسی مباح کا ترک کردینا مباح ہے اور اس ترک کا مؤکد بالقسم کرنا بھی کسی مصلحت سے مباح ہے لیکن تاہم خلاف اولیٰ ہے خصوص جبکہ داعی بھی ضعیف ہو یعنی ابتغاء رضاء ازواج ایسے امر میں جس میں اُن کا راضی کرنا ضروری نہ تھا) اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے (کہ گناہ تک کو معاف کردیتا ہے اور آپ سے تو کوئی گناہ بھی نہیں ہوا اس لیے یہ عتاب نہیں بلکہ شفقۃً ورافۃً آپ سے کہا جاتا ہے کہ آپ نے ایک متمتع مباح کو ترک کرکے کیوں تکلیف اٹھائی اور چونکہ آپ نے قسم کھالی تھی اس لیے عام خطاب سے قسم کا کفارہ دینے کی نسبت ارشاد فرماتے ہیں کہ) اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کے لیے تمہاری قسموں کا کھولنا (یعنی قسم توڑنے کے بعد اُس کے کفارہ کا طریقہ) مقرر فرمادیا ہے اور اللہ تمہارا کارساز ہے اور وہ بڑا جاننے والا بڑی حکمت والا ہے (اسلیے وہ اپنے علم وحکمت سے تمہاری مصلحتوں اور ضرورتوں کو جانکر تمہاری بہت سی دشواریوں کو آسان کردینے کے طریقے مقرر فرمادیتا ہے چنانچہ کفارہ سے پابندی قسم کی کلفت کا علاج کردیا) اور (آگے بیبیوں کو سناتے ہیں کہ وہ وقت یاد کرنے کے قابل ہے) جبکہ پیغمبر (صلے اللہ علیہ وسلم) نے اپنی کسی بی بی سے ایک بات چپکے سے فرمائی (وہ بات یہی تھی کہ میں پھر شہد نہ پیونگا مگر کسی سے کہنا نہیں) پھر جب اُس بی بی نے وہ بات (دوسری بی بی کو) بتلادی اور پیغمبر کو اللہ تعالیٰ نے (بذریعۂ وحی) اس کی خبر کردی تو پیغمبر نے (اُس ظاہر کردینے والی بی بی کو) تھوڑی سی بات تو جتلادی (کہ تم نے ہماری یہ بات دوسری سے کہدی) اور تھوڑی بات کو ٹال گئے (یعنی آپ کا کرم

اللغات

تحلۃ اللہ تحلۃ بمعنی تحلیل وتحلیل الیمین بمعنی رفع عقدہا فقد یکون بالحنث وقد یکون بالبر او الکفارۃ علی المثبت ومنہ قولہ علیہ السلام فی حدیث الدجال الا تحلۃ القسم۔ قولہ اظہرہ اللہ علیہ ای جعل اللہ تعالیٰ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ظاہرا علی الحدیث مطلعا علیہ من قولہ تعالیٰ لیظہرہ علی الدین کلہ او جعل اللہ تعالیٰ الحدیث ظاہرا علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فہو نظیر ظہر لی ہذہ المسئلۃ وظہرت علی۔ قولہ تظاہرا علیہ تتعاونا علیہ صلی اللہ علیہ وسلم بالمسوءۃ۔ قولہ سائحات مرتحقیقہ فی آخر سورۃ براءۃ ۱۲

البلاغۃ

قولہ بعد ذلک ہو عندی تعمیم وتصریح بما فہم من جبرئیل رئیس الملائکۃ سلامہم متبعو نہ وفائدۃ التصریح بالبعدیۃ الاشارۃ الی کون الملحوق مقدم بذکرہم عن سائر اعوانہ علیہ السلام ذکرہ والعلم قولہ وابکارا اورد الواو فیہ دون ما قبلہ لانہ لا یجتمع مع قسیمہ بخلاف ما لم یجئ فیہ الواو فانہا تجتمع جمیعا فافہم ۱۲

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ قُوٓا۟ أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا ٱلنَّاسُ وَٱلْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُونَ

اے ایمان والو | تم اپنے کو اور اپنے گھر والوں کو | اُس آگ سے بچاؤ | جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں | جس پر تندخو مضبوط فرشتے ہیں | جو خدا کی نافرمانی

ٱللَّهَ مَآ أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ۝ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ لَا تَعْتَذِرُوا۟ ٱلْيَوْمَ إِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝

نہیں کرتے کسی بات میں جو اُن کو حکم دیتا ہے اور جو کچھ اُن کو حکم دیا جاتا ہے اُس کو بجالاتے ہیں۔ | اے کافرو تم آج عذر مت کرو بس تم کو تو اُسی کی سزا مل رہی ہے | جو کچھ تم کیا کرتے تھے

ع ۱۷ / ۱۹

اس غایت تک ہے کہ اپنے حکم کے خلاف کرنے پر جو بی بی کی شکایت کرنے بیٹھے تو شکایت کے وقت بھی اُس کہی ہوئی بات کے پورے اجزاء کا اعادہ نہیں فرمایا کہ تو نے میری یہ بات کہدی اور یہ بھی کہدی الخ کہ خجالت زیادہ ہوگی بلکہ کچھ اجزاء کا ذکر کیا اور کچھ اجزاء کا نہیں کیا تاکہ مخاطبہ کو گمان ہو کہ ان کو اتنی ہی بات کہنے کی خبر ہوئی ہے زائد کی نہیں ہوئی تو شرمندگی کم ہو وھذا احسن الاقوال فی تفسیر ھذین البعضین) سو جب پیغمبر نے اُس بی بی کو وہ بات جتلائی تو وہ کہنے لگی کہ آپ کو اسکی کس نے خبر کردی آپ نے فرمایا کہ مجکو بڑے جاننے والے بڑے خبر رکھنے والے (یعنی خدا) نے خبر کردی (یہ بیبیوں کو شاید اس لیے سنایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا پورے راز پر مطلع ہونا سُن کر آپ کے تکرم سے اپنی کارروائی پر زیادہ شرمندہ ہوں اور توبہ کریں چنانچہ آگے خود بیبیوں کو توبہ وغیرہ کا خطاب ہے کہ) اے (پیغمبر کی) دونوں بیبیو اگر تم اللہ کے سامنے توبہ کرلو تو (بہتر ہے کیونکہ مقتضی توبہ کا موجود ہے وہ یہ کہ) تمہارے دل (اس طرف) مائل ہو رہے ہیں (کہ دوسری بیبیوں سے ہٹا کر آپ کو اپنا ہی بنالیں اور گو یہ امر باعتبار اس کے کہ اصل مقتضی اس کا حب رسول ہے قبیح نہیں ہے لیکن چونکہ اس میں دوسروں کے حقوق کا اتلاف وکسر قلوب لازم آتا ہے اور مستلزم قبیح قبیح ہوتا ہے اس اعتبار سے قبیح وموجب للتوبہ ہے) اور اگر (اسی طرح) پیغمبر کے مقابلہ میں تم دونوں کارروائیاں کرتی رہیں تو (یاد رکھو کہ) پیغمبر کا رفیق اللہ ہے اور جبرئیل ہیں اور نیک مسلمان ہیں اور ان کے علاوہ فرشتے (آپ کے) مددگار ہیں (مطلب یہ کہ تمہاری ان سازشوں سے آپ کا کوئی ضرر نہیں ہے بلکہ تمہارا ہی ضرر ہے کیونکہ جس شخص کے ایسے حامی ہوں اُس کے خلاف مزاج کارروائیاں کا انجام ظاہر ہے کہ بُرا ہی بُرا ہے آگے چونکہ بعضے اسباب نزول میں حضرت عائشہ وحفصہ کے علاوہ اور بیبیاں بھی شریک تھیں جیسے حضرت سودہ وصفیہ اس لیے آگے صیغہ جمع سے عام خطاب فرماتے ہیں کہ تم یہ وسوسہ دل میں مت لانا کہ آخر تو مرد کو بیبیوں کی ضرورت ہوتی ہے اور ہم سے بہتر عورتیں کہاں ہیں اس لیے چار ناچار ہماری سب باتیں سہی جاویں گی سو یہ سمجھ لو کہ) اگر پیغمبر تم عورتوں کو طلاق دیدیں تو اُن کا پروردگار بہت جلد تمہارے بدلے اُن کو تم سے اچھی بیبیاں دیدے گا جو اسلام والیاں ایمان والیاں فرمانبرداری کرنے والیاں توبہ کرنے والیاں عبادت کرنے والیاں روزہ رکھنے والیاں ہونگی کچھ بیوہ اور کچھ کنواریاں (بعض مصالح سے بیوہ بھی مرغوب ہوتی ہے جیسے تجربہ سلیقہ ہم عمری وغیرہ اس لیے اس کو بھی اوصاف مرغبہ میں فرمایا) **ف** تحریم حلال کے اقسام اور اُن اقسام کے احکام سورۂ مائدہ آیت یا ایھا الذین اٰمنوا لا تحرموا طیبات الخ کے ذیل میں گذر چکے ہیں آپ نے جو تحریم حلال فرمائی وہ تحریم ممنوع نہیں بلکہ یمین تھی جو حاجت کی وجہ سے کی گئی تھی مگر خلاف اولےٰ ہونے سے حق تعالےٰ نے قسم توڑدینے کا حکم فرمایا اور شرائع سابقہ میں اس کا خلاف اولیٰ نہ ہونا پارہ لن تنالوا آیت کل الطعام کی تفسیر کے ذیل میں گذرا ہے اور یہ قسم یا تو اس صیغہ سے ہوئی ہو کہ میں عسل کو اپنے اوپر حرام کرتا ہوں کہ یہ صیغہ یمین ہے یا محض واللہ وغیرہ فرمایا ہو اور اُس کا اثر چونکہ تحریم بمعنے وجوب امتناع ہوگیا اس لیے تحریم سے تعبیر فرمایا۔ اور درمنثور میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آپ نے کفارہ میں ایک غلام آزاد فرمایا۔ اور قد صغت قلوبکما سے جو اعتراض ازواج مطہرات پر ہو سکتا ہے اُس کا جواب خود تقریر ترجمہ سے معلوم ہوگیا ہوگا۔ اور خیرا منکن سے یہ لازم نہیں آتا کہ بالفعل ان بیبیوں سے کوئی بہتر بی بی تھی بلکہ اگر عدیل واقع ہوتی تو اللہ تعالیٰ اُن بیبیوں کو اُن سے بہتر بنانے پر قادر تھا۔ اور ان اللہ ھو مولٰہ الخ میں جو سب کو رفیق فرمایا تو ہر ایک کی رفاقت جدا ہی حق تعالیٰ کی رفاقت تو حقیقی ہے اور جبرئیل علیہ السلام کی رفاقت بمعنی توسط فی الفیوض ہے اور ملائکہ کی رفاقت بمعنی انزال سکینہ ہے اور مؤمنین کی رفاقت بمعنی تابعیت ہی اور جو اس ارشاد سے غرض ہے وہ خود متن میں تقریر کردی گئی۔

ترغیب باصلاح واصلاح وثمرات آں وقصص بعضے از اہل سعادت وترہیب بحجز وقصص بعضے از اہل شقاوت

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ قُوٓا۟ أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا ٱلنَّاسُ وَٱلْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُونَ ٱللَّهَ مَآ أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ۝ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ لَا تَعْتَذِرُوا۟ ٱلْيَوْمَ إِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ؕ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ

اے ایمان والو تم اللہ کے آگے سچی توبہ کرو امید ہے کہ تمہارا رب تمہارے گناہ معاف کر دیگا اور تم کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ يَوْمَ لَا يُخْزِى اللّٰهُ النَّبِىَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ

نیچے نہریں جاری ہونگی جس دن کہ اللہ تعالیٰ نبی کو اور جو مسلمان اُن کے ساتھ ہیں اُن کو رسوا نہ کرے گا ان کا نور ان کے داہنے اور ان کے سامنے دوڑتا ہوگا

يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاۤ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ۞ يٰۤاَيُّهَا النَّبِىُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ

یوں دعا کرتے ہونگے کہ اے ہمارے رب ہمارے لیے ہمارے اس نور کو اخیر تک رکھیے اور ہماری مغفرت فرما دیجیے آپ ہر شے پر قادر ہیں اے نبی کفار سے اور منافقین سے جہاد کیجیے

وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ؕ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۞ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ ؕ

اور ان پر سختی کیجیے اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بری جگہ ہے اللہ تعالیٰ کافروں کے لیے نوح کی بی بی اور لوط کی بی بی کا حال بیان فرماتا ہے۔

كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ

وہ دونوں ہمارے خاص بندوں میں سے دو بندوں کے نکاح میں تھیں سو اُن عورتوں نے اُن دونوں بندوں کا حق ضائع کیا تو وہ دونوں نیک بندے اللہ کے مقابلہ میں اُن کے ذرا کام نہ آسکے اور ان کو حکم ہو گیا کہ اور جانے والوں کے ساتھ

الدّٰخِلِيْنَ ۞ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِىْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِى الْجَنَّةِ

تم دونوں بھی دوزخ میں جاؤ اور اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے لیے فرعون کی بی بی کا حال بیان کرتا ہے جبکہ اُن بی بی نے دعا کی کہ اے میرے پروردگار میرے واسطے جنت میں اپنے قرب میں مکان بنائیے

وَنَجِّنِىْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِىْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۞ وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِىْۤ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ

اور مجھ کو فرعون سے اور اس کے عمل سے محفوظ رکھیے اور مجھ کو تمام ظالم لوگوں سے محفوظ رکھیے اور عمران کی بیٹی مریم کا حال بیان کرتا ہے جنہوں نے اپنی ناموس کو محفوظ رکھا سو ہم نے اُن کے چاک گریبان میں

مِنْ رُّوْحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ ۞

اپنی روح پھونک دی اور انہوں نے اپنے پروردگار کے پیغاموں کی اور اس کی کتابوں کی تصدیق کی اور وہ اطاعت والوں میں سے تھیں۔

وقف لازم — ع ۲ — ۵ — ۲۰

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ؕ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ يَوْمَ لَا يُخْزِى اللّٰهُ النَّبِىَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاۤ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ۞ يٰۤاَيُّهَا النَّبِىُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ؕ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۞ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ ؕ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ ۞ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِىْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِى الْجَنَّةِ وَنَجِّنِىْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِىْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۞ وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِىْۤ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ ۞ اے ایمان والو اب رسول کی بیبیوں کو بھی عمل وطاعت سے چارہ نہیں جیسا اوپر معلوم ہوا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی معرفت اوپر کے مضمون کی تبلیغ کرانا جبکہ تبلیغ واجب ہے مستلزم ہے اس کو کہ آپ پر ازواج کی نصیحت واجب ہے تو تم پر تو بدرجہ اولےٰ اہتمام اپنے اور اپنی اہل وعیال کی اصلاح کا واجب ہوگا اس لیے تم کو بھی حکم دیا جاتا ہے کہ) تم اپنے کو اور اپنے گھر والوں کو (دوزخ کی) اُس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن (اور سوختہ) آدمی اور پتھر ہیں (اپنے کو بچانا خود اطاعت کرنا اور گھر والوں کو بچانا اُن کو احکام الٰہیہ

اللغات نصوحا في القاموس صادقة لا ينوي الرجوع ۱۲

البلاغة قوله احصنت فرجها كناية عن العفة نحو قولهم نقي الجيب طاهر الذيل

والفرج هو جيب الدرع فالضمير للجيب وفي قوله فنفخنا فيه لا للفرج بمعنى الجيب كما اشرت اليه في الترجمة ويؤيده ما في الدر المنثور عن قتادة قال في جيبها ۱۲

سکھلانا اور اُن پر عمل کرانے کے لیے زبان سے ہاتھ سے بقدر امکان کوشش کرنا۔ آگے اُس آگ کی دوسری حالت ہے یعنی) جس پر تند خو (اور) مضبوط فرشتے (متعین) ہیں (کہ نہ وہ خود رحم کریں نہ اُن کا کوئی مقابلہ کر کے بچ سکے) جو خدا کی (ذرا) نافرمانی نہیں کرتے کسی بات میں جو اُن کو حکم دیتا ہے اور جو کچھ اُن کو حکم دیا جاتا ہے اُس کو (فوراً) بجا لاتے ہیں (یہاں عصیان سے مراد عصیان بالقلب ہی جو مقابل اطاعت کا کہ وہ بھی بالقلب ہے یعنی نہ دل میں خیال نافرمانی کا ہوتا ہے نہ فعلاً خلاف کرتے ہیں یا یوں کہا جاوے کہ بایں معنی نافرمانی بھی نہیں کرتے کہ کہے ہوئے کے خلاف کریں اور سستی اور دیر بھی نہیں کرتے پس دونوں تقریروں پر تکرار نہیں ہے غرض اُس دوزخ پر ایسے فرشتے مقرر ہیں اور وہ کافروں کو دوزخ میں داخل کریں گے اور اُس وقت کافروں سے کہا جاوے گا کہ) اے کافرو آج تم عذر (و معذرت) مت کرو (کہ بے سود ہے) بس تم کو تو اُسی کی سزا مل رہی ہے جو کچھ تم (دنیا میں) کیا کرتے تھے (آگے دوزخ سے بچنے کا طریقہ بتلاتے ہیں اور وہی اہل و عیال کو بتلانا چاہیئے پس ارشاد ہے کہ) اے ایمان والو تم اللہ کے آگے سچی توبہ کرو (یعنی دل میں کامل ندامت ہو معصیت پر اور عزم علے الترک میں تحقیق یہ ہے کہ نیت عود کا عدم تو ضروری ہے اور عدم عود کی نیت بھی جبکہ وہ معصیت دل میں خطور کرے قدرت کے وقت ضروری ہے اور عدم قدرت کے وقت اس طور پر ضروری ہے کہ اگر قدرت بھی ہو جاوے جب بھی عود نہ کروں گا اور طریق وقایۃ عن النار میں صرف توبہ کا ذکر اس لیے کہ غیر معصوم کا معصیت سے خالی ہونا نادر ہے اس لیے اس کی احتیاج اعم اور اہم ہوئی اور چونکہ ترک طاعت معصیت ہے اور توبہ میں ترک معصیت ضروری ہے پس اسی کے عموم میں فعل طاعت بھی آ گیا پس یہ مفہوم اتیان بالطاعات و اجتناب منہیات کو عام ہو گیا آگے توبہ کا ثمرہ فرماتے ہیں کہ) امید (یعنی وعدہ) ہے کہ تمہارا رب (اس توبہ کی بدولت) تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور تم کو (جنت کے) ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی (اور یہ اُس روز ہوگا) جس دن کہ اللہ نبی (صلے اللہ علیہ وسلم) کو اور جو مسلمان (دین کی رُو سے) اُن کے ساتھ ہیں اُن کو رسوا نہ کرے گا (مقصود صرف مؤمنین کا بیان کرنا ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر ملا دینا تقویت حکم کے لیے ہے یعنی جیسا عدم خزی نبی یقینی ہے ایسا ہی عدم خزی مؤمنین بھی اور خزی سے مراد خزی مخصوص ہے جو کفر کی جزا ہے لقولہ تعالے ان الخزی الیوم والسوء علے الکافرین اور مؤمنین سے مراد مطلق مؤمنین ہیں اور چونکہ عام رسوائی کا موقع میدان قیامت ہے اس لیے لا یخزی میں بھی میدان قیامت کے اعتبار سے ان کی حالت کا بیان ہوگا آگے پلصراط کے اعتبار سے ان کی حالت کا بیان ہے کہ) ان کا نور ان کے داہنے اور ان کے سامنے دوڑتا ہوگا (کما مر فی الحدید اور) یوں دعا کرتے ہوں گے کہ اے ہمارے رب ہمارے لیے اس نور کو اخیر تک رکھیے (یعنی راہ میں گل نہ ہو جاوے) اور ہماری مغفرت فرما دیجیے آپ ہر شے پر قادر ہیں (اور اس دعائے اتمام نور کی وجہ یہ ہوگی کہ قیامت میں ہر مؤمن کو کچھ نہ کچھ نور عطا ہوگا جس وقت منافق کا نور بجھ جاویگا جس کا ذکر سورۂ حدید میں گذرا ہی اُس وقت مؤمنین یہ دُعا کریںگے کذا فی الدر عن ابن عباس رضہ غرض مثل عدم خزی کے یہ اتمام نور بھی سب مؤمنین کے لیے عام ہے اور اس سے عصاۃ کا نار میں داخل نہ ہونا لازم نہیں آتا کیونکہ ممکن ہی کہ باوجود عدم انطفار اُس نور کے پھر معصیت کی وجہ سے نار میں داخل ہوں رہا یہ کہ پھر عدم انطفار سے کیا فائدہ سو اول تو ممکن ہے کہ وہ نور اصل میں صورت مثالیہ اُن کے ایمان کی ہو پس وجود ایمان کے لوازم میں سے بقاء اُس نور کا ہوگا اور لوازم میں غایت کا سوال ہی زائد ہے اور ممکن ہے کہ غایت اُس کی حصول اُنس ہو اُس نور سے جس سے عصاۃ مؤمنین کو کفار کی سی وحشت نار میں نہ ہوگی اور چونکہ اوپر آیت یا ایھا الذین کفروا الخ سے کفار کا مبغوض ہونا اور مؤمنین کی حالت واقعہ علی الصراط سے منافقین کے نور کا عدم اتمام جسکی تفصیل سورۂ حدید کی آیت یوم یقول المنافقون الخ میں بھی ہو چکی ہی لتقدم الحدید علے التحریم فی النزول کذا فی الاتقان اور اس عدم اتمام سے منافقین کا ممقوت ہونا مفہوم ہوا ہی آگے بطور تفریع کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہے اور اُن کے جہنمی ہونے کی بھی خبر ہے پس ارشاد ہی کہ) اے نبی (صلے اللہ علیہ وسلم) کفار (سے بالسنان) اور منافقین سے (باللسان) جہاد کیجیے اور ان پر سختی کیجیے (دنیا میں تو یہ اس کے مستحق ہیں) اور (آخرت میں) اِن کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بُری جگہ ہے (اور اوپر آیت قوا انفسکم واھلیکم الخ میں امر باصلاح الاہل سے دو امروں کا وجوب مستفاد ہوتا ہے ایک مطابقۃً اصلاح اہل کا صاحب اہل پر دوسرا التزاماً اصلاح اہل کا خود اہل پر جو کہ قوا انفسکم کے عموم میں مطابقۃً بھی داخل ہو سکتا ہے پس امر ثانی کے وجوب پر اہل کو جس کا مصداق غالب عورتیں ہیں دو وسوسوں کا مظنہ تھا ایک وسوسہ صلحاء کے اہل کو ہو سکتا تھا کہ اگر ہم صالح نہ بھی ہوں تب بھی ان صلحاء کے انتساب سے ہم کو آخرت میں فلاح ہو جاویگی۔ دوسرا وسوسہ غیر صلحاء کے اہل کو ہو سکتا تھا کہ ہم گو صالح بھی ہو جاویں تب بھی ان غیر صلحاء کے تلبس سے کہیں ہماری فلاح میں خلل نہ پڑے۔ اور ایک تیسرا وسوسہ ان عورتوں کو جو بالفعل کسی کے اہل اور توابع میں داخل نہیں جیسے کنواری اور بیوہ عورتیں ہیں یہ ہو سکتا تھا کہ شاید صلاح کامل عورتوں کی مردوں کی اصلاح پر موقوف ہو اور اسی وجہ سے اُن کو اصلاح کا خطاب ہوا ہو اس لیے اللہ تعالیٰ نے آگے چند عورتوں کے قصے اجمالاً بیان فرمائے پس نوح و لوط علیہما السلام کی بیبیوں کے قصے سے تو پہلا وسوسہ دفع ہو گیا اور فرعون کی

سورۃ الملک مکیۃ وھی ثلثون اٰیۃ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ ۡ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُ ۨ○ الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ۙ (۱)

وہ بڑا عالیشان ہے جس کے قبضہ میں تمام سلطنت ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے جس نے موت اور حیات کو پیدا کیا تاکہ تمہاری آزمائش کرے کہ تم میں کون شخص عمل میں زیادہ اچھا ہے - اور وہ زبردست بخشنے والا ہے -

بی بی کے قصہ سے دوسرا وسوسہ دفع ہو گیا اور حضرت مریم علیہا السلام کے قصہ سے تیسرا وسوسہ دفع ہو گیا اور چونکہ پہلے وسوسہ میں زیادہ ابتلا ہوتا ہے اس لیے شاید اس کے لیے دو قصے بیان فرمائے ہوں اور تیسرے وسوسہ میں خطاب کا جواب یہ ہے کہ یہ خطاب تسہیل صلاح کے لیے ہے توقف صلاح علے الاصلاح کے لیے نہیں بس ارشاد ہوتا ہے کہ) اللہ تعالےٰ کافروں (کی عبرت) کے لیے نوح (علیہ السلام) کی بی بی اور لوط (علیہ السلام) کی بی بی کا حال بیان فرماتا ہے وہ دونوں ہمارے خاص بندوں میں سے دو بندوں کے نکاح میں تھیں سو اُن عورتوں نے اُن دونوں بندوں کا حق ضائع کیا (یعنی بوجہ نبی ہونے کے اُن کا یہ بھی حق تہا کہ دین میں اُن کی اطاعت کی جاتی سو اُنہوں نے اطاعت[1] نہیں کی) تو وہ دونوں نیک بندے اللہ کے مقابلہ میں اُن کے ذرا کام نہ آسکے اور ان دونوں عورتوں کو (بوجہ کافر ہونے کے) حکم ہو گیا کہ اور جانے والوں کے ساتھ تم دونوں بھی دوزخ میں جاؤ (اور وسوسہ اول کا اندفاع اس سے ظاہر ہے اور الذین کفروا کے مفہوم عام سے علاوہ اہل کے دوسرے منتسبین کو بھی جن کو ایسا وسوسہ ہو سکتا تھا اطلاع کر دی اور اس تقریر تفسیر سے معلوم ہو گیا ہو گا کہ یہ دعویٰ کرنا کہ یہ قصہ ازواج مطہرات کو سنایا گیا ہے محض دعوے بلا دلیل ہے کیونکہ یہ قصہ مضمون ازواج کے متعلق نہیں بلکہ مضمون آیت قوا انفسکم واھلیکم کے متعلق ہے ورنہ اگر اس کو اس طور پر ازواج کے متعلق کہا جاوے گا کہ تمہاری عدم صلاحیت کے وقت شوہر کی صلاحیت و نبوت نافع نہ ہو گی تو قصہ آیندہ کی یہ تقریر ہونا چاہیئے کہ تمہاری صلاحیت کے وقت شوہر کی عدم صلاحیت مضر نہ ہو گی نعوذ باللہ کیا نبی میں اس کا احتمال ہو سکتا ہے) اور آگے دوسرے تیسرے وسوسہ کا دفع ہے کہ) اللہ تعالیٰ مسلمانوں (کی تسلی) کے لیے فرعون کی بی بی (حضرت آسیہ) کا حال بیان کرتا ہے (اور خاص کر وہ حال عجیب جو اُس وقت واقع ہوا تہا) جبکہ اُن بی بی نے دعا کی کہ اے میرے پروردگار میرے واسطے جنت میں اپنے قرب میں مکان بنائیے اور مجکو فرعون (کے شر) سے اور اُس کے عمل (کفر کے ضرر اور اثر) سے محفوظ رکھیے اور مجکو تمام ظالم (یعنی کافر) لوگوں (کے ضرر حسی و معنوی) سے محفوظ رکھیے (یا تو یہ دعا مطلق احوال میں کی تہی اور یا ایک خاص حالت میں جس کا قصہ یہ لکھا ہے کہ فرعون کو جب اُن کے مؤمن ہونے کی اطلاع ہو گئی تو حکم دیا کہ ان کو چومیخا کر کے دھوپ میں ڈال دیا جاوے اور ان کے سینہ پر چکی کا پتھر رکھا جاوے اُس تکلیف میں اُنہوں نے یہ دعا کی تو اُن کو بہشت میں اپنا مکان نظر آگیا جس سے وہ تکلیف خفیف ہو گئی کذا فی الدر المنثور اس سے دوسرے وسوسہ کا اندفاع ظاہر ہے) اور (نیز مسلمانوں کی تسلی کے لیے اللہ تعالیٰ) عمران کی بیٹی (حضرت) مریم (علیہا السلام) کا حال بیان کرتا ہے جنہوں نے اپنے ناموس کو (حرام اور حلال دونوں سے) محفوظ رکھا (اس میں بیان ہے اُن کی نزاہت مکتسبہ قصدیہ و موہوبہ غیر قصدیہ کا کہ اخلاق و احوال فاضلہ میں سے ہے) سو ہم نے اُن کے چاک گریبان میں (بواسطہ جبرئیل علیہ السلام کے) اپنی روح پھونک دی اور اُنہوں نے اپنے پروردگار کے پیغاموں کی (جو اُن کو ملائکہ کے ذریعہ سے پہونچے تھے وہی المذکورۃ فی قولہ تعالیٰ واذ قالت الملائکۃ یا مریم ان اللہ اصطفٰک الخ وفی قولہ تعالیٰ قال انما انا رسول ربک الخ) اور اُس کی کتابوں کی (جن میں سے توراۃ و انجیل بھی ہیں) تصدیق کی (یہ بیان ہے اُن کے عقائد کا) اور وہ اطاعت والوں میں سے تھیں (یہ بیان ہے اُن کے اعمال کا - اور اس سے تیسرے وسوسہ کا اندفاع ظاہر ہے) **ف** قد تم بحمد اللہ الیوم الجزء الثامن والعشرون من القرآن ◆

سورۃ الملک مکیۃ وایہا ثلثون کذا فی البیضاوی

ربط اوپر کی سورت میں حقوق رسالت کا بیان تہا اس سورت میں حقوق توحید کا اور ان کے ایفاء و اخلال پر جزا و سزا کا بیان ہے و نیز آخر سورت سابقہ میں بعض اہل سعادت و بعض اہل شقاوت کا ذکر تہا اس میں مطلقاً سعداء و اشقیاء کا ذکر ہے ◆

توحید و جزاء سعداء مومنین و سزائے اشقیائے منکرین

۱ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُ ۙ الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ۙ

الجزء التاسع والعشرون ۲۹ رکوع ۹

ملحقات الترجمۃ

[1] قولہ فخانتھما

اطاعت نہیں کی مانفرہ فی الخازن انما کانت خیانتھما انھما کانتا علی غیر دینھما

الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۖ مَا تَرٰى فِي خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ۖ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُورٍ ۝ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ

جس نے سات آسمان اوپر تلے پیدا کیے | تو خدا کی اس صنعت میں | کوئی خلل نہ دیکھے گا | سو تو پھر نگاہ ڈال کر دیکھ لے کہیں تجھ کو کوئی خلل نظر آتا ہے | پھر بار بار

كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ إِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَهُوَ حَسِيرٌ ۝ وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ وَجَعَلْنٰهَا رُجُومًا لِلشَّيٰطِينِ ۖ وَأَعْتَدْنَا

نگاہ ڈال کر دیکھ | نگاہ ذلیل اور درماندہ ہو کر تیری طرف لوٹ آوے گی | اور ہم نے قریب کے آسمان کو چراغوں سے آراستہ کر رکھا ہے اور ہم نے اُن کو شیطانوں کے مارنے کا ذریعہ بھی بنایا ہے | اور ہم نے

لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيرِ ۝ وَلِلَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝ إِذَا أُلْقُوا فِيهَا سَمِعُوا لَهَا شَهِيقًا وَهِيَ

اُن کے لیے دوزخ کا عذاب تیار کر رکھا ہے | اور جو لوگ اپنے رب کا انکار کرتے ہیں اُن کے لیے دوزخ کا عذاب ہے | اور وہ بُری جگہ ہے | جب یہ لوگ اُس میں ڈالے جاویں گے تو اس کی ایک بڑی زور کی آواز سنیں گے اور وہ

تَفُورُ ۝ تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ ۖ كُلَّمَا أُلْقِيَ فِيهَا فَوْجٌ سَأَلَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذِيرٌ ۝ قَالُوا بَلٰى قَدْ جَاءَنَا نَذِيرٌ ۙ

جوش مارتی ہوگی | ایسے معلوم ہوتا ہے کہ غصہ کے مارے پھٹ پڑے گی | جب اُس میں کوئی گروہ ڈالا جاوے گا تو اس کے محافظ اُن لوگوں سے پوچھیں گے کہ کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا | وہ کافر کہیں گے کہ واقعی ہمارے پاس ڈرانے والا آیا تھا

فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۚ إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا فِي ضَلٰلٍ كَبِيرٍ ۝ وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحٰبِ السَّعِيرِ ۝

سو ہم نے جھٹلا دیا اور کہہ دیا کہ خدا تعالیٰ نے کچھ نازل نہیں کیا | تم بڑی غلطی میں پڑے ہو | اور کہیں گے | کہ اگر ہم سنتے یا سمجھتے | تو ہم اہل دوزخ میں نہ ہوتے

فَاعْتَرَفُوا بِذَنْبِهِمْ ۚ فَسُحْقًا لِأَصْحٰبِ السَّعِيرِ ۝ إِنَّ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ ۝

غرض اپنے جرم کا اقرار کریں گے | سو اہل دوزخ پر لعنت ہے | بے شک جو لوگ | اپنے پروردگار سے بے دیکھے ڈرتے ہیں | اُن کے لیے مغفرت اور اجر عظیم ہے

وَأَسِرُّوا قَوْلَكُمْ أَوِ اجْهَرُوا بِهِ ۖ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝ أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ۖ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ۝ ع هُوَ الَّذِي

اور تم لوگ خواہ چھپا کر بات کہو | یا پکار کر کہو | وہ دلوں تک کی باتوں سے خوب آگاہ ہے | کیا وہ نہ جانے گا جس نے پیدا کیا ہے | اور وہ باریک بین پورا باخبر ہے | وہ ایسا ہے

جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ ذَلُولًا فَامْشُوا فِي مَنَاكِبِهَا وَكُلُوا مِنْ رِزْقِهِ ۖ وَإِلَيْهِ النُّشُورُ ۝ ءَأَمِنْتُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ أَنْ يَخْسِفَ

جس نے تمہارے لیے زمین کو مسخر کر دیا | سو تم اس کے رستوں میں چلو اور خدا کی روزی میں سے کھاؤ - | اور اُسی کے پاس دوبارہ زندہ ہو کر جانا ہے | کیا تم لوگ اُس سے بےخوف ہو گئے ہو جو کہ آسمان میں ہے | کہ وہ تم کو

بِكُمُ الْأَرْضَ فَإِذَا هِيَ تَمُورُ ۝ أَمْ أَمِنْتُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ أَنْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ۖ فَسَتَعْلَمُونَ كَيْفَ نَذِيرِ ۝

زمین میں دھنسا دے | پھر وہ زمین تھرتھرانے لگے | یا تم لوگ اُس سے بےخوف ہو گئے ہو جو کہ آسمان میں ہے | کہ وہ تم پر ایک ہوائے تند بھیج دے | سو عنقریب تم کو معلوم ہو جاوے گا کہ میرا ڈرانا کیسا تھا

الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۖ مَا تَرٰى فِي خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ۖ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُورٍ ۝ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ إِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَهُوَ حَسِيرٌ ۝ وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ وَجَعَلْنٰهَا رُجُومًا لِلشَّيٰطِينِ ۖ وَأَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيرِ ۝ وَلِلَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝ إِذَا أُلْقُوا فِيهَا سَمِعُوا لَهَا شَهِيقًا وَهِيَ تَفُورُ ۝ تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ ۖ كُلَّمَا أُلْقِيَ فِيهَا فَوْجٌ سَأَلَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذِيرٌ ۝ قَالُوا بَلٰى قَدْ جَاءَنَا نَذِيرٌ ۙ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۚ إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا فِي ضَلٰلٍ كَبِيرٍ ۝ وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحٰبِ السَّعِيرِ ۝ فَاعْتَرَفُوا بِذَنْبِهِمْ ۚ فَسُحْقًا لِأَصْحٰبِ السَّعِيرِ ۝ إِنَّ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ ۝ وَأَسِرُّوا قَوْلَكُمْ أَوِ اجْهَرُوا بِهِ ۖ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝ أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ۖ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ۝ هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ ذَلُولًا فَامْشُوا فِي مَنَاكِبِهَا وَكُلُوا مِنْ رِزْقِهِ ۖ وَإِلَيْهِ النُّشُورُ ۝ ءَأَمِنْتُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ أَنْ يَخْسِفَ بِكُمُ الْأَرْضَ فَإِذَا هِيَ تَمُورُ ۝ أَمْ أَمِنْتُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ أَنْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ۖ فَسَتَعْلَمُونَ كَيْفَ نَذِيرِ ۝

اللغات طباقا ای طابقت النعل بالنعل اذ خصفتها - تفاوت ای اختلاف وعدم تناسب من الفوت فان كلا من المتفاوتين يفوت منه بعض ما في الآخر فطور شقوق جمع فطر بمعنى الشق | خاسئا ذليلا حسير كليل سحقا بعدا مناكبها طرقها ١٢

الكلام قوله في السماء تشبثت بامثاله المجسمة والجواب اشير اليه في الترجمة ١٢

وَلَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ○ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صٰٓفّٰتٍ وَّيَقْبِضْنَ مَا يُمْسِكُهُنَّ

اور اِن سے پہلے جو لوگ ہو گذرے ہیں اُنہوں نے جھٹلایا تھا سو میرا عذاب کیسا ہوا کیا اِن لوگوں نے اپنے اوپر پرندوں کی طرف نظر نہیں کی کہ پر پھیلائے ہوئے ہیں اور پر سمیٹ لیتے ہیں بجز رحمان کے

اِلَّا الرَّحْمٰنُ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍۭ بَصِيْرٌ ○ اَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ هُوَ جُنْدٌ لَّكُمْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اِنِ الْكٰفِرُوْنَ اِلَّا

اُن کو کوئی تھامے ہوئے نہیں ہے۔ بیشک وہ ہر چیز کو دیکھ رہا ہے۔ ہاں رحمٰن کے سوا وہ کون ہے کہ وہ تمہارا لشکر بن کر تمہاری حفاظت کر سکے کافر تو نرے

فِيْ غُرُوْرٍ ○ اَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ يَرْزُقُكُمْ اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهٗ بَلْ لَّجُّوْا فِيْ عُتُوٍّ وَّنُفُوْرٍ ○ اَفَمَنْ يَّمْشِيْ مُكِبًّا

دھوکہ میں ہیں ہاں وہ کون ہے جو تم کو روزی پہنچا دے اگر اللہ تعالیٰ اپنی روزی بند کرلے بلکہ یہ لوگ سرکشی اور نفرت پر جم رہے ہیں سو کیا جو شخص منہ کے بل

عَلٰى وَجْهِهٖٓ اَهْدٰٓى اَمَّنْ يَّمْشِيْ سَوِيًّا عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○ قُلْ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ

گرتا ہوا چل رہا ہو وہ منزل مقصود پر زیادہ پہنچنے والا ہوگا یا وہ شخص جو سیدھا ایک ہموار سڑک پر چلا جا رہا ہو آپ کہیے کہ وہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا اور تم کو کان اور آنکھیں

وَالْاَفْـِٕدَةَ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ○ قُلْ هُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ○ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ

اور دل دیئے تم لوگ بہت کم شکر کرتے ہو آپ کہیے کہ وہی ہے جس نے تم کو روئے زمین پر پھیلایا اور تم اسی کے پاس اکٹھے کیے جاؤ گے اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب ہوگا

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ○ فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِيْٓـَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقِيْلَ

اگر تم سچے ہو آپ کہہ دیجیے کہ یہ علم تو خدا ہی کو ہے اور میں تو محض صاف صاف ڈرانے والا ہوں پھر جب اُس کو پاس آتا ہوا دیکھیں گے تو کافروں کے منہ بگڑ جاویں گے اور کہا جاویگا

هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ ○ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَهْلَكَنِيَ اللّٰهُ وَمَنْ مَّعِيَ اَوْ رَحِمَنَا فَمَنْ يُّجِيْرُ الْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ

یہی ہے وہ جس کو تم مانگا کرتے تھے آپ کہیے کہ تم یہ بتلاؤ کہ اگر خدا تعالیٰ مجھکو اور میرے ساتھ والوں کو ہلاک کردے یا ہم پر رحمت فرماوے تو کافروں کو عذاب دردناک سے کون

اَلِيْمٍ ○ قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ

بچالیگا۔ آپ کہیے کہ وہ بڑا مہربان ہے ہم اُس پر ایمان لائے اور ہم اُس پر توکل کرتے ہیں سو عنقریب تم کو معلوم ہو جاویگا کہ صریح گمراہی میں کون ہے آپ کہہ دیجیے کہ اچھا یہ بتلاؤ کہ اگر

مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ ○

تمہارا پانی نیچے کو غائب ہی ہو جاوے سو وہ کون ہے جو تمہارے پاس سوت کا پانی لے آوے۔

ع ٢

وَلَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ۝ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صٰٓفّٰتٍ وَّيَقْبِضْنَ ۘ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ ۭ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍۭ بَصِيْرٌ ۝ اَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ هُوَ جُنْدٌ لَّكُمْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ ۭ اِنِ الْكٰفِرُوْنَ اِلَّا فِيْ غُرُوْرٍ ۝ اَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ يَرْزُقُكُمْ اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهٗ ۚ بَلْ لَّجُّوْا فِيْ عُتُوٍّ وَّنُفُوْرٍ ۝ اَفَمَنْ يَّمْشِيْ مُكِبًّا عَلٰى وَجْهِهٖٓ اَهْدٰٓى اَمَّنْ يَّمْشِيْ سَوِيًّا عَلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ قُلْ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝ قُلْ هُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۠ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِيْۗـــــَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقِيْلَ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ ۝ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَهْلَكَنِيَ اللّٰهُ وَمَنْ مَّعِيَ اَوْ رَحِمَنَا ۙ فَمَنْ يُّجِيْرُ الْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَاۗؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَاۗءٍ مَّعِيْنٍ ۝

صفات و افعال حق ۔ وہ (خدا) بڑا عالی شان ہے

اللغات غورا غائرا ذاهبا بالكلية معين جار ١٢

البلاغة قوله امن هذا الذى ام منقطعة بمعنى بل لا مع الهمزة والالزم اجتماع كلمتى الاستفهام وهذا للتحقير ـ قوله قل هو الذى انشأكم الخ زيادة قل فى الدلائل الانفسية لعلها لزيادة كون امثال هذه الدلائل لكونها انفسية مستحضرة والله اعلم ١٢

جس کے قبضہ میں تمام سلطنت ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے جس نے موت اور حیات کو پیدا کیا تاکہ تمہاری آزمائش کرے کہ تم میں کون شخص عمل میں زیادہ اچھا ہے (حسن عمل میں موت کا تو دخل یہ ہے کہ موت کے مشاہدہ سے انسان دنیا کو فانی اور بعث کے اعتقاد سے آخرت کو باقی سمجھ کر وہاں کے ثواب حاصل کرنے اور وہاں کے عقاب سے بچنے کے لیے مستعد ہو سکتا ہے۔ اور حیات کا دخل یہ ہے کہ اگر حیات نہ ہو تو عمل کس وقت کرے پس حسن عمل کے لیے موت بمنزلہ شرط کے اور حیات بمنزلہ ظرف کے ہے اور چونکہ موت عدم محض نہیں ہے اس لیے اس پر مخلوقیت کا حکم صحیح ہے) اور وہ زبردست (اور) بخشنے والا ہے (کہ اعمال غیر حسنہ پر عقاب اور اعمال حسنہ پر مغفرت و ثواب مرتب فرماتا ہے) اس نے سات آسمان اوپر تلے پیدا کیے (جیسے حدیث صحیح میں ہے کہ ایک آسمان سے اوپر بفاصلہ دراز دوسرا آسمان ہے پھر اسی طرح اس سے اوپر تیسرا وعلی ہذا۔ آگے آسمان کا استحکام بیان فرماتے ہیں کہ اے دیکھنے والے) تو خدا کی اس صنعت میں کوئی خلل نہ دیکھے گا سو تو (اب کی بار) پھر نگاہ ڈال کر دیکھ لے کہیں تجھ کو کوئی خلل نظر آتا ہے (یعنی بلا تامل تو بہت بار دیکھا ہوگا اب کی بار تامل سے نگاہ کر) پھر بار بار نگاہ ڈال کر دیکھ (آخر کار) نگاہ ذلیل اور درماندہ ہو کر تیری طرف لوٹ آوے گی (اور کوئی رخنہ نظر نہ آوے گا یعنی وہ جس چیز کو جیسا چاہے بنا سکتا ہے چنانچہ آسمان کو مضبوط بنانا چاہا تو کیسا بنایا کہ باوجود مرور زمان دراز اب تک اس میں کوئی خلل نہیں آیا وہذا کقولہ تعالٰی فی ق ومالہا من فروج اسی طرح کسی شے کو ضعیف و منفعل بنا دیا غرض اسکو ہر طرح کی قدرت ہے) اور (ہماری قدرت کی دلیل یہ ہے کہ) ہم نے قریب کے آسمان کو چراغوں (یعنی ستاروں) سے آراستہ کر رکھا ہے اور ہم نے ان (ستاروں) کو شیطانوں کے مارنے کا ذریعہ بھی بنایا ہے جس کی حقیقت سورۂ حجر میں گذری ہے) اور ہم نے ان (شیاطین) کے لیے (علاوہ اس رجم بالشہب کے جو کہ دنیا میں ہوتا ہے آخرت میں بوجہ اُن کے کفر کے) دوزخ کا عذاب (بھی) تیار کر رکھا ہے۔

عقوبت منکرین توحید

اور جو لوگ اپنے رب (کی توحید) کا انکار کرتے ہیں اُن کے لیے دوزخ کا عذاب ہے اور وہ بُری جگہ ہے جب یہ لوگ اس میں ڈالے جاویں گے تو اس کی ایک بڑی زور کی آواز سنیں گے اور وہ اس طرح جوش مارتی ہوگی جیسے معلوم ہوتا ہے کہ (ابھی) غصہ کے مارے پھٹ پڑے گی (یا تو اللہ تعالیٰ اس میں ادراک اور غصہ پیدا کر دیگا کہ منکرین حق پر اس کو بھی غیظ آویگا اور یا مقصود تمثیل ہے یعنی جیسے کوئی غصہ سے جوش میں آتا ہے اسی طرح وہ شدت اشتعال سے جوش میں آویگی اور) جب اُس میں کوئی گروہ (کافروں کا) ڈالا جاویگا تو اُس کے محافظ ان لوگوں سے پوچھیں گے کہ کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا (پیغمبر) نہیں آیا تھا (جس نے تم کو اس عذاب سے ڈرایا ہو جس کا مقتضا یہ تھا کہ اس سے ڈرتے اور بچنے کا سامان کرتے یہ سوال بطور توبیخ کے ہے یعنی پیغمبر تو آئے تھے اور یہ سوال ہر نئے جلنے والے گروہ سے ہوگا کیونکہ دوزخ میں حسب تفاوت مراتب کفر سب فرقے کفار کے یکبارگی نہ جاویں گے دیگر بہ باویں گے) وہ کافر (بطور اعتراف کے) کہیں گے کہ واقعی ہمارے پاس ڈرانے والا (پیغمبر) آیا تھا سو (یہ ہماری شامت تھی کہ) ہم نے (اس کو) جھٹلا دیا اور کہہ دیا کہ خدا تعالیٰ نے (احکام و کتب) کچھ نازل نہیں کیا (اور) تم بڑی غلطی میں پڑے ہو (یعنی ہماری مجموعہ جماعات نے مجموعہ نذر و رسل کو یوں کہہ دیا جس کا حاصل یہ ہے کہ اپنے اپنے رسول کو ہر ایک نے یوں کہہ دیا) اور وہ کافر فرشتوں سے یہ بھی کہیں گے کہ ہم اگر سنتے یا سمجھتے (یعنی پیغمبروں کے کہنے کو قبول کرتے اور مانتے) تو ہم اہل دوزخ میں (شامل) نہ ہوتے غرض اپنے جرم کا اقرار کریں گے سو اہل دوزخ پر لعنت ہے۔

مثوبت مطیعین بیشک جو لوگ اپنے پروردگار سے بے دیکھے ڈرتے ہیں (اور ایمان و اطاعت اختیار کرتے ہیں) ان کے لیے مغفرت اور اجر عظیم (مقرر) ہے۔

احاطۂ علم باری باحوال فریقین مذکورین برائے تاکید جزا

اور تم لوگ خواہ چھپا کر بات کہو یا پکار کر کہو (اسکو سب خبر ہے کیونکہ) وہ دلوں تک کی باتوں سے خوب آگاہ ہے (اور بھلا) کیا وہ نہ جانے گا جس نے پیدا کیا ہے اور وہ باریک بین (اور) پورا باخبر ہے (حاصل استدلال کا یہ ہے کہ وہ ہر شے کا خالق مختار ہے پس تمہارے احوال و اقوال کا بھی خالق ہے اور خلق بالاختیار مسبوق بالعلم ہوتا ہے پس علم ضروری ہوا اور تخصیص اقوال کی مقصود نہیں بلکہ حکم عام ہے تخصیص ذکری شاید اس بنا پر ہو کہ اقوال کثیر الوقوع ہیں غرض اس کو سب علم ہے وہ ہر ایک کو مناسب جزا دیگا۔

ترغیب بذکر بعضے منن و نعم

وہ ایسا (منعم) ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو مسخر کر دیا (کہ وہ تمہارے تصرفات کی قابلیت رکھتی ہے) سو تم اس کے رستوں میں چلو (پھرو) اور خدا کی روزی میں سے (جو زمین میں پیدا کی ہے) کھاؤ (پیو) اور (کھا پی کر اس کو بھی یاد رکھنا کہ) اُسی کے پاس دوبارہ زندہ ہو کر جانا ہے (پس یہ اس کو مقتضی ہے کہ اُس کی نعمتوں کا شکر ادا کرو کہ ایمان و طاعت ہے)

ترہیب بذکر بعضے محن و نقم کیا تم لوگ اس سے بےخوف ہو گئے ہو جو کہ آسمان میں (بھی اپنا حکم اور تصرف رکھتا) ہے کہ وہ تم کو (مثل قارون کے) زمین میں دھنسا دے پھر وہ زمین تھرتھرانے لگے (جس سے تم اور نیچے اُتر جاؤ اور زمین کے اجزاء تمہارے اوپر آ کر مل جاویں) یا تم لوگ اس سے بےخوف ہو گئے ہو جو کہ آسمان میں (بھی اپنا حکم

ملحقات الترجمۃ

۱ے قولہ فارجع یعنی بتامل اصرتہ من السبیلی ۱۲

۲ے قولہ تمور جنبش کند و بیچد مفتعلہ من غازنی ۱۲

اور تصرف رکھتا) ہے کہ وہ تم پر (شل عاد کے) ایک ہوائے تند بھیجدے (جس سے تم ہلاک ہو جاؤ یعنی مقتضا تمہارے کفر کا یہی ہے) سو اگر کسی مصلحت سے عذاب عاجل تم پر سے ٹل رہا ہے تو کیا ہوا عنقریب (مرتے ہی) تم کو معلوم ہو جاوے گا کہ میرا ڈرانا (عذاب سے) کیسا (واقع اور صحیح) تھا اور اگر بدون عذاب عاجل کے کفر کا مبغوض ہونا ان کی سمجھ میں نہ آوے تو اس کا نمونہ بھی موجود ہے چنانچہ) ان سے پہلے جو لوگ ہو گذرے ہیں اُنہوں نے (دین حق کو) جھٹلایا تھا سو (دیکھ لو اُن پر) میرا عذاب کیسا (واقع) ہوا (جس سے صاف معلوم ہوا کہ کفر مبغوض ہے پس اگر کسی حکمت سے یہاں عذاب ٹل گیا تو دوسرے عالم میں حسب وعید واقع ہوگا اور اوپر خلق سبع سموات الخ میں دلائل توحید کے متعلق سماء کے مذکور ہوئے تھے پھر ھو الذی جعل لکم الارض الخ میں متعلق ارض کے آگے متعلق جو یعنی فضاء بین السماء والارض کے ہیں)

بعضے دلائل توحید متعلق جو

کیا ان لوگوں نے اپنے اوپر پرندوں کی طرف نظر نہیں کی کہ پر پھیلائے ہوئے (اڑتے پھرتے) ہیں اور (کبھی اسی حالت میں) پر سمیٹ لیتے ہیں (اور دونوں حالتوں میں باوجود ثقیل اور مائل الی المرکز ہونے کے بین السماء والارض رکے ہوئے ہیں اور) بجز (خدائے) رحمان کے اُن کو کوئی تھامے ہوئے نہیں ہے بیشک وہ ہر چیز کو دیکھ رہا ہے (اور جس طرح چاہے اُس میں تصرف کر رہا ہے)

ابطال شرک

ہاں (خدا کے تصرفات تو تم نے سن لیے اب یہ بتلاؤ کہ) رحمان کے سوا وہ کون ہے کہ وہ تمہارا لشکر بنکر (آفات سے) تمہاری حفاظت کر سکے (اور) کافر (جو اپنے معبودوں کی نسبت ایسا خیال رکھتے ہیں) تو (وہ) نرے دھوکہ میں ہیں (اور) ہاں (یہ بھی بتلاؤ کہ) وہ کون ہے جو تم کو روزی پہونچا دے اگر اللہ تعالیٰ اپنی روزی بند کر لے (مگر یہ لوگ اس سے بھی متاثر نہیں ہوتے) بلکہ یہ لوگ سرکشی اور نفرت (عن الحق) پر جم رہے ہیں (خلاصہ یہ کہ تمہارے معبودات باطلہ نہ دفع مضار پر قادر ہیں وہو المراد بقولہ تعالیٰ ینصرکم اور نہ ایصال منافع پر قادر ہیں وہو المراد بقولہ تعالیٰ یرزقکم پھر اُن کی عبادت محض سفاہت ہے۔

عدم تسویہ مہتدی و ضال بطور تفریع

(یعنی جس کافر کا حال اوپر سنا ہے ان الکافرون الا فی غرور ۔ بل لجوا فی عتو ونفور) سو (اسکو سنکر سوچو کہ) کیا جو شخص (ناہموار راہ پر چلنے کے سبب ٹھوکریں کھاتا ہوا اور) منہ کے بل گرتا ہوا چل رہا ہو وہ منزل مقصود پر زیادہ پہونچنے والا ہوگا یا وہ شخص (زیادہ منزل پر پہونچنے والا ہوگا) جو سیدھا ایک ہموار سڑک پر چلا جا رہا ہو (یہی حال ہے مومن و کافر کا کہ مومن کے چلنے کا رستہ بھی دین مستقیم ہے اور چلتا بھی ہے وہ سیدھا ہو کر اور افراط و تفریط سے بچکر اور کافر کے چلنے کا رستہ بھی زیغ و ضلالت کا ہے اور چلنے میں بھی ہر وقت مہالک و مخاوف میں گرتا جاتا ہے سو ایسی حالت میں کیا منزل مقصود پر پہونچیگا ۔ اور اوپر دلائل توحید متعلق آفاق کے تھے آگے متعلق انفس کے ارشاد ہیں)

بعضے دلائل متعلق انفس

آپ (ان سے) کہیے کہ وہی (ایسا قادر و منعم) ہے جس نے تم کو پیدا کیا اور تم کو کان اور آنکھیں اور دل دیے (مگر) تم لوگ بہت کم شکر کرتے ہو (اور) آپ (یہ بھی) کہیے کہ وہی ہے جس نے تم کو روئے زمین پر پھیلایا اور تم اسی کے پاس (قیامت کے روز) اکٹھے کیے جاؤگے

ذکر قیامت

اور یہ لوگ (جب قیامت کا ذکر سنتے ہیں کما فی ہذہ السورۃ من قولہ الیہ النشور و من قولہ الیہ تحشرون تو) کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب ہوگا اگر تم (یعنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے اتباع مومنین) سچے ہو (تو بتلاؤ) آپ (جواب میں) کہدیجیے کہ یہ (تعیین کا) علم تو خدا ہی کو ہے اور میں تو محض (علی الاجمال مگر) صاف صاف ڈرانے والا ہوں پھر جب اس (عذاب موعود واقع یوم القیامت) کو پاس آتا ہوا دیکھیں گے (پاس آتا ہوا دیکھنا یہ کہ اعمال کا محاسبہ ہوگا دوزخ میں جلنے کا حکم ہوگا جس سے متیقن ہو جاویگا کہ اب عذاب سر پر آیا غرض جب اُسکو پاس آتا ہوا دیکھیں گے) تو (اس وقت مارے غم کے) کافروں کے منہ بگڑ جاویں گے (کقولہ تعالیٰ وجوہ یومئذ علیہا غبرۃ ترہقہا قترۃ) اور (اُن سے) کہا جاویگا یہی ہے وہ جسکو تم مانگا کرتے تھے (کہ عذاب لاؤ عذاب لاؤ اور یہ کفار ان مضامین حقہ توحید و بعث وغیرہ کو سنکر جو ایسی باتیں کرتے ہیں شاعر نتربص بہ ریب المنون ۔ ان کاد لیضلنا عن آلہتنا لولا ان صبرنا علیہا جن کا حاصل انتظار آپکی ہلاکت کا اور آپکو نعوذ باللہ منسوب الی الضلال کرنا ہے آگے اُس کے جواب کی تعلیم ہے جس میں عذاب کفار کی تقریر اور دوسرے مضامین سے اُسکی تتمیم ہے

تخصیص کفار بعذاب الیم و تتمیش مضمون توکل و تفرد حق تعالیٰ بقدرت علی النعیم

(ارشاد ہوتا ہے کہ) آپ (ان سے) کہیے کہ تم یہ بتلاؤ کہ اگر خدا تعالیٰ مجکو اور میرے ساتھ والوں کو (موافق تمہاری تمنا کے) ہلاک کر دے یا (حسب ہماری امید اور اپنے وعدہ کے) ہم پر رحمت فرماوے تو (دونوں حالتوں میں اپنی خبر لو اور یہ بتلاؤ کہ) کافروں کو عذاب دردناک سے کون بچالیگا (یعنی ہماری تو جو حالت ہوگی دنیا میں ہوگی اور انجام اُسکا ہر حال میں اچھا ہے کقولہ تعالیٰ ہل تربصون بنا الا احدی الحسنیین الخ مگر اپنی کہو کہ جو مصیبت عظیمہ آنیوالی ہے اسکو کون روکے گا اور ہمارے دنیوی حوادث سے تمہاری وہ مصیبت کیسے ٹل جاویگی تو اپنی فکر چھوڑ کر ہمارے حوادث کا انتظار ایک فضول حرکت ہے ۔ یہ جواب ہے نتربص الخ کا

ملحقات الترجمۃ
سلہ قولہ فی مکبا ٹھوکریں الخ
افدہ من الروح ۱۲

سورۃ القلم مکیۃ | بسم اللہ الرحمٰن الرحیم | وھی اثنتان وخمسون اٰیۃ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ۝ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ۝ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ۝ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ

نٓ ۔ قسم ہے قلم کی اور اُن کے لکھنے کی کہ آپ اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں ہیں اور بے شک آپ کے لیے ایسا اجر ہے جو ختم ہونے والا نہیں اور بیشک آپ اخلاق کے

عَظِيْمٍ ۝ فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ ۝ بِاَيِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ ۝ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۪ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ

اعلیٰ پیمانہ پر ہیں سو عنقریب آپ بھی دیکھ لیں گے اور یہ لوگ بھی دیکھ لیں گے۔ کہ تم میں کس کو جنون تھا آپ کا پروردگار اس شخص کو بھی خوب جانتا ہے جو اُس کی راہ سے بھٹکا ہوا ہے۔ اور وہ راہ پر چلنے والوں کو بھی خوب جانتا ہے

فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝ وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ ۝ وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ ۝ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۢ بِنَمِيْمٍ ۝

تو آپ ان تکذیب کرنے والوں کا کہنا نہ مانیے یہ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ آپ ڈھیلے ہو جاویں تو یہ بھی ڈھیلے ہو جاویں۔ اور آپ کسی ایسے شخص کا کہنا نہ مانیں جو بہت قسمیں کھانے والا ہو بے وقعت ہو طعنہ دینے والا ہو چغلیاں لگاتا پھرتا ہو۔

اور) آپ (ان سے یہ بھی) کہیے کہ وہ بڑا مہربان ہے ہم اُس پر (اُس کے حکم کے موافق) ایمان لائے اور ہم اُس پر توکل کرتے ہیں (پس ایمان کی برکت سے تو وہ ہم کو عذاب آخرت سے محفوظ رکھے گا اور توکل کی برکت سے حوادث دنیویہ کو دفع یا سہل کر دے گا یہ بھی نتربص کا تتمہ جواب ہے) سو جب تم پر عذاب الیم آنے والا ہے اور ہم انشاء اللہ تعالیٰ ایمان کی برکت سے اس عذاب سے محفوظ رہنے والے ہیں تو) عنقریب تم کو معلوم ہو جاوے گا (جب اپنے کو عذاب میں مبتلا اور ہم کو اُس سے محفوظ دیکھو گے) کہ صریح گمراہی میں کون ہے (یعنی تم ہو جیسا کہ ہم کہتے ہیں یا ہم ہیں جیسا کہ تم کہتے ہو یہ جواب ہے ان کا دلیضلنا الخ کا آگے تقریر ہے مضمون بالا ضمن یجیرا لکافرین الخ کی یعنی جو کہا گیا ہے کہ تم کو عذاب الیم سے کوئی نہیں بچا سکتا ان کو اگر اپنے آلہہ باطلہ کا گھمنڈ ہو کہ وہ بچا لیں گے تو اس زعم کے ابطال وازالہ کے لیے ان سے آپ (یہ) کہہ دیجیے کہ اچھا یہ بتلاؤ کہ اگر تمہارا پانی (جو کنووں میں ہے) نیچے کو (اُتر کر) غائب ہی ہو جاوے سو وہ کون ہے جو تمہارے پاس سوتا کا پانی لے آوے (یعنی کنووں کی سوتوں کو جاری کر دے [illegible] اوپر لے آوے اور اگر کسی کو کھود کر [illegible] تو اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ اُس کو اور نیچے غائب کر دے [illegible] پس جب خدا کے مقابلہ میں کسی کو [illegible] بھی قدرت نہیں [illegible] معمولی طبعی واقعات میں [illegible] کر سکتے تو عذاب آخرت سے بچانے کی تو کیا قدرت ہوگی [illegible] ظاہرا [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] بلا حجاب یا اس شفق نیلگوں کے حجاب میں سے اس طرح نظر آتا ہے کہ اگر اس میں کوئی عیب وخلل ہوتا تو نظر آ جاتا۔ اور اگر شبہ ہو کہ دروازے کیوں نظر نہیں آتے تو ممکن ہے کہ دروازے اتنے بڑے نہ ہوں کہ اتنی دور سے نظر آویں اور اگر شبہ ہو کہ شاید وہ شقوق وشگاف بھی [illegible] بھی بڑا پڑتا ہے پھر وہ روزانہ بڑھا کرتا ہے آخر اس قدر زمانہ دراز گذرنے پر تو اس میں ایسا اتساع ضرور واقع ہوتا جو مرئی ہونے کے قابل ہوتا اور ایسے مواقع [illegible] عادیہ کافی ہے اور اگر سماء کا غیر مرئی ہونا ثابت ہو جاوے تو نظر عقلی کو شبہ بالبصر قرار دے کر کلام کو تأمل وفکر پر محمول کیا جاوے گا۔ اور بعض نے کہا ہے کہ [illegible] بالسماء نہیں ہے بلکہ عام ہے ہر مخلوق کو یعنی بہت امعان نظر سے بھی کوئی امر خلاف حکمت کسی شے میں معلوم نہیں ہوگا اور جس کو اس کا وہم ہوتا ہے منشاء اُس کا عدم تعمق ہوتا ہے اس تفسیر پر تقریر مذکور کی حاجت نہ ہوگی واللہ اعلم۔

سورۃ مکیۃ وآیہا اثنتان وخمسون کذا فی البیضاوی

ربط سورت سابقہ میں منکرین توحید کی طرف زیادہ روئے سخن تھا اور اس سورت میں طاعنین فی النبوۃ کی طرف زیادہ روئے سخن ہے اور چونکہ انکار نبوت کفر ہے اس لیے کفار کی عقوبت دنیویہ واخرویہ کا بھی بعض آیات میں مضمون ہے۔

تحقیق رسالت وذم ووعید منکرین ومناسبات آن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ۝ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ۝ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ۝ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝ فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ ۝ بِاَيِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ ۝ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۪ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝ فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝ وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ ۝ وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ ۝ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۢ بِنَمِيْمٍ ۝

اللغات المفتون بمعنی الفتنۃ ای الجنون تدھن تلین ۱۲ | النحو قولہ فید ھنون ای فھم یدھنون حینئذ فلیس ھو جوابا للفعل و تدھن ۱۲

مَنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ۝ عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ ۝ اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَّبَنِيْنَ ۝ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ

نیک کام سے روکنے والا ہو حد سے گزرنے والا ہو گناہوں کا کرنے والا ہو سخت مزاج ہو اسکے علاوہ حرامزادہ ہو — اس سبب سے کہ وہ مال اور اولاد والا ہو — جب ہماری آیتیں اُسکے سامنے پڑھکر سُنائی جاتی ہیں تو وہ کہتا ہے کہ یہ بے سند باتیں ہیں

الْاَوَّلِيْنَ ۝ سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ ۝ اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَآ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ ۚ اِذْ اَقْسَمُوْا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِيْنَ ۝

جو اگلوں سے منقول ہوتی آئی ہیں — ہم عنقریب اُسکی ناک پر داغ لگا دینگے — ہم نے ان کی آزمائش کر رکھی ہے جیسا ہم نے باغ والوں کی آزمائش کی تھی — جبکہ ان لوگوں نے قسم کھائی کہ اُس کا پھل ضرور صبح چل کر توڑ لیں گے

وَلَا يَسْتَثْنُوْنَ ۝ فَطَافَ عَلَيْهَا طَآئِفٌ مِّنْ رَّبِّكَ وَهُمْ نَآئِمُوْنَ ۝ فَاَصْبَحَتْ كَالصَّرِيْمِ ۝ فَتَنَادَوْا مُصْبِحِيْنَ ۝

اور انھوں نے انشاء اللہ بھی نہیں کہا — سو اُس باغ پر آپکے رب کی طرف سے ایک پھرنے والا پھر گیا — اور وہ سو رہے تھے — پھر صبح کو وہ باغ ایسا رہ گیا جیسے کٹا ہوا کھیت۔ — سو صبح کے وقت ایک دوسرے کو پکارنے لگے

اَنِ اغْدُوْا عَلٰى حَرْثِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَارِمِيْنَ ۝ فَانْطَلَقُوْا وَهُمْ يَتَخَافَتُوْنَ ۝ اَنْ لَّا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ

کہ اپنے کھیت پر سویرے چلو — اگر تم کو پھل توڑنا ہو — پھر وہ لوگ آپس میں چپکے چپکے باتیں کرتے چلے — کہ آج — تم تک — کوئی محتاج

مِّسْكِيْنٌ ۝ وَّغَدَوْا عَلٰى حَرْدٍ قٰدِرِيْنَ ۝ فَلَمَّا رَاَوْهَا قَالُوْٓا اِنَّا لَضَآلُّوْنَ ۝ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ۝ قَالَ اَوْسَطُهُمْ

نہ آنے پاوے — اور اپنے کو اُس کے نہ دینے پر قادر سمجھ کر چلے — پھر جب اُس باغ کو دیکھا تو کہنے لگے کہ بیشک ہم رستہ بھول گئے — بلکہ ہماری قسمت ہی پھوٹ گئی — اُنمیں جو اچھا آدمی تھا وہ کہنے لگا

اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُوْنَ ۝ قَالُوْا سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝ فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَلَاوَمُوْنَ ۝ قَالُوْا

کہ کیوں میں نے تم کو کہا نہ تھا اب تسبیح کیوں نہیں کرتے — سب کہنے لگے کہ ہمارا پروردگار پاک ہے بیشک ہم قصور وار ہیں — پھر ایک دوسرے کو مخاطب بنا کر — باہم الزام دینے لگے — کہنے لگے

يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا طٰغِيْنَ ۝ عَسٰى رَبُّنَآ اَنْ يُّبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَآ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا رٰغِبُوْنَ ۝ كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ؕ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ

کہ بیشک ہم حد سے نکلنے والے تھے۔ — شاید ہمارا پروردگار ہم کو اُس سے اچھا باغ بدلہ میں دیدے — ہم اپنے رب کی طرف رجوع ہوتے ہیں — اس طرح عذاب ہوا کرتا ہے — اور آخرت کا عذاب اس سے بھی بڑھکر ہے

لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝ اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ كَالْمُجْرِمِيْنَ ۝ مَا لَكُمْ ۫ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ۝

کیا خوب ہوتا کہ یہ لوگ جان لیتے — بیشک پرہیزگاروں کے لئے اُن کے رب کے نزدیک آسایش کی جنتیں ہیں — کیا ہم فرمانبرداروں کو نافرمانوں کی برابر کردیں گے — تم کو کیا ہوا — تم کیسا فیصلہ کرتے ہو

اَمْ لَكُمْ كِتٰبٌ فِيْهِ تَدْرُسُوْنَ ۝ اِنَّ لَكُمْ فِيْهِ لَمَا تَخَيَّرُوْنَ ۝ اَمْ لَكُمْ اَيْمَانٌ عَلَيْنَا بَالِغَةٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۙ اِنَّ لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُوْنَ ۝

کیا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے جس میں پڑھتے ہو۔ — کہ اُسمیں تمہارے لیے وہ چیز ہو جسکو تم پسند کرتے ہو — کیا ہمارے ذمہ کچھ قسمیں چڑھی ہوئی ہیں جو تمہاری خاطر سے کھائی گئی ہوں اور وہ قسمیں قیامت تک باقی رہنے والی ہوں کہ تمکو وہ چیزیں ملیں گی جو تم

(وقف لازم) (ربع ١)

مَنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ۝ عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ ۝ اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَّبَنِيْنَ ۝ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ ۝ اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَآ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ ۚ اِذْ اَقْسَمُوْا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِيْنَ ۝ وَلَا يَسْتَثْنُوْنَ ۝ فَطَافَ عَلَيْهَا طَآئِفٌ مِّنْ رَّبِّكَ وَهُمْ نَآئِمُوْنَ ۝ فَاَصْبَحَتْ كَالصَّرِيْمِ ۝ فَتَنَادَوْا مُصْبِحِيْنَ ۝ اَنِ اغْدُوْا عَلٰى حَرْثِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰرِمِيْنَ ۝ فَانْطَلَقُوْا وَهُمْ يَتَخَافَتُوْنَ ۝ اَنْ لَّا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ مِّسْكِيْنٌ ۝ وَّغَدَوْا عَلٰى حَرْدٍ قٰدِرِيْنَ ۝ فَلَمَّا رَاَوْهَا قَالُوْٓا اِنَّا لَضَآلُّوْنَ ۝ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ۝ قَالَ اَوْسَطُهُمْ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُوْنَ ۝ قَالُوْا سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝ فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَلَاوَمُوْنَ ۝ قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا طٰغِيْنَ ۝ عَسٰى رَبُّنَآ اَنْ يُّبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَآ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا رٰغِبُوْنَ ۝ كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ؕ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝ اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ كَالْمُجْرِمِيْنَ ۝ مَا لَكُمْ ۫ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ۝ اَمْ لَكُمْ كِتٰبٌ فِيْهِ تَدْرُسُوْنَ ۝ اِنَّ لَكُمْ فِيْهِ لَمَا تَخَيَّرُوْنَ ۝ اَمْ لَكُمْ اَيْمَانٌ عَلَيْنَا بَالِغَةٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۙ اِنَّ لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُوْنَ ۝

اللغات

الزنیم المستلحق والدعی الخرطوم مطلق فاطلق علی انف الفیل والخنزیر وفیہ من التحقیر

مالاتخفی لا یستثنون فی الروح قال الامام اصل الاستثناء من الثنی وھو الکف والرد وفی التقیید بالشرط رد لانعقاد ذلک الیمین الصریم فی القاموس ارض محصود زرعہا ۔

سَلْهُمْ أَيُّهُم بِذَٰلِكَ زَعِيمٌ ○ أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ فَلْيَأْتُوا بِشُرَكَائِهِمْ إِن كَانُوا صَادِقِينَ ○ يَوْمَ يُكْشَفُ عَن سَاقٍ

ان سے پوچھیے اُن میں اس کا کون ذمہ دار ہے — کیا ان کے ٹھیرائے ہوئے کچھ شریک ہیں — سو ان کو چاہیے کہ یہ اپنے اُن شریکوں کو پیش کریں اگر یہ سچے ہیں — جس دن کہ ساق کی تجلی فرمائی جاویگی

وَيُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ ○ خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۖ وَقَدْ كَانُوا يُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ

اور سجدہ کی طرف — لوگوں کو بلایا جاویگا سو یہ لوگ سجدہ نہ کرسکیں گے — اُن کی آنکھیں جھکی ہونگی — اُن پر ذلت چھائی ہوگی — اور یہ لوگ سجدہ کی طرف بلائے جایا کرتے تھے

وَهُمْ سَالِمُونَ ○ فَذَرْنِي وَمَن يُكَذِّبُ بِهَٰذَا الْحَدِيثِ ۖ سَنَسْتَدْرِجُهُم مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ ○ وَأُمْلِي لَهُمْ ۚ إِنَّ

اور وہ صحیح سالم تھے — تو مجھکو اور جو اس کلام کو جھٹلاتے ہیں — اُن کو رہنے دیجیے — ہم اُن کو بتدریج لیے جارہے ہیں اس طور پر کہ ان کو خبر بھی نہیں — اور ان کو مہلت دیتا ہوں بیشک

كَيْدِي مَتِينٌ ○ أَمْ تَسْأَلُهُمْ أَجْرًا فَهُم مِّن مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُونَ ○ أَمْ عِندَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُونَ ○ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ

میری تدبیر بڑی مضبوط ہے — کیا آپ ان سے کچھ معاوضہ مانگتے ہیں — کہ وہ اس تاوان سے دبے جاتے ہیں — یا ان کے پاس غیب ہے — کہ یہ لکھ لیا کرتے ہیں — تو آپ اپنے رب کی تجویز پر

رَبِّكَ وَلَا تَكُن كَصَاحِبِ الْحُوتِ إِذْ نَادَىٰ وَهُوَ مَكْظُومٌ ○ لَّوْلَا أَن تَدَارَكَهُ نِعْمَةٌ مِّن رَّبِّهِ لَنُبِذَ بِالْعَرَاءِ وَهُوَ

صبر سے بیٹھے رہیے — اور مچھلی والے کی طرح نہ ہوجیے — جبکہ یونس نے دعا کی اور وہ غم سے گھٹ رہے تھے — اگر خداوندی احسان اُن کی دستگیری نہ کرتا — تو وہ میدان میں بدحالی کے ساتھ

مَذْمُومٌ ○ فَاجْتَبَاهُ رَبُّهُ فَجَعَلَهُ مِنَ الصَّالِحِينَ ○ وَإِن يَكَادُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَيُزْلِقُونَكَ بِأَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا

ڈالے جاتے — پھر اُن کے رب نے اُن کو برگزیدہ کرلیا اور اُن کو صالحین میں سے کردیا — اور یہ کافر جب قرآن سنتے ہیں — تو ایسے معلوم ہوتے ہیں — کہ گویا آپ کو اپنی نگاہوں سے پھسلا کر

الذِّكْرَ وَيَقُولُونَ إِنَّهُ لَمَجْنُونٌ ○ وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ ○

گرادینگے — اور کہتے ہیں کہ یہ مجنون ہیں — حالانکہ یہ قرآن تمام جہان کے واسطے نصیحت ہے۔

سَلْهُمْ أَيُّهُم بِذَٰلِكَ زَعِيمٌ ۝ أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ فَلْيَأْتُوا بِشُرَكَائِهِمْ إِن كَانُوا صَادِقِينَ ۝ يَوْمَ يُكْشَفُ عَن سَاقٍ وَيُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ ۝ خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۖ وَقَدْ كَانُوا يُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ وَهُمْ سَالِمُونَ ۝ فَذَرْنِي وَمَن يُكَذِّبُ بِهَٰذَا الْحَدِيثِ ۖ سَنَسْتَدْرِجُهُم مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ ۝ وَأُمْلِي لَهُمْ ۚ إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ ۝ أَمْ تَسْأَلُهُمْ أَجْرًا فَهُم مِّن مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُونَ ۝ أَمْ عِندَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُونَ ۝ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُن كَصَاحِبِ الْحُوتِ إِذْ نَادَىٰ وَهُوَ مَكْظُومٌ ۝ لَّوْلَا أَن تَدَارَكَهُ نِعْمَةٌ مِّن رَّبِّهِ لَنُبِذَ بِالْعَرَاءِ وَهُوَ مَذْمُومٌ ۝ فَاجْتَبَاهُ رَبُّهُ فَجَعَلَهُ مِنَ الصَّالِحِينَ ۝ وَإِن يَكَادُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَيُزْلِقُونَكَ بِأَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُولُونَ إِنَّهُ لَمَجْنُونٌ ۝ وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ ۝

دفع طعن کفار از ساحتِ نبوت

ن (اس کے معنی اللہ کو معلوم ہیں) قسم ہے قلم کی (جس سے مقادیر خلق لوح محفوظ پر لکھے گئے) اور (قسم ہے) اُن (فرشتوں) کے لکھنے کی (جو کہ کاتب اعمال ہیں کذا فسر اللفظین ابن عباس رض کما فی الدر المنثور آگے جواب قسم ہے) کہ آپ اپنے رب کے فضل سے مجنوں نہیں ہیں (جیسا منکرین نبوت کہتے ہیں کذا فی الدر عن ابن جریج فی سبب النزول مطلب یہ کہ آپ نبی برحق ہیں اور یہ قسمیں اس مدعا کے نہایت مناسب ہیں کیونکہ منجلہ مقادیر کے نزول قرآن بھی ہے پس اس میں اشارہ ہے کہ نبوت آپکی علم الٰہی میں پہلے ہی سے محقق و مؤکد ہے پس ثبوت اس کا متیقن ہوا اور کاتبان اعمال آپ کے مصدقین و منکرین کے اعمال کو لکھ رہے ہیں پس انکار نبوت پر سزا ہوگی اس سے ڈر کر ایمان لانا واجب ہے) اور بیشک آپ کے لیے (اس تبلیغ احکام پر) ایسا اجر (ملنے والا) ہے جو (کبھی) ختم ہونے والا نہیں (اس میں بھی تقریر ہے نبوت کی جو مستلزم ہے نفی مطاعن کو اور تقریر نبوت کے ساتھ متضمن ہے تسلیہ کو بھی کہ آپ چندے برداشت کر لیجیے کہ انجام اس کا اجر عظیم ہے) اور بیشک آپ اخلاق (حسنہ) کے اعلےٰ پیمانہ پر ہیں (کہ ہر فعل آپکا موصوف باعتدال اور قرین رضائے ایزد متعال ہے اور مجنون میں اخلاق کا کمال کہاں ہوتا ہے یہ بھی جواب ہے طعن مذکور کا آگے تسلیہ ہے یعنی یہ جو ایسے مہملات بکتے ہیں) سو (اس کا غم نہ کیجیے کیونکہ) عنقریب آپ بھی دیکھ لینگے اور یہ لوگ بھی دیکھ لینگے کہ تم میں کس کو جنون (حقیقی) تھا (یعنی جنون کی حقیقت ہے زوال عقل اور عقل کی غایت ہے ادراک نفع و ضرر اور نفع و ضرر معتدبہ وہ ہے جو ابدی ہو پس قیامت میں ان کو

یہی معلوم ہو جاوے گا کہ عاقل اہل حق تھے جنہوں نے اس نفع کو حاصل کیا اور مجنون یہ خود تھے جو اس نفع سے محروم رہ کر ضرر ابدی میں مبتلا ہوئے اور چونکہ) آپ کا پروردگار اس شخص کو بھی خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے بھٹکا ہوا ہے اور وہ راہ (راست) پر چلنے والوں کو بھی خوب جانتا ہے (اس لیے ہر ایک کو اس کے مناسب جزا و سزا دے گا اور اس جزا و سزا کے مناسب ہونے کو یہ منکرین بھی بوجہ انکشاف و تعیین عاقل و مجنون کے سمجھ لیں گے آگے **ذم منکرین** کا مضمون ہے کہ جب آپ حق پر ہیں اور یہ لوگ باطل پر ہیں کما علم مما مر) تو آپ ان تکذیب کرنے والوں کا کہنا نہ مانیے (جیسا اب تک بھی نہیں مانا اور وہ کہنا وہ ہے جو آگے مفہوم ہوتا ہے یعنی) یہ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ آپ (نعوذ باللہ اپنے منصبی کام میں کہ تبلیغ ہے ذرا) ڈھیلے ہو جاویں تو یہ بھی ڈھیلے ہو جاویں (آپ کا ڈھیلا ہونا یہ کہ بت پرستی کی مذمت نہ کریں اور ان کا ڈھیلا ہونا یہ کہ آپ کی مخالفت نہ کریں کما فی الدر فی تفسیر سورۃ الکافرون عن ابن عباس رضؓ قالوا کف عن شتم آلھتنا و نحن لا نکو آلھتنا لیسوع) اور آپ (بالخصوص) کسی ایسے شخص کا کہنا نہ مانیں جو بہت قسمیں کھانے والا ہو (مراد جھوٹی قسم کھانے والا ہے عادۃً اکثر جھوٹے آدمی قسمیں بہت کھایا کرتے ہیں۔ اور جو اپنی حرکات شنیعہ کی وجہ سے عند اللہ و عند الخلق) بے وقعت ہو (دل دکھانے کے لیے) طعنہ دینے والا ہو چغلیاں لگاتا پھرتا ہو نیک کام سے روکنے والا ہو حد (اعتدال) سے گذرنے والا ہو گناہوں کا (ارتکاب) کرنے والا ہو سخت مزاج ہو (اور) اس (سب) کے علاوہ حرامزادہ (بھی) ہو (مراد حرامزادہ سے یہ ہے کہ اور اخلاق و افعال بھی اس کے خبیث ہوں چونکہ غالباً حرامزادہ کے اخلاق و افعال اچھے نہیں ہوتے اس لیے مجازاً اس سے یہ مراد لیا گیا خلاصہ یہ کہ اول تو مطلقاً مکذبین کا پھر خصوص جبکہ وہ مکذبین ان ذمائم کے ساتھ بھی متصف ہوں جیسا کہ آپ کے مکذبین میں سے بعضے بڑے بڑے ایسے ہی تھے اور اس درخواست میں شریک بلکہ اس کے بانی تھے غرض آپ ایسے شخص کا کہنا نہ مانیے اور وہ بھی محض) اس سبب سے کہ وہ مال اور اولاد والا ہو (یعنی دنیا کی وجاہت رکھتا ہو اور ایسے شخص کی اطاعت سے اس لیے منع کیا جاتا ہے کہ اس شخص کی یہ عادت ہے کہ) جب ہماری آیتیں اس کے سامنے پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ کہتا ہے کہ یہ بے سند باتیں ہیں جو اگلوں سے منقول چلی آتی ہیں (مطلب یہ کہ آیات کی تکذیب کرتا ہے خلاصہ یہ کہ اصل علت نہی عن الاتباع کی تکذیب ہے اور اسی بنا پر اول لا تطع المکذبین فرمایا گیا ہے پھر لطور تخصیص بعد تعمیم کے ان مکذبین میں سے ان مکذبین کی اطاعت سے نہی کی گئی جو علاوہ تکذیب کے اور ذمائم بھی رکھتے ہوں ایسوں کی اطاعت سے نہی مطلق مکذبین کی اطاعت کی نہی سے اور زیادہ اشد ہو گی لیکن اصل علت وہی تکذیب ہی گی آگے ایسے شخص کی سزا کا بیان ہے کہ) ہم عنقریب اس کی ناک پر داغ لگا دیں گے (یعنی قیامت میں اس کے چہرہ اور ناک پر اس کے کفر کی وجہ سے کوئی علامت ذلت اور پہچان کی لگا دیں گے جس سے وہ خوب رسوا ہو کذا روی مرفوعاً فی الدر المنثور آگے اہل مکہ کو ایک قصہ سنا کر ان کے کفر کے لحوق وبال سے تحذیر ہے۔

تحذیر اہل مکہ از وبال کفر بحکایت قصہ

ہم نے (جو ان اہل مکہ کو سامان عیش دے رکھا ہے جس پر یہ مغرور ہو رہے ہیں تو ہم نے) ان کی آزمایش کر رکھی ہے (کہ دیکھیں یہ نعمتوں کے شکر میں ایمان لاتے ہیں یا ناشکری و بدعملی کرکے کفر کرتے ہیں) جیسا ان سے پہلے نعمتیں دیکر ہم نے باغ والوں کی آزمایش کی تھی (یہ باغ بقول ابن عباسؓ حبشہ میں تھا اور بقول سعید بن جبیرؓ یمن میں تھا کذا فی الدر اور یہ قصہ اہل مکہ میں معلوم تھا اور ان باغ والوں کا یہ قصہ ہے ان کے باپ کا اپنے وقت میں معمول تھا کہ ایک بڑا حصہ اس باغ کے پھل کا مساکین پر صرف کیا کرتا تھا۔

جب وہ مر گیا تو ان لوگوں نے یعنی بعض نے کہا کہ ہمارا باپ احمق تھا کہ اس قدر آمدنی مسکینوں کو دے دیتا تھا اگر یہ سب گھر آوے کسقدر فراغت ہو چنانچہ ان آیتوں میں ان کا بقیہ قصہ مذکور ہے یعنی یہ واقعہ آیندہ اس وقت ہوا) جبکہ ان لوگوں نے (یعنی اکثر یا بعض نے لقولہ تعالیٰ قال اوسطھم باہم) قسم کھائی کہ اس (باغ) کا پھل ضرور صبح چل کر توڑ لیں گے اور (ایسا وثوق ہوا کہ) انہوں نے انشاء اللہ بھی نہیں کہا سو اس باغ پر آپ کے رب کی طرف سے ایک پھرنے والا (عذاب) پھر گیا (اور وہ ایک آگ تھی کذا فی الدر عن ابن جریج۔ خواہ خالص ہو یا ہوا میں ملی ہوئی ہو جیسے لو) اور وہ سو رہے تھے پھر صبح کو وہ باغ ایسا رہ گیا جیسے کٹا ہوا کھیت (کہ خالی زمین رہ جاتی ہے اور بعض جگہ کاٹ کر جلا بھی دیا جاتا ہے مگر ان کو اس کی کچھ خبر نہیں) سو صبح کے وقت (سو کر جو اٹھے تو) ایک دوسرے کو پکارنے لگے کہ اپنے کھیت پر سویرے چلو اگر تم کو پھل توڑنا ہے (کھیت یا تو مجازاً کہد یا ہو یا اس میں ایسی چیزیں بھی ہوں جو تنہ دار نہیں ہوتیں جیسے انگور وغیرہ یا کہ اس باغ کے متعلق کھیت بھی ہو) پھر وہ لوگ آپس میں چپکے چپکے باتیں کرتے چلے کہ آج تم تک کوئی محتاج نہ آنے پاوے اور (بزعم خود) اپنے کو اس کے نہ دینے پر قادر سمجھ کر چلے (کہ سب پھل گھر لاویں گے اور کسی کو نہ دیں گے کذا فی الدر عن ابن عباس) پھر جب (وہاں پہونچے اور) اس باغ کو (اس حالت میں) دیکھا تو کہنے لگے کہ بے شک ہم رستہ بھول گئے (اور کہیں نکل آئے کیونکہ یہاں تو باغ واغ کچھ بھی نہیں پھر جب موقع و حدود کو دیکھ کر یقین کیا کہ وہی جگہ ہے تو اس وقت کہنے لگے کہ بھولے نہیں) بلکہ (جگہ تو وہی ہے لیکن) ہماری قسمت ہی پھوٹ گئی (کہ باغ کا یہ حال ہو گیا) ان میں جو

(کسی قدر اچھا آدمی تھا وہ کہنے لگا کہ کیوں میں نے تم کو کہا نہ تھا کہ ایسی نیت مت کرو مساکین کے دینے سے برکت ہوتی ہے اسی لیے اس شخص کو اللہ تعالیٰ نے اچھا کہا مگر عملاً یہ شخص بھی باوجود کراہت قلب کے سب کے لحاظ سے شریک حال ہوگیا تھا اس لیے احقر نے لفظ کسی قدر بڑھا دیا لان الاوسط امر اضافی پھر وہ پہلی بات یاد دلا کر اس شخص نے کہا کہ اپنی معاف اعمال تو بھگت لی مگر) اب بھی (توبہ اور) تسبیح (و تقدیس) کیوں نہیں کرتے (تاکہ وہ گناہ معاف ہو اور اس سے زیادہ وبال نہ آجاوے) سب (توبہ کے طور پر) کہنے لگے کہ ہمارا پروردگار پاک ہے (یہ تنزیہ ہے جو استغفار کی تمہید ہے) بیشک ہم قصوروار ہیں (یہ استغفار رہے) پھر ایک دوسرے کو مخاطب بنا کر باہم الزام دینے لگے (جیسا کام بگڑنے کے وقت عادۃ غالبہ ہے کہ ہر شخص دوسرے کو بانی رائے فاسد تبلایا کرتا ہے پھر سب متفق ہو کر) کہنے لگے کہ بیشک ہم (سب ہی) حد سے نکلنے والے تھے (کسی ایک کی خطا نہ تھی ایک دوسرے پر الزام عبث ہے سب ملکر توبہ کرلو) شاید (توبہ کی برکت سے) ہمارا پروردگار ہم کو اس سے اچھا باغ بدلہ میں دیدے (اب) ہم اپنے رب کی طرف رجوع ہوتے ہیں (یعنی توبہ کرتے ہیں اور بدلنا عام ہے خواہ دنیا میں نعم البدل ملجاوے خواہ آخرت میں اور ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ مؤمن تھے مرتکب معصیت ہوئے تھے اور بندہ یہ امر نظر سے نہیں گذرا کہ آیا اس باغ کے عوض انکو دنیا میں کوئی باغ ملا یا نہیں البتہ بلا سند روح المعانی میں ابن مسعود رض کا قول لکھا ہے کہ اس سے اچھا باغ ان کو عطا کیا گیا واللہ اعلم۔ آگے قصہ کی غرض یعنی تحذیر کی تصریح ہے کہ خلاف حکم کرنے پر) اس طرح عذاب ہوا کرتا ہے (جب ہوا کرتا ہے یعنی اے اہل مکہ تم بھی ایسے ہی عذاب کے مستحق ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ کیونکہ عذاب مذکور تو محض معصیت پر تھا اور تم تو کفر کرتے ہو) اور آخرت کا عذاب اس (عذاب دنیوی) سے بھی بڑھ کر ہے کیا خوب ہوتا کہ یہ لوگ (اس بات کو) جان لیتے (تاکہ ایمان لے آتے آگے ان عقوبات کی تحقیق کے لیے زعم کفار کا ابطال فرماتے ہیں کہ وہ کہتے تھے لئن رجعت الی ربی ان لی عندہ للحسنی۔

ابطال زعم کفار استحقاق مثوبت را

(یعنی) بے شک پرہیزگاروں کے لیے ان کے رب کے نزدیک آسائش کی جنتیں ہیں (یعنی سبب دخول جنت کا تقویٰ ہے اور اس سے کافر عاری ہیں تو انکو جنت کیسے ملجاویگی) کیا ہم فرمانبرداروں کو نافرمانوں کے برابر کر دینگے (یعنی اگر کافروں کو نجات ہو تو فرمانبرداروں کو نافرمانوں پر نجات میں فضیلت نہ ہوگی اور حالانکہ یہ فضیلت ثابت ہے کقولہ تعالیٰ ام نجعل الذین امنوا و عملوا الصلحت کالمفسدین الخ) تم کو کیا ہوا تم کیسا فیصلہ کرتے ہو کیا تمہارے پاس کوئی (آسمانی) کتاب ہے جسمیں پڑھتے ہو کہ اسمیں تمہارے لیے وہ چیز (لکھی) ہو جسکو تم پسند کرتے ہو (یعنی اسمیں لکھا ہو کہ تم کو آخرت میں حسنیٰ ملیگا) کیا ہمارے ذمہ کچھ قسمیں چڑھی ہوئی ہیں جو تمہاری خاطر سے کھائی گئی ہوں اور وہ قسمیں قیامت تک باقی رہنے والی ہوں (جنکا یہ مضمون ہو) کہ تم کو وہ چیزیں ملیں گی جو تم فیصلہ کر رہے ہو (یعنی ثواب اور جنت) ان سے پوچھئے ان میں اس کا کون ذمہ دار ہے کیا ان کے ٹھیرائے ہوئے کچھ شریک (خدائی کے) ہیں (کہ انہوں نے انکو ثواب دینے کا ذمہ لیا ہے) سو ان کو چاہیے کہ یہ اپنے ان شریکوں کو پیش کریں اگر یہ سچے ہیں (غرض جب یہ مضمون کسی آسمانی کتاب میں نہیں جیسے بلا کتاب دوسرے طرق وحی سے ہمارا وعدہ نہیں جو مثل قسم کے ہوتا ہے پھر ایسی حالت میں کوئی شخص ان میں سے یا ان کے شرکا میں سے اسکی ذمہ داری کرسکتا ہے ہرگز نہیں پھر دعوی کس بنا پر ہے آگے ان لوگوں کی قیامت کی رسوائی کا ذکر ہے)۔

ذلت کفار یوم قیامت

وہ دن یاد کرنے کے قابل ہے جس دن کہ ساق کی تجلی فرمائی جاویگی اور سجدہ کی طرف لوگوں کو بلایا جاویگا (اس کا قصہ حدیث شیخین میں مرفوعاً اس طرح آیا ہے کہ حق تعالیٰ قیامت کے میدان میں اپنی ساق ظاہر فرماویگا۔ ساق کہتے ہیں پنڈلی کو اور یہ کوئی خاص صفت ہے جس کو کسی مناسبت سے ساق فرمایا جیسا قرآن میں ہاتھ آیا ہے اور ایسے مفہومات متشابہات میں سے کہلاتے ہیں اور اسی حدیث میں ہے کہ اس تجلی کو دیکھ کر تمام مؤمنین و مؤمنات سجدہ میں گر پڑیں گے مگر جو شخص ریا سے سجدہ کرتا تھا اسکی کمر تختہ سارہ جاویگی الی آخر معانی الحدیث۔ اور سجدہ کی طرف بلائے جانے سے یہ شبہ نہ کیا جاوے کہ وہ تو دار التکلیف نہیں ہے کیونکہ بلائے جانے سے مراد امر بالسجود نہیں ہے بلکہ اس تجلی میں یہ اثر ہوگا کہ سب بالاضطرار سجدہ کرنا چاہینگے جن میں مؤمن اسپر قادر ہونگے اور اہل ریا و نفاق قادر نہ ہونگے اور کفار کا قادر نہ ہونا اس سے بدرجہ اولیٰ مفہوم ہوتا ہے جس کا آگے ذکر ہے یعنی کفار بھی سجدہ کرنا چاہیں گے) سو یہ (کافر) لوگ سجدہ نہ کرسکیں گے (اور) انکی آنکھیں (مارے شرمندگی کے) جھکی ہونگی (اور) ان پر ذلت چھائی ہوگی اور (وجہ اسکی یہ ہے کہ) یہ لوگ (دنیا میں) سجدہ کی طرف بلائے جایا کرتے تھے (اس طرح کہ ایمان لاکر عبادت کریں) اور وہ صحیح سالم تھے (یعنی اسپر قادر بھی تھے چنانچہ ظاہر ہے کہ ایمان و عبادت فعل اختیاری ہے بس دنیا میں امتثال امر نہ کرنے سے آج ان کو یہ رسوائی و ذلت ہوئی اور دوسری آیت میں جو نگاہ کا اوپر اٹھا رہنا آیا ہے وہ اس کے معارض نہیں کیونکہ گاہے غلبہ حیرت سے ویسا ہوگا اور گاہے غلبہ ندامت سے ایسا ہوگا آگے کفار کے اس اغترار کا رد ہے کہ امہال عن العذاب کو اپنے مقبول ہونے کی دلیل سمجھتے تھے اور اس کے ضمن میں آپ کا تسلیہ بھی ہے۔

تزییف اغترار کفار بامہال عن العذاب مع تسلیہ حضور پر نور - یعنی جب ان کا مستحق

ملحقات الترجمۃ

ملہ قولہ فی ۱۲ تسجدون الخ قرینہ اشارۃ الی ان المقول مقدر و لولا تسبحون ترغیب مستانف و بنا بر بیانی بالکبیر ۱۲

سورۃ الحاقۃ مکیۃ | بسم اللہ الرحمٰن الرحیم | وھی اثنتان وخمسون آیۃ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

عذاب ہونا اوپر کی آیتوں سے معلوم ہوچکا) تو مجکو اور جو اس کلام کو جھٹلاتے ہیں اُن کو (اس حال موجودہ پر) رہنے دیجیے (یعنی عذاب کے توقف سے رنج نہ کیجیے) ہم اُن کو بتدریج (جہنم کی طرف) لیے جا رہے ہیں اس طور پر کہ اُن کو خبر بھی نہیں اور (دنیا میں عذاب نازل کر ڈالنے سے) اُن کو مہلت دیتا ہوں بیشک میری تدبیر بڑی مضبوط ہے (قد مر تفسیرہ فی آخر الاعراف اور حاصل ذرنی کا بقول جار اللہ امر بتوکل و استکفاء ہے کیونکہ جو شخص کسی کو کسی کام کے لیے کافی سمجھتا ہے وہ اُس کام کو اُسی پر چھوڑ دیتا ہی آگے اُنکے انکار نبوت پر تعجب ہی)

تعجیب بر انکار نبوت

کیا آپ ان سے کچھ معاوضہ مانگتے ہیں کہ وہ اُس تاوان سے دبے جاتے ہیں (اس لیے آپ کی اطاعت سے نفرت ہے وہو کقولہ تعالیٰ ام تسئلھم خرجا) یا اُن کے پاس غیب (کا علم) ہے کہ یہ (اُسکو محفوظ رکھنے کے واسطے) لکھ لیا کرتے ہیں (یعنی کیا انکو احکام خداوندی خود کسی طریقہ سے معلوم ہوجاتے ہیں جس سے وہ اتباع صاحب وحی سے مستغنی ہیں اور ظاہر کہ دونوں امر منفی ہیں پھر انکار نبوت عجیب ہی۔ آگے آپ کا تسلیہ ہے)

تسلیہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

جب ان کا استحقاق عذاب اور کفر جو موجب استحقاق ہے معلوم ہوگیا اور یہ کہ ان کی مہلت استدراج ہی اور وقت موعود پر عذاب ہوگا) تو آپ اپنے رب کی (اس) تجویز پر صبر سے بیٹھے رہیے اور (دل تنگی میں) مچھلی (کے پیٹ میں جانے) والے (پیغمبر یونس علیہ السلام) کی طرح نہ ہوجیے (کہ وہ عذاب نازل نہ ہونے سے تنگدل ہوئے اور کہیں چلے گئے جسکا قصہ کئی جگہ تھوڑا تھوڑا آچکا ہے مضمون مقصود تشبیہ کا تو ختم ہوچکا آگے بطور تتمیم قصہ کے ارشاد ہے کہ وہ وقت بھی یاد کیجیے) جبکہ یونس (علیہ السلام) نے (اپنے رب سے) دعا کی اور وہ غم سے گھٹ رہے تھے (یہ غم مجموعہ تھا کئی غموں کا ایک قوم کے ایمان نہ لانے کا۔ ایک عذاب کے ٹل جانے کا۔ ایک بلا اذن صریح حق تعالیٰ کے وہاں سے چلے آنے کا۔ ایک مچھلی کے پیٹ میں محبوس ہوجانے کا اور وہ دعا یہ ہے لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین جس سے مقصود استغفار اور طلب نجات عن الحبس ہے چنانچہ اسپر اللہ تعالیٰ کا فضل ہوا اور مچھلی کے پیٹ سے نجات ہوئی اسی کی نسبت ارشاد ہے کہ) اگر خداوندی احسان اُنکی دستگیری نہ کرتا تو وہ (جس میدان میں مچھلی کے پیٹ سے نکال کر ڈال دیئے گئے تھے اُس میدان میں بدحالی کے ساتھ ڈالے جاتے (دستگیری سے مراد قبول توبہ ہے اور بدحالی سے مراد یہ کہ اُن کی اجتہادی غلطی پر منجانب اللہ اُن کو ملامت ہوتی۔ حاصل اس کا اور آیت سورۂ صافات کا یہ ہے کہ اگر یہ توبہ و استغفار نہ کرتے تب تو شکم ماہی سے نجات ہی نہ ہوتی کما قال فلولا انہ کان الخ اور اگر توبہ و استغفار کرتے۔ مگر اللہ تعالیٰ قبول نہ فرماتا تو اُس توبہ و استغفار کی استدر دنیوی برکت تو ہوتی کہ شکم ماہی سے نجات ہوجاتی اور میدان میں جس طرح اب ڈالے گئے اسی طرح ڈالے جاتے لیکن اب کا ڈالا جانا غیر مذموم ہونے کی حالت میں ہوا تھا کیونکہ بعد قبول توبہ پھر خطا پر ملامت نہیں ہوتی اور اُس وقت مذموم ہونے کی حالت میں ہوتا) پھر ان کے رب نے اُن کو (اور زیادہ) برگزیدہ کرلیا اور اُن کو (زیادہ مرتبہ کے) صالحین میں سے کر دیا (شاید اس تتمیم قصہ سے یہ بھی مقصود ہو کہ اپنے اجتہاد پر عمل کرنا اُن کو کیسا مضر ہوا اور توکل کیسا نافع ہوا اسی طرح عذاب کے بارہ میں آپ بھی اپنی رائے سے استعجال نہ کیجیے بلکہ اللہ پر توکل کیجیے کہ انجام بہتر ہوگا) اور آگے آپ کی شان میں کفار کے اُس قول کا ابطال جس کا ابطال شروع سورت میں بھی ہے یعنی مجنون کہنے کا ابطال دوسرے انداز سے بیان فرماتے ہیں +

دفع طعن جنون بطرز دیگر

یعنی) یہ کافر جب قرآن سنتے ہیں تو (شدت عداوت سے) ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ گویا آپکو اپنی نگاہوں سے پھسلا کر گرا دینگے (یہ ایک محاورہ ہی جیسے بولتے ہیں کہ فلاں شخص اس طرح دیکھتا ہی جیسے کھا جاویگا کما فی روح المعانی من قولہم نظر الی نظرا یکاد یصرعنی او یکاد یاکلنی مطلب یہ کہ شدت عداوت سے آپکو بری بری نگاہوں سے دیکھتے ہیں) اور (اسی عداوت سے آپکی نسبت) کہتے ہیں کہ (نعوذ باللہ) یہ مجنون ہیں حالانکہ یہ قرآن (جسکے ساتھ آپ تکلم فرماتے ہیں) تمام جہان کے واسطے نصیحت ہے (اور مجنون آدمی کے متعلق ایسی اصلاح عام نہیں ہوسکتی اس میں تو جواب طعن جنون ظاہر ہے اور بیان عداوت سے بھی اُس طعن کی تزییف ہوگئی کیونکہ جس قول کا منشا شدت عداوت ہو وہ قابل التفات نہیں + سورۃ الحاقۃ مکیۃ وآیہا احدی وخمسون کذا فی البیضاوی

ربط اوپر کی سورت میں اثبات رسالت کے ساتھ کفار کے مجازاۃ کا بیان تھا اس سورت میں مجازاۃ کی تحقیق اور اسکا وقت اور واقعات مذکور ہیں اور ختم پر حقانیت قرآن کا بیان ہی جس سے مجازاۃ کی بھی تقریر و تحقیق ہی کیونکہ قرآن اسپر بھی دال ہی اور صدق دلیل صدق مدلول کو لازم ہے اور نیز سورت گذشتہ کے مضمون رسالت سے بھی مناسب ہے

تحقیق قیامت و وخامت انکار آن و بعض واقعات او و حقیت قرآن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَآقَّةُ ۝ مَا الْحَآقَّةُ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحَآقَّةُ ۝ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ وَعَادٌۢ بِالْقَارِعَةِ ۝ فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا بِالطَّاغِيَةِ ۝

وہ ہونے والی چیز کیسی کچھ ہے وہ ہونے والی چیز — اور آپ کو کچھ خبر ہے کہ کیسی کچھ ہے وہ ہونے والی چیز — ثمود اور عاد نے اس کھڑکھڑانے والی چیز کی تکذیب کی — سو ثمود تو ایک زور کی آواز سے — ہلاک کر دیے گئے

وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ۝ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ حُسُوْمًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى كَاَنَّهُمْ

اور عاد جو تھے — سو وہ ایک تیز و تند ہوا سے ہلاک کیے گئے — جس کو اللہ تعالیٰ نے اُن پر سات رات اور آٹھ دن متواتر مسلط کر دیا تھا — سو تو اُس قوم کو اس طرح گرا ہوا دیکھتا — کہ گویا وہ

ربع

اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ۝ فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِيَةٍ ۝ وَجَآءَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهٗ وَالْمُؤْتَفِكٰتُ بِالْخَاطِئَةِ ۝ فَعَصَوْا

گری ہوئی کھجوروں کے تنے ہیں — سو کیا تجھ کو اُن میں کا کوئی بچا ہوا نظر آتا ہے — اور فرعون نے اور اُس سے پہلے لوگوں نے — اور اُلٹی ہوئی بستیوں نے بڑے بڑے قصور کیے — سو انہوں نے

رَسُوْلَ رَبِّهِمْ فَاَخَذَهُمْ اَخْذَةً رَّابِيَةً ۝ اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ حَمَلْنٰكُمْ فِى الْجَارِيَةِ ۝ لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَّتَعِيَهَآ

اپنے رب کے رسول کا کہنا نہ مانا — تو اللہ تعالیٰ نے اُن کو بہت سخت پکڑا — ہم نے جبکہ پانی کو طغیانی ہوئی — تم کو کشتی میں سوار کیا — تاکہ ہم اس معاملہ کو تمہارے لیے ایک یادگار بنا دیں اور

اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ ۝ فَاِذَا نُفِخَ فِى الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ ۝ وَّحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً ۝

یاد رکھنے والے کان اس کو یاد رکھیں۔ — پھر جب صور میں یکبارگی — پھونک مار دی جاوے گی — اور زمین اور پہاڑ اُٹھا لیے جاویں گے — پھر دونوں ایک ہی دفعہ میں ریزہ ریزہ کر دیے جاویں گے۔

فَيَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۝ وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِىَ يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ ۝ وَّالْمَلَكُ عَلٰٓى اَرْجَآئِهَا ۚ وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ

تو اُس روز وہ ہونے والی چیز ہو پڑے گی — اور آسمان پھٹ جاوے گا — اور وہ اُس روز بالکل بودا ہوگا — اور فرشتے اُس کے کناروں پر آجاویں گے — اور آپ کے پروردگار کے عرش کو

فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ ۝ يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِيَةٌ ۝ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِىَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَيَقُوْلُ

اُس روز آٹھ فرشتے اُٹھائے ہوں گے — جس روز تم پیش کیے جاؤ گے — تمہاری کوئی بات پوشیدہ نہ ہوگی — پھر جس شخص کا نامۂ عمل اُس کے داہنے ہاتھ میں دیا جاوے گا — وہ تو کہے گا

هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ۝ اِنِّىْ ظَنَنْتُ اَنِّىْ مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ ۝ فَهُوَ فِىْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝ فِىْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۝ قُطُوْفُهَا

کہ لو میرا نامۂ اعمال پڑھ لو — میرا اعتقاد تھا کہ مجھ کو میرا حساب پیش آنے والا ہے — غرض وہ شخص — پسندیدہ عیش — یعنی بہشت بریں میں ہوگا — جس کے میوے

دَانِيَةٌ ۝ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓئًا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِى الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ ۝

جھکے ہوں گے — کھاؤ اور پیو مزہ کے ساتھ اُن اعمال کے صلہ میں جو تم نے گذشتہ ایام میں کیے ہیں۔

اَلْحَآقَّةُ ۝ مَا الْحَآقَّةُ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحَآقَّةُ ۝ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ وَعَادٌۢ بِالْقَارِعَةِ ۝ فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا بِالطَّاغِيَةِ ۝ وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ۝ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ حُسُوْمًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ۝ فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِيَةٍ ۝ وَجَآءَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهٗ وَالْمُؤْتَفِكٰتُ بِالْخَاطِئَةِ ۝ فَعَصَوْا رَسُوْلَ رَبِّهِمْ فَاَخَذَهُمْ اَخْذَةً رَّابِيَةً ۝ اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ حَمَلْنٰكُمْ فِى الْجَارِيَةِ ۝ لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَّتَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ ۝ فَاِذَا نُفِخَ فِى الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ ۝ وَّحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً ۝ فَيَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۝ وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِىَ يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ ۝ وَّالْمَلَكُ عَلٰٓى اَرْجَآئِهَا ۚ وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ ۝ يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِيَةٌ ۝ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِىَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَيَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ۝ اِنِّىْ ظَنَنْتُ اَنِّىْ مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ ۝ فَهُوَ فِىْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝ فِىْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۝ قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ ۝ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓئًا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِى الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ ۝

اللغات

طاغیۃ ای الواقعۃ المجاوزۃ للحد ای الصیحۃ عاتیۃ شدیدۃ العصف حسوما متتابعات من حسمت الدابۃ اذا تابعت الکی علی الداء کرۃ بعد اخری فہو مجاز مرسل من استعمال المقید فی المطلق خاویۃ ساقطۃ او خالیۃ باقیۃ نفس باقیۃ ھاؤم اسم الفعل خذوا

النحو

الحاقۃ مبتدأ ما الحاقۃ مبتدأ و خبر ثم المجموع خبر للمبتدأ الاول ۔

البلاغۃ

نفخۃ واحدۃ قال ابو السعود انما حسن اسناد الفعل الی المصدر لتقییدہ وحسن تذکیرہ للفصل بینہ و اما التقییدہ بالواحدۃ فلما ان لا انخوۃ علی المرۃ مقصودۃ والدالۃ علی النفخ الفافتیۃ وصدوث الامر العظیم بہا و علی عقبہا انما تتعظم من حیث وقوع النفخۃ واحدۃ لا من حیث انہ نفخ فنبہ علی ذلک بقولہ نفخۃ واحدۃ کذا فی الروح

وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِشِمَالِهِ فَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي لَمْ أُوتَ كِتَابِيَهْ ○ وَلَمْ أَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ○ يَا لَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ○

اور جس کا نامۂ اعمال اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جاویگا سو وہ کہیگا کیا اچھا ہوتا کہ مجھکو میرا نامۂ عمل ہی نہ ملتا اور مجھکو یہ ہی خبر نہ ہوتی کہ میرا حساب کیا ہے کیا اچھا ہوتا کہ موت ہی خاتمہ کر چکتی

مَا أَغْنَىٰ عَنِّي مَالِيَهْ ○ هَلَكَ عَنِّي سُلْطَانِيَهْ ○ خُذُوهُ فَغُلُّوهُ ○ ثُمَّ الْجَحِيمَ صَلُّوهُ ○ ثُمَّ فِي سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا

میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا میرا جاہ مجھ سے گیا گذرا اس شخص کو پکڑو اور اسکے طوق پہنادو پھر دوزخ میں اسکو داخل کرو پھر ایک ایسی زنجیر میں

سَبْعُونَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوهُ ○ إِنَّهُ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ الْعَظِيمِ ○ وَلَا يَحُضُّ عَلَىٰ طَعَامِ الْمِسْكِينِ ○ فَلَيْسَ

جس کی پیمائش ستر گز ہے اس کو جکڑ دو یہ شخص خدائے بزرگ پر ایمان نہ رکھتا تھا اور غریب آدمی کے کھلانے کی ترغیب نہ دیتا تھا سو آج

لَهُ الْيَوْمَ هَاهُنَا حَمِيمٌ ○ وَلَا طَعَامٌ إِلَّا مِنْ غِسْلِينٍ ○ لَا يَأْكُلُهُ إِلَّا الْخَاطِئُونَ ○ فَلَا أُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُونَ ○ وَمَا لَا

ع ۱ / ۳۷ / ۵

اس شخص کا نہ کوئی دوستدار ہے اور نہ اس کو کوئی کھانے کی چیز نصیب ہے بجز زخموں کے دھوون کے جس کو بجز بڑے گنہگاروں کے کوئی نہ کھاویگا پھر میں قسم کھاتا ہوں ان چیزوں کی بھی جنکو تم دیکھتے ہو - اور

تُبْصِرُونَ ○ إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ○ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ۚ قَلِيلًا مَا تُؤْمِنُونَ ○ وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ۚ قَلِيلًا مَا

ان چیزوں کی بھی جنکو تم نہیں دیکھتے کہ یہ قرآن کلام ہے ایک معزز فرشتہ کا لایا ہوا - اور کسی شاعر کا کلام نہیں ہے تم بہت کم ایمان لاتے ہو اور نہ یہ کسی کاہن کا کلام ہے تم بہت کم

تَذَكَّرُونَ ○ تَنْزِيلٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ ○ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ ○ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ○ ثُمَّ لَقَطَعْنَا

سمجھتے ہو رب العالمین کی طرف سے بھیجا ہوا ہے اور اگر یہ ہمارے ذمہ کچھ باتیں لگا دیتے تو ہم ان کا داہنا ہاتھ پکڑتے پھر ہم

مِنْهُ الْوَتِينَ ○ فَمَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ ○ وَإِنَّهُ لَتَذْكِرَةٌ لِلْمُتَّقِينَ ○ وَإِنَّا لَنَعْلَمُ أَنَّ مِنْكُمْ مُكَذِّبِينَ ○

ان کی رگ دل کاٹ ڈالتے پھر تم میں کوئی ان کا اس سزا سے بچانے والا بھی نہ ہوتا اور بلاشبہ یہ قرآن متقیوں کے لیے نصیحت ہے اور ہم کو معلوم ہے کہ تم میں بعضے تکذیب کرنے والے بھی ہیں

وَإِنَّهُ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ ○ وَإِنَّهُ لَحَقُّ الْيَقِينِ ○ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ○

ع ۲ / ۱۵ / ۴

اور یہ قرآن کافروں کے حق میں موجب حسرت ہے اور یہ قرآن تحقیقی یقینی بات ہے سو اپنے عظیم الشان پروردگار کے نام کی تسبیح کیجیے -

---

وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِشِمَالِهِ ۵ فَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي لَمْ أُوتَ كِتَابِيَهْ ۵ وَلَمْ أَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ۵ يَا لَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ۵ مَا أَغْنَىٰ عَنِّي مَالِيَهْ ۵ هَلَكَ عَنِّي سُلْطَانِيَهْ ۵ خُذُوهُ فَغُلُّوهُ ۵ ثُمَّ الْجَحِيمَ صَلُّوهُ ۵ ثُمَّ فِي سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُونَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوهُ ۵ إِنَّهُ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ الْعَظِيمِ ۵ وَلَا يَحُضُّ عَلَىٰ طَعَامِ الْمِسْكِينِ ۵ فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هَاهُنَا حَمِيمٌ ۵ وَلَا طَعَامٌ إِلَّا مِنْ غِسْلِينٍ ۵ لَا يَأْكُلُهُ إِلَّا الْخَاطِئُونَ ۵ فَلَا أُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُونَ ۵ وَمَا لَا تُبْصِرُونَ ۵ إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ۵ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ۚ قَلِيلًا مَا تُؤْمِنُونَ ۵ وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ۚ قَلِيلًا مَا تَذَكَّرُونَ ۵ تَنْزِيلٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۵ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ ۵ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ۵ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ ۵ فَمَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ ۵ وَإِنَّهُ لَتَذْكِرَةٌ لِلْمُتَّقِينَ ۵ وَإِنَّا لَنَعْلَمُ أَنَّ مِنْكُمْ مُكَذِّبِينَ ۵ وَإِنَّهُ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ ۵ وَإِنَّهُ لَحَقُّ الْيَقِينِ ۵ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ۵ وہ ہونے والی چیز کیسی کچھ ہے وہ ہونے والی چیز اور آپ کو کچھ خبر ہے کہ کیسی کچھ ہے وہ ہونے والی چیز

اللغات

صلوه من التصلية بمعنى الادخال فاسلكوه ادخلوه وهو ان تلف على جيده وتلوى عليه من جميع جوانبه فيبقى لا يتحرك طعام المسكين اسم للطعام كالعطاء بمعنى الاعطاء كذا في الروح غسلين ما يجري من الجراح اذا غسلت الوتين عرق في القلب اذا انقطع مات صاحبه كذا في القاموس وفي الروح عن مجاهد انه الحبل الذي في الظهر وهو النخاع وقال الكلبي عرق بين العلباء وهي عصب العنق والحلقوم وقيل عرق غليظ

تصادفه شفرة الناحر ۱۲

النحو قوله يا ليتها اي الموتة الاولى فلا اقسم الفاء للتعقيب الذكرى ۱۲

البلاغة تؤمنون وتذكرون ذكر الايمان مع نفي الشاعرية والتذكر مع نفي الكاهنية لما ان عدم مشابهة القرآن للشعر ظاهر لان مضامين القرآن محققة والاشعار تخيلية فلا يحتاج الى التأمل بخلاف الكهانة فانه قد يكون فيها الخ امور محققة واخبار آتية فيحتاج في الفرق بينها وبين القرآن الى التأمل ۱۲

(مقصود اس سے تفظیع شان قیامت ہے کہ وہ سخت ہولناک چیز ہے یہ استفہامات تہویل کے لیے ہیں) ثمود اور عاد نے اُس کھڑکھڑا دینے والی چیز (یعنی قیامت) کی تکذیب
کی سو ثمود تو ایک زور کی آواز سے ہلاک کر دیئے گئے اور عاد جو تھے سو وہ ایک تیز و تند ہوا سے ہلاک کیے گئے جس کو اللہ تعالیٰ نے اُن پر سات رات اور آٹھ دن متواتر
مسلط کر دیا تھا سو (اے مخاطب اگر) تو (اُس وقت وہاں موجود ہوتا تو) اُس قوم کو اس طرح گرا ہوا دیکھتا کہ گویا وہ گری ہوئی کھجوروں کے تنے (پڑے) ہیں (لطیف
قام منہم) سو کیا تجھ کو اُن میں کا کوئی بچا ہوا نظر آتا ہے (یعنی بالکل استیصال ہوگیا کقولہ تعالیٰ ہل تحس منہم من احد او تسمع لہم رکزا) اور (اسی طرح) فرعون
نے اور اُس سے پہلے لوگوں نے (جن میں قوم نوح و عاد و ثمود سب آ گئے) اور (قوم لوط کی) اُلٹی ہوئی بستیوں نے بڑے بڑے قصور کیے (یعنی کفر و شرک اسیر اُنکے پاس رسول
بھیجے گئے) سو اُنہوں نے اپنے رب کے رسول کا (جو اُنکی طرف بھیجا گیا تھا) کہنا نہ مانا (اور کفر و شرک سے باز نہ آئے جس میں تکذیب قیامت بھی داخل ہے) تو اللہ تعالیٰ نے
اُن کو بہت سخت پکڑا (جن میں سے عاد و ثمود کا قصہ تو ابھی آچکا ہے اور قوم لوط کی عقوبت کی طرف بھی لفظ مؤتفکات اشارہ کر رہا ہے اور فرعون کی عقوبت بہت آیتوں میں آئی ہے
اور قوم نوح کی عقوبت آگے بضمن امتنان مذکور ہے یعنی) ہم نے جبکہ (نوح علیہ السلام کے وقت میں) پانی کو طغیانی ہوئی تم کو (یعنی تمہارے بزرگوں کو کہ مؤمن تھے اور ان کا انجام تمہارے
وجود کا سبب ہوا کشتی میں سوار کیا (اور باقیوں کو غرق کر دیا) تاکہ ہم اس معاملہ کو تمہارے لیے ایک یادگار (اور عبرت) بنا دیں اور یاد رکھنے والے کان اُس کو یاد رکھیں (کان کو
یاد رکھنے والا مجازاً کہہ دیا حاصل یہ کہ اُس کو یاد رکھ کر موجبات عقوبت سے بچیں یہ قصے تو مکذبین قیامت کے ہوئے آگے قیامت کے احوال کا بیان ہے یعنی) پھر جب
صور میں یکبارگی پھونک ماردی جاویگی (مراد نفخہ اولیٰ ہے) اور (اُس وقت) زمین اور پہاڑ (اپنی جگہ سے) اٹھا لیے جاویں گے (یعنی اپنی حیز سے ہٹا دیے جاوینگے)
پھر دونوں ایک ہی دفعہ میں ریزہ ریزہ کر دیے جاویں گے تو اُس روز وہ ہونے والی چیز ہو پڑیگی اور آسمان پھٹ جاویگا اور وہ (آسمان) اُس روز بالکل بودا ہوگا (چنانچہ پھٹ
جانا دلیل ضعف ہے یعنی جیسا اس وقت وہ مضبوط ہے اور اُسمیں کہیں فطور و شقوق نہیں اُس روز اُس میں یہ بات نہ رہیگی بلکہ ضعف و انشقاق ہو جاویگا) اور فرشتے (جو
آسمان میں پھیلے ہوئے ہیں جس وقت وہ پھٹنا شروع ہوگا) اُسکے کناروں پر آجاوینگے (اس سے ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ آسمان بیچ میں سے پھٹ کر چاروں طرف سمٹنا شروع
ہوگا اسلیے فرشتے بھی بیچ میں سے کناروں پر آرہیں گے پھر حسب آیت صعق من فی السموات ومن فی الارض الخ اُنپر بھی موت مسلط ہو جاویگی کذا فی الکبیر احد الوجہین اور یہ
سب واقعات تو نفخہ اولیٰ کے وقت کے ہیں) اور (آگے نفخہ ثانیہ کے وقت کے واقعات ہیں کہ) آپ کے پروردگار کے عرش کو اُس روز آٹھ فرشتے اٹھائے ہونگے (حدیث میں ہے کہ
اب عرش کو چار فرشتے اٹھائے ہوئے ہیں قیامت کو آٹھ فرشتے اٹھاویں گے کذا فی الدر مرفوعاً۔ اگر وسوسہ ہو کہ اذا نفخ میں نفخہ اولیٰ مراد ہے اور یومئذ اُس کا بدل ہے اور وقت
مع اپنے معطوفات کے اُس میں عامل ہے تو اس بناء پر لازم آتا ہے کہ حمل عرش اور مابعد کے واقعات جیسے تعرضون الخ یہ سب بھی نفخہ اولیٰ کے وقت ہوں تو اس وسوسہ کا
دفع یہ ہے کہ اس لازم کا ہم التزام کرتے ہیں اور توجیہ اس کی یہ ہوگی کہ یوم قیامت ایک وسیع وقت ہے اور اُس کے سب اجزاء محل وقت واحد کے ہیں اس لیے نفخہ ثانیہ
کے واقعات کا ظرف نفخہ اولیٰ کو بناء بر تجوز مذکور کہہ سکتے ہیں۔ غرض آٹھ فرشتے عرش کو اٹھا کر میدان قیامت میں لاویں گے اور حساب شروع ہوگا جس کا آگے بیان ہے یعنی)
جس روز تم (خدا کے روبرو حساب کے واسطے) پیش کیے جاؤ گے (اور) تمہاری کوئی بات (اللہ تعالیٰ سے) پوشیدہ نہ ہوگی پھر (نامۂ اعمال اڑا کر ہاتھ میں دیئے
جاویں گے تو) جس شخص کا نامۂ عمل اُس کے داہنے ہاتھ میں دیا جاوے گا وہ تو (خوشی کے مارے آس پاس والوں سے) کہے گا کہ لو میرا نامۂ اعمال پڑھ لو میرا (تو پہلے
ہی سے) اعتقاد تھا کہ مجھ کو میرا حساب پیش آنے والا ہے (یعنی میں قیامت و حساب کا معتقد تھا مطلب یہ کہ میں ایمان و تصدیق رکھتا تھا خدا تعالیٰ نے اُس کی برکت
سے آج مجھکو نوازا) غرض وہ شخص پسندیدہ عیش یعنی بہشت بریں میں ہوگا جسکے میوے (اسقدر) جھکے ہونگے (کہ جس حالت میں چاہیں گے لے سکیں گے اور حکم ہوگا) کہ
کھاؤ اور پیو مزہ کے ساتھ اُن اعمال کے صلہ میں جو تم نے گذشتہ ایام (یعنی زمانہ قیام دنیا) میں کیے ہیں اور جس کا نامۂ اعمال اُس کے بائیں ہاتھ میں دیا جاویگا سو وہ (نہایت
حسرت سے) کہیگا کیا اچھا ہوتا کہ مجھکو میرا نامۂ عمل ہی نہ ملتا اور مجھکو یہ ہی خبر نہ ہوتی کہ میرا حساب کیا ہے کیا اچھا ہوتا کہ موت (اولیٰ) ہی خاتمہ کر چکتی (اور بعث نہ ہوتا جسپر اعطاء
کتاب و حساب مرتب ہوا افسوس) میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا میرا جاہ (بھی) مجھ سے گیا گذرا (یعنی مال و جاہ سب بے سود ٹھہرا ایسے شخص کے لیے فرشتوں کو حکم ہوگا کہ) اس
شخص کو پکڑو اور اس کے طوق پہنا دو پھر دوزخ میں اس کو داخل کرو پھر ایک ایسی زنجیر میں جس کی پیمائش ستر گز ہے اس کو جکڑ دو (اس گز کی مقدار خدا کو معلوم ہے کیونکہ
یہ گز وہاں کا ہوگا۔ آگے اس عذاب کی وجہ بتلاتے ہیں کہ) یہ شخص خدائے بزرگ پر ایمان نہ رکھتا تھا (یعنی جس طرح ایمان لانا حسب تعلیم انبیاء ضروری تھا وہ ایمان نہ
رکھتا تھا) اور (خود تو کسی کو کیا دیتا اوروں کو بھی) غریب آدمی کے کھلانے کی ترغیب نہ دیتا تھا (یہاں اطعام اور حض سے مراد مرتبہ واجبہ ہے اور اُس کے ترک سے
مراد وہ ترک جس کا سبب عدم ایمان ہو۔ حاصل یہ کہ خدا کی عظمت اور مخلوق کی شفقت جو اصل عبادات متعلقہ حقوق اللہ و حقوق العباد ہیں یہ دونوں کا تارک اور منکر تھا

سورۃ المعارج مکیۃ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | وھی اربع واربعون اٰیۃ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۙ لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌ ۙ مِّنَ اللّٰهِ ذِي الْمَعَارِجِ ۭ تَعْرُجُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ

ایک درخواست کرنے والا اُس عذاب کی درخواست کرتا ہے۔ جو کہ کافروں پر واقع ہونے والا ہے جس کا کوئی دفع کرنے والا نہیں۔ جو اللہ کی طرف سے واقع ہوگا جو کہ سیڑھیوں کا مالک ہے۔ فرشتے اور روحیں اُس کے پاس چڑھ کر جاتی ہیں

فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيْلًا ۝ اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ بَعِيْدًا ۙ وَّنَرٰىهُ قَرِيْبًا ۭ

ایسے دن میں ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے سو آپ صبر کیجیے اور صبر بھی ایسا جس میں شکایت کا نام نہ ہو یہ لوگ اس دن کو بعید دیکھ رہے ہیں اور ہم اُس کو قریب دیکھ رہے ہیں

اس لیے مستحق عذاب ہوا) سو آج اُس شخص کا نہ کوئی دوستدار ہے اور نہ اس کو کوئی کھانے کی چیز نصیب ہے بجز زخموں کے دھوون کے (یعنی بجز ایک ایسی چیز کے جو کراہت و صورت میں مثل غسلین کے ہوگا اور یہ حصر اضافی ہے اور مقصود اس سے نفی ہے اطعمہ مرغوبہ کی ورنہ زقوم وغیرہ کا ہونا خود آیات سے ثابت ہے غرض اُن کا طعام غسلین ہوگا) جسکو بجز بڑے گنہگاروں کے کوئی نہ کھاویگا (آگے قرآن کی حقانیت ارشاد فرمائی جاتی ہے جو ناطق ہے مجازاۃ مذکورہ بالا کے ساتھ اور اسکی تکذیب بھی موجب تعذیب مذکور ہے۔

اثبات حقیت قرآن و رسالت

پھر (بعد بیان مضمون مجازاۃ کے) میں قسم کھاتا ہوں اُن چیزوں کی بھی جن کو تم دیکھتے ہو اور اُن چیزوں کی بھی جن کو تم نہیں دیکھتے (کیونکہ بعض مخلوقات بالفعل یا بالقوہ مدرک بالبصر ہیں اور بعض مخلوقات بالفعل یا بالقوہ مدرک بالبصر نہیں اس قسم کو مقصود سے ایک خاص مناسبت ہے کہ قرآن مجید کا لانے والا تو نظر نہ آتا تھا اور جن پر قرآن آتا تھا وہ نظر آتے تھے یعنی تمام مخلوق کی قسم ہے) کہ یہ قرآن (اللہ کا) کلام ہے ایک معزز فرشتہ کا لایا ہوا (بس جس پر آیا وہ ضرور رسول ہے) اور یہ کسی شاعر کا کلام نہیں ہے (جیسا کفار آپ کو شاعر کہتے تھے مگر) تم بہت کم ایمان لاتے ہو (یہاں قلت سے مراد عدم ہے) اور نہ یہ کسی کاہن کا کلام ہے (جیسا بعض کفار آپ کو کہتے تھے مگر) تم بہت کم سمجھتے ہو (یہاں بھی قلت سے مراد عدم ہے غرض یہ نہ شعر ہے نہ کہانت ہے بلکہ) رب العالمین کی طرف سے بھیجا ہوا (کلام الٰہی ہے اور آگے اس کی حقانیت کی ایک دلیل عقلی ارشاد ہوتی ہے کہ) اگر یہ (پیغمبر) ہمارے ذمہ کچھ (جھوٹی) باتیں لگادیتے (یعنی جو کلام ہمارا نہ ہوتا اُس کو ہمارا کلام کہتے اور جھوٹا دعویٰ نبوت کا کرتے) تو ہم ان کا داہنا ہاتھ پکڑتے پھر ہم انکی رگ دل کاٹ ڈالتے پھر تم میں کوئی ان کا اس سزا سے بچانے والا بھی نہ ہوتا (رگ دل کاٹنے سے آدمی مرجاتا ہے مراد اس سے قتل ہے اور سورۂ ق میں جان کو رگ گردن سے تعبیر فرمایا اور یہاں رگ دل سے جس سے ظاہراً مراد شرائین ہیں جن کا منبت قلب ہے۔ بات یہ ہے کہ انہی رگ قلب کی شاخیں گردن تک بھی پہونچی ہیں پس دونوں تعبیروں کا حاصل ایک ہی ہے۔ اور اگر اوردہ مراد ہوں جن کا منبت کبد ہے اور وہ دل میں کو ہوکر بدن میں پھیل گئی ہیں اور اس لیے اُس کو رگ دل کہدیا ہو تو اُس کی شاخ بھی گردن میں گئی ہے۔ اور قاعدہ ہے کہ قتل کے وقت جلاد ایک ہاتھ سے مجرم کا ہاتھ پکڑتا ہے اور دوسرے ہاتھ سے گردن مارتا ہے اور چونکہ قتل کرتا ہے داہنے ہاتھ سے تو مجرم کا ہاتھ پکڑیگا بائیں ہاتھ سے اور اُس کے بائیں ہاتھ کے مقابل مجرم کا داہنا ہاتھ ہوگا تو وہی پکڑا جاویگا اور یہ کنایہ ہے اماتت سے قصدا یا حجۃ یعنی جھوٹا مدعی نبوت مؤید بالحجۃ نہیں ہوتا بلکہ یا ہلاک ہوتا ہے یا بطور کذب سے رسوا و ذلیل ہوتا ہے پس مطلق اماتت کو اخذ بیمین و قطع وتین سے تشبیہا تعبیر فرمادیا گیا کما فی الخازن فکان ممکن قطع وتینہ) اور بلاشبہہ یہ قرآن متقیوں کے لیے نصیحت ہے (یعنی فی نفسہ حق ہونا اُس کی صفت کمالیہ ذاتیہ ہے اور موجب نصیحت ہونا اُس کی صفت کمالیہ اضافیہ ہے) اور (آگے مکذبین کی وعید ہے کہ) ہم کو معلوم ہے کہ تم میں سے بعضے تکذیب کرنے والے بھی ہیں (پس ہم اُن کو اس کی سزا دینگے) اور (اس اعتبار سے) یہ قرآن کافروں کے حق میں موجب حسرت ہے (کیونکہ اُن کے لیے بواسطہ تکذیب سبب تعذیب ہوگیا) اور یہ قرآن تحقیقی یقینی بات ہے سو (جس کا یہ کلام ہے) اپنے (اُس) عظیم الشان پروردگار کے نام کی تسبیح (وتحمید) کیجیے (وقد مر فی الواقعۃ) -

سورۃ المعارج مکیۃ وایہا اربع واربعون

ربط اس میں بھی مثل سورۂ حاقہ کے مجازاۃ کا اور بعض اعمال موجبہ مجازاۃ کا بیان ہے -

مجازاۃ و بعض موجبات آں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۙ لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌ ۙ مِّنَ اللّٰهِ ذِي الْمَعَارِجِ ۭ تَعْرُجُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيْلًا ۝ اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ بَعِيْدًا ۙ وَّنَرٰىهُ قَرِيْبًا ۭ

يَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَآءُ كَالْمُهْلِ ۙ﴿۸﴾ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ۙ﴿۹﴾ وَلَا يَسْـَٔلُ حَمِيْمٌ حَمِيْمًا ۚۖ﴿۱۰﴾ يُّبَصَّرُوْنَهُمْ ؕ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ

جس دن آسمان تیل کی تلچھٹ کی طرح ہو جاویگا | اور پہاڑ رنگین اُون کی طرح ہو جاویں گے۔ | اور کوئی دوست کسی دوست کو نہ پوچھیگا باوجودیکہ ایک دوسرے کو دکھا بھی دیئے جاوینگے مجرم اس بات کی تمنا کریگا

يَفْتَدِيْ مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍۭ بِبَنِيْهِ ۙ﴿۱۱﴾ وَصَاحِبَتِهٖ وَاَخِيْهِ ۙ﴿۱۲﴾ وَفَصِيْلَتِهِ الَّتِيْ تُـْٔوِيْهِ ۙ﴿۱۳﴾ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ

کاش اس روز کے عذاب سے | چھوٹنے کے لیے اپنے بیٹوں کو | اور بیوی کو اور بھائی کو | اور کنبہ کو جن میں وہ رہتا تھا | اور تمام اہل زمین کو اپنے فدیہ میں دیدے

ثُمَّ يُنْجِيْهِ ۙ﴿۱۴﴾ كَلَّا ؕ اِنَّهَا لَظٰى ۙ﴿۱۵﴾ نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ۚۖ﴿۱۶﴾ تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰى ۙ﴿۱۷﴾ وَجَمَعَ فَاَوْعٰى ﴿۱۸﴾ اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ

پھر اس کو بچالے | یہ ہرگز نہ ہوگا۔ وہ آگ ایسی شعلہ زن ہے | جو کھال اتار دیگی | وہ اس شخص کو بلاویگی جس نے پیٹھ پھیری ہوگی اور بے رخی کی ہوگی اور جمع کیا ہوگا پھر اسکو اٹھا اٹھا رکھا ہوگا | انسان کم ہمت

هَلُوْعًا ۙ﴿۱۹﴾ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ۙ﴿۲۰﴾ وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا ۙ﴿۲۱﴾ اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ ۙ﴿۲۲﴾ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ۙ﴿۲۳﴾

پیدا ہوا ہے | جب اس کو تکلیف پہونچتی ہے تو جزع فزع کرنے لگتا ہے | اور جب اسکو فارغ البالی ہوتی ہے تو بخل کرنے لگتا ہے | مگر وہ نمازی | جو اپنی نماز پر | برابر توجہ رکھتے ہیں

وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ۙ﴿۲۴﴾ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ۙ﴿۲۵﴾ وَالَّذِيْنَ يُصَدِّقُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۙ﴿۲۶﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ

اور جن کے مالوں میں | سوالی اور بے سوالی | سب کا حق ہے | اور جو قیامت کے دن کا اعتقاد رکھتے ہیں | اور جو

مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ﴿۲۷﴾ اِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَاْمُوْنٍ ﴿۲۸﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۙ﴿۲۹﴾ اِلَّا

اپنے پروردگار کے | عذاب سے | ڈرنے والے ہیں | واقعی ان کے رب کا عذاب بے خوف ہونے کی چیز نہیں | اور جو اپنی شرمگاہوں کو محفوظ رکھنے والے ہیں | لیکن

عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ﴿۳۰﴾ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ﴿۳۱﴾

اپنی بیبیوں سے | یا اپنی لونڈیوں سے | کیونکہ ان پر کوئی الزام نہیں | ہاں جو اس کے علاوہ طلبگار ہو | ایسے لوگ حد سے نکلنے والے ہیں

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِشَهٰدٰتِهِمْ قَآئِمُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ﴿۳۴﴾

اور جو اپنی امانتوں | اور اپنے عہد کا | خیال رکھنے والے ہیں | اور جو اپنی گواہیوں کو | ٹھیک ٹھیک ادا کرتے ہیں | اور جو اپنی نماز کی | پابندی کرتے ہیں

اُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ ﴿۳۵﴾ؕ فَمَالِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا قِبَلَكَ مُهْطِعِيْنَ ﴿۳۶﴾ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِيْنَ ﴿۳۷﴾

ایسے لوگ بہشتوں میں عزت سے داخل ہوں گے | تو کافروں کو کیا ہوا | کہ آپ کی طرف کو داہنے اور بائیں سے | جماعتیں جماعتیں بن کر دوڑے آرہے ہیں

يَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَآءُ كَالْمُهْلِ ۙ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ۙ وَلَا يَسْـَٔلُ حَمِيْمٌ حَمِيْمًا ۚ يُّبَصَّرُوْنَهُمْ ؕ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِيْ مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍۭ بِبَنِيْهِ ۙ وَصَاحِبَتِهٖ وَاَخِيْهِ ۙ وَفَصِيْلَتِهِ الَّتِيْ تُـْٔوِيْهِ ۙ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ ثُمَّ يُنْجِيْهِ ۙ كَلَّا ؕ اِنَّهَا لَظٰى ۙ نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ۚ تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰى ۙ وَجَمَعَ فَاَوْعٰى ۙ اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا ۙ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ۙ وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا ۙ اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ ۙ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ۙ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ۙ وَالَّذِيْنَ يُصَدِّقُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۙ وَالَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ۚ اِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَاْمُوْنٍ ۙ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۙ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۚ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۚ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِشَهٰدٰتِهِمْ قَآئِمُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۗ اُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ ۗ فَمَالِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا قِبَلَكَ مُهْطِعِيْنَ ۙ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِيْنَ ۚ

اللغات العهن الصوف او المصبوغ الوانا شوى جمع شواة جلدة الراس ١٢

النحو قوله يوم تكون السماء بدل من فى يوم۔ قوله يبصرونهم حال۔ قوله انها راجع الى النار المدلول عليها بالعذاب۔ قوله اذا مسه الشر متعلق بس قوله قبلك معمول المهطعين كما فى المدارك ١٢

البلاغة قوله لا يسئل حميم حميما حذف مفعوله الثانى اى عن حاله ١٢

أَيَطْمَعُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ أَنْ يُدْخَلَ جَنَّةَ نَعِيمٍ ۝ كَلَّا ۖ إِنَّا خَلَقْنَاهُمْ مِّمَّا يَعْلَمُونَ ۝ فَلَا أُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ

کیا ان میں ہر شخص اسکی ہوس رکھتا ہے کہ وہ آسایش کی جنت میں داخل کر لیا جاوے گا - یہ ہرگز نہ ہوگا ہم نے ان کو ایسی چیز سے پیدا کیا ہے جسکی ان کو بھی خبر ہے - پھر میں قسم کھاتا ہوں مشرقوں اور مغربوں کے مالک کی

إِنَّا لَقَادِرُونَ ۝ عَلَىٰ أَنْ نُبَدِّلَ خَيْرًا مِّنْهُمْ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوقِينَ ۝ فَذَرْهُمْ يَخُوضُوا وَيَلْعَبُوا حَتَّىٰ يُلَاقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي

کہ ہم اس پر قادر ہیں کہ ان کی جگہ ان سے بہتر لوگ لے آئیں اور ہم عاجز نہیں ہیں تو آپ ان کو اسی شغل اور تفریح میں رہنے دیجیے یہاں تک کہ ان کو اپنے اُس دن سے سابقہ واقع ہو

يُوعَدُونَ ۝ يَوْمَ يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ سِرَاعًا كَأَنَّهُمْ إِلَىٰ نُصُبٍ يُوفِضُونَ ۝ خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ

جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے جس دن یہ قبروں سے نکل کر اس طرح دوڑیں گے جیسے کسی پرستش گاہ کی طرف دوڑے جاتے ہیں ان کی آنکھیں نیچے کو جھکی ہونگی ان پر ذلت

ذِلَّةٌ ۚ ذَٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ ۝

چھائی ہوگی یہ ہے اُن کا وہ دن جس کا اُن سے وعدہ کیا جاتا تھا -

ع ۲ (۹) ۸

أَيَطْمَعُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ أَنْ يُدْخَلَ جَنَّةَ نَعِيمٍ ۝ كَلَّا ۖ إِنَّا خَلَقْنَاهُمْ مِّمَّا يَعْلَمُونَ ۝ فَلَا أُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ إِنَّا لَقَادِرُونَ ۝ عَلَىٰ أَنْ نُبَدِّلَ خَيْرًا مِّنْهُمْ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوقِينَ ۝ فَذَرْهُمْ يَخُوضُوا وَيَلْعَبُوا حَتَّىٰ يُلَاقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي يُوعَدُونَ ۝ يَوْمَ يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ سِرَاعًا كَأَنَّهُمْ إِلَىٰ نُصُبٍ يُوفِضُونَ ۝ خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۚ ذَٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ ۝

وقوع واقعات قیامت

ایک درخواست کرنے والا (براہ انکار) اُس عذاب کی درخواست کرتا ہے جو کہ کافروں پر واقع ہونے والا ہے اور جس کا کوئی دفع کرنے والا نہیں (اور) جو اسکی طرف سے واقع ہوگا جو کہ سیڑھیوں کا (یعنی آسمانوں کا) مالک ہے (جن سیڑھیوں سے) فرشتے اور (اہل ایمان کی) روحیں اُسکے پاس چڑھ کر جاتی ہیں (اسکے پاس سے مراد یہ ہے کہ عالم بالا میں جو موقع انکے عروج کا منتہا مقرر کیا گیا ہے اور چونکہ اُس عروج کا رستہ آسمان ہیں اس لیے اُن کو معارج فرمادیا اور وہ عذاب) ایسے دن میں (واقع) ہوگا جس کی مقدار (دنیا کے) پچاس ہزار سال کی برابر ہے (مراد قیامت کا دن ہے کہ کچھ امتداد سے کچھ اشتداد سے کفار کو اس قدر طول محسوس ہوگا اور چونکہ حسب تفاوت مراتب کفر اشتداد میں تفاوت ہوگا اسلیے ایک آیت میں کالف سنۃ آیا ہے اور کافروں کی تخصیص اسلیے کی کہ حدیث میں ہے کہ مومن کو وہ دن اسقدر ہلکا معلوم ہوگا جیسے فرض نماز پڑھ لیتا ہے کذا فی الروح عن ابی سعید مرفوعا بروایۃ احمد والبیہقی وغیرہما) سو (جب عذاب کا آنا ثابت ہے تو) آپ (ان کی مخالفت پر) صبر کیجیے اور صبر بھی ایسا جس میں شکایت کا نام نہ ہو (یعنی ان کے کفر و خلاف سے ایسے تنگ نہ ہو جیے کہ شکایت حکایت زبان پر آجاوے بلکہ یہ سمجھ کر تحمل کیجیے کہ ان کو سزا ہونے والی ہے اور اس یوم سزا کا جو ان کو انکار ہے سو) یہ لوگ اُس دن کو (بوجہ اعتقاد نفی کے وقوع سے) بعید دیکھ رہے ہیں اور ہم (بوجہ تعلق علم بالوقوع کے) اُس کو (وقوع سے) قریب دیکھ رہے ہیں (اور وہ عذاب اُس روز واقع ہوگا) جس دن (کہ) آسمان (رنگ میں) تیل کی تلچھٹ کی طرح ہو جاویگا (اور ایک آیت میں کالدہان ہے جس کی تفسیر اُدیم احمر سے کی گئی ہے تو جمع دونوں میں یہ ہے کہ شدت حمرت سے سواد کے مشابہ رنگ پیدا ہوتا ہے پس احمر اور اسود دونوں کہنا صحیح ہے - یا اول ایک رنگ ہو پھر دوسرا بدل جاوے کما نقل ابن کثیر فی الرحمن عن الحسن تتلون الوانا اور اگر اسکی تفسیر بھی مثل بعض کے دردی زیت سے کیجاوے تو دونوں کا مفہوم متحد ہو جاویگا غرض آسمان سیاہ ہو جاویگا اور پھٹ بھی جاویگا) اور پہاڑ رنگین اُون کی طرح (جو کہ دُھنکی ہوئی ہو لقولہ تعالے کالعھن المنفوش) ہو جاویں گے (یعنی اُڑتے پھریں گے اور رنگین سے تشبیہ اس لیے دی گئی کہ پہاڑ بھی مختلف رنگوں کے ہوتے ہیں وھو المذکور فی قولہ تعالی ومن الجبال جدد بیض وحمر مختلف الوانھا وغرابیب سود) اور (اُس روز) کوئی دوست کسی دوست کو نہ پوچھے گا (کقولہ تعالی لا یتساءلون) باوجودیکہ ایک دوسرے کو دکھا بھی دیئے جاویں گے (یعنی ایک دوسرے کو دیکھیں گے مگر کوئی کسی کی ہمدردی نہ کریگا اور سورۂ صافات میں تسائل کا اثبات بمعنی اختلاف اس کے معارض نہیں اور اُس روز) مجرم (یعنی کافر) اس بات کی تمنا کرے گا کہ اُس روز کے عذاب سے چھوٹنے کے لیے اپنے بیٹوں کو اور بیوی کو اور بھائی کو اور کنبہ کو جن میں وہ رہتا تھا اور تمام اہل زمین کو اپنے فدیہ میں دیدے پھر یہ (فدیہ میں دیدینا) اُس کو (عذاب) سے بچالے (یعنی اُس روز ایسی نفسا نفسی ہوگی کہ ہر شخص کو اپنی فکر پڑ جاوے گی اور جن پر جان دیتا تھا اُن کو اپنے عوض میں سپرد کر دینے کو اگر اس کے قابو کی بات ہو گوارا کرے گا لیکن) یہ ہرگز نہ ہوگا (یعنی نجات عن العذاب مطلقا نہ ہوگی بلکہ) وہ آگ ایسی شعلہ زن ہے جو کھال (تک) اُتار دے گی (اور) وہ اُس شخص کو (خود) بلاوے گی جس نے (دُنیا میں حق سے) پیٹھ پھیری ہوگی اور (طاعت سے) بے رخی کی ہوگی اور

(دوسروں کا حق مار مار کر یا براہ حرص مال) جمع کیا ہوگا پھر اُس کو اٹھا اٹھا رکھا ہوگا (مطلب یہ کہ حقوق اللہ وحقوق العباد کو تلف کیا ہوگا یا اشارہ ہے فساد عقائد وفساد اخلاق کی طرف اور بُلانا معنی حقیقی پر محمول ہوسکتا ہے خلاصہ یہ کہ ایسے صفات موجب استحقاق نار ہیں اور اُس مجرم میں یہ صفات پائے جاتے تھے پھر نجات عن العذاب کب متصور ہے اور جمع فاوعی سے کفار کا مکلف بالفروع ہونا لازم نہیں آتا کیونکہ ان رذائل سے کفار کو نفس عذاب نہ ہوگا بلکہ اشتداد عذاب ہوگا اور نفس عذاب کفر پر ہوگا بخلاف عصاۃ مومنین کے کہ اُن کو معاصی پر نفس عذاب بھی ہوسکتا ہے واللہ اعلم۔ آگے دوسرے رذائل موجبہ للعقاب کا اور اُس سے استثناء اہل ایمان کا اور ثمرہ استثناء کا یعنی ثواب کا بیان ہے۔

استثناء مومنین مطیعین از موجبات عقاب وتبشیر ایشاں بثواب

یعنی) انسان کم ہمت پیدا ہوا ہے (مراد انسان سے بعد انضمام استثناء کے کافر ہے اور پیدا ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ پیدائش کے وقت سے وہ ایسا ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ یہی حالت پر مجبول ہوا ہے کہ وہ اپنے وقت پر پہونچکر ہلوع ہوتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ہلوع ہونے کے جو اسباب ہیں وہ بوسائط مستند ہوتے ہیں امور خلقیہ کی طرف گو توسط اختیار کی وجہ سے عدم مواخذہ میں ان کا حکم اور خلقیہ کا سا نہیں پس کم ہمتی سے مراد طبعی کم ہمتی نہیں ہے بلکہ کم ہمتی کے آثار ذمیمہ اختیاریہ مراد ہیں جن کو آگے بیان فرماتے ہیں یعنی) جب اُسکو تکلیف پہونچتی ہے تو (حد اباحت سے زیادہ) جزع فزع کرنے لگتا ہے اور جب اُس کو فارغ البالی ہوتی ہے تو (حقوق ضروریہ سے) بخل کرنے لگتا ہے (یہ تتمہ ہوگیا موجبات للعقاب کا جو من ادبر سے شروع ہوئے ہیں) مگر وہ نمازی (یعنی مومن ان موجبات عقاب سے مستثنے ہیں) جو اپنی نماز پر برابر توجہ رکھتے ہیں (یعنی نماز میں ظاہراً یا باطناً دوسری طرف توجہ نہیں کرتے جسکو قد افلح المؤمنون میں خاشعون سے تعبیر فرمایا ہے کذا نقل ابن کثیر عن عقبۃ بن عامر بقولہ الدائم الساکن وعنہ فی الدر المنثور اذا اصلوا الم یلتفتوا عن یمین ولا شمال) اور جن کے مالوں میں سوالی اور بے سوالی سب کا حق ہے (اس کے متعلق مضمون سورۂ ذاریات میں گذر چکا) اور جو قیامت کے دن کا اعتقاد رکھتے ہیں اور جو اپنے پروردگار کے عذاب سے ڈرنے والے ہیں (اور) واقعی ان کے رب کا عذاب بےخوف ہونے کی چیز نہیں (یہ جملہ معترضہ کے طور پر ہے) اور جو اپنی شرمگاہوں کو (حرام سے) محفوظ رکھنے والے ہیں لیکن اپنی بیبیوں سے یا اپنی (شرعی) لونڈیوں سے (حفاظت نہیں کرتے) کیونکہ اُن پر (اس میں) کوئی الزام نہیں ہاں جو اس کے علاوہ (اور جگہ شہوت رانی کا) طلبگار ہو ایسے لوگ حد (شرعی) سے نکلنے والے ہیں اور جو اپنی (سپردگی میں لی ہوئی) امانتوں اور اپنے عہد کا خیال رکھنے والے ہیں اور جو اپنی گواہیوں کو ٹھیک ٹھیک ادا کرتے ہیں (اُن میں کمی بیشی نہیں کرتے) اور جو اپنی (فرض) نمازوں کی پابندی کرتے ہیں (بس) ایسے لوگ بہشتوں میں عزت سے داخل ہونگے (ان آیات کی تفسیر سورۂ مومنین میں دیکھ لیجاوے آگے کفار کی حالت کا استغراب اور وقوع قیامت کا دفع استبعاد ارشاد فرماتے ہیں۔

غرابت حال اہل عناد ودفع استبعاد معاد

یعنی موجبات سعادت وشقاوت تو اوپر بدلالت واضحہ معلوم ہو چکے) تو (معلوم بالدلیل ہونے کے بعد پھر) کافروں کو کیا ہوا کہ (ان مضامین کی تکذیب کے لیے) آپ کی طرف کو داہنے اور بائیں سے جماعتیں بن بن کر دوڑے آ رہے ہیں (یعنی چاہیئے تو یہ تھا کہ ان مضامین کی تصدیق کرتے لیکن یہ لوگ متفق ہو ہو کر آپ کے پاس اس غرض سے آتے ہیں کہ ان مضامین کی تکذیب اور ان کے ساتھ استہزاء کریں جیسا کفار عرب مبعوث کی خبریں سُن سُن کر اسی غرض سے آتے تھے اور اسلام کو باطل سمجھنے کے ساتھ اپنے کو حق پر سمجھتے تھے اور حق پر ہونے کا ثمرہ جنت میں جانا ہے پس اس بناء پر وہ اپنے کو مستحق جنت بھی سمجھتے تھے کقولہ تعالیٰ ولئن رجعت الی ربی ان لی عندہ للحسنیٰ اس لیے اس کے متعلق بطور انکار فرماتے ہیں کہ) کیا ان میں ہر شخص اس کی ہوس رکھتا ہے کہ وہ آسایش کی جنت میں داخل کرلیا جاویگا یہ ہرگز نہ ہوگا (کیونکہ موجبات نار کے ہوتے ہوئے جنت کیسے ملجاوے گی اور ان مضامین کی تکذیب میں نفس قیامت کی بھی تکذیب کرتے اور اُس کو مستحیل سمجھتے تھے۔ آگے اس کے متعلق ارشاد ہے کہ ان کا استبعاد سفہ محض ہے کیونکہ) ہم نے ان کو ایسی چیز سے پیدا کیا ہے جس کی ان کو بھی خبر ہے (پس جب ان کو معلوم ہے کہ نطفہ سے آدمی کو بنایا ہے اور ظاہر ہے کہ نطفہ سے کہ جس میں کبھی حیات نہیں آئی آدمی تک جتنا بُعد ہے اُس قدر اجزاء میت سے کہ جن میں ایکبار حیات آچکی ہے دوسری بار آدمی بننے تک بُعد نہیں ہے تو اس کو مستحیل سمجھنا ان کی سفاہت ہے) پھر (دوسرے طور پر دفع استبعاد وقوع قیامت کے لیے) میں قسم کھاتا ہوں مشرقوں اور مغربوں کے مالک کی (معنی اس کے سورۂ صافات کے شروع میں گذرے ہیں آگے جواب قسم ہے) کہ ہم اسپر قادر ہیں کہ (دنیا ہی میں) ان کی جگہ ان سے بہتر لوگ لے آئیں (یعنی پیدا کردیں) اور ہم (اس سے) عاجز نہیں ہیں (پس جب نئی مخلوق اور وہ بھی ایسی جس میں صفات کمال زیادہ ہوں جنہیں زیادہ اشیاء پیدا کرنا پڑیں ہم کو پیدا کرنا آسان ہے تو تم کو دوبارہ پیدا کردینا کون مشکل ہے۔ اول استدلال خود ان منکرین کی حالت کے اعتبار سے ہے اور دوسرا استدلال ان کے امثال ونظائر کے امکان مخلوقیت سے۔ اور جب یہ باوجود وضوح حق مع الدلائل کے اپنے انکار وعناد سے باز نہیں آتے) تو آپ ان کو اسی شغل اور تفریح میں رہنے دیجیے یہاں تک کہ ان کو اپنے اُس دن سے سابقہ واقع ہو جس کا ان سے وعدہ

ملحقات الترجمہ

۵ قولہ تا غون ٹھیک ٹھیک مأخوذ من الروح تفسیر معروف لہا بالعدل۔

سورۃ نوح مکیۃ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | وھی ثمان وعشرون ایۃ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

إِنَّا أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ أَنْ أَنذِرْ قَوْمَكَ مِن قَبْلِ أَن يَأْتِيَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ قَالَ يَا قَوْمِ إِنِّي لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۝

ہم نے نوح کو ان کی قوم کے پاس بھیجا تھا کہ تم اپنی قوم کو ڈراؤ قبل اس کے کہ ان پر دردناک عذاب آوے انھوں نے کہا کہ اے میری قوم میں تمہارے لیے صاف ڈرانے والا ہوں

أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاتَّقُوهُ وَأَطِيعُونِ ۝ يَغْفِرْ لَكُم مِّن ذُنُوبِكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ إِنَّ أَجَلَ اللَّهِ إِذَا جَاءَ

کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو اور میرا کہنا مانو تو وہ تمہارے گناہ معاف کردیگا اور تم کو وقت مقرر تک مہلت دیگا اللہ کا مقرر کیا ہوا وقت جب آجا دیگا

لَا يُؤَخَّرُ ۖ لَوْ كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ قَالَ رَبِّ إِنِّي دَعَوْتُ قَوْمِي لَيْلًا وَنَهَارًا ۝ فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَائِي إِلَّا فِرَارًا ۝

تو ٹلیگا نہیں کیا خوب ہوتا اگر تم سمجھتے نوح نے دعا کی کہ اے میرے پروردگار میں نے اپنی قوم کو رات کو بھی اور دن کو بھی بلایا سو میرے بلانے پر اور زیادہ بھاگتے رہے

وَإِنِّي كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوا أَصَابِعَهُمْ فِي آذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَأَصَرُّوا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ۝

اور میں نے جب کبھی ان کو بلایا تاکہ آپ ان کو بخش دیں تو ان لوگوں نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں دے لیں اور اپنے کپڑے لپیٹ لیے اور اصرار کیا اور غایت درجہ کا تکبر کیا

ثُمَّ إِنِّي دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ۝ ثُمَّ إِنِّي أَعْلَنتُ لَهُمْ وَأَسْرَرْتُ لَهُمْ إِسْرَارًا ۝ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ

پھر میں نے ان کو باآواز بلند بلایا پھر میں نے ان کو علانیہ بھی سمجھایا اور ان کو بالکل خفیہ بھی سمجھایا اور میں نے کہا کہ تم اپنے پروردگار سے گناہ بخشواؤ بے شک وہ

غَفَّارًا ۝ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُم مِّدْرَارًا ۝ وَيُمْدِدْكُم بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَل لَّكُمْ جَنَّاتٍ وَيَجْعَل لَّكُمْ

بڑا بخشنے والا ہے کثرت سے تم پر بارش بھیجے گا اور تمہارے مال اور اولاد میں ترقی دیگا اور تمہارے لیے باغ لگادیگا اور تمہارے لیے نہریں بہادیگا تم کو کیا ہوا

أَنْهَارًا ۝ مَّا لَكُمْ لَا تَرْجُونَ لِلَّهِ وَقَارًا ۝ وَقَدْ خَلَقَكُمْ أَطْوَارًا ۝

کہ تم اللہ کی عظمت کے معتقد نہیں ہو حالانکہ اس نے تم کو طرح طرح سے بنایا

کیا جاتا ہے جس دن یہ قبروں سے نکل کر اس طرح دوڑیں گے جیسے کسی پرستش گاہ کی طرف دوڑے جاتے ہیں (اور) ان کی آنکھیں (مارے شرمندگی کے) نیچے کو جھکی ہونگی (اور) ان پر ذلت چھائی ہوگی (بس) یہ ہے ان کا وہ دن جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا تھا (جو کہ اب واقع ہوا) ◆

سورۃ نوح مکیۃ وآیہا تسع او ثمان وعشرون کذا فی البیضاوی

ربط سورہ سابقہ میں موجبات عقوبت کا بیان تھا ان میں سے ایک رسول کی تکذیب ہے اس سورت میں بضمن قصہ نوح علیہ السلام اس کا بیان ہے ونیز عقوبت اخرویہ مذکورہ سورت سابقہ کے ساتھ اس سورت میں کفر پر استحقاق عقوبت دنیویہ کا بھی اثبات ہے نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اس میں تسلیہ بھی ہے کہ قوم نوح نے بھی تکذیب کی تھی۔

قصہ نوح علیہ السلام با قوم او

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ إِنَّا أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ أَنْ أَنذِرْ قَوْمَكَ مِن قَبْلِ أَن يَأْتِيَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ قَالَ يَا قَوْمِ إِنِّي لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۝ أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاتَّقُوهُ وَأَطِيعُونِ ۝ يَغْفِرْ لَكُم مِّن ذُنُوبِكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ إِنَّ أَجَلَ اللَّهِ إِذَا جَاءَ لَا يُؤَخَّرُ ۖ لَوْ كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ قَالَ رَبِّ إِنِّي دَعَوْتُ قَوْمِي لَيْلًا وَنَهَارًا ۝ فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَائِي إِلَّا فِرَارًا ۝ وَإِنِّي كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوا أَصَابِعَهُمْ فِي آذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَأَصَرُّوا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ۝ ثُمَّ إِنِّي دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ۝ ثُمَّ إِنِّي أَعْلَنتُ لَهُمْ وَأَسْرَرْتُ لَهُمْ إِسْرَارًا ۝ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا ۝ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُم مِّدْرَارًا ۝ وَيُمْدِدْكُم بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَل لَّكُمْ جَنَّاتٍ وَيَجْعَل لَّكُمْ أَنْهَارًا ۝ مَّا لَكُمْ لَا تَرْجُونَ لِلَّهِ وَقَارًا ۝ وَقَدْ خَلَقَكُمْ أَطْوَارًا ۝

اللغات قولہ لکم نذیر ہو اللام التقویۃ قولہ لا ترجون لا تعتقدون کما فی الروح بروایۃ ابن ابی حاتم عن ابن عباس وعبر بالرجاء التابع لادنی الظن مبالغۃ ۱۲

النحو قولہ ان انذر معمول القول المدلول علیہ بقولہ ارسلنا وکذا قولہ ان اعبدوا ۱۲

اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۝ وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ۝ وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ

کیا تم کو معلوم نہیں کہ اللہ نے کس طرح سات آسمان اوپر تلے پیدا کیے اور ان میں چاند کو نور بنایا اور سورج کو چراغ بنایا اور اللہ نے تم کو زمین سے

مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا ۝ ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا وَيُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا ۝ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا ۝ لِّتَسْلُكُوْا مِنْهَا

ایک خاص طور پر پیدا کیا پھر تم کو پھر زمین ہی میں لے جاوے گا اور تم کو باہر لے آوے گا اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے زمین کو فرش بنایا تاکہ تم اس کے

سُبُلًا فِجَاجًا ۝ قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِيْ وَاتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ يَزِدْهُ مَالُهٗ وَوَلَدُهٗٓ اِلَّا خَسَارًا ۝ وَمَكَرُوْا مَكْرًا

کھلے رستوں میں چلو۔ نوح نے کہا کہ اے میرے پروردگار ان لوگوں نے میرا کہنا نہیں مانا اور ایسے شخصوں کی پیروی کی کہ جن کے مال اور اولاد نے ان کو نقصان ہی زیادہ پہنچایا اور جنہوں نے بڑی بڑی

كُبَّارًا ۝ وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۙ وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا ۝ وَقَدْ اَضَلُّوْا

تدبیریں کیں اور جنہوں نے کہا کہ تم اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑنا اور نہ ود کو اور نہ سواع کو اور نہ یغوث کو اور نہ یعوق کو اور نہ نسر کو چھوڑنا۔ اور ان لوگوں نے بہتوں کو

كَثِيْرًا ۚ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا ضَلٰلًا ۝ مِمَّا خَطِيْٓـٰٔتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا ۙ فَلَمْ يَجِدُوْا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

گمراہ کر دیا۔ اور ان ظالموں کی گمراہی اور بڑھا دیجیے۔ اپنے ان ہی گناہوں کے سبب وہ غرق کیے گئے پھر دوزخ میں داخل کیے گئے اور خدا کے سوا ان کو کوئی حامی بھی

اَنْصَارًا ۝ وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ۝ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ

میسر نہ ہوئے۔ اور نوح نے کہا کہ اے میرے پروردگار کافروں میں سے زمین پر ایک باشندہ بھی مت چھوڑ۔ اگر آپ ان کو روئے زمین پر رہنے دیں گے تو یہ لوگ آپ کے بندوں کو گمراہ ہی کریں گے

وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ۝ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ

اور ان کے محض فاجر اور کافر ہی اولاد پیدا ہوگی۔ اے میرے رب مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور جو مومن ہونے کی حالت میں میرے گھر میں داخل ہیں ان کو اور تمام مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو بخش دیجیے۔

وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا ۝

اور ان ظالموں کی ہلاکت اور بڑھا دیجیے

اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۙ وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ۝ وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا ۙ ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا وَيُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا ۝ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا ۙ لِّتَسْلُكُوْا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا ۝ قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِيْ وَاتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ يَزِدْهُ مَالُهٗ وَوَلَدُهٗٓ اِلَّا خَسَارًا ۚ وَمَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًا ۚ وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۙ وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا ۚ وَقَدْ اَضَلُّوْا كَثِيْرًا ۚ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا ضَلٰلًا ۝ مِمَّا خَطِيْٓـٰٔتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا ۙ فَلَمْ يَجِدُوْا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًا ۝ وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ۝ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ۝ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا ۝ ہم نے نوح (علیہ السلام) کو ان کی قوم کے پاس (پیغمبر بنا کر) بھیجا تھا کہ تم اپنی قوم کو (وبال کفر سے) ڈراؤ قبل اس کے کہ ان پر دردناک عذاب آوے (یعنی ان سے کہو کہ اگر ایمان نہ لاؤ گے تو تم پر عذاب الیم آوے گا خواہ دنیوی یعنی طوفان یا اخروی یعنی دوزخ غرض) انہوں نے (اپنی قوم سے) کہا کہ اے میری قوم میں تمہارے لیے صاف صاف ڈرانے والا ہوں (اور کہتا ہوں) کہ تم اللہ کی عبادت (یعنی توحید اختیار) کرو اور اس سے ڈرو اور میرا کہنا مانو وہ تمہارے گناہ معاف کردے گا (من ذنوبکم کی تحقیق سورۂ احقاف میں گذر چکی) اور تم کو وقت مقرر (یعنی وقت موت) تک (بلا عقوبت) مہلت دے گا

اللغات: نباتا بمعنی انباتا او اصلہ انباتا حذف منہ الزوائد او نصب باعتبار تبتم ۔ دیارا فیعال من الدار او من ... دار او من یتحرک ۱۲

البلاغة: تولا سواعا الخ فی الروح قیل افرد یعوق ونسر من النفی لکثرة تکرار لا وعدم اللبس ۱۲

(یعنی ایمان نہ لانے پر جس عذاب کا مرنے سے پہلے وعدہ کیا جاتا ہے اگر ایمان لے آئے تو وہ عذاب نہ آوے گا اور باقی موت کے بعد ہو) امر کا مقرر کیا ہوا وقت (یعنی
جب) آجاوے گا تو ٹلیگا نہیں (یعنی موت تو آنا ہر حال میں ضروری ہے ایمان میں بھی اور کفر میں بھی لیکن دونوں حالتوں میں اتنا فرق ہے کہ ایک حالت میں علاوہ عذاب
آجل کے عذاب عاجل بھی ہوگا اور ایک حالت میں مثل عذاب آجل کے عذاب عاجل سے بھی محفوظ رہوگے اور تخصیص نفی عذاب عاجل میں یہ نکتہ ہے کہ ایمان
پر عذاب آجل سے تو محفوظی رہتی ہی ہے مگر بعض اوقات باوجود ایمان کے بھی دنیوی کلفتیں پیش آجاتی ہیں پس اس کی نفی سے ایمان لانے پر مزید فضل
کا وعدہ ہوگیا - اور اِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ الخ پر باوجود اس کے ظاہر ہونے کے متنبہ کرنے سے یہ جتلانا ہے کہ موت کے اشتراک سے کفر و ایمان کے ثمرات
یکساں ہونے کا شبہہ نہ کیا جاوے کیونکہ موت تو مقتضائے حکمت ضروری چیز ہے اس کا ٹلنا ثمرات ایمان سے نہیں پس اس کا ترتب ضروری نہیں البتہ
عقاب کا ارتفاع ثمرات سے ہے اور اس کا ترتب بھی ضروری ہے) کیا خوب ہوتا اگر تم (ان باتوں کو) سمجھتے (جب مدتہائے دراز تک ان نصائح کا کچھ
اثر قوم پر نہ ہوا تو) نوح (علیہ السلام) نے (حق تعالیٰ سے) دعا (اور التجا) کی کہ اے میرے پروردگار میں نے اپنی قوم کو رات کو بھی اور دن کو بھی (دین حق
کی طرف) بلایا سو میرے بلانے پر (دین سے) اور زیادہ بھاگتے رہے اور (وہ بھاگنا یہ ہوا کہ) میں نے جب کبھی ان کو (دین حق کی طرف) بلایا تاکہ (ان کے ایمان
کے سبب) آپ ان کو بخشدیں تو ان لوگوں نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں دے لیں (تاکہ حق بات کو سنیں ہی نہیں اور یہ غایت نفرت ہی اور از بس غایت کراہت
سے انہوں نے) اپنے کپڑے (اپنے اوپر) لپیٹ لیے (تاکہ حق بات کہنے والے کو دیکھیں بھی نہیں اور کہنے والا بھی ان کو نہ دیکھے) اور (انہوں نے اپنے کفر و انکار پر)
اصرار کیا اور (میری اطاعت سے) غایت درجہ کا تکبر کیا (مگر باوجود اس تنفر و تکبر کے) پھر (بھی میں ان کو مختلف طریقوں سے نصیحت کرتا رہا چنانچہ) میں نے ان کو
(دین حق کی طرف) بآواز بلند بلایا (مراد اس سے خطاب و وعظ عام ہے جس میں عادۃً آواز بلند ہوتی ہی) پھر میں نے ان کو (خطاب خاص کے طور پر) علانیہ بھی سمجھایا
اور ان کو بالکل خفیہ بھی سمجھایا (یعنی جتنے طریقے محتمل النفع تھے سب ہی طرح سمجھایا غرض اوقات میں بھی عموم کیا گیا کما قال لیلاً ونهاراً اور کیفیات میں بھی کما قال دعوتهم
جهاراً الخ) اور (اس سمجھانے میں) میں نے (ان سے یہ) کہا کہ تم اپنے پروردگار سے گناہ بخشواؤ (یعنی ایمان لے آؤ تاکہ گناہ بخشے جائیں) بیشک وہ بڑا بخشنے والا ہے
(اگر تم ایمان لے آؤ گے تو علاوہ اخروی نعمت کے کہ مغفرت ہے دنیوی نعمتیں بھی تم کو عطا کرے گا چنانچہ) کثرت سے تم پر بارش بھیجے گا اور تمہارے مال اور اولاد
میں ترقی دیگا اور تمہارے لیے باغ لگا دیگا اور تمہارے لیے نہریں بہا دیگا (ان نعمتوں کے ذکر سے شاید یہ فائدہ ہو کہ اکثر طبائع میں عاجل کی طلب زیادہ ہے پس یہ
ادخل فی الترغیب ہے چنانچہ درمنثور میں قتادہ کا قول ہے کہ وہ لوگ دنیا کے زیادہ حریص تھے اس لیے یہ فرمایا اور اس پر یہ شبہہ نہ کیا جاوے کہ بسا اوقات یہ امور دنیویہ
ایمان و استغفار پر مرتب نہیں ہوتے بات یہ ہے کہ یا تو یہ وعدہ خاص انہی لوگوں کے لیے ہوگا اور یا اگر عام ہو تو قاعدہ ہے کہ موعود سے افضل کوئی چیز ملجانا یہ بھی
انجاز وعدہ ہے بلکہ مع شیٔ زائد ہے پس ایمان کامل پر روحانی مسرت و قناعت و رضا بالقضا ضرور عطا ہوتا ہے جو ان اشیاء سے بھی افضل و اکمل ہے بلکہ ان اشیاء
کی غایت مقصودہ بھی یہی کیفیات ہیں۔ آگے نوح علیہ السلام کا تتمہ کلام ہے یعنی میں نے ان سے یہ بھی کہا کہ) تم کو کیا ہوا کہ تم اللہ تعالیٰ کی عظمت کے معتقد نہیں ہو
(ورنہ شرک نہ کرتے) حالانکہ (مقتضیات اعتقاد عظمت کے موجود ہیں چنانچہ) اس نے تم کو طرح طرح سے بنایا (چنانچہ نطفہ سے پہلے عنصر پھر غذا کا مرتبہ ہے اور نطفہ کے بعد
علقہ و مضغہ وغیرہ کا مرتبہ ہے اور یہ تو دلیل انفسی ہے آگے دلیل آفاقی فرماتے ہیں کہ) کیا تم کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح سات آسمان اوپر تلے پیدا کیے (رقم
مرفی سورۃ الطلاق) اور ان میں چاند کو نور (کی چیز) بنایا اور سورج کو (مثل) چراغ (روشن کے) بنایا (اور چاند گو سب آسمانوں میں نہیں ہے مگر فیہن باعتبار مجموعہ کے
فرمادیا - اور اس کے متعلق کچھ سورۂ فرقان میں گذر چکا ہے) اور اللہ تعالیٰ نے تم کو زمین سے ایک خاص طور پر پیدا کیا (یا تو اس طرح کہ حضرت آدم مٹی سے بنائے
گئے اور یا اس طرح کہ انسان نطفہ سے بنا اور نطفہ غذا سے اور غذا عناصر سے بنی اور عناصر میں غالب اجزاء ارضیہ ہیں) پھر تم کو (بعد مرگ) پھر زمین ہی میں لیجاویگا اور
(قیامت میں پھر اسی زمین سے) تم کو باہر لے آویگا اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے زمین کو (مثل) فرش (کے) بنایا تاکہ تم اس کے کھلے رستوں میں چلو (کیونکہ اس میں
چلنا موقوف ہی امکان استقرار پر ورنہ بجائے مشی کے خسف و غرق ہوتا - یہ تمامتر وہ کلام ہے جس کی حکایت نوح علیہ السلام نے حق تعالیٰ سے بطور فریاد کے کی
اور یہ سب حکایت عرض کرکے) نوح (علیہ السلام) نے (یہ) کہا کہ اے میرے پروردگار ان لوگوں نے میرا کہنا نہیں مانا اور ایسے شخصوں کی پیروی کی کہ جن کے
مال اور اولاد نے ان کو نقصان ہی زیادہ پہونچایا (مراد ان شخصوں سے رؤسا ہیں جن کا عوام اتباع کیا کرتے ہیں اور مال اور اولاد کا ان رؤسا کو نقصان
پہونچانا بایں معنی ہے کہ مال و اولاد سبب زیادت طغیان کا ہوگیا) اور (انہوں نے جن کا اتباع کیا ہے وہ ایسے ہیں) جنہوں نے (حق کے مٹانے میں)

وھی ثمان وعشرون اٰیۃ	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	سورۃ الجن مکیۃ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّہُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۙ یَّھْدِیْٓ اِلَی الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِہٖ ۭ وَلَنْ نُّشْرِکَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ۙ

آپ کہیے کہ میرے پاس اس بات کی وحی آئی ہے کہ جنات میں سے ایک جماعت نے قرآن سنا پھر انہوں نے کہا کہ ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے جو راہ راست بتلاتا ہے سو ہم تو اس پر ایمان لے آئے۔ اور ہم اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں گے۔

بڑی بڑی تدبیریں کیں اور جنہوں نے (اپنے تابعین سے یہ) کہا کہ تم اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑنا اور نہ (بالخصوص) ود کو اور سواع کو اور یغوث کو اور یعوق کو اور نسر کو چھوڑنا (خصوصیت ان کے ذکر کی اس لیے ہے کہ یہ بت زیادہ مشہور تھے) اور ان (رئیس) لوگوں نے بہتوں کو (بہکا بہکا کر) گمراہ کر دیا (وہ مکر کبار یہی ضلال اور الیصار بالضلال ہے) اور (چونکہ مجکو آپ کے ارشاد لن یؤمن من قومک الا من قد اٰمن سے معلوم ہو گیا کہ یہ اب ایمان نہ لاویں گے اس لیے یہ بھی دُعا کرتا ہوں کہ) ان ظالموں کی گمراہی اور بڑھا دیجیے (تاکہ یہ لوگ مستحق ہلاکت ہو جاویں پس مقصود دعا کرنا زیادہ ضلال کی نہیں بلکہ استحقاق ہلاکت کی ہے اور تحقیق اس دعا کی سورۂ یونس قصہ موسیٰ علیہ السلام میں گذری ہے۔ غرض انجام اُن لوگوں کا یہ ہوا کہ) اپنے ان ہی گناہوں کے سبب وہ غرق کیے گئے پھر (بعد غرق) دوزخ میں داخل کیے گئے اور خدا کے سوا اُن کو کچھ حمایتی بھی میسّر نہ ہوئے اور نوح (علیہ السلام) نے (یہ بھی) کہا کہ اے میرے پروردگار کافروں میں سے زمین پر ایک باشندہ بھی مت چھوڑ یعنی سب کو ہلاک کر دے اور عموم ہلاکت و عموم بعثت کی بحث سورۂ صافات میں گذری ہے آگے اس دُعا کی علت ہے کیونکہ) اگر آپ ان کو روئے زمین پر رہنے دیں گے تو (حسب ارشاد لن یؤمن الخ) یہ لوگ آپ کے بندوں کو گمراہ کریں گے اور (آگے بھی) ان کے محض فاجر اور کافر ہی اولاد پیدا ہوگی (دعاؤں کے بیچ میں ان کے غرق کا حال بطور جملہ معترضہ کے بیان فرمانا شاید تعجیل بیان استجابت دعا یا استجاب خطیات مذکورہ بالا للعقوبۃ کے لیے ہو۔ اور کافروں کے لیے بددعا کرنے کے بعد مؤمنین کے لیے دعا فرمائی کہا اے میرے رب مجکو اور میرے ماں باپ کو اور جو مؤمن ہونے کی حالت میں میرے گھر میں داخل ہیں اُن کو (یعنی اہل وعیال باستثناء زوجہ و کنعان) اور تمام مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو بخشدیجیے اور (چونکہ مقصود مقام میں بددعا ہے کافروں کے لیے اور مؤمنین کے لیے دعا محض مقابلہ کی مناسبت سے ہو گئی تھی اس لیے پھر مضمون مقصود بددعا کی طرف عود ہے جس میں لا تزد للظالمین الا ضلالا کی مقصود کی تفسیر ہے یعنی) ان ظالموں کی ہلاکت اور بڑھا دیجیے (یعنی ان کی نجات کی کوئی صورت نہ رہے ہلاک ہی ہو جاویں اور یہی مقصود تھا دعائے ضلال سے جیسا گذرا۔ اور ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ نوح علیہ السلام کے والدین مؤمن تھے اور اگر اس کے خلاف ثابت ہو جاوے تو والدین سے مراد آبا و امہات بعیدہ لیں گے اور تثنیہ مفرد کا نہ ہوگا بلکہ جنس کا ہوگا اور آبا بعیدہ میں مؤمنین کا تحقق یقینی ہے۔ اول دُعا اپنے نفس کے لیے کی پھر اصول کے لیے پھر اہل وعیال کے لیے پھر عام تابعین کے لیے)

سورۃ الجن مکیۃ وآیہا ثمان وعشرون کذا فی البیضاوی

ربط سورت سابقہ میں قصہ کفر و عقوبت قوم نوح سے ترہیب تھی کفار معاصرین کے ایمان نہ لانے پر اور اس سورت میں قصہ ایمان جن اور انکی تقریر متضمن توحید و رسالت و مجازاۃ سے ترغیب ہے کفار معاصرین کو ان امور پر ایمان لانے کی اس طرح پر کہ ناری الاصل باوجود علو و غلو کے ایمان لائے تو ترابی الاصل باوجود انخفاض ہونے کے کیوں نہیں ایمان لاتے پھر بعد حکایت کلام جن کے ان ہی مضامین ثلثہ کی تقریر ہے۔ اور سبب نزول ان آیات کا وہی ہے جو سورۂ احقاف کے اخیر رکوع آیت واذ صرفنا کی تمہید میں مذکور ہوا کما فی الدر عن الصحیحین وغیرھما تلک القصۃ و فیہا فھنالک رجعوا الی قومھم فقالوا یا قومنا انا سمعنا قرانا عجبا یھدی الخ فانزل اللہ علی نبیہ قل اوحی الخ۔ اور تفسیر آیات سے پہلے چند واقعات جاننے کے قابل ہیں جنکی ضرورت تفسیر میں واقع ہوگی **واقعہ اول** بعثت محمدیہ سے پہلے شیاطین آسمان تک پہونچکر فرشتوں کی باتیں سُنتے تھے بعد بعثت کے اُنکو رمی بالشہب سے روکدیا گیا اور اسی حادثہ کی تحقیق کے ضمن میں یہ جنات آپ تک پہونچے جیسا سورۂ احقاف میں گذرا **واقعہ ثانی** جاہلیت میں عادت تھی کہ جب کسی وادی میں مقام کرتے تو اس اعتقاد سے کہ جنات کے سردار ہماری حفاظت کریں یوں کہتے اعوذ بعزیز ھذا الوادی من شر سفہاء قومہ **واقعہ ثالث** مکہ میں آپکی بددعا سے قحط نمودار ہوا تھا اور کئی سال تک رہا **واقعہ رابع** جب آپنے دعوت اسلام شروع کی تو کفار مخالفین کا آپ پر ہجوم اور نرغہ ہوا۔ الاولان من الدر المنثور والاخیران من تفسیر ابن کثیر۔

حکایت اقوال جن در توحید و رسالت و مجازاۃ باز تقریر انہا در آیات

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّہُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۙ یَّھْدِیْٓ اِلَی الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِہٖ ۭ وَلَنْ نُّشْرِکَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ۙ

ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ تعالیٰ ولا تزد الظالمین الا ضلالا اس لیے یہ بھی دلالت ہو لی ان المراد من الکی عنہ ومن کلام نوح علیہ السلام کی مو خط ہو توجیہ بعلیف یعلم مما قررتہ ۱۲

وَأَنَّهُ تَعَالَىٰ جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَلَا وَلَدًا ۝ وَأَنَّهُ كَانَ يَقُولُ سَفِيهُنَا عَلَى اللَّهِ شَطَطًا ۝ وَأَنَّا ظَنَنَّا أَن لَّن

اور ہمارے پروردگار کی بڑی شان ہے — اُس نے کسی کو بیوی بنایا — اور نہ اولاد — اور ہم میں جو احمق ہوئے ہیں وہ اللہ کی شان میں حد سے بڑھی ہوئی باتیں بکتے تھے — اور ہمارا یہ خیال تھا کہ

تَقُولَ الْإِنسُ وَالْجِنُّ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ۝ وَأَنَّهُ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْإِنسِ يَعُوذُونَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوهُمْ رَهَقًا ۝

انسان اور جنات — کبھی خدا کی شان میں جھوٹ بات نہ کہیں گے — اور بہت سے لوگ آدمیوں میں ایسے تھے — کہ وہ جنات میں سے بعضے لوگوں کی پناہ لیا کرتے تھے سو ان آدمیوں نے اُن جنات کی بددماغی اور بڑھا دی

وَأَنَّهُمْ ظَنُّوا كَمَا ظَنَنتُمْ أَن لَّن يَبْعَثَ اللَّهُ أَحَدًا ۝ وَأَنَّا لَمَسْنَا السَّمَاءَ فَوَجَدْنَاهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيدًا وَشُهُبًا ۝

اور جیسا تم نے خیال کر رکھا تھا ویسا ہی آدمیوں نے بھی خیال کر رکھا تھا کہ اللہ تعالیٰ کسی کو دوبارہ زندہ نہ کریگا — اور ہم نے آسمان کی تلاشی لینا چاہا — سو ہم نے اُس کو سخت پہرہ — اور شعلوں سے بھرا ہوا پایا۔

وَأَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ۖ فَمَن يَسْتَمِعِ الْآنَ يَجِدْ لَهُ شِهَابًا رَّصَدًا ۝ وَأَنَّا لَا نَدْرِي أَشَرٌّ أُرِيدَ بِمَن

اور ہم آسمان کے موقعوں میں سننے کے لیے جا بیٹھا کرتے تھے — سو جو کوئی اب سننا چاہتا ہے — تو اپنے لیے ایک تیار شعلہ پاتا ہے — اور ہم نہیں جانتے — کہ زمین والوں کو کوئی تکلیف پہنچانا

فِي الْأَرْضِ أَمْ أَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ۝ وَأَنَّا مِنَّا الصَّالِحُونَ وَمِنَّا دُونَ ذَٰلِكَ ۖ كُنَّا طَرَائِقَ قِدَدًا ۝ وَأَنَّا

مقصود ہے — یا اُن کے رب نے اُن کو ہدایت کرنے کا قصد فرمایا ہے — اور ہم میں بعضے نیک ہیں — اور بعضے اور طرح کے ہیں — ہم مختلف طریقوں پر تھے — اور ہم نے

ظَنَنَّا أَن لَّن نُّعْجِزَ اللَّهَ فِي الْأَرْضِ وَلَن نُّعْجِزَهُ هَرَبًا ۝ وَأَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدَىٰ آمَنَّا بِهِ ۖ فَمَن يُؤْمِن بِرَبِّهِ

سمجھ لیا ہے — کہ ہم زمین میں اللہ تعالیٰ کو ہرا نہیں سکتے — اور نہ بھاگ کر اُسکو ہرا سکتے ہیں — اور ہم نے جب ہدایت کی بات سن لی تو ہم نے تو اُس کا یقین کر لیا — سو جو شخص اپنے رب پر ایمان لے آویگا

فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَلَا رَهَقًا ۝ وَأَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُونَ وَمِنَّا الْقَاسِطُونَ ۖ فَمَنْ أَسْلَمَ فَأُولَٰئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ۝ وَأَمَّا

تو اُس کو نہ کسی کمی کا اندیشہ ہوگا — اور نہ زیادتی کا — اور ہم میں بعضے تو مسلمان ہیں — اور بعضے ہم میں بے راہ ہیں — سو جو شخص مسلمان ہو گیا اُنہوں نے تو بھلائی کا رستہ ڈھونڈھ لیا — اور جو

الْقَاسِطُونَ فَكَانُوا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ۝ وَأَن لَّوِ اسْتَقَامُوا عَلَى الطَّرِيقَةِ لَأَسْقَيْنَاهُم مَّاءً غَدَقًا ۝ لِّنَفْتِنَهُمْ فِيهِ ۚ وَمَن

بے راہ ہیں — وہ دوزخ کے ایندھن ہیں — اور اگر یہ لوگ رستہ پر قائم ہو جاتے تو ہم اُن کو فراغت کے پانی سے سیراب کرتے — تاکہ اُس میں اُن کا امتحان کریں۔ اور

يُعْرِضْ عَن ذِكْرِ رَبِّهِ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ۝

جو شخص اپنے پروردگار کی یاد سے روگردانی کرے گا اللہ تعالیٰ اُس کو سخت عذاب میں داخل کرے گا۔

وَأَنَّهُ تَعَالَىٰ جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَلَا وَلَدًا ۝ وَأَنَّهُ كَانَ يَقُولُ سَفِيهُنَا عَلَى اللَّهِ شَطَطًا ۝ وَأَنَّا ظَنَنَّا أَن لَّن تَقُولَ الْإِنسُ وَالْجِنُّ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ۝ وَأَنَّهُ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْإِنسِ يَعُوذُونَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوهُمْ رَهَقًا ۝ وَأَنَّهُمْ ظَنُّوا كَمَا ظَنَنتُمْ أَن لَّن يَبْعَثَ اللَّهُ أَحَدًا ۝ وَأَنَّا لَمَسْنَا السَّمَاءَ فَوَجَدْنَاهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيدًا وَشُهُبًا ۝ وَأَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ۖ فَمَن يَسْتَمِعِ الْآنَ يَجِدْ لَهُ شِهَابًا رَّصَدًا ۝ وَأَنَّا لَا نَدْرِي أَشَرٌّ أُرِيدَ بِمَن فِي الْأَرْضِ أَمْ أَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ۝ وَأَنَّا مِنَّا الصَّالِحُونَ وَمِنَّا دُونَ ذَٰلِكَ ۖ كُنَّا طَرَائِقَ قِدَدًا ۝ وَأَنَّا ظَنَنَّا أَن لَّن نُّعْجِزَ اللَّهَ فِي الْأَرْضِ وَلَن نُّعْجِزَهُ هَرَبًا ۝ وَأَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدَىٰ آمَنَّا بِهِ ۖ فَمَن يُؤْمِن بِرَبِّهِ فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَلَا رَهَقًا ۝ وَأَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُونَ وَمِنَّا الْقَاسِطُونَ ۖ فَمَنْ أَسْلَمَ فَأُولَٰئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ۝ وَأَمَّا الْقَاسِطُونَ فَكَانُوا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ۝ وَأَن لَّوِ اسْتَقَامُوا عَلَى الطَّرِيقَةِ لَأَسْقَيْنَاهُم مَّاءً غَدَقًا ۝ لِّنَفْتِنَهُمْ فِيهِ ۚ وَمَن يُعْرِضْ عَن ذِكْرِ رَبِّهِ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ۝

اللغات

الجد العظمة والجلال سفيهنا المراد الجنس رهقا فى القاموس السفه والخفة ويراد فى الموضع الاول و نيه الرهق الظلم ويراد فى الموضع الثانى لمسنا طلبنا بلوغنا مجازا حرسا اسم جمع ولذا وصف بالمفرد رصدا

فى القاموس رصده رقبه و ترجم الموضع الاول بحاصله وفى الموضع الثانى بمعنى راصدين طرائق ذوى طرائق اى مذاهب قددا جمع قدة من قد اذا قطع القاسطون الجائرون غدقا كثيرا يسلكه يدخله صعدا شديدا ۱۲

النحو فى الاول حذف حال هى ساحال فلا يخاف اى فهو لا يخاف ۱۲

وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ۝ وَّاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا ۝

اور جتنے سجدے ہیں وہ سب اللہ کا حق ہیں سو اللہ کے ساتھ کسی کی عبادت مت کرو اور جب خدا کا خاص بندہ خدا کی عبادت کرنے کھڑا ہوتا ہے تو یہ لوگ اُس بندہ پر بھیڑ لگانے کو ہو جاتے ہیں -

قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا ۝ قُلْ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ۝ قُلْ اِنِّيْ لَنْ يُّجِيْرَنِيْ مِنَ اللّٰهِ

آپ یہ کہہ دیجیے کہ میں تو صرف اپنے پروردگار کی عبادت کرتا ہوں اور اُسکے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا - آپ کہہ دیجیے کہ میں تمہارے نہ کسی ضرر کا اختیار رکھتا ہوں اور نہ کسی بھلائی کا - آپ کہہ دیجیے کہ مجھکو خدا سے کوئی

اَحَدٌ ۵ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ۝ اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِسٰلٰتِهٖ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ

نہیں بچا سکتا اور نہ میں اُسکے سوا کوئی پناہ پا سکتا ہوں لیکن خدا کی طرف سے پہونچانا اور اُسکے پیغاموں کا ادا کرنا یہ میرا کام ہے اور جو لوگ اللہ اور اُسکے رسول کا کہنا نہیں مانتے تو یقیناً اُن لوگوں کے لیے

جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۝ حَتّٰٓى اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ اَضْعَفُ نَاصِرًا وَّاَقَلُّ عَدَدًا ۝ قُلْ

آتشِ دوزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے یہاں تک کہ جب اُس چیز کو دیکھ لیں گے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے اُس وقت جان لیں گے کہ کس کے مددگار کمزور ہیں اور کس کی جماعت کم ہے آپ کہہ دیجیے

اِنْ اَدْرِيْٓ اَقَرِيْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ يَجْعَلُ لَهٗ رَبِّيْٓ اَمَدًا ۝ عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى

کہ مجھکو معلوم نہیں کہ جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے آیا وہ نزدیک ہے یا میرے پروردگار نے اُسکے لیے کوئی مدت دراز مقرر کر رکھی ہے غیب کا جاننے والا وہی ہے سو وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا - ہاں مگر اپنے

مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ۝ لِّيَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ وَاَحَاطَ

کسی برگزیدہ پیغمبر کو تو اُس پیغمبر کے آگے اور پیچھے محافظ فرشتے بھیجتا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہو جاوے کہ ان فرشتوں نے اپنے پروردگار کے پیغام پہونچا دیے اور

بِمَا لَدَيْهِمْ وَاَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا ۝

اللہ تعالیٰ اُن کے تمام احوال کا احاطہ کیے ہوئے ہے اور اُسکو ہر چیز کی گنتی معلوم ہے -

وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ۝ وَّاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا ۝ قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا ۝ قُلْ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ۝ قُلْ اِنِّيْ لَنْ يُّجِيْرَنِيْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ ۵ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ۝ اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِسٰلٰتِهٖ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۝ حَتّٰٓى اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ اَضْعَفُ نَاصِرًا وَّاَقَلُّ عَدَدًا ۝ قُلْ اِنْ اَدْرِيْٓ اَقَرِيْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ يَجْعَلُ لَهٗ رَبِّيْٓ اَمَدًا ۝ عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ۝ لِّيَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ وَاَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَاَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا ۝ آپ (ان لوگوں سے) کہیے کہ میرے پاس اس بات کی وحی آئی ہے کہ جنات میں سے ایک جماعت نے قرآن سنا پھر (اپنی قوم میں واپس جاکر) انہوں نے کہا کہ ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے جو راہ راست بتلاتا ہے سو ہم تو اُس پر ایمان لے آئے (قرآن ہونا تو اُس کے مضمون سے معلوم ہوا اور عجیب ہونا اِس سے کہ شاہ کلام بشر کے نہیں) اور ہم (اب) اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں گے (یہ متمم ہے آمنا بہ کا) اور (انہوں نے ان مضامین کا بھی باہم تذکرہ کیا جو ذیل میں کہتے ہیں اور وہ مضامین یہ ہیں کہ) ہمارے پروردگار کی بڑی شان ہے اُس نے نہ کسی کو بیوی بنایا اور نہ اولاد (کیونکہ عقلاً محال ہیں یہ متمم ہے لن نشرک کا) اور ہم میں جو احمق ہوئے ہیں وہ اللہ کی شان میں حد سے بڑھی ہوئی باتیں کہتے تھے (مراد اس سے کلمات شرک اتخاذ صاحبہ و ولد وغیرہ ہیں) اور ہمارا (پہلے) یہ خیال تھا کہ انسان اور جنات کبھی خدا کی شان میں جھوٹ بات نہ کہیں گے (کیونکہ بڑی بیباکی کی بات ہے اس میں وجہ اپنے مشرک ہونے کی بیان کی کہ چونکہ اکثر جن و انس شرک کرتے تھے ہم سمجھے کہ خدا کی شان میں اتنے شخصوں نے جھوٹ پر اتفاق نہ کیا ہوگا بس ہم نے بھی اسی طریقہ کو اختیار کر لیا حالانکہ نہ مطلق اتفاق حجت ہے اور نہ ہر اتفاق کا اتباع عذر ہے اور یہ شرک مذکور تو مشترک تھا) اور (ایک شرک خاص تھا بعضے آدمیوں کے ساتھ جس سے جنات کا کفر اور بڑھ گیا تھا وہ یہ کہ) بہت سے لوگ آدمیوں میں ایسے تھے کہ وہ جنات میں سے بعضے لوگوں کی پناہ لیا کرتے تھے (جیسا واقعہ ثانی میں مذکور ہوا) سو ان آدمیوں نے اُن جنات کی بد دماغی اور بڑھا دی (کہ وہ اس وہم میں مبتلا ہو گئے کہ ہم جنات کے سردار تو

النحو الا بلٰغا استثناء منقطع من رشدا و قولہ لن یجیرنی جملۃ معترضۃ ۱۲	اللغات المسٰجد السجدات علی ان المسجد بفتح الجیم مصدر میمی لبدا جمع لبدۃ متراکمین فلا یظہر لا یطلع ۱۲

پہلے سے تھے اب آدمی بھی ہم کو ایسا بڑا سمجھنے ہیں پس اس سے بد دماغی بڑھی اور کفر و عناد پہ اور زیادہ مصر ہوگئے۔ یہاں تک مضمون متعلق توحید کے تہا) اور (آگے بعث کے
متعلق ہے یعنی اُن جنات نے باہم یہ بھی تذکرہ کیا کہ) جیسا تم نے خیال کر رکھا تہا ویسا ہی آدمیوں نے بھی خیال کر رکھا تہا کہ اللہ تعالیٰ کسی کو دوبارہ زندہ نہ کریگا (اگر
یہ مضمون بھی غلط ثابت ہوا اور بعث کا حق ہونا معلوم ہوا) اور (آگے رسالت کے متعلق مضمون ہے یعنی اُن جنات نے باہم یہ بھی تذکرہ کیا کہ) ہم نے آسمان (کی
خبروں) کی (موافق عادت سابقہ کے) تلاشی لینا چاہا سو ہم نے اُس کو سخت پہرہ (یعنی محافظ فرشتوں) اور شعلوں سے (کہ جن کے ذریعہ سے حفاظت کی جاتی ہے)
بھرا ہوا پایا (یعنی اب پہرہ ہوگیا ہے کہ کوئی جن آسمانی خبر نہ لیجانے پائے اور جو جاوے شہاب ثاقب سے مارا جاوے) اور (اس کے قبل) ہم آسمان (کی خبر سُننے) کے
موقعوں میں (خبر) سننے کے لیے جا بیٹھا کرتے تھے (اور یہ مواقع خواہ اجزاء آسمان ہی کے ہوں اور یا اجزاء ہوا یا کسی ملأ یا خلاء کے ہوں جو کہ آسمان کے قریب ہوں اور
جنات اپنی لطافت و عدم ثقل کی وجہ سے اُس پہ مستقر ہو سکتے ہوں جیسے بعضے پرندے ہوا میں چلتے چلتے ٹھیر جاتے ہیں) سو جو کوئی اب سُننا چاہتا ہے تو
اپنے لیے ایک تیار شعلہ پاتا ہے (تفصیل اس کی واقعہ اول میں گذر چکی اور تحقیق مباحث شہاب کی سورۂ حجر کے رکوع دوم میں گذری ہے۔ یہ مضمون رسالت کے
متعلق ہوا مطلب یہ کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے رسالت دی ہے اور رفع التباس کے لیے باب کہانت بند کر دیا ہے اور اس استراق کا بند ہونا
ہی سبب ہوا ان جنات کے پہونچنے کا آپکی خدمت میں جیسا واقعہ اول میں مذکور ہے) اور (آگے مضامین مذکورہ کے متممات ہیں کہ) ہم نہیں جانتے کہ (ان جدید
پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے مبعوث فرمانے سے) زمین والوں کو کوئی تکلیف پہونچانا مقصود ہے یا اُن کے رب نے اُن کو ہدایت کرنے کا قصد فرمایا
ہے (یعنی مقصود تکوینی ارسال رسول کا معلوم نہیں کیونکہ رسول کے اتباع سے رشد و ہدایت ہوتی ہے اور مخالفت سے مضرت و عقوبت اور اتباع
اور مخالفت آیندہ کا ہم کو علم نہیں پس عقوبت و ہدایت کی تعیین کا بھی ہم کو علم نہیں۔ شاید مقصود اس سے انذار ہو اپنی قوم کا کہ ایمان نہ لانے سے عقوبت کا
استحقاق ہوگا و نیز نفی علم غیب سے تقویت ہے مضمون توحید کی کہ دیکھو بعضے لوگ علم غیب کو جنات کی طرف نسبت کرتے ہیں مگر ہم کو اتنی بھی خبر نہیں) اور ہم میں پہلے
سے بھی بعضے نیک (ہوتے آئے) ہیں اور بعضے اور طرح کے (ہوتے آئے) ہیں (غرض) ہم مختلف طریقوں پر تھے (اسی طرح ان نبی کی خبر سُنکر اب بھی ہم میں
دونوں طریقے کے لوگ موجود ہیں) اور (ہمارا طریقہ تو یہ ہے کہ) ہم نے سمجھ لیا ہے کہ ہم زمین (کے کسی حصہ) میں (جاکر) اللہ تعالیٰ کو ہرا نہیں سکتے اور نہ (اور کہیں)
بھاگ کر اُس کو ہرا سکتے ہیں (ہرب سے مراد ہرب فی غیر الارض ہے بقرینۂ مقابلہ فی الارض کے فہو کقولہ تعالیٰ ما انتم بمعجزین فی الارض ولا فی السماء و شاید اس سے بھی
مقصود انذار ہو کہ اگر کفر کرینگے تو خدا تعالیٰ کے عذاب سے بچ نہیں سکتے۔ اور اپنے پہلے مختلف طریقوں کے بیان کرنے سے شاید یہ مقصود ہو کہ باوجود وضوح حق کے
بعض کا ایمان نہ لانا حق کے حق ہونے میں شبہہ انداز نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ تو ہمیشہ سے ہوتا آیا ہے) اور ہم نے جب ہدایت کی بات سُن لی تو ہم نے تو اُس کا یقین کر
لیا سو (ہماری طرح) جو شخص اپنے رب پر ایمان لے آویگا تو اُس کو نہ کسی کمی کا اندیشہ ہوگا اور نہ زیادتی کا (کمی یہ کہ اُس کی کوئی نیکی لکھنے سے رہ جاوے اور زیادتی
یہ کہ کوئی گناہ زیادہ لکھ لیا جاوے شاید مقصود اس سے ترغیب ہو) اور ہم میں بعضے تو (یہی مضامین انذار و ترغیب کے سمجھ کر) مسلمان (ہوگئے) ہیں اور بعضے
ہم میں (بدستور سابق) بے راہ ہیں سو جو شخص مسلمان ہوگیا اُنہوں نے تو بھلائی کا رستہ ڈھونڈھ لیا (جس پر ثواب مرتب ہوگا) اور جو بے راہ ہیں وہ دوزخ کے ایندھن
ہیں (یہاں تک کلام جنات کا ختم ہوگیا جو معمول ہے قالوا کا) اور (آگے اوحی الی کے دوسرے معمولات ہیں یعنی مجکو ان مضامین کی بھی وحی ہوئی ایک یہ کہ) اگر یہ (مکہ
والے) لوگ (سیدھے) رستے پر قائم ہوجاتے تو ہم اُن کو فراغت کے پانی سے سیراب کرتے تاکہ اُس میں اُن کا امتحان[2] کریں (کہ نعمت کا شکر ادا کرتے ہیں یا ناشکری
و نافرمانی کرتے ہیں۔ یہ غایت لنفتنهم قید واقعی ہے کیونکہ ہر نعمت پر یہ حکمت مرتب ہوتی ہے مطلب یہ کہ اگر اہل مکہ شرک نہ کرتے جس کی مذمت اوپر بضمن کلام
جنات آچکی ہے تو اُن پر قحط مسلط نہ ہوتا جیسا واقعہ ثالث میں مذکور ہے مگر اُنہوں نے بجائے ایمان کے اعراض کیا اس لیے مبتلائے قحط ہوئے) اور (عقوبت کفر میں کچھ
تخصیص اہل مکہ کی نہیں بلکہ) جو شخص اپنے پروردگار کی یاد (یعنی ایمان و طاعت) سے روگردانی کریگا اللہ تعالیٰ اُسکو سخت عذاب میں داخل کریگا اور (اُن وحی شدہ مضامین
میں سے ایک یہ ہے کہ) جتنے سجدے ہیں وہ سب اللہ کا حق ہیں (یعنی یہ جائز نہیں کہ کوئی سجدہ اللہ کو کیا جاوے اور کوئی سجدہ غیر اللہ کو جیسا مشرکین کرتے تھے) سو اللہ کے ساتھ
کسی کی عبادت مت کرو (اس مضمون میں بھی توحید کی تقریر ہے جس کا اوپر ذکر تہا) اور (اُن وحی شدہ مضامین میں سے ایک یہ ہے کہ) جب خدا کا خاص بندہ (مراد رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم ہیں) خدا کی عبادت کرنے کھڑا ہوتا ہے تو یہ (کافر) لوگ اُس بندہ پر بھیڑ لگانے کو ہوجاتے ہیں (یعنی تعجب و عداوت سے ہر شخص اس طرح دیکھتا ہے
جیسے اب حملہ کرنے کے لیے بھیڑ لگا چاہتی ہے یہ بھی تتمہ ہے مضمون توحید کا کیونکہ اسمیں مذمت ہے مشرکین کی کہ توحید سے اُن کو عداوت اور نفرت ہے آگے اس تعجب اور عداوت کے

ملحقات الترجمۃ

[1] قولہ اشر ارید مبعوث فرمانے سے۔ کذا فی الکبیر ۱۲

[2] قولہ لنفتنہم امتحان واستعمال الفتنۃ بمعنی الامتحان ھٰہنا مبین وقع فی قولہ وفتنّاک فتونا ۱۲

متعلق جواب دینے کے لیے آپ کو ارشاد ہے یعنی) آپ (ان سے) یہ کہہ دیجیے کہ میں تو صرف اپنے پروردگار کی عبادت کرتا ہوں اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا (سو یہ کوئی تعجب و عداوت کی بات نہیں یہ سب مضمون متعلق توحید تھا آگے رسالت کے متعلق مضمون ہے کہ) آپ (یہ بھی) کہہ دیجیے کہ میں تمہارے نہ کسی ضرر کا اختیار رکھتا ہوں اور نہ کسی بھلائی کا (یعنی تم جو ایسی فرمائشیں کرتے ہو کہ اگر آپ رسول ہیں تو ہم پر عذاب نازل کر دیں تو اُس کا جواب یہ ہے کہ یہ میرے اختیار میں نہیں اور اسی طرح جو یہ لوگ کہتے ہیں کہ ایک طرح ہم آپ کو رسول مان لیں کہ آپ مضامین توحید و قرآن میں کچھ تغیر و تبدل کر دیں تو اس کے جواب میں) آپ کہہ دیجیے کہ (اگر خدانخواستہ میں ایسا کروں تو) مجھکو خدا (کے غضب) سے کوئی نہیں بچا سکتا اور نہ میں اُس کے سوا کوئی پناہ (کی جگہ) پا سکتا ہوں (مطلب یہ کہ نہ خود کوئی میرا بچانے والا ہوگا اور نہ میری تلاش سے مل سکے گا اور کفار کے ایسے اقوال استعجال عذاب و استبدال قرآن و دین کے قرآن میں جا بجا مذکور ہیں۔ اور اوپر کا املک لکم ضرا و لا رشدا میں نفی اختیار نفع و ضرر کی فرمائی آگے اثبات منصب رسالت کا فرماتے ہیں کہ ملک ضرر و نفع تو لازمہ نبوت نہیں اور وہ تو منفی ہی) لیکن خدا کی طرف سے پہونچانا اور اُس کے پیغاموں کا ادا کرنا یہ میرا کام ہے (بلاغ اور رسالات میں باعتبار تحقق کے عموم و خصوص من وجہ ہے اگر ایک حکم کا عام اعلان کیا جاوے اور دوسرے احکام کا اعلان نہ ہو اول متحقق ہوگا نہ ثانی اور اگر سب احکام خاص خاص لوگوں کو بتلائے جاویں مگر اعلان عام نہ ہو تو ثانی متحقق ہوگا نہ اول اس لیے دونوں کو جمع کیا گیا کہ نبی کے ذمہ تمام احکام کا علے التعمیم پہونچانا واجب ہے) اور (آگے توحید و رسالت دونوں کے متعلق مضمون ہے کہ) جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول کا کہنا نہیں مانتے تو یقیناً اُن لوگوں کے لیے آتش دوزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے (مگر کفار اس وقت ان مضامین سے متاثر نہیں ہوتے بلکہ اُلٹا مسلمانوں کو ذلیل و حقیر سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں اے الفریقین خیر مقاما و احسن ندیا اور یہ اس جہالت سے باز نہ آویں گے) یہاں تک کہ جب اُس چیز کو دیکھ لیں گے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے اُس وقت جانیں گے کہ کس کے مددگار کمزور ہیں اور کس کی جماعت کم ہے (یعنی کافر ہی ایسے ہونگے جن کے کوئی کام نہ آوے گا پس مراد جماعت سے جماعت مطیعہ ہے ناصراً میں نفع اعلیٰ کی نفی ہوگئی اور عدداً میں نافع ادنیٰ کی۔ آگے بعث کے متعلق کلام ہے کہ یہ لوگ قیامت کا وقت بطور انکار کے دریافت کرتے ہیں تو) آپ (ان سے) کہہ دیجیے کہ مجھکو معلوم نہیں کہ جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے آیا وہ نزدیک (آنے والی) ہے یا میرے پروردگار نے اُس کے لیے کوئی مدت[۱] دراز مقرر کر رکھی ہے (لیکن ہر حال میں وہ آویگی ضرور رہا علم تعیین کا سو وہ محض غیب ہے اور) غیب کا جاننے والا وہی ہے سو (جس غیب پر کسی کو مطلع کرنا مصلحت نہیں ہوتا) وہ اپنے (ایسے) غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا (اور علم تعیین قیامت ایسا ہی ہے کہ اس پر کسی کو مطلع کرنے میں کوئی مصلحت نہیں کیونکہ وہ علوم متعلقہ بالنبوۃ سے نہیں جن کو حصول قرب الٰہی میں دخل ہوتا ہے پس ایسے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا) ہاں مگر اپنے کسی برگزیدہ پیغمبر کو (اگر کسی ایسے علم پر مطلع کرنا چاہتا ہے جو کہ علم نبوت سے ہو خواہ مثبت نبوت ہو جیسے پیشین گوئیاں خواہ فروع نبوت سے ہو جیسے علم احکام) تو (اس طرح اطلاع دیتا ہے کہ) اُس پیغمبر کے آگے اور پیچھے (یعنی جمیع جہات میں وحی کے وقت) محافظ فرشتے بھیج دیتا ہے (تاکہ وہاں شیاطین کا گذر نہ ہو جو کہ وحی کو فرشتے سے سُن کر اور کسی سے جا کہیں یا کسی وسوسہ وغیرہ کا القا کر سکیں چنانچہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے ایسے پہرہ دار فرشتے چار تھے کذا فی روح المعانی بروایۃ ابن المنذر عن ابن جبیر و بروایۃ ابن مردویہ عن ابن عباس۔ اور یہ انتظام اس لیے کیا جاتا ہے) تاکہ (ظاہری طور پر) اللہ تعالیٰ کو معلوم ہو جاوے کہ ان فرشتوں نے اپنے پروردگار کے پیغام (رسول تک بحفاظت) پہونچا دیئے (اور اس میں کسی کا دخل و تصرف نہیں ہوا اور پہونچانے والا تو صرف وحی کا فرشتہ ہے لیکن معیت کی وجہ سے رصد کی طرف بھی اسناد نقل کی کر دی) اور اللہ تعالیٰ اُن (پہرہ داروں) کے تمام احوال کا احاطہ کیے ہوئے ہے (اسلیے پہرہ دار ایسے مقرر کیے گئے ہیں جو اس کام کے پورے پورے اہل ہیں) اور اُس کو ہر چیز کی گنتی معلوم ہے (پس وحی کے سب اجزا ایک ایک کر کے اُس کو معلوم ہیں اور وہ سب کی پوری حفاظت کرتا ہے ملائکہ اور انبیاء کے اذہان میں پس یسلک میں حفاظت استراق و التباس سے ہی اور احاط میں حفاظت باعتبار صلاحیت وسائط کے ہوئی اور احصیٰ میں حفاظت نسیان سے ہوئی پس اول سے آخر تک سب حفاظتیں مرعی ہوئیں۔ حاصل مقام یہ کہ علم ساعۃ علوم نبوت سے نہیں ہے اس لیے اس کا علم نہ ہونا قادح نبوت یا مستلزم عدم وقوع ساعت نہیں ہے البتہ علوم نبوّت عطا کیے جاتے ہیں اور وہی مقصود بعثت سے ہیں اور ان میں احتمال خطا کا نہیں ہوتا تو ایسے علوم سے تم مستفید ہو اور زوائد کی تحقیق چھوڑ دو) **ف** انہ تعالیٰ سے اخیر تک ایک قراءۃ کسرہ کی ہے تو سب معمول قالوا کے ہیں اور ایک قراءۃ فتح کی ہے جس کی توجیہ احقر کے نزدیک یہ ہے کہ بقرینہ قالوا کے ذکروا مقدر ہے اور اُس کے معمول ہیں تو حاصل دونوں قراءتوں کی توجیہ کا ایک ہی ہوگا یعنی یہ سب کلام جن سے ہوگا واللہ اعلم فقط۔ اور فمن یستمع الاٰن الخ پر اگر شبہ ہو کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے بھی تو شہاب کا تکون ہوتا تھا جواب یہ ہے کہ اسباب طبعیہ سے تکون تو پہلے سے تھا مگر ملائکہ کے ذریعے سے ہونا اور اسمیں یہ اثر خاص رجم شیاطین کا ہونا بعد بعثت ہوا ہے۔ اور فلا یظہر علی غیبہ لعدا کے مشابہ مضمون آخر سورۃ

ملحقات الترجمۃ

[۱] قولہ فی امدا مدت دراز کذا فی الخازن والقرینۃ علیہ کونہ مقابلا لقولہ قریب ۱۲

سورة المزمل مكية — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ — وهى عشرون اٰية

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

يٰۤاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ○ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ○ نِّصْفَهٗۤ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا ○ اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ○ اِنَّا

اے کپڑوں میں لپٹنے والے — رات کو کھڑے رہا کرو مگر تھوڑی سی رات — یعنی نصف رات یا اس نصف سے کسی قدر کم کردو — یا نصف سے کچھ بڑھادو — اور قرآن کو خوب صاف صاف پڑھو — ہم

سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا ○ اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّاَقْوَمُ قِيْلًا ○ اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا ○

تم پر ایک بھاری کلام ڈالنے کو ہیں — بے شک رات کے اٹھنے میں دل اور زبان کا خوب میل ہوتا ہے اور بات خوب ٹھیک نکلتی ہے — بے شک تم کو دن میں بہت کام رہتا ہے

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ○ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا ○ وَاصْبِرْ عَلٰى

اور اپنے رب کا نام یاد کرتے رہو اور سب سے قطع کرکے اسی کی طرف متوجہ رہو — وہ مشرق اور مغرب کا مالک ہے اس کے سوا کوئی قابل عبادت نہیں تو اسی کو اپنے کام سپرد کرنے کے لیے قرار دیئے رہو — اور یہ لوگ جو جو باتیں کرتے ہیں

مَا يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا ○ وَذَرْنِيْ وَالْمُكَذِّبِيْنَ اُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيْلًا ○ اِنَّ لَدَيْنَاۤ اَنْكَالًا

ان پر صبر کرو — اور خوبصورتی کے ساتھ ان سے الگ ہو جاؤ — اور مجھ کو اور ان جھٹلانے والوں ناز و نعمت میں رہنے والوں کو چھوڑ دو اور ان لوگوں کو تھوڑے دنوں اور مہلت دے دو — ہمارے یہاں بیڑیاں ہیں

وَّجَحِيْمًا ○ وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا اَلِيْمًا ○ يَوْمَ تَرْجُفُ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيْبًا مَّهِيْلًا ○ اِنَّاۤ اَرْسَلْنَاۤ

اور دوزخ ہے — اور گلے میں پھنس جانے والا کھانا ہے اور دردناک عذاب ہے — جس روز کہ زمین اور پہاڑ ہلنے لگیں گے — اور پہاڑ ریگ رواں ہو جاویں گے — بے شک ہم نے

اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا ۙ شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَاۤ اَرْسَلْنَاۤ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ○ فَعَصٰى فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا وَّبِيْلًا ○

تمہارے پاس ایک ایسا رسول بھیجا ہے جو تم پر گواہی دیں گے — جیسا ہم نے فرعون کے پاس ایک رسول بھیجا تھا — پھر فرعون نے اس رسول کا کہنا نہ مانا — تو ہم نے اس کو سخت پکڑنا پکڑا۔

آل عمران آیت ماکان اللہ لیذر المؤمنین میں گذر چکا ہے۔

سورة المزمل مكية وآيها تسع عشرة او عشرون كذا فى البيضاوى

ربط اوپر کی سورت میں کفار کو امور ثلٰثہ توحید و رسالت و مجازاۃ پر ایمان لانے کی ترغیب تھی اس سورت میں ان کے بیان کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلیہ ہے اور تقویت تسلیہ کے لیے مثل آیت فاصبر علی ما یقولون و سبح بحمد ربک وغیرہا کے آپ کو کثرت ذکر اور قیام لیل کا امر ہے اور اس مجموعہ کے ضمن میں امور ثلٰثہ مذکورہ کا اثبات بھی ہے اور یہ سب مضمون اول کی آیتوں کا ہے اور اخیر کی آیت طویلہ میں جو کہ اول کی آیتوں سے ایک سال کے بعد نازل ہوئی قیام لیل کے امر کو جو کہ بطور فرضیت کے تھا منسوخ فرما دیا گیا رواہ فی الدر عن مسلم وغیرہ خواہ صرف امت سے بعض اقوال پر اور یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بعض اقوال پر جیسا کہ سورۂ اسراء کی آیت ومن اللیل فتہجد بہ الخ کی تفسیر میں گذر چکا ہے۔

امر بقیام اللیل والذکر والصبر لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابرائے التسلیۃ وتحقیق امور ثلٰثۃ ثم نسخ فرضیۃ قیام اللیل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ يٰۤاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۙ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ۙ نِّصْفَهٗۤ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا ۙ اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ۗ اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا ۔ اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّاَقْوَمُ قِيْلًا ۗ اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا ۗ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ۗ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا ۔ وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا ۔ وَذَرْنِيْ وَالْمُكَذِّبِيْنَ اُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيْلًا ۔ اِنَّ لَدَيْنَاۤ اَنْكَالًا وَّجَحِيْمًا ۙ وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا اَلِيْمًا ۗ يَوْمَ تَرْجُفُ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيْبًا مَّهِيْلًا ۗ اِنَّاۤ اَرْسَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا ۙ شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَاۤ اَرْسَلْنَاۤ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ۗ فَعَصٰى فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا وَّبِيْلًا ۗ

اللغات

المزمل فی القاموس تزمل وازمل تلفف فی الثوب رتل الترتیل التبیین تفصیل بعض الحروف من بعض

ناشئۃ مصدر بمعنی قیام وطأ مواطأۃ القلب للسان سبحا تقلبا وتصرفا فی مہماتک النعمۃ التنعم کثیبا رملا مجتمعا مہیلا سائلا من ہیل صب صبا وبیلا فی الجلالین شدیداً

فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ اِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا ۞ السَّمَآءُ مُنْفَطِرٌۢ بِهٖ ؕ كَانَ وَعْدُهٗ مَفْعُوْلًا ۞ اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ

سو اگر تم کفر کروگے تو اُس دن سے کیسے بچوگے جو بچوں کو بوڑھا کر دیگا جس میں آسمان پھٹ جاویگا بیشک اُس کا وعدہ ضرور ہو کر رہیگا یہ ایک نصیحت ہے

فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ۞ اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ وَطَآئِفَةٌ مِّنَ

سو جس کا جی چاہے اپنے پروردگار کی طرف رستہ اختیار کرلے آپکے رب کو معلوم ہے کہ آپ اور آپکے ساتھ والوں میں سے بعضے آدمی دو تہائی رات کے قریب اور آدھی رات اور تہائی رات

الَّذِيْنَ مَعَكَ ؕ وَاللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ؕ عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ؕ عَلِمَ

کھڑے رہتے ہیں اور رات اور دن کا پورا اندازہ اللہ ہی کرسکتا ہے اُس کو معلوم ہے کہ تم اُس کو ضبط نہیں کرسکتے تو اُس نے تمہارے حال پر عنایت کی سو تم لوگ جتنا قرآن آسانی سے پڑھا جاسکے پڑھ لیا کرو۔ اُس کو معلوم

اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى ۙ وَاٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِى الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ ۙ وَاٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ

کہ بعضے آدمی تم میں بیمار ہونگے اور بعضے تلاش معاش کے لیے ملک میں سفر کریں گے اور بعضے اللہ کی راہ میں جہاد

اللّٰهِ ۖ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۙ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ؕ وَمَا تُقَدِّمُوْا

کریں گے۔ سو تم لوگ جتنا قرآن آسانی سے پڑھا جاسکے پڑھ لیا کرو اور نماز کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور اللہ کو اچھی طرح قرض دو اور جو نیک عمل اپنے لیے

لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّاَعْظَمَ اَجْرًا ؕ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۞

آگے بھیجدوگے اُس کو اللہ کے پاس پہونچکر اُس سے اچھا اور ثواب میں بڑا پاؤگے اور اللہ سے گناہ معاف کراتے رہو بے شک اللہ غفور رحیم ہے۔

فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ اِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا ۞ السَّمَآءُ مُنْفَطِرٌۢ بِهٖ ؕ كَانَ وَعْدُهٗ مَفْعُوْلًا ۞ اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ۞ اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ وَطَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ ؕ وَاللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ؕ عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ؕ عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى ۙ وَاٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِى الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ ۙ وَاٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۙ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ؕ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّاَعْظَمَ اَجْرًا ؕ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۞

اے کپڑوں میں لپٹنے والے وجہ اس عنوان سے خطاب کرنے کی یہ ہے کہ ابتدائے نبوت میں قریش نے دار الندوہ میں جمع ہو کر آپ کے بارہ میں مشورہ کیا کہ آپ کی حالت کے مناسب کوئی لقب تجویز کرنا چاہیے کہ اُس پر سب متفق رہیں کسی نے کہا کہ کاہن ہیں پھر رائے قرار پائی کہ کاہن نہیں ہیں کسی نے مجنوں کہا پھر اُسکو بھی سب نے غلط قرار دیا پھر ساحر کہا پھر بعض نے اس کو بھی رد کیا لیکن پھر کہنے لگے کہ ساحر اس لیے ہیں کہ حبیب کو حبیب سے جدا کر دیتے ہیں آپ کو یہ خبر پہونچ کر رنج ہوا اور رنج کی حالت میں کپڑوں میں لپٹ گئے جیسا اکثر سوچ اور رنج میں مغموم آدمی اس طرح کر لیتا ہے پس تانیس وملاطفت کے لیے اس عنوان سے خطاب فرمایا کہ صفت موجودہ سے اشتقاق کرنا اسم کا عادۃً موجب ملاطفت ہی جیسا حدیث میں ہی کہ آپ نے حضرت علی رضؓ کو ابو تراب فرمایا تھا غرض آپ کو خطاب ہے کہ ان باتوں کا رنج نہ کرو بلکہ حق تعالیٰ کی طرف دوام وزیادت کے ساتھ توجہ رکھو اس طرح سے کہ رات کو (نماز میں) کھڑے رہا کرو مگر تھوڑی سی رات یعنی نصف رات کہ اسمیں قیام نہ کرو بلکہ آرام کرو یا اُس نصف سے کسی قدر کم کردو (یعنی نصف سے کم قیام کرو اور نصف سے زیادہ آرام کرو اور اس نصف سے کم کا مصداق ایک ثلث ہے بقرینۃ قولہ تعالیٰ فیما بعد وثلثہ) یا النصف کچھ

الثلثان تحقیق فی ضمن الادنی منہا فافہم فہو من المواہب ۱۲

فائدۃ فی الروح استدل ابوحنیفۃ رح بقولہ تعالیٰ فاقرءوا ما تیسر من القرآن علی ان الفرض فی الصلوٰۃ مطلق القراءۃ لا الفاتحۃ بخصوصہا وہو ظاہر علی القول بانہ عبر فیہ عن الصلوٰۃ برکنہا وہو القراءۃ کما عبر عنہا بالسجود والقیام والرکوع فی مواضع اخریٰ وبہذا التقریر اندفع ما یتوہم من تفسیر القولہ تعالیٰ فاقرءوا ما تیسر من القرآن انہ یخالف ما ذہب الیہ الحنفیۃ من فرضیۃ القراءۃ المتبادر منہ حمل الامر علی الوجوب ۱۲

اللغات منفطر بہ الباء للآلۃ او للظرف ۱۲

البلاغۃ قولہ ادنیٰ من ثلثی الیل ونصفہ وثلثہ بالنصب فی قراءۃ وبالجر فی قراءۃ فعلی الاول یکون ادنیٰ مختصا بالثلثین وعلی الثانی یکون معا الثلثین والنصف والثلث والجمع بین القراءتین ان النصف کانتا تقریبیین فصح التعبیر عنہا بادنیٰ من النصف والثلث وبالنصف والثلث واما نکتۃ زیادۃ الادنیٰ فی الثلثین فی الاول ان النصف والثلث قل ما یقع الغلط فی تقدیرہا الا النقص لقلۃ مقدارہا بخلاف الثلثین حیث لا یبعد فیہ مثل ہذا الغلط فاکثر ما تحقق

بڑھا دو (یعنی نصف سے زیادہ قیام کرو اور نصف سے کم آرام کرو اور اس نصف سے زیادہ کا مصداق قریب دو ثلث کے ہے بقرینۂ قولہ تعالیٰ فیما بعد ادنیٰ من ثلثی اللیل غرض قیام لیل تو امر وجوبی سے فرض ہوا مگر مقدار وقت قیام میں تین صورتوں میں تخییر ہے۔ نصف شب۔ ثلثین شب۔ ثلث شب) اور (اس قیام لیل میں) قرآن کو خوب صاف صاف پڑھو (کہ ایک ایک حرف الگ الگ ہو اور یہی حکم غیر صلوٰۃ میں بھی ہے اور تخصیص محض مقام کی وجہ سے ہے۔ آگے امر بقیام لیل کی تعلیل وتسہیل ہے یعنی) ہم تم پر ایک بھاری کلام ڈالنے کو ہیں (مراد قرآن مجید ہے جو نزول کے وقت بھی آپ کی حالت کو متغیر کر دیتا تھا جیسا حدیثوں میں ہے کہ ایکبار آپ کی ران زید بن ثابت کی ران پر رکھی تھی اس وقت وحی نازل ہوئی تو زید بن ثابت رضؓ کی ران پھٹنے لگی اور جب آپ نزول وحی کے وقت ناقہ پر سوار ہوتے تو گردن ڈال دیتی اور حرکت نہ کر سکتی رواہ فی الدر عن احمد وغیرہ اور شدت کے جاڑوں میں آپ عرق عرق ہو جاتے رواہ الشیخان عن عائشہ رضؓ پھر علاوہ اس کے اس کا محفوظ رکھنا پھر دوسروں تک پہونچانے میں کلفتیں برداشت کرنا ان اعتبارات سے ثقیل کہا گیا۔ اور اس میں تسہیل تو یہ ہے کہ قیام لیل کو شاق نہ سمجھنا ہم تو اس سے بھاری بھاری کام تم سے لینے والے ہیں اور تعلیل یہ ہے کہ قیام لیل کا حکم اس لیے کرتے ہیں کہ آپ خوگر ہوں ریاضت کے جس سے استعداد نفس اکمل واقوی ہو کیونکہ ہم آپ پر قول ثقیل نازل کرنے والے ہیں تو اس کے لیے اپنی استعداد کا قوی کرنا ضرور ہے آگے قیام لیل کی دوسری تعلیل ہے کہ) بیشک رات کے اٹھنے میں دل اور زبان کا خوب میل ہوتا ہے اور (دعا ہو یا قراءت ہو ظاہراً و باطناً) بات خوب ٹھیک نکلتی ہے (ظاہراً تو اس طرح کہ فرصت کا وقت ہوتا ہے الفاظ دعا و قراءت کے خوب اطمینان سے ادا ہوتے ہیں اور باطناً اس طرح کہ جی خوب لگتا ہے اور موافقت دل وزبان کا یہی مطلب ہے اور اس کا علت ہونا ظاہر ہے آگے ایک تیسری تعلیل ہے جس میں تخصیص شب کی حکمت کا بیان ہے وہ یہ کہ) بیشک تم کو دن میں بہت کام رہتا ہے (دنیوی بھی جیسے تدبیر مہمات خانہ داری اور دینی بھی جیسے تبلیغ اس لیے ان کاموں کے لیے رات تجویز کی گئی) اور (علاوہ قیام لیل کے جس کا اوپر ذکر ہوا دوسرے اوقات میں بھی) اپنے رب کا نام یاد کرتے رہو اور سب سے قطع کر کے اسی کی طرف متوجہ رہو (یعنی ذکر وتبتل یہ ہر وقت کا فرض ہے اور قطع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ علاقہ خداوندی اور تعلقات پر غالب رہے اور ان سب امور کا تسلیہ وتسریہ میں مؤثر ہونا ظاہر ہے آگے توحید کے ساتھ اس کی تاکید اور تصریح ہے یعنی) وہ مشرق اور مغرب کا مالک ہے اس کے سوا کوئی قابل عبادت نہیں تو اسی کو اپنے کام سپرد کرنے کے لیے قرار دیئے رہو اور یہ لوگ جو جو باتیں کرتے ہیں ان پر صبر کرو اور خوبصورتی کے ساتھ ان سے الگ ہو جاؤ (الگ ہونا یہ کہ کوئی تعلق نہ رکھو اور خوبصورتی سے یہ کہ ان کی شکایت وانتقام کی فکر میں مت پڑو) اور (آگے ان کے عذاب کی خبر دیکر تسلیہ کی تقویت کرتے ہیں یعنی) مجکو اور ان جھٹلانے والوں ناز ونعمت میں رہنے والوں کو (حالت موجودہ پر) چھوڑ دو (یعنی رہنے دو ومر تفسیرہ فی آیۃ فذرنی ومن یکذب بھذا الحدیث من سورۃ ن) اور ان لوگوں کو تھوڑے دنوں اور مہلت دیدو (یہ کنایہ ہے صبر وانتظار سے یعنی چندے اور صبر کر لیجیے عنقریب ان کو سزا ہونے والی ہے کیونکہ) ہمارے یہاں بیڑیاں ہیں اور دوزخ ہے اور گلے میں پھنس جانے والا کھانا ہے (وھو الکقولہ تعالیٰ یتجرعہ ولا یکاد یسیغہ) اور دردناک عذاب ہے (پس ان لوگوں کو ان چیزوں سے سزا دی جاویگی اور یہ سزا اس روز ہوگی) جس روز کہ زمین اور پہاڑ ہلنے لگیں گے اور پہاڑ (ریزہ ریزہ ہوکر) ریگ رواں ہو جاوینگے (پھر اڑتے پھرینگے۔ آگے مکذبین کو بطور التفات کے خطاب ہے جس میں اثبات رسالت وتحقیق وعید بھی ہے یعنی) بیشک ہم نے تمہارے پاس ایک ایسا رسول بھیجا ہے جو تم پر (قیامت کے روز) گواہی دینگے (کہ ان لوگوں نے تبلیغ کے بعد کیا برتاؤ کیا) جیسا ہم نے فرعون کے پاس ایک رسول بھیجا تھا پھر فرعون نے اس رسول کا کہنا نہ مانا تو ہم نے اس کو سخت پکڑنا پکڑا سو اگر تم (بھی بعد ارسال رسول کے عصیان اور) کفر کرو گے تو (اسی طرح ایک روز تم کو بھی مصیبت بھگتنا پڑے گی چنانچہ وہ مصیبت کا دن آنے والا ہے سو تم) اس دن (کی مصیبت) سے کیسے بچو گے جو (غایت اشتداد (امتداد سے) بچوں کو بوڑھا کر دیگا (یہ کنایہ ہے شدت سے) جس میں آسمان پھٹ جاویگا بیشک اس کا وعدہ ضرور ہو کر رہیگا (پس یہ بھی احتمال نہیں ہے کہ وہ وقت ٹل جاوے) یہ (تمام مضمون) ایک (بلیغ) نصیحت ہے سو جس کا جی چاہے اپنے پروردگار کی طرف رستہ اختیار کرے (یعنی اس تک پہونچنے کے لیے دین کا رستہ قبول کرے اس میں مجازاۃ کا ذکر بھی ہو گیا جس سے مضامین ثلثہ کی تکمیل ہو گئی آگے اس قیام لیل کی فرضیت کا نسخ ہے جو اول سورت میں مذکور تھا +

نسخ فرضیت قیام لیل

یعنی آپکے رب کو معلوم ہے کہ آپ اور آپکے ساتھ والوں میں سے بعضے آدمی (کبھی) دو تہائی رات کے قریب اور (کبھی) آدھی رات اور (کبھی) تہائی رات (نماز میں) کھڑے رہتے ہیں اور رات اور دن کا پورا اندازہ اللہ ہی کر سکتا ہے اس کو معلوم ہے کہ تم اس (تقدیر وقت) کو ضبط نہیں کر سکتے (اور اس وجہ سے تم کو سخت مشقت لاحق ہوتی ہے کیونکہ اندازے سے تخمینہ کرنے میں تو شبہہ رہتا ہے کمی کا اور اندازہ سے زیادہ کرنے میں تمام رات کے قریب صرف ہو جاتا ہے تاکہ وقت مقدر یقیناً پورا ہو جاوے اور ان دونوں امر میں مشقت شدیدہ ہے روحانی یا جسمانی اور آلات معرفت اوقات کے موجود نہ تھے)

سورۃ المدثر مکیۃ | بسم اللہ الرحمٰن الرحیم | وھی ست وخمسون اٰیۃ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

تو (ان وجوہ سے) اُس نے تمہارے حال پر عنایت کی (اور اُس پہلے حکم کو منسوخ فرما دیا) سو (اب) تم لوگ جتنا قرآن آسانی سے پڑھا جاسکے پڑھ لیا کرو (مراد اس قرآن پڑھنے سے تہجد پڑھنا ہے کہ اُس میں قرآن پڑھا جاتا ہے اور یہ امر ندب کے لیے ہے مطلب یہ کہ تہجد کی فرضیت منسوخ ہوگئی اب جس قدر وقت تک آسان ہو بطور ندب کے اگر چاہو پڑھ لیا کرو اور منسوخ ہونے کی اصل علت مشقت ہے جس پر علم ان لن تحصوہ دال ہے اور اس کے قبل کا مضمون اس کی تمہید ہے چنانچہ ظاہر ہے اور آگے اسی نسخ کی دوسری علت ہے کہ) اُس کو (یہ بھی) معلوم ہے کہ بعضے آدمی تم میں بیمار ہونگے اور بعضے تلاش معاش کے لیے ملک میں سفر کرینگے اور بعضے اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے (اس لیے بھی اُس حکم کو منسوخ کر دیا کیونکہ ان حالتوں میں پابندی تہجد کی اور اوقات کی مشکل تھی) سو (اس لیے بھی تم کو اجازت ہے کہ اب) تم لوگ جتنا قرآن آسانی سے پڑھا جا سکے پڑھ لیا کرو (وقد مر تفسیرہ آنفا اور ہر علت پر مستقلاً اس کو مرتب کیا پس تکرار نہ رہا) اور (گو تہجد منسوخ ہوگیا مگر یہ احکام اب بھی باقی ہیں یعنی یہ کہ) نماز (فرض) کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو (قد مر تفسیرہ فی اول المؤمنین) اور اللہ کو اچھی طرح (یعنی اخلاص سے) قرض دو اور جو نیک عمل اپنے لیے آگے (ذخیرہ آخرت کا بنا کر) بھیجدو گے اس کو اللہ کے پاس پہونچکر اُس سے اچھا اور ثواب میں بڑا پاؤگے (یعنی دنیوی اغراض میں خرچ کرنے سے جو عوض اور نفع مرتب ہوتا ہے اُس سے بہتر اور اعظم نفقات خیر پر ملیگا) اور اللہ سے گناہ معاف کراتے رہو بیشک اللہ غفور رحیم ہے (استغفار بھی اُن ہی احکام باقیہ میں ہے) **ف** ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ فرضیت تہجد کی عام تھی اور طائفہ سے شبہہ تبعیض کا نہ کیا جاوے کیونکہ من محتمل بیان بھی ہے یا یہ طائفہ آپ کے ساتھ قیام کرتے ہوں اور باقی بطور خود اور نسخ بھی ظاہراً عام معلوم ہوتا ہے آپ کے حق میں بھی ومر شیٔ منہ فی التمہید اور ظاہراً النصف وثلث وثلثین میں اوّل آخر شب میں تخییر تھی البتہ ناشئہ سے ظاہراً افضیلت آخر کی معلوم ہوتی ہے۔

سورۃ المدثر مکیۃ وآیاتہا ست وخمسون کذا فی البیضاوی

ربط اوپر کی سورت میں تسلیہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم مقصود تھا اور انذار کفار تبعاً مذکور تھا اس سورت میں انذار مقصود اور تسلیہ تبعاً ارشاد ہے اسلیے وہاں تسلیہ کی آیات زیادہ اور انذار کی کم اور یہاں انذار کی زیادہ اور تسلیہ کی کم ہیں۔ اور اس سورت میں بعض واقعات کی طرف اشارہ ہے توضیح سورت کے لیے اُن کی تفصیل لکھی جاتی ہے **واقعہ اول** احادیث میں ہے کہ سب سے پہلے سورہ اقرأ کے شروع کی آیتیں نازل ہوکر بعض حکمتوں سے چندے وحی نازل نہ ہوئی پھر ایکبار جنگل میں آپ کو ایک آواز سُنائی دی اوپر نظر اُٹھا کر دیکھا تو جبرئیل علیہ السلام ایک تخت پر درمیان زمین و آسمان کے بیٹھے ہیں آپ ہیبت سے گھبرا کر گھر لوٹ آئے اور کپڑوں میں لپٹ گئے اس پر اول کی آیتیں نازل ہوئیں لفظ مدثر میں اسی کی طرف اشارہ ہے اور یہ آیتیں شروع شروع نبوت کی ہیں اور بقیہ سورت کا بعد میں نزول ہوا ہے اور اتقان سے معلوم ہوتا ہے کہ سورۂ مزمل کے بعد نزول ہوا ہے یعنی بقیہ کا **واقعہ ثانی** ولید بن مغیرہ کافر بڑا مالدار تھا اور اُس کے دس بیٹے تھے جو اُس کے پاس رہتے تھے اور بوجہ فراغت معاش کے اُن کو تلاش معاش کے لیے کہیں جانا نہ پڑتا تھا وہ ایکبار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے اُس کو قرآن پڑھکر سنایا اور وہ کسی قدر متاثر ہوا مگر ابوجہل نے اُس کو ورغلانا اور قریش میں تذکرہ ہوا کہ اگر ولید مسلمان ہوگیا تو بڑی خرابی ہوگی غرض سب جمع ہوئے اور آپکے بارہ میں گفتگو ہوئی کسی نے کہا کہ آپ شاعر ہیں کسی نے کہا کہ آپ کاہن ہیں ولید نے کہا کہ میں شعر میں خود بڑا ماہر ہوں اور کاہنوں کی باتیں بھی سب سنی ہیں قرآن نہ شعر ہے نہ کہانت لوگوں نے کہا کہ تیری کیا رائے ہے اُس نے کہا کہ سوچ لوں چنانچہ سوچ سوچ کر کہنے لگا کہ مجکو سحر معلوم ہوتا ہے جس کا مبنی تفریق بین الاحبہ ہے جو شروع مزمل میں مذکور ہوا اور اسکے قبل یہ بھی کہہ چکا تھا کہ یہ سحر بھی نہیں اور مجنونانہ کلام بھی نہیں اور یہ کلام اللہ ہے مگر محض اپنی برادری کو خوش کرنے کو اب یہ بات بنائی ذرنی ومن خلقت سے ساصلیہ سقر کے آگے تک اسی کے متعلق مضمون ہے کذا فی الدر المنثور **واقعہ ثالث** جب آیت علیہا تسعۃ عشر کو کفار نے سُنا تو ایک کافر تھا ابو الاشد بن اسید بن کلاۃ الجمحی اور وہ بڑا قوی تھا اُس نے کہا کہ اے قریش تم اس سے ڈرنا مت میں دس فرشتوں کو تو اپنے داہنے شانہ سے ہٹا دونگا اور نو کو بائیں شانہ سے اور ایک روایت میں ہے کہ ابوجہل نے کہا کہ وہ فرشتے تو اُنیس ہی ہیں اور تم بہت سے ہو کیا دس دس آدمی بھی ایک ایک کو کافی نہ ہونگے اس پر یہ آیت نازل ہوئی وما جعلنا اصحٰب النار الخ رواہ فی الدر عن السدی وقتادۃ۔ اب تفسیر شروع ہوتی ہے۔

امر بالانذار

يَاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝ قُمْ فَاَنْذِرْ ۝ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ۝ وَلِرَبِّكَ

اے کپڑے میں لپٹنے والے | اٹھو پھر ڈراؤ | اور اپنے رب کی بڑائیاں بیان کرو | اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھیے | اور بتوں سے الگ رہو | اور کسی کو اس غرض سے مت دو کہ زیادہ معاوضہ چاہو | اور پھر اپنے رب

فَاصْبِرْ ۝ فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ ۝ فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَّوْمٌ عَسِيْرٌ ۝ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ غَيْرُ يَسِيْرٍ ۝ ذَرْنِيْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيْدًا ۝

کے واسطے صبر کیجیے | پھر جس وقت صور پھونکا جاویگا | سو وہ وقت یعنی وہ دن کافروں پر ایک سخت دن ہوگا | جس میں ذرا آسانی نہ ہوگی | مجھکو اور اس شخص کو رہنے دو جس کو میں نے اکیلا پیدا کیا

وَّجَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا ۝ وَّبَنِيْنَ شُهُوْدًا ۝ وَّمَهَّدْتُّ لَهٗ تَمْهِيْدًا ۝ ثُمَّ يَطْمَعُ اَنْ اَزِيْدَ ۝ كَلَّا ۭ اِنَّهٗ كَانَ لِاٰيٰتِنَا

اور اُس کو کثرت سے مال دیا | اور پاس رہنے والے بیٹے | اور سب طرح کا سامان اُسکے لیے مہیا کر دیا | پھر بھی اس بات کی ہوس رکھتا ہے کہ اور زیادہ دوں ہرگز نہیں وہ ہماری آیتوں کا

عَنِيْدًا ۝ سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا ۝ اِنَّهٗ فَكَّرَ وَقَدَّرَ ۝ فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۝ ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۝ ثُمَّ نَظَرَ ۝ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ۝

مخالف ہے۔ میں اُس کو عنقریب دوزخ کے پہاڑ پر چڑھاؤنگا | اُس شخص نے سوچا پھر ایک بات تجویز کی۔ سو اُس پر خدا کی مار ہو کیسی بات تجویز کی۔ پھر اُس پر خدا کی مار ہو کیسی بات تجویز کی۔ پھر دیکھا۔ پھر مُنہ بنایا اور زیادہ مُنہ بنایا

ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ۝ فَقَالَ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ ۝ اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ۝ سَاُصْلِيْهِ سَقَرَ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ ۝

پھر مُنہ پھیرا اور تکبر ظاہر کیا | پھر بولا | کہ یہ تو جادو ہے منقول | بس یہ تو آدمی کا کلام ہے | میں اُس کو جلدی دوزخ میں داخل کرونگا۔ اور تم کو کچھ خبر ہے | کہ دوزخ کیسی چیز ہے

لَا تُبْقِيْ وَلَا تَذَرُ ۝ لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ۝ عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ۝ وَمَا جَعَلْنَآ اَصْحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰۗىِٕكَةً ۠ وَّمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ

نہ تو باقی رہنے دیگی اور نہ چھوڑیگی | وہ بدن کی حیثیت بگاڑ دیگی | اُس پر اُنیس فرشتے ہونگے | اور ہم نے دوزخ کے کارکن صرف فرشتے بنائے ہیں | اور ہم نے جو اُن کی تعداد صرف ایسی رکھی ہے

اِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۙ لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَيَزْدَادَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِيْمَانًا وَّلَا يَرْتَابَ الَّذِيْنَ

جو کافروں کی گمراہی کا ذریعہ ہو | تو اس لیے تاکہ اہل کتاب یقین کریں | اور ایمان والوں کا ایمان اور بڑھ جاوے | اور اہل کتاب اور مومنین

اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۙ وَلِيَقُوْلَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْكٰفِرُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۭ

شک نہ کریں | اور تاکہ جن لوگوں کے دلوں میں مرض ہے وہ اور کافر لوگ کہنے لگیں | کہ اس عجیب مضمون سے اللہ تعالیٰ کا کیا مقصود ہے -

يَاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝ قُمْ فَاَنْذِرْ ۝ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ۝ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ۝ فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ ۝ فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَّوْمٌ عَسِيْرٌ ۝ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ غَيْرُ يَسِيْرٍ ۝ ذَرْنِيْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيْدًا ۝ وَّجَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا ۝ وَّبَنِيْنَ شُهُوْدًا ۝ وَّمَهَّدْتُّ لَهٗ تَمْهِيْدًا ۝ ثُمَّ يَطْمَعُ اَنْ اَزِيْدَ ۝ كَلَّا ۭ اِنَّهٗ كَانَ لِاٰيٰتِنَا عَنِيْدًا ۝ سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا ۝ اِنَّهٗ فَكَّرَ وَقَدَّرَ ۝ فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۝ ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۝ ثُمَّ نَظَرَ ۝ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ۝ ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ۝ فَقَالَ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ ۝ اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ۝ سَاُصْلِيْهِ سَقَرَ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ ۝ لَا تُبْقِيْ وَلَا تَذَرُ ۝ لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ۝ عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ۝ وَمَا جَعَلْنَآ اَصْحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰۗىِٕكَةً ۠ وَّمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ اِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۙ لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَيَزْدَادَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِيْمَانًا وَّلَا يَرْتَابَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۙ وَلِيَقُوْلَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْكٰفِرُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۭ

اللغات الرجز بالكسر الصنم القذر وعبادة الاوثان كذا في القاموس نقر بمعنى التصويت واريد به النفخ لانه نوع منه قوله سارهقه في القاموس ارهقه عسرا كلفه اياه صعودا في القاموس العقبة الشاقة وقيل في جهنم وترجمت الجملة بذه بالحاصل لواحة في القاموس لوح غيره [illegible]

النحو قوله فاذا نقر جزاءه فذلك الخ قوله فذلك مبتدأ ويومئذ بدل منه مبني على الفتح لاضافته الى غير متمكن والخبر يوم عسير وعلى الكفرين متعلق بعسير وغير يسير للتاكيد قوله ثم نظر عطف على فكر وقدر وما بينهما من الدعاء اعتراض ١٢

البلاغة قوله وما جعلنا عدتهم في الربح ومعنى قوله تعالى وما جعلنا الخ ما جعلنا اصحاب النار الا العدد الا في فتنة ومعنى التسعة عشر فكان الاصل ما جعلنا عدتهم الا تسعة عشر فعبر بالاثر وهو الفتنة عن المؤثر وهو خصوص التسعة عشر لانه السبب في افتنانهم وقيل الافتنة بدل التسعة عشر تنبيها على ان لا اثر بينهما لعدم انفكاكه عن مؤثره فكان شيئا واحدا فعبر باسم احدهما عن الآخر ومعنى جعل عدتهم المتعلقة بالعدد المخصوص ان يخبر عنه [illegible] بانه كذا اذ الجعل لا يتعلق بالعدد انما يتعلق بالمعدود فالمعنى اخبرنا ان عدتهم تسعة عشر دون غيرها فلا يرد انه لا معنى جعل الفتنان الكفار سببا لهذا العدد وانما السبب هو العدد والاخبار عنها فافهم وراعيت كل ذلك في الترجمة قوله وليقول اعاد اللام لان هذا الغرض مقابل للسابق بخلاف ١٢

كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ ؕ وَمَا هِيَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْبَشَرِ ۝ (ع ۳۱)

اسی طرح اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے گمراہ کر دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت کر دیتا ہے اور تمہارے رب کے لشکروں کو بجز رب کے کوئی نہیں جانتا اور دوزخ صرف آدمیوں کی نصیحت کے لیے ہے

كَلَّا وَالْقَمَرِ ۝ وَالَّيْلِ اِذْ اَدْبَرَ ۝ وَالصُّبْحِ اِذَآ اَسْفَرَ ۝ اِنَّهَا لَاِحْدَى الْكُبَرِ ۝ نَذِيْرًا لِّلْبَشَرِ ۝ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّتَقَدَّمَ

بالتحقیق قسم ہے چاند کی اور رات کی جب جانے لگے اور صبح کی جب روشن ہو جاوے کہ وہ دوزخ بڑی بھاری چیز ہے جو انسان کے لیے بڑا ڈراوا ہے یعنی تم میں جو آگے کو بڑھے اس کے لیے بھی

اَوْ يَتَاَخَّرَ ۝ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ ۝ اِلَّآ اَصْحٰبَ الْيَمِيْنِ ۝ فِيْ جَنّٰتٍ ؕ يَتَسَآءَلُوْنَ ۝ عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ مَا سَلَكَكُمْ

یا جو پیچھے کو ہٹے اس کے لیے بھی ہر شخص اپنے اعمال کے بدلے میں محبوس ہوگا مگر داہنے والے کہ وہ بہشتوں میں ہونگے مجرموں کا حال پوچھتے ہونگے کہ تم کو دوزخ میں

فِيْ سَقَرَ ۝ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ۝ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ۝ وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ ۝ وَكُنَّا نُكَذِّبُ

کس بات نے داخل کیا وہ کہیں گے کہ ہم نہ تو نماز پڑھا کرتے تھے اور نہ غریب کو کھانا کھلایا کرتے تھے اور مشغلہ میں رہنے والوں کے ساتھ ہم بھی مشغلہ میں رہا کرتے تھے اور قیامت کے دن کو

بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۝ حَتّٰٓى اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ ۝ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ ۝ فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِيْنَ ۝ كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ

جھٹلایا کرتے تھے یہاں تک کہ ہم کو موت آ گئی سو ان کو سفارش کرنے والوں کی سفارش نفع نہ دیگی تو ان کو کیا ہوا کہ اس نصیحت سے روگردانی کرتے ہیں گویا وہ وحشی

مُّسْتَنْفِرَةٌ ۝ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ ۝ بَلْ يُرِيْدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّؤْتٰى صُحُفًا مُّنَشَّرَةً ۝ كَلَّا ؕ بَلْ لَّا يَخَافُوْنَ

گدھے ہیں جو شیر سے بھاگے جا رہے ہیں بلکہ ان میں ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کو کھلے ہوئے نوشتے دیے جاویں ہرگز نہیں بلکہ یہ لوگ آخرت سے

الْاٰخِرَةَ ۝ كَلَّآ اِنَّهٗ تَذْكِرَةٌ ۝ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ۝ وَمَا يَذْكُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ۝ (ع ۲۵)

نہیں ڈرتے ہرگز نہیں یہ قرآن نصیحت ہے، سو جس کا جی چاہے اس سے نصیحت حاصل کرے۔ اور بدون خدا کے چاہے یہ لوگ نصیحت قبول نہیں کرینگے وہی ہے جس سے ڈرنا چاہیے اور وہی معاف کرتا ہے۔

كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ وَمَا هِيَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْبَشَرِ كَلَّا وَالْقَمَرِ وَالَّيْلِ اِذْ اَدْبَرَ وَالصُّبْحِ اِذَآ اَسْفَرَ اِنَّهَا لَاِحْدَى الْكُبَرِ نَذِيْرًا لِّلْبَشَرِ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّتَقَدَّمَ اَوْ يَتَاَخَّرَ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ اِلَّآ اَصْحٰبَ الْيَمِيْنِ فِيْ جَنّٰتٍ يَتَسَآءَلُوْنَ عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ حَتّٰٓى اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِيْنَ كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ بَلْ يُرِيْدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّؤْتٰى صُحُفًا مُّنَشَّرَةً كَلَّا بَلْ لَّا يَخَافُوْنَ الْاٰخِرَةَ كَلَّآ اِنَّهٗ تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ وَمَا يَذْكُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ

اے کپڑے میں لپٹنے والے اٹھو (یعنی اپنی جگہ سے اٹھو یا یہ کہ مستعد ہو) پھر (کافروں کو) ڈراؤ (جو کہ مقتضا منصب نبوت کا ہے اور یہاں مبشر کو اس لیے نہیں فرمایا کہ یہ آیت بالکل ابتدائے نبوت کی ہے اس وقت باستثناء ایک دو کے کوئی مسلمان نہ تھا تو انذار ہی انسب تھا) اور اپنے رب کی بڑائیاں بیان کرو (کہ اول چیز تبلیغ کی توحید ہے) اور (آگے بعض ضروری اعمال و عقائد و اخلاق کی تعلیم ہے جس پر خود بھی عامل رہنا چاہیے کہ تبلیغ کے ساتھ اپنی تہذیب بھی ضروری ہے یعنی ایک تو) اپنے کپڑوں کو پاک رکھیے (یہ اعمال میں سے ہے اور چونکہ بالکل ابتدا میں نماز نہ تھی اس لیے اس کا حکم نہیں ہوا) اور (دوسرے یہ کہ) بتوں سے الگ رہو (جس طرح کہ اب تک الگ ہو۔ یہ عقائد میں سے ہے یعنی بدستور سابق توحید پر دوام رکھو اور باوجود دوسری شق کے احتمال نہ ہونے کے یہ امر فرمانا اشارہ ہے اہتمام شان توحید کی طرف کہ ایسی ضروری چیز ہے کہ معصوم کو بھی باوجود احتیاج نہ ہونے کے اس کی تعلیم کی جاتی ہے تو غیر معصوم تو بدرجہ اولیٰ اس کا مکلف ہوگا) اور کسی کو اس غرض سے مت دو کہ (دوسرے وقت) زیادہ معاوضہ چاہو (یہ متعلق اخلاق کے ہے اور گو اوروں کے لیے یہ امر جائز ہے اگرچہ خلاف اولیٰ ہے جیسا سورۂ روم کی آیت وما آتیتم من ربا الخ کی تفسیر

اللغات كلا بمعنى حقا ۱۲ القسورة الاسد التقوى مصدر مجهول المغفرة مصدر معروف كما في الحديث ۱۲

النحو قوله نذيرا حال من احدى العامل فيها ... اى انها شديدة حال كونها ذات انذار وذكر لانها بمعنى العذاب ۱۲

البلاغة

قوله كانهم حمر اى نفرة ... يتساءلون اى يسألون حذف المفعول اى المجرمين عن حالهم ... موضع المضمر

معلوم ہو سکتا ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان چونکہ ارفع ہے اس لیے آپ کو اس کی ممانعت کی گئی کما فی الروح والاصوب ان النہی للتحریم وانہ من خواصہ علیہ الصلوٰۃ والسلام) اور پھر (انذار میں جو ایذا رپیش آوے اس پر) اپنے رب (کی خوشنودی) کے واسطے صبر کیجیے (یہ خاص اخلاق متعلقہ بالتبلیغ میں سے ہے پس آئتیں جامع ہوگئیں تہذیب نفس وتہذیب غیر کو) پھر (اس ڈرانے کے بعد جو کوئی ایمان نہ لاوے گا اُس کے لیے یہ وعید ہے کہ) جس وقت صور پھونکا جاوے گا سو وہ وقت یعنی وہ دن کافروں پر ایک سخت دن ہوگا جس میں ذرا آسانی نہ ہوگی (آگے بعض خاص کفار کا ذکر ہے یعنی) مجھکو اور اُس شخص کو (اپنے اپنے حال پر) رہنے دو (کہ ہم اُس سے نمٹ لیں گے) جس کو میں نے (مال واولاد سے خالی اور) اکیلا پیدا کیا (جیسا کہ پیدا ہونے کے وقت آدمی کے پاس نہ مال ہوتا ہے اور نہ اولاد اور مراد اس سے ولید ہے جس کا قصہ واقعہ ثانی میں مذکور ہوا ہے) اور اُس کو کثرت سے مال دیا اور پاس رہنے والے بیٹے (دیئے) اور سب طرح کا سامان اُس کے لیے مہیا کر دیا پھر بھی (باوجود اس کے اس مال واولاد کا شکر بجا نہ لایا کہ ایمان لے آتا بلکہ اس نعمت وافرہ کو براہ کفران وبے قدری قلیل سمجھ کر) اس بات کی ہوس رکھتا ہے کہ (اُس کو) اور زیادہ دوں ہرگز (وہ زیادہ دیئے کے قابل) نہیں (کیونکہ) وہ ہماری آیتوں کا مخالف ہے (اور مخالفت کے ساتھ عدم قابلیت ظاہر ہے گو استدراجاً دیدی جاوے لیکن اتفاق سے اُس شخص کی روز نزول آیت سے ظاہراً بھی ترقی بند ہوگئی چنانچہ پھر نہ کوئی اولاد ہوئی اور نہ کچھ مال بڑھا گو ترقی ہونے پر بھی مضمون آیت کا صحیح رہتا کیونکہ مضمون مقصود زجر ہے طمع زیادت پر کہ طمع زیادت بلا مقتضی قابل زجر ہے اور یہ سزائے زجر یا عدم زیادت تو دنیا میں ہے اور آخرت میں) میں اُس کو عنقریب (یعنی مرنے کے بعد) دوزخ کے پہاڑ پر چڑھاؤں گا (حدیث ترمذی میں مرفوعاً ہے کہ صعود دوزخ میں ایک پہاڑ ہے ستر برس میں اُس کی چوٹی پر پہونچے گا پھر وہاں سے گر پڑے گا پھر اسی طرح ہمیشہ چڑھے گا اور گرے گا اور وجہ اس سزا کی وہی عناد ہے جو اوپر مذکور ہے اور آگے بھی اُس کی کچھ تفصیل ہے وہ یہ کہ) اس شخص نے (اس بارہ میں) سوچا (کہ قرآن کی شان میں کیا بات تجویز کروں) پھر (سوچ کر) ایک بات تجویز کی (جس کا بیان آگے آتا ہے) سو اس پر خدا کی مار ہو کیسی بات تجویز کی (اور) پھر (مکرر) اس پر خدا کی مار ہو کیسی بات تجویز کی (یہ تعجیب مکرر غایت ذم واستبعاد کے لیے ہے یعنی کیسی بے جوڑ بات تجویز کی جس کا احتمال ہی نہیں ہو سکتا کیونکہ سحر امور عادیہ سے ہے اور ایک حد تک اُس کی قوت ہے اور اُس میں اتنی قوت نہیں کہ جمیع غائبین پر بھی مؤثر ہو جاوے اور ماضین ومستقبلین پر بھی اثر کر جاوے کہ نہ ماضین کے کلام میں سے اُس کا مثل پیش کر سکے اور مستقبلین کی نسبت یہی دعویٰ کیا جاوے کہ کوئی اسکے مثل نہیں بنا سکتا اور کاذب کو ایسے دعوے کی اولاً جرأت کہاں پھر آئندہ چل کر بہت جلد اُس کی تکذیب ہو جاتی غرض نہایت مہمل بات تجویز کی) پھر (حاضرین کے چہروں کو) دیکھا (کہ وہ تجویز کی ہوئی بات ان سے کہوں) پھر منہ بنایا (تاکہ دیکھنے والے سمجھیں کہ اس کو قرآن سے بہت کراہت وانقباض ہے) اور زیادہ منہ بنایا پھر منہ پھیرا اور تکبر ظاہر کیا (جیسا عادت ہے کہ جس چیز کو قابل اعراض سمجھتے ہیں اس کا تذکرہ کرتے ہوئے بھی گردن پھیر لیتے ہیں اور اظہار تنفر کرتے ہیں) پھر بولا کہ بس یہ تو جادو ہے (جو اوروں سے) منقول (ہے) بس یہ تو آدمی کا کلام ہے (مطلب یہ کہ اللہ کا کلام نہیں بلکہ بشر کا کلام ہے جس کو آپ کسی جادوگر سے نقل کر دیتے ہیں یا آپ خود مصنف ہیں لیکن مضامین مدعیان نبوت سابقین سے منقول ہیں اور اسلوب عبارت نعوذ باللہ آپ کے سحر کا اثر ہے۔ آگے اس عناد کی سزا تفصیلاً فرماتے ہیں جیسا اوپر سارھقہ صعودا میں اجمالاً فرمایا تھا پس عنیدا میں جرم کا ذکر اجمالاً اور سارھقہ میں عقوبت کا ذکر اجمالاً اور انہ فکر عنیدا کی تفصیل ہے اور ساصلیہ۔ سارھقہ کی تفصیل ہے یعنی) میں اس کو جلدی دوزخ میں داخل کرونگا اور تم کو کچھ خبر ہے کہ دوزخ کیسی چیز ہے (مقصود اس سے تہویل ہے وہ ایسی ہے کہ) نہ تو (داخل ہونے کے بعد داخل ہونے والوں کی کوئی چیز جلانے سے) باقی رہنے دیگی اور نہ (داخل ہونے کے قبل جو کفار اُس وقت باہر ہونگے نہ ان میں سے کسی کو بے اپنے اندر لیے ہوئے) چھوڑے گی (اور) وہ (جلا کر) بدن کی حیثیت بگاڑ دیگی (اور) اس پر اُنیس فرشتے (جو اُس کے خازن ہیں جن میں ایک مالک ہے مقرر) ہونگے (جو کافروں کو انواع انواع عذاب دیں گے حاصل یہ کہ فرشتے جن کی قوت معلوم ہے باوجودیکہ ان میں کا ایک ہی تمام اہل جہنم کی تعذیب کے لیے بس ہے پھر اُنیس فرشتوں کے مقرر ہونے سے ظاہر ہے کہ عذاب کا بہت ہی اہتمام ہوگا۔ اور نکتہ خاص اُنیس کے عدد میں حقیقۃً اللہ ہی کو معلوم ہے لیکن اوروں نے جو ذکر کیا ہے ان سب میں اقرب وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس حقیر کے قلب میں القاء فرمایا ہے وہ یہ کہ اصل تعذیب کفار کی عقائد حقہ کی مخالفت پر ہے اور عقائد قطعیہ جو عملیات کے متعلق نہیں حسب تفصیل رسالہ فروع الایمان نو ہیں۔ ایمان لانا اللہ تعالیٰ پر اعتقاد رکھنا کہ عالم حادث ہے۔ ایمان لانا فرشتوں پر۔ ایمان لانا اُس کی سب کتابوں پر۔ ایمان لانا پیغمبروں پر۔ ایمان لانا تقدیر پر۔ ایمان لانا قیامت کے دن پر۔ جنت کا یقین کرنا۔ دوزخ کا یقین کرنا۔ باقی ان کی طرف راجع ہیں اور عقائد قطعیہ جو عملیات کے متعلق ہیں دس ہیں پانچ مامورات کے متعلق یعنی انکے وجوب کا اعتقاد

ملحقات الترجمۃ

۵۱ قولہ فی نزیلک حرّ... کما فی المدارک ۱۲

۵۲ قولہ فی قدر تجویز کیا فی المدارک نسفی تفسیر ۱۲

۵۳ قولہ فی بسر زیادہ کما فی مدارک بسر زاد فی التقبض والکلوح

اور وہ پانچ مامورات جو شعائر اسلام ہیں یہ ہیں تلفظ بالشہادتین - اقامت صلوۃ - ایتاء زکوٰۃ - صوم رمضان - حج بیت - اور پانچ منہیات کے متعلق یعنی اُن کی تحریم کا اعتقاد اور وہ پانچ منہیات جو کہ آیت امتحان وغیرہ میں مذکور ہیں یہ ہیں - تلفظ بکلمہ کفر - سرقہ - زنا - قتل - خصوص قتل اولاد - بہتان - عصیان فی المعروف جس میں غیبت وظلم واکل اموال یتامیٰ وغیرہ سب آگیا پس یہ سب عقائد ملا کر انیس ۱۹ ہوئے شاید ایک ایک عقیدہ کے مقابلے میں ایک ایک فرشتہ معین ہو اور چونکہ ان سب میں ایک عقیدہ سب سے بڑا ہے یعنی توحید اس لیے ان فرشتوں میں بھی ایک فرشتہ سب سے بڑا مقرر ہوا ہو یعنی مالک واللہ اعلم باسرارہ) اور (اس آیت کا مضمون سُن کر جو کفار نے تمسخر کیا جس کا بیان واقعہ ثالثہ میں ہے اُس پر اگلا مضمون نازل ہوا کہ) ہم نے دوزخ کے کارکن (آدمی نہیں بلکہ) صرف فرشتے بنائے ہیں (جن میں سے ایک ایک فرشتہ میں تمام جن وانس کی برابر قوت ہے کذا فی الدر مرفوعا ولفظہ کذا الہم مثل قوۃ الثقلین) اور ہم نے جو اِن کی تعداد (ذکر وحکایت میں) صرف ایسی رکھی ہے جو کافروں کی گمراہی کا ذریعہ ہو (مراد اس سے شمار انیس کا ہے) تو اس لیے (کہ یہ غایات اس پر مرتب ہوں یعنی) تاکہ اہل کتاب (سُننے کے ساتھ) یقین کریں اور ایمان والوں کا ایمان اور بڑھ جاوے اور اہل کتاب اور مؤمنین شک نہ کریں اور تاکہ جن لوگوں کے دلوں میں (شک کا) مرض ہے وہ اور کافر لوگ کہنے لگیں کہ اس عجیب مضمون سے اللہ تعالیٰ کا کیا مقصود ہے (اہل کتاب کے یقین کی دو توجیہ ہوسکتی ہیں ایک یہ کہ اُن کی کتاب میں بھی یہ عدد لکھا ہو تو وہ فوراً مان لیں گے اور اگر اب اُن کی کتابوں میں یہ عدد نہ ہو تو ممکن ہے کہ کتابوں کے ضائع ہونے سے ضائع ہوگیا ہو اور دوسری توجیہ یہ ہوسکتی ہے کہ عدد اُن کی کتاب میں نہ ہو لیکن وہ فرشتوں کی قوت کے قائل تھے اور نیز بہت سے امور توقیفیہ اُن کی کتابوں میں موجود تھے تو اُن کے پاس کوئی بھی انکار کا نہ تھا پس استیقان سے مراد عدم انکار وعدم استہزاء ہوگا لیکن ظاہر توجیہ اوّل ہے اور اہل ایمان کے ایمان کی زیادت کی بھی دو توجیہ ہوسکتی ہیں ایک یہ کہ اہل کتاب کے استیقان کو دیکھ کر ان کا ایمان کیفاً قوی ہو کہ آپ باوجود عدم اختلاط اہل کتاب کے وحی سابق کی موافق خبر دیتے ہیں ضرور نبی برحق ہیں - دوسری توجیہ یہ کہ جب کوئی مضمون نیا نازل ہوتا تھا اُس پر ایمان لاتے تھے پس ایک فرد تصدیق کی اور بڑھی پس کمًا ایمان زائد ہوا اور لا یرتاب کو تاکید کے لیے بڑھایا کہ اثبات یقین اور نفی شک دونوں کی تصریح ہوجاوے باوجود باہمی تلازم کے - اور مرض میں دو احتمال ہیں ایک شک کیونکہ ظہور حق کے بعد بعضے جاحد اور منکر ہوتے ہیں بعضے متردد ہوتے ہیں تو اہل مکہ میں بھی ایسے لوگ ہوں گے - دوسرا نفاق تو اس میں پیشین گوئی ہوگی کہ مدینہ میں منافق ہوں گے اور اُن کا یہ قول ہوگا اور مؤمنین اور اہل کتاب کے اثبات ونفی شک کو جُدا جُدا اس لیے فرمایا کہ اہل کتاب کا یقین ونفی شک لغوی ہے اور مؤمنین کا شرعی آگے فریقین کے حال پر بطور تفریع کے فرماتے ہیں کہ جس طرح خدا تعالیٰ نے ان ایمان والوں کو اس باب خاص میں ہدایت کی اور ان کافروں کو اس باب خاص میں گمراہ کیا) اسی طرح اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے گمراہ کردیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت کردیتا ہے اور (آگے تتمہ مذکور ہے مضمون سابق متعلق عدد خزنہ جہنم کا یعنی یہ انیس ۱۹ فرشتوں کا مقرر ہونا کسی حکمت سے ہے ورنہ) تمہارے رب کے (ان) لشکروں (کی یعنی فرشتوں کی تعداد اس کثرت سے ہے کہ اُس) کو بجز رب کے کوئی نہیں جانتا (اگر وہ چاہتے تو بے انتہا فرشتوں کو خازن بنادیتے اور اب بھی گو خازن انیس ۱۹ ہیں مگر اُن کے اور اعوان وانصار بہت کثرت سے ہیں چنانچہ حدیث مسلم میں ہے کہ جہنم اس حال میں حاضر کیا جاوے گا کہ اُس کے ستر ہزار باگیں ہونگی اور ہر باگ کو ستر ہزار فرشتے پکڑے ہونگے) اور (جو اصل مقصود ہے جہنم کا حال بیان کرنے سے وہ عدد کی قلت یا کثرت یا تعیین یا عدم تعیین یا انکشاف حکمت تخصیص یا عدم انکشاف پر موقوف نہیں اور وہ اصل مقصود یہ ہے کہ) دوزخ (کا حال بیان کرنا) صرف آدمیوں کی نصیحت کے لیے ہے (تاکہ وہاں کے عذاب کو سُن کر ڈریں اور ایمان لاویں اور یہ مقصود کسی خاص خصوصیات پر موقوف نہیں پس مقتضا عقل کا بھی یہی ہے کہ اصل مقصود کو محفوظ وملحوظ رکھ کر ان بالائی امور کے درپے نہ ہوں آگے جہنم کی عقوبت کا کسی قدر بیان ہے جس میں ذکرے للبشر کے اجمال کی تفصیل ہے پس ارشاد ہے کہ) بالتحقیق قسم ہے چاند کی اور رات کی جب جانے لگے اور صبح کی جب روشن ہوجاوے کہ وہ دوزخ بڑی بھاری چیز ہے جو انسان کے لیے بڑا ڈراوا ہے یعنی تم میں جو (خیر کی طرف) آگے کو بڑھے اُس کے لیے بھی یا جو (خیر سے) پیچھے کو ہٹے اُسکے لیے بھی (مطلب یہ کہ جمیع مکلفین کے لیے نذیر ہے اور چونکہ عواقب اس انذار کے قیامت میں ظاہر ہونگے اس لیے قسم ایسی چیزوں کی کھائی گئی جو قیامت کے بہت ہی مناسب ہے چنانچہ قمر کا اول بڑھنا پھر گھٹنا نمونہ ہے اس عالم کے نشو ونما اور پھر اضمحلال وفنا کا یہاں تک کہ چاند کے محاق کی طرح یہ بھی فانی محض ہوجاوے گا اسی طرح اس عالم دُنیا کو اس عالم آخرت کے ساتھ اختفار وانکشاف حقائق میں ایسی نسبت ہے جیسے رات کو دن کے ساتھ پس اس عالم کا ختم ہوجانا مشابہ رات گذرجانے کے ہے اور اس عالم کا ظہور مشابہ اسفار صبح کے ہے آگے اُس کے اور اُس کے اہل کے بعض احوال کا بیان ہے یعنی) ہر شخص اپنے اعمال (کفریہ) کے بدلے میں (دوزخ میں) محبوس ہوگا مگر داہنے والے (جن کی تفسیر سورۂ واقعہ میں گذری ہے اور یہاں یہ مقابل اصحاب الشمال کے ہے پس مقربین کو بھی شامل ہے حاصل یہ کہ مؤمنین اس حبس سے

سورۃ القیٰمۃ مکیۃ وھی اربعون اٰیۃ

سنتے نہیں) کہ وہ بہشتوں میں ہوں گے (اور) مجرموں (یعنی کفار) کا حال (خود اُن کفار ہی سے) پوچھتے ہوں گے (اور کیفیت تکلم کی کہ باوجود تباین دارین کے اُن میں گفتگو کیونکر ہوگی سورۂ اعراف آیات ونادیٰ اصحاب الجنۃ اصحاب النار الخ کی تفسیر میں گذری ہے اور یہ سوال تقریعًا ہوگا حاصل یہ کہ مومنین کفار سے پوچھیں گے) کہ تم کو دوزخ میں کس بات نے داخل کیا وہ کہیں گے کہ ہم نہ تو نماز پڑھا کرتے تھے اور نہ غریب کو (جس کا کہ حق واجب تہا) کھانا کھلایا کرتے تھے اور (جو لوگ دین حق کے ابطال کے مشغلہ میں رہتے تھے اُن) مشغلہ میں رہنے والوں کے ساتھ ہم بہی (اُس) مشغلہ (ابطال دین) میں رہا کرتے تھے اور قیامت کے دن کو جھٹلایا کرتے تھے یہاں تک کہ (اسی حالت میں) ہم کو موت آگئی (اور ہم ان حرکات سے باز نہ آئے یعنی خاتمہ اسی نافرمانی پر ہوا اس وجہ سے ہم دوزخ میں آئے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ کفار مکلف بالفروع ہیں سقر میں دو چیزیں ہونگی تعذیب وزیادت تعذیب پس ممکن ہے کہ مجموعۂ اعمال مذکورہ سبب ہو مجموعہ تعذیب وزیادت تعذیب کا اس طرح کہ کفر وتکذیب تو سبب ہو تعذیب کا اور ترک صلوٰۃ وغیرہ سبب ہو زیادت تعذیب کا اور غیر مکلف بالفروع ہونے کے معنی یہ کہے جاوینگے کہ اُن فروع پر نفس تعذیب نہ ہوگی اور زیادت تعذیب اس لیے ہو کہ ضمن اصول میں تو آخر ان فروع کے بہی مکلف ہیں پس تکلیف ضمنی سبب ہو جاوے زیادت کا) سو (حالت مذکورہ میں) اُن کو سفارش کرنے والوں کی سفارش نفع نہ دیگی (اور اس عدم نفع کا تحقق عدم شفاعت کے تحقق سے ہوگا یعنی شفاعت ہی نہ ہوگی لقولہ تعالیٰ فما لنا من شافعین آگے ان کے اعراض پر تفریع ہے کہ جبکہ[ف] کفر واعراض کی بدولت اُن کی یہ گت بننے والی ہے) تو ان کو کیا ہوا کہ اس نصیحت (قرآنی) سے روگردانی کرتے ہیں کہ گویا وہ وحشی گدہے ہیں جو شیر سے بہاگے جا رہے ہیں (اس تشبیہ میں کئی امر کی رعایت ہے اول تو گدھا بلادت وحماقت میں مشہور ہے دوسرے اس کو وحشی فرض کیا جس کو گورخر کہتے ہیں کہ وہ بعضی غیر مخوف چیزوں سے بہی طبعًا بدکتا بہاگتا ہے تیسرے شیر سے اُس کا ڈرنا فرض کیا کہ اس صورت میں اُن کا بہاگنا انتہار درجہ کا ہوگا اور اس بہاگنے کے اسباب میں ایک سبب یہ بہی ہے کہ یہ لوگ اس قرآن کو بزعم خود حجیب میں کافی نہیں سمجھتے) بلکہ ان میں ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ اُس کو کھلے ہوئے (آسمانی) نوشتے دیئے جاویں (جیسا درمنثور میں قتادہ سے مروی ہے کہ بعضے کفار نے آپ سے کہا کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کا اتباع کریں تو خاص ہمارے نام ایسے نوشتے آویں جن میں آپ کے اتباع کا حکم لکہا ہوا ھ وہ ذا کقولہ تعالیٰ حتی تنزل علینا کتابا نقرءہ اور منشرہ کا بڑہانا توضیح مقصود کے لیے ہے یعنی جیسے معمولی خطوط ہوتے ہیں کہ کھولے جاتے ہیں اور پڑہے جاتے ہیں ایسے ہی نوشتے ہمارے پاس آنے چاہئیں آگے اس بیہودہ درخواست کا رد ہے کہ یہ) ہرگز نہیں (ہوسکتا کیونکہ نہ اس کی ضرورت اور نہ اُن لوگوں کو اس کی لیاقت اور خصوص اس وجہ سے کہ اس درخواست کا سبب یہ نہیں ہے کہ دل میں ان کا ارادہ ہو کہ اگر ایسا ہوگا تو اتباع کرلیں گے) بلکہ (سبب یہ ہے کہ) یہ لوگ آخرت (کے عذاب) سے نہیں ڈرتے (اس لیے حق کی طلب نہیں ہے اور یہ درخواستیں محض تعنت سے ہیں حتیٰ کہ اگر یہ درخواستیں بالفرض پوری بہی ہوجاویں تب بہی یہ لوگ اتباع نہ کریں کقولہ تعالیٰ ولو نزلنا علیک کتابا فی قرطاس فلمسوہ بایدیھم لقال الذین کفروا ان ھذا الا سحر مبین آگے بطور انتاج کے اس کا رد اور اسپر زجر ہے کہ جب اس درخواست کا بیہودہ ہونا ثابت ہوگیا پس یہ) ہرگز نہیں (ہوسکتا بلکہ) یہ قرآن (ہی) نصیحت (کے لیے کافی) ہے (اور صحف کی حاجت نہیں) سو (اس حالت میں) جس کا جی چاہے اس سے نصیحت حاصل کرے (اور جس کا جی چاہے نہ کرے جہنم میں جاوے ہم کو کوئی ضرورت نہیں کہ صحیفے نازل کریں) اور (قرآن کے تذکرہ ہونے میں اس سے شبہہ نہ کیا جاوے کہ بعض لوگوں کو اس سے تذکر نہیں ہوتا بات یہ ہے کہ قرآن گو فی نفسہ تذکرہ ہے لیکن) بدون خدا کے چاہے یہ لوگ نصیحت قبول نہیں کریں گے (اور اس نہ چاہنے میں بعضی حکمتیں ہیں لیکن قرآن فی نفسہ تذکرہ ضرور ہے پس اس سے تذکر حاصل کرو اور خدا کی اطاعت کرو کیونکہ) وہی ہے جس (کے عذاب) سے ڈرنا چاہیئے اور (وہی ہے) جو (بندوں کے گناہ) معاف کرتا ہے (کقولہ تعالیٰ ان ربک لسریع العقاب وانہ لغفور رحیم) ف ولید بن مغیرہ کو وحید کہنے میں ایک نکتہ کی بہی رعایت ہے وہ قریش میں بوجہ اس کے کہ اس قدر مال اور اولاد کوئی نہ رکہتا تہا وحید مشہور تہا اللہ تعالیٰ نے دوسرے معنی کے اعتبار سے وحید فرمایا جو اُس کے عجز ودرماندگی پر دال ہے اور اس قصہ سے قرآن میں تعرض ہونے سے معلوم ہوتا ہے کہ ماسوائے اول کی آیتوں کے بقیہ سورت ابتدائے نبوت سے عرصہ کے بعد نازل ہوئی کیونکہ اس کا یہ قصہ بعد ہی میں ہوا ہے کذا فی روح المعانی پس اتقان میں جو سورۂ مدثر کا نزول بعد سورہ نون اور سورۂ مزمل کے لکہا ہے وہ باعتبار اسی بقیہ کے ہے واللہ اعلم ـ

سورۃ القیٰمۃ مکیۃ وایھا تسع وثلثون کذا فی البیضاوی

ملحقات الترجمۃ

ف قولہ آیہ فما لھم جبکہ کفر واعراض الخ اشارۃ الیٰ ترجمۃ فا رفا لہم ۱۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ ○ وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ○ اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ ○ بَلٰى قٰدِرِيْنَ عَلٰٓى

میں قسم کھاتا ہوں قیامت کے دن کی — اور قسم کھاتا ہوں ایسے نفس کی جو اپنے اوپر ملامت کرے — کیا انسان خیال کرتا ہے کہ ہم اس کی ہڈیاں ہرگز جمع نہ کریں گے — ہم ضرور جمع کریں گے کیونکہ ہم اس پر قادر ہیں

اَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهٗ ○ بَلْ يُرِيْدُ الْاِنْسَانُ لِيَفْجُرَ اَمَامَهٗ ○ يَسْئَلُ اَيَّانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ ○ فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ ○ وَخَسَفَ الْقَمَرُ ○

کہ اس کی انگلیوں کی پوریوں تک درست کردیں — بلکہ بعضا آدمی یوں چاہتا ہے کہ اپنی آئندہ زندگی میں بھی فسق و فجور کرتا رہے — پوچھتا ہے کہ قیامت کا دن کب آویگا — سو جس وقت آنکھیں خیرہ ہوجاویں گی — اور چاند بے نور ہوجاویگا

وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ○ يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ اَيْنَ الْمَفَرُّ ○ كَلَّا لَا وَزَرَ ○ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ ِۨالْمُسْتَقَرُّ ○

اور سورج اور چاند ایک حالت کے ہوجاویں گے — اس روز انسان کہیگا کہ اب کدھر بھاگوں — ہرگز نہیں کہیں پناہ کی جگہ نہیں — اس دن صرف آپ ہی کے رب کے پاس ٹھکانا ہے

يُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ ۢبِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ ○ بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ ○ وَّلَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ ○ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ

اس روز انسان کو اس کا سب اگلا پچھلا کیا ہوا جتلا دیا جاوے گا — بلکہ انسان خود اپنی حالت پر خوب مطلع ہوگا — گو اپنے حیلے پیش لاوے — اے پیغمبر آپ قرآن پر

لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ○ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ○ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ○ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ○ كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ

اپنی زبان نہ ہلایا کیجیے تاکہ آپ اس کو جلدی جلدی لیں — ہمارے ذمہ ہے اس کا جمع کردینا اور اس کا پڑھوا دینا — تو جب ہم اس کو پڑھنے لگا کریں تو آپ اس کے تابع ہوجایا کیجیے — پھر اس کا بیان کرا دینا ہمارے ذمہ ہے — اے منکرو ہرگز ایسا نہیں بلکہ تم دنیا سے

الْعَاجِلَةَ ○ وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ ○ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ○ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ○ وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ ۢبَاسِرَةٌ ○

محبت رکھتے ہو — اور آخرت کو چھوڑ بیٹھے ہو — بہت سے چہرے تو اس روز بارونق ہوں گے — اپنے پروردگار کی طرف دیکھتے ہوں گے — اور بہت سے چہرے اس روز بدرونق ہوں گے

ربط سورت سابقہ کے قریب ختم پر ارشاد ہے کلا بل لا یخافون الاخرۃ اور اس سے پہلے کچھ احوال آخرت کے بھی مذکور ہوئے ہیں۔ اس سورت میں آخرت کے احوال کی تفصیل ہے اور تبعاً مقدمہ آخرت یعنی موت کے وقت کا حال بھی اور تقریب بعث کے لیے ابتدائے خلقت کا حال بھی مذکور ہے اور ینبؤا الانسان الخ سے چونکہ حق تعالیٰ کا محصی ہونا باوجود انسان کے محصی نہ ہونے کے ثابت ہوتا ہے اس کے استطراد سے مضمون لا تحرک بہ لسانک الخ لایا گیا اور آیت لا تحرک بہ الخ کا یہ ارتباط مواہب سے ہے جس کی تقریر ترجمہ میں آویگی۔

تفصیل احوال قیامت مع مضامین استطرادیہ نہی از تعجیل بالقرآن و حالت قرب موت و حالت ابتدائے خلقت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۙ وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ۙ اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ ۙ بَلٰى قٰدِرِيْنَ عَلٰٓى اَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهٗ ۙ بَلْ يُرِيْدُ الْاِنْسَانُ لِيَفْجُرَ اَمَامَهٗ ۙ يَسْئَلُ اَيَّانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ ۙ فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ ۙ وَخَسَفَ الْقَمَرُ ۙ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۙ يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ اَيْنَ الْمَفَرُّ ۙ كَلَّا لَا وَزَرَ ۙ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ ِۨالْمُسْتَقَرُّ ۙ يُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ ۢبِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ ۙ بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ ۙ وَّلَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ ۙ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ۙ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ۚ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ۚ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ۙ كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ ۙ وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ ۙ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۙ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۙ وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ ۢبَاسِرَةٌ ۙ

اللغات لا وزر فی القاموس معقل۔ ملجأ، معتصم ۱۲

النحو قولہ قادرین حال من ضمیر نجمع المقدر المدلول علیہ ببلی ۱۲

البلاغۃ

قولہ الی ربہا ناظرۃ وتقدیم المعمول اما للاہتمام او لرعایۃ الفاصلۃ واما لان النظر الی اللہ تعالیٰ یذہل عن غیرہ ۱۲

الروایات قولہ تعالیٰ لا تحرک فی الروح عن الصحیحین و السنن عن ابن عباس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعالج من التنزیل شدۃ فکان یحرک بلسانہ وشفتیہ مخافۃ ان ینفلت منہ یرید ان یحفظہ فانزل اللہ تعالیٰ لا تحرک بہ لسانک الخ فکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد ذلک اذا اتاہ جبرئیل علیہ السلام اطرق فاذا ذہب قرأ ہ کما وعدہ اللہ عز وجل وفیہ من روایۃ الشیخین و جاء عنہ انہ قال فی بیانہ ان نبینہ بلسانک ۱۲

تَظُنُّ اَنْ يُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ۝ كَلَّآ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ۝ وَقِيْلَ مَنْ سَكْتَهٗ رَاقٍ ۝ وَّظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ ۝ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ۝

خیال کر رہے ہونگے کہ ان کے ساتھ کمر توڑ دینے والا معاملہ کیا جاوے گا ہرگز ایسا نہیں جب جان ہنسلی تک پہنچ جاتی ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ کوئی جھاڑنے والا بھی ہے۔ اور وہ یقین کر لیتا ہے کہ یہ مفارقت کا وقت ہے اور ایک پنڈلی دوسری پنڈلی سے لپٹ جاتی ہے

اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ ۣالْمَسَاقُ ۝ فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى ۝ وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۝ ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ يَتَمَطّٰى ۝ اَوْلٰى لَكَ

اس روز تیرے رب کی طرف جانا ہوتا ہے | تو اس نے نہ تو تصدیق کی تھی اور نہ نماز پڑھی تھی۔ لیکن تکذیب کی تھی اور منہ موڑا تھا | پھر ناز کرتا ہوا اپنے گھر چل دیتا تھا | تیری کم بختی پر

فَاَوْلٰى ۝ ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ۝ اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى ۝ اَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِيٍّ يُّمْنٰى ۝ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً

کمبختی آنے والی ہے | پھر تیری کمبختی پر کمبختی آنے والی ہے | کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ یوں ہی مہمل چھوڑ دیا جاوے گا | کیا یہ شخص ایک قطرہ منی نہ تھا جو ٹپکایا گیا تھا | پھر وہ خون کا لوتھڑا ہو گیا

فَخَلَقَ فَسَوّٰى ۝ فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ۝ اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ۝

پھر اللہ تعالیٰ نے بنایا | پھر اعضا درست کیے | پھر اس کی دو قسمیں کردیں مرد اور عورت | کیا وہ اس بات پر قدرت نہیں رکھتا کہ مُردوں کو زندہ کر دے

تَظُنُّ اَنْ يُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ۝ كَلَّآ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ۝ وَقِيْلَ مَنْ سَكْتَهٗ رَاقٍ ۝ وَّظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ ۝ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ۝ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ ۣالْمَسَاقُ ۝ فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى ۝ وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۝ ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ يَتَمَطّٰى ۝ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ۝ ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ۝ اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى ۝ اَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِيٍّ يُّمْنٰى ۝ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰى ۝ فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ۝ اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ۝ میں قسم کھاتا ہوں قیامت کے دن کی اور قسم کھاتا ہوں ایسے نفس کی جو اپنے اوپر ملامت کرے (یعنی نیکی کرکے یہ کہے کہ میں نے کیا کیا ہے اس میں اخلاص نہ تھا اسمیں فلانی خرابی رہ گئی تھی اور گناہ ہو جاوے تو بہت ہی نادم ہو کذا فی الدر المنثور عن ابن عباس والحسن۔ پس اس معنی کے اعتبار سے یہ نفس مطمئنہ کو بھی شامل ہے اور جواب قسم محذوف ہے یعنی تم ضرور مبعوث ہو گے اور ان دونوں قسموں کا مناسب مقام ہونا ظاہر ہے قیامت کا تو اس لیے کہ وہ ظرف بعث ہے اور نفس لوامہ کا اسلیے کہ ایسا نفس مصدق ہوتا ہے بعث کا۔ آگے منکرین بعث پر رد ہے یعنی) کیا انسان خیال کرتا ہے کہ ہم اس کی ہڈیاں ہرگز جمع نہ کرینگے (انسان سے مراد کافر اور ہڈیوں کی تخصیص اسلیے کہ اصل عماد بدن یہی ہیں آگے اس انکار کا جواب ہے یعنی) ہم ضرور جمع کریں گے (اور یہ جمع کرنا ہم کو کچھ دشوار نہیں) کیونکہ ہم اس پر قادر ہیں کہ اس کی انگلیوں کی پوریوں تک درست کردیں (پوریوں کی تخصیص ذکری دو وجہ سے ہے ایک یہ کہ یہ اطراف بدن ہیں اور تکمیل ہر شئے کے بننے کی اس کے اطراف پر ہوتی ہے چنانچہ ہمارے محاورہ میں بھی ایسے موقع پر بولتے ہیں کہ میرے پور پور میں درد ہے یعنی تمام بدن میں۔ دوسرے یہ کہ پوریوں میں باوجود چھوٹی ہونے کے صنعت کی رعایت زیادہ ہے اور عادۃً یہ زیادہ دشوار ہے پس جو اسپر قادر ہوگا وہ آسان پر بدرجہ اولیٰ قادر ہوگا لیکن بعضا آدمی قدرت الٰہیہ میں غور نہیں کرتا اور قیامت کا قائل نہیں ہوتا) بلکہ (ایسا) بعضا آدمی (قیامت کا منکر ہو کر) یوں چاہتا ہے کہ اپنی آیندہ زندگی میں بھی (بے خوف و خطر ہو کر) فسق و فجور کرتا رہے (اسلیے بطور انکار کے) پوچھتا ہے کہ قیامت کا دن کب آئیگا (یعنی چونکہ اپنی تمام عمر معاصی و شہوات میں گذارنے کا عازم ہے اسلیے اس کو طلب حق کی نوبت ہی نہیں آتی کہ قیامت کا ہونا اس کو ثابت ہو اسلیے انکار پر مصر ہے اور انکاراً پوچھتا ہے کہ کب آئیگی) سو جس وقت (مارے حیرت کے) آنکھیں خیرہ ہو جاوینگی (اور وجہ اس حیرت کی یہ ہو گی کہ جن امور کی تکذیب کرتا تھا وہ دفعۃً نظر آجاویں گی کذا فی الجلالین) اور چاند بے نور ہو جاوے گا اور (چاند کی کیا تخصیص ہے بلکہ) سورج اور چاند (دونوں) ایک حالت کے ہو جاویں گے (یعنی دونوں بے نور ہو جاویں گے جیسا حدیث بخاری میں آیا ہے تکوران ومعنی کورت قال ابن عباس اظلمت رواہما فی الدر المنثور سورۃ التکویر اور چاند کو جدا بیان کرنا شاید اسلیے ہو کہ عرب کو بوجہ قمری حساب رکھنے کے اس کا حال دیکھنے کا زیادہ اہتمام تھا) اس روز انسان کہیگا کہ اب کدھر بھاگوں (ارشاد ہوتا ہے کہ) ہرگز (بھاگنا ممکن) نہیں (ہوگا کیونکہ) کہیں پناہ کی جگہ نہیں (ہوگی) اس دن صرف آپ ہی کے رب کے پاس ٹھکانا (جانے کا) ہے (پھر خواہ جنت میں بھیجیں یا دوزخ میں اور رب کے سامنے جانے کے وقت) اس روز انسان کو اس کا سب اگلا پچھلا کیا ہوا جتلا دیا جاویگا (اور انسان کا اپنے اعمال سے آگاہ ہونا کچھ اس جتلانے پر موقوف نہ ہوگا) بلکہ انسان خود اپنی حالت پر (بوجہ انکشاف ضروری کے) خوب مطلع ہوگا گو (باقتضائے طبیعت اس وقت بھی) اپنے حیلے (حوالے) پیش لاوے (جیسے کفار کہیں گے واللہ ربنا ما کنا مشرکین مگر دل میں خود ہی جانیں گے کہ ہم جھوٹے ہیں غرض انسان اپنے سب حال کو خوب جانتا ہوگا اس سے جتلانا اعلام کے لیے نہ ہوگا بلکہ تقریع

ملحقات الترجمۃ

سلہ قولہ قبل کلا لا وزر ارشاد ہوتا ہے الخ مشارقا الیٰ ان المقول الیوم لا یحصل القیامۃ ۱۲

الکلام قولہ اولیٰ لک تحقیقہ فی سورۃ محمد قولہ فاولیٰ لہم ۱۲ | النحو قولہ اذا بلغت مقدر جزاءہ ای تشاق دل علیہ قولہ یومئذ المساق ۱۲ | البلاغۃ قولہ ثم ذھب الاستبعاد لان مقتضی العصیان الندم فالتفاخر علیہ مستبعد ای استبعاد ۱۲

واتمام حجت وقطع جواب کے لیے ہوگا اور) اے پیغمبر (صلے اللہ علیہ وسلم ینبؤا اور بل الانسان سے دو مضمون مستفاد ہوئے ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ تمام اشیاء کے عالم اور محیط ہیں دوسرا یہ کہ حق تعالیٰ کی عادت ہے کہ جب حکمت مقتضی ہوتی ہے تو علوم غائبہ کثیرہ کو ذہن مخلوق میں حاضر کر دیتا ہے گو اُن علوم غائبہ کا حاضر ہو جانا خلاف عادت طبعی ہو جیسا کہ قیامت میں اس کا وقوع ہوگا جب یہ بات ہے تو آپ وحی کے نزول کے وقت جیسا کہ اب تک آپ کی عادت ہے اس قدر مشقت کہ سُنتے بھی ہیں پڑھتے بھی ہیں دھیان بھی رکھتے ہیں محض اس احتمال سے کیوں برداشت کرتے ہیں کہ شاید کچھ مضمون میرے ذہن سے نکل جائے کیونکہ جب ہم نے آپ کو نبی بنایا ہے اور آپ سے تبلیغ کا کام لینا ہے تو یہاں مقتضائے حکمت یہی ہوگا کہ وہ مضامین آپ کے ذہن میں حاضر رکھے جائیں اور ہمارا محصی ہونا تو ظاہر ہی ہے اس لیے آپ یہ مشقت برداشت نہ کیا کیجیے اور جب وحی نازل ہوا کرے تو) آپ (قبل وحی کے ختم ہو چکنے کے) قرآن پر اپنی زبان نہ ہلایا کیجیے تاکہ آپ اُس کو جلدی جلدی لیں (کیونکہ) ہمارے ذمہ ہے (آپ کے قلب میں) اُس کا جمع کر دینا اور (آپ کی زبان سے) اُس کا پڑھوا دینا (جب یہ ہمارے ذمہ ہے) تو جب ہم اُس کو پڑھنے لگا کریں (یعنی ہمارا فرشتہ پڑھنے لگا کرے) تو آپ (اپنے ذہن سے اور فکر سے ہمہ تن) اُس کے تابع ہو جایا کیجیے (یعنی اُدھری متوجہ ہو جایا کیجیے اور اس کے دُہرانے میں مشغول نہ ہوا کیجیے کقولہ تعالیٰ ولا تعجل بالقرآن من قبل ان یقضی الیک وحیہ الخ) پھر (آپ کی زبان سے لوگوں کے سامنے) اُس کا بیان کرا دینا (بھی) ہمارے ذمہ ہے (یعنی آپ کو یاد کرا دینا اور آپ کی زبان پر جاری کرا دینا پھر تبلیغ کے وقت ہی اُس کا یاد رکھوانا اور لوگوں کے سامنے پڑھوا دینا یہ سب ہمارے ذمہ ہے اور یہ مضمون استطراداً آ گیا تھا آگے پھر عود ہے خطاب منکرین کی طرف یعنی) اے منکرو (الانسان کا اعمال متقدمہ ومتاخرہ پر مطلع کیا جانا قیامت میں ضرور ہے اور جیسا تم سمجھ رہے ہو کہ قیامت نہ ہوگی) ہرگز ایسا نہیں (اور نہ تمہارے پاس اس نفی کی کوئی دلیل ہے) بلکہ (صرف بات یہ ہے کہ) تم دُنیا سے محبت رکھتے ہو اور (اُس کی محبت میں منہمک ہو کر) آخرت (سے غافل ہو اور غفلت کے سبب اُس) کو چھوڑ بیٹھے ہو (پس بنا تمہاری اس نفی کی محض فاسد ہے سو قیامت ضرور ہوگی اور ہر ایک کو اُس کے اعمال پر مطلع کر کے اُن اعمال کے مناسب جزا ملیگی جس کی تفصیل یہ ہے کہ) بہت سے چہرے تو اُس روز بارونق ہونگے (اور) اپنے پروردگار کی طرف دیکھتے ہوں گے (جیسا احادیث کثیرہ صحیحہ صریحہ میں یہ مضمون آیا ہے یہ تو مؤمنین کا حال ہوا) اور بہت سے چہرے اُس روز بد رونق ہوں گے (اور وہ لوگ) خیال کر رہے ہوں گے کہ اُن کے ساتھ کمر توڑ دینے والا معاملہ کیا جاوے گا (یعنی اُس کو عذاب شدید ہوگا۔ آگے جب عاجلہ پر زجر ہے کہ تم جو دُنیا کو محبوب اور آخرت کو متروک ہونے کے قابل سمجھ رہے ہو) ہرگز ایسا نہیں (کیونکہ دنیا سے ایک روز مفارقت ہونے والی ہے اور آخیر کو آخرت میں جانا ہے جس کا بیان یہ ہے کہ) جب جان ہنسلی تک پہونچ جاتی ہے اور (نہایت حسرت سے اُس وقت) کہا جاتا ہے (یعنی بیمار دار کہتے ہیں) کہ (ارے) کوئی جھاڑ (پھونک) کرنے والا بھی ہے (مراد مطلق معالج ہے چونکہ عرب میں جھاڑ پھونک کا زیادہ چرچا تھا اس لیے راق سے تعبیر کیا) اور (اُس وقت) وہ (مردہ) یقین کر لیتا ہے کہ یہ مفارقت (دنیا) کا وقت ہے اور (شدت سکرات موت سے) ایک پنڈلی دوسری پنڈلی سے لپٹ لپٹ جاتی ہے (مراد اس سے ظہور آثار سکرات موت ہے کچھ تخصیص التفاف کی نہیں اس کا ذکر تمثیلاً ہے۔ جب یہ حالتیں پیش آتی ہیں تو اے شخص) اُس روز تیرے رب کی طرف جانا ہوتا ہے (پس اس حالت میں حب عاجلہ وترک آخرت کس درجہ نادانی ہے پھر خدا کے پاس پہونچنے کے بعد اگر وہ کافر ہے تو اُس کا بُرا حال ہوگا کیونکہ) اُس نے نہ تو (خدا ورسول کی) تصدیق کی تھی اور نہ نماز پڑھی تھی لیکن (خدا ورسول کی) تکذیب کی تھی اور (احکام سے) مُنہ موڑا تھا پھر (اُس پر طرہ یہ کہ داعی حق سے مُنہ موڑ کر اس پر افتخار اور) ناز کرتا ہوا اپنے گھر چل دیتا تھا (مطلب یہ کہ اوّل تو کفر وعصیان پھر اُس پر ندامت نہیں بلکہ اور اُلٹا فخر کرتا تھا کہ ہم نے اس طرح حق کو رد کیا اور باطل پر جمے رہے اور پھر اُس کے بعد طلب حق نہیں بلکہ اپنے خدم وحشم میں جا کر اور زیادہ مغرور اور غافل ہو جاتا تھا۔ آگے اس کافر کی بدحالی کا بیان ہے کہ ایسے شخص سے کہا جاوے گا کہ) تیری کمبختی پر کمبختی آنے والی ہے پھر (مکرر سُن لے کہ) تیری کمبختی پر کمبختی آنے والی ہے (تکریر مفرد سے زیادت کمیۃ مستفاد ہوئی اور تکریر مجموع سے زیادۃ کیفیت اور چونکہ وقوع جزائے مذکور موقوف ہے دو امر پر ایک انسان کا مکلف ہونا دوسرے اُس کا مبعوث ہونا جس کے امکان میں اُن کو کلام تھا اس لیے آگے دونوں مضمون ہیں یعنی) کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ یوں ہی مہمل چھوڑ دیا جاوے گا (نہ اس پر امر ونہی متوجہ ہوگا اور نہ اُس سے حساب وکتاب ہوگا بلکہ مکلف ہونا بھی یقینی ہے اور اُس پر باز پرس ہونا بھی یقینی۔ اور یہ جو بعث کو مستحیل سمجھتا ہے یہ بھی اُس کی حماقت ہے) کیا یہ شخص (ابتدا میں محض) ایک قطرہ منی نہ تھا جو (عورت کے رحم میں) ٹپکایا گیا تھا پھر وہ خون کا لوتھڑا ہو گیا پھر اللہ تعالیٰ نے (اس کو انسان) بنایا پھر اعضاء درست کیے پھر اُس (انسان) کی دو قسمیں کر دیں مرد اور عورت (اور یہ فاء تفسیریہ ہے تو) کیا وہ (خدا جس نے ابتدا میں اپنی قدرت سے یہ سب کچھ کیا) اس بات پر قدرت نہیں رکھتا کہ (قیامت میں) مُردوں کو زندہ کر دے (حالانکہ اعادہ اہون ہے ابدا سے پس مقدمات مجازاۃ کے اثبات سے مجازاۃ کا اثبات ہو گیا) +

سورة الدھر مکیة | بسم اللہ الرحمن الرحیم | وھی احدی وثلثون اٰیة

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

هَلْ أَتَىٰ عَلَى الْإِنسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُن شَيْئًا مَّذْكُورًا ۝ إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن نُّطْفَةٍ أَمْشَاجٍ ق

بے شک انسان پر زمانہ میں ایک ایسا وقت بھی آچکا ہے جس میں وہ کوئی چیز قابل تذکرہ نہ تھا ہم نے اس کو مخلوط نطفہ سے پیدا کیا اس طور پر کہ ہم اس کو مکلف بنائیں

نَّبْتَلِيهِ فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعًا بَصِيرًا ۝ إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا ۝ إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ سَلَاسِلَا

تو ہم نے اس کو سنتا دیکھتا بنایا ہم نے اس کو رستہ بتلایا یا تو وہ شکرگزار ہوگیا یا ناشکر ہوگیا ہم نے کافروں کے لیے زنجیریں

وَأَغْلَالًا وَسَعِيرًا ۝ إِنَّ الْأَبْرَارَ يَشْرَبُونَ مِن كَأْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُورًا ۝ عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللَّهِ يُفَجِّرُونَهَا

اور طوق اور آتش سوزاں تیار کر رکھی ہے۔ جو نیک ہیں وہ ایسے جام شراب سے پیویں گے جس میں کافور کی آمیزش ہوگی یعنی ایسے چشمے سے جس سے خدا کے خاص بندے پئیں گے جس کو وہ

تَفْجِيرًا ۝ يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا ۝ وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا

بہالیجائیں گے۔ وہ لوگ واجبات کو پورا کرتے ہیں اور ایسے دن سے ڈرتے ہیں جس کی سختی عام ہوگی اور وہ لوگ خدا کی محبت سے غریب اور یتیم اور قیدی کو

وَأَسِيرًا ۝ إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا ۝ إِنَّا نَخَافُ مِن رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوسًا قَمْطَرِيرًا ۝

کھانا کھلاتے ہیں ہم تم کو محض خدا کی رضامندی کے لیے کھانا کھلاتے ہیں نہ ہم تم سے بدلہ چاہیں اور نہ شکریہ ہم اپنے رب کی طرف سے ایک سخت اور تلخ دن کا اندیشہ رکھتے ہیں۔

فَوَقَاهُمُ اللَّهُ شَرَّ ذَٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقَّاهُمْ نَضْرَةً وَسُرُورًا ۝ وَجَزَاهُم بِمَا صَبَرُوا جَنَّةً وَحَرِيرًا ۝ مُّتَّكِئِينَ فِيهَا عَلَى

سو اللہ تعالیٰ ان کو اس دن کی سختی سے محفوظ رکھیگا اور ان کو تازگی اور خوشی عطا فرماویگا اور ان کی پختگی کے بدلہ میں ان کو جنت اور ریشمی لباس دیگا اس حالت میں کہ وہ وہاں مسہریوں پر

الْأَرَائِكِ ۖ لَا يَرَوْنَ فِيهَا شَمْسًا وَلَا زَمْهَرِيرًا ۝ وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلَالُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوفُهَا تَذْلِيلًا ۝

تکیہ لگائے ہونگے نہ وہاں تپش پاویں گے اور نہ جاڑا۔ اور یہ حالت ہوگی کہ درختوں کے سائے ان پر جھکے ہونگے اور ان کے میوے ان کے اختیار میں ہونگے۔

سورة الانسان مکیة وھیا احدی وثلثون کذا فی البیضاوی

ربط سورت سابقہ میں زیادہ مجازاۃ کا اثبات تھا اور کچھ مجازاۃ کی تفصیل تھی اسمیں زیادہ مجازاۃ کی تفصیل ہے جسمیں غالب شاید ترغیب کے لیے جزائے ایمان ہو اور اول اور اخیر میں کچھ اسکا امکان واثبات ہو اسی کے ساتھ انسان کا مکلف ہونا بھی ارشاد ہو اور چونکہ کفار کے انکار مجازاۃ سے آپکو حزن ہوتا تھا اس لیے درمیان میں انا نحن نزلنا سے آپ کا تسلیہ ہے +

مقدوریت ومکلفیت انسان وتفصیل مجازاۃ برکفر وایمان وتسلیہ صاحب قرآن ووقوع بعث بعد الامکان

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ هَلْ أَتَىٰ عَلَى الْإِنسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُن شَيْئًا مَّذْكُورًا ۝ إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن نُّطْفَةٍ أَمْشَاجٍ ق نَّبْتَلِيهِ فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعًا بَصِيرًا ۝ إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا ۝ إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ سَلَاسِلَا وَأَغْلَالًا وَسَعِيرًا ۝ إِنَّ الْأَبْرَارَ يَشْرَبُونَ مِن كَأْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُورًا ۝ عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللَّهِ يُفَجِّرُونَهَا تَفْجِيرًا ۝ يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا ۝ وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ۝ إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا ۝ إِنَّا نَخَافُ مِن رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوسًا قَمْطَرِيرًا ۝ فَوَقَاهُمُ اللَّهُ شَرَّ ذَٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقَّاهُمْ نَضْرَةً وَسُرُورًا ۝ وَجَزَاهُم بِمَا صَبَرُوا جَنَّةً وَحَرِيرًا ۝ مُّتَّكِئِينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ ۖ لَا يَرَوْنَ فِيهَا شَمْسًا وَلَا زَمْهَرِيرًا ۝ وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلَالُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوفُهَا تَذْلِيلًا ۝

اللغات قولہ هل اتی بمعنی قد اتی۔ قولہ حین وقت محدود والدہر وقت غیر محدود والزمان یعمہا امشاج اخلاط جمع مشج کسبب واسباب او مشیج کشہید واشہاد وقع صفة لمفرد لان المراد بالنطفة ماء الرجل والمرأة او باعتبار الاجزاء المختلفة فیہا قمطریرا شدید العبوس ۱۲

النحو نبتلیہ حال مقدرة قولہ اما شاکرا واما کفورا حالان من مفعول ہدینا واما للتقسیم للمہدی باختلاف الذوات والصفات ای ہدیناہ السبیل متنوعا الیہا۔ قولہ عینا بدل من محل من کاس قولہ متکئین حال من ہم فی جزاہم والعامل جزی کا لایرون حال ثانیة ودانیة عطف علی الجملة وحالہا حالہا ۱۲

وَيُطَافُ عَلَيْهِم بِآنِيَةٍ مِّن فِضَّةٍ وَأَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيرَا ○ قَوَارِيرَا مِن فِضَّةٍ قَدَّرُوهَا تَقْدِيرًا ○ وَيُسْقَوْنَ

اور اُن کے پاس چاندی کے برتن لائے جاویں گے اور آبخورے جو شیشے کے ہونگے وہ شیشے چاندی کے ہونگے جن کو بھرنے والوں نے مناسب انداز سے بھرا ہوگا۔ اور وہاں اُن کو

فِيهَا كَأْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنجَبِيلًا ○ عَيْنًا فِيهَا تُسَمَّىٰ سَلْسَبِيلًا ○ وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ إِذَا رَأَيْتَهُمْ

ایسا جام شراب پلایا جاویگا جس میں سونٹھ کی آمیزش ہوگی یعنی ایسے چشمے سے جو وہاں ہوگا جس کا نام سلسبیل ہوگا اور اُن کے پاس ایسے لڑکے آمد ورفت کریں گے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے۔ اے مخاطب اگر تو اُنکو

حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنثُورًا ○ وَإِذَا رَأَيْتَ ثَمَّ رَأَيْتَ نَعِيمًا وَمُلْكًا كَبِيرًا ○ عَالِيَهُمْ ثِيَابُ سُندُسٍ خُضْرٌ وَإِسْتَبْرَقٌ

تو یوں سمجھے کہ موتی ہیں جو بکھر گئے ہیں اور اے مخاطب اگر تو اُس جگہ کو دیکھے تو تجکو بڑی نعمت اور بڑی سلطنت دکھلائی دے۔ اُن جنتیوں پر باریک ریشم کے سبز کپڑے ہونگے اور دبیز ریشم کے کپڑے بھی

وَحُلُّوا أَسَاوِرَ مِن فِضَّةٍ وَسَقَاهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا ○ إِنَّ هَٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَاءً وَكَانَ سَعْيُكُم مَّشْكُورًا ○ ع ۲۲ ۱۹

اور اُن کو چاندی کے کنگن پہنائے جاویں گے اور اُن کا رب اُن کو پاکیزہ شراب پینے کو دیگا یہ تمہارا صلہ ہے اور تمہاری کوشش مقبول ہوئی۔

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ تَنزِيلًا ○ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ آثِمًا أَوْ كَفُورًا ○ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ

ہم نے آپ پر قرآن تھوڑا تھوڑا کرکے اُتارا ہے سو آپ اپنے پروردگار کے حکم پر مستقل رہیے اور ان میں سے کسی فاسق یا کافر کے کہنے میں نہ آئیے اور اپنے پروردگار کا

بُكْرَةً وَأَصِيلًا ○ وَمِنَ اللَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهُ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيلًا ○ إِنَّ هَٰؤُلَاءِ يُحِبُّونَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُونَ وَرَاءَهُمْ

صبح شام نام لیا کیجیے اور کسی قدر رات کے حصہ میں بھی اُس کو سجدہ کیا کیجیے اور رات کے بڑے حصہ میں اُس کی تسبیح کیا کیجیے یہ لوگ دنیا سے محبت رکھتے ہیں اور اپنے آگے ایک بھاری دن کو

يَوْمًا ثَقِيلًا ○ نَّحْنُ خَلَقْنَاهُمْ وَشَدَدْنَا أَسْرَهُمْ وَإِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَا أَمْثَالَهُمْ تَبْدِيلًا ○ إِنَّ هَٰذِهِ تَذْكِرَةٌ

چھوڑ بیٹھے ہیں ہم ہی نے ان کو پیدا کیا اور ہم ہی نے ان کے جوڑ بند مضبوط کیے اور جب ہم چاہیں ان ہی جیسے لوگ ان کی جگہ بدل دیں یہ نصیحت ہے

فَمَن شَاءَ اتَّخَذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا ○ وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ○ يُدْخِلُ مَن يَشَاءُ

سو جو شخص چاہے اپنے رب کی طرف رستہ اختیار کرے اور بدون خدا کے چاہے تم لوگ کوئی بات چاہ نہیں سکتے خداتعالیٰ بڑا علم والا اور حکمت والا ہے وہ جس کو چاہے اپنی رحمت میں

فِي رَحْمَتِهِ ۚ وَالظَّالِمِينَ أَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ○ ع ۹ ۲ ۲۰

داخل کر لیتا ہے اور ظالموں کیلیے اُس نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے

وَيُطَافُ عَلَيْهِم بِآنِيَةٍ مِّن فِضَّةٍ وَأَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيرَا ۝ قَوَارِيرَا مِن فِضَّةٍ قَدَّرُوهَا تَقْدِيرًا ۝ وَيُسْقَوْنَ فِيهَا كَأْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنجَبِيلًا ۝ عَيْنًا فِيهَا تُسَمَّىٰ سَلْسَبِيلًا ۝ وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ إِذَا رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنثُورًا ۝ وَإِذَا رَأَيْتَ ثَمَّ رَأَيْتَ نَعِيمًا وَمُلْكًا كَبِيرًا ۝ عَالِيَهُمْ ثِيَابُ سُندُسٍ خُضْرٌ وَإِسْتَبْرَقٌ ۖ وَحُلُّوا أَسَاوِرَ مِن فِضَّةٍ وَسَقَاهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا ۝ إِنَّ هَٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَاءً وَكَانَ سَعْيُكُم مَّشْكُورًا ۝ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ تَنزِيلًا ۝ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ آثِمًا أَوْ كَفُورًا ۝ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ۝ وَمِنَ اللَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهُ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيلًا ۝ إِنَّ هَٰؤُلَاءِ يُحِبُّونَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُونَ وَرَاءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيلًا ۝ نَّحْنُ خَلَقْنَاهُمْ وَشَدَدْنَا أَسْرَهُمْ ۖ وَإِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَا أَمْثَالَهُمْ تَبْدِيلًا ۝ إِنَّ هَٰذِهِ تَذْكِرَةٌ ۖ فَمَن شَاءَ اتَّخَذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا ۝ وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝ يُدْخِلُ مَن يَشَاءُ فِي رَحْمَتِهِ ۚ وَالظَّالِمِينَ أَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝

اللغات قوله سلسبیلا فی الروح عن الزجاج ما کان من الشراب غایۃ فی السلاسۃ وسہولۃ الانحدار

فی الحلق قوله عالیہم نوقہم قوله ورس اوھم ای اماہم قوله اسرھم فی القاموس مفاصلہم ۱۲

النحو قدروھا الضمیر للطائفین المدلول علیہ بقوله یطاف علیہم ۱۲

البلاغۃ قوله طہورا مصدر بمعنی الطاہر وصف بہ مبالغۃ آثما او کفورا المقصود انتفاء اطاعۃ کل واحد منہا۔ قیل کیف ذلک وکلہم کفرۃ واجیب بان التقسیم باعتبار ما یدعوان الیہ من الکفر والاثم المقابل لہ لا باعتبار الذات حتی یکون بعضہم آثما وبعضہم کفورا ۱۲

بیشک انسان پر زمانہ میں ایک ایسا وقت بھی آچکا ہے جس میں وہ کوئی چیز قابل تذکرہ نہ تھا (یعنی انسان نہ تھا بلکہ نطفہ تھا اور اُس سے قبل غذا اور اُس سے قبل جماد تھا) ہم نے اُس کو مخلوط نطفہ سے پیدا کیا (یعنی مرد اور عورت دونوں کے نطفہ سے کیونکہ عورت کی منی بھی اندر ہی اندر عورت کے رحم میں گرتی ہے پھر کبھی فم رحم سے خارج ہو کر ضائع ہو جاتی ہے اور کبھی اندر رہ جاتی ہے اور مخلوط کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ وہ اجزاء مختلفہ سے مرکب ہے چنانچہ ترکیب منی کی اجزاء مختلفہ سے ظاہر ہے۔ غرض ہم نے اُس کو ایسے نطفہ سے پیدا کیا) اس طور پر کہ ہم اُس کو مکلف بنائیں تو (اسی واسطے) ہم نے اُس کو سنتا دیکھتا (سمجھتا) بنایا (اور چونکہ محاورہ میں سمیع و بصیر استعمالاً مخصوص ہے عاقل کے ساتھ اس لیے عقل دینے کی جو کہ مدار ہے مکلف ہونے کا تصریح نہیں فرمائی گئی مگر مراد ہے مطلب یہ کہ ہم نے ایسی ہیأت وصفات کے ساتھ پیدا کیا کہ اُس میں مکلف بننے کی قابلیت ہو اس کے بعد جب مکلف ہونے کا وقت آگیا تو) ہم نے اُس کو (بھلا بُرائی پر مطلع کر کے) رستہ بتلایا (یعنی احکام کا مخاطب بنایا پھر) یا تو وہ شکرگذار (اور مومن) ہو گیا یا ناشکر (اور کافر) ہو گیا (یعنی جس رستہ پر چلنے کو اُس کو کہا تھا جو اُس پر چلا وہ مؤمن ہو گیا جو بالکل نہ چلا کافر ہو گیا۔ آگے فریقین کی جزا کا ذکر ہے کہ) ہم نے کافروں کے لیے زنجیریں اور طوق اور آتش سوزاں تیار کر رکھی ہیں (اور) جو نیک (لوگ) ہیں وہ ایسے جام شراب سے (شرابیں) پیویں گے جس میں کافور کی آمیزش ہوگی یعنی ایسے چشمے سے (پیویں گے) جس سے خدا کے خاص بندے پئیں گے (اور) جس کو وہ (خاص بندے جہاں چاہیں گے) بہا کر لے جائیں گے (اور یہ بہشتیوں کی ایک کرامت ہوگی کہ انہار جنت ان کے تابع ہونگی جیسا درمنثور میں ابن شوذب سے مروی ہے کہ جنتیوں کے ہاتھ میں سونے کی چھڑیاں ہونگی وہ چھڑیوں سے جس طرف اشارہ کر دیں گے نہریں اُسی طرف چلنے لگیں گی اور یہ کافور دُنیا کا کافور نہیں ہے بلکہ جنت کا کافور ہے جو سپیدی اور خنکی اور تفریح وتقویت دل ودماغ میں اس کا مشارک ہے شراب میں خاص کیفیات حاصل کرنے کے لیے عادت ہے بعض مناسب چیزوں کے ملانے کی پس یہاں اُس کاس میں کافور ملا یا جاوے گا اور وہ جام شراب ایسے چشمے سے بھرا جاوے گا جس سے مقرب بندے پیوینگے تو ظاہر ہے کہ وہ اعلیٰ درجہ کا ہوگا سو اس سے ابرار کی بشارت میں تقویت ہوگئی اور اگر ابرار وعباد اللہ کا مصداق ایک ہو تو دو جگہ بیان کرنے سے جدا جدا مقصود ہے ایک جگہ اُس کی آمیزش تبلانا ہے دوسری جگہ اس کا کثیر اور مسخر ہونا کہ اسباب عیش کی کثرت وطواعیت الذی العیش ہے۔ آگے اُن ابرار کی صفات مذکور ہیں کہ) وہ لوگ واجبات کو پورا کرتے ہیں اور (ادا بھی کرتے ہیں خلوص سے کیونکہ وہ) ایسے دن سے ڈرتے ہیں جس کی سختی عام ہوگی (یعنی سب پر کم وبیش اس کی سختی کا اثر ہوگا مراد قیامت کا دن ہے الا من شاء اللہ تعالیٰ) اور (وہ لوگ ایسے مخلص ہیں کہ عبادات مالیہ میں بھی جس میں غالباً اخلاص کم ہوتا ہے کمال درجہ کا اخلاص رکھتے ہیں چنانچہ) وہ لوگ (محض) خدا کی محبت سے غریب اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں (قیدی اگر مظلوم ہے کہ ظلماً قید کر دیا گیا تب تو اُس کی اعانت کا مستحسن ہونا ظاہر ہے اور اگر ظالم ہے کہ جزاء ظلم میں قید ہوا ہے تو شدت حاجت کے وقت اُس کا اطعام بھی مستحسن ہے اور وہ لوگ کھانا کھلا کر زبان یا دل سے یوں کہتے ہیں کہ) ہم تم کو محض خدا کی رضامندی کے لیے کھانا کھلاتے ہیں نہ ہم تم سے (اس کا فعلی) بدلہ چاہیں اور نہ (اس کا قولی) شکریہ (چاہیں اور ہم خدا کی رضامندی کے لیے اس واسطے تم کو کھانا کھلاتے ہیں کہ) ہم اپنے رب کی طرف سے ایک سخت اور تلخ دن کا اندیشہ رکھتے ہیں (تو امید رکھتے ہیں کہ ان اعمال مقترنہ بالاخلاص کی بدولت اُس دن کی تلخی اور سختی سے محفوظ رہیں اور اس سے معلوم ہوا کہ خوف آخرت سے کوئی کام کرنا خلاف اخلاص اور ابتغاء مرضاۃ کے نہیں ہے) سو اللہ تعالیٰ اُن کو (اس طاعت واخلاص کی برکت سے) اُس دن کی سختی سے محفوظ رکھیگا اور اُن کو تازگی اور خوشی عطا فرماوے گا (یعنی چہروں پر تازگی اور قلوب میں خوشی دے گا) اور اُن کی پختگی (یعنی استقامت فی الدین) کے بدلہ میں اُن کو جنت اور ریشمی لباس دے گا اس حالت میں کہ وہ وہاں (جنت میں) مسہریوں پر (آرام وعزت سے) تکیہ لگائے ہونگے (اور) نہ وہاں تپش (اور گرمی) پاویں گے اور نہ جاڑا (بلکہ فرحت بخش اعتدال ہوگا) اور یہ حالت ہوگی کہ (وہاں کے یعنی جنت کے) درختوں کے سائے اُن (بہشتیوں) پر جھکے ہوں گے (یعنی قریب ہوں گے اور سایہ اسباب تنعم سے ہے اور اسباب تنعم کا قرب خود موجب مزید تنعم ہے اور سایہ سے آفتاب کا ہونا لازم نہیں آتا کیونکہ دوسرے اجسام نورانیہ سے بھی ظل حاصل ہو سکتا ہے اور فائدہ سایہ کا غالباً تفنن ہے اسباب عیش کا کیونکہ ہر شئے میں جدا لذت ہے) اور اُن کے میوے اُن کے اختیار میں ہوں گے (کہ ہر وقت ہر طرح بلا مشقت لے سکیں گے) اور اُن کے پاس (کھانے پینے کی چیزیں پہونچانے کے لیے) چاندی کے برتن لائے جاویں گے اور آبخورے جو شیشے کے ہوں گے (اور) وہ شیشے چاندی کے ہونگے جن کو بھرنے والوں نے مناسب انداز سے بھرا ہوگا (یعنی اُس میں مشروب ایسی انداز سے بھرا ہوگا کہ نہ اُس وقت کی خواہش میں کمی رہے اور نہ اُس سے بچے کہ دونوں میں بے لطفی ہوتی ہے۔ اور چاندی کے شیشے یہ معنی کہ سفیدی تو چاندی کی سی ہوگی اور شفافی شیشہ کی سی اور دُنیا کی چاندی میں آر پار نظر نہیں آتا اور شیشہ میں یہاں ایسی سفیدی نہیں ہوتی پس یہ ایک عجیب چیز ہوگی) اور وہاں

اُن کو (علاوہ جام شراب مذکورۂ بالا کے جس میں کافور کی آمیزش تھی اور بھی) ایسا جام شراب پلایا جاوے گا جس میں سونٹھ کی آمیزش ہوگی (کہ انتعاش حرارت غریزی اور نشہ کا مزہ بدلنے کے لیے شراب میں اس کو بھی ملاتے تھے) یعنی ایسے چشمے سے (اُن کو پلایا جاوے گا) جو وہاں ہوگا جس کا نام (وہاں) سلسبیل (مشہور) ہوگا (مجموعہ مقام بالا اور مقام ہذا سے معلوم ہوتا ہے کہ چشمہ مذکورہ بالا کی شراب میں آمیزش کافور کی ہوگی اور اس چشمہ مذکورہ مابعد کی شراب میں آمیزش زنجبیل کی ہوگی واللہ اعلم باسرارہ) اور اُن کے پاس (یہ چیزیں لے کر) ایسے لڑکے آمد و رفت کریں گے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے (اور اس قدر حسین ہیں کہ) اے مخاطب اگر تو اُن کو (چلتے پھرتے) دیکھے تو یوں سمجھے کہ موتی ہیں جو بکھر گئے ہیں (موتی سے تو تشبیہ صفائی اور اشراق میں اور بکھرے ہوئے کا وصف اُن کے چلنے پھرنے کے لحاظ سے جیسے بکھرے موتی منتشر ہوکر کوئی اِدھر جارہا ہے کوئی اُدھر جارہا ہے اور یہ اعلیٰ درجہ کی تشبیہ ہے) اور (اِن مذکورہ اسباب تنعم میں انحصار نہیں بلکہ وہاں اور بھی ہر سامان اس افراط اور رفعت کے ساتھ ہوگا کہ) اے مخاطب اگر تو اُس جگہ کو دیکھے تو تجکو بڑی نعمت اور بڑی سلطنت دکھلائی دے (اور) اُن جنتیوں پر باریک ریشم کے سبز کپڑے ہوں گے اور دبیز ریشم کے کپڑے بھی (کیونکہ ہر لباس میں جدا لطف ہے) اور اُن کو چاندی کے کنگن پہنائے جاویں گے (اس سورت میں تین جگہ چاندی کے سامان کا ذکر آیا ہے اور دوسری آیات میں سونے کا مگر دونوں میں تعارض نہیں کیونکہ دونوں طرح کا سامان ہوگا اور حکمت اس کی وہی تفنن طبائع و تنعمات کا ہے اور یہ شبہہ کہ مردوں کو زیور معیوب ہے اس لیے مندفع ہے کہ ہر موطن کا مقتضا جدا ہے یہاں عیب ہونا وہاں عیب ہونے کو مستلزم نہیں) اور اُن کا رب اُن کو شراب پینے کو دیگا جس کا اوپر ذکر آیا ہے یشربون من کاس ویسقون فیھا کاسا لان الکاس ھو القدح اذا کان فیہ الشراب تو وہ مثل شراب دنیا کے ناپاک اور مزیل عقل موجب خمار نہ ہوگی بلکہ اللہ تعالیٰ اُن کو پاکیزہ شراب پینے کو دیگا (جس میں نہ نجاست ہوگی نہ کدورت وہذا کقولہ تعالیٰ لا یصدعون عنھا ولا ینزفون اور تین جگہ جو سورت میں ذکر شراب کا آیا ہے ہر جگہ غرض جدا ہے جیسا تقریر ترجمہ سے واضح ہے پھر اول میں یشربون ہے دوسری جگہ یسقون جو زیادت اکرام پر دال ہے تیسری جگہ سقاھم ربھم میں نہایت ہی تشریف ہے پس تکرار کا شائبہ نہ رہا۔ اور ان سب نعمتوں کو دیکر اہل جنت سے مسرت روحانی بڑھانے کے لیے کہا جاوے گا کہ) یہ تمہارا صلہ ہے اور تمہاری کوشش (جو دنیا میں کرتے تھے) مقبول ہوئی (آگے مجموعہ ذکر جزائے فریقین کے بعد بطور تفریع معنوی کے آپ کا تسلیہ ہے یعنی ان مخالفین کی سزا آپ نے سُن لی پس آپ ان کی مخالفت سے غم نہ کیجیے اور اپنی طاعت لازمہ اور متعدیہ میں لگے رہیے کہ علاوہ طاعت ہونے کے اس میں قلب کی بھی تقویت ہے اور بیان اُس طاعت کا یہ ہے کہ) ہم نے آپ پر قرآن تھوڑا تھوڑا کرکے اُتارا ہے (تاکہ تھوڑا تھوڑا لوگوں کو پہونچاتے رہیں اور اُن کو اہتداء میں آسانی ہو کما ذکر فی آخر سورۃ الاسراء من قولہ تعالیٰ وقرانا فرقناہ الخ) سو آپ اپنے پروردگار کے حکم پر (کہ اُس میں تبلیغ بھی داخل ہے) مستقل رہیے اور ان میں سے کسی فاسق یا کافر کے کہنے میں نہ آئیے (یعنی یہ جو تبلیغ سے منع کرتے ہیں کما فی الدر المنثور سورۃ الکافرین اس کی موافقت نہ کیجیے مقصود اس سے اظہار اہتمام شان تبلیغ ہے گو احتمال موافقت بالیقین منعدم ہو یہ تو عبادت متعدیہ کا امر ہوا) اور (آگے عبادت لازمہ کا امر ہے یعنی) اپنے پروردگار کا صبح و شام نام لیا کیجیے اور کسی قدر رات کے حصہ میں بھی اُس کو سجدہ کیا کیجیے (یعنی نماز فرض پڑھا کیجیے) اور رات کے بڑے حصہ میں اُس کی تسبیح (و تقدیس) کیا کیجیے (مراد اس سے تہجد ہے علاوہ فرائض کے اور آگے تقویت تسلیہ کے لیے ایک اور مضمون ہے جس میں کفار کی مذمت بھی ہے یعنی ان لوگوں کی مخالفت کی اصل وجہ آپ کے ساتھ یہ ہے کہ) یہ لوگ دُنیا سے محبت رکھتے ہیں اور اپنے آگے (آنے والے) ایک بھاری دن کو چھوڑ بیٹھے ہیں (پس جب دُنیا نے اندھا کر رکھا ہے اس لیے حق کہنے والے سے بغض رکھتے ہیں اور یوم ثقیل کا ذکر گو ضمن کرچونکہ مظنہ اُن کے انکار کا تھا اس لیے آگے اُس یوم ثقیل کے استبعاد کو دفع فرماتے ہیں یعنی) ہم ہی نے اِن کو پیدا کیا اور ہم ہی نے اِن کے جوڑ بند مضبوط کیے اور (نیز) جب ہم چاہیں ان ہی جیسے لوگ ان کی جگہ بدل دیں (اور امر اول تو مشاہد ہے اور دوسرا امر ادنیٰ تنبیہ سے معلوم ہو سکتا ہے پس دونوں امروں سے قدرت الٰہیہ ظاہر ہے پھر بعث ہی میں کون بات زیادہ دشوار ہے کہ اس پر قدرت نہ ہو۔ آگے ان تمام مضامین سابقہ ذکر جزا و استدلال علی القدرت پر بطور تفریع کے فرماتے ہیں کہ) یہ (سب جو مذکور ہوا کافی) نصیحت ہے سو جو شخص چاہے اپنے رب کی طرف رستہ اختیار کرلے (وقد مر فی المزمل) اور (قرآن کے تذکرہ ہونے میں اس سے شبہہ نہ کیا جاوے کہ بعض کو اس سے تذکر نہیں ہوتا بات یہ ہے کہ قرآن تو فی نفسہ تذکرہ کافی ہے لیکن) بدون خدا کے چاہے تم لوگ کوئی بات چاہ نہیں سکتے (اور بعض لوگوں کے لیے خدا کے نہ چاہنے میں بعضی حکمتیں ہوتی ہیں کیونکہ) خدا تعالیٰ بڑا علم والا اور حکمت والا ہے وہ جسکو چاہے اپنی رحمت میں داخل کرلیتا ہے اور (جس کو چاہے کفر اور ظلم میں مبتلا رکھتا ہے پھر) ظالموں کے لیے اُس نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے

سورۃ المرسلٰت مکیۃ وآیہا خمسون کذا فی البیضاوی

ربط سورت سابقہ میں قیامت کا وقوع اور تفصیل اسباب و کیفیات مجازاۃ مذکور تھی اس سورت میں بھی یہی مضمون ہے اتنا فرق ہے کہ وہاں ترغیب کا

سورۃ المرسلٰت مکیۃ ‏ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ‏ وھی خمسون اٰیۃ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ۙ﴿۱﴾ فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا ۙ﴿۲﴾ وَّالنّٰشِرٰتِ نَشْرًا ۙ﴿۳﴾ فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا ۙ﴿۴﴾ فَالْمُلْقِیٰتِ ذِکْرًا ۙ﴿۵﴾ عُذْرًا اَوْ

قسم ہے ان ہواؤں کی جو نفع پہنچانے کے لیے بھیجی جاتی ہیں پھر اُن ہواؤں کی جو تندی سے چلتی ہیں - اور اُن ہواؤں کی جو بادلوں کو پھیلاتی ہیں پھر اُن ہواؤں کی جو بادلوں کو متفرق کر دیتی ہیں پھر اُن ہواؤں کی جو اللہ کی یاد یعنی توبہ کا یا

نُذْرًا ۙ﴿۶﴾ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ ؕ﴿۷﴾ فَاِذَا النُّجُوْمُ طُمِسَتْ ۙ﴿۸﴾ وَاِذَا السَّمَآءُ فُرِجَتْ ۙ﴿۹﴾ وَاِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ ۙ﴿۱۰﴾ وَاِذَا الرُّسُلُ

ڈرانے کا القا کرتی ہیں کہ جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ ضرور ہونے والی ہے - سو جب ستارے بے نور ہو جاویں گے - اور جب آسمان پھٹ جاویگا اور جب پہاڑ اڑتے پھریں گے اور جب سب پیغمبر وقت معین پر

اُقِّتَتْ ؕ﴿۱۱﴾ لِاَیِّ یَوْمٍ اُجِّلَتْ ؕ﴿۱۲﴾ لِیَوْمِ الْفَصْلِ ۚ﴿۱۳﴾ وَمَآ اَدْرٰىکَ مَا یَوْمُ الْفَصْلِ ؕ﴿۱۴﴾ وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُکَذِّبِیْنَ ﴿۱۵﴾ اَلَمْ نُهْلِکِ الْاَوَّلِیْنَ ؕ﴿۱۶﴾

جمع کیے جاویں گے - کس دن کے لیے پیغمبروں کا معاملہ ملتوی رکھا گیا ہے - فیصلہ کے دن کے لیے - اور آپ کو معلوم ہے کہ وہ فیصلہ کا دن کیسا کچھ ہے - اس روز جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی - کیا ہم اگلے لوگوں کو ہلاک نہیں کر چکے

ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ الْاٰخِرِیْنَ ﴿۱۷﴾ کَذٰلِکَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِیْنَ ﴿۱۸﴾ وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُکَذِّبِیْنَ ﴿۱۹﴾ اَلَمْ نَخْلُقْکُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِیْنٍ ۙ﴿۲۰﴾

پھر پچھلوں کو بھی اُن ہی کے ساتھ ساتھ کر دینگے - ہم مجرموں کے ساتھ ایسا ہی کیا کرتے ہیں - اُس روز جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی - کیا ہم نے تم کو ایک بے قدر پانی سے نہیں بنایا

فَجَعَلْنٰهُ فِیْ قَرَارٍ مَّکِیْنٍ ۙ﴿۲۱﴾ اِلٰی قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ۙ﴿۲۲﴾ فَقَدَرْنَا ۖ فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُکَذِّبِیْنَ ﴿۲۴﴾

پھر ہم نے اُس کو ایک وقت مقرر تک ایک محفوظ جگہ میں رکھا - غرض ہم نے ایک اندازہ ٹھیرایا - سو ہم کیسے اچھے اندازہ ٹھیرانے والے ہیں - اُس روز جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی

اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ کِفَاتًا ۙ﴿۲۵﴾ اَحْیَآءً وَّاَمْوَاتًا ۙ﴿۲۶﴾ وَّجَعَلْنَا فِیْهَا رَوَاسِیَ شٰمِخٰتٍ وَّاَسْقَیْنٰکُمْ مَّآءً فُرَاتًا ؕ﴿۲۷﴾ وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ

کیا ہم نے زمین کو زندوں اور مُردوں کی سمیٹنے والی نہیں بنایا - اور ہم نے اُس میں اُونچے اونچے پہاڑ بنائے - اور ہم نے تم کو میٹھا پانی پلایا - اُس روز جھٹلانے والوں کی

لِّلْمُکَذِّبِیْنَ ﴿۲۸﴾ اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰی مَا کُنْتُمْ بِهٖ تُکَذِّبُوْنَ ۚ﴿۲۹﴾ اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰی ظِلٍّ ذِیْ ثَلٰثِ شُعَبٍ ۙ﴿۳۰﴾ لَّا ظَلِیْلٍ وَّلَا یُغْنِیْ مِنَ اللَّهَبِ ؕ﴿۳۱﴾

بڑی خرابی ہوگی - تم اُس عذاب کی طرف چلو جس کو جھٹلایا کرتے تھے - ایک سائبان کی طرف چلو جس کی تین شاخیں ہیں جس میں نہ سایہ ہے اور نہ وہ گرمی سے بچاتا ہے

مضمون زیادہ تھا یہاں ترہیب کا مضمون ہے اور اسی لیے اس میں دس جگہ آیت ویل یومئذ للمکذبین مکرر آئی ہے اور چونکہ متعلق تکذیب متعدد ہے اسلیے معنیً تکرار نہیں اور تکریر ظاہری مفید تاکید بھی ہے جیسا سورۂ رحمٰن کی تمہید میں مفصلاً مذکور ہوا ہے +

وعید مکذبین ونیز ے از وعد مصدقین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ‏ وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ۙ﴿۱﴾ فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا ۙ﴿۲﴾ وَّالنّٰشِرٰتِ نَشْرًا ۙ﴿۳﴾ فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا ۙ﴿۴﴾ فَالْمُلْقِیٰتِ ذِکْرًا ۙ﴿۵﴾ عُذْرًا اَوْ نُذْرًا ۙ﴿۶﴾ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ ؕ﴿۷﴾ فَاِذَا النُّجُوْمُ طُمِسَتْ ۙ﴿۸﴾ وَاِذَا السَّمَآءُ فُرِجَتْ ۙ﴿۹﴾ وَاِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ ۙ﴿۱۰﴾ وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ ؕ﴿۱۱﴾ لِاَیِّ یَوْمٍ اُجِّلَتْ ؕ﴿۱۲﴾ لِیَوْمِ الْفَصْلِ ۚ﴿۱۳﴾ وَمَآ اَدْرٰىکَ مَا یَوْمُ الْفَصْلِ ؕ﴿۱۴﴾ وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُکَذِّبِیْنَ ﴿۱۵﴾ اَلَمْ نُهْلِکِ الْاَوَّلِیْنَ ؕ﴿۱۶﴾ ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ الْاٰخِرِیْنَ ﴿۱۷﴾ کَذٰلِکَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِیْنَ ﴿۱۸﴾ وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُکَذِّبِیْنَ ﴿۱۹﴾ اَلَمْ نَخْلُقْکُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِیْنٍ ۙ﴿۲۰﴾ فَجَعَلْنٰهُ فِیْ قَرَارٍ مَّکِیْنٍ ۙ﴿۲۱﴾ اِلٰی قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ۙ﴿۲۲﴾ فَقَدَرْنَا ۖ فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُکَذِّبِیْنَ ﴿۲۴﴾ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ کِفَاتًا ۙ﴿۲۵﴾ اَحْیَآءً وَّاَمْوَاتًا ۙ﴿۲۶﴾ وَّجَعَلْنَا فِیْهَا رَوَاسِیَ شٰمِخٰتٍ وَّاَسْقَیْنٰکُمْ مَّآءً فُرَاتًا ؕ﴿۲۷﴾ وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُکَذِّبِیْنَ ﴿۲۸﴾ اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰی مَا کُنْتُمْ بِهٖ تُکَذِّبُوْنَ ۚ﴿۲۹﴾ اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰی ظِلٍّ ذِیْ ثَلٰثِ شُعَبٍ ۙ﴿۳۰﴾ لَّا ظَلِیْلٍ وَّلَا یُغْنِیْ مِنَ اللَّهَبِ ؕ﴿۳۱﴾

اللغات عرفا بالعرف والاحسان عذرا معذرة وتوبة نذرا انذارا طمست ذهبنا بالمفعول حاصلة عرفا اقتت جمعت لميقات يوم معلوم كذا في الخازن كفاتا كفت ضم وجمع شامخات عاليات جمالة جمع جمل وشبه الشرر به في عظمه وصفرة سود عبر بالصفر لان سواد الابل يضرب الى الصفرة ۱۲ النحو عذرا او نذرا بدل من ذكرا ۱۲

البلاغة قوله والمرسلٰت الخ عطف العاصفات بالفاء لان المرسلات والعاصفات قصد بها بيان كيفية الهبوب فكان المناسب وكذا الناشرات مع الفارقات قصد بها بيان حالها مع السحاب فبينهما تناسب ايضا بخلاف هذا المجموع مع المجموع السابق فانهما لما كانا متغايرين باعتبار ما قصد بهما عطف عليه بالواو ثم لما كان الملقيات مناسبا للجميع لاشتراك الجميع في هذا الغرض عطف على مجموع السابق بالفاء ايضا فافهم فانه من المواهب قوله ظل سمى الدخان ظلا استعارة تهكمية - قوله من اللهب عدى ابن لتضمنه معنى سيعد ۱۲

إِنَّهَا تَرْمِي بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ۝ كَأَنَّهُ جِمَالَتٌ صُفْرٌ ۝ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ۝ هَٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُونَ ۝ وَلَا

وہ انگارے برساویگا جیسے بڑے بڑے محل جیسے کالے کالے اونٹ اس روز جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی یہ وہ دن ہوگا جس میں وہ لوگ نہ بول سکیں گے اور نہ

يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُونَ ۝ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ۝ هَٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ ۖ جَمَعْنَاكُمْ وَالْأَوَّلِينَ ۝ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ

ان کو اجازت ہوگی سو عذر بھی نہ کر سکیں گے اس روز جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی یہ ہے فیصلہ کا دن ہم نے تم کو اور اگلوں کو جمع کر لیا سو اگر تمہارے پاس

كَيْدٌ فَكِيدُونِ ۝ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ۝ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي ظِلَالٍ وَعُيُونٍ ۝ وَفَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُونَ ۝ كُلُوا وَاشْرَبُوا

کوئی تدبیر ہو تو مجھ پر تدبیر چلا لو اس روز جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی پرہیزگار لوگ سایوں میں اور چشموں میں اور مرغوب میووں میں ہونگے اپنے اعمال کے

هَنِيئًا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۝ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ۝ كُلُوا وَتَمَتَّعُوا قَلِيلًا إِنَّكُمْ

صلہ میں خوب مزہ سے کھاؤ پیو ہم نیک لوگوں کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں اس روز جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی تم تھوڑے دن اور کھا لو برت لو تم

مُجْرِمُونَ ۝ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ۝ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ ارْكَعُوا لَا يَرْكَعُونَ ۝ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ۝

بے شک مجرم ہو اس روز جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جھکو تو نہیں جھکتے اس روز جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی

فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ ۝

تو پھر اس کے بعد اور کونسی بات پر ایمان لاویں گے۔

إِنَّهَا تَرْمِي بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ۝ كَأَنَّهُ جِمَالَتٌ صُفْرٌ ۝ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ۝ هَٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُونَ ۝ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُونَ ۝ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ۝ هَٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ ۖ جَمَعْنَاكُمْ وَالْأَوَّلِينَ ۝ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ فَكِيدُونِ ۝ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ۝ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي ظِلَالٍ وَعُيُونٍ ۝ وَفَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُونَ ۝ كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۝ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ۝ كُلُوا وَتَمَتَّعُوا قَلِيلًا إِنَّكُمْ مُجْرِمُونَ ۝ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ۝ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ ارْكَعُوا لَا يَرْكَعُونَ ۝ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ۝ فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ ۝ قسم ہے اُن ہواؤں کی جو نفع پہونچانے کے لیے بھیجی جاتی ہیں پھر اُن ہواؤں کی جو تندی سے چلتی ہیں (جس سے خطرات کا احتمال ہوتا ہے) اور اُن ہواؤں کی جو بادلوں کو (اٹھا کر) پھیلاتی ہیں (جس کے بعد بارش ہونے لگتی ہے) پھر اُن ہواؤں کی جو بادلوں کو متفرق کر دیتی ہیں جیسا بارش کے بعد ہوتا ہے) پھر اُن ہواؤں کی جو (دل میں) اللہ کی یاد یعنی توبہ کا یا ڈرانے کا القا کرتی ہیں (یعنی یہ ہوائیں مذکورہ بوجہ دال علی القدرۃ ہونے کے صانع کی طرف متوجہ ہونے کا سبب ہو جاتی ہیں اور وہ توجہ دو طور سے ہوتی ہے ایک خوف سے جبکہ اُن ہواؤں سے آثار خوف کے نمایاں ہوں اور دوسرا توبہ و معذرت سے اور یہ دونوں صورت میں ہو سکتا ہے اگر ہوائیں نفع بخش ہوں تب تو خدا کی نعمتوں کو یاد کر کے اُس کا شکر اور اپنی تقصیرات سے عذر کرتے ہیں اور اگر وہ ہوائیں خوفناک ہوں تو خدا کی نعمت سے ڈر کر اپنے معاصی سے توبہ کرتے ہیں آگے جواب قسم ہے) کہ جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ ضرور ہونے والی ہے (مراد قیامت ہے اور یہ قسمیں قیامت کے بہت مناسب ہیں کیونکہ نفخہ اولیٰ کے بعد واقعہ افناء مشابہ واقعات ریح عاصفہ کے ہیں اور نفخہ ثانیہ کے بعد واقعہ احیاء مشابہ واقعات ہوائے نافع کے ہیں آگے اس کے وقوع پر تفریع فرماتے ہیں) سو جب ستارے بے نور ہو جاویں گے اور جب آسمان پھٹ جاویگا اور جب پہاڑ اُڑتے پھرینگے اور جب سب پیغمبر وقت معین پر جمع کیے جاوینگے (اُس وقت سب کا فیصلہ ہوگا آگے اُس یوم کی تہویل ہے کہ کچھ معلوم ہے) کس دن کے لیے پیغمبروں کا معاملہ ملتوی رکھا گیا ہے (آگے جواب ہے کہ) فیصلہ کے دن کے لیے (ملتوی رکھا گیا ہے مطلب اس سوال و جواب کا یہ معلوم ہوتا ہے کہ کفار جو رسولوں کی تکذیب کرتے آئے ہیں اور اب بھی اس امت کے کفار رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کر رہے ہیں اور جب اس تکذیب پر عذاب آخرت سے ڈرائے جاتے ہیں تو آخرت کی بھی تکذیب کرتے ہیں اُس وقت یہ تکذیب فی نفسہ مقتضی اس کو ہے کہ رسولوں کا جو قضیہ کفار سے پیش آیا ہے اس کا فیصلہ بھی ہو جاوے اور اس کی تاخیر سے کفار کو انکار و استعجال اور مسلمانوں کو طبعی استعجال ہوتا ہے اس آیت میں اس استعجال کا جواب ہے کہ حق تعالیٰ نے

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ فی والمرسلات تفسیر لہ اکثر ما قال فی ہذہ الاقسام ماخوذ من الخازن والمدارک ۱۲

سلہ قولہ قبل ما الدرمک تفصیل ہو کما اشارۃ الی تقدیر جواب اذا ۱۲

النحو: انها ترمی الضمیر راجع الی النار۔ قولہ فیعتذرون عطف علی یؤذن فہو داخل تحت النفی ای فہم لا یعتذرون ۱۲

بعض حکمتوں سے اس کو مؤخر کر رکھا ہے لیکن واقع ضرور ہوگا) اور (آگے اُس فیصلہ کے دن کی تہویل ہے کہ) آپ کو معلوم ہے کہ وہ فیصلہ کا دن کیسا کچھ ہے (یعنی بہت سخت ہے اور جو لوگ اس امر حق یعنی وقوع قیامت کو جھٹلا رہے ہیں سمجھ رکھیں کہ) اُس روز (حق کے) جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی (آگے تعذیب کی تنظیر ہے یعنی) کیا ہم اگلے (کافر) لوگوں کو (عذاب سے) ہلاک نہیں کرچکے پھر پچھلوں کو بھی (عذاب میں) اُن (پہلوں) ہی کے ساتھ ساتھ کردیں گے (یعنی آپ کی امت کے کفار پر بھی وبال ہلاک نازل کریں گے جیسا بدر وغیرہ غزوات میں ہوا) ہم مجرموں کے ساتھ ایسا ہی کیا کرتے ہیں (یعنی اُن کے کفر پر سزا دیتے ہیں خواہ دارین میں خواہ دار آخرت میں اور جو اس امر حق یعنی کفر پر مستحق عذاب ہونے کو جھٹلا رہے ہیں سمجھ رکھیں کہ) اُس روز (حق کے) جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی (آگے قدرت علی البعث کی تقریر ہے یعنی) کیا ہم نے تم کو ایک بے قدر پانی (یعنی نطفہ) سے نہیں بنایا (یعنی ابتدا میں تم نطفہ تھے) پھر ہم نے اُس کو ایک وقت مقرر تک ایک محفوظ جگہ (یعنی عورت کے رحم) میں رکھا غرض ہم نے (ان سب تصرفات کا) ایک اندازہ ٹھیرایا سو ہم کیسے اچھے اندازہ ٹھیرانے والے ہیں (اور اس سے قدرت علی البعث ثابت ہوئی پھر جو لوگ اس امر حق یعنی قدرت علی البعث کو جھٹلا رہے ہیں سمجھ رکھیں کہ) اُس روز (حق کے) جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی (آگے اپنی بعضی نعمتیں جن سے ترغیب وطاعت و ایمان ہو فرماتے ہیں یعنی) کیا ہم نے زمین کو زندوں اور مُردوں کی سمیٹنے والی نہیں بنایا (کہ زندگی اسی پر بسر ہوتی ہے مر کر بعد دفن یا بعد غرق یا بعد حرق آخر اجزا ارضیہ ہو کر اسی میں کھپ جاتے ہیں اور اس حالت بعد الموت کا نعمت ہونا اس طرح ہے کہ اگر مُردے خاک نہ ہو جایا کرتے تو زندے پریشان ہو کر مردہ سے بدتر ہو جاتے) اور ہم نے اُس (زمین) میں اُونچے اُونچے پہاڑ بنائے (جن سے بہت سے منافع متعلق ہیں) اور ہم نے تم کو میٹھا پانی پلایا (اس نعمت کو خواہ مستقل کہا جائے یا زمین ہی کے متعلق کہا جاوے کیونکہ مستقر پانی کا بھی زمین ہی ہے اور ان نعمتوں کا مقتضا وجوب توحید ہے پس جو لوگ اس امر حق یعنی وجوب توحید کو جھٹلا رہے ہیں سمجھ رکھیں کہ) اُس روز (حق کے) جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی (آگے بعض عقوبات قیامت کا بیان ہے یعنی قیامت کے روز کفار سے کہا جاوے گا کہ) تم اُس عذاب کی طرف چلو جس کو جھٹلایا کرتے تھے (جس میں کی ایک عقوبت وہ ہے جس کا بیان اس حکم میں ہے کہ) ایک سائبان کی طرف چلو جس کی تین شاخیں ہیں جس میں نہ (ٹھنڈا) سایہ ہے اور نہ وہ گرمی سے بچاتا ہے (مراد اس سائبان سے ایک دُھواں ہے جو جہنم سے نکلیگا اور چونکہ کثرت سے ہوگا اس لیے بلند ہو کر پھٹ کر کئی ٹکڑے ہو جاویگا فراغ حساب تک کفار اسی دھوئیں کے احاطہ میں رہیں گے جیسا مقبولین ظل عرش میں ہوں گے کذا فی الخازن آگے اُس دھوئیں کا اور حال مذکور ہے کہ) وہ انگارے برساویگا جیسے بڑے بڑے محل جیسے کالے کالے اُونٹ (قاعدہ ہے کہ جب چنگاری آگ سے جھڑتی ہے تو بڑی ہوتی ہے پھر بہت سے چھوٹے ٹکڑے ہو کر زمین پر گرتی ہے پس پہلی تشبیہ ابتدائی حالت کے اعتبار سے ہے اور دوسری تشبیہ انتہائی حالت کے اعتبار سے کذا فی الروح پھر جو لوگ اس امر حق یعنی اس واقعہ کو جھٹلا رہے ہیں سمجھ رکھیں کہ) اُس روز (حق کے) جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی (آگے اور واقعہ متعلق کفار کے ہے یعنی) یہ وہ دن ہوگا جس میں وہ لوگ نہ بول سکیں گے اور نہ اُن کو اجازت (عذر کی) ہوگی سو عذر بھی نہ کرسکیں گے (کیونکہ واقع میں کوئی عذر نہ ہوگا اور جو لوگ اس واقعہ حقہ کو بھی جھٹلا رہے ہیں سمجھ رکھیں کہ) اُس روز (حق کے) جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی (آگے بھی اُسی یوم کا بیان ہے اُن لوگوں سے کہا جاوے گا کہ) یہ ہے فیصلہ کا دن (جس کی تم تکذیب کیا کرتے تھے) ہم نے (آج) تم کو اور اگلوں کو (فیصلہ کے لیے) جمع کرلیا سو اگر تمہارے پاس (آج کے نتیجہ فیصلہ سے بچنے کی) کوئی تدبیر ہو تو مجھ پر تدبیر چلالو (اور یہ کفار اس واقعہ حقہ کی بھی تکذیب کرتے ہیں سو سمجھ رکھیں کہ) اُس روز (حق کے) جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی (آگے کفار کے مقابلہ میں اہل ایمان کے مثوبت کا بیان ہے یعنی) پرہیزگار لوگ سایوں میں اور چشموں میں اور مرغوب میووں میں ہونگے (اور اُن سے کہا جاویگا کہ) اپنے اعمال (نیک) کے صلہ میں خوب مزہ سے کھاؤ پیو ہم نیک لوگوں کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں (اور یہ کفار نعمائے جنت کی بھی تکذیب کرتے ہیں سو سمجھ رکھیں کہ) اُس روز (حق کے) جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی (آگے پھر توبیخ ہے کفار کو یعنی اے کافرو) تم (دنیا میں) تھوڑے دن اور کھا لو برت لو (عنقریب کمبختی آنے والی ہے کیونکہ) تم بیشک مجرم ہو (اور مجرم کا یہی حال ہونے والا ہے اور جو لوگ سزائے جرم کو جھٹلاتے ہیں سمجھ رکھیں کہ) اُس روز (حق کے) جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی (اور ان کافروں کی سرکشی اور جرم کی یہ حالت ہے کہ) جب ان سے کہا جاتا ہے کہ (خدا کی طرف) جھکو (یعنی ایمان اور عبدیت اختیار کرو) تو نہیں جھکتے (اور اس سے زیادہ کیا جرم ہوگا اور یہ لوگ اس کے جرم ہونے کو بھی جھٹلاتے ہیں سو سمجھ رکھیں کہ) اُس روز (حق کے) جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی (اور ان تقریعات و تہدیدات قرآنیہ کا مقتضا یہ تھا کہ یہ سُننے ہی ڈر کر ایمان لے آتے مگر جب اس پر بھی ان کو اثر نہیں) تو پھر اس (قرآن بلیغ الالفاظ و الانذار) کے بعد اور کون سی بات پر ایمان لاویں گے (اس میں کفار پر توبیخ اور اُن کے ایمان سے آپ کا اقناط ہے) ف الحمد للہ کہ اُنتیسواں پارہ ختم ہوا واللہ الموفق للخیر

سورۃ النبا مکیۃ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | وھی اربعون اٰیۃ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ۝ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ۝ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ مُخْتَلِفُوْنَ ۝ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ۝ ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ۝ اَلَمْ نَجْعَلِ

یہ لوگ کس چیز کا حال دریافت کرتے ہیں ۔ اُس بڑے واقعہ کا حال دریافت کرتے ہیں ۔ جس میں یہ لوگ اختلاف کر رہے ہیں ۔ ہرگز ایسا نہیں ان کو ابھی معلوم ہوا جاتا ہے ۔ پھر ہرگز ایسا نہیں ان کو ابھی معلوم ہوا جاتا ہے کیا ہم

الْاَرْضَ مِهٰدًا ۝ وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا ۝ وَّخَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا ۝ وَّجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ۝ وَّجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا ۝

زمین کو فرش ۔ اور پہاڑوں کو میخیں نہیں بنایا ۔ اور ہم ہی نے تم کو جوڑا جوڑا بنایا ۔ اور ہم ہی نے تمہارے سونے کو راحت کی چیز بنایا ۔ اور ہم ہی نے رات کو پردہ کی چیز بنایا

وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ۝ وَّبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا ۝ وَّجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ۝ وَّاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً

اور ہم ہی نے دن کو معاش کا وقت بنایا ۔ اور ہم ہی نے تمہارے اوپر سات مضبوط آسمان بنائے ۔ اور ہم ہی نے ایک روشن چراغ بنایا ۔ اور ہم ہی نے پانی بھرے بادلوں سے کثرت سے

ثَجَّاجًا ۝ لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّنَبَاتًا ۝ وَّجَنّٰتٍ اَلْفَافًا ۝ اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيْقَاتًا ۝ يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ

پانی برسایا ۔ تاکہ ہم اُس پانی کے ذریعہ سے غلہ اور سبزی ۔ اور گنجان باغ پیدا کریں ۔ بے شک فیصلہ کا دن ایک معین وقت ہے ۔ یعنی جس دن صور پھونکا جاویگا پھر تم لوگ

اَفْوَاجًا ۝ وَّفُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا ۝ وَّسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ۝ اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ۝ لِّلطّٰغِيْنَ

گروہ گروہ ہو کر آؤ گے ۔ اور آسمان کھل جاویگا پھر اُس میں دروازے ہی دروازے ہو جاوینگے ۔ اور پہاڑ ہٹا دیئے جاویں گے سو وہ ریت کی طرح ہو جاویں گے ۔ بے شک دوزخ ایک گھات کی جگہ ہے ۔ سرکشوں کا

مَاٰبًا ۝ لّٰبِثِيْنَ فِيْهَآ اَحْقَابًا ۝ لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا ۝ اِلَّا حَمِيْمًا وَّغَسَّاقًا ۝ جَزَآءً وِّفَاقًا ۝ اِنَّهُمْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ

ٹھکانا ۔ جس میں وہ بے انتہا زمانوں رہیں گے ۔ اُس میں نہ تو وہ کسی ٹھنڈک کا مزہ چکھیں گے اور نہ پینے کی چیز کا ۔ بجز گرم پانی اور پیپ کے ۔ یہ پورا بدلہ ملیگا ۔ وہ لوگ حساب کا اندیشہ

حِسَابًا ۝ وَّكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كِذَّابًا ۝ وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ كِتٰبًا ۝ فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا ۝ اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ

نہ رکھتے تھے ۔ اور ہماری آیتوں کو خوب جھٹلاتے تھے ۔ اور ہم نے ہر چیز کو لکھ کر ضبط کر رکھا ہے ۔ سو مزہ چکھو کہ ہم تم کو سزا ہی بڑھاتے چلے جائیں گے ۔ خدا سے ڈرنے والوں کے لیے

مَفَازًا ۝ حَدَآئِقَ وَاَعْنَابًا ۝ وَّكَوَاعِبَ اَتْرَابًا ۝

بے شک کامیابی ہے ۔ یعنی باغ اور انگور اور نوخاستہ ہم عمر عورتیں

سورۃ النباء مکیۃ وآیہا اربعون کذا فی البیضاوی

ربط اس میں بھی مثل سورۂ سابقہ متصل قیامت کا امکان و وقوع و واقعات جزا و سزا مذکور ہیں ۔

تحقیق بعث امکانًا و وقوعًا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ۝ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ۝ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ مُخْتَلِفُوْنَ ۝ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ۝ ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ۝ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا ۝ وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا ۝ وَّخَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا ۝ وَّجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ۝ وَّجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا ۝ وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ۝ وَّبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا ۝ وَّجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ۝ وَّاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا ۝ لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّنَبَاتًا ۝ وَّجَنّٰتٍ اَلْفَافًا ۝ اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيْقَاتًا ۝ يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا ۝ وَّفُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا ۝ وَّسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ۝ اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ۝ لِّلطّٰغِيْنَ مَاٰبًا ۝ لّٰبِثِيْنَ فِيْهَآ اَحْقَابًا ۝ لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا ۝ اِلَّا حَمِيْمًا وَّغَسَّاقًا ۝ جَزَآءً وِّفَاقًا ۝ اِنَّهُمْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ حِسَابًا ۝ وَّكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كِذَّابًا ۝ وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ كِتٰبًا ۝ فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا ۝ اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا ۝ حَدَآئِقَ وَاَعْنَابًا ۝ وَّكَوَاعِبَ اَتْرَابًا ۝

اللغات ۔ [illegible] المعصرات [illegible] السحاب [illegible] منصب بکثرۃ [illegible] بعضہا ببعض [illegible] الاطلاق علی التقیید [illegible]

[illegible] فی الروح ۔ النحو یوم ینفخ بدل من یوم الفصل [illegible] وفاقًا ای جزاء [illegible]

وَّكَاْسًا دِهَاقًا ۝ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا كِذّٰبًا ۝ جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا ۝ رَّبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

اور لبالب بھرے ہوئے جام شراب | وہاں نہ کوئی بیہودہ بات سنیں گے | اور نہ جھوٹ | یہ بدلہ ملیگا جو کہ کافی انعام ہوگا آپ کے رب کی طرف سے | جو مالک ہے آسمانوں کا اور زمین کا

وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمٰنِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا ۝ يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا ۖ لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ

اور اُن چیزوں کا جو دونوں کے درمیان ہیں رحمٰن ہے کسی کو اُس کی طرف سے اختیار نہ ہوگا کہ عرض معروض کرسکے جس روز تمام ذی ارواح اور فرشتے صف بستہ کھڑے ہونگے | کوئی بول نہ سکیگا بجز اُس کے جس کو رحمٰن اجازت دیدے

وَقَالَ صَوَابًا ۝ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ مَاٰبًا ۝ اِنَّآ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيْبًا ۚۖ يَّوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ

اور وہ شخص بات بھی ٹھیک کہے | یہ یقینی دن ہے | سو جس کا جی چاہے اپنے رب کے پاس ٹھکانا بنا رکھے | ہم نے تم کو ایک نزدیک آنے والے عذاب سے ڈرایا ہے۔ جس روز ہر شخص اُن اعمال کو دیکھ لیگا

مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا ۝

جو اُس نے اپنے ہاتھوں کیے ہونگے | اور کافر کہیگا کاش میں مٹی ہو جاتا۔

ع ۱/۲

وَّكَاْسًا دِهَاقًا ۝ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا كِذّٰبًا ۝ جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا ۝ رَّبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمٰنِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا ۝ يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ۝ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ مَاٰبًا ۝ اِنَّآ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيْبًا يَّوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا ۝ یہ (قیامت کا انکار کرنے والے) لوگ کس چیز کا حال دریافت کرتے ہیں اُس بڑے واقعہ کا حال دریافت کرتے ہیں جس میں یہ لوگ (اہل حق کے ساتھ) اختلاف کر رہے ہیں (مراد قیامت ہے اور دریافت کرنے سے مراد بطور انکار کے دریافت کرنا ہے اور مقصود اس سوال و جواب سے اذہان کا اُدھر متوجہ کرنا اور تفسیر بعد الابہام سے اس کا اہتمام شان ظاہر کرنا ہے۔ آگے اُن کے اختلاف کی تزییف اور ابطال ہے کہ جیسا یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ قیامت نہ آویگی) ہرگز ایسا نہیں (بلکہ قیامت آویگی اور) ان کو ابھی معلوم ہوا جاتا ہے (یعنی جب بعد فراق دنیا کے ان پر عذاب واقع ہوگا تب حقیقت اور حقیت قیامت کی منکشف ہو جاویگی اور ہم) پھر (مکرر کہتے ہیں کہ جیسا یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ قیامت نہ آویگی) ہرگز ایسا نہیں (بلکہ آویگی اور) ان کو ابھی معلوم ہوا جاتا ہے (اور چونکہ وہ لوگ اس کو مستبعد یا مستحیل سمجھتے ہیں آگے اس کا امکان و صحت ارشاد ہے کہ اس کو ممتنع سمجھنے سے ہماری قدرت کا انکار لازم آتا ہے اور ہماری قدرت کا انکار نہایت عجیب ہے کیونکہ) کیا ہم نے زمین کو فرش اور پہاڑوں کو (زمین کی) میخیں نہیں بنایا (یعنی مثل میخوں کے بنایا جیسا کسی چیز میں میخیں لگا دینے سے وہ چیز اپنی جگہ سے نہیں ہلتی اسی طرح زمین کو پہاڑوں سے مستقر کر دیا جس کو دوسری آیت میں رواسی سے تعبیر فرمایا ہے دقد مر فی سورۃ النحل) اور (اس کے علاوہ ہم نے اور بھی دلائل قدرت ظاہر فرمائے چنانچہ) ہم ہی نے تم کو جوڑا جوڑا (یعنی مرد و عورت) بنایا اور ہم ہی نے تمہارے سونے کو راحت کی چیز بنایا اور ہم ہی نے رات کو پردہ کی چیز بنایا اور ہم ہی نے دن کو معاش کا وقت بنایا اور ہم ہی نے تمہارے اوپر سات مضبوط آسمان بنائے اور ہم ہی نے (آسمان میں) ایک روشن چراغ بنایا (مراد آفتاب ہے کقولہ تعالیٰ وجعل الشمس سراجا) اور ہم ہی نے پانی بھرے بادلوں سے کثرت سے پانی برسایا تاکہ ہم اُس پانی کے ذریعہ سے غلّہ اور سبزی اور گنجان باغ پیدا کریں (اور ان سب سے ہمارا کمال قدرت ظاہر ہے پھر قیامت پر ہمارے قادر ہونے کا کیوں انکار کیا جاتا ہے یہ بیان تھا امکان کا آگے وقوع کا ذکر ہے کہ) بیشک فیصلہ کا دن ایک معین وقت ہے یعنی جس دن صور پھونکا جاوے گا پھر تم لوگ گروہ گروہ ہو کر آؤگے (یعنی ہر امت جدا جدا ہوگی پھر مؤمن جدا کافر جدا پھر ابرار جدا اشرار جدا سب ایک دوسرے سے ممتاز ہو کر میدان قیامت میں حاضر ہوں گے) اور آسمان کھل جاوے گا پھر اُس میں دروازے ہی دروازے ہو جاویں گے (یعنی اس قدر بہت سا کھل جاوے گا جیسے بہت سے دروازے ملا کر بہت سی جگہ کھلی ہوتی ہے پس کلام مبنی ہے تشبیہ پر اب یہ شبہہ نہیں ہو سکتا کہ دروازے تو آسمان میں اب بھی ہیں پھر اُس دن دروازے ہونے کے کیا معنی اور یہ کھلنا نزول ملائکہ کے لیے ہوگا جیسا سورۂ فرقان میں تشقق السماء سے تعبیر فرمایا ہے اور اس کی شرح وہاں گذری ہے) اور پہاڑ (اپنی جگہ سے) ہٹا دیئے جاوینگے سو وہ ریت کی طرح ہو جاوینگے (کقولہ تعالیٰ کثیبا مهیلا اور یہ واقعات نفخۂ ثانیہ کے وقت ہونگے البتہ تسییر جبال میں یہاں بھی

ملحقات الترجمة

لہ قولہ فی یتساءلون دریافت اشارۃ الی انہ یراد بہ یسألون کذا فی الروح ۱۲

عہ قولہ فی معاشا معاش کا وقت اشارۃ الی تقدیر مضاف لان المعاش کما فی الروح مصدر میمی بمعنے العیش و ہو الحیاۃ المختصۃ بالحیوان ۱۲

اللغات دهاقا ملأى حسابا کافیا ۱۲

النحو قولہ عطاء بدل من جزاء قولہ منہ متعلق بیملکون وصلۃ خطابا مقدر وقرر فی الترجمۃ لا یملکون سابع

الی اہل السموات والارض قولہ یوم یقوم حالہ لا یتکلمون ۱۲

الروایات قولہ یوم یقوم الروح فی الدر بجابۃ البیہقی عن ابن عباس تقوم ارواح الناس مع الملائکۃ اھ و قدرت فیہ صفا ۱۲

سورۃ النزعت مکیۃ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ — وھی ست واربعون اٰیۃ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ۙ﴿۱﴾ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ۙ﴿۲﴾ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا ۙ﴿۳﴾

قسم ہے اُن فرشتوں کی جو جان سختی سے نکالتے ہیں - اور جو بند کھول دیتے ہیں - اور جو تیرتے ہوئے چلتے ہیں -

اور یہاں جہاں وقوع ہوا ہے دونوں احتمال ہیں یا تو نفخۂ ثانیہ کے بعد کہ اُس سے سب عالم بہیئتہ عود کر آوے گا جب حساب کا وقت آوے گا پہاڑوں کو زمین کے برابر کر دیا جاوے گا تاکہ زمین پر کوئی آڑ پہاڑ نہ رہے سب ایک ہی میدان میں نظر آویں کہ ادخل فی الھیبۃ ہے اور یا یہ نفخۂ اولیٰ کے وقت ہوگا جس سے خود افنا مقصود بالذات ہوگا پھر اس تقدیر پر یوم کو ان سب واقعات کا ظرف فرمانا اس بنا پر ہوگا کہ نفخۂ اولیٰ سے نفخۂ ثانیہ تک کا مجموعہ ایک یوم قرار دے لیا گیا واللہ اعلم - آگے اُس یوم الفصل میں جو فیصلہ ہوگا اُس کا بیان ہے یعنی) بیشک دوزخ ایک گھات کی جگہ ہے (یعنی عذاب کے فرشتے انتظار اور تاک میں ہیں کہ کافر آویں تو اُن کو پکڑتے ہی عذاب کرنے لگیں اور وہ) سرکشوں کا ٹھکانا (ہے) جس میں وہ بے انتہا زمانوں (پڑے) رہیں گے (اور) اُس میں نہ تو وہ کسی ٹھنڈک (یعنی راحت) کا مزہ چکھیں گے (اور اس سے زمہریر کی نفی نہیں ہوئی) اور نہ پینے کی چیز کا (جو کہ مسکن عطش ہو) بجز گرم پانی اور پیپ کے یہ (اُن کو) پورا بدلہ ملے گا (اور وہ اعمال جن کا یہ بدلہ ہے یہ ہیں کہ) وہ لوگ حساب (قیامت) کا اندیشہ نہ رکھتے تھے اور ہماری (اُن) آیتوں کو (جن میں حساب و دیگر امور حقہ کی خبر تھی) خوب جھٹلاتے تھے اور ہم نے (اُن کے اعمال میں سے) ہر چیز کو (ان کے نامہ اعمال میں) لکھ کر منضبط کر رکھا ہے سو (ان اعمال پر اُن کو مطلع کر کے کہا جاویگا کہ اب ان اعمال کا) مزہ چکھو کہ ہم تم کو سزا ہی بڑھاتے چلے جائیں گے (یہ تو کافروں کا فیصلہ ہوا آگے اہل ایمان کا فیصلہ مذکور ہے کہ) خدا سے ڈرنے والوں کے لیے بیشک کامیابی ہے یعنی (کھانے اور سیر کو) باغ (جن میں طرح طرح کے میوے ہوں گے) اور انگور (یہ تخصیص بعد التعمیم اعتنار شان کے لیے ہے) اور (دل بہلانے کو) نوخاستہ ہم عمر عورتیں ہیں اور (پینے کو) لبالب بھرے ہوئے جام شراب (اور) وہاں نہ کوئی بیہودہ بات سنیں گے اور نہ جھوٹ (کیونکہ یہ باتیں وہاں محض معدوم ہیں) یہ (اُن کو اُن کی نیکیوں کا) بدلہ ملیگا جو کہ کافی انعام ہوگا آپ کے رب کی طرف سے جو مالک ہے آسمانوں اور زمین کا اور اُن چیزوں کا جو دونوں کے درمیان میں ہیں (اور جو) رحمان ہے (اور) کسی کو اُس کی طرف سے (مستقل) اختیار نہ ہوگا کہ (اُس کے سامنے) عرض معروض کر سکے (یہاں کئی صفتیں ارشاد ہیں رب السمٰوٰت الخ جو دال ہے مالک تصرفات واقعہ یوم قیامت پر اور رحمان جو مناسب ہے جزائے مومنین کے اور لا یملکون الخ جو مناسب ہے تخویف کافرین کے اور مستقل کی قید پر آگے استثنار الا من اذن الخ دلیل ہے آگے تقریر ہے لا یملکون الخ کی یعنی) جس روز تمام ذی ارواح اور فرشتے (خدا کے روبرو) صف بستہ (خشوع و خضوع کے ساتھ) کھڑے ہوں گے (اُس روز) کوئی بول نہ سکے گا بجز اُس کے جس کو رحمان (بولنے کی) اجازت دیدے اور وہ شخص بات بھی ٹھیک کہے (ٹھیک بات سے مراد وہ بات جس کی اجازت دی گئی ہے یعنی بولنا بھی محدود و مقید ہوگا یہ نہیں کہ جو چاہے بولنے لگے اور مستقل اختیار سے اوپر یہی مراد ہے آگے اوپر کے تمام مضامین کا خلاصہ ہے کہ) یہ (دن جس کا اوپر ذکر ہوا) یقینی دن ہے سو جس کا جی چاہے (اُس کے حالات سُن کر) اپنے رب کے پاس (اپنا) ٹھکانا بنا رکھے (یعنی نیک عمل کرے کہ وہاں نیک ٹھکانا ملے آگے اتمام حجت ہے کہ لوگو) ہم نے تم کو ایک نزدیک آنے والے عذاب سے ڈرا دیا ہے (جو کہ ایسے دن میں واقع ہونے والا ہے) جس دن ہر شخص اُن اعمال کو (اپنے سامنے حاضر) دیکھ لیگا جو اُس نے اپنے ہاتھوں کیے ہوں گے اور کافر (حسرت سے) کہیگا کاش میں مٹی ہو جاتا [illegible] عذاب سے بچتا اور یہ اُس وقت کہے گا جب بہائم مٹی کر دیئے جاویں گے رواہ فی الدر عن ابی ہریرۃ رض یا وہ معنی مراد ہوں جو سورۂ نسار لو تسوی بھم الارض میں گذرے ہیں) -

سورۃ النزعت مکیۃ وآیھا خمس وست واربعون کذا فی البیضاوی

اس میں بھی مثل سورت سابقہ وقوع قیامت اور ءانتم اشد الخ میں امکان اور ھل اتٰک الخ میں مکذبین کی تخویف اور تکذیب پر آپ کا تسلیہ ہے -

وقوع و صحت قیامت مع تخویف مکذبین و تسلیہ رسول رب العالمین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ۙ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ۙ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا ۙ

اللغات غرقا ای اغراقا فی النزع ای اقاصی الاجساد ۱۲ | النحو قولہ والنزعت جواب القسم مقدرای لتبعثن وھو انعامل فی یوم ترجف ۱۲

فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا ۝ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ۝ يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ۝ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ۝ قُلُوْبٌ يَّوْمَىِٕذٍ وَّاجِفَةٌ ۝

پھر تیزی کے ساتھ دوڑتے ہیں — پھر ہر امر کی تدبیر کرتے ہیں — قیامت ضرور آویگی جس روز ہلا دینے والی چیز ہلا ڈالیگی جس کے بعد ایک پیچھے آنے والی چیز آجاویگی — بہت سے دل اُس روز دھڑک رہے ہونگے —

اَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ ۝ يَقُوْلُوْنَ ءَاِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِي الْحَافِرَةِ ۝ ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً ۝ قَالُوْا تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ

اُن کی آنکھیں جھک رہی ہونگی — کہتے ہیں کہ کیا ہم پہلی حالت میں پھر واپس ہوں گے — کیا جب ہم بوسیدہ ہڈیاں ہو جاویں گے پھر واپس ہونگے — اس صورت میں یہ واپسی

خَاسِرَةٌ ۝ فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ ۝ فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ۝ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ۝ اِذْ نَادٰىهُ رَبُّهٗ

بڑے خسارہ کی ہوگی — تو وہ بس ایک ہی سخت آواز ہوگی — جس سے سب لوگ فوراً ہی میدان میں آموجود ہونگے — کیا آپ کو موسیٰ کا قصہ پہونچا ہے — جبکہ اُن کو اُن کے پروردگار نے

بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۝ اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ۝ فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰٓى اَنْ تَزَكّٰى ۝ وَاَهْدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى ۝

ایک پاک میدان یعنی طویٰ میں پکارا — کہ تم فرعون کے پاس جاؤ اُس نے بڑی شرارت اختیار کی ہے — سو اُس سے کہو کہ کیا تجھکو اس بات کی خواہش ہے کہ تو درست ہو جاوے — اور میں تجھکو تیرے رب کی طرف رہنمائی کروں تو تو ڈرنے لگے

فَاَرٰىهُ الْاٰيَةَ الْكُبْرٰى ۝ فَكَذَّبَ وَعَصٰى ۝ ثُمَّ اَدْبَرَ يَسْعٰى ۝ فَحَشَرَ فَنَادٰى ۝ فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ۝ فَاَخَذَهُ اللّٰهُ

پھر اُس کو بڑی نشانی دکھلائی — تو اُس نے جھٹلایا اور کہنا نہ مانا — پھر جدا ہو کر کوشش کرنے لگا — اور جمع کیا پھر آواز بلند تقریر کی — اور کہا کہ میں تمہارا رب اعلیٰ ہوں — سو اللہ تعالیٰ نے

نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ۝ ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ ۚ بَنٰىهَا ۝ رَفَعَ سَمْكَهَا

اُس کو آخرت کے اور دُنیا کے عذاب میں پکڑا — بیشک اس میں ایسے شخص کے لیے بڑی عبرت ہے جو ڈرے — بھلا تمہارا پیدا کرنا زیادہ سخت ہے یا آسمان کا اللہ نے اُس کو بنایا — اُس کی سقف کو بلند کیا

فَسَوّٰىهَا ۝ وَاَغْطَشَ لَيْلَهَا وَاَخْرَجَ ضُحٰىهَا ۝ وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا ۝ اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا وَمَرْعٰىهَا ۝

اور اُس کو درست بنایا — اور اُس کی رات کو تاریک بنایا اور اُس کے دن کو ظاہر کیا — اور اس کے بعد زمین کو بچھایا — اُس سے اس کا پانی اور چارہ نکالا

وَالْجِبَالَ اَرْسٰىهَا ۝ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ۝ فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى ۝ يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَا سَعٰى ۝

اور پہاڑوں کو قائم کر دیا — تمہارے اور تمہارے مواشی کے فائدہ پہونچانے کے لیے — سو جب وہ بڑا ہنگامہ آویگا — یعنی جس دن انسان اپنے کیے کو یاد کرے گا —

فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا ۙ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ۘ يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ۙ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ۭ قُلُوْبٌ يَّوْمَىِٕذٍ وَّاجِفَةٌ ۙ اَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ ۘ يَقُوْلُوْنَ ءَاِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِي الْحَافِرَةِ ۭ ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً ۭ قَالُوْا تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ۘ فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ ۙ فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ۭ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ۘ اِذْ نَادٰىهُ رَبُّهٗ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۚ اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ۙ فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰٓى اَنْ تَزَكّٰى ۙ وَاَهْدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى ۚ فَاَرٰىهُ الْاٰيَةَ الْكُبْرٰى ۙ فَكَذَّبَ وَعَصٰى ۙ ثُمَّ اَدْبَرَ يَسْعٰى ۙ فَحَشَرَ فَنَادٰى ۙ فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ۙ فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ۭ ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ ۭ بَنٰىهَا ۣ رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا ۙ وَاَغْطَشَ لَيْلَهَا وَاَخْرَجَ ضُحٰىهَا ۠ وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا ۭ اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا وَمَرْعٰىهَا ۠ وَالْجِبَالَ اَرْسٰىهَا ۙ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ۭ فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى ۠ يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَا سَعٰى ۙ

اللغات

ترجف ریجف حرک وتحرک راجفة مضطربة حافرة من قولهم رجع فلان فی حافرته ای طریقته التی جاء فیها نخرة ای الخربة مبلیة والقیاس محفورة فهی بمعنی ذات حفر ساهرة وجه الارض والفلاة وحقیقتها التی یکثر الوطؤ بها فکانها سهرت فی ذلک سمکها فی القاموس السقف الطامة من طم اذا علا ۱۲

النحو قوله اذا کنا جواب الشرط مقدر ای نرد دل علیه لمردودون خلقا تمیز قوله فاذا جاءت جوابه ۱۲

فاما قوله یوم یتذکر بدل من اذا ۱۲

البلاغة

قوله فالسبقت الفاء فی الاخیرین للدلالة علی ترتبها علی ما قبلها بغیر مهلة بخلاف السبح الذی هو قطع المسافة حیث یکون بعد النزع تدریجا قوله ابصارها ای ابصار اهلها سمکها الاضافة بیانیة رفع ای جعل مقدار ذهابه فوقه من اول الامر قوله اخرج ضحٰها فی الخازن انما عبر عن النهار بالضحی لانه اکمل اجزاء النهار فی النور والضوء ۱۲

وَبُرِّزَتِ الْجَحِيمُ لِمَنْ يَرَىٰ ۝ فَأَمَّا مَنْ طَغَىٰ ۝ وَآثَرَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ۝ فَإِنَّ الْجَحِيمَ هِيَ الْمَأْوَىٰ ۝ وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ

اور دیکھنے والوں کے سامنے دوزخ ظاہر کیجاوے گی — تو جس شخص نے سرکشی کی ہوگی — اور دنیوی زندگی کو ترجیح دی ہوگی — سو دوزخ ٹھکانا ہوگا — اور جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے

رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ ۝ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ ۝ يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا ۝ فِيمَ أَنْتَ مِنْ ذِكْرَاهَا ۝

ڈرا ہوگا — اور نفس کو خواہش سے روکا ہوگا — سو جنت اس کا ٹھکانا ہوگا — یہ لوگ آپ سے قیامت کے متعلق پوچھتے ہیں کہ اس کا وقوع کب ہوگا — اس کے بیان کرنے سے آپ کا کیا تعلق

إِلَىٰ رَبِّكَ مُنْتَهَاهَا ۝ إِنَّمَا أَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَخْشَاهَا ۝ كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا عَشِيَّةً أَوْ ضُحَاهَا ۝

اس کا مدار صرف آپ کے رب کی طرف ہے — آپ تو صرف اس شخص کے ڈرانے والے ہیں جو اس سے ڈرتا ہو — جس روز یہ اس کو دیکھیں گے تو ایسا معلوم ہوگا کہ گویا صرف ایک دن کے آخری حصہ میں یا اسکے اول حصہ میں رہے ہیں

رکوع ۲ ۴

وَبُرِّزَتِ الْجَحِيمُ لِمَنْ يَرَىٰ ۝ فَأَمَّا مَنْ طَغَىٰ ۝ وَآثَرَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ۝ فَإِنَّ الْجَحِيمَ هِيَ الْمَأْوَىٰ ۝ وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ ۝ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ ۝ يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا ۝ فِيمَ أَنْتَ مِنْ ذِكْرَاهَا ۝ إِلَىٰ رَبِّكَ مُنْتَهَاهَا ۝ إِنَّمَا أَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَخْشَاهَا ۝ كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا عَشِيَّةً أَوْ ضُحَاهَا ۝ قسم ہے اُن فرشتوں کی جو (کافروں کی) جان سختی سے نکالتے ہیں اور جو (مسلمانوں کی روح آسانی سے نکالتے ہیں گویا اُن کا) بند کھول دیتے ہیں اور جو (روحوں کو لے کر زمین سے آسمان کی طرف اس طرح سُرعت و سہولت سے چلتے ہیں جیسے گویا) تیرتے ہوئے چلتے ہیں پھر (جب روحوں کو لے کر پہونچتے ہیں تو اُن ارواح کے باب میں جو خدا کا حکم ہوتا ہے اُس کے امتثال کے لیے) تیزی کے ساتھ دوڑتے ہیں پھر (اُن ارواح کے متعلق ثواب کا حکم ہو یا عقاب کا دونوں امروں میں سے) ہر امر کی تدبیر کرتے ہیں (ان سب کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ) قیامت ضرور آویگی جس روز ہلا دینے والی چیز ہلا ڈالے گی (مراد نفخۂ اولیٰ ہے) جس کے بعد ایک پیچھے آنے والی چیز آجاویگی (مراد نفخۂ ثانیہ ہے) بہت سے دل اُس روز دھڑک رہے ہونگے اُن کی آنکھیں (مارے ندامت کے) جھک رہی ہونگی (مگر یہ لوگ قیامت کا انکار کرتے ہیں اور) کہتے ہیں کہ کیا ہم پہلی حالت میں پھر واپس ہونگے (پہلی حالت سے مراد حیات قبل الموت ہے یعنی کیا بعد الموت پھر حیات ثانیہ ہوگی مقصود استبعاد ہے) کیا جب ہم بوسیدہ ہڈیاں ہو جاوینگے پھر (حیات کی طرف) واپس ہونگے (مقصود استبعاد ہے اگر ایسا ہوا تو) اس صورت میں یہ واپسی (ہمارے لیے) بڑے خسارہ کی ہوگی (کیونکہ ہم نے تو اسکے لیے کچھ سامان کیا نہیں مقصود اس سے تمسخر تھا اہل حق کے اس عقیدہ کے ساتھ یعنی ان کے عقیدہ پر ہم بڑے خسارہ میں ہونگے جیسے کوئی شخص کسی کو خیر خواہی سے ڈرائے کہ اس راہ مت جانا شیر ملیگا اور مخاطب تکذیب کے طور پر کسی سے کہے کہ بھائی اُدھر مت جانا شیر کھا جاویگا مطلب یہ کہ وہاں شیر ویر کچھ بھی نہیں ہے۔ آگے استبعاد و استصعاب مذکور کا رد ہے کہ یہ لوگ جو قیامت کو مستبعد و مستصعب کہتے ہیں) تو (یہ سمجھ رکھیں کہ ہم کو کچھ مشکل نہیں بلکہ) وہ بس ایک ہی سخت آواز ہوگی جس سے سب لوگ فوراً ہی میدان میں آموجود ہونگے (آگے مکذبین کی تخویف اور تکذیب پر آپ کے تسلیہ کے لیے موسیٰ علیہ السلام کا قصہ فرعون کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے پس فرماتے ہیں کہ) کیا آپ کو موسیٰ (علیہ السلام) کا قصہ پہونچا ہے جبکہ اُن کو اُن کے پروردگار نے ایک پاک میدان یعنی طویٰ میں (یہ اُس کا نام ہے) پکارا کہ تم فرعون کے پاس جاؤ اُس نے بڑی شرارت اختیار کی ہے سو اُس سے (جا کر) کہو کہ کیا تجھکو اس بات کی خواہش ہے کہ تو درست ہو جاوے اور (تیری درستی کی غرض سے) میں تجھکو تیرے رب کی طرف (ذات و صفات کی) رہنمائی کروں تو تو (ذات و صفات کو سُن کر اس سے) ڈرنے لگے (اور اس ڈر سے درستی ہو جاوے۔ غرض یہ حکم سُنکر موسیٰ علیہ السلام اُس کے پاس گئے اور جا کر پیغام ادا کیا) پھر (جب اُس نے دلیل نبوت طلب کی تو) اُس کو بڑی نشانی (نبوت کی) دکھلائی (مراد معجزۂ عصا ہے یا بارادہ جنس مجموعہ عصا و ید بیضا) تو اُس (فرعون) نے (اُن کو) جھٹلایا اور (اُن کا) کہنا نہ مانا پھر (موسیٰ علیہ السلام سے) جدا ہو کر (اُن کے خلاف) کوشش کرنے لگا اور (لوگوں کو) جمع کیا پھر (اُن کے سامنے) بآواز بلند تقریر کی اور کہا کہ میں تمہارا رب اعلیٰ ہوں (اعلیٰ قید واقعی کے طور پر کہا پس اصل مقصود انا ربکم ہے اور اعلیٰ صفت مادحہ بڑھا دی اور احترازی نہیں تاکہ ارباب غیر اعلیٰ کے وجود کو مستلزم ہو) سو اللہ تعالیٰ نے اُس کو آخرت کے اور دُنیا کے عذاب میں پکڑا (دنیوی عذاب تو غرق ہے اور اخروی عذاب حرق ہے) بے شک

البلاغة

قوله او ضحٰها نكتة الاضافة الى العشية انك اذا قلت لم يلبثوا الا عشية او ضحى احتمل ان يكون العشية من يوم والضحى من آخر فيتوهم الاستمرار من ذلك الزمان الى مثله من اليوم الآخر اما اذا قلت عشية نهار او ضحاه لم يحتمل ذلك البتة وفي قولك ضحى تلك العشية يعني من قولك عشية ذلك النهار او ضحاه كذا في الروح ۔

سورة عبس مكية وهي اثنتان واربعون اية

اس (واقعہ) میں ایسے شخص کے لیے بڑی عبرت ہے جو (اللہ تعالیٰ سے) ڈرے (اس قصہ کا افتتاح هل اتٰك مشعر تسلیہ ہے اور اس کا اختتام ان فی ذٰلك مشعر تخویف ہے اور اوپر جو کفار کا استبعاد و استصعاب قیامت کے متعلق اس قول میں مذکور تھا اذا کنا الخ اُس کا نقلی جواب تو اوپر مذکور ہوا ہے فانما هي زجرة اور آگے عقلی جواب ہے یعنی) بھلا تمہارا (دوسری بار) پیدا کرنا (فی نفسہ) زیادہ سخت ہے یا آسمان کا (اور فی نفسہ اس لیے کہا کہ بالنسبۃ الی القدرۃ تو سب مساوی ہیں اور ظاہر ہے کہ آسمان ہی کا پیدا کرنا زیادہ سخت ہے پھر جب اُس کو پیدا کر دیا تو تمہارا پیدا کرنا کیا مشکل ہے آگے آسمان کے پیدا کرنے کی کیفیت بیان فرماتے ہیں کہ) اللہ نے اُس کو بنایا (اس طرح سے کہ) اُس کی سقف کو بلند کیا اور اُس کو درست بنایا (کہ کہیں اُس میں شقوق و فطور نہیں) اور اُس کی رات کو تاریک بنایا اور اُس کے دن کو ظاہر کیا (رات اور دن کو آسمان کی طرف اس لیے منسوب کیا کہ رات اور دن آفتاب کے طلوع اور غروب سے ہوتے ہیں اور آفتاب آسمان میں ہے) اور اس کے بعد زمین کو بچھایا (اور بچھا کر) اُس سے اُس کا پانی اور چارہ نکالا اور پہاڑوں کو (اُس پر) قائم کر دیا تمہارے اور تمہارے مواشی کے فائدہ پہونچانے کے لیے (ترتیب خلق سموٰت وارض کی سورہ بقرہ کے رکوع سوم آیت هو الذی خلق لکم الخ کے ذیل میں گذر چکی ہے اور گو اصل استدلال خلق سماء سے تھا مگر زمین کا ذکر شاید اس لیے کر دیا کہ اس کے احوال ہر وقت پیش نظر ہیں اور گو سماء کی برابر نہ سہی لیکن فی نفسہ انسان کے خلق سے اسکی خلقت بھی اشد ہے پس حاصل استدلال کا یہ ہوا کہ جب ایسی ایسی چیزیں ہم نے بنا دیں تو تمہارا بعث کیا مشکل ہے۔ آگے بعث کے بعد جو واقعات مجازاۃ کے متعلق ہونگے اُن کی تفصیل ہے یعنی قیامت کا امکان اور صحت وقوع تو ثابت ہو گیا) سو جب وہ بڑا ہنگامہ آویگا یعنی جس دن انسان اپنے کیے کو یاد کریگا اور دیکھنے والوں کے سامنے دوزخ ظاہر کی جاویگی تو (اُس روز یہ حالت ہوگی کہ) جس شخص نے (حق سے) سرکشی کی ہوگی اور (آخرت کا منکر ہو کر اُس پر) دنیوی زندگی کو ترجیح دی ہوگی سو دوزخ (اُس کا) ٹھکانا ہوگا اور جو شخص (دنیا میں) اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا ہوگا (کہ مستلزم ہے اعتقاد آخرت کو) اور نفس کو (حرام) خواہش سے روکا ہوگا (یعنی اعتقاد کے ساتھ عمل بھی صالح ہوگا) سو جنت اُس کا ٹھکانا ہوگا (اور عمل صالح طریق جنت ہے موقوف علیہ نہیں چونکہ کفار بقصد انکار قیامت کے اُس کا وقت پوچھا کرتے تھے آگے اُس کا جواب ہے یعنی) یہ لوگ آپ سے قیامت کے متعلق پوچھتے ہیں کہ اُس کا وقوع کب ہوگا (سو) اُس کے بیان کرنے سے آپ کا کیا تعلق (کیونکہ بیان کا موقوف علیہ علم ہے اور وہ منتفی ہے اور انتفاء موقوف علیہ مستلزم ہے انتفاء موقوف کو بلکہ) اُس (کے علم کی تعیین) کا مدار صرف آپ کے رب کی طرف ہے (اور) آپ تو صرف (اخبار اجمالی سے) ایسے شخص کے ڈرانے والے ہیں جو اُس سے ڈرتا ہو (اور ڈر کر ایمان لانے والا ہو اور یہ لوگ جو جلدی مچا رہے ہیں تو سمجھ لیں کہ) جس روز یہ اُس کو دیکھیں گے تو (ان کو) ایسا معلوم ہوگا کہ گویا (دُنیا میں) صرف ایک دن کے آخری حصہ میں یا اس کے اول حصہ میں رہے ہیں (وہیں یعنی دنیا کی مدت طویلہ قصیر معلوم ہوگی اور سمجھیں گے کہ عذاب استعجال کے ساتھ آ گیا جس کی یہ استدعا کرتے ہیں حاصل یہ کہ استعجال کیوں کرتے ہو وقوع کے وقت اُس کو مستعجل ہی سمجھوگے اور جس دیر کو اب دیر سمجھ رہے ہو یہ دیر معلوم نہ ہوگی) ف والنازعٰت والناشطات سے شبہ نہ کیا جاوے کہ بعض اوقات کفار کا نزع آسان اور مومنین کا سخت دیکھا جاتا ہے اصل یہ ہے کہ یہ سختی اور سہولت جسمانی ظاہری ہوتی ہے اور آیت میں شدت و سہولت روحانی وحقیقی مراد ہے۔

ملحقات الترجمة
ف قوله فی بلد ودی دیکھنے والوں اشارة الی عمومہ من ۱۲

سورة عبس مكية وهي احدى واربعون كذا في البيضاوي

ربط چونکہ اس سورت کے سباق وسیاق کی سورتوں میں قیامت ہی کا مضمون زیادہ ہے اس قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں بھی زیادہ مقصود اخیر کا مضمون ہی جو قیامت پر مشتمل ہے اور چونکہ اُس میں کافر کی سزائے شدید مذکور ہے اُس کی تقریر کے لیے اوسط سورت یعنی قتل الانسان الخ میں وجوہ مقتضیات شکر وارتفاع موانع کے ذکر سے اُس کے کفر کی شدت بیان فرمائی ہے اور ایسے شدید الکفر لوگوں کی ہدایت میں جو حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم کو اہتمام اور کاوش فرمانے سے کوفت ہوتی تھی حتی کہ ایکبار اسی بنا پر ایک نابینا صحابی کا ایسے موقع پر آکر بولنا موجب کلفت ہوا تھا اس لیے شروع سورت میں ایک محبوبانہ انداز کے ساتھ جسکو لوگ عتاب کہتے ہیں اسقدر اہتمام سے نہی اور طالبان صادق کے حال پر توجہ فرمانے کا امر فرماتے ہیں پس اول سورت اوسط سورت کی تمہید ہے اور اوسط سورت آخر سورت کی تمہید ہے اور آخر سورت مقصود ہے واللہ اعلم

آداب تذکیر وتشنیع بر عدم تذکر وعقوبت غیر متذکر ومثوبت متذکر در آخرت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

عَبَسَ وَتَوَلّٰىٓ ○ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى ○ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰىٓ ○ اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى ○ اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى ○

پیغمبر چین بجبیں ہو گئے اور متوجہ نہ ہوئے اس بات سے کہ ان کے پاس اندھا آیا۔ اور آپ کو کیا خبر شاید وہ سنور جاتا یا نصیحت قبول کرتا سو اس کو نصیحت کرنا فائدہ ہو پہنچاتا تو جو شخص بے پروائی کرتا ہو

فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰى ○ وَمَا عَلَيْكَ اَلَّا يَزَّكّٰى ○ وَاَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰى ○ وَهُوَ يَخْشٰى ○ فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰى ○ كَلَّآ اِنَّهَا

آپ اس کی تو فکر میں پڑتے ہیں حالانکہ آپ پر کوئی الزام نہیں کہ وہ نہ سنورے اور جو شخص آپ کے پاس دوڑتا ہوا آتا ہے اور وہ ڈرتا ہے آپ اس سے بے اعتنائی کرتے ہیں ہرگز ایسا نہ کیجیے قرآن

تَذْكِرَةٌ ○ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ○ فِيْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ○ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ○ بِاَيْدِيْ سَفَرَةٍ ○ كِرَامٍۭ بَرَرَةٍ ○

نصیحت کی چیز ہے سو جس کا جی چاہے اس کو قبول کرے وہ ایسے صحیفوں میں ہے جو مکرم ہیں رفیع المکان ہیں مقدس ہیں جو ایسے لکھنے والوں کے ہاتھوں میں رہتا ہے کہ وہ مکرم نیک ہیں

قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ اَكْفَرَهٗ ○ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ ○ مِنْ نُّطْفَةٍ ۭ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ○ ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ ○

آدمی پر خدا کی مار وہ کیسا ناشکرا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو کیسی چیز سے پیدا کیا نطفہ سے اس کی صورت بنائی پھر اس کو اندازہ سے بنایا پھر اس کو رستہ آسان کر دیا

ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ○ ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ ○ كَلَّا لَمَّا يَقْضِ مَآ اَمَرَهٗ ○ فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖٓ ○ اَنَّا صَبَبْنَا

پھر اس کو موت دی پھر اس کو قبر میں لے گیا پھر جب اللہ چاہیگا اس کو دوبارہ زندہ کر دیگا ہرگز نہیں اس کو جو حکم کیا تھا اس کو بجا نہیں لایا سو انسان کو چاہیے کہ اپنے کھانے کی طرف نظر کرے کہ ہم نے عجیب طور پر

الْمَآءَ صَبًّا ○ ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا ○ فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا ○ وَّعِنَبًا وَّقَضْبًا ○ وَّزَيْتُوْنًا وَّنَخْلًا ○ وَّحَدَآئِقَ غُلْبًا ○

پانی برسایا پھر عجیب طور پر زمین کو پھاڑا پھر ہم نے اس میں غلہ اور انگور اور ترکاری اور زیتون اور کھجور اور گنجان باغ

وَّفَاكِهَةً وَّاَبًّا ○ مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ○ فَاِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ ○

اور میوے اور چارہ پیدا کیا تمہارے اور تمہارے مواشی کے فائدہ کے لیے پھر جس وقت کانوں کا بہرا کر دینے والا شور برپا ہوگا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ عَبَسَ وَتَوَلّٰىٓ ۙ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى ۭ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰىٓ ۙ اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى ۭ اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى ۙ فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰى ۭ وَمَا عَلَيْكَ اَلَّا يَزَّكّٰى ۭ وَاَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰى ۙ وَهُوَ يَخْشٰى ۙ فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰى ۚ كَلَّآ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ۘ فِيْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ۙ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ۙ بِاَيْدِيْ سَفَرَةٍ ۙ كِرَامٍۭ بَرَرَةٍ ۭ قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ اَكْفَرَهٗ ۭ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ ۭ مِنْ نُّطْفَةٍ ۭ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ۙ ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ ۙ ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ۙ ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ ۭ كَلَّا لَمَّا يَقْضِ مَآ اَمَرَهٗ ۭ فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖٓ ۙ اَنَّا صَبَبْنَا الْمَآءَ صَبًّا ۙ ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا ۙ فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا ۙ وَّعِنَبًا وَّقَضْبًا ۙ وَّزَيْتُوْنًا وَّنَخْلًا ۙ وَّحَدَآئِقَ غُلْبًا ۙ وَّفَاكِهَةً وَّاَبًّا ۙ مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ۭ فَاِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ ۡ

اللغات التصدی التعرض واصل تصدد من الصدد وهو ما استقبلك وصار قبالتك يقال داری صدد داره ای قبالتها سفرة جمع سافر ای کاتب اشتق من السفر وهو الکتاب قضبا هو ما يقضب ای يقطع ليأكله ابن آدم غضا من النبات كالبقول والهليون غلبا جمع اغلب وغلباء ای غلاظ العنق وصف الحدائق بذلك على سبيل الاستعارة شبه تكاثف اوراق الاشجار وتكاثفها بغلظ الاوداج وانتفاخ الاعصاب مع ازدحام بعضها في بعض في غلظ الرقبة ابا الكلأ والمرعى من ابه اذا امه وقصده لانه يؤم ويقصد او من اب لكذا اذا تهيأ له متهيئ للرعی الصاخة من صخ تصخ الآذان ای تصمها لشدة وقعتها ۱۲

النحو [illegible]

قوله ان جاءه الاعمى علة للعبوس والتقصير [illegible] اما انت له تصدى [illegible]

انا صببنا بدل من الطعام بدل اشتمال والمعنى على صببناه ۱۲

البلاغة قوله تصدى وتلهى [illegible] للمقابل لقوله تلهى لان الاشتغال بالكفار [illegible] وقوله عنه تلهى لم يقل لا تتصدى والمقابل لقوله تصدى لان التصدي للمؤمنين غير واجب لانه عليه السلام انما هو منذر. قوله قتل الانسان ما اكفره دعاء عليه وتعجب من افراطه في الكفر وبيان لاستحقاقه الدعاء عليه وحمل على بيان الاستحقاق لان الدعاء لا يتصور منه تعالى وعلى التعجب لان التعجب لا يتصور منه تعالى قوله من اي شيء خلقه الاستفهام للتحقير وذكر الجواب الذي يتضمن انه حقيقة لانه ليس بجواب في الحقيقة بل على صورته. قوله اذا شاء في تعليق الانشار بمشيئته تعالى ايذان بان وقته غير معين بالاصالة بل هو تابع لها [illegible] بخلاف الاماتة فان وقتها معين اجمالا [illegible] في الاعمار

يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ ۝ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ ۝ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ ۝ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ ۝ وُجُوهٌ

جس روز ایسا آدمی اپنے بھائی سے اور اپنی ماں سے اور اپنے باپ سے اور اپنی بیوی سے اور اپنی اولاد سے بھاگے گا ان میں ہر شخص کو ایسا مشغلہ ہوگا جو اس کو اور طرف متوجہ نہ ہونے دیگا بہت سے چہرے

يَوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ۝ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ۝ وَوُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ۝ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ۝ أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ۝

اس روز روشن خنداں شاداں ہونگے اور بہت سے چہروں پر اس روز ظلمت ہوگی ان پر کدورت چھائی ہوگی یہی لوگ کافر فاجر ہیں

ع ۲ / ۵

يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ ۝ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ ۝ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ ۝ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ ۝ وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ۝ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ۝ وَوُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ۝ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ۝ أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ۝ (شان نزول ان آیات کا یہ ہے کہ ایکبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض رؤسار مشرکین کو سمجھا رہے تھے کہ اتنے میں عبداللہ بن ام مکتوم نابینا صحابی حاضر ہوئے اور کچھ پوچھا یہ قطع کلام آپ کو ناگوار ہوا اور آپ نے اُن کی طرف التفات نہیں کیا اور بعض روایات میں بعضوں کے نام بھی آئے ہیں ابوجہل بن ہشام ۔ وعتبۃ بن ربیعہ ۔ وابی بن خلف ۔ وامیہ بن خلف ۔ وشیبہ اور ناگواری کی وجہ سے آپ چیں بجبیں ہوئے جب اس مجلس سے اُٹھ کر آپ گھر جانے لگے آثار وحی کے نمودار ہوئے اور یہ آیتیں عبس وتولّٰی الخ نازل ہوئیں اس کے بعد جب وہ آپ کے پاس آتے آپ بڑی خاطر کرتے ہذہ الروایات کلہا فی الدر المنثور ۔ غرض واقعہ مذکورہ کے متعلق ارشاد ہوتا ہے کہ) پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) چیں بجبیں ہوگئے اور متوجہ نہ ہوئے اس بات سے کہ اُن کے پاس اندھا آیا (یہاں تو غائب کے صیغہ سے فرمایا اور یہ غایت تکرم واستحیار متکلم کا اور رعایت کرامت مخاطب کی ہے کہ روبرو اس امر کی نسبت نہیں فرمائی) اور (آگے خطاب کا صیغہ بطور التفات کے اس لیے اختیار کیا کہ شبہ اعراض کا نہ ہو اور مضمون بھی سابق سے اہون ہے پس ارشاد ہوتا ہے کہ) آپ کو کیا خبر شاید وہ (نابینا آپ کی تعلیم سے پورے طور پر) سنور جاتا یا (اقل درجہ کسی خاص امر میں) نصیحت قبول کرتا سو اس کو نصیحت کرنا (کچھ نہ کچھ) فائدہ پہونچاتا (مطلب یہ کہ اُس کی پوری اصلاح ہوتی بہرحال نفع ہی ہوتا اور ہرچند کہ ذکری مقدم ہے تذکر پر مگر نفع ذکری موخر ہے تذکر یعنی قبول موعظت سے اس لیے کلمہ فا داخل ہوا اور لعل مبالغہ کے لیے فرمایا یعنی اس صحابی کی حالت سے اگر ظن تزکی یا تذکر بھی ہوتا تب بھی اس سے بے توجہی نہ چاہیئے تھی چہ جائیکہ نفع متیقن ہو اور اعمیٰ سے تعبیر کرنا اشارہ ہے مقتضی توجہ وعطوفت کی طرف) تو جو شخص (دین سے) بے پروائی کرتا ہے آپ اُس کی تو فکر میں پڑتے ہیں حالانکہ آپ پر کوئی الزام نہیں کہ وہ نہ سنورے (وصف استغنار سے آپ کو اُس سے تنفیر دلانا ہے) اور جو شخص آپ کے پاس (دین کے شوق میں) دوڑتا ہوا آتا ہے اور وہ (خدا سے) ڈرتا ہے آپ اُس سے بے اعتنائی کرتے ہیں (ان آیات میں آپ کی اجتہادی لغزش پر آپ کو مطلع کیا گیا ہے منشا اُس اجتہاد کا یہ تھا کہ یہ امر تو متیقن اور ثابت ہے کہ اہم مقدم ہوتا ہے آپ نے کفر کی اشدیت کو موجب اہمیت سمجھا جیسے دو بیماروں میں ایک کو ہیضہ اور دوسرے کو زکام ہو تو مثاحب ہیضہ کا علاج مقدم ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا حاصل یہ ہے کہ اشتداد مرض اُس وقت موجب اہمیت ہے جب مریض علاج کا مخالف نہ ہو ورنہ طالب علاج ہونا موجب اقدمیت واہمیت ہوگا گو مرض خفیف ہو ۔ آگے ان مشرکین کی طرف اس قدر توجہ ضروری نہ ہونے کو ارشاد فرماتے ہیں کہ آپ آئندہ) ہرگز ایسا نہ کیجیے (کیونکہ) قرآن (محض ایک) نصیحت کی چیز ہے (اور آپ کے ذمہ صرف اُس کی تبلیغ ہے) سو جس کا جی چاہے اس کو قبول کرے (اور جو قبول نہ کرے وہ جانے آپ کا کوئی ضرر نہیں پھر آپ اسقدر اہتمام کیوں فرماتے ہیں آگے قرآن کے اوصاف فرماتے ہیں کہ) وہ (قرآن لوح محفوظ کے) ایسے صحیفوں میں (ثبت) ہے جو (عنداللہ) مکرم ہیں (یعنی مرضی ومقبول ہیں اور) رفیع المکان ہیں (کیونکہ لوح محفوظ تحت العرش ہے کما فی الدر المنثور سورۃ البروج اور وہ) مقدس ہیں (شیاطین خبیثہ کی وہاں تک رسائی نہیں کقولہ تعالیٰ لا یمسہ الا المطہرون) جو ایسے لکھنے والوں (یعنی فرشتوں) کے ہاتھوں میں (رہتے) ہیں کہ وہ مکرم (اور) نیک ہیں (یہ سب صفات اُس کے منجانب اللہ ہونے پر دال ہیں کما مر تقریرہ فی سورۃ الواقعۃ قولہ تعالیٰ لا یمسہ الا المطہرون اور لوح محفوظ ہرچند کہ شئ واحد ہے مگر اُس کے اجزار کو صحف سے تعبیر فرما دیا اور ان فرشتوں کو کاتب اسلیے کہا کہ یہ لوح محفوظ سے بامر الٰہی نقل کرنے والے ہیں حاصل آیات کا یہ ہوا کہ قرآن منجانب اللہ نصیحت کے لیے ہے آپ نصیحت کر کے اپنے فرض سے ادا ہو جاوینگے خواہ کوئی ایمان لاوے یا نہ لاوے پس اس قسم کی تقدیم وتاخیر کی کوئی ضرورت نہیں یہاں تک آداب تذکیر کے ہوئے آگے عدم تذکر پر کفار کی تشنیع ہے کہ منکر) آدمی پر (جو ایسے تذکرہ سے تذکر حاصل نہ کرے جیسے ابوجہل وغیرہ جن کو آپ سمجھاتے تھے اور وہ نہیں سمجھے تو ایسے شخص پر) خدا کی مار وہ کیسا ناشکرا ہے (وہ دیکھتا نہیں کہ) اللہ تعالیٰ نے اُس کو کیسی (حقیر) چیز سے پیدا کیا (آگے جواب ہے کہ) نطفہ سے (پیدا کیا آگے اس کی کیفیت مذکور ہے کہ اول بعد انقلابات متعددہ کے) اُسکی

سورۃ التکویر مکیۃ | بسم اللہ الرحمٰن الرحیم | وھی تسع وعشرون اٰیۃ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۝ وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ ۝ وَاِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ۝ وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ۝ وَاِذَا الْوُحُوْشُ

جب آفتاب بے نور ہو جاویگا اور جب ستارے ٹوٹ ٹوٹ کر گر پڑیں گے اور جب پہاڑ چلائے جاویں گے اور جب دس مہینے کی گابھن اونٹنیاں چھٹی پھرینگی اور جب وحشی جانور

حُشِرَتْ ۝ وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ۝ وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ ۝

سب جمع ہو جاوینگے۔ اور جب دریا بھڑکائے جاوینگے اور جب ایک ایک قسم کے لوگ اکٹھے کیے جاویں گے

صورت بنائی پھر اُس (کے اعضاء) کو انداز سے بنایا (کما مر فی سورۃ القیامۃ فی قولہ تعالےٰ فخلق فسوّیٰ) پھر اُس کو (نکلنے کا) رستہ آسان کر دیا (چنانچہ ظاہر ہے کہ ایسے تنگ موقع سے ایسے خاصے تنومند بچہ کا نکل آنا صاف دلیل ہے اللہ تعالےٰ کے قادر اور عبد کے مقدور ہونے کی) پھر (بعد عمر ختم ہونے کے) اُسکو موت دی پھر اُس کو قبر میں لے گیا (کقولہ تعالےٰ فیھا نعیدکم خواہ اول ہی سے خاک میں رکھ دیا جاوے یا بعد چندے خاک میں ملجاوے) پھر جب اللہ چاہیگا اُسکو دوبارہ زندہ کر دیگا (مطلب یہ کہ یہ سب تصرفات دلیل ہیں انسان کے داخل قدرت الٰہیہ ہونے کی اور نعمت بھی ہیں بعضے حسی بعضے معنوی جس کا مقتضا تھا وجوب اطاعت وایمان مگر اس نے) ہرگز (شکر) نہیں (ادا کیا اور) اس کو جو حکم کیا تھا اُس کو بجا نہیں لایا سو انسان کو چاہیے کہ (بعد اسباب مذکورہ حدوث کے نظر کرنے کے اسباب بقاء و تعیش مثلاً) اپنے کھانے کی طرف نظر کرے (تاکہ وہ باعث ہو حق شناسی واطاعت وایمان کا اور آگے نظر کرنے کا محل بتلاتے ہیں وہ یہ) کہ ہمنے عجیب طور پر پانی برسایا پھر عجیب طور پر زمین کو پھاڑا پھر ہم نے اُس میں غلہ اور انگور اور ترکاری اور زیتون اور کھجور اور گنجان باغ اور میوے اور چارہ پیدا کیا (یعنی چیزیں) تمہارے اور (بعضی چیزیں) تمہارے مواشی کے فائدہ کے لیے (اور یہ سب بھی نعمت اور دلیل قدرت ہیں اور اس مجموعہ میں ہر جزو مقتضی ہے وجوب شکر وایمان کو یہاں تک تشنیع ہو گئی عدم تذکر پر آگے عدم تذکر پر عقوبت اور تذکر پر مثوبت آخرت میں مذکور ہے یعنی اب تو یہ لوگ ناشکری و کفر کرتے ہیں) پھر جس وقت کانوں کا بہرا کر دینے والا شور برپا ہوگا (اُس وقت ساری ناشکری کا مزہ معلوم ہو جاویگا آگے اُس دن کا بیان ہے کہ) جس روز ایسا آدمی (جس کا اوپر بیان ہوا) اپنے بھائی سے اور اپنے ماں سے اور اپنے باپ سے اور اپنی بیوی سے اور اپنی اولاد سے بھاگیگا (یعنی کوئی کسی کی ہمدردی نہ کرے گا کقولہ تعالےٰ لا یسئل حمیم حمیما وجہ یہ کہ) اُن میں ہر شخص کو (اپنا ہی) ایسا مشغلہ ہوگا جو اُس کو اور طرف متوجہ نہ ہونے دیگا (یہ تو کفار کا حال ہوا آگے مجموعہ مومنین وکفار کی تفصیل ہے کہ) بہت سے چہرے اُس روز (ایمان کی وجہ سے) روشن (اور مسرت سے) خنداں شاداں ہونگے اور بہت سے چہروں پر اُس روز (کفر کی وجہ سے) ظلمت ہوگی (اور اس ظلمت کے ساتھ) اُن پر (غم کی) کدورت چھائی ہوگی یہی لوگ کافر فاجر ہیں (کافر سے اشارہ فساد عقائد کی طرف اور فاجر سے فساد اعمال کی طرف)

ف صاخۃ ظاہر النفخۃ اولیٰ کی صفت زیادہ مناسب معلوم ہوتی ہے کہ وہ افناء کے لیے ہے لیکن یہ واقعات نفخۂ ثانیہ کے ہیں تو کافروں کے اعتبار سے یہ صفت اسکی بھی صحیح ہے

سورۃ التکویر مکیۃ وایھا تسع وعشرون کذا فی البیضاوی

ربط اسمیں بھی مثل سوابق ولواحق واقعات قیامت کا بیان کرنا مقصود ہے اور اس کی تقویت کے لیے آخر میں قرآن کی حقانیت مذکور ہے کہ قیامت کے لیے مستعد ہو دیں جیسا ان ھو الا ذکر للعلمین الخ سے معلوم ہوتا ہے۔

بیان مجازاۃ قیامت و تاکید شان احقاق قرآن و ترغیب استقامت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۝ وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ ۝ وَاِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ۝ وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ۝ وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ ۝ وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ۝ و

ملحقات الترجمۃ قولہ فصبّا وشققنا عجیب اشارۃ الی المقدرۃ المصدر

النحو قولہ اذا الشمس الخ جوابہ علمت نفس ۱۲

الروایات اخرج عبد بن حمید وابن المنذر عن ابی العالیۃ قال ست آیات من ھذہ السورۃ فی الدنیا والناس ینظرون الیہ وست فی الآخرۃ اذا الشمس کورت الی واذا البحار سجرت ھذہ فی الدنیا والناس ینظرون الیہ اذا النفوس زوجت الی واذا الجنۃ ازلفت ھذہ فی الآخرۃ واخرج ابن ابی الدنیا فی الاھوال وابن جریر وابن ابی حاتم عن ابی بن کعب قال ست آیات قبل یوم القیامۃ بینا الناس فی اسواقھم اذ ذھب ضوء الشمس فبینا ھم کذلک اذ وقعت الجبال علی وجہ الارض فتحرکت واضطربت واختلطت ففزعت الجن الی الانس والانس الی الجن واختلطت الدواب والطیر والوحش فماجوا بعضھم فی بعض قال الجن للانس نحن نأتیکم بالخبر فانطلقوا الی البحر فاذا ھی نار تأجج الخ کذا فی الدر المنثور وفیہ عن قتادۃ فی الکدرت قال تساقطت وتہافتت

وَإِذَا الْمَوْءُۥدَةُ سُئِلَتْ ﴿٨﴾ بِأَيِّ ذَنۢبٍ قُتِلَتْ ﴿٩﴾ وَإِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ﴿١٠﴾ وَإِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ ﴿١١﴾ وَإِذَا الْجَحِيمُ سُعِّرَتْ ﴿١٢﴾

اور جب زندہ گاڑی ہوئی لڑکی سے پوچھا جاویگا | کہ وہ کس گناہ پر قتل کی گئی تھی | اور جب نامۂ اعمال کھول کھول دیے جاویں گے | اور جب آسمان کھل جاوے گا | اور جب دوزخ دہکائی جاویگی

وَإِذَا الْجَنَّةُ أُزْلِفَتْ ﴿١٣﴾ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّآ أَحْضَرَتْ ﴿١٤﴾ فَلَآ أُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ﴿١٥﴾ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ﴿١٦﴾ وَالَّيْلِ إِذَا عَسْعَسَ ﴿١٧﴾ وَالصُّبْحِ إِذَا

اور جب جنت نزدیک کردی جاویگی | ہر شخص اُن اعمال کو جان لیگا جو لیکر آیا ہے۔ | تو میں قسم کھاتا ہوں اُن ستاروں کی جو پیچھے کو ہٹنے لگتے ہیں چلتے رہتے ہیں جا چھپتے ہیں۔ اور قسم ہے رات کی جب وہ جانے لگے۔ اور قسم ہے صبح کی جب

تَنَفَّسَ ﴿١٨﴾ إِنَّهُۥ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ﴿١٩﴾ ذِى قُوَّةٍ عِندَ ذِى الْعَرْشِ مَكِينٍ ﴿٢٠﴾ مُّطَاعٍ ثَمَّ أَمِينٍ ﴿٢١﴾ وَمَا صَاحِبُكُم بِمَجْنُونٍ ﴿٢٢﴾

وہ آنے لگے | کہ یہ قرآن کلام ہے ایک معزز فرشتہ کا لایا ہوا | جو قوت والا ہے مالک عرش کے نزدیک ذی رتبہ ہے | وہاں اُس کا کہنا مانا جاتا ہے امانت دار ہے۔ اور یہ تمہارے ساتھ کے رہنے والے مجنون نہیں ہیں

وَلَقَدْ رَءَاهُ بِالْأُفُقِ الْمُبِينِ ﴿٢٣﴾ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ ﴿٢٤﴾ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطَٰنٍ رَّجِيمٍ ﴿٢٥﴾ فَأَيْنَ تَذْهَبُونَ ﴿٢٦﴾ ربع

اور انہوں نے اُس فرشتہ کو صاف کنارہ پر دیکھا بھی ہے | اور یہ پیغمبر مخفی باتوں پر بخل کرنے والے بھی نہیں | اور یہ قرآن کسی شیطان مردود کی کہی ہوئی بات نہیں ہے | تو تم لوگ کدھر کو چلے جا رہے ہو

إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَٰلَمِينَ ﴿٢٧﴾ لِمَن شَآءَ مِنكُمْ أَن يَسْتَقِيمَ ﴿٢٨﴾ وَمَا تَشَآءُونَ إِلَّآ أَن يَشَآءَ اللَّهُ رَبُّ الْعَٰلَمِينَ ﴿٢٩﴾ ع ۶

بس یہ تو دنیا جہان والوں کے لیے ایک بڑا نصیحت نامہ ہے | ایسے شخص کے لیے جو تم میں سے سیدھا چلنا چاہے | اور تم بدون خدائے رب العالمین کے چاہے | کچھ نہیں چاہ سکتے ہو

وَإِذَا الْمَوْءُدَةُ سُئِلَتْ ۙ بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ ۚ وَإِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ۙ وَإِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ ۙ وَإِذَا الْجَحِيمُ سُعِّرَتْ ۙ وَإِذَا الْجَنَّةُ أُزْلِفَتْ ۙ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّآ أَحْضَرَتْ ۙ فَلَآ أُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ۙ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ۙ وَالَّيْلِ إِذَا عَسْعَسَ ۙ وَالصُّبْحِ إِذَا تَنَفَّسَ ۙ إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ۙ ذِي قُوَّةٍ عِندَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ ۙ مُّطَاعٍ ثَمَّ أَمِينٍ ۙ وَمَا صَاحِبُكُم بِمَجْنُونٍ ۙ وَلَقَدْ رَءَاهُ بِالْأُفُقِ الْمُبِينِ ۙ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ ۙ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطَانٍ رَّجِيمٍ ۙ فَأَيْنَ تَذْهَبُونَ ۙ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ ۙ لِمَن شَآءَ مِنكُمْ أَن يَسْتَقِيمَ ۙ وَمَا تَشَآءُونَ إِلَّآ أَن يَشَآءَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ۙ جب آفتاب بے نور ہو جاوے گا اور جب ستارے ٹوٹ ٹوٹ کر گر پڑیں گے اور جب پہاڑ چلائے جاویں گے اور جب دس مہینے کی گابھن اونٹنیاں چھٹی پھرینگی اور جب وحشی جانور (مارے گھبراہٹ کے) سب جمع ہو جاویں گے اور جب دریا بھڑکائے جاویں گے (یہ چھ واقعہ تو نفخہ اولے کے وقت ہوں گے جبکہ دنیا آباد ہوگی اور اس نفخہ سے یہ تغیرات و تبدلات ہوں گے اور اس وقت اونٹنیاں وغیرہ بھی اپنی اپنی حالت پر ہونگی جن میں بعضی وضع حمل کے قریب ہوں گی جو کہ عرب کے نزدیک اعز اموال ہیں مگر اس وقت ہل چل میں کسی کو کہیں کا ہوش نہ رہے گا اور وحوش بھی مارے گھبراہٹ کے سب گڈمڈ ہو جاویں گے اور دریاؤں میں اول طغیانی پیدا ہوگی اور زمین میں شقوق واقع ہو جاویں گے جس سے سب شیریں اور شور دریا ایک ہو جاویں گے جس کا ذکر آئندہ سورت میں واذا البحار فجرت میں فرمایا ہے پھر شدت حرارت سے سب کا پانی مستحیل بآتش ہو جاوے گا شاید اول ہوا ہو جاوے پھر ہوا آگ بن جاوے اس کے بعد عالم فنا ہو جاوے گا) اور (اگلے چھ واقعات بعد نفخہ ثانیہ کے ہوں گے جن کا بیان یہ ہے کہ) جب ایک ایک قسم کے لوگ اکٹھے کیے جاویں گے (کافر الگ مسلمان الگ پھر ان میں ایک ایک طریقہ کے الگ

اللغات

كشطت كشفت كذا في الكبير من كشط الجلد اذا ازاله وكشفه عن الشاة الخنس الجوار الكنس في الخازن تخنس في مجاريها اي ترجع وراءها في الفلك وتكنس اي تستر وقيل انها تخنس اي تتاخر عن مطالعها والكنوس هو ان تاوي الى مكان وهو الموضع الذي ياوي اليه الوحش - قوله عسعس اي اقبل بظلامه او ادبر والعسعسة رقة الظلام وذلك يكون في طرف الليل انه مطلقة على الادبار لقوله تعالى والليل اذ ادبر والصبح اذا اسفر

البلاغة

قوله سئلت. توجيه السؤال الى الموءودة دون الوائد مع ان الذنب له دونها لتسليتها واظهار كمال الغيظ والسخط لوائدها واسقاطه عن درجة الخطاب والمبالغة في تبكيته فان المجني عليه اذا سئل بحضر الجاني ونسبت اليه الجناية دون الجاني كان ذلك بعثا للجاني على التفكر في حال نفسه وحال المجني عليه فيرى براءة ساحته وانه هو المستحق للعتاب والعقاب وهذا نوع من الاستدراج واقع على طريق التعريض كما في قوله تعالى ا انت قلت للناس اتخذوني وامي الٰهين كذا في الروح قوله علمت نفس النكرة تعم في الاثبات بالقرائن قوله وما صاحبكم المبالغة في ذكر جبريل عليه السلام وتركها في شان النبي صلى الله عليه وسلم ليس لانه افضل منه بل لان الكلام مسوق لحقية المنزل ودلالة على صدق ما ذكر فيه من اهوال القيامة وقد علمت ان من شان البليغ ان يجرد الكلام لما ساق له لئلا يعمل الزيادة نكتة وفضولا ولا اخفاء ان وصف الآتي بالقول يفيد من هذه ذلك ابلغ شد واما وصف من انزل عليه فلا مدخل له في التبيين الا اذا كان الغرض الحث على اتباعه كذا في الروح قلت او لقال انهم كانوا ينسبون صلى الله عليه وسلم في كل حين فلم يخف حاله عليهم فلم يحتج الى المبالغة وهم لم يكونوا يشاهدون جبريل عليه السلام فافهم ۱۲

سورۃ الانفطار مکیۃ | بسم اللہ الرحمٰن الرحیم | وھی تسع عشرۃ آیۃ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ﴿۱﴾ وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ﴿۲﴾ وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ﴿۳﴾ وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ﴿۴﴾ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَاَخَّرَتْ ﴿۵﴾

جب آسمان پھٹ جاوے گا | اور جب ستارے جھڑ پڑیں گے | اور جب سب دریا بہ پڑیں گے | اور جب قبریں اکھاڑدی جاوینگی | ہر شخص اپنے اگلے اور پچھلے اعمال کو جان لیگا

الگ) اور جب زندہ گاڑی ہوئی لڑکی سے پوچھا جاویگا کہ وہ کس گناہ پر قتل کی گئی تھی (مقصود اس پوچھنے سے زندہ درگور کرنے والے ظالموں کا اظہار جرم ہے) اور جب نامۂ اعمال کھول دیئے جاویں گے (تاکہ سب اپنے اپنے عمل دیکھ لیں کقولہ تعالیٰ یلقاہ منشورا) اور جب آسمان کھل جاوے گا (اور اُس کے کھلنے سے آسمان کے اوپر کی چیزیں نظر آنے لگیں گی اور نیز اس کے کھلنے سے غمام کا نزول ہوگا جس کا ذکر پارہ وقال الذین لا یرجون آیت ویوم تشقق السماء الخ میں آیا ہے) اور جب دوزخ (اور زیادہ) دہکائی جاوے گی اور جب جنت نزدیک کردی جاوے گی (کمافی سورۃ ق وازلفت الجنۃ للمتقین - جب یہ سب واقعات نفختین کے واقع ہوں گے تو اُس وقت) ہر شخص اُن اعمال کو جان لیگا جو لے کر آیا ہے (اور جب ایسا واقعہ ہائلہ ہونے والا ہے) تو (میں منکرین کو اُس کی حقیقت بتلاتا ہوں اور مصدقین کو اُس کے لیے آمادہ کرتا ہوں اور یہ دونوں امر قرآن کی تصدیق اور اس پر عمل کرنے سے حاصل ہوتے ہیں کہ اُس میں اس کا اثبات اور نجات کا طریق ہے اس لیے) میں قسم کھاتا ہوں اُن ستاروں کی جو (سیدھے چلتے چلتے) پیچھے کو ہٹنے لگتے ہیں (اور پھر پیچھے ہی کو) چلتے رہتے ہیں (اور کبھی پیچھے چلتے چلتے اپنے مطالع میں) جا چھپتے ہیں (ایسا امر پانچ ستاروں کو پیش آتا ہے کہ کبھی سیدھے چلتے ہیں کبھی پیچھے چلتے ہیں اور ان کو خمسہ متحیرہ کہتے ہیں - زحل - مشتری - عطارد - مریخ - زہرہ) اور قسم ہے رات کی جب وہ جانے لگے اور قسم ہے صبح کی جب وہ آنے لگے (آگے جواب قسم ہے) کہ یہ قرآن (اللہ کا) کلام ہے ایک معزز فرشتہ (یعنی جبریل علیہ السّلام) کا لایا ہوا جو قوت والا ہے (کمافی النجم علمہ شدید القویٰ اور) مالک عرش کے نزدیک ذی رتبہ ہے (اور) وہاں (یعنی آسمانوں میں) اُس کا کہنا مانا جاتا ہے (یعنی فرشتے اُس کا کہنا مانتے ہیں جیسا حدیث معراج سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے کہنے سے فرشتوں نے آسمانوں کے دروازے کھول دیئے اور) امانت دار ہے (کہ وحی کو صحیح صحیح پہونچادیتے ہیں پس وحی کے لانے والے تو ایسے ہیں) اور (آگے جن پر وحی نازل ہوئی اُن کی نسبت ارشاد ہے کہ) یہ تمہارے ساتھ کے رہنے والے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم جن کا حال بخوبی تم کو معلوم ہے) مجنون نہیں ہیں (جیسا منکرین نبوت کہتے تھے) اور انہوں نے اُس فرشتہ کو (اصلی صورت میں آسمان کے) صاف کنارہ پر دیکھا بھی ہے (صاف کنارہ سے مراد بلند کنارہ ہے کہ صاف نظر آتا ہے کمافی النجم وھو بالافق الاعلیٰ اور اس کا مفصل بیان سورۂ نجم میں گذرا ہے) اور یہ پیغمبر مخفی (تبلائی ہوئی وحی کی) باتوں پر بخل کرنے والے بھی نہیں (جیسا کاہنوں کی عادت تھی کہ رقم لے کر کوئی بات تبلاتے تھے اس سے نفی کہانت اور نفی اجر کی بھی ہوگئی) اور یہ قرآن کسی شیطان مردود کی کہی ہوئی بات نہیں ہے (اس سے نفی کہانت کی اور تاکید ہوگئی حاصل یہ کہ نہ آپ مجنون ہیں نہ کاہن نہ صاحب غرض اور وحی لانے والے کو پہچانتے بھی ہیں اور وحی لانے والا ایسا ایسا ہے پس لامحالہ یہ اللہ کا کلام اور آپ اللہ کے رسول ہیں اور یہ قسمیں مطلوب مقام کے نہایت مناسب ہیں چنانچہ ستاروں کا سیدھا چلنا اور لوٹنا اور چھپ جانا مشابہ ہے فرشتہ کے آنے اور واپس جانے اور عالم ملکوت میں جا چھپنے کے اور رات کا گذرنا اور صبح کا آنا مشابہ ہے قرآن کے سبب ظلمت کفر کے رفع ہوجانے اور نور ہدایت کے ظاہر ہوجانے کے جب یہ بات ثابت ہے) تو تم لوگ (اس بارہ میں) کدھر کو چلے جارہے ہو (کہ نبوت کے منکر ہو رہے ہو) بس یہ تو (بالعموم) دنیا جہان والوں کے لیے ایک بڑا نصیحت نامہ ہے (اور بالخصوص) ایسے شخص کے لیے جو تم میں سے سیدھا چلنا چاہے (پہلوں کے لیے عموم بمعنی ارائۃ طریق ہے اور دوسروں کے لیے خصوص بمعنی وصول الی المقصود ہے) اور (بعض کے نصیحت مند نہ ہونے سے اس کے نصیحت نامہ ہونے میں شبہہ نہ کیا جاوے کیونکہ) تم بدون خدائے رب العالمین کے چاہے کچھ نہیں چاہ سکتے ہو (یعنی فی نفسہ تو نصیحت ہے لیکن تاثیر اس کی موقوف مشیئت پر ہے جو بعض لوگوں کے لیے متعلق ہوتی ہے اور بعض کے لیے کسی حکمت سے متعلق نہیں ہوتی -

سورۃ الانفطار مکیۃ وآیہا تسع عشر کذا فی البیضاوی

ربط اس میں بھی مثل سوابق ولواحق قیامت ومجازاۃ کا بیان ہے اور درمیان میں غفلت پر تقریع ہے *

بعث وجزاء و تقریع بر غفلت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ۙ وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ۙ وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ۙ وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ۙ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَاَخَّرَتْ ۗ

اللغات انتثرت فی الربع تساقطت متفرقۃ ۱۲ | البلاغۃ قولہ اذا - واذا فی الربع تکریر بالتہویل ۱۲

يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ۝ الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ۝ فِيْٓ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَاۗءَ رَكَّبَكَ ۝

اے انسان تجھ کو کس چیز نے تیرے ایسے رب کریم کے ساتھ بھول میں ڈال رکھا ہے جس نے تجھ کو بنایا پھر تیرے اعضاء کو درست کیا پھر تجھ کو اعتدال پر بنایا جس صورت میں چاہا تجھ کو ترکیب دیدیا

كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ ۝ وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ۝ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ۝ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝ اِنَّ الْاَبْرَارَ

ہرگز نہیں بلکہ تم جزا و سزا کو جھٹلاتے ہو اور تم پر یاد رکھنے والے معزز لکھنے والے مقرر ہیں جو تمہارے سب افعال کو جانتے ہیں نیک لوگ

لَفِيْ نَعِيْمٍ ۝ وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ جَحِيْمٍ ۝ يَّصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّيْنِ ۝ وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَاۗىِٕبِيْنَ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا

بیشک آسائش میں ہونگے اور بدکار لوگ بیشک دوزخ میں ہونگے روز جزا کو اسمیں داخل ہونگے اور اس سے باہر نہ ہونگے اور آپ کو کچھ خبر ہے کہ

يَوْمُ الدِّيْنِ ۝ ثُمَّ مَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۝ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْــــًٔا ۭ وَالْاَمْرُ يَوْمَىِٕذٍ لِّلّٰهِ ۝ ع

ربع ع ۱۹

وہ روز جزا کیسا ہے پھر آپ کو کچھ خبر ہے کہ وہ روز جزا کیسا ہے وہ ایسا دن ہے جس میں کسی شخص کا کسی شخص کے نفع کے لیے کچھ بس نہ چلیگا اور تمامتر حکومت اس روز اللہ ہی کی ہوگی

يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ۝ الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ۝ فِيْٓ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَاۗءَ رَكَّبَكَ ۝ كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ ۝ وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ۝ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ۝ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ۝ وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ جَحِيْمٍ ۝ يَّصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّيْنِ ۝ وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَاۗىِٕبِيْنَ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۝ ثُمَّ مَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۝ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْــــًٔا ۭ وَالْاَمْرُ يَوْمَىِٕذٍ لِّلّٰهِ ۝

جب آسمان پھٹ جاوے گا اور جب ستارے ٹوٹ کر جھڑ پڑیں گے اور جب سب دریا (شور اور شیریں) بہ پڑیں گے (اور بہ کر ایک ہو جاویں گے جیسا اوپر کی سورت میں سجرت کی تفسیر میں بیان ہوا ہے یہ تینوں واقعات تو نفخۂ اولٰی کے ہیں آگے نفخۂ ثانیہ کے بعد کا واقعہ ہے یعنی) اور جب قبریں اکھاڑ دی جاویں گی (یعنی اُن میں کے مردے نکل کھڑے ہونگے) اُس وقت ہر شخص اپنے اگلے اور پچھلے اعمال کو جان لیگا (اور ان واقعات کا مقتضا یہ تھا کہ انسان خواب غفلت سے بیدار ہوتا اس لیے آگے غفلت پر تقریع ہے کہ) اے انسان تجھ کو کس چیز نے تیرے ایسے رب کریم کے ساتھ بھول میں ڈال رکھا ہے جس نے تجھکو (انسان) بنایا پھر تیرے اعضاء کو درست کیا پھر تجھکو (مناسب) اعتدال پر بنایا (یعنی اعضاء میں تناسب رکھا اور یہ فاء تفسیریہ ہی اور) جس صورت میں چاہا تجھکو ترکیب دیدیا (یعنی باوجود اشتراک خلق وتسویہ وتعدیل کے پھر الگ الگ طور پر پیدا کیا۔ ماغرک سے پہلے معاد کا اور اسکے بعد مبدأ کا ذکر اشارہ ہے کہ دو امر مانع اغترار موجود ہیں پھر بھی اغترار سے باز نہیں آتا اور کریم کی صفت میں تلقین حجت نہیں بلکہ تقویت ہے مانع کی یعنی کریم ہونا مقتضی ہے کہ اُس کی طرف زیادہ توجہ کی جاوے بہرحال ان سب امور کا مقتضا یہ ہے کہ تم کو) ہرگز (مغرور) نہیں (ہونا چاہیے مگر تم اغترار سے باز نہیں آتے) بلکہ (اس درجہ اغترار میں بڑھ گئے ہو کہ) تم (خود) جزا و سزا (ہی) کو (جو دافع اغترار تھا) جھٹلاتے ہو اور (یہ جھٹلانا تمہارا خالی نہ جاوے گا بلکہ ہماری طرف سے) تم پر (تمہارے سب اعمال کے) یاد رکھنے والے (جو ہمارے نزدیک) معزز (اور تمہارے اعمال کے) لکھنے والے (ہیں) مقرر ہیں جو تمہارے سب افعال کو جانتے ہیں (اور لکھتے ہیں پس قیامت میں یہ سب اعمال پیش ہونگے جن میں تمہاری تکذیب بھی ہے اور سب پر مناسب جزا ملیگی جس کی تفصیل آگے ہے کہ) نیک لوگ بیشک آسائش میں ہوں گے اور بدکار (یعنی کافر) لوگ بیشک دوزخ میں ہوں گے روز جزا کو اس میں داخل ہوں گے اور (پھر داخل ہو کر) اس سے باہر نہ ہونگے (بلکہ اس میں خلود ہوگا) اور آپ کو کچھ خبر ہے کہ وہ روز جزا کیسا ہے (اور ہم پھر مکرر کہتے ہیں کہ) آپ کو کچھ خبر ہے کہ وہ روز جزا کیسا ہے (مقصود اس استفہام سے تہویل ہے آگے جواب ہے کہ) وہ ایسا دن ہے جس میں کسی شخص کا کسی شخص کے نفع کے لیے کچھ بس نہ چلیگا اور تمامتر حکومت اُس روز اللہ ہی کی ہوگی **ف** یعلمون ما تفعلون میں ظاہراً کلمہ ما کا عام ہے مگر ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عام مخصوص البعض ہے یعنی بعض اعمال خفیہ قلبیہ ملائکہ کاتبین اعمال سے بھی مخفی رہتے ہیں محض حق تعالےٰ ہی کو اُس کا علم ہے چنانچہ حصن حصین میں بحوالہ مرقاۃ بتخریج ابویعلی بروایت حضرت عائشہ رضہ بدور سافرہ سیوطی سے حدیث مرفوع نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ ذکر خفی جس کو حفظہ بھی نہیں سنتے ستر درجے فضیلت میں زیادہ ہے الی آخر الحدیث اور اس سے مطلقاً اعمال قلبیہ کا اُن سے مخفی رہنا نہ سمجھا جاوے کیونکہ احادیث میں مصرح ہے کہ عزم حسنہ پر ثواب لکھا جاتا ہے اس سے زیادہ تفصیل اس مسئلہ کی میری نظر سے نہیں گذری کہ کس قسم کے اعمال کی اُن کو اطلاع ہوتی ہے اور کس کی نہیں ہوتی اور یہ سب صحت حدیث کی تقدیر پر ہی ورنہ استثناء کی کوئی حاجت نہیں واللہ اعلم

سورۃ التطفیف مکیۃ | بسم اللہ الرحمٰن الرحیم | وھی ست وثلثون آیۃ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ ۝ الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ ۝ وَإِذَا كَالُوهُمْ أَو وَّزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ ۝ أَلَا يَظُنُّ أُولَٰئِكَ

بڑی خرابی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی کہ جب لوگوں سے ناپ کرلیں تو پورا لے لیں اور جب اُن کو ناپ کر یا تول کر دیں تو گھٹا دیں کیا اُن لوگوں کو

أَنَّهُم مَّبْعُوثُونَ ۝ لِيَوْمٍ عَظِيمٍ ۝ يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْفُجَّارِ لَفِي سِجِّينٍ ۝ وَمَا أَدْرَاكَ

اس کا یقین نہیں ہے کہ وہ ایک بڑے سخت دن میں زندہ کر کے اٹھائے جاویں گے جس دن تمام آدمی رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے ہرگز نہیں بدکار لوگوں کا نامۂ عمل سجین میں رہیگا اور آپ کو کچھ معلوم ہے

مَا سِجِّينٌ ۝ كِتَابٌ مَّرْقُومٌ ۝ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ۝ الَّذِينَ يُكَذِّبُونَ بِيَوْمِ الدِّينِ ۝ وَمَا يُكَذِّبُ بِهِ إِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ

کہ سجین میں رکھا ہوا نامۂ عمل کیا چیز ہے وہ ایک نشان کیا ہوا دفتر ہے اُس روز جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی جو کہ روز جزا کو جھٹلاتے ہیں اور اس کو تو وہی شخص جھٹلاتا ہے جو حد سے گذرنے والا ہو

أَثِيمٍ ۝ إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِ آيَاتُنَا قَالَ أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ۝ كَلَّا ۖ بَلْ سکتہ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝ كَلَّا إِنَّهُمْ عَن رَّبِّهِمْ

مجرم ہو جب اُس کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاویں تو یوں کہدیتا ہو کہ یہ بے سند باتیں اگلوں سے منقول چلی آتی ہیں ہرگز ایسا نہیں بلکہ ان کے دلوں پر ان کے اعمال کا زنگ بیٹھ گیا ہے ہرگز ایسا نہیں یہ لوگ اُس روز

يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوبُونَ ۝ ثُمَّ إِنَّهُمْ لَصَالُو الْجَحِيمِ ۝ ثُمَّ يُقَالُ هَٰذَا الَّذِي كُنتُم بِهِ تُكَذِّبُونَ ۝ كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْأَبْرَارِ لَفِي عِلِّيِّينَ ۝

اپنے رب سے روک دیے جاویں گے پھر یہ دوزخ میں داخل ہوں گے پھر کہا جاویگا کہ یہی ہے جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے ہرگز ایسا نہیں نیک لوگوں کا نامۂ عمل علیین میں رہیگا

وَمَا أَدْرَاكَ مَا عِلِّيُّونَ ۝ كِتَابٌ مَّرْقُومٌ ۝ يَشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُونَ ۝ إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ۝ عَلَى الْأَرَائِكِ يَنظُرُونَ ۝

اور آپ کو کچھ معلوم ہے کہ علیین میں رکھا ہوا نامۂ عمل کیا چیز ہے وہ ایک نشان کیا ہوا دفتر ہے جس کو مقرب فرشتے دیکھتے ہیں نیک لوگ بڑی آسائش میں ہوں گے مسہریوں پر دیکھتے ہوں گے

سورۃ المطففین مختلف فیہا وآیہا ست وثلثون ۔ کذا فی البیضاوی والاقرب کون بعضہا مکیۃ وبعضہا مدنیۃ

ربط اس میں بھی مثل سور تہائے سابقہ ولاحقہ کے مجازاۃ اعمال کا بیان ہے اور ان میں سے اہتمام کے لیے بعض اعمال متعلقہ حقوق العباد پر جس کو مقام سے خاص مناسبت یہ بھی ہے کہ مقام بیان عدل کا ہے اور تطفیف کیل و وزن مخل عدل ہے شروع سورت میں بالتخصیص وعید ہے ✦

وعید بر تطفیف خصوصاً و بیان مجازاۃ عموماً

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ ۝ الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ ۝ وَإِذَا كَالُوهُمْ أَو وَّزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ ۝ أَلَا يَظُنُّ أُولَٰئِكَ أَنَّهُم مَّبْعُوثُونَ ۝ لِيَوْمٍ عَظِيمٍ ۝ يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْفُجَّارِ لَفِي سِجِّينٍ ۝ وَمَا أَدْرَاكَ مَا سِجِّينٌ ۝ كِتَابٌ مَّرْقُومٌ ۝ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ۝ الَّذِينَ يُكَذِّبُونَ بِيَوْمِ الدِّينِ ۝ وَمَا يُكَذِّبُ بِهِ إِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ ۝ إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِ آيَاتُنَا قَالَ أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ۝ كَلَّا ۖ بَلْ سکتہ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝ كَلَّا إِنَّهُمْ عَن رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوبُونَ ۝ ثُمَّ إِنَّهُمْ لَصَالُو الْجَحِيمِ ۝ ثُمَّ يُقَالُ هَٰذَا الَّذِي كُنتُم بِهِ تُكَذِّبُونَ ۝ كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْأَبْرَارِ لَفِي عِلِّيِّينَ ۝ وَمَا أَدْرَاكَ مَا عِلِّيُّونَ ۝ كِتَابٌ مَّرْقُومٌ ۝ يَشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُونَ ۝ إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ۝ عَلَى الْأَرَائِكِ يَنظُرُونَ ۝

اللغات قولہ للمطففین فی القاموس الطفیف نقص المکیال وفی الروح البخس فی الکیل والوزن قولہ کالوھم ای کالوا لہم [illegible] یستعمل باللام [illegible] فی اللغۃ [illegible] فحذف الجار واوصل الفعل [illegible] فی القاموس [illegible] سجین فی الروح وصف من السجن [illegible] فعیل من العلو [illegible] کذا فی الروح مرقوم [illegible] وقال ابن عباس والضحاک ۱۲ مرقوم مختوم [illegible] یشہدہ ای یحضرہ [illegible] ۱۲

النحو قولہ یوم یقوم منصوب باضمار اعنی او ھو معمول لمبعوثون ۱۲

البلاغۃ قولہ علی الناس عدی بعلی لتضمین الاکتیال معنی الاستیلاء ۱۲

الروایات تذکرت فی ابتداء السورۃ وھذہ تؤید الاخیرۃ فی کون بعض السورۃ مدنیۃ کما ھو ظاہر ۱۲

تَعۡرِفُ فِیۡ وُجُوۡہِہِمۡ نَضۡرَۃَ النَّعِیۡمِ ۚ﴿۲۴﴾ یُسۡقَوۡنَ مِنۡ رَّحِیۡقٍ مَّخۡتُوۡمٍ ﴿ۙ۲۵﴾ خِتٰمُہٗ مِسۡکٌ ؕ وَ فِیۡ ذٰلِکَ فَلۡیَتَنَافَسِ

اے مخاطب تو اُن کے چہروں میں آسائش کی بشاشت پہچانے گا — اُن کو پینے کے لیے شرابِ خالص سربمہر جس پر مشک کی مہر ہوگی ملیگی — اور حرص کرنے والوں کو ایسی چیز کی

الۡمُتَنَافِسُوۡنَ ﴿ؕ۲۶﴾ وَ مِزَاجُہٗ مِنۡ تَسۡنِیۡمٍ ﴿ۙ۲۷﴾ عَیۡنًا یَّشۡرَبُ بِہَا الۡمُقَرَّبُوۡنَ ﴿ؕ۲۸﴾ اِنَّ الَّذِیۡنَ اَجۡرَمُوۡا کَانُوۡا مِنَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا

حرص کرنا چاہیے — اور اس کی آمیزش تسنیم سے ہوگی — یعنی ایک ایسا چشمہ جس سے مقرب بندے پئیں گے — جو لوگ مجرم تھے — وہ — ایمان — والوں سے

یَضۡحَکُوۡنَ ﴿۫ۖ۲۹﴾ وَ اِذَا مَرُّوۡا بِہِمۡ یَتَغَامَزُوۡنَ ﴿۫ۖ۳۰﴾ وَ اِذَا انۡقَلَبُوۡۤا اِلٰۤی اَہۡلِہِمُ انۡقَلَبُوۡا فَکِہِیۡنَ ﴿۫ۖ۳۱﴾ وَ اِذَا رَاَوۡہُمۡ قَالُوۡۤا

ہنسا کرتے تھے — اور یہ جب اُن کے سامنے سے ہو کر گذرتے تھے تو آپس میں آنکھوں سے اشارے کرتے تھے اور جب اپنے گھروں کو جاتے تو دل لگیاں کرتے — اور جب اُن کو دیکھتے — تو یوں کہا کرتے

اِنَّ ہٰۤؤُلَآءِ لَضَآلُّوۡنَ ﴿ۙ۳۲﴾ وَ مَاۤ اُرۡسِلُوۡا عَلَیۡہِمۡ حٰفِظِیۡنَ ﴿ؕ۳۳﴾ فَالۡیَوۡمَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنَ الۡکُفَّارِ یَضۡحَکُوۡنَ ﴿ۙ۳۴﴾ عَلَی الۡاَرَآئِکِ ۙ

کہ یہ لوگ یقیناً غلطی میں ہیں — حالانکہ یہ اُن پر نگرانی کرنے والے کر کے نہیں بھیجے گئے — سو آج — ایمان والے — کافروں پر — ہنستے ہونگے — مسہریوں پر

یَنۡظُرُوۡنَ ﴿ؕ۳۵﴾ ہَلۡ ثُوِّبَ الۡکُفَّارُ مَا کَانُوۡا یَفۡعَلُوۡنَ ﴿۳۶﴾

دیکھ رہے ہونگے — واقعی کافروں کو — اُن کے کیے کا — خوب بدلہ ملا

تَعۡرِفُ فِیۡ وُجُوۡہِہِمۡ نَضۡرَۃَ النَّعِیۡمِ ۚ یُسۡقَوۡنَ مِنۡ رَّحِیۡقٍ مَّخۡتُوۡمٍ ۙ خِتٰمُہٗ مِسۡکٌ ؕ وَ فِیۡ ذٰلِکَ فَلۡیَتَنَافَسِ الۡمُتَنَافِسُوۡنَ ؕ وَ مِزَاجُہٗ مِنۡ تَسۡنِیۡمٍ ۙ عَیۡنًا یَّشۡرَبُ بِہَا الۡمُقَرَّبُوۡنَ ؕ اِنَّ الَّذِیۡنَ اَجۡرَمُوۡا کَانُوۡا مِنَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا یَضۡحَکُوۡنَ ۫ۖ وَ اِذَا مَرُّوۡا بِہِمۡ یَتَغَامَزُوۡنَ ۫ۖ وَ اِذَا انۡقَلَبُوۡۤا اِلٰۤی اَہۡلِہِمُ انۡقَلَبُوۡا فَکِہِیۡنَ ۫ۖ وَ اِذَا رَاَوۡہُمۡ قَالُوۡۤا اِنَّ ہٰۤؤُلَآءِ لَضَآلُّوۡنَ ۙ وَ مَاۤ اُرۡسِلُوۡا عَلَیۡہِمۡ حٰفِظِیۡنَ ؕ فَالۡیَوۡمَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنَ الۡکُفَّارِ یَضۡحَکُوۡنَ ۙ عَلَی الۡاَرَآئِکِ ۙ یَنۡظُرُوۡنَ ؕ ہَلۡ ثُوِّبَ الۡکُفَّارُ مَا کَانُوۡا یَفۡعَلُوۡنَ ﴿۳۶﴾ بڑی خرابی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی کہ جب لوگوں سے (اپنا حق) ناپ کر لیں تو پورا لیں اور جب اُن کو ناپ کر یا تول کر دیں تو گھٹا دیں (گو لوگوں سے اپنا حق پورا لینا مذموم نہیں ہے مگر اس کے لانے سے مقصود خود اس پر مذمت کرنا نہیں ہے بلکہ کم دینے پر مذمت کی تاکید و تقویت ہے یعنی کم دینا اگرچہ فی نفسہ مذموم ہے لیکن اُس کے ساتھ اگر دوسروں کی اصلا رعایت نہ کی جاوے تو اور زیادہ مذموم ہے بخلاف رعایت کرنے والے کی کہ اگر اس میں ایک عیب ہے تو ایک ہنر بھی ہے اس لیے اول شخص کا عیب اشد ہے اور چونکہ اصل مقصود مذمت ہے کم دینے کی اس لیے اُس میں ناپ اور تول دونوں کا ذکر کیا تاکہ خوب تصریح ہو جاوے کہ ناپنے میں بھی کم دیتے ہیں اور تولنے میں بھی کم دیتے ہیں اور چونکہ پورا لینا فی نفسہ مدار ذم نہیں ہے اس لیے وہاں ناپ اور تول دونوں کا ذکر نہیں کیا بلکہ ایک ہی کا ذکر کیا پھر تخصیص ناپ کی شاید اس لیے ہو کہ عرب میں زیادہ دستور کیل کا تھا خصوصاً اگر یہ آیت مدنی ہو جیسا روح المعانی میں بروایت نسائی و ابن ماجہ و بیہقی اس کا نزول اہل مدینہ کے باب میں لکھا ہے تو اس وقت اس تخصیص کی وجہ زیادہ ظاہر ہے کیونکہ مدینہ میں کیل کا دستور مکہ سے بھی زیادہ تھا آگے مطففین کی تہدید ہے کہ) کیا اِن لوگوں کو اس کا یقین نہیں ہے کہ وہ ایک بڑے سخت دن میں زندہ کر کے اُٹھائے جاویں گے جس دن تمام آدمی رب العالمین کے سامنے کھڑے ہونگے (یعنی اُس روز سے ڈرنا چاہیئے اور تطفیف سے توبہ کرنا چاہیئے اس بعث و جزاء کو سن کر جو مؤمن تھے وہ ڈر گئے اور جو کافر تھے وہ انکار کرنے لگے اس لیے آگے انکار پر ردع فرما کر تفصیل جزاء فریقین فرماتے ہیں پس ارشاد ہے کہ جیسا کفار لوگ جزاء و سزا کے منکر ہیں) ہرگز (ایسا) نہیں (بلکہ جزاء و سزا ضروری الوقوع ہے اور جن اعمال پر جزاء و سزا ہوگی وہ بھی سب منضبط اور محفوظ ہیں اور اس مجموعہ کا بیان یہ ہے کہ) بدکار (یعنی کافر) لوگوں کا نامۂ عمل سجین میں رہیگا (وہ ایک مقام ارض سابعہ میں مستقر ارواح کفار کا ہے کذا فی تفسیر ابن کثیر عن کعب و فی الدر المنثور عن ابن عباس و مجاہد و فرقد و قتادۃ و عبد اللہ بن عمرو مرفوعاً اور کفار کے اعمال کا اس مقام پر رہنا نیز مجاہد و عبد اللہ بن عمرو سے در منثور میں مروی ہے) اور (آگے تہویل کے لیے سوال ہے کہ) آپ کو کچھ معلوم ہے کہ سجین میں رکھا ہوا نامۂ عمل کیا چیز ہے وہ ایک نشان کیا ہوا

اللغات رحیق فی القاموس الخمر او الخالص منہا تسنیم سمیت بالتسنیم الذی ہو مصدر سنمہ اذا رفعہ لان شرابہا ارفع شراب فی الجنۃ ۱۲

النحو قولہ وفی ذلک قد قیل الکلام علی تقدیر حرف الشرط والفاء واقعۃ فی جوابہا ای وان ارید فلیتنافس فی ذلک

المتنافسون و تقدیم الظرف لیکون ہو مضاعف الشرطی فی شغل جہدہ و ہو نفس ما تقدم کذا فی الروح قولہ عینا نصب علی المدح ۱۲

البلاغۃ قولہ وما ارسلوا علیہم حافظین تہکم و تعریض بہم و اشعار بان ما اجترؤا علیہ من القول من وظائف من ارسل من جہتہ تعالٰی ۱۲

ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ فی ما سجین میں رکھا ہوا۔ اشارۃ الی حذف المضاف ای ما کتاب سجین ۱۲

ع ۸

دفتر ہے (نشان سے مراد مہر ہے کما فی الدر المنثور عن کعب الاحبار فیختمہ ویضعہ ای بعد الموت مقصود یہ ہوگا کہ اُس میں تغیر و تبدل کا کچھ احتمال نہیں پس حاصل اس کا اعمال کا محفوظ و منضبط ہونا ہے جس سے جزاء کا بھی ہونا ثابت ہوا آگے ان اعمال کی جزاء کا بیان ہے کہ) اُس روز (یعنی قیامت کے روز) جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی جوکہ روز جزاء کو جھٹلاتے ہیں اور اُس (یوم جزاء) کو تو وہی شخص جھٹلاتا ہے جو حد (عبدیت) سے گذرنے والا ہو (اور) مجرم ہو (اور) جب اُسکے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاویں تو یوں کہدیتا ہو کہ یہ بے سند باتیں اگلوں سے منقول چلی آتی ہیں (مطلب یہ بتلانا ہے کہ جو شخص یوم دین کی تکذیب کرتا ہے وہ معتدی اثیم مکذب بالقرآن ہے جو حاصل ہے اذا تتلی الخ کا آگے تکذیب روز جزاء پر جو صراحۃً مذکور ہے ردع ہے جیسا اوپر تکذیب مفہوم من المقام پر ردع تھا یعنی جیسا یہ لوگ اس کو غلط سمجھ رہے ہیں) ہرگز ایسا نہیں (اور کسی کو یہ شبہہ نہ ہو کہ شاید ان کے پاس کوئی دلیل نفی کی ہوگی جس سے یہ تمسک کرتے ہوں گے ہرگز نہیں) بلکہ (اصل وجہ تکذیب کی یہ ہے کہ) ان کے دلوں پر ان کے اعمال (بد) کا زنگ بیٹھ گیا ہے (اُس سے استعداد قبول حق کی فاسد ہوگئی پس براہ عناد انکار کرنے لگے آگے پھر انکار پر ردع ہے کہ جیسا یہ لوگ سمجھ رہے ہیں) ہرگز ایسا نہیں (آگے ویل مجمل کی تفصیل ہے کہ وہ خرابی یہ ہے کہ) یہ لوگ اُس روز (ایک تو) اپنے رب (کا دیدار دیکھنے) سے روک دیئے جاویں گے پھر (صرف اسی پر اکتفا نہ ہوگا بلکہ) یہ دوزخ میں داخل ہوں گے پھر (ان سے) کہا جاوے گا کہ یہی ہے جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے (اور چونکہ یہ لوگ یوم دین کی تکذیب میں جس طرح اپنی سزاء کو جھٹلاتے تھے اسی طرح مؤمنین کی جزاء کو بھی جھٹلاتے تھے آگے اس پر ردع فرماتے ہیں کہ جو مؤمنین کے اجر و ثواب کے منکر ہیں) ہرگز ایسا نہیں (بلکہ اُن کا اجر و ثواب ضرور ہونے والا ہے جس کا بیان یہ ہے کہ) نیک لوگوں کا نامۂ عمل علیین میں رہے گا (وہ ایک مقام سماء سابعہ میں مستقر ارواح مؤمنین کا ہے کذا فی تفسیر ابن کثیر عن کعب) اور (آگے تفخیم کے لیے سوال ہے کہ) آپ کو کچھ معلوم ہے کہ علیین میں رکھا ہوا نامۂ عمل کیا چیز ہے وہ ایک نشان کیا ہوا دفتر ہے جس کو مقرب فرشتے (شوق سے) دیکھتے ہیں (اور یہ مؤمن کے لیے کرامت عظیمہ ہے جیسا کہ روح المعانی میں تخریج عبد بن حمید حضرت کعب سے روایت ہے کہ جب ملائکہ مؤمن کی روح کو قبض کر کے لیجاتے ہیں تو ہر آسمان کے مقرب فرشتے اُس کے ساتھ ہوتے جاتے ہیں یہاں تک کہ ساتویں آسمان تک پہونچ کر اُس روح کو رکھ دیتے ہیں پھر فرشتے عرض کرتے ہیں کہ ہم اس کا نامۂ اعمال دیکھنا چاہتے ہیں چنانچہ وہ نامۂ عمل کھول کر اُن کو دکھلایا جاتا ہے اھ مختصراً آگے ان کی جزاء آخرت کا بیان ہے کہ) نیک لوگ بڑی آسایش میں ہوں گے مسہریوں پر (بیٹھے بہشت کے عجائب) دیکھتے ہوں گے اے مخاطب تو اُن کے چہروں میں آسایش کی بشاشت پہچانے گا (اور) اُن کو پینے کے لیے شراب خالص سربمہر جس پر مشک کی مہر ہوگی ملے گی اور حرص کرنے والوں کو ایسی چیز کی حرص کرنا چاہیئے (کہ حرص کے لائق یہ ہے خواہ صرف شراب مراد لی جاوے خواہ کل نعمار جنت یعنی لائق تحصیل یہ نعمتیں ہیں نہ کہ نعمار دنیا اور اُن کی تحصیل کا طریق نیک اعمال ہیں پس اس میں کوشش کرنا چاہیئے) اور اُس (شراب) کی آمیزش تسنیم (کے پانی) سے ہوگی (قاعدہ ہے کہ شراب میں پانی ملا کر پیتے ہیں تو اُس شراب کی آمیزش کے لیے تسنیم کا پانی ہوگا آگے تسنیم کی شرح ہے) یعنی ایک ایسا چشمہ جس سے مقرب بندے پئیں گے (یعنی سابقین کو تو خالص پینے کو اس کا پانی ملیگا اور اصحاب الیمین کو اُس کا پانی دوسری شراب میں ملا کر ملے گا کذا فی الدر المنثور عن قتادۃ و مالک بن الحارث و ابن عباس و ابن مسعود و حذیفۃ رض اور یہ مہر لگنا علامت اکرام کی ہے ورنہ وہاں حفاظت کی ضرورت نہیں اور مشک کی مہر کا مطلب یہ ہے کہ جیسے قاعدہ ہے کہ لاکھ وغیرہ لگا کر اُس پر مہر کرتے ہیں اور ایسی چیز کو طین ختام کہتے ہیں وہاں شراب کے برتن کے منہ پر مشک لگا کر اُس پر مہر کردی جاوے گی یہاں تک فریقین کی جزاء اخروی کا الگ الگ بیان تھا آگے مجموعہ فریقین کا مجموعہ حال دنیا و آخرت مذکور ہے یعنی) جو لوگ مجرم (یعنی کافر) تھے وہ ایمان والوں سے (دنیا میں تحقیراً) ہنسا کرتے تھے اور یہ (ایمان والے) جب اُن (کافروں) کے سامنے سے ہو کر گذرتے تھے تو آپس میں آنکھوں سے اشارے کرتے تھے (مطلب یہ کہ اُن کے ساتھ استہزاء و تحقیر سے پیش آتے تھے) اور جب اپنے گھروں کو جاتے تو (وہاں بھی ان کا تذکرہ کر کے) دل لگیاں کرتے (مطلب یہ کہ غیبت و حضور ہر حالت میں اُن کی تحقیر و استہزاء کا مشغلہ رہتا البتہ حضور میں اشارے چلا کرتے اور غیبت میں صراحۃً تذکرہ کرتے) اور جب اُن کو دیکھتے تو یوں کہا کرتے کہ یہ لوگ یقیناً غلطی میں ہیں (کیونکہ کفار اسلام کو غلطی سمجھتے تھے) حالانکہ یہ (کافر) اُن (مسلمانوں) پر نگرانی کرنے والے کر کے نہیں بھیجے گئے (یعنی ان کو اپنی فکر کرنا چاہیئے تھا اُن کے پیچھے کیوں پڑ گئے پس ان سے دو غلطیاں ہوئیں اول اہل حق کے ساتھ استہزاء پھر اپنی اصلاح سے بے فکری) سو آج (قیامت کے دن) ایمان والے کافروں پر ہنستے ہوں گے مسہریوں پر (بیٹھے اُن کا حال) دیکھ رہے ہوں گے (درمنثور میں قتادہ سے ہے کہ کچھ دریچے جھروکے ایسے ہوں گے جن سے اہل جنت اہل نار کو دیکھ سکیں گے پس اُن کا بُرا حال دیکھ کر بطور انتقام کے اُن پر ہنسیں گے آگے تقریر ہے اس سزا کی یعنی) واقعی کافروں کو اُنکے کیے کا خوب بدلا

سورة الانشقاق مكية | بسم الله الرحمن الرحيم | وهي خمس وعشرون اٰية

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

إِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ ۝ وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۝ وَإِذَا الْأَرْضُ مُدَّتْ ۝ وَأَلْقَتْ مَا فِيهَا وَتَخَلَّتْ ۝ وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَا

جب آسمان پھٹ جاوے گا اور اپنے رب کا حکم سن لیگا اور وہ اسی لائق ہے اور جب زمین کھینچ کر بڑھا دی جاوے گی اور اپنے اندر کی چیزوں کو باہر اگل دیگی اور خالی ہوجاوے گی اور اپنے رب کا حکم سن لیگی

وَحُقَّتْ ۝ يَا أَيُّهَا الْإِنسَانُ إِنَّكَ كَادِحٌ إِلَىٰ رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلَاقِيهِ ۝ فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ ۝ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ

اور وہ اسی لائق ہے اے انسان تو اپنے رب کے پاس پہنچنے تک کام میں کوشش کر رہا ہے پھر اس سے جا ملیگا تو جس شخص کا نامہ اعمال اس کے داہنے ہاتھ میں ملیگا سو اس سے

حِسَابًا يَسِيرًا ۝ وَيَنقَلِبُ إِلَىٰ أَهْلِهِ مَسْرُورًا ۝ وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ وَرَاءَ ظَهْرِهِ ۝ فَسَوْفَ يَدْعُو ثُبُورًا ۝

آسان حساب لیا جاویگا اور وہ اپنے متعلقین کے پاس خوش خوش آئیگا اور جس شخص کا نامہ اعمال اس کی پیٹھ کے پیچھے سے ملیگا سو وہ موت کو پکارے گا

وَيَصْلَىٰ سَعِيرًا ۝ إِنَّهُ كَانَ فِي أَهْلِهِ مَسْرُورًا ۝ إِنَّهُ ظَنَّ أَن لَّن يَحُورَ ۝ بَلَىٰ إِنَّ رَبَّهُ كَانَ بِهِ بَصِيرًا ۝

اور جہنم میں داخل ہوگا یہ شخص اپنے متعلقین میں خوش خوش رہا کرتا تھا اس نے خیال کر رکھا تھا کہ اس کو لوٹنا نہیں ہے کیوں نہ ہوتا اس کا رب اس کو خوب دیکھتا تھا

فَلَا أُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ۝ وَاللَّيْلِ وَمَا وَسَقَ ۝ وَالْقَمَرِ إِذَا اتَّسَقَ ۝ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَن طَبَقٍ ۝ فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝

سو میں قسم کھا کر کہتا ہوں شفق کی اور رات کی اور ان چیزوں کی جن کو رات سمیٹ لیتی ہے اور چاند کی جب وہ پورا ہوجاوے کہ تم لوگوں کو ضرور ایک حالت کے بعد دوسری حالت پر پہنچنا ہے سو ان لوگوں کو کیا ہوا کہ ایمان نہیں لاتے

مع ۱۷

وَإِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنُ لَا يَسْجُدُونَ ۩ ۝ بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا يُكَذِّبُونَ ۝ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يُوعُونَ ۝ فَبَشِّرْهُم

السجدة ۱۳

اور جب ان کے روبرو قرآن پڑھا جاتا ہے تو نہیں جھکتے بلکہ یہ کافر تکذیب کرتے ہیں اور اللہ کو سب خبر ہے جو کچھ یہ لوگ جمع کر رہے ہیں سو آپ ان کو

بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ ۝

ع ۱

ایک دردناک عذاب کی خبر دیدیجیے لیکن جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے عمل کیے ان کے لیے ایسا اجر ہے جو کبھی موقوف ہونے والا نہیں

سورة الانشقاق مكية وآيها خمس وعشرون كذا في البيضاوي

ربط اس میں بھی مثل سور سابقہ تفصیل مجازاة کی ہے۔

تفصیل مجازاة

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ إِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ ۝ وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۝ وَإِذَا الْأَرْضُ مُدَّتْ ۝ وَأَلْقَتْ مَا فِيهَا وَتَخَلَّتْ ۝ وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۝ يَا أَيُّهَا الْإِنسَانُ إِنَّكَ كَادِحٌ إِلَىٰ رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلَاقِيهِ ۝ فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ ۝ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا ۝ وَيَنقَلِبُ إِلَىٰ أَهْلِهِ مَسْرُورًا ۝ وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ وَرَاءَ ظَهْرِهِ ۝ فَسَوْفَ يَدْعُو ثُبُورًا ۝ وَيَصْلَىٰ سَعِيرًا ۝ إِنَّهُ كَانَ فِي أَهْلِهِ مَسْرُورًا ۝ إِنَّهُ ظَنَّ أَن لَّن يَحُورَ ۝ بَلَىٰ إِنَّ رَبَّهُ كَانَ بِهِ بَصِيرًا ۝ فَلَا أُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ۝ وَاللَّيْلِ وَمَا وَسَقَ ۝ وَالْقَمَرِ إِذَا اتَّسَقَ ۝ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَن طَبَقٍ ۝ فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ وَإِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنُ لَا يَسْجُدُونَ ۝ بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا يُكَذِّبُونَ ۝ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يُوعُونَ ۝ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ ۝

جب (نفخۂ ثانیہ کے وقت) آسمان پھٹ جاوے گا (تاکہ اس میں سے غمام و ملائکہ کا نزول ہو جس کا ذکر پارہ وقال الذین لا یرجون آیت ویوم تشقق

اللغات اذنت استمعت حقت جعلت حقيقة بالاستماع كادح جاهد ومجد وسق ضم وجمع اتسق اجتمع وتم لتركبن المراد بالركوب الملاقاة والطبق في الاصل ما طابق غيره وخص في العرف بالحال المطابقة لغيرها في المجاوزة وقيل بمعنى بعد كما في قولهم كابرا عن كابر والمجاوزة والبعدية مستفادان من الجار والمجرور متعلق بمحذوف وقع صفة او حالا من فاعل

التركيب والظاهر انه نصب طبقا على انه مفعول به لتلاقين والمجاوزة لحال الكائنة بعد حال او مجاوزين لحال او كائنين بعد حال كل المتصفة بالشدة والهول يجوز كون الركوب بمعنى الملابسة تحمل الحال مركوبة مجازا اوهم يجمعون في صحائف اعمالهم كذا في المدارك

النحو اذا السماء انشقت جوابه مقدر اي لقى الانسان عمله دل عليه المذكور قوله الا الذين استثناء منقطع

سورة البروج مكية وهي اثنتان وعشرون آية

بسم الله الرحمن الرحيم

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

السماء انشقت الخ میں ہے) اور اپنے رب کا حکم سن لیگا (اور مان لیگا یہاں حکم سے مراد حکم تکوینی انشقاق کا ہے اور ماننے سے مراد اُس کا وقوع ہے) اور وہ (آسمان بوجہ محکوم قدرت ہونے کے) اسی لائق ہے (کہ جس امر کی مشیت اُس کے متعلق ہو اُس کا وقوع ضرور ہو جاوے) اور جب زمین کھینچ کر بڑھا دی جاوے گی (جس طرح چمڑا یا ربڑ کھینچا جاتا ہے پس اس وقت کی مقدار سے اُس وقت مقدار زیادہ ہو جاوے گی تاکہ سب اولین و آخرین اُس میں سما جاویں جیسا درمنثور میں بسند جید حاکم کی روایت سے مرفوعاً وارد ہے مد الارض یوم القیمة مد الادیم الخ پس یہ انشقاق اور یہ امتداد دونوں حساب کے مقدمات میں سے ہیں) اور (وہ زمین) اپنے اندر کی چیزوں کو (یعنی مُردوں کو) باہر اُگل دیگی اور (سب مُردوں سے) خالی ہو جاوے گی اور (وہ زمین) اپنے رب کا حکم سن لیگی اور وہ اسی لائق ہے (اس کی تفسیر بھی مثل سابق ہے پس اُس وقت انسان اپنے اعمال کو دیکھے گا جیسا آگے ارشاد ہے کہ) اے انسان تو اپنے رب کے پاس پہونچنے تک (یعنی مرنے کے وقت تک) کام میں کوشش کر رہا ہے (یعنی کوئی نیک کام میں لگا ہوا ہے کوئی بُرے کام میں) پھر (قیامت میں) اُس (کام کی جزا) سے جا ملے گا تو (اُس روز) جس شخص کا نامہ اعمال اُس کے داہنے ہاتھ میں ملے گا سو اُس سے آسان حساب لیا جاوے گا اور وہ (اُس سے فارغ ہو کر) اپنے متعلقین کے پاس خوش خوش آئے گا (آسان حساب کے مراتب مختلف ہیں ایک یہ کہ اُس پر اصلاً عذاب مرتب نہ ہو بعض کے لیے تو یہ ہوگا اور حدیث میں اسی کی تفسیر آئی ہے کہ جس حساب میں مناقشہ نہ ہو صرف پیشی ہو جاوے اور یہ غیر معذبین کے لیے ہوگا دوسرا یہ کہ اس پر عذاب مخلد نہ ہو اور یہ عام مومنین کے لیے ہوگا اور مطلق عذاب اس کے منافی نہیں) اور جس شخص کا نامہ اعمال (اُس کے بائیں ہاتھ میں) اُس کی پیٹھ کے پیچھے سے ملے گا (مراد اس سے کفار ہیں اور پشت کی طرف سے ملنے کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں ایک یہ کہ اُس کی مشکیں کسی ہوئی ہونگی تو بایاں ہاتھ بھی پشت کی طرف ہوگا دوسری صورت مجاہد کا قول ہے کہ اُس کا ہاتھ پشت کی طرف نکال دیا جاوے گا کذا فی الدر المنثور) سو وہ موت کو پکارے گا (جیسا مصیبت میں عادت ہے موت کی استدعا کی) اور جہنم میں داخل ہوگا یہ شخص (دُنیا میں) اپنے متعلقین (اہل و عیال و حشم و خدم) میں خوش خوش رہا کرتا تھا (یہاں تک کہ فرط خوشی میں آخرت کی تکذیب کرنے لگا تھا جیسا کہ آگے ارشاد ہے کہ) اُس نے خیال کر رکھا تھا کہ اُس کو (خدا کی طرف) لوٹنا نہیں ہے (آگے رد ہے اِس ظن کا کہ لوٹنا) کیوں نہ ہوتا (آگے لوٹنے کے بعد جزا کا اثبات ہے کہ) اُس کا رب اُس کو خوب دیکھتا تھا (اور اُس کے اعمال پر جزا دینے کے ساتھ مشیت متعلق کر چکا تھا پس ایقاع جزا ضروری تھا) سو (اس بنا پر) میں قسم کھا کر کہتا ہوں شفق کی اور رات کی اور اُن چیزوں کی جن کو رات سمیٹ (کر جمع کر) لیتی ہے (مراد وہ سب جاندار ہیں جو رات کو آرام کرنے کے لیے اپنے اپنے ٹھکانے آ جاتے ہیں) اور چاند کی جب وہ پورا ہو جاوے (یعنی بدر بن جاوے ان سب چیزوں کی قسم کھا کر کہتا ہوں) کہ تم لوگوں کو ضرور ایک حالت کے بعد دوسری حالت پر پہونچنا ہے (یہ تفصیل ہے یا ایها الانسان تا ملاقیه کی پس وہاں جنس کو خطاب تھا یہاں جمیع افراد کو خطاب ہے وہاں لقاء عمل مجملاً فرمایا یہاں اُس ملاقی مبنی للمفعول کی تفصیل ہے اور وہ حالتیں ایک موت ہے اس کے بعد احوال برزخ اُس کے بعد احوال قیامت پھر خود اُن میں بھی تعدد و تکثر ہے اور ان قسموں کا مناسب مقام ہونا اس طرح ہے کہ رات کے احوال کا مختلف ہونا کہ اول شفق نمودار ہوتی ہے پھر زیادہ رات آتی ہے تو سب سو جاتے ہیں اور پھر ایک رات کا دوسری رات سے نور قمر کی زیادت و نقصان میں مختلف ہونا یہ سب مشابہ ہے اختلاف احوال بعد الموت کے و نیز موت سے عالم آخرت شروع ہوتا ہے جیسے شفق سے رات شروع ہوتی ہے پھر لبث برزخ مشابہ لوگوں کے سو رہنے کے ہے اور چاند کا پورا ہونا بعد محاق کے مشابہ ہے حیوۃ قیامت کے بعد فناء عالم کے) سو (باوجود ان مقتضیات خوف اور ایمان کے اجتماع کے) ان لوگوں کو کیا ہوا کہ ایمان نہیں لاتے اور (خود تو ایمان اور حق کی کیا طلب کرتے ان کی عناد کی یہ حالت ہے کہ) جب ان کے روبرو قرآن پڑھا جاتا ہے تو (اُس وقت بھی خدا کی طرف) نہیں جھکتے بلکہ (بجائے جھکنے کے) یہ کافر (اور اُلٹی) تکذیب کرتے ہیں اور اللہ کو سب خبر ہے جو کچھ یہ لوگ (اعمال بد کا ذخیرہ) جمع کر رہے ہیں سو (ان اعمال کفریہ کے سبب) آپ ان کو ایک دردناک عذاب کی خبر دیجیے لیکن جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے عمل کیے اُن کے لیے (آخرت میں) ایسا اجر ہے جو کبھی موقوف ہونے والا نہیں (عمل صالح کی قید شرط کے طور پر نہیں سبب کے طریق پر ہے +

سورة البروج مكية وآيها اثنتان وعشرون كذا في البيضاوي

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ۝ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ۝ وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ ۝ قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ۝ النَّارِ ذَاتِ

قسم ہے برجوں والے آسمان کی اور وعدہ کیے ہوئے دن کی اور حاضر ہونے والے کی اور اس کی جس میں حاضری ہوتی ہے کہ خندق والے یعنی بہت سے ایندھن کی آگ والے

الْوَقُوْدِ ۝ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ ۝ وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ ۝ وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ

ملعون ہوئے جس وقت وہ لوگ اس کے آس پاس بیٹھے ہوئے تھے اور وہ جو کچھ مسلمانوں کے ساتھ کر رہے تھے اس کو دیکھ رہے تھے۔ اور ان کافروں نے ان مسلمانوں میں اور کوئی عیب نہیں پایا بجز اس کے کہ وہ خدا پر ایمان لے آئے تھے

الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ

جو زبردست سزاوار حمد ہے ایسا کہ اسی کی ہے سلطنت آسمانوں اور زمین کی اور اللہ ہر چیز سے خوب واقف ہے جنہوں نے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو

وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ

تکلیف پہنچائی پھر توبہ نہیں کی تو ان کے لیے جہنم کا عذاب ہے اور ان کے لیے جلنے کا عذاب ہے بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے ان کے لیے

جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ڛ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيْرُ ۝ اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ۝ اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيْدُ ۝

باغ ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی یہ بڑی کامیابی ہے آپ کے رب کی داروگیر بڑی سخت ہے وہی پہلی بار بھی پیدا کرتا ہے اور دوبارہ پیدا کرے گا

وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ۝ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ ۝ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ۝ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْجُنُوْدِ ۝ فِرْعَوْنَ وَثَمُوْدَ ۝ بَلِ

اور وہی بڑا بخشنے والا بڑی محبت کرنے والا ہے عرش کا مالک عظمت والا ہے وہ جو چاہے سب کچھ کر گزرتا ہے کیا آپ کو ان لشکروں کا قصہ پہنچا ہے یعنی فرعون اور ثمود کا بلکہ

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ تَكْذِيْبٍ ۝ وَّاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ ۝ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ۝ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ۝ ع ۱

یہ کافر تکذیب میں ہیں اور اللہ ان کو ادھر ادھر سے گھیرے ہوئے ہے بلکہ وہ ایک باعظمت قرآن ہے جو لوح محفوظ میں ہے

رابط اوپر کی سورتوں میں فریقین کی مجازاۃ تھی اس سورت میں کفار کے معاملات مخالفت میں مسلمانوں کا تسلیہ اور تسلیہ کے بعد کفار کو عذاب کی وعید ہے۔

تسلیہ مؤمنین و وعید مخالفین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ۝ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ۝ وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ ۝ قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ۝ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ ۝ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ ۝ وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ ۝ وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ڛ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيْرُ ۝ اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ۝ اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيْدُ ۝ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ۝ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ ۝ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ۝ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْجُنُوْدِ ۝ فِرْعَوْنَ وَثَمُوْدَ ۝ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ تَكْذِيْبٍ ۝ وَّاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ ۝ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ۝ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ۝ (اس سورت میں ایک قصہ کا اجمالاً ذکر ہے جو صحیح مسلم میں مذکور ہے خلاصہ اس کا یہ ہے کہ کوئی بادشاہ کافر تھا اس کے پاس ایک کاہن تھا اس نے بادشاہ سے کہا کہ مجھکو ایک ہوشیار لڑکا دیا جاوے تو اس کو اپنا علم سکھلادوں چنانچہ ایک لڑکا تجویز کیا گیا اس کے رستہ میں ایک راہب رہتا تھا کہ دین حق اس وقت عیسوی تھا وہ لڑکا اس کے پاس بھی آنے جانے لگا اور خفیہ مسلمان ہوگیا ایک بار اس لڑکے نے دیکھا کہ کسی شیر نے رستہ روک رکھا ہے اور

اللغات الاخدود من الخد وہو الشق فی الارض و النار مع صفتہا بدل اشتمال من الاخدود ۱۲

النحو قتل جواب القسم بتقدیر الصدر ای لقد قتل کما فی الجلالین۔ قولہ اذ ہم ظرف لقتل و وجہ ان ہذا الفصل سبب اللعنہم قولہ فعال خبر لمبتدأ مقدر ای ہو الا ہو المذکور و وجہ کما فی الروح عن الکشف ان قولہ تعالیٰ فعال لما یرید تحقیق للصفتین البطش بالاعداء و الغفر و الود للاولیاء و حمل علیہ لغات تہ النکتۃ اہ قال صاحب الروح ہو تحقیق لطیف

البلاغۃ ذات البروج وصفہا بغایۃ العظمۃ و ارتفاع القسم بہ و کثرۃ ما یوجبہ و وجہ افادۃ ذلک انہ لم یقل موقدۃ بل جعلت ذات وقود ای مالکۃ و ہو کنایۃ عن زیادۃ مفرطۃ لکثرۃ ما یرتفع بہ لہیبہا و ہو الحطب الموقد بہ۔ قولہ ینقموا فی الروح عن المنتخب انما قال سبحانہ الا ان یومنوا لان التعذیب انما کان واقعا علی الایمان المستقبل ولو کفروا فیہ لم یعذبوا علی ما مضیٰ فکانہ قال الا ان یدوموا علی ایمانہم اہ ۱۲

خلق پریشان ہے اُس نے ایک پتھر ہاتھ میں لیکر دعا کی کہ اے اللہ اگر راہب کا دین سچا ہے تو یہ جانور میرے پتھر سے مارا جاوے اور اگر کاہن سچا ہے تو نہ مارا جاوے اور یہ کہکر وہ پتھر مارا تو شیر کے لگا اور وہ ہلاک ہوگیا لوگوں میں شور ہوگیا کہ اس لڑکے کو کوئی عجیب علم آتا ہے کسی اندھے نے سُنا آکر درخواست کی کہ میری آنکھیں اچھی ہوجاویں لڑکے نے کہا بشرطیکہ تو مسلمان ہوجاوے چنانچہ اُس نے قبول کیا لڑکے نے دُعا کی وہ اچھا ہوگیا اور مسلمان ہوگیا بادشاہ کو یہ خبریں پہونچیں تو اُس راہب کو اور لڑکے کو اور اُس اعمیٰ کو گرفتار کرکے بلایا اُس نے راہب اور اعمیٰ کو قتل کردیا اور لڑکے کے لیے حکم دیا کہ پہاڑ پر سے گرا دیا جاوے مگر جو لوگ اُس کو لے گئے تھے وہ خود گر کر ہلاک ہوگئے اور لڑکا صحیح سالم چلا آیا پھر بادشاہ نے سمندر میں غرق کرنے کا حکم دیا وہ اس سے بھی بچ گیا اور جو لوگ اُس کو لے گئے تھے وہ سب ڈوب گئے پھر خود لڑکے نے بادشاہ سے کہا کہ مجھکو بسم اللہ کہہ کر تیر مارو تو مر جاؤں گا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور لڑکا مر گیا بس اس واقعہ عجیبہ کو دیکھ کر یک لخت عام لوگوں کی زبان سے نعرہ بلند ہوا کہ ہم سب اللہ پر ایمان لاتے ہیں بادشاہ بڑا پریشان ہوا اور ارکان سلطنت کے مشورہ سے بڑی بڑی خندقیں آگ سے بھروا کر اشتہار دیا کہ جو شخص اسلام سے نہ پھرے گا اُس کو آگ میں جلادیں گے چنانچہ بہت آدمی جلائے گئے پس اس سورت میں اُس کے مغضوب ہونے کو قسم سے بیان فرماتے ہیں کہ) قسم ہے برجوں والے آسمان کی (مراد برجوں سے بڑے بڑے ستارے ہیں کذا فی الدر المنثور مرفوعًا) اور (قسم ہے) وعدہ کیے ہوئے دن کی (یعنی قیامت کے دن کی) اور (قسم ہے) حاضر ہونے والے (دن) کی اور (قسم ہے) اُس (دن) کی جس میں (لوگوں کی) حاضری ہوتی ہے (حدیث ترمذی میں مرفوعًا ہے کہ یوم موعود قیامت کا دن ہے اور شاہد جمعہ کا دن ہے اور مشہود عرفہ کا دن ہے۔ اور ایک دن کو شاہد اور دوسرے کو مشہود شاید اس لیے فرمایا کہ یوم جمعہ میں تو سب اپنی اپنی جگہ رہتے ہیں تو گویا دن خود آتا ہے اور یوم عرفہ میں حجاج اپنے اپنے مقامات سے سفر کرکے عرفات میں اس یوم کے قصد سے جمع ہوتے ہیں تو گویا وہ دن مقصود اور دوسرے لوگ حاضری کا قصد کرنے والے ہیں آگے جواب قسم ہے) کہ خندق والے یعنی بہت سے ایندھن کی آگ والے ملعون ہوئے جس وقت وہ لوگ اُس (آگ) کے آس پاس بیٹھے ہوئے تھے اور وہ جو کچھ مسلمانوں کے ساتھ (ظلم و ستم) کر رہے تھے اُس کو دیکھ رہے تھے (اُن کے ملعون ہونے کی خبر دینے سے تسلی مؤمنین کی ظاہر ہے کہ اسی طرح جو کافر اس وقت مسلمانوں پر ظلم کر رہے ہیں وہ بھی گرفتار لعنت ہوں گے جس کا اثر خواہ دُنیا میں بھی مرتب ہو جیسے بدر وغیرہ میں مقتول و مخذول ہوئے یا صرف آخرت میں جیسا عام کفار کے لیے یقینی ہے اور دشمن کے عذاب کی خبر سے تسلیہ امر طبعی ہے اور اُن لوگوں کا بیٹھنا اس ظلم و ستم کے انتظام اور نگرانی کے لیے تھا اور شہود میں علاوہ نگرانی کے اشارہ ان لوگوں کی سنگدلی کی طرف بھی ہے کہ دیکھ کر بھی ترحم نہ آتا تھا اور اس کو حکم باللعن میں خاص دخل ہے کہ یہ سنگدلی علت لعنت سے ہے) اور اُن کافروں نے اُن مسلمانوں میں اور کوئی عیب نہیں پایا تھا بجز اس کے کہ وہ خدا پر ایمان لے آئے تھے جو زبردست (اور) سزاوار حمد ہے ایسا کہ اُسی کی ہے سلطنت آسمانوں اور زمین کی (یعنی ایمان لانے پر یہ معاملہ کیا اور ایمان لانا کوئی خطا نہیں پس بے خطا اُن پر ظلم کیا اس لیے وہ لوگ ملعون ہوئے) اور (آگے ظالموں کے لیے عام وعید اور مظلوموں کے لیے عام وعدہ ہے کہ) اللہ ہر چیز سے خوب واقف ہے (مظلوم کی مظلومیت سے بھی پس اُس کی نصرت کرے گا اور ظالم کی ظالمیت سے بھی پس اُس کو سزا دیگا خواہ یہاں خواہ وہاں چنانچہ آگے یہی مضمون ہے کہ) جنہوں نے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو تکلیف پہونچائی (اور) پھر توبہ نہیں کی تو اُن کے لیے جہنم کا عذاب ہے اور (جہنم میں بالخصوص) اُن کے لیے جلنے کا عذاب ہے (عذاب میں ہر طرح کی تکلیف داخل ہے۔ سانپ۔ بچھو۔ طوق۔ زنجیریں۔ حمیم۔ غساق وغیرہ اور سب سے بڑھ کر جلنے کا عذاب ہے اس لیے اُس کو بالتخصیص فرمایا۔ یہ تو ظالم کے حق میں فرمایا آگے مؤمنین کے حق میں جن میں مظلوم بھی آگئے ارشاد ہے کہ) بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے اُن کے لیے (بہشت کے) باغ ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی (اور) یہ بڑی کامیابی ہے (اور اوپر دو مضمون تھے کفار کے لیے جہنم ہونا اور مؤمنین کے لیے جنت ہونا آگے ان کے مناسب اپنے بعض افعال وصفات ان مضمونوں کی تقریر کے لیے ارشاد فرماتے ہیں کہ) آپ کے رب کی دارو گیر بڑی سخت ہے (پس کفار پر سزائے شدید کا واقع ہونا مستبعد نہیں اور نیز) وہی پہلی بار بھی پیدا کرتا ہے اور دوبارہ (قیامت میں بھی) پیدا کرے گا (پس یہ شبہہ بھی نہ رہا کہ گو بطش شدید ہے مگر قیامت ہی واقع نہ ہوگی جو کہ وقت بطش کا ہی اس سے تقریر ہوگئی وعید کفار کی) اور (آگے تقریر ہے وعدۂ مؤمنین کی کہ) وہی بڑا بخشنے والا (اور) بڑی محبت کرنے والا ہے عرش کا مالک (اور) عظمت والا ہے (پس ایمان والوں کے گناہ معاف کردے گا اور اُن کو اپنا محبوب بنائے گا اور ذو العرش اور مجید کو تعذیب و اثابت دونوں کے ساتھ متعلق ہو سکتا ہے کہ دونوں فرع ہیں صاحب سلطنت و کمال صفات کی لیکن یہاں مقابلہ کے قرینہ سے ان پر اثابت کا متفرع کرنا مقصود ہے اور آگے دونوں کے اثبات کے لیے ایک صفت ارشاد ہے کہ) وہ جو چاہے سب کچھ کر گذرتا ہے (آگے مؤمنین کی مزید تسلیہ اور کفار کی مزید تقریع کے لیے بعض خاص مغضوبین کا حال بیان فرماتے ہیں کہ) کیا آپ کو اُن لشکروں کا قصہ پہونچا ہے یعنی فرعون (اور آل فرعون) اور ثمود کا (کہ کس طرح کفر کیا اور کیونکر گرفتار عذاب ہوئے

وهی سبع عشرة اٰیة	بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝	سورة الطارق مكية

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ۝ وَمَآ اَدۡرٰىكَ مَا الطَّارِقُ ۝ النَّجۡمُ الثَّاقِبُ ۝ اِنۡ كُلُّ نَفۡسٍ لَّمَّا عَلَيۡهَا حَافِظٌ ۝ فَلۡيَنۡظُرِ الۡاِنۡسَانُ

قسم ہے آسمان کی اور اس چیز کی جو رات کو نمودار ہونے والی ہے اور آپ کو کچھ معلوم ہے کہ وہ رات کو نمودار ہونے والی چیز کیا ہے وہ روشن ستارہ ہے کوئی شخص ایسا نہیں جس پر کوئی یاد رکھنے والا مقرر نہ ہو تو انسان کو دیکھنا چاہیے

مِمَّ خُلِقَ ۝ خُلِقَ مِنۡ مَّآءٍ دَافِقٍ ۝ يَّخۡرُجُ مِنۡۢ بَيۡنِ الصُّلۡبِ وَالتَّرَآئِبِ ۝ اِنَّهٗ عَلٰى رَجۡعِهٖ لَقَادِرٌ ۝ يَوۡمَ تُبۡلَى السَّرَآئِرُ ۝

کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے۔ وہ ایک اچھلتے پانی سے پیدا کیا گیا ہے جو پشت اور سینہ کے درمیان سے نکلتا ہے وہ اس کے دوبارہ پیدا کرنے پر ضرور قادر ہے جس روز سب کی قلعی کھل جاوے گی

فَمَا لَهٗ مِنۡ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ ۝ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجۡعِ ۝ وَالۡاَرۡضِ ذَاتِ الصَّدۡعِ ۝ اِنَّهٗ لَقَوۡلٌ فَصۡلٌ ۝ وَّمَا هُوَ بِالۡهَزۡلِ ۝

پھر اس انسان کو نہ تو خود قوت ہوگی اور نہ اس کا کوئی حامی ہوگا۔ قسم ہے آسمان کی جس سے بارش ہوتی ہے اور زمین کی جو پھٹ جاتی ہے کہ یہ قرآن ایک فیصلہ کر دینے والا کلام ہے اور وہ کوئی لغو چیز نہیں ہے

اِنَّهُمۡ يَكِيۡدُوۡنَ كَيۡدًا ۝ وَّاَكِيۡدُ كَيۡدًا ۝ فَمَهِّلِ الۡكٰفِرِيۡنَ اَمۡهِلۡهُمۡ رُوَيۡدًا ۝

ع ۱۷ / ۱۱

یہ لوگ طرح طرح کی تدبیریں کر رہے ہیں اور میں بھی طرح طرح کی تدبیریں کر رہا ہوں۔ تو آپ ان کافروں کو یوں ہی رہنے دیجیے ان کو تھوڑے ہی دنوں رہنے دیجیے۔

اس سے مؤمنین کو تسلی حاصل کرنا چاہیے اور کفار کو ڈرنا چاہیے مگر کفار بالکل عذاب سے نہیں ڈرتے) بلکہ یہ کافر (خود قرآن کی) تکذیب میں (لگے) ہیں (پس اس کے مضمون تعذیب کو بھی اور دیگر مضامین کو بھی جھٹلاتے ہیں) اور (انجام کار اس کی سزا بھگتیں گے کیونکہ) اللہ ان کو اِدھر اُدھر سے گھیرے ہوئے ہے (اسکے قبضۂ قدرت اور عقوبت سے بچ نہیں سکتے اور انکا قرآن کو جھٹلانا حماقت محض ہے کیونکہ قرآن ایسی چیز نہیں جو جھٹلانے کے قابل ہو) بلکہ وہ ایک باعظمت قرآن ہے جو لوح محفوظ میں (لکھا ہوا) ہے (جسمیں کوئی تغیر و تبدل محتمل نہیں وہاں سے نہایت حفاظت کے ساتھ صاحب وحی کے پاس پہونچایا جاتا ہے کما قال تعالیٰ فی سورة الجن فانه یسلك من بین یدیه ومن خلفه رصدا پس ایسی حالت میں تکذیب قرآن کی بلاشک جہالت اور موجب عقوبت ہے) ف اور ان قسموں کو جواب قسم سے مناسبت یہ ہے کہ ان سب سے اللہ تعالیٰ کا مالک امکنہ و ازمنہ ہونا ظاہر ہے اور ایسے مالک الکل کی مخالفت کرنے والے کا مستحق لعن ہونا ظاہر ہے۔

سورة الطارق مكية وهي سبع عشرة كذا في البيضاوي

ربط اوپر تسلیہ مومنین کے ساتھ کفار کو وعید تھی اس سورت میں تحقیق وعید کے لیے اعمال کا محفوظ رہنا اور بعث کا امکان اور وقوع اور بعث کی دلیل یعنی قرآن کا حق ہونا مذکور ہے اور سورت سابقہ کے اخیر میں بھی حقیت قرآن کا مضمون تھا +

تحقیق وعید بحفظ اعمال و صحت و وقوع بعث و حقیت قرآن

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ۝ وَمَآ اَدۡرٰىكَ مَا الطَّارِقُ ۝ النَّجۡمُ الثَّاقِبُ ۝ اِنۡ كُلُّ نَفۡسٍ لَّمَّا عَلَيۡهَا حَافِظٌ ۝ فَلۡيَنۡظُرِ الۡاِنۡسَانُ مِمَّ خُلِقَ ۝ خُلِقَ مِنۡ مَّآءٍ دَافِقٍ ۝ يَّخۡرُجُ مِنۡۢ بَيۡنِ الصُّلۡبِ وَالتَّرَآئِبِ ۝ اِنَّهٗ عَلٰى رَجۡعِهٖ لَقَادِرٌ ۝ يَوۡمَ تُبۡلَى السَّرَآئِرُ ۝ فَمَا لَهٗ مِنۡ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ ۝ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجۡعِ ۝ وَالۡاَرۡضِ ذَاتِ الصَّدۡعِ ۝ اِنَّهٗ لَقَوۡلٌ فَصۡلٌ ۝ وَّمَا هُوَ بِالۡهَزۡلِ ۝ اِنَّهُمۡ يَكِيۡدُوۡنَ كَيۡدًا ۝ وَّاَكِيۡدُ كَيۡدًا ۝ فَمَهِّلِ الۡكٰفِرِيۡنَ اَمۡهِلۡهُمۡ رُوَيۡدًا ۝

اللغات الطارق في الاصل بمعنى الضرب ثم صار سالك الطريق لانه يضرب الطريق بقدمه ثم اختص بالآتي ليلا لانه يفجأ الباب الثاقب الخارق ثم صار بمعنى المضيء لنصوعه انه يثقب الظلام ان كل نافية لما بمعنى الا دافق المدفوق صب بمعنى المدفوق او على النسب كلابن اي ذو دفق وهو دق على الفاعل والمفعول اما كونه بمعنى مندفق فلم يسمع الترائب جمع تريبة عظام الصدر او موضع القلادة من الصدر رجعه الاعادة تبلى تعرف وتميز ما طاب ما خبث والسرائر الاختيار والحق على اللازم ذات الرجع ذات المطر الصدع الشق تشقق بالنبات تصغير روبالضم من معنى قريبا او قليلا وهو مصدر مؤكد للعامل او نعت لمصدر المحذوف اي امهالا

رويدا - وفي الكبير قال النحويون رويدا في كلام العرب على ثلثة اوجه احدها ان يكون اسما للامر كقولك رويدا زيدا تتصرف ويبني بهذا الوجه لانها غير متمكنة والثاني ان يكون بمنزلة سائر المصادر فيضاف الى بعده كما تضاف المصادر كما تقول رويد زيد بالجر والثالث ان يكون نعتا منصوبا كقولك سار سيرا رويدا ويقولون ايضا ساروا رويدا يحذفون المنعوت ويقيمون رويدا مقامه اه ۱۲

النحو العامل في يوم يبلى قال الزمخشري رجعه ظرف لرجعه واعترض بان فيه فصلا بين المصدر ومعموله باجنبي واجيب تارة بانه جائز لتوسعهم في الظروف اخرى بان العامل مقدر يدل عليه المذكور او امتنعوا اعمال على المذهبين كذا في الروح ۱۲ **البلاغة** فصل اي فاصل فبلغ الغاية في ذلك حتى كانه نفس الفصل ۱۲

(سورۃ الاعلیٰ مکیۃ وھی تسع عشرۃ آیۃ)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

قسم ہے آسمان کی اور اُس چیز کی جو رات کو نمودار ہونے والی ہے اور آپ کو کچھ معلوم ہے وہ رات کو نمودار ہونے والی چیز کیا ہے وہ روشن ستارہ ہے (کوئی ستارہ ہو کقولہ تعالیٰ والنجم) آگے جواب قسم ہے کہ) کوئی شخص ایسا نہیں کہ جس پر کوئی (اعمال کا) یاد رکھنے والا (فرشتہ) مقرر نہ ہو (کقولہ تعالیٰ وان علیکم لحافظین کراما کاتبین یعلمون ما تفعلون مطلب یہ کہ ان اعمال پر محاسبہ ہونے والا ہے اور اس قسم کو مقصود سے مناسبت یہ ہے کہ جیسے آسمان پر ستارے ہر وقت محفوظ ہیں مگر ظہور اُن کا خاص شب میں ہوتا ہے اسی طرح اعمال سب نامۂ اعمال میں اس وقت بھی محفوظ ہیں مگر ظہور اُن کا خاص قیامت میں ہوگا جب یہ بات ہے) تو انسان کو (قیامت کی فکر چاہیے اور اگر اُس کے استبعاد کا شبہہ ہو تو اُس کو) دیکھنا چاہیے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے وہ ایک اُچھلتے[1] پانی سے پیدا کیا گیا ہے جو پشت اور سینہ (یعنی تمام بدن) کے درمیان سے نکلتا ہے (مراد اس پانی سے منی ہے خواہ صرف مرد کی یا مرد و عورت دونوں کی اور عورت کی منی میں گو اندفاق مرد کی منی کی برابر نہیں ہوتا لیکن کچھ اندفاق ضرور ہوتا ہے اور دوسری تقدیر پر لفظ ماء کا مفرد لانا اس بنا پر ہے کہ دونوں مادے مخلوط ہو کر مثل شئ واحد کے ہو جاتے ہیں اور پشت و سینہ چونکہ بدن کے دو طرفین ہیں اس لیے کنایہ جمیع بدن سے ہو سکتا ہے اور یہ اس لیے مراد لیا گیا کہ منی تمام بدن میں پیدا ہو کر پھر منفصل ہوتی ہے اور اس کنایہ میں تخصیص صلب و ترائب کی شاید اس لیے ہو کہ حصول مادۂ منویہ میں اعضاء رئیسہ کو خاص دخل ہے یعنی قلب و دماغ و کبد اور قلب و کبد کا تعلق و تلبس ترائب سے اور دماغ کا تعلق بواسطہ نخاع کے صلب سے ظاہر ہے اور شاید صلب کا مفرد لانا اور ترائب کا جمع لانا اسی نکتہ سے ہو کہ ترائب سے دو چیزوں کا تعلق ہے اور صلب سے ایک چیز کا اور بدن کے طرفین قدام و خلف سے بہ نسبت یمین و یسار کے چونکہ مسافت و مساحت میں زیادہ ہیں اس لیے یہاں تعبیر میں طرفین اولین کو طرفین اخیرین پر ترجیح ہوئی واللہ اعلم حاصل یہ کہ نطفہ سے انسان بنا دینا زیادہ عجیب ہے بہ نسبت دوبارہ بنانے کے پس جب یہ امر عجیب اُس کی قدرت سے واقع ہو رہا ہے تو اس سے ثابت ہوا کہ) وہ اُس کے دوبارہ پیدا کرنے پر ضرور قادر ہے (پس وہ استبعاد قیامت کا شبہہ دفع ہو گیا اور یہ دوبارہ پیدا کرنا اُس روز ہوگا) جس روز سب کی قلعی کھل جاوے گی (یعنی سب مخفی باتیں از قبیل عقائد باطلہ و نیات فاسدہ ظاہر ہو جاویں گی اور دنیا میں جس طرح موقع پر جرم سے مکر جاتے ہیں اُس کو چھپا لیتے ہیں یہ بات وہاں ممکن نہ ہوگی) پھر اُس انسان کو نہ تو خود (مدافعت کی) قوت ہوگی اور نہ اُس کا کوئی حامی ہوگا (کہ وہ مدافعت عذاب کی کرے اور اگر کہا جاوے کہ امکان قیامت کا گو عقلی ہے مگر وقوع نقلی ہے اور دلیل نقلی اُس کی قرآن ہے اور وہ ہنوز محتاج اثبات ہے تو اس کے متعلق سنو کہ) قسم ہے آسمان کی جس سے بارش ہوتی ہے اور زمین کی جو (بیج نکلنے کے وقت) پھٹ جاتی ہے (آگے جواب قسم ہے) کہ یہ قرآن (حق و باطل میں) ایک فیصلہ کر دینے والا کلام ہے اور وہ کوئی لغو چیز نہیں ہے (اور جس طرح وہ اپنی دلالت سے واقعیات وغیر واقعیات میں فیصلہ کرنے والا ہے اسی طرح اپنی صفت اعجاز سے ان دو احتمالوں کا بھی کہ یہ منجانب اللہ ہے یا نہیں فیصلہ کر دینے والا ہے اور منجانب اللہ ہونے کی شق کو متعین کر دینے والا ہے پس دال اور مدلول دونوں کی واقعیت ثابت ہو گئی اور شبہہ عدم ثبوت کا مندفع ہو گیا مگر باوجود اثبات حق کے ان لوگوں کا یہ حال ہے کہ) یہ لوگ (نفی حق کے لیے) طرح طرح کی تدبیریں کر رہے ہیں اور میں بھی (ان کی ناکامی و عقوبت کے لیے) طرح طرح کی تدبیریں کر رہا ہوں (اور ظاہر ہے کہ میری تدبیر غالب آوے گی اور جب میں اُن کا یہ حال سن لیا) تو آپ ان کافروں (کی مخالفت سے گھبرائیے نہیں اور ان کے جلدی معذب ہونے کی خواہش نہ کیجئے بلکہ ان) کو یوں ہی رہنے دیجئے (اور زیادہ دن نہیں بلکہ) تھوڑے ہی دنوں رہنے دیجئے (پھر میں ان پر عقوبت نازل کروں گا خواہ قبل الموت یا بعد الموت)۔ ف اخیر کی قسم کو اخیر کے مضمون سے یہ مناسبت ہے کہ قرآن آسمان سے آتا ہے اور جس میں قابلیت ہوتی ہے اس کو مالا مال کرتا ہے جیسے بارش آسمان سے آتی ہے اور عمدہ زمین کو فیضیاب کرتی ہے۔

سورۃ الاعلیٰ مکیۃ وآیہا تسع عشرۃ کذا فی البیضاوی

ربط سورت سابقہ میں مجازاۃ آخرت کا ذکر تھا اس سورت میں بھی اصل مقصود فلاح آخرت کا مقصود ہونا اور اُس کا طریق کہ تسبیح اور معرفت ذات و صفات اور تزکیہ و ذکر و صلوٰۃ ہے بتلانا ہے اور مقصود آخرت کی تقریب کے لیے فنا و اضمحلال دنیا کا اور تعلیم طریق فلاح کے لیے امر تذکیر بالقرآن کا ارشاد ہے اور اسی کے قریب غرض سے سورت سابقہ میں بھی حقانیت قرآن کی بیان کی گئی تھی۔

فناء دنیا و بقاء عقبیٰ و امر باصلاح نفس و اصلاح غیر

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

ملحقات الترجمۃ

[1] قولہ فی الصلب تمام بدن کذا فی الروح عن بعضہم ۱۲

[2] قولہ فی السر [illegible] بقرینۃ الجمع اولیٰ حذف المضاف

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى ۙ الَّذِي خَلَقَ فَسَوَّىٰ ۙ وَالَّذِي قَدَّرَ فَهَدَىٰ ۙ وَالَّذِي أَخْرَجَ الْمَرْعَىٰ ۙ فَجَعَلَهُ غُثَاءً

آپ اپنے پروردگار عالیشان کے نام کی تسبیح کیجیے | جس نے بنایا پھر ٹھیک بنایا | اور جس نے تجویز کیا پھر راہ بتلائی | اور جس نے چارہ نکالا | پھر اس کو سیاہ کوڑا

أَحْوَىٰ ۙ سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنسَىٰ ۙ إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ ۚ إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفَىٰ ۙ وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرَىٰ ۙ فَذَكِّرْ إِن

نصف

کردیا۔ | ہم قرآن آپ کو پڑھا دیا کریں گے پھر آپ نہیں بھولیں گے | مگر جس قدر اللہ کو منظور ہو | وہ ہر ظاہر اور مخفی کو جانتا ہے | اور ہم اس آسان شریعت کے لیے آپ کو سہولت دیں گے۔ | تو آپ نصیحت کیا کیجیے

نَّفَعَتِ الذِّكْرَىٰ ۙ سَيَذَّكَّرُ مَن يَخْشَىٰ ۙ وَيَتَجَنَّبُهَا الْأَشْقَى ۙ الَّذِي يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرَىٰ ۙ ثُمَّ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَ

اگر نصیحت کرنا مفید ہوتا ہو | وہی شخص نصیحت مانتا ہے جو ڈرتا ہے | اور جو بدنصیب ہو وہ اس سے گریز کرتا ہے | جو بڑی آگ میں داخل ہوگا | پھر نہ اس میں مرہی جاوے گا اور

لَا يَحْيَىٰ ۙ قَدْ أَفْلَحَ مَن تَزَكَّىٰ ۙ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّىٰ ۙ بَلْ تُؤْثِرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ۙ وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ۙ

نہ جیے گا | بامراد ہوا جو شخص پاک ہوگیا | اور اپنے رب کا نام لیتا اور نماز پڑھتا رہا | بلکہ تم اپنی دنیوی زندگی کو | مقدم رکھتے ہو | حالانکہ آخرت بدرجہا بہتر اور پائدار ہے

إِنَّ هَٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْأُولَىٰ ۙ صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ ۙ

ع ۱۹ / ۱۲

یہ مضمون اگلے صحیفوں میں بھی ہے | یعنی ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى ۙ الَّذِي خَلَقَ فَسَوَّىٰ ۙ وَالَّذِي قَدَّرَ فَهَدَىٰ ۙ وَالَّذِي أَخْرَجَ الْمَرْعَىٰ ۙ فَجَعَلَهُ غُثَاءً أَحْوَىٰ ۙ سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنسَىٰ ۙ إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ ۚ إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفَىٰ ۙ وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرَىٰ ۙ فَذَكِّرْ إِن نَّفَعَتِ الذِّكْرَىٰ ۙ سَيَذَّكَّرُ مَن يَخْشَىٰ ۙ وَيَتَجَنَّبُهَا الْأَشْقَى ۙ الَّذِي يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرَىٰ ۙ ثُمَّ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ ۙ قَدْ أَفْلَحَ مَن تَزَكَّىٰ ۙ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّىٰ ۙ بَلْ تُؤْثِرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ۙ وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ۙ إِنَّ هَٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْأُولَىٰ ۙ صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ ۙ (اے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم) آپ (اور جو مومن آپ کے ساتھ ہیں) اپنے پروردگار عالیشان کے نام کی تسبیح (و تقدیس) کیجیے جس نے (ہر شے کو) بنایا پھر (اس کو) ٹھیک بنایا (یعنی ہر شے کو مناسب طور پر بنایا) اور جس نے (جانداروں کے لیے اُن کے مناسب چیزوں کو) تجویز کیا پھر (اُن جانداروں کو ان چیزوں کی طرف) راہ بتلائی (یعنی اُن کے طبائع کو ان اشیاء کا مقتضی پیدا کردیا) اور جس نے (سبز و خوشنما) چارہ (زمین سے) نکالا پھر اس کو سیاہ کوڑا کردیا (اول عام تصرفات مذکور ہیں پھر حیوانات کے متعلق پھر نباتات کے متعلق مطلب یہ کہ طاعات سے آخرت کا تہیہ کرنا چاہیے جہاں جزا و سزا ہونے والی ہے اور اسی طاعت کا طریقہ بتلانے کے لیے ہم نے قرآن نازل کیا ہے اور آپ کو اس کی تبلیغ کا مامور کیا ہے سو اس قرآن کی نسبت ہم وعدہ کرتے ہیں کہ) ہم (جتنا) قرآن نازل کرتے جاویں گے) آپ کو پڑھا دیا کریں گے (یعنی یاد کرا دیا کریں گے) پھر آپ (اس میں سے کوئی جزو) نہیں بھولیں گے مگر جس قدر (بھلانا) اللہ کو منظور ہو (کہ نسخ کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کما قال تعالیٰ ما ننسخ من اٰیۃ او ننسہا الخ سورہ البقرۃ آپ کے اور سب کے اذہان سے فراموش کرا دیا جاوے گا اور یہ یاد رکھانا اور فراموش کرا دینا یہ سب قرین حکمت ہوگا کیونکہ) وہ ہر ظاہر اور مخفی کو جانتا ہے (پس اس سے کسی چیز کی مصلحت مخفی نہیں اسلئے جب محفوظ رکھنا مصلحت ہوتا ہے محفوظ رکھتے ہیں جب بھلا دینا مصلحت ہوتا ہے بھلا دیتے ہیں) اور (جیسا ہم آپ کو قرآن کا یاد ہونا آسان کردینگے اسیطرح) ہم اس آسان شریعت (کے ہر حکم پر چلنے) کے لیے آپکو سہولت دیدینگے (یعنی سمجھنا بھی آسان ہوگا اور عمل بھی آسان ہوگا اور تبلیغ بھی آسان ہوجاویگی اور مزاحمتوں کو دفع کردینگے اور شریعت کو یسری سے موصوف کرنا بطور مدح کے ہے یا اسلیے کہ وہ سبب یسر و راحت کا

اللغات

غثاء ما یقذف به السیل علی جانب الوادی من الحشیش و النبات احوی من الحوۃ وہی السواد و الجھر فی الربع منظورا او صلا او غیرہا و لیس خاصا بالاقوال لہ قلت یؤیدہ قولہ تعالیٰ ارنا اللہ جہرۃ۔ قولہ ان نفعت محمل علی الشرط کما ہو المشہور فالمقصود تاکید الامر بالتذکیر ای ذکر ان کانت الذکری نافعۃ و معلوم انہا نافعۃ کما یقال اُدع ان کان اُبالک و کعادان تعذرا ہم تعفر جہاد ای عبدک لا المراد المقصود اغراء الی طلب الفضل و تنبیہ علی ما تضمنہ الشرط فافہم ۱۲

البلاغۃ

قولہ سبحہا اسم ہو تقواہ المراد ان الاسم لما کان یجب تنزیہہ فالمسمی بالاولی قولہ فسوی الفا للتفسیر قولہ و ما یخفی آثر فیہ صیغۃ المضارع للاستمرار لان الاظہار یکون احیانا و غالب الاحوال علی الاشیاء ہو اخفاء لان الشیٔ لو اظہر انقضی ظہورہ ثم یصیر مخفیا فافہم فانہ من المواہب قولہ نیسرک للیسری فی الروح تعلیق التیسیر بہ صلی اللہ علیہ وسلم مع ان الشائع تعلیقہ بالامور المسخرۃ للفاعل کما فی قولہ تعالیٰ و یسر لی امری للایذان بقوۃ تمکینہ علیہ السلام من الیسری و التصرف فیہا بحیث صار ذلک ملکۃ راسخۃ لہ کانہ علیہ الصلوۃ والسلام جبل علیہا قولہ تزکی کان الظاہر فیقول فمن کر الا انہ وضع من تزکی الی آخرہ موضع من تذکر اشارۃ الی بیان المتذکر بما لہ کذا فی الروح ۱۲

...ات الترجمۃ
...قولہ فی ...ہ لو ...
...لوم قولہ علیہ الصلوۃ والسلام
...ت ... فی مجموعکم ۱۲

سورة الغاشية مكية | بسم الله الرحمن الرحيم | وهي ست وعشرون آية

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ ۝ وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ۝ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۝ تَصْلَىٰ نَارًا حَامِيَةً ۝ تُسْقَىٰ مِنْ

آپ کو اس محیط عام واقعہ کی کچھ خبر پہنچی ہے؟ بہت سے چہرے اُس روز ذلیل مصیبت جھیلتے خستہ ہوں گے آتش سوزاں میں داخل ہوں گے کھولتے ہوئے چشمہ سے

عَيْنٍ آنِيَةٍ ۝ لَّيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ إِلَّا مِن ضَرِيعٍ ۝ لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِي مِن جُوعٍ ۝ وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ۝ لِّسَعْيِهَا

پانی پلائے جاویں گے ان کو بجز ایک خاردار جھاڑ کے اور کوئی کھانا نصیب نہ ہوگا جو نہ فربہ کرے گا اور نہ بھوک کو دفع کرے گا بہت سے چہرے اس روز بارونق اپنے کاموں کی بدولت

رَاضِيَةٌ ۝ فِي جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۝ لَّا تَسْمَعُ فِيهَا لَاغِيَةً ۝ فِيهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ ۝ فِيهَا سُرُرٌ مَّرْفُوعَةٌ ۝ وَأَكْوَابٌ مَّوْضُوعَةٌ ۝ وقف لازم

خوش ہوں گے بہشت بریں میں ہوں گے جس میں کوئی لغو بات نہ سنیں گے اس میں بہتے ہوئے چشمے ہوں گے اس میں اونچے اونچے تخت ہیں اور رکھے ہوئے آبخورے ہیں

وَنَمَارِقُ مَصْفُوفَةٌ ۝ وَزَرَابِيُّ مَبْثُوثَةٌ ۝

اور برابر برابر لگے ہوئے گدے ہیں اور سب طرف قالین پھیلے پڑے ہیں

جب آپ کے لیے وحی کے متعلق ہر بات کے آسان کر دینے کا ہم وعدہ کرتے ہیں) تو آپ (جس طرح خود تسبیح و تقدیس کرتے ہیں اسی طرح دوسروں کو بھی) نصیحت کیا کیجیے اگر نصیحت کرنا مفید ہوتا ہو اگر جیسا کہ ظاہر اور معلوم ہے کہ وہ فی نفسہ مفید ہوتی ہے کما قال تعالیٰ فان الذکری تنفع المؤمنین پس حاصل یہ ہوا کہ چونکہ نصیحت نفع کی چیز ہے اسلیے آپ نصیحت کیا کیجیے مگر باوجود فی نفسہ نافع ہونے کے یہ نہ سمجھیے کہ سب کو مفید ہوتی ہے اور سب ہی مان لیں گے بلکہ) وہی شخص نصیحت مانتا ہے جو (خدا سے) ڈرتا ہے اور جو شخص بدنصیب ہو وہ اس سے گریز کرتا ہے جو (آخر کار) بڑی آگ میں (یعنی آتش دوزخ میں کہ دنیا کی آگ سے بڑی ہے) داخل ہوگا پھر نہ اس میں مر ہی جاوے گا اور نہ (آرام کی زندگی) جیے گا (یعنی گو غیر طالب تذکرہ پائے جانے سے کہیں تذکر کا ترتب نہ ہو لیکن تذکیر فی نفسہ نافع ہے اور وجوب کے لیے یہی کافی ہے خلاصہ اول سورت یہاں تک کا یہ ہوا کہ آپ اپنی بھی تکمیل کیجیے اور دوسروں کو بھی اس کی تبلیغ کیجیے کہ ہم آپ کے معاون ہیں اور فی نفسہ وہ ضروری چیز بھی ہے آگے سیذکر من یخشی کی تفصیل ہے کہ) بامراد ہوا جو شخص (قرآن سن کر خبائث عقائد و اخلاق سے) پاک ہو گیا اور اپنے رب کا نام لیتا اور نماز پڑھتا رہا (مگر اے منکرو تم قرآن سن کر نہیں مانتے اور آخرت کا سامان نہیں کرتے) بلکہ تم دنیوی زندگی کو مقدم رکھتے ہو حالانکہ آخرت (دنیا سے) بدرجہا بہتر اور پائدار ہے (یعنی کیفاً و کماً افضل ہے اور یہ مضمون صرف قرآن ہی کا دعویٰ نہیں بلکہ) یہ مضمون اگلے صحیفوں میں بھی ہے یعنی ابراہیم اور موسیٰ (علیہما السلام) کے صحیفوں میں (پس زیادہ تر مؤکد ہوا) **ف** روح المعانی میں عبد بن حمید کی روایت سے حدیث مرفوع مذکور ہے کہ ابراہیم علیہ السلام پر دس صحیفے نازل ہوئے اور موسیٰ علیہ السلام پر قبل توراۃ کے دس اور وعدہ سنقرئك یا تو ابتداء ہو یا آپ کی تعجیل بالوحی و تحریک لسان پر ہوا ہو واللہ اعلم۔

سورۃ الغاشیۃ مکیۃ وهی ست وعشرون آیۃ کذا فی البیضاوی

ربط سورت سابقہ میں تھیہ للآخرۃ کا امر تھا اس سورت میں آخرت کے لیے تہیہ کرنے والے اور نہ کرنے والوں کی جزا و سزا مقصوداً مذکور ہے اور اس بعث و جزا کی تقریر کے لیے قدرت کا اثبات اور بعث و جزا کے انکار کرنے پر آپ کے حزن کا ازالہ اور تسلیہ اخیر میں ارشاد ہے۔

مجازاۃ فریقین وتصحیح بعث وتسلیہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ ۝ وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ۝ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۝ تَصْلَىٰ نَارًا حَامِيَةً ۝ تُسْقَىٰ مِنْ عَيْنٍ آنِيَةٍ ۝ لَّيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ إِلَّا مِن ضَرِيعٍ ۝ لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِي مِن جُوعٍ ۝ وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ۝ لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ۝ فِي جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۝ لَّا تَسْمَعُ فِيهَا لَاغِيَةً ۝ فِيهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ ۝ فِيهَا سُرُرٌ مَّرْفُوعَةٌ ۝ وَأَكْوَابٌ مَّوْضُوعَةٌ ۝ وَنَمَارِقُ مَصْفُوفَةٌ ۝ وَزَرَابِيُّ مَبْثُوثَةٌ ۝

اللغات

ضریع الشبرق الیابس وہی شجرۃ ذات شوک لاطئۃ بالارض غلاد وسلۃ مصفوفۃ صفا بعضہا الی جنب بعض زرابی بسط فاخرۃ قیل ہی الطنافس التی لہا خمل رقیق مبثوثۃ مبسوطۃ او متفرقۃ فی المجالس ۱۲

البلاغۃ عین جاریۃ وصف بہ ایذانا بانہا غیر منقطعۃ ۱۲

أَفَلَا يَنظُرُونَ إِلَى الْإِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ۝ وَإِلَى السَّمَاءِ كَيْفَ رُفِعَتْ ۝ وَإِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ۝ وَإِلَى الْأَرْضِ

تو کیا وہ لوگ اونٹ کو نہیں دیکھتے کہ کس طرح پیدا کیا گیا ہے اور آسمان کو کہ کس طرح بلند کیا گیا ہے اور پہاڑوں کو کہ کس طرح کھڑے کیے گئے ہیں اور زمین کو

كَيْفَ سُطِحَتْ ۝ فَذَكِّرْ إِنَّمَا أَنتَ مُذَكِّرٌ ۝ لَّسْتَ عَلَيْهِم بِمُصَيْطِرٍ ۝ إِلَّا مَن تَوَلَّىٰ وَكَفَرَ ۝ فَيُعَذِّبُهُ اللَّهُ الْعَذَابَ

کہ کس طرح بچھائی گئی ہے۔ تو آپ نصیحت کر دیا کیجیے۔ آپ تو بس صرف نصیحت کرنے والے ہیں۔ آپ ان پر مسلط نہیں ہیں ہاں مگر جو رو گردانی کرے گا اور کفر کرے گا تو خدا اس کو بڑی سزا

الْأَكْبَرَ ۝ إِنَّ إِلَيْنَا إِيَابَهُمْ ۝ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُم ۝

دے گا۔ ہمارے ہی پاس ان کا آنا ہوگا پھر ہمارا ہی کام ان سے حساب لینا ہے۔

رکوع ۱ / ۱۳ — نصف

أَفَلَا يَنظُرُونَ إِلَى الْإِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ۝ وَإِلَى السَّمَاءِ كَيْفَ رُفِعَتْ ۝ وَإِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ۝ وَإِلَى الْأَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ ۝ فَذَكِّرْ إِنَّمَا أَنتَ مُذَكِّرٌ ۝ لَّسْتَ عَلَيْهِم بِمُصَيْطِرٍ ۝ إِلَّا مَن تَوَلَّىٰ وَكَفَرَ ۝ فَيُعَذِّبُهُ اللَّهُ الْعَذَابَ الْأَكْبَرَ ۝ إِنَّ إِلَيْنَا إِيَابَهُمْ ۝ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُم ۝ آپ کو اس محیط عام واقعہ کی کچھ خبر پہنچی ہے (مراد اس واقعہ سے قیامت ہے کہ تمام عالم کو اس کا اثر محیط ہوگا اور مقصود اس استفہام سے تشویق ہے جو مفید ہے اہتمام مستفہم عنہ کو آگے بصورت جواب اس خبر کی تفصیل ہے یعنی) بہت سے چہرے اس روز ذلیل (اور) مصیبت جھیلتے (اور مصیبت جھیلنے سے) خستہ (و درماندہ) ہوں گے (اور) آتش سوزاں میں داخل ہونگے (اور) کھولتے ہوئے چشمہ سے پانی پلائے جاوینگے (اور) ان کو بجز ایک خاردار جھاڑ کے اور کوئی کھانا نصیب نہ ہوگا جو نہ (تو کھانے والوں کو) فربہ کرے گا اور نہ (ان کی) بھوک کو دفع کرے گا (یعنی نہ اس میں تغذی ہے نہ سد جوع ہے اور مصیبت جھیلنے سے مراد حشر میں پریشان پھرنا اور دوزخ میں سلاسل و اغلال کو لادنا دوزخ کے پہاڑوں پر چڑھنا اور اس کے اثر سے خستگی ظاہر ہے اور کھولتا ہوا چشمہ وہی ہے جس کو دوسری آیتوں میں حمیم فرمایا ہے اور اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں اس کا بھی چشمہ ہوگا اور ضریع میں حصر طعام کا اضافی ہے یعنی اطعمہ مرغوبہ لذیذہ کی نفی مقصود ہے پس زقوم و غسلین کے اثبات سے اس کا تعارض نہیں اور چہروں سے مراد اصحاب چہرہ ہیں یہ تو دوزخیوں کا حال ہوا آگے اہل جنت کا حال ہے یعنی) بہت سے چہرے اس روز بارونق (اور) اپنے (نیک) کاموں کی بدولت خوش ہونگے (اور) بہشت بریں میں ہونگے جن میں کوئی لغو بات نہ سنیں گے (کقولہ تعالیٰ لا یسمعون فیہا لغوا ولا تاثیما) اور اس (بہشت) میں بہتے ہوئے چشمے ہونگے (اور) اس (بہشت) میں اونچے اونچے تخت (بچھے) ہیں اور رکھے ہوئے آبخورے (موجود) ہیں (یعنی یہ سامان ان کے سامنے ہی موجود ہوگا تاکہ جب پینے کو جی چاہے دیر نہ لگے) اور برابر برابر لگے ہوئے گدے (تکیے) ہیں اور سب طرف قالین (ہی قالین) پھیلے پڑے ہیں (کہ جہاں چاہیں آرام کرلیں ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا بھی نہ پڑے یہ تفصیل ہوگئی جزا کی اور ان مضامین کو سنکر جو بعضے لوگ قیامت کا انکار کرتے ہیں جس میں یہ سب واقعات ہونگے) تو (ان کی غلطی ہے کیونکہ) کیا وہ لوگ اونٹ کو نہیں دیکھتے کہ کس طرح (عجیب طور پر) پیدا کیا گیا ہے (کہ ہیئت اور خاصیت دونوں اور جانوروں کی نسبت اس میں عجیب ہیں) اور آسمان کو (نہیں دیکھتے) کہ کس طرح بلند کیا گیا ہے اور پہاڑوں کو (نہیں دیکھتے) کہ کس طرح کھڑے کیے گئے اور زمین کو (نہیں دیکھتے) کہ کس طرح بچھائی گئی ہے (یعنی ان چیزوں کو دیکھ کر قدرت الٰہیہ پر استدلال نہیں کرتے تاکہ اس کا بعث پر قادر ہونا سمجھ لیتے اور تخصیص ان چار چیزوں کی اس لیے ہے کہ عرب کے لوگ اکثر جنگلوں میں چلتے پھرتے رہتے تھے اس وقت ان کے سامنے اونٹ ہوتے تھے اور اوپر آسمان اور نیچے زمین اور اطراف میں پہاڑ اس لیے ان علامات میں غور کرنے کے لیے ارشاد فرمایا گیا اور جب یہ لوگ باوجود قیام دلائل کے غور نہیں کرتے تو آپ بھی ان کی فکر میں زیادہ نہ پڑیئے بلکہ صرف) نصیحت کر دیا کیجیے (کیونکہ) آپ تو بس صرف نصیحت کرنے والے ہیں (اور) آپ ان پر مسلط نہیں ہیں (جو زیادہ فکر میں پڑیں) ہاں مگر جو رو گردانی اور کفر کرے گا تو خدا اس کو (آخرت میں) بڑی سزا دیگا (کیونکہ) ہمارے ہی پاس ان کا آنا ہوگا پھر ہمارا ہی کام ان سے حساب لینا ہے (آپ زیادہ ہم و غم میں نہ پڑیئے)۔

ملحقات الترجمۃ

۱۵ قولہ فی عین سخنۃ حملا علی الجنس ۱۲

سورۃ الفجر مکیۃ وھی تسع و عشرون کذا فی البیضاوی

ربط سورت سابقہ میں مجازاۃ فریقین کا ذکر تھا اس سورت میں معظم مقصود فریقین کے اعمال موجبہ مجازاۃ کا بیان ہے اور تمہید میں بعض امم ہلکہ کا حسن کے اعمال موجب سزا تھے اور اخیر میں بطور تتمیم کے بعض جزا فریقین کا مضمون ہے

ذکر اعمال موجبہ سزا و اعمال مستحقین اٰن و ازیل او بعضے تفصیل

اللغات قولہ ثم ان علینا ثم للتراخی فی الرتبۃ وللترقی لان الحساب وان کان متاخرا عن الایاب لکن کون الحساب علی انہ لا یتاخر عن الایاب ویمکن ان یقال ان المقصود بالجملۃ الثانیۃ و تورع الحساب لا کون الحساب علی اللہ تعالیٰ لکن عبر بہ اشارۃ الی کون ولایۃ الحساب الی اللہ تعالیٰ خاصۃ ۱۲ النحو الا من تولی استثناء منقطع ۱۲

سورة الفجر مكية | بسم الله الرحمن الرحيم | وهى ثلثون اية

شروع کرتا ہوں　اللہ کے نام سے　جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

وَالْفَجْرِ ۝ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ۝ وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ۝ وَاللَّيْلِ إِذَا يَسْرِ ۝ هَلْ فِي ذَٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِي حِجْرٍ ۝ أَلَمْ تَرَ كَيْفَ

قسم ہے فجر کی　اور دس راتوں کی　اور جفت کی اور طاق کی　اور رات کی جب وہ چلنے لگے　کیوں اس میں عقلمند کے واسطے کافی قسم بھی ہے　کیا آپ کو معلوم نہیں

فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ۝ إِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۝ الَّتِي لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ۝ وَثَمُودَ الَّذِينَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ۝

کہ آپ کے پروردگار نے قوم عاد یعنی قوم ارم کے ساتھ کیا معاملہ کیا جن کے قد وقامت ستون جیسے تھے جن کی برابر شہروں میں کوئی شخص نہیں پیدا کیا گیا　اور قوم ثمود کے ساتھ جو وادی القری میں پتھروں کو تراشا کرتے تھے

وَفِرْعَوْنَ ذِي الْأَوْتَادِ ۝ الَّذِينَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ۝ فَأَكْثَرُوا فِيهَا الْفَسَادَ ۝ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ ۝

اور میخوں والے فرعون کے ساتھ جنہوں نے شہروں میں　سر اٹھا رکھا تھا　اور ان میں بہت فساد مچا رکھا تھا　سو آپکے رب نے اُن پر عذاب کا کوڑا برسایا

إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ۝ فَأَمَّا الْإِنسَانُ إِذَا مَا ابْتَلَاهُ رَبُّهُ فَأَكْرَمَهُ وَنَعَّمَهُ فَيَقُولُ رَبِّي أَكْرَمَنِ ۝ وَأَمَّا إِذَا مَا ابْتَلَاهُ فَقَدَرَ

بے شک آپ کا رب گھات میں ہے　سو آدمی کو جب اُس کا پروردگار آزماتا ہے یعنی اُس کو اکرام انعام دیتا ہے -　تو وہ کہتا ہے کہ میرے رب نے میری قدر بڑھادی　اور جب اسکو آزماتا ہے یعنی اُس کی روزی

عَلَيْهِ رِزْقَهُ فَيَقُولُ رَبِّي أَهَانَنِ ۝ كَلَّا بَل لَّا تُكْرِمُونَ الْيَتِيمَ ۝ وَلَا تَحَاضُّونَ عَلَىٰ طَعَامِ الْمِسْكِينِ ۝ وَتَأْكُلُونَ التُّرَاثَ

اُس پر تنگ کردیتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میرے رب نے میری قدر گھٹادی　ہرگز ایسا نہیں بلکہ تم لوگ یتیم کی قدر نہیں کرتے ہو　اور دوسروں کو بھی مسکین کو کھانا دینے کی ترغیب نہیں دیتے　اور میراث کا مال سارا سمیٹ کر

أَكْلًا لَّمًّا ۝ وَتُحِبُّونَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ۝ كَلَّا إِذَا دُكَّتِ الْأَرْضُ دَكًّا دَكًّا ۝ وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ۝ وَجِيءَ

کھا جاتے ہو　اور مال سے بہت ہی محبت رکھتے ہو　ہرگز ایسا نہیں جس وقت زمین کو توڑ توڑ کر ریزہ ریزہ کر دیا جاویگا　اور آپکا پروردگار　اور جوق جوق فرشتے آویں گے　اور اُس روز

يَوْمَئِذٍ بِجَهَنَّمَ ۚ يَوْمَئِذٍ يَتَذَكَّرُ الْإِنسَانُ وَأَنَّىٰ لَهُ الذِّكْرَىٰ ۝ يَقُولُ يَا لَيْتَنِي قَدَّمْتُ لِحَيَاتِي ۝

جہنم کو لایا جاوے گا　اُس روز انسان کو سمجھ آویگی　اور اب سمجھ آنے کا موقع کہاں رہا　کہیگا کاش میں اس زندگی کے لیے کوئی عمل آگے بھیج لیتا -

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ وَالْفَجْرِ ۙ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ۙ وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ۙ وَالَّيْلِ اِذَا يَسْرِ ۚ هَلْ فِيْ ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِيْ حِجْرٍ ۭ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ۽ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۽ الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ۽ وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ۽ وَفِرْعَوْنَ ذِي الْاَوْتَادِ ۽ الَّذِيْنَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ۽ فَاَكْثَرُوْا فِيْهَا الْفَسَادَ ۽ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ ۽ اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ۭ فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ رَبُّهٗ فَاَكْرَمَهٗ وَنَعَّمَهٗ ڏ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَكْرَمَنِ ۭ وَاَمَّآ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ ڏ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَهَانَنِ ۚ كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ ۙ وَلَا تَحٰۗضُّوْنَ عَلٰي طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۙ وَتَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا ۙ وَّتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ۭ كَلَّآ اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا ۙ وَّجَاۗءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ۚ وَجِايْۗءَ يَوْمَىِٕذٍۢ بِجَهَنَّمَ ڏ يَوْمَىِٕذٍ يَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَاَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى ۭ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ قَدَّمْتُ لِحَيَاتِيْ ۚ

اللغات يسر اصله يسري حذفت الياء تخفيفا الحجر العقل واصل المنع تراث اى الميراث واصله وراث فابدلت الواو تاء لما هو الجمع اى فاللم هو نفس اللم على المبالغة والمراد ههنا الجمع بين الحلال والحرام حتى انكم تجمعون بين نصيبكم ونصيب غيركم جما كثيرا ۔

النحو قوله ارم بدل او عطف بيان من عاد وقرئ بالاضافة فيكون من قبيل يا تيم تيم عدى قوله اذا دكت عامله يتذكر ۔

البلاغة قوله فصب عليهم ربك سوط عذاب فى المدارك مجاز عن ايقاع العذاب بهم على ابلغ الوجوه اذ الصب يشعر بالدوام والسوط بزيادة الايلام اى عذبوا عذابا مؤلما دائما فهو فى الروح الاية من قبيل قوله تعالى فاذاقهم الله لباس الجوع الخ قوله فاكرمه المقام تفسيرية كذا فى الروح قوله اكرمن لما كان الاكرام والتنعيم فى حكم شىء واحد اقتصر على قوله اكرمن ولم يقل نعمني. قوله فقدر عليه رزقه المقابل سبحانه فى تفسير الابتلاء فاما اذا ما ابتلاه فقدر عليه رزقه نظيرا قابل سبحانه ولا فاكرمه ونعمه لعدم كونها اهانة اصلا بخلاف التنعيم فانه اكرام لا محالة وجه ۔

فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗٓ اَحَدٌ ۝ وَّلَا يُوْثِقُ وَثَاقَهٗٓ اَحَدٌ ۝ يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ

پس اُس روز تو خدا کے عذاب کی برابر کوئی عذاب دینے والا نکلیگا — اور نہ اُس کے جکڑنے کے برابر کوئی جکڑنے والا نکلیگا — اے اطمینان والی روح — تو اپنے پروردگار کی طرف چل

رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۝ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ۝ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ۝

اس طرح سے کہ تو اُس سے خوش اور وہ تجھ سے خوش — پھر تو میرے بندوں میں شامل ہوجا — اور میری جنت میں داخل ہوجا —

ع ۱ ۱۴

فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗٓ اَحَدٌ ۝ وَّلَا يُوْثِقُ وَثَاقَهٗٓ اَحَدٌ ۝ يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۝ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ۝ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ۝ قسم ہے فجر (کے وقت) کی اور (ذی الحجہ کی) دس راتوں (یعنی دس تاریخوں) کی (کہ وہ نہایت فضیلت والی ہیں کذا فسر فی الحدیث) اور جفت کی اور طاق کی (جفت سے مراد دسویں تاریخ ذیحجہ کی اور طاق سے نویں تاریخ ہے کذا فی الحدیث اور ایک حدیث میں ہے کہ اس سے نماز مراد ہے کہ کسی کی طاق رکعتیں ہیں کسی کی جفت اور پہلی حدیث کو روایۃً بھی اصح کہا گیا ہے کذا فی الروح اور درایۃً بھی وہ ارجح ہے کیونکہ بقیہ مقسم بہ ازمنہ میں سے ہیں اور یہ تطبیق بھی ہوسکتی ہے کہ شفع و وتر سے مراد شفع و وتر معظم ہو اور دونوں اُس کے مصداق ہوجاویں گے) اور (قسم ہے) رات کی جب وہ چلنے لگے (یعنی گذرنے لگے کقولہ تعالیٰ واللیل اذ ادبر آگے بطور جملہ معترضہ کے تاکید کے لیے اس قسم کی تفخیم فرماتے ہیں کہ) کیوں اس (قسم مذکور) میں عقلمند کے واسطے کافی قسم بھی ہے (استفہام تقریریہ و تاکید کے لیے ہے یعنی ان مذکورہ قسموں میں ہر ہر قسم تاکید کلام کے لیے کافی ہے اور گو سب قسمیں ایسی ہی ہیں مگر اہتمام کے لیے اس کے کافی ہونے کی تصریح فرمادی کما مر فی قولہ تعالیٰ فی سورۃ الواقعۃ وانہ لقسم لو تعلمون عظیم اور جواب قسم مقدر ہے کہ منکروں کو ضرور سزا ہوگی کما فی الجلالین جس پر آیندہ کلام قرینہ ہے جس میں منکرین سابقین کی تعذیب کا ذکر ہے یعنی) کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کے پروردگار نے قوم عاد یعنی قوم ارم کے ساتھ کیا معاملہ کیا جن کے قد و قامت ستون جیسے (دراز) تھے (اور) جن کی برابر (زور و قوت میں دنیا بھر کے) شہروں میں کوئی شخص نہیں پیدا کیا گیا (اس قوم کے دو لقب ہیں عاد اور ارم کیونکہ عاد بیٹا ہے عاص کا اور وہ ارم کا اور وہ سام بن نوح علیہ السلام کا پس کبھی ان کو عاد کہتے ہیں تسمیۃ لھم باسم ابیھم اور کبھی ارم کہتے ہیں تسمیۃ لھم باسم جدھم اور اس ارم کا ایک بیٹا عابر ہے اور عابر کا بیٹا ثمود جس کے نام سے ایک قوم مشہور ہے پس عاد اور ثمود دونوں ارم میں جاملتے ہیں عاد بواسطہ عاص کے اور ثمود بواسطہ عابر کے اور یہاں لفظ ارم اس لیے بڑھادیا کہ اس قوم عاد میں دو طبقے ہیں متقدمین جن کو عاد اولیٰ کہتے ہیں اور متاخرین جن کو عاد اخریٰ کہتے ہیں پس ارم بڑھادینے سے اشارہ ہوگیا کہ عاد اولیٰ مراد ہے کیونکہ بوجہ قرب و قلت وسائط کے ارم کا اطلاق عاد اولیٰ پر ہوتا ہے کذا فی الروح وھذا التحقیق عندی قاض علی ما سبق فی الاعراف والنجم واللہ اعلم) اور (آگے عاد کے بعد دوسرے ہالکین کا بیان فرماتے ہیں کہ آپ کو معلوم ہے کہ) قوم ثمود کے ساتھ (کیا معاملہ کیا) جو وادی القریٰ میں (پہاڑ کے) پتھروں کو تراشا کرتے تھے (اور مکانات بنایا کرتے تھے۔ وادی القریٰ اُن کے شہروں میں سے ایک شہر کا نام ہے جیسا ایک کا نام حجر ہے اور یہ سب حجاز اور شام کے درمیان میں ہیں اور سب میں ثمود رہتے تھے کذا فی بعض التفاسیر) اور میخوں والے فرعون کے ساتھ (در منثور میں ابن مسعود و سعید بن جبیر و مجاہد و حسن و سدی سے اس کی تفسیر میں منقول ہے کہ وہ جس کو سزا دیتا اُس کے چاروں ہاتھ پاؤں چار میخوں سے باندھ کر سزا دیتا۔ آگے سب کی صفت مشترکہ فرماتے ہیں کہ) جنہوں نے شہروں میں سر اٹھا رکھا تھا اور ان میں بہت فساد مچا رکھا تھا سو آپ کے رب نے اُن پر عذاب کا کوڑا برسایا (یعنی عذاب نازل کیا پس عذاب کو کوڑے سے اور اُس کے نازل کرنے کو برسانے سے تعبیر فرمایا آگے اس عذاب کی علت اور موجودین کی عبرت کے لیے ارشاد ہے کہ) بیشک آپ کا رب (نافرمانوں کی) گھات میں ہے (جن میں سے مذکورین کو تو ہلاک کردیا اور موجودین کو عذاب کرنے والا ہے) سو (اس کا مقتضا یہ تھا کہ کفار موجودین عبرت پکڑتے اور اعمال موجبہ للعذاب سے بچتے لیکن کافر) آدمی (کا یہ حال ہے کہ اعمال موجبہ للعذاب کو اختیار کرتا ہے جن سب کی اصل حب دنیا ہے چنانچہ اُس) کو جب اُس کا پروردگار آزماتا ہے یعنی اُس کو (ظاہراً) انعام اکرام دیتا ہے (مثل مال و جاہ وغیرہ جس سے مقصود اُس کی شکرگذاری کا دیکھنا ہوتا ہے اور اسی وجہ سے اُس کو آزمانے سے تعبیر فرمایا) تو وہ (افتخاراً و زعماً للاستحقاق) کہتا ہے کہ میرے رب نے میری قدر بڑھادی (یعنی میں اُس کا مقبول ہوں کہ مجھکو ایسی ایسی نعمتیں دیں) اور جب اُسکو (دوسری طرح) آزماتا ہے یعنی اُس کی روزی

البلاغة	
یا ایتہا النفس علی ارادۃ القول کانہ للایذان بغایۃ التفاوت بین ہذہ والانسان القائل یالیتنی لم یذکر القول	قولہ فی عبادی ای فی عبادی کانہ فی عبادہ التفاتاً و تعدی الدخول اولاً بفی وثانیاً بنفسہ لان المدخول فیہ ان کان ظرفاً حقیقیاً تعدی الیہ بلا واسطۃ وان کان غیرہ فبواسطۃ وذلک فی الاغلب فلا تغفل ۱۲

ملحقات الترجمۃ

لے قولہ فی ہل فی ذلک یعنی اشارۃ الی ان الاستفہام للتاکید کذا فی الخازن ۱۲

((سورۃ البلد مکیۃ وھی عشرون آیۃ))

اُس پر تنگ کر دیتا ہے (جس سے مقصود اُس کے صبر و رضا کا دیکھنا ہوتا ہے اور اسی وجہ سے اُس کو آزمانے سے تعبیر فرمایا) تو وہ (شکایۃً) کہتا ہے کہ میرے رب نے میری قدر گھٹا دی (یعنی مجھ کو باوجود استحقاق اکرام کے اپنی نظر سے آجکل گرا رکھا ہے کہ دنیوی نعمتیں کم ہو گئیں۔ مطلب یہ کہ کافر دنیا ہی کو مقصود بالذات سمجھتا ہے کہ اُس کی فراخی کو دلیل مقبولیت اور اپنے کو اُس کا مستحق اور تنگی کو دلیل مطرودیت اور اپنے کو اُس کا غیر مستحق سمجھتا ہے پس اس میں دو محذور ہیں ایک دُنیا کو مقصود بالذات سمجھنا جس سے ترک و انکار آخرت ناشی ہوا دوسرے دعوی استحقاق جس سے نعمت پر افتخار و ترک شکر اور بلا پر شکوہ و ترک صبر ناشی ہوا اور یہ سب اعمال موجبہ للعذاب ہیں آگے اس پر ردع ہے کہ) ہرگز ایسا نہیں (یعنی نہ تو دُنیا مقصود بالذات ہے اور نہ اُس کا ہونا نہ ہونا دلیل مقبولیت و مخذولیت کی ہے اور نہ کوئی کسی اکرام کا مستحق ہے اور نہ کوئی صبر و شکر کے وجوب سے مستثنیٰ ہے آگے بصیغہ خطاب بطور التفات کے فرماتے ہیں کہ تم لوگوں میں صرف یہی اعمال موجبہ للعذاب نہیں ہیں) بلکہ (تم میں اور اعمال بھی مذموم و نامرضی عند اللہ و موجب للعذاب ہیں چنانچہ) تم لوگ یتیم کی (کچھ) قدر (اور خاطر) نہیں کرتے ہو (مطلب یہ کہ یتیم کی اہانت اور اس پر ظلم کرتے ہو کہ اُس کا مال کھا جاتے ہو) اور دوسروں کو بھی مسکین کو کھانا دینے کی ترغیب نہیں دیتے (یعنی دوسروں کے حقوق واجبہ نہ خود ادا کرتے ہو اور نہ اوروں کو حقوق واجبہ ادا کرنے کو کہتے ہو اور عملاً اس کے تارک اور اعتقاداً اس کے مُنکر ہو اور ترک واجب کافر کے لیے موجب زیادت تعذیب اور فساد اعتقاد موجب نفس تعذیب ہے) اور (تم) میراث کا مال سارا سمیٹ کر کھا جاتے ہو (یعنی دوسروں کا حق بھی کھا جاتے ہو اور میراث تفصیل موجود گو مکہ میں مشروع نہ تھی مگر نفس میراث شرع ابراہیمی و اسماعیلی سے متوارث چلی آتی تھی چنانچہ جاہلیت میں بچوں اور لڑکیوں کو میراث کا مستحق نہ سمجھنا اس کی دلیل ہے کہ میراث کا حکم پہلے سے بھی تھا جس کا بیان سورۂ نساء کے پہلے رکوع آیت للرجال نصیب الخ کے متعلق اس کا بیان گذر چکا ہے) اور (تم لوگ) مال سے بہت ہی محبت رکھتے ہو اور اعمال مذکورہ سب اسی کی فرع ہیں کیونکہ حب دنیا کل خطیئات کا راس ہے غرض یہ سب اعمال قولیہ و فعلیہ و حالیہ موجب تعذیب ہیں پس انسان کا یہ حال ہے کہ مضامین عبرت کو سُن کر بجائے اس کے کہ عبرت پکڑتا ایسے اعمال اختیار کرتا ہے پس اللہ تعالیٰ ان کو عذاب دینے والا ہے کما قال تعالیٰ ان ربک لبالمرصاد آگے ان افعال کے غیر موجب للعذاب سمجھنے پر ردع ہے کہ) ہرگز ایسا نہیں (جیسا تم سمجھتے ہو کہ ان اعمال پر عذاب نہ ہوگا ضرور ہوگا آگے مجازاۃ کا وقت بتلاتے ہیں جس میں اہل کفر کو عذاب اور اہل طاعت کو اجر و ثواب ہوگا پس ارشاد ہے کہ) جس وقت زمین (کے بلند اجزاء جبال وغیرہ) کو توڑ توڑ کر (اور) ریزہ ریزہ (کرکے زمین کو برابر) کر دیا جاوے گا (کقولہ تعالیٰ لا تری فیھا عوجا ولا امتا کذا فی طہ) اور آپ کا پروردگار اور جوق جوق فرشتے (میدان محشر میں) آویں گے (یہ حساب کے وقت ہوگا اور اللہ تعالیٰ کا آنا متشابہات میں سے ہے) اور اُس روز جہنم کو لایا جاوے گا (جیسا سورۂ مدثر میں وما یعلم جنود ربک کے متعلق بیان ہو چکا ہے) اُس روز انسان کو سمجھ آوے گی اور اب سمجھ آنے کا موقع کہاں رہا (یعنی اب کیا فائدہ ہو سکتا ہے کیونکہ وہ دار الجزاء ہے دار العمل نہیں۔ آگے سمجھ آنے کے بعد جو اُس کا قول ہوگا اس کا بیان ہے کہ وہ) کہیگا کاش میں اس زندگی (اُخروی) کے لیے کوئی عمل (نیک) آگے بھیج لیتا پس اُس روز نہ تو خدا کے عذاب کی برابر کوئی عذاب دینے والا نکلے گا اور نہ جکڑنے کے برابر کوئی جکڑنے والا نکلے گا (یعنی ایسی سخت سزا اور قید کرے گا کہ دنیا میں کبھی کسی نے کسی کو نہ اتنی سخت سزا دی ہوگی نہ ایسی سخت قید کی ہوگی یہ سزا تو مرتکبین اعمال موجبہ للعذاب کی ہوگی اور جو اللہ کے فرماں بردار تھے اُن کو ارشاد ہوگا کہ) اے اطمینان والی روح (یعنی جس کو امر حق میں ایقان و اذعان تھا اور کسی طرح کا شک و انکار نہ تھا۔ اور تعبیر روح سے باعتبار جزء اشرف کے ہے) تو اپنے پروردگار (کے جوار رحمت) کی طرف چل اس طرح سے کہ تو اُس سے خوش اور وہ تجھ سے خوش پھر (اُدھر چل کر) تو میرے (خاص) بندوں میں شامل ہو جا (کہ یہ بھی نعمت روحانی ہے کہ انس کے لیے اچھا سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں) اور میری جنت میں داخل ہو جا (لفظ مطمئنہ میں ان لوگوں کے اعمال کی طرف اشارہ ہو گیا جیسا کہ ظاہر ہے اور زیادہ تفصیل اعمال موجبہ عذاب کی شاید اس لیے ہو کہ زیادہ مقصود اہل مکہ کو سُنانا ہے اور اسوقت وہاں ایسے اعمال کے مرتکب زیادہ تھے) ف قرینہ مقام سے یہ خطاب یا ایتھا النفس الخ قیامت کے روز معلوم ہوتا ہے اور بعض روایات میں جو آیا ہے کہ مرنے کے وقت مومن سے کہا جاتا ہے وہاں تفسیر آیت کی مقصود نہیں نہ وقت موت کی تخصیص ہے اور شروع سورت کی قسموں کو جواب قسم سے مناسبت یہ ہو سکتی ہے کہ یہ سب دلیل ہیں تصرفات الٰہیہ کی جو مقتضی وجوب ایمان و اطاعت کو ہیں اور ترک واجب پر عذاب کا مرتب ہونا ظاہر ہے ۔

سورۃ البلد مکیۃ وآیہا عشرون کذا فی البیضاوی

ملحقات الترجمۃ

۱ قولہ فی دکت الارض بلند اجزاء ساخذہ ما فی الروح عن المبرد الدک حط المرتفع بالبسط والتسویۃ ۔

۲ قولہ لا یعذب دنیا میں آ ماخذہ ما فی الخازن ای لا یعذب احد فی الدنیا کعذاب اللہ الکافر یومئذ وقیل فقال مقاتل فیومئذ لا یعذب عذاب اللہ احد من الخلق والمعنی لا یبلغ احد من الخلق کبلاغ اللہ فی العذاب ثم تا ق قال البغوی ہذا التفسیر ضعیف لانہ لیس یوم القیامۃ معذب سوی اللہ تعالیٰ فکیف یقال لا یعذب احد مثل عذابہ اجیب عن ہذا الاعتراض بوجوہ التقدیر لا یعذب احد فی الدنیا عذاب اللہ الکافر یومئذ الحاصل فی الکبیر بعذ العقاب ما الحاصل الثانی ان المعنی لا یتولی یوم القیامۃ عذاب اللہ احد ای الامر یومئذ امرہ ولا امر لغیرہ والثالث ان یکون التقدیر لا یعذب احد من الزبانیۃ مثل ما یعذبونہ فالضمیر عذابہ عائد الی الانسان علی قراءۃ الکسائی ولا یوثق بفتح العین فیہما ای لا یعذب مثل عذابہ لتناہیہ فی کفرہ وعنادہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۝

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

لَآ اُقۡسِمُ بِهٰذَا الۡبَلَدِ ۝ وَاَنۡتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الۡبَلَدِ ۝ وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ۝ لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِىۡ كَبَدٍ ۝ اَيَحۡسَبُ

میں قسم کھاتا ہوں اس شہر کی اور آپ کو اس شہر میں لڑائی حلال ہونے والی ہے اور قسم ہے باپ کی اور اولاد کی کہ ہم نے انسان کو بڑی مشقت میں پیدا کیا ہے کیا وہ یہ خیال کرتا ہے

اَنۡ لَّنۡ يَّقۡدِرَ عَلَيۡهِ اَحَدٌ ۝ يَقُوۡلُ اَهۡلَكۡتُ مَالًا لُّبَدًا ۝ اَيَحۡسَبُ اَنۡ لَّمۡ يَرَهٗۤ اَحَدٌ ۝ اَلَمۡ نَجۡعَلۡ لَّهٗ عَيۡنَيۡنِ ۝

کہ اس پر کسی کا بس نہ چلیگا کہتا ہے کہ میں نے اتنا وافر مال خرچ کر ڈالا کیا وہ یہ خیال کرتا ہے کہ اس کو کسی نے دیکھا نہیں کیا ہم نے اس کو دو آنکھیں

وَلِسَانًا وَّشَفَتَيۡنِ ۝ وَهَدَيۡنٰهُ النَّجۡدَيۡنِ ۝ فَلَا اقۡتَحَمَ الۡعَقَبَةَ ۝ وَمَاۤ اَدۡرٰٮكَ مَا الۡعَقَبَةُ ۝ فَكُّ رَقَبَةٍ ۝ اَوۡ اِطۡعٰمٌ

اور زبان اور دو ہونٹ نہیں دیے اور ہم نے اس کو دونوں رستے بتلا دیے سو وہ شخص گھاٹی میں سے ہو کر نہ نکلا اور آپ کو معلوم ہے کہ گھاٹی کیا ہے - وہ کسی گردن کا چھڑا دینا ہے - یا کھانا کھلانا

فِىۡ يَوۡمٍ ذِىۡ مَسۡغَبَةٍ ۝ يَّتِيۡمًا ذَا مَقۡرَبَةٍ ۝ اَوۡ مِسۡكِيۡنًا ذَا مَتۡرَبَةٍ ۝ ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَتَوَاصَوۡا

فاقہ کے دن میں - کسی رشتہ دار یتیم کو یا کسی خاک نشین محتاج کو پھر ان لوگوں میں سے نہ ہوا جو ایمان لائے اور ایک دوسرے کو

بِالصَّبۡرِ وَتَوَاصَوۡا بِالۡمَرۡحَمَةِ ۝ اُولٰٓٮِٕكَ اَصۡحٰبُ الۡمَيۡمَنَةِ ۝ وَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا بِاٰيٰتِنَا هُمۡ اَصۡحٰبُ الۡمَشۡئَمَةِ ۝ عَلَيۡهِمۡ نَارٌ مُّؤۡصَدَةٌ ۝

پابندی کی فہمائش کی اور ایک دوسرے کو ترحم کی فہمائش کی یہی لوگ داہنے والے ہیں اور جو لوگ ہماری آیتوں کے منکر ہیں وہ لوگ بائیں والے ہیں ان پر آگ محیط ہوگی جس کو بند کر دیا جاوے گا -

ربط سورت سابقہ میں اعمال موجبہ مجازاۃ کا بیان تھا اس سورت میں بھی ایسے ہی اعمال کا بیان ہے مگر وہاں کثرت لفظیہ اعمال شر کی تھی یہاں اعمال خیر کی ہے اور تمہید میں بعض مقتضیات اعمال خیر کے از قبیل محن و منن مذکور ہیں اور ختم پر اعمال شر و خیر کی جزا و سزا مذکور ہے -

ترغیب در خیر و ترہیب از شر

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۝ لَآ اُقۡسِمُ بِهٰذَا الۡبَلَدِ ۝ وَاَنۡتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الۡبَلَدِ ۝ وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ۝ لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِىۡ كَبَدٍ ۝ اَيَحۡسَبُ اَنۡ لَّنۡ يَّقۡدِرَ عَلَيۡهِ اَحَدٌ ۝ يَقُوۡلُ اَهۡلَكۡتُ مَالًا لُّبَدًا ۝ اَيَحۡسَبُ اَنۡ لَّمۡ يَرَهٗۤ اَحَدٌ ۝ اَلَمۡ نَجۡعَلۡ لَّهٗ عَيۡنَيۡنِ ۝ وَلِسَانًا وَّشَفَتَيۡنِ ۝ وَهَدَيۡنٰهُ النَّجۡدَيۡنِ ۝ فَلَا اقۡتَحَمَ الۡعَقَبَةَ ۝ وَمَاۤ اَدۡرٰٮكَ مَا الۡعَقَبَةُ ۝ فَكُّ رَقَبَةٍ ۝ اَوۡ اِطۡعٰمٌ فِىۡ يَوۡمٍ ذِىۡ مَسۡغَبَةٍ ۝ يَّتِيۡمًا ذَا مَقۡرَبَةٍ ۝ اَوۡ مِسۡكِيۡنًا ذَا مَتۡرَبَةٍ ۝ ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَتَوَاصَوۡا بِالصَّبۡرِ وَتَوَاصَوۡا بِالۡمَرۡحَمَةِ ۝ اُولٰٓٮِٕكَ اَصۡحٰبُ الۡمَيۡمَنَةِ ۝ وَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا بِاٰيٰتِنَا هُمۡ اَصۡحٰبُ الۡمَشۡئَمَةِ ۝ عَلَيۡهِمۡ نَارٌ مُّؤۡصَدَةٌ ۝ میں قسم کھاتا ہوں اس شہر (مکہ) کی اور (بطور جملہ معترضہ کے تسلیہ کے لیے پیشین گوئی

اللغات حل حلال يحل بمكة القتال هذا هو الوجه الراجح لذهاب السلف اليه كما في الدر المنثور كبد تعب ومشقة لبد كثيرا من تلبد الشئ اذا اجتمع الاقتحام الدخول بسرعة وضغط وشدة العقبة الطريق الوعر في الجبل قلت لو اريد بالاعمال الشاقة لم يحتج في قوله ما العقبة الى تقدير مضاف وهو الاقتحام كما قدره بعضهم لان الفك هي الاعمال ويراد بالاقتحام مباشرة الاعمال مسغبة مصدر ميمي بمعنى الجوع مع التعب متربة مصدر ميمي من ترب اذا افتقر والتصق بالتراب ۔

النحو لا اقتحم لا نافية وقيل في منعه ان تكرارها لازم اذا دخلت على الماضي فجوابه ان التكرار الكثير لا واجب كما في قوله اى حيدلك الا لما قيل في الجواب ان اللازم تكرارها بالنفي او معنى وهي هنا مكررة معنى لمعنى فلا اقتحم العقبة بلا تفسير فلا فك رقبة ولا اطعم الخ فالعموم فقام مقام التكرار كما في قول الشاعر فاي امر سيئ لا فعله ... التنفيس ... الاخيفيه وما امر ... لم نيا نافية بعدم اتصال الكلام بين شئ نظيره كان تحت النفي واتصال الكلام عليه وقوله ثم كان معطوفا على المنفي فكانه قيل فلا اقتحم ولا آمن ولا يلزم منه كون الايمان غير داخل في مفهوم العقبة لانه يكفي في صحة العطف وكذا التكرار كونه جزء اشرف خص بالذكر عطفا فجارت صورة التكرار ليضمن الروح لمضار مقدما ومؤخرا قلت ولا يصح ان يكون قوله ثم كان معطوفا على فك رقبة لتاويله بالمصدر اى كون من الذين آمنوا الخ هذا هو اسهل عندي في قراءة فك بصيغة الماضي فهو تفسير لاقتحم وكان معطوف عليه بلا تكلف ۔

البلاغة قوله اولئك اصحب الميمنة وقوله اصحب المشئمة صرح بوعيد الكافرين ولم يصرح بوعد المؤمنين لانه الانسب بسياق الكلام الاوفق بالغرض الملائم الترهيب كما هو معظم في السورة ولذا اتى بالضمير فيهم لافادة الحصر واعتبر اضمارهم كانهم بحيث لا يعلمون ... الوجهان يكونوا اسما اليهم لم يسلك نحو هذا المسلك في الجملة الاولى التي في شان المؤمنين كذا في الروح ۔ ... الرحمن الرحيم

الروايات اخرج احمد وابن حبان والبيهقي عن البراء رضي الله عنه ان اعرابيا قال يا رسول الله علمني عملا يدخلني الجنة قال اعتق النسمة وفك الرقبة قال اوليسا واحدا قال لا ان عتق النسمة ان تنفرد بعتقها وفك الرقبة ان تعين في ثمنها كذا في الروح وفيه عطية تكون في العتق من الحديث هذه تنتقص باب ولي من الفك بينا

سورة الشمس مكية | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | وهي خمس عشرة اٰية

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا ○ وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا ○ وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰهَا ○

قسم ہے سورج کی اور اس کی روشنی کی اور چاند کی جب سورج سے پیچھے آوے۔ اور دن کی جب وہ اس کو خوب روشن کردے

فرماتے ہیں کہ آپ کو اس شہر میں لڑائی حلال ہونے والی ہے (چنانچہ فتح مکہ کے روز آپ کے لیے احکام حرم باقی نہیں رہے تھے) اور قسم ہے باپ کی اور اولاد کی (ساری اولاد کے باپ آدم علیہ السلام ہیں پس آدم اور بنی آدم سب کی قسم ہوئی آگے جواب قسم ہے) کہ ہم نے انسان کو بڑی مشقت میں پیدا کیا ہے (چنانچہ عمر بھر کہیں مرض میں کہیں رنج میں کہیں فکر میں اکثر اوقات مبتلا رہتا ہے اور اس کا مقتضا یہ تھا کہ اس میں عجز و درماندگی پیدا ہوتی اور اپنے کو بستۂ حکم قضا سمجھ کر مطیع امر و تابع رضا ہوتا لیکن انسان کافر کی یہ حالت ہے کہ بالکل بھول میں پڑا ہے تو) کیا وہ یہ خیال کرتا ہے کہ اس پر کسی کا بس نہ چلیگا (یعنی کیا اللہ کی قدرت سے اپنے کو خارج سمجھا ہے جو اس قدر بھول میں پڑا ہے اور) کہتا ہے کہ میں نے اتنا وافر مال خرچ کر ڈالا (یعنی ایک تو شیخی بھگارتا ہے پھر عداوت رسول و مخالفت اسلام و معاصی میں خرچ کرنے کو ہنر سمجھتا ہے پھر جھوٹ بھی بولتا ہے کہ اس کو مال کثیر بتلاتا ہے) کیا وہ یہ خیال کرتا ہے کہ اس کو کسی نے دیکھا نہیں (یعنی اللہ تعالیٰ نے تو دیکھا ہے اور وہ جانتا ہے کہ معصیت میں خرچ کیا ہے پس اس پر سزا دیگا نیز مقدار بھی دیکھی ہے کہ وہ اس قدر نہیں ہے جس قدر وہ لوگوں کو یقین دلانا چاہتا ہے یہ حال مطلق کافر کا ہے کہ اس وقت آپ کے مخالفین کے یہی اقوال و احوال تھے غرض یہ شخص نہ تو محسن سے متاثر ہوا اور نہ منعم سے جس کا آگے بیان ہے یعنی) کیا ہم نے اس کو دو آنکھیں اور زبان اور دو ہونٹ نہیں دیئے اور (پھر) ہم نے اس کو دونوں رستے (خیر و شر کے) بتلا دیئے (تاکہ طریق مضر سے بچے اور نافع پر چلے) سو (اس کا بھی مقتضا یہ تھا کہ احکام الٰہی کا تابع ہوتا مگر) وہ شخص (دین کی) گھاٹی میں سے ہو کر نہ نکلا (دین کے کاموں کو اس لیے گھاٹی کہا کہ نفس پر شاق ہے) اور آپ کو معلوم ہے کہ گھاٹی (سے) کیا (مراد) ہے وہ کسی (کی) گردن کا (غلامی سے) چھڑا دینا ہے یا کھانا کھلانا فاقہ کے دن میں کسی رشتہ دار یتیم کو یا کسی خاک نشین محتاج کو (یعنی ان احکام الٰہیہ کو بجالانا چاہیے تھا) پھر (سب سے بڑھ کر یہ کہ) ان لوگوں میں سے نہ ہوا جو ایمان لائے اور ایک دوسرے کو (ایمان کی) پابندی کی فہمائش کی اور ایک دوسرے کو ترحم (علی الخلق) کی (یعنی ترک ظلم کی) فہمائش کی (ایمان تو سب سے مقدم ہے پھر امر بالثبات علی الایمان اوروں سے افضل ہے پھر ترک اضرار بقیہ سے اہم ہے پھر انہی اعمال کا رتبہ ہے جو فک رقبہ سے مسکینا تک مذکور ہیں پس یہ ثُمَّ تفخیم رتبہ کے لیے ہے۔ مطلب یہ کہ جمیع اصول و فروع میں اطاعت کرنا چاہیے تھا۔ آگے الذین اٰمنوا الخ کی جزا کا بیان ہے یعنی جو لوگ ایمان لاتے ہیں) یہی لوگ داہنے والے ہیں (جن کی تفصیل جزا سورۂ واقعہ میں ہے۔ اور یہاں مراد مطلق اہل ایمان ہیں خواص و عوام) اور (آگے ان کے مقابلین کا بیان ہے کہ) جو لوگ ہماری آیتوں کے منکر ہیں (خود اصول ہی میں مخالف ہیں تا بفروع چہ رسد) وہ لوگ بائیں والے ہیں ان پر آگ محیط ہوگی جس کو بند کر دیا جاوے گا (یعنی دوزخیوں کو دوزخ میں بھر کر آگے سے دروازہ بند کر دیں گے کیونکہ خلود کی وجہ سے نکلنا تو ہے ہی گا نہیں) **ف** فك رقبة الخ میں بعض مخصصات تقییدات اہتمام کے لیے ہیں نہ کہ حصر کے لیے۔ اور قسم و جواب میں مناسبت یہ ہے کہ اس بلد میں اس وقت افضل الخلق مشقت میں تھے جس کے رفع کی بشارت کے لیے جملہ معترضہ لایا گیا پس غیر افضل کی مشقت بدرجۂ اولیٰ ثابت ہو گئی اور والد وولد خود محل مشقت ہیں ان کا حال مشاہدہ کرنا خود دلیل جواب ہے +

سورة الشمس مكية وآيها خمس عشرة كذا في البيضاوي

ربط سورت سابقہ میں اعمال ایمانیہ و کفریہ کی مجازاۃ اخرویہ کا بیان تھا اس سورت میں کذبت ثمود الخ سے کہ بمنزلہ جواب قسم ہے قصداً اعمال کفریہ پر مجازاۃ دنیویہ کے احتمال کا بیان ہے اور ضمناً مثل قسم نفس اعمال کی تقسیم کفر و ایمان کی طرف مع دونوں کی مجازاۃ اخرویہ کے اجمالاً مذکور ہے اور غالباً مضمون اول کا مقصوداً اور مضمون ثانی کا ضمناً و تبعاً آنا اس لیے ہو کہ مقصود اصلی تخویف کفار مکہ کی ہے۔

تخویف کفار بقصۂ ثمود قصداً و بیان مقتضیات سعادت و شقاوت تبعاً

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا ۞ وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا ۞ وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰهَا ۞

اللغات ضحٰها ... تلٰها تبعها

ملحقات الترجمة

۵ قوله في التمهيد بمنزلة وقوله ضمنا ملحوظ ... عن ابن الزمخشري انه جعل قد افلح الخ تابعا بقوله فالهمها الخ على سبيل الاستطراد والى ان يكون جواب القسم وجعل الجواب محذوفا فدل عليه بهذا كانه قيل ليدمدمن الله تعالى على كفار مكة لتكذيبهم رسول الله صلى الله عليه وسلم كما دمدم على ثمود لتكذيبهم صالحا عليه السلام۔

وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰىهَا ۝ وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰىهَا ۝ وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰىهَا ۝ وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا ۝ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ۝

اور رات کی جب وہ اس کو چھپا لے | اور آسمان کی اور اس کی جس نے اس کو بنایا | اور زمین کی اور اس کی جس نے اس کو بچھایا | اور جان کی اور اس کی جس نے اس کو درست بنایا | پھر اس کی بدکرداری اور پرہیزگاری کا اس کو القا کیا

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۝ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ۝ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰىهَا ۝ اِذِ انْۢبَعَثَ اَشْقٰىهَا ۝ فَقَالَ

یقیناً وہ مراد کو پہونچا جس نے اس کو پاک کر لیا | اور نامراد ہوا جس نے اس کو دبا دیا | قوم ثمود نے اپنی شرارت کے سبب تکذیب کی | جبکہ اس قوم میں جو سب سے زیادہ بدبخت تھا اٹھ کھڑا ہوا۔ تو

لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا ۝ فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا ۙ فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰىهَا ۝

ان لوگوں سے اللہ کے پیغمبر نے فرمایا | کہ اللہ کی اونٹنی سے اور اس کے پانی پینے سے خبردار رہنا۔ سو انہوں نے پیغمبر کو جھٹلایا پھر اس اونٹنی کو مار ڈالا تو ان کے پروردگار نے ان کے گناہ کے سبب ان پر ہلاکت نازل فرمائی پھر اس کو عام فرمایا

وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا ۝

اور اللہ تعالیٰ کو اس ہلاکت کے اخیر میں کسی خرابی کا اندیشہ نہیں ہوا۔

ع ۱ / ۱۵ / ۱۶

وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰىهَا ۝ وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰىهَا ۝ وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰىهَا ۝ وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا ۝ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ۝ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۝ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ۝ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰىهَا ۝ اِذِ انْۢبَعَثَ اَشْقٰىهَا ۝ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا ۝ فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا ۙ فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰىهَا ۝ وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا ۝ قسم ہے سورج کی اور اس کی روشنی کی اور چاند کی جب سورج (کے غروب) سے پیچھے آوے (یعنی طلوع ہو مراد اس سے وسط ماہ کی بعض شبوں کا چاند ہے کہ سورج کے چھپنے کے بعد طلوع ہوتا ہے اور یہ قید شاید اس لیے ہو کہ وہ وقت کمال نور کا ہوتا ہے جیسا ضحٰہا میں اشارہ ہے کمال نور آفتاب کی طرف اور یا اس وقت دو آیۃ قدرت علی سبیل التعاقب والاتصال ظاہر ہوتی ہیں غروب شمس وطلوع قمر) اور (قسم ہے) دن کی جب وہ اس (سورج) کو خوب روشن کر دے (اسناد مجازی ہے زمان کی طرف) اور (قسم ہے) رات کی جب وہ اس (سورج) کو (اور اس کے آثار و انوار کو بالکلیہ) چھپا لے (یعنی خوب رات ہو جاوے کہ دن کی روشنی کا کچھ اثر نہ رہے اور یہ بھی اسناد مجازی ہے اور چاروں مقسم بہ کی قیود ان کے اعتبار کمال کے لیے ہیں یعنی ہر ایک کی قسم ان کی حالت کمال کے اعتبار سے ہے) اور (قسم ہے) آسمان کی اور اس (ذات) کی جس نے اس کو بنایا (مراد اللہ تعالیٰ ہے اور اسی طرح ما طحٰہا اور ما سوّٰہا میں بھی اور مخلوق کی قسم کو خالق کی قسم پر مقدم فرمانا انتقال ہے دلیل سے مدلول کی طرف کہ مصنوع دلیل ہے صانع پر پس اس میں استدلال علی التوحید کی طرف بھی اشارہ ہو گیا) اور (قسم ہے) زمین کی اور اس (ذات) کی جس نے اس کو بچھایا اور (قسم ہے انسان کی) جان کی اور اس (ذات) کی جس نے اس کو (ہر طرح صورت و شکل و اعضاء سے) درست بنایا پھر اس کی بدکرداری اور پرہیزگاری (دونوں باتوں) کا اس کو القا کیا (یہ اسناد باعتبار تخلیق کے ہے یعنی قلب میں جو نیکی کا رجحان ہوتا ہے یا جو بدی کی طرف میلان ہوتا ہے دونوں کا خالق اللہ تعالیٰ ہے گو اول میں فرشتہ واسطہ ہوتا ہے اور ثانی میں شیطان پھر وہ رجحان و میلان کبھی مرتبۂ عزم تک پہونچ جاتا ہے جو کہ قصد و اختیار سے صادر ہوتا ہے جس کے بعد صدور فعل تخلیق حق ہوتا ہے اور کبھی عزم تک نہیں پہونچتا۔ آگے تتمیم مضمون کے لیے اہل فجور و اہل تقوی کا مآل بتلاتے ہیں کہ) یقیناً وہ مراد کو پہونچا جس نے اس (جان) کو پاک کر لیا (یعنی نفس کو فجور سے روک کر اس پر تقوے کو صدور میں ترجیح دی) اور نامراد ہوا جس نے اس کو (فجور میں) دبا دیا (اور فجور سے مغلوب کر دیا اس کے بعد جواب قسم مقدر ہے یعنی اے کفار مکہ کہ اہل فجور ہو تم ضرور مبتلائے

اللغات

طحٰہا دحاہا دسّٰہا اصلہ دسّسہا ہو کما فی القاموس للاخفاء والدفن طغوٰی بمعنے الطغیان دمدم فی القاموس دمدم علیہم طحنہم فاہلکم کدہم وعلیہم الدمدمۃ الغضب اھ قولہ عقبٰہا ای عاقبتہ وتبعتہ ۔۔

النحو

ناقۃ اللّٰہ منصوب علی التحذیر ای احذروا وفی الروح ان شرط النصب علی التحذیر تکرار المحذر منہ او کونہ محذرا بما بعدہ فقط لیقال انہ منصوب بتقدیر ذروا بل شرطہ ذلک او العطف علیہ کما ہہنا علی ما نص علیہ ابن مالک اھ ۔۔

البلاغۃ قولہ یغشٰہا فی الروح جی بالمضارع ہنا دون الماضی کما فی السابق بان یقال اذا غشیہا رعایۃ للفاصلۃ ولم یقل غشاہا لانہ یحتاج الی حذف احد المفعولین لتعدیۃ الیہا فانہ یقال غشیتہ کذا انتہی وما بنٰہا فی الروح ایثار ما علی من لارادۃ الوصفیۃ تفخیما۔ قولہ فجورہا فی الروح قدم علی التقوی مراعاۃ للفواصل وانیفید ان ذلک النفس لشانہا ان الالہام للنفس غیر التقوی فقد استعدت بہا رعایۃ للفواصل الیہم۔ قولہ قد خاب الکریۃ فیہا ابراز الاعتبار تحقیق مضمونہ

الروایات

اخرج البخاری ومسلم واحمد وغیرہم عن عمران بن حصین قال علیہ السلام مجیبا عن سوال من سال عن القضاء والقدر ابل شیء قضی علیہم ومضی فیہم تصدیق ذلک فی کتاب اللہ تعالیٰ ونفس وما سوّٰہا فالہمہا فجورہا وتقوٰہا الحدیث وہذا الفقیر راعی فی التفسیر و فی ہذا الحدیث لم اکتب فی التفاسیر التی اکتب علی ہذا الحدیث فافہم ۔۔

سورة اللیل مکیة | بسم الله الرحمٰن الرحیم | وهی احدی وعشرون اٰیة

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

وَالَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى ۝ وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلّٰى ۝ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنْثٰى ۝ إِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى ۝ فَأَمَّا مَنْ أَعْطٰى وَاتَّقٰى ۝

قسم ہے رات کی جبکہ وہ چھپالے | اور دن کی جبکہ وہ روشن ہوجاوے | اور اسکی جس نے | نر اور مادہ کو پیدا کیا | کہ بیشک تمہاری کوششیں مختلف ہیں | سو جس نے دیا | اور اللہ سے ڈرا

وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۝ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرٰى ۝ وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ۝ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ۝ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرٰى ۝

اور اچھی بات کو سچا سمجھا | تو ہم اس کو راحت کی چیز کے لیے سامان دیدینگے۔ اور جس نے بخل کیا اور بے پروائی اختیار کی | اور اچھی بات کو جھٹلایا | تو ہم اس کو تکلیف کی چیز کے لیے سامان دیدینگے

وَمَا يُغْنِي عَنْهُ مَالُهٗ إِذَا تَرَدّٰى ۝ إِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰى ۝ وَإِنَّ لَنَا لَلْاٰخِرَةَ وَالْأُولٰى ۝ فَأَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰى ۝ لَا

اور اس کا مال اس کے کچھ کام نہ آویگا جب وہ برباد ہونے لگیگا۔ واقعی ہمارے ذمہ راہ کا بتلا دینا ہے | اور ہمارے ہی قبضہ میں ہے آخرت اور دنیا | تو میں تم کو ایک بھڑکتی ہوئی آگ سے ڈرا چکا ہوں۔

يَصْلٰىهَا إِلَّا الْأَشْقَى ۝ الَّذِي كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۝ وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى ۝ الَّذِي يُؤْتِي مَالَهٗ يَتَزَكّٰى ۝ وَمَا لِأَحَدٍ عِنْدَهٗ

اس میں وہی بدبخت داخل ہوگا | جس نے جھٹلایا اور روگردانی کی | اور اس سے ایسا شخص دور رکھا جاویگا جو بڑا پرہیزگار ہے۔ جو اپنا مال اس غرض سے دیتا ہے کہ پاک ہوجاوے | اور بجز اپنے عالی شان

مِنْ نِعْمَةٍ تُجْزٰى ۝ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْأَعْلٰى ۝ وَلَسَوْفَ يَرْضٰى ۝

پروردگار کی رضاجوئی کے | اس کے ذمہ کسی کا احسان نہ تھا کہ اس کا بدلہ اتارنا ہو | اور یہ شخص عنقریب خوش ہوجاویگا

ع ۲۱ / ۱ / ۱۷

ملحقات الترجمة

سلہ قولہ فی غضوبی ہلاکت کرام فی الخازن ای غضوب اللہ علیہم جمیعا وعمہم بہا ۱۲

غضب وہلاک ہوگئے آخرت میں یقیناً اور دنیا میں احتمالاً جیسا قوم ثمود اس فجور کی وجہ سے مبتلائے غضب وہلاک ہوئے جن کا قصہ یہ ہے کہ) قوم ثمود نے اپنی شرارت کے سبب (صالح علیہ السلام کی) تکذیب کی (اور یہ اس زمانہ کا قصہ ہے) جبکہ اس قوم میں جو سب سے زیادہ بدبخت تھا وہ (اونٹنی کے قتل کرنے کے لیے) اٹھ کھڑا ہوا (یعنی آمادہ ہوگیا اور اس کے ساتھ اور لوگ بھی شریک تھے) تو ان لوگوں سے اللہ کے پیغمبر (صالح علیہ السلام) نے (جب ان کو اس عزم کی اطلاع ہوئی کذا فی الخازن) فرمایا کہ اللہ کی (اس) اونٹنی سے اور اسکے پانی پینے سے خبردار رہنا (یعنی اسکو قتل مت کرنا اور نہ اس کا پانی بند کرنا چونکہ ارادہ قتل کا اصل سبب یہی پانی کی باری تھی اسلیے اس کی تصریح فرمائی اور اللہ کی اونٹنی اسلیے کہا کہ خدا تعالیٰ نے اس کو دلیل نبوت بنادیا اور اس کے احترام کو واجب فرمایا) سو انہوں نے پیغمبر کو (اس مضمون میں جو ناقۃ اللہ سے مفہوم ہوتا ہے کہ یہ دلیل نبوت ہے اور واجب الاحترام ہے) جھٹلایا (کیونکہ وہ ان کو نبی نہ سمجھتے تھے) پھر اس اونٹنی کو مار ڈالا تو ان کے پروردگار نے ان کے گناہ کے سبب ان پر ہلاکت نازل فرمائی پھر اس (ہلاکت) کو (تمام قوم کے لیے) عام فرمایا اور اللہ تعالیٰ کو اس ہلاکت کے اخیر میں کسی (خرابی نکلنے) کا کسی سے اندیشہ نہیں ہوا (جیسے ملوک دنیا کو بعض اوقات کسی قوم کو سزا دینے کے بعد احتمال ہوتا ہے کہ اس پر کوئی شورش وخلل ملکی مرتب نہ ہو) ف مفصل قصہ ثمود کا اور اونٹنی کا سورۂ اعراف میں گذر چکا ہے۔

سورة اللیل مکیة وآیها احدی وعشرون کذا فی البیضاوی

ربط سورت سابقہ میں اعمال اور اجزیہ کا اختلاف مذکور تھا اس سورت میں بھی یہی مضمون ہے۔

اختلاف اعمال واجزیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَالَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى ۝ وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلّٰى ۝ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنْثٰى ۝ إِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى ۝ فَأَمَّا مَنْ أَعْطٰى وَاتَّقٰى ۝ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۝ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرٰى ۝ وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ۝ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ۝ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرٰى ۝ وَمَا يُغْنِي عَنْهُ مَالُهٗ إِذَا تَرَدّٰى ۝ إِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰى ۝ وَإِنَّ لَنَا لَلْاٰخِرَةَ وَالْأُولٰى ۝ فَأَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰى ۝ لَا يَصْلٰىهَا إِلَّا الْأَشْقَى ۝ الَّذِي كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۝ وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى ۝ الَّذِي يُؤْتِي مَالَهٗ يَتَزَكّٰى ۝ وَمَا لِأَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِعْمَةٍ تُجْزٰى ۝ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْأَعْلٰى ۝ وَلَسَوْفَ يَرْضٰى ۝ قسم ہے رات کی جبکہ وہ (آفتاب کو اور دن کو) چھپالے (کقولہ تعالیٰ واللیل اذا یغشاہا وقولہ تعالیٰ یغشی اللیل النہار) اور قسم ہے دن کی جب کہ وہ روشن ہوجاوے اور

النحو قولہ ان سعیکم جواب القسم معنی سعیکم مساعیکم لجمع الاضافة مشتی۔ قولہ الا ابتغاء استثناء منقطع ای لکن فعل ذلک ابتغاء الخ ۱۲

(قسم ہے) اُس (ذات) کی جس نے نر اور مادہ کو پیدا کیا (مراد اللہ تعالیٰ ہے آگے جواب قسم ہے) کہ بے شک تمہاری کوششیں (یعنی اعمال) مختلف ہیں (اور اسی طرح اُن کے ثمرات بھی مختلف ہیں) سو جس نے (اللہ کی راہ میں مال) دیا اور اللہ سے ڈرا اور اچھی بات (یعنی ملت اسلام) کو سچا سمجھا (یعنی اسلام کو اختیار کیا) تو ہم اُس کو راحت کی چیز کے لیے سامان دیدیں گے (راحت کی چیز سے نیک عمل اور بواسطہ نیک عمل کے جنت مراد ہے کہ یسر کا سبب و محل ہے اسی لیے یسریٰ کہہ دیا گیا ورنہ یسریٰ کے معنے ہیں آسان چیز) اور جس نے (حقوق واجبہ سے) بخل کیا اور (بجائے خدا سے ڈرنے کے خدا سے) بے پروائی اختیار کی اور اچھی بات (یعنی ملت اسلام) کو جھٹلایا (یعنی اسلام قبول نہ کیا) تو ہم اُس کو تکلیف کی چیز کے لیے سامان دیدیں گے (تکلیف کی چیز سے بدعمل اور بواسطہ بدعمل کے دوزخ مراد ہے کہ عسر کا سبب اور محل ہے اس لیے اُس کو عسریٰ کہہ دیا گیا اور سامان دینے سے مراد دونوں جگہ یہ ہے کہ اچھے یا بُرے کام اُس سے بے تکلف سرزد ہوں گے اور ویسے ہی اسباب جمع ہو جاویں گے اور پھر نیک اعمال کا سامان جنت ہونا اور اعمال بد کا سامان دوزخ ہونا ظاہر ہی ہے حدیث میں ہے فاما من کان من اھل السعادۃ فسییسر لعمل اھل السعادۃ وکذا فی الشقاوۃ) اور (آگے اس صاحب عسریٰ کا حال مذکور ہے کہ) اُس کا مال اُس کے کچھ کام نہ آوے گا جب وہ برباد ہونے لگے گا (بربادی سے مراد جہنم میں جانا ہے) واقعی ہمارے ذمہ (حسب التزام تفضل و احسان) راہ کا بتلا دینا ہے (سو وہ ہم نے پوری طور سے بتلا دیا ہے پھر کسی نے ایمان و طاعت کا راہ اختیار کر لیا جس کا ذکر من اعطیٰ میں ہوا ہے اور کسی نے کفر و معصیت کا راہ اختیار کر لیا جس کا ذکر من بخل الخ میں ہوا ہے) اور (جیسا راہ کوئی شخص اختیار کرے گا ویسا ہی ثمرہ اُس کو دینگے کیونکہ) ہمارے ہی قبضہ میں ہے آخرت اور دُنیا (یعنی دونوں میں ہماری ہی حکومت ہے اس لیے دنیا میں ہم نے احکام مقرر کیے اور آخرت میں اُن کی مخالفت و موافقت پر سزا و جزا دیں گے جس کا بیان دو جگہ فسنیسرہ میں ہوا ہے اور ایجاب احکام و ایقاع جزا دونوں فرع صاحب حکم ہونے کے ہیں پس ان علینا اور ان لنا دونوں آیتیں بطور تعلیل ماسبق کے ہیں۔ آگے بطور تفریع اور توضیح کے ارشاد ہے کہ میں نے جو تم کو اعمال مختلفہ کے اجزیہ مختلفہ بتلائے ہیں) تو میں تم کو ایک بھڑکتی ہوئی آگ سے ڈرا چکا ہوں (جس پر فسنیسرہ للعسریٰ دال ہے تاکہ ایمان و طاعت جن کا ذکر اعطیٰ الخ میں ہے اختیار کر کے اُس سے بچو اور کفر و معصیت جن کا ذکر بخل الخ میں ہے اختیار کر کے اُس میں نہ جاؤ کیونکہ اُس میں جانے اور نہ جانے کے یہی اسباب ہیں چنانچہ آگے اس کی تصریح ہے کہ) اُس میں (ہمیشہ کے لیے) وہی بدبخت داخل ہو گا جس نے (دین حق کو) جھٹلایا اور (اُس سے) روگردانی کی اور اُس سے ایسا شخص دُور رکھا جاوے گا جو بڑا پرہیزگار ہے جو اپنا مال (محض) اس غرض سے دیتا ہے کہ (گناہوں سے) پاک ہو جاوے (یعنی محض رضائے حق اُس کا مطلوب ہے) اور بجز اپنے عالی شان پروردگار کی رضاجوئی کے (کہ یہی اُس کا مقصود ہے) اُس کے ذمہ کسی کا احسان نہ تھا کہ (اس دینے سے) اُس کا بدلہ اُتارنا مقصود ہو (اس میں نہایت ہی مبالغہ ہے اخلاص میں کیونکہ کسی کے احسان کا بدلہ اُتارنا بھی فی نفسہ انفاق مندوب و مطلوب ہی مگر فضیلت میں احسان ابتدائی کی برابر نہیں پس جب اس شخص کا انفاق اس سے بھی مبرا ہی تو ریا وغیرہ معاصی کی آمیزش سے تو بدرجہ اولیٰ بری ہو گا اور یہ کمال اخلاص ہے) اور (ایسے شخص کے لیے اوپر صرف جہنم سے بچنا مذکور تھا آگے حصول انعام آخرت کو فرماتے ہیں کہ) یہ شخص عنقریب خوش ہو جاوے گا (یعنی آخرت میں ایسی ایسی نعمتیں ملیں گی) ف ہرچند کہ الفاظ آیت کے عام ہیں مگر سبب اس کا قصہ ہے حضرت ابوبکر کا کہ آنہوں نے حضرت بلال وغیرہ کو کافروں سے خرید کر لیکر آزاد کر دیا تھا اور وہ فی الدر المنثور باسانید متعددۃ اور مناسبت قسم و جواب قسم میں ظاہر ہے کہ لیل و نہار بھی مثل ساعی مؤمن و کافر کے مختلف ہیں اور اسی سے خالق کی صفت بھی ایسی لائی گئی جس میں دو مختلف چیزیں مذکور ہیں۔

ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ لا یصلٰھا سیئۃ ۔ یدل سورۃ مسئلۃ الصلاۃ واللغۃ تقدیش ابن المنیر کذا فی الروح عن ... اللغۃ ... ان یخرجوا منہا ... الی ... وظاہر ان الدخول ہٰذہ المثابۃ و بہٰذہ الاشتدیۃ لا یکون الا لمن ... القرآن

سورۃ والضحیٰ مکیۃ وآیاتہا احدیٰ عشر کذا فی البیضاوی

ربط اوپر سورۂ والیل کی آیت فاما من اعطیٰ سے للعسریٰ تک میں مہمات اصول و فروع کا عنوان کلی سے بیان اور اُن کی تصدیق امتثال یا تکذیب و اخلال پر وعدہ و وعید مذکور ہے جو کہ ماقبل کی سورتوں کی بلکہ تمام قرآن مجید کے لیے بمنزلہ تلخیص جامع کے بھی ہے اور اس سورۂ والضحیٰ سے سورۂ ناس تک کے لیے بمنزلہ تفصیل مختصر کے بھی ہے چنانچہ مہمات مذکورہ میں سے ایک مسئلہ رسالت کا بھی ہے جس کا بیان مع دوسرے بعض مضامین مناسبہ کے جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بعض انعامات کا فائض فرمانا اور جیسے اُن کے شکریہ میں آپکو بعض اوامر و نواہی کا مخاطب فرمانا اس سورت میں آیا ہے اسی طرح بقیہ جمیع سورتوں میں اُن مہمات کلیہ کے خاص جزئیات اور اُنکے مناسب مضامین مذکور ہیں جیسا کہ ہر سورت کے شروع سے اُن جزئیات و مناسبات کی تعیین بھی معلوم ہو جاویگی اور اس تقریر سے آیندہ تمام سورتوں کا ارتباط باہمی اور ماقبل کے ساتھ واضح ہو گیا اب جدا جدا ہر سورت کے لیے مستقل تقریر ربط کی ضرورت نہ ہوگی صرف اسی تقریر کی طرف اشارہ کر دینا کافی ہوگا گو باہم سب سورتوں میں مستقل ربط بھی ادنیٰ تامل سے معلوم ہو سکتا ہے چونکہ آگے چھوٹی چھوٹی پاس پاس سورتیں

سورۃ الضحٰی مکیۃ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ وھی احدی عشرۃ اٰیۃ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

وَالضُّحٰی ۙ﴿۱﴾ وَ الَّیۡلِ اِذَا سَجٰی ۙ﴿۲﴾ مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَ مَا قَلٰی ؕ﴿۳﴾ وَ لَلۡاٰخِرَۃُ خَیۡرٌ لَّکَ مِنَ الۡاُوۡلٰی ؕ﴿۴﴾ وَ لَسَوۡفَ یُعۡطِیۡکَ

قسم ہے دن کی روشنی کی اور رات کی جبکہ وہ قرار پکڑلے کہ آپکے پروردگار نے نہ آپکو چھوڑا اور نہ دشمنی کی اور آخرت آپکے لیے دُنیا سے بدرجہا بہتر ہے اور عنقریب اللہ تعالیٰ

رَبُّکَ فَتَرۡضٰی ؕ﴿۵﴾ اَلَمۡ یَجِدۡکَ یَتِیۡمًا فَاٰوٰی ۪﴿۶﴾ وَ وَجَدَکَ ضَآلًّا فَہَدٰی ۪﴿۷﴾ وَ وَجَدَکَ عَآئِلًا فَاَغۡنٰی ؕ﴿۸﴾ فَاَمَّا الۡیَتِیۡمَ

آپکو دیگا سو آپ خوش ہوجاویں گے کیا اللہ تعالیٰ نے آپکو یتیم نہیں پایا پھر ٹھکانا دیا اور اللہ تعالیٰ نے آپکو بے خبر پایا سو رستہ بتلایا اور اللہ تعالیٰ نے آپکو نادار پایا سو مالدار بنادیا تو آپ یتیم پر

فَلَا تَقۡہَرۡ ؕ﴿۹﴾ وَ اَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنۡہَرۡ ﴿ؕ۱۰﴾ وَ اَمَّا بِنِعۡمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثۡ ﴿۱۱﴾

سختی نہ کیجیے اور سائل کو مت جھڑکیے اور اپنے رب کے انعامات کا تذکرہ کرتے رہا کیجیے۔

ع ۱۱ ۱۸

رہ گئی ہیں اس لیے سب کا تقریر واحد میں منسلک کردینا زیادہ مناسب معلوم ہوا جیسا امام رازی نے بھی تفسیر سورۃ کوثر میں والضحی سے آخر تک کا ربط ایک ہی تقریر میں لکھا ہے لیکن وہ تقریر عالی اور غامض اور طول ہے اور یہ تقریر اقرب و اخصر و اسہل ہے وللناس فیما یعشقون مذاہب وقالوا وقلت الفضل للمتقدم

بیان بعض نعم فائضہ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم برائے تقویت مسئلہ نبوت و امر بادائے شکر علیہا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ وَالضُّحٰی ۙ وَ الَّیۡلِ اِذَا سَجٰی ۙ مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَ مَا قَلٰی ؕ وَ لَلۡاٰخِرَۃُ خَیۡرٌ لَّکَ مِنَ الۡاُوۡلٰی ؕ وَ لَسَوۡفَ یُعۡطِیۡکَ رَبُّکَ فَتَرۡضٰی ؕ اَلَمۡ یَجِدۡکَ یَتِیۡمًا فَاٰوٰی ۪ وَ وَجَدَکَ ضَآلًّا فَہَدٰی ۪ وَ وَجَدَکَ عَآئِلًا فَاَغۡنٰی ؕ فَاَمَّا الۡیَتِیۡمَ فَلَا تَقۡہَرۡ ؕ وَ اَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنۡہَرۡ ؕ وَ اَمَّا بِنِعۡمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثۡ ؕ (سبب نزول اس کا یہ ہے کہ آپ ایک بار کسی بیماری کی وجہ سے دو تین شب نہیں اُٹھے ایک کافرہ نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے شیطان نے تم کو چھوڑ دیا اور اتفاق سے وحی آنے میں بھی دیر ہوگئی تھی جس پر دوسرے مشرکین نے بھی کہا کہ ان کے رب نے ان کو چھوڑ دیا اس پر والضحی الخ کا نزول ہوا۔ الروایتان فی الدر المنثور عن الکتب المختلفۃ غرض ارشاد ہے) قسم ہے دن کی روشنی کی اور رات کی جبکہ وہ قرار پکڑلے (قرار پکڑنے کے دو معنی ہوسکتے ہیں ایک حقیقی یعنی اس کی ظلمت کا کامل ہوجانا کہ اس کے قبل اس کا تزائد مثل حرکت کے تھا۔ دوسرے مجازی یعنی جانداروں کا اس میں سو جانا اور چلنے پھرنے اور بولنے چالنے کی آوازوں کا ساکن ہوجانا۔ آگے جواب قسم ہے) کہ آپ کے پروردگار نے نہ آپکو چھوڑا اور نہ (آپسے) دشمنی کی (کیونکہ اول تو آپسے کوئی بات ایسی نہیں ہوئی ثانیاً حضرات انبیاء علیہم السلام کے واسطے یہ امر عادۃ اللہ میں محال ہے پس آپ کفار کے خرافات ولغویات سے محزون نہ ہوجیے آپ برابر نعمت نبوت سے مشرف رہیں گے اور یہ شرف وکرامت تو آپکے لیے دنیا میں ہے) اور آخرت آپکے لیے دُنیا سے بدرجہا بہتر ہے (پس وہاں آپکو اس سے زیادہ نعمتیں ملینگی) اور عنقریب اللہ تعالیٰ آپکو (آخرت میں بکثرت نعمتیں) دیگا سو آپ (انکے عطا ہونے سے) خوش ہوجاوینگے (اور مقسم بہ کو بشارت سے مناسبت یہ ہے کہ وحی کا تتابع والقطاع مشابہ لیل ونہار کے تبدل کے ہے اور دونوں متضمن حکمت کو ہیں پس جیسا ایک تبدل دلیل تودیع وعداوت کی نہیں اسی طرح دوسرا تبدل بھی۔ اور دوسری بشارات مکمل ہیں اُسی عدم تودیع کی پس مقسم بہ کو بواسطہ اس کے سب سے مناسبت ہوئی۔ آگے بعض نعمتوں سے مضمون مذکور پر استشہاد ہے یعنی) کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو یتیم نہیں پایا پھر (آپ کو) ٹھکانا دیا (چنانچہ سیر میں ہے کہ آپ شکم مادر میں تھے کہ آپ کے والد کی وفات ہوگئی اللہ تعالیٰ نے آپ کے دادا سے پرورش کرایا پھر جب آپ آٹھ برس کے ہوئے اُن کی بھی وفات ہوگئی تو آپ کے چچا سے پرورش کرایا ٹھکانا دینے کا مطلب یہی ہے) اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو (شریعت سے) بے خبر پایا سو (آپکو شریعت کا) رستہ بتلایا (کقولہ تعالیٰ ما کنت تدری ما الکتاب ولا الایمان الخ اور وحی سے پہلے شریعت کی تفصیل معلوم نہ ہونا کوئی منقصت نہیں) اور اللہ تعالیٰ نے آپکو نادار پایا سو مالدار بنادیا (اس طرح سے کہ حضرت خدیجہ کے مال میں آپ مضارب ہوئے اور اس میں نفع ملا پھر حضرت خدیجہ نے آپ سے نکاح کرلیا اور اپنا تمام مال

اللغات سجی سکن کذا فی القاموس ما قلی ما ابغض ۱۲

البلاغۃ ما قلی وحذف المفعول للاستغناء عنہ بذکرہ من قبل مع ان فیہ مراعاۃ للفواصل قولہ خیر لک الاختصاص الذی تقتضیہ اللام لیس قصریا بل للاہتمام۔ قولہ یعطیک حذف احد المفعولین

دلالۃ علی العموم قولہ فآوی وفہدی وفاغنی حذف فیہا المفعول رعایۃ للاستغناء ورعایۃ الفاصلۃ۔ قولہ الم یجدک ایرادہ بصورۃ الاستفہام الذی یدل علی زیادۃ تقریر لعل النکتۃ فیہ ان الیتیم اکثر ما یکون فی من یغلب فیہ الذہول فاحتاج الی زیادۃ التنبیہ ۱۲ من المواہب

سورۃ الانشراح مکیۃ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | وهی ثمان آیات

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۝ الَّذِيْۤ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۝ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝ فَاِنَّ

کیا ہم نے آپ کی خاطر آپ کا سینہ کشادہ نہیں کردیا اور ہم نے آپ پر سے آپ کا وہ بوجھ اتار دیا جس نے آپ کی کمر توڑ رکھی تھی اور ہم نے آپ کی خاطر آپ کا آوازہ بلند کیا سو بیشک

مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ۝

موجودہ مشکلات کے ساتھ آسانی ہے۔ بیشک موجودہ مشکلات کے ساتھ آسانی ہے۔ تو آپ جب فارغ ہوجایا کریں تو محنت کیا کیجیے اور اپنے رب ہی کی طرف توجہ رکھیے

ع ۱ ۸ ۱۹

حاضر کر دیا مطلب یہ کہ آپ ابتدا سے مورد انعامات رہے ہیں آیندہ بھی رہیں گے اور آگے ان انعامات پر اداء شکر کا حکم ہے کہ جب ہم نے آپ کو یہ نعمتیں دی ہیں) تو آپ (اس کے شکریہ میں) یتیم پر سختی نہ کیجیے اور سائل کو مت جھڑکیے (یہ تو شکر فعلی ہے) اور اپنے رب کے انعامات (مذکورہ) کا تذکرہ کرتے رہا کیجیے (یعنی زبان سے بھی قولی شکر کیا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ احسان کیا ہے۔ یا تو مجموعہ لا تقھر و لا تنھر و حدث کو مجموعہ نعم پر مرتب کیا جاوے جس کا حاصل یہ ہوگا کہ خالق تعالیٰ نے آپ کے ساتھ احسان جسمانی و روحانی کیا ہے آپ اس کی مخلوق پر احسان کیجیے اور احسان بالمخلوق کے اقسام میں احسان روحانی تو آپ کا فرض منصبی تھا اس کے بیان کی حاجت نہ تھی اس لیے صرف احسان جسمانی کو بیان میں خاص فرمایا۔ اور یا یہ مجموعہ اس مجموعہ پر تقسیم کیا جاوے یعنی الم یجدک یتیما پر اما الیتیم فلا تقھر کو اور وجدک عائلا پر اما السائل فلا تنھر کو مرتب کیا جاوے اور وجہ ترتیب ظاہر ہے اور و وجدک ضالا پر بوجہ ہدایت خلق پر مرتب ہے اس کو بنا بر فرض منصبی کے جیسا کہ اوپر گذرا ذکر نہیں فرمایا) ف سائل کے زجر کی ممانعت اس صورت میں ہے جب وہ نرمی سے مان جاوے ورنہ اگر الحکر کھڑا ہو جاوے اور کسی طرح نہ مانے تو زجر جائز ہے کذا فی روح المعانی واللہ اعلم اور در منثور میں بروایت حاکم و بیہقی حدیث مرفوع ہے کہ والضحیٰ سے آخر تک ہر سورت کے ختم پر اللہ اکبر کہو اور حکمت اس میں بعض نے یہ ذکر کی ہے کہ ابطاء وحی کے بعد جو یہ سورت نازل ہوئی تو آپ نے خوش ہو کر اللہ اکبر فرمایا تھا اور پھر شاید تناسب مضمون کی وجہ سے بقیہ سورتوں میں بھی فرمائی ہو واللہ اعلم ؀

سورۃ الم نشرح مکیۃ وآیاتہا ثمان کذا فی البیضاوی

ربط والضحیٰ میں جو مضمون تھا یہ سورت بالکل اس کا تتمہ ہے۔

تتمہ نعم وامر بالشکر مذکورہ سورت بالا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۝ الَّذِيْۤ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۝ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ۝ کیا ہم نے آپ کی خاطر آپ کا سینہ (علم و حلم سے) کشادہ نہیں کردیا (یعنی علم بھی وسیع عطا فرمایا اور تبلیغ میں جو مخالفین کی مزاحمت سے ایذا پیش آتی ہے اس میں تحمل اور حلم بھی دیا کذا قال الحسن کما فی الدر المنثور) اور ہم نے آپ پر سے آپ کا وہ بوجھ اتار دیا جس نے آپ کی کمر توڑ رکھی تھی (اور مراد وہ امور مباح جائز ہیں تاہم آپ سے بنا بر تصور کسی حکمت کے صادر ہو جاتے تھے اور بعد میں ان کا خلاف حکمت و خلاف اولیٰ ہونا ثابت ہوتا تھا اور آپ بوجہ علو شان و غایت قرب کے اس سے ایسے ہی مغموم ہوتے تھے جس طرح گناہ سے کوئی مغموم ہوتا ہے اس میں بشارت ہے ان امور پر مواخذہ نہ ہونے کی کذا فی الدر المنثور عن مجاہد و شریح بن عبید الحضرمی پس اس بنا پر یہ بشارت آپ کو دو بار ہوئی اول مکہ میں اس سورت میں دوسرے مدینہ میں سورہ فتح میں اس کی تاکید و تکمیل و تجدید و تفصیل کے لیے) اور ہم نے آپ کی خاطر آپ کا آوازہ بلند کیا (یعنی اکثر جگہ شریعت میں اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ آپ کا نام مبارک مقرون کیا گیا ہے کذا فی الدر المنثور مرفوعاً قال اللہ تعالیٰ اذا ذکرت ذکرت معی جیسے خطبہ میں تشہد میں نماز میں اذان میں اقامت میں اور اللہ کے نام کی رفعت اور شہرت ظاہر ہے پس جو اس کے قرین ہوگا رفعت و شہرت میں وہ بھی تابع رہیگا اور چونکہ مکہ میں آپ اور مومنین طرح طرح کی تکالیف و شدائد میں گرفتار تھے اس لیے آگے ان کے ازالہ کا بطریق تفریع علی السابق کے وعدہ فرماتے ہیں کہ جب ہم نے آپ کو روحانی راحت دی اور روحانی کلفت رفع کردی جیسا الم نشرح الخ سے معلوم ہوا) سو (اس سے دنیوی راحت و محنت میں بھی ہمارے فضل و کرم کا امیدوار رہنا چاہیے

المسائل الغوصۃ قولہ الم نشرح ابراد لعبرۃ اولاستفہام لحمل التکلمۃ فیہ بلاغۃ الاہتمام لاداء اصل النعم التی ذکرت بعدہ قولہ لک زیادۃ النجار المجرور مع توسیطہ بین الفعل ومنصوبہ للایذان من اول الامر بان الشرح من منافعہ علیہ الصلوۃ والسلام ومصالحہ مسارعۃ الی ادخال

المسرۃ فی قلبہ الشریف صلی اللہ علیہ وسلم وتشویقا الی ما یعقبہ لیتمکن عندہ وقت ورودہ فضل تمکن قولہ ورفعنا لک ذکرک تقدیم علی الصریح لتعجیل المسرۃ والتشویق الی المؤخر وکذا لک فی رفعنا لک لانہ یفید اظہار المذکر المرفوع بعدہ او وضع ۱۲

سورۃ التین مکیۃ | بسم اللہ الرحمٰن الرحیم | وھی ثمان اٰیات

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۝ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۝ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ۝ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ

قسم ہے انجیر کی اور زیتون کی اور طور سینین کی اور اس امن والے شہر کی کہ ہم نے انسان کو بہت خوبصورت

تَقْوِيْمٍ ۝ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝ فَمَا

سانچہ میں ڈھالا ہے پھر ہم اس کو پستی کی حالت والوں سے بھی پست تر کر دیتے ہیں لیکن جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کیے تو ان کے لیے اس قدر ثواب ہے جو کبھی منقطع نہ ہوگا پھر

يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ ۝ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ۝

کون چیز تجھ کو قیامت کے بارہ میں منکر بنا رہی ہے کیا اللہ تعالیٰ سب حاکموں سے بڑھ کر حاکم نہیں ہیں

چنانچہ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ) بے شک موجودہ مشکلات کے ساتھ (یعنی بعد قریب کہ حکم میں مع کے ہے) آسانی (ہونے والی) ہے (اور چونکہ ان مشکلات کے انواع و اعداد کثیر تھے اس لیے اس وعدہ میں تکریر اور تاکید فرماتے ہیں کہ) بیشک موجودہ مشکلات کے ساتھ آسانی (ہونے والی) ہے (چنانچہ وہ مشکلات ایک ایک کر کے سب رفع ہو گئیں جیسا روایات احادیث و سیر و تواریخ متواترہ اس پر متفق ہیں۔ آگے ان نعمتوں پر امر بالشکر کو متفرع فرماتے ہیں یعنی جب ہم نے آپ کو ایسی ایسی نعمتیں دی ہیں) تو آپ جب (تبلیغ احکام سے کہ عبادت متعدیۃ النفع ہے) فارغ ہو جایا کریں تو (دوسری عبادات متعلقہ بذات خاص میں) محنت کیا کیجیے (مراد کثرت عبادت و ریاضت ہے کہ آپ کی شان کے یہی مناسب ہے) اور (جو کچھ مانگنا ہو اس میں) اپنے رب ہی کی طرف توجہ رکھیے (یعنی انہی سے مانگیے اور اس میں بھی من وجہ بشارت ہے زوال عسر کی کہ امر بالسوال وعدۂ اجابت ہے پس شکر کے لیے امر اول ہوگا اور دوسرا امر اس کا تتمہ اور دونوں کو بھی اس طرح شکر کہا جا سکتا ہے کہ دونوں میں امر مشترک توجہ الی اللہ ہے اور اصل شکر یہی ہے) ف ان مع العسر یسرا کی تفسیر مذکور پر یہ شبہ نہیں ہو سکتا کہ بعض عسر کے بعد یسر نہیں ہوتا۔

ملحقات الترجمۃ
سلہ قولہ فی العسر یسرا الخ
اشارۃ الی ان اللام للعہد لکن لا للعہد ولا للمجموع الحاضر

سورۃ والتین مکیۃ وایہا ثمان کذا فی البیضاوی احد القولین وہو الراجح لمکان قولہ تعالیٰ ہذا البلد الامین

ربط و الضحیٰ کی تمہید میں جن جہات کا ذکر ہوا ہے منجملہ ان کے انسان کا مبدأ اور معاد ہے اس سورت میں اس کا بیان ہے۔

مبدأ و معاد انسان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۙ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۙ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ۙ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۡ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۭ فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ ۭ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ۝ قسم ہے انجیر (کے درخت) کی

اور زیتون (کے درخت) کی اور طور سینین کی اور اس امن والے شہر (یعنی مکہ معظمہ) کی کہ ہم نے انسان کو بہت خوبصورت سانچہ میں ڈھالا ہے پھر (ان میں جو بوڑھا ہو جاتا ہے) ہم اس کو پستی کی حالت والوں سے بھی پست تر کر دیتے ہیں (یعنی وہ خوبصورتی اور قوت مبدل بہ قبح و ضعف ہو جاتا ہے اور بڑے سے بڑا ہو جاتا ہے مقصود اس سے بیان کرنا کمال قبح کا ہے جس سے قدرت علی الاعادہ پر کافی استدلال ہوتا ہے کقولہ تعالیٰ اللہ الذی خلقکم من ضعف الخ اور مقصود عند التامل اس سورت سے استدلال علی البعث معلوم ہوتا ہے جیسا کہ فما یکذبک کی تفریع اس کا قرینہ ہے مگر چونکہ رددناہ اسفل سافلین سے ظاہراً اطلاق لفظ سے ضعفاء و شیوخ کی مطلقاً رذالۃ کا شبہ ہوتا ہے جو موہم ہے عموم رذالۃ فی الآخرۃ کو بھی اس لیے اس ایہام کے دفع کرنے کو بطور استثناء کے فرماتے ہیں کہ بوڑھا آدمی بیشک ردی ہو جاتا ہے) لیکن جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کیے تو ان کے لیے اس قدر ثواب ہے جو کبھی منقطع نہ ہوگا

اللغات سینین قیل اسم للبقعۃ التی فیہا الجبال اضیف الیہ الطور وقال الاخفش سینین جمع بمعنی شجر واحدہ سینۃ کا قیل طور الاشجار کذا فی الربح والخازنی القاموس قول الاخفش تقویم بمعنی تعدیل وتثقیف نعنی کون الانسان کائنا فی ذلک انہ ملتبس بہ لنظیر مہوک فلان فی رضاعۃ بمعنی انہ مرضی عنہ رددناہم ای جعلناہ او یکون بمعنی تغییر الحال عما یکذبک بعد بالدین ای فما یجعلک کاذبا فان کل مکذب بالحق فہو کاذب والتکذیب بمعنی جعل الرجل کاذبا وقد یستعمل بمعنی نسبتہ الی الکذب وقد استعمل بمعنی حملہ علی الکذب والباء بمعنی فی او للسببیۃ

والقیدر للمضاف ای بسبب تکذیب الدین ۱۲

النحو

اسفل حال او مفعول ای اقبح من کل قبیح والمراد بیان الکمال فی القبح۔ قولہ الا الذین استثناء من المفہوم من السابق ای رددناہ اسفل سافلین فکان ذمیما قبیحا من کل وجہ الا الذین الخ فانہ لیس بمذموم من کل وجہ ۱۲

سورة العلق مكية | بسم الله الرحمن الرحيم | وهي تسع عشرة اٰية

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ عَلَّمَ

اے پیغمبر آپ قرآن اپنے رب کا نام لیکر پڑھا کیجیے جس نے پیدا کیا جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا ۔ آپ قرآن پڑھا کیجیے اور آپ کا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم سے تعلیم دی انسان کو

الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۗ كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى ۙ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ۗ اِنَّ اِلٰى رَبِّكَ الرُّجْعٰى ۗ اَرَءَيْتَ الَّذِيْ

ان چیزوں کی تعلیم دی جنکو وہ نہ جانتا تھا سچ مچ بیشک آدمی حد سے نکل جاتا ہے اس وجہ سے کہ اپنے آپ کو مستغنی دیکھتا ہے ۔ اے مخاطب تیرے رب ہی کی طرف سب کا لوٹنا ہوگا اے مخاطب بھلا اس شخص کا

يَنْهٰى ۙ عَبْدًا اِذَا صَلّٰى ۗ اَرَءَيْتَ اِنْ كَانَ عَلَى الْهُدٰٓى ۙ اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰى ۗ اَرَءَيْتَ اِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۗ

حال تو بتلا جو ایک بندہ کو منع کرتا ہے جب وہ نماز پڑھتا ہے اے مخاطب بھلا یہ تو بتلا کہ اگر وہ بندہ ہدایت پر ہو یا وہ تقوے کی تعلیم دیتا ہو اے مخاطب بھلا یہ تو بتلا کہ اگر وہ شخص جھٹلاتا ہو اور روگردانی کرتا ہو

اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى ۗ كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ ۙ لَنَسْفَعًۢا بِالنَّاصِيَةِ ۙ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ۚ فَلْيَدْعُ

کیا اس شخص کو یہ خبر نہیں کہ اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے ہرگز نہیں اگر یہ شخص باز نہ آوے گا تو ہم پیشانی کے بال پکڑ کر جو کہ دروغ اور خطا میں آلودہ پیشانی ہے گھسیٹیں گے سو یہ اپنے ہم جلسہ لوگوں کو

نَادِيَهٗ ۙ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ ۙ

بلالے ہم بھی دوزخ کے پیادوں کو بلالیں گے

آگے خلقنا اور رددنا پر تفریع ہے کہ جب اللہ تعالیٰ تخلیق و تقلیب احوال پر قادر ہیں تو اے انسان) پھر کون چیز تجکو قیامت کے بارہ میں منکر بنارہی ہے (یعنی وہ کون سی دلیل ہے جس کی بنا پر تو ان دلائل کے ہوتے ہوئے قیامت کا منکر ہو رہا ہے) کیا اللہ تعالیٰ سب حاکموں سے بڑھ کر حاکم نہیں ہیں (تصرفات دنیویہ میں بھی جن میں سے خلق اور رد مذکور ہے اور تصرفات اخرویہ میں بھی جن میں سے بعث و مجازاۃ بھی ہے) ف شروع سورت میں چار چیزیں مقسم بہ ہیں دو درخت کثیر النفع اور دو بقعہ کثیر البرکت کہ ایک مقام ہے تکلیم موسیٰ علیہ السلام کا دوسرا آپ کا مولد و مسکن و محل نزول وحی ۔ اور درختوں کی قسم کو مقصود سے مناسبت ظاہر ہے کہ درخت کو بھی اسی طرح نشو و نما ہوتا ہے پھر سوکھ کر کٹنے کے قابل ہو جاتا ہے اور چونکہ یہاں بیان تھا اشرف المخلوقات کا اس لیے قسم بھی اشرف الاشجار کی مناسب ہوئی اور طور اور بلد امین دونوں محل وحی ہیں تو مجازاۃ آخرت سے انکو زیادہ مناسبت ہوئی کہ وحی سے علم مجازاۃ کا ہوا ہے واللہ اعلم ۔ اور اسی طور سینین کو قرآن میں ایک جگہ طور سینا فرمایا ہے ۔

سورة العلق مكية واٰيها تسع عشرة كذا في البيضاوي

ربط والضحیٰ کی تمہید میں جن مہمات کا ذکر ہوا ہے منجملہ ان کے عطائے نبوت و تعلیم وحی ہے جو بعد توحید کے مبنی ہے جمیع مہمات کا اور اس کے مناسب مذمت اور ردع مخالف صاحب وحی کا ہے اس سورت میں اسکا بیان ہے

تعلیم وحی بر رسول صلی اللہ علیہ وسلم و ذم و ردع مخالف رسول

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۗ كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى ۙ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ۗ اِنَّ اِلٰى رَبِّكَ الرُّجْعٰى ۗ اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يَنْهٰى ۙ عَبْدًا اِذَا صَلّٰى ۗ اَرَءَيْتَ اِنْ كَانَ عَلَى الْهُدٰٓى ۙ اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰى ۗ اَرَءَيْتَ اِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۗ اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى ۗ كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ ۙ لَنَسْفَعًۢا بِالنَّاصِيَةِ ۙ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ۚ فَلْيَدْعُ نَادِيَهٗ ۙ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ ۙ

اللغات السفع الجذب بشدة الناصية شعر الجبهة وتطلق على مكان الشعر بلفظ الزبانية اى ملائكة العذاب يدفعونه الى النار وهو فى الاصل الشرط اعوان الولاة جمع لا واحد له وقيل واحد زبنية كعفرية وقيل زبنى من الزبن بمعنى الدفع **النحو** قوله ارءيت الذى الى ان الله يرى ارايت فى المواضع بمعنى اخبرنى والمقصود التعجيب لا السؤال وارايت الثانى والثالث بعد ان باعتبار ان احدهما كاشف عن حال النهى والآخر عن حال الناهى مجموعهما تاكيد للاول والمفعول الاول للاول ... مذكور وللثانى والثالث محذوف يدل عليه القرينة اى ارايت نهيه ان كان المنهى على الهدى وارايت ان كذب الناهى والمفعول الآخر للجميع محذوف وهو الجواب بالشرط فى الجملة الثانية والثالثة اى فما اعجب من ذا والقرينة ارايت فانه لتقييد التعجب وهو حاصل قول الفراء لم يوجد الواو مع اللهمي لكمال الاتحاد وقوله الم يعلم جملة مستانفة لتقرير ما قبلها وتاكيده ١٢ الله اعلم بمراده ١٢ منه **البلاغة** قوله ينهى التعبير بما يفيد الاستقبال لاستحضار الصورة الماضية لنوع غرابة قوله اذا صلى تقييد النهى بالظرف يشعر بان النهى عن

كَلَّا ؕ لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۩

ہرگز نہیں آپ اس کا کہنا نہ مانیے اور نماز پڑھتے رہیے اور قرب حاصل کرتے رہیے

كَلَّا لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۩ (اقرأ سے مالم یعلم تک سب سے اول کی وحی ہے جس کے نزول سے نبوت کی ابتدا ہوئی جس کا قصہ حدیث شیخین میں ہے کہ قرب نبوت کے قریب زمانہ میں آپ کو از خود خلوت پسند ہوگئی آپ غار حرا میں تشریف لیجا کر کئی کئی شب رہتے ایک روز دفعۃً جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور آپ سے کہا کہ اقرأ یعنی پڑھیے آپ نے فرمایا ما انا بقاری یعنی میں کچھ پڑھا ہوا نہیں اُنہوں نے آپ کو خوب زور سے دبایا پھر چھوڑ دیا اور پھر کہا اقرأ آپ نے وہی جواب دیا اسی طرح تین بار ہوا پھر آخر میں دبانے کے بعد چھوڑ کر کہا اقرأ الی مالم یعلم روی ھذہ الغایۃ فی الدر المنثور عن محمد بن عباد و ابن عباس و الزھری وعمرو بن دینار وغیرھم یعنی اے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ (پر جو) قرآن (نازل ہوا کرے گا جس میں اس وقت کی نازل ہونے والی آیتیں بھی داخل ہیں) اپنے رب کا نام لے کر پڑھا کیجیے (یعنی جب پڑھیے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہہ کر پڑھا کیجیے جیسا اس آیت میں اذا قرأت القرآن فاستعذ باللہ الخ قرآن کے ساتھ اعوذ باللہ پڑھنے کا حکم ہوا ہے اور ان دونوں امر سے جو اصل مقصود ہے یعنی توکل و استعانت وہ تو واجب ہے اور زبان سے کہہ لینا مسنون و مندوب ہے اور گو اصل مقصود کے اعتبار سے اس آیت کے نزول کے وقت بسم اللہ کا آپ کو معلوم ہونا ضروری نہیں لیکن بعض روایات میں اس سورت کے ساتھ بسم اللہ الرحمن الرحیم کا نازل ہونا بھی آیا ہے اخرجہ الواحدی عن عکرمۃ والحسن انھما قالا اول ما نزل بسم اللہ الرحمن الرحیم و اول سورۃ اقرأ واخرجہ ابن جریر وغیرہ عن ابن عباس انہ قال اول ما نزل جبریل علیہ السلام علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یا محمد استعذ ثم قل بسم اللہ الرحمن الرحیم کذا فی روح المعانی اور ان آیتوں میں جو قرأۃ کو اسم الٰہی کے ساتھ افتتاح کرنے کا حکم ہوا ہے اُس حکم میں خود ان آیتوں کا داخل ہونا ایسا ہے کہ جیسے کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ اسمع ما اقول لک یعنی میں جو کچھ تجھ سے کہوں تو اُس کو سُن تو خود اس جملہ کے سُننے کا حکم کرنا بھی اُس کو مقصود ہے پس حاصل یہ ہوگا کہ خواہ ان آیتوں کو پڑھو یا جو آیات بعد میں نازل ہونگی اُن کو پڑھو سب کی قراءۃ اسم الٰہی سے ہونا چاہیے اور آپکو بعلم ضروری معلوم ہوگیا کہ یہ قرآن اور وحی ہے اور حدیثوں میں جو آپ کا ڈرجانا اور ورقہ سے بیان کرنا آیا ہے وہ بوجہ شبہہ کے نہ تھا بلکہ خوف تو ہیبت وحی سے اضطراری تھا اور ورقہ سے بیان کرنا مزید اطمینان و زیادت ایقان کے لیے تھا نہ کہ عدم ایقان کے لیے۔ اور حضرت جبریل کے کئی بار اقرأ کہنے سے باوجود آپ کے عذر کے مقصود یہ نہ تھا کہ جو پہلے سے یاد ہو وہ پڑھیے بلکہ مطلب یہ تھا کہ جو آیندہ کو بتلایا جاوے گا اُس کو پڑھیے جیسا معلم متعلم سے ابجد شروع کرانے کے وقت کہتا ہے کہ ہاں پڑھ بس اس سے تکلیف مالایطاق لازم نہیں آئی اور آپ کا عذر فرمانا یا تو اس وجہ سے ہے کہ آپ کو اس جملہ کے معنی متعین نہ ہوئے ہوں اور یہ امر کوئی خلاف شان نہیں ہے یا باوجود تعیین مراد کے بایں معنی ہے کہ قراءۃ کا استعمال اکثر لکھی ہوئی چیز کو پڑھنے کے معنی میں آتا ہے تو آپ نے بوجہ حرف شناس نہ ہونے کے یہ عذر فرمایا ہو اور حضرت جبریل علیہ السلام کا دبانا بظن غالب واللہ اعلم بحقیقۃ الحال تقویت استعداد تلقی وحی کے ہوگا اور لفظ رب سے اشارہ اس طرف ہے کہ ہم آپ کی کمال تربیت کریں گے اور نبوت کے درجات قصوی پر پہونچا دینگے۔ آگے رب کی صفت ہے یعنی وہ ایسا رب ہے) جس نے (مخلوقات کو) پیدا کیا (اس وصف کی تخصیص میں یہ نکتہ ہے کہ حق تعالیٰ کی نعمتوں میں اول ظہور اس نعمت کا ہوتا ہے تو تذکیر میں اس کا اوروں سے مقدم ہونا مناسب ہے اور نیز خلق دلیل ہے خالق پر اور سب سے اہم اور اقدم معرفت خالق ہے۔ آگے بطور تخصیص بعد تعمیم کے ارشاد ہے کہ) جس نے (سب مخلوقات میں سے بالخصوص) انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا (اس تخصیص بعد تعمیم میں اشارہ ہے کہ نعمت خلق میں بھی عام مخلوقات سے زیادہ انسان پر انعام ہے کہ علقہ سے کہ جماد محض تھا اُسکو کس درجہ تک ترقی دی کہ صورت کیسی بنائی عقل و علم سے کس طرح مشرف فرمایا پس انسان کو زیادہ شکر اور ذکر کرنا چاہیے مقصود اس سے نعمت عامہ کے بعد نعمت خاصہ بنوع صاحب وحی کا یاد دلانا ہے اور تخصیص علق کی شاید اس لیے ہے کہ یہ ایک برزخی حالت ہے کہ اس کے قبل نطفہ اور غذا و عنصر ہے اور اس کے بعد مضغہ اور ترکیب عظام و نفخ روح ہے پس گویا وہ جمیع احوال متقدمہ و متاخرہ کی طرف ناظر اور مشیر ہے۔ آگے اقرأ مذکور کی تاکید ایجاب کے لیے و نیز اثبات مقصودیت قراءۃ کے لیے امر ہے کہ) آپ قرآن پڑھا کیجیے (حاصل یہ کہ امر اول اقرأ باسم ربک سے مقصودیت قید کا شبہہ نہ کیا جاوے بلکہ خود قراءۃ بھی فی نفسہا مقصود ہے کیونکہ تبلیغ کا ذریعہ بھی قرأت ہے اور تبلیغ ہی اصل کام صاحب وحی کا ہے پس اس تکریر و تاکید میں اشعار آپ کی نبوت اور مامور بالتبلیغ ہونے کا بھی ہوگیا اور وہ امر مہم مقصود مقام ہی ہے) اور آگے ایک کلام مستانف میں آپکے عذر مذکور ما انا بقاری کو جو کہ آپنے جبریل علیہ السلام کے اقرأ کہنے کے جواب میں پیش کیا تھا آیندہ کے لیے رفع فرمانے کے وعدہ کی طرف اشارہ ہے کہ)

آپ کا رب بڑا کریم ہے (جو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور وہ ایسا ہے) جس نے (لکھے پڑھوں کو) قلم سے تعلیم دی (اور عموماً و مطلقاً) انسان کو (دوسرے ذرائع سے) اُن چیزوں کی تعلیم دی جن کو وہ نہ جانتا تھا (مطلب یہ کہ اول تو تعلیم کچھ کتابت میں منحصر نہیں دوسرے اسباب سے بھی تعلیم کا وقوع ہو رہا ہے ثانیاً اسباب مؤثر بالذات نہیں مسبب حقیقی و مفیض علوم ہم ہیں پس گو آپ لکھنا نہیں جانتے مگر ہم نے جب آپ کو قرارت کا امر کیا ہے تو ہم دوسرے ذریعہ سے آپ کو قرارت اور حفظ علوم وحی پر قدرت دیدیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا پس ان آیات میں آپ کی نبوت اور اُس کے مقدمات و متممات کا پورا تقرر ہو گیا اور چونکہ صاحب نبوت کی مخالفت غایت درجہ کا قبیح اور شنیع امر ہے اس لیے آیندہ آیات میں جن کا نزول آیات اولی سے ایک مدت کے بعد ہوا ہے آپ کے ایک خاص مخالف یعنی ابوجہل کی بالفاظ عامہ جس سے ہر مخالف کو متناول ہو جاوے مذمت اور ردع ہے جس کا سبب نزول یہ ہے کہ ایکبار ابوجہل نے آپ کو نماز پڑھتے دیکھا کہنے لگا کہ میں آپ کو اس سے بارہا منع کر چکا ہوں آپ نے اُس کو جھڑک دیا تو کہنے لگا کہ مکہ میں سب سے بڑا مجمع میرے ساتھ ہے اور یہ بھی کہا تھا کہ اگر ابکی بار نماز پڑھتے دیکھونگا تو نعوذ باللہ آپ کی گردن پر پاؤں رکھدونگا چنانچہ ایکبار اس قصد سے چلا مگر قریب جا کر رُک گیا اور پیچھے ہٹنے لگا لوگوں نے وجہ پوچھی کہنے لگا مجھکو ایک خندق آگ کی حائل معلوم ہوئی اور اُس میں کچھ پردار چیزیں نظر آئیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ فرشتے تھے اگر اور آگے آتا تو فرشتے اُس کو بوٹی بوٹی کرکے نوچ ڈالتے اسپر یہ آیتیں نازل ہوئیں کذا فی الدر المنثور عن الصحیح وغیرہما من کتب الحدیث جن میں اول کلا سے مذمت ہے اور دوسرے کلا سے ردع ہے اور تیسرا کلا دوسرے کی تاکید ہے پس ارشاد ہے کہ) سچ مچ بیشک (کافر) آدمی حد (آدمیت سے نکل جاتا ہے اس وجہ سے کہ اپنے آپ کو (ابنار جنس سے) مستغنی دیکھتا ہے (کقولہ تعالیٰ ولو بسط اللہ الرزق لعبادہ لبغوا الآیۃ حالانکہ اس استغنار پر طغیان حماقت محضہ ہے کیونکہ کسی کو گو مخلوق سے من وجہٍ استغنار ہو بھی جاوے لیکن حق تعالیٰ سے تو کسی حال میں استغنار نہیں ہو سکتا حتیٰ کہ آخر میں) اے مخاطب (عام) تیرے رب ہی کی طرف سب کا لوٹنا ہوگا (اور اُس وقت بھی مثل حالت حیات کے اُس کی قدرت کے احاطہ میں گھرا ہوگا اور اُس حالت میں جو اُس کو طغیان کی سزا ہوگی اُس سے بھی کہیں نہ بھاگ سکیگا پس ایسا عاجز ایسے قادر سے کب مستغنی ہو سکتا ہے تو زعم استغنار اور اُس بنار پر طغیان سفہ محض ہے آگے بصورت استفہام تعجیب اُس کے بعض طغیان کا بیان ہے یعنی) اے مخاطب (عام) بھلا اُس شخص کا حال تو بتلا جو (ہمارے) ایک (خاص) بندہ کو منع کرتا ہے جب وہ (بندہ) نماز پڑھتا ہے (مطلب یہ کہ اُس شخص کا حال دیکھکر یہ تو بتلا کہ اس سے زیادہ عجیب بات بھی کوئی ہے حاصل یہ کہ نمازی کو نماز سے روکنا نہایت عجیب اور قبیح بات ہے - آگے اسی تعجیب کی تاکید و تقویت کے لیے ایک قید منہی میں اور ایک قید ناہی میں لگا کر مکرراً فرماتے ہیں کہ) اے مخاطب (عام) بھلا یہ تو بتلا کہ اگر وہ بندہ (منہی) ہدایت پر ہو (جو کہ کمال لازمی ہے) یا وہ (دوسروں کو بھی) تقویٰ کی تعلیم دیتا ہو (یہ بطور منع خلو کے ہے اور شاید کلمہ تردید لانے سے اشارہ اس طرف ہو کہ اگر ان میں سے ایک صفت بھی ہوتی تب بھی مذمت ناہی کے لیے کافی تھی چہ جائیکہ دونوں ہوں اور) اے مخاطب (عام) بھلا یہ تو بتلا کہ اگر وہ شخص (ناہی دین حق کو) جھٹلاتا ہو اور (حق سے) روگردانی کرتا ہو (یعنی نہ عقیدہ رکھتا ہو اور نہ عمل یعنی اول تو یہ دیکھو کہ نماز سے منع کرنا کتنا بُرا ہے پھر بالخصوص یہ دیکھو کہ جب منہی مہتدی کامل ہو اور ناہی ضال کامل ہو اور پھر منع کیا جاوے تو کتنی عجیب بات ہے وجہ اصل عجب کی یہ ہے کہ نماز فعل حسن ہے قابل نہی کے نہیں اور وجہ زیادت عجب کی یہ ہے کہ مہتدی کامل کی نماز زیادہ حسن ہوگی اور ضال کامل کی نہی زیادہ قبیح ہوگی خصوصاً جب کہ وہ نہی ایسے فعل سے ہو کہ غایت درجہ کا حسن ہو تو وہ قبح اور شدید ہوگا آگے اس نہی پر اُس کو وعید ہے یعنی) کیا اس شخص کو یہ خبر نہیں کہ اللہ تعالیٰ (اس کے طغیان اور افعال ناشی عن الطغیان کو) دیکھ رہا ہے (اور اسپر سزا دیگا - آگے اس نہی پر ردع ہے یعنی اس کو) ہرگز (ایسا) نہیں (کرنا چاہیے اور) اگر یہ شخص (اپنی اس حرکت سے) باز نہ آویگا تو ہم (اُس کو) چوٹی پکڑ کر جو کہ دروغ اور خطا میں آلودہ چوٹی ہے (جہنم کی طرف) گھسیٹیں گے (ناصیہ کو کاذبہ خاطئہ مجازاً فرمایا اور اُس کو جو اپنے مجمع پر گھمنڈ ہے اور ہمارے پیغمبر کو دھمکاتا ہے) سو یہ اپنے ہم جلسہ لوگوں کو بلا لے (اگر اس نے ایسا کیا تو) ہم بھی دوزخ کے پیادوں کو بلا لیں گے (چونکہ یہ بلانا اُس کے بلانے پر مشروط تھا شرط نہ پائے جانے سے مشروط نہیں پایا گیا آگے پھر زیادہ زجر کے لیے اُس کو ردع ہے کہ اُس کو) ہرگز (ایسا) نہیں (کرنا چاہیے مگر) آپ (اس نالائق کی ان حرکتوں کی کچھ پروا نہ کیجیے اور) اس کا کہنا نہ مانیے (جیسا اب تک بھی نہیں مانا) اور (بدستور) نماز پڑھتے رہیے اور (خدا کا) قرب حاصل کرتے رہیے (اس میں ایک لطیف وعدہ ہے کہ حق تعالیٰ آپ کو ان لوگوں کے ضرر سے محفوظ رکھیگا کیونکہ نماز سے قرب ہوتا ہے اور قرب موجب عصمت ہے الا لحکمۃ خاصۃ بس ایسے امور کی طرف ذرا التفات نہ کیجیے اپنے کام میں لگے رہیے) ف سورت میں جس نہی عن الصلوٰۃ کی مذمت ہے وہ وہ ہے جو مبغوضیت صلوٰۃ کی وجہ سے ہو ورنہ مقتضی شرعی سے نہی کرنا جائز بلکہ کہیں واجب بھی ہے جیسے اوقات مکروہہ میں منع کرنا کہ واجب ہے یا شوہر بی بی کو اور آقا غلام کو نوافل سے روکے کہ یہ جائز ہے -

سورۃ القدر مختلف فیہا وآیہا خمس کذا فی البیضاوی

سورة القدر مكية | بسم الله الرحمن الرحيم | وهي خمس آيات

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ۝ تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ

بے شک ہم نے قرآن کو شب قدر میں اتارا ہے اور آپ کو کچھ معلوم ہے کہ شب قدر کیسی چیز ہے شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے اس رات میں فرشتے

وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمْرٍ ۝ سَلَامٌ هِيَ حَتَّىٰ مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝

اور روح القدس اپنے پروردگار کے حکم سے ہر امر خیر کو لیکر اترتے ہیں۔ سراپا سلام ہے وہ شب طلوع فجر تک رہتی ہے

ع ۱ ثلثة ارباع ۲۲

ربط ماقبلی کی تمہید میں جن مہمات کا ذکر ہوا ہے منجملہ ان کے حقانیت اور عظمت قرآن کی ہے اس سورت میں اس کا بیان ہے۔

حقیقت و عظمت قرآن

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ۝ تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمْرٍ ۝ سَلَامٌ هِيَ حَتَّىٰ مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝ بیشک ہم نے قرآن کو شب قدر میں اتارا ہے (پس حق بھی ہے کہ ہمارا اتارا ہوا ہے اور اسباب خارجیہ سے بھی اس میں عظمت ہے کہ ایسا زمانہ عظیم میں اترا ہے اور تحقیق شب قدر میں نازل ہونے کی شروع سورۂ دخان میں گذری ہے) اور (زیادت تشویق کے لیے فرماتے ہیں کہ) آپ کو کچھ معلوم ہے کہ شب قدر کیسی چیز ہے (آگے جواب ہے کہ) شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے (یعنی ہزار مہینہ تک عبادت کرنے کا جسقدر ثواب ہے اس سے زیادہ شب قدر میں عبادت کرنے کا ثواب ہے کذا فی الخازن اور وہ رات ایسی ہے کہ) اس رات میں فرشتے اور روح القدس (یعنی جبریل علیہ السلام) اپنے پروردگار کے حکم سے ہر امر خیر کو لیکر (زمین کی طرف) اترتے ہیں (اور وہ شب) سراپا سلام ہے (جیسا حدیث بیہقی میں حضرت انس رضی سے مرفوعاً مروی ہے کہ شب قدر میں جبریل علیہ السلام فرشتوں کے ایک گروہ میں آتے ہیں اور جس شخص کو قیام و قعود و ذکر میں مشغول دیکھتے ہیں اس پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں یعنی اسکے لیے دعائے رحمت کرتے ہیں اور خازن نے ابن الجوزی سے اس روایت میں یسلمون بھی بڑھایا ہے یعنی سلامتی کی دعا کرتے ہیں اور یصلون کا حاصل بھی یہی ہے کیونکہ رحمت و سلامتی میں تلازم ہے اسی کو قرآن میں سلام فرمایا ہے اور امر خیر سے مراد یہی ہے اور نیز روایات میں اس میں توبہ کا قبول ہونا ابواب سماء کا مفتوح ہونا اور ہر مؤمن پر ملائکہ کا سلام کرنا آیا ہے کذا فی الدر المنثور۔ اور ان امور کا بواسطہ ملائکہ کے ہونا اور موجب سلامت ہونا ظاہر ہے اور یا امر سے مراد وہ ہو جس کو سورۂ دخان میں امر حکیم فرمایا ہے اور وہ امور مقدر کیے جاتے ہیں اور ان امور کے لیے نزول بغرض تعیین الفاظ ان امور کے لیے ہو۔ نقلاً فی الروح عن عصام اور) وہ شب (اسی صفت و برکت کے ساتھ) طلوع فجر تک رہتی ہے (یہ نہیں کہ اس شب کے کسی حصۂ خاص میں یہ برکت ہو اور کسی میں نہ ہو) ف قدر کے معنی تعظیم کے ہیں چونکہ اس شب میں عظمت اور شرف ہے اس لیے اس کو شب قدر کہتے ہیں۔ اور تخصیص ہزار مہینے کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض عابدان بنی اسرائیل کا ذکر کیا تھا جنہوں نے ہزار مہینے یا ایک روایت میں اسی برس عبادت کی تھی صحابہ کو تعجب ہوا اس پر یہ سورت نازل ہوئی کذا فی الدر المنثور عن مجاہد و علی بن عروۃ اور اسی برس تقریباً ہزار مہینے ہوتے ہیں بحذف کسر۔ اور اس مقام پر دو اشکال ہیں ایک یہ کہ ہزار مہینے میں بھی شب قدر ضرور ہوگی کیونکہ وہ ہر سال میں ہوتی ہے اور آیت قرآنیہ کے موافق وہ بھی ہزار مہینے سے افضل ہوگی و ہکذا پس اس سے لا متناہی مقدار کی لازم آتی ہے جواب بے تکلف یہ ہے کہ ان ہزار مہینوں میں جو لیالی قدر ہوں ان میں مضاعفت نہ ہونا ملحوظ ہے پس وہ ہزار مہینے سے افضل نہ ہوگی اس لیے تسلسل لازم نہیں آیا۔ پس حاصل یہ ہوا کہ جن الف شہر میں مضاعفت نہ ہو الخ اور یہی جواب ہے ان احادیث میں کہ سورۂ یٰس پڑھنا برابر دس قرآن کے ہے یا تین بار قل ہو اللہ پڑھنا برابر ایک قرآن کے ہے و مثل ذلک۔ اور دوسرا اشکال یہ ہے کہ اختلاف مطالع و مغارب کی وجہ سے شب قدر کا ہر جگہ جدا ہونا لازم آتا ہے جواب یہ ہے کہ اس میں کوئی محذور لازم نہیں آتا کہ یہ برکات کسی کو کسی وقت میں ملیں اور کسی کو کسی وقت میں۔ اسی طرح نزول ملائکہ کا ہر جگہ مختلف وقت میں ہو

ملحقات الترجمة

لہ قولہ ای ہی حتی ای صفت الخ اشارۃ الی جواب الی سوانہ ما فائدۃ تلک الغایۃ لان کل لیلۃ تکون کذلک و الجواب ظاہر ۱۲

اللغات مطلع مصدر میمی ۱۲

النحو من کل امر متعلق بتنزل من بمعنی الباء کما فی الخازن ای بکل امر من الخیر والبرکۃ قولہ سلام خبر لمبتدأ محذوف ای ہی ۱۲

البلاغۃ سلام حمل المصدر علیہ مبالغۃ ۱۲ ابہام آن کہ ۱۲

نکتۃ قولہ الف شہر المراد عندی انہ مدۃ متطاولۃ و عبر عنہا بالف شہر لان العرب فیما بینہم منتہی عدد ہم الالف من العدد فعد بالاشہر دون السنین لان الحساب عندہم بالقمر و ہو دائر فی کل شہر لا بالشمس التی تدور فی السنۃ فصار حاصل المعنی ان الزمان التی تسمیہ الکثرۃ کخیریۃ اللیلۃ افضل منہ بکثیر لا بدل علیہ غیرہ نکتۃ تخصیص سیأتی و اما نکتۃ التخصیص واتی

سورۃ البینۃ مدنیۃ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ | وھی ثمان اٰیات

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ مُنْفَكِّيْنَ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ○ رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْا صُحُفًا

جو لوگ اہل کتاب اور مشرکوں میں سے کافر تھے — وہ باز آنے والے نہ تھے — جب تک کہ ان کے پاس واضح دلیل نہ آتی — ایک اللہ کا رسول — جو پاک صحیفے

مُّطَهَّرَةً ○ فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ○ وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ ○ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا

پڑھ کر سناوے — جن میں درست مضامین لکھے ہوں — اور جو لوگ اہل کتاب تھے — وہ اس واضح دلیل کے آئے ہی کے بعد مختلف ہوگئے — حالانکہ ان لوگوں کو یہی حکم ہوا تھا

لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۙ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ○ اِنَّ

کہ اللہ کی اس طرح عبادت کریں کہ عبادت کو اسی کے لیے خالص رکھیں — یکسو ہو کر اور نماز کی پابندی رکھیں — اور زکوٰۃ دیا کریں — اور یہی طریقہ ہے ان درست مضامین کا — جو

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ○ اِنَّ الَّذِيْنَ

لوگ اہل کتاب اور مشرکین میں سے کافر ہوئے — وہ آتش دوزخ میں جاویں گے جہاں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے — یہ لوگ بدترین خلائق ہیں — بے شک جو لوگ

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ○ جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیے — وہ لوگ بہترین خلائق ہیں — ان کا صلہ ان کے پروردگار کے نزدیک ہمیشہ رہنے کی بہشتیں ہیں — جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی

خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ ○ ع

جہاں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے — اللہ تعالیٰ ان سے خوش رہیگا اور وہ اللہ سے خوش رہیں گے — یہ اس شخص کے لیے ہے جو اپنے رب سے ڈرتا ہے

سورۃ لم یکن مختلف فیہا وآیہا ثمان کذا فی البیضاوی

ربط: والضحیٰ کی تمہید میں جن مہمات کا ذکر ہوا ہے منجملہ ان کے مسئلہ رسالت اور اس کے مصدقین ومکذبین کی مجازاۃ ہے اس سورت میں اس کا بیان ہے۔

اثبات رسالت ومجازاۃ مصدق ومکذب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ مُنْفَكِّيْنَ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ۙ رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ۙ فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ۭ وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ ۭ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۙ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۭ جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ ۧ جو لوگ اہل کتاب اور مشرکوں میں سے (قبل بعثت نبویہ) کافر تھے وہ (اپنے کفر سے ہرگز) باز آنے والے نہ تھے جب تک کہ ان کے پاس واضح دلیل نہ آتی (یعنی) ایک اللہ کا رسول جو ان کو پاک صحیفے پڑھ کر سناوے جنمیں درست مضامین لکھے ہوں (مراد قرآن ہے مطلب یہ ہے کہ ان کفار کا کفر ایسا شدید تھا اور ایسے جہل میں مبتلا تھے کہ بدون رسول عظیم اور وحی عظیم کے ان کی راہ پر آنے کی کوئی توقع نہ تھی اسلئے اللہ تعالیٰ نے حجت کے اتمام و الزام ہونیکے لیے آپکو قرآن دیکر مبعوث فرمایا) اور (اسکا مقتضا یہ تھا کہ اسکو غنیمت سمجھتے اور سب ایمان لے آتے مگر) جو لوگ اہل کتاب تھے (اور غیر اہل کتاب تو بدرجہ اولیٰ) وہ اس واضح دلیل کے آئے ہی کے بعد (دین میں) مختلف ہوگئے (یعنی دین حق سے بھی اختلاف کیا اور باہمی اختلافات جو پہلے سے تھے انکو بھی دین حق کا اتباع کرکے دور نہ کیا اور مشرکین کو بدرجہ اولیٰ اسلیے کہا کہ ان کے پاس تو پہلے سے بھی کوئی علم سماوی نہ تھا اور قرآن کو صحف اور اس کے مضامین کو کتب فرمانا باعتبار بالقوہ کے ہے حاصل یہ کہ ایسے رسول اور ایسی کتاب عظیم الشان کا آنا مقتضی تھا اجماع علی الدین الحق کو مگر ان لوگوں نے سبب اجماع کو سبب التفرق بنالیا) حالانکہ ان لوگوں کو (کتب سابقہ میں) یہی حکم ہوا تھا کہ اللہ کی اس طرح عبادت کریں کہ عبادت کو اسی کے لیے خالص رکھیں (ادیان باطلہ شرکیہ سے) یکسو ہو کر اور نماز کی پابندی رکھیں اور زکوٰۃ دیا کریں اور یہی طریقہ ہے ان درست مضامین (مذکورہ) کا (بتلایا ہوا حاصل تقریر یہ

ملحقات الترجمۃ

ا۵ قولہ نہ تھے بدون اشارۃ الی ان ہذہ الغایۃ لاتقتضی نقض الحکم المذکور فیما بعد الغایۃ بل امتداد الحکم الی الغایۃ ومابعد الغایۃ فی حکم المسکوت عنہ کما فی قولہ لاتحل لہ من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ ظاہر ان النکاح بدون الطلاق لایثبت الحل فالمقصود بیان بعد الغایۃ شرطا لتقیید الحکم لاعلۃ فافہم فانحل الاشکال الذی ذکرہ للمفسرین فی ہذہ الآیۃ من ایہام التعارض المبنی علی ظاہر معنی الغایۃ فافہم فانہ من المواہب ۱۲

ع ۸ ۲۳

سورۃ الزلزال مدنیۃ | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝ | وھی ثمان اٰیات

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

اِذَا زُلۡزِلَتِ الۡاَرۡضُ زِلۡزَالَہَا ۝ وَ اَخۡرَجَتِ الۡاَرۡضُ اَثۡقَالَہَا ۝ وَ قَالَ الۡاِنۡسَانُ مَا لَہَا ۝ یَوۡمَئِذٍ تُحَدِّثُ

جب زمین اپنی سخت جنبش سے ہلائی جاوے گی اور زمین اپنے بوجھ باہر نکال پھینکے گی اور آدمی کہیگا کہ اس کو کیا ہوا اس روز زمین اپنی سب خبریں

اَخۡبَارَہَا ۝ بِاَنَّ رَبَّکَ اَوۡحٰی لَہَا ۝ یَوۡمَئِذٍ یَّصۡدُرُ النَّاسُ اَشۡتَاتًا ۬ۙ لِّیُرَوۡا اَعۡمَالَہُمۡ ۝ فَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ

بیان کرنے لگے گی اس سبب سے کہ آپکے رب کا اس کو یہی حکم ہوگا اس روز لوگ مختلف جماعتیں ہوکر واپس ہوں گے تاکہ اپنے اعمال کو دیکھ لیں سو جو شخص ذرہ برابر

ذَرَّۃٍ خَیۡرًا یَّرَہٗ ۝ وَ مَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ ۝

نیکی کرے گا وہ اس کو دیکھ لیگا اور جو شخص ذرہ برابر بدی کریگا وہ اس کو دیکھ لیگا

ع ۸ / ۲۴

کہ ان اہل کتاب کو اُن کی کتابوں میں یہ حکم ہوا تھا کما قال تعالیٰ ولقد اخذ اللہ میثاق بنی اسرائیل وبعثنا منھم اثنی عشر نقیبا وقال اللہ انی معکم لئن اقمتم الصلوٰۃ واٰتیتم الزکوٰۃ واٰمنتم برسلی الخ چنانچہ اٰمنتم برسلی اخلاص دین اور حنیفیت کو شامل ہے جس میں ایمان بالقرآن و بالرسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی داخل ہے غرض یہ کہ اُن کتابوں میں یہ احکام تھے اور یہی تعلیم ہے قرآن کی جس کو اوپر کتب قیمہ سے تعبیر فرمایا ہے پس اس قرآن کے نہ ماننے سے خود اپنی کتب کی مخالفت بھی لازم آتی ہے یہ تو الزام اہل کتاب کو ہوا اور مشرکین گو پہلی کتب کو نہیں مانتے مگر ابراہیم علیہ السلام کا حنیف یعنی طاہر عن الشرک وغیرہ ہونا اور اُن کے طریقہ کی صحت وحقانیت کا ان کے نزدیک مسلم ہونا اور کتب قیمہ یعنی قرآن کا اُس طریقہ کے ساتھ متوافق ہونا اُن پر حجت مذکورہ کے لازم ہونے کے لیے کافی ہے اور مراد ان متفرقین ومخالفین سے بعض وہ کفار ہیں جو ایمان نہ لائے تھے اور قرینہ مقابلہ سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ جن لوگوں نے تفرق اور خلاف نہیں کیا وہ اہل ایمان ہیں۔ آگے بیان عمل کے بعد تصریحًا کفار کی دونوں قسموں یعنی اہل کتاب ومشرکین کی اور مؤمنین کی بھی مجازاۃ علی الاعمال کا مضمون (ارشاد فرماتے ہیں یعنی) بیشک جو لوگ اہل کتاب اور مشرکین میں سے کافر ہوتے وہ آتش دوزخ میں جاوینگے جہاں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے (اور) یہ لوگ بدترین خلائق ہیں (اور) بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیے وہ لوگ بہترین خلائق ہیں ان کا صلہ ان کے پروردگار کے نزدیک ہمیشہ رہنے کی بہشتیں ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہونگی جہاں ہمیشہ ہمیشہ رہینگے (اور) اللہ تعالیٰ اُن سے خوش رہیگا اور وہ اللہ سے خوش رہیں گے (یعنی نہ اُن سے کوئی معصیت ہوگی اور نہ اُن کو کوئی امر مکروہ پیش آویگا جس سے احتمال عدم رضا کا جانبین سے ہو اور) یہ (جنت اور رضا) اُس شخص کے لیے ہے جو اپنے رب سے ڈرتا ہے (جس پر ایمان وعمل صالح مرتب ہوتا ہے جس کو اوپر مدار دخول جنت وحصول رضا فرمایا ہے اف خیر البریہ اور شر البریہ میں سہل تر یہ ہے کہ بریہ سے مراد اکثر بریہ ہو اور مقصود اصلی اس سے ان کا خیریت اور شریت میں کامل فی نفسہ ہونا ہے نہ کہ نفی دوسروں کے عدم تساوی کی پس ان کفار کا ابلیس سے بدتر ہونا یا جمیع مؤمنین کا جمیع ملائکہ سے افضل ہونا لازم نہیں آتا ہے +

سورۃ الزلزلۃ مختلف فیہا وآیہا تسع کذا فی البیضاوی

ربط والضحیٰ کی تمہید میں جن مہمات کا ذکر ہوا ہے منجملہ ان کے اعتقاد وقوع ومجازاۃ قیامت کا ہے اس سورت میں اُس کا بیان ہے +

واقعات قیامت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِذَا زُلۡزِلَتِ الۡاَرۡضُ زِلۡزَالَہَا ۝ وَ اَخۡرَجَتِ الۡاَرۡضُ اَثۡقَالَہَا ۝ وَ قَالَ الۡاِنۡسَانُ مَا لَہَا ۝ یَوۡمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخۡبَارَہَا ۝ بِاَنَّ رَبَّکَ اَوۡحٰی لَہَا ۝ یَوۡمَئِذٍ یَّصۡدُرُ النَّاسُ اَشۡتَاتًا ۬ۙ لِّیُرَوۡا اَعۡمَالَہُمۡ ۝ فَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ خَیۡرًا یَّرَہٗ ۝ وَ مَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ ۝ جب زمین اپنی سخت جنبش سے ہلائی جاوے گی اور زمین اپنے بوجھ باہر نکال پھینکے گی (مراد بوجھ سے دفینے اور مردے ہیں اور گو بعض روایات سے قبل قیامت بھی دفینوں کا زمین سے باہر آجانا معلوم ہوتا ہے لیکن ممکن ہے کہ قیامت سے پہلے جو دفینے باہر نکل آئے تھے پھر مرور زمان سے ان پر مٹی آگئی ہو اور روز قیامت

اللغات	النحو	البلاغۃ
الصدر الرجوع کذا فی القاموس ۱۲	قولہ اذا زلزلت ویبدل منہ یومئذ یتعلقان بتحدث ۱۲	زلزالہا الاضافۃ للعہد وہو الزلزال الواقع الشدید العجیب ۱۲

سورۃ العٰدیٰت مکیّۃ | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | وھی احدی عشرۃ اٰیۃ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

وَ الۡعٰدِیٰتِ ضَبۡحًا ۙ﴿۱﴾ فَالۡمُوۡرِیٰتِ قَدۡحًا ۙ﴿۲﴾ فَالۡمُغِیۡرٰتِ صُبۡحًا ۙ﴿۳﴾ فَاَثَرۡنَ بِہٖ نَقۡعًا ۙ﴿۴﴾ فَوَسَطۡنَ بِہٖ جَمۡعًا ۙ﴿۵﴾ اِنَّ

قسم ہے اُن گھوڑوں کی جو ہانپتے ہوئے دوڑتے ہیں پھر ٹاپ مارکر آگ جھاڑتے ہیں۔ پھر صبح کے وقت تاخت تاراج کرتے ہیں پھر اُس وقت غبار اُڑاتے ہیں پھر اُس وقت جماعت میں جا گھستے ہیں بے شک

الۡاِنۡسَانَ لِرَبِّہٖ لَکَنُوۡدٌ ۚ﴿۶﴾ وَ اِنَّہٗ عَلٰی ذٰلِکَ لَشَہِیۡدٌ ۚ﴿۷﴾ وَ اِنَّہٗ لِحُبِّ الۡخَیۡرِ لَشَدِیۡدٌ ؕ﴿۸﴾ اَفَلَا یَعۡلَمُ اِذَا بُعۡثِرَ مَا فِی الۡقُبُوۡرِ ۙ﴿۹﴾

آدمی اپنے پروردگار کا بڑا ناشکرا ہے اور اُس کو خود بھی اس کی خبر ہے اور وہ مال کی محبت میں بڑا مضبوط ہے کیا اُسکو وہ وقت معلوم نہیں جب زندہ کیے جاویں گے جتنے مُردے قبروں میں ہیں

وَ حُصِّلَ مَا فِی الصُّدُوۡرِ ﴿ۙ۱۰﴾ اِنَّ رَبَّہُمۡ بِہِمۡ یَوۡمَئِذٍ لَّخَبِیۡرٌ ﴿۱۱﴾

اور آشکارا ہو جاویگا جو کچھ دلوں میں ہے بے شک اُن کا پروردگار اُن کے حال سے اُس روز پورا آگاہ ہے

ع ۱۱ / ۲۵

میں پھر نکلیں۔ اور یہاں زلزلہ سے نفخۂ ثانیہ کے وقت کا زلزلہ مراد ہے اور اس زلزلہ سے پہاڑ وغیرہ سب گر کر زمین کی برابر ہو جاویں گے تاکہ میدان محشر بالکل ہموار اور صاف ہو جاوے کقولہ تعالیٰ اذا دکت الارض دکا دکا الآیۃ اور دفائن باہر آنے میں شاید یہ حکمت ہو کہ محبان اموال اُس کا بیکار رہنا دیکھ لیں) اور (اس حالت کو دیکھ کر کافر) آدمی کہے گا کہ اس کو کیا ہوا (یہ خلاف معتاد وخلاف گمان زلزلہ واخراج اثقال کیسے ہونے لگا وجہ اس کہنے کی یہ ہے کہ یہ قیامت کا اور اُس کے واقعات کا پہلے سے منکر تھا اب ان واقعات کو دیکھ کر حیرت کرنے لگے گا) اُس روز زمین اپنی سب (اچھی بُری) خبریں بیان کرنے لگے گی اس سبب سے کہ آپ کے رب کا اُس کو یہی حکم ہوگا (ترمذی وغیرہ میں اس کی تفسیر میں حدیث مرفوع آئی ہے کہ جس شخص نے روئے زمین پر جیسا عمل کیا ہوگا بھلا یا بُرا زمین سب کہدیگی بطور شہادت عند اللہ کے) اُس روز لوگ مختلف جماعتیں ہو کر (موقف حساب سے) واپس ہونگے (یعنی وہاں کے حساب سے جو فارغ ہو کر لوٹیں گے تو کچھ جماعتیں جنتی اور کچھ دوزخی قرار پاکر جنت اور دوزخ کی طرف چلے جاوینگے) تاکہ اپنے اعمال (کے ثمرات) کو دیکھ لیں سو جو شخص (دُنیا میں) ذرہ برابر نیکی کریگا وہ (وہاں) اُسکو دیکھ لیگا اور جو شخص ذرہ برابر بدی کریگا وہ (وہاں) اُسکو دیکھ لیگا (بشرطیکہ اُس وقت تک وہ خیر اور شر باقی رہی ہو ورنہ اگر کفر سے وہ خیر فنا ہو چکی ہو یا توبہ وایمان سے وہ شر زائل ہو چکا ہو وہ اسمیں داخل ہی نہیں کیونکہ وہ خیر خیر نہ رہی اور وہ شر شر نہ رہا جب مدار حکم نہ رہا حکم بھی ثابت نہ ہوگا)۔

سورۃ والعٰدیٰت مختلف فیہا وآیاتہا احدی عشر کذا فی البیضاوی

ربط والضحیٰ کی تمہید میں جن جہات کا ذکر ہوا ہے منجملہ اُن کے اعمال قبیحہ سے بچنا ہے اس سورت میں اُس کی مذمت اور اُس پر جزاء کا ترتب مذکور ہے۔

ذم بعض اُسس القبائح

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
وَ الۡعٰدِیٰتِ ضَبۡحًا ۙ فَالۡمُوۡرِیٰتِ قَدۡحًا ۙ فَالۡمُغِیۡرٰتِ صُبۡحًا ۙ فَاَثَرۡنَ بِہٖ نَقۡعًا ۙ فَوَسَطۡنَ بِہٖ جَمۡعًا ۙ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لِرَبِّہٖ لَکَنُوۡدٌ ۚ وَ اِنَّہٗ عَلٰی ذٰلِکَ لَشَہِیۡدٌ ۚ وَ اِنَّہٗ لِحُبِّ الۡخَیۡرِ لَشَدِیۡدٌ ؕ اَفَلَا یَعۡلَمُ اِذَا بُعۡثِرَ مَا فِی الۡقُبُوۡرِ ۙ وَ حُصِّلَ مَا فِی الصُّدُوۡرِ ۙ اِنَّ رَبَّہُمۡ بِہِمۡ یَوۡمَئِذٍ لَّخَبِیۡرٌ ؓ قسم ہے اُن

گھوڑوں کی جو ہانپتے ہوئے دوڑتے ہیں پھر (پتھر پر) ٹاپ مارکر آگ جھاڑتے ہیں پھر صبح کے وقت تاخت تاراج کرتے ہیں پھر اُس وقت غبار اُڑاتے ہیں پھر اُس وقت (دشمنوں کی) جماعت میں جا گھستے ہیں (مراد اس سے لڑائی کے گھوڑے ہیں جہاد ہو یا غیر جہاد اور عرب کو اس وجہ سے کہ وہ اہل رزم تھے ان قسموں سے نہایت مناسبت ہے ہانپنا دوڑنے کے وقت ظاہر ہے اور نعل آہنی پتھریلی زمین پر لگنے سے آگ کا جھڑنا بھی ظاہر ہے اور عرب میں اکثر عادت دشمنوں پر صبح کے وقت تاخت کرنیکی تھی تاکہ رات کے وقت جانے میں دشمن کو خبر نہ ہو صبح کو دفعۃً جا پڑیں

اللغات العادیات اصلہ العادوات من العدو ای تجری بسرعۃ نحو العدو وضبحا صوت لانفاس عند العدو الموریات لایراء اخراج النار قدحا ہو الضرب بالصک فاثرن من الاثارۃ وہو التہییج وتحریک الغبار الاصل اثورن نقعا غبارا وسطن توسطن جمعا من جموع الاعداء کنود کفور بعثر بعث حصل میز الشیء من غیرہ ۱۲ النحو ضبحا مصدر منصوب بفعلہ المحذوف ای تضبح ضبحا والجملۃ فی موضع الحال قدحا انتصابہ کانتصاب ضبحا صبحا

نصب علی الظرفیۃ بہ ای بالصبح فاثرن عطف علی الاسم قبلہ لانہ اسم فاعل فی معنی الفعل ۱۲ البلاغۃ قولہ فاثرن الحکمۃ فی عطفہا فعلا علی اسم فاعل تصویر ہذہ الافعال فی النفس فان التصویر یحصل بایراد الفعل بعد الاسم لما بینہما من التخالف وہو ابلغ من التصویر بالاسماء المتناسقۃ وخص ہذا المقام بان تلک العداوۃ المدلولۃ باسم الفاعل تحت ہاتین الفعلین المدلولتین بالفعل قولہ اذا بعثر مفعول بہ یعلم ای لا یعلم ذلک الوقت وکان تقدیرہ افلا یعلم الآن ما لہ اذا بعثر [illegible]

سورة القارعة مكية | بسم الله الرحمن الرحيم | وهي احدى عشرة اية

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

اَلْقَارِعَةُ ۝ مَا الْقَارِعَةُ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ ۝ يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ۝ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ

وہ کھڑکھڑانے والی چیز کیسی کچھ ہے وہ کھڑکھڑانے والی چیز — اور آپکو کچھ معلوم ہے — کیسی کچھ ہے وہ کھڑکھڑانے والی چیز — جس روز آدمی پریشان پروانوں کی طرح ہوجاویں گے — اور پہاڑ دھنکی ہوئی

كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ۝ فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝ فَاُمُّهٗ

رنگین اُون کی طرح ہوجاویں گے — پھر جس شخص کا پلہ بھاری ہوگا — وہ تو خاطر خواہ آرام میں ہوگا — اور جس شخص کا پلہ ہلکا ہوگا — اُس کا ٹھکانا

هَاوِيَةٌ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا هِيَهْ ۝ نَارٌ حَامِيَةٌ ۝

ہاویہ ہوگا — اور آپ کو کچھ معلوم ہے کہ وہ کیا چیز ہے — ایک دہکتی ہوئی آگ ہے

اور رات کو حملہ نہ کرنے میں اظہار شجاعت سمجھتے تھے اور غبار کا اُڑنا ہر چند کہ ہر وقت ہوتا ہے مگر اُس کو مقید کرنا صبح کے ساتھ اشارہ ہے شدت اسراع کی طرف کہ ٹھنڈے وقت کہ غبار دبا ہوا ہوتا ہے اُن کے دوڑنے سے اُس وقت بھی غبار اُڑتا ہے اس قید صبح کے اعتبار سے ہی اس کا ترتب مغیرات پر صحیح ہوگیا ورنہ اثارۂ نقع دوسرے اوقات میں بھی ہوا کرتا ہے لیکن قید کے بعد ترتب ظاہر ہے کیونکہ اغارت فی الصبح کے بعد جو اثارت نقع ہوگا وہ صبح ہی کے وقت ہوگا۔ اور وسطن بہ میں قید صبح کی واقعی ہے کیونکہ اغارت صبح کے وقت ہوتی تھی۔ آگے جواب قسم ہے کہ) بیشک (کافر) آدمی اپنے پروردگار کا بڑا ناشکرا ہے اور اُس کو خود بھی اس کی خبر ہے (کبھی اول ہی وہلہ میں کبھی بعد تامل) اور وہ مال کی محبت میں بڑا مضبوط ہے (یہ بمنزلہ علت کنودیت کے ہے جیسا ظاہر ہے اور مناسبت قسم اور جواب قسم میں یہ ہے کہ جنگ وجدل کا سبب ایک فریق کی کنودیت ہوتی ہے خواہ عمداً یا خطأً۔ آگے اس کنودیت وحب مال پر وعید ہے یعنی) کیا اُس کو وہ وقت معلوم نہیں جب زندہ کیے جاویں گے جتنے مُردے قبروں میں ہیں اور آشکارا ہو جاویگا جو کچھ دلوں میں ہے بیشک اُن کا پروردگار اُنکے حال سے اُس روز پورا آگاہ ہے (اور مناسب جزا دیگا۔ حاصل یہ کہ اگر اُس وقت کی پوری خبر ہوتی جبکہ کنودیت وحب مال کی جزا ملیگی تو اپنے قبائح سے باز آجاتا) +

سورة القارعة مكية وايها عشر كذا في البيضاوي

ربط والضحیٰ کی تمہید میں جن مہمات کا ذکر ہوا ہے ایک اُن میں سے اعتقاد مجازاۃ کا ہے اس سورت میں اُس کا بیان ہے +

مجازاۃ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْقَارِعَةُ ۝ مَا الْقَارِعَةُ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ ۝ يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ۝ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ۝ فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا هِيَهْ ۝ نَارٌ حَامِيَةٌ ۝ وہ کھڑکھڑانے والی چیز کیسی کچھ ہے وہ کھڑکھڑانے والی چیز اور آپکو کچھ معلوم ہے کیسی کچھ ہے وہ کھڑکھڑانے والی چیز (مراد قیامت ہے کہ قلوب کو فزع سے اور اسماع کو صوت شدید سے کھڑکھڑا دیگی اور اُس کا کھڑکھڑانا اُس روز ہوگا) جس روز آدمی پریشان پروانوں کی طرح ہو جاوینگے (وجہ تشبیہ ضعف وکثرت وبیتابی ہے گو بعض کو بیتابی نہ ہوگی مگر ضعف اور کثرت عام سب کے لیے ہے) اور پہاڑ دھنکی ہوئی رنگین اُون کی طرح ہو جاوینگے (وجہ تشبیہ متفرق ہو کر اُڑتا ہے) پھر (وزن اعمال کے بعد) جس شخص کا پلہ (ایمان کا) بھاری ہوگا (یعنی وہ مؤمن ہوگا) وہ تو خاطر خواہ آرام میں ہوگا (یعنی ناجی ہوگا) اور جس شخص کا پلہ (ایمان کا) ہلکا ہوگا (یعنی وہ کافر ہوگا) اُس کا ٹھکانا ہاویہ ہوگا اور آپکو کچھ معلوم ہے کہ وہ (ہاویہ) کیا چیز ہے (وہ) ایک دہکتی ہوئی آگ ہے ف ثقلت موازینہ وخفت موازینہ کی تحقیق شروع سورۂ اعراف میں گذر چکی ہے +

سورة التكاثر مختلف فيها وايها ثمان كذا في البيضاوي

ربط والضحیٰ کی تمہید میں جن مہمات کا ذکر ہے ایک اُن میں سے غفلت عن الآخرت کا ترک کرنا ہے اس سورت میں اس کا بیان ہے ۔

ذم غفلت عن الآخرة

النحو

يوم يكون عامله تقرع الدال عليه القارعة الفراش جمع فراشة التي تهافت في السراج كذا في القاموس المنفوش المفرق بالاصابع

ام ہا الاصل ماوی هاويه اطلق عليها الغاية عمقها وبعد مهواها ١٢

البلاغة راضية بمعنى مرضية او ناظر صاحبها ١٢

سورة التکاثر مکیة | بسم الله الرحمن الرحیم | وھی ثمان آیات

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۙ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ؕ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ؕ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ ؕ

فخر کرنا تم کو غافل کیے رکھتا ہے یہاں تک کہ تم قبرستانوں میں پہونچ جاتے ہو۔ ہرگز نہیں تم کو بہت جلد معلوم ہو جاوے گا۔ پھر ہرگز نہیں تم کو بہت جلد معلوم ہو جاوے گا ہرگز نہیں اگر تم یقینی طور پر جان لیتے

لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ۙ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ ۙ ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ۠

واللہ تم لوگ ضرور دوزخ کو دیکھو گے پھر واللہ تم لوگ ضرور اس کو ایسا دیکھنا دیکھو گے جو کہ خود یقین ہے۔ پھر اس روز تم سب سے نعمتوں کی پوچھ ہوگی

ع ۱ ۸ ۲۷

سورة العصر مکیة | بسم الله الرحمن الرحیم | وھی ثلث آیات

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

وَالْعَصْرِ ۙ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ۬ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۠

قسم ہے زمانہ کی کہ انسان بڑے خسارہ میں ہے مگر جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیے اور ایک دوسرے کو حق کی فہمائش کرتے رہے اور ایک دوسرے کو پابندی کی فہمائش کرتے رہے

ع ۱ ۳ ۲۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۙ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ؕ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ؕ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ ؕ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ۙ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ ۙ ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ۠ فخر کرنا (دنیوی ساز و سامان پر جو کہ علامت ہے محبت و طلب کی) تم کو (آخرت سے) غافل کیے رکھتا ہے (کیونکہ تم کو اسی کی تکرار ہے) یہاں تک کہ تم قبرستانوں میں پہونچ جاتے ہو (یعنی مر جاتے ہو کذا فی تفسیر ابن کثیر مرفوعاً آگے اس پر ردع ہے کہ) ہرگز (یہ چیزیں قابل فخر اور توجہ کے اور آخرت قابل غفلت و انکار) نہیں تم کو بہت جلد (قبر میں جاتے ہی یعنی مرتے ہی) معلوم ہو جاوے گا پھر (دوبارہ تم کو متنبہ کیا جاتا ہے کہ) ہرگز (یہ چیزیں قابل فخر اور توجہ کے اور آخرت قابل غفلت و انکار کے) نہیں تم کو بہت جلد (قبر سے نکلتے ہی یعنی حشر میں) معلوم ہو جاوے گا (کذا فی فتح البیان مرفوعاً اور سہ بارہ پھر تم کو متنبہ کیا جاتا ہے کہ) ہرگز (یہ چیزیں قابل فخر و توجہ کے اور آخرت قابل غفلت و انکار کے) نہیں (اور) اگر تم یقینی طور پر (دلائل صحیحہ واجب الاتباع سے اس بات کو) جان لیتے (جیسا کہ یہی یقین تم کو بعد مرگ اور بعد حشر حاصل ہوگا تو کبھی اس فخر و غفلت میں نہ پڑتے۔ آگے اس وعید کی تاکید اور تہدید کی تشدید ہے کہ) واللہ تم لوگ ضرور دوزخ کو دیکھو گے پھر (مکرر تاکید کے لیے کہا جاتا ہے کہ) واللہ تم لوگ ضرور اس کو ایسا دیکھنا دیکھو گے جو کہ خود یقین ہے (یعنی وہ رویت استدلالیہ نہیں جس پر یقین کا ترتب گاہے دیر میں ہوتا ہے بلکہ رویت مشاہدہ ہے جس پر یقین کا ترتب فوری ہے و نیز مشاہدہ میں انکشاف بھی زیادہ ہے استدلالیات سے بھی اور ضروریات عقلیہ سے بھی اسلیے خود دیکھنے کو نفس یقین فرمایا جو کہ مراد ہے عین الیقین سے باوجودیکہ وہ سبب یقین ہے) پھر (اور بات سنو کہ) اس روز تم سب سے نعمتوں کی پوچھ ہوگی (کہ نعمتوں کا حق ایمان اور طاعت بجا لائے یا نہیں اور پہلے خطابات خاص کفار کے ساتھ ہیں بقرینہ ردع اور رویت جحیم کے اور لتسئلن میں خطاب عام ہے بقرینہ حدیث جس میں آپ نے حضرات شیخین سے فرمایا لتسئلن عن هذا النعیم کذا فی الصحاح اور اس بنا پر یہ ثم مفید ترقی کو ہوگا یعنی جب غیر مجرمین تک سے سوال ہوگا گو اس پر کوئی ضرر مرتب نہ ہو تو مجرمین تو کیوں بچ جاویں گے اور ان کے لیے وہ مضر بھی ہوگا)

سورة العصر مکیة او مدنیة وآیھا ثلث کذا فی الجلالین

ربط والضحیٰ کی تمہید میں جن مہمات کا ذکر ہوا ہے منجملہ ان کے اپنی عمر کو تضیع سے بچانا اور اس کو اعمال و طاعات میں صرف کرنا ہے اس سورت میں اس کا بیان ہے

ذم تضیع عمر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَالْعَصْرِ ۙ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ۬ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۠

اللغات علم الیقین الیقین بمعنی متیقن والعلم مضاف الی المفعول ای کعلم ما استیقنتموہ من الامر عین الیقین عین بمعنی النفس کما فی جاءنی زید عینہ و ھو صفۃ مصدر مقدر ای رویۃ عین الیقین والاضافۃ بیانیۃ ای الرویۃ التی ہی نفس الیقین فان الانکشاف ازید

والشاھد فی ترقی سائر الانکشافات فہو احق ان یکون عین الیقین الصحاح کذا فی القاموس و یوید قراءۃ علی کرم اللہ وجہہ العصر و نوائب الدھر کما فی الدر المنثور

رواہ ابن کثیر اللہ حو المشہور ۱۲ النحو قولہ لو تعلمون جوابہ مقدر ۱۲

وهي تسع آيات	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ	سورة الهمزة مكية
	جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں ۔ شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے	

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِۨ ۝ الَّذِىْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ ۝ يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗۤ اَخْلَدَهٗ ۝ كَلَّا لَيُنْۢبَذَنَّ فِى الْحُطَمَةِ ۝ وَمَاۤ

بڑی خرابی ہے ہر ایسے شخص کے لیے جو پس پشت عیب نکالنے والا ہو روبرو طعنہ دینے والا ہو جو مال جمع کرتا ہو اور اسکو بار بار گنتا ہو وہ خیال کر رہا ہے کہ اسکا مال اسکے پاس سدا رہیگا ہرگز نہیں واللہ وہ شخص ایسی آگ میں ڈالا جاویگا جسمیں جو کچھ پڑے وہ اسکو توڑ پھوڑ دے اور

اَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُ ۝ نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ۝ الَّتِىْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ۝ اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ۝ فِىْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۝

آپکو کچھ معلوم ہے کہ وہ توڑنے پھوڑنے والی آگ کیسی ہے ۔ وہ اللہ کی آگ ہے جو سلگائی گئی ہے ۔ جو دلوں تک جا پہونچے گی ۔ وہ اُن پر بند کر دی جاویگی ۔ بڑے لمبے لمبے ستونوں میں

قسم ہے زمانہ کی (جس میں ربح اور خسران واقع ہوتا ہے) کہ انسان (بوجہ تضییع عمر کے) بڑے خسارہ میں ہے مگر جو لوگ ایمان لائے اور اُنہوں نے اچھے کام کیے (کہ یہ کمال ہے) اور ایک دوسرے کو (اعتقاد) حق (پر قائم رہنے) کی فہمایش کرتے رہے اور ایک دوسرے کو (اعمال کی) پابندی کی فہمایش کرتے رہے (کہ یہ تکمیل ہے پس یہ لوگ البتہ نفع میں ہیں) ف قسم اور جواب میں مناسبت خود صفت عصر سے ظاہر ہے +

سورة الهمزة مكية وهي تسع كذا في البيضاوي

ربط والضحیٰ کی تمہید میں جن مہمات کا ذکر ہوا ہے منجملہ اُن کے اپنے کو خصال عذاب سے بچانا ہے اس سورت میں اُس کا بیان ہے ۔

بیان بعض خصال عذاب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِۨ ۝ الَّذِىْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ ۝ يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗۤ اَخْلَدَهٗ ۝ كَلَّا لَيُنْۢبَذَنَّ فِى الْحُطَمَةِ ۝ وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُ ۝ نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ۝ الَّتِىْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ۝ اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ۝ فِىْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۝ بڑی خرابی ہے ہر ایسے شخص کے لیے جو پس پشت عیب نکالنے والا ہو اور) روبرو طعنہ دینے والا ہو جو (غایت حرص سے) مال جمع کرتا ہو اور (غایت حب اور فرح سے) اُس کو بار بار گنتا ہو (اُس کے برتاؤ سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا) وہ خیال کر رہا ہے کہ اُس کا مال اُس کے پاس سدا رہیگا (یعنی اُس میں اسقدر انہماک و اشتغال و استغراق رکھتا ہے جیسے معتقد خلود رکھتا ہو اور یہ ظاہر ہے اور ان صفات و افعال پر یہ خاص وعید اُس صورت میں ہے جبکہ منشا اُن کا کفر ہو گو مطلق وعید مطلق صفات و افعال مذکورہ پر بھی دوسرے نصوص میں ہے ۔ آگے اس خلود کے حسبان حکمی پر زجر ہے کہ یہ مال اُس کے پاس) ہرگز نہیں (رہیگا پھر آگے اُس ویل کی تفسیر ہے کہ) واللہ وہ شخص ایسی آگ میں ڈالا جاوے گا جس میں جو کچھ پڑے وہ اُسکو توڑ پھوڑ دے اور آپ کو کچھ معلوم ہے کہ وہ توڑنے پھوڑنے والی آگ کیسی ہے وہ اللہ کی آگ ہے جو (اللہ کے حکم سے) سلگائی گئی ہے (اس اضافہ تفخیمیہ اور اس صفت میں اُس آگ کی تفخیم اور تہویل ہے اور وہ ایسی ہے) جو (کہ بدن کو لگتے ہی) دلوں تک جا پہونچیگی (یعنی اُس میں سرعت نفوذ اور سرایت ہونے سے اور اس شخص کو موت نہ آنے سے یہ حالت ہوگی کہ بدن کے ساتھ ہی دل کو جلادیگی اور اس سے قطع نظر بھی کیجاوے گی تب بھی یہ بات ہے کہ دل تک پہونچنے کا الم بوجہ عدم عروض موت کے اس کو محسوس ہوگا بخلاف آتش دنیا کے کہ بدن سے دل تک پہونچنے پہونچتے بہت دیر لگتی ہے حتی کہ اس کے پہلے ہی روح نکلجاتی ہے اور دل تک پہونچنے کا الم مدرک ہونے کی نوبت نہیں آتی اور) وہ (آگ) اُن پر بند کر دی جاویگی (اس طرح سے کہ وہ لوگ آگ کے) بڑے لمبے لمبے ستونوں میں (گھرے ہوئے ہونگے یعنی آگ کے اتنے بڑے بڑے شعلے ہونگے جیسے ستون اور وہ لوگ اُس آگ میں مقید ہونگے اور بند کرنے کی تفسیر سورۂ بلد میں گذر چکی کذا فی الدر المنثور عن ابن عباس عمد من نار) +

سورة الفيل مكية وهي خمس كذا في البيضاوي

ربط والضحیٰ کی تمہید میں جن مہمات کا ذکر ہوا ہے منجملہ ان کے عقاب الٰہی سے ڈرنا ہے اُس کے احکام کے ترک احترام پر اس سورت میں ترک احترام بیت کے وبال سے اُس پر استدلال ہے ۔ اور قصہ اُس کا ابن کثیر و روح المعانی میں ملخصاً اس طرح ہے کہ بادشاہ حبشہ کی طرف سے یمن میں ایک حاکم تھا ابرہہ اُس نے ایک کنیسہ بنایا تھا کیونکہ یہ سب لوگ نصرانی تھے اور اُس نے یہ چاہا کہ کعبہ کا حج کرنے والے لوگ یہاں آیا کریں اور اُس کا

اللغات فی القاموس الھمزة اللمزة الذی یعیبک فی وجھک والھمزة من یعیبک فی الغیب ۱۲	[illegible]	النحو [illegible] ۲

سورۃ الفیل مکیۃ | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | وھی خمس اٰیات

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

اَلَمۡ تَرَ کَیۡفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصۡحٰبِ الۡفِیۡلِ ؕ اَلَمۡ یَجۡعَلۡ کَیۡدَہُمۡ فِیۡ تَضۡلِیۡلٍ ۙ وَّ اَرۡسَلَ عَلَیۡہِمۡ طَیۡرًا اَبَابِیۡلَ ۙ

کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا معاملہ کیا — کیا اُن کی تدبیر کو سرتاپا غلط نہیں کر دیا — اور اُن پر غول کے غول پرندے بھیجے

تَرۡمِیۡہِمۡ بِحِجَارَۃٍ مِّنۡ سِجِّیۡلٍ ۪ۙ فَجَعَلَہُمۡ کَعَصۡفٍ مَّاۡکُوۡلٍ ٪

جو اُن لوگوں پر کنکر کی پتھریاں پھینکتے تھے — سو اللہ تعالیٰ نے اُن کو کھائے ہوئے بھوسہ کی طرح کر دیا

سورۃ القریش مکیۃ | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | وھی اربع اٰیات

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

اعلان کر دیا عرب کو خصوصاً قریش کو بہت ناگوار ہوا اور کسی شخص نے رات کو اس میں جا کر پاخانہ پھر دیا اور مقاتل نے کہا ہے کہ بعض عرب نے وہاں آگ جلائی تھی ہوا سے اُس میں آگ جا لگی اور وہ سب جل گیا ابرہہ کو غصہ آیا اور لشکر عظیم لیکر جس میں ہاتھی بھی تھے خانہ کعبہ کو منہدم کرنے چلا جب مُغَمِّس میں جو کہ طریق طائف میں ہے پہنچا عبدالمطلب کے پاس جو کہ اُس وقت رئیس مکہ تھے آدمی بھیجا کہ میں لڑنے نہیں آیا ہوں صرف کعبہ کو منہدم کرنے آیا ہوں اگر کوئی اُس کی حمایت کریگا اُس سے البتہ لڑونگا عبدالمطلب نے جواب دیا کہ جس کا یہ گھر ہے وہ آپ حفاظت کریگا پھر عبدالمطلب اُسکے بلائے ہوئے خود اُس کے پاس بھی گئے اور یہی گفتگو زبانی بھی ہوئی وہاں سے واپس آکر سب قریش کو لیکر پہاڑوں میں جا چھپے تاکہ لشکر کے شر سے محفوظ رہیں اور ابرہہ وہاں سے مکہ کی طرف چلا اور جب وادی محسر میں جو مزدلفہ کے قریب ہے پہنچا سمندر کی طرف سے کچھ سبز اور زرد رنگ کے پرندے کبوتر سے کچھ چھوٹے آئے اور اُن کے پنجوں اور چونچوں میں مسور اور چنے کی برابر کنکریاں تھیں اور لشکر پر چھوڑنا شروع کیا اللہ تعالیٰ کی قدرت سے وہ گولی کی طرح لگتی تھی اور ہلاک کر دیتی تھی بعض تو اس عذاب سے ہلاک ہوئے اور بعضے بھاگ گئے اور دوسری بڑی بڑی تکلیفیں اُٹھا کر مرے اور یہ واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریفہ سے پچاس روز پہلے ہوا آپ ربیع الاول کے اول میں پیدا ہوئے اور یہ واقعہ محرم کے آخر میں ہوا۔ اور حضرت عائشہؓ سے منقول ہے کہ انہوں نے بڑے ہاتھی کے قائد اور سائیس کو اندھے بھیک مانگتے دیکھا ہے۔ اور نوفل بن ابی معاویہ سے منقول ہے کہ انہوں نے وہ کنکریاں دیکھی ہیں۔ اور در منثور میں ہے کہ بعض کو اُن کنکریوں کے لگنے سے خارش اور بعض کے چیچک نکل آئی اور زیادتی ہو کر ہلاک ہو گئے۔

استدلال بتحذیر از ہتک حرمات الٰہیہ بقصۂ اصحاب الفیل

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اَلَمۡ تَرَ کَیۡفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصۡحٰبِ الۡفِیۡلِ ؕ اَلَمۡ یَجۡعَلۡ کَیۡدَہُمۡ فِیۡ تَضۡلِیۡلٍ ۙ وَّ اَرۡسَلَ عَلَیۡہِمۡ طَیۡرًا اَبَابِیۡلَ ۙ تَرۡمِیۡہِمۡ بِحِجَارَۃٍ مِّنۡ سِجِّیۡلٍ ۪ۙ فَجَعَلَہُمۡ کَعَصۡفٍ مَّاۡکُوۡلٍ ٪ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کے رب نے ہاتھی والوں سے کیا معاملہ کیا (مقصود استفہام سے تہویل و تعظیم واقعہ کی ہے بوجہ دلالت کے عظمت قدرت الٰہیہ کے۔ آگے اُس معاملہ کا بیان ہے کہ) کیا اُن کی تدبیر کو (جو کہ تخریب کعبہ کے بارہ میں تھی) سرتاپا غلط نہیں کر دیا (یہ استفہام تقریری ہے) اور اُن پر غول کے غول پرندے بھیجے جو اُن لوگوں پر کنکر کی پتھریاں پھینکتے تھے سو اللہ تعالیٰ نے اُن کو کھائے ہوئے بھوسہ کی طرح (پامال) کر دیا (وجہ تشبیہ پراگندگی اور ابتذال اور تقبیح صورت وغیرہا امور ہیں خواہ کنکریاں اس ہلاکت کا سبب قریب ہوں یا بواسطہ جدری و حکہ کے ہو اور اگر بعض منہزمین پر کنکریوں کا نہ پڑنا ثابت ہو تو یہ مضمون باعتبار اکثر کے ہوگا حاصل یہ کہ احکام الٰہیہ کی بے حرمتی کرنے والوں کو ایسے عقاب سے خواہ دُنیا میں ہو یا آخرت میں ہو ڈرنا چاہیے)+

سورۃ القریش مکیۃ وآیہا اربع کذا فی البیضاوی

ربط والضحیٰ کی تمہید میں جن جہات کا ذکر ہوا ہے منجملہ اُن کے شکر نعمت الٰہیہ میں عبادت کرنا ہے اس سورت میں اُس کا بیان ہے+

امر بعبادت مر قریش را بر بعض نعم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللغات تضلیل ابطال ابابیل جماعات جمع ابالۃ بکسر الہمزۃ والتشدید ابابیل، سجیل حجرۃ الحطب الکبیرۃ شبہت بہا الجماعۃ من الطیر فی تضامہا ۱۲

لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ ۙ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ ۚ فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ۙ الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۙ

چونکہ قریش خوگر ہوگئے ہیں — یعنی جاڑے اور گرمی کے سفر کے خوگر ہوگئے ہیں — تو ان کو چاہیے کہ اس خانہ کعبہ کے مالک کی عبادت کریں — جس نے ان کو بھوک میں کھانے کو دیا

وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ۝

اور خوف سے ان کو — امن دیا

ع ۱ — ۳۱

سورۃ الماعون مکیۃ	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝	وھی سبع اٰیات

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے — جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ۝ فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ۝ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝ فَوَيْلٌ

کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا ہے — جو روز جزا کو جھٹلاتا ہے — سو وہ وہ شخص ہے — جو یتیم کو دھکے دیتا ہے — اور محتاج کو کھانا دینے کی ترغیب نہیں دیتا — سو ایسے نمازیوں کے لیے

لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ۝ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ۝

بڑی خرابی ہے — جو اپنی نماز کو بھلا بیٹھتے ہیں — جو ایسے ہیں کہ ریاکاری کرتے ہیں — اور زکوٰۃ بالکل نہیں دیتے۔

ع ۱ — ۳۲

لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ ۙ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ ۚ فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ۙ الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۙ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ

چونکہ قریش خوگر ہوگئے ہیں یعنی جاڑے اور گرمی کے سفر کے خوگر ہوگئے ہیں تو (اس نعمت کے شکریہ میں) ان کو چاہیے کہ اس خانہ کعبہ کے مالک کی عبادت کریں جس نے ان کو بھوک میں کھانے کو دیا اور خوف سے ان کو امن دیا ف حاصل یہ کہ مکہ میں غلہ وغیرہ پیدا نہیں ہوتا اس لیے قریش کی عادت تھی کہ سال بھر میں تجارت کے لیے دو سفر کرتے جاڑوں میں یمن کی طرف کہ وہ ملک گرم ہے اور گرمی میں شام کی طرف کہ وہ ملک سرد ہے اور لوگ ان کو اہل حرم و خادم بیت اللہ سمجھ کر ان کی عزت کرتے اور ان کے مال و جان سے کوئی تعرض نہ کرتا اور خاطر خواہ ان کو نفع ہوتا کہ گھر بیٹھ کر کھاتے اور کھلاتے اس سورت میں اسی واقعہ کا ذکر ہے اور چونکہ بیت اللہ کے سبب ان کا احترام ہوتا تھا اس لیے رب کو ہذا البیت کی طرف مضاف کیا۔ اور جوع میں طعام دینا اشارہ ہے حصول نفع کی طرف اور خوف سے امن دینا اشارہ ہے عدم تعرض کی طرف سفر میں بھی اور حضر میں بھی۔

سورۃ الماعون مختلف فیہا وآیہا سبع کذا فی البیضاوی

ربط والضحیٰ کی تمہید میں جن مہمات کا ذکر ہوا ہے منجملہ ان کے کفر و نفاق سے بچنا ہے اس سورت میں اس کا بیان ہے۔

ذم خصال کفار و منافقین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ۝ فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ۝ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ۝ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ۝ کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا ہے جو روز جزا کو جھٹلاتا ہے سو اگر آپ اس شخص کا حال سننا چاہیں تو سنیے کہ وہ وہ شخص ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے اور محتاج کو کھانا دینے کی (دوسروں کو بھی) ترغیب نہیں دیتا (یعنی وہ ایسا سنگدل ہے کہ نہ خود احسان کرے اور نہ دوسرے کو احسان پر آمادہ کرے اور جب بندہ کا حق ضائع کرنا ایسا برا ہے تو خالق کا حق ضائع کرنا تو اور زیادہ برا ہے) سو (اس سے ثابت ہوا کہ) ایسے نمازیوں کے لیے بڑی خرابی ہے جو اپنی نماز کو بھلا بیٹھتے ہیں (یعنی ترک کر دیتے ہیں) جو ایسے ہیں کہ (جب نماز پڑھتے ہیں تو) ریاکاری کرتے ہیں اور زکوٰۃ بالکل نہیں دیتے (کیونکہ اس میں اظہار مامور بہ نہیں اسلیے اسکو بالکلیہ ترک ہی کر دیتے ہیں)

اللغات ایلاف خوگر شدن بجائے وکسی و چیزے کذا فی الصراح قریش تصغیر قرش بفتح القاف اسم لدابۃ فی البحر اقوی دوابہ تاکل ولا توکل و تعلو ولا تعلی و ہو ولد النضر بن کنانۃ ساہون ای تارکون الماعون الزکوٰۃ کما فی الروح واصلہ معون فعلب نصار موعون ثم قلبت الواو الفا فصار ماعونا ۱۲

النحو لایلف متعلق بقولہ فلیعبدوا کما فی المدارک قولہ ایلافھم بدل رحلۃ مفعول بہ لایلاف ۱۲

البلاغۃ رحلۃ افرد مع کونہا متعددۃ لامن الالباس قولہ ایلافھم فی المدارک اطلق الایلاف ثم ابدل عنہ تفخیما لامر الایلاف قولہ ارءیت الاستفہام للتشویق قولہ فذلک الفاء واقعۃ علی المسبب عن التشویق الذی دل علیہ الکلام السابق کما اشار الیہ فی الترجمۃ قولہ طعام ای بذل طعام او ما یتناول من الغذاء والتعبیر بالطعام دون الاطعام للاشعار بان المسکین کانہ مالک لما یعطی لہ قولہ فویل للفاء جزائیۃ والکلام فی ایلی ذکان دع الیتیم الخ بمنزلۃ الکنایۃ فما بال المصلی ۱۲

سورۃ الکوثر مکیۃ　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　وھی ثلث آیات
شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

إِنَّآ أَعْطَيْنَٰكَ ٱلْكَوْثَرَ ۝ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَٱنْحَرْ ۝ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ ٱلْأَبْتَرُ ۝

بے شک ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمائی ہے　سو آپ اپنے پروردگار کی نماز پڑھیے اور قربانی کیجیے - بالیقین آپ کا دشمن ہی بے نام و نشان ہے -

بخلاف نماز کے کہ اُس کا اظہار مامور بہ ہے اس لیے گاہ گاہ اظہار کے لیے پڑھ بھی لیتے ہیں اور جب نگاہ بچی چھوڑ دیتے ہیں) ف یہاں مذمت اُن افعال کی ہے جن کا منشا تکذیب بالدین ہو کفراً جیسا نصف سورت میں ہے یا نفاقاً جیسا النصف آخر میں ہے اور اگر بلا تکذیب ہو تو گو اُس وقت بھی مذموم ہے مگر اس سے دوسرے درجہ میں ہے - اور فویل للمصلین الخ کے ترجمہ کی تقریر سے اگر شبہ ہو کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حقوق اللہ اہم ہیں بہ نسبت حقوق العباد کے حالانکہ فقہا نے حقوق العبد کو حقوق اللہ پر مقدم کہا ہے - جواب یہ ہے کہ تقدیم حقوق العباد کی حقوق اللہ پر باعتبار الزم ہونے کے ہے اور تقدیم حقوق اللہ کی باعتبار اعظم ہونے کے ہے ورنہ ظاہر ہے کہ حقوق العباد خود حقوق اللہ بھی ہیں کہ اللہ ہی کے حکم سے مقرر ہوئے ہیں پس اعظم واعم واصل حقوق اللہ ہی ہیں +

سورۃ الکوثر مکیۃ وآیہا ثلث کذا فی البیضاوی

ربط والضحیٰ کی تمہید میں جن مہمات کا ذکر ہوا ہے منجملہ اُن کے حضور پُرنور صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عقیدت اور محبت اور آپ کے مخالف کے ساتھ بغض و عداوت ہے، اس سورت کے اول اور آخر کی آیتوں میں اسکے موجبات کا بیان ہے اور درمیان کی آیت میں تبعاً للآیۃ الاولیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ادائے شکر عطائے نعم کا حکم ہوا ہے

عطائے کوثر برسول و ابتریت عدوان محبوب و مقبول

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم إِنَّآ أَعْطَيْنَٰكَ ٱلْكَوْثَرَ ۝ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَٱنْحَرْ ۝ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ ٱلْأَبْتَرُ ۝ سبب نزول اس سورت کا یہ ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں سب سے بڑے بیٹے حضرت قاسم تھے اُن کا مکہ میں انتقال ہو گیا تو عاص بن وائل سہمی نے اور اُس کے ساتھ دوسرے مشرکین نے یہ کہا کہ آپ کی نسل منقطع ہو گئی پس آپ نعوذ باللہ ابتر یعنی بے نام و نشان ہیں مطلب یہ تھا کہ ان کے دین کا چرچا چند روزہ ہے پھر یہ سب بکھیڑے پاک ہو جاویں گے اس پر آپ کی تسلیہ کے لیے یہ سورت نازل ہوئی کذا فی الدر المنثور جس میں ارشاد ہے کہ بیشک ہم نے آپ کو کوثر (کہ ایک حوض کا نام بھی ہے اور ہر خیر کثیر بھی اُس میں داخل ہے) عطا فرمائی ہے (جس میں خیر دنیا یعنی بقاء دین و ترقی اسلام جو موجب کثرت اجر ہے و خیر آخرت یعنی مراتب قرب و درجات علیا سب داخل ہے پھر اگر ایک بیٹا فوت ہوا اور اس پر مخالفین شماتت کرتے ہیں اس سے غم نہ کیجیے کیونکہ اُس سے بڑھ کر آپ کو یہ دو نعمتیں عطا فرمائی ہیں) سو (ان نعمتوں کے شکر میں) آپ اپنے پروردگار کی نماز پڑھیے (کہ اعظم نعم کے شکر میں اعظم عبادات مناسب ہے) اور (تکمیل شکر کے لیے عبادت بدنیہ کے ساتھ عبادت مالیہ یعنی اسی کے نام کی) قربانی کیجیے (جیسا دوسری آیتوں میں جابجا اقیموا الصلوٰۃ کے ساتھ اٰتوا الزکوٰۃ فرمایا گیا ہے نیز اس میں علاوہ شکر کے فعلی مخالفت بھی ہے مشرکین کی کہ وہ غیر اللہ کو سجدہ کرتے اور بتوں کے نام کی قربانی کرتے تھے - آگے اُس طاعن کے باب میں آپ کی مزید تسلیہ کے لیے فرماتے ہیں کہ آپ بفضلہ تعالیٰ بے نام و نشان نہیں ہیں بلکہ) بالیقین آپ کا دشمن ہی بے نام و نشان ہے (خواہ ظاہری نسل اُس دشمن کی چلے یا نہ چلے لیکن دنیا میں اُس کا ذکر خیر باقی نہیں رہیگا بخلاف آپ کے کہ قیامت تک آپ کی امت اور آپ کا دین اور آپ کی یاد نیک نامی محبت و اعتقاد کے ساتھ باقی رہے گی کہ سب عموم مفہوم کوثر میں داخل ہیں اگر پسری اولاد کی نسل نہ ہو نہ سہی جو نسل سے مقصود ہے وہ آپ کو حاصل ہے یہاں تک کہ دنیا سے گذر کر آخرت میں بھی اور دشمن اُس سے محروم ہے) ف کوثر کے معنی خیر کثیر کے ہیں اور اُس خیر کثیر میں وہ حوض بھی داخل ہے جو اس نام سے مشہور ہے صحاح میں دونوں تفسیریں ہیں اور ایک تفسیر کا دوسری تفسیر میں داخل ہونا آیا ہے اور بعض حدیثوں سے اس نہر کا جنت میں ہونا اور بعض سے میدان حشر میں ہونا معلوم ہوتا ہے دونوں میں یہ تطبیق ہو سکتی ہے کہ اصل نہر جنت میں ہے اور اُس کی ایک شاخ میدان حشر میں باذن الٰہی آجاوے گی دونوں کو کوثر کہہ دیا گیا اور آپ کے اُمتیوں کا میدان حشر میں اُس سے پینا اُس کی ترتیب دوسرے واقعات موقف کے اعتبار سے کہیں صریح اور صحیح طور پر نظر سے نہیں گذری - واللہ اعلم

اللغات الکوثر فوعل من الکثرۃ صیغۃ مبالغۃ الشیٔ الکثیر کثرۃ مفرطۃ ۱۲　البلاغۃ قولہ انا اعطیناک الخ صدر الجملۃ بحرف التاکید... للتعظیم قولہ لربک فیہ التفات ایذانا بالعلۃ قولہ الابتر الذی لا عقب لہ و المراد من لا یبقی لہ خیر و حسن ذکر ۱۲

سورۃ الکٰفرون مکیۃ	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	وھی ست اٰیات
شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے	جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں	

قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ ﴿١﴾ لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ ﴿٢﴾ وَلَا أَنْتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ ﴿٣﴾ وَلَا أَنَا عَابِدٌ مَا عَبَدْتُمْ

آپ کہہ دیجئے کہ اے کافرو نہ میں تمہارے معبودوں کی پرستش کرتا ہوں اور نہ تم میرے معبود کی پرستش کرتے ہو اور نہ میں تمہارے معبودوں کی پرستش کرونگا

وَلَا أَنْتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ ﴿٥﴾ لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ ﴿٦﴾

اور نہ تم میرے معبود کی پرستش کروگے تم کو تمہارا بدلہ ملیگا اور مجھکو میرا بدلہ ملیگا

سورۃ النصر مدنیۃ	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	وھی ثلث اٰیات
شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے	جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں	

إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ ﴿١﴾ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا ﴿٢﴾

جب خدا کی مدد اور فتح آپہونچے اور آپ لوگوں کو اللہ کے دین میں جوق جوق داخل ہوتا ہوا دیکھ لیں

سورۃ الکٰفرون مکیۃ و اٰیاتہا ست کذا فی البیضاوی

ربط والضحیٰ کی تمہید میں جن مہمات کا ذکر ہوا ہے منجملہ اُن کے مسئلہ توحید اور تبری عن الشرک ہے اس سورت میں اُس کا بیان ہے

توحید و اظہار مخالفت با مشرکین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ ۙ لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ ۙ وَلَا أَنْتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ ۚ وَلَا أَنَا عَابِدٌ مَا عَبَدْتُمْ ۙ وَلَا أَنْتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ ۗ لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ ۝ (سبب نزول اس سورت کا یہ ہے کہ ایکبار چند رؤسا کفار نے آپ سے عرض کیا کہ آئیے ہمارے معبودوں کی آپ عبادت کیا کیجیے اور آپکے معبود کی ہم عبادت کیا کریں جسمیں ہم اور آپ طریق دین میں شریک رہیں جونسا طریقہ ٹھیک ہوگا اُس سے سب کو کچھ کچھ حصہ ملجاویگا اسپر یہ سورت نازل ہوئی کذا فی الدر المنثور یعنی) آپ (ان کافروں سے) کہدیجیے کہ اے کافرو (میرا اور تمہارا طریقہ متحد نہیں ہوسکتا اور نہ (تو فی الحال) میں تمہارے معبودوں کی پرستش کرتا ہوں اور نہ تم میرے معبود کی پرستش کرتے ہو اور نہ (آیندہ استقبال میں) میں تمہارے معبودوں کی پرستش کرونگا اور نہ تم میرے معبود کی پرستش کروگے (مطلب احقر کے نزدیک یہ ہے کہ میں موحد ہوکر شریک نہیں کرسکتا نہ اب نہ آیندہ اور تم مشرک رہکر موحد نہیں قرار دیے جاسکتے نہ اب نہ آیندہ یعنی توحید و شرک جمع نہیں ہوسکتے پس لا انتم عابدون بقرینہ مقام مقید ہے قید و انتم عابدون ما تعبدون کے ساتھ یعنی جب تک تم اپنے معبودوں کے عابد اور مشرک رہوگے اُس وقت تک میرے معبود کے عابد یعنی موحد نہ سمجھے جاؤ گے پس اسکو پیشین گوئی پر محمول کرنے کی اور اسپر جو سوال ہوتا ہے کہ بعضے تو مسلمان ہوگئے تھے اسکے جواب الکافرون کو معہود پر محمول کرنیکی ضرورت نہیں آگے توحید و شرک کا انجام ارشاد ہے کہ) تم کو تمہارا بدلہ ملیگا اور مجھکو میرا بدلہ ملیگا (اسمیں اُنکے شرک پر وعید بھی ہوگئی پس سورت مشتمل ہے اظہار خلاف و وعید پر)۔

سورۃ النصر مدنیۃ و اٰیاتہا ثلث کذا فی البیضاوی

ربط والضحیٰ کی تمہید میں جن مہمات کا ذکر ہوا ہے منجملہ اُنکے شکر ہے اُن نعم خصوص نعمت تکمیل فیوض کا اس سورت میں اسکا بیان ہے جسکا خطاب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوا ہے اور اسکے ضمن میں آپکی نبوت کی تقریر بھی ہوگئی۔

امر بتسبیح و تحمید و استغفار رسول صلی اللہ علیہ وسلم بر ترقی اسلام و شیوع اسلام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ ۝ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا ۝

اللغات الدین ای الجزاء او قوله جلیا ای حصل کذا فی الروح ۔ النحو اذا جاء متعلق بسبح ... کذا فی الروح ... البلاغۃ قولہ ولا انتم عابدون ما اعبد ... بعد اسمیۃ المفیدۃ للثبات و الدوام [illegible] ... کذا من المواہب۔

ملحقات الترجمة: قوله لا اعبد مع عطف لکم ... کذا من المواہب۔

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۚ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا ۝

تو اپنے رب کی تسبیح و تحمید کیجیے اور اُس سے مغفرت کی درخواست کیجیے - وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے -

ع ۱ / ۲۵

سورۃ اللھب مدنیۃ	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝	وھی خمس اٰیات

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

تَبَّتْ يَدَآ أَبِي لَهَبٍ وَّتَبَّ ۝ مَآ أَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ۝ سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۝ وَّامْرَأَتُهٗ ۖ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۝

ابولہب کے ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ برباد ہو جاوے - نہ اُس کا مال اُس کے کام آیا اور نہ اُس کی کمائی - وہ عنقریب ایک شعلہ زن آگ میں داخل ہوگا وہ بھی اور اُس کی بیوی بھی جو لکڑیاں لاد کر لاتی ہے

فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۝

اُس کے گلے میں ایک رسّی ہوگی خوب بٹی ہوئی -

ع ۱ / ۳۶

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۚ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا ۝ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم (جب خدا کی مدد اور مکہ کی فتح (مع اپنے آثار کے) آپہونچے (یعنی واقع ہو جاوے) اور (آثار جو اس پر متفرع ہونے والے ہیں یہ ہیں کہ) آپ لوگوں کو اللہ کے دین (یعنی اسلام) میں جوق جوق داخل ہوتا ہوا دیکھ لیں تو (اُس وقت سمجھ لیجیے کہ مقصود دُنیا میں رہنے کا اور بعثت کا کہ تکمیل دین ہی ختم ہوا اور اس وجہ سے سفر آخرت کا قریب ہے پس اُس کے لیے تیاری کیجیے اور) اپنے رب کی تسبیح و تحمید کیجیے اور اُس سے مغفرت کی درخواست کیجیے (یعنی ایسے امور سے جو خلاف اولیٰ واقع ہو گئے ہیں جس کی تحقیق سورۂ محمد آیت فاعلم انہ لا الٰہ الا اللہ واستغفر الخ کی تفسیر میں گذر چکی ہے - آگے تعلیل ہے امر بالاستغفار کی کہ) وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے ف احادیث کثیرہ مرفوعہ و موقوفہ میں اس سورت کی یہی تفسیر آئی ہے کہ اس میں خبر ہے قرب وفات کی اور فتح سے مراد فتح مکہ ہونا یہ بھی صحاح میں ہے اور یدخلون فی دین اللہ الخ کو آثار فتح مکہ سے اس لیے کہا گیا کہ عام لوگ فتح مکہ کے منتظر تھے اور اب تک ایک ایک دو دو مسلمان ہوتا تھا فتح مکہ کے بعد قبائل کے قبائل اسلام میں داخل ہونے لگے جیسا سورۂ فتح کے اول میں بیان کیا گیا ہے - اور ظاہر لفظ اذا سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سورت قبل فتح نازل ہوئی اور روح المعانی میں بحر سے اُس کے موافق ایک روایت بھی نقل کی ہے کہ خیبر سے لوٹتے ہوئے اس کا نزول ہوا ہے جو کہ فتح مکہ سے مقدم ہے لیکن اس روایت کی سند نہیں لکھی اور روح میں بسند عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن المنذر کے قتادہ کا قول نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس سورت کے نزول کے بعد دو سال زندہ رہے پھر وفات ہو گئی اھ پس اگر ان دو سال کو تخمین پر محمول نہ کیا جاوے تو اس سے معتد اس کا نزول قبل فتح ثابت ہوتا ہے کیونکہ فتح مکہ رمضان سنہ ۸ھ میں ہوا ہے اور وفات آپ کی ربیع الاول سنہ ۱۱ھ میں ہوئی ہے اور ظاہر ہے کہ اس کے درمیان مدت دو سال سے کم ہے بس دو سال اس کے نزول کے بعد زندہ رہنا جب ہی ہو سکتا ہے کہ اس کا نزول قبل فتح مکہ ہوا ہو اور جن روایات میں اس کا نزول بعد فتح مکہ آیا ہے کما فی الدر المنثور تو اس کے معنی یہ ہیں کہ حکم منزل سابق کو کرر منجانب اللہ یاد دلایا گیا راوی نے اس کو نزول سے تعبیر کر دیا اور اگر کسی وجہ سے اس روایت کو ترجیح دی جاوے تو کہا جاویگا کہ کلمہ اذا صرف نصر و فتح کے اعتبار سے نہیں ہے بلکہ مجموعہ کے اعتبار سے ہے جس کا ایک جزو یدخلون الخ بھی ہے اور اس سے پہلے نزول ہوا ہے - اور اگر اس کا نزول اس جزو یدخلون کے بھی بعد ہو جیسا ایک روایت میں اس کا نزول حجۃ الوداع میں آیا ہے تو اذا کو معنی ماضی لے لیا جاویگا یعنی چونکہ یہ امور ہو چکے ہیں اسلیے آپکو یہ حکم کیا جاتا ہے اور اذا کا ماضی کے لیے مستعمل ہونا روح میں مذکور ہے چنانچہ صحاح میں مصرح ہے کہ آپ آخر عمر میں ان کلمات کی کثرت فرماتے تھے -

سورۃ اللھب مدنیۃ وفیہا خمس کذا فی البیضاوی

ربط لفظی ابی تمہید میں جن جہات کا ذکر ہوا ہے منجملہ اُن کے بچنا ہے مخالفت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اس سورت میں اسی مخالفت کا وبال مذکور ہے -

خسار مضاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تَبَّتْ يَدَآ أَبِي لَهَبٍ وَّتَبَّ ۝ مَآ أَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ۝ سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۝ وَّامْرَأَتُهٗ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۝ فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۝

البلاغۃ فی جیدہا الخ استعمل فی الحلی فانہ علی العنق تہکما ۲	النحو وامراتہ عطف علی المستتر فی سیصلی للفصل حمالۃ الحطب نصب علی الذم ۲	اللغات المسد المضفور المحکم الفتل ۲

سورۃ الاخلاص مکیۃ | بسم اللہ الرحمٰن الرحیم | وھی اربع اٰیات

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ

آپ کہدیجئے کہ وہ یعنی اللہ ایک ہے اللہ بے نیاز ہے

(سبب نزول اس کا صحیحین وغیرہما میں یہ آیا ہے کہ جب آیت وانذر عشیرتک الاقربین نازل ہوئی اور آپ نے کوہ صفا پر چڑھ کر پکار کر سب کو جمع کر کے دعوت اسلام کی تو ابو لہب بن عبد المطلب نے گستاخانہ کہا تبالک سائر الیوم الھذا جمعتنا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ تو برباد ہو جاوے کیا ہم کو اسی بات کے لیے جمع کیا تھا اس پر یہ سورت نازل ہوئی اور اس ابولہب کی ایک بیوی تھی خاردار لکڑیاں جمع کر کے لاتی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ میں بچھاتی کذا فی الدر المنثور عن البیہقی وغیرہ اس سورت میں اس کی بھی مذمت ہے اور وجہ مشترک دونوں کی مذمت کی عداوت مع الرسول ہے پس ارشاد ہے کہ) ابولہب کے ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ برباد ہو جائے (چنانچہ واقعہ بدر کے سات روز بعد اس کے طاعون کا دانہ جس کو عدسہ کہتے ہیں نکلا اور مرض لگ جانے کے خوف سے سب گھر والوں نے اس کو الگ ڈال دیا یہاں تک کہ اسی حالت میں مرگیا اور تین روز تک لاش یوں ہی پڑی رہی جب سڑنے لگا تب مزدوروں سے اٹھوا کر دبوا دیا انہوں نے ایک گڑھا کھود کر اس کو ایک لکڑی سے اندر ڈھلکا کر اوپر سے پتھر بھر دیے کذا فی الروح اس تکلیف اور ذلت سے زیادہ دنیا کی کیا بربادی ہوگی اور دونوں ہاتھوں سے کنایہ ذات سے ہوتا ہے پس اس تقدیر پر کلام مبنی ہوگا تاکید پر اور یا یوں کہا جاوے کہ اکثر اعمال ہاتھوں سے ہوتے ہیں پس اس سے ہلاک اعمال اور دوسرے جملہ سے ہلاک ذات مراد ہوگا اور حاصل یہ ہوگا کہ وہ اس طرح ہلاک ہوگا کہ اس کی تدبیریں سب بیکار جاویں گی اور ہر حال میں اس بد دعا سے مراد اخبار عن الہلاک ہے بطور پیشین گوئی کے۔ اور تعبیر میں ہاتھوں کی تخصیص کا نکتہ یہ ہو سکتا ہے کہ وہ ہاتھوں سے آپ کو تکلیف پہونچاتا تھا چنانچہ روح المعانی میں بحوالہ مجمع طارق سے روایت ہے کہ میں نے ایجار دیکھا کہ سوق ذی المجاز میں آپ آگے آگے دعوت اسلام کرتے ہوئے چلے جا رہے ہیں اور پیچھے پیچھے ابولہب پتھر مارتا ہوا آرہا ہے جس سے آپ کی ساق اور قدم لہولہان ہو گیا ہے اور روح میں بحوالہ بیہقی حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک بار لوگوں سے کہا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں کہ مرنے کے بعد فلاں فلاں امور ہوں گے پھر ہاتھوں کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگا کہ ان امور میں سے ان ہاتھوں میں تو کوئی چیز آئی نہیں پھر دونوں ہاتھوں سے خطاب کر کے کہا تبا لکما ما اری فیکما شیئا مما یقول محمد صلے اللہ علیہ وسلم اس لیے ہاتھوں کی طرف تباب کی نسبت فرمائی اور مادہ تباب کا اختیار کرنا اس لیے ہے کہ اس نے بھی اپنے کلام میں اسی مادہ کا استعمال کیا تھا اور چونکہ بد دعا سے مقصود خبر عن الایقاع ہے اس لیے کلام مذکور اس قوت میں ہوا کہ وہ ہلاک ہوگا جس پر وہ یہ شبہ کر سکتا ہے کہ میں اپنے مال و تدبیر کی بدولت بچ جاؤں گا اس لیے آگے ارشاد ہے کہ) نہ اس کا مال اس کے کام آیا اور نہ اس کی کمائی (مال سے مراد سرمایہ اور ماکسب سے مراد اس سرمایہ کا ربح اور نفع یعنی کسی قسم کا مال اس کو ہلاکت سے نہ بچا ویگا اور اس ماضی سے مراد مستقبل ہے۔ یہ حالت تو اس کی دنیا میں ہوئی اور آخرت میں) وہ عنقریب (مرنے کے متصل) ایک شعلہ زن آگ میں داخل ہوگا وہ بھی اور اس کی بیوی بھی جو لکڑیاں لاد کر لاتی ہے (مراد خاردار لکڑیاں ہیں جن کا اوپر ذکر ہوا ہے اور دوزخ میں پہونچکر) اس کے گلے میں (دوزخ کی زنجیر اور طوق ہوگا کقولہ تعالیٰ اذ الاغلال فی اعناقھم والسلاسل گویا وہ) ایک رسی ہوگی خوب بٹی ہوئی (تشبیہ شدت اور استحکام میں ہے اور ہر چند کہ مشبہ اس صفت میں زیادہ معروف ہے لیکن اس اعتبار سے مشبہ بہ زیادہ معروف ہے کہ حمالۃ الحطب کے معنی سے حبل من مسد کی طرف جلدی ذہن منتقل ہوتا ہے ف اس شخص کا نام عبد العزیٰ تھا ابولہب کنیت تھی بوجہ اشراق و حمرت لون وجہ کے اور کنیت کا اختیار کرنا برعایت اس کے نار ذات لہب میں پہونچنے کے ہے اور بعض نے کہا ہے کہ حمالۃ الحطب سے مراد چغلخور ہے وہ عورت چغلخور بھی تھی کذا فی الدر چنانچہ فارسی میں بھی ہیزم کش اس معنی میں مستعمل ہے +

سورۃ الاخلاص مختلف فیہا وآیہا اربع کذا فی البیضاوی

ربط والضحیٰ کی تمہید میں جن مہمات کا ذکر ہوا ہے منجملہ ان کے توحید ہے اس سورت میں اس کا بیان ہے۔

توحید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ

النحو قل ھو اللہ فی الروح اجاز ابو البقاء ان یکون الاسم الاعظم بدلا من ہو و احد خبرہ ۱۲

لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۙ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝ (ع ۴ — ۴۷)

اُس کے اولاد نہیں اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور نہ کوئی اُس کے برابر کا ہے

سورة الفلق مدنية — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ — وهي خمس آيات

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِى الْعُقَدِ ۝ وَمِنْ

آپ کہیے کہ میں صبح کے مالک کی پناہ لیتا ہوں تمام مخلوقات کی شر سے اور اندھیری رات کے شر سے جب وہ رات آجاوے اور گرہوں پر پڑھ پڑھ کر پھونکنے والیوں کے شر سے اور

شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝ (ع ۵ — ۴۸)

حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرنے لگے

لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۙ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝ اس کا سبب نزول یہ ہے کہ ایکبار مشرکین نے آپ سے کہا کہ اپنے رب کا وصف اور نسبت بیان کیجیے اس پر یہ سورت نازل ہوئی کذا فی الدر المنثور باسانید متعددۃ یعنی آپ (ان لوگوں سے) کہہ دیجیے کہ وہ یعنی اللہ (اپنے کمال ذات اور صفات میں) ایک ہے (کمال ذات یہ کہ واجب الوجود ہے اور کمال صفات یہ کہ علم و قدرت وغیرہ اُس کے قدیم اور محیط ہیں اور) اللہ (ایسا) بے نیاز ہے (کہ وہ کسی کا محتاج نہیں اور اُس کے سب محتاج ہیں) اُس کے اولاد نہیں اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور نہ کوئی اُس کے برابر کا ہے ف منکرین توحید کئی قسم ہیں۔ منکر وجود۔ منکر وجوب۔ منکر کمال صفات۔ مشرک فی العبادۃ ان سب کا ابطال اللّٰہ احد میں ہوگیا۔ مشرک فی الاستعانۃ اس کا ابطال اللہ الصمد میں ہوگیا پس جملہ اولیٰ میں مضمون ایاک نعبد اور جملہ ثانیہ میں ایاک نستعین کا داخل ہوگیا۔ مدعی ابناء و بنات اس کا ابطال لم یلد میں ہوگیا۔ معتقد الوہیت بعضے بشر و جنات اس کا ابطال لم یولد میں ہوگیا یعنی یہ لوگ مولود ہیں اور حق تعالیٰ مولود نہیں کیونکہ مستلزم حدوث ہے۔ معتقد مماثلت جیسے مجوس کہ یزدان اور اہرمن کے قائل ہیں اس کا ابطال لم یکن لہ کفوا احد میں ہوگیا واللہ اعلم۔

سورة الفلق مدنية على الاصح كذا فى الروح لان نزولها بسبب سحر اليهود وكان بالمدينة

ربط والضحیٰ کی تمہید میں جن مہمات کا ذکر ہوا ہے منجملہ اُن کے حق تعالیٰ پر توکل اور اُس کے ساتھ استعاذہ ہے۔ اس سورت میں اور اس کے بعد والی سورت میں اس کا بیان ہے اور سبب نزول ان دونوں سورتوں کا جو کہ ساتھ ہی نازل ہوئی ہیں کذا فی الدلائل للبیہقی یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر لبید یہودی اور اُس کی بیٹیوں نے سحر کر دیا تھا جس سے آپ کو مرض کی سی حالت عارض ہوگئی آپ نے حق تعالیٰ سے دعا کی اُس پر یہ دونوں سورتیں نازل ہوئیں جن میں ایک کی پانچ آیتیں اور ایک کی چھ آیتیں مجموعہ گیارہ آیتیں ہیں اور آپ کو وحی سے اس سحر کا موقع بھی معلوم کرا دیا گیا چنانچہ وہاں سے مختلف چیزیں نکلیں جن میں سحر کیا گیا تھا اور اُس میں ایک تانت کا ٹکڑا بھی تھا جس میں گیارہ گرہیں لگی ہوئی تھیں حضرت جبرئیل علیہ السلام سورتیں پڑھنے لگے ایک ایک آیت پر ایک ایک گرہ کھل گئی چنانچہ آپ کو بالکل شفا ہوگئی اور مجموعہ سورتین میں مختلف شرور سے استعاذہ کا اور سب امور میں حق تعالیٰ پر توکل کرنے کا حکم ہوا ہے اول سورت میں مضرات دنیویہ سے اور سورت ثانیہ میں مضرۃ دینیہ سے یہ حاصل ہے دونوں سورتوں کا اور یہ سب روایات روح المعانی و در منثور میں ہیں۔

امر باستعاذه از مضرات دنیویه

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِى الْعُقَدِ ۝ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ

اللغات الفلق الصبح غاسق الليل او اغاب الشفق وغاسق اذا وقب اى الليل اذا دخل وقب المجئ والاقبال وقب القمر دخل فى الخسوف ۱۲

البلاغة قوله كفوا اصل الجار والمجرور ان يؤخر الا انه قدم للاهتمام لان المقصود نفى المكافاة عن ذاته عز وجل والاهتمام ايضا وهو لخبر جاء فى غاية الفصاحة وعلو قوته اثمته تعالى الحدون ما عدا من هذه السورة لانها سيقت للمعنى

وغرض الله هو نفى المماثلة لان المماثل لا يولد ولا يلد فظهر بها المتفاوية الاقسام اجتماعها فى القسم لم العطف فيها بالواو مقتضى المعانى ۱۲

الروايات

جاء فى الحديث انه صلى الله عليه وسلم نظر الى القمر لما طلع فقال يا عائشة تعيذى بالله من هذا الغاسق اذا وقب ندوانيا ما عرفت بان المقصود من الحديث هو الاستعاذة من ظلمة الليل الذى يحصل باغاب القمر او الخسف ۱۲

سورة الناس مدنية | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | وهی ست آیات

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝۱ مَلِكِ النَّاسِ ۝۲ اِلٰهِ النَّاسِ ۝۳ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝۴ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ

آپ کہیے کہ میں آدمیوں کے مالک، آدمیوں کے بادشاہ، آدمیوں کے معبود کی پناہ لیتا ہوں، وسوسہ ڈالنے پیچھے ہٹ جانے والے کے شر سے، جو لوگوں کے دلوں میں

فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝۵ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝۶

وسوسہ ڈالتا ہے، خواہ وہ جن ہو یا آدمی

ع ۱ | ۴۹

آپ (اپنا استعاذہ کے لیے بھی اور دوسروں کو استعاذہ سکھلانے کے لیے بھی جس کا حاصل توکل و تعلیم توکل ہے یوں) کہیے کہ میں صبح کے مالک کی پناہ لیتا ہوں تمام مخلوقات کے شر سے اور (بالخصوص) اندھیری رات کے شر سے جب وہ رات آجائے (اور شب میں شرور کا احتمال ظاہر ہے) اور (بالخصوص گنڈے کی) گرہوں پر پڑھ پڑھ پھونکنے والیوں کے شر سے اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرنے لگے (شاید تخصیص انکی بعد تعمیم کے بمناسبت مقام یہ ہو کہ اکثر سحر کی ترتیب اور ترکیب شب کو ہوتی ہے کذا فی الخازن تاکہ کسی کو اطلاع نہ ہو اطمینان سے اسکی تکمیل کرسکیں۔ اور گنڈہ پر دم کرنے والی جانوں یا عورتوں کی مناسبت اس جگہ ظاہر ہے کہ سحر اسی طرح ہوا تھا خواہ مرد نے کیا ہو یا عورت نے پس نفاثات کا موصوف یا نفوس ہیں یا نساء اور حسد اس سحر کا اصل منشا تھا پس سحر کے متعلق سب چیزوں سے استعاذہ ہوگیا اور بقیہ شرور کی تتمیم کے لیے من شر ما خلق فرمادیا اور غالباً فلق کی تخصیص بمقابلہ ظلمت کے ہو اور اشارہ اس طرف ہو کہ جس طرح حق تعالیٰ لیل کا ازالہ کردیتا ہے اسی طرح اثر لیل یعنی سحر کا کرسکتا ہے والله اعلم ۔

سورة الناس فیها امر فی الفلق

ربط ابھی اوپر فلق میں گذرا ہے۔

امر باستعاذہ از مضرت دینیہ یعنی وسوسہ شیطانیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ مَلِكِ النَّاسِ ۝ اِلٰهِ النَّاسِ ۝ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝ آپ کہیے (جس طرح کہ فلق میں گذرا) کہ میں آدمیوں کے مالک آدمیوں کے بادشاہ آدمیوں کے معبود کی پناہ لیتا ہوں وسوسہ ڈالنے پیچھے ہٹ جانے والے (شیطان) کے شر سے (پیچھے ہٹنے کا مطلب یہ کہ حدیث میں ہے کہ اللہ کا نام لینے سے وہ ہٹ جاتا ہے اور یہ امر شیطان جن میں تو ظاہر ہے اور شیطان الانس میں بھی یہ بات ہے کہ موسوس اپنے کو ناصح مشفق کی صورت میں ظاہر کرتا ہے لیکن اگر اسکو زجر کردیا جاوے تو پھر وسوسہ سے باز آجاتا ہے اور ہٹ جاتا ہے اور اگر قبول کرلیا جاوے تو اور مبالغہ کرتا ہے اور یہ صفت اشارہ اس طرف ہے کہ اللہ کے ساتھ اس سے استعاذہ کرنا سبب اعاذہ کا ہوگا کیونکہ اسکی خاصیت ہی تاخر عن ذکر اللہ۔ آگے وسواس کی تقریر کے لیے صفت ہے یعنی) جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے خواہ وہ (وسوسہ ڈالنے والا) جن ہو یا آدمی (یعنی شیاطین الانس سے بھی پناہ مانگتا ہوں اور شیاطین الجن سے بھی کقولہ تعالیٰ وکذلک جعلنا لکل نبی عدوا شیاطین الانس والجن) ف مراد اس سے وہ وسوسہ ہے جو مفضی الی المعصیت ہو جاوے اور اسکا مضرت دینیہ ہونا ظاہر ہے اور ایک عجیب لطیفہ اس سورت میں جس سے قرآن کا حسن آغاز و انجام بھی ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ اس کے اور فاتحہ کے مضامین میں غایت درجہ کا تقارب کہ حکم اتحاد میں ہے متحقق ہے چنانچہ رب الناس کے مناسب رب العلمین اور ملک الناس کے مناسب مالک یوم الدین اور الٰہ الناس کے مناسب ایاک نعبد اور استعاذہ کے مناسب ایاک نستعین اور الوسواس الخناس الخ کے مناسب اهدنا الخ ہے فیا الٰہی بحرمة مفتتح القرآن ومختتمه ما بینهما اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیهم غیر المغضوب علیهم ولا الضالین واعذنا من جمیع الشرور والفتن۔ ما ظهر منها وما بطن۔ واجعل فاتحتنا وخاتمتنا مقرونة بکل خیر۔ ومصونة عن کل ضیر۔ وقد کمل والحمد لله الحمید تفسیر القرآن المجید۔ فی یوم الخمیس لمنتصف ۲۵ شعبان ۱۳۲۵ من ہجرة سید العبید صلی الله علیه وآله وسلم فزد اللهم علیه مزید۔ وقد حان الحمد لله ان اقول بلا تی بالتطریب والتغرید۔ وقد کنت رجوت ان اقوله فی آخر تفسیر سورة الکهف وقد کنت سمیت یوم ختامه یوم عید حیث اتی الله علی لعبدا آخر جدید۔ وقرب الی البعید۔ الا یا ایها الاحباب عید علی عید۔ وقد صرف سنتان ونصف سنة فی تکمیل هذا الامر الرشید۔ والتمست معترفا بالخطاء وملتمسا للدعاء ما فی خاتمة طبع البیضاوی المطبوع فی المطبع الاحمدی ۔ سعیت الی ان جدت بالجهد کله ۔ ولکن ما سعی جهدی طاقتی ۔ فان کان فیه یسیر فذا الرجا ۔ فمن محض فضل الله لا من حذاقتی ۔ وان کان من عیب ولست اقول لا ۔ یکون فمنی والجهود حماقتی ۔ فلا تمش یا نظارة ان شغا صدور ۔ کم من عاد الخیر فعل الصداقة ۔ ولا تفضحونا ان وجدتم خطارنا ۔ فکیف وقد اتعبت فی الجهد ناقتی ۔ وصلی الله تعالیٰ علی خیر خلقه سیدنا محمد وآله وصحابه وسلم ابد الابدین ۔ وختم لنا علی العمل السعید ۔ فانه بالاجابة جدیر ۔ وعلی کل شیء قدیر ۔ ویفعل ما یشاء ویحکم ما یرید ۔

اللغات الوسواس مصدر وصف به مبالغة الخناس الذی یتاخر ۱۲

النحو من الجنة والناس بیان للوسواس ۱۲

البلاغة قوله رب الناس تخصیص للاضافة الی الناس مع انتظام جمیع العالم فی ملک ربوبیته تعالیٰ وملکوته الوهیته للارشاد الی منهاج الاستعاذة الحقیقیة فان المستعیذ بربه لابد ان یعاذ ۱۲

قصیدہ متضمن تاریخ آغاز طبع تفسیر از جناب فضل و کمال صوری و معنوی حافظ عبد الغنی صاحب بڈھانوی مقیم بہرائچ اودھ محکمہ نظامت سلمہ اللہ تعالیٰ

هزار شکر عنایات و لطف یزدانی — کہ تافت مہر تفسیر بیان قرآنی
بفیض حضرت امداد و قاسم و یعقوب — بیمن مرشد کامل رشید حقانی
چہ دولتے ست کہ از حضرتش رسید بما — فدائے دولت او دولت جہانبانی
بتاب گوہر و آب و تاب تفسیرش — چہ آب گوہر و یاقوت و لعل رمانی
ببیں بدیدۂ بینا بایں بیان مبین — کہ شرح صدر فزاید بنور ایقانی
زہے بیان دلاویز و دلپذیر فصیح — زہے بلاغ بلیغ کلام سبحانی
بیان بین آیات بینات کتاب — بیان روشن نور نجوم قرآنی
بیان واضح سبع منازل تنزیل — بیان سبع مثانی بنظم لاثانی
بیان احسن و حسن بیاں بطرز بدیع — بیان اسہل و ایسر بحسن تبیانی
بیان رحمت ذکری و حکمت و بشری — بیان راحت ارواح و روح و ریحانی
بیان مکرم ابرار و مخزی اشرار — بیان منجی ناس از عذاب نیرانی
بیان قاطع بنیان اہل کفر و جحود — بیان قامع بنیان راہ طغیانی
دوائے شافی داء عضال فسق و فجور — شفائے کامل اسقام جہل و نادانی
زہے بیان خزینش کہ دُرِ منثور ست — زہے کلام متیں بر اصول اتقانی
خزینہ ایست پُر از دُر و گوہر نایاب — سفینہ ایست کہ بحر الجواہرش دانی
عجیب ضبط مضامین و ربط آیاتش — بوضع دلکش و طرز جدید و آسانی
ہزار نکتۂ باریکتر ز مو یابی — اگر بفہم معانیش وارسی دانی
بوصف او ہمہ عالم زبان عجز و قصور — مرا چہ طاقت وصف بیان قرآنی
نگاہ دار الٰہی بیان قرآں را — ہمیشہ تا بجہان ست دور فرقانی
جناب حضرت اشرف علی فاروقی — بدست اوست کلید کنوز عثمانی
بفیض روح قدس ہمدم مسیحا شد — دمید روح و رواں در قلوب ایمانی
دم تلاوت قرآں بلحن داؤدی — کند ز لعل لب خویش گوہر افشانی
امام حامل قرآن و خازن تفسیر — نظام فقہ و حدیث و علوم عرفانی
حکیم امت و قیوم ملت اسلام — کند بمنصب تجدید دین قلمرانی

بعون و نصرت و تائید حضرت باری — بعین رحمت و لطف رسول صمدانی
نوشت حضرت اشرف علی چہ خوش تفسیر — کشاد بر ہمہ باب کنوز عرفانی
چہ نعمتے ست کہ جان جہاں بقربانش — بجنب نعمت باقی چہ دولت فانی
بتاب مہر بیاں ذرہا شود خورشید — زمین تیرہ بود آسمان نورانی
زہے بیاں کہ ندیدش ندید چشم جہاں — زہے بیان عدیم المثیل و لاثانی
زہے بیان عزیز و مکرم و مرفوع — مطہر از ہمہ ادناس و دخل شیطانی
بیان محکم آیات محکمات حکیم — بیان ارشد ارشادہائے ربانی
بیانِ شارح متن متین قرآنی — بیان فاتح فتح مبین فرقانی
بیان قیم ذکر حکیم و سفر بلیغ — بیان موضح قرآں بفتح رحمانی
بیان حجت و برہان خالق اکبر — بیان ناطق فصل الخطاب یزدانی
بیان رافع اعلام ملت اسلام — بیان دافع اوہام و حروب بطلانی
بیان حامی توحید و سنت بیضا — بیان ماحی آثار شرک ظلمانی
بیان جامع و مانع بحسن ایجازش — کرامتے ست کہ دریا بکوزہ گنجانی
ہمہ وجیز و وسیط و بسیط در بر اوست — صحیفہ ایست کہ روح المعانیش خوانی
جریدہ ایست کہ ابن کثیر و ابن جریر — متاع خویش بہ پیشش نہد بارزانی
دریں نسق لباسیکہ برازو نتواں — سبق بجملہ تفاسیر برد میدانی
چہ نثر خوب کہ نثرہ نثار نثرش باد — چہ نظم خوش کہ فدایش نظام روحانی
ہزار و سہ صد و بست و ششم ز ہجرت بود — باوج طبع برآمد چو ماہ نورانی
مفسرے کہ بعجز بیانیش پرداخت — بمدح او نتواند کسے سخن رانی
رسیدہ از بر عبد اللہ ابن عباسش — دریں زمان صفت ترجمان قرآنی
چہ خضر تشنۂ آب لقائے او عالم — رواں ز کوثر او جویبار حیوانی
کلیم حق بود و ہمکلام حق باشد — کلیم وار بذکر کلام ربانی
امیر ناصب اعلام علم و فضل و کمال — عزیز مصر جمال و جلال روحانی
بیا بحضرت قدسیہ اش بعجز و نیاز — کہ بر دل تو کشاید رہ خدا دانی

خطاب

نگر بحال من خستہ جاں لوجہ اللہ — اسیر نفس ز بونم بمکر شیطانی
خوشا آں زماں کہ زمین بوس خدمت تو شوم — بسوئے خویش بخوانی و لب بجنبانی
کمال فضل تو محتاج مدحت ما نیست — کہ حسن ماہ بود فارغ از ثناخوانی
دوائے درد دلم یک نگاہ لطف تو بس — برائے علت پنہانیم تو درمانی
ہزار جان گرامی فدائے پایت باد — جہان جانی و جان جہان و جانانی
خدا بحرمت ختم حامیت بادا — بفضل و رحمت و رضوان و عفو یزدانی

جملہ منثورہ عربیہ مشعرہ ختم تالیف تفسیر از حافظ صاحب موصوف بَیَانُ الْقُرْآنِ هُوَ اَحْسَنُ تَفْسِیْرٍ

ایضاً مواد تاریخ اختتام تالیف از منشی رشید احمد صاحب ارشد صدیقی حنفی تھانوی سلمہ اللہ تعالیٰ

بسم اللہ العزیز العظیم :- تواریخ عجیب ہا آب :- اللھم صل علی سیدنا محمد وعلے آلہ واصحابہ بقدر حسنہ وجمالہ دائماً ابداً

۱۴ فصلے ۱۳ ۱۴ فصلے ۱۳ ۷۹ ۱۳ اسفندار شہنشاہی

قطعہ اول

ہزاران سپاس خداوند عالم
جنید زماں شاہ اشرف علی آں
معانیٔ تنزیل را حسل نادر
چہ دلبستگیہاست در ترجمہ اش

کہ آوردایام یمن وسعادت
فرید جہاں آیۂ فضل و رحمت
بطرز عجیب و بانداز ندرت
نثارش فصاحت تصدق بلاغت
سنینش مسیحی و ہجری نوشتم

شریعت پناہ و شرف اولیاء را
چہ تفسیر تحریر فرمودہ اند
چہ بر حاشیہ نکتہائے لطیف ست
رشید اندراں دولت سرمدی ہست
زہے تحفۂ خیر و نیکوئے طاعت

۲۵ = ۱۳ = ۵۸۲ = ۱۵۰۰ء

رموز آشنائے نکات طریقت
کہ ہمیشل و یکتاست اندر سلامت
تمامی حواشی ست بحر لطافت
زسر تا بپا مجمع خیر و رحمت

قطعہ دیگر ایضاً

بنگر بنگر بہار گیتی
خوشبوئے کتاب ایزد پاک

بشنو بشنو ترانۂ گل
نو خندہ بروی غنچہ و گل

محو ست بنغمہائے توحید
تفسیر عجیب گشت تالیف
جبریل امین زسدرہ فرمود

قمری طوطی تدرو بلبل
کشاف دقائق جزو کل
تفسیر کتاب مالک کل

۱۴ فصلے ۱۳

دریائے حقائق و معارف
از بسکہ رشید بہر تاریخ

موج شدہ بہر جزو کل
بودم بتفکر و تامل

قطعہ تاریخ طبع تفسیر

از نتائج فصیح اللسان شاعر بلیغ البیان جناب منشی عبد الواحد صاحب فاروقی تھانوی نائب حاکم مال ریاست الور سلمہ اللہ تعالیٰ

یا اصل الایقان کیجو یقین بس اپنا اسی پر ایمان ہے
مجموعۂ و اصل اصولِ دیں لاریب کتاب فرقان ہے

یہ حق کا کلام محکم ہے اور حاوی کل احکام و حکم ہے
دین جن رکنوں سے مستحکم ہے یہ اُن کی دلیل و برہان ہے

تھیں پہلی کتب بھی بے شبہہ اللہ کی کلام اے اہل صفا
ہے اس میں مگر یہ بات سوا اس کے لیے وعدۂ حفظان ہے

جس طرح سے پہلی کتابوں کی تحریف سے صورت بدلی گئی
قرآن میں نہ ہوگا ایسا کبھی جو وعدۂ حق کے شایان ہے

اطلاق کلام اے اہلِ ہنر ہے عام الفاظ و معانی پر
دونوں کی حفاظت پر ہو نظر اُس کے لیے کیا کیا سامان ہے

حفاظ کیے ہیں وہ پیدا ہے دھیان جنہیں نقطہ نقطہ کا
یہ پاک جماعت نامِ خدا الفاظ کی پکی نگران ہے

تاریخ نزولِ قرآن سے خود دیکھے جس کا جی چاہے
تھے جیسے لفظ ہیں اب بھی ویسے اور رسم الخط بھی یکسان ہے

مفہوم معانیٔ قرآن جب ہے پوری شریعت شاہِ عرب
تو اُن کی حفاظت کا مطلب خُلقِ علمائے ذی شان ہے

اب دیکھیے بدو شریعت سے عالم ہوئے ہیں کیسے کیسے
تا عمر وہ جو کچھ کرتے رہے کل خلق پر اُن کا احسان ہے

ہر عہد میں ایسے اہل اللہ موجود رہے ہیں ماشاء اللہ
مصداق اولئک حزب اللہ جن میں کا ہر انسان ہے

گو قحط رجال اب عام ہے یاں اور سامنے ہے کچھ اور سماں
لیکن وہ حفاظت کا ساماں اب بھی موجود و نمایاں ہے

ہیں وہ علماء اب بھی قائم جو خدمتِ دین میں ہیں دائم
جن کو نہیں خوفِ لومۃ لائم حق جن کی زبان پر ہر آن ہے

منجملہ اُن کے میرے وطن میں یعنی قصبۂ تھانہ بھون میں
یا امداد الٰہی بن میں ایک حق گو شیرِ یزدان ہے

جو جامعِ شرع و طریقت ہے اور شیخ و حکیم الامت ہے
جو حامیٔ دین و ملت ہے اور ماحیٔ شرک و طغیان ہے

اس عہد میں جس کی ذاتِ والا ایک فیض کا چشمہ ہے گویا
وہ حضرت اقدس مولانا اشرف علی قطب زمان ہے

یہ فاضلِ عصر بفضلِ ربِ عالم کی ہدایت کا ہے سبب
اور کثرتِ تالیفات سے اب غزالی و رازیٔ دوران ہے

صدہا وہ کتابیں شائع کیں ہیں جن سے حفاظتِ دینِ متین
اسلام کا گویا حصنِ حصین اب اور بھی محکم بنیان ہے

تفسیر بیان القرآن بھی تالیف شریف ہے آپ ہی کی
جو سب حکموں پر ہے حاوی اور جملہ حِکَم کی تبیان ہے

جو زیرِ طبع بھی مدت سے سب چشم براہ تھے جس کے لیے
تیار ہوئی اب چھپ کے یہ فضلِ خدائے منّان ہے

کیا پاک کتاب ہے اللہ اللہ اے صلِّ علیٰ سبحان اللہ
اس کام کا اُس کے جزاہ اللہ ممنون ہر ایک مسلمان ہے

حرف اُس کے ہیں یا موتی ہیں جڑے اور سلک گُہر ہیں یا جملے
انوارِ بیان روشن سے جو صفحہ ہے مہرِ درخشان ہے

جو مسئلے سخت اور مشکل تھے کس سہل عبارت میں ہیں لکھے
اب اُس کی بدولت بے کھٹکے علامۂ دین ہر اُردو دان ہے

بدعات و رسومِ جہالت کا وہ کھول دیا ہے کچا چٹھا
ناواقفیت کا عذر بھلا اب کوئی کرے کیا امکان ہے

اسلام کے جملہ مسائل کا ہے فیصلہ اس میں القصہ
حق ہو گیا ظاہر اب بخدا ہر اہلِ سنت شادان ہے

آپ آنکھ اُٹھا کر دیکھیں گے جب کھلجائیگا صاف اہلِ ادب
ہاں اشرفِ جملہ تفاسیر اب تفسیر حضرت ایشان ہے

اس دین کے بلال پہ جان صدقے جو نکلا دیکھ طلعِ طبع سے
ہر ایک مسلمان لیگا اسے یہ حافظِ دین و ایمان ہے

فاروق سالِ طبع اُس کا گر پوچھتے ہیں اخوانِ صفا
کہدے ایک ہادیِ دین ہدیٰ تفسیر بیان القرآن ہے

۱۳ ۔ ۳۴

[illegible]

حامداً و مصلیاً و مسلماً

خدا تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ تفسیر بیان القرآن کی بارھویں جلد کہ سب سے آخری ہے کا خاتمہ و اختتام کو پہنچی۔ غالباً دس برس کا زمانہ گذرا ہوگا کہ حکیم الامت اشرف العلماء حضرت مولانا تھانوی دامت برکاتہم تشریف فرمائے دہلی ہوئے اور یہاں مطبع مجتبائی میں قیام فرمایا تو اُس وقت بانی مطبع مرحوم نے تفسیر کی تصنیف کے متعلق مولانا سے عرض کیا ... [illegible] ... اس تفسیر کو لکھ کر بھیجتے رہیں اور ترجمہ کا انداز معلوم ہو جائیگا چنانچہ ... ترجمہ و تفسیر بیان آگیا یہاں جس نے دیکھا پسند کیا اور احقر کو تو بہت ہی پسند آئی چونکہ ترجمہ جدید بنایا گیا تھا اس میں تفسیر کے مضامین بھی مختصر طور پر خطوط وحدانی میں ترجمہ کے ساتھ ہی لکھے ہوئے تھے جس سے پورے طور پر مطلب واضح ہوتا تھا اور یہ بات کسی ترجمہ اور تفسیر میں دیکھی گئی جو حضرت آدم علیہ السلام اور ہاروت ماروت کے واقعات کو جو دیکھا تو بے ساختہ دل میں یہ بات پیدا ہوئی کہ ایسی تفسیر کا چھپنا ضرور ہے لہٰذا یہ تجویز قرار پائی کہ ایک ورد اور تحریک عالیجناب مولوی سید محمد عبد الاحد صاحب کی خدمت میں پیش کی گئی اور انہیں اسکے چھاپنے کے لیے آمادہ کیا جائے چنانچہ ایک موقع سے اسکی مفصل کیفیت بیان کر کے انہیں اسکے چھاپنے اور اسکے تمام مصارف نقل و تصحیح وغیرہ کے برداشت کرنے کے لیے عرض کیا گیا بحمد اللہ انہوں نے بطیب خاطر اسے منظور فرمایا۔ پھر تو یہاں سے حضرت مولانا سے کو لکھا گیا اور سامان تالیف یعنی اکثر تفاسیر اور کتب کی یہاں سے روانگی ہوتی رہی۔ ادھر تو مولانا دامت برکاتہم نے تفسیر لکھنی شروع فرمائی ادھر مولوی شاہ لطف رسول صاحب و حافظ مولوی سید احمد حسن صاحب و دیگر اعزہ سلمہم اللہ تعالیٰ اسکے مبیضہ اور تصحیح کرنے پر مامور ہوگئے۔ چونکہ ترجمہ تفسیر ملحقات۔ وجوہ بلاغت۔ اختلاف قراۃ سب علیحدہ علیحدہ تھے۔ احقر نے ایک مسطر اس طرح ترتیب دیا کہ اول قرآن شریف بخط جلی۔ اسکے نیچے ترجمہ سادہ مجرد از محذوفات وغیرہ۔ اسکے نیچے قرآن مجید و تفسیر اور اسکا ترجمہ با محاورہ نہایت وضاحت کے ساتھ مع مضامین تفسیر یہ بھی خط دیگر بخط خفی۔ اختلاف قراۃ۔ تحقیق لغۃ۔ وجوہ بلاغۃ۔ توضیح ترکیب۔ متعلق الطریق۔ فٹ نوٹ خاص طلبہ کے لیے اور ملحقات ترجمہ کے بیحاشیہ پر جگہ نکالی غرضکہ سب چیزوں کا اجتماع نہایت خوبی سے ہوگیا حضرت مولانا اور دیگر حضرات موجودین نے بالاتفاق اس طرز کو پسند فرمایا اور اس کینڈے کے مطابق نقل ہونا شروع ہوا۔ ادھر ایک جلد کا مبیضہ بعد تصحیح و مقابلہ تیار ہوا اور اُدھر کاپی کرنے کے لیے کاتب کو دیدیا گیا اسی طرح ایک ایک جلد کم و بیش ڈھائی ڈھائی بار کی چھپتی گئی اور شائع ہوتی رہی حضرت مولانا مدظلہم نے اس تفسیر کو بہت جلد یعنی ڈھائی سال میں تحریر فرما کر تمام کر دی نقل کرنے والے اور چھاپنے والے سب کے سب پیچھے رہ گئے (حق تعالیٰ اُن کی اوقات میں برکت عطا فرمائے) یہ کمترین جو ایک دفعہ حاضر صحبت اقدس ہوا تو فرمانے لگے کہ جن بات کو میں دیکھنا چاہتا ہوں اور جہاں کھٹکا ہوتا ہے وہ باعکسی تفسیر میں نہیں پائی جاتی ہے تو لاچار ہو کر دوسری تفسیروں کا دیکھنا چھوڑ دیا۔ واقعی مولانا (کثر اللہ امثالہم) نے جو کام کیا ہے وہ عجیب و غریب اور محض امداد الٰہی ہے۔ ایکدن وہ تھا کہ اسکی تالیف و تصنیف کا سامان ہو رہا تھا آج وہ دن ہے کہ اس کا خاتمہ الطبع لکھا جا رہا ہے حق تعالیٰ کریم حضرت مولانا کو جزائے خیر عنایت فرمائے اور اپنے قرب میں جگہ دیکر اعلیٰ درجے کے کام اُن سے لے اور دیر تک سلامت با کرامت رکھے اور اس دینی خدمت کو قبول فرما کر اپنے بندوں کو اسکے نفع سے بہرہ ور فرمائے اور ایسا ہی اسکے اشاعت کنندہ مولوی حافظ سید محمد عبد الاحد صاحب مالک مطبع مجتبائی دہلی سلمہ اللہ تعالیٰ کو دائمی ثواب اور اجر بے حساب مرحمت فرمائے اور ایسی ہی خدمات انجام دہی کے لیے انکی ہمت بلند رکھے اور دین و دنیا میں ترقی مراتب ارزانی فرمائے اور شادمانی و دلشادکامی کے ساتھ عمر عنایت فرمائے کہ جنہوں نے اپنی دریادلی سے ہزار روپے تو اسکے چھاپنے میں لگائے اور اسکے علاوہ دو ہزار سے زیادہ محض مسودات کی درستی و صفائی و تصحیح مقابلہ میں صرف کر دیئے۔ حضرت مولانا تھانوی خاص شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اس تفسیر کو خاص مطبع کی استدعا پر تالیف فرمایا اور مطبع نے باضابطہ اسکا تحفظ کیا۔

خداوندا بطفیل نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اس عاجز مہتمم مطبع ہذا کو بھی اپنے انعام عام اور لطف خاص سے محروم نہ رکھیو اور خاتمہ بالخیر فرمادیجیو کہ بڑا مقصد یہی ہے۔ آمین۔ آمین یا رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین الیٰ یوم الدین۔

خاکسار محمد بیگ عفی عنہ مہتمم مطبع مجتبائی دہلی ۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۴ھ یکم اپریل ۱۹۱۶ء

منہیات ثلثہ جلد ۱۲ تفسیر بیان القرآن

منہیہ اولیٰ

ص ۵ س ۶ - قولہ جب اس سے انکار کرے الخ **اقول** اس عبارت میں جزیہ کا انکار نہیں ہے مقصود اس سے یہ ہے کہ اس سے قبل قتال مشروع نہیں نہ یہ کہ اس انکار کے ساتھ ہی مشروع ہے بلکہ اس انکار کے بعد جبکہ دوسرے شرائط بھی پائے جاویں تب مشروع ہے۔

ص ۶ س ۴ - قولہ اور دوسروں کے لیے بھی ان میں سے جو ہنوز الخ **اقول** توضیح مقام کی یہ ہے کہ آخرین کا عطف الامیین پر ہے تو ترجمہ ظاہر یہ ہوتا کہ اور دوسروں میں بھی۔ لیکن چونکہ ظرفیت آخرین کی بوجہ عدم موجودیت اُن کے کے ذاتاً یا صفتاً یعنی اسلاماً ظاہر نہ تھی اور مقصود معنی فی سے زائل کے تھے کمانی ہرۃ - اس بنا پر یہاں لفظ لیے سے ترجمہ کر دیا اور فی الامیین میں بھی مقصود یہی ترجمہ تھا لیکن وہاں لفظ میں اسلیے اختیار کر لیا کہ ظاہری ظرفیت بھی ممتنع نہ تھی اور لفظ میں بھی بمعنی لام مستعمل آتا ہے پس یہاں لفظ اور مقصود دونوں کا لحاظ رکھا گیا اور آخرین کے بعد جو منہم ہے وہ صفت ہے آخرین کی اور لما یلحقوا بھی اُسی کی صفت ہے چونکہ یہ دوسری صفت جملہ تھی اسلیے ترجمہ کو لفظ جو سے شروع کیا اور پہلی صفت مفرد تھی اسلیے وہاں صرف جار مجرور کا ترجمہ کر دیا مگر مراد وہاں بھی صفت ہے یعنی اُن دوسروں کے لیے بھی مبعوث فرمایا جو کہ اُن امیین مذکورین میں سے ہیں باعتبار سلسلہ ہونے کے کیونکہ مسلمان سب ایک ہی ہیں۔

ص ۷ س ۲۴ - قولہ اور سابق میں یعنی اول آیت میں بھی العزیز الحکیم آیا ہے۔

ص ۷ س ۱۱ - قولہ وہ خاص مدعی الخ - **اقول** پس یہ شبہ نکیا جاوے کہ کیا یہ نفی اس زمانہ کے یہودیوں کو بھی عام ہے۔

ص ۱۶ س ۲۲ - قولہ مجموعہ صورتین مذکورتین الخ **اقول** مطلب یہ کہ ضرر و نفع دنیوی کی جو دو صورتیں ذکر کی ہیں ایک حسی دوسری باطنی ان میں سے ایک نہ ایک کا وقوع ضروری ہے دونوں سے خلو نہ ہوگا اور اجتماع ممکن ہے۔

ص ۲۳ س ۱۵ - قولہ میدان قیامت کے اعتبار سے (یعنی جو کہ پل صراط سے پہلے ہے) ان کی حالت کا بیان ہوگا (یعنی اس مقام پر اس بیان کو متعلق میدان قیامت کے کہا جاویگا)

ص ۲۹ س ۱ - حاشیہ تحتانی لیسار - قولہ فلیس لم یذکر القول الخ **اقول** یعنی غایت تفاوت کے سبب یہ احتمال ہی نہیں ہو سکتا کہ یہ انسان قائل یالیتنی الخ سے متعلق ہو جو ابا الخ **اقول** لما لفظ کو ترکیبا و لا السقط نون للاعراب جوابا للتمنی۔

ص ۳۵ س ۱۰ - قولہ یاد رکھنے والے کان اُسکو یاد رکھیں **اقول** اذن ہر چند کہ مفرد ہے لیکن چونکہ نکرہ قرائن مقام سے گلا ہے اثبات میں بھی عام ہو جاتا ہے یہ ترجمہ اسی پر مبنی ہے کمانی قولہ تعالیٰ ولتنظر نفس ماقدمت لغد و قولہ تعالیٰ علمت نفس ما احضرت

ص ۴۰ س ۱۳ - قولہ ایک درخواست کرنے والا الخ **اقول** یاد نہیں کہ وقت تحریر تفسیر اس کا شان نزول لکھنے سے کیسے رہ گیا اب لکھا جاتا ہے - فی لباب النقول اخرج النسائی و ابن ابی حاتم عن ابن عباس فی قولہ سأل سائل قال ہو النضر ابن الحارث قال اللہم ان کان ہذا ہو الحق من عندک فامطر علینا حجارۃ من السماء الآیۃ - حاصل توجیہ اس مقام کا یہ ہے کہ اس نضر بن الحارث نے براہ گستاخی قرآن کے حق ہونے کی صورت میں عذاب کی درخواست کی تھی جس سے مقصود عذاب عاجل تھا - حق تعالیٰ نے اس مقام میں اول اسکی حکایت درخواست کی نقل فرمائی پھر فی یوم کان مقدارہ الخ میں اُس کا جواب اس طرح ارشاد فرمایا کہ یہاں کی سزا کیا سزا ہے خواہ وہ واقع ہو یا نہ ہو اصلی سزا کا انتظار کرو جو ایسے یوم میں واقع ہوگی جسکی مقدار پچاس ہزار سال ہوگی مراد یوم قیامت پس فی یوم کا عامل مقدر ہے اے یقع العذاب بہم فی یوم الخ کذا فی الجلالین اور لباب میں جو بروایت ابن ابی حاتم سُدی سے اسی قصہ نضر میں وارد ہے وکان عذابہ یوم بدر لعہ تو وہ اس جواب کے منافی نہیں کہ عذاب اصلی کی تقیید بالقیامۃ سے عذاب غیر اصلی کے وقوع قبل القیامۃ کی نفی لازم نہیں آتی غیر اصلی عاجلاً ہو گیا اور اصلی آجلاً۔

ص ۵۵ س ۲ حاشیہ تحتانی لیسار - قولہ ... وقوا وضع **اقول** کلاہما بصیغۃ الماضی المجہول۔

ص ۹۰ س ۲ حاشیہ تحتانی یمین - قولہ الطلاق علی المقید **اقول** ظاہراً صحیح عبارت یہ تھا اطلاق المقید علی المطلق اگر نقل میں غلطی نہیں ہوئی تو اسکی یہ توجیہ ہوگی کہ مفہوم مقید پر اطلاق کی صفت جاری و واقع کر دی یعنی مقید کو مطلق قرار دے لیا یعنی لفظ موضوع للمقید کو مفہوم مطلق پر اطلاق کر دیا۔

ص ۸۹ س ۲۷ - قولہ اسی کے قریب غرض سے الخ **اقول** یعنی ایسی ہی غرض سے اور ایسے ہی مقصود کے لیے جو کہ اس غرض کے قریب ہے۔

ص ۹۴ س ۲ حاشیہ تحتانی یمین قولہ ... ہوگا جیسا کہ نہیں لکھنے کی حاجت ہوتی کہ وکلنا لصاحب النفس المطمئنۃ الخ

ص ۱۰۵ س ۲۹ - قولہ وہ امر مہم مقصود مقام الخ **اقول** یعنی جس کا ذکر اس صورت کے تقریر ربط میں تہا۔

ص ۱۰۶ س ۱۹ - قولہ ناہی **اقول** یہ صفت ہے شخص کی اور دین کی طرف مضاف نہیں۔

ص ۱۰۷ س ۱۸ - قولہ اسی وہ امور مقدر کیے جاتے ہیں **اقول** یہ عطف ہے جملہ سابقہ یعنی قولہ سورہ دخان میں الخ پر یعنی وہ امور مراد ہوں جن کا ذکر سورہ دخان میں ہے اور جو کہ مقدر کیے جاتے ہیں۔

ص ۱۱۱ س ۲۳ - قولہ وبہ تشبیہ الخ **اقول** یہ بہ اعتبار ہے اور قولہ اسکی ترتیب الخ یہ خبر ہے یعنی یہ مبنیٰ جو ثابت ہے اس مبنیٰ کی ترتیب دو مکرر واقعات سے تحقیق نہیں۔

منہیہ ثانیہ بعض مضامین تفسیر جلد ہذا

مضمون	صفحہ	سطر
تحقیق عزم علی الترک در توبہ	۲۳	۷
دفع اشکال بامر منظر کردن باسمان بتقدیر		
ثبوت عدم رویت	۲۹	۱۶ تا ۲۴
تحقیق لطیف اختلاف در تعیین اہم در قصہ عبداللہ بن ام مکتوم	۶۷	۱۸

منہیہ ثالثہ غلطنامہ جلد دوازدہم تفسیر بیان القرآن

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۱۲	دلیلیں لاسئے	دلیلیں لائے
۵	۵	متنبہ نہ ہوا	تنبہ نہ ہوا
〃	۱۲	جہاد کا ثمرہ	جہاد کے ثمرہ
〃	〃	آخرت کیہ	آخرت کا کیا
۹	۴	اُسی میں سے	اُن میں سے
۸	۶	رُکتے ہیں	روسکتے ہیں
۱۵	۴	عدت اُس	عدت اُن کے اس
۱۶	۳	ایواب	ابواب
〃	〃	احکام میں	احکام ہیں
〃	۲۸	کی صت اس	کی عدت اُن سے اُس
۲۱	۱۴	کارروانیاں کا	کارروائیاں کرنے کا
۲۳	۳	مقابل الطاعت	مقابل ہے اطاعت
۲۴	۱۹	سد تعالے	اللہ تعالے
۳۶	۶	رجم ہے	جم ہے
۲۹	۱۲	یعنی اوجہ	یعنی اوپر جو
〃	۱۳	آلہ باطلہ	آلہہ باطلہ
〃	۱۷	شقف	سقف
〃	۲۰	تائل	تائل
۳۱	۸	نادان	تاوان
۳۴	۱۴	کئی مضمون	کئی غول
۳۶	۶	جگڑدو	جکڑدو
〃	۱ حاشیہ تحتانی یمین	علی جہدہ	علی جسدہ
۳۸	۶	صبر ہی لیسا	صبر ہی ایسا
۳۹	۱۰	اور ین کے مالوں	اور جن کے مالوں
〃	۱ حاشیہ تحتانی لیسار	متعلق ہیں	متعلق بجز دہا
۴۰	۸	چھائی گئی	چھائی ہوگی
〃	۱۲	واقعات	دو واقعات
۴۴	۲۳	حلقہ	حلقہ
۴۶	۲	اُس نے کسی کو	اُس نے نہ کسی کو
〃	۴	اور بٹھادی	اور بڑھادی
〃	۳ حاشیہ تحتانی یمین	بلوغنا	بلوغہا
۴۸	۱۹	انذار	انداز
۴۹	۱۹	مشت	مثبت
〃	۲۳	دغل	غل
〃	۲۷	سباعت	ساعت
〃	۲۹	وساُس کے	اور سب اُس کے
۵۲	۸	ثفیل	ثقیل
〃	۲۴	(امتداد سے	(امتداد سے)
۵۴	۵	علم ات	علم ان
〃	۲۵	کلاۃ	کلدۃ
۵۴	۲	پہرڈالو	پھیر ڈالو
〃	۱ حاشیہ تحتانی یمین	التصویۃ	التصویت
۵۶	۱۶	سے اُس کا	سے کوئی اُس کا
۵۸	۱۴	جیب	حجیت
۶۰	۴	جاتا ہوتا	جاتا ہوتا
۶۱	۱۶	جب ساحلہ	حُبّ عاجلہ
〃	۱۸	پھونک کرلنے والا	(پھونک کر) نے والا
۶۲	۱۴	بیخگی	بیخنگی
〃	۲ حاشیہ تحتانی لیسار	صحل	محل

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶۳	۳ حاشیہ تحتانی نمبر	وجیری	جزی	۹۹	۲ حاشیہ فوقانی	فسوی	فسوٰیہا
۶۴	۱۰	کیا کرتے تھے	کیا کرتے ہیں	۱۰۰	۷	فیہ سوا	فیہ سواہا
۶۷	۳ حاشیہ فوقانی	للاقسام	الاقسام	〃	۲۵	تصدیق امتثال	تصدیق و امتثال
〃	۲۸	فیصلہ بھی	فیصلہ ہی	۱۰۱	۱۰	طول	اطول
〃	〃	انکار استعمال	انکاری استعمال	〃	۲	سبب	سب
۶۹	۱ حاشیہ تحتانی نمبر	لیعذبوہم	یعذبونہم	〃	۱ حاشیہ تحتانی نمبر	الیتیہ	الیتیم
۷۵	۲ 〃	للقابل	المقابل	〃	〃	من	سن
〃	۳ 〃	دعاعلیہ	دعا رعلیہ	۱۰۲	۱۴	تھا اور	تھاھ اور
〃	۳ 〃	تعجب	تعجب	〃	۱۵	بھی فرمائی	بھی تکبیر فرمائی
۷۶	۱۳	ہوتی بھاں	ہوتی یا کچھ صلات ہوتی بھال	〃	۲ حاشیہ تحتانی میں	مفعولہ	مفعول لہ
〃	۱۷	تنفیر	تنفر	۱۰۶	۲ حاشیہ فوقانی	نوشتہ	نوشتہ
۷۸	۲	امانت دارہیں	امانت دار ہے	〃	۲۶	زیادہ	زیادت
۷۹	۱۵	امانت دارہیں	امانت دار ہے	〃	۲۸	غاز	نماز
۸۰	۲۷	چنانچہ حسن	چنانچہ حواشی حسن	۱۰۷	۲۳	مضاعفت	مضاعفت
۸۴	۱ حاشیہ تحتانی میں	جاید	جاہد	۱۱۱	۲۲	کثرت عامہ سبب ہے	کثرت سبب ہے عام ہے
۸۷	۲ 〃	صاحب سلطنت	صاحبیت سلطنت	۱۱۴	۲۱	الہیہ کے	الہیہ پر
۹۰	۲ 〃	الحوت	الحوۃ	۱۱۶	۱۹	اسی کے نام	اُسی کے نام
〃	۳ حاشیہ تحتانی	للانلف	للایذان	〃	۲۷	اُس کی ترتیب	اِس کی ترتیب
〃	۲ 〃	ہوا حفار	ہوالحفار	۱۱۷	۲۱	جواب الکافرون	جواب میں الکافرون
۹۱	۱۲	ہوتا ہوا گمر جیسا	ہوتا ہوا جیسا	〃	۲ حاشیہ تحتانی میں	متعلق	تعلق
〃	۱۵	سورت یہاں	سورت سے یہاں	〃	۳ 〃	جران	جریان
	۱۹	ابتدار ہو	ابتداء رہو	۱۱۹	۱۰	محمد صلی اللہ علیہ وسلم بعد استعلیق	محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
	۲ 〃	للتیق	الشبق				
۹۲	۱۱	جو نا تو	جو نہ تو				
〃	۴ 〃	علی انہ لا	علی اصلہ				
۹۵	۳ حاشیہ فوقانی	حت	حتٰی				
〃	۲ 〃	ولوثاق	والوثاق				
〃	۱۵	احتالا	احتمالا				
〃	۱۲ 〃	مبعنی	المعنی				
〃	۱۴ 〃	ولاا	ولا آمر				
〃	۲۰ 〃	قرر	قرأ				
۹۶	۱ حاشیہ تحتانی نمبر	کرنہ جوزا	کونہ جزءا				
〃	۵ 〃	الترہیب	للترہیب				
۹۷	۲ حاشیہ فوقانی	لید من	لیدمن				
۹۸	۱ حاشیہ تحتانی نمبر	لتعقیۃ	لتعدیۃ				
〃	۳ 〃	النفس	للنفس				

تتمات تنبیہات اولیٰ جلدہائے مختلفہ تفسیر ہذا

(ج ۱ ص ۲۶ س ۲۳ - قولہ موسیٰ علیہ السلام نے ایک ماہ روزے رکھنے کے بعد کہیں مسواک کرلی تھی الیٰ قولہ تاکہ وہ رائحہ پھر پیدا ہوجاوے **اقول** یہ بناء علی المشہور لکھدیا تھا پھر مجھ مولوی احمد حسن صاحب سنبھلی نے مجھکو ایک روایت منقولہ عن الدر المنثور دکھلائی جس میں حق تعالیٰ کا یہ سوال مذکور ہے - لم افطرت - یعنی تم نے کیوں افطار کرلیا انہوں نے اناالہ ریح عذر پیش عرض کیا حق تعالیٰ نے اُس عذر کو اس ارشاد سے رفع فرما دیا کہ وہ تو ہم کو پسند تھی اُس کا ازالہ عذر کافی نہیں تو وہ سوال لم افطرت پھر باقی رہا جس کا ادھر کوئی جواب نہ تھا پھر ارشاد ہوا کہ دس روزے اور رکھو انتہی ملخصاً - اس روایت سے معلوم ہوا کہ ازالہ رائحہ موجب نکیر و سبب زیادۃ صیام کا نہیں ہوا بلکہ خود افطار پر انکار ہوا اور پھر روزے رکھلائے گئے تاکہ حالت صوم میں مکالمت ہو اور تعدد اجتماع برکات صیام کثیرہ کے لیے تھا - وہ روایت یہ ہے - اخرج الدیلمی عن ابن عباس مرفوعاً لما ان موسیٰ ربہ وارادان یکلمہ بعد ثلاثین یوما وقد صام لیلہن ونہارہن فکرہ ان یکلم ربہ وریح فمہ ریح فم الصائم فتناول من نبات الارض فمضغہ فقال لہ ربہ لم افطرت وہو اعلم بالذی کان قال لے رب کرہت ان اکلمک الا وفمی طیب الریح قال اوما علمت یا موسیٰ لان ریح فم الصائم عندی اطیب من ریح المسک ارجع فصم عشرۃ ایام ثم ائتنی ففعل موسیٰ الذی امرہ ربہ فلما کلم اللہ موسیٰ قال لہ ما قال الخ کذا فی الدر المنثور -

(ج ۱ ص ۳۳ س ۱۸ - قولہ ایک بیل الخ **قلت** دلیل اسکی حاشیہ پر موجود ہے اور یہی قول اور یہی استدلال اکلیل میں امام ابو المنصور رح سے منقول ہے اور تفسیر ابن کثیر میں بکر کی تفسیر صغیرۃ لم یلقحہا الفحل کے ساتھ گیارہ علماء سے نقل کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان علماء کی رائے میں وہ گائے ہی ممکن ہے کہ کثرت قائلین سے روایۃً اس تحمل کو ترجیح دی جائے اور قوت دلیل سے درایۃً پہلے قول کو اقرب سمجھا جائے واللہ اعلم - عبارات دونوں کتب کی ذیل میں منقول ہیں -

فی الاکلیل حاشیۃ المدارک الان الامام ابا منصور رح استدل علی ان البقرۃ المذکورۃ کانت ذکرا بقولہ تعالیٰ انہا بقرۃ لا ذلول تثیر الارض ولا تسقی الحرث - بناءً علی ان اثارۃ الارض وسقی الحرث من عمل الثیران اھ وفی تفسیر ابن کثیر قال انہ یقول انہا بقرۃ لا فارض ولا بکر لا کبیرۃ ہرمۃ ولا صغیرۃ لم یلقحہا الفحل کما قالہ ابو العالیۃ والسدی ومجاہد وعکرمۃ وعطیۃ العوفی وعطاء الخراسانی ووہب بن منبہ والضحاک والحسن وقتادۃ وقالہ ابن عباس ایضاً اھ +

(ج ۱ ص ۶۲ س ۹ - قولہ مقام ابراہیم مع حاشیۃ الفوقانی اسپر ایک سوال آیا تھا مع جواب منقول ہے **(سوال)** قد اخترتم فی تفسیر قولہ تعالیٰ واتخذوا من مقام ابراہیم مصلی ان من زائدۃ علی قول الاخفش ولان المراد من المقام الحجر نفسہ فیکون المعنی اجعلوا الحجر موضع صلاتکم وہذا غیر ممکن بصغرہ والمعمول ایضاً خلاف ذلک لان الناس یصلون خلفہ متوجہین الیہ لا الی الحجر نفسہ -

(جواب) اس وقت تو یاد نہیں کہ اُس وقت اسکے متعلق ذہن میں کیا تھا باقی اس وقت یہ سمجھ میں آتا ہے کہ اصل مصلی تو مقام ابراہیم ہی ہے اور صغر مصلی ہونے سے مانع نہیں کیونکہ اسپر صرف قدم رکھنے سے بھی مصلی ہونا صادق آتا ہے باقی یہ بات کہ اب اُسپر نماز نہیں پڑھی جاتی تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ اصل مقصود اُسی کو محل صلوٰۃ بنانا ہے باقی اس کا محل مجاور بھی اُسی کے تابع ہونے سے اُسی کے حکم میں ہے جیسا مسجد حرام یا مسجد نبوی میں جو زائد ہوا ہے وہ اُس کے تابع ہے -

(ج ۲ ص ۱۲ س ۲۴ - قولہ برص و جذام اسپر ایک سوال آیا تھا جو مع جواب منقول ہے -

(سوال) فالفظ جذام اما تفسیر للفظ برص فہذا غیر معروف فی کتب اللغۃ وان امر مزید فای الروایۃ ماخذہ -

(جواب) مقصود تفسیر ہی ہے اور ماخذ اس کا اُس وقت خدا جانے ذہن میں کیا ہوگا اس وقت یاد نہیں اور اُس وقت جو کتب جمع تھیں وہ اب نہیں ہیں باقی اس وقت یہ سمجھ میں آتا ہے کہ مولانا شاہ عبد القادر صاحب و مولانا شاہ رفیع الدین صاحب نے یہی ترجمہ کیا شاید اسپر اعتماد کیا ہو نیز کریم اللغات میں بھی یہ معنی لکھے ہیں البتہ ظاہراً یہ مجاز معلوم ہوتا ہے اطلاقاً للمسبب علی السبب لکون بعض اقسام البرص مقدمۃ للجذام احیاناً کما فی شرح الاسباب الجلد الثانی ص ۲۳۱ وہو (ای البرص الاسود) من مقدمات الجذام اذا اشتد و کثیر من رقعۃ الحکیم محمد ہاشم چونکہ اس میں اعجاز زیادہ ظاہر تھا اسلیے اس کو اختیار کیا ہوگا -

(ضمیمہ مضمون بالا) کریم اللغات کی عبارت یہ ہے ابرص کوڑھی چتلا چتکبرا - اس عبارت سے شبہ معنی مذکور کے حقیقی ہونے کا بھی ہوتا ہے جس سے لفظ برص مشترک ہوجاوے گا - اور مرجح ابلغ فی الاعجاز ہونا ہوگا لیکن منتخب النفائس میں یہ عبارت نظر پڑی کوڑھی مجذوم و ابرص جب سے مجذوم و ابرص کا تو متقابل ہونا اور لفظ کوڑھی کا اردو میں مجذوم و ابرص کے لیے عام ہونا معلوم ہوتا ہے اور بعض اہل بلاد پورب سے معلوم بھی ہوا کہ کوڑھی کا اطلاق ابرص پر بھی آتا ہے اس سے شاہین دہلویین

کے ترجمہ سے استدلال میں اشتباہ ہوگیا ممکن ہے انہوں نے
کو وہی معنی ابرص لیا ہو نہ بمعنے مجذوم اور اس بنا پر
عبارت کریم اللغات میں بھی یہ احتمال ہو گیا کہ شاید مراد
ان کی یہ ہو کہ ابرص کا ترجمہ ان سب لفظوں سے ہو سکتا
ہے اور ابرص کے وہی معنی مشہور رہوں اور یہ تینوں
ترجمے مترادف ہوں اور وجہ ترجیح میں کتب طبیہ میں
اس مضمون کے دیکھنے سے شبہ پڑ گیا کہ اس مرض
یعنی برص ابیض کا علاج دشوار ہے خصوص جبکہ
مزمن ہو جاوے اور بڑھتا جاوے پس اس کے بعد اب
رجحان قلب زیادہ اسی طرف ہوتا ہے کہ برص کو معنی
جذام لینا بے دلیل ہے اور اس لیے احقر اُس ترجمہ
سے رجوع کر کے لفظ برص کو ظاہری معنی پر محمول کرتا
ہے طبع ثانی میں تصحیح کر دی جاوے۔

(ج ۳ ص ۲۲۳ س ۱۵- قولہ ظفر سے مراد
کُھر ہے الخ **اقول** یہاں کُھر سے مراد وہ کُھر ہے جو پھٹا
ہوا نہ ہو جیسے گھوڑے کا ہوتا ہے کہ متصل واحد ہونے
میں مشابہ ناخن کے ہوتا ہے جیسا ناخن پورا متصل
واحد ہوتا ہے تشبیہاً اُس کو ناخن فرما دیا جس کو عربی
میں حافر کہتے ہیں اور وہ کُھر مراد نہیں جو پھٹا ہوا
ہوتا ہے کہ وہ مشابہ ناخن کے نہیں ہوتا جیسے گائے
بکری وغیرہ جس کو عربی میں ظلف کہتے ہیں سو گھوڑا
اُن پر حرام تھا گائے بکری حرام نہ تھی البتہ انکی چربی
اُن پر حرام تھی جسکا اسی آیت میں نیز ذکر ہے ومن البقر
والغنم الخ اور یہ ایک تفسیر ہے اور ایک تفسیر یہ ہے کہ ناخن
کے متبادر معنی مراد ہیں انمیں دو قسم کے جانور داخل ہوگئے
ایک اونٹ کہ اس کے کچھ کچھ ناخن ہوتے ہیں اور ایک مرغی
و بط وغیرہ کہ پنجہ دار ہوتے ہیں اور تیسری تفسیر یہ ہے
کہ بطور عموم مجاز کے ان سب کو عام ہے و دلیل ہذا کلہ ما
سیأتی فی الجلالین قولہ تعالی حرمنا کل ذی ظفر وہو مالم
یفرق اصابعہ کالابل والنعام فی الجمل قال ابن عباس
ہو النعامۃ والبعیر ونحو ذلک من الدواب وکل مالم یکن
مشقوق الاصابع من البہائم والطیر مثل البعیر والنعامۃ
والاوز والبط قال القتیبی ہو کل ذی مخلب من الطیر
وکل ذی حافر من الدواب ویسمی الحافر ظفرا علی الاستعارۃ
اھ خازن قول الجلالین کالابل والنعام لے الاوز
والبط اھ شیخنا۔

(ج ۴ ص ۹۰ س ۲۵- قولہ سورۂ انفال
کے بعد سورۂ محمد نازل ہوئی الخ **اقول** یہ ایک قول
ہے اور اسی پر تفسیر کی گئی ہے اور اگر دوسرا قول
لیا جاوے کہ سورۂ محمد نزول میں سورۂ انفال پر مقدم
ہے جیسا کہ بعض نے سورۂ محمد کو مکیہ بھی کہا ہے تو اس وقت
تفسیر آیت کی سہل یہ ہوگی کہ ہم نے سورۂ محمد میں اساری
کے جواز میں یا فداء کو مقید کیا ہے اثخان کے ساتھ
فی قولہ تعالی حتی اذا اثخنتموہم فشدوا الوثاق فاما
منا بعد واما فداء اور یہاں اثخان (تمام) ہوا نہ
تھا تو اس صورت میں فداء کو اختیار نہ کرنا چاہیے
تھا وہذا معنی قولہ تعالی ما کان لنبی ان یکون لہ
اسری حتی یثخن فی الارض۔ پھر دوسری آیت میں
صحابہ کا عذر مقتضی للعفو ارشاد فرمایا جس کا حاصل
یہ ہے کہ اگر ہمارا ایک حکم نوشتہ نہ ہو چکتا اور وہ
یہ ہے کہ مخطی فی الاجتہاد کو عقاب نہیں ہوتا تو
اس قصہ میں عذاب آتا اور یہ کتاب سابق من اللہ یہ
آیت مذکورہ فی البقرہ ہے لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا
لہا ما کسبت وعلیہا ما اکتسبت ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا
او اخطأنا - جو عموم مدلول استغفار تکلیف ما لا یطاق
وعدم مواخذہ علی الخطاء والنسیان کے اعتبار سے
خطا فی الاجتہاد کو بھی شامل ہے اور یہاں خطاء
اجتہادی یہ ہوئی کہ جو ستر رؤسا قتل کیے گئے تھے
وہ زیادہ ذی اثر تھے یوں خیال ہوا کہ ان کے قتل سے
اثخان معتدبہ متحقق ہو گیا اور اگر زیادہ غور کرتے تو
سمجھتے کہ اثخان تام کا تحقق ان اساری کے قتل پر بھی
موقوف ہے اسی زائد غور نہ کرنے پر صورۃً عتاب متوجہ
ہوا وہذا التوجیہ مما القی فی روعی عاشر ربیع الاول ۱۳۵۳ھ
صباحاً ولله الحمد فقط

(ج ۶ ص ۲۷ س ۲۳- قولہ وجہ تشبیہ
قول شب کے وقت واقع ہونا ہے **قلت** اور یہ بھی کہا
جا سکتا ہے کہ چونکہ عالم غیب کا انکشاف گو بیداری
میں ہو مگر اُس میں عالم ناسوت سے غیبت ضرور ہوتی
ہے اور نوم میں بھی یہ غیبت ہوتی ہے گو دونوں غیبت
میں فرق عظیم ہے مگر نفس غیبت کے اشتراک سے یہ بیداری
مشابہ نوم کے ہو جاوے گی اھ زیادۃ ثم استیقظت کی جسکی
بحث سطر آئندہ سے شروع ہے نیز ایک توجیہ یہ بھی ہو سکتی
ہے کہ تشابہ تیقظ مذکور و نوم کی بنا پر اُس غیبت کے
انقطاع کو تشبیہ استیقاظ من النوم کے ساتھ دے کر
استیقظت سے تعبیر کر دیا گیا اور اسکے چند سطر بعد جو
قول عائشہؓ ما فقد جسد محمد صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ المعراج
کی بحث ہے اسکی ایک توجیہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ فقد ان کے
معنی تلاش کرنے کے ہیں مطلب یہ ہے کہ معراج کی واپسی
اس قدر جلد ہوئی کہ کسی کو آپ کے جسد کے غائب ہونے کی خبر بھی نہ
ہوئی کہ کوئی تلاش ہی کرتا کہ آپ کہاں تشریف لے گئے اور اگرچہ
اس مضمون کو ما فقد کے بھی تعبیر کر سکتے تھے لیکن جسد کی طرف نسبت
کرنا اشارہ ہے تعلق معراج بالجسد کی طرف کہ آپکی غیبت ایسی تھی کہ اگر تلاش
ہوتی تو متعلق تلاش کا جسد ہوتا تو اسمیں بالعکس اُلٹا تاکید ہوئی اثبات
معراج بالجسد کی نہ کہ نفی فقط **تمت التتمات**

یادداشت ضروری متعلق تتمہ منہیات

ناظرین تفسیر پر مخفی نہ ہے کہ تفسیر بیان القرآن کی ہر ایک جلد بعد طبع بغرض ملاحظہ و نظر ثانی و تصحیح نامہ حضرت مولانا دامت برکاتہم کی خدمت میں بھیجی جاتی تھی حضرت مولانا موصوف ہر جلد کے متعلق تین قسم کے منہیات تحریر فرماتے رہے (۱) منہیہ اولیٰ توضیح بعض مقامات تفسیر (۲) منہیہ ثانیہ مضامین تفسیریہ (۳) منہیہ ثالثہ صحت نامہ سو جلد اوّل سے بارہویں جلد تک تینوں قسم کے منہیات ہر جلد کے ساتھ لگائے گئے ہیں اسکے علاوہ شائع شدہ جلدوں کے متعلق بھی بعض بعض منہیات کسی کسی جلد کے آخر میں ذیل منہیات اضافہ فرماتے رہے چنانچہ جو جلد اُس وقت طبع ہو کر مکمل ہونے کو ہوئی اُسکے منہیات کے ذیل میں ان منہیات جلد ہائے سابقہ کو بھی بطور تتمہ منضم کر دیے گئے اب ناظرین کی سہولت کے لیے نقشہ ذیل کی صورت میں انکو پیش کیا جاتا ہے تاکہ اپنی اپنی جلدوں کو اسکے مطابق صحیح فرمائیں

نام اس جلد کا جس کے آخر میں تتمہ منہیات ہے	متعلق جلد اول	متعلق جلد دوم	متعلق جلد سوم	متعلق جلد چہارم	متعلق جلد پنجم	متعلق جلد ششم	متعلق جلد ہفتم	متعلق جلد ہشتم	متعلق جلد نہم	متعلق جلد دہم	متعلق جلد یازدہم	متعلق جلد دوازدہم
جلد سوم	تتمہ منہیہ اولیٰ جلد اول	تتمہ منہیہ اولیٰ جلد دوم										
جلد چہارم	تتمہ منہیہ اولیٰ جلد اول	تتمہ منہیہ اولیٰ جلد دوم										
جلد پنجم		تتمہ منہیہ ثالثہ جلد دوم صفحہ متعلقہ		تتمہ منہیہ ثالثہ جلد چہارم								
جلد ششم	تتمہ منہیہ ثالثہ جلد اول	تتمہ منہیہ ثالثہ جلد دوم		تتمہ منہیہ ثالثہ جلد چہارم		تتمہ منہیہ ثالثہ جلد ششم						
جلد ہفتم	جزوے از تبیان البیان بعبارت مولوی سعید احمد صاحب مرحوم											
	تتمہ منہیہ اولیٰ جلد اول سورۂ فاتحہ و ۲ رکوع از سورہ بقرہ از تبیان		تتمہ منہیہ اولیٰ جلد ۳ سورہ مائدہ از تبیان				تتمہ منہیہ اولیٰ جلد ۷ سورۂ مریم و ۲ رکوع سورہ طہ از تبیان					
جلد نہم	تتمہ منہیہ ثالثہ جلد اول		تتمہ منہیہ ثالثہ جلد سوم									
جلد دہم				تتمہ منہیہ ثالثہ جلد چہارم	تتمہ منہیہ ثالثہ جلد پنجم							
جلد یازدہم										تتمہ منہیہ ثالثہ جلد دہم غلطی متعلق منہیہ اولیٰ جلد ۱۰		
جلد دوازدہم	تتمہ منہیات اولیٰ جلد اول	تتمہ منہیات اولیٰ جلد دوم	تتمہ منہیات اولیٰ جلد ۳	تتمہ منہیات اولیٰ جلد ۴		تتمہ منہیہ اولیٰ جلد ۶						

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ربع چہارم ابانة البیان حاشیہ بیان القرآن

حاشیة المجلد العاشر من التفسیر

ص ٢ س ٧ قولہ ان امشوا فی ان تفسیرہ قال النحویون الانطلاق ہہنا معناہ ینبغی القول المنطلقین عن مجلس التقاول لا بد لہم من ان یتکلموا ویتفاوضوا فیما جرے لہم الخ مصادفی اللباب اخرج احمد والترمذی والنسائی والحاکم وصححہ عن ابن عباس قال مرض ابو طالب فجاءتہ قریش وجاءہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فشکوہ الی ابی طالب فقال یا ابن اخی ماترید من قومک قال ارید منہم کلمة یدین لہم بہا العرب وتؤدی الیہم العجم الجزیة کلمة واحدة قال ما ہی قال لا الہ الا اللہ فقالوا الٰہا واحدا ان ہذا لشئ عجاب فنزل فیہم۔

ص والقرآن الی قولہ بل لما یذوقوا عذاب اھ حاشیہ تحتانی یمین س ١ **قولہ** المشبہة بلیس الخ فی ن قال سیبویہ والخلیل التاء فی لات زائدة مثلہا فی ربت وہی المشبہة بلیس وثمت وقد تغیر حکمہا بزیادة التاء حیث لا تدخل الا علی الاحیان ولم یبرز الا اسمہا او خبرہا وفیہ ایضا اما الوقف علی لات فعند الکوفیین بالہاء قیاسا علی الاسماء وعند البصریین بالتاء قیاسا علی الافعال اھ

ص ٣ حاشیہ تحتانی یمین س ٤ قولہ جند ما فی ن ما مزیدة جاریة مجرے الصفة اھ ملخصا

حاشیہ تحتانی یمین س ٥ **قولہ** المطنب ای التطنیب المشدد بزنة اسم المفعول من التفعیل قال فی القاموس تطنیب السقاء حاشیہ یمین س ٣ **قولہ** ہو النصیب فی ن وہو القط من الشئ لانہ قطعة فیہ من قطہ اذا قطعہ اھ

ص ٤ س ١ قولہ داود فی ن ویمکن ان یکون اللفظ بذکر اسمہ العلم ایضا تشریفا لہ اھ س ١ **قولہ** والاشراق قال الطبری قال ابن زید فی **قولہ** بالعشی والاشراق قال حین تشرق الشمس وتضحی اھ وفیہ ایضا عن ابن عباس انہ بلغہ ان ام ہانی ذکرت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم فتح مکة صلے الضحی ثمان رکعات فقال ابن عباس قد ظننت ان لہذہ الساعة صلوٰة یقول اللہ یسبحن بالعشی والاشراق اھ وفی ن

اتـ ـجن حال س ٣ **قولہ** اذ تسوروا الخ قال الطبری قولہ اذ دخلوا علی داود وذکر اذ مرتین وکان بعض اہل العربیة یقول فی ذلک قد یکون معناہما کالواحد کقولک ضربتک اذ دخلت علی او اجترأت فیکون الدخول ہو الاجتراء ویکون ان تجعل احدہما علی مذہب لما فکانہ قال اذ تسوروا المحراب لما دخلوا قال وان شئت جعلت لما فی الاول فاذا کان لما اولا او آخرا فہی بعد صاحبتہا کما تقول اعطیتہ لما سألنی فالسؤال قبل الاعطاء فی تقدمہ اھ

ص ٥ س ١ قولہ لا تشطط فی ن الشطط البعد اراد ولا تجر فالجور البعد عن الحق۔

س ٣ قولہ بسؤال الخ فی ن اضاف المصدر الی المفعول الثانی وحذف الفاعل والمفعول الاول ای بسؤالہ ایاک نعجتک والی متعلقة بفعل دل علیہ السؤال تقریرہ بسؤالہ ایاک ضمہا الی نعاجہ اھ ملخصا

احاشیہ تحتانی یمین س ٢ **قولہ** ساجدا الخ علی ہذا التفسیر حدیث سجدة داؤد والذی ورد فی الصحاح ولان المقصود منہ اظہار الخشوع وہو فی السجود اتم

ص ٦ س ١٢ قولہ روی سعید الخ قلت ما احسن ہذا ان ثبت بسند یحتج بہ ولم اطلع علی سندہ فلیتتبع

صفحہ ٨ س ٧ قولہ رخاء فی ن الرخوة اللینة اھ قلت ہو مصدر کما فی الصراح وہو حال من الضمیر فی تجری کما فی الاعراب وفی ص ایضا رخاء بالضم قولہ تعالی فسخرنا لہ الریح تجری بامرہ رخاء ای جعلناہا رخاء اھ فعلی ہذا سخرنا بمعنے جعلنا فیتعدی الی المفعولین وقولہ بناء وغواص فلیسا للمبالغة ہہناک کما تدل علیہ ترجمة صاحب المنتخب حیث قال بناء بالفتح وتشدید نون معمار اھ وفیہ ایضا غواص بالفتح وتشدید واو بدریا فرو شوندہ برائے طلب مروارید اھ وکذا ترجم الغواص بہ صاحب الصراح وقولہ الاصفاد ففی الطبری

جمع صفد اھ قلت صفد بالتحریک بند کمافی ص

حاشیہ تحتانی یمین س ١ **قولہ** الصفنت ففی الطبری جمع صافن من الخیل والانثی صافنة اھ وقولہ الصافن ففی المنتخب رام کنندہ اسپ توسن اھ وقولہ جواد قلت ہو بالتحریک وتخفیف الواو وفی الاعراب قیل جمع جید

وقولہ علاوة فی المنتخب علاوہ بالکسر بالائی سر وگردن اھ

وقولہ اصاب اراد قلت نقلہ الطبری بسندہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ والحسن والضحاک وقتادة

حاشیہ تحتانی یسار س ١ قولہ عدی بعن قلت فائدتہ احضار معنے الذہول بالاشارة والدلالة علیہ الصیغة بالعبارة ولا بد فی الترجمة من مراعاة المتضمن بالکسر والمتضمن بالفتح کما فعلہ المفسر وفی ن ای احببت حب الخیر وہو متضمن معنے فعل یتعدی بعن ای انبت حب الخیر عن ذکر ربی وجعلت حبہا مغنیا عن ذکر ربی اھ

وقولہ لان الآخرین الخ فی الطبری عن قتادة والشیاطین کل بناء وغواص قال یعملون لہ ما یشاء من محاریب وتماثیل وغواص یستخرجون الحلی من البحر وآخرین مقرنین فی الاصفاد قال مردة الشیاطین فی الاغلال اھ **وقولہ** حال من المستکن فی الامر قلت توضیحہ مافی الاعراب ہو حال من الضمیر فی امنن او فی امسک والمعنی غیر محاسب اھ واخرج الطبری عن الحسن فامنن او امسک بغیر حساب الملک الذی اعطیناک فاعط ما شئت وامنع ما شئت فلیس علیک تبعة ولا حساب اھ وفیہ ایضا نحوہ عن عکرمة وفیہ ایضا عن مجاہد اعط او امسک بغیر حساب اھ ثم قال الطبری والصواب من القول فی ذلک ما ذکرتہ عن اہل التاویل من ان معناہ لا یحاسب علی ما اعطی من ذلک الملک والسلطان وانما قلنا ذلک ہو الصواب لاجماع الحجة من اہل التاویل علیہ اھ

ص ٨ س ٥ قولہ لا ینبغی فی ن حقیقة لا ینبغی لا ینفعل من بغیت الشئ طلبتہ ای لا یصیر مطلوبا لانہ سماوی فوق طوق البشر اھ

ص ٩ س ١ قولہ انی مسنی الخ فی ن والجار محذوف ای دعاہ بانی مسنی علی الحکایة ولا فعال بانہ مغتسل والنصب کالرشد والرشد بالفتح والسکون علی اصل المصدر وضمة الصاد لاتباع النون کقتل وقتل اھ **وقولہ** مغتسل فی المنتخب ابیکہ بدان چیزے را بشویند اھ وفی الطبری یعنی بقولہ مغتسل ما یغتسل بہ من الماء یقال منہ ہذا مغتسل وغسول للذی یغتسل بہ من الماء آہ

س ٣ قولہ ومثلہم فی الطبری بسندہ قال الحسن وقتادة فاحیاہم اللہ باعیانہم وزادہم مثلہم اھ وفیہ ایضا بسندہ عن عبد الرحمن بن جبیر قال لما ابتلی نبی اللہ ایوب بمالہ وولدہ وجسدہ وطرح فی مزبلة الخ

ص ١٠ احاشیہ تحتانی یمین س ٢ قولہ مقارنتہا الخ قلت المراد بالوضع ہو وضع اہل العرب ای حین استعملوا ہذا الاسم فی لسانہم دخلوا فیہ اللام من اول الاستعمال وقولہ لمقارنتہا دلیل بقولہ لازمة واما قولہ زائدة فالدلیل علیہا اطلاق نحو ہذہ الاسماء بغیر اللام ایضا فی السنة العجم وفی الصراح وقد ادخل علیہ الالف واللام وہما لا یدخلان علی نظائرہ نحو یعمر ویزید ویشکر الا فی ضرورة الشعر اھ وفی الاتقان وقیل عربی منقول من الفعل من وسع یسع اھ

حاشیہ تحتانی یسار س ٢ قولہ مفتحة فی الاعراب حال من جنات فی قول من جعلہا معرفة لاضافتہا الی عدن وہو علم کما قالوا جنة الخلد وجنة المأوی وقال آخرون ہی نکرة والمعنے جنات اقامة فتکون مفتحة وصفا اھ وقال الطبری وادخلت الالف واللام فی الابواب بدلا من الاضافة

کما قیل الجنة ہی الماوی بمعنے ہی مأواہ اھ

ص ١٠ س ١٤ قوله مخصوص تنبا اعلم ان المسئلة مختلف فیہا بین علماء الحنفیة فہذا الذی اختارہ المفسر العلام ہو مختار العلامة الشامی والتفصیل فی عالمگیریة کتاب الحیل و فی رد المحتار باب الایمان۔

ص ١١ س ١ قوله اتراب خبر مبتدأ محذوف ای ہی یعنی قصرت الطرف۔ س ٥ قوله حمیم و غساق قال الطبری ہذا حمیم وہو الذی قد اغلی حتی انتہی حرہ وغساق مشددة ووجہہ الی انہ صفة من قولہم غسق یغسق غسوقا اذا سال وقالوا انما معناہ انہم یسقون الحمیم والسیل من صدیدہم۔

حاشیہ تحتانی یمین س ٢ قوله قدمتموہ فی ن والضمیر لماہم فیہ من العذاب او الصلی ای کنتم السبب فی العمل الذی ہذا جزاؤہ فجمعوا بین مجازین لان الاتباع ہم الذین عملوا عمل السوء لا رؤساہم والعمل ہو المقدم لا جزاؤہ اھ واما قول التفسیر بتاخیر الرحمة فمعناہ اعدام الرحمة افادہ المفسر

حاشیہ تحتانی یمین س ٦ قوله من شکلہ فی ج ای مثل المذکور من الحمیم والغساق وفی الطبری والعرب لا تمنع ان تنعت الاسم اذا کان فعلا بالکثیر والقلیل والاثنین فتقول عذاب فلان انواع ونوعان مختلفان اھ ملخصا

حاشیہ تحتانی یمین س ٦ قوله ما بینہما معترض قلت الفاء ہہنا لمحض العطف وافاد المفسر انہا للتعقیب ای ہذا حمیم وغساق مہیأ لہم فلیذوقوہ وہو کلام س ٩ قوله من الاشرار جمع شر وشریر کما یفہم من الصراح وقوله سخریا فی ج الیاء للنسب اھ

ص ١١ حاشیہ تحتانی یسار س ٢ قوله لفعل فی نصب علی انہ مفعول بہ او مصدر ای اتیت رحبا لا ضیقا او رحبت بلادک رحبا فاذا دخل علیہ لا صار دعاء المشؤم اھ

ص ١٢ س ٢٤ قوله تخلیق الخ فی الطبری عن ابن عباس قال الملأ الاعلیٰ الملائکة حین شوروا فی خلق آدم فاختصموا فیہ وقالوا لا تجعل فی الارض خلیفة

ص ١٣ س ١ قوله من روحی قلت اضافة تشریفیة وکذا قوله خلقت بیدی فیہ تشریف لآدم علیہ السلام ایضا

ص ١٤ س ٧ قوله زلفی فی الاعراب مصدر او حال مؤکد او قاعل یقربونا اھ

ص ١٥ حاشیہ فوقانی س ١٥ قوله انزل لکم فی ن وقیل اراد انزل ما ہو سبب فی وجودہ وہو المطر الذی بہ قوام النبات الذی بعیش الحیوان وقیل انزل بمعنے قضی وقسم لان قضایاہ وقسمہ مکتوبة فی اللوح ومن ہناک ینزل وفی ہذہ العبارة نوع فخامة وتعظیم لان فیہا معنے الرفعة والاعتلاء ولہذا یقال رفعت القصة الی الامیر وان کان الامیر فی سرب اھ

ص ١٦ س ١٣ قوله ایک تاریکی تو لپٹا ہوتا ہے قلت رواہ الطبری بسندہ عن ابن عباس وغیرہ

ص ١٧ س ١ قوله لان اکون الخ فی ن وفیہ انہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس مثل الملوک الجبابرة الذین یامرون الناس باشیاء وہم لا یفعلونہا بل سابقة فی کل ما یامر بہ وینہی عنہ وجمع بین ان اللہ امرہ باخلاص القلب وباعمال الجوارح وکان الامر یحتمل الوجوب والندب بین ان ذلک الامر للوجوب فقال قل انی اخاف الآیة وذلک ان خوف العقاب لا یترتب الا علی ترک الواجب اھ

ص ١٧ س ٥ قوله ظلل فی ن قال المفسرون سمی النار ظلة لغلظہا وکثافتہا فصارت محیطة بہم من جمیع الجوانب حائلة من النظر الی شیء آخر وقیل الظلة ما علا الانسان فسمی ما تحتہم بالظلة اطلاقا لاحد الضدین علی الآخر او لان التحتانیة مشابہة للفوقانیة فی الحرارة والاحراق اھ ملخصا بلفظہ

ص ١٨ س ١ قوله ان یعبدوہا فی ن ما حاصلہ انہ بدل اشتمال من الطاغوت

ص ١٨ س ٣ قوله افمن حق علیہ الخ فی ن قال جار اللہ اصل الکلام امن حق علیہ کلمة العذاب فانت تنقذہ فہی جملة شرطیة دخل علیہا الہمزة للانکار وکررت الفاء الثانیة للجزاء تاکیدا لمعنے الانکار ووضع من فی النار موضع الضمیر تصریحا بجزائہم واما الفاء الاولی فللعطف علی محذوف یدل علیہ سیاق الکلام تقدیرہ انت مالک امرہم فمن حق الی آخرہ اھ

حاشیہ تحتانی یسار س ١ قوله مبینة فی ن ومعنے قوله مبینة واللہ اعلم انہا بنیت بناء

المنازل التی علی الارض وسویت تسویتہا وجعلت متساویة فی اسباب النزاہة من الاشجار والانہار لا مثل ابنیة الدنیا فان الفوقانی منہا یکون اضعف من التحتانی واخف والتحتانی قد یجری من تحتہا الانہار واما الفوقانی فلا یکن فیہا ذلک اھ

حاشیہ فوقانی س ١١ قوله بمعنے حسن قلت یؤیدہ ما رواہ الطبری بسندہ عن قتادة وحسنہ طاعة اللہ اھ

ص ١٩ س ٣ قوله علی نور الخ فی ن ولا یخفی ما فی لفظة علی من فائدة الاستعلاء والتمکن

س ١٦ قوله بخارات کالة اور یہ دونوں طریقے حکما کی تحقیق میں بھی مسلم ہیں۔

حاشیہ تحتانی یمین س ١ قوله یہیج فی ن ای تتم جفافہ قال الاصمعی لانہ اذا تم جفافہ جاز لہ ان یثور عن منابتہ ویذہب اھ

حاشیہ تحتانی یسار س ١ قوله مثانی فی ن جمع مثنی او مثنی بمعنے مکرر اھ قلت الظاہر ان لعدہما بالتخفیف کما ورد فی القرآن مثنی وثلث وثانیہما بالتشدید علی زنة اسم المفعول من التفعیل فاحفظہ۔

حاشیہ تحتانی یسار س ٤ قوله عدی بالی قلت والاصل تعدیة باللام کما فی قوله تعالی لنت لہم

ص ١٩ س ٧ قوله قلوبہم فی ن قال جار اللہ انما ذکرت الجلود وحدہا لان الخشیة تدل علی القلوب فکانہ قیل تقشعر جلودہم بعد خشیة قلوبہم ثم لو ذکر واللہ ومبنی امرہ علی الرأفة والرحمة استبدلوا بالخشیة رجاء فی قلوبہم اھ

ص ٢٠ س ١ قوله افمن یتقی الخ فی ن والخبر محذوف وہو کمن امن العذاب س ٧ قوله سلما فی الطبری ان السلم مصدر من قول القائل سلم فلان للہ سلما بمعنے خلص لہ خلوصا اھ وفیہ ایضا علی قوله تعالی متشاکسون یعنی مختلفین متنازعین سیئة اخلاقہم من قولہم رجل شکس اذا کان سیئ الخلق اھ

ص ٢١ س ٣ قوله اذ جاءہ فی ن ومعنی اذ جاءہ انہ لم یراع طریقة اہل الانصاف والتدبر لکنہ لما سمع بہ فاجأہ بالتکذیب اھ

حاشیہ تحتانی یمین س ٣ قوله لیکفر فی ن علی مذاق الجمہور ظاہر وتعلقہ بجعل ان فتکون لام العاقبة اھ وفیہ قال

جار اللہ الاسوأ ہہنا لیس للتفضیل وانما ہو کقولہم الاشج اعدل بنی مروان وفائدة صیغة التفضیل استعظامہم المعصیة حتی ان الصغائر عندہم اسوأ اعمالہم اھ قلت وقال المفسر العلام قرب تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسوأ میں تو مبالغہ ہے کہ سہو کا بھی کفارہ ہو جاویگا چہ جائیکہ سیئے۔ اور احسن میں اظہار رحمت ہے کہ ہم اونکے حسن کو بھی احسن قرار دیکر اوسپر جزا دینگے

ص ٢١ س ٣ قوله والذی جاء الخ قال الطبری فی قراءة ابن مسعود والذین جاءوا بالصدق وصدقوا بہ وقد زعم بعض اہل العربیة من البصریین ان الذی فی ہذا الموضع جعل فی معنے جماعة بمنزلة من اھ ملخصا

ص ٢٢ س ١ قوله عبدہ فی قراءة عبادہ وانہما قراءتان مشہورتان کما فی الطبری س ٧ قوله علی مکانتکم فی الطبری علی تمکنکم من العمل الذی تعملون ومنازلکم

ص ٢٣ س ١ قوله یتوفی الخ فی ن والحاصل ان اللہ یتوفی الانفس مرتین مرة عند موتہا ومرة عند نومہا فتکون فی متعلقة بیتوفی والتوفی مستعمل فی الاول حقیقة وفی الثانی مجازا ولم یجوزہ کثیر من ائمة الاصول وقال الفراء فی متعلقة بالموت وتقدیرہ ویتوفی الانفس التی لم تمت فی منامہا عند انقضاء حیاتہا اھ قلت والاول ہو الصحیح عندی وان لم یرتض بہ کثیر من ائمة الاصول تامل وفی ن من دون اللہ ای من دون اذنہ س ٥ قوله جمیعا فی ن وانتصب جمیعا علی الحال ولو کان تاکیدا للشفاعة لقیل جمعا

ص ٢٤ س ١ قوله قل اللہم الخ فی ن لما حکی عنہم ہذا الجہل الغلیظ والحمق الشدید وہو الاشمئزاز عن ذکر من ذکرہ راس السعادات وعنوان الخیرات والاستبشار بذکر اخس الاشیاء وہی الجمادات امر رسولہ بہذا الدعاء اللہم فاطر السموات والارض وہو وصفہ بالقدرة التامة عالم الغیب والشہادة وہو نعتہ بالعلم الکامل وانما قدم وصفہ بالقدرة علی وصفہ بالعلم لان العلم بکونہ قادرا متقدم علی العلم بکونہ عالما کما بین فی اصول الدین انت تحکم الخ یعنی ان نفرتہم عن التوحید وفرحہم بالشرک امر معلوم الفساد ببدیہة العقل فلا حیلة فی ازالتہ الا بالاستعانة بالقدیر العلیم اھ قلت ہذا الدعاء فی الاصل ثناء

ہا کما الیہ علیہ فکر صفاتہ تعالیٰ فیہ ولکن لما کان الثناء علی الکریم
دعاء وقد دلت القرینۃ علی ان المراد بالثناء ہہنا ہو
الدعاء وہی الاستعانۃ بہ تعالیٰ فی مقابلۃ الکفار اطلق
علی الثناء لفظ الدعاء فمرادہ صلی اللہ علیہ وسلم بہذا الدعاء
طلب الغلبۃ علیہم فافہم

ص ۲۶ س ۱ قولہ جمیعا ای حال کونہا مجموعۃ
کذا فی ن **س ۵ قولہ** ان تقول فی ع ہو مفعول لہ
ای انذرناکم مخافۃ ان تقول اھ

حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ بمفازتہم قال
الطبری عن ابن زید بمفازتہم قال (ابن زید) باعمالہم اھ
وفی ن قال جار اللہ ویجوز ان یسمی العمل الصالح فی نفسہ
مفازۃ لانہ سببہا اھ قلت ہذا احسن عندی وفی
ن ایضا ہی مفعلۃ من الفوز فمن وحدہ فلانہ مصدر
ومن جمع فلاختلاف اجناسہا فلکل متق مفازۃ اھ

حاشیہ تحتانی یمین قولہ بلی جواب الخ فی ن ہذا
یصلح جوابا للقولین الثانی والثالث ای بلی قد جاءت
بالوحی فکذبت واستکبرت من قبولہ فلا فائدۃ فی الرجعۃ
فان عدم القابلیۃ وکونہ واقعا فی جانب القہر لن یزول اھ

حاشیہ تحتانی یسار س ۲ قولہ من القرینۃ
الخ قلت لان الجواب علیہم وقائلہ غیر قائلہا بخلاف
القرائن الثلاثۃ فان قائلہا واحد افادہ المفسر

ص ۲۷ س ۳ قولہ افغیر اللہ فی ن وہو منصوب
باعبد وتامرونی اعتراض والمعنی افغیر اللہ اعبد بامرکم اھ
س ۴ قولہ من الخاسرین ومن الشاکرین قلت ہذا
ابلغ من خاسرا وشاکرا

ص ۲۸ س ۱ قولہ فصعق الخ روی الطبری عن
ابی ہریرۃ انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وینفخ فی الصور ثلاث نفخات الاولی نفخۃ الفزع
والثانیۃ نفخۃ الصعق والثالثۃ نفخۃ القیام لرب
العالمین تبارک وتعالیٰ یامر اللہ اسرافیل بالنفخۃ
الاولی فیقول انفخ نفخۃ الفزع فتفزع اہل السموات
واہل الارض الا من شاء اللہ قال ابو ہریرۃ یا رسول اللہ
فمن استثنی حین یقول ففزع من فی السموات ومن
فی الارض الا من شاء اللہ قال اولئک الشہداء
وانما یصل الفزع الی الاحیاء اولئک احیاء عند ربہم
یرزقون وقاہم اللہ فزع ذلک الیوم وانہم ثم یامر اللہ

اسرافیل بنفخۃ الصعق فیقول انفخ نفخۃ الصعق فیصعق اہل
السموات والارض الا من شاء اللہ فاذا ہم خامدون ثم
یاتی ملک الموت الی الجبار تبارک وتعالیٰ فیقول یا رب
قد مات اہل السموات والارض الا من شئت فیقول لہ وہو اعلم
فمن بقی فیقول بقیت انت الحی الذی لا تموت وبقی
حملۃ عرشک وبقی جبریل ومیکائیل فیقول اللہ لیسکت
انی کتبت الموت علی من کان تحت عرشی ثم یاتی ملک
الموت فیقول یا رب قد مات جبریل ومیکائیل فیقول اللہ
وہو اعلم فمن بقی فیقول بقیت انت الحی الذی لا یموت
وبقی حملۃ عرشک وبقیت انا فیقول اللہ فلیمت حملۃ
العرش فیموتون ویامر اللہ تعالیٰ العرش فیقبض الصور
فیقول ای رب قد مات حملۃ عرشک فیقول من بقی وہو
اعلم فیقول بقیت انت الحی الذی لا تموت وبقیت
انا قال فیقول اللہ انت من خلقی خلقتک لما رایت فمت لا تحی
فیموت اھ ثم قال الطبری بعد ہذا وہذا القول الذی روی
فی ذلک عن رسول اللہ اولی بالصحۃ لان الصعقۃ فی ہذا
الموضع الموت والشہداء وان کانوا عند اللہ احیاء کما اخبر اللہ
تعالیٰ ذکرہ فانہم قد ذاقوا الموت قبل ذلک فانما عنی جل ثناؤہ
بالاستثناء فی ہذا الموضع الاستثناء من الذین صعقوا عند نفخۃ
الصعق لا من الذین قد ماتوا قبل ذلک بزمان ودہر طویل
وذلک انہ لو جاز ان یکون المراد بذلک من قد ہلک وذاق
الموت قبل وقت نفخۃ الصعق وجب ان یکون المراد بذلک
من قد ہلک فذاق الموت من قبل ذلک لانہ ممن لا یصعق فی
ذلک الوقت اذا کان المیت لا یجدد لہ موت آخر فی تلک الحال اھ
س ۵ قولہ زمرا جمع زمرۃ کما فی ن وہو حال فی
الموضعین کما فی ع **س ۷ قولہ** خزنتہا جمع خازن کما فی ن

ص ۲۹ س ۲۲ قولہ اعتذار نہیں اسلئے کہ اگر
اعتذار ہوتا تو ملئکہ اسکا رد کرتے اور وہ نقل بھی ہوتا۔
کما قال تعالیٰ انظر کیف کذبوا علی انفسہم اور ایسا اعتراف
دنیا میں بھی ہوتا ہے چنانچہ ایسے موقعوں پر کہا جاتا ہے
کہ بدبختی سے ایسا ہوا اور مقصود اس سے اپنی خطا کا اقرار
ہوتا ہے نہ کہ اعتذار فافہم۔

ص ۲۹ حاشیہ تحتانی یمین قولہ حافین من حول
العرش قلت قال الطبری من زائدۃ للتاکید وفی الصراح
حفوا بالرجل واحفوا بہ ای احاطوا بہ اھ وقولہ باحفتہ
فی الصراح حفاف بالکسر سوی گردا گرد وہر دو صفت حفافان

دو کرانہ ہر چیزے اھ۔

ص ۳۰ س ۳ قولہ غافر الذنب وقابل التوب الخ
فی الجلالین شدید العقاب للکافرین ای مشددہ ذی
الطول ای الانعام الواسع وہو موصوف علی الدوام بکل من
ہذہ الصفات فاضافۃ المشتق منہا للتعریف کالاخیرۃ اھ
وفی ن الطاہر ان التوب مصدر وقیل جمع توبۃ اھ **س ۵ قولہ**
تقلبہم ای تصرفہم فیہ للتجارۃ ای فلا یغررک تقلبہم وخروجہم
من بلد الی بلد فان اللہ محیط بہم کذا فی مجمع البحرین لبعض اہل فارس
قلت فظہر ان التقلب اعتبر فیہ التعرف الیہ مع السیر من
بلد الی آخر لا محض السیر۔

حاشیہ تحتانی س ۱ قولہ توسیط الواو الخ قلت
ولہ توجیہ آخر حسن ایضا فی ن ونصہ قال الاشعری
قد یعفو عن الکبائر بدون التوبۃ لئلا یلزم التکرار بقولہ قابل
التوب لیفید المدح المطلق ویؤیدہ ادخال الواو بین ہذین
الوصفین فقط کانہ قیل الجامع بین المغفرۃ ان کانت بدون
توبۃ وبین القبول ان کانت بتوبۃ فقد جمع للمذنب بین
رحمتین بحسب الحالتین اھ

حاشیہ تحتانی یسار س ۲ قولہ الغفران وقبول
التوبۃ قلت مآل الاول ارتفاع احتمال العقاب عنہ وفائدۃ
الثانی حصول الاجر علیہ فان التوبۃ من الحسنات فافہم و
انما لم توسط الواو بین الصفات الاخری نحو المذکور للان
صفتین منہا لا تتعلقان بمکلف واحد بخلاف ہاتین
الصفتین المذکورتین۔

ص ۳۱ حاشیہ فوقانی س ۱ قولہ اشارۃ الخ فی ن
وفی قولہم ربنا وسعت کل شیء رحمۃ اشارۃ الی ان الحمد والثناء
ینبغی ان یکون مقدما علی الدعاء وفی تقدیم الرحمۃ علی العلم
فائدۃ ہی ان مطلوب الملئکۃ فی ہذا المقام ہو ان یرحم المؤمنین
اھ ملخصا۔

ص ۳۲ س ۱ قولہ لمقت اللہ الخ فی الطبری واختلف
اہل العربیۃ فی وجہ دخول ہذہ اللام فی قولہ لمقت اللہ
اکبر فقال بعض اہل العربیۃ من اہل البصرۃ ہی لام الابتداء کان
ینادون یقال لہم لان النداء قول قال ومثلہ فی الاعراب
یقال لزید افضل من عمرو وقال بعض نحوی الکوفۃ المعنی فیہ
ینادون ان مقت اللہ ایاکم ولکن اللام تکفی من ان تقول
فی الکلام نادیت ان زیدا قائم قال ومثلہ قولہ ثم بدا لہم من
بعد ما راوا الآیات لیسجننہ حتی حین اللام بمنزلۃ ان

فی کل کلام ضارع القول مثل ینادون ویخبرون وما
اشباہ ذلک وقال آخر غیرہ منہم ہذہ لام الیمین تدخل
مع الحکایۃ وما ضارع الحکایۃ لتدل علی ان ما بعدہا ائتناف

س ۱۴ قولہ ایک دنیا کی زندگی الخ قلت اخرج الطبری
باسنادہ عن ابن عباس وابی مالک والضحاک معناہ ولم
یذکر الاحیاء بعد الموت فی البرزخ لانہ یتعلق بالعلمین
وتابع للحیات فیہما وانما قدم الاماتۃ دون الاحیاء لان
الاماتتین ظاہرتان وکذلک الحیاۃ فی الدنیا ولیس
کذلک الحیاۃ فی الآخرۃ فانہا خفیۃ محتاجۃ الی التامل
والدلیل السمعی فترجح جانب الاماتتین علی الاحیائین بہذا الوجہ

ص ۳۳ س ۱ قولہ لا یخفی الخ فی ن وہذا وان
کان عاما فی جمیع الاحوال وشاملا للدنیا والآخرۃ الا انہ
خصص بالآخرۃ لانہم فی الدنیا کانوا یظنون ان
بعض الاعمال تخفی علی اللہ عند الاستتار بالحجاب
کما قال ولکن ظننتم ان اللہ لا یعلم کثیرا مما تعملون
فہو نظیر قولہ مالک یوم الدین **س ۱۴ قولہ** یوم التلاق
قلت اخرجہ الطبری عن ابن زید وفسرہ بعضہم
بیوم المنیۃ والاظہر ہو الاول فان الخوف والعذاب
فیہ اشد۔

حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ القریبۃ
فی ن من ازف الامر ازوفا اذا دنی اھ وقولہ خائنۃ
فی ن قال رحمہ اللہ ولا یحسن ان تکون الخائنۃ
صفۃ للاعین مضافۃ الیہا نحو جرد قطیفۃ ای بمعنی
العین الخائنۃ لان قولہ وما تخفی الصدور لا یساعد
علیہ یعنی ان عطف العرض علی الجوہر والمعنی علی
العین غیر مناسب اھ

حاشیہ تحتانی یسار س ۲ قولہ المراد الخ توضیحہ
ما فی ن ای لا شفاعۃ ولا اجابۃ وذلک انہ لا یشفع
احد فی ذلک الیوم الا باذن اللہ فان اذن لہ اجیب
والا فلا یوجد شیء من الامرین اھ ملخصا

ص ۳۴ س ۷ قولہ من آل فرعون قد روی
الطبری عن السدی قال ہو ابن عم فرعون وقال
آخرون کان الرجل اسرائیلیا اھ ملخصا ثم قال
الطبری واولی القولین فی ذلک بالصواب
عندی القول الذی قالہ السدی من ان الرجل
المؤمن کان من آل فرعون اھ

ص ۵۳ س ۳ قولہ اریکم فی الاعراب متعدالی مفعولین والثالث مقدر الثانی ما اری وہو من الرای الذی بمعنی الاعتقاد اھ وفی المنتخب ای دکھاتے ہوں ہمنا سانیدن اھ قلت ارید بہنا المعنی الثانی من المعنیین المذکورین فی المنتخب والمفعول الاول فمقدر ان ای اراہ مناسبا عندی۔

ص ۵۳ حاشیہ تحتانی بیسار س ۳ قولہ لعموم الضلال الخ فی الاعراب واضافۃ کل الی القلب یراد بہا لعموم القلب لاستیعاب کل قلب بالطبع وہو فی المعنی کقراءۃ من قرأ علی قلب کل متکبر اھ وفی الطبری واختلفت القراء فی قراءۃ ذلک فقرأتہ عامۃ قراء الامصار خلا ابی عمرو بن العلاء علی کل قلب متکبر باضافۃ القلب الی المتکبر بمعنی الخبر عن ان اللہ طبع علی قلوب المتکبرین کلہا ومن کان ذلک قراءتہ کان قولہ جبار نعت متکبر وقد روی عن ابن مسعود انہ کان یقرأ ذلک کذلک یطبع اللہ علی قلب کل متکبر جبار حدثنی بذلک ابن یوسف قال ثنا القاسم قال ثنی حجاج عن ہرون انہ کذلک فی حرف ابن مسعود وہذا الذی ذکر عن ابن مسعود من قراءتہ تحقیق قراءۃ من قرأ ذلک باضافۃ قلب الی المتکبر لان تقدیم کل قبل القلب وتاخیرہا بعدہ لایغیر المعنی بل معنی ذلک فی الحالتین واحد وقد حکی عن بعض العرب سماعا ہو یرجل شعرہ یوم کل جمعۃ یعنی کل یوم جمعۃ اھ س ۱۱ قولہ الاسباب فی الطبری قد بینا فیما مضی قبل ان السبب ہو کل ما تسبب بہ الی الوصول الی ما یطلب من حبل وسلم وطریق وغیر ذلک فاولی الاقوال بالصواب فی ذلک ان یقال معناہ لعلی ابلغ من اسباب السموات اسبابا اتسبب بہا الی رؤیۃ الہ موسی طرقا کانت تلک الاسباب منہا ابوابا او منازل او غیر ذلک اھ

ص ۵۳ س ۱۱ قولہ غدوا وعشیا فی الطبری واصل الغدو والعشی مصادر جعلت اوقاتا اھ

ص ۵۳ س ۲۸ قولہ دوزخ کی طرف الخ قلت قال العلامۃ الطبری قولہ یوم تولون مدبرین فتاویلہ علی التاویل الذی ذکرنا من الخبر عن رسول اللہ صلعم یوم تولون ہاربین فی الارض حذارا عذاب اللہ وعقابہ عند معاینتہم جہنم وتاویلہ علی التاویل الذی قالہ قتادۃ فی معنی یوم التناد یوم تولون منصرفین عن موقف الحساب الی جہنم وفیہ ایضا اولی القولین فی ذلک بالصواب القول الذی روی عن رسول اللہ صلعم وان کان الذی قالہ قتادۃ فی ذلک غیر بعید اھ قلت قد روی الطبری قبل ہذہ العبارات حدیثا مرفوعا طویلا وفی آخرہ وتشیب الولدان وتطیر الشیاطین ہاربۃ حتی تاتی الاقطار فتلقاہا الملئکۃ فتضرب وجوہہا فترجع وتولی الناس مدبرین ینادی بعضہم بعضا وہو الذی یقول اللہ یوم التناد یوم تولون مدبرین ما لکم من اللہ من عاصم اھ

س ۳ قولہ اظہار جلادت الخ اور یہ بھی ممکن ہے کہ استہزاءً ایسا کہا ہو۔

س ۸ ۳ س ۹ قولہ بھی خدا کو معلوم محل بنایا یا نہیں بنا اھ مگر علامہ طبری جو بہت بڑے محدث اور مورخ ہیں اور جنکی تاریخ اصح التواریخ ہے ان کے ظاہر قول سے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ محل تیار ہوا تھا۔ وقولہ تباب یا احتیال فرعون الذی یحتال للاطلاع الی الہ موسی الا فی خسار وذہاب مال وغبن لانہ ذہبت نفقتہ التی انفقہا علی الصرح باطلا ولم ینل بما انفق شیئا مما ارادہ فذلک ہو الخسار والتباب اھ

س ۲ قولہ صبح وشام الخ یہ مضمون حدیث میں بھی سب اہل نار کے لئے آیا ہے فقد روی فی الصحیحین مرفوعا ان احدکم اذا مات عرض علیہ مقعدہ بالغداۃ والعشی ان کان من اہل الجنۃ فمن اہل الجنۃ وان کان من اہل النار فمن اہل النار فیقال ہذا مقعدک حتی یبعثک اللہ الیہ یوم القیامۃ اھ

ص ۹ ۳ س ۳ قولہ لخزنۃ جہنم فی ن قال المفسرون انما لم یقل لخزنتہا لان جہنم اسم قعر النار وکان لخزنتہا قربا من اللہ وہم اعظم درجۃ من سائر الخزنۃ فلذلک خصوہم بالخطاب اھ س ۲۴ سورہ رعد الخ سورۂ اعراف میں بھی یہ جملہ ہے اور ابانۃ البیان میں اس موقع پر اجابت دعاء کفار کی عمدہ تحقیق کیگئی ہے ملاحظہ کرلیا جاوے

حاشیہ تحتانی یمین قولہ لما دل علیہ الخ قال ابو البقاء نصیبا منصوب بفعل دل علیہ مغنون تقدیرہ ہل انتم دافعون عنا او مانعون اھ قلت ویمکن ان یقال ان اصل العبارۃ دافعون عنا وقد قام مغنون عنا مقام دافعون ۔ قولہ نصیبا مفعول لقولہ مغنون وفی النہایۃ یقال اغن عنی شرک ای اصرفہ وکفہ ومنہ قولہ تعالی ولن یغنوا عنک من اللہ شیئا اھ

ص ۴۰ س ۹ قولہ ادعونی الخ فی ن اکثر المفسرین علی ان الدعاء ہہنا بمعنی العبادۃ والاستجابۃ بمعنی الاثابۃ بقولہ سبحانہ ان الذین یستکبرون الخ اھ وقد روی الطبری باسانید عدیدۃ عن النعمان بن بشیر قال سمعت النبی صلعم یقول الدعاء ہو العبادۃ وقال ربکم ادعونی استجب لکم اھ وفیہ عن ابن عباس وحدونی اغفر لکم اھ

ص ۴۳ س ۳ قولہ اذ الاغلال فی ن لیس کقول القائل سوف اصوم امس بناء علی ان سوف للاستقبال واذ للمضی لان اذ ہہنا بمعنی اذا لانہ ورد علی عادۃ اخبار اللہ نحو وسیق ونادی وقال المبرد اذ صارت زمانا قبل سوف لان العلم وقع منہم بعد ثبوت الاغلال والمعنی علموا ان الاغلال التی کانوا اوعدوہ بعدان حق الوجود اھ س ۹ قولہ اما نرینک فی الجلالین فیہ ان الشرطیۃ مدغمۃ وما زائدۃ تؤکد معنی الشرط اول الفعل والنون آخر الفعل اھ س ۱۱ قولہ منہم من لم نقصص علیک قلت اما ما ورد فی بیان عددہم فی الحدیث فاجیب عنہ انہ خبر واحد لایوازی الآیۃ المتواترۃ فلا یعارضہا ولکن ہذا الجواب لم یبلغ مبلغ التحقیق عندی فلیتامل فی الجواب علی سبیل التحقیق ولتتبع طرق الحدیث لعلک یحصل لک جواب شاف محقق س ۱۲ قولہ ہنالک المبطلون فی ن ای فی ذلک الوقت استعیر المکان للزمان المبطلون وہم اہل الادیان الباطلۃ اھ قلت الابطال متعد کما فی الصراح فالمراد بہم الذین یبطلون الدین الحق ای یقولون ببطلانہ س ۲۶ قولہ لغۃ قلت فی مفردات الراغب المرح شدۃ الفرح والتوسع فیہ اھ

حاشیہ تحتانی بیسار س ۲ قولہ لم یقل الخ قلت العبارۃ الواضحۃ الدالۃ علی ہذا المعنی ما فی ن قال جار اللہ انما لم یقل فبئس مدخل المتکبرین حتی یکون مناسبا لقولہ ادخلوا کقولک نزلت بیت اللہ فنعم المنزل لان الدخول الموقت بالخلود فی معنی الثواء اھ

ص ۴۴ س ۳ قولہ علی الفلک انما قال علی الفلک ولم یقل وفی الفلک مع صحتہ اذ ہی کالوعاء لہ دواجا لقولہ وعلیہا والحمل محمول علی الظاہر وقیل ہو من قول العرب حملت فلانا علی الفرس اذا وہبت لہ فرسا کذا فی النیسابوری۔

ص ۴۵ س ۵ قولہ فلم یک ینفعہم الخ فان قلت لم لم یقل فلم ینفعہم مع کونہ اخصر قلت لفظۃ یکن زائدۃ تاکیدا

ص ۴۶ س ۵ قولہ مما تدعونا فی الاعراب ہو محمول علی المعنی لان معنی فی اکنۃ محجوبۃ عن سماع ما تدعونا الیہ ولا یجوز ان یکون نعتا لاکنۃ الخ وفی ن قال جار اللہ فائدۃ من فی قولہ ومن بیننا وبینک حجاب دون ان یقول وبیننا ہو ان العبارۃ الثانیۃ تدل علی مطلق الحجاب ولکن العبارۃ الواردۃ فی القرآن تفید ان المسافۃ التی بینہم وبین رسول اللہ صلعم من الحجاب لا فراغ فیہا کانہ قیل ان الحجاب ابتدأ منا ومنک اھ س ۹ قولہ ممنون فی ع من منت الحبل ای قطعتہ۔

ص ۴۷ س ۱ قولہ وجعل فیہا ہو مستانف غیر معطوف علی خلق لانہ لو کان معطوفا علیہ لکان داخلا فی الصلۃ ولا یجوز ذلک لانہ قد فصل بینہما بقولہ تعالی وتجعلون الی آخر الآیۃ ولیس من الصلۃ فی شیء اھ قلت لانہ معطوف علی لتکفرون فہو اجنبی س ۳ قولہ من فوقہا فی ن ای بالنسبۃ الی سکان المعمورۃ اھ س ۷ قولہ حفظا فی الطبری فقال بعض نحوی البصرۃ نصب بمعنی وحفظناہا حفظا کانہ قال ونحفظہا حفظا لانہ حین قال زینا ہا بمصابیح قد اخبر انہ قد نظر فی امرہا وتعہدہا فہذا یدل علی الحفظ کانہ قال وحفظناہا حفظا اھ س ۱۴ قولہ ترک یہ من حیث الذات الخ قلت ومن الجائز علی مذہب من قال بکونہم مکلفین بالفروع ان یکون الذم علی ترک اداء الزکوۃ من حیث ذاتہا فان مذہب البعض کونہم مکلفین بالفروع لکن بتقدیم الایمان علی اداء الفروع فکانہ قیل آمنوا ثم زکوا فہذا ذم علی ترک العبادۃ المالیۃ وقد ورد ایضا فی العبادۃ البدنیۃ فی قولہ تعالی لم نک من المصلین فافہم

ص ۴۸ س ۱ قولہ فقل انذرتکم الخ فی ن فان قیل کیف یصح ہذا الانذار وقد اخبر اللہ سبحانہ فی قولہ وما کان اللہ لیعذبہم وانت فیہم وان ہذہ الامۃ آمنون من العذاب قلنا الانفال مدنیۃ وہذہ مکیۃ اھ قلت والاحسن فی الجواب ان یحمل الخ علی الصاعقۃ س ۱ قولہ ان لا تعبدوا فی ن ویجوز ان تکون ان مفسرۃ او مخففۃ وضمیر الشان مقدر اھ

ص ۵ قوله هو مغنه منهم في ن لان الفاعل والعلة اقوى من القابل والمعلول والقوة في الانسان نتيجة صحة البنية والاعتدال وحقيقتها زيادة القدرة فلذلك جاز ان يقال الله اقدر ولا الله اكبر وان كان لانسبة للمتناهي الى غير المتناهي اهـ س ۷ قوله نحسات في ع بكسر الحاء وهو اسم فاعل مثل نصب ونصبات اهـ محصلا

حاشيه تحتاني يسار قوله من بين ايديهم (فائده) في ن وحقيقة بين يديه ان يستعمل للشيء الحاضر ومجازه ان يستعمل للشيء الماضي بزمان قريب اهـ

ص ۹۴ س ۱ قوله ولعذاب الآخرة اخزى في ن من اسناد المجازي فان الذل والهوان لصاحبه اهـ

س ۷ قوله ان يشهد في ع اي من ان يشهد لان تستتر لا يتعدى بنفسه اهـ

ص ۵۱ س ۳ قوله سوء الذي في ن والمضاف في قوله سوء محذوف اي جزاء اسوء الذي وهذه لك اشارة الى قوله ذلك جزاء اعداء الله اهـ س ۳ قوله بما كانوا الخ في ن وقد وضع قوله بما كانوا الخ موضع ان لو قال بما كانوا يغلبون اقامة للسبب مقام المسبب اهـ س ۷ قوله الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا قلت نفي المضرتين واثبت منفعة واحدة لان دفع المضار اهم من جلب المنافع فافهم۔

حاشيه تحتاني يمين س ۱ قوله اللغو في ع يقرأ بفتح الغين من لغا يلغى وبضمها من لغا يلغو والمعنى سواء اهـ وقوله القطا ففي الصراح بالقم سنگ خوار في فرهنگ سنگ خوار نام مرغيست كوچک وسياه رنگ كلان كه سنگ ريزه ميخورد اهـ

حاشيه تحتاني يسار س ۲ قوله المزيد في ان قال رجاء لسهو من جعل المزيدة فالقياس على تفسير ومرة ان يقال ادفع بالتي هي حسنة ولكنه وضع احسن موضع الحسنة اي بالخصلة التي اهـ منه ليكون ابلغ لان من دفع بالحسنى هان عليه الدفع بما هو دونها (فائده) في مفردات الراغب الحسنة يعبر بها عن كل يسر من نعمة تنال الانسان في نفسه وبدنه واحواله والسيئة تضادها وهما من الالفاظ المشتركة والفرق بين الحسن والحسنة والحسنى ان الحسن يقال في الاعيان والاحداث وكذلك الحسنة اذا كانت وصفا واذا كانت اسما فمتعارف في الاحداث والحسنى لا يقال الا في الاحداث دون الاعيان الخ

ص ۵۲ حاشيه تحتاني قوله ستطامنة اي ساكنة ففي الصراح طامنت منه سكنت

ص ۵۲ س ۳ قوله سقتين في ن والضمير للآيات ولم يغلب المذكر لان ذلك قياس مع العقلاء اهـ محصلا

ص ۵۳ س ۹ قوله وهو عليهم عمى في ع مصدره عمى مثل صدي صدى فعل لا يتعلق به تقدمها عليه ولكن يجوز ان يكون على التبيين او حالا منه اهـ محصلا

ص ۵۵ س ۱۱ قوله في الآفاق في ن وواحد الآفاق افق وهو الناحية من نواحي الارض والسماء وعند المحققين الآيات الآفاقية هي الخارجة عن حقيقة الانسان والبدنية كالافلاك والكواكب الخ

حاشيه تحتاني يمين س ۲ قوله بدل من ربك قلت الواضح المفصل ما في ع قوله تعالى بربك الباء زائدة وهو فاعل يكف والمفعول محذوف اي الم يكفك ربك فعلى هذا انه في موضع البدل من الفاعل اما على اللفظ او على الموضع اي الم يكفك ربك شهادته اهـ

ص ۵۵ س ۳ قوله آذنّاك الخ في ع هذا الفعل يتعدى الى مفعول بنفسه والى آخر بحرف جر وقد وقع النفي وما في خبره موقع الجار والمجرور اهـ

ص ۵۷ س ۹ قوله لاريب فيه في ن اعتراض لا محل له او صفة للجمع بناء على ان التعريف الجنسي قريب من التنكير اهـ

ص ۵۸ س ۹ قوله معافي مانگتے ہیں في ن طمعا في توبة الكفار والفساق منهم اهـ س ۲۴ قوله اجسام الخ اجسام سے مراد اجسام لطيفه ہیں مثل ہوا کے کہ وہ عنصری بھی نہیں ہیں افاده المفسر العلام

ص ۵۹ س ۱ قوله يذرؤكم في ن والضمير في يذرؤكم يرجع الى المخاطبين والى الانعام وهو من الاحكام ذوات العلتين وذلك ان فيه تغليبين تغليب المخاطبين على الغائبين وهم من سيوجد الى يوم القيمة وتغليب العقلاء على غيرهم وعلة الاول الخطاب وعلة الثاني العقل

س ۵ قوله ان اقيموا الدين في ن ومحله نصب بدل من مفعول شرع وفيه تفصيل هو اقامة الدين يعني اقامة اصوله من التوحيد والنبوة والمعاد ونحو ذلك دون

الفروع التي تختلف بحسب الاوقات لقوله لكل جعلنا منكم شرعة ومنهاجا س ۷ قوله الله يجتبي اليه من يشاء ويهدي الخ قلت معناه عندي والله تعالى اعلم ان الله يصطفي بنفسه من يشاء فلا يصل اليه الامن شاء ولما كان هذا سوءها للجبر زاد قوله ويهدي الخ اي لا تتوهم ان لا دخل للارادة العبدية والقدرة المكلفية المعبر عنهما في الآية بالانابة بل له دخل عظيم في البداية وان كان الاصل هو المشية ولما لم توجد المشية للانابة العبدية في هؤلاء لم يهتدوا فلا تحزن يا محمد عليهم فافهم ولما اشتهر عند الصوفية من الفرق بين الاجتباء والهداية والاستدلال عليه بهذه الآية فيبعد قلبي من هذا السياق ولهذا لم يبين المفسر تفسيره عليه۔

حاشيه تحتاني يسار س ۴ قوله سورا قلت لعله اسم جبل

حاشيه فوقاني س ۸ قوله ايذانا بان الجعل للذكر في ن لم يقل لا نجعل التدبير في الذرء ضعفا ومعنا التكثير كقوله ولكم في القصاص حياة لولا ان حروف الجر يقام بعضها مقام البعض اهـ

حاشيه تحتاني يمين س ۲ قوله كمثله في ن ومعنى ليس كمثله شيء نفي المثلية عنه بطريق الالتزام وذلك انه لو كان له مثل والله تعالى شيء لكان مثل مثله شيء وهو خلاف نص المخبر الصادق وهذا المحال انما لزم من فرض وجود المثل فوجود المثل محال وهو المطلوب ولعل هذا التقرير مختص بنا اهـ

ص ۶۰ س ۱ قوله لاعدل في الطبري ان اللام عامل في معنى لاعدل لان معناه وامرت بالعدل بينكم اهـ س ۲۹ قوله بان تبليغ الخ اگر شبہ ہو کہ تبلیغ میں تو بحث ہوتی ہی ہے پس باوجود تبلیغ کے نفی بحث کی کس طرح صحیح ہوگی تو جواب یہ ہے کہ بحث سے مراد خصومت وجدال ہے اور نفس تبلیغ بطریق احسن جدال نہیں جو منفی ہے ویؤیده ما في الطبري قال ابن زيد في قول الله عز وجل لا حجة بيننا وبينكم لا خصومة بيننا وبينكم وقرأ ولا تجادلوا اهل الكتاب الا بالتي هي احسن الى آخره اهـ

ص ۶۱ حاشيه تحتاني يسار س ۲ قوله

العدل قلت مدحه الطبري عن مجاهد وقتادة

ص ۶۲ س ۹ قوله حيث شركاء قلت اي شركاء منه

س ۱ قوله ام لهم الاولى في ن هي المعادلة للالف الاستفهام تقديره ايقبلون ما شرع الله لهم من الدين ام لهم آلهة شرعوا لهم من الدين ما لم يأذن به الله اهـ س ۷ قوله في القربى في ن جعلوا مكانا للمودة ومقرا لها دهذا لم يقل مودة القربى او المودة للقربى وهي مصدر بمعنى القرابة اي في اهل القربى وفي حقهم اهـ قلت فمن اوخال في على القربى تاكيد بمعنى جنبه القرابة

ص ۶۳ س ۱ قوله منهم في ن مقطعه س ۶ قوله تميم قلت في ذكر هذه التتمة بعد الجملة السابقة اشارة الى تاكيد المودة في القربى فان المودة تدخل في الترغيب الحاصل من التتمة دخولا اوليا لذكرها قبله

حاشيه فوقاني قوله متصلا في ن الاستثناء متصل ولكنه من قبيل تاكيد المدح بما يشبه الذم كقوله ولا عيب فيهم غير ان سيوفهم بهن فلول من قراع الكتائب ومعنى لا اطلب منكم اجرا الا هذا وهو في الحقيقة ليس باجر اهـ قلت كلام من حيث الغاية

ص ۶۴ س ۱ قوله يستجيب في الطبري قال بعض نحوي الكوفة يستجيب الذين آمنوا يكون الذين في موضع نصب بمعنى ويجيب الذين آمنوا وقد جاء في التنزيل فاستجاب لهم ربهم والمعنى فاجاب لهم ربهم الا انك اذا قلت استجاب ادخلت اللام في المفعول واذا قلت اجاب حذفت اللام ويكون استجابهم بمعنى استجاب لهم اهـ

ص ۶۴ س ۹ قوله ما اصابكم في ع ما شرطية في موضع رفع بالابتداء فبما كسبت جوابه والمراد بالفعلين الاستقبال اهـ قلت لكن المراد بصيغة الاستقبال هينا الاستمرار لقرينة بيان عادته تعالى بعباده فافهم

س ۱۱ قوله كالاعلام يعني كالجبال وواحدها علم كذا في الطبري

حاشيه تحتاني يمين س ۱ قوله المغيث يعني فريادرس وقوله جارية فقال الطبري وهي السائرة في البحر ثم نقل عن مجاهد قوله الجواري في البحر قال السفن

ص ۶۵ س ۲۹ قولہ انبیاء و اولیاء الی قولہ مانع موجود ہے احقر کہتا ہے کہ انبیاء و اولیاء میں مانع مختلف ہے یعنی انبیاء میں اس ثروت کا سبب بغاوت نہونا بوجہ ان حضرات کے واجب العصمۃ ہونے کے ہے اور اولیاء میں عصمت کے سبب نہیں بلکہ حفظ حق کے سبب سے پس اولیاء پر اس کا اثر نہ ہونا گو یا بعید نہیں لیکن لازم بھی نہیں لعدم وجوب عصمتہم ویستنبط ذلک ایضا مما فی لباب النقول من سبب النزول ونصہ اخرج الحاکم وصححہ عن علی رضہ قال نزلت ہذہ الآیۃ فی اصحاب الصفۃ ولو بسط اللہ الرزق لعبادہ لبغوا فی الارض وذلک انہم قالوا لو ان لنا فتمنوا الدنیا واخرج الطبرانی عن عمرو بن حریث مثلہ اھ ولا یخفی ان الصحابۃ افضل من جمیع الاولیاء غیر الانبیاء علی ما قالوا س اخیر قولہ وجود فی الارض فی ن لان الشیٔ قد ینسب الی جمیع المذکور وان کان یتلبس ببعضہ کما یقال بنو فلان فعلوا کذا ولعلہ قد فعلہ واحد منہم فقط اھ

ص ۶۶ س ۱۳ قولہ جو مخاطبین تخصیص کی اور پھر حقیقۃ کی قید لگائی احقر کہتا ہے کہ مقصود کل واحد من القیدین سے حاصل ہے پس ہر قید مستقل جواب ہے اور یہ مطلوب نہیں ہے کہ دونوں قیدیں اجتماعا جواب ہیں جیسا کہ ترجمہ و تفسیر سے شاید کسی کو ایہام ہو جاوے

(فائدہ) فی ن قال اہل التناسخ لو لا ان الاطفال والبہائم لہم حالۃ کانوا علیہا قبل ہذہ الحالۃ لما کانوا لیتألموا فانہم لا ذنوب لہم الآن واجیب بان الخطاب فی الآیۃ لذوی العقول البالغین وبانہا فی البالغین عقوبۃ او زیادۃ درجۃ وفی الاطفال مثوبۃ لہم او لآبائہم اھ ملخصا بلفظہ ای لم یکن لہم ذنوب ۱۲ منہ

ص ۶۶ س ۵ قولہ سیئۃ مثلہا فی ن وسمی الثانیۃ سیئۃ ازدواجا للکلام او لان السیئۃ ہی التی یکرہہا الانسان طبعا کالقصاص والقطع وسائر الحدود اھ

حاشیہ تحتانی قولہ شوریٰ فی ن مصدر کالفتیا

ص ۶۷ س ۱۲ قولہ آپس کے مشورہ اھ بعض وقت مشورہ واجب ہے جیسے کسی مسئلہ میں علماء کا مشورہ جبکہ وہ مسئلہ بغیر تشاور حل نہو سکے اور وہ بھی ضروری ہو اھ اگر استخراج مسئلہ مستحب ہو تو مشورہ بھی مستحب ہوگا اور امور دنیویہ میں بھی مشورہ لینا موافقت ہے عادت نبویہ کی بلکہ اگر وہ دنیوی کام جسمیں مشورہ لیا جاتا ہے مباح ہے تو مشورہ بھی مباح اور اگر وہ معصیت ہے تو مشورہ بھی گناہ اور آیت میں مدح شوریٰ فی امور الدین کی ہے خواہ باعتبار اصالۃ وہ دین میں داخل ہوں یا تبعا فافہم

ص ۶۸ حاشیہ تحتانی یمین س ۲ قولہ ای من نکیر قلت نکیر بمعنی الانکار مصدر فہو ہنا بمعنی اسم الفاعل او ذو مقدر فی اولہ۔

حاشیہ تحتانی یسار س ۲ قولہ للاہتمام فی ن وفائدتہ التسجیل علی ان ہذا الجنس من شانہ ذلک اھ وہذا اوضح۔

ص ۶۷ س ۲ قولہ خاشعین فی الطبری قال ابن زید الخشوع الخوف والخشیۃ للہ عز وجل وقرأ قول اللہ عز وجل لما رأوا العذاب الی قولہ خاشعین من الذل قال قد اذلہم الخوف الذی نزل بہم وخشعوا لہ اھ واما ورد من حشر الکفار اعمی فہو اما مخصوص بوقت الحشر او محمول علی حالۃ البعض وہذا علی حال الآخرین والاول اوجہ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ص ۶۹ حاشیہ تحتانی یمین س ۳ قولہ ذکرانا الخ فی ن اونصبہا علی المفعولیۃ والضمیر لمن یشاء ای یجمع لہم کلا الصنفین اھ

ص ۶۷ س ۲۹ قولہ کفاحا یعنی مشافہۃ

ص ۷۱ حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ الغرابیب جمع غربیبۃ وہی الابل الوحشی افادہ المفسر

حاشیہ تحتانی یمین س ۵ قولہ شرطیۃ فی ن من قرأ ان کنتم بالکسر فلقول الاجیر ان کنت عملت لک فوفنی حقی یخیل فی کلامہ ان تفریطہ فی الخروج عن عہدۃ الاجر فعل من یشک فی الاستحقاق مع تحققہ فی الخارج اھ

حاشیہ تحتانی یسار س ۵ قولہ الصفات التی الخ قلت احتراز عن افعال الباری تعالیٰ فانہا الاقرب من ذاتہ تعالیٰ کقرب صفاتہ وہو ظاہر

ص ۷۲ س ۳ قولہ بیتانی ن تذکیرہ بتاویل المکان

س ۵ قولہ علی ظہورہ فی الطبری فان قیل فہلا قلت لتستووا علی ظہورہا فجعلت الظہر واحدا اذ اضفتہ الی واحد قلت ان الواحد فیہ معنی الجمع فردت الظہور الی المعنی ولم یقل ظہرہ فیکون کالواحد الذی معناہ ولفظہ واحد وکذلک تقول قد کثر نساء الجند وقلت ورفع الجند اعینہ ولم یقل عینہ **س ۳ قولہ شہادتہم فی** مفردات الراغب والشہادۃ قول صادر عن علم حصل بمشاہدۃ بصیرۃ او بصر وقولہ شہدوا خلقہم یعنی مشاہدۃ البصر ثم قال ستکتب شہادتہم تنبیہا علی ان الشہادۃ تکون عن شہود اھ یعنی عن حضور ومشاہدۃ

ص ۷۳ س ۳ قولہ مقتدون فی ن وانما قال اولا مہتدون وبعدہ مقتدون لان العرب کانوا یحاجون رسول اللہ صلعم ویزعمون الاہتداء ولعل الامم قبلہم لم یزعموا الا الاقتداء بالآباء دون الاہتداء اھ

ص ۷۴ س ۲۱ قولہ مبانتہ الخ فی ن قالت العقلاء قلما تکلمت امرأۃ فارادت ان تعرب عن حجتہا الا نطقت بما ہو حجۃ علیہا اھ

ص ۷۴ س ۱ قولہ مما تعبدون قلت من للصلۃ

س ۱ قولہ جعلہا فی ن ولاریب ان قولہ انی براء مما تعبدون بمنزلۃ لا الٰہ وقولہ الا الذی فطرنی بمثابۃ الا اللہ وہی کلمۃ التوحید فلذلک انث الضمیر فی قولہ وجعلہا اھ **س ۳ قولہ عقبہ فی الصراح عقب الرجل** ولدہ وولد ولدہ اھ **س ۳ قولہ حتی جاءہم الحق فی** الجلالین بل متعت ہؤلاء (المشرکین) وآباءہم ولم اعاجلہم بالعقوبۃ حتی جاء الخ ونحوہ فی الطبری وفی ن قال جاء اللہ او بل اشتغلوا عن التوحید حتی جاءہم الحق وہو القرآن ورسول مبین الرسالۃ واضحہا فخیل بہذہ الغایۃ انہم تنبہوا عندہا من غفلتہم لاقتضائہا التنبہ ثم ابتدأ قصتہم عند مجیئ الحق فقال ولما جاءہم الحق جاؤا بما ہو شر من غفلتہم (فان لم یطلعوا علی مقتضاہ اہ منہ) وہو ان ضموا الی شرکہم معاندۃ الحق ومکابرۃ الرسول وانکار القرآن اھ

ص ۷۵ س ۵ قولہ لبیوتہم فی ن ہو بدل اشتمال (ای من لمن یکفر بالرحمن) وقیل ہما کقولک وہبت لہ ثوبا بالقمیص فی ان اللام للغرض **س ۵ قولہ سقفا** فی الطبری وقرأہ بعض قراء المدینۃ وعامۃ قراء الکوفۃ سقفا بضم السین والقاف ووجہوہا الی انہا جمع سقیف او سقوف واذا وجہت الی انہا جمع سقوف کانت جمع الجمع لان السقوف جمع سقف ثم تجمع السقوف سقفا اھ وفیہ ایضا وقد زعم بعضہم ان السقف بضم السین والقاف جمع سقف والرہن بضم الراء والہاء جمع رہن فاغفل وجہ الصواب فی ذلک وذلک انہ غیر موجود فی کلام العرب اسم علی تقدیر فعل بفتح الفاء وسکون العین مجموعا علی فعل فیجعل السقف والرہن مثلہ اھ وفیہ ایضا واما المعارج فانہا جمعت علی مفاعل وواحدہا معراج علی جمع معرج کما یجمع المفتاح مفاتح علی جمع مفتح لانہما لغتان معرج ومفتح ولو جمع معاریج کان صوابا کما یجمع المفتاح مفاتیح اذ کان واحدہ معراج اھ **س ۵ قولہ ان کل ذلک لما الخ** فی الجلالین ان (مخففۃ من الثقیلۃ) کل ذلک لما (بالتخفیف فما زائدۃ وبالتشدید بمعنی الا فان نافیۃ) اھ

حاشیہ تحتانی یمین س اخیر قولہ علی محل الخ قلت ہذا علی تقدیر جعل ففضۃ مفعولا ثانیا لجعلنا ابعد تعلقہ بکائنۃ مقدرۃ وان جعل لفظ من فضۃ نعتا لسقفا وعدی الجعل الی مفعول واحد فزخرفا منصوب بنزع الخافض ای ومن زخرف ففی ن وہو ان یکون معطوفا علی قولہ من فضۃ الا انہ نصب بنزع الخافض اھ (فائدہ) اعلم ان قولہ لبیوتہم الثانی علی تقدیر کون لبیوتہم الاول بدل الاشتمال معطوف علی الاول اعتقادا او بامرہ معطوفتان علی سقفا ومعارج من حیث المجموع

ص ۷۶ حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ یعش فی الطبری واصل العشو النظر بغیر ثبت لعلۃ فی العین اھ وفی ن وفیہ معنی الاعراض فلہذا عدی بعن اھ وفیہ ایضا عشی بالکسر یعشی بالفتح اھ ملخصا۔

ص ۷۷ س ۵ قولہ من ارسلنا من قبلک روی الطبری بسندہ عن مجاہد قال فی قراءۃ عبد اللہ بن مسعود واسأل الذین ارسلنا الیہم قبلک رسلنا الیہم اھ ثم اخرج نحوہ عن قتادۃ والضحاک۔

حاشیہ تحتانی قولہ شرف قلت رواہ الطبری عن ابن عباس

ص ۸۷ س ۹ قولہ فاستخف قومہ ای استخف عقولہم کما فی ن مز نمود و حقیر

ص ۸۷ س ۶ قولہ محاورہ ہے فی ن کما قال الحماسی من تلق منہم تقل لاقیت سیدہم مثل النجوم التی یسری بہا الساری

ص ۸۰ حاشیہ تحتانی یسار س ۱ قولہ مثلا فی ع مفعول ثان لضرب ای جعل مثلا اھ

ص ۸۲ س ۵ قولہ تحبرون فی ن والحبور السرور

س ۹ قولہ لایفتر فی ن لایخفف من الفتور

حاشیہ تحتانی س ۱ قولہ صحاف فی الطبری وہی جمع للکثیر من الصحفۃ والصحفۃ القصعۃ وفی مفردات الراغب والصحفۃ مثل قصعۃ عریضۃ اھ قولہ الجفنۃ ثم القصعۃ ثم الصحفۃ ثم الکیلۃ قلت ترجم صاحب الصراح الثلاثۃ الاول بالفظ کاسہ بزرگ وقال کیل پیمانہ و پیمودن الی ان قال کمیال پیمانہ والاسم کیلۃ ویقال انہ لحسن الکیلۃ مثل الجلسۃ والرکبۃ اھ فظہر ان الکیلۃ اسم مصدر وقال صاحب الصراح ایضا قال الکسائی اعظم القصاع الجفنۃ ثم القصعۃ تلیہا تشبع العشرۃ ثم الصحفۃ تشبع الخمسۃ ثم المیکلۃ تشبع الرجلین والثلاثۃ ثم الصحیفۃ تشبع الرجل اھ بالتصغیر ۱۲

حاشیہ تحتانی یسار س ۲ قولہ عروۃ بالضم دستہ دلو وکوزہ وجز آن کذا فی المنتخب وقولہ اولا خرطوم لہ قال المفسر خرطوم یقال لہ بالہندیۃ ٹونٹی وفی ن ان العروۃ للکوز امر زائد علی مصلحۃ الشرب وانما ہو لدفع حاجۃ لتعلیق وتعلق واہل الجنۃ فیہا برآء من امثال ذلک فلہذا کانت اکوازہا اکوابا اھ

ص ۸۴ حاشیہ تحتانی یسار س ۲ قولہ التصال العصا لیجاء فی الصراح لحاء بالکسر والمد پوست درخت وفی المثل بین العصا ولحائہا اھ

ص ۸۶ حاشیہ تحتانی یسار قولہ مفعول مطلق الخ فی ن لانہ اذا احکم بالشیٔ وفصلہ وکتبہ فقد اوجبہ وامر بہ اھ

ص ۸۷ س ۱ قولہ یوم تاتی الخ ہو مفعول فارتقب کذا فی ع

س ۳ قولہ الذکری فی ع مبتدأ ولہم الخبر وانی ظرف یعمل فیہ الاستقرار ویجوز ان یکون انی الخبر ولہم تبیین اھ وقولہ ثم تولوا فی ن ومعنی ثم تبعید الحالتین۔

حاشیہ تحتانی یمین س ۲ قولہ لہ دل الخ فی ن فان ما بعد ان لایعمل فیما قبلہ اھ

ص ۸۸ س ۵ قولہ رہوا فی الطبری عن عکرمۃ فی قولہ رہوا قال یابسا کہیئتہ بعد ان ضربہ یقول لاتامرہ یرتبع اترکہ حتی یدخل آخرہم اھ وفیہ ان الرہو فی کلام العرب السکون اھ

س ۳ قولہ ان ترجمون فی ع ای من ان ترجمون وفی الطبری واولی الاقوال فی ذلک بالصواب ما دل علیہ ظاہر الکلام وہو ان موسیٰ علیہ السلام استعاذ باللہ من ان یرجمہ فرعون وقومہ والرجم قد یکون قولا باللسان وفعلا بالید والصواب ان یقال استعاذ موسیٰ بربہ من کل معانی رجمہم الذی یصل منہ الی المرجوم اذی ومکروہ شتما کان ذلک باللسان او رجما بالحجارۃ بالید اھ

س ۱۹ قولہ بعد زوال دخان الخ اس تقدیر پر اس آیت کا پیشینگوئی ہونا صحیح نہوگا سو اگر اسکے جواب مین یہ کہا جاوے کہ اسکا نزول تو قبل زوال دخان کے تہا لیکن بعد زوال آپنے یہ آیت پڑہی اور راوی کو اوسوقت نزول کا شبہہ ہوگیا جیسا کہ اوپر اسکی مثل تقریر گذر چکی ہے تو اسمین بہی خدشہ ہے کیونکہ احتمال رہیگا کہ قبل زوال دخان مکہ مین آیت نازل ہوئی یا مدینہ مین فافہم اور اگر انا کاشفوا العذاب مین اسم فاعل بمعنے ماضی لیا جاوے اور مطلب یہ ہو کہ ہمنے عذاب تو موقوف کردیا لیکن تم الفاء وعدہ کرکے گئے تو گو کشف عذاب پیشین گوئی نہوگا لیکن روایت در منثور پر اشکال نرہے گا۔

ص ۹۰ س ۱ قولہ الاموتتنا الاولی فی ن یقول الی ما حکی عنہم ان ہی الا حیاتنا الدنیا وفیہ ایضا ولیست اثباتا لموتۃ ثانیۃ انما ہو کقولک حج فلان الحجۃ الاولی ومات وما نحن بمنشرین النشر البعث للموتی احیاہم اھ

ص ۹۱ س ۵ قولہ زوجنہم الخ اختلفوا فی ان ہذا اللفظ ہل یدل علی حصول عقد التزویج ام لا والاکثرون علی نفیہ وان المراد قرناہم بہن وقیل زوجتہ امرأۃ وزوجتہ بامرأۃ لغتان اھ

ص ۷ قولہ لایذوقون الخ ہذا کقولہ تعالی کل نفس ذائقۃ الموت والتعبیر فی التوفی عن لفظ الموت بذوقہ لعلۃ بقاء حال الموت فلا یناسب لفظ بہی فی ترجمتہ

س ۲۵ قولہ یعنی کافر فی ن والاثیم مبالغۃ الآثم

ص ۹۲ حاشیہ تحتانی قولہ فانما جواب شرط مقدر قلت لیس المراد بالشرط ہو الشرط الاصطلاحی بل اطلق ذلک علی لفظ الامر المقدر للتناسب بینہ وبین الشرط باعتبار ذکر جوابہا فافہم۔

ص ۹۳ س ۲ قولہ اور کونسی بات الخ مطلب یہ ہے کہ جب یہ لوگ اپنی نجات وفلاح دارین کے لئے حق تعالی کی آیات پر ایمان نہین لاتے تو اور کونسی ایسی بات ہے جسپر یہ ایمان لاکر ناجی ومفلح ہون اور یہ استبعاد ہے اُن کے ایمان کا یعنی ان لوگون کا ایمان لانا مستبعد ہے اور نجات پانا محال ہے

ص ۹۴ حاشیہ تحتانی یسار س ۲ قولہ اسم مح علی ما یرشد الیہ الاشتقاق قلت یعنی انہ مشتق من قام بالامر افادہ المفسر

ص ۹۵ حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ موضع الورود فی الانہار قلت یقال لہ بالہندیۃ گہاٹ وہو موضع غسل الناس واتوابہم علی شاطئ النہر

ص ۹۷ س ۱ قولہ ختم علی سمعہ الخ فی ن قال بعض العلماء قدم السمع علی القلب فی ہذہ الآیۃ وبالعکس فی البقرۃ لان کفار مکۃ کانوا یبغضونہ بقلوبہم وما کانوا یستمعون الیہ وکفار المدینۃ کانوا یلقون الی الناس ان النبی صلعم شاعر وکاہن وانہ یطلب الملک والریاسۃ اذا سمعوا ذلک ابغضوہ ونفرت قلوبہم عنہ ففی ہذہ الصورۃ علی ہذا التقدیر کان الاثر یصعد من البدن الی جوہر النفس وفی الصورۃ الاولی کان الاثر ینزل من جوہر النفس الی قرار البدن فورد فی کل سورۃ علی ترتیبہ اھ قلت حسن ان صح النقل لجعل الکفار بالطریق المذکورۃ والا فتفنن کاف فی تبدیل العنوان

ص ۹۷ س ۵ قولہ الا ان قالوا الخ فی ن فوجہ الاستثناء انہ فی اسلوب قولہ

تحیۃ بینہم ضرب وجیع +

ص ۹۸ حاشیہ تحتانی قولہ فلا اشکال قلت تقریر الاشکال وازالتہ ما فی ن قال ابو علی والاخفش ہذا الکلام جار علی غیر الظاہر لان کل من یظن فانہ لا یظن الا انظن فتاویلہ ای ینوی بہ التقدیم ای ما نحن الا نظن ظنا اھ

تمت

حاشیۃ المجلد الحادی عشر من التفسیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ص ۲ س ۷ قولہ اثرۃ قال الطبری واولی الاقوال فی ذلک بالصواب قول من قال الاثارۃ البقیۃ من علم لان ذلک ہو المعروف من کلام العرب وہی مصدر من قول القائل اثرالشیٔ اثارۃ مثل سمج سماحۃ وقبح قباحۃ اھ س ۹ قولہ الی یوم القیمۃ فی لسہا تابید علی عادۃ العرب ویحتمل ان یکون توقیتا بدلیل قولہ واذا حشر الناس کانوا لہم اعداء اھ ہذا التبری وہ التی ھب نوع من الاستجابۃ اھ س ۱۰ قولہ من دعائہم الخ فی الطبری وانما عنی بوصفہا بالغفلۃ تمثیلہا بالانسان الساہی عما یقال لہ اھ

ص ۳ قولہ تفیضون ای تقولون کما فی ح عن مجاہد وفی ن من القدح فی الوحی وتسمیۃ سحر ا تارۃ وافتراء اخری اھ وقولہ بدعا فی ع ای ذا بدع ویجوز ان یکون وصفا اھ ملخصا قلت یعنی بمعنی البدیع۔

ص ۴ س ۲ قولہ یہی مضمون الخ مخصوص اس لئے کہ یہ مضمون قدرے نظری ہے اور جس بستقل دلیل کا واضح ہونا مفید ہوتا ہے بخلاف انجام تو بیخ وغیرہ کہ وہ مصرحات وانحہ بین قطعیہ بین نہیں جانتا الخ اس کا مطلب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کو بذاتہ بلا اخبار وحی کے امور مذکورہ کا علم نہیں اور یہ نفس یقینی ہے کہ آپ کو اپنے خاتمہ نیز قیامت میں جو آپ سے حق تعالیٰ کا معاملہ ہوگا اس کا علم تھا اور اسی طرح جن لوگوں سے خطاب ہے آخرت کے متعلق اُن کے معاملات کا علم نہ تھا اور ظاہر آیت کا یہی ہے پس آیت کو لیغفر اللہ ما تقدم الخ سے منسوخ کہنے کی حاجت نہیں وقال الامام الطبری وآیات کتاب اللہ عزوجل فی تنزیلہ ووحیہ الیہ متتابعۃ بان المشرکین فی النار مخلدون والمومنون فی الجنان منعمون وبذلک یرھبہم مرۃ ویرغبہم اخرے ولو قال لہم ذلک ای ما یفعلہم من ظاہر الآیۃ انہ لا یسلم لا یدری بالفعل ہ بس اتبعہ تعالی الہ

فعلام تتبعک اذا وانت لاتدری الی ای حال تصیر غدا فی القیامۃ الی خفض ودعۃ ام الی شدۃ وعذاب وانما اتباعنا ایاک ان اتبعناک وتصدیقنا بما تدعونا الیہ فی نعمۃ وکرامۃ نصیبہا او رہبۃ من عقوبۃ وعذاب نہرب منہ اھ

ص ۵ س ا قولہ اذ لم یہتدوا فی ح والعامل فی اذ محذوف ای ظہر عنادہم وذلک ان لن یؤتی بالسین للاستقبال وبینہما تدافع س ۳ قولہ لسانا عربیا فی ن حال من ضمیر الکتاب فی مصدق ای لمابین یدیہ وہو العامل فیہ ویجوز ان یکون حالا من کتابا لانہ موصوف والعامل معنی الاشارۃ قولہ فلا خوف فی الاعراب قلت الفاء فی خبر ان لمانی الذین من الابہام وبقاء معنی الابتداء بخلاف لیت ولعل اھ قلت فبالابہام شابہ الشرط وببقاء معنی الابتداء شابہ المبتدأ وتدخل الفاء علی الجزاء وکذلک فی خبر المبتدأ الذی تضمن معنی الشرط ولیت ولعل تجعلان الجملۃ انشائیۃ فلا تشابہ الشرط فافہم

ص ۶ س ۲ قولہ احسانا ای ا بمعنی الحسن اذ المراد الواجب والندب دون المباح

حاشیہ تحتانی یمین س ۲ قولہ انجز من الانجاز بمعنی الایفاء

حاشیہ تحتانی س ۳ قولہ خبرہ اولئک فی ن والمراد بالذی جنس القائل فلذلک جمع الخبر ... ہ لیجوز ان یکون الخبر عاما فی القائل وفی امثالہ

حاشیہ تحتانی یسار س ا قولہ اف لکما الخ ترحم اللہ اف لکما ومعنی البیتین ای اقول لکما قالہ المفسر

ص ۸ س ۵ قولہ لکنی الخ قلت استدراک عما عسے ان یتوہم متوہم بانہم اسلموا بمقتضی التبلیغ فدفعہ بان الامر لیس کذلک فانہم قوم یجہلون۔

حاشیہ تحتانی یمین س ا قولہ المعوج فی ن من احقوقف الشیٔ اذا اعوج۔

ص ۹ س ا قولہ فلما راوہ الخ فی ن والضمیر فی راوہ فلما راوہ عائد الی الموعود وہو مبہم یوضحہ قولہ عارضا

ای سحاب عرض فی نواحی السماء والاضافۃ فی ممطرنا مستقبل اودیتہم وممطرنا لفظیۃ فلذلک وقعا صفۃ للنکرۃ س ۶ قولہ فیما ان مکنکم قال المبرد ما موصولۃ وان نافیۃ کما فی ن

ص ۱۰ س ۳ قولہ نفرا فی ت معنی صرفنا المناہم الیک والنفر مادون العشرۃ ویجمع علی انفار س ۱۵ قولہ انسان ہو کر یعنی جنون میں بوجہ غلبہ عنصر ناریہ شان تمرد کی زیادہ ہے اور قوت میں بھی وہ لوگ انسان سے زیادہ ہیں پس ان امور کا مقتضا یہ تھا کہ تم لوگ یعنی انسان طاعت حق میں استعجال کرتے نہ کہ برعکس اسکے سوا اے لوگو بڑی شرم اور کشتی کی بات ہے جو تم ایسا ارتکاب کرتے ہو

حاشیہ تحتانی یسار س ا قولہ قربانا فی ن ای متقربین الی اللہ والقربان مصدر او اسم لما یتقرب بہ الی اللہ عزوجل اھ ملخصا

ص ۱۱ س ۱۲ قولہ الا المغفرۃ والاجارۃ الخ قلت الصحیح عندی ما علیہ الجمہور ولما کان جلب المنفعۃ متاخرا عن دفع المضرۃ ذکروا المغفرۃ والاجارۃ فقط

حاشیہ تحتانی یمین س ا قولہ قراءۃ عبد اللہ الخ قلت ہذہ القراءۃ نقلہا الطبری

حاشیہ فوقانی س ۹ قولہ اطلاع الخ اسکی احتیاج اس لئے ہوئی کہ اس انذار کے ساتھ اور امور بھی تھے جنکی انہوں نے اپنی قوم کو اطلاع کی مثل احکام وغیرہ فافہم افادہ المفسر

ص ۱۲ س ۷ قولہ اضل الخ فی ن حقیقۃ اضلال الاعمال جعلہا ضالۃ ضائعۃ لیس لہا من یتبت علیہا کالضالۃ من الابل لارب لہا یحفظہا ضالۃ فی کفرہم ومعاصیہم مغلوبۃ بہا کما یضل الماء فی اللبن

ص ۱۳ س ا قولہ بالہم قال الطبری بالبال

کالمصدر مثل الشان لا یعرف منہ فعل ولا تکاد العرب تجمعہ الا فی ضرورۃ الشعر فاذا جمعوہ قالوا بالات

ص ۱۳ حاشیہ تحتانی یسار س ۲ قولہ تمنون الخ فی ن وہذا مما یلزم فیہ حذف فعل المفعول المطلق لانہ وقع المفعول تفصیلا لاثر مضمون جملۃ متقدمۃ

ص ۱۴ س ۳ قولہ عرفہا لہم فی ع ای قد عرفہا فہو حال او یجوز ان یستانف س ۵ قولہ فتعسا لہم فی ع دخلت الفاء تنبیہا علی الخبر فی ن وہو من المصادر التی یجب حذف فعلہا سماعا والتقدیر اتعسہم اللہ فتعسوا تعسا وہذا عطف علیہ قولہ واضل اعمالہم

ص ۱۵ س ۵ قولہ واتبعوا اہواءہم فی ن وہو تاکید للتسجیل کما ان کون البینۃ من الرب تاکید لہا اھ

ص ۱۶ حاشیہ تحتانی یسار س ۳ قولہ فلا یعونہ ای فلا یحفظونہ من الوعی۔

ص ۱۶ س ۵ قولہ قالوا للذین الخ فی الاعراب فی نظیرہ فی سورۃ الزمر وتحت الواو زائدۃ معناکم لان الکلام جواب حتی اھ

ص ۱۷ س ۳ قولہ فاعلم انہ الخ فی ن والفاء لنت فی ہذہ الآیۃ وتقدیم العطف جملۃ علی جملۃ بینہما التناسب

حاشیہ تحتانی یمین س ا قولہ ای خبر معناہ قلت والجملۃ جواب الشرط

ص ۱۸ س ا قولہ تعالی لولا نزلت فی ن قال اہل البیان نزلت التشدید ابلغ من انزل لخص بہم لیکون اولی علی حرصہم فیکون ابلغ فی باب التوبیخ اھ قلت ذلک لان الانزال یکون دفعۃ والتنزیل تدریجا افادہ بعض الاساتذۃ فلما اظہروا رغبۃ للمرات الکثیرۃ بالعوانی الحرص ثم لم یحتملوا مرۃ واحدۃ

حاشیہ تحتانی یمین س ا قولہ اولی لہم فی ن والاصح انہ فعل متعد من الولی وہو القرب

ای اولاہ اللہ المکروہ فاقتصر لکثرۃ الاستعمال (سے علی المفعول الواحد)

ص ۱۸ س ۵ قولہ تجاہل عارفانہ فی ن نقل الکلام المحقق من الخطاب لیکون ابلغ فی التوبیخ اھ وفیہ ایضاً فی سلوک طریقۃ الاستخبار المسمی فی غیر القرآن تجاہل العارف امالۃ لہم الی طریق الانصاف وحث لہم علی التدبر وترک العصبیۃ والجدال اھ

ص ۱۹ س ۱ قولہ اقفالہا جمع قفل کما فی م وادیا لہم بضمتین کما فی م ایضاً **س ۷ قولہ ما اسخط اللہ** فی ن وانما قال ما اسخط اللہ ولم یقل ما ارضی اللہ لان رحمتہ سبقت غضبہ فالرضا کالامر الحاصل والاسخاط کالامر المترتب علی شئی اھ

حاشیہ تحتانی لیسار س ۳ والاذن لا دخل الخ فی ن لان الاذن عبارۃ عن المشیۃ المعلقۃ۔

ص ۲۱ س ۱ قولہ بلا سند الخ قلت لم اطلع علیہ ایضاً لکن فی الطبری بسندہ عن ابن زید فی قولہ ولنشاء لاریناکہم فلعرفتہم بسیماہم قال ہؤلاء المنافقون قال وقد اراکہم اللہ ایاہم وامرہم ان یخرجوا من المسجد قال فابوا الا ان تمسکوا بلا الہ الا اللہ فلما ابوا الا ان تمسکوا بلا الہ الا اللہ حقنت دماؤہم ونکحوا ونوکحوا بہا اھ

س ۳ قولہ تعالیٰ لا تبطلوا الخ (فائدہ) فی لباب النقول اخرج ابن ابی حاتم ومحمد بن نصر المروزی فی کتاب الصلوٰۃ عن ابی العالیۃ (التابعی من رجال الصحیح) قال کان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرون انہ لا یضر مع لا الہ الا اللہ ذنب کما لا ینفع مع الشرک عمل فنزل اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول ولا تبطلوا اعمالکم فخافوا ان یبطل الذنب العمل اھ قلت حاصلہ ان الذنب یضر فدفع بہ زعمہم بان الذنب لا یضر لا افادۃ المغفرۃ وقد قال الحافظ ابو عمر بن عبد البر رح ان اکثر العلماء علی ان المراد بالابطال ہنا ہو الابطال بالریاء او کما قال نقلہ فی فتح الباری۔

ص ۲۲ س ۱۰ قولہ ثم لا یکونوا امثالکم فی ن ثم للدلالۃ علی ان التباعد اھ

حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ المجاز الخ فی ن عن الکشاف انہ لیق ان یقرأ علیہ اھ

ص ۲۴ حاشیہ تحتانی س ۱ قولہ التفاعل الخ قلت تفریقاً بین المسبب والسبب تفننا

ص ۲۵ س ۱ قولہ لیزدادوا الخ (فائدہ) قد اخرج الطبری بسندہ عن ابن عباس قال ان اللہ جل ثناؤہ بعث نبیہ محمدا صلعم بشہادۃ ان لا الہ الا اللہ فلما صدقوا بہا زادہم الصلوٰۃ فلما صدقوا بہا زادہم الصیام فلما صدقوا بہ زادہم الزکوٰۃ فلما صدقوا بہا زادہم الحج ثم اکمل لہم دینہم فقال الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی

حاشیہ تحتانی یمین قولہ السوء مصدر قلت معناہ اند وہگین کردن کما فی ص وانما یستعمل علی الاضافۃ کما ہہنا لا علی النعت کما فی ص ایضا

حاشیہ تحتانی یسار قولہ خاتمۃ الغایات قلت حاصلہ ان لفظ الجلالۃ کما جیئ فی اول الغایات کذلک جیئ فی آخرہا وہذا حسن لفظی لتطابق الفاتحۃ والخاتمۃ لفظا

ص ۲۷ س ۱ قولہ وتعزروہ الآیۃ فی ن قال جابر الضمائر کلہا للہ عز وجل اھ قلت ونقل الطبری محصل ذلک عن ابن زید وقد نقل ایضاً عن قتادۃ بلسنین فی بعض القراءۃ ویسبحوا اللہ بکرۃ واصیلا اھ

حاشیہ تحتانی یمین س ۲ قولہ فتح لفی المنتخب فتح بالفتح اندک خشیدن اھ وقولہ متعلق بمقدر الخ فی الاعراب لتؤمنوا بالتاء علی الخطاب لان المعنی ارسلناہ الیکم وبالیاء لان قبلہ غیبا اھ قلت قرأ بعضہم لتؤمنوا الی آخر الآیۃ کلہا بالتاء وبعضہم کلہا بالیاء وہما قراءتان معروفتان صحیحتا المعنی کما فی الطبری

حاشیہ تحتانی یسار س ۱ قولہ الشائع قلت لتجانس ما قبلہا من الیاء کما فی الاعراب وفی س۲ قولہ ہو بضم الاول وسکون الثانی وفی [illegible] الاصل فی ہذہ الہاء الضم لانہا تضم بعد الفتحۃ والضمۃ والسکون اھ وقد عقد صاحب الاعراب بابا فی تحقیق ذلک واطال فیہ فی ص ۵ ج ۱

ص ۲۸ س ۱ قولہ المخلفون فی ن قیل سموا مخلفین لان التوفیق خلفہم ولم یتدبہم اھ قلت وفیہ تفریع علیہم اشارۃ فکانہ تعالیٰ لم یعبأ بہم وترکہم یا ہیم فیہ لوبال کفرہم فافہم۔

ص ۲۸ س ۹ قولہ بیعت لینے والے کا الخ قلت لکن استحسانہ ظاہر فی کل بیعۃ کما لا یخفی

ص ۲۹ س اخیر قولہ کم ہو گیا قلت قالہ قتادۃ کما فی الطبری

ص ۲۹ س ۷ قولہ لیس علی الاعمی الخ فی ن وقدم الاعمی لان عذرہ مستمر ولو حضر القتال والاعرج قد یمکنہ الرکوب والرمی وغیر ذلک ثم تبعہ علیہ الاعرب ما شیا وکنا جودۃ الکر والفر راکبا اھ

ص ۳۰ س ۱ قولہ فعلم قلت الفاء لبیان شدۃ التعلق بین ما قبلہ وبین ما بعدہ

ص ۳۲ س ۱ قولہ معرۃ فی ن مفعلۃ من العر بمعنی العیب کالمعرب نحوہ **س ۳ قولہ من یشاء** اعتبار اللفظ العام مع ان مورد ہ الخاص اشارۃ الی عموم الرحمۃ لبشر المطیعۃ وقولہ الحمیۃ فی الطبری فعیلۃ من قول القائل حمی فلان انفہ حمیۃ ومحمیۃ وقال حمیۃ الجاہلیۃ لان الذی فعلوا من ذلک کان جمیعہ من اخلاق اہل الکفر ولم یکن شئی منہ مما اذن اللہ لہم ولا احد من رسلہ اھ ملخصا **س ۵ قولہ کلمۃ التقوی** فی ن ومعنی الاضافۃ انہا سبب التقوی واساسہا اھ وفی الاتقان اخرج الترمذی وابن جریر عن ابی بن کعب انہ سمع النبی صلعم یقول والزمہم کلمۃ التقوی قال لا الہ الا اللہ اھ

ص ۳۳ س ۱ قولہ ان شاء اللہ اعتراض کما فی ع والتعلیق محملہ عندی ہو التحقیق لکن علی وجہ ان الملوک کما مر فی تفسیر البقرۃ من الکشاف من تامل علیہ

حاشیہ تحتانی یمین س ۲ قولہ سن کبرہ قلت یعنی صدقنی فی عمر بکرہ وبکر بالکسر ناقہ کہ یک شکم بیش نزادہ باشد وبالفتح شتر جوان کذا فی م فافہم

ص ۳۴ س ۳ قولہ اشداء جمع شدید کما فی الکشاف وقولہ سیماہم فی الطبری عن ابن عباس قال اما انہ لیس بالذی ترون ولکنہ سیما الاسلام وسجیتہ وسمتہ وخشوعہ اھ وفیہ عنہ ایضاً صلاتہم تبدو فی وجوہہم یوم القیامۃ اھ وفیہ ایضاً واولی الاقوال فی ذلک بالصواب ان یقال ان اللہ تعالیٰ ذکرہ اخبر ان سیماہم ہؤلاء القوم الذین وصف صفتہم فی وجوہہم من اثر السجود ولم یخص ذلک علی وقت دون وقت واذا کان ذلک کذلک فذلک علی کل الاوقات فکان سیماہم الذی کانوا یعرفون بہ فی الدنیا اثر الاسلام وذلک خشوعہ وہدیہ وزہدہ وسمتہ وآثار اداء فرائضہ وتطوعہ وفی الآخرۃ ما اخبر انہم یعرفون بہ وذلک الغرۃ فی الوجہ والتحجیل فی الایدی والارجل من اثر الوضوء وبیاض الوجہ من اثر السجود اھ

قلت قول حسن یعضدہ وفی الاعراب ہو فعل من سلم یسوم وہو بمعنی العلامۃ من قولہ تعالیٰ مسومین اھ وفی الطبری عن قتادۃ فی قولہ سیماہم فی وجوہہم من اثر السجود قال ذلک مثلہم فی التوراۃ ومثلہم فی الانجیل کزرع اخرج شطأہ ونحوہ عن الضحاک وابن زید وعن مجاہد ذلک مثلہم فی التوراۃ والانجیل واحد اھ ورجح الطبری الاول **س ۵ قولہ فآزرہ** فی ن من المؤازرۃ والمعاونۃ ویجوز ان یکون افعل من الازر القوۃ والسوق جمع ساق اھ ملخصا

حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ شطأہ فی الطبری یقال منہ اشطأ الزرع اذا فرخ فہو یشطی اشطاء اھ

ص ۳۶ س ۱ قولہ بین یدی اللہ قال جار اللہ حقیقۃ قولہم جلست بین یدی فلان ان تجلس بین الجہتین المسامتین یمینہ وشمالہ قریبا منہ فسمیت الجہتان یدین لکونہما علی سمت الیدین مع القرب منہما توسعا کما یسمی الشیئ باسم غیرہ اذا جاورہ وداناہ فی غیر موضع وقد جرت ہذہ العبارۃ ہہنا علی سنن ضرب من المجاز وہو الذی یسمیہ اہل البیان تمثیلا ولا یبعد ان یکون من غیر تعلیب حذرقتہ اھ کذا فی ن قلت لیس مراد منہ ہناک ولکن اکثر جلوس العقلاء عند قدامہم یکون کذلک فبنی ایضا علی ذلک عرفا فافہم **س ۳ قولہ ان تحبط اعمالکم** فی ن والمفعول لہ یتعلق بالفعل الاول فی الظاہر عند الکوفیین وبالعکس عند البصریین (فائدہ) فی ن ویحکی عن ابی عبیدۃ وہو المشہور بالعلم والزہادۃ وثقۃ الروایۃ انہ قال ما دققت بابا عالم قط حتی یخرج فی وقت خروجہ اھ وقد نقل المفسر السلام عن المحققین فی فروع الایمان انہ لا ترفع الصوت عند قراءۃ الحدیث **س ۷ قولہ الحجرات** فی ن الحجرۃ البقعۃ التی یحجرہا المرء لنفسہ کیلا یشارکہ فیہ غیرہ من الحجر وہو المنع فعلۃ بمعنی مفعولۃ وجمعت لان لکل من امہات المؤمنین لہا حجرۃ اھ

ص ۳۶ س ۱ سورۃ الحجرات قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم الی قولہ تعالیٰ ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون اس آیت کے متعلق خود مترجم نے یہ عبارت لکھ کر دی ہی احقر نے اپنی تفسیر میں اس مقام پر اولا یہ لکھا تھا اس کا مطلب یہ ہے کہ بعض اوقات رفع صوت الی قولہ گو ادا معاصی موجب حبط نہیں ہوتے لیکن یہ دس عام میں سے مخصوص ہے تم الی قولہ لا تشعرون کے یہی معنی ہیں اور اس تقریر پر جو شبہ ہو سکتا تھا کہ اہلسنت تو معتزلہ خوارج کے استدلال کی بھی گنجائش نہیں الی قولہ غایت ما فی الباب لیکن معصیت

کو یہی حابط اعمال کہنا پڑے گا سواس موجبہ جزئیہ کی نقیض کوئی سالبہ کلیہ منصوص نہیں ثم الی قولہ قائل ہونا راجح ہے یہ تھی تقریر مقام کی جو تفسیر میں اختیار کی گئی تھی مگر بعد میں اسمیں یہ جز دل میں کھٹکنے لگا کہ اہل سنت کے اس قاعدہ کو جو ظاہر عام معلوم ہوتا ہے کہ معاصی حابط اعمال نہیں مخصوص کہنا پڑیگا جسکی بجز ضرورت توجیہ قریب آیت کے اور کوئی دلیل نہیں اور چونکہ دوسری توجیہات بھی محتمل ہیں اس لئے احتمال کے ہوتے ہوئے اس ظاہر کا دلیل بننا مشکل ہے اور بلا دلیل تخصیص کا دعوی مشکل اس لئے ایسی توجیہ کی تلاش ہوئی جسمیں تخصیص کا بھی قائل ہونا نہ پڑے اور آیت میں بھی کسی بعید تاویل کا ارتکاب کرنا نہ پڑے پس متعدد تفاسیر میں بھی تلاش کیا گیا اور دوسرے احباب سے بھی مشورہ کیا گیا مگر میرے قلب کو کسی توجیہ سے شفا نہ ہوئی آخر حضرت مولانا رومی رح کے کلام سے جناب باری تعالی میں دعا کر کے استمداد کی کہ ان کے کلام میں کوئی ایسا مضمون ظاہر فرما دیجئے جو اس آیت کی تفسیر میں معین ہو جاوے دعا کر کے جو مثنوی کھولی تو دوسرے اشعار مناسبہ کے ساتھ یہ شعر نکلا

یہ چون دل آن خسا زین سان خون بود ٭ عصمت وان فیہم چون بود

جسمیں بہت ہی تھوڑا تامل کرنے سے فوراً قلب میں تقریر ذیل وارد ہوئی وہ یہ کہ بے ادبی اور گستاخی سے جبکہ بقصد ایذاء رسول نہ ہو صرف گناہ ہی ہوگا مگر چونکہ یہ سبب ہوگا ایذاء رسول کا اور بطبق علی قول مولانا زین سان خون بود اور ایذاء رسول حق تعالی کے نزدیک اس قدر مبغوض ہے کہ بعض اوقات وہ سبب ہو جاتا ہے خذلان وعدم توفیق وعدم حفظ حق للعبد کا اور منطبق علی قول مولانا عصمت چون بود) اور یہ خذلان سبب قریب ہو جاتا ہے وقوع فی الکفر الاختیاری کا اور کفر کا حابط اعمال ہونا معلوم ہے پس معنے یہ ہوئے کہ تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رفع صوت وجہر بالقول مت کرو کبھی ایسا نہ ہو کہ آپکو تکلیف پہونچے جس سے تم مخذول ہو جاؤ اور اس خذلان کے سبب تم قصداً کفر کے اعمال کرنے لگو اور جس وقت تم رفع صوت وجہر بالقول کے مرتکب ہوئے تھے اوس وقت تمکو اس تسبب رفع وجہر للکفر بواسطہ تاذی رسول وخذلان حق کی خبر اور اس کا احتمال بھی نہ تھا کیونکہ اس کے احتمال پر صحابہ سے اوس کے ارتکاب کا کب احتمال ہو سکتا تھا پس میں نے جو کہا ہے کہ کبھی ایسا نہ ہو الخ یہ حاصل ہے ان تحبط بتاویل مخافۃ ان تحبط کا اور جو کہا ہے اوس وقت تم کو الی قولہ خبر اور اس کا احتمال بھی نہ تھا یہ حاصل ہو وانتم لا تشعرون کا پس اس تقریر پر کسی معصیت کا حابط بلا واسطہ ہونا بھی لازم آیا اور ایسی حبط بلا واسطہ ہی کی اہل سنت نے نفی فرمائی ہے اور اس معصیت کا دوسرے معاصی سے اشد ہونا بھی جو کہ مفہوم من المقام ہے ثابت ہو گیا کہ دوسرے معاصی میں اس شان کی وعید نہیں آئی الحمد للہ اس تقریر سے سب غبار صاف ہو گئے اور لفظاً بھی کسی تکلف کا ارتکاب کرنا نہیں پڑا وہذا من فضل اللہ تعالی ثم من برکات مولانا رح نیز اشرف علی عارض ہے کہ تقریر بالا میں جملہ حالیہ وانتم لا تشعرون کی مقارنت عامل کے ساتھ حکمیہ ہوگی اس کے بعد ایک تقریر اس حال کی مقارنت حقیقیہ کی ذہن میں آئی جسکو ہنوز ضبط نکرنے پایا کہ مشفقی مولوی حبیب احمد صاحب نے مجھکو لکھکر دکھلائی چونکہ وہ بالکل وہی تقریر تھی جسکو میں لکھنا چاہتا تھا اسلئے میں اسمیں بالکلیہ متفق ہوا اور ذیل میں اسکو نقل کیا جاتا ہے وہو ہذا چونکہ انتم لا تشعرون حال ہے ان تحبط اعمالکم سے اس لئے مجھے اچھا معلوم ہوتا ہے کہ عنوان بیان یہ ہو پس معنے یہ ہوئے کہ تم رفع صوت وجہر بالقول مت کرو مبادا اسکی شامت سے تمہارے اعمال ضبط ہو جائیں (اس طرح کہ رفع صوت وجہر بالقول موجب ایذاء رسول ہو کر مفضی الی الخذلان ہو اور خذلان منجر بکفر اختیاری اور کفر اختیاری موجب حبط اعمال ہو جاوے) اور تمہیں احساس بھی نہو کہ اسکا اصلی سبب تمہارا رفع صوت وجہر بالقول ہی تھا اور تمہارے اس لا ابالی پن نے تم کو یہ روز بد دکھلایا اس عنوان میں پورا مقصود بھی آگیا اور انتم لا تشعرون کی حالیت بھی ظاہر رہی انتہی تقریر المشفق الموصوف

ایضاً توجیہ آخر منہ سلمہ

لنمہد لک اولا مقدمات تعینک علی درک المقصود المقدمۃ الاولی ان رفع الصوت والجہر بالقول للرسول صلی اللہ علیہ وسلم یکون علی انحاء منہا ما یکون کفرا کالرفع والجہر علی وجہ الاستخفاف سواء کان الرافع والجاہر عالما بکون ذلک الرفع والجہر کفرا مستحضرا لذلک العلم او غیر مستحضر لہ ذاہلا عنہ لعارض کالغضب الطبعی وغیرہ اولم یکن عالما بہ اصلا او کالرفع والجہر علی سبیل المطائبۃ بکلمات دالۃ علی الاستخفاف کما یکون فی ما بین الاحباب کقول البعض للبعض ایہا الجاہل او قائلک اللہ او نکلتک امک وغیرہا سواء کان ذلک الجاہر والرافع عالما بکونہما کفرا مستحضرا لذلک العلم او غیر مستحضر لہ او لم یکن عالما بہ اصلا ومنہا ما لا یکون کفرا کرفع الصوت والجہر بالقول من غیر قصد الاستخفاف والایذاء وبدون ان یکونا دالین علی الاستخفاف مما لا یتعلق بہما غرض شرعی اصلا کارتفاع العدد وغیرہ سواء حصل بہما التاذی للرسول علیہ السلام اولم یحصل والمقدمۃ الثانیۃ ان المومنین فی زمن الرسول صلعم المخاطبین بہذین النہیین علی مراتب من العلم والایمان فمنہم من تکامل علمہم وایمانہم کالخلفاء الاربعۃ وغیرہم من اجلاء الصحابۃ لتفاوت مراتب کمال علمہم وایمانہم فیما بینہم ومنہم الذین لم یتکامل علمہم وایمانہم وقت نزول الآیۃ کحدیثی العہد بالجاہلیۃ ومنہم من تکامل ایمانہم دون علمہم کجفاۃ الاعراب عموما او خصوصا الی بالعباد البتۃ المقدمۃ الثالثۃ ان المومنین الذین تکامل علمہم وایمانہم یمتنع ان یصدر منہم الرفع والجہر الموجبان للکفر تعمدا وبدونہ اما امتناعا عادیا فقط کغیر المشہود لہم بالجنۃ او شرعیا وعادیا معا کالمشہود لہم بالجنۃ والذین لم یتکامل ایمانہم وعلمہم لا یمتنع عادۃ ولا شرعا ان یصدر منہم الرفع والجہر الموجبان للکفر ولکن یستبعد منہم ایضا ان یرتکبوا الہما مع العلم بکونہما کفرا واستحضار ذلک العلم فالاحتمال القریب فیہم ان یقعوا فی الکفر من دون ان یشعروا بہ والذین تکامل ایمانہم دون علمہم تمتنع منہم التعمد للکفر دون الوقوع فیہ من غیر ان یشعروا بہ اذا تمہد لک ہذہ المقدمات فاعلم ان اللہ عز وجل نہی المومنین عن رفع الصوت والجہر بالقول مطلقا اذ لم یتعلق بہ غرض شرعی وقال نہیتکم عنہما مخافۃ ان تقعوا فی الکفر برفع الصوت والجہر بالقول فتحبط اعمالکم حال کونکم غیر شاعرین بذلک الکفر والمحبط انا لا نکم لم تعلموا کون ذلک الرفع والجہر موجبا للکفر لعدم تکامل علمکم بعد اولانکم ذاہلتم عنہ لسبب من الاسباب لعدم کمال ایمانکم وانما قلنا حال کونکم غیر شاعرین لان التعمد للکفر بعید منکم قاطبۃ البعد فالتخویف بالکفر راجع الی البعض منہم فی الحقیقۃ دون الکل والوجہ فی صورۃ التعمیم ہو المبالغۃ فی النہی۔

ص ۳۸ س ۱ قولہ واعلموا الخ فی ان ولیس ہذا الامر مقصود والظاہرۃ لانہ معلوم مشاہد فلا حاجۃ الی التنبیہ علیہ وانما المراد ما یستلزم کونہ فیہم کما یقال لمن یغلط فی مسئلۃ او یتقوہ فیہا برأیہ الم ان الشیخ حاضر اھ وفیہ ایضا من الکشاف فائدۃ تقدیم خبران ہو ان یعلم ان التوبیخ ینصب الی ہذا الغرض وفائدۃ قولہ لطیعکم الخ لا استقبال الدال الدلالۃ علی ارادۃ من استمرار طاعتہ لہم اھ وفیہ ایضا قال اہل اللغۃ الطاعۃ موافقۃ الداعی غیر ان المستعمل فی حق الاکابر الاجابۃ وفی حق الاصاغر الطاعۃ وقد ورد القرآن علی اصل اللغۃ اھ

س ۱۱ قولہ مناسب الخ لقولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انتم اعلم بامور دنیاکم اھ وقد کان اعقل المخلوق وکان لا یحتاج الی المشورۃ لوفور العقل لکن بعض الامور تتعلق بکثرۃ الشغل فی الدنیا والتجربۃ بہا ولم یکن کذلک لکون الدنیا غیر مقصودۃ لہ ولا یخفی انہ لو صدر عنہ الخطأ فی امر الدنیا ایضا لا یستقر علیہ لئلا یکون غرضا للطاعنین والمستہزئین فافہم۔

حاشیہ تحتانی یمین **س ۱ قولہ** التعلیل ای ان والعامل فیہما سبب ذکرہ وتجوزان یکونا منصوبین عن الراشدین والرشد عبارۃ عن التحبیب والتزیین لتستعدین الی اللہ فکان ارشدا اینما فعلہ فاتحد الفاعل فی الفعل والمفعول لہ بہذا الاعتبار اھ

ص ۳۹ س ۱ قولہ ان طائفتان الخ فی ان الطائفۃ الجماعۃ ہی اقل من الفرقۃ لقولہ فلولا نفر من کل فرقۃ منہم طائفۃ وارتفاعہا بمضمر دل علیہ ما بعدہ ای ان اقتتلت طائفتان واختیر ان دون اذا لقلۃ وقوع القتال بین المومنین لیدل علی انہ ما ینبغی ان لا یقع الا نادرا وعلی سبیل الفرض والتقدیر ولہذہ النکتۃ بعینہا قال طائفتان ولم یقل فریقان تحقیقا للتقلیل کما قلنا وفی تقدیم الفاعل علی الفعل اشارۃ ایضا الی ہذا المعنی لان کونہما طائفتین مومنین یقتضی ان لا یقع القتال منہما ولہذا اختیر المضی فی الفعل ولم یقل یقتتلون لینبئ عن الاستمرار وفیہ ایضا من التقابل ما فیہ اما تقدیم الفعل فی قولہ ان جاءکم فاسق بنبأ لیعلم ان المجیئ بالنبا الکاذب یورث کون الجائی بہ فاسقا سواء کان قبل ذلک فاسقا ام لا ولو اخر الفعل لم تتناول الآیۃ الا المشہور بالفسق قبل المجیئ بالنبا وانما قال فان بغت ولم یقل فاذا بناء علی ان احداہما مع صلاح الاخری کالنادر وکذا قولہ فان فاءت لان الفئۃ الباغیۃ مع جہلہا وعنادہا واصرارہا علی حقدہا کالامر النادر اھ ملخصا بلفظہ

حاشیہ تحتانی یمین **س ۳ قولہ** متمیزون فی ان فانہ تتفق کلمۃ کل طائفۃ والا لم یتحقق الصلح فکان کلا

من الطائفتین کنفس واحدۃ فکانت التثنیۃ اقعد اھ

ص ۴۰ حاشیہ تحتانی یمین س ۲ قولہ اللقب فی ن واللقب من الاعلام مادل علی مدح اوذم وھو اخص من العلم اھ مختصرا

ص ۴۱ س ۱ قولہ کثیرا فی ن قال اہل المعانی نکر کثیرا لیفید معنے البعضیۃ المصرح بھا فی قولہ ان بعض الظن اثم ولو عرف لاوھم ان المنہی عنہ ھو الظن الموصوف بالکثرۃ والذی یتصف بالقلۃ مرخص فیہ والھمزۃ فی الاثم عوض عن الواو کانہ یثم الاعمال ای یکسرھا باحباطہ اھ وفیہ ایضا یقال بغاہ وابتغاہ بمعنے والاسم الغیبۃ بالکسر اھ وفیہ ایضا ذکر التجسس اولا ثم الغیبۃ لان دب کالسبب لما قبلہ فلما نہی عن ذلک نہی عن سببہ ایضا اھ ملخصا

س ۳ قولہ فکرھتموہ فی ن اما الفاء فی قولہ فکرھتموہ ففصیحۃ اونتیجۃ لانہا للالزام ای بل عافتہ نفوسکم فکرھتموہ او فتحققت بوجوب الاقرار وبحکم العقل وداعی الطبع کراہتکم لاکل او اللحم اوانہ میت فلیتحقق ایضا ان تکرھوا ما ھو نظیرہ وہی الغیبۃ

س ۹ قولہ شبہ کی وجہ الخ فی ن وانما مثل بالاکل لان العرب تقول لمن ذکر باسوء ان الناس یاکلون فلانا ویمضغونہ وفلان مضغۃ لما تبع شبہوا ادارۃ ذکرہ فی الفم بالاکل اھ قلت محتملہ حسن والمذکور فی التفسیر مفصل حسن

ص ۴۲ س ۱ قولہ انا خلقنکم الخ فی ن لاریب ان الخلق یستعمل فی الاصول اکثر والجعل یستعمل فیما یتفرع علیہ ولہذا قال خلق السموات والارض وجعل الظلمت والنور وقال فی الآیۃ خلقنکم من ذکر وانثی وجعلنکم شعوبا وقبائل ولکنہ قال فی موضع آخر وما خلقت الجن والانس الخ فبین ان الاصل فی الخلق والغرض الاقدم ھو العبادۃ لیعلم منہ ان اعتبار النسب وغیرہ مؤخر عن اعتبار العبادۃ اھ

حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ الشعب فی ن بالفتح اھ

ص ۴۳ س ۱ قولہ ولما یدخل الخ فی ن ثم الدخل المذکور بقولہ ولما یدخل الخ وفیہ فائدۃ زائدۃ ہی ان یعلم ان الایمان متوقع منہم لان لما حرف فیہ توقع وانتظار

س ۵ قولہ الصادقون فی ن تعریض بان المنکرین ادلا کاذبون

وہذا قال قل لم تؤمنوا اشارۃ الی کذبہم فی دعوٰہم ورب تعریض لایفادہ التصریح

س ۷ قولہ اسلامکم فی ن وفی اضافۃ الاسلام الیہم اندرار باسلامہم وفی ایراد الایمان مطلقا غیر مضاف اشارۃ الی ان الایمان المعہود الذی یجب ان یکون المکلف علیہ وجواب الشرط محذوف ای ان کنتم صدقین فی ادعاء الایمان الحقیقی فلمہ المنۃ علیکم ثم عرض بانہم غیر صادقین فقال ان اللہ الخ

ص ۴۵ س ۳ قولہ من فروج فی ن ولیس فی الآیۃ دلالۃ علی امتناع الخرق علی السماء لان الاخبار عن عدم لو قوع لاینافی امکانہ اھ وفروج جمع فرج بالفتح بمعنے شگاف کذا فی م

س ۶ قولہ نضید ای فی ن نضد بعضہ فوق بعض اھ قلت فہو فعیل بمعنے مفعول

س ۱۱ قولہ لبس الخ فی ن وتنکیر اللبس والخلق الجدید للتعظیم ای لبس عظیم وخلق لہ شان کانہ منہ انہم لا یہتمون بہ ولا یغفل عنہ

ص ۴۶ حاشیہ تحتانی یسار س ۲ قولہ اقرب الیہ الخ فی ن کقولہم ہو منی مقعد القابلۃ ومقعد الازار والمراد فی الآیۃ اول علی الافراط فی القرب لان المراد جزء من بدن الانسان یریدان علمہ یتعمق فی بواطن الاشیاء کنفوذ الدم فی العروق والورید العرق الحامل للدم سوی الشرائین سمی وریدا لان الروح او الدم یردہ والوریدان عرقان یکتنفان صفحتی العنق فی مقدمہا متشعبان من الراس یتصلان بالوتین اھ

ص ۴۷ س ۱ قولہ عن الیمین فی ع قعید مبتدا وعن الشمال خبرہ اھ قلت والجملۃ حال من المتلقیین وقولہ سکرۃ الموت بالحق ای متلبسا بالیقین

س ۳ قولہ معہا الخ فی ع او حال من کل وجاز لما فیہ من العموم اھ

س ۵ قولہ فکشفنا الخ الفاء لالتصاق مابعدہ بما قبلہ لا للترتیب ولا للتفریع والمقصود من الجملۃ الزام الحسرۃ علیہ حیث لم یتدبر فی الدنیا فینکشف لہ الحق فیہا کما انکشف فی الآخرۃ اضطرارا وانما اختار ہذا الاسلوب لیدل علی انہ کان مکذب ہذا الیوم بالغفلۃ فنظر صدقہ تواحسرتاہ فذکر السبب والنتیجۃ معا فافہم وزاد فی ترجمۃ حدیبیۃ بقرینۃ المقام فان ذلک

الیوم محل کمال الانکشاف علی ماہنا لزم

س ۷ قولہ قال قرینہ فی ن جار علی طریقۃ الاستیناف بخلاف ما تقدم فانہ جار علی طریق العطف کان قرینہ وہو الفاجر قال یارب انہ اطغانی فلتجاب القرین الخ

س ۹ قولہ بالوعید فی ن الباء مزیدۃ او المعدیۃ الخ اھ وفیہ ایضا عن الزمخشری فان قلت ان قولہ وقد قدمت حال من ضمیر لاتختصموا فاجتماعہما فی زمان واحد واجب ولیس کذلک قلت معناہ لاتختصموا والحال انی قد صح عندکم انی قد قدمت الیکم بالوعید اھ محصلا قلت ولک ان تحمل الجملۃ علی کونہ استینافا تعلیلیا۔

حاشیہ تحتانی یمین قولہ والاخذ قلت عطف تفسیری وقولہ عتید ای حاضر کما فی ح ولیس بمتعد۔

حاشیہ تحتانی یسار قولہ قعید فی المدارک قعید ای فعیل یستوی فیہ الواحد والاثنان والجمع وقیل انما لم یقل قعیدان رعایۃ لفواصل السورۃ اھ ملخصا

ص ۴۸ س ۱۲ قولہ حدیث الخ اگر حدیث ضعیف بھی ہو جب بھی وہ دوسرے قول پر راجح ہوگی اسلئے کہ وہ قول کسی دلیل کی طرف مستند نہیں

س ۱۶ قولہ ابن جریج قلت ھو من معاصری التابعین ثقۃ ولم یر احدا من الصحابۃ رضی اللہ عنہم کما فی التقریب

ص ۴۹ س ۱ قولہ من مزید ای زیادۃ

س ۱۲ قولہ من خشی الخ فی ن قال اہل الاشتقاق ان ترکیب خ ش ی یلزمہا الہیبۃ ومنہ الشیخ للسید والکبیر السن ترکیب الخوف یدل علی الضعف ومنہ الخفاء وکل موضع ذکر فیہ الخشیۃ ارید بہا معنی عظمۃ المخشی عنہ وکل موضع ذکر فیہ الخوف فانہ ارید ضعف الخائف کقولہ یخافون ربہم من فوقہم او ضعف المخوف منہ کقولہ لاتخف ولاتحزن یریدانہ لاعظمۃ لہم قال ما نخاف من ربنا یوما لان عظمۃ الیوم بالنسبۃ الی عظمۃ اللہ ہینۃ اھ

ص ۵۰ حاشیہ تحتانی یسار س ۳ قولہ للرد علی الیہود قلت لم یعلم ما قالوہ ولا یدنہ لایتضح المقام فقی لباب النقول اخرج الحاکم وصححہ وعن ابن عباس ان الیہود اتت رسول اللہ ﷺ فسالتہ عن خلق السموات والارض فقال خلق اللہ الارض یوم الاحد والاثنین الی ان قال قالت الیہود ثم ماذا یا محمد قال ثم استوی علی العرش قالوا قد اصبت لو اتممت قالوا ثم استراح

فغضب النبی ﷺ غضبا شدیدا فنزلت ولقد خلقنا الی قولہ علی ما یقولون اھ

ص ۵۱ س ۷ قولہ فالحملت الخ فی ن ومعنی الفاء فیہا ظاہر لانہ تعالی اقسم بالریاح فبالسحاب الذی یسوقہ فبالفلک تجریہا بہبوبہا تہا کان ما البحر او مددہ من السحاب فلذلک اخر ثم اقسم بالملئکۃ التی تقسیم الارزاق اھ

س ۹ قولہ غمرۃ تفسیرہ شدۃ جہالۃ کما فی ع فالمضاف الیہ محذوف والتنوین عوض عنہ ومعنی الغمرۃ الشدۃ فافہم

س ۱۱ قولہ علی النار یفتنون فی ع وعداہ بعلی لان المعنے یحجرون علی النار وقیل ہو بمعنی فی اھ

حاشیہ تحتانی یسار س ۱ قولہ ذرواً مفعول الخ فی ع العامل فیہ اسم الفاعل

ص ۵۲ س ۱ قولہ آخذین فی ع حال من الضمیر فی الظرف والظرف خبر ان فلا قیل کیف جاء الظرف ہہنا خبرا وآخذین حالا وعکس ذلک فی قولہ ان المجرمین فی عذاب جہنم خالدون قیل الخبر مقصود الجملۃ والغرض فی ذکر المجرمین الاخبار عن تخلیدہم لان المؤمن قد یکون فی النار ولکن یخرج منہا فاما ان المتقین فجعل الظرف فیہا خبرا لانہم یامنون الخروج منہا فجعل آخذین فضلۃ اھ

س ۲۳ قولہ لحق الخ قال الطبری حدثنا محمد بن بشار قال ثنا ابن ابی عدی عن عوف عن الحسن فی قولہ فورب السماء والارض انہ لحق مثل ما انکم تنطقون قال بلغنی ان رسول اللہ ﷺ قال قاتل اللہ اقواما اقسم لہم ربہم بنفسہ فلم یصدقوہ اھ وفیہ ایضا ان الذی قلت لکم ایہا الناس ان فی السماء رزقکم وما توعدون لحق الخ

ص ۵۳ س ۱ قولہ ہل اتاک تفخیم لشان الحدیث کذا فی ن قلت وذلک لان الاستفہام الدال علی الترغیب فی سماع القصۃ

س ۳ قولہ الا تاکلون الاستفہام للانکار ترک الاکل او للحث علیہ کذا فی ن قلت فہو العرض کقول القائل الا تنزل بنا فتصیب خیرا وقولہ فقربہ الخ فی ن دلالۃ علی ان نقل الطعام

ای الضیف وہی من العکس لئلا تیشوش المکان علیہم

حاشیہ تحتانی قولہ فراغ فی ن فذہب الیہم فی خفیۃ من ضیوفہ وہو نوع ادب للمضیف کیلا یستحیوا منہ ولا یبادروا بالاعتذار والمنع من الضیافۃ اھ وفی الطبری عدل الی اہلہ ورجع وکان الفراء یقول الروغ وان کان علی ہذا المعنی فانہ لا ینطق بہ حتی یکون صاحبہ مخفیا اذہابہ او مجیئہ اھ

ص ۵۹ س ۱ قولہ بنیناہا فی ن وفی لفظ البناء الی کونہا محکمۃ التبیان وفی قولہ وانا لموسعون مزید تاکید والمعنی لقادرون من الوسع الطاقۃ والموسع القوی علی الانفاق اھ ملخصا وفیہ وانما اطلق الفرش علی الارض ولم یطلق البناء لانہا محل التغییرات کالبناء یفرش ویطوی اھ

ص ۵۹ س ۷ قولہ وعافی ن اللوم العنیف وقولہ اسحر فی ن والاستفہام للتقریع والتہکم والفاء مؤکدۃ لہ

ص ۵۹ س ۱۴ قولہ مراد آسمان ہے قلت اخرجہ الحاکم فی المستدرک بسند صحیح عن علی رض کما فی کنز العمال

س ۷ اقولہ روح المعانی عن ابن عباس سے الخ رواہ الطبری بسند وھو ذکر ایضا روایات مختلفۃ منہ

ص ۶۰ حاشیہ فوقانی س ۲ قولہ رہن بمعنی مرہون کما فی ن

ص ۶۱ س ۹ قولہ مغرم فی ن ان یلتزم الانسان مالیس علیہ وفی المنتخب تاوان وانچہ ادا سے آن واجب باشد والمراد ہہنا الاول کما یظہر من تفسیرن فان ما وجب علی المرء لا یثقل علیہ فی الاکثر

ص ۶۲ س ۱ قولہ باعیننا فی ن ہو مجاز عن الکلاءۃ التامۃ والجمع (وہو الاعین) للتعظیم والمبالغۃ اھ

ص ۶۴ س ۳ قولہ یوحی فی ن یوحی لتحقیق الحقیقۃ کقولہ ولا طائر یطیر بجناحیہ فان الغرض تشدید العدد وربما یقال انہ طائر فاذا قیل یطیر بجناحیہ زال جواز ذلک المجاز فکذلک ہہنا ربما یقال للکلام الصادق الفصیح ہو وحی او سحر حلال فلما قیل یوحی ارتفع التجوز اھ فان قلت الملک المعلم للنبی ینبغی ان یکون افضل منہ قلت المعلم للانبیاء ہو اللہ عزوجل والملائکۃ سفراء بینہ وبینہم والسفیر لا یکون استاذا فلا یکون افضل ممن ارسل الیہ

ص ۶۵ س ۱ قولہ افتمرونہ فی ن یقال ماریتہ مریۃ ولما فیہ معنی الغلبۃ عدی بعلی اھ قلت والافضل بفی قال تعالی ولا تمار فیہ س ۳ قولہ سدرۃ المنتہی فی ن من اضافۃ المحل الی الحال

حاشیہ تحتانی یمین س اخیر قولہ مرۃ فانتصبت علی الظرف لان الفعلۃ صیغۃ المرۃ کذا فی ن

ص ۶۸ س ۳ قولہ تہوی الانفس فی ن وفائدۃ العدول عن صریح المصدر الی العبارۃ الموجودۃ ان القائل اذا قال اعجبنی صنعک لم یعلم ان الاعجاب من امر قد تحقق او من امر ہو فیہ واذا قال اعجبنی ان تصنع شمل الحال والاستقبال اھ قلت لان المضارع یدل علی التجدد الاستمراری فی الحال والاستقبال

حاشیہ تحتانی یمین س ا قولہ ضیزی فی ن من ضازہ یضیزہ اذا ضامہ وہی فعلی بالضم وکان یلین ان تقلب الیاء واوا وتسلم الضمۃ الا انہ فعل بالعکس ای قلبت الضمۃ کسرۃ لتسلم الیاء فان ابقاء الحرف اولی من ابقاء الحرکۃ اھ وفی الطبری والعرب تقول ضزتہ حقہ بکسر الضاد وضزتہ بضمہا فانا اضیزہ واضوزہ وذلک اذا انقصتہ حقہ ومنعتہ اھ قلت ہی صفۃ کما فی الجمل علی احد الوجوہ

ص ۶۹ س ۲ قولہ بہا الباء للملابسۃ قالہ المفسر

ص ۶۹ س ۷ قولہ ان الذین لا یؤمنون الخ فی ن فالمراد مثل ہذا الترکیب ای اطلاق العموم وارادۃ الخصوص للمبالغۃ والتوکید کما تقول الانسان زید اھ

ص ۷۰ س ۳ قولہ کبائر الاثم فی ن اضافۃ النوع الی الجنس اھ

حاشیہ تحتانی یمین س ا قولہ اللمم فی الصراح زلت ونزدیکی بگناہ اھ

ص ۷۱ س ۳ قولہ وفی قلت فی ن التشدید فی قولہ وفی للمبالغۃ فی الوفاء اھ وفیہ ایضا الاتزر وازرۃ وہی مخففۃ من الثقیلۃ وہذا لم ینصب الفعل وضمیر الشان محذوف اھ قلت وکذلک ان لیس ای انہ لیس الخ وقولہ الا ما سعی فی ن فی صیغۃ الماضی اشارۃ الی انہ لا یفید الانسان الا الذی قد حصل فیہ ووجد لا مجرد النیۃ مع التوانی والتراخی عن الاعتقاد علیہ اھ وفیہ ایضا ومن لطائف الآیۃ انہ قال فی حق المسیء لا تزر وازرۃ وزر اخری ای لا یحمل ان یبقی الوزر علی المذنب بل یجوز ان یسقط عنہ بالمحو والعفو ولو قال کل وازرۃ تزر وزر نفسہا لم یکن بد من بقائہ علیہا وقال فی حق المحسن لیس لہ الا ما سعی ولم یقل لیس لہ ما لم یسع لان العبارۃ الثانیۃ لا یلزمہا ان لہ ما سعی والعبارۃ الاولی تلزمہا ذلک لانہا فی قوۃ کلامین اثبات ونفی والحاصل انہ قال فی حق المسیء بعبارۃ لا تقطع رجاءہ وفی حق المحسن بعبارۃ توجب رجاءہ کل ذلک لان رحمتہ سبقت غضبہ اھ س ۵ قولہ وانہ ہو اضحک الخ فی ن ففی آیات الضحک والبکاء والاماتۃ والاحیاء وسط الفصل للتوہمات المذکورۃ حتی قال نمرود انا احیی وامیت واما خلق الذکر والانثی فلم یتوہم احد انہ بفعل المخلوقین فلم یؤکد بالفصل وعلی ہذا القیاس اھ س ۷ قولہ تمنی ای تدفق فی الرحم یقال منی وامنی وقال الاخفش تخلق والمعنی التقدیر اھ قلت وعلی المعنی الاول فیہ اشارۃ الی اصالۃ ماء الرجال فی الخلق فان ماء المرأۃ لا دفق فیہا

ظاہر اور قولہ انہ ہو اغنی الخ فی ن وانما وسط الفصل لان کثیرا من الناس یزعم ان الفقر والغنی بکسب الانسان واجتہادہ اھ وفیہ ایضا الشعری وہو شعریان شامیۃ ویمانیۃ وہذہ المراد اھ

ص ۷۲ س ا قولہ اظلم واطغی فی ن وانما وصف قوم نوح بانہم کانوا ہم اظلم واطغی فتابع بتوسیط الفصل وبناء افعل للتفضیل لان دعاءہم کان اول الرسل الی اہل الارض کان قومہ اول من سن التکذیب وایذاء الانبیاء والتمادی فی الظلم الخ

ص ۷۳ س ۹ قولہ مزدجر فی ن ای انہ جار او موضع ازدجار ومظنۃ ازدجار (فہو ظرف وعلی الاول مصدر) وہو افتعال من الزجر قلبت التاء دالا اھ س ۱۱ قولہ نکر صفۃ بمعنی منکر کذا فی ع وقولہ خشعا فی ن وفی قراءۃ من قرأ خاشعا علی الجمع من باب اکلونی البراغیث کما ظن فی الکشاف ولکنہ احسن من ذلک ولہذا تواترت قراءتہ لعدم مشابہتہ الفعل صورۃ تقول فی السعۃ قام رجل قعود غلمانہ وضعف قاعدون واضعف منہ یقعدون لان زیادۃ الحرف لیست فی قوۃ زیادۃ الاسم اھ وفی ع الصحیح ابصارہم مرفوع بخشعا وجاز ان یعمل الجمع لانہ مکسر

ص ۷۵ س ۵ قولہ مدکر فی ن اصلہ متذکر فتعال من الذکر اھ

حاشیہ تحتانی یمین س ا قولہ دسر فی ن ہی السفینۃ وہی من الصفات التی تؤدی مؤدی الموصوف فتنوب منابہ وہذا الایجاز من فصیح الکلام وبدیعہ وادہ سر المسامیر (جمع مسمار بالکسر بمعنی میخ کما فی م) جمع دسار ہی ودسرہ اذا دفعہ لانہ یدسر بہ منفذہ اھ وقولہ بالکسر فی ن کما یقال فی المطر الوابل جرت میازیب السماء وفتحت افواہ القرب

ص ۷۶ س ۵ قولہ سعر جمع سعیر للمبالغۃ کذا فی ن س ۹ قولہ فتعاطی فی الطبری عن ابن عباس تناولہا بیدہ س ۱۹ قولہ ایام الخ فی ن ووصفہ بالمستمر اغنی عن جمعہ اھ

حاشیہ تحتانی یمین س ۳ قولہ تیضمن البعد فی ن کانہم قالوا الملک جسم واسمار بعیدۃ فکیف نتنزل فی نطفۃ واحدۃ اھ

ص ۷۷ س ا قولہ بسحر فی ح ای وقت الصبح من یوم غیر معین ولو ارید من یوم معین لمنع الصرف لانہ معرفۃ معدول عن السحر لان حقہ ان یستعمل فی المعرفۃ بال اھ س ۵ قولہ اعینہم فی ن وانما قال فی یس ولو نشاء لطمسنا علی اعینہم بزیادۃ حرف الجر لانہ اراد بہ انطباق الجفنین علی العین وہو امر کثیر الوقوع قریب الامکان بخلاف ما وقع للمریدین من قوم لوط فانہ اندر وابعد والکل بالاضافۃ الی قدرۃ اللہ تعالی واحد لانہ حین علق الطمس بالمشیئۃ ذکر ما ہو اقرب الی الوقوع کیلا یکون للمنکر مجال کثیرا اھ

حاشیہ تحتانی س ا قولہ حاصب فی ن ولعل التذکیر بتاویل العذاب اھ قلت فہو نعت لمحذوف وہی الریح وانما ارید بہ الحجارۃ لان عذابہم فی القرآن ذکر ذلک ولک ان تحمل حاصبا فی ہذا الموضع علی حقیقتہ کما فعلہ الجلال المحلی ونصہ حاصبا ریحا ترمیہم بالحصباء وتجمع بین ان العذاب کان مطر الحجارۃ وبین انہ کان ریحا بان الریح کانت سببا لہ فافہم

حاشیہ تحتانی یمین س ۲ قولہ الانذار قلت فالمعنی ذوقوا عذابی وعاقبۃ انذاری وفی ع قیل التقدیر نذری ص ۷۸ س ۵ قولہ اوہی وامر فی

ن والداہیۃ اسم فاعل من دہاہ امر کذا اذا اصابہ وتخصص بالعصب کالحادثۃ والنازلۃ وامر من المرارۃ اھ ص ۷۶ قولہ سقر فی الطبری کما یقال وجدت مس الحمی ای اول ما نالنی منہا اھ قلت فالمراد کانہ قیل ذوقوا اول العذاب وما بعدہ اشد فیہ تہکم ومبالغۃ من جہۃ الذوق والمس وفی الطبری ایضا وا سقر فانہا اسم باب من ابواب جہنم وترک اجراؤہا ای لم یصرف لانہ اسم لمؤنث معرفۃ (وہی جہنم فان الباب فی حکمہا) س ۹ قولہ نہر فی ن اسم جنس اریدبہ الانہار اکتفی بہ للفاصلۃ ولما سلف مثلہ ان المتقین فی جنات وعیون ام

(فائدہ) فی لباب النقول اخرج مسلم والترمذی عن ابی ہریرۃ قال جاء مشرکو قریش یخاصمون رسول اللہ ﷺ فی القدر فنزلت ان المجرمین فی ضلال وسعر الی قولہ انا کل شیء خلقناہ بقدر اھ

ص ۷۹ حاشیہ فوقانی س ۳ قولہ معنے الباء قلت یعنی التعدیۃ

ص ۷۹ س ۱۵ قولہ نیم ای ظلم دجیران جمع جائد رحیف ای زلزل والعضاہ درختان بلند با خار دو بور بالفتح باد پس پشت یعنی باد یکہ از مغرب بطرف مشرق وزد خلاف صبا وازین جہت صبا را قبول گویند ومخبلۃ مستترۃ وخدد جمع خدر بالکسر پردہ وثغور جمع ثغر سر حدکفار وتاثل عظم وقار ضعف وجاش بالفتح وسکون ہمزہ سینۂ انسان

ص ۸۰ س ۷ قولہ الاکمام جمع کم بالکسر کما فی م ون س ۱۵ قولہ الجوار جمع جاریۃ وموصوفہ محذوف للعلم بہ والاعلام جمع العلم بالتحریک

حاشیہ تحتانی یمین س ۳ قولہ الفخار فی ن بیانا لغایۃ یبس طینتہ وکزازتہ والترکیب یدل علیہ ومنہ الفخور ولولا یبس وما عندہ لم یفخر اھ وفی س ۵ قولہ عن ابن مسعود قلت اخرج الطبری عنہ للرحمان حجر

ص ۸۱ س ۱۷ قولہ خالص آگ الخ خالص آگ لطیف ہوتی ہے اور ناریت کا اثر سمین بہ نسبت دھوئیں والی آگ کے زیادہ ہوتا ہے اور معنے یہ ہیں کہ جن کی پیدائش میں عنصر نار غالب اور باقی عناصر ثلثہ مغلوب ہیں جیسا کہ انسان میں عنصر خاک غالب ہے اور باقی عناصر ثلثہ مغلوب ہیں وصو للمفسر العلام اور ملٰئکہ کی پیدائش نور سے ہے حدیث میں فقط من نور کا لفظ وارد ہے اور ہم کو اس کا علم نہیں ہے کہ نور کے سوا ان کی خلقت میں نور کے ساتھ اور کوئی شے بھی ممزوج ہے یا نہیں اور چونکہ ملٰئکہ جسم ہیں اسلئے کہ مجردات نشست و برخاست وغیرہ خواص جسم کے ساتھ عقلا موصوف نہیں ہو سکتے اور ملٰئکہ اسکے ساتھ موصوف ہیں جس سے معلوم ہوا کہ وہ مادی اور متجسم ہیں پس نور اگر عرض ہے جیسا قدماء فلاسفہ کا یہی مسلک ہے تو ضرور کسی مادی چیز کا ملٰئکہ کا مادہ کہنا پڑے گا اور اگر نور خود جسم ہے جیسا آج کل فلاسفہ کی یہی تحقیق ہے کہ نور جسم ہے تو صرف نور ہی کو مادہ اجسام ملٰئکہ کا کہہ سکتے ہیں اور ظاہر حدیث خلقوا من نور سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ صرف نور اس کا مادہ ہے افادہ المفسر العلام س ۲۲ قولہ من مجوعہا فی ن اقول خرجت من البلاد ولم تخرج الا من محلۃ من دار

حاشیہ فوقانی س ۲ قولہ کمی بیشی نہ کرو الخ بیشی کرنا یعنی مقدار سے زیادہ دینا بلا کسی عارض کے محمود ہے لہذا اس سے ممانعت مقصود نہیں ہے پس معنے یہ ہیں کہ دوسرے کو کم نہ دو اور خود استحقاق سے زیادہ نہ لو فی الموضح جلیل (فان قیل) قولہ تعالیٰ الا تطغوا فی المیزان ای لا تجاوزوا فیہ العدل مغن عما بعدہ من الجملتین فما فائدتہما (قلنا) المراد بالطغیان فیہ اخذ الزائد وبالاخسار فیہ اعطاء الناقص لمرید التسوط الذی ہو اقامۃ الوزن بالقسط ونہی عن الطرفین المذمومین اھ وہنا ایضا وجہ وعلی الاول یکون ہذا تاکیدا وخص الاخسار لمزید الاہتمام بہ فانہ اکثر وقوعا بخلاف اخذ الزائد علی حقہ

ص ۸۲ حاشیہ تحتانی یمین س ۳ قولہ کالدہان فی الطبری وقال آخرون عنی بذلک فکانت وسعۃ کالدہان کالادیم وقالوا الدہان جمع واحدہا دہن اھ قلت اتی بالجمع لتعدد السماء اوتعدد الاجزاء المنشقۃ

ص ۸۴ س ۱ قولہ افنان فی ن جمع الغصن وہو الغصن المستقیم طولا وانما خصہا بالذکر لانہا ہی التی تورق وتثمر وتظل والساق لاجل ضرورۃ القیام س ۵ قولہ بطائنہا جمع بطانۃ بالکسر بمعنے استر وقولہ جنے میوہ چیدہ کما فی مں

حاشیہ تحتانی یمین س ۲ قولہ سولہ الخ فی ن وذلک ان کل نبت اخضر فتمام خضرتہ من الری (سیراب شدن) ان یضرب الی السواد اھ

ص ۸۴ س ۱۵ قولہ نخل ورمان فی ن وانما خص النخل والرمان بالذکر بعد اندراجہما فی الفاکہۃ لفضلہما وشرفہما فالنخل فاکہۃ وطعام والرمان فاکہۃ ودواء کامل اھ وفیہ ایضا قال فی الموضعین عندکر الحور فیہن وفی سائر المواضع فیہما والسر فیہ ان تمام اللذۃ عند اجتماع النسوان للرجل الواحد ہو ان یکون لکل منہن مسکن علی حدۃ متباعد من مسکن الاخرے واسع بحیث یسع ما یلیق بحالہ او الجواری والغلمان وسائر الاسباب لیحصل ہناک حجرات کثیرۃ کل منہا جنۃ وکان فی ضمیر الجمع اشارۃ الی ذلک واما العیون والفواکہ فلم یکن شیء منہا بہذہ المثابۃ من کمال اللذۃ فاکتفی فیہا بعود الضمیر الی الجنتین فقط اھ

ص ۸۵ س ۱ قولہ لم یطمثہن الخ فان قلت کنی عن الجماع فی الدنیا بنحو قولہ من قبل ان تمسوہن وذکر الجماع فی الآخرۃ بلفظ یقرب من الصریح وہو الطمث فما الحکمۃ فی ذلک قلت منہ جوابان الاول منہما ان الدنیا دار التکلیف فادب الانسان خالق المؤمنین فی ہذا الباب بان التصریح لا ینبغی بمثل ذلک علی ان الزانی یستحی حق الاستحیاء اذا تامل فیہ بانی کیف اجتر اعلی الفاحشۃ حیث لم یصرح باللفظ تعالی شانہ فی الجماع الحلال والثانی منہما تنبیہ اشارۃ علی ان لا یتوہم ان الجنۃ لعل الجماع الحقیقی لا یحصل فیہ مع ذلک لا خطر فیہ الاسلوب الحسن حیث صرح بما یقرب من الجماع لا بنفسہ فافہم۔

حاشیہ تحتانی یمین س ۲ قولہ عبقری فی ن وعن ابی عبیدۃ کل شیء من البسط عبقری وہو جمع واحدہ عبقریۃ اھ ونحوہ فی الطبری

حاشیہ تحتانی یسار وحمراو فی الطبری والجلالین رفرف جمع رفرفۃ اھ

ص ۸۶ حاشیہ تحتانی یسار قولہ خافضۃ خبر مبتدا محذوف ای ہی کذا فی ع

ص ۸۷ س ۱ قولہ فاصحب المیمنۃ فی ن وہو تعجب من شانہم کقولک زید ما زید سموا بذلک لانہم یؤتون صحائفہم بایمانہم او لانہم اہل المنزلۃ السنیۃ من قولہم فلان منی بالیمین اذا وصفتہ بالرفعۃ عندک اھ و میمنۃ بمعنے راست کما فی الغیاث س ۷ قولہ مخلدون فی ن ای غلمان لا یہرمون ولا یتغیرون قال الفراء والعرب تقول للرجل اذا کبر ولم یشمط انہ لمخلد س ۷ قولہ باکواب فی ن الاقداح المستدیرۃ الافواہ ولا آذان لہا ولا عری جمع کوب کما فی ط والاباریق ذوات الخراطیم الواحد ابریق وہو الذی یبرق لونہ من صفائہ اھ

س ۹ قولہ کامثال فی ن والکاف للمبالغۃ فی التشبیہ اھ ملخصا س ۲۳ قولہ مخضود فی ن الذی لا شوک لہ کانہ خضد ای قطع شوکہ

ص ۸۸ س ۷ قولہ من شجر فی ن ہو لابتداء من زقوم ہو للبیان فمالئون منہا البطون انث الضمیر بتاویل الشجرۃ قال جار اللہ عطف الشاربین علی الشاربین لاختلافہما تیا وذلک ان شرب الماء المتناہی الحرارۃ عجیب وشربہ کشرب الہیم عجب اھ

حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ یحموم فی ن یفعول من الاحم وہو الاسود اھ وفیہ ایضا قال الفراء العرب تجعل الکریم تابعا لکل شیء نفت المدح فی الاثبات او الذم فی النفی تقول ہو سمین کریم وما ہذہ الدار بواسعۃ ولا کریمۃ اھ

ص ۹۰ س ۱ قولہ انتم تخلقونہ الخ فی ن وجہ الاستدلال ان المنی انما یحصل من فضلۃ الہضم الرابع وہو کالطل المنبث فی جمیع الاعضاء ولہذا تشترک کل الاعضاء فی لذۃ الوقاع ویجب اغتسال کلہا لحصول الانحلال عنہا جمیعا فالذی قدر علی جمع تلک الاغذیۃ فی بدن الانسان ثم علی جمع تلک الاجزاء الطلیۃ فی اوعیتہا ثم علی تکمینہا فی الرحم الی ان یکون انسانا کاملا یقدر علی جمعہا بالموت المتشعب بینہم بحیث لا یفوتہ شیء منہا اھ

حاشیہ تحتانی یمین س ۱۲ قولہ تفکہون فی ن کانہ تکلف الفکاہۃ۔

ص ۹۱ حاشیہ تحتانی یسار س ۱ قولہ المجرد التاکید فی ن الان شرطیة لوغیر واضحة لیس الا ان الثانی اتبع لامتناع الاول وھذا امر وھمی فاتیح فی الربط الی اللام التوکیدی اھ

ص ۹۲ س ۱ قولہ فلا اقسم فی ن والعرب بید لا قبل فعل اقسم کانہ ینفی ما سوی المقسم علیہ فیفید التاکید اھ س ۵ قولہ اذا بلغت الحلقوم فی ن الحلقوم الحلق وھو مجری النفس الواو والمیم زائدان اھ وانتم حینئذ تنظرون الخ اعتراض ولیس بحال

حاشیہ تحتانی یسار س ۱ قولہ بعنی من فی ن وھذا فی الحقیقة لا یفیدہ سوی التاکید لہ وفیہ ایضا علم تحصیل بہ ثلج الصدر روسیے بہو الیقین اھ

ص ۹۵ س ۱ قولہ الم کم استفھام توبیخ وقدم علی الفعل المذموم تخویفا لہم واظہار اللبغض علیہم کما قدم العفو فی قولہ تعالی عفا اللہ عنک علی ما صدر عنہ ترحما لہ صلی اللہ علیہ وسلم واظہار العنایة الخاصة بہ والحب الازلی لہ

ص ۹۷ س ۱ قولہ نقتبس فی ن الاقتباس اخذ القبس ای الشعلة من النار وھو تہکم بہم اھ ملخصا س ۳ قولہ بسور الباب صلة کذا فی ن س ۷ قولہ ولا من الذین کفروا فی ن فالحاصل انہ لا فرق بین اظہروا الکفر منکم وبین الذین اضمروہ اھ قلت وھو وجہ زیادة ھذہ العبارة لیعلموا ان مدار الایمان علی التصدیق س ۱۵ قولہ والشہداء الخ ایک تفسیر اس آیت کی یہ بھی ہو سکتی ہے کہ الصدیقون پر کلام ختم ہوا اور والشہداء عند ربہم جملہ مستقلہ ہو اور اس صورت میں لفظ شہید مشہور معنی پر محمول ہوگا ورجحہ الطبری احقر کہتا ہے کہ پہلے انفاق اور قتال کا ذکر ہو چکا ہے اور یہاں بھی انفاق کی فضیلت بیان کیگئی ہے تو اس مناسبت سے تفسیر مذکور پر قتال کی فضیلت بھی بیان ہو گئی اور حضرت مفسر علام کی تفسیر پر شہید کو معنے غیر معروف پر محمول کرنا ہوگا یعنی محسن وصالح اور صدیق اور شہید دونوں کا ذکر باعتبار اختلاف مراتب کے مناسب ہوگا۔

حاشیہ تحتانی یمین قولہ انظرونا قلت لہ تفسیر آخر لطیف ایضا وھو فی ن ونصہ لانہم اذا نظروا الیہم النور قدامہم استضاؤا ابتلاؤ تلک الانوار قال الفارسی حذف الجار واوصل الفعل وانشد ابو الحسن ؎ ظاہرات الجمال والحسن ینظرن کما ینظر الاراک الظباء او المعنے ینتظرن الی الاراک اھ

ص ۹۸ حاشیہ فوقانی س ۱۹ قولہ لا یلام الخ قلت قد یکون المستحب مؤکدا وترکہ علی الدوام قد یفضی الی المحذور فیتقی منہ الصدیقون ولا عجب ان یحذر اللہ منہ الصحابة باعتبار درجاتہم الرفیعة فان المقرب یلام علی ترک الادب والمندوب وفی لباب النقول اخرج ابن ابی شیبة فی المصنف عن عبد العزیز ابن ابی رواد ان اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ظہر فیہم المزاح والضحک فنزلت الم یان للذین آمنوا الآیة اھ وفیہ نحوہ عن ابن ابی حاتم فافہم

ص ۹۹ س ۱ قولہ الکفار ای الزراع وانما اوثر ذلک علیہ رعایة لما ھو المقصود من المثل وھم الکفار المعجبون بالدنیا وفیہ تشنیع عظیم حیث لم یخلوا المثل ایضا من ذمہم

ص ۱۰۰ س ۱ قولہ فی الارض فی ن وانما قید المصائب بکونہا فی الارض ولا انفس لان الحوادث المطلقة کلہا لیست مکتوبة فی اللوح لان حرکة اہل الجنة والنار غیر متناہیة فاثباتہا فی الکتاب محال وھذا قال صلی اللہ علیہ وسلم جف القلم بما ھو کائن الی یوم الدین ولم یقل الی الابد لہ قلت قد ورد لفظ الابد فی روایة الترمذی ولفظ الی یوم الدین لم ارہ وانما ورد ذلک فی الترمذی بسند حسن صحیح غریب مرفوعا ان اول ما خلق اللہ القلم فقال لہ اکتب فجری بما ھو کائن الی الابد اھ وفی حاشیتہ من المرقاة ثم رایت فی الدر المنثور ان المراد ما ھو کائن الی یوم القیمة نقلا عن ابن عباس وکذا روی ابو ھریرة مرفوعا ولک ان تقول ان ذکر الارض والانفس مطلوب المقام ولا تکون المصائب فی الجنة فھو قید واقعی فافہم س ۱۳ قولہ یعنی ان سے کم کی الخ احقر کے نزدیک عبارت غرضہا الخ مبالغہ وسعت پر محمول ہے نہ آمین کی کی نفی ہے اور نہ زیادہ سے تعرض ہے اور نہ مساوات کا دعوی ہے واللہ تعالی اعلم

ص ۱۰۱ س ۱ قولہ وانزلنا معہم الکتاب فی ن ان مدار التکلیف علی فعل ما ینبغی وترک ما لا ینبغی والثانی لا یتم الا بالحدید الذی فیہ باس شدید والاول اما ان یکون من باب الاعتقادات ولا یتم الا بالکتاب السماوی ولا سیما اذا کان معجزا واما ان یکون من باب المعاملات ولا ینتظم الا بالمیزان فاشرف الاقسام ما یتعلق بالقوة النظریة الروحانیة ثم ما یتعلق بالعملیة الجسمانیة ثم ما یتعلق بالزواجر وقد روعی فی الآیة ہذا النسق اھ س ۵ قولہ فسقون قلت یعم للکفر ایضا ولا دلیل ہہنا علی تخصیصہ بمرتکبی الکبائر دون الکفر

حاشیہ تحتانی یسار قولہ فی حکم الکفر قلت بناء علی ان اللام للجنس وھذا فی الاعراب حالا وھو اسہل

ص ۱۰۲ حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ رہبانیة ہی مصدر کما فی ن

ص ۱۰۳ س ۲۹ قولہ ایمان معتدبہ احقر کہتا ہے کہ آمین تالیف قلب بھی ہے۔

ص ۱۰۴ س ۳ قولہ تحاور کما فی ن التراجع فی الکلام (فائدہ) قال الفقہاء ولا شیء من الکفارات یجبر علیہ ویحبس الا کفارة الظہار لان ترک التکفیر اضرار بالمرأة وامتناع من ایفاء حقہا اھ

حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ یعودون لما قالوا فی ن قال اہل اللغة اذا قال قائل عاد لما فعل جاز ان یرید انہ فعلہ مرة اخری وھذا ظاہر وجاز ان یرید انہ نقض ما فعل لان التصرف فی الشیء بالاعدام لا یمکن الا بالعود الیہ اھ قلت والمراد ہہنا ھو الثانی ولا تصح ارادة الاول لان الاجماع انعقد علی ان الوطی لا یجوز الا بعد اداء الکفارة وقد قال تعالی فی شان الظہار منکرا من القول وزورا فلو اشترط العود الیہ لجواز الوطی باداء الکفارة للزم ان یامر تعالی شانہ بارتکاب المنکر والزور وقد نہی عنہ وایضا قال تعالی ان اللہ لا یامر بالفحشاء فلا یصح المعنی الثانی ہناک افادہ المفسر ناقلا عن البعض۔

حاشیہ تحتانی یسار س ۱ قولہ بمن قلت لا حاجة الیہ فان الظہار یعدی بمن فی الجمل وقولہ من نسائہم صلة یظاہرون اھ

ص ۱۰۵ س ۳ قولہ یحادون فی ن المحادة المشاقة من الحد الطرف کان کلا من المتخاصمین فی طرف آخر کالمشاقة من الشق وقال ابو مسلم ہی من الحدید کان کلا منہما یکاد یستعمل الحدید اھ

ص ۱۰۸ س ۱۳ قولہ ابن کثیر نے امام احمدؒ سے الخ ظاہر عبارت سے شبہ ہوتا ہے کہ امام صاحب کا قول ہے لیکن ایسا نہیں ہے بلکہ یہ صحابی کا قول ہے امام صاحب نے اسکو روایت کیا ہے ففی لباب النقول واخرج احمد والبزار والطبرانی بسند جید عن عبد اللہ ابن عمرو ان الیہود کانوا یقولون لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سام علیکم ثم یقولون فی انفسہم لولا یعذبنا اللہ بما نقول فنزلت الخ س ۲ قولہ فتح البیان الخ اور بعنوان اول بیان کیا گیا ہے کہ نہوا عن النجوی میں نہی یہود کی باہمی سرگوشی سے تھی نہ کہ رسول اللہ صلعم کے ساتھ سرگوشی سے یہ روایت باوجود بے سند ہونیکے اس باسند روایت کے معارض ہے اور تطبیق کی حاجت نہیں نیز خود اس آیت اذا ناجیتم الخ کا شان نزول لباب النقول میں زید بن اسلم کی روایت کے خلاف مذکور ہے ونصہ اخرج ابن ابی حاتم من طریق ابی طلحة عن ابن عباس قال ان المسلمین اکثروا المسائل علی رسول اللہ حتی شقوا علیہ فاراد اللہ ان یخفف عن نبیہ فانزل اذا ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی نجواکم الآیة الخ س ۱ قولہ خیر لکم واطہر تقدیم صدقہ کو اسم تفضیل سے موصوف کرنا مبالغہ ہے

ص ۱۱۲ س ۷ قولہ قذف فی ن وفی لفظ القذف زیادة تاکید ولہذا قالوا فی صفة الاسد مقذف کانما قذف باللحم قذفا لاکتنازہ وتداخل اجزائہ اھ وقولہ فاعتبروا فی ن وھو العبور والمجاوزة من شیء الی شیء ومنہ العبرة لانہا تنتقل من العین الی الخد اھ س ۱۱ قولہ ذلک بانہم فی ن قالت الفقہاء وفیہ دلیل علی ان تخصیص العلة المنصوصة لا یقدح فی صحتہا فلیس اینما حصلت ہذہ المشاقة حصل التخریب اھ

حاشیہ تحتانی یمین س ۲ قولہ لینة فی ن

وہی النخلۃ من الالوان ما خلا العجوۃ والبرنیۃ وہما اجود
النخیل ویاؤہا واو فی الاصل کالہ یمۃ وقیل ہی النخلۃ
الکریمۃ من اللین فتکون الیاء اصلیۃ اھ

ص ۱۱۵ س ۱ قولہ اوجفتم فی ن ولا ایجاف
من الوجیف وہی السیر السریع وقولہ علیہ ای علی ما
افا ، والرکاب ما یرکب من الابل واحدہا راحلۃ ولا
واحد لہا من لفظہا وقلما تطلق العرب الراکب
الا علی راکب البعیر اھ وقولہ لکن اللہ اسند راک
عما یتوہم من ان السبب الظاہری لتحصیل الاموال
اذا انتفی فکیف تحصل المال فہو للتقریب الی الفہم

ص ۱۱۶ حاشیہ تحتانی یمین س ۲
قولہ حاجۃ وفاقۃ قلت قال الامام الطبری وقال البغوی
مصدر وہی ایضا اسم وہو کل ما تخللۃ ببصرک کالکوۃ
والفرجۃ فی الحائط تجمع خصاصات وخصاص اھ

وقولہ فی س ایجاز افی ن من اطلاق اسم اللازم
علی الملزوم اھ

ص ۱۱۸ س ۵ قولہ لا یفقہون فی ن الفقہ
معرفۃ ظاہر الشئی وغامضہ اھ

حاشیہ تحتانی یمین قولہ مبنی للمفعول ای
مرہوبۃ کما فی ن

ص ۱۱۹ س ۹ قولہ اسی طرح مقابل ہوئے
یعنی قلعوں میں گھس کر لڑے اور کبھی شہر پناہ کی
آڑ میں چلے گئے۔

ص ۱۲۱ س ۳ قولہ تلقون فی ن الالقاء عبارۃ
عن الایصال التام والباء فی بالمودۃ اما زائدۃ کما
فی قولہ ولا تلقوا بایدیکم او للسببیۃ ومفعول تلقون محذوف
معناہ تلقون الیہم اخبار الرسول بسبب المودۃ اھ

س ۱۸ قولہ کہ حاصل ہے قدوس کا الخ احقر کے
نزدیک یہ دونوں اسم استمرار قدس اور دوام
سلامتی پر دال ہیں اور تخصیص بزمن دون زمن
پر کوئی قرینہ دال نہیں بل لا یبعد ان یکون من
ترک الادب وفی المقصد الاسنی للامام الغزالی
القدوس ہو المنزہ عن کل وصف یدرکہ حس
او یتصورہ خیال او یسبق الیہ وہم او یختلج بہ ضمیر او یقضی بہ
تفکیر ولست اقول منزہ عن العیوب والنقائص فان
ذکر ذلک یکاد یقرب من ترک الادب فلیس من الادب
ان یقول القائل ملک البلد لیس بحائک ولا حجام فان
نفی الوجود یکاد یوہم امکان الوجود وفی ذلک الایہام
نقص الخ

ص ۱۲۳ س ۱۴ مصری اور سلام کے لفظ
سے تاکید مقصود ہے لیکن قدوس میں مبالغہ ہے اور
اعلیٰ کے بعد عالی کا استعمال تاکید کے لئے اسواسطے
ہے تاکہ معلوم ہو جاوے کہ اعلیٰ اور عالی صفات سب
خدا تعالیٰ ہی کی ہیں اور مخلوق کی صفات ناقص
ہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

ص ۱۲۲ س ۱ قولہ وودوا فی ن قال علماء
المعانی انما عطف قولہ وودوا وہو ماض لفظا علی
ما تقدمہ وہو مضارع تنبیہا علی ان ودادہم کفرہم
اسبق شئی عندہم لعلمہم ان الدین اعز علی المؤمنین
من الازواج والاموال واہم شئی عند العدو ان
یقصد اعز شئی عند صاحبہ اھ **س ۱۷ قولہ** تقسطوا
الیہم فی ن عدی بالی لتضمنہ معنی الاحسان اھ

ص ۱۲۴ س ۱۴ قولہ عرض حال الخ نیز دعا
کے وقت اپنے کسی نیک عمل کا پیش کرنا بطریق وسیلہ
مسنون ہے۔

ص ۱۲۵ س ۷ قولہ فاتکم شئی فی ن قال اہل
المعانی فائدۃ ایقاع شئی فی ہذا الترکیب التغلیظ فی
الحکم والتشدید فیہ ای لا ینبغی ان یترک شئی من ہذا
الجنس وان قل وحقر غیر معوض عنہ **س ۱۱ قولہ**
یبایعنک فی ن المبایعۃ ہی المعاہدۃ علی کل ما یقع
علیہ اتفاق کالاسلام الخ **س ۱۳ قولہ** فی معروف
قلت قید واقعی فلا مفہوم لہ

حاشیہ تحتانی یمین س ۳ قولہ عن الزہری الخ
قلت فالمعنی علی ہذا کما فی ن فالذی ذہبت زوجتہ
کان یعطی من الغنیمۃ المہر اھ وہو خیر ما اختارہ المفسر
العلام وقال بہ الزہری کما فی الطبری والثانی ورد فیہ
حدیثان مرفوعان کما فی الطبری ایضا واللہ تعالیٰ اعلم

حاشیہ تحتانی یسار س ۱ قولہ بین ایدیہن
فی ن لان بطنہا الذی تحملہ فیہ بین الیدین و
فرجہا الذی تلد بہ بین الرجلین

تمت

حاشیۃ المجلد الثانی عشر لآخر من التفسیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ص ۲ س ۵ قولہ مقتا فی ن المقت اشد من البغض
س ۷ قولہ قد تعلمون فی ن فائدۃ قد تاکید العلم لا التقلیل
قلت لکان ہو اصلہ فانہ اذا دخل علی المضارع یفید التقلیل
س ۱۱ قولہ مصدقا ومبشرا فی ن حالان والعامل فیہما
معنی الارسال فی الرسول فلا یجوز ان یکون الیکم عاملا
لانہ ظرف لغو **س ۱۵ قولہ** لیطفئوا فی ن ثم ذکر غرضہم
من الافتراء بقولہ یریدون لیطفئوا وہذا خص ہذہ السورۃ
باللام کانہ قال یریدون الافتراء لاجل ہذہ الارادۃ کما
زیدت اللام فی لا ابا لک لتاکید معنی الاضافۃ وباقی الآیتین
سبق تفسیرہ فی براءۃ وانما قال ہہنا واللہ متم نورہ لمکان
الفصل بالعلۃ کانہ قال یریدون الافتراء لغرض اطفاء نور
اللہ والحال ان اللہ متم نورہ واما ہناک فانہ عطف قولہ
ویابی علی قولہ یریدون ثم دل اہل الایمان علی التجارۃ
الرابحۃ وہی مجاز عن وجدان الثواب علی العمل کما قال
ان اللہ اشتری الی قولہ فاستبشروا ببیعکم قال اہل المعانی
فائدۃ ایقاع الخبر موقع الامر ہی التنبیہ علی وجوب الامتثال
وتاکیدہ کانہ امتثل فہو یخبر بہ اھ قلت قولہ تؤمنون
باللہ الخ امر فیہ اہل الایمان بالایمان فالمراد بالاول مطلق
الایمان وبالثانی کمال الایمان فکانہ قال تعالیٰ کملوا
ایمانکم ثم نبہ علی طریقۃ التکمیل اشارۃ بقولہ وتجاہدون الخ
وہذا فرع من فروع الایمان والعمل بالفروع یزید الایمان
ای التصدیق شدۃ وبالاخلال فیہا تنقص ضعفا وعلی العمل
بالفروع بعد الامر بالاصول صراحۃ او یقال المراد بقولہ
تؤمنون ای تدیمون علیہ فافہم

ص ۳ س ۷ قولہ کما قال عیسیٰ الخ فی ن قال اہل
البیان فیہ تشبیہ کونہم انصارا بقول عیسیٰ وانہ لا یصح علی
الظاہر لان الکون لیشبہ بالکون لا القول فوجہ ان یحمل
التشبیہ علی المعنی وبیانہ ان کون الحواریین انصار
اللہ یعرف من سیاق الآیۃ بعدہا وہو قول الحواریین نحن
انصار اللہ اراد بطریق الاستیناف کان سائلا
سأل فماذا قال الحواریون فاجیب
وقولہم لا یخالف کونہم فیعود معنی الآیۃ الی قول
القائل کونوا انصار اللہ مثل کون الحواریین
انصار عیسیٰ وقت قولہ من انصاری علی
ان ما مصدریۃ والمصدر یستعمل مقام الظرف
اتساعا کقولک جئتک قدوم الحاج وخفوق
النجم ای وقت القدوم والخفوق والسر فی العدول
عن العبارۃ الواضحۃ الی العبارۃ الموجودۃ ہو ان
سوق الکلام بطریق الکنایۃ حیث جعل للمشبہ بہ
لازم ما ہو للمشبہ بہ ابلغ من التصریح وان بناء
الکلام علی السؤال والجواب اوکد وان المجانس
ہو استفادۃ کونہم من قولہم ابلغ من الحقیقۃ اھ

حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ جواب الخ
فی ن عن الفراء قولہ یغفر لکم جواب ہل ادلکم بتاویل
ان متعلق الدلالۃ ہو التجارۃ والتجارۃ مفسرۃ بالایمان
والجہاد یغفر لکم یعنی ما ذکر من الایمان والجہاد اھ

ص ۶ س ۵ قولہ حملوا فی ن کلفوا العمل بما فیہا اھ وفی
الجمل عن الخازن ولیس ہو من الحمل علی الظہر وانما
ہو من الحمالۃ والحمیل ہو الکفیل اھ

ص ۷ س ۱ قولہ فاسعوا فی الطبری بسندہ
عن عمر وابن مسعود قراءۃ فامضوا موضع فاسعوا
وفیہا ایضا کذلک عن ابی العالیۃ التابعی اھ
قلت فہی مفسرۃ لقراءۃ فاسعوا وقولہ فاسعوا
فالسعی فیہ اطلق علی المضی للاہتمام بہ کیلا یتاخروا
ویؤیدہ ما فی الصحیحین مرفوعا اذا اقیمت الصلوۃ
فلا تاتوہا وانتم تسعون الخ **س ۔ قولہ** فانتشروا
وابتغوا فی ن اباحۃ بعد حظر اھ ونحوہ فی فتح الباری
واما ما فی الطبری حدثنی العباس بن ابی طالب قال
حدثنا علی بن المعافی بن یعقوب الموصلی قال ثنا
ابو عامر الصالح من الموصل عن ابی خلف عن انس
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی قولہ فاذا
قضیت الصلاۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من
فضل اللہ قال لطلب دنیا ولکن عیادۃ مریض
وحضور جنازۃ وزیارۃ اخ فی اللہ اھ وفی سندہ

نظر قوی ففی المیزان وسان المیزان ابو عامر الصائغ قال الازدی کان یضع الحدیث وفی شرح الاحیاء اخرج ابن مردویہ عن ابن عباس قال لم یؤمروا بشیٔ من طلب الدنیا لکن عیادۃ مریض وشہود جنازۃ وزیارۃ اخ فی اللہ اھ فان ثبت مرفوعا او موقوفا فمراده واللہ تعالیٰ اعلم ان مطلوب الامر لیس طلب الدنیا فقط بل ہو اجازۃ واباحۃ لطلبہا لمن احتاج الیہا او لمن شاء ولامور اخر ایضا مطلوبۃ فی الشریعۃ من الخیرات فحاصلہ ان کل ما منع عنہ فی قولہ وذروا البیع لتضادہ فیلسلم جیز بہا فی قولہ فانتشروا وابتغوا الخ س ١٩ قولہ ارادہ فوراً الخ اسلئے کہ نماز سے قبل واپس نہ ہونیکا قصد ابعد ہے ان حضرات کی شان سے اور غالباً خطبہ کی فرضیت ان کو معلوم نہوئی ہو لیکن چونکہ بلا تامل ایسا کیا اسلئے خطاء اجتہادی پر محمول ہے۔

ص ٨ س ٣ قولہ نشہد الخ فی ت ان التکذیب توجہ الی ادعائہم ان القول قول عن صمیم القلب لحیث عبروا عنہ بجملۃ مؤکدۃ وما یدل علی ان مرجع کون الخبر مسوقا الی ما قلنا (ای الی ان قولہم عن صمیم القلب وواقع للمطابق فی دعوٰہم قالہ المفسر) لا الی مطابقۃ منطوق الخبر او ظنہ ولا الی عدم مطابقۃ لذلک الاعتقاد والظن تکذیبنا الیہودی اذا قال الاسلام باطل مع انہ مطابق لاعتقادہ وتصدیقنا لہ اذا قال الاسلام حق مع انہ غیر مطابق لاعتقادہ وفائدۃ اقحام قولہ واللہ یعلم انک لرسولہ التنصیص علی التاویل المذکور والا لکن ذہاب الوہم الی ان نفس قولہم انک لرسول اللہ کذب ثم اخبر عن استتارہم بالایمان الکاذبۃ کما مر فی المجادلۃ وجوز فی الکشاف ان تکون الیمین الکاذبۃ مضمنا اشارۃ الی قولہم نشہد لان الشہادۃ تجری فی افادۃ التاکید مجری الحلف وبہ استدل ابو حنیفۃ علی ان اشہد یمین

ص ٩ س ١ قولہ صیحۃ فی ت کنداء المنادی فی العسکر ونحو ذلک

حاشیہ تحتانی قولہ شبہوا الخ فی ت شبہوا فی استنادہم وما ہم الا اجرام خارغۃ عن الایمان والخیر بالخشب المستندۃ الی الحائط ویجوز ان یکون الخشب اصناما منحوتۃ شبہوا بہا فی حسن صورہم وقلۃ جدوٰہم قال فی الکشاف ویجوز ان یکون وجہ التشبیہ مجرد عدم الانتفاع لان الخشب المنتفع بہا ہی التی تکون فی سقف او جدار او غیرہما فاما المسندۃ الفارغۃ المتروکۃ فلا نفع فیما قلت فعلی ہذا لا یکون لتخصیص الخشب المذکر فائدۃ لاشتراکہا فی ہذا الباب مع الحجر والمدر المتروکین وغیرہما والخشب جمع خشبۃ

ص ١٠ س ١٢ قولہ ماضی اقول ہنا مقابل المستقبل فیعم الحال ایضا فافہم۔

حاشیہ تحتانی یمین قولہ اکن الخ قلت فی الظہری واکن جزما عطفا بہا علی تاویل قولہ فاصدق لولم تکن فیہ الفاء

ص ١١ حاشیہ تحتانی یمین س ٢ قولہ مجازاً فی ت ما محصلہ قال جار اللہ انہ تہکم بالاشقیاء لان خسران احد الفریقین مبنی علی ربح الآخر ولا ربح فی التحقیق فیلزم انہ التہکم شل فبشرہم اھ

حاشیہ تحتانی یسار س ١ قولہ یوم یجمعکم الخ فی ت یجوز ان یکون یوم مبنیا علی الفتح ومحلہ ابتداء والخبر جملۃ قولہ ذلک یوم التغابن اھ

ص ١٤ س ٣ قولہ لعدتہن اللام عندی بمعنی فی ثم رأیت فی الجمل بالنفسہ وفی البیضاوی اللام للتوقیت ای فی وقتہا وہو الطہر اھ وقولہ النساء فی ت قال جار اللہ اللام فی قولہ النساء للجنس وقد علم بقولہ فطلقوہن لعدتہن انہ مطلق علی البعض ومن ذوات الاقراء المدخول بہن فلا عموم ولا خصوص اھ س ٥ قولہ الا الخ استثناء من قولہ لا تخرجوہن لا من قولہ ولا یخرجن

س ٧ قولہ اذا بلغن فی ت ای شارفن انقضاء عدتہن اھ قلت للاجماع علی حرمۃ الامساک بعد العدۃ بالنکاح الاول

ص ١٥ س ٧ قولہ من وجدکم ای من سعتکم ۔۔ الطبری عن ترجمان القرآن س ٩ قولہ وائتمروا فی ت قال اہل اللغۃ الائتمار بمعنی التآمر کالاشتوار بمعنی التشاور اھ س ٢٣ قولہ عدت حیض سے ہے قلت یدل علیہ ما رواہ الحاکم مرفوعا بسند صحیح وابو داؤد والترمذی وابن ماجۃ طلاق الامۃ تطلیقتان وعدتہا حیضتان کما فی الجامع الصغیر۔

ص ١٦ س ١٨ قولہ اگر ضرر و نفع الخ قلت فی لباب النقول اخرج الحاکم عن جابر قال نزلت ہذہ الآیۃ ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا فی رجل من اشجع کان فقیرا خفیف ذات الید کثیر العیال فاتی رسول اللہ فسألہ فقال لہ اتق اللہ واصبر فلم یلبث الا یسیرا حتی جاء ابن لہ بغنم وکان العدو اصابوہ فاتی رسول اللہ فاخبرہ خبرہا فقال کلہا فنزلت قال الذہبی حدیث منکر لہ شاہد واخرج ابن جریر مثلہ عن سالم بن ابی الجعد والسدی وسمی الرجل عوف الاشجعی واخرج الحاکم ایضا من حدیث ابن مسعود وسماہ کذلک اھ اور بر تقدیر ارادہ رزق ظاہری من حیث لا یحتسب کا یہ مطلب ہے کہ اس کو زیادہ تلاش اور سخت مشقت نہ کرنی پڑے اور انتظار کی فکر سے بچے اور اس طریق میں مصلحت یہ ہو سکتی ہے کہ بندہ کی توجہ خاص طور پر حق تعالیٰ ہی کی طرف رہے حتیٰ کہ رزق جسکا نہایت سخت اہتمام کیا جاتا ہے اس میں بھی توغل اور تفکر اور زیادہ نظر اسباب کی جانب نہو اور سہولت کا ہونا تو ظاہر ہی ہے وقدمر

ص ١٩ س ١٢ قولہ والمراد الخ قلت ہذا علی سبیل الاحتمال ولا ینبغی للعوام الشغل فیہ

ص ٢٠ س ١ قولہ فلما نبأت بہ فی ت وانما ترک المفعول ولم یقل فلما نبأت بہ بعضہن وعرفہا بعضہ لان ذلک لیس بمقصود وانما الغرض ذکر خیانتہ حفصۃ فی وجود الانباء بہ وان رسول اللہ لم یوجد منہ الا الاعلام ببعضہ وہی ایضا ولما کان المقصود فی قولہ من انبأک ہذا ذکر المنبئ اتی بالمفعولین جمیعا اھ (تنبیہ) لم اطلع بسند یحتج بہ علی مقدار ما اظہرہ صلی اللہ علیہ وسلم ومقدار ما اعرض عنہ فلیتتبع س ٥ قولہ صالح فی ت ہو واحد فی معنی الجمع لانہ اریدہ الجنس لشمول کل من آمن وعمل صالحا وجوزان یکون بمعناہ وقد اسقط الواو فی الخط لسقوطہ فی اللفظ س ٩ قولہ سائحت فی ت قال جار اللہ شبہ الصائم فی امساکہ الی ان یجیٔ وقت افطارہ بالسائح الذی لا زاد معہ فلا یزال ممسکا الی ان یجیٔ وقت افطارہ اھ

ص ٢٢ س ٩ قولہ عبدین من عبادنا فی ت اشارۃ الی ان سبب المزیۃ والرجحان عند اللہ لیس الا الصلاح کائنا من کان اھ س ١١ قولہ عندک قلت طلبت القرب مصرحۃ لولم تکتف علی طلب لذات الجنۃ فقط وان کان حصول الجنۃ یستلزم القرب عند اللہ وکانت عارفۃ کاملۃ س ١٣ قولہ من فرعون وعملہ فی ت کقولک اعجبنی زید وکرمہ اھ قلت ففیہ مبالغۃ فی طلب النجاۃ التامۃ منہ

حاشیہ تحتانی یمین س ١ قولہ صادقۃ قلت وصفت التوبۃ بذلک مجازاً فان الصادق فی الحقیقۃ ہو التائب۔

ص ٢٤ س ١٩ قولہ حرام و حلال الخ احقر کے نزدیک یہاں پر انکی عفت عن الحرام کی مدح ہے جو باوجود شوہر نہونے کے اختیار کی کہ یہ بہت بڑا کمال ہے جیسا کہ ظاہر ہے اور ترک نکاح پر جو نزاہت عن الحلال مترتب ہوئی اس سے تعرض نہیں وہ کمال ملکی ہے اور نکاح کمال انسی ہے اور اسی لئے یہ افضل التعلق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکا بہت زیادہ اہتمام فرمایا ہے گو کسی کی خاص حالت کے اعتبار سے مناسب نہو یہ امر دیگر ہے لیکن قطع نظر عوارض کے اصل فضیلت نکاح کی کرنے میں ہے نہ کہ ترک میں جیسا کہ تامل سے ظاہر ہے لہذا محافظت عن الحلال محل مدح نہیں ؎

ومن عادتی حب الدیار لاہلہا
وللناس فیما یعشقون مذاہب

ص ٢٤ س ٤ قولہ خلق الموت والحیاۃ فی العنایۃ قال بعض المتکلمین ہما صفتان وجودیتان لقولہ تعالیٰ خلق الموت والحیوۃ والمخلوق لا یکون عدمیا وفی الکفایۃ وفی الکافی وقولہم (ای الفقہاء) الموت زوال الحیوۃ مع انہ وجودی داخل تحت الخلق بالنص مؤول ای الموت حالۃ یلزم منہ زوال الحیوۃ فیکون ہذا تعریفا للشیٔ بلازمہ اھ ملخصا قلت فہی حالۃ عدمیۃ مسبوقۃ بالحالۃ الوجودیۃ والذی لا یکون مخلوقا ہو العدم المحض الاصلی لم یسبق علیہ وجود فاحفظہ وفی ت قال جار اللہ انما قدم الموت لان اقوی الناس داعیا الی العمل من نصب موتہ بین عینیہ فقدم لانہ فیما یرجع الی الغرض المسوق لہ الآیۃ اہم اھ وفیہ ایضا قولہ ایکم احسن عملا مفعول

ثان لیبلوکم علی انہ متضمن معنی العلم ولیس ہذا من باب التعلیق لان التعلیق ہو ان تکون الاستفہامیۃ سادۃ مسد المفعولین جمیعا نحو علمت ازید منطلق اھ

ص ۲۵ س ۱ قولہ ما تری فی خلق الرحمن فی ت والاصل ما تری فیہن فعدل الی العبارۃ الموجودۃ تعظیما لخلقہن وتنبیہا علی انہ سبب تناسبہن کقولہ خلق الرحمن فلو علم المکلفین النفع من ہذا الخلق لفعل اھ وقولہ کرتین فی ع مصدر ای رجعتین اھ قلت وقد وقع ہناک مراتب ثلثۃ للنظر وذلک لان الثلث یحصل بہا العلم علی سبیل الکمال لو نظر کرتین محمول علی التکثیر کما قالوا لبیک **س ۳ قولہ** رجوما فی ن جمع رجم مصدر سمی بہ ما یرجم بہ **س ۷** تکاد تمیز من الغیظ فی ن یقال غلان یتمیز غیظا وغضبا وطارت منہ شقۃ فی الارض وشقۃ فی السماء اذا افرط فیہ ولعل السبب فی ہذا المجاز ہو ان الغضب حالۃ تحصل عند غلیان دم القلب والدم عند الغلیان یصیر اعظم حجما مقدارا فیمد والاوعیۃ حتی کادت تنشق وتنخرق فجعل ذکر ہذا اللازم کنایۃ عن شدۃ الغضب اھ

س ۱۵ قولہ ذلولا فی ن انہ جعلہا خشنۃ یمتنع المشی علیہا ولا صلبۃ بحیث لا یمکن حفرہا والبناء علیہا ولا متحرکۃ علی الاستقامۃ والاستدارۃ بل جعلہا ساکنۃ فی جو الہواء عند المرکز قال جار اللہ المشی فی مناکبہا مثل لفرط التذلیل لان المنکبین ملتقاہما من الغارب ارق شیء من البعیر وانباہ عن ان یطاہ الراکب بقدمہ ویعتمد علیہ فاذا کان ہذا الموضع ذلولا فما ظنک بغیرہ اھ محصلا منہ ومن الکشاف وقولہ فامشوا وکلوا امر بمعنی فتمشون وتاکلون

حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ طباقا فی ن او ہو وصف بالمصدر مبالغۃ ای مطابقۃ بعضہا فوق بعض

ص ۲۶ س ۱ قولہ نکیر ای انکاری والمراد بہ جزاء الانکار وقولہ صفت الخ ای باسطات اجنحتہن لانہن اذا بسطنہا صففن قوادمہا صفا قال اہل المعانی وانما قیل ویقبضن ودون قابضات علی نحو صافات لان الطیران فی الہواء کالسباحۃ فی الماء والاصل فی کل منہما مد الاطراف وبسطہا والقبض طاری علی البسط

لاجل الرعایۃ فالمعنے انہن صافات ویکون منہن القبض فی بعض الاوقات کما یکون من السابح وانما قال فی النحل ما یمسکہن الا اللہ وفی ہذہ السورۃ ما یمسکہن الا الرحمن لان التسخیر فی جو السماء بحفظ الآلہۃ وما صافات وقابضات فکان الہاما کیفیۃ البسط والقبض علی الوجہ المطابق للمنفعۃ من رحمۃ الرحمن اھ

حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ غورا فی ن مصدر بمعنی الفاعل للمبالغۃ وفی **س ۵ قولہ** من فی ع من مبتدأ وہذا خبرہ والذی وصلتہ نعت لہذا او عطف بیان اھ وفی ن من الجموع وفی ع ینصرکم نعت جند محمول علی اللفظ ولو جمع علی المعنی لجاز اھ

ص ۲۹ س ۳ قولہ والقلم قلت اللام للجنس وقولہ وانک لعلی خلق عظیم فی ن والخلق ملکۃ نفسانیۃ یقدر معہا علی الاتیان بالفعل الجمیل بسہولۃ فاذا وصفہ مع ذلک بالعظم وہو کونہ علی الوجہ الاجمل والمنہج الافضل لم یکن خلق احسن منہ وفی قولہ لعلی اشارۃ الی انہ مستول علی احسن الاخلاق العاصلۃ لا یزعہ عنہا وازع اھ ملخصا وفی لباب النقول اخرج ابو نعیم فی الدلائل والواحدی بسند رواہ عن عائشۃ رضی قالت ما کان احد احسن خلقا من رسول اللہ ﷺ ما دعاہ احد من اصحابہ ولا من اہل بیتہ الا قال لبیک فلذلک انزل اللہ وانک لعلی خلق عظیم

س ۷ قولہ ہماز ومشاء من ابنیۃ المبالغۃ ونمیم فعیل ن مصدر

حاشیہ تحتانی یمین قولہ الغنۃ قلت فہو مصدر علی زنۃ المفعول

حاشیہ تحتانی یسار فلیس الخ فی ع اثبتت النون لانہ عطفہ علی تدہن ولم یجعلہ جواب التمنی (المفہوم من ودوا) وفی بعض المصاحف بغیر نون علی الجواب اھ وفی ح لو مصدریۃ

ص ۳۰ س ۱ قولہ مناع واثیم من اوزان المبالغۃ وقولہ بعد ذلک ای مع ذلک کما فی الطبری **س ۷ قولہ** علی حرثکم فی ب ضمن الغدو معنی الاقبال فلہذا عدی بعلی ای اقبلوا علی حرثکم باکرین او عبر عن الغدو لاجل الصرم بالغدو علیہ کما یقال غدا علیہم العدو اھ

س ۹ قولہ علی حرد ای علی منع **س ۱۷ قولہ** تخیرون فی ن تخیر الشیٔ واختارہ اذا اخذ خیرہ اھ وفیہ ایضا وقولہ الی یوم القیمۃ یجوز ان یتعلق ببالغۃ ای ہذہ الایمان فی قوتہا وکمالہا بحیث تنتہی الی یوم القیامۃ لم تبطل منہا یمین علی ان یحصل المقسم علیہ اھ وقولہ ان لکم لما تحکمون مقسم علیہ وہو فی الترکیب بدل اشتمال من قولہ ایمان او بیان لہا

حاشیہ تحتانی یمین قولہ انف الخ فی ن ثم الانف اکرم موضع من الوجہ ولہذا قیل الجمال فی الانف وذو التقدم ولذلک جعلوہ مکان العز والحمیۃ واشتقوا منہ الانفۃ وقالوا فی الذلیل جدع انفہ ورغم انفہ اھ

ص ۳۱ س ۱ قولہ ساق فی ن عن الزمخشری وانما جاءت منکرۃ فی التمثیل للدلالۃ علی انہ امر فظیع وفی الطبری والعرب تقول کشفت ہذا الامر عن ساق اذا صار الی شدۃ اھ

ص ۳۲ س ۹ قولہ مراد حر امرادہ الخ قلت یدل علیہ ما فی الاتقان اخرج ابن جریر عن زید بن اسلم قال قال رسول اللہ ﷺ تبکی السماء من عبد اصح اللہ جسمہ وارحب جوفہ واعطاہ من الدنیا مقضما فکان للناس ظلوما قال فذلک العتل الزنیم مرسل رواتہ ثقات اھ

ص ۳۴ س ۲۵ قولہ نظر الی الخ قلت فی ن ای او مکث بنظر ما الصرع او الاکل بفعلہ

ص ۳۵ س ۱ قولہ الحاقۃ فی ن قال ابو مسلم ہی الفاعلۃ من حقت کلمۃ ربک ای الساعۃ واجبۃ الوقوع لا ریب فی وقوعہا وفی الطبری عن ابن عباس الحاقۃ من اسماء یوم القیمۃ الخ

وفی ن قال جار اللہ یعنی فی ما الحاقۃ الثانیۃ فی موضع الرفع علی الابتداء وادراک معلق عنہ لتضمنہ معنی الاستفہام قلت ولولا ذلک لنصب الجزأین علی انہما مفعول ثان وثالث کقولک اعلمتک زیدا فاضلا **س ۳ قولہ** سخرہا علیہم ای سلطہا بدلیل علیہم کذا فی ن یعنی حیث لم یقل لہم **س ۷ قولہ** تعیہا فی ن قال اہل اللغۃ کل ما حفظتہ فی نفسک فقد وعیتہ وما تعیہ فی غیر نفسک فقد اوعیتہ یقال اوعیت المتاع فی البیت قال جار اللہ انما قیل اذن واعیۃ علی التوحید والتنکیر للایذان بان الوعاۃ

فیہم قلۃ ولتوبیخ الناس بقلۃ من یعی منہم وللدلالۃ علی ان الاذن الواحدۃ اذا وعت فہی عند اللہ بمکان وما سواہا لا یلتفت الیہ وان ملأ العالم

س ۱۱ قولہ والملک فی ن جنس ولہذا کان اعم من الملئکۃ لشمولہ الواحد والاثنین ودونہا الارجاء الجوانب جمع رجا مقصورا **س ۱۵ قولہ** ہاؤم فی ن وہو اسم فعل بمعنی خذ للواحد المذکر وہاؤما بضم الہمزۃ للتثنیۃ وہاؤم بضم الہمزۃ وبعدہ میم ساکنۃ لجمع المذکر والہاء فی کتابیہ ونحوہا للسکت ومن حقہا ان تثبت فی الوقف وتسقط فی الوصل لکنہ استحب التلفظ بہا فی الوصل عند جماعۃ اتباعا للوجود فی المصحف اھ ملخصا **س ۱۶ قولہ** عیشۃ راضیۃ فی ن فعلۃ من العیش للنوع وراضیۃ منسوبۃ الی الرضا کالدارع والنابل للمنسوب الی الدرع والنبل وہذہ من النسبۃ بالصفۃ ویجوز ان یکون من الاسناد المجازی کقولک نہارہ صائم والقطوف جمع قطف بالکسر وہو المقطوف کالطحن بمعنی المطحون اھ ملخصا **س ۱۸ قولہ** کلوا واشربوا فی ن والغرض من ہذا الامر التوقیر والعرض لا التکلیف ومن قال بالاباحۃ بیست تکلیف ضعیف لانہ فلا اشکال اھ وفی ن والاسلاف فی اللغۃ تقدیم ما ترجو ان یعود علیک بخیر فہو کالاقراض اھ

حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ حسوما جمع حاسم کما فی ن وقولہ شدیدا لعصف فی ت قال جار اللہ العتو استعارۃ قلت لانہ یستعمل فی مجاوزۃ الانسان حد الطاعۃ والانقیاد اھ

ص ۳۶ س ۳ قولہ ثم فی سلسلۃ الخ فی ن انما لم یقل فاسلکوا السلسلۃ فیہ لانہ اراد ان تکون ملتفۃ علی جسمہ بحیث لا یقدر علی حرکۃ ومعنی ثم التراخی فی الرتبۃ اھ قلت الفاء عندی لمحض الالصاق لما قبلہا بما بعدہا **س ۱۱ قولہ** الاقاویل فی ن قال جار اللہ سمی الاقوال اقاویل تصغیرا بہا وتحقیرا کالاعاجیب والاضاحیک کانہ جمع افعولۃ من القول اھ وفیہ ایضا التقول وہو تکلف القول من غیر ان یکون لہ حقیقۃ اھ **س ۱۳ قولہ**

فما منکم الخ فی ع من زائدۃ واحد مبتدا وفی الخبر وجہان احد ہما حاجزین وجمع علی معنی احد لانہ فی معنے الجمع لانہ فی سیاق النفی کما فی ن ، وجر علے لفظ احد وقیل ہو منصوب بما ولم یعتد بمنکم فصلا واما منکم فعلے ہذا فی الحال من احد وقیل یتبین والذی فی الخبر منکم وعن تہ ... اہ س ۱۵ قولہ لحق الیقین ... فی ضعیف احد او بعضین الی الآخر للتاکید اھ

ص ۴۷ س ۱۹ قولہ وسیع وقت ہے الخ فی ن کما تقول جئتنہ عام کذا واما جئت فی وقت واحد من اوقاتہ اھ

ص ۴۸ س ۲ قولہ سأل بمعنے دعا ولہذا عدی بالباء دون من ولان الذم لائق بالتعجیل دون السؤال من حال العذاب ان کان بدون العناد

ص ۴۹ س ۵ قولہ ثم ینجیہ فی ن معنے ثم استبعاد الانجاء عن الافتداء اھ وفیہ ایضا تدعو فی احد الاقوال ان الدعاء بمعنے الاہلاک کقول العرب دعاہ اللہ ای اہلکہ اھ س ۱۴ قولہ عزین فی ع جمع عزۃ والمحذوف منہ الواو وقیل الیاء وہو من عزوتہ الی ابیہ وعزیتہ لان العزۃ الجماعۃ وبعضہم منضم الی بعض کما ان المنسوب مضموم الی المنسوب الیہ اھ وفی ن وجمع بالواو والنون عوضا عن المحذوف اھ

ص ۴۲ س ۱۳ قولہ مدرارا فی ن الکثیر الدر یستوی فیہ المذکر والمؤنث والوقار التوقیر فعال بمعنے تفعیل اھ ملخصا

ص ۴۳ س ۱ قولہ جعل الشمس الخ فی ن وشبہ الشمس بالسراج لان نورہ ذاتی کہی ولان اللیل عبارۃ عن ظل الارض والشمس سبب لزوالہ قال جار اللہ استعیر الانبات للانشاء لیکون ادل علی الحدوث اھ س ۵ قولہ مکرا فی ن وانما سمی مکرا لانہم دسوا علیہم بانہ دین آبائکم والآباء اعرف من الابناء الخ س ۹ قولہ مما خطیئٰتہم فی ن ما صلۃ للتوکید وقد تستدل بالفاء التعقیب لاسیما وقد دخل علے ماض معطوف علی مثلہ علے اثبات عذاب القبر وفی قولہ فلم یجدوا لہم ہم

ص ۴۵ س ۳ قولہ عجبا فی ن مصدر وضع موضع الوصف للمبالغۃ اھ س ۱۳ قولہ کافرون کے لئے الخ اور ایک لطیف مناسبت یہ بھی ہے کہ حضرت نوحؑ نے تواضعا یہ سمجھ شاید بددعا کا قرین شائبہ انتقام کا ہوا ... کا یہ فعل محض ... ہی ہو جاوے اور مزید امید استجابت کے لیے دوسروں کو بھی اس دعا میں شامل فرما لیا وللہ الحمد

ص ۴۶ س ۱ قولہ شططا فی ن مجاوزۃ الحد فی الظلم ... مصدر وفی ع نعت لمصدر محذوف ای قولا شططا اھ س ۷ قولہ مقاعد فی ن اشارۃ الی ان الجن کانوا یجدون بعض المقاعد خالیۃ عن الشہب والحرس (حیث نکر مقاعد) والآن ملئت المقاعد کلہا س ۱۳ قولہ تحروا فی ن قال المبرد اصل التحری من قولہم احری واحق واقرب وفی العدول عن الحقیقۃ الی المجاز فی باب الوعد بشارۃ واشارۃ الی تحقیق الثواب لما عرفت مرارا ان المجاز ابلغ من الحقیقۃ اھ س ۱۷ قولہ عذابا صعدا انتصب علی حذف الجار ای فی عذاب صعد او علی تضمین معنے الادخال والصعد مصدر بمعنے الصعود ووصف بہ العذاب لانہ یتصعد المعذب ای یعلوہ ویغلبہ فلا یطیقہ اھ وفی المنتخب سلوک راہ رفتن ... بجائے اھ

حاشیہ تحتانی یمین س ۲ قولہ لمسنا الخ فی ن لان اللمس طالب التعرف اھ قلت اختیر ہذا المجاز للمبالغۃ فی قرب السماء کانا لمسناہا

حاشیہ تحتانی یسار س ۳ قولہ فلا یخاف ای فہو لا یخاف فی ن والا قیل بالجزم وبدون الفاء

ص ۴۸ س ۲۷ قولہ سجدے الخ احقر کے نزدیک لفظ مساجد بمعنی ظاہری پر محمول ہے اور روایت ذیل سے اسکی تائید ہوتی ہے فی لباب النقول اخرج ابن ابی حاتم من طریق ابی صالح عن ابن عباس قال قالت الجن ائذن لنا فنشہد معک الصلوۃ فی مسجدک فانزل اللہ وان المساجد للہ الخ

حاشیہ فوقانی س ۳ قولہ فی الکبیر احقر کے نزدیک ظاہر اس آیت کا تعلق ماقبل سے ہونا ... واختارہ الطبری پس اس تقدیر پر مطلب یہ ہوگا کہ اخبار غیب کا جو بندوبست کیا گیا ہے معلوم نہیں کہ اسمیں کیا راز ہے آیا وہاں خبر لینے کے لئے جانیوالوں کو عذاب دینا مقصود ہے بذریعہ شہب کے یا ان کی ہدایت مقصود ہے اس طرح کہ یہ لوگ اس قصہ سے برطرف ہو کر حق تعالیٰ کی قدرت میں غور کریں کہ اس نے اپنی قدرت سے اخبار غیب کے علم سے محروم کر دیا اور ہم عاجز ہو گئے بلکہ مرجوم ہوئے اور پھر اسکے راستہ کی تلاش کریں اور اسلام لے آویں واللہ تعالیٰ اعلم

ص ۴۹ س ۸ قولہ باعتبار تحقق کے الخ یہ مضمون مبنی ہے بلاغ اور رسلت کے اختلاف صیغ اور اختلاف معنے پر سو بلاغ کے معنے پہونچا دینا اور رسلت بصیغۂ جمع بمعنے پیغامہا لیکن بلاغ اور تبلیغ سے قرآن مجید میں اعلان کے ساتھ پہونچانا مقصود ہوتا ہے اب اس توضیح کے بعد تقریر مقصود کی ظاہر ہے افادہ المفسر العلام والاسہل ما فی الجمل قولہ عطف علے بلاغا ای کانہ قیل لا املک لکم الا التبلیغ والرسالۃ والمعنی الا ان ابلغ عن اللہ فاقول قال اللہ کذا ناسبا قولہ الیہ وان ابلغ رسالتہ التی ارسلنی بہا من غیر زیادۃ ولا نقصان قال فی الکشاف وانما قدران ابلغ لکونہ معطوفا علی مصدر ابلغ المقدر فیدل الاول علے ایجاد التبلیغ علے التاکید والثانی علے تبلیغ اشیاء واجبۃ الارسال وہذا من باب العطف علے التقدیر لا لاستصحاب لئلا یلزم عطف المفعول بہ علے المفعول المطلق والظاہر انہ معطوف علی اللہ ای الا ان ابلغ عن اللہ وعن رسالاتہ اھ کرخی جمل ص ۱۴۲ ج ۴ مصری

ص ۵۰ س ۵ قولہ اقوم قیلا ای اقوم قولا فان قیلا یستعمل بمعنے القول وفی الطبری حدثنا یحیی بن داود الواسطی قال ثنا ابو اسامۃ عن الاعمش قال قرأ انس ہذہ الآیۃ ان ناشئۃ اللیل ہی اشد وطأ واصوب قیلا فقال لہ بعض القوم یا ابا حمزۃ انما ہی اقوم قال اقوم واصوب واہیأ واحد اھ وقال المحقق النیسابوری فالواجب ان یحمل النقل علی انہ فسر احد اللفظین بالآخر لانہ زعم ان لا یجوز تغییر لفظ القرآن جائزا س ۸ قولہ تبتل الیہ تبتیلا فی ن ودائما لم یقل تبتل نفسک الیہ تبتیلا لان المقصود بالذات ہو التبتل فبین اولا انہ ہو المقصود ثم اشار اخیرا الی سببہ تاکیدا مع رعایۃ الفاصلۃ اھ س ۱۹ قولہ انکالا فی ن جمع نکل بالکسر او نکل بالضم والتنوین فی ہذہ الالفاظ للتعظیم او النوع اھ ملخصا

حاشیہ تحتانی یمین س ۲ قولہ المزمل فی ن اصلہ المتزمل فادغمت التاء فی الزاء ونحوہ المدثر اھ

قولہ س ۸ حاشیہ تحتانی یسار بمعنے قیام قلت فی الجلالین القیام بعد النوم وفی الطبری وکل ساعۃ من ساعات اللیل ناشئۃ من اللیل اھ وکذا یفہم من مفردات الراغب ولعل ما فی الجلالین مبنی علے معنے التہجد لکن لا دلیل علیہ فافہم

حاشیہ تحتانی یسار س ۱ قولہ کثیبا فعیل بمعنے مفعول کذا فی ن

ص ۵۱ س ۱ قولہ شیبا جمع اشیب مثل فی الشدۃ کما قیل یوما یشیب نواصی الاطفال والاصل فیہ فی قول الحکماء ان الہموم والاحزان تسرع الشیب اھ ملخصا وقولہ والسماء منفطر بہ فی ن انہا تنفطر بسبب ہول ذلک الیوم او تثقل بہ اثقالا یؤدی الی انفطارہا کقولہ ثقلت فی السموات والارض اھ س ۳ قولہ ادنی فی ن قال اہل المعانی والبیان انما استعیر الادنی للاقل لان المسافۃ بین الشیئین اذا دنت قل ما بینہما من الاحیاز اھ وقولہ طائفۃ فی ن عطف علی المستتر فی تقوم جاز من غیر تاکید للفصل اھ س ۱۱ قولہ ہو فی ن صیغۃ الفصل اھ

ص ۵۱ حاشیہ تحتانی یمین س ۲ قولہ بالنصب ای نصب نصفہ وثلثہ وکذا بالجر ہما

ص ۵۲ س ۲۰ آلات معرفت الخ اور باوجود ان آلات کے موجود ہونے کے بھی باعتبار اکثر لوگوں کے امر مذکور میں مشقت ہے کیونکہ ہر شخص کو ان آلات کا جمع کرنا پھر ان کی صحت اوقات کی معرفت کا حاصل کرنا دشوار ہے۔

ص ۵۳ س ۴ قولہ بطور مندب کے اگرچہ ہو الخ
ظاہر قرآن کا مقتضا تو یہ ہے کہ جسقدر سہولت ہو اسقدر پڑھنا اب بھی فرض ہے لیکن دو وجہ سے اس معنی سے عدول کیا گیا اول یہ کہ قرأت کی مقدار معین کیجاتی ہے اور بعض ہر شخص نے تخمینہ پر راس نہیں چھوڑے جاتے تاکہ تساہل نفس کا دامن ہے دوسرے احادیث قولیہ صحیحہ دالۃ علی استحباب التہجد ہیں منہا ما اخرجہ البخاری یا عبد اللہ لا تکن مثل فلان الخ ومنہا ما اخرجہ ایضا نعم الرجل ابن عمر لو یصلی باللیل اھ فلتحقق

ص ۵۴ س ۱ قولہ فکبر فی ن والفاءات فی فکبر وما یتلوہ لتلازم ما قبلہا وما بعدہا کانہ قیل مہما کان من شیء فلا تدع تکبیرہ اھ وقولہ تستکثر فی ن مرفوع والجملۃ فی موضع الحال منصوبا وفی الطبری واولی ہذہ الاقوال عندی بالصواب فی ذلک قول من قال معنی ذلک ولا تمنن علی ربک من ان تستکثر عملک الصالح وانما قلت ذلک اولی بالصواب لان ذلک فی سیاق آیات تقدم فیہن امر اللہ نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم بالجد فی الدعاء الیہ والصبر علی ما یلقی من الاذی فیہ فہذہ بان تکون من انواع تلک اشبہ منہا بان تکون من غیرہا وذکر عن عبد اللہ بن مسعود ان ذلک فی قراءتہ ولا تمنن ان تستکثر اھ **س ۳ قولہ فی الناقور الخ** فی ن فاعول من النقر کالحاسوم من الہضم لشبیہ ان یکون البناء للآلۃ لان الہاضوم ما یہضم فالناقور ما ینقر بہ وفیہ ایضا الفاء للتسبیب کانہ قال اصبر علی التکالیف المعدودۃ وعلی اذی المشرکین فبین ایدیہم یوم عسیر یلقون فیہ عاقبۃ اذاہم وتلقی عاقبۃ صبرک اھ وفیہ ایضا او یراد انہ عسیر علی الکل الا ان الکافر یختص بمزید العسر بحیث یکون الیسر منفیا عنہ راسا ویعلم ہذا من تقدیم الظرف **س ۱۱ قولہ الاملئکۃ فی ن** ولا استبعاد فی کون الملئکۃ فی النار غیر معذبین بناء علی القول بالفاعل المختار وتعلیم غلبت علیہم الناریۃ فصارت لہم کالحیوانات المائیۃ اھ

ص ۵۵ س ۳ قولہ اذ بر قال الفراء دبر واد بر بمعنی واحد کقبل واقبل اھ وفیہ ما حاصلہ انہما قرئتا

متواترتان **س ۵ قولہ رہینۃ فی ن** من النحاۃ التاء لیست للتانیث لان فعیلا بمعنی مفعول یستوی فیہ المذکر والمؤنث وانما ہی اسم بمعنی الرہن کالشتیمۃ بمعنی الشتم واقول ایضا یحتمل ان تکون التاء للمبالغۃ اھ ملخصا۔

حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ لا سدفی ن بسم جمع

حاشیہ تحتانی یسار س ۲ قولہ قولہ لا نذرۃ لہا فی ن قال اہل المعانی اراد انہا من بین الدواہی واحدۃ فی العظم لا نظیر لہا کما تقول ہی احدی النساء عفافا اھ ملخصا قلت وفیہ ایضا لاحدی اللیالیا او الدواہی الکبری فظہر انہا لغت ومنعوتہ محذوف۔

ص ۵۹ س ۳ قولہ فلا اقسم اعترض البعض ان لا تزاد فی وسط الکلام لا فی اولہ واجیب بالمنع الا تری ان امرا القیس کیف زادہا فی مستہل قصیدتہ لا وابیک ابنۃ العامری + کما فی ن وفیہ ایضا وفی الاقسام بیوم القیامۃ علی وقوع یوم القیمۃ مزید تقریر وتاکید لو توعہ فان الانسان بالمعدوم لا یعقل معناہ وفی ضم النفس اللوامۃ الیہ تنبیہ علی ان الغرض من القیامۃ ہو اظہار احوال النفس ومراتبہا فی السعادۃ وضدہا **س ۹ قولہ بصیرۃ فی ن** قال ابو عبیدۃ التاء للمبالغۃ قال الاخفش جعلہ فی نفسہ بصیرۃ کما یقال فلان جود وکرم قال الواحدی والزمخشری المعاذیر اسم جمع للمعذرۃ کالمناکیر للمنکر ولو کان جمعا لقیل معاذر بغیر یاء اھ ملخصا **س ۱۴ قولہ وجوہ یومئذ** فی اعراب القرآن وجوہ مبتدا وناضرۃ خبرہ وجاز الابتداء بالنکرۃ لحصول الفائدۃ ویومئذ ظرف للخبر اھ وفی الجمل وسوغ الابتداء بالنکرۃ ہنا العطف علیہا وکون الموضع موضع تفصیل کقولہ ؎ فثوبا لبست وثوبا اجر

ص ۶۰ س ۱ قولہ ظن فی ن وفی التعبیر عن الیقین ہہنا بالظن تہکم بالمیت واشارۃ الی ان الانسان لتہالکہ علی الدنیا وحرصہ علی الحیاۃ العاجلۃ لا یکاد یقطع بحلول الاجل وان لم یبق منہ الا حشاشۃ یسیرۃ اھ **س ۵ قولہ منی فی ن** فعیل بمعنی مفعول من المنی بالسکون وہو الدفق غلب علی الماء المخصوص اھ

ص ۶۱ س ۱۰ قولہ یہ مضمون استطراد الخ مخلت قد ذکر المحقق النیسابوری وجوہ عدیدۃ لارتباط ہذہ الآیۃ بما قبلہ سوی ما ذکرہ المفسر فاف للروافض حیث زعموا ان ہذا القرآن قد غیر فان ہذہ الآیۃ لا ترتبط بما قبلہا

ص ۶۲ س ۵ قولہ سلسلا وغلالا فی ن السلاسل للارجل والاغلال للایدی والابرار جمع بار او المزاج ما یمزج بہ قیل کان زائدۃ والظاہر انہا مفیدۃ ولکنہا مسلوبۃ الدلالۃ علی المضی کقولہ وکان اللہ سمیعا علیما اھ ملخصا **س ۹ قولہ یطعمون الخ فی ن** لان الاطعام معظم من انواع الاحسان الطعام الذی یتلذذ بہ الانسان یقال اکل فلان مال فلان اذا اتلفہ بای وجہ کان وان لم یکن الاکل انفسہ **س ۱۵ قولہ لا یرون شمسا الخ** فی ن والاظہر ان الیم والمہاء صلیتان لعدم النظیر لو جعل احدہما زائدا اھ وفیہ ایضا من باب علفتہا تبنا وماء باردا وذلک لان الزمہریر لا یری اھ

حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ قد اتی قلت لان الاستفہام یحتمل اما ان یکون حقیقیا او تقریریا او انکاریا فالاول محال علی اللہ تعالی والثالث لا یمکن الارادۃ ہہنا لانہ یخالف الواقع فالثانی متعین وفی ن معنی الآیۃ قد اتی فالاستفہام یفید التقریر وقد تفید التقریب فیکون حاصلہ انہ اتی علی الانسان قبل زمان قریب حین من الدہر اھ

ص ۶۳ س ۱ قولہ کانت فی ن ومعنی کانت کما مر فی قولہ وکان مزاجہا کافورا وقال فی الکشاف ہو من قولہ کن فیکون ای تکونت قواریر بتکوین اللہ اھ **س ۵ قولہ سندس جنس کما فی ن**

حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ سلسبیلا فی ن والفائدۃ فی تسمیتہا بالسلسبیل بعد تسمیتہا بالزنجبیل انہا فی طعم الزنجبیل ولذتہ ولکن لیس فیہا اللذع الذی ہو مناف للسلاسۃ اھ وفیہ ایضا والعرب تحب طعم الزنجبیل فی المشروب وتستلذہ ولذلک وصف اللہ مشروبہم فی الآخرۃ بذلک اھ وفیہ ایضا والظاہر منع صرفہ للعلمیۃ والتانیث (لانہ علم لعین وہی مؤنثۃ) ولکن لم یقرأ بہ الا فی الشواذ والمتواتر التنوین ووجہہا ما مر فی سلسلا علی ان رعایۃ المناسبۃ

اولی لکونہ راس آیۃ اھ

حاشیہ تحتانی یسار س ۱ قولہ مما فی ن والمراد انہا لیست بنجسۃ کخمور الدنیا مستقذرۃ الطبع لمماس الایدی الوضرۃ والاقدام الدنسۃ والاتربۃ ای النباتۃ اھ وقولہ اثما او کفورا فی ن انہ لا ریب ان قولک لا تضرب زیدا او عمرا معناہ فی الاظہر لا تضرب زیدا ولا عمرا ویحتمل احتمالا مرجوحا لا تضرب احدہما واضرب الآخر الا ان ہذا الاحتمال مدفوع فی الآیۃ بقرینۃ الاثم والکفر فان احدہما اذا کان منہیا عنہ فکلاہما معا اولی لان زیادۃ الشر شر ولہذا قال الفراء لا تطع واحدا منہما (علی التنویع) سواء کان آثما او کفورا ولو کان العطف بالواو کان نصا فی النہی عن طاعتہما معا ولا یلزم منہ النہی عن طاعۃ کل منہما علی الانفراد اھ

ص ۶۶ س ۱۳ قولہ احیاء وامواتا فی ن وانتصب احیاء وامواتا بفعل مضمر دل علیہ ہذا الاسم ای تکفت احیاء علی ظہرہا وامواتا فی بطنہا والتنکیر للتفخیم ای اخیاء لا یعدون وامواتا لا تحصی **س ۱۵ قولہ ظل ذی** ثلث شعب فی ن کونہا من فوقہم ومن تحت ارجلہم ومحیطۃ بہم وقال فی الکشاف ہو عبارۃ عن عظم الدخان فالدخان العظیم تراہ یتفرق ذوائب اھ

حاشیہ تحتانی یمین س ۲ قولہ کفاتا فی ن ویجوز ان یکون اسما لما یکفت بہ مبنیا للمفعول کالشراب والطعام لیشد بہ راس القارورۃ

ص ۶۷ حاشیہ تحتانی قولہ فہو داخل الخ فی ن انما لم یقل فیعتذروا بسقوط النون للنصب لانہ لو نصب لاوہم انہم انما لم یعتذروا لاجل انہم لم یؤذن لہم فی الاعتذار ولولا المنع لاعتذروا وہذا غیر جائز ولکن المراد انہ لا عذر لہم فی نفس الامر کما لا اذن فالفاء لمطلق العطف لا للتسبیب ہذا مع انہ فیہ رعایۃ للفاصلۃ وہی من جملۃ الفصاحۃ اللفظیۃ اھ ملخصا۔

ص ۶۸ س ۱۵ قولہ مراد الخ یہ مضمون طبری نے قتادہ سے جو تابعی مفسر ہیں نقل کیا ہے لیکن اسمیں بجائے کئی ٹکڑوں کے تین ٹکڑے ہیں اور فرائغ

حساب الخ یہ تمام مضمون اس روایت میں نہیں ہے واللہ تعالیٰ اعلم بہ وذلک لا بد لہ من دلیل نقلی وصاحب الخازن لیس من المحدثین علی ما علمت وانما یعتبر فی النقل مثل الدر المنثور والطبری وابن کثیر فافہم

ص ۶۹ س ۳ قولہ ہم فیہ مختلفون فی ن و تقدیم الضمیر وبناء الکلام علیہ لتقوی الکلام لا للاختصاص فان غیر قریش ایضا مختلفون فی امر البعث فمنہم من یثبت الروحانی فی المعاد فقط ومنہم من یشک فیہ ومنہم من یقطع بعدم البعث اھ ملخصا س ۵ قولہ سباتا فی الطبری والسبت والسبات ہو السکون ولذلک سمی السبت سبتا لانہ یوم راحۃ ودعۃ س ۱۱ قولہ فکانت ابوابا فی ن والضمیر فی فکانت للسماء کانہا لکثرۃ ابوابہا المفتوحۃ لنزول الملٰئکۃ صارت بکلیتہا ابوابا کقولہ وفجرنا الارض عیونا ویحتمل ان یعود الی مقدر دل علیہ الکلام ای فکانت تلک المواضع المفتوحۃ ابوابا س ۱۱ کانت فی ن ای فی علم اللہ ادہی مسلوبۃ الدلالۃ علی المضی اھ وقولہ احقابا ففی الاتقان اخرج البزار عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال واللہ لا یخرج من النار احد حتی یمکث فیہا احقابا والحقب بضع وثمانون سنۃ کل سنۃ ثلاثمائۃ وستون یوما مما تعدون اھ والمراد بالاحقاب ہو الزمان الغیر المتناہی لا دلالۃ اخری وقال الطبری وقد یحتمل ان یکون معنی ذلک لابثین فیہا احقابا فی ہذا النوع من العذاب وہو انہم لا یذوقون فیہا بردا ولا شرابا الا حمیما وغساقا فاذا انقضت تلک الاحقاب صار لہم من العذاب انواع غیر ذلک کما قال جل ثناؤہ فی کتابہ وان للطاغین لشر مآب جہنم یصلونہا فبئس المہاد ہذا فلیذوقوہ حمیم وغساق وآخر من شکلہ ازواج وہذا القول عندی اشبہ بمعنی الآیۃ اھ س ۱۵ قولہ فذوقوا ای فذوقوا العذاب الخ الخ ام رفع شبہۃ انقطاع العذاب فقال قولہ فلن نزیدکم الا عذابا وقولہ کواعب فی ن جمع کاعب کطالق وطامث وہی التی ظہر ثدیہا کالکعب لما نتو قلیل

ص ۷۰ س ۱ قولہ جزاء من ربک عطاء حسابا جزاء تو اس اعتبار سے ہے کہ ان کے اعمال پر مترتب ہے اور عطاء اس اعتبار سے کہ مقدار حسنات سے بہت زیادہ جزاء مرحمت ہوگی دوسرے یہ کہ عمل محتاج توفیق ہے پس عبد کا فعل اسمین نہایت مسمی ہے جو کان لم یکن ہے سو اجر تفضل من اللہ تعالیٰ ہے تیسرے یہ کہ مجموعہ جزاء کو مجموعہ اعمال سے بوجوہات کچھ بھی نسبت نہیں لو حسابا کے معنے کثیرا کے احقر کے نزدیک مناسب ہیں کیونکہ عطاء میں کفایت اور حساب ایسے کریم سے مناسب نہیں اور طبری نے یہ معنی قتادہ تابعی سے روایت کئے ہیں اور نیساپوری نے ابن قتیبہ سے نقل کئے ہیں اور استشہاد بھی نقل کیا ہے احسبت فلانا ای اکثرت لہ وفی الطبری عن قتادۃ عطاء حسابا عطاء کثیرا واللہ تعالیٰ اعلم

حاشیہ فوقانی س ۳ قولہ یسألون قلت لا حاجۃ الیہ فالتساؤل محمول علی اصلہ ویؤیدہ ما روی فی سبب النزول ففی لباب النقول اخرج ابن جریر وابن ابی حاتم عن الحسن قال لما بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم جعلوا یتساءلون بینہم فنزلت عم یتساءلون عن النبأ العظیم اھ قلت اسنادہ مرسل مقبول۔

ص ۷۳ س ۱ قولہ برزت الجحیم فی ن کقولہم قد بین الصبح لذی عینین وہو مثل فی الامر المنکشف الذی لا یخفی علی احد فعلی ہذا یکون استعارۃ ولا یجب ان یراہ کل احد لان الاخبار انما وقع عن کونہ بحیث لا یخفی علی ذی بصر لا عن وقوع البصر اھ قلت لکن لا بد من رؤیۃ الکفار لہا لقولہ تعالیٰ وبرزت الجحیم للغاوین

ص ۷۳ س ۱ قولہ ہی المأوی فی ع ای ہی المأوی لہ لا بد من ذلک لیعود علی من من الخبر ضمیر اھ وفی ن واللام فی المأوی للعہد الذہنی ای مأواہ اللائق بہ وبہذا استغنی عن العائد ولا حاجۃ الی تکلف ان الالف بدل من الاضافۃ اھ س ۵ قولہ منتہاہا فی الطبری ای الیہ منتہی علم الساعۃ لا یعلم وقت قیامہا غیرہ اھ قلت ہو مصدر بمعنی الانتہاء وفی ن وکانہم حین ارادوا التعبیر عن بعض الیوم قالوا ان کان المبتدأ من نصف النہار فنحن لم نلبث الا عشیۃ وہو ما بعد الزوال الی الغروب وان کان المبتدأ من اول الفجر فلم نلبث الا من الفجر الی الضحیٰ اھ

ص ۷۵ س ۳ قولہ وما یدریک قلت استفہام انکار ای کان علیک ان تتدبر فی ہذا الاحتمال س ۱۱ قولہ فاقبرہ ای جعلہ ذا قبر فیکون متعدیا الی واحد کذا فی ن

ص ۷۷ س ۳ قولہ اذا الشمس کورت فی ع ای اذا کورت الشمس اھ وقولہ العشار فی ن جمع عشراء کالنفساء فی نفساء وہی الناقۃ التی اتی علیہا عشرۃ اشہر من یوم ارسل علیہا الفحل وہی انفس ما یکون عند اہلہا وہم العرب اھ ملخصا وفی الطبری عن ابی العالیۃ التابعی اہملہا اہلہا اھ

ص ۷۸ س ۵ قولہ مکین فی ن والمکین ذو الجاہ یقال مکن فلان بضم الکاف مکانۃ وفی ع ثم معمول مطاع

حاشیہ تحتانی یمین س ۲ قولہ الخنس فی ن جمع خانس والکنس جمع کانس

ص ۷۹ س ۳ قولہ بعثرت فی ن قال جار اللہ بعثر وبحثر بمعنے وہما من البعث والبحث زید فیہما الراء والمعنے بحثت القبور واخرج موتاہا اھ

ص ۸۰ س ۱ قولہ ما شاء فی ن ما مزیدۃ مفیدۃ للتاکید وانما لم یقل ففی ای صورۃ بالفاء العاطفۃ علی نسق ما تقدمہا لانہا کالبیان اھ س ۲۵ قولہ ایک حدیث سے الخ اس حدیث کے مضمون کو کنز العمال میں مرفوعا بتخریج ابن ابی الدنیا اور بیہقی نقل کیا ہے اور بیہقی سے تضعیف بھی نقل کی ہے اور نیز یہ حدیث جامع صغیر میں بسند ضعیف بتخریج بیہقی منقول ہے واللہ تعالیٰ اعلم

حاشیہ تحتانی یسار س ۲ قولہ منسوب الخ وفی ع ہو بدل من محل الجار والمجرور اھ وقولہ یعنی دون من کما فی ن

ص ۸۲ س ۳ قولہ تسنیم فی ن علم لعین بعینہا فی الجنۃ اھ قلت رواہ الطبری عن کثیر منہم ابن عباس رضی اللہ عنہ س ۵ قولہ یتغامزون فی ن تفاعل من الغمز وہو الاشارۃ بالعین او الحاجب والشفۃ واکثر ذلک انما یکون علی سبیل الخبث

ص ۸۴ س ۳ قولہ وتخلت فی ن ای خلت غایۃ الخلو کانہا تکلفت فی ما یمکنہا من الفراغ س ۷ قولہ وراء ظہرہ فی ن وراء ورا جہتان بمعنے مجرد الجانب او بمعنے قدام اھ

ص ۸۶ س ۳ قولہ علیہا فی ن علی بمعنے عند

ص ۸۷ س ۵ قولہ مجبوس الخ بظاہر اس لڑکے نے لوگوں کی رہنمائی کے لئے ایسا کیا کہ لوگ اس نام کی برکت دیکھکر ایمان لے آویں گو میری جان جاتی ہے اور ایسا کرنا یا تو اس شریعت میں جائز ہو یا لڑکے سے اجتہادی غلطی ہوئی ہو بہرحال ہماری شریعت میں جائز نہیں ولا تلقوا بایدیکم الخ ولا تقتلوا انفسکم الخ (فائدہ) فی الاتقان اخرج الطبرانی عن ابن عباس مرفوعا ان اللہ خلق لوحا محفوظا من درۃ بیضاء صفحاتہا من یاقوتۃ حمراء قلمہ نور وکتابہ نور للہ تعالیٰ فیہ کل یوم ستون وثلثمائۃ لحظۃ یخلق ویرزق ویمیت ویحیی ویعز ویذل ویفعل ما یشاء اھ

ص ۸۸ س ۷ قولہ ذات الرجع فی الطبری عن ابن عباس ذات الرجع قال السحاب فیہ المطر اھ وفیہ عن عکرمۃ ومجاہد نحوہ

حاشیہ تحتانی یمین س ۴ قولہ او من القلادۃ من الصدر قلت صوبہ الامام الطبری وقال لان ذلک ہو المعروف فی کلام العرب اھ وترجمتہ بالہندیۃ۔

حاشیہ تحتانی یسار س ۵ قولہ لانہ اما تفسیر او عامل الخ توضیحہ ان قولہ تعالیٰ لقادر اما عامل فی قولہ تعالیٰ علی رجعہ ان جوز تاخیر العامل او ہو تفسیر للعامل المقدر قبل قولہ علی رجعہ ان لم یجوز تاخیر العامل ویکون تقدیر العبارۃ انہ لقادر علی رجعہ فحذف العامل وفسر بقولہ لقادر المؤخر من قولہ علی رجعہ علی کل فقولہ القادر لیس اجنبیا فلا یضر کونہ فاصلا بین قولہ رجعہ العامل وبین قولہ یوم تبلی المعمول فقط قالہ المفسر

ص ۸۸ س ۹ قولہ امہلہم رویدا فی ع تاکید حسن مخالفۃ اللفظ قلت ہو عندی بدل البعض من الجملۃ السابقۃ المشتمل علی التاکید ولیس لمجرد التاکید فان معنے المؤکد لا یزید علی معنی المؤکد وہہنا زیادۃ معنی وہی القلۃ تامل

ص ۹۰ س ۱ قولہ ربک الاعلیٰ فی ن ومن الملاحدۃ من طعن فی القرآن بانہ یقتضی ان یکون للعالم ربان احدہما عظیم وہو فی قولہ فسبح باسم ربک العظیم والآخر اعلی منہ وہو سبح اسم ربک الاعلیٰ والجواب انہ عظیم فی نفسہ اعلی واجل من جمیع الممکنات والصفۃ کاشفۃ لا ممیزۃ ونظیرہ وصفہ بالکبیر تارۃ

البرافرے ص ۵ قولہ ثم لایموت الخ فی ن
یعنی ثم تراخی الرتبۃ لان ہذا النوع من الحیاۃ انقطع
من نفس الدخول فی النار اھ
حاشیہ تحتانی یسار ص ۱ قولہ سقحم فی ن
کفور ثم ہم السلام علیکما اھ
ص ۹۱ س ۱۶ قولہ اپنے رب کا نام لیتا الخ
احقر کے نزدیک فصلی تفسیر ہے ذکر اسم ربہ کی ونی
نیل الاوطار وقد ثبت ان قولہ تعالی قد افلح من تزکی
نزلت فی زکوۃ الفطر کما روی ذلک ابن خزیمۃ اھ
(ای فی صحیحہ) فلا حجۃ فیہ لمن استدل بفاء التعقیب
علی افتراض تکبیرۃ التحریم ودلالۃ لفظ تزکی علی زکوۃ
الفطر وان کانت محتملۃ لکن بعد ثبوت سبب النزول
المفسر لہ تکون قطعیۃ فیلزم علیہ افتراض صدقۃ الفطر
وہو خلاف المذہب فتدبر
ص ۹۱ س ۳ قولہ وجوہ فی ن والمراد بالوجہ
الذات وجہ حسن ہذا المجاز ان الخشوع والانکسار
والذل واضداد ہا تتبین اکثر ہا فی الوجہ اھ وانما فقد
العاطف خلاف ما فی سورۃ القیمۃ لانہ کان فیہما
ذکر احوال الآخرۃ فما کان ذکر المجازاۃ مقصودا وا ما
ہناک فمقصود السورۃ ذکر المجازاۃ فلہذا اظہر غایۃ
التباین بین الجزائین وقال القرطبی الواو مقدرۃ
س ۷ قولہ لاغیۃ فی ن مصدر کالعافیۃ
حاشیہ تحتانی یمین س ۲ قولہ ضریع فی ن
وفیہ ان طعامہم لیس من جنس طعام الانس ولکن من
جنس الشوک الذی ترعاہ الابل ما دام رطبا فاذا یبس
نفرت لانہ سم قاتل وانما قدم المشروب علی الضریع المطعوم
لان الماء یناسب النار مناسبۃ الضدین اذ ہما یتشبہین
من حیث بساطتہما اولانہم اذا اثر فیہم حر النار غلب
علیہم العطش وکان الماء عندہم اہم ثم اذا اثرت فیہم
الحرارتان ارادوا ان یدفعوا الم الاحساس بہا بما یزید
العذاب علی البدن مع ان الواو لیست للترتیب اھ
وفیہ ایضا والنمارق واحدہا نمرقۃ بضم النون وروی
الفراء بکسرہا والزرابی واحدہا زربیۃ بکسر الراء المنبسطۃ
ص ۹۲ س ۳ قولہ کیف سطحت فی ن ولیس فی
السطح دلالۃ علی عدم کریۃ الارض لانہا فی النظر مسطحۃ

وقد تکون فی الحقیقۃ کرۃ الا انہا لعظمہا لا تدرک
کریتہا اھ **ص ۲۶ قولہ ہیئت اور خاصیت الخ**
فی ن لما رکب فیہا من التحمل علی دوام السیر مع
کثرۃ الاثقال ومن الصبر حتی تحمل ثم النہوض بما
حملت ومن الصبر علی العطش وعلی العلف القلیل
ایاما ثم تشرب لما کثیرا اذا وجدت ومن تذللہا
لصبی او ضعیف اھ **حاشیہ فوقانی س ۲**
قولہ چشمے الخ قلت التعبیر بہ لانہ جاء ذکر انہار اربع
فی القرآن فی موضع آخر
ص ۹۳ س ۳ قولہ ولیال عشر فی ن قال
اہل المعانی ولو عرفت بناء علی انہا لیال معلومۃ
جاز الا ان التعظیم المستفاد من التنکیر یفوت للتنافی
بین الامات اذ ذاک نعم اللام خیر من وجہ وہو
مخالفہا للباقیۃ اھ **س ۵ قولہ العماد** فی ن
جمع عمد اھ **س ۹ قولہ لبالمرصاد** فی ن المکان
الذی یرتب فیہ الرصد والباء بمعنی فی وہو مثل
لعدم الاہمال
حاشیہ تحتانی یمین س ۳ قولہ ارم فی ن
ع لا ینصرف للتعریف والتانیث قیل ہو اسم قبیلتہم
الخ وقولہ اذا دکت الخ وہو مسند الثانیۃ بدل منہ
کذا فی ان
ص ۹۶ س ۳ قولہ ووالد وما ولد فی ن قد
یجنس الاقسام بالصالحین لان غیر الصالحین
لا حرمۃ لہم وانما لم یقل ومن ولد للفائدۃ المذکورۃ
فی قولہ واللہ اعلم بما وضعت ای بشیء وضعتہ ما
ہو مولود عجیب الشان اھ ملخصا **س ۹ قولہ**
مقربۃ مصدر علی مفعلۃ من قرب فی النسب
کما فی ن وفیہ ایضا فی الآیۃ نکتۃ لطیفۃ وہی انہ
سبحانہ ذکر فی باب الکمال امرین فک الرقبۃ والاطعام
ثم الایمان وذکر فی باب التکمیل شیئین التواصی
بالصبر علی الوظائف الدینیۃ والتواصی بالتراحم وکل من
النوعین مشتمل علی التعظیم لامر اللہ والشفقۃ علی خلق اللہ فی
الاول قدم جانب الخلق وفی الثانی قدم جانب الحق نظرا الی
اشارۃ الی کمال رحمتہ ونہایۃ عنایۃ بالمخلوقات فان رعایۃ
مصالحہم عندہ اہم وفی الآخر رمز الی حسن الادب وتعلیم للمکلفین
ان یعرفوا ما ہو الاقدم الاہم فی نفس الامر اھ

حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ لبدا فی ن البناء
للمبالغۃ والکثرۃ یقال رجل حطم اذا کان کثیر الحطم اھ
وقولہ فی س ۳ لم یحتج فی جوابہ الی تقدیر مضاف
قلت فی ع فک رقبۃ وہو فعل سواء کان بلفظ
الفعل او بلفظ المصدر والعقبۃ عین فلا تفسر
بالفعل فمن قرا فک واطعم فسر المصدر بالجملۃ الفعلیۃ
لدلالتہا علیہ ومن قرا فک رقبۃ او اطعام کان التقدیر
ہو فک رقبۃ والمصدر مضاف الی المفعول والطعام غیر منون
ولا ضمیر فیہما لان المصدر لا یتحمل الضمیر اھ
ص ۹۷ س ۳ قولہ اذا تلاہا فی ن قال النحویون
ان فی ناصب اذا تلاہا وما بعدہ اشکالا لان ما ... الواو
الاولی ان کن للقسم لزم اجتماع اقسام کثیرۃ علی مقسم واحد
وہو مستکرہ عند الخلیل وسیبویہ لان استیناف قسم آخر
دلیل علی ان القسم الاول قد استوفی حقہ من الجواب
فیلزم التعلیق وان کن عاطفۃ لزم العطف علی عاملین
بحرف واحد وذلک ان حرف العطف ناب عن
واو القسم المقتضی للجر وعن الفعل الذی یقتضی انتصاب
الظرف والجواب انا نختار الثانی ولزوم العطف علی
عاملین ممنوع لان حرف العطف ناب عن واو القسم
النائب عن الفعل المتعدی بالباء وکما ان واو القسم
تعمل الجر فی القسم والنصب فی الظرف اذا قامت مثلا
ابتداءً والیل اذا یغشی لقیامہ مقام قولک اقسم
باللیل اذا یغشی فکذا حرف العطف النائب منابہ
نظیرہ قولک ضرب زید عمرا وبکر خالدا فترفع بالواو وتنصب
لقیامہ مقام ضرب اھ
ص ۹۸ حاشیہ تحتانی یسار س ۲ قولہ
ما بناہا الخ فی ن علی انہ قد جاء ما مستعملا فی من کقولہم
سبحان ما سخرکن لنا اھ وفیہ ایضا ان اللہ عز وجل
اراد ان تندرج من المحسوسات الی المعقولات ومن
المصنوعات الی الصانع اھ
ص ۹۹ س ۹ قولہ الا الاشقی الخ فی ن قال
جار اللہ رح ہذا الکلام وارد علی سبیل المبالغۃ فجعل
الاشقی مختصا بالصلی کان النار لم تخلق الا لہ وجعل الاتقی
مختصا بالنجاۃ کان الجنۃ لم تخلق الا لہ اھ
ص ۱۰۱ س ۳ قولہ والضحی الخ فی ن ولا ریب

ان سجو اللیل وقت استیلاء والظلام منہ
لا کلہ فہو بمنزلۃ الضحی من النہار
ص ۱۰۱ س ۳ قولہ سوف الخ فی ن و
اللام فی لسوف مفیدۃ التاکید ودون الحال اھ
س ۵ قولہ فاما الیتیم فی ن وانتصب الیتیم
بالفعل بعدہ والفاء لتلازم ما بعدہا لما قبلہا اھ
وفی ع کالزائدۃ (ای الفاء)
ص ۱۰۲ س ۱۲ قولہ فرمن منصبی الخ او یہ
بھی ہوسکتا ہے کہ اما بنعمۃ ربک فحدث امیر تبۃ تحریر
ای فحدث بالنبوۃ کما رواہ الطبری عن مجاہد اور مگر
لفظ عام یعنی نعمت کا اختیار کرنا دلالت علی العموم
کے لئے ہو کہ نبوت کے مقاصد بھی بیان فرمائے
جاویں اور جو بعض تفسیر میں اختیار کیے ہیں اُن کا
ذکر بھی کیا جاوے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ
بالنعمۃ سے فقط بالنبوۃ ہی مراد ہو اور اسکو
بطریق ابہام نیز بلفظ نعمت تعبیر فرمانے میں
اس کے اہتمام کا قصد ہو کہ اصل نعمت وقابل
اعتبار نعمت دینیہ ہے جسمیں نبوت اور زیادہ
مہتم بالشان ہے۔
ص ۱۰۲ س ۳ قولہ الم نشرح فی ن قال
جار اللہ استفہم عن انتفاء الشرح علی وجہ
الانکار فافاد اثبات الشرح وایجابہ فکانہ قیل
شرحنا لک صدرک ولذلک عطف علیہ وضعنا
اعتبارا للمعنی قلت اعتبار المعنی من جانب
وضعنا اصوب وانسب لیکون الکل داخلا فی
الاستفہام الانکاری کانہ قیل الم نشرح ولم نضع
ولم نرفع ومثلہ امر فی والضحی الم یجدک الخ وفیہ
ایضا والاصل فی الانقاض ان الظہر اذا اثقلہ
الحمل سمع لہ نقیض ای صوت خفی کصوت المحامل
والرحال وکل ما فیہ انتقاض وانفکاک اھ وقولہ
ان مع العسر الخ فی ع العسر فی الموضعین واحد
لان الالف واللام توجب تکریر الاول واما الیسرا
فی الموضعین فاثنان لان النکرۃ اذا ارید تکریرہا
جئی بضمیرہا او بالالف واللام ومن ہنا قیل لن یغلب
عسر یسرین اھ وفی لباب النقول اخرج ابن جریر

عن الحسن (مرسل مقبول) قال لما نزلت ہذہ الآیۃ ان مع العسر یسرا قال رسول اللہ ابشروا اتاکم الیسر لن یغلب عسر یسرین اھ

ص ۱۰۳ س ۳ قولہ والتین والزیتون فی ن من خواص التین انہ غذاء وفاکہۃ ودواء لانہ طعام لطیف سریع الہضم مبین الطبع ویخرج بطریق الرشح ویقلل البلغم ویطہر الکلیتین ویزیل ما فی المثانۃ من الرمل ویسمن البدن ویفتح السدد الکبد والطحال واما الزیتون فانہ من الشجرۃ المبارکۃ وہو فاکہۃ من وجہ ودواء من وجہ اھ ملخصا

ص ۱۰۴ س ۵ قولہ الرجعی فی ن ای الرجوع اھ ایضا نکتۃ وہی ان اول السورۃ دلت علی فضیلۃ العلم وبعدہا دل علی مذمۃ المال فکفی ذلک مرغبا فی العلم ومنفرا عن الدنیا اھ **س ۷ قولہ عبدا** فی ن وفیہ تفخیم شان النبی کان من شہرتہ بالعبودیۃ لا یحتاج الی سبق الذکر کقولہ اسری بعبدہ انزل لعبدہ اھ **س ۹ قولہ لنسفعا** فی ن وقد کتب فی المصحف بالالف علی حکم الوقف لان النون الخفیفۃ المؤکدۃ یوقف علیہا بالالف

س ۱۰۶ س ۲۵ چونکہ یہ بلا نا الخ فی الطبری حدثنا ابن عبد الاعلی قال حدثنا ابن ثور عن معمر عن قتادۃ فی قولہ سندع الزبانیۃ قال النبی لو فعل ابو جہل لاخذتہ الزبانیۃ الملائکۃ عیانا اھ قلت مرسل

ص ۱۰۷ س ۳ قولہ ترکنا فی ن الضمیر فی انا انزلناہ للقرآن اما لان القرآن کلہ فی حکم سورۃ واحدۃ واما لشہرتہ ومن نباہۃ شانہ کانہ یستغنی عن التصریح بذکرہ اھ وفیہ وحسن المجاز انہ اذا انزل الی السماء الدنیا فقد شارف النزول الی الارض فیکون من فوائدہ التشویق اھ وفیہ ایضا والاکثرون علی انہا فی رمضان لقولہ تعالی شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن وقولہ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر فیجب من الآیتین ان تکون لیلۃ القدر فی رمضان اھ

ص ۱۰۸ س ۳ قولہ منفکین الخ فی ن قال صاحب الکشاف ان ہذہ حکایۃ کلام الکفار وتقریرہ ان الکفار من الفریقین اہل الکتاب وعبدۃ الاوثان کانوا یقولون قبل مبعث النبی لا ننفک مما نحن الیہ من دیننا ولا نترکہ حتی یبعث النبی الموعود الذی ہو مکتوب فی التوراۃ والانجیل وہو محمد صلی اللہ تعالی ما کانوا یقولونہ ثم قال وما تفرق الخ یعنی انہم کانوا یعدون اجتماع الکلمۃ والاتفاق علی الحق اذا جاءہم الرسول ثم ما فرقہم عن الحق ولا اقرہم علی الکفر الا مجیئ الرسول ونظیرہ من کلام البشر ان یقول الفاسق لمن یعظہ لست بممتنع مما انا فیہ من الافعال القبیحۃ حتی یرزقنی اللہ الغنی فلما رزقہ الغنی ازداد فسقا فیقول واعظہ لم تکن منفکا عن الفسق حتی توسر وما غمست راسک فی الفسق الا بعد الیسار تذکر ما کان یقولہ توبیخا والزاما الخ

س ۱۱ قولہ وعملوا الصلحت فی ن مقابلۃ الجمع بالجمع فلا مکلف یاتی بجمیع الصالحات بل لکل مکلف حظ فحظ الغنی الاعطاء وحظ الفقیر الاخذ اھ **ص ۱۰۹ س ۳ قولہ اثقالہا** فی ن قال ابو عبیدۃ والاخفش اذا کان المیت فی بطن الارض فہو ثقل لہا واذا کان فوقہا فہو ثقل علیہا ومفعول تحدث محذوف ای تحدث الناس او متروک لان المقصود تحدیثہا لا من تحدثہ واوحی لہا بمعنی اوحی الیہا واشتاتا جمع شت او شتیت والذرۃ اصغر النمل او ہی الہباء اھ ملخصا **س ۵ قولہ فمن یعمل الخ** فی الطبری حدثنی علی قال ثنا ابو صالح قال حدثنی معاویۃ عن علی عن ابن عباس فی قولہ فمن یعمل الخ قال لیس مؤمن ولا کافر عمل خیرا ولا شرا فی الدنیا الا آتاہ اللہ ایاہ فاما المؤمن فیریہ حسناتہ وسیاٰتہ فیغفر اللہ لہ سیاٰتہ واما الکافر فیرد حسناتہ ویعذبہ بسیاٰتہ اھ

حاشیہ تحتانی یسار قولہ الاضافۃ الخ قال الطبری واضیف الزلزال الی الارض وہو صفتہا کما یقال لاکرمتک کرامتک بمعنی لاکرمتک کرامۃ وحسن ذلک فی زلزالہا موافقتہا سائر رؤس الآیات التی بعدہا وفی ن قال اہل المعانی ہو کقولک اکرم التقی اکرامہ واہن الفاسق اہانتہ یرید ما یستوجبانہ من الاکرام والاہانۃ اھ

ص ۱۱۰ س ۳ قولہ فالموریت الخ ہذہ القاذات کلہا لمحض بصوق بعدہا من الصفۃ لما قبلہا من الصفۃ لا للترتیب ولا للتفریع **س ۷ قولہ ان ربہم الخ** فی ن ومعنی تقیید العلم بذلک الزمان وہو عالم باحوالہم ازلا وابدا للتوبیخ وکانہ تعالی قال ان من لم یکن عالما فی الازل فانہ یصیر بعد الاختیار عالما فالذی ہو عالم فی الازل کیف لا یکون خبیرا بہم فی الابد اھ ملخصا

ص ۲ الحاشیۃ تحتانی یمین س ۱ قولہ علم الیقین فی ن فاضیف الموصوف الی الصفۃ واضافۃ العلم الی بعض الواعہ جائزۃ کعلم الطب اھ ملخصا

ص ۱۱۲ س ۹ قولہ ان الخ فی ن ومن بعضہم انہ قال فی التین لقد خلقنا الخ فابتدأ من الکمال الی النقصان وقال ہہنا لفی خسر الخ فعکس القضیۃ لان ذلک مذکور فی احوال البدن وہذا مذکور فی احوال النفس قلت یمکن ان یقال ان کلا الآیتین فی شان النفس الا انہ اراد فی التین ذکر استعدادہ الفطری وہو کراس المال وہہنا اراد حکایۃ معاملتہ بعدما اعطی راس المال ولا ریب ان اکثرہم منہمکون الخ وفیہ ایضا وفی لفظ التواصی دون الدعاء او النصیحۃ تاکید بلیغ کانہ امرہم بہ کالوصیۃ اھ قلت وفیہ وجہ آخر وہو انہم یہتمون فی جمیع ازمنۃ الحیاۃ اشد اہتمام حتی یتواصوا بہ عند الممات وہذا من المواہب بغیر تفکر

ص ۱۱۳ س ۳ قولہ لینبذن فی ن والنبذ الطرح وفیہ اشعار بالاہانۃ وفی الاعراب الافئدۃ جمع قلۃ استعمل فی موضع الکثرۃ

ص ۱۱۴ س ۳ قولہ الم تر فی ن انما لم یقل الم تعلم لانہ کان یعلم علما کالمشاہد المرئی لتواترہ وتقرب عہدہ بہ اھ ملخصا وفیہ ایضا والتنکیر فی طیرا للتحقیر لانہا کانت صغار الجثۃ اھ ملخصا

ص ۱۱۵ س ۷ قولہ یدع فی ن فی لفظ الدع بالتشدید رحمۃ من اللہ علی عبادہ واشارۃ الی انہ ان صدر لو فی استخدام لہ او شیئ مما یکرہ الطبع کان معفوا اھ ملخصا **س ۹ قولہ صلاتہم** قلت فی اضافتہا الیہم دون اللہ تعالی تقریع بہم وتحقیق لہم حیث ترکوا نفعہم وہو ربہم الذی یؤل نفعہ الیہم کذلک التقی فی روحی مرقی ان الماعون ہو فاعول من المعن وہو الشیئ القلیل اھ محصلا وفی لباب النقول اخرج ابن المنذر عن طریق ابن ابی طلحۃ عن ابن عباس فی قولہ فویل للمصلین الآیۃ قال نزلت فی المنافقین کانوا یراؤن المؤمنین بصلاتہم اذا حضروا ویترکونہا اذا غابوا ویمنعونہم العاریۃ اھ ولا یبعد ان یلام مکلف علی اختیار العادۃ الخسیسۃ وان لم یکن الذی یلام علیہ واجبا علیہ فتثبت بالآیۃ الکراہۃ التنزیہیۃ وہذا کما ورد النہی عن منع الماء وغیرہ مرفوعا ہو فی سنن ابی داؤد وقد سکت عنہ فالزکوۃ تدخل فی الوعید بالطریق الاولی بخلاف ما لو فسر الماعون بالزکوۃ فالعاریۃ المندوبۃ لا تدخل فیہا فہذا اشمل واوفق بسبب النزول ولم نقل بوجوب العاریۃ مطلقا لان الکلیۃ الشرعیۃ تاباہ فافہم وحقق

حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ تصغیر فی ن فالتصغیر للتعظیم اھ **ص ۱۱۶ س ۱ قولہ فلیعبدوا** فی ن وفی الکلام معنی الشرط وفائدۃ الفاء وتقدیم الجار ان نعم اللہ تعالی لا تحصی فکانہ قیل ان لم یعبدوہ لسائر نعمہ فلیعبدوہ لہذہ الواحدۃ التی ہی نعمۃ ظاہرۃ اھ وفی الطبری ان ہذا اللام بمعنی التعجب وان معنی الکلام اعجبوا لایلف قریش رحلۃ الشتاء والصیف وترکہم عبادۃ رب ہذا البیت الذی اطعمہم من جوع وآمنہم من خوف فلیعبدوا رب ہذا البیت الخ والعرب اذا جاءت بہذہ اللام فادخلوہا فی الکلام للتعجب بہا اکتفوا بہا دلیلا علی التعجب من اظہار الفعل الذی یجلبہا اھ وقولہ رحلۃ فی ن اسم من الارتحال اھ وقولہ متعددۃ یعنی رحلتین

ص ۱۱۶ حاشیہ تحتانی یسار قولہ التنوین فی ن وافادۃ لنوع من التعظیم کقول الخلفاء یرسم امیر المؤمنین اھ وفیہ ایضا والبتر فی اللغۃ استیصال القطع ومنہ الابتر المقطوع الذنب فاستعیر للذی لا عقب لہ الخ

ص ۱۱۷ س ۳ قولہ لا اعبد الخ فی ن فان قیل لما کان المقام مقام التاکید والمبالغۃ ولہذا کرر ما کرر فلم لم یقل لن اعبد کما قال اصحاب الکہف لن ندعو من دونہ الہا قلت ان اصحاب الکہف کانوا متہمین بعبادۃ الاصنام ولانہ قد عبد منہم ذلک قبل ان ارشدہم اللہ وان محمدا لم یکن متہما بذلک